2ND EDITION

ہماری ویب ڈیجیٹل بک

محمد اعظم عظیم اعظم

MUHAMMAD AZAM AZIM AZAM

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Muhammad Azam Azim Azam"
at Hamariweb.com

امریکہ اور بھارت دنیا بھر میں اسرائیلی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں

خصوصی کالم تمثیلِ سیاست

امریکہ اور بھارت دنیا بھر میں اسرائیلی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں........

غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف اقوامِ متحدہ کی رپورٹ پر امریکہ کی شدید تنقید.....

امریکہ نے غزہ پر اسرائیلی فوجیوں کی جارحیت کو ماننے سے انکار کردیا......

ملت اسلامیہ کیا پہلے ہی امریکہ کے وجود اور اِس کی داداگیری سے کچھ کم بیزار اور پریشان تھی کہ امریکہ نے دنیا اور بالخصوص مسلم ممالک پر سے اپنی حکمرانی کی کمزور ہوتی ہوئی گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے لےپالک بچہ اسرائیل کو بھی اب اپنے ساتھ رکھ لیا ہے اور اب امریکہ کی حتی الامکان کوشش یہ ہے کہ اسرائیل اس کی دنیا پر سے کمزور ہوتی ہوئی اس گرفت کو مضبوط کرنے میں فعال کردار ادا کرے جو صدی سے ساری دنیا اور مسلم ممالک کو اپنے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی ۔ کیوں کہ وہ یہ سمجھ چکا ہے کہ ایک سے بھلے دو اچھے ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے اسرائیل کو ساری دنیا اور بالخصوص اُمتِ مسلمہ کو اپنے زیر تسلط رکھنے کے ایسے ایسے گُر سکھا دیئے ہیں کہ آج

امریکہ کا یہ شاگردِ حقیقی جسے ملتِ اسلامیہ امریکہ کا بغل بچہ بھی کہتی ہے اِس نے اپنی صحیح شاگردی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے استاد (امریکہ) کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اسرائیل نے امریکہ شاگردی میں رہتے ہوئے اپنی حرکتوں سے آج مسلم امہ کے ناک میں دم کر رکھا ہے اور امریکہ اور بھارت اِس کے ملت اسلامیہ کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک پر کسی چالاک الو کے مافق اپنی آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں اور یوں اِنھوں نے اسرائیل کو بے لگام چھوڑ کر اِسے اُمتِ مسلمہ کی تباہی کے لئے کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔

اگرچہ مسلم امہ نے یہ جاننے اور اِس نتیجے پر پہنچنے میں بڑی دیر کردی ہے کہ امریکہ اور بھارت دنیا بھر میں اسرائیلی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ساری دنیا کا ٹھیکیدار بننے والا امریکا اَب بھارت کے کلیدی تعاون سے اسرائیل کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا منصوبہ بھی بنا چکا ہے۔ مگر اِس کے باوجود بھی یہاں افسوسناک بات تو یہ ہے کہ یہ جان لینے کے بعد بھی اُمتِ مسلمہ امریکہ اور بھارت سے کیوں اِس بات کا کھل کر اظہار کرنے کی ہمت خود میں پیدا نہیں کرپارہی ہے کہ وہ اِمریکہ اور بھارت کو یہ باور کرادے کہ یہ دونوں ممالک مسلم امہ کی نظر میں اسرائیل جیسے متنازع ملک کی کیوں ہر معاملے میں پشت پناہی کرتے پھرتے ہیں اور اِس کے ہر غلط قول و فعل کو درست گرداننے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا بھی زور لگا دیتے ہیں۔

جیسے اَب اگر اِسی کو ہی لے لیا جائے کہ "اسرائیل کی طرف سے غزہ میں جنگی جرائم کے ارتکاب کی رپورٹ جاری کرنے پر اقوام متحدہ کو امریکہ کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے" خبر یہ ہے کہ جس کے مطابق امریکہ نے غزہ کی جنگ میں اسرائیلی فوج کی طرف سے جنگی جرائم کے ارتکاب پر مبنی ایک رپورٹ جاری کرنے پر اقوام متحدہ کو سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا ہے اِس رپورٹ کے حوالے سے امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان ایان کیلی نے گزشتہ دنوں واشنگٹن میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس کے دوران بتایا کہ اقوام متحدہ کی حقوق انسانی کونسل (ہیومن رائٹس کونسل) کے زیر اہتمام غزہ میں گزشتہ سال 22 روزہ اسرائیلی جارحیت کے حوالے سے گولڈن سٹون مشن تشکیل دیا گیا تھا جس کی تیار کردہ طویل ترین (گولڈ سٹون) رپورٹ میں اسرائیلی فوج کے جرائم کو جس طرح بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے اِس پر امریکہ کے بیشمار تحفظات ہیں اِس موقع پر امریکی ترجمان ایان کیلی کا یہ بھی کہنا تھا جبکہ اِس کے مقابلے میں فلسطینی تحریک مزاحمت کار حماس کے جرائم کو گولڈ سٹون رپورٹ میں یکسر نظر انداز کیا گیا ہے اِس اسرائیلی حامی امریکی ترجمان نے اِس رپورٹ کو مرتب کرنے والے جنوبی افریقہ کے جج رچرڈ گولڈ سٹون اور اِن کے ساتھیوں پر کھلم کھلا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ اِن لوگوں نے اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کونسل کی طرف سے دیئے گئے مینڈیٹ کا یکطرفہ استعمال کیا ہے جو صرف

اسرائیل کے خلاف ہے۔ اِس امریکی ترجمان ایان کیلی کے اِس اسرائیلی حمایت پریس کانفرنس جس میں اِس نے اقوام متحدہ کی غزہ پر اسرائیل کی جارحیت کے خلاف غیر جانبدارانہ رپورٹ پیش کی ہے اور اِسے بھی امریکی ترجمان ایان کیلی جانبدار بنانے پر تلا ہوا ہے اِس کے بعد ملت اسلامیہ کے پاس اَب کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ ساری دنیا میں امریکاکے اِس اسرائیل حامی بیان اور پریس کانفرنس کے بعد امریکا اور اسرائیل گٹھ جوڑ کے خلاف کھلم کھلا احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ نہ شروع کرے۔

جبکہ اِس پُر ہجوم پریس کانفرنس میں اِس امریکی اسرائیلی حامی دفترخارجہ کے ترجمان ایان کیلی نے رچرڈ گولڈ سٹون کی طرف سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور دیگر اداروں سے اِس رپورٹ پر فوری کارروائی کی اپیل کو بھی شدید تنقید کانشانہ بناتے ہوئے کہا کہ اسرائیل میں جمہوری ادارے پہلے سے موجود ہیں جو غزہ میں اسرائیلی فوج کے مبینہ جرائم کی تحقیقات کسی بھی دوسرے ملک کی ٹیم سے اچھی کر سکتے ہیں۔ یوں اِس امریکی ترجمان نے اقوام متحدہ کی اِس رپورٹ کو ڈنکے کی چوٹ پر مسترد کرتے ہوئے اسرائیل میں موجود کسی دوسرے ادارے سے کرانے کا عندیہ بھی دے دیا ہے۔

اِسی طرح "رائٹر" کے مطابق ایک دوسری خبر میں بھی گولڈ سٹون کی اسرائیل کی

غزہ پر جارحیت کے خلاف پیش کی گئی رپورٹ پر غزہ میں امریکی سفیر سوسان رائس نے بھی غزہ پر جارحیت کے دوران اسرائیل کے جنگی جرائم بے نقاب کرنے پر اقوام متحدہ کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی حکومت اسرائیل کے جنگی جرائم سے متعلق اقوام متحدہ کی طویل ترین رپورٹ کا جائزہ لے رہی ہے راقم الحرف کے نزدیک جب کوئی اسرائیل کی کھلی ہٹ دھرمی کے خلاف امریکہ کو حق و سچ کا آئینہ دکھلائے تو اِس پر بھی امریکہ سیخ پا ہو جاتا ہے اور ایسے کسی بھی سچ کو جھٹلانے کے لئے اپنی پوری قوت سے اڑ جاتا ہے کہ جس میں اسرائیل کی ہٹ دھرمی کو بے نقاب کیا گیا ہو اور یوں دنیا کے سامنے امریکہ کی بھی ہٹ دھرمی اور مسلم امہ سے متعلق اِس کی دوغلی پالیسی بھی کھل کر عیاں ہو جاتی ہے جیسے اِس موقع پر اِس امریکی سفیر کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہمیں اِس رپورٹ کی بہت سی سفارشات پر شدید تحفظات ہیں۔ جس کے بعد اَب یہ بات بھی ملت اسلامیہ پر پوری طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ امریکہ کس طرح اپنے اور اسرائیلی مفادات کی جنگ پوری دنیا میں لڑ رہا ہے اور اِن دنوں (امریکہ اور اسرائیل) ممالک کی اِس مفاداتی جنگ میں بھارت بھی اپنا حصہ ڈال رہا ہے کہ جب انہیں کبھی کوئی کامیابی حاصل ہو تو بھارت کا نام بھی اِن کی کامیابی میں لیا جائے جس کے لئے بھارت بھی ہر وہ جتن کرنے کو تیار ہے جس کے لئے خواہ اِسے اگر اپنا وجود بھی مٹانا پڑ جائے تو بھارت کے نزدیک یہ اِس کے لئے کوئی نقصان اور گھاٹے کا سودا نہیں ہوگا۔

بھارت کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں پنگے بازیاں....؟

خصوصی کالم تمثیلِ سیاست

بھارت کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں پنگے بازیاں.......؟

بھارت امریکا کی چمچہ گیری میں حد سے بھی آگے بڑھ گیا ہے

بھارت خطے میں اپنی داداگیری قائم کرنے کے لئے پاکستان کے بعد اب چین سے بھی پنگا لے رہا ہے......

آج پاکستانی حکمران اور عوام یہ بات اچھی طرح سے سمجھنے لگے ہیں کہ بھارت کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں پنگے بازیاں روز افزوں بڑھتی جارہی ہیں۔ جس کی وجہ سے پاک بھارت مذاکرات کا عمل رک چکا ہے اور اِس کے ساتھ ہی پاکستانی یہ بات بھی اچھے طرح سے محسوس کرنے لگے ہیں کہ بھارت کی پاکستان سے متعلق بڑھتی ہوئی اِس بے رخی کی ایک بڑی وجہ بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے بھارت نے پاکستان سے جیسے تیسے تعلقات کو بھی خود ہی آہستہ آہستہ بگاڑنا شروع کردیا ہے۔ اور باالآخر آج اِس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان کی جانب سے مذاکرات کے لئے بڑھتے ہاتھ کو بھارتی حکمران جھٹک کا آگے بڑھ جاتے ہیں۔

یہ بھی کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ پاکستان کی طرف سے بھارت سے متعلق ہر لمحہ نرم گوشے کے جواب میں بھارتی حکمرانوں اور شدت پسند سیاستدانوں نے ہمیشہ سرد مہری کا مظاہرہ کیا ہے اور اِس میں شک کی آمیزش کو شامل کرتے ہوئے سابقہ اور موجودہ بھارتیوں نے ہمیشہ پاکستانی حکمرانوں اور عوام کے ہر خلوص کا جواب یکدم الٹ دیا ہے کہ جس سے بھارتی حکمرانوں اور عوام کی ذہنی پسماندگی اور اِن کی ایک محدود اور نفسیاتی بیماری میں مبتلا قوم ہونے کی سوچ کی عکاسی ہوتی ہے اور یہ بھی کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ بھارتیوں کی طرف سے روا رکھے گئے اِس عمل پر عالمی امن کا ٹھیکیدار امریکا بھی کتنا خاموش ہے کہ اُس نے آج تک بھارتیوں کو یہ سمجھانے کی بھی کوشش نہیں کی کہ اِن کا یہ عمل ایک ایٹمی طاقت والے ملک کے ساتھ کسی بھی صورت درست نہیں ہے۔ جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ستائش ہے کہ گزشتہ سال سانحہ ممبئی کے حوالے سے آج بھی جب پاکستان ایک اچھے پڑوسی ہونے کے ناطے دہشت گردوں کے چنگل میں بری طرح سے پھنسے بھارت جیسے اپنے ضدی پڑوسی کی کوئی مدد کرنا چاہتا ہے تو بھارتی حکمران اور موجودہ حکومت میں شامل وہاں کے شدت پسند رہنما ایسا ہونے نہیں دے رہے ہیں اور ہر ایسے کسی بھی موقع پر جب بھی پاکستان خلوصِ نیت سے ان کے قریب ہوا ہی چاہتا ہے تو وہ پاکستان مخالف کوئی نہ کوئی ایسا شوشا چھوڑ دیتے ہیں کہ پاکستان کی ساری محنت اور خلوص پر پانی پھر جاتا ہے اور

ہر بار نفسیاتی الجھنوں کے شکار بھارتی حکمرانوں کی طرف سے روایتی بے حسی اور ان کی عدم توجہی کے باعث بات آگے بڑھنے سے رہ جاتی ہے۔

کیوں کہ پاکستان یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دہشت گردی جیسا مسئلہ اَب صرف پاکستان اور بھارت کا ہی نہیں رہا ہے بلکہ اَب یہ عالمی مسئلے کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اِس کا مقابلہ اَب کوئی بھی ملک اکیلا اور تن تنہا نہیں کر سکتا۔ اُسے اپنے ملک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنے علاوہ یقیناً اپنے پڑوسی ممالک سے بھی مدد لینی ہوگی۔ جس کے بغیر کوئی بھی ملک اپنے یہاں سے نہ تو دہشت گردوں کا ہی صفایا کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اپنے یہاں ہونے والی کسی بھی قسم کی دہشت گردی کو روکنے ہی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

جبکہ دوسری جانب ایک خبر یہ ہے کہ بھارت کے قومی سلامتی کے مشیر ایم کے نرائین نے ایک امریکی ٹی وی کو دیئے گئے انٹرویو میں پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ کسی بھی وقت ممبئی حملوں جیسی دہشت گردی کا خطرہ ہو سکتا ہے اور پاکستان دہشت گردوں کے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کر رہا ہے اپنے اِس انٹرویو میں انہوں نے پاکستان پر کھلم کھلا یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ پاکستان میں حافظ سعید کی سب سے زیادہ

مہمان نوازی کی جارہی ہے۔ مہمان نوازی کیا معنی؟ وہ تو پہلے ہی پاکستان کے باشندے ہیں ان کا یہ کہنا میرے نزدیک انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ ممبئی حملوں کے ملزمان کے خلاف تمام اقدامات محض دکھاوا ہیں" پہلے تو یہ بات بھارتی حکمران واضح کریں کہ کوئی بھی شخص اپنے ملک میں رہ کر کیسے کسی دوسرے ملک میں دہشت گردی اور مداخلت کا مؤجب ہو سکتا ہے؟ میرے خیال کے مطابق حافظ سعید کا نظر بند کیا جانا ہی غلط ہے۔ یہ بھی ہمارے پاکستانی حکمرانوں کی انتہائی اعلیٰ ظرفی ہے کہ انہوں نے بھارت کی جانب سے بے بنیاد الزامات پر بھی اپنے شہری کو بھی محض اپنے جذبہ خیر سگال کے تحت بے گناہی کے الزام میں لگ بھگ گزشتہ ایک سال سے نظر بند کئے رکھا ہے۔ اِس سے زیادہ کوئی بھی ملک کسی دوسرے ملک کے لئے نہیں کر سکتا۔ اِس پر بھی کینہ پروری کا مظاہر کرنے والے بھارتی حکمرانوں اور شدت پسند سیاستدانوں کے کلیجوں میں لگی آگ اَب تک ٹھنڈی نہیں ہو سکی ہے اور اِس پر ستم ظریفی یہ کہ وہ بے گناہوں کو بھی مجرم ثابت کرانے پر اڑے ہوئے ہیں۔

دوسری جانب امریکا و اسرائیل بھارت کی پشت پر بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے بنیئے کو یہ ہمت پیدا ہو گئی ہے کہ اب وہ ہمیں دن رات دھمکیاں دینے اور آنکھیں دکھانے پر تلا ہوا ہے۔ اِس پر طرہ یہ کہ ہر روز کوئی نہ کوئی نیا الزام لگا کر گڑے مردے اکھاڑتے نہیں تھکتا ہے۔ اَب سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ بھارتی

حکمران آخر کب تک امریکی چمچہ گیری میں جتے رہیں گے اور جنوبی ایشیا کے امن کو امریکی آشیر باد پر تباہ کرنے کی سازشوں میں مصروف رہیں گے۔

انہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آرہی ہے کہ امریکا تو پہلے ہی اِس خطے کا امن وسکون برباد کررہا ہے بھارت کیوں اِس گھناؤنے کھیل میں اِس کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ بھارت اَب تو چین سے بھی پنگا لینے پر تلا بیٹھا ہے۔اِس پس منظر میں اگر چین جیسی بڑی طاقت بھی سنجیدہ ہو گئی تو جنوبی ایشیا کو آگ وخون کا دریا بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔اِس میں بھارت سمیت دیگر ممالک کی تباہی لازمی ہو گی اور یورپ اپنی اِس کامیابی پر زوردار قہقہے لگا رہا ہوگا۔

حکومت کا صاف انکار چینی کی 40 روپے کلو فروخت ممکن نہیں ... مگر کیوں؟

حکومت کا صاف انکار چینی کی 40 روپے کلو فروخت ممکن نہیں .... مگر کیوں؟

عوام دوست سپریم کورٹ.....اور عوام دشمن حکومت.......آمنے سامنے

غذائی قلت کے اعتبار سے پاکستان دنیا میں 11 ویں نمبر پر آگیا جو حکمرانوں اور عوام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے

آج اگر پاکستانی حکمرانوں اور عوام دونوں کے لئے واقعی سوچنے، سمجھنے اور غور کرنے کی کوئی بات ہے تو وہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ برائے خوراک "ورلڈ فوڈ پروگرام" نے برملااِس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا میں پہلی بار خوراک کی کمی کے شکار لوگوں کی تعداد ایک ارب سے بھی زائد ہو گئی ہے اور ورلڈ فوڈ پروگرام کا یہ بھی کہنا ہے کہ غذائی قلت کے شکار ممالک میں بدقسمتی سے پاکستان جو ایک زرعی ملک ہے یہ دنیا کے غذائی قلت کے شکار ممالک کے اعتبار سے 11 ویں نمبر پر آگیا ہے جبکہ یہاں ایک اور حیران کن بات تو یہ بھی ہے کہ آبادی اور رقبے کے اعتبار سے پاکستان سے کئی گنا بڑا اِس کا پڑوسی ملک بھارت 25 ویں اور بنگلہ دیش 20 ویں نمبر پر ہیں۔ اپنے اِن دونوں پڑوسی ممالک کے مقابلے میں پاکستان کا غذائی قلت کے اعتبار

سے یوں 11 ویں نمبر پر آ جانا یقیناً اہلِ پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ سے کم نہیں ہے۔
میرے نزدیک پاکستان کا غذائی قلت کے لحاظ سے دنیا کے 11 ممالک میں شمار اِس کے حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندیوں اور فرسودہ حکمتِ عملیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ جنھوں نے اپنے دورِ حکومتوں میں اپنی جیبیں تو بھریں اور اپنے ملکی اور غیر ملکی بینکوں میں اکاؤنٹس تو کھلوائے۔ مگر انہوں نے ملکی زرعی پیداواری صلاحیتوں کو بڑھانے اور اِسے 21 ویں صدی کے جدید سائنسی آلات اور مشینری سے لیس کرنے کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ آج جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اِس ملک میں جو زرعی ملک کے حیثیت سے دنیا بھر میں پہچانا جاتا ہے۔ آج اپنی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہو چکا ہے اور اگر یہی حال رہا اور ہمارے حکمرانوں نے اب بھی سنجیدگی سے ملک میں غذائی ضرورت کی پیداواری صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے ٹھوس اور دیرپا اقدامات نہ کئے تو کوئی وجہ نہیں کہ اِس ملک میں قحط بھی پڑ سکتا ہے۔
بہر کیف ! غذائی قلت کا مسئلہ تو اپنی جگہ مگر اِن دنوں ملک کی عوام کو اِس حوالے سے جن دو چیزوں چینی اور آٹے کے مسائل درپیش ہیں اِس حوالے سے گزشتہ دنوں ملکی اخبارات میں شائع ہونے والی اِس ایک خبر جس کے مطابق سپریم کورٹ

نے 40 روپے کلو چینی فروخت کرنے کے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد روکنے کی شوگر ملز مالکان اور ڈیلرز کی استدعا مسترد کردی ہے اور چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس افتخار محمد چوہدری نے چینی 40 روپے فی کلو گرام فروخت کرنے کی ہدایت کی ہے اور شوگر ملز مالکان کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ نے اربوں روپے کمائے ہیں اگراِس حوالے سے لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد نہ ہوا تو توہین عدالت کی کاروائی کے لئے تیار رہیں اوراِس کے ساتھ ہی اِس خبر کے مطابق انہوں نے یہ بھی کہا کہ 17 کروڑ عوام کو 500 افراد کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جاسکتا کہ وہ قطاروں میں لگ کر مر جائیں اور انہوں نے اِس موقع پر شوگر ملز مالکان کو تنبیہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ لوگوں کے گلے کاٹ کر قیمتیں بڑھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کے اِس فیصلے سے ملک کی غریب اور مفلوک الحال عوام میں خوشی کی ایک ہلکی سی لہر دوڑ گئی تھی اوراِسے سکھ کا سانس نصیب ہوگیا تھا کہ چلو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے قانون کی چھڑی سے اِس انتہائی ظالم اور عوام دشمن اقدامات کرنے والی حکومت اور چینی کے تاجروں سے چینی کی قیمت کم کرانے کا حکم تو صادر فرمایا۔

مگر اگلے ہی روز ملک کے غریب اور کسمپرسی میں مبتلا عوام کے ارمانوں اور جذبوں پر اُس وقت اُوس پڑ گئی کہ جب سپریم کورٹ سے ملز مالکان اور ڈیلرز کی

استدعا مسترد کئے جانے کے بعد حکومت حرکت میں آگئی اور یہ بھی کتنا عجیب وغریب اتفاق ہوا کہ پاکستان کی اِس ہی 17 کروڑ عوام کے ووٹوں سے مسندِ اقتدار پر اپنے عوام دشمن پنجے گاڑنے والی اور اپنے جھوٹے عوامی خدمت کی دعویدار اِس حکومت نے چینی اور آٹے کے حصول کے لئے پریشان حال عوام کے سر پر ہاتھ رکھنے اور اِن کی داد رسی کرنے کے بجائے یہ حکومت الٹا شوگر ملز مالکان اور ڈیلرز سے اپنا کندھے سے کندھا ملائے کھڑی نظر آئی۔

اِس لئے کہ جب عوام دوست سپریم کورٹ نے ملز مالکان اور ڈیلرز کی استدعا مسترد کردی تھی تو اِس کے اگلے ہی روز ایک خبر کے مطابق چینی کے بحران کے حوالے سے اِس پر غور کرنے کے لئے اسلام آباد میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی زیر صدارت وزرائے اعلیٰ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں خبر کے مطابق شوکت ترین کی سربراہی میں قائم کی گئی کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی جس میں حکومت کو ملک بھر میں چینی کی یکساں قیمت پر فروخت اور آئندہ سال کے لئے گنے کی کاشت میں اضافے کے لئے کسانوں اور کاشتکاروں کو خصوصی مراعات دینے کی بھی ترجیحی بنیادوں پر سفارشات اور تجاویز بھی پیش کی گئیں۔ جب کہ اپنی نوعیت کے اِس غیر معمولی اجلاس میں جو خالصتاً ملک میں چینی کے بحران پر غور کے لئے بلایا گیا تھا اِس میں پنجاب، سندھ اور سرحد کے وزرائے اعلیٰ اور وفاقی وزراء نے خصوصی طور پر شرکت کی تھی۔

مگر یہاں پر ایک افسوس ناک امر تو یہ بھی ہے کہ ملک میں چینی کے بحران کے خاتمے کے حوالے سے یہ اجلاس جتنی دیر بھی جاری رہا اِس اجلاس میں متفقہ طور پر بس یہ ہی فیصلہ کیا گیا کہ چینی کے بحران کے حل کے لئے حکومت سپریم کورٹ سے رجوع کرے گی اور وفاق اور صوبائی حکومتیں 40 روپے فی کلو گرام چینی کی فروخت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کریں گی (جو اِن سطور کے رقم کرنے تک دائر بھی کردی گئی ہے) جس میں سپریم کورٹ کو بتایا گیا ہے کہ 40 روپے کلو گرام چینی کی فروخت میں حکومت کو کیا مشکلات درپیش ہیں اور اِس حکومتی اپیل جو ملک میں چینی 40 روپے فی کلو فروخت نہ کرنے کے حوالے سے حکومت کی جانب سے عوام دشمن مؤقف پر دائر کی گئی ہے اِس میں یہ بھی واضح طور پر بتانے اور جتانے کی سعی کی گئی ہے کہ حکومت کے لئے یہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں کہ وہ 40 روپے کلو چینی عوام کو فراہم کرسکے۔

جبکہ ایک حوصلہ افزا خبر یہ بھی ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد چینی 40 روپے فی کلو مقرر کرنے کے لئے سندھ ہائی کورٹ میں بھی ایک درخواست گزار نے یہ مؤقف اختیار کرتے ہوئے کہ اگر صوبے میں چینی کے نرخ 40 روپے فی کلو مقرر نہ کئے گئے تو عید کے بعد چینی 60 سے 70 روپے کلو فروخت کی جائے گی۔اِس درخواست میں درخواست گزار مولوی اقبال حیدر نے یہ بھی تحریر کیا ہے

کہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کا اطلاق پورے ملک پر ہونا چاہئے اور چاروں صوبوں میں چینی یکساں نرخ پر ملنی چاہئے۔

اِس صورتِ حال میں کہ جب ایک طرف تو عوامی خدمت کے دعویدار حکومت یہ واضح طور پر کہہ رہی ہے کہ ہم شوگر پر مزید سبسڈی نہیں دے سکتے اور ملک میں چینی 40 روپے کلو گرام کی فروخت کی حکومت ہرگز حمایت نہیں کرے گی تو اُدھر ہی عوام دوست سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ بھی اپنی جگہ خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ شوگر ملز مالکان کو چینی کی فروخت 40 روپے کلو گرام ہی مقرر کرنی ہوگی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک طرف تو حکومت اور شوگر ملز مالکان اور ڈیلرز ہیں تو دوسری طرف عوام دوست سپریم کورٹ اور ملک کی 17 کروڑ غریب اور مفلوک الحال عوام ہے۔اِس کھینچاتانی کی جنگ میں کون جیتتا ہے وہ عوام جس کے ساتھ عوام دوست سپریم کورٹ ہے یا وہ حکومت جس کے ساتھ عیار اور مکار شوگر ملز مالکان اور ڈیلرز ہیں اِن کو شکت ہوتی ہے یا جیت یہ فیصلہ تو آئندہ چند ایک دنوں میں ہو ہی جائے گا کیوں اب تو حکومت نے بھی عوام دشمنی پر مبنی اپنے واضح مؤقف کے ساتھ سپریم کورٹ میں اپنی اپیل دائر کردی ہے۔

ویسے اِس ساری صورتِ حال میں اَب ملک کی 17 کروڑ عوام کو بھی یہ اندازہ

لگانے میں کوئی دقعت پیش نہیں آ رہی ہے کہ وہی 500 افراد جن کا تذکرہ چیف جسٹس آف پاکستان نے شوگر ملز مالکان کی استدعا مسترد کرتے ہوئے کیا تھا شائد وہی 500 افراد حکومت میں بھی شامل ہیں اور جن کی شوگر ملیں بھی چل رہی ہیں اور جو اَب کسی بھی حال میں یہ نہیں چاہتے کہ ملک میں 65 سے 55 روپے فی کلو فروخت ہونے والی چینی کی قیمت سپریم کورٹ کے صرف ایک حکم سے یکدم سے 40 روپے فی کلو پر آ کر ٹھر جائے۔ یہ بھی دیکھئے کہ یا تو عوامی خدشات کے مطابق عید کے بعد چینی کی قیمت دگنی ہو جائے گی.....؟ یا پھر کم ہی ہو جائے گی.....؟

سانحہ کھوڑی گارڈن اور حکمرانوں کی عیاشیاں...؟

قوم کی آنکھوں میں سانحہ کھوڑی گارڈن پر بہانے کو آنسوں بھی نہیں رہے.....
ملک پر عالمی مالیاتی اداروں کا دباؤ غریبوں کی تعداد کا 8 کڑور ہوجانے کا خدشہ خوابِ خرگوش میں مبتلا ہم پاکستانیوں اور قومی خزانے سے اپنی اپنی عیاشیوں میں ڈوبے موجودہ حکمرانوں کے لئے بھی یہ ایک خبر ہی دلوں کی حرکت بند کرنے اور انہیں دہلانے کے لئے کافی ہے کہ اگر اَب بھی ہمارے حکمرانوں نے اِس کے بعد بھی ہوش کے ناخن نہ لئے اور عالمی مالیاتی اداروں کے ہاتھوں یہ لڈن پپو (گڈو بھیا) بنے رہے تو یقیناً تنزلی اِن کا مقدر ہوگی اور یوں اپنی اِسی بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے یہ عالمی مالیاتی اداروں کے دباؤ پر ملک میں پیٹرول اور بجلی مزید مہنگے کرتے رہے تو یہ بھی یاد رکھیں کہ وہ دن بھی کوئی دور نہیں کہ جب پاکستان میں غریبوں کی تعداد 8 کروڑ یا اِس سے بھی تجاوز کر جائے گی اور اقتصادی ماہرین کا ایسی کسی بھی صورت حال کے حوالے سے یہ کہنا ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں زیادہ مناسب لگتا ہے کہ جب کبھی بھی پاکستان میں غریبوں کی تعداد 8 کروڑ تک پہنچی تو پاکستان کے تمام بڑے شہروں

میں خانہ جنگی کا خطرہ بھی بڑھ جائے گا جبکہ ابھی پاکستان میں غربت کی شرح 40 فیصد تک پہنچنے کے بعد بھی پاکستان میں انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزارنے والوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 6 کروڑ 80 لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ جس کے بارے میں اِن کا یہ بھی خیال ہے کہ ملک میں غربت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اِسے ہر صورت میں کنٹرول کیا جانا بہت ضروری ہوگیا ہے اور اگر اِس کی اِسی طرح سے بتدریج بڑھنے کی رفتار جاری رہی تو وہ دن بھی بہت جلد آ جائے گا کہ جب پاکستان میں غریبوں کی تعداد 8 کروڑ تک پہنچ جائے گی اور پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں خانہ جنگی کی سی صورت حال پیدا ہو جائے گی اور اگر ایسا ہوگیا تو خدانخواستہ پاکستان بھی صومالیہ اور اتھوپیا کا نقشہ نہ پیش کرنے لگے۔

مگر یہاں ضرورت تو اِس امر کی ہے کہ اِس وقت تک پہنچنے سے قبل ہی ہمارے حکمرانوں کو پاکستان کو صومالیہ اور اتھوپیا بننے سے بچانے کے لئے ملک سے غربت کو کم اور ختم کرنے کے لئے ٹھوس اور دیرپا بنیادوں پر اقدامات کرنے ہونگے۔ تاکہ ملک میں غریبوں کی تعداد مزید نہ بڑھنے پائے اور اِس کے لئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہمارے حکمران عالمی مالیاتی اداروں کے چیلوں سے اپنی پالیسیاں مرتب کرانے کے عمل سے راہِ فرار اختیار کریں اور اپنی پالیسیاں خود بنائیں تو ممکن ہے کہ ملک میں غریبوں کی تعداد کم کرنے میں خاصی مدد

بھی مل سکے مگر میرے خیال سے ہمارے حکمران ایسا کبھی نہیں چاہیں گے کہ عالمی مالیاتی اداروں کے علاوہ یہ خود بھی اپنی پالیسیاں بنائیں۔ کیونکہ اگران میں اتنی ہی صلاحیت ہوتی تو یہ بہت پہلے ہی عالمی مالیاتی اداروں سے چھٹکارہ حاصل نہ کرلیتے.... اِن میں وہ صلاحیت اور ہمت ہی نہیں ہے کہ یہ عالمی مالیاتی اداروں سے یہ بھی کہہ سکیں کہ ہم اپنی ساری اقتصادی پالیسیاں خود بھی بناسکتے ہیں اور اب ہم اپنی تمام پالیسیاں خود بنائیں گے۔

مگر ہائے رے ! افسوس کہ اِس بار تو اپنا اقتدار سنبھالتے ہی عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا دلفریب نعرہ لگانے والی حکومت نے تو حد ہی کردی ہے اِس دفعہ تو اِس حکومت نے اپنے رویوں سے ملک کی غریب عوام سے روٹی، کپڑا اور مکان چھین کر انہیں بے گور و کفن لاشے دینے کا اچھا بندوبست کر رکھا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حیران اور پریشان ہو کر رہ گئی ہے کہ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کا دعویٰ کرنے والوں کو یہ کیا ہوگیا ہے کہ یہ اپنے نعرے سے ہی پھر گئے ہیں یہ لمحہ فکریہ ہے ہر اُس محب وطن پاکستانی کے لئے جو پاکستان سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتا ہے مگر اِن حکمرانوں کے لئے نہیں جو کسی سانحہ کی صورت میں جیسا حادثہ گزشتہ دنوں کھوڑی گارڈن میں راشن کی تقسیم کے وقت پیش آیا تھا اور جو ہر باراِس جیسے سانحہ پر اخبارات اور الیکڑانک میڈیا پر اپنے صرف رسمی طور پر تعزیتی بیان دے کر یا حکومت کی

جانب سے مرنے والوں کو ایک، ایک لاکھ روپے اور زخمیوں کے لئے پچاس، پچاس ہزار روپے فی الفور ادائیگی جیسے اعلانات کے بعد غائب ہو جاتے ہیں اور یا پھر یہ حکمران کچھ زیادہ ہی تیر مارتے ہیں تو کسی بھی حادثے کی صورت میں اِس کی تحقیقات کے لئے کوئی تین، پانچ یا نو رکنی کمیٹی تشکیل دے کر اِس کمیٹی کے رپورٹ کی روشنی میں کسی بھی حادثے میں ملوث عناصر کو سخت سے سخت ترین سزا دینے کا عوام سے وعدہ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔

یہ تحقیقاتی کمیٹی انہیں کیا رپورٹ بنا کر پیش کرتی ہے وہ کمیٹی پر مشتمل ممبران جانتے ہیں یا صرف حکمران ہی کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی المناک حادثہ کیسے رونما ہوا اور اِس کے پس پردہ وہ کیا عوامل تھے کہ جن کی وجہ سے حادثہ پیش آیا۔ مگر ہمارے یہاں یہ بھی ایک مصمم حقیقت ہے کہ گزشتہ 62 سالوں سے آج تک ایسی کسی بھی حکومت کی جانب سے تشکیل دی گئی کسی بھی کمیٹی کی رپورٹ کو نہ تو عوام کے سامنے ہی لایا گیا اور نہ ہی اِس رپورٹ کی روشنی میں اُن لوگوں تک حکومت کی رسائی ہو سکی جو کسی بھی المناک حادثے کے ذمہ دار تھے اور نہ ہی کسی کو اب تک سرے عام سزا ہی مل سکی ہے اور آج ایک بار پھر سانحہ کھوڑی گارڈن پر بھی موجودہ حکومت نے ایسا ہی کیا ہے کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو آئندہ چند دنوں میں حکومت کو اپنی رپورٹ بنا کر پیش کرے گی کہ وہ کیا وجوہات اور کمزریاں تھیں کہ جن کی وجہ سے

سانحہ کھوڑی گارڈن پیش آیا۔ جس میں دو معصوم بچیوں سمیت 17 غریب خواتین ہلاک ہوئیں۔

مگر درحقیقت آج یہ خبر ہر محب وطن پاکستانی کے لئے بھی یقیناً اُس کے ذاتی طور پر کسی بڑے المیے سے کم نہیں ہے جس کے مطابق کراچی کے ایک انتہائی گنجان علاقے جوڑیا بازار میں رسالہ تھانے کی حدود میں واقع کھوڑی گارڈن چاول والی گلی میں گزشتہ دنوں ایک مخیّر تاجر چوہدری افتخار جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گزشتہ 40 سال سے 10000 خاندانوں کو ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اور عید الفطر سے چند روز قبل غریبوں اور مستحق افراد میں مفت راشن تقسیم کیا کرتے ہیں اور یوں حسب روایت اِس سال بھی انہوں نے اپنی دو منزلہ عمارت کے فرسٹ فلور پر ایک کمرے میں راشن لینے والی مستحق خواتین میں مفت راشن کی تقسیم کا اہتمام کیا تھا مگر بدقسمتی سے اِس عمل کے جاری رہنے کے دوران ہی رش میں اچانک غیر معمولی اضافہ ہوگیا اور اِسی رش کے دوران بجلی بند ہونے کے باعث گرمی اور حبس کی وجہ سے اچانک بھگدڑ مچ جانے اور دم گھٹنے سے دو معصوم بچیوں سمیت 16 خواتین اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور یہ بھی اطلاعات ہیں کہ اِس بھگدڑ کے دوران 25 سے زائد افراد زخمی بھی ہوئے۔

اِس المناک حادثے کے رونما ہوتے ہی یہ پورا علاقہ قیامتِ صغریٰ کا منظر پیش کرنے لگا تھا اور قریبی اسپتالوں میں ہلاک ہونے والی خواتین کے لواحقین کے دھاڑے مار مار کر رونے سے وہاں پر موجود ہر آنکھ اشکبار تھی اور اِس دوران کئی ایسے دل خراش مناظر بھی دیکھنے میں آئے کہ کوئی سخت سے سخت دل انسان بھی بغیر روئے نہ رہ سکا اور وہاں پر موجود ہر فرد کی زبان پر حکمرانوں کے لئے بددعائیں تھیں جن کی ناقص حکمتِ عملیوں اور غیر مناسب رویوں اور منصوبہ بندیوں کے باعث ملک میں دولت کی غلط تقسیم کی وجہ سے ملک میں غربت کی شرح میں روز افزوں اضافہ ایسا ہی ہو رہا ہے کہ جیسے امر بیل بڑھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں غریب تو غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔

اِس المناک سانحہ کھوڑی گارڈن کے رونما ہونے سے قبل کسی کو کیا معلوم تھا کہ آج اِن کے ساتھ کیا واقع پیش آنے والا ہے آج اِن کی زندگی کی سانس کی ڈوری اِن سے اِس طرح سے کٹ جائے گی اور جو پھر کبھی نہ جڑ سکے گی ۔اُن ماؤں کے بچوں کو کیا معلوم تھا کہ اِن کی غربت کی چکی میں پسی بیچاری غریب اور مفلوک الحال ماں محض اپنے پیدا کئے گئے بچوں کی عید کی خوشیاں دوبالا کرنے کے لئے راشن کے حصول کے لئے جائے گی اور عید سے ٹھیک ایک ہفتے قبل انہیں اپنی شفقت اور اپنی آغوش سے یوں محروم کر جائے گی کہ آئندہ انہیں اپنی ماں

کی نہ تو شفقت ہی مل سکے گی اور نہ وہ آغوش جس میں سر رکھ کر یہ اپنے تمام غم اور پریشانیاں بھول جایا کرتے تھے وہ ملے گی اور نہ اب انہیں کبھی عید کی خوشیاں ہی مل سکیں گی اور نہ یہ اب کبھی عید کی خوشیوں سے محظوظ ہی ہو سکیں گے اب اِن بچوں جن کی مائیں سانحہ کھوڑی گارڈن میں اللہ کو پیاری ہو گئی ہیں اِن کی آنکھیں اور دل عید کے روز بھی ہمیشہ غمزدہ رہیں گے۔

آج سانحہ کھوڑی گارڈن پر نہ صرف اُن مرنے والی خواتین کے لواحقین ہی غمزدہ ہیں بلکہ اِس المناک حادثے میں ہر محب وطن پاکستانی بھی اُن خاندانوں کے غم میں برابر کا شریک ہے کہ جن شوہروں کی بیویاں اور بچوں کی مائیں اِس حادثے کا شکار ہوئیں اور آج تو کسمپرسی میں مبتلا قوم کے پاس اِس قیامت خیز سانحہ پر آنکھوں سے آنسوں بہانے کے لئے بھی آنکھوں میں آنسوں نہیں ہیں۔ وہ بھی غربت اور تنگدستی کی وجہ سے رو.....رو کر خشک ہوگئے ہیں۔

اِس پر حکومت کی ستم ظریفی یہ کہ پولیس نے سانحہ کھوڑی گارڈن میں مفت راشن تقسیم کرنے والے مخیّر تاجر چوہدری افتخار کو حراست میں لے لیا تھا جس پر وہاں موجود خواتین نے پولیس سے احتجاج کرتے ہوئے اِن کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ چوہدری افتخار بے گناہ ہیں انہیں کیوں پکڑا گیا ہے ایسے لوگ معاشرے میں کم ہیں اگر پولیس انہیں بھی گرفتار کرلے گی تو معاشرے

میں غریبوں کو کون سہارا دے گا اور غریبوں کا کیا ہوگا۔ حکومت سستا آٹا دے بھی رہی ہے تو 100 روپے کا ایک تھیلا جبکہ چوہدری افتخار ہزاروں غریبوں کو مفت راشن تقسیم کرتے ہیں۔ اگر پولیس لوگوں کی مدد کرنے والے افراد کو پکڑتی رہی تو لوگ غریبوں کی مدد کرنا چھوڑ دیں گے انہیں فوراً رہا کیا جائے اور اِس پر پولیس نے اپنا یہ مؤقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ واقعہ خواتین کی جلد بازی کی وجہ سے پیش آیا یہ اتفاقی حادثہ تھا اِس کے بعد غریبوں کے خیر خواہ اور ہر دلعزیز مخیّر تاجر چوہدری افتخار کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

ویسے تو اِس سال ماہِ رمضان المبارک میں عوامی تنقیدوں اور طعنوں سے بچنے کے خاطر موجودہ حکومت نے خود پر جبر کرتے ہوئے ملک بھر میں وفاق سمیت چاروں صوبائی حکومتوں کی ضلعی انتظامیہ کے ذریعے غریبوں کو سستے آٹے کی فراہمی کا جیسے تیسے جو بندوبست کیا ہے وہ بھی کوئی اتنا خاص نہیں ہے اِن دنوں آٹے کے حصول کے چکر میں پولیس تشدد اور آپس کی لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے متعدد افراد کی ہلاکتوں کے بعد سے تو حکومت کی یہ سستے آٹے کی اسکیم اپنے ناقص انتظامات کے باعث اِن دنوں ہر سطح پر سخت ہدف تنقید بنی ہوئی ہے کیوں کہ حکومت ملک کی غریب عوام کو گوانتاموبے جیل کے قیدیوں کی طرح دھوپ میں لمبی لمبی قطاروں میں لگا کر اِن کی عزتِ نفس جس بُری طرح سے مجروح کرکے اِن میں سستے آٹے کا 100 روپے فی تھیلا تقسیم کا ڈرامہ رچا رہی ہے اُس سے حکومت

غریبوں پر کوئی احسان نہیں کر رہی ہے۔
اور جسے حاصل کرنے کے لئے ملک بھر میں غریبوں کی لمبی لمبی قطاریں سحری کے فوری بعد ہی لگنا شروع ہو جاتیں ہیں اور یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ اکثر اوقات انہیں حکومت کی جانب سے شروع کی گئی اسکیم کے تحت 10 کلو کے آٹے کا تھیلا 100 روپے میں مہیا کرنے والا (آٹے کے تھیلوں سے لدا) ٹرک نئے وقت کے مطابق اپنے پوائنٹس پر دن کے 2 بجے یا کبھی تو اِس سے بھی دیر میں پہنچتا ہے اِس دوران اِس گرمی کے موسم میں قطاروں میں لگے روزہ دار مرد، خواتین اور بوڑھے بچوں کی برداشت کی حد بھی ختم ہو چکی ہوتی ہے اور جب یہ ٹرک اپنے مقررہ مقام پر پہنچتا ہے تو اِس دوران سستا آٹا وصول کرنے والوں کے درمیان جلد بازی کے باعث ایسی بھگدڑ مچتی ہے کہ وہاں پر موجود عوام کے رش کو کنٹرول کرنے والے پولیس کے اہلکاروں کو لاٹھی چارج بھی کرنی پڑ جاتی ہے۔ اخباری خبریں اِس بات کی شاہد ہیں کہ حکومت کی جانب سے جاری سستا آٹا خریدنے والوں پر بھی پولیس کی وحشیانہ لاٹھی چارج سے بھی اب تک کئی افراد ہلاک ہو چکے ہیں جو نہ صرف قابلِ افسوس ہی نہیں بلکہ شرم کا بھی باعث ہے کہ ایک غریب 100 روپے کا سستا آٹا خریدنے کے لئے بھی قطار میں لگا ہے اور اوپر سے پولیس کی لاٹھی، ڈنڈے، لاتیں، گھوسے اور گالیاں بھی کھا رہا ہے۔ جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اِس طرح سے حکومت نے غریبوں کو ریلیف دینے کے بہانے

الٹااِس نے غریبوں پر اپنے ظلم و ستم کی نئی راہ نکال اختیار کر لی ہے۔ تا کہ ملک سے غریب ختم ہوں اور حکومت کو اپنے وسائل ملک کی ترقی میں صرف کرنے کا زیادہ موقع ہاتھ آسکے۔ اتنا تو اب عوام بھی سمجھنے لگے ہیں۔

پاکستان کو بھارت سے مذاکرات کے لئے خوشامدی رویہ ترک کرنا ہوگا

بھارت کی اٹکھیلیاں خطے میں امن کی دشمن ہیں

بھارتی ٹی وی کے مطابق ایک بار پھر بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے اپنی ہندوآنہ طرزِ عمل اور اپنی سرزمینِ بھارت کی منافقانہ خصلت کے ساتھ ساتھ اپنی اپوزیشن کی جماعتوں کے دباؤکے باعث ریاست راجستھان کے شہر باڑ میر میں ایک آئل فیلڈ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کے دوران پاکستان کی جانب سے جنوبی ایشا میں (دوایٹمی قوتوں) پاک بھارت پرامن مذاکرات کی خواہشات کا ٹکا سا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں پاکستان کے ساتھ تعلقات اتنے اچھے اور اتنے بھی سازگار نہیں ہیں کہ بھارت پاکستان کے ساتھ امن مذاکرات شروع کرکے جبکہ یہاں بھارتی قیادت کی سوچ اوراِس کے فکر کے حوالے سے یہ امر بھی قابلِ افسوس ہے کہ اُدھر دوسری جانب من موہن کے مشیر برائے قومی سلامتی ایم کے نرائن نے بھی ٹائمز آف انڈیا کو ایک انٹرویو میں اپنے منافقانہ طرزِ عمل کا اظہار کیا ہے اور پاکستان پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف اپنے اقدامات مزید سخت کرے انھوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی جانب سے اطمینان بخش اقدامات تک مذاکرات کی

بحالی کا امکان نہیں اِن کا یہاں یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ بھارتی قیادت کو پاکستانی حکام سے ملاقات پر کبھی اعتراض نہیں رہا تو میرے خیال سے پاکستانی قیادت کو بھی بھارتی پریشانیوں اور الجھنوں کے سبب کبھی بھی بھارتی حکام سے ملاقات پر نہ تو اعتراض ہی رہا اور نہ کبھی بھی پاکستانی قیادت نے بھارتی حکام سے ملاقات کرنے میں کہیں بھی اور کسی بھی مقام پر ہیل حجت سے کام لیا یہ سارے چونچلے بھارتی قیادت کو ہی آتے ہیں وہ فضول میں اپنی اہمیت کو بڑھانے اور اپنا پاکستان کے سامنے زبردستی کا قد اونچا کرنے کے لئے ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور اِس پر ایم کے نرائن کا یہ کہنا بھی اِن کے پاگل پن کے سوا اور کچھ نہیں کہ کیتھر نبرگ اور شرم الشیخ کے مشترکہ اعلامیہ کی غلط تشریح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ راقم الحروف کے نزدیک پاکستان نے اِس کی جو تشریح کی ہے اِس کے درست ہونے پر کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی اور اگر شرم الشیخ کے مشترکہ اعلامیہ کی غلط تشریح کسی نے کی ہے تو وہ بھی بھارت ہی کی جانب سے اب کی جارہی ہے اِس میں بھی موجودہ بھارتی حکمرانوں کی اپنی سازش ہے۔ جبکہ اِدھر پاک بھارت مذاکرات کے حوالے سے بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کی جانب سے انکار کے جواب میں پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے بھارتی حکمرانوں کی آنکھ میں آنکھ ڈالتے ہوئے اسلام آباد میں ایک پُر ہجوم

پریس کانفرنس میں بھارتی قیادت کو للکارتے ہوئے اِس عزم کا برملا اظہار کیا ہے کہ بھارت اگر پاکستان سے بات چیت سے گریزاں ہے تو وہ بتائے کہ آگے بڑھنے کا کیا راستہ ہے اِن کے اِس جملے سے بھارت پر اچھی طرح سے واضح ہو جانا چاہئے کہ پاکستان خطے میں امن کے قیام کے لئے کتنا مخلص ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ خطے میں مکمل امن کے لیے پاک بھارت امن مذاکرات بہت ضروری ہیں اِس کے بغیر خطے میں پائیدار امن کا سوچا بھی نہیں جاسکتا اور اِس موقع پر انھوں نے دو ٹوک انداز سے یہ بھی کہا کہ ہم ہر معاملے کا حل مذاکرات سے ہی چاہتے ہیں اور ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں بھارت بتائے کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ اِن کا یہ کہنا اپنی جگہ بلکل درست ہے کہ پاکستان کو اپنی سلامتی ہر شے سے زیادہ عزیز ہے اور پاکستان اپنی سلامتی کے تقاضوں سے پوری طرح سے آگاہ بھی ہے اور اِس کے ساتھ ہی انھوں نے بھارت کو یہ بھی باور کرایا کہ جنگ کسی بھی مسئلے کا حل نہیں بلکہ جنگ دونوں ملکوں کی خودکشی ہوگی البتہ انھوں نے بھارت کے اعتراضات اور مخمصوں کو یکسر رد کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں خارجہ سیکٹریوں کی تیسرے ملک میں ملاقات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے خیال سے پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے اپنی اِس پریس کانفرنس سے یہ واضح کردیا ہے کہ اب تک پاکستان کا رویہ بھارت کے ساتھ محض ایک اچھے پڑوسی ہونے کے ناطے خوشامدی تھا مگر اب جبکہ بھارتی قیادت پاکستان کے خلوص اور نیت پر شک کئے ہوئے ہے تو پھر پاکستان بھی اتنا گیا گزرا ہے نہیں کہ وہ بھارت کی

جی حضوری کرتا رہے اور بھارتی حکمرانوں کے نخرے آسمان پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ پاکستان نے بھارت کو ہمیشہ اپنا پڑوسی اور اپنے سے بڑا ملک ضرور جانا ہے مگر اِس کا یہ تو ہرگز مطلب نہیں کہ بھارتی حکمران پاکستان کے اِس نرم رویہ کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ہر ناجائز فعل کو بھی جائز منوانے کے لئے پاکستان جیسے خود مختار اور خودار ملک پر اپنے اور بیرونی دباؤ کے ذریعے اِس سے اپنی ہی من مانی کرواتے رہیں اور پاکستان اِس کے ہاتھوں کھلونا بنا رہے۔

اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ کسی شخص کی خود پسندی کو تقویت دینا اور اِسے یہ باور کرانا کہ وہی بڑا آدمی ہے یہی تو خوشامد ہے اور اِسی طرح کسی کی ناجائز خوشامد کرنا بھی اپنے ضمیر کو پراگندہ کرنا ہے اِسی لئے تو داناؤں نے ایسی خوشامد کرنے کو سختی سے منع کیا ہے کہ جس سے اپنا ہی ضمیر پراگندگی کی جانب مائل رہے اور یہ بھی کہ کسی کی حق سے زیادہ تعریف چاپلوسی کے زمرے میں آئے اور استحقاق سے کم حسد میں شمار ہو کسی کا ایسا عمل بھی بہت سارے سوالات اور اندیشوں کو جنم دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھارت پاکستان سے اپنے حق سے زیادہ تعریف کو چاپلوسی اور استحقاق سے کم کو حسد تصور کرکے اِیسے ہی مواقع پر جب پاکستان اِسے بڑا سمجھتے ہوئے ایک اچھے پڑوسی کی طرح اِس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھانے اور تمام گلے شکوے دور کرنے کے لئے

مذاکرات کی دعوت دینے کی کوشش کرتا ہے تو بھارت اپنی اٹکھیلیوں سے پاکستان کی تمام کوششوں کو ایک ذرا سی کوئی بات کہہ کر خاک میں ملا دیتا ہے کہ جس سے پاکستان اپنا زرا سا منہ بنا کر واپس اُسی مقام پر لوٹ آتا ہے جہاں سے وہ چلا تھا۔

اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاکستان بھارت سے .برابری کی سطح پر بات کرےاور اِس کم ظرف سے اپنا روا رکھا گیا خوشامدی رویہ ترک کرکے اِس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے اور اب اِس کی ہر بات ماننے کے بجائے اِس سے اپنی بات منوائے۔

پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر امریکہ اور بھارت کی خونخوار نظریں

امریکا اور بھارت کی خونخوار نظریں کسی باز اور گِدھ کے مانند پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کے تعاقب میں لگی رہتی ہیں کہ کب انہیں موقع ملے اور یہ کب اِس پر جھپٹ پڑیں اور اپنے اِس ناپاک مقصد کے لیے راہ ہموار کرنے کے لئے یہ دونوں پاکستان کی بقا و سلامتی اور خود مختاری کی دشمن قوتیں گزشتہ کئی برسوں سے پاکستان کی جوہری صلاحیتوں اور اِس کے ایٹمی پروگراموں کے خلاف مسلسل منفی پروپیگنڈوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں اور اِس سے متعلق آئے روز ایک ایسے انہونے انکشاف اور انکشافات گڑھ کر سامنے لاتی ہیں کہ خود پاکستانی حکومت اور عوام سمیت پاکستان سائنسدان بھی نہ صرف حیران رہ جاتے ہیں بلکہ اِس سے اِن کی پریشانیوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ خبر یہ ہے کہ ایک" بلیٹن آف دی اٹامک سائنٹسٹ" نامی تکنیکی جریدے نے امریکہ کے نامور جوہری تحقیق کاروں رابرٹ ایس نورس اور ہینس کرسٹین سن کے حوالے سے پاکستان کی جوہری صلاحیتوں سے متعلق انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پاکستان نے محض 10 برس کے عرصے میں اپنی جوہری ہتھیاروں کی تعداد کو دگنا کر لیا ہے اور اِس نے یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان نئے جوہری میزائل بنانے اور نصب کرنے

کے علاوہ جوہری مواد (فیسائل میٹریل) کی تیاری کے لئے بھی اپنی استعداد میں اضافہ کررہاہے اوراِس کے ساتھ ہی اِس میں یہ بھی انکشاف کیاگیاہے کہ پاکستان کے ایٹمی اسلحے کی تعداد جو 70 تھی وہ اب 90 تک پہنچ چکی ہے اوران جوہری تجزیہ نگاروں نے یہ بھی کہاہے کہ اب جوہری میدان میں پاکستان کے حوالے سے اِس کے آئندہ کے عزائم سے متعلق پیشگوئی کرنا ممکن نہیں۔

اِسی کو جواز بناتے ہوئے بھارتی حکمرانوں سمیت بھارتی میڈیااور بھارتی فوج کے سربراہ نے بھی اپنے یہاں (بھارت) کے علاوہ ساری دنیامیں بھی پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور اِس کی جوہری صلاحیتوں پرپاکستان دشمنی پر مبنی منفی پروپیگنڈوں کاایک ایسا سلسلہ شروع کررکھاہے کہ جس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتاہے کہ بھارت پاکستان کے ایٹمی پروگراموں اوراِس کے ایٹمی اثاثوں سے کس قدر خوف زدہ رہتاہے کہ اگراِسے کہیں سے بھی پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سے متعلق ذراسا بھی کوئی سوراخ مل جاتاہے تووہ اِس میں سے بھی پاکستان میں گھسنے کی کوشش کرتاہے اوراِس ننھے سے سوراخ کو بھی اپنابے بنیاد اور منفی پروپیگنڈہ کرکے اتنابڑاکردیتاہے کہ وہ چھوٹاسا سوراخ پھر سوراخ نہیں رہتااب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ ایک بھارتی ٹی وی کے مطابق بھارتی فوج کے سربراہ جنرل دیپک کپورنے بھی پاکستان کی جانب سے جوہری ہتھیاروں میں اضافے کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہاہے کہ پاکستان

کم سے کم جوہری دفاعی صلاحیت سے تجاوز کرگیا ہے اور ان کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان کی جانب سے امریکی میزائلوں کی رینج بڑھانا باعث تشویش ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کو پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور اِس کے جوہری صلاحیتوں سمیت اِسے ایٹمی پروگراموں پر اپنے خدشات اور تحفظات کا اظہار کرنا فضول ہے کیوں کہ پاکستان کو کبھی بھی بھارت کے ایٹمی پروگراموں اور اِس کی صلاحیتوں سے خطرہ لاحق نہیں ہوا تو پھر بھارت کو کیا پڑی ہے کہ وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیتوں اور اثاثوں سے خوفزدہ ہو۔

یہ بات جو کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے اور جِسے اَب ہر کوئی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دنیا پر جدید ایٹمی اور جنگی سازو سامان کے ساتھ اپنی گرفت مضبوط رکھے ہوئے امریکا کو پاکستان جیسے ایک غریب اور اِس کے ہی دیئے گئے قرضوں پر پلنے والے ملک کی جوہری صلاحیتوں اور اِس کے ایٹمی پروگراموں اور اثاثوں پر گاہے بگاہے کیا پہلے ہی کم تشویش لاحق رہتی ہے کہ جو اَب بھارت کو بھی کیا پڑی ہے کہ وہ بھی امریکی آشیرباد سے اِس عمل میں کود پڑا ہے یا پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کے اپنے ہی خوف سے بے شمار ایسے انجانے مخمصوں میں بتلا رہنے کی وجہ سے اُسے پاکستان کے ایٹمی پروگراموں اور منصوبوں پر تحفظات لاحق ہوگئے ہیں کہ جن سے اِسے اَب نکلنا بہت ہی مشکل ہوچکا ہے حالانکہ اِس کا نتیجہ لاحاصل ہے اور یوں ہی اِس کا جنوبی ایشیا جیسے خطے

میں اپنے جنگی جنون اور اپنی ایٹمی برتری کے گھمنڈ میں مبتلا رہنے کے باعث پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور جوہری صلاحیتوں کے لاحق مرض میں مبتلا ہونا نہ صرف حکومت پاکستان کے لئے ہی سخت تشویش اور دردِ سر کا باعث بنا ہوا ہے بلکہ اِس کے لئے ایک ایسی حیرانگی کا بھی باعث ہے کہ جس نے اُسے اور ساری پاکستانی عوام کو بھی پریشانی سے دوچار کر رکھا ہے۔

جبکہ اِس طرح سے امریکہ کی دیکھا دیکھی بھارت کا پورے جنوبی ایشیا میں خود کو خطے کا داداثابت کرانے کا عزم اور پاکستان کے جوہری اور ایٹمی پروگراموں کے حوالوں سے خدشات اور مخمصوں میں جکڑے جانا نہ صرف پاک بھارت تعلقات کو ہی سبوتاژ کرنے اور اِن میں مزید دوریاں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ناقابلِ تلافی نقصان کا بھی باعث بن سکتا ہے بلکہ اگر یہاں یوں بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں بھارت کی طرف سے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو تنازعے کی شکل دے کر اِس قسم کی مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جانا اور اِس کی جانب سے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور ہتھیاروں کے خلاف عالمی سطح پر یوں کھلم کھلا زہر افشانی کرنے کا بھارتی جنون کسی وقت بھی خطے میں ایٹمی جنگ جیسے بڑے مسئلے کو جنم دینے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

امریکی کھوجی پریشان اور امریکی عقل دنگ ہے

کی کھوجی پریشان اور۔۔۔امریکی عقل دنگ ہے۔۔۔پاکستانی جوہری ہتھیار محفوظ ہیں ۔۔۔ مگر کن مقامات پر ؟؟

کیا امریکی ہمدردیاں پاکستان کے جوہری اثاثوں تک رسائی کے لئے ہیں۔۔۔؟

گزشتہ کئی ماہ سے امریکی کھوجیوں کو ایک بڑی پریشانی یہ بھی لاحق ہو گئی ہے کہ پاکستان کے جوہری اثاثے کن مقامات پر موجود ہیں اور اس کے ساتھ ہی اِن امریکی کھوجیوں کی عقل بھی دنگ ہے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار محفوظ بھی ہیں جہاں تک خود اِن کی بھی رسائی اب تک ممکن نہیں ہو سکی ہے یہ یقیناً ہم پاکستانیوں کے لئے انتہائی حوصلہ افزا امر ہے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے انتہائی محفوظ ہاتھوں میں ہیں جن تک کسی بھی دشمن کی نظر نہیں جا سکتی اور جن پر پوری پاکستانی قوم کو فخر ہے کہ یہ ہماری بقا و سالمیت کے ضامن بھی ہیں۔

البتہ !اس خبر کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے اِسے جانچنے کی بھی اشد ضرورت ہے جس کی پوری ذمہ داری حکومت، سیاستدانوں، عوام اور اِن پاسبانِ وطن پر بھی

عائد ہوتی ہے جن کے پہاڑ جیسے مضبوط کاندھوں پر پوری پاکستانی قوم کو فخر ہے اور قوم یہ بھی امید رکھتی ہے کہ امریکا، بھارت، اسرائیل اور کوئی بھی دوسرا پاکستان دشمن اور حاسد ملک اپنے ان ناپاک عزائم میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکے گا جو وہ چاہتا ہے۔
جس طرح گزشتہ دنوں امریکی سینٹرل انٹیلی جنس ایجنسی (سی آئی اے) کے ڈائریکٹر لیون پینیٹا نے لاس اینجلس میں پیسفک کونسل برائے عالمی پالیسی کے زیر اہتمام ہونے والے فورم سے اپنے خطاب میں اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے بڑے معنی خیز انداز سے کہا ہے کہ ہاں ! پاکستان کے جوہری اثاثے محفوظ تو ہیں مگر اس بات کا علم نہیں کہ پاکستان کے یہ ہتھیار کہاں رکھے گئے ہیں؟ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ تاہم یہ کہ طالبان کی پاکستان کے جوہری اثاثوں تک رسائی کے خدشے کے باعث امریکا صورت حال پر نظر رکھے ہوئے۔۔ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ لیون کا کیا مطلب ہے کہ پاکستان اپنی تاریخ کے اِن نازک دور میں امریکی ملنے والی امداد اور ہمدردیوں کے عوض پھول کر یہ بھی اِسے بتادے کہ ہمارے جوہری ہتھیار کن مقامات پر ہیں تاکہ یہ حاسد امریکا ایک لمحہ بھی ضیاع کئے بغیر ہمارے ایٹمی ہتھیاروں تک رسائی حاصل کرلیں اور پاکستان خالی ہاتھ رہ جائے۔

اِن حاسدوں نے تو حد ہی کردی کہ پاکستان نے ایٹمی صلاحیت کیا حاصل کرلی بھارت سمیت امریکا اور اسرائیل کی نظر میں اس کے جوہری اثاثے کھٹک رہے ہیں اور اِن کی پوری کوشش ہے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار اس سے چھین لئے جائیں اور پاکستان کو نہتا کردیا جائے تو پھر یہ اِس کو شکاری باز کے مانند دبوچ لیں مگر ان پاکستان حاسدوں اور دشمنوں کے یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکیں گے اور انہیں ہر موڑ پر پسپائی ہوگی کیوں کہ پاکستان کوئی تر نوالہ نہیں کہ اِسے ہڑپ کرلیا جائے۔ اس موقع پر پاکستان سے حسد کرنے والے یہ بات بھی اچھی طرح جان لیں کہ پاکستان تا قیامت رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے اور قیامت تک یہ دنیا کے نقشے پر یوں ہی چمکتا دمکتا رہے گا جبکہ اس کے حاسد خود ملیامیٹ ہوجائیں گے۔

مولانا رومی کا ایک قول ہے کہ " حسد سے باز، کوئے بن جاتے ہیں " اور اس، میں کوئی شک نہیں کہ امریکا، بھارت اور اسرائیل حسد میں جل جل کر ایسے ہوگئے ہیں کہ یہ باز سے کوئے بن گئے ہیں یعنی یہ اپنی یہ خصلت بھی بھول چکے ہیں کہ یہ بھی تو اپنی جگہہ ایک ایٹمی ملک ہیں۔۔ بہر حال ! خلیل جبران نے کبھی ایسے ہی کسی حاسد سے متعلق کہا تھا کہ " میں نے ایک حاسد کو دیکھا جو خارش زدہ کتے کی طرح اپنے زخموں کو خود ہی چاٹ رہا تھا " آج امریکا کی مثال بھی اُس حاسد سے کچھ مختلف نہیں ہے کہ جو اپنے زخموں کو اُس خارش زدہ کتے کی

طرح گھوم گھوم کر اور کبھی بھارت تو کبھی اسرائیل کو چو کھٹوں پر لوٹ پوٹ کر مختلف حیلے بہانوں سے خود ہی چاٹ رہا ہے اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسد یہ نہیں کہ کوئی چیز میرے پاس کیوں نہیں ہے؟۔ بلکہ حسد یہ بھی ہے کہ کوئی چیز کسی دوسرے کے پاس کیوں ہے؟ اور آج امریکا حسد کے اس مرض میں پوری طرح سے مبتلا ہو چکا ہے کہ ایٹمی صلاحیت جو صرف (امریکا) میرے پاس تھی وہ پاکستان جیسے غریب اور میرے مقروض کے پاس کیسے آ گئی؟ یہ اس ناسور جیسے مرض میں مبتلا ہو کر خود اپنی ہی حیات کم کئے جا رہا ہے اسی طرح اگر امریکا سے متعلق یہ بھی کہا جائے کہ امریکا حسد کرنے والا وہ ملک ہے جو اپنی حسد کی آگ کو ٹھنڈی کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جو کسی تجربہ کار حاسد کے انتقام لینے کے ہتھیار ہیں جن میں الزام لگانا، کان بھرنا، چغلی کرنا اور تباہی کی امید رکھنا شامل ہیں اِسی طرح آج اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ امریکا اس معیار پر پورا اترتا ہے کہ اس نے پاکستان کے لئے کسی ماہر حاسد کے انتقام کے یہ تمام ہتھیار بے فکری سے استعمال کر ڈالے ہیں اِسے امریکا کی حسد کہیں یا اس کا غرور کہ یہ اب تک اس ہی میں پھولا نہیں سما رہا ہے کہ دنیا کا واحد سپر طاقت صرف میں ہی ہوں اور جو میں چاہے دنیا بھر میں کرتا پھروں کوئی مجھے پوچھنے والا نہیں ہے۔۔۔ کیوں کہ میں دنیا کا واحد سپر طاقت ہوں اور اس لحاظ سے باقی دنیا کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں اور میری قدآوری کے احترام میں بالخصوص غریب اور ترقی پذیر ممالک میرے آگے پیچھے

ہاتھ باندھے جی حضوری کرتے پھریں اور میں جنگل کے شیر کی طرح اِن سب کو ڈھاریں مارتا رہوں مگر یہ شاید اب اس کی شدید غلطی اور خوش فہمی کے سِوا اور کچھ نہ ہو گا کہ اب اسے اپنے اس خول سے باہر نکل کر اس حقیقت کو بھی تسلیم کرلینا چاہئے کہ اس کی داداگیری ختم ہو رہی ہے اور اب دنیا اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہونے کو ہے جس کی اب صرف ایک للکار کی ضرورت ہے اور پھر امریکا سے خائف دنیا اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گی اور امریکا جو آج اپنی بے انتہا طاقت اور جدید ترین اور مہلک ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہے سب کے سب دھرے رہ جائیں گے اور امریکا کا سارا گھمنڈ خاک میں مل جائے گا اور یہ دنیا کے لئے نشان عبرت بن جائے گا اِسے اُس آنے والے وقت سے قبل اپنا احتساب خود کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرلینی چاہئے قبل اس کے کہ یہ حقیقت بن جائے کہ دنیا کا وہ سپر پاور ملک جو امریکا کے نام و شان اور اپنے فوجی دبدبے سے جانا اور پہچانا جاتا تھا جس کی انگلیوں کے نیچے دنیا کو تہس نہس اور تباہ و برباد کر دینے والا بٹن ہوتا تھا آج وہ ملک خود ہی اپنے جنگی جنون کے ہاتھوں ہی خود الٹ پٹ کر دنیا کے لئے نشانِ عبرت بن گیا۔

آج امریکا کو پاکستانی جوہری ہتھیاروں کی حفاظت سے متعلق کئے گئے حکومت پاکستان کے ان اقدامات سے بھی یہ اندازہ ہو جانا چاہئے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار محفوظ ہیں اور ان تک کسی پرندے کی بھی رسائی ممکن ہی نہیں بلکہ

ناممکن بھی ہے اور اس سے زیادہ اور کیا بات ہوگی کہ وہ امریکی جاسوسی کے ادارے جو دنیا بھر میں کسی بھی ملک میں جاسوسی سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے کتوں کی طرح سونگھتے پھرتے ہیں ان تک کو جب پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سے متعلق کچھ نہیں پتہ تو پھر کوئی للو پنجو کیا بیچتا ہے کہ کوئی پاکستانی ایٹمی اثاثوں تک پہنچ سکے۔

لہٰذا! امریکا، بھارت، اسرائیل اور دوسرے ممالک جو پاکستان کے جوہری اثاثوں سے حسد میں مبتلا ہیں اِن سب کو چاہیے کہ وہ چارلس ڈکنز کے اس قول پر " حسد تباہ کردیتا ہے اور دائمی غم عطا کرتا ہے" عمل کرتے ہوئے اپنی تباہی اور اس دائمی غم سے بھی بچیں جو حسد میں جل کر اِن سب کا مقدر بن سکتا ہے اور پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف منفی پروپیگنڈوں کا سلسلہ بند کرتے ہوئے پاکستان کی تعمیر وترقی کے لئے آگے آئیں تاکہ پاکستان بھی ان کے شانہ بشانہ اِن کے ہم پلہ اور ہم نوالہ بن کر کھڑا ہوسکے۔

نئے امریکی صدر بارک اوباما کی پاک افغان نئی پالیسی کا اعلان

جی ہاں ! اوباما کی نئی پاک افغان پالیسی بش پالیسی کا ہی تسلسل ہے
پاک افغان نئی پالیسی میں امریکا نے پاکستان کو لالچ دے کر اپنی امداد کی بھی بھیک مانگ لی
یہ ہم پاکستانیوں کے لئے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب 27 مارچ 2009 کو نئے امریکی صدر بارک اوباما کو پاکستان اور افغانستان سے متعلق دہشت گردی کے حوالے سے نئی امریکی پالیسی کا اعلان کرنا تھا تو عین اسی روز اس سے چند گھنٹے قبل خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے بھگیاڑی میں پاک افغان شاہراہ پر واقع ایک دو منزلہ مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران عین اس وقت خود کش بم دھماکا ہوا کہ جب مسجد میں موجود 250 سے 300 کے قریب نمازیوں نے اللہ اکبر کی صدا میں نیت باندھی ہی تھی (جس کے متعلق یہ خیال کہا جارہا ہے کہ خیبر ایجنسی میں اب تک ہونے والے اپنی نوعیت کے بم دھماکوں میں یہ سب سے بڑا دھماکہ ہے) جس کے نتیجے میں 85 سے زائد نمازی شہید اور 100 کے قریب یا اس سے زائد شدید اور معمولی زخمی بھی ہوئے جنھیں مقامی اور پشاور کے اسپتالوں میں طبّی امداد فراہم کی گئی اس موقع پر ہر محب وطن

پاکستانی اور مسلمان نے دلی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی گھناؤنی کارروائی میں کوئی مسلمان ملوث نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی ایسا انسان جس کے دلی میں زرہ.برابر بھی انسانیت ہوتی وہ بھی اسی ناپاک حرکت نہیں کر سکتا ہے یقیناً اس میں وہ انسان نما حیوان ملوث ہوسکتا ہے کہ جو صرف اور صرف حیوان اور وہ بھی آدم خور جو پیدا ہی انسانوں کی خون پینے کے لئے ہوا ہے اور اس کا مقصد ہی انسان کا خون پی کر اور بہا کر خوش ہونا ہے بہرحال ! گزشتہ جمعہ کو جمرود کی جامع مسجد میں جو المناک سانحہ رونما ہوا اس میں کوئی مسلمان ملوث نہیں ہوسکتا اس واقع کے پیچھے یقیناً امریکی اور بھارتی ایجنٹ ملوث ہوسکتے ہیں جو پاکستان میں امن وسکون کو تہس نہس کرنے کی منصوبہ بندی کرچکے ہیں ادھر نئے امریکی صدر بارک اوباما نے 20 جنوری 2009 کو اپنا منصب صدارت سنبھالتے ہی امریکی عوام سے اپنے پہلے خطاب میں جو اپنی عوام اور عالمی.برادری سے پاک افغان پالیسی پر نظرثانی کرنے کا وعدہ کیا تھا اسے بھی انہوں نے 27 مارچ 2009 .بروز جمعہ کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران پورا کردیا اگرچہ نئے امریکی صدر بارک اوباما کی پاک افغان پالیسی سے متعلق یہ خیال کیا جارہا ہے کہ ان کی اعلان کردہ پاک افغان پالیسی بھی سابق امریکی صدر بش کی پالیسیوں کا ہی تسلسل ہے امریکی تاریخ کے نئے سیاہ فارم امریکی بارک اوباما کی پالیسیوں سے پاکستان کو مشروط امداد کے شکنجے میں اس طرح سے جکڑ دیا گیا ہے کہ پاکستان کو ہر حال میں اپنی

معیشت اور اقتصادی ڈھانچے کو مضبوط اور استحکام بخش بنانے کے لئے امریکی امداد پر ہی انحصار کرنا ہوگا اس کے بغیر پاکستان کے پاس کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ پاکستان اور کوئی راہ اختیار کرے یوں پاکستان کو ہر صورت میں امریکی مشروط امداد کے عوض وہ کچھ کرنا پڑے گا جو امریکا چاہے گا اور امریکا کیا چاہے گا اس کا بھی اظہار امریکی صدر بارک اوباما نے پاک افغان نئی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے اس طرح سے کیا کہ پاکستان کو اگلے پانچ سالوں میں اربوں ڈالرز کی امداد دی جائے گی جس کے لئے پاکستان کو اپنے یہاں قائم دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو ختم کرنا ہوگا اس موقع پر ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس کے ساتھ پاکستان کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے ساتھ بھی مل کر کام کرنا ہوگا اس مشورے کے ساتھ ہی انہوں نے پاکستان اور افغانستان پر احسان جتاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں نے منصب صدارت سنبھالتے ہی پاک افغان پالیسی تبدیل کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور آج اس پالیسی کا جائزہ لینے کے بعد اس کا اعلان کیا جارہا ہے انہوں نے کہا کہ افغانستان میں صورت حال اچھی نہیں ہے وہاں فوجیوں پر حملے ہورہے ہیں ہمارا مقصد افغانستان میں القاعدہ کو کچلنا ہے کیوں کہ القاعدہ پاکستان میں امریکا پر حملوں کی منصوبہ بندی کررہی ہے (اس موقع پر انہوں نے یہ کہہ کر واضح عندیہ دیا کہ القاعدہ پاکستان میں ہے اور یہاں سے وہ امریکا میں حملوں کی منصوبہ بندی کررہی ہے حالانکہ حکومت پاکستان القاعدہ کی پاکستان میں موجودگی کی اول روز سے ہی

انکاری ہے مگر اس کے باوجود بھی امریکا حکومت پاکستان کی اس وضاحت پر یقین کرنے کو قطعاً تیار نہیں) جبکہ اوباما کا کہنا تھا کہ میری سب سے بڑی کوشش اور ذمہ داری یہ ہے کہ میں امریکیوں کی جان ومال کی حفاظت کروں ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ افغانستان کا مستقبل اس کے پڑوسی پاکستان سے وابستہ ہے اس موقع پر انہوں یہ اس بھی ارادہ ظاہر کیا کہ امریکا پاکستان اور افغانستان میں ان کا مستقبل بہتر بنانے کے لئے سرمایہ کاری کا بھی منصوبہ کر رہا ہے جبکہ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں اس بات کا بھی انکشاف کیا کہ اسامہ بن لادن پاک افغان سرحد پر عسکریت پسندوں کو تربیت دے رہا ہے ان کہنا تھا کہ 11/9 کے بعد سے القاعدہ سینکڑوں پاکستانیوں کو قتل کر چکی ہے بے نظیر بھٹو بھی دہشت گردی کی وجہ سے شہید ہوئیں ہاں البتہ ! انہوں نے حکومت پاکستان کو اشارہ دیتے ہوئے کہا کہ امریکا پاکستان کو ماضی کے پیش نظر بلینک چیک تو نہیں دے سکتا اس مرتبہ حکومت پاکستان کو بھی کچھ کرکے دکھانا ہے اور وہ یہ کہ پاکستان کو دہشت گردی سے متعلق مؤثر کارکردگی کرنی ہوگی تب اس سے تعاون کیا جائے گا انہوں نے اس موقع پر یہ بھی اعلان کیا کہ پاکستانیوں کو بھی وہی چاہیے جو امریکیوں کو چاہیے اس کا یہ مطلب ہے کہ پاکستانیوں کو بھی امن اور ترقی کی ضرورت ہے اور امریکا بھی یہ ہی چاہتا ہے کہ پاکستان میں امن اور سکون قائم ہو اور یہ اس ہی وقت ممکن ہے کہ جب پاکستان دہشت گردی سے پاک ہو اور امریکا پاکستان سمیت دنیا بھر سے دہشت گردی کے خاتمے کا عزم کئے

ہوئے ہے اوباما نے اس موقع پر یہ بات ایک بار پھر دہراتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں انتہا پسندوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے انہوں نے ہی بے نظیر بھٹو، سمیت پاکستانی فوجیوں اور سینکڑوں پاکستانیوں کو بھی بے دردی سے شہید کیا ہے انہوں نے پاک افغان سرحد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاک افغان سرحدی علاقہ دنیا کے لئے بڑا خطرناک خطہ بنا ہوا ہے ہاں البتہ ! امریکی صدر نے پاکستان سے متعلق یہ حوصلہ افزا ریمارکس بھی دیئے کہ قانون کی حکمرانی سے پاکستانی عوام کے مسائل حل ہو سکیں گے اور یہ ایک اچھا عمل ہے کہ پاکستان میں قانون کی حکمرانی قائم ہو گئی ہے انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں جو پاک افغان پالیسی سے متعلق تھی اس میں اس کا بھی برملا اعلان کیا کہ ہم دہشت گردوں کو ہر حال میں شکست دیں گے اور ہم گولی اور بم سے دہشت گردوں کے خلاف اپنی جاری مہم ہرگز ہرگز ختم نہیں کر سکتے کیوں کہ عسکریت پسند عناصر پاک افغان سرحد پر آزادی سے اپنی نقل وحرکت جاری رکھے ہوئے ہیں ان کی اس آزادی کو ہم ہر چیلنج کا مقابلہ کرتے ہوئے ختم کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں بہرحال ان تمام اعلانات کے باوجود انہوں نے یہ بھی کہا کہ کانگریس 1.5 ارب ڈالرز کا گیری لوگو بل پاس کرے اور ہم پاکستان کو اگلے پانچ سال کے دوران اربوں ڈالرز امداد بھی دیں گے انہوں نے اس موقع پر یہ بات کھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ 7 سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی ہم اب تک 11/9 کے واقع میں ملوث دہشت گردوں تک پہنچنے میں ناکام رہے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی

کہ یہ اس واقع میں ملوث عناصر کا تعلق پاکستان اور افغانستان ہے۔ انہوں نے اس کا بھی اعادہ کیا کہ امریکا افغانستان کو فتح نہیں کرنا چاہتا میرے خیال سے وہ اس موقع پر یہ بھی واضح کردیتے تو اور اچھا ہوتا کہ انہوں نے یہ بات کیوں کہی ہے کہ امریکا افغانستان کو فتح نہیں کرنا چاہتا اس سے نہ صرف افغانستان کے باشندوں میں کئی سوال پیدا ہوئے ہیں بلکہ پوری مسلم امہ بھی ایک مخمصے کی شکار ہوکر رہ گئی ہے کہ اوباما نے افغانستان کو فتح کرنے کی بات کیوں کی ہے؟

انہوں نے افغانستان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ افغانستان میں کرپشن اپنے عروج پر ہے اس کے خاتمے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کرنے ہونگے اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ افغانستان کے موجودہ صدر حامد کرزئی کی حکومت کے لئے بھی عنقریب مشکلات پیش آسکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اقوام متحدہ کے تعاون سے پاکستان اور افغانستان کے لئے نیا کونٹیکیٹ گروپ بنائیں گے جس میں ایران، چین اور بھارت شامل ہونگے انہیں پاکستان اور افغانستان کے علاوہ ایران، چین اور بھارت کو شامل کرنے کا کیا مطب ہے میرے نزدیک اس گروپ کی آڑ میں پاکستان اور افغانستان کے معاملے میں امریکا کا دراصل ارادہ یہ ہے وہ خود تو باہر رہے اور آئندہ پاک افغان مسائل کے حل کے معاملات بھارت دیکھے اور بھارت ہی جنوبی ایشیا کا چوھدری بن کر بیٹھ جائے۔

ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا کی پاک افغان پالیسی میں پاکستان کا ذکر افغانستان سے زیادہ تھا اس کا واضح اشارہ یہ ہے کہ امریکا کا اگلا ہدف پاکستان کے وہ علاقے ہونگے جن سے متعلق اس نے گزشتہ دنوں دہشت گردوں کی موجودگی کا اشارہ دے دیا تھا اور اب امریکا 1.5 ارب ڈالرز کی امداد کے عوض پاکستان کے ان علاقوں پر بھی اپنی فوج کشی اور ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہے اور پھر حکومت پاکستان بھی ان ڈالرز کی چمک اپنی آنکھیں خیرہ (بے حیائی سے) بند کئے بیٹھ جائے گی اور امریکا وہ کچھ کرے گا جو وہ چاہے گا۔

قرض اور بھیک مانگنے کے اپنے اپنے ڈھنگ نرالے

فرق صاف ظاہر ہے...... عادت + قرض + بھیک
حکمرانوں نے کشکول ہاتھ میں تھام کر پاکستان کا امیج خراب کیا ہے
بھارتی حکمران قرض اور امداد و بھیک تڑی لگا کر اور ہمارے عاجزی اور انکساری سے مانگتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ بد عادات کو اپنانا آسان، اِنہیں نباھنا مشکل اور اِنہیں چھوڑنا انتہائی ناممکن ہے اِسی طرح سینٹ آگسٹائن کا ایک قول ہے کہ " عادت پر اگر کنٹرول نہ کیا جائے تو یہ بہت جلد ضرورت میں تبدیل ہوجاتی ہے" اور آج ساری پاکستانی قوم سمیت پوری دنیا بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھ چکی ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے تمام وسائل پر بھروسہ کرنے کے بجائے قرضوں پر انحصار کرنا شروع کردیا ہے اور انہیں کشکول ہاتھوں میں تھامے قرض مانگنے کی ایک ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ اَب اِس پر سے اِن کا کنٹرول بھی ختم ہوچکا ہے اور اَب نگر نگر گھوم گھوم کر قرض مانگنے کی عادت اِن کی ضرورت میں تبدیل ہوچکی ہے اور یوں حکمرانوں نے اپنی ضرورت کے تحت کشکول ہاتھ میں تھام کر پاکستان کا امیج دنیا بھر میں خراب کردیا ہے۔

اور جانسن کا کہنا ہے کہ "عادت کی زنجیریں دیکھنے میں معمولی نظر آتی ہیں لیکن رفتہ رفتہ یہ اتنی مضبوط ہو جاتی ہیں کہ تمام زندگی توڑے نہیں ٹوٹتیں" اور آج کسی کو جانسن کی اِس کہی ہوئی بات انکار نہیں کہ ہمارے حکمرانوں کی قرض مانگنے کی عادت ایسے مضبوط ہو چکی ہے کہ قرض مانگنے کی عادت کی زنجیر اِن سے تمام زندگی توڑے نہیں ٹوٹ سکتی اور اَب شائد یہ خود بھی اپنی اِس طرح قرض مانگنے کی عادت چھوڑنا بھی چاہیں تو یہ نہ چھوڑ سکیں۔ کیونکہ اِنہیں قرض مانگنے کے بہانے دنیا گھومنے کا جو مزہ منہ لگ چکا ہے۔ اِن کے نزدیک اُس کا کیا کہنا یہ مزہ ہی کچھ اور ہے۔

اگرچہ گزشتہ دنوں ملک کے ایک روزنامے نے فرینڈز آف پاکستان کے قرض کے حوالے سے اپنے یہاں ایک خبر کچھ اِس طرح سے شائع کی ہے کہ صدر آصف علی زرداری کی جانب سے "ان کے" پاکستان کے لئے اربوں ڈالرز کے فنڈز حاصل کرنے کے لئے قائم فورم "فرینڈز آف پاکستان" (ایف او پی) نے بڑی ہی خاموشی کے ساتھ معاملہ ورلڈ بینک کی گود میں ڈال دیا اور یوں (ایف او پی) نے وہی کام کیا ہے جس کے بارے میں صدر آصف علی زرداری نے ایک سال قبل ہی فورم شروع کرتے وقت خاص طور سے خبردار کیا تھا اخبار آگے چل کر اپنی اِس خبر میں لکھتا ہے کہ یہ گروپ سیاسی مباحثے کے کلب میں تبدیل ہو گیا اور منتظمین کی عزت کیری لوگر بل نے

بچالی ہے (کیا عزت بچالی ہے کیری لوگر بل کے بدلے امریکا کی سخت ترین شرائط نے پاکستانی قوم کی عزت کا جنازہ ہی نکال کر رکھ دیا ہے) فرینڈز آف پاکستان کی شکل میں پاکستان کو گزشتہ ایک سال سے وقتاً فوقتاً امداد ملنے کا ایک آسرا تھا وہ بھی اب مصلحتوں کا شکار ہو کر ہاتھ سے گیا۔ اَب کیا بنے گا۔؟ اور اگر پاکستان کو کیری لوگر بل کے تحت سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر امداد کے لئے امریکا نے جو سخت ترین شرائط اور نئی حدیں مقرر کی ہیں جس میں امریکہ نے واضح طور پر ملک کی تینوں مسلح افواج کو اِس بات کا پابند کیا ہے کہ سیاسی اور عدالتی معاملات میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا جائے گا اگر امریکی شرائط پوری نہیں کی گئیں تو امداد روک دی جائے گی، اور پاکستان دہشت گرد عناصر کی حمایت نہیں کرے گا، القاعدہ یا طالبان سے منسلک لشکر طیبہ، جیش محمد جیسے کسی بھی گروپ کو اپنی سرزمین پڑوسیوں کے خلاف استعمال کرنے نہیں دیگا (میرے نزدیک یہ شرط امریکا نے گزشتہ سال نومبر 2008 میں بھارت یں رونما ہونے والے دہشت گردی کے واقع کے بعد بھارت کی ضد اور اِس کی ہٹ دھرمی کے باعث محض اُس قیاس اور مفروضے کی بنا پر شامل کی ہے جس میں بھارت نے اپنے یہاں نومبر میں ہونے والی دہشت گردی کا سارا ملبہ پاکستان کے سر دے مارا تھا اور اِس نے الزام لگایا تھا کہ اِس کے یہاں ہونے والی اِس دہشت گردی میں پاکستان کی ایک تنظیم ملوث ہے جو پاکستان میں رہ کر بھارت میں دہشت گردی کرا رہی ہے۔ یوں بھارت کی اِس اڑیل پن کی وجہ سے امریکا نے نہ

چاہتے ہوئے بھی یہ شرط اپنی امداد کی مد میں شامل کی ہے حالانکہ اِس کی ایسی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی یہ شرط بھی میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ امریکا نے محض بھارت کو پاکستان سے متعلق اپنے منفی پروپیگنڈے کو بند کرنے اور بھارت کو خوش کرنے کے لئے لگائی ہے۔ ویسے بھارتی حکمران اِس گمان میں قطعاً نہ رہیں کہ امریکا کو یہ پتہ نہیں ہے کہ نومبر 2008 میں جو دہشت گردی کا واقع بھارت میں رونما ہوا تھا وہ خود بھارتی حکمرانوں کا ہی کیا دھرا تھا جس کی انہوں نے بہت پہلے ہی سازش تیار کررکھی تھی) بہر کیف ! امریکا کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث افراد تک رسائی دینی پڑے گی، (اِس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جو کہ بہت ہی مشکل ہے اور یہ ہم ساڑھے 17 کروڑ پاکستانیوں کی خیریت کا مسئلہ ہے پاکستانی قوم کسی بھی طرح اپنے قومی ہیروز تک امریکیوں کی رسائی نہیں ہونے دے گی) اور اسی طرح ایک شرط یہ بھی ہے کہ دہشت گردی کے ٹھکانے ختم کرائے جائیں (جس کے لئے پاکستان پہلے ہی کمربستہ ہے) امریکی معلومات پر ہائی لیول ٹارگیٹس کے خلاف بروقت کارروائی کرے گا، اور آخر میں امریکہ نے ایک بار پھر حکومت پاکستان کو متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرائط پر پوری طرح سے عمل نہ کیا گیا تو امداد روک دی جائے گی اور اِس کے ساتھ ہی امریکہ نے اپنی اِس امداد کے استعمال کو یقینی بنانے کے لئے امریکی دفتر کے قائم کی بھی شرط حکومت پاکستان سے منظور کرانے کو کہا ہے۔

اِن تمام امریکی شرائط اور سخت ترین حدیں مقرر کئے جانے کے بعد سے تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے امریکا پاکستان کو 5 سال کے دوران کیری لوگر بل کے تحت ملنے والی ساڑھے 7 ارب ڈالرز امداد کی مد میں پاکستان کو خرید لے گا۔ میرے خیال سے تو اِس منظر اور پس منظر میں ہمارے پاکستانی حکمران اگر ذرا سی ہمت پکڑیں اور اتنی ساری سخت ترین شرائط اور حدیں مقرر کئے جانے کے بعد کیری لوگر بل کی مد میں ملنے والی یہ امریکی امداد لینے سے منع کر دیں تو کوئی بات نہیں ہم فرینڈز آف پاکستان کی بے رخی کے بعد یہ کیری لوگر بل کو نہ لے کر بھی زندہ رہ لیں گے اور دنیا کو یہ بتا دیں گے کہ ہم تمہاری امداد کے محتاج نہیں ۔۔۔ بس صرف ایک بار حکمران بھی ہمت پکڑ کر دنیا کو اِن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ باور تو کرا دیں کہ اِن سخت ترین امریکی شرائط کے بعد ساڑھے 7 ارب ڈالرز امداد کے عوض پاکستان کسی بھی طرح امریکی کالونی بن کر اور پاکستانی قوم امریکی غلام بن کر ہرگز رہنا پسند نہیں کرے گی۔

قرض اور امداد کی آڑ میں پاکستان کو امریکا کس طرح سے بلیک میل کر رہا ہے یہ بات تو اَب ہمارے غیور اور محب وطن پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو سمجھنی چاہئے کہ امریکا اور اِسی طرح دیگر ممالک پاکستان کی مجبوریوں کا کس طرح سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کیوں کہ امریکا اور اور دیگر ممالک یہ بات اچھی

طرح سے جان چکے ہیں کہ قرض، اور امداد کی شکل میں بھیک پاکستانی حکمرانوں کی عادت اور مجبوری بن چکی ہے کہ اِس کے بغیر اَب یہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے لہٰذا جس قدر ہو سکے اِن عادی قرض خور اور امداد کے متلاشی (پاکستانی حکمرانوں اور عوام) کو دبایا جائے اور اپنا الو سیدھا کیا جائے۔

دنیا میں بھیک مانگنے اور قرض لینے کے اپنے اپنے ڈھنگ نرالے ہیں اَب اِسی کو ہی دیکھ لیں کہ قرض لینے کے لئے پاکستانی حکمرانوں کی امریکا کے آگے عجز انکساری ہی امریکیوں کو اِس بات پر اکساتی ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کی بے حسی اور اِن کی پلے درجہ کی مفلسی کا یوں مذاق اڑایا جائے کہ دنیا اِن کی حیثیت کو سمجھنے لگے۔ ویسے یہاں ایک بات ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور بھارتی حکمرانوں میں یہ فرق واضح ہے کہ پاکستانی حکمران کشکول ہاتھوں میں تھامے دنیا بھر میں قرض اور امداد کی بھیک مانگنے جب نکلتے ہیں تو اِنہیں اِن کی عجز و انکساری کے باوجود بھی قرض اور کبھی امداد کی مد میں بھیک سخت ترین شرائط کے ساتھ ملتی ہے تو کبھی اِنہیں یوں ٹرخا دیا جاتا ہے۔

مگر بھارت جو ہم سے کئی گنا زیادہ آبادی والا ملک ہے اور یقیناً اُس کے مسائل بھی ہم سے زیادہ ہی ہوں گے اِس کے حکمران جب کبھی ہم سے زیادہ

بڑا کشکول اٹھائے دنیا بھر میں قرض اور بھیک کی شکل میں امداد کے لئے نکلتے ہیں تو اِن کی آنکھیں نیچے نہیں ہوتیں اور اِن کے سر جھکے ہوئے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ اُس وقت اِن کے سر تنے ہوئے اور اِن کے سینے چوڑے ہوتے ہیں یوں بھارتی حکمران پاکستانی حکمرانوں کی طرح عجز انکساری سے نہیں بلکہ امریکا سمیت سب کو تڑی لگا کر قرض و بھیک اور امداد مانگ رہے ہوتے ہیں۔ مگر اِس شان و شوکت سے کہ کوئی انہیں بلیک میل نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اِن کو اِن کی ضرورت سے کم دیتا ہے۔ بلکہ بھارتی حکمران تو اتنے پہنچے ہوئے ہیں کہ امریکا اور اِس جیسے اور ممالک خود بھارت چل کر آتے ہیں اور اِس کے کشکول میں اتنا کچھ ڈال جاتے ہیں کہ بھارتی حکمرانوں کو ہمارے حکمرانوں کی طرح کشکول ہاتھ میں اٹھائے ہر ماہ اور تین ماہ بعد کہیں جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اِن کے کشکول میں اتنا کچھ پڑا رہتا ہے کہ بھارت جیسا پیشہ ور بھکاری ملک بھی ہماری طرح ہر روز کشکول اٹھائے قرض اور امداد کے لئے دنیا بھر میں یوں مارا مارا نہیں پھرتا کہ جیسے ہم پھر رہے ہوتے ہیں۔

اِس حقیقت کو تو شائد کوئی بھی نہ جھٹلا سکے کہ دنیا میں کونسا ایسا اِنسان ہے کہ جس نے اپنی ضرورت کے وقت کسی دوسرے اِنسان سے اپنی طلب کے مطابق قرض کی صورت میں کب رقم نہیں مانگی ہو اور جس سے مانگی اُس نے مانگنے والے کی کب مدد نہ کی ہو۔ یہی تو انسانیت ہے کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کے کام آیا

جائے اور ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔اِس طرح وقت پر ایک دوسرے کے کام آنے سے معاشرے میں باہمی اخوت و مساوات اور انسانیت کے احترام کا رشتہ بھی قائم رہتا ہے اور معاشرے میں خوشحالی بھی آتی ہے جس سے کسی بھی گھر سے اُس کے باورچی خانے کی چمنی سے دھواں نکلنا بھی بند نہیں ہوتا اور اُس گھر میں لوگ نہ تو بھوکے سوتے ہیں اور نہ ہی اُس گھر کے در و دیوار سے غربت و مفلسی اور مفلوک الحالی کے سائے ہی ٹیک لگانے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں معاشرہ بھی اِس چھوٹے سے عمل سے ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن رہتا ہے۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی قرض لینا کوئی اتنا معیوب فعل بھی نہیں ہے کہ اِسے بلکل ہی حقیر جانا جائے اور قرض لینے والے کو حقارت سے دیکھا جائے بلکہ ہمارے معاشرے ہی میں نہیں ساری دنیا میں ہر اُس شخص کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ جو قرض لے کر اُسے اپنے وعدے کے مطابق مقررہ تاریخ پر ادا کر دیتا ہے اُسے لوگ اِس کی اِس عادت کی وجہ سے اُس کی طلب کے مطابق ہر بار قرض دینے میں کوئی حیل حجت اور ہچر مچر سے کام نہیں لیتے اور اُس کی اِسی عادت کی بنا پر ہر بار قرض دے دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو اپنی ضرورت کے وقت ہی کسی سے قرض مانگتے ہیں اور اپنے کئے ہوئے وعدے پر اُسے ادا بھی کر دیتے ہیں۔

مگراِس کے ساتھ ہی بدقسمتی سے دنیا میں ایسے بھی بے شمار لوگ موجود ہیں کہ جنھوں نے اپنی ضرورتوں کواِس قدر بڑھا لیا ہے کہ قرض لینااِن کی عادت بن گیا ہے وہ ایک قرض کی ادائیگی نہیں کرپاتے مگر دوسرے قرض کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھرتے ہیں۔ مگر جب لوگ انہیں سمجھ جاتے ہیں کہ قرض لینااِن کی عادت اور ضرورت بن چکی ہے تو یہ لوگ انہیں قرض دینے سے کترانے لگتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے اَب ایف اوپی نے پاکستان کو قرض دینے اوراِس کی مدد کرنے سے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔

اَب یہ بات تو ہمارے حکمرانوں کو سمجھنی چاہئے کہ اپنی اندر خوداری کا جذبہ بیدار کریں اور کوئی ایسا سامان کریں کے دنیا بھر میں قرض اور امداد مانگنے کے حوالے سے پاکستان کے خراب ہوتے ہوئے وقار کو سنبھالا دیں اور ایسے اقدامات کریں کہ ہمیں امریکا سے نہ تو قرض ہی مانگنا پڑے اور نہ ہی قرض کے بدلے پاکستان کو امریکی کالونی بنانے جیسی شرائط ہی ماننی پڑیں۔

بھارتی انتہا پسند ہندو بھی دنیا کے لئے خطرہ ہیں

بھارتی ریاست مہاراشٹر میں انتہا پسند ہندوؤں نے مسلمان جوڑے کو زندہ جلا دیا
امریکا بھارت کے انتہا پسند ہندوؤں اسرائیل کے یہودی انتہا پسندوں کے ٹھکانوں پر بھی
ڈرون حملے کرے

آج مسلم امہ کا امریکا اور بھارت سمیت دیگر ممالک سے یہ سوال ہے کہ کیا دنیا میں دہشت گرد صرف مسلمان ہیں؟ اور کیا مسلمان ہی ساری دنیا میں ہونے والی دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں؟ اور کیا دیگر ادیان عالم کے پیروکار امن پسند ہیں؟ ان میں کوئی دہشت گرد نہیں؟ جن کے خلاف دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے والا امریکا کوئی قدم نہیں اٹھا رہا ہے؟ نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں کہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے یہاں دہشت گرد یا دہشت گردی کا عنصر نہ ہو؟ ان کے یہاں سب سے زیادہ دہشت گردی کا عنصر غالب ہے مگر آج ان سب نے دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت منفی پروپیگنڈہ شروع کرکے امت مسلمہ کا امیج خراب کرنے کے لئے اسے دہشت گرد بنا کر پیش کردیا ہے اور اس طرح مسلم امہ کے لئے ایک سازش کے تحت اس کی ترقی اور خوشحالی کے تمام راستے ختم اور بند کئے جارہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بھی مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ دنیا کو 11/9 کے بعد دہشت گردی کی ایک نئی صورت حال سے دوچار کرنے والے امریکا کو دہشت گردی کے خلاف جاری اپنی اس جنگ میں کیا اب بھارتی ریاست مہاراشٹر میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمان جوڑے کو زندہ جلائے جانے کا المناک واقعہ نظر نہیں آرہا ہے؟ ایک خبر کے مطابق بھارتی ریاست مہاراشٹر میں گزشتہ دنوں شروع ہونے والے مسلم کش فسادات کے دوران انتہا پسند ہندو کرفیو کی پابندیاں توڑ کر مسلمان بستیوں میں پہنچ گئے اور چن چن کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا اور ان کی املاک کو تباہ کیا اور نہ صرف یہ بلکہ مساجد کو بھی شدید نقصان پہنچایا اور ان فسادات کے دوران پوسد سے 7 کلومیٹر دور واقع چلواڑی گاؤں میں سب سے زیادہ جو المناک سانحہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ ان انتہا پسند ہندوؤں نے ایک مسلمان جوڑے جس کی شناخت ضمیر خان نواب عمر 60 سال اور رضیہ بی بی نواب خان عمر 50 سال تھی اسے زندہ جلادیا مگر انڈین پولیس نے دانستہ طور پر انتہا پسند ہندوؤں کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے اس واقعہ کو آتشزدگی کا ایک عام سا واقعہ بنا کر پیش کیا اس واقعہ پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکا اور بھارت کو اب (خود بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمان جوڑے کو زندہ جلائے جانے کا یہ گھناؤنا عمل نظر نہیں آرہا ہے؟ دہشت گردی کے خاتمے کا بننے والا ٹھیکدار امریکا اور اسرائیل کی طرح) اس کا نیا بغل بچہ بھارت کیا اپنے یہاں انتہا پسند ہندوؤں کے خلاف) بھی سخت ترین اقدامات کریں

گے؟ اور کیا امریکا بھارت میں موجود انتہا پسند ہندوؤں کے ٹھکانوں کے خلاف بھی ڈرون حملے کرے گا؟ کیوں کہ یہ انتہا پسند ہندو بھی دنیا کے لئے خطرہ ہیں اور ان بھارتی انتہا پسند ہندوؤں کو اگر ابھی سے امریکا نے لگام نہ دی تو ممکن ہے کہ یہ انتہا پسند ہندو بھی امریکا کے لئے مشکلات پیدا کر دیں اور جو آنے والے دنوں میں امریکا کے لئے شدید درد سر کا باعث ہوں۔

جبکہ ادھر نئے امریکی صدر بارک اوباما نے یورپ کے اپنے پہلے دورے کے موقع پر انقرہ میں ترک پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے مسلم دنیا میں امریکا کے خلاف پیدا ہونے والے اس تاثر کو ختم کرنے کی سعی کی ہے کہ" ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑرہے ہیں اور ہم نے عالم اسلام سے کبھی بھی جنگ نہیں کی ہے؟ اور نہ کبھی کریں گے؟ ہم اسلام کا احترام کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم القاعدہ کے پاکستان اور افغانستان میں مضبوط ٹھکانے بنانے کے خلاف ہیں اور امریکا نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ ہم دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی پوری قوت کا مظاہر کریں گے اور اس کے ساتھ ہی پاکستان اور افغانستان کی اضافی امداد بھی کر رہے ہیں "اگرچہ امت مسلمہ کے نزدیک ان کی یہ کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی اس پر اب بھی مسلم امہ یہ ہی سمجھتی ہے کہ امریکا کی اصل جنگ دہشت گردی کی آڑ میں عالم اسلام سے ہے اور امریکا کی نظر میں نائن الیون کے ذمہ دار صرف مسلمان ہیں حالانکہ ابتدائی تحقیقات کے مطابق 9/ 11 کے اس

المناک سانحہ میں کوئی مسلمان ملوث نہیں تھا اور جبکہ اس وقت مختلف زاویوں سے دبی دبی اکا دکا آوازیں یہ بھی اٹھیں تھیں کہ اس واقعہ میں اسرائیلی ملوث ہیں مگر اس وقت کے امریکی صدر اور اس کی انتظامیہ میں شامل یہودیوں (اسرائیلیوں) نے ان آوازوں کو دبا دیا تھا اور اس واقعہ کا سارا رخ مسلمانوں کی طرف کرکے اس سارے عمل سے باآسانی کنی کٹا کر خود تو نکل گئے اور امریکا کو اپنی شاطرانہ چالوں سے مسلم امہ کا دشمن بنا گئے اور تب سے امریکا مسلمانوں سے اپنے انتقام کی آگ میں اندھا ہوگیا ہے اور اس کا سارا اثر پہلے افغانستان پر اترا اور اب آہستہ آہستہ اس کی جنونی کیفیت کا رخ پاکستان کی جانب مڑ رہا ہے جس کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دنوں جب افغانستان اور پاکستان کے لئے امریکا کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک اور امریکی فوج کے اعلیٰ کمانڈر جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن پاکستان آئے توامریکی چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن نے پاکستان کی اعلیٰ قیادت اور سول سوسائٹی کے وفد سمیت صدر مملکت آصف علی زرداری سے ملاقات کی اس دوران صدر مملکت آصف علی زرداری نے ان پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "پاکستان پر ڈرون حملے بند کئے جائیں اور امریکا پاکستان کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے مالی وسائل فراہم اور عالمی برادری دہشت گردوں کے خلاف پاکستان کی مدد کرے" جبکہ امریکی چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن نے صدر کی اس درخواست کے جواب میں دوٹوک

الفاظ میں امریکی مؤقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ "ڈرون حملے جاری رہیں گے" اس موقع پر امریکی چیفس نے محض اپنے شک کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اس لئے کہ اسامہ بن لادن سمیت القاعدہ کے اہم رہنما پاکستان میں ہیں جو بلوچستان کے کسی حصے میں روپوش ہو سکتے ہیں؟ اور اس لحاظ سے امریکا کے لئے پاکستان افغانستان سے زیادہ اہم ہے اس خدشہ کے پیش نظر امریکا کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ اس خطے سے دہشت گردی کے خاتمے تک ہم اس خطے کو نہیں چھوڑ سکتے اسی طرح اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ماضی میں امریکا سے بہت سی غلطیاں ہوئیں ہیں میرے خیال سے اگر امریکی چیفس اس موقع پر ان غلطیوں کی بھی نشاندہی کر دیتا کہ اس سے کیا غلطیاں ہوئیں ہیں تو اچھا ہوتا اگرچہ اس نے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ بیت اللہ محسود امریکا کے لئے بڑا خطرہ ہے اس کا تعاقب کریں گے اور پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مؤثر کردار ادا کرے" جبکہ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ سربراہ آئی ایس آئی لیفٹنٹ جنرل شجاع پاشا نے امریکی حکام افغانستان اور پاکستان کے لئے امریکا کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک اور امریکی فوج کے اعلیٰ کمانڈر جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن سے ملنے سے انکار کر دیا تھا جن کی ملاقات دوسرے روز ہونے والی تھی جس سے پاکستان کا مورال بلند ہوا ہے اسی طرح قومی سلامتی کی پارلیمانی کمیٹی نے بھی کہا ہے کہ امریکا کو ملکی سلامتی پر کاری ضرب لگانے کی چھوٹ نہیں دے سکتے ہالبروک کو یہ پیغام ہے کہ وہ پاکستان پر ڈرون حملے رکوانے کے لئے

اپنا کردار ادا کریں اور ہم اپنے ملک پاکستان کی خود مختاری پامال نہیں ہونے دیں گے اور ڈرون حملے دہشت گردوں کے خلاف کوششوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا کی جانب سے پاکستان کے علاقوں پر اب تک ہونے والے ڈرون حملوں کا زیادہ فائدہ دہشت گرد عناصر کو ہی ہو رہا ہے مگر سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ بات ایک عام آدمی بھی سمجھ رہا ہے تو امریکا کیوں یہ بات نہیں سمجھ رہا ہے کہ اسے ڈرون حملے فی الفور بند کر دینے چاہئیں اور اسے اب پاکستان کے نئے علاقوں پر محض دہشت گردوں کی موجودگی کا شک کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نئے حملوں کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہیے۔

اور میں ایک بار پھر آخر میں اپنا یہ سوال نئے امریکی صدر بارک اوباما اور ان کی نئی انتظامیہ سے کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ بھارتی انتہا پسند ہندوؤں کے قلع قمع کے لئے بھی ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کریں گے؟ اس لئے کہ یہ انتہا پسند ہندو کئی صدیوں سے اپنے یہاں بھارت میں آباد مسلمانوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں اور کسی نے بھی اب تک ان متاثر مسلمانوں کے حق میں آواز نہیں اٹھائی مگر اب جبکہ امریکا نے دنیا کو ہر قسم کی دہشت گردی اور دہشت گردوں کے گروہوں سے پاک کرنے کا عزم کر رکھا ہے تو پاکستان اور بھارت سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کا آج یہ مطالبہ ہے کہ امریکا فلسطینی

مسلمانوں کو اسرائیلی انتہا پسند یہودی دہشت گردوں اور بھارتی مسلمانوں کو بھارتی انتہا پسند ہندوؤں سے بھی نجات دلوانے کے لئے اسرائیل اور بھارت میں ڈرون حملے شروع کرے۔

جس سے امریکی صدر بارک اوباما کا یہ مؤقف مسلم امہ پر واضح ہوجائے گا کہ امریکا اسلام کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ کر رہا ہے تو پھر اب امریکا کو اس لحاظ سے اسرائیل اور بھارت کے انتہا پسندوں کے خلاف بھی ڈرون حملے کرنے ضروری ہیں۔

اسلامی تہذیب

اسلامی تہذیب سے ہی دنیا کی دیگر اقوام کی تہذیبوں کے چشمے پھوٹے ہیں
مشرقی و مغربی یورپی ممالک اس حقیقت سے کیوں انکاری ہیں.....؟؟
اسلامی تہذیب اور خود فریبی میں مبتلا مغرب ......
آج مسلمانان عالم کو کسی بھی احساس محرومی میں مبتلا ہوئے بغیر اس سچائی و دیانت پر ڈٹ جانا چاہئے کہ در حقیقت اسلامی تہذیب اور قرآن و سنت کے اصولوں سے ہی دنیا کی دیگر اقوام کی تہذیبوں کے چشمے پھوٹے ہیں جبکہ مغربی و مشرقی یورپی ممالک اس حقیقت اور سچائی کو تسلیم ہی نہیں کرتے ہیں اور الٹا وہ اس حقیقت سے کیوں منہ چراتے ہیں۔۔۔؟؟؟اس کا بھی انہیں کھل کر ادراک کرنا چاہئے۔
تہذیب جسے انگریزی میں کلچر بھی کہتے ہیں اس کے اردو لغت میں معنی کچھ اس طرح سے ہیں کہ تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے جو اسم بھی ہے تو مؤنث بھی اور جو شائستگی اور خوش اخلاقی جیسے انتہائی خوبصورت لفظوں کے مکمل معنوں کے علاوہ بھی کسی درخت یا پودے کو کاٹنا چھانٹنا تراشنا تاکہ اس میں نئی شاخیں نکلیں

اور نئی کونپلیں پھوٹیں جیسے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے اور اسی طرح انگریزی زبان میں تہذیب کے لئے لفظ "کلچر" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے یہاں ہمارے قارئین کے ذہنوں میں یہ بھی رہے کہ کلچر حقیقتاً انگریزی زبان لفظ بھی نہیں ہے بلکہ یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی معنی ہیں "زراعت، شہد کی مکھیوں، ریشم کے کیڑوں، سیپوں اور بیکٹریا کی پرورش یا افزائش کرنا، جسمانی یا ذہنی اصلاح و ترقی، کھیتی باڑی کرنا" کے ہیں۔

اور یوں مؤرخوں کے نزدیک دنیا میں پانچ بڑی بڑی تہذیبیں ہیں جن کا سکہ ابھی تک چل رہا ہے ان میں سے سب سے اول اور اونچے درجے پر اسلامی تہذیب ہے جس نے انتہائی مثبت اور تعمیری انداز سے دوسری تہذیبوں جن میں مشرقی یورپ، مغربی یورپ، چینیوں اور ہندوؤں کی تہذیبیں شامل ہیں ان تہذیبوں کو متاثر کیا ہے اور یوں اس کے ساتھ ہی میرے خیال سے آج دنیا کو اس سے بھی انکار نہیں کرنا چاہے کہ "بیشک اسلامی تہذیب و تمدن سے ہی دنیا کی تہذیبوں کے چشمے پھوٹے ہیں جس نے دنیا کو ترقی و خوشحالی اور معیشت اور سیاست کے ان راستوں پر گامزن کیا ہے کہ جس پر قائم رہ کر انسانی فلاح کے تمام دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

اور نہ صرف یہ بلکہ مؤرخوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اکثر قدیم علوم و فن

بھی مسلمانوں اور اسلامی تہذیب سے ہی یورپ کے لوگوں تک پہنچے ہیں کیوں کہ مشرقی یورپ و مغربی یورپ کی تہذیبوں سمیت چینیوں اور ہندوؤں کی تہذیبیں بھی ایک دوسرے کی تہذیبوں کو اتنا متاثر نہیں کر پائیں کہ جتنا اسلامی تہذیب نے ان سب کو متاثر کیا ہے کیوں کہ اسلامی تہذیب نے ایک ایسے عالمگیر ضابطہ حیات قرآن کریم فرقان حمید کی روشنی میں تشکیل پائی ہے جو رہتی دنیا تک بنی انسان کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔

اگرچہ دوسری طرف مؤرخوں نے یہ بھی رقم کیا ہے کہ اسلامی تہذیب سیاسی اقتدار کے لحاظ سے دو مرتبہ عروج کمال حاصل کیا ہے کہ جب آٹھویں صدی میں اسلامی سلطنت وسط ایشیا سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی ایشیائے کوچک کا پیشتر حصہ سارا شمالی افریقہ اور ہسپانیہ اور بحیرہ روم کے اکثر جزیرے اس سلطنت میں شامل تھے سولھویں اور سترہویں صدی میں پھر اسے بڑا عروج نصیب ہوا اس زمانے میں ترکانِ عثمانی نے بڑی سلطنت قائم کرلی تھی یورپ میں ہنگری، یونان، جزیرہ نمائے بلقان اور بحیرہ اسود کے شمالی ساحل کا علاقہ ان کے قبضے میں تھا شمالی افریقہ کے ممالک میں سے صرف مراکش ان کے دائرہ اقتدار سے باہر تھا لیکن یہاں بھی مسلمانوں کی حکومت قائم تھی اس کے علاوہ ان زمانے میں مسلمانوں نے ہندوستان کے بیشتر حصے پر اپنا تسلط قائم کرلیا تھا ایران اور وسط ایشیا کے مختلف حصوں میں بھی مسلمانوں کی حکومتیں قائم تھیں۔

آج اس سے تو خود بھارت (ہندوستان) بھی انکار نہیں کرسکتا کہ گیارھویں صدی میں ہندو تہذیب کا اثر ہندوستان اور جنوب مشرقی ایشیا تک محدود رہا ہے جبکہ چینی تہذیب نے چین کی سرحد کے ایشیائی خانہ بدوش قبائل کو متاثر کیا اور یوں چینی تہذیب کے دائرہ میں خاص چین کے علاوہ، منچوریا، منگولیا، تبت، کوریا، جاپان اور ہند چینی بھی شامل ہیں جبکہ اس ہی صدی میں اسلامی تہذیب سے سارے ایشیا کے علاوہ افریقہ کا بہت بڑا حصہ اور یورپ کے بعض علاقے اثرپذیر ہوئے ہیں۔

ایمرسن کا ایک بہت مشہور قول ہے کہ "کسی بھی ملک کی تہذیب کا صحیح معیار نہ تو مردم شماری کے اعداد ہیں نہ بڑے بڑے شہروں کا وجود، نہ غلے کی اِفراط اور نہ دولت کی کثرت بلکہ اس کا صحیح معیار صرف یہ ہے کہ وہ ملک اور قوم کس قسم کے انسان پیدا کرتی ہے" یوں اس سے یہ مان لیا جائے کہ دنیا کی تہذیب کا پیمانہ کسی ملک اور قوم پر مشتمل افراد (انسانوں) سے ہی کیا جاتا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی مان لینا چاہیۓ کہ ہر قوم کی اپنی ایک تہذیبی شخصیت بھی ہوتی ہے اگرچہ اس شخصیت کے بعض پہلو دوسری تہذیبوں سے بھی ملتے جلتے ضرور ہیں لیکن بعض انفرادی خصوصیتیں ایسی بھی تو ہوتی ہیں کہ جو ایک قوم کی تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں ہر قومی تہذیب اپنی اِن

ہی انفرادی خصوصیتوں سے پہچانی جاتی ہے اور اس نکتہ نگاہ سے تو دنیا پر یہ بات بھی اچھی طرح سے عیاں ہو چکی ہے کہ ظہور اسلام کے بعد جو ملک اور قوم اپنے تہذیب و تمدن کے لحاظ سے سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مانی جاتی ہے وہ مسلمان قوم اور ملک سعودی عرب (سرزمین عرب) ہے جس کی تہذیب و تمدن کے آگے دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک اور اقوام کل کی حیثیت بھی کچھ نہیں ہے اور ایک یہ ہی وجہ ہے کہ دنیا کے وہ ممالک اور اقوام جن کی اپنی تاریخی اور تہذیبی حیثیت بھی کچھ نہیں ہے اور اپنی اس ہی احساس محرومی کی وجہ سے انہوں نے ایک سازش کے تحت مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ طور پر باہم متحد و منظم ہو کر اپنی ایک بھرپور پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے جن کا اصل مقصد اپنی تہذیب و تمدن کو دنیا بھر میں بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور اسے انسانی فطرت (جنسی کشش) جیسی کمزوریوں کے ساتھ کچھ اس طرح دنیا بھر میں پیش کرنا ہے کہ ان کی تہذیب وتمدن کو دنیا بھر میں بسنے والے انسان پسند کریں تو اس کے برعکس دنیا کے دیگر اقوام کے لوگ دین اسلام کی صاف ستھری اور ایک مکمل ضابطہ حیات کے ساتھ اس کے سنہرے اصولوں پر مشتمل مسلم ممالک کی اپنی اپنی تہذیبوں کو اپنانے اور ان کی تعریف سے بھی انکاری ہوں۔

میں یہ فخریہ کہہ سکتا ہوں کہ انیسویں صدی میں مشرقی و مغربی یورپی قوموں نے جو تہذیب اپنائی ہے کہ اس میں پورا عمل دخل اسلامی تہذیب کا ہے تاہم وہ

اس حقیقت کو ماننے سے قطعاً انکاری ہیں جبکہ یورپی تہذیب اسلامی تہذیب کی ہی عطا کردہ ہے اس سے زیادہ یورپی ممالک کی اور کیا بداخلاقی ہو گی ۔۔۔؟؟ کہ وہ اس حقیقت کو آج تک تسلیم نہیں کرتے کہ ان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب مسلمانوں کا ہی عطا کردہ ہے آخر وہ اس سے کیوں انکاری ہیں۔۔۔؟؟

قوم سے ایک سوال ......اور کئی سوالات....؟

کیا مشرف واقعی عدلیہ کا سامنا کر سکیں گے.....؟
کیا قوم کو بُرے وقت دِکھانے والے مشرف خود بھی بُرے وقت دیکھ پائیں گے......؟

قوم سے ایک سوال یہ ہے کہ جہاں عدالت نے ملک کے سابق آمر صدر پرویز مشرف کو عدالت میں طلبی کا نوٹس جاری کرکے ایک اچھا اقدام کیا ہے تو وہیں قوم کو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ اگر مشرف عدالت میں پیش نہ ہوسکے ....اور اِس کے ساتھ ہی کیا مشرف واقعی عدلیہ کا سامنا بھی نہ کرسکے ....؟ تو قوم کو اُس وقت کیا کرنا چاہئے میرے اِس سوال کا جواب بھی قوم کو اپنی اعلیٰ فہم و فراست کے مطابق خود ہی دینا ہوگا اور اُسے اُس وقت یہ بھی ثابت کردینا ہوگا کہ یہ ایک مہذب اور سول لائیزڈ قوم ہے تو کیا قوم اِس کے لئے بھی تیار ہے....؟

اگرچہ یہ پوری پاکستانی قوم کے لئے ایک حوصلہ افزا خبر ہے کہ جو گزشتہ دنوں ملک بھر کے تمام بڑے چھوٹے اخبار کی صفحہ اول کی زینت بنی اور جسے نہ صرف ملکی سرکاری اور ہر نجی ٹی وی چینل نے متواتر اپنے ہر نیوز بولیٹن میں ٹیلی کاسٹ کیا بلکہ غیر ملکی چینلز نے بھی اِسے خاصی اہمیت کے ساتھ اپنی اہم خبر

قرار دے کر اپنے یہاں ضرور پیش کیا ہوگا خبر کے مطابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جسٹس خواجہ محمد اشرف نے فیروز والا میں بار سے اپنے خطاب کے دوران پچھلے دنوں پرویز مشرف کے اُس ٹیلی ویژن بیان کے حوالے سے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں نے بہت اچھا وقت دیکھا ہے "اِس کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پرویز" مشرف نے اچھے دن دیکھے، اَب بُرا وقت بھی دیکھیں گے اِس موقع پر اُن کا یہ کہنا بھی ملک کی مایوس عوام میں ایک نئی روح اور تازگی پھونک گیا ہے کہ بڑے مگرمچھوں کو سزائیں دیئے بغیر ملک ترقی نہیں کرسکتا، ایک مرتبہ کسی بڑے مگرمچھ کو سزا ہوجائے تو باقی سب ٹھیک ہوجائیں گے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اَب کسی کو جمہوریت پر شب خون مارنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔۔۔۔اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں عدلیہ کی بحالی اور ججز کی آزادی سے ملک کی سترہ کروڑ عوام کے حوصلے بھی بلند ہوئے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی قوم بھی یہ اُمید رکھتی ہے کہ عدلیہ کی بحالی اور ججز کی آزادی سے ملک میں انصاف کا بولا اور باطل کا منہ کالا ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی مجھے ارسطو کا یہ ایک قول بھی یاد آرہا ہے کہ" جو معاشرہ عدل وانصاف کی بنا پر قائم کیا جائے اُس میں تمام افراد کے اخلاق خود بخود سدھر جاتے ہیں تو اِسی طرح اُدھر دوسری طرف جس معاشرے میں ناانصافی ہوگی اُس میں پند و نصیحت اور وعظ و ارشاد سے افراد کے اخلاق کو سدھارنے کو تمام کوششیں بھی بے کار ثابت ہوں گی" اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس معاشرے میں عدل نہیں ہوگا اُس میں

کبھی استحکام نہیں آسکتا اور شاید ہی وجہ ہے کہ گزشتہ 62 سالوں میں ہمارے یہاں وہ استحکام نہیں آسکا جیسا کہ استحکام کی تعریف ہے کیوں کہ ہمارا ملک ایک بڑے عرصے تک آمریت کے زیر تسلط رہا جس میں فرد واحد کی ہی حکمرانی ہوتی ہے اور وہ کسی ایسے قانون قاعدے کو نہیں مانتا جواِس کے مرضی منشا سے مطابقت نہ رکھتے ہوں اور اگر کوئی آمر کسی قانون کو مانتا بھی ہے تو وہ صرف اُن ہی قوانین کو جو اُس کی طبیعت کے مطابق ہوں یا پھر وہ جواِس کے اپنے ہی وضع کردہ قوانین ہوتے ہیں جن کی وہ پاسداری کرنے کا بھی پابند ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اپنے دور اقتدار میں محض امریکی آشیرباد حاصل کرنے کے چکر میں مگن ملک کے سابق آمر صدر پرویز مشرف جنہوں نے قوم کو بُرے وقت دِکھائے اور خود اِن کے بقول وہ اچھے دن دیکھتے رہے اور اپنا اچھا وقت تو گزارتے رہے اور اِن ہی اپنے آرام اور عیاشیوں میں وہ قوم کو اِسے معاشی، سماجی، مذہبی، اخلاقی اور سیاسی طور پر مسائل کے ایک انتہائی بدبودار دلدل میں دھکیل گئے ہیں کہ قوم اِس سے آج تک نکل ہی نہیں پارہی ہے اور اُدھر ایک اور افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ آج حکمران اور قوم سب کے سب مل کر بھی اِس بدبودار دلدل سے نکلنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں تو الٹا اِس دلدل سے نکلنے کے بجائے اِس کے اندر کی جانب اور ہی دھنستے ہی چلے جارہے ہیں۔ میرے نزدیک تو یہاں ہم سب کے لئے غور و فکر کرنے کا ایک پہلو تو یہ بھی ہے کہ مشرف نے ایسا کیا کچھ کر دیا ہے.....؟ کہ قوم اِس دلدل سے نہ تو نکل ہی پارہی ہے

اور نہ ہی اِس سے چھٹکارا ہی حاصل کر پارہی ہے۔ بہر حال ! اِن مشکل اور پریشان کن لمحات میں یہ ایک اچھا امر ہے کہ قوم کسی ایک نقطے پر تو متفق نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اِن مشکلات اور ملک و قوم کے خلاف کی جانے والے سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے قوم یکدل اور یک جان ہے اور اِس پلیٹ فارم پر مکمل طور پر ملی یکجہتی اور یگانگت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ ضرور چاہ رہی ہے کہ گزشتہ 9 سالوں میں جس آمر شخص نے تن انتہا اپنی مرضی کے فیصلے کرکے ملک اور قوم کی بقا و سالمیت کا سودا کرتے ہوئے اِس وطنِ عزیز پاکستان کی خودمختاری کو بھی امریکہ کے ہاتھوں رہن رکھ دیا ہے اِسے قانون کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو بھی سزا ملے اِسے ضرور ملنی چاہئے اور سپریم کورٹ کی جانب سے عدالت میں طلبی کا نوٹس جاری ہونے کے بعد پورے پاکستان کو یہ قوی اُمید ہو گئی ہے کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے اور اب سپریم کورٹ انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ملک کے اُس آمر صدر کو عدالت میں پیش کرکے ملک کی تاریخ میں عدل و انصاف کا ایک ایسا باب رقم کرے گا کہ دنیا یہ کہہ اٹھے گی کہ یہ ہے انصاف اور یہ ہے عدل کیوں کہ عدل و انصاف کے بغیر نہ تو کوئی معاشرہ پنپ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ ترقی و خوشحالی کی راہیں سر کر سکتی ہے۔

یہ انسان کی کم عقلی اور نا سمجھی ہی تو ہے کہ وہ طاقت کے نشے میں اپنی

زندگی کے کسی بھی ایک حصے میں اتنا مست ہوچکا ہوتا ہے کہ وہ یہ سب کچھ بھول جاتا ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ رعب اور دبدبا سب ختم ہوجائے گا اور یہ نادان انسان طاقت کے گھمنڈ میں یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جیسے اِس کی یہ طاقت اور قوت ہمیشہ اِس کے پاس ہی رہے گی اور اِسے کوئی اِس سے نہ تو چھین سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اِسے ختم ہی کرسکتا ہے مگر کارخانے قدرت میں ہر معاملہ انسانی سوچ اور عقل کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ اِس کا اپنا ایک اصول ہے جس میں سارے فیصلے اور کام اٹل ہیں اور اِن سب کے ہونے کے لئے وقت مقرر ہے اور جو کہ ایک لمحہ بھی نہ تو آگے ہی ہو سکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے ہو سکتے ہیں یعنی جب ربِ کائنات وقت مقررہ پر کسی کو کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ کام ہوجاتا ہے اور اِسی طرح جب اللہ کسی انسان کو کوئی چیز اِس کی ضرورت اور طاقت سے زیادہ عطا کرتا ہے تو اِس میں بھی اُس کی حکمت پنہاں ہوتی ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندے کو وہ چیز عطا کرکے اُس کا امتحان اور اُس کی آزمائش کر رہا ہوتا ہے اور جو اللہ کے امتحان اور آزمائش میں اُس وقت سرخرو ہوگیا تو اِس میں اِس کی دنیا اور آخرت دونوں ہی سنور جاتی ہے اور اگر کوئی اِس میں ناکام ہوا تو دنیا اور آخرت دونوں ہی میں اُس کی زلت اور رسوائی اِس کا مقدر بن جاتی ہے بالکل ایسا ہی ایک امتحان اور ایک آزمائش خالقِ کائنات اللہ رب العزت نے 12 اکتوبر 1999 کو ملک کے سابق آمر صدر پرویز مشرف کو اقتدار کا مسند سونپ کرلیا کہ یہ میرا بندہ پرویز مشرف اِس اقتدار پر

فائز ہو کر اپنے تمام تر اختیارات کے باوجود میرے بندوں کے لئے کتنے خیر کے کام کر سکتا ہے اور اِس کے اِس منصب پر فائز رہنے سے میرے بندے اِس کے کتنے اچھے کاموں سے سیراب ہوں گے اور اِس کے پھیلائے ہوئے شر سے کتنے بچ پائیں گے۔ مگر واقعی پرویز مشرف تو اپنے اقتدار کو سنبھالتے ہی پہلے ہی روز سے یہ بھول چکے تھے کہ ملک اور قوم کی حکمرانی کی یہ عظیم ذمہ داری انہیں کوئی ایسی ہی نہیں مل گئی تھی بلکہ اِس میں قانونِ قدرت کی بھی مرضی شامل تھی وہ بھی اِن سے ایک ایسا امتحان لینا چاہتا تھا کہ جس سے مشرف کو بچنا اور اِس میں پھنسنا خود مشرف کے اختیار میں بھی تھا اگر انہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں اچھے کام کئے ہوتے تو آج ہر معاملے سے مشرف سرخرو ہوتے مگر انہوں نے تو اپنے اقتدار کے نشے میں چور ہو کر بے شمار ایسے انسانیت سوز مظالم کی حد کر دی کہ اِن سے زمین بھی تھرا گئی اور آسمان بھی رو پڑا.... اور آج یہی وجہ ہے کہ جب انصاف کے دروازوں تک قوم کے مظلوموں کی آوازوں نے دستک دی تو انصاف بھی قوم کے اِن مظلوموں کی درد بھری داستانیں سن کر چلا اٹھا ہے اور اب یہ انصاف جس کا 9 مارچ 2007 کو گلا دبانے کی کوشش بھی اِن ہی مشرف صاحب نے کی تھی جس میں یہ اپنے حساب سے تو کامیاب ہو گئے تھے مگر اِس ملک میں انصاف کو زندہ رہنا تھا اور وہ بالآخر پورے دو سال اور 8 روز آئی سی یو میں رہنے کے بعد یہ انصاف 16 مارچ 2009 کو پوری طرح صحتیابی کے بعد الحمداللہ پھر سے اِس قابل ہوگیا ہے کہ یہ اُن لوگوں کو سبق سکھا سکیں کہ جو ہر دور

میں اِس کے دشمن بنے رہے اور اِسے اپنے مرضی کے مطابق استعمال کرتے رہے۔
بہرکیف ! یہ ملک اور قوم کے لئے ایک اچھا اور نیک شگون ہے کہ سپریم کورٹ نے ملک کے سابق صدر پرویز مشرف کو عدالت میں طلبی کا نوٹس جاری کردیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا پرویز مشرف عدالت کا سامنا کرپائیں گے.....؟ یا ہچر مچر سے کام لیتے ہوئے حسبِ عادت وہ کنی کتا کر نکل جائیں گے.....؟اور کیا واقعی قوم کو بُرے دن دِکھانے والے مشرف خود بھی اپنے اچھے دنوں کی یادوں کو بھول کر بُرے دن دیکھ پائیں گے......؟یا امریکی مشینری کے حرکت میں آتے ہی وہ تمام پریشانیوں سے خود بخود آزاد ہو کر اپنی بقیہ زندگی بھی یوں ہی خوش وخُرم گزارتے رہیں گے جس طرح انہوں نے امریکا کہ اشاروں پر اپنے دورِ اقتدار میں ملک و قوم پر انسانیت سوز مظالم ڈھا کر اپنا اچھا وقت گزارا....؟ یہ وہ سوالات ہیں جو قوم کو سمجھنے اور سمجھانے کے ہیں اور غور وفکر کرنے کے بھی ہیں کہ اگر پھر ایسا ہوگیا تو کیا ہوگا امریکہ اپنی ٹانگ اڑا کر انہیں بچالے گیا تو ہم کیا کریں گے سِوائے صبر و تحمل کے۔

ناظم کراچی کے بارش کے بعد برق رفتار اور ہنگامی اقدامات

بارش کے بعد اندھیروں میں ڈوبا اور پانی کی بوند بوند کو ترستا میرا کراچی......
کیا ناظم کراچی کے دعوؤں کی قلعی واقعی کھل گئی ہے نہیں ... نہیں.....؟
بجلی ایسی چیز نہیں کہ فوراً خرید کر لے آئیں... وزیراعظم کی عوام کو انوکھی تسلی
محکمہ موسمیات کے دعوؤں کے مطابق کراچی میں گزشتہ ہفتے کے روز یعنی 18 جولائی اور 29 اگست کو شروع ہونے والی مون سون کی طوفانی بارشوں سے 32 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے اور اِس طرح شہر میں 208 اور 187 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی اِس بارش نے شہر کراچی میں جو تباہی مچاہی وہ تیکنکی اعتبار سے گزشتہ 32 سالوں میں ہونے والی بارشوں کے باعث ہونے والے نقصانات سے قدرے کم ہی ہے اِس لیے کہ آج سے 32 سال قبل ہونے والے بارش نے بالعموم پورے شہر کراچی اور بالخصوص ملیر، شاہ فیصل کالونی، منظور کالونی، محمودہ آباد، قیوم آباد، ڈیفنس ویو سیمت ڈیفنس جیسے پوش علاقے میں جو تباہی مچائی تھی اِس کی تباہی آج بھی اِن علاقوں کے مکینوں کو اچھی طرح سے یاد ہے اور جب کبھی بارشوں کے دنوں میں اِن علاقوں کے رہائشیوں کو وہ قیامت خیز مناظر یاد آتے ہیں تو آج

بھی اِن کے رونگھٹے یقیناً کھڑے ہو جاتے ہوں گے بہر حال ! اِن تمام باتوں کے برعکس ہفتے کے روز کی اِس طوفانی بارش نے جہاں یقیناً گزشتہ 32 سالہ ریکارڈ توڑا ہے تو وہیں آج اگر ہم تمام سیاسی مصالحتوں اور کدورتوں کو ایک لمحے کے لئے بالائے طاق رکھ کر اِس بات کا موازنہ کریں تو ہمیں خود کو یہ کہہ کر تسلی دینے میں ہرگز کوئی عار محسوس نہیں ہوگی کہ اِس طوفانی بارش میں ناظم شہر سید مصطفیٰ کمال کا ہی یہ کمال رہا اور ان کی مہارت ہی کام آئی کہ انہوں نے اپنے پہلے سے تیارہ کردہ رین ایمرجنسی پلاننگ کے موجودہ شہری حکومت کے برق رفتار اور ہنگامی اقدامات وانتظامات کی کچھ اِس طرح سے بنفسِ نفیس مانیٹرنگ کی کہ جیسے ہی بارش شروع ہوئی انہوں نے شہر بھر کے ٹاؤنز کا ہنگامی دورہ کیا اور انہوں نے اپنی ٹیم کے ہمراہ خود اِن خاص اور عام مقامات پر جہاں بارش کا پانی کھڑا تھا رات دن ایک کرکے کام کیا اور اِس طرح انہوں نے جس جواں مردی سے اِن علاقوں کو ایسا صاف کیا کہ بارش کے اگلے ہی روز اِن علاقوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اِن علاقوں میں بارش ہوئی نہیں تھی یقیناً یہ کریڈٹ بھی اِنہیں اور اِن کی ٹیم کو ہی جاتا ہے۔

یہاں اِس امر سے بھی سے کسی کو کوئی انکار نہیں کہ گزشتہ چار ماہ اور یا شاید اِس سے بھی زائد عرصہ سے جاری جھلسا دینے والی گرمی کے باعث شاید ہی کوئی ایسی جاندار انسان ،چرند وپرند اور حیوان) شئے رہی ہو کہ جس نے ربِ)

کائنات سے ہر گھڑی اور ہر سانس گڑ گڑا کر اپنی اپنی دعاؤں میں بارش کی طلب نہ کی ہو اور یہ اِن کی دعاؤں کا ہی ثمر رہا کہ بالآخر ماں سے ستر گنا زیادہ اپنی مخلوق سے محبت کرنے والے ربِ کائنات اللہ رب العزت کو اِن پر ترس آ ہی گیا اور اُس کے صرف ایک ہی حکمِ خاص سے ملک بھر میں مون سون کی برسات کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلا کہ اِس سے جہاں قیامت خیز گرمی کا زور ٹوٹا تو وہیں ہر جاندار کو سکھ کا سانس بھی نصیب ہوا مگر جب کراچی والوں کی دعاؤں کی قبولیت کے بعد گزشتہ ہفتے کراچی میں بارانِ رحمت کے نزول کا یہ بابرکت سلسلہ شروع ہوا تو یہ دیکھتے ہی دیکھتے حسبِ روایت اِن رحمتوں کا نا رکنے والا سلسلہ کراچی والوں کے لئے زحمت میں یوں بدل گیا کہ جس سے اِس رحمت کے بعد دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی میں شاید دو روز کی معمول سے زیادہ بارشوں کی وجہ سے حکومت سندھ اور شہری حکومت کے ہنگامی رین ایمر جنسی اقدامات بھی ناکامی ثابت ہونے لگے اور پھر یوں کہیں کہیں بارش کے پانی کی بروقت نکاسی نہ ہونے کے باعث شہر کراچی کا کچھ حصہ تالاب کا منظر پیش کرنے لگا جس سے اِس شہر کا نظامِ زندگی بری طرح متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور مفلوج ہو کر رہ گیا اور اِس سے بھی کوئی انکار نہیں کہ شہر کراچی کی اِکا دُکا اور بڑی چھوٹی اہم شاہراہوں پر تین سے چار فٹ بارش کا پانی بھی کئی (دو ایک) روز تک کھڑا رہا اِس کا یہ ہر گز مطلب نہ لیا جائے کہ شہری حکومت اپنے رین ایمر جنسی پلان میں ناکام ہو گئی ہے بلکہ شہری حکومت کے اُن

مخالفین سے میری یہ التجا ہے کہ وہ اِس حقیقت کو بھی صدق دل سے تسلیم کریں کہ اِس بار بارشیں توقعات سے کہیں زیادہ ہی شروع ہوئیں ہیں ورنہ تو اگر معمول کی بارشیں ہوئی ہوتیں تو شہری حکومت کا عملہ اور اِس کے رضاکار ہی بارش کے پانی کی نکاسی کے لئے اور شہر کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے بہت تھے بہر کیف ! موجودہ شہری حکومت سے جن مخالفین کا کام ہی تنقید کرنا ہے وہ کرتے رہیں آخر کار ایک نہ ایک روز وہ خود تھک کر اِس حقیقت کو بھی مان ہی لیں گے کہ ناظم شہر سید مصطفیٰ کمال اور اِن کی ٹیم نے شہر کراچی کو جس طرح اپنے ہنگامی رین پلاننگ سے ہینڈل کیا ہے یہ اُن کا ہی کام تھا اور اگر اُن کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ شاید اِن طوفانی بارشوں میں شہر کو بے یارومددگار چھوڑ کر خود بھاگ کھڑا ہوتا اور شہر کراچی کی غیور اور محب وطن عوام اُس سے مدد کی بھیک ہی مانگ رہی ہوتی اور وہ اپنے گھر یا کسی ایوان میں دبکا سکھ کی بانسری بجا رہا ہوتا مگر یہ ہمت اور کمال صرف اور صرف ناظم شہر سید مصطفیٰ کمال کا ہی کمال تھا کہ انہوں نے اِس طوفانی اور تباہی مچا دینے والی بارش میں شہر کراچی کی عوام کی بالا رنگ و نسل خدمت کرکے ایک نئی تاریخ رقم کردی ہے۔

جبکہ اِس کے بالکل برعکس محکمہ کے ای ایس سی کے عملے کی ناقص کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت یہ رہا کہ اِس کی انتظامیہ کی نااہلی اور غیر مناسب حکمتِ

عملی کے باعث پورے کراچی شہر میں 5 سے 6 روز تک بجلی غائب رہی جو اِن سطور کے
رقم کرنے تک بہت سے علاقوں میں اب بھی غائب ہے اور شہر کے ہر علاقے میں محکمہ
کے خلاف عوام کا پر تشدد احتجاجوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ جاری ہے اور بجلی KESC
کے ستائے سڑکوں پر نکل کر اپنی بے بسی کا اظہار کے ای ایس سی کے دفاتر پر حملے کرکے
حکومت کو اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی محکمہ واٹر اینڈ سیور یج
بورڈ کی انتظامیہ نے بھی اپنی کوتاہیوں اور اپنی فرسودہ اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ
سے پانی کی کئی روز کی بندش یہ کہہ کر... کر رکھی ہے کہ طوفانی بارشوں کے باعث
بجلی کی طویل بندش سے ہمارے چھوٹے.بڑے متعدد پمپنگ اسٹیشن چل نہیں سکے ہیں جس
کی وجہ سے شہر کراچی کی عوام کو پانی کی سپلائی نہیں ہو سکی ہے اور محکمہ واٹر اینڈ سیور یج
بورڈ کی انتظامیہ کے اِس ایک جملے نے بھی کراچی کی عوام کے صبر و برداشت اور
استحکامت کا ایک ایسا امتحان لینا شروع کردیا ہے کہ ایک طرف روشنیوں کا شہر کہلانے
کی کوتاہیوں اور نااہلی کے باعث KESC والے شہر کراچی کی عوام جہاں محکمہ
اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہے تو وہیں اِس شہر بے مثل اور باکمال کی مگر زرا سی جذباتی
عوام بے تحاشہ بارش کے باوجود بھی آج پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہی ہے یہ بھی
کیا حیران کن بات نہیں ہے....؟ کہ طوفانی بارشوں کو ہوئے ایک ہفتہ ہونے کو آیا
ہے کراچی میں آج بھی پانی کی قلت.برقرار ہے یہ ایک قومی المیہ ہی تو ہے کہ دنیا کے
آٹھویں ایٹمی ملک اور

ایک بین الاقوامی شہر کراچی کی عوام بجلی اور پانی کو ترس رہی ہے۔
اِس پر ستم ظریفی یہ کہ ملک کے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے عوام کے نام اپنے ایک پیغام میں عوام کو کچھ اِس انوکھے انداز سے تسلی دیتے ہوئے کہا ہے کہ " بجلی ایسی چیز نہیں کہ حکومت (ہم) کہیں سے فوراً خرید لائیں بجلی کے پاور پلانٹس لگنے میں وقت لگتا ہے اور حکومت نئے پاور پلانٹس لگا رہی ہے" اِن کے کہے ہوئے اِس جملے کی روشنی میں مجھ سمیت ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام اِن سے اپنی جان کی امان چاہتے ہوئے کیا یہ سوالات کرنے کی جرات کر سکتی ہے کہ یہ پارو پلانٹس آخر اب کب لگیں گے .....؟ کہ جب سارا ملک عوام کے احتجاجوں کی نظر ہو کر تباہ ہوجائے گا.....؟ اور یا تب لگائے جائیں گے کہ جب ملک میں کام کرتیں صنعتیں اور کارخانے پوری طرح سے بند ہوجائیں گے....؟ اور یا جب یہ پاور پلانٹس لگائے جائیں گے کہ جب حکمرانوں کے خرچے سے کچھ بچے گا تو وہ اِس رقم کو اِس ملک اور اِس کی عوام پر ترس کھا کر اِس کے لئے پاور پلانٹس خرید لائیں گے.....؟ ارے.... وزیر اعظم صاحب ! جو کچھ کرنا ہے جلد کر کرا کر معاملہ ختم کریں کیا کسی وقت کا انتظار کرنا.....کیا کس کے لئے بھی اغیار (امریکا اور آئی ایم ایف) سے آپ کو ڈکٹیشن لینا ہوگا....؟

ویسے یہاں امر قابل افسوس ہے کہ وزیر اعظم کے مندرجہ بالا بیان سے عوام کو شدید مایوسی ہوئی ہے کیوں کہ عوام اِن سے ہر گز اِس طرح کی یہ توقع نہیں رکھتی تھی کہ ایک عوامی اور مکمل جمہوری حکومت کے وزیر اعظم ایک ایسے وقت میں کہ جب ملک بھر کی عوام بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ سے بیزار ہو کر پر شدت احتجاجوں کے ساتھ سڑکوں پر ہے اور اِن احتجاجوں سے عوام یہ چاہتی ہے کہ حکمران اِس کے اِس مسئلے کے فوری حل کی جانب دیرپا اقدامات کریں یا کوئی ایسی سبیل کریں کے اِن کا یہ مسئلہ جلد از جلد حل ہو.....اُدھر عوام کے اِن احتجاجوں کے برعکس وزیر اعظم کا یہ بے مقصد بیان عوام کے غم و غصہ میں مزید اضافے کا باعث بن گیا ہے میرے خیال سے تو وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اِس طرح کے مایوس کن بیانات سے عوام کے پیمانہ صبر کومت آزمائیں اور یہ بھی کہ اب عوام کو حکمرانوں کی کسی ایسی ویسی نصیحت کی بھی ضرورت نہیں کہ کوئی انہیں نصیحتیں ہی کرتا رہے اور اِن نصیحتوں کی آڑ میں عوام تو خاموش ہو کر ایک طرف بیٹھ جائے اور حکمران اِن کے مسائل کو حل کرنے کے بجائے کنی کٹا کر نکل جائیں اور بیچاری معصوم عوام وہیں کی وہیں مسائل کی دلدل میں کھڑی اِس میں دھنستی چلی جائے۔ آج اِس 21ویں صدی کے حکمرانوں کو یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ آج کی یہ عوام اِن سے پہلے 21ویں صدی میں داخل ہو چکی ہے تب ہی تو

اِس نے اپنے بہتر مستقبل کے لئے اپنے ووٹوں کے ٹکڑوں سے انہیں اقتدار کی مسند تک پہنچایا ہے یہ جانتے ہوئے اَب حکمران اپنی کسی چکنی چپڑی باتوں سے عوام کو بے وقوف نہیں بنا سکتے اَب حکمرانوں کو بھی صحیح اور حقیقی معنوں میں وہ سب کچھ کرکے خود دیکھانا ہوگا جو اُن سے عوام چاہتے ہیں اور جن کی عوام کو اُن سے امیدیں ہیں۔

میرا خیال یہ ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی سمیت پوری حکومتی کابینہ کو ناظم شہر سید مصطفیٰ کمال کو دیکھ کر یہ سبق عظیم حاصل کرلینا چاہئے کہ جس طرح اِس نوجوان ناظم کراچی سید مصطفیٰ کمال نے ہر مشکل گھڑی میں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ مل کر خود کام کرکے عوام کے دیرینہ مسائل کو فوری طور پر حل کرکے خود کو عوامی توقعات پر پورا اتارا اور یوں جو ہر مشکل اور کٹھن مرحلے سے سرخرو ہوا ہے اور میں آج یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر سید مصطفیٰ کمال ناظم شہر نہیں ہوتے تو شاید اِن طوفانی بارشوں میں کراچی کا نقشہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا جیسا خوبصورت اور پرسکون کراچی شہر آج نظر آرہا ہے ٹھیک ہے کچھ خامیاں اور کوتاہیاں اِن سے بھی کہیں کہیں ہوگئیں ہوں گی جو میں سمجھتا ہوں قابل معافی بھی ضرور ہوں گی۔

رحمٰن ملک کا دوٹوک موقف، رحمٰن ملک کی ہمیشہ کی طرح اچھی بات

امریکہ دہشت گردوں کیخلاف پاکستانی کارروائیوں سے مطمئین نہیں

یہ ایک خوش آئند خبر ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے ایک نجی ٹی وی کو اپنے دیئے گئے انٹرویو میں اِس عزم کا دو ٹوک الفاظ میں اعادہ کیا ہے کہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر پاکستان میں موجود نہیں ہیں (امریکیوں کو اِس پر یقین کر لینا چاہئے) اور نہ ہی آئی ایس آئی ملا عمر یا طالبان کی قیادت کو تحفظ فراہم کر رہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے اِس انٹرویو میں بلند حوصلے کے ساتھ ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کی امنگوں کی بھی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر بلوچستان میں ڈرون حملے ہوئے تو پھر جواب دیں گے۔ انہوں نے ہمیشہ کی طرح اپنے اِس انٹرویو میں صاف اور کھری بات کردی ہے کہ جس سے عوام میں اِن کی قدر و منزلت بڑھ گئی ہے اور پاکستانی عوام نے اِنہیں اپنا ایک دلیر اور بہادر لیڈر تسلیم کر لیا ہے۔ اَب یہ اور بات ہے کہ اِن کا یہ بیان محض بیان ہی رہ جائے اور امریکا اپنی پہلے سے تہہ شدہ منصوبہ بندی کے تحت بلوچستان پر ڈرون حملے کسی بھی وقت شروع کردے۔ مگر اِس تمام منظر اور پس منظر میں اتنا تو یہ ضرور ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک

اپنا یہ بیان دے کر تو عوام میں امر ہوگئے ہیں ناں ! اَب بعد میں امریکا کو جو کرنا ہے وہ کرتا پھرے۔

جبکہ ایک یہ بھی ہم پاکستانیوں اور ہمارے حکمرانوں کے لئے اتنی ہی حیرت انگیز خبر ہے کہ جتنی اوپر والی خبر سے عوام کے حوصلے بلند ہوگئے تھے مگراِس دوسری خبر نے تمام بلند حوصلے منٹوں اور سیکنڈوں میں پست کردئے ہیں جس میں امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے اپنے ایک عورت ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک امریکی ٹی وی سی بی ایس کو اپنے دیئے گئے انٹرویو میں پاکستان پر کھلم کھلا الزام تراشی کی اور اپنے ایک ہی جملے سے دو تیر چلاتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان نے گزشتہ 9 ماہ کے دوران دہشت گردوں اورانتہا پسندوں کے خلاف بہت اہم کارروائیاں تو کی ہیں مگراِس کے باوجود بھی اوباماانتظامیہ پاکستان کی اِن کارروائیوں سے قطعاً مطمئین نہیں ہے۔اِن کا کہنا تھا کہ مگر پھر بھی یہ اقدامات ہماری توقعات سے بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میرے نزدیک یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کی جانب سے امریکی ضد اور ہٹ دھرمی پر دہشت گردوں کے خلاف اب تک اتنی شدید ترین کارروائیوں کے جواب میں امریکیوں کا یوں پاکستان پر عدم اعتماد کا اظہار کرنا اِن امریکیوں کے پاگل پن اور ڈو مور کی ہوس میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے اور امریکی وزیر خارجہ کا یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ پاکستان کو ہر صورت میں

دہشتگردوں کے خلاف مزید سخت ترین کارروائیاں کرنی ہوں گی اور ہم یہ کارروائیاں ہر حالت میں پاکستان کے ہی ہاتھوں ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں اور اِس کے علاوہ امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے اپنے اِس انٹرویو میں یہ بھی واضح کرنے کے سعی کی کہ القاعدہ اور طالبان پاکستان میں موجود ہیں یہ اِس بات کی تائید ہے جو ملک کے سابق آمر جنرل ر) پرویز مشرف نے ورجینیا میں پاکستان امریکن کونسل سے خطاب کے دوران کہی) تھی کہ القاعدہ پاکستان میں موجود ہے۔ پرویز مشرف کے اِس بیان کی توسیع کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے بھی اپنے اِس عزم کو دُھرایا ہے کہ پاکستان میں القاعدہ موجود ہے۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت پاکستان سابق آمر صدر پرویز مشرف اور امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن کو منہ توڑ جواب کس طرح دینے میں کامیاب ہوتی یا ہر بار کی طرح اِس دفعہ بھی مصالحت کا شکار ہو کر خاموش ہو جاتی ہے اور امریکا کے حامی سابق صدر پرویز مشرف اور پاکستان دشمن امریکا کو آئندہ بھی پاکستان سے متعلق غلط مفروضے اور منفی پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملتا رہے۔

اُدھر پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عوام کیری لوگر بل کے تحت سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز ملنے والی امریکی امداد کی اپنی اِس عظیم کامیابی پر خوشیاں مناتے اور لُڈیاں ڈالتے نہیں تھک رہے ہیں۔ تو وہیں یہ ہمارے پاکستانی حکمران، سیاست دان اور عوام یہ بات بھی شاید بھول بیٹھے ہیں کہ اِس امداد

کے عوض سخت ترین شرائط کے ساتھ امریکیوں نے بھارت کی خود مختاری اور سالمیت کا مقدمہ پاکستان کے خلاف جس انداز سے لڑنے کی تیاری کر رکھی تھی یوں وہ اَب اِس مقدمہ کو دنیا کی کسی بھی عدالت میں دائر کئے بغیر ہی بڑی آسانی سے اپنی اُن سخت ترین شرائط کے ساتھ جیت چکے ہیں کہ جو انہوں نے کیری لوگر بل کے بدلے پاکستان سے منوالی ہیں اور ہمارے حکمرانوں نے سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز ملنے والی امداد کے عوض امریکی شرائط اور حدیں جو امریکیوں نے مقرر کی ہیں انہیں بغیر چون وچرا اور بچر مچر کئے یوں مان لی ہیں کہ جیسے یہ خود بھی یہی چاہتے تھے کہ بھلے سے کوئی بھی ملک خواہ امریکا ہی کیوں نہ ہو) بیشک سخت ترین شرائط ہی کیوں نہ لئے ہوئے ہو اور بھلے) سے وہ ہماری خود مختاری اور سالمیت کا سودا اِس طرح سے بھی کرلے جیسے کیری لوگر بل کے بدلے شرائط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مگر بس وہ ملک ہمیں ہر صورت میں امداد ضرور دے اور بھلے امریکی بلوچستان میں ڈرون حملے کر کے انسانی لاشوں اور پاکستانیوں کے مقدس خون سے ہی سرزمین پاکستان کو رنگتے ہی رہیں مگر ہمیں ملکی باگ دوڑ چلانے کے لئے قرض اور امداد ضرور ملے۔

مگر ہائے ارے۔ اے سرزمین پاکستان تیری بھی کیا قسمت ہے کہ آج تیری بقا و سالمیت اور خود مختاری کا سودا یہود و ہنود اور نصارا کس طرح سے کر رہے ہیں اور کس طرح سے یہ تیرے غیور سپوتوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں حالانکہ

تیری زمین کے اِن رکھوالے حکمرانوں کی عزت اور خوداری ابھی بھی زندہ ہے۔ وہ تیرے اِن دشمنوں سے کبھی بھی اپنے مراسم قائم کرنا نہیں چاہتے ہیں مگر وہ بھی بیچارے کیا کریں اِن یہود و ہنود اور نصرانیوں نے انہیں اِن کی مجبوریوں کے بدلے اپنی سازشوں میں کچھ اِس طرح سے جکڑ رکھا ہے کہ یہ بیچارے اِن کے آگے اَب بے بس اور لاچار ہو کر رہ گئے ہیں۔

اور اَب یہ بیچارے ہمارے پاکستان حکمران محض اپنی سلامتی اور بقا و سالمیت اور خودمختاری کے لئے ہی اِن سی نتھی کھائے بیٹھے ہیں اور اندر ہی اندر اللہ سے یہ خود بھی ہر دم دعا گو ہیں کہ اے! دنیاکے حقیقی خالق ومالک اَب تو ہی ہم پاکستانیوں پر اپنا خاص رحم وکرم فرماکہ ہماری جانیں امریکا جیسے شاطر اور عیار و مکار ملک اوراِس جیسے اُن دوسرے پاکستان اور اسلام دشمن ممالک اور عناصر سے جلد چھوٹ جائے جو ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے درپہ ہیں اور ہمیں اپنی پناہ میں لے اور ہمیں اِن یہود و ہنود اور نصرانیوں کی گھناؤنی سازشوں سے چھٹکارہ دلا۔ جو ہمیں اندر ہی اندر کمزور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

آئی ایم ایف کی تلوا گیر حکومت

آئی ایم ایف کی تلوا گیر حکومت نے بجلی مہنگی کر کے عوام پر مہنگائی کا بم گرا دیا ہے
پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہے
حکومت کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کی لاج رکھنے کا وقت ہے
رینٹل پاور منصوبوں کی منظوری ....اور آئی ایم ایف کی نئی چال

عوام کو روٹی ، کپڑا اور مکان مہیا کرنے کا نعرہ لگاتے نہ تھکنے والی حکومت اور اِس کے حکمرانوں کی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ایک طرف تو پہلے با قاعدہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں بے لگام اضافہ کیا اور پھر جس عوام کے بے حد اصرار اور احتجاجوں کے بعد حکومت نے محض دکھاوے کے لیے گزشتہ دنوں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اونٹ کے منہ میں زیرہ برابر کمی کر کے ایک طرف تو عوام کو یوں بے قوف بنایا کہ عوام بھی یہ دیکھ لے اور جان لے کہ اِس عوامی حکومت اور اِس کے عوام دوست حکمرانوں کو عوام کی تکالیف کا کتنا احساس ہے کہ انہوں نے اِن کی خواہش کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات کی بڑھی ہوئی قیمتوں کو اپنی پہلی فرصت میں کم کر کے ایک اچھا اقدام کیا ہے تو اُدھر ہی دوسری طرف اِن ہی حکمرانوں نے آئی ایم ایف

کے دباؤ میں آ کر آئی ایم ایف کے ڈیکٹیشن کے مطابق اپنی پہلے سے ہی تہہ شدہ پلاننگ کے تحت یکم اکتوبر سے بجلی کے نرخ میں یکدم سے 6 فیصد کا اضافہ کر کے ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ کمزور اور لاغر عوام پر مہنگائی کا بم بھی گرادیا ہے اور میرے نزدیک یہ حکمران اِس طرح کرکے آج یوں مطمئین ہیں کہ عوام تو عوام ہیں ۔اِن کا کیا ہے ۔؟ حکمران انہیں خواہ جتنا بھی ذلیل کریں اور جتنے بھی جوتے بھیگا بھیگا کر ماریں۔ یہ حکمرانوں کے تو ہوتے ہی دم چھلے ہیں۔ یہ حکمرانوں کو چھوڑ کر کہیں بھاگنے والے نہیں ہیں۔اِن کی فکر حکمرانوں کو نہیں کرنی چاہئے۔ بس حکمران وہ کام یکسوئی اور خندہ پیشانی سے کئے جائیں جس کے کرنے سے امریکی سرکار اور آئی ایم ایف جیسا دنیا کا بڑا سود خود ادارہ اِن کے تلوا گیری سے خوش ہوتا رہے اور بس رہے نام امریکا کا.....اِس کے علاوہ حکمرانوں کو عوام کی فکر نہیں کرنی چاہئے۔ اگر حکمرانوں کو کوئی فکر کرنی بھی چاہئے تو وہ صرف امریکا کی اور آئی ایم ایف جن کی خوشنودی سے حکمرانوں کو مسندِ اقتدار نصیب ہوتا ہے۔

اصل میں ہمارے پاکستانی حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بین الاقوامی ادارہ آئی ایم ایف اِن سے ناراض ہوگیا۔ تو حکمرانوں کا کیا بنے گا۔ عوام کا کیا ہے وہ تو ہر اُس لیڈر کو اپنا مسیحا جانتی ہے جو اِس کے مسائل حل کردے ۔ عوام کو تو اِن کے مسائل انتخابات سے قبل جیسے تیسے حل کرکے تو منایا جاسکتا ہے

مگر یہ ادارہ آئی ایم ایف اگر اِن سے ناراض ہوگیا تو پھر اِس کوئی نہیں منا سکتا۔اِس لئے حکمرانوں نے آئی ایم ایف کی خوشنودی کو مقدم جانا اور عوامی تکالیف کو در گزر کرتے ہوئے وہ ہی کیا جس کے بارے میں یہ بہت پہلے ہی یہ عندیہ دے چکے تھے کہ ہم اکتوبر میں آئی ایم ایف کے ترجیحی دباؤ میں ہر صورت میں بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کریں گے۔ خواہ اِس کے خلاف پورا پاکستان ہی احتجاجی تحریک چلائے مگر جو فیصلہ ہم آئی ایم ایف سے کرچکے میں اِس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور یوں جو حکمرانوں نے کہا وہ انہوں نے آج ڈنکے کی چوٹ پر بجلی کی قیمت میں یکمشت 6 فیصد اضافے کا اعلان کرکے کر دکھایا اور اَب یہ بھی ہم پاکستانیوں کے لئے ایک ایسی مصمم حقیقت بن چکی ہے کہ آئی ایم ایف پاکستان کے لئے ایک ایسا ادارہ بن چکا ہے کہ جو پاکستان کو قرض دے دے کر اِسے دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کئے جارہا ہے اور ہم پاکستانی اور ہمارے حکمران اُس عادی ہیروئنچی کے مانند ہو کر رہ گئے ہیں کہ جس کی زندگی کی سانسیں ہیروئن اور اِس کے نشے کے بغیر نہیں چل سکتیں اور بلکل اِسی ہیروئنچی کی طرح جب اِسے ہیروئن کی طلب کے وقت ہیروئن مل جائے تو اُس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک سی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ پھر سے تروتازہ ہو کر جھوم اٹھتا ہے بلکل اِسی طرح جب ضرورت کے وقت ہم پاکستانیوں اور ہمارے حکمرانوں کو کہیں سے بھی قرض ملنے کی امید پیدا ہوجاتی ہے تو ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں اپنے منصوبوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اور بہت سی ایسی

غیر ضروری آرزوئیں اور امیدیں بھی پیدا ہونے لگتی ہیں کہ جن کی وجہ سے ہمارے منصوبے ہماری خواہشات اور آرزوں کے شکنجوں کی نظر ہو کر رہ جاتے ہیں اور پھر یوں ہماری غیر ضروری آرزوئیں تو پوری ہو جاتی ہیں مگر ہمارے وہ ضروری اور اہم منصوبے دب جاتے ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے قرض لیا ہوتا ہے۔

اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ قرض لینے کا اپنا ایک الگ ہی نشہ ہوتا ہے اور کسی اور چیز خاص طور پر ہیروئن، شراب اور دیگر چیزوں) کا نشہ تو پھر ہوتا ہی نشہ ہے جو ایک بار) منہ لگ جائے تو پھر اِن کا چھٹنا مشکل ہو جاتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارے معاشرے میں یہ بھی بہت مشہور ہے کہ جو فرد اور کسی بھی قوم کا حکمران ادائیگی قرض کے متعلق خود ہی سے دل فریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر اپنے غیر ضروری اخراجات کے لئے بے دھڑک قرض لے تو وہ ایک ایسی سخت ترین غلطی کا مرتکب ہوتا ہے کہ بسا اوقات جس کا اِسے بعد میں ازالہ کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے کیوں کہ قرض کوئی ایک فرد اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے لے یا کسی ملک کا سربراہ اپنے حکومتی اُمور کو چلانے کے لئے قرض کا کشکول اٹھائے اِس کے حصول کے لئے اپنا ہاتھ پاؤں اِدھر مارے تو یہ سمجھ لیا جائے کہ اِس عمل سے گزرنے والا قرض کے ایک ایسے قفس میں آسانی سے تو داخل ہو رہا ہوتا ہے مگر اِس کے اِس عمل سے اِسے اَب یوں آسانی سے باہر نکلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

خبر یہ ہے کہ پاکستان نے اپنے گزشتہ مالی سال 2008-2009 کے دوران 8 ارب کروڑ ڈالر کے غیر ملکی قرضے حاصل کئے اور ایک سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 80 رواں مالی کے دوران گزشتہ سال سب سے زیادہ قرضہ آئی ایم ایف سے لیا گیا اور اِسی سرکاری اعداد و شمار میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آئی ایم ایف نے اب تک مجموعی طور پر پاکستان کو 3 ارب 94 کروڑ 80 لاکھ ڈالر کا قرضہ فراہم کیا ہے جو میرے خیال سے پاکستان جیسے مسائل میں چاروں جانب سے گھرے ملک کے لئے صرف ایک ہی ادارے سے اِس کے تصور سے بھی کہیں زیادہ کا قرض ہے اور پھر یوں اِس قرض کی آئی ایم ایف جیسے دنیا کے ایک بڑے سود خور ادارے کو بروقت ادائیگی بھی پاکستان کے لئے ایک سنگین ترین مسئلہ ہوگی اور اِس قرضے کے بعد بھی کہیں سے کوئی یہ اُمید بھی نظر نہیں آتی ہے اور اِس کے امکانات بھی بہت ہی مشکل ہیں کہ پاکستان جیسا ترقی پزیر ملک آئندہ اپنی ضروتوں کو پورا کرنے کے لئے اِس سود خور ادارے سمیت کسی اور سے بھی قرض نہیں لے گا اور اِس صورت حال میں اگر یہ کہا جائے کہ یقیناً پاکستان ہی دنیا کا وہ واحد اسلامی ملک ہے کہ جو ایک ایٹمی اور خود مختار ریاست ہونے کے باوجود بھی آئی ایم ایف جیسے سود خور (دیمک کی طرح چاٹنے والے) ادارے کی چنگل میں پوری طرح سے پھنس چکا ہے کہ جس سے اِسے اَب خود کو چھڑانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوچکا ہے اور اِس کے ساتھ ہی حکمرانوں کو یہ بات بھی اچھی

طرح سے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ قرض کے سہارے نہ تو کوئی ملک ترقی کی راہوں پر گامزن ہی ہوسکتا ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی ریاست اور ملک اپنے اندر استحکام ہی لاسکتا ہے کیوں کہ قرض ایک ایسی دو دھاری تلوار کی مانند ہے کہ جس کی وصولی کی دھار میں تو جز وقتی مزح اور اِس کی ادائیگی کی دھار میں گھاؤ ہی گھاؤ (زخم ہی زخم) ہوتے ہیں جس کی زد میں پہلے تو قرض دار خود آتا ہے اور اِس کے بعد وہ شخص جس نے قرض دار کو اپنی رقم دی ہوئی ہوتی ہے۔

تواِس کے ساتھ ہی اِدھر یہ امر بھی قابل افسوس ہے کہ حکومت پاکستان نے دنیاکے بڑے سود خور ادارے آئی ایم ایف سے بے انتہا سود پر قرضے حاصل کرنے کے بعداِسے اسٹینڈ بائی پروگرام میں اِس بات کی بھی پوری طرح سے یقین دہانی کرادی ہے کہ قرضوں کی ادائیگی اور ٹیکس ہدف پورا نہ ہوا تو ضمنی بجٹ بھی آسکتا ہے اس پر آئی ایم ایف نے اِسے یہ نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بین الاقوامی امداد تو وقتی ہے پاکستان کو ٹیکسوں سے ہی اپنی آمدنی بڑھانا ہوگی اسٹینڈ بائی پروگرام کی تفصیلات کے مطابق محصولات بڑھانے کے لئے مختلف ٹیکس اقدامات کئے جائیں گے اور یہ اقدامات سپلیمنٹری (ضمنی) بجٹ کے تحت بھی کئے جاسکتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ ان اقدامات کے ذریعے ٹیکسوں میں ردوبدل بھی کی جاسکے گی اور یوں اِن اقدامات کی منظوری آئندہ مالی سال کے بجٹ میں پارلیمنٹ سے حاصل کی جائے گی جبکہ میرے نزدیک یہ کوئی ضروری نہیں کہ حکومت

آئی ایم ایف کے واضح ڈکٹیشن کے بیحاف پر ملک میں اپنے ٹیکس اور قرضوں کی ادائیگی کے ہداف کو پورا کرنے کے لئے کوئی ضمنی بجٹ لائے اور پھر اِسے ڈنڈے کے زور پر آئندہ سال مالی سال کے بجٹ میں پارلیمنٹ سے اِس کی منظوری کروائے اِس صورت حال میں یہاں ضرورت تو اِس امر کی ہے کہ حکومت اپنے دلفریب اوردل کش نعرے روٹی، کپڑا اور مکان کی لاج رکھتے ہوئے اپنی اولین ترجیحات میں پاکستان جو تمام قدرتی وسائل اور معدنیات سے مالامال ہے اِس کے اِن تمام قدرتی وسائل اور معدنیات کو بروئے کارلاتے ہوئے جس قدر جلد ممکن ہوسکے اِس کے اِن وسائل سے اپنے تمام اہداف کو پورا کرے اور ساتھ ہی آئی ایم ایف جیسے سود خور ادارے کے قرضے کی ادائیگی کو بھی فوری طور پر عمل میں لائے تاکہ یہ ادارہ (آئی ایم ایف) جو اپنے پنجے ملک کے چپے چپے میں پوری طرح سے اپنے شاطرانہ پن کی وجہ سے گاڑ چکا ہے اِس کے اِن گڑے زہریلے پنجے ملک سے اکھاڑ پھینکیں جائیں اور ملک کو اِس کے چنگل سے آزاد کیا جائے جس کی وجہ سے ملک قرضوں کے بوجھ تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔

تو اُدھر ہی دوسری طرف یہ بھی ایک انتہائی حوصلہ شکن امر یہ ہے جیسا کہ حکومت پاکستان نے گزشتہ دنوں آئی ایم ایف کی ہدایت پر ملک میں بجلی کے بحران سے نمٹنے کے لئے ملک میں رینٹل پاور منصوبوں کی منظوری کی بھی توثیق کر دی ہے اور اِس کے ساتھ ہی حکومت نے آئی ایم ایف کے ساتھ طے شدہ شیڈول کے

مطابق بجلی کی قیمتوں میں اکتوبر 2009 سے اپریل 2010 تک بتدریج 26 فیصد تک اضافے کا بھی عندیہ دیا تھا اس سلسلے میں پہلا مرحلہ حکومت نے گزشتہ دنوں ملک بھر میں بجلی کی قیمتوں میں 6 فیصد اضافے کا اعلان کرکے اپنے منصوبے کی توثیق کردی ہے اور اِس طرح یقیناً حکومت کی جانب سے ملک کی عوام پر ایک بار پھر بجلی کی قیمتوں میں اضافے کے مد میں مہنگائی کا بم گرا دیا گیا ہے۔ جسے عوام کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کریں گے اور وہ زندہ درگور ہو کر رہ جائیں گے اور یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اِس کے بعد بھی بتدریج اضافے کی اِس روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر ہمیشہ غریبوں سے ووٹ حاصل کرکے اقتدار سنبھالنے والی حکومت نے آئی ایم ایف کو یقین دہانی کرادی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس حکومت نے آئی ایم ایف کو یہ بھی تسلی دی ہے کہ بجلی پر دی جانے والی سبسڈی 2011 تک مکمل طور پر ختم کردی جائے گی۔ جبکہ ملکی وسائل کے بجائے آئی ایم ایف کی ہدایت پر ملک میں انرجی (بجلی) کی کمی اور اِس کی ضرورت کو فوری طور پر پورا کرنے کے لئے رینٹل پاور منصوبوں کی جب اپوزیشن کی جماعتوں نے کھلم کھلا اپنے اعتراضات اٹھائے تو اِس پر ملک کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ اپوزیشن کے کچھ لوگ رینٹل پاور پراجیکٹ کی اِس لئے کھلم کھلا مخالفت کررہے ہیں کہ اِن کے قیام سے حکومت ملک میں توانائی کے بحران پر قابو پانے میں کامیاب ہوجائے گی تو اِس کے بعد اِن لوگوں کے پاس حکومت کی مخالفت کرنے کے لئے کچھ نہیں بچے گا وزیراعظم

کا یہ خیال بلکل غلط ہے کہ پاور منصوبوں کی تکمیل کے بعد اپوزیشن کے پاس حکومت کی مخالفت کرنے کو کچھ نہیں بچے گا وزیر اعظم صاحب ! یہ آپ مت بھولیں کہ اپوزیشن کے پاس تب کچھ نہیں بچے گا اُس وقت تو اپوزیشن کے پاس آپ کے اِس پراجیکٹ پر تنقید کرنے کے لئے اور بھی کئی راہیں کھل چکی ہوں گی جو آپ کے اُس وہم و گمان میں بھی نہیں ہوں گی کیوں کہ اپوزیشن کا تو کام ہی تنقید کرنا ہے اور وہ اپنے اِس عمل سے قطعاً باز نہیں آتی میرے خیال سے آپ کے اِس رینٹل پاور منصوبوں کی تکمیل سے قبل ابھی اپوزیشن کی تنقید بجا ہے کیوں کہ جب آپ کے اپنے ہی ملک میں بجلی پیدا کرنے اور موجودہ بحران کو فوری طور پر ختم کرنے کے لئے اتنے قدرتی اور جدید سائنسی وسائل موجود ہیں تو آپ کو پھر کیا پڑی ہے کہ آپ رینٹل پاور پراجیکٹ کا سہارا لیں اور پھر آپ اِس کے کرائے کی ادائیگی کے لئے بھی میڈان پاکستان کا (بنا ہوا) کشکول ہاتھوں میں اُٹھائے آئی ایم ایف سے ہی قرضے مانگتے پھریں ذرا سوچیں وزیر اعظم صاحب..... قوم کچھ سال اور اندھیرا برداشت کرلے گی مگر اِس پر کے اِسے روشنی کرائے کی (رینٹل پاور پراجیکٹ سے) نہیں بلکہ اپنے ہی ملک کے ذاتی طور پر اپنے بنائے گئے نئے پاور پراجیکٹس کی چاہئے۔ (ختم شد)

پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سے متعلق امریکی و بھارتی خدشات

پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سے متعلق امریکی و بھارتی خدشات و مشترکہ سازشیں؟
دنیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کا امریکا کا نیا منصوبہ یا پاکستان کے خلاف ایک اور سازش
ایک خبر جس کے مطابق تشویش کی بات یہ ہے کہ امریکی صدر کے خصوصی ایلچی برائے پاکستان و افغانستان رچرڈ ہالبروک اور امریکی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین ایڈمرل مائیکل مولن گزشتہ دنوں نئی امریکی انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کی اعلیٰ قیادت کے لئے نئی امریکی ہدایات کے ساتھ پاکستان پہنچ چکے ہیں اور ان دنوں ان امریکی شخصیات کا یوں اچانک پاکستان چلے آنے سے متعلق پاکستانی سیاسی تجزیہ نگاروں اور مبصرین کا خیال یہ ہے کہ یہ دونوں امریکی افراد پاکستانی اعلیٰ حکام سے دہشت گردی کے خلاف نئے امریکی منصوبوں پر تبادلہ خیال کرنے کے علاوہ حکومت پاکستان کو وہ خصوصی ڈیکٹیشن بھی دیں گے کہ جو وہ امریکا سے لے کر آئے ہیں اور آئندہ کے امریکی لائحہ عمل سے بھی آگاہ کریں گے بہرحال ! ابھی تو صرف ان کے آمد کی خبر ہی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ وہ یوں اچانک کن مقاصد کے لئے آئے ہیں تو ادھر ! گزشتہ

دنوں ایک بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس میں ایک بھارتی دانشور راجا موہن کا تجزیہ شائع ہوا ہے جس میں اس بھارتی دانشور نے انکشافات کرتے ہوئے کہا ہے کہ "طویل عرصے سے ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کا حامی ہونے کے باعث بھارت امریکی صدر بارک اوباما کی جانب سے دنیا کو ایٹمی اسلحے سے پاک کرنے کے منصوبوں کا زبردست انداز سے خیر مقدم کرتا ہے" اگرچہ اس بھارتی تجزیہ نگار نے اپنے اس تجزیے میں کھل کر پاکستان دشمنی کا اظہار اپنے ان خدشات کے ساتھ پاکستان پر الزام عائد کرتے ہوئے کیا ہے کہ "پاکستانی ایٹمی ہتھیار پرخطر اور دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں اس لحاظ سے پاکستان ایٹمی ہتھیاروں کی غیر قانونی تجارت کا مرکز اور ناکام ریاست کے خطرے سے بھی دوچار ہے" اس نے نہ صرف اتنا ہی کہا ہے بلکہ اس نے امریکا کو مشورہ دیتے ہوئے یہ بھی یقین دلانے کو پوری کوشش کی ہے کہ " اس صورت حال میں انتہا پسندوں کی ایٹمی مواد اور ہتھیاروں تک رسائی روکنے کے لئے بھارت امریکا سے اپنا مکمل تعاون جاری رکھے گا"پاکستان دشمن اس بھارتی دانشور کی سوچ سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بھارتیوں کی نظر میں پاکستانی ایٹمی اثاثے کس قدر کھٹکتے ہیں وہ تو ان کا بس نہیں چلتا ہے ورنہ یہ بھارتی راتوں رات پاکستان آئیں اور پاکستانی ایٹمی اثاثے اٹھالے جائیں میرا مقصد یہ ہے کہ ان بھارتیوں پر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں نے ایسا خوف وحراس قائم کر رکھا ہے کہ جس کا اظہار بھارتی اس طرح اپنے قول و فعل سے اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں اس کے

علاوہ اس بھارتی دانشور نے اپنے تجزئے میں بھارتی ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق چاپلوسی کرتے ہوئے کہا ہے کہ "امریکا سے ایٹمی معاہدے کے بعد بھارت کا ایٹمی پروگرام دنیا کی نظر میں محفوظ ہوچکا ہے" (میرے نزدیک یہ بھارتیوں کی محض خوش فہمی کے سوا اور کچھ نہیں ہے حالانکہ 26 نومبر کو سانحہ ممبئی کے بعد کیا ضمانت ہے کہ بھارت کے ایٹمی اثاثے دہشت گردوں کی پہنچ سے دور ہیں) اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں یہ بھی کہا ہے کہ "گزشتہ صدی کے وسط سے بھارت نے کبھی سی ٹی بی ٹی اور ایف ایم سی ٹی کی روح سے بھی اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ بھارت تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدوں میں بھارت کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے" دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ "امریکا سے اس وقت تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے نئے دور کے آغاز کے باعث واشنگٹن اور بھارت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہا ہے اور بھارت کی ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ وہ ایٹمی دہشت گردی کے چیلنج سے نمٹنے کے لئے کھل کر عالمی برادری کا ساتھ دے" تو ادھر جمہوریہ چیک کے دارالحکومت میں

ہزاروں افراد کے اجتماع سے امریکی صدر بارک اوباما نے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ "ہم دنیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں اور جس کے خاطر انتہائی ٹھوس اقدامات بھی کریں گے اگرچہ ان کا کہنا تھا کہ" دنیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کا امریکی منصوبہ جامع اور مربوط ہے جس سے امریکا پرخطر ملکوں کے جوہری اسلحے سے نمٹے گا اس رو سے امریکا

جوہری ہتھیار رکھنے والے (میرے خیال سے ان کا اشارہ صرف پاکستان، ایران اور شمالی کوریا کی طرف تھا) تمام ممالک کو اس عمل میں شریک کرے گا مگر امریکا اس سے مستثنیٰ ہوگا کیوں کہ امریکا کو اپنے دفاع کی خاطر مؤثر ہتھیاروں کی تیاری جاری رکھنی ہوگی اس لئے بھی کہ دنیا میں جوہری ہتھیاروں کی موجودگی تک ہمیں اپنی دفاعی قوت برقرار رکھنا ہے ان کا کہنا تھا کہ " جوہری حملے کا خطرہ بڑھ گیا ہے "انہوں نے اس موقع پر ایران کا نام لیتے ہوئے یہ واضح عندیہ دیا کہ "جب تک ایران سے خطرہ ہے امریکا (ہم) اپنا میزائل دفاعی نظام جاری رکھے گا" نئے امریکی صدر بارک اوباما کی جمہوریہ چیک میں کئے گئے اس خطاب کے بعد میرا یہ کہنا ہے کہ یہ بھی کتنے افسوس کی بات ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکا جو آج دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے کا ٹھیکدار بنا بیٹھا ہے اسے صرف اپنی بقا و سالمیت کی ہی فکر لاحق ہے اور اس کی بلا سے کوئی دوسرا بھلے بھاڑ میں جائے اس کے نزدیک صرف اس کی بقا و سالمیت اور خود مختاری ہی عزیز ہے جس کے لئے اس نے اب تک تو وہ کچھ کر ڈالا ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا حالانکہ اس کے ان خود غرضی پر مبنی اقدامات سے دنیا بھر میں اس کے خلاف نفرت اور انتقام کا ایک ایسا آتش فشاں لاوا پیدا ہوچکا ہے کہ جو کسی بھی وقت کہیں بھی پھٹ سکتا ہے اور اگر یہ پھٹ گیا تو کہیں یہ پورے امریکا کو ہی بھسم کرکے نہ رکھ دے اور اسے نشان عبرت نہ بنا دے قبل اس کے کہ یہ آتش فشاں پھٹے امریکا کو اپنی انسان (بالخصوص اسلام) دشمن

جاری پالیسیوں میں نظر ثانی کرتے ہوئے ان میں ایک مثبت اور (پاکستان اور اسلام دوستی) موثر تبدیلیاں لانے کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ دنیا کو پھر کسی نئی آفت کے آنے سے پہلے ہی بچایا جاسکے۔

ویسے یہ بھی ایک مصمم حقیقت ہے کہ سچ کا تعلق قلب اور ضمیر کی زندگی سے ہے اور جھوٹ کا ان کی مرگ ناگہاں ہے اس رو سے یہ بھی عیاں ہے کہ پاکستان کی ترقی و خوشحالی کا ازلی دشمن ہمارا پڑوسی ملک بھارت جس کے حکمرانوں کے قلب اور ضمیر ہمیشہ سے ہی پاکستان سے جھوٹے اور منفی پروپیگنڈوں سے متعلق مکدر رہے ہیں اور ان کے دل و دماغ آج بھی اس ہی روش میں مبتلا ہیں کہ کسی بھی طرح سے پاکستان کے وقار کو دنیا کے سامنے بگاڑ کر پیش کیا جائے اور پاکستان کو کسی بھی طرح سے ایک ناکام اور دہشت گرد ریاست ثابت کرواکر اس کے ایٹمی اثاثوں سمیت اس کی اقتصادی و معاشی اور معاشرتی استحکام کو تباہ و برباد کردیا جائے جس کے لئے بھارت اپنے ایجنڈے پر کاربند رہتے ہوئے عمل پیرا بھی ہے اور اب بھارت کی جانب سے پاکستان سے متعلق جاری منفی پروپیگنڈوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے حکومت پاکستان کو بھی عالمی سطح پر اپنی خارجہ پالیسیوں میں مثبت تبدیلیاں لانی ہوں گئیں تاکہ بھارت سمیت امریکا کی پاکستان سے متعلق سازشوں سے بروقت نبرآزما ہوا جاسکے۔

ان تمام باتوں کے پس پردہ جو حقائق ہیں وہ یہ ہیں کہ نائن الیون اور 26 نومبر سانحہ ممبئی کے واقعات کے سارے ڈراموں کے پیچھے امریکا، بھارت اور اسرائیل کا ہی ہاتھ تھا جس کی وجہ سے امریکا نے ساری دنیا پر اور اسی طرح ان دونوں (بھارت اور اسرائیل) نے بھی اپنے اپنے خطوں میں اپنی چوھدراہٹ قائم کرنے کی ٹھان رکھی ہے اور یوں ان تینوں نے ایک دوسرے کی مدد سے ایسے سازشی منصوبے مرتب کر رکھے ہیں جس کا علم صرف ان تینوں کو ہی ہے۔ اگرچہ پاکستان اور بالخصوص امت مسلمہ کو ان کی سازشیں سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کو ایسا سبق سکھایا جائے کہ ان کی آنے والی سات نسلیں بھی جسے یاد رکھیں۔

امریکا کا پاکستانی ایٹمی فوبیا

امریکا کا پاکستانی ایٹمی فوبیا۔۔۔۔ پاکستان کے ایٹمی اثاثے اور تمام امریکی آپشنز۔۔۔؟
پاکستان کے جوہری منصوبے اور امریکی مخمصے
جیسا کہ کچھ عرصہ تک ہم پاکستانیوں میں یہ بات محض ایک خیالی اور تصوراتی ہی جانی جاتی تھی کہ امریکا پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر اپنا قبضہ جمانے کا ارادہ رکھتا ہے تو پاکستانی حکمرانی سمیت سیاستدان اور عوام یہ سمجھتے تھے کہ ایسا ممکن نہیں ہو سکتا کہ امریکا ہمارے جوہری پروگرام پر قبضہ کرے گا؟ اور یہ قبضے کا بھلا کیوں سوچے گا؟ جبکہ ہمارے ایٹمی اثاثے تو ہماری ہی خودمختاری اور بقاکے ضامن ہیں اور اس کے ساتھ ہی جبکہ ہم۔۔۔۔۔ اس کے۔۔۔۔ اور یہ ہمارا بہترین دوست ہے۔۔۔ اور تو۔۔۔ اور ۔۔۔ ہم اس کے اتحادی ہونے کے ناطے اس کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھی ہراول دستے کا کردار اس سے بھی کہیں بڑھ کر ادا کر رہے ہیں تو یہ بھلا کیوں ہمارے جوہری اثاثوں پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا ہے؟ مگر پھر آہستہ آہستہ یہ بات حقیقت کا رنگ بھرتی گئی اور پاکستانیوں کی سمجھ میں بھی آتی گئی کہ جب پرانی اور نئی امریکی انتظامیہ نے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر اپنا کنٹرول کرنے اور قبضہ جمانے

کے لئے باقاعدہ طور پر اپنی منصوبہ بندیاں شروع کردیں اور یوں گزشتہ دنوں تو امریکی صدر بارک اوباما نے ایک امریکی میگزین کو اپنے دیئے گئے انٹرویو میں اور چینی صدر سے ٹیلی فون پر پاکستان کی موجودہ صورت حال کے حوالے سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے یہ کہہ کر پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، دانشوروں اور ایک عام پاکستانی کو بھی حیران کردیا کہ " امریکی فوج کے کمانڈر انچیف کی حیثیت سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو انتہا پسندوں کے کنٹرول میں جانے سے روکنے کے لئے تمام آپشنز پر غور کریں گے اور اگر پاکستان اپنے ایٹمی اثاثوں کی حفاظت میں غیر مستحکم ہوا تو اس کے ایٹمی اسلحے کی حفاظت کے لئے امریکی فوج استعمال کرنے کا بھی جائزہ لونگا" اس موقع پر کہ جب پاکستان کو کئی محاذوں پر سنگین چیلنجز کا سامنا ہے امریکی صدر کا یہ کہنا یقیناً اپنے اندر بڑی گہرائی رکھتا ہے اِس کی اِس بات کو پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے امریکی صدر کی آئندہ کی اس پلاننگ کو بھی سمجھنا ہوگا جس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِس نے اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ دی ہے اور اِس کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اِسی کی طرح سخت ترین اور دوٹوک الفاظ میں ضرور جواب دینا ہوگا کہ اس کا منہ بند ہوجائے اور اس کے دماغ سے یہ خمار ڈھل جائے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے غیر محفوظ ہیں۔

جبکہ دوسری طرف بالخصوص پاکستان اور بالعموم دنیا کے دیگر ممالک کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ امریکا کوئی بھی کام ہماری طرح ایک گھنٹے، ایک دن، ایک ہفتے، ایک ماہ اور ایک سال میں بغیر سوچے سمجھے شروع نہیں کر دیتا بلکہ یہ ہر کام اور ہر منصوبے سے پہلے اس میں اپنی پوری کامیابی کو یقینی بنائے بغیر یوں ہی کچا پکا کوئی بھی کام شروع نہیں کر دیتا کہ بعد میں اِسے بھلے سے پچھتانا ہی پڑے اور یہ کہ اس کی کتاب میں ناکامی اور پچھتاوے جیسے الفاظ کہیں نہیں ملیں گے اس کی کتاب کے ایک ایک صفحے پر کامیابی اور کامرانی جیسے لفظوں کی مالا موجود ہے جبکہ اس نے فخریہ طور پر ناکامی اور نامرادی جیسے لفظ ہم غریب ممالک کے لئے مختص کر رکھے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ دونوں لفظ ہم پر ہی جچتے ہیں کیوں کہ ہم لوگ ہر کام بغیر سوچے سمجھے اور بغیر پلاننگ کے جو شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں بہت جلد اپنی ناکامی اور مایوسی کے طوق کو گلے لگانا پڑتا ہے بہر حال! یہ بات آج ساری دنیا کو ماننی پڑے گی اور امریکی تاریخ بھی گواہ ہے کہ امریکا ہر معاملے میں بڑا محتاط اور ہوشیار رہا ہے اور آج اس صدی میں بھی یہ اپنی اس روش پر پوری طرح سے قائم ہے کہ اس نے اپنی تعمیر و ترقی اور دنیا کی تباہی و بربادی کے لئے جب بھی کوئی نیا کام اور منصوبہ شروع کیا ہے تو اِسے کرنے سے پہلے اس نے اپنی سو فیصد کامیابی کے امکانات کا جائزہ لیا ہے اور جب اسے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس منصوبے کی تکمیل سے قبل یا بعد میں اِسے اس کی

توقعات سے کہیں بڑھ کر کامیابی ملے گی تو پھر یہ اپنے اس منصوبے کو عملی شکل دے کر اس کام کو اپنی پوری قوت اور حکمت و کوشش سے شروع کر دیتا ہے اور اس سے بھی قطع نظر یہ کہ امریکی تاریخ میں یہ بھی سنہرے لفظوں میں درج ہے کہ اِسے بسا اوقات اپنے مشن کی ابتدا کے لئے نصف صدی قبل ہی منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے دنیا کے کسی بھی خطے میں جو بھی اچھے اور برے کام کئے ہیں اس میں بھی اِسے کامیابی ہی نصیب ہوئی ہے خواہ دنیا نے اس کی لاکھ مخالفت ہی کیوں نہ کی ہو (اِس نے جس کام کا بھی بیڑا اٹھایا تو اِس میں اچھائی کا عنصر تو بہت کم ہی رہا مگر اِس منصوبے کا بیڑا غرق ہی اِس نے زیادہ ہی کیا) اور یوں اس کے ساتھ ہی کوئی اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ امریکا نے دنیا بالخصوص اسلامی ممالک کے لئے فلاح و بہبود کے کام بہت کم کئے ہیں مگر مسلم ممالک کے ہر معاملے میں اپنی ٹانگ ضرور ر آڑا کر مسلم امہ کا ستیاناس اور بیڑا غرق ہی کیا ہے جس طرح اس نے ابھی حال ہی میں بالخصوص عراق اور افغانستان کی تباہی کے بعد اور اب پاکستان کا بھی شیرازہ بکھیرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے یقیناً اس کے یہ منصوبے کچھ نہیں تو نصف صدی پرانے ضرور ہیں جن پر یہ بتدریج عمل درآمد کر رہا ہے اور نائن الیون کے بعد تو ان میں اور تیزی آ گئی ہے جب امریکا نے سات اکتوبر 2001 کی شب پاکستانی وقت کے مطابق 10.30 بجے اپنے جنگی طیاروں کے ذریعے افغانستان پر حملہ کیا تو اس کے ساتھ ہی ملکی اور عالمی مبصرین یہ کہہ رہے تھے کہ امریکا

افغانستان میں گھسنے کے بعد پاکستان میں بھی گھسے گا مگر اس وقت عالمی دباؤ اور تنقیدوں کے باعث امریکا ایسا نہ کرسکا اور پھر اس کو اپنا ہدف مجبوراً عراق کو بنانا پڑا حالاں کہ اُدھر اسے اپنی پسپائی کا منہ دیکھنا پڑا مگر اس کے باوجود بھی آج تک یہ اپنی جھینپ یہ کہہ کر مٹا رہا ہے کہ یہاں ایک جابر اور فاسق صدام کی حکومت کا خاتمہ اس کی اولین ترجیح تھی جو اس نے صدام کے خاتمے کے بعد کامیابی کی صورت میں حاصل کرلی ہے اسی طرح جب امریکا نے عراق پر بلاجواز اپنی جارحیت مسلط کی تو اس وقت بھی پاکستانی اور ساری دنیاکے تجزیہ نگار یہ ہی کہہ رہے تھے کہ امریکا کا اب اگلا نشانہ پاکستان ہے کیوں کہ عراق پر تیل کے ذخائر پر قبضہ جمانے کے بعد امریکا کا اگلا ہدف پاکستان کے ایٹمی اثاثے ہوں گے اس لئے کہ افغانستان پر امریکا اپنے ناپاک قدم جمانے کے بعد پاکستان کے جانب بڑھے گا تاکہ یہ پاکستان پر قابض ہونے کے بعد یہ یہاں سے چین کو زیر کرسکے خواہ اس کے لئے اِسے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینا پڑے مگر یہ اپنے ان منصوبوں میں کامیابی بغیر کسی بڑے نقصان اور قربانی کے حاصل کئے جارہا ہے (ماسوائے یہ کہ اپنی ان افواج کو جو زیادہ تر اس کے یہاں غیر قانونی طور پر زناکاری) کے بعد پیدا ہونے والے (بچوں) ان نوجوانوں پر مشتمل ہے کہ جنہیں) امریکی حکومت لاوارث جان کر اپنی کفالت میں لیکر انہیں پالتی ہے اور پھر انہیں اپنی فوج میں بھرتی کرکے اپنے ملک کے لئے ایک کارآمد فرد بناتی ہے اور پھر انہیں ان علاقوں میں جھونک کر

انہیں ہی واصل جہنم کرواتی ہے جیسا کہ یہ اب بھی افغانستان میں کرا رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ امریکا اپنے ان منصوبوں میں کامیابی محض اپنی فوجی جارحیت کے بدولت ہی حاصل کر رہا ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ امریکا کی نظر آج سے ہی نہیں بلکہ اس وقت سے ہی پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر جمی ہوئی تھی کہ جب سے پاکستان نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں خطے میں توازن برقرار رکھنے کے لئے اپنا ایٹمی دھماکہ کیا تب سے ہی امریکا، بھارت اور اسرائیل کی یہ کوشش رہی ہے کہ کسی بھی طرح سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا خاتمہ کرایا جائے بدقسمتی سے انہیں یہ موقع سوات میں مٹھی بھر انتہا پسندوں اور طالبان (جو خود بھارتی، امریکی اور اسرائیلی ایجنٹ ہیں) نے دینے کی کوشش کی مگر اس میں بھی انہیں پوری کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ کیوں کہ موجودہ پاکستانی حکومت اور صدر مملکت آصف علی زرداری، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی اور سپہ سالار اعظم فخر پاکستان چیف آف دی آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی کی دور اندیشی اور بالغ النظری نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے سوات اور اس سے ملحقہ علاقوں کو انتہا پسندوں اور طالبان (مسلمانوں کے روپ و لبادے میں ملبوس دہشت گردوں) سے خالی کرانے کے لئے فیصلہ کن فوجی آپریشن اپنی پوری قوت سے شروع کر رکھا ہے جس میں سیکورٹی فورسز کو توقعات سے بھی بڑھ کر کامیابیاں مل رہی ہیں اور یہ

بھی امید ہے کہ یہ فوجی آپریشن جلد پایہ تکمیل کو پہنچے گا اور اس طرح حکومت کا یہ بھی عزم ہے کہ ملک سے انتہا پسندوں اور طالبان کے مکمل خاتمے تک یہ آپریشن راہ راست جاری رہے گا۔ اس طرح یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے کسی انتہا پسند کے ہاتھ لگ جائیں۔ اس کے باوجود میں یہاں ان لوگوں سے بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ جو اس فکر میں دبلا ہو رہے ہیں کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے کہیں غلط ہاتھوں میں نہ چلے جائیں تو ان سے میری یہ درخواست ہے کہ پاکستان کوئی غیر ذمہ دار ملک نہیں کہ وہ اپنی یہ ذمہ داری بھی ٹھیک طرح سے نہ نبھا سکے انہیں اس بات کی ہرگز فکر نہیں کرنی چاہئے کہ پاکستان کے جوہری اثاثے غیر محفوظ ہیں بلکہ انہیں تو یہ فکر کرنی چاہئے کہ پاکستان کی ہر معاملے میں بڑھ کر مدد کریں تاکہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف ان کی جنگ لڑ سکے۔

بھارت چیل اور انڈہ.......اور بھارتی الزام تراشیاں

بھارت امریکا اور اسرائیل پاکستان کے خلاف سازشیں کرنا بند کر دیں بند....؟
خوفزدہ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کی پاکستان پر بے مقصد الزام تراشی کیوں....؟

آج پوری پاکستانی قوم اور اِس کے حکمران یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ بھارت امریکا اور اسرائیل جیسے ممالک پاکستان جیسے ایک خود مختار اور خوددار ملک کو ناکام ریاست منوانے کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہیں.....؟اِس حقیقت کے باوجود کہ یہ ہی وہ دنیا کا واحد ملک ہے جو اپنی آزادی کے بعد یعنی کہ روز اول ہی سے اپنی بقا و سالمیت اور اپنے استحکام کی جستجو میں مگن ہے اور یہی اِس کے استحکام اور بقا و سلامتی کا وہ عظیم جذبہ اور لگن ہی تو ہے جو اِسے دنیا میں اِس کی کامیابیوں کے لوہے منوانے کے لئے متحرک کئے ہوئے ہے اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اپنے محدود اور انتہائی کم وسائل رکھنے کے باوجود بھی یہ ملک ایٹمی صلاحیت رکھنے کا بھی اعزاز رکھتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ یہ اسلامی دنیا کا بھی وہ واحد ملک ہے جو ایٹمی صلاحیتوں سے مستفید ہے اور آج ساری دنیا یہ بھی خوب اچھی طرح سے جانتی اور

مانتی ہے کہ اِس سے قبل دنیا کا کوئی بھی ایسا مسلم ملک نہیں جس کے پاس بے تحاشہ دولت ہونے کے باوجود بھی وہ ملک ایٹمی صلاحیت بھی رکھتا ہو مگر الحمداللہ! یہ فخر آج صرف پاکستان ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنے کم بلکہ انتہائی کم وسائل کے باوجود بھی خود کو ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک کی فہرست میں شامل کرواچکا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس سے بھی قطعاً انکار نہیں کہ عالمی طاقتوں پر اپنی جانب سے بارہا اِس یقین دہانیوں کے باوجود کہ اِس کے دوسروں کی طرح خاص طور پر اپنے پڑوسی ملک بھارت کی طرح جنگی یا جارحانہ عزائم نہیں ہیں اور پاکستان (اِس) کا ایٹمی پروگرام اور اِس کی تمام تر ایٹمی صلاحیتیں اِس کی اپنی بقا و سالمیت اور خودمختاری کے ضامن کے طور پر ہیں مگر ناں! جانے کیوں...؟ دنیا کی بیشتر ایٹمی طاقتیں جن میں بالخصوص بھارت امریکا اور اسرائیل شامل ہیں انہیں اِس کی اِن وضاحتوں اور یقین دہانیوں پر کیوں اعتبار نہیں آتا کہ پاکستان کا ایٹم بم اور اِس کا ایٹمی پروگرام صرف اِس کے لئے ہی ہے اور کسی کے لئے نہیں.... مگر اِس (پاکستان) کی اتنی وضاحتوں کے باوجود بھی اَب کوئی اِن ممالک سے جو اِس کی یہ بات نہیں مانتے اِن سے ہی یہ پوچھ کر ہم پاکستانیوں کو بھی بتائے کہ وہ صرف پاکستان ہی کے ایٹمی پروگرام اور اِس کی ایٹمی صلاحیتوں سے کیوں ہر گھڑی خوفزدہ رہتے ہیں....؟ اور کیوں وہ اِس کے خلاف آئے روز نت نئی سازشوں کے جال بُننے میں مصروف عمل رہتے ہیں....؟ اور آج یہی وجہ ہے کہ بھارت کی جانب

سے بار بار پاکستان پر الزام تراشی سے بھارت کی حیثیت ہم پاکستانیوں کے نزدیک اَب ایسی ہو کر رہ گئی ہے کہ جیسے ایک چیل کی مثال دی جاتی ہے کہ وہ انڈہ تو زرا (چھوٹا) سا دیتی ہے مگر محض یہ بتانے کے لئے کہ اُس نے انڈہ دے کر کوئی انوکھا کام کر ڈالا ہے اِس کے لئے چیخ چیخ کر سارے جنگل کو سر پر اٹھا لیتی ہے اور آج کل بھارت بھی ایسا ہی کرنے لگا ہے کہ جیسے چیل کرتی ہے۔

ٹھیک ہے اور اِس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ 26 نومبر 2008 کو بھارت کے معروف تجارتی اور صنعتی شہر ممبئی میں دہشت گردی کی جو واردات ہوئی وہ ایک المناک سانحہ ضرور تھا مگر اِس سے بھی تو انکار ناممکن ہے کہ ایسے دہشت گردی کے واقعات تو آج ساری دنیا میں ہو رہے ہیں تو کیا بھارت کی من گھڑت الزام تراشیوں سے اِس کا کیا یہ مطلب لیا جائے کہ ہر دہشت گردی کے واقعہ میں مسلمان اور پاکستانی ہی ملوث ہوتے ہیں....؟ میرے خیال سے نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ آج اگر صرف پاکستانیوں اور مسلمانوں کو ہی دہشت گرد گردانئے والے اِس حقیقت کو بھی کھلی آنکھ سے دیکھیں تو انہیں خود یہ پتا چل جائے گا کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی آج دہشت گردی ہو رہی ہے اِس میں پاکستانیوں اور مسلمانوں کے علاوہ بھی اور دیگر ادیان کے ماننے والے بھی

شامل ہیں مگر انہیں عالمی میڈیا دانستہ طور پر چھپا جاتا ہے اور ایسے مواقع پر خاص طور پر بین الاقوامی میڈیا باقاعدہ ایک سازش کے تحت پاکستانی مسلمانوں کو سامنے لاکر پاکستان، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم شروع کردیتا ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان اور اسلام دشمن عناصر پاکستان سے خائف ہو کر ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں کہ جن کا نہ تو کوئی سر ہی ہوتا ہے اور نہ ہی پیر.....
انہیں اپنے اِس عمل سے باز آجانا چاہئے کہ وہ اپنے خوف کے عالم میں پاکستان اور اسلام کو بدنام کررہے ہیں جس سے پاکستان اور اسلام کا وقار بُری طرح سے مجروح ہو رہا ہے۔

خبر یہ ہے کہ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے نئی دہلی میں داخلی سلامتی سے متعلق وزرائے اعلیٰ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان پر دو ٹوک الفاظ میں ایک بار پھر انتہائی سنگین نوعیت کا یہ الزام لگایا ہے کہ پاکستان سے دہشت گرد بھارت پر نئے حملے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں واضح رہے اِن کے اِس الزام سے پاکستان کی جانب سے تمام خیر سگالی کی کوششوں پر پانی پھر گیا ہے جس کے ردِ عمل کے طور پر اسلام آباد نے سخت نوٹس لیتے ہوئے ڈپٹی ہائی کمشنر کی دفتر خارجہ طلب کیا اِدھر ایک اور غور طلب پہلو یہ بھی ہے کہ بھارتی وزیر اعظم کا یہ بھونڈا الزام ایک ایسے وقت لگایا گیا ہے کہ جب پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبرک پاکستان

کے اہم دورے پر آئے ہوئے ہیں اور اِس دورے کے دوران جہاں پاک امریکا بہت سے معاملات طے پائے ہیں تو وہیں اطلاعات یہ بھی ہیں کہ پاکستان کی اعلیٰ قیادت نے امریکا سے ڈرون ٹیکنالوجی کی فراہمی کا بھی مطالبہ کیا ہے جس پر بھارت نے پاکستان کی جانب سے امریکا سے ڈرون ٹیکنالوجی کی اِس طرح آسانی سے فراہمی کے مطالبے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو ڈرونز ٹیکنالوجی کی ممکنہ فروخت سیکیورٹی رسک ہے اُس سے خطے میں عدم استحکام پیدا ہوگا اِسی طرح پاکستان کو ڈرونز ٹیکنالوجی کی فراہمی کے خلاف بھارتی ڈرپوک وزیر خارجہ نے بھی من گھڑت الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ ماضی میں بھی پاکستان کو ملنے والے امریکی ہتھیار بھارت کے خلاف استعمال کئے گئے تھے یہاں میں بھارتی وزیر خارجہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھارتی وزیر خارجہ کھل کر بتائے....؟کب پاکستان نے بھارت پر امریکی ہتھیار استعمال کیا تھا....؟آہ! وہ کیا بتائے گا...؟وہ سچ بول رہا ہو تو بتائے....جب جھوٹ کوئی بولے تو جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے سچ کہاں سے لائے.....؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بھارت خطے میں اپنی قوت کے نشے میں دھت ہو کر ایٹمی آبدوزیں سمندر میں اتار رہا تھا تو اُس وقت اُسے یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ اِس کی ایٹمی آبدوزیں جب اُس کے سمندر کی تہہ میں چھپی ہوں گی تو اُن سے کیا خطے کا امن تباہ نہیں ہوگا....؟جو پاکستان ڈرونز ٹیکنالوجی

امریکا سے حاصل کرلے گا تو خطے میں عدم استحکام پیدا ہو جائے گا۔

میں اپنے اِس کالم کے ذریعے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوہ! بھارتی ہندو بنیے حکمرانوں جس طرح تمہاری مثال لین دین کے معاملے میں دی جاتی ہے کہ بھارتی ہندو بنیے لین دین میں کھرے ہوتے ہیں تو تم اِسی طرح عالمی سیاست میں بھی ایسا ہی باگپن اپنے اندر پیدا کرو کہ دنیا تمہاری مثالیں دے کہ بھارت کے ہندو بنیے حکمرانوں کو صرف اپنے کام سے کام ہے انہیں کیا غرض کہ کوئی کیا کررہا ہے اور کیا نہیں کررہا....؟ اور کیا یہ تم لوگوں کی بے ڈھنگی سیاست ہے تم جب خود ایٹمی آبدوزیں پانی میں چھوڑو تو رام....رام کرو اور جب پاکستان تم سے اپنی بچاؤ کے لئے کچھ کرے یا کسی سے مدد مانگے تو ہائے ......ہائے چلاتے ہوئے ساری دنیا کو سرپر اٹھالو اور مکاریاں کرنے لگو کہ ہماری جانوں کو خطرہ ہے۔

دیکھو اور یہ بات اچھی طرح سے سمجھنے کی خود سے بھی کوشش کرو کہ تمہیں کوئی دوسرا سرحد پار کرکے آکر نہیں مار سکتا تمہیں مارنے والا تمہارے اندر ہی موجود ہے جسے تم بھی خوب جانتے ہو کیوں کہ اَب خود تمہارے رویوں سے تمہارے ہی ملک میں علیحدگی پسند اتنی تنظیمیں پروان چڑھ چکی ہیں کہ وہ ہی اب بھارت کے ٹکرے ٹکرے کرکے رکھ دیں گے کہ تم خود دیکھتے ہی رہ جاؤ گے۔

جاؤ چھوڑ بھارتی حکمرانوں اَب فضول میں پاکستان پر الزام تراشیوں کا دھندا اور فکر کرو اور ڈرو اپنے اندر چھپے اُن دشمنوں اور علیحدگی پسند اُن زہریلے ناگوں سے جو اَب بھارت کی سلامتی اور بقا کو ڈسنے کے لئے اپنا پھن پھولائے بیٹھیں ہیں۔ جو کسی بھی وقت ڈس کر اپنا پورا زہر پورے بھارت میں پھیلا کر بھارت کے گھمنڈ کو ختم کر جائیں گے۔

ڈائیلاگ کی خواہش

بھارت پاکستان کا پڑوسی تو ضرور ہے مگر بہت تکلیف دے پڑوسی رہا ہے۔ 1947 سے آج تک یہ اذیت پسند پڑوسی ہمارے دکھوں کا مداوا کرنے اور ہمیں ہمدردیاں فراہم کرنے کے بجائے ہمیشہ ہمیں تکلیف میں مبتلا کرکے خوش ہوتا رہا ہے۔ ہم نے لاکھ کوششیں کیں کہ اس کی یہ بگڑی ہوئی عادت ختم ہوجائے مگر اسے تو جیسے اپنے پڑوسیوں کو اذیت میں مبتلا کرنے سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ وہ چاہے نیپال ہو بھوٹان ہو سری لنکا ہو، بنگلہ دیش، عوامی جمہوریہ چین یا پاکستان سب اسکے ازیوم کردہ دشمن ہیں۔ حالانکہ ان میں بہت چھوٹے ممالک بھی ہیں جیسے سری لنکا، نیپال اور بھوٹان ہیں ان ممالک سے بھی یہ خوش نہیں رہتا ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش بھی اسکے مقابلے میں تو خاصے چھوٹے ہیں ہاں البتہ اونٹ کے سامنے ایک پہاڑ بھی موجود ہے جسے عوامی جمہوریہ چین کے نام سے ساری دنیا جانتی ہے۔ البتہ پاکستان اور بنگلہ دیش سے بڑا ملک ہونے کے باوجود بھارت کے اندر بڑا پن نظر نہیں آتا ہے۔ اس کی علاقے کا ڈان بننے کی خواہش تو ہمیشہ سے رہی ہے۔ مگر پڑوسیوں کی ہمدردی اس سے کوسوں دور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا تمام پڑوسیوں سے کوئی نہ کوئی تنازعہ ضرور ہے۔ بھارت عوامی جمہوریہ چین سے بھی 1962 میں لدّاخ کے علاقے میں پنجہ آزمائی کرکے مار کھانے کے باوجود گاہے بگاہے اس سے بھی پنگے بازی

کرتا رہتا ہے۔ جہاں سے اسکو ہمیشہ منہ کی ہی کھانی پڑی ہے۔ ایک بات کی بھارت کو داد دینی چاہئے کہ تمام پڑوسی ممالک میں اسکی ایجنسی را تخریبی سرگرمیوں میں ملوث رہتے ہوئے اکھاڑ پچھاڑ کرتی رہتی ہے۔ جب کبھی ان کے اپنے ملک میں چلنے والی تحریکوں کے نتیجے میں کوئی کا بڑا کارنامہ سرزد ہو جاتا ہے تو حسبِ عادت اسکی ذمہ داری پاکستان یا بنگلہ دیش پر ڈال دی جاتی ہے۔ بنگالی تو زندہ قوم ہیں وہ بھارت کو پتھر کا جواب اینٹ سے دیتے ہیں۔ مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ پاؤں کے ساتھ امریکہ نے ہماری زبان بھی باندھ رکھی، بھارت کے اندرونی تخریب کار جب بھی کوئی کاروائی کرتے ہیں تو اس کا الزام پاکستان پر ہی لگتا ہے اور پھر امریکی حکمران بھارت کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں اور ہماری سرکار کو تو جیسے گُھنگ لگ جاتا ہے۔ آواز ہی حلق میں پھنس کر رہ جاتی ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔

بھارت سے تعلقات کی بہتری کی تو ہمیں ہمیشہ سے ہی خواہش رہی ہے۔ مگر یہ بیل کبھی منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی ہے۔ اس ضمن میں حال ہی میں پاکستان اور بھارت کے سیکریٹری خارجہ کی نیویارک کے روز ویلٹ ہوٹل میں ڈیڑھ گھنٹے گفت وشنید ہوئی مگر اس ملاقات میں کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ پاکستان کے ہائی کمیشن برائے بھارت شاہد ملک کے علاوہ بھارتی جوائنٹ سیکریٹری برائے ایشیا پی سی راگوان بھی شریک تھے۔ اس بات چیت میں دونوں ممالک کے درمیان کوئی

پیشرفت دیکھنے میں نہ آئی۔ جبکہ امریکہ کی بھی یہ خواہش تھی کہ بھارت پاکستان کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے۔ مگر بھارت اپنے اندرونی خلفشار کی وجہ سے اس گفت وشنید میں کنی کاٹتا رہا ہے۔ وہ کوئی پیشرفت کرنا ہی نہیں چاہتا ہے۔

پاکستان کے سیکریٹری خارجہ سلمان بشیر نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ دو گھنٹے کی ون ٹو ون اور ایک گھنٹے کی دونوں ممالک کے وفود کی ملاقاتوں کے دوران تبادلہ خیالات ہوا اور ایکدوسرے کا مؤقف سنا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان ڈائیلاگ کا خواہشمند ہے لیکن بھارت مذاکرات نہیں چاہتا تو پاکستان کو بھی کوئی مجبوری نہیں ہے (حالانکہ مجبوری ہے جو اوبامہ سرکار کی عطا کردہ ہے) بھارت سنگل مسئلے پر بات کرکے سنگل ہی نتیجہ چاہتا ہے۔ جو پاکستان کو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اس بات چیت میں یہ تو طے کرلیا گیا کہ اگلے دن یعنی اتوار کو دونوں ممالک کے وزراء خارجہ کی ملاقات بھارتی وفد کے ہوٹل میں ہونا قرار پائی۔ دوسری جانب پاکستان کی وزارت خارجہ کے حکام کا کہنا ہے کہ پاکستان بھارت سے ہر جگہ اور ہر وقت گفت و شنید کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ گفت و شنید کے بغیر علاقے سے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ مگر لگ یوں رہا ہے اس معاملے میں بھارت سنجیدہ نہیں ہے اور ہم دکھاوؤں میں مصروف ہیں

اس وقت بھارت کے تیور کچھ اچھے نہیں لگ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیاں تناؤ ختم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سیکریٹریز کی گفتگو شروع ہونے سے پہلے ہی بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے بیان داغ دیا کہ دہشت گردی کے خاتمہ تک پاکستان سے کسی قسم کے بھی مذاکرات نہیں ہونگے انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ ہے کہ پاکستان دہشت گردی کو ریاستی پالیسی کے طور پر استعمال کرنے کا اپنا رویہ تبدیل نہیں کر رہا ہے۔ یہ واحد پاکستان کی پالیسی ہے جو ہمسایہ ممالک سے تعلقات کو معمول پر لانے میں واحد رکاوٹ ہے۔ پاکستان ممبئی حملوں میں ملوث ملزمان کے خلاف کاروائی کرے۔ اگر اسلام آباد کی جانب سے اس ضمن میں اقدامات کئے گئے تو بھارت بھی اس سے تعلقات معمول پر لانے کی غرض سے آگے بڑھ کر اقدامات کرے گا۔ یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بھارت خود ہی نہتے کشمیریوں پر ظلم و بربریت اور دہشت گردی اپنی فورسز کے ذریعے کرتا رہا ہے۔ دوسری جانب بھارت ممبئی حملوں کو بہانہ بنا کر تعلقات نہ بہتر کرنے کے بہانے تلاش کرتا رہا ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ بھارت اپنے بھیانک چہرے کو چھپانے کے لئے اور دنیا کی توجہ اپنے داخلی مسائل سے ہٹانے کے لئے اکثر و بیشتر اس قسم کی بے بنیاد باتیں کرتا رہتا ہے۔ دراصل بھارت کسی بھی قسم کے مذاکرات سے بھاگنے کی اپنی سابقہ پالیسی پر ہی گامزن ہے۔

حالانکہ ہم بھی سمجھوتہ ایکسپریس کے معاملے کو

اٹھانے میں حق بجانب ہونگے مگر ہم بھارت کے اس سنگین ظلم پر بھی خاموش ہی ہیں۔

پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے من موہن سنگھ کے بیان پر اپنی حکومت کا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے سیکریٹری خارجہ کی ملاقات سے قبل بھارتی وزیر اعظم کا (مذکورہ) بیان افسوسناک اور بے بنیاد ہے۔

گزشتہ روز فرینڈز آف ڈیموکریٹک پاکستان کے اجلاس میں تمام رہنماؤں نے پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف کوششوں کو سراہا ہے۔ مگر صرف بھارت ہے جسکو پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف کوششیں نظر ہی نہیں آ رہی ہیں اور وہ مسلسل پاکستان پر الزام تراشیوں پر اترا ہوا ہے۔

بھارت پاکستان تعلقات کے ضمن میں وزیر داخلہ رحمان ملک نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ بھارت ممبئی حملوں کے سلسلے میں حافظ سعید کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں کر سکا ہے۔ بھارت نے جو معلومات فراہم کی ہیں ہم اس کے مطابق ہی تحقیقات کر رہے ہیں۔ مگر اس معاملے میں پاکستان کسی سے ڈکٹیشن نہیں لے گا۔ ہم کوئی بھی کاروائی پاکستانی قوانین کے مطابق کریں گے۔ اس میں بھارت کا ہمارے لئے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ حافظ سعید کے بارے میں اگر کوئی بات ثابت ہوئی تو ہم قانون کے مطابق کاروائی ضرور کریں گے۔ دوسری شکل

میں انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ پاکستان بھارت سمیت کسی کے دباؤ میں نہیں آئے گا۔ ہمیں کسی سے ڈکٹیشن لینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے فیصلے خود کرتے ہیں۔ بھارت پاکستان پر جھوٹے الزام لگانا بند کر دے۔بڑی معذرت کے ساتھ رحمان ملک وزیر داخلہ کا یہ بیان تو بہت طاقتور لگتا ہے مگر کہیں یہ بیان بھی بیک چینل ڈپلومیسی کا تو حصہ نہیں؟ کہ اس سے پہلے کبھی اتنا جاندار بیان ملک صاحب کی طرف سے بھارت کے !خلاف آیا نہیں ہے

بہر حال وزرائے خارجہ کی ملاقات میں بھی رسمی گفت و شنید کے علاوہ کچھ بھی تو مثبت انداز میں سامنے نہ آیا۔ ہر معاملے میں ہم مسلسل بھارت کی خوشامدیں کرتے رہے ہیں مگر بھارتی حکمران ہیں کہ ان کے نخرے ہی نہیں لئے جاتے ہیں۔ لگتا یوں ہے کہ بیک چینل ڈپلومیسی اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے صاف نظر آرہے ہیں۔ ہم کس کس کی غلامی کریں گے؟ کہیں امریکہ ہے، کہیں سعودی عرب ہے تو کہیں بھارت ہے۔ بھارت کبھی ہمارا دوست تو رہا ہی نہیں ہے۔ تو پھر ہم اس قدر اس کی خوشامدوں میں کیوں مصروف ہیں۔ بھارت تو مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ ملکر بھی ہمارے مفادات کو ضرب لگانے کی جدوجہد میں سب سے آگے دیکھا گیا ہے۔ تو ہمارے حکمران کیسے اسے اپنا دوست اور من کا میت ازیوم کر رہے ہیں۔ یہ بھی اسرائیل اور امریکہ سے بڑھ کر ہمارے ایٹمی اثاثوں کا دشمن نمبر ون ہے جس سے ہمیں ہمیشہ ہوشیار

رہنے کی شدید ضرورت ہے۔ بھارت کبھی بھی ہمیں ریلیف دینے پر آمادہ نہ ہوگا۔ یہ کہیں ہمیں پانی کی مار مار رہا ہے تو کہیں دہشت گردی میں ملوث کر رہا ہے۔ ہر گزرنے والے دن کے ساتھ اس کے مطالبات میں شدت پیدا ہو رہی ہے اور ہمارے حکمرانوں کے خوف اور وسوسوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

خورشید قصوری کے انکشافات حکومت کے لئے ڈائنامیٹ ہیں یا گیند

کیا واقعی زرداری + سگار + رحمٰن ملک = مشرف
حکومت اور اپوزیشن کے سابق صدر سے متعلق نرم گوشے کی وجہ....؟ سمجھ آ گئی
وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور خورشید قصوری......

کہا جاتا ہے کہ لفظوں کے نشتر قوموں کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں اور اِسی طرح یہ بھی ہمارے معاشرے میں بہت مشہور ہے کہ اگر کوئی بات وقت پر نہ کہی جائے تو بعد میں کہنے سے اِس کا اثر زائل ہوجاتا ہے اور اسی طرح اگر کوئی بھی کام بروقت انجام نہ دیا جائے تو وہ بعد میں اپنی افادیت کھو دیتا ہے۔

اَب اِسی کو ہی لے لیجئے ! موجودہ حکومت کی تشکیل کے بعد ایک بڑے عرصے تک اپنے لب سیئے رکھنے والے سابق وزیر خارجہ اور مسلم لیگ ہم خیال گروپ کے ایک تندرست اور توانا رہنما خورشید قصوری بھی چیختے چلاتے اور بھنگڑا ڈالتے ہوئے مشرف سمیت ملکی اور عالمی حالات کے حوالوں سے اپنے نئے انکشافات کے ساتھ اَب سامنے آ گئے ہیں کہ جب ملک کے سابق آمر صدر پرویز مشرف کے اُن غیر

آئینی اور غیر قانونی احکامات اور اقدامات کی وجہ سے اُن کے خلاف مقدمہ درج ہو چکا ہے اور اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِن کے یہ انکشافات جو سابق صدر پرویز مشرف سے متعلق ہیں ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال میں حکومت کے لئے ڈائنامیٹ کی حیثیت رکھتے ہیں یا یہ حکومت قصوری جی ! کے اِن انکشافات کو محض گیند سمجھ کر اُچھال دیتی ہے اور وہ کچھ کرتی ہے جو اِسے کرنا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ سابق آمر صدر پرویز مشرف کی حکومت کے خاتمے کے بعد سے اَب تک ایک بڑا عرصہ خورشید قصوری نے ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں بغیر ہلچل کئے بڑی خاموشی سے گوشہ انتہائی میں رہتے ہوئے۔ ملکی اور بین الاقوامی حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور اپنا زیادہ تر وقت مشرف کی اُس گھٹی کے مزے لینے میں ہی گزار دیا جو پرویز مشرف اپنے دورِ حکومت میں اِنہیں اور اِن جیسے اپنے دیگر قریبی اور انتہائی اعتبار والے لوگوں کو دے گئے تھے۔

مگر گزشتہ دنوں قصوری جی نے ! یہ کہتے ہوئے کہ میرا کیا قصور ہے۔۔۔؟ ملک کے ایک معروف نجی ٹی وی چینل ایکسپریس نیوز کے پروگرام "فرنٹ لائن" میں کامران شاہد کے ساتھ اپنی ایک گفتگو کے دوران جو اِنکشافات کئے ہیں۔ اِس سے تو یہ اندازہ لگانا اَب کوئی مشکل نہیں رہا کہ صدر زرداری اور پرویز مشرف کے علاوہ آج ملک میں مشرف کے سب سے بڑے مخالف نواز شریف کے بھائی شہباز شریف

کے بھی سابق صدر پرویز مشرف سے لندن میں کیسے کیسے ..... رابطے رہے ہیں۔اِن حقائق سے بھی قصوری جی ! اپنے اِس انٹرویو میں پردے چاک کرگئے ہیں۔

اگرچہ یہ اور بات ہے کہ خورشید قصوری نے اپنی اِس گفتگو کے دوران بہت دیر سے اِس کا بھی برملا اظہار کیا کہ 2008 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بن جانے کے بعد بھی موجودہ صدر آصف علی زرداری اور اُس وقت کے صدر پرویز مشرف کے تعلقات بہت اچھے تھے۔اِس موقع پراِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ نہ صرف تعلقات ہی اچھے تھے بلکہ صدر آصف علی زرداری موجودہ وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے ذریعے صدر پرویز مشرف کو قیمتی سگار کے تحفے بھی بھیجا کرتے تھے۔جو صدر زرداری اور مشرف کی قُربت کی خاص دلیل ہے۔اَب یہاں راقم الحرف کے نزدیک قوم خود فیصلہ کرے کہ مشرف کو رُغبت کی آنکھ سے دیکھنے والے صدر زرداری کس طرح اِن (پرویز مشرف) کو کٹھمرے میں کھڑا دیکھ سکتے ہیں۔

اور جبکہ اِس کے ساتھ ہی اپنے اِس ہی انٹرویو میں قصوری جی ! نے اِس بات کا بھی اظہار کرکے قوم کو محو حیرت زدہ کردیا کہ لندن میں قیام کے دوران نواز شریف کے بھائی شہباز شریف بھی ملک کے سابق صدر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف سے مسلسل رابطے میں رہے۔یہاں قوم کے لئے سوچنے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ قصوری جی ! کے اِن لفظوں کے بعد یہ حقیقت اچھی طرح سے قوم پر عیاں ہوچکی ہے کہ کیا

فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی حزبِ اختلاف پرویز مشرف کے کڑے احتساب کا محض ڈرامہ کررہی اور عوام کو پرویز مشرف کے احتساب کے حوالے سے صرف بے وقوف ہی بنایا جارہاہے۔ مشرف سے قریبی روابط کے باعث جو شائد فرینڈلی اپوزیشن بھی نہیں چاہتی کہ پرویز مشرف کا احتساب کیا جائے۔

بہرکیف ! خورشید قصوری نے اپنے اِسی انٹرویو میں پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انکشاف کیا کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ صدر آصف علی زرداری مشرف ٹرائل کے حوالے سے یوں بھی سنجیدہ نہیں ہیں کہ ماضی میں مشرف اور بے نظیر کے درمیان خفیہ ملاقاتوں کا جو سلسلہ جاری رہا تھااِن ملاقاتوں میں یہ معاہدہ پوری طرح سے طے پاچکا تھا کہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی دونوں مل کر حکومت بنائیں گے۔ مگر قصوری جی ! آپ نے بہ چشمِ خود اِس کا نظارہ کرلیا کہ قوم نے محترمہ کی شہادت کے بعد مشرف اور بینظیر کے معاہدے کا کیا حشر کیا؟ کہ ق لیگ کو الیکشن میں عبرت ناک شکست سے دوچار کرکے اِسے سیاست سے ناک آؤٹ کردیا۔ اور پھر ایک ایسی کثیرالجماعتی مخلوط حکومت تشکیل پائی کہ جس نے عوام کے لئے بہت کچھ کرنے اوراِسے ہر طرح کی سہولیات زندگی باہم پہنچانے کے بڑے بڑے دعوے تو بہت سے کئے۔ مگر ہائے رے ! افسوس آج یہ حکومت بھی عوام کے مسائل

کو حل کرنے میں بری طرح سے ناکام ہوئی ہے اور آج ڈھائی پونے تین سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ حکومت عوامی تکالیف کا مداوا نہیں کر سکی ہے اور عوام سڑکوں پر آٹا، چینی اور دیگر ضروریات زندگی کے حصول کے خاطر اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔اِس طرح کی ملکی گھمبیر سیاسی، اقتصادی اور معاشی صورتِ حال میں یہ خیال کیا جارہا ہے کہ یہ سب کچھ کیا دھرا پرویز مشرف کا ہی ہے۔

میرے خیال سے اور اگر آج بالفرض مشرف اور بینظیر معاہدے کے مطابق پی پی پی اور پی ایم ایل (ق) کی بھی حکومت قائم جاتی تو شائد قوم کا حال اِس سے بھی کہیں زیادہ بُرا ہوتا جیسا آج ہے اور یہی کچھ بہت پہلے ہی ہوچکا ہوتا جو آج ہو رہا ہے وہ تو اچھا ہی ہوا کہ گزشتہ انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کو خود عوام نے ملکی سیاسی دھارے سے باہر کنارے پر لا پھینکا ہے ورنہ تو پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ہوتے ہوئے ملکی صورتِ حال اور زیادہ خراب ہوجاتی۔

ہاں البتہ ! خورشید قصوری نے یہ اِس اہم بات کا اپنے اِس انٹرویو میں انکشاف کرتے ہوئے نہ صرف پاکستانی قوم کو ہی بلکہ پوری دنیا کو بھی حیران کردیا کہ انہوں نے ہی اسرائیل جنگ کے دوران واضح طور پر ایران کو امریکی دھمکی کا پیغام پہنچا کر اسرائیل اور ایران دونوں ہی ممالک کے علاوہ دنیا کو بھی ایک

عظیم جنگ کی تباہی سے بچایا تھا۔ جو اِن کے نزدیک اِن کے لئے ایسا کرنا ناگزیر تھا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شائد دنیا کسی بڑی جنگ کی نظر ہو جاتی اور پھر وہی کچھ ہوتا جس کا خدشہ آج بھی اِس پوری ایٹمی دنیا کو کھائے جارہا ہے۔

ویسے ایک بات تو ہے کہ آج وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کو بھی خورشید قصوری کی اِس ہمت اور تجربے سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے جیسے قصوری جی ! نے یورپی یونین اور امریکا کو اپنے پورے حوصلے اور ہمت کے ساتھ یہ باور کرایا تھا کہ خدارا ایران پر حملہ نہ کرنا کیونکہ پاکستان کے اپنے پہلے ہی بہت سے گھمبیر مسائل ہیں اور پاکستان ایران پر یہ حملہ برداشت نہیں کرے گا۔ لہٰذا آج ایک بار پھر ضرورت اِس امر کی ہے کہ شاہ محمود قریشی پر بھی اَب یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحب ! بھی ایران کے حوالے سے امریکا اور اسرائیل پر یہ بات کھل کر واضح کر دیں کہ ایران پر کسی بھی قسم کا کوئی حملہ برداشت نہیں کیا جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو پاکستان امریکا سے اپنے تمام رابطے توڑ کر ایک اچھے پڑوسی ہونے کے ناطے ہر حال میں ایران کا ساتھ دے گا اور بس.....

پاکستان میں کیری لوگر بل شدید تنقیدوں کی زد میں

پاکستان میں کیری لوگر بل شدید تنقیدوں کی زد میں........ حکمران ہوش کے ناخن لیں

رنگ لاتی ہے حِنا پتھر پر پس جانے کے بعد

حکومت کو ہاتھ پھیلا کر کیری لوگر بل کی وصولی سے قبل اِس پر غور کرنا چاہیئے تھا

اِن دنوں امریکا کی جانب سے سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز امداد کے عوض سخت ترین شرائط کے ساتھ پاکستانی حکمرانوں کے ہاتھوں میں تھمائے گئے کیری لوگر بل کی مخالفت اور حمایت کے چرچے ملکی ایوانوں سے لے کر دور کسی ویرانے میں بنی کسی محب وطن اور غیور غریب کی جھونپڑی تک میں سنائی دے رہے ہیں۔ اگرچہ یہ اور بات ہے کہ اِس بل کی مخالفت میں پورا پاکستان ہے تو حمایت میں ماسوائے حکمران جماعت پاکستان پیپلزپارٹی اور اِس کی حمایت یافتہ چند ایک جماعتوں کے اور باقی سب کے سب کیری لوگر بل کو ملکی بقا و سالمیت کے لئے شدید خطرہ قرار دے رہے ہیں۔

ایک خبر یہ بھی ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حسین نے بھی

کیری لوگر بل پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں کیری لوگر بل پر اعتماد میں نہیں لیا گیا اور ہم کیری لوگر بل پر آنکھ بند کرکے ہاں یا نہ نہیں کر سکتے اِن کا یہ بیان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے کہ جب قومی اسمبلی نے اِس بل پر بحث کے لئے ایک جماعت کی جانب سے تحریک التوا منظور کرلی ہے۔ تو اُدھر ہی ایک دوسری اور اہم خبر یہ بھی ہے کہ پاک فوج نے بھی واضح طور پر امریکی ملٹری کو یہ کہتے ہوئے آگاہ کردیا ہے کہ کیری لوگر بل توہین ہے اور ہمیں قبول نہیں۔ اِس صورتِ حال میں میرے نزدیک اَب تو یہ بات حکمرانوں کو اچھی طرح سوچنی اور سمجھنی چاہئے کہ جب پوری قوم اِس بل کی مخالفت میں اٹھ کھڑی ہوئی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ محض امریکی خوشنودی کے خاطر بغیر سوچے سمجھے اِس بل کی صورت میں امریکی غلامی کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال لیا جائے۔

جبکہ ایک اور خبر یہ بھی ہے کہ گزشتہ دنوں سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز کی امداد کے بدلے میں کیری لوگر بل (پاکستانیوں کی غلامی کے وارنٹ) پر قومی اسمبلی نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے کیری لوگر بل پر بحث کرانے کے لئے جمع کرائی گئی تحریک التوا منظور کرکے اِس پر بحث بھی کرائی ہے ابھی قومی اسمبلی میں اِس بل پر بحث کا سلسلہ جو شروع ہوا ہے اِسے کافی دنوں تک جاری رہنے کی بھی امید ہے اور اِس بحث سے متعلق یہ بھی خیال کیا جارہا ہے کہ اِس

بحث سے اخذ ہوئے والے نتائج میں زیادہ تر امکان اِس بات کا ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اِس بحث کے ذریعے بل کو بھاری اکثریت سے مسترد کر دیا جائے گا۔
مگر ہمارے حکمران کسی بھی صورت میں اِس بل کو عوامی لاکھ مخالفت کے باوجود بھی مسترد نہ کریں کیوں کہ شائد یہ اِس زمین پاکستان پر بسنے والی عوام پر حکمرانی کرنے والے اشخاص کی فطرت میں یہ عنصر پوری طرح سے غالب آ چکا ہے کہ وہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے اِس کے بارے میں اچھی طرح سے سوچ بچار کرنا کسی گناہِ کبیرہ کے مترادف سمجھتے ہیں اور اِن لوگوں کے نزدیک تو وہ کام یا منصوبہ جو خالصتاً اِس ملک وہ ملت کے لئے ہو۔ اُس کے فوائد اور نقصانات کے بارے میں تو پہلے سے سوچنا یقیناً کسی بھی گناہِ کبیرہ سے کم نہیں ہے۔ کیوں کہ اِس کام اور منصوبے میں صرف ایک فردِ واحد کی اپنی ذات کا نفع اور نقصان نہیں کہ کوئی اِس کے بارے میں سوچے اور پہلے سے فکر و تامل کرے۔ بلکہ برامت مانیے اور مجھے یہ کہنے دیجیئے کہ مندرجہ بالا کہی گئی باتوں کو آپ یوں بھی لے سکتے ہیں کہ اِس سرزمینِ پاکستان پر بسنے والوں کی نظر میں اَب وہ کام اور منصوبہ جو پاکستان اور پاکستانی قوم کے لئے ہو اُس کے بارے میں فکرمند ہونا تو فضول ہے۔
معاف کیجئے گا.... کیوں کہ اَب نہ تو ہماری قوم ہی اِس قابل رہ گئی ہے کہ وہ

کچھ سوچ سمجھ سکے اور ناں ہی ہمارے حکمران ہی اِس قابل ہیں کہ وہ اپنا اچھا اور بُرا بھی سمجھ سکیں اِن کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔اِن کے بارے میں تو کوئی کیا کہے ۔اِن کے قول و فعل کے بارے میں تو آج قوم کا بچہ بچہ بھی اَب خوب جاننے لگا ہے۔اِن کے بارے میں اَب کسی کو کچھ کہنے یا سننے کی کوئی ضرورت نہیں اور یوں بھی اَب تو ہمارے حکمرانوں کے قول و فعل کے بارے میں کوئی بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے۔اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ اَب تو امریکا اور دنیا کا بڑا سود خور ادارہ آئی ایم ایف اِن سے جتنے بھی کام کروانا چاہتا ہے۔ وہ اپنے ایک اشارے، اپنی ایک فون کال، اور اِنہیں ڈالروں کی لالچ دے کر بھی اپنی مرضی کے عین مطابق کروالیتا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر کروا بھی رہا ہے۔

جیسے آپ کیری لوگر بل کو ہی لے لیجئے کہ جیسا امریکا نے چاہا کہ پانچ سالوں میں سات ارب ڈالرز (اور سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز امداد کے عوض اپنی کم .... مگر بھارت کے تحفظ کی ضمانت کی سخت ترین شرائط کے ساتھ کیری لوگر بل دینے کی ایک انتہائی شرمناک دستاویز امریکا ہمارے حکمرانوں کے ہاتھوں میں تھما بھی چکا جسے ہمارے یہ عاقبت نااندیش حکمران اپنا سینہ پھلا کر اور اپنی گردنیں تان کر یہ کہہ رہے ہیں کہ دراصل کیری لوگر بل جمہوری حکومت کی فتح ہے۔ امریکا اِس بل کی شکل میں ایک ایسا بلیک وارنٹ ہمارے حکمرانوں کے ہاتھوں

میں پکڑا کر انہیں ایک ایسے جال میں پھانس نے کی تیاری کر چکا ہے کہ اِس سے آسانی سے بچ نکلنے کی امید کی کرن پوری پاکستانی قوم کو برسوں میں تو کیا صدیوں میں بھی کسی کونے کُھدرے سے بھی نظر نہیں آسکے گی۔

میرے خیال سے اگر انتہائی سنجیدگی اور باریک بینی سے اِس بل کے بارے میں سوچا جائے تو یہ بات عیاں ہوگی کی اِس بل کے ذریعے امریکا نے کھلم کھلا پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کا سودا بھی خود ہی کیا ہے تو پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کو خرید کر بل بھی خود ہی ادا کر رہا ہے۔اِس خرید وفروخت کے معاملے میں آج امریکا ایک ایسی تاریخ بھی رقم کرنے کو جارہا ہے کہ دکاندار (پاکستانی حکمران ہیں کہ جو) اپنی بقا و سلامتی فروخت کر رہے ہیں اور امریکا جو خریدار ہے۔ بل بھی خود ہی بنا کر دے رہا ہے۔ کیوں ہے ناں ! یہ دنیا کی تاریخ میں عجیب خرید وفروخت کے دکاندار بل نہیں دے رہا ہے بلکہ خریدار اشیا خرید بھی رہا ہے اور الٹا دکاندار کو بل بھی خود ہی دے رہا ہے۔ بہر حال یہ سوچنے اور سنجیدگی سے سب کے لئے غور وفکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم اور ہمارے حکمران کیری لوگر بل کے ذریعے اپنے گلوں میں کونسا طوق پہننے جارہے ہیں۔

ہاں البتہ ! ایک بات ہے کہ ہمارے یہاں زبردستی سے کسی بھی ملکی مفادات میں

کئے جانے والے کام اور منصوبے کے ہوجانے کی صورت میں اگر ساری قوم کو کوئی فائدہ ہوگا تو ہوگا۔ مگر عموماً تو یہی دیکھا گیا ہے کہ کسی کام اور منصوبے کی صورت میں اِس کے نقصانات کے خدشات سو فیصدی ہوتے ہیں۔ تو اِس بابت کسی کو کیا پڑی ہے کہ کوئی اِس کے بارے میں اپنا مغز کھپائے اور اپنا دل و دماغ ہلکان کرے کہ اِس کے ہونے یا ناں ! ہونے سے کونسا کسی ایک فرد کا نقصان ہوگا۔ پوری قوم کا ہو تو ہو۔ کسی کی بلا سے چاہے جتنا بڑا بھی نقصان ہوجائے۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ کوئی اتنا سوچے اور اپنا قیمتی وقت اور دماغ خراب کرتا پھرے۔

کیوں کہ اِس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ پہلے ہی گزشتہ 62 سالوں میں نہ تو عوام ہی نے ملک کی فلاح و بہبود اور اِس کی ترقی و خوشحالی سے متعلق کچھ سوچا ہے کہ عوام اب سوچے اور چیخے چلائے اور کیری لوگربل کے برعکس آواز اٹھائے اور جہاں تک بات رہی اپنی عیاشیوں کی غرض سے مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجا فرمانے والے حکمران کی تو اِنہیں بھی بھلا کیا پڑی کہ وہ ملک اور قوم کی اچھائیوں کے بارے میں سوچ کر اپنا وقت برباد کرتے اور اقتدار سنبھالتے ہی ہمارے حکمران قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں اور دولت کمانے والے ٹریک سے سِلپ ہوجاتے اور اپنا بینک بیلنس بھرنے جیسے کام کو چھوڑ کر قوم کی خدمت کا بیڑا اٹھائے پھرتے .... تو اِن کا فارن اکاؤنٹ کون بھرتا وہ تو خالی

ہی رہتا۔ یہ ہی وہ پرلے درجے کی منفی سوچ تھی جس میں پڑ کر نہ تو ماضی کے حکمرانوں نے ہی ملک وہ قوم کے لئے کچھ اچھا کیا اور نہ ہی آج کے حکمران بھی ملک اور قوم کے لئے کوئی بہتری کی راہ نکال پارہے ہیں جس کی وجہ سے آج ملک میں ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ ہمیں جن سے اَب کسی بھی صورت میں بچنا نہ صرف ممکن ہی نہیں رہا بلکہ ناممکن ہو چکا ہے۔

اور آج اوپر سے نیچے ہر فرد ملکی اور قومی مفادات کی فلاح و بہبود جیسی اُس مثبت اور تعمیری سوچ سے قطعاً عاری ہو چکا ہے جس کی دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی پستی اور زوال میں جکڑی کسی بھی قوم میں ملکی اور قومی مفادات سے متعلق فلاح و بہبود جیسی سوچوں کا جذبہ مزین ہوا تو اُس قوم نے انفرادیت سے نکل کر جب اجتماعیت کا سوچا تو اُس قوم نے دنیا میں ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ وہ قوم اور اِس جیسی دیگر اقوام اپنی مثبت اور تعمیری سوچ و فکر اور اجتماعیت کے باعث دنیا کے لئے آج بھی مشعلِ راہ کر درجہ رکھتی ہیں۔ جن کے راستوں پر چل کر آج اکسویں صدی میں بھی دنیا کی دوسری قومیں اپنا آج اور کل بہتر بنا رہی ہیں۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے۔ ہم نے اُن اقوام کو دیکھ کر نہ تو اپنا آج سنوارنے کی فکر کی اور نہ ہی ہم نے اپنے آنے والے کل کو بہتر کرنے کے بارے میں کچھ سوچا کاش ! کہ ہم دنیا کی اُن اقوام سے ہی کچھ سبق حاصل کرلیں۔ جن کا ماضی پستی میں رہا اور جب اُن میں

اپنی خودی کا جذبہ بیدار ہوا تو اُن اقوام نے اپنے اوپر سے انفرادی مفادات کا خول اٹھا پھینکا اور وہ اجتماعی سوچ کا پرچم اٹھائے ساری دنیا پر یوں چھاگئے کہ دنیا اُنہیں دیکھ کر اُس وقت بھی حیرت زدہ تھی۔ ب کوئی اُنہیں دیکھ کر یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اقوام صرف اپنے جذبہ اجتماعیت کی وجہ سے ساری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھنے لگے گی اور یہی دنیا ہے جو آج بھی حیران اور پریشان ہے کہ وہ اقوام جن کا مقدر صرف پستی تھا۔ اَب یہی اقوام حقیقی معنوں میں ساری دنیا پر اپنی حکمرانی کے جھنڈے گاڑنے کی مصمم منصوبہ بندی کر چکی ہے اور اب یہ اقوام باہمی اتحاد اور اتفاق سے اپنے اِس خواب جو انہوں نے اپنی پستی سے نکلتے وقت ساری دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کا دیکھا تھا۔ آج اِن کا یہ خواب اِن اقوام کی انتھک محنت اور لگن کے بدولت شرمندہ تعبیر ہوتا نہ صرف اِنہیں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو بھی ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

اگرچہ پورے پاکستان سے کیری لوگر بل پر کھلی تنقید کے بعد حکومت نے قومی اسمبلی میں بحث کرانے کا سلسلہ تو شروع کر دیا ہے اور ساتھ ہی حکومت نے ہر سطح پر اس بل اور اِس کی شرائط کے ظاہری اور باطنی نکات اور اِن سے جلد اور دیر سے پیدا ہونے والے اثرات کا بھی جائزہ اور صرف جائزہ لینے کا عمل برق رفتاری سے شروع کر رکھا ہے مگر اِن تمام منظر اور پس منظر میں اَب

دیکھنا تو یہ ہے کہ جس طرح رنگ لاتی ہے حنا پتھر پر پس جانے کے بعد..... ہمارے حکمرانوں پر بھی حنا کی طرح کوئی رنگ چڑھا کہ نہیں انھوں نے اِس بل کو سخت عوامی ردِ عمل پر مسترد کرنے کا سوچا بھی کہ نہیں.... یا یہ اِس بل کو امریکا کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے اِسے منظور کرنے کی خوشخبری سناتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی قوم کو امریکی غلامی میں دینے کا صُور پھونکتے ہوئے قوم کو امریکی غلامی میں دے کر اِس کی پستی اور زوال کا سامان کرتے ہیں اور...... ملک میں دنیا کی تاریخ کا ایک نئے خونی انقلاب کی شروعات .... اَب گیند حکمرانوں کے کورٹ میں ہے کہ وہ کیری لوگر بل منظور کر کے امریکا کو خوش کرتے ہیں یا اُسے ناراض...... ملک کو بچاتے ہیں یا اِسے تباہی کے دہانے پر لے آتے ہیں۔

نوبل کمیٹی کا بارک اوباما کو نوبل انعام دنیا چاپلوسی ہے یا اور کچھ

نوبل کمیٹی نے نوبل انعام اوباما کے سر مار کر کھلی جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے.....
نوبل کمیٹی کا اوباما کو صدرات کے پہلے ہی سال میں نوبل انعام کا حقدار ٹھیرانا معنی خیز ہے۔

بارک اوباما + نوبل انعام اور نوبل کمیٹی کا چاپلوسی کا چکر

ایک خبر جو گزشتہ دنوں صرف ایک سال پرانے ہی یعنی نئے امریکی صدر بارک اوباما کو امن کا نوبل انعام ملنے کے حوالے سے نہ صرف ملکی اخبارات اور ٹی وی چینلز نے لوگوں تک یہ خبر پہنچائی بلکہ دنیا بھر کے میڈیا نے بھی اپنے اپنے انداز سے اِس خبر کو خاصی اہمیت کے ساتھ شائع اور ٹیلی کاسٹ بھی کیا ہے۔

جبکہ اِسی حوالے سے دوسری خبر یہ بھی ہے کہ افغانستان کے صدر حامد کرزئی اور آئی اے ای اے کے سربراہ محمد البرادی سمیت متعدد عالمی رہنماؤں نے امریکی صدر باریک اوباما کو امن کا نوبل انعام ملنے کو سراہتے ہوئے امریکی صدر بارک اوباما کو مبارکباد کے پیغامات بھی بھیجے ہیں اور اِن عالمی

رہنماؤں نے اپنے اِن پیغامات میں اپنے جذبات کا اظہار کچھ اِس طرح سے بھی کیا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ اوباما سے زیادہ انہیں ہی نوبل انعام ملنے کی ساری خوشی ہے اور یہ انعام جیسے انہیں ملا ہے۔ اوباما کو نوبل انعام ملنے پر محمد البرادی نے تو انتہائی جوشیلے انداز سے کہا ہے کہ اوباما عالمی امن کو دوبارہ روشن کرنے والی امید ہیں۔ اِسی طرح سے افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے تو حد ہی کردی اور وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے امریکی صدر بارک اوباما کو امن کا نوبل انعام ملنے پر اتنے خوش ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی صدر بارک اوباما کو عالمی امن کے لئے دنیا کا بڑا نوبل انعام ملنا امن کی جیت ہے اور اوباما ہی وہ درست شخص تھے کہ جنھیں اِس سال امن کا یہ نوبل انعام ملنا ہی چاہئے تھا۔

بہرحال ! مگر میرے نزدیک تو اِس ساری خبر میں دراصل حقیقت اور سچ صرف اتنا ہی ہے کہ موجودہ امریکی صدر بارک اوباما نوبل انعام حاصل کرنے والے تیسرے امریکی صدر ضرور ہیں اور بس ...... اِس کے علاوہ اِس انعام کی میرے خیال سے اور کوئی حقیقت یوں بھی اَب نہیں رہی ہے کہ نوبل کمیٹی نے اِس سال امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر بارک اوباما کو اِن کے اقتدار کا پہلا سال جیسے تیسے مکمل ہونے پر اِنہیں یہ کہتے ہوئے کہ مسلم امہ سے بہترین رابطے سمیت انہیں اِن کی بے مثل اور غیر معمولی کوششوں کے اعتراف اور بہترین سفارتکاری کی

خدمات کے عوض ہی نہیں بلکہ انہیں ساری دنیا میں جوہری اسلحہ کے پھیلاؤ کو روکنے اور امن کے لئے اہم ترین کردار ادا کرنے پر نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا اور انہیں امن کا نوبل انعام دے ڈالا ہے۔

حالانکہ جس بنا پر انہیں نوبل کمیٹی نے امن کا نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے اپنے اقتدار کے پہلے سال میں تو ابھی تک تو ایسا کوئی انوکھا کارنامہ انجام ہی نہیں دیا ہے کہ جس کی بنا پر انہیں امن کا یہ انعام یوں دے دیا جاتا۔ عالمی مبصرین کے نزدیک انہیں اِن کے اقتدار کے پہلے ہی سال میں یوں بغیر کچھ کئے دھرے بڑی آسانی سے امن کا نوبل انعام مل جانا یہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ نوبل کمیٹی نے اِن تمام اشخاص کی امن کے لئے کی جانے والی خدمات اور محنت پر پانی پھیر دیا ہے جو بڑے عرصے سے دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنے نئے آڈیاز (حکمتِ عملیوں) کے ساتھ صرف اِس عمل میں مصروف ہیں کہ دنیا میں کسی بھی طرح سے امن قائم ہو جائے اور دنیا گُل و گُلزار اور امن کا عظیم گہوارہ بن جائے۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنے اور لکھنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ نوبل کمیٹی نے امریکی صدر بارک اوباما کو نوبل انعام کا حقدار ٹھہرا کر نہ صرف نئے سیاہ فام امریکی صدر بارک اوباما کی

چاپلوسی ہی کی ہے بلکہ اِس نوبل کمیٹی نے اپنے اِس قول و فعل سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ ایک کھلم کھلا جانبداری برتنے والی کمیٹی ہے۔ جسے اَب ہر حال ختم ہو جانا چاہئے اور اِس کی جگہ کوئی دوسری نوبل کمیٹی تشکیل دی جانی چاہئے کہ جو غیر جانبداری ہو۔ ورنہ موجودہ جانبدار نوبل کمیٹی کو اَب دنیا بھر سے اپنے اوپر ہونے والی شدید تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بلکہ اِن تنقیدوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنے آپ کو سرنگوں بھی رکھنا پڑے گا کیوں کہ اِس نوبل کمیٹی نے غلطی ہی ایسی سنگین کی ہے۔

اِس لئے بھی کہ اب اِس حقیقت کو بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ نوبل کمیٹی نے اوباما کو امن کا نوبل انعام دے کر اِن تمام اشخاص جو ایک بڑے عرصے سے دنیا میں قیام امن اور حقوق انسانی کی خدمت کے لئے متحرک ہیں جن میں زمبابوے کے وزیر اعظم مورگن سونگیرائی اور کولمبیا کے ایک سینیٹر کے ساتھ ساتھ چین کے حکومت مخالف رہنما اور افغانستان میں حقوق انسانی کے لئے سرگرم کارکن کی کھلی حق تلفی بھی کی ہے۔ جس پر آج دنیا بھر کے دانشور انگشت دندان ہیں کہ نوبل کمیٹی نے کھلی جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی صدر بارک اوباما کی چاپلوسی میں انہیں امن کا نوبل انعام دیا ہے اور اُن تمام افراد جو امن کے نوبل انعام کے لئے فیورٹ قرار پائے تھے اور جن کی امن کے لئے پیش کی گئیں خدمات بھی دنیا کے سامنے تھیں۔ یوں اِن تمام افراد اور اِن کی دنیا

میں امن کے قیام کے لئے پیش کی جانے والی تمام خدمات کو مسترد کرکے امن کے انعام کے لئے قائم نوبل کمیٹی نے امریکی صدر بارک اوباما کو امن کا نوبل انعام دے کر اپنے آپ کو مشکوک بنالیا ہے۔ اب یہاں ساری دنیا کے لئے سوچنے اور سمجھنے کا مقام تو یہ ہے کہ وہ یہ سوچ کہ نوبل کمیٹی نے آخر ایسا کیوں کیا ہے.....؟ اور کیا یہ نوبل کمیٹی ہر بار ایسا ہی کرتی رہے گی....؟ اور آخر کب تک یہ نوبل کمیٹی لوگوں کی حق تلفی کرتے ہوئے.... اصل حقداروں کو اِن کے نوبل انعام کے حق سے محروم رکھے گی....؟

بہرکیف! ہماری جانب سے بھی ایک سال پرانے مگر پہلے سیاہ فام امریکی صدر بارک اوباما کو نوبل انعام ملنے پر مبارک ہو اور اِس کے ساتھ ہی بالخصوص مسلم امہ اتنی امید تو اِن سے ضرور رکھتی ہے کہ مسٹر اوباما اِس نوبل انعام کی ہی لاج رکھتے ہوئے امت مسلمہ کے لئے امریکی رویوں میں ضرور نرمی لائیں گے تاکہ بالخصوص مسلم دنیا تو یہ کہہ سکے کہ واقعی مسٹر اوباما کو جو امن کا نوبل انعام ملا تھا وہ بلکل درست تھا۔

امریکا اسرائیل اور بھارت ہوش کے ناخن لیں

امریکا اسرائیل اور بھارت ہوش کے ناخن لیں یہ پاکستان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے.
جی ایچ کیو پر دہشت گردوں کے حملے سے پاک فوج اور پاکستانی قوم کے حوصلے اور بڑھے ہیں

وطن کی دھرتی پکار رہی ہے پاکستانی قوم متحد ہو جائے.

بالآخر پرویز مشرف نے اپنی غلطی تسلیم کر ہی لی.

سانحہ جی ایچ کیو کے بعد حکومت کو اب چھلنی لے کر یہ چھاننے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کہ وہ یہ سوچتی رہے کہ یہ اس کا اظہار کس طرح سے کرے اور اپنی قوم کو کس طرح یہ بتا کر اپنے اعتماد میں لے کہ اِس واقعہ میں کون سے ملک دشمن عناصر ملوث ہیں بلکہ اَب تو حکومت کے لئے اِس سے اچھا اور کوئی

موقع ہاتھ نہیں آسکتا کہ حکومت کسی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر اور ایک لمحہ بھی دیر کئے بغیر یہ بات بھی پاکستانی قوم سمیت ساری دنیا پر بھی عیاں کردے کہ جو راز حکومت اپنے سینے میں چھپائے بیٹھی ہے کہ ملک کی بقا و سالمیت اور خودمختاری کے اصل دشمن کون ہیں؟ اور اِس واقعہ کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا اور کون سے لوگ اِس میں ملوث تھے اور حکومت کھل کر اِس کا اظہار کردے کہ امریکا اسرائیل اور بھارت ہوش کے ناخن لیں یہ مل کر بھی پاکستان کا بال بیکا نہیں کرسکتے ہیں۔ کیوں کہ ہماری قوم کے حوصلے بلند ہیں اور ہماری فوج کے عزم جوان ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے واقعات نہ تو ہماری فوج اور نہ ہی ہماری قوم کے قدم متزلزِل کرسکیں گے اور نہ ہی کوئی اپنے اِن خودکش بم دھماکوں اور حملوں جیسے اوچھے ہتھکنڈوں سے ہمیں ڈرا کر ہم پر اپنی مرضی چلا سکتا ہے۔ میرے خیال سے تو اَب حکومت کو جی ایچ کیو پر دہشت گردوں کے ہونے والے حملے کو ہی بنیاد بنا کر ملک سے مقامی اور غیر ملکی دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے فیصلہ کن آپریشن کی شروعات کردینی چاہئے تو بہت اچھا ہوگا اور اگر اَب بھی حکومت منہ بند کرکے اندر ہی اندر کڑھتی رہی اور کسی بیرونی قوت کے دباؤ میں آکر کچھ بھی نہ کرنے کا سوچتی رہی تو پھر حکومت یہ بھی اچھی طرح سے یاد کرلے کہ وہ ملک دشمن عناصر کے نیٹ ورک کو پھر کبھی بھی توڑنے میں کامیاب نہیں ہوسکے گی۔ آج یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان

میں 10/10 کو رونما ہونے والے غیر معمولی سانحے جس میں دہشت گردوں نے پاک فوج کے مرکز جی ایچ کیو پر حملہ کرکے پوری پاکستانی قوم کو یہ کہنے پر مجبور کردیا ہے کہ اَب حکومت دہشت گردوں کو ذرا برابر بھی رعایت نہ دے اور جس قدر جلد ممکن ہوسکے حکومت وطن عزیز کی خودمختاری اور بقاکے خاطر حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والوں کے خلاف بھرپور طریقے سے آپریشن کے عمل کا آغاز کرے۔ قوم پاک فوج کے ساتھ ہے اور ہر میدان میں پوری پاکستانی قوم پاک فوج کے ساتھ دہشت گردوں سے لڑنے کو تیار ہے۔

کیوں کہ جی ایچ کیو پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد ایک بار پھر وطن کی دھرتی چیخ چیخ کر یہ پکار رہی ہے کہ اے پاکستانیوں متحد ہوجاؤ اور اگر تم اَب بھی متحد نہ ہوئے تو تمہاری آستینوں میں چھپے یہ ملک دشمن عناصر تمہیں یوں ہی آئے روز زندہ درگور کرتے رہیں گے اور تم اپنے اختلافات میں بٹے رہنے کی وجہ سے اِن کا کبھی بھی مقابلہ نہیں کرسکوگے اور یہ اپنے ایک نائین الیون کا بدلہ تمہارے ہی ملک میں گھس کر تمہارے ہی لوگوں کو خرید کر اور تو کبھی خود ہی اپنے ہی ایجنٹوں سے آئے روز اپنے ایک نائین الیون سے کہیں زیادہ تباہ کن حملے کرواکر تمہیں مارتے رہیں گے اور تمہاری بقا و سالمیت کا بھی (کیری لوگر بل کی مد میں) خود ہی سودا بھی کرتے رہیں گے۔

ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی محب وطن پاکستان ہرگز یہ برداشت نہیں کرے گا کہ ملک دشمن عناصر اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر پاکستان کی سرزمین کو استعمال کریں۔ پاکستانی واقعہ ٹین ٹین (10/10) جس میں پاکستان کی بقاو سالمیت کے کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔ اِس واقعہ GHQ دشمنوں نے پاک فوج کے ہیڈ کواٹر سے پاک فوج اور پاکستانی عوام کے حوصلے پست نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ اِس واقعہ نے پاکستانی قوم اور افواج پاکستان میں ملک دشمن عناصر کی سازشوں سے نبرد آزما ہونے کی اور ہمت پیدا کردی ہے۔ بلکہ آج ایک بار پھر اِس نازک دور میں پوری پاکستانی قوم والے جذبے کی طرح متحد و منظم ہو کر اس نازک گھڑی میں پاک فوج کے 1965 شانہ بشانہ کھڑی ہے اور یہ عزم مصمم کئے ہوئے ہے کہ پاک فوج کے ساتھ مل کر ملک سے مذہب کی آڑ لے کر دہشت گردی کرنے والے امریکا اسرائیل اور بھارت کے دہشت گردوں کا صفایا کرکے ہی دم لیں گے۔

اِن تمام باتوں کے بعد اگرچہ یہ خبر بھی ہم پاکستانیوں کے لئے یقیناً انتہائی اہمیت کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قابل افسوس بھی ہے کہ ملک کی دہشت گردوں کے ہاتھوں یوں تباہی اور بربادی کے ذمہ دار ملک کے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف ہی ہیں جنہوں نے گزشتہ دنوں امریکہ کی ریاست ٹیکساس کی شہر ہوسٹن میں ورلڈ افیئر کونسل کی جانب سے سے ایک مقامی ہوٹل میں اپنے لیکچر

کے دوران اِس بات کو تسلیم کیا کہ 11/9 کے واقعہ کے بعد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں امریکا کا ساتھ دینے کا فیصلہ میرا ذاتی فیصلہ تھا۔ جس کے بعد اب کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ پرویز مشرف کی وجہ سے ملک میں معاشی، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور مذہبی اور ملی تباہی اور بربادی کے راستے امریکیوں کے ہاتھوں خود بخود کھلتے چلے گئے اور آج بھی امریکی اپنے زور اور جبر کے ساتھ سخت ترین شرائط کے لیئے کیری لوگر بل کی آڑ میں ملک میں اپنی داداگیری قائم کرنے کے چکر میں ہیں۔ جس سے متعلق اِن سطور کے رقم کرنے تک تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ پاکستان کے لئے امدادی پیکج کا کیری لوگر بل امریکی کانگریس کے دونوں ایوانوں سے منظوری کے بعد دستخط کے لئے پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کو بھجوادیا گیا۔ جس کے بارے میں امریکا کے آفس مینجمنٹ اینڈ بجٹ کے ذرائع کا یہ کہنا ہے کہ امریکی صدر کے پاس اِس بل پر دستخط کے لئے 10 دن ہیں۔ یوں دیکھنا یہ ہے کہ دس دنوں بعد مسٹر اوباما پاکستان کو سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالرز کے حساب سے کیری لوگر بل کے تحت آئندہ پانچ سال تک ساڑے سات ارب ڈالرز کی امداد دینے پر رضا مند ہوتے ہیں یا پاکستان میں اِس بل کی مخالفت میں زور پکڑتی تحریکوں کے تحت اِس میں کچھ ردوبدل کرکے کانگریس کو یہ بل واپس کردیتے ہیں یا یوں ہی اِسی پر اکتفا کرتے ہوئے اِس بل پر بغیر چون وچرا کئے اپنے دستخط ثبت کرکے پاکستانی قوم کو اپنا زرخرید غلام بنالیتے ہیں۔ اِس کا فیصلہ تو آئندہ دس

دنوں میں سامنے آجائے گا۔

ویسے یہاں یہ حوصلہ افزا امر ضرور ہے کہ پاکستانی قوم کو کیری لوگر بل نے ایک بار پھر متفق کر دیا ہے کہ قوم پاک فوج کے شانہ بشانہ کیری لوگر بل کی آڑ میں اپنی غیرت کا سودا کرنے کے خلاف موجودہ حکمرانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو گئی ہے اور افواج پاک کے ساتھ ساتھ پوری پاکستانی قوم نے بھی موجودہ حکمرانوں کی کیری لوگر بل کے بابت اِن کے اقتدار کی بھی چولیں ڈھیلی کر دی ہیں اور آج بالآخر اِس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان کی بقا و سالمیت کا سودا کرنے والے کیری لوگر بل پر ملک کی مختلف بڑی اور چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں سمیت پاک فوج کے تحفظات سے آگاہ کرنے کے لئے وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی امریکہ کے سازشی شہر واشنگٹن روانہ ہو چکے ہیں۔ جن کے بارے میں خبر یہ ہے کہ پاکستانی وزیر خارجہ امریکہ پہنچ کر سب سے پہلے امریکی لیڈی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن سے ملاقات کرکے اُنہیں یہ پیغام دیں گے کہ امریکی صدر مسٹر بارک اوباما پاکستان کے تحفظات مکمل طور پر دور ہونے تک ہر صورت میں کیری لوگر بل پر اپنے دستخط مؤخر کر دیں۔

اِس حکومتی کوشش سے چلو یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ حکومت کو بھی ہوش آگیا اور حکومت بھی یہ سمجھنے میں کسی حد تک تو ضرور پابند ہوئی ہے کہ کیری لوگر بل

پاکستانیوں کے لئے امداد کے اُوٹ میں اِن کی امریکا کہ ہاتھوں فروخت کا بل ہے۔ تب ہی تو میں اِس نتیجے پر پہنچ پایا ہوں کہ حکومت بھی حرکت میں آئی۔ اگر افواج پاکستان، عوام اور سیاسی اور مذہبی جماعتیں یوں اٹھ کھڑی نہ ہوتیں تو ہمارے موجودہ حکمران بھی سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کی طرح خود ہی اِس بل کو اندر ہی اندر پکڑ ہضم کر) لیتے اور تمام حقائق سے پردہ تب چاک کرتے جب مشرف کی طرح اِن کا) اقتدار بھی اِن کے ہاتھ سے نکل چکا ہوتا تو پھر انہیں پرویز مشرف کی طرح اپنے فیصلے اور اِس سنگین غلطی پر کفِ افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

یہ بات تو کھلی حقیقت ہے کہ نائین الیون کو امریکا میں جو کچھ بھی ہوا تھا وہ امریکیوں اور اسرائیلیوں کا ہی کیا دھرا تھا اور وہ امریکیوں اور اسرائیلیوں ہی کی تیار کردہ گھناؤنی سازش تھی جس کی وجہ سے امریکا میں نائین الیون کو نہ صرف امریکی بلکہ دنیا کی تاریخ کا بھی وہ المناک حادثہ پیش آیا جو نصف صدی سے بھی شائد زائد عرصے سے صرف امریکی مار دھاڑ اور ایڈونچرز سے بھرپور فلموں ہی میں نظر آتا تھا۔ مگر نائین الیون کو ساری دنیا نے اُس سین کو حقیقت میں ہوتا ہوا دیکھ لیا جو فلم کے شائقین صرف فلموں ہی میں دیکھا کرتے تھے کہ دو جہاز امریکی ٹریڈ سینٹر سے خود امریکیوں نے کس طرح سے ٹکرائے کہ دیکھتے ہی دیکھتے فلک شگاف ٹریڈ سینٹر زمین بوس

ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں بے شمار امریکی واصلِ جہنم ہوئے۔

راقم الحرف کے خیال میں اِس طرح سے تباہی کا اندازہ تو شائد خود امریکیوں کو بھی نہ تھا کہ انہیں مسلم امہ کے خلاف بنائی جانے والی اپنی اِس سازش کے ہاتھوں اپنے ٹریڈ سینٹر کی بلند و بالا عمارت سے یوں بھی ہاتھ دھونا پڑ جائے گا کہ امریکا کے ٹریڈ سینٹر کا نام ونشان تک بھی مٹ جائے گا۔ اگر امریکیوں اور اسرائیلیوں کو ٹریڈ سینٹر کی اِس طرح کی تباہی کا اندازہ پہلے سے ہوتا تو شائد وہ کبھی بھی ایسی کوئی سازش تیار ہی نہیں کرتے کہ جس کی وجہ سے انہیں اپنا اتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑتا۔

وہ تو بس یہ سمجھ رہے تھے کہ جہازوں کے ٹکرانے سے صرف جہاز اور اِن میں سوار مسافر ہی تباہ اور ہلاک ہوں گے اور اِن کے ٹریڈ سینٹر کو کتنا نقصان نہیں ہوگا کہ جتنا ہوگیا ہے۔ اِس بنا پر امریکی اور اسرائیلی (عیسائی اور یہودی) دہشت گردوں نے باہمی طور پر مسلمانوں کے خلاف انہیں دنیا بھر میں دہشت گرد گردانے کے لئے یہ سازش تیار کی اور انہوں نے اپنی اِس سازش کو عملی جامہ نائن الیون کو پہنا کر ساری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف بھرپور طریقے سے اپنی منفی پروپیگنڈہ مہم شروع کردی جو آج تک بھی جاری ہے۔

یوں نائین الیون کو امریکیوں اور اسرائیلیوں نے اپنی سازش کے تحت کیا حادثہ رونما کیا۔ تب سے ہی مسلم امہ سے خوفزدہ اور ڈرپوک امریکیوں اور اسرائیلیوں نے اِس واقعہ کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دے کر ساری دنیا اور بالخصوص مسلم امہ اور پاکستان کو تو دہشت گردوں کی تلاش کی آڑ میں بری طرح کھنگال کے رکھ دیا ہے اور تب سے اِن امریکیوں اور اسرائیلی یہودیوں کا اپنی موت سے خوف کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ اَب کوئی بھی امریکی اور اسرائیلی خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں بستا ہو وہ اپنے سائے سے بھی خوف کھانے لگا ہے۔

جبکہ اِن ہی اپنی موت سے خوفزدہ امریکی اور اسرائیلی دہشت گردوں کی سازش کے تحت 9/11 کے واقعہ کے بعد پاکستان کے آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کا امریکیوں کی دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کا خود سے حصہ بننے کے فیصلے کا خمیازہ آج پوری پاکستانی قوم کو امریکی، اسرائیلی اور بھارتی دہشت گردوں اور ان کے زرخرید ایجنڈوں کے ہاتھوں کی جانے والے دہشت گردی کی کارروائیوں کی وجہ سے اپنی جانوں کا نزرانہ دے کر بھگتنا پڑ رہا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مشرف کا یہ فیصلہ قابلِ معافی ہے؟ یا انہوں نے 11/9 کے بعد خود سے جو کیا ..... کیا وہ ملک اور قوم کی بقا و سالمیت کے خلاف سودے بازی نہیں تھی ....؟ قوم خود فیصلہ دے کہ کیا پرویز مشرف کو کوئی سزا ملنی چاہئے یا نہیں....؟

ڈِفنیٹلی؟ یقیناً صرف اتنی سی تو بات ہے؟ کان یوں پکڑ دیا یوں

قوم امریکی وضاحتوں کے بعد اپنی حکومت سے بھی کیری لوگر بل کی نئی اور مکمل وضاحت چاہتی ہے

پاکستان میں حالیہ ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے امریکا، بھارت اور اسرائیل کا ہاتھ ہے؟

ڈِفنیٹلی بات یقیناً صرف اتنی سی تو ہے کہ امریکیوں نے اپنے مفادات کی خاطر پاکستانیوں کو بے وقوف بنا لیا ہے اور اِنھوں نے اَب کان یوں پکڑنے کے بجائے یوں پکڑ لیا ہے اور ایسا پکڑا ہے۔ کہ اَب ہم پاکستانیوں کو اِن سے کان چھوڑانا بہت ہی مشکل ہوگیا ہے اور ہمیں کیری لوگر بل کی پہلی قسط اپنے میڈین پاکستان کے کشکول میں ڈالنے کے بعد تو اِن سے کان تو کان اپنا پورا وجود بھی چھوڑانا ناممکن ہو جائے گا۔
کیوں کہ اِس مرتبہ امریکیوں نے کیری لوگر بل پر پاکستانیوں کے تحفظات کو جیسے تیسے دور کرنے والی 5 صفحات پر مشتمل اپنے مطلب کی وضاحتوں کے بعد پاکستانیوں کو بے وقوف بنانے کا جو طریقہ ڈھونڈھ نکالا ہے۔ آج اِس امریکی وضاحت پر ماسوائے حکمران جماعت پی پی پی کے پوری پاکستانی قوم پر حیرانگی

کے تمام پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور پاکستانی قوم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ شاطر امریکیوں اور اِن کے تھینک ٹینک نے پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو کس طرح سے بے وقوف بناتے ہوئے اپنا الو کیسے سیدھا کر لیا ہے کہ اِس کے بعد اَب کوئی بھی پاکستانی کیری لوگر بل پر اگرچوں وچرا کرے بھی تو لاحاصل ہوگا۔

اور اِس پر امریکی کانگریس کی جانب سے پاکستانی عوام کو اِس وضاحت اور یقین دہانی کے بعد کہ کیری لوگر بل صرف پاکستان کی مدد کرنے کے لئے ہے نہ کہ اِس کی مائیکرو منیجمنٹ میں مداخلت کرنے کے لئے ہے۔اِس پر وائٹ ہاوس میں امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اوباما نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر یعنی فوراً ہی امریکی وقت کے مطابق صبح 9 بجکر 15 منٹ اور 36 سیکنڈ پر پاکستان کے ساتھ اِسے خریدنے والے کیری لوگر بل (ایک وسیع شراکت داری مجریہ 2009) دستخط کر دیئے۔ یہاں ایک اور حیرت انگیز بات تو یہ بھی ہے کہ پاکستان کے آئینی ماہرین کے نزدیک کیری لوگو بل کے ساتھ منتھی کئے گئے امریکی وضاحتی بیان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔اِس کے باوجود بھی ہمارے حکمران کیری لوگر بل اور امریکی وضاحت کو اپنی ایک بڑی کامیابی مان رہے ہیں اور اسی طرح پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اوباما نے بھی اپنی اِس کامیابی پر اپنا سینہ ٹھونکتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کیری لوگر بل

دراصل امریکا کے لئے مستقبل قریب میں امریکا کے ساتھ پاکستان کی وسیع حمایت کا بے مثل اور ٹھوس ثبوت کا اظہار ہے اور امریکی صدر کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ امریکا یہ چاہتا ہے کہ پاکستان میں جمہوری اداروں اور عوام کی ہر صورت میں مدد کر کے پاکستان کو اِن گھمبیر مسائل نجات دلائی جائے۔ جن میں پاکستان گھرا ہوا ہے اور امریکا یہ بھی چاہتا ہے کہ پاکستان کو اسٹریٹجک پاٹنرشپ کے تحت دنیا کے مصروف ترین ممالک کی فہرست میں شامل کیا جائے۔ انہوں نے کیری لوگر بل کو پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے ایک انتہائی تاریخ ساز دستاویز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اِس بل سے پورے امریکا کو یہ اُمید بھی ہے کہ یہ بل پاکستانی عوام کی معاشی، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور دیگر حالت زار کو بہتر بنانے کے لئے معاون اور مددگار بھی ثابت ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ امریکا کی ہر ممکن کوشش یہ بھی ہوگی کہ امریکا پاکستان کے ساتھ مل کر ہر حالت میں پاکستان میں جمہوریت کی مضبوطی اور قانون کی حاکمیت اور اِس کی بالادستی کے لئے بھی کوشاں رہے۔ جو اِس کیری لوگر بل کی اصل روح بھی ہے۔

اگرچہ امریکیوں کی اِن تمام گول گھومایوں کے بعد اَب اگر آپ انگریزی میں اِسے ڈفنیٹلی کہہ لیں یا اردو میں یقیناً... یہ تو آپ کی مرضی ہے کہ اِن دونوں لفظوں میں سے جو بھی مناسب لگے۔ آپ وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر اِس

سارے معاملے میں اتنا ضرور ذہن میں رہے کہ امریکیوں نے کوئی یوں ہی پاکستان پر اپنی مہربانیوں کی بارش نہیں کردی ہے۔اِس کے عوض امریکی پاکستان سے کیا....؟کیا....؟ مانگیں گے۔اِس کے بارے میں بھی پاکستانی حکمرانوں اور پوری قوم کو پہلے سے ہی تیار رہنا پڑے گا۔ ورنہ اگر ہم نے اِن کے کہے ہوئے پر عمل نہیں کیا تو یہ بھی یاد رہے کہ یہ ہی امریکی ہوں گے جو ایک ہی جھٹکے میں اپنی یہ امداد روک کر ہماری کشتی بیچ منجدھار میں ڈوبنے کے لئے چھوڑ کر خود کنارے نکل کھڑے ہوں گے اور ہم ڈوب جائیں گے۔

بہر کیف ! یہ ٹھیک ہے کہ پاکستان کو سالانہ ڈیڑھ ارب روپے کی امداد کی مد میں دی جانے والے کیری لوگر بل سے متعلق امریکی سینٹ اور ایوان نمائندگان نے پاکستان کی جانب سے اِس بل سے متعلق اٹھائے گئے تحفظات پر امریکیوں نے 5 صفحات پر مشتمل وضاحتی بیان میں کہا ہے کہ پاکستانی خود مختاری کے خلاف کوئی بات شامل نہیں ہے اور یہ ساڑھے سات ارب ڈالر کی غیر فوجی امداد غیر مشروط فراہم کی جائے گی۔اِس امداد کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ امریکا چاہتا ہے کہ اِس امداد سے موجودہ اور آئندہ حکومت اور سویلین اداروں میں استحکام پیدا کیا جائے گا اور پاکستان میں زیادہ سے زیادہ جمہوریت کو پروان چڑھانے میں سویلین حکومتوں کی مدد کی جائے۔

مگر میرے خیال سے اِن امریکی وضاحتوں کے بعد بھی آئندہ کے لئے کیا ضمانت ہے کہ امریکا پاکستانی خودمختاری کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا۔؟ جیسا کہ یہ گزشتہ کئی سالوں اور مہینوں سے متواتر پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری سے متعلق کیے جارہا ہے اور ایسے احکامات اور اقدامات کرنے پر تلا ہوا ہے کہ جس سے پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کو شدید خطرات لاحق ہونے کے خدشات عظیم پیدا ہوگئے ہیں اور یہ بھی کہ امریکا آئندہ پاکستان کو کسی بھی حوالے سے بلیک میل نہیں کرے گا۔؟ اور پاکستان پر بھارت اور اسرائیل کی جانب سے ڈکٹیشن کے بعد ایسا کچھ کرنے کے لئے ہرگز دباؤ نہیں ڈالے گا اور بڑھائے گا کہ جس کے کرنے سے پاکستان کی عوام اور سیاسی حلقوں کو یہ تشویش لاحق ہو کہ یہ سب کچھ کیا دھرا اِسی کیری لوگر بل کا ہے جو امریکا نے گورکھ دھندا کرکے اَب پاکستانیوں کے سر دے مار کر اپنے سارے کام اِن سے زبردستی کروا رہا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ آج پاکستان کے معتبر سیاسی حلقے کیری لوگر بل پر امریکیوں کی 5 صفحات پر مشتمل وضاحتوں کی وجہ سے پہلے سے کہیں زیادہ تشویش کا اظہار کررہے ہیں کہ کیری لوگر بل 5 صفحات کی وضاحتوں کے باعث اور زیادہ ضغیم دستاویز کی شکل اختیار کرگیا ہے۔ جس میں امریکیوں اور اِن کے شاطرانہ ذہن رکھنے والے تھینک ٹینک نے پاکستانیوں کو کچھ اِس طرح سے جکڑا لیا ہے کہ

پاکستانیوں کو اپنے جکڑے جانے کا پتہ بھی نہیں ہے۔
ویسے یہاں پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کو انتہائی باریک بینی سے اُس امریکی مبصر کی یہ بات سمجھنی چاہئے کہ جس نے کیری لوگر بل پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ کیری لوگر بل پر امریکی کانگریس کا وضاحتی بیان صرف پاکستانی عوامی دباؤ کو ختم کرنے کی ضرورت ہی پوری کرتا ہے اور بس......اِس سے آگے کا واضح مفہوم اَب پاکستانی عوام، حکمران اور سیاست دان خود ہی سمجھ جائیں کہ پانچ صفحات پر مشتمل امریکی وضاحت میں اور کیا کیا راز پوشیدہ ہے۔
بہرحال ! یہاں ایک حوصلہ افزا امر تو یہ ہے کہ کیری لوگر بل پر امریکیوں کی وضاحتوں کے بعد بھی پاکستان سے اگر کسی سیاستدان نے مسترد کیا ہے تو وہ بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے اراکین ہیں جنہوں نے) کیری لوگر بل پر پیش کی گئی امریکیوں کی وضاحتوں کو بھی یکسر رد اور مسترد کردیا ہے۔
خبر یہ ہے کہ گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے اپنی پارٹی کے مشاورتی اجلاس کے بعد ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے اپنے خطاب میں برملا کیری لوگر بل اور امریکیوں کی جانب سے اِس پر دی گئی پانچ صفحات پر مشتمل وضاحتوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کیری لوگر بل کی قومی مفاد کے منافی

شقوں کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اُس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ کیری لوگر بل میں امریکی مفاد مدنظر رکھا گیا ہے۔اِس موقع پر انہوں نے اپنے مخصوص انداز سے انتہائی فہم وفراست کے ساتھ کہا کہ بھیک مانگنے کے بجائے ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور حکومت پاکستان کو بھی خاص طور پر بل کی تیاری کے دوران نوٹس لینا چاہئے تھا۔ اہم فیصلوں پر قوم اور پارلیمنٹ کو اعتماد میں لئے جانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ یہ وہ عظیم خیالات ہیں جو ایک محب وطن سیاستدان کی دل کی آواز ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکیوں نے کیری لوگر بل پر اپنے صدر سے دستخط کرانے سے قبل ہی پاکستانیوں کو اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے خون میں نہلانے کا جو نیا سلسلہ ابھی اپنی پوری شدت سے شروع کر رکھا ہے اوراِس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ دو ہفتوں کے دوران امریکی، بھارتی اور اسرائیلی دہشت گردوں اور ایجنٹوں نے پاکستان میں سیکورٹی کے اہم مراکز اور عام پبلک مقامات پر جس منظم اور مربوط انداز سے حملوں اور خودکش بم دھماکوں کی کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں۔اِن شدت پسندانہ کارروائیوں کے پس پردہ بھی کیری لوگر بل میں پوشیدہ وہ امریکی عزائم شامل ہیں جو صرف امریکی چاہتے ہیں اور امریکی صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایک طرف تو پاکستان کی استحکامیت کے دعوے کئے جائیں۔ تو دوسری طرف اندر ہی اندر پاکستان کو غیر مستحکم کیا جائے

اور پاکستان کو ایک دہشت گردی اور ناکام ریاست تسلیم کرانے کا عمل بھی جاری رکھا جائے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ امریکیوں نے اپنے مفادات کے خاطر جو وضاحتی بیان کیری لوگر بل پر دیا بھی ہے تو اِس میں کہیں بھی پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری پر کوئی آنچ نہ آنے کی کوئی ضمانت نہیں دی گی اور ہم پاکستانی اِن امریکیوں کی کسی بات پر اعتبار بھی بھلا کیسے کریں۔ جن کا زیادہ تر جھکاؤ بھارت کی جانب ہے۔اِس سے بھی ایک اور بات.بڑھ کر یہ ہے کہ یہ وہی امریکی تو ہیں۔ جنہوں نے پاک بھارت جنگ کے دوران پاکستان کی مدد کے لئے اپنا بحری بیڑا پاکستان بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ جو آج تک پاکستان کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ تو اَب ہم پاکستانی اِن امریکیوں کی کسی بات پر کیسے یہ یقین کرلیں کہ یہ ہمارے ساتھ مخلص ہیں۔

کیری لوگر بل کی منظوری کیا حکومت کی مجبوری ہے؟

امریکی مفادات پر مشتمل کیری لوگر بل کی منظوری کیا حکومت کی مجبوری ہے؟
اَب کیری لوگر بل کا تھپیڑا دیکھو...... اور حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کی قوت برداشت
کیری لوگر بل...... اور حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کا امتحان
آج ملک کے معتبر سیاسی حلقے اپنے تحفظات اور اِن خدشات کا برملا اظہار کر رہے ہیں کہ حکومت نے امریکی مفادات پر مشتمل وضاحتوں کے بعد کیری لوگر بل کو جس خاموشی اور رازداری سے قبول کر لیا ہے۔ اِس کے یوں قبول کئے جانے سے اِس بل کے مشکوک ہونے کے اور زیادہ امکانات پیدا ہوگئے ہیں اور اِس کے علاوہ یہ بھی کہ وزارت خارجہ کے ذرائع نے اِس بل سے متعلق یہ کہہ کر "اَب کیری لوگر بل منسوخ ہوسکتاہے، نہ ترمیم کرانا ممکن ہے، یہ جیسا ہے ویسا ہی قبول کرنا مجبوری ہے۔" پوری پاکستانی قوم کو ایک ایسے مخمصے اور الجھن میں مبتلا کر دیا ہے کہ قوم اِس تذبذب کا شکار ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو آخری ایسی بھی کیا جلدی پڑی تھی کہ انہوں نے صبر اور فہم وفراست سے کام لئے بغیر ہی انتہائی عجلت میں اِسے منظور کرکے پوری پاکستانی قوم کی بقا وسالمیت

اور اِن کی خود مختاری کا سودا بڑی آسانی سے یوں کر لیا ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے اور آج ہمارے یہ حکمران اپنی اِس کامیابی پر بغلیں یوں بجا رہے ہیں کہ جیسے ایسا کرنا اِن کی اپنی بھی دلی خواہش تھی۔ جو امریکیوں نے بڑی آسانی سے پوری کر دی ہے۔

یہ اور بات ہے کہ اِس بل کی یوں منظوری سے اَب پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کے صبر و برداشت کا امتحان بھی شروع ہو چکا ہے جو دنیا بھی دیکھے گی کہ کیری لوگر بل کے تھپیڑے پاکستان کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں اور جس بنیاد پر امریکیوں نے پاکستان کی امداد کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اِس ملک کی مفلوک الحال عوام کی کتنی حالت زار سنبھلتی ہے یا نہیں؟ یہ تو بعد کی بات ہے۔

اگرچہ دوسروں کی مجبوری کا فائدہ اٹھانے اور لومڑی جیسی چالاکی کا مظاہرہ کرنے والے امریکی حکمرانوں اور اِن کے تھینک ٹینک میں شامل امریکیوں نے پاکستان کو سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر (ناٹ فور ملٹری امداد بلکہ اونلی فور پرائیویٹ سیکٹر کی) امداد کی مد میں پہلے پانچ سال تک تو ساڑھے سات ارب ڈالر اور ایک خبر یہ بھی ہے کہ جب اِس سے بھی کچھ نہیں ہو سکے گا تو پھر آئندہ سالوں میں مزید پانچ ارب ڈالر تک دینے کا جو وعدہ حکومت پاکستان سے

کیا ہے اِس کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ اِس کی مثال پاک امریکہ تعلقات کے حوالے سے گزشتہ 62 سالوں میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ یہاں میرے خیال سے یہ کہنا تو واقعی درست ہے کہ امریکیوں کی اِس طرح کی ہمدردی کی مثال پاکستان کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ اور بھلا ملتی بھی تو کیسے ؟ یہ امریکی ہیں۔ یہ لوگ مکھیوں کی چاہت اور محبت میں یوں ہی چینی زمین پر نہیں پھینکتے کہ جب تک انہیں یہ یقین نہیں ہوجاتا کہ اِن کے اِس عمل سے انہیں کتنا فائدہ ہے اور یہ امریکی اپنے کسی بڑے مفاد کے بغیر یوں ہی کسی پر نہ تو اپنا قیمتی وقت برباد کرتے ہیں اور نہ ہی کسی پر اپنے ڈالر نچھاور کرتے پھرتے ہیں۔ جب تک انہیں یہ یقین نہیں ہوجاتا کہ کوئی اِن کے کتنے کام کا ہے اور اَب جبکہ امریکا کو اِس بات کو پورا یقین ہوچکا ہے کہ پاکستان کی چاپلوسی کرکے ہی اِس میں گھسنے کا موقع ہاتھ آسکتا ہے تو وہ ایسا کررہے ہیں اور اِس کے بعد یہاں اچھی طرح سے اپنے قدم جمانے کے ساتھ ہی ہم (امریکی) یہاں سے چین اور ایران کو قابو کرسکتے ہیں تو تب ہی یہ پاکستان پر اپنی مہربانیوں کے پہاڑ ڈھا رہے ہیں۔ اگر آج امریکا کا یہ مفاد نہیں ہوتا تو مجال ہے کہ امریکا پاکستان پر سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر کے حساب سے پانچ سال تک ساڑھے سات ارب ڈالر کی بارش برساتا۔

بہرکیف ! پہلے تو امریکیوں نے کیری لوگر بل کے حوالے سے پاکستان کو دی جانے

والی امداد کو سخت ترین شرائط کے ساتھ دینے کے لئے دباؤ ڈالا تھا۔ مگر جب پاکستانیوں نے اِن کی جانب سے عائد کی جانے والی سخت ترین شرائط پر چیخنا چلانا شروع کیا۔ تو اِن ہی شاطر اور عیار امریکیوں نے بعد میں مصالحت کے تحت اپنے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے اپنی پانچ صفحات پر مشتمل وضاحتوں کو بڑی مہارت اور خوبصورتی کے ساتھ پروتے ہوئے اِس بل کو پاکستانیوں کے متھے دے مارا اور وہ یوں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگئے اور ہمارے یہ بیچارے اور معصوم حکمران سالانہ ڈیڑھ ارب امریکی ڈالر کی ملنے والی دستاویز کو اپنے ہاتھوں میں تھامے من ہی من میں خوش ہو رہے ہیں کہ انہوں نے کوئی بڑا اور تاریخی کارنامہ انجام دے ڈالا ہے حالانکہ ہمارے اِن حکمرانوں کے اِس انوکھے کارنامے پر اَب قوم یہ یاد رکھے کہ اِن امریکیوں نے پاکستانی حکمرانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں کیری لوگر بل کے عوض خرید لیا ہے اور اَب قوم آئندہ چند دنوں میں امریکیوں کی غلامی میں جانے والی ہے۔ اور بس ..... (ختم شد)

ویلڈن رحمٰن ملک

بھارت کی دھمکیوں کے جواب میں وزیر داخلہ کا جراتمندانہ مؤقف
یہ ہماری بد قسمتی نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ ہمارے پڑوس میں بھارت جیسا ایک ضدی اور خود سر ملک بسا ہوا ہے کہ جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہ صرف خود پریشانیوں کا شکار رہتا ہے بلکہ اپنے پڑوسی ملک پاکستان کو بھی اپنے اسی اڑیل پن کی وجہ سے گزشتہ 62 سالوں سے بھی چھوٹے چھوٹے غیر ضروری معاملات میں الجھا کر پریشان کئے ہوئے ہے۔
گزشتہ دنوں وزارت داخلہ کے اجلاس کے بعد وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے ریاست کے چوتھے اہم ستون میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف مسلسل کیے جانے والے منفی اور من گھڑت پروپیگنڈوں کا جواب جس بھرپور انداز سے دیا ہے اِس پر پوری پاکستانی قوم یہ کہہ اُٹھی ہے کہ ویلڈن ویلڈن رحمٰن ملک یہ بات ہوئی ناں ! کہ بھارت کو ایسے ہی منہ توڑ اور سینہ زور جواب کی ضرورت کافی عرصے سے تھی جو آپ نے بلا جھجک اُسے یہ کہتے ہوئے دے دیا ہے کہ بلوچستان میں بھارتی مداخلت کے ثبوت وقت آنے پر دکھا "

دیں گے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہہ کر بھارتی حکمرانوں کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھی بند رکھنے کا زبردست انداز سے عندیہ دے دیا ہے کہ "ممبئی جیسے حملے پھر ہوئے تو ذمے دار خود بھارت ہوگا" اِس موقع پر اِن کے اِس جارحانہ انداز سے قوم کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں۔

اور قوم نے اِن کے اِس حوصلے کو قابلِ تعریف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اُنھوں نے بڑی ہمت پکڑی اور بلا روک ٹوک بھارتی حکمرانوں کی بے لگام زبان کو لگام دیتے ہوئے کہا ہے کہ نئی دہلی نے دہشت گردی کے حوالے سے کوئی معلومات نہیں دیں اور بھارتی وزیر داخلہ الزام لگانے سے پہلے اپنا گھر سنبھالیں۔ اور اِس کے ساتھ ہی واہ... واہ رحمٰن ملک صاحب ! آپ نے کیا خوب کہا ہے کہ پاکستان زیادہ اچھی دھمکیاں دے سکتا ہے اور بھارت مذاکرات کی خواہش کو ہماری کمزوری ہر گز مت سمجھے۔" یہ بھی حقیقت ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے جس انداز سے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے یہ ساری باتیں کہیں انہیں دیکھ کر یہ گمان ہو رہا تھا کہ آج اِن کے اندر چھپا وہ غیور پاکستانی بول رہا ہے جو بڑے دنوں سے یہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا اور آج اِسے موقع ملا تو یہ یکدم سے پھٹ پڑا ہے۔

اور یہ بھی یقین کیجئے کہ اِن کی میڈیا سے اِس جراتمندانہ گفتگو سے سرزمین

پاکستان پر بسنے والے محب وطن پاکستانیوں کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں رہنے والے غیور پاکستانیوں کی اُس دلی آرزو کی بھی مکمل عکاسی ہوگئی ہے کہ جو پاکستانیوں کے دلوں میں مدتوں سے چھپی ہوئی تھی کیوں کہ پوری پاکستانی قوم بھی یہی چاہتی تھی کہ بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف مسلسل کئے جانے والے بے بنیاد اور منفی پروپیگنڈوں کا حکمرانوں کی جانب سے ایسا منہ توڑ اور سینہ زور جواب دیا جائے کہ پھر کبھی بھارت کو پاکستان کے خلاف اپنی ناپاک زبان کھولنے کی ہمت ہی پیدا نہ ہو اور یوں ساڑھے سترہ کروڑ پاکستانیوں کی اِس آرزو کو گزشتہ دنوں وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بھارتی حکمرانوں کو نکیل دے کر پوری کردی ہے۔

اور اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ بھارت بھی اِن ساری باتوں کا مثبت انداز سے جواب دیتے ہوئے ایک اچھے پڑوسی کی طرح ہماری جانب خود دوستی کا ہاتھ بڑھائے جو نہ صرف بھارت کے لئے ہی سود مند ثابت ہوگا بلکہ اِس پورے خطے کے حق میں بھی بہتر ہی ہوگا کہ بھارت پاکستان سے ایک مخلص اور اچھے پڑوسی جیسے حالات پیدا کرلے۔ ورنہ بھارت پاکستان کے خلاف یوں ہی اغیار کی سازشوں کا حصہ بنا رہا اور اِن کے ہی اشاروں پر پاکستان کے خلاف بدگوئی کرتا رہا تو اِسے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اِس کے ہاتھ سوائے اپنا وقت برباد کرنے اور اپنے وسائل پاکستان کے خلاف ہونے والی سازشوں میں ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں

آ سکے گا۔

نہ صرف یہ بلکہ بھارت پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ بھارت کو اپنے کئے پر خود ہی پچھتانا پڑے گا اور بھارت خود ہی دنیا کے سامنے اِس کا اقرار کرتا پھرے گا کہ اِس نے پاکستان کے خلاف ہر وہ منفی رویہ اختیار کئے رکھا کہ جس سے پاکستان کو ہر میدان میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا مگر بھارت اغیار کی سازشوں کا حصہ بن کر بھی پاکستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا اور آج پاکستان ایک مکمل طور پر کامیاب ریاست ہی نہیں ہے بلکہ بھارت کی بھی یہی شدت سے خواہش ہے کہ بھارت پاکستان کا ایک اچھا پڑوسی بن کر رہے اور انشاءاللہ وہ دن بھی کوئی خاص دور نہیں کہ جب بھارت، امریکا اور اسرائیل سمیت اور دنیا کے دیگر ممالک بھی یہ ضرور مان جائیں گے کہ پاکستان ہمیشہ رہنے کے لئے بنا تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

زرداری، نواز ملاقات کیا رنگ لائے گی...؟

بھارتی وزیر داخلہ چرم.برم کی اُوٹ پٹانگ باتیں

ملک اِن دنوں اپنے تاریخ کے انتہائی نازک حالات سے گزر رہا ہے جو اندرونی اور بیرونی محاذوں پر اپنی پوری قوت کے ساتھ کمربستہ ہے۔اوراِن مشکل ترین لمحات میں ملک اور قوم کی حالاتِ زار کو بہتر بنانے کے لئے حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سر.براہان صدر آصف علی زرداری اور نواز شریف کی 11ویں ملاقات ایوانِ صدر میں ہوئی ہے۔جس میں دونوں جماعتوں کی جانب سے چیدہ چیدہ سیاسی رہنما بھی موجود تھے۔اپنی نوعیت کی اِس اہم ترین ملاقات سے متعلق یہ خیال کیا جارہا تھا کہ اِس ملاقات کے نتیجے میں کوئی.بڑا.بریک تھرو ہوگا اور کسی کو اپنی پوزیشن سے دو قدم آگے اور کسی کو ملک اور قوم کے بہتر مفاد میں چند قدم پیچھے جانا پڑے گا۔مگراِس ملاقات میں بھی ملک و قوم کو مسائل کی دلدل سے نکالنے کے لئے کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوسکی ہے اوراِس موقع پر یہ بھی دیکھا گیا کہ دونوں جانب سے ضد اور انا کا عنصر غالب رہا ہے۔

یوں اپنے اپنے اقتدار کے حصول کے اِن دونوں سیاسی بیاروں (نواز، زرداری) کے درمیان ہونے والی یہ گیارہویں ملاقات بھی بے نتیجہ ہی ثابت ہوئی ہے اور جس سے متعلق یہ توقع کی جارہی تھی کہ کوئی غیر معمولی سیاسی تبدیلی سامنے آئے گی مگر ایسا نہیں ہوسکا جس کے بارے میں بڑی اچھی امیدیں تھیں۔اِس کے بعد دونوں رہنما اپنی اِس ملاقات کو نتیجہ خیز بنائے بغیر کھانا کھا کر اور چائے پی کر اپنی اپنی راہ پر نکل گئے اور اِس گیارہویں ملاقات کے بعد شائد حسبِ روایت اگلی (اور اِس سلسلے کی بارہویں) ملاقات کے لئے دونوں جانب سے ایک بار پھر ملاقات کی لولی پاپ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔

بہر کیف ! نواز، زرداری ملاقات جیسی بھی تھی یہ ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے جس کے نتائج ہر صورت میں مثبت اور تعمیری آنے چاہئے تھے تاکہ قوم کا سیاستدانوں پر اعتماد بحال ہوتا اور قوم یہ کہہ سکے کہ 18فروری2008 کو ہونے والے انتخابات میں عوام نے جو فیصلہ اپنے ووٹ کی طاقت سے دیا تھا وہ درست تھا۔

اور اِس کے ساتھ ہی ایک خبر یہ ہے کہ ہندوستان کے وزیر داخلہ چدم برم نے اپنی بے لگام زبان سے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کرتے ہوئے پاکستان پر ایک بار پھر یہ سنگین الزام عائد کرنے کو اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ

پاکستانی شدت پسند تنظیمیں بھارت میں دراندازی کی تیاری کر رہی ہیں۔ بھارتی ڈرپوک وزیر داخلہ چدم.برم نے ایک خبر رساں ادارے پی پی آئی کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان میں موجود بعض شدت پسند گروپ لشکر طیبہ، جیش محمد اور حزب المجاہدین اور دیگر بھارت میں دہشت گردی اور افراتفری پھیلانے کی نیت سے دراندازی کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اگرچہ یہاں یہ غور طلب پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے اِس انٹرویو میں میں اِس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ پاکستانی شدت پسند یہ گروپ بھارت میں دہشتگردانہ حملے تو نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اِن سب گروپوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ بھارت میں بس افراتفری کی جائے۔ جبکہ اِس موقع پر بھارتی وزیر داخلہ نے اپنے اِن خدشات کا بھی اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اِن شدت پسند گروپوں کو روکا نہیں گیا تو خطرہ ہے کہ یہ جنوبی ایشیا میں پھیل سکتے ہیں۔ یہاں راقم الحرف کا خیال صرف یہ ہے کہ بھارتی وزیر داخلہ چدم.برم نے پاکستان کو محض بدنام کرنے والی اپنی پالیسی کے تحت یہ بیان دیا ہے حالانکہ وہ یہ بھی خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پاکستان میں نہ تو کوئی دہشت گرد تنظیم ہے اور نہ ہی کوئی دہشت گرد گروپ ہی کام کر رہا ہے۔ بس انہوں نے اپنے اِس انٹرویو میں پوچھے گئے اِس سوال کے بدلے میں بھارت کے لئے یہ جواب دیا ہے۔ ویسے اگر چدم.برم کے اِس انٹرویو میں کہے گئے اِس بیان کی روشنی میں

دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوجائے گی کہ بھارت پاکستان سے بغض اور کینہ میں اتنا آگے نکل چکا ہے کہ جہاں سے واپس آنا خود بھارت کے لئے بھی ناممکن ہوگیا ہے۔ اور آج بھارتیوں کے دلوں میں پاکستان سے نفرت کے لاوے جگہ بنا چکے ہیں۔

اور ایسے ہی موقع کے لئے لارڈ بائرن نے کہا ہے کہ " نفرت دل کا پاگل پن ہے " اور آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس نے یہ جو کہا ہے وہ بلکل ٹھیک ہے اور اِس کا یہ کہا ہوا ہمارے پڑوسی ملک بھارت پر پوری طرح سے صادق آتا ہے۔ کیوں کہ ہم نے گزشتہ 62 سالوں سے یہی دیکھا اور سُنا ہے کہ ہمارا پڑوسی ملک بھارت ہماری نفرت میں اتنا پاگل ہوچکا ہے کہ اَب یہ ہماری.برائی کا کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اپنا یہ فریضہ اپنا دین اور دھرم سمجھ کر پوری طرح سے نبھا رہا ہے اور یوں اِس کی حتی الامکان کوشش یہی ہوتی ہے کہ پاکستان کے ہر اچھے کام کو بھی نہ صرف خود شک کی نگاہ سے دیکھے بلکہ دنیا کو بھی اپنے اِس عمل میں شامل کرے۔

اور یوں بھارت نے اپنی اِسی روش میں پاکستان کے خلاف پوری دنیا میں من گھڑت اور بے بنیاد منفی پروپیگنڈوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع کردیا جائے کہ دنیا کی توجہ پاکستان کے اچھے کاموں پر سے ہٹ کر اُن منفی اور پوشیدہ مفروضات

اور مقاصد پر لگ گئی ہے کہ جن کا اِس سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور دنیا اُس کو حقیقت تصور کرنے لگے جو بھارت دیکھ اور کہہ رہا ہے۔

اور آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بھارت اپنے اِس عمل سے دنیا کو یہ بتانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو رہا ہے کہ جو بھارت چاہتا ہے اور بھارت صرف یہ ہوتا دیکھنا چاہتا ہے کہ ساری دنیا پاکستان کے خلاف ہو جائے۔ اور پاکستان کے اچھے کاموں میں بھی سو سو کیڑے نکالنا شروع کر دے۔ یوں بھارت نے ساری دنیا میں اپنی ایک منظم اور مربوط سازش اور خارجہ پالیسی کے تحت پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی ایک ایسی مہم چلا رکھی ہے کہ دنیا بھارت کی عیاری اور سازش کے آگے بچھی بچھی جارہی ہے اور پاکستان سے متعلق اُس کے کہے ہوئے ہر غلط کو بھی درست جاننے لگی ہے۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ بھارت ہمارا کبھی بھی اچھا پڑوسی نہیں رہا ہے اور شائد یہ بھی ہمارا اچھا پڑوسی بن کر رہنا بھی نہیں چاہتا ہے کیوں کہ یہ اپنی اُن منافقانہ عادتوں کے ہاتھوں مجبور ہے کہ یہ اپنی اِن عادتوں کی وجہ سے کبھی بھی پاکستان کا اچھا پڑوسی خود کو ثابت بھی نہیں کروا سکتا۔ اسی وجہ سے یہ پاکستان کا ہمیشہ سے مخالف رہا ہے اور شائد ہمیشہ ہی رہے۔

یہ اور بات ہے کہ اِن دنوں پاکستان کے اندرونی حالات کچھ اچھے نہیں ہیں۔ مگر اتنے بھی برے نہیں ہیں کہ پاکستان کے پڑوسی ممالک بالخصوص بھارت اور افغانستان اِس کے اِن بگڑے ہوئے حالات پر اپنی سیاست چمکائیں۔ اور وہ خود کو پارسا ثابت کرنے کی جدوجہد میں پاکستان کے خلاف بے بنیاد اور منفی پروپیگنڈوں سے دنیا کو پاکستان سے متعلق گمراہ کرتے پھریں کہ پاکستان ایسا ہے؟ تو پاکستان ویسا ہے؟

اور یہ بھی ایک مصمم حقیقت ہے کہ جسے دنیا بھی بچشمِ خود دیکھ بھی رہی ہے تو سُن بھی رہی ہے کہ پاکستانی حکمران اور عوام اپنے اندرونی حالات کو درست کرنے کے لئے اپنے تن من اور دھن سے اِس کام یں مصروفِ عمل ہیں کہ پاکستان کے حالات جلد سدھر جائیں۔ اور حکومت کی کوششوں کو دیکھتے ہوئے۔ آج ہر محب وطن پاکستانی کی بھی یہی دلی آرزو ہے کہ اِس کے پیارے ملک پاکستان میں جلد از جلد ایک بار پھر ایسا مثالی امن قائم ہوجائے کہ دنیا اِس کی تعریف کے قصیدے پڑھنے لگے اور یہ کہہ اُٹھے کہ یہی وہ پاکستان ہے جس کے علاقے شورش زدہ تھے اور آج یہاں ایسا امن قائم ہوچکا ہے کہ اِس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اور اَب بھارت کو بھی یہ یقین ہوجانا چاہئے کہ پاکستان کی بقا و سلامتی اور

خودمختاری کا اِس کرہ ارض پر اگر کوئی دشمن ہے تو وہ صرف اور صرف بھارت ہے۔ کیوں کہ اِس کی نظر میں پاکستان اِس کا دشمن ہے۔ حالانکہ پاکستان نے تو بھارت کو اپنا ایک اچھا پڑوسی جانتے ہوئے اِس سے اپنے اچھے مراسم قائم کرنے کی بڑی کوششیں کیں مگر ہر بار عیار اور مکار بھارتی حکمرانوں اور چالاک شدت پسند بھارتی ہندووں نے پاکستان کے جذبہ دوستی کے ساتھ بڑھے ہاتھ جھٹک دیئے اور اپنی اُس روش پر قائم رہتے ہوئے یہ جو کچھ بھی پاکستان کے خلاف کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اُسے بھی دنیا خوب جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ پاکستان کے حالات بگاڑنے میں امریکا کے ساتھ ساتھ بھارت کا بھی ہاتھ ہے۔

حاسدوں نے پاکستان کو لہولہان کردیا ہے

سمجھ نہیں آرہا.... پاکستان کب تک خون آلود ہوتا رہے گا؟

قوم اور حکمران یقین کریں پاکستان کی خونریزی میں بھارت، امریکہ اور اسرائیل ملوث ہیں

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول ہے "اگر تجھے دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہے تو تُو اِس قابل نہیں کہ تجھے انسان کہا جائے" اور اسی طرح جارج برنارڈشا کا ایک قول ہے "جب تک ہم میں بنی نوعِ انسان کی خوبیاں پیدا نہیں ہوتیں اُس وقت تک حقیقی انسانی سماج کی تشکیل محال ہے" یہ دونوں اقوال آج واقعی امریکیوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں جو ناپاک جانوروں (کتے اور سور) کی تو قدر کرتے ہیں۔ مگر یہ اپنی بقا اور سلامتی اور دنیا کو دہشت گردی سے پاک کرنے اور اِسے امن کا گہوارہ بنانے کی جدوجہد میں ایسے مگن ہیں کہ وہ یہ بھی بھول بیٹھے ہیں کہ اِن کے علاوہ بھی کوئی انسان ہے۔ اور وہ ساری دنیا میں اپنی حکمرانی قائم کرنے اور اِس جیسے بہت سے دوسرے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر جدید ترین اور مہلک ایٹمی ہتھیاروں سے مسلمانوں کو یوں آسانی سے قبر میں اتارنے کا سامان کررہے ہیں کہ جیسے مسلمان اِن کے

ہاتھوں بیدردی سے قتل ہونے کے لئے ہی پیدا ہوا ہے۔ اور امریکا آج انسانی تکالیف کا اپنے اندر سے احساس ختم کرکے مسلمانوں کے سروں سے دنیا میں ایسا معاشرہ تشکیل دینے کی جستجو میں لگا ہوا ہے کہ وہ یہ چاہتا کہ دنیا میں اگر مسلمانوں کو ختم کردیا جائے۔ تو دنیا میں دائمی امن قائم ہو سکتا ہے۔ جو کہ میرے نزدیک اِس کی ایک بہت بڑی بھول ہے۔ میں امریکیوں سے یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں صرف ایک مسلمان ہی دہشت گرد نہیں ہے۔ (اِس لئے کہ مسلمان نہ تو کبھی دہشت گرد رہا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے) بلکہ اگر امریکی اپنے ہی ملک میں نظریں دوڑائیں تو اِنہیں اپنے ہی یہاں اتنے دہشت گرد مل جائیں گے کہ جن کی تعداد اِس کی نظر میں آج کے مسلمان دہشت گردوں سے بھی کہیں زیادہ ہو گی۔ مگر پہلے امریکی اپنے دہشت گردوں کو گولی ماریں تو پھر یہ امریکی اپنے تصوراتی مسلمان دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے کچھ کریں۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے ! کہ 28 اکتوبر کی دوپہر پشاور میں ہونے والے سانحہ نے پوری پاکستانی قوم کو خون کے آنسو رُلا دیا ہے۔ آج اِس المناک اور دلدوز واقعہ کے بعد کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ میں اپنا کالم کہاں سے شروع کروں اِس سانحہ پشاور جس میں انسان نما درندوں نے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے خاطر کار بم دھماکہ کرکے 110 نہتے اور معصوم انسانوں جن میں زیادہ تر تعداد خواتین اور بچوں کی تھی انہیں شہید کردیا اور 250 سے

زائد افراد کو شدید زخمی کرکے انسانیت کو لرزا دیا ہے۔اِس واقع کے پیچھے بھی امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان کی سازش ہے۔ یہ پاکستان کے حاسد اپنے مقاصد کے حصول کے خاطر یوں ہی نجانے کب تک پاکستان کو لہولہان کرتے رہیں گے۔

اور آج ایک بار پھر ساری قوم یہ کہنے پر مجبور ہوچکی ہے کہ پاکستان کی بقا و سالمیت اور اِس کی خودمختاری کے حاسدوں نے پاکستان کے چپے چپے کو لہولہان کردیا ہے اور حکمران کہیں کیری لوگر بل سے حاصل ہونے والی ڈالرز کی شکل میں امریکی امداد کے منتظر ہیں۔ تو وہیں یہ ہمارے حکمران چین کی بانسری بجارہے ہیں کہ امریکی امداد کی آمد کی شروعات کے ساتھ ہی سب بلکل ٹھیک ہوجائے گا۔ تو اُدھر ہی دوسری طرف یہی حکمران اور ہمارے سیاست دان اپنے اپنے اقتدار کے اکھاڑے میں لنگوٹ کسے کھڑے ہیں۔انہیں عوامی تکالیف سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ عوام جیئے یا مرے.....اگر انہیں کوئی فکر ہے تو بس اتنی کہ اِن کا اقتدار اِن کے ہاتھ سے نکل کر سامنے والے لنگوٹ کسے اُس سیاسی پہلوان کے پاس نہ چلا جائے جو کبھی فرینڈلی اپوزیشن کے روپ میں نظر آتا ہے تو کبھی یہ خالصتاً حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرتا ہوا اپنی ملی اور قومی ذمہ داریوں کا نبھا رہا ہوتا ہے۔

الغرض کہ ایوانوں میں حاضر حکمرانوں اور ماضی کے حکمرانوں کے درمیان نورا کشتی کا دنگل جما ہوا ہے۔ اور عوام یوں ہی اِن سے کچھ اچھا.... اور کبھی بہت اچھا ہونے کی آس لگائے اِس انتظار میں کبھی راتوں میں تو کبھی یہی پاگل عوام دن میں بھی تارے گننے میں لگی بیٹھی ہے۔ مگر حکمرانوں کے تو کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے کہ وہ K2 عوام کی جانب بھی اِس کی خیر خواہی سے متعلق بھی کچھ سوچیں۔ وہ تو بس یوں ہی کی دھن میں مگن اپنے اقتدار کی گاڑی کو جیسے تیسے گھسیٹے جارہے ہیں۔ کہ یہ کسی بھی طرح سے اپنی پانچ سال کی مدت پوری کرلے اور بس..... مگراِس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی اَب پوری طرح سے عیاں ہوچکی ہے کہ ہمارے حکمران صرف زبانی جمع خرچ کرنے کے تو بڑے ماہر ہیں اِس کے علاوہ یہ عملی طور پر تو بلکل ڈبہ پیر ہیں۔

بہر کیف !اِس خبر جس کے مطابق طالبان اور القاعدہ کے ذرائع نے پشاور بم دھماکوں میں ملوث ہونے کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم بازاروں اور مساجد میں کبھی بم دھماکے نہیں کرتے القاعدہ کے مطابق وہ بے گناہوں کے قتل عام میں ملوث نہیں ہے۔ اوراِس کے ساتھ ہی کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے میڈیا کو بھیجی گئی ایک ای میل میں دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تحریک طالبان مینا بازار میں ہونے والے اِس بم دھماکے میں ملوث نہیں ہے۔ اِس سے یہ بات بلکل واضح ہوجانی چاہئے کہ یہ لوگ پشاور کے واقع میں ملوث

نہیں ہیں اور اَب پاکستانی عوام سمیت ہمارے حکمرانوں کو بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب اِن کی جانب سے کھلی تردید آ گئی ہے تو پھر انہیں یہ جاننے کی بھی اشد ضرورت ہے کہ پھر پاکستان میں مساجداور بازاروں میں وہ کون لوگ ہیں۔ جو بم دھماکے اور خودکش حملے کروا رہے ہیں۔

اِس کے بعد تو پھر یہ بھی خیال کیا جاسکتا ہے کہ اِس سارے گھناؤنے عمل کے پیچھے طالبان اور القاعدہ نہیں ہے تو کیا امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ جو مسلمانوں کا روپ دھار کر اپنے اِن گھناؤنے عمل کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں۔

اِن حالات میں اَب وقت آگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان اور عوام کو اِس کا اظہار ساری دنیاکے سامنے برملا کر دینا چاہئے کہ پاکستان کے اصل دشمن وہ نہیں ہیں جن پر شک کیا جارہا ہے بلکہ پاکستان کے دشمن تو وہ ہیں جو دوست بن کر ایک طرف تو ڈالرز کی شکل میں مدد کررہے ہیں تو دوسری طرف پاکستان میں معصوم اور نہتے انسانوں کی خون کی ندیاں بہانے میں بھی پیش پیش ہیں۔

اور اِس کے علاوہ اگر پاکستان میں جب بھی کبھی المناک واقعات کی تاریخ لکھی جائے گی تو تاریخ کی کتاب کے اُن صفحات میں جہاں پاکستان میں پیش آنے والے

اور بہت سے ڈھیروں واقعات موجود ہونگے تو وہیں 28 اکتوبر 2009 کو پاکستانیوں کی خودمختاری اور سلامتی کی سوداگر امریکی وزیر خارجہ لیڈی ہیلری کلنٹن کی پاکستان آمد کے چند گھنٹوں کے بعد ہی دن کے ایک بجکر 25 منٹ پر پشاور میں واقع پیپل منڈی چوک پر مینا بازار میں پیش آنے والے اِس واقعہ کو بھی ضرور قلم بند کیا جائے گا۔

جہاں خواتین اور بچے اپنی خریداری میں مصروف تھے کہ ایک انتہائی خوفناک دھماکا ہوا اور خبروں کے مطابق اس ہولناک دھماکے کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت 110 افراد شہید اور 250 سے زائد افراد زخمی ہوئے تھے اور اِس کے ساتھ ہی دیکھتے ہی دیکھتے اِن معصوم اور نہتے انسانوں کی لاشیں جل کر کوئلہ ہوکر ہر طرف بکھری پڑیں تھی اور یہاں اِس روز دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔اِس دھماکے نے جہاں اتنی بڑی تعداد میں انسانوں کو موت کی وادی میں دھکیلا تو وہیں یہ بھی اطلاعات ہیں کہ پشاور کے گنجان علاقے چڑی کوبان کار بم دھماکے کے بعد لیڈی ریڈنگ اسپتال پشاور سے وقفے وقفے سے تابوتوں میں لاشیں اٹھتی رہیں اور یہ اِس قدر زیادہ تھیں کہ تابوت کم پڑ گئے تھے کہا یہ جاتا ہے کہ اِس روز ایک تابوت میں دو دو لاشیں بھی رکھی گئیں تھیں۔ اور اسپتال کے برآمدے شہدا سے بھرے پڑے تھے۔ شہدا کے لواحقین خوفزدہ آنکھیں اور کانپتے ہاتھوں سے اپنے پیاروں کو تلاش کرتے رہے

۔اور اپنے مرحومین کی شناخت کے بعد اسپتال کے برآمدے سے اِن کے رونے سے دلدوز چیخیں بلند ہوتیں تھیں۔ اور وہاں موجود لوگ ایک دوسرے کو دلاسا دینے کے لئے ڈور پڑتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ دھماکہ اِس قدر شدید تھا کہ اِس سے 7 بڑی عمارتیں اور 115 کے قریب دکانیں بھی پوری طرح تباہ ہو گئی تھیں۔ اور آج ہر محب وطن پاکستان اِس واقعہ پر متاثرین پشاور کے ساتھ اُن کے غم میں برابر کا شریک ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ ہمارے ملک میں یہ آگ اور خون کی ہولی کون کھیل رہا ہے اور کن کے اشاروں پر یہ سب کچھ یوں آسانی سے کیا جارہا ہے کہ جیسے پاکستانی انسانی جانوں کی کوئی قدر ہی نہیں ہے۔اِن کا قیمتی خون پانی کی طرح یوں سڑکوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں بہایا جارہا ہے کہ یہ انسان نہیں کسی جانور سے بھی بد سے بدتر ہیں۔ آخر یہ کرنے والے کون سے لوگ ہیں۔؟ جنہیں زرا برابر بھی اِن معصوم انسانوں پر رحم نہیں آتا یہ اُن لوگوں کو مار رہے ہیں کہ جن بیچاروں کا کسی بھی معاملے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا ہے۔ بس سوائے اِس کے کہ یہ پاکستانی ہیں اور بس...اِنہیں محض پاکستانی ہونے کی یہ سزایوں دی جارہی ہے کہ انہیں امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے خاطر اِنہیں موت کی نیند سلا رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔؟ اور یہ آخر کب تک ایسا کرتے رہیں گے...؟ حکمرانوں جاگو....اور قوم کو اِس کا جواب دو......(ختم شد

زِندہ دل پاکستانیوں پر امریکی گِدھوں کی یلغار

مسلمانوں کا جلادِاعظم جارج ڈبلیو بش کا انکشاف
مشرف اپنے گناہوں کی توبہ تِلا کرلیں ورنہ .... رونہ

امریکہ میں نائن الیون کو ایک واقعہ کیا رونما ہوگیا ؟ گویا کہ امریکیوں نے اِس کا بدلہ پوری مسلمان قوم اور بالخصوص ہم پاکستانیوں سے اِس طرح سے لینا شروع کردیا ہے کہ تب سے آج تک سرزمین پاکستان کے زندہ دِل ساڑھے سولہ کروڑ عوام پر امریکی گِدھوں کی حیلے بہانے سے یلغار جاری ہے۔ اور اِن گِدھوں کے ڈرون حملوں، بم دھماکوں، خودکش حملوں اور فائرنگ جیسے واقعات سمیت اور دیگر گھناؤنی کاروائیوں کے نتیجے میں پوری سرزمینِ پاکستان کا زرہ زرہ آج بھی اپنے ہی قوم کے مسلمان باسیوں کے مقدس خون سے رنگین ہوا جارہا ہے اور خدا ہی جانے آخر کب تک اِس گل زمینِ پاکستان کا چپہ چپہ اپنے ہی معصوم شہریوں کے خون سے سرخ ہوتا رہے گا۔ اور ہم اپنے کاندھوں پر اپنے ہی پیاروں کے لاشے کب تک اٹھاتے رہیں گے۔؟ اور اب تو ہائے رے... افسوس کہ کیری لوگر بل کی منظوری اور اِس کی پہلی قسط

کی وصولی کے بعد یہ سلسلہ اور زور پکڑ جائے گا اور معصوم پاکستانیوں کا خون اور زیادہ بہے گا تو تب پاکستانی قوم کے لہو کا کیا عالم ہوگا۔ وہ اُس وقت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا دل دہلا دینے والا منظر ہوگا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ آئندہ پاکستان میں جتنا بھی انسانی لہو بہے گا؟ اور جو کچھ بھی ہوگا؟ وہ اِس ملک اور قوم کی بقا و سلامتی اور اِس کے استحکام کے لئے ٹھیک نہیں ہوگا۔ یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ اَب وقت آگیا ہے کہ حکومت کو بغیر ہچر مچر کئے قوت کے استعمال سے گریز کرتے ہوئے ہر صورت میں اُن عناصر سے مذاکرات کرنے چاہیں جن کو امریکا اپنا بڑا دشمن گردانتا ہے اور جس نے اپنی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت انہیں پاکستان کا بھی دشمن بنا دیا ہے۔ حالانکہ وہ شائد پاکستان کے دشمن کبھی بھی نہ رہے ہوں۔ جنہیں اَب امریکا نے بنا کر پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ امریکیوں نے اپنے سانحہ نائن الیون کے بعد یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی اور کسی بھی قسم کی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اِس کے ڈانڈے بس پاکستان سے ہی ملتے ہیں۔ اور امریکی محض اپنے اِس مفروضے کی وجہ سے پاکستان سے اپنے انتقام کی آگ میں ایسے اندھے ہو چکے ہیں کہ اِنہوں نے پاکستان پر کیری لوگر بل کی شکل میں اپنے ڈالر بے دریغ نچھاور کرنے کی ایک ایسی منصوبہ بندی بنالی ہے کہ اَب انہیں پاکستانیوں کی جانب سے اِس بل پر

ہونے والے تحفظات کی بھی کوئی فکر نہیں رہی ہے۔ اَب انہیں اگر کوئی فکر ہے تو بس صرف اتنی سی ہے کہ کسی بھی طرح سے پاکستانیوں کو اِس بل کی پہلی قسط وصول ہوجائے۔ تو پھر ہم (امریکی)اِن خوددار پاکستانیوں کی بقاو سالمیت کا کیا حشر کرتے ہیں۔ ؟کہ دنیا دیکھے گی۔اِس کے بارے میں نہ تو پاکستانی حکمرانوں کو ہی کچھ علم ہے؟اور نہ ہی پاکستانی عوام ہی ہمارے بعد والے منصوبوں سے واقف ہے۔ اور جو تھوڑے بہت آئندہ کی امریکی منصوبہ بندیوں سے واقف بھی تھے تو اِن کے تحفظات ہماری (امریکی) لیڈی اور لومڑی جیسی تیز اور انتہائی شاطر وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستان کے تین روزہ اپنے دورے کے دوران دور کر دیا ہے۔ نہ صرف ہیلری نے پاکستانیوں کے تحفظات کو ہی دور کرنے میں اپنا اہم رول ادا کیا ہے بلکہ اِس نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے پاکستان حکمرانوں اور عوام پر ایسا جادو کیا ہے کہ پاکستانی حکمران اور عوام اَب وہ ہی چاہیں گے اور ایک قدم آگے.بڑھ کر کریں گے جو امریکا چاہئے گا۔ یعنی وہ کام جو 11 ستمبر 2000 کو اُس وقت کے امریکی صدر نے کالن پال سے رات گئے۔ پاکستان کے اُس وقت کے صدر کو ایک فون کال کرکے کروایا تھا۔ وہی کام آج امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن پاکستان آکر اپنی دل لگی کرکے کر گئی ہے۔ اتنا فرق ہے صدر اوباما حکومت میں اور بش میں ....اوباما مصلحت سے کام لیتا ہے۔ اور بش جذبات سے کام لینے کا جارحیت پسند امریکی صدر تھا۔

جبکہ اِسی نقطے کو آگے بڑھاتے ہوئے اُدھر گزشتہ دنوں سابق امریکی صدر اور مسلمانوں کا جلادِ اعظم جارج ڈبلیو بش نے اپنے دورہ بھارت کے دوران ایک انٹرویو میں والہانہ انداز سے یہ انکشاف کیا ہے کہ اُس نے اپنے دورے حکومت میں نائن الیون کو امریکہ میں پیش آنے والے سانحہ امریکی ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے بعد خاص طور پر پاکستان کے بجائے جنرل پرویز مشرف حکومت کی حمایت اِس لئے کی کیونکہ اِس کے عوض اُس وقت کے پاکستانی آرمی چیف جنرل پرویز مشرف نے (شائد ہمیں خوش کرنے کے لئے) ہر صورت میں طالبان کے خلاف جنگ میں واشنگٹن کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم امریکیوں کو اُس وقت اِس پر بڑا ناز تھا کہ جنرل مشرف نے واشنگٹن کے ساتھ کئے گئے اپنے وعدے کو اپنے دور حکومت کے آخری روز تک نبھایا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مشرف کو اپنی حکومت کے خاتمے کے باوجود بھی اَب بھی پورا یقین ہے کہ اگر انہیں دوبارہ امریکی آشیرباد سے اقتدار میں آنے کا موقع ملا تو اِنہیں قوی اُمید ہے کہ یہ پہلے سے کہیں زیادہ طالبان کے خلاف اور امریکیوں کے مفادات میں کام کریں گے۔ مگر انہیں (مشرف) کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امریکا کی ہمیشہ سے یہ خوبی رہی ہے (بھلے سے کوئی اِسے امریکی خامی کہہ لے) کہ ایک مرتبہ کسی سے کام نکالنے کے بعد امریکا پھر دوبارہ اُسے نہیں آزماتا اور اِس بنا پر اَب مشرف کو ہماری چاپلوسی چھوڑ دینی چاہئے

کہ ہم ہر بار اِس کی چاپلوسی میں آ کر اِس سے اپنا کام کرواتے رہیں گے تو یہ مشرف کی بھول ہے۔ بہرحال! اَب امریکا نے واضح کر دیا ہے کہ امریکا کے لئے مشرف کسی کام کا آدمی نہیں رہا ہے۔اِسے اَب امریکا سے کسی اچھے کی اُمید نہیں رکھنی چاہئے اور اَب اگر اِسے کچھ کرنا ہی ہے تو اَب مشرف کو اپنے کئے گئے گناہوں کی خدا اور پاکستانیوں سے معافی ضرور مانگنی چاہئے اور اپنے بچاؤ کی تدابیر کرنی چاہئے تاکہ یہ اَب اپنی باقی کی زندگی توبہ تلا میں گزار دے۔ تو یہ اِس کے ہی حق میں بہتر ہوگا۔

ورنہ..... قوم اِس کا احتساب خود کرے گی اور قوم کے نزدیک اِس کا احتساب سوائے سزا..... کہ اور کچھ نہیں ہے بس۔

کیا واقعی حکومت نے این آر اُو پر ہار مان لی ہے۔۔۔۔؟

صدر زرداری نے الطاف حسین کا مشورہ مان لیا ۔۔۔۔

اَب این آر او پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا جائے گا

یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کر کے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کے لئے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔ مگر حکومت کے اِس اچھے اقدام کو بھی بعض ملکی سیاسی حلقے اِسے حکومتی ہار سے تعبیر کرتے نہیں تھک رہے ہیں۔ کہ یہ حکومت این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کر کے کسی سنگین جرم کی مرتکب ہو گئی ہے۔ یا جو اِس کی ناکامی کے ساتھ ساتھ اِس کی ہار کے بھی مترادف ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات قطعاً نہیں ہے۔ جس سے متعلق یہ خبر ہے کہ حکومت نے این آر او کے معاملے میں بھرپور مخالفت.برداشت نہ کرتے ہوئے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ اور حکومت نے اپنی ہار مان لی ہے اور اَب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قومی مصالحتی آرڈیننس کو لپیٹ دیا گیا ہے۔

جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے اِس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حکومت یہ بات تسلیم کرنے سے کترا رہی ہے کہ اِسے این آر او کو ایسے وقت میں پیش ہی نہیں کرنا چاہئے تھا

کہ جب ملک پہلے ہی اپنے اندورنی اور بیرونی طور پر کئی سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے بھی بہت سے چیلنجز میں گھرا ہوا ہے۔ ایسے وقت میں این آر او کو پیش کرنا اِس کی ایک بڑی غلطی تھی۔ اور اب حکومت اپنے ایک مخلص دوست ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کے مشورے سے این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے جیسی غلطی سے پہلے ہی رک گئی ہے۔ جو ملک اور قوم کے حق میں بہت اچھا ہوا ہے۔

یہاں راقم الحرف یہ سمجھتا ہے کہ حکومت اِس بات کا بھی برملا اظہار کرے کہ حکومت نے این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرکے کوئی ہار نہیں مانی ہے۔ بلکہ حکومت نے تو تیل دیکھا اور تیل کی دھار کو دیکھتے ہوئے این آر او کی بساط پلٹی ہے اور اِس کے ساتھ ہی حکومت یہ بھی کہئے کہ جب کبھی بھی حکومت کو یہ یقین ہوجائے گا کہ این آر او کے معاملے میں نمبر گیم پورا ہوگیا ہے تو پھر حکومت ایک لمحہ بھی ضیائع کئے بغیر ہی این آر او کو پارلیمنٹ میں لے آئے گی اور واضح اکثریت سے پارلیمنٹ سے این آر او کو منظور کروانے میں کامیاب ہوجائے گی۔

اور اَب جبکہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنی سیاسی بالغ النظری کا مظاہر کرتے ہوئے قومی مصالحتی آرڈیننس پر اپنے اتحادیوں میں پیدا

ہونے والے تحفظات اور مخمصوں کے باعث گزشتہ پیر کی شب اپنی جماعت کی پارلیمانی پارٹی کے ایک انتہائی اہم اجلاس کے بعد این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کرکے ملک کو ایک بڑے سیاسی بھوچال سے بچا لیا ہے۔ جو یقیناً ملک اور قوم کے حق میں اِن کا اور اِن کی جماعت کا ایک اچھا اور قابلِ تعریف فیصلہ ہے۔

جس کا سارا کریڈیٹ جہاں صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کی پارٹی کی اعلیٰ سطح کی قیادت کو جاتا ہے تو وہیں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے سر بھی اِس کا سہرا جاتا ہے کہ جنہوں نے صدر مملکت آصف علی زرداری کو این آر او پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور جس پر صدر مملکت اور اِن کی پارٹی کی اعلیٰ قیادت نے بروقت اور دور اندیشی مظاہرہ کرتے ہوئے فوری طور پر عمل کیا اور این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کرکے ملک کو ایک ایسے سنگین سیاسی بحران سے بچا لیا جو بعد میں رکنے سے بھی نہ رکتا۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت نے قومی مصالحتی آرڈیننس (این آر او) کو اپنی تمام حلیف جماعتوں کو ملا کر اپنے نمبر آف گیم کے تسلی بخش ہونے کے تصور کے ساتھ اِسے چند ایک دو روز یا آئندہ چند دنوں میں اپنے تئیں پارلیمنٹ میں پیش کرنے کا ہوم ورک مکمل کر لیا تھا اور اِس کے ساتھ ہی اِسے

ہر صورت میں پارلیمنٹ ہیں پیش کرنے کا تہیہ بھی کر رکھا تھا مگر حکومت اور صدر مملکت کو اُس وقت اپنے اِس پہلے سے طے شدہ پروگرام پر نظرثانی کرنی پڑی۔ کہ جب خبروں کے مطابق حکومت کی اتحادی ایک بڑی جماعت ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین بھائی نے اپنے ایک انٹرویو میں (جو انہوں نے ایک نجی ٹی وی کو دیا تھا) جس میں انہوں نے تمام جماعتوں کے تناظر میں مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت این آر او کے مسئلے پر جمہوریت اور موجودہ نظام کو بچانے کے لئے ہر ممکن قربانی دے۔ اور اِس موقع پر انہوں نے صدر زرداری کو اپنا برادرانہ یہ مشورہ بھی ضرور دیا تھا کہ این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کریں اور اِس کے ساتھ ہی اپنے اِسی انٹرویو میں پاکستان متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کے قائد الطاف حسین نے یہ گلہ بھی کیا تھا کہ پیپلز پارٹی نے اپنی حلیف جماعت یعنی ایم کیو ایم کو اہم معاملات پر اعتماد میں نہیں لیا۔

یہاں میرے نزدیک مگر پھر بھی ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے صدر مملکت آصف علی زرداری کو برادرانہ مشور دیا۔ اِن کا یہ مشورہ ہر لحاظ سے پاکستان کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں پل پل کی بدلتی ہوئی سیاسی اور اقتصادی طور پر انتہائی گھمبیر صورتحال کے حوالے سے بروقت اور مفید مشورہ ہے۔ اور جسے مان کر ایک دوست زرداری) نے دوسرے دوست (الطاف حسین) کی عزت افزائی کی)

ہے۔ جنھوں نے ملک میں ایک جمہوری عمل کو جاری رکھنے کی اچھی روایت ڈالی ہے۔
اور اُدھر دوسری طرف اگر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین صدر مملکت کو این آر او سے متعلق اپنا بروقت مشورہ نہ دیتے تو شائد حکومت کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے قومی مصالحتی آرڈیننس (این آر او) کو تزک و احتشام کے ساتھ آئندہ چند ایک روز میں اِسے ویسے ہی پارلیمنٹ میں پیش کر دیتی۔ تو پھر شائد حکومت خود ہی اپنے منہ کی کھا کر رہ جاتی۔ کیوں کہ اِسے اُس وقت اپنے نمبر کے اہداف کسی صورت میں بھی پورے نہیں ملتے حکومت کو جواَب کچھ عرصہ انتظار کے بعد پارلیمنٹ میں این آر او پیش کرنے کی صورت میں حوصلہ افزا حاصل ہونگے۔
اور اِس کے باوجود اَب کوئی کچھ بھی کہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت نے این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا اعلان کر کے جس دانشمندی کا ثبوت دیا ہے یہ اِس کی سیاسی بلوغت کی جانب کھلی نشاندہی کرتا ہے۔ حکومت کتنی دور اندیش اور بالغ النظر ہے۔

کیا واقعی زرداری اور الطاف کی راہیں جدا جدا ہو گئ ہیں؟

دبئ میں پی پی پی اور ایم کیو ایم کے کامیاب مذاکرات
پی پی پی اور ایم کیو ایم کے مذاکرات کے بعد ملک میں آنے والی سیاسی کالی آندھی کا زور ٹوٹ گیا
تم ساتھ ہو جب اپنے دنیا کو بتادیں گے

گزشتہ دنوں دبئ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے درمیان ہونے والی ملاقات اور کامیاب مذاکرات سے ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں تبدیلی کے دور رَس نتائج اخذ ہونے کی امیدیں پیدا ہو گئ ہیں اور اِس کامیاب مذاکرات سے ملکی سیاست میں آنے والی کالی آندھی کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی اَب حکومت سمیت پوری پاکستانی قوم کو بھی یہ ڈھارس بند چکی ہے کہ اَب کوئی حکومت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اور اَب پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کی راہیں جداجدا نہیں ہیں ۔اور اِس کے ساتھ ہی صدر زرداری کے سیاسی مخالفین سمیت ملک میں مڈٹرم الیکشن کا خواب دیکھنے والے سیاسی بیماروں کو بھی یہ یقین ہو جانا چاہئے کہ یہ حکومت اَب اپنی مدت پوری کرلے گی۔ اور اِس کے علاوہ یہ بھی کہ دبئ کے مذاکرات نے یہ واضح کردیا ہے

کہ آپس کے اختلافات کو ختم کرنے کے لئے مذاکرات کا عمل ہی کسی بھی ملک میں جمہور اور جمہوری عمل کو جاری رہنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اختلاف افہام و تفہیم سے ختم کئے جائیں۔ اور جمہوری عمل کو جاری رکھا جائے اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حکومت اور ایم کیوایم نے اپنے اپنے اختلافات کو ایک جمہوری عمل کے ذریعے ختم کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں ہر صورت میں ملک میں جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے سنجیدہ ہیں اور یہ ہر صورت میں ہر وہ مثبت اور تعمیری کام کرنے کو تیار ہیں کہ جس سے ملک اور قوم کے لئے بہتری کی راہیں کھولیں۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ گزشتہ کچھ دنوں تک یہ تصور کیا جارہا تھا کہ حکومت اور صدر زرداری این آر او اور کیری لوگر بل سمیت اور بہت سے دیگر اندرونی اور بیرونی سیاسی اور اقتصادی معاملات میں تنہا رہ گئے ہیں اور ایسے میں انہیں یہ خود بھی سوچنا چاہئے کہ آخر وہ کیا وجوہات ہیں کہ اِن سے اِن کے اتحادی بھی کسی خزاں رسیدہ درخت کے پتوں کے مانند ایک ایک کرکے جدا ہو رہے ہیں اور ایسے میں ایک وقت یہ آیا تھا کہ جب حکومت میں شامل ایک بڑی اور طاقتور جماعت ایم کیو ایم کے قائدالطاف حسین نے اسکردو میں انتخابی جلسہ عام سے اپنے ٹیلیفونک خطاب میں این آر او جیسے بے اصول اور کالے قانون کے خلاف اپنا اصولی مؤقف اپناتے ہوئے یہ واضح کردیا ہے کہ ایم کیو ایم نے

این آر او سمیت ہر قومی ایشو پر اصولی موقف اپنایا ہے اور ایم کیو ایم آئندہ بھی ایسے کسی قانون کا ساتھ نہیں دیگی جو ایم کیو ایم کے منشور اور عوام کی خواہشات اور اُمنگوں کے خلاف ہوگا انہوں نے اِس کا بھی برملا اظہار کرکے حکومت اور صدر زرداری کو مشکل میں ڈال دیا تھا کہ اگر اصولی مؤقف اختیار کرنے اور حق و سچ کا ساتھ دینے کی خاطر ہمیں حکومت سے علیحدہ ہونا پڑا تو ایم کیو ایم حکومت سے علیحدگی کو ترجیح دے گی لیکن حق پرستی کا دامن ہرگز نہیں چھوڑے گی۔ اِن کے اِس خطاب کے بعد تو ملک کے مقدر سیاسی حلقوں کو یہ بھی یقین ہو چلا ہے کہ اَب حکومت پوری طرح سے اکیلے رہ گئی۔ اور ایسے میں اِسے اپنی مدت بھی پوری کرنا مشکل ہوجائے گا۔ اور اَب تو صدر زرداری کو واقعی صحیح معنوں میں متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے اُن مشوروں پر فوری طور پر عمل کرنا چاہئے جو گزشتہ دنوں انہوں نے ایک نجی ٹی وی کو اپنے دیئے گئے اپنے انٹرویو میں دیئے تھے کہ صدر زرداری جلد اختیارات پارلیمنٹ کو واپس اور مخلص دوست تلاش کریں اور پارٹی کے لئے قربانیاں دینے والے رہنماؤں کو واپس بلائیں۔ اور صدر زرداری ملکی مسائل پر توجہ دیں۔ اِس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ حکومت کو اداروں سے تصادم کا مشورہ نہیں دیں گے اور آخری حد تک پیپلز پارٹی کے ساتھ چلیں گے۔

مگر یہاں اَب حکومت اور ہر پاکستانی کو محب الوطنی کے کسوٹی پر یہ بات پرکھ

لینی چاہئے کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین اور ان کی تحریک ہی ملک کی وہ واحد جماعت ہے جس نے ہمیشہ حق اور سچ کا پرچم بلند رکھا اور آج بھی اِن کی جماعت اپنے اصول حقیقت پسندی اور عملیت پسندی پر قائم رہتے ہوئے ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے خاطر این آر او جیسے کسی بھی بے اصول اور کالے قانون کی حمایت نہیں کرے گی۔ اور اِس کے ساتھ ہی حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان دبئی میں ہونے والے کامیاب مذاکرات کے بعد آج پاکستانی قوم کو شدت سے یہ احساس ہوگیا ہے کہ ایم کیو ایم ہی وہ واحد جماعت ہے جو پاکستان اور پاکستانی قوم کو مشکل لمحات سے نکالنے میں معاون اور مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی میں آج کے اپنے اِس کالم کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے اِس قول کے ساتھ آگے بڑھانے کی جسارت کر رہا ہوں کہ "سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دور رَس ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ سیاست قوم کے وجود میں اِس کے احیا کی بنیاد ہوتی ہے" ایک طرح سے اگر دیکھا جائے تو دنیا میں جہاں کہیں بھی سیاست کی جاتی ہے اِن کا یہ قول سیاست کی روح قرار پاتا ہے جس میں انہوں اپنے صرف چند لفظوں میں سیاست کو قوم کی احیا سے تعبیر کرکے سیاست کی تعریف اِس طرح بیان کردی ہے کہ سیاست کے وسیع اور عریض سمندر کو ایک کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اور ایک طرح سے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے اِس قول نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ اِس میں انہوں نے سیاست کے میدان کے شہسواروں کو یہ باور کردیا

ہے کہ سیاست قوم کی احیا کی پاسداری کی بنیاد ہے اور اگر کسی نے قومی سیاست کی یہ ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھانے کی ٹھان ہی لی ہے تو اُس پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے سیاسی فرائض کی ادائیگی کو طرح سے انجام دے کے قوم کی احیا پر بھی کوئی آنچ نہ آنے پائے اور یہ ذمہ داری بھی ادا ہوجائے۔

اور اِسی طرح کونیل کا بھی ایک قول ہے کہ " جو بات اخلاقی طور پر غلط ہو اِسے سیاسی طور پر درست قرار نہیں دیا جاسکتا" اور کونیل کا یہ قول آج ہمارے ملک کی اندرونی سیاست کی پوری سے عکاسی کرتا نظر آرہا ہے جس میں این آر او جیسے کالے قانون کو جو اخلاقی طور پر غلط ہے اُسے موجودہ حکمران اپنی حکومت میں شامل صرف چند لوگوں جن میں وزرا اور مشیر شامل ہیں اِن) کو ہی فائدہ پہنچانے اور انہیں ہی بچانے کے) لئے اِس غیر اصولی اور غیر قانونی این آر او کو قانونی بنانے کے لئے مرغے کی ایک ٹانگ جیسی ضد پر اڑ کر اپنی انا کا مسئلہ بنائے ہوئے تھے۔ اور اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے پر تلے بیٹھے تھے۔ مگر اَب یہاں یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حکومت نے ملکی سیاسی حالات کے تناظر میں اَب ہوش کے ناخن لے لئے ہیں اور این آر او کو پارلیمنٹ میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کرکے یہ واضح کردیا ہے کہ وہ بھی ملک اور قوم کے خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیاری ہے۔

اگرچہ دنیاکے ہر باشعور اور مہذب معاشرے میں کہا جاتا ہے کہ اگر کسی قوم کو پرکھنا ہے تو اُس قوم کے سیاست دانوں کے کردار کو پرکھو اور آج گزشتہ 62 سالوں سے نہ صرف پاکستانی قوم ہی اپنے ملک کے سیاست دانوں کے کرداروں کو پرکھ کر کندن بن چکی ہے بلکہ پوری دنیا بھی ہمارے سیاست دانوں کے قول و فعل کے بل کھاتے اور للچاتے تیوروں اور اِن کے گفتار کی بازی گری کو بھی اچھی طرح سے سمجھنے کے بعد اِس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ اِس نے اَب اِن پر اپنا اندھا اعتماد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ مگر اَب دنیا کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ ایم کیوایم ہی پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے ایک مسیحا بنے گی۔ اِس لئے بھی کہ یہ جماعت اور اِس کی قیادت ایک اصول پسند اور اپنے قول و فعل اور کردار کے حوالے سے بے داغ اور نڈر ہے۔ اور آج یقیناً صدر زرداری ایم کیوایم سے دبئی میں ہونے والے کامیاب مذاکرات کے بعد اِس خوشی کے موقع پر یہ گاتے پھر رہے ہوں گے کہ

تم ساتھ ہو جب اپنے دنیا کو بتادیں گے "

"ہم موت کو جینے کا انداز سکھادیں گے

سابق صدر مشرف کے صدر زرداری سے متعلق انکشافات

زرداری محب وطن نہیں اور وہ جرائم پیشہ ہیں.......؟

سوپ تو سوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سو چھید....... مشرف کا کھلا تضاد

کہا جاتا ہے کہ ازل سے ہی دنیاکے ہر معاشرے میں سب سے زیادہ آسان کام جو رہا ہے وہ لوگوں کی عیب جوئی کرنا ہے کیوں کہ اِس میں کسی بھی دور میں کسی حکمت، کسی ذہانت اور کسی کردار کی ضرورت نہیں پڑتی یوں یہ کام ہر دور میں سب سے زیادہ سلیس سمجھا گیا ہے اور آج بھی یہ کام ہر خاص و عام کے لئے اُسی طرح آسان تر ہے جیسا پہلے تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے عیب کی تلاش میں لگا رہتا ہے تو اُسے ہر حال میں کوئی نہ کوئی ایسا عیب مل ہی جاتا ہے جس کو اُچھال کر اُسے تسکین ملتی ہے۔ قبل اِس کے کہ میں آج کے اپنے کالم کے اصل موضوع کی طرف آؤں میں یہاں جلال الدین رومی کے ایک قول کو قرطاس پر تحریر کرتے ہوئے آگے بڑھوں گا کہ "جس شخص کے اپنے افعال حیوانوں جیسے ہوتے ہیں وہ شریف النفس انسانوں کے بارے میں بھی بدگمانی سے کام لیتا ہے" اور اس قول کی رو سے ہمارے ملک کے بھگوڑے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز

مشرف بھی ایک ایسے شخص ہیں جن کے اپنے افعال حیوانوں جیسے ہیں تو دوسری طرف اُن پر یہ مثل صادق بھی آتی ہے کہ سوپ تو سوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سو چھید.... اور یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ اِتنے سارے نقائص کے ساتھ وہ اپنے تئیں بہت زیادہ صاف گو بھی بنے پھرتے ہیں اور اِسی صاف گوئی اور اپنے گھناؤنے کرتوتوں کی وجہ سے وہ اِن دنوں دیارِ غیر (اپنے آقا امریکہ) میں اپنی خود ساختہ جلاوطنی کے ایام گزار رہے ہیں جہاں رہ کر وہ اپنا اقتدار چھن جانے کے باعث فرسٹریشن کا شکار ہوگئے ہیں اور اِسی فرسٹریشن کی وجہ سے وہ پاکستان سے متعلق وقتاً فوقتاً ہرزہ سرائی بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس سے پاکستان کا کردار دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ہراول دستہ ہونے کے باوجود بھی عالمی سطح پر مشکوک ہوگیا ہے اور اِس بار تو انھوں نے اپنی بہکی بہکی باتوں سے حد ہی کردی ہے۔ ایک خبر کے مطابق معروف امریکی صحافی سیمور ہرش کو اپنے دیئے گئے انٹرویو میں انھوں نے اپنے جانشین کو بھی نہیں بخشا یعنی ہمارے ملک کے موجودہ صدر سید آصف علی زرادی کی عیب جوئی سے متعلق سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کچھ ایسے انکشافات کئے ہیں کہ جن سے صرف پوری پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ ساری دنیا بھی ششدر رہ گئی ہے جس کے مطابق مشرف نے صدر زرداری کو ایک جرائم پیشہ، دھوکے باز اور ایک معمولی انسان سمیت غیر محب وطن قرار دیا ہے۔ اِس کے علاوہ سابق آمر صدر پرویز مشرف نے اپنے اِس انٹرویو میں اِس کا بھی برملا اظہار کیا کہ زرداری اپنے بچاؤ کے لئے کچھ بھی کرسکتا ہے کیوں وہ

محب وطن ہے نہ پاکستان سے اِس کو کوئی لگاؤ ہے۔

یہاں راقم الحرف کے نزدیک بھگوڑے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف نے موجودہ صدر آصف علی زرداری سے متعلق جو ناشائستہ زبان استعمال کی ہے۔اِس سے پرویز مشرف کی شخصیت ملک کے ہر فرد کی نظر میں مشکوک ہو گئی ہے اور مشرف اپنی اِس حرکت کی وجہ سے عام آدمی میں اپنی رہی سہی ساکھ بھی ختم کر چکے ہیں۔انہیں اپنی اِس حرکت پر بذات خود صدر آصف علی زرداری سمیت پوری پاکستانی قوم سے بھی اِسے پہنچنے والی دلی ٹھیس پر معافی مانگنی چاہئے کیوں کہ انہوں نے دانستہ طور پر ملک کی ایک جمہوری پارٹی کے جمہوری طریقوں سے مسندِ صدارت کا عہدہ سنبھالنے والے مکمل طور پر ایک جمہوری صدر آصف علی زرداری کی کردار کشی کرکے ایک بڑی گھناؤنی غلطی اور حرکت کی ہے جِسے پاکستانی قوم پرویز مشرف کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ اور بات ہے کہ مشرف کے قانونی مشیر فواد چوھدری نے اِن کے اِس انٹرویو کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ سابق صدر پرویز مشرف کا کسی نے کوئی انٹرویو نہیں لیا اور انہوں نے موجودہ صدر آصف علی زرداری سے متعلق ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے کہ جس سے بدگمانی پیدا ہو۔ تو دوسری طرف وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ پرویز مشرف کا انٹرویو سیاق و سباق سے ہٹ کر شائع کیا گیا ہے۔ جس کے لئے یہ ڈواں ڈول ہو رہے ہیں کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے۔ میرے خیال سے کچھ تو ہے جو دال میں کالا

ہے بہر کیف! اَب منہ سے نکلی ہوئی بات پر مشرف اور اِن کے مشیر لاکھ لیپا پوتی کرتے رہیں۔ مگر اَب تو فیصلہ صدر زرداری اور اِن کی پارٹی اور عوام کو ہی کرنا ہے کہ اِس غلطی کی مشرف کے لئے کیا سزا تجویز کی جائے۔ (ختم شد

گلگت بلتستان میں ملکی تاریخ کے پہلے انتخابات

گلگت بلتستان کے مظلوم عوام بھی جمہوری اور قومی سیاسی دھارے میں شامل

کیا گلگت بلتستان میں مخلوط حکومت تشکیل پائے گی.....؟

گلگت بلتستان میں پہلی قانون ساز اسمبلی کے لئے ہونے والے تاریخ کے پہلے انتخابات اپنی تمامتر گہما گہمی کے بعد اختتام پذیر ہوگئے ہیں اور اَب اِن انتخابات کے بعد اِن میں حصہ لینے والی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو اپنی بھرپُور کامیابی جیسے اچھے نتائج آنے کی امیدیں بھی بن چکی ہیں اور انہیں یہ بھی پورا یقین ہو چلا ہے کہ اِن نتائج کے بعد آئندہ چند دنوں میں گلگت بلتستان میں اِن کی جماعت ہی اپنی حکومت تشکیل دے گی مگر میرے نزدیک ایسا نہیں ہے کہ کوئی بھی جماعت گلگت بلتستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی میں اکیلے ہی اپنی حکومت بناسکے گی۔ یقیناً اِن انتخابات کے نتیجے میں کوئی بھی حکومت واضح اکثریت حاصل نہیں کرسکے گی اور کسی بھی جماعت کو اپنی حکومت کی تشکیل کے لئے ہارس ٹریڈنگ کرنی پڑے گی اِس طرح گلگت بلتستان میں ہارس ٹریڈنگ بھلے وہ کسی بھی شکل میں ہو ہارس ٹریڈنگ کی شکل میں جو سیاسی بازار سجے گا وہ بھی ملکی سیاست میں ایک منفی تاثر قائم کرکے ایک نیا سیاسی

بھونچال پیدا کر دے گا اور اس کے ساتھ ہی ہارنے والی سیاسی جماعتوں کی جانب سے اندھالی..... اندھالی کا جو سیاسی بیان بازیوں کا سلسلہ جاری ہو کر آگے چل کر سیاسی دنگل بدل جائے گا۔ اُس سے بھی ملک کے طول ارض میں ایک اور سیاسی بحران جنم لے گا۔ جو روکے بھی نہ رک سکے گا۔

اگرچہ یہاں یہ بات تو ہے کہ اب تک اِس موجودہ حکومت نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو یا ناں دیا ہو مگر اِس حقیقت کو حکومتی حامیوں سمیت حزب اختلاف کی سیاسی جماعتوں اور اِس پر کھلم کھلا تنقید کرنے والوں کو بھی اب یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اِس حکومت کا یہ ایک بڑا کام ہے کہ اِس نے گلگت بلتستان جو 6 اضلاع گلگت، اسکردو، دیامر، گھانچھے، غذر اور استوپر مشتمل ہے اِسے ایک خود مختار علاقہ قرار دے کر نہ صرف ملکی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے بلکہ اِس حکومت نے اِس علاقے میں مکمل طور پر پُرامن انتخابات کروا کر یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ علاقہ اور اس علاقے کے عوام جہاں 9 زبانیں بولی جاتی ہیں اور جس کا زیادہ تر حصہ دیہات پر مشتمل ہے اِس کا بھی ملک میں جاری جمہوری اور سیاسی عمل میں اتنا ہی حصہ ہے کہ جتنا ملک کے اور دیگر علاقوں اور وہاں کے عوام کا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ علاقہ جس کی آبادی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 11 لاکھ 4 ہزار 190 نفوس پر مشتمل ہے۔ اِس علاقے میں گزشتہ دنوں پہلی قانون ساز اسمبلی کے لئے انتہائی پر امن ماحول

میں انتخابات ہوئے جس سے اِس علاقے کی مظلوم عوام بھی ملکی جمہوری اور قومی سیاسی دھارے میں شامل ہوگئے ہیں۔ یہاں ہم اپنے قارئین کے لئے یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ گلگت بلتستان کی 23 نشتوں کی پہلی قانون ساز اسمبلی کے قیام کے لئے ہونے والے ملکی تاریخ کے پہلے انتخابات میں مختلف سیاسی جماعتوں کے مجموعی طور امیدواروں نے حصہ لیا تھا اور یہ انتخابات 258 امیدواروں کے درمیان ہوئے 265 تھے اور اِس کے ساتھ ہی جن کے بارے میں یہ بھی خیال کیا جاتا رہا کہ اِن میں 99 کا تعلق مکمل طور پر ملک کی مختلف سیاسی یا مذہبی جماعتوں سے تھا جبکہ اِن انتخابات میں وہ آزاد امیدوار تھے جن کا تعلق کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت سے نہیں تھا 165 اور اُنہوں نے اپنی آزاد حیثیت سے اِس میں حصہ لے کر خود کو ملک میں جاری ایک مکمل جمہوری اور سیاسی عمل کا حصہ بنایا۔

جبکہ اِسی سرکاری اعداد و شمار میں یہ بھی واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ اِس علاقے میں 12 نومبر 2009 کو پہلی قانون ساز اسمبلی کے قیام کے لئے 23 نشتوں کے لئے ہونے والے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کے 23، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے 18، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے 15، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے 14، اے این پی کے 4 جے یو آئی (ف) کے 3، تحریک انصاف پاکستان کے 2، جماعت اسلامی پاکستان کے 1، اور اِس کے علاوہ قوم پرستوں کے اتحاد گلگت بلتستان ڈیمو،

کریٹک الائینس کے 6امیدوار اپنی پوری قوت کے ساتھ اِس امید پر اپنی سیاسی قوت استعمال کر رہے تھے کہ جیسے یہ ہی سب کے سب کامیاب ہو جائیں گے اور اِس کے ساتھ ہی یہ ایک انتہائی حوصلہ افزا امر یہ بھی رہا کہ گلگت بلتستان میں قانون ساز اسمبلی کے قیام کے لئے پہلے ہونے والے انتخابات میں 3 خواتین نے بھی جنرل نشستوں کے لئے انتخابات میں حصہ لیا تھا جن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ پر ایل اے 23 گھانچھے 2 میں آمنہ بی بی اور دیگر دو خواتین نے آزاد امیدوار کی حیثیت سے اِن انتخابات میں حصہ لے کر خود کو جمہوری عمل کا حصہ بنانے میں اپنا ایک اہم رول ادا کیا۔ جبکہ اِسی سرکاری اعداد و شمار میں یہ بھی واضح طور پر بتایا گیا کہ یہاں رجسٹرڈ ووٹرز کی کل تعداد 7لاکھ 17ہزار286 تھی جن میں مرد ووٹروں کی تعداد3لاکھ 84ہزار تھی اور اِسی طرح خواتین ووٹروں کی تعداد 3 لاکھ 32 ہزار377 تھی۔ 909 گلگت بلتستان میں ہونے والے ملکی تاریخ کے پہلے انتخابات کے لئے ایک ہزار 22 پولنگ اسٹیشنز قائم کئے گئے تھے جن میں سے 119 کو انتہائی حساس قرار دیا گیا تھا اور اِن انتخابات کو ضلعی انتظامیہ نے سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کے ساتھ صاف وشفاف بنایا تھا اور آخری اطلاعات آنے تک یہ انتخابات اپنے اپنے حلقوں میں مجموعی طور پر انتہائی پرسکون ماحول میں منعقد ہوئے تھے۔ جس کا سارا کریڈیٹ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی انتھک محنت کے ساتھ

ساتھ اُن سیاسی جماعتوں کو بھی جاتا ہے جنھوں نے اِن انتخابات کو پرامن بنانے میں اپنا اہم کردار ادا کرکے خود کو امر کیا۔

اگرچہ اِن انتخابات کی انتخابی مہم کے دوران ایک ایسا افسوس ناک واقعہ یہ بھی پیش آیا تھا کہ جب حلقہ ایل ایف 19 ضلع غذر میں ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے ایک امیدوار شیر بہادر ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال کرگئے تھے اِن کے انتقال کی وجہ سے 12 نومبر کو ہونے والے انتخابات اِس حلقے میں نہیں ہوسکے اور اب سرکاری اعلان یہ ہے کہ اِس حلقے کے انتخابات کو دو ماہ کے لئے ملتوی کردیا گیا ہے اور اب یہاں (اِس حلقے میں)انتخابات دو ماہ بعد اِسی پرامن طریقے سے منعقد ہوں گے جیسے گزشتہ دنوں اِن کا انعقاد کیا گیا تھا۔

یہاں راقم الحرف کے خیال سے اِس میں کوئی شک نہیں کہ گلگت بلتستان کے انتخابات کے نتائج کسی بھی سیاسی جماعت کے لئے اتنے حوصلہ افزا نہیں ہوں گے کہ کوئی بھی جماعت اکیلے ہی یہاں حکومت بنانے میں کامیاب ہوجائے گی جس کی اِن انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتیں امید لگائے بیٹھی ہیں مگر اتنا ضرور ہوگا کہ گلگت بلتستان میں ہونے والے تاریخ کے پہلے انتخابات کے نتیجے میں پہلی قانون ساز اسمبلی کے قیام کے لئے جو اسمبلی تشکیل پائے گی

اِس سے گلگت بلتستان میں مخلوط حکومت وجود میں آئے گی۔

اور یہاں یہ بھی واضح رہے کہ گلگت بلتستان کے عوام بھی اِن انتخابات سے پر امید ہیں کہ اِن انتخابات کے بعد جو بھی حکومت تشکیل پائے گی وہ یہاں کے عوام کے لئے مسیحا ثابت ہوگی اور اِس کے علاوہ یہاں کی عوام کی قسمت کا فیصلہ بھی ترجیحی بنیادوں پر کرکے یہاں کے عوامی مسائل پر توجہ دے گی اور عوام کو درپیش مسائل کو حل کرنے میں معاون اور مددگار ثابت ہوگی۔

عیدالضحیٰ اور فلسفہ قربانی

اُمتِ محمدی کا عظیم تہوار

قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے وہاں سنتِ حبیب پروردگار بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں دس سال قربانی کرتے رہے ایک اور روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی ذبح فرما کر ارشاد فرمایا جس نے یہ عمل کیا ہماری سنت کو پا لیا کہا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا تاریخ انسان نے سب سے پہلی قربانی انسانِ اوّل حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ ترجمہ "اور انہیں ادم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک پڑھ سنائے ! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) اللہ صرف پرہیز گاروں سے قبول فرماتا ہے (بہر حال ! میں یہاں اس واقع کی تفصیل میں

جانا نہیں چاہتا) واضح رہے کہ اسلام کا تصور قربانی سب سے عمدہ پاکیزہ اعلیٰ اور افضل ہے اس کے نزدیک قربانی کا مقصد عیش و طرب اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل اور محض جانور کا خون بہانا نہیں بلکہ اسلام نے اپنے متعلقین و منسلکین کو قربانی کی صورت میں رضائے خدا و خوشنودیِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حصول کا بہترین طریقہ اور نفیس ترین طریقہ سکھا دیا اور اسلام اور بانی اسلام پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا تن من دھن نثار کرنے کا بھی عمدہ ذریعہ بتا دیا جس کے واسطے سے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی عظمت اور حبیب خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے خلوص اور ایثار کا جذبہ موجزن ہوتا ہے مخلوق پروری بندہ نوازی غم گساری اور ہمدردی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا مقصد خدا کو منانا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنانا طریقہ ابراہیمی کو بجا لانا اور شیطانی قوتوں کو خائب و خاسر بنانا ہے۔ قربانی کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ

ترجمہ: "ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو انہیں عنایت ہوئے ہیں" ایک اور جگہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے البتہ تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے اس آیتِ مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کرکے ارشاد فرمادیا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ

دیکھا جائے دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا بارگاہِ ربوبیت میں قربانی کا شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا لہٰذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کرو ترمذی میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو خدا کے لئے تقویٰ کرے اور اپنے نفس کا حساب لیتا رہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے بڑائی تقویٰ میں دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ دنائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی بد اخلاقی اور بد اعمالی ہے۔ اسلام میں حرمت والے چار مہینے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک ماہِ مبارکہ ذی الحجہ کا بھی ہے اور ذی الحجہ اسلامی سال کے مہینوں میں بارہویں مہینے کا نام ہے بے شک اس ماہِ مبارکہ میں عبادت و ذکر و اذکار کا رب کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے اجر و ثواب کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس بابرکت مہینے میں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے بالخصوص اس ماہِ مبارکہ کا شروع کا عشرہ (پہلے دس دنوں) کی فضیلت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ رب کائنات نے ان ایام کو قرآن مجید فرقانِ حمید میں "ایام معلومات" کہہ کر مخاطب کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں " حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اور دس راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کی راتیں مراد ہیں " حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

مبارکہ ہے " اس شخص کے لئے ہلاکت ہے، جو ان دس دنوں کی بھلائی سے محروم رہا اور نویں ذی الحجہ کے روزے کا خیال رکھو کہ اس میں اس قدر بھلائیاں ہیں جن کا شمار نہیں " ایک اور روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا " جس وقت عشرہ ذی الحجہ داخل ہو جائے اور تم میں کوئی شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ بال اور جسم سے کسی چیز کو مس نہ کرے یعنی کہ بال نہ کتروائے اور نہ ناخن کٹوائے ! اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈوایا اور نہ ناخن ترشوائے " پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو اس لئے کہ قربانی کے جانور کی گردن سے جب خون کا پہلا قطرہ گرے گا تو اس کا عوض تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے " آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور ارشاد گرامی ہے "جس شخص نے قربانی کرنے کی وسعت پائی پھر بھی قربانی نہیں کی بس وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین سے گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل کرلیتا ہے بس دل کی خوشی کے ساتھ

قربانی کیا کرو "صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانی کیا شے ہے"۔ تو پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا" تاجدار مدینہ سکونِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"ہر بال کے عوض ایک نیکی" صحابہ نے پھر عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مینڈھا ہو ؟" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا"تب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی" اسی طرح پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"جس شخص نے دل کی خوشی کے ساتھ اور طلبِ ثواب کے لئے قربانی کی وہ قربانی اسکے لئے دوزخ کی آگ سے آڑ ہوگی"۔ یوں یہ مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا ہے اس کا چاند (ہلال) نظر آتے ہی ہر قلب میں اس عظیم والشان قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس کی مثال تاریخ انسانی آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے بے شک یہ ماہِ مبارکہ اصل میں اس جلیل و قدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصور تھی یہ جدالانبیا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ السلام ہیں آپ یہ اندازہ کریں کہ وہ کون سا امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ (ابراہیم علیہ السلام) سے نہیں لیا مگر آپ کی ذاتِ والا صفات پر کسی میدان میں بھی پائے ثبات کو لغزش نہیں

آئی یہ بھی حقیقیت ہے کہ دو چیزیں دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں ایک اپنی جان اور دوسری اپنی اولاد مگر کروڑوں، اربوں اور کھربوں سلام ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہ آپ نے اس وقت بھی ثابت قدمی اور تقویٰ کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ جب نمرود کی جلائی ہوئی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو گوپے میں ڈال کر ہلایا جا رہا ہے۔ منجنیق کے زریعے پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں کفر خوش ہے کہ آج کے بعد ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں ہوگا مخالف ہمیشہ کے لئے ختم ہوا جاتا ہے تو ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے اللہ کے بندے پیارے خلیل علیہ السلام ! کوئی حکم کوئی حاجت ؟ اس کے جواب میں حضرت خلیل اللہ فرماتے ہیں اما الیک فلا ترجمہ "تیرے ساتھ کوئی حاجت نہیں " اور پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اچھا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کیجئے کہ مجھے آگ میں ڈالا جا رہا ہے "۔ آپ خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا "

جانتا ہے وہ میرا ربِ جلیل
آگ میں پڑتا ہے اس کا خلیل

اسے کیوں کہوں؟ کیا وہ سمیع و بصیر نہیں ہے؟ یہاں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ عقل نے اس موقعے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا ہوگا کہ ابراہیم جان بڑی عزیز شے ہے جو ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی اس کی

حفاظت کرو

عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے

عشق بولا کے یار پر قربان ہے

حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ اس واقعے اور تقویٰ سے متعلق فرماتے ہیں

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشا نے لبِ بام ابھی

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عقل کی دلیل کو یکسر رد کرتے ہوئے عشق الہی میں آگ میں چھلانگ لگا دی تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم کو دیا ترجمہ اے آگ ! میرے ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جاؤ اور سلامتی والی ہو جا" رب تعالیٰ کی جان کی آزمائش اور امتحان کے بعد ربِ کائنات کی جانب سے دوسرا بڑا اور سب سے کٹھن امتحان ہونے والا تھا اور وہ اولاد سے متعلق تھا اور یوں بھی جان کے بعد اولاد کا مقام آتا ہے انتہائی اختصار کے ساتھ رب کائنات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دوسرا امتحان شروع ہوا اور اس میں بھی وہ ثابت قدمی سے پورے اترے اور ایسے اترے کہ رہتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا بے آب و گیاہ پہاڑوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور جہاں تک انسانی نظر کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ کا نام و

نشان تک نہیں یہ اللہ کے پیارے خلیل اللہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو جو ابھی والدہ کی گود میں ہیں ان کی والدہ حضرت ہاجرہ سمیت اس وادی میں چھوڑ جا رہے ہیں حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضور یہ کس جرم کی سزا ہے آپ خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں دیا پھر کچھ دیر بعد حضرت ہاجرہ خود بولیں کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر اس پر خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاجرہ یہ اللہ کا ہی حکم ہے اتنا سننے کے بعد حضرت ہاجرہ نے فرمایا تو پھر ہمیں کوئی غم نہیں اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا " کچھ دور جا کر حضرت خلیل اللہ نے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھائے اور عرض کی "اے میرے رب میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب ! اسلئے کے وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور پھل کھانے کو دے تاکہ وہ احسان فرمائیں " حضرت خلیل اللہ نے یہ تین دعائیں کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی اہلیہ حضرت بی بی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جب اس بے آب وگیاہ مقام پر اللہ تعالیٰ کے سپرد چھوڑے جا رہے تھے تو وہ اس وقت چلتے چلتے پانی کا ایک مشکیزہ ان کے نزدیک رکھ گئے تھے اور یہ مختصر سا کھانا پانی آخر کب تک چلتا بالآخر ختم ہی ہوگیا تو حضرت بی بی ہاجرہ کو شدید تشویش ہوئی کہ ان کی گود میں معصوم پھول سا ننھا منا سا بچہ تھا وہ بچے کو پیارے سے دیکھتیں تو جی بھر آتا دور

دور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ان سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئی وہ شیر خوار بچے کو زمین پر لیٹا کر اس کے لئے پانی کی تلاش میں بے قرار ہو گئیں قریب ایک پہاڑی پر گئیں تاکہ انہیں کہیں سے پانی مل جائے مگر بے سود پانی کہیں نظر نہیں آیا اور پھر واپس بچے کے پاس آئیں تو بچے کا پیاس سے .برا حال تھا پھر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی مقصد حاصل نہ ہوا یہ دونوں پہاڑیاں جنہیں صفا اور مروہ کہا جاتا ہے وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں یوں وہ (ہاجرہ) ان کے درمیان سات مرتبہ دوڑیں۔ لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہ آیا اس دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے خلیل کی اہل خانہ کی بے تابی دیکھ کر جوش میں آ گئی اور جب آخری مرتبہ حضرت بی بی ہاجرہ بچے کے پاس آئیں تو عجیب منظر دیکھا کہ شیر خوار حضرت اسمٰعیل کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام سے وہاں پر پانی کا ایک صاف چشمہ جاری ہے حضرت بی بی ہاجرہ کی اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور پھر خیال آیا کہ اب اس .بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہئے چنانچہ بی بی ہاجرہ نے اس کے ارد گرد رکاوٹ بنائی پانی کو روکتے ہوئے حضرت بی بی ہاجرہ نے زم زم یعنی ٹھہر جا) کہہ کر بے تحاشہ بہتے ہوئے پانی کے چشمے کو روک دیا۔ زم زم رک) جانے کو کہتے مگر آج ہم زم زم اس پانی کو کہتے ہیں جسے دنیا کے کروڑوں لوگ بطور تبرک پیتے اور لے جاتے ہیں اگرچہ اسے آج بہتے ہوئے چار ہزار سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے یہ

چشمہ پہلے روز کی طرح آج بھی جاری و ساری ہے اور اب تو اس پانی کو نکالنے کے لئے ٹیوب ویل جیسے جدید مشینری اور آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔ اس پانی کو پینے والوں کا اتنا ہجوم رہتا ہے کہ باری نہیں آتی مگر اس متبرک چشمے سے مبارک پانی کبھی ختم نہیں ہوا تا قیامت جاری و ساری رہے گا پیارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ اس پانی کو زم زم نہ کہتی تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا یہی صفا و مروہ ہے جہاں حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہی طریقہ اختیار کریں جو حضرت ہاجرہ نے کیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی سنت کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دیا اور پھر اس بے آب وگیاہ کے درمیان زندگی کے اثار نمودار ہوئے اور آج یہ وادی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کی بدولت حسین و خوبصورت وادی میں تبدیل ہو گئی ہے آپ اندازہ کریں کہ آج سے تقریباً چار ہزار سال گزر چکے ہیں مگر یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ہی اثر ہے کہ جو فروٹ دنیا کے کسی بھی کونے میں نہیں ملتا وہ مکّہ شریف میں موجود ہے قلب میں کھچے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بلوغت کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کی قربانی طلب فرمائی تین دن مسلسل خواب آتے رہے تیسری صبح آپ نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ میں اور بیٹا اسماعیل علیہ السلام ایک دعوت میں جا رہے ہیں۔ لہذا آپ اسے

تیار کردیں حضرت ہاجرہ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بہت اچھا لباس پہنایا اور تیار کردیا آپ نے چھری اور رسی لی جنگل کی طرف چل دئے کعبہ شریف سے کچھ ہی دور پہنچے تو شیطان نے آپ کو اس قربانی سے روکنا چاہا سب سے پہلے بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ہاجرہ آپ کو علم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کو کہاں لے گئے ہیں ؟ حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ ایک دعوت پر گئے ہیں۔ تب شیطان بولا نہیں ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لے گئے ہیں حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا ایک باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے شیطان نے کہا کہ ابراہیم کا خیال ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری راہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کردو اس پر حضرت خلیل اللہ کی اہلیہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت بی بی ہاجرہ نے ابلیس کو جواب دیا کہ میرے پروردگار کا یہی حکم ہے تو میں کون ہوں جو اس قربانی کی راہ میں رکاوٹ بنوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ایک سو اسمٰعیل ہوں تو ایک ایک کرکے قربان کرتی چلی جاؤں اور اس جواب کے بعد شیطان مایوس ہوگیا تو پھر اس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ورغلانا چاہا انکے قریب جا کر کہنے لگا تجھے تیرے والد ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کیوں شیطان نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری جان کی قربانی

قبول فرمائے تو میں یہی کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے شیطان نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کسی طرح سے اس قربانی سے رک جائیں مگر اللہ کے خلیل علیہ السلام کے عزم کے آگے بے بس ہوگیا اور ایک پہاڑ کے قریب لے جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا "اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا مرضی ہے سعادت مند بیٹے نے جواب دیا اے ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے بلا خوفِ خطر پورا فرمائے مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور پھر ابلیس نے کوشش شروع کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہنے لگا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں ایک خواب کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے اے ملعون مجھ پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ میرا خواب شیطانی نہیں رحمانی ہے نبی کا خواب وحیِ الٰہی ہوتا ہے میں اللہ کے حکم سے ہرگز منہ نہیں موڑوں گا شیطان نے ہر طرف سے مایوس ہو کر سر پیٹ لیا ہائے اب کیا ہوگا جب باپ اور بیٹا دونوں رضائے الٰہی سے راضی ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے بل لٹا دیا۔ قرآن کریم ارشاد کرتا ہے

" ترجمہ "دونوں تیار ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا

چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے باپ کو کہا ابا جان میری تین باتیں قبول فرمائیں پہلی یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ تڑپنے سے کوئی

خون کا چھینٹا آپ کے لباس پر نہ پڑے دوسری یہ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ میری محبت کی وجہ سے رک جائے اور تیسری بات یہ کہ میرا خون آلود کرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجئے وہ اسے دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرے گی باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی تسلیم و رضا کا یہ منظر آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا ہوگا تیز چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے پر پہنچ کر کند ہو گئی ۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دئے ابراہیم علیہ السلام نے چھری سے کہا تو نے پتھر جیسی سخت چیز کو دو ٹکڑ کر دئے لیکن اسمٰعیل کا گلا ریشم سے بھی نرم تھا چھری نے کہا ترجمہ " خلیل اللہ کہتا ہے کاٹ مگر جلیل کہتا ہے خبردار جو اسمٰعیل کا بال بھی بیکا کیا۔جب خلیل اللہ خود جلیل اللہ کا حکم مان کر لٹائے بیٹھا ہے تو میں کیسے انکار کر سکتی ہوں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں قربان کرنے کے لئے اور میرا بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہے تو تو کیوں تو رکاوٹ بنتی ہے ابراہیم علیہ السلام نے پھر چھری اٹھائی چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر پہنچنے سے پہلے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مینڈھا لے آئے اس کو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھا لیا مینڈھا ذبح ہوگیا تو آواز آئی ترجمہ "اور ہم نے پکارا اے ابراہیم علیہ السلام ! تو نے خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیتے ہیں ۔ ٗ بے شک یہ صاف آزمائش

" ہے ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اسے قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اس یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے قربانی کی حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قربانی سے مقصود رضائے خداوندی کا حصول ہے قربانی کے ان مقاصد اور مطالب کے پیش نظر کوئی مسلمان بھی قربانی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور آج اغیار کل مسلمانوں کے دلوں سے اسی جذبے قربانی کو نکلنا اور ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان کے دلوں سے جذبے قربانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ قربانی ختم کرنے کے لئے آزاد و روشن خیالی کا ایک ایسا پودا اگا دیا ہے کہ مسلمان آہستہ آہستہ حکم خداوندی اور سنتِ نبوی سے دور ہوتے جا رہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے ہمیں آج یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم حکم خداوندی کہ احکامات کی پیروی نہ کر کے زندہ رہ سکیں گے۔

کچھ تو دال میں کالا ہے

مشرف غاصب تھا.....کچھ تو دال میں کالا ہے وزیراعظم بھی بول پڑے
پاکستان میں انوکھے انکشافات اور فرینڈلی اپوزیشن کی سیاسی پینترے بازیاں
کیا واقعی چند دنوں میں پاکستان میں اہم تبدیلیاں رونما ہوگئیں؟

ویسے تو آج چھٹی کا دن ہے اور آج کے ڈھیر سارے اخبارات اپنی تمام تر بڑی چھوٹی اور تازہ ترین خبروں کی سرخیوں کی رعنائیوں کے ساتھ میری میز پر اپنا اپنا منہ پھاڑے اور اپنے صفحات بکھیرے اپنے چاروں خانے چت کئے پڑے ہیں اور ہر اخبار کی خبر ایسی چلبلی اور طراحدار ہے کہ وہ میری توجہ اپنی جانب ترجیحی بنیادوں پر مبذول کرانے پر یوں تلی بیٹھی ہے کہ جیسے وہ ہی میرے آج کے کالم کا موضوع بننا چاہتی ہے مگر میں کیا کروں کہ انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ میں کسی ایک خبر پر لکھنے کے بجائے کئی خبروں پر آج کا اپنا کالم تحریر کرنا زیادہ پسند کروں گا تاکہ زیر نظر ہر اخبار اور اُس کی خبر کا حق بھی ادا ہوسکے تو وہیں میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ موضوع کو اپنے قلم کی زد میں لاسکوں۔

بہرحال ! توسب سے پہلے ہم اِس خبر کو لیکر چلتے ہیں کہ جس میں ہمارے ملک کے سید زادے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ملتان میں پریس کانفرنس اور کراچی میں فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کے زیراہتمام گورنر ہاؤس میں 33 ویں ایکسپورٹ پرفارمنس ایوارڈ کی تقریب سے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے انہوں نے حسبِ روایت اپنے انتہائی معصومانہ انداز سے اپنی آنکھیں پھاڑ کر اور اپنا سینہ پھولا کر ایک بار پھر اِس عزم کو بھی دہراتے ہوئے کہا ہے کہ

صدر آصف علی زرداری کسی تحقیقات سے گھبرانے والے نہیں اور وہ آبدوز اسکینڈل سمیت این آر او پر بھی عدالتوں کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اِس کے علاوہ یہاں تو ایک بڑے تعجب کی بات یہ بھی ہوئی کہ انہوں نے ایک موقع پر یہ بھی کہہ دیا کہ مشرف غاصب تھا اور اِس کا ہمارے دور سے ہرگز ہرگز کوئی موازنہ نہ کیا جائے اور آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت مشرف اور اِن کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اِس کے ساتھ ساتھ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے یہ بھی اپنی بڑی دیدہ دلیری سے کہا ہے کہ عدلیہ آزاد ہے اور اِس کا ہر فیصلہ قبول کیا جائے گا صدر زرداری کے خلاف ساری زندگی تحقیقات ہوتی رہی ۔اور صدر زرداری آبدوز اسکینڈل کے الزام پر عدالتوں اور جیلوں کا بھی سامنا کرنے کو تیار ہیں۔

سچ سچ ہی ہوتا ہے اور ایک قول ہے کہ سچ اتنا ہی آگے بڑھتا ہے جتنا ہم اُسے

دھکیلتے ہیں اور آج ہمارے ملک کے وزیراعظم نے بھی سچ بول کر بہت سے جھوٹوں کے منہ بند کردیئے ہیں کہ جو یہ کہتے پھرتے تھے کہ یہ حکومت مشرف کو سزا دلوانا نہیں چاہتی ....اور صدر زرداری عدلیہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتے .... بلکہ اَب اِس طرح اُن جھوٹوں کو یہ یقین کرلینا چاہئے کہ وزیراعظم نے ایک سچ کہہ کر ملک میں حق و سچ کر بول بالا بھی کردیا ہے اور مجھے یہ کہنے میں فخر محسوس ہورہا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ آج ہمارے ملک کے وزیراعظم بھی ہر قسم کی گرفت سے آزاد ہوگئے ہیں اور انہوں نے اِس کا برملا اظہار کردیا ہے کہ مشرف غاصب تھا۔ اور اِسے اور اِس کے ساتھیوں کو سزا ملنی چاہئے۔ اور صدر زرداری عدلیہ کا سامنا کرنے کو بھی تیار ہیں۔

یہ تمام باتیں اپنی جگہ بالکل درست مگر میرے نزدیک یہاں جو سب سے زیادہ اہم با ت ہے وہ یہ ہے کہ ہم اگر صرف وزیراعظم کے اِن الفاظ پر جائیں تو یہ بات پوری طرح سے واضح ہوجاتی ہے کہ اَب اگر عدلیہ کسی بھی حوالے سے جب کبھی بھی ملک کے سابق بھگوڑے آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف اور اِن کے ساتھیوں کو چن چن کر کٹھہرے میں لاکھڑا کرے گی تو یہ حکومت عدلیہ کے کسی بھی معاملے میں کسی بھی قسم کی مداخلت ہر گز ہرگز نہیں کرے گی اور اِسی طرح بقول ہمارے سیدزادے وزیر اعظم کے عدلیہ پوری طرح سے آزاد ہے اور صدر آصف علی زرداری کو بھی اگر عدلیہ آبدوز اسکینڈل سمیت این آر او کے حوالے سے اپنے سامنے سزا

اور جزا کے کٹہرے میں لا کھڑا کرے گی تو حکومت اِن کے معاملے میں بھی عدلیہ کے ہر فیصلے کو اپنا سر خم کرتے ہوئے تسلیم کرلے گی۔ چلو وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کے اِس بیان سے قوم کو یہ امید تو پیدا ہوئی ہے کہ آج ہماری عدلیہ حکمرانوں کے عتاب اور عتاب نامے سے پوری طرح سے آزاد ہو گئی اور اَب اِس کا ہر فیصلہ ملک کے ہر غریب امیر کے لئے یکساں ہوا کرے گا۔

بہر کیف ! ادھر پاکستان سے متعلق دیار غیر سے جو انوکھے انکشافات کا سلسلہ چل نکلا ہے اِن سے بھی پاکستان کے سیاسی پینترے بازوں نے اپنے سپہ گری دکھانے شروع کردیئے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو اِن حیران کن انکشافات میں ایک امریکی صحافی سیمور ہرش کئی ایسے انکشافات میں مشترکہ حیثیت رکھتا ہے جس کے کئے گئے انکشافات نے نہ صرف پاکستانی سیاسی حلقوں میں ہلچل پیدا کردی ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک ایسے بھونچال کو بھی جنم دے دیا ہے کہ ساری دنیا کی نظریں ماضی کی طرح ایک بار پھر موجودہ حکومت کے مستقبل پر جم چکی ہیں کہ یہ حکومت اپنی مدت پوری کر بھی پائے گی ...کہ نہیں

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکی صحافی سیمور ہرش کے اِس حکومت سے متعلق کیا عزائم ہیں کہ جس نے متواتر زرداری حکومت اور صدر زرداری کی شخصیت کوئی اپنے انکشافات میں ٹارگیٹ بنایا ہوا ہے۔ یہ بات حکومت اور اپوزیشن کو اچھی

طرح سے سوچنی اور سمجھنی چاہئے کہ پاکستان کی نومولود جمہوریت سے امریکی کس قدر خوف زدہ ہیں کہ وہ یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان میں جمہوری عمل مستحکم ہو اور یہاں جمہوریت پروان چڑھے اِسی وجہ سے ایک امریکی صحافی سیمور ہرش نے پہلے ملک کے سابق بھگوڑے آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف سے لئے گئے انٹرویو میں ملک کے موجودہ صدر آصف علی زرداری کی شخصیت سے متعلق پرویز مشرف سے منسوب کرکے ایسے انکشافات کئے کہ پوری پاکستانی قوم ششدر رہ گئی اور اَب ایک بار پھر اِسی امریکی صحافی سیمور ہرش نے جو لگتا ہے کہ اِس حکومت کے خلاف اپنی پروپیگنڈہ مہم کو انکشافات کے زریعے چلا رہا ہے۔

اِس نے آج یہ بھی ایک تازہ ترین انکشاف کیا ہے کہ "پاکستان میں ایٹمی ایمرجینسی سے نمٹنے کے لئے امریکا کا ایک اسپیشل اسکواڈ پاکستان پہنچ گیا ہے" میرے خیال سے اِس طرح اِس کے اِس جھوٹ پر مبنی پھینکے گئے انکشاف سے پاکستان میں ایک اور سیاسی بحران پیدا ہوگا جس سے حکومت عدم استحکام کا شکار ہوجائی گی۔ اور ملک بھر میں حکومت کے خلاف ریلیوں اور مظاہروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

مگر یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضرورت اِس امر کی ہے کہ بالخصوص ملک کی اپوزیشن اور فرینڈلی اپوزیشن کی سیاسی جماعتوں سمیت ملک کی ذرا جذباتی

مذہبی جماعتوں کو سیمور ہرش کے اِس نئے اور حیران کن انکشاف کو جواز بنا کر حکومت کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اِس بات کا بھی اپنے تئیں پوری طرح سے اطمینان کرلینا ہوگا کہ اِس امریکی صحافی سیمور ہرش کے انکشاف میں کہی گئی بات میں کتنی صداقت ہے اور کتنا جھوٹ ہے اور حکومتی موٴقف اِس بارے میں کیا ہے؟ تو پھر بیشک جو چاہیں اپوزیشن اور ملک کی مذہبی جماعتیں کرتی پھریں۔ اور اِس طرح یہ جماعتیں حکومت کے خلاف کسی تحریک چلانے میں حق بجانب بھی ہوں گئیں۔

جبکہ ملک کی موجودہ سیاسی، اقتصادی اور سماجی صورتحال سمیت روز افزوں بڑھتے ہوئے خودکش حملوں اور بم دھماکوں کو دیکھتے ہوئے ایک اور انتہائی حیران کن خبر یہ بھی ہے کہ جس میں ملک کے سیاسی اور سفارتی ذرائع سے اِن انکشافات کا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان میں 31 دسمبر 2009 تک انتہائی اہم تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں اور اِن انکشافات میں یہ بھی کہا جارہا ہے کہ پاکستان میں 90 دن کے اندر عبوری حکومت بھی قائم ہو سکتی ہے اور ساتھی ہی اِن خدشات کا بھی اظہار کیا جارہا ہے کہ چھ ماہ کے اندر عام انتخابات کرائے جانے کا بھی امکان ہے۔ اِس پر حکومتی ذرائع صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے ہیں کہ یہ سب محض قیاس آرائیاں ہیں ایسا کچھ نہیں ہے جن کا اظہار کیا جارہا ہے اور حکومتی ذرائع نے بھی اِس اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ حکومت اپنی 5 سال کی

مدت پوری کرے گی۔ میرے خیال سے جو کہ اَب نا ممکن لگتا ہے کہ یہ حکومت اپنی مدت پوری کر سکے۔ اور تمام باتوں کے باوجود یہ تو حقیقت ہے کہ پورا پاکستان ہی اَب اِس غیر یقینی صورتحال سے یہ بات تو اچھی طرح سے سمجھنے لگا ہے کہ اِن حالات میں یہ حکومت اپنی مدت ہر گز پوری نہیں کر سکے گی۔ یعنی کہ جب ملک کے اندر اور باہر ہر طرف سے حکمرانوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور حکمران عوام کو کسی بھی حوالے سے ایک رتی برابر بھی ریلیف دینے میں کامیاب نہ ہو سکے ہوں تو ایسے میں کس بھی مہذب قوم کے حکمرانوں کو یہ خود بھی چاہئے کہ وہ اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دینے کے لئے اقتدار چھوڑ دیں یا ملک اور قوم کے لئے ایسے اقدامات کر دے کہ قوم اِنہیں خود اقتدار میں دیکھنا چاہے۔

پی پی پی کی سینٹرل ایگزیکٹو کا صدر پر اعتماد......؟

صدر پر اعتماد اور عوامی مسائل پر عدم توجہ کیوں....؟

کیا صدر پر اعتماد کرنے والوں نے قوم کو مہنگائی کے ہاتھوں رگڑ دیا ہے...؟

یہ ٹھیک ہے کہ عوامی درد کو محسوس کرنے والی خالصتاً عوامی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بھی آج عوام کے مسائل حل کرنے میں بری طرح سے ناکام نظر آتی ہے اور یہ حکومت جس کا نعرہ ہی روٹی کپڑا اور مکان ہے اِس حکومت میں بھی عوامی مسائل جوں کے توں ہیں اور اِس میں بھی کوئی عوام کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ جبکہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے عوام کی اِس حکومت سے لگیں وہ تمام اچھی آس اور امیدیں بھی دم توڑ چکی ہیں جو ملک کی سترہ کروڑ عوام نے ملک کے سابق بھگوڑے صدر آمر جنرل (ر) مشرف کے ظالمانہ دور کے اختتام کے بعد ملک میں ہونے والے انتخابات میں اِس حکومت کو اپنا مسیحا جان کر ووٹ دیا اور اِسے اقتدار کے مسند تک پہنچایا۔

مگر اَب یہ حکومت بھی عوام کے معیار پر پورا نہیں اُتر سکی ہے اور اَب تو عوام اِس حکومت کے اقتدار میں آتے ہی روز افزوں مہنگائی کے ہاتھوں بھوک و

افلاس اور تنگدستی کی دلدل میں دھنستی چلی جارہی ہے اور اِس حکومت کی ایک الگ ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ اِس کے اقتدار پر قدم رنجا فرمانے سے لے کر اَب تک عوام آٹا، چینی، گھی اور دال جیسی روز مرہ کی اشیائے ضروریہ بھی محروم ہے۔

اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے جیسا کہ میں اِس سے قبل بھی اپنی بہت سی تحریروں میں اِس بات کا اظہار کرچکا ہوں کہ ملک میں اقتدار میں آنے والی سیاسی جماعتوں کی تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو تاریخ اِس کی گواہی ضرور دیتی ہوئی نظر آئے گی کہ جب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت.برسرِ اقتدار آئی تو اِس حکومت کو اسٹیبلشمنٹ نے اپنی مدت کبھی بھی پوری نہیں کرنے دی اور اَب یہ بات پوری طرح سے بھی حقیقت کا رنگ بھر چکی ہے کہ اِس دفعہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف اسٹیبلشمنٹ کی بعض قوتیں پوری طرح سے حرکت میں آچکی ہیں اور اِن کی بس ایک یہ ہی کوشش ہے کہ اِس حکومت کو جس قدر جلد ممکن ہوسکے غیر مستحکم کیا جائے اور ملک میں ایسے حالات پیدا کردئے جائیں کہ عوام اِس حکومت کے خلاف خود سڑکوں پر نکل آئے۔ اور یہ حکومت سیاسی بحران کا شکار ہو کر اپنا اقتدار خود چھوڑ دے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں موجود بعض قوتوں نے شروع دن سے ہی یہ نہیں چاہا کہ یہ حکومت عوامی معیار پر پورا اترے اور عوامی مسائل حل کرکے عوام کے لئے مسیحا ثابت ہو۔ یوں اِن

خفیہ قوتوں نے اِس حکومت کے لئے آج حالات اتنے مشکل اور کٹھن کر دیئے ہیں کہ ایسا لگنے لگا ہے کہ اگر آج بھی موجودہ حکومت کے کرتا دھرتاؤں نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو کوئی شک نہیں کہ یہ حکومت اپنی مدت پوری نہیں کرسکے گی اور اِس طرح ملک عنقریب مڈٹرم الیکشن کا بھی متحمل ہوسکتا ہے۔ اور اَب میری اِس بات کا اظہار موجودہ حکمران بھی کرنے لگے ہیں کہ اِن کی اچھی بھلی حکومت کو اسٹیبلشمنٹ میں موجود بعض قوتیں کام کرنے نہیں دے رہی ہیں اور یہ قوتیں ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر حکومت کے خلاف سرگرم ہیں۔ اور اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِن کی حکومت کے خلاف اندورنی طور پر ہونے والی سازش کو ناکام بنانے کے لئے حکمرانوں کو باہم متحد اور منظم ہو کر ایک دوسرے (بشمول اپنی حلیف جماعتوں) پر مکمل اعتماد کرنا ہوگا۔ یوں میرے نزدیک اِس کے بغیر یہ حکومت اپنی مدت قطعاً پوری نہیں کرسکے گی۔

ہاں البتہ! میرے خیال سے یہ بہت اچھا ہوا کہ ایک ایسے وقت میں کہ جب صدر مملکت آصف علی زرداری کی شخصیت کو ملک کے اندر ہی سے نہیں بلکہ باہر سے بھی اِن کی ذات کو ہر زاویوں سے ہدف تنقید بنایا جارہا ہے تو ایسے میں گزشتہ دنوں ایوان صدر میں حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کا ایک اہم ترین اجلاس جو صدر مملکت آصف علی زرداری کی زیر صدارت میں محض اِس لئے منعقد کیا گیا کہ اِس اجلاس میں ترجیحی بنیادوں پر صدر آصف علی

زرداری پر اعتماد کا اظہار کیا جائے اور بس اِس اجلاس کا اور کوئی ایسا خاص ایجنڈا اور مقصد بھی نہیں تھا کہ یہ اجلاس رات کو منعقد کیا جانا بہت ضروری ہوگیا تھا جس سے خطاب کرتے ہوئے صدر آصف علی زرداری نے واضح طور پر کہا کہ جمہوریت اور جمہوری نظام کا تحفظ ہر حال میں کیا جائے گا۔ جبکہ اُن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ ہماری حکومت میں ملک میں قومی ادارے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے اِس عزم کو بھی دہراتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہ حکومت کوئی خیرات میں نہیں ملی ہے اِس کے لئے ہم نے اپنی قربانیاں دی ہیں اور اب بھی ملک کو ہماری قربانی کی ضرورت پڑی تو ہم دیں گے اور انہوں نے اُن لوگوں کو بھی جو روزانہ اِن کا نوحہ پڑھتے اور لکھتے نہیں تھکتے ہیں واضح طور پر متنبہ کرتے ہوئے اِن کے بارے میں کہا کہ انہیں ہر حال میں مایوسی ہوگی اور مایوسی کا ایک بدنما داغ اِن کے ماتھے پر چمکے گا جو ملک کی ساڑھے 17 کروڑ عوام بھی دیکھے گی اور اِن کے ہمارے بارے میں پڑھے اور لکھے گئے نوحہ پر اِنہیں ہی تھو تھو کرے گی اور صدر نے اپنے اِس ولولہ انگیز خطاب میں یہ بھی کہہ کر نہ صرف اِس اجلاس میں موجود شخصیات کو بلکہ پوری پاکستانی قوم کو بھی حیران کردیا کہ مجھے اور میری حکومت کو اِس کی فکر ہرگز نہیں ہونی چاہئے کہ مخالفین ہمارے خلاف کیا کچھ کرتے پھر رہے ہیں ہمیں تو بس اپنا کام کرتے رہنا چاہئے کیوں کہ پاکستان پیپلزپارٹی سیاسی چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے تیار ہے۔ ہاں البتہ ! انہوں نے

اِس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی بہت اچھا کیا کہ اپنی پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کو پوری طرح متحرک رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ جو چند مایوس لوگ میڈیا میں روزانہ کی بنیاد پر ہمارے خلاف کھلم کھلا منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈا کر رہے ہیں اِن کا ہر صورت میں جمہوری طریقے سے مقابلہ کیا جائے یوں ہمارے خالصتاً جمہوری عمل سے اِن لوگوں کی ناکامی ہوگی جو ہمارے خلاف منفی پروپیگنڈوں سے علمِ بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر نے اپنی کمیٹی کے اراکین کو اُن عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا ایک ایسا جمہوری طریقہ اور راستہ بتا دیا ہے جس پر چل کر یقیناً اِن کی کمیٹی کو کامیابی حاصل ہوگی اور اِس طرح چند مٹھی بھر لوگ میڈیا پر آکر اپنے منفی اور گمراہ کن پروپیگنڈوں کے ذریعے نہ تو صدر زرداری کو اور نہ ہی اِن کی حکومت کو کمزور کر سکیں گے۔ اور اِس طرح نہ تو اِن کی چال ہی چل سکے گی اور نہ ہی اِن کی دال ہی گل سکے گی۔

کیوں کہ یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ صدر زرداری کی حکومت 18 فروری کے انتخابات میں بھرپور عوامی مینڈیٹ کے ساتھ برسرِ اقتدار آئی ہے اِن کی حکومت کی چولیں کوئی بھی یوں اتنی آسانی سے نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے کچھ لوگ میڈیا پر آکر صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کی حکومت کے خلاف

ہرزہ سرائی کرتے ہوئے عوام کو ایک ایسے مخمصے میں مبتلا کرنے کے بعد تنگ اور تاریک بند گلی میں دھکیل کر اپنے ہی کلیجے خود ہی ٹھنڈے کرکے چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے عوام یہ سوچتے رہ جاتے ہیں کہ حکومت درست ہے یا یہ لوگ جو اپنے پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ حکومت اور صدر زرداری کے خلاف بول رہے ہیں۔

اور آج اِن حالات میں صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کی پارٹی کے لئے ایک کڑا امتحان آن پڑا ہے کہ یہ ایک دوسرے پر پورا اعتماد کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور خود کو میدان جنگ میں مورچے پر ڈٹے ایک بہادر سپاہی کے اِس قول میں ڈھال لیں کہ: " جنگ میں بندوق نہیں لڑتی اِسے تھامنے والے فوجی کا دل لڑتا ہے اور دل بھی نہیں اِس دل میں موجود اِس کا اعتماد لڑتا ہے "آج دنیا کی تاریخ کی کتاب کے ہر باب کے اوراق اُن لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جن سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اِن لوگوں نے اپنے آپ پر غضب کی خود اعتمادی کی اور یہ ہی خود اعتمادی والے شخص تاریخ میں زندہ جاوید ہوگئے ہیں۔

اور اِسی طرح خود اعتمادی سے ہی متعلق بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کا ایک قول ہے کہ "ایک دوسرے پر اعتماد ہی ایک دوسرے سے تعاون بڑھاتا ہے" جبکہ جان ملٹن کا بھی اعتماد کے بارے میں کہنا ہے کہ "جہاں اعتماد کے

بیج کی آبیاری ہو وہیں مسرتیں پروان چڑھتی ہیں" اور اَب اِن ولولہ انگیز اقوال کے بعد صدر زرداری اور اِن کی پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کو بھی سوچنا ہوگا کہ جس طرح انہوں نے ایک دوسرے پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اَب اِسی طرح یہ لوگ (ہمارے حکمران) عوام کے اُس اعتماد پر بھی پورا اتریں جس اعتماد کو صدر زرداری اور اِن کی کمیٹی کے اراکین نے اپنے اقتدار کے پہلے ہی روز سے روند دیا ہے۔ اور اَب ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کے بعد عوامی کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرکے عوام میں بھی اعتماد کے بیج کی آبیاری کرکے ملک میں مسرتوں کو پروان چڑھائیں اور ملک سے مایوسیوں کے سائے کو دور بھگائیں۔

ملت کا پاسباں و اسلام کا نشاں محمد علی جناح

25 دسمبر یوم پیدائش قائد اعظم ایڈیشن

شیکسپئر کہتا ہے کہ کچھ لوگ پیدا ہی عظیم ہوتے ہیں اور کچھ اپنی جدوجہد اور کارناموں کی بدولت عظمت حاصل کر لیتے ہیں گو کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح میں عظمت و قابلیت اور نیک نامی کی ساری خوبیاں پیدائشی تھیں اور یہ خوش قسمتی ہمیں نصیب ہوئی کہ رب کائنات نے باب الاسلام سندھ کے مشہور شہر کراچی میں 25 دسمبر 1876 .بروز پیر کو جناح پونجا کے ہاں پیدا ہونے والے بچے جس کی پیدائش ہی کے وقت سے لوگوں نے اسے دیکھتے ہیں یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ یہ بچہ ایک دن بادشاہ ہوگا اور یہ الفاظ اس وقت سچ ثابت ہوگئے کہ جب برصغیر میں ایک آزاد مسلم مملکت کے قیام کا وہ دیرینہ خواب جو مسلمانان ہند گزشتہ دو صدیوں سے دیکھتے چلے آرہے تھے وہ 14 اگست 1947 کو قائد اعظم محمد علی جناح کی مدبرانہ صلاحیتوں، فہم وفراست، غیر متزلزل عزم وہمت، سیاسی بصیرت اور بے مثل قائدانہ صفات سے مسلمانوں کی بقا وسلامتی کے خاطر ایک آزاد مملکت خداداد پاکستان کی شکل میں معرض وجود میں آگیا قائداعظم کی ابتدائی تعلیم 1876 میں قائم ہونے والے الفینٹ ورنا کیولر مشن اسکول بولٹن

مارکیٹ سے 1883 میں شروع ہوئی اس طرح اس درسگاہ سے انہوں نے چوتھی جماعت تک گجراتی میں تعلیم حاصل کی پھر ان کے والد محترم جو نہ صرف ایک معزز و معروف تاجر تھے بلکہ وہ خود بھی ایک معروف مشن اسکول میں بطور استاد اپنی خدمات انجام دیتے تھے انہوں نے ان کا (قائد کا) چرچ مشن اسکول کے بجائے (1885 میں سرسید احمد خان کے مدرستہ العلوم علی گڑھ کے دس سال بعد قائم ہونے والے) سندھ مدرستہ الاسلام میں داخلہ 4 جولائی 1887 میں انگریزی کی پہلی جماعت میں دلوایا مگر پھر قائد چند ماہ بعد ہی یہ مدرسہ بھی چھوڑ کر کراچی سے پرانی بمبئی (موجودہ ممبئی) تک کا اپنی زندگی کا پہلا اور لمبا سمندری سفر کیا اور بمبئی (موجودہ ممبئی) چلے گئے جہاں ان کے ماموں قاسم رہائش پزیر تھے یہاں سے قائد کی ساری زندگی سفر میں ہی گزری اگرچہ یہاں ممبئی میں انہیں کراچی سے زیادہ تعلیم کے مواقع میسر آئے یہاں ان کا داخلہ انجمن اسلام ہائی اسکول کی پھر انگریزی کی پہلی جماعت میں ہوگیا یہاں بھی قائد زیادہ عرصے نہ ٹھر سکے کیوں کہ وہ اپنی والدہ سے بے حد محبت کرتے تھے اس لئے وہ ان سے زیادہ دن کی دوری برداشت نہ کرسکے اس لئے وہ اپنی والدہ کی محبت میں بیتاب ہو کر ایک بار پھر کراچی چلے آئے جہاں قائد اپنی والدہ سے بے انتہا محبت کرتے تھے تو وہیں ان کی والدہ بھی اپنے اس عظیم بیٹے کو بے انتہا چاہتی تھیں اور وہ انہیں پیار سے محمد

کہہ کر پکارتی تھیں یہاں کراچی پہنچ کر ان کا داخلہ ایک بار پھر سندہ مدرستہ الاسلام میں 23 دسمبر 1887 میں ہوگیا اللہ تعالی نے انہیں اچھا ذہن عطا کیا تھا انہیں جب اور جہاں کوئی بھی موقع ملتا وہ وقت ضیاع کئے بغیر اپنی پڑھائی جاری رکھتے ان کے ریکارڈ سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے والد ممبئی گئے تو وہاں بھی فوری طور پر ان کا اسکول میں داخلہ کروایا اور جب یہ واپس کراچی آئے تو یہاں بھی انہیں داخلہ دلوانے میں تاخیر نہ کی انہوں نے کسی بھی حال میں تعلیم کو نظرانداز نہ ہونے دیا یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا اور یہ زمانہ ہے 1890 کا جب محمد علی جناح پانچویں جماعت میں تھے جبھی ان کے والد نے ان کو انگلستان بھیجنے کا ارادہ کرلیا تھا تو ادھر ان کی محبت کرنے والی والدہ کا یہ اصرار بھی زور پکڑتا جارہا تھا کہ ہمارے محمد کی پہلے شادی کر دی جائے تو پھر ولایت بھیجا جائے ان کی والدہ کی صحت بھی اچھی نہ تھی اور ان کو یہ اندیشہ بھی تھا کہ ان کا بیٹا محمد کہیں ولایت سے کوئی میم نہ لے آئے آخر کار ان کی والدہ کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے محمد علی جناح جو خود ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے تھے ان کی امر بی سے نکاح ہوگیا ہاں البتہ ! ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی یوں محمد علی جناح نے 31 اکتوبر 1892 کو چرچ مشن ہائی اسکول کی چھٹی جماعت چھوڑی اور جنوری 1893 میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان روانہ ہوگئے یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے والد کو خط لکھا کہ مجھے لندن میں رہنے کی اجازت دیجئے تاکہ میں یہاں

قانون کی تعلیم حاصل کرلوں ان کے والد نے کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں اس کی اجازت دے دی اور پھر یوں انہوں نے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اہلیت اور درسگاہ کے احاطے میں قدم رکھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ایک ابتدائی امتحان دیا یعنی یہ درسگاہ میں داخلے کا امتحان تھا
یہ امتحان انہیں یوں بھی دینا پڑا کہ قائد صرف چھٹی جماعت پاس تھے اور اس درسگاہ میں داخلے کی اہلیت میٹرک تھی واضح ہو کہ اس زمانے میں میٹرک دسویں کو نہیں بلکہ ساتویں کو کہتے تھے آخرکار 5 جولائی 1893 کو لنکنز ان میں قائد کو داخلہ مل گیا اس زمانے میں لندن میں بیرسٹری کی تعلیم کے لئے چار ادارے تھے جن کو ان کہتے تھے اور یہ اب بھی موجود ہیں یوں 1896 کے وسط میں آپ لندن سے وطن واپس آئے تو اس وقت تک ان کا گھرانہ کراچی سے ممبئ منتقل ہو چکا تھا اور امر بائی کا بھی انتقال ہو چکا تھا اس طرح قائد بھی ممبئ چلے گئے اور یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپولو ہوٹل میں کمرہ نمبر 110 کرائے پر لے کر اقامت اختیار کی اور 24 اگست 1896 کو ہائیکورٹ کے رجسٹر میں اپنا نام درج کروایا اور باقاعدگی سے وکالت کرنے لگے ان دنوں مسلمانوں کی حالت سخت خراب تھی یہ 1906 کا زمانہ ہے واقعات بتاتے ہیں کہ اس دوران آپ کی سیاسی اور پارلیمانی زندگی کی ابتدا ہوئی کہ جب کلکتہ میں کانگریس کا سالانہ اجلاس ہوا تو انہیں اس اسلامی قانون اور برطانوی عدالتی کارروائی پر اظہار خیال کا

پورا موقع ملا یہ قائد کی پہلی تقریر تھی جسے مؤرخ ان کی مذہبی و سیاسی تقریر قرار دیتے ہیں جو کسی پلیٹ فارم سے ہوئی تھی اس وقت تک آل انڈیا مسلم لیگ قائم نہیں ہوئی تھی جبکہ اس کی بنیاد انہی دنوں یعنی 30 دسمبر 1906 میں ڈھاکہ میں رکھی گئی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کی سب سے بڑی انجمن موجود تو تھی مگر وہ صرف ایجوکیشنل یعنی تعلیمی تھی جبکہ آل انڈیا نیشنل کانگریس کے نام سے ایک سیاسی جماعت انگریزوں نے قائم کر رکھی تھی اور مسلم وقف علی الاولاد کا مسئلہ اور اس کا 1906 میں تازہ ہونا بیرسٹر جناح کی شہرت و کامیابی کا پہلا زینہ ثابت ہوا اس مسئلے پر ان کی کاوش، ذہانت و قابلیت نے مسلمانان ہند کے دل جیت لئے اور 26 دسمبر 1907 میں جناح نے کانگریس دوسرے گروہ کا ساتھ دیا کیوں کہ کانگریس کے ڈیلی گیٹس دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے ایک گروہ انتہا پسندوں کا تھا اور دوسرا اعتدال پسندوں کا 1909 میں جناح ممبئی کے مسلم حلقے سے منتخب ہو کر امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں پہنچے یہاں آپ کا مقابلہ مولوی رفیع الدین سے تھا جو آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے ان کو انتخاب میں شکست دی اسی طرح 1913 میں مسلمان وقف ویلیڈیٹنگ بل کے بارے میں سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں تقریر کے اس بل کی منظوری وائسرائے نے 7 مارچ کو دی اور قانون بن گیا جو مسلمانان برعظیم کے حق میں عظیم الشان اہمیت کا قانون تھا اسی سال 23-22 مارچ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس لکھنو میں خصوصی دعوت

پر شرکت کی اور اسی اجلاس میں سیلف گورنمنٹ سوٹ ٹو انڈیا کے لئے مسلم لیگ کا جدید نعرہ اور مطالبہ منظور کرلیا گیا پھر آپ لندن روانہ ہوئے اور 25 جون کو کیکسٹن ہال ویسٹ منسٹر میں لندن انڈین ایسوسی ایشن کے قیام پر تقریر کی مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن نے جو مسجد کانپور کے سلسلے میں لندن میں پہلے ہی سے موجود تھے ان کو آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن 10 اکتوبر کو بنایا ان حضرات نے وہیں آپ سے دستخط لئے لندن سے واپسی پر انہوں نے انجمن ضیاالاسلام ممبئی کے جلسے کی صدارت 20 دسمبر کو کی اور 27 دسمبر کو کانتیس کے اجلاس کراچی میں شریک ہوئے اور پھر یہاں سے آپ سیدھے آگرا چلے گئے اور وہاں آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اس وقت قائد اس کے باقاعدہ ممبر بن چکے تھے 1916 میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس جو لکھنو میں 30 اور 31 دسمبر کو منعقد ہوا اس میں صدارت کی مجلس استقبالیہ کے چیئرمین نے آپ کو شاندار خراج تحسین یہ کہہ کر پیش کیا کہ اگرچہ یہ عمر کے لحاظ سے نسبتاً جوان ہیں لیکن انہوں نے ملک کی عوامی زندگی میں اپنا امتیاز قائم کرلیا ہے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے دوبارہ رکن منتخب ہوئے ممبئی کی پوانشل کانفرنس منعقدہ احمد آباد کی صدارت آپ نے اسی سال 21 اکتوبر کو کی اور مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ انتخاب کی وکالت بھی کی مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان ہندو مسلم مفاہمت اور سمجھوتے کی صورت میں مشہور میثاق لکھنو بھی آپ ہی کی کوششوں سے وجود میں آیا اور اس پر دستخط ثبت ہوئے اور اس معاہدے

کے ہیرو اور چیمپئن اور سفیر اتحاد قرار پائے
میں یکم جنوری کو کلکتہ میں ہونے والے مسلم لیگ کے اس اہم اجلاس سے 1928
خطاب کرتے ہوئے آپ نے یہ اعلان کیا کہ برطانیہ عظمی کے خلاف یہ دستوری اعلان جنگ ہے ہماری مساوی حصہ داری سے انکار کیا گیا ہے ہم لوگ جدید تعلیم و تلقین کی مخالفت اپنی بھرپور قوت سے کریں گے جلیانوالہ باغ جسمانی (New Doctring) قصابی تھی اور سائمن کمیشن ہماری روح کو ذبح کرنے کی تدبیر ہے مسٹر جناح اور ان کے قریبی رفیق مولانا محمد علی جوہر دونوں یورپ میں تھے اس سال کے اواخر میں نہرو رپورٹ ان کو باہر ہی بھیجی گئی اور اس کی ایک کاپی بحری جہاز پر جون میں ان کو ملی انہوں نے نہرو رپورٹ کی سخت مخالفت کی اور مولانا محمد علی جوہر نے بھی مخالفت کی انہوں نے دسمبر میں مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ میں شرکت کی اور وہ اجلاس ہی میں علاضی صدارت سے ریٹائر ہوگئے 1929 میں مارچ میں قائد نے اپنے چودہ نکات مرتب کئے یہ اکثریت سے مفاہمت کی ایک تجویز تھی انہوں نے وزیراعظم انگلستان مسٹر ریمزے میک ڈونلڈ کو ایک خط لکھا اور گول میز کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی 1930 میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد کے دوران، جس میں علامہ اقبال نے دسمبر میں مسلم انڈیا ودان انڈیا کی تجویز پیش کی قائداعظم گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جاچکے تھے اور وہ برعظیم کے معاملات سے اس قدر دلبرداشتہ

ہو چکے تھے کی لندن ہی میں رہ جانے کا فیصلہ کر لیا یہ فیصلہ ایک خود اختیاری جلاوطنی تھی
انہوں نے ویسٹ ہیتھ لندن میں ایک گھر بھی خرید لیا اور پریوی کونسل میں بیرسٹر کی
حیثیت سے پریکٹس بھی شروع کر دی 1933 میں مسلم لیگ کا دہلی میں نومبر کے مہینے
میں ایک اجلاس ہوا ایک گروپ نے جس کو مسٹر ایم اے جناح کی ملک میں واپسی اور
متوقع موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ایک قرارداد منظور کی لیگ دو گروپوں میں بٹ گئی تھی
اسے یکجا کرنا تھا اور یوں 1934 میں آل انڈیا مسلم لیگ کی صفوں میں پڑنے والا یہ
رخنہ 4 مارچ کو دونوں حلقوں کے مشترکہ اجلاس سے دور ہوا اور ایک قرارداد منظور
کی گئی کہ اس تفرقے کو دور کیا جائے اس مسٹر جناح کو متحد جماعت کا صدر منتخب کیا
جائے ایک ہی ماہ کے اندر مسٹر جناح کی آمد پر ان کا بڑا گرم جوشی سے استقبال ہوا اور
انہوں نے مسلم لیگ کی تنظیم کا کام شروع کیا 1936 میں آل انڈیا مسلم لیگ کے
اجلاس میں نوابزادہ لیاقت علی خان کو تین سال کے لئے اعزازی سیکریٹری منتخب کیا گیا
میں اکتوبر کے مہینے میں لکھنو میں مسلم لیگ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی 1937
صدارت مسٹر جناح نے کی انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں بہ آواز بلند کہا کہ قوم
کی حکومت، قوم پر مشتمل، قوم کی خاطر اور کہا کہ فیصلہ کرنے سے پہلے سو مرتبہ غور کرو
جب فیصلہ کر لو تو پھر متحد ہو کر فرد واحد کی طرح مستعدی سے کھڑے ہو جاؤ اور قدم
جمالو، صداقت اور وفاداری سے کام لو، تو میں پورا بھروسہ رکھتا ہوں کہ کامیابی
تمہاری ہوگی اس طرح کلکتہ میں اپریل 1938 میں

مسلم لیگ کے ایک خصوصی اجلاس سے مسٹر جناح نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ
کسی شخص پر انحصار نہ کرنا بس صرف اپنی فطری و طبعی قوت پر انحصار کرنا چاہئے
مسلمانوں نے ابھی تک یہ محسوس نہیں کیا ہے کہ ان کے اندر کیسی طاقت اور کیسی قوت
پوشیدہ ہے اگر یہ صحیح طریقے سے منظم و مرتب اور متحد ہو جائیں تو ایک چٹان ہیں اسی
سال دسمبر کے مہینے میں مسلم لیگ کا ایک سالانہ اجلاس پٹنہ میں ہو اور یہیں سے وہ
قائداعظم مشہور ہوئے مسلمانان ہند کے دو عظیم رہنما ڈاکٹر اقبال اور مولانا شوکت علی
نے رحلت کی اور ایک اور عظیم شخصیت، عالمی عظمت کی حامل شخصیت، مصطفےٰ کمال نے
بھی کوچ کیا اس اجلاس میں ان سب کی وفات پر تعزیتی قراردادیں منظور ہوئیں 1939
کو عید کے روز 13 نومبر کو قائداعظم کی تقریر نشر ہوئی جس میں انہوں نے کہا کہ یہ
واقعہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کو خلیفہ اللہ کہا گیا ہے یہ لقب ہم لوگوں پر یہ فرض
عائد کرتا ہے کہ قرآن مجید کا اتباع کریں اور دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو
سلوک اللہ کا ساری انسانیت کے ساتھ ہے اور مارچ 1940 میں لاہور میں مسلم لیگ کا
ایک اہم اجلاس قائد کی صدارت میں ہوا اور وہاں قرارداد منظور ہوئی جو بعد میں
قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی جس میں قائداعظم نے اپنے خطبہ صدارت
میں کہا تھا کہ ہم لوگ برطانوی حکومت سے اس کی ضمانت چاہتے کہ ہندوستانی فوجوں
کو کسی مسلمان ملک میں یا مسلمان طاقت کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا اور یہ
ضمانت حکومت کو دینی پڑے گی

دسمبر کو ان کی چونسٹھویں 64 ویں سالگرہ مسلم لیگ نے سرکاری طور پر کراچی میں 25
منائی اور ایک سو پینسٹھ ان کی خدمت میں پیش کیا اس موقع پر انہوں نے کہا کی اسلام
توقع رکھتا ہے کہ ہر مسلمان اپنا فرض ادا کرے گا اور 1942 میں الہ آباد کے اجلاس
سے قائد اعظم نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ اب ہمیں بولنا کم ہے اور کرنا زیادہ
ہے انہوں نے کرپس کی تجاویز پر تفصیل سے گفتگو کی اور اس کے مختلف پہلوؤں کی خوبی
کو واضح کیا اس اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعے اختیارات کلی قائد اعظم کو سونپ
دیئے اور سارے اجلاس نے بجز ایک شخصیت مولانا حسرت موہانی کے بالاتفاق اس
قرارداد کی حمایت کی مولانا نے اس سے اختلاف کیا تو اجلاس نے بیٹھ جایئے، بیٹھ
جایئے کا شور برپا کیا قائد اعظم نے مجمع کو خاموش کیا اور کہا کہ آزادی تقریر ہر ایک کا
پیدائشی حق ہے آپ مولانا کو اس حق سے نہیں روک سکتے ان کو موقع دیجئے کہ اپنا
خیال پیش کریں اور اسی سال ماہ اکتوبر کو قائد اعظم نے عید پر ساری قوم کو پیغام دیا
جس میں انہوں نے کہا کہ یہ عالمگیر جنگ مسلمانوں کی سرزمینوں پر دوسرے میدانوں
کے مقابلے میں کچھ کم نہیں ہے مسلم ممالک اور سرزمینیں بھی میدان جنگ بنی ہوئی ہیں
بلکہ سیاسی اور فوجی اعتبار سے نہایت اہم مقامات اور مراکز مسلم ممالک ہی میں ہیں
میں آل انڈیا مسلم لیگ کا آخری اور تاریخی اجلاس کراچی میں ہوا مگر اس سے 1943
پہلے ایک سالانہ اجلاس اپریل کے مہینے میں

دہلی میں ہو چکا تھا یہ برطانوی ہند کی راجدھانی کا آخری اجلاس تھا جس کے صدارتی
خطات نے قائد اعظم نے کہا کہ مسلم اقلیت کے صوبوں کو فراموش نہ کرنا یہی لوگ
ہیں کہ جب مسلم اکثریت کے صوبوں میں اندھیرا تھا انھوں نے سارے برعظیم میں
روشنی بکھیری اجالا پھیلایا۔1944اس سال گاندھی اور قائداعظم میں گفت و شنید
ہوئی اس دوران قائد اعظم نے گاندھی کو قرارداد لاہور (پاکستان) پیش کی1945 کو
مرکزی اور صوبائی مجلس قانون ساز کے انتخابات ہوئے اور یہ انتخابات پاکستان کے
مسئلے پر ہوئے مسلم لیگ نے مرکز میں تمام مسلم نشتیں حاصل کرلیں اور غالب ترین
اکثریت صوبوں میں وائسرائے کی ایگزیکیٹیو کونسل میں توسیع کا اعلان ہوا وائسرائے
اور کانگریس دونوں میں سے کسی نے بھی مسلم لیگ کے اس دعویٰ کو نہ مانا کہ تمام
مسلمان ممبروں کی نامزدگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہی حاصل ہے 1946 اپریل میں
آل انڈیا مسلم لیگ لیجسلیٹرز کونشن اینگلو اردو کالج میں منعقد ہوا یہ تاریخی کونشن
حقیقت میں مسلم انڈیا کی پارلیمینٹ کا اجلاس تھا1947 وہ ماہ جون کی 3 تاریخ تھی
اس روز تقسیم کے منصوبے پر قائد نے اپنا پیغام نشر کیا (تقسیم سے قبل) آل انڈیا مسلم
لیگ کونسل کا آخری اجلاس دہلی میں منعقد ہوا قائد اعظم اس اجلاس میں جوں ہی داخل
ہوئے تو لوگوں نے شہنشاہ پاکستان کا نعرہ لگا کر استقبال کیا قائد اعظم نے سختی سے اس
تصور کی مخالفت کی اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ آئندہ اس لفظ کو پھر
زبان پر نہ لائیں اور پھر

بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ میں پاکستان کا سپاہی ہوں شہنشاہ نہیں کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت قرار دینے کا فیصلہ بھی اسی سال 19 جون کو کیا گیا 4 جولائی کو برٹش گورنمنٹ نے انڈین انڈیپنڈنٹ ایکٹ پاس کیا قائد اعظم اپنی بہن محترم فاطمہ جناح کے ہمراہ 7 اگست کو کراچی پہنچے 11 اگست کو پاکستان کا نسٹی ٹوئنٹ اسمبلی سے خطاب کیا اور مستقبل کی رہنمائی کی انہوں نے کہا کہ حکومت کا پہلا فریضہ امن وامان کو برقرار رکھنا ہے تاکہ مملکت کی جانب سے عوام کو ان کی زندگی، جائیداد اور مذہبی اعتقادات کے تحفظ کی پوری پوری ضمانت حاصل ہو اور آخرکار خدا خدا کرکے وہ دن بھی آیا جس دن کے لئے مسلمانان برصغیر نے زبردست قربانیاں دی تھیں وہ مبارک دن 27 رمضان المبارک 14 اگست کا تھا اس روز اختیار واقتدار منتقل کرنے کی تقریب ہوئی لارڈ ماؤنٹ بیٹن، لیڈی ماؤنٹ بیٹن، قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح جلوس کی صورت میں اسمبلی کے ایوان میں پہنچے اس تقریب میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ رواداری کی جو روایت اکبر اعظم نے قائم کی تھی پاکستان میں اسی کو اپنایا جائیگا قائداعظم تقریر کے لئے اٹھے اور انہوں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو جواب دیا کہ شہنشاہ اکبر نے غیر مسلموں سے جو رواداری برتی اور خیر سگالی کا جو مظاہرہ کیا وہ اس دور کی کوئی نئی پیداوار نہ تھی اس کی تعلیم 13 سو سال قبل ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دی ہے اور صرف الفاظ ہی کی صورت میں نہیں دی بلکہ عمل کرکے بھی بتایا

ہے 1948 میں گورنر جنرل کی حیثیت سے ایچ ایم پی ایس دلاور کے قیام پر 23 جنوری کو خطاب کیا اور کہا کہ ادارہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں جو اصول درج ہیں میں ان کی مکمل حمایت کرتا ہوں لیکن ہم لوگ اپنی دفاعی تنظیم اور حصول قوت کی طرف سے آنکھ بند نہیں کر سکتے ہمارے اپنے ملک کی مدافعت و دفاع کی اولین ذمہ داری ہماری اپنی ہے 14 فروری کو سبی دربار سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے فرمایا کہ یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات ان سنہری ضوابط عمل کی تعمیل پر منحصر ہے کہ جو عظیم المرتبت مقنن پیغمبر اسلام نے عطا فرمائے ہیں آیئے ہم لوگ اپنی جمہوریت کی بنیاد اسلام کے سچے تصورات واصول پر استوار کریں خدا قادر مطلق نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے معاملات (امارت وحکومت) کی تمام بحث وتمحیص کو باہم مشاورت سے طے کیا کرو۔

اس سال 19 فروری کو ایک نشری تقریر کے ذریعے انہوں نے باشدگان آسٹریلیا کو مخاطب کیا کہ لیکن (دیکھنا) تم کسی غلطی میں نہ پڑنا پاکستان کوئی تھیوکریسی (پاپائیت) نہیں ہے نہ اس قسم کی کوئی اور چیز ہے قائداعظم نے 21 فروری کو ایک رجمنٹ ملیر کراچی کے آفیسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے آفیسروں کو یہ تلقین کی کہ اب تم لوگوں کو اس امر کی نگرانی کرنی ہے کی اسلامی جمہوریت (اسلامک ڈیموکریسی) اسلامی عدل اجتماعی (اسلامک سوشل جسٹس) اور انسان انسان کی برابری اور مساوات کی ترقی خود تمہاری اپنی سرزمین کے اندر ہو 21 مارچ کو قائداعظم نے ڈھاکا کے جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے دشمن جب قیام

پاکستان کی مہم کو روکنے میں ناکام ہوگئے تو اب انہوں نے اپنی اس نامرادی سے بدحواس ہو کر اس بات پر اپنی توجہ مرکوز کردی ہے کہ خود مملکت پاکستان کو درہم برہم کریں اور مسلمانان پاکستان کے اندر تفرقہ اندازیاں کریں اور ان کو باہم متصادم کریں یکم جولائی کو کراچی میں قائد اعظم نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں لازمی طور پر اپنی تقدیر سازی کا کام خود اپنے نظام اور اپنے سسٹم کی بنیاد پر انجام دینا ہے اور دنیا کے سامنے ایک معاشی و اقتصادی نظام (اکانومک سسٹم) پیش کرنا ہے جو مساوات انسانی اور عدل اجتماعی کے صحیح اور سچے اسلامی تصورات پر مبنی ہو اور پھر اسی سال 7 اگست کو عیدالفطر کے موقع پر میرے عظیم رہبر قائداعظم نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو آخری پیغام دیا اور اس میں فرمایا کہ میری آخری تمنا یہ ہے کہ عالم اسلام کا ایک متحد محاذ قائم کیا جائے، اور 14 اگست کو پاکستان کے پہلے یوم آزادی کے موقع پر قائداعظم نے قوم کو اپنا آخری پیغام دیا اس کے بعد وہ زیارت سے کراچی واپس تشریف لائے جو ان کی سرزمین پیدائش ہے اور یہیں آکر اس ملت کے پاسبان اور اسلام کے نشان محمد علی جناح نے 11 ستمبر کو آخری سانس لی اور کروڑوں محبت کرنے والوں کو چھوڑ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون (بحوالہ کتاب میرے قائداعظم)

آخر کار سچ امریکہ اور وزیر اعظم کی زبان پہ آ ہی گیا

صدر زرداری کی کمزور ہوتی حکومتی گرفت سے امریکا پریشان کیوں ہے؟
وزیر اعظم کا یہ کیسا سچ ہے؟ حکومت کا سربراہ میں ہوں زرداری نہیں....؟
حکومت + اوگرا+ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں اور + مظلوم عوام

گو کہ دنیا کے ہر مہذب معاشرے کی بنیاد سچ کی پروش کی ہی پاداش میں کھڑی کی جاتی ہے مگر دوسری طرف اُس معاشرے کا بھلا کیا کیا جائے کہ جس معاشرے کی بنیاد تو حق و سچ کے اصولوں پر تو رکھی جائے مگر بعد میں اِس معاشرے کی بنیادوں میں جھوٹ اور مکروفریب کی مصنوعی خوبصورتی کی آمیزش شامل کرلی جائے تو کسی ایسے معاشرے کا کیا بنے گا؟ جس کا اپنا دامن ہی رفتہ رفتہ جھوٹ اور مکروفریب کے ناسور سے جگہ جگہ سے چھلنی ہوگیا ہو تو پھر ایسا معاشرہ اور اِس معاشرے کے لوگ دنیا کے کسی بھی تہذیب یافتہ قوم کے مدمقابل کیسے کھڑا ہو سکتے ہیں کہ جس معاشرے کی خاصیت ہی یہ ہو کہ اِس معاشرے کا ہر فرد یہ جانے کہ جھوٹ تمام گناہوں کی ماں اور سچ سب برائیوں کا علاج ہے اور اِسی طرح دنیا کا جو بھی معاشرہ اِس کلیہ پر سختی سے کاربند رہا کہ سچائی کامیابی کا سبب اور جھوٹ رسوائی کا موجب ہے تو دوسری طرف یہ اِس پر بھی ڈٹا

رہا کہ سچ کہنے کی عادت ڈالو چاہے وہ کتنی ہی کڑوی ہو سچ سننے کی عادت ڈالو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو تو اِسے معاشرے نے ہی دنیا میں اپنا مثالی کردار ادا کیا اور آج بھی دنیا کی بہت سی اقوام اُس معاشرے کی تقلید کرتے ہوئے خود کو اِس جیسا بنانے کی جستجو میں مگن دکھائی دیتی ہیں کہ جن کی عمارت سچ کی مضبوط بنیادوں پر کھڑی ہیں۔

تھامس بروکس کا ایک قول ہے کہ سچائی ایک بہت بڑی قوت ہے جو بالآخر غالب آ کر ہی رہتی ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس خبر نے یہ ثابت کردیا ہے کہ سچ چھپائے نہیں چھپتا اور جھوٹ چلائے بھی نہیں چل سکتا اور اِس کے ساتھ ہی اِس خبر نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی بھی کردیا ہے کہ جو گزشتہ دنوں ہمارے ہر اخبار اور چینل کی پہلی خبر بنی رہی کہ " دو معتبر امریکی اخبارات نے متواتر اپنی رپورٹس میں اِن خدشات کا کھل کر دعویٰ کیا ہے کہ اوباما انتظامیہ پاکستان میں بیشتر معاملات پر پاکستانی صدر آصف علی زرداری کی کمزور ہوتی ہوئی گرفت پر انتہائی پریشان ہے اِس حوالے سے یہاں میرے نزدیک یہ باعث تشویش ہے کہ آخر امریکا کو کیا پڑی ہے کہ وہ پاکستان میں صدر زرداری کی کمزور ہوتی حکومت سے پریشانی میں مبتلا ہے اس لئے کہ پاکستان میں کسی کی حکومت بنانے اور کسی کو حکومت سے ہٹانے میں امریکا کا پورا ہاتھ ہوتا ہے اور اِس بار بھی جلد ہی امریکا یہ چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح سے صدر

زرداری کی حکومت کو مستحکم کیا جائے یا اگر اِس سے بھی کوئی کام نہ بنے تو اِن کی حکومت ختم کرکے اپنی مرضی کا کوئی صدر پاکستان میں جلد لایا جائے جبکہ اِس کے ساتھ ہی آگے چل کر اِن رپورٹس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امریکا کو اب یہ یقین ہوگیا ہے کہ پاکستان میں صدر آصف علی زرداری کی حکومت بہت جلد اپنے خاتمے کے قریب پہنچ گئی ہے جس کے مطابق واشنگٹن پوسٹ نے پاکستانی صدر آصف علی زرداری کے دل کو ہلا دینے والی سچ سے قریب تر ایک رپورٹ میں تحریر کیا ہے کہ زرداری کی سیاسی کمزوریاں پاک امریکی تعلقات کے لئے اضافی خطرہ ہیں اور اوباما انتظامیہ کو یہ خدشہ بھی ہے کہ پاکستانی صدر زرداری کی پوزیشن کمزوری کی طرف تیزی سے گامزن ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس اخبار نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اور اگر زرداری اپنا عہدہ بچانے میں کامیاب ہوگئے تو بھی یہ صرف ایک علامتی صدر بن کر رہ جائیں گے اِس کے علاوہ اِس اخبار نے اپنا خدشہ اِس سچ کے ساتھ تحریر کیا ہے فوج انہیں پسند نہیں کرتی جبکہ اپوزیشن اور اپنے وزیراعظم کی طرف سے بھی انہیں چیلنجز درپیش ہیں اور اِسی طرح اِس اخبار نے اپنی اِس رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ این آر او کا قانون بھی 28 نومبر 2009 کو ختم ہوچکا ہے اور صدر زرداری کو بدعنوانی کے الزامات کا بھی سامنا ہے اور اِس کے ساتھ ہی امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے اپنی اِس رپورٹ میں یہ بھی کھل کر لکھا ہے کہ پاکستانی صدر آصف علی زرداری کو منتخب حکومت کی برطرفی اور اعلیٰ فوجی قیادت کی تقرری کے اختیارات سے محرومی کا چیلنج

بھی درپیش ہے۔

میرے خیال میں ایک ایسے وقت میں کہ جب پاکستان میں جمہوریت کا پودا ابھی پوری طرح سے اپنی جڑیں پھیلا بھی نہیں پایا ہے امریکی اخبار کو پاکستان کے منتخب صدر آصف علی زرداری سے متعلق ایسی رپورٹیں شائع کرنے سے اجتناب برتنا چاہئے کہ جس سے پاکستان میں منتخب صدر کی شخصیت کا کردار مشکوک ہوجائے اور ملک میں جاری جمہوری عمل رک جائے۔

یہ اور بات ہے کہ امریکی اخبار نے جتنا لکھا اور جو لکھا وہ یقیناً سچ پر مبنی ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی مگر جیسا بھی ہے امریکی اخبارات کو پاکستانی صدر زرداری سے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے پاکستان میں جاری جمہوری عمل کے بارے میں یہ بھی ضرور سوچنا ہوگا کہ یہ وقت پاکستان میں جمہوری عمل کو پروان چڑھانے کا ہے ناں کہ اِس عمل میں روڑے اٹکانے اور پاکستانی جمہوری حکومت کو ختم کرنے کا وقت ہے۔

پاکستان کی حکومت اور عوام کے لئے بھی امریکی اخبارات کا یہ طرزِ عمل باعث تشویش ہے کہ امریکی اخبارات پاکستان سے متعلق اتنے سچ کا سہارا کیوں لیتے ہیں کہ بسا اوقات پاکستان میں چلتی ہوئی اچھی بھلی جمہوری حکومت اِن کے سچ

کی وجہ سے ختم ہوجاتی ہیں ابھی عوام امریکی اخبارات میں چھپنے والی اِن سچی رپورٹوں پر ہی تشویش میں مبتلا تھے تو اُدھر ہی دوسری طرف پاکستانی وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے اِس سچ پر مبنی بیان نے پاکستانی صدر آصف علی زرداری اور قوم کو بھی تذبذب ڈال دیا ہے کہ "اِس وقت ملک پر حکومت صدر آصف علی زرداری نہیں بلکہ وہ خود کر رہے ہیں اور میں ہی چیف ایگزیکیٹو کی حیثیت سے حکومتی سربراہ ہوں، صدر زرداری نہیں البتہ انہوں نے اتنا کچھ کہنے کے بعد اتنا ضرور کہا کہ میرے ساتھ صدر کے اختلافات کی خبریں بے بنیاد ہیں اوراِس کے ساتھ ہی اِن کا اِس عزم کے ساتھ یہ کہنا تھا کہ پاکستان کی لیڈر شپ متحد ہے۔؟

میرے خیال سے اگر وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کے اِس سچ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات حقیقت معلوم دیتی ہے اور واقعی ایسا ہی لگتا ہے کہ ملک پر حکومت صدر آصف علی زرداری نہیں بلکہ وزیر اعظم خود کر رہے ہیں کیوں کہ اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی بھی ملکی معاملے میں کہیں بھی کوئی ٹھہراؤ نظر نہیں آرہا ہے۔ وزیر اعظم صاحب ! ذرا معاف کیجئے گا! اور آپ بھی اِس سچ کو تسلیم کریں آپ کے تمام اچھے احکامات اور اقدامات اپنی جگہ ہیں مگر یہ بھی آپ مانیں کہ آپ کی طبیعت میں بھی ذرا ٹھہراؤ کا فقدان ہے اگر آپ کی طبیعت سے ٹھہراؤ میں کمی کی یہ خامی ختم ہوجائے تو آپ کے اِب تک ملکی

اور بین الاقوامی طور پر کئے گئے بہت سے اقدامات بھی ملک اور قوم کے لئے کارآمد ہو جائیں۔ اور جہاں تک آپ کی یہ بات ہے کہ پاکستان کی لیڈر شپ متحد ہے ....؟ تو اِس حوالے سے ایک میں ہی کیا پورا پاکستان اور ساری دنیا بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتی اور محسوس بھی کرتی ہے کہ پاکستان کی لیڈر شپ متحد نہیں ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ پاکستان کی لیڈر شپ متحد کیوں نہیں ہے۔ اور اگر کوئی انہیں متحد کرنا بھی چاہے تو یہ کسی بھی صورت میں متحد نہیں ہو سکتے کیوں کہ اِن میں برداشت اور عفو و درگزر کا مادہ ہی نہیں کہ یہ ایک دوسرے کو برداشت کرسکیں۔ اور جس دن پاکستان کی لیڈر شپ میں ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور عفو و درگزر کا عنصر پوری طرح سے غالب آجائے گا تو اُس دن پاکستان کی لیڈر شپ متحد ہو جائے گی۔ اِن تمام باتوں کا اصل نچوڑ یہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کے پودے کو ابھی اچھی طرح سے جڑ تو پکڑنے دیا جائے اور ایک اِیسا قدآور درخت تو بنے دیا جائے کہ اِس کے سائے سے پاکستانی عوام اور سیاستدانوں مستفید تو ہو سکیں ابھی سے یوں ہی ملکی اور عالمی طور پر پاکستان کے جمہوری عمل کے ننھے سے پودے کو یوں تنقیدوں کا نشانہ بنا کر اِسے مرجھانے کے لئے نہ چھوڑ دیا جائے کہ پاکستان میں جمہوریت کا جاری عمل رک جائے اور پاکستان میں جمہوریت کا شیرازہ بکھر جائے۔ اور اِس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان پر اپنی

حکمرانی کے نشے میں ایک بار پھر کوئی جابر فاسق و فاجر آمر امریکی اشاروں پر اپنے بوٹوں تلے جمہوریت کے پودے کو مسلتا ہوا مسلط ہو جائے۔ اور ہم اپنی بغلیں جھانکتے رہ جائیں۔

بہر کیف ! چلتے چلتے میں آج کے اپنے اِس کالم میں اِس کا بھی تذکرہ انتہائی افسوس کے ساتھ کرتے چلوں کہ حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے تمام اختیارات اوگرا کو دے کر ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے ساتھ اپنے ظلم کی انتہا کردی ہے اور یہ سب کچھ ایک ایسی حکومت کے دور میں کیا گیا ہے کہ جس کا برسوں سے یہ ایک ہی روٹی، کپڑا اور مکان کا انتہائی دلفریب نعرہ ہے کہ جس کے جھانسے آ کر قوم اِسے ووٹ دے کر اقتدار سونپتی ہے جی ہاں ! اِس ہی حکومت نے عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیسنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا تعین کا حق اوگرا کے ہاتھوں میں دے کر جو ستم پاکستانی قوم کے ساتھ کیا ہے اِس پر پوری پاکستانی قوم حکمرانوں سے یہ سوال کرتی ہے کہ اگر حکومت نہیں چلا سکتے تو اپنے عہدوں سے مستعفی کیوں نہیں ہو جاتے؟ کیا عوام پر ظلم و ستم کرنے کے لئے ہی مسندِ حکمرانی پر قابض ہوئے ہیں؟ گزشتہ دونوں ایام میں عیدالضحیٰ میں جب پوری پاکستانی قوم سنت ابراہیمی ادا کرنے کے لئے قربانی کے جانور پر چھری پھیر رہی تھی تو اُدھر ہی دوسری طرف موجودہ حکومت نے آئی ایم ایف جیسے دنیا کے بڑے سود خور ادارے کی خوشنودی کے لئے اِس کے

ظالمانہ مشورے پر ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا فیصلہ کرلیا اور جیسے ہی پاکستانی قوم ایام بکرا عید سے جانوروں کے گلوں پر چھری پھیر کر فارغ ہوئی تو ویسے ہی اِس ظالم حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کر کے عوام گلے پر مہنگائی کی چھری پھیر کر عید کا تحفہ دیا جو سراسر ظلم ہے۔

جمہوریت کو این آر او سے سینچنا

جمہوریت کو این آر او سے سینچنا حکمرانوں کی بڑی غلطی ہو گی

حکمران جماعت میں انتقامی سیاست کا رجحان

سیاست کرنا تحمل مزاجی اور تدبر والوں کا کام ہے....؟

ذوالفقار مرزا کی پریس کانفرنس ایم کیو ایم اور سندھ کی سیاست

ایک ایسے وقت میں کہ جب پورے ملک میں این آر او کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت این آر او پر ہونے والی تنقیدوں کی پرواہ کئے بغیر ہی ملک میں جمہوریت کو این آر او سے سینچنا چاہ رہی ہے جو کہ حکمرانوں کی ایک بڑی غلطی ہے کیونکہ کوئی بھی ایسا غیر قانونی عمل دنیا کی کسی بھی جمہوریت کے لئے ہرگز سودمند ثابت نہیں ہوسکتا کہ جس پر عوامی اور سیاسی آراءاِس کے کھلم کھلا مخالف ہو۔ اوراِن حالات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت این آر او کی حمایت وجہ کی سے حسب روایت ایک بار پھر اسٹیبلشمنٹ کی سازشوں کے حوالے سے ایک تر نوالہ بن چکی ہے اوراِس سے قطعاً انکار نہیں کہ اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے اِس حکومت کے خلاف ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ یہ حکومت اپنی مدت پوری نہ کرسکے اور یہ حکومت تنگ آ کر

اپنا اقتدار خود چھوڑ جائے۔اِن حالات میں تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی والے حالات کی نزاکت کو سمجھتے اور اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے اپنی حکومت کے خلاف کی جانے والے تمام سازشوں کا اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر مقابلہ کرتے اور یہ ثابت کرتے کہ ہماری حکومت ہر اعتبار سے مستحکم ہے اور ہم اپنی حکومت کے خلاف کی جانے والی اندورنی اور بیرونی سازش کو اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر ناکام بنادیں گے۔

مگر ہائے رے افسوس کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت یہ بات سمجھنے سے قاصر نظر آتی ہے اور وہ یہ بات بھی شائد بھول رہی کہ پرویز مشرف جیسا آمر بھی پورے ملک سے اپنی مخالفت کے باوجود اپنی حکومت کے نو سال محض اپنی اِس حکمت عملی پر ڈٹ کر گزار گیا کہ اِس نے دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی پر اپنا مکمل طور پر اثر ورسوخ رکھنے والی سندھ کی ایک بڑی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کے ساتھ اپنے سیاسی روابط برقرار رکھے اور اِن کے ہر مفید سیاسی مشوروں اور حکمتِ عملیوں کو اپنے دور اقتدار کا اہم حصہ بنائے رکھا اور اپنے دورِ حکومت کے آخری ایام تک وہ اِن سے مستفید ہوتا رہا اور جب اِسے اِس جماعت نے اقتدار چھوڑنے کا مشورہ دیا تو وہ بھی اِن کے اِس مشورے پر لبیک کہتا ہوا اپنے اقتدار کو خیر باد کہہ گیا اور پورے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ رخصت ہوا۔

جبکہ میرے نزدیک پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت اِس معاملے میں اپنے پیش رو مشرف کی حکمت عملی کے بلکل برعکس کام کرتی نظر آتی ہے اور یہ کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت مرکز اور صوبے سندھ میں اپنے اِس بڑے اتحادی ایم کیو ایم کے ساتھ روکھا پھیکا سیاسی رابطہ قائم رکھے ہوئے ہے جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے لئے موجودہ حالات میں کسی بھی صورت میں درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کو ایم کیو ایم کے خلاف نازیبا بیان استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ جس طرح کہ گزشتہ دنوں یعنی عید سے دو روز قبل پیپلز پارٹی سندھ کے میڈیا سیل کی افتتاحی تقریب کے بعد بلاول ہاؤس میں وزیر داخلہ سندھ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی انتہائی تلخ لہجے میں ہونے والی پریس کانفرنس نے سندھ کے پرامن سیاسی ماحول میں ہلچل پیدا کرکے سیاسی تجزیہ نگاروں کو بھی پراگندہ کردیا ہے۔ جس میں انہوں نے سندھ میں اپنے اتحادی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان (ایم کیو ایم) سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ نے ساڑھے 3ہزار مقدمات افراد سے ختم کرائے اور اِس کے علاوہ انہوں نے اپنی اِس تلخ وترش پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر فاروق ستار ہم پر کرپشن کے الزامات لگانے کے ساتھ ساتھ عوام کو یہ بھی بتائیں کہ وہ 12 مئی 2007 کے سانحے کے بعد مشرف دور میں جیل کرپشن اور نوکریاں بانٹنے کے الزام میں گئے تھے یا پھر کراچی میں خون کے

بازار گرم کرنے کے الزام میں اور فاروق ستار نے پرویز مشرف کے حکم پر کراچی کو 12 مئی 2007 کے دن بلاک کیا۔ میرے خیال سے یہ بات کسی بھی صورت میں زیب نہیں دیتی کہ حکمران جماعت محض حکمرانی کے نشے میں اپنی اتحادی جماعت کے خلاف ایسے نازیبا الفاظ استعمال کریں کہ جس سے ملک میں جاری جمہوری عمل کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ اور ملک میں 18 فروری 2008 کے انتخابات کے بعد اگنے والے جمہوریت کے پودے کو کچلنے کے لئے برسرِ اقتدار جماعت خود ہی ایک کالے قانون این آر او کو تحفظ دینے کے خاطر کیوں انتقامی سیاست کے خاردار پودے کو سینچ کر پروان چڑھا رہی ہے۔ میرے خیال سے شائدِ اِسے اِس بات کا کوئی اندازہ نہیں کہ اِس کی اِس ذرا سی غلطی سے اِس کا اپنا موجودہ بھی پارہ پارہ ہو کر بکھر جائے گا اور یہ حکومت اپنے ہی ہاتھوں کی جانے والی اِس سنگین غلطی کی وجہ سے قصہ پارینہ بن جائے گی۔ جبکہ یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی این آر او جیسے کالے قانون کی حفاظت کرنے کے بجائے اِسے اپنی پوری قوت سے کالعدم قرار دینے کی اپنی ہر ممکن کوشش کرے اور اِس سلسلے میں حکمران جماعت خود اپنی حلیف اور حریف جماعتوں کے ساتھ مفاہمتی عمل کو جاری رکھتے ہوئے۔ اپنی کامیابی کی جانب آگے بڑھے۔

اگرچہ صدر مملکت آصف علی زرداری اور پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت نے اپنی پارٹی کے رہنماؤں کو سختی سے منع کیا ہے کہ وہ ایم کیو ایم کے خلاف

کسی ایسے بیان بازی سے اجتناب برتیں کہ جس سے ہمارے سیاسی اتحاد میں دوریاں پیدا ہوں۔ اور اِسی طرح دوسری طرف ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے بھی اپنے ایک بیان میں صدر مملکت آصف علی زرداری کے اِس بیان کا زبردست خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر زرداری کا بیان خوش آئند ہے اور ساتھ ہی انہوں نے اپنی جماعت ایم کیو ایم کے رہنماؤں کو بھی احتیاط سے بیانات دینے کی تاکید کی۔ اور اِس کے ساتھ ہی ایک وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ کا یہ بیان بھی حوصلہ افزا قرار دیا جاسکتا ہے کہ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اتحادی جماعتوں میں اختلافات ہیں نہ متحدہ حکومت سے الگ ہو رہی ہے۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف سازشیں کرنے والے نہیں چاہتے کہ ہم عوام کی خدمت کریں۔ میرے خیال سے اِس صورت حال میں دونوں سیاسی جماعتوں کی اعلیٰ قیادتوں کی جانب سے آنے والے بیانات نہ صرف ملکی بلکہ صوبے سندھ کے سیاسی ماحول میں مزید استحکام پیدا کرنے کے بھی باعث بنیں گے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ بات اَب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جب بھی حکومت آئی ہے یا پاکستان پیپلز پارٹی کو جب بھی اقتدار ملا ہے تو بد قسمتی سے اِسے ہر مرتبہ اپنے سیاسی حریفوں کی جانب سے شدید تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اِس طرح اِسے ٹارگٹ کیا گیا کہ بالآخر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو اپنی مدت سے قبل ہی اپنے

اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑا۔ مگر ہر مرتبہ کے برعکس اِس مرتبہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اِس بار پاکستان پیپلز پارٹی کی اِس حکومت کو دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنے ہی لوگوں کی جانب سے بھی اندورنِ خانہ شدید قسم کی تنقید اور تسلسل کے ساتھ اِس کی اَب تک کی حکومتی کارگزاری پر ٹارگیٹ بنانے کا سلسلہ شروع جاری ہے۔ تو دوسری طرف انہیں تنقیدوں کی وجہ سے صدر زرداری کی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی کا سیاسی امیج بھی نہ صرف عوامی سطح پر بلکہ عالمی حوالے سے بھی متزلزل ہو رہا ہے۔ اور یوں ملک میں پیدا ہونے والی غیر یقینی صورتحال کے باعث ملکی اور بین الاقوامی سطح کے سیاسی حلقوں میں یہ چہ میگوئیاں شروع ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اندورنِ خانہ اور باہر سے ہونے والی شدید مخالفانہ تنقید کے باعث صدر زرداری کے زیر سایہ قائم ہونے والی یہ حکومت اپنی مدت پوری ہونے سے بیشتر ہی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ختم ہو جائے۔

حالانکہ اِن گزرتے ہوئے لمحات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کو بھی اپنی سیاسی سوجھ بوجھ کے سہارے یہ فیصلہ ضرور کرنا ہوگا کہ آخر وہ کیا عوامل ہیں کہ نہ صرف ملک میں بلکہ عالمی سطح پر بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی اِس حکومت کو کیوں شدید تنقیدوں کا سامنا ہے کہ اِسے اپنی حکومت کے آئندہ سال گزارنے بھاری ہو رہے ہیں اور عوامی سطح پر اِس کی مقبولیت کا گراف کیوں

گرتا جا رہا ہے۔

الفرڈای سمتھ کا ایک مشہور قول ہے کہ " اگر انسان سیاسی میدان میں کچھ کرنے کا خواہش مند ہے تو اِس کے اندر بہت ضروری ہے کہ دوست بنانے اور انسانی فطرت کو سمجھنے کی صلاحیت بھی موجود ہونی چاہیے"یوں اِس قول کی رو سے یہ بات پوری سے واضح ہوئی کہ سیاسی میدان میں اترنے والے جس انسان میں یہ خصوصیات موجود ہوں وہ یقیناً ایک اچھا سیاستدان کہلائے جانے کا بھی مستحق ہے اور اگر جس کسی میں یہ عنصر ذرا برابر بھی موجود نہ ہو تو ایسا شخص نہ تو سیاسی میدان میں ہی اپنی کوئی پہچان بنوا سکتا ہے اور نہ ہی وہ معاشرے میں اپنی ذات کو دوسروں کے لئے کارآمد ثابت کرنے اور کرانے میں اپنا کوئی فعل کردار ادا کرسکتا ہے یوں ایسا شخص نہ تو اپنے ہی لئے بلکہ انسانیت کے لئے بھی بے مقصد اور ناکام حیثیت کا بن کر رہ جاتا ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا الفرڈای سمتھ کے اِس قول میں اُن لوگوں کے لئے بھی بڑی حکمت پنہاں ہے کہ جو سیاسی میدان میں گودنے کے خواہشمند ہیں اور وہ اگر واقعی یہ چاہتے ہیں کہ اپنی ذات سے انسانیت کے لئے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ سب سے پہلے اپنے اندر دوست بنانے اور انسانی فطرت کو اچھی طرح سے سمجھنے کی پوری صلاحیت پیدا کریں اور جب انہیں خود یہ یقین ہوجائے کہ اُن میں دوست بنانے اور انسانی فطرت کو سمجھنے کی صلاحیت جنم لے چکی ہے تو پھر یہ سیاسی میدان میں

قدم رکھیں۔ ورنہ یہ ایسے لوگوں سے یہ ہی کچھ ہوگا۔ (ختم شد)

کرپشن ملک کا کلچر بن گیا

کرپشن کو ملک کا کلچر کس نے بنایا حکمرانوں نے یا عوام نے۔۔۔؟
کرپشن ملک کا کلچر بن گیا ہمیں بھی کرپشن کا حق ہے۔۔۔۔۔؟
ہر دور میں ملک میں سارا کرپشن حکومتی اراکین نے کیا ہے۔۔۔۔۔
غالباً نصف صدی سے ہی ہمارے ملک میں یہ بحث عام ہے کہ پاکستان میں کرپشن کا ذمہ دار کون ہے؟ حکمران طبقہ ہے؟ یا ملک میں اپنی بڑی اکثریت رکھنے والی وہ غریب اور مظلوم عوام جو اپنے ہر چھوٹے چھوٹے جائز اور ناجائز کاموں کے سلسلے میں پاکستان میں کرپشن کے ناسور کو پھیلانے میں پیش پیش ہے یوں یہ بحث گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان چھڑی رہتی ہے اور ہر بحث دونوں (حکمران طبقے اور عوام کی) جانب سے مدلل دلائل دیئے جانے کے باوجود بھی مثبت نتائج اخذ کئے بغیر ہی ختم ہوجاتی ہے اور ہر بار بیچاری قوم سے تعلق رکھنے والے غریب اور مظلوم لوگ تشنہ لب رہ جاتے ہیں کہ کرپشن کو ملک کا کلچر کس نے بنایا ہے؟ حکمرانوں نے یا عوام نے۔۔۔۔۔۔؟ اور آج بھی پوری پاکستانی قوم اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ ملک میں کرپشن کو کلچر کا رنگ و روپ دینے والا کونسا طبقہ ہے۔؟ کہ کرپشن ہمارے

ماتھے کا کلنک کا ٹیکہ بن کر دنیا بھر میں ہماری بدنامی کا باعث بن گیا ہے جو اَب لاکھ کُھرچنے کے باوجود بھی ہمارے ماتھے سے صاف ہونے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ ایسا آخر کیوں ہے؟ اِس سوال کا جواب اَب ہر محب وطن پاکستان پر لازم ہوگیا ہے کہ وہ اِس جستجو کی تلاش میں پوری طرح سے لگ جائے کہ ہمارے ملک کی بدنامی کا باعث بننے والا کرپشن کے ناسور کا یہ کلچر کس طرح سے ختم ہوگا۔؟

بہر کیف ! اُدھر گزشتہ دنوں پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک رہنما اور موجودہ حکومت کے وزیر مملکت سردار عبدالقیوم جتوئی نے ملک کے ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام کل تک میں گفتگو کرتے ہوئے اپنا سینہ ٹھونک کر اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہا ہے کہ "کرپشن ملک کا کلچر بن گیا ہے اور ہمیں بھی کرپشن کا حق ہے "اور اِس کے علاوہ اِنہوں نے اِس دوران یہ بھی واضح طور پر کہا کہ فوج کی کرپشن کوئی نہیں پوچھتا، خرابیوں کی جڑ اسٹیبلشمنٹ ہے" یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور میرا اِن سے یہ ہی سوال ہے کہ کرپشن جیسے ناسور کو ملک کا کلچر کس نے بنایا ہے؟ میرے خیال سے اُس موقع پر اگر وزیر مملکت سردار عبدالقیوم یہ بھی اعتراف کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ ملک میں کرپشن کو کلچر بنانے والے بھی وہ ہی لوگ (حکمران) رہے ہیں جو پاکستان پر مختلف ادوار میں اپنی حکمرانی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں تو بات واضح ہوجاتی اور یہ لیبل تو کم

از کم ملک کی غریب اور مفلوک الحال عوام کے ماتھے سے ہٹ جاتا کہ ملک میں کرپشن کے کلچر کو غریب عوام نے پروان نہیں چڑھایا ہے بلکہ پاکستان میں کرپشن کے کلچر کو اُن حکمرانوں نے متعارف کروایا ہے جو اپنے دورِ اقتدار میں مختلف حیلے بہانوں سے قومی دولت کو اپنی عیاشیوں اور عیش و طرب کے لئے لوٹتے رہے ہیں۔ اور قومی دولت کو لوٹ کر دیارِ غیر سیدھار گئے ہیں۔

اور اِس کے علاوہ انہوں نے ایک اور بات جو اپنی اِس گفتگو میں کہی وہ یہ ہے کہ ہمیں بھی کرپشن کا حق ہے" تو میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ جب وزیر مملکت یہ کہہ رہے ہیں کہ اِنہیں بھی کرپشن جیسے غلط راستے پر چلنے کا حق ہے تو پھر ملک کی وہ ساڑھے سترہ کروڑ عوام بھلا کیا کرے جو اِن دنوں اِس حکومت میں اپنی اشیائے ضروریہ آٹا اور چینی سمیت اور دوسری چیزوں کے حصول سے بھی محروم ہے اِس صورت حال کے پیشِ نظر اَب اگر ملک کی یہ مفلوک الحال عوام اپنی اِن اشیائے ضروریہ کے حصول کے لئے کوئی ایسا ویسا راستہ اختیار کرے تو پھر اِس کے بارے میں کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ عوام نے ایسا کیوں کیا؟ اُسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا؟ اور وغیرہ وغیرہ کیوں کہ یہ بھی تو ملک کی بیچاری غریب عوام کا حق ہے کہ وہ بھی اِس کرپشن کے کلچر سے اِس طرح اپنے مسائل کا حل تلاش کرے جو اِس کے بس میں ہے جس طرح وزیر مملکت نے اپنی سیف سائیڈ رکھتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ ہمیں بھی کرپشن کا حق ہے۔ اِسی

طرح سے تو پھر تب عوام بھی کچھ غلط کر کے یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یہ ہمارا حق ہے۔

اور جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ فوج کی کرپشن کوئی نہیں پوچھتا" تو یہاں میں یہ عرض کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پاک فوج پر کرپشن کا الزام لگانے سے پہلے ہر الزام لگانے والے کو اپنا احتساب خود کر لینا چاہئے کہ وہ خود کیا ہے۔؟اور کتنے پانی میں ہے؟ کیوں کہ گزشتہ 62 سالوں میں کسی سیاست دان نے یا اور کسی نے اِس ملک اور قوم کے لئے سوائے اِس ملک کے قومی خزانے کو لوٹنے کے اور کچھ کسی نے نہیں کیا؟اگر کیا ہے تو بتائے۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ پاک فوج پر کرپشن کا الزام لگانے والے کو یہ بھی خوب اچھی طرح سے سوچ سمجھ لینا چاہئے کہ ہماری پاک فوج نے اِس ملک اور ملت کی بقا و سالمیت اور اِس کی خود مختاری کے لئے جو قربانی دی ہے اِس کی مثال کسی بھی سیاستدان سے نہیں دی جا سکتی کہ کسی بھی سیاستدان نے فوج سے بڑھ کر اِس وطن عزیز کے لئے کوئی عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں یہاں ایک بار پھر یہ کہتا ہوں کہ ہماری اِس پاک فوج جس نے ہر آن اور ہر گھڑی اپنے اِس وطنِ عزیز پاکستان کے لئے کیا کچھ نہیں کیا اور آج بھی ہماری یہ فوج اپنی اِس سوہنی دھرتی کے لئے عظیم قربانیاں دے رہی ہے اور آئندہ بھی جب کبھی کسی بھی دشمن کی جانب سے اِس ملک اور قوم پر کوئی بُرا وقت آیا تو انشاءاللہ ہماری یہ فوج

ہی دشمن کو واصلِ جہنم کرنے کے لئے اپنا سینہ تانے سب سے آگے ہماری سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہوگی۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ملک سے کرپشن کے ناسور نما کلچر کے فوری خاتمے کے لئے ہمارے اربابِ اختیار، اپوزیشن رہنماؤں، دانشوروں، تجزیہ نگاروں اور عوام سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے پر بہتان طرازی اور الزام تراشی کرنے کے بجائے اِس کلچر کے پسِ پردہ ہونے والے نقصانات اور ہماری آئندہ آنے والی نئی نسل پر اِس کرپشن کے پڑنے والے بُرے اثرات کے تدارک کے لئے کوئی دیرپا لائحہ عمل ترتیب دیں تاکہ ملک سے کرپشن کا کلچر ختم ہوسکے اور ہمارا ملک کرپشن کی لعنت سے پاک ہوسکے ناں کہ ایک دوسرے کے حوالے جات دے کر خود کو کرپشن کے اِس کلچر کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لئے منصوبہ بندیاں کرتے پھریں اور پھر یہ مفلوک الحال قوم اِسی شش وپنج میں مبتلا رہے کہ کیا بات ہے کہ ہمارے ملک کے حکمران ملک کی غریب عوام کی حالتِ زار بہتر بنانے کے لئے تو دنیا بھر سے امداد کی بھیک مانگتے ہیں اور جب انہیں دنیا کے امیر ممالک سے ہم غریبوں کے نام پر امداد کی شکل میں بھیک مل جاتی ہے تو ہمارے یہی حکمران اور سیاستدان اِس امداد کے ثمرات ہم غریبوں تک پہنچانے کے بجائے ڈالروں کی شکل میں ملنے والی امداد سے اپنے ہی بینک بیلنس بھر کر نکل جاتے ہیں اور ملک کی یہ غریب عوام وہیں کی وہیں گُدڑی میں لپٹی پڑی رہتی ہے اور

اِس پر ستم ظریفی یہ کہ اِس کے باوجود بھی ہمارے ملک کا حکمران طبقہ اپنا کرپشن بھول کر ملک کی غریب عوام پر یہ الزام دھر دیتا ہے کہ ملک میں کرپشن کلچر کو اِس ملک کی عوام نے پروان چڑھایا ہے اور ہم تو پارسا تھے اور بس پارسا ہی رہیں گے۔

دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے

پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے ڈانڈے بھارتی خفیہ ایجنسی "راما" سے ملتے ہیں

بھارت.... امریکہ، افغانستان اور اسرائیل کے ساتھ ملکر پاکستان کو غیر مستحکم کر رہا ہے

اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں ہونے والی تمام دہشت گردی کے ڈانڈے بھارتی اِس خفیہ ایجنسی "راما" سے ملتے ہیں جو بھارت نے پاکستان میں بڑھتے ہوئے انتہاپسند عناصر اور اِن کی دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لئے افغانستان اور اسرائیل کے ساتھ مل کر قائم کی ہے۔ جس کا مقصد پاکستان میں طالبان کی آڑ میں خود دہشت گردی کرنا اور پاکستان کو سیاسی، معاشی، اقتصادی اور اخلاقی طور پر پوری طرح سے غیر مستحکم کرکے ایک ناکام ریاست ثابت کرانا ہے اور یہاں اِس کے ساتھ ہی پوری پاکستانی قوم سمیت ساری دنیا کو یہ بھی جاننے کی اشد ضرورت ہے کہ "راما" نامی خفیہ ایجنسی کو اِس نام سے قائم کرنے کی بھارت کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ بھارت اپنی انتہا پسندی کو رواج دینے کے لئے راما نامی اپنی خفیہ ایجنسی سے مسلم انتہا پسندوں کو ختم کرنا چاہتا ہے اور ہندو مذہب میں رام نندی یا راما سے مراد یہ ہے کہ" ہندوں

فقیروں کا وہ گروہ جو رام کے سوا کسی دوسرے کو نہیں مانتا" اپنے اِس ہی مذہبی عقیدے کے باعث بھارت نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ مسلم انتہا پسندوں کو بھارت اپنی راما نامی خفیہ ایجنسی سے ہی ختم یا کنٹرول کرسکتا ہے اور بالخصوص پاکستان سمیت دنیا بھر میں اِس کی یہ راما نامی خفیہ ایجنسی جو اِس نے افغانستان اور اسرائیل کے ساتھ مل کر بنائی ہے اِس کی یہ خفیہ ایجنسی کہیں بھی اور کسی بھی مقام پر تباہی پھیلا کر وہاں کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے اور کسی بھی گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر اِس کی یہ ایجنسی دہشت گردی میں مہارت رکھتی ہے۔ اور اِس کے ساتھ یہ بھی کہ پاکستان میں اَب تک جہاں کہیں اور جتنی بھی دہشت گردی ہوئی ہے اِس کے پیچھے بھی بھارت، اسرائیل اور افغانستان پر مشتمل یہ ہی خفیہ ایجنسی کارفرما رہی ہے۔ اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ گزشتہ دنوں راولپنڈی کی مسجد میں پیش آنے والے دہشت گردی کے واقعہ کے پیچھے بھی بھارت کی اِس ہی خفیہ ایجنسی کا ہاتھ ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاک فوج گزشتہ کئی ماہ سے ملک میں راہِ نجات " کے نام سے جاری آپریشن کے ذریعے وطنِ عزیز سے دہشت گردوں کا قلع" قمع کرنے میں اپنی پوری قوت کے ساتھ مصروفِ عمل ہے اور یہاں یہ امر بھی حوصلہ افزا ضرور قرار دیا جاسکتا ہے کہ اِس آپریشن کے دوران اَب تک کی

جانے والی تمام کارروائیوں میں پاک فوج کو بہتر نتائج بھی حاصل ہوئے ہیں تو اُدھر ہی دوسری طرف ملک بھر میں دہشت گردی کی وارداتیں تسلسل کے ساتھ اپنی پوری شدت سے جاری ہیں اور اِس پر بھی ایک طرف حکومتی حلقے اور فورسز کے ذرائع یہ دعوے کرتے نہیں تھک رہے ہیں کہ ہم نے اپنے اِس آپریشن سے دہشت گردوں اور اِن کے نیٹ ورک کا پوری طرح سے خاتمہ کرکے اِس آپریشن سے اپنے اہداف میں بڑی کامیابیاں حاصل کرلی ہیں تو اِس کے ساتھ ہی اُدھر ملک دشمن دہشت گرد عناصر بھی اپنے اِس عزم ناپاک ہر ڈٹے ہوئے ہیں کہ ہم بھی اپنی بقا اور اپنے عزائم کی تکمیل ہونے تک اپنے خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے اور یوں اپنی ناکامی پر اِس عزم بیکار پر قائم رہ کر اِن دہشت گردوں نے ملک بھر میں معصوم اور نہتے انسانوں پر پبلک مقامات سمیت محراب و منبر کی تمیز کئے بغیر اپنی سفاکانہ کاروائیوں کا سلسلہ تیز تر کردیا ہے۔ اور وہ اپنے خفیہ اہداف میں زیادہ سے زیادہ تباہی پھیلا کر جہاں عالمی سطح پر پاکستان کو ایک غیر مستحکم ریاست تسلیم کرانے میں مصروف ہیں تو وہیں یہ دہشت گرد اپنی اِن سفاکانہ کارروائیوں سے عوام کو بھی خوف و ہراس میں مبتلا کرنے کے علاوہ اِسے صدمے سے بھی دوچار کرنے والی اپنی ناپاک حکمتِ عملی پر قائم رہ کر پوری طرح سے کام کرتے نظر آرہے ہیں۔

اِس حوالے سے 4دسمبر2009 کو جمعہ کے روز راولپنڈی کینٹ چھاؤنی کے حساس

علاقے میں واقع پریڈلین کی مسجد میں دہشت گردی کی ایک سفاکانہ واردات نے ایک بار پھر ملک کے سترہ کروڑ عوام کے دل ہلا دیئے ہیں اور ہر محب وطن پاکستانی دہشت گردوں کی اِس انتہائی سفاکی اور درندگی کے واقع پر خون کے آنسو رو رہا ہے جس میں اسلام کے لبادے میں پانچ شدت پسندوں نے نماز جمعہ کے خطبے کے دوران ہینڈ گرنیڈوں اور خودکار جدید اسلحے کا بیدریغ استعمال کرکے مسجد پر اپنی سفاکی اور درندگی کا مظاہر کرتے ہوئے حملہ کردیا اور یوں جس کے نتیجے میں 17 معصوم بچوں اور 7 کے قریب پاک فوج کے افسروں سمیت 40 نمازیوں کی شہادت کے علاوہ 80 سے زائد شدید اور جزوی زخمی ہوئے۔اِس المناک واقعہ میں پاک فوج کے جو سات فوجی افسر شہید ہوئے اُن میں پاک فوج کے ایک میجر جنرل، چھ آرمی افسر اور تین سپاہی شامل ہیں اور ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ اِس واقع میں جو 80 یا اِس سے زائد افراد شدید یا جزوی طور پر زخمی ہوئے تھے اُن میں سے بھی متعدد کی حالت انتہائی تشویشناک ہے اور وہ موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِس سانحہ راولپنڈی سے قبل بھی ملک کی مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں پر جتنے بھی حملے ہوئے ہیں کیا اِن حملوں میں ملوث عناصر مسلمان تھے ؟ میرے خیال سے ہر گز نہیں کہ اِن میں کوئی مسلمان ہو؟ اور اللہ کے گھر اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں پر یوں حملہ کرنے

والے (جس طرح پریڈ لین کی مسجد پر دہشت گردوں نے حملہ کیا) وہ مسلمان نہیں ہو سکتے ہیں....؟ یہاں یہ بات بھی سمجھنی بہت ضروری ہے اِس لئے کہ کوئی بھی مسلمان جس کا تعلق خواہ کسی بھی فرقہ سے ہی کیوں نہ ہو وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا ہے کہ کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو اور اِس میں ایک رتی برابر بھی خوف خدا اور ایمان ہو وہ اللہ کے گھر میں نمازیوں پر تو کیا بھلا وہ کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ پر مسلح ہو کر حملہ کرنا تو دور کی بات ہے؟ وہ نہتا ہو کر بھی بلا کسی شرعی عذر کے کسی بھی غیر مذہب کے پیروکار کے چہرے پر ایک تھپڑ (تمانچہ) بھی مارنے کو اسلامی تعلیمات اور ایک مسلمان کے اخلاق کے خلاف سمجھتا ہے۔

مگر یہاں افسوس ناک امر تو یہ ہے کہ آج ملک میں اسلام کا لبادہ اوڑھے بھارتی خفیہ ایجنسی راما اور بلیک واٹر کے دہشت گردوں نے اپنی گھناؤنی کارروائیوں سے ملک کے ہر فرد پر موت کی وحشت طاری کردی ہے اور آج ہر فرد ذہنی اور جسمانی اذیتوں میں مبتلا ہو کر نفسیاتی بن کر رہ گیا اور دنیا بھر میں باقاعدہ ایک سازش کے تحت اسلامی تعلیمات اور پاکستانیوں کے وقار کو بھی مسخ کرکے پیش کیا جارہا ہے اور پاکستانیوں کو دہشت گرد کے روپ میں دنیا کے سامنے لایا جارہا ہے جس سے پاکستانیوں کا وقار دنیا بھر میں مجروح ہو کر رہ گیا ہے اور اِسی سازش کے تحت پاکستانی قوم کے لئے ترقی کے راستے بھی بند

کئے جا رہے ہیں۔

یہاں مجھے خلیل جبران کا ایک قول یاد آ رہا ہے کہ "قابلِ رحم ہے وہ قوم جس کی آواز ماتمی جلوس کے سوا کبھی سنائی نہ دے، جو اپنے کھنڈروں پر فخر کرتی ہو اور صرف اِس وقت سنبھلنے اور اُبھرنے کی کوشش کرے جب اُس کا سر تن سے جدا کرنے کے لئے تلوار اور لکڑی کے درمیان کھا چکا ہو" اور آج مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ ایسی ہی کچھ صورت حال اَب ہماری قوم کی بھی ہو گئی ہے کہ ہماری قوم کی آواز خلیل جبران کے اِس قول والی قابلِ رحم قوم سے کچھ مختلف نہیں کہ اِس کی آواز اَب ماتمی جلوس کے سوا کچھ نہیں رہ گئی ہے اور ہم آج بھی فخر کی اِس بیماری میں مبتلا ہیں کہ ہمارا ملک پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور ہم اِس قلعے کے باسی ہیں حالانکہ کہ آج ہم میں مسلمانوں والی کوئی ایسی چیز باقی ہی نہیں رہ گئی ہے جو ہم میں ہونی چاہئے تھی آج ہم صرف نام کے پاکستانی اور مسلمان ہو کر رہ گئے ہیں جس کا فائدہ ہمارے دشمن اٹھا رہے ہیں۔

اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قوم کو جگانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر فرد میں خودی کا جذبہ ابھارا جائے اور جب قوم میں یہ جذبہ بیدار ہو جائے تو پھر یہ یقین بھی کر لیا جائے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اِس

قوم کو پست نہیں کر سکتی اور قوموں کی تاریخ شاہد ہے کہ جن اقوام کے ہر فرد میں خودی کا جذبہ پیدا ہوگیا تو وہی قومیں دنیا میں امر ہوئیں ہیں تو آج ہماری اِس قوم میں بھی امریکہ، بھارت، اسرائیل اور افغانستان سے مقابلہ کرنے کے لئے خودی کا جذبہ بیدار کیا جائے۔

جبکہ گزشتہ ہفتے کے روز راولپنڈی مسجد پر دہشت گردوں کے حملے کے نتیجے میں جان بحق ہونے والے پاک فوج کے شہیدوں کی نماز جنازہ میں شرکت کے بعد چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال (سی ایم ایچ) میں زخمی ہونے والے پاک فوج کے افسران اور جوانوں کی عیادت کے بعد جاری کئے جانے والے اپنے ایک بیان میں ہر قیمت پر پاکستان کی بقا، دفاع اور تحفظ کے لئے پاک فوج کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ قوم کا فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی خزانہ ہے پاکستان ہمارا مادر وطن اور اسلام کا قلعہ ہے ہم اسلام اور پاکستان کی عظمت کے لئے جیئیں اور مریں گے۔

اور آج ملک بیرونی قوتوں کی سازشوں کے ہاتھوں جن نازک لمحات سے دور چار ہے اِس گھڑی میں وقت کا تقاضا تو یہ ہے کہ پوری پاکستانی قوم باہم متحد اور منظم ہو کر اپنی بقا و سالمیت کے لئے پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہو کر یہ عزم کرے کہ

”دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے “

امریکا کیسا شکاری ہے؟

بم دھماکے اور معصوم پاکستانیوں کے لاشیں اور حکمران

ایک حکایت ہے کہ ایک شکاری پرندوں کو ذبح کر رہا تھا اور ساتھ ہی اُن کو تڑپتے دیکھ کر رو بھی رہا تھا۔ دور ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا ایک پرندہ اپنے ساتھی پرندے سے کہنے لگا یہ شکاری بہت رحم دل ہے۔ دوسرے پرندے نے جب اِس کی یہ بات سنی تو بڑی حیرانگی سے اِس کی جانب گھور کر دیکھا اور بولا مجھے تو تم پاگل لگ رہے ہو.....اُس نے کہا ارے بیوقوف! اِس کے آنسوؤں کو نہ دیکھ اُس کے ہاتھ کو دیکھ کہ یہ کس قدر تیزی سے ہم جیسے معصوموں کی کمزور گردنوں پر چھری پھیر رہا ہے اور اپنے ہاتھ اِن کے خون سے رنگ کر اپنا منہ پیچھے کرکے مسکرا (جشن بنا) رہا ہے۔

اور آج ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قوم کو بھی اُس دوسرے پرندے کی کہی ہوئی یہ بات سمجھ آجانی چاہئے کہ شکاری کو روتا مت دیکھیں بلکہ اِس کے ہاتھ میں پکڑی گئی چھری اور اُس چھری کے کام (ملک میں ہونے والے بم دھماکے، خودکش حملوں) کو دیکھیں جس سے وہ تیزی سے پرندوں (ہم پاکستانیوں) کی گردنیں کاٹتے

کا کام لے رہا ہے۔
یعنی پاکستان میں معصوم اور نہتے انسانوں کی گردنوں پر بیدردی سے چھری پھیر کر انہیں موت کی وادی میں دھکیلنے والا اُس شکاری کے روپ میں امریکا ہے جو ایک طرف تو یہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ پاکستان کا استحکام چاہتا ہے اور اِسے مسائل کی دلدل سے نکالنے کے لئے وقتاً فوقتاً اربوں ڈالرز کی امداد اور انتہائی آسان اقساط پر قرضے بھی مہیا کرتا رہتا ہے مگر دوسری طرف درحقیقت اِس کی اِن تمام ہمدردیوں کے منظر اور پس منظر میں اِس کا یہ ایک ہی مفاد وابستہ ہے کہ پاکستانی حکمران اور عوام اِس کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اِس کے آلہ کار بنے رہیں اور اِس کے ڈالرز کی مد میں ملنے والی امداد اور اِس کے دیئے گئے قرضوں کے بدلے میں یہ اپنی آنکھیں اور زبان بند رکھیں اور بس....اور اِسے اپنی ہی سرزمین (پاکستان) پر وہ کچھ کرنے دیں جو وہ چاہتا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ بھارت، اسرائیل اور افغانستان کے ساتھ مل کر پاکستان کے علاقوں میں دہشت گردوں کی تلاش کے بہانے اِس کے ہی شہریوں کو ڈرون حملوں اور بم دھماکوں اور خودکش حملوں سے مارتا رہے اور پاکستان میں استحکام کے نام پر عدم استحکام پیدا کرتا رہے۔
یہی سچ ہے کہ نائن الیون کو امریکا میں ایک دہشت گردی کا سانحہ کیا پیش

آگیا گویا کہ تب ہی سے اِس دہشت گردِ اعظم امریکا نے اپنے یہاں ہونے والی اِس دہشت گردی کا ذمہ دار پاکستان کو گردانا اور اِسی کو بنیاد بنا کر اِس نے اپنا بدلہ لینے کے خاطر پاکستانی حکمرانوں کو طرح طرح کی لالچ دے کر (جن کا تذکرہ میں مندرجہ بالا سطور میں بھی کرچکا ہوں) اِس نے پاکستان میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کا ایک ایسا نہ رکنے والا سلسلہ شروع کردیا ہے کہ جو اِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہے جس کی وجہ سے آج پاکستانی قوم پر موت کے سائے ہر وقت منڈلا رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا ہر فرد خود کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کرنے لگا ہے اور اِن بم دھماکوں اور خودکش حملوں کی وجہ سے ایک اندازے کے مطابق اَب تک ہزاروں معصوم پاکستانی ہلاک (شہید) اور زخمی ہوچکے ہیں اور ملک کی اِس بے یقینی کی صورتحال میں عوام کو توکیا حکمرانوں کو بھی خود یہ نہیں معلوم کہ بم دھماکوں اور خودکش حملوں کا یہ گھناؤنا سلسلہ کدھر جا کر رکے گا؟ اور کیسے رُکے گا؟

یہ سوچ کر آج پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کے کلیجے پھٹے جا رہے ہیں۔ اور ہر محبِ وطن پاکستانی کا دل خون کے آنسوں رو رہا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ملک میں پیدا ہونے والی دہشت گردی کی آڑ میں درندگی کی اِن سفاکانہ کارروائیوں میں روز افزوں ہونے والے اضافے کی شدت کا احساس اور اِس کی وجہ سے عوام پر گزرنے والی ذہنی اور جسمانی اذیت کا اندازہ اِس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ

اِن لمحات میں ہر فرد نفسیاتی مریض بن کر رہ گیا ہے کیوں کہ قوم پر خود کش حملوں اور بم دھماکوں کے خوف کا یہ عالم ہے کہ اِس کے تمام معاملات زندگی ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں اور اِس کی ایک خاص وجہ یہ بھی سامنے آئی ہے کہ ابھی دہشت گردوں کی ایک سفاکانہ کارروائی سے ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے غم سے قوم سنبھلنے بھی نہیں پاتی کہ دہشت گردوں کی دوسری کارروائی کی اندوہناک خبر آن دھمکتی ہے یعنی کہ ابھی قوم کے صدمات کے زخم مُندمل بھی نہیں ہونے پاتے کہ (امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان کے) کرائے کے قاتل اپنی دوسری ناپاک اور گھناؤنی کارروائی سے بہت سے معصوم پاکستانیوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیتے ہیں اور اِس طرح پاکستانی قوم کو اِن اسلام اور پاکستان دشمن عناصر کی جانب سے ملنے والے غم کے زخم بھرنے کے نام ہی نہیں لے رہے ہیں اور یوں اِس انتہائی گھمبیر اور نازک صورت حال میں پاکستان کے دوست نما دشمن امریکا اور اِس کے حواریوں کی جانب سے ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی نئی لہر نے پوری پاکستانی قوم کو ایک کڑے امتحان سے دوچار کر دیا ہے۔

اِس پس منظر میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاکستانی حکمران اور اپوزیشن کے رہنما اپنے اقتدار اور اپنے سیاسی کیریر کو بچانے کے لئے کسی حیل حجت اور کسی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر کھل کر اپنے تحفظات کا اظہار کر دیں کہ وطن

عزیز میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے امریکہ، بھارت، اسرائیل اور افغانستان ہی ملوث ہیں۔ جن کا ایک طرف تو مقصد پاکستان سے اپنے سیاسی اور علاقائی رابطے استوار کرنے کا ڈھونگ ہے تو دوسری طرف یہ پاکستان اور اسلام دشمن گروپ (امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان) پاکستان میں اپنی خفیہ ایجینسیوں کے ایجنٹوں اور پاکستان کے اُن باغیوں سے جو اپنی انتہا پسندی کی وجہ سے آج پاکستان کے دشمن بن گئے ہیں اور پاکستان میں موجود کرمنلز عناصر کو بھی خرید کر اور اِن کی ہر طرح سے مدد کر کے بھی اِن سے یہ دہشت گردی کا کام لے رہا ہے۔

لہٰذا اَب حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ حکومت عوام کے ساتھ مل کر اپنے دوست نما دشمنوں پر یہ حقائق بھی آشکارہ کردے کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں ہماری مدد کرنے والا دوست امریکا اور اِس کے حواری بھارت، اسرائیل اور افغانستان اپنے اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر متحرک ہیں اور اِس کے ساتھ ہی حکمران اِن پر یہ بھی باور کردیں کہ اَب حکومتِ پاکستان اور پاکستانی عوام اِن کی اِس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دی گی۔ کیوں آج پاکستانی قوم اور حکومت جاگ چکی ہے۔ اِس لئے آج کے بعد سے ہمارا امریکا اور اِس کے حواریوں سے دوستانہ رویہ اور مراسم ختم اور اَب ہم بھی اِن کے ہر رویے کا جواب اُسی طرح سے دیں گے جیسا رویہ اور جیسی زبان یہ ہمارے لئے استعمال کریں گے۔ کیوں

کہ اَب پاکستانیوں کے کاندھے آئے روز اپنے پیاروں کی میتوں کو کاندھا دے دے کر تھک چکے ہیں اور آنکھیں اِن کے غموں میں آنسوں بہا بہا کر خشک ہو چکی ہیں۔ اَب وقت آگیا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے اور امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان کی پاکستان میں کی جانے والے دہشت گردی کو دنیا کے سامنے عیاں کیا جائے۔

قوم تو اِس امتحان کی گھڑی میں متحد ہے

اگر وزرا اور حکومتی اراکین بھی بھارت کی دہشت گردی کے نقطے پر متفق اور متحد ہو جائیں تو

اَب اِس میں کوئی ابہامی بات نہیں رہ گئی کہ آج ہماری پوری قوم کا مقابلہ اور جنگ بھارت اور امریکہ جیسے اُن سفاک دشمنوں کے ساتھ ہے جنھوں نے ہمارے ملک کی بقا و سالمیت اور ہماری خود مختاری کو اپنی گھناؤنی سازشوں سے داؤ پر لگا کر اِسے خطرات سے دوچار کر رکھا ہے اور اِس صورتِ حال میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِن پر غلبہ پانے اور ہماری فتح کا واحد راستہ اور ضمانت ہمارے مکمل اتحاد اور اتفاق میں ہے نپولین کا ایک قول ہے کہ اتحاد جنگ کا سب سے مہلک ہتھیار ہے اِس کے بغیر کوئی بھی قوم اپنے مدمقابل کسی بھی دشمن کو پست نہیں کر سکتی ہاں اگر کسی قوم کے پاس اتحاد اور اتفاق جیسی دولت ہے تو وہ قوم اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقتور دشمن پر بھی غلبہ پا سکتی ہے۔ اور اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جب سے ہمارے ملک میں دہشت گردی کی نئی لہر نے بم دھماکوں اور خود کش حملوں کی شکل میں تیزی اختیار کر لی ہے تب سے پوری پاکستانی قوم دہشت گردوں کے خلاف پوری طرح سے متحد اور منظم ہے کہ اِن ملک

دشمن عناصر کا ہر صورت میں قلع قمع کیا جائے یہاں قوم کے نزدیک توجہ طلب اور ایک حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک وہ پہلے حکومتی رکن ہیں کہ جنہوں نے ملک میں ہونے والی دہشت گردی کا ذمہ دار بھارت کو ٹھراتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت کے پاکستان میں دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ٹھوس ثبوت دفتر خارجہ کو فراہم کردیئے ہیں تاکہ وہ اِس معاملے کو ہر مناسب فورم پر اٹھائے یہاں مجھ سمیت ہر پاکستانی کو رحمٰن ملک کی اِس بات پر پختہ یقین ہے کہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے بھارت کے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں ملوث ہونے کے جو ٹھوس ثبوت دفتر خارجہ کو فراہم کئے ہیں یقیناً وہ سب کے سب حقائق پر مبنی ہیں اور اِن میں جھوٹ اور لغو کی آمیزش ایک رَتی برابر بھی شامل نہیں ہوگی اور قوم کے نزدیک یہ امر بھی قابل اطمینان بخش ہے کہ اِن باتوں کا اظہار وزیرِ داخلہ رحمٰن ملک متعدد بار بھی کرچکے ہیں۔

جبکہ اِس کے برعکس ہمارے وزیرِ خارجہ شاہ محمود قریشی فرماتے ہیں کہ" وزارتِ داخلہ کے پاس بھارت کے خلاف ناقص ثبوت ہیں. وزارتِ داخلہ جذباتی باتوں سے گریز کریں . ! یہاں شاہ محمود قریشی کی اِن باتوں کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو حکومت اِس امتحان کی گھڑی میں قوم کو متحد اور منظم ہونے کا درس دیتے اور قوم کو متحد کرنے کی کوششوں میں لفاظی کے میدان مارتے نہیں تھک رہی ہے تو اُدھر ہی یہ حکومت اور اِس کے اراکین اِس مصیبت کی گھڑی میں

خود متحد نظر نہیں آرہے ہیں اِس کا اندازہ رحمٰن ملک اور شاہ محمود قریشی کی اِن باتوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حکومتی اراکین اور وزرااِس قسم کی باتیں پھیلا کر اپنے اندر کا عدم اتحاد و اعتماد کا عنصر سامنے لا کر قوم میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس سے قوم اِس مخمصے میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہے کہ جب ایک اہم حکومتی وزیر رحمٰن ملک اپنی وزارت کی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے دنیاکے سامنے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے مکروہ فعل میں بھارت کے ملوث ہونے کے حقائق کو تمام شواہد کے ساتھ عیاں کرنے پر گامزن ہیں تو اِیسے میں کسی دوسرے وزیر کو کیا پڑی ہے؟ کہ وہ اِن کی کاوش پر شدید تنقید کرے جیسا کہ وزیرِ خارجہ شاہ محمود قریشی نے اپنے اِس بیان میں رحمٰن ملک کو ہدف تنقید بنا کر اِن کی محنت اور اِن کے بھارت کے خلاف جمع کئے گئے تمام شواہد پر پانی پھیر دیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس صورتِ حال میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وزیرِ خارجہ شاہ محمود قریشی اِس معاملے میں خاموشی اختیار کرتے تو اچھا تھا اِس موقع پر کم از کم اِس مصیبت کی گھڑی میں متحد قوم میں تو یہ تاثر پیدا نہ ہوتا کہ قوم تو اِس نازک گھڑی میں متحد ہے مگر حکومت میں شامل کچھ وزرا عوام اور دنیا کو پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے جیسے سچ بتانے والے وزیر رحمٰن ملک سے اتنے خائف ہیں کہ وہ رحمٰن ملک کو بھارت کے پاکستان میں ملوث دہشت گردی جیسے گھناؤنے فعل کے متعلق بتانے سے ایک طرف انہیں ہدف تنقید بناتے ہوئے

روک رہے ہیں تو دوسری طرف یہ قوم کو اپنے اِس عمل سے یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ حکومتی اراکین میں ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور عدم اتحاد کی بھی کمی ہے میرے خیال سے اِس موقع پر اگر وزرا اور حکومتی ارکین بھی بھارت سے متعلق دہشت گردی کے رحمٰن ملک کے اس نقطے پر متفق اور متحد ہو جائیں تو ملک کو اِس موجودہ صورتِ حال سے خلاصی مل سکتی ہے اور اگر اِن میں یونہی عدم اتحاد اور اتفاق کا عنصر غالب رہا تو پھر یہ یقین کر لیا جائے کہ ہمارے حکمران یوں ہی ایک دوسرے پر چیخ چلا کر اپنے دشمن کے خلاف بغیر کچھ کئے خاموش ہو جائیں گے اور قوم یوں ہی بم دھماکوں اور خود کش حملوں میں مرتی رہے گی (ختم شد)

قوم کو مبارک ہو این ایف سی ایوارڈ

این ایف سی ایوارڈ منظور ہوا اور صوبوں کو حصہ مل گیا کیا.....؟
امریکا ہماری نہیں سُن رہا رحمٰن ملک ..؟ کیوں نہیں سُن رہا سُنانے والا بنو؟
اسلام آباد اِن دنوں ملکی اور عالمی سطح پر کئی حوالوں سے مرکزِ نگاہ بنا ہوا ہے اور یہاں کی پل پل کی بدلتی سیاسی ہوا اور رُت کی آنے والی بریکنگ نیوز کبھی پاکستانیوں کے دلوں کو ہلا دیتی ہیں تو کبھی اِن میں سکون کا احساس بیدار کر دیتی ہیں مگر اِس کے ساتھ ہی ایک ایسے وقت میں کہ جب ملک میں چار سو متواتر ہونے والے بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے باعث خوف کے سیاہ بادل پورے ملک پر منڈلا رہے ہیں اور اِن حالات میں حکمرانوں سے لے کر غریب عوام تک میں ہر فرد خود کو غیر محفوظ تصور کر رہا ہے اِن حالات میں اسلام آباد کو اہمیت حاصل ہونا کوئی عجب نہیں ہے کیوں کہ اِن دنوں پوری قوم جس اذیت میں مبتلا ہے ایسے میں قوم کو کسی اچھے فیصلے اور کسی خوشگوار خبر کی ہی اُمید تھی جو گزشتہ دنوں قوم کو این ایف سی ایوارڈ پر 1973 کے آئین کے بعد پہلی بار صوبوں اور وفاق کے اتفاق سمیت پنجاب کے لچک دار رویوں کے باعث

طے پانے والے این ایف سی ایورڈ کی صورت میں خوشخبری سننے کو مل گئی اور یہ خوشخبری قوم کو ایک ایسے وقت میں سننے کو ملی ہے کہ جب پوری پاکستانی قوم دہشت گردوں کے ہاتھوں خوف کے سائے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ایسے میں 13 سال کی جدو جہد کے بعد صوبوں اور وفاق کی باہمی رضامندی اور منظوری سے اصولی طور پر این ایف سی ایوارڈ کا فیصلہ بھی آگیا جو پوری پاکستانی قوم کے لئے باعث اطمینان ہے تو وہیں ساری قوم اِس جمہوری حکومت کے اِس عظیم اور تاریخ ساز کارنامے پر خوش بھی ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی اُمید کئے ہوئے ہے کہ بہت جلد ہی اِس ایوارڈ کے ثمرات چاروں صوبوں کی عوام تک پہنچیں گے تو اِس کے ساتھ ہی ہمارے حکمران اور سیاستدان بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے ملک کے چاروں صوبوں کو ایک زنجیر میں جکڑے رکھنے کے لئے .برابری کی بنیاد پر ایک ایسا تاریخی این ایف سی ایوارڈ منظور کرکے ہر صوبے کی عوام کو تحفہ دیا ہے کہ جس سے پاکستانی قوم میں احساسِ محرومی کا عنصر اور ملک میں پیدا ہونے والا بگاڑ اور عدم توازن بھی مکمل طور پر ختم ہوگا جو اندر ہی اندر قوم اور ملک کو کھوکھلا کئے جارہا تھا۔

بہرکیف !اَب ہم بات کرتے ہیں ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور خودکش حملوں اور بم دھماکوں سے متعلق جن کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف نے اپنی حکومت بچانے کے لئے اُس وقت رات کی تاریکی میں

ایوان صدر میں آنے والی ایک امریکی ٹٹو کی فون کال پر گھٹنے ٹیک دیئے تھے اور اپنے تئیں کئی ایسے غلط اور سنگین فیصلے کر ڈالے کہ اُس نے اپنی آمرانہ سوچ اور رویوں سے ملک اور قوم کا استحکام اور خود مختاری کو داؤ پر لگا دیا اور اِس نے ملک کو امریکا کے ہاتھوں گروی رکھ دیا تھا اور اُس وقت سے آج تک پاکستان امریکا کی نظر میں اِس کی کالونی بن کر رہ گیا ہے یوں اِس آمر کی ناقص حکمتِ عملی ہی کی وجہ سے پاکستان دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کا حصہ بنا اور اَب امریکی سازشوں کی ہی وجہ سے اِس کی جنگ کا حصہ بننے کی پاداش میں ہمارا پورا ملک گزشتہ کئی سالوں سے ملک کے طول ارض میں ہونے والے خود کش حملوں اور بم دھماکوں سے آگ و خون کی خوفناک وادی کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کو مفلوج کرنے اور اِس کو دہشت گردوں کے ہاتھوں اذیت پہنچانے کا ذمہ دار ملک کا سابق آمر صدر پرویز مشرف ہے جس نے اپنی آمرانہ سوچ اور رویوں سے قوم کو اِس نہج تک پہنچا دیا ہے کہ قوم اپنا وجود بھی کھوتی ہوئی محسوس کر رہی ہے اور یہ بھی سوچنے پر مجبور ہے کہ جب قوم امریکی جنگ کا حصہ بن کر بھی اِس کے ڈرون حملوں سے خود ہی مر رہی ہے اور امریکا اِس کے باوجود بھی حکمرانوں پر دباؤ ڈالے ہوئے ہے اور مسلسل مزید ڈو مور.... ڈو مور کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔

اِس صورتِ حال میں پاکستان کو امریکی جنگ کا اتحادی رہنے کی کیا ضرورت ہے؟

اِس سے اپنا اتحاد توڑ لے تو اِس ہی میں اَب اِس کی بھلائی ہے۔اِس نقطہ نگاہ سے اپوزیشن اور عوام کی جانب سے حکومت پر ہونے والی بے تحاشہ تنقیدوں سے تنگ آ کر وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے اپنے اندر یہ ہمت پیدا کرتے ہوئے اچھا ہی کیا کہ یہ سچ اور حق اپنے ہونٹوں پر لے ہی آئے کہ ڈرون حملے لعنت ہیں جس کی تفصیل یوں ہے کہ انہوں نے اِن خیالات کا اظہار میر خلیل الرحمٰن سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک سیمنار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈرون حملے ہمارے لئے ایک لعنت ہیں اور ہم نے کبھی بھی ڈرون حملوں کی حمایت نہیں کی اِن کا کہنا تھا کہ نہ صرف قومی اسمبلی بلکہ چاروں صوبائی اسمبلیوں میں بھی ڈرون حملوں کے خلاف واضح اکثریت سے قراردادیں منظور ہوچکی ہیں لیکن اِس موقع پر انہوں نے اپنے انتہائی معصومانہ انداز سے یہ بھی کہہ کر پوری پاکستانی قوم کو حیران کردیا کہ" ہماری ڈرون حملوں کے خلاف اتنی ڈھیر ساری قراردادوں کے باوجود بھی امریکا ہماری بات نہیں سُن رہا۔۔۔"اِن کے منہ سے نکلے ہوئے اِس جملے سے صرف پاکستانی عوام ہی نہیں بلکہ سیاسی حلقے بھی ششدر رہ گئے ہیں کہ وفاقی وزیر داخلہ اتنی آسانی سے ڈرون حملے رکوانے کے حوالے سے اپنی ناکامی کا اعتراف کرکے بچ نکلے ہیں کہ جیسے یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔

میرے خیال سے رحمٰن ملک صاحب! صرف اتنا ہی کہنے سے اَب کام نہیں چلے گا اَب

اگر آپ نے حق و سچ کو تسلیم کرتے ہوئے اتنا کچھ اپنے ہونٹوں پر لے ہی آئے ہیں تو آپ اتنا بھی کردیں کہ اگر اَب بھی ڈرون حملے بند نہ ہوئے تو آپ بطور احتجاج اپنی وزارت سے استعفیٰ دے دیں اور یہ ثابت کردیں کہ آپ ہی وہ محب وطن پاکستانی ہیں جو ڈورن حملوں کے اتنے ہی خلاف ہیں کہ جتنی پوری پاکستانی قوم ہے اور پھر عوام کے درمیان آکر امریکا کے خلاف ایسی تحریک چلائیں کہ امریکا پاکستان کی سننے لگے اور ڈرون حملے فوراً بند کردے اور نہ صرف یہ بند کردے بلکہ اَب تک اپنے کئے پر نادم ہوکر پاکستانی قوم سے معافی بھی مانگے تو پھر دیکھیں رحمٰن ملک صاحب! کہ امریکا کے اچھے بھی سنیں گے ..... مگر شرط صرف اتنی سی ہے کہ آپ سمیت ہمارے حکمران اپنے اندر امریکا کو سنانے کی ہمت تو پیدا کریں اور یہ اِسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہمارے حکمران اپنے ہاتھ پھیلا کر امریکا سے امداد نہ وصول کریں اور اپنے وسائل پر بھروسہ کرنا سیکھیں اور صبر شکر کرکے اپنے پاؤں اپنی چادر کے مطابق اتنا ہی پھیلائیں جتنی چادر اور ملکی وسائل اجازت دیتے ہیں۔ اگر اِس کے باوجود بھی ہمارے حکمران اپنی چادر اور وسائل کو بھول کر اپنے ہاتھ اور پاؤں اِدھر، اُدھر مارتے ہوئے پھیلائیں گے اور اِس سے تجاوز کریں گے تو یقیناً امریکا سے بھیک ہی مانگنی پڑے گی اور جب امریکا بھیک دے گا تو پھر وہ آپ کی کیسے سنے گا۔؟

اِس موقع پر مجھے افلاطون کا ایک قول یاد آرہا ہے اُس نے کبھی کہا تھا کہ سماجی تغیرات افراد کی کاوشوں سے رونما ہوتے ہیں لہٰذا ہمیں اگر کوئی مردِ دانا یا انسانِ کامل دستیاب ہوجائے تو معاشرے کی سب خرابیاں دور ہوسکتی ہیں۔ اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اَب وہ دن دور نہیں کہ جب ہمارے یہی حکمران صحیح معنوں میں ملک اور قوم کی خدمت جیسے جذبوں اپنے اصولوں پر قائم رہ کر معاشرے میں پروان چڑھتی تمام برائیوں اور خرابیوں کو دور کردیں گے اور سُرخرو ہوں گے جی ہاں ! ایسے ہی موقع کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ جب مقصد اور عمل اشتراک ہوتا ہے تو ایک نئ دنیا تخلیق ہونا شروع ہوجاتی ہے اور اَب کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے یہاں بھی این ایف سی ایوارڈ کی منظوری کے بعد ایک نئ دنیا کی تخلیق جلد ہی شروع ہوجائے گی اور اِس کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کا اختتام ڈرمنڈ کے اِس قول پر کرنا چاہوں گا کہ "جو استدلال پیش کرنا نہیں چاہتا وہ کمزور انسان ہے جو پیش نہیں کرسکتا وہ بے وقوف ہے اور جو ہمت ہی نہیں کرتا وہ غلام ہے"۔

بیشک کوئی مائی کا لال پاکستان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا

فوزیہ وہاب پی پی پی کی ایک نڈر اور بے باک وزیر اطلاعات
پاکستان میں دہشت گردی کے ذمہ دار راما، امریکی سی آئی اے، بلیک واٹر، اسرائیل اور افغانستان ہیں

یہ ایک حوصلہ افزا اور قابلِ ستائش بات ہے کہ جو پاکستان پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے گزشتہ دنوں کراچی میں این ایف سی ایوارڈ کی خوشی میں سندھ سیکریٹریٹ سے کراچی پریس کلب تک نکالی گئی ایک بڑی ریلی سے خطاب کے دوران انتہائی جوشیلے انداز سے ہوا میں اپنا مکاہ لہراتے ہوئے کہی کہ تنقید سے گھبرانے والے نہیں کوئی مائی کا لال حکومت کی میعاد ختم نہیں کرسکتا انہوں نے اِس موقع پر جس انداز اور جذبات سے یہ بات کہی شاید میں یہاں اُن کے اُس انداز و بیان کا صحیح طرح سے احاطہ تو نہ کرسکوں مگر اتنا بیان کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے خیال سے اُنھوں نے جو کہا اور جتنا کہ اِس سے وہاں موجود افراد اور ٹی وی چینلز پر چلنے والے کلیپس دیکھ کر پوری پاکستانی قوم نے یہ اندازہ تو بخوبی لگا لیا ہوگا کہ اگر کسی پارٹی میں فوزیہ وہاب جیسے نڈر کارکن اور عہدیدار ہوں تو اُس پارٹی کا کوئی کیا بگاڑ

سکتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی جب کسی پارٹی میں اِن جیسے بہادر اور بیباک ذمہ دار ہوں اور اِس پارٹی کی پاکستان میں حکومت ہو اور اُس حکومت میں فوزیہ وہاب جیسی بہادر خاتون بطور وزیر بھی ہو تو پھر دنیا کو یہ بھی یقین کرلینا چاہئے کہ پھر بیشک کوئی مائی کا لال بھی حکومت کا تو کیا پاکستان کا بھی بال بیکا نہیں کرسکتا اور اِس کے علاوہ اُنہوں نے کہا کہ ہم ایک آواز ہیں اور صدر کے پیچھے کھڑے ہیں این ایف سی ایوارڈ چاروں صوبوں کا متفقہ ایوارڈ ہے۔اِن کی اِس تقریر کے پس منظر میں اگر دیکھیں تو بلاخوف تردید یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اِس حکومت نے این ایف سی ایوارڈ کی متفقہ منظوری کر کے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہمارا ملک ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد اَب اندرونی طور پر پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ ناقابل تسخیر ہوچکا ہے اور میں اِس موقع پر یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک بات ہے کچھ ایسے لوگوں کی جن کے نزدیک موجودہ حکومت غیر مستحکم ہے اور اِن کے خیال میں اگر یہ حکومت زیادہ عرصہ قائم رہ گئی تو شائد پاکستان کا مستقبل بھی تاریک ہوجائے گا تو یہ سب ایک خیالی باتیں ہیں جو یہ مایوس اور فرسٹریشن میں مبتلا افراد کر رہے ہیں۔

تو ایسے لوگوں کے لئے جو ہمیشہ اِس حکومت اور پاکستان سے متعلق ایک مخصوص سمت اور ایک خاص زاویہ نگاہ کے علاوہ کہیں اور دیکھنا تو کیا سوچنا بھی پسند نہیں کرتے ایسے ہی لوگوں کے لئے غالب گمان ہے کہ کلاڈیل کا ایک قول

ہے کہ " بہت سے لوگ اِس دنیا میں ایسے بھی ہیں جو اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھ سکتے
کلاڈیل کے اِس قول کی رو سے اگر دیکھا جائے تو یہ سچ ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک "
مخصوص ٹولہ آج بھی پاکستان میں بھی موجود ہے اور جو امریکہ اور بھارت کی گود میں
بیٹھا ہوا ہے جس نے اپنے ملک سے متعلق نہ صرف پاکستان ہی میں کیا بلکہ بین الاقوامی
سطح پر بھی یہ راگ الاپنا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان اِن دنوں اپنی تاریخ کے بدترین
دور سے گزر رہا ہے (حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ملکوں اور
قوموں پر اِس سے بھی کہیں زیادہ کڑا امتحان کا وقت آیا اور وہ اُس امتحان سے خندہ
پیشانی سے سُرخرو ہو کر امر ہوئے اور وہ تاریخ میں بھی ایک نئے باب کا اضافہ کر
گئے اگر آج ہم بھی اپنے اتحاد اور اپنی ملی یکجہتی پر قائم رہے تو ہم بھی اِس امتحان سے
اپنے اِسی اتحاد اور اپنی ملی یکجہتی کے بدولت ضرور سُرخرو ہوں گے) بہر کیف !اِن ہی
لوگوں کی وجہ پاکستان اپنے پیروں پر اَب تک کھڑا نہیں ہو سکا ہے جو اِس امر کا واضح
ثبوت ہے کہ پاکستان پر گزشتہ باسٹھ سالوں سے اِس کے اپنوں سے زیادہ اُن پاکستان
دوست نما دشمنوں کا اثر رہا کہ جنھوں نے ہمیشہ اِس کے ہر اندرونی اور بیرونی اقتصادی،
سماجی، سیاسی اور اخلاقی معاملات میں اپنی ٹانگیں بیجا اَڑائیں اور اپنی اندھی مداخلت
جاری رکھی جس سے ایک طرف تو پاکستان دنیا بھر میں تنہا ہوا تو دوسری طرف اُنھوں
نے اپنی اندر ہی اندر کی جانے والی سازشوں سے پاکستان کو ہر لحاظ سے مفلوج اور
کھوکھلا کیا۔

اور آج اِس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان میں کسی بھی حوالے سے استحکام نظر نہیں آ رہا ہے اِس کی کیا وجوہات ہیں؟ اِس کی مزید تفصیل میں جانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں کیوں کہ جتنی مرتبہ بھی پاکستان میں رائج کسی بھی نظام کے ناقص ہونے کے اسباب جانچنے کے لئے اِس کی گہرائی میں جایا جائے ہر مرتبہ ہی ایک نیا انکشاف منہ چڑھائے اور کھولے کھڑا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ سے ہی یہی ہوتا آیا ہے کہ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ہمارے تجزیہ نگار اور محقق ہر بار ایک نئے مسئلے کو سلجھانے میں الجھ کر رہ گئے اِس بنا پر میں یہاں صرف یہ کہہ کر اپنی بات سمیٹ لینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا قیام جب سے ہوا ہے اِسے اپنوں اور غیروں سب نے مل کر اپنے مقاصد اور عزائم کے لئے مختلف حیلے بہانوں سے استعمال کیا ہے اور اِن کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے کہ دوسرے پاکستان پر درپردہ مختلف بہانوں سے اپنا تسلط قائم کئے رہے یا کئے ہوئے ہیں یا کرنا چاہتا ہیں۔

اور اَب تو اِس میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ بالخصوص امریکا افغانستان اور دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف چھیڑی گئی اپنی جنگ میں اپنا اتحادی بنا کر درحقیقت افغانستان میں اپنی فوجیں بڑھا کر اِس بہانے پاکستان پر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے اپنی پوری ایڑی چوٹی کا زور نہ صرف خود لگا رہا

ہے بلکہ اِس نے اپنے اِس مقصد کی فوری تکمیل کے خاطر اپنے ساتھ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کو بھی شامل کر رکھا ہے جو اِس بات کی بھی کھلی دلیل ہے کہ امریکا پاکستان پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے بھارت کے ساتھ مل کر اپنا دباؤ مسلسل بڑھا رہا ہے اور اپنی اِس ضد پر قائم ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقے دہشت گردوں کا گڑھ ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہاں ایک افسوسناک بات یہ بھی ہے کہ پاکستان جو دہشت گردی کے خلاف اِس کی جنگ کا ایک بڑا اتحادی بھی ہے امریکا کا پاکستان پر کسی بھی معاملے میں اعتماد نہیں ہے اور وہ جنوبی ایشیا بالخصوص پاکستان سے متعلق کوئی بھی بہتر فیصلہ کرنے سے پہلے بھارت کو اعتماد میں لیتا ہے اور جب بھارت کے اِس پر تحفظات دور ہو جاتے ہیں تو امریکا آٹے میں نمک کے برابر کوئی فائدہ پاکستان کو پہنچانے کا صرف وعدہ کرتا ہے.... مگر دیتا وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

اِس کے علاوہ گزشتہ دنوں امریکی پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اوباما نے پاکستان پر ایک الزام یہ بھی لگایا ہے کہ فاٹا سے مغرب کے خلاف شدت پسندی کو کنٹرول کیا جا رہا ہے اِن کے خاتمے کے لئے پاکستان کو امریکا کے ساتھ اپنا تعاون ہر حالت میں بڑھانا ہو گا اور پاکستان القاعدہ کے خاتمے کے لئے مزید سخت ترین اقدامات کرے تاہم اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ حکومت پاکستان نے اپنی فورسز کی مدد سے ملک کے بیشتر علاقوں میں دہشت گردوں کے

خلاف جاری آپریشن میں بھرپور کامیابی حاصل کرلی ہے اور ایک مصدقہ اطلاع یہ بھی ہے کہ گزشتہ دنوں ہی حکومت پاکستان نے پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کی دھمکی آمیز الزام سے قبل ہی کرم ایجنسی میں اپنی فورسز کے ذریعے آپریشن شروع کردیا ہے جس کی تکمیل کا حکومت نے کوئی ٹائم فریم تو نہیں دیا ہے مگر یہ خوش آئند امر ہے کہ اِس آپریشن کے دوران بھی حکومت کو پہلے ہی روز دہشت گردوں کے خلاف بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

جبکہ اُدھر یہ بات تو درست ہے کہ امریکیوں اور بھارتیوں نے ایک ساتھ مل کر پاکستان کو دنیا بھر میں ناکام ریاست منوانے کے لئے پاکستان بھر میں اپنی خفیہ ایجنسیوں سی آئی اے، راما اور بلیک واٹر کے ذریعے دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے پاکستان کا وقار اور استحکام دنیا بھر میں بُری طرح سے مجروح ہو کر رہ گیا ہے اِس صورتِ حال میں موجودہ حکومت کو یہ چاہئے اور اِس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی آستینوں میں چھپے اُن سانپوں کو بھی باہر نکالے جو دودھ پی پی کر پل بھی رہے ہیں اور وقت پڑنے پر ڈس بھی رہے ہیں ایسے سانپ وہ ہیں جو حکومت کو یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے پسِ پردہ امریکا، بھارت، اسرائیل اور افغانستان جیسے دشمن ملوث ہیں اِن سے پھر بھر تعلقات استوار کرنے اور قائم کرنے کا مشورہ دیتے ہیں حکومت انہیں بھی بے نقاب کرے تاکہ حکومت عوام

میں اپنا مورال مزید بلند کرسکے۔

اگرچہ ملک میں تیرہ سال کی ایک طویل جدوجہد کے بعد گزشتہ جمعہ کے روز ساتویں این ایف سی ایوارڈ کی متفقہ منظوری کے بعد اُن ملک دشمن عناصر کی راتوں کی نیندیں یقینا حرام ہوچکی ہوں گئیں جو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ مالیاتی ایوارڈ کی تقسیم کا معاملہ جو گزشتہ کئی سالوں سے کھٹائی میں پڑا رہنے کی وجہ سے ملک کے چاروں صوبوں کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ بنا ہوا تھا اور جس کی وجہ سے ملک کے صوبوں میں ایک کھنچاؤ اور تناؤ کا سا ماحول پیدا ہوچکا تھا جس کا فائدہ یہ ملک دشمن عناصر صوبوں کے درمیاں دوریاں پیدا کر کے اور انہیں ایک دوسرے سے لڑا کر اٹھانا چاہتے تھے اَب اِس متفقہ ایوارڈ کی منظوری کے بعد ملک کے اندر چھپے اُن پاکستان دشمنوں کے عزائم پر بھی اُوس گر گئی ہوگی جو یہ کہتے پھرتے تھے کہ پاکستان کا وجود خطرے میں ہے اور موجودہ حکومت ناکام ہوچکی ہے۔ میرے خیال سے اَب اِن لوگوں کو یہ بات سمجھ آجانی چاہئے کہ جو اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھ سکتے اور ایسے باتیں کرتے ہیں جن کے نہ سر ہوتے ہیں اور نہ پیر اور اِس کے ساتھ ہی انہیں فوزیہ وہاب کی یہ بات بھی اپنی گرہ سے اچھی طرح باندھ لینی چاہئے کہ کوئی مائی کا لال اَب پی پی پی اور پاکستان کا بھی بال بیکا نہیں کرسکتا کیوں کہ اِس جمہوری حکومت نے این ایف سی ایوارڈ کی اتفاق رائے سے منظوری دے کر ملک کے

چاروں صوبوں کو بکھرنے سے بچالیا ہے اور ایک تسبیح کے دانوں کی طرح پرو دیا ہے۔
(جس سے صوبے بھی مضبوط ہوئے ہیں تو ملک بھی مضبوط اور مستحکم ہوگیا ہے۔ (ختم شد

این آر او/ تاریخ ہر بار قوموں کو مایوس نہیں کرتی

قوم کے لئے 16 دسمبر 1971 مایوسی اور 16 دسمبر 2009 خوشی کا دن ہے
اَب زندہ ہوگیا ملک میں واقعی انصاف زندہ ہوگیا

یہ دسمبر کا مہینہ ہے اور دسمبر کے مہینے کو پاکستان میں خاص کر ایک لحاظ سے .بڑا مایوس کن مہینہ تصور کیا جاتا ہے مگر میرے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی بھی ملک اور قوم کے لئے ہمیشہ کوئی ایک ماہ اپنی ایک جیسی تاریخ میں ہر بار ایک جیسے مایوسی اور خوشی کے حوادث لیئے خود کو دہرائے ہماری قوم کو آج بھی 16 دسمبر 1971 کا وہ افسوسناک سانحہ یاد ہے جب ہمارا ایک حصہ مشرق پاکستان ہم سے کٹ گیا تھا جبکہ اِسی ماہ کی اِسی تاریخ کو گزشتہ دنوں این آر او کے خلاف سپریم کورٹ کے آنے والے تاریخ ساز فیصلے کے بعد اَب ہمیشہ ہماری قوم کو 16 دسمبر 2009 کا وہ خوشی کا عظیم دن بھی یقیناً یاد رہے گا کہ جب سپریم کورٹ نے ملک کے ایک آمر صدر کا بنایا گیا این آر او کا قانون ختم کیا اور یوں سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے کے بعد قوم کو آئندہ سال یعنی سن دو ہزار دس کو آنے والا سولہ دسمبر مایوس نہیں کرے گا کیوں کہ اُس وقت ہم ملک میں قانون کی بالادستی کے بعد ایک زندہ قوم کے زندہ فرزند ہونے

کا اعزاز حاصل کر چکے ہوں گے اور یوں 2010 میں آنے والی 16 دسمبر کی تاریخ ملک اور قوم کے لئے ایک نیا عزم اور نیا ولولہ لئے ہوئے ہوگی۔

یہ یقیناً ملک اور قوم کے لئے حوصلہ افزا امر ہے کہ ملک کے سابق صدر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کا بنایا گیا قومی مفاہمتی آرڈیننس جسے این آر او یا کالا قانون کے نام سے بھی انتہائی حقارت سے پکارا جاتا ہے (یہاں میں اپنے پڑھنے والوں سے یہ عرض کرتا چلوں کہ اِس کے علاوہ کسی کے ذہن میں اِس قانون کا کوئی اور حقیر نام ہو تو آپ اُسے اُس نام سے بھی پکار سکتے ہیں) یہ بدنام زمانہ قانون سرزمین پاکستان میں 2 سال 2 ماہ اور دن تک نافذ العمل رہنے کے بعد بالآخر اپنے منطقی انجام کو اُس وقت پہنچ گیا جب 11 چیف جسٹس مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے 17 رکنی بنچ نے 7 دسمبر 2009 سے اِس کیس کی دو ہفتوں تک سماعت کی اور 16 دسمبر 2009 بروز بدھ کی شب 10 بجکر 10 اور 45 سیکنڈ پر اِسے 1973 کے آئین سے متصادم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا ہے کہ این آر او کا اجرا قومی مفاد کے منافی ہے اور یہ آئین کی مختلف 8 شقوں کی خلف ورزی کرتا ہے اور جس کے بعد اِس کالے قانون این آر او کے تحت اُن تمام افراد (بشمول اور بالخصوص ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری جن پر پچھلے ادوار میں کرپشن اور قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے اور ملک سے باہر اپنا بینک بیلنس بڑھانے کے حوالے سے مختلف مقدمات

تھے وہ اِس قانون میں سرفہرست ہیں) جن پر قائم مقدمات ختم کئے گئے تھے سپریم کورٹ کے اِس فیصلے کے بعد اُن کے مقدمات ایک بار پھر این آر او کے اجرا کے دن 5 اکتوبر 2007 سے پہلے والی حالت میں بحال کر دیئے گئے ہیں۔ سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے سے یقیناً ملک میں جہاں ایوان صدر اور اِس قانون سے متاثرہ افراد میں بظاہر نظر تو نہ آنے والی ایک سیاسی ہلچل پیدا ہوگی تو وہیں آئندہ چند ایک دنوں میں ملکی سیاست پر بھی اِس کے مثبت اور منفی دونوں ہی نوعیت کے جزوی اور مکمل اثرات مرتب ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ جن میں حکومت کا چلنا اور رکنا سمیت صدر اور اِن کے اتحادیوں کا جانا اور ٹھرنا دونوں ہی شامل ہیں۔

اگرچہ یہ ایک خوش آئندہ امر ہے کہ سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے پر ملک کے قانونی ماہرین بھی خیر مقدم کر رہے ہیں اور اِسے ملک اور قوم کے بہتر مفاد سے تعبیر کر رہے ہیں تو اُدھر ہی دوسری طرف ملک کے سیاسی حلقوں کی جانب سے اور عوامی سطح پر بھی سپریم کورٹ کے اِس فیصلے کو بے حد سراہا جارہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ قوم کو مبارک ہو کہ ملک میں انصاف ابھی زندہ ہے اور عدل وانصاف نافذ کرانے والے اپنے عزم وہمت سے پوری طرح سے متحرک ہوچکے ہیں کہ ملک میں اَب ہر صورت میں عدل وانصاف کا بول بالا کرا کر ہی دم لیں گے اور اَب اِس فیصلے کے بعد ملک میں بالا تفریق

انصاف ہر امیر و غریب، بادشاہ اور فقیر کو بھی ملے گا۔اور اِس کے ساتھ ہی این آر او پر سپریم کورٹ کی جانب سے اپنی نوعیت کے اِس تاریخ ساز فیصلے کے بعد یہ بات بھی پوری طرح سے قوم پر واضح ہو گئی ہے کہ قانون سے کوئی نہیں بچ سکتا خواہ کوئی کتنا ہی بااثر اور چالاک کیوں نہ ہو اور خواہ وہ ملک کا صدر ہو یا ایک فقیر اگر اِس نے سرزمین پاکستان پر جرم کیا ہے تو وہ سزا کا حقدار ہے اور بس......اُسے ہر حال میں سزا ملے گی۔

بہر کیف ! یہ حقیقت ہے کہ آج سے 38 سال قبل 16 دسمبر 1971 کو رونما ہونے والے سانحہ سقوطِ ڈھاکہ کے المناک واقعہ نے قوم کے ماتھے اور دل پر ایک ایسا سیاہ دھبہ لگا دیا ہے کہ اَب یہ دھبہ ہماری قوم کے ماتھے اور دل سے تا قیامت نہیں چھٹ سکتا اور اِس المناک واقعہ کے بعد سے جب بھی ملک میں 16 دسمبر آتا ہے تو ہماری قوم کو 38 سال قبل رونما ہونے والے اُس المناک سانحہ کی یاد ستاتی ہے کہ جب ہمارا ایک بازو جو مشرق پاکستان کی صورت میں ہم سے جڑا ہوا تھا وہ ہم سے کچھ ہمارے ہی اپنوں اور اغیار کی گھ جوڑ اور اُن کی سازشوں کی وجہ سے کٹ کر جدا ہوگیا اِس سازش کے پیچھے کون سے عناصر ملوث تھے ؟ اور اُن کے کیا ناپاک عزائم تھے ؟ اُن کے بارے میں گزشتہ 38 سالوں میں ملک اور بیرونِ ملک ہر زبان میں چھپنے والی انگنت کتابوں اور اخبارات و رسائل میں اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ اِن کے صفحات کالے ہوئے پڑے ہیں اور اِس عرصے کے

دوران ہمیں اتنا کچھ سنایا گیا ہے کہ اَب تو ہمارے کان بھی سانحہ سقوطِ ڈھاکہ پر سُن سُن کر سُن ہو گئے ہیں اور اِن کتابوں، اخبارات اور رسائل کے صفحات جو سانحہ مشرق پاکستان کے حوالے سے ہیں انہیں پڑھ پڑھ کر ہماری آنکھیں بھی پتھرا گئی ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اِس المناک سانحہ پر ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی تا قیامت اپنے آنسوں بہاتی رہیں گی اور اپنے ہاتھ کفِ افسوس سے ملتے رہیں گیں کہ مشرق پاکستان ہم سے کیوں علیحدہ ہو گیا؟ کیوں کہ سقوطِ ڈھاکہ ایک ایسا سوال اور زخم بن کر رہ گیا ہے جس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے اور یہ ہماری قوم کے لئے ایک ایسا زخم ہے جو ہمیشہ ہرا رہے گا اور ہمیشہ اِس میں سے خون رستا رہے گا اور جو ہمیشہ ہمیں ہماری لاپرواہی اور غلط حکمتِ عملی کا احساس دلاتا رہے گا۔

کہا جاتا ہے کہ لکھی ہوئی تاریخ بیتی ہوئی تاریخ سے بالکل مختلف ہوتی ہے مگر جب ہم آج سے 38 سال قبل اپنے ہی ملک میں رونما ہونے والے 16 دسمبر 1971 کو سقوط ڈھاکہ جیسے تاریخی واقعہ پر نظریں دوڑائیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج کتابوں میں لکھی ہوئی تاریخ اور بیتی ہوئی تاریخ میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ تاریخ کے مؤرخ نے سقوط ڈھاکہ سے متعلق جو لکھا اور جتنا لکھا وہ سب کا سب درست اور حقائق پر مبنی ہے یوں میرے خیال سے یہ کہنا کہ لکھی ہوئی تاریخ بیتی ہوئی تاریخ سے بالکل مختلف ہوتی ہے غلط ہے۔

اِسی طرح ول ڈیورنٹ کا ایک قول ہے کہ اکثر تاریخ قیاس آرائی پر مبنی ہے اور باقی ماندہ کی بنیاد تعصب پر ہے" میں ول ڈیورنٹ کے اِس قول سے بھی متفق نہیں ہوں کہ اکثر تاریخ قیاس آرائی پر مبنی ہے میرے نزدیک اگر اکثر تاریخ قیاس آرائی پر مبنی ہے تو اول میں پھر وہ تاریخ ہی نہ ہوئی جو قیاس آرائی پر مبنی ہے وہ تو پھر کوئی طلسماتی کہانی ہو گئی کیوں کہ عموماً قیاس آرائیوں پر تو طلمساتی کہانیاں ہی ہوا کرتی ہیں اور اگر بقول ول ڈیورنٹ کے باقی ماندہ کی بنیاد تعصب پر ہے" تو پھراس لحاظ سے یہ بھی تاریخ نہ ہوئی کیوں کہ تاریخ نہ تو قیاس آرائی پر مبنی ہو سکتی ہے اور نہ کسی تعصب کی بناپر لکھی جاتی ہے کیوں کہ میری سمجھ کے مطابق تاریخ خود ایک حقیقت ہے۔اِس کا ثبوت کسی تاریخ کے طالبعلم کو دیکھنا ہے تو وہ پاکستان کے 38 سال قبل رونما ہونے والے 16 دسمبر 1971 کے حقیقی واقعہ سے لے اور اِس کے بعد 16 دسمبر 2009 کے این آر او کے خلاف آنے والے حقیقی اور اٹل اِس فیصلے سے جو پاکستان کے سپریم کورٹ نے پاکستان کی تاریخ کا یہ فیصلہ دے کر پاکستان اور دنیا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

اَب یہ اور بات ہے کہ این آر او کے خاتمے کے بعد مقدمات کے شکنجے میں جکڑے یہ افراد اپنی صفائی میں کیا کچھ کہتے اور بیان کرتے ہیں؟ اور اپنے آپ کو

اَب عدالتوں میں پیش ہو کر کس طرح صحیح طریقے سے مقدمات سے بری کراتے ہیں؟ اور لوٹی گئی قومی دولت کو کس طرح سے ملک اور قوم کو واپس کرتے ہیں؟ اَب یہ اِن پر ہے کہ یہ لوگ کتنے بڑے ملک کے خیر خواہ ہیں۔ جو اپنی اتنی سی قربانی دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتے یا اِس کے باوجود بھی ملک و قوم کی لوٹی گئی دولت پر یوں ہی .... بن کر بیٹھے رہنا پسند کریں گے۔؟

ستائیس دسمبر 2009 بینظیر بھٹو شہید کی برسی پر

دلوں پر ہمیشہ راج کرے گی بے نظیر، تجھ کو اور کیا کہوں میں اس کے سوا
دختر مشرق، محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید ہوئے دو سال گزر گئے
عظیم رہبر، کی عظیم بیٹی بینظیر بھٹو شہید
محترمہ بے نظیر بھٹو اپنے خون سے ملک میں جمہوریت کا پودا سینچ گئیں
افلاطون کہتا ہے کہ دنیا عاقل کی موت پر اور جاہل کی زندگی پر ہمیشہ آنسو بہاتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آج کا یہ دن اور یہ تاریخ قوم کبھی نہیں بھلا سکتی اس لئے کہ گزشتہ سال 27 دسمبر 2007 کو آج ہی کے دن ملک دشمن عناصر نے عالم اسلام کی بطل جلیل اور پہلی مسلمان وزیر اعظم کا دوبار اعزاز عظیم حاصل کرنے والی نہ صرف دختر مشرق بلکہ مغرب کی بھی اس مقبول اور ہر دلعزیز خاتون محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کر دیا جو حقیقی معنوں میں جمہوریت کی علمبردار تھیں گو کہ وہ آج ہم میں نہیں مگر ان کی یوں اچانک شہادت کا کسی کو آج تک یقین نہیں آیا کہ ظالموں نے انہیں شہید کر دیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو ملک کے چاروں صوبوں کی زنجیر یعنی کہ وہ وفاق کی کھلی علامت تھیں اور ان کی اس طرح ہونے والی شہادت سے جہاں پاکستان کو

نقصان پہنچا ہے تو وہیں ملت اسلامیہ اور عالمی دنیا کو بھی ایک مدبر اور انتہائی عظیم خاتون کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کے ساتھ ہی وفاق پاکستان کے درخشاں باب کا بھی خاتمہ ہوگیا اور یہ وہ خلا ہے کہ جو کم از کم برصغیر میں تو اب کبھی بھی فل نہ ہوسکے گا انھوں نے اپنی جان اپنے عظیم باپ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے اصولوں پر چلتے ہوئے وطن عزیز پاکستان میں جمہوریت کی بحالی اور اس کی بالادستی، غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کے حقوق کی جنگ لڑتے ہوئے دی ان کی مقبولیت کا اندازہ کسی پیمانے سے نہیں لگایا جاسکتا وہ اپنے وقار اور جرات وہمت کی وجہ سے ہر اس شخص کے دل میں ہمیشہ زندہ رہیں گی جو جرات اور وقار کا امین ہے اور آج بھی دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے کہ جو اپنی قوم اور وطن کی حفاظت کے لئے وقار اور جرات کا مظاہر کرتے ہوئے اس راہ میں کوشاں ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس جذبے کے تحت اپنی جانوں کا نزرانہ بھی پیش کیا

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور سابق (دومرتبہ) وزیراعظم کا اعزاز حاصل کرنے والی خاتون محترمہ بے نظیر بھٹو21 جون 1952 کو پیدا ہوئیں آپ کے والد محترم ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں پہلے جیتنگز نرسری اسکول اور بعد ازاں آپ کو کانونٹ اسکول کراچی میں داخل کرایا یہاں آپ صرف دو سال ہی تعلیم حاصل کرسکیں اس کے بعد آپ راولپنڈی منتقل ہوگئیں یہاں آپ کا پریزینٹیشن

اسکول میں داخلہ ہوا بعد ازاں آپ کا مری میں کانونٹ اسکول میں داخلہ کرایا گیا آپ نے 15 سال کی عمر میں اولیول کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا اور پھر اے لیول مکمل کرنے کے بعد آپ کراچی آگئیں یہاں آپ کا داخلہ کراچی گرامر اسکول میں کرا دیا گیا اس طرح آپ پاکستان میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے خاطر امریکا چلی گئیں آپ 5 سال (1969 سے 1973) تک ریڈیکلف کالج اور ہارورڈ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہیں اس ہی دوران آپ نے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور یہاں سے مزید تعلیم کی غرض سے برطانیہ چلی گئیں جہاں آپ نے 5 سال (1973 سے 1977) تک اپنے قیام کے دوران لیڈی مرگریٹ ہال آکسفورڈ میں فلسفہ، سیاست اور معاشیات کے مضامین میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے انہیں پڑھا اور اس کے علاوہ آپ نے آکسفورڈ سے بین الاقوامی قانون اور ڈپلومیسی کے مضامین میں بھی اپنی خاصی دلچسپی کی وجہ سے ان کے کورس بھی کئے آپ کو 1976 میں آکسفورڈ یونین کا صدر بھی بننے کا اعزاز حاصل ہے (یہ بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ آپ وہ پہلی ایشیائی خاتون ہیں جنہیں ڈیبٹنگ سوسائٹی کا سربراہ بننے کا موقع ملا) آپ کی شادی 18 دسمبر 1987 کو ملک کے موجودہ صدر مملکت آصف علی زرداری سے کراچی میں انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ انجام پائی جن سے آپ کے تین بچے بلاول بھٹو زرداری، بختاور اور آصفہ ہوئے اس حقیقت سے نہ صرف اہل پاکستان ہی اچھی طرح سے واقف ہیں بلکہ ساری دنیا بھی یہ خوب جانتی ہے کہ بھٹو خاندان لگ بھگ تین سے زائد دہائیوں سے مسلسل جن مسائل و مصائب اور

غموں سے دوچار ہوا ہے کوئی اور اگر ہوتا تو وہ کب کا سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا اور گوشہ نشینی اور گمنامی کی زندگی بسر کرتا مگر سلام ہے اس عظیم خاندان کے سپوتوں کو کہ جنہوں نے اس ملک میں اصولوں کی سیاست اور حقیقی جمہوریت کی بحالی کے خاطر آمریت کے دیوتاؤں کو ڈھیر کرنے کے لئے ہر دور میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ تک کو پانی کی طرح بہادیا گو کہ اس خاندان کو اس سرزمین پاک سے اتنی خوشیاں نہیں نصیب ہوئیں کہ جتنے غم ان کے دامن میں آئے ہیں اس خاندان کا صرف اتنا ہی تو قصور ہے کہ اس نے ہمیشہ ملک میں جمہوریت کی آواز کو آمروں کے منافقانہ قول وفعل کے سامنے بلند کیا اور ان غیر جمہوری قوتوں کے خلاف پرچم حق کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دیا ذوالفقار علی بھٹو کو بھی اس دور کے ایک آمر جنرل ضیاءالحق نے صرف جمہوریت کی ہی پاداش میں پھانسی دی اور اس کے بعد اس ہی آمر جنرل کے ہی دور حکومت (1980) میں فرانس میں ذوالفقار علی بھٹو کے بیٹے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کے بھائی شاہ نواز بھٹو کو بھی زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا ان کے بعد اس محب وطن خاندان کو ایک اور بڑے صدمے سے 20 ستمبر 1996 کو دوچار ہونا پڑا کہ جب بھٹو شہید کے ایک اور بیٹے اور بے نظیر بھٹو کے دوسرے بھائی مرتضٰی بھٹو کو بھی ہلاک کر دیا گیا محترمہ بے نظیر بھٹو کا سفر سیاست کا آغاز بھی بڑے ہی دکھ و درد کے ساتھ ہوا گو کہ انہوں نے سیاست کے تمام اسرار و رموز اپنے والد شہید محترم ذوالفقار علی بھٹو سے تو سیکھ رکھے تھے اور ان پر عمل کرنے

کا وقت تب شروع ہوا کہ جب انہوں اپنے پورے مصمم ارادے کے بعد اس میدان سیاست میں قدم رکھنے کا سوچا کہ اس سے ان کے عظیم والد ذوالفقار علی بھٹو کی روح کو تسکین ہوگی اور جو کام وہ ادھورا چھوڑ گئے تھے وہ یہ پورا کریں گیں یوں آمر جنرل ضیاء الحق کی المناک ہلاکت کے بعد ملک میں ہونے والے 1988 کے انتخابات میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی ایک بار پھر نئے جذبے اور نئی روح کے ساتھ بیدرار ہوئی اور ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بھرپور طریقے سے حصہ لیا اور بھاری مینڈیٹ سے کامیاب ہوئی اس طرح 1988 میں محترمہ بے نظیر بھٹو نہ صرف ملک پہلی بلکہ امت مسلمہ کی بھی پہلی خاتون وزیراعظم بن گئیں (اس وقت آپ کی عمر 35 سال تھی)

اسی طرح اکتوبر 1993 کو ہونے والے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی پھر کامیاب ہوئی تو محترمہ بے نظیر بھٹو کو ملک کا دوبارہ وزیراعظم منتخب کرلیا گیا 1998 کو نواز شریف کے دور اقتدار میں آپ کو جلاوطنی اختیار کرنی پڑی اس دوران آپ نے وہاں سے ہی پارٹی کے امور انجام دیئے 12 اکتوبر 1999 کو جب جنرل پرویز مشرف نے نواز شریف کی حکومت پر شب خون مار کر ملک میں قائم لولی لنگڑی جمہوری حکومت کے ہاتھوں سے بیساکھی گھسیٹ لی تو اس آمر جنرل نے جیسی کرنی ویسی بھرنی کے تحت نواز شریف کو بھی بڑی ہی بیدردی سے ان کے اہل خانہ

سمیت راتوں رات جہاز میں بھر کر جلا وطن کر دیا کیوں کہ نواز شریف نے محترمہ کو اسی طرح جلا وطن کیا تھا اور وہ اب خود بھی جلا وطن ہو گئے تھے بہر حال !اس سے بھی کچھ نہ ہوا محترمہ ملک سے باہر اور ان کے شوہر آصف علی زرداری مسلسل اس دوران بھی پابند سلاسل ہی رہے پہلے تو صرف محترمہ بے نظیر بھٹو ہی ملک سے باہر تھیں اور اب تو نواز شریف بھی ملک ہی سے نہیں بلکہ سیاست سے بھی آؤٹ ہو چکے تھے اس عرصے میں مشرف پر عالمی دباؤ بڑھا تو اس آمر جنرل نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی جانب مصالحت کا خاموشی سے ہاتھ بڑھایا اس کے پیچھے کیا راز پوشیدہ تھا اس کا پردہ تو اس وقت اٹھا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی طویل جلا وطنی کے بعد 18 اکتوبر 2007 کو جب کراچی واپس آئیں تو ان کے تاریخی استقبالیہ جلوس میں بم دھماکہ ہوا اس قاتلانہ حملے میں محترمہ بے نظیر بھٹو خوش قسمتی سے محفوظ رہیں ہاں البتہ اس ہولناک واقع میں 150 سے زائد افراد شہید اور 500 کے لگ بھگ شدید و معمولی زخمی ہوئے آپ محترمہ بے نظیر بھٹو کو ان تمام خطرات کا پہلے سے ہی علم تھا مگر وہ ایک نڈر اور بہادر خاتون تھیں اس کے باوجود بھی آپ نے ذرا بھی خوف محسوس نہ کیا اور اپنی انتخابی مہم کو جاری رکھا اور آپ بلا خوف وخطر ملک کے کونے کونے اور چپے چپے میں اپنے انتخابی جلسے اور جلوسوں کی قیادت کرتی رہیں مگر گزشتہ برس 27 دسمبر 2007 بروز جمعرات کو جب اس عوام دوست لیڈر کی عمر 54 سال تھی تو ایسے ہی ایک انتخابی جلسے کے دوران راولپنڈی کے تاریخی لیاقت باغ میں محترمہ بے نظیر بھٹو پر دوسرا اور آخری

قاتلانہ حملہ اس وقت ہوا کہ جب آپ ولولہ اور فکر انگیز خطاب کے بعد جانے کے لئے اپنی گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہو رہیں تھیں کہ اس دوران راولپنڈی کے اس تاریخی باغ نے ایک بار پھر دنیا کی اس عظیم خاتون کے خون سے اپنی زمین کو رنگ لیا اس سے قبل اس باغ میں ملک کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان بھی شہید کئے گئے تھے اس بار بھی ملک کی پہلی اور دنیا کی انتہائی قابل اور مدبر خاتون کو کسی ماہر اور بہترین نشانہ باز نے ان پر فائرنگ کرکے انہیں شہید کردیا

محترمہ شام 6بجکر 16 منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں کروڑوں اپنے چاہنے والوں کوافسردہ کر گئیں اور اس کے ساتھ ہی ان کے قاتل نے خود کو بھی دھماکے سے اڑا لیا اور اس کے بعد تو پورا لیاقت باغ کا علاقہ قیامت صغریٰ کا منظر پیش کرنے لگا اور انسانی اعضاء جائے وقوعہ سے 250 فٹ دور تک ملے ہر طرف نعشیں بکھری پڑیں تھیں چیخ وپکار کا ایک عالم تھا اس واقع میں بھی متعدت افراد شہید اور کئی شدید زخمی بھی ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو حقیقت میں ایک عملیت پسند خاتون تھیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے جو کہا اور جس کام کو کرنے کا وعدہ کیا اس کو عملی طور پر بھی کرکے دیکھایا محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی اس اچانک ہونے والی شہادت کے بعد ملک بھر میں جو کچھ بھی ہوا (یعنی جو انارکی پھیلی وہ ایک فطری اور جذباتی

امر تھا) اگر اس وقت عوام کو روکا جاتا تو حالات ممکن تھے کہ اس سے کہیں مختلف اور پیچیدہ ہو جاتے بہر حال !اس وقت وہ کچھ نہیں ہونا تھا جو ہوا تھا اور جس نے بھی قومی اور نجی املاک کو نقصان پہنچایا اس نے اپنی اس عظیم رہنماء کی روح کو ضرور مزید ٹھیس پہنچائی ہو گی کہ ان سمیت ان کے خاندان کے ہر فرد نے اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کے خاطر اپنی جانوں کا نزرانہ پیش کیا اور اس ملک اور اس کی عوام کی آبیاری اپنے مقدس خون سے کی ملکی اور نجی املاک کو انہوں نے کبھی بھی نقصان پہنچانے کا درس نہیں دیا صرف یہ نہیں بلکہ کوئی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت کا سربراہ ملکی اور نجی سرکاری اور غیر سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے اور جلانے کو کبھی نہیں کہتا وہ تو ادھر ادھر کے چند شرپسند عناصر ایسے موقعوں کا فائدہ اٹھا جاتے ہیں اور وہ اتنا کچھ کر جاتے ہیں کہ قوموں کو اس کا خمیازہ سالوں بھگتنا پڑتا ہے اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی نئی قیادت کے لئے بہت سے نام سامنے آرہے تھے مگر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی تجہیز و تکفین کے مراحل سمیت رسم قل کے بعد ان کی واضح وصیت کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ نے تین گھنٹے بند کمرہ اجلاس کے بعد)اتوار30دسمبر 2007 کو پارٹی کی نئی قیادت کے) حوالے سے جو فیصلہ کیا اس سے محترمہ بے نظیر بھٹو کی جدائی کے بعد غم سے نڈھال اور سوگوار کارکنوں میں امید افزا حوصلہ پیدا ہوا کیوں کہ سینٹرل ایگزیکٹو

کونسل نے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے 19 سالہ صاحبزادے بلاول بھٹو زرداری جو 21 دسمبر 1988 میں کراچی میں پیدا ہوئے اور وہ ہو بہو اپنی ماں کی تصویر ہیں انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کا نیا چیئرمین بنا دیا گیا اور اس موقع پر متفقہ طور یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ پارٹی کے نئے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کیوں کہ ابھی زیر تعلیم ہیں اس لئے ان کی تعلیم مکمل ہونے تک پارٹی کی قیادت شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے شوہر اور بلاول بھٹو زرداری کے والد محترم آصف علی زرداری کو شریک چیئرمین کی حیثیت سے پارٹی کی یہ اہم ذمہ داری سونپی جارہی ہے پارٹی کے نئے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری ان دنوں آکسفورڈ یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کے طالب علم ہیں اور ان سطور کو چھپنے والے دن تک یعنی 27 دسمبر 2009 تک وہ 22 سال اور 8 دن کے ہو چکے ہوں گے اس میں کوئی شک نہیں کہ 18 فروری کے ملک میں ہونے والے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے جو بھرپور عوامی مینڈیٹ حاصل کرکے ایک مثالی کامیابی سے ہمکنار ہوئی اس کی اس کامیابی کے پیچھے سب سے اہم اور نمایاں عنصر جو غالب رہا وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شہادت کا تھا اور آج پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ملک کو ایک نئی سوچ اور نئے جمہوری راستوں پر گامزن کر دیا ہے اس کا سارا سہرا صدر مملکت آصف علی زرداری کے سر جاتا ہے جنھوں نے اپنی مدبرانہ سوچ، فہم وفراست اور افہام و تفہیم سے تمام سیاسی اور مذہبی جماعت کو اعتماد میں لیکر ملک اور قوم کے بہتر مفاد اور استحکام

کے لئے ایسے فیصلے کئے ہیں کہ قوم کا حکومت پر پورا پورا اعتماد بحال ہے اور آج بھی جب کہ بھارت نے 26 نومبر کے بعد سے پورے خطے میں جنگ کا سا ماحول پیدا کر رکھا ہے پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور صدر مملکت آصف علی زرداری نے بھارت کے جنگی عزائم کو خاک میں ملانے کا پوری طرح سے عزم کر رکھا ہے مگر قوم آج بھی دو سال گزر جانے کے باوجود محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کے قتل میں ملوث عناصر کو سزا دلوانے کی شدت سے منتظر ہے اور جواب تک سامنے نہیں آئے اور آج بھی نہ صرف اہل پاکستان بلکہ جہاں کہیں بھی محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے چاہنے والے موجود ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید آج بھی اور ہمیشہ ان کے دلوں پر راج کریں گیں اللہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی قبر پر تا قیامت اپنی رحمتیں برساتا رہے۔

زرداری 2018 تک صدر رہیں گے سلمان تاثیر کا انکشاف

حکومت کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دینگے چوہدری شجاعت کا عزم بیکار
کہا جاتا ہے کہ حق سے زیادہ کسی کی تعریف چاپلوسی ہے اور استحاق سے کم حسد اور
اِسی طرح یہ بھی ہمارے یہاں مشہور ہے کہ کسی کی ناجائز خوشامدمت کرواِس سے
ضمیر پراگندہ ہوتا ہے اِن اقوال کی روشنی میں اِب عوام فیصلہ کرے کہ زندہ دل اور بلا
جھجک اپنی ہر بات زبان پر لانے والے گورنر پنجاب سلمان تاثیر جی ہاں ! وہی سلمان
تاثیر جو ایک طرف تو دورِ آمریت میں بھی پرویز مشرف جیسے ڈکٹیٹر کی آنکھ کے
تارے اپنی چاپلوسیوں کے باعث بنے رہے تو دوسری طرف یہ اپنی جارحانہ چاپلوسیوں
اور رویوں کی وجہ سے اُس وقت بھی ہدفِ تنقید بنتے رہے ہیں اوراِن دنوں بھی یہ
اِس جمہوری حکومت میں اپنے اِسی عہدے گورنری اور رویے کی وجہ سے شدید قسم کی
تنقیدوں کی زد میں ہیں اِس لئے کہ گزشتہ حکومت کی طرح اِس دفعہ بھی یہ اپنے
عہدے کو بچانے کے لئے اِس جمہوری حکومت کے جمہوری صدر آصف علی زرداری کی
خوشامد میں زمین آسمان کی قلابے ملانے سے بھی دریغ نہیں کررہے ہیں جس کا مظاہرہ
انہوں نے گزشتہ دنوں لاہور جیم خانہ کلب میں اپنے اُسی مخصوص لب و لہجہ میں جسے
وہ دورِ مشرف میں بھی

صحافیوں سے گفتگو کے دوران استعمال کیا کرتے تھے اُسی تکبرانہ انداز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ الزامات لگنے پر چیف جسٹس اور نواز شریف مستعفی نہیں ہوئے تو ہم کیوں ہوں؟ عدلیہ اور حکومت اپنے دائرہ کار میں رہیں اور ایک موقع پر تو اُنھوں نے حد ہی کردی کہ جب صدر زرداری کے استعفےٰ سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں اُنھوں نے اپنا یہ والہانہ انکشاف کر کے نہ صرف ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام ہی کو نہیں بلکہ ساری دنیا کو بھی ششدر اور حیران کردیا کہ صدر زرداری کے استعفےٰ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور وہ 2018 سے پہلے کسی صورت میں بھی استعفیٰ نہیں دیں گے یعنی اُنھوں نے ماضی میں کہے گئے اُسی انداز کا خوشامدی جملہ کہا کہ جب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے مؤاخذے کی تحریک شروع ہونے والی تھی اور پرویز مشرف اپنے عہدہ صدارت سے ہٹنے والا تھا اُس وقت بھی سلمان تاثیر نے اِنھیں (مشرف کو) مزید کئی سال تک صدر رہنے کا اِسی قسم کا ایک حیران کُن انکشاف کر کے اپنا حق وفاداری ادا کیا تھا اور پھر اِس کے چند ہی دنوں بعد دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ اِن کا انکشاف محض انکشاف رہ گیا اور بیچارہ پرویز مشرف اپنا مؤاخذہ ہونے سے قبل ہی خود اپنا عہدہ صدارت چھوڑ گیا اور اِس کے ساتھ ہی جناب سلمان تاثیر نے لاہور جیم خانہ کلب میں صحافیوں سے اپنی اِسی گفتگو کے دوران غالباً عدلیہ اور حکومت کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ عدلیہ اپنے دائرہ اختیار میں کام کرے اور حکومت اپنے دائرہ اختیار میں اور ساتھ ہی اُنھوں نے اِن دونوں کو اپنے

مخلِصانہ مشورے سے بھی نوازہ کہ اگر دونوں ایک دوسرے کے کام میں مداخلت کریں گے؟ تو جمہوریت زیادہ عرصے تک نہیں چل سکتی وغیرہ وغیرہ اور اِس دوران اُنہوں نے حسبِ روایت ایک بار پھر اپنے رعب دار لہجے میں میڈیا کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ میڈیا کا کام یہ نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ کس نے استعفیٰ دینا ہے؟ حکومت جارہی ہے؟ اور ایسا ہی بہت کچھ کہنے کے بعد اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ میڈیا کا ایک طبقہ پاگل پن کا شکار ہے۔ میرے نزدیک اگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اِس موقع پر یہ بھی واضح کردیتے کہ میڈیا کا وہ ایک طبقہ کونسا ہے جو اُن کی نظر میں پاگل پن کا شکار ہے؟ تو تمام میڈیا پر یہ واضح ہوجاتا کہ تاثیر جی ! نے کس ایک میڈیا کی پاگل پن کی بات کہی ہے۔ اِن تمام باتوں کے علاوہ اُنہوں نے شکوہ بھرے انداز سے یہ بھی کہا کہ شریف.برادران پر الزامات کا بھی فیصلہ ہونا چاہئے اور کیا وجہ ہے کہ احتساب ہمارے لئے ہے۔

میرے خیال سے اِس منظر اور پس منظر میں دیکھنے اور غور کرنے کا ایک پہلو یہ ہے کہ اُنہوں نے احتساب کا اشارہ اپنی جانب کرتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ احتساب ہمارے لئے ہے... میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اُنہوں نے یہ بات کیوں کہی اور اِس سے کیا مطلب اخذ کیا جائے؟ کہیں اِن کا اشارہ یہ تو نہیں کہ احتساب کے نام سے صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف قانونی کارروائیوں کے

لئے راہ ہموار کی جارہی ہے۔؟تو عرض یہ ہے کہ نہیں ایسا نہیں ہے کہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے ہی احتساب کی آڑ میں کسی قسم کی کارروائی کی کوئی سازش کی جارہی ہے۔

یہاں اُن لوگوں کو یہ نکتہ بھی اپنے ذہنوں میں رکھنا بہت ضروری ہے کہ اِس معاملے میں صرف پاکستان پیپلز پارٹی ہی نہیں ہے بلکہ غالباً کرپشن میں مبتلا ملک بھر کی اکثر سیاسی جماعتوں کے افراد اور دیگر شخصیات بھی شامل ہیں جو مشرف کے بنائے گئے کالے قانون این آر او سے مستفید ہوئے۔اَب اگر سپریم کورٹ نے اُن افراد کو جنھوں نے مبینہ طور پر این آر او سے فائدہ اٹھایا ہے انہیں صاف و شفاف طریقے سے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا ایک راستہ دیکھا دیا ہے تو اِن تمام افراد کو اِس سنہرے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور اِن پر اخلاقی طور پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ خود کو قومی مجرم تصور کرتے ہوئے اپنے حکومتی عہدوں سے استعفیٰ دیں اور عدالت کے کٹھہرے میں کھڑے ہو کر اپنی بے گناہی ثابت کریں اور دوبارہ باعزت طریقے سے اپنے عہدوں پر فائز ہو جائیں۔ میری سمجھ کے مطابق صدر اور وزرا کے استعفے کے اتنے سے عمل کو کرنے میں کیا حرج ہے؟ اور اِس سے کسی کو اِن پر اعتراض کرنے اور حکمرانوں پر انگلیاں اٹھانے کا بھی کوئی جواز نہیں رہے گا۔

جبکہ اُس کے برعکس حکومت اور حکمران جماعت نے اپنے استعفے نہ دینے کے عمل کو اَنا کا مسئلہ بنا کر ملک میں یہ تاثر پیدا کر دیا ہے کہ شاید حکومت اداروں کے درمیان محاذ آرائی اور تصادم چاہتی ہے۔ میرے مطابق اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ استعفے پیش نہ کر کے عدالتوں میں اپنے مقدمات کا سامنا کرنے کی کوئی گنجائش آئین پاکستان میں موجود ہے تو حکومت ایسا کرے ورنہ نہیں۔

مگراِس صورتِ حال میں کہ جب حکومتی اراکین اِس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ اِن کے خلاف کسی سازش کا حصہ ہے تو کسی کو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ کوئی صدر اوراِن کی جماعت پر استعفے کے لئے دباؤ نہ ڈالے اگر صدر اور حکومت اپنی مرضی سے استعفیٰ پیش کردیتے ہیں تو یہ اِن کا ایک اچھا عمل ہوگا۔ اور اگر فرینڈلی اپوزیشن اور خالصتاً حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرنے والی جماعتیں زبردستی صدر اور حکمران جماعت کے وزرا_3/4 پر استعفے کے لئے زور ڈالیں گی تو ایسی صورت میں سوائے سیاسی تناؤ اور کھینچاتانی کے کسی کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔

اگرچہ این آر او پر عدالتی فیصلہ نہ صرف حکمران جماعت کے رہنماؤں،
وزرا_3/4،کارکنوں اور اِس جماعت کے حامیوں سمیت کئی اعلیٰ سطح کے سرکاری افسران اور پاکستانی عوام کے علاوہ فرینڈلی اپوزیشن اور کھلی حزب اختلاف

کی جماعتوں کے لئے بھی اَب ایک بڑے امتحان کی شکل اِس صورت میں اختیار کرگیا ہے کہ جب پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے رہنماؤں اور وزرا پر این آر او کے تحت ختم کئے گئے مقدمات کا اپنے وزرا سے استعفے لئے بغیر مقدمات کا عدالتوں میں سامنا کرنے اور ہر چیلنج کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہے۔اِس سے کیا واضح ہے اَب یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا مگراِس صورتِ حال میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت اور اداروں سمیت ہر جانب سے افہام و تفہیم کی راہ اختیار کی جائے اور ہر طرف سے محاذ آرائی کے ماحول کو پیدا کرنے سے بچا جائے۔

اُدھر پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے لاڑکانہ میں سابق صوبائی وزیر حاجی الطاف حسین انڑ کے گاؤں میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے پہلے سے مشکلات میں گھری حکومت کی مزید پریشانیوں میں یہ کہہ کر اضافہ کردیا ہے کہ حکومت کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دیں گے اور اِس موقع پر اُنہوں نے حکومت پر یہ الزام بھی سرِ عام لگایا کہ حکومت "لوٹو اور بھاگو" کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہے اور ہم اِس بار حکمرانوں کو بھاگنے نہیں دیں گے۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کتنا عجیب اتفاق ہے کہ اُنہوں پاکستان کا ستیاناس اور بیڑا غرق کرنے والے مشرف کو تو بڑی خوشی کے ساتھ انتہائی خاموشی سے ملک سے جانے دیا مگر میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ بات پورے

وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اُنھوں نے اِس جمہوری حکومت کے حکمرانوں سے متعلق یہ کہہ خود اپنی ذات کو بھی عوام کی نظر میں مشکوک بنالیا ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں جمہوری حکومت نہ چلے بلکہ کوئی آمر اِس ملک کا سربراہ مقرر ہو جائے اور وہ پرویز مشرف کی طرح اِنہیں اپنے ساتھ ملائے اور ملک کو لوٹے اور کھائے اور اِنہیں بھی کھلائے اور پھر بھاگ جائے اِن کے اِس جملے میں کہ ہم اَب حکمرانوں کو بھاگنے نہیں دیں گے ؟اِس سے وہ کیا ثابت کرانا چاہتے ہیں کہ کیا یہ حکمران بھی واقعی مشرف کی طرح لوٹ مار کے بعد بھاگنا چاہتے ہیں یا یہ بھی بھاگ جائیں گے۔؟

بہر کیف ! کچھ بھی ہے۔ آئندہ چند ایک دن میں ساری حقیقت خود بخود سامنے آجائے گی کہ ملک اور قوم کے ساتھ کونسے حکمران اور سیاستدان مخلص ہیں اور کونسے نہیں۔؟ کیوں کہ جہاں این آر او نے سیاستدانوں کو تقسیم کر دیا ہے تو وہیں قوم بھی واضح طور پر سپریم کورٹ کے تاریک ساز فیصلے کے بعد دو حصوں میں بٹ کر رہ گئی ہے۔ اَب اِس صورتِ حال میں ضرورت اِس امر کی بھی ہے کہ قوم کو تقسیم تر تقسیم ہونے سے بچانے کے لئے حکومت سمیت ہر فرد اور ہر ادارے کو اپنا اپنا تعمیری کردار ادا کرنا ہوگا۔

صدرِ مملکت کی نوڈِیرو میں تقریر اور گرما گرم نئی سیاسی بحث کا آغاز...؟

صدر کی نوڈِیرو کی 150 فارن ہائیٹ والی تقریر اور ناقدین

صدر کا عزم پاکستان کھپے اور پاکستان کے خلاف سازشوں کا انکشاف

قائدِ جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی دوسری برسی کے موقع نوڈیرو میں صدر مملکت آصف علی زرداری کی تقریر جس کے بارے میں نہ صرف ملک بھر کے سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگاروں کی ہی ایک مشترکہ رائے ہے بلکہ عالمی سطح کے بھی بعض سیاسی تبصرہ نگار اِس ایک نقطے پر متفق نظر آتے ہیں کہ آصف علی زرداری کی یہ تقریر فرسٹریشن میں مبتلا کسی حکمران جماعت کے شریک چیئرمین کی تھی یا کسی آزاد اور خود مختار ملک کے صدر کی تقریر جو 150 فارن ہائیٹ سے بھی کہیں زیادہ ٹیمپریچر میں کی گئی تھی۔ جس میں اُنہوں نے ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کو درپیش مہنگائی، صحت، خوارک اور پینے کے صاف پانی کے حصول جیسے مسائل کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اِنہیں ایک طرف رکھ کر صرف اپنی حکومت کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ہی بے نیام کیا تھا۔ جس میں اُنہوں نے اپنا انتہائی جذباتی اور جوشِیلہ انداز اپناتے ہوئے اتنا کچھ کہا کہ ایسا لگا کہ وہ آج کے دن اور موقع کا بھرپُور فائدہ اُٹھا کر اپنا مقدمہ عوام کی عدالت

میں رکھ رہے ہیں اور پاکستانی عوام کو یہ باور کرانے کی بھی سعی کر رہے ہیں کہ اِن کی حکومت جو عوام کے مسائل کا مداوا تو کرنا چاہتی ہے مگر وہ کیا کرے؟ کہ اِن کی حکومت کے لئے ہر طرح کی مشکلات اور پریشانیاں کھڑی کی جارہی ہیں اور اِن کی حکومت کے خلاف ہر طرف سے سازشیں کی جارہی ہیں اُنھوں نے کہا کہ اِن تمام اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود وہ اور اِن کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ہر طرح کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی شہیدوں کی وارث جماعت ہے اور ہم آج بھی اِس ملک کی بقا و سالمیت کے خاطر کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اِس موقع پر اُنھوں نے حسبِ عادت ایک بار پھر یہ کہا کہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پاکستان کھپے کا نعرہ لگانا میرا فرض تھا اور یہی میرا قصور تھا کہ میں نے پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا اِس کے علاوہ اُنھوں نے اِس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد غیر ریاستی عناصر کا ارادہ پاکستان توڑنے کا تھا مگر میں نے اُس وقت پاکستان کھپے کا فلک شگاف نعرہ لگایا اور ملک کو آنے والی مشکلات سے بچایا اِن کا کہنا تھا کہ اگر میں پاکستان کھپے کا نعرہ نہ لگاتا تو شائد ابھی نقشہ کچھ اور ہوتا اور اِس کے ساتھ صدر مملکت آصف علی زرداری نے کہا کہ ملک توڑنے کے لئے اداروں کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں اور جب کسی ملک کے ادارے ٹوٹ جائیں تو پھر نہیں بنتے اُنھوں نے یہاں افغانستان اور عراق کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان اور عراق میں

پہلے ادارے کمزور کیئے گئے اِس کے بعد آج وہاں کی صورتِ حال دنیا کے سامنے ہے اُنھوں نے کہا اِن ممالک میں نہ وہاں فوج ہے نہ پولیس ہے نہ ہی وہاں جمہوریت ہے اور نہ وہاں کوئی قانون ہے اور آج ہمیں اِسی طرح کی پاکستان میں بھی اداروں کو کمزور کرنے کی سازشوں کا علم ہے اِس کے بعد اُنھوں نے بڑے پُر عزم انداز سے کہا کہ ہمیں پاکستان میں اداروں کی تحفظ کی لڑائی کرنا آتی ہے اور ہم کسی بھی صورت میں یہ نہیں چاہیں گے کہ پاکستان میں ادارے کمزور ہوں اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے کہا کہ اُس دن سے ڈرو جب سب شہید ہو جائیں اور کوئی بچانے والا نہ ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم نے کسی کا حق چھینا ہے؟ اور نہ کسی کو حق چھیننے کی اجازت دیں گے؟ اُنھوں نے یہ بھی کہا کسی نے جمہوریت کے خلاف میلی آنکھ سے دیکھا تو اِس کی آنکھ نکال لیں گے۔

یہاں میرے خیال سے صدر کی اِس تقریر کا دوسروں کے نقطہ نگاہ سے زاویہ کچھ بھی ہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر مملکت نے اپنی اِس تقریر میں اپنے دوست نما دشمن امریکا کو واضح طور پر متنبہ کیا اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اپنے اُن اینٹی بھٹو دشمنوں پر بھی یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ ملک اور جمہوریت کے خلاف اپنی سازشیں بند کر دیں اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے اپنی تقریر میں اُن عناصر کو بھی خبردار کیا ہے کہ جو ملک میں رہتے ہوئے حکومت اور جمہوریت کے خلاف طرح کی طرح باتیں کر کے حکومت اور اداروں کے خلاف اپنا

کمزور پہلو پیش کرکے حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنے ہوئے ہیں اگرچہ اُنھوں نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا وہ ایک محب وطن پاکستانی کی دل کی آواز ہے اور یہ سب کچھ اِس حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری پاکستان اور پاکستانی قوم کے لئے مخلص ہیں اور یہ اور اِن کی جماعت پاکستان کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے ہر وہ کام کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے جس سے ملک مسائل کی دلدل سے نکلے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

اور جہاں تک صدر مملکت کی اِس دھواں دھار تقریر کی بات ہے جس کے بارے میں سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگار کھلی تنقید کرتے ہوئے نہیں تھک رہے ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی تقریر 150 فارن ہائیٹ سے بھی زائد ٹیمپریچر پر پہنچ کر کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُنھیں (ناقدین کو) ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئے کہ جس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔اور اِن کی اِس قسم کی باتوں اور تبصروں سے سوائے بحث برائے بحث کی راہیں اپنا منہ کھولے کھڑی ہو جائیں اور ملک میں ایک سیاسی بھونچال پیدا ہو جائے۔ اور حکومت کو اپنے اُمور کی انجام دہی میں قدم قدم پر مشکلات درپیش ہوں جائیں۔ جبکہ میرے میرے مطابق صدر نے اپنی تقریر میں جو لب ولہجہ استعمال کیا ہے تو یہ اِس وقت اور موقع کا تقاضہ تھا اگر وہ اِس وقت بھی گرم جوشی سے اپنے جذبات کا مظاہرہ نہ کرتے تو پھر کب کرتے.....؟ یہ سوچنے کا لمحہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو صدر

مملکت کی تقریر پر طرح طرح کی تنقیدیں کر رہے ہیں۔

لہٰذا میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ضرورت اِس امر کی ہے کہ ناقدین صدر کی تقریر پر تبصرہ کرنے اور ہوا میں تیر چلانے سے اجتناب برتیں اور آئندہ چند ایک دنوں تک اِن کی تقریر کے آنے والے ثمرات کا انتظار کریں کہ وہ ملک اور قوم کے لئے مثبت اثرات لئے ہوئے ہے یا منفی۔ اُس وقت موازنہ کریں اور اِن کی تقریر پر کُھل کر اپنا اچھایا تنقیدوں بھرا تبصرہ ضرور کریں تو بجا ہوگا۔ ورنہ صدر کی اِس پُر اثر تقریر پر یوں تبصروں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

ہاں البتہ ! یہ بھی حقیقت ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری کی اِس تقریر کا جو ایک سب سے کمزور پہلو رہا وہ یہ تھا کہ اُنھوں نے اپنی اِس تقریر میں مسائل کی دلدل میں دھنسی ہوئی عوام کو یکسر نظرانداز کر کے اپنی تقریر کو تبصرہ نگاروں کے لئے تنقید کرنے کے لئے کُھلا چھوڑ کر اپنی حکومت اور پارٹی کی ساکھ پر انگلی اٹھانے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ جو حکومت اور خود صدر مملکت کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لئے اپنی جان قربان کر دینے والی ملک کی عظیم قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی برسی کے موقع پر صدر مملکت نے غالباً دانستہ طور پر اپنی تقریر میں

عوام کو درپیش مسائل کے حل کی بات نہ کرکے عوام کو مایوس تو کیا ہی ہے اور اُدھر ہی شاید اُنھوں نے ایسا کرکے عوامی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی روح کو بھی ضرور تڑپا دیا ہوگا۔

شک اور نظروں کا فریب، حکومت، امریکی مروڑ.....؟

کوئی خفیہ ہاتھ حکومت ختم نہیں کرنا چاہتا.... وزیر اعظم

نادیدہ قوتوں کی سازشیں ناکام ہونگی.... صدر

میں آج اپنے کالم کی ابتدا ایک قدیم کہاوت سے کررہا ہوں جس میں دنیا کے سمجھداروں (امریکا، بھارت اور اِن جیسے بہت سوں کے سمیت ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام) کے لئے بھی اِس میں کیا کچھ ہے وہ اِسے پڑھ کر خود ہی سمجھ لیں اور محسوس کرلیں گے تو اچھی بات ہے اور اگر پھر بھی وہ نہ سمجھ سکیں تو پھر اپنی عقل پر خود ہی آنسوں بہاتے اور چابک مارتے رہیں اِس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کی کلہاڑی کھو گئی تو اِس کے دل میں شک بیٹھ گیا کہ جس پڑوسی کے ساتھ اِس کے تعلقات کشیدہ ہیں کلہاڑی اِسی پڑوسی کے بیٹے نے چرائی ہے اِس کے دل میں یہ شک آنا ہی تھا کہ اِس نے اگلے ہی روز سے لڑکے کی چال چلن کا بغور جائزہ لینا شروع کردیا تو اِسے پڑوسی کے لڑکے کی چال چلن بلکل چوروں کی سی لگی، اِس نے لڑکے کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو وہ بھی اِسے

چوروں جیسے محسوس ہوئے اِس سے بھی جب کام نہ چلا اور تشفی نہ ہوئی تو اِس نے لڑکے کا اندازِ گفتگو دیکھا وہ بھی اِسے بلکل چوروں جیسا لگا الغرض یہ کہ وہ خود کو یہ بھی سمجھاتا رہا کہ پڑوسی کا لڑکا تیز وطرار ہے اور اِس سے کشیدگی بھی ہے یہ چور بھی ہوسکتا اور کیوں کہ جب اِس سے میرے معاملات بہتر تھے تو اکثر یہ میری کلہاڑی کی تعریف بھی کیا کرتا تھا اِن خیالات کا اِس کے دل و دماغ میں آنا تھا کہ اِس کا لڑکے پر شک اور پختہ ہوگیا اور بالآخر اِن تمام مشاہدات کے بعد وہ اِس نتیجے پر پہنچا پایا کہ پڑوسی کے لڑکے کی ساری حرکات و سکنات چور ہونے کی چغلی کھاتی دیکھائی دے رہی ہیں تو پھر کیوں نہ اِسے ہی چور سمجھ لیا جائے اور کسی روز بھری پنچائت میں اِسے چور ثابت کرا دیا جائے تاکہ سب اِس سے اپنے سامان کو محفوظ رکھیں سکیں ایک میری کلہاڑی گئی سو گئی مگر میں اَب یہ نہیں چاہوں گا کوئی اور اِس چور کے ہاتھوں اپنی قیمتی اشیا سے محروم ہوجائے۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک دن وہ کسی کام سے باہر نکلا تو راستے میں اِسے اپنی کھوئی ہوئی کلہاڑی پڑی مل گئی اور تب سے اِسے اپنے شک پر بہت افسوس ہوا وہ اپنی ہی نظروں میں خود کو حقیر سمجھنے لگا اور اِس کے ساتھ ہی اِسے پڑوسی کے لڑکے کی تمام حرکات و سکنات میں بھی معصومیت نظر آنے لگی کہ میں اپنے جذبات کے ہاتھوں بہہ کر اِس بیچارے پر چوری کا الزام لگا کر اِس کی اچھی بھلی عزت کا جنازہ بھری پنچائت میں نکال دیتا تو اِس کا کیا بنتا۔ یوں اُسے اندر ہی اندر یہ غم

کھاتا رہا اور اِسی کہاوت میں ہے کہ کلہاڑی کے مالک جو کہ ایک غیرت مند اور باضمیر تھا اور وہ اپنی ایسی ہونے والی غلطی سے متعلق پہلے ہی سوچ سوچ کر پاگل ہوگیا اور آخر کار اِسی غم میں وہ مر گیا۔

اِس کہاوت کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو نائن الیون کے بعد امریکا اور اِس کے حواریوں نے (ہمارے ناعاقبت اندیش سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کو اقتدار اور اِسی طرح کی اور دوسری کئی لالچ دے کر اور بعض دفعہ انہیں سیاسی دباؤ میں لے کر اور اپنے ساتھ ملا کر) محض شک اور بغض کی بنا پر پاکستان کا آج جو حشر کیا ہے وہ بھی اَب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا ہے حالانکہ اِنہیں یہ بھی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ نائن الیون کے واقعہ میں پاکستان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور اِس میں کوئی پاکستانی تو کیا کوئی مسلمان بھی ملوث نہیں ہے مگر پھر بھی اِن کا شک اُس کلہاڑی کے مالک کی طرح اپنے پڑوسی کے بیٹے پر ہے کیوں کہ کلہاڑی کے مالک کے اپنے پڑوسی سے تعلقات کشیدہ تھے اِس لئے اِس کی نظر میں پڑوسی کا بیٹا ہی اِس کی کلہاڑی کا چور تھا اور آج امریکا اور اِس کے بھارت جیسے حواریوں کی بھی یہ سوچ بن چکی ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کا ذمہ دار پاکستان ہے اور اِس کے قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو بہادر اور جنگجو بھی مشہور ہیں۔ جنھوں نے روس افغان جنگ میں امریکیوں کی دوستی نبھاتے ہوئے افغانیوں کے ساتھ ملکر اور

اِن سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر روس جیسی سپر طاقت کا ستیاناس کیا کہ اِس کا شیرازہ بکھر گیا اور اِن ہی پاکستانی قبائلی بہادر جنگجوؤں نے روس کا خود کو سپر طاقت ہونے کا سارا گھمنڈ بھی خاک میں ملا دیا۔

اور آج عیار امریکا اور اِس کے چالاک حواری بھارت اور دیگر اپنے اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر پاکستان پر مصائب کے پہاڑ ڈرون حملوں اور بم دھماکوں اور خود کش حملوں کی شکل میں گزشتہ کئی سالوں سے ڈھا رہے ہیں جو اَب تک ہزاروں بے گناہ معصوم پاکستانیوں کو شہید کرکے ابدی نیند سلا چکے ہیں اور امریکی جلاد مزید معصوم پاکستانیوں کو شہید کرنے اور انہیں موت کی وادی میں دھکیلنے کے لئے ڈو مور ڈو مور کا ترانہ موت پڑھ کر اپنی تسکین کا سامان تلاش کرنے کی جستجو میں لگے پڑے ہیں۔ اور جو اِس بات کا بھی غمازی ہے کہ امریکی جلاد ڈو مور کا اپنا یہ ترانہ ہم پاکستانیوں کے لئے اپنی بدگمانی کو حقیقی رنگ دینے کے لئے گا رہے ہیں کہ نائن الیون کے ذمہ دار پاکستان اور اِس کے قبائلی علاقوں میں روپوش ہیں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اور ہمارے معصوم اور بھولے بھالے حکمران اپنی ناسمجھی کے باعث اپنی کرسیوں کو بچانے کے لئے اپنے ہی پاکستانی بھائیوں پر ڈرون حملوں کی یلغار کئے ہوئے ہیں۔ اِن ڈرون حملوں کے باعث پاکستانیوں میں جہاں امریکیوں کے خلاف نفرت اور آگ کا لاوا پک رہا ہے تو وہیں ہمارے حکمرانوں کی جانب سے امریکی جنگ بنانے اور

اِس امریکی جنگ میں معاونت کا کردار ادا کرنے کے خلاف بھی نفرت زور پکڑتی جارہی ہے۔اِس سے قبل کہ عوام حکمرانوں کے رویوں کے خلاف سڑکوں پر آجائے اِسے میں حکمرانوں اور حکومت کو اپنی پوزیشن عوام کے سامنے واضح کرنی ہوگی اور اِس سارے معاملے سے خود کو حقیقی معنوں میں علیحدہ کرنا پڑے گا تاکہ عوام کا حکومت اور حکمرانوں پر اعتماد بحال رہے اور حکومت اور عوام کے درمیان امریکی آلہ کار بننے کے باعث پیدا ہونے والی غلط فہمی کو دور کرنے یں بھی خاصی مدد مل سکے۔

جبکہ ایک خبر یہ بھی ہے کہ سولہ دسمبر کو این آر اُو کے کالے قانون خلاف اور قرضوں کی وصولی کے لئے سپریم کورٹ کے تاریخ ساز فیصلے آنے کے بعد صدر پاکستان آصف علی زرداری کی کمزور ہوتی ہوئی حکومتی گرفت پر امریکا کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنے شروع ہوگئے ہیں جس کا اظہار اِس نے کچھ اِس طرح سے کیا ہے کہ اگر قانونی فیصلے سے پاکستانی حکومت بدلے گی تو یہ اسلام آباد کا داخلی معاملہ ہوگا اور واشنگٹن اپنے آپ کو اِس سارے معاملے سے ایسے ہی دور رکھے گا جیسے دودھ میں سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے بلکل اِسی طرح امریکا دور کھڑے ہو کر سارا تماشہ دیکھے گا۔ اور پاکستان میں ہونے والی حکومتی تبدیلی کے کھیل میں سوائے تماشائی ہونے کے اور کوئی کردار ادا نہیں کرے گا۔

جبکہ یہاں میرے نزدیک امریکا کو یہ کہتے ہوئے کیا ذرا برابر بھی خیال نہیں آیا؟ کہ بیچارے صدر زرداری کی حکومت بھی تو ہر امریکی حکم کی فرمانبرداری میں پیش پیش ہے مگراِس کے باوجود بھی امریکا کا یہ کہنا بھی کتنا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ امریکا نے اِس مشکل گھڑی میں این آر اُو اور قرضوں کی وصولی کے معاملے میں مشکل میں گھرے صدر زرداری کی مدد کرنے کے بجائے ڈھٹائی کے ساتھ اور بڑی آسانی سے یہ کہہ دیا ہے کہ این آر اُو اور قرضوں کی وصولی کے معاملے میں مداخلت کی کوئی کوشش کرنا ہمارا کام نہیں۔ اظہار طنز ارے ہاں بھئی! امریکا اَب تمہارا کام کیوں ہوگا؟ کیا پاکستان میں حکومتیں تمہاری مرضی سے ہی آتی جاتی ہیں؟ جو اَب جائے گی تو تم اُسے روک لو گے؟ یا رکوالوگے؟ تمہارا اِس سے بھلا کیا کام؟ کہ پاکستان میں حکومت آئے یا جائے؟ تم کون ہوتے ہو؟ ویسے بھی پاکستان میں ہمیشہ سیاستدانوں کا یہ گلہ اور شکوہ رہا ہے کہ امریکا نے پاکستان کے ہر اچھے اور بُرے معاملے میں اپنی ٹانگ آڑا کر پاکستان کو پنپنے ہی نہیں دیا جہاں پاکستان ذرا سنبھلنے کی پوزیشن میں آیا امریکا نے اپنی بیجا مداخلت کرکے اِس کے سارے منصوبوں پر پانی پھیرے دیا اور اَب بھی امریکا بظاہر تو یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہ پاکستان کے موجودہ حالات میں کسی بھی حوالے سے مداخلت کرنے کے حق میں نہیں مگراِس کی اِس بات کے باوجود بھی پاکستان کے معتبر سیاسی حلقے یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پاکستان میں آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے اِس کے درپردہ امریکی سازش ہی کار

فرما ہے۔ مگر پھر بھی میں یہ ہی کہوں گا کہ اول میں تو ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے کہ پاکستان میں حکومت بدلنے والی ہے؟ یا کچھ اور وغیر وغیرہ ہونے والا ہے؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری حکومت ہے جو مضبوط اور پائیدار عوامی اعتماد اور تعاون پر قائم ہے۔ اور یہ بہت اچھا کیا کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے تو ہر بات کھل کر کہہ دی ہے کہ حکومت کے مخالفین کان کھول کر سُن لیں کہ ہم کوئی چور دروازے سے اقتدار میں نہیں آئے ہیں اور عدلیہ حکومتی معاملات میں مداخلت نہیں کر رہی ہے اداروں کا تصادم نہیں ہونا چاہئے ورنہ کچھ نہیں بچے گا اور حکومت کے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی ہے اور نہ ہی مارچ میں حکومت جا رہی ہے۔ تو یہاں اِن کی اِن تمام باتوں سے ایک طرف تو یہ واضح ہوا کہ حکومت کو کسی بھی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور حکومت پانچ سال اپنی مدت پوری کریگی اچھی بات ہے کہ کوئی حکومت اِن کٹھن حالات کے باوجود بھی اپنی مدت پوری کر جائے جو پاکستان کی تاریخ میں بہت کم ہوا ہے۔ اگر اِس بار ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ جبکہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی مندرجہ بالا یہ وہ باتیں جو انہوں نے گزشتہ دنوں (24 دسمبر کو) ایوانِ صدر میں میڈیا پرسنز سے گفتگو کرتے ہوئے کہیں تھیں اِن کے برعکس اِسی روز صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے بھی صدارتی کیمپ آفس (بلاول ہاوس) میں ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ملک کی بڑی سیاسی اور عوامی جماعت ہے اور ہم عوام کی طاقت پر یقین رکھتے ہیں اور اِس

موقع پر انہوں نے والہانہ انداز سے یہ بھی کہا کہ جمہوریت کے خلاف پہلے بھی سازشوں کا سامنا کیا ہے اور آئندہ بھی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے بعض قوتیں پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک صوبے تک محدود کرنا چاہتی ہیں لیکن اِن قوتوں کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی اور اِن سازشوں سے عوام کے تعاون سے ناکام بنادیا جائے گا۔

البتہ اِس موقع پر میرا خیال یہ ہے کہ وزیرِاعظم اور صدر کے بیانات کی روشنی میں اگر موازنہ کیا جائے تو یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ وزیرِاعظم اور صدر کے ایک ہی روز کے علیحدہ علیحدہ خطابات سے اتنا تو ضرور واضح ہوگیا ہے کہ اِن دونوں کے درمیان سیاسی سوچوں اور بیانات میں ہم آہنگی نہیں ہے جس سے عوام پریشان ہے کہ یہ حکومت 5سال کیسے پورے کرے گی۔؟ اور اِن دونوں صدر اور وزیرِاعظم کے درمیان پیدا ہوتے دوری کے تصور سے امریکا کی یہ بات سچ ہوتی دکھائی دے رہی ہے کہ پاکستان میں حکومت بدلی تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

سانحہ کراچی آہ وفغاں کرتی انسانیت اور قیامتِ صغریٰ......؟

سانحہ کراچی کے 48 شہدا اور 100 زخمیوں کا خون کس کے ہاتھ ہے.....؟
کون مرا؟ کس نے مارا؟ اور کیوں مرا؟ اِن سوالات کی گتھی کون سلجھائے گا.....؟
کہا جاتا ہے کہ انسان دوستی یہی ہے کہ کسی ارفع واعلیٰ مقصد کے لئے بھی کبھی کسی انسان کو قربان نہ کرو۔ مگر یہ کیا کہ اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرکے اسلام کے لبادے میں خود کو مسلمان کہلانے والے اپنے خود ساختہ نظریات کے پرچار میں اتنے دیوانے ہوچکے ہیں کہ وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو کسی کا آلہ کار بن کر (اُس کی اور) اپنی اِنتقام کی آگ میں اندھے ہو چلے ہیں اور اپنے ہی مسلمانوں کا مولی گاجر کی طرح قتل ناحق کررہے ہیں جو اپنی اِن ناپاک حرکتوں کی وجہ سے کسی بھی طرح سے مسلمان تو کیا انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہیں اور آج یہی وجہ ہے کہ کسی نے آج کی اِس بے رحم انسانیت اور اِن بدبختوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اے آدم کے بیٹوں !
اپنے بھائیوں کو اپنے ہاتھوں سے ناحق قتل اور ذلیل وخوار نہ کرو کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ پاگل کتے بھی اپنا گوشت خود نہیں چباتے ... مگر تم تو انسان ہو اور خود کو ایک ایسے عالمگیر مذہب اسلام کے پیروکار اور مسلمان کہلاتے ہو جس کی

تعلیمات اور اخلاق ہی احترامِ انسانیت ہے اور کیا تم اپنی تعلیمات اور اخلاق کو بھی بھول چکے اور اپنی گھناؤنی حرکتوں کی وجہ سے اُس پاگل کتے سے بھی حقیر ہوگئے ہو کہ جو اپنا گوشت خود نہیں چباتا۔۔۔اور تم اپنے ضد اور انتقام کی آڑ لے کر اپنے ہی مسلمان بھائی کا خون بہا رہے ہو۔ جو اِس کا گوشت چبانے کے مترادف ہے چھی چھی۔۔۔۔ چھی چھی یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج کون مر رہا ہے؟ اِسے کس نے مارا؟ اور کیوں مرا ہے؟ اِن سوالات کی گتھی کون سلجھائے گا۔۔۔۔؟ اور یہی وہ نکات ہیں جن کا جواب آج ہر محب وطن پاکستانی اور مسلمان اپنے حکمرانوں اور تم اسلام کا لبادے میں اوڑھے ہوئے سفاک قاتلوں سے لینا چاہتا ہے کیا تم اُسے اِس کا جواب دے سکو گے۔۔۔۔؟ روزِ قیامت اللہ کی عدالت میں اپنے اِس گھناؤنے عمل کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن بننے کا انتظار کرو گے۔؟

اور یہاں ایک بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ شہر کراچی لہو لہاں ہے اور اِسے لہولہاں کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے اور اَب اسلام کے نام پر ملک بھر میں انارکی اور افراتفری پھیلانے والوں اور دہشت گردوں کو لگام دینے اور اِن سے کراچی سمیت ملک کے چپے چپے کو پاک کرنے اور انہیں واصلِ جہنم کرنے کا ہر فرد کو عزمِ مصمم کرنا ہوگا۔ اور حکومت کو بھی اِس مد میں دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ اِس کے بغیر نہ تو ہمارے ملک میں

ہی امن و سکون قائم رہنا ممکن ہے اور نہ ہی ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے۔ اور آج کراچی کے امن و سکون کو ایک بار پھر ملک دشمن اور کراچی کے حاسدوں کی نظر لگ گئی ہے اور یہی شہر کراچی جہاں ایک بڑے عرصہ تک فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار تھی (اور انشا اللہ آئندہ بھی قائم رہے گی) اِسے گزشتہ دنوں سبوتاژ کرنے اور شہر کراچی میں فرقہ وارانہ انارکی پھیلانے کے لئے یومِ عاشورہ پر پاکستان اور اسلام کے دشمنوں نے اپنی گھناؤنی سازش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جو بالآخر کامیاب تو نہ ہوسکی مگر اِس سازش کے تحت ملک دشمن عناصر نے اِس شہر کے معاملات زندگی کو مفلوج کرکے رکھ دیا۔ اور آج دنیا کے اِس بارہویں انٹر نیشنل شہر جسے بالا رنگ و نسل اور مذہب و زبان پاکستان کے طولُ ارض سے آنے والے ہر محب وطن پاکستانی کو اپنے دامن میں سمیٹے رکھنے کا فریضہ ادا کرنے کا اعزاز ہے تو وہیں اِس شہر کراچی کو اپنی اِس خاصیت کی بنا پر منی پاکستان ہونے کا بھی درجہ حاصل ہے اِس شہر میں ملک دشمن عناصر نے اپنی گھناؤنی حرکت سے اِس کا امن و سکون اُس وقت تباہ و برباد کر دیا کہ جب یومِ عاشورہ پر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کا اِظہار کرنے والے عزاداروں کا مرکزی جلوس پُرامن طریقے سے پوری سیکورٹی کے ساتھ ایم اے جناح روڈ سے گزر رہا تھا ابھی اِس جلوس کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک سے دو گھنٹے کی مسافت طے کرنی باقی تھی کہ جب یہ جلوس سیکڑوں سیکورٹی پر معمور رینجرز اور پولیس کے اہلکاروں کے احصار میں 4 بج

کر13 منٹ پر لائٹ ہاؤس کے نزدیک جوں ہی پہنچا تو خبروں کے مطابق عین اُسی وقت بوتل والی گلی سے ایک 18یا19 سالہ خود کش بمبار جلوس کے راستوں میں حائل تمام رکاوٹیں پھلانگتا ہوا جلوس کے اندر داخل ہوا اور مزید آگے بڑھنے کی کوشش میں ایک رینجرز کے اہلکار عبدالرزاق کے روکنے اور اِس کے ہاتھوں خود کو دبوچ جانے پر اِس نے خود کو ایک زوردار دھماکے سے اڑا لیا ابتدائی تحقیقات کے مطابق سانحہ عاشورہ کراچی میں 16 کلو C4 بارود استعمال کیا گیا تھا جس نے کراچی میں قیامت صغریٰ برپا کر دی۔ اِس دھماکے کے نتیجے میں اپنے فرائض کی ادائیگی کرنے والے رینجرز کے اہلکار عبدالرزاق کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا اور المناک دھماکے کے نتیجے میں آخری اطلاعات آنے تک 45 افراد شہید اور 250 سے زائد عزاداروں، عام شہریوں، صحافیوں، سیکورٹی کے اہلکاروں اور جلوس کی معاونت کرنے والے ینگ بوائز سکاؤٹ گروپ کے 5 اسکاؤٹس جن میں گروپ اسکاؤٹ لیڈر حاجی فاروق کبیر، انور سومرو، عرفان سموں شاہد حسین اور وہب شامل ہیں اِن سمیت کئی افراد ہلاک و زخمی ہو گئے تھے اور جس کے بعد ہر طرف خون ہی خون تھا اور ایم اے جناح روڈ پر قیامتِ صغریٰ برپا ہو گئی تھی اور ہر طرف معصوم انسانوں کی آہ فغاں سے کان بھرا آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اور جہاں تک نظر کام کرتی تھی دور دور تک انسانی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور زخمیوں کی ایک بڑی تعداد مدد کے لئے چیخ و پکار رہی تھی۔

اِس المناک سانحہ کے نتیجے میں جہاں قیمتی انسانی جانیں لقمہ اجل بنیں جن کا ازالہ تو ممکن نہیں مگر وہیں جو ایک اور سب سے زیادہ افسوسناک پہلو رہا وہ یہ تھا کہ سانحہ کے رونما ہونے کے ہی چند گھنٹوں کے اندر اندر اُن مشتعل عوام جن کا اِس حادثے کے بعد اپنا ردِ عمل ظاہر کرنا ایک فطری عمل کہا جاسکتا ہے اُن میں شامل ہو کر شرپسندوں کا وہ گروپ جو 27 دسمبر 2007 محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے روز شہر کراچی میں تباہی مچانے کے بعد دو سال تک خاموش رہا اور وہ اِس تاک میں تھا کہ کوئی حادثہ رونما ہو تو وہ سانحہ بینظیر بھٹو کی طرح ایک بار پھر اپنا کام کر دکھائے اور شہر کراچی کو معاشی اقتصادی اور سیاسی طور پر شدید نقصان پہنچائے اتفاق سے اِن ملک دشمن عناصر کو سانحہ عاشورہ کراچی اِن کے ہاتھ لگ گیا اور اُنہوں نے اِس موقع سے فائدہ اٹھا اور شرپسندوں کے اِس ٹولے نے ایک پل بھی ضائع کئے بغیر لائٹ ہاؤس، لنڈا بازار ڈینسو ہال، میریٹ روڈ اور بولٹن مارکیٹ تک اطراف کی تمام مارکیٹوں کی بڑی چھوٹی تقریباً ڈھائی ہزار دکانوں اور گوداموں کے علاوہ جن میں میڈیسن مارکیٹ کی 40 دکانیں بھی شامل انہیں نذرِ آتش کر دیا گیا جو اَب خاکستر ہو گئی ہیں اور اِن سطور کے رقم کرنے تک اطلاعات یہ ہیں کہ پاکستان کی سب سے بڑی ہول سیل مارکیٹ کی دکانوں میں لگنے والی آگ کو 24 گھنٹے گزرنے کے بعد بھی نہیں بجھایا جا سکا ہے اور اِن دکانوں میں لگنے والی آگ سے ہونے والے نقصان کا تخمینہ یہ لگایا جا رہا ہے کہ اِس آگ سے 30 ارب کا نقصان ہوا

ہے۔ اور خیال کیا جارہا ہے کہ اِس آگ کے نتیجے میں ارب پتی تاجر چند گھنٹوں میں کنگال ہوگئے ہیں تو اُدھر ہی دوسری طرف مذہبی، سیاسی، سماجی اور تاجر برادری کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اِس سانحہ کے بعد کراچی کی اِن مارکیٹوں میں لگنے والی آگ سے اربوں کا نہیں کھربوں کا نقصان ہوا ہے۔ اگرچہ وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے سانحہ کراچی کو ایک سوچی سمجھی سازش قرار دیا ہے اُنھوں نے ڈی آئی جی ایسٹ کو تفتیشی ٹیم کا انچارج مقرر کیا ہے اور کہا ہے کہ تحقیقات میں غیر ملکی ٹیم کی خدمات بھی لی جا سکتی ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ شرپسند عناصر نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حملے کے فوری بعد ایم اے جناح روڈ کو میدان جنگ میں بدل دیا اور اِن شرپسند اور کراچی دشمن عناصر نے 7 عمارتوں 4 گھروں، پولیس چوکیوں، 4 نجی بینکوں کی برانچوں، 2 پیٹرول پمپوں اور 7 موبائلوں سمیت 90 سے زائد گاڑیوں کو بھی نذرِ آتش کردیا۔ اگرچہ یہاں یہ امر قابل دید رہا کہ دھماکے کے بعد جب یہاں آگ و خون کا یہ عمل جاری تھا تو وہیں جلوس میں شریک علما نے حملے کو یزیدی حملہ قرار دے کر جلوس جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور جلوس میں شامل عزاداروں نے اپنی منزل پر پہنچ کر جلوس کا اختتام کیا۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ صوبائی حکومت کی جانب سے عاشورہ محرم کے اِس مرکزی

جلوس کے لئے جتنے بھی سیکورٹی کے انتظامات کئے گئے تھے وہ اطمینان بخش تھے بلکہ اگر دیکھا جائے تو میری نظر میں یہ ایک مکمل طور پر فول پروف سیکورٹی کے مثالی اور قابلِ تحسین اقدامات تھے اِس حملے سے متاثرہ افراد اور فرقہ کی جانب سے یہ کہنا کہ ناقص سیکورٹی کے انتظامات اور اقدامات کے باعث یہ سانحہ رونما ہوا ہے تو یہ غلط ہے کیوں کہ جہاں تک میرا خیال ہے کہ حکومت یہ نہیں چاہتی تھی کہ سندھ اور کراچی میں کسی قسم کا کوئی المناک سانحہ رونما ہو جس طرح ملک کے اور دیگر صوبوں اور شہروں میں آئے روز اِس نوعیت کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اِس وجہ سے صوبائی اور شہری حکومت نے سندھ بھر میں اور بالخصوص شہر کراچی میں جہاں کہیں بھی محرم کے جلوس نکلتے ہیں اُن کے لئے ہر طرح سے سیکورٹی فراہم کرنے کے سخت ترین اقدامات کئے تھے محض یہ سمجھ کر کسی کی جانب سے حالات خراب کرنا کہ عاشورہ محرم کے جلوسوں کو سیکورٹی ٹھیک طرح سے فراہم نہیں کی گئی تھی اِس وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے تو یہ غلط ہے اور جہاں تک بات ہے اِس جلوس میں شامل عزاداروں اور دیگر کا اشتعال میں آنا تو وہ اِن کا ایک فطری عمل ضرور کہا جا سکتا ہے کیوں کہ ایسے مواقعہ پر عموماً تھوڑا بہت تو ہوتا ہے مگر اتنا بھی نہیں کہ جلوس میں شامل عزاداروں کا حملے کے فوری بعد اتنا اشتعال میں آنا اور وہاں پر موجود اپنی ہی سیکورٹی پر معمور پولیس اور رینجرز کے اہلکاروں پر حملے کرنا ٹھیک نہیں تھا اگر اِس وقت جلوس میں شامل عزادار ذرا سا ہوش سے کام لیتے اور اپنے جذبات

کو قابو میں رکھتے اور سیکورٹی اہلکاروں اور اِن کی موبائلوں پر حملے نہ کرتے تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ حالات اتنے نہ بگڑتے اور نہ ہی عزاداروں کے ساتھ مل کر شرپسندوں کو بھی یہ موقع ملتا کہ وہ چند ہی گھنٹوں میں لاشوں اور زخمیوں کو لے جانے والی ایدھی، چھیپا، کے کے ایف اور دیگر سماجی اور مذہبی اداروں کی ایمبولنسوں کو بھی نقصان پہنچاتے اور اِن ڈرائیوروں کو بھی زخمی اور ہلاک کرتے جو اِس سانحہ کے بعد جائے حادثہ سے زخمیوں اور ہلاک شدگان کی میتیں اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران اسپتال پہنچانے میں مصروف تھے۔ یقیناً شہر کراچی کو آج جو نقصان ہوا ہے اِس واقعہ کے بعد اشتعال میں آنے والے اُن افراد کا بھی پورا پورا قصور ہے جو اپنے جذبات کو قابو نہ رکھ سکے اور فوراً ہی طیش میں آ کر سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے لگے۔

اگرچہ حکومت سندھ نے سانحہ کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے افراد کے لواحقین کو پانچ لاکھ اور زخمیوں کے لئے ایک لاکھ فی کس دینے کا اعلان تو ضرور کیا ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرنے والے کا خلا حکومت کی یہ پانچ لاکھ کی امداد کبھی اِس کے کنبے میں پُر نہیں کر سکے گی اور اِسی طرح زخمیوں کو آنے والے زخم حکومت کی جانب سے ملنے والی ایک لاکھ روپے کی رقم بظاہر تو بھر دے گی مگر جب بھی زخمی کی نظر اِس کے اِس زخم کے نشان پر پڑے گی یہ زخم ہمیشہ

ہرا ہوجائے گا۔ بلکہ اِس موقع پر ہونا تو یہ چاہئے کہ حکومت ایسے اقدامات کرے کہ پھر کبھی ملک کے کسی بھی کونے میں کوئی ایسا المناک سانحہ رونما نہ ہو اور نہ پھر کبھی کسی گھر سے اِس بنا پر لاش اٹھے اور کوئی زخمی اسپتال نہ پہنچے اور حکومت پانچ لاکھ اور ایک لاکھ کی رقمیں تقسیم کرکے اپنی جان نہ چھوڑائے بلکہ اُن عناصر کا ملک بھر سے حقیقی معنوں میں قلع قمع کرنے کا تہیہ کرے کہ جنہوں نے ملک کو آگ و خون اور موت کی وادی بنا دیا ہے۔ (ختم شد)

صدر کے پاس کون سے ہتھیار ہیں؟ قوم جاننے کو بیتاب ہے؟

صدر اپنا ہتھیار استعمال کر کے کیا؟ اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور حکومت بچا پائیں گے.....؟

یومِ عاشورہ کے بلوائیوں پر پولیس گولی چلا دیتی تو اتنی تباہی تو نہ ہوتی.....؟

توہمات میں مبتلا صدر اور میڈیا

کہا جاتا ہے کہ سچی اور کھری بات کہیں سے بھی مل جائے اُسے قبول کرنے میں تامل سے کام نہیں لینا چاہئے اور کیوں کہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر کامیاب آدمی نے اِسی کلیے کو اپنی گرہ سے باندھے رکھا اور یوں وہ امر ہوگیا مگر آج کا انسان اپنے جذبات کے ہاتھوں اتنا اندھا ہوگیا ہے کہ اُسے اَب کوئی اچھی بات بھی پسند نہیں آتی ہے اور وہ خوش فہمی کے ایک ایسے مرض میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کہہ رہا ہے بس وہ ہی حق اور سچ ہے اور اِس کے علاوہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔

اور ساتھ ہی آج کے اِنسان کو دوسرا بڑا مرض وہم کا لاحق ہے جس سے متعلق یہ مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص وہم کے مرض میں مبتلا ہو جائے تو پھر اس مرض سے چھٹکارا بڑی مشکل سے ہی حاصل ہوتا ہے، اِس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ وہم

کا علاج لقمان حکیم کے پاس بھی نہیں تھا اِسی وہم کے حوالے سے میں اپنی بات مزید آگے بڑھاتے ہوئے ڈاکٹر براوئن کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر براوئن کو ایک ایرانی نے بتایا کہ چلے کاٹنے والے تنہائی، فاقہ زدگی اور غیر معمولی توقعات کے باعث واہموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اِسی حالت میں انہیں عجیب و غریب خیالی صورتیں بھی دکھائی دینے لگتی ہیں جنہیں وہ جن سمجھنے لگتے ہیں اور وہ بعد میں اِسی خوش فہمی کی وجہ سے یہ دعوے بھی کرتے پھرتے ہیں کہ جن اِن کے قبضے میں ہے۔ اور وہ اِن جنوں سے جو چاہیں کروا سکتے ہیں حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا جیسا جو وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں سوائے اِن کے ذہنوں کے فتور کے اور بس......

ایسی ہی کچھ کیفیت آج کل ہمارے یہاں ایوان صدر اور ایک میڈیا کے خاص گروپ کے درمیان بھی پیدا ہو چکی ہے کیوں کہ ایوانِ صدر والے سچی اور کھری بات کو سننا اور برداشت کرنا تو اپنی توہین سمجھنے لگے ہیں اور میڈیا ہے کہ جو اِس خوش فہمی میں کثرت سے مبتلا ہو چلا ہے کہ یہ جو کہہ دیتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور اِسی بنا پر طاقتور میڈیا اِس حکومت کے جانے کے دن گن رہا ہے یوں ایوان صدر اور میڈیا کے ایک خاص گروپ کے درمیان ایک سرد جنگ جاری ہے دیکھیے کہ یہ جنگ کہاں جا کر رکتی ہے۔

بہر حال ! اِس طاقتور میڈیا گروپ جس سے آج ایوانِ صدر خوفزدہ ہے اِس کی مثال بھی اِس کے اِس حکومت سے متعلق تبصروں اور تجزیوں سے کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ ایک پیر دس عورتوں کو اولادِ نرینہ کا تعویذ دیتا ہے نو کے یہاں بیٹا پیدا نہیں ہوتا لیکن دسویں کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو لوگ ناکامیوں کو بھولا دیتے ہیں اور بیٹا پیدا ہونے کو پیر کی کامیابی قرار دیتے ہیں عوام کی یہی سادہ لوحی پیروں کے لئے سونے کی کان بن گئی ہے اور اِسی وجہ سے ہمارے ہاں پیر قدیم جادوگروں کی یادگار ہیں اِن کا کاروبار زیادہ تر حُب کے تعویذوں سے چلتا ہے۔اور اِسی طرح گزشتہ کئی سالوں سے اِس طاقتور میڈیا کا کاروبار بھی حکومتوں کے آنے جانے سے متعلق اِس کے نت نئے سیاسی تجزیوں اور تبصروں سے اُس پیر کے حُب کے تعویزوں کی طرح چل رہا ہے۔ جس یہ میڈیا سونے کی کان بن گیا ہے۔

اور اِسی طرح ٹھیک ہے کہ اِس طاقتور میڈیا نے ماضی کی حکومتوں کو جانے کے لئے ضرور دن گننے ہوں گے اور اُن حکومتوں میں سے کوئی ایک دو حکومت اِس کے اِس طرح دن گنے جانے اور اِس کے سچے اور کھرے تبصروں اور سیاسی تجزیوں سے چلی بھی گئی ہو گی تو اِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اِس میڈیا کی ہر بات، ہر بار اور ہر حکومت کے لئے درست ہی ثابت ہو اور ہر حکومت اِس کے بے لاگ تبصروں اور تجزیوں سے چلی بھی جائے۔ اور اِس پیر کے تعویذوں کی طرح درست

ثابت ہو جنہیں پیر نو عورتوں کو بیٹے کے لئے دیتا ہے مگر نو عورتیں کامیاب نہیں ہوتیں اور آخر کار دسویں عورت اِس پیر کے تعویذ سے بیٹا پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو پیر کا اِس میں کیا کمال ہے کہ نو عورتوں کو تو اولادِ نرینہ نصیب نہیں ہوئی مگر دسویں کو بیٹا پیدا ہو گیا۔

بہر کیف! یہ بھی کتنا عجیب اتفاق ہے کہ وہ صدر جن کے پاس صرف سیاسی ہتھیار ہیں وہ اپنی حکومت کو بچانے کے لئے اپنے ہتھیار کے استعمال کے بہانے کا وقت تلاش کر رہے ہیں اور وہ اِس فِراق میں مبتلا ہیں کہ یوں ہی اِن کی حکومت اور اِن کی ذات پر اَب کسی بھی جانب سے کوئی بھی وار ہوا اور اِن دونوں پر کسی نے بھی کاری ضرب لگانے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تو وہ تُرنت (فوراً) اپنے ہتھیار استعمال کرکے وہ کارنامہ انجام دے جائیں گے کہ دنیا حیران، پریشان اور ششدر رہ جائے گی۔ یہاں پاکستانی عوام اور سیاسی حلقوں کے لئے یہ نکتہ توجہ طلب ضرور ہے کہ ایک طرف تو ہمارے یہ صدر ہیں جن کے ارادے خطرناک معلوم دیتے ہیں اور جو ہمہ وقت تیار ہیں کہ اِنہیں اِن کے سیاسی ہتھیار استعمال کرنے کا بس ایک بہانہ چاہئے تو پھر دیکھو کہ وہ اپنے اِن سیاسی ہتھیاروں کا استعمال کس طرح سے کرتے ہیں کہ جس سے آر یا پار ہو جائے گا۔

ایک خبر یہ ہے کہ اپنے اِن سیاسی ہتھیاروں کی موجودگی کا اظہار صدر مملکت

آصف علی زرداری نے گزشتہ دنوں اپنے ایک انٹرویو میں کچھ اِس طرح سے کیا کہ " میرے پاس سیاسی ہتھیار ہیں جنہیں میں وقت آنے پر استعمال کروں گا" اور اِس کے بعد سے ہی قوم یہ جاننے کے لئے بیتاب ہے کہ صدر مملکت کے پاس ایسے کون سے خفیہ ہتھیار ہیں جن کا انھوں نے اِس طرح برملا اور کھل کر اظہار کر ڈالا ہے؟ اور اِس کے ساتھی ہی قوم یہ بھی تسلی کرلینا چاہتی ہے کہ کیا میڈیا اور ایوان صدر کی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف تُوہمات کی جاری جنگ میں کون؟، کون سا اپنا آخری اور فیصلہ کن ہتھیار استعمال کرے گا؟ اور کیا صدر اپنے اِن سیاسی ہتھیاروں کے فوری استعمال سے ایک میڈیا کی جانب سے مسلسل اپنی حکومت کی گرائی جانے والی مہم سے اپنی ساکھ اور اپنی حکومت کو بچا پائیں گے؟ یا اِس میڈیا اور اپنی حکومت کے خلاف کی جانے والے سازشی عناصر کے خلاف اپنے سیاسی ہتھیار استعمال کرکے امر ہو جائیں گے؟ میرے خیال سے تو اِس کا فیصلہ آنے والے دنوں میں ہی ممکن ہوسکے گا کہ کون کس ہتھیار کے استعمال کے بدولت فاتح قرار پاتا ہے یا شکست اُس کا مقدر بنتی ہے۔

جبکہ اُدھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ کراچی میں یوم عاشورہ پر عزاداروں کے مرکزی جلوس کی حفاظت کے لئے تعینات فورسز کے وہ چاک و چوبند دستے جن میں رینجرز اور پولیس کے اہلکاروں کی بھاری تعداد شامل تھی اور جو اُس روز شرپسندوں کے مضموم عزائم کو خاک میں ملانے اور انہیں کچلنے کے لئے جدید

گنوں اور ہتھیاروں سے بھی لیس تھے اُس روز اِن سیکورٹی کے اہلکاروں کو دیکھ کر عوام میں یہ احساس پیدا ہوگیا تھا کہ ہمارے سیکورٹی کے یہ اہلکار کیسے بھی خراب حالات میں عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کی بھی بازی لگانے سے دریغ نہیں کریں گے اور چاہے اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران انہیں اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑجائے تو یہ اِس سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

مگر عوام کے اِن احساسات اور جذبات پر اُس وقت اُوس پڑ گئی جب یہی پولیس اور رینجرز کے اہلکار عاشورہ محرم کے موقع پر اعزاداروں کے جلوس میں خود کش بم دھماکے کے بعد مشتعل افراد اور شرپسندوں کو قہر و غضب میں مبتلا دیکھ کر سرپٹ گھوڑوں کی طرح اپنی جانیں بچا کر خود ہی بھاگتے نظر آئے اور کچھ دور جا کر یہ رینجرز اور پولیس کے اہلکار شرپسندوں کو تماش بین کی حیثیت سے دیکھتے رہے اور اپنے بھاری بھرکم اسلحے کے باوجود یہ فورسز کے اہلکار ایک گولی بھی نہ چلاسکے اور آنسوں گیس کا ایک شیل بھی استعمال نہ کرسکے تو اِنہیں گولی چلانے کے اگلے حکم کے آنے تک دو سے تین گھنٹوں میں اِن سیکورٹی کے اہلکاروں کی لاچارگی کے باعث شرپسندوں کے حوصلے اور بلند ہوئے اور اِن پاکستان، اسلام اور کراچی دشمن عناصر نے کراچی کی بڑی مارکیٹوں میں آگ لگا کر اِنہیں بھسم کردیا۔ اور پاکستان کے تجارتی حب کراچی کو اربوں، کھربوں کا

نقصان کرکے اپنے عزائم کی تکمیل کے بعد سکون سے بڑے فاتحانہ مگر ناپاک جذبات کے ساتھ اپنے کمین گاہوں کو واپس لوٹ گئے اور اس سارے عمل کے دوران وہاں موجود سیکورٹی فورسز کے اہلکار مجسمہ بنے اِن شرپسندوں کو جاتا دیکھتے رہ گئے۔

اگرچہ خبروں سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے اور اُس روز وہاں موجود لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ یومِ عاشورہ پر خودکش بم دھماکے کے بعد مشتعل افراد اور شرپسند عناصر اُس وقت جب وہ کراچی ہی کیا پاکستان کی بڑی ہول سیل کی مین مارکیٹوں کو آگ لگا رہے تھے اُس دم یہی موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر سفر کرنے والوں اور راہ گیروں کو بلاوجہ پکڑ کر تلاشی لینے اور اِنہیں رات دن تنگ اور پریشان کرنے پر معمور پولیس اور رینجرز کے اہلکار اپنے جانیں بچا کر بھاگنے کے بجائے بغیر کسی مصلحت کا شکار ہوئے شرپسندوں پر فائرنگ اور آنسوؤں گیس کے شیل ہی استعمال کردیتے اور اِن کی جانب سے ایک گولی ہی چل جاتی جس سے ایک دو شرپسند اور بلوائی اِن کی گولی کا نشانہ بنتا تو کراچی کی مارکیٹیں اِن شرپسند عناصر کے ہاتھوں جلنے سے تو بچ جاتیں مگر اِن اہلکاروں کی جانب سے جب کسی بھی قسم کا طاقت اور قوت کا استعمال سامنے نہیں آیا تو اِس سے شرپسندوں کے حوصلے اور بڑھے اور انہوں نے ایم اے جناح روڈ کی اِن مارکیٹوں کو اپنے آگ و خون کے گھناؤنے عمل سے نشان عبرت بنا دیا اور آج

ان مارکیٹوں کے وہ دکانداروں جن کے ہاتھ کبھی دینے والے ہوا کرتے تھے اَب امداد لینے کے لئے پھیلے ہوئے ہیں جن کی دکانوں کو آج اِن شرپسندوں نے سوچی سمجھی سازش کے تحت جلا کر اِنہیں ایک ایک کوڑی کا بھی محتاج کر دیا ہے۔ جنہیں سنبھلنے میں اَب کئی سال لگ سکتے ہیں۔

اگرچہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے سانحہ کراچی کے متاثرین کے لئے ایک ارب امداد دینے کا اعلان تو کیا ہے جو میرے مطابق اِن ارب پتی دکانداروں کے لئے اِن کے آنسوں پہنچنے جیسے ٹشو پیپر کی قیمت جتنی بھی مدد نہیں ہے وزیراعظم صاحب !اِس قلیل امداد سے اِن متاثرہ دکانداروں کا کچھ بھی نہیں بننے گا اِن دکانداروں کی اگر حکومت کو مدد ہی کرنی ہے تو مزید نو سے دس ارب کی اور امداد کرے تو جس سے اِن چار ہزار دکانداروں کا کاروبار بھی چل پڑے گا اور تو اِن کے گھر کے چولہے بھی دھک اٹھیں گے۔ آخر میں میرا حکومت کو ایک مخلصانہ مشورہ تو یہ ہے کہ وہ ایسے مواقعوں پر سیکورٹی کے اہلکاروں کو صورتِ حال دیکھ خود گولی چلانے کا اختیار دے کر حفظات کے لئے معمور کیا کرے یا اگر حکومت ایسا بھی نہیں کر سکتی تو پھر انہیں (رینجرز کے اہلکاروں کو) واپس سرحدوں پر بھیج دے جہاں وہ سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دشمن پر گولی چلانے کے لئے تو آزاد ہوں گے۔ اور محکمہ

پولیس کے اہلکاروں کو بھی حکومت کو ایسے موقعہ کے لئے بغیر کسی کے حکم کے گولی
چلانے کے اختیار دے کر حفاظت کے لئے بھیجا کرے اور اگر حکومت مصلحتوں کا شکار
ہو کر انہیں یہ اختیار نہیں دے سکتی تو پھر یہ اِن بیچارے پولیس والوں کو کیوں نہتہ کر
دشمنوں سے مقابلے کے لئے بھیجتی ہے اِس سے تو اچھا ہے کہ حکومت محکمہ پولیس ہی کو
ختم کر دے تا کہ یہ بیچارے یوں ہی نہتے ہو کر اپنی جانیں تو نہ گنوائیں (ختم شد

بھارتی جنرل دیپک کپور کے انیل کپور جیسے فلمی مکالمے...؟

کیا واقعی بھارتی فوج بیک وقت چین اور پاکستان کیساتھ لڑائی کی تیاریاں کر رہی ہے.....؟

کیا بھارتی جنرل کو اپنی1965 والی شکست یاد نہیں ہے؟

کہا جاتا ہے کہ خونخوار شیر دوسرے شیر کو کبھی نہیں کھاتا۔ باز اور شکرا بھی اپنے ہم جنسوں پر حملہ کرنے سے احتراز کرتا ہے مگر یہ شرف حضرتِ انسان کو ہی حاصل ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بھی اپنے بھائی کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتا اَب اِسی کو ہی لے لیجئے کہ ایک طرف تو72فیصد پاکستانی اور 66 فیصد بھارتی پُرامن تعلقات چاہتے ہیں اور پاکستان اور بھارت کے درمیان امن کی آشا کے حوالے سے اِس امن عمل کو متحرک کرنے کے لئے ہمارے ملک پاکستان سے جنگ گروپ اور بھارت سے ٹائمز آف انڈیا گروپ خاصے مصروف نظر آرہے ہیں تو وہیں پاکستان اور چین جو کہ بھارت کے پڑوسی بھی ہیں اور موجودہ دنیا میں اِن دونوں ممالک اپنی ایک ایٹمی حیثیت بھی رکھتے ہیں اور اِن دونوں ممالک کی اِس مصمم حقیقت کے برعکس ایک بھارتی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق بھارتی آرمی چیف جنرل دیپک کپور نے نئی دہلی میں بند کمرے میں چھپ کر ہونے والے ایک سیمینار کے دوران بتایا کہ بھارت ایک ایٹمی ملک ہے اور اِس

ناطے بھارت ملکی ساختہ وار ڈاکٹرائن میں موجود خامیاں دور کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے اوراِس کے ساتھ ہی بھارتی جنرل دیپک کپور نے اپنا سینہ ٹھونک کر اپنے اِس عزم وہمت کا ایک بھارتی فلمی اداکار انیل کپور کی طرح کسی فلم کے فلمی مکالمے کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا کہ اَب بھارتی فوج نے بگوان کی کرپا سے پاکستان اور چین سے بیک وقت جنگ کی تیاری شروع کردی ہے اور جنگی جنون کے ہاتھوں مجبور وبیکس بھارتی جنرل دیپک کپور نے انتہائی جذباتی انداز سے اپنے دانت پیستے ہوئے یہ بھی کہا کہ نئی ڈاکٹرائن جارحانہ ہوگی اور اُنہوں نے یہ بات بھی اپنا مکا ہوا میں لہراتے ہوئے کہا کہ جنگ کی صورتِ حال میں بھارت کو 96 گھنٹے میں فیصلے کی صلاحیت حاصل ہوگی اور سامنے والے کو سیز فائر پر مجبور کردیا جائے گا اِن کے اِس طرح کے جذباتی مکالمے اور اِن کی جذباتی کیفیت سے تو یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ جذبات اگر قابو سے باہر ہوجائیں تو انسان دیوانگی کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے اور یوں مجھے اِن کی دیوانگی کی یہ کیفیت دیکھ کر یہ احساس ہوچلا ہے کہ میں بھارتی حکومت کو اپنا یہ انتہائی مخلصانہ مشورہ ضرور دوں کہ وہ ترنت اپنے آرمی چیف جنرل دیپک کپور کو آرمی چیف کے عہدے سے ہٹا دے تو اِس میں بھارت کی ہی بھلائی ہے ورنہ بھارت اِن سے بھاری نقصان اٹھائے گا کیوں کہ دنیا کے کسی بھی ملک کی نسبت خاص کر بھارت جیسے ملک میں جہاں دیوانوں کی کوئی کمی نہیں ہے وہاں آرمی چیف کے عہدے پر جنرل دیپک کپور جیسے کسی دیوانے آرمی چیف کی مزید

تعیناتی بھارت کے لئے خطرناک قسم کی مشکلات پیدا کر سکتی ہے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرکے ساری دنیا میں نہ صرف بھارت کا تمسخر اڑانے کا سبب بن رہے ہیں بلکہ اِن کی اِس قسم کی دیوانوں جیسی باتوں سے جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن بھی بگڑنے کے سوفیصدی پیدا ہونے کے امکانات اور خدشات موجود ہیں۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت نے اپنے جنگی جنون اور امریکا کی جانب سے اکسائے جانے کے باعث مجبور ہو کر خطے میں پاکستان اور چین جیسے دونوں ایٹمی صلاحیتوں کے حامل ممالک سے جنگ شروع بھی کردی تو بقول جوزف روکس کے " برائی جیت تو سکتی ہے لیکن برائی کے نصیب میں جشنِ فتح نہیں ہوتا" اور اِس جنگ میں بھارت کی ایسی شکست ہوگی کہ بھارت دنیا کے نقشے پر نشانِ عبرت بن کر رہ جائے گا۔ اور یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا بھارت کو 1965 والی اپنی شکست یاد نہیں ہے کہ اُسے پاکستان کی اپنی اعلیٰ جنگی حکمتِ عملی اور پاک افواج کے جرائتمندانہ جنگی صلاحیتوں سے کیسی عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا میرا مطلب ہے کہ بھارتی آرمی چیف اِدھر اُدھر کی ٹامک ٹوئیاں مارنے کے بجائے بھارتی جنرل دیپک کپور اپنی اُس شکست کو یاد کریں اور چھوڑیں پاکستان اور اِس کے دیرینہ دوست چین سے متعلق انیل کپور کی طرح فلمی ڈائیلاگ مارنا کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس دفعہ پھر بھارتی جنرل کے یہی بڑے بول اور فلمی ڈائیلاگ بھارت کو جنگ میں دھکیل کر اِسے دنیا کے نقشے سے ہی مٹا

دے۔ جبکہ بھارت کے جنگی جنون میں مبتلا آرمی چیف جنرل دیپک کپور کے اِس بیان پر جو اُنھوں نے اپنے ہی ملک سے ایک بند کمرے میں رہ کر دیا تھا کہ " بھارتی فوج بیک وقت پاکستان اور چین کیساتھ لڑائی کی تیاریاں کر رہی ہے" اِس بھارتی جنرل کے اِس فلمی مکالمے کا جواب ہمارے پاکستانی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل طارق مجید نے انتہائی تدبرانہ انداز سے اِس طرح سے دیا ہے کہ بھارتی فوج کے سربراہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ بھارتی افواج کیا کر سکتی ہے اور پاکستان کی مسلح افواج عسکری لحاظ سے کیا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اُنھوں نے بھارتی جنرل دیپک کپور کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ چین کی تو بات چھوڑیں دیپک کو اچھی طرح سے پتہ ہے کہ بھارتی مسلح افواج کتنے پانی میں ہے اور پاکستان کی مسلح افواج عسکری اعتبار سے کیا کر سکتی ہے۔

میرے خیال سے ہمارے جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمٹی کے چیئرمین جنرل طارق مجید نے بھارتی جنگی جنون میں مبتلا آرمی چیف جنرل دیپک کپور سے جو کہا اور اِنہیں جتنا سمجھایا اِسے بھارتی جنرل کو بہت کچھ سمجھنا چاہئے اور اِس کے ساتھ ہی بھارتی حکومت کو بھی اپنے اِس جنرل کو اِس قسم کے فلمی مکالمے کہنے سے باز کرنے کا فوری طور نوٹس جاری کرنا چاہئے کہ جن کے اِس طرح سے فلمی ڈائیلاگ سے خطے میں جنگ کی سی صورتِ حال پیدا ہو جائے اور عوام کی جانب سے

نیک جذبات کے ساتھ شروع کی گئی امن کی آشا کو نظر لگ جائے۔

اور میں اپنے آج کے کالم کا اختتام عصمت انونو کے اِس قول پر کرنا چاہوں گا کہ جس میں بھارت اور اِس جیسے ہمارے دوسرے دشمنوں کے لئے ایک واضح نصیحت بھی ہے تو اِس قول میں اِن کے لئے ایک سبق بھی ہے" ہم جنگ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے لیکن اگر جنگ سے بچنا ہمارے لئے دشوار ہوگیا تو ہم اپنے فرض کو، جو وطن کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے، بڑی شان سے پورا کریں گے" اور دنیا دیکھے گی کہ جنگ میں فتح ہم پاکستانیوں کی ہی ہوگی اور بس......

امریکی ایئرپورٹس پر باڈی اسکینرز کی تنصیب اور مسلم اُمہ.....؟

امریکی ایئرپورٹس پر اَب سب کا سب نظر آئے گا....؟

ایک عظیم مسلم شخصیت کا یہ قول ہے کہ "بدبخت ہے وہ شخص جو خود تو مرجائے مگراِس کاگناہ نہ مرے یعنی وہ کوئی ایسابُراکام شروع کر جائے جواِس کے مرنے پر بھی جاری رہے"۔ تو آج اِس قول کی رو سے اگر دیکھا جائے تو مسلم دنیا کا ہر فرد یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ امریکا اور برطانیہ سمیت اور بہت سے یورپی ممالک کے سربراہاں کتنے بدبخت ہوں گے کہ جن کے مرنے کے بعد بھی اِن کے گناہ جاری رہیں گے یعنی یہ کہ جنہوں نے اپنے ملک کی حفاظت کے تحت اپنے ایئرپورٹس پر مسافروں (بالخصوص مسلمانوں) کی جامہ تلاشی کے لئے ایسے باڈی اسکینرز نصب کرادیئے ہیں کہ جن سے گزر کا ہر مسافر (مسلم مرد و عورت) کے تمام باطنی عضا (بشمول شرم گاہیں) غیر محفوظ ہوجائیں گی اور یوں اِن مختلف ممالک کے سربراہانِ کاگناہ کا شروع کرایا گیابُرائی کا یہ کام اِن کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا جس سے بنی نوع انسان خاص طور پر مسلم مرد و عورت جب جب اِس گناہ آلود عمل سے گزریں گے تواِس دوران وہ کتنی اذیتیں اٹھاتے رہیں گے اور دل ہی دل میں یہ کام شروع کرانے کے احکامات جاری کرنے

والوں بددعائیں اور کوستے رہیں گے اِس کا اندازہ شائد اِن لوگوں کو تو ابھی نہ ہو سکے مگر جب بعد میں اِنہیں اپنی اِس غلطی کا احساس ہوگا تو پانی سر سے بہت اُونچا ہو چکا ہوگا اور پھر تب سوائے ندامت اور کفِ افسوس کے اُن ممالک کے ہاتھ کچھ نہ آئے جنھوں نے اپنے یہاں مسلم ممالک سے آنے اور جانے والے مسلمان مسافروں کی باڈی اسکینرز کے لئے ایسے اسکینرز نصب کرا دیئے ہیں جس سے بالخصوص مسلم مسافروں کی تضحیک کی جارہی ہے۔

بہرحال ! دنیا کے امیر ترین امریکا، برطانیہ اور بہت سے یورپی ممالک جن سے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں دولت کی ریل پیل ہے اور اِن ممالک میں جہاں ہر فرد کو ہر قسم کی جدید آسائشیں زندگی میسر ہے مگر اِس کے ساتھ ہی اِن کے معاشرے کے لوگوں کی حالات زندگی دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اِن امیر ترین ممالک کے لوگ کسی دنیا کے غریب ترین ملک کے باشندوں سے بھی گئے گزرے ہیں کہ اِن ممالک میں اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی اِن کے یہاں کے مرد و زن کا بغیر لباس رہنا اور اِن کا کپڑوں سے یکدم آزاد جسم کے ساتھ ننگا ہو کر اور اِسی حالت میں آزادی سے گھومنا پھرنا بھی کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اِن ممالک کے مرد اور عورت خود ننگا رکھ کر فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنے اِس عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اِن کا اِس طرح سے رہنا اِن کے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کوئی رُکاوٹ نہیں ہے بلکہ اِن لوگوں نے خود

کواِس طرح رکھ کراپنے ملک کی معاشی اور اقتصادی ترقی میں صدیوں سے ایک اہم کردار ادا کیا ہے اوراِن کی نظر میں جن مسلم ممالک کے لوگوں کے اپنے جسموں کو لباس سے آزاد نہیں کیا وہ ممالک آج بھی اِس 21 ویں صدی میں اپنی ترقی اور عوام کی خوشحالی سے قطعاً محروم ہیں۔

تو پھر گو کہ اِن کی اِسی بات اور سوچ پر مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آج اِن کے اِس ہی عملِ بے حیائی اور ننگے پن کی وجہ سے دنیا کے بیشتر مسلم ممالک اِن ملکوں کو سیکس فری زون کا درجہ دیتے ہیں اور اِن کے معاشرے کو کسی حیوانی اصطبل سے تعبیر کرتے ہیں جہاں جانوروں کی طرح جنسی فعل کے کرنے کا کوئی قانون قاعدہ ہے اور نہ ہی کوئی ٹائم ہے بلکل اِسی طرح امریکا، برطانیہ اور یورپ کے ممالک میں بھی ایسا ہی ہے کہ جب جس مرد کا جی چاہئے وہ کسی بھی عورت کے ساتھ اور جس عورت کا جب جی چاہئے وہ کسی بھی مرد کے ساتھ کہیں بھی اپنی جنسی تسکین حاصل کر سکتے ہیں۔

اور اَب اِن ممالک امریکا اور برطانیہ نے تو حد ہی کر دی ہے کہ اُنھوں نے اپنے یہاں آنے والے پاکستان، سعودی عرب، اور نائجیریا سمیت 14 مسلم ممالک جن میں ایران، سوڈان، شام، الجزئر، لبنان، لیبیا، عراق، صومالیہ اور یمن شامل ہیں اِن ممالک کے ہر شہری کو دہشت گرد اور دہشت گردی کا حامی قرار دے کر

اپنے ایئرپورٹس پر اِس کی غیر معمولی اسکیننگ کے ساتھ جامہ تلاشی سمیت سخت چیکنگ کے عمل سے ہر صورت میں گزرنے کا ایک ایسا نظام بھی نصب کر دیا ہے کہ جس سے متعلق مسلم ممالک میں شدید بے چینی کے ساتھ ساتھ تحفظات اور خدشات بھی پیدا ہو رہے ہیں تو وہیں مسلم دنیا سے شدید ردِ عمل بھی سامنے آ رہے ہیں۔

جبکہ اِس کے بلکل برعکس امریکا اور برطانیہ کا اپنے اِس سسٹم سے متعلق یہ مؤقف ہے کہ وہ سیکورٹی مقاصد کے تحت اپنے یہاں ایسا کر رہے ہیں اور وہ اپنے ایئرپورٹس پر نصب کئے گئے اِس نظام سے خصوصی ہول باڈی اسکینرز کے دوران مسافروں کے مکمل جسم کا باآسانی معائنہ کر سکیں گے تو وہیں وہ یہ بھی دیکھ کر مطمئین ہو پائیں گے کہ بھارت اور دیگر ممالک کے علاوہ بالخصوص مندرجہ بالا مسلم ممالک کا کوئی مسافر اِن کے ملک میں آتے، جاتے وقت کوئی پوشیدہ دھماکہ خیز مواد یا اسلحہ تو اپنی باڈی کے ساتھ نہیں لے جا رہا ہے کہ جس سے دہشت گردی کا پھر کوئی نائن الیون جیسا نیا واقعہ رونما ہو جائے اور دہشت گرد اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائیں۔

اگرچہ یہ امریکا اور یورپ جیسے بے حیا اور ننگے معاشرے کے لئے سیکورٹی کی آڑ میں مسافروں کا خصوصی اسکینرز سے ننگا دیکھنا کوئی عیب نہ ہو جہاں پہلے ہی مدر پدر آزاد ماحول میں عورت و مرد اپنی شرم گاہوں کی کھولے عام نمائش

کراتے اور اپنی جنسی ہوس مٹاتے نظر آتے ہیں مرد وزن کو کسی ایسی مشین سے دیکھیں
کہ وہ اِن کی شرم گاہیں تک دیکھ لیں تو کوئی عیب نہیں مگر دنیا کے وہ مسلم ممالک جہاں
مرد وزن کو اپنا ستر چھپانا اور ڈھانپنا مذہبی فریضہ سمجھا جاتا اُن مسلم ممالک کے شہری
جو مرد اور عورت دونوں ہی ہوں گے) جب وہ امریکا اور یورپ جیسے ممالک کا رخ)
کریں گے تو اِنہیں اِن ممالک کے ایئر پورٹس پر نصب سیکورٹی کی آڑ میں اِن کے ننگے
معاشرے کی عکاسی کرتے اِن کے بنائے ہوئے ننگے سسٹم سے ضرور گزرنا ہوگا جس سے
امریکا اور یورپ آنے والے مسلم ممالک کے شہریوں کو شدید ذہنی اور جسمانی اذیتیں
اٹھانی پڑیں گیں تو وہیں اِن کی عزتِ نفس بھی مجروح ہوگی جو حقوق انسانی کے ضابطہ
اخلاق کی بھی کھلی خلاف وزری کے مترادف ہے۔

اور جو مسلمانوں کے خلاف ایک سازش ہے اور نہ صرف یہ بلکہ یہاں سوچنے کی ایک
بات تو یہ بھی ہے کہ دنیا بھر میں نائن الیون کے بعد سے آج تک امریکیوں کی طرح ہر
دوسرا مسلمان بھی برائیوں کا رونا رو رہا ہے لیکن اُس برائی کو روکنے کے لئے جس کی
وجہ سے امریکا میں ہولناک تباہی کا یہ کھیل کھیلا گیا اِس کھیل کو سمجھنے کی کوئی مسلمان یہ
کوشش ہی نہیں کر رہا کہ نائن الیون کو امریکی عمارتوں کی تباہی کے پیچھے جو سازش
کارفرما رہی اِس میں خود امریکی اور اسرائیلی شامل تھے جنھوں نے اُس روز اپنے ہی
ہاتھوں اپنی تباہی کا ایک

ایسا نقشہ دنیا کے سامنے بنا کر اچھوتے انداز سے پیش کیا کہ اِس سارے معاملے میں وہ بڑی صفائی سے خود تو نکل گئے مگر اپنی اُس ساری تباہی کا ملبہ مسلمانوں کے کاندھوں پر ڈال کر امت مسلمہ کو اپنی تباہی اور بربادی میں ملوث کر گئے۔ یہ ہے وہ سمجھنے کی بات جسے اگر اُمت مسلمہ سمجھ جائے تو اِس کی ساری مشکلیں حل ہو جائیں اور امریکا کی ساری بہادری اور رعب خاک میں مل جائے۔ اور اُمت مسلمہ امریکا سے اپنا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔

اور اِس کے ساتھ ہی آخر میں اپنے کالم کے اختتام پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اور اگر امریکیوں اور برطانیہ والوں نے اپنی یہ روش نہ بدلی تو پھر اِن کی اِس ہٹ دھرمی کے خلاف دنیا بھر میں مسلم ممالک احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ جس سے امریکا، برطانیہ اور بعض اُن یورپی ممالک کے خلاف بھی مسلم اُمہ میں نفرت کا لاوا اُبل پڑے گا جنھوں نے اپنے یہاں دنیا بھر سے آنے والے مسلمانوں کو روکنے کے لئے خصوصی ہول باڈی اسکینرز نصب کر دیئے ہیں۔

مگر آج مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ امریکیوں اور اسرائیلیوں کی اِس ناپاک سازش کو امت مسلمہ شائد سمجھنے سے اَب تک قاصر نظر آ رہی ہے تب ہی تو آج بھی یہ خصیلی اور انتہائی گرم مزاج مسلمہ اُمہ یہود و

نصاریٰ کا یہ اِلزام اپنے سر لئے خاموشی سے بیٹھی ہے کہ بقول امریکیوں کے نائن الیون کو امریکی ٹریڈ سینٹر اور دیگر مقامات کی تباہ کاری میں مسلمان ملوث ہیں حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا کچھ نہیں ہے جس کا امریکا اور اِس کے حواری ممالک کئی سالوں سے ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو دہشت گرد تصور کرانے کا پروپیگنڈہ جاری رکھ کر مسلمانوں کی تعلیم وترقی اور اِن کی خوشحالی کو روکنے کے لئے اَب اُنہوں نے اپنے یہاں مسلمانوں کو آنے کی پابند کا یہ حربہ استعمال کیا ہے کہ اِن سب نے اپنے ائیرپورٹس پر ایسے باڈی اسکینرز نصب کروا دیئے ہیں کہ جس سے مسلم ممالک سے آنے والے مسلمان مسافروں ائیرپورٹس پر نصب باڈی اسکینرز سے گزرکے عمل کے دوران ہی اِن کی شرمگاہیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی اور اِس طرح دنیا کے کسی بھی کونے سے امریکا اور برطانیہ آنے والا مسلمان اسکینرز کے اِس عمل کو معیوب سمجھے گا اِس بنا پر مسلمان امریکا اور اِس جیسے دیگر ممالک کا رخ بھی نہیں کرپائیں گے۔

خبردار ! کوئی پتھر سے نہ مارے ہمارے دیوانوں کو....امریکا؟

امریکا کا انتباہ ! پاکستان میں ہمارے سفارتی اہلکاروں کو ہراساں کرنا بند کیا جائے.....؟

امریکا پاکستان سے متعلق اپنے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لائے

میں اپنے آج کے کالم کی ابتدا برٹرنڈرسل اور کارنیگی کے دو علیحدہ علیحدہ اقوال سے کرنا چاہوں گا کہ جو سمجھنے والوں کیلئے ہے " اگر ہم برائیوں کا انسداد کرنا چاہتے ہیں تو خود کوئی ایسا کام نہ کریں جس کا شمار برائی کے زمرے میں ہوتا ہو"...... اور اِسی طرح "اکثر لوگ اپنے ہی متعلق سوچتے رہتے ہیں کسی کی موت کی خبر کی نسبت اپنے معمولی سردرد کے متعلق زیادہ تشویش کا اظہار کرتے ہیں"جس طرح ایک خبر جو گزشتہ دنوں ایک پاکستانی نجی ٹی وی چینل سے ٹیلی کاسٹ کی گئی جس کے مطابق 6 جنوری 2010بروز بدھ کو امریکی قونصل جنرل کی کراچی نمبر پلیٹ کی لینڈ کروزر گاڑی کو تربت سے گوادر جاتے ہوئے اِسے پہاڑوں میں سفر کے دوران اُس وقت (گرفتار کرلیا) حراست میں لیا گیا جب اِس میں سوار دو پاکستانی اہلکار اور سندھ پولیس کے کانسٹیبل امریکی ترقیاتی اعانت کے عملے کی جانب سے پاکستان کے پسماندہ علاقوں میں دورے کے سلسلے میں وہاں تیاری میں مصروف تھے۔

اِس خبر کے بعد ہم پاکستانی عوام میں ذرا سی یہ اُمید ضرور پیدا ہوئی کہ اُب پاکستان میں قانون کی بالادستی پوری طرح سے قائم ہونے کو ہے اور اِس واقع نے یہ ثابت کردیا ہے کہ آج 62 سال بعد پاکستان میں پاکستانی پولیس نے کسی امریکی سے بھی اِسی طرح سے پوچھ پاچھ اور پوچھ کچھ کی ہے جس طرح پاکستانی پولیس گزشتہ نصف صدی سے اپنے ہی پاکستانی بھائیوں کو پکڑ کر کیا کرتی ہے اور اِس کے ساتھی ہی عوام میں یہ بھی حوصلہ پیدا ہوا کہ اَب ملک میں سب برابر ہیں اور کوئی خاص و عام نہیں رہا اور اَب ملک سے امتیازی قانون ختم ہوگیا ہے جیسا پہلے کبھی ہوتا رہا ہے کہ خاص آدمی کچھ بھی کرلے وہ بچ نکلتا تھا اور مارا جاتا تھا بیچارہ ایک عام اور غریب آدمی ....

مگر یہ کیا کہ گزشتہ دنوں پاکستانی پولیس کا یہ ایک اچھا عمل رہا کہ اِس نے امریکی قونصل جنرل کی گاڑی اور اِس میں سوار اہلکاروں کو بھی اِسی طرح سے حراست میں لیا جس طرح پاکستانی پولیس پاکستانیوں کو بلاامتیاز و رنگ و نسل اِنہیں گُدیوں سے پکڑ کر حراست میں لے لیتی ہے جن میں سے بعض کو تو کچھ مک مکا کرکے چھوڑ دیتی ہے اور کچھ کو بلا کسی قصور اور جرم کے پابند سلاسل کردیتی ہے جو بیچارے اپنی ساری ساری عمر بے گناہی کے سبب جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزار دیتے ہیں۔

بہر کیف !اَبھی چھوڑیں اِن باتوں کو یہ ایک الگ بحث ہے اِسے پھر کسی کالم کے لئے لگ دیتے ہیں اور اَب ہم آتے ہیں اپنے اصل مُوضوع کی طرف جس نے مجھے اپنا آج کا یہ کالم لکھنے پر متحرک کیا اور مجھ میں یہ ہمت پیدا کی کہ میں امریکیوں کی عیاری اور مکاری دنیاکے سامنے عیاں کروں کہ امریکا جو آج اپنے آپ کو ہر مرض کی دوا تصور کئے بیٹھا ہے اِس کی اصلیت کیا ہے اور یہ خود اپنے آپ کو ایسے روکھے پھیکے اور بے تکے رویوں کے سبب جلد ہی اپنی تباہی اور بربادی کے دہانے پر لے جارہا ہے اور اگر اِس نے اپنی روش نہ بدلی تو یقیناً عنقریب ہی امریکا تباہ ہو جائے گا۔

بہر حال !مگر اِس کے ساتھ اگلے ہی روز سرکاری اور کئی نجی ٹی وی چینلز پر یہ خبر آنے کے بعد عوام کو سخت مایوسی ہوئی کہ جب امریکی حکام نے سات سمندر پار سے پاکستانی پولیس کے ہاتھوں اپنے اہلکاروں کی حراست میں لئے جانے کے عمل کو اپنی تضحیک جان کر حکومت پاکستان سے اپنے غصے کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا کہ پاکستانی حکمران کانپ کر رہ گئے اور پاکستانی قوم اور شائد دنیاکے دیگر مہذب ممالک بھی اِس امریکی رویے پر ششدر رہ گئے کہ وہ امریکا جو اپنے یہاں تو دوسرے ممالک سے آئے ہوئے لوگوں سے اپنے قانون کی پاسداری کے لئے اتنا کچھ کراتا ہے کہ کوئی دوسرا اِس کے ملک میں اِس کے قانون کی خلاف

سانس نہیں لے سکتا۔

مگر یہ کیا وجہ ہے؟ کہ وہ امریکا جو قانون کی اہمیت سے تو اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے اور اپنے یہاں دنیا کے دیگر ممالک سے آنے والوں سے اپنے قانون کی اِن کے ہاتھوں زبردستی پاسداری کراتا ہے۔۔۔ کیا یہی وہ امریکا ہے کہ جس نے پاکستان کے قانون کی دھجیاں اِس طرح سے بکھیر دی ہیں کہ کسی کو یہ یقین نہیں آرہا کہ امریکا کیا ایسا بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔؟ جس نے پاکستان میں محض اپنے سفارت کاروں کی حراست میں لئے جانے کے عمل پر حکومتِ پاکستان کا وقف سُننے بغیر اِسے جھگڑ بنا دیا؟ اور وہ امریکا جس کے نزدیک اِس کا اپنا قانون تو قانون ہے اور کسی دوسرے ملک کے قانون کی کیا کوئی حیثیت نہیں۔۔۔۔۔ ؟ کہ کوئی دوسرا ملک اپنے ہی زمین میں کسی امریکی کو اِس کی غیر قانونی حرکات و سکنات پر اِس سے پُوچھ کُچھ بھی نہ کر سکے ؟ اور کیا امریکی دنیا بھر میں اتنے مقدس ہیں کہ یہ دنیا کے جس ملک میں جو چاہیں کرتے پھریں ؟ اور کوئی اِن سے پُوچھنے والا نہیں اور جہاں چاہیں اپنا منہ اٹھا کر چلتے بنیں اُس ملک کے قانون کا اطلاق اِن پر نہیں ہوگا؟

جی ہاں ! یہ وہ ہی امریکا ہے جو اِن دنوں اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں چُور چُور ہے اور جس نے دنیا بھر میں مگر پاکستان میں بالخصوص جو اپنی دادا

گیری (بدمعاشی) قائم کر رکھی ہے اِس سے انکار کرنا ہمارے حکمرانوں کے لئے اُس وقت ممکن نہیں رہا کہ جب اِس کے پاکستان میں متعین امریکی سفارتی مشن اور امریکی سفیر این ڈبلیو پیپٹرسن نے پاکستان کی وزارتِ خارجہ کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ" کوئی پتھر سے نہ مارے ہمارے دیوانوں کو"خبر یہ ہے کہ امریکی سفیر نے پاکستان کی وزارتِ خارجہ کو انتباہ کیا ہے کہ پاکستان میں امریکی سفارتی گاڑیوں اور اہلکاروں کو وجہ اور بلاوجہ روکنا اوراِس میں سوار افراد کو مشتعل کرنے اور ہراساں کرنے کا سلسلہ فوری طور پر روکنے کے لئے مؤثر طور پر کارروائی کی جائے اوراِس کے ساتھ ہی امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے غصے سے اپنا گلا پھاڑتے ہوئے چیخ کر کہا ہے کہ امریکا کو ہمیں) پاکستان میں اپنے اہلکاروں کے ساتھ پیش آنے والے اِس قسم کے رویوں اور سلوک سے پیدا ہونے والی صورتِ حال پر سخت تشویش ہے اور پاکستان کی وزارتِ خارجہ غیر ملکی (خاص طور پر امریکی) سفارت کاروں کی سلامتی کو درپیش تحفظات اور اِس طرح کی اور دوسری تشویش کو ختم کرنے کی پابند ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی اُدھر ایک خبر یہ بھی ہے کہ گزشتہ دنوں اسلام آباد میں امریکی سینٹر جان مکین کی قیادت میں امریکیوں کے ایک وفد نے بھی وزیراعظم یوسف رضا گیلانی سے ملاقات کے دوران اپنے سفارت کاروں اور اہلکاروں کو پاکستان میں ہراساں کئے جانے کے واقعہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا جبکہ

اِس امریکی ردِ عمل کے بعد وزیر اعظم اور حکومت پاکستان نے خاموشی سے اپنا سر خم کرتے ہوئے امریکی وفد کو یہ یقین دلایا کہ ہم اپنے اہلکاروں کو متنبہ کریں گے کہ آئندہ وہ کسی بھی امریکی کو کسی بھی صورت میں ہراساں نہیں کریں جس سے ہمارے آقا امریکا) کو کوئی ٹھیس پہنچے اور ہماری حکومت کے لالے پڑ جائے۔اور امریکی امداد بند) ہو جائے۔

اگرچہ یہ اور بات ہے کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور حکومت پاکستان کے دیگر اراکین نے امریکی سینیٹر جان مکین کو اِس موقع پر یہ باور کرایا کہ امریکا کی جانب سے ڈرون اور سول ایٹمی ٹیکنالوجی پاکستان کو دیئے جانے کے عمل میں ہچکچاہٹ کا مظاہر کرنے پر پاکستان میں بے شمار تحفظات پیدا ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے پاکستانیوں کا امریکیوں پر سے اعتماد ختم ہو رہا ہے۔ میرے خیال سے حکومتی اراکین نے امریکیوں پر یہ بھی واضح کیا کہ پاکستان اپنے وعدے کے مطابق امریکا سے اپنی دوستی کی پاداش میں اِس کی جانب سے آنے والے ہر اچھے اور بُرے حکم کی تکمیل کے خاطر پیش پیش ہے مگر کیا ہی اچھا ہے کہ امریکا بھی ہماری مجبوریوں کو سمجھے اور ہمارے ساتھ صرف اتنا ہی کچھ کرے کہ جتنا ہم برداشت کر سکیں۔ اور ہم پر ایسے احکامات جاری نہ کرے کہ جس سے حکومت اپنے عوام کو مطمئین نہ کر سکے اور اِس طرح حکومت اور عوام میں دوریاں پیدا ہوں اور جس کے باعث حکومت اور امریکا کے درمیان بھی کوئی خلش پیدا ہو۔

اور امریکا کو اپنے اِن رویوں میں ضرور تبدیلی لانی ہوگی جس کی وجہ سے بالخصوص پاکستانی عوام میں امریکا کے لئے نفرت کے جذبات جنم لے رہے ہیں۔

عوام کو پتہ ہے

عوام کو پتہ ہے امریکا سُنتا اور مانتا کم ہے، اور منواتا زیادہ ہے...

پاکستان کی التجا ڈرون حملے روکے جائیں، امریکا کا انکار ڈرون حملے نہیں روک سکتے؟

امریکا جیسے سیاہ دل کالے کے کاٹے کا منتر نہیں..........امریکا جیسے کالے کے آگے کسی کا چراغ نہیں جلتا

لوگ کہتے ہیں کہ اقتدار ہے ہی ایک ایسی چیز کا نام کہ جسے یہ نہ ملے تو وہ اِس کے حصول کے لئے مرا جاتا ہے اور جسے بائی لک قسمت سے یہ مل جائے تو وہ اِس کو طول دینے اوراِس کی دیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنے ہی عوام کی جانوں کا چڑھاوا چڑھاتا ہے اور یوں وہ عوام کے کٹے ہوئے سروں سے بنے ہوئے مینار پر اپنے قدم رکھتے ہوئے اپنے اقتدار کی اُونچی اور بہت اُونچی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ اُس وقت تک اقتدار کی دیوی کے چرنوں سے چمٹا رہتا ہے کہ جب تک وہ مر نہ جائے اور اِس طرح کم اَز کم وہ اپنی زندگی میں تواِس کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتا.. کہ جب تک روح اِس کے جسم کو نہ چھوڑ جائے...

اور ایسا ہی کچھ اِن دنوں ہمارے ملک کے موجودہ حکمران بھی کررہے ہیں کہ اِن کی حکومت میں اندرونی اور بیرونی طور پر حالات ایسے سنگین ہوگئے ہیں کہ ہر طرف انسانی لاشیں بکھری پڑی ہیں اور اِن حالات میں اب موجودہ حکمرانوں کو خود ہی سوچنا چاہئے کہ اُنہیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اِن حالات اور لمحات میں کیا کرنا چاہئے کہ ملک میں روز افزوں بگڑتے ہوئے حالات ٹھیک ہوجائیں اور صوبہ سندھ کے کیپٹل کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے بڑھتے ہوئے واقعات کنٹرول اور ختم ہوجائیں تو عوام کو سُکھ کا سانس نصیب ہو۔

بہرحال ! میرے خیال سے کم از کم پاکستان کی 63 سالہ تاریخ میں تو ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ جنھوں نے چور دروازے سے اقتدار کی کرسی پر اپنا قبضہ جمایا اور وہ اِس کرسی پر ایسے قابض ہوئے کہ اُنھوں نے اپنے اقتدار کے نشے میں پاکستان کی آزادی و خودمختاری اور اِس کی سالمیت اور استحکام کو بھی داؤ پر لگا دیا اور اِس مملکت خداداد میں ایسا بھی ہوا ہے کہ اِن ہی اقتدار کے پوجاریوں میں سے بہت سوں نے اپنے قتدار کے لئے اغیار (امریکا اور دیگر ممالک)کے ہاتھوں پوری پاکستانی قوم کا بھی گھاٹ کا ایسا سودا کرڈالا کہ تب سے ہی پاکستانی قوم اپنے سابقہ حکمرانوں کے اعمالِ بد کا خمیازہ امریکی ایجنٹوں اور مسلمانوں کا روپ دھارے امریکی، بھارتی اور اسرائیلی آلہ کاروں

اور انتہا پسندوں کے ہاتھوں کہیں خود کش بم دھماکوں تو کہیں بم حملوں کی نظر ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر بھگت رہی ہے اور اِس صورتِ حال میں کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ پاکستان کی یہ ساڑھے سولہ کروڑ معصوم اور نہتی عوام آخر کب تک امریکا اور اِس جیسے دوسرے عیار اور مکار ممالک کے ہاتھوں یوں ہی مرتی اور سسکتی رہے گی اور غلاموں سے بھی بدتر اپنی زندگیاں گزارتی رہے گی....؟

یہ بات درست ہے کہ اپنے یہاں نائن الیون کے واقع کے بعد امریکا جو دنیا بھر سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خاتمے کا ٹھیکیدار بنا پھر رہا ہے اور اُس نے اِس بنا پر ہی اپنے کاندھوں پر دنیا اور بالخصوص پاکستان سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کو قلع قمع کرنے کا بھی بیڑا اٹھا رکھا ہے اور میرے نزدیک اِس کے اِس عزم اور مفاد کے برعکس یہ بات بھی کسی حد تک حقیقت پر مبنی ہو کہ امریکا نے اِس بابت کسی کی کچھ نہ سننے کے لئے اپنے کانوں میں سیسہ پگھلا کر اُنڈیل لیا ہے اِس بات کا اندازہ اِس سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دنوں جب سابق امریکی صدارتی اُمیدوار اور امریکی سینیٹ کی کمیٹی برائے مسلح افواج کے رکن جان مکین پاکستان دورے پر آئے ہوئے تھے تواِس دوران حکومت پاکستان نے اِن سے جب یہ التجا کی کہ سرکار پاکستان میں ڈرون حملے روکے جائیں تو اِس کے برعکس جان مکین نے تلملا کر کہا کہ امریکا

کو افغانستان میں اپنی کامیابی کے لئے پاکستان سے دہشت گردی کا خاتمہ ہر صورت میں کرنا ہے کیوں کہ جنوبی و شمالی وزیر ستان کے دہشت گرد مل گئے ہیں اور امریکا نے اِس بنا پر یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ پاکستان سے دہشت گردوں کا صفایا کرنے کے لئے اِس کے سرحدی علاقوں میں زمینی حملے ہر گز نہیں کرے گا اور اِس امریکی موقف کے بعد اَب پاکستانیوں کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ امریکا کو پاکستان سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ڈرون حملے کرنے ہوں گے اور اِس بنا پر امریکا پاکستان میں ڈرون حملے نہیں روک سکتا اور یوں پاکستان کی جانب ڈرون حملوں کو روکنے کی التجا پر امریکا کے صاف انکار کے بعد ہمارے پاکستانی حکمران کسی کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچتے اور اپنی ہی بغلوں میں منہ چھپاتے نظر آئے اور اِسی طرح ایک اور لاچار کا مظاہرہ اُس وقت سامنے آیا کہ جب گزشتہ دنوں جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے اپنی پارٹی کے مرکزی ترجمان مولانا محمد امجد خان سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے معصومانہ لہجے میں انتہائی لاچارگی اور بے کسی اور مجبوری کے عالم میں جب اِس طرح کہا کہ حکومت یاد رکھے کہ امریکا سنتا اور مانتا کم ہے وہ سُناتا اور منواتا زیادہ ہے" میرے خیال سے مولانا کے بھی اِس بے کس اور مجبور جملے کے بعد اَب کیا رہ جاتا ہے کہ عوام حکمرانوں سے یہ اُمید رکھیں کہ اِن کے موجودہ حکمران اِنہیں امریکی ڈرون حملوں کے قہر وغضب سے بھی کیا نجات دلوا سکیں گے.... ؟جب ہمارے ہی ملک میں آ کر امریکی بڑی ڈھٹائی سے یہ

کہہ کر ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کا منہ بند کر جاتے ہیں کہ افغانستان میں امریکا کو اپنی کامیابی کے لئے پاکستان میں موجود دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے ڈرون حملے جاری رکھنا ضروری ہیں تو پھر کیا چارہ رہ جاتا ہے کہ پاکستان پر ڈرون حملے نہ ہوں اور ہمارے حکمران امریکاکے اِس انسانیت سوز مظالم کے بعد بھی اِس کے سامنے ہاتھ جوڑے اور مجسمہ بنے رہیں تو پھر یہی ہوگا جو ہو رہا ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کا اختتام اپنے اِس پیراگراف کے ساتھ کرنا چاہوں گا کہ دنیا کی تاریخ کے اوراق آج بھی اُن لوگوں سے بھرے پڑے ہیں کہ جن سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اُن کی زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آئے جب حالات اِن کے خلاف ہوگئے اور اُن مواقع پر بھی وہ ہمت نہیں ہارے اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ اگر وہ ہمت ہار گئے تو وہ ڈوب جائیں گے اور اِس بنا پر وہ اُن کٹھن حالات میں بھی پُر عزم رہے اور آخر کار اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کامیابی نے اُن کے قدم چومے....اور یوں آج تاریخ کا حصہ بن کر وہ لوگ رہتی دنیا تک امر ہوگئے اِسی طرح نپولین کا ایک بڑا مشہور قول ہے کہ " ہمت سے زندگی ہے، اور بزدلی سے موت "اَب ہمارے حکمرانوں کو بھی یہ چاہئے کہ امریکا جیسے شیش ناگ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ "کالے کے کاٹے کا منتر نہیں" تو اَب اُنہیں اِس کالے کے کاٹے کا منتر بھی خود ہی

تخلیق کرنا پڑے گا اور اِس کالے کو بھی مارنا پڑے گا جو برسوں سے ہم پر اپنی مرضی چلا رہا ہے اور ہماری ایک نہیں سُن رہا ہے اور اِس طرح وہ ہمیں پنپنے بھی نہیں دے رہا ہے اور جس سے متعلق ہمارے یہاں یہ بھی مشہور ہے کہ امریکا ہمارے لئے ایسا کالا ثابت ہوا ہے کہ اِس کالے کے آگے ہمارا کوئی چراغ نہیں جلتا۔ اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکا جیسا کالا ناگ آخر کب تک ہم پر اپنا پھن پھولائے بیٹھا رہے گا؟ آخر کون اِسے مارے گا؟ اور کیا ہمیشہ ہم یوں ہی اِس زہریلے ناگ سے خود کو ڈسواتے رہیں گے ؟ اور کیا آج میرے اِن سوالات کے جوابات ہمارے حکمرانوں کے پاس ہیں؟ یا یہ امریکا سے محض ڈالروں کی شکل میں ملنے والی امداد اور بھیک کے عوض پوری پاکستانی قوم کو امریکا جیسے شیش ناگ سے ڈسواتے رہیں گے۔

ایک میں نہیں کہتا خبروں میں لکھا ہے یارو

بھارت کی اصلیت...... بھارت دنیا کا بدنام ترین ملک ہے
مذہبی عدم رواداری میں بھارت دنیا کا خراب ترین دوسرا ملک ثابت ہوگیا ہے
بھارت سے متعلق ایک ایسی خبر جس کے بارے میں ایک میں نہیں کہتا سب نے لکھا
اور پڑھا ہے یارو جو گزشتہ دنوں ساری دنیا کے الیکٹرانک اور پریس میڈیا کی زینت
بنی رہی جس میں بھارت جیسے سیکولر ملک کی اصلیت کچھ اِس طرح سے بیان کی گئی تھی
کہ بھارت جواِن دنوں اپنے یہاں مذہبی عدم رواداری کا شکار ہے اوراِس کے یہاں
یوں ہونے والی مذہبی عدم رواداری خود بھارت کے وقار کو بھی بُری طرح سے
مجروح کرنے کا باعث بن چکی ہے۔
میرے خیال سے اگر بھارت نے اپنے یہاں روا رکھی گئی مذہبی عدم رواداری کی
روش کو کسی بھی طرح تبدیل نہ کیا تو عین ممکن ہے کہ جس کی وجہ سے مستقبل قریب
میں بھارت کو سیاسی، مذہبی، اقتصادی اور معاشی لحاظ سے شدید نقصان اٹھانا پڑے۔
اور بھارت جس کے بارے میں پہلے ہی یہ قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں کہ بھارت کے
عنقریب ٹکڑے ہونے والے ہیں اور بھارت ٹوٹنے والا ہے کہیں

ایسا نہ ہو کہ یہ تمام قیاس آرائیاں سچ ثابت ہوجائیں اور بھارت جلد ہی مذہبی عدم رواداری کی وجہ سے اپنا شیرازہ بکھیر دے۔ جس سے جہاں بھارت کا اپنا نقصان تو ہوگا ہی وہیں اِس کے پڑوسی ممالک بھی نئی مشکلات اور چیلنجز سے دوچار ہوجائیں گے۔
بہرکیف !اِس صورتِ حال میں یہ ساری باتیں تو سوچنے والی بھارتی حکمرانوں اور عوام کی ہیں کہ وہ اپنے یہاں ایک ایسی مذہبی رواداری کو فروغ دیں کہ جس میں بھارت میں بسنے والی اقلیتوں میں اپنے تحفظ کا احساس بیدار ہو اور بھارت میں مذہبی رواداری ٹھیک طرح سے پروان چڑھے۔
ہاں تواِس طرح اچانک آنے والی اِس خبر نے جو بھارت میں مذہبی عدم رواداری سے متعلق ہے اِس نے جہاں نہ صرف خود بھارتی حکمرانوں (حکومت) کو ہی ہلا کر رکھ دیا ہوگا تو وہیں اِس حیران کُن خبر سے ایک بڑا دھچکا بھارتیوں سمیت اُن لوگوں کو بھی ضرور لگا ہوگا کہ جو بھارتی تونہیں ہیں مگر بھارتی مذہبی رواداری اوراِسے ایک مثالی سیکولر ملک ہونے کا موازانہ دنیاکے دیگر ممالک سے بھی کرتے اور کراتے نظر آتے ہیں اور جو اپنے اِس عمل سے بھی نہیں تھکتے ہیں اُنہیں یقیناً اب ضرور ندامت ہوگی جنہوں نے یہ خبر پڑھی اور سنی ہوگی۔

تاہم اِس خبر سے قبل بھارت جو دنیا بھر میں اپنی مذہبی رواداری کے باعث ایک بڑا سیکولر ملک ہونے کی وجہ سے اپنی ایک علیحدہ پہچان رکھتا تھا اور اِس کی اپنی ایک منفرد حیثیت تھی اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس بنا پر اِس کی شہرت کے چرچے بھی ہر طرف ہوا کرتے تھے کہ بھارت دنیا کا ایک ایسا ملک ہے کہ جہاں بسنے والے مختلف ادیان کے لوگوں کو اپنی مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے اور یہاں بسنے والے لوگ اپنی مذہبی رسومات آزادی سے کر سکتے ہیں اِنہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اور یوں بھارتی ہندو حکمران اور ہندو عوام بھی اپنی خودساختہ اور نام نہاد مذہبی رواداری کے خول سے باہر ہی نہیں نکلتے تھے کہ اِنھوں نے دنیا کو یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے علاوہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ مگر اِس کے ساتھ ہی مجھے یہاں یہ بھی کہنے دیجئے! کہ یوں اِسی خوش فہمی اور گھمنڈ نے بھارتیوں کے مزاج کو آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ اور بھارتی ہندو حکمرانوں اور بھارتی ہندوؤں نے ہر دور میں یہ ہی سمجھ لیا تھا کہ دنیا کے کسی بھی ملک کے مقابلے میں اِن کے یہاں بسنے والے دیگر دوسرے ادیان کی قوموں کی نسبت بھارتی مذہبی رواداری سب سے افضل و اعلیٰ تھی۔ مگر گزشتہ دنوں بھارتی حکمرانوں اور عوام کا یہ غرور اور گھمنڈ اُس وقت خاک میں لوٹ پوٹ ہوتا ہوا نہ صرف محسوس کیا گیا بلکہ نظر بھی آیا کہ بھارتیوں کا سر کس

طرح سے جھک گیا کہ اَب کبھی بھی بھارتی اپنی مذہبی رواداری اور بھارت کو دنیا کا ایک سیکولر ملک ہونے کے ناطے سر نہیں اٹھا سکیں گے کیوں کہ ایک امریکی تھنک ٹینک نے اپنے حالیہ سروے کے بعد انتہائی صاف و شفاف انداز سے یہ رپورٹ دی ہے کہ بھارت کے قائدین اور عوام جو اپنے ملک کو سیکولرزم اور مذہبی رواداری کا گہوارہ قرار دینے میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے نہیں تھکتے تھے اِن کا ملک بھارت اپنے یہاں مذہبی عدم رواداری اور اقلیتوں کے ساتھ تعصب برتنے کے سلسلے میں دنیا کا دوسرا سب سے زیادہ خراب اور ایک ایسا بدنام ترین ملک بن گیا ہے کہ جہاں اقلیتوں کو کوئی تحفظ نہیں ہے اور اِس کے ساتھ ہی امریکی تھنک ٹینک نے اپنی اِس رپورٹ میں بھارت کو سیاسی طور پر ترقی پسند لیکن سماجی طور پر تنگ نظر ملک بھی قرار دے کر بھارت کی اصلیت دنیا کے سامنے عیاں کردی ہے اوراِس نے نہ صرف اپنی اِس رپورٹ میں یہ کہا ہے بلکہ اِس مفروضے کی حمایت میں 2002 کے گجرات کے مسلم کش فسادات اور 2008 میں اڑیسہ میں عیسائیوں کے خلاف شدت پسند ہندو تنظیموں کی پر تشدد مہم کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس کی بنا پر امریکی تھنک ٹینک نے اپنی یہ رپورٹ تیار کی ہے۔

اور اپنی اِس ہی رپورٹ میں اِس نے اِس نقطے کا بھی برملا اظہار کیا ہے کہ بھارت کے اکثریتی طبقے کے افراد اور یہاں کی انتہا پسند ہندو تنظیمیں مذہبی

اقلیتوں کے ساتھ انتہائی ناورا سلوک رکھتے ہوئے اقلیتوں کے حقوق کی کھلم کھلا پامالی کرتے ہیں۔ اور انہیں مذہبی رسومات کی ادائیگیوں سے بھی بزور طاقت روکتے ہیں۔ اقلیتوں کو جانی اور شدید مالی نقصانات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اور یوں خبر کے مطابق آگے چل کر امریکی تھنک ٹینک اور پیو ریسرچ سینٹر نے اِس کی مزید تفصیل میں بتایا کہ دنیا کے 198 ممالک میں کئے جانے والے صفاف و شفاف سروے میں بھارت کو اِن 40 ممالک کی فہرست میں جگہ دی گئی ہے جہاں سب سے زیادہ مذہبی پابندیاں رائج ہیں اِن ممالک میں بھارت دوسرے اور عراق کو اول نمبر پر رکھا گیا ہے۔

اِس سب کچھ کے باوجود اگر اَب بھی بھارتی یہ کہتے ہیں کہ بھارت میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے تو یہ بھارتیوں کی خود فریبی اور دنیا کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا کیوں کہ بھارت کی کوکھ سے اَب جو مذہبی عدم رواداری کا ناسور پیدا ہو رہا ہے اِس کی جڑیں اُس وقت تک روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائیں گیں کہ جب تک بھارتیوں میں عفو و درگزر اور برداشت کا مادہ پیدا نہیں ہوجاتا اور بھارتیوں میں یہ احساس بیدار نہیں ہوجاتا کہ انسانوں کا احترام ذات پات، رنگ و نسل، مذہب اور سرحد سے بھی بالاتر ہے۔

اور آج میں اپنے کالم کا اختتام حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی اِس حکایت پر کرتا ہوں کہ شر سے خیر اور برائی سے بھلائی کا پہلو نکالا جائے۔ ایک نیک سیرت بزرگ کا غلام بد خصلت ہونے کے علاوہ بڑا بد شکل بھی تھا اور اِس کے ساتھ ساتھ اِس کے لانبے لانبے اُلجھے اُلجھے بال ہمیشہ سے اٹے رہتے تھے اور اِس کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا تھا بڑا کام چور تھا زمین پر پڑا ایک چھوٹا سا تنکا بھی اٹھانا گوارا نہ کرتا تھا اگر اِسے کوئی کام کرنے کو کہا جاتا تو سنی اَن سُنی کر دیتا اور اگر کوئی کام کرتا تو اَدھورا کرتا۔ البتہ کھانے میں بڑا شیر کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا۔ بڑا پیٹو۔ کھانے پینے کے معاملے میں بڑا بے تکلف بڑا بیباک اجازت کے بغیر مالک کے ساتھ کھانا کھانے دستر خوان پر بیٹھ جاتا۔

ایک دن اِس نیک سیرت بزرگ کے پاس اِن کا ایک دوست ملنے آیا اور غلام کے لچھن دیکھ کر کہنے لگا" آپ کو اِس میں کونسی خوبی نظر آتی ہے جو آپ اِسے برداشت کر رہے ہیں مجھے تو اِس کی کوئی کل سیدھی نظر نہیں آتی ایسا بھدا، بھدا اور اول درجہ کا بد تمیز میں نے تو آج تک کہیں نہیں دیکھا۔ میرا مشورہ ہے میاں اِس کے دام کھرے کرو۔ ایسی بھونڈی صورت تو رزق، روٹی کا کال ہوتی ہے نکالو اِسے گھر سے "

دوست کی باتیں سُن کر نیک سیرت بزرگ نے جواب دیا۔

" بیشک اِس کی شکل بری بھونڈی ہے عادتیں بھی اِس کی بڑی بُری ہیں چہرے سے اِس کی نحوست برستی ہے باتوں سے اِس کی بدبو آتی ہے۔ انسان نہیں؟ سینڈاس خانہ ہے لیکن اِس کی وجہ سے خود بھی میری عادتیں درست ہوئی ہیں میں نے اِس کی اِس قدر زیادتیاں برداشت کی ہیں کہ اَب ہر شخص کی زیادتی کو برداشت کر سکتا ہوں۔ اس لئے ہر بات مروت سے خالی ہو گئی کہ میں اِسے فروخت کر سکتا ہوں نہ گھر سے نکال سکتا ہوں"

بھارت جنوبی ایشیا کا اُبھرتا ہوا بدمعاش

ننگا بھوکا بھارت ہتھیاروں کی خریداری کے لئے پاگل .. کیوں ؟
یہ حقیقت ہے ایٹمی پاکستان سے ایڈونچر بھارت کو مہنگا پڑے گا

جو حقیقت ہے وہ حقیقت ہے اور میں ایک ایسی حقیقت بیان کرنے جا رہا ہوں کہ جس سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جو کبھی جھٹلائی بھی نہیں جا سکتی کہ ظالم دنیا کے کسی بھی کونے کا ہو اور وہ زمین کے اُوپر ہو یا زمین کے نیچے وہ ہمیشہ ظالم اور مکار ہوتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی وہ ذہن نہیں رکھتا اور اپنی اِن ہی خامیوں کی بنا پر ہمیشہ اِس کے گھناؤنے کرتوت بنی نوع انسان کے لئے پریشانیوں میں اضافے کے باعث بنے رہتے ہیں اور اِسی سے ایک ملتی جلتی حقیقت یہ بھی ہے کہ ازل سے ہی بچھو سے متعلق یہ بہت کہا گیا ہے کہ بچھو کا ڈنگ مارنا کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایسا کرنا اِس کی فطرت کا تقاضہ ہے اور بچھو کی فطرت یہ ہے کہ وہ جب تک کسی کو ڈنگ نہ مارے اِس کا کام نہیں چلتا اور میں اپنی اِسی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جس طرح بچھو کی دم میں زہر ہوتا ہے، سانپ کے دانتوں میں اور مچھر کے سر میں لیکن بھارت سے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ بھارت جنوبی ایشیا میں اُس

بُرے آدمی کی طرح سے ہے جس کے پورے وجود میں زہر بھرا ہوا ہے اور جو وقتاً فوقتاً اپنے زہریلے پھن اور قول و فعل سے پاکستان کو ڈستا رہتا ہے اِس کا ایک مین ثبوت یہ ہے کہ بھارت جس کا گزشتہ 63 سالوں میں ایک ایک لمحہ اپنے پڑوسی ملک پاکستان سے متعلق نت نئی سازشوں کے جال بُننے میں صَرف ہوتا رہا ہے اور آج بھی وہ اپنے اِس ناپاک اور گھناؤنے عمل میں مصروف رہنا اپنے دھرم کا حصہ سمجھ کر اِسے انجام دے رہا ہے۔ اور شائد یہ بچھو کی طرح اپنی فطرت سے مجبور ہے کہ جب تک یہ پاکستان کو نقصان پہنچاتا اِس کا کام نہیں چلتا ہے۔ اور اِس کے حکمرانوں کا ناں تو کھانا ہضم ہوتا ہے اور نہ انہیں سکون کی نیند ہی نصیب ہوتی ہے۔

جبکہ وہ بھارت جو پاکستان کے مقابلے میں اپنے وسائل اور صوبوں اور آبادی کے لحاظ سے بھی کئی گنا زیادہ بڑا ملک ہونے کا درجہ رکھتا ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِس ملک میں غربت اور پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ اِس کی آبادی کا ایک بڑا حصہ فٹ پاتھوں اور کھلے آسمان تلے پڑا ہے جو بنیادی انسانی ضروری سہولتوں سے بھی محروم ہے اور وہ بھارت جس کی عوام غربت اور تنگدستی کے لکیر سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اور آج بھی بھارت کی عوام اِس 21 ویں صدی میں حسرت بھری نگاہوں سے اپنے حکمرانوں کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ وہ اِن کی حالتِ زار کو بہتر بنانے کے لئے ایسے اقدامات کریں کہ بھارت

کی عوام کو بنیادی انسانی ضرورتیں میسر ہوں اور بھارتی عوام کا ایک بڑا حصہ فٹ پاتھوں اور کھلے آسمان تلے اپنی زندگی گزارنے سے بچ سکے۔

یہاں میرا خیال تو یہ ہے کہ اِس صورتِ حال میں دنیا کے ایک بڑی آبادی والے ننگے بھوکے ملک بھارت کے حکمرانوں کو اپنے عوام کی حالتِ زار کو بہتر بنانے کے لئے ایسے اقدامات کرنے چاہیئے کہ بھارت کی غریب اور تنگدست عوام کو غربت اور مفلسی سے نجات ملے۔ مگر بھارتی حکمران کو اپنے عوام کے لئے کسی قسم کے ریلیف دینے کے اقدامات کرنے کے بجائے اِنہیں محض پاکستان پر اپنی سبقت لے جانے اور جنوبی ایشیا میں اپنی بدمعاشی اور داداگیری قائم کرنے کے لئے ہتھیاروں کی خریداری کے لئے پاگل پن کے دورے پڑ رہے ہیں۔

اور ہتھیاروں کی خریداری میں جنون کی حد تک پہنچنے والے بھارتی حکمرانوں کے پاگل پن کا ثبوت اِس چٹپٹی اور چٹخارے دار خبر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جس کے مطابق بھارت نے جنوبی ایشیا میں اپنی برتری حاصل کرنے کی بنیاد جنگ کو قرار دیتے ہوئے اپنا یہ مؤقف بیان کیا ہے کہ بھارت جنوبی ایشیا میں اپنی برتری حاصل کرنے کے لئے جنگ سمیت کچھ بھی کرسکتا ہے اور بہترین جنگی ہتھیاروں کے بغیر جنگیں نہیں لڑی جاتیں اِس سلسلے میں بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ بھارت نے جنگی ہتھیاروں کی خریداری

میں تیزی لانے کا فیصلہ کرلیا ہے اور بھارت اِس سلسلے میں اپنی دفاعی سامان کی خریداری کی پالیسی میں نمایاں تبدیلیاں لارہا ہے جس میں جنوبی ایشیا میں قوت کے بل پر بھارتی فوج کو جدید ہتھیاروں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ہتھیاروں کی خریداری کے عمل کو تیز کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی کا یہ جذباتی اور جنوبی ایشیا میں اشتعال پیدا کرنے والا یہ بیان اُس وقت سامنے آیا کہ جب دنیا سے چھپ کر ہونے والا ایئر بس ری فیولر کی خریداری کا 60 بلین روپے کا معاہدہ منسوخ ہوا تو اِس پر طیش 6 میں آکر بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی نے اپنی سبکی مٹانے کے لئے ایک ایسا بیان دے مارا کہ جس کا مطلب دنیا کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ کوئی بھارت اور بھارتی فوج کو اتنا کمزور نہ سمجھے کہ بھارتی فوج اِس کے بغیر کچھ نہیں کرسکتی ہے۔

جبکہ میرے خیال سے بھارتی وزیر دفاع کا یہ بیان محض ٹمک ٹوئیوں کے اور کچھ نہیں ہے جس کی بدولت بھارت اپنے پڑوسی ممالک پر نفسیاتی برتری کا خواہاں ہے کہ بھارت 2014 تک ہتھیاروں کی خریداری کے معاہدوں کی مد میں 30 بلین ڈالر خرچ کرے گا اور اِس کے علاوہ ہتھیاروں کی خریداری کے جنون میں مبتلا پاگل بھارتی وزیر دفاع کا یہ مؤقف بھی سامنے آیا ہے کہ اِن معاہدوں میں 12 بلین

ڈالر سے 126جیٹ فائٹر طیاروں کی خریداری بھی ترجیحی بنیادوں پر شامل ہے اور اِس کے علاوہ بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی نے اِس عزم اور ارادے کا بھی اظہار کیا کہ بھارت ہوم سیکورٹی کے لئے 2016 تک 10 بلین ڈالر خرچ کرے گا۔ تو اُدھر ہی نئی دہلی بھارت میں پرائم منسٹر آفس میں نیوکلیئر کمیٹی کا ایک انتہائی اہم اجلاس وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ کی صدارت میں ہوا جس میں 2010 میں ایٹمی توانائی کے شعبہ کے لئے 90ارب کا تخمینہ پارلیمانی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کی حتمی منظوری بھی دی گئی ہے۔

اوراِس طرح جنگی جنون میں مبتلا بھارت کے جنگی ہتھیاروں کی خریداری اور 2010 میں ایٹمی توانائی کے شعبے کے لئے 90ارب کا تخمینہ پارلیمانی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کے حوالے سمیت بھارت کی حالیہ دفاعی پالیسی سے متعلق بھی نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ ساری دنیاکے جنگی ماہرین اور مبصرین کا بھی یہ خیال ہے کہ بھارت میں انتہا درجے کو پہنچنے والا جنگی جنون نہ صرف جنوبی ایشیاکے لئے بلکہ پوری دنیاکے لئے بھی خطرے کا باعث بن سکتا ہے اوراِس حوالے سے اکثریت کا یہ بھی کہنا ہے کہ بھارت جیسے جنگی جنون میں مبتلا کسی بدمعاش اور شریر ملک کو جنگ کے لئے اُکسانے اِس کی مدد کرنے والوں کو یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ جدید جنگی ہتھیاروں کی خریداری کے لئے اِس کی حوصلہ افزائی کرنا درحقیقت بدخواہی ہے اور آئندہ نسلوں کے واسطے کانٹے بونے کے مترادف

ہے۔ اوراِس موقع پر جنگی اور دفاعی ماہرین اور مبصرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیاکے اُن ممالک کو جو بھارت کی درپردہ جنگ کے لئے مدد اور معاونت کررہے ہیں اُن کو جنوبی ایشیا میں ہونے والی اُس اندیکھی جنگ کا بغیر کسی نقصان کا اندازہ کئے بھارت کواِس کے جنگی جنون کی بناپر جدید جنگی ہتھیاروں کی فروخت جاری رکھنا بھی ایک ایسا جرم ہے جو بنی نوع انسان کے قتل میں معاونت جیسا ہے۔ اِس صورتِ حال میں اِن ممالک کو خود بھی جنگ کے حوالے سے بھارت کی مدد کرنے سے رکنا چاہئے اور بھارت کو بھی اِس کے جنگی جنون اور پاگل پن کے سے نجات دلوانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئے۔

اور جہاں تک جنگی جنون میں مبتلا بھارت کی بات ہے تو وہ اِیسی ہے کہ کچھ لوگ اپنی شان اور وقار اور ممالک اپنی برتری کے خاطر اتنی جلدی پاگل اور اتنے بے رحم ہوجاتے ہیں کہ وہ انسانیت کا احترام ہی بھول جاتے ہیں۔ اور اپنے اِسی نشے میں وہ انسانیت کا قتلِ عام کرتے ہوئے اپنی برتری تو حاصل کرلیتے ہیں مگر دنیا انہیں ایک ظالم اور مکار کے نام سے ہی ہمیشہ یاد رکھتی ہے اور بھارت بھی گزشتہ کئی سالوں سے اِس کیفیت سے دوچار ہے کہ اِس کا پاگل پن اِسے لے ڈوبِ گا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ بھارت کی حقیقت ایسی ہوجائے کہ جس طرح مغرور انسان تھوڑی سی قوت اور اختیار حاصل ہونے پر اپنی اصلیت کو ایسا بھول جاتا ہے کہ آسمان کے فرشتے بھی اِس پر رونے لگتے ہیں۔ اور یوں

اضافی جنگی قوت کے حصول کے بعد بھارت پر بھی آسمان کے فرشتے رونے لگیں اور بھارت کو پھر کوئی فلاح کی راہ بھی سوجھائی نہ دے۔

اور اِس کے ساتھ ہی یہ پوری پاکستانی قوم کے لئے ایک انتہائی حوصلہ امر ہے کہ وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی نے بھی جنگی جنون میں مبتلا بھارت کو وارننگ دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایٹمی پاکستان سے ایڈونچر بھارت کے لئے خطرناک ہوگا اور بھارت کو یہ اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے اور بھارت کو اپنی طاقت کے نشے میں یہ نہیں بھول جانا چاہئے کہ دنیا کے ایک ایٹمی ملک پاکستان سے بھارتی ایڈونچر اِسے مہنگا بلکہ بہت مہنگا بھی پڑ سکتا ہے۔

میرے مطابق اَب جبکہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی بھارتی جنگی جنون کے پیشِ نظر اِسے وارننگ دے دی ہے تو اَب بھارت کو بھی ہوش کے ناخن لینے ہونگے کہ وہ اپنی آنکھیں کھولے اور اِس حقیقت کا ادراک کرے کہ پاکستان بھی ایک ایٹمی ملک ہے اور صرف پاکستان کے لئے جنگی ہتھیاروں کا حصول بھارت کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑے گا۔اِس لئے بھارت کو ایسا ویسا کچھ کرنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح سے سوچ سمجھ لینی چاہئے کہ پاکستان بھی بھارت کے جنگی پاگل پن سے بچنے کے لئے اپنا حق محفوظ رکھتا ہے۔(ختم شد)

پاکستانی قوم بول اٹھی امریکا آقا نہیں دوست بنے

ہالبروک کی التجا امداد نہیں لینی تو نہ لیں.... پاکستانی ذلیل تو نہ کریں

موجودہ حکومت کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات نے یہ کیا کہہ دیا....؟

اِسے پوری پاکستانی قوم کے لئے ایک حوصلہ افزا امر ضرور قرار دیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دنوں صدر پاکستان آصف علی زرداری نے لاہور کے گورنر ہاؤس میں پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکا کے خصوصی شاطر ایلچی رچرڈ ہالبروک سے ایک ملاقات کے دوران پوری پاکستانی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے ہالبروک پر یہ بات عیاں کی کہ امریکا میں پاکستانی شہریوں کے لئے نئے اسکریننگ نظام اور ڈرون حملوں پر نظرثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اُنھوں نے امریکی ایلچی پر زور دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ امریکا میں اسکریننگ نظام سے پاکستانیوں کی تلاشی توہین ہے اور ہم امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مل کر جنگ لڑرہے ہیں اِس موقع پر اِن کا یہ بھی کہنا بجا تھا کہ ڈرون حملوں کے بجائے امریکا ہمیں ٹیکنالوجی دے اور اِس کے ساتھ ہی ایک انتہائی خوش کُن خبر یہ بھی ہے کہ پاکستان کی مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے امریکا کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک پر دورانِ ملاقات یہ بھی واضح کیا ہے کہ امریکا

ہمارا آقا نہیں ہے وہ دوست بن کر دوستی کا حق ادا کرے اور امریکا کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ امریکا کی وجہ سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ جانی قربانیاں ہم ہی دے دہے ہیں اور ہم ہی سب سے زیادہ مالی نقصان بھی اُٹھا رہے ہیں اور اِس موقع پر وہاں موجود مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا یہ بھی کہنا تھا کہ امریکا کی جاری اِس دہشت گردی کے خلاف جنگ کے باعث آج پاکستان میں افغانستان اور عراق سے بھی کئی گنا زیادہ خودکش حملے ہورہے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِن رہنماؤں کے اِس کا بھی ہالبروک سے کھل کر اظہار کرتے ہوئے اپنے سینوں میں اُبلتے لاوے کو کچھ اِس طرح سے بھی باہر نکالا کہ افغانستان میں امریکا اور اِس کی اتحادی افواج کے اتنے لوگ (واصل جہنم) ہلاک نہیں ہورہے کہ جتنے ہمارے نہتے اور معصوم پاکستانی خودکش حملوں اور بم دھماکوں کی وجہ سے شہید ہورہے ہیں۔

اور اِس کے باوجود بھی امریکا کی ساری مہربانیاں بھارت کے ساتھ ہیں۔ اور پاکستان کا امریکا کی جنگ کا حصہ بننے کا ہر بار یہ صلہ دیا جاتا ہے کہ کوئی نہ کوئی آپ (ہالبروک) جیسا امریکی اپنا منہ اٹھائے جب پاکستان چلا آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ پاکستان سے متعلق سخت ترین نت نئی پابندیوں کی شرائط بھی نتھی کئے لے آتا ہے کیا یہی امریکا کے ساتھ دوستی کا نتیجہ ہے؟ کہ امریکا اپنے حقیقی دوست پاکستان کے ساتھ یہ کیسی دوستی نبھا رہا ہے؟ کبھی

تو ایسا لگتا ہے کہ امریکا اپنے کسی منہ بولے دوست کے ساتھ زبردستی کی دوستی نبھا رہا ہے؟ امریکا جو بظاہر تو پاکستان کو امداد دے رہا ہے کہ یہاں کے لوگوں کی حالتِ زندگی بہتر ہو اور اندر ہی اندر نہتے پاکستانیوں کو ڈرون حملوں اور اپنے بھارتی، اسرائیلی اور افغانی ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان پر قدم قدم پر خودکش حملے اور بم دھماکے بھی کروا کر اِنہیں ہی مروا بھی رہا ہے یہ کیسی اَنھونی پاک امریکا دوستی ہے کہ ایک طرف تو یہی امریکا پاکستان کو لڈن پپو (غریب و غربا) سمجھ کر امداد بھی دینے کے دم بھر رہا ہے تو اِسی امداد کے عوض اِن ہی پاکستانیوں کو مروانے کے سامان بھی کر رہا ہے جن کے لئے وہ امداد دیتا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ امریکا اگر واقعی پاکستان کا دوست ہے اور یہاں کی عوام کے حالتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے فکرمند ہے تو وہ، وہی کچھ کرے جس کا اظہار پاکستانی قوم اور سیاستدان کئی مواقعے پر متعدد بار کر بھی چکے ہیں کہ امریکا خود کو آقا سمجھ کر پاکستان کی امداد نا ں کرے کہ پاکستان اِس کے ڈکٹیشن پر عمل کرے اور وہ محض امداد کے عوض جو چاہیے پاکستان سے ہر جائز اور ناجائز کرواتا رہے۔

اور یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جب ہمارے صدر اور مختلف سیاسی جماعتوں کے

رہنماؤں کے اعتراضات سُننے تو پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکا کے خصوصی شاطر ایلچی رچرڈ ہالبروک غصے سے آگ بگولہ ہو کر پھٹ پڑے اور چیخ کر بولے کہ " آپ کو ایڈ امریکی امداد یا بھیک) نہیں چاہیے تو نہ لیں ہم کوئی آپ کو زبردستی تو نہیں دے رہے) ہیں ؟" اور نہ صرف اُنہوں نے اپنے اِس غصے کے عالم میں یہ کہا بلکہ اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ " یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ ہم سے ہاتھ پھیلا پھیلا کر امداد بھی بٹوریں اور اپنی جیبوں میں بھرتے رہیں اور اُلٹا اپنے ہمدرد اور خیر خواہ امریکا پر تنقیدیں بھی کرتے رہیں " اگرچہ اِس دوران ہالبروک نے شکائتی انداز سے یہ بھی التجا کی کہ "خدارا پاکستانی میڈیا ہماری پاکستان کے ساتھ اتنی ہمدردیوں کے باوجود بھی ہمارے ہی خلاف مہم میں مصروف ہے اَب تو پاکستانی میڈیا ہمارے (امریکا کے)خلاف جاری مہم بند کر دے" گو کہ اِن کا پاکستانی میڈیا کو یہ کہنا تھا کہ وہ امریکا کو ذلیل کرنا بند کر دے۔

اور دوسری طرف یہ امریکیوں کی کتنی عجیب و غریب خوش فہمی ہے کہ اِس دوران کوے جیسے چالاک اور الو جیسے عقلمند رچرڈ ہالبروک نے طیش میں آ کر کسی بوتل میں بند نکلتے جِن کی طرح سر اُٹھاتے ہوئے چیخ کر یہ بھی کہا کہ "ہم نے ہی پاکستان کی سلامتی کے لئے طالبان کو روک رکھا ہے کیوں کہ وہ پاکستان کے لئے حقیقی خطرہ ہیں " یہاں ہالبروک کے منہ سے نکلنے والے اِس جملے پر میں کوئی

تبصرہ نہیں کروں گا اِس کا مطلب میرے قارئین خود اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟

اور ہالبروک نے جب یہ دیکھا کہ آج تو شائد پوری پاکستانی قوم جاگی ہوئی نظر آرہی ہے تو وہ ہر طرف سے اپنے اُوپر سوالات کی ہونے والے بوچھاڑ سے اپنی جان چھوڑا کر یہ کہہ کر بھاگ نکلے کہ میرے پاس وقت کی کمی ہے اور اِس کے بعد وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ یہ یقیناً ہم پاکستانیوں کے لئے ایک انتہائی حوصلہ افزا لمحہ ہے کہ کسی پاکستانی صدر اور مختلف جماعتوں کے غیور اور محب وطن پاکستانی سیاستدانوں نے شائد پہلی بار کسی امریکی کو اِس کی گردن سے کچھ اِس طرح سے دبوچا اور اِسے ایسا رگڑا دیا کہ اب اگر وہ غیرت مند ہوا تو وہ پاکستان کا کبھی رخ بھی نہیں کرے گا اور اگر یہ وہ...... ہوا جس کا میں یہاں صرف اشارہ دے کر آگے بڑھوں گا ہوا تو پھر چلا آئے گا۔

مگر اِس کے ساتھ ہی میں آج کے اپنے اِس کالم میں اِس بات کا بھی تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس کے بغیر شائد میرے قلم اور میری ایک محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے حق بھی ادا نہ ہوسکے تو وہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے گزشتہ کئی کالموں میں موجودہ حکومت کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات کی نڈر اور بیباک سیاست اور اِن کی شخصیت کو ملک وملت اور پاکستان میں ہونے والی موجودہ

سیاست میں قابل فخر سرمایہ قرار دیتے ہوئے اِن کی تعریف میں بہت کچھ لکھا مگر آج اِس ایک خبر نے نہ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس نے بھی یہ خبر پڑھی اور ٹی وی چینلز سے سُنی ہوگی اُسے یقیناً ایک لمحے کے لئے حیران اور پریشان ضرور کر دیا ہوگا۔

کیوں کہ جب ہالبروک سے ملاقات کے دروان ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری سمیت وہاں پر موجود ہمارے ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کے سیاستدانوں نے جس دیدہ دلیری اور جوانمردی سے رچرڈ ہالبروک سے امریکی امداد کے عوض پاکستان کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے امریکی رویوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور ہالبروک سے چبھتے ہوئے سوالات کئے جن کے ہالبروک تسلی بخش جوابات بھی نہ دے سکے کہ کوئی ایک سیاستدان یہ کہہ اٹھتا کہ امریکا ہمارے ساتھ جو کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے اور ہم اِس سے بھی بڑھ کر اِس کے لئے کرنے کو تیار ہیں مگر وہاں ایسا کچھ نہیں تھا اور آج یہی وجہ ہے کہ ہر پاکستانی اپنے سیاستدانوں کے ہالبروک سے پوچھے گئے سوالات کو ضرور قابل تحسین قرار دے رہا ہے۔

مگر اِس ایک خبر نے جس کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات نے پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبروک کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکا ہمیں بہت کچھ دے رہا ہے لیکن

ہم اِن سے بدسلوکی کرتے ہیں ہمیں عزت راس نہیں آتی۔ اِس کے علاوہ اِن کا یہ کہنا بھی بڑا ہی مضحکہ خیز لگا کہ پاکستانیوں میں امریکا کے خلاف منفی جذبات پائے جانے پر رچرڈ ہالبروک کی شکایت جائز ہے۔

میرے خیال سے صدر مملکت اور ہمارے سیاستدانوں نے ہالبروک سے ملاقات کے دوران جس انداز سے امریکی رویوں کے خلاف اپنا آواز حق بلند کیا تھا اِس پر خود امریکا سمیت کسی کو کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے اور اِس کے ساتھ ہی میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ امریکی بھی پاکستانیوں کے اِس جائز ردِ عمل پر کسی حد تک سوچنے پر ضرور مجبور ہوگئے ہوں گے مگر موجودہ حکومت کی مرکزی سیکٹری اطلاعات کے ہالبروک کے حق میں آنے والے اِس بیان کے بعد امریکیوں نے پاکستان سے نرمی برتنے کا اپنا ارادہ تبدیل کرلیا ہوگا۔

کھری کھری باتیں یا انتخابات کی تیاری

پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد خورشید

14 جنوری کے وزیر اعظم کے خطاب نے تو جیسے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں بتلا کر دیا۔ان کے قومی اسمبلی کے اس خطاب سے تو ایسا لگتا تھا کہ بس اب امریکہ بہادر کی خیر نہیں ہے۔ مگر سیانوں نے بتادیا ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ،اور کھانے کے اور ہوا کرتے ہیں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنے اس خطاب میں کہا کہ "امریکہ پاکستان کے بغیر نہ تو افغانستان میں جنگ لڑ سکتا ہے اور نہ ہی جنگ جیت سکتا ہے" کیونکہ پاکستان اس خطے کا بہت ہی اہم ملک ہے۔ امریکہ کی ترسیلات کا نوے فیصد انحصار پاکستان پر ہے۔ جو چمن اور خیبر کے راستے جاری ہے۔ مگر اس کے باوجود پاکستان تو جیسے اسکی زر خرید لونڈی ہے کہ ہر جائز و نا جائز مطالبہ اسکو ماننا ہی پڑتا ہے۔ غلامی کا یہ عظیم طوق ایک ننگِ وطن ننگِ قوم جنرل نے اس قوم کا مقدر کیا تھا۔ وزیر اعظم کا یہ بھی کہنا ہے "کہ امریکہ سے ہمارے تعلقات 60 سال پرانے ہیں جن میں اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے۔ پاکستان نے امریکہ کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے مگر امریکہ نے ہمارا ساتھ نہیں دیا" آج شائد ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں کھل رہی ہیں ؟ یا یہ آنے والے بلدیاتی انتخابات کی تیاری ہے؟ مگر اس حقیقت سے کوئی کیونکر

آنکھیں چرا سکتا ہے کہ امریکہ کی پاکستان دوستی اس کے اپنے مفادات کے گرد ہی گھومتی ہوئی نظر آتی ہے۔ امریکہ نے پاکستان کا اتحادی ہونے کے باوجود اس کو انتہائی پریشانی کے عالم میں ہمیشہ بیچ منجھدھار میں دھوکہ دیا ہے۔ خواہ 1965 کا معرکہ ہو جب اس نے پاکستان کو ہتھیاروں اور فاضل پرزوں کی سپلائی روک کر پاکستان کی آگے بڑھتی ہوئی فوجوں کو حربی نقصانات سے ہمکنار کر دیا تھا۔ یا 1971 کی جنگ جب اسکا ساتواں بحری بیڑا آتے آتے ہی شائد سمندر میں غرق ہوگیا تھا۔ جس نے پاکستان کی شکست وریخت میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ امریکہ نے ہمیشہ پاکستان کی مخالف قوتوں کی ہی ہاں میں ہاں ملائی ہے اور پاکستان کو دودھ کی مکھی کی طرح الگ کر کے اس کے مفادات کو شدید نقصانات سے ہمکنار کیا اور پھر بھی وہ ہمارا امن کا میت ہے؟؟؟ ہماری ضرورت کے وقت بھی اس نے ہمارے پیسے لینے کے باوجود ہمارا خریدا ہوا ساز و سامان تک ہمیں دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ یہ ایک بار نہیں بلکہ بار بار ہمارے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں بھاری قومی نقصانات کا بھی سامنا کرنا پڑتا رہا ہے۔

قرآن کا واضح فرمان ہے کہ "یہود و نصارا تمہارے (مسلمانوں کے) دوست نہیں ہو سکتے" تو پھر ان پر اعتبار کرنا کیا معنی؟

مغرب کے مکار لوگ مسلمانوں اور اسلام کے علمبرداروں کے کھلے دشمن ہیں۔ جن سے کوئی حقیقی مسلمان اپنے حق میں بہتری کی امید نہ رکھے۔ وزیراعظم نے اپنے

خطاب میں یہ بھی کہا کہ "آج امریکہ ڈو مور کی بجائے ہم سے اسٹریٹیجک پارٹنرشپ چاہتا ہے" وہ ہمارے مفاد میں تو کبھی کسی بھی قسم کی پارٹنرشپ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ وہ ہمارے ذریعہ ہمارے لوگوں کو مروانے کے ساتھ خود بھی ڈرون حملوں کے ذریعہ ہمارے بے گناہ شہریوں کو مسلسل موت کے گھاٹ اتار رہا ہے اور اسی کو وہ اسٹریٹیجک پارٹنرشپ کہتا ہے۔ جو دراصل ہماری غیرت کا سوال ہے۔ وزیراعظم کا یہ بھی کہنا ہے کہ "امریکہ ایک طرف بھارت سے نیوکلئیر معاہدے کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف پاکستان پر پابندیاں جاری ہیں۔ جو ہم قبول نہیں کریں گے۔ ہم ایٹمی اثاثوں اور خود مختاری پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے" امریکہ نے ایک جانب بھارت کے ایٹمی پروگرام سے ہمیشہ صرفِ نظر کیا تو دوسری جانب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی ہمیشہ شدت کے ساتھ مخالفت کی۔ تم ہوئے جس کے دوست اس کو دشمنوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ ہے ہمارے ساتھ امریکہ کی دوستی کا معیار؟ دوسری طرف اسرائیل کو اس نے خود ہی غیر اعلانیہ ایٹمی قوت مسلمانوں کے معاشی اثاثوں پر قبضہ کرنے کے لئے بنا چھوڑا ہے۔ اور بھارت سے ایٹمی معاملات پر پینگیں بڑھ رہی ہیں۔ جس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ڈرون حملوں کے ضمن میں وزیراعظم کا کہنا ہے کہ "امریکہ سے اعتماد کا فقدان ہے۔ ڈرون حملوں سے قبائلی انتہا پسندی کی طرف راغب ہو رہے ہیں" محترم وزیر

اعظم کو اس بات کا بڑی دیر کے بعد احساس ہوا ہے کہ ہمارے قبائیلوں میں غم و غصہ کیوں پیدا ہو رہا ہے۔ تو پھر جناب ڈالر کے بدلے میں کیوں اپنے ہی لوگوں کے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہو؟ اور ان کے اندر اشتعال کیوں پیدا کر رہے ہو؟ جناب وزیر اعظم یہ اشتعال ہمیں بھی ختم کرنے پر توجہ دینی ہوگی۔ ہم اپنے ہی لوگوں پر وہ سب کچھ استعمال کر رہے ہیں جس کو کل ہمیں دشمن کے لئے بچا کر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں الیکشن کی بجائے پاکستانیوں کی جانیں بچانے کی فکر کرنی چاہئے تاکہ خود بھی مارو اور اسلام کے کھلے دشمنوں سے بھی مرواؤ۔ شیم شیم۔

وزیر اعظم نے پاکستانیوں کی اسکریننگ پر بھی لب کشائی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستانیوں کی اسکریننگ قابل مذمت ہے "مگر کیا وزیر اعظم کے اس بیان پر امریکی" پاکستانیوں کے ہتک آمیزی سے باز رہیں گے؟ یہ تو ہر ہر قدم پر ہمیں ننگا کرنے پر تلے رہتے ہیں۔ انہیں پاکستانیوں کی عزت نفس کا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ یہ ہمیں جانوروں سے بھی نچلے درجے میں رکھتے ہیں، کتے بلی کی ان کی نظر میں اہمیت ہے مگر پاکستانیوں کی نہیں۔ وزیر اعظم کے برعکس فوزیہ وہاب کہتی ہیں کہ "امریکہ ہمیں بہت کچھ دے رہا ہے مگر عزت ہمیں راس نہیں" محترمہ فرمایئے کیا یہ ہماری عزت ہے کہ ہماری ماؤں بہنوں کی وہ اسکریننگ کرے اور پاکستانی آپ کی طرح عزت کے ڈونگرے پیش کریں آپ کے مذکورہ بیان پر

افسوس کے سوائے کچھ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ وزیراعظم نے بھی اس بات کی مذمت کی ہے۔ وزیراعظم پاکستان کو بھی چاہئے کہ ان تمام ممالک کے لوگوں کی اسکریننگ کا حکم دیں جو پاکستانیوں کی عزت نفس سے کھیل رہے ہیں۔ کوئی باغیرت قوم اپنی عزت کا سودا اس طرح نہیں کر سکتی ہے۔

یہ امریکی پاکستاں میں غیر قانونی طوپر ہر اُس جگہ دندناتے پھرتے ہیں جہاں کسی کے بھی جانے کی ممانیت ہوتی ہے۔ یہ قانون نافذ کرنے والوں کو بھی دھمکیاں اور تڑیاں دیتے پھرتے ہیں۔ ان کو کوئی اس ملک میں روکنے ٹوکنے یا لگام دینے والا نہیں ہے۔ یہ کبھی غیر قانونی اور بغیر لائسنس کا اسلحہ لہراتے ہوئے دیکھے اور پکڑے جاتے ہیں کبھی کہوٹہ اور کبھی گوادر کی بندرگاہ کے انتہائی حساس علاقوں میں بغیر حکومتی اجازت کے جاسوسی کرتے اور حساس علاقوں کی ویڈیو بناتے اور قانون کی دھجیاں بکھیرتے پھرتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ انہیں لگام دے۔ اگر کہیں یہ لوگ دہشت گردی کرتے ہوئے مارے گئے تو پھر امریکہ کی طرف سے حکومت پاکستان پر دشنام طرازیاں کی جائیں گی۔ کیونکہ بغیر لائسنس کا اسلحہ صرف دہشت گرد ہی استعمال کرتے ہیں۔ شائد یہی لوگ ملک میں دہشت گردی اور زبوتاژ کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان امریکنوں میں اکثریت کے لوگوں کی ہے۔ جنہیں روکنے کی اشد ضرورت ہے۔ جو پاکستان مخالف (xe) زی ایجنڈے کے تحت جمع کئے گئے ہیں۔

پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی کو بھیڑیوں کے حوالے کرنے والا ڈکٹیٹر آج در در کی ٹھوکریں کھاتا مارا مارا پھر رہا ہے۔ مگر اس کے اقدامات کو دوام بخشنے والے بھی آج سکون سے نہیں ہیں۔ عافیہ صدیقی کے حوالے سے وزیر اعظم نے امریکہ سے کہا ہے کہ وہ عافیہ صدیقی کو چھوڑ دے تو اس کی پاکستان میں واہ واہ ہوگی" ہمیں تو امریکہ نے" ایسے گہرے زخم لگائے ہیں کہ وہ صدیوں بھی مندمل نہ ہونگے۔ وہ معصوم عافیہ کو چھوڑ کر ہم پر احسان نہیں کرے گا۔ جو ہم اس کی واہ واہ کریں گے۔ ان پر تو ہر پاکستانی سوائے حکمرانوں کے آج بھی لعنتیں برسا رہا ہے اور کل بھی برسائے گا۔ کیونکہ یہ درندے کمزور پاکستانیوں کا دہرے انداز میں لہو بہا رہے ہیں اور بے گناہ پاکستانیوں پر ڈرون طیاروں کے ذریعے دن رات آگ برسا رہے ہیں۔ اور پھر بھی سوال کرتے ہیں کہ پاکستانی ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ان کائروں سے کسی بھلائی یا بہتری کی کوئی امید نہ رکھی جائے۔ جو انتہائی قابلِ نفرت ہیں۔

وزیر اعظم کے اس پر جوش خطاب کے بعد ہماری حکومت کے منہ پر طمانچہ صدر اوباما کے مشیر خصوصی رچرڈ ہل بروک کے ساتھ اسلام آباد میں صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے امریکی سینٹ کی آرمڈ کمیٹی کے چیرمین سینٹر کارل لوین نے یہ کہہ کر مارا کہ امریکہ پاکستانی حدود میں ڈرون حملے بڑھانا چاہتا ہے۔

پاکستانی حکمران اپنے عوامی بیانات میں تو ڈرون حملوں کے روکنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن اپنی نجی گفتگو کے دوران ڈرون حملوں کی حمایت کرتے ہیں۔ شیم شیم اس بیان کے بعد پاکستان کے حکمرانوں کی آواز تک نہیں نکلی۔ امریکی سینیٹر کے اس بیان نے ہمارے حکمرانوں کے دوغلے پن کا پول بھی کھول کے رکھ دیا ہے۔ جو نہایت ہی قابلِ مذمت بات ہے۔ ہُل بروک نے اور ان کے ساتھی سینیٹر کارل لوین نے جو اسلام آباد میں وزیر اعظم کے اسمبلی سے خطاب کے بعد گفتگو کر رہے تھے نے تو وزیر اعظم کے پاکستانیوں کی اسکریننگ نہ کرنے کے بیان کو ان کے دار لحکومت میں ہی ان کے پر جوش خطاب کے بعد کھلے بندوں مسترد کر دیا اور کہا کہ امریکہ پاکستانی حدود میں ڈرون حملے بڑھانا چاہتا ہے۔ پاکستانی حکمران اپنے عوامی بیانات میں تو ڈرون حملوں کی مخالفت کرتے ہیں اور انکو روکنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن اپنی نجی گفتگو کے دوران وہ ڈرون حملوں کی حمایت کرتے ہیں۔۔بڑی عجیب بات ہے کہ امریکی سنیٹر کے اس بیان کے بعد حکومت تو جیسے سانپ سونگھ گیا کہیں سے بھی اس بیان کی مخالفت نہ کی گئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت پاکستان کا یہ منافقانہ رویہ تبدیل ہونا چاہیۓ۔ہُل بروک نے تو وزیر اعظم کے پاکستانیوں کی اسکریننگ کے بیان کو بھی اسی دن ان کے اسمبلی کے خطاب کے بعد ہی مسترد کر دیا تھا۔ جس کے بعد حکومتی حلقوں کو سانپ سونگھ گیا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ بلدیاتی الیکشن کی تیاری ہے۔ کوئی ہمارے حکمرانوں میں اتنا بہادر نہیں ہے کہ وہ امریکہ کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرات کرسکے۔ صدر زرداری کا دورہ پنجاب اور وزیراعظم کا اسمبلی کا خطاب دونوں ہی لگتا ہے الیکشن کمپین کا حصہ ہیں۔ پاکستانی عوام آج اتنے بے وقوف نہیں ہیں جتنا کے انہیں سمجھا جارہا ہے۔

پاکستانی ایٹمی ہتھیار اور برطانوی اخبار کا من گھڑت دعویٰ.....؟

خبردار حکومت ایٹمی اثاثوں پر کسی کے پٹانے میں مت آئے.....
پاکستان کے جوہری اثاثے اور برطانوی اخبار کی نئی کہانی....
پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر یہود و ہنود نصرانیوں کی رال ٹپک رہی ہے......
حیرت کی بات تو یہ ہے کہ آج پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی فکر اُن لوگوں (امریکا، برطانیہ، بھارت، اسرائیل اور دیگر پاکستان دشمن عناصر اور ممالک) کو سب زیادہ کھائے جارہی ہے کہ جو خود مہلک ترین ہتھیاروں کے تخلیق کار ہیں اور وہ ہی آج سب سے زیادہ اِن جان لیوا مہلک ترین ہتھیاروں سے لیس بھی ہیں اور اِس کے ساتھ ہی وہ ہی دنیا بھر میں ایٹمی ہتھیاروں کی بڑی منڈی کا درجہ بھی رکھتے ہیں اور دوسری طرف اِن کی معیشت کا انحصار بھی اِسی پر ہے اور اِن مہلک ترین ہتھیاروں کے بدولت اِنہوں نے ساری دنیا پر اپنی برتری حاصل کرنے کے لیے کیا کیا قیامتیں برپا نہیں کردی ہیں؟ کہ جن سے آج کون واقف نہیں ہے۔
بہرحال اِس تمام صورتِ حال کے باوجود بھی سوچو ہے کھا کر بلی حج کو چلی

والی مثال اِن پر صادق آتی ہے اور آج یہی ممالک جن میں سرِ فہرست امریکا،.برطانیہ، بھارت اور اسرائیل شامل ہیں یہ پاکستان کے جوہری اثاثوں کو اپنی اتنی معصومیت سے دنیاکے لئے خطرہ قرار دے رہے ہیں کہ جیسے پاکستان کے ایٹمی (پٹاخوں) ہتھیاروں سے اِن سمیت ساری دنیا کو ہی سب سے زیادہ سنگین خطرات لاحق ہیں یوں اِن کی اِس چالاکی اور معصومیت وسادگی سے اَب کون واقف نہیں ہے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر امریکا،.برطانیہ، بھارت اور اسرائیل جیسے یہود ہنود اور نصرانیوں کی رال کس طرح ٹپک رہی ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی بھی طرح سے پاکستان کے جوہری اثاثوں تک اِن کی رسائی ہوجائے اور وہ پاکستان کو بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر اِس سے اِس کے 80 جوہری ہتھیاروں اور اثاثوں کو چھین کر لے جائیں۔ جس کے لئے اَب تک اُنہوں نے لاکھ جتن کرڈالے ہیں کہ کسی بھی طرح سے پاکستانیوں کو لولی پاپ دے کراِس سے اِس کے جوہری ہتھیار لے اُڑیں۔

جس سے متعلق ایک تازہ ترین خبر یہ ہے کہ ایک.برطانوی اخبار نے.بڑے وثوق کے ساتھ ایک خود ساختہ کہانی گھڑتے ہوئے یہ دعویٰ کرڈالا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں پر شدت پسندوں کے قبضے کے خطرے کے پیش نظر دنیا کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے محفوظ رکھنے والے ٹھیکیدار امریکا نے اپنی فوج میں سے ہی ایک ایسا یونٹ تشکیل دیا ہے جس کا نام اِس نے کریک یونٹ رکھا ہے اور

اِس (امریکا) نے اپنے اِس نئے تشکیل دیئے گئے پاور فل یونٹ پر مشتمل اپنی خصوصی فورس کو ایک خاص قسم کی تربیت دینے کا سلسلہ بھی شروع کردیا ہے جس سے متعلق امریکیوں کا یہ کہنا ہے کہ اِس کریک یونٹ نامی فورس کا اصل مقصد ہی پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو شدت پسندوں سے محفوظ رکھنا ہے اور اِس کے علاوہ اِس یونٹ کا اور کوئی دوسرا کام نہیں ہوگا سِوائے اِس کے کہ یہ کریک نامی امریکی فوج کا خصوصی یونٹ اپنی تمام تر فوجی صلاحیتوں کو پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو شدت پسندوں سے محفوظ رکھنے پر صَرف کرے گا۔

اور اُدھر اِس خبر کے آتے ہی پاکستان میں حکومتی اور سیاسی حلقوں سمیت عوام میں بھی ایک خاص قسم کی ہلچل سی پیدا ہو گئی ہے کہ سب ایک دوسرے سے اِس خبر سے متعلق پوچھتے پھر رہے ہیں کہ اِس خبر میں کتنی سچائی ہے کہ جس کا دعویٰ اِس برطانوی اخبار نے کچھ اِس طرح سے کردیا ہے کہ جس سے اَب تک خود حکومتِ پاکستان اور پاکستانی سیاستدان، عوام اور میڈیا بھی لاعلم ہے۔

اور اِس کے علاوہ آگے چل کر اِسی برطانوی اخبار نے اپنی اِس رپورٹ میں دہشت گردوں کی منصوبہ بندی کا تذکرہ بھی کسی کہانی کے انداز سے کچھ اِس طرح کرتے ہوئے اِس میں یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ شدت پسندوں کی جانب سے پہلے پاکستانی ایٹمی اثاثوں پر قبضے کی صورت میں امریکی فوج کا یہ خصوصی کریک یونٹ انہیں

دوبارہ حاصل کر سکے گا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اِسی برطانوی اخبار نے اپنی اِس کہانی نما رپورٹ میں اِن خدشات کا بھی اظہار کیا ہے کہ پاکستان کے 80 جوہری ہتھیاروں کی حفاظت پر جو 1200 افراد مامور ہیں خطرہ ہے کہ القاعدہ یا شر پسند اِن میں سے کسی کی حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔

اور اُدھر ہی اِس کے ساتھ اِسی برطانوی اخبار کی رپورٹ کا ایک انتہائی افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ اخبار نے سی آئی اے کے ایک سابق آفیسر رولف مووات کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی اپنے دعویٰ میں کہا ہے کہ دنیا بھر میں پاکستان کے ایٹمی ہتھیار انتہا پسندی کی بڑھتی ہوئی لہر کی وجہ سے سخت ترین تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں اِس لئے اِس کی حفاظت کے لئے خصوصی طور پر فکرمند ہونا ہمارا (یعنی پاکستانیوں اور مسلمانوں کے عظیم دشمن)امریکا کا فطری حق ہے۔

اگرچہ پاکستان کے جوہری اثاثوں سے متعلق برطانوی اخبار کی اِس من گھڑت کہانی کے جواب میں ہمارے دفترِ خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے اپنے ردِ عمل کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا ہے کہ حکومتِ پاکستان، پوری پاکستانی قوم اور افواجِ پاک بھی برطانوی اخبار کی جانب سے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر انتہا پسندوں کے قبضے کے بارے میں منفی اور گمراہ کُن پروپیگنڈے کو سختی سے

مسترد کرتی ہے اور دنیا کو یہ بات اچھی طرح سے باور کرانا چاہتی ہے کہ پاکستان کے جوہری اثاثوں کی سیکورٹی فول پروف ہے اور اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ اِس حوالے سے برطانوی اخبار کی رپورٹ سراسر بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کا کسی کے ہاتھ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پاکستانی حکومت، عوام اور فورسز کو اپنے ایٹمی اثاثوں کی دفاعی صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے اِن کا کہنا تھا کہ کسی کو ہمارے ایٹمی اثاثوں کی حفاظت کے لئے اپنی جاں گُسل کرنے اور اپنا دل جلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ اپنے کام سے کام رکھیں اور ہمارا کام ہمیں کرنے دیں ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ اپنے جوہری اثاثوں کی حفاظت کس طرح سے کرنی ہے۔ اَس صورتِ حال میں اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ایسے دشمن جو ہمارے جوہری اثاثوں پر قبضے کی نیت سے ہمارے ہمدرد بن کر ہمارے صفوں میں گھس کر ہمیں اور ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کے منتظر ہیں اِن کی اِس سازش کو نہ صرف حکومت کو ہی نہیں بلکہ اِس موقع پر تمام محب وطن سیاستدانوں اور عوام کو بھی باہم متحد و منظم ہو کر ناکام بنانا ہوگا تاکہ ہم سب مل کر اپنے جوہری اثاثوں کی حفاظت کر سکیں اور اِن دوست نما دشمنوں سے اپنے ایٹمی اثاثوں کو محفوظ رکھ سکیں جو ہم سے ہمارے اِن جوہری ہتھیاروں کو اپنی لومڑی

جیسی شاطرانہ چالوں سے چھین لینا چاہتے ہیں۔

امریکا بھارت کا اصل دشمن ہے بھارتی سمجھیں

امریکا بھارت کا دوست بن کر اسے جنگ میں دھکیل دے گا.....
کیا واقعی بھارت صبر سے کام نہیں لے گا..؟
بھارت اپنے دوست اور دشمن میں تمیز کرنا سیکھے

بھارت میں ممبئی طرز کے آئندہ دہشت گردوں کے حملوں کے حوالے سے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا یہ خطاب جو اُنھوں نے ہندوستان کے شہر نئی دہلی میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کیا کہ "پاکستان سے پھر ممبئی طرز کا حملہ ہوا تو بھارت صبر نہیں کرسکے گا" میرے خیال سے یہاں اِن کے اِس اشتعال انگیز خطاب اور بیان کو کیا جنوبی ایشیا میں آئندہ اِسی بہانے ہونے والی پاک بھارت کسی جنگ کے لئے خطرے کی گھنٹی ضرور قرار دیا جاسکتا ہے؟

جس میں اُنھوں نے محض مفروضوں کی بنیاد پر یہ تک کہہ دیا ہے کہ" القاعدہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چھیڑنے کی کوشش کرسکتی ہے" اور اِس موقع پر رابرٹ نے یہ بھی کہا کہ "بھارت کو ممبئی طرز کے حملے جیسے واقعات کا ابھی مزید سامنا ہے۔"

اِس صورتِ حال میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ گیٹس نے جس جنگ کا تذکرہ کیا ہے وہ ایک ایسی جنگ ہوگی جس میں امریکا بھارت کو اِس جنگ کا ایندھن بنا کر پیش کرنے کا اپنا پہلے ہی سے منصوبہ بنا چکا ہے اور اِس جنگ کی صورت میں بھارت کے ڈوری ابتدا سے لے کر اِس جنگ کے اختتام تک امریکا کے ہی ہاتھ میں ہوگی اور امریکا جس طرح سے چاہے گا وہ اپنے مقاصد کے لئے بھارت کو پاکستان سے جنگ کرنے کے لئے اکساتا رہے گا اور یوں جنگ چھڑ جانے کی صورت میں امریکا اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بھارت کے آخری فوجی کے آخری خون کے قطرے تک بھارتی فوج کو اِس جنگ میں جھونکتا رہے گا۔ اور بھارت کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

کیوں کہ امریکا یہ بات اچھی طرح سے جان اور سمجھ چکا ہے کہ اِس خطے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیتیں بھارت کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ طاقتور اور مستحکم ہیں اور اگر بھارت نے کسی بھی بہانے پاکستان سے جنگ کی تو یقیناً شکست بھارت کا مقدر بنے گی اور بھارت کا وجود بھی دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔

جو پاکستان سے امریکا کے روابط بڑھانے اور پاک امریکا تعلقات برقرار رکھنے

میں سب سے بڑی رکاوٹ اور امریکا کے لئے حلق کا ایک ایسا کانٹا بن چکا ہے کہ جو نہ اَب نگلنے میں ہے اور نہ اُگلنے ہی میں آرہا ہے اور یوں اَب امریکا کو بھارت سے اپنی جان چھوڑانی مشکل ہو گئی ہے۔

اور اَب اِس صورتِ حال میں امریکا کو یہ ایک ہی راہ سوجھائی دے رہی ہے کہ بھارت کو کسی بھی بہانے پاکستان جیسے ایک پاور فل ایٹمی ملک سے بھڑا دیا جائے اور اِسے اپنے راستے سے ہٹا کر وہ تمام مقاصد حاصل کرلئے جائیں جس کی وجہ سے اِسے اَب تک وہ مقاصد حاصل نہیں ہوسکے ہیں اور اَب اِن مقاصد کے حصول کے خاطر امریکا نے خود پاک بھارت جنگ کی اپنی ایک ایسی منصوبہ بند ترتیب دے رکھی ہے کہ جس میں سارا نقصان بھارت ہی کا ہوگا۔

اگرچہ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کے اِس بیان کے بعد جنوبی ایشیا کی سازگار ہوتی امن کی فضا یکدم سے مکدر ہو گئی ہے اور اِس خطے میں بسنے والا ہر فرد یہ سوچنے لگا ہے کہ آخر امریکی وزیر دفاع نے اپنا ایک ایسا غیبی بیان کیا سوچ کر اور کیوں دیا ہے؟ کہ جس میں یہ بات واضح نہیں ہو پا رہی ہے کہ اُن کا یہ بیان بھارت حق میں ہے؟ یا بھارت کی کدورت میں کہ وہ بھارت کو اُکسا کر کیا کرنا چاہتا ہے؟ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بات بھی کسی کے سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ امریکی وزیر دفاع نے اپنا یہ بیان بھارت کے ساتھ دوستی

کا حق ادا کرتے ہوئے دیا ہے؟ یا امریکا کا یہ بیان بھارت کو اگلے حملوں کے بعد کسی نئی مصیبت سے دوچار کرکے اِس کا پاکستان کے ہاتھوں ستیاناس کرنے کی کوئی نئی سازش کا حصہ ہے۔

بہرحال یہ کچھ بھی ہے اِس کے ثمرات آئندہ چند دنوں میں خود بخود سامنے آجائیں گے کہ امریکا نے بھارت کے ساتھ اپنی پکی دوستی کا حق نبھایا ہے یا واقعی اِس کے پیچھے کوئی امریکی سازش کارفرما ہے۔

بہرکیف! میں اپنے آج کے کالم کا اختتام حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے اِس قول پر کروں گا کہ "وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو اِس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے" اور اَب یہ بات بھارتی حکمرانوں کو سمجھنی چاہئے کہ وہ اِس سے کیا مطلب اخذ کرتے ہیں اور اپنے اصل دشمن امریکا کے رویوں کو کہاں تک جانچنے اور پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ امریکا جو بظاہر آج اِن کا دوست نظر آرہا ہے وہی دراصل اِن کا اصل دشمن ہے۔

جو اِس خبر کے بعد جس کے مطابق نئی دہلی میں بھارت کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کے موقع پر ایک پریس کانفرنس میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے بھارت کا مخلص دوست ظاہر کرتے ہوئے اِسے ایک ایسی مصیبت سے دوچار ہونے کا

ڈھکے چھپے انداز سے یہ اشارہ بھی دے دیا ہے کہ پاکستان کی سرزمین سے ممبئی حملوں کی طرز پر ایک اور حملہ ہونے کی صورت میں ہندوستان کی قوت.برداشت ختم ہوسکتی ہے اوراِن کااِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ دہشت گرد پورے خطے کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں اوراَب بھارت ممبئی طرز کے اگلے حملوں کے بعد صبر سے ہرگز کام نہیں لے گا۔

میرے نزدیک یہ واضح ہے کہ امریکا نے بھارت کو یہ کہہ دیا ہے کہ اَب اگر ممبئی طرز کا بھارت میں دہشت گردوں کی جانب سے کوئی حملہ ہوا یا کوئی ایسی ہی گھناؤنی کاروائی ہوئی تو بھارت پاکستان سے جنگ کرے۔

اوراِس کے ساتھ ہی میرا یہ بھی خیال ہے کہ گیٹس کے اِس بیان کے بعد اَب یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ امریکیوں نے بھارت کے ہاتھوں جنوبی ایشیا کو ایک ایٹمی جنگ کا محاذ بنانے اوراِسے آگ و خونی کی وادی بنانے کی بھی اچھی طرح سے ٹھان رکھی ہے جس کے لئے امریکی خود ہی بھارت میں ایک بار پھر اپنے ایجنٹوں اور بھارت ہی سے زرخرید دہشت گردوں کے ہاتھوں ممبئی طرز کا ایک اور حملے کا ڈرامہ رچا کراِس کا سارا کا سارا ملبہ پاکستان کے سر پر گرا کر بھارت کو پاکستان سے جنگ پر اکسائیں گے اوراِس طرح بھارت امریکیوں کے اُکسائے جانے اوراِن کی پشت پناہی کے عوض پاکستان جیسے ایٹمی ملک سے جنگ کرکے اپنے ہی لئے مشکلات اور پریشانیاں پیدا کرلے گا اور یوں

جنگ میں پاکستان کے ہاتھوں شکست کے بعد بھارت کا شیرازہ خود بخود بکھر جائے گا اور بھارت دنیا کے نقشے سے مٹ جانے کے بعد پاک امریکا تعلقات کی راہ سے بھی خود بخود ہٹ جائے گا۔

آخری میں بھارتی حکومت اور بھارتی عوام سے یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ وہ امریکیوں کی اِس سازش کو بھی اچھی طرح سے سمجھیں کہ امریکا کس طرح سے بھارت کو پاکستان کے ہاتھوں جنگ میں جھونک کر بھارت کے لئے مشکلات اور پریشانیاں پیدا کرنا چاہ رہا ہے کہ بھارت اپنی ہی الجھنوں کا ہمیشہ شکار رہے اور وہ پاک امریکا تعلقات کی راہ میں حائل نہ ہو۔

امریکا کا دعویٰ اور انکشاف بلیک واٹر پاکستان میں کام کر رہی ہے

اَب وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک کو استعفیٰ دے دینا چاہئے..؟
پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی پر حکمران عوام کو کیا جواب دیں گے.....
گزشتہ دنوں بھارت کے بعد پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے صدر، وزیر اعظم اور دیگر دوسرے حکومتی اراکین کے علاوہ ملک کی اہم ترین شخصیات سے ملاقات کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے انتہائی جارحانہ انداز سے یہ دعویٰ اور انکشاف کیا کہ امریکی بلیک واٹر سمیت ڈین کورپ پاکستان میں نجی حیثیت میں کام کر رہی ہیں۔ میرے خیال سے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کے اِس دعویٰ اور انکشاف کے بعد پاکستان کی اپوزیشن جماعتیں سمیت پوری پاکستانی قوم حیرت زدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اِس پریشانی میں بھی مبتلا ہیں کہ پاکستان میں امریکی بلیک واٹر اور ڈین کورپ کی موجودگی کے بعد کیا پاکستان کی سالمیت برقرار رہ سکے گی؟ اور کیا پاکستان اپنے ایٹمی اثاثوں کو اِن سے محفوظ رکھ سکے گا؟ اور اِیسے بہت سے خدشات اور وسوسے پیدا ہو رہے ہیں کہ جن سے ملک میں ایک بے چینی کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔

اور یوں امریکی وزیر دفاع اپنے اِس انکشاف سے پاکستان کے موجودہ دگرگوں سیاسی صورتِ حال میں تیل چھڑک کر خود تو نکل گئے مگر ملک میں ایک ایسا بھونچال پیدا کر گئے ہیں کہ جس کا فوری طور پر تھمنا دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک کیا؟ اور کئی ایسے بہت سے سوالات بھی جنم لے رہے ہیں کہ حکومت کے پاس اِس کے بعد اَب اور کیا جواب رہ جاتا ہے کہ امریکی خود اِس بات کا برملا اقرار اور اظہار کر رہے ہیں کہ پاکستان میں امریکی بلیک واٹر اور ڈین کورپ موجود ہیں۔

اِس صورتِ حال میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام سے اِس معاملے میں مسلسل جھوٹ بولنے والے حکمران اَب کس منہ سے عوام کا سامنا کرسکیں گے کہ جو اپنے پورے وثوق سے ایک بڑے عرصہ سے پوری پاکستانی قوم کو ملک میں امریکی بلیک واٹر کی موجودگی اور اِس کی سرگرمیوں کے خلاف عوام میں پیدا ہونے والے خدشات اور تحفظات کو یہ کہہ کر مسترد کرتے رہے ہیں کہ پاکستان میں کسی امریکی بلیک واٹر کا کوئی وجود نہیں ہے اور یہ سب حکومت مخالف عناصر کی حکومت کے خلاف ایک سازش ہے جو ملک میں اِس قسم کے ایشوز پیدا کرکے حکومت کو مسائل میں الجھانا چاہتے ہیں اور وہ حکومت کی توجہ عوامی مسائل کے حل کی جانب سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

اور دوسری طرف یہ بھی کتنی حیرت کی بات ہے کہ ایک وہ بھی وقت تھا کہ جب کچھ عرصہ قبل اپوزیشن سمیت ملک کی تمام مذہبی اور سماجی جماعتوں کی جانب سے پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی اور اِس کی ملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف مسلسل تحفظات اور خدشات کا اظہار کیا جارہا تھا تو حکومتی ذمہ داران کی طرف سے ملک میں بلیک واٹر کی موجودگی اور اِن کی سرگرمیوں کے خلاف اپوزیشن کے تحفظات اور خدشات کو رد کیا گیا۔

اور اِس پر ہمارے حکمرانوں اور بالخصوص وفاقی وزیر داخلہ مسٹر رحمان نے (جو اول روز ہی سے امریکیوں کی خوشنودی اور خوشامد میں کچھ اِس طرح سے مبتلا رہے ہیں کہ اللہ کی پناہ اور وہ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ اگر اُنہوں نے امریکیوں کی چاپلوسی اور اِن کی خوشامد میں ایسا کچھ نہیں کیا تو عین ممکن ہے کہ کہیں اِن کی حکومت کے بھی لالے نہ پڑ جائیں اِس بنا پر) اُنہوں نے اپوزیشن کے بلیک واٹر کی موجودگی کے تحفظات اور خدشات کا جواب کچھ اِس طرح سے دیا تھا کہ اپوزیشن والوں کی تو یہ ایک ہی رٹ ہے کہ ملک میں بلیک واٹر کی موجودگی سے ملکی سالمیت اور استحکام کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں اور اِس حوالے سے حکومتی اراکین بالخصوص وزیر داخلہ مسٹر رحمان ملک کا تو متعدد مواقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ اپوزیشن کو اپنی سیاست کرنے کی جب کوئی اور

راہ سجھائی نہیں دی تو اپوزیشن والوں نے اپنے سیاسی گھوڑے میں جان ڈالنے کے لئے پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی کو جواز بنا کر اپنی سیاست چمکانے کا ایک ایسا سامان تلاش کر لیا ہے کہ وہ اِس سے عوام کو آسانی سے بے وقوف بنا سکیں اور اِس کے ساتھ ہی وفاقی وزیر داخلہ مسٹر رحمان ملک نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور اپنی آنکھیں پھاڑتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ اگر پاکستان میں بلیک واٹر کا وجود ہوا تو وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیں گے۔

بہرحال! اَب میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکی وزیر دفاع کا پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی کے بعد رحمان ملک کو اپنا استعفیٰ دینے کا وقت اَب قریب آگیا ہے کہ وہ ہمت کریں اور عوام سے کئے گئے اپنے اُس وعدے کو سچ کر دکھائیں جو اُنہوں نے کئی مرتبہ میڈیا پر آکر پوری پاکستانی قوم سے کیا تھا اور کہا تھا کہ جب کبھی بھی پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی سامنے آئے گی تو میں سب سے پہلے استعفیٰ دوں گا اور اَب مسٹر رحمان ملک آپ پر یہ لازم ہوگیا ہے کہ پاکستان میں بلیک واٹر اور ڈین کورپ کی موجودگی کے بعد آپ ہمت کریں اور فوری طور پر اپنے عہدے سے بغیر ہیر پھیر کئے استعفیٰ دے کر ملکی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر جائیں کہ لوگ آئندہ اِن کی مثال پیش کریں کہ مسٹر رحمان ملک نامی ایک وفاقی وزیر داخلہ ایسے بھی پاکستان میں گزرے ہیں کہ جنہوں نے اپنے دعوے اور عوام سے کئے گئے وعدوں کو سچ کر دکھایا اور حقائق

سامنے آنے پر وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے گئے۔

وکلاء 28 جنوری کو کیا کرلیں گے..؟

28 جنوری سے کیا وکلاء کی احتجاج کی کال واقعی گیڈر بھبکی ہے.....؟

این آر اُو + حکومت + وکلاء اور پریشان حال عوام

عوام تو ملک سے مہنگائی کا خاتمہ چاہتی ہے وکلاء برادری اِس کی ہڑتالیں کریں

لیجئے جناب ! ابھی وکلاء برادری اپنی ملکی تاریخ کی ایک طویل ترین احتجاجی تحریکوں اور ہڑتالوں کے اختتام کے بعد ذرا دم بھی نہیں لینے پائی تھی کہ وکلاء برادری نے ملک میں کالعدم این آر اُو کا تفصیلی فیصلہ آجانے کے بعد ایک بار پھر بھرپور طریقے سے عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد یقینی بنانے کے لئے 28 جنوری کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کرتے ہوئے یہ جواز پیش کیا ہے کہ حکومت عدلیہ سے محاذ آرائی کررہی ہے اور وزیر اعظم کا صدر کو مستثنیٰ قرار دنیا عدالتی فیصلے سے انحراف ہے اور ایسے ہی کئی اہم معاملات پر وکلاء برادری نے حکومت کو 13 فروری کی ڈیڈ لائن دیتے ہوئے خبردار بھی کیا ہے کہ اگر عدالتی فیصلے پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو پھر وکلاء کو سڑکوں پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا اِس سلسلے کی ابتداء 28 جنوری سے ملک گیر ہڑتال سے کی

جائے گی۔ اِسے کسی حد تک ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ گزشتہ دو سالوں سے وکلاء برادری جو اپنے ایک منظم اور مثالی اتحاد اور یکجہتی کی بدولت ایک نئی قوت بن کر ملک کے طول اُرض سے اُبھری ہے اِس نے اِسی بنا پر تو اپنے کئی ایک مطالبات حکومت سے ضرور منوالئے ہیں مگر اَب اِس کا یہ ہرگز مطلب تو نہیں کہ یہ وکلاء برادری ہر اپنے اور حکومتی معاملات کو بجائے افہام و تفہیم سے حل کرنے کے الٹا ہڑتالوں اور احتجاجوں کا سہارا لے کر سڑکوں پر آجائے اور ہر حساس معاملے کو یوں حل کرے اور کروائے جیسے ملک کی سیاسی جماعتیں اور اِن کے کارکنان کروایا کرتے ہیں۔

جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِنہیں اپنے اہم اور ذمہ دار پیشے سے تعلق کی بنا پر یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اِس سے اِن کا اپنا امیج کتنا متاثر ہوگا ؟ اور کیا اِس بات کا انہیں کوئی احساس ہے کہ نہیں وکلاء برادری اِس بابت کیوں ہڑتال اور احتجاج کرنے پر تلی ہوئی ہے کہیں اِس لئے تو نہیں کہ اِنہیں اِس کامیابی کے بعد کوئی میڈل مل جائے گا یا اِن کی شان بڑھ جائے گی ..... یہاں میں اِس وکلاء برادری سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ملک سے مہنگائی کے فوری خاتمے اور غریب آدمی کے سستے آٹے اور چینی کے حصول کے لئے اپنی ہڑتالیں اور احتجاجوں کی کال کیوں نہیں دے رہی ہے جس کا براہ راست تعلق ملک کی ایک بڑی آبادی والے طبقے غریب عوام کے بنیادی مسائل سے ہے۔ ملک سے غریب کے مسائل کے

فوری حل کے لئے بھی تو وکلاء برادری کچھ کرے یا جو کچھ بھی کرنا ہے بس اپنے ہی لئے کرتے رہنا ہے۔

جبکہ اُدھر وکلاء برادری کی جانب سے 28 جنوری کی ملک گیر ہڑتال کی دی جانے والی کال اور حکومت کو دی گئی 13 فروری کو ڈیڈ لائن کے حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے اِس بات کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وکلاء کی طرف سے احتجاج کا اعلان صرف گیدڑ بھبکیاں ہیں اور اِس کے علاوہ اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ وکلاء کسی بھی سیاسی پارٹی سے زیادہ طاقتور نہیں اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے وکلاء برادری کو یہ بھی باور کرایا کہ اَب فیصلے پارلیمنٹ میں ہوں گے سڑکوں پر نہیں۔ اور اِس کے ساتھ ہی اِس حوالے سے لاہور کے پولو کلب میں میڈیا سے اپنی ایک خصوصی گفتگو کے دوران وزیرِاعظم کے مشیر برائے قانونی امور و سابق اٹارنی جنرل سردار لطیف کھوسہ نے کہا کہ حکومت این آر اُو پر عدلیہ سے محاذ آرائی نہیں چاہتی اور اگر وکلاء کو ہڑتال کرنے یا اور کچھ کرنے کا ارادہ ہے تو وہ یہ شوق پورا کرلیں۔

اِس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ وکلاء برادری کو جذبات کے بجائے ہوش سے کام لینا چاہئے یوں ہر ذرا ذرا سے معاملے میں ہڑتال اور احتجاج کا سہارا لے

کر سڑکوں پر آنے سے نہ صرف اِن کی ساکھ متاثر ہوگی بلکہ اور بہت سے معاملات بھی بگڑنے کے امکانات ہیں۔ بہرحال یہ بات آج سب کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ملک میں جمہوری عمل کو چلانے کے لئے سب کو اپنا اپنا ایک تعمیری کردار ادا کرنا ہے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا کہ جس سے ملک میں اِس جمہوری عمل کو کوئی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو۔

اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں آنے والی ایک دو دن کی لولی لنگڑی نئی جمہوری حکومت اِس ملک میں رائج آمریت کی کسی بھی طویل ترین حکومت سے لاکھ درجے بہتر ہوتی ہے اور اِن دنوں چوں کہ ہمارے ملک میں بھی کچھ ایسی ہی جمہوری حکومت قائم ہے جسے ایک میں ہی کیا ملک کی ایک بڑی اکثریت اِسے نو سالہ دورِ آمریت کے مقابلے میں دو دن کی بہترین جمہوری حکومت سے تعبیر کر رہی ہے۔

اور اب جبکہ اِن دنوں جہاں تک ہماری سماعت کام کرتی ہے ملک میں رائج اِس لولی لنگڑی جمہوریت کے اچھے اور بُرے اور ظاہر اور باطن کئے گئے کاموں کے چرچے بھی ہر طرف سے ہمارے کانوں کے پردوں کو چیرتے پھاڑتے اور دل کو ہلاتے ہوئے دماغ میں زبردستی گھسنے کے بعد اِس پر اپنا جادوئی اثر کرتے محسوس ہوتے ہیں کہ اِس طرح ایک ہم ہی کیا پوری پاکستانی قوم اِس خوشنما مگر

پریشان کن صورتِ حال میں اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ کیا یہ پارٹی جس کی آج ملک پر حکومت قائم ہے اور جس نے انتخابات سے قبل عوام کو ایک ایسا پاکستان دینے کا ایک ایسا بڑا دل کش اور حسین خواب دکھایا تھا کہ جب ہماری حکومت ہوگی تو ملک سے غربت کوسوں دور جاچکی ہوگی اور جہاں سے غربت پھر کبھی بھی ہمارے ملک میں واپس آنا بھی چاہے گی تو وہ نہیں آسکے گی کیوں کہ ہم اِس کے واپسی کے تمام راستے مسدود کرچکے ہوں گے اور ہماری پارٹی کی حکومت کے آتے ہی ملک میں یوں ہر طرف خوشحالی ہوگی اور عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہوگی اور ہر ادارے آزاد ہوں گے اور ہر ادارے اپنے اپنے دائرہ اختیار میں کام کریں گے کوئی کسی کہ دائرہ اختیار میں حتیٰ کہ حکومت بھی کسی ادارے میں مداخلت نہیں کرے گی۔

اور میرا خیال یہ ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس حکومت نے اپنے آنے بعد عوام سے کئے گئے وعدوں پر کسی حدتک عمل کرنے کا سلسلہ بھی ضرور شروع کیا تھا۔ مگر پھر بعد میں کیوں اِس ڈگر سے اچانک یہ پھر گئی کہ کچھ سمجھ نہیں آیا کہ اِس نے ایسا کیوں کیا ہے؟

یہاں میرے نزدیک یہ حکومت جس سے متعلق یہ بہت مشہور ہے کہ اِس حکومت کے شروع کے صرف چند ایک ماہ اور دن ہی ایسے گزرے ہیں کہ جن کی بنا پر عوام نے

اِس تصور کے ساتھ یہ بھی یقین کرلیا تھا کہ ملک میں نو سالہ جان گُھسل آمریت کے بعد ایک ایسی جمہوری حکومت کی شروعات ہوئی ہے کہ جس کے عنقریب مثبت اور تعمیری اثرات ملک کے طول ارض پر نمایاں طور پر محسوس کئے جائیں گے۔ اور اَب ہمارا ملک اِس جمہوری حکومت کے سہارے صحیح معنوں میں خالصتاً ایک مثبت اور تعمیری راہ کی جانب بھی گامزن ہو جائے گا۔

مگر یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک میرے ہی خیال سے کیا؟ بلکہ اَب اِس حکومت کی دو سالہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ملک کی ایک بڑی تعداد اِس نقطے پر متفق نظر آتی ہے کہ اِس حکومت نے عوام کو کسی بھی معاملے میں کوئی ریلیف نہ دے کر عوام کو بُری طرح سے مایوس کیا ہے اور اِس حکومت سے قطعاً ایسا کچھ نہیں ہو سکا کہ جس سے عوام پوری طرح سے مطمئین ہو کہ اِس عوامی حکومت نے عوام کے فلاح و بہبود کے لئے ایسا کچھ کیا ہے کہ جس سے عوام کا اِس پر اعتماد بحال ہو گیا ہے۔

حالانکہ یہ ایک ایسی عوامی اور خالصتاً جمہوری حکومت ہے جو ایک طویل دورِ آمریت کے خاتمے کے بعد وجود میں آئی تھی۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد یہ حکومت بھی اُسی ڈگر پر چل نکلی جس پر اِس سے قبل کی حکومتیں چلا کرتی تھیں اور یوں یہ حکومت بھی رفتہ رفتہ اپنے اور اپنے اتحادیوں کے کچھ کردہ اور ناکردہ اعمالوں

کے باعث ایسے سنگین مسائل میں خود ہی دھستی چلی گئی ہے کہ آج اِسے اِن مسائل کی دلدل سے خود کو نکالنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہو چکا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ آج عام طور پر یہ سوال ہر شخص کی زبان پر ہے کہ یہ حکومت جو خود کو عوام کا مسیحا اور دوست گردانتی ہے اِس حکومت نے بھی عوام کے ارمانوں کا گلا گھونٹا اور عوام کو اپنا اقتدار ملتے ہی ایک طرف رکھ دیا اور چل پڑی اُسی راستے پر جو حکومتوں اور حکمرانوں کے لئے تباہی اور بربادی کی منزل لیئے ہوتا ہے اِس عوامی حکومت نے بھی عوام کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے کہ جس سے آئندہ اِسے حکومت میں آنا مشکل ہوگیا ہے؟

تو اِس کے بارے میں ملکی اور بین الاقوامی سطح کے سیاسی تجزیہ اور تبصرہ نگاروں کی مختلف آراء تو ضرور سامنے آئی ہیں مگر اِن سب میں بھی اکثریت اِس بات پر کلی طور پر متفق اور متحد نظر آتی ہے کہ اِس حکومت نے بھی اپنی پیش رو حکومتوں کی طرح عوامی مسائل جن میں سرِ فہرست ملک سے مہنگائی کا خاتمہ یا اِسے کنٹرول کرنا، اچھی اور معیاری صحت، خالص خوراک، سستے علاج و معالجہ کے مراکز کے قیام، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، توانائی کے بحران جن میں بجلی، گیس اور پیٹرولیم مصنوعات شامل ہیں اِن سمیت ملک میں سستی اور معیاری تعلیم اور آٹا، چینی سمیت دیگر اشیائے ضروریہ کی فراہمی جیسے عوامی مسائل

شامل ہیں اِن سب سے منہ پھیرا اور روگردانی کی اور اِن کے حل کے لئے کوئی بھی ایسا دیرپا منصوبہ اور لائحہ عمل مرتب نہیں کیا کہ جس کی وجہ سے عوام کو درپیش مسائل کے حل میں مدد حاصل ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ عوامی مسائل روز افزوں بڑھتے گئے اور بالآخر اِس کا نتیجہ آج یہ نکلا ہے کہ عوام میں اِس حکومت سے متعلق مایوسی بڑھ چکی ہے اور آج ملک کا ہر فرد یہ دعا کرتا نظر آتا ہے کہ اِس حکومت حکمرانوں کو خدا پریشان حال انسانوں کا مسیحا بنا دے یا اِن حکمرانوں سے خدا جان چھڑا دے اور کوئی ایسا حکمران اِس ملک قابض کردے کہ جو اِس ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کی بیکسی اور لاچارگی کے لئے مسیحا ثابت ہو۔

بہرحال یہ تو اَب ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو جھٹلانا کسی کے بھی دائرہ اختیار میں نہیں رہا کہ یہ حکومت جو آج عوام پر جمہوریت کے نام پر ایک دو دھاری تلوار کے مافق جھول رہی ہے اِس حکومت نے سوائے اپنے متعلق سوچنے اور اپنی کرسی مضبوط کرنے کے اور کچھ نہیں کیا اِس کا اندازہ اہلِ دانش اور دور اندیشوں کو بہت پہلے اور جلد ہوگیا تھا کہ یہ حکومت سوائے عوام کو سبز باغات دکھانے اور دل گداز وعدے کرنے کے اور کچھ نہیں کرسکے گی۔

کیوں کہ اِس کی ایک وجہ تو صاف طور پر اِس حکومت کے اقتدار میں آتے ہی اول

روز سے محسوس کی جانے لگی تھی کہ یہ حکومت اگر یوں ہی خود کو عوامی مسائل کے فوری حل سے بچاتی رہی اور اپنی چاپلوسی اور سیاسی مہارت سے عوام کو اِن کے مسائل حل کرنے کے بارے میں رلاتی رہی اور لولی پاپ دے کر خود کو کنی کٹا کر نکالتی رہی تو کوئی شک نہیں کہ یہ حکومت عوام میں اپنی مقبولیت کا گراف گراتے گراتے اِسے اتنا نیچے لے جائے گی کہ عوام اِس حکومت کے خلاف اپنے بنیادی نوعیت کے مسائل حل نہ ہونے کی بنا پر خود ہی سڑکوں پر آ کر اِس حکومت کے خاتمے کی تحریک شروع کردے گی اور یہ عوامی تحریک اِس قدر شدید ہوگی کہ حکومت کے اس کے سامنے قدم اُکھڑ جائیں اور حکومت ایک لمحہ بھی عوام کی اِن احتجاجی تحریکوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور یہ حکومت اپنی ایسے ہی ٹمک ٹویوں میں رہے گی کہ ہم نے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی ہے اور ہم جمہوریت کا پودا سینچ رہے ہیں اور ہم عوام کے مسائل سے ناواقف نہیں ہیں ہم نے عوام کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے......اور بس........ وغیرہ وغیرہ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اِس حکومت نے عوام کو اَب تک آٹا اور چینی جیسے دیگر ضروریات زندگی پر تو ایک پائی کا بھی ریلیف نہیں دیا تو یہ حکومت اور بھلا کیا کرسکتی ہے۔؟

وکلاء کی ہڑتال کی کال کی واپسی

این آر او پر حکومت کی یقین دہانی اور وکلاء کی ہڑتال کی کال کی واپسی
وکلاء کا 28 جنوری کو ہڑتال کی کال واپس لینے کا اعلان خوش آئند فیصلہ ..؟
این آر اُو + حکومت + وکلاء اور پریشان حال عوام .....
وکلاء برادری ملک سے مہنگائی کے خاتمے کے لئے بھی ہڑتالیں کریں

ملک کے موجودہ اندرونی اور بیرونی سیاسی اور بین الاقوامی حالات کے پیش نظر یہ ایک بڑی حد تک خوش آئند خبر ہے کہ سپریم کورٹ بار ایسویشن کے صدر قاضی محمد انور نے این آر او کے خلاف سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل نہ کرنے کے خلاف 28 جنوری بروز جمعرات کو دی جانے والی اپنی ملک گیر ہڑتال کی کال اُس وقت واپس لے لی کہ جب حکومت کی جانب سے حکومت این آر او پر سپریم کورٹ کے فیصلے پر من و عن عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کردی گئی تو اِس کے فوری ہی بعد وکلاء برادری نے بھی اپنے وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ہڑتال کی کال واپس لینے کا اعلان کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ملک میں جمہوری عمل کو جمہوری طریقے سے جاری رہنا چاہئے اور اِس کے لئے حکومت کو بھی اپنے فیصلوں پر ضرور نظرثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے جیسا کہ حکومت نے کرکے ملک میں

جمہوری عمل کو پُرسکون ماحول میں جاری رہنے کا اعادہ اپنے فیصلے پر نظرثانی کرکے کردیا ہے جو حکومت نے اِس سے قبل نہ کرکے ملک میں تناؤ کی سی صورتِ حال پیدا کردی تھی جس کی بنا پر وکلاء برادری نے 28 جنوری کو ملک گیر ہڑتال کرنے کی کال دی تھی۔ مگر اِس کے ساتھ ہی وکلاء برادری نے حکومت کو یہ عندیہ دے دیا ہے کہ اگر حکومت نے پھر بھی سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل نہ کیا تو پھر وکلاء برادری دما دم مست قلندر کرنے کے لئے 14 فروری کو اپنا آئندہ کا لائحہ عمل کا اعلان کرے گی جس کے بعد وہ حکومت کی لاکھ یقین دہانیوں کے بعد بھی ایک قدم پیچھے نہیں ہٹائے گی اور پھر جو ہوگا وہ سڑکوں پر سب کے سامنے ہوگا۔ اور بہر کیف ! ابھی تو یہ وکلاء برادری کا ایک قابل تحسین عمل ہے کہ اِس نے ملک کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے 28 جنوری کی ملک گیر سطح پر کی جانے والی اپنی ہڑتال کی کال واپس لے کر درست قدم اٹھایا ہے۔

جب کہ اِس سے قبل وکلاء برادری نے 28 جنوری کو سپریم کورٹ کے فیصلوں کے خلاف حکومتی رویوں پر ملک گیر ہڑتال کی کا اعلان کیا تو اِس پر ملک کا ہر فرد یہ سوچنے پر ضرور مجبور ہوگیا تھا کہ لیجئے جناب ! ابھی وکلاء برادری اپنی ملکی تاریخ کی ایک طویل ترین احتجاجی تحریکوں اور ہڑتالوں کے اختتام کے بعد ذرا دم بھی نہیں لینے پائی تھی کہ وکلاء برادری نے ملک میں کالعدم این آر اُو کا تفصیلی فیصلہ آجانے کے بعد ایک بار پھر بھرپور طریقے سے عدالتی فیصلوں

پر عملدرآمد یقینی بنانے کے لئے 28 جنوری کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کرتے ہوئے یہ جواز پیش کیا تھا کہ حکومت عدلیہ سے محاذ آرائی کر رہی ہے اور وزیر اعظم کا صدر کو مستثنیٰ قرار دینا عدالتی فیصلے سے انحراف ہے اور ایسے ہی کئی اہم معاملات پر وکلاء برادری نے حکومت کو 13 فروری کی ڈیڈ لائن دیتے ہوئے خبردار بھی کیا ہے کہ اگر عدالتی فیصلے پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو پھر وکلاء کو سڑکوں پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا اِس سلسلے کی ابتداء 28 جنوری سے ملک گیر ہڑتال سے کی جائے گی۔اِسے کسی حد تک ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ گزشتہ دو سالوں سے وکلاء برادری جو اپنے ایک منظم اور مثالی اتحاد اور یکجہتی کی بدولت ایک نئی قوت بن کر ملک کے طولُ ارض سے اُبھری ہے اِس نے اِسی بنا پر تو اپنے کئی ایک مطالبات حکومت سے ضرور منوالئے ہیں مگر اَب اِس کا یہ ہرگز مطلب تو نہیں کہ یہ وکلاء برادری ہر اپنے اور حکومتی معاملات کو بجائے افہام و تفہیم سے حل کرنے کے الٹا ہڑتالوں اور احتجاجوں کا سہارا لے کر سڑکوں پر آجائے اور ہر حساس معاملے کو یوں حل کرے اور کروائے جیسے ملک کی سیاسی جماعتیں اور اِن کے کارکنان کروایا کرتے ہیں۔

جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِنہیں اپنے اہم اور ذمہ دار پیشے سے تعلق کی بنا پر یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اِس سے اِن کا اپنا امیج کتنا متاثر ہوگا؟ اور کیا اِس بات کا انہیں کوئی احساس ہے کہ نہیں وکلاء برادری اِس بابت

کیوں ہڑتال اور احتجاج کرنے پر تلی ہوئی ہے کہیں اِس لئے تو نہیں کہ انہیں اِس کامیابی کے بعد کوئی میڈل مل جائے گا یا اِن کی شان بڑھ جائے گی ..... یہاں میں اِس وکلاء برادری سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ملک سے مہنگائی کے فوری خاتمے اور غریب آدمی کے سستے آٹے اور چینی کے حصول کے لئے اپنی ہڑتالیں اور احتجاجوں کی کال کیوں نہیں دے رہی ہے جس کا براہ راست تعلق ملک کی ایک بڑی آبادی والے طبقے غریب عوام کے بنیادی مسائل سے ہے۔ ملک سے غریب کے مسائل کے فوری حل کے لئے بھی تو وکلاء برادری کچھ کرے یا جو کچھ بھی کرنا ہے بس اپنے ہی لئے کرتے رہنا ہے۔

جبکہ اُدھر وکلاء برادری کی جانب سے 28 جنوری کی ملک گیر ہڑتال کی دی جانے والی کال اور حکومت کو دی گئی 13 فروری کو ڈیڈلائن کے حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے اِس بات کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وکلاء کی طرف سے احتجاج کا اعلان صرف گیدڑ بھبکیاں ہیں اور اِس کے علاوہ اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ وکلاء کسی بھی سیاسی پارٹی سے زیادہ طاقتور نہیں اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے وکلاء برادری کو یہ بھی باور کرایا کہ اَب فیصلے پارلیمنٹ میں ہوں گے سڑکوں پر نہیں۔ اور اِس کے ساتھ ہی اِس حوالے سے لاہور کے پولو کلب میں میڈیا سے اپنی ایک خصوصی گفتگو کے دوران وزیراعظم کے مشیر برائے قانونی امور و سابق

اٹارنی جنرل سردار لطیف کھوسہ نے کہا کہ حکومت این آر اُو پر عدلیہ سے محاذ آرائی نہیں چاہتی اور اگر وکلاء کو ہڑتال کرنے یا اور کچھ کرنے کا ارادہ ہے تو وہ یہ شوق پورا کرلیں۔

اِس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ وکلاء برادری کو جذبات کے بجائے ہوش سے کام لینا چاہئے یوں ہر ذرا ذرا سے معاملے میں ہڑتال اور احتجاج کا سہارا لے کر سڑکوں پر آنے سے نہ صرف اِن کی ساکھ متاثر ہوگی بلکہ اور بہت سے معاملات بھی بگڑنے کے امکانات ہیں۔ بہرحال یہ بات آج سب کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ملک میں جمہوری عمل کو چلانے کے لئے سب کو اپنا اپنا ایک تعمیری کردار ادا کرنا ہے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا کہ جس سے ملک میں اِس جمہوری عمل کو کوئی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو۔ اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں آنے والی ایک دو دن کی لولی لنگڑی نئی جمہوری حکومت اِس ملک میں رائج آمریت کی کسی بھی طویل ترین حکومت سے لاکھ درجے بہتر ہوتی ہے اور اِن دنوں چوں کہ ہمارے ملک میں بھی کچھ ایسی ہی جمہوری حکومت قائم ہے جسے ایک میں ہی کیا ملک کی ایک بڑی اکثریت اِسے نو سالہ دورِ آمریت کے مقابلے میں دو دن کی بہترین جمہوری حکومت سے تعبیر کر رہی ہے۔

اور اب جبکہ اِن دنوں جہاں تک ہماری سماعت کام کرتی ہے ملک میں رائج اِس لولی لنگڑی جمہوریت کے اچھے اور بُرے اور ظاہر اور باطن کئے گئے کاموں کے چرچے بھی ہر طرف سے ہمارے کانوں کے پردوں کو چیرتے پھاڑتے اور دل کو ہلاتے ہوئے دماغ میں زبردستی گھسنے کے بعد اِس پر اپنا جادوئی اثر کرتے محسوس ہوتے ہیں کہ اِس طرح ایک ہم ہی کیا پوری پاکستانی قوم اِس خوشنما مگر پریشان کن صورتِ حال میں اِس مخمصے میں بتلا ہے کہ کیا یہ پارٹی جس کی آج ملک پر حکومت قائم ہے اور جس نے انتخابات سے قبل عوام کو ایک ایسا پاکستان دینے کا ایک ایسا بڑا دل کش اور حسین خواب دکھایا تھا کہ جب ہماری حکومت ہوگی تو ملک سے غربت کوسوں دور جاچکی ہوگی اور جہاں سے غربت پھر کبھی بھی ہمارے ملک میں واپس آنا بھی چاہے گی تو وہ نہیں آسکے گی کیوں کہ ہم اِس کے واپسی کے تمام راستے مسدود کرچکے ہوں گے اور ہماری پارٹی کی حکومت کے آتے ہی ملک میں یوں ہر طرف خوشحالی ہوگی اور عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہوگی اور ہر ادارے آزاد ہوں گے اور ہر ادارے اپنے اپنے دائرہ اختیار میں کام کریں گے کوئی کسی کہ دائرہ اختیار میں حتیٰ کہ حکومت بھی کسی ادارے میں مداخلت نہیں کرے گی۔

اور میرا خیال یہ ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس حکومت نے اپنے آنے بعد عوام سے کئے گئے وعدوں پر کسی حد تک عمل کرنے کا سلسلہ بھی ضرور شروع کیا

تھا۔ مگر پھر بعد میں کیوں اِس ڈگر سے اچانک یہ پھر گئی کہ کچھ سمجھ نہیں آیا کہ اِس نے ایسا کیوں کیا ہے؟

یہاں میرے نزدیک یہ حکومت جس سے متعلق یہ بہت مشہور رہے کہ اِس حکومت کے شروع کے صرف چند ایک ماہ اور دن ہی ایسے گزرے ہیں کہ جن کی بنا پر عوام نے اِس تصور کے ساتھ یہ بھی یقین کرلیا تھا کہ ملک میں نو سالہ جان گُھسل آمریت کے بعد ایک ایسی جمہوری حکومت کی شروعات ہوئی ہے کہ جس کے عنقریب مثبت اور تعمیری اثرات ملک کے طول ارض پر نمایاں طور پر محسوس کئے جائیں گے۔ اور اَب ہمارا ملک اِس جمہوری حکومت کے سہارے صحیح معنوں میں خالصتاً ایک مثبت اور تعمیری راہ کی جانب بھی گامزن ہوجائے گا۔

مگر یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک میرے ہی خیال سے کیا؟ بلکہ اَب اِس حکومت کی دو سالہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ملک کی ایک بڑی تعداد اِس نقطے پر متفق نظر آتی ہے کہ اِس حکومت نے عوام کو کسی بھی معاملے میں کوئی ریلیف نہ دے کر عوام کو بُری طرح سے مایوس کیا ہے اور اِس حکومت سے قطعاً ایسا کچھ نہیں ہوسکا کہ جس سے عوام پوری طرح سے مطمئین ہو کہ اِس عوامی حکومت نے عوام کے فلاح وبہبود کے لئے ایسا کچھ کیا ہے کہ جس سے عوام کا اِس پر اعتماد بحال ہوگیا ہے۔

حالانکہ یہ ایک ایسی عوامی اور خالصتاً جمہوری حکومت ہے جو ایک طویل دورِ آمریت کے خاتمے کے بعد وجود میں آئی تھی۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد یہ حکومت بھی اُسی ڈگر پر چل نکلی جس پر اِس سے قبل کی حکومتیں چلا کرتی تھیں اور یوں یہ حکومت بھی رفتہ فتہ اپنے اور اپنے اتحادیوں کے کچھ کردہ اور ناکردہ اعمالوں کے باعث ایسے سنگین مسائل میں خود ہی دھستی چلی گئی ہے کہ آج اِسے اِن مسائل کی دلدل سے خود کو نکالنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوچکا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ آج عام طور پر یہ سوال ہر شخص کی زبان پر ہے کہ یہ حکومت جو خود کو عوام کا مسیحا اور دوست گردانتی ہے اِس حکومت نے بھی عوام کے ارمانوں کا گلا گھونٹا اور عوام کو اپنا اقتدار ملتے ہی ایک طرف رکھ دیا اور چل پڑی اُسی راستے پر جو حکومتوں اور حکمرانوں کے لئے تباہی اور بربادی کی منزل لیئے ہوتا ہے اِس عوامی حکومت نے بھی عوام کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے کہ جس سے آئندہ اِسے حکومت میں آنا مشکل ہوگیا ہے؟

تواِس کے بارے میں ملکی اور بین الاقوامی سطح کے سیاسی تجزیہ اور تبصرہ نگاروں کی مختلف آراء تو ضرور سامنے آئی ہیں مگراِن سب میں بھی اکثریت اِس بات پر کلی طور پر متفق اور متحد نظر آتی ہے کہ اِس حکومت نے بھی اپنی پیش

روحکومتوں کی طرح عوامی مسائل جن میں سرِ فہرست ملک سے مہنگائی کا خاتمہ یا اِسے کنٹرول کرنا، اچھی اور معیاری صحت، خالص خوراک، سستے علاج و معالجہ کے مراکز کے قیام، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، توانائی کے بحران جن میں بجلی، گیس اور پیٹرولیم مصنوعات شامل ہیں اِن سمیت ملک میں سستی اور معیاری تعلیم اور آٹا، چینی سمیت دیگر اشیائے ضروریہ کی فراہمی جیسے عوامی مسائل شامل ہیں اِن سب سے منہ پھیرا اور روگردانی کی اور اِن کے حل کے لئے کوئی بھی ایسا دیرپا منصوبہ اور لائحہ عمل مرتب نہیں کیا کہ جس کی وجہ سے عوام کو درپیش مسائل کے حل میں مدد حاصل ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ عوامی مسائل روز افزوں بڑھتے گئے اور بالآخر اِس کا نتیجہ آج یہ نکلا ہے کہ عوام میں اِس حکومت سے متعلق مایوسی بڑھ چکی ہے اور آج ملک کا ہر فرد یہ دعا کرتا نظر آتا ہے کہ اِس حکومت کے حکمرانوں کو خدا پریشان حال انسانوں کا مسیحا بنا دے یا اِن حکمرانوں سے خدا جان چھڑا دے اور کوئی ایسا حکمران اِس ملک پر قابض کردے کہ جو اِس ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کی بیکسی اور لاچارگی کے لئے مسیحا ثابت ہو۔

بہرحال یہ تو اَب ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو جھٹلانا کسی کے بھی دائرہ اختیار میں نہیں رہا کہ یہ حکومت جو آج عوام پر جمہوریت کے نام پر ایک دودھاری تلوار کے مافق جھول رہی ہے اِس حکومت نے سوائے اپنے متعلق سوچنے اور

اپنی کرسی مضبوط کرنے کے اور کچھ نہیں کیا اِس کا اندازہ اہلِ دانش اور دور اندیشوں کو بہت پہلے اور جلد ہوگیا تھا کہ یہ حکومت سوائے عوام کو سبز باغات دکھانے اور دل گداز وعدے کرنے کے اور کچھ نہیں کرسکے گی۔

کیوں کہ اِس کی ایک وجہ تو صاف طور پر اِس حکومت کے اقتدار میں آتے ہی اول روز سے محسوس کی جانے لگی تھی کہ یہ حکومت اگر یوں ہی خود کو عوامی مسائل کے فوری حل سے بچاتی رہی اور اپنی چاپلوسی اور سیاسی مہارت سے عوام کو اِن کے مسائل حل کرنے کے بارے میں رلاتی رہی اور لولی پاپ دے کر خود کو کنی کٹا کر نکالتی رہی تو کوئی شک نہیں کہ یہ حکومت عوام میں اپنی مقبولیت کا گراف گراتے گراتے اِسے اتنا نیچے لے جائے گی کہ عوام اِس حکومت کے خلاف اپنے بنیادی نوعیت کے مسائل حل نہ ہونے کی بنا پر خود ہی سڑکوں پر آکر اِس حکومت کے خاتمے کی تحریک شروع کردے گی اور یہ عوامی تحریک اِس قدر شدید ہوگی کہ حکومت کے اس کے سامنے قدم اُکھڑ جائیں اور حکومت ایک لمحہ بھی عوام کی اِن احتجاجی تحریکوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور یہ حکومت اپنی ایسے ہی ٹمک ٹویوں میں رہے گی کہ ہم نے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی ہے اور ہم جمہوریت کا پودا سینچ رہے ہیں اور ہم عوام کے مسائل سے ناواقف نہیں ہیں ہم نے عوام کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے......اور بس........ وغیرہ وغیرہ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اِس حکومت نے عوام کو اَب تک آٹا اور

چینی جیسے دیگر ضروریات زندگی پر تو ایک پائی کا بھی ریلیف نہیں دیا تو یہ حکومت اور بھلا کیا کر سکتی ہے۔؟

امریکا نے مذاکرات سے بات نہ مانی تو؟ کیا خوشامد کریں گے؟

ڈرون طیارے گرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں

وفاقی وزیر دفاعی پیداوار کا جراتمندانہ بیان، امریکی ردِ عمل کا انتظار..؟

یہ اور بات ہے کہ وفاقی وزیر دفاعی پیداوار سردار عبدالقیوم جتوئی اِس بیان کی جو اُنھوں نے گزشتہ دنوں ملتان ایئر پورٹ پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے دیا تھا اِس کی بعد میں خود تردید کردیں یا حکومت ہی اِن کے اِس بیان سے پھر جائے کہ وفاقی وزیر دفاعی پیداوار نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا تھا جو اِن کا بیان میڈیا نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے بات یہ نہیں تھی بلکہ یوں تھی.... وغیرہ وغیرہ اور پھر بعد میں ہمیشہ کی طرح وہ ہی ہو جو ہمارے یہاں ہوتا آیا ہے کہ منہ نکلی ہوئی اچھی بات بھی ہوا میں تحلیل ہوجانے کے بعد ٹائیں ٹائیں فش ہوئی اور آئی گئی ہو گئی۔

مگر میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی وزیر دفاعی پیداوار نے اِس بار جو کچھ بھی کہا ہے وہ بلکل درست ہے اور اُنھوں نے یہ کہہ کر ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کی دلی خواہش کی کھل کر ترجمانی کی ہے اِن کے اِس والہانہ اندازِ

گفتگو پر پوری پاکستانی قوم اِنہیں خراج تحسین پیش کرتی ہے اگرچہ یہ اور بات ہے کہ اِن کے اِس بیان کے بعد امریکا کی جانب سے جو بھی ردِ عمل سامنے آئے گا اِس سے بعد بھی نمٹ لیا جائے گا مگر اُس وقت جو کچھ بھی ہوگا اُس کی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو کوئی فکر نہیں کرنی چاہئے اور اپنا موٴقف یوں ہی امریکا پر واضح طور پر دو ٹوک انداز سے واضح کرتے رہنا چاہئے کہ اِس پر بھی گرمی چڑھے کہ پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عوام یہ کیا کرنے لگے ہیں کہ یہ اِب امریکا کو بھی آنکھیں دکھانے لگے ہیں تو وہیں سردار عبدالقیوم جتوئی کے اِس بیان سے پاکستانی قوم میں اَبھی اتنا یہ احساس ضرور پیدا ہوگیا ہے کہ اَب ہمارے حکمرانوں نے آہستہ آہستہ امریکی زیادتیوں اور اِس کے مرضی کے احکامات کے خلاف دبے دبے لفظوں ہی میں صحیح کچھ تو بولنا شروع کردیا ہے جو ملک اور قوم کے مفاد میں ایک اچھا اور مثبت عمل ہے۔

اور جس سے یہ اندازہ لگانا بھی کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ عوام کی طرح حکمران اور حکومت میں شامل وزراء اور مشیران بھی امریکی رویوں سے بدظن ہوچکے ہیں اور اَب یہ امریکا پر پھٹ پڑنے کو تیار بیٹھے ہیں کہ اَب امریکی اپنے مفادات کے حصول کے خاطر ہم (پاکستان) پر اپنی مرضی چلائیں یا امریکی ہماری ملکی بقاء اور سالمیت کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالیں تو ہم امریکیوں کے چھکے چھوڑا دیں گے۔

مگر یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکمرانوں میں اتنی جرات اور بہادری کے باوجود بھی یہ بیچارے اُس وقت بے بس اور مجبور ہو جاتے ہیں کہ جب ملک اور قوم سے متعلق کچھ مصالحتیں اِن کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتی ہیں اور یہ امریکیوں کے سامنے سب کہنے اور کر سکنے کی ہمت رکھنے کے باوجود بھی اپنا سر نیچے کئے اور یہ سب اچھی طرح سے جانتے ہوئے بھی کہ امریکی جو کہہ رہے ہیں وہ سب کا سب غلط ہے مگر پھر بھی ہمارے حکمران یہی کچھ کرتے ہیں جو امریکا اِن کو حکم دیتا ہے اور اِن سے جو کروانا چاہتا ہے۔ اور یہ بیچارے مصالحتوں کا شکار ہو کر من و عن وہی کچھ کرتے ہیں جیسا امریکا اِن سے اپنی مرضی کے مطابق سے کروانا چاہتا ہے۔

بہر کیف ! اِن ساری باتوں کے باوجود بھی یہ ایک انتہائی خوش آئند خبر ہے کہ جو پچھلے دنوں ملکی اخبارات اور ٹی وی چینلز کی زینت بنی رہی کہ ملتان ایئرپورٹ پر میڈیا سے اپنی جارحانہ انداز سے گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر دفاعی پیداوار سردار عبدالقیوم جتوئی نے کہا کہ دنیا یہ بات اچھی طرح سے جانتی اور مانتی ہے کہ پاکستان ایک مکمل طور پر خودمختار ملک ہے اور ہماری حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ہم امریکا سے تعلقات برقرار رکھنا تو چاہتے ہیں مگر ملکی خودمختاری پر کسی کے بیجا دباؤ میں آ کر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور

اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے امریکا کو یہ بھی باور کرایا کہ پاکستان کا دفاع ناقابلِ تسخیر ہے اور کوئی ملک خواہ وہ ہمارا کتنا ہی بڑا خیر خواہ کیوں نہ ہو وہ ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور اِس موقع پر نہ صرف عبدالقیوم جتوئی نے یہ کہا بلکہ امریکا کو متنبہ کرتے ہوئے پاکستانی قوم کو یہ خوش خبری بھی دی کہ پاکستان کے پاس ڈرون طیارے گرانے کی جدید ٹیکنالوجی موجود ہے اور ہم طیارے گرانے کی تجربات بھی کر چکے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا بڑے پر تپاک انداز سے یہ بھی کہنا تھا کہ امریکا نے سفارتی طریقے سے ڈرون حملے بند نہ کئے تو ہم اِنہیں گرائیں گے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس حقیقت کا بھی ادراک کرلیا کہ پاکستان نے ڈرون طیارے بنالئے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ پاکستان میں 7ایف تھنڈر کی تعداد جلد 2 درجن ہوجائے گی اِس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی خوش آئند امر ہے کہ پاکستان نے ڈرون طیارے بنا کر امریکی محتاجی ختم کردی ہے اور اَب پاکستان بھی ڈرون ٹیکنالوجی کے میدان میں امریکا کے برابر آ کھڑا ہوا ہے۔ جس سے ملکی دفاع اور مضبوط ہوگیا ہے۔

ایک ایسے موقع پر اور یہ بات ہے کہ جب امریکا کی جانب سے مسلسل دباؤ کے باعث ہمارے حکمران، سیاستدان اور عوام جس شدید ذہنی اور جسمانی کرب سے دوچار ہیں اِس صورتِ حال میں دفاعی امور کے وزیر مملکت سردار عبدالقیوم

جتوئی کا یہ بیان جہاں نہ صرف ملکی سیاسی اور معاشی نشیب و فراز کے حوالے سے ایک مثبت اور تعمیری تبدیلیاں رونما کرے گا تو وہیں امریکا کو بھی اِس جانب ضرور سوچنے پر مجبور کردے گا کہ پاکستان کو اَب شائد امریکا کی کسی امداد کی ضرورت نہیں اور نہ اَب امریکا پاکستان کو امداد اور ڈرون ٹیکنالوجی کا جھانسہ دے کر پاکستانیوں سے کوئی اپنی مرضی کا ایسا ویسا کام لے سکتا ہے جیسا وہ پہلے ماضی میں کبھی لیا کرتا تھا۔
اور اَب اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پاکستان کو امریکی امداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اَب پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عوام امریکیوں کی چالاکی اور اِن کی اَن عیاریوں سے اچھی طرح سے واقف آچکے ہیں جس سے امریکی پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو خوب بے وقوف بناکر اپنا کام نکالا کرتے تھے۔
میرا خیال ہے کہ اَب امریکیوں کو اِس بات کا بھی اچھی طرح سے احساس ہوجانا چاہئے کہ پاکستان کے وفاقی وزیر دفاعی پیداوار سردار عبدالقیوم جتوئی نے جب یہ کہہ دیا ہے کہ امریکا نے مذاکرات سے بات نہ مانی تو ہم کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ میرے مطابق امریکیوں کو اَب یہ بات بھی سمجھ آجانی چاہیئے کہ پاکستان امریکی جی حضوری میں انتہا کو پہنچ چکا ہے اور اَب پاکستان کے پاس امریکی

جی حضوری کی تمام حدیں ختم ہو چکی ہیں اور پاکستان وہ کچھ کر سکتا ہے جو امریکا کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔

اور یہاں میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ شائد پاکستان یا تو امریکا سے جاری اِن مذاکرات کے سلسلے کو یکدم سے روک دے گا.....اور یا پھر امریکا سے دوستی کے تمام رشتے ناطے ختم کرکے..... ایک بار پھر نئے سرے سے خوشامدیوں کی طرح سے خوشامد کے بھرپُور انداز سے مذاکرات کی شروعات کرے گا اور آئندہ امریکا سے خالصتاً خوشامد اور جی حضوری کی بنیادوں پر اپنی دوستی قائم کرے گا جو ہمارے حکمرانوں کی عادت میں شامل ہے۔ کیوں وفاقی وزیر دفاعی پیداوار نے یہ واضح طور پر امریکا سے کہہ دیا ہے کہ امریکا نے مذاکرات سے بات نہ مانی تو کچھ بھی کر سکتے ہیں " یعنی کہ شائد وہ بھی جس" کا میں نے ابھی اوپر کی سطور میں ذکر کیا ہے۔

امریکا اور یورپی ممالک کی افغان طالبان سے مذاکرات کی پیشکش

کیا طالبان سے مذاکرات امریکہ کی دوغلی پالیسی تو نہیں....؟

.....افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کے لئے پاکستان کی رٹ تھی

آج کے مختلف اخبارات کا انبار میری میز پر پڑا ہے اور غالباً ہر اخبار نے امریکہ کی افغانستان کے طالبان سے متعلق اِس خبر کو جس میں اِس بات کا بڑے وثوق کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے کہ امریکا طالبان کو سیاسی دھارے میں شامل کرنے کے حوالے سے لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے جس کا صرف ایک ہی ایجنڈا ہے کہ افغانستان کے طالبان کو صدر کرزئی کی حکومت کی حمایت پر آمادہ کیا جائے گا اور اِس کے لئے اِس کانفرنس میں امریکا اور اِس کے اتحادی ممالک 500 ملین ڈالر کے فنڈ کے قیام کا بھی اعلان کریں گے اور اِس کے ساتھ ہی اِس خبر میں اِس کا بھی ذکر موجود ہے کہ طالبان سے متعلق اپنی نوعیت کی اِس پہلی اور انوکھی لندن کانفرنس میں طالبان کے بڑے مخالف امریکا، پاکستان اور خود افغانستان سمیت دنیا کے 60 ممالک کے نمائندے خصوصی شرکت کریں گے۔ جبکہ اِس کانفرنس میں جو لندن میں منعقد ہوگی اِس میں پاکستان کے لئے امریکی صدر کے ایلچی رچرڈ ہالبروک کے مطابق امریکی وزیر

خارجہ ہیلری کلنٹن بھی اِس کانفرنس میں امریکہ کی نمائندگی کریں گے اور اِس کے علاوہ کانفرنس میں افغانستان میں تعینات سینئر ترین امریکی کمانڈر جنرل اسٹینلے میک کرسٹل بھی شرکت کریں گے

.

جبکہ اِس کانفرنس کی اِس کے علاوہ جو ایک اور خاص بات ہوگی وہ یہ ہے کہ اِس کانفرنس کے تمام شرکاء باہمی اتفاق رائے سے اِس بات پر بھی زور دیں گے کہ افغانستان میں سیکورٹی، گورننس، ترقی اور بین الاقوامی سویلین تعاون کو بھی مربوط بنانے کے لئے امریکی صاف و شفاف منصوبے پر بھی برملا تبادلہ خیال کریں گے۔
اور جب یہ کانفرنس منعقد ہوئی تو یہاں اِن سب سے زیادہ جو ایک اہم اور ساری دنیاکے لئے چونکا دینے والا قابلِ توجہ نکتہ رہا وہ یہ تھا کہ اِس کانفرنس میں امریکا، پاکستان اور خود افغانستان سمیت دنیاکے 60 ممالک جن میں امریکہ کے اہم اتحادیوں خاص طور پر برطانیہ، جرمنی اور کینیڈا بھی شامل ہیں اِن سب نے بھی اِس بات پر باہم متحد اور متفق ہو کر افغانستان میں استحکام کے لئے ترجیحی بنیادوں پر افغان حکومت اور طالبان کے درمیان مفاہمت کے لئے بات چیت کے عمل کو جاری کرنے کی حمایت کرتے ہوئے اپنا یہ واضح مؤقف اپنایا کہ طالبان کے ساتھ قوت کے بیدریغ استعمال سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا

ہے اور الٹا قوت کے گھمنڈ میں مبتلا امریکا جیسے طاقتور ملک اور اِس کے اتحادیوں کو افغانستان کے طالبان سے ٹکر لے کر اپنی ناکامی کا ہی سامنہ کرنا پڑ رہا ہے۔
اور اِس کے ساتھ ہی اِس کانفرنس میں شامل امریکا سمیت اِس کے اہم اتحادیوں کا چھپے چھپے انداز میں یہ بھی کہنا تھا کہ اور اگر طالبان سے فوری طور پر مذاکرات کی راہ نہ نکالی گئی تو کوئی بعید القیاس نہیں کہ طالبان سے ٹکر لینے والے اور اِن کے ساتھ اپنا سر کھپانے والوں کو افغانستان میں اپنی ایسی عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑے کہ اِن کی آئندہ نسلیں بھی پھر ایسی غلطی نہ دہرائیں جیسی ہم سب ایک امریکا کے کہنے پر اِس کے اتحادی بن کر چکے ہیں۔ لہٰذا غنیمت اِسی میں ہے کہ ہم سب کو افغانستان میں اپنی غلطی اور سُبکی افغان طالبان سے پُرامن مذاکرات سے ہی چھپانی ہوگی اِس کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ امریکا اور اِس کے اتحادی افغانستان میں اپنی غلطی کا خمیازہ افغان طالبان سے پُرامن مذاکرات کرکے بھگتائیں اور افغانستان سے امریکا سمیت اپنی اپنی افواج کی جانیں بچا کر نکل جانے ہی میں اپنی اپنی عافیت جانیں۔
اَب جبکہ ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جان چکی ہے کہ امریکا اور اِس کے

اتحادیوں کا امریکا میں 11 ستمبر 2001 کو پیش آنے والے واقعات کے بعد افغانستان پر 7 اکتوبر 2001 کو پاکستان کے وقت کے مطابق رات 10 بجکر 15 منٹ اور 36 سیکنڈ پر امریکا نے اپنے بحری بیڑے سے جنگی طیاروں کے ذریعے افغانستان پر نائن الیون کے دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر حملے کرکے اِن کے ساتھ جو جنگی شروع کی تھی اِس جنگ میں آج تک امریکا کو ایک پائی کا بھی فائدہ نہیں ہو سکا ہے اور نہ اُسے اور اِس کے اتحادیوں کو اسامہ بن لادن جیسے وہ دہشت گردی ہی افغانستان سے اَب تک مل پائے ہیں جن کی تلاش میں امریکا اپنے اتحادیوں کے ساتھ گزشتہ کئی سالوں سے افغانستان میں خیمہ زن ہے اور افغانستان اور پاکستان کے سرحدی علاقوں کے طالبانوں سے جنگ میں مصروفِ عمل ہے۔

اِس سارے حالات اور واقعات کے بعد اپنی پسپائی کا منہ دیکھتا امریکا اَب خود طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتا ہے اور یوں خود امریکا کی جانب سے افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات کا عمل شروع کرنے کو ساری دنیا اِس سے تعبیر کررہی ہے کہ بالآخر حق باطل پر غلبہ پاتا ہے اور سچ کا ہمیشہ بول بالا اور جھوٹے کا منہ کالا ہوتا ہے اور آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا کا افغانستان میں حقیقی معنوں میں ایسا منہ کالا ہوگیا ہے کہ اِس کی ساری قوت کا گھمنڈ بھی چکنا چور ہو کر رہ گیا ہے۔

کہ جس جھوٹ کے بدولت امریکا نائن الیون کے واقعات میں افغان طالبان پر الزام لگا کر وہ افغانستان کو فتح کرنے اور نائن الیون کے دہشت گردوں کو پکڑنے کے لئے افغانستان میں گھسا تھا اور آج امریکا کی جانب سے افغان طالبان کو مذاکرات کی پیشکش کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ" سچائی میں بڑی طاقت ہے اور وہ اپنا آپ دِکھا کر ہی رہتی ہے"اور یہ حقیقت ہے کہ سچائی خود ایک بہت بڑی قوت ہے جو بالآخر غالب آ کر ہی رہتی ہے۔ اور آج دنیا نے یہ خود دیکھ لیا کہ امریکا جس جھوٹ کے سہارے افغانستان میں اپنے قدم جمانے کے لئے آیا تھا آج اُسی جھوٹ نے اِسے طالبان جو ایک ایٹمی قوت سے بھی کہیں زیادہ بڑی قوت ہیں جو اِن کے ایمان کی قوت ہے اور جو اپنی ایمانی قوت سے لبریز ہیں اُنہوں نے حق پر قائم رہ کر امریکا اور اُس جیسے اِس کے باطل اتحادیوں کو بھی ایک ایسی اخلاقی شکست دے دی ہے کہ آج امریکا اور اِس کے اتحادی طالبان کی حقیقت کو مانتے ہوئے خود اِنہیں افغان حکومت میں شامل ہونے کی کھلی دعوت دے رہے ہیں۔

جب کہ یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ جس کا اظہار حکومت پاکستان متعدد بار امریکا اور اِس کے اتحادیوں سے واضح اور کھلے طور پر کر چکی تھی کہ طالبان خواہ افغانستان کے ہوں یا پاکستان کے اِن کے خلاف قوت کا بیدریغ استعمال بے

معنی سا ہے اِن (طالبان) کی قوت اور حقیقت کو تسلیم کیا جائے اور اِنہیں مذاکرات کے ذریعے قومی اور سیاسی دھارے میں شامل کیا جائے۔ تو اِس کے مثبت اور سود مند نتائج سامنے آنے کے سو فیصد امکانات ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ امریکا نے اُس وقت تو پاکستان کی یہ بات نہیں مانی مگر آج جب اِس نے پاکستان کی اِس بات پر عمل کیا ہے تو اِس میں بھی پاکستان کو اتنا ہی کریڈٹ جاتا ہے کہ جتنا کسی اور کو جائے گا۔

اگرچہ یہ اور بات ہے کہ امریکا نے اپنے یہاں نائن الیون کو پیش آنے والے واقعات کے بعد اِس کا سارا الزام اور ملبہ افغان طالبان کے سر دے مارا تھا اور اِس کے بعد سے ہی اِس نے اِن سے تنہا نمٹنے کے بجائے اپنے قریبی یورپی ممالک کو بھی اِن کے یہاں طالبان کی جانب سے آئندہ ہونے والی اِس قسم کی دہشت گردی سے ایسا ڈرایا اور دھمکایا کہ وہ اِس کے ساتھ ہو گئے اور اِس طرح امریکا جب اِنہیں باآسانی پٹانے اور بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا تو اِس نے پاکستان جیسے اپنے اُن روایتی قرض خوروں کو بھی طالبان کے خلاف اپنی جنگ شامل کر لیا جو اِس کے ہر اشارے پر آج بھی امریکا سے کہیں زیادہ فعل انداز سے اِس امریکی جنگ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور اِس طرح پاکستان سمیت امریکی اتحادی اپنا حق کچھ بھی یوں ادا کر رہے ہیں کہ اِن ہی ممالک نے امریکی زبان میں طالبان کو دہشت گرد کہہ کر اتنا مرا ہے کہ دنیا اِس بات کی

شاہد ہے کہ آج بھی امریکا پاکستان کے سرحدی علاقوں میں اپنے ڈرون حملے کرکے روزانہ 20 سے 25 نہتے اور معصوم انسانوں کو موت کی وادی میں دھکیل رہا ہے اور اتنے ہی لوگوں کو روزانہ زخمی بھی کررہا ہے۔

جبکہ اِس سارے صورتِ حال کے بعد مجھ سمیت ہر اُس شخص کی یہ تمنا ہے کہ جو دنیا میں دائمی امن اور سکون اور بھائی چارے کا متلاشی ہے کہ لندن میں افغان طالبان سے متعلق ہونے والی کانفرنس کے مثبت اور تعمیری نتائج سامنے آئیں اور امریکا جس سے متعلق آج بھی یہ خیال کیا جارہا ہے کہ کہیں اِس کانفرنس کے بعد بھی اِس کی دوغلی پالیسی نہ ہو کہ امریکا ایک طرف تو افغان طالبان کو قومی اور سیاسی دھارے میں شامل کرنا چاہ رہا ہے تو دوسری طرف پاکستان کو طالبان سے نمٹنے کے لئے اپنے نمائندوں کے ذریعے یہ پیغامات نہ پہنچائے کہ پاکستان طالبان کے خلاف اپنی کاروائیاں تیز سے تیز تر کردے طالبان کو مارتا رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس طرح تو اِس لندن کانفرنس کا ہونا بے مقصد ہو کر رہ جائے گا۔

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے واقعات اور رینجرز کے اختیارات

عمران خان کی ایک ضد مڈٹرم انتخابات کرائے جائیں۔ ۔ ۔؟ یہ کس کا ایجنڈا ہے۔ ۔ ۔ ؟
حکومت کو مہلت دی گئی تو کیا واقعی ملک نہیں بچے گا۔ ۔ ۔ ۔؟نہیں نہیں ایسے کیسے۔ ۔ ۔ ۔؟
میرا شہر کراچی انسانی خون سے رنگین ہے جگہ جگہ اِنسانی خون کی بو پھیلی ہوئی ہے اور آج انسان تو انسان اِس شہر کے جانور بھی گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے خوفزدہ ہیں اور شہر میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے شہر کے گلی کوچوں بازاروں اور سڑکوں پر انسان نما درندوں کا راج ہے جو معصوم انسانوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں جنہیں انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جو انسانوں کو یوں موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔اِن کے لئے تو انسان کو مارنا آسان ہو مگر جنھیں انسانیت کا احترام ہو اُن کے نزدیک تو اِن کی جانیں بھی اتنی ہی قیمتی اور اہم ہیں جو آج انسان ہوتے ہوئے اپنے جیسے انسانوں کو مار رہے ہیں۔
میرے آج کے کالم کا موضوع ہی کراچی کے حالات اور یہاں پیش آنے والے واقعات

ہیں مگر اِس حوالے سے مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اپنے شہر میں ہونے والے اُن انسانیت سوز واقعات کا بار بار ذکر کرکے اپنے پڑھنے والوں کو مزید غمزدہ اور پریشان کر دوں جس کی وجہ سے یہ پہلے ہی پریشان ہیں اور میرے شہر کا ہر فرد ذہنی اور جسمانی کرب میں مبتلا ہے بلکہ اِس کی وجہ سے میرے وطن عزیز کا ہر شخص پریشان ہے کہ کراچی میں ایسی کیا وجوہات ہیں کہ آئے روز کراچی میں درندے اپنی ناپاک کاروائیوں سے قیمتی انسانی جانوں کو موت کے منہ میں دھکیل جاتے ہیں اور معصوم اِنسان اِن درندوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر کراچی کی سڑکوں پر اپنی ایڑیاں رگڑتے ہوئے اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں تو اِس کیفیت میں اپنے آج کے کالم کی ابتداء ملک کے سب سے بڑے صنعتی اور تجارتی مرکزی شہر کراچی کی زمین کو ایک بار پھر گزشتہ پانچ دنوں کے دوران 45 معصوم انسانی جانوں جن میں خواتین، بچے، اور جوان شامل ہیں اِن کے مقدس خون سے رنگے گئے افسوس ناک واقعات سے کرنا چاہوں گا کہ جس پر آج اہل کراچی سمیت ہر محبِ وطن پاکستانی افسردہ ہے اور اِس پریشانی میں مبتلا نظر آرہا ہے کہ اِس شہر کی گلی، کوچوں، بازاروں اور سڑکوں پر آج موت اور شیطانیت کا جو عریاں رقص جاری ہے اِس کے پیچھے کونسا ایسا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے کہ جس کی کاروائیوں کے بعد نہتے انسانی لاشے تو زمین پر پڑے نظر آتے ہیں مگر اِن لاشوں کے قاتل نہیں ملتے جس کا پتہ ہماری سیکورٹی فورسز بھی نہیں لگا پا رہی ہیں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہیں لگا پا رہی

ہے ؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔

فی الحال یہ کہ سیکورٹی پر مامور فورسز شہر کراچی میں پیدا ہونے والی لاء اینڈ آرڈر کی خراب ہوتی ہوئی صورتِ حال کو بھی کنٹرول نہیں کر پا رہی ہیں اور کراچی کی زمین پر انسانوں کا خون پانی کی طرح سے بہہ رہا ہے جس سے آج اِس شہر میں بسنے والا ہر شخص خوفزدہ اور ڈرا سہا ہے اور اِس شہر کے بیشتر علاقوں میں معاملات زندگی بھی بری طرح سے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔

جبکہ کراچی کی موجودہ سنگین صورتِ حال کے حوالے سے یہ ایک اُمید افزا خبر ہے کہ وفاقی دار لحکومت اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں وفاقی اور صوبائی سندھ کی) حکومتوں نے رینجرز کو کراچی ایسٹ اور ویسٹ کے 26 تھانوں (علاوہ لیاری تھانے) کے ایک خاص قسم کے اختیارات دے دیئے ہیں جس کے تحت پاکستان رینجرز اِن تھانوں کی حدود میں پولیس کے ساتھ مل کر کرائم پیشہ افراد کے خلاف بھرپور طریقے سے کاروائی کرے گی۔ اور اِس کے ساتھ ہی رینجرز کی اِس کاروائی سے یہ اُمید کی جارہی ہے کہ پاکستان رینجرز کو دیئے گئے خصوصی اختیارات کے بعد شہر میں امن و امان کی صورتِ حال میں بہتری آئے گی اور شہر میں امن و سکون قائم ہو جائے گا۔

جبکہ یہاں میرے خیال سے یہ ٹھیک ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے کراچی کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کے حوالے سے جو کیا وہ فی الحال تو درست ہے مگر میں یہاں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ حکومت کا رینجرز کو یہ خصوصی اختیارات دینے کا عمل قابل تحسین بھی ضرور ہے مگر پاکستان رینجرز کو اِس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یقینی بنانی ہوگی کہ اِس کے اِن اختیارات سے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی اور ناانصافی بھی نہ ہونے پائے کہ اِس سے کسی کو جانبداری کا احساس ہو اور پھر کوئی ایسا بھونچال شہر میں جنم لے لے کہ جس سے کراچی کے حالات کو سنبھالنا نہ صرف مشکل ہی نہیں بلکہ نہ ممکن بھی ہوجائے اور کسی بھی جانب سے عوامی حلقے اور سیاسی قیادتوں میں احساس محرومی اور ناانصافی کا یہ عنصر پیدا ہوجائے رینجرز نے اپنے اختیارات کا بیدریغ استعمال کرتے ہوئے صرف اِسے ہی نشانہ بنایا ہے تواِس صورتِ حال سے بچنے کے لئے بھی پاکستان رینجرز کو اپنے اختیارات کے اندھا دھند استعمال سے احتیاط برتنی ہوگی۔

بہرکیف ! اَب میں آتا ہوں اپنے آج کے اپنے دوسرے موضوع کی طرف کہ آج مجھے یہ خود معلوم نہیں ہوپارہاہے کہ "ملک میں مڈٹرم انتخابات کرائے جانے والا " تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان کے اِس بیان میں مجھے اتنی اٹریکشن (کشش) کیوں محسوس ہورہی ہے حالانکہ اِس سے قبل مجھے اِن کے ایسے کسی بھی بیان جو اُنہوں نے موجودہ حکومت کی کارکردگی کے باعث ملک میں مڈٹرم انتخابات کرائے جانے سے متعلق دیا ہواِس میں کوئی خاص دلچسپی رہی تھی اور

نہ کبھی میں نے اِن کا ایسا کوئی بیان دلجمعی سے پڑھا اور سُنا تھا کیوں کہ میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ عمران خان کسی کے اشارے اور کسی کے خاص ایجنڈے پر چل رہے ہیں جو اچھی بھلی اِس جمہوری حکومت کو اِس طرح کے اپنے بیانات سے پریشان کرتے رہتے ہیں مگر مجھے معلوم نہیں کیوں اِن کا یہ بیان اچھا لگا جب گزشتہ دنوں میں نے ملک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان کا یہ بیان پڑھا جو کراچی میں ہونے والی اِن کی پریس کانفرس کے حوالے سے تھا اور جس میں اُنھوں نے حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت کو 5 سالہ مدت پوری کرنے کی مہلت دی گئی تو کوئی شک نہیں کہ پاکستان نہیں بچے گا اور اِس کے علاوہ اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ موجودہ حکومت کے غلط اقدامات اور ناقص اور ناکام پالیسیوں کی وجہ سے ملک کو مشکلات میں دھکیل دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی کہہ ڈالا کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں صدر کو فوجداری و سول مقدمات میں استثنٰی حاصل نہیں اِن کا کہنا تھا کہ صدر پاکستان اپنی اصلاح کرکے احتسابی عمل کا آغاز کریں اور اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کریں اور عمران خان نے خاص طور پر اِس کا بھی ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ آئندہ بجٹ میں عوام کے لئے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ 16 سو ارب میں سے 14 سو ارب دفاع اور قرضوں کی ادائیگی میں خرچ کئے جائیں تو صرف 2 سو ارب روپے سے ملک کیسے چل سکتا ہے اور اُنھوں

نے اپنی اِسی پریس کانفرنس میں اِس بات کا بھی والہانہ انداز سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو ملک کی بربادی کی جانب ایک قدم قرار دیا اور حکومت سے انتہائی جذباتی ہوتے ہوئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو واپس لینے کا مطالبہ بھی کیا۔ یوں عمران خان کے اِس بیان میں مجھے اِس لئے کشش پیدا ہوئی اور اِس لئے بھی اِن کا یہ بیان مجھے اچھا لگا کہ درحقیقت میں بھی آج حکومتی رویوں اور عوام کے لئے ریلیف دینے کے کچھ نہ کئے گئے اقدامات سے مایوس ہوگیا ہوں۔ کیونکہ آج مہنگائی کی عفریت نے میرے بھی ہاتھ تنگ کر دیئے ہیں اور میں بھی مہنگائی سے تنگ آگیا ہوں اِس لئے آج میں بھی عمران خان کے اِس بیان ملک میں مڈٹرم انتخابات جلد ہونے چاہئیں پر آمین کہے بغیر نہ رہ سکا۔

اور اِس کے ساتھ ہی اتنی جذباتی باتوں کے بعد میں اپنے قارئین کو یہ بتاتا چلوں کہ جی ہاں یہ وہی عمران خان ہیں جن کی کپتانی میں کبھی پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے ورلڈ کپ جیتا تھا اور اُس وقت ساری دنیا میں عمران خان کی عمدہ کپتانی اور پورے ورلڈ کپ کے دوران ٹیم کی بہترین پرفارمنس کی وجہ سے پاکستان کی کرکٹ ٹیم کا غلغلہ ہوگیا تھا اور اپنی کپتانی میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم کو ورلڈ کپ جیتانے والے اِس عظیم کپتان عمران خان نے اِس کے کچھ ہی عرصہ بعد اپنے عین عروج پر پاکستان کی کرکٹ سے ریٹائرڈمنٹ کا اعلان

کر دیا تھا اور پھر اِس کے فوری بعد عمران خان نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک انصاف پاکستان کی بنیاد رکھ کر کیا اور تب سے آج تک یہ اپنی جماعت تحریک انصاف پاکستان کے اکلوتے سربراہ اور چیئرمین بھی ہیں تو وہیں یہ ہمارے ملک کے اُبھرتے ہوئے ایک نڈر اور بیباک اور جذباتی نوجوان سیاستدان کے روپ میں بھی سامنے آئے ہیں۔

گو کہ یہ اور بات ہے کہ اِن کی جماعت 18 فروری 2008 کو ملک میں ہونے والے عام انتخابات میں کوئی ایک سیٹ تو نہ لے سکی۔ مگر پھر بھی اِن کی جماعت پارلیمنٹ سے باہر رہ کر بھی ملکی سیاست میں زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ اپنا ایک فعال کردار ادا کر رہی ہے اور ایسا ہی کچھ کر رہی ہے جو کسی ایک نشست پر بھی کامیابی حاصل نہ کرنے والی کسی بھی سیاسی جماعت کو ملک میں اگلے ہونے والے انتخابات تک اپنا ہوم ورک کرتے رہنا چاہئے جیسے عمران خان کی قیادت میں اِن کی جماعت تحریک انصاف پاکستان اور اِن کے کارکنان گزشتہ انتخابات میں ایک بھی سیٹ حاصل نہ کرکے یکسوئی سے کر رہے ہیں جس سے ایک طرف ملکی سیاست پر کسی حد تک مثبت اثرت پڑ رہے ہیں تو دوسری طرف عوامی سطح پر اِن کی جماعت کا گراف بھی بڑھ رہا ہے۔ جو ایک اچھا عمل ہے۔

بہر کیف ! یں یہاں اپنے پڑھنے والوں کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ عمران خان کو

گزشتہ انتخابات میں کوئی ایک بھی سیٹ کیوں نہ ملی تو عرض ہے کہ اُن دنوں عمران خان نے اپنے پتھر سے بھی کہیں زیادہ سخت اُن بنیادی اور بے لچک اصولوں اور ضابطوں کی پاداش میں خود کو جکڑ کر خود کو ایک خول میں قید کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اُنہوں نے ملک میں ہونے والے اُن انتخابات کا بائیکاٹ کردیا تھا تو یوں اِن انتخابات کے بائیکاٹ کی وجہ سے اِن کی جماعت تحریک انصاف پاکستان کو کوئی ایک سیٹ بھی نہ مل سکی تھی۔

جبکہ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کے علاوہ اور کوئی ایسی خاصی بات نہیں تھی کہ اگر یہ اپنے غیر لچکدارانہ اصولوں کی وجہ سے گزشتہ انتخابات کا بائیکاٹ نہ کرتے تو اِن کی جماعت تحریک انصاف پاکستان کراچی کے علاوہ ملک بھر سے کم از کم ایک سے زائد قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی مجموعی طور پر دس تک بھی نشستیں حاصل کر سکتی تھی اور پھر یوں اِن کی جماعت بھی ملک کے موجودہ قومی دھارے میں شامل ہو کر جیسے تیسے انداز سے اپنا کردار ادا کرتی جیسا موجودہ مومی اسمبلیاں انجام دے رہی ہیں۔

مگر فی الحال میں یہاں اس بحث میں جانے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کر رہا ہوں کہ میں اُن وجوہات کو دہراو¾ کہ جن کی وجہ سے تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان نے اُس وقت ملک میں منعقد ہونے والے انتخابات کا بائیکاٹ

کیوں کیا تھا....؟بس اِن سطور میں، میں اپنے قارئین کی یادھانی کرانے کے لئے صرف اتنا ہی بار بار تحریر دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں کہ عمران خان نے بس اپنے غیر لچکدارانہ اصولوں اور ضابطوں کے احصار میں خود کو رکھ کر گزشتہ انتخابات کا بائیکاٹ کردیا تھا۔اِس وجہ سے اِنہیں اور اِن کی جماعت کو18فروی 2008 کے انتخابات کے بعد وجود میں آنے والی موجودہ ڈمی، ربڑ اسٹیمپ اور مومی اسمبلیوں میں جانے کا موقع تو نہ مل سکا مگراِن کی جماعت آج بھی کسی جیتی ہوئی پارٹی کی طرح عوامی مسائل پر اسمبلیوں باہر رہ کر بھی اپنا کردار ادا کررہی ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے اَب میری سمجھ میں یہ بات آنے لگی ہے کہ عمران خان کی سیاسی دوراندیشی ہی تھی کہ جس کی وجہ وہ 18فروری2008کے انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی موجودہ اسمبلیوں کی کیفیت کا اندازہ بہت پہلے ہی کرچکے تھے کہ آئندہ اِن اسمبلیوں کا مستقبل کیا ہوگا اور یہ اسمبلیاں ملکی اور عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے اِس طرح کسی گونگے بہرے کا کردار ادا کرتے ہوئے ملک اور عوام کو درپیش اندورنی اور بیرونی سنگین مسائل سے چپ سادے پڑی رہیں گی جیسے آج کل پڑی ہیں۔ اور عوام کے لئے یہ اسمبلیاں کچھ نہیں کرپائیں گی سوائے اِن اسمبلیوں اور ایوانوں سے عوام کے لئے مہنگائی جیسے حکم نامے جاری ہوتے رہیں گے اور بس ....

تو پھر کیا واقعی اِس حکومت کو اگر 5 سالہ مدت پوری مل گئی تو کیا ملک نہیں بچے گا......؟ نہیں..... نہیں عمران خان ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ حکومت اَب اتنی بھی ظالم نہیں کہ عوام کے لئے کچھ اچھا اور بہتر بھی نہ کرکے جائے اور یہ حکومت اپنی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی چلی جائے.... کچھ بھی ہے یہ ایک جمہوری حکومت ہے اِس کی ہم سب کو ضرورت ہے... ہم سب کو اَب بھی اِس کی مدت پوری ہونے کی دعائیں کرنی چاہئیں اور اِس سے اچھے کی اُمید ضرور رکھنی چاہئے۔

امریکا کی ہٹ دھرمی معصوم ڈاکٹر عافیہ کو مجرم قرار دیدیا

پاکستان میں امریکی قیدیوں پر تشدد پر امریکا کی تشویش کیوں... ؟
کیا دنیا میں صرف امریکی شہریوں کی ہی جانیں اہم ہیں....؟اور کوئی انسان اہم نہیں....؟

باالآخر امریکا میں اپنی بے گناہی کے باوجود کافی عرصے سے قید پاکستان کی معصوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے جنوری سے چلائے جانے والے کیس کا فیصلہ آ ہی گیا اور ایسا ہی فیصلہ سامنے آیا جس کا خدشہ بڑے دنوں سے پاکستان میں شدت کے ساتھ ظاہر کیا جارہا تھا اور ساری پاکستانی قوم کو اِس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ ظالم اور جھوٹی امریکی عدالت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو جھوٹے الزام میں فٹ کرنے کا پہلے ہی ارادہ کرچکی ہے اور وہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بے گناہی ثابت ہونے کے باوجود بھی اِن کو مجرم قرار دے دیگی اور امریکیوں نے ایسا ہی کیا جو پوری پاکستانی قوم امریکیوں سے متعلق پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ امریکی پاکستان کی معصوم اور بے گناہ بیٹی کو نہیں چھوڑیں گے اور وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی بے گناہ اور معصوم ہے اُنھوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے مگر پھر بھی ظالم امریکی ساری

دنیا میں ہونے والی اپنی سُبکی کو چھپانے کے لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو اپنی عدالت سے ضرور سزا دلوائیں گے۔

اور گزشتہ دنوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف عام امریکی شہریوں پر مشتمل 12 ارکان کی ایک جیوری نے امریکی عدالت میں چلائے جانے والے مقدمہ میں متفقہ فیصلہ سُناتے ہوئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکیوں کو قتل کرنے کی کوشش میں مجرم قرار دیدیا اور اِن بارہ عام امریکی شہریوں پر مشتمل ایک جیوری نے امریکی عدالت میں ایسا کر دکھایا کہ جس سے امریکی عدالت اور امریکیوں کی ہٹ دھرمی کھل کر ساری دنیا کے سامنے آ گئی ہے کہ امریکی عدالت میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے یوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف آنے والے فیصلے سے پوری پاکستانی قوم افسردہ ہو گئی ہے اور اِس میں امریکا کے خلاف شدید نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔اِس آگ کو اَب ٹھنڈا کرنا کسی کے بھی بس میں نہیں ہے کہ کوئی پاکستانی عوام میں امریکا کے خلاف پیدا ہونے والے اِن جذبات کو قابو کرسکے جو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے خلاف امریکی عدالت کے فیصلے کے برعکس پیدا ہوئے ہیں۔

اگرچہ یہ اور بات ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف اِس مختصر فیصلے کے بعد ابھی تفصیلی فیصلہ آنے کا انتظار ہے اور اِس کے بعد ایک اُمید یہ بھی ہے کہ

اِن کی رہائی کے لئے ایک بار پھر اپیل دائر کی جائے گی جس سے اِن کی رہائی ممکن ہو سکے گی مگر پھر بھی امریکی جیوری کی عدالت میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی فوری رہائی کے لئے جو فیصلہ آیا اِس سے یہ بات تو اچھی طرح سے واضح ہو گئی ہے کہ امریکی عدالتوں کی خود غرضی یہ ہے کہ یہ امریکی عدالتیں امریکا سمیت ساری دنیا میں محض امریکی مفادات کے لئے کام کرتی ہیں اِنہیں اِنصاف سے کوئی غرض نہیں اِن عدالتوں کو تو صرف امریکی مفادات ہی عزیز ہیں اور کچھ نہیں .... اِس بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج امریکا سمیت جہاں کہیں بھی امریکی عدالتیں قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں اِن امریکی عدالتوں کا وجود انسانی حقوق کے لئے شدید خطرہ ہے جو بے گناہوں پر فرد جرم عائد کرکے کھولی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔ یہاں میرا خیال یہ بھی ہے کہ ساری دنیا میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف امریکی عدالت سے آنے والے اِس فیصلہ کے خلاف شدید احتجاج کیا جائے اور ساری دنیا میں امریکی مفادات کے لئے کام کرنے والی اِن امریکی عدالتوں کو فوری طور پر بند کرنے اور ختم کرنے کا مطالبہ کیا جائے تاکہ اِن امریکی مفادات کے لئے کام کرنے والی امریکی عدالتوں سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی بہت سی بے گناہ اور معصوم انسانی جان کو آئندہ بچایا جاسکے اِس طرح اِن امریکی عدالتوں کے خاتمے سے جہاں بالخصوص سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہنے سے بھی بچ سکے گا تو وہیں ہزاروں بے گناہ معصوم انسانی کو ذہنی کرب اور اذیت سے بھی نجات مل جائے گی۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ امریکی فیڈرل کورٹ کی جیوری جو عام 12 امریکی شہریوں پر مشتمل تھی اِس نے استغاثہ کی جانب سے جرم ثابت کرنے میں ناکامی کے باوجود بھی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکی فوجی پر فائرنگ سمیت 7 الزامات میں مجرم قرار دے دیا ہے یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اِس جیوری نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر استغاثہ جرم ثابت کرنے میں ناکام ہو گئی ہے پھر بھی دنیا بھر میں انصاف کا ڈھنڈورا پیٹنے والی امریکی عدالت میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مقدمہ سننے والی امریکی عدالتی جیوری نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر تمام الزامات ثابت ہو گئے ہیں اور اِن کو مجرم قرار دیا جاتا ہے جس کے مطابق اِس فیصلے کی سزا جو 6 مئی کو سنائی جائے اِس میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 60 سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے۔
اِس کے بعد پاکستان کی اِس بہادر اور غیور بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے امریکی عدالت سے اپنے خلاف اسرائیل سے آنے والے اِس مختصر فیصلے کو بڑے تحمل سے سننے کے بعد اپنے ردِ عمل کا اظہار کچھ اِس طرح کرتے ہوئے کہا کہ میں امریکی عدالتی نظام کو نہیں مانتی یہ ناانصافی پر مبنی نظام ہے کیوں میں جانتی ہوں کہ میرے خلاف یہ فیصلہ اسرائیل سے آیا ہے جبکہ اِدھر امریکی عدالت کے اِس جانبدارانہ اور خود غرضی پر مبنی فیصلہ آ جانے کے بعد پاکستان میں

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے گھر پر صف ماتم بچھ گئی اور یہاں پاکستان میں موجود اِن کی والدہ نے کہا کہ اگر ڈاکٹر عافیہ صدیقی مجرم ہوتی تو سب سے پہلے میں اُسے سزا دیتی اُنھوں نے کہا کہ میری بیٹی بے قصور ہے اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ اَب امریکا کا زوال شروع ہوگیا ہے اور اَب ہم اپنی اور اِس قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے بھیک نہیں مانگیں گے جس کے بعد اِن کے گھر میں جمع لوگوں کی بڑی تعداد نے امریکا کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ جبکہ یہاں پاکستان میں موجود پاکستانیوں کی ایک بڑی اکثریت کا یہ بھی خیال ہے کہ امریکیوں سے جھولیاں بھر بھر کر ڈالرز بٹورنے والی پاکستانی حکومت کی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے غیر سنجیدہ کوششوں سے بھی ڈاکٹر عافیہ کو رہائی نہیں مل سکی ہے اور ایسا ہی کچھ خیال سینیٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے داخلہ کے چیئرمین طلحہ محمود نے بھی ظاہر کیا ہے کہ پاکستانی سفیر حسین حقانی نے سنجیدگی سے اپنا کردار ادا نہیں کیا اِس لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف فیصلہ پاکستان کی خارجہ پالیسی درست نہ ہونے کے باعث آیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا بھی یہی کہنا ہے کہ کیس کی تمام گواہیاں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حق میں ہونے کے باوجود متنازع فیصلہ سنایا گیا ہے جس سے امریکی جیوری نے اپنے یہاں انصاف کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔اِس ساری صورتِ حال کے بعد اَب یہ بات عیاں ہوچکی ہے کہ امریکیوں نے اپنے یہاں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حق میں آنے والی تمام گواہیوں کے برعکس ایک متنازع فیصلہ سنا کر خود ہی امریکا کی

بدنامی کا سامان اپنے ہاتھوں سے پیدا کرلیا ہے اور اَب اِس فیصلے کے بعد امریکی کس منہ سے ساری دنیا میں انصاف کا ڈھنڈورا پیٹں گے اور خود کو انصاف کا چیمپئین ظاہر کریں گے۔اور اِس سے ساتھ ہی ایک خبر یہ بھی ہے کہ اپنے یہاں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف فیصلہ سنانے والے امریکا کے محکمہ خارجہ کے ترجمان نے حکومت پاکستان سے یہ کہا ہے کہ ہم پاکستان میں زیر حراست اپنے پانچ (دہشت گردی کی نیت سے پاکستان میں گھسنے والے) شہریوں پر مبینہ تشدد کے معاملے پر رپورٹس کا جائزہ لے رہے ہیں اور اِس امریکی کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم پاکستان میں زیر حراست اپنے اِن پانچ دہشت گرد امریکی شہریوں کا معاملہ اسلام آباد میں اُٹھائیں گے کیوں کہ امریکا پاکستان سمیت دنیا کے کسی بھی حصے میں اپنے شہریوں پر ہونے والے تشدد اور بدسلوکی کی ہر رپورٹ کو سنجیدگی سے لیتا ہے اور ہم اپنے شہریوں پر مبینہ تشدد کے الزامات کے معاملے پر کسی بھی صورت میں اپنی امداد پر پلنے والے اور ہم سے اربوں ڈالرز قرض لے کر چلنے والے پاکستان جیسے ملک بات کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

اَب میرا خیال یہ ہے کہ اِس خبر کے بعد یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا کہ امریکا دنیا بھر میں اپنے شہریوں کا احترام کس طرح سے کرواتا ہے کہ دنیا کا کوئی دوسرا ملک امریکیوں کو اپنے یہاں جرم ثابت ہونے پر بھی اپنے قانون کے مطابق امریکی شہریوں کو نہ تو قید میں رکھ سکتا ہے اور نہ اِن پر فرد

جرم ثابت ہونے پر اِن کو اپنے قانون کے مطابق سزا بھی نہیں دے سکتا یہ امریکا کی بدمعاشی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ کہ جب پانچ امریکی پاکستان میں دہشت گردی اور بم دھماکوں کی نیت سے میں داخل ہوں اور جب یہ رنگے ہاتھوں پاکستانی پولیس کے ہاتھوں پکڑے جائیں تو امریکا اِن کی بے گناہی ثابت کرے اور اِنہیں قید میں رکھنے پر بھی ڈوگٹ کی طرح چیختا پھرے کہ میرے شہریوں کے ساتھ پاکستان میں ظلم ہو رہا ہے حالانکہ وہ امریکی شہری ہونے کے ساتھ ساتھ دہشت گرد بھی ہیں ایسے ہی خطرناک دہشت گرد جن کے خلاف امریکا پاکستان کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ کر رہا جب ایسے ہی دہشت گردوں کو پاکستان نے اپنی زمین پر پکڑا ہے تو امریکا انہیں بے قصور تصور کر رہا ہے جب کہ یہ پکے تربیت یافتہ دہشت گرد ہیں جو باقاعدہ ایک دہشت گردی کی منصوبہ بندی کے تحت پاکستان میں داخل ہوئے تھے اور اِن سے وہ تمام خطرناک اشیا بھی برآمد ہوئی تھی جو دہشت گردی کے لئے استعمال کی لازمی جز تصور کی جاتی ہیں۔ اِنہیں تو امریکا بے گناہ منوانے اور ثابت کے لئے لاکھ جتن کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان کی معصوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے کچھ بھی نہیں کیا ہے تو امریکا نے اپنی عدالت سے اِن کے خلاف اپنی مرضی کا فیصلہ دلوا کر اِن کی رہائی رکوائی دی ہے اور اِس کے بعد اَب یہ بات حکومت پاکستان اور ساری پاکستانی قوم کے بچے بچے کو سوچنا چاہئے کہ امریکا نے پاکستان سے دوستی محض اپنی خود غرضی اور مفادات کے لئے قائم کر رکھی ہے اِس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حکمران امریکی

خود غرضی اور مفادات کے لئے کام کرنے کے بجائے اِس سے دوستی ختم کرکے اور
پیروں پر خود کھڑا ہونے کی کوشش کریں۔ ختم شد

موت اور زخموں سے چُور روتا بلکتا اور سسکتا کراچی

کراچی میں 45 دنوں میں 5 بم دھماکوں سے 68 افراد شہید اور 200 زخمی ...
کیا دہشت گرد عناصر اپنی مذموم کاروائیوں سے خود کو پھانسی کے پھندے سے بچا پائیں گے....؟
کراچی میں 5 فروری کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہلم کے موقع پر دو گھنٹے کے دوران ہونے والے یکے بعد دیگرے دو بم دھماکوں کے نتیجے میں 28 افراد کی شہادت اور 100 سے زائد کے زخمی ہونے کے واقعات پر کراچی سمیت پورا پاکستان شدید غم سے نڈھال ہے ابھی عاشور کے روز ہونے والے بم دھماکوں کے نتیجے میں ہونے والی شہادتوں سے پاکستان کی عوام سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ گزشتہ جمعے کے روز پہلا دھماکہ نرسری اسٹاف کے قریب شارع قائدین فلائی اوور پر عزاداروں کی اُس بس پر ہوا جب یہ عزادار نواسہء رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہلم کے مرکزی جلوس میں شرکت کرنے کے لئے ملیر سعود آباد سے ایک کنٹریکٹ کی بس نمبر P-0081 میں سوار ہو کر جا رہے تھے۔ اور جیسے ہی بس میں سوار 65 سے 70 نواسہء رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانوں اور جانثاروں کا یہ کارواں 3 بجکر 02 منٹ پر نرسری بس اسٹاپ کے

قریب شارع قائدین فلائی اوور پر پہنچا تو خبروں کے مطابق عین سڑک کے کنارے کھڑی موٹر سائیکل میں 20 کلو کا نصف بم زور دار دھماکے سے پھٹ گیا جس سے متعلق یہ کہا جارہا ہے کہ یہ دھماکہ اِس قدر شدید تھا کہ اِس کی آواز کئی میل دور سُنی گئی اور جس سے بس مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی اور اِس کے پھٹتے ہی یہاں جائے وقوعہ پر قیامت صغریٰ برپا ہو گئی تھی جس سے ہر طرف معصوم انسانی جانیں بکھری پڑیں تھیں اور زخمیوں کی آہ و فغاں سے زمین تھرا رہی تھی اور آسمان رو رہا تھا اور یوں اِس پہلے بم دھماکے کے نتیجے میں بس میں سوار 12 عزادار شہید اور ایک اندازے کے مطابق درجنوں شدید اور جزوی زخمی ہو گئے تھے جنہیں جناح اسپتال لے جایا گیا اَبھی اِس پہلے بم دھماکوں کے زخمیوں اور شہداء کو جناح اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں طبّی امداد دی جارہی تھی کہ وہاں زخمیوں اور شہداء کے لواحقین سمیت زخمیوں کو خون دینے والوں کی آمد جاری ہی تھی کہ پہلے بم دھماکے کے ٹھیک 2 گھنٹے بعد ہی 4 بجکر 53 منٹ پر جناح اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کے سامنے غریب نواز ہوٹل کے قریب پارکنگ زون میں 5995 بھی ایک زوردار دھماکے سے اڑ گئی جس کے KBE- کھڑی موٹرسائیکل نمبر نتیجے میں انسانی خون اور اعضا چاروں جانب دور دور تک بکھر گئے تھے اور امرجنسی وارڈ میں زخمیوں کی آہیں بلند تھیں اور اِس طرح اِس دوسرے بم دھماکے کے نتیجے میں جناح اسپتال میں امدادی سرگرمیوں میں مصروف کارکن اور شہداء وزخمیوں کے لواحقین میں سے 15 افراد شہید اور 50 سے زائد زخمی ہو گئے

جن میں یہاں موجود میڈیا پرسنز بھی شامل ہیں جبکہ جناح اسپتال میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں میں ایم کیو ایم کے وہ افراد بھی شامل تھے جو اپنی جماعت کے قائد الطاف حسین کی اپیل پر زخمیوں کو خون کا عطیہ دینے اور زخمیوں کی مدد کرنے کے لئے جناح اسپتال پہنچے تھے وہ بھی اِس دھماکے کی نظر ہو گئے۔

اِس دھماکے میں ایم کیو ایم کے شدید زخمی ہونے والے یو سی ناظم محمد خلیل اور لائنز ایریا سیکٹر کے دو کارکنان غلام مرتضیٰ اور جمیل احمد بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے اِس طرح ایک خبر یہ بھی ہے کہ جناح اسپتال میں ہونے والے بم دھماکے میں دس کلو گرام کا دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا تھا جبکہ اِس دھماکے کے نتیجے میں ایم کیو ایم کے شہید ہونے والے کارکنوں کی تعداد 8 بتائی جاتی ہے۔ جبکہ اِن دونوں بم دھماکوں کے شہداء کی نماز جنازہ آر سی ڈی گراؤنڈ ملیر اور ایم کیو ایم کے مرکزی جناح گراؤنڈ پر ادا کر دی گئی ہے۔

جبکہ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ دہشت گردوں نے اپنی دوسری بم دھماکے کی کاروائی جو جناح اسپتال میں دوسرے بم دھماکے کی صورت میں کی تھی اِس دھماکے میں مسیحی خاندان کے 5 افراد جن میں منظور، اہلیہ روزی، بیٹی کرل، رشتہ دار پروین اور 12 سالہ زمن بھی شامل ہیں وہ بھی آنجہانی ہو گئے جبکہ ایک 8 سالہ

بچی رومیکا اِن سطور کے تحریر کرنے تک بھی لاپتہ بتائی جاتی ہے۔ اِسی طرح یہ بھی ایک انتہائی افسوس ناک خبر ہے کہ اَبھی جناح اسپتال میں پہلے اور دوسرے بم دھماکے کے زخمیوں کو طبّی امداد دی جارہی تھی کہ جناح اسپتال کے ہی ایک وارڈ میں ایک ایسا مانیٹر رکھا ہوا ملا جس میں 20 سے 25 کلو گرام کا دھماکہ خیز مواد سے بھرا بم نصف تھا جبکہ یہاں انتہائی تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ جناح اسپتال میں ہونے والے بم دھماکے کے بعد بم ڈسپوزل اسکواڈ کے عملے اور رینجرز نے بھی اپنی اپنی چیکنگ کرکے جناح اسپتال کو ہر قسم کے بم سے کلیئر قرار دے دیا تھا۔

جبکہ اِس نقطے پر یہاں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بم ڈسپوزل اسکواڈ کے عملے اور رینجرز کی کارگزاری کے بعد کیا بموں اور دھماکہ خیز مواد کو سونگھ کر بتانے والے کُتے بھی اِس مانیٹر میں نصب بم کا پتہ نہیں لاسکے....؟ جس میں 20 سے 25 کلو گرام کا دھماکہ خیز مواد موجود تھا اور اگر یہ بھاری بھرکم بم بھی پھٹ جاتا تو اندازہ کیجئے کہ جناح اسپتال میں کتنی انسانی جانی لقمہ اجل بن جاتیں اور اِس کے پھٹنے سے جناح اسپتال کی جو تباہی ہوتی اِس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا تھا کہ یہ بم کتنا تباہ کن ثابت ہوتا اِس کا تصور کرکے بھی رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کیا یہ ہمارے سیکورٹی اداروں کی نااہلی نہیں....؟ کہ اِنہوں نے سامنے پڑے اِس مانیٹر نما بم کو نظر انداز

کرکے جناح اسپتال میں ایک نئی تباہی کا سامان پیدا کردیا تھا اور اُن ناکارہ کتوں کی کارکردگی بھی اِس بم کا پتہ لگانے میں صفر رہی جو روزدہ تازہ اور مہنگاترین گوشت تو کھاتے ہیں مگر اپنی کارکردگی کا مظاہر ایسی نہیں کرسکے جس کے لئے اِنہیں خصوصی طور پر ہر قسم کی آسائش اور آرام مہیا کیا جاتا ہے اور اِسی کی تربیت دی جاتی ہے وہ بھی اِس مانیٹر نما بم کو سونگھنے کے باوجود بغیر بھونکے اور ناک منہ چڑھائے اِس کے سامنے سے یوں گزر گئے کہ جیسے اِس بم میں انسانوں کے لئے موت کا سامان نہیں بلکہ آب حیات رکھا تھا۔

بہرحال ! اَب کچھ بھی ہے مگر میں اور مجھ سمیت اور بہت سے یہ بات پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری حکومت ملک میں سیکورٹی مقاصد کے لئے آئے روز اخبارات اور سرکاری اور نجی ٹی وی چینلز پر بڑے بڑے دعوے تو بہت سے کرتی ہے کہ ہم نے ملک میں سیکورٹی کے لئے یہ کرلیا......؟ تو وہ کرلیا..... ؟مگر دراصل یہ کچھ نہیں کرتی ورتی سوائے بیانات دینے کے اگر واقعی ہماری اِس حکومت اور اِسے پہلے والی حکومتوں نے بم ڈسپوزل اسکواڈ کے عملے اور سیکورٹی فورسز کو بم کا پتہ لگانے والے جدید آلات مہیا کئے ہوتے تو شائد بم کا پتہ لگانے والے یہ تمام لوگ جناح اسپتال میں مانیٹر نما بم کا فوری پتہ لگا لیتے اور اپنی چیکنگ کے بعد بھی جناح اسپتال کو کلیئر قرار نہیں دیتے ۔

یہاں حکومت اور عوام کو یہ بات اچھی طرح سے مان لینی چاہیئے کہ حکومت نے سوائے سیکورٹی فورسز کے تنخواہوں اور اِن کی مراعات میں اضافہ کرنے کے اِنہیں جدید ترین آلات سے آراستہ نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے بعض دفع ہونے والے خودکش اور پلانٹڈ بموں کے دھماکوں سے عام شہریوں کے ساتھ ساتھ اِن کی سیکورٹی پر معمور فورسز کے اہلکار بھی نشانہ بنتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ جب حکومت سیکورٹی فورسز کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کرے تو پہلے اِن بیچاروں کی جانوں کی حفاظت کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر ایسے اقدامات کرے کہ جن سے دورانِ فرائض اِن کی بھی زندگیاں ہر طرح کے خطرات سے محفوظ رہیں۔ اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ دہشت گردوں نے کراچی کو اپنی مذموم کاروائیوں کا مرکز بنالیا ہے اور یہ اپنی انہیں کاروائیوں سے کراچی شہر کا امن وسکون اور اِس کی معیشت کو تباہ و برباد کرکے پورے پاکستان کو مفلوج کرنے کا اپنا ناپاک منصوبہ بناچکے ہیں اور آج اِن کی اِن ہی گھناؤنی کاروائیوں سے کراچی گزشتہ 45 دنوں کے دوران یعنی 26 دسمبر 8 محرم، 27 دسمبر 9 محرم اور 28 دسمبر 2009 یومِ عاشور سے لے کر 5 فروری 2010 یومِ چہلم شہداء کربلا تک ہونے والے 5 بم دھماکوں سے 68 افراد شہید اور ایک اندازے کے مطابق اِن خودکش اور پلانٹڈ بم دھماکوں

سے 200 سے زائد افراد زخمی ہوچکے ہیں۔

جبکہ دہشت گردوں کی کراچی میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کی کاروائیاں اور اِن کاروائیوں میں ہونے والے ہلاکتیں اِس کے علاوہ ہیں اگر اِن ٹارگٹ کلنگ کو بھی بم دھماکوں کی ہلاکتوں میں شامل کرلیا جائے تو اِن کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے۔ اور یوں اگر یہ بھی دیکھا جائے تو اِن دھماکوں کے بعد ہونے والے عوامی ردِ عمل کے باعث کراچی میں ایم اے جناح روڈ پر واقع ملک کی بڑی ہول سیل کی مارکیٹوں کی تباہی اور کراچی میں تسلسل کے ساتھ ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کے واقعات پر بھی عوامی ردِ عمل کے نتیجے میں نجی اور سرکاری املاک کو پہنچنے والا اربوں روپوں کا نقصان اِس کے علاوہ ہے۔

اگرچہ دہشت گردوں کی اِن ناپاک کاروائیوں سے کراچی کی گلی کوچوں بازاروں اور سڑکوں پر آج بھی آگ و خون اور موت کا ننگا رقص جاری ہے اور دہشت گردوں کے دہشت گردی کے اِس کھیل میں اِن دنوں روشنیوں کا شہر کراچی اپنے پیاروں کی موت اور زخموں سے چُور چُور ہو کر بلکتا اور سسکتا دکھائی دیتا ہے۔ جو ہر محب وطن پاکستانی کے لئے اِس کے کلیجے پر چھری چلانے کے مترادف ہے۔اور

آج شہر کراچی جس کرب سے دوچار ہے اِس کا ازالہ حکومت اور مقامی انتظامیہ کی جانب سے شہید اور زخمی ہونے والوں کے لئے 5 = 5 لاکھ روپے معاوضے کے اعلان سے نہیں کیا جاسکتا۔

بلکہ اِس موقع پر میں یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق نہ تو کراچی اور پاکستان کی کسی بھی سیاسی جماعت سے ہے اور نہ کسی مذہبی گروہ سے پھر بھی میں ایک محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے یہ کہوں گا کہ اگر حکومت واقعی شہر کراچی میں حقیقی معنوں میں امن وامان برقرار رکھنا چاہتی ہے تو اُسے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے اُن خدشات اور تحفظات کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا جو وہ (الطاف حسین) گزشتہ دو سالوں سے حکومت کو کراچی میں طالبانائزیشن کے خطرے سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ طالبان کی کمین گاہوں کی نشاندہی کرتے رہے ہیں کہ خودکش حملہ آور کراچی کے کن کن علاقوں میں پناہ لیتے ہیں۔

اگرچہ اِن کی اِس آگاہی اور خدشات روشنی میں دیکھا جائے تو شہر میں گزشتہ 45 دونوں کے دوران ہونے والے 5 بم دھماکوں نے یہ واضح کردیا ہے کہ اِس کے پیچھے یہ عناصر کارفرما ہیں جو اپنے علاقوں کو چھوڑ کر کراچی میں آ چھپے ہیں وہ ہی کراچی سے لیکر پشاور تک اپنی دہشت گردی سے معصوم انسانوں کے خون

کے پیاسے بنے ہوئے ہیں اور اَب حکومت پر لازم ہے کہ اِن پاکستان دشمن عناصر کا کراچی سمیت پورے ملک سے قلع قمع کرے کیونکہ اِس کے بغیر نہ صرف کراچی بلکہ پورے ملک کو بھی امن وسکون کا گہوارہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

بھارت پاکستان سے مذاکرات پر مجبور ہوا..؟یا کیا گیا ہے

بھارت مذاکرات کرے تو کرے مگر الزام تراشیاں مت کرے

اچھی بات ہے بھارت آج پاکستان سے مذاکرات کی بات کر رہا ہے....

بھارت کو خطے میں امن کے لئے پاکستان کی اہمیت تسلیم کرنی ہوگی......؟

یہ پوری پاکستانی قوم کے لئے ایک انتہائی حوصلہ افزا امر ہے کہ وفاقی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے اپنا سینہ ٹھونک کر اِس عزم اور ہمت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ پوری پاکستانی قوم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ بھارت سے ہونے والے مذاکرات میں جھکیں گے اور نہ کوئی ہمارا آسانی سے بھاؤ لگا سکے گا اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ قوم ہم پر پورا اعتماد رکھے کہ ہم بھارت کی جانب سے شروع کئے جانے والے مذاکرات میں مسلہ کشمیر اور پانی سمیت تمام حل طلب مسائل کا کیس پوری ایمانداری سے لڑیں گے کہ جسے قوم اور ساری دنیا بھی دیکھے گی کہ ہم نے مذاکرات کے ذریعے دونوں ممالک کو درپیش بہت سے صدیوں کے مسائل کیسے حل کر لئے ہیں مگر اُنہوں نے اِس کے ساتھ ہی انتہائی افسوس کے ساتھ اِس کا بھی اظہار کیا ہے کہ بھارت میں ایک خاص طبقے کی جانب سے مسلسل منفی بیان بازی کی وجہ سے مذاکرات کے عمل کو نقصان

پہنچنے کا خدشہ ہے۔

میرے نزدیک اگرچہ ایک بڑے عرصے بعد خود بھارت کا پاکستان سے کشمیر سمیت دونوں ممالک کے اور بہت سے تصفیہ طلب مسائل کے حل کے لئے یوں اچانک غیر مشروط مذاکرات شروع کرنے کی دعوت دینے کی خواہ کوئی بھی وجہ ہو مگر میرے خیال سے بھارت کو بھی اوروں کی طرح یہ احساس ضرور ہوگیا ہے کہ خطے میں امن کے قیام کے لئے پاکستان کی ایٹمی قوت اِسے بھی ہر صورت میں تسلیم کرنی ہوگی اِس کے بغیر اِس کے پاس کوئی اور چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ تنہا خطے میں امن کا خواب دیکھتا رہے اور امن قائم ہوجائے کیوں کہ بھارت کو یہ بات بھی مان لینی چاہئے کہ پاکستان بھی اِسی خطے کا ایک ایٹمی ملک ہے جس خطے میں بھارت آباد ہے اور اِس کے ساتھ ہی بھارت کو اِس کا بھی احساس ہونا چاہئے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار بھارت سے کئی گنا زیادہ مؤثر اور پاورفل ہیں یوں اِس بنا پر پاکستان کے بغیر اِس خطے میں بھارت اکیلے امن قائم نہیں کرسکتا جب تک اِس امن پروگرام بھی پاکستان شامل ہو کر اپنا کلیدی کردار ادا نہ کرے سو اِس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بھارت کی جانب سے پاکستان کی اہمیت کو تسلیم کئے جانے کے بعد جنوبی ایشیا میں امن کے پائیدار قیام کے عمل کے لئے بھارت کا خود سے پاکستان سے مذاکرات شروع کرنے کا یہ عمل بہت اچھا ہوگا اور اَب دونوں ممالک کو اِس اچھے عمل کو شروع کرنے میں ذرا بھی ہچر مچر سے کام

لیتے ہوئے کوئی دیر نہیں کرنی چاہئے اور ماضی کی تلخیوں کو بھلاتے ہوئے ایک نئے جذبے اور لگن کے ساتھ اِس پیس عمل کو فوری طور پر پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے تئیں تمام تر کوششیں تیز کردینی چاہئیں۔

اگرچہ یہ بات کسی حد سو فیصد ضرور ثابت ہو سکتی ہے کہ بھارت کو اِس کا بھی شدت کے ساتھ احساس ہوگیا ہے کہ جب امریکا جیسی سُپر طاقت افغانستان کے طالبان کو مذاکرات کی دعوت دے سکتی ہے اور اِس کے لئے لندن اور استنبول میں کانفرنسیں بھی کی گئی ہیں تو پھر بھارت اپنے پڑوسی ملک پاکستان کے ساتھ خالصتاً جذبہ خیر سگالی کے تحت اپنے اچھے تعلقات ماضی کی تمام غلطیوں کو بالائے طاق رکھ کر کیوں نہیں استوار کرسکتا۔

جبکہ بھارت کی جانب سے پاکستان سے مذاکرات کی پیشکش کو امریکا سمیت اور دیگر ممالک بھی جنوبی ایشیا میں امن کے لئے مفید قرار دے رہے ہیں اور وہ اِس بات کا بھی برملا اظہار کررہے ہیں کہ بھارت کی جانب سے پاکستان سے روابط کی بحالی سے متعلق جو تجاویز پاکستان کو موصول ہوئی ہیں بھارت اِن میں مزید لچک کا مظاہر کرے اور اِس میں مزید کچھ ایسے نکات اور تجاویز کا بھی اضافہ کرے کہ جن پر پاکستان کو مذاکرات شروع کرنے میں اپنے کسی قسم کے تحفظات کا اظہار نہ کرنا پڑے اور یہ مذاکرات کا عمل کسی مثبت نتیجے پر پہنچ

کر اختتام پذیر ہو۔اور خطے میں دائمی امن قائم ہو جس کے لئے بھارت کو اَب ہر صورت میں اپنا اہم کردار ادا کرنا پڑے گا۔

اور اگر بھارت نے اَب بھی اِس جانب پاکستان کے دو قدم آگے بڑھانے کے مقابلے میں اپنے دس قدم آگے نہ بڑھائے تو پھر یہ سمجھ لیا جائے کہ بھارت اپنی ہٹ دھرمی کے باعث پاکستان سے مذاکرات شروع ہی نہیں کرنا چاہتا اور وہ کسی کے دباؤ میں آئے بغیر جنوبی ایشیا میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے گھمنڈ میں مبتلا ہے اور اِسی وجہ سے وہ پاکستان سمیت دنیا کو اپنی جانب سے پاکستان کے ساتھ مذاکرات کا جھانسہ دے کر ہر بار نکل جاتا ہے۔

اگرچہ یہ ایک حوصلہ افزا امر ضرور ہے کہ وہ بھارت جو ممبئی سانحہ کے بعد اِس بات پر بضد تھا کہ اِس سارے واقع میں پاکستان ملوث ہے مگر گزشتہ ہی دنوں بھارتی وزیر داخلہ چدم برم نے اِس بات کا برملا اظہار اور اعتراف کرکے نہ صرف بھارتیوں اور پاکستانیوں کو ششدر کر دیا بلکہ اِن کے اِس اعترافی بیان نے ساری دنیا کو بھی حیران کردیا کہ جو ممبئی حملوں کے بعد سانحہ ممبئی میں پاکستان سے متعلق من گھڑت بھارتی پروپیگنڈوں سے یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ پاکستان ممبئی حملوں میں ملوث ہے حالانکہ اَب بھارتی وزیر داخلہ کے اِس اعتراف سے کہ سانحہ ممبئی میں پاکستان ملوث نہیں ہے بلکہ اِس سارے واقع

میں کوئی اور ملوث تھا جس کا نام ابو جندال ہے اور وہی ممبئی حملوں کا ماسٹر مائنڈ تھا اور اُس نے ہی سانحہ ممبئی میں اصل کردار ادا کیا تھا ہے۔

اَب اِس کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ بھارت نے محض پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے اور اِس کا وقار مجروح کرنے کے لئے ممبئی حملوں میں پاکستان کو ملوث کرنے کا ڈرامہ خود رچایا تھا حالانکہ اِس سارے بھارتی ڈرامے میں پاکستان کا حقیقی معنوں میں کوئی کردار نہیں تھا۔

جبکہ اُدھر اِس سارے مذاکراتی عمل کو شروع کرنے سے پہلے ہی بھارتی بنیے حکمران پلٹا کھا گئے ہیں اور واپس اُسی ڈگر پر چل نکلے ہیں جہاں سے اِن کی نفرت اور بغض کی شروعات ہوتی ہے اِس بھارتی روئے سے متعلق ایک خبر یہ ہے کہ بھارتی وزیر اعظم منموہن سنگھ نے نئی دہلی میں منعقدہ داخلی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان پر پرانے الزمات کو دہراتے ہوئے ایک بار پھر کہا ہے کہ ممبئی حملوں میں پاکستانی ریاستی عناصر ملوث ہیں اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ 2008اور2009 میں جموں کشمیر میں دہشت گردی کے واقعات کم ہوئے ہیں لیکن اِس سارے عرصے کے دوران دراندازی میں بھی اضافہ ہوا ہے سرحد پار سرگرم بھارت مخالف عناصر جموں و کشمیر میں دہشت گردی کررہے ہیں جبکہ اِسی اجلاس میں بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے یہ بھی کہا کہ بھارت کی بائیں بازو کی

انتہا پسند جماعتیں بھی ملک کی داخلی سلامتی کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ اِس پریشان کن بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کا یہ خطاب اِس طرف اشارہ کرتا ہے یہ پڑھنے والے خود اندازہ کرلیں کہ بھارتی حکمرانوں کی طبیعت میں کتنی بیزاری اور الجھاؤ ہے کہ یہ اپنے ایک ہی بیان میں کیسے کیسے پینترے بدلتے ہیں کہ دنیا اِن کی عیاری اور مکاری سے فوراً واقف ہوجاتی ہے۔

جب کہ یہ بھی کتنی تعجب کی بات ہے کہ بھارتی وزیر داخلہ پی چدم برم بھی ایک بار پھر اپنے اُس بیان سے پھرتے ہوئے نظر آئے جو اُنہوں نے گزشتہ دنوں دیا تھا کہ ممبئی حملوں میں پاکستان کا کوئی فرد ملوث نہیں تھا اور نہ پاکستان کا ممبئی حملوں میں کوئی کردار تھا بلکہ اِس سارے عمل میں ابو جندال نامی شخص ملوث تھا اور دوسری طرف نئی دہلی میں یہی بھارتی وزیر داخلہ پی چدم مبرم نے ایک بھارتی ٹی وی کو اپنے دیئے گئے انٹرویو میں یہ کہا کہ ممبئی حملوں کے حوالے سے پاکستان کا موَقف غلط ہے کہ اِس میں ریاستی عناصر ملوث نہیں اِن کا کہنا تھا کہ اگر پاکستان ذکی الرحمان لکھنوئی، حافظ سعید اور زرار شاہ کو بھارت کے حوالے کرے تو اِن کے خلاف کارروائی کریں گے۔

اِس منظر اور پس منظر میں، میں سمجھتا ہوں کہ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ اور وزیر داخلہ چدم برم کی جانب سے ممبئی حملوں کے بعد ماضی کی طرح

پاکستان پر لگائے گئے الزامات کے بعد ایک بار پھر پاکستان پر اِسی طرح لگائے جانے والے الزامات کی بوچھاڑ کرنے کا یہ مقصد ہے کہ بھارت، پاکستان کو مذاکرات کی پیشکش کرکے شائد پچھتا رہاہے اور وہ حسبِ روایت ٹامک ٹویوں سے کام چلا کر بچ نکلنے کی راہ نکال رہاہے جس کے لئے اِس نے پاکستان پر الزام تراشیوں کا نیا سلسلہ ایک بار پھر شروع کردیا

ہے۔

اور اِسی طرح اِدھر پاکستان کے وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے اِس بھارتی رویئے پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے بھارت سمیت ساری دنیاپر یہ واضح کیا ہے کہ کراچی میں دہشت گردی کے تینوں واقعات کی مشترکہ تحقیقات کی جارہی ہے اور اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ حملوں میں بیرونی ہاتھ کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا اور بھارت میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اِس کا الزام بھارت ترنت پاکستان پر عائد کردیتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ بھارت پاکستان پر الزام تراشی کا سلسلہ بند کرے۔

اور جبکہ اِس کے ساتھ ہی حکومتِ پاکستان کا یہ اُصولی مؤقف بھی سامنے آیا ہے کہ پاکستان نے ڈنکے کی چوٹ پر بھارت پر یہ واضح کردیا ہے کہ جامع مذاکراتی عمل کے بغیر پاکستان کا اپنے سیکر ٹیری خارجہ کو دہلی بھجنا کسی

بھی صورت میں ممکن نہیں ہے اور حکومت پاکستان کا یہ بھی کہنا درست ہے کہ بھارت نے اگر جامع مذاکراتی عمل میں سنجیدگی دکھائی تو تب ہی سیکریٹری خارجہ کو وہاں بھیجائے گا ورنہ پاکستان اپنے سیکرٹیری خارجہ کو ہرگز بھارت نہیں بھیجے گا۔

اِس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کا یہ اصولی اور دو ٹوک مؤقف ہر لحاظ سے درست ہے کہ جب تک بھارت جامع مذاکراتی عمل کو شروع کرنے میں سنجیدہ نہیں ہوجاتا اُس وقت تک پاکستان اپنے سیکریٹری خارجہ کو بھارت ہرگزمت بھیجے کیوں کہ بھارت نے یہ کیا مذاق بنا رکھا ہے کہ بھارت ہر بار جامع مذاکراتی عمل کے نام پر پاکستان کے سیکرٹیری خارجہ کو بھارت بلا کر مذاکرات شروع کئے بغیر واپس پاکستان بھیج دیتا ہے جس سے پاکستان کی تضحیک ہوتی ہے۔

اَب گوٹ پاکستان کے کورٹ میں ہے کہ وہ اپنے سیکرٹیری خارجہ کو اُس وقت تک بھارت نہ بھیجے جب تک بھارت اپنے ہاتھ جوڑ کر اور ناک رگڑ کر پاکستانی سیکرٹیری خارجہ کو بھارت آنے کی دعوت نہیں دیتا کیوں کہ دنیا بھی دیکھ لے کہ اَب مذاکرات کے لئے کتنا سنجیدہ ہے۔

بہر حال ! بھارت اور دنیا کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ پاکستان ایک مضبوط اور مستحکم ملک ہے اور یہ وہ ملک ہے جو تا قیامت قائم رہنے کے لئے بنایا گیا ہے اِس پر دنیاکے نشیب و فراز کا کوئی اثر نہیں کرے گا جب تک دنیا اور اِس ملک کو بنانے والا ربِ کائنات اللہ رب العزت نہ چاہے تو کوئی مائی کا لعل اِس ملکِ پاکستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

بس اَب بھارت پاکستان سے مذاکرات کے لئے سنجیدہ ہوجائے تو بات بنے ورنہ بھارت کی جانب سے یوں ہی بیجا الزام تراشیاں اگر کی جاتی رہیں تو پھر بھارت کو یہ بات اچھی طرح سے اپنے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ اِس کی اِس بے رخی، چالاکی اور بیجا پاکستان پر الزام تراشیوں سے زیادہ نقصان بھارتی حکمرانوں اور عوام کا ہی ہوگا کیوں کہ پاکستان سے جنگ کے جنون میں زیادہ مبتلا بھارتی حکمران اور عوام ہی ہیں جس کے لئے بھارت اوراِس کی عوام اپنے سالانہ بجٹ کی ایک کثیر رقم جنگی اسلحے کی خریدنے کے لئے مختص کرتے ہیں اور وہاں کی عوام اِس جنون کی وجہ سے غربت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور اگر یہی ہندو پاک مذاکرات کامیاب ہوجاتے ہیں تو وہ بھارتی پیسہ جو بھارت جنگی اسلحے کی خریداری کے لئے رکھتا ہے وہی رقم اپنی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا کرے گا۔ جس سے بھارت میں غربت کم ہوگی اور عوام میں خوشحالی آئے گی۔

امریکا کی تشویش کیوں.....؟

صدر کی امریکا سے التجا.....

امریکی محکمہ دفاع کا انکشاف.....

پاکستانی حکمران اور عوام امریکیوں کا اعتماد اور احترام حاصل کرنے کے لئے اِن کے سامنے اپنی گردنیں بھی کٹوادیں تو بھی اِن عیار اور مکار امریکیوں کو اِس پر بھی یہ شک غالب رہے گا کہ پاکستانیوں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے کہ جس کے لئے پاکستانیوں پر امریکا اعتماد کرسکے کہ پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عوام امریکا سے اپنی دوستی کا حق نبھانے میں کتنے مخلص ہیں جبکہ پاکستانیوں نے اِس کے لئے اپنی گردنیں بھی کٹوادی ہیں۔

اِس منظر اور پس منظر میں، میں یہ سمجھتا ہوں اور اِس امریکی روئے پر اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو اپنا یہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ اگر اِس کے باوجود بھی یہی امریکی دوستی ہے تو ایسی دوستی کو فوراً ختم کردیا جائے کہ ہم اپنی گردنیں بھی کٹوادیں تو پھر بھی امریکی ہماری دوستی پر شک کے پہاڑ ڈھاتے رہیں اور ہم اِس گمان میں رہیں کہ یہ کب تک ایسا کرتا رہے گا....؟آخر کار کبھی نہ کبھی تو یہ اپنے لئے دی گئیں ہماری قربانیوں کو قدر

.... اور احترام کی نگاہ سے ضرور دیکھے گا
مگر اِس کے ساتھ ہی میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ شائد ایسا کبھی بھی نہ ہو سکے کہ امریکا اِس بنا پر ہماری تعریف میں کوئی ایک لفظ بھی نکالے ....اور ہم اِس اُمید اور آس کو لئے اپنی اپنی قبروں میں جا سوئیں.... مگر پھر بھی امریکا ہماری قربانیوں کا ذکر اِس والہانہ انداز سے نہیں کرے گا ...... جس کے ہم حقدار ہیں اور اِس کے منہ سے اپنی تعریف سُننے کے لئے اپنا سب کچھ لٹا اور قربان کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں ......اور اِس سے امداد کے عوض اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی لوگوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور اِس بنا پر یہ ہمیں اپنا زر خرید غلام سمجھتا ہے اِس کے کہ دنیا کا یہ کلیہ ہے کہ وہ غلام ہی کیا....؟جو اپنے آقا کے لئے اپنی زندگی کی بازی بھی نہ ہار دے۔
جبکہ اِن حالات میں بھی مملکت خداداد پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے جمعرات کی رات ایوان صدر میں امریکا کے قومی سلامتی کے مشیر جنرل (ر) جیمز جونز سے گفتگو کرتے ہوئے انتہائی التجایہ انداز سے کہا کہ امریکی حمایت باہمی احترام اور اعتماد پر مبنی ہونی چاہئے اور اِس کے ساتھ ہی صدر نے جیمز جونز پر یہ بھی واضح کیا کہ پاکستان میں جمہوری اداروں کا استحکام ناگزیر ہے اور یہ اِس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ جب پاکستان کے لئے ایک منظم

اور بہتر انداز سے اقتصادی ترقی کا ایجنڈا آگے بڑھایا جائے اور اِس حوالے سے پاکستان کے لئے عالمی برادری کو ہر صورت میں کلیدی کردار ادا کرنا چاہئے اور سب سے پہلے خود امریکا کو چاہئے کہ وہ اتحادی سپورٹ فنڈز کے رُکے ہوئے 1.5 ارب ڈالر کے واجبات فوری طور پر ادا کرے۔اور بہت سے ایسے عزوانکساری کے جملے ہمارے صدر محترم نے ادا کئے کہ اِس موقع پر کوئی اور ہوتا یہاں میرا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلم ملک کا قومی سلامتی کا مشیر ہوتا تو ہمارے صدر کی اتنی ساری باتوں سے اِس کا دل پسیج جاتا اور وہ اتنا کچھ دے جاتا کہ سب حیران رہ جاتے مگر میرے نزدیک یہ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ ہمارے صدر کی اِس التجا پر امریکا کے قومی سلامتی کے مشیر جنرل (ر) جمیز جونز صرف اتنا کہہ کر کھسک گئے کہ ہاں ! یہ سب تو ٹھیک ہے مگر پھر بھی پہلے پاکستان کو امریکی اتحادی ہونے کے ناطے امریکا کی جاری دہشتگردی کے خلاف جنگ جتنی ہوگی.... اور اِس کے بعد ایک بار پھر پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عوام گردنیں امریکی مشیر کے اِس ٹکے سے جواب کے سامنے جھک گئیں اور اِس پر بھی ستم ظریفی یہ کہ اَبھی ہماری جھکی گردنیں دوبارہ تننے بھی نہ پائیں تھیں کہ واشنگٹن سے آنے والی اِس خبر نے ہماری اِن جھکی ہوئی گردنوں کو مزید جھکا دیا کہ جب امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے اپنے ایک انٹرویو میں یہ کہا کہ عراق، افغانستان اور ایران کے جوہری تنازع سے زیادہ ایٹمی ہتھیاروں کے حامل پاکستان کی صورتحال پریشان کن ہے اور پاکستان میں موجودہ جمہوریت مکمل طور

پر فعال نہیں ہے جس طرح کہ ہم سمجھتے ہیں جس پر مجھ سمیت پورے امریکا کو گہری تشویش ہے اور آج پاکستان کی پریشان کُن صورتِ حال پر امریکا بھی پریشان ہے کہ وہ پاکستان کی موجودہ صورتِ حال میں اپنی سیاسی، اقتصادی اور سماجی ذمہ داریاں کس طرح سے نبھائے کہ پاکستان کے حالات سُدھر جائیں اور پاکستان امریکی اتحادی ہونے کا اپنا حق ٹھیک طرح نبھاسکے۔ جب کہ امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے اپنی اِسی ٹی وی انٹرویو میں اِن خدشات کا بھی اظہار کیا کہ اگر القاعدہ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا تو خطرناک حملے ہو سکتے ہیں اِن کے اِس انٹرویو کے بعد ہمارے ملک کے حکمران طبقے اور سیاستدان میں یہ چہ مگوئیاں شروع ہوچکی ہیں کہ اَب امریکا پاکستان میں اور کونسی فعال جمہوری حکومت دیکھنا چاہتا ہے جو اِس مکمل طور پر فعال اور مستحکم جمہوری حکومت سے بھی مطمئین نہیں ہے اور اِس پر بھی وہ اپنی گہری تشویش کے پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ اِسے اور بھلا کون سی جمہوری حکومت چاہئے جو اِس کے معیار پر پورا اُترے...... یہ وہ سوالیہ نشان ہے جو اَب امریکی وفاداری کا کلمہ پڑھنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کے لئے شدید پریشانیوں میں اضافے سبب بنا ہوا ہے۔ اور اِس باوجود بھی میرا خیال یہ ہے کہ اَب بھی حکمران، سیاستدان اور عوام کا کچھ حصہ موجودہ جمہوری حکومت اور جمہوری اداروں سے مطمئین ہو مگر میں یہ

بھی سمجھتا ہوں کہ موجودہ جمہوری حکومت لاکھ اپنے منہ میاں مٹھو بنتی رہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اَب بھی ملک میں جمہوریت وہ جمہوریت نہیں ہے جو کسی زمانے میں پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری ادارے قائم تھے اوراِس کی مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ 12اکتوبر1999 کو سابق آمر (ر) جنرل پرویز مشرف نے جب اُس وقت نواز شریف کی لولی لنگڑی مگر ایک مثالی جمہوری حکومت پر شب خون مارا تواُس وقت کی یہ لولی لنگڑی حکومت بھی آج کی موجودہ جمہوری حکومت سے قدرے بہتر تھی کیوں کہ اِس حکومت میں جمہوریت کی وہ تمام خصوصیات پنہاں تھیں جو کسی بھی جمہوری حکومت میں ہونے چاہئے مگر پھر بھی امریکی آشیر باد حاصل کرنے والے آمر جنرل پرویز مشرف نے نواز شریف کی حکومت کو اپنے بوٹوں تلے ایسا روندا کہ جب سے اِس مملکت خداداد میں نواز شریف کی نہ سیاست ہی پنپ سکی ہے اور نہ اِن کی شخصیت ہی کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہوسکا ہے جو 12اکتوبر 1999سے پہلے حاصل تھا۔

اور پھر جب اِس کے بعد ہمارے ملک میں آمر مشرف کا سکہ چلا کرتا تھا تواِسی دوران امریکا میں نائن الیون کا وہ المناک سانحہ رونما ہوگیا کہ جس کے بعد امریکا نے اپنے زر خرید غلام پرویز مشرف کو بلیک میل کرکے پاکستان اور اسلام دشمنی میں ایسے ایسے کام کروائے کہ آج جن سے نہ صرف پاکستان بلکہ کہ دنیا کا بچہ بچہ بھی خوب واقف ہے۔ اور اَب اِسے آپ پاکستانی قوم کی بد

قسمتی کہیں کہ پرویز مشرف نے اپنی حکومت کو بچانے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ہر امریکی حکم کو اِس طرح سے منا اور پورا کیا کہ جیسے یہ کوئی الہامی حکم ہو اور اِس پر افسوس یہ کہ اِس نے نہ صرف خود کچھ اِس طرح سے عمل کیا بلکہ دوسروں سے بھی کروایا کہ اِس کا ازالہ پوری پاکستانی قوم آج تک بھگت رہی ہے۔

بہر کیف ! امریکا کا پاکستان کی اِس جمہوری حکومت سے پوری طرح مطمئین نہ ہونا موجودہ حکومت پر تنقید برائے تنقید کے مترادف تو ہو سکتا ہے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 1999 میں جب آمر مشرف نے نواز شریف کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا اُس وقت تو یہی امریکا نواز شریف کی اُس جمہوری حکومت کے قصیدے پڑھتے نہیں تھکتا تھا تو پھر بھی اِس نے اپنے مہرے پرویز مشرف کے ہاتھوں نواز شریف کی جمہوری حکومت کا ستیاناس کیوں کروایا تھا یہ وہ سوال ہے جس کا جواب آج نہ امریکا کے پاس ہے اور نہ خود مشرف ہی اِس کا درست جواب دے سکتے ہیں یہ تو اَب آئندہ آنے والے دن ہی بتا دیں گے کہ جب ملک کے سابق آمر جنرل (ر) پرویز مشرف سیاست میں آئیں گے اور عوامی اجتماعات میں لوگوں کے اِس سوال کا سامنا کریں گے تو قوم کو معلوم ہو جائے گا کہ مشرف ٹھیک تھے یا نواز شریف .....

بہر حال اُدھر ایک خبر جو یقیناً اہل پاکستان کے لئے بھی ضرور پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنے گی اور پاکستان میں ایک نئے سیاسی بحران کو بھی جنم دے گی وہ یہ ہے کہ امریکی محکمہ دفاع کے ایک سینئر عہدیدار نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر اِس کا انکشاف کیا ہے کہ امریکا پاکستان کے اندر مزید تربیتی مراکز قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے اور اِس امریکی عہدیدار نے اِس کو واضح کیا کہ یہ نئے تربیتی مراکز پہلے سے موجود دو تربیتی سینٹرز کی استعداد میں اضافہ کریں گے۔

میرے اور بہت سے پاکستانیوں کے خیال سے اِس امریکی محکمہ دفاع کے ایک سینئر عہدیدار جس نے اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اِس کے اِس انکشاف کے بعد پاکستان کے موجودہ سیاسی حالات میں کیا تغیرات رونما ہوتے ہیں اِس انداز قبل ازقت بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں اِس کے بعد امریکا کے خلاف کس قدر غصے کا لاوا ہمارے ایوانوں سمیت ہماری گلی کوچوں، بازاروں اور سڑکوں پر ریلیوں، جلسے اور جلوسوں کی صورت میں پھٹ کر بہتا ہوا نظر آئے گا۔

صدر زرداری جمہوریت کے لئے بڑا خطرہ ہیں.....؟ کیوں نواز شریف صاحب

13 فروری کے اقدامات 3 نومبر 2007 کے ایکشن ری پلے تھے

ایوانِ صدر سے ججز کی تقرری کے احکامات اور سپریم کورٹ سے اِس کی معطلی کے بعد ملک ایک بار پھر ایک ایسے بحران کی جانب تیزی سے بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے کہ جس کی وجہ سے عوام کو درپیش مسائل نظر انداز کر دیئے جائیں گے اور ہر طرف سے اپنی اپنی انا اور خود غرضی کی جنگ ملک کے طول وارض میں سڑکوں پر چھڑی رہے گی اور پھر وہی ہوگا جو اِس معاملے میں پہلے ہوچکا ہے اور رات کی تاریک میں ایک بار پھر حکومت کو عوامی ریلے کے سامنے گھٹنے ٹیک پڑیں گے اور اِس کے بعد پھر یہ بحث چھڑ جائے گی کی یہ معاملہ فلاں کی مداخلت سے طے ہوا ہے تو فلاں نے اِس کے حل میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ایسے بہت سے انکشافات سامنے آتے جائیں گے کہ جن کا پردہ کوئی نہیں اٹھاسکے گا اور قوم اِسی مخمصے میں رہے گی کہ صدر اور عدلیہ کے درمیان اِس جنگ کو کس نے ختم کروایا جیسے آج تک قوم پہلے والے معاملے کے حل کرنے والے شخص تک نہیں پہنچ پائی ہے کہ اِس سے پہلے والا ایسا ہی معاملہ کس نے راتوں رات حل کروا دیا تھا۔ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ عرصہ بعد جب ملک میں عدم استحکام پیدا

کرکے پھر یہی کچھ ہی کرنا ہے تو پھر حکومت نے ایک بار پھر اپنے ایسے غیر آئینی اقدام کرکے ملک کو اِس جنجال سے کیوں دوچار کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے صدر زرداری اور نواز شریف کی حمایت اور مخالفت میں احتجاجوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اور دونوں کے حامی اپنے مخالفین کے پتلے جلا جلا کر سڑکوں کو روشن کرکے اپنے کلیجوں میں لگی آگ کو ٹھنڈی کر رہے ہیں۔

بہر حال ! دیکھتے جایئے کہ آگے آگے اَب پھر کیا ہوتا ہے ویسے یہ ایک بات تو ہے کہ میاں نواز شریف اور اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) جس سے متعلق یہ بڑا مشہور ہے کہ میاں نواز شریف کی جانب سے مصالحت پسندی کے تحت اِن کی جماعت کو ایوانوں میں فری ہینڈ نہ ملنے کے باعث اِن کی جماعت فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہوئے اَب تک اپنا وہ روائتی کردار ادا نہیں کر سکی ہے جس طرح دنیا کے کسی بھی ملک میں اِس کی اپوزیشن جماعت ادا کرتی ہے اور وہ اپنا حزبِ اختلاف کا کردار ایسا ادا کرتی ہے کہ برسرِ اقتدار جماعت ناکوں نے چنے چبانے پر مجبور ہوجاتی ہے۔

مگر مجھے آج یہ لکھتے اور کہتے ہوئے بڑا فخر ہو رہا ہے کہ یہ ایک انتہائی خوش آئند اور حوصلہ افزاء امر ہے کہ ایک بڑے عرصے بعد ملک میں فرینڈلی اپوزیشن کا کرادا کرنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں

محمد نواز شریف نے اپنی جماعت کو ایوانوں میں اُس وقت روائتی اپوزیشن جماعت کا کردار ادا کرنے کا بھرپور اعلان کرکے حکومت سمیت پوری پاکستانی قوم کو بھی حیران اور ششدر کردیا کہ جب صدر زرداری نے گزشتہ دنوں من پسند ججوں کی تقرری کا حکم نامہ جاری کرکے اپنے ہی پاؤں پر خود کلہاڑی ماری اور عدلیہ سے ٹکراؤ کا سامان پیدا کر کے ملک میں جمہوریت کو خطرات سے دوچار کردیا ہے۔

اگرچہ ایوان صدر کے اِس غیر آئینی اقدام کے بعد ملک ایک بار پھر 9 مارچ 2007 اور 3 نومبر 2007 والی صورتِ حال سے دوچار ہوتا محسوس ہورہا ہے جس کے بعد ملک میں عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی کے لئے ایک ایسی طویل ترین تحریک نے جنم لیا تھا جس کا کسی کو گمان بھی نہیں تھا کہ عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی سے متعلق یہ تحریک اتنی زور پکڑ جائے گی کہ اپنی منزل کے حصول کے بعد ہی جاکر اختتام پذیر ہوگی اور آج ایک مرتبہ پھر ایسا لگ رہاہے کہ گزشتہ دنوں کے ایوانِ صدر سے ججز کی تقرری کے خلاف آنے والے احکامات کے بعد ملک میں پھر اُسی طرح کی صورتِ حال پیدا ہونے جارہی ہے جس میں ایک طرف آزاد عدلیہ کے علمبردار ہونگے تو دوسری طرف طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا حکومتی مشنری اپنی پوری قوت سے آزاد عدلیہ کی تحریک کو کچلنے کے لئے سرگرم ہوگی۔
یہاں میرا خیال یہ ہے کہ ملک کو درپیش اِس نئی صورتِ حال کے حوالے سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے ایک بڑے عرصے صدر زرداری کے رویوں میں بہتری آنے کے انتظار کے بعد اپنے ساتھ روا رکھے گئے اِن کے

رویوں کا اپنے سینے میں دفن گردوغبار گزشتہ دنوں اپنی ایک ایسی منہ پھٹ پریس کانفرنس میں نکال باہر پھینکا کہ قوم اِن کے اِس حوصلے پر داد دیئے بغیر نہ رہ کے جس میں میاں نواز شریف نے کہا کہ وہ حالیہ حکومتی اقدامات کے نتیجے میں سپریم کورٹ کو نقصان پہنچنے نہیں دیں گے صدر کا اقدام غیر آئینی اور جمہوریت مخالف ہے انہوں نے کہا کہ آج جمہوریت مخالف یہ اقدام ایسے شخص نے اٹھایا ہے کہ جو خود کو جمہوریت پسند اور منتخب قرار دیتا ہے اِس موقع پر انہوں نے یہ کہا کہ 14 فروری کا حکومتی اقدام نومبر 2007 کا ایکشن ری پلے ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ 3 افسوس ہے کہ ہم نے ماضی سے کوئی سبق نہیں یکھا ہے اِس حکومت اور صدر نے ملک کو سرکس بنا دیا ہے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ اِس قسم کے حکومت فیصلے انتہائی افسوس ناک ہیں ایسا لگتا ہے کہ حکومت اِس قسم کے فیصلے کرکے اپنی کرپشن کو تحفظ فراہم کررہی ہے اور جس کے لئے صدر دانستہ طور پر عدلیہ کو نشانہ بنارہے ہیں جس کی پاکستان مسلم لیگ ن) پرزور مذمت کرتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ) میاں محمد نواز شریف نے غصے سے اپنے دانت پیستے ہوئے یہ بھی کہا کہ زرداری جمہوریت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں اور زرداری سندھ، پنجاب، سرحد اور بلوچستان کے غریب عوام کے خون پسینے کی لوٹی ہوئی رقم سوئس اکاؤنٹ سے فوری طور پر وطن واپس لائیں اور اِن کا اپنی اِس منہ پھٹ پریس کانفرنس میں یہ بھی کہنا تھا کہ جمہوریت کو جتنا نقصان

زرداری سے ہے اور کسی سے نہیں ہے اور ہم حکومت کو ججز کی تقرری میں کسی کو من مانی نہیں کرنے دیں گے اور اِس کے ساتھ ہی نواز شریف نے یہ بھی کہا کہ ہم کسی ایک ادارے کے لئے جدوجہد نہیں کر رہے ہیں ہمارا مقصد اقتدار کا حصول نہیں ہے اور ہم خالصتاً ملک کو سنوارنے اور ملک میں ایک مکمل طور پر پائیدار جمہوریت کے لئے آئندہ دنوں میں کڑے فیصلے بھی کر سکتے ہیں۔ اور انہوں نے اِس موقع پر اِس بات کا انکشاف کرکے لوگوں کو حیران کردیا کہ حکمرانوں کا رویہ پہلے ہی ملک میں آزاد عدلیہ سے ٹھیک نہیں تھا اور وہ آزاد عدلیہ سے خوفزدہ تھے اور اِس کے علاوہ انہوں نے اِس کا عندیہ بھی ضرور دیا کہ ملک میں فوج کی مداخلت کا کوئی امکان نہیں اور اگر کوئی ایسے حالات ہوئے تو قوم یہ امید رکھے کہ ہم خود سارے معاملات سنبھال لیں گے اور اِن کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ زرداری جس قدر جلد ممکن ہوسکے سوئس بینک سے ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس ملک میں لائے تاکہ ملک میں خوشحالی آئے اور انہوں نے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے اِس کا بھی پابند کیا کہ حکومت چیف جسٹس کی سفارشات کے تحت جن لوگوں کی کرپشن سامنے آئی ہے NRO کے مطابق ججز کی تقرری کرے اور وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیں اور اِس ساتھ ہی میاں نواز شریف نے اپنی اِس غصیلی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا کہ حکومت کے پاس اَب بھی وقت ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لے اور حکمران دانستہ طور پر ریاستی اداروں سے کھیلنے کا سلسلہ بند کردیں

یہ تو حقیقت ہے کہ حکومت اور عدلیہ کے درمیان جاری اِس سرد جنگ کی شروعات تو اُس وقت ہی ہو چکی تھی کہ جب ججز کی تقرری کے معاملے نے سر اٹھانا شروع کیا تھا اور حکومت جو پہلے ہی سیاسی مصالحتوں کے باعث چیف جسٹس آف پاکستان کی سفارشات کے مطابق ججوں کی تقرری پر آمادہ نہیں دکھائی دیتی تھی اِس میں گھمسان کا رن اُس وقت چھڑ گیا جب صدر پاکستان نے چیف جسٹس آف پاکستان کی سمری کو روک کر اپنے ہی اٹارنی جنرل انور منصور خان کی رائے کو بھی غیر اہم دے دیا اور بالآخر 13 فروری 2010 کی شام وزارت قانون و انصاف کی جانب سے دو نوٹیفکیشن جاری کر دیئے گئے جس کے تحت صدر مملکت صدر آصف علی زرداری نے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس خواجہ شریف کو فوری طور پر سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) کا جج اور جسٹس میاں ثاقب نثار کو قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ مقرر کر دیا۔ خبروں کے مطابق وزارت قانون و انصاف کی جانب سے یوں ہی نوٹیفکیشن جاری ہوا سپریم کورٹ کے 3 رکنی خصوصی بینچ نے صدر مملکت آصف علی زرداری کی جانب سے جسٹس خواجہ شریف کو سپریم کورٹ کا جج اور جسٹس میاں ثاقب نثار کو قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مقرر کرنے کے نوٹیفکیشن کو معطل کر دیئے اور دونوں ججوں کو اپنے عہدے پر کام جاری رکھنے کی ہدایت کر دی۔

جبکہ ایک نجی ٹی وی کی خبر کے مطابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جسٹس خواجہ

شریف اور لاہور ہائی کورٹ کے سینئر ترین جج جسٹس میاں ثاقب نثار نے صدر آصف علی زرداری کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اِن کا واضح مؤقف تھا کہ وہ چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس افتخار محمد چوہدری کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ جس پر چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری نے تعریف کرتے ہوئے جسٹس ثاقب کے فیصلے کو سراہا۔

اُدھر ایوان صدر سے ججز کی تقرری سے متعلق جاری ہونے والے نوٹیفیکیشن کے بعد سپریم کورٹ کی جانب سے ججوں کی تقرری کا صدارتی حکمنامہ معطل کئے جانے پر ملک میں جو غیر یقینی کی کیفیت سامنے آئی ہے اِس حوالے سے ملک بھر میں ایک عجیب قسم کا ملا جھلا تناؤ کا ماحول پیدا ہوگیا ہے اور اِس صورتِ حال میں ایک طرف تو حکومتی حلقوں کا خیال یہ ہے کہ ججز کا تقرر سنیارٹی کی بنیاد پر کیا گیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ صدر نے آئینی ماہرین سے مشاورت کی اور اپنے اِس فیصلے سے قبل چیف جسٹس کا مؤقف بھی لیا تھا یوں اِس پر پھر کسی کو کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہے جبکہ اُدھر ہی اپوزیشن جماعتوں کا یہ مؤقف بھی کھل کر سامنے آیا ہے کہ چیف جسٹس کی سفارشات کے خلاف ججوں کی تقرری غیر آئینی ہے اور اِن تقرریوں کی بھرپور طریقے سے مذمت کی جائے گی اور حکومت کے غیر آئینی فیصلوں کا مقابلہ کیا جائے گا جس کے لئے اپوزیشن کی ساری سیاسی جماعتیں باہم متحد اور منظم ہیں

اور ہم ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے عوام کو اسلام آباد پہنچنے کی کال دینے کے لئے اپنے تئیں ملک بھر کی تمام چھوٹی بڑی سیاسی، مذہبی جماعتوں اور سماجی تنظیموں سمیت سول سوسائٹی سے بھی رابطے کرنے شروع کردیئے ہیں جبکہ 16مارچ 2009 کو عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی کی تحریک کے بعد ٹھیک 336ویں دن یعنی 13فروری کو ایک بار پھر 3نومبر 2007کے ایکشن ری پلے کی طرح ایوان صدر سے ججز 2010 پر ہونے والے حملے کے خلاف ملک میں پیدا ہونے والی صورتِ حال میں ملک کی ایک بڑی مذہبی کم مگر سیاسی زیادہ جماعت، جماعت اسلامی جو کسی بھی حوالے سے صرف احتجاج ریکارڈ کرانے کا خود اپنا ایک بڑا مضبوط اور پائیدار ریکارڈ رکھتی ہے اُس نے اِس معاملے پر بھی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنا سب سے پہلے یعنی 15فروری کو بھرپور یوم احتجاج منا کر اپنا ایک اور ریکارڈ بنا لیا ہے جس کا سہرا جماعت اسلامی کے سر ہے کہ اِس نے ججز کی تقرری کے سلسلے میں سب سے پہلے اپنا احتجاج کرکے ایک ریکارڈ بنا لیا ہے اور بس....

جبکہ صدر کے اِس اقدام کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے وکلاء برادری نے ایک بار پھر ملک بھر میں اپنا پرزور مگر پرامن احتجاجوں کا سلسلہ سڑکوں پر شروع کرنے کی بھی بھرپور تیاریاں کرلی ہیں اِس حوالے سے سپریم کورٹ بار کے صدر قاضی انور کا کہنا تھا کہ جسٹس خواجہ شریف کی تقرری کا شاہی فرمان جاری

کیا گیا یقین نہیں آتا کہ شاہ اِس حد تک بھی جا سکتے ہیں عدلیہ کا عضو معطل بنا دیا گیا ہے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ انتظامیہ نے عدلیہ اور عوام کو چیلنج کر دیا ہے اِس کے نتائج بڑے بھیانک اور خطرناک ہوں گے جبکہ صدر کے اِس اقدام کے بعد بڑی تعداد میں وکلاء سپریم کورٹ کے باہر جمع ہو گئے اور اُنھوں نے حکومت کے خلاف اور عدلیہ کے حق میں نعرے لگائے اور حلف نہ اٹھانے پر جسٹس میاں ثاقب نثار کو خراج تحسین پیش کیا اور اِس کے ساتھ ہی ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی قومی رابطہ کونسل نے اپنے ہونے والے ایک اہم ترین اجلاس میں چیف جسٹس کی طرف سے ججوں کی تقرری کے بارے میں سفارشات تسلیم نہ کرنے پر حکومت کے خلاف آئندہ کی حکمتِ عملی طے کر لی ہے۔

اِس ساری صورتِ حال کے باوجود بھی جس میں عدلیہ کے معاملے نے ملک میں ایک نئے بحران کو جنم دیا ہے میرا خیال یہ ہے کہ ملک کی عوام ملک میں اِسی حکومت کو جمہوریت کے لئے بہتر قرار دے رہی ہے اور اَب بھی اِس زرداری حکومت سے عوام یہ اُمید ضرور رکھتی ہے کہ یہ حکومت جمہوری لبادے میں آمرانہ اقدامات سے گریز کرے اور چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری کی سفارشات کے مطابق ججز کی تقرری کے احکامات جاری کر کے ملک کو آئندہ کسی ہولناک سیاسی بحران سے بچالے تو اِس ہی میں ملک اور قوم کے ساتھ ساتھ حکومت کی بھی بھلائی ہے۔

بھارت پاکستان سے کیا چاہتا ہے

پاکستان بھارتی چال کو سمجھے....؟بھارت پاکستان سے کیا چاہتا ہے
بھارت کی بوکھلاہٹ، پاک بھارت مذاکرات سے قبل بھارت کا ایک اور دباؤ
بھارت کا مطالبہ پاکستان کے پانی و بجلی اور داخلہ کے وزراء بھارت نہیں آسکتے
شائد اَب بھارتی حکمران پاکستان سے جامع اور بامقصد مذاکرات کی پیشکش کرکے خود ہی پچھتا رہے ہیں اور اَب وہ ایک ایسے امتحان میں پھنسے محسوس ہورہے ہیں کہ جس سے نکلنا خود اِن کے بھی بس میں نہیں رہا اور اَب اِس امتحان سے آسانی سے نکلنا اِن کے لئے مشکل تر ہوگیا ہے جس کے لئے وہ ایسی حرکات اور سکنات کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ جس پر نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی بھارتیوں کی اِس بوکھلاہٹ کو بڑی حیرت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔
ایک خبر کے مطابق بھارت نے دہلی میں ہونے والے پاک بھارت مذاکرات شروع ہونے سے دو روز قبل ہی حکومت پاکستان کو دباؤ میں لیتے ہوئے یہ مطالبہ کردیا کہ

پاکستان کا جو آٹھ رکنی وفد 24 فروری کو پاک بھارت مذاکرات کے سلسلے میں بھارت آئے گا اُس وفد میں پاکستان اپنے پانی و بجلی اور داخلہ کے وزراء کو ہرگز شامل نہ کرے اور اِس کے علاوہ جو بھی چاہیں وہ پاکستانی وفد کے ہمراہ بھارت آسکتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی بھارتی دفتر خارجہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ بھارت دہشت گردی کے سمیت ہر اُس نقطے پر صرف بات کرے گا جس پر پاکستان بات کرنا چاہے گا مگر اُس پر کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرے گا۔ کیوں کہ وہ صرف بات چیت ہوگی وہ مذاکرات کا حصہ نہیں ہوگی۔ جس پر حکومت پاکستان نے اپنا سر خم کرتے ہوئے اِس بھارتی مطالبے کو تسلیم کرلیا اور 24 فروری کو بھارت جانے والے پاکستانی وفد میں فوری طور پر تبدیلی کرلی حکومت پاکستان کا یہ عمل اِس بات کا بھی غمازی ہے کہ حکومت پاکستان مذاکرات شروع ہونے سے قبل ہی بھارتی سازشوں کا شکار ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے اور یہ جاننے کے لئے بہت ضروری ہے حکومت پاکستان بھارت کی اُس سازش کا جائزہ لے کہ جس کے لئے بھارت اِس قسم کے حربے استعمال کرکے مذاکرات کے عمل کو خود ہی سبوتاژ کرنا چاہتا ہے۔

جبکہ میرا خیال یہ ہے حکمرانوں سمیت پوری پاکستانی قوم کو سانحہ ممبئی کے بعد پہلی بار بھارت کی جانب سے پاک بھارت تعلقات بہتر بنانے کے لئے جامع

اور بامقصد مذاکرات کی خود سے دعوت کی پیشکش کے منظر اور پس منظر میں یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ کیا بھارت واقعی پاکستان سے بامقصد مذاکرات کے حق میں ہے بھی کہ نہیں ...؟اور بھارت نے پاکستان سے مذاکرات کے سلسلے میں اَب تک جتنے بھی جتن کر ڈالے ہیں کیا اُن میں بھارت واقعی مخلص نظر آیا ہے؟ یا اَب تک اِس نے اِس سارے معاملے میں جو کچھ بھی کیا ہے وہ سب کا سب محض رسمی ہے۔؟

یہاں میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اِن تمام خدشات کا بغور جائزہ لینے کے بعد اگر حکومت پاکستان بھارت سے مذاکرات کے لئے پیش رفت کرے گی تو یقیناً دونوں جانب سے بہتر تعلقات استوار کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مثبت راہ ضرور سُجھائی دے گی ورنہ پھر وہی ہوگا جو اِس سے پہلے ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ بھارت کی جانب سے ہر مذاکراتی عمل کے بامقصد اختتام سے قبل ہی کوئی نہ کوئی نقطہ ایسا بیچ میں آن دھمکتا ہے کہ سارے مذاکراتی عمل بھارت کی اچانک ہونے والی ہٹ دھرمی کی وجہ سے سبوتاژ ہو جاتا ہے۔

بہرحال اِس بار بھی جو کچھ بھی ہو ...؟مگر مجھے اتنا یقین ضرور ہے کہ بھارت امریکی دباؤ میں آنے کے باوجود بھی پاکستان سے بامقصد مذاکرات کے حق میں قطاً نظر نہیں آرہا ہے کیوں کہ بھارت آج بھی وہ نہیں چاہتا جو پاکستان

چاہتا ہے اور پاکستان کیا چاہتا ہے اِس کے بارے میں بھارت سمیت امریکا اور ساری دنیا بھی یہ خوب جانتی ہے کہ پاکستان بھارت سے شروع ہونے والے مذاکرات میں کن مسائل کا بامقصد اور تصفیہ طلب حل چاہتا ہے۔

اگرچہ اِن مسائل کی پاکستان کے پاس ایک طویل فہرست ضرور ہے مگراِس فہرست پر عمل درآمد کئے بغیر بھارت ایسے لاکھ مذاکرات کرڈالے بھی توسب کے سب بے مقصد اور لاحاصل رہیں گے جب تک بھارت پاکستان کے اُس ایجنڈے پر عمل نہیں کرتا جنہیں پاکستان نے ہمیشہ پاک بھارت مذاکرات کے دوران پیش کیا اور اُمید ہے کہ پاکستان 25فروری کو بھارت میں شروع ہونے والے اِن مذاکرات میں بھی اپنا یہ ایجنڈا ضرور پیش کرے گا جو مسئلہ کشمیر، پانی اور سیاچن جیسے مسائل کے حل پر مشتمل ہوگا۔ جس کے بغیر بھارت کی جانب سے شروع ہونے والے یہ مذاکرات خالی ڈھول ثابت ہونگے اور جو شروع ہونے سے پہلے ہی بج بج کر پھٹ جائیں گے۔

کیوں کہ اِس کے ساتھ ہی میرا ایک خیال یہ بھی ہے کہ پاکستان ہمیشہ سے بھارت سے جن اہم ایشوز پر مذاکرات کا خواہاں رہا بھارت نے اِنہیں کبھی بھی اہمیت نہیں دی اور اِس بار بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ بھارت کی نظر میں اِن ایشوز کی کوئی وقعت نہیں جن پر پاکستان مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔

بلکہ بھارت کے نزدیک صرف اِس کا وہ ایجنڈا ہی مقدم ہے جو بھارت پہلے ہی سے امریکا کی ڈکٹیشن سے اِن مذاکرات کے لئے تیار کرچکا ہے اور وہ اِس مذاکراتی عمل کو صرف اِس مقصد کے لئے آگے بڑھانا چاہتا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف سنجیدہ اقدامات کرے اور اپنی سرزمین سے بھارت کے خلاف مبینہ دہشت گردانہ کاروائیوں کو روکے تو بھارت پاکستان سے مذاکرات کے لئے سنجیدہ ہوگا ورنہ مذاکرات ہر بار کی طرح اِس بار بھی بے مقصد ثابت ہونگے۔

اِس صورتِ حال میں پاکستان کو یہ کرنا چاہئے کہ پاکستان بھارت کی مذاکرات کی دعوت کو رد کردے اور بھارت پر اپنی یہ شرط عائد کردے کہ پاکستان بھارت کے مذاکرات کے عمل میں اُس وقت تک شامل نہیں ہوگا کہ جب تک بھارت دہشت گردی کے علاوہ پاکستان کو درپیش نئے اور پرانے مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ نہیں ہوجاتا اُس وقت تک پاکستان بھارت کی جانب سے بہتر تعلقات کے استوار کرنے سمیت بھارت کو درپیش دہشت گردی کے کسی بھی مسئلے کے حل کے لئے مذاکرات شروع نہیں کرے گا۔

شیر راولپنڈی شیخ رشید احمد کی ہار

شیر راولپنڈی شیخ رشید احمد کی ہار........حکومت کے لئے آئینہ ہے

18فروری 2008 کے ہارے ہوئے شیخ رشید احمد 25فروری 2010 کو بھی ہار گئے

شیخ رشید احمد 25فروری کو بھی 12ویں کھلاڑی کی حیثیت سے چانس پر تھے

آج راولپنڈی کے حلقے این اے 55کے ضمنی انتخابی عمل میں حکومتی حمایت یافتہ اُمیدوار اور عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد کی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اُمیدوار ملک شکیل اعوان کے ہاتھوں ہونے والی 21ہزار ووٹوں سے شکست نے حکمرانوں اور سیاسی بازی گروں کی نیندیں اُڑادی ہیں اور اِس کے بعد حکمران اور برسرِاقتدار پارٹی کے اراکین سرپکڑ کر بیٹھے ہیں کہ اِن کے حمایت یافتہ اُمیدوار اور لال حویلی کے مالک شیر راولپنڈی شیخ رشید احمد کی شکست کیوں کر ہوگئی ہے؟ جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا اِن کے حمایتی اُمیدوار کی جیت تو یقینی تھی مگر اِنہیں شکست کے کڑوے گھونٹ کیوں پینا پڑ گئے؟ اِن پریشان کُن سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ محترم حکمرانوں کیا آپ نے اپنے اِن دو سالہ اقتدار میں کیا کبھی یہ سوچا کہ آپ نے عوام سے کئے گئے اپنے کتنے وعدے پورے کئے؟ اور عوام کو کیا دیا؟ کیا آپ نے اِس عرصے میں

کبھی پیچھے مڑ کر یہ دیکھا کہ آپ نے عوام کو کس معاملے میں کتنا ریلیف دیا ؟ اور کیا آپ نے اپنے نعرے روٹی، کپڑا اور مکان سے عوام کو حقیقی معنوں میں ہمکنار کیا؟ اور کیا آپ نے اپنا احتساب کیا کہ آپ عوام کے معیار پر کتنا اُترے ہیں ؟ اور آپ کا عوام میں کیا گراف ہے؟ میرے خیال سے جو کام آپ نہیں کر سکے وہ کام راولپنڈی کے حلقے این اے 55 کے ضمنی انتخاب نے کر دکھایا ہے یہ ضمنی انتخاب نشان عبرت ہے ہمارے اِن رہنماؤں کے لئے جو اِس خوش فہمی میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے عوام کے مسائل حل کر دیئے ہیں۔ اور جب یہ اپنی حکومتی مدت پانچ سال پورے کرنے کے بعد اپنا سر تان اور سینہ پھولا کر دوبارہ جنرل انتخابات کے وقت عوام کی دہلیز پر ووٹوں کی بھیک مانگنے جائیں گے تو عوام اِن کے پھیلائے ہوئے کانسہ میں اُسی طرح وٹ ڈال دیں گے جس طرح عوام نے محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد اِن کے دامن اپنے ووٹوں سے بھر دیئے تھے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب صورتِ حال اِس سے قطعاً بڑی مختلف اور حیران کُن ہوگی کیونکہ اِس کا اندازہ حکمران راولپنڈی کے ضمنی انتخاب سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ عوام اِن کو تین سال بعد اپنی دہلیز سے کس طرح سے واپس کریں گے کہ شائد یہ اُس کیفیت کا بیان بھی نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ حکمران اپنے آپ کو سنبھالیں اور عوام کے معیار پر پورا اُتریں تو ٹھیک ہے ورنہ تیار ہو جائیں اپنی سُبکی کے لئے جو ناقابلِ بیان ہوگی۔

بہر کیف !اِس صورتِ حال کوئی اِسے کچھ بھی کہئے مگر اِس حقیقت سے قطعاً انکار نہیں کرسکتا کہ ملک کے عوام اَب ایک لمحہ بھی موجودہ حکمرانوں اور برسر اقتدار پارٹی کو حکومت میں نہیں دیکھنا چاہتے اور آج ملک کے عوام اِنہیں انتہائی مجبوری کے عالم میں برداشت کر رہے ہیں اگر آج بھی ملک بھر میں جنرل انتخابات ہوجائیں تو ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام اپنے ووٹوں کی طاقت سے اِن حکمرانوں اور برسرِ اقتدار جماعت کا بھی وہی حشر کریں گے کہ جس طرح عوام نے پچھلے انتخابات میں مشرف کے حامیوں اور راولپنڈی کے ضمنی الیکشن میں حکومتی حمایت یافتہ اُمیدوار کا کیا تھا۔
اَب اِسی کو ہم بنیاد بناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں کہ اِس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے راولپنڈی کے حلقہ این اے 55 کے ضمنی الیکشن میں حکومتی حمایت یافتہ اُمیدوار شیخ رشید احمد اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اُمیدوار ملک شکیل اعوان کے درمیان جو معرکہ جاری تھا بالآخر 25 فروری کو اِس حلقے میں ہونے والے ضمنی انتخابی عمل کے ساتھ ہی حکومت کے حامی اُمیدوار شیر راولپنڈی شیخ رشید احمد کی ایک بار پھر ذلت آمیز شکست اور ملک شکیل اعوان کی فتح کے بعد اُس کا اختتام ہوگیا ہے۔اور اِس طرح ضمنی انتخاب کے نتیجے نے یہ واضح کردیا ہے کہ عوام کا حکومت پر کتنا عدم اعتماد ہے اور عوام آئندہ ملک میں ہونے والے جنرل انتخابات میں برسرِ اقتدار پارٹی اور حکمرانوں کا

کیا حشر کرے گی وہ بھی آج سب کے سامنے آچکا ہے اور ایک بات یہ کہ جس طرح عوام نے اِس ضمنی انتخاب میں حکومت کی حمایت یافتہ اُمیدوار شیخ رشید احمد کو شکست سے دوچار کرکے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اُمیدوار ملک شکیل اعوان کو فتحِ عظیم دلاکر حکومت سے اپنی نفرت کا اظہار کرکے موجودہ حکومت کو ایک آئینہ دکھایا ہے اَب اِس آئینے میں حکمران اپنا چہرہ دیکھ لیں کہ عوام نے اِس ضمنی انتخاب کے بعد حکومتی حمایت یافتہ امیدوار کی شکست سے جو آئینہ تراشہ ہے اِس میں حکمران یہ دیکھیں کہ عوام اَب انہیں کس طرح سے دیکھ رہے ہیں۔

بہرحال ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب بھی بڑا وقت ہے کہ حکمران خود کو عوامی عدالت میں لانے سے قبل اپنا احتساب خود کرلیں ورنہ اِن کا حشر عوام جنرل انتخابات میں ایسا ہی کریں گے جس طرح راولپنڈی کے ضمنی انتخاب میں حکومتی حمایت یافتہ اُمیدوار شیخ رشید احمد کا کیا ہے۔

گو کہ اگر دیکھا جائے تو اِس الیکشن میں شیخ رشید احمد کی ہار اِس لحاظ سے بھی خاصی اہمیت کے حامل ہے کہ شیخ رشید احمد پہلے ہی پاکستان مسلم لیگ (ق) کے اُن اُمیدواروں میں شامل رہے کہ جن سے متعلق یہ بہت مشہور ہوا تھا کہ اُس وقت کے آمر جنرل پرویز مشرف کی بنائی ہوئی پاکستان مسلم لیگ (ق) کے وہ

تمام کے تمام اُمیدوار جو مشرف کی قربت میں ایسے نڈھال ہو چکے تھے کہ اِنہیں اِس دوران عوامی کی کوئی فکر نہ تھی اور اِن سب کو ہر طرف صرف مشرف ہی دِکھائی دیتا تھا اور پاکستان مسلم لیگ (ق) والے جن میں شیخ رشید احمد تو سرِ فہرست تھے یہ اُس آمر جنرل کی وردی اور اِس کی کبھی کبھی شیروانی پکڑے بھی ہر طرف پھرتے نظر آتے تھے اور آمر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے ایک اہم رکن جانے اور پہچانے جاتے تھے اور اُنہوں نے مشرف کی قربت میں رہتے ہوئے آمر پرویز مشرف کو ایسے مشورے بھی ضرور دیئے ہونگے کہ جن کا خمیازہ آج پوری پاکستانی قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اِسی دوران جب ملک میں 18 فروری 2008 کو عام انتخابات ہوئے تو عوامی طاقت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ایک ہی جھٹکے میں کردیا اور عوام نے اپنے ووٹ سے اُس وقت کے آمر جنرل پرویز مشرف کے اُن چیلوں اور خوشامدیوں کو قومی دھارے سے باہر نکال پھینکا کہ اِن کے سیاسی کیریئر پر سیاہ دھبہ لگ گیا تھا کہ جو کبھی بھی نہ دھل سکے گا اور اِس طرح پاکستان مسلم لیگ (ق) کے وہ تمام بڑے سیاسی بُرج جن میں گزشتہ دنوں راولپنڈی کے حلقہ این اے 55 کے ضمنی الیکشن میں ہارنے والے شیخ رشید احمد بھی 18 فروری 2008 کو ملک میں ہونے والے عام انتخابات میں ڈھائے جانے والے بُرجوں میں شامل تھے۔

میرا خیال ہے کہ اِس مرتبہ یعنی دو سال بعد جب اِن کے اِسی حلقے میں ایک

بار پھر قسمت آزماؤ سیٹ پاؤ کا دنگل ضمنی انتخابی عمل کی صورت میں سجا تو شیخ رشید احمد نے اپنی بنائی ہوئی ایک نئی جماعت عوامی مسلم لیگ کے سربراہ کی حیثیت سے اِس انتخابی دنگل میں خود کو دھکیلا اور چلے انتخابی مقابلہ کرنے ...اور بالاآخر اِس مرتبہ بھی ہوئی ہوا جس کا خدشہ تھا اور وہ اپنے ہی حلقے سے پھر ہار گئے اور ایسے ہارے کہ اِس مرتبہ تو وہ خود بھی اندر سے بُری طرح سے ٹوٹتے ہوئے محسوس کئے گئے۔

جہاں تک میرا خیال ہے اگرچہ شیخ رشید احمد بھی شائد یہ خوب جانتے تھے کہ یہ پہلے ہی ہارے ہوئے اُمید وار ہیں چلو پھر بھی موجودہ حکومتی ٹیم میں 12 ویں کھلاڑی ہی کی حیثیت سے صحیح ایک چانس اور لے لیتے ہیں اور اُنھوں نے اپنے ماضی کے اُن کارناموں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے۔ ضمنی انتخابی عمل میں خود کو جھونکا اور پھر اپنی ہار کی شکل میں خود ہی جل بھن کر باہر آ گئے۔

اَب یہ اور بات ہے کہ حکومت نے بھی اِن کی حمایت کرکے خود ہی اپنا گراف گرادیا ہے کیوں کہ شیخ رشید احمد پر آج بھی مشرف کے ایک بڑے حامی ہونے کا دھبہ لگا ہوا ہے اور عوام اِس وجہ سے اِن کے سیاسی کردار پر شک کرتے ہیں جو اِن کی شکست کی بڑی وجہ بنا اور اِسی بنا پر اِن کی حمایت کرکے حکومت نے بھی عوام میں اپنا رہا سہا وقار بھی خاک میں ملا دیا ہے۔

کیا خُوب کہا وزیرِ اعظم .... بچہ کہیں بھی پیدا ہو سکتا ہے

وی وی آئی پی موومنٹ، زچہ بچہ اور رکشہ
صدر کی معذرت نے اِنہیں عظیم کر دیا ہے
وزیرِ اعظم کی بے حسی و ڈھٹائی نے اِن کا وقار گرا دیا ہے
یہ ٹھیک ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے مگر جب کسی غلطی کا احساس خود سے ہو جائے یا کوئی اور خالصتاً نیک نیتی کی بنیاد پر اگر آپ کی اِس غلطی کی نشاندہی کر دے تو اِس کا بُرا نہیں ماننا چاہئے بلکہ اُس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ جس نے آپ کو یہ غلطی بتائی ہے اور آئندہ ایسی غلطی سے اجتناب برتنے کی کوشش کرنے کا عزم کرنا چاہئے اور فوراً اپنی غلطی پر معافی اور معذرت طلب کرنا بھی ایک اچھا اور بہترین عمل ہے جو کسی بھی خطا کار کو اعلیٰ انسانیت کے درجات پر فائز کر دیتا ہے۔
جس طرح گزشتہ دنوں صدر مملکت آصف علی زرداری کے دورہ کوئٹہ کے موقع پر وہاں کی انتظامیہ کی جانب سے پروٹوکول اور سیکورٹی کے خصوصی انتظامات کے باعث اِس شہر کی شاہراہیں بند کر دیں گئیں تھیں جس کی وجہ سے شہر بھر میں بدترین

ٹریفک جام رہا اور اِس دوران کوئٹہ کے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جبکہ اِسی روز ایئر پورٹ روڈ پر رکشے میں سوار ایک مقامی شہری مومن خان کی اہلیہ جو حاملہ خاتون تھی اِسے بھی ساڑھے تین گھنٹے تک اسپتال جانے کی اجازت نہیں دی گئی جس کے سبب بچے کی رکشے میں ہی ولادت ہو گئی جو پاکستان کی تاریخ میں ایک ایسا انوکھا واقعہ قرار دیا جا رہا ہے جو حکمرانوں کی بے حسی کی وجہ سے رونما ہوا اور جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عوامی تکالیف کا احساس کا دم بھرتے نہ تھکنے والے ہمارے حکمرانوں کو عوام کی تکالیف کا کوئی احساس نہیں کہ عوام اِن کی آمدورفت کے دوران انتظامیہ کی وی وی آئی پیز موومنٹ کے انتظامات کے باعث کس اذیت شکار ہوتے ہیں اور شاہراہوں پر گھنٹوں ٹریفک جام رہنے کی وجہ سے اِسے واقعات پیش آتے ہیں کہ بیمار افراد اسپتال تک پہنچنے سے قبل ہی ایمبولینسوں میں موت کے ہاتھ اپنی زندگیوں کی بازی ہار جاتے ہیں اور آئے روز ملک کے طولُ ارض میں ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ صدر اور وزیراعظم سمیت حکومتی اراکین کی آمدورفت کے دوران گھنٹوں ٹریفک جام رہنے کی وجہ سے عوام کو شدید ذہنی اور جسمانی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کوئٹہ میں رکشے میں بچے کی ولادت کا ہونے والا یہ واقعہ اِس کا مین ثبوت ہے جس پر اِس زچہ کے شوہر اور وہاں موجود لوگوں نے کوئٹہ کی انتظامیہ اور حکومت کے خلاف شدید احتجاج کیا۔

اگرچہ یہ ایک اچھی خبر ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنے دورہ کوئٹہ کے دوران رکشے میں پیدا ہونے والے بچے کے اہلِ خانہ کو 5 لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے اوراِس کے ساتھ ہی صدر مملکت آصف علی زرداری کی یہ بات زیادہ اہم اور بڑھ کر ہے کہ اُنہوں نے انتہائی ندامت سے کہا کہ گزشتہ دنوں میری کوئٹہ آمد کے سبب پروٹول کی وجہ سے رکشے میں بچے کی ولادت پر مجھے افسوس ہوا اگر میری وجہ سے کوئٹہ کی عوام کو تکلیف پہنچی ہے تو میں اِن سے معافی چاہتا ہوں۔

اِس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر مملکت آصف علی زرداری اپنے اتنے سے عمل سے انسانیت کے اُن اعلیٰ درجات پر فائز ہوگئے ہیں کہ جہاں انسانیت کو بھی خود پر ناز ہوتا ہے کہ اِنسان غلطی کرکے اِس پر ندامت محسوس کرے اور اپنی خطا کی معافی چاہئے تو یہی وہ انسانیت ہے جس کا ثبوت صدر آصف علی زرداری نے دے دیا ہے۔

تاہم یہ افسوس ناک ہے کہ اِس حوالے سے ہمارے وہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی جو ہر بار صدر مملکت کی جانب سے ہونے والی سیاسی غلطی پر سیاستدانوں اور عوام سے اپنے ہاتھ جوڑے معافی تلافی کرتے نظر آتے تھے مگراِس مرتبہ کوئٹہ میں رکشے میں بچے کی ولادت کے واقعہ پر مذاق سے ہی صحیح وزیر اعظم اپنے ایک

ایسے بیان سے جو اُنھوں نے کورنگی میں 220 میگاواٹ کمبائنڈ سائیکل پاور پلانٹ کے افتتاح کے موقع پر ایک صحافی کے جواب میں دیا تھا کہ "بچہ نے اگر پیدا ہونا ہوتا ہے تو وہ کہیں بھی ہو سکتا ہے، وہ جہاز میں بھی ہو سکتا ہے اور رکشہ میں بھی لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ایسا وی آئی پی موومنٹ کی وجہ سے ہوا ہے اِس سے میں اتفاق نہیں کرتا...."اِن کے اِس بے تکے اور بے مقصد جواب میں حاضرین نے تالیاں بجا کر اِن کو خوشنودی تو حاصل کرلی مگر شائد اِن اَپر کلاس حاضرین کو یہ پتہ نہ ہو کہ وزیر اعظم کے اِس غیر سنجیدہ بیان کی وجہ سے ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ غریب عوام کے کلیجوں پر کیسی چھری چل گئی کہ وزیر اعظم اپنا وی آئی پی کلچر کو ختم کرنے کے بجائے الٹا یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا کے سارے کام ہوتے رہتے ہیں جن میں رکشے میں بچہ کی پیدائش سے لے کر ٹریفک جام میں پھنسی بہت سے ایمبولینسوں میں موجود مریضوں کی اموات تک.... ہماری وی وی آئی پی موومنٹ پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہم محض اِس کو جواز بنا کر اپنی وی وی آئی پی موومنٹ نہیں کر سکتے۔

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اپنا یہ بیان دے کر خود ایک ایسی غلطی کر بیٹھے ہیں کہ اِن کے اِس غیر ذمہ درانہ بیان کے سبب عوام میں اِن کا بنا بنایا وقار بُری طرح سے مجروح اور ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ہے اِس حوالے سے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بلوچستان نے غیر سنجیدگی کا جو مظاہر کیا ہے جس پر پوری

پاکستانی قوم شدید غصے میں مبتلا ہے اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی سے یہ کہتی ہے کہ بقول آپ کے " جب بچہ کو کہیں بھی پیدا ہونا ہے تو وہ ہو جاتا ہے" تو پھر وزیراعظم صاحب ! آپ نے کیوں ملک بھر کے بڑے چھوٹے اسپتالوں میں زچہ خانہ (گائنی وارڈ) بنا رکھے ہیں اور اِن پر حکومت سالانہ لاکھوں اور اربوں روپے خرچ بھی کر رہی ہے۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کیوں کہ آپ نے جیسا کہا ہے کہ بچہ کہیں بھی پیدا ہو سکتا ہے تو پھر اسپتالوں میں گائنی وارڈ کی کیا ضرورت ہے اِس بنا پر ملک بھر کے تمام اسپتالوں سے گائنی وارڈ ختم کر دیئے جائیں اور اِس جگہہ پر حکومتی سطح پر کوئی جنرل اسٹور یا کوئی چھوٹا موٹا چائے کا ہوٹل کھول دیا جائے تاکہ یہاں سے عوام کو سہولیات مہیا کی جاسکیں۔ اور ملک بھر کے تمام گائینالوجسٹ کی ڈگریاں منسوخ کردی جائیں کیوں کہ جب کسی بھی حاملہ خاتون کو رکشے، جہاز اور سڑکوں پر ہی بچہ کی ولادت کرنی ہے تو پھر نہ تو ہمارے ملک میں کسی حاملہ خاتون کو اپنے بچے کی پیدائش کے لئے اسپتال جانے کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی کسی گائینالوجسٹ سے رابطہ کرنے کی کیوں ....آپ پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ بچہ کہیں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

اِس موقع پر مجھے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول یاد آرہا ہے وہ

کہتے ہیں کہ "اگر تجھے دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہے تو تُو اِس قابل نہیں کہ تجھے انسان کہا جائے اور اِس کے ساتھ ہی اِس حقیقت کو بھی کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ انسان تمام جانوروں میں واحد جانور (جاندار) ہے جو کیا ہو رہا ہے؟ اور کیا ہونا چاہیئے کے فرق کو واضح طور پر سمجھنے اور محسوس کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور جو اِس میں فرق محسوس نہ کرسکے تو پھر اِس پر یہ شک غالب رہتا ہے کہ اِس کی اِس صلاحیت کو استعمال کرنے والے دماغی خانے کا کوئی اسکرو ڈھیلا ہے اور پھر ایسے انسان کو دنیا کا کوئی بھی معاشرہ کس کھاتے میں رکھتا ہے اِس کو بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں بس ایسے انسان کے لئے یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ایسا انسان معاشرے میں خصوصی توجہ کہ مستحق ہوتا ہے جو بسا اوقات ایسی ویسی حرکات اور سکنات سے خود ہی یہ بتا دیتا ہے کہ وہ کیا ہے۔ پھر معاشرے پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اِسے انسان کی کسی بھی بات کو بُرا نہ مانے بلکہ اِس کی اصلاح کرتے رہے کہ شائد وہ اِس طرح سے ہونے والی اپنی اصلاح سے راہِ راست پر آجائے اور وہ بھی اوروں کی طرح معاشرے کا کارآمد فرد بن جائے۔ ویسے بھی یہ خیال ہے کہ اِس زمین پر بہت زیادہ لوگ اور بہت کم انسان بستے ہیں اور جتنے بھی انسان بستے ہیں اِن پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ انسانیت کی بہتری کے لئے اپنا ضروری اور مناسب کردار ادا کرتے رہیں۔

بہر کیف ! کہا جاتا ہے کہ دنیا کے ہر معاشرے میں بیشتر لوگ اور دنیا کے اکثر ممالک کے حکمرانوں اور سیاستدانوں جن میں بالخصوص پاکستان کے حکمران اور سیاستدان سرِفہرست ہیں وہ اچھا بننے کی اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی کوشش اچھا نظر آنے کی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اِن کی ظاہری اچھائی اِن کی باطنی فطرت پر غالب رہتی ہے جو اِسے اِن کے اندر سے کھل کر باہر آنے بھی نہیں دیتی اور یہ اِس خوش فہمی میں بتلا رہتے ہیں کہ یہ اپنے اِس عمل سے عوام کو بے وقوف بنانے اور اِسے بھلا پُھسلا کر اپنا گرویدہ بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

مگر اَب میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے اِس جدید اور میڈیائی دور میں عوام بھی اَب اتنے پاگل اور بدعقل نہیں رہے کہ وہ اِن شاطر اور عیار حکمرانوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آسانی سے آجائیں اَب عوام بھی وہ سب کچھ سمجھنے لگے ہیں کہ جو شائد ہمارے حکمران اور سیاستدان بھی نہیں سمجھ سکتے۔

کیوں کہ آج کے اِس دور میں عوام یہ خُوب جانتے ہیں کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان عوام کو کس طرح بے وقوف بناتے اور یہ اِسے کیسے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اِس کے بعد یہی حکمران اور سیاستدان عوام کو ٹشو پیپر سمجھ کر یوں پھینک دیتے ہیں کہ جیسے اَب اِن کا عوام سے کوئی کام

اور واسطہ ہی نہیں پڑے گا اور یہی وجہ ہے کہ اَب عوام حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قول و فعل پر اعتبار نہیں کرتے اور حکمرانوں اور سیاستدانوں سے یہ التجا کرتے ہیں کہ اگر وہ عوام کو اپنا گرویدہ بنانا ہی چاہتے ہیں تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو خُوب صورت بنانے کے ساتھ خُوب سیرت بھی بنائیں تاکہ وہ اپنی ظاہری اچھائیوں کے ساتھ ساتھ اپنی باطنی خوبصورتی سے بھی عوام کے دل جیت سکیں۔ (ختم شد

نواز شریف کی سوئی .....لوٹی ہوئی دولت پر رک گئی ہے

نواز شریف کو بغض و کینہ اور ذاتیات کی سیاست سے باہر آنا ہوگا

نواز شریف کی مہم سوئس بینکوں سے قومی دولت کی واپسی یا زرداری سے عداوت

آج میں اپنے کالم کی ابتدااِس مشہور کہاوت سے کر رہا ہوں کہ " ہر روز اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا کرو۔ اگر بُری صُورت ہے تُو بُراکام نہ کرو تاکہ مزید بُرائیاں جمع نہ ہوں۔ اگر اَچھی صُورت ہے تُواُسے بُراکام کرکے خراب نہ کرو۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ صدیوں کے بگڑے کب جلد سُدھرتے ہیں۔ لہذااِن مندرجہ بالا باتوں کو اچھی طرح سے سمجھ لیجئے! تو پھر اگلی سطور کو پڑھیئے اور سمجھئے کہ.... کون کیا ہے؟ کون کیا کر رہا ہے؟ اور کون کیوں ایسا ویسا کیسا کر رہا ہے......؟

بہر کیف! اَب یہ فیصلہ عوام خود ہی کریں کہ کیا آج نواز شریف کے خطابات اور بیانات سے یہ صاف ظاہر نہیں ہورہا ہے کہ وہ صدر زرداری سے عداوت کی وجہ سے کس کیفیت میں مبتلا ہوچکے ہیں کہ اَب تو ایسا لگتا ہے کہ شائد اِنہیں زرداری فوبیا ہوگیا ہے اور اِن (نواز شریف) کی سوئی...... لوٹی ہوئی دولت

کی ملک میں واپسی پر آ کر رُک گئی ہے۔

اِن کی اِس مہم سے دوسری طرف یہ بھی محسوس کیا جارہا ہے کہ نواز شریف سیاست میں بغض و کینہ اور ذاتیات کی بھی وہ تمام حدیں پھلانگ چکے ہیں کہ جہاں سیاست ذاتی دشمنیوں کے روپ میں جنم لے چکی ہوتی ہے۔

اور اَب اِس کا بھی کیا.... کیا جائے ؟کہ آج کیا اِن کے اِس طرح کے رویوں اور ڈھکے چھپے سیاسی بیانات اور خطابات سے یہ عنصر کھلم کھلا سامنے نہیں آ چکا ہے کہ نواز شریف جس شخص کی باتیں کر رہے ہیں اُس کا واضح اشارہ صدر زرداری کی طرف ہوتا ہے اور اِس طرح اپنے اِسی روئے کی وجہ سے وہ صدر زرداری سے انتقامی سیاست کے راستے پر چل پڑے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ جس کا اختتام اَب شائد کئی نسلوں کے بعد ہی جا کر ہوگا۔

اور اِس کے ساتھ ہی میرا خیال یہ ہے کہ اِس سے بھی قطعاً انکار نہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہِ میاں محمد نواز شریف گزشتہ کئی ماہ سے اپنے اِسی رویئے کی وجہ سے عوام کے ایک سنجیدہ حلقے میں اپنی شخصیت کو بھی بُری طرح سے مجروح کر چکے ہیں کیوں کہ آج یہ جس کسی کے بھی مشورے پر یا اپنی ہی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اِس جانب چل نکلے ہیں تو میں یہ نہیں سمجھتا

کہ زرداری جیسی شخصیت کے مقابلے میں اِن کی عظیم شخصیت اِس غیر اخلاقی رویوں کی متحمل ہوسکتی ہے۔ جس کو اپنا کر میاں محمد نواز شریف اپنی قدآور شخصیت کا شیرازہ خود اپنے ہی ہاتھوں بکھیر رہے ہیں۔

جس کا حوالہ دینے کے لئے میں زیادہ پیچھے نہیں جاؤں گا بلکہ اُس بھارتی ٹی وی کی خبر کو مشلاً پیش کرکے آگے بڑھنا چاہوں گا جس کے مطابق "لاہور میں بھارتی سرحد سے چند کلو میٹر دور جی ٹی روڈ پر گزشتہ پیر یکم مارچ کو این اے 123 میں انتخابی جلسے میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف نے اپنے خطاب کے دوران جو لہجہ اختیار کیا ہے اِس سے یہ صاف ظاہر ہورہا ہے کہ نواز شریف قوم کی لوٹی ہوئی دولت کو سوئس بینکوں سے پاکستان واپس لانے کے لئے باقاعدہ طور پر اپنی ایک بھرپور مہم کا آغاز کرچکے ہیں۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ نواز شریف نے اِس دوران بھی حسبِ عادت کسی شخص کا نام لئے بغیر ملکی دولت لوٹنے والے کو کرپٹ قرار دیا اور اِس دوران اُنھوں نے اِس کی بھی وضاحت کی کہ ساری پاکستانی قوم یہ اچھی طرح سے جانتی کہ عوام کی دولت لوٹ کر سوئس بینکوں میں جمع کرنے والے کرپٹ شخص میں سرفہرست کون ہے اور ایسے کرپٹ شخص کو حکومت نہیں کرنی چاہئے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ کسی کو ملک کی سترہ کروڑ عوام کا کچھ خیال نہیں، کوئی سوئس اکاؤنٹس بھرتا ہے کوئی آبدوزوں میں کمیشن کھاتا ہے اور کوئی توپوں پر پیسے

کھاتا ہے نواز شریف نے اپنا مکا ہوا میں لہرا کر ایک بار پھر یہ کہا کہ لوٹی ہوئی دولت عوام کو واپس کی جائے کسی ایک شخص کو ملک کے سیاہ و سفید کا مالک نہیں ہونا چاہئے پاکستان میں انقلاب کی ضروت ہے ہم عوام کے ساتھ ملک کر انقلاب.برپا کریں گے اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کا اِسی انتخابی جلسے میں یہ بھی باآوازِ بلند کہنا تھا کہ سیاستدان اقتدار کے لئے ضمیر بیچ دیتے ہیں (یہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ کون سے پارسا اور دودھ کے دھلے ہوئے ہیں آپ بھی تو ایسے ہی سیاستدانوں میں شاملِ اول ہیں جن کو آج آپ بے ضمیر اور بے وفا کہہ رہے ہیں) بے وفائی قوموں کو تباہ و.برباد کردیتی ہے (پہلے تو آپ بھی یہ بتائیں کہ آپ نے اپنے دورِاقتدار میں کتنی بے وفائی کی اور اپنی کرپشن سے قوم کو کتنا نقصان پہنچایا پھر اپنے بھی انجام کی فکر کریں) کرپشن کرنے والے اپنے انجام کو ضرور پہنچیں گے اور موجودہ حکمران پچھلے دو سالوں میں کچھ نہ کرسکے (آپ نے اپنے رویوں اور سلوک سے موجودہ حکومت کو پچھلے دو سالوں میں ٹھیک طرح سے کچھ کرنے دیا ہو تو یہ لولی لنگڑی حکومت ملک اور عوام کے لئے کچھ فلاح اور ریلیف کا کام کرتی) اور خدا جانے نواز شریف نے اپنے اِس سارے جذباتی خطاب میں موجودہ حکمرانوں کی اور کیا کیا.برائیاں نہیں کیں جن کو جلسہ گاہ میں موجود عوام نے سُنا اور.برداشت کیا کیوں کہ ایسا کرنا عوام کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے کہ عوام کسی بھی جلسے میں اِس کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتے۔

بہرحال !اَب یہ کام عوام کا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو کیوں سُنتے ہیں جس کی شخصیت بظاہر تو ٹھیک معلوم دیتی ہو مگراُس کی باطنی ذات اندر سے گھن والی (دیمک زدہ) ہو ۔شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ" یہ ضروری نہیں کہ جو آدمی بظاہر نیک ہواُس کی سیرت بھی اچھی ہو معاملے کا تعلق باطن سے ہے نہ کہ چھلکے سے"اور اِسی طرح جانس نے کہا ہے کہ"اچھا آدمی وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہوں ۔اَچھی اَچھی باتیں کرنے والے کبھی کبھی بدکار بھی ہوتے ہیں"اور اِس کے ساتھ ہی.برٹرنڈرسل کا کہنا ہے کہ" اگر ہم واقعی حقیقی معنوں میں بُرائیوں کا انسداد کرنا چاہتے ہیں تُو خود کوئی ایسا کام نہ کریں جس کا شمار بُرائی کے زمرے میں ہوتا ہو"تو نواز شریف صاحب اپنے آپ خود اپنے ضمیر کی عدالت میں اپنا مقدمہ خود لڑیں اور پھر کسی اور کے گناہوں کی فکر کریں کیونکہ آپ بھی وہی ہیں جس کے سوئس اکاؤنٹس میں جمع دولت واپس لانے کی پورے پاکستان میں سب سے زیادہ فکر اکیلے ہی آپ کو ہی کھائے جارہی ہے اور کوئی اِس غم میں دبلا نہیں ہورہا کہ جتنے آپ فکرمند ہیں۔

اَب یہ ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کی خوش قسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ وطن عزیز میں ایک طویل عرصہ تک رائج رہنے والی آمریت کے خاتمے کے بعد آج ملک میں جمہوریت کے ایک ننھے سے پودے نے زمین کی سطح کو چیڑتے ہوئے ڈرتے

ڈرتے جو اپنا سرزمین سے نکلا ہے تو اِسے پاکستان ہی بدلا بدلا سے لگا رہا ہے اور وہ اِس عزم و ہمت کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنا قدم باہر نکال رہا ہے کہ اِس کے قدر دان اِسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اور وہ ایک قدآور درخت بن کر اِس ملک کی عوام کو اپنا گھنا سیاہ دے گا جس سے پورا پاکستان مستفید ہوسکے گا۔

مگر ہائے رے ! افسوس کہ اَب یہ جمہوریت کا ننھا سا پودا ملک کی سیاسی صورتِ حال کو دیکھ کر بُری طرح سے مایوس ہوچکا ہے کیونکہ اَب اِس کے وجود کو کوئی اور نہیں بلکہ اپنے ہی لوگ کچلنے کے لئے کمربستہ ہوچکے ہیں اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ ملک میں جمہوریت پروان چڑھے اور پھلے پھولے.... بلکہ اَب تواُس سازشی ٹولے کی سوئی اِس بات پر رُک چکی ہے کہ اَب یہ سازشی ٹولہ بغیر نام لئے ہی صرف صدر کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے جس کی اَب یہ ایک ہی کوشش ہے کہ کسی بھی طرح سے ملک میں حالات کچھ ایسے پیدا کر دیئے جائیں کہ ملکی سیاست ذاتی عداوتوں میں تبدیل ہوجائے تو اِسی دوران کوئی گھڑی ایسی بھی آن پہنچے کہ موجودہ حکومت کا شیرازہ بکھر جائے اور وہ کچھ ہوجائے جس کے لئے اِس سازشی ٹولے نے اپنا جال بنا ہے۔

اور یہ سازشی ٹولہ جس کے سربراہ میاں نواز شریف ہیں یہ چاہتا ہے کہ اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کے ہاتھ سے نکل کر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ہاتھ آجائے

جس کے لئے اِس نے یہ حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

جس ملک میں عوام آٹے سے محروم اور بھوکے مرتے ہیں

پاکستان میں ایک وزیر پر یومیہ ایک لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں
یہ لمحہ فکریہ ہے! پاکستان کا ہر شہری 27 ہزار 225 روپے کے بیرونی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے
کیوں یہ ہے ناں! کتنے تعجب کی بات کہ پاکستان جو ایک غریب ملک ہے اور جس ملک میں عوام آٹے سے محروم ہو کر بھوکے مرتے ہیں اِس ملک میں ایک وزیر پر یومیہ ایک لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ ہمارے ہی ملک کی قومی اسمبلی کی اسپیکر فہمیدہ مرزا کی گاڑی کے ٹائروں کی تبدیلی پر 10 لاکھ روپے قائمہ کمیٹی کے فنڈ سے خرچ ہوتے ہیں اور عوام کو پریشان اور حیران کر دینے والی اِن دونوں خبروں کے ساتھ ساتھ ایک خبر یہ بھی ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کا ریکارڈ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ سرحد کے ایک وزیر کے 8 ارب 24 کروڑ کے اثاثے ہیں اور سرحد کی کابینہ میں متعدد اراکین کروڑ پتی ہیں اِن اعداد و شمار کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو جب بے شمار دولت ہمارے پاس موجود ہے پھر اِس لحاظ سے ہمارے حکمرانوں کو بیرونی امداد اور قرضوں کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے مگر اِس کا کیا کیا جائے جب مانگنے اور کھانے کی

عادت منہ لگ جائے تو یہ کب یوں اتنی آسانی سے جاتی ہے اِس کے لئے ایک بڑا وقت درکار ہوتا ہے پھر ہاتھ پھیلا پھیلا کر مانگ کر کھانے اور سر پر ہاتھ پھیرنے کی عادت جاتی ہے۔

بہر کیف ! میں آج آپ کو یہ بات سچ سچ بتاؤں کہ ہمارے ملک میں عوام آٹے سے محروم ہیں اور بھوکے مر رہے ہیں اور اِس ہی ملک میں اِس برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی عوامی حکومت کی کچن کابینہ کے ہر وزیر پر یومیہ ایک لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں جو اِس بات کا غماز ہے کہ حکمرانوں کو عوامی تکالیف اور دُکھ درد کا کوئی احساس نہیں اگر حکومت اور اِس میں شامل وزرا اور اراکین کو کوئی فکر ہے تو بس اتنی سی ہی لاحق ہے کہ عوام کی حالتِ زار کی بہتری کے نام پر دنیا بھر سے اپنے پرائے سب سے جھولیاں پھیلا پھیلا کر اور ہاتھ بڑھا بڑھا زیادہ سے زیادہ امداد اکٹھی کی جائے اور اِسے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے بجائے اپنے اُوپر ڈنکے کی چوٹ پر خرچ کیا جائے۔ اور اتنی خرچ کی جائے کہ جب تک قومی خزانہ اور دوسروں کی تجوریاں اچھی طرح سے خالی نہ ہو جائیں۔

جس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکمران اور وزرا اپنے اِس نصب العین پر پوری طرح سے کاربند ہیں اور اپنے حصے کا یہ کام جن میں اَب صدر اور وزیر

اعظم بھی اپنے وزرا کے ساتھ مل کر یکسوئی اور خندہ پیشانی سے انجام دے رہے ہیں۔ جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں ایک حیران اور پریشان کُن خبر یہ بھی ہے کہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق رواں مالی سالی کی پہلی ششماہی کے دوران غیر ملکی قرضوں کی مالیت 3ارب 39 کروڑ ڈالر کے اضافے سے 54 ارب 45 کروڑ ڈالر تک پہنچ گئی ہے جس کی تفصیل کچھ اِس طرح سے ہے کہ جون 2009 میں غیر ملکی قرضوں کی مالیت 51 ارب 5 کروڑ ڈالر ریکارڈ کی گئی تھی جو پہلی سہ ماہی میں 43ارب 99 کروڑ اور دوسری سہ ماہی میں 54ارب 45 کروڑ تک پہنچ گئی ہے اِس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو آج لگ بھگ 17 کروڑ پاکستانیوں میں سے ہر فرد بیرونی قرضوں کے مزید بوجھ تلے دب کر انفرادی طور پر اغیار کے 27ہزار 225 روپے کا قرض دار ہوگیا ہے۔

جو پاکستانی عوام کے لئے تو لمحہ فکریہ ہے مگر اِس صورتِ حال میں میرا خیال تو یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور وزرا کے لئے یہ بات سکون کا باعث ہے کیوں کہ اَب ہمارے حکمران اور وزرا عوام کا قرض اُتارنے کے بہانے بھی اپنے بیرونی دوستوں اور دشمنوں سے بھی مزید امداد وصول کریں گے اور اپنی اپنی عیاشیوں کا سامان پیدا کریں گے۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب شائد کوئی بھی پاکستانی میری اِس بات سے تو قطعاً انکار نہ کرسکے کہ محدود وسائل رکھنے والے ہمارے ملک میں سالانہ تیزی سے بڑھتے ہوئے آبادی کے تناسب نے اِسے نئے مسائل سے دوچار کردیا ہے جن کی وجہ سے آج ملک کے سترہ کروڑ عوام اپنی بنیادی انسانی سہولتوں سمیت اشیائے ضروریہ جن میں بجلی، پانی، گیس، صحت، تعلیم، خوراک، آٹے، چینی، گھی، دال اور چاول جیسے اجناس کے حصول سے بھی محروم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے عیاش پسند حکمرانوں کی جانب سے عوامی سہولتوں کی عدم فراہمی کے باعث عوام میں احساسِ محرومی کا عنصر بھی بڑی تیزی سے پروان چڑھتا جارہا ہے اور اَب عوام میں انفرادی اور اجتماعی خودکشیوں کا رجحان عام ہونا بھی کوئی معیوب نہیں سمجھا جارہا ہے۔

آخر اِس بے حسی کی کیا وجہ ہے؟ اَب یہ ایک ایسا پرانا اور بے مقصد اور بے معنی سا سوال ہو کر رہ گیا ہے کہ جس کا جواب بھی حکمرانوں اور سیاستدانوں کی جانب سے سیاسی اور گول مول سا ہو کر رہ گیا ہے کیونکہ اِس سوال میں اَب نہ تو کوئی معنویت ہی باقی رہی ہے اور نہ ہی اِس سوال کے جواب میں وہ تاثیر ہی رہ گئی ہے کہ جس سے عوام مطمئین ہوں اور اپنے حکمرانوں اور وزیروں کی درازیئے عمر کے لئے دعائیں کرتے پھریں کیونکہ اگر اَب اِس سوال و جواب کی

واقعی کوئی اہمیت ہوتی تو شائد ہمارے ملک کی ہرگز ایسی دگرگوں صورتِ حال نہ ہوئی جیسی آج ہو گئی ہے۔ بلکہ ہمارے غریت مند حکمران اور وزرا اپنی کوششوں اور دانش سے ایسی حکمتِ عملی مرتب کرتے کہ عوام کو اِس اذیت سے کب کا چھٹکارہ حاصل ہوچکا ہوتا جس سے ہمارے ملک کی عوام آج دوچار ہیں۔ اور اِس طرح اِن کی کاوشوں سے ہمارے ملک میں بسنے والے ہر بھوکے ننگے اور غریب کی گھر کی دہلیز اور اِس کے آنگن میں بھی خوشیاں ضرور رقص کررہی ہوتیں۔ جس سے آج ہمارے ملک کا ہر غریب محروم ہے جس کی وجہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ملک سے غربت کے خاتمے سے متعلق وضع کردہ ناقص پالیساں اور بے اُصول حکمت عملی ہیں۔

اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اُصول کمرے کی آرائش کی بجائے عمل کے لئے ہوتے ہیں اور اُصولوں کے معاملے میں چٹان کی طرح ڈٹ جانے والی اقوام اور افراد ہی دنیا میں امر ہوجاتے ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوں کہ جو اپنے ہی بنائے ہوئے اُصولوں کی پاس داری کرتے ہیں اور اِن پر قائم دائم رہ کر ہی اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ کر دنیا کے لئے مشعلِ راہ ہوجاتے ہیں۔

کیوں کہ آج دنیا کے دانشور اِس پر پوری طرح سے متفق اور متحد ہیں کہ ایسے

لوگوں کے نزدیک جو نقطہ سب سے زیادہ فکر انگیز اور مقدم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اُصولوں پر ثابت قدم رہا جائے اور اِس کو ہی مدِ نظر رکھ کر اپنا مشن جاری رکھا جائے یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہم اِس سے پھر گئے تو پھر کوئی اصول جامع نہیں رہے گا اور ہماری کامیابی و کامرانی کا مینار پل بھر میں ریت کے ڈھیر میں بدل جائے گا۔ اَب اِسی کو ہی لیجئے جناب ! آپ اِسے کیا کہیں گے ؟ کہ بالآخر اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا بھی کیوں کسی سے پیچھے رہیں خبر یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی ہی لگائی گئی پابندی کے باوجود 3 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے 25 جدید ترین گاڑیاں بھی خرید لی ہیں اور اِس خبر کے ساتھ ہی ایک اور افسوس ناک بات تو یہ بھی ہے کہ جن کی باضابطہ منظوری فنانس کمیٹی سے بھی کئی ماہ بعد حاصل کرلی گئی ہے اِس کے علاوہ نہ صرف یہ بلکہ خبروں کے مطابق یہ گاڑیاں قائمہ کمیٹیوں کے چیئرمین اور اسمبلی سیکریٹریٹ کے لئے بھی خریدی گئی ہیں جبکہ اِن تمام حیران کُن صورت حال کے بعد پاکستانی قوم سمیت ساری دنیا کے لئے بھی سب سے زیادہ تذبذب میں مبتلا کردینے والا ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا نے قائمہ کمیٹی کے فنڈ میں سے صرف 10 لاکھ روپے اپنی مرسڈیز گاڑی کے ٹائروں کی تبدیلی پر خرچ کردیئے ہیں۔ جو ایک امداد پر چلنے والے غریب ملک کے حکمرانوں کی کھلی عیاشی اور فضول خرچی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جنہیں روکنے اور ٹوکنے والا کوئی نہیں ہے یہ حکمران اپنی عیاشی کے لئے جو چاہیں کرتے پھریں اِن کا

احتساب کوئی نہیں کر سکتا۔ جب کوئی اِن کے سامنے آیا اِس پر حکمرانوں نے کسی گدھ کی طرح حملہ کر دیا اور اِس کا وہ حشر کیا کہ پھر کوئی غریب اِن کے سامنے نہیں آیا۔

اور اِسی طرح جب کسی غریب نے قومی خزانے کو دیکھنا بھی چاہا تو اِن لوگوں نے مل کر غریب کی آنکھیں ہی نکال لیں اور غریب اِس قصور میں مارا گیا کہ میں نے کیوں قومی خزانے کی طرف دیکھا اور اپنا حق جتاتے ہوئے اِس سے مٹھی بھر اپنی ضرورت کے تحت دولت نکالنی چاہی تو اِسے اپنی آنکھوں اور زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑ گیا۔

فوزیہ وہاب صاحبہ کیا ہمارے مرد واقعی ! نالائق ہیں......؟ کیوں

ملک میں نئی بحث مرد لائق ہیں..... یا نالائق..... ؟ثابت کیجئے

ایک عورت کی خوش فہی ... مرد نالائق اور عورت لائق ہے

یہ سچ ہے کہ عورت انسان اور فرشتوں کے درمیان ایک خوبصورت ترین مخلوق کا نام ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی سماج یا معاشرے کو مرد اور عورت دونوں ہی مل کر سربلند کرتے ہیں بالکل اِسی طرح جس طرح کوئی پرندہ اپنے دونوں بازوؤں کی بدولت پرواز کرتا ہے۔

تو پھر اِس لحاظ سے اِس انکشاف کا کیا.... کیا جائے؟ جو پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک اہم رہنما فوزیہ وہاب نے کیا ہے جس کے بعد ملک کے مردوں میں ایک عجیب سے بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور مردوں کا ایک بڑا طبقہ اِس مخمصے میں مبتلا ہوچکا ہے کہ فوزیہ وہاب نے پاکستانی معاشرے میں مردوں کے کردار سے متعلق اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ دی ہے.....؟ کہ پاکستانی مردوں سے متعلق آج تک کوئی بھی اتنی بڑی بات نہیں کہہ سکا ہے اور یہ بات فوزیہ وہاب نے یوں کہہ دی کہ جیسے اِس کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے جو بات یہ

کہہ گئیں ہیں اور مردوں کی اہلیت کو چیلنج کر گئیں ہیں۔ جس سے ملک میں ایک نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ جبکہ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بحث ہوگی جو اپنے کسی منطقی انجام کو پہنچے بغیر کئی دنوں تک جاری رہنے کے بعد خود بخود ختم ہوجائے گی۔

بہر کیف ! اِس لاحاصل بحث کا جو فوزیہ وہاب کے انکشاف کے بعد چھڑ چکی ہے اِس کا ایک آسان سا جواب تو یہ ہے کہ اَب یہ فیصلہ ہمارے ملک کے مردوں کو ہی کرنا ہے کہ کیا ہمارے ملک کے مرد واقعی نالائق ہیں....؟یا لائق ..... یہ ثابت کرنااَب ہمارے اُن غیرت مند مردوں کا کام ہے کہ جنہوں نے عورت کی بقدری کی ہے اور اِس کے جائز حقوق بھی دیدہ دلیری سے غضب کئے ہیں اور.... کر رہے ہیں اَب وہ اپنے قول اور فعل سے عورت کواِس کے جائز حقوق دے کر یہ واضح کریں کہ وہ واقعی لائق مرد ہیں کیوں کہ پاکستان کے مردوں کی نالائقی کا یہ انکشاف پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما فوزیہ وہاب نے جس طرح اور جس انداز سے کیا وہ وقت کیا تھا؟ اور اُس وقت کی کتنی اہمیت تھی شائدِاِس کا اندازہ خود فوزیہ وہاب کو بھی نہیں تھا کہ وہ ایسے وقت میں کیا کہہ رہی ہیں ....؟ کہ جب پاکستان سمیت عالمی سطح پر آٹھ فروری کو خواتین کا عالمی دن بنایا جا رہا تھا تواِسی دن فوزیہ وہاب صاحبہ نے اِس حوالے سے ملک کے ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں پاکستانی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے.برملا کہا

کہ ہمارے معاشرے میں اگر مرد اتنے لائق ہوتے تو عورتیں گھر سے باہر نکلتی ہی کیوں.....؟اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے اِسی پروگرام میں اپنی بات کی توثیق کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا کہ اصل میں ہمارے ملک میں مرد نالائق ہیں اِس لئے عورتیں گھر سے باہر آئی ہیں اور اِن عورتوں کی کارکردگی کو دنیا بھر میں سراہا گیا ہے جبکہ فوزیہ وہاب نے پاکستانی خواتین کا موازنہ یورپی معاشرے کی عورتوں سے کرتے ہوئے کہا کہ یورپی معاشرے نے اپنی خواتین کو وہ تمام حقوق دیئے ہیں جن کی وہ حقدار ہے اِس لحاظ سے یورپ کا خواتین کے حوالے سے نظام بہت اچھا ہے کیونکہ وہاں اِن کا معاشرہ عورت کو جو حق دیتا ہے اُس پر وہ عمل بھی کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے انتہائی افسردگی سے یہ بھی کہا کہ اسلام نے عورت کو بہت سے حقوق تو دیئے ہیں لیکن اِن پر عمل نہیں کیا جاتا اور ایسے بہت سے الزامات فوزیہ وہاب صاحبہ ! نے اِس ٹی وی میں مردوں پر لگائے جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ آج پاکستان جیسے پسماندہ اور خواندگی کی انتہائی نچلی سطح کو چھونے والے ملک میں عورت کو جو مقام اسلامی تعلیمات کی رو سے حاصل ہیں وہ آج بھی دنیا کے کسی بھی یورپی ملک کی عورت کو حاصل نہیں ہے اور اِس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے...؟کہ ہماری عورت کو پاکستان جیسے ناخواندگی ملک میں پارلیمنٹ میں 17 فیصد نمائندگی حاصل ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ سالوں میں بتدریج اِس میں مزید اضافہ ہوگا اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ یورپ میں عورت کو یہ حق 50 فیصد حاصل ہے مگر ہماری عورت کو یہ بات بھی

اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ یورپ کی عورت کو یہ حق یوں ہی یکدم سے نہیں مل گیا اُسے بھی یہاں تک پہنچنے کے لئے بے شمار مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا تب کہیں جا کر اُسے پارلیمنٹ میں 50 فیصد کا حق حاصل ہوا ہے۔
یہاں میرا اپنی پاکستانی عورتوں کے لیے ایک اچھا اور مفید مشورہ یہ ہے کہ مردوں کے اِس معاشرے میں جہاں میں بھی ہوں تو وہیں آپ بھی .... مگر آپ لوگوں نے اپنے معاشرے کے ظالم وجابر اور فاسق مردوں سے اپنے جائز حقوق کے حصول کے لئے جس طرح یکسوئی اور خندہ پیشانی سے اَب تک جتنی بھی جدوجہد کی ہے وہ قابلِ تعریف اور لائق احترام ہے اور اِسی طرح اپنی اِس جدوجہد کو جاری رکھیں تو ضرور آپ لوگوں کا تناسب ہر شعبے میں مردوں کے برابر بھی ہو سکتا ہے۔
بلکل اِسی طرح جس طرح آپ لوگوں کی یہ محنت اتنی تو رنگ لے آئی ہے کہ آج ہمارے ہی ملک میں ایک عورت وزیراعظم بھی رہی ہے، اسپیکر قومی اسمبلی بھی ہے تو وہیں دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ ایک پاکستانی عورت دنیا کی تاریخ میں پہلی بار اسٹیٹ بینک کی گورنر بھی رہی ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جب ملک کے اتنے اہم عہدوں پر ہماری عورت فائز رہ سکتی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ

ہمارے معاشرے کی عورت اِس غرور اور گھمنڈ میں مبتلا ہو کر یہ کہے کہ ہمارے معاشرے کے مرد نالائق ہیں۔ تب ہی تو عورت گھر سے باہر نکلی ہے۔

تو فوزیہ وہاب صاحبہ ! ایسی کوئی بات قطعاً نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے کے مرد نالائق ہیں جس کی وجہ سے آج عورت گھر سے باہر نکلی ہے بلکہ آج ہمارے معاشرے کی عورت بشمول آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ہمارے معاشرے کے مرد لائق ہیں اور یہ سمجھنے لگنے ہیں کہ عورت کو چار دیواری میں قید کرکے نہیں رکھا جاسکتا اور آج عورت کی عزت اور احترام کو اپنا مذہبی مریضہ سمجھتے ہوئے اِس کے تقدس اور احترام کرنا خود پر لازم رکھتے ہیں۔

اور ہاں ! آج ہمارے معاشرے میں جو عورت کو آزادی نصیب ہوئی ہے اِسے عورت کو دلوانے میں اِن ہی مردوں کا بڑا حصہ ہے جنہیں فوزیہ وہاب صاحبہ ! آپ نے نالائق قرار دے دیا ہے۔ اِس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج یہ ہی نالائق مرد عورت کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتے تو شائد عورت کبھی بھی باہر نہیں نکل سکتی تھی۔

سو یہ بات آپ اور ایسی بہت سی خواتین مان جائیں کہ مردوں کے اِس معاشرے میں آج عورت کو جو بھی حق ملے ہیں اِن میں مجموعی طور پر مزید اضافہ تو ضرور

ہونا چاہیئے مگر اِس طرح عورت کو یہ اضافہ حاصل کبھی بھی نہیں ہو سکے گا کہ جس طرح آج کی یہ عورت مردوں کو ذلیل کر کے اپنے مزید حقوق حاصل کرنا چاہ رہی ہے۔
بلکہ اِس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے معاشرے کی عورت خواہ اِس کا تعلق کسی بھی طبقے سے ہی کیوں نہ ہو وہ مردوں کی کمزوری کو سمجھے اور اِن کو بہلا پھسلا کر آہستہ آہستہ اپنی منزل کی جانب گامزن رہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر آج کی یہ عورت یہ سمجھتی ہے کہ وہ مردوں سے لڑ جھگڑ کر اپنے حقوق حاصل کر لے گی تو یہ اُس کی بڑی بھول ہو گی کیوں کہ مرد ہر لحاظ سے عورت کے مقابلے میں طاقت اور ذہانت میں اُس سے زیادہ ہے۔

لاہور کے دو بم دھماکے، اور کراچی میں علما کرام کا قتل ایک سازش

پاکستان میں امریکا، بھارت، اسرائیل اور بلیک واٹر فرقہ وارانہ فسادات پھیلانا چاہتے ہیں

کیا واقعی حکومت علما کرام کو تحفظ فراہم کرنے اور خودکش بم دھماکوں کو روکنے میں ناکام ہو گئی ہے.....؟

دہشت گردوں کی ناپاک کاروائیوں کی وجہ سے پاکستان کی سرزمین اپنے معصوم شہریوں کی ٹارگٹ کلنگ اور بم دھماکوں سے بہنے والے لہو سے ایک بار پھر رنگین ہو گئی ہے اور اِس حوالے سے گزشتہ دنوں کراچی میں علما کرام کے قتل کی وارداتوں کے بعد دہشت گردوں نے پورے پاکستان کو مفلوج کرنے اور اِس کی معیشت کو نقصان پہنچانے کی ایک ایسی منصوبہ بندی کی کہ جس سے سارے پاکستان میں عدم استحکام پیدا ہو اور اِس کی معیشت کو نقصان پہنچے یوں اِن دہشت گردوں نے اپنی سازش کی تکمیل کے لئے لاہور میں جمعہ کو 12 بجکر 48 منٹ پر آر اے بازار میں 15 سیکنڈ کے وقفے سے دو خودکش بم دھماکے کر دیئے جن کے نتیجے میں 60 افراد شہید اور 125 سے زائد شدید زخمی ہوئے ہیں واضح رہے کہ یہ دو بم دھماکے اُس وقت ہوئے جب لوگ جمعہ کی نماز ادا کرنے جارہے تھے اِس دوران دو 17 اور 20 سال کے خودکش بمباروں نے 10 - 10 کلو گرام کے دو دھماکہ خیز مواد

سے بھرے تھیلوں سے ایسی گھناؤنی کاروائی کرکے خود کو واصلِ جہنم کرلیا اگرچہ اِس حوالے سے سرکاری ذرائع یہ دعوی کر رہے ہیں کہ دونوں بمباروں کے سر مل گئے ہیں اور ایک اعلیٰ سطحی تحقیقات کا اعلان بھی کر دیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ حکومت نے اِن دونوں بم دھماکوں میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین کے لئے معاوضہ دینے اور زخمیوں کا سرکاری سطح پر علاج کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہے اور یہ بھی حکومت کے لئے ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ اِس واقعہ سے ایک روز قبل دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی جسے صنعتی اور تجارتی لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہ شہر اِس حوالے سے پاکستان کا حب بھی کہلاتا ہے اِس شہر میں ہونے والی دہشت گردی اور لاہور میں ہونے والے دونوں بم دھماکوں میں امریکا، بھارت، اسرائیل اور بلیک واٹر کے دہشت گرد ملوث ہیں جنھوں نے یوم عاشور اور چہلم کے جلوسوں میں بم دھماکوں کے بعد فرقہ وارانہ آگ کو بھڑکانے کی پوری کوشش کی مگر جب علما کرام اور سیاسی قائدین کی دانشمندی اور اعلیٰ حکمت عملی اِس کی حوصلہ شکنی کی گئی اور اِن سب کی باہمی کوششوں سے شہر کراچی میں دہشت گردوں کی لگائی گئی فرقہ وارانہ چنگاری کو ہوا نہ دی گئی تو اِن دہشت گردوں نے اِس واقعہ کے فوری ہی بعد اِس شہر میں سیاسی کارکنوں کی ٹارگٹ کلنگ شروع کردی جن کا اُس وقت صرف یہ ایک ہی مقصد تھا کہ اِس طرح نہیں تو اِس طرح ہی صحیح کراچی جیسے بین الاقوامی شہر میں فرقہ وارانہ اور لسانی فسادات پھیل جائیں مگر جب سیاسی قائدین کی دور

اندیشی نے اِس شہر کو لسانی اور سیاسی فسادات سے بھی بچالیا تواِن دہشت گردوں کے منصوبے پوری طرح سے ناکام اور حوصلے پست ہوگئے جو اپنی اِن کاروائیوں سے اِس شہر کراچی کا امن وسکون اور اِس کی معیشت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

مگر جب اِن واقعات کے بعد اِنہیں فرقہ وارانہ اور لسانی فسادات پھیلانے جیسی سازشوں میں ناکامی ہوئی تواِن عالمی دہشت گردوں نے کچھ عرصہ دم لینے کے بعد اِس مرتبہ اِن ہی دہشت گردوں نے کراچی میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ انارکی اور فسادات کو ہوا دینے کے لئے علما کرام کے ٹارگیٹ کلنگ کا سلسلہ شروع کردیا ہے اور اِس حوالے سے ایک سنسنی خیز خبر یہ ہے کہ ایس پی گلشن اقبال ٹاؤن جاوید علی مہر کے مطابق اسلام اور پاکستان دشمن عناصر پر مشتمل ایک موٹر سائیکل پر سوار 3 نامعلوم حملہ آوروں (دہشت گردوں) نے گزشتہ دنوں پچل میٹرول کے علاقے اسکیم نمبر 33 سیکٹر 13-A گلزار ہجری کی جامع مسجد خاتم النبیین میں درس دینے کے بعد قریباً 10 بجے رات اپنی گاڑی نمبر APS-312 میں گھر جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے کہ پوسٹ آفس سوسائٹی کے قریب تھانہ سہراب گوٹھ والی سڑک پر اندھا دھند فائرنگ کرکے ختم نبوت پاکستان کراچی کے امیر مفتی مولانا سعید احمد جلال پوری اور اِن کے 15 سالہ صاحبزادے حافظ حدیفہ جلال پوری سمیت اِن کے دو ساتھیوں مولانا فخر الزماں اور مولانا

عبدالرحمٰن کو جاں بحق (شہید) کردیا جبکہ ایک اطلاع یہ بھی یہ ہے کہ مفتی سعید احمد کے ایک ساتھی محمد خطیب زخمی بھی ہوئے ہیں اِن سطور کے رقم کرنے تک اطلاع یہ ہے کہ مفتی سعید احمد کے زخمی ہونے والے ساتھی محمد خطیب کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں طبّی امداد دی جارہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن شہید اور جاں بحق ہونے والے مفتی مولانا سعید احمد جلال پوری سمیت 4 افراد کی میتیں جن میں مولانا سعید احمد جلال پوری کے صاحبزادے حدیفہ جلال پوری اور اِن کے دو شاگردوں مولانا فخرالزماں اور مولانا عبدالرحمٰن کی نمازِ جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد دو بجے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ادا کردی گئی ہے اور بعد ازاں اِن شہدا کو اپنے مرشد علامہ محمد یوسف لودھیانوی شہید کے پہلو میں جامع مسجد خاتم النبیین اسکاؤٹ کالونی میں آہوں، سسکیوں اور انتہائی شدت غم کے ساتھ سپرد خاک کردیا گیا ہے۔

اگرچہ کراچی میں علمائے کرام کی یوں ٹارگٹ کلنگ کے ہونے والے واقعہ نے ایک بار پھر کراچی کو ایک بڑے امتحان اور سخت ترین آزمائش سے دوچار کردیا ہے جو نہ صرف یہاں کے مذہبی، سیاسی اور سماجی جماعتوں کے قائدین کے لئے ایک صبر آزما اور اِن کی فہم و فراست کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے بلکہ صوبائی اور فاقی حکومتوں کے لئے بھی یہ لمحہ ایک کڑا امتحان ہے کہ یہ اِس امتحان سے اَب کس طرح سے سُرخرو ہوتے ہیں۔

اور اُدھر ملک کی تمام مذہبی سماجی سیاسی جماعتوں کے قائدین سمیت عام شہریوں نے بھی صوبائی اور وفاقی حکومتوں کو اِس بات پر زور دے کر مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان اور اِس کے صنعتی شہر کراچی ہونے والی علما کرام کی ٹارگیٹ کلنگ سمیت لاہور میں ہونے والے دو خودکش بم دھماکوں میں امتِ مسلمہ میں منافرت کو ہوا دینے کے لئے اسلام اور پاکستان دشمن امریکا اور بلیک واٹر کے قاتل ملوث ہیں اور یہی علما کرام کو ٹارگیٹ کلنگ کرکے شہید کر رہے ہیں اور پاکستان میں خودکش بم دھماکے کرکے پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچا رہے ہیں اِس لحاظ سے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر حالت میں علما کرام کو تحفظ فراہم کرے اور علما کرام کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرے اور امریکا سے ہر طرح کے تعلقات ختم کرکے بلیک واٹر کی ملک میں جاری منفی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر اِسے ملک سے باہر نکالے۔

اِس ساری صُورت حال میں یہ کہنا کیا کسی بھی طرح درست ثابت ہوسکتا ہے کہ حکومت خودکش بم دھماکوں اور ٹارگیٹ کلنگ کے واقعات کو روکنے میں ناکام ہوگئی ہے میرے اِس سوال کا جواب کیا صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی سمیت کوئی حکومتی رکن عوام کو تسلی بخش دے سکتا ہے کہ حکومت خودکش بم دھماکوں اور ٹارگیٹ کلنگ کے واقعات کو کس طرح روکنے میں کامیاب

ہو سکتی ہے۔

من موہن جی ! پاکستان نہیں بھارت خطے میں خوف کا باعث ہے

لاہور بم دھماکوں اور پاکستان میں دہشت گردی کے تانے بانے بھارت سے ملتے ہیں حکومت ہیچر مچر سے کام نہ چلائے .... بھارت پاکستان میں دہشت گردی کر رہا ہے بھارت نے جب سے امریکی ایما پر بات بات پر افغانستان میں اپنی مداخلت کے پنجے گاڑنے شروع کئے ہیں تب سے ہی اِس نے افغانستان کے راستے پہلے تو اِس سے ملحقہ پاکستانی سرحدی علاقوں میں اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کا سلسلہ شروع کیا اور پھر اِس کے بعد اَب اِس نے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے اِس کے اندورنی علاقوں میں بھی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے خود کش بم دھماکے کروا کر دہشت گردی کا گھناؤنا کھیل شروع کر دیا ہے۔

اِس سلسلے کی واضح مثالیں کراچی اور لاہور کے وہ حالیہ بم دھماکے ہیں جن کو بھارتی دہشت گردوں نے اپنی پوری مہارت اور فنی و تکنیکی اعتبار سے عمل جامہ پہنانے کے بعد پاکستان کے معصوم اور بے گناہ شہریوں کو آگ و خون کی وادی دھکیل دیا اور اَب اِس حقیقت کو بھی کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ بھارت پہلے تو خود ہی اپنے دہشت گردوں اور 'را' کے ایجنٹوں سے پاکستان میں دہشت گردی

کرواتا ہے اور پھر خود ہی یہ واویلا کرتا ہے کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی سے بھارت بھی محفوظ نہیں رہ سکتا ....

جس طرح گزشتہ جمعہ کو لاہور میں ہونے والے دو بم دھماکوں کے بعد بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ نے کہا ہے کہ پاکستان پورے خطے کے لئے خوف کا باعث بن رہا ہے جبکہ راقم الحرف کا خیال ہے کہ خطے میں خوف کا باعث پاکستان نہیں ہے .....بلکہ بھارت خود ہے جو اِس خطے میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے ایسا کھیل، کھیل رہا ہے کہ جس سے پاکستان دہشت گرد اور خطے کے لئے خوف کی علامت بن کر اُبھر رہا ہے اور بھارت جو اِس سازش کا معجب ہے وہ خود کو امن اور سکون کا علمبردار کے روپ میں سامنے لارہا ہے جب کہ بھارت ایسا نہیں ہے جیسا یہ دنیا کے سامنے نظر آنا چاہ رہا ہے یا نظر آرہا ہے...... کیوں کہ اگر آج بھارت پاکستان میں اپنے ایجنٹوں اور قاتلوں کے ذریعے دہشت گردی کرنا بند کردے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی ایک گولی بھی نہیں چل سکتی اور پاکستان خطے کے لئے ایک ایسا امن کا گہوارہ ثابت ہوسکتا ہے کہ دنیا اِس کی تعریف کرتے نہیں تھک سکتی۔

مگر پہلے شرط یہ ہے کہ بھارت اپنے قاتلوں اور دہشت گردوں کو پاکستان میں دہشت گردی اور بم دھماکوں سے باز رکھے اور اپنے خودکش بمباروں کو لگام دے

اِس کے ساتھ ساتھ بھارتی وزیر اعظم جو اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھوانا فخر سمجھتے ہیں اُنھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان بار بار کہہ رہا ہے کہ وہ دہشت گردی کا نیٹ کے ختم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات تو کر رہا ہے لیکن حالیہ چند دنوں میں پاکستان یں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی کاروائیوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کے نیٹ ور کس ابھی تک کام کر رہے ہیں اِن کے اِن الفاظ کے جواب میں میرا خیال یہ ہے من موہن جی !آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی کے نیٹ ور کس ابھی تک کام کر رہے ہیں کیوں کہ پاکستان میں دہشت گردی کا جو بھی نیٹ ورک متحرک ہے اِس کو آپ ہی یعنی بھارت کے ہی ایجنٹ ہی چلا رہے ہیں اور جب تک آپ اِن کی پشت پناہی کرتے رہیں گے یہ پاکستان میں دہشت گردی کرتے رہیں گے کیونکہ پاکستان میں جو کچھ بھی آج ہو رہا ہے اِس سب کے پیچھے بھارت کا ہی ہاتھ ہے اور آپ ہیں کہ پہلے پاکستان میں خود دہشت گردی کرواتے ہیں اور بعد میں پاکستان کو خطے کے لئے خوف تصور کراتے ہوئے خود ہی اپنی سرحدوں پر اپنی (بھارتی) سیکورٹی فورسز کو ہر طرف ہائی الرٹ کردیتے ہیں یہ بھارتیوں کی وہ گھناؤنی سازش ہے جس سے من موہن سنگھ سمیت بھارت کا ہر حکومتی ذمہ دار پاکستان کو خطے کے لئے خوف کی علامت تصور کرانے پر تلا بیٹھا ہے۔

اگرچہ سالِ گزشتہ کی طرح اِس سال بھی اہلِ پاکستان اور بالخصوص زندہ دلان

لاہور کے لئے مارچ کے مہینے کو دہشت گردی اور خود کش بم دھماکوں کے حوالے سے تسلی بخش نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اِس سال بھی ماہِ مارچ میں دہشت گردی اور خود کش بم دھماکوں نے لاہور کو لہولہان کردیا ہے اِس لحاظ سے 12 مارچ 2010 جمعہ کے روز بجکر 48 منٹ پر لاہور کے انتہائی حساس علاقے آر اے بازار میں ابتدائیہ جو دوخود12 کش بم دھماکے ہوئے اور جن کے نتیجے میں اطلاعات کے مطابق 60افراد (جن میں 9 فوجی بھی شامل ہیں) شہید ہوگئے تھے اور اِسی طرح 100 سے زائد افراد اِن دونوں ہولناک بم دھماکوں میں زخمی بھی ہوئے تھے جس نے پورے پاکستان کو شدید غم و غصے کی کیفیت سے دوچار کرکے رکھ دیا تھا اور اَبھی پورا پاکستان اِس پریشان کُن صُورتِ حال سے نکلنے بھی نہ پایا تھا کہ دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اِس روز شام ڈھلے اور رات کے سائے لمبے ہوتے ہی اقبال ٹاؤن کے بیشتر علاقوں سمیت سمن آباد میں بھی یکے بعد دیگرے کریکروں کے کئی دھماکے کرکے پورے لاہور پر اپنی دہشت بیٹھا دی تھی بلکہ اگراِن سارے واقعات کو اِس منظر اور پس منظر میں دیکھا جائے کہ اِس روز بھارتی دہشت گردوں اور را بلیک واٹر کے ایجنٹوں نے مل کر پورے لاہور پر اپنی رٹ قائم کرنے کی بھی کوشش کی تھی تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اِن پاکستان دشمن ممالک کے قاتلوں نے پاکستان میں اِس روز قتل و غارت گری کا جو بازار قائم کرنا چاہا بلکہ یہاں میرا خیال تو یہ بھی ہے کہ اِن دہشت گردوں نے اپنے سارے دن کی

اِن گھناؤنی کاروائیوں سے جہاں عوام میں خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کی تو وہیں اِن دہشت گردوں نے لاہور کی انتظامیہ سمیت وفاقی حکومت کی بھی چولیں ضرور ڈھیلی کرکے رکھ دیں تھیں جس میں دہشت گرد کسی حد تک ضرور کامیاب بھی ہوگئے تھے۔
مگراِس کے ساتھ ہی یہ ایک حوصلہ افزاامر ہے کہ جب یوں ہی ہماری فورسز کے جوان اور سیکورٹی کے مستعد اہلکار پوری طرح سے حرکت میں آئے تواِن بھارتی قاتلوں اور دہشت گردوں کو واپس اپنی کمین گاہوں (بلوں) کی طرف دم دبا کر بھاگنا پڑ گیا جیسا بھارتی ایجنٹ گزشتہ باسٹھ سالوں سے پاکستان میں اپنی اِسی نوعیت کی کاروائیوں کے فوراً بعد کرتے آئے ہیں۔ اگرچہ وہ اِس روز رنگے ہاتھوں ہماری سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں کے ہاتھوں پکڑائی میں تو نہ آئے مگر آخر کب تک وہ ایسا کرتے رہیں گے ....؟ کبھی نہ کبھی تو یہ بھارتی ایجنٹ ہماری پاکستانی فورسز کے ہتھے ضرور چڑھیں گے ....تو پھر اِن سے سارا اگلا پچھلا حساب کتاب چکتا کیا جائے گا۔
بہر کیف ! اِس حقیقت سے کوئی بھی پاکستانی قطعاً انکار نہیں کرسکتا کہ جب بھی پاکستان کے کسی بھی حصے میں اِس قسم کے بم دھماکوں اور دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں اِن کے پیچھے بھارت کا ہی ہاتھ کارفرما ہوتا ہے مگر

یہاں سوچنے اور غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران ہر دفعہ شائدِاس نقطے کو دانستہ طور پر یہ کہہ کر دبا اور نظر انداز کر جاتے ہیں کہ" پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں کوئی غیر ملکی ہاتھ ملوث ہے "مگر وہ یہ سب کچھ اچھی طرح جانتے ہوئے بھی بھارت اِس میں ملوث ہےاِس کا کا نام کسی کے دباؤ میں آ کر کھل کر نہیں لے پاتے اوراِس طرح ہر مرتبہ معاملہ اپنی اصل تہہ تک پہنچنے سے پہلے ہی بغیر کسی کاروائی کے سرخ فائلوں کی نظر ہو کر رہ جاتا ہےاِس کے بعد وہ تشنہ لبی باقی رہ جاتی ہے جس کی عوام حکومت سے توقع رکھتی ہے کہ حکومت اُس ملک کا کھل کر اظہار کرے جو پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کا ذمہ دار ہے۔

جبکہ گزشتہ جمعہ 12 مارچ کو لاہور میں ہونے والے دو بم دھماکوں سے متعلق پچھلے دنوں وزیر اعظم کو جو تفصیلی بریفنگ دی گی اوراِس کے دوران ابتدائی طور پر جو تحقیقاتی رپورٹ اِنہیں (وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو) پیش کی گئی ہے اِس میں پہلی بار بھارت کا نام لے کر (مگر پھر بھی انتہائی دبے دبے الفاظ میں جیسے ڈرتے ہوئے)اِن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے کہ " بھارت لاہور بم دھماکوں میں ملوث ہو سکتا ہے جس کے ٹھوس شواہد جمع کئے جارہے ہیں" یہاں قارئین آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا یہ امر واقعی پاکستانی قوم کے لئے کسی حد تک حوصلے کا باعث ہو سکتا ہے کہ پاکستان نے اَب کسی کے دباؤ میں آئے بغیر

اِس کا دبے انداز سے ہی صحیح مگر پہلی بار اپنے یہاں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کا اظہار کردیا ہے؟۔

بہرحال ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان نے اِس مرتبہ جس جرات اور ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت سے متعلق اتنا بھی کہا ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے.... مگر خوشی کی بات تو یہ ہے کہ اِس نے جو بھی کہا ہے وہ درست ہے کہ" بھارت ہی پاکستان میں دہشت گردی میں ملوث ہے اور یہی پاکستان میں اپنی دہشت گردی کی کاروائیوں سے پاکستان کو غیر مستحکم کررہا ہے"اور اَب حکومت پاکستان کو بھی کسی قسم کی ہچر مچر کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے اور اِس کو بھی اِس بات پر پوری طرح سے ڈٹ جانا چاہئے کہ بھارت ہی پاکستان میں ہونے والی ہر قسم کی دہشت گردی میں ملوث ہے۔

جبکہ اِسی دی گئی تفصیلی بریفنگ کے بعد وزیراعظم نے تمام سیکورٹی اداروں کے درمیان روابط اور اِنٹیلی جنس معلومات کے تبادلے کو یقینی بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ حکومت دہشت گردی کے ہر قسم کے چیلنجوں سے پوری طرح سے نمٹنے کے لئے طرح سے پُرعزم ہے اور اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر لاہور کے واقعات میں بھارت کا ہاتھ ثابت ہوگیا تو پاکستان اِس پر نہ صرف بھرپور احتجاج کرے گا بلکہ ہم اپنی سیکورٹی اور سالمیت کو یقینی بنانے کے لئے

تمام تر اقدامات کو ترجیحی بنیادوں پر اٹھائیں گے۔ اور اِس کے ساتھ ہی اُدھر گزشتہ دنوں یعنی لاہور کے بم دھماکوں کے بعد ہفتہ 13 مارچ کو ایوان صدر میں پاکستان میں مقیم امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے صدر مملکت آصف علی زرداری سے ملاقات کے دوران ہر مرتبہ کی طرح امریکہ کی طرف سے پاکستان میں ہونے والے حالیہ دہشت گردی کے واقعات کی رسمی طور پر سوائے مذمت کرنے اور امریکا کی جانب سے یہ واضح کرنے کے کہ امریکا پاکستان کے ساتھ انسدادِ دہشت گردی سمیت تمام شعبوں میں تعاون بڑھائے گا اور کچھ نہیں کیا گیا۔

اور اِس کے بعد اَب یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں آج جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اِس کے تانے بانے بھارت سے ہی جا ملتے ہیں اور اِس سلسلے میں امریکا بھارت کی ہر طرح سے مدد کر رہا ہے ورنہ بھارت کی کیا مجال تھی کہ بھارت پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا کیوں کہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان نے جب کبھی بھارت کی طرف اشارۃً بھی کچھ کہا تو امریکا بیچ میں ٹپک پڑا اور جس طرح 12 فروری بم دھماکوں کے اگلے ہی روز پاکستان میں مقیم امریکی سفیر نے ایوان صدر میں صدر مملکت آصف علی زرداری سے فوراً ہی ملاقات کرلی۔

زرداری کا خطاب اور مشرف کا انکشاف نواز شریف کلوز ٹو طالبان

صدر زرداری ایوانِ صدر میں بیٹھ کر کیسی انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں......؟
"سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُوررَس ذمہ داریاں ہوتی ہیں سیاست قوم کے وجود میں اِس کے حیا کی بنیاد ہوتی ہے" چلیں میں نے آج اپنے کالم کی ابتدا محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کے اِس قول سے کردی ہے کہ جو ملک کی غریب عوام کے دل کی آواز ثابت ہوگا اور آج یہ قول عوام کی زبان سے نکل کر بہت سوں (یعنی برسرِ اقتدار جماعت کے ذمہ داروں) کو بھی ضرور آئینہ دِکھانے کا کام کرے گا اور اِن کے سوئے ہوئے ضمیر کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔
اور اِس کے ساتھ ہی اَب دیکھنا یہ بھی ہے کہ آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کے اِس زرین قول کی روشنی میں ان ہی کی برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے کتنے لوگ جن میں صدر، وزیراعظم اور وزرا سمیت سیاستدان ایسے ہوں گے جو اپنا احتساب خود کرلیں گے کہ جنھوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کی شہادت کے بعد ملک میں ہونے والے عام انتخابات کے نتیجے میں ملنے والے اپنے جمہوری اقتدار کی دو سالہ مدت میں اپنی حکومتی اور سیاسی ذمہ

داریاں کس طرح سے نبھائی ہیں... ؟اور اِن کی جماعت نے اِس سارے عرصہ میں عوام کی کتنی خدمت کی ہے...؟ اور کیا پاکستان پیپلز پارٹی جو آج پورے ملک میں اپنی حکمرانی کے جھنڈے گاڑے ہوئے ہے اِس پارٹی کا کوئی اہم ذمہ دار اپنا سینہ ٹھونک کر کیا یہ کہہ سکتا ہے کہ اِن لوگوں نے اقتدار سنبھالتے ہی ملک سے مہنگائی اور بھوک سے بلکتے سسکتے اور ایڑیاں رگڑتے غریب عوام کی مشکلات کم کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے....؟میں سمجھتا ہوں کہ اِس دوران اُوپر سے لے کر نیچے تک سب ہی نے سوائے اخباری بیانات اور دلکش اور دلفریب خطابات اور تقاریروں کے کسی نے بھی حقیقی معنوں میں عوام کے لئے کچھ نہیں کیا اور شائد کوئی یہ بھی نہ کہہ سکے کہ اِن لوگوں نے واقعی حقیقی معنوں میں عوام کی کوئی خدمت کی ہے....؟ کیونکہ یہ بیچارے تو پہلے ہی اپنا ہاتھ مل کر اور اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کے ٹپ بھر بھر کا اول روز سے ہی یہ کہہ کر اپنی جانیں چھوڑا رہے ہیں کہ اِن کے اقتدار میں آتے ہیں ملک کے حالات ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اتنی تیزی خراب کر دیئے گئے کہ اِن کی توجہ عوامی مسائل کے حل کی جانب سے ہٹ کر اپنی حکومت کے خلاف بُننے گئے سازش کے جالوں کو ہٹانے اور اُنہیں صاف کرنے میں ہی لگی رہی ہے جس کی وجہ سے اِن کی جماعت عوام کو درپیش مسائل کی جانب فوری طور پر کوئی توجہ نہ دے سکی اور جس کا نتیجہ آج یہ نکلا ہے کہ نہ تو اِن کی حکومت عوامی مسائل ہی کو ٹھیک طرح سے حل کرکے عوام میں اپنا مورال بلند کر سکی ہے اور نہ اُن حالات کو ہی

سُدھارنے میں کامیاب ہو سکی ہے جس کی وجہ سے اِس نے عوام کو بھلا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج عوام سڑکوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں یہ کہتے نہیں تھک رہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اِس حکومت نے عوام کو بہت مایوس کیا ہے جبکہ اس سے پہلے اِس جماعت کی حکومت نے اپنے گزشتہ دوار میں ایسا مایوس کبھی نہیں کیا تھا اور یہی عوام آج یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر آج ہماری قائدِ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ حیات ہوتیں تو شائد ملک میں غریب عوام کی اتنی بے قدری نہ ہوتی کہ جتنی بے قدری آج اِن کے شوہر صدر آصف علی زرداری کی حکومت میں ہو رہی ہے جنھوں نے شائد اپنے مسائل کو سلجھانے میں عوام کی جانب سے توجہ ہٹا کر اِسے مہنگائی اور بھوک و افلاس کی چکی میں پیس کر رکھ دیا ہے اور اِس پر ستم ظریفی یہ کہ اُنھوں نے گزشتہ دنوں ایوانِ صدر اسلام آباد میں ہونے والی "عالمی صوفی ازم و امن کانفرنس" جس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے اسکالر نے شرکت کی تھی اِس سے خطاب کے دوران جس انداز سے اظہار خیال کیا اِس سے بھی ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ غریب عوام ششدر رہ گئی کہ جب صدر آصف علی زرداری نے یہ کہا کہ "میں ایوانِ صدر میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں" تو قوم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ شائد اِسی وجہ سے ملک میں مہنگائی اور بھوک و افلاس کا دور دورہ ہے کیونکہ جب صدر مملکت ... ایوانِ صدر ہی میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کریں گے تو لامحالہ ملک کے غریب عوام کا یہ حال تو ہونا ہی ہے جو آج ہو رہا ہے اگر صدر مملکت ایوانِ صدر سے باہر نکل

کر ملک کی غریب عوام کا خیال کریں تو شائد اِن کے سامنے عوامی مسائل بھی آئیں اور وہ اِن کو فوری طور پر حل کرنے کے بھی احکامات جاری کریں مگر جب صدر مملکت آصف علی زرداری فرمارہے ہیں کہ وہ صرف ایوانِ صدر میں ہی بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کررہے ہیں یہ تو کوئی خدمت نہ ہوئی کہ اِنہیں انسانیت کی تکالیف کا احساس بھی نہ ہو اور وہ خدمت کا دعویٰ بھی کررہے ہیں اور اِس کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے موت کے منہ سے صدارت کے عہدے تک پہنچے ہیں تو پھر آپ نے ایوانِ صدر میں کیوں پناہ لے رکھی اور یہاں بیٹھ کر انسانیت کی آپ کونسی خدمت کررہے ہیں صدر صاحب! ذرا یہ بھی تو بتادیں کہ آخر عوام یوں ہی آٹے، چینی، دال، چاول اور گھی کو کیوں ترس رہے ہیں؟ اور کب تک یوں ہی ترستے رہیں گے؟ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ایوانِ صدر میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کررہے ہیں آخر یہ کونسی اور کیسی خدمت ہے؟ کہ جب آپ ایوانِ صدر سے باہر نکلتے ہیں توآپ کے ساتھ دو سو گاڑیوں کا ایک بڑا لمبا قافلہ ہوتا ہے جو جہاں سے گزرتا ہے گھنٹوں اُس شاہراہ پر ٹریفک جام رہتا ہے جس کی وجہ سے عوام کو ہی ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور تو اور کسی حاملہ خاتون کا بچہ ٹریفک جام رہنے کے دوران رکشہ میں ہی ہو جاتا ہے تو کوئی مریض ایمبولنس میں اپنی بیماری سے لڑتے لڑتے اسپتال پہنچنے سے قبل ہی اپنی زندگی کو موت کے ہاتھوں دے دیتا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اقتدار میں رہ کر ایوانِ صدر میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت

کر رہے ہیں یہ اچھی خدمت ہے..... صدر مملکت جب ایوانِ صدر میں آپ رہیں تو عوام کی پریشانیوں کا کوئی احساس نہیں رہے اور جب ایوانِ صدر سے باہر نکلیں تو تب بھی عوام کی تکالیف کو بھول جائیں.... کہ آپ کے آگے اور پیچھے دو سو گاڑیوں کے قافلے سے عوام کو کیا کیا پریشانیاں درپیش ہو سکتی ہیں آپ کو کیا کبھی اِس کا احساس ہوا ہے جو آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ آپ ایوانِ صدر میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور ہاں ! یہ کیسی خدمت ہے صدر مملکت !کہ آپ نے ایک غریب طالبعلم کی قوتِ خرید کے مطابق بیرونِ ممالک سے ملک میں آنے والے پرانے کمپیوٹروں کی ملک میں آمد پر بھی پابندی لگا دی ہے.....جو میں سمجھتا ہوں کہ سراسر ناانصافی اور غریبوں کے ساتھ آپ کا کھلا ظلم ہے آپ اپنے اِس فیصلے پر ضرور نظرثانی کیجئے اور اپنے اس فیصلے کو فی الفور واپس لیں تاکہ ایک غریب طالبعلم بھی کمپیوٹر خرید کر خود کو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق ڈھال سکے اور یہ بھی اِس سرزمین کا کارآمد فرد بن سکے جس ملک کی زمین پر آج آپ کی حکمرانی ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی میں اِس موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے دوسرا قول چارلس ڈیگال کا تحریر کر رہا ہوں کہ "سیاست دان اور حکمران آقا بننے کے لئے نوکروں کے انداز اپناتے ہیں" جیسا انداز صدر مملکت آج آپ نے یہ کہہ کر اپنایا ہے کہ میں ایوانِ صدر میں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں" عوام

خُوب سمجھ رہے ہیں کہ آپ نے آقا بننے کے لئے نوکروں کا انداز اپنا لیا ہے جس سے عوام اَب باخبر ہیں اور اَب یہ کسی کے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ اَب صدر مملکت جناب !آصف علی زرداری صاحب ! آپ یہ خود اچھی طرح سے سوچیں کہ عوام آپ سے کیا چاہتے ہیں؟ اور آپ وہی فیصلہ کریں جس کی عوام نے آپ سے اچھے کی اُمید کر رکھی ہے اور عوام یہ چاہتے ہیں کہ آپ ایوانِ صدر میں صدیوں بیٹھ کر انسانیت کی خدمت ضرور کریں مگر پہلے عوام کو مہنگائی اور بھوک و افلاس اور تنگدستی سے تو زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر احکامات اور اقدامات کرکے نجات تو دلوائیں۔

بہر کیف !اِسی کے ساتھ ہی اَب میں اُس نقطے کی طرف ہیز کے اِس قول "اپنی پارٹی کی صحیح خدمت وہی کرسکتا ہے جو اپنے ملک کی صحیح خدمت کر رہا ہو" کو تحریر کرنے کے بعد اُس خبر کی طرف پلٹوں گا جس نے مجھے آج کا اپنا یہ کالم لکھنے پر اُکسایا وہ یہ ہے ہمارے ملک کے سابق آمر صدر پرویز مشرف نے سی ٹل میں "فرینڈز آف پاکستان فرسٹ نامی تنظیم کے عشایئے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "میری سیاست میں واپسی کے لئے آل پاکستان مسلم لیگ کے نام سے پارٹی رجسٹرڈ ہوچکی ہے اور اگر میرے پاکستان کے لوگ جو مجھ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں وہ چاہیں گے تو میں اِس پارٹی کی قیادت سنبھال لوں گا اور اِس پارٹی کے پلیٹ فارم سے ملک اور قوم کی اِسی طرح سے خدمت کروں گا جس طرح سے میں نے پہلے

وردی میں رہ کر کی تھی ۔(یعنی ملک کو امریکیوں کے ہاتھوں گروی رکھ دیا تھا اور قوم (کی نہیں بیٹیوں اور بھائیوں کو پکڑ پکڑ کا امریکیوں کو دیا تھا

تو یہاں میرا خیال یہ ہے کہ پرویز مشرف اپنی پارٹی کی خدمت کر ہی نہیں سکتے کیونکہ ہیزکے قول میں یہ بات موجود ہے کہ اپنی پارٹی کی خدمت وہی اچھی طرح سے کر سکتا ہے کہ جو اپنے ملک کی صحیح خدمت کر رہا ہو اور کیونکہ پروز مشرف نے اپنے اقتدار میں ملک کی کون سی اچھی خدمت کی تھی جو وہ اپنی پارٹی اور اِس پارٹی کے پلیٹ فارم سے ملک کی اچھی خدمت کریں گے اِنہیں اپنی پارٹی بنانے اور اِسے رجسٹرڈ کرانے سے پہلے اچھی طرح سے یہ بات خُوب سوچ سمجھ لینی چاہئے تھی کہ اپنی پارٹی کی خدمت تو وہی اچھی طرح سے کر سکتا ہے جو اپنے ملک سے مخلص ہو اور کیا پرویز مشرف یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ملک کے ساتھ مخلص ہیں.....؟آپ کا جواب تو شائدٗ اپنے لئے ہاں میں ہو مگر میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ پاکستان کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام کی آپ سے متعلق رائے سو فیصد منفی ہے کیونکہ عوام آج ہی نہیں بلکہ صدیوں تک یہ ہی سمجھتے رہیں گے کہ آپ نے اپنے دورِ اقتدار میں پاکستان کو جو نقصان پہنچایا اِس کا ازالہ قوم صدیوں تک بھی نہیں کر سکتی۔ اور آپ نے یہ کیا انکشاف کر دیا کہ نواز شریف" کلوز ٹو طالبان" یا طالبان جیسے ہی ہیں اور کیا آپ نے اِس کا احساس کیا کہ مشرف جی آپ نے یہ کہہ کر نواز شریف کے لئے کتنی پریشانیاں پیدا کر دی ہیں۔

آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ شاید نواز شریف آپ کو ملک کی سیاست سے باہر کر چکے ہیں تو اَب آپ کو بھی اِن سے بغض نہیں رکھنا چاہیے۔ (ختم شد)

امریکی جریدہ صدر زرداری اور کشمیر ایشو۔؟

صدر زرداری کشمیر ایشو سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے ......
زرداری کی کشمیر ایشو کو مؤخر کرنے کی تجویز امریکیوں کی سازش ہے....
اِس سے انکار ممکن نہیں کہ آج امریکہ ہمارے حکمرانوں کی کمزوری کو اچھی طرح سے پَرکھ چکا ہے اور اِن کی ہر طرح کی کمزوریوں اور مجبوریوں کو بھانپ لینے کے بعد اَب اِس نے اِن کا سر سہلانا اور بھیجہ کھانا بھی شروع کردیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اَب وقتاً فوقتاً امریکی حکمران اور امریکی میڈیا پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو باتوں ہی باتوں میں شکوک کے ایسے تازیانے مارتے اور کچوکے گھونپتے ہیں کہ ہمارے حکمران اور عوام اِن کے درد کی شدت سے تلملا اُٹھتے ہیں اور اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی امریکیوں کے سامنے اپنا منہ کھول کر اُف تک بھی نہیں کہہ پاتے ہیں۔آخر ایسا کیوں ہے....؟اِس کی تفصیل کے لئے بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ امریکا ہمارے حکمرانوں کو اپنی انگلی پر نچا رہا ہے اور وہ ناچ رہے ہیں۔
اور اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے !کہ ایک امریکی جریدے "نیوز ویک" نے صدر

زرداری سے متعلق ایک نئی سازش تیار کرتے ہوئے اپنے یہاں چھپنے والے ایک مضمون میں یہ لکھا ہے کہ "پاکستان کے صدر آصف علی زرداری کو عموماً کرپشن اور اِن کے انتہائی خراب طرزِ حکمرانی کے الزامات لگا کر انہیں بطور صدر رد کر دیا جاتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس امریکی جریدے نے اپنے اِسی مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ " اور پاکستانی صدر زرداری سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی صُورت میں صدارت کے اہل نہیں ہیں "مگر اِسی امریکی جریدے نیوز ویک نے اپنے اِسی مضمون میں مزید لکھتے ہوئے اِس بات کا انکشاف کیا ہے کہ " اِن ہی پاکستانی صدر جنہیں دنیا آصف علی زرداری کے نام سے جانتی ہے اُنھوں نے کشمیر ایشو کی اہمیت کو گھٹا کر بھارت سے معاشی تعاون کے آغاز کے لئے حیرت انگیز طور پر اپنی بڑی جراتمندی اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا ہے جو پاکستان کے استحکام کے لئے نہایت ہی اہم ہے" اور اُدھر ہی اِسی مضمون میں امریکی جریدہ یہ بھی کھل کر تحریر کرتا ہے کہ " دفاعی بجٹ نے پاکستان کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور اِس لحاظ سے پاکستان کی معیشت جمود کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔" اور اِس کے ساتھ ہی یہ ہی امریکی جریدہ اِس دوسری اور سب سے زیادہ اہم بات کا انکشاف کرتے ہوئے یہ بھی لکھتا ہے کہ "کشمیر ایشو پر پاکستانی صدر آصف علی زرداری نے تجویز دی کہ اِس معاملے کو ابھی مؤخر کر دیا جائے جب تک کہ معاشی تعاون سیاسی تناؤ کو بتدریج کم نہیں کر دیتا" اِس امریکی جریدے نیوز ویک میں چھپنے والے اِس مضمون کے حوالے سے مجھ ناچیز کا

خیال یہ ہے کہ صدر آصف علی زرداری کی شخصیت اور اِن کی کشمیر سے متعلق مثبت اور تعمیری سوچ کو سبوتاژ کرنے کے لئے امریکی جریدے نیوز ویک نے یہ من گھڑت مضمون شائع کیا ہے تاکہ اِس سے صدر آصف علی زرداری کی صدرات اور اِن کے کشمیر کاز سے متعلق منصوبوں پر پاکستان سمیت ساری دنیا میں منفی اثرات مرتب ہو سکیں تو وہیں پر پاکستانی عوام سمیت کشمیریوں پر بھی یہ بات اچھی طرح سے عیاں ہو جائے کہ زرداری کی کشمیر سے متعلق کیا سوچ ہے اور کشمیر کا مسئلہ اِس حکومت میں حل ہونے سے رہ جائے اور اِس کے ساتھ ہی میرا خیال یہ بھی ہے کہ اگر واقعی اِس امریکی جریدے نیوز ویک میں جو مضمون شائع ہوا ہے کیا یہ واقعی من و عن صحیح ہے تو اِس سے صدر زرداری کی شخصیت اور کشمیر سے متعلق اِن کی سیاسی سوچ سے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ صدر زرداری کون سی سیاست کر رہے ہیں کہ اُنھوں نے کشمیر کی آزادی کے مقصد کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے اور اِنہیں کم از کم کشمیر کے مؤقف پر تو کسی بھی قسم کی لچک کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے اور اگر ایسا کچھ نہیں ہے کہ جیسا امریکی جریدے نیوز ویک نے اپنے مضمون میں تحریر کیا ہے تو صدر آصف علی زرداری کو پھر بھی اِس سے متعلق اپنا مؤقف ضرور عوام میں کھل کر بیان کرنا چاہئے تاکہ عوام کشمیر سمیت اور دیگر دوسرے ملکی اور عالمی معاملات میں اِن پر اعتبار کر سکے۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں کوئی کچھ بھی کہے مگر اصل حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان میں اپنوں سے زیادہ اغیار کی مرضی کا عمل دخل اِس قدر زیادہ ہے کہ کبھی کبھی تو یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ ہم پوری طرح سے آزاد بھی ہیں کہ نہیں...... ؟ یا ابھی تک غلامی کی زنجیر میں ہی جکڑے ہوئے ہیں...... ؟ جس کا جو جی چاہتا ہے ہم پر اپنی مرضی کا حکم ملسط کرکے چلا جاتا ہے اور ہم اِس کے حکم کی تکمیل میں یوں لگ جاتے ہیں کہ شائد ہم نے اگر اِس کا یہ حکم نہ مانا یہ اِس کی دانستہ حکم عدولی کی تو عین ممکن ہے کہ یہ ہمارے لئے ایسے مسائل پیدا کردے کہ ہم اِن میں ہی الجھ کر رہ جائیں اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اِس کی نافرمانی کے صلے میں یہ ہمارا عرصہ حیات بھی کم کردے اور ہم اپنی ایک اتنی سے غلطی کی پاداش میں اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں اور ایسا ہی یا اِس سے بھی بُرا گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے یہاں ہونے بھی لگا ہے یعنی کہ میرا مطلب یہ ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد تو کمبخت امریکا نے اپنے گھناؤنے عزائم کے تکمیل کے خاطر پاکستان پر ایسے ایسے حکم چلانے شروع کردیئے ہیں کہ پاکستان امریکی کالونی بن کر رہ گیا ہے جہاں صرف امریکی حکومت کا ہی حکم چلتا ہے اور ہمارے حکمران اِس کے نوکر ہیں کیونکہ امریکا کا جیسا بھی حکم آیا اِس کی تکمیل میں لگ گئے۔

ویسے آج بھی کہنے والے یہ کہتے نہیں تھک رہے ہیں کہ اگر امریکی سانحہ نائن الیون کے رونما ہونے کے بعد اُس وقت کے ہمارے آمر حکمران پرویز مشرف امریکی احکامات پر سر جھکا کر اور ہاتھ جوڑ کر عمل نہیں کرتے تو ممکن تھا کہ امریکا اپنا سارا غصہ پاکستان پر ہی اتار دیتا اور پاکستان اِس کے غیض و غضب کے سامنے ایک تر نوالہ ثابت ہوتا .....

بہر حال! کچھ بھی ہوتا مگر پرویز مشرف اُس وقت اپنے اندر ذرا برابر بھی ہمت پیدا کرلیتے اور امریکی حکم ماننے سے انکار کردیتے تو مجھ سمیت اُن لوگوں کو بھی جو اللہ رب العزت کی ذات پر ایک مسلمان ہونے کے ناطے کامل یقین رکھتے ہیں کہ میرا اللہ اُس وقت کفر کے آگے ڈٹ جانے والے مشرف کی مدد کرتا ہے اور اِسی ایسی فتح سے انہیں ہمکنار کرتا ہے کہ جس کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

بہرکیف! پرویز مشرف نے صرف ایک امریکی فون کال پر پورے پاکستان کو امریکیوں کے ہاتھوں گروی رکھ کر اچھا نہیں کیا جس کا خمیازہ آج پوری پاکستان قوم کو بھگتنا تو پڑ ہی رہا ہے اور شائد آئندہ ہماری آنے والی نسلوں کو بھی اِس امریکی غلامی کا طوق اپنے گلوں میں ڈالنا پڑے جو آج ہم ڈالے پھر رہے ہیں۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اُس وقت مسٹر پرویز

مشرف امریکا کے آگے نہیں جھکتے اور اِس کے سامنے اپنا بہادر جرنلوں والا سینہ تان کر کھڑے رہتے تو مجھے اِس بات کا پورا یقین ہے کہ ہمارا حشر اتنا بُرا تو قطعاً نہیں ہوتا جتنا بُرا حشر آج امریکی حکم ماننے کے بعد امریکا نے ہمیں اپنا دوست بنا کر کر دیا ہے اور آج بھی ہمارے حکمران اِس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ امریکا کے ساتھ چلنے اور اِس کا دامن تھامے رہنے ہی میں ہم سب کی عافیت ہے..... ورنہ پستی ہمارا مقدر ہو گی۔

حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا ہمارے سابقہ حکمران سمجھتے رہے ہیں اور موجودہ حکمران سمجھ رہے ہیں ۔۔اور آج بھی ہمارے حکمران وہی کچھ کر رہے ہیں جو امریکا اِن سے کہہ رہا ہے اور یہ اُس سے بھی بڑھ کر اُس کے لئے کر رہے ہیں تاکہ یہ اِن سے خوش رہے اور اِن سے وہ ناراض نہ ہو جائے۔اِس کو راضی کرنے کرنے ہی میں ہمارے حکمران ایسی نا قابلِ تلافی غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ اِن کی اِن غلطیوں میں پوری پاکستانی قوم کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔

اَب کیا واقعی امریکا کی باری ہے....؟ یقین نہیں آرہا ہے

کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو اور اِس کی قوتِ ارادی کمزور ہو تو وہ اتفاقات کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن جاتا ہے۔(جیسے پاکستان امریکا کے ہاتھوں آج چابی سے چلنے والا کھلونا بن چکا ہے اور امریکا اِس میں اپنی مرضی کے مطابق چابی بھر کر نہ صرف خود اسے استعمال کر رہا ہے بلکہ اِس کے حواری بھی اِس میں چابی بھر کر لُطف اندوز ہورہے ہیں) اور حالات کے تھپیڑے اُسے کٹھ پتلی بنا کر نچانے لگتے ہیں (بلکل ایسے ہی جیسے آج امریکا پاکستان کو نچا رہا ہے) اور اِس کے ساتھ ساتھ ہوا کا ہر جھونکا بھی اُسے اِدھر اُدھر اڑائے لیے پھرتا ہے اور وہ یوں ہی زمانوں کے ہاتھوں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے مگر جب اِس میں اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کا عزم بیدار ہو جاتا ہے اور وہ زمانے کے ہاتھوں اپنی بے قدری کا بدلہ لینے کی ٹھان لیتا ہے تو اِس کی قوتِ ارادی بھی آہستہ آہستہ مضبوط ہوتی جاتی ہے اور جب اِس کی قوتِ ارادی پوری طرح سے بیدار ہو کر مضبوط ہو جاتی ہے تو ہوا کا ہر جھونکا اور زمانے کے حالات بھی اِس سے پناہ مانگنے لگتا ہے ایک دفعہ کسی نے ڈیل کارنیگی سے ایک سوال پوچھا کہ سر! کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ زندگی کا زہر کیا ہے....؟اور زندگی کا امرت کس چیز کا نام ہے.....؟تواِس پر ڈیل کارنیگی نے یہ مختصر مگر بڑا جامع جواب دیتے

ہوئے کہا کہ "زندگی کا زہر ڈر، مایوسی اور وہم ہے۔ اور زندگی کا امرت حوصلہ، قوت اور خود اعتمادی" یوں ڈیل کارنیگی کے اِس مختصر سے جواب نے بنی نوع انسان کو وہ درس دے دیا ہے کہ اِس پر عمل کرکے دنیا کے کروڑوں انسان اپنے بہت سے مسائل خود ہی حل کرکے رہتی دنیا تک امر ہو سکتے ہیں تو وہیں مجھے اور مجھ جیسے کروڑوں ایسے بھی پاکستانی ہوں گے جنھوں نے آج جب یہ خبر ملکی اخبارات میں پڑھی اور مختلف ٹی وی چینلز سے سنی ہوگی تو یقیناً اِنہیں بھی میری طرح زیادہ نہیں تو تھوڑی بہت خوشی ضرور ہوئی ہوگی اور ساتھ ہی اِن میں یہ حوصلہ بھی پیدا ضرور ہوگیا ہوگا کہ ہم بھی اُب امریکیوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کر سکتے ہیں اور اِس کے سامنے اپنا اُصولی مؤقف بلاخوف خطر کہہ سُن سکتے ہیں۔

خبر یہ ہے کہ ایوانِ صدر میں صدر مملکت آصف علی زرداری کی زیر صدارت 24 مارچ سے شروع ہونے والے پاک امریکا اسٹریٹجک مذاکرات کے حوالے سے فوجی و سول قیادت کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی، وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی سمیت اور دیگر اعلیٰ فوجی اور سول حکام نے بھی شرکت کی جس میں واشنگٹن کے ساتھ مذاکرات کے لئے مشاورت سے حکمت عملی تیار کی گئی اور اِس اپنی نوعیت کے اہم ترین اجلاس کی جو سب سے زیادہ خاص بات رہی وہ یہ تھی کہ اِس اجلاس میں

سیاسی اور عسکری قیادت نے خصوصی طور پر قومی مؤقف پر کسی لچک کا مظاہرہ کرنے اور نہ ہی کسی سمجھوتہ کرنے کے ساتھ ساتھ اِس عزم و ہمت کا بھی اعادہ کیا کہ دہشتگردوں کے خاتمے تک جنگ جاری رہے گی اور امریکا سے مذاکرات کے دوران اِس بات پر سب سے زیادہ زور دیا جائے گا کہ ملک کے بنیادی اور قومی نوعیت کے مفادات کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے اور اِس اجلاس میں اِس نقطے کو بھی حتمی شکل دی گئی کہ ملک میں دہشتگردی سے ہونے والے 35 ارب یا اِس سے بھی زائد ڈالر کے نقصان کے ازالے کے لیے بھی امریکا سے کہا جائے گا اور اِس کے علاوہ امریکا پر یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والے اپنے دوست پاکستان سے امداد سے متعلق کئے گئے اپنے وعدے بھی پورے کرے اور امریکا پاکستان کو افغانستان کے زاویے سے نہ دیکھے اور جبکہ ہم (پاکستان) نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا سب کچھ لٹا کر داؤ پر لگا دیا ہے اور اَب امریکا کی باری ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرے جیسا ہم اَب تک کرچکے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس موقع پر امریکا میں پاکستانیوں کی اسکریننگ کو امتیازی قرار دیتے ہوئے پاکستانیوں کے ساتھ امریکیوں کے اِس شرم ناک رویے پر سخت ترین تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اِس عمل سے فوری طور پر پاکستانیوں کو مستثنیٰ قرار دینے پر بھی زور دیا گیا اور اِس نقطہ کو 24 مارچ سے پاک امریکا شروع ہونے والے مذاکرات میں خاصی اہمیت دیتے ہوئے ٹاپ ایجنڈے میں شامل کیا گیا ہے اِس موقع پر میرا خیال تو

یہ ہے کہ ہماری حکومت نے پاک امریکا مذاکرات کے حوالے سے جو تیاری کی ہے وہ اِس بات کی غماز ہے کہ پاکستان نے امریکی اشاروں پر اَب تک جو کچھ بھی کیا اَب حکومت پاکستان بھی بار بار امریکی ڈکٹیشنز سے اُکتاہٹ اور بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور اِس اجلاس میں حکومت نے اپنے اِس رویے سے امریکا کو اشاروں ہی اشاروں میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا بہت نقصان کر چکا ہے اور اَب امریکا کی باری ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی پاکستان کھل کر امریکا کو یہ عندیہ بھی دے رہا ہے کہ اَب پاکستان ایسا ....؟ ویسا....؟ اور کیسا.....کچھ نہیں کرے گا۔ جو امریکا چاہے گا اور اگر اَب بھی امریکا نے پاکستان سے کئے گئے وعدے پورے نہ کئے تو اَب ہم سے کوئی توقع نہ رکھے کہ ہم امریکا کے لئے کچھ کرنے کی پوزیشن میں ہونگے بلکہ اَب تو امریکا کی باری ہے کہ وہ ہمارے لئے کچھ کرے کیوں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان جتنا نقصان کر چکا ہے شائد اِس جنگ میں امریکا کا ایک فیصد بھی نقصان نہ ہوا ہو۔

اگرچہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں یہ امر قابل تحسین ضرور ہے کہ پاکستان نے امریکا پر یہ بات پوری طرح سے عیاں کر دی ہے کہ پاکستان امریکی رویوں سے بہت مایوس ہو چکا ہے اور ہر بار امریکی حکم ماننے کے بعد بھی امریکیوں کی جانب سے پاکستان کے ساتھ روا رکھے گئے روکھے پھیکے رویے نے اَب نہ صرف عوام میں

امریکیوں کے لئے نفرت کا لاوا مزید پک رہا ہے بلکہ اَب تو حکمران بھی امریکی رویے سے بیزار آچکے ہیں اور اَب شائد پاکستانی حکمران بھی امریکی چنگل سے نکلنے کے لئے پر تول رہے ہیں اور آج پوری پاکستانی قوم کو یہ احساس بھی ہوگیا ہے کہ ہمارے حکمرانوں میں امریکا سے بات کرنے کی قوتِ ارادی پیدا ہو گئی جو اَب تک اِس سے محروم تھے تو امریکا اِنہیں اپنے لئے استعمال کرتا رہا اور زمانے کے ہاتھوں اِنہیں کھلونا بنا کر اِن کی بقدری نہ صرف خود کرتا رہا بلکہ سب سے کرواتا بھی رہا اور اَب یہ بہت اچھا ہوا کہ ہمارے حکمرانوں میں قوتِ ارادی پیدا ہو گئی ہے جس کے بدولت اَب یہ امریکا کو بھی ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی قوم کو یہ اُمید بھی رکھنی چاہئے کہ پاک امریکا مذاکرات میں امریکا کو ہماری ضروتوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمارے مطالبات ماننے پڑیں گے۔

بصیرت اور آگہی کی منبع شخصیت .... شہید ذوالفقار علی بھٹو

اپریل ....برسی شہید ذوالفقار علی بھٹو....ایڈیشن 2010

جمہوریت کا سائبان قائدِ عوام، شہید ذوالفقار علی بھٹو

ملک و قوم کی بقا کی عَلمبردار شخصیت..... شہید ذوالفقار علی بھٹو

اِس میں کوئی شک نہیں کہ بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے علاوہ اگر اِس سرزمینِ پاکستان میں کوئی عظیم ہستی گزری ہے تو وہ صاحبِ ادراک اور فہم و فراست کے انمول خزینوں سے لبریز اور بصیرت اور آگہی کی منبع اور ملک و قوم کی بقا کی عَلمبردار شخصیت ذوالفقار علی بھٹو شہید کی تھی جو نہ صرف پاکستان کے لئے ہی سرمایہ افتخار تھی بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی کسی گہر نایاب سے کم نہ تھی کیونکہ اُنھوں نے نہ صرف پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہی اپنی تعمیری سوچ کا دائرہ محدود کیا بلکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پورے عالمِ اسلام کو بھی متحد اور منظم کرنے اور اِن کے وسائل کو درست سمت میں استعمال کرنے کے لئے بھی ایک ایسا جامع اور مربوط منصوبہ اسلامی ممالک میں متعارف کروایا تھا کہ اگر اِس پر اُس وقت صحیح معنوں میں عملدرآمد ہو جاتا تو آج نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کا نقشہ

ہی کچھ اور ہوتا مگر ہائے رے ! افسوس کے اِن کے اِس منصوبے سے اسلام دشمن قوتوں میں ہلچل برپا ہو گئی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے کہ اگر اِن کے اِس منصوبے پر پوری طرح سے عمل درآمد ہوگیا تو یورپ میں قیامت آجائے گی اور اِس خوف سے ہی اِن کی نیندیں اُڑ چکی تھیں اور آج ہمارے یہاں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُن دنوں جب ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اپنا یہ پلان مسلم ممالک کے حکمرانوں کو متعارف کرایا تھا اُس وقت بالخصوص سفید ہاتھی، دہشت گردِ اعظم اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور آج پاکستان کا بظاہر تو دوست نظر آنے والا مگر پس پردہ اِس دوست نما دشمن کے روپ میں امریکا نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کے منصوبے کی خبر لگتے ہی ایسی سازش کا جال بُنا کہ اُس نے اُس وقت اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر انہیں یعنی شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہی ملک کی اُس وقت کی ایک متنازع عدلیہ کے بغض پرور جج کے فیصلے سے اِنہیں بغیر کسی جرم کے پھانسی دلوادی (جس کا اعتراف گزشتہ دنوں ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں اُس وقت کی اُس متنازع عدلیہ کے 4 فٹ اور 8 انچ کے اُس جج نے خود یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید سے متعلق میرا دیا گیا فیصلہ غلط تھا) تو شاید اِن کے زندہ رہنے سے بہت سے مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ بالخصوص پاکستان کی معیشت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ مستحکم ہوتا اور اِس حوالے سے آج پاکستان کی معیشت اور اقتصادی صورت حال کا اتنا بُرا حشر تو ہرگز نہ ہوتا کہ جیسا آج ہوگیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ آج

پاکستان کے عوام جو انسانی بنیادی سہولتوں کے علاوہ اپنے ضروریات زندگی جن میں آٹے، چینی، گھی، دال، چاول، علاج و معالجہ، جدید تعلیم، پینے کے صاف پانی، بجلی اور گیس کے حصول سے بھی محروم ہیں وہ نہ ہوتے۔

بہرحال! روزِ روشن کی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اِن کے اُس انقلابی منصوبے اور اقدامات کی وجہ سے امریکا سمیت اِن سے ناراض اور خائف رہنے والی قوتوں نے اِنہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے ایک ایسی سازش تیار کی کہ جو ان کے جان لے کر ہی پوری ہوئی۔ اور آج نہ صرف اہلِ مغرب بلکہ ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جان اور مان چکی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو ایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسی تحریک کا نام تھا جو اپنے منصوبے سے ساری مسلم دنیا میں انقلاب برپا کرکے رکھ سکتی تھی اور امریکا سمیت پورے یورپ کو امت مسلمہ کا غلام بنانے کی صلاحیت رکھتی تھی اِسی خوف اور اپنے عبرت ناک انجام کی وجہ سے اہلِ یورپ نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں انہیں پھانسی دلوا کر نہ صرف خود کو مسلمانوں کی غلامی سے بچا لیا بلکہ اُمتِ مسلمہ کو ایک ایسے رہبر اور رہنما سے بھی محروم کردیا جو اِن میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا تھا اور یہ بھی ایک ایسا سچ ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سربراہِ میں پاکستان کو اپنے قیام کے 25 سال بعد یعنی 1973 میں ایک ایسا منظم اور

مربوط دستور دیا کہ جو آج بھی پورے پاکستان کی لاج ہے اور اِس کی روشنی میں ملک و ملت کے ترقی و خوشحالی کی راہیں متعین کی جاتی ہیں اور اِسی دستور نے آج پورے پاکستان یعنی وفاق سمیت صوبوں کو بھی ایک اکائی سے جکڑے رکھا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جو دوسرا اور بڑا عظیم کارنامہ تھا وہ یہ کہ انہوں نے پاکستان سے کئی گنا بڑے اور جارحیت پسند اپنے پڑوسی ملک بھارت کو نکیل دینے کے لئے اپنی اولین ترجیحات سے پاکستان کو ایک ایٹمی ملک بنانے کی داغ بیل ڈالی اور بالآخر یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ہی منصوبہ تھا اور اِن کی ہی انتھک محنت کا ثمر تھا کہ پاکستان جس نے 1998 میں ایٹمی دھماکے کرکے خود کو ایک ایٹمی ملک کا درجہ دلوانے میں کامیاب کیا اور بھارت کو یہ ثابت کردیا کہ خبردار اگر اُس نے پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو اِس کی آنکھیں نکال لی جائیں گی۔

اور یہی شہید ذوالفقار علی بھٹو تو تھے کہ جنھوں نے ملک میں پہلی بار شراب کی پابندی لگانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ملک میں جمعہ کے دن مکمل طور پر عام تعطیل کا اعلان بھی کیا یوں اِن کے اِن اقدامات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ ایک اللہ، ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک قرآن کو ماننے والے پکے اور سچے مسلمان بھی تھے اور اُنھوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام جب یہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جہاں یہ

قید تھے اُس وقت تک پاکستان کی تاریخ پر ایسے واضح اور اَنمٹ اثرات مرتب کئے ہیں کہ آج تک پوری پاکستانی قوم اِن کے ثمرات سے مستفید ہو رہی ہے اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

اوراِس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت کو اول روز سے ہی جو عوامی پذیرائی حاصل ہوئی تھی اور آج تک ہے وہ اِس ملک کے کسی بھی مرد سیاست دان یا کسی مرد وزیر اعظم کو نہیں مل سکی ہے ہاں البتہ ! میں یہاں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگراِن کے بعد ہمارے ملک کے کسی سیاستدان یا وزیراعظم کے حصے میں اُن جیسی عوامی پذیرائی آئی ہے تو وہ اِن ہی کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور وفاق کی زنجیر و شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی ذاتِ عظیم ہیں جنھوں نے اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی اور اپنے ملک کی غریب عوام کی خدمت کے صلے میں اپنے والد کی طرح آمر جنرل پرویز مشرف سے ٹکر لیتے ہوئے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے والد کی طرح امر ہو گئیں۔

اگرچہ یہ ایک حیرت انگیز اور قابلِ نفرت حقیقت ہے کہ مولوی مشتاق حُسین

جنھوں نے 18مارچ 1978 کو پاکستان کے منتخب وزیر اعظم قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا جو فیصلہ سنایا اور اُس وقت کے امریکی چیلے آمر جنرل ضیاالحق جو اُس فیصلے پر 4 اپریل 1979 کو عمل کرکے ایک عدالتی قتل کا مرتکب ہوا اور جس نے اپنے اِس گھناؤنے عمل کے نتیجے میں عالمِ انسانیت کو ایک عظیم رہبر اور شخصیت سے محروم کردیا تھا اُس ہی عظم ہستی ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ہم سے بچھڑے آج پورے 31برس گزر چکے ہیں اور آج پوری پاکستانی قوم سمیت دنیاکے ہر کونے میں بسنے والا ہر پاکستانی اپنے اِس عظیم قائدِ عوام اور جمہوریت کے سائبان شہید ذوالفقار علی بھٹو کی برسی مناکراِن کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچارہاہے اور یہ عزم کر رہا ہے کہ اَب ملک میں اپنے قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جمہوریت میں لگایا گیا پودا جو اَب اِس حکومت میں ایک قدآور درخت بن چکا ہے اِس کی حفاظت کریں گے اور اَب ضیاالحق اور پرویز مشرف کی طرح کوئی بھی آمر اپنے ناپاک پنجے اِس ملک پر جمہوریت کو فنا کرنے کے لئے نہیں گاڑ سکے گا اور اَب اِسے جمہوریت پر شب خون نہیں مارنے دیا جائے گا اور اِس کے ساتھ ساتھ ہر محب وطن پاکستانی اپنے اِس عظیم قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی دعا کر رہا ہے کہ جب بھی اِس ملک پر کوئی بھی آمر اپنے جادوئی اثر سے قابض ہوگا تو ہم اِس کو ناکوں چنے چبوادیں گے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی روح اِس کا تعاقب کرتی رہے گی اور اُس آمر کو ملک میں

جمہوریت کو سبوتاژ نہیں کرنے دیگی۔

نواز شریف + آمر فرشتہ اور عوامی مفادات کا قتلِ عام

جواب دو.... کیا نواز شریف ایک آمر جنرل ضیا الحق کی باقیات ہیں..... ؟

کیا نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ہمیشہ اقتدار کی ہوس رہی ہے.....؟

یہ حقیقت ہے کہ ملک کے سابق صدر فاروق احمد لغاری تو ہمیشہ نواز شریف کو جنرل ضیا الحق کی باقیات سمجھتے رہے اور اِس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ یہی وجہ ہے نواز شریف کو جب بھی اقتدار میں آنے کا موقع ملا تو اِس کے پیچھے کسی نہ کسی جنرل کی ہی مہربانی کارفرما رہی ہیں جو یہ دو بار اقتدار میں آئے اور یوں اُنھوں نے ہر بار اپنا اقتدار کسی جنرل کے کاندھے پر چڑھ کر حاصل کیا اور ہر مرتبہ اقتدار سنبھالتے ہی فوج کے خلاف ہوگئے جس کی وجہ سے اِنہیں اپنے اقتدار کی مدت پوری ہونے سے قبل ہی اِس سے ہاتھ دھونا پڑا اور اِس طرح نواز شریف نے اپنے پہلے اقتدار کے خاتمے کے بعد اور اپنے دوسرے اقتدار سے قبل آنے والی نگراں حکومت کے دور میں بھی فوج کی چاپلوسی شروع کردی تھی اور تب ہی تو اُنھوں نے اُس وقت کے جنرل جہانگیر کرامت کی نیشنل سیکورٹی (CDNS) کے حوالے سے اِن کی پیش کردہ ایک معقول تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے ملکی حالات میں فوج کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا

جاسکتا اور پاکستان کے سیاسی استحکام اور اقتصادی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ملک کی سیاسی قوتوں اور مسلح افواج کے مابین ہم آہنگی ہو تاکہ جب فوج ہمارے ساتھ رہے تو ہم خارجہ پالیسی، قومی سلامتی اور داخلی استحکام سمیت دیگر شعبوں کے لئے بہترین منصوبہ بندی کر سکیں اور اِس کے ساتھ ہی اَب میرے قارئین اُس تجویز کا بھی بغور مطالعہ کریں جو جنرل جہانگیر کرامت نے ایک اعلیٰ ترین سطح پر نیشنل سیکورٹی کے حوالے سے ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی تھی جس کی نواز شریف (CDNS) نے اپنے (دوسرے) اقتدار سے پہلے بہت تعریفیں کی تھیں اور اِسے بے انتہا کر سراہا تھا جنرل جہانگیر کرامت کی وہ تجویز یہ تھی کہ "ملکی سالمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نیشنل سیکورٹی کونسل قائم کرکے اِن تمام آئینی اور سیاسی بحرانوں کے خاتمے کی پیش بندی کرنی چاہئے کہ جن کی وجہ سے ملک کو بار بار انتخابات کا متحمل ہونا اور مارشل لا کا سامنا کی یہ اولین ذمہ داری اور فرائض ہوں گے کہ یہ فیصلے کرنے CDNS کرنا پڑتا ہے یوں کی مجاز ہو، نہ کہ صرف حکومت کو مشاورت فراہم کرنے کی پابند.... بلکہ اِسے از خود فیصلوں کا آئینی اور قانونی حق بھی حاصل ہو اور جسے قابل اعتمادِ مشیران اور ماہرین کی تھینک ٹینک کی بھی خدمات حاصل ہو اِس نظام میں جوائنٹ اسٹاف ہیڈ کوارٹرز، وزراتِ دفاع اور مسلح افواج کو بھی شامل کیا جاسکتا تھا۔"

اگرچہ کہا جاتا ہے اِس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ جنرل جہانگیر کرامت کی اُس پیش کردہ تجویز کی تقریباً تمام محب وطن سیاسی جماعتوں سمیت خود پاکستان مسلم لیگ (ن) کے محب وطن سیاسی زعمانے بھی زبردست خیر مقدم کیا تھا لیکن جب نواز شریف کو1997 میں دوسری بار اقتدار ملا تو اُنھوں نے اپنی حکومت سنبھالتے ہی اِس کے اگلے ہی روز اپنے اُس مؤقف کو یکسر تبدیل کرکے رکھ دیا جس کی حمایت یہ نگراں دورِ حکومت میں کرچکے تھے اور جنرل جہانگیر کرامت کی پیش کردہ اُس معقول ترین تجویز پر سختی سے نوٹس لیتے ہوئے نواز شریف نے اِسے اپنی اور ملک میں آئندہ آنے والی حکومتوں کے لئے ایک بڑی سازش قرار دیا تھا اور آج بھی تاریخ کی کتابوں میں یہ الفاظ درج ہیں کہ شریف برادران نے اُس وقت کے آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت سے تین سے چار گھنٹے تک ایک بند کمرے میں ملاقات کی جس کے اگلے ہی روز آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت انتہائی خاموشی اور راز داری سے اپنی طبیعت کی خرابی کو جواز بناتے ہوئے اور غالباً اپنی تجویز کو اپنی ذاتی رائے قرار دے کر اپنے اِس اہم ترین عہدے سے مستعفی ہوگئے۔

حالانکہ آج بھی یہی خیال کیا جاتا ہے کہ جنرل جہانگیر کرامت نے اپنی یہ تجویز باہمی مشاورت سے دی تھی اور نواز شریف کی بھی اِن کی اِس تجویز پر بھرپُور حمایت اور تائید حاصل تھی مگر حسبِ روایت اور فطرت نواز شریف نے وہی کیا جو یہ اِس سے قبل بھی کرچکے تھے یعنی اپنی غیر سیاسی بالغ النظری

کے باعث وہ اپنے اقتدار کی مسند پر قابض ہوتے ہی یہ فوج سے پنگے بازیاں شروع کی تجویز سے مکر گئے اور اِس CDNS کردیتے ہیں اِس بار بھی یہ جنرل جہانگیر کرامت کی ہی بنا پر اِن کے ایک سب سے بڑے مخالف کے روپ میں سامنے آئے اور اِن کی اِس تجویز کی اِس قدر مخالفت کی کہ بالآخر بیچارے جنرل جہانگیر کرامت کو اِس ملک کی بقا و سالمیت کے خاطر خود ہی اپنے عہدے سے مستعفی ہونا پڑگیا اور یوں نواز شریف کی اِن کے خلاف تیار کی گئی سازش کامیابی سے ہمکنار ہوئی کیونکہ نواز شریف شائد اُس وقت سے ہی اِن سے خائف ہوگئے تھے کہ جب جنرل جہانگیر کرامت نے نیشنل سیکورٹی بنانے کی تجویز پیش کی تھی اور وہ پہلے ہی یہ تہیہ کرچکے تھے کہ اگر اِن کی قسمت میں دوبارہ اقتدار ملا تو وہ سب سے پہلے جنرل جہانگیر کرامت کو ہی اِن کے عہدے سے ہٹا دیں گے کی تجویز کے خلاف کوئی ایسی سازش تیار کریں گے کہ جنرل جہانگیر CDNS یا اِن کی کرامت اپنی تجویز کی ناکامی پر خود ہی اپنے عہدے کو چھوڑ جائیں گے اور پھر وہی ہوا کہ جنرل جہانگیر کرامت سول حکومت کے روپ میں اُس وقت کے آمر وزیر اعظم نواز شریف کی سازش کا شکار ہوگئے اور وہ جنہیں 11 جنوری 1999 کو اپنے عہدے سے ریٹائر ہونا تھا وہ قبل از وقت اپنا یہ عہدہ چھوڑ گئے۔

یوں یہی نواز شریف ہیں کہ جنھوں نے سینارٹی کے لحاظ سے جنرل علی قلی خان اور خالد نواز کو پس پشت ڈال کر جنرل پرویز مشرف کو آرمی چیف بنا دیا اور

اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک منہ چڑھاتی اور بازو اُچکاتی حقیقت ہے کہ شروع شروع میں تو پرویز مشرف ..... نواز شریف کی جانب سے یوں نوازے جانے پر پھولے نہیں سماتے تھے اور ہر طرف نواز شریف کے دم چھلہ ہی بنے پھرا کرتے تھے اور یہی جنرل پرویز مشرف جنھوں نے بعد میں نواز شریف کی کھٹیا کھڑی کردی تھی)) مشرف، نواز شریف کی حکم عدولی کرنا گناہِ عظیم سمجھتے رہے مگر جیسے جیسے مشرف، نواز شریف کی عادتوں اور فطرت کو سمجھنے لگے تو مشرف اور نواز کے درمیان ایک وسیع و عریض خلیج حائل ہونے لگی اور بالآخر یہ خلیج کارگل کا محاذ کھلنے سے قبل ہی اُس وقت سامنے آئی جب نواز شریف نے احتساب کے نام پر اپنے مخالفین کو پھنسانے کا ایک جامع منصوبہ بنایا جس سے متعلق آج بھی یہ کہا جاتا ہے کہ اِس احتساب کی آڑ میں نواز شریف نے اپنوں کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر پھینکنے جیسے عمل کا سہارا لے کر اِنہیں بچانے کا منصوبہ بنا رکھا تھا جس مشرف سخت ناراض تھے اور دوسری طرف نواز شریف نے اپنے اِسی دوسرے دور میں "قرض اُتارو ملک سَنوارو" کی آڑ میں بھی بیرونی ملک سے زیادہ سے زیادہ امداد حاصل کرنے کی ٹھانی اور یوں نواز شریف ایک بڑا سا میڈ ئین پاکستان کا کشکول اٹھانے بھیک اور امداد مانگنے کے لئے ساری دنیا میں در در مارے مارے پھرتے رہے اور اِس دوران اُنھوں نے اپنی بھیک مہم کے دوران اربوں امریکی ڈالرز کی امداد جمع کی (جو اِن کے دور میں 3 ارب 20 کروڑ ڈالر کے غیر ملکی قرضوں کے علاوہ تھی) اِس امداد سے متعلق آج بھی یہ خیال

کیا جاتا ہے کہ میاں نواز شریف نے امداد کی مد میں ملنے والے اربوں ڈالر کو ملک کی فلاح کے لئے آٹے میں نمک کے جتنی مقدار سے بھی بہت کم خرچ کیا مگر ساری کی ساری اربوں ڈالرز کی امداد وہ بیرونی ممالک کے بینکوں میں کھلائے گئے اپنے کھاتوں میں اُنڈلتے رہے اور اُنہوں نے اِن ڈالروں کو اپنے کھاتوں میں اِس قدر اُنڈیلا کہ وہ لبالب بھر کر چھلک اُٹھے مگر پھر بھی وہ اپنی اِس کرپشن سے باز نہ آئے اِسے نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ ساری دنیا نے بھی خود دیکھا کہ نواز شریف نے قرض اُتارو ملک سنوارو کی آڑ میں کتنی کرپشن کی ہے جو اَب سب کے سامنے آچکی تھی اور یوں نواز شریف کی اِس کرپشن اور فوج کے خلاف کی گئی سازشوں کا ایک بھیانک انجام 12 اکتوبر 1999 کی اُس وقت ہوا جب نواز شریف کے ہی لائے ہوئے جنرل پرویز مشرف نے اِن کی بدعنوانی، لوٹ کھسوٹ حکومت کا تختہ الٹ دیا اور خود کو چیف ایگزیکٹیو کی اصلاح کے ساتھ دنیا کو متعارف کروایا اور ملک کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور نواز شریف کو اپنا جہاز اغوا کرنے کی پاداش میں کئی سال کے لئے ملک بدر (جلاوطن) کردیا اور پھر بعد میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی کاوشوں اور انتھک محنت کے بعد جب مشرف اِن کے بہلاوے میں آئے تو نواز شریف اپنی جلاوطن ختم کرکے ملک واپس آئے گئے اور تب سے یہ اَب تک تو ملک میں ہیں مگر پرویز مشرف اِن کی سازشوں کا شکار ہو کر ملک سے باہر نکل گئے ہیں شائد یہ ایک خود ساختہ جلاوطنی کی حیثیت سے بیرونی ممالک میں خود ہی رہنے پر مجبور ہیں حالانکہ وہ ملک آ

جا بھی سکتے ہیں مگر وہ پھر بھی ایسا نہیں آ رہے ہیں۔ کیونکہ نواز شریف نے موجودہ...
حکومت کو مشرف سے انتقام لینے اور اِنہیں سزا دلوانے کے لئے تیار کر رکھا ہے۔
اگرچہ اَب بھی نواز شریف اور اِن کے بھائی شہباز شریف رات کی تاریکیوں میں اپنے اقتدار کی حصول کے خاطر مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں اور گاہے بگاہے کسی نہ کسی بہانے جنرل کیانی سے ملاقاتیں بھی کرتے رہے ہیں مگر یہ ہمارے جنرل کیانی کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ سب کا سب کچھ دیکھنے اور سننے کے باوجود بھی کوئی ایسا ویسا اور کیسا عمل نہیں کر رہے ہیں کہ جس سے ملک میں قائم جمہوری عمل کی کڑیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر بکھر کر رہ جائیں۔ مگر اِس کے باجود بھی نواز برادران اور مسلم لیگ (ن) کا ایک ایک رکن اِس کوشش میں ہے کہ کسی بھی طرح سے پتھر میں چھید ہو جائے اور اِس پاکستان پیپلز پارٹی کی اِس جمہوری حکومت کا شیرازہ بکھر جائے اور ملک پر ایک اور آمر قابض ہو جائے تاکہ آئندہ انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اقتدار ملے اور نواز شریف ملک کے صدر یا وزیراعظم کے روپ میں حکومتی ذمہ داری سنبھالے سامنے آئیں۔
اگرچہ اُدھر ایک حیران کن نقطہ یہ ہے کہ نواز شریف ایک طرف موجودہ حکومت کے

خلاف سازشوں میں مصروف ہیں تو وہیں یہ فوج کو بھی اقتدار سنبھالنے اور اِسے اپنی مداخلت جاری رکھنے کا مشورہ بھی دیتے رہتے ہیں تو اُدھر ہی ایک خبر یہ بھی ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد محمد نواز شریف نے یوم پاکستان پر قوم کے نام اپنے جاری کردہ پیغام میں یہ کہا ہے کہ فرشتہ بھی آمر بن کر آئے تو وہ عوام کے مفادات کا قتل عام کرے گا اور آئین توڑنے والے جمود کے حامی پاکستان کے اصل دشمن ہیں اور اُنھوں نے غالباً اپنے اِس پیغام میں اپنی ہی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا مخلص جہاندیدہ اور انقلابی قیادت ہی ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس عزم کو بھی دُہراتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو محفوظ، مضبوط، خوشحال اور ترقی یافتہ بنانے کے لئے ملک میں انقلاب لانا ہوگا اور اِن کا کہنا تھا کہ اِن انقلابی مقاصد کے حصول کے لئے قوم کو میرا ساتھ دینا ہوگا اُنھوں نے کہا کہ میرا ملک آج ایک پسماندہ ملک ہے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی میری قوم، بدامنی، استحصال، غربت، بیماری، جہالت، بے روزگاری اور مہنگائی کا شکار ہے میرے ملک کی یہ صُورتِ حال مجھے پریشان کئے رہتی ہے اور میں راتوں کو اِس فکر میں ٹھیک طرح سے سو بھی نہیں پاتا کہ میری قوم کی یہ حالت ہو اور میں آرام سے سوجاؤں نہیں میں اُس وقت تک سُکھ اور چین سے نہیں سو سکتا کہ جب تک میں اپنی محنت اور عزم سے اپنی قوم کو اِس کے اِن مسائل سے نجات نہ دلوادوں جس سے آج میری قوم دوچار ہے اِن کا کہنا تھا کہ یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا قوم کو

میرے ساتھ کمر ہمت باندھنا ہوگا تاکہ میں اپنے ملک میں تبدیلی لاؤں اور قوم کو اِن غاصب اور فاسق حکمرانوں سے نجات دلواؤں جنھوں نے ملک میں مہنگائی کو بے لگام چھوڑ رکھا ہے اور خود عیش کی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ اور ایک دوسری خبر یہ ہے کہ نواز شریف نے رائے ونڈ میں فرانسیسی سفیر ڈینیل جون آیو سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کے عوام اِس وقت غربت، مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان ہیں اور موجودہ حکومت عوام کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اور اِس پر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ توانائی کے بحران نے عوامی پریشانیوں میں جلتی پر تیل کا کام کیا ہے اور اِن کا اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا تھا کہ ملک کی موجودہ صُورتِ حال ایک آمر کے طرزِ حکمرانی، قوانین اور غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

جی ہاں میرے قارئین !اَب بولیں کہ یہاں آپ نواز شریف کی اِن طرحدار، بل کھاتی للچاتی اور دلوں بیقرار کرتیں دونوں خبروں کے بعد کیا سمجھے ....؟ ٹھیک .... ٹھیک یہ وہی نواز شریف ہیں جنھوں نے اپنے دوسرے اقتدار میں قرض اتارو ملک سنوارو کے نام پر اربوں ڈالرز امداد بٹوری اور ملک پر خرچ کرنے کے بجائے اپنے ہی بینک بیلنس بھر کر نکل گئے تھے اور آج ایک بار پھر قوم کو ملک میں انقلاب لانے کے نام پر یہ اُکسا رہے ہیں تاکہ قوم اِن کے کہنے پر آ کر اِن کے شابہ بشانہ کھڑی ہو اور جو یہ کہیں قوم وہ کرے اور اِس

طرح ایک بار پھر اقتدار اِن کے ہاتھ آجائے اور یہ ملک میں انقلاب کے نام پر قابض ہو کر قومی خزانے سے دولت لوٹ کر پھر ملک سے بھاگ جائیں یا پھر کوئی آمر انہیں جلاوطن کردے جس طرح یہ پہلے بھی ہوچکے ہیں مگر اِس بار قوم یہ خود سوچ کہ کیا..... ؟ اِب یہ پھر نواز شریف کی اِن چکنی چپڑی باتوں میں آجائے گی جس طرح یہ پہلے آئی تھی اور یوں نواز شریف ہر بار عوام کو بے وقوف بنا کر اپنا اقتدار حاصل کرتے رہے اور اِس کے بعد عوام کو سوائے بول بچن کے اور کچھ نہیں دے سکے اور ہمیشہ ہی ملک سے جلاوطن ہوتے رہے ہیں۔

گیارہ ربیع الثانی - گیارہویں شریف ایڈیشن

مادرزاد ولی قطبِ ربانی، شہباز لامکانی غوث الثقلین حضرت غوث اعظم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

بیشک خالقِ کائنات اللہ رب العالمین نے اِنس وجن کی رشد و ہدایت کے لئے مختلف وقتوں اور خطوں میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین کو مبعوث فرمایا ہر نبی و رسول اللہ تعالیٰ کی علیحدہ علیحدہ صفتوں کے مظہرین لے کر آئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کُل صفات ہی نہیں بلکہ ذات کا بھی مظہر بنا کر اپنے محبوب نبی آخرالزماں پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعُوث فرمایا تو مظہر ذات کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا تو رُشد و ہدایت اور احیا دین وملت کے لئے مظہر ذات خدا محبوب رب العلی نے غیبی خبر دی کہ " ہر صدی کے اختتام پر ایک مجدد پیدا ہوگا" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " اللہ کے نیک بندے دین کی محافظت کرتے رہیں گے" (ابوداؤد) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے کہ " عملائے دین بارش نبوت کا تالاب ہیں" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " چالیس ابدال (اولیا) کی برکت سے بارش اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی اور اِنہیں کے طفیل اہلِ شام سے عذاب دور رہے گا (مشکوٰۃ شریف) آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " علما کی زندگی کے لئے مچھلیاں دُعا کرتی ہیں" (مشکوۃ شریف) نیز فرمایا کہ " میری اُمت میں ہمیشہ تین سو اُولیا حضرت آدم علیہ السالم کے نقشِ قدم پر رہیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ علیہ السلام و سات حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے قدام پر ہونگے اور پانچ وہ رہیں گے کہ جن کا قلب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرح ہوگا اور تین حضرت میکائیل کے قلب پر اور ایک حضرت اِسرافیل کے قلب پر رہے گا جب اِس ایک کا انتقال ہوگا تو اِن تین میں سے کوئی قائم ہوگا اور اِن تین کی کمی پانچ میں سے اور پانچ کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی تین سو سے اور تین سو کی کمی عالم مسلمانوں سے پوری کردی جاتی ہے" (مرقاۃ ملا علی قاری)۔

علما حق فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالی رحمتیں دینے والا، سیدالانبیا رحمت عالم تقسیم فرمانے والے اور اُولیا و علما اِس کا ذریعہ ہیں "اللہ تعالی کی معرفت کے لئے ملت مصطفویہ کے سامنے علما و مشائخ نے ایک خوبصورت اور زریں اُصول یہ پیش کردیا ہے بارگاہِ ربوبیت تک رسائی آقائے دوجہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اور بارگاہِ سرورِ کائنات تک رسائی اُولیا اللہ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اِن اُولیا اللہ کی صفِ اول میں صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیھم اجمعین شامل ہیں اِن کے بعد

تابعین، ائمہ مجتھدین، ائمہ شریعت وطریقت کے علاوہ صوفیا اتقیا اور دیگر اُولیا بھی شامل ہیں اُولیا کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اِس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ علم و فضل کشف و کرامات، مجاہدات و تصرفات اور حسب ونسب کی بعض خصوصیات کی وجہ سے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو اُولیا کی جماعت میں جو خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ کسی اور نہیں یہ واضح رہے کہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو جب ہم مقامِ ولیوں کا تاجدار کہتے یں تو یہاں ولیوں کے عموم میں صحابہ کی جماعت کو شامل نہیں کرنا چاہئے خالقِ کائنات اللہ رب العزت جن خوش نصیب بندوں کو مقام ولایت عطا فرماتا ہے اُن کی ولایت کو کبھی زائل نہیں فرماتا۔ آپ غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ، غوث الثقلین، غیوث الکونین، امام الطرفین، امام النقلٰے، رئیس الاتقیا، تاج الاصفیا، قطبِ ربانی، شہباز لامکانی، محی الملت والدین، فخر شریعت و طریقت، ناصر سُنت، عماد حقیقت، قامع بدعت، سیدوالزاہدین، رھبرِ عابدین، کاشف الحائق، مقتدا الخلائق، قطب الاقطاب، غوث الاغوث وغیرہ القابات تاجدارِ غوث صمدانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی ولادتِ پاک وطن مبارک گیلا جیسے گیلان بھی کہتے ہیں عرب کے لوگ اِسی کو جیل اور جیلان بھی کہتے ہیں یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے اِسی علاقے میں نیف نام کے ایک قصبہ میں معتبر روایتوں کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ (آپ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ) یکم رمضان المبارک جمعہ کیدن سنہ 470ھ

مطابق 1075 سنہ میں ہوئی یہ علاقہ بغداد مُقدس سے سات میل کی دوری پر ہے بغداد مُقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو قصبے پائے جاتے ہیں لیکن اِن دونوں قصبوں کو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مولا باور کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عارق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا عکمی ہونا محقق ہے امام حافظ ابنِ کثیر و مشقی المتوفی 774 سنہ میں اپنی تصنیف البدایہ والہنایہ میں حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا سنہ ولادت 470 سنہ ھ لکھتے ہیں اور امام یافعی المتوفی 768 سنہ ھ اپنی تصنیف مراۃ الجنان و عبرۃ الیقان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے جب کسی نے آپ کے سال ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر یاد نہیں البتہ ! اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اِسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ ابنِ عبدالوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور یہ 488 سنہ ھ تھا اِس وقت میری عمر 18 سال تھی اِس حساب سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سنہ ھ ولادت 470 سنہ ھ ہوا اِس طرح جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات ہی سے ماخوذ ہیں اِس وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہو گئی کہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم کا سنہ ولادت 470 سنہ ھ ہے ۔آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ اُم الخیر بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے ساتھ احکامِ شریعت کا اِس قدر احترام تھا کہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ رمضان بھر دن میں قطعی دودھ نہیں پیتے تھے ایک

مرتبہ اَبر کے باعث 29 شعبان کو چاند کی رویت نہ ہو سکی لوگ تردّد میں تھے لیکن اِس مادر زاد ولی حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ کے پورے عہدِ رضاعت میں آپ کا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جوں ہی رمضان شریف کا مبارک مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوعِ آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے اور جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ افطار کرتے توآپ بھی دودھ پینے لگتے تھے ابتدا ہی سے خالقِ کائنات اللہ رب العزت کی نوازشات سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی جانب متوجہ تھیں پھر کیوں کوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبہ فلک وقار کو چھو سکتا یا اِس کا اندازہ کرسکے چنانچہ سرکارِ غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو و لعب سے باز رہو۔ جسے سُن کر میں رُک جایا کرتا تھا اور اپنے گرد و پیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دِکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا تھا۔

اَب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سُنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آ کرکے مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اِس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سُویا کرو آپ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچپن کے زمانے میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچ لی فوراً اِس نے کلام کیا عبدالقادر تم اِس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو میں نے اِسے چھوڑ دیا اور دل کے اُوپر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو رسم و رواجِ اسلامی کے مطابق والد محترم سیدنا شیخ ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ جن کا لقب" جنگی دوست " ہے اِس وجہ سے "قلائدالجواہر"میں بتائی گئی ہے کہ آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے ریاض الحیات میں اِس لقب کی تشریح یہ بتائی گئی ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے آپ کو رسم بسم اللہ خوانی ادائیگی اور مکتب یں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے اور اُستاد کے سامنے آپ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اُستاد نے کہا! پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الم سے لے کر مکمل اٹھارہ 18 پارے زبانی پڑھ ڈالے اُستاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا....؟اور کیسے پڑھا....؟تو آپ رحمتہ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ والدہ ماجدہ اٹھارہ سِپاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں جب میں شکمِ مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ سپارے سُنتے سُنتے مجھے بھی یاد ہو گئے تھے دیکھئے یہ شان ہوتی ہے اللہ کے ولیوں کی حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ آج سے کئی صدیوں قبل ہی اِس حقیقت کو من وعن سچ ثابت کر چکے ہیں کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی سوچ رہی ہوتی ہے اور پڑھ رہی ہوتی ہے تو اُس کا اثر دونوں ہی صورتوں میں شکمِ مادر میں رہنے (پلنے) والے بچے پر ضرور پڑ رہا ہوتا ہے اور آج چاند کو چھو لینے اور اِس پر چہل قدمی کرنے کی دعویدار 21 ویں صدی کی جدید سائنسی دنیا کے یورپ اور امریکا کے سائنسدان اپنی تحقیقوں سے یہ بتاتے پھر رہے ہیں کہ سائنس نے یہ ایک نئی تحقیق کر لی ہے کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی منفی یا مثبت سوچ رکھتی ہے اِس کا اثر آئندہ آنے والے بچے کی زندگی پر پڑتا ہے یہ بات سائنس نے آج دریافت کی ہے۔ جبکہ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے صدیوں قبل اِسکا عملی ثبوت دنیا کے سامنے خود پیش کر دیا تھا اِس سے ہم اُمت مسلمہ کو فخر ہونا چاہئے کہ موجودہ دنیا کی کوئی ترقی قرآن و سنت اور تعلیمات اسلامی کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہو سکتی)۔

اور یوں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وطن جیلان ہی میں باضابطہ طور پر قرآن عظیم ختم کیا اور چند دوسری دینی کتابیں پڑھ ڈالیں تھیں حضرت غوث اعظم

رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ حماد بن مسلم ہی سے قرآن مجید فرقانِ حمید حفظ کیا اور برسوں خدمتِ حمادیہ میں رہ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ فیوض وبرکات حاصل فرماتے رہے سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے 528 سنہ ھ میں درس گاہ تعمیر جدید سے فراغت پائی اور مختلف اطراف و جوانب کے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کرکے علوم دینیہ سے مالامال ہونے لگے آپ کی بزرگی و ولادیت اِسقدر مشہور اور مسلم الثبوت ہے کہ آپ کے " غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ ہونے پر تمام اُمت کا اتفاق ہے حضرت کے سوانح نگار فرماتے ہیں کہ "کسی ولی کی کرامتیں اِسقدار تواتر اور تفاصیل کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں کہ جس قدر حضرت غوث الثقلین کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں (نزہتہ الخاطر الفاطر)۔ خلق خدا میں آپ کی مقبولیت ایسی رہی ہے کہ اکبر واصاغر سب ہی عالم استعجاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں مشرق یا مغرب ہر ایک غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مداح اور آپ کے فیض کا حاجت مند نظر آتا ہے مقبولیت و ہر دلعزیزی کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان شیریں بیانی اور کلام و وعظ میں اثر آفرینی بھی حیران کن تھی۔اِسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مقدس کا ایک ایک لمحہ کرامت ہے اور آپ کے علمی کمال کا تو یہ حال تھا کہ جب بغداد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مجالس و وعظ میں ستر، ستر (70,70) ہزار سامعین کا مجمع ہونے لگا تو بعض عالموں کو حسد ہونے لگا کہ ایک عجمی گیلان کا رہنے والا اِسقدر مقبولیت حاصل کرگیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابوالعباس احمد بن احمد بغدادی اور

علامہ حافظ عبدالرحمٰن بن الجوزی جو دونوں اپنے وقت میں علم کے سمندر اور حدیثوں کے پہاڑ شمار کیئے جاتے تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس و وعظ میں بغرض امتحان حاضر ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے جب حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے وعظ شروع فرمایا تو ایک آیت کی تفسیر مختلف طریقوں سے بیان فرمانے لگے پہلی تفسیر بیان فرمائی تو اِن دونوں عالموں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے تصدیق کرتے ہوئے اپنی اپنی گردنیں ہلا دیں اِسی طرح گیارہ تفسیروں تک تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر اپنی اپنی گردنیں ہلاتے اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتے رہے مگر جب حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بارہویں تفسیر بیان فرمائی تو اِس تفسیر سے دونوں عالم ہی لاعلم تھے اِس لئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا منہ مبارک تکنے لگے اِسی طرح چالیس تفسیریں اِس آیت مبارکہ کی آپ رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے چلے گئے اور یہ دونوں عالم استعجاب میں تصویر حیرت بنے سُنتے اور سر دھنتے رہے پھر آخر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ہم قال سے حال کی طرف پلٹتے ہیں پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا نعرہ بلند فرمایا تو ساری مجلس میں ایک جوش و کیفیت اور اضطراب پیدا ہوگیا اور علامہ ابن الجوشی نے جوش حال میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بُہجتہ الاسرار) بغیر کسی مادی سویلہ (یعنی ساؤنڈ سسٹم کے بغیر) کے ستر ہزار کے مجمع تک اپنی آواز پہنچانا اور سب کا یکساں انداز میں سماعت کرنا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی کرامت ہے کو روزانہ

ظاہر ہوتی رہتی تھی۔

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح و حالات رقم کرنے والے تمام مصنفین وتذکرہ نگاروں کا اِس پر اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مرتبہ بہت بڑی مجلس میں (کہ جس میں اپنے دور کے اقطاب وابدال اور بہت بڑی تعداد میں اُولیا وصلحا بھی موجود تھے جبکہ عام لوگوں کی بھی ایک اچھی خاصی ہزاروں میں تعداد موجود تھی) دورانِ وعظ اپنی غوثیت کبریٰ شان کا اِس طرح اظہار فرمایا کہ (قَدَمِی ھٰذِہٖ علی رقبۃ کُل ولی اللہ) ترجمہ:- میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے"تو مجلس میں موجود تمام اُولیا نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے اُولیا نے کشف کے ذریعے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اعلان کو سُنا اور اپنے اپنے مقام پر اپنی گردنیں خم کردیں حضرت خواجہ شیخ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے گردن خم کرتے ہوئے کہا کہ" آقا آپ کا قدم میری گرن پر بھی اور میرے سر پر بھی" (اخبار الاخیار، شمائم امدادیہ، سفینہ اولیا، قلائدالجواہرِ نزہتہ الخاطر افاطر، فتاویٰ افریقہ کرامات غوثیہ اعلی حضرت)۔

بیشک! حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ جیلانی پیر کامل اور مادر زاد ولی تھے امام حافظ ابن کثیر نے البدایہ والہنایہ می اور حضرت امام یافعی رحمتہ اللہ

علیہ نے مراالجنان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے سلسلے میں صرف سال وصال کاتذکرہ کیا ہے جو561سنہ ھ ہے دن یاتاریخ یا مہینہ کا کوئی ذکر نہیں ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نفحات الانس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بیان میں 561سنہ ھ کا ہی ذکر کیا ہے ہاں البتہ ! آگے چل کر کرامات کے بیان میں سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے شاہزادے حضرت شیخ عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ ربیع االآخری میں آپ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا وصال شریف ہوا ہے بعض 17ربیع االآخری سنہ ھ اور بعض کتابوں میں 11اور12ربیع االآخر بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔561

آپ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گزرااور وہیں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوااور وہیں پر ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کامزار مبارک ہے جس کے گرد عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمالِ عقیدت کے ساتھ طوافِ زیارت کیا کرتے ہیں اور فیوض و برکات سمیٹتے ہیں۔

بحوالہ :- مجلّہ نقیب ملت اگست ۲۰۰۲ کراچی....کتاب سیرتِ غوث اعظم قدس سرہ (العزیز لاہور

امریکا میں پہلی بار پاکستانیوں کی اتنی ناز برداری

بھارت کو پاک امریکا اسٹر ٹیجک ڈائیلاگ پر مروڑ کیوں..... ؟
پاکستان (ن) لیگ کی رٹ پاک امریکا اسٹر ٹیجک مذاکرات اور آئینی پیکج کا کوئی علم نہیں
نواز شریف کی 25 مارچ کی پریس کانفرنس حکومت سے پنگا....یا سیاسی بصیرت.....؟

یہ پاکستان کے تمام اگلے پچھلوں کے لیے بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ امریکی سرزمین پر قدم رکھنے والے مسٹر چوہدری احمد مختار وہ پہلے پاکستانی وزیر دفاع ہیں جنہیں پینٹا گون آمد پر گارڈ آف آنر پیش کیا گیا ورنہ اِن سے قبل پاکستان کی 62 سالہ تاریخ میں تو کوئی بھی ایسا وزیر دفاع نہیں گزرا ہے کہ جس کی امریکیوں نے اتنی بلائیاں جو کبھی لی ہوں کہ جتنی مسٹر چوہدری احمد مختار کی لی ہیں اور اِنہیں گارڈ آف آنر پیش کرکے اِن کی اتنی ناز برداری کی ہے کہ آج پوری پاکستانی قوم خود ششدر ہو کر رہ گئی ہے کہ امریکیوں کے اِس خوشامدی روئیے پر تو اَب یہ شک ہونے لگا ہے کہ پاکستان اور امریکا کے مابین ہونے والے دو روزہ اسٹر ٹیجک ڈائیلاگ (مذاکرات) کے دوران امریکی اپنی خوشامدانہ پالیسی سے پاکستان کی جانب سے ہونے والے اِس مطالبے کو جس کے

مطابق پاکستان نے اپنی ترجیحی بنیادوں پر امریکا سے یہ کہا ہے کہ امریکا سول ونیو کلیئر اور ڈرون ٹیکنالوجی کی فراہمی سمیت توانائی کے وسائل کے تمام شعبوں تک بلا امتیاز پاکستان کو رسائی دے جس کا امریکا نے یہ جواب دیا ہے کہ امریکا پاکستان کو 125 ملین ڈالر دے گا، 3 بجلی گھروں کی تعمیر میں تعاون کرنے کا امریکا وعدہ کرتا ہے، منڈیوں تک رسائی، پی آئی اے کو مزید 5 امریکی شہروں تک آپریشن کی اجازت، پاک فوج کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی منصوبہ بندی کرنے سمیت اور بہت سے اِسی نوعیت کے پروگراموں کو کرنے کے ساتھ ساتھ اِن میں معاونت کرنے کا بھی وعدہ یہ کہہ کر کیا کہ یہ سب کچھ راتوں رات کچھ تبدیل نہیں ہوگا بلکہ اِس کے لئے ایک وقت درکار ہے اور اِس کے بعد تو اِن دو روزہ پاک امریکا اسٹریٹجک مذاکرات کے اختتام پر بالخصوص ہم پاکستانیوں کو یہ خوش فہمی ہو چلی ہے کہ پاک امریکا یہ مذاکرات پوری طرح سے کامیاب ہوئے ہیں اور یہ اُمید کی جانی چاہئے کہ اَب امریکا پاکستان کو اپنے وعدے کے مطابق وہ سب کچھ ضرور دینے اور پاکستان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا پابند ہے جنہیں کرنے کا امریکا پاکستان سے وعدہ کرچکا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ خوش فہمی بھی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے کہ ہم پاکستانیوں نے امریکیوں سے وہ سب کچھ نکلوا لیا ہے جس کی ہم پہلے سے ہی منصوبہ بندی کرکے امریکا گئے تھے اور اِسی طرح اُدھر امریکی بھی اِس گمان میں مبتلا ہیں کہ ہم نے پاکستانیوں سے سب کچھ دینے کا وعدہ تو ضرور کیا ہے

مگر اِس کے عوض ہم نے اِنہیں کئی ایسے نئے شکنجوں میں بھی جکڑ دیا ہے کہ یہ اِس سے بھاگ بھی نہیں سکیں گے۔ اگرچہ یہ ایک اُمید اور حوصلہ افزا امر ضرور ہے کہ اِس مرتبہ ہمارا پاکستانی وفد بھی پوری تیاری سے امریکا گیا تھا جس کا آج ایک مثبت اور تعمیری نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان اور امریکا اپنے اپنے تئیں اِن مذاکرات سے بڑی حد تک مطمئن ضرور نظر آرہے ہیں۔

جبکہ پاک امریکا کی جانب سے مذاکرات کی کامیابیوں کے بہت سے دعووں کے بالکل برعکس پاکستان کے بعض سیاستدانوں کا خیال یہ ہے کہ پاکستانی مطالبے پر امریکا اپنے خوشامدانہ لب و لہجے سے پاکستانی وفد میں شامل اہم اشخاص کو اِن کی خواہشات کے عین مطابق سب کچھ دینے پر ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی صرف وعدے کرکے بھول جانے پر ہی کامیاب ہوا ہے اور بس ..... اور یوں امریکا نے اپنے جھوٹے وعدوں کے سہارے پاکستانی وفد کو اپنا گرویدہ بنایا اور اِسے یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ " تم ہمارے لئے کام کرو..... تو ہم بھی تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھیں گے" اور پاکستانیوں کو یہ کہتے اور نصیحت کرتے ہوئے اِن سب کو اِن کے دیس پاکستان واپس بھیج دیا۔

جبکہ اُدھر دو روزہ مذاکرات کے دوران ہمارے وزیر خارجہ جو شاہ بھی ہیں تو محمود اور قریشی بھی ...... اُنہوں نے اپنی بلا کی جاذب نظری اور ہنسی مذاق

سے اپنی ہم منصب امریکی لیڈی ہلیری کلنٹن کو ایسا زیر یعنی اپنے تابع کیا کہ بعض مواقعوں پر تو بس ایسا لگا کہ شائد دونوں جانب سے کچھ مذہبی اور تہذیبی پابندیاں اِن دونوں کے بیچ حائل تھیں ورنہ وہ (ہلیری)اِدھر یا .... یہ (شاہ جی)اُدھر ہوتے میرا مطلب ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے ہو جاتے ......اور تو پھر مذاکرات بھی ہوتے ہی رہتے بہر حال ! اِس دوران جو ہوا اِسے قوم بھول جائے اور آگے کی سوچے کہ اَب کیا کرنا ہے۔

اور اُدھر اَبھی پاک امریکا مذاکرات جاری ہی تھے کہ اِدھر بھارت کے پیٹ میں اِن مذاکرات کی بھرپوری کامیابی کے خدشات کے پیشِ مروڑ اٹھنا شروع ہوگئے تھے جس کا اظہار بھارتی وزیر خارجہ ایس ایم کرشنا نے یہ کہہ کر کیا کہ امریکا کی طرف سے پاکستان کے ساتھ نیوکلئیر ڈیل کے حوالے سے ہونے والی پیشرفت بھارت کے لئے تشویش کا باعث ہے اور بھارتی وزیر خارجہ نے اپنا ایسا بیزاری کے احساس والہ منہ بناتے ہوئے کہ جیسے وہ کریلے چبا رہے ہوں کہا کہ" امریکا بھارت کو پہلے ہی یہ یقین دلا چکا ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ ایسا کوئی معاہدہ نہیں کرے گا کہ جس سے بھارت کے مفادات کو نقصان پہنچے اور اِس کے ساتھ اُنہوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور چیخ کر کہا کہ بھارت امریکا پر یہ واضح کرچکا ہے کہ پاکستان اور امریکا کی نیوکلئیر ڈیل بھارت کے مفادات کے منافی ہوگی اور اُنہوں نے انتہائی غصے سے یہ کہتے ہوئے اپنی بات ختم کی

کہ "پاکستان اور امریکا کے درمیان ہونے والے اسٹرٹیجک ڈائیلاگ پر بھارت گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ یہاں بالخصوص امریکا کے لئے سنجیدگی سے سوچنے اور غور کرنے کی ایک بات تو یہ ہے کہ پاک امریکا مذاکرات سے بھارت کو کیا نقصان ہے .....؟جو بھارت پاکستان اور امریکا کے درمیان ہونے والے مذاکرات سے پاگل ہوچکا ہے اور اُوٹ پٹانگ بک رہا ہے۔اَب امریکا کو یہ فیصلہ خود کرنا چاہئے کہ امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اہم رول پاکستان ادا کر رہا ہے یا بھارت.....؟اِس بنیاد پر امریکا اگر واقعی پاکستان کے ساتھ مخلص ہے تو اِسے پاکستان کے ساتھ کئے گئے اپنے تمام وعدے ضرور پورے کرنے چاہئیں۔ ورنہ اگر وہ بھارت کے دباؤ میں آکر اِس مرتبہ بھی پاکستان کے لئے سرد مہری کا مظاہرہ حقیقی معنوں میں کرے گا تو اِس سے پاکستان یہ مقصد لے کہ امریکا پاکستان کو سِوائے بول بچن دینے کے اِسے صرف اپنے مقاصد کے لئے ہی استعمال کرنا چاہتا ہے اور اِس کی تمام مہربانیاں اور نوازشیں تو بھارت کے لئے ہیں اور پاکستان کے لئے صرف جھوٹے وعدے اور دعووؤں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جبکہ اُنہی دنوں جب امریکا میں پاک امریکا مذاکرات اپنے عروج پر تھے کہ اِدھر یعنی خود ہمارے یہاں قائدِ حزبِ اختلاف چوہدری نثار علی خان نے پاک

امریکا اسٹر ٹیجک مذاکرات کے حوالے سے یہ تک انتہائی افسوس ناک انداز سے کہہ دیا ہے کہ امریکا سے اسٹر ٹیجک مذاکرات کس بنیاد پر ہو رہے ہیں، کسی کو علم نہیں اِن کا کہنا تھا کہ وزیر خارجہ کو اسٹر ٹیجک مذاکرات کے لئے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا اور اِس کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے حکومت پر کھلی تنقید کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ موجودہ حکومت تاریخ کی سب سے زیادہ گونگی بہری حکومت ہے کیوں کہ بقول اِن کے اِنھوں نے گزشتہ 25 سالوں کے دوران ایسی حکومت نہیں دیکھی کہ کوئی اپوزیشن حکومت کو اپنا کندھا دے اور حکومت چلے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ آخر کب تک کوئی اپوزیشن حکومت کو کندھا دے گی۔اِس کے بعد راقم الحرف اِس نتیجے پر پہنچ پایا ہے کہ چوہدری نثار علی خان آخر کس منہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت امریکا سے اسٹر ٹیجک مذاکرات کس بنیاد پر ہو رہے ہیں کہ میں یہاں اِن سے صرف اپنا یہ ایک ہی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اُنھوں نے اِس حوالے سے اپنی یا اپنی جماعت کی طرف سے کتنی دلچسپی لی کہ حکومت اِن سے رابطہ کرتی جب کسی کی جانب سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تو پھر حکومت کو خود ہی یہ قدم اُٹھانا پڑا جس کو آج میں بنا کر نثار علی خان حکومت پر کھلی تنقید کر رہے ہیں۔

اگرچہ یہ بھی ایک مصمم حقیقت ہے اِن دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن) خود پر فرینڈلی اپوزیشن کی چھاپ لگنے کے بعد اپنے آپ کو ایک طاقتور مگر پنگے باز

سیاسی جماعت یا گروپ کی صورت میں سامنے لانے کے لئے اِس کلئیے پر عمل پیرا ہے کہ میری تو مان لے ..... ورنہ میں تیری بھی نہیں چلنے دوں گا" کے سہارے کیا کچھ کر" گزرنے پر تلی ہوئی ہے کہ اِس کا اِسے یہ احساس تک ہی نہیں ہو رہا ہے کہ یہ اپنے اِسی غیر جمہوری غیر سیاسی اور غیر اخلاقی رویوں کے باعث اپنی اِس ضد نما کلئیے کی وجہ سے عوام میں اپنا بنا بنایا وقار کتنا مجروح کر رہی ہے کہ آج پی ایم ایل (ن) کے اِس عمل سے ملک کا ایک انتہائی سنجیدہ اور باشعور طبقہ اِس جماعت سے اپنی سیاسی اور اخلاقی ہمدردیاں بھی کم کرتا جا رہا ہے کیوں کہ یہ طبقہ آج یہ سمجھ رہا ہے نواز شریف اور اِن کی جماعت کے اراکین ایک جمہوری صدر زرداری کو اپنی تنقیدوں کا نشانہ بنا کر اور ذرا ذرا سے مسئلے کو رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کر کے ملک میں جاری جمہوری عمل کو جاری رکھنے کے لئے کوئی اچھا کام اور اچھی سیاست نہیں کر رہے ہیں بلکہ اِن کے اِس عمل سے آج یہ بات اچھی طرح سے ظاہر ہو رہی ہے کہ یہ لوگ (پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے اراکین) محض وقت گزاری اور موجودہ حکومت کے لئے قدم قدم پر مشکلات اور پریشانیاں پیدا کرنے کے لئے ہی ایوانوں میں موجود ہیں اور اَب یہ کسی کا باقاعدہ آلہ کار بن کر جمہوریت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

اور اَب پاکستان میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پاکستان مسلم

لیگ (ن) جو پاکستان کی پہلی اور دنیا کی شائد وہ انوکھی مصالحت پسند حزبِ اختلاف جماعت ہے جس کا کردار اِس کی جانب سے دانستہ طور پر میثاقِ جمہوریت کے سبوتاژ کئے جائے اور معاہدہ بھوربن کے خاتمے کے فوراََ ہی بعد برسر اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور عوام کے نزدیک پہلے ہی روز سے مشکوک رہا ہے اور تب سے ہی اِس جماعت نے بالخصوص حاکم الوقت صدر مملکت آصف علی زرداری کی شخصیت کو بُری طرح سے مجروح کرنے کا کوئی بھی موقعہ اپنے ہاتھ سے جانے دیئے بغیر اِن کی سیاسی بصیرت اور فہم وفراست پر جس انداز سے (اِس فرینڈلی اپوزیشن جماعت کہلانے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور پارٹی اراکین نے) تازیانے برسائے ہیں اور اِنھوں نے اپنے اِس کردار کو اَب تک اپنی اِنہی میٹھی میٹھی باتوں اور چالاکی، ہوشیاری اور چابکدستی سے کس قدر ادا کیا ہے وہ بھی آج نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ ساری دنیا کے بھی سامنے ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اِس جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور اِن کی پارٹی کے اراکین نے اپنا یہ غیر جمہوری و غیر اخلاقی اور غیر سیاسی کردار صدر زرداری کی ذات پر کیچڑ اُچھال کر کچھ اِس طرح سے بھی نبھایا ہے کہ اِس پر ملک میں موجود جمہوریت کے مخالف ایک بڑے اور انتہائی طاقتور ترین ٹولے کو چاہئے کہ وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے اِس جماعت پی ایم ایل (ن) کو موجودہ صدر اور اِن کی حکومت کے خلاف اپنا ایسا پریشان کُن مگر منافقانہ رول ادا کرنے پر کسی بڑے اور تاریخی ایوارڈ سے ضرور نوازے ورنہ اِسے اپنی

اتنی انتھک محنت اور مشقت کے بعد بھی بڑی مایوسی اور اپنی حق تلفی ہوتی ہوئی محسوس ہو گی اِسے اِس کام کے عِوض کوئی انعام نہیں ملا ہے۔

اور پھر آئندہ یہ کسی بھی برسرِ اقتدار حکومت سے باہر رہ کر اِس کے جمہوری عمل میں روڑے اٹکانے کا ایسا عمل اِس جمہوریت مخالف ٹولے کے لئے ٹھیک طرح سے ادا نہیں کر پائے گی کہ جیسا رول یہ جماعت پی ایم ایل (ن) آج پاکستان پیپلز پارٹی کی اِس جمہوری حکومت کے کاموں میں اِن دنوں اپنی کوئی نہ کوئی ٹانگ فضول میں اڑا کر ادا کر رہی ہے۔ اور ملک میں جمہوریت مخالف ٹولے کو خوش کر کے اپنی سیاست چمکانے اور عوام کو اپنے پُرجوش اور پُرفریب نعروں سے ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر بے وقوف بنانے کے لئے کمر بستہ ہے۔

یعنی یہ کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اِن دنوں اپنے قول و فعل سے پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے ٹڈی دل جیسا کردار ادا کر رہی ہے کیوں کہ پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف ایک طرف تو حکومت کو اپنی چکنی چپڑی اور لچھے دار باتوں سے اُلجھائے رکھنے کا اپنا فنی مظاہرہ جاری رکھے ہوئے ہیں تو اُدھر ہی یہ دوسری طرف اپنے بن مانگے اور بن پوچھے مشورے بھی حکومت کی جانب اُچھال اُچھال کر اِنہیں حکومت کو زبردستی دینے کی کوشش میں پڑے ہوئے ہیں اور صدر زرداری اور اِن ارا کین کو حکومتی اُمور ٹھیک طرح سے انجام نہیں

دینے دے رہے ہیں اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ آمر جنرل (ر) مرحوم ضیاالحق کی باقیات میاں نواز شریف اپنی غضب ناک سیاسی بصیرت اور دیگر دوسرے زاویوں سے بھی آئے روز نظروں سے اُوجھل ایسا کوئی نہ کوئی سیاسی اور قانونی نقطہ اپنی بغل میں گٹھری کی شکل میں دبائے بمعہ اپنے اراکین کے صدر زرداری اور حکومت کے سامنے لاکر حکومت کے لئے ایک نیا پنگا کھڑا کر دیتے ہیں کہ اِس سے بھی یہ اور اِن کی پارٹی کے لوگ صدر زرداری اور اِن کی حکومت کو تگنی کا ناچ نچا رہے ہوتے ہیں۔ جس سے اِس اچھی بھلی جمہوری حکومت کے اراکین اور عوام تلملا اٹھتے ہیں اور نواز شریف اور اِن کے پارٹی کے اراکین اپنا اپنا سر جھکائے اور نظریں نیچی کئے یہ کہتے ہوئے کھسک جاتے ہیں کہ " ہم یہ سب کچھ عوام اور ملک کے بہتر مفادات کے لئے ہی تو کر رہے ہیں۔" اِن کے ایسے ہی ملک اور قوم کے لئے کئے گئے مفادات کی ایک مثال جمعرات 25 مارچ کی شام پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ جناب میاں محمد نواز شریف کی عجلت میں کی گئی ایک ہیبت ناک پریس کانفرنس سے بھی سامنے آئی کہ جس کے بعد جمعہ 26 مارچ کو طلب کئے گئے پارلیمنٹ کے اُس مشترکہ اجلاس جس میں 18 ویں آئینی ترمیم کا وہ بل پیش ہونا تھا جس کا پوری پاکستانی قوم کو مدتوں سے انتظار تھا اور اِسے یہ یقین تھا کہ اِس اٹھارویں آئینی ترمیم سے ملک میں بہت سی مثبت اور نمایاں تبدیلی رونما ہوں گیں اور اِس لحاظ سے یہ دن ملکی تاریخ میں اہمیت اختیار جائے گا اور بڑا ہی اہمیت کا حامل دن ہوگا کہ اِس روز ملک میں 18 ویں آئینی

ترمیم کا بل پیش کیا گیا تھا اور اپنی نوعیت کے اِس انتہائی اہم ترین اجلاس سے جس سے صدر مملکت آصف علی زرداری کو اپنا تاریخ ساز خطاب کرنا تھا اِس حوالے سے سارے اگلے روز کے لئے کی گئیں تمام حکومتی تیاریوں پر نواز شریف کی اُس اچانک پریس کانفرنس نے پانی پھیر دیا جس میں اظہار خیال کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ایک تو پختون خوا کے حوالے سے ابھی ہمارے شدید تحفظات موجود ہیں تو دوسرا ججز کی تعیناتی کے بارے میں قائم کئے جانے والے کمیشن سے ہم مطمئین نہیں ہیں اور اِس کے بعد پھر کیا ہوا....؟ یہ آج سب کے سامنے ہے اور نواز شریف اپنی پریس کانفرنس میں اپنے اور ایسے بہت سے کئی نکات پر تحفظات کا اظہار کر کے ایک نیا پنگا لا کر 26 مارچ کے سارے حکومتی پروگرام کا ملیامیٹ کر کے ملک میں ایک نئے سیاسی بحران کو جنم دے کر اگلے ہی روز اپنے تمام تحفظات پر یوٹرن لے کر اپنا دامن صاف کرتے ہوئے پھر کسی نئے سیاسی اور قانونی نقطے کی تلاش میں متحرک ہو گئے ہیں۔

اگرچہ نواز شریف اور اِن کی جماعت کی اِس قسم کی پنگے بازیوں سے آج ملک کا ہر بچہ بچہ بھی اچھی طرح سے واقف ہو چکا ہے کہ نواز شریف اور اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اراکین اپنی اپنی جگہ رہ کر صدر زرداری اور اِن کی حکومت کے لئے کیسی کیسی مشکلات پیدا کر کے اِنہیں پریشان کر رہے رہیں کہ اِن کے اِس عمل سے میاں نواز شریف سمیت اِن کی پارٹی کے ہر رُکن کی شخصیت

اور اِن کی جمہوریت مخالف سوچ بھی اَب کھل کر عوام کے سامنے آچکی ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور اِن کی پارٹی کے اراکین کا اِس جمہوری حکومت کو کس طرح جمہوریت کی پٹری سے ڈی ریل کرنا اور ملک میں جاری اِس کمزور مگر مفلوج جمہوری عمل کو روکنا چاہتے ہیں اور یہ ثابت کرانا ہے کہ موجودہ حکومت عوام الناس کے لئے کوئی کام نہیں کر رہی ہے اِس کا کام تو بس صرف اپنے ہی مسائل میں الجھ کر انہیں حل کرانا رہ گیا ہے۔ اگر ہماری حکومت ہوتی تو ہم عوامی مسائل کو پہلے حل کرتے اور پھر اپنی حکومت بچانے کی کوئی بات کرتے .... پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اِن اُوچھے اور جمہوری دشمن اقدامات اور سازشوں کے بعد اَب نواز شریف اور اِن کی جماعت کے اراکین سات سمندر کے پانی سے بھی غسل کر کے آئیں اور عوام میں جا کر یہ چیخ چیخ کر بھی کہیں کہ اِن سب نے اَب تک جو کچھ بھی کیا ہے اور یہ آئندہ اسمبلی کے اندر اور باہر رہ کر بھی اپنا جو کردار ادا کریں گے یا کر رہے ہیں کیا وہ سب کا سب ملک اور قوم کے مفاد میں ہے یا یہ ایسا کر کے اُلٹا اپنی ہی سیاست کو چمکا رہے
ہیں ......؟ میرے قارئین ! اِس صورتِ حال میں اَب آپ ہی ملکی سیاست میں ایسا بھیانک کردار ادا کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے بارے میں کیا خیال کریں گے اِس کے ایسے غیر سیاسی، غیر اخلاقی حربوں کو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نااہلی قرار دیں گے یا سیاسی چالبازی گری تصور کرتے ہوئے اِس پارٹی کے صدر زرداری سے سیاسی کم مگر زیادہ ذاتی بغض و کینہ کہیں گے کہ جس نے

ایوان میں اپنا روایتی کردار ادا کرنے کے بجائے کھلم کھلا صدر زرداری کے خلاف ایک ذاتی محاذ کھول رکھا ہے اور اِن کی حکومت پر تنقید برائے تنقید کا ایک اسٹیج سجایا ہوا ہے کہ جس پر پی ایم ایل (ن) کے قائد سے لے کر ایک ادنا سا کارکن بھی صدر زرداری کی شخصیت کے خلاف بولنا اور اِن کی موجودہ حکومت کو بُرا بھلا بولنا اپنا حق سمجھتا ہے۔

راجہ پرویز اشرف کی عیب جوئی اور میڈیا پر الزام

بجلی صرف چند گھنٹے جاتی ہے..؟ اور میڈیا کئی گھنٹے بنا دیتا ہے... ؟
راجہ پرویز اشرف کی ڈھٹائی + بجلی کی لوڈشیڈنگ اور عوام کے احتجاجی مظاہرے
حکمرانوں ! بچو اُس وقت سے جب عوام سڑکوں پر نکل آئے گی......

اِس سے انکار نہیں کہ دنیا نے جدید سائنس کی بدولت ہر شعبے میں بے پناہ ترقی کر لی ہے مگر آج بھی موجودہ سائنس عیب جوئی اور الزام تراشی کو روکنے والا کوئی آلہ ایجاد نہیں کر سکی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا پیمانہ ہی بنا پائی ہے کہ اِسے یہ اندازہ ہوسکے کہ ایک آدمی چوبیس گھنٹوں میں کتنی بار کسی کی عیب جوئی اور الزام تراشی کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ کس کس زاویئے سے کسی نہ کسی کی عیب جوئی اور الزام تراشی میں مصروف رہتا ہے مگر میں اِن ساری باتوں کے بعد اِس نتیجے پر پہنچ پایا ہوں کہ انسانی اعتراض کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ جب تک اِس روئے زمین پر مجھ جیسے گناہ گار انسان موجود ہوں گے تو وہ عیب جوئی اور الزام تراشی کرتے رہیں گے اور یوں عیب جوئی اور الزام تراشی کو کوئی نہ تو روک سکے گا اور نہ ہی کوئی اِس کو ناپنے کا آلہ ہی بنا پائے گا کیوں کہ کسی کی عیب جوئی کے لئے ضروری نہیں

کہ اِس کام میں گھنٹوں صَرف کیۓ جائیں کسی کی عیب جوئی اور الزام تراشی کے لئے اِس سے متعلق .برائی کا ایک لفظ بھی عیب جوئی اور الزام تراشی کے زمرے میں آتا ہے اور اِسی لئے تو میرا یہ خیال ہے کہ پوری دنیا میں کسی کے بھی پاس عیب جوئی کو ناپنے والا ایسا کوئی خاص پیانہ نہیں ہے .....اور ہو بھی نہیں سکتا کیوں کہ عیب جوئی اور الزام تراشی کا پیانہ بنانے والا شخص خود بھی اپنی اِس ایجاد سے عیب جوئی اور الزام تراشی کو فروغ دینے کا کام کرے گا اور وہ بھی اِس سے نہیں بچ سکے گا۔

اِس حوالے سے بس یہ کہا جاتا ہے کہ کسی پر تنقید کے لئے پورا علم ضروری ہے اور نکتہ چینی کے لئے پوری جہالت اور اِسی طرح ہمارے یہاں یہ بھی بہت مشہور ہے کہ عیب جوئی سے آسان کام کوئی نہیں ہے اِس میں کسی حکمت، کس ذہانت اور کسی کردار کی ضرورت نہیں ہوتی یعنی بلکل اِیسے ہی جیسے ملک بھر میں بجلی کے 5 ہزار میگاواٹ روزانہ خرچ کے باعث اِس حدف کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے .بڑھتی ہوئی کئی گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ پر اسلام آباد میں وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی وزارت کی نااہلی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے اُلٹا میڈیا کی عیب جوئی کرتے ہوئے اِس پر اُلٹا یہ الزام دھر دیا کہ " میڈیا کو چاہیے کہ عوام کو حقائق بتائے، لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے چند گھنٹے بجلی بند ہونے کی خبر کو کئی کئی گھنٹے بجلی کی لوڈ

شیڈنگ کا تاثر دینا بند کرے اور اِس موقع پر اُنھوں نے آسمان کی جانب گھورتے ہوئے بڑے اطمینان سے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ بجلی کا بحران ہمیں ورثے میں ملا ہے اور ہم اِس پر یکدم سے چند گھنٹوں، دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں اِس مسئلے کو حل نہیں کر سکتے اور اُنھوں نے حسبِ روایت ایک بار پھر عوام کو جھوٹی تسلی دیتے ہوئے کہا کہ 9 سال تک اقتدار میں رہنے والوں نے بجلی کا مسئلہ حل نہیں کیا مگر پھر بھی ہماری یہ عوامی حکومت ملک سے بجلی کے بحران کے حل کے لئے کوشاں ہے اور میں نے ایسی پالیسی مرتب کرلی ہے کہ اَب عنقریب ملک سے بجلی کا بحران اور لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات دلا دیں گے اور اِس موقع پر بڑی تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اُنھوں نے پھر بھی سیاست دانوں اور عوام کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اِنہیں سختی سے متنبہ کیا کہ کوئی مجھ سمیت ہماری حکومت کو بجلی کے بحران اور کئی کئی گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے تنقید کا نشانہ نہ بنائے"۔ خیر اِنہیں اپنی صفائی میں جو کہنا تھا وہ تو یہ کہہ گئے۔

جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ایسی حقیقت ہے کہ ملک میں بڑھتے ہوئے بجلی کے بحران اور کئی کئی گھنٹوں کی بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے منہ چرانے والے وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف اپنا اور اپنی حکومت کا عوام کے ساتھ کیا گیا شائد یہ وعدہ بھی بھول چکے ہیں کہ ہماری حکومت جلد اپنی

جدوجہد سے ملک سے بجلی کے بحران کا خاتمہ کرکے پاکستانی عوام کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے بھی نجات دلائے گی" اور یہاں میرا جہاں تک خیال ہے کہ پاکستانی 18 کروڑ عوام کو آج بھی یاد ہے کہ اُنھوں نے یہ بات گزشتہ سال جون سے اگست 2009 کے دوران ایک سے زائد مرتبہ عوامی اجتماعات اور پارلیمنٹ کے فلور سے کہی تھی کہ دسمبر 2009 میں پورے ملک سے بجلی کا بحران اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ مکمل طور پر ختم ہوجائے گی اور اِس کے علاوہ بھی یہ اپنے اِن ہی خیالات کا اظہار آج تک اسی انداز سے کرکے عوام کو سنہرے خواب دکھا کر بے وقوف بنا رہے ہیں اور اپنی وقت گزار رہے ہیں کہ جس طرح یہ پہلے بھی کرتے آئے ہیں۔

اگرچہ آج دنیا کے ایک ایٹمی ملک میں بجلی کے موجودہ بحران اور کئی کئی گھنٹوں کی ہونے والی بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے اِس وقت اِس دنیا کے ایک ایٹمی ملک پاکستان کی یہ صُورتِ حال ہے کہ اِس ملک کی عوام کا جینا دو بھر ہو کر رہ گیا ہے اور ملک کے طول و ارض کے لوگ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے راتوں کی نیند سے بھی محروم ہونے کے باعث ذہنی الجھنوں کا شکار ہو کر نفسیاتی مریض بن چکے ہیں اور اُدھر دوسری طرف بجلی کی کئی کئی گھنٹوں کی بلاجواز اور بے مقصد لوڈ شیڈنگ کہ وجہ سے ملک کے کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں جس سے ملک میں پیداواری صلاحیت گھٹ کر رہ گئی ہے جس سے ملک کی صنعتیں بھی بری طرح

سے متاثر ہو رہی ہیں اور ہماری پیدا کردہ اشیا عالمی منڈی میں اپنے دیگر پڑوسی ممالک کی پیداوار کے مقابلے میں کوالٹی وائز بھی کسی معیار کی نہیں رہ گئی ہیں اور اِس کی وجہ سے ملک میں باہر کے ممالک سے زرِ مبادلہ نہیں آ پا رہا ہے جس سے ملکی معیشت کا بھی ستیاناس ہو کر رہ گیا ہے۔

اور اُدھر ہی ملک بھر میں بڑی چھوٹی سینکڑوں صنعتیں اور کارخانے بجلی کے بحران اور لوڈ شیڈنگ کے باعث بند ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ملک میں بے روزگاری کا بھی تناسب گزشتہ سالوں کے نسبت اِس سال کئی فیصد زیادہ بڑھ چکا ہے جو دنیا کے کسی بھی ترقی پزیر ملک کے لئے لمحہ فکریہ سے کم نہیں ہے۔

مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ اُدھر ہی اِس صورت حال میں ملک سے بجلی کے بحران جیسے مسئلے کے خاتمے اور لوڈ شیڈنگ کے حل کے لئے حکومت کی جانب سے روا رکھی گئی بے حسی اور عدم توجہی کے باعث ملک بھر میں 16 سے 20 اور 21 گھنٹے طویل ہونے والی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پورے ملک کے عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ اور اِس صُورت حال میں اُوپر سے حکومت کی جانب سے ایک اور ستم ظریفی یہ کہ حکومت عوام کو بجلی کی قیمت کے مد میں کوئی ریلیف اور سہولت دینے کے بجائے اُلٹا آئی ایم ایف کے مشورے پر فیول ایڈجسمنٹ کی آڑ میں یکم اپریل 2010 سے بجلی کی قیمت میں ایک روپے دو پیسے کا مزید اضافہ

کرنے کا بھی اپنا گھناؤنا منصوبہ بھی پہلے ہی بنا چکی ہے اور اِس پر اگر ملک کے عوام اِس حکومتی بے حسی اور ظلم پر سراپا احتجاج ہو کر مظاہرے کر رہے ہیں تو اِن مظلوم اور مہنگائی اور لوڈ شیڈنگ کے مارے اور ستائے ہوئے عوام پر حکومتی اشاروں پر ہماری ظالم پولیس اپنے فرائض کی ادائیگی کی آڑ میں بھیانک تشدد کر رہی ہے اور دوسری طرف پولیس کو عوام پر لاٹھی، ڈنڈے اور آنسو گیس کے شیل برسائے جا رہے ہیں اور اپنی ہی عوام کو درپیش بجلی جیسے مسئلے کے حل کے جانب سے اپنی آنکھ، کان اور زبان بند رکھنے والے بے حس اور لاپرواہ حکمران بس قومی خزانے سے دونوں ہاتھوں سے دولت لوٹ لوٹ کر اپنی اپنی عیاشیوں اور اپنی مستی میں مگن ہیں۔

مگر اِس سے پہلے کہ جس طرح سرکوزی سے چھٹکارا پانے کے لئے فرانسیسی عوام سڑکوں پر آگئے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں اور وفاقی وزیر پانی و بجلی کے مظالم سے نجات حاصل کرنے کے لئے پورے پاکستان کے عوام بھی سڑکوں پر نکل آئیں اور ملک میں کوئی لاقانونیت پیدا ہو جائے حکمرانوں اور بالخصوص وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف کو چاہئے کہ وہ ملک میں بجلی کے بحران اور کئی کئی گھنٹوں ہونے والی لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے لئے اپنی وزارت کی ذمہ داری ٹھیک طرح سے ادا کریں اور اِنہیں اپنی نااہلی اور ناکام منصوبہ بندی کا الزام یہ کہہ کر میڈیا پر نہیں لگا دینا چاہئے کہ ملک

میں صرف چند گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کو میڈیا کئی کئی گھنٹوں کی بنا کر پیش کر رہا ہے" اِس پر میں وفاقی وزیر سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ ملک سے بجلی کے بحران اور لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ نہیں کرا سکتے تو اپنی وزارت سے مستعفی ہو جائیں مگر اپنی نااہلی اور ناکامی کا الزام کسی اور کو مت دیں (یعنی کہ آپ میڈیا کو اپنی نااہلی اور ناکامی کا الزام دے کر اسے حق و سچ لکھنے اور دِکھانے سے نہیں روک سکتے)اور کیا آپ نے یہ خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور اپنے کانوں سے کیا نہیں سُنا کہ پورے ملک میں کتنے کتنے گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور ملک کا بجلی بحران کی وجہ سے کتنا بیڑا غرق ہوگیا ہے کیا آپ کو اِس بات کا احساس ہے؟ کہ آپ نے اَب تک اِس مسئلے کے فوری حل کے لئے کیا کیا ہے؟ یا صرف آپ کو اتنی اہم وزارت لے کر جھنڈے والی گاڑی میں بیٹھنے اور اپنی سیکورٹی کے لئے اپنے آگے پیچھے پولیس موبائلیں ہی رکھنے کا شوق ہے۔

پاکستان کو اپنا گھر سمجھتا ہوں، ترک صدر عبداللہ گل کا اعلان

کراچی میں 1800 افراد کی اجتماعی شیو کی تقریب ... ؟اور بھارت کا ریکارڈ بھارت کا ریکارڈ توڑنے کے لئے جب قوم کو کچھ نہ ملا تو.......

یہ بھی ہم پاکستانیوں کے لئے کتنی حیرت کی بات ہے کہ ہمارے حکمران دورانِ اقتدار میں اپنے جنت نظیر جیسے (گھر) ملک کو چھوڑ کر اپنا زیادہ تر وقت اغیار یعنی امریکا سمیت اور دیگر مما لک کے دوروں میں گزار دیتے ہیں اور دوسرے اِن کے ملک پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں جو پاکستانی قوم کے لئے فخر کی بات ہے اور ہمارے حکمرانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ کیا وجہ ہے کہ دوسرے مما لک کے حکمران پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور ہمارے پاکستانی حکمران اپنے اِس گھر کو چھوڑ کر مختلف اوقات میں دوروں کے نام پر دوسروں کے گھروں میں پڑے رہنا اپنے لئے ایک بڑا اعزاز سمجھتے ہیں حالانکہ اِنہیں یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ اپنا زیادہ تر وقت اپنے ہی ملک پاکستان میں رہ کر اپنے عوام اور ملک کی خدمت اچھی طرح سے کر سکتے ہیں مگر یہ ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی ہمارے یہاں ایسا ہوتا ہوا کہیں سے نظر ہی آتا ہے۔

بہر کیف !ایک خبر کے مطابق.برادر اسلامی ملک ترکی کے صدر عبداللہ گل اپنے ہم منصب پاکستانی صدر آصف علی زرداری کی خصوصی دعوت پر اپنے چار روزہ سرکاری دورے پر گزشتہ دنوں تیسرے پہر جب اسلام آباد پہنچے تواِن کا حکومتِ پاکستان کی جانب سے سرکاری طور پر انتہائی پُرتپاک انداز سے استقبال کیا گیاترک صدر جب طیارے سے باہر آئے تواِنہیں 21 توپوں کی سلامی دی گئی اور ہوائی اڈے پر وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے اِن کا والہانہ استقبال کیا پاک فضائیہ کے ایک چاک وچوبند دستے نے .برادر اسلامی ملک ترکی کے صدر عبداللہ گل کو گارڈ آف آنر پیش کیا اُنھوں نے پریڈ کا معائنہ کیا اور اِس کے بعد ترک صدر عبداللہ گل نے اسلام آباد ائیر پورٹ پر میڈیا پرسنز سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستان اور پاکستانی حکمرانوں سمیت پاکستان کے عوام کے ساتھ اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار اِس طرح کیا کہ اِس سے پاکستانیوں کے حوصلے .بڑھ گئے اُنھوں نے کہا کہ میں پاکستان کو اپنا گھر سمجھتا ہوں اور یہ یقین کریں کہ میں یہاں آنے کے بعد بے حد خوش ہوں اور ہم پاکستان کے ساتھ اپنے تجارتی اور اقتصادی تعلقات کو مزید وسعت دینا چاہتے ہیں کیوں کہ دونوں ملکوں کے درمیان گہرے اور بہت گہرے جذباتی تعلقات موجود ہیں اور اِس کے ساتھ ہی ترک صدر نے یہ بھی کہا کہ وہ صدرِ پاکستان آصف علی زرداری اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے ساتھ اپنے دورے کے دوران ہونے والی ملاقاتوں میں علاقائی مسئلوں اور اقتصادی تعلقات پر ترجیحی بنیادوں پر تبادلہ خیال کریں گے اور

اُنھوں نے اِس موقع پر اِس اُمید کا بھی اظہار کیا کہ ترکی اِن ملاقاتوں کے ٹھوس نتائج بھی دیکھنا چاہتا ہے۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہم پاکستانیوں کے لئے یہ ایک حوصلہ افزا امر ہے کہ ترک صدر عبداللہ گل نے بڑے پرتپاک انداز سے یہ بھی کہا کہ ہمارے (پاکستان اور ترکی کے) خیالات ایک جیسے ہیں اور دونوں ملکوں میں بہترین تعلقات ہیں اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ ہم پاکستان سے زیادہ سے زیادہ اقتصادی اور تجارتی تعاون کے خواہشمند ہیں اور اُنھوں نے اپنی اِسی گفتگو کے دوران عالمی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے کردار کو سراہتے ہوئے اِس کی تعریف کی اور کہا کہ میرے اِس دورے کا مقصد پاکستان کے عوام اور فوج کو دہشت گردوں کے خلاف اِن کی اِس فقید المثال جدوجہد اور کامیابی پر انہیں جہاں سراہنے تو وہیں میں اِن کو اِن کامیابیوں پر مبارکباد بھی دیتا ہوں اور اِس حوالے سے پاکستان کا مستقبل روشن دیکھتا ہوں اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے پاکستان میں طویل عرصے سے جاری بجلی کے بحران کے فوری حل کے لئے بھی ترکی کے تعاون سے پاکستان میں پانی سے بجلی پیدا کرنے والے پاور ہاؤس (اسٹیشن) لگانے کا بھی ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اِس سلسلے میں جلد ہی پاکستان اور ترکی کے درمیان ایک جامع مذاکراتی عمل کے بعد یہ منصوبہ شروع کر دیا جائے گا جس سے پاکستان میں بجلی کا بحران بڑی حد تک کم ہوسکے گا اور پاکستان کے عوام سستی

بجلی سے مستفید ہو سکیں گے۔ اور ترکی پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لئے بھی اِس کی معیشت کا سہرا دینے کے لئے طویل مدتی کثیر سرمایہ کاری کرنے کا بھی اپنا منصوبہ بنا چکا ہے۔ جسے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں بڑی حد تک معاشی اور اقتصادی طور پر بہتر اور نمایاں تبدیلیاں ہوں گیں۔

اگرچہ یہ پاکستان جیسے پسماندہ مگر ایک ایٹمی طاقت رکھنے والے ملک کے لئے قابلِ افسوس ہی نہیں بلکہ قابلِ رحم لمحہ بھی ہے کہ پاکستان اپنی آزادی کے 62 سالوں میں اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے بجلی جیسی توانائی کی بنیادی ضرورت سے بھی محروم ہے اِس کی کوئی ایک وجہ نہیں بلکہ اگر اِن وجوہات کی ایک بہت طویل فہرست ہے جو ہمارے سابقہ حکمرانوں سمیت موجودہ حکمرانوں کی بھی نااہلی اور ملک میں توانائی کے بحران کو کنٹرول کرنے کے لئے اِن کی ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے بھی یہ فہرست اَب تک طول پکڑتی جارہی ہے کیوں کہ کوئی بھی ملک کو درپیش بجلی کے بحران کی شکل میں توانائی کے اِس مسئلے کو حل نہیں کرسکا ہے۔

اور اَب پاکستان میں بجلی جیسی توانائی کا بحران اتنی سنگین صورت حال اختیار کرگیا ہے کہ اَب یہ مسئلہ سال یا دو سال میں بھی حل نہیں ہونے والا نہیں ہے اِس کے لئے ملک میں کثیر سرمائے اور طویل وقت کی ضرورت ہے جس کے

لئے ہمارے حکمرانوں کو اپنا سینہ چوڑا کرنا پڑے گا۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اِس حوالے سے ہمارے حکمرانوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ پاکستان میں بجلی کا بحران یہ شکل اختیار کر جائے گا کہ آج دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے 18 سے 20 گھنٹے ملک کے طول وارض میں لوڈشیڈنگ کی ہوگی اور ملک کی ترقی کا بھٹہ بیٹھ جائے گا اور بجلی سے محروم قوم سڑکوں پر یوں نکل آئے گی اور یہ بیچاری بجلی کے حصول کے لئے اِس طرح کے پرتشدد احتجاج کرنے پر مجبور ہوگی کہ اربوں روپے کی سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرے گی اور اِس کے باوجود بھی آج ہمارے حکمران اپنے ملکی وسائل سے فائدہ اٹھانے کے بجائے بجلی جیسی بنیادی ضروری توانائی کے بحران پر قابو پانے سمیت اِسے ختم کرنے کے لئے اپنے پرائے سب کی تمیز ختم کرکے سب کی دہلیزوں پر کشکول لئے اپنے یہاں بجلی جیسی توانائی کے بحران کے خاتمے کے لئے بھیک مانگتے پھریں گے اور پھر کبھی امریکا، برطانیہ، چین اور ایران، سعودی عرب اور ترکی بھی سے بجلی کے بحران کو کم کرنے اور ختم کرنے کے لئے اِن ممالک سے مدد طلب کریں گے۔

وہ تو اچھا ہے کہ ترکی ہمارا ایک برادر اسلامی ملک ہے جس نے اکثر و بیشتر ہمارے بُرے وقتوں میں ہماری مدد کی ہے اور آج بھی جب ترکی کے صدر عزت مآب

عبداللہ گل پاکستان کے اپنے سرکاری چار روزہ دورے پر ہیں تو اُنھوں نے پاکستان کو بجلی کے بحران سمیت اور دیگر مسائل سے فوری طور پر نکالنے کے لیے بھی کئی معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔اِس حوالے سے ترکی کے صدر عبداللہ گل کا یہ دورہ کئی حوالوں سے بھی پاکستان کے لئے بنیادی اہمیت کا دورہ ہے جس کے عنقریب نہایت ہی سود مند اور مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

اور اِدھر میرا خیال یہ ہے پاکستان جو پہلے ہی ایک غریب اور پسماندہ ملک ہے تو دوسری طرف دنیا کا ایک ایٹمی ملک ہونے کے باوجود بھی اپنے یہاں بجلی کے بحران پر قابو نہ پا سکنے کے باعث ساری دنیا سمیت بھارت جیسے کنگلے ملک میں بھی اپنی جگ ہنسائی کا سبب بنا ہوا ہے۔

تو وہیں ہماری قوم کی عیاشی ، بے فکری اور بے حسی کا بھی یہ عالم ہے کہ ہمارے ملک کے عوام بجائے اِس کے کہ یہ ملک اور قوم کو اپنی انتھک محنت اور جدوجہد سے اُس مقام اور اوج پر لے جائیں کہ جہاں دنیا کے اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک ہیں تاکہ پھر کوئی اِن کی جگ ہنسائی نہ کرسکے مگر ہائے رے !افسوس کہ اُلٹا ہماری قوم کو بس یہ ہی جنون مارے جاتا ہے کہ دنیا کی تو خیر ہے ہم اِس سے کوئی ٹکر نہیں لے سکتے وہ ہمارے بارے میں کچھ بھی سوچے اور کہئے.... مگر.... بس بھارت ہمارے بارے میں کوئی غلط ریمارکس نہ دے جسے

ہم اپنی انا کا مسئلہ بناڈالیں اور اِسی بناپر ہماری قوم صرف یہ ہی چاہتی ہے کہ یہ بھارت کا کسی نہ کسی حوالے سے کوئی نہ کوئی ریکارڈ ضرور توڑے۔ اور اِسی جذبے کے تحت جب ہماری قوم کو بھارت کا کسی بھی میدان میں کوئی ریکارڈ توڑنے کا کوئی موقع ہاتھ نہ آیا تواِس نے محض بھارت کا یہ ریکارڈ توڑنے کی غرض سے کہ اِس کا ورلڈ شیونگ ریکارڈ ٹوٹ جائے تو گزشتہ دنوں ایکسپو سینٹر کراچی میں شیونگ ریزر تیار کرنے والی ایک معروف کمپنی اوراِس کے منتظمین نے اپنے ریزر کی تشہیر کے لئے 1800 افراد کی اجتماعی شیو کی تقریب کا اہتمام اِس بناپر کیا تھا کہ اِن کا یہ دعویٰ تھا کہ اِس تقریب میں 1800 افراد کی شیو کرنے سے بھارت کا ورلڈ شیونگ کا ریکارڈ ٹوٹ سکتا ہے مگراِس تقریب کے منتظمین کا منصوبہ شرمندہ تعبیر ہونے سے قبل ہی اُس وقت لپیٹ کر رکھ دیا گیا تھا کہ جب اِس تقریب کے خلاف ایکسپو سینٹر کراچی کے باہر متعدد کالجوں اور جامعات کے طلبا اور ڈنڈا بردار مذہبی و سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے مظاہر کیا اور اُدھر شیونگ ریزر بنانے والی کمپنی نے اِس صورتِ حال کے پیشِ نظر بھارت کاورلڈ ریکارڈ توڑنے والی داڑھی مونچھ منڈواؤ یہ تقریب منسوخ کردی تھی۔

اور آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری قوم دنیا کی آسائشوں میں پڑ کر ایک عیاش پسند قوم بن چکی ہے مگر میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کی عیاشی بھی

اُسی وقت دیرپا ثابت ہو گی کہ جب ہمارا ملک مسائل کے جھمیلوں سے نکل چکا ہو اور اِسے مسائل سے نجات دلانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ پاکستان کا ہر فرد اپنی قومی ذمہ داریوں کو سمجھے اور یہ احساس کرے کہ اِسے خود کو ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے بھی پیش کرنا ہے تب تو ٹھیک ہے ورنہ ہماری قوم نہ تو اپنی عیاشیوں کے مزے ٹھیک طرح سے لے سکے گی اور نہ ہی دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ترقی ہی کر پائی گے کیونکہ مسائل میں جکڑا کوئی بھی ملک ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اِس کے عوام زندہ رہتے ہوئے بھی کچھ کر سکنے کے قابل ہوتے ہیں۔

ایک اور امریکی حکم ..... پاکستان پنجابی طالبان کے خلاف کاروائی کرے

اگرچہ کابل سے آن لائن کی ایک خبر کے مطابق یہ بات پورے یقین کے ساتھ تو نہیں ہاں البتہ ! اِسے اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ افغانستان میں امریکی شکست کے اثرات اِب آہستہ آہستہ نمودار ہونا شروع ہوگئے ہیں جس کی طرف طالبان نے بھی کچھ یوں اشارہ دیا ہے کہ گزشتہ دنوں امریکی صدر بارک اوباما نے صرف چھ گھنٹے کا اپنا افغانستان کا یوں اچانک دورہ کیوں کیا اور پھر اِسی پر انتہائی تضحیک آمیز تبصرہ کرتے ہوئے طالبان نے اِسے اوبامہ کے رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح افغانستان آنے پر امریکی شکست سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ امریکی صدر کا 6 گھنٹے کا غیر اعلانیہ دورہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکی فوجی حکمتِ عملی اور پروپیگنڈہ بُری طرح سے ناکام ہوگیا ہے اِس لئے امریکی صدر نے افغانستان رات میں آنے کا سوچا کیونکہ شکست خوردہ امریکی صدر دن کی روشنی میں کس منہ سے افغانستان آتے اور اِس کے علاوہ بھی شائد وہ دن کی روشنی میں افغانستان آ بھی نہیں سکتے۔اِس خبر نے طالبان کے اِس مبہم دعوے پر نہ صرف امریکا اور افغانستان کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے بلکہ ساری دنیا کو بھی آنے والے دنوں میں افغانستان میں امریکی شکست کا عندیہ بھی دے دیا ہے۔

جبکہ اُدھر ہی دوسری طرف ایک لحاظ سے اگر دیکھا اور سمجھا جائے تو آن لائن کی ایک خبر یہ بھی ہے گو کہ یہ ہے تو بہت چھوٹی سی مگر ہمارے یعنی پاکستانی حکمرانِ کے لئے ایک اور منظم اور مربوط امریکی ڈکٹیشن کی حیثیت کی حامل بھی کہی جاسکتی ہے مگر اپنے اندر یہ خبر بڑی گہرائی بھی لیئے ہوئے ہے جو گزشتہ دنوں ہمارے ملک اخبارات کی فرنٹ پیج کی زینت بنی رہی جس میں آن لائن کے مطابق امریکی نائب وزیر خارجہ رابرٹ بلیک نے واشنگٹن میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ویسے تو پاکستان نے مجموعی طور پر نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارے ساتھ مل کر اپنے تئیں اَب تک مؤثر کاروائی کی ہے تاہم ابھی پاکستان پنجابی طالبان کے خلاف بھی کاروائی کرے تو اِس سے پاکستان سمیت پورے خطے اور امریکا کے لئے بھی مزید بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ یہاں یہ بات بھی قارئین کے ذہن نشین رہے کہ ابھی تو پاک امریکا اسٹریٹجک مذاکرات کو ختم ہوئے صرف چند ہی روز گزرے ہیں کہ اِس کے فوری بعد ہی امریکا کی جانب سے ڈومور کی رٹ تو نہ لگی البتہ !اِس نے اپنی حکمتِ عملی زرا سی تبدیل کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے یہ ضرور مطالبہ کرتے ہوئے اتنا کہہ دیا کہ پاکستان کو اَب پنجابی طالبان کے خلاف بھی کاروائی کرنی چاہئے اور اِس سلسلے میں پاکستان کو پنجابی طالبان کا سر کچلنے کے لئے مزید

اقدامات کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے اوراِس کے علاوہ یہ کہ امریکا نے اِس جانب بھی ایک واضح اشارہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان میں طالبان سے مصالحت کے لئے پاکستان کے کردار کی بھی ضرورت ہے اوراِس کے ساتھ ہی اُدھر خیال یہ کیا جارہا ہے کہ پینٹاگون میں دفاعی حکام کی جانب سے صحافیوں کو دی جانے والی بریفنگ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پاکستان نے افغانستان میں مصالحت کے عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بھی اپنی معاونت کی پیشکش کی ہے اوراِس لحاظ سے امریکیوں کا دوسری طرف ایک بڑا گول مول سا جواب اور خیال یہ بھی ہے کہ پاکستان کواِس عمل میں شامل کرنے سے مفاہمتی عمل میں تیزی بھی آسکتی ہے تواِس سے نہ صرف مثبت نتائج برآمد ہوں گے بلکہ یوں یہ عمل بڑی حدتک انتہائی خوش اسلوبی سے انجام کو پہنچنے کے بعد امریکاکے لئے بھی مفید ثابت ہوگا۔

مگر اُدھر ہی امریکیوں نے اِس معاملے میں ہچر مچر کا سہارا لیتے ہوئے یہ بھی کہہ ڈالا ہے کہ تاہم پاکستان سے معاونت لینے کا فیصلہ افغان حکومت پر ہے کیوں کہ مفاہمتی عمل کی قیادت افغان حکومت ہی کررہی ہے جبکہ طالبان سے مصالحت کے حامی امریکا کی دوسری طرف پھر بھی ایک ضد یہ بھی ہے کہ امریکا کواِس بات کا بھی یقین ہے کہ بعض طالبان سے مفاہمت ہو تو..... سکتی ہے؟اور بعض طالبان اِس قابل ہی نہیں کہ اِن سے مفاہمت کی جاسکے۔ یہاں سوچنے اور

غور کرنے کا ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ اِس سے کیا مراد ہے کہ بعض طالبان سے مفاہمت ہو سکتی ہے اور بعض سے نہیں .... ؟ یہاں اِس سے کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ امریکا یا تو طالبان سے مفاہمت ہی کرنا نہیں چاہتا ہے جس کے لئے اِس نے بعض کا نقطہ اپنے مصالحتی عمل میں ڈال کر اپنے مصالحتی عمل کو خود ہی مبہم اور مشکوک بنا دیا ہے۔

جبکہ راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ اگر امریکا واقعی پورے خطے سمیت ساری دنیا میں امن و سکون کا خواہا ہے تو پھر امریکا کو ہر صورت میں لفظ "بعض" کو اپنے مفاہمتی عمل سے حذف کرنا ہوگا ورنہ اِس کے بغیر پھر کسی بھی وقت پورا خطہ اور دنیا خطرے سے دوچار ہو سکتی ہے کیونکہ یہ طالبان نما دہشت گرد جنہیں امریکا بعض کے زمرے میں لاتے ہوئے (اپنے مصالحتی اور مفاہمتی عمل سے اِگنور) نکالے گا وہ دنیا کے لئے خطرہ بنے رہیں گے اِس صورتِ حال میں میرا خیال ہے کہ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ امریکا کو لازمی طور پر تمام طالبان سے اپنے مصالحتی عمل کے تحت مفاہمت کرنی ہوگی اور سب طالبان کو بلاتمیز اور تفریق عام معافی دینے کا بھی اعلان کرنا ہوگا اِس کے بغیر لفظ بعض کی وجہ سے امریکا کا کوئی بھی مصالحتی عمل نہ تو دیرپا ہی ہو سکتا ہے اور نا ہی پائیدار ثابت ہوگا۔

بہرکیف !اِس کے بعد اگر دیکھا جائے تو پھر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی اَب امریکا افغانستان میں بُری طرح سے پھنس جانے اور اپنے اربوں اور کھربوں ڈالر افغانستان میں دہشت گردی کے خاتمے کے خلاف شروع کی گئی اپنی جنگ میں جھونک چکا ہے اور اِس کے ہزاروں فوجی جو مرے ہیں اِن کی کوئی گنتی نہیں ہے اِس منظر اور پس منظر میں اگر ایک جائزہ لیا جائے تو پھر یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ امریکا افغانستان میں اپنی ناکامی اور شکست تسلیم کر رہا ہے اور یوں اِس کی شکست سے بوکھلاہٹ کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اِب امریکا نے افغانستان سے نکلنے کے بہانے تلاش کرنے کا ایک حربہ یہ بھی استعمال کرنا شروع کردیا ہے کہ امریکا افغانستان میں اپنی شکست کے بعد اپنی جنگ کا رخ پاکستان کی جانب موڑنا چاہ رہا ہے۔ اوراِس کے لئے اِس نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اَب پاکستان پنجابی طالبان کے خلاف کاروائی کرے۔ میں آخر میں اپنے اِن الفاظ پر اپنے کالم کا اختتام کروں گا کہ جب امریکا کو افغان طالبان سے شکست ہوتی ہوئی محسوس ہوئی رہی ہے تواِس نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کے لئے ایک بجھتے اور ٹمٹماتے چراغ کی طرح اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے اِس نے افغان طالبان میں سے پنجابی طالبان کی ایک نئی شکل دریافت کرلی ہے اور امریکا نے اپنے اِس عمل سے نہ صرف حکومتِ پنجاب کے لئے مشکلات اور پریشانیوں کے نئے دروازے کھولنے کی راہ نکال لی ہے بلکہ حکومت پاکستان کے لئے بھی نئے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے ایک گھناؤنی

سازش بھی تیار کر لی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ پنجابی طالبان پاکستان کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی طالبان نہیں ہے نہ پنجابی اور نہ افغانی یہ سب امریکی جنگی حکمتِ عملی کا ہی نتیجہ ہے جو امریکا افغانستان کے بعد اَب پاکستان میں بھی پنجابی طالبان کی موجودگی کا ڈرامہ رچا کر آزمانا چاہ رہا ہے۔ اِس نازک موقع پر اَب ہمارے حکمرانوں کو اپنے پورے ہوش و ہواس میں رہ کر یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ اُس امریکی سازش کا دوبارہ حصہ نہ بنیں جس کے تحت امریکا پہلے ہی افغان طالبان کی آڑ میں ہمارے صوبے خیبر پختونخواہ (سرحد) کے اکثر علاقوں میں ڈرون حملے کرکے پہلے ہی ستیاناس کرچکا ہے اور اَب اِس کا رخ صوبہ پنجاب کی جانب ہے جہاں یہ پنجابی طالبان کی کھوج میں اِس صوبے کو بھی کھنڈر بنانا چاہتا ہے۔ اور اَب ہمارے حکمران کسی امریکی ڈکٹیشن میں آکر کوئی ایسا عمل نہ کریں کہ پنجابی طالبان کی آڑ میں پنجاب کا بھی امن و سکون تباہ و برباد ہوجائے۔ اور پھر ہم کہیں کے بھی نہ رہیں۔

امریکا کی پاکستان کو فوجی امداد اور بھارت کا شور پاکستان ناکام ریاست ہے

بھارت کا شور امریکا اور دنیا خبر دار رہے۔۔۔! پاکستان ایک ناکام ریاست ہے۔۔۔۔؟
بھارتیوں کا خوف پاکستان امریکی فوجی امداد بھارت پر استعمال کر سکتا ہے
بھارت کی نظر میں پاکستان کی کیا حیثیت ہے۔۔۔۔؟ یہ بات اَب شائد کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ بھارت پاکستان کو کس نظر سے دیکھتا ہے اور وہ پاکستان کو ساری دنیا میں اپنی اِسی نظر سے دیکھانے کا بھی خواب دیکھ رہا ہے اور وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ دنیا بس یہ جان جائے کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے جہاں صرف دہشت گرد ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بھی باور کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان ہی سے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے دہشت گردوں کو کنٹرول بھی کیا جاتا ہے جبکہ اِن تمام بھارتی سازشوں کے باجود بھی دنیا یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ پاکستان کے خلاف پھیلائے جانے والے اِس منفی اور من گھڑت پروپیگنڈے کے پیچھے بھارت کے اپنے کیا عزائم پوشیدہ ہیں اِن سے بھی دنیا اچھی طرح سے خوب واقف ہے کہ بھارت پاکستان کے خلاف اپنے منفی اور من گھڑت پروپیگنڈوں کے حوالے سے خطے میں صرف اپنی ہی چوہدراہٹ قائم کرنے کا موقع تلاش کر رہا ہے۔ جس کے لئے یہ لاکھ جتن کرنے کے باوجود بھی اَب تک

کامیاب نہیں ہو سکا ہے اور شائد کبھی ہو بھی نہ سکے کیونکہ بھارتی جھوٹ اور فریب سے اَب دنیا اچھی طرح سے واقف ہو چکی ہے۔ بھارت ایک جھوٹا اور مکاری اور عیار ملک ہے جو پاکستان سے دشمنی میں اندھا ہو چکا ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ شائد بھارت یہ بھول چکا ہے کہ بھارت کے خود اپنے یہاں علیحدگی پسند اور انتہا پسند ہندو گروپس سمیت دہشت گرد کی کتنی تنظیمیں عرصہ دراز سے بھارت میں متحرک اور سرگرم رہ کر اپنا اپنا فعل کردار ادا کر رہی ہیں کہ اِن قتل وغارت گری کرنے والی تنظمیوں کی اتنی لمبی فہرست بھارت میں موجود ہے کہ آج بھی اِس فہرست کو دیکھ کر بھارتی حکمران چکرا کر اور اپنا سر تھام کر رہ جاتے ہیں کہ اِن دہشت گرد تنظیموں سے کون پنگا لے گا اور کون اِنہیں نکیل ڈالے گا بس جیسے تیسے حکومت چلتی ہے چلائے جاؤ اور اپنا وقت پورا کر کے کھسک جاؤ بس اِسی میں ہی عافیت ہے اور اگر اِن دہشت گردوں کے بِل میں ہاتھ دے دیا تو اپنی جان سے بھی جائیں گے۔

اور اِسی طرح جب ملک (بھارت) کے کسی بھی کونے یا ریاست میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو اِس کا الزام بھارتی حکمران آسانی سے پاکستان کے سر دے مارتے ہیں اور اپنے یہاں پلنے پھولنے والی کسی بھی قتل وغارت گری کرنے والی تنظیم کا نام تک نہیں لیتے ....اور یوں بھارتی حکمران یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اِن کے ملک بھارت میں جب بھی کوئی دہشت

گردی کا واقعہ ہوتا ہے (بشمول سانحہ ممبئی ہی کیوں نہ ہو)اِس میں پاکستانی نہیں بلکہ اِن کے اپنے ہی ملک کا کوئی علیحدگی پسند، انتہا پسند گروپ یا کوئی نہ کوئی دہشت گرد تنظیم ہی ملوث ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی یہ بھارتی حکمران ہیں کہ یہ اپنی اِس نااہلی اور ناکامی کا سارا ملبہ یہ کہہ کر پاکستان کے سر دے مارتے ہیں کہ اِن کے یہاں جو بھی دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے اِس میں سرحد پار سے پاکستان کے تربیت یافتہ دہشت گرد ملوث ہوتے ہیں اور پھر یوں بھارت پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں اپنی منفی اور بے معنی پروپیگنڈہ مہم شروع کرکے دنیا بھر سے اپنے لئے ہمدردیاں سمیٹتا پھرتا ہے۔ حالانکہ اِس کے یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اِس میں اِس کے اپنے ہی ملک کے دہشت گرد ملوث ہوتے ہیں۔

اگرچہ گزشتہ ماہِ مارچ کے آخری عشرے کی 24 تاریخ کو امریکا میں ہونے والے دو روزہ پاک امریکا اسٹریٹیجک مذاکرات کے مثبت نتائج ابھی پاکستان کی جھولی میں پڑنے بھی نہ پائے تھے کہ اِن مذاکرات سے خائف اور خوفزدہ بھارتی حکمران، سیاستدان۔ میڈیا اور عوام سب نے ہی مل کر ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اپنے اپنے تئیں باقاعدہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اِن پاک امریکا مذاکرات کے تناظر میں من گھڑت اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کا ایک ایسا گرم بازار لگایا ہے کہ جو صرف بھارت ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی بڑی سج دھج سے

لگایا جارہا ہے اور اِن پاک امریکا مذاکرات کے خلاف خاص طور پر اِس کے بدلے میں امریکا کی جانب سے پاکستان کو امریکی فوجی امداد دیئے جانے کو بیس بناتے ہوئے بھارتیوں نے پاکستان کی نیک نیتی کو جارحانہ عزائم کا رنگ دے کر پیش کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔

اور آج اِس حوالے سے یہ بھارتی حکمران، سیاستدان، میڈیا اور عوام خود کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ مظلوم اور کمزور ثابت کرنے کے لئے ایسے ایسے حربے بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کر رہے ہیں کہ جس سے اِن کی مکاری اور عیاری کے باعث اِن کی اِس معصومیت کا لبادہ بھی دنیا کے سامنے کھل کر آنا شروع ہوگیا ہے کہ جو بھارت نے اپنے چہرے پر چڑھا رکھا ہے اور اپنی اِسی دھوکہ باز مکاری اور معصومیت کی وجہ سے بھارت نے دنیا بھر میں پاکستان کا امیج بگاڑنے کا ایک انوکھا رنگ ڈھنگ اپنا رکھا ہے جبکہ اِس بات سے دنیا اچھی طرح سے بھی واقف ہے کہ کہاں.... بھارت جیسا ایک ارب کی آبادی والا بڑا ملک....؟ اور کہاں دوسری طرف صرف ساڑھے سولہ کروڑ کی آبادی والا پاکستان ہے.....؟ جو بھلا بھارت کا مقابلہ کسی بھی حوالے سے نہیں کر سکتا ہے....؟ مگر پھر بھی یہ بھارت ہے کہ جو پاکستان سے ہمیشہ ڈرا سہما اور خوفزدہ ہی رہتا ہے اور یہ وقفے وقفے سے پاکستان میں ہونے والے ایٹمی تجربات کے حوالے سے پاکستان کو کچوکے بھی مارتا رہتا ہے کہ پاکستان کا یہ تجربہ بھارت کے خلاف ہے اور یہ

کہ پاکستان بیرونی دنیا سے جو بھی ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کر رہا ہے وہ کبھی نہ کبھی بھارت کے خلاف ضرور استعمال کرکے ہی رہے گا....؟

اور یوں ہمیشہ پاکستان کے خلاف ایسے بہت سے خدشات اور اندیشوں کا اظہار کرکے بھارت جیسا عیار اور مکار ملک اپنے حق میں عالمی رائے عامہ ہموار کرتا رہتا ہے اور اِس صورتِ حال میں کہ بھارت جو پاکستان کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ آبادی اور وسائل رکھنے والا ملک ہے اپنے سے کئی گنا کم آبادی والے ملک پاکستان سے اِس کی ترقی اور خوشحالی سے اتنا خوفزدہ کیوں رہتا ہے...؟

اگرچہ اِس کی بھی اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ بھارت دنیا کو اپنے اِس روپ سے چکما دے کر دنیا سے بہت سے فائدے اٹھا رہا ہے پاکستان کا ہتھیار جمع کرنا بھارت کے لئے خطرے کا باعث ہے مگراِس سے بے خبر کہ بھارت کے اِس فریب سے دنیا میں بھارت کی موجودہ پوزیشن کتنی خراب ہو رہی ہے...؟اِس کا اندازہ بھارت کو خود بھی نہیں ہے۔

اور یہ بھارت ہے کہ بس اپنی اِس ہی ڈگر پر چلا جا رہا ہے اور پاکستان کے خلاف منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈوں سے اپنے لئے ہمدردیاں تو سمیٹ رہا ہے مگر اُدھر ہی دنیا یہ بھی جاننے کے لئے بیتاب ہے کہ بھارت نے اپنی مظلومیت

کا یہ ڈھنگ کس سے سیکھا ہے کہ لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ اپنی مظلومیت ظاہر کرکے کیا واقعی مظلوم ہے....؟یا محض پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے یہ ڈرامہ رچا رہا ہے.... ؟! ور دنیا کو بے وقوف بنا رہا ہے؟ کہ یہ گمان ہی نہیں ہونے دیتا کہ بھارت اپنے اِس ڈرامے سے اپنے لئے کیا کیا فوائد حاصل کرلے گا.....؟

اِس منظر اور پس منظر میں یہ گمان سو فیصد غالب آتا ہے کہ بھارت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے اپنے تئیں وہ کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کرتا کہ جس سے بھلے اِس کی جگ ہنسائی کیوں نہ ہو رہی ہو مگر وہ دنیا کی لاکھ تنقیدوں کے باوجود بھی اپنے اِس نظریے سے کبھی نہیں پھرا ہے اور اُلٹا بھارت اِس پر ڈٹ کر پاکستان کے خلاف دنیا کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ایک مضبوط حیثیت سے سامنے آتا رہا ہے.....جس کا مقصد .....صرف پاکستان کو ساری دنیا میں بدنام کرنا ہے اور بس

اگرچہ اِن دنوں بھارت پاک امریکا مذاکرات کے تناظر میں سب سے بڑا مخالف بن کر سامنے آچکا ہے اور اِن پاک امریکا مذاکرات کو اپنے منفی اور من گھڑت پروپیگنڈوں سے بے نتیجہ بنانے کے لئے بھی بھارت نے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ بھارت پاک امریکا مذاکرات کی ساری دنیا میں

پرزور انداز سے مخالفت کرتے ہوئے یہ خدشہ ظاہر کر رہا ہے پاکستان کو مستقبل میں امریکا سے ملنے والی فوجی امداد اِس کے خلاف بھی استعمال ہو سکتی ہے اِس حوالے سے بھارت کے اخبارات جن میں ہندوستان ٹائمز سمیت بھارتی ذرائع ابلاغ بھی شامل ہیں اِن کے مطابق بھارت نے امریکا پر زور دیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی فوجی امداد کی نگرانی کرنے کے لئے ایک ایسا میکانزم بنائے کہ پاکستان امریکی آلات بھارت کے خلاف استعمال نہ کرسکے اور اپنے اِن ہی خدشات کو بھارت کے دنیا بھر میں سفارتی سطح پر بھی اٹھانا شروع کردیا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت اپنے اِس پروپیگنڈے سے پاک امریکا مذاکرات کے نتیجے پاکستان کو ملنے والی امریکی فوجی امداد کو کسی بھی طرح سے رکوانا چاہتا ہے۔

اور اُدھر ہی بھارت نے پاک امریکا اسٹرٹیجک مذاکرات کو ناکام ثابت کرنے کے لئے یہ بھی کہنا شروع کردیا ہے کہ بھارت کا اپنا ایک واضح مؤقف یہ ہے کہ پاکستان اور امریکا کے اسٹرٹیجک مذاکرات اور تعلقات حقیقی نہیں بلکہ محض ضرورت کا تقاضا ہیں اور اِس کے علاوہ بھارتی ذرائع ابلاغ کے مطابق نئی دہلی میں وزارتِ داخلہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کا ڈھانچہ اَب بھی قائم ہے اور مقبوضہ کشمیر میں سرحد پار دراندازی کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور جب بھارت کو اِن الزامات سے بھی کوئی

تسکین نہ ملی تو نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود کشمیر پر قابض رہنے اور معصوم اور نہتے کشمیریوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے والے بھارت نے دنیا بھر میں پاکستان کو بدنام کرنے اور اِسے ایک ناکام ریاست منوانے سے بھی دریغ نہ کیا اور بالآخر بھارتی وزیر داخلہ چدم برم نے یہ تک کہہ ڈالا کہ وہ کشمیر کے لئے آزادی سے کم کسی بھی چیز پر بات کرنے کو تیار ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اپنا سینہ ٹھونک بڑے پر عزم انداز سے یہ دعویٰ بھی (جو کہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے) کیا ہے کہ ایک عام کشمیری پاکستان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا کیونکہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ ظالم بھارتی وزیر داخلہ نے یہ جھوٹ بھی انتہائی اطمینان سے بولا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کو تربیت دے کر بھارت بھیج رہا ہے اور ملک میں ہندو مسلم فسادات پھیلانا چاہتا ہے علاوہ ازیں چنائے میں ایک ہجوم سے اُنہوں نے انتہائی مضحکہ خیز اور حیران کن اپنا خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور چین بھارت کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اِس لئے ہمیں (بھارت کو) اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ کرنا ناگزیر ہوگیا تھا۔

اِس سارے منظر اور پس منظر میں صرف یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ بھارت پاکستان کو کسی بھی حوالے سے مستحکم ہوتا نہیں دیکھنا چاہتا اور جب اِسے کہیں سے بھی یہ پتہ چل جاتا ہے کہ پاکستان کے دن پھرنے والے ہیں تو وہ پاکستان کو

دہشت گردی کے حوالے سے ایک ناکام ریاست منوانے کی چیخ وپکار شروع کردیتا ہے اور خود کو مظلوم اور کمزور ملک ظاہر کرکے دنیا کی توجہ اپنے اُوپر مرکوز کرواکر دنیا کی ساری ہمدردیاں اپنی جھولی میں بھرنا چاہتا ہے اور دنیا کی توجہ فلاحی کاموں کے حوالے سے پاکستان سے ہٹادیتا ہے اور یوں پاکستان ہر بار اپنی انتہائی کمزور خارجہ پالیسی کی وجہ سے اپنے خلاف ہونے والے بھارتی پروپیگنڈوں کا منہ توڑ جواب نہیں دے پاتا اور پھر اِسی وجہ سے پاکستان کو اپنا بنتا بناتا کام بگاڑنا پڑ جاتا ہے۔

کیا واقعی 18 ویں آئینی ترمیم غریب عوام کے لئے بھی خوش آئند ثابت ہوگی

کیا صدر زرداری کا پارلیمنٹ سے خطاب سنگِ میل ثابت ہوگا......؟

یہ حقیقت ہے کہ ملک میں متفقہ طور پر منظور کئے گئے 1973 کے آئین کو بگاڑنے کے ذمہ دار ہمارے یہاں مختلف ادوار میں حیلے بہانوں سے آنے والے وہ سابقہ آمر صدور ہیں کہ جنہوں نے اپنی مرضی و منشا اور اپنی کھلی دھونس و دھاندلی کے ذریعے نہ صرف اراکینِ پارلیمنٹ کو ڈرا دھمکا یا بلکہ بعض کو تو وزارتوں کا لالچ بھی دے کر اِن کو مجبور کیا کہ وہ اِس 1973 کے آئین میں ترامیم کریں اور پھر اِس کے بعد قوم کے حصے میں مایوسیوں اور نااُمیدوں کے ایسے لمبے سائے آئے کہ جن سے قوم آج تک اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکی ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آمر صدور کی ترامیم سے قبل 1973 کا آئین ایک مکمل طور پر دستوری آئین تھا جسے اُس وقت کے حبِ الوطن حکمرانوں اور ملک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے خالصتاً ملک کی ترقی و خوشحالی اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے متفقہ طور پر بنایا تھا جو یقیناً ملک میں شائد پہلی بار کسی جمہوری حکومت کا ایک اچھا اور قابلِ

تعریف کارنامہ تھا۔

مگر محض اِس بنا پر کہ یہ 1973 کا آئین کیوں کہ جمہوری حکومت کا ایک اچھا کارنامہ تھا اِس ہی لئے تو اِس آئین میں جتنی ترامیم ہمارے ملک کے سابقہ آمر صدور نے کرائیں اور جس طرح اُنھوں نے اِس آئین کی اصل شکل بگاڑی ہے اُتنی تو ترامیم شائد سول صدور بھی نہ کرسکے ہیں۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یوں آمریت کے علمبردار اور جمہوریت سے خائف آمر صدور نے جو حشر اِس متفقہ طور پر منظور کئے گئے 1973 کے آئین کا کیا اِس کا خمیازہ برسوں سے ساری قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے گویا کہ آمر صدور کے نزدیک اِس آئین کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی ایسا لگتا ہے اُنھوں نے اِسے گیلی مٹی کا ایک کھلونا جان کر ایسا کیا تھا جس کی شکل تبدیل کرکے ہر آنے والے آمر صدر نے اِسے اپنی پسند کے کھلونے میں ڈھالا اور وہ خود بھی کھیلا اور پھر وہ اپنے دوسرے آنے والے آمر بھائی کے کھیلنے کے لئے اِسے چھوڑ گیا۔

اور آج یہی وجہ ہے کہ اگر پاکستان کو پارلیمانی لحاظ سے دیکھا جائے تو اِس کی تاریخی حیثیت جا بجا بے شمار نشیب وفراز اور ایسے پارلیمانی واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جنھوں نے ملک پر اپنے ایسے اَنمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ یاد کر

کے قوم کا سر شرم سے جھک جاتا ہے اِس حوالے سے ہمارے آمر حکمرانوں کے ایسے ایسے گھناؤنے کارنامے اور اِن کی کارستانیاں ہیں کہ اِنہیں شائد کبھی بھی تاریخ کی کتاب کے اوراق سے آسانی سے صاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔

مگر الحمدللہ یہ کریڈٹ آج ملک کی عوامی پارٹی پاکستان پیپلز پارٹی کی اِس جمہوری حکومت کے اِس جمہوری صدر جناب آصف علی زرداری کو ہی جاتا ہے کہ جنھوں نے اپنی فہم وفراست اور اپنی دانشمندی اور دور اندیشی سے وہ کام کر دیکھایا ہے جو اِس ملک میں آنے والے آمر صدور کے بعد کسی بھی سول حکومت کے جمہوری صدر کے حصے میں نہ تو آسکا تھا اور نہ اَب اِس کے بعد کسی بھی صدر کے حصے میں اتنا بڑا اور اہم کام کبھی آسکے گا۔ اِس طرح صدر مملکت جناب آصف علی زرداری ہی ملک کے وہ منفرد صدر قرار پائے ہیں کہ جنھوں نے آمرانہ دور کی پارلیمنٹ سے آئین پاکستان میں کرائی گئی 17ویں ترامیم کو کالعدم قرار دینے کے لئے 5اپریل کی شام پارلیمنٹ سے اپنے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران 1973 کے آئین کی اصل حالت میں بحالی اور 18ویں ترمیم کا اعلان کرتے ہوئے قومی و بین الاقوامی ایشوز پر تفصیلی روشنی ڈالی اِس طرح صدر مملکت جناب آصف علی زرداری ملک کے وہ پہلے جمہوری صدر ہیں جنھوں نے مسلسل تیسرے سال پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔

جبکہ اِن سے قبل پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں 1985 سے 2009 تک صرف 6 پاکستانی صدور ایسے گزرے ہیں کہ جنھوں نے 19 مرتبہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا جبکہ صدر آصف علی زرداری نے 20 ستمبر 2008 کو پہلا اور 28 مارچ 2009 کو دوسرا خطاب کیا اور اِسی طرح 5 اپریل 2010 کو موجودہ جمہوری حکومت کے دور میں تیسری مرتبہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرکے پاکستان میں پارلیمانی سال کا آغاز کیا جبکہ ملک کے سابق اور دوسرے وہ آمر صدر ضیاالحق تھے کہ جنھوں نے 23 مارچ 1985 کو پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرکے پارلیمانی سال کا آغاز کیا تھا اِس لحاظ سے اِن سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضیاالحق ملک کے وہ صدر تھے کہ جنھیں ایک آمر صدر ہونے کی حیثیت سے مرتبہ پارلیمنٹ سے خطاب کرنے کا شرف حاصل ہے۔5

بہرکیف! ملک کے موجودہ صدر آصف علی زرداری نے 5 اپریل 2010 کی شام پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے اپنا تاریخ ساز خطاب کرکے اُن تمام ابہام اور مخمصوں کو یکدم سے خاک میں ملا دیا جو گزشتہ کئی سالوں سے ملک میں 18 ویں ترمیم کے حوالے سے عام تھے جس میں اُنھوں نے والہانہ انداز سے اِس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان کو ایک صحیح اور حقیقی معنوں سے جمہوری ملک بنانے اور وطن عزیز کو ایک آئینی ملک بنانے کے لئے ہر صورت میں آمرانہ ترمیم منسوخ کی جانی ناگزیر ہے اور صدر نے کہا کہ ہم نے پارلیمنٹ کی بالادستی بحال کرنے کا وعدہ

پورا اور نئی تاریخ رقم کردی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے انتہائی پر تپاک انداز سے اراکین پارلیمنٹ اور قوم سے مخاطب ہو کر اپنے مخصوص اور منفرد لہجے میں کہا کہ جمہوریت کمزور تو ہو سکتی ہے مگر غیر ذمہ دار نہیں" اور اُنھوں نے کہا کہ پارلیمنٹ اٹھارویں ترمیم ہر حال میں بالا تاخیر منظور کرے اور اِس کے ساتھ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ ملک میں مہنگائی اور لوڈ شیڈنگ کے مصائب کا بھی پورا پورا علم ہے ہم اِس کے تدارک کے لئے بھی اقدامات کر رہے ہیں اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ قوم کو اِن سے جلد نجات دلوائیں گے۔

اگرچہ صدر مملکت کی یہ تقریر کسی حدتک رسمی تو ضرور کہی جا سکتی ہے مگر اِس کے باوجود بھی سیاسی اعتبار سے صدر کی یہ تقریر ملک کے سیاستدانوں کے لئے ایک سنگِ میل ضرور ثابت ہوگی جس میں اُنھوں نے واضح اور دو ٹوک انداز سے یہ کہا ہے کہ وہ اِس 18 ویں ترمیم کے منظور ہوتے ہی صدر کے بیجا اختیارات جو اِن کے پاس تھے فوراً منتقل کردیں گے اور اِس طرح ملک کے سیاسی حلقوں میں پایا جانے والا یہ اثر بھی بڑی حدتک زائل ہوگیا کہ صدر مملکت اپنے وہ اختیارات جو آمر حکمرانوں نے 1973 کے آئین میں اپنی مرضی سے ترمیم کرا کے اپنے پاس جبراً رکھے تھے وہ اختیارات صدر مملکت وزیر اعظم کو دے دیں گے۔

اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی انتھک محنت اور رات دن کی مشقت کے آج وفاقی کابینہ سے منظوری کے بعد قومی اسمبلی میں 18 ویں آئینی ترمیم کے مسودے پر بحث شروع ہو گئی ہے اور اُمید کی جارہی ہے کہ اِس پر بحث کا عمل آئندہ چند ایک دنوں میں مکمل ہو جائے گا اور پھر اِس کے بعد بالا تاخیر 18 ویں آئینی ترمیم کو بھاری اکثریت سے پارلیمنٹ سے منظور بھی کر لیا جائے گا جو ملک اور قوم کے لئے شائد کسی حد تک تو ایک خوش آئندہ امر ہو۔ مگر یہاں اِس کے بعد پھر بھی یہ سوال اور اِس جیسے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا گارنٹی ہے کہ ملک میں تمام ادارے مستحکم اور مضبوط رہیں گے؟ اور اپنی اپنی حدود میں کام کریں گے.....؟ یا یوں ہی لڑتے جھگڑتے رہیں گے.....؟ یہ حکمران جو اَب اٹھارویں ترمیم کی خوشی میں اپنے سینے پھولا پھولا کر جشن بنا رہے ہیں کیا یہ واقعی اِن سوالات کا تسلی بخش جواب دے سکیں گے.....؟ جو کافی عرصہ سے اٹھارویں آئینی ترمیم کے لے بیتاب تھے۔

اگرچہ پارلیمنٹ سے اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد بھی شائد ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ غریب اور مفلوک الحال عوام کو تو کوئی ریلیف نہ ملے مگر حکمرانوں کو اپنی کرسی بچانے اور طویل عرصہ تک اپنے اقتدار پر قابض رہنے کا ایک سُنہرا موقع ہاتھ آجائے گا۔ اور جس کے بعد حکمرانوں کے دلوں میں خوف

خدا ہوا اور اُنہوں نے اگر چاہا تو ملک کی غریب عوام کو کچھ ریلیف مل سکے ورنہ اِن کے دلوں میں کبھی بھی خوف خدا پیدا نہ ہوا اور اِنہوں نے کبھی بھی ملک کے غریب عوام کی حالتِ زار بدلنے کا نہ سوچا تو یہ سمجھ لیا جائے کہ ملک کے غریب اور بھوک کے مارے عوام 18 ویں آئینی ترمیم کے بعد بھی دو وقت کی روٹی کو ترستے رہیں گے اور مہنگائی، لوڈ شیڈنگ اور بیروزگاری جیسے مسائل یوں ہی اِن کا مقدر بنے رہیں گے اور حکمران ایوانوں سے اٹھارویں آئینی ترمیم منظور کرالینے کے بعد خود ہی عیش کرتے رہیں گے اور یہ کہتے رہیں گے کہ یہ حقیقی معنوں میں "18 ویں آئینی ترمیم ملک و قوم کے لئے سنگِ میل ثابت ہوگی"......؟؟

حکومت کا عوام پر ایک اور ظلم

حکومت کا عوام پر ایک اور ظلم .....ہر خریداری پر 16 فیصد اضافی ٹیکس کے نفاذ کا عندیہ.....؟

کرغیزستان میں بدعنوانی اور مہنگائی کے خلاف عوام پر تشدد مظاہرہ...بغاوت میں بدل گیا

پاکستان میں بے لگام مہنگائی اور حکمرانوں کا رویہ .... عوام سوچنے پر مجبور...وہ کیا کرے...؟

قوم تیار رہے اور سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ اَب اُسے سنجیدگی سے کیا کرنا چاہے.....؟ کیونکہ ایک خبر یہ ہے کہ عنقریب حکومت پاکستان کا عوام کے ساتھ کیا جانے والا ایک اور ستم سامنے آنے والا ہے کہ حکومت پاکستان نے اِس رواں مالی سال کے دوران اپنا خسارہ پورا کرنے کے لئے آئی ایم ایف کے مشورے پر آئندہ عوام پر ہر خریداری کی صُورت میں 16 فیصد اضافی ٹیکس لگانے کا اپنا اصولی فیصلہ کرلیا ہے جس کا اطلاق غالباً رواں ماہ نہیں تو آئندہ ماہ سے ہی ضرور ہو جائے گا جس سے متعلق ملکی ماہرین معیشت دان پہلے ہی اپنی تشویش کا اظہار کرچکے ہیں اور اُنھوں نے اِس نئے ٹیکس کے نفاذ کی کھل کر اپنے سخت ترین الفاظ میں مخالفت کرتے ہوئے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ حکومت آئندہ ہر

خریداری پر 16 فیصد اضافی ٹیکس کے نفاذ کے اپنے اِس ظالمانہ فیصلے پر فوری طور پر نظرثانی کرے کیونکہ اِس قسم کے حکومتی اقدام سے اِس ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ غریب عوام پر ٹیکسوں کی ادائیگی کی مد میں مزید اضافی بوجھ پڑے گا جو پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں جو اَب اِس ٹیکس کے بعد تو زندہ درگور ہی ہو جائیں گے اور عوام حکومت کے جانب سے اِس طرح کے انتہائی ظالمانہ ٹیکس کو ہر گز برداشت نہیں کر پائیں گے اور پھر یقین اِس طرح عوام اِس ٹیکس کے نفاذ اور حکومت کے اِس ظالمانہ اقدام کے خلاف احتجاجاً سڑکوں پر نکل آئیں گے جس سے ملک میں لاقانونیت اور افراتفری کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ جس سے ملکی معیشت اور کاروباری زندگی بھی بُری طرح سے متاثر ہو کر رہ جائے گا۔

جبکہ ملکی ماہرین معیشت کے علاوہ تمام سیاستدانوں اور ملک کی اپوزیشن جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی حکومت کے اِس ظالمانہ اقدام پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں ہمارے ملک میں بھی بلکل اِسی طرح کے حالات پیدا نہ ہو جائیں جیسے غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق گزشتہ دنوں وسطی ایشیا کی مسلم ریاست کرغیزستان میں حکومت مخالف ہزاروں مظاہرین ملک میں ہوشربا مہنگائی، حکومت کی بدعنوانی اور ملک میں بجلی کی قیمتوں میں ہونے والے بے لگام اضافے سمیت صدر فرمان بیگ باقیوف کے اقدامات کے خلاف

احتجاج اور اِن کے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے تھے تو اِن حکومت مخالف مظاہرین اور فورسز میں جھڑپوں اور فائرنگ کے دوران وزیر داخلہ سمیت 150 افراد ہلاک اور 400 یا زائد مظاہرین زخمی ہو گئے تھے۔
اور اِسی دوران ایک خبر یہ بھی آئی تھی کہ کرغیزستان میں ہونے والے احتجاج کے نتیجے میں پُر تشدد مظاہرین اور سرکاری اہلکاروں کے مابین جب جھڑپیں تیز تر ہوتی گئیں تو اِن ہنگاموں کے دوران مشتعل مظاہرین نے کرغیزستان کی پارلیمنٹ پر قبضہ کر لیا تھا جبکہ اِسی روز اِن پُر تشدد مظاہروں کے دوران ذرائع کے مطابق مشتعل مظاہرین نے پراسیکیوٹر کے دفتر کو بھی آگ لگا دی تھی اور اِس کے علاوہ اِن مشتعل مظاہرین نے سرکاری ٹیلی ویژن کی عمارت سمیت کئی اہم سرکاری عمارتوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور زبردستی اندگھس گئے تھے۔
جس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کرغیزستان میں حکومت کے خلاف عوامی بغاوت پوری طرح سے پیدا ہو گئی ہے اور اَب عوام ہی فیصلہ کریں گے کے اُنہیں کیا کرنا ہے پھر دنیا نے دیکھا کہ اِس سنگین صُورت حال کے پیشِ نظر کرغیزستان کے وزیراعظم نے تو اپنے عہدے سے فوراََ ہی استعفیٰ دے دیا تھا جبکہ وجہ بغاوت بننے والے کرغیزستان کے صدر فرمان بیگ باقیوف مشتعل مظاہرین کے ہاتھوں اپنے ہونے والے حشر سے بچنے کے لئے ملک ہی سے فرار ہو گئے تھے۔ جن سے

متعلق اِن سطور کے رقم کرنے تک اطلاع یہ ہے کہ وہ اَب تک منظرِ عام پر نہیں آ سکے ہیں۔

اور یوں کرغیز ستان میں حکومت کی بدعنوانیوں اور منہ زور مہنگائی کے خلاف شروع ہونے والا حزب اختلاف کا یہ ایک ہلکا پھلکا سا احتجاج بغاوت کی صورت اختیار کر گیا جس سے کرغیز ستان کی حکومت کا تختہ ایک طاقتور عوامی بغاوت کے ایک ہی ریلے سے پلٹ دیا گیا اور اَب وہاں اپوزیشن کا اقتدار پر قبضہ ہے۔

اگرچہ خیال کیا جا رہا ہے کہ کرغیز ستان میں اپوزیشن کی اِس حکومت مخالف مہم کے دوران جو بعد میں ایک بغاوت کی صورت اختیار کر گئی اِس میں کم و بیش 150 یا زائد افراد ہلاک اور 400 سے زائد افراد شدید اور جزوی زخمی ہوئے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اِن افراد کی ہلاکت اور زخمی ہونے کے بعد ملک میں ایک ظالم اور فاسق و فاجر اور بدعنوان حکمران سے ایک بغاوت کی صُورت میں جو نجات ملی ہے۔ وہ عوام کے یوں خاموشی بیٹھے رہنے سے کبھی نہ مل سکتی تھی اور آج کے بعد کرغیز ستان میں کسی بھی ایسے حکمران کو ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اپنی عوام پر فرمان بیگ باقیوف کی طرح کے مظالم ڈھائے۔ کیونکہ آئندہ آنے والے صدر کو یہ ضرور معلوم ہو چکا ہے کہ کرغیز ستان کے عوام کسی کے ظلم کو دیر تک برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں اور جب کرغیز ستان کے عوام کسی کے خلاف کمر

بستہ ہو جاتے ہیں تو اُسے عوامی بغاوت کی صورت میں اقتدار سے ذلت کے ساتھ اُتار کر ہی دم لیتے ہیں جیسے کرغیزستان کے عوام نے فرمان بیگ باقیوف کے خلاف سڑکوں پر نکل کر اِس کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر رکھ دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے حکمران قوم پر مہنگائی کے حوالے سے ظلم تو ضرور کر رہے ہیں مگر اِن کے مظالم کسی بھی صورت میں کرغیزستان کے صدر فرمان بیگ باقیوف کی طرح ہرگز نہیں ہیں تب ہی ہماری عوام بھی اپنے اِن حکمرانوں کو اپنے ہاتھ کا چھالہ بنا کر رکھے ہوئے ہے ورنہ ہماری عوام بھی کرغیزستان کے عوام کی طرح کب کی باہر نکل کر اپنے حکمرانوں کا اقتدار کا تختہ پلٹ چکی ہوتی اور اِس کے ساتھ یہ بھی بیشک ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہمارے عوام بھی بڑے صبر و برداشت اور تحمل مزاج ہیں وہ کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے ملک کا نام دنیا بھر میں بدنام ہو اور ساری دنیا پاکستانی عوام کو بے صبری کہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہمارے حکمرانوں کو بھی یہ سوچنا چاہئے کہ وہ ایک حد میں رہ کر جو چاہیں کریں مگر اتنا بھی نہیں کریں کہ جیسے یہ آئی ایم ایف کے مشورے پر ہر خریداری پر 16 فیصد اضافی ٹیکس لگانے کی تلوار تیز کر کے عوام پر لٹکائے بیٹھے ہیں۔ جس کے تصور سے ہی عوام تھر تھر کانپ رہی ہے

اور حکومت کے خلاف اپنے سینوں میں لاوا بھر کر بیٹھی ہے جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔ قبل اِس کے کہ عوام کے سینوں میں اُبلنے والا یہ حکومت مخالف لاوا پھٹ کر باہر آئے۔

اَب ہمارے حکمران اتنا بھی ظلم عوام پر مت کریں کہ عوام اپنے صبر و برداشت کا لبادہ کھینچ کر پھینک دے اور کرغیزستان کے عوام کی طرح اپنے حکمرانوں کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے اور یہ بھی کرغیزستان کے عوام کی طرح اپنے حکمرانوں کے خلاف اعلان بغاوت بلند کردے۔ تو پھر حکمرانوں سوچو تمہارا اور ہمارے اِس وطنِ عزیز کا کیا بنے گا جو لاکھوں قیمتی انسانی جانوں کی قربانیوں کے بعد معرضِ وجود میں آیا تھا خدارا حکمرانوں اِس کی ہی لاج رکھ کر عوام کی تکالیف کا کچھ تو مداوا کرو اور ملک سے منہ زور مہنگائی اور بدعنوانی کا جڑ سے ہی خاتمہ کردو۔

ملک کے دو سابقہ آمر حکمران ! ضیا الحق اور پرویز مشرف میں فرق

پرویز مشرف کی حب الوطنی ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اضافے کا سبب ہے.....؟

ملک کی تباہی کے ذمہ دار ضیا الحق کا پہلے اسلام ...... اور پرویز مشرف کی پہلے پاکستان کا نعرہ ہے

اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ لولی لنگڑی جمہوریت کسی بھی تندرست اور توانا آمریت سے لاکھ لاکھ درجے ضرور بہتر ہوتی ہے مگراُس جمہوریت کا ہی بھلا کیا کیا.... جائے؟ جو ایک تو پہلے ہی لولی لنگڑی ہو اور پھر اُس پر آمریت کی آمیزش کا مرچیوں والا تڑکا لگا ہو بلکل ایسے ہی جیسے کہنے کو تواِن دنوں ہمارے ملک میں بھی ایک لولی لنگڑی ہی جمہوریت صحیح مگرافسوس کی بات تو یہ ہے کہ اِس کے باوجود بھی ہمارے ملک کی اِس جمہوری حکومت کے جمہوری صدر کی سوچوں پر کسی آمر کی سوچوں اور قول و فعل والا آمرانہ پن کا تڑکا لگا ہوا ہے۔

جس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے ہمارے موجودہ صدر اب بھی آمر مشرف کی روح کے آسیب میں جکڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی صدر کی جانب سے یکلخت مبیش

قلم ایسے ایسے احکامات بھی جاری ہو جاتے ہیں کہ جس سے جمہوریت پسندوں اور ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کو بھی ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ملک کی اِس کمزور اور ناتواں جمہوریت کے قدم اَب اکھڑنے کو ہیں اور یوں ہی جمہوریت کا یہ قدم ذرا سا بھی لڑکھڑایا یا ڈگمگایا تو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ملک میں اِس رہی سہی جمہوریت کا شیرازہ ہی بکھر کر رہ جائے۔

بہر کیف ! صدر کی جانب سے گاہے بگاہے آنے والے بعض احکامات کے ساتھ ہی یہ شک تو ضرور ہو جاتا ہے کہ ہمارے ملک کے موجودہ صدر جناب عزت مآب آصف علی زرداری اِن دنوں جمہوریت کے سائے میں صدر بننے کے باوجود بھی سابقہ آمر صدر پرویز مشرف کے آمرانہ طور طریقوں اور احکامات سمیت اُن کے قول و فعل کے پوری طرح سے جھپیٹے میں ہیں۔

مگر یہاں میرا خیال یہ ہے کہ ملک میں مکمل طور پر ایک اچھی اور پائیدار اور مستحکم جمہوریت کو پروان چڑھانے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ پہلے تو صدر مملکت کو پرویز مشرف کے آمرانہ اقدامات، احکامات سمیت اُن کے دورِ حکومت میں کئے گئے معاہدوں کے جادوئی اثر اور جھپیٹوں سے نجات دلوائی جائے تو پھر یہ اُمید رکھی جائے کہ صدر آصف علی زرداری بھی ملک کے کسی سول اور جمہوری صدر کی طرح جمہوری سوچ کے حامل صدر ثابت ہوں گے اور یہ ایسے اقدامات کریں

گے اور احکامات بھی جاری کریں گے جو کسی بھی ملک کا کوئی بھی جمہوری صدر اپنے ملک کی ترقی و خوشحالی اور اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کرتا ہے۔

اِس کے بغیر یہ آس رکھنا کہ صدر مملکت مندرجہ بالا باتوں کے باوجود ملک میں جمہوریت کے لئے اپنا کردار ادا کر پائیں گے یہ آس اِن سے وابستہ کرنا فضول ہو گی جس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوسکے گا کیونکہ جب تک صدر مملکت آمر صدر پرویز مشرف کے جھپٹے اور اِن کے جادوئی اثر میں رہیں گے تو یہ کسی سول اور جمہوری صدر کی طرح ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی نہیں کر پائیں گے اور اِن سے اچھی کی امید رکھنا فضول ہوگا۔

ہاں البتہ ! جب تک کہ یہ خود جمہوریت کا منتر پڑھتے پڑھتے اپنے اندر سے آمر پرویز مشرف کی روح کو نہیں نکال پھینکتے تو اُس وقت تک یہ ملک اور قوم کے لئے کچھ اچھا نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اِن کی حکومت کا گزشتہ سوا دو سال کا عرصہ تو یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اِنھوں نے عوام کے لئے کچھ نہیں کیا اور شائد اگر یہی حال رہا جو ابھی ہے تو اِن کی یہ حکومت آئندہ بھی عوام کے لئے کچھ بھی نہ کرسکے اور اپنی پانچ سالہ مدت یہ کہتے ہوئے کہ اگر عوام نے ایک بار پھر ہمیں حکومت کا موقع دیا تو ہم عوام کے لئے اِس بار تو ضرور اپنے روٹی،

کپڑا اور مکان والے منشور نما نعرے پر پوری طرح سے عمل کر دکھائیں گے خاموشی سے رخصت ہو جائے گی۔ اور پھر عوام بھی سوچیں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کو سوچنا بھی چاہئے کہ یہ پھر اِس حکومت کو اقتدار میں آنے کا موقعہ فراہم کریں یا نہ کریں.......؟ جو صرف اپنے عمل سے زیادہ عوام کو جھوٹی تسلیوں اور وعدوں کے گول گھمایوں میں ہی اپنی مدت پوری کر جاتی ہے۔

اگرچہ یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے آگے پیچھے..... اور پیچھے آگے دو ایسے سابق آمر حکمران گزرے ہیں جن کے نام ضیا الحق اور پرویز مشرف ہیں اِن دونوں میں صرف یہ ہی فرق تھا کہ ضیا الحق نے امریکا کے کہنے پر پہلے اسلام کا نعرہ بلند کر کے افغان روس کی جنگ میں جہادیوں کی مدد کرکے ملک کا ستیاناس کیا تو اِن کے بعد آنے والے ملک کے دوسرے بڑے فاسق و فاجر آمر صدر پرویز مشرف نے امریکا کے ہی کہنے پر اپنے پیش رو ضیا الحق کے پیدا کردہ جہادیوں کو ٹھکانے لگانے (مارنے اور مروانے) کے لئے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر ملک کا بیڑا غرق کیا اور آج اِن ہی دونوں آمروں ضیا الحق اور پرویز مشرف کی ہی اپنی لگائی ہوئی یہ آگ ہے کہ جس میں جل کر ملک بھسم ہو رہا ہے۔

اِس پر ستم ظریفی یہ کہ آج بھی ملک کے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف یہ

کہہ رہے ہیں کہ پاکستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے (اِسے یہاں تک پہنچانے میں اِن ہی کا تو ہاتھ ہے یہ اَب کس منہ سے ملک کی تباہی پر افسوس اور مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں) اِن کا کہنا ہے کہ میرے دورِ حکومت میں ایک امریکی ڈرون حملہ ہوتا تھا اور اِب اِس جمہوری حکومت کے جمہوری صدر کے دور میں روزانہ درجنوں ڈرون حملے ہو رہے ہیں اور نہ صرف اُنہوں نے حکومت پر یہ کہتے ہوئے سخت ترین تنقید ہی کی ہے بلکہ اُنہوں نے یہ تک بھی کہہ دیا ہے کہ ملک کے موجودہ حکمران بھی نااہل ہیں جو ڈرون حملے بھی نہیں رکوا پا رہے ہیں مجھے عوامی تکالیف کا پورا پورا احساس ہے اور میں آنے والے الیکشن میں بھرپور طریقے سے حصہ لوں گا اور دو ماہ بعد ہی میں اپنے اِس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلام آباد اور لندن سے اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کرنے والا ہوں اور اُنہوں نے ایک بار پھر یہ کہا کہ ملک میں مہنگائی اور لوڈشیڈنگ نے موجودہ حکمرانوں کی نااہلی ثابت کردی ہے اور اِس وقت پاکستان ساری دنیا میں اکیلا رہ گیا ہے۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ ہر دورِ آمریت میں ہمارے ملکی مسائل ہر گزرتے دن اور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہی گئے ہیں مگر کسی بھی آمر حکمران نے اپنے دورِ اقتدار میں اِن مسائل کی گتھی کو بجائے سلجھانے کے الٹا اِن کو الجھاتا ہی رہا ہے اور پھر اِسی حال میں اپنا اقتدار چھوڑ گیا ہے یا مار دیا گیا ہے۔

اور آج ملکی کی معیشت کا جو حشر ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے کہ ملکی معیشت کا کیا برا حال ہے اِس کا اندازہ اِس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ملکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ حکمرانوں کو کشکول ہاتھ میں اٹھائے بھیک مانگنے کے لئے بیرونی ممالک اپنے آقا امریکا، برطانیہ اور فرانسیسی سمیت اپنے مسلم ممالک کے دوروں پر نہ نکلنا پڑا ہو۔

اور اِس پر ستم ظریفی یہ کہ ہمارے حکمران بھی اپنی اتنی بے خبر اور لاتعلقی کا بھی بعض مرتبہ مظاہر کر جاتے ہیں کہ عوام کو اِن کی حب الوطنی اور عوام دوستی پر شک ہونے لگتا ہے کہ یہ کیسے ..... ؟ حکمران اور حاکم ہیں کہ اِنہیں یہ تک نہیں پتہ ہوتا کہ اِن کے ملک کے عوام کس حال میں ہیں اور یہ کس حال میں اپنی زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں ...... ؟اور اِن کے ملک کے عوام پر اِن کی ناقص منصوبہ بندی اور حکمتِ عملی کی وجہ سے یہ منہ زور آور بے لگام مہنگائی کیا..... کیا.... ؟ قیامت ڈھا رہی ہے۔

بہر حال اَب میرے قارئین ! آپ اِس ہی کو لے لیجئے ! کہ آج ہمارے ملک میں پڑولیم مصنوعات کی قیمتیں آسان سے جو باتیں کر رہی ہیں اس کے پیچھے بھی ملک کے اُن آخری فاسق و فاجر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کی امریکیوں اور نیٹو افواج پر کی جانے والی مہربانیاں ہی کارفرما ہیں کہ اِس کے زہریلے ثمر نے

قوم کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے کہ جو اُنھوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور امریکیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک معاہدے کی تحت کی تھی۔

جس کا احوال ڈائریکٹر جنرل آئل کے بیان کی شکل میں گزشتہ دنوں ملکی اخبارات میں چھپنے والی اُس خبر میں کھولا کہ "پرویز مشرف کے دور میں افغانستان میں کئی ملکوں کی اتحادی نیٹو کی افواج کے ساتھ اِنہیں پاکستان سے سستے تیل کی فراہمی کا ایک انتہائی حیرت انگیز معاہدہ کیا گیا تھا جس پر اِن سطور کے رقم کرنے تک جوں کا توں عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اِس معاہدے میں یہ تہہ پایا تھا کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں مگر افغانستان میں جب تک بھی اتحادی نیٹو افواج رہیں گیں۔ پاکستان ہر حالت میں اِنہیں 24 روپے اڑتیس پیسے فی لیٹر کے نرخ پر تیل دیتا رہے گا اور اِس پر نہ صرف یہ بلکہ اِس معاہدے میں فاسق و فاجر اور آمر پرویز مشرف کی جانب سے یہ بھی ایک خصوصی پیشکش کی گئی تھی کہ اِس قیمت پر کبھی بھی اور کسی بھی قسم کا کوئی ٹیکس، سرچارجز سمیت ڈیلروں کا کمیشن یا اِسے پہچانے کے لئے کرایہ بھی وصول نہیں کیا جائے گا۔

جبکہ دوسری طرف مشرف سمیت موجودہ حکمرانوں نے عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی ہونے کے باوجود بھی پاکستان میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کبھی بھی تُرنت اُس طرح سے کمی نہیں کی گئی جس طرح اِس کی قیمتوں میں اضافے

کا اطلاق فوری طور پر کر دیا جاتا ہے اور آج یہ ہی وجہ ہے کہ پاکستان میں نیٹو افواج کو روپے اڑتیں پیسے فی لیٹر کے نرخ اور بغیر ٹیکس کے سپلائی ہونے والے تیل کا سارا 24 بوجھ بھی پاکستانی قوم پر ڈال دیا گیا ہے اور پاکستان میں پٹرولیم مصنوعات کے صارفین سے 28 سے 30 روپے تک اضافی ٹیکس وصول کرکے اِس کی قیمت 73 روپے تک پہنچا دی گئی ہے۔

اِس ساری صُورتِ حال کے بعد بھی اگر موجودہ جمہوریت پسند حکمران اگر اَب بھی اِس جانب توجہ نہ دیں اور ملک میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمت کم نہ کریں تو پاکستانی عوام کے ساتھ بڑا ظلم ہوگا اور اِس کے ساتھ یہ کہ اگر ہمارے صدر مملکت جناب آصف علی زرداری اَب بھی امریکا سے دورِ مشرف کا یہ معاہدہ منسوخ کردیں کہ ہماری یہ حکومت کسی بھی حوالے سے اِس معاہدے پر اُس طرح عمل نہیں کرے گی جو دورِ مشرف میں کیا گیا تھا اور اِس کے ساتھ یہ بھی کہ اگر امریکا کو اَب واقعی پاکستان کے راستے اتحادی نیٹو افواج کو تیل کی سپلائی جاری رکھنی ہے تو پاکستان اِنہیں تیل اُسی قیمت اور تمام ٹیکسز بشمول کرائے کے ساتھ دے گا جو قیمت ہمارے ملک پاکستان میں تیل کی ہوگی بصورتِ دیگر ہماری حکومت مشرف دور کا یہ معاہدہ منسوخ کرتی ہے۔

تو یقین کیجئے قارئین حضرات ! یہ سُنتے ہی امریکا کی مائی مر جائے گی اور وہ

اِس پر بھی راضی ہو جائے گا جو حکمرانِ پاکستان امریکا سے کہیں گے اور امریکا اپنا سر خم کرتے ہوئے پاکستان کے وہ تمام کے تمام مطالبات مان بھی جائے گا اِس بابت پاکستان جو امریکا سے کرے گا کیونکہ اَب امریکا افغانستان میں بُری طرح سے پھنس چکا ہے اور وہ اپنی فتح کے لئے وہ سب کچھ کر گزرنے کو بھی تیار ہے جس سے اِس کی فتح یقینی ہو۔ مگر شرط تو صرف یہی ہے کہ ہمارے حکمران اپنے اندر ہمت پیدا کریں اور امریکا سے وہ سب کچھ کہہ ڈالیں جو اِنہیں کہنا ہے مگر افسوس کہ یہ امریکا سے کہہ تو نہیں سکتے کیونکہ یہ امریکا سے اپنی حکمرانی کے لئے بھیک جو مانگ کر آئے ہیں اور ویسے بھی ہمارے موجودہ صدرِ مملکت میں سابق صدر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کے جادوئی اثر میں ہیں اور مشرف کی آمرانہ روح اِن کے اندر گھسی بیٹھی ہے اور اِس لحاظ سے جب کوئی آمر اپنے آخری وقت تک امریکا کے سامنے اپنا منہ نہیں کھول سکتا تو بیچارے زرداری صاحب امریکا کے آگے اپنی زبان بھلا کیسے کھول سکتے ہیں۔

حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو 18ویں ترمیم مبارک ہو

قوم کی چھلاوا نما 17ویں ترمیم سے جان چھوٹی؟..... موسمی سیاستدانوں کو بند گلی میں لا کھڑا کیا ہے

اَب 18ویں ترمیم کے بعد سیاست دان کس ایشو پر اپنی سیاست چمکائیں گے...؟

چلو اچھا ہی ہوا کہ قومی اسمبلی کے بعد سینٹ نے بھی 15اپریل 2010 کو 18ویں ترمیم کی متفقہ طور پر منظوری دے کر پوری پاکستانی قوم سمیت ملک کے اُن بے چین اور بیقرار سیاستدانوں کو بھی سُکھ اور چین کا سانس تو نصیب کردیا کہ جو 17ویں ترمیم کی وجہ سے خود کو کسی شکاری کے پنجرے میں قید اُس پرندے کے مانند تصور کرتے تھے جسے قید میں رکھنے کی وجہ سے اُس کی تمام آزادی کی حسرتوں پر اُس شکاری نے پانی پھیر دیا تھا گویا کہ اِن کی آزادی ختم ہو کر رہ گئی تھی اور یہ پَر پٹکنے والے ہو کر بھی اُڑنے کے قابل نہ تھے۔

اور آج یوں ملک کے ایوانوں نے اِن کی اِس حالاتِ زار پر ترس کھاتے ہوئے ہمارے یہاں ملک میں مختلف ادوار میں آنے والے آمروں کی پیدا کردہ (جنم دی گئی) چھلاوا نما 17ویں ترمیم کا خاتمہ کرکے 1973 کا آئین اپنی اصلی حالت میں بحال کردیا جس کے لئے پوری پاکستانی قوم سمیت ملک کی تمام چھوٹی بڑی

سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین سمیت اِن کے کارکنان بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جن کی انتھک محنت اور جدوجہد سے آج قوم کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ اِسے اپنی آزادی اور خودمختاری کے لئے ایک بار پھر وہ آئین اور دستور اصلی حالت میں ہاتھ لگ گیا ہے جس کے لئے قوم اور ملک کے محب وطن سیاست دان ایک طویل عرصے سے اِس کی بحالی کے لئے اپنے تن من اور دھن کی بازی لگائے ہوئے تھے کہ ملک کا وہ واحد 1973 کا آئین جلد بحال ہوجائے اور 18ویں ترمیم کی منظوری سے مرکز سے 47 شعبے صوبوں کو خوش اسلوبی سے منتقل ہوجائیں کہ جس پر آمروں نے قدغن لگائی اور اِس کی اصل روح کو مسخ کرکے رکھ دیا تھا مگر آج پوری پاکستانی قوم سُرخرو ہو گئی ہے کہ ملک میں 18ویں ترمیم کی منظوری کے بعد خود بخود سترھویں ترمیم کو قوم نے منوں مٹی تلے دبا کراِس سے چھٹکارہ حاصل کرلیا ہے اور اَب آئندہ 1973 کے آئین کے مطابق ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کا دارومدار ہوگا۔

بیشک 15اپریل 2010 کا دن نہ صرف وطن عزیز میں بسنے والے ہر پاکستانی کے لئے شادمانی اور خوشیوں کا دن تھا بلکہ دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے ہر اُس پاکستانی کے لئے بھی یہ دن خوشیوں اور مسرتوں کا دن ضرور رہا ہوگا جس کے دل میں اپنے دیس پاکستان سے دور رہ کر بھی اِس کی تڑپ اور اِس کی سانسوں میں اپنے وطن کی مٹی کی خوشبو رچی بسی ہوگی اُسے بھی جب پاکستان میں 18ویں

ترمیم کی منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی کی یہ نوید پہنچی ہوگی تو یقیناً اِس کے دل سے بھی باآوازِ بلند پاکستان زندہ باد اور زندہ ہے بھٹو زندہ ہے، زندہ ہے بی بی زندہ ہے، جیے بھٹو اور صدر زرداری زندہ باد کے نعرے ضرور نکلے ہوں گے کیونکہ دور پردیس میں رہ کر ایک پاکستانی اِس کے سِوا اپنے وطن سے محبت کا اظہار اور کیسے کر سکتا ہے یہ انداز بھی اپنے وطن سے محبت کا بہت اچھا ہے کہ اِس نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہوگا اور اُس پاکستانی نے پردیس میں رہتے ہوئے بھی ایک پاکستانی ہونے کا حق ادا کر دیا ہوگا۔

اگرچہ یہ بھی ایک انتہائی خوش آئند امر ہے کہ 100 کے ایوان میں بل کے حق میں اور اِس سے بھی زیادہ قابلِ تعریف بات تو یہ بھی ہے کہ جو ملک کی تاریخ میں 90 سُنہرے حروفوں میں لکھی جائے گی کہ اِس بل کی مخالفت میں کوئی بھی ووٹ نہیں آیا اور اِس طرح اَب قوم کو یہ بھی اچھی اُمید رکھنی چاہئے کہ عنقریب 102 شقوں پر مشتمل یہ اٹھارویں ترمیم انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ صدر مملکت جناب عزت مآب سید آصف علی زرداری کو دستخط کے لئے بھجوائی جائے گی پھر صدر مملکت کی جانب سے ترمیم کی توثیق کے بعد انشاءاللہ العزیز 1973 کا وہ آئین جسے ملک میں مختلف وقتوں میں آنے والے آمروں نے اپنے پیروں سے روندھ ڈالا تھا یہ آئین بھی بحال ہو جائے گا اور یہ اٹھارویں ترمیم بھی بڑی عزت و احترام اور ادب کے ساتھ اِس 1973 کے آئین کا حصہ بن جائے گی۔

اور اِس کے ساتھ ہی آج پوری پاکستانی قوم کا سر اِس لئے بھی فخر سے اُونچا اور تنا ہوا ہے اور اِس کا ماتھا چمک رہا ہے کہ اٹھارویں ترمیم سے نہ ملک کے برسوں سے بگڑے ہوئے نظام میں بہتری آئے گی تو وہیں ملک کی بیچاری مفلوک الحال اور بھوک و افلاس کی چکی میں مہنگائی کے ہاتھوں پسی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کے حالات زندگی میں بھی ایک بہتر تبدیلی آنے کے امکانات روشن ہوگئے ہیں اور جیسا کہ دنیا کی واحد اور ملک کی پہلی فرینڈلی اپوزیشن پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں نواز شریف نے بھی قومی اسمبلی کے بعد گزشتہ جمعرات کو سینٹ سے بھی 18ویں ترمیم کی واضح اکثریت سے منظوری کے بعد قوم کو اپنے ایک پیغام میں مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ عوام جیت گئے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک سے آمریت اپنی آخری نشانیوں سمیت ہزاروں میٹر گہرے گڑھے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی ہے۔

اگرچہ نواز شریف کا اپنے اِس پیغام میں یہ بھی کہنا تھا کہ آج ملک میں جمہوریت کی فتح ہو گئی ہے اور شکست آمریت کا مقدر بن گئی ہے۔ تو اِس موقع پر راقم الحرف کا یہ خیال ہے کہ اَب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف بھی اَب اپنی سیاسی پنیترے بازیاں بدلنا اور اٹکھیلیاں کرنا چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہوگا اِس حکومت کے لئے اِس ملک کے لئے اور اِس ملک کی غریب

عوام کے لئے اور وہ بھی حکومت کے دھڑے میں شامل ہو کر جمہوریت کو ملک میں پوری طرح سے پروان چڑھانے میں اپنا کوئی مثبت اور تعمیری کردار ادا کرکے امر ہو جائیں اور ملک میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں پاکستان پیپلز پارٹی اور صدر زرداری کی حکومت کا ساتھ دیں تاکہ آپ اور آپ کی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا نام بھی ملک کی تاریخ میں اچھی ناموں سے یاد کیا جائے ناں کہ صدیوں بعد بھی لوگ آپ اور آپ کی پارٹی کا نام کسی پنگے باز لیڈر اور سیاسی مفادات حاصل کرنے والی پارٹی کے نام سے یاد رکھیں۔

جبکہ یہ اور اچھی بات ہے کہ صدر مملکت عزت مآب جنابِ سید آصف علی زرداری نے بھی اِس موقع پر قوم کو اپنی جانب سے دیئے گئے مبارکباد کے پیغام میں اپنے بڑے والہانہ اور مخصوص انداز سے کہا ہے کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے 18 ویں ترمیم کی پارلیمنان سے منظوری میں بالغ النظری سے کام لیتے ہوئے اِن سب نے اپنے اپنے سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر خالصتاً وسیع تر قومی مفاد کا مظاہرہ کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہر محب وطن پاکستانی ملک میں جمہوریت کو پروان چڑھتا دیکھنا چاہتا ہے اور وہ اِس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ عوام کو بہت جلد اٹھارویں ترمیم کے ثمرات ملیں جس کے لئے نہ صرف سیاسی جماعتوں کے رہنما بلکہ عوام بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ملک میں آئینی پیکج کی منظوری سے آئین آمروں کی تمام غیر جمہوری شقوں سے بھی پاک ہو جائے گا۔

مگر میرا خیال یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ آج پوری پاکستانی قوم اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی پر خوشی سے مست ہے مگر کیا....؟اِس نے اپنی اِن خوشیوں کی گھڑیوں میں یہ بھی سوچا کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان جو آج اِس سے وعدے کررہے ہیں وہ اِن وعدوں کو پورا بھی کرپائیں گے ....؟ یا حسب روایت یوں ہی سبز باغ دکھا کر قوم کو بے وقوف بنا کر اپنی اپنی رنگ رلیوں میں مگن ہوجائیں گے اور ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ غریب عوام 18ویں ترمیم کی منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی کے باوجود بھی ریلیف سے محروم رہ کر مسائل کی چکی میں پستے رہیں گے۔ اَب اِس کی فکر کرنے کا کام ہمارے حکمرانوں ! سیاستدانوں اور اُن رہنماؤں کا ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے آمروں کی 17ویں ترمیم ...درترمیم کو اپنی خدمات اور فرائض کی ادائیگی کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا کرتے تھے اور اِسے چھلاوا کہا کرتے تھے اَب اُن حکمرانوں ! اور سیاستدانوں کے کام کا امتحان شروع ہوچکا ہے کہ ......وہ کیا کرتے ہیں اور قوم دیکھے کہ یہ حکمران اور سیاستدان اپنے ملک اور اپنے عوام سے کتنے مخلص ہیں اور اَب یہ اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی کے بعد ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ یا یہ کہ اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور

کے آئین کی بحالی نے ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے بڑے بڑے 1973 وعدے اور دعوے کرنے والے موسمی حکمرانوں ! اور سیاستدانوں ! کو کسی بند گلی میں لا کر کھڑا کردیا ہے.... یا یہ واقعی اپنے قول و فعل کے پکے بھی ثابت ہوں گے اور یہ وہ کچھ بھی کر گزریں گے جس کا اِنھوں نے قوم سے وعدہ بھی کیا ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی اَب دیکھتے یہ ہیں جیسا کہ حسبِ عادت ایک بار پھر ہمارے ملک کے معصوم مگر ذرا سے جذباتی وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے 18 ویں ترمیم کی منظوری کے بعد ایوان سے اپنے خطاب میں یہ کہا ہے کہ میثاق جمہوریت کو آج حقیقت میں تبدیل کردیا گیا ہے اور احتساب کا بل بھی جلد ہی پارلیمنٹ میں پیش کردیا جائے گا یہ اپنے کہے ہوئے اِن الفاظ پر کب تک قائم رہتے ہیں ......؟ اور اِن پر کب حقیقی معنوں میں عمل کرکے دکھاتے ہیں ....؟ اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ پورے ملک کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور کوئی بھی احتساب سے بالاتر نہیں اور یہاں سب سے زیادہ تو حیران کُن بات یہ ہے کہ وزیراعظم نے عوام کو خوش کرنے کے انداز میں ایک بار پھر عوام کو جھانسہ دیا اور اپنا سینہ ٹھونک کر اور اپنی آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا کہ عوامی مسائل حل کرنے کا وقت آگیا ہے۔

یہاں اگر یہ حقیقت ہے کہ بقول وزیراعظم عوامی مسائل حل کرنے کا وقت آگیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے حکمران اور سیاستدان اٹھارویں ترمیم کے منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی کے بعد واقعی ملک اور قوم کے لئے کچھ اچھا کر گزرنے کو تیار ہیں تو یہ بہت اچھی پیش رفت ہے اور اگر یہ اِس کے بعد بھی ویسے ہی رہے کہ جیسے پہلے تھے تو پھر اِس کے بعد سیاستدانوں کو عوام کو بے وقوف بنانے اور اپنے پیچھے بھگوانے کے لئے اور کسی نئے ایشو کو جنم دینا ہوگا کیونکہ اَب تو وہ ایشو اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور 1973 کے آئین کی بحالی والا رہ ہی نہیں گیا جس کے بدولت ہمارے سیاستدان گزشتہ کئی سالوں سے قوم کو بے وقوف بناتے رہے ہیں اور وہ اپنی سیاست کے داؤ پیچ سے قوم کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے رہے۔

پاکستان کی بہو نہیں صرف شعیب ملک کی بیوی ہوں

پاکستان کی بہو نہیں صرف شعیب ملک کی بیوی ہوں...ثانیہ مرزا کا پاکستانیوں کو ٹکا سا جواب

ثانیہ بھارتی ہیں اور بھارتی ہی رہیں گیں....

ثانیہ مرزا کی صاف گوئی نے پاکستانیوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے

ہمارا میڈیا + شعیب ثانیہ شادی اور ڈاکٹر اسرار احمد کا انتقال

جب یہ خبر کسی خوشبو کی مانند پاکستان بھر میں پھیلی کہ قومی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان شعیب ملک کی شادی پڑوسی ملک بھارت کی ایک مسلمان لڑکی جو ٹینس کی انٹرنیشنل کھلاڑی ہے اور جس کا نام ثانیہ مرزا ہے اُس سے ہورہی ہے تو گویا پاکستان اور بھارت میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اِن دونوں کی شادی سے دنیا کا کوئی انوکھا کام ہونے جارہا ہے جس کے ہونے سے دونوں ملکوں میں کوئی نیا انقلاب آجائے گا اور دونوں ہی ملک ایک ایسی پوزیشن پر پہنچ جائیں گے کہ جس سے اِن ممالک میں ترقی وخوشحالی زوروں پر ہوگی اوراِس انقلابی تبدیلی سے یہ دونوں ممالک یہ ثابت کردیں گے کہ اگر یہ شادی بہت پہلے ہوجاتی تو شائد اِس خطے کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا مگر چلو اَب صحیح جو گزشتہ دنوں اپنے اختتام ہو بخیر و عافیت انجام کو پہنچی اور اَب یہ دیکھتے ہیں کہ اِس

شادی سے بھارت جیسے پاکستان سے حسد کرنے والے ملک پر کیا مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے اور پاکستان میں کتنی ترقی و خوشحالی کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور دونوں ممالک کی عوام میں کتنی محبت کی آشا پروان چڑھتی ہے یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ محض اِس شادی سے کوئی اچھی تبدیلی آتی ہے تو ایسی تقریبات ضرور ہونی چاہیے اور اِن کی کوریج بھی اِس سے بڑھ کر ہونی چاہئے اور اگر اِس سے دونوں ممالک میں دوریاں ختم کرنے اور آپس میں محبتیں بڑھانے میں کوئی مدد حاصل نہ ہو تو پھر ایسی تقریبات کی میڈیا کو ہرگز اتنی بڑھا چڑھا کر کوئی خاص کوریج کرنے کی ضرورت نہیں بس ایسی تقریبات کو ایک دن کی خبر کے طور پر لیا جانا ہی اچھا ہوگا۔ اِس کے پیچھے دو دو ہفتے میڈیا کو بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔

ویسے یہ تو حقیقت ہے کہ جس دن سے شعیب ملک اور بھارتی لڑکی ثانیہ مرزا کی شادی کی خبر آئی تو دونوں جانب (پاک وہند) سے پرنٹ اور الیکٹرنک میڈیا پر اِن دونوں کی پل پل کی سرگرمیوں کے حوالوں سے آنے والی خبروں کے حصول کے لئے ماہی بے آب کے مانند تڑپ تڑپ جاتا تھا اور غالباً دونوں ہی ممالک نے اِن دونوں کی خبروں کے لئے ایک علیحدہ سے سیل قائم کردیا گیا تھا اور یوں دونوں طرف (یعنی سرحد کے اِس پار اور اُس پار) کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے تو حد کردی تھی اخبارات (دونوں ممالک کے ہر بڑے چھوٹے) نے اپنے صفحات میں اِن دونوں کو فرنٹ پیج پر خصوصی طور پر جگہہ دینی شروع کردی تھی اور

بعض نے تو اپنے اسپیشل صفحات کا بھی اضافہ کردیا تھا اور اِس کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا نے بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی اور یہ بھی پرنٹ میڈیا سے کوئی خاص پیچھے نہیں رہا تھا اِس نے بھی ہر نیشنل اور انٹر نیشنل اہم خبر سے پہلے شیعب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کی کوریج کرکے دونوں جانب کی عوام کو اِس سے آگاہی کرانے کا اپنا فریضہ یوں ادا کیا کہ جیسے عوام کو کسی اور خبر کی کوئی ضرورت نہیں تھی بس صرف دونوں جانب کی عوام شعیب اور ثانیہ کی شادی کی خبروں کے لیے ہی بے چین ہے۔ جب تک عوام اِن کی شادی سے متعلق خبریں سن نہیں لیتے اور اِن دونوں کو ٹی وی اسکرین پر دیکھ نہیں لیتے تو اِنہیں راحت ہی نصیب نہیں ہوتی اور رات کو نیند بھی نہیں آتی یہاں مزے کی بات تو یہ ہے کہ پاک بھارت الیکٹرانک میڈیا شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کی کوریج کے لئے ایک دوسرے سے مقابلے کی دھن میں اتنے آگے نکل چکے تھے کہ اِنھوں نے بریکنگ نیوز کے چکر میں کیمرے ثانیہ مرزا کے گھر کے اندر تک نصب کردیئے تھے محض اس لئے کہ کوئی نہ کوئی نیوز بریک ہو۔

بہرحال ! اِدھر پاکستانی عوام اور میڈیا شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کی خوشی میں مست ہوگئے تھے تو وہیں بھارتی میڈیا اور وہاں کی عوام اِس شادی کو رکوانے کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے جن کے جذبات اور احساسات سے ایسا لگتا تھا کہ یہ لوگ جیسے کچھ پاگل ہوگئے تھے اِن کے قول و فعل سے

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اِن پر اس شادی کی کوئی خوشی نہ ہو اور وہ اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار اِس طرح سے کرنے لگے تھے کہ جیسے بھارتی چاہتے ہوں کہ یہ شادی کسی نہ کسی وجہ سے انجام نہ پاسکے یوں بھارتی میڈیا اور بھارتی عوام کی محنت اُن کے ارمانوں پر اُس دن مکمل طور پر اُوس پڑ گئی اور اِن کی حسرتیں دم توڑ گئیں جس دن اِس خوبصورت اور انٹر نیشنل کرکٹ کے اسٹار اور پاکستانی نوجوان اور پاکستانی قوم کا بیٹا شعیب ملک دہلی کے مشہور ڈیزائنر شانتا نو اور نکھل کی تیار کی گئی سیاہ شیروانی پہنے اپنے اہل خانہ اور چند دوستوں کے ہمراہ بارات لے کر 12اپریل 2010 کو حیدرآباد دکن میں تاج کرشنا ہوٹل میں ہونے والی اپنی شادی کی تقریب میں پہنچا اور ڈنکے کی چوٹ پر اپنے نیک عزم کی تکمیل میں حائل تمام رکاوٹوں کو ہٹاتے اور پھلانگتے ہوئے بھارتی بیٹی اور بین الاقوامی ٹینس کی کھلاڑی ثانیہ مرزا سے نکاح کیا جسے جوبلی ہلز کے قاضی نے پڑھایا اور اِن کا 61 لاکھ روپے کا حق مہر مقرر کرکے وہ اِس ثانیہ مرزا) سے رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگیا۔ اور اِسی دوران ایک خبر یہ بھی آئی) تھی کہ شعیب ملک کی بیوی اور بھارتی بیٹی ثانیہ مرزا نے اپنے نکاح کے موقع پر سرخ رنگ کی وہ ساڑھی زیب تن کررکھی تھی جو اِن کی والدہ نے آج سے 25 سال قبل اپنے نکاح کے موقع پر پہنی تھی۔ جبکہ بھارتی بیٹی ثانیہ مرزا کی خالہ حمیدہ بیگم کے مطابق تقریب میں 100 کے قریب افراد نے شرکت کی تھی۔

اور باآخر طویل انتظار کی گھڑیاں جو مشکلات اور رکاوٹوں سے بھری پڑیں تھیں اِس کے بعد جب شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کا نکاح خیر وعافیت سے ہوگیا تو یہ دونوں خاندان اپنی اپنی خوشیوں پر قابو نہیں رکھ پا رہے تھے اِن کی خوشیوں کا یہ عالم تھا کہ اُنھوں نے اپنی خوشیوں کو چھپانے کے لئے نہ صرف خود بلکہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کو بھی کو میڈیا سے بھی دور رکھا اور بیچارہ میڈیا اِن کی اِن خوشیوں کو شئیر کرنے کے لئے اِن کے گھر کے بام و در اور دریچوں سے جھانکتا رہا مگر پھر بھی دونوں خاندانوں نے میڈیا کو اپنی خوشیوں میں شریک نہ ہونے دیا۔

اور پھر وہ دن بھی آ ہی گیا جس دن اِسی حیدرآباد دکن کے کرشا ہوٹل سے جہاں شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی نکاح کی تقریب منعقد ہوئی تھی اور پھر یہیں سے جمعرات 15 اپریل کو بھارت کی ٹینس اسٹار ثانیہ مرزا دلہن کا سونے کی کڑھائی والا شلوار قمیض کا گولڈن جوڑا پہنے، کریم رنگ کی شیروانی میں ملبوث اپنے شوہر اور کرکٹ کی دنیا کے مانے ہوئے اسٹار پاکستان قوم کے بیٹے شعیب ملک کے ساتھ 1000 افراد (اور اِدھر ساڑھے سولہ کروڑ پاکستانیوں) کی نیک دعاؤں کے ساتھ بابل کے گھر سے پیا کے ساتھ رخصت ہوگئیں اِس سے قبل اِن کی شادی میں شریک جہاں بہت سی بھارتی اہم شخصیات نے شرکت کی تھی تو وہیں پاکستان سے

وفاقی وزیر بہبود آبادی فردوس عاشق اعوان بھی اِس شادی میں شریک تھیں جنہوں نے بھارتی بیٹی اور ٹینس کی سُپر اسٹار کھلاڑی اور شعیب ملک کی بیوی ثانیہ مرزا کو سونے کا تاج پہنایا اور پاکستانی وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی جانب سے نیک دعاؤں کے ساتھ ساتھ نئے جوڑے کو دنیا کے مشہور و معروف مصور صادقین کی پینٹنگ اور کارپٹ کا ایک عمدہ تحفہ پیش کیا۔

جبکہ اِدھر پاکستان میں شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کے سلسلے میں ہر گلی ہر کوچے میں جشن کا سماں ہے اور پورا پاکستان اِن دونوں کی شادی کی خوشی میں اپنی نیک دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ اِن کی پاکستان آمد کا منتظر ہے اور ہر پاکستانی کی یہ خواہش ہے کہ وہ ثانیہ مرزا کو پاکستان آمد پر دنیا کی کیا چیز پیش کردے کہ جس سے اِس کے جذبات کو تسکین پہنچے اور آج پورا پاکستان ثانیہ مرزا اور شعیب ملک کا مداح ہوا بیٹھا ہے۔

اور اُدھر ہی دوسری جانب ملک کے تجارتی وکاروباری، سیاسی و سماجی اور طلبا تنظیموں سمیت ہر مکتب فکر سے تعلق رہنے والا شخص بھی شعیب اور ثانیہ کی پاکستان آمد کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہے اور اِس حوالے سے پاکستان بھر میں اِنہیں تحفے و تحائف دیئے جانے اور اِن کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات کے اہتمام کو بھی حتمی شکل دی جا رہی ہے۔ اور اِس کے علاوہ ملک کی اہم

شخصیات نے شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کو استقبالیہ دینے کے لئے اِن دونوں سے رابطے کرنے شروع کر دیئے ہیں تو وہیں اِس منظر اور پس منظر میں اِس بھارتی بیٹی اور شعیب ملک کی بیوی ثانیہ مرزا نے اپنی شادی کے بعد بھارتی میڈیا کو دیئے گئے اپنے پہلے انٹرویو میں اپنی صاف گوئی کا مظاہرہ کرکے اپنے بھارتیوں کو تو خوش کر دیا مگر یہاں اپنے شوہر کے ملک میں اِن کے لئے نیک دعائیں اور محبت کے جذبات رکھنے والے پاکستانیوں کے خلوص کو شدید ٹھیس پہنچائی اُنھوں نے اپنے اِس انٹرویو میں کہا کہ "میں نے پاکستان سے نہیں صرف ایک پاکستانی سے شادی کی ہے اور ہم شادی کے بعد ایک انتہائی رشتے سے مضبوطی سے بندھ چکے ہیں میں پاکستان کی بہو نہیں ہوں میں تو صرف شعیب ملک کی بیوی ہوں اور میں ہمیشہ کھیل کے میدان میں اپنے ملک بھارت کی ہی نمائندگی کروں گی ہاں البتہ !اُنھوں نے اِس موقع پر یہ ضرور کہا کہ پاک بھارت کرکٹ میچز کے دوران اپنے شوہر شعیب ملک کی سینچری اور اپنے ملک بھارت کی جیت کے لئے دعا گو رہوں گی اور ثانیہ نے کہا کہ ہم اپنے اپنے ملکوں سے وفادار رہیں گے۔
یہاں میرا خیال ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ ایک بھارتی بیٹی اور انٹرنیشنل ٹینس کی کھلاڑی مسلمان لڑکی ثانیہ مرزا اَب ایک پاکستانی بیٹے اور کرکٹ کے انٹرنیشنل کھلاڑی شعیب ملک کی بیوی بن چکی ہیں اور اِس کے علاوہ بقول ثانیہ مرزا اور کوئی خاص بات نہیں ہے کہ وہ شادی کے بعد پاکستانی کہلانے میں کوئی

فخر محسوس کریں گے یا پاکستان کے لئے کھیلیں گی اور تو اور مسز شعیب تو یہ تک کہلانا
.... بھی گوارہ نہیں سمجھتیں کہ کوئی اِنہیں پاکستان کی بہو بھی کہے یا پاکستان کی عزت
وہ تو صرف پاکستان سے اپنا ناطہ اتنا ہی رکھنا چاہتیں ہیں کہ وہ صرف اور صرف شعیب
ملک کی بیوی ہیں اور بس ..... تو پھر ہماری پاکستانی قوم کو کیا پڑی ہے کہ وہ ایک بھارتی
کھلاڑی ثانیہ مرزا کو محض پاکستانی کرکٹر شعیب ملک کی بیوی ہونے کی بنا پر اِن کی
پاکستان آمد پر اِن کے لئے استقبالیہ تقریبات کا اہتمام کرے اور اِنہیں تحفے و تحائف سے
نوازے۔ جبکہ پاکستانی قوم کو اِن کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات کا اہتمام کرتے وقت
یہ بات ضرور ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ ثانیہ مرزا نے تو صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ
وہ ایک بھارتی ہیں اور ہمیشہ بھارتی ہی رہیں گیں۔ اور اِن کا جینا مرنا کھانا پینا سب
بھارت کے لئے ہی ہوگا۔ تو پھر پاکستانی قوم سوچے کہ وہ اِنہیں استقبالیہ کیوں دے رہی
ہے۔ اور اِن کے پیچھے کیوں مری جارہی ہے اگر پاکستانی قوم کچھ کرنا بھی ہے تو اِن
شعیب ملک کی بیوی ہونے کے ناطے اور بھارتی کھلاڑی کے حوالے سے کچھ کرنے کی
کوئی ضرورت نہیں بلکہ اپنے یہاں اِن کی عزت افزائی صرف ایک انٹرنیشنل ٹینس کی
کھلاڑی کی حیثیت سے کی جائے اور بس ......اِس کے علاوہ اِن سے شعیب ملک سے
شادی اور بھارت کے حوالے سے

نہ تو کوئی سوال کیا جائے اور نہ ہی اِن سے اور کچھ اِن کے ماضی کے حوالے سے پوچھا جائے کیوں کہ ابھی اِن کا ماضی بھارت کے حوالے سے ہی بھرا پڑا ہے اور اِن کی ہر سانس میں بھارت کی ہی بو باس رچی بسی ہے۔

اور اِن تمام باتوں کے علاوہ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ ہمارا میڈیا ایک ایسی شادی کے لئے مست ہوگیا تھا جس کا فائدہ سوائے شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کے کسی کو بھی نہیں ہوا ہے جبکہ ہمارے اِسی میڈیا کی ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ گزشتہ دنوں اسلامی نظام خلافت کے قیام اور دعوت و تبلیغ کے لئے وقف مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم کے بڑے مداح معروف عالم دین اور تنظیم اسلامی پاکستان کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد انتقال فرما گئے تو ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے صرف ایک دن اِن کے انتقال کی خبریں چھاپنے اور ٹیلی کاسٹ کرنے کے اور کچھ نہیں کرسکا ہے ایک ایسے عظیم شخص کے انتقال پر جس نے اپنی ساری زندگی ملک کی اصلاح اور اِسے ایک مکمل طور پر فلاحی ریاست بنانے کے لئے وقف کر رکھی تھی اُنہیں اِگنور کرکے ہمارا میڈیا شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کے بعد بھی اِن کی شادی کی تصاویر چلانے میں مصروف ہے۔ جس سے نہ تو ملک کو کچھ حاصل ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ اور نہ ہی قوم کا اِس میں کوئی فائدہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہمارا میڈیا اُسی طرح مرحوم ڈاکٹر اسرار احمد کی مذہبی اور تعلیمی خدمات کا

بھی تذکرہ اِن کے انتقال کے بعد بھی کرتا رہتا جس طرح ہمارے میڈیا نے شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کے اختتام کے بعد بھی اِن کو فوکس کیا ہوا ہے۔

اٹھارویں ترمیم پر صدر کے دستخط

اٹھارویں ترمیم پر صدر کے دستخط.......اوردو+ دو چار روزہ قومی توانائی کانفرنس ہے.....

بجلی موجود نہیں تو پلک جھپکنے میں کہاں سے لائیں....راجہ پرویز اشرف معصومیت یا نااہلی

حکومت ملک میں بجلی کا بحران ختم کرے.....یا وزارت پانی و بجلی

19اپریل 2010 کا دن یقیناً اہل پاکستان کے لئے خوشیوں اور مسرتوں بھرا دن ثابت ہوا کیوں کہ اِس دن آمروں کے ڈسے جمہوریت پسندوں نے مل کر اٹھارویں ترمیم کے ذریعے ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کے تابوت پر آخری کیل ٹھونک دی اور آمریت کے بھوت کا ملک میں داخل ہونے کا راستہ روک دیا اور یوں اِنہیں اپنی بقا و ملکی سلامتی کے لئے ایک اُمید کی کرن اُس وقت حقیقی معنوں میں سُجھائی دی جب صدر نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور ہونے والی 33سال میں کسی بڑی آئینی اصلاحات کے پہلے بڑے پیکج 18ویں ترمیم پر دستخط کئے اور یوں ملک میں پہلی بار کسی منتخب جمہوری صدر آصف علی زرداری نے اپنے اختیارات رضاکارانہ طور پر پارلیمنٹ کو دے دیئے اور اِس طرح 18 ویں ترمیم 1973کے آئین کا باقاعدہ طور پر حصہ بن گئی۔ یہاں سوالات یہ پیدا ہوتے

ہیں کہ اِس 18 ویں ترمیم سے اَب کیا ملک ایک مضبوط و مستحکم حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئے گا یا ایسا ہی رہے گا جیسا ہے....؟اور کیا آج کے بعد ہمارے حکمران عوامی مسائل پر توجہ دیں گے...؟یا یوں ہی وعدے اور تسلیاں دے کر کنی کٹا کر نکل جائیں گے....؟اور کیا واقعی اٹھارویں ترمیم کے بعد ملک میں جمہوری دور کا آغاز ہوگیا ہے....؟اور کیا حکمران، سیاستدان اور عوام اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر یہ کہتے اچھے لگیں کہ اٹھارویں ترمیم سے حقیقی معنوں میں پارلیمنٹ کی تاریخی فتح ہو گئی ہے....؟اور کیا میرے اِن سوالات کا تسلی بخش جواب اٹھارویں ترمیم کے لئے بیتاب حکمران، سیاستدان اور عوام دے سکیں گے.....؟کہ ملک آج کے بعد کس جانب گامزن ہوگا.....؟

بہرکیف! یہ ایک خوش آئندہ امر ہے کہ اِس جمہوری حکومت کا یہ عمل ملکی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ضرور کرے گا اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی قوی اُمید کی جاری ہے کہ اگر اِس کے بعد اَب کوئی سیاسی اور آئینی بحران ملک میں نہ آیا تو اِس سے اٹھارویں ترمیم سے آئندہ ملک کے حالات اور مسائل کی گتھی بھی کسی حد تک ضرور سلجھ جائے گی اور ملک اور قوم ایک بار پھر ترقی و خوشحالی کی اُس راہ پر گامزن ہو جائیں گے جو برسوں سے اِن کے لئے آمروں نے بند کر رکھی تھی۔

ایسے ہی خیالات کا اظہار صدر مملکت آصف علی زرداری نے ایوان صدر میں 18 ویں ترمیم پر دستخط کرنے کے بعد اپنے خطاب میں کیا اُنھوں نے کہا کہ قومی مفاہمت کی پالیسی نے یقیناً آج آمرانہ دور کی ترامیم کا خاتمہ ممکن بنادیا ہے اور اَب اِسی طرح ملک کی سیاسی جماعتوں اور قوم کو یہ بھی ثابت کرنا ہے کہ اگر سیاستدان اور قوم متحد و منظم ہوں تو ملک سے لوڈشیڈنگ، غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور امن وامان جیسے مسائل سے بھی اِسی قومی مفاہمتی عمل کے ذریعے نجات مل سکتی ہے۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنے اِس خطاب میں جس عزم اور ہمت کا تذکرہ کیا ہے وہ اپنی جگہ درست تو ہے مگر ایسی حالت میں کہ جب ملک ہر طرف سے نت نئے بحرانوں میں گھیرا ہوا ہے تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس کے لئے سب سے پہلے سیاستدانوں اور عوام میں ایک دوسرے پر اعتماد کا رشتہ بحال کیا جائے اوراِس کے لئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ سب سے پہلے سیاستدانوں کو اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کرنا بھی لازمی ہے کہ وہ عوام کے خیر خواہ ہیں اوراِن کا ہر عمل ملک اور قوم کی بہتری کے لئے ہے اِس کے علاوہ اِن کی اور کوئی سوچ کبھی تھی اور نہ کبھی اِس سے ہٹ کر اِن کی سوچ کوئی اور ہو سکتی ہے۔

جبکہ اٹھارویں ترمیم کی تقریبِ دستخط سے قبل وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے جن خیالات اور افکار کا اظہار کیا اِن پر اگر جوں کہ توں عمل ہو جائے تو یقیناً ملک و قوم کی تقدیر اور حالات بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی مگر اِس سے قبل یہ بات بھی ہمارے حکمرانوں کے ذہنوں میں رہے کہ ملک میں اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور اِسے 1973 کے آئین کا حصہ بن جانے کے بعد سیاستدانوں کے پاس کوئی چارہ نہیں رہ جاتا ہے کہ وہ پھر عوام کو بے وقوف بنانے اور اپنی سیاست چمکانے کے بہانے تلاش کرتے پھریں اور پھر حکمران اور سیاستدان عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے کسی ایسے مسئلے کو جنم دے دیں جو طویل عرصہ حل طلب رہے اور ہمارے سیاستدان اور حکمران اِسے حل کرنے کے چکر میں پڑ کر عوام کے مسائل کو بھول جائیں۔ اور بیچاری عوام ایک بار پھر حکمرانوں اور سیاستدانوں کے کسی سیاسی گھن چکر میں پس کر رہ جائے۔

اِس سے قبل کہ ہمارے سیاستدان اور حکمران پھر کسی سازش کا شکار ہو جائیں اِنہیں ہر صُورت میں یہ چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے اُن وعدوں کے مطابق جو یہ متعدد بار عوام سے کر چکے اُن مسائل کو حل کر دیں جو گزشتہ کئی سالوں سے حل طلب ہیں جیسا کہ وزیراعظم نے اپنے خطاب میں کہا کہ عام آدمی کو توانائی، لوڈشیڈنگ، غربت ناخواندگی، صحت اور پسماندگی جیسے مسائل کا سامنا ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں آج عوامی مسائل کے چیلنجز سے نمٹنے کے لئے بھرپور صلاحیتیں

بروئے کار لانا ہوں گی اِن کا کہنا تھا کہ عوام کو مطمئین کئے بغیر ملک میں جمہوریت کسی بھی طرح سے مستحکم نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ وزیراعظم نے اٹھارویں ترمیم پر صدر کے دستخط کے لئے منعقدہ تقریب میں صدر مملکت کے خطاب سے قبل اپنی تقریر میں بڑے جذباتی انداز سے عوام کو درپیش مسائل کے حل کے سلسلے میں جتنا کہا اِن پر وزیراعظم عمل بھی کروا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سو فیصد نہیں تو ٹونٹی فائف پرسنٹ ضرور عوامی مسائل حل ہو جائیں گے مگر یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران اپنی ایسی جذباتی تقاریر تو بہت کرتے ہیں مگر عملی طور پر عوام کے لئے کچھ کر دکھانے کے موڈ میں کبھی نہیں رہتے۔

اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے !کہ گزشتہ دنوں ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران کے حل کے لئے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی سربراہی میں لوڈشیڈنگ کے مسئلے کا حل نکالنے کے لئے جب دو روزہ قومی توانائی کانفرنس کا اسلام آباد میں انعقاد کیا گیا تو اِس کا بھی اِن دونوں میں کو حل نہ نکل سکا تو اِس کے لئے مزید دو روز کے لئے وقت لیا گیا یوں یہ دو روزہ توانائی کانفرنس چار روزہ انرجی کانفرنس میں بدل گئی اِس کانفرنس کی جو سب سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ اِس اپنی نوعیت کی اہم ترین انرجی کانفرنس میں چاروں وزرائے اعلیٰ ،

وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف سمیت تکنیکی ماہرین نے بھی شرکت کی جو پہلے روز ہی سے شدید نوعیت کے اختلاف کا ہی شکار رہی گویا کہ اِس کانفرنس کی شروعات ہی اختلاف سے ہوئی اور جو اپنے اختتام کے آخری روز تک اختلافات کی زد میں ہی رہی مگر پھر بھی جس میں بجلی اور توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے ایک نونکاتی فارمولا جو وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کی جانب سے تھا پیش کیا گیا۔

جبکہ کانفرنس کے آغاز سے قبل وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ اشرف نے ایک بریفنگ دی جس میں حکومت کی جانب سے بجلی اور توانائی کے بحران سمیت ملک بھر میں ہونے والی بجلی کی لوڈشیڈنگ اور بجلی کی طلب و رسد کے حوالے سے حکومت کی جانب سے کئے گئے تمام اقدامات اور منصوبوں کی بھی بریفنگ دی گئی۔اِس دوران وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ اشرف کا یہ کہنا بڑا ہی مضحکہ خیز رہااور ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ اپنی اِس وزارت سے بیزار آچکے ہیں اُنھوں نے اپنی بڑی معصومیت یا اپنی نااہلی کی بنا پر یہ کہا کہ" ملک میں بجلی موجود ہی نہیں تو پلک جھپکنے میں کہاں سے لائیں"اِس سے یہ اندازا بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب اِس حکومت کے وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ اشرف اتنی بڑی بات یوں آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ جیسے اِنہیں عوام کی تکالیف کا کوئی احساس ہی نہ ہو کہ عوام بجلی اور توانائی کے بحران کے باعث کس ذہنی اور

جسمانی اذیت کا شکار ہے اِس منظر اور پس منظر میں اَب عوام اگر حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جب وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی عوامی تکالیف کا احساس کئے بغیر اتنی آسانی سے اپنا یہ غیر ذمہ دارانہ بیان دے کر جان چھڑانا چاہ رہے ہیں تو پھر حکومت وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی راجہ اشرف سے پانی و بجلی کا قلمدان واپس لے یا اگر اِن کے بعد بھی کوئی پانی و بجلی کا وفاقی وزیر بجلی اور توانائی کے بحران پر قابو نہ پاسکے تو پھر حکومت اِس وزرات کو ہی ختم کردے کیونکہ آج ملک بھر میں پانی و بجلی کی وزارت ہی حکومت کی نیک نامی پر ایک بدنما داغ کی صورت میں نظر آرہی ہے اور حکومت کی اَب تک کی دو سالہ تاریخ میں حکومتی کارناموں کے لحاظ سے سب زیادہ عوامی اور سیاسی تنقید کا نشانہ بھی حکومت اِسی پانی و بجلی کی وزارت کی ہی وجہ سے بنی ہوئی ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت جو اَب ایک کھلی کتاب کی طرح سے سامنے آچکی ہے کہ ملک میں جاری بجلی اور توانائی کے بدترین بحران پر قابو پانے کے لئے وفاقی دار لحکومت اسلام آباد میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی سربراہی میں جو دو روزہ توانائی کانفرنس جاری تھی اِس کے اختتام کے روز ہی وزیر اعظم نے اِس کانفرنس کے شرکا کو دو روز کے لئے مزید اسلام آباد میں روک لیا اِس طرح یہ انرجی کانفرنس دو جمع دو چار روزہ انرجی کانفرنس بن گئی تھی۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ اِس کانفرنس کے تیسرے روز تمام صوبائی حکومتوں، متعلقہ وفاقی وزارتوں اور اداروں نے اپنا موٴقف انرجی کانفرنس میں پیش کیا جس پر سفارشات چوتھے روز وزیراعظم کو پیش کی گئیں اور اِسی تیسرے روز یہ بھی کہا گیا کہ جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا تجاویز کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا اور اِس کے بعد ہی کوئی طویل المیعاد مربوط لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔ جس سے متعلق ایک خبر یہ ہے کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے عوام کو ریلیف دینے اور ملک کو بجلی اور توانائی کے بحران سے نکالنے اور اِس کا حل ڈھونڈنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کرنے کے لئے 4 تکنیکی اور 4 سب کمیٹیاں قائم کردی تھیں اَب دیکھتے یہ ہیں کہ وزیراعظم کی بنائی گئیں یہ کمیٹیاں ملک سے بجلی اور توانائی کا بحران قابو کرنے اور اِسے ختم کرنے کے لئے کیا گُل کِھلاتی ہیں یا یہ کمیٹیاں بھی بن کھلے مُرجھا جائیں گیں یا واقعی ملک و قوم کے لئے ایسا کچھ کر گزریں گی جس سے ملک بجلی اور توانائی کا بحران ختم ہوگا اور یہ کمیٹیاں بھی امر ہوجائیں گئیں۔

بہرحال ! مگراِدھر راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ وہ انرجی کانفرنس جو اپنے پہلے ہی روز سے صرف اِس بنا پر کہ ہفتے میں 2 چھٹیوں اور بازار شام 7 بجے بند کئے جانے کے نکات پر شدید نوعیت کے اختلافات کی ہی زد میں رہی بھلا اُس

کانفرنس کے شرکا کیا فیصلہ کر سکتے تھے جو اپنے اِن چھوٹے چھوٹے اختلاف کی وجہ سے پہلے ہی خود پریشان تھے وہ ملک میں توانائی کے بحران جیسے مسئلے کو حل کرنے میں چار روز میں تو کیا وہ چار سال میں بھی کوئی حتمی فیصلے نہیں کر سکتے تھے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اِس اہم نوعیت کی کانفرنس کے انعقاد سے قبل حکومت ہفتہ دس روز قبل پہلے ہی بجلی اور توانائی کے بحران کے حوالے سے پیدا ہونے والے اِس نوعیت کے اختلافات کو ختم کراتی اور پہلے ہی ہفتے میں 2 روز کی چھٹیوں اور بازار شام 7 بجے بند کرانے کا نوٹیفیکشن جاری کر دیتی تو شائد اِس کانفرنس میں کوئی اختلاف پیدا ہی نہ ہوتا اور اِس کے بعد اِس کانفرنس کو منعقد کرتی تو شائد اِس کے کچھ بہتر نتائج بھی نکلتے (جو محض 2 چھٹیوں اور بازار شام 7 بجے بند کئے جانے کی بنا پر یہ کانفرنس ڈیڈلاک کا شکار رہی اِس میں مزید توسیع کرنی پڑی) مگر اب جبکہ حکومت نے جلد بازی میں یہ کانفرنس کروا ہی لی تھی تو پھر اِس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی تھی کہ وہ سب سے پہلے اِس کانفرنس کے شرکا کو آپس کے اختلافات کی بھٹی میں جلنے سے بھی بچاتی اور اِنہیں اِس سے نکالنے کا بھی کوئی توڑ کر لیتی تو پھر اِس کانفرنس کے شرکا سے کسی قومی اور ملکی مفاد میں فیصلہ کراتی اور بالآخر اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اِس کے بغیر عجلت میں بلائی گئی توانائی کانفرنس کوئی دیرپا اور طویل المیعاد فیصلہ کئے بغیر ہی اختتام پذیر ہو گئی۔

اُدھر پاکستان کی اندرونی اور بیرونی حوالوں سے پل پل کی بدلتی ہوئی صورت حال پر نظر رکھنے والے امریکا نے پاکستان میں بجلی اور توانائی کے بحران میں آتی ہوئی شدت کے پیشِ نظر کہا ہے کہ پاکستان میں طویل لوڈشیڈنگ ناقابل۔برداشت ہے امریکا پاکستانی عوام کی مدد کے لئے آخری حد تک جائے گا اِن خیالات کا اظہار پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبروک نے گزشتہ دنوں چیئرمین آف ورلڈ کونسلز آف امریکا مارک رومن کے تحت ایک مذاکرے میں کیا اُنھوں نے کہا کہ امریکا اور صدر اوباما انتظامیہ پاکستان میں پیدا ہونے والے توانائی کے بحران کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے اور امریکا نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ پاکستان میں توانائی کے بحران کو فوری طور پر حل کرنے میں اپنی ہر ممکن مدد کرے گا اِس حوالے سے امریکا پاکستان میں پہلے ہی اپنے کئی منصوبے شروع کرچکا ہے۔ اور اسی طرح صدر مملکت آصف علی زرداری نے بھی ایک بار پھر کہا ہے کہ ہماری حکومت کی یہ اولین ترجیح ہے کہ ملک 18 ترمیم کی منظوری کی طرح حکومت لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے جنگی اقدامات کرے گی۔ کیا واقعی کرے گی.؟ (ختم شد)

چار روزہ توانائی کانفرنس سے کراچی کو کیا ملا

کیا کراچی کے لئے بجلی کی سپلائی میں 300 میگاواٹ کی کمی کا اعلان.....ایک سازش ہے؟

بجلی کی بچت کی انوکھی منطق ہفتہ، اتوار چھٹی......اور سالانہ 9 کھرب روپے کا نقصان....؟

کٹ مروں گا، بجلی پر سمجھوتہ نہیں کروں گا شہباز شریف کا عزم مصمم

گزشتہ دنوں ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران کے حل کے حوالے سے ہونے والی انرجی کانفرنس کے بعد وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف کی جانب سے جو اعلانات کئے گئے اُس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اِس توانائی کانفرنس میں کراچی کو کچھ ملا تو نہیں بلکہ اُلٹا اِس سے تین سو میگاواٹ چھیننے اور کراچی کی انڈسٹری کو تباہ کرنے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں کیونکہ اُلٹا اِس کانفرنس میں اہلِ کراچی کے لئے یہ ایک انتہائی ظالمانہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ کے ای ایس سی کو بجلی کی سپلائی 650 سے کم کرکے 300 میگاواٹ کردی جائے گی جِسے اہلیانِ کراچی یہ سمجھ رہے ہیں کہ سازشی عناصر شائد یہ کبھی نہیں چاہتے کہ کراچی میں دیرپا امن وسکون قائم رہے اور سازشی عناصر

کی یہی کوشش ہے کہ کسی بھی طرح سے کراچی کا امن وسکون تباہ وبرباد ہو کر رہ جائے جس کے لئے اُنہوں نے غالباً اپنی پہلے سے تیارہ کردہ منصوبہ بندی کے تحت یہ چاہا ہے کہ جب پیپکو سے کراچی کو بجلی کی فراہمی میں 300 میگاواٹ کمی ہوگی تو کراچی کے لوگ بلبلا اٹھیں گے اور کراچی بھی بدترین لوڈشیڈنگ کی زد میں آجائے گا اور جب کراچی میں بھی طویل ترین لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہوجائے گا تو پھر خود بخود دنیا کا بارھواں انٹرنیشنل شہر کراچی بھی ہنگامہ آرائی اور لوٹ مار کی زد میں آجائے گا حکومت کو اپنے اِس روئے پر ضرور نظرثانی کرنی چاہئے جس سے کراچی کی عوام میں حکومت سے متعلق یہ تاثر اُبھر کر سامنے آرہا ہے کہ حکومت نے چند سازشی عناصر کے ہاتھوں بلیک میل ہو کر اہلیانِ کراچی کے ساتھ بجلی کی سپلائی میں 300 میگاواٹ کی کمی کرکے اپنے ظالمانہ اقدام کی مرتکب ہو رہی ہے۔ اِس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس توانائی کانفرنس نے کراچی کو تباہی کے دہانے پر لاکر کھڑا کردیا ہے اور اِس کانفرنس میں کراچی سے اُجالے چھین کر اِس کے ہاتھوں میں اندھیرے کی ایک بڑی سے گٹھری تھمادی گئی ہے جس سے کراچی تاریکیوں میں ڈوب جائے گا اور ملک کے دوسرے شہر اُجالے سے مستفید ہو رہے ہوں گے۔

جبکہ دوسری جانب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اپنے صوبے میں بجلی کی سپلائی کے حوالے سے کمر کس لی ہے اُنہوں نے کہا ہے کہ وہ پنجاب کے حق کے لئے کٹ مریں

گے مگر بجلی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا اِن کا کہنا ہے کیونکہ بجلی کی لوڈشیڈنگ سے سب سے زیادہ نقصان پنجاب کو پہنچا ہے اور سب سے زیادہ احتجاج کرنے والوں نے پنجاب میں پولیس کی لاٹھیاں اور ڈنڈے کھائے ہیں اِس بنا پر کچھ بھی ہوجائے میں پنجاب میں بجلی کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گا چاہے کٹ مروں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک صوبے کا وزیراعلیٰ بجلی کی لوڈشیڈنگ کے حوالے سے اتنا جذباتی ہوجائے کہ وہ غصہ میں آ کر یہ بول اٹھے کہ کٹ مروں گا مگر پنجاب میں بجلی پر سمجھوتہ نہیں کروں گا تو پھر میرے قارئین آپ خود یہ سمجھیں کہ آئندہ حالات کی سنگینی کیا رخ اختیار کرے گی....؟اِس کا اندازہ آپ خود لگالیں۔ اور جب ملک میں ہفتے میں ہفتہ، اتوار 2 چھٹیاں ہونے لگیں گیں تو ذرا یہ سوچیئے کہ ملک کی معیشت کا کیا حشر ہوگا اور اِس سے ملک کو سالانہ 9 کھرب کا جو نقصان ہوگا....؟اور جس کا بوجھ بھی بھوکے ننگے مفلوک الحال عوام پر ہی پڑے گا اور جب میری یہ باتیں آپ کی سمجھ میں آجائیں تو پھر خود فیصلہ کریں کہ ملک میں ہونے والی اپنی نوعیت کی پہلی اور انوکھی توانائی کانفرنس سے کس کو کیا فائدہ ہوا ہے اور کس کو کیا نقصان ہوگا۔

بہرکیف ! یہ بات بھی ہمارے حکمرانوں اور عوام کو اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جب پاکستان نے پہلے ہی سے اپنے پڑوسی اسلامی ملک ایران سے ملک میں

بجلی اور توانائی کے بحران کے حل کے حوالے سے کوئی سلسلہ شروع کر رکھا تھا تو پہلے اِس کا کوئی حتمی نتیجہ سامنے آنے کا انتظار کیا ہوتا تو پھر کسی اور جانب حکومت پاکستان خود سے کوئی قدم اٹھاتا تو بہتر ہوتا وہ ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران کے حل کے حوالے سے ایران سے دوبارہ رابطہ کرلیتی تو اچھا تھا کیونکہ پاکستان میں متعین ایرانی سفیر ماشاءاللہ شاکری نے توانائی پر شائع ہونے والے عالمی میگزین انرجی اَپ ڈیٹ کو اپنے ایک انٹرویو میں اپنے جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ گزشتہ دنوں ایک خبر کی شکل میں اُس وقت ملکی اخبارات کی زینت بنے جب ہماری حکومت ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران سے متعلق اپنے یہاں منعقد ہونے والی انرجی کانفرنس کے بعد چاروں صوبائی وزرااعلیٰ کی سفارشات کی روشنی میں ملک میں بجلی اور توانائی کی بچتوں کے حوالے سے اقدامات کرنے کا اعلان کرچکی تھی اُس کے بعد ایرانی سفیر کی یہ خبر آئی کہ ایران پاکستان کو بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے مقامی ٹیرف سے بھی کم نرخوں پر ایک ہزار میگاواٹ بجلی فراہم کرنے کے لئے تیار ہے شاکری کا کہنا تھا کہ مگر پاکستانی حکام نے ابھی تک اِس ایرانی پیشکش کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا کئی ایک سوالات کو جنم دے رہا ہے کہ پاک ایران گیس پائپ لائن معاہدے پر دستخط کے باوجود بھی پاکستان کی جانب سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہمیں گیس پائپ لائن پر پاکستانی حکومت کے اقدامات کا انتظار ہے اور نہ صرف اُنھوں نے

یہ کہا بلکہ شاکری کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہم (ایران) نے ایک ہزار کلومیٹر پر گیس کی پائپ لائن بچھانے کا کام مکمل کر لیا ہے یوں 12 ارب ڈالر کے منصوبے سے پاکستان کو 750 ملین کیوبک فٹ گیس فراہم ہوگی جو خصوصی طور پر پاور جنریشن پلانٹ کو فراہم کی جائی گی اُنھوں نے اپنے اِس انٹرویو میں کہا تھا کہ پاکستان میں لوڈشیڈنگ اور شہریوں کی مشکلات اور صنعتکاروں کو درپیش مسائل کو ہی دیکھتے ہوئے ایران نے گزشتہ سال حکومت پاکستان کو خود سے ہی باضابطہ طور پر یہ پیشکش کی تھی اور اِس سلسلے میں ایران نے کہا تھا کہ مقامی ٹیرف سے بھی کم ریٹ میں یہ بجلی پاکستان کو فراہم کر سکتا ہے اور اِس کے علاوہ بھی ایران نے پاکستان کی مشکلات کے پیشِ نظر یہ پیشکش بھی دی تھی کہ اگر انفراسٹرکچر بھی فراہم کرنا پڑا تو ایران اِس میں بھی تعاون کرے گا مگر نہایت ہی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کی جانب سے اعلیٰ سطح پر اس جانب کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ حکومت پاکستان بھلا خود سے اپنی تئیں اِس حوالے سے کوئی فیصلہ کیوں کر سکتی ہے جب تک کسی بھی معاملے میں حکومت پاکستان اپنے سرپرست اور آقا امریکا سے صلح مشورہ اور آشیرباد حاصل نہ کر لے۔اور جب تک کسی بھی معاملے میں پوری طرح امریکی مرضی و منشا شامل نہیں ہوتی حکومت پاکستان کوئی ایک قدم بھی آگے یا پیچھے نہیں اُٹھاتی اور شائد یہی وجہ تھی کہ حکومت پاکستان کو ایران کی جانب سے آنے والی اِس اچھی اور معیاری پیشکش کا کوئی مثبت و تعمیری جواب

دینے میں پس وپیش ہوتی رہی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جب حکومت پاکستان نے امریکا سے اِس معاملے میں کوئی رائے لی ہوگی تواِس پر امریکا نے خاموشی کے ساتھ یا صاف ہی انکار کر دیا ہوگا کہ خبردار...! ایران سے بجلی یا گیس کے حوالے سے کوئی مدد لی ہو...اور بس پھراِس کا نتیجہ یہی نکلا کہ آج حکومت پاکستان نہ تو خود اپنے یہاں بجلی و توانائی پیدا کرنے والے وسائل کو ہی اپنے لئے.بروئے کار لاسکی ہے اور نہ ہی اِس نے اِس جانب کوئی توجہ ہی دی ہے کیونکہ ماہرین کا خیال یہ ہے کہ اگر پاکستان کے جغرافیائی اورزمینی حقائق کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو صرف صوبہ سندھ میں تھرکے مقام پر کوئلے کے اتنے ذخائر موجود ہیں کہ کم وپیش ملک میں 150 سال تک اِسی تھرکے کوئلے سے 50ہزار میگاواٹ تک بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔اِس طرح ملک بجلی کے کسی بھی سنگین سے سنگین بحران سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے مگر ضرورت تواِس امر کی ہے کہ کون اِن ذخائر کو اِس مقصد کے لئے.بروئے کار لائے اور کون بے لوث ہو کر بغیر کسی لالچ کے اِس سلسلے میں پاکستان کی مدد کرے وہ امریکا جو ہر معاملے میں پاکستان کا دوست بنا پھرتا ہے کیا وہ اپنی کسی لالچ اور غرض کے بغیر پاکستان کی تھر سے کوئلے نکالنے اور پاکستان میں بجلی اور توانائی کا بحران ختم کرنے میں کوئی مدد کرسکتا ہے۔ جو حکومتِ پاکستان کو ایران سے سستی بجلی کی فراہمی میں رخنہ ڈال کر تھر سے کوئلے نکلنے تک پاکستان کی مشکلات میں بجائے کمی لانے اور اُنہیں ختم کرنے کے اُلٹااِن میں اضافہ ہی کرنے کی

کوشش کر رہا ہے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک اندازے کے مطابق ملک میں بجلی اور توانائی کا یہ بحران جو اَب ایک سنگین شکل اختیار کر گیا ہے 2006 میں پیدا ہوا تھا جب ملک پر امریکی چہیتے ایک جابر فاسق و فاجر آمر حکمران جنرل (ر) پرویز مشرف کی حکومت تھی اور ماہر معیشت دان مسٹر شوکت عزیز اُس کی حکومت میں ملک کے وزیر اعظم ہوا کرتے تھے اُس وقت سے ہی ملک میں صحیح معنوں میں بجلی اور توانائی کے عفریت نے اپنا سر اُٹھانا شروع کردیا تھا اور اُن دنوں پورے ملک میں بجلی کا یہ بحران صرف 450 میگاواٹ سے ہوا تھا اگر اُس وقت بھی وہ حکمران کچھ کرتے اور اپنے ایران اور چین جیسے دوستوں سے بھی اِس حوالے سے مدد طلب کرتے تو ممکن ہے کہ یہ بحران یہ شکل اختیار نہ کرتا جیسی ہولناک صورت اِس نے اَب اپنالی ہے اور آج اِس بجلی اور توانائی کے بحران میں بتدریج ہونے والے اضافے کا اِس موجودہ حکومت نے 2010 میں جب اِس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا تو پانی اِس کے سر سے بہت اُونچا ہوچکا تھا اور حالات ایسے پیدا ہوگئے تھے کہ حکومت کا اِس پر تنہا قابو پانا بڑا مشکل ہوچکا تھا کیونکہ ملک کے طول و ارض میں روزانہ 18 سے 20 گھنٹے ہونے والی طویل بجلی کی لوڈشیڈنگ نے ملک کے عوام کو باہر سڑکوں پر آکر اپنا احتجاج کرنے پر مجبور کردیا تھا اور اِس طرح اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کے ہاتھوں

تنگ اور ستائے ہوئے عوام سڑکوں پر نکل کر اپنا احتجاج کرنے اور سرکاری و نجی املاک کو بھی نقصان پہنچا کر حکومت اور اِس کی پالیسیوں کے خلاف اپنی نفرت اور غم وغصے کا کھلم کھلا اظہار کرنا اپنا حق سمجھنے لگے تھے گو کہ عوام میں حکومت سے بغاوت کی ابتدا ہونے کو ہی تھی کہ بالآخر ملک میں بجلی کا وہ بحران جو 2006 میں مجموعی طور پر صرف 450 میگاواٹ تک تھا اَب یہی بحران سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی ناقص حکمتِ عملی اور ناکام منصوبہ بندی کے باعث 2010 میں 4700 میگاواٹ تک پہنچ گیا تو اِس صورتِ حال میں حکومت نے ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے انتہائی عجلت اور جلد بازی اور پریشانی کے عالم میں اسلام آباد میں وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی سربراہی میں 19 اپریل 2010 میں ملک میں ہونے والی پہلی دو روزہ توانائی کانفرنس کا انعقاد کیا۔

اگرچہ یہ دو روزہ انرجی کانفرنس جو ابتدا میں تو صرف دو روزہ ہی تھی مگر بعد میں اپنے مطلوبہ ایام میں کوئی نتیجہ نہ نکلنے کی بنا پر اِس میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی خصوصی ہدایت پر مزید دو روز کی توسیع دی گئی تھی اور اِس طرح حکومت کو اِس کانفرنس کے ذریعے جو کچھ کرنا کرانا تھا اِس نے ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے جیسے تیسے یہ کانفرنس محض عوام کو دکھانے اور دنیا کو بے وقوف بنانے کے لئے منعقد کرکے

اپنے سر سے عوامی اور اپوزیشن کے دباؤ کا بوجھ اٹھا پھینکا اور اِس کے ساتھ ہی اِس کانفرنس کے نتیجے میں ملک میں توانائی کی بچت کے سلسلے میں جو اقدامات واعلانات کئے گئے ہیں وہ بھی انتہائی نامناسب اور لاحاصل ہیں۔

اور اَب اِس کے بعد آئندہ ملک پر اِس کے کیا اچھے....؟ یا بُرے.....؟ نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ تو بعد کی بات ہے.....؟ مگر پھر بھی ایک طبقے کا خیال یہ ہے کہ اِس کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی ہے کہ ملک میں توانائی اور بجلی کے بحران کے حوالے سے حکومت نے توانائی کانفرنس کے بعد جو کچھ کیا ہے اُس کے سب بُرے یا اچھے ہونے کی حکومت ہی ذمہ دار ہوگی ......کیونکہ آج حکومت نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ محض تجرباتی بنیادوں پر ہے اگر کچھ اچھا ہوجاتا ہے تو ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ افراد پر مشتمل ہجوم کی قسمت اور اگر سارا کا سارا بُرا ہوا بھی تو اِسی ہجوم کا مقدر بہر حال !

حکومت نے جو ملک میں پہلی چار روزہ انرجی توانائی کانفرنس کے اختتام کے بعد اقدامات کرنے اور ملک میں بجلی کی بچت کے سلسلے میں جتنے بھی انوکھے نوعیت کے اعلانات کئے ہیں اَن سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکے گا یعنی کہ یہ اُمید روپے میں چار آنے جتنی بھی نہیں ہے کہ حکومت نے جو کیا ہے وہ اچھا ہی ہوجائے سوائے سب کا سب .....بُرا ہونے کے

مگر پھر بھی حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ کراچی کے لئے تین سو میگا واٹ کی بجلی کی کمی کے منصوبے پر ضرور نظرثانی کرے کہ کراچی کے عوام میں پایا جانے والا یہ تاثر ختم ہو سکے کہ یہ حکومت دانستہ طور پر کراچی میں ایسے حالات پیدا کرنا چاہ رہی ہے کہ کراچی لوڈشیڈنگ میں ہو اور کراچی کے عوام سڑکوں پر آ کر شہر کا امن و سکون و تباہ کو برباد کر دیں مگر حکومت میں شامل وہ سازشی عناصر جن کی یہ سوچ ہے کہ کراچی کی عوام اِس طرح سڑکوں پر نکل آئیں گے تو یہ اُن سازشی عناصر کی بھول ہے کہ کراچی کے عوام کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے اپنے ہی شہر کو آگ لگائیں اور اپنے ہی شہر کی املاک کو نقصان پہنچائیں۔

کیا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے.....؟

ملک سے غربت ختم کرنے کے لئے غریبوں کو بھی مارنا پڑتا ہے...؟

دو روزہ چھٹیاں اور ہزاروں ٹن پٹرولیم مصنوعات کی بچت.....؟

اگرچہ اہلِ دانش بھی اِس ایک نقطے پر متفق نظر آتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ایک بار ایسے مشاہدے اور تجربے سے بھی ضرور واسطہ پڑتا ہے کہ جب کبھی کبھار وہ اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دے کر بہت.بڑے حوصلے کا فیصلہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا ہے اور اِسی طرح جب یہ خودکشی کی انتہا پر پہنچ جانے والا شخص اگر خودکشی نہ کرپائے تو وہ خود کو موت کے منہ سے کھینچ نکالنے میں کامیاب ہو کر اپنی زندگی کی قدر اور اہمیت سے بھی واقف ہوجاتا ہے اور پھر وہ تاحیات اپنی موت سے بھی خوفزدہ رہنے لگتا ہے اور جب اِسے زندگی کی قدر و منزلت معلوم ہوجاتی ہے تو وہ اپنے تئیں کوئی ایسا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرتا ہے کہ دنیا اِس کے کارنامے کو سراہے بنا نہیں رہ سکتی اور پھر وہ خود اپنی ذات کو اپنے اہلخانہ اپنے ملک اور ملت کے لئے یوں وقف کردیتا ہے کہ بس اِس کے نزدیک مثبت اور تعمیری سمت میں کچھ کر گزرنے کا عزم ہی اِس کا زندگی کا کُل اثاثہ بن کر رہ جاتا ہے۔

اور بلکل اُس شخص کی طرح جو اپنی مسلسل ہونے والی ناکامیوں اور مایوسیوں سے تنگ آکر خودکشی کرنے کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے اور اپنی زندگی مایوسیوں کی بھینٹ چڑھا کر اپنے تمام مسائل سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی ٹھان چکا ہوتا ہے مگر جب خوش قسمتی سے وہ اِس عمل سے بچ نکلتا ہے تو پھر اِسے اپنی زندگی کے علاوہ دوسروں کی زندگیوں سے بھی اتنی ہی محبت ہونے لگتی ہے کہ جتنی وہ اپنی زندگی سے کرنے لگتا ہے۔

بلکل اِسی طرح سے آج ہمارے حکمران بھی اُس شخص کے مانند نظر آرہے ہیں کہ جو اپنی زندگی سے مایوس اور نااُمید ہو کر اپنی تمام تر پریشانیوں کا حل صرف ایک ہی راستہ نکالتا ہے اور وہ ہے خودکشی کا راستہ.....اور جب اِنہیں (ہمارے حکمرانوں کو) بھی ملک میں بجلی اور توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے بجائے ملکی وسائل کو استعمال میں لانے کے کچھ اور تدبیر نہ سُجھائی دی تو اُنہوں نے ڈنڈے کے زور پر ایک آخری حربہ یہ آزمایا کہ ملک میں بڑھتے ہوئے بجلی اور توانائی کے بحران کو کچھ قابو کرنے کے لئے ملک بھر میں ہفتہ وار دو چھٹیوں کا اعلان کردیا اور یہ سمجھے کہ اگر یہ نشانہ ٹھیک جگہ پر لگ گیا تو ہماری قسمت ورنہ کونسی ہماری حالت پہلے ہی ٹھیک ہے جو اِس سے مزید بہتر ہوجائے گی مگر پھر بھی اِس طرح ہمارے حکمرانوں نے یہ تجربہ

کیا کہ ملک میں دو روزہ چھٹیوں سے ایک طرف تو توانائی کے بحران پر قابو کرکے اِسے ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی تو وہیں دوسری طرف کہ ملک میں پہلے سے دم توڑتی معیشت اور اقتصادی صورت حال کو بھی کسی نہ کسی بہانے سہارا دیا جاسکے گا۔

اور پھر اِس سے قطعاً انکار نہیں کہ دنیا کے بیشتر ممالک کے حکمرانوں کو کبھی کبھی ناں چاہتے ہوئے بھی کچھ فیصلے ایسے بھی کرنے پڑجاتے ہیں کہ جو بظاہر تو بے سود اور بے مقصد معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت اِن فیصلوں کے پیچھے چھپے ہوئے نتائج جب بعد میں نکل کر سامنے آتے ہیں تو دراصل وہی ملک وملت کے لئے کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

اور ایسا ہی ایک فیصلہ ہمارے حکمرانوں کو بھی یہ کرنا پڑ گیا ہے نہ چاہتے ہوئے بھی اُنھوں نے ملک میں ہفتہ وار دو چھٹیوں کا اعلان کردیا۔

اب قارئین حضرات آپ اِسی کو ہی دیکھ لیجئے ! کہ ملک میں جاری بجلی اور توانائی کے بحران پر قابوں پانے کے لئے جب حکومت نے ملک میں ہفتہ وار دو چھٹیاں کا اعلان کیا تھا تو اِس پر اپنے پرائے سب ہی نے کھل کر تنقیدوں کے پہاڑ کھڑے کردیئے تھے اور اِن ناقدین کو بھی حکومت کی طرح شائد یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ حکومت کے اِس اقدام پر جو اِس نے ملک میں جاری بجلی اور توانائی

کے بحران پر قابو پانے کے لیے کیا ہے اِس کے پہلے ہی مرتبہ اتنے اچھے اور اُمیدوں سے بڑھ کر نتائج سامنے آئیں گے کہ ہر شخص ششدر رہ جائے گا کہ پوری پاکستانی قوم نے دیکھا کہ حکومت کی جانب سے ہفتے میں دو چھٹیوں کے اعلان پر عملدرآمد شروع ہوتے ہی سرکاری دفاتر تعلیمی ادارے اور بینک بند ہونے سے 800 میگاواٹ بجلی کی بچت ہو گئ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پھر بھی لوڈشیڈنگ کا دورانیہ کم نہ ہوا) تو وہیں)

دوسری طرف حکومت کی جانب سے تجرباتی طور پر توانائی بحران پر قابو پانے کے لئے جبراً ہی صحیح مگر ہفتے میں ہفتہ، اتوار دو چھٹیوں سے ہر ہفتے 88 کروڑ روپے مالیت کے ڈھائی ہزار ٹن پیٹرول اور دس ہزار ٹن ڈیزل کی بچت ہونے کا ایک تخمینہ لگایا گیا ہے جس کا اظہار وزارت پیٹرولیم کے ذرائع نے اِس اُمید کے ساتھ کیا ہے کہ جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ ہفتے میں دو چھٹیوں کے حق میں ہے اِس نے بتایا ہے کہ معمول کے مطابق ایک کاروباری دن میں ساڑھے چار ہزار سے ساڑھے پانچ ہزار ٹن پیٹرول استعمال ہوتا ہے۔

جبکہ گزشتہ دونوں ہفتہ اور اتوار کو ہونے والی دو روزہ چھٹیوں کے دوران پیٹرول کی کھپت کم ہو کر دو ہزار ٹن کے لگ بھگ ہو گئ تھی اور اِس طرح ہر ہفتے 18 کروڑ روپے کے پیٹرول کی بچت ہوگی اور اِس کے علاوہ یہ بھی انتہائی حوصلہ افزا امر ہے کہ جس کا تذکرہ وزارتِ پیٹرول کے ذرائع نے کرتے ہوئے کہا

ہے کہ ڈیزل کی یومیہ کھپت 16 سے 17 ہزار ٹن ہے اور چھٹی کے دن ڈیزل کا استعمال 7 سے 8 ہزار ٹن رہ گیا تھا اِس کا یہ بھی کہنا تھا کہ اِس طرح موجودہ قیمت کے لحاظ اگر دیکھا جائے تو یہ بات بھی مسائل کے گرد گھیرے ہوئے ملک میں ہفتے میں دو چھٹیوں سے ہر ہفتے 70 کروڑ روپے مالیت کا ڈیزل بچایا جاسکے گا اور نہ صرف یہ بلکہ ایک اندازے کے مطابق ملک بھر میں ہونے والی دو روزہ چھٹیوں سے ماہانہ دس ہزار ٹن پٹرول اور چالیس ہزار ٹن ڈیزل کی کھپت میں بھی واضح کمی واقع ہونے کی بھی اُمید ہے۔

اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے بعد دنیا کے نقشے میں اُبھرنے والی اور بہت سے ریاستیں ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں کھڑی ہوگئیں ہیں اور ایک ہمارا یہ دیس پاکستان ہے کہ اپنی آزادی کے 63 سال بعد بھی ایک ترقی پزیر ملک کی حیثیت سے ابھی تک اپنی پہچان قائم رکھا ہوا ہے اور اِن دنوں پاکستان جیسے ایک ترقی پذیر ملک میں پٹرولیم مصنوعات کی یومیہ کھپت 29 ہزار 368 ٹن اور ماہانہ کھپت 8 لاکھ 80 ہزار 740 ٹن ہے جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں یہ خیال کیا جارہا ہے کہ اگر ملک میں ہفتہ وار دو چھٹیوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا تو جہاں ملک کو دو چھٹیوں سے بجلی اور توانائی کی مد میں واضح بچت ہوگی تو وہیں پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں درآمدی بل میں بھی بڑی حد تک کمی واقع ہونے کی پوری پوری اُمید ہے اور اِس سے قطع نظر یہ کہ حکومت

نے ملک میں توانائی اور بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے جو ہفتہ وار دو چھٹیوں کا اعلان کیا ہے وہ اِس پر مخالفین کی لاکھ تنقیدوں کے بعد بھی اگر قائم رہی تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں اِس سے اچھی اور مثبت تبدیلی نہ رونما ہوں بشر طیکہ حکومت اپوزیشن اور کاروباری اشخاص کے دباؤ میں آکر اپنا ہفتہ وار دو چھٹیوں کا یہ احسن فیصلہ واپس نہیں لے لیتی ہے تو .... ورنہ اگر حکومت نے ہفتہ اتوار دو چھٹیوں کا یہ فیصلہ واپس لے لیا تو ایک طرف حکومت عوام میں اپنا بڑھا ہوا گراف کم کردے گی تو اُدھر ہی خود کو یہ بھی ثابت کرا دے گی کہ اِس حکومت میں اپنا فیصلہ خود کرنے اور اِس پر اطلاق کرانے کی کوئی ہمت نہیں ہے اور یہ حکومت محض ایک کاغذی ہو کر رہ گئی ہے۔ جو اپنے اچھے یا بُرے کسی بھی اقدام اور فیصلے پر بھی اپنی عوام سے عمل نہیں کروا سکتی ہے۔ تو پھر ایسی حکومت کا کیا فائدہ جو نہ خود سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہو اور وہ حکومت جو آئی ایم ایف کے کہنے پر عمل کرے اور بجلی کے نرخوں میں آئی ایم ایف کے صرف ایک ہی حکم پر چھ فیصد اضافہ کردے تو پھر ایسی حکومت کا کیا فائدہ جو خود کسی کی محتاج ہو اور اپنی ہی عوام کے گلوں پر آئی ایم ایف کے کہنے پر مہنگائی کی چھری پھیرا دے۔ اور یہ کہے کہ یہ حکومت ملک کی غریب عوام کی حقیقی ترجمان ہے جس نے آئی ایم ایف جیسے سود خود ادارے کے حکم اور مشوروں سے ملک میں مہنگائی کرکے ملک سے غربت کم کرنے جیسے اقدامات سمیت ملک سے غریبوں کو بھی ختم کرنے کا تہیہ کر

رکھا ہے۔

امریکی ڈِپریشن میں مبتلا پاکستانی عوام

بے بس پاکستانی حکمران، عوام اور آئی ایم ایف کے احکامات...؟

اگرچہ یہ کیفیت جو اَب پاکستان سمیت ساری دنیا پر بھی پوری طرح سے عیاں ہو چکی ہے کہ پاکستانی قوم آج جس ڈپریشن کا شکار ہے اِس کا سارا کا سارا ذمہ دار دنیا کا دہشت گردِ اعظم ملک صرف اور صرف امریکا ہے جس نے نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کو اپنے ساتھ ملا کر اِسے اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا اور جب سے ہی اِس نے اپنی اِسی دوستی کی آڑ میں پاکستان کا اندر ہی اندر ایسا ستیاناس کیا کہ اَب ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ جیسے پاکستان کا خدانخواستہ شیرازہ ہی بکھرنے کو ہے اور اِس پر ستم ظریفی یہ کہ اِن تمام باتوں کے باوجود بھی امریکا نے اپنی اِسی دوستی کی اُوٹ میں پاکستان کے اندر بلیک واٹر جیسے پاکستان دشمن ایجنٹوں کے گروپس بھی تشکیل دے ڈالے ہیں کہ جو پاکستان میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھ کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپہ ہیں۔ جس سے پاکستانی عوام اور زیادہ ڈِپریشن کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں جہاں کہیں بھی جو کچھ بھی چھوٹا یا بڑا دہشت گردی اور بم دھماکے کا کوئی بھی واقعہ رونما ہو رہا ہے اِس کے پیچھے بھی امریکی بلیک واٹر اور امریکی ایجنٹ ہی کارفرما ہیں اور جن کے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی اور قتل وغارت گری میں کھلے عام ملوث ہونے کے حکومت پاکستان کے پاس تمام شواہد بھی موجود ہیں مگر ہمارے حکمران ہیں کہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی نہ جانے کیوں کس ڈِپریشن کا شکار ہو کر خاموش ہیں کہ کھل کر اِس کا اظہار بھی نہیں کر پا رہے ہیں کہ بس یہ ہی کہہ دیں کہ پاکستان کے موجودہ حالات کے پس پردہ امریکا اور اِس کے پاکستان میں چھوڑے ہوئے بلیک واٹر کے وہ کارندے اور امریکی خفیہ ادارے کے کارندے ہیں جو کہ پاکستان کو تباہ و برباد کرنے اور بھارت کو جنوبی ایشیا کا چوہدری بنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کا یہی مصالحت پسندانہ رویہ ہی نہ صرف اِن کی ناکامی کا سبب بنتا جا رہا ہے بلکہ ہمارے حکمرانوں کی اِس حوالے سے یہ معنی خیز خاموشی بھی ملک و قوم کے لئے نقصان کا باعث بنتی جا رہی ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ اَب یہ بات بھی مشاہدے میں آنے لگی ہے کہ

پاکستان میں پاکستانی حکمرانوں کے احکامات سے کہیں زیادہ امریکی اور آئی ایم ایف جیسے سُود خور ادارے سمیت ورلڈ بینک کے حکام کے اُن ہی حکم ناموں پر عمل ہونے لگا ہے کہ جو امریکی اور اِن اداروں کے حکام وقتاً فوقتاً پاکستان آکر یا پھر سات سمندر پار رہ کر ہی اپنی مرضی سے پاکستان کے لئے جاری کرتے رہتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اَب اِس پر پردہ ڈالنا کسی کے بس میں نہیں رہا کہ امریکا پاکستان کو اپنی کالونی بنانے کا بھی خواب دیکھ رہا ہے جو کہ شائد ایسا کبھی بھی نہ ہوسکے کیوں کہ جب تک اِس وطن عزیز پاکستان میں ایک بھی غیور اور محب وطن پاکستانی رہے گا تو امریکا کا پاکستان کو اپنی کالونی بنانے اور بھارت کو جنوبی ایشیا کا چوھدری بنانے کا یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔

اور اِس کے علاوہ یہ بھی کہ آج پاکستان میں اقتصادی اور معاشی طور پر جو حالات پیدا ہوئے ہیں اِن سب کے پیچھے بھی امریکی سازش کارفرما ہے کیوں کہ امریکی اور آئی ایم ایف سمیت ورلڈ بینک والے یہ کبھی نہیں چاہتے کہ پاکستان میں معاشی اور اقتصادی استحکام آئے اور پاکستان جنوبی ایشیا میں بھارت کے مدِمقابل کسی بھی حوالے سے کھڑا ہو اور درحقیقت یہی امریکیوں کی سوچ ہے کہ کسی بھی طرح سے پاکستان کو غیر مستحکم کیا جائے اور بھارت کو اِس خطے میں مستحکم کرکے اِسے اِس خطے کا چوہدری بنا دیا جائے اِس حوالے سے آج پاکستان

میں جتنے بھی بحران جنم لے رہے ہیں اِن سب کے پیچھے ہمارے حکمرانوں کی ناقص پالیسیاں اور منصوبہ بندیاں تو ہیں ہی مگراِن کے درپردہ وہ امریکی وعدے اور پالیسیاں بھی ہیں جو امریکا ہمارے حکمرانوں سے اِن بحرانوں کو کم اور ختم کرنے سے متعلق کرتا رہاہے اور پھر ہر بار اپنی عادت اور روایات کے ہاتھوں مجبور ہو کراِن سے مکرتا بھی رہاہے اور یوں امریکا ہمارے حکمرانوں کو ہر معاملے میں سبز باغ دکھا کرانہیں بیچ منجدھار میں چھوڑ کراپنامنہ پھیر کر نکلتا بھی رہاہے اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ اَب بھی جب اِس نے پاکستان میں بجلی اور توانائی کے بحران کی وجہ سے ڈِپریشن میں مبتلا پاکستانیوں کو یہ دلاسہ دیا ہے کہ وہ پاکستان میں توانائی کے بحران کو کم اور ختم کرنے کے لئے اپنی ہر طرح سے مدد کرنے کو تیار ہے.....تو یہاں پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو بھی اَب یہ سوچنا چاہئے کہ کیاامریکاحکومتِ پاکستان اور عوام سے اپناکیا ہوا یہ وعدہ پورا کرپائے گا...؟یااَب بھی اپنے اِن وعدوں سے مکر کراپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھے گا۔اور پاکستانی حکمران ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی اِس کامنہ تکتے رہ جائیں گے....؟

بہرکیف ! جہاں اتنی ساری باتیں اور مسائل ہیں تو وہیں ایک بڑامسئلہ ہمارے وطنِ عزیز کو یہ بھی درپیش ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان جیسے دنیاکے

ایک زرعی ملک میں آنے والے آٹے، چینی، توانائی، بجلی اور گیس اور کئی دیگر اُنھوں نے بحرانوں کی وجہ سے جہاں پاکستان کے عوام سخت ترین ڈپریشن کا شکار ہوئے ہیں تو وہیں یہ عوام اپنے حکمرانوں کے خودغرضانہ رویوں اور اِن کی بے حسی سے بھی تنگ آچکے ہیں اور اَب اِس لحاظ سے یہ بات بہت آگے جاچکی ہے کہ کسی بھی معاملے میں عوام خاموش بیٹھیں...... کیونکہ اَب ملک میں مہنگائی، بھوک وافلاس اور بیروزگاری سے تنگ عوام کا برداشت کا مادہ آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے بالآخر اَب اتنا ہوچکا ہے کہ پاکستانی عوام کے سینے میں بھرا ڈپریشن کا غبار اُبل کر باہر نکلنے کو ہی ہے کہ یہ نہ جانے کب.....؟اور کس طرح سے پھوٹ کر باہر نکل جائے.....؟ اور یوں عوام کے سینے سے قہروغضب کا آتش فشاں کی طرح پھٹ کر بہنے والا یہ لاوا کہیں ہمارے حکمرانوں کو بھی اپنے ساتھ بہا کر نہ لے جائے اور ہمارے یہ حکمران اِس لاوے میں جل بھن کر بھسم ہوجائیں اور پھر یہ کہیں کے بھی نہ رہ جائیں۔

اور ہمارے یہ حکمران جو آج بھی بلا عوامی تکالیف کا احساس کئے اُسی طرح سے اُن اقدامات میں مصروفِ عمل ہیں کہ جیسے یہ عوام کو اپنے اِن ظالمانہ اقدامات سے پہلے کبھی آسانی سے بے وقوف بنالیا کرتے تھے مگر اَب جب کہ دنیا میں بہت سے ممالک میں گزشتہ ایک ماہ کے دوران مہنگائی، بھوک و افلاس، بجلی و توانائی کے بحرانوں اور بیروزگاری کے خلاف اپنے حکمرانوں کے لئے بغاوت کے

جذبے نے جنم لیا اور اُن ممالک کے عوام باہم متحد و منظم ہو کر جب سڑکوں پر نکل آئے تو اِن کے آگے نہ تو، توپ اور گولی ہی پوری طرح سے اپنی گھن گرج کے ساتھ چل کر عوام کے سینوں کو چیر سکی اور نہ ہی کوئی بم بھی اِن ممالک کے عوام کا کچھ بگاڑ سکا اور بالآخر اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوامی انقلاب کے آگے اُن ممالک کے حکمرانوں کو اپنے محلوں سے بھاگنا پڑا اور عوام کے آگے ہاتھ جوڑ کر اپنی زندگیوں کی بھیک مانگنی پڑی۔

اور اِس طرح اَب دنیا میں عوامی قوت کے ہاتھوں بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے منظر اور پس منظر میں ہمارے حکمرانوں کو بھی میری اِس بات کا یقین کرنا ہوگا کہ اِس سے قبل کہ ہمارے ملک میں بھی مہنگائی، بیروزگاری اور کرپشن کو بے لگام چھوڑنے والوں کے خلاف عوام سڑکوں پر آئے تو پہلے ہی ہمارے حکمرانوں کو اپنا قبلہ درست کرلینا چاہئے جس میں اِن کی ہی بھلائی اور عافیت ہے ورنہ..... اگر اُنھوں نے ایسا نہ کیا تو پھر وقت اور عوام کے جذبات خود انصاف کر دیں گے۔

اور اِس کے ساتھ ہی اِس اَنہونی سے بھی قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا ہے ڈِپریشن میں مبتلا ساری پاکستانی قوم صرف اُس وقت کے انتظار میں تیار بیٹھی ہے کہ اِسے کوئی ایک اشارہ ملے تو یہ بھی کرغزستان کے عوام کی طرح مہنگائی

بھوک و افلاس، بیروزگاری کرپشن اور بجلی و توانائی کے بڑھتے ہوئے بحرانوں کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے اور علم بغاوت بلند کرکے عوام کو مہنگائی کے رحم و کرم پر چھوڑے حکمرانوں کا اُلٹ پلٹ کرکے رکھ دے۔

یہ کیسی راج نیتی ہے.....؟

پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ اور ملک میں مہنگائی کا عروج ...
پاکستان کی داستان جہاں حکمران خوشحال اور عوام بدحال ہیں...
یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حکومت نے اپنے عوام پر ایک بار پھر اُمی المھنگائی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ اِسے عوامی تکالیف کا کوئی احساس نہیں اور اِسے اَب صرف وہی کچھ کرنا ہے جو اِس سے اغیار کروا رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی کا یہ ایک اچھا طریقہ اپنا لیا ہے کہ اگر قومی خزانہ پر اِن کی عیاشیوں سے کوئی اضافی بوجھ پڑتا ہے اور وہ اگر خالی ہوتا ہے تو اِسے دوبارہ بھرنے کے لئے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں یکمشت اتنا اضافہ کردیا جائے کہ اِس کے اضافے سے ملک میں خود بخود مہنگائی کا راج ہوجائے گا اور قومی خزانہ جلد بھر جائے گا جس سے بھلے سے عوام کے کاندھے پر مہنگائی کا جتنا بھی بوجھ پڑے تو پڑے اور عوام اِس کے وزن سے تلملا جائے تو بھی اِس کی فکر نہ کی جائے۔

اور اِس طرح ملک میں تختِ سلطنت کے مزے لوٹنے والوں کی بے حسی اور خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ اِنہوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ملک کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے اور اِن کے اشاروں پر عوام کو مہنگائی اور بھوک و افلاس سمیت بیروزگاری کے چکی میں کچھ اِس طرح سے پیس رہے ہیں کہ اَب تو عوام کی چیخیں بھی اِن کے حلق میں پھنس کر رہ گئی ہیں اور پاکستانی عوام کے کمزور اور لاغر جسموں پر مہنگائی کا اتنا بوجھ ڈال دیا گیا ہے کہ پاکستانی عوام ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر یہ دعا کر رہے ہیں کہ یا خدا ہماری حالتِ زار پر رحم فرما یا ہمارے حاکموں کو کوئی نیکی کا راستہ دکھا کہ وہ عوام کو درپیش پریشانیوں اور مسائل کا احساس کرتے ہوئے اِس کے فوری حل کے لئے کچھ کریں ورنہ اِن حکمرانوں سے اِن کا اقتدار چھین کر کوئی ایسا نیک اور انصاف پسند حاکم ہم پر مقرر کر دے جس کے دل میں تیرا خوف اور اپنے مفلوک الحال عوام سے ہمدردی کا جذبہ پنہاں ہو۔

کوئی اِسے اَب کچھ بھی کہے مگر اتنا ضرور ہے کہ جس طرح پاکستانی قوم کبھی آمروں کی حاکمیت سے پریشان تھی تو وہیں آج اِن ہی پاکستانیوں کا ساڑھے سولہ کروڑ کا یہ ہجوم موجودہ جمہوری اور سول حکومت کی راج نیتی سے بھی اُس سے کہیں زیادہ پریشان اور بدحال نظر آ رہا ہے اور اِس اضطراب کا شکار ہے کہ جب ایک جمہوری حکومت کے سول صدر کے نظامِ حکومت میں عوام کی دادرسی اور اِن

کے مسائل کے حل کا کوئی مداوا نہیں ہو پا رہا ہے تو پھر ملک میں مہنگائی کے عفریت، بیروزگاری، کرپشن اور بجلی و توانائی کے بے قابو ہونے والے بحرانوں کو کونسی حکومت ختم کرپائے گی....؟

اوراِس کے ساتھ ہی آج پاکستانی قوم یہ بھی سوچنے اور کہنے پر مجبور ہے کہ اِس ملک میں آمریت ہی بھلی تھی جو کم ازکم راج نیتوں کے لئے تو نکیل ڈالے رہتی تھی مگر اِس ملک پر 32 سال حکمرانی کرنے والی آمریت نے کبھی بھی ملک کی غریب عوام کو تو پریشان نہیں کیا تھا اوراِس کے برعکس اَب یہ عالم ہے کہ ملک میں جمہوری حکومت کا راج آئے دوڈھائی سال کے قریب کا عرصہ گزر چکا ہے مگر بڑے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اِس جمہوری حکومت کا کوئی کل سیدھا نہیں ہو رہا ہے اور یہ حکومت کسی ایک نکتہ پر ساکت نہیں ہو پا رہی ہے کہ یہ عوام کے لئے کچھ کرے......؟ یا ملک کے لئے.....؟اَب تک تو صرف یہ ہی دِکھائی دے رہا ہے کہ اِس جمہوری حکومت کے کرتا دھرتاؤں نے جو کچھ کیا ہے اپنے ہی لئے کیا ہے جبکہ اُنہوں نے عوام کو مایوسیوں کے ایک ایسے اندھیرے گڑھے میں دھکیل دیا ہے کہ عوام کو چار سو سوائے سیاہ اورتاریک اندھیرے کے روشنی کی کوئی کرن کہیں سُجھائی نہیں دے رہی ہے۔

اور اَب جب کہ آمریت کے ہاتھوں پریشان حال پاکستانیوں کے ساڑھے سولہ کروڑ

افراد پر مشتمل اِس ہجوم اور جنتا نے ملک سے آمریت کے خاتمے کے بعد اپنے دکھوں اور تکالیف کے مداوے کے لئے اپنے ووٹوں سے جب موجودہ جمہوری حکومت کو اقتدار کا مسند سونپا تھا تو پاکستانی جنتا کا یہ خیال تھا کہ یہ جمہوری حکومت اِنہیں پریشانیوں اور مہنگائی کے دلدل میں دھنسنے سے بچالے گی مگر عوام کو اِس کے لچھن اُس وقت نظر آنے لگے کہ جب یہ جمہوری حکومت عوامی مسائل کو یکسر نظر انداز کر کے صرف اپنے ہی معاملات کو نمٹانے اور اِنہیں سلجھانے کے چکر میں لگ گئی تھی اور اِس کے بعد پاکستانی جنتا کو یہ احساس بڑی شدت سے ہونے لگا کہ جیسے اِس نے آمریت سے اپنی جان جلدی چھڑانے کے چکر میں پڑ کر کوئی بڑی بھول کر دی ہے کیوں کہ یہ حکومت اپنے پہلے دو ڈھائی سالہ دورِ حکومت میں تو عوام سے وعدے اور جھوٹی تسلیوں کے سوا اَب تک کچھ ایسا قابلِ فخر کارنامہ انجام نہیں دے سکی ہے کہ عوام کا اِس پر اعتماد بحال ہو اور اُلٹا اِس حکومت نے مسلسل مہنگائی کی شکل میں کئے جانے والے وہ عوام دشمن اقدامات اور اِس قسم کے دیگر اپنے رویوں سے آج پوری پاکستانی قوم کو بری طرح سے مایوس کر دیا ہے۔

اور آج پاکستانی عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ملک کی ایک بڑی سیاسی اور عوامی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی جس کا نعرہ ہی روٹی، کپڑا اور مکان ہے اِس کے اِس دورِ حکومت میں آج پاکستانی عوام دو وقت کی روٹی سے بھی محروم ہو رہے

ہیں تو کہیں لوگ بھوک و افلاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی زندگیوں کا بھی خاتمہ کرنے سے دریغ نہیں کر رہے ہیں اور دوسری طرف تن چھپانے کے لئے کپڑے کا یہ حال ہے کہ پاکستانی عوام کی اکثریت جن کا تعلق غریب طبقے سے ہے وہ سال میں کپڑے کے صرف ایک یا دو جوڑے سے ہی اپنے جسم ڈھانپنے پر مجبور ہے اور جہاں تک بات رہی اِس پارٹی کے اِس عزم کی جس میں یہ پارٹی بڑے دعوے کرتی ہے کہ وہ ملک میں روٹی، کپڑا کے ساتھ ساتھ غریبوں کے لئے مکان کا بھی بندوبست کرتی ہے تو آج اِس حکومت کے دور میں غریبوں کے لئے مکان کے حصول مشکل تر ہوگیا ہے یعنی یہ کہ مکان کی تو اِس دور حکومت میں بہت دور کی بات ہے اِس پارٹی کے دورِ حکومت میں عوام دو وقت کی روٹی اور پہننے کو کپڑے سے بھی ترس رہے ہیں اور فٹ پاتھوں پر ننگے بھوکے پڑے ہیں تو وہ مکان کا کیا سوچیں گے جن کی زندگیاں مہنگائی اور بھوک و افلاس کے ہاتھوں گروی رکھ دی گئی ہیں اور راج نیتی اپنے راج سنگھاسن کے مزے لوٹ رہے ہیں اِس صورتِ حال میں کوئی دوسرا نظامِ حکومت بھلا کیسے.... ؟ عوامی مسائل اور اِن کی تکالیف کا حل تلاش کرسکتا ہے....؟ جب ایک جمہوری حکومت کے جمہوری راج نیتیکوں کے بس میں یہ نہیں رہا کہ وہ عوام کو درپیش مسائل کا حل ہی تلاش کرسکیں تو پھر کوئی کیا تکالیف اور بھوک و افلاس میں مبتلا عوام کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھے گا....؟

اور اِس کے ساتھ ہی آج ایک قابلِ افسوس امر یہ بھی ہے کہ آج پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت میں شامل ہر فرد کا یہ عالم ہے کہ اِس کی پانچوں اُنگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے جب کہ اِس سے قبل اِس ملک کی بڑی پارٹی کو جب بھی جنتا کی قوت سے اقتدار نصیب ہوا تو اِس پارٹی کے سر براہوں ذوالفقار علی بھٹو شہید اور وفاق کی زنجیر شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے اپنے ملک کے عوام کے مسائل حل کرنے اور ملک وملت کی ترقی و خوشحالی کے لئے وہ عظیم کارنامے انجام دیئے کہ جس پر نہ صرف اہلِ پاکستان بلکہ ساری دنیا بھی فخر کرتی ہے کہ اُن شہیدانِ ملت نے اپنی قوم اور ملک کے لئے اتنا کچھ کیا کہ پاکستان کی پہچان ساری دنیا میں کروادی اور آج یہ اُن شہیدوں کی قربانیوں کا ثمر ہے کہ گزشتہ انتخابات میں پاکستانی عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی جیسی جمہوری پارٹی کو راج گدی سونپی تو اِسے یہ اُمید تھی کہ یہ جمہوری راج نیتی ہر مرتبہ کی طرح اِس بار بھی پاکستانی عوام اور ملک وملت کے لئے کچھ اچھا کرے گی اور عوام کو بھوک وافلاس، مہنگائی اور بیروزگاری سے نجات دلوائے گی.... مگر عوام کو کچھ ہی عرصہ بعد معلوم ہوا کہ اِس مرتبہ سب ایسا نہیں ہے جیسا پہلے ہوا کرتا تھا بلکہ اِس مرتبہ سب اُلٹ پلٹ ہے۔اور اِس مرتبہ اِس ملک میں یہ عجب داستان رقم کی جارہی ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں اِس برسرِ اقتدار پارٹی کے حکمران خوشحال اور عوام بدحال ہیں جو یقیناً پارٹی قیادت کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے وہ خود کو احتساب کے لئے عوامی

عدالت میں پیش کریں تاکہ وہ اپنے احتساب کے نتیجے میں یہ ثابت کر سکیں کہ وہ عوام سے مخلص ہیں۔

واہ...واہ! حکمران لڈو کھائیں اور غریب عوام مٹی پھانکیں

مزدوروں کی تنخواہ میں بس ایک ہزار روپے کا اضافہ.....؟حکومت نے بڑا تیر مارا ہے بھئی....

جب یکم مئی 2010 کو پاکستان سمیت دنیا بھر کے مزدور اپنا 124 واں عالمی یوم مزدور روائتی انداز سے منا رہے تھے تو عین اِسی روز پاکستانی عوام کو ایک ساتھ دو انتہائی مضحکہ خیز خبریں پڑھنے اور سُننے کو ملیں ایک یہ کہ ہمارے ملک کی ظالم اور غریب دشمن آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے آئی ایم ایف کے دباؤ میں آتے ہوئے حکمرانوں کی مرضی اور مشوروں سے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ایک بار پھر اندھا دھند اضافے کا اعلان کرکے پاکستانی عوام کو مہنگائی کے بوجھ تلے زندہ درگور کرنے کا سامان پیدا کیا تو وہیں دوسری خبر یہ تھی کہ ہمارے ملک کے جمہوری وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کنونشن سینٹر اسلام آباد میں ملک بھر سے آئے ہوئے مزدوروں کے ایک بڑے نمائندہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نئی قومی لیبر پالیسی 2010 کا اعلان کیا جس کے تحت اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ ہماری اِس جمہوری حکومت نے اپنی نئی قومی لیبر پالیسی میں ملک میں بڑھتی ہوئی بے تحاشہ مہنگائی کے پیشِ نظر مزدوروں کی کم از کم ماہانہ اُجرت 6ہزار سے یکمشت

بڑھا کر اِسے 7 ہزار روپے کرنے کا اعلان کیا (جس سے ایسا لگا کہ جیسے وزیر اعظم نے یہ اعلان کرکے ملک کے غریب مزدوروں پر کوئی احسان کر دیا) اور اِس موقع پر اُنھوں نے کہا کہ مزدوروں کی ماہانہ اُجرت میں ایک ہزار روپے کا اضافہ اِس جمہوری حکومت کا ملک بھر کے مزدوروں کے لئے کیا جانے والا ایک احسن اقدام ہے اور اِس حکومتی اقدام سے مزدوروں میں خوشحالی آئے گی اور ہمارے مزدور مہنگائی کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں گے۔

اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے حسبِ عادت اپنی آنکھیں کنونشن میں موجود حاضرین و سامعین اور وہاں پر نصب کیمروں کی جانب پھاڑتے ہوئے باآواز بلند کہا کہ یہ حکومت چاہتی ہے کہ اِس عالمی یوم مزدور کے موقع پر اپنے ملک کے مزدورں کے لئے کوئی ایسا تاریخی کارنامہ انجام دے جائے کہ ہمارے ملک کے مزدور بھی اپنے ملک میں منائے جائے والے اِس 124 ویں یوم مزدور کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اِس مناسبت سے ہماری حکومت نے خاص طور پر یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کے منصوبوں کو عملی طور پر حقیقت کا رنگ بھرے اور اِس حوالے سے ہماری حکومت نے ترجیحی بنیادوں پر جو قدم اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری حکومت نے آج کے دن ملک بھر کے مزدوروں کی ماہانہ اُجرت جو پہلے چھ ہزار تھی اَب اِسے بڑھا کر یکدم سے سات ہزار روپے کر دی ہے۔

اور پھر اِس کے بعد ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ملک کے مزدوروں کے مفادات کا خاص خیال کرتے ہوئے مزید کہا کہ ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ کے تحت پنشن کی عمر کی حد 55 سال سے کم کرکے 50 سال کردی گئی ہے اور ملک میں جلد زرعی مزدوروں کو اُجرت کی ادائیگی کا نیا قانون بھی متعارف کرایا جائیگا (یہاں راقم الحرف کا یہ خیال ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وزیر اعظم زرعی مزدوروں کی اُجرت کی ادائیگی کے قانون کا کوئی مناسب ٹائم فریم بھی دے دیتے ..... ؟اُنھوں نے اِس حوالے سے کوئی ٹائم فریم کیوں نہیں دیا ..... ؟اور خالی خولی اپنا ایک سیاسی بیان دے کر کنی کٹا کر آگے بڑھ گئے .... ؟

اور اِس ساری بحث و تکرار کے بعد مجھ حقیر فقیر بے توقیر کی ایک رائے تو یہ بھی ہے کہ یہ کیا ...... ؟ ایک مزدور تو اِس لیبر پالیسی کا فائدہ اٹھائے جس کا وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے اور اِسی ملک کا دوسرا مزدور اِس انتظار میں مہنگائی کے ہاتھوں جل بھن کر بھسم ہوتا رہے کہ اِس کی اُجرت کا نیا قانون جب آئے گا تو اِس کے گھر میں بھی خوشحالی آئے گی ورنہ یہ یوں ہی مہنگائی کے ہاتھوں جب تک پستا رہے گا .... ؟اور وہ حکومت کو دہائیاں دیتا رہے گا) اور اِس کے علاوہ یہ بھی کہ اپنی حکومت کی مرتب کردہ اِس نئی قومی لیبر پالیسی میں اُنھوں نے مزید کہا کہ برطرف کارکنوں کو قانونی چارہ جوئی کے لئے بھی

پندرہ ہزار روپے دیئے جائیں گے اوراِس نئی قومی پالیسی 2010 میں وزیرِ اعظم نے بہت سے ایسے نکات کا بھی ذکر کیا جو یقیناً مزدوروں سے متعلق تھے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک کے مکمل طور پر ایک جمہوری وزیرِ اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے یکم مئی 2010 کو کنونشن سینٹر اسلام آباد میں منعقدہ مزدور کنونشن سے اپنے خطاب کے دوران جس نئی قومی لیبر پالیسی 2010 کا اعلان کیا تھا اِس کے پہلے پوائنٹ کے علاوہ جو نکات ہیں وہ ممکن ہے کہ مزدوروں کے حقوق اوراِن کے مفادات کے تحفظات کے حوالے سے کچھ نہ کچھ کارآمد ضرور ہوں مگراِس کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ حکومت اپنی اِس نئی قومی لیبر پالیسی پر پوری طرح سے عمل بھی کروا پائے گی کہ نہیں......؟

کیونکہ اِس سے قبل جب اِسی حکومت نے گزشتہ برسوں میں قومی لیبر پالیسی میں ملک بھر کے غریب مزدوروں کی ماہانہ اُجرت 6ہزار روپے کرنے کا اعلان کیا تھا توآج بھی ملک کے ہزاروں صنعتوں اور کارخانوں میں اِس ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے خاطر اپنے کام کے دوران اپنا خون پسینہ بہانے والے لاکھوں اور کروڑوں مزدور ایسے ہی جواِن سطور کے رقم کرنے تک اپنے مالکان سے اپنی چھ ہزار روپے ماہانہ اُجرت کے حصول سے بھی محروم ہیں اورآج بھی بہت سے ایسے سفید پوش مزدور ہمارے یہاں موجود ہیں جن کی ماہانہ اُجرت چھ ہزارروپے ہونے

کے باوجود بھی اِن کے مِل مالکان اِنہیں ماہانہ اِس سے بھی کم دیتے ہیں اور اِن محنت کشوں سے دن رات کولھو کے بیل کی طرح اِن کام لیتے ہیں اور اپنے کاروبار کو چمکا رہے ہیں اور یہ بیچارے محنت کش اپنا خون پسینہ بہا کر بھی اِس کے.برابر اپنی اُجرت کے حصول سے محروم رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ سفید پوش لوگ اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی خواہشات کو مار کر اپنی سفید پوشی کے سہارے زندگی کی گاڑی کھینچنے پر مجبور ہیں اور یہ بھی اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ یہی سفید پوش طبقہ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے مواقع پر معاشرے میں موجود مخیّر حضرات سے زکوۃ و فطرے اور امداد کی مدد میں رقم وصول کرتے ہیں اور اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھتے ہوئے اِن مذہبی تہواروں میں شامل ہو کر اپنی بچوں کی خوشیاں سمیٹنے کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

مگر بہرکیف ! اِس نئی قومی لیبر پالیسی 2010 کے پہلے ہی نکتے جس میں اِس منہ توڑ اور سینہ زور مہنگائی کے دور میں وزیر اعظم نے ملک بھر کے مزدوروں کی ماہانہ اُجرت چھ ہزار سے.بڑھا کر صرف سات ہزار روپے کرنے کا کوئی انوکھا اعلان کیا ہے اِس پر مجھ سمیت ملک کے اپوزیشن و سیاسی، سماجی اور مذہبی حلقوں میں تشویش پائی جاتی ہے کہ اِس مہنگائی کے عالم میں ملک کے مزدوروں کی تنخواہوں میں ماہانہ صرف ایک ہزار روپے کا اضافہ اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنا بھی نہیں ہے۔

جبکہ اُدھر دوسری طرف اِس مضحکہ خیز اعلان سے ملک بھر کے مزدوروں میں بھی مایوسی پھیل گئی ہے اور آج ملک کے ہر کونے میں بسنے والا مزدور حکومت سے سخت خائف اور نالاں ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا ہمارے حکمرانوں کو ذرا بھی یہ احساس نہیں کہ اِس ایک ہزار روپے کے اضافے میں آج اِس مہنگائی کے دور میں چولہا جلانے کے لئے پورے مہینے کا 68 روپے 89 پیسے کے حساب سے مٹی کا تیل بھی نہیں آپائے گا تو بھلا ایک ہزار روپے ماہانہ ہونے والے اضافے سے ایک مزدور جس کا کنبہ سات بچے اور دو میاں بیوی سمیت نو افراد پر مشتمل ہو اُس کے گھرانے کا گزر بسر کیسے ہو پائے گا.....؟

اور کیا اِس بات کا احساس ہمارے اربابِ اقتدار کو ہے یا یہ یوں ہی ملک کے مزدوروں کی ماہانہ اُجرت میں ایک ہزار روپے اضافہ کرکے سُکھ کی بانسری بجا رہے ہیں کہ اُنھوں نے مزدوروں کی تنخواہ میں ماہانہ صرف ایک ہزار روپے کا اضافہ کرکے کوئی بڑا تیر مارا ہے جس سے غریبوں کے حالتِ زندگی سُدھر جائیں گے اور ملک میں خوشحالی آجائے گی۔

جبکہ آج ایک پاگل بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ اِس مہنگائی کے دور میں اگر ایک عام غریب مزدور کی ماہانہ اُجرت ایک تولہ سونے کی قیمت جتنی

بھی ہو تو بھی وہ غریب مزدور اپنے کنبے کی کفالت نہیں کر سکے گا۔ جبکہ اِس کشمکش کے عالم میں ایک انتہائی حوصلہ شکن صورتِ حال یہ بھی ہے کہ صدر مملکت سید آصف علی زرداری، وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور حکومتی وزرا عوامی اجتماعات اور مباحثوں اور مزاکروں میں یہ کیا کہتے پھرتے ہیں ......؟ کہ ہماری یہ حکومت غریبوں اور مزدوروں کی نمائندہ حکومت ہے ہم ملک کے غریبوں کی حالتِ زار بہتر بنانے کے لئے کئی ایک منصوبوں پر تیزی سے عمل پیرا ہیں اور جب یہ منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچیں گے.....؟ (کب ایسا ہوگا جس کے بارے میں یہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے اِن حکمرانوں کو بھی کچھ نہیں پتہ کہ یہ غریبوں کی بہتری کے منصوبے کب مکمل ہوں گے اور کب اِن کے ثمرات ملک کے غریبوں تک پہنچیں گے) تو ملک کے غریبوں کے حالتِ زندگی بدل جائیں گے.... ؟

یہاں میرا یہ کہنا ہے کہ ارے! حکومتی اراکین بشمول صدر اور وزیر اعظم صاحبان! آپ لوگ کیا.......؟ ملک کے غریبوں کی حالتِ زار پر رحم کریں گے .....؟ جو اِس مہنگائی کے دور میں ملک کے مزدوروں کی ماہانہ اُجرت صرف ایک ہزار بڑھا کر یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اور آپ کی حکومت نے اِس ملک کے غریب محنت کش طبقے کے لئے کوئی بڑا کام کر دیا ہے اور آپ لوگ دن رات اِس کے گن گاتے نہیں تھک رہے ہیں جبکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ دنوں اِس ہی

مہنگائی کے دور میں ججز صاحباں اور حکومتی اراکین کی ماہانہ تنخواہوں میں آپ (صدر اور وزیراعظم) نے یک جنبش قلم دو لاکھ سے ڈھائی لاکھ روپے کا اضافہ آنکھ بند کرکے کردیا اوراِس کی یہ وجہ بتائی کہ اِس مہنگائی کے دور میں اِن حضرات کی تنخواہوں میں اتنا اضافہ کرنا ناگزیر ہوگیا تھا سواِس لئے حکومت کو یہ قدم اٹھاناپڑااور واہ....واہ! کیا کہنے صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی آپ کی دانش کا ملک کے غریب مزدوروں کی ماہانہ اُجرت میں مہنگائی کے تناسب سے صرف ایک ہزار روپے کا اضافہ جو نہ ہونے کے برابر ہےاِس سے تو اچھا تھا کہ آپ یہ احسان بھی نہ کرتے.....اور یوں ہی مہنگائی کے ہاتھوں ملک کے غریب محنت کش طبقے کو مرنے دیتے تو اچھا تھا اور ویسے بھی اِس بھیک مانگتی حکومت کے دور میں مزدوروں کی ماہانہ اُجرت میں ایک ہزار روپے کے اضافے سے قومی خزانے پر اضافی بوجھ پڑے گا جس سے قومی خزانہ خالی ہوجائے گا جبکہ وزرااور ججز کی تنخواہوں میں لاکھوں میں ہونے والے اضافے سے قومی خزانے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ہاں ! اِس سے بھی جو ایک حکومتی وزیر کا یومیہ خرچہ ایک لاکھ روپے ہےاِس سے بھی ملک غریب نہیں ہوگا۔ جبکہ ملک کے مزدور کی ماہانہ اُجرت کم از کم 20 سے 25ہزار روپے کرنے سے ملک کا قومی خزانہ خالی ہوجائے گا اور ملک کے صنعتیں اور کارخانے بند ہوجائیں گے۔ اور آخر میں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ یہ اچھی حکومت ہے کہ حکمران تو لڈو کھائیں اور ملک کا غریب اور محنت کش لوگ مٹی

پھانکیں۔

پاکستانی خواتین اور 70 کروڑ کا کاسمیٹکس کا سامان

خُوبصُورت عورت کے لئے بناؤ سنگھار کوئی ضروری نہیں .....؟

اویبڈس کا ایک قول ہے کہ شرمیلی عورت کو زیور کی ضرورت نہیں ہوتی میرا خیال یہ ہے کہ اگراِس قول پر ہمارے یہاں کی عورتیں بھی عمل کرلیتیں تو شائد ہمارا قومی خزانہ کم ازکم یوں تو ہرگز خالی نہ ہوتا جس طرح اِن کے کاسمیٹکس کی درآمد کے لئے کثیر رقم کی صورت میں خالی ہوتا ہے۔

ایک خبر جس نے آج مجھے اپنا یہ کالم لکھنے پر مجبور کیا اُس کے مطابق قومی اسمبلی میں گزشتہ دنوں ہونے والے اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران اِس وقت یہ انکشاف ہوا کہ جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ایک خاتون رُکن قومی اسمبلی طاہرہ اورنگزیب کی طرف سے پاکستان میں کاسمیٹکس کی درآمد سے متعلق سوال کیا گیااِس موقع پر حیرت انگیز طور پر وفاقی وزیر سید خورشید شاہ جو کہ وزیر تجارت مخدوم امین فہیم کی جگہ سوالوں کے جوابات دے رہے تھے۔

اُنھوں نے کہا کہ خواتین اپنے آپ کو جوان رکھنے کے لئے لپ اسٹک، لوشن اور

کریم باہر سے منگواتی ہیں جو کہ 70 کروڑ روپے سے زائد ہیں اِن کے اِس انکشاف کے بعد یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان جیسے غریب اور مفلوک الحال ملک میں خواتین اپنے آپ کو دوسری عورت سے ممتاز اور محض مردوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے حکومت سے سالانہ 70 کروڑ روپے سے زائد صرف اپنے میک کے سامان باہر سے منگوانے کے لئے خرچ کرا دیتی ہیں تو اِس ملک کی حالتِ زار بھلا کیسے ...... ؟سُدھر سکتے ہیں جہاں مرد..... تو مرد..... عورتیں بھی اپنے مردوں سے کسی میدان میں پیچھے نہیں رہتیں تو اِس ملک کا بھلا کیا بنے گا ..... ؟سوچنے اور افسوس کرنے کی بات تو یہ ہے..... کہ جس ملک کی عورتیں بھی مردوں کی طرح عیاش اور فضول خرچ ہوں پھر تو کشکول اور گدائی اِس ملک و ملت کا یقیناً مقدر بنی رہے گی۔

البتہ ! یہ ہمارے جیسے غریب ملک کے لئے حوصلہ افزا امر ضرور ہے کہ اِس ہی خبر کے مطابق اِس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک رکن قومی اسمبلی بیگم یاسمین رحمان نے حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے اتنا ضرور کہا کہ اگر حکومت صرف تین ماہ کے لئے ہی ملک میں خواتین کے میک اپ کے سامان /کاسمیٹکس کی درآمد پر پابندی لگا دے تو پھر ملک کا خزانہ بچایا جاسکتا ہے مگر پھر دوسرے ہی لمحے جنابِ محترم خورشید شاہ چیخ کر بول پڑے کہ اگر بیگم یاسمین رحمان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اِس پر پابندی لگائی گئی تو پھر خواتین بھی حکومت

کے خلاف احتجاجی جلوس نکالنا شروع کردیں گی۔ اِن کے اِس بے ساختہ جواب پر مجھے یہ حیرانگی ہورہی ہے کہ شائد یہ موصوف اور صدر و وزیر اعظم بھی یہ نہیں چاہتے کہ ملک میں کاسمیٹکس کی درآمد پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگے یا لگائی جائے کیوں کہ یہ بابا لوگ کاسمیٹکس سے خواتین کو یوں ہی جوان اور خوبصورت دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں اِن ہی کی وجہ سے خورشید سائیں نے کاسمیٹکس کی درآمد پر پابند لگانے کی مخالفت کی ہے۔

اگرچہ کچھ بھی ہے حکومت کاسمیٹکس کی درآمد پر پابندی لگائے یا نہ لگائے مگر اَب ہمارے یہاں کی اُن خواتین کو جو پہلے ہی خوبصورت ہیں اِنہیں یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ حقیقی اور فطری خوبصورتی اُس ہی میں پنہاں ہے جو بغیر کسی مصنوعی سہارے کی ہو اور درحقیقت انسانی (عورتوں کے) چہروں کی وہی خوبصورتی ہی لوگوں کو متاثر کرتی ہے جس پر کسی قسم کے رنگوں کی کوئی لیپا پوتی نہ کی گئی ہو۔

اِس حوالے سے لارک کا قول ہے کہ " میں تمہیں بتاؤں کہ دنیا میں جتنے بھی پھول ہیں اُن میں سب سے زیادہ خوب صورت کون سا ہے.... ؟ عورت " جبکہ ہمارے اگلے تو کہا کرتے تھے کہ عورت ایک ایسا پھول ہے جو اپنی خُوشبو سے مرد کے چمنستانِ حیات کو مہکا دیتی ہے جس کی مہک سے چار سو معطر ہوجاتے ہیں اور

بسا اوقات اگر یہی عورت اپنی پر آجائے تو پھر یہ پل بھر میں مرد کے چمن کو بے نور اور خُوشبو سے بھی عاری کر دیتی ہے مگر پھر بھی اُن کا یہ خیال تھا کہ مرد کی نسبت عورت کہیں کم بے وفا ثابت ہوئی ہے اور عورت کا دل ہمیشہ چاند کی طرح بدلتا رہتا ہے لیکن اِس کا باعث ہمیشہ مرد ہوتا ہے یوں حکومت اور عورت کی محبت چھوڑنا سب سے زیادہ مشکل ہے اِس لئے کہ گھر میں عورت دوست ہے اور پردیس میں علم و ہنر کا مرکز ہوتی ہے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر دنیا میں عورت نہ ہوتی تو آرٹ بے رنگ، شاعری بے کیف پودے اور درخت سبزے سے خالی اور اَدب بے مزہ یعنی پھیکا ہوتا اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت کی کمزوری اِس کے حُسن کی تعریف رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے کے مرد نے عورت کو اِس کی سچی جھوٹی تعریفیں کر کے ہی اِسے اپنی مٹھی میں قید کرنے اور اِسے اپنے دل کے مندر کی دیوی بنانے کا سامان کیا اور مردوں کا یہ فن آج بھی جاری ہے یوں دنیا کا ہر مرد خواہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہو صنفِ نازک پر اپنا یہ فطری جذبہ آزمانے کا کوئی موقع کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ عورت انسان اور فرشتوں کے درمیان ایک حسین ترین مخلوق کا نام ہے اور اِس میں بھی کوئی اِبہام نہیں ہے کہ عورت دنیا کے کسی بھی خطے کی ہو یہ ایک اِسی مخلوق ہے جس کی خوبصورتی اور نسوانیت کے آگے دنیا کا قیمتی سے قیمتی ہیرا بھی شرما جاتا ہے اور اِس کی چمک ماند پڑ جاتی ہے اور کہنے والے یہ

بھی کہتے ہیں کہ ازل سے ہی دنیا کی تمام خوشیاں عورت سے ہی ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا ایک اُجڑے دیار کی مانند ہوتی اور آج بھی اہلِ دانش اِس نقطے پر متفق ہیں کہ عورت کی محبت انسان کی سب سے بڑی فتح ہے اور نفرت سب سے بڑی شکست اور اِسی لئے تو کہتے ہیں کہ عورت مرد کی غلام نہیں اِس کی سچی ہمدرد، رفیق اور ساتھی ہے۔ عورت مرد کا رشتہ ہی انسان کا سب سے پہلا اور عظیم سماجی رشتہ ہے جس پر ہر دور میں معاشرے کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ کسی بھی خوبصورت عورت کو کبھی بھی میک اَپ اور لالی پوڈر کی ضرورت نہیں پڑتی بس اُس کی سادگی اور شرم وحیا ہی اُس کی خُوبصورتی کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمارے یہاں کی ہر عورت کو اپنی فطری خوبصورتی پر ہی توجہ دینی چاہئے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ جس ملک کی عورت ہے وہ ملک اِس کا متحمل ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ اِس کی فطری خوبصورتی پر کاسمیٹکس کے کیمیکلز کی تہہ چڑھا کراِسے مصنوعی طریقے سے خوبصورت بنانے کے لئے قومی خزانے سے کثیر رقم خرچ کرے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ جب حکومت ملک میں بجلی اور توانائی کے بحرانوں پر قابو پانے کے لئے ہر خطرہ اپنے سرلے کر اُلٹے سیدھے اقدامات کر رہی ہے تو وہیں ہمارے ملکِ پاکستان کی عورتوں کو بھی یہ چاہئے کہ وہ بھی اپنا میک اُپ کرنا بند کریں اور کاسمیٹکس کے

سامان کے بیجا استعمال سے اکثر و بیشتر رنگ۔برنگین پوڈروں اور لوشنوں سے خود کو گولا
گنڈا بنائے پھرنے کا سلسلہ بند کر دیں اور اپنے اِس عمل سے قطعاً اجتناب۔برتیں تاکہ
حکومت کا کاسمیٹکس کی درآمد کی مد میں ہونے والا خرچ بچ سکے اور حکومت یہی پیسہ
ملک کی ترقی اور خوشحالی سمیت بجلی اور توانائی کے بحرانوں کو ختم کرنے جیسے منصوبوں
میں لگا سکے۔

امریکی دھمکی، سازشوں کی کھچڑی اور پریشر کُو کر

فیصل شہزاد اور امریکی خدشات.......

ٹائم اسکوائر کا معاملہ کچھ بھی ہو مگر ساڑھے سولہ کروڑ پاکستانیوں کی اکثریت اِس بات پر بڑی حد تک متفق ہے کہ امریکا نے ٹائم اسکوائر بم سازش میں امریکی شہرت کے حامل ایک پاکستانی نوجوان فیصل شہزاد کو اپنی اِس ساری سازش میں دانستہ طور پر خود ہی ملوث کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے امریکا میں رہنے والے ہر پاکستانی سے امریکا کی سالمیت کو خطرہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج امریکا اپنے یہاں بسنے والے ہر پاکستانی کا تعلق زبردستی کسی نہ کسی دہشت گرد گروپ اور شدت پسند تنظیم یا طالبان کے گروپ سے رابطہ ظاہر کر رہا ہے۔ اور دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہ رہا ہے کہ پاکستانی آج نہ صرف امریکا بلکہ کہ ساری دنیا کے لئے بھی خطرے کے باعث ہیں۔ جبکہ مجھ سمیت آج ہر پاکستانی یہ امریکی اور بھارتی سازش سمجھ چکا ہے کہ دنیا بھر میں پاکستانیوں کو دہشت گرد قرار دینے کا یہ عمل کس کا ہے جس کے لئے آج امریکا یہ کام خود انجام دے رہا ہے۔

جبکہ امریکا یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ پاکستان میں بسنے اور

امریکا میں رہنے والے اکثر پاکستانیوں کا تعلق نہ تو کسی گروپ سے ہے اور نہ ہی اِن کی ایک بڑی تعداد طالبان کو پسند ہی کرتی ہے۔ مگر پھر بھی امریکا ہے کہ وہ بھارتی زبان استعمال کرکے یہ تاثر ساری دنیا پر قائم کرنا چاہتا ہے کہ امریکا سمیت دنیا کے دیگر ممالک میں بسنے والے پاکستانیوں کا تعلق کسی نہ کسی شدت پسند گروپ سے ضرور ہے۔ کیونکہ آج امریکا پاکستان سے متعلق جن خدشات اور تحفظات کا اظہار کر رہا ہے کچھ اِسی قسم کے خیالات کا اظہار بھارت بھی گزشتہ دنوں کرچکا ہے جبکہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا وجوہات ہیں کہ امریکا بھی آج بھارت کی زبان بول رہا ہے.....؟ دنیا کے دیگر اسلامی ممالک مسلمانوں کو چھوڑ کر صرف پاکستانی مسلمانوں کو ہی دہشت گرد گردانے کے لئے نت نئے منصوبے اور سازشیں تیار کر رہا ہے اور اپنے حواریوں کے ساتھ اپنے اِس مشن پر کمربستہ ہے.....اِس کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہمارے حکمرانوں کا کام ہے کہ وہ اِس کی گہرائی تک جائیں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کے ساتھی ہونے کے باوجود بھی امریکا کو پاکستان کے کسی بھی قول و فعل پر اعتبار کیوں نہیں رہا ہے......؟ اور وہ بھارت اپنے یہاں ہونے والی ہر دہشت گردی کے ڈانڈے ترنت پاکستان سے ہی کیوں ملا رہا ہے......؟

اور کیا وجہ ہے ایک امریکی شہریت کے حامل پاکستانی نوجوان فیصل شہزاد کے

ذاتی عمل کو بھی جواز بنا کر ایک بار پھر لومڑی جیسی آنکھوں والی تیز و عیار امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے گزشتہ دنوں پاکستان سے متعلق جو زبان استعمال کرتے ہوئے اسے دھمکی دی ہے اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکیوں نے فیصل شہزاد کے بارے میں حتمی تحقیقاتی رپورٹ آنے سے قبل ہی انتہائی عجلت میں پاکستان سے متعلق اپنے آئندہ کے جس لائحہ عمل کا اظہار کرکے پاکستانیوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے اِس سے یہ انداز بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امریکا پاکستان کو صرف اپنے ہی مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہ رہا ہے جس کے لئے ہلیری کلنٹن نے ایک طرف پاکستان کو لالچ اور دوسری جانب دھمکی دیتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا پاکستان سے مزید تعاون کی توقع رکھتا ہے اور اگر اسلام آباد کہے تو امریکا پاکستان کو اِس معاملے میں مزید امداد بھی دینے کے لئے تیار ہے تو وہیں امریکی لیڈی چالاک وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے پاکستان کو یہ دھمکی بھی دی کہ اگر مستقبل میں ٹائمز اسکوائر کی طرز کا کوئی واقعہ رونما ہوا تو پاکستان کو سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے اور نہ صرف امریکی لیڈی وزیر خارجہ نے ہی اتنا کچھ کہا ہے بلکہ امریکی نائب مرد وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا رابرٹ بلیک نے بھی ہلیری کی طرح پاکستان سے متعلق سخت ترین زبان استعمال کی اور پاکستان پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان پنجاب سے دہشت گردوں کے اڈے ختم کرے کیونکہ کالعدم لشکر طیبہ امریکا اور پاکستان کے لئے خطرہ ہے

اور بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے بلکہ امریکی اٹارنی جنرل ایک ہولڈر نے بھی پاکستان سے اپنی کدورت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹائمز اسکوائر بم سازش میں پاکستانی طالبان ہی ملوث ہیں اور ہمیں اِس کے شواہد مل گئے ہیں اور اِس کے علاوہ امریکی ہوم لینڈ سیکیورٹی اور وائٹ ہاؤس میں نائب مشیر جان برینٹن نے بھی اپنے اپنے دلوں کی بھڑاس ٹائمز اسکوائر بم سازش میں پاکستانی طالبان کو ملوث قرار دے کر نکالی ہے۔

جبکہ اِس موقع پر اِن امریکی رہنماؤں کا بس یہ ہی اسرار تھا کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف مزید اقدامات کرے۔ ہاں البتہ !اِن امریکی رہنماؤں نے دبے دبے الفاظ میں اِس بات کا اظہار کرکے پوری پاکستانی قوم اور حکمرانوں کو بھی ایک ایسے مخمصے اور الجھن سے دو چار کر دیا ہے کہ "ماضی میں ڈبل گیم ہوتا رہا ہے"اِس کے بعد آخر میں پاکستانی قوم امریکیوں سے یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ امریکی یہ بھی بتائیں کہ ماضی میں کس کی جانب سے ڈبل گیم ہوتا رہا ہے ... پاکستان کی طرف سے یا امریکیوں کی جانب سے.....؟

اَب جبکہ امریکیوں کی جانب سے اِس بات کو منظرِ عام پر آجانے کے بعد یہاں پاکستانیوں کی یہ ایک سوچ بن چکی ہے کہ ماضی میں جب بھی کوئی ڈبل گیم ہوا وہ خود امریکیوں کی جانب سے ہی ہوا ہے۔ اور آج بھی جس ڈبل گیم کا تذکرہ امریکا نے کیا ہے یقیناًاِس کے منظر اور پس منظر میں امریکیوں کی ہی کوئی سازش اور نئی چال

ہوگی جو کسی نئے جال کے ساتھ سجائی جارہی ہے اَب اِس کی جانچ پڑتال کا کام تو ہمارے حکمرانوں کا ہے کہ وہ کسی درست سمت کا تعین کرتے ہوئے اِس جانب چل پڑیں کہ ہر بار ڈبل گیم کی بازی اور بساط بچھانے والا امریکا اِس مرتبہ پاکستان کے ساتھ کیا گیم کرنا چاہتا ہے۔

بہر کیف ! یہ حقیقت ہے اور اِس حقیقت کو اَب ہمارے حکمرانوں کو بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ جب بھی امریکیوں نے پاکستان کو کسی بھی مد میں کوئی امداد دی یا دینی چاہی تو اُنہوں نے دہشت گردی سے متعلق ہر بار پاکستان پر کوئی نہ کوئی ایسی سخت ترین شرط ضرور عائد کردی کہ جس سے پاکستان مشکلات کا شکار ہوگیا اور مجبور ہوا کہ وہ اِن کی شرط پر من وعن عمل کرے یا پھر اِن کی دی گئی امداد کو واپس کردے اور جب امریکیوں کو اِس بات کو پکا یقین ہوگیا کہ مجبور اور بے بس پاکستان ہماری امداد کے عوض وہ سب کچھ کر گزرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے جو ہم اِس سے کروانا چاہتے ہیں تو پھر امریکی ایک طرف تو پاکستان سے اپنی اُلٹی سیدھی شرائط کی پابندی کراتے رہے تو اُدھر ہی اُنہوں نے ایک حربہ یہ بھی استعمال کرنا شروع کردیا کہ اِسی دوران امریکیوں نے اپنی سازشی کھچڑی کو پریشر کُوکر میں بنانے کا ارادہ کچھ یوں کیا کہ اُنہوں نے اپنے یہاں دہشت گردی کے حوالے سے ٹائمز اسکوائر کی طرح کا کوئی نہ کوئی ایسا من گھڑت واقع بھی گھڑ لیا کہ اِس کا سارا ملبہ بھی پاکستان پر ڈال دیا

اور خود ہی چیخنے چلانے لگے کہ پاکستان اپنے یہاں قائم دہشت گردی کے تربیتی مراکز کو ختم کرے جہاں سے دہشت گرد نکل کر آج بھی دہشت گردی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور یوں امریکیوں نے اَب تک ایسے کئی اپنے خود ساختہ تخلیق کردہ ڈراموں اور اِس کے کرداروں سے دنیا کو یہ ظاہر کرانا چاہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کو ہماری دی گئی اتنی امداد اور تعاون کے باوجود بھی اَب تک پاکستان دہشت گردوں کے خلاف ہماری توقعات کے مطابق کسی بھی قسم کی تسلی بخش کاروائی نہیں کر پایا ہے جس سے دہشت گردوں کو اپنی حکمت عملی بنانے اور نت نئے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقع مل رہا ہے اور ہم اِنہیں ختم کرنے کے لئے پاکستان کو جتنی امداد دے رہے ہیں اُس سے پاکستان سمیت امریکا سے دہشت گرد اور دہشت گردی ختم ہونے کے بجائے اُلٹا اور بڑھتی جارہی ہے جس پر امریکیوں کا یہ کہنا ہے کہ اِن کی ہر لمحہ اور ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ تشویش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارے حکمرانوں کے لئے ایک قابلِ افسوس امر یہ بھی ہے کہ اَب تو امریکیوں نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ بھی کہنا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان ہماری دہشت گردی کے خلاف دی جانے والی امداد کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس تذلیل آمیز جملے کے بعد تو اَب ہمارے حکمرانوں کے لئے سوچنے اور اِس کا سخت

ترین نوٹس لینے اور امریکیوں کو اِس کا منہ توڑ جواب دینے کا مقام ہے کہ یہ امریکیوں کو بتا دیں کہ اِن کی امداد اُن ہی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی جس مد میں یہ پاکستان کو امداد دے رہے ہیں اور انہیں پاکستان کے اِس کردار پر کوئی شک نہیں کرنا چاہئے جو پاکستان دورِ مشرف سے آج تک نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ادا کر رہا ہے۔

اگرچہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں گزشتہ کئی سالوں سے امریکا کے ساتھ ہے مگر پھر بھی امریکیوں کے جسم پر نائن الیون کے لگے گھاؤ سے پاکستان کے کردار پر شک کی ٹیسیں اُٹھتی رہتی ہیں حالانکہ پاکستان آج بھی امریکی جنگ کو اپنی جنگ سمجھ کر وہ کچھ کر رہا ہے جو اِسے کرنا چاہئے اور سونے پر سہاگہ یہ کہ پھر بھی امریکا یہ چاہتا ہے کہ پاکستان اِس سے بڑھ کر بہت کچھ کرے جس سے اِسے یہ یقین ہو جائے کہ پاکستان اَب امریکا کے لئے ہی سب کچھ کر رہا ہے اور اَب یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستان یہ امریکی توقع کب پوری کرتا ہے.....؟

وزیر اعظم صاحب ! کیا سب نظر آتا ہے.....؟اور کیا پتہ ہے آپ کو..؟

کیا پی پی پی کے پاس جمشید دستی سے اچھا اور قابل کوئی نہیں ہے....؟

کیا پرویز مشرف کے پاس کوئی جادو کی چھڑی آگئی ہے.......؟

کبھی کبھی انسان دانستہ اور انجانے میں کچھ باتیں اِیسی ضرور کہہ جاتا ہے کہ جو اِس کی جگ ہنسائی کا سبب بھی بن جایا کرتی ہیں بالکل ایسے ہی جیسے گزشتہ دنوں ہمارے ملک کے وزیر اعظم جنابِ محترم عزت مآب سید یوسف رضا گیلانی نے مظفر گڑھ میں اپنی ہی پارٹی (پی پی پی) کے اُمیدوار جمشید دستی (جی ہاں ! یہ وہی جمشید دستی ہیں جن کی نااہلی کا ڈنکا نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں خوب بج بج کر پھٹا اور اَب یہ ساری پاکستانی قوم اور شائد موجودہ حکمرانوں کے لئے بھی افسوس کا مقام ہے کہ اُن ہی جمشید دستی کو پاکستان پیپلز پارٹی نے مظفر گڑھ میں ہونے والے انتخابات میں ایک بار پھر اپنا اُمیدوار بناڈالا ہے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس جمشید دستی سے اچھا اور قابل کوئی نہیں ہے جو ہر بار اِنہیں ہی ہر معاملے میں نامزد کردیتی ہے)کے انتخابی جلسے سے خطاب کے دوران چند ایسی باتیں کہیں ہیں جس سے نہ صرف اِن کی ذات کا بلکہ اِن کی پارٹی اور

حکومت کا بھی سارے پاکستان میں ایسا مذاق بنایا گیا کہ اگر صدر، وزیر اعظم اور اِن کی حکومت کے اراکین سمیت پاکستان پیپلز پارٹی کے عہدیدار اور کارکنان نے بھی وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کا یہ خطاب سُنا یا اگلے روز اخبارات میں چھپنے والی خبر کی صُورت میں پڑھا ہو تو شائد یہ سب بھی اپنے وزیر اعظم کی اِس دیدہ دلیری اور اِن کی دانش پر پوری پاکستانی قوم کی طرح حیران اور پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکے ہوں۔ کیونکہ وزیر اعظم نے بات ہی کچھ ایسی انوکھی اور اچھوتی کی تھی کہ شائد وزیر اعظم خود بھی بعد میں اپنے کہے پر ضرور پچھتائے اور نادم ہونے کے ساتھ ساتھ ششدر بھی رہے ہوں اور یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہوں کہ اُنھوں نے یہ بات کس نکتہ نظر سے کہی ہے جس سے آج ملکِ پاکستان ہی کا نہیں بلکہ دنیا کا بچہ بچہ بھی خوب واقف ہے۔

اور وہ بات یہ ہے کہ ہمارے چپکے اور پاکستانی عوام کی سوچوں سے بھی کہیں زیادہ سہانے وزیر اعظم نے اپنے دورانِ خطاب کہا کہ "ہمیں جانے کی کوئی جلدی نہیں جن کو اقتدار میں آنے کی جلدی ہے وہ اپنے گھوڑے چھاؤں میں باندھ لیں اور سکون سے اپنی باری کا انتظار کریں اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی ڈنگے کی چوٹ پر کہنا تھا کہ ہم اندھے نہیں ہیں ہمیں ملک میں ہونے والی لاقانونیت، لمحہ لمحہ ہونے والی دہشت گردی، منہ زور سینہ زور مہنگائی، بڑھتی ہوئی ملک میں بے روزگاری اور ملک کے طولُ ارض میں ہونے والی طویل

بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا بھی پتہ ہے (اِس موقع پر میرا یہ کہنا ہے کہ جب محترم وزیر اعظم صاحب ! آپ کو سب کچھ کا پتہ ہے تو اِن جان لیوا مسائل کے تدارک کے لئے آپ اور آپ کی حکومت نے اَب تک کیا کرلیا جو اَب بھی اپنا سینہ ٹھونک کر یہ کہہ رہے کہ) ہمیں عوام نے پانچ برس کے لئے کامیاب کیا ہے (ہاں ! ہاں ! عوام پاگل تھی اور اُس وقت پاگل ہوچکی تھی .....اور وہ صرف آمر جنرل مشرف اور اُن کی ظالمانہ پالیسیوں سے ہی چھٹکارہ چاہتے تھے اور اَب وزیر اعظم صاحب ! یہی عوام آپ کی حکومت کی جانب سے دیئے گئے مندرجہ بالا مسائل کی چکی میں مسلسل پس کر سُرمہ اور اِن مسائل کی بھٹی میں پک کر کندھن بن چکی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں) عوام ہمیں مزید تین سال اور موقع دے کیونکہ میں نے 5 سال جیل کاٹی ہے (کیا مطلب ہے اگر کسی نے بیس سال جیل کاٹی ہو تو اُسے بھی بیس سال تک حکومت کرنی چاہئے .....تو یہاں ایک میرا ہی کیا.....؟ بلکہ سارے پاکستان کا یہ خیال ہے کہ ملک پر اُن قیدیوں کی بھی حکمرانی ہونی چاہئے کہ جن کی ساری کی ساری زندگی جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزری ہے پھر تو وہ بھی اِس طرح ملک پر اپنی حکمرانی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں .....اِس لحاظ سے وزیر اعظم صاحب ! آپ کی یہ منطق تو کم از کم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ آپ نے کیونکہ پانچ سال جیل کاٹی ہے تو آپ کو اِس کے عوض پانچ سال حکمرانی کے ضرور ملنے چاہیئں .... یہ تو کوئی بات نہ ہوئی) اور اِس کے ساتھ وزیر اعظم نے صدر مملکت سید آصف علی زرداری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ صدر نے 14 برس کی جیل کاٹی ہے

تو کیا یوں صدر مزید بارہ سال تک صدر رہیں گے.....؟وزیر اعظم صاحب! آپ کی اور صدر مملکت کی دو دو سالہ دورِ حکومت میں عوام کی مفلوک الحالی کا یہ عالم ہے کہ دیکھا دیکھ نہیں جاتی.....اور واہ...وا... آپ ہیں کہ بڑے اطمینان سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری حکومت نے گزشتہ دو سالوں میں عوام سے کئے گئے اکثر وعدے (ہاں وہی وعدے جو ملک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی لاقانونیت، بے لگام مہنگائی، بے روزگاری، اور طویل لوڈشیڈنگ کی صورت میں) پورے کئے ہیں اور اِس پر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ملک کے عوام ہمارے ساتھ ہیں اور عوام ہی ہمیں پانچ سال پورے کرنے دیں گے.....اور آپ کو یہ بھی پورا یقین ہے کہ جب بھی جیسے تیسے (جو ہمیں کیا پورے پاکستان کو بھی نظر تو نہیں آرہا ہے) آپ کی حکومت نے پانچ سال مکمل کرلئے تو آپ اِس کے بعد عوامی عدالت میں جائیں گے....؟ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ خوش فہمی تو صرف وزیر اعظم صاحب اور اِن کی پارٹی کے اراکین کی ہو مگر در حقیقت عوام کے جذبات صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحبان کی حکمرانی سے متعلق بالکل برعکس ہیں....اور یقین جانیے کہ عوام کا تو بس ہی نہیں چل رہا ہے کہ وہ اِن سے اِن کا اقتدار چھین کر اِسے آگ میں جھونک دے...وہ کیا کریں کہ عوام بیچارے مجبور اور بے بس ہیں وہ ایسا کچھ نہیں کرسکتے جس سے شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی روح کو کوئی ٹھیس پہنچے اور عوام کی ہر دلعزیز لیڈر اِن سے روٹھ جائے.....پھر بھی یہ بیزار اور غربت

اور مفلسی کی دلدل میں دھنستی عوام آج اپنے رب سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ شہید رانی متحرمہ بے نظیر بھٹو کی طرح کا کوئی ایسا عوامی درد اور ہمدردی رکھنے والا حکمران ہمارے اُوپر مسلط کردے کہ جو اِن کے مسائل کا حل تلاش کرسکے۔

اگرچہ قارئین حضرات! اَبھی بات یہیں ختم نہیں ہوئی اگر آپ اپنے اندر ذرا سا حوصلہ پیدا کریں تو میں یہ عرض کروں کہ مفلوک الحال ساڑھے سولہ کروڑ پاکستانیوں کے لئے اِن کے کمزور اور لاغر جسموں پر زہر آلود خنجر سے گھاؤ لگانے کے لئے ملک کے وہی آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف جن کی رخصتی کے بعد ملک کے بچے بچے نے خس کم جہاں پاک کا نعرہ لگایا تھا وہی جنرل مشرف ایک بار پھر اپنی نئی چالوں اور پینترے بازیوں کے ساتھ ملک میں گھسنے کے لئے کوئی اور سوراخ ڈھونڈ رہے ہیں اور وہ اپنے اِس عزم اور ہمت کے ساتھ ملک پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے خواب ایسے دیکھ رہے ہیں کہ جیسے اُن کے ہاتھ کوئی جادو کی چھڑی لگ گئی ہو کہ وہ پلک جھپکتے ہی ملک کو تمام مسائل سے چھٹکارہ دلوا دیں گے اور عوام کے زخموں پر مرہم رکھ دیں گے۔ بقول اُن کے اِس دعوے کے کہ ملک میں جب بھی انتخابات ہوئے میں ہر صُورت میں ملک میں رہوں گا کیونکہ کیا امریکیوں نے اِنہیں ایک بار پھر اقتدار کا سبق رٹا اور پڑھا کر کوئی نیا مشن) سونپا ہے جس کے لیے یہ اتنے بیتاب ہوئے جارہے ہیں کہ اپنے

پائجامہ سے بھی باہر ہونے کو ہیں) اور اِس کے ساتھ ہی پرویز مشرف جی! کا یہ بھی کہنا ہے کہ میرے پاس ملک کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے بڑے واضح اُصول ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ حکمرانوں کی طرح سابق آمر حکمران جنابِ پرویز مشرف کو بھی یہ خوش فہمی من ہی من میں موتی چور کے لڈو کھلا رہی ہے کہ پاکستانی عوام میرے سابقہ سیاہ کرتوت بھول چکے ہیں اور آج بھی عوام مجھے اقتدار میں دیکھنا چاہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں میرے چاہنے والوں کی تعداد میں دن دگنی رات چگنی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے میرے پاکستان آنے سے یہاں کے حالات یکسر تبدیل ہوجائیں گے اور عوام کو میں ہی مسائل سے نجات دلاؤں گا۔اور آج پاکستانی عوام یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اَب مشرف کس منہ سے ملک کی خدمت کا جذبہ لے واپس وطن آرہے ہیں جب اُنہوں نے اپنے گزشتہ ادوار میں ملک کا اتنا ستیاناس کردیا تو پھر یہ اَب کس طرح دوبارہ اپنے اقتدار کا خواب اپنی آنکھوں میں سجائے آرہے ہیں۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس مرتبہ عوام کے منتخب حکمرانوں نے عوام کو جس طرح مایوسیوں سے دوچار کیا ہے اِس کے بعد عوام دل سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خدایا اِس ملک میں اَب جمہوریت کا لبادہ اوڑھے کوئی جمہوری صدر اور وزیراعظم نہ آئے اور نہ ہی آمر پرویز مشرف جیسا کوئی دوسرا اِس ملک پر اپنا

سایہ ڈالے ہاں البتہ ! جب یہ حکومت جیسے تیسے اپنے وقت پورا کرکے رفو چکر ہو تو پھر کوئی اللہ کا ولی اِس ملک پر اپنی حکمرانی کرنے آئے اور اِس ملک اور اِس کے عوام کے دن پھیر دے۔

ناقص حکومتی پالیسیاں، دم توڑتی عوام اور صنعتیں؟

حکمرانوں ! کی بے حسی اور عوام کا استفسار.......؟

حکمرانوں ! مہنگائی اور لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کرو....ورنہ خونی انقلاب کا انتظار کرو

عوام کی تکالیف کا احساس کرنے اوراِس کے مداوے کے لئے ہر لحہ دم منہمک رہنے والی موجودہ حکومت نے جب گزشتہ دنوں دو سالہ حکومتی اقتدار پر مبنی اپنی کارستانیوں کا جائزہ لے کر اپنے تئیں ایک بڑی جامع اور مفصل رپورٹ شائع کی تواِس پر اپنا سینہ ٹھونک کر صدر، وزیراعظم، حکومتی اراکین اور مجھ سمیت اِس کے لاکھوں حامیوں کا یہ کہنا تھا کہ اِس رپورٹ میں درج ایک ایک لفظ خالصتاً وطن عزیز کی ترقی اور خوشحالی اور عوامی تکالیف اور مسائل کا ادراک کرکے تحریر کئے گئے ہیں اوراِس سارے عرصہ میں ہمارے جتنے بھی اِحکامِ ناطق، اقدامات اور منصوبے تھے وہ سب کے سب پاکستان اوراِس کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تھے اور ہم آئندہ اپنے تین سالوں میں بھی اِس سے اچھے اور بے شمار ایسے اقدامات اور منصوبے بھی پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے جن سے ملک اور عوام کو فوائد حاصل ہوں گے اوراِس پر ہماری اِس حکومت کو یہ بھی ناز ہے کہ اگراپوزیشن ہماری دو سالہ کارکردگی پر لاکھ تنقیدیں کرے

تو کرے ......اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ احمد کی داڑھی بڑی یا......
محمود کی ......اِس سے بھی ہمیں کوئی سروکار نہیں .... کہ وہ ہماری دو سالہ حکومتی
کارکردگی کو بالائے طاق رکھ کر تنقید برائے تنقید کے سہارے اپنی سیاست کیوں چمکا رہی
ہے اور حکومت کا کہنا تھا کہ اگر وہ اِس پر اپنی سیاست چمکائے تو بیشک چمکاتی رہے ....
مگر حقیقت یہی ہے جو ہم نے اپنی اِس رپورٹ میں درج کردی ہے۔ جس کا مین ثبوت یہ
ہے کہ حکومت کی دو سالہ کارکردگی سے حکومتی اراکین سمیت آج پاکستان کے ساڑھے
سولہ کروڑ عوام بھی مطمئین ہیں۔ اور عوام ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ کیونکہ
ہماری حکومت نے اپنے دو سالہ اِس مختصر سے اقتدار میں وطن عزیز اور اِس کے عوام
کے لئے جتنا کچھ کردیا ہے وہ پرویز مشرف جیسا تیز اور انتہائی شاطر آمر بھی اپنے پورے
نو سالہ اقتدار میں کچھ بھی نہیں کرسکا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری حکومت نے یہ
عزمِ مصمم کر رکھا ہے کہ جب تک ہم اقتدار میں (حکومت سے چمٹے رہیں گے) اپنے اِحکامِ
ناطق اور حکومتی پالیسیوں سے پاکستان اور اِس کے عوام کا نقشہ بدل دیں
گے .... ؟؟؟؟

بہرکیف ! یہاں میرا خیال یہ ہے کہ حکومت نے اپنی دو سالہ کارکردگی کے حوالے سے
خود سے مرتب کردہ رپورٹ میں جتنے بھی بلند و بانگ دعوے کئے ہیں اور اُس

رپورٹ میں جتنی بھی لن ترانی کی ہے آج اِس حقیقت سے ملک کا بچہ بچہ خوب واقف ہے کہ یہ ساری رپورٹ کس طرح سے تیار کی گئی ہے اور اِس کو تیار کرنے والے کون سے لوگ ہیں اور اِس میں کتنا جھوٹ اور فریب ہے اور موجودہ حکومت کو یہ سب کچھ اپنی مرتب کردہ رپورٹ میں بتانے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔اِس وقت ملک کی جو سیاسی، سماجی، معاشی واقتصادی اور جغرافیائی صورتِ حال ہے وہ سب کے سامنے ہے اور اِس سے بھی بڑھ کر جو حقیقت ہے وہ تو مہنگائی، بھوک وافلاس اور بیروزگاری سمیت لوڈشیڈنگ اور کرپشن سے بدحال پاکستانی عوام کے مایوس چہروں سے ہی ٹپک رہی ہے کہ موجودہ عوامی حکومت کی گزشتہ دو سالہ کارکردگی اپنی عوام کے لئے کیا رہی ہے۔اِس حوالے سے اگر موجودہ حکومت کے کسی بھی ذمہ دار سے استفسار کیا جائے تو پہلے وہ اِدھر اُدھر اور بعض اوقات خود اپنی ہی بغلیں جھانکتے ہوئے تیزی سے کنی کٹا کر نکل بھاگتے ہیں اور مہنگائی کی نسبت دنیا کے دیگر ممالک سے منتھی کرکے نت نئی تاویلیں لے آتے ہیں کہ مہنگائی کا مسئلہ صرف ہمارے یہاں کا ہی نہیں ہے بلکہ اِس کے شکنجے میں اور بھی بہت سے ممالک ہیں۔

اگرچہ اِس ساری صُورتِ حال میں ایک بات تو واضح ہے کہ ہمارے یہاں گزشتہ کئی سالوں سے پیدا ہونے والی اِس کیفیت کے ذمہ دار اپنے حکمران رہے ہیں جنھوں نے اپنی ناتجربہ کاری کے باعث ملک اور قوم کا جتنا بیڑا غرق کیا ہے اِس کا

ازالہ شائد صدیوں تک بھی نہ کیا جاسکے کیوں کہ اِس بگڑی ہوئی صورت حال میں بہتری کی کوئی راہ فوری طور پر سجھائی نہیں دے رہی ہے اُلٹا دن بدن اِس میں بگاڑ آتا جارہا ہے اور کہیں سے بھی عملی طور پر یہ کوشش نہیں کی جارہی ہے کہ کسی بھی طرح سے زبانی بیان بازی کم کی جائے اور عملی اور حقیقی طور پر اپنے کہے پر کچھ کر دکھایا جائے اور ملک و قوم کو مسائل کے دلدل سے اِس طرح نکالا جائے تاکہ ملک ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوسکے۔اور عوام میں پایا جائے والا احساس محرومی اور مایوسی کا عنصر ختم کیا جاسکے۔

مگر افسوس ہے کہ اِس کے برعکس ہمارے موجودہ حکمران نا جانے کس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اِس جانب کچھ کر ہی نہیں رہے ہیں حالانکہ اِنہیں بہت کچھ کرنا چاہئے تھا مگر یہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

اور آج اگر اِس ساری صورت حال میں عوامی استرِضا (رضا پوچھی) معلوم کی جائے تو عوام برملا یہ کہہ اٹھیں گے کہ اِس ملک میں کوئی کیا کرسکتا ہے سوائے کسی خاموش عوامی خونی انقلاب کے جہاں اندھیر نگری چوپٹ راجا، ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا جیسی بے پرواہ حکومت ہو اور جہاں کے عوام حکومت کی ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے دم توڑ رہے ہوں اور جس ملک کے کارخانوں اور صنعتوں کی پیداواری صلاحیت کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہوگئی ہو اور اِن کی چمنیاں ٹھنڈی

پڑچکی ہوں اور جن سے دھواں نکلنا بھی بند ہوگیا ہو جو ملکوں اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کی ضامن ہوا کرتی ہیں تو اِس ملک کے حکمرانوں کی اِس سے زیادہ اور کیا بے حسی ہوگی کہ وہ ملک کی ترقی اور خوشحالی کو چھوڑ کر بس اپنی ہی عیاشیوں میں پڑے ہوں اور اپنی حکومت کی دو سالہ کارکردگی کی جھوٹی سچی رپورٹ پر خود ہی اِتراتے اور بھنگڑے ڈالتے ہوں اور جس ملک میں آئندہ مالی سال کے لئے آنے والے قومی بجٹ کی آمد سے قبل ہی اُس ملک کے وزیراعظم کے مشیر خزانہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے بیجا دباؤ میں آکر اپنی عوام کو یہ عندیہ دیں کہ ملک کی ترقی ختم ہوچکی ہے اور اِس کی معاشی اور اقتصادی صُورتحال بے انتہا خراب ہے اِسے کندھا دینے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کو قربانی دینی ہوگی اور اِس لحاظ سے حکومت نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ بجلی (جو 24 گھنٹوں میں سے صرف 6 گھنٹے ہی آتی ہے) 6 فیصد مزید مہنگی کرنی پڑے گی اور اِس کے علاوہ ویلیو ایڈڈ ٹیکس ہر صورت میں جولائی سے نافذ کردیا جائے گا۔ تو اِس ملک کے عوام بھلا کیا حکومت پر اعتبار کریں گے کہ آئندہ یہ حکومت تین سالوں میں اِن کی بھلائی کے لئے کیا کچھ اچھا کرسکے

گی......؟ ہاں البتہ ! اِس قسم کے حکومتی اقدامات سے تو عوام میں موجودہ حکومت کا وقار اور مجروح ہوگا اور عوام جو پہلے ہی اِس کے مہنگائی کو کم اور ختم کرنے اور ملک میں بڑھتی ہوئی بیروزگاری کے خاتمے سے متعلق اَب تک کئے گئے اقدامات سے بدظن ہے

یہ پریشان حال عوام اپنے اِن

حکمرانوں سے نجات اور چھٹکارے کے لئے اَب بھی اگر سڑکوں پر نہ آئے تو پھر کیا کرے۔

اِس سے قبل کہ عوام سڑکوں پر آئے ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ یہ ہوش کے ناخن لیں اور عوام کو مہنگائی، بیروزگاری اور بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ سے نجات کے لئے حقیقی اور عملی طور پر کچھ کر دکھانے کی اپنی اندر جرات پیدا کریں۔ ورنہ وہ اتنا یہ ضرور اپنے ذہن میں رکھیں کہ اِن (حکمرانوں) کی بے حسی ہی ملک میں عوامی اور خاموش خونی انقلاب کو دعوت دے رہی ہے۔

مسلم خواتین کا برقعہ اور خوفزدہ یورپ

فرانسیسی کابینہ میں برقعے پر پابندی کا بل منظور اور اُمتِ مسلمہ کی خاموشی

ایک غیر ملکی میڈیا کے مطابق یہ خبر عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ فرانسیسی کابینہ نے اپنے یہاں مسلم خواتین کے برقع پہننے پر پابندی کا بل منظور کرلیا ہے اور جو اَب بلا کسی ہیل حجت کے جولائی میں پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا واضح رہے کہ برقعے پر پابندی سے متعلق بل کا مسودہ فرانسیسی وزیر قانون وانصاف مالکل ایلیٹ مرئی نے اجلاس میں پیش کیا ہے اور جس کی کابینہ نے اتفاق رائے سے منظوری دے دی جبکہ انسانی حقوق کے تحفظ کا علمبردار فرانس اپنے یہاں مسلم خواتین کے مذہبی طور طریقے پر پابندی لگا کر جو گھناؤنا فعل کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے اِس سے اِس کی وہ دوغلی پالیسی کھل کر سامنے آگئی ہے جسے یہ اَب تک دنیا سے چھپا کر رکھے ہوئے تھا۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ فرانس میں مسلم خواتین پر برقعے کی پابندی کے قانون کی کُلی منظوری کے بعد وہاں رہنے والی مسلم خواتین کے لئے جو مشکلات اور پریشانیاں درپیش ہوں گی اِن کا ازالہ نہیں کیا جاسکے گا اور اِس

پر ستم ظریفی یہ کہ اِس بل میں برقعہ پہننے پر پابندی کے قانون کی خلاف ورزی پر 150 یورو جرمانے کی تجویز کے ساتھ ساتھ یہ بھی منظور کر لیا گیا ہے کہ اگر کسی نے کسی مسلم خاتون کو برقعہ پہننے پر مجبور کیا یا اِس کی ترغیب بھی دی تو ایسا کرنے والے کو ایک سال قید اور پندرہ ہزار یورو جرمانے لگانے کا بھی قانون پاس کر لیا گیا ہے اور یہاں ایک افسوس ناک امر یہ ہے کہ اپنے اِن انتہائی ظالمانہ قوانین کی تائید میں عیار اور شاطر مسلم دشمن فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی کا یہ کہنا ہے کہ عوامی مقامات پر برقعہ پہننے پر پابندی لگانے کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا اور اِس فرانسیسی صدر کا مسلم خواتین کو پردے سے محروم کرنے کے اپنے عمل پر یہ بھی کہنا تھا کہ اِس حوالے سے ہماری حکومت درست اقدام اٹھانے جا رہی ہے۔

جبکہ اِس بالکل برعکس فرانسیسی مسلم خواتین نے اپنی حکومت کے اِس کالے قانون کو مسلم خواتین کے لئے ظالمانہ اقدام قرار دے کر اِسے مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی قانون کسی بھی مسلم خاتون کو پردے کے حق سے محروم نہیں کر سکتا اور وہاں رہنے والی اکثر مسلم خواتین نے اپنے اِس عزم کو دہرایا کہ وہ تمام پابندیوں کے باجود فرانس کے غلیظ اور گندے معاشرے میں اپنی مسلم تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے برقعے کا استعمال جاری رکھیں گیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اِن مسلم خواتین کو برقعے کے استعمال سے

محروم کرنے والے فرانسیسی قانون کے خلاف امتِ مسلمہ کوئی آواز بلند کرے گی کہ نہیں .....؟یا یہ مصلحتوں کا شکار ہو کر فرانس میں مسلم خواتین کے پردے کے خلاف بنائے جانے والے قانون پر خاموشی اختیار کر کے ایک سائیڈ پر ہو جائے گی.......؟ اور فرانس میں رہنے والی خواتین تنہا برقعے پر پابندی کے خلاف مقابلہ کرتے کرتے فرانسیسی حکومت کے آگے ہتھیار ڈال کر ہار مان لیں گی۔ اور وہی روپ اپنالیں گیں جس روپ میں فرانس کی حکومت مسلم خواتین کو دیکھنا چاہتی ہے۔

جبکہ اِس حقیقت سے انکار نہیں کہ ربِ کائنات اللہ رب العزت نے عورت پر اپنا بے پناہ فضل و کرم کیا ہے اور میرا اللہ اور اِس کے رسول ﷺ ہی ہیں جنھوں نے عورت کی عظمت، اِس کی اہمیت اور اِس کے مقام و مرتبے کا ذکر قرآن و احادیث میں بیان کر کے رہتی دنیا تک انسانیت کو عورت کی شان و مقام کو بخوبی سمجھا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ اسلام کے ہر معاشرے میں عورت کو خاندانوں اور معاشروں کی مضبوطی اور خاندانی اقدار کا امین اور عورت کو پردے میں پاکیزگی کا پیکر تصور کیا جاتا ہے اور مسلم معاشرے کی یہی عورت ہی تو ہے جو مسلم معاشرے میں خاندانی اقدار کو فعال بنانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر مسلم تہذیب وتمدن کے ارتقا نسل نو کی تعمیر وترقی اور بقائے نسل کے سوتے بھی اِسی سے پھوٹتے ہیں۔

مگر یہاں مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ بدقسمتی سے مغربی معاشرت میں رہنی والی عورت (جو مسلمان نہیں ہے) اِس کے مردوں نے اِسے انسانی اخلاق و کردار کی تمام صفات سے محروم کر رکھا ہے اور مغرب و یورپ کے مردوں نے اپنی عورت کو اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ بنانے کے سوا اِسے اور کوئی مقام نہیں دیا ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ مغرب کا مرد مسلم معاشرے میں عورت کو دی جانے والی عزت سے خائف ہے اور ہمہ وقت اِس کی بس یہی ایک کوشش ہے کہ مسلم معاشرے کی عورت کو ملنے والا احترام کسی بھی طرح سے ختم کیا جائے اور مسلم عورت کی بھی اُسی طرح سے بے قدری ہو جس طرح اُس نے اپنی عورت کی اپنے ہی معاشرے میں کر رکھی ہے اور یوں مغربی مردوں اپنے یہاں عورت کے وقار اور احترام کو مجروح کرنے کے بعد مسلم معاشرے میں بھی مسلم خواتین کے وقار اور اِن کی اہمیت کو تار تار کرنے کے لئے نقب لگانے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اِس کوشش کا پہلا ذریعہ اُنہوں نے مسلم معاشرے میں عورت کے برقعہ پہننے پر اعتراض کیا ہے اور اِسے بے پردہ کرکے اِس کی معصومیت کو عیاں کرکے اِس کے وقار کو مجروح کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی بھی طرح سے مسلم عورت کو آزادی کے نام پر اِسے بے پردہ کیا جائے اور اِس کی عزت کا جنازہ بھی اُسی طرح سے نکالا جائے جس طرح فرانس اور یورپ کی عورت کا نکال چکا ہے۔

جبکہ یہاں یہ بات سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ دنیا کو اپنی انگلی پر نچانے والا فرانس اور یورپ آج مسلم خواتین کے برقعہ سے اتنا خوفزدہ کیوں ہے اور اِس پر اِسے پابندی لگانے کا جنون کیوں سوار ہوگیا ہے....؟ اِس کی کیا وجہ ہے کہ اہلِ یورپ کے نزدیک مسلم خواتین میں برقعے کا استعمال کیوں اتنا معیوب ہوتا جا رہا ہے......؟ کہ یورپ کو اِس پر پابندی لگانے کے لئے سخت ترین قانون سازی کرنی پڑ رہی ہے.....؟ اور کیا اِس کا جواب کسی مسلمان، مرد و عورت اور کسی مسلم دانشور نے تلاش کرنے اور اہلِ یورپ کو اِن کے اِس غیر اخلاقی اور غیر قانونی اقدام پر لگام دینے کی کوشش کی..... جس کے لئے مسلمان یوں ہی بے حس بنے اُس وقت کا انتظار کر رہے ہیں کہ جب عیاش پسند یورپ والے مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کرکے اِن کو اپنے جیسا بنانے کے لئے بزور طاقت حملہ آور ہوں گے......تو کیا تب ہمارا مسلمان ان سے مقابلہ کرنے کے لئے کمر بستہ ہوگا.....؟ کہ جب پانی سر سے بہت اُونچا ہوچکا ہوگا اُس وقت ہم کیا کر سکیں گے.....؟ کبھی سوچا ہے کسی نے سوائے اِس کے کہ اُس وقت یورپ کے آگے ہمارا ہتھیار ڈالنا ہی ہماری پناہ اور جان بخشی کا واحد سہارا ہوگا۔

اور آج اِس بات پر کم از کم اسلامی ممالک ضرور متفق ہونگے کہ عورت کو اپنی کامیابی اور جنسی تسکین کا زینہ بنانے والے یورپ نے جتنی بھی ترقی کی ہے

اُس کے پس پردہ یورپ کی عورت کا بڑا عمل دخل ہے مگر اِس کے باوجود بھی اہلِ یورپ اپنی اِس عورت سے ہمیشہ نالاں رہے ہیں کہ اِس کی عورت نے سوائے اِن کی جنسی تسکین مہیا کرنے کے اور کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ اپنی عورت کو سر پر بیٹھائیں اور اِن کے اُس طرح سے حقوق ادا کریں جس کی وہ حق دار ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والا کوئی یورپی کیوں نہ ہو اِس کی نظر میں عورت بے توقیر ہے اِس کے نزدیک عورت کی حثیت سوائے جنسی تسکین اور اِس کے عیاشی کے سامان کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور آج اہلِ یورپ اِس سازش میں مصروف ہیں کہ مسلمان خواتین کو بے پردہ کیا جائے اور اِس کا احترام مسلم معاشرے سے ختم کیا جائے۔

کراچی میں حالیہ ٹارگٹ کلنگ پر امریکی اخبار کا دعویٰ

کیا رینجرز اور پولیس کے اضافی اختیارات گینگ وار اور ٹارگٹ کلنگ کو روک پائیں گے....؟

اَب یقیناً ہمارے اربابِ اختیار اور اقتدار سمیت کراچی میں موجود اُن تمام فعال اور سرگرم سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا بھی بڑی ذمہ داری کا کام ہے کہ وہ ایک امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے کراچی میں وقفے وقفے سے ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کے حوالے سے اِس من گھڑت اور بے بنیاد دعوے کا خود سے پتہ لگائیں کہ یہ بات کہاں تک سچ ہے اور اِس میں کتنا جھوٹ کا عنصر شامل ہے اور یہ کتنے فیصد اِس پر یقین کرتے ہیں کہ ایک خبر جس کے مطابق امریکی اخبار نے بڑے وثوق سے اپنا یہ دعویٰ کیا ہے کہ شہر کراچی جسے پاکستان کی وال اسٹریٹ کی حیثیت حاصل ہے یہ شہر گزشتہ کئی ماہ سے افغان طالبان کے لئے ایک انتہائی محفوظ ترین پناہ گاہ بن گیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس امریکی اخبار نے اپنے اِسی دعویٰ میں اِس بات کا بھی کھلم کھلا اظہار کیا ہے کہ اہم طالبان جنگجو رہنما بھی اِس شہر میں روپوش ہیں۔اور نہ صرف یہ بلکہ اِس اخبار نے اپنے من گھڑت دعوؤں سے بھرپور مگر ساتھ ہی ابہام سے بھی لبریز اپنی اِس تفصیلی رپورٹ میں اِس بات کا بھی والہانہ انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے

کہ اِس شہر میں ہونے والی افرا تفری اور ہر لمحہ جرائم کے بڑھتے ہوئے واقعات نے بھی اِس شہر کی ترقی روک دی ہے اور اِس طرح سے دنیا کا یہ بارہواں انٹر نیشنل شہر اپنے یہاں روپوش ہونے والے افراد کی وجہ سے مفلوج ہو کر رہ گیا ہے اور یہاں مختلف گینگز کی باہمی لڑائیوں اور سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگز نے بھی طالبان کے لئے بہترین جگہ مہیا کردی ہے یوں جس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں جاری فوجی آپریشن سے بھاگ کر یہاں تک آسانی سے رسائی حاصل کرنے والے جنگجو اِس شہر میں رہ کر جنگ کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں اور چھپ سکتے ہیں اور ساتھ ہی وہ وقفے وقفے سے اِس شہر کی تعمیر و ترقی اور پاکستان کی خوشحالی کے لئے کام کرنے والی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سیاسی اور نظریاتی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اِن کارکنوں اور ہمدردوں کا نشانہ بنا کر آپس میں لڑوا رہے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اِس آڑ میں محفوظ کر رہے ہیں۔

اگرچہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ اِس امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے اِس دعوے میں صداقت ہے تو پھر اِس سے کئی ایک ایسے سوالات جنم لے رہے ہیں کہ جن کے تسلی بخش جوابات حاصل کرنے میں کوئی خاص دقعت نہیں لگنی چاہئے.... میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِن سوالات کے جوابات کے لئے بس صرف اتنا ہی وقت درکار ہے کہ اگر اِس شہر میں موجود تمام

سیاسی اور مذہبی جماعتیں اپنے آپ کو اِس ایک نقطہ پر متفق کرلیں کہ ہمارے درمیان کون ہے جو اپنے وجود کو برقرار رکھنے اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرکے خاموشی سے ہمارے کارکنوں اور حامیوں کو نشانہ بنا کر ہمارے درمیان نفرت اور کدورت کے بیج بو رہا ہے اور ہمیں آپسمیں دست و گریبان کرنے کی سازشیں بناتا رہتا ہے تو اِس کے لئے سب سے پہلے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اپنے اپنے عسکری ونگز (اگر موجود ہوں یا اُنھوں نے واقعی بنا رکھے ہیں تو اِن) سے کچھ ماہ کے لئے اسلحہ رکھوادیں تو کوئی شک نہیں کہ کچھ ہی عرصہ میں خود بخود دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے کہ جو ایک عرصہ سے شہر کراچی کا امن و سکون کون تباہ و برباد کر رہا ہے اور جب یہ بات پوری طرح سے عیاں ہوجائے تو پھر کراچی میں موجود تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو باہم متفق اور متحد ہو کر اُس ملک دشمن ٹولے کے خلاف بھی ضرور آواز بلند کرنی ہوگی جس کی وجہ ٹارگٹ کلنگ کے واقعات زور پکڑ جاتے ہیں۔اور کراچی میں کسی بڑی ظاہری وجہ سے نہیں بلکہ معمولی معمولی باتوں سے اَب تک سیکڑوں افراد پر ٹارگٹ کلنگ کے باعث لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

ہمارے اربابِ اختیار کو شائد اِس حقیت سے بھی کسی حد تک انکار ممکن نہ ہو کہ کراچی میں حالیہ دنوں میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں اِن ہی روپوش

عناصر کا ہاتھ ہو جو قبائلی علاقوں میں جاری فوجی آپریشن سے بھاگ کر یہاں کراچی میں چھپ کر اپنی اِس قسم کی کارروائیاں کرکے اپنے غم و غصے کا اظہار کرکے حکومت سے انتقام لے رہے ہوں اور حکومت کو یہ باور کرانا چاہتے ہوں کہ ہم کہیں بھی کچھ بھی کر اور کروا سکتے ہیں۔

جبکہ یہ خبر بھی یقیناً اہلِ کراچی اور یہاں سرگرم سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے ساتھ ساتھ کراچی کے عوام کے لئے بھی حوصلہ افزا ہے کہ گزشتہ دنوں وزیرِ اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی صدارت میں کراچی میں حالیہ ٹارگٹ کلنگ کے رونما ہونے والے افسوسناک واقعات جن میں 42 معصوم قیمتی انسانی جانیں لقمہ اجل بن اِن کی آئندہ روک تھام کے لئے اپنی نوعیت کا ایک انتہائی اہم ترین اجلاس منعقد ہوا جس میں وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک، وزیر داخلہ سندھ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا اور دیگر اعلیٰ حکام نے شرکت کی تھی اِس اجلاس میں متفقہ طور پر سندھ میں رینجرز کو دیئے گئے خصوصی اختیارات میں مزید تین ماہ کی توسیع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی قطعاً اور کُلی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ شہر کراچی کے حساس علاقوں کی نگرانی کے لئے شہر کراچی کو زونز میں تقسیم کیا جائے گا اور کراچی میں ہتھیار لے کر چلنے، پبلک مقامات، سڑکوں، بازاروں، گلی کوچوں اور عمارتوں پر سیاسی جماعتوں کے جھنڈے اور بینرز لگانے پر مکمل پابندی ہوگی اور شہر میں بڑھتے ہوئے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کو روکنے کے لئے

یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ ٹارگٹ کلنگ میں ملوث افراد کی نشاندہی کرنے والے شخص کو ایک کروڑ کا انعام دیا جائے گا (مگر اِس کے بعد خود اِس کے تحفظ کی کوئی ضمانت دینے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا) اور اِس کے ساتھ ہی وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے اِس موقع پر اپنا سینہ چوڑا کرتے ہوئے یہ اہم اعلان بھی کیا ہے کہ ٹارگٹ کلنگ میں ملوث افراد کو گرفتار کرنے والے پولیس اہلکار کو فوری ترقی دیدی جائیگی اور اِس کے علاوہ ایک اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے بھی ہمت پکڑی اور اِس اجلاس میں بڑے ہی پُر جوش اور اپنے والہانہ انداز سے کہا کہ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لئے رینجرز اور پولیس کو شرپسندوں کو دیکھتے ہی گولی مارنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اِس اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کے بعد رینجرز اور پولیس کو ملنے والے خصوصی احکامات اور اختیارات کے نتیجے میں گزشتہ دو ایک روز کے دوران کراچی میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں زیادہ نہیں تو تھوڑی بہت ضرور کمی واقع ہوئی ہے۔ جِسے ایک اچھا امر ضرور قرار دیا جاسکتا ہے مگر اِس کے باجود بھی عوام یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اِس قسم کے احکامات ہر بار رینجرز اور پولیس کو دیئے جاتے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی نتیجہ کچھ نہیں نکل پاتا ... کچھ دن تو کراچی کے حالات ٹھیک رہتے ہیں اور پھر چند ہی دنوں بعد ہی اچانک شہر کراچی کی سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں دہشت گرد عناصر

یوں ہی دندناتے پھرتے ہیں اور پھر کسی خاص اشارے پر یہ معصوم انسانی جانوں کی ٹارگٹ کلنگ کی صورت میں خون کی ہولی کا کھیل، کھیل جاتے ہیں اور اِن کی اِن گھناؤنی کاروائیوں سے شہر پر خوف وہراس کی فضا قائم ہوجاتی ہے اور پورا شہر کسی قبرستان کا منظر پیش کرنے لگتا ہے اور اِسکے بعد پھر صوبائی حکومت کا کوئی ایسا ہی اجلاس ہوتا ہے اور فورسز کو خاص احکامات سونپ دیئے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں کچھ روز توامن قائم رہتا ہے اور پھریکدم سے وہی کچھ ہوجاتا ہے جس کی روک تھام کے لئے رینجرز اور پولیس کو خصوصی احکامات دیئے جاتے ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر بار ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کے بعد رینجرز کو خصوصی احکامات ملیں گے تو رینجرز اپنے فرائض انجام دے گی ورنہ نہیں....

اِس ساری صورت حال میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت شہر کراچی کو اُن دہشت گرد عناصر سے پاک کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر ایسے اقدامات کرے کہ جو علاقہ غیر سے بھاگ کر یہاں روپوش ہوگئے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو اکثر وبیشتر خود سے اور کبھی کسی کا آلہ کار بن کر شہر کراچی کا امن وسکون معصوم انسانی جانوں کو موت کے گھات اُتار کر تباہ وبرباد کردیتے ہیں اور اِس کے بعد ہماری سیاسی جماعتوں کے رہنما خود ہی ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کرکے آپس میں کدورتیں بڑھاتے ہیں اور اِس حقیقت کو پس پشت ڈالتے ہیں کہ اِن

دونوں کو کوئی تیسرا لڑوا کر اپنے ناپاک مقاصد حاصل کر رہا ہے۔ لہٰذا کراچی میں سرگرم تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنان کو ٹھنڈے دل و دماغ سے یہ بات ضرورت سوچنی چاہئے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کرنے کے بجائے اِس حقیقت کو ضرور تسلیم کرلیں کہ اِس وقت پورے پاکستان اور خاص طور پر شہر کراچی میں پاکستانیوں اور مسلمانوں کے قتل وغارت گری میں ملوث ایک قاتل امریکی خفیہ ایجنسی بلیک واٹر کے ایجنٹ بھی موجود ہیں جو پاکستان اور شہر کراچی کو مفلوج بنانے کے لئے قبائلی علاقوں سے بھاگ کر شہر کراچی میں چھپنے والے دہشت گردوں کے ساتھ مل کر پاکستان اور شہر کراچی کا امن و سکون تباہ و برباد کرنے میں مصروف ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے ارباب اختیار و اقتدار کراچی سمیت پورے ملک سے امریکی بلیک واٹر کے ایجنٹوں کو نہیں نکالیں گے اور شہر کراچی کو طالبان سے پاک نہیں کریں گے اُس وقت تک شہر کراچی میں نہ تو امن قائم ہوسکے گا اور نہ ہی اِس شہر اور ملک کی معیشت ہی پروان چڑھ سکے گی اِس طرح آئے روز رینجرز اور پولیس کو اضافی اختیارات اور احکامات دینے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جب تک حقیقی معنوں میں دہشت گردوں سے شہر اور ملک کو پاک نہ کیا جائے۔

بھارت اور پاکستان کا المیہ......اعتماد کا فقدان، اعتماد کا فقدان

یوسف رضا گیلانی کا سچ پاکستان میں دہشت گردی کا ذمہ دار بھارت ہے....
دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والا اور کوئی بھی زبان بولنے اور کسی بھی رنگ و نسل کا اور کسی بھی مذہب کا ماننے والا کوئی بھی دانشور کیوں نہ ہو وہ اقوامِ عالم کے اہلِ دانش کے ساتھ ضرور اِس ایک نکتے پر پوری طرح سے متفق اور متحد ہوگا کہ اگر ایک دوسرے پر اعتماد اور یقین مُحکم ہو تو پہاڑ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جاسکتا ہے اور اِسی اعتماد کے حوالے سے ایک عالِم کا قول ہے کہ اپنے اُوپر یقین رکھنا جہاد کا درجہ رکھتا ہے اور اِسی کے ساتھ ساتھ اقوامِ کُل میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ وہ انسان اور قوم جو اپنی صلاحیتوں پر یقین رکھتی ہے اِس کا ناکامی کو آخری اور حتمی ماننے سے انکار کردینا ہی اِس میں اپنے حصولِ مقصد کے لئے مسلسل جدوجہد کا حوصلہ پیدا کرتا ہے اور آخر کار اِس کا یہی حوصلہ اِسے کامیابی سے ہمکنار کردیتا ہے مگر اِن ساری اچھی اور تعمیری باتوں کے باوجود آج بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ بھارت اور پاکستان جو دنیا میں ایٹمی ممالک کا درجہ خاص رکھتے ہیں اور دوسری طرف اتفاق کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں ہی ممالک ایک

دوسرے کے پڑوسی بھی ہیں مگر (آج تک دونوں جانب سے سوائے اِس حقیقت کو تسلم کرنے کے اور کوئی خاص بات کبھی بھی سامنے نہیں آسکی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور بس.... اور دنیا یہ بھی خُوب جانتی ہے کہ اِن دونوں ممالک میں کبھی سوائے تناؤ کی کیفیت کے اور اچھے پڑوسیوں جیسا کہیں سے کوئی بھی مثبت اور تعمیری رویہ نظر نہیں آیا) اور اِس سے بھی زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ اِن دونوں ممالک میں ایک دوسرے پر اعتماد کا فقدان پایا جاتا ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ دنیا کے یہ دونوں (ایٹمی طاقت سے چُور) پڑوسی ممالک اپنے بہت سے سنگین نوعیت کے کئی ایسے مسائل جن کا حل صرف مذاکرات ہی سے نکل سکتا ہے یہ ماضی میں شروع کئے گئے اپنے کئی مذاکراتی ادواروں کے باوجود بھی اَب تک اپنا کوئی ایک مسئلہ بھی افہام و تفہیم اور ٹیبل ٹاک سے حل نہیں کرسکے ہیں۔ جن کے حل ہونے سے دونوں جانب سے جنگی تناؤ کچھ کم ہوتا اور دونوں ہی جانب کے عوام کو کوئی بہتری کی اُمید نظر آتی اور دونوں ہی جنگی جنون سے نکل کر اپنے وسائل اپنے عوام کی حالتِ زندگی درست کرنے اور اِن کے خوراک، صحت اور تعلیم جیسے بنیادی مسائل کے حل کے جانب خصوصی توجہ دیتے.... مگر مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ شائد بھارت دانستہ طور پر ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا کہ جس سے مذاکرات کے ذریعہ مسائل کا حل نکل سکے جس کے لئے یہ ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرکے پاک بھارت مذاکراتی عمل کو بڑی صفائی کے ساتھ سبوتاژ کر جاتا ہے۔

آخر اِس کی کیا وجہ ہے۔۔۔؟جب یہ سوال بھارتی عوام اپنے حکمرانوں اور حکومتی ذمہ داران سے پوچھتے ہیں تو بھارت کے تیز و طرار حکمران اور اِن کے ارد گرد منڈلاتے خوشامدیوں کا وہ ٹولہ جو یہ کبھی نہیں چاہتا کہ پاک بھارت تعلقات افہام و تفہیم سے مذاکرات کے ذریعے حل ہوں وہ اپنے عوام کے اِس پوچھے گئے سوال کا کو کوئی تسلی بخش جواب دینے کے بجائے ہر بار پاکستان پر اعتماد کے فقدان کا ٹیکہ گھونپ کر نکل بھاگتا ہے اور بھارتی عوام اِن کا یہ ٹکا سا جواب سُن کر منہ تکتے اور مرجھا کر رہ جاتے ہیں۔
اگرچہ گزشتہ دنوں بھارتی وزیر اعظم منموہن سِنگھ نے اپنی حکومت کے پہلے سال کی تکمیل پر نئی دہلی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حسبِ روایات یہ بات ضرور تسلیم کی کہ پاکستان بھارت کا بڑا ہمسایہ ملک ہے اور ہمسائے سے بہتر تعلقات استوار کئے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے مگراِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس موقع پر پاک بھارت بہتر تعلقات کے حوالے سے ایک بار پھر وہی روش اختیار کی جس کی وجہ سے ہر بار پاک بھارت مذاکرات بے نتیجہ رہے اور بھارت کی جانب روا رکھی گئی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ختم کر دیئے گئے اُنھوں نے پاکستان پراِسی قسم کا خاموش الزام لگاتے ہوئے کہا کہ پاکستان سے تعلقات کو بہتر بنانے کی راہ میں اعتماد کا فقدان بڑی رکاوٹ ہے اورجب

تک اِس مسئلے کو حل نہیں کیا جاتا، مذاکرات میں پیشرفت نہیں ہو سکتی تاہم اُنہوں نے دوسری جانب کھلم کھلا پاکستان کو متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ تنازعات سے پاک اور ایک پائیدار اور مستحکم تعلقات کے لئے پاکستان پر لازمی ہے کہ اپنی سرزمین بھارت کے خلاف استعمال نہ ہونے کی یقین دہانی کرائے۔ یعنی دوسری جانب اِن کا یہ خیال ہے کہ بھارت میں دہشت گردی کے ماضی میں جتنے بھی واقعات رونما ہوئے ہیں اِس سب کے پیچھے پاکستان کا ہاتھ ملوث تھا اور اِس کے لئے پاکستان کی سرزمین استعمال کی گئی تھی حالانکہ یہ بات بھارت بھی خُوب جانتا ہے کہ پاکستان اپنے بھارت جیسے پڑوسی کے لئے جارحانہ عزائم نہیں رکھتا مگر پھر بھی بھارت کی یہ ضد کیوں ہے کہ پاکستان اپنی سرزمین بھارت کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اور بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کی اِس پریس کانفرنس کے بعد یہ بات پوری طرح سے دنیاکے سامنے عیاں ہوچکی ہے کہ بھارت نے ہر بار پاکستان پر اعتماد کا فقدان لگا کر مذاکرات کا ستیاناس کیا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان کو بھارت پر اعتماد نہیں جبکہ حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے پاکستان نے جب بھی مذاکرات کی میز پر اپنے نکات رکھے تو بھارت نے ہر بار اِن نکات پر اعتراضات کرکے اِن نکات کے مقاصد کو پس پشت ڈالا دیا اور اِن پر عدم اعتماد کا اظہار کیا۔

اور اَب ایک بار پھر بھارت اپنی اِس حرکت کو پاکستان کے کھاتے میں ڈال کر

خود کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کیونکہ اِس کی عوام بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ بھارتیوں کی خصلت اور فطرت میں یہ شامل ہے کہ بھارتی بات سے بات نکالنے اور نکتے پہ نکتہ بیٹھانے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں کیونکہ اِس کی مثال اگر دیکھنی ہو تو بھارتی ٹی وی چینلز (اور خاص طور پر اسٹار پلس) پر چلنے والے وہ بھارتی ڈرامے ہیں جو ہر قسط میں کوئی نہ کوئی نیا موڑ لے آتے ہیں اور جن کی وجہ سے 10 قسطوں کا ڈرامہ 100 اقساط پر جا کر ختم ہوتا ہے جس سے اِس ڈرامے کی افادیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے یکدم اِسی طرح بھارتی حکمران بھی پاک بھارت مذاکرات کے دوران وہی طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے بھارتی حکمران اپنے چینلز پر دکھائے جانے والے ڈراموں کی طرح پاک بھارت مذاکرات کو طول دے کر کوئی ڈرامہ کر رہے ہیں۔

جبکہ اِدھر بھارتی وزیر اعظم منموہن سنگھ کے اِس بیان پر پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کچھ یوں کہا ہے کہ اعتماد کا فقدان دور کرنے کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے جس کے لئے دونوں ممالک کو اپنے تئیں مستقل بنیادوں پر اقدامات کرنے ہونگے جس سے دونوں ممالک کے عوام کے درینہ مسائل حل ہوں گے۔

ابھی جن دنوں پاک بھارت اعتماد کے فقدان کی بات چل ہی رہی تھی کہ اِسی

دوران وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے چینی وزیر دفاع جنرل لیانگ گوانگ لی اور برطانوی رکن پارلیمنٹ چوہدری سرور سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے یہ حق و سچ بھی ساری دنیا کے سامنے عیاں کر دیا کہ پاکستان میں دہشت گردی کے فروغ میں بھارتی خفیہ ادارے ملوث ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اِنہیں یقین دلاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ پاکستان کے پاس اِس کے ٹھوس شواہد موجود ہیں۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے اِس ولولہ انگیز انکشاف کے بعد اَب اہلِ پاکستان سمیت ساری دنیا کو بھی یہ حقیقت تسلم کرنی ہوگی کہ ایک طرف تو بھارت پاکستان میں امریکا، اسرائیل اور افغانستان کی طرح دہشت گردی کرانے میں اپنا بڑا اہم کردار ادا کر رہا ہے اور اُدھر ہی پاکستان کو مذاکرات کی دعوت دے کر اِس پر اعتماد کے فقدان کا لیبل چسپاں کر کے اُلٹا پاکستان کو ساری دنیا میں بدنام بھی کر رہا ہے۔

یقیناً اِس منظر اور پس منظر میں اَب دنیا کو یہ بات اچھی طرح سے جان لینی چاہئے کہ خطے میں دہشت گردی کا مرتکب پاکستان نہیں بلکہ بھارت ہو رہا ہے اور بھارتی حکمران اپنی شاطرانہ چالوں اور ہوشیاری سے اپنی اِس سازش پر ایک بڑے عرصے سے گامزن ہیں جسے پاکستانی حکمرانوں سمیت ساری دنیا کو بھی

سمجھنی چاہیے۔ اور بھارت کو اِس حرکت سے باز رکھنے کے لئے اِسے لگام دینے کا کوئی
طریقہ نکالنا چاہیے۔

خصوصی کالم: تمثیلِ سیاست

عالمی بینک کا پاکستان کو بجلی مہنگی کرنے کا الٹی میٹم، دھمکی یا لاڈ.......؟
اَبے اُو اَے پاکستان ! بجلی مہنگی کرنا.... عالمی بینک کی تڑی
سمجھ نہیں آتا کہ مملکتِ خداداد پاکستان پر آج کس کی حکومت ہے.....؟اور کون (صدر زرداری، اوباما، عالمی بینک یا آئی ایم ایف)اِس ملک کا سربراہ ہے ...؟اور کس کا حکم اور فیصلہ چل رہا ہے...؟اِس بے یقینی کے عالم میں ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام اِس مخمصے میں مبتلا ہیں کہ آخر ہمارے یہ حکمران جنہیں ہم نے اپنے ووٹوں کی قوت سے ملک اور قوم کے فیصلے کرنے کے لئے مسندِ صدارت اور وزارتِ عظمٰی کی ذمہ داریاں سونپی تھیں یہ کس مرض کی دوا ہیں...؟کہ یہ اپنے اُوپر حد سے زیادہ خود اعتمادی اور بھروسہ کرتے اور یہ ملک و قوم کے لئے خود کوئی فیصلہ کرتے اُلٹا اِنھوں نے اپنی یہ ذمہ داری بھی اپنے سروں سے اٹھا پھینکی ہے اور اِس ذمہ داری کا سارا بوجھ بھی اغیار (مسلمانیت کا لبادہ اوڑھے عیار اور مکار امریکی صدر اوباما، یا سود پر چلنے والے عالمی بینک اور آئی ایم ایف جیسے اداروں) کے کاندھوں پر ڈال دی ہے جو ملک اور قوم کے لئے تو کچھ کر نہیں رہے ہیں اُلٹا یہ بڑی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے

پاکستانیوں کو مصیبتوں اور پریشانیوں میں جکڑے جا رہے ہیں.... جنہیں عوام کی تکالیف اور پریشانی کا کوئی احساس تک نہیں ہے.... گویا کہ یہ بے حس بن چکے ہیں.....اور یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے ملکی اور عوامی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اپنے مفادات کا سوچنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ اِسی چکر میں پڑ کر ملک اور قوم کا ستیاناس کر رہے ہیں....؟

اِس خبر کے مطابق یہ یقیناً ہمارے حکمرانوں! سیاستدانوں! اور عوام (اُن لوگوں کے لئے جو اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی خود کو غیور اور محب وطن پاکستانی سمجھتے ہیں اُن سب) کے لئے آج شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ عالمی بینک نے الٹی میٹم دیا ہے اور آئی ایم ایف نے خبردار کیا ہے کہ اگر پاکستان اپنے یہاں بروقت بجلی کی قیمت میں یکمشت 6 فیصد اور یکم جولائی سے جبراً ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا نفاذ نہ کیا تو اِن دونوں پاکستان دشمن اداروں نے دھمکی آمیز الٹی میٹم دیا ہے کہ پاکستان کو کسی بھی صورت میں تخفیفِ غربت پروگرام کے تحت 30 کروڑ ڈالر کی قسط جاری نہیں کی جائے گی اور میرے قارئین کو یہ بھی واضح رہے کہ عالمی بینک کے جانب سے دیئے جانے والے اِس الٹی میٹم کے بعد حکومتِ پاکستان جو پہلے ہی کیا کچھ کم پریشان ہے اور زیادہ پریشان ہو گئی ہے اِس کے بعد حکومتی اراکین اِدھر اُدھر بغلیں جھانکتے پھر رہے ہیں کہ اِس صورت حال پہ کچھ سمجھ نہیں پا رہے ہیں کہ یہ کیا کریں....؟ یا کیا

نہ کریں..... ؟اوراِن کی سمجھ میں یہ بات شائد اَب تک نہیں آ پا رہی ہے کہ یہ عالمی بینک کا الٹی میٹم ہے دھمکی ہے یااِس کا پاکستان کے ساتھ کوئی لاڈ ہے کیونکہ عالمی بینک نے حکومت پاکستان سے کہاہے کہ 30 کروڑ کی قسط ہاتھ پھیلا کر وصول کرنے سے پہلے صرف ایک دن میں پاکستان کو بجلی کی قیمت میں یکمشت 6 فیصد اضافہ ضرور کرنا ہوگا ورنہ ہم اِسے یہ قسط ہر گز نہیں دیں گے اِسی لئے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے عالمی بینک کا یہ الٹی میٹم جس میں اُس نے پاکستان کو دھمکی یا لاڈ سے یہ کہا ہے کہ اُو..اے پاکستان جلدی سے بجلی مہنگی کرنا.....تاکہ میں تجھے 30 کروڑ ڈالر کی قسط دوں۔ جس کے بعد بجلی سے محروم اور لوڈشیڈنگ کی ماری اور اندھیرے میں ڈوبی پاکستانی قوم پر مہنگائی کا ایک بم گر پڑے گا۔ جس کے بعد قوم حکومت مخالف تحریک نہ چلائے گی.....؟ تو پھر کیا کرے گی.....؟اَب تو یہ بات ہمارے حکمرانوں کو سوچنی چاہئے کہ وہ اپنی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے عالمی بینک سے 30 کروڑ ڈالر کی قسط ہتھیانےکے عوض ملک اور قوم کو گروی رکھ کراِن کے ساتھ کیا کرنے.....؟اور کرانے جارہے ہیں۔؟

اگرچہ ابھی بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ قوم یہ بھی سُن لے کہ عالمی بینک کے الٹی میٹم کے ساتھ ساتھ دوسرے بڑے عالمی سود خور ادارے آئی ایم ایف نے بھی اِس بھیک مانگتی حکومتِ پاکستان کو ڈراتے اور دھمکاتے ہوئے اِس بات پر

شدید زور دیا ہے کہ اگر حکومتِ پاکستان نے یکم جولائی سے اپنے یہاں ویلیو ایڈڈ ٹیکس عائد نہ کیا اور اِس میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر کسی قسم کا تاخیری حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی تو پاکستان کی اقتصادی مشکلات کئی گنا بڑھ جائیں گی۔اِس کے بعد ایک طرف تو بیچارے ہمارے حکمران عالمی بینک کی تڑی سے پہلے ہی پریشان تھے اُوپر سے آئی ایم ایف کے سانپ نے بھی اپنے بل سے نکل کر پاکستانیوں کو ڈسنے کا عندیہ دے کر اِنہیں اور عوام کو ڈرا کر مزید پریشان کر دیا ہے۔اِس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی زیر صدارت ملک میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس عائد کرنے کے سلسلے میں ہونے والا بین الصوبائی اجلاس ملک کے چار صوبوں میں سے تین صوبوں کی بھر پور مخالفت کی وجہ سے بے نتیجہ ہو کر ختم ہوگیا۔میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً اِس اجلاس کے آخر میں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور اپنی سانسیں پھولا کر یہ کہا ہوگا کہ اِس کے لئے مزید اجلاس ہونگے اور جلد از جلد آئندہ چند ایک روز میں ایک اجلاس دوبارہ طلب کیا جائے گا تاکہ اِس حوالے سے اتفاق رائے حاصل کرکے آئی ایم ایف کو راضی کیا جائے۔اور اِس سے کسی نہ کسی طرح سے امدادی رقوم وصول کی جائیں۔ گو کہ حکومت نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ بھلے سے عوام کو بجلی کی قیمت میں چھ فیصد اضافہ اوریکم جولائی سے ویلیو ایڈڈا ٹیکس کا نفاذ کرکے مہنگائی کے ہاتھوں زندہ درگور کر دیا جائے۔ مگر عالمی بینک اور آئی ایم ایف جیسے سود خود ادارے کو ہرگز ہرگز

ناراض نہ کیا جائے۔
اَب اِس منظر اور پس منظر میں میرا یہ خیال ہے کہ اِس حقیقت سے بھی شائد کسی کو انکار نہ ہو کہ پاکستان کو آزاد ہوئے آج کم وبیش 63 سال گزر چکے ہیں نصف صدی سے بھی زائد کا یہ عرصہ دنیا کے کسی بھی ایک آزاد اور خود مختار ملک کو خود کو سنوارنے کے لئے بہت ہوتا ہے کہ وہ اِس سارے عرصے میں خود کو ترقی اور خوشحالی کی راہوں پر گامزن کرے اور اپنے ملکی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی ضرورتوں کو پورا کرے اور اگر پھر بھی اِن وسائل سے ملکی ضرورت پوری نہ ہو سکے تو دنیا کے دیگر ممالک سے ٹریڈ کی صورت میں اپنی ضرورتوں کی اشیا کو منگوا کر اپنا کام چلائے اور اپنی معیشت کو استحکام بخشے اور اِس طرح خود کو دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں لانے کی جستجو جاری رکھے اور اِن سارے معاملات کے ساتھ ساتھ اپنے عوام کے لئے بھی وہ تمام سہولیات زندگی مہیا کرنے کا فریضہ نبھائے کہ جس طرح دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے عوام کو اِن کی تمام بنیادی سہولیات زندگی میسر آتی ہیں۔
مگر آج انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہوئے (معاف کیجئے گا !اَب تو ہمیں شرم بھی نہیں آتی کہ) ہمارے سابقہ حکمرانوں کی نااہلی اور بعض کی ناقص حکمتِ عملیوں کے باعث ہمارا یہ وطن عزیز جو لاکھوں قیمتی انسانی جانوں کی

قربانیوں کے بعد دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اور خود مختار ملک ہونے کے ساتھ ساتھ
ایک مکمل اسلامی ریاست کے طور پر وجود میں آیا یہ ملک آج بھی اپنے آپ کو ترقی اور
خوشحالی کے اُس مقام تک خود کو نہیں پہنچا پایا ہے کہ جہاں دنیا کے وہ ممالک ہیں جو اِس
کے ساتھ ساتھ اور بعض اِس سے بھی کافی عرصہ بعد وجود میں آئے آج وہ ممالک تو
خود کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل کر چکے ہیں یہ دنیا کے دیگر ممالک کی
طرح اپنی پہچان ایک ترقی یافتہ ملک کی حیثیت سے کروا چکے ہیں اِس کی ایک خاص وجہ
صرف یہی ہے کہ اِن ممالک کے حکمران، سیاستدان اور عوام سب کے سب اپنے ملک اور
قوم کے ساتھ مخلص ہیں جن کا ہر عمل نہ صرف اپنے لیے ہے بلکہ اِنھوں نے اپنے ملک
اور قوم کو ایک ترقی یافتہ اور سولائزڈ (تہذیب یافتہ) بنانے کے لئے وہ کچھ کیا ہے جو
شائد آج تک ہمارے حکمران، سیاستدان اور عوام اپنے ملک کے لئے کچھ نہیں کر سکے
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بد قسمتی سے ہم آج بھی اُس ہی پستی اور کسمپرسی کی دلدل میں
دھنسے ہوئے ہیں جس طرح آج سے 63 سال قبل یعنی اپنی آزادی کے وقت تھے کیونکہ
ہم اپنے ملک اور قوم کے لئے کچھ کرنا ہی نہیں چاہتے ہیں ہمارے حکمران، سیاستدان
اور عوام اپنے مفادات کے چکر میں ایسے اُلجھ چکے ہیں کہ اَب ہم سب کنوئیں کے مینڈک
بن کر رہ گئے ہیں اور ہم اِس کنوئیں سے باہر دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ تب ہی تو ہم ترقی
نہیں کر رہے اور دوسرے آ کر ہم پر اپنا حکم چلا رہے ہیں اور دھونس اور دھمکیاں دے
رہے اور

ایک اہم ہیں کہ اپنی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے اِن کے غلام بن کر رہ گئے ہیں اور یہ سات سمندر پار رہ کر بھی ہماری کمزوریوں کا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اُلٹا ہمارے منہ پر جوتے بھی برسا رہے ہیں اور ہم پر زبردستی ایسے احکامات چلا رہے ہیں کہ جیسے یہ ہمارے حاکم ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اِن کے جوتے کھا کر بھی اِنہی کے مرہونِ منت ہیں پتہ نہیں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو کب خیرت آئے گی.....؟ کہ ہم دنیا سے امداد اور قرض لینے کا سلسلہ بند کر کے ایک حقیقی معنوں میں ایک خودار اور آزاد ملک پاکستان غیور اور محب وطن شہری کی حیثیت سے دنیا میں جانے اور پہچانے جائیں گے۔

لو کر لو گل... !امریکی فوج پاکستانی طالبان پر حملہ کر سکتی ہے.....؟

جب سے ہمارے ملک میں سیاستدانوں اور اپوزیشن سمیت سرکاری اور نجی ٹی وی چینلز کے اینکر پرسن کے کانوں میں ملک میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس کے نفاذ کی بھنک پڑی تو کسی نے اِس کی حمایت میں تو وہیں اکثریت ایسے لوگوں کی بھی شامل ہے کہ جنھوں نے اِس کی کھلم کھلا مخالفت میں اپنے اپنے انداز سے تانیں لگانے شروع کردیں اور یوں دونوں جانب سے ہی بات یہاں تک جا پہنچی کہ ملک واضح طور پر دو سوچوں کے حامل گروپوں میں تقسیم اور بٹا ہوا نظر آنے لگا اور ایک گروپ جو حکومت میں شامل وزرا کا ہے وہ آئی ایم ایف کی خصوصی ہدایات پر ملک میں یکم جولائی سے ویلیو ایڈڈ ٹیکس کے نفاذ کی حمایت میں اپنے سر دھڑ کی بازی لگانے کو بھی تیار بیٹھا ہے اور دوسرا گروپ جو میڈیا پرسن اور اپوزیشن والوں کا ہے وہ اِس ٹیکس کی ملک میں نفاذ کو رکنے کے لئے ایسا مخالف اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی شکل اختیار کرگیا ہے کہ اِس کا انداز انتہائی جنگجوانا جیسا ہوچکا ہے غرض کہ دونوں ہی جانب سے اِس ٹیکس کی ملک میں نفاذ اور عدم نفاذ کے لئے قوت کے بیدریغ استعمال کا عندیہ بھی حکومت اور قوم کو دیا جاچکا ہے۔

تو دوسری جانب اِس منظر اور پس منظر میں وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کے

مشیر خزانہ ڈاکٹر حفیظ شیخ نے اُن تمام شیخی خوروں اور ڈینگیں مارنے والوں کے ارادوں پر ایک پری بجٹ سیمینار میں یہ کہہ کر پانی پھیر دیا کہ چھوٹے اور غریب تاجروں اور کھانے پینے کی اشیا پر ویلیو ایڈڈ ٹیکس نہیں لگے گا اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی واضح کیا کہ چھوٹے اور غریب لوگوں کا نام استعمال کرکے بڑے لوگوں کو عیاشی نہیں کرنے دی جائے گی..... کیا واقعی آپ یہ جو فرما رہے ہیں ایسا ہی ہوگا....؟ اور اُنھوں نے انتہائی پُر تپاک انداز سے کہا کہ آنے والے بجٹ میں سبسڈیز ضرور دی جائیں گی لیکن یہ سبسڈیز صرف ملک کے چھوٹے اور غریب لوگوں کے لئے ہوں گی.... اِس بات کو تو قطعاً یقین نہیں آتا.....! ہاں البتہ! حفیظ شیخ نے اِس موقع پر اتنا ضرور کہا کہ یکم جولائی 2010 سے ملک میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس (ویٹ) نافذ کیا جائے گا اِن کا کہنا تھا کہ جو لوگ ملک میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس کی مخالفت کر رہے ہیں اور یہ ضرور ذہن میں رکھیں کہ آئی ایم ایف کے پاس جانا یا پی ایس ڈی پی زیرو کرکے اخراجات پورے کرنا ہماری اپنی چوائس (پسند) ہے اِس کے لئے آئی ایم ایف قرضے کے لئے ہمیں کوئی مجبور نہیں کرتا.... مگر میں یہ اِن سے اور حکومتی اراکین سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اِس خبر کا کیا کیجئے! کہ جس میں آئی ایم ایف نے آپ لوگوں کو تڑی لگائی تھی کہ "ملک میں بجلی کی قیمت بڑھاؤ ورنہ آئی ایم ایف قرضہ نہیں دے گا...." ورنہ تمہارا..... بھی نہیں لے سکے گا! اور اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ویٹ کی ملک میں کھلم کھلا مخالفت کرنے والے دراصل ویٹ

!!!!.....کے نہیں بلکہ ڈاکو یہ منٹیشن کے خلاف ہیں۔ لو کر لو گل
اور ابھی حکومتِ پاکستان اور پاکستانی قوم ویلیو ایڈڈ ٹیکس کے جادوئی اثر سے خود کو نکال بھی نہ پائی تھی کہ امریکا بہادر کے اُن رازوں کو جو امریکا میں پاکستان سے متعلق تیار کئے گئے تھے امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے اپنی ایک رپورٹ میں امریکی ارادوں کا کچھ اِس طرح پردہ چاک کیا ہے کہ " امریکی فوج پاکستانی طالبان (یا نہتے اور معصوم پاکستانیوں) پر یکطرفہ حملے کا منصوبہ بنا رہی ہے اور اِس اخبار نے اپنی اِس ہی رپورٹ میں اِس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ یہ حملے انتہائی ناگزیر صورتحال میں کئے جائیں گے یعنی کہ جب امریکا کے پہلے سیاہ فام مسلمان صدر مسٹر بارک اوباما کو یہ یقین ہوجائے گا کہ پاکستان میں کئے گئے اَب تک ڈرون حملوں سے بہتر نتائج برآمد نہیں ہوسکے ہیں تو پھر امریکا اپنا یہ منصوبہ استعمال کرے گا۔اور نہ صرف اِس اخبار نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے بلکہ اِس نے اُس امریکی منصوبہ بندی کا بھی سارا پروگرام کھول کر رکھ دیا ہے کہ امریکی فوج اپنے اِن حملوں میں فضائی اور میزائل حملوں پر مکمل انحصار کرے گی اور ضرورت پڑنے پر امریکی فوج اسپیشل آپریشنز دستے بھی استعمال کرے گی۔
یہاں میرا خیال یہ ہے اِس امریکی جرات پر ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور

عوام کو کسی قسم کی کوئی حیرانگی یا پریشانی ہر گز نہیں ہونی چاہئے کہ امریکا نے پاکستان سے متعلق ایسا ہولناک اور خطرناک منصوبہ کیوں بنالیا ہے تواِس پر عرض یہ ہے کہ جس کا کھائیں گے اُسی کی مائیں گے.....؟اَب اُس کی مرضی ہے کہ وہ ہمیں مرغا بنائے....ڈرون حملے کرے.....یا ہمارے معصوم شہریوں کو دہشت گرد بناکے گوانتے نامہ میں ٹھونس کر ہمارے کھالیں کھینچتا رہے اور ہمارے حکمران ماضی کے ڈکٹیٹر کی طرح یہ کہتے رہیں کہ واہ.....واہ سرکار کیا اسٹائل ہے آپ کا...... !! یہ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے امریکی آشیر باد کے عوض کبھی بھی امریکا کے آگے اپنے زبان کھولنے کی جرات ہی نہیں کی اگر یہ ایک بار بھی اپنے اندر ہمت پیدا کر کے امریکا کے سامنے اپنی زبان کھول دیتے تو کیا مجال تھی کہ امریکا کبھی بھی ہمارے متعلق ایسی سوچ رکھتا اور اپنی فوج سے پاکستان پر حملے کرنے کا کوئی منصوبہ بناتا مگر یہ ایک انتہائی حوصلہ شکن امر ہے کہ اِس امریکی منصوبے کے باوجود ہمارے وزیر اعظم نے امریکا کو منہ توڑ جواب دینے کے بجائے صرف اتنا کہا کہ پاکستان کو بیرونی دھمکیوں سے مرعوب نہیں کیا جاسکتا کسی بھی آپریشن میں دباؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (ہم توسب کچھ خود ہی کرنے کو تیار ہیں) جب کہ ضرورت تواِس امر کی تھی کہ امریکا کی اِس دھمکی کے جواب میں کوئی معقول جواب دیا جاتا کہ جس سے امریکا پر لرزہ طاری ہو جاتا مگر ہمارے حکمران ایسا نہیں کر سکتے اور شائد اَب یہ اِس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ

امریکا ایسا کچھ کرے تو ہم پھر اِس سے حقیقی معنوں میں سوائے احتجاج کرنے کے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ جبکہ اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس ساری صورت حال کو ہماری اپوزیشن کی لیڈر شپ کس انداز سے دیکھتی ہے....؟کیا یہ بھی خاموشی اختیار کرکے امریکا سے اپنی وفاداری کا ثبوت دے گی....؟یا واقعی اِس امریکی دھمکی پر اپنے کسی بھرپور ردِ عمل کا اظہار کرے گی....؟ یا ریت میں شتر مرغ کی طرح منہ چھپا کر اپنے آپ کو گورے شکاری سے خود کو محفوظ سمجھے گی.....(ختم شد)

گیارہ سال بعد بھارتی کمانڈر کا اعتراف، بھارت کارگل جنگ ہار گیا تھا

کیااِس عوامی اور جمہوری حکومت میں.. قوم پرویز مشرف کی واپسی کی منتظر ہے....؟
یہ حقیقت ہے کہ کبھی کارگل کا وسیع و عریض علاقہ جس کی اکثر چوٹیاں 16 سے 18 ہزار فٹ سے بھی زیادہ بلند ہیں جہاں سردیوں میں درجہ حرارت منفی 30 ڈگری سے بھی کم رہتا ہے اور یہ علاقہ آزاد کشمیر کا حصہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کے کنٹرول میں تھا جِسے 1971 کی جنگ میں بھارت نے پاکستان سے چھین لیا تھا اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب 1971 کی جنگ میں بھارت نے دھوکے اور چالاکی سے پاکستان سے یہ علاقہ اپنے قبضے میں لے لیا تھا تو پھر بھارت کو ہی شملہ معاہدے کی روح سے پاکستان کو اِس کے کچھ ہزار قیدیوں سمیت 5 ہزار مربع کلومیٹر تک کا علاقہ ڈنکے کی چوٹ پر واپس کرنا پڑا کیونکہ بھارت نے اِسے انتہائی چالاکی اور دھوکے سے حاصل کیا تھا اور یہ بھی (پاکستان اور بھارت میں لکھی گئی بے شمار) تاریخ کی کتابوں درج ہے کہ تب ہی سے ریاست جموں و کشمیر میں STATUS QUO پر ایک ایسا سمجھوتہ عمل میں لایا گیا کہ جس کے مطابق پاک بھارت افواج اُس وقت جہاں تھیں اُسے لائن آف کنٹرول قرار دے دیا گیا اور پھر اِس معاہدے کے تحت کارگل LOC کے اِس پار

بھارت کے غاصبانہ کنٹرول میں چلا گیا۔

اِس حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنرل ضیاالحق مرحوم کے دور میں بھارت نے جب سیاچن پر قبضہ کیا تو غالباً 1980 میں بھارت کو منہ توڑ جواب دینے کے لئے جنرل ضیاالحق مرحوم نے کارگل پر قبضہ کرنے کی اپنی منصوبہ بندی کی جو کہ اندورنی اور بیرونی مخالفت اور دباؤ کی وجہ سے مؤخر کر دی گئی۔

مگر جنرل پرویز مشرف نے دسمبر1989 میں اُس وقت کے وزیر اعظم میاں نواز شریف کو کارگل آپریشن کے بارے میں بریف کیا اور اِن سے اجازت لے کر کشمیر کی آزادی کے لئے پرویز مشرف نے 8 مئی 1999 کو "آپریشن البدر" کے نام سے کارگل محاذ کھول دیا۔ یوں کارگل کی بلند و بالا چوٹیوں پر پوزیشنیں سنبھالنے کے بعد بھارتی پوزیشنوں پر گولہ باری شروع کردی گئی جس کے نتیجے میں بھارت کو شدید جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

جس کی گواہی بھارتی فوجی جرنیل میجر جنرل اشوک کمار سہتہ نے بھارتی انگریزی اخبار دی سنڈے میں شائع ہونے والے اپنے مضمون "KARGAL FAILURE OF THE MIND" میں کچھ یوں دی ہے کہ "پاکستانی مداخلت کاروں نے بھارتی آرمی کو اتنی سرعت اور بے خبری کے عالم میں آلیا جس کا بھارتی فوج تصور بھی نہیں کر سکتی

تھی اور اُنھوں نے اپنے اِسی مضمون میں آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ "حقیقت یہ ہے کہ اِنڈین آرمی اِس قسم کے کسی بھی فوجی آپریشن کا پیشگی اندازہ لگانے میں بُری طرح سے ناکام رہی جس میں مداخلت کاروں کا نشانہ وسیع محاذ تھا" اور اِن کے بعد اَب ایک اور بھارتی فوجی نے ٹھیک گیارہ سال بعد کارگل جنگ کے فارمیشن کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائر کشن پال کائی وی نے اپنے ایک انٹرویو میں کارگل محاذ کے حوالے سے اپنی خاموشی توڑتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ" کارگل جنگ حقیقت میں بھارت نے نہیں جیتی اُنھوں نے اِس کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ 1999 میں کارگل جنگ میں 587 فوجیوں کی جانیں ضائع ہوئیں اور 1363 زخمی ہوئے اور اِس حوالے سے اُنھوں نے اِس بات کا بھی اعتراف کیا کہ بھارت اسٹریٹیجک لحاظ سے کارگل جنگ بُری طرح سے ہار گیا تھا اور اُنھوں نے اپنے اِسی انٹرویو میں اِس کا بھی انکشاف کیا ہے کہ اِس دوران بھارت سیاسی اور سفارتی محاذ پر بھی ناکام رہا اِن کا کہنا تھا کہ کارگل جنگ کے حوالے سے بھارتی سیاست دان اور حکمران بھی بھارتی فوج کی طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار رہے جس کی وجہ سے بھارت کو کارگل جنگ میں ہار کا سامنا کرنا پڑا اور یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے گیارہ برس تک اپنی زبان بند رکھی کیونکہ اِنہیں یقین نہیں تھا کہ بھارت نے حقیقتاً کارگل جنگ جیتی تھی۔

اگرچہ کارگل کے محاذ کے حوالے سے بھارتی فوجی جنرلوں کی جانب سے اپنی شکست

اور ہار کے اعترافی بیانات کے بعد اَب ہمارے ملک میں سیاسی اور عوامی سطح پر کارگل کے منصوبہ سازوں جن میں جنرل ریٹائر پرویز مشرف سرِ فہرست تھے اِن کی نااہلی ثابت کرنے والوں کو اپنی زبانیں بھی بند رکھنی چاہئیں کہ کارگل جنگ میں پاکستان کی شکست ہوئی تھی اور بھارت کو جیت مگر بھارتی جنرلوں کے اعترافی بیانات آنے کے بعد دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگیا ہے جبکہ حالات اِس کے بالکل برعکس تھے یعنی کہ پاکستان کی جیت ہوئی تھی اور بھارت کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

یوں میرا بھی یہی خیال ہے کہ بھارتی فوجیوں کے اقبالی بیانات کے بعد پرویز مشرف اپنے اُوپر کارگل محاذ کے حوالے سے نااہلی اور ناکامی کے لگنے والے الزامات سے بچ گئے ہیں اور قوم کو اَب اِس بات کا بھی پورا یقین ہوجانا چاہئے کہ پرویز مشرف کا کارگل محاذ کھولنے کا مقصد خالصتاً کشمیر کی آزادی تھا جس میں وہ سُرخرو ہونے کو تھے کہ اُس وقت کے امریکی صدر بل کلنٹن کی مداخلت کے باعث پاکستانی وزیر اعظم کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے پاکستان کو کارگل کی پوزیشن سے پیچھے ہٹنا پڑا۔

بہر کیف ! آج دنیا پرویز مشرف کو کچھ بھی کہے مگر اِس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ خالصتاً ایک محب وطن اور غیور پاکستانی ہیں جنہوں

نے ہمیشہ اپنی قوم کو پاکستان سے محبت کا درس دیا اور آج بھی جب یہ خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی دیارِ غیر میں گزار رہے ہیں تو یہ وہاں سے بھی اپنے ہم وطنوں کو پاکستان سے محبت اور سرزمینِ پاک سے اپنی محبت کے پیغامات بھیجتے رہتے ہیں جو اِس بات کا بھی بین ثبوت ہے کہ وہ اپنے ملک اور قوم سے کتنی محبت رکھتے ہیں جو وہ سات سمندر پار رہ کر بھی ملک اور قوم کے لئے اِن کی بہتری اور تابناک مستقبل کے لئے کتنے پریشان ہیں۔اِس کا اندازہ اُن کی اِس بے چینی اور بے قراری سے پاکستانی قوم لگا سکتی ہے کہ وہ ہر پل عوام کو پہنچنے والی تکالیف سے آگاہ ہیں۔اِن کا بس نہیں چل رہا کہ وہ موجودہ حکومت کو فوراً ہٹا کر خود اقتدار میں 12 اکتوبر 1999 کی طرح آکر بیٹھ جائیں۔

اور شائد یہی وجہ ہے کہ آج ملک میں ایک مکمل جمہوری حکومت ہونے کے باوجود بھی عوام کی ایک بڑی تعداد اِس حکومت کی عوام دشمن پالیسیوں سے خائف ہے اور عوام کی اکثریت یہ کہنے پر مجبور ہے کہ اِس جمہوری حکومت سے اچھی تو پرویز مشرف جیسے آمر کی حکومت بھلی تھی جس کی پالیسیاں ملک کے غریب اور مفلوک الحال عوام کے لئے تو اچھی تھیں۔اور اِسی خاموش عوامی حمایت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کے سابق صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ فیس بک پر مداح اِن کی وطن واپسی اور ملک میں آئین اور قومی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کے خواہش مند ہیں۔تاہم پرویز مشرف کا کہنا ہے کہ یہ میری خوبی اور کیا

کامیابی نہیں ہے کہ لوگ آج بھی مجھے پسند کرتے ہیں حالانکہ ملک میں ایک عوامی حکومت ہے مگر یہ حکومت عوام کو اُس طرح سے ریلیف دینے میں بُری طرح سے ناکام ہو گئی ہے جس طرح میں نے جسے پاکستان مسلم لیگ (ن) نواز شریف کے حامی لوگ میرا دورِ آمریت کہتے ہیں میں نے عوام کو اشیائے ضروریہ انتہائی سستے داموں اِن کی دہلیز تک پہنچائی تھیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ صرف پانچ ماہ کے مختصر سے عرصے میں ایک سماجی نیٹ ورکنگ ویب سائٹ پر میرے مداحوں کی تعداد 2 لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے جس میں 18 سے 34 سال کی عمر کے وہ 80 فیصد لوگ شامل ہیں جو قوموں کی تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں یہ لوگ مجھے چاہتے ہیں۔ اِن کا کہنا ہے کہ اگر عوام میرا ساتھ دیں تو میں عوام کو مہنگائی بھوک و افلاس اور کرپشن سمیت ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور قتل و غارت گری سے بھی پاکستان جلد آکر نجات دلوا سکتا ہوں۔

اَب پرویز مشرف کے اِس عندیے اور عوامی حمایت کے بعد ہمارے موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اُنھوں نے عوام کے لئے کیا.... کیا ہے؟ کہ عوام ایک جمہوری حکومت کے ہونے کے باوجود بھی پرویز مشرف جیسے آمر کو ملک کی دوبارہ حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

بہر حال! ملک کے سابق آمر صدر جنرل ریٹائر پرویز مشرف کیسے بھی ہیں مگر ساری

پاکستانی قوم کو اِس کا اعتراف ضرور کرنا ہوگا کہ اِن میں یہ اچھائی ضرور ہے کہ وہ ملک اور قوم کے ساتھ پہلے بھی مخلص تھے اور آج بھی اُسی طرح مخلص اور سچے ہیں جس طرح یہ اپنے دورِ حکومت میں تھے۔

مایوسیوں اور محرومیوں سے بھرا 5 جون کا بجٹ......2010-2011

حج اخراجات اور سندھ میں پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ قابل مذمت ہے
آئی ایم ایف اور اقوام متحدہ کے خدشات....؟
کہنے کو تو پاکستان ایک اسلامی ملک ہے مگرِاس ملک کی حکومت سوائے لفظی مسلمانیت کے عملی طور پرِاس سے کچھ کچھ دور ہے اور یہ ہمارا قومی المیہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے کہ قومی بجٹ 2010-2011 جسے 5 جون کو پیش ہونا تھاِاس کی آمد سے صرف دو روز قبل 3 جون 2010 کو وفاقی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے نئی حج پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اِس سال حج اخراجات میں 38 ہزار روپے کا اضافہ کردیا گیا ہے جس کے مطابق کراچی اور کوئٹہ کے عازمین کے کُل حج اخراجات 2 لاکھ 26 ہزار روپے اور اسلام آباد، پشاور، لاہور، ملتان اور اِسی طرح سے ملک کے دیگر مقامات کے عازمین کے لئے مجموعی طور پر 2 لاکھ 38 ہزار روپے ہوں گے" وفاقی وزیر مذہبی امور کے اِس اعلان کے بعد پاکستان کے اُن لوگوں کے دل پر کیا.....؟ بیتی ہوگی جو اِس سال حج کی عظیم سعادت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں گے اور اِن کے مذہبی جذبات کو کتنی ٹھیس پہنچی ہوگی شائد اِس کا اندازہ ہمارے حکمرانوں کو نہ ہو....

مگراِس ساری صورت حال میں مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ پاکستان کے عازمین حج کے لئے اتنے اخراجات اپنے پڑوسی سیکولر ملک بھارت سے کئی گنا زیادہ ہیں جو ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے اور اِن کے جذبہ ایمان کو جھنجھوڑ کے لئے کافی ہے کہ وہ خود اِس بات کا موازنہ بھارت سے کریں کہ جو کہیں سے بھی خود کو اسلامی ملک کہلانا پسند نہیں کرتا مگر پھر بھی بھارت اپنے یہاں مسلمانوں کو ہر سال حج پر جانے کی بے شمار سہولتیں مہیا کرتا ہے جس میں بھارتی عازمین حج کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اِن کا ملک ہر سال حج کے اخراجات اپنے پڑوسی اسلامی ملک پاکستان سے کم رکھتا ہے۔

اور اِسی طرح ایک اور افسوناک خبر یہ بھی ہے کہ تین جون کو یعنی کہ بجٹ آنے سے پہلے ہی حکومتِ سندہ نے بھی (جس کی ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کے بعد کوئی قانونی جواز نہیں تھا کہ پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کیا جاتا مگر پھر بھی اِس نے) پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں ایک روپے کا اضافہ کرنے کا نوٹیفیکشن جاری کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ حکومت کو عوام کی تکالیف اور پریشانیوں کا کوئی احساس نہیں ہے اور اِس نے یہ بھی جتادیا ہے کہ حکومت تو بس یہ چاہتی ہے کہ جیسے تیسے اِس کی مدت کے

پانچ سال پورے ہوں بھر بھلے سے عوام جیئے کہ مرے اور ملک کا کچھ بھی بنے .....اِس کی بلا سے...... مگر حکومت کو کوئی اِس کی مدت پوری کرنے سے نہ روکے.....بس....یوں ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام کے نزدیک جج اخراجات میں 38ہزار کا اضافہ اور سندھ میں پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں ایک روپے کا اضافہ نہ صرف قابلِ مذمت ہے بلکہ بڑی حد تک افسوسناک بھی ہے جِسے حکومت کو ہر حال میں واپس لینا چاہئے تاکہ عوام کہ دلوں میں اِس کا مورال بلند ہو ناں کہ اِس قسم کے غیر ضروری اقدامات کرنے سے عوام کے دل و دماغ سے حکومت کا وقار اور اِس کی ساکھ ختم ہو۔

بہرکیف ! پاکستانی قوم یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ گزشتہ 63,62سالوں کے دوران جس کسی (جمہوریت سے لبریز یا آمریت سے چُور) حکومت نے جب بھی قومی بجٹ پیش کیا اُس نے اِس میں اپنے عوام کو ہی قربانی کا بکرا بنایا اور یوں پاکستانی عوام کو اِس مرتبہ بھی پورا یقین ہے کہ 5جون 2010 کو عوامی خدمت کو اپنا نصب العین جانے والی پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت جو قومی بجٹ 2010-2011 پیش کرے گی وہ بھی سالِ گزشتہ کی طرح مایوسیوں اور محرومیوں سے بھرا ہوا ہوگا اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اِس میں بھی ملک کی مفلوک الحال اور بیچارے معصوم عوام کے ہی گلے پر بے تحاشہ ٹیکسوں کے نفاذ کی صورت میں مہنگائی کی چھری پھیر دی جائے گی۔

اگرچہ یہاں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سالِ گزشتہ کی طرح اِس سال بھی اِس عوامی اور جمہوری حکومت نے اپنا سینہ چوڑا کرکے اور گردن تان کر اپنے دامن (جو پہلے ہی سے داغدار ہے) کو بچاتے ہوئے یہ کہا ہے کہ "عوام پر اِس نئے مالی سال کے بجٹ 2010-2011 میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا اور حکومت نے کوشش کی ہے کہ ملک میں مہنگائی کو نہ بڑھنے دیا جائے اور مہنگائی کی چکی میں پسے عوام کو ٹیکسوں کی ادائیگی سے نجات دلا کر انہیں نہ صرف مہنگائی سے چھٹکارا دلایا جائے بلکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے' مگر اِس حکومتی لولی پاپ کے باوجود بھی ملک کے 21ویں صدی کے ہوشیار اور چالاک عوام کو حکومت کے اِس کہے پر ذرا برابر بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ حکومت عوام سے متعلق اِس بجٹ میں جتنا کچھ کہے گی اور کرنے کرانے کا جو منصوبہ بنائے گی وہ سب کے سب کیا حکومت نیک نیتی سے پورا کر پائے گی.....؟

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں حکومت عوام کو صرف بجٹ تقاریر میں تو خوش کرنے کی عادی ہے مگر عملی طور پر اِس سے عاری ہے کہ پاکستانی حکومت اپنے عوام کے لئے کچھ اچھا کرسکے کیونکہ معاف کیجئے گا جناب! ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ ہماری گزشتہ حکومتوں نے عوام کے لئے بجٹ تقاریر میں سوائے تقریریں کرنے کے عملی طور پر تو کبھی بھی کچھ نہیں کیا ہے اور آج یہ حکومت

بھی اِسی ڈگر پر چلتے ہوئے وہی کچھ کر رہی ہے جو اِس سے قبل کی حکومتوں نے عوام کو بجٹ میں ہندسوں کے گورکھ دھند سے سبز باغ دکھانے کے اور کچھ نہیں کیا ہے اور یوں اَب پچھلے ڈھائی سالوں میں عوامی ہمدردی کا ہر دم، دم بھرتے بھرتے نہ تھکنے والی یہ عوامی اور جمہوری حکومت بھی وہی کچھ کرے گی..... جیسا آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے)اِس سے ملک کے غریب اور مفلوک الحال عوام کو مہنگائی اور ٹیکسوں کی بھرمار کر کے ذبح کرنے کا منصوبہ بنا کر اِسے دیا ہے) اور اِسے ایسا کرنے کو کہا ہے یوں یہ عوامی اور جمہوری حکومت من وعن اُس پر عمل کر کے اپنے عوام کو مہنگائی اور ٹیکسوں کی چکی میں پیس کر شدید مشکلات سے دوچار کردے گی اور خود کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے نزدیک اپنی مدت پانچ سال پورے کرنے کے لئے پکا کر لے گی۔

اور شائد یہی وجہ ہے کہ اِس قومی بجٹ 2010-2011 کی تیاری سے لے کر اِس کی 5 جون کو پارلیمنٹ سے منظوری کرانے تک کے فعلِ تشنیع میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا بڑی حد تک عمل دخل ہوگا۔ جس میں صدر زرداری کی حکومت میں عوام پر بے شار کئی نئے ٹیکسوں کی بھرمار کر دی جائے گی کہ پاکستان کی پہلے سے مفلوک الحال عوام جب اگلے ہی روز سے مہنگائی کی عفریت سے دوچار ہوں گے تو پھر ملک بھر میں سوائے حکومت مخالف تحاریک چلنے اور پُر تشدت عوامی مظاہروں کی صورت میں موت کے رقص کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔

اُدھر آئی ایم ایف کے اشاروں پر عمل کرنے والی حکومتوں کے رویوں پر تبصرہ کرتے ہوئے عالمی مالیاتی ادارے (آئی ایم ایف) نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ پاکستان میں سیاسی صورت حال ہمیشہ غیر یقینی رہی ہے اور اِسی وجہ سے پاکستان میں مہنگائی غربت بڑھ گئی ہے (وہ (آئی ایم ایف) یہ کیوں نہیں کہتا کہ پاکستان میں غیر یقینی صورت حال پیدا کرنے اور اپنے اُلٹے سیدھے مشوروں سے پاکستان کے حکمرانوں کو بہکانے اور اِن سے اپنے مشوروں پر عمل کرواکر پاکستان میں مہنگائی کرانے اور ملک میں غربت بڑھانے کا ذمہ دار میں خود ہوں) اور اِسی طرح اقوام متحدہ نے بھی اِس بہتی گنگا میں اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے اپنا تجزیہ کچھ یوں پیش کیا ہے کہ پاکستان میں غربت اور مہنگائی کے باعث عوام کی قوت خرید شدید متاثر ہوئی ہے اور اَب تو آٹا بھی غریب عوام کی دسترس سے باہر ہوگیا ہے اور لوگوں کو بنیادی اشیائے ضروریہ کا حصول بھی مشکل تر ہوگیا ہے۔اِس سارے منظر اور پسِ منظر میں اَب ہمارے موجودہ حکمرانوں کے پاس کیا جواب رہ جاتا ہے کہ وہ یہ قوم کو سچ سچ بتا سکیں کہ بجٹ 2010-2011آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا تیار کردہ ہے یا یہ سارا کا سارا بجٹ میڈان صدر زرداری اینڈ کو کا ہے۔

جمہوری حکومت کا غیر جمہوری بجٹ 2010-11

عوام کو آٹے، گھی اور دالوں پر سبسڈی سے محروم کرکے ایوان صدر کا بجٹ بڑھا دیا گیا ہے

685ارب روپے خسارے اور 32کھرب 59ارب روپے کا بجٹ 2010-11

لیجئے جناب ! اِس میں کوئی شک نہیں کہ جمہوری حکومت کے دعویداروں نے ایک بار پھر واشنگٹن، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مداخلت سے اپنی حکومت کا 685ارب روپے خسارے اور 32کھرب 59ارب روپے کا دوسرا ایسا غیر جمہوری اور عوام دشمن وفاقی بجٹ 2010-11 پیش کردیا ہے کہ جس میں اِس حکومت نے ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ مفلوک الحال اور غریب عوام کے لئے کوئی ریلیف نہیں دیا ہے یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اُلٹا اِس حکومت نے اپنے آقاؤں کی آشیرباد سے اِس بجٹ میں الفاظ اور ہندسوں کے ہیر پھیر سے ملک کے وہ مفلس اور غریب عوام جو بیچارے پہلے ہی مہنگائی، بیروزگاری اور کرپشن کے مارے ہوئے تھے اِن غریبوں کے منہ سے روٹی کا خشک لقمہ بھی چھیننے کے لئے آٹے، گھی اور دالوں پر سبسڈی ختم کرنے کا اعلان کرکے اِنہیں زندہ درگور کرنے کا سامان کرلیا ہے۔

یہاں میں اپنے قارئین کے لئے یہ واضح کرتا چلوں کہ اِس بجٹ میں عوامی مسائل

جن میں خوراک، صحت، تعلیم اور روزگار کے مد میں کیری لوگر ایکٹ کے تحت آئندہ پانچ سالوں میں ملنے والی 7.5 ارب ڈالرز کی اُس امداد میں سے 5.9 ارب روپے کی وہ امداد بھی شامل ہے جسے حکومت نے عوام کے فلاح و بہبود کے لئے ہاتھ پھیلا کر اپنے کشکول میں ڈالوایا تھا مگر اِس کے باجود بھی حکومت عوام کو اِس رقم سے اِس بجٹ میں نہ تو خوراک کی مد میں ہی کوئی ریلیف دے سکی ہے اور نہ ہی صحت اور تعلیم کے مد میں کسی قسم کی کوئی خاطر خواہ رقم مختص کرنے میں کامیاب ہو سکی ہے۔

اگرچہ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امر یقیناً قابلِ افسوس ہے کہ خود کو غریبوں کی ہمدرد اور خیر خواہ ظاہر کرنے والی اِس حکومت نے موجودہ وفاقی بجٹ 2010-11 جس کا باضابطہ اعلان ہفتہ پانچ جون کی شام نومولود وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے اِسی روز اپنی وزارت کا حلف لینے کے بعد قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے کیا کہ آئندہ سال 2010-11 کے دوران مختلف شعبوں، اداروں اور اشیاکے لئے سبسڈی کی مد میں صرف ایک کھرب 26 ارب 68 کروڑ 30 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں اور اِس موقع پر اِس سے زیادہ ہمارے حکمرانوں کی بے حسی اور کیا ہوگی کہ اُنھوں نے بجائے کفِ افسوس کے اپنے مخصوص انداز سے اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا کو مخاطب کرتے ہوئے کیمرے کی جانب اپنے خوبصورت چہرے کا بھرپور پوز دیتے ہوئے کہا کہ سبسڈی کی مد میں رکھی گئی یہ

رقم رواں مالی سال کے مقابلے میں 45 فیصد کم ہیں جبکہ اِس موقع پر ان کا برملا یہ بھی کہنا تھا کہ رواں مالی سال کے دوران حکومت نے مختلف شعبوں کے لئے 2 کھرب 28 ارب 99 کروڑ 20 لاکھ روپے کی سبسڈی دی تھی یوں اُنہوں نے کہا کہ اِس سال حکومت نے ملک کے غریب عوام کے لئے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے بہتر مفادات میں غریبوں کے لئے حکومت کی جانب سے آٹے، گھی اور دالوں پر دی جانے والی سبسڈی ختم کردی ہے اِس طرح یہ پیسہ کسی اور کام میں لگ سکے۔ تاکہ ملک کے غریب عوام بھی ملک کی تعمیر و ترقی میں شامل ہو سکیں۔

اور شائد اِسی جواز کے پیشِ نظر ہی حکومت نے اِس بجٹ میں جی ایس ٹی کی شرح میں ایک فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے۔ جس سے متعلق ملک کے سیاسی، سماجی اور کاروباری حلقوں کا خیال ہے کہ جی ایس ٹی کی شرح میں ایک فیصد ہونے والے اضافے سے ملک میں پہلے سے منہ زور اور سینہ زور بے لگام مہنگائی میں زبردست اضافہ ہوجائے گا جس کا سارا بوجھ غریبوں کے کاندھوں پر ڈال دیا جائے گا۔

مگر یہاں اِس منظر اور پس منظر میں اتنا ضرور ہے کہ اِس حکومت نے جہاں الفاظ اور ہندسوں کے ہیر پھیر سے گھمڈ گھوٹالا کیا ہے تو وہیں حکومت نے اِس بجٹ میں وفاقی بجٹ کا تخمینہ حجم 27 کھرب 64 ارب لگاتے ہوئے 29 اشیا کی قیمتوں پر کسٹم ڈیوٹیوں میں کمی کردی ہے اور کسی حد تک اِس مہنگائی کو قابو کرنے

اور اِس کا بوجھ غریب عوام پر کم سے کم ڈالنے کے لئے پے اینڈ کمیشن کی سفارشات پر تین سال کے دوران عملدرآمد کا اعلان کرتے ہوئے حکومت نے اِس بجٹ کو کسی طرح غریب پرور بجٹ بنانے کے لئے اِس کے پہلے مرحلے میں سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہ پر صرف 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور سرکاری ملازمین کی پنشن میں صرف 15 سے 20 فیصد اضافہ کا اعلان کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جیسے اِس سے بہتر مراعات سرکاری ملازمین اور پنشنرز کو کوئی بھی حکومت بجٹ میں دے ہی نہیں سکتی .... جتنا اچھا اور غریب پرور بجٹ موجودہ حکومت نے پیش کیا ہے۔

حالانکہ اِس بجٹ میں ملک کے غریب عوام کے لئے کوئی ریلیف نہیں دیا گیا ہے۔ اُلٹا ملک کے غریب عوام کو آٹے، گھی اور دالوں کی مد میں ملنے والی سبسڈی کی بھی کٹوتی کردی گی ہے جب کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت ملک کے غریب عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ اشیائے ضروریہ پر سبسڈی دینے کا اعلان کرتی کیونکہ یہ ایک جمہوری حکومت ہے اور جس کا نعرہ ہی روٹی، کپڑا اور مکان ہے اِس لحاظ سے حکومت کو یہ بھی چاہئے تھا کہ جہاں اِس نے سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہ پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس دینے کا اعلان کیا ہے اِسے مستقل بنیادوں پر کم از کم 80 فیصد کرکے اِن کی تنخواہوں میں ضم کردیا جاتا تو یہ اِس حکومت کا کوئی بڑا اور عظیم کارنامہ ہوتا اور اِسی طرح پنشنرز کو پنشن

کی مد میں بھی 100 فیصد تک کا اضافہ کرنا چاہئے تھا تو پھر عوام کہہ اٹھتی کہ یہ ایک جمہوری حکومت کا غریب پرور اور عوام دوست بجٹ ہے ورنہ تو اَبھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ اِس ملک کی جمہوری حکومت کا جمہوری بجٹ ہے کیونکہ اِس بجٹ میں نجی اداروں سمیت اخبارات اور ٹی وی چینلز کے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے نہ تو کوئی اعلان کیا گیا ہے اور نہ ہی نجی اداروں اور اخبارات اور نجی ٹی وی چینلز کے مالکان کے لئے اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے کسی قسم کے لائحہ عمل کا کوئی اعلان کیا گیا ہے۔

البتہ ! اِس بجٹ میں یہ بات کسی حد تک قابلِ تعریف کہی جاسکتی ہے اگر اِس پر اِسی طرح سے عمل کر دیا جائے تو اچھا ہوگا کیونکہ بجٹ میں اِس کا بھی اعلان کیا گیا ہے کہ وفاقی وزرا کی تنخواہوں میں 10 فیصد کمی کا اعلان اور مزدور کی ماہانہ اجرت کم از کم اَب 7 ہزار روپے ہوگی۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ اِس بجٹ میں ویلیو ایڈڈ ٹیکس جس کے یکم جولائی 2010 سے نفاذ سے متعلق عوام میں پریشانی لاحق تھی اِسے اِس بجٹ میں یکم اکتوبر 2010 تک مؤخر کرنے کی نوید سُنا کر عوام کے نیم مردہ جسموں میں جان ڈال دی گئی ہے۔

مگر اُدھر ہی دوسری جانب اِس بجٹ میں ایوان صدر کے بجٹ میں 3 کروڑ 70 لاکھ

ہزار روپے کا اندھا دھند اضافہ کرکے اِس حکومت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عوام 10 کے منہ سے روٹی کا لقمہ جو آٹے، گھی اور دالوں پر سبسڈی ختم کرکے چھینا گیا ہے اُس لقمہ کو اَب ایوانِ صدر کے بجٹ میں تین کروڑ ستر لاکھ دس ہزار روپے کی صورت میں چبایا جائے گا۔

گو کہ یہ ایک ایسی جمہوری حکومت کا عوامی بجٹ ہے جس میں عوام کو تو کچھ نہیں ملا یعنی کہ عوام آٹے، گھی اور دالوں پر ملنے والی سبسڈی سے بھی محروم ہوگئے مگر جمہوری حکومت کے جمہوری صدر کو ایوانِ صدر کے لئے اِس بجٹ 3 کروڑ 70 لاکھ 10 ہزار روپے کی رقم تو چٹکی بجاتے ہی مل گئی۔

اَب کوئی کیسے.....؟؟؟؟ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک عوامی حکومت کا خالصتاً عوامی بجٹ ہے جس میں عوام کے منہ سے کھانے پینے کی اشیا پر سبسڈی ختم کرکے اِنہیں محروم کر دیا گیا ہو تو پھر یہ کیسی عوامی حکومت ہوئی......؟؟؟اور کیسا اِس کا یہ عوام دوست بجٹ ہوا.....؟؟؟؟

خدارا! اَب کوئی مہمان میرے گھر نہ آئے

ننگے بھوکے غریب پاکستانیوں کے لئے اِس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں

ایک روز حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ رو پڑے۔ پوچھا گیا: کہ حضرت آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کافی دنوں سے میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں رب العزت مجھ سے ناراض نہ ہوگئے ہوں کہا جاتا ہے کتنا بڑا مرتبہ ہے کسی مہمان کا اور اللہ والے اپنے یہاں مہمان کی آمد کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا کرتے تھے اور جب مہمان کسی کے گھر کافی عرصہ سے نہیں آتا تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ کہیں اللہ اِن سے ناراض تو نہیں ہوگیا اور اِسی طرح آج بھی ہمارے معاشرے میں یہ کہاوت بہت مشہور ہے کہ جس گھر میں مہمان نہ آتے ہوں وہ گھرانہ منحوس ہوتا ہے مگر مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب سے میں نے آنکھ کھولی ہمیشہ میں نے اپنے گھر پر مہمانوں کا ڈیرا جما دیکھا روز کوئی نہ کوئی مہمان صبح سویرے اپنے پورے لاؤ لشکر میرا مطلب ہے اپنے اہلِ خانہ سمیت آدھمکتا اور کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ کئی ایک خاندان کئی کئی دن، ہفتے اور مہینے تک ہمارے گھر پر مہمان بنے رہتے اور ہماری اماں جی اِن مہمانوں کی مہمان نوازی میں بھاگ بھاگ کر لگی رہتیں کہ کہیں مہمان کی خاطر

تواضع میں کوئی کسر نہ رہ جائے اِن کے نزدیک اپنے میکے اور سُسرالی مہمانوں کی کوئی تمیز نہ تھی وہ سب کے لئے یکساں اپنی میزبانی کے فرائض محض اِس پر عمل پیرا ہو کر ادا کرتیں تھیں کہ "مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں کوئی کسی کا نہیں کھاتا سب اپنے اپنے نصیب کا کھاتے ہیں " اور ایسے ہی کچھ عرفہ و اعلیٰ خیالات ہمارے ابا سائیں کے بھی تھے وہ جب تک حیات تھے وہ بھی اپنے اِسی جذبے پر قائم و دائم رہے اور وہ گھر پر آئے ہوئے مہمانوں کے لئے اپنی استعداد سے کہیں زیادہ بڑھ کر کیا کرتے تھے۔

اِس طرح اِن کی مہمان نوازی نہ صرف قریبی رشتہ داروں تک مشہور تھی بلکہ ساری برادری میں ہماری اماں جی اور ابا سائیں کی مہمان نوازی کے چرچے ہونے لگے تھے بہت سے دور کے رشتے دار بھی اِیسے تھے جو محض اِن کی مہمان نوازی کی جانچ پڑتال کے بہانے کئی کئی دن اور ہفتے ہمارے یہاں مہمان بن کر رہتے اور آخر کار جب اِنہیں یہ یقین ہو جاتا کہ میزبان کے ماتھے پر اِن کی موجودگی پر کوئی شکن تک نہیں آئی تو وہ جاتے ہوئے یہ جتا جاتے تھے کہ ہم تو محض اِس کھوج میں آپ کے یہاں مہمان بن کر آئے تھے کہ برادری میں آپ دونوں میاں بیوی کی مہمان نوازی کے جو ڈنکے بجتے ہیں وہ صرف اپنے خونی اور قریبی رشتہ داروں کی مہمان نوازی تک محدود ہیں یا جو بھی آپ کی دہلیز پر آ جائے سب کے لئے آپ لوگ اپنے یہاں مہمان نوازی اور میزبانی کرتے ہیں۔

واقعی آپ کی مہمان نوازی ہر خاص و عام کے لئے ایک جیسی ہے اور جاتے جاتے یہی لوگ اماں جی اور ابا سائیں کو خوب ڈھیر ساری دعائیں دے کر جاتے .... مگر جب ابا سائیں اللہ کو پیارے ہو گئے تو آہستہ آہستہ ہمارے یہاں مہمانوں کی آمد میں کمی آتی گئی اور ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ سوائے ہمارے ننھیالی اور ددھیالی رشتہ داروں کے دیگر نے ہمارے گھر آنا جانا قدرے کم کر دیا تھا۔

شائد اُنہیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ اِن کی مہمان نوازی میں کمی آجائے گی مگر سب کچھ اُن کی سوچوں کے برعکس ہوا ہماری اماں جی نے اپنے غریب خانے پر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی میں ابا سائیں کے انتقال کے بعد بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ اُسی طرح سے گھر آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر تواضع میں لگی رہتیں جیسے ابا سائیں ! کی موجودگی میں مصروف رہا کرتیں تھی ۔

مگر آج ابا سائیں کے انتقال کے تیرہ سال بعد اماں جی کی مہمان نوازی میں واضح فرق نظر آیا جسے نہ صرف ہم سب بہن بھائیوں نے ہی محسوس کیا بلکہ ہمارے بہت سے قریبی رشتہ داروں نے بھی ہم سے اماں جی میں یوں اچانک اِن کی روائتی مہمان نوازی سے متعلق پیدا ہونے والی تبدیلیوں اور اِن کے رویوں اور

سوچوں کا بھی تذکرہ کیا کہ اماں جی! جیسے اَب گھر آنے والے مہمانوں سے کچھ بیزار سی ہونے لگی ہیں اور اِن میں اَب میزبانی کے وہ تیور نہیں رہے جیسے پہلے کبھی ہوا کرتے تھے مگر ہفتہ دس دن سے تو اِن میں کچھ عجیب و غریب قسم کی تبدیلی واقعی آ گئی تھی یعنی آپ اِسے یوں سمجھ لیں کہ اماں جی نے جب سے 5 جون 2010 کو پیش ہونے والے وفاقی بجٹ 2010-2011 کی بجٹ تقریر وزیر خزانہ عبدالحفیظ شیخ کی سُنی اور اِس کے بعد سرکاری اور نجی ٹی وی چینلز سے اِس پر تبصرے سُنے اور اِس کے اگلے روز کے اخبارات پڑھے تو اِس کے بعد سے اَب تک اماں جی نے تو حد ہی کر دی ہے اُنھوں نے تب سے (اِن سطور کے تحریر کرنے تک) ایک ہی ضد اور رٹ لگا رکھی ہے اور وہ مجھ سے یہ کہتی رہتی ہیں کہ میں جلد از جلد اپنے کمپیوٹر سے ایک ایسا پرنٹ (نوٹس لکھ کر) نکالوں اور اِسے اپنے گھر کے مین گیٹ پر لگا دوں کہ جس پر یہ تحریر ہو" اِس سے انکار نہیں کہ مہمان بے شک اللہ کی رحمت ہوتے ہیں مگر اِس بجٹ 2010-2011 کے بعد جس میں غریب کے لئے آٹے، گھی اور دالوں پر سے سبسڈی ختم کر دی گئی ہے اور عوامی حکومت نے ایک فیصد مہنگائی کم کرنے کے بجائے اُلٹا 1 فیصد مہنگائی بڑھا دی ہے اِس منظر اور پس منظر میں براہِ کرم! خدارا اَب کوئی مہمان کسی (میزبان) کے گھر چند گھنٹے یا ایک دو روز سے زیادہ ٹھر کر خود کو زحمت نہ بنائیں کیونکہ میزبان بھی اِسی معاشرے کا حصہ ہے اور وہ بھی اِسی منہ توڑ اور سینہ زور مہنگائی کا ڈسا ہوا ہے لہذا وہ مہمان) کسی کے گھر جا کر رحمت کے)

بجائے زحمت بننے سے اجتناب برتے اور اگر پھر بھی کوئی کسی کے گھر یا ہمارے یہاں اِس نوٹس کو پڑھ کر بھی آنا ہی چاہتا ہے تو بے شک ! وہ آئے....اور ضرور آئے...مگر اپنے ساتھ کھانے پینے کی اشیا ضرور ساتھ لائے (ورنہ ! ناں آئے) اور وہ حضرات بھی یہ بات اچھی طرح سے نوٹ کرلیں کہ جو صرف چند گھنٹوں کے لئے ہمارے مہمان بننا چاہتے ہوں تو براہِ کرم ! وہ بھی اپنے ساتھ دودھ، پتی، چینی اور دیگر لوازمات ساتھ لائیں ہم اُن کے لئے اپنے گھر سے چائے بناکر صرف سروس پیش کر سکتے ہیں اِس کے علاوہ ہم اِس مہنگائی کے دور میں اپنی طرف سے چائے تو کیا.....؟ بسکٹ تک پیش کرنا گوارہ نہیں کریں گے اَب....آگے ہمارے گھر آنے والے مہمان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ ہمارے گیٹ پر لگے اِس نوٹس کو پڑھ کر ناراض ہو یا خوش اِس مہنگائی کے دور میں اِس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں کہ کوئی ہمارے اِس نوٹس کو پڑھ کر ....ہمارے متعلق کیا سمجھے گا....؟اور کیا نہیں

جی ہاں ! قارئین حضرات یہ حقیقت ہے کہ اِس حکومت میں مہنگائی کے بعد ہم جیسے بہت سے غریبوں نے شائد ایسا ہی کچھ کرنے کا پروگرام بنالیا ہو مگر ہمیں فخر ہے کہ ہماری اماں جی نے ملک کے کروڑوں غریبوں کی نمائندگی اپنے اِس نوٹس سے کردی ہے کہ وہ لوگ جو کبھی اپنے گھر مہمانوں کی آمد کو اللہ کی رحمت جانتے ہوئے باعثِ مسرت سمجھتے تھے اور اِن کی خاطر تواضع میں بچھ بچھ

جاتے تھے اَب آج یہی میزبان اِس بجٹ 2010-2011 کی آمد کے بعد مجبور ہیں کہ اپنے گھروں پر یہ عبارت تحریر کر رہے ہیں کہ "خدارا اِس بجٹ کے بعد جس میں آٹے، گھی اور دالوں پر سبسڈی ختم کردی اور ایک فیصد مہنگائی بڑھا دی ہے اَب کوئی مہمان ہمارے گھر نہ آئے"....

اِس کے ساتھ ہی مجھے آج یہ کہنے دیجئے! کہ اِس حکومت نے 5جون کو اپنے تئیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کہنے پر ملک میں مہنگائی کا طوفان برپا کرنے والا بجٹ 2010-2011 بڑی شان وشوکت سے کیا پیش کیا....؟ گویا کہ اِس نے اپنے اِس عوام دشمن بجٹ سے ملک کے کروڑوں گھروں کے چولہے ٹھنڈے کر دیئے ہیں اور اِسی طرح کروڑوں گھرانوں سے اِن کی برسوں سے جاری مہمان نوازی کی روایات بھی ختم کرنے کا سامان کر دیا ہے اور شائد آنے والے دنوں میں ملک سے مہمان نوازی کا کلچر بالکل ختم ہوجائے اور ساری مہمان نوازی صرف ایوانِ صدر تک محدود ہو کر رہ جائے کیونکہ اِس بجٹ میں ایوانِ صدر کا بجٹ مہمان نوازی کے لئے بڑھا دیا گیا ہے آج یہی وجہ ہے کہ ننگے بھوکے پاکستانیوں کے لئے اِس بجٹ2010-2011 میں کوئی ریلیف نہیں ہے یوں ملک میں اِس حکومت کا گراف جو کبھی تیزی سے کسی حد تک بڑھ رہا تھا اَب اُس سے بھی کہیں زیادہ تیزی سے نیچے کی جانب گر رہا ہے۔

کاہلوں کی دنیا کے شہنشاہ

ایمان کے اُجالے میں بدی کو پروان نہ چڑھنے دیں.......

میں بڑے دنوں سے اِس سوچ میں تھا کہ کوئی کالم ایسا لکھوں جو روز مرّہ کی خبروں اور تبصروں سے ذرا ہٹ کر ہو آج اتفاق سے یہ موقع ہاتھ لگ گیا ہے تو میں نے چاہا کہ اپنی اُس سوچ کو جلد از جلد عملی جامہ پہناؤں اِس سے پہلے کہ کوئی من چلی اور چلبلی سی کوئی خبر آنکھوں کو چکما دے کر میری سماعت سے ٹکرا کر دل کو للچاتی اور بل کھاتی ہوئی آئے اور مجھے مجبور کرے کہ میں اِس پر اپنا کالم لکھ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں اور حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ضمیروں کو جھنجوڑوں کہ سب لکھاری ایسا ہی کرتے رہے ہیں ....اور کر رہے ہیں بس .... کیونکہ آج کل ہمارے یہاں یہی کچھ ہو رہا ہے جتنے بھی لکھنے والے ہیں وہ اپنے تئیں تو بہت اچھا اور عمدہ لکھ رہے ہیں مگر معاف کیجئے گا ! افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ لکھاری پرانا ہو یا نیا وہ آج جن حکمرانوں اور سیاستدانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے قلم کو اپنے خونِ جگر کی سیاہی سے بھر کر آج جو کچھ بھی وہ اپنے قلم کے ذریعے تحریر کر رہا ہے اُن لکھاریوں سے حکمران اور سیاستدان کوئی رہنمائی لینا ہی نہیں چاہتے وہ (حکمران اور

سیاستدان) تو بس یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ عقل اور ذہانت کا سارا خزانہ اِن کی مٹھی میں ہے جو یہ کریں...؟ سوچیں....؟اور کہیں....؟ غرض کہ اِن کا ہر قول و فعل سب بہتر ہے اور یہ ملک کی ساڑھے سولہ کروڑ عوام کے ہر قول و فعل سے ارفع و اعلیٰ ہے اور باقی سب.....بیکار اور بے مقصد ہے اور خاص طور پر لکھاری اور اینکرز تو یہ سب کے سب ہی سیاسی فنکار ہیں جو حکمرانوں خاص طور پر موجودہ حاکموں اور سیاستدانوں کے لئے اپنی فنکاری سے اِن کے حکومتی امور میں پریشانیاں پیدا کر رہے ہیں۔

جبکہ اُدھر ہمارے ہی ملک کی دو فنکار بہنوں سجنا اور آشا کا اپنے ایک انٹرویو میں یہ کہنا ہے کہ ایکٹنگ میں حکمرانوں اور سیاستدانوں کا کوئی ثانی نہیں ہے اِس سے تو یہ مطلب ظاہر ہوا کہ حکمران اور سیاستدان دونوں ہی عوام کے سامنے سجے اسٹیج پر آ کر اور پارلیمنٹ میں جو ایکٹنگ کر رہے ہوتے ہیں ایسی ایکٹنگ تو کوئی بڑے سے بڑا اسٹیج، تھیٹر، ریڈیو، ٹی وی اور فلم کا فنکار بھی نہیں کرسکتا جتنی اچھی اور عمدگی سے اداکاری ہمارے ملک کے حکمران اور سیاستدان اِن جگہوں پر کر رہے ہوتے ہیں۔

بہرحال ! آج مجھے دلی طور پر بڑا اطمینان محسوس ہو رہا ہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے اِس کالم کو کسی خبر سے دور رکھوں اور اپنے کالم کو اُس

طرح تحریر کروں جس کے لئے دل بیقرار اور مضطرب ہے سو میں اپنے آج کے کالم کی ابتدا اِس حکایت سے کر رہا ہوں کہ تپتی دوپہر میں سیب کے باغ میں ایک درخت کی چھاؤں میں ایک شخص لیٹا ہوا تھا اور سورج بھی اپنی تابانیاں (آگ کے گولے).برسا کر آہستہ آہستہ مغرب کی جانب ڈھلتے جارہا ہے مگر یہ شخص تھا کہ اِسے سونے سے ہی فرصت نہیں تھی جبکہ دوپہر کے کھانے کا بھی وقت ہوچکا تھا عین اِسی وقت درخت کی ٹہنی سے ٹوٹ کر ایک سیب اِس کے پیٹ پر آ گرا اور یوں اِس کی اچانک آنکھ کھل گئی اِس نے دیکھا کہ ایک.بڑا سا سیب اِس کے پیٹ پر پڑا ہے اور اِسے بھوک بھی.بڑی شِدّت کی لگ رہی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر کے نیچے کئے یوں ہی لیٹا رہا اور اپنے پیٹ پر پڑے سیب کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہا اور اپنی بھوک کی شِدّت کو .برداشت کرتا رہا بالآخر !اِس کی مراد پوری ہوئی اِسے اپنے قریب کسی کے آنے کی سرسراہٹ محسوس ہوئی جیسے جیسے کسی کے آنے کی آواز تیز ہوتی گئی اِس کی بھوک کی شِدّت میں اضافہ بھی ہوتا گیا اور پھر اِس نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے جو اِس کے قریب سے گزر رہا ہے اِس نے گھڑسوار شخص کو آواز دی .... "اے بھائی !...اے بھائی !ذرا رک جاؤ....اِس کی درد اور کراہٹ سے بھری آواز سُن کر گھوڑے پر سوار شخص کوئی آٹھ دس فٹ کے فاصلے پر جا کر اپنا گھوڑا رُوک کر کھڑا ہو گیا اور لیٹے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر بولا کہ ....ہاں بھائی بولو ! تمہیں کیا تکلیف ہے....؟میں تمہیں کیا مشورہ دے سکتا ہوں....؟ گھڑ

سوار شخص کے یہ ہمدردانہ الفاظ سُن کر لیٹے ہوئے شخص نے کہا کہ "اے گُھڑ سوار بھائی ! اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو اور کوئی تکلیف نہ گزرے ....؟ تو میرا ایک انتہائی معمولی سا کام کر دوگے ....؟ گھڑ سوار اتنا سُن کر خاموش رہا..... پھر لیٹے ہوئے شخص نے کہا کہ "بھائی ! میرے پیٹ پر پڑا یہ سیب جو تم دیکھ رہے ہو کیا....؟ تم مجھے اٹھا کر دے سکتے ہو.... مجھے بڑی زوروں کی بھوک لگی ہے تمہارے اِس ذرا سے کام سے میں بھوکا کچھ کھا لوں گا......" ابھی لیٹا ہوا شخص اور کچھ بولتا.... کہ گھڑ سوار نے لیٹے ہوئے شخص سے سوال کیا اور پوچھا کہ ..."اے لیٹے ہوئے بھائی ! کیا تیرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں جو تو اتنا بھی اپنے لئے نہیں کر سکتا کہ اپنے پیٹ پر پڑے سیب کو اٹھا کر کھا لے اور اپنی بھوک مٹا لے....." "اِس سے پہلے کہ گھڑ سوار اور مزید کچھ کہتا... لیٹے ہوا شخص ترنت بول پڑا کہ "نہیں نہیں بھائی ایسا کچھ نہیں ہے اللہ کا فضل ہے کہ میرے دونوں ہاتھ سلامت ہیں....."اِس پر گھوڑے پر سوار شخص نے کہا کہ" تو پھر تو اپنے ہاتھ استعمال کیوں نہیں کر رہا ہے....؟ اور اِس کے ساتھ ہی پھر گھڑ سوار شخص نے کہا ہت تری کی ہم تیرے اِس کام کے لئے اپنے گھوڑے سے اُتریں اور آٹھ دس فٹ چل کر تیرے پاس آئیں .... جھکیں اور تیرے کو سیب اٹھا کر دیں اور تجھے سیب کھلا کر آئیں اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی منزل کو روانہ ہوں.....اے کاہل اور سُست شخص شائد تجھے نہیں معلوم کہ ہم تجھ سے بھی بڑے کاہل اور سُست انسان ہیں کیونکہ اَب سے کچھ دیر پہلے ہم بھی

برابر والے باغ میں تیری طرح سے لیٹے ہوئے سو رہے تھے کہ اِسی دوران ہمارے منہ پر ایک کُتا پیشاب کر گیا ہم یہ جانتے ہوئے بھی کُتا ہم پر پیشاب کر رہا ہے ہم اُسے بھاگا نہیں سکے تو اَب تو ہی بتا کہ ہم تیری کیا مدد کر سکتے ہیں......؟ کیونکہ یہ بات تیرے اور میرے عمل سے ثابت ہو گئی ہے کہ ہم دونوں ہی کاہلوں کی دنیا کے شہنشاہ ہیں جو اپنا کوئی کام خود سے نہیں کر سکتے.... جب کہ ہمارے پاس اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتیں اور سہولتیں ہیں اور وہ تمام وسائل بھی اگر ہم دونوں اپنی کاہلی اور سستی کو دفن کرکے اِنہیں استعمال کریں تو کیا مجال ہے کہ ہم اپنے مسائل خود حل نہ کرلیں اور اِسی کو ہی دیکھ لو کہ اللہ نے تمہیں دونوں ہاتھ دیئے ہیں اور تم اِنہیں خود اپنے لئے ہی استعمال نہیں کر رہے ہو اور یہاں لیٹے لیٹے یہ انتظار کر رہے ہو کہ کوئی آئے اور تمہارے پیٹ پر پڑے ہوئے اِس سیب کو اٹھا کر تمہارے منہ میں ڈالے تو تم اِسے کھاؤ اور اپنے پیٹ میں لگی بھوک کی آگ کو بجھاؤ..... اور اِسی طرح میری کاہلی اور سستی کا یہ عالم ہے کہ میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ کُتا مجھ پر پیشاب کر رہا ہے میں اُسے دہت.... دہت اور ہش.... ہش کرکے نہ بھگا سکا اور اِس سے زیادہ میری اور کیا کاہلی اور سُستی ہو گی کہ میں اپنے منہ سے یہ الفاظ بھی ادا نہ کر سکا اور کُتا خاموشی سے اپنا کام کرکے چلا گیا۔

اور اِس طرح پھر گھڑ سوار شخص کی یہ ساری باتیں سُننے کے بعد لیٹے ہوئے

شخص کو اپنے اُوپر ندامت محسوس ہوئی اور اِس نے اُسی وقت یہ تہیہ کرلیا کہ اگر اُسے زندگی میں کامیابی حاصل کرنی ہے تو اُسے کاہلی اور سُستی کا دامن چھوڑنا ہوگا اِس کے بعد لیٹا ہوا شخص تیزی سے اٹھا اور اِس نے جلدی سے اپنے پیٹ پر پڑے سیب کو اٹھایا اور اِسے کھا کر اپنی بھوک مٹائی اور گھڑسوار کے قریب آ کر بولا" کہ اے بھائی! تمہارا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں اور میری آپ سے بھی یہی درخواست ہے کہ اَب آپ بھی اپنی کاہلی اور سُستی وغیرہ چھوڑیں اور اپنے آپ کو ایک چاک وچوبند انسان بنائیں اور اپنی باقی زندگی ایک کامیاب طریقے سے گزاریں اور اپنے تمام وسائل اپنی مدد آپ کے تحت خود استعمال کریں نہ کسی سے اپنے معاملات میں مدد طلب کریں اور نہ ہی یہ اُمید رکھیں کہ ہم کسی کو اپنے وسائل استعمال کرنے کی اجازت دیں گے تو کوئی ہمارے فائدے کی سوچے گا ہر گز نہیں کیونکہ اِس میں بھی اگلے کے اپنے مفادات وابستہ ہوں گے وہ ہمارے سے زیادہ اپنے فائدے کی سوچے گا اور ہمارے ہی وسائل سے کما کر اپنی کمائی میں سے ہی ہمیں بھیک اور خیرات جتنی رقم دے ہماری مدد کرے گا۔ اور ساری دنیا میں یہ گاتا پھرے گا کہ میں اِس کی مدد کر رہا ہوں اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی یہ چاہئے کہ یہ بھی اپنے ملکی وسائل اپنی مدد آپ کے تحت خود ہی استعمال کریں اور تھر کے کوئلے کے ذخائر سے خود کوئلے نکالنے کا بندوبست کریں ناں کہ کسی اور کو اِن ذخائر کو دے کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں کہ کوئی اِنہیں

نکال کر ہماری مدد کرے گا.....؟ جبکہ کوئی دوسرا ایسا کچھ نہیں کرے گا جیسا ہمارے حکمران سوچ رہے ہیں لہٰذا اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ اَب ہمیں یہ تہیہ بھی کرلینا چاہئے کہ ہم ہمت کریں اور کاہلی اور سُستی کو چھوڑیں اور اپنے وسائل خود استعمال کرتے ہوئے یہ کرنا چاہئے کہ ہم ایمان کے اُجالے میں بدی کو نہ پروان چڑھنے دیں۔

امریکی سفیر کا اعتراف ... اور نواب غنی تالپور کا انکشاف

کراچی میں اِکا دُکا ٹارگٹ کِلنگ بھی کیوں ہو رہی ہے..

کوئی کچھ بھی کہے مگر حقیت تو یہی ہے کہ آج امریکا خود بھی پاکستان کی موجودہ سیاسی، سماجی اور معاشی و اقتصادی صورتِ حال کے حوالے سے شدید قسم کے تذبذب کا شکار ہے کیونکہ اَب آپ اِسی کو ہی دیکھ لیں کہ کہیں سات سمندر پار بیٹھے ہوئے امریکی تھنک ٹینک کے کارندے پاکستان کے موجودہ حالات سے مطمئین نظر نہیں آتے تو کہیں اِن کی سوچوں کے بالکل برعکس پاکستان میں مقیم امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن پاکستان کے اِن حالات سے پوری طرح مطمئین ہیں اِس کا اندازہ اِس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اُنھوں نے جس طرح بوسٹن میں پاکستانی تاجروں اور کاروباری اداروں کے حکام سے خطاب کے دوران والہانہ طور پر اِس کا اعتراف کرکے ایک طرف پاکستانیوں کے حوصلے بڑھادیئے ہیں تو وہیں اُنھوں نے امریکی تھینک ٹینک کی اُن کوششوں پر بھی پانی پھیر دیا ہے جو ایک عرصہ سے پاکستان کو دنیا کے سامنے ہر لحاظ سے ناکام ریاست منوانے پر تلے بیٹھے تھے۔

یقیناً این ڈبلیو پیٹرسن کا یہ خطاب جس میں اُنھوں نے "امریکی تاجروں پر زور

دیا ہے کہ وہ پاکستان میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کریں اِس لئے کہ پاکستان سرمایہ کاری کے لئے دنیا کے کئی ممالک سے اَبھی (اِن گھمبیر حالات میں بھی) سب سے زیادہ محفوظ اور سازگار ہے "اُنھوں نے نہ صرف یہ کہا بلکہ اِس موقع پر پیٹرسن نے اپنی اِسی بات کی وضاحت میں پاکستان کا موازنہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ " امریکی عوام مذہبی تشدد کے عادی نہیں (مگر یہ بات تو پیٹرسن جی ! آپ نے غلط کردی ہے کہ دنیا میں مذہبی تشدد کے عادی جتنی امریکی عوام ہے آج شائد دنیا کے دیگر ادیان کے پیروکاروں کے مقابلے میں کوئی دوسرے نہیں ہیں یہاں ایک میں ہی کیا مجھ جیسے اِس دنیا میں کروڑوں ایسے ہوں گے جو آپ کی اِس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کریں گے کہ امریکی عوام مذہبی تشدد کے عادی نہیں ہیں بہر حال یہ موقع اِس بحث میں جانے کا نہیں ہے اِسے پھر کسی کالم کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں ہاں ! تو بات ہورہی تھی پیٹرسن کے اُس خطاب کی جس میں اُنھوں نے کہا تھا کہ) "اگر امریکی عوام اعداد و شمار کو دیکھیں تو میکسیکو، کولمبیا اور گوئے مالا میں تشدد کی صُورتِ حال پاکستان کی نسبت کئی گنا زیادہ خراب ہے جو ایک بڑا مسئلہ ہے اِن کا اپنے اِس خطاب میں اپنے امریکیوں کو یہ کہہ کر مخاطب کرنا کہ "اِس لئے پاکستان کی جز وقتی موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے امریکیوں کی جانب سے پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے رکاوٹ نہیں بنی چاہئے " پاکستان میں امریکیوں کو سرمایہ کاری کی کھولی طور پر دعوت دینا اِن گھمبیر حالات میں کہ جب خود پاکستانی بھی پاکستان کی

موجودہ صورت حال کے باعث اپنا سرمایہ لگانے سے کنی کترا رہے ہیں ایسے میں پیٹرسن کا امریکی تاجروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے متحرک کرنا یقیناً ہم پاکستانیوں کے لئے بڑے حوصلے کی بات ہے۔اِس کے علاوہ اُنھوں نے اِس بات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان کے موجودہ جزوقتی مسئلے کا واحد اور حقیقی حل یہ ہے کہ پاکستان میں جس قدر جلد ممکن ہوسکے نجی شعبے میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کی جائے اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ یہ ساری باتیں اپنی جگہ بالکل درست ہیں کہ پاکستان کے حالات دنیاکے دیگر (حتیٰ کہ بھارت جیسے شورش زدہ) ممالک کے نسبت بہت بہتر ہیں مگر پھر بھی پاکستان کے دشمن ممالک (جن میں بھارت سرِ فہرست اور امریکا) دنیا بھر میں پاکستان کو ایک ہوّا بنا کر پیش کر رہے ہیں تاکہ پاکستان میں کوئی سرمایہ کاری نہ کرسکے جس کی وجہ سے پاکستان کا دیوالیہ ہوجائے اور پاکستان دنیاکے سامنے ایک ناکام ریاست بن جائے۔

اُدھر ہی ایک اِنتہائی حیران کن خبر یہ بھی ہے کہ جس کے مطابق قومی اسمبلی میں جب آئندہ مالی سال کے بجٹ پر بحث وتکرار جاری تھی کہ اِسی دوران حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی نواب غنی تالپور نے جہاں بجٹ کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو وہیں اُنھوں نے اِس بات کا بھی انکشاف کیا کہ "سندھ میں امن و امان کی صُورتِ حال اتنی خراب ہے کہ پانچ بجے

شام کے بعد باہر نکلنا مشکل ہے" تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سندھ میں امن وامان کی صُورتِ حال اتنی ہی خراب ہے تو حکومت اِسے سُدھرانے کے لئے کیا اقدامات کررہی ہے....؟ خود نواب غنی تالپور صاحب! نے سندھ کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کے حوالے سے خود کیا کرلیا ہے.....؟ جو اُنھوں نے بڑی آسانی سے یہ کہہ دیا کہ سندھ میں امن وامان کی صُورتِ حال اِتنی خراب ہے.....؟ اور اُتنی خراب ہے....؟ کہ شام 5 بجے کے بعد باہر نکنا مشکل ہے" میرا اِس موقع پر اِن سے صرف یہ کہنا ہے کہ جنابِ محترم! آپ کی اپنی پارٹی کی حکومت ہے اور آپ خود بھی اِس حکومت کے حصہ ہیں تو آپ ہی سندھ میں امن وامان کی بہتری کے لئے امن کا جھنڈا اٹھا کر نکل کھڑے ہوں تو پھر دیکھیں کہ آپ کے پیچھے کتنے امن کے متلاشی پروانے ہوں گے....؟ یوں بس یہ کہہ دینا کہ سندھ میں امن وامان کی صورت حال بہت خراب ہے.... بہت آسان ہے.... اگر خراب ہے تو اِس کو ٹھیک کرنے کے لئے جلد از جلد ضرور کچھ کریں تاکہ ملک میں زیادہ سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری ہو کیونکہ امریکی سفیر پیٹرسن تو بوسٹن میں امریکی اور پاکستانی تاجروں اور کاروباری اداروں کے حکام سے اپنے خطاب کے دوران پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ پاکستان سرمایہ کاری کے لئے دنیاکے دیگر ممالک سے زیادہ محفوظ ہے" اور اُلٹا آپ کہہ رہے ہیں کہ سندھ میں امن وامان کی صُورتِ حال خراب ہے شام پانچ بجے کے بعد باہر نکلنا مشکل ہے" آپ کو ایسا غیر ذمہ داری والا بیان نہیں دینا چاہئے تھا کہ جس سے حکومت اور آپ کی

اپنی پارٹی کی سُبکی ہو۔

بہر کیف ! یہ حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہیے کہ کراچی جو گزشتہ کئی دنوں سے ایک بار پھر ٹارگٹ کلنگ کرنے والے وحشیوں کے نرغے میں ہے اور کراچی کی سڑکیں معصوم اور نہتے انسانوں کے خون سے رنگین ہوئی پڑی ہیں اور کراچی کی زمین کا ایک ایک ذرہ ذرہ اپنی پیاس بے گناہ اور معصوم انسانوں کے خون بجھا رہا ہے اِس دوران ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بننے والے کئی خاندان اپنے پیاروں کی ناگہانی موت سے اِن کی جدائی کے غم سے نڈھال ہیں اور شہر پر موت کا راج ہے اور ہر طرف خوف وہراس کا عالم ہے لوگ مر رہے ہیں اور ملک کے تجارتی اور معاشی حب کراچی کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ کراچی کی اِس بگڑتی ہوئی صورتِ حال پر وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے اپنی ایک پریس کانفرنس کے دوران تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "کراچی میں اِکا دُکا ٹارگٹ کِلنگ ہو رہی ہے اور مجموعی طور پر کراچی کے حالات اور امن وامان کی صُورتِ حال قابو میں ہے "مگر میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قائم علی شاہ اِکا دُکا کا لفظ استعمال ہی نہ کرتے صرف یہ کہہ دیتے کہ کراچی میں ٹارگٹ کِلنگ کے جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ قابل مذمت ہیں مگر ہم نے اِس کے باوجود بھی امن وامان کی صورتِ حال کو کنٹرول کرلیا ہے۔ مگر اُنھوں نے تو کراچی میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کے

واقعات کو اِکا دُکا کہہ کہ اِن واقعات کی احساسیت کو کم کرکے جیسے اِن کا مذاق اڑایا ہے۔ جبکہ وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے کراچی کی موجودہ صُورتحال پر وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ سے ملاقات کے دوران تبادلہ خیال کیا اور اِس کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ کراچی میں ٹارگٹ کِلنگ کے واقعات میں کوئی تیسری قوت شیعہ سُنی فساد کرانے کی سازش کررہی ہے اور اِن کالعدم قوتوں کے پیچھے جن عناصر کا ہاتھ کارفرما ہے اِن کا تعاقب کررہے ہیں اور اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ کراچی کے شہری فکر نہ کریں شرپسند عناصر کبھی کامیاب نہیں ہوپائیں گے اور کراچی کی صورت حال کے حوالے سے حکومت نے اگلے ہفتے اہم اجلاس طلب کرلیا ہے" یہاں ہم رحمٰن ملک کے اِس عزم پر یقین کرتے ہوئے ربِ کائنات کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ کرے کہ کراچی کی صورت حال کے حوالے سے اِس مرتبہ ہونے والے اپنی نوعیت کے اہم اجلاس میں حکومت کسی نتیجے پر پہنچے اور کوئی ایسا لائحہ عمل مرتب کرے کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ہاتھ کراچی میں شرپسندی کرنے والے عناصر کے گریبانوں اور اِن کے نیٹ ورک تک پہنچے.....اور یوں حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار اِس شہر کو شرپسندوں سے پاک کرکے اِس شہر کراچی کو امن وامان کا گہوارہ بنائیں۔ اور پھر اِس طرح آئندہ شہر کراچی میں

اِکا دُکا بھی ٹارگٹ کِلنگ کے واقعات رونما نہ ہونے پائیں۔

مغربی میڈیا کا پاکستان سے متعلق من گھڑت اور منفی پروپیگنڈا کیوں

غیر ملکی جرائد پاکستان سے متعلق ہر جھوٹ کو بھی سچ بنا کر پیش کر دیتے ہیں
اِس سے قطعاً انکار نہیں کہ مغربی میڈیا مسلم ممالک بالخصوص پاکستان سے متعلق اپنے تمام تر ذرائع منفی اور من گھڑت پروپیگنڈے کے لئے استعمال کر رہا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ دنیا یہ جانتی ہوئے بھی کہ مغربی میڈیا پاکستان کے بارے میں جو بکواس کر رہا ہے وہ سب کا سب جھوٹ پر مبنی ہے اِس کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مگر پھر بھی وہ اِس کے سارے جھوٹ کو حقیقت اور سچ جان کر اِس کی بات کا پورا یقین کر لیتی ہے کہ جو یہ (مغربی میڈیا) پاکستان سے متعلق کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔ یہاں مجھے اِس اندھی، بہری اور گونگی دنیا سے یہ ضرور کہنا ہے کہ وہ پاکستان سے متعلق مغربی میڈیا کی کسی بات پر یقین کرنے اور کوئی غلط رائے قائم کرنے سے پہلے یہ ضرور جان لے کہ مغربی میڈیا جو بکواس کر رہا ہے کیا واقعی وہ سب کا سب حقائق پر مبنی ہے....؟ یا من گھڑت ہے....؟ جبکہ دنیا کو مغربی میڈیا کی ایسی کسی ملک کی منفی پروپیگنڈہ مہم کی روشنی میں ماضی سے موازنہ کرتے وقت اِس بات کو بھی سامنے رکھنا ہوگا کہ اگر مغربی میڈیا کی

کسی پروپیگنڈہ مہم کی صاف اور شفاف تحقیقات کی جائے تو حقائق یکدم اِس کے برعکس ہوتے ہیں کیونکہ دنیا کو آج بھی یہ بات جان کر خود بڑی شرمندگی محسوس ہورہی ہے کہ اِسی مغربی میڈیا اور ہاورڈ یونیورسٹی نے کچھ سال قبل عراق میں جوہری ہتھیاروں کے ذخائر سے متعلق ایسے ہی کچھ من گھڑت اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کا سہارا لے کر عراق سے متعلق جو غلط عالمی رائے عامہ ہموار کی تھی اور جس کے بعد مغرب کے ہی کچھ ممالک جو اپنے آپ کو دنیا میں امن کا بڑا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اُنھوں نے ہی عراق کے خلاف امریکا کے ساتھ مل کر اپنا ایک ایسا اَن ٹوٹ (اَن بریک ایبل) اتحاد قائم کیا اور پھر اِس اپنے ایلائنس کی صُورت میں عراق پر چڑھائی کرکے اِس کا ستیاناس کردیا اور اِس کے بعد اِن کے لاکھ جتن کے باوجود بھی اِن کے ہاتھ کوئی ایسی چیز آج تک نہیں لگ سکی ہے جس کی عراق میں وافر مقدار میں موجودگی کا پروپیگنڈہ مغربی میڈیا کیا کرتا تھا۔ اور یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ایک بار پھر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت یہی مغربی میڈیا حکومتِ پاکستان اور پاکستان کے حساس اداروں سے متعلق ایسے ایسے من گھڑت اور بے بنیاد منفی پروپیگنڈوں میں مصروف ہے کہ جس کا حقیقت سے بھی دور کا کوئی واسطہ تو درکنار اِس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ ایسا بھی کبھی ہوسکتا ہے....؟جس کا کُھلم کُھلا اظہار مغربی میڈیا اپنی من گھڑت رپورٹوں میں کچھ یوں کر رہا ہے کہ جیسے پاکستان کے حساس اداروں کا طالبان سے رابطہ ہے اِس قسم کی رپورٹوں سے سوائے

پاکستان کے حساس اداروں کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بے مثال حاصل ہونے والی کامیابیوں اور اِن اداروں سے وابستہ شہدا کی پیش کی جانے والی قربانیوں پر سوالیہ نشان لگانے کے سِوا اور کچھ نہیں ہے۔ جبکہ یہاں دنیا کو بھی یہ بات اچھی طرح سے جان اور سمجھ لینی چاہئے کہ پاکستان کے حساس ادارے کسی بھی صُورت میں ملک دشمن عناصر سے رابطہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ ہمارے حساس اداروں کی تاریخ گواہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں اپنی جانوں سے بھی زیادہ اپنے وطن عزیز پاکستان کی سالمیت، استحکام اور بقا کو ہر چیز سے کہیں زیادہ مقدم رکھا ہے اور آج بھی ہمارے یہ حساس ادارے اپنے وطن کی زمین کے ایک ایک انچ کی حفاظت کے لئے ملک دشمن عناصر جو کسی بھی (خواہ طالبان کی) شکل میں ہوں اِن سے نبرد آزما ہیں اور اِنشاءاللہ وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ جب ہمارے حساس اداروں کے بہادر سپوتوں پر مشتمل ہمارے یہ حساس ادارے ملک کو ہر قسم کے دشمن سے پاک کرنے میں جلد کامیاب ہوجائیں گے۔ جبکہ یہ بات اَب ساری دنیا کو اچھی طرح سے ماننی پڑے گی کہ مغربی میڈیا پاکستان سے متعلق ایسے من گھڑت پروپیگنڈے کرکے پاکستان پر نفسیاتی دباؤ ڈال کر اپنی فورسز کے حصے کا کام بھی پاکستان کے حساس اداروں سے لینا چاہتا ہے۔ اور اِس کا کوئی مقصد اَب تک نظر نہیں آتا کہ وہ اپنے ایسے من گھڑت پروپیگنڈوں سے حکومتِ پاکستان اور پاکستان کے حساس اداروں کو بلیک میل کرکے اور کوئی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز نے

کابل سے مائلز ایمورے کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس پر کسی بھی پاکستانی کو یقین نہیں آرہا ہے کہ کیا یہ رپورٹ حقیقت پر مبنی سکتی ہے...؟ جس میں مائلز ایمورے نے کُھلم کُھلا پاکستان پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ پاکستان باغی طالبان کو اسلحہ فراہم کرتا ہے اور نہ صرف ایمورے نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے بلکہ وہ پاکستان سے اپنی دشمنی کا ثبوت اِسی رپورٹ میں یہ تحریر کرکے یوں دے رہا ہے کہ پاکستان انہیں ٹارگٹ بھی بتاتا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ مائلز ایمورے کی پاکستان سے بغض اور کینہ پروری کا یہ عالم ہے کہ اِس نے اپنی اِسی من گھڑت اور بے بنیاد رپورٹ میں یہ دعویٰ بھی کردیا ہے کہ صدر زرداری نے طالبان کے سیکنڈاِن کمان ملا عبدالغنی برادر اور دیگر دو طالبان رہنماؤں سے بھی ملاقات کی جنھیں 48 گھنٹے کی حراست کے بعد رہا کرایا گیا۔ اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مغربی میڈیا پاکستان پر اِس قسم کے الزامات لگا کر دنیا کو کیا بتانا چاہتا ہے....؟ اور دوسرا سوال یہ کہ کیا مغربی میڈیا پاکستان میں دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن میں ساری کامیابی کا سہرا اپنے ممالک کی افواج کے سر ڈالنا چاہتا ہے....؟ اور کیا اِس طرح مغربی میڈیا اپنے من گھڑت رپورٹوں اور مفروضات سے پاکستان کے حساس اداروں کی کارکردگی کو سوائے داغدار کرنے کے اور کچھ نہیں حاصل کرنا چاہتا...؟ یہاں میرا اپنے حساس اداروں کے بہادر جوانوں سے یہ کہنا ہے کہ آپ اپنے حوصلے آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ بلند رکھیں کیوں کہ آپ حق و سچ پر

قائم ہیں یہ مغربی میڈیا کا من گھڑت پروپیگنڈہ آپ کے حوصلوں کو قطعاً پست نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ آپ کی کامیابیوں سے خائف ہے اِسی لئے یہ حربہ استعمال کر رہا ہے۔

(ختم شد)

حکومتی بے حسی! لاہور کے رکشہ ڈرائیور کے خاندان کو مار گئی

رضا ربانی کی پیشگوئی! حکمرانوں نے رویہ نہ بدلا تو انقلاب سب بہالے جائے گا
حکومتی بے حسی نے لاہور کے علاقے شاہ پور کانجراں چوہنگ کے ایک غریب اور مفلس بھوک سے مارے ہوئے ایک رکشہ ڈرائیور اکبر اور اِسکی بیوی سمیت دو بچوں کی جان لے لی ہے اِن معصوم اور کئی روز سے روٹی کے ایک ایک ٹکڑے سے محروم افراد نے اپنی زندگیوں کا خاتمہ زہر کھا کرکے اِس کے ماتھے پر ایک ایسا کلنک کا ٹیکہ لگا گئے کہ جسے کھرچنا خود حکومت کے اپنے بس میں بھی نہیں رہا اور حکومت کے ملک میں غربت کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے اُن تمام اقدامات اور دعوؤں کی قلعی بھی کھول گئے جس کا حکومت ساری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھک رہی ہے یقیناً اہلِ ایمان اور اہلِ دانش کے نزدیک بھوک اور فاقوں اور قرضوں میں جکڑے رکشہ ڈرائیور اکبر کا اپنے بیوی بچوں سمیت زہر کھانے کا یہ عمل حکمرانوں کی غلط حکمتِ عملی اور اِن کی حکومتی امور میں ناقص منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے کہ کسی مسلم ملک کے مسلمان حکمران کی حکومت میں اگر کوئی شخص بھوک اور فاقوں کی وجہ سے خودکشی کا مرتکب ہوتا ہے اوراِس سے اِس کی موت واقع ہوجاتی ہے تو اِس ملک کا حکمران اِس کا ذمہ

دار ہوگا کہ اِس کی حکومت میں اِس کی رعایا اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہو کر خود کشی کر رہے ہیں یقیناً اِس مسلم حکمران کے حکومتی امور میں خامی ہوگی جس کی وجہ سے اِس کے حکومت میں اِس کے ملک کے شہری خود کشی کر رہے ہیں مگر افسوس کہ آج ہمارے حکمران اُن اسلامی تعلیمات سے یکدم آزاد ہیں جن کی اسلام کسی حکمران کو پابندی کرنے کا درس دیتا ہے اگر آج بھی ہمارے حکمران صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرلیں تو کیا مجال ہے کہ ملک میں دولت کی تقسیم کار میں کوئی غلطی ہو اور پھر کوئی غریب محض غربت اور تنگدستی اور فاقوں کی وجہ سے نہ صرف خود کو موت کے حوالے کرے بلکہ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی لاہور کے رکشہ ڈرائیور اکبر کی طرح زہر دے کر موت کی نید سُلا دے۔

جبکہ اُدھر یہ بڑے حوصلے کی بات ہے کہ وزیر اعظم کے مشیر بین الصوبائی رابطہ میاں رضا ربانی نے موجودہ حکمرانوں کی اِسی بے حسی کے حوالے سے اِن کے بند آنکھیں کھولتے ہوئے ایوانِ بالا کے ایک اجلاس میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے برملا کہا ہے کہ حکمرانوں نے اگر اپنا رویہ نہ بدلا تو انقلاب سب بہالے جائے گا اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے سخت فیصلے کرنے ہوں گے اگرچہ یہ یقیناً حوصلہ افزا امر ہے کہ رضا ربانی جو وزیر اعظم کے مشیر بین الصوبائی" رابطہ ہیں اُنھوں نے اتنا کہہ کر اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور آنے والے فکر انگیز حالات کی بھی

پیشگوئی کردی ہے اور اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے حکمران اِس پر کتنا عمل کرتے ہیں....؟اور خود کو اچھائی کی جانب کتنا گامزن کرتے ہیں....؟ کیوں کہ اِس سے انکار نہیں کہ اِس موجودہ حکومت میں جہاں اِس کے اقدامات سے لوگ بھوک اور کئی کئی روز کے فاقوں کی وجہ سے زہر کھا کر خودکشیاں کر رہے ہوں اُس ملک میں انقلاب کا آنا یقینی ہے جو سب کچھ بہا کرلے جائے گا۔

مگر پھر بھی یہ سمجھ نہیں آرہا کہ کس کی بات پر یقین کیا جائے ..اور کس کی نہیں...؟ایک طرف تو حکومت اپنا یہ دعویٰ کرتے نہیں تھک رہی ہے کہ روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے سے کسی صُورت پیچھے نہیں ہٹا جائے گا اور ہر حالت میں ملک کے غریبوں کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا بندوبست کیا جائے گا جس کے لئے حکومت کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ ہم نے ملک سے غربت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے قومی خزانے کا منہ کھول دیا ہے اور اِس خزانے پر بیٹھے اُس شیش ناگ کا سر کچل کر اِسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھی مار ڈالا ہے جو حکمرانوں کے دلوں میں حرص و ہوس پیدا کرکے اِن کے دِلوں میں ملک کے غریب عوام سے نفرت کا جذبہ بھرا کرتا تھا اور اُن میں لالچ کا عنصر بھر کر ملک کے غریبوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے اِنہیں روکا کرتا تھا مگر اَب اِس عوامی پاکستان پیپلز پارٹی کی) حکومت نے اپنا اقتدار سنبھالتے ہی ملک کے غریب اور مفلس) عوام کے بہتر مفادات کے لئے جو سب سے پہلے اچھا کام کیا ہے

وہ یہی ہے کہ اِس عوامی حکومت نے سب سے پہلے قومی خزانے پر قابض اُس خطرناک ترین شیش ناگ کو ختم کردیا ہے جس نے ہر حکمران کو غریبوں کی مدد کرنے سے روکا اور جس نے حکمرانوں اور عوام میں دوریاں پیدا کیں جس سے ملک میں ایک طرف تو غربت بڑھی تو دوسری طرف غریبوں کے مسائل میں روز افزوں اضافہ بھی ہوتا گیا۔ اور آج یہی وجہ ہے کہ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ ملک میں غربت اِس قدر بڑھ گئی ہے کہ اَب اِس پر قابو پانے کے لئے بھی حکومت کے پاس کوئی ایجنڈا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا دیرپا منصوبہ کہ جس پر عمل کرکے اِس حکومت سمیت آئندہ کوئی اور حکومت ملک میں بڑھتے ہوئے غریبوں کے مسائل اور ملک میں بڑھتی ہوئی غربت پر آسانی سے قابو پاسکے گی۔

اگرچہ اِس حکومت کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ اِس سے کوئی انکار ممکن نہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت نے اپنے ازلی نعرے اور منشور روٹی، کپڑا اور مکان کی لاج رکھتے ہوئے ملک سے غربت کے خاتمے اور ملک کی ایک بڑی آبادی سے تعلق رکھنے والے غریب طبقے کے دیرینہ مسائل کے حل کے لئے قومی خزانے اور اپنی پارٹی سپورٹ سے کئی ایسے قابل تعریف پروگرام ہیں جن میں خاص طور پر بینظیر اِنکم سپورٹ پروگرام شامل ہے جسے ملک کے طولُ ارض میں شروع

کر رکھا ہے جو یقیناً کسی حد تک ملک سے غربت اور غریبوں کے مسائل حل کرنے میں ضرور معاون اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

مگر اِس حکومتی دعوے پر یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کے لئے اولین شرط تو یہ ہے کہ حکومت اِس پروگرام میں نیک نیتی سے کام لے تو تب کہیں جاکر اس کے بہتر نتائج حاصل ہوں گے ورنہ اگر حکومت نے ایسا نہ کیا تو پھر ایسی ہی خبریں آئے روز ملکی اور غیر ملکی اخبارات کی زینت بنتی رہیں گیں جیسی گزشتہ دنوں اِسی بینظیر اِنکم سپورٹ پروگرام کے حوالے سے ملک کے ایک انتہائی مُوقر روزنامے نے صف اوّل پر اپنے کورسپونڈنٹ کے حوالے سے ایک خبر شائع کی تھی کہ " وہ بے نظیر اِنکم سپورٹ پروگرام جس سے متعلق حکومتی حلقے صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بہت زیادہ ہی ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ اِس پرگروام سے ملک میں غربت کے بڑھتے ہوئے تناسب اور غریبوں کے مسائل پر قابو پا لیا جائے گا"اِس پروگرام سے متعلق اِس خبر میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اِس پروگرام کے لئے مختص رقوم اور اِس پر آنے والے اخراجات کے حوالے سے مختلف حکومتی اتھارٹیز کی دستاویزات کے اعداد و شمار میں اربوں روپے کا ایک واضح فرق موجود ہے جس سے ملک میں غریبوں کے حالات بہتر بنانے کے نام پر خرچ کئے گئے بھاری فنڈز کے حوالے سے کئی شکوک و شبہات پیدا ہوئے ہیں" یہاں میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس خبر کے

منظرِ عام پر آجانے کے بعد یہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہو جاتی ہے کہ وہ اِس خبر کا اپنے تئیں باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد اِس کا مفصل جواب دے اور اِس خبر کے مطابق جہاں کہیں حکومت سمجھتی ہے کہ اِس میں کوئی خرابی ہے تو وہ اِسے فوری طور پر ٹھیک کر کے اِس پروگرام کو جاری رکھے ... ورنہ وہ عوام میں پائے جانے والے اِس پروگرام سے متعلق شکوک و شبہات کو دور نہیں کر سکتی تو پھر وہ اِسے بند کر دے۔

مگر اِس کے باوجود بھی میں یہاں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ حکومت اگر واقعی اِس پروگرام کے تحت ملک کے غریبوں کے حالات درست کرنا ہی چاہتی ہے تو پھر اِسے یہ بھی چاہئے کہ حکومت اِس پروگرام کو تمام اقسام کے شکوک و شبہات سے بھی پاک رکھے تاکہ اِس کے ثمرات بغیر کسی تعطل کے ملک کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں تک پہنچ سکیں۔ اور حکومت بھی اپنے اِس اچھے اور نیک مشن پر اپنی مدت پوری کر کے سُرخرو ہو کر یہ کہہ سکے کہ ہم نے اپنے دورِ حکومت میں ملک سے غربت کے خاتمے کے لئے اپنی زیادہ نہیں تو تھوڑی بہت ذمہ داری ادا کی اَب ہمارے بعد آنے والے حکمرانوں کی بھی ترجیحات میں یہ بات شامل ہونی چاہئے کہ وہ بھی ملک سے غربت کے خاتمے اور غریبوں کے مسائل حل کرنے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے تو ممکن ہے کہ ملک سے غربت ختم ہو جائے اور غریبوں کے مسائل حل ہو سکیں گے۔

مگر اِس کے ساتھ ساتھ میں یہاں اِس سارے پس منظر اور پیشِ منظر میں یہ بھی ضرور کہنا چاہوں گا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور کرپشن کے بے لگام اور آزاد ہوتے ہوئے کلچر کو دیکھتے ہوئے اَب تو یہ بات پوری طرح سے عیاں ہو چکی ہے کہ تمام حکومتی دعوؤں کے باوجود بھی کہیں سے کوئی اُمید نظر نہیں آ رہی ہے کہ موجودہ حکومت نے ملک میں غربت اور مفلسی کے گہرے گڑھے میں پھنسے ہوئے لوگوں کی داد رسی کے لئے کچھ کیا ہے سوائے اپنے جھوٹے دعوؤں اور وعدوں کے عملی طور پر ایسا کچھ نہیں کیا ہے کہ جس سے ملک کی آبادی کا ایک بڑا طبقہ جو غریبوں پر مشتمل ہے اِنہیں کوئی ریلیف حاصل ہوا ہو اُلٹا اِس حکومت میں لوگ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے رکشہ ڈرائیور اکبر کی طرح اپنے بیوی اور بچوں کو زہر کھلا کر اِنہیں موت کی وادی میں دھکیل کر دنیا کے تمام جھمیلوں سے آزاد کرنے کی گھناؤنی منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں۔

حیرت ہے؟ کوئی پاکستان حکمران 62 سالوں میں خطِ غربت بھی نہ مٹاسکا

اسلامی دنیا کا پہلا ایٹمی ملک پاکستان جس کے عوام اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہیں..
حکمرانوں کی عیاشیوں کے آگے عوام بے بس ہے....
یقیناً یہ اہلِ پاکستان کے لئے بڑی حیرت کی بات ہوگی کہ جس کا انکشاف ملک کی پہلی اور دنیا کی انوکھی فرینڈلی اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما اسحاق ڈار نے کیا ہے کہ پاکستان میں 75 فیصد عوام خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور اِسی طرح پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ایک رہنما اور پرویز مشرف حکومت کے سرگرم رکن طارق عظیم نے بھی موجودہ حکومت کی کارستانی پر شدید تنقید کرتے ہوئے ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں کہا ہے کہ بیرونی قرضے دوگنا ہوگئے ہیں اور حکومت مزدوروں کے فنڈ سے اپنی تشہر کررہی ہے "میں سمجھتا ہوں کہ اِن دونوں ہی باتوں سے انکار نہیں کہ پاکستان میں 75 فیصد عوام خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور موجودہ حکومت مزدوروں کے فنڈ سے اپنی تشہر بھی کررہی ہے...... اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت ایسا کر بھی رہی ہو کیونکہ گزشتہ ہی دنوں ایک خبر یہ بھی آئی تھی کہ وفاقی حکومت نے سرکاری ملازمین کے جی پی (جنرل پروویڈنٹ فنڈ) کے لئے منافع (مارکٹ

اَپ) کی شرح میں ایک فیصد کی کمی کر دی ہے اورِاس ضمن میں یہ بھی اطلاع ہے کہ وزارتِ خزانہ نے اِس کا ترنت نوٹیفیکیشن بھی جاری کر دیا ہے جس کے مطابق وفاقی حکومت نے رواں مالی سال 2009-10 کے لئے سرکاری ملازمین کے جی پی فنڈ پر منافع کی شرح 14 فیصد مقرر کی ہے جو گزشتہ مالی سال 2008-09 میں یہ شرح خالصتاً 15 فیصد تھی ممکن ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنی تشہر کے لئے مزدوروں کے فنڈ سے ہی اپنا یہ نیک کام چلانے کے لئے جی پی فنڈ میں ایک فیصد کمی کی ہو۔اِس کا اَب کوئی تسلی بخش جواب تو حکومت ہی دے سکتی ہے کہ اُس نے ایسا کیوں ....؟اور کس کے کہنے پر کیا ہے....؟

بہرحال ! اِن ساری باتوں کے باوجود یہاں سب سے زیادہ حیرت اورکان کو ہاتھ لگانے کا مقام تو یہ ہے کہ حکومت آخر ایسا کب تک کرتی رہے گی...؟ اورِاس کے ساتھ ہی یہاں سوال تو یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان میں 62 سالوں میں کوئی بھی ایسا حکمران نہیں آیا کہ جس نے قومی خزانے سے دولت اپنے ذاتی استعمال کے لئے خرچ نہ کی ہو....؟اور وہ ملک اور قوم کے لئے مخلص رہا ہو.....؟اور اُس نے اپنے اقدامات سے ملک کے غریب عوام کی حالاتِ زندگی بہتر بنانے کا کچھ سوچا ہو....؟اورِاسی طرح کیا کسی حکمران نے خطِ غربت کو بھی مٹانے کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا.....؟کہ جس سے ملک میں کھینچی گئی خطِ غربت ہی مٹ جاتی ...... اور یہ پاکستان جو آج اسلامی دنیا کا پہلا ایٹمی ملک

ہونے کا دعویدار بنا پھرتا ہے اِس ملک کے عوام سستی دال، روٹی کے حصول سے بھی یوں محروم نہ ہوتے کہ جیسے آج ہیں...... اور قومی خزانے سے لوٹی گئی دولت سے عیاشیوں میں مگن اِن حکمرانوں کے آگے آج ملک کے عوام بے بس ہیں اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ آج اسلامی دنیا کے پہلے ایٹمی ملک پاکستان کے خطِ غربت سے بھی نیچے زندگی گزارنے والے عوام اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے بچوں کو بھی فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔

اِس طرح شائد ہمارے حکمرانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ غربت کا بہانہ کرکے بچوں کو فروخت کرنے کی ہمارے یہاں کی ایک روایت بن چکی ہے تب ہی تو ہمارے بے حس اور عیاش حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے کہ غربت کے مارے ہوئے مجبور اور مفلوک الحال لوگوں کے اِس عمل اِن پر کوئی اثر ہو۔

جبکہ دوسری جانب مجھ سمیت کروڑوں پاکستانی ایسے بھی ملک میں موجود ہوں گے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کا عوامی اجتماعات، اخبارات اور ٹی وی پروگراموں میں آکر ایسے اعداد و شمار پیش کرنا بھی ایک فیشن بن چکا ہے کہ جیسے ملک سے غربت کے خاتمے کی فکر اِنہیں ہی سب سے زیادہ ہے اور یہ لوگ ایسے ایسے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں اور اپنی جدوجہد میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہیں کہ جیسے اِن کے اِس عمل اور اِن کی جانب سے

چونکا دینے والے اعداد و شماریوں پیش کئے جانے سے پاکستان کے حالات سُدھر جائیں گے...؟جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہونا تو یہ چاہیئے کہ ملک کواِس حالت سے نکالنے کے لئے اپوزیشن کو بھی اپنی ذمہ داری پوری طرح سے ادا کرنی چاہیئے یوں ملک کے غریبوں سے متعلق اعداد و شمار پیش کرکے غریبوں کا مذاق اڑا کر نہ تو حزبِ اختلاف اپنا سیاسی قد اُونچا کرسکتی ہے....؟اور نہ اپنے اور کوئی پوشیدہ مقاصد ہی حاصل کرنے میں کامیاب ہوپائے گی....؟کیونکہ حزب اقتدار کی جماعتوں پر بھی اُتنی ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جتنی اقتدار میں رہنے والی جماعت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک کے عوام کے لئے بلا تفریق بھلائی کے کاموں کے لئے کچھ کرے۔کیونکہ کوئی ضروری نہیں کہ جو جماعت آج حزبِ اختلاف میں ہے....تو کل وہ اقتدار میں نہیں ہوگی اور یہ بھی کہ جو گزرتے لمحوں کے ساتھ اقتدار میں ہے کل وہ حزبِ اختلاف میں نہیں ہو سکتی...؟اِس لئے ضروری ہے کہ دونوں کو ہی عوام کی فلاح وبہبود کے لئے کام کرنا چاہیئے تاکہ جب ملک کے عوام خوشحال ہوں گے تو ملک بھی ترقی کرے گا اور جب ملک ترقی کرے گا تو دیگر مسائل بھی خود بخود ختم ہوتے جائیں گے۔

اوراِس کے ساتھ ہی میں یہاں اپنی پاکستانی قوم کو بیدار کرنے اوراِس کی بند آنکھیں کھولنے کے لئے ایک بڑی عمدہ مثال اپنے پڑوسی اور اُس جگری دوست ملک چین کی پیش کرنا چاہتا ہوں جس نے ہر مشکل گھڑی میں ہماری توقعات سے بڑھ

کر ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ہمارے حوصلے بلند کئے ہیں اِس ملک کی کامیابی کا جو طرہ اور راز ہے وہ یہ ہے کہ چین کا نعرہ ہے مزاحمت پر ثابت قدم رہو اور اطاعت پسندی کی مخالفت کرو، ترقی پر ثابت قدم رہو اور انحطاط کی مخالفت کرو اور آج یہی وجہ ہے کہ چینی قوم کا شمار دنیا کی اُن عظیم ترین بیدار قوموں میں ہوتا ہے جو اپنے اِسی جذبے کے تحت دنیا میں انقلاب برپا کر سکتی ہیں اور چینی قوم جو اپنے ہر قول و فعل میں اپنے سے زیادہ اپنے ملک کے وقار اور عظمت کی بلندی کے لئے کوشاں رہنے والی دنیا کی وہ قوم ہے جس نے اپنے اِسی عزم و ہمت سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ قوم دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہے اِس کی اپنی ایک منفرد اور سب سے جدا پہچان ہے اور اِس کا ہر عمل اپنے ملک کی ساکھ کو بڑھانے اور اِس کی عظمت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

ڈاکٹر سن یات سین نے ایک جگہ اپنے تجربے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے چالیس برس تک خود کو قومی انقلاب کے مقصد کے لئے وقف کئے رکھا تاکہ چین کے لئے آزادی اور برابری کا درجہ حاصل کیا جاسکے اِس سوچ کے حامل اِس عظیم شخص نے بالآخر اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اِن چالیس برسوں کے دوران میرے تجربات نے مجھے پوری طرح اِس بات کا قائل کر دیا کہ اِس مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ہم عوام الناس کو تیزی سے بیدار کریں۔

اور اِس سے قطعاً انکار نہیں کہ چینی قوم دنیا کی ایک بیدار اور عظیم قوم ہے جو اپنے عزم و ہمت سے دنیا کا نقشہ بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

اور دوسری طرف دنیا کے سامنے ایک پاکستانی قوم ہے جس کے بانی حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ نے آج سے 62 برس قبل فرما دیا تھا کہ " اے نوجوانوں! خدمت، ہمت اور برداشت کے سچّے جذبات کا اظہار کرو اور ایسی شریفانہ اور بلند مثالیں قائم کرو کہ آپ کے ہم عصر اور آنے والی نسلیں آپ کی پیروی کریں "مگر مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری قوم کے لوگوں نے اپنے قائد کے اِس فرمان کو ایک کان سے سُنا اور دوسرے سے نکال دیا اگر واقعی ہماری قوم اپنے قائد کے اِس سُنہرے قول کو اپنی گراہ سے باندھ لیتی تو آج ہماری یہ قوم جو دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال ہے دنیا کے آگے یوں فقیروں سے بھی بدتر حالات میں زندگی نہ گزارتی کہ دنیا کے لوگ اِس کی حالت دیکھ کر اِس کا مذاق اُڑاتے اور اِس کی مختلف حیلے بہانوں سے ڈالروں کے عوض مدد کرکے اور اِسے امداد دے کر اِسے اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے ہر گز اِسے استعمال نہ کرتے جیسے آج (امریکا، برطانیہ اور یورپ کے دیگر ممالک دہشت گردی کے خلاف اپنی جنگ میں اِسے سامنے رکھ کر اپنا الّو سیدھا کر رہے ہیں) اور ہمارے ہی لوگوں کو ہماری ہی افواج کے ہاتھوں مروا کر ملک میں عدم توازن کی فضا قائم کر رہے ہیں۔

بہر کیف ! ہمارے یہاں آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے اِس میں اپنے سے زیادہ اغیار کارفرما ہیں جو اپنی جنگ ہمیں چند ڈالرز دے کر ہمارے ملک میں لڑ رہے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی آنکھوں پہ جو پٹی بندھی ہے وہ اِسے خود ہٹانے کو روادار نہیں ہیں کیونکہ ہمارے حکمران یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر اِس پٹی کے بدلے ہمیں ڈالر مل رہے ہیں تو کیا حرج ہے.... ؟ کہ ہم اپنی آنکھ پر بندھی پٹی کو ہٹا کر اچھے بھلے آتے ہوئے ڈالروں سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور وقتاً فوقتاً ڈالروں کی ہاتھ آتی ہوئی تھیلی بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہم کفِ افسوس ملتے رہ جائیں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے سوائے اپنے قیام کے ابتدائی چند سالوں کے ہمارے ملک پر اپنے حکمرانوں سے زیادہ اغیار کی مرضی کا عمل دخل رہا اور اِنہی کے احکامات چلتے ہیں اور ہمارا ہر حکمران اِن کے احکامات کو ماننے اور اِن کی مرضی کے مطابق کام کرنے کا پابند رہا ہے اور آج بھی حالات اِس سے کچھ مختلف نہیں رہے ہیں بلکہ آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے جیسا پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ اور خدا جانے کب تک ایسا ہوتا رہے.... ؟ لہٰذا اَب اگر ہم بھی اپنے ملک پاکستان کو کامیابیوں کی منزلوں تک لے جانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ساری پاکستانی قوم خود کو اپنے چینی دوستوں کی خصلت میں پورا کا پورا ڈھال لے تب ہم بھی اپنے چینی دوستوں کی طرح اپنے ملکِ پاکستان سے حقیقی محبت کریں جس

طرح چینی اپنے ملک چین سے کرتے ہیں اور یہ ساری دنیا میں اپنے ملک کی عزت اور وقار کے لئے انسانیت کی فلاح کا کام کرتے ہیں۔ (ختم شد)

صدر زرداری کا بے اثر خطاب، نواز شریف کی روائتی مخالفت کیوں

زرداری، نواز اور مشرف کو قوم آزما چکی ہے.... مگر پھر بھی قوم مشرف کو ایک موقع اور دینا چاہتی ہے..

کہا جاتا ہے کہ زبان ایک ایسا ترازو ہے کہ جس کے پلڑے عقل مندی سے بھاری اور نادانی سے ہلکے ہو جاتے ہیں اور اِسی طرح شیکسپیئر کا ایک قول ہے کہ جن کے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہوتا وہ زیادہ بولتے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے خالی برتن زیادہ (ڈھنگتے) بجتے ہیں اور شائد ایسے ہی لوگوں کے لئے دنیاکے ہر معاشرے میں یہ ازل سے ہی ہوتا چلا آیا ہے کہ کم عقل زیادہ بولتے ہیں اور ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں کہ اِس کے بعد وہ گھاتے میں چلے جاتے ہیں اور پھر پچھتاتے رہتے ہیں۔

اَب اِسی کو ہی لے لیجئے! کہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے بینظیر بھٹو شہید کی 57ویں سالگرہ کے موقع پر صدارتی ہاؤس نوڈیرو میں پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں سے اپنے جوشیلے خطاب میں جن خیالات کا اظہار جس ہلکے پھلکے انداز سے بے معنی الفاظ میں کیا....کیا واقعی وہ الفاظ پاکستان جیسے ملک کے کسی جمہوری اور انتہائی طاقتور ترین صدر کا خطاب کہیں سے لگتا تھا

؟اور کیا صدر کا یہ بے اثر اور بے معنی لفاظی سے بھرا خطاب کیا آئندہ قوم کی.... زندگی میں کوئی مثبت انقلاب برپا کرسکے گا....؟اور کیا واقعی اِس خطاب سے قوم نے کوئی معنی اور مفہوم اخذ کیا ہوگا....؟جس خطاب کا چرچہ آج ملک کے طول ُارض میں اِس کی حمایت سے کہیں زیادہ مخالفت اور تنقیدی نقطہ نظر سے کئے جارہا ہے۔

معاف کیجئے گا محترم قارئین !اور آپ مجھے اِن سطور میں یہ بھی کہنے دیجئے کہ کسی ایسے بے اثر اور بے معنی خطاب سے قوم کو نہ تو پہلے کوئی دلچسپی تھی اور نہ آئندہ کبھی ہوسکتی ہے.... جس سے ملک کا کوئی بھی سربراہ یہ سمجھے کہ وہ اپنے کسی غیر مدبرانہ اور فہم و فراست سے عاری خطاب کے ذریعے قوم کو اپنا گرویدہ بنالے گا....اور قوم اِس کے پیچھے پیچھے ہو لے گی ...تو وہ اِس کی کم خیالی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کوئی صدر اپنے عہدے کی لاج رکھے بغیر جب اپنے خطاب میں ایسے ہلکے پھلکے الفاظ کہے جس طرح صدر آصف علی زرداری نے کہے ہیں کہ" پاکستان پیپلز پارٹی کو اقتدار سے ہٹانا آسان کام نہیں، پنجاب کے ایک خاص طبقے کی سوچ مجھے پسند نہیں کرتی، فارمولا بنا لیا ہے ہاریں گے تو بھی جیت ہماری ہوگی،"دستی" اور"جٹ" پھر جیت گئے،) یہاں میرا خیال ہے کہ اگر دستی،جٹ کی طرح کوئی مڈ بھی ہوتا تو وہ بھی جیت جاتا کیوں کہ جناب ! حکومت ہی آپ کی ہے جو جی چاہے کریں کون پوچھنے والا ہے.... اور وہ کہتے ہیں

کہ جو آپ سے پوچھے اُس سے اللہ ہی پوچھے ....) اعتراض کرنے والے اپنے گھر میں بیٹھ کر اعتراض کریں، کارکن جعلی شیروں سے مت گھبرائیں، اقتدار سے ہٹا تو ایسے .... جیالے چھوڑ جاؤنگا جو ہمیشہ مخالفین کو شکست دیتے رہیں گے

ہاں البتہ ! اِن ساری بے وزن اور بے مقصد باتوں کے علاوہ صدر کا اِس موقع پر صرف یہ کہنا حقائق پر مبنی ہے کہ "پاکستان میں سب کچھ ٹھیک نہیں، سیاسی قوتوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے، اور اِس کے ساتھ ساتھ صدر نے اپنے اِس خطاب میں ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی اپنے اِس عزم کو دُہرایا کہ "ہم بے نظیر بھٹو شہید کے قتل کا بدلہ نہیں لیں گے" کیونکہ جمہوریت سب سے بڑا انتقام ہے .... یہاں اِن کے اِس جملے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پی پی پی کے رہنماؤں اور کارکنوں کو شدید ٹھیس پہنچی ہوگی تو وہیں مجھ جیسے ملک کے اُن کروڑوں لوگوں کے دلوں کو بھی ایک زور دار دھچکا لگا ہے اور آج پوری پاکستانی قوم یہ سوچ رہی ہے کہ جمہوریت آخر ایسا کونسا انتقام ہے .....؟ کہ جس پر صدر مملکت اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی پیاری ماں اور دنیا کی ایک عظیم ہستی بے نظیر بھٹو شہید کے قاتلوں سے انتقام نہ لے کر اِس پر اپنا سب کچھ قربان کر رہے ہیں اور آج قوم اِس خواب کو بھی اپنی آنکھوں میں سجائے بیٹھی ہے کہ وہ شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو پھانسی پر لٹکا دیکھنا چاہتی ہے۔ تو پھر صدر مملکت آصف علی زرداری بے نظیر بھٹو کے قاتلوں

کو پھانسی دینے سے اپنا دامن کیوں بچا رہے ہیں....؟اور اَب اگر یہ ملک کے طاقتور ترین صدر ہو کر بھی شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو سزا نہ دے سکے تو پھر کیا یہ اپنے اقتدار کے خاتمے کے بعد کسی قاتل کا کیا بگاڑ سکیں گے....؟جب یہ اپنے اقتدار میں اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی ماں کے قاتلوں کا کچھ نہیں کر رہے ہیں تو پھر یہ بعد میں کیا کریں گے.......؟

مگرِ ادھر ایک ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری ہیں کہ یہ خدا جانے کیوں بینظیر بھٹو شہید کے قاتلوں سے بدلہ نہ لینے کی ضد پر اڑے ہوئے ہیں.....؟ جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ صدر مملکت اپنا عہدہ صدرات سنبھالتے ہی جو کام سب سے پہلے کرتے وہ محترمہ شہید کے قاتلوں کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم نامہ صادر فرماتے تو پھراِن کی فہم و فراست کا امتحان مکمل ہوتا.... مگر وہ ایسا آج تک نہ کرسکے۔ جس سے عوام اِن کے اِس سرد روئے کی وجہ سے مایوسی ہوئی ہے۔

جبکہ گزشتہ دنوں فرینڈلی اپوزیشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے رائے ونڈ میں اپنے پارٹی اجلاس میں صدر مملکت آصف علی زرداری کے اِسی خطاب کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اِس حقیقت کو بھی ساری دنیا کے سامنے عیاں کردیا کہ عوام صدر زرداری کی صدارتی ہاؤس نوڈیرو کی تقریر

کا لب و لہجہ سمجھ نہیں پائے اور نہ اُن کا انداز سربراہ مملکت کے شایانِ شان تھا اور اِسی طرح یہاں میرا اور ساری پاکستانی قوم کا بھی یہی خیال ہے کہ واقعی یہ حقیقت ہے کہ صدر مملکت کا یہ خطاب اپنے اثر سے خالی تھا اور جس کا لب و لہجہ بھی عوام نہیں سمجھ پائے ہیں کیونکہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اِن کا خطاب اِن کے نہ تو شایانِ شان ہی تھا اور نہ ہی عوامی توقعات کے مطابق تھا اور سب سے زیادہ افسوس کی بات تو یہ رہی کہ صدر نے اِس موقع پر تکبرانہ زبان استعمال کرتے ہوئے کہا کہ کو پیپلز پارٹی کو اقتدار سے نہیں ہٹا سکتا جس سے عوام حیرت زدہ رہ گئے کہ آخر زرداری صاحب کی حکومت نے ملک اور قوم کے لئے ایسا کیا اچھا کردیا کہ کوئی اِن (پیپلز پارٹی) کو اقتدار سے نہیں ہٹا سکتا......؟ اور اِس کے ساتھ ہی عوام اِس مخمصے میں بھی مبتلا ہے کہ نہ ہی اُنہوں نے اپنے اِس خطاب میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا کوئی واضح ایجنڈا پیش کیا اور نہ ہی ملک سے کرپشن، بھوک و افلاس اور بیروزگاری کے خاتمے سے متعلق اپنے کسی منصوبے کا ذکر کیا کہ اِس موقع پر عوام کو یہ احساس ہوجاتا کہ ایک عوامی اور جمہوری حکومت کا طاقتور ترین صدر اپنے ملک کی عوام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے کیا کرسکتا ہے.....؟ اور اُوپر سے صدر کا اِس موقع پر یہ کہنا کہ کوئی پیپلز پارٹی کو اقتدار سے نہیں ہٹا سکتا.... حکومت کی دو ڈھائی سالہ ڈھکی چھپی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان لگایا ہے جس کا جواب دنیا کے موجودہ حکمرانوں کے لئے بھی مشکل تر

ہو جائے گا۔ اور یہاں جہاں تک بات رہی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی صدر کی تقریر پر تنقید کرنے کی تو یہ نواز شریف کی کوئی نئی حرکت نہیں ہے۔ وہ تو صدر مملکت آصف علی زرداری کی ہر اچھی بات اور اچھے عمل میں بھی کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتے ہیں اور پھر اِس کا بتنگڑ بنا کر خود کو میڈیا میں زندہ رکھتے ہیں مگر خیر اِس تقریر کے حوالے سے جو کچھ بھی نواز شریف نے کہا اُسے اپنی جگہ بہتر کہہ سکتے ہیں۔ مگر اتنا بھی نہیں کہ اِن کی ساری بات قوم مان کر اِن کے ساتھ اِس حکومت کے خلاف شانہ بشانہ کھڑی ہو جائے اور جیسا یہ (نواز شریف) کہیں قوم ویسا ہی کرنے لگے....؟ اور زرداری کو ہٹا کر نواز شریف کو اقتدار کی مسند پر لا کر بیٹھا دے....اَب ایسا بھی نہیں ہے.....؟؟

ویسے ایک بات تو ہے کہ آج قوم زرداری، نواز اور مشرف کو اچھی طرح سے آزما چکی ہے کہ اِن میں سے کون کتنے پانی میں ہے....؟ اور کون ملک اور عوام کے ساتھ کتنا مخلص ہے....؟ تب ہی تو میرا خیال ہے کہ آج اپنے منہ میاں مٹھو بننے والی اِس جمہوری (مگر سول آمر) حکومت میں بھی پاکستان کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی ہنسی خوشی ایک اور موقع ملک کے سابق صدر شہنشاہِ آمریت عزت مآب جنابِ محترم جنرل (ر) پرویز مشرف کو دینا چاہتے ہیں کہ وہ ملک کا اقتدار ایک بار پھر سنبھالیں کیونکہ آج ملک کو اِن

سے اچھا کوئی اور حکمران مل ہی نہیں سکتا جو ملک کو مسائل کی دلدل سے نکال سکے اور قوم کی دم توڑتی زندگیوں کی ناؤ کنارے لگا کر اِن میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک سکے۔ اور اِن ساری باتوں کے ساتھ ساتھ جو امریکا جیسے تیز اور شاطر ملک کی مصلحتاً ہی صحیح ہاں میں ہاں ملا کر اپنا کام چلا سکے۔ اور امریکی گوروں کو چکمہ دے کر قومی خزانے کو لبالب بھر کر ملک میں دولت کی ریل پیل کر سکے۔ آج یقیناً یہ کام کسی جمہوری صدر کا نہیں ہو سکتا بلکہ اِس کام کو کرنے کے لئے پرویز مشرف جیسے آمر سوچ رکھنے والا حکمران ہی ایسا اور اِس سے بھی گھمبیر کام کر سکتا ہے۔ اِس لئے یہ بات اَب ناگزیر ہو گئی ہے کہ ملک میں جلد از جلد پرویز مشرف واپس آئیں اور اپنے خلاف بننے والے مقدمات کا سامنا کریں اور اِن سے باعزت طور پر بری ہو کر ملک کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لیں اور اِسے پھر ایسے ہی چلائیں جیسے وہ باوردی رہ کر ڈنکے کی چوٹ پر نو سال آمریت کے سائے تلے چلا چکے ہیں۔ مگر اِس مرتبہ مشرف صاحب ! جب اقتدار آپ کے ہاتھ لگے تو براہِ کرم یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین رکھیے گا ! کہ ہاتھ ذرا ہلکا ہی رہے کیونکہ اَب کی بار آپ فوجی وردی میں نہیں بلکہ شیروانی، اور کوٹ، پینٹ والے صدر ہوں گے .....اور اَب کی بار آپ کی کسی غلطی کو عوام معاف نہیں کریں گے بلکہ اگر آپ سے غلطی سرزد ہو گئی تو عوام کے ہاتھ آپ کے گریبان تک ہوں گے.......اور آپ کی صدرارت ٹھکانے لگ چکی ہو گی.... مگر پھر بھی عوام یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہی ملک کے صدر دوبارہ بنیں

اور ملک کو مشکلات سے نکالیں.

وارننگ۔۔ ۔۔۔؟؟ خبریں دو اور المیہ ایک

اَب اِس بات سے حکمران لاکھ انکار کرنا بھی چاہیں تو بھی یہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ رپورٹ جو آج میرے کالم کے تحریر کرنے کی وجہ بنی ہے وہ کسی غیر ملکی ادارے کی نہیں بلکہ اپنے ہی ملک کے حساس اداروں کی مرتب کردہ (خطرے کا الارم بجاتے) ایک ایسی وارننگ نما رپورٹ ہے جو اِن تمام حقائق کو ہی مدِ نظر رکھ کر بنائی گئی ہے جس کی جیتی جاگتی تصویر آج ہمارا ملک پیش کر رہا ہے مگر معاف کیجئے گا کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان اِس سے بھی اپنا منہ چرا رہے ہیں اور یہ گاتے پھر رہے ہیں کہ ملک میں چاروں طرف خوشحالی کا دور دورہ ہے مہنگائی، بیروزگاری اور کرپشن سب کے سب حکومتی کنٹرول میں ہیں اور اِسی طرح آج حکومتی اراکین یہ بھی کہتے نہیں تھک رہے کہ ہم نے ملک سے غربت اور بھوک و افلاس کا خاتمہ کر دیا ہے اور سب کچھ ٹھیک ہے۔ اگرچہ پوری پاکستانی قوم یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتی اور سمجھتی ہے اور یہ اِس سے بھی انکار نہیں کر رہی ہے کہ ہمارے حکمران اِس رپورٹ پر من و عن کسی حد تک یقین بھی کر لیں گے۔۔۔ کہ یہ رپورٹ جو ہمارے حساس اداروں نے حکومت کو دی ہے وہ سچائی کے جذبوں کے تحت نہایت ہی نیک نیتی کے ساتھ مرتب کی گئی ہے مگر اِس کے ساتھ ہی افسوس کی بات تو یہ ہو گی کہ اِس کے باوجود بھی ہمارے اپنے اپنے چکروں میں پڑے حکمران اور سیاستدان اِس

سارے معاملے کو سنجیدگی سے نہیں لیں گے اور اِس کی حساسیت کے باوجود بھی ہمارے یہی حکمران اور سیاستدان دانستہ طور پر کسی ایسے لمحے کا انتظار کریں گے.....؟ جب ملکی حالات وہی رُخ اختیار کر جائیں گے جس کا تذکرہ ہمارے حساس اداروں نے اپنی اِس رپورٹ میں جا بجا کیا ہے تو پھر ہمارے حکمران اور سیاستدان اپنی تباہی اور بربادی کا ڈھنڈورا ہاتھوں میں لئے اپنا منہ پیٹے دوڑتے پھریں گے.....کہ یہ ہم نے کیا کر لیا....؟اگر بروقت اِس رپورٹ کی نزاکت اور اِس کی حساسیت کو سنجیدگی سے چھان پھٹک لیتے تو شائد یہ دن ہرگز نہ دیکھنے پڑتے جس سے پورا پاکستان اَب دوچار ہوچکا ہے۔
خبر یہ ہے کہ جسے ملک کے ایک موقر اخبار نے گزشتہ دنوں اپنے صفحہ اوّل پر اپنے نمائندے کے نام کے ساتھ ایک رپورٹ شائع کی ہے جو اپنے ہی ملک کے حساس اداروں کی تیار کردہ ہے جو حکمرانوں کے لئے یقیناً کسی وارننگ سے کم نہیں ہے تو وہیں یہ رپورٹ ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام کے لئے بھی فکر کا باعث ہے کہ ملکی حساس اداروں نے وزیر اعظم ہاؤس اور ایوانِ صدر میں ملکی حالات و واقعات سے متعلق ترجیحی بنیادوں پر ایک ایسی وارننگ رپورٹ مرتب کرکے بھیجی ہے جس میں ملک میں معاشی بدحالی کا حوالہ دیتے ہوئے واضح طور پر یہ تحریر کیا گیا ہے کہ ملک کے 13علاقوں میں معاشی بدحالی اور غربت کے باعث خانہ جنگی کا شدید خطرہ ہے اور اِس رپورٹ میں ملک میں گزشتہ تین ماہ سے (اور اِن سطور کے تحریر کرنے تک) غربت اور بھوک و افلاس کی وجہ سے ہونے والے خودکشیوں کے واقعات کا

احاطہ کرتے ہوئے بالخصوص صوبہ سندھ اور پنجاب کے اُن علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں غربت اور بنیادی سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے اِن علاقوں کی صُورتحال تیزی سے اِنتہائی تشویشناک شکل اختیار کر رہی ہے۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس رپورٹ میں ہمارے حساس اداروں نے جذبہ حب الوطنی کے تحت اِس کا بھی ذکر کرتے ہوئے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اِن علاقوں میں جہاں اَب تک حکومت کی جانب سے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے اِن علاقوں میں لوگوں کے مسائل فوری طور پر حل کرنے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جبکہ خبر کے ذرائع کے مطابق ہمارے حساس اداروں کی مذکورہ وارننگ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ملک کے سرکاری اداروں میں کام کرنے والے نچلے درجے کے ملازمین جو ملک میں بگڑتی ہوئی معاشی بدحالی اور کرپشن کی وجہ سے شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سرکاری اداروں جن میں لازمی سروسز کے ملازمین سمیت بالخصوص ملک بھر کے محکمہ فائر بریگیڈ کے اہلکاروں کی کارکردگی بھی بُری طرح سے متاثر ہو رہی ہے اور اِن سارے اپنی نوعیت کے اہم نکات کے علاوہ حساس اداروں نے اپنی اِسی رپورٹ میں ملک کے سب سے بڑے تجارتی اور دنیا کے بارہویں انٹرنیشنل شہر کراچی میں گزشتہ کئی ماہ سے جاری ٹارگٹ کِلنگ کی شکل میں ہونے والے واقعات کے باعث پیدا ہونے والی کشیدگی کا بھی ترجیحی بنیادوں پر ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی میں قائم اِس کشیدگی کے

خاتمے کے لئے بھی حکومت کو جلد از جلد ایسے اقدامات انتہائی سنجیدگی سے کرنے ہوں گے کہ شہر کراچی میں پھیلی ہوئی بدامنی کا خاتمہ ہو اور یہاں امن و امان فوری طور پر قائم ہوسکے اوراس کے ساتھ ساتھ ہمارے حساس اداروں نے اپنی اِس رپورٹ میں ماضی میں وفاقی حکومت کو بھیجی گئی اپنی اِسی نوعیت کی ایک اور رپورٹ کا بھی حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اِن اِنتہائی غربت زدہ علاقوں کی نشاندہی کے باوجود بھی ماضی کی حکومت نے اِن متاثرہ علاقوں میں کسی قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا جس کی وجہ سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اِن علاقوں کی صُورتحال مزید تشویشناک ہو گئی ہے۔اِس ساری صُورتحال کے سامنے آجانے کے بعد اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس وارننگ نما رپورٹ میں جس طرح ہمارے حساس اداروں نے تمام حالات و واقعات کا جائزہ لے کر حقائق پر مبنی رپورٹ مرتب کرکے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو جھنجوڑ دیا ہے اور اَب یہ لوگ اس سارے معاملے کو کس طرح خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی سے نمٹاتے ہیں....؟یا پھراِس رپورٹ کو سُرخ فیتے کی نظر کرکے حسب روایت سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس وقت کا انتظار کریں گے کہ جب پانی سر سے بہت اُونچا ہوچکا ہوگا.....؟؟؟؟بہرحال ! اَب فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کرے گا کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان ملک اور عوام کی بقا و سالمیت اور اِس کے استحکام کے لئے کتنے مخلص ہیں۔ اور کتنے نہیں.... اور اُدھر ہی ایک دوسری خبر یہ بھی ہے کہ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کو ایک خط لکھا ہے جس میں واضح طور پر عندیہ

دیتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب میں رمضان المبارک کی آمد سے قبل چینی کی درآمد مکمل کرلی جائے اِس نے اِس جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ قیمتیں بڑھانے کی غرض سے چینی کی درآمد میں جان بوجھ کرتاخیری حربہ استعمال کیا جارہا ہے اور ساتھ ساتھ پنجاب حکومت نے خبردار کرتے ہوئے کہا ہے پنجاب میں اِمپورٹ ڈیوٹی کا نفاذ بھی عوام کے مفادات کے خلاف ہے جو کسی قومی المیے سے کم نہیں ہے..... میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں پیدا ہونے والی گھمبیر صُورتحال کے ذمہ دار بھی ہمارے حکمران، سیاستدان اور وفاقی حکومت ہے۔ (ختم شد)

امریکی سی آئی اے کے سربراہ کا سچّ

افغان جنگ توقع سے کہیں زیادہ مشکل نکلی

حقیقت ہے....؟امریکا افغانستان میں اپنی ناکامی اور شکست تسلیم کرچکا ہے

11 ستمبر2001 کے امریکی ٹریڈ سینٹر پر (خودساختہ امریکی) حملے کے ڈرامے کے بعد اِس حملے کے ملزمان (اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے اراکین) کی تلاش میں افغانستان پر دہشت گردی کے خلاف زبردستی کی جنگ ملسط کرنے اور اِس پر اپنی فتح و کامرانی کی صورت میں اپنے قبضے اور امریکی جھنڈا گاڑنے کی نیت سے گھسنے والی بالخصوص امریکیوں کے ساتھ ساتھ نیٹو افواج نے جو خواب اپنی اُلو جیسی آنکھوں میں سجا رکھا تھا اِن شاطر اور چالاک امریکیوں اور نیٹو افواج کا یہ خواب آج نو سال بعد چکنا چُور ہوتا ساری دنیا کو نظر آرہا ہے اور اَب اِس حقیقت کو امریکیوں سمیت ساری کو بھی تسلیم کرلینا پڑے گا کہ آج افغانستان میں لاکھوں ٹن بارود پھونک ڈالنے اور ہزاروں معصوم انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے کے باوجود بھی امریکا اور اِس کے حواری اپنے اُن مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکے ہیں جن کے لئے یہ افغانستان میں اپنے مذموم مقاصد لئے گھسے تھے۔ اور یوں آج اِس حقیقت کو بھی امریکیوں سمیت دنیا بھر کے انسانوں نے.برطانوی آرمی چیف جنرل ڈیوڈ رچرڈ اور امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے

سربراہ لیون پینٹا کی زبانی خود سُن لیا ہے کہ 11 ستمبر 2001 کے امریکی ڈرامے ٹریڈ سینٹر کے حملے میں ملوث ملزمان (طالبان سے مذاکرات کا وقت آگیا ہے، اِس جنرل کا یہ بھی کہنا تھا کہ مذاکرات جلد شروع ہونے چاہئیں، تاہم اِس برطانوی جنرل نے اِس بات کا بھی برملا اور کھل کر کچھ اِس طرح سے اظہار کیا ہے کہ ہر بغاوت کو ختم کرنے کے دوران ایسا مرحلہ بھی ضرور آتا ہے کہ جب فریقین کے درمیان مذاکرات ہوتے ہیں میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کو اَب یہ بات بھی اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ مذاکرات کی پیشکش میں پہل بھی وہ ہی فریق) برطانیہ جو امریکا کے اکسانے پر اِس جنگ کا حصہ بنا تھا آج اپنے ہزاروں فوجی افغانستان کی پہاڑوں میں مروانے کے بعد خود) کر رہا ہے اور جو اِس گھمنڈ میں تھا کہ وہ اپنی قوت کے زریعے افغانستان پر قابض ہو کر یہاں اپنی حکومت قائم کرلے گا اور دنیا کو یہ ثابت کردے گا کہ ہم اپنی بقا کے لئے ہر حربہ استعمال کرکے دنیا کو اپنے تابع کر سکتے ہیں.....اور آج کتنے افسوس کی بات ہے کہ افغانستان کی زمین پر اِس ہی زمینی خدائی فوج کا دعویدار برطانیہ خود اپنے ہی منہ سے یہ بات بھی تسلیم کر رہا ہے کہ افغانستان میں جنگ کا حل قوت کا استعمال نہیں بلکہ مذاکرات ہیں۔ اور اِس حل کے نتیجے میں یہاں دائمی امن کے قیام کے لئے ہر صورت میں پُرامن مذاکرات جلد کئے جائیں یہاں میرا خیال یہ بھی ہے کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا تو مزاکرات پہلے ہی کرلیتے تو اچھا ہوتا معصوم انسان تو اِس جنگ میں نہ مرتے۔

جبکہ دوسری جانب امریکی سی آئی اے کے سربراہ لیون پنیٹا نے بھی افغان امریکا جنگ کے حوالے سے اے بی سی ٹی وی سے گفتگو کے دوران انتہائی ندامت اور مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ گزشتہ نو برس سے جاری افغان جنگ اندازوں سے کہیں زیادہ مشکل ثابت ہوئی ہے جو حقیقتاً افغان جنگ میں امریکی شکست کا بھی باعث ہے اور اِس کے علاوہ اِس امریکی نے اپنی جھینپ مٹانے کے انداز میں بات کو گول مول کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ شائد یہی وجہ ہے کہ اِسی لئے جنگ میں بہت سست رفتاری سے پیش رفت ہو رہی ہے۔ مگر اِس کے ساتھ ہی انتہائی افسوس کا مقام یہ بھی ہے کہ اِس ہی امریکی سی آئی اے کے سربراہ لیون پنیٹا نے اپنی اِسی گفتگو میں یہ بات کہہ کر ہم پاکستانیوں کے لئے ایک نئی مشکل کھڑی کر دی ہے کہ "اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے بیشتر ارکان پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں روپوش ہیں" جبکہ اِس بات کا یقین ہزاروں مرتبہ حکومتِ پاکستان اِن شاطر امریکیوں کو کروا چکی ہے کہ پاکستان کے کسی بھی حصے میں نہ تو اسامہ بن لادن موجود ہے اور نہ ہی القاعدہ کا کوئی رکن ہے" مگر حکومت پاکستان کی جانب سے اتنی یقین دہانیوں کے باوجود بھی امریکیوں کا اِس پر یقین نہ کرنا تو پھر یہی ہے کہ اِس کے بعد امریکیوں کے لئے یہ انتہائی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ وہ افغانستان میں اپنی شکست تسلیم کر لینے کے بعد بھی اِس ضد اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے ارکان پاکستان میں موجود ہیں" جبکہ اِن کی اِس جنگ کا ایک

.بڑا اتحادی پاکستان بارہا اِسے یہ یقین دلا چکا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا کہ امریکا سوچ رہا ہے۔ جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج امریکا کو پاکستان پر کسی قسم کی الزام تراشی اور شک و شبہات کا اظہار کرنے سے پہلے سو بار سوچتے ہوئے اپنے گریبان میں بھی جھانک لینا چاہئے کہ پاکستان بھلا کیوں کسی ایسے دشمن کو اپنے یہاں پناہ دے گا..؟ جس کے خلاف پاکستان پہلے ہی امریکی جنگ کا حصہ بن کر گزشتہ نو .برس کے دوران اپنے 35 سے 38 ارب ڈالر کا نقصان کرنے کے علاوہ اپنی افواج کے ہزاروں بہادر سپاہیوں کو اِس امریکی جنگ میں شہید کرا چکا ہے تو بھلا پاکستان کیوں..؟ اپنے کسی دشمن کو پناہ دے گا..؟ جبکہ امریکیوں کو پاکستان پر الزام لگانے اور" اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے بیشتر ارکان پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں روپوش ہیں" یہ کہنے سے پہلے افغانستان میں اپنی ناکامی کے اسباب کا جائزہ امریکی کانگریس کی آرمڈ سروسز کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر جان ٹائرینے کے کہے ہوئے جملوں کی روشنی میں لے لینا چاہئے کہ جو اُنھوں نے امریکا کے دورہ کرنے والے پاکستانی پارلیمانی وفد سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی زبان سے ادا کئے اُنھوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکی سی آئی اے میں بداعتمادی ہے جس کی وجہ سے امریکا دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے اہداف افغانستان میں حاصل نہ کرسکا ہے۔ جبکہ اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ امریکی سی آئی اے اور آئی ایس آئی میں بداعتمادی ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اصل

میں امریکی سی آئی اے خود آپس میں عدم اعتماد کا شکار ہے اور وہ افغانستان میں کھل کر اپنی موت کے خوف سے کام نہیں کر پا رہی ہے یوں اِسی وجہ سے امریکی اپنی ناکامی کا سارا الزام آئی ایس آئی کے کاندھوں پر ڈال کر اِسے دبا رہے ہیں حالانکہ امریکی سی آئی اے افغانستان میں بُری طرح سے ناکام ہو چکی ہے اور اِس میں پایا جانے والا عدم اعتمادی کا عنصر ہی افغانستان میں امریکی شکست کی وجہ بنا ہے۔ (ختم شد

رب تعالیٰ کی بے شمار انوار و تجلیات سے لبریز ماہِ شعبان کی پندرہویں شبِ

رب تعالیٰ کی بے شمار انوار و تجلیات سے لبریز ماہِ شعبان کی پندرہویں شبِ.......... (شبِ برات)

اللہ کی جانب سے رحمتوں، برکتوں اور نارِ جہنم سے نجات والی رات

اللہ کی بے شمار رحمتوں، برکتوں، عظمتوں اور بخششوں والی شبِ برات

ربِ کائنات اللہ ربِ العزت نے بعض کو بعض پر فضیلت و انفرادیت بخشی ہے یعنی یہ کہ انبیاء میں پیارے آقا حضورپُر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے اِسی طرح سے تمام آسمانی کتب میں سب سے زیادہ عظمت اور توقیر قرآن مجید فرقانِ حمید کو دی ہے اور بعض راتوں اور ایام کو بھی رب تعالیٰ سبحانہ نے فضیلت کا ذریعہ قرار دیا ہے فضیلت کی راتوں میں شبِ قدر، شبِ برات، شبِ معراج اور شبِ عید کو اللہ تبارک تعالیٰ نے بہت پسند فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا اِن راتوں کو پسند فرمانا بیشک ! اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسانِ عظیم ہے اور دنوں میں عاشورہ کے ایام باعثِ فضیلت ہیں اِن ایام میں زیادہ سے زیادہ یادِ الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

ماہِ شعبانِ المعظم کی پندرہویں شب کو جسے شبِ برات بھی کہا جاتا ہے اِس شب کو رب کائنات اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت کے سبب بے شمار گناہ گار بندوں کی مغفرت فرماتا ہے اِس شب کی فضیلت اور عظمت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔"اِس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام" اور یوں اِس ماہِ مبارکہ اور اِس کی پندرہویں شب کی احادیث مبارکہ میں بھی بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ماہِ شعبانِ المعظم بہت ہی برگزیدہ مہینہ ہے اور اِس ماہِ مبارک کی عبادت کا بے حد ثواب ہے"۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے "ش، ع، ب، ا،اور ن، کا پھر اِن حرفوں کی وہ تشریح اِس طرح سے فرماتے ہیں کہ "لفظ شعبان میں حرف "ش" سے مراد ہے شرفِ قبولیت اعمال کے، حرف "ع" عزت ع عظمت دین و دنیا دونوں میں حاصل ہونا، حرف "ب" سے مراد انھوں نے برکتوں کا تمام اہل محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول لیا ہے تو اِسی طرح حرف "الف" سے مراد انھوں نے دامن و امان کا بکثرت نازل ہونا اور اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر الفت و انوار کی زیادتی کرنا اور اِسی طرح علمائے کرام نے لفظ شعبان کے آخری حرف " ن" سے مراد نجاتِ نار یعنی جہنم سے نجات کا راستہ کھلنا لیا ہے اور برات کا پورا مطلب بھی انھوں نے نجات والی رات لی ہے۔اِس رات کی

خصوصیت یہ ہے کہ اِس رات میں اللہ تعالٰی اپنے نیک بندوں کو اپنی خصوصی رحمت سے نوازتا ہے اِس رات ہر امر کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ رات بڑی مبارک اوراہم ہے اِس رات میں خالقِ کائنات اللہ رب العزت مخلوق میں تقسیم رزق فرماتا ہے اور سال بھر میں ہونے والے واقعات و حوادث کو لکھ دیتا ہے اور پورے سال میں انسانوں سے سرزد ہونے والے اعمال اور پیش آنے والے واقعات سے بھی اپنے فرشتوں کو باخبر کر دیتا ہے۔

پیش رب سر کو جھکاؤ آ گئی شبِ برات
بگڑیاں اپنی بناؤ آ گئی شبِ برات

یعنی کہ دوسرے لفظوں میں آپ اِسے یوں سمجھ لیں کہ شبِ برات کو صحیح معنوں میں بجٹ والی رات بھی کہہ سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " اٹھو شعبان کے مہینے کی پندرھویں رات کو اِس لئے کہ بالیقین یہ رات مبارک ہے فرماتا ہے اللہ تعالٰی اِس رات کو کہ ہے کوئی ایسا جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے تاکہ بخش دوں اور تندرستی مانگے تو تندرستی دوں اور ہے کوئی محتاج کہ آسودہ حالی چاہتا ہو تاکہ اُس کو آسودہ کردوں چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا ہے۔

گڑگڑا کراے ! مسلمانوں یقیں کے ساتھ اَب
جو بھی مانگو رب سے پاؤ آ گئی شبِ برات

میرے پیارے حضورپُرنور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس ماہِ مبارکہ شعبانِ المعظم کی پندرھویں رات (شبِ برات) کی بے انتہا برکتیں بیان کی ہیں جن سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریب ترین آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور مشرک، دل میں کینہ رکھنے والے اور رشتہ داریوں کو منقطع کرنے اور بدکار عورت کے سوا، تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے " (غنیتہ الطعالبین(

تُوبہ کرلو سرجھکاؤ پیشِ ربِ العالمین

خود کو دوزخ سے بچاؤ آ گئی شبِ برات

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل روزے دریافت کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ رمضان کی "تعظیم میں شعبان کے روزے رکھنا ہے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک شب کو میں نے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پایا تو میں تلاش کے لئے نکلی آپ بقیع
قبرستان مدینہ) میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کہ اے عائشہ !)
میرے پاس جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے اِس میں اللہ
تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بال ہیں
قبائل عرب میں اِس قبیلے کی بکریاں سب سے زیادہ ہوتی تھیں) مگر چند بدنصیب)
افراد کی طرف اِس رات بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت نہ ہوگی یعنی کہ ! مشرک، کینہ
پرور، قطع رحمی کرنے والا، پاجامے یا تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، والدین کی
"نافرمانی کرنے والا، شراب نوش اور تصویر بنانے والا

ہے یہ بہتر پیشِ داور آنسوؤں سے آج تم
اپنے دامن کو سجاؤ آ گئی شبِ برات
تم سے ہیں ناراض گر اچھا یہ موقع آگیا
باپ اور ماں کو مناؤ آ گئی شبِ برات

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اے عائشہ ! تم جانتی ہو یہ کیسی رات
ہے..؟ یعنی نصف شعبان کی رات، میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس
رات میں کیا ہوتا ہے..؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: اولادِ آدم میں سے اِس سال میں جو بچہ پیدا ہونے والا ہوتا ہے اِس کا نام لکھ دیا جاتا ہے اور سال بھر میں جتنے انسان مرنے والے ہوتے ہیں اُن کا بھی نام اِس شب میں لکھ دیا جاتا ہے اور اِس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اِس شب کو بندوں کے رزق بڑھائے اور نازل بھی کئے جاتے ہیں۔

ابو نصر نے بالاسناد مردہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پہ نہیں پایا میں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں) گھر سے نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا ہوا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا؟ تمہیں اِس بات کا اندیشہ ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا گمان تو یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بی بی کے یہاں تشریف لے گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں دنیا کے آسمان پر جلوہ فرماتا ہے اور 300 رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

گویا شبِ برات میں بڑی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور بالخصوص اِس رات کے آخری پہر حصے) میں جبکہ اکثر لوگ غفلت میں رہ کر اِن رحمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایک) اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روف الرحیم کا فرمان عظیم ہے کہ "جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اِس میں قیام (یعنی عبادت) کرو اور دن میں روزہ رکھو بے شک اللہ تعالٰی غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ مل کر ہیں نوافل جتنے بھی
خود پڑھو سب کو پڑھاؤ آ گئی شبِ برات

اِسی طرح شیخ ابو نصر نے بالاسناد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ ! یہ کون سی رات ہے ؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بخوبی واقف ہیں تو حضور نے فرمایا کہ ! یہ نصف شعبان کی رات ہے اِس رات میں دنیا کے تمام بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں (اُن کی پیشی بارگاہِ رب العزت میں ہوتی ہے) اور اللہ تعالٰی اِس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے تو کیا تم آج کی رات مجھے عبادت کی آزادی دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا ضرور ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور قیام میں تخفیف کی، سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی

سورت پڑھی پھر آدھی رات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں رہے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی اور پہلی رکعت کی طرح اِس میں قرآت فرمائی چھوٹی سورت پڑھی) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں چلے گئے یہ سجدہ فجر تک رہا میں دیکھتی رہی اور مجھے یہ اندیشہ ہوگیا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض فرمالی ہے اور پھر جب میرا انتظار طویل ہوا (بہت دیر ہو گئی) تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچی اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوؤں کو چھوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرکت فرمائی، میں نے خود سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے کی حالت میں یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے۔

الہی میں تیرے عذاب سے تیری عفو اور بخشش کی پناہ میں آتا ہوں تیرے قہر سے"
تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں تجھ سے ہی پناہ چاہتا ہوں تیری ذات.بزرگ والی ہے
"میں تیری شایانِ شان ثنا بیان نہیں کر سکتا تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں

پھر صبح کو میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں ایسے کلمات ادا فرمارہے تھے کہ ویسے کلمات میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے کبھی نہیں سُنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا

کیا تم نے یاد کر لیے ہیں میں نے عرض کی جی ہاں ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ! فرمایا ! تو انہیں خود بھی یاد کر لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ جبرائیل امین نے "مجھے سجدے میں اَن کلمات کو ادا کرنے کا حکم دیا تھا

بخش دے گا پھر خدا تم کو یہ رکھنا سب یقین
گھر کو جنت میں بناؤ آ گئی شبِ برات

ویسے تو ماہِ شعبانِ المعظم کے تمام دن ہی رحمت اور برکت کے ہیں مگر اِس ماہِ مبارکہ کی پندرہویں شب جِسے شبِ برات بھی کہا جاتا ہے اِس شب میں بیشک عبادت کرنے پر اللہ تعالٰی کی جانب سے بے حساب انعام و اکرام کی نوازشیں ہوتی ہیں اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں اِس شب (شبِ برات) میں آسمان سے برس رہی ہوتی ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم اِس رات کو شیطانی خرافات اور دنیاوی لذتوں میں پڑ کر اِسے یوں ہی ضائع نہ کریں خدا جانے اگلے سال ہمیں یہ شب نصیب ہو کہ نہ ہو ہمیں چاہیئے کہ ہم اِس عظمت اور بابرکت والی شب کو خالقِ کائنات کے حضور سجدہ ریز ہو کر اِس کی عبادت میں گزاریں اور اگر ہم کسی وجہ سے اب تک نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کی پابندی نہیں کر سکے ہیں تو اِس شب کو خود کو اِن کی ادائیگی کا پابند بنانے کا عہد کریں اور اپنے سابقہ گناہوں سے ربِ کائنات اللہ رب العزت کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کریں اِس یقین

کے ساتھ کہ وہ ہمیں ضرور بخش دے گا۔ اور اِس رات میں اللہ کی عبادت کریں اور نوافل کثرت سے پڑھیں تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہیں قبرستان میں جاکر اہل قُبور کی مغفرت کی خصوصی دعائیں کریں اور اِس رات آتش بازی جیسے شیطانی اور جہنمی کھیل سے بھی قطعاً اجتناب برتیں اور اُن لوگوں کو بھی شفقت اور محبت سے سمجھائیں کہ جو اِس عمل میں اپنی کم علمی کی وجہ سے آتش بازی جیسے خلاف اسلام فعل میں مصروف ہیں انہیں ایسا کرنے سے بھی منع کریں۔

قرض ہے تم پر یہ اعظم آج گمراہوں کو تم
راستہ حق کا دکھاؤ آ گئی شبِ برات

اے مومنوں ! حضرت عطا بن یسار سے مروی ہے کہ شبِ برات جب آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اُس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے کہ جو اِس شبِ برات سے آئندہ شبِ برات تک مرنے والا ہوتا ہے آدمی بہت سے اپنے مستقبل کی منصوبہ بندیاں کرتا ہے حالانکہ ! اُس کا نام مردوں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہوتا ہے بس اِس عرصے میں ملک الموت اِس انتظار میں ہوتا ہے کہ اِسے کب حکم ہو اور وہ اِس کی روح قبض کر لے علمائے حق فرماتے ہیں کہ شبِ برات کی عبادت پورے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے لہٰذا اِس شب کو (یعنی 14 ویں شعبان کو عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت سے ٹھرا جائے تاکہ جب 15 ویں شعبان کی شب ربِ کائنات کے حضور ہمارے اعمال نامے پیش کئے جائیں تو ہم حالتِ اعتکاف ہی میں

ہوں اور اِس شب میں جس قدر ممکن ہو کے وقت ضائع کئے بغیر اللہ کی عبادت کی جائے اور دعا اور استغفار مصروف رہا جائے۔

:- نوافلِ شبِ برات

ماہِ شعبان المعظم کی پندرھویں شب یعنی شبِ برات میں جو نماز (سلف سے منقول اور) وارد ہے اِس میں 100 رکعتیں ہیں ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص کے ساتھ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ھواللہ اُحد پڑھی جائے اِس نماز کا نام " صلوہ الخیر " ہے اِس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور اِس شب میں قرآن مجید فرقانِ حمید، درود شریف، صلوۃ التسبیح و دیگر نوافل کے علاوہ آٹھ رکعت نفل اِس طرح سے پڑھیں کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص 25 بار پڑھیں اور پندرھویں شعبان کا روزہ رکھیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمتہ المنان اپنی اسلامی زندگی میں فرماتے ہیں کہ ماہِ شعبانِ المعظم کی پندرھویں (شبِ برات) رات کو بیری (یعنی کہ بیر کے درخت) کے سات پتے پانی میں جوش دے کر جب کوئی غسل کرے تو انشاء اللہ عزوجل وہ شخص پورے سال جادو ٹونے اثر سے محفوظ رہے گا اور 15 ویں شعبانِ المعظم کی شب کو بعد نمازِ مغرب کے چھ رکعتیں دو دو رکعت کرکے پڑھیں کہ دو رکعت نفل درازی عمر بالخیر ہونے کی نیت سے اور دو رکعت نفل بلائیں دفع ہونے

کی نیت سے اور دو رکعت نفل مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھیں اور ہر نمازِ دوگانہ کے بعد سورہ یاسین ایک بار یا سورہ اخلاص 21 بار اور اِس کے بعد دعائے نصف شعبانِ المعظم پڑھے۔ ہماری دعا ہے اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں تمام مسلمانوں کو خلوص کے ساتھ اِس شب کو (نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین

سب مسلمانوں کی بخشش کی دعائیں مانگنا

خود کو بھی بخشواؤ آ گئی شبِ برات

پیمرا بل کی منظوری کے بعد کیا میڈیا کی آزادی ختم ہو جائے گی

ایک عندیہ اور ایک خبر......پیمرا بل کی منظوری کے بعد کیا میڈیا کی آزادی ختم ہو جائے گی....؟

واہ.....واہ! صدر نے کیا خُوب فرمایا! لوگ دستی جیسے نااہل کو بھی چاہتے ہیں......اور عدلیہ مان لے اصل طاقت عوام ہیں......

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک کی موجودہ انوکھی اور اپنی نوعیت کی اِس بے مثل اور جمہوری حکومت کو بھی میڈیا سے ڈر اور خُوف لاحق ہوگیا ہے کہ جس کے سربراہ آصف علی زرداری ہیں اور اِن سمیت حکومتی اراکین پر بھی میڈیا کی آزادی اور اِس کے حق و سچ کے مشن سے ایسا خُوف طاری ہے جیسا کہ ہمارے ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ گزشتہ اَدوار کے آمروں کو بھی میڈیا کا خُوف مارے جاتا تھا اور وہ ہمیشہ اِس سے بوکھلاہٹ کا شکار رہے اور اِس بوکھلاہٹ ہی کے نتیجے میں وہ اپنے مظالم کی انتہا کو بھی جا پہنچے اِس لئے کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اپنے سخت رویوں اور آمرانہ تَشَدُّد اور میڈیا پر بیجا پابندیوں سے دنیا کے سامنے حق و سچ آشکار کرنے والے قلم کے پاسبانوں سے قلم کی حُرمت کو سرنگوں کرالیں گے....؟اور وہ کچھ کروالیں گے....؟جو وہ چاہیں گے.....؟مگر وہ اِس کے باوجود بھی ملک کے کسی ایک بھی قلمکار سے وہ نہیں لکھا سکے

جیسا وہ اپنی مرضی کے مطابق اِس سے لکھوانا اور کہلوانا چاہتے تھے ....اور یہی وجہ ہے کہ آج تک ملک کا کوئی ادنی و اعلیٰ لکھاری اور اہلِ قلم طبقہ اپنے جسم و دل اور دماغ پر لگنے والے آمروں کے ظالمانہ تَشَدُّد کے زخموں کے نشانوں کو نہ تو مٹا سکا ہے اور نہ ہی وہ اِس حقیقت کو بھی قرطاس سے کُھرچ سکا ہے کہ اُن ظالم فاسق و فاجر آمروں نے اپنے اپنے اَدوار میں اُس وقت بھی حق و سچ کا علم بلند کرنے والوں پر اپنے سیاہ کرتُوتوں کو عوام تک پہنچانے والوں (میڈیا) پر پابندی جیسے فعلِ شنیع کے بعد بھی کیا....؟ کیا....؟ مظالم کے پہاڑ نہ ڈھائے کہ جس سے زمین تھرّا گئی اور آسمان بھی رو پڑا۔ اور ملک کے سابق آمر فاسق و فاجر حکمرانوں ! کی طرح آج ایک بار پھر اِس موجودہ جمہوری حکومت نے بھی اپنے دو ڈھائی سالہ دور کے سیاہ اور سفید کارناموں کو جوں کا توں عوام تک پہنچانے والے ملک کے آزادی میڈیا پر پابندی لگانے کا ایک عندیہ ایک خبر کی صُورت میں کچھ یوں دیا ہے کہ جس کے مطابق صدر کے ترجمان فرح ناز اصفہانی نے بتایا ہے کہ حکومت نے میڈیا پر پابندی کا بل تجویز کرنے کا ایک اعلان کیا ہے جس میں حکومت نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ وہ اِس بل کی منظوری کے بعد جہاں ایک طرف جنگجوؤں کے حملوں کی بصری کوریج کی روک تھام کر سکے گی تو وہیں حکومت اِس بل کے تحت آزاد ٹی وی چینلز کی جانب سے حکومت کے خلاف تواتر کے ساتھ کھلے عام جاری رہنے والے سخت ترین تنقیدوں کے سلسلوں پر بھی پابندی لگانے میں کامیاب ہو جائے گی۔ ہاں البتہ !

خبر کے مطابق صدر کے ترجمان نے اِس حوالے سے اِس اُمید کا بھی اظہار کیا ہے کہ اگر قومی اسمبلی نے اِس پیمرا بل کی منظوری دیدی تو ریاستی ستونوں کو بدنام کرنے والے مواد کے نشر ہونے پر بھی مکمل پابندی ہوگی اور اِس بل کی منظوری کے ساتھ ساتھ میڈیا پر ایسے مباحث تبصروں اور بیانات بھی نشر کرنے کی سختی سے ممانعت ہو جائے گی جو عدالتی کاروائیوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور جن سے دہشت گردی کے فروغ یا دہشگردوں کی مدد اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ مگر اِس موقع پر میرا خیال یہ ہے کہ ایک ایسے وقت پر کہ جب ساری پاکستانی قوم حق و سچ سننے اور دیکھنے کی عادی ہو چکی ہے حکومت کو میڈیا پر کسی قسم کی ہلکی سی بھی پابندی نہیں لگانی چاہئے کہ جس سے ملک میں پنپنے والی اِس اپنی نوعیت کی انوکھی اور منفرد جمہوری حکومت کے جمہوری رنگ و رُوپ کو گھن لگ جائے اور اِس جمہوری حکومت کے غیر جمہوری فعلِ شنیع سے اِس کا عوام میں رہا سہا وقار بھی چکنا چُور ہو کر رہ جائے اور دوسری جانب سے میڈیا پر پابندی سے متعلق کئے جانے والے اِس اعلان اور عندیے کے بعد حکومت کی جانب سے لائے جانے والے بل کی منظوری سے یہ بات بھی عیاں ہو جائے کہ موجودہ حکومت نے ملک کے سابق آمر صدر عزت مآب جنابِ پرویز مشرف کا وہ بل ختم ہو کر رہ جائے جس بل میں شہنشاہِ آمریت محترم و مکرم جناب پرویز مشرف نے ملک میں میڈیا کی آزادی متعارف کرائی تھی۔ تو حکمرانوں ! ذرا سوچو کہ تمہارے اِس عمل سے میڈیا پرسنز میں تو بھونچال آئے گا ہی تو وہیں حزبِ اختلاف کی سیاسی

جماعتوں سمیت مذہبی اور سماجی تنظیموں کے کارکنان کے ساتھ ساتھ ایک عام پاکستانی شہری بھی میڈیا کے نمائندوں کی جانب سے ملک کے طول وارض میں چلائی جانے والی احتجاجی تحریکوں میں شامل ہو کر حکومت کے اِس روئے کے خلاف اپنے غم وغصے کا اظہار کرتا نظر آئے گا۔اور پھر بالخصوص صدرِ مملکت آصف علی زراری آپ خود سوچیں اور خیال کریں کہ عوام کی اِس طاقت کے آگے جب آپ بے بس ہو کر خود میڈیا پر لگائے جانے والا پابندی کا یہ بل واپس لیں گے تو کیا اِس کے بعد آپ عوام میں اپنا وہ وقار بحال کرا سکیں گے جو آج ہے.....اور ہاں واہ...واہ! صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب! آپ نے گزشتہ دنوں ایوانِ صدر میں وسیلہ حق پروگرام کے تحت غریب خاندانوں میں چیک تقسیم کی ایک سب سے منفرد اور ممتاز تقریب میں اپنے خطاب کے دوران کیا خُوب فرمایا ہے....؟کہ سیاسی مخالفت کو ذاتی دشمنی میں نہ بدلا جائے (تو پھر آپ کیوں میڈیا کی سیاسی مخالفت کو اپنی ذاتی دشمنی سے تشبیہ دے کر اِس پر پابندی کا بل منظور کروا رہے ہیں) اور آپ نے اپنے اِسی خطاب میں یہ بھی بڑے عجیب انداز سے فرمایا ہے کہ عوام دستی کو چاہتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں....جہاں تک میرا خیال ہے کہ یہ وہی دستی ہیں ناں! جنہیں نااہل قرار دے دیا گیا تھا اور جنہوں نے اپنی نااہلی کا برملا خود بھی اعتراف کیا تھا تو یہاں سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ بھلا پھر عوام کسی ایسے شخص کو کیوں چاہیں گے...؟جو کھلم کھلا اپنی نااہلی کا اپنی زبانی خود اعتراف کرتا ہو....اور پھر عوام

ہرگز کسی ایسے شخص کو ملک کی باگ دوڑ نہیں سونپ سکتے جو خود نااہل ہو۔اِس کا
اِنتخاب بھی آپ ہی نے کیا ہوگا...؟ورنہ یہ کہاں تھااِس قابل ....؟بہرحال! آپ
نے اپنے اِسی خطاب میں خود ہی اِس کا بھی اعتراف کرلیاکہ اصل طاقت عوام ہیں تو پھر
جنابِ صدر! اچھی طرح سے یہ بھی سوچ لیں کہ جب عوام کو کبھی ہوش آیا اور عوام
بھی لاٹھی گولی کی پرواہ کئے بغیر آپ کے عوام دشمن کئے گئے اَب تک کے اقدامات کے
خلاف بھی سڑکوں پر نکل کھڑی ہوئی تو پھر یہ یاد رکھیں کہ آپ کو بھی عوام کی طاقت
کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیکنے ہوں گے اور اپنا سر جھکاتے ہوئے اپنے اقتدار سے ہاتھ دھونا
پڑے گا۔ لہٰذا ابھی وقت ہے کہ سنبھل جائیں اور عوام دشمن اقدامات کرنے سے
اجتناب برتیں اور عوام کے لئے وہی کریں جنہیں کرنے کا آپ اور آپ کی جماعت
پاکستان پیپلز پارٹی نے الیکشن سے پہلے عوامی خدمات کے جذبے کے تحت عوامی ریلیف
کے لئے وعدے کئے تھے۔ اور اَب آپ کی حکومت کی جانب سے میڈیا پر پابندی کا
اعلان حکومت اور عوام میں دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ (ختم شد

داتا کی نگری لہولہان کیوں اور کیسے ہوئی؟

حکمرانوں! کی ایک ہی رٹ ہے دہشت گرد بچ کر نہیں جا سکتے؟

پاکستانیوں کا مقدر کا چکّہ بم دھماکے، لوڈشیڈنگ اور خودکشیوں دھنس کر رہ گیا ہے....

پاکستانی رحمان بابا کے مزار شریف پر ہونے والے بم دھماکے کے بعد پہلے ہی غم وغصے میں تھے کہ گزشتہ دنوں میں برّصغیر کے عظیم روحانی پیشوا حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخشؒ کے دربار میں ہونے والے خودکش بم دھماکوں نے بھی اِنہیں لرزاہ کر رکھ دیا ہے۔ جبکہ سرکاری ذرائع کے مطابق لاہور میں جمعرات 18 رجب المرجب 1431ھ یکم جولائی 2010ء کو رات 10 بجکر 45 منٹ پر حضرت علی ہجویریؒ کے مزار شریف میں ہونے والے دو کش بم دھماکوں جو بالترتیب پہلا دھماکہ تہہ خانے میں ہوا جب کہ دوسرا دھماکہ داتاؒ دربار کے باہر گیٹ پر ہوا (جبکہ بعض اطلاعات یہ بھی ہیں کہ اِسی روز کچھ وقفے سے تیسرا دھماکہ بھی دربار کے احاطے میں ہوا تھا) جس کے نتیجے میں اَب تک سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 45 معصوم قیمتی انسانی جانوں کی شہادت اور 175 کے قریب افراد کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔

یوں داتاؒ کے دربار کے در و دیوار انسانی خون سے تر ہو گئے اور داتا کے دربار میں ہونے اِس والے المناک سانحہ پر لاہور ایک بار پھر آہ و فغاں سے لرز اٹھا اور جس پر سارا پاکستان خون کے آنسو بہا رہا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک پورا پاکستان احتجاجوں اور مظاہروں کی زد میں ہے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً یہ واقعہ اہلِ پاکستان اور مجھ سمیت ساری دنیا میں موجود کروڑوں داتاؒ کے عقید تمندوں کے لئے کسی قیامتِ صغریٰ سے کم نہیں ہے جو ہر عقیدت مند اور محبِ وطن پاکستانی کے لئے نہ صرف قابلِ مذمت ہے بلکہ اِس المناک سانحے کی ہر سطح پر جس قدر مذمت کی جائے وہ بھی کم ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس سانحے کے بعد ملک بھر میں عملی، زبانی اور تحریری مذمتوں اور احتجاجوں کا جو سلسلہ چل پڑا ہے وہ ایک فطری عمل ہے اور یہ سلسلہ اَب اُس وقت تک جاری رہنا چاہئے کہ جب تک ہمارے اربابِ اقتدار اور اختیار بغیر کسی حیل ہجت کے اِس سانحے میں ملوث عناصر تک پہنچ کر اِس کے ذمہ داروں کے گریبانوں میں اپنا ہاتھ نہ ڈال لیں۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے ! کہ آج داتاؒ کی نگری میں ہونے والے اِس انسانیت سُوز واقعہ پر ساری پاکستانی قوم اِس سانحہ کے ذمہ داروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے سڑکوں پر جو احتجاج کر رہی ہے اِسے اَب

دنیا کی کوئی طاقت بھی دبانا چاہئے تو نہیں دبا سکتی کیوں کہ اِس سارے معاملے میں جو عناصر ملوث ہیں اُن کے بارے میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ عناصر ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دے کر ملک میں انارکی پھیلا کر ملک کی معیشت اور اِس کے اقتصادی ڈھانچے کو دباہ وبرباد کرنے کے بعد اِسے غیر مستحکم کرکے اِس کی سالمیت اور خود مختاری کو دباؤ پر لگانا چاہتے ہیں جس کے لئے اُنھوں نے داتاؒ کے مقدس مقام کو بھی اپنی سازش کا حصہ بناڈالا جہاں سے صدیوں سے ہر مذہب وملت ،رنگ و نسل اور زبان و لباس کے لوگوں کو جھولیاں بھر بھر کر امن و محبت اور بھائی چارگی کا درسِ عظیم ملنے کے ساتھ ساتھ اِس مقدس دربار سے روحانی فیوض وبرکات بھی ملا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ داتاؒ کا یہ دربار عالی !اپنی دہلیز پر ہر آنے والے اُس شخص کو جو اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا ہوتا ہے صدیوں سے بنی نوع انسان میں اِس کی مایوسیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے اور ایسے لوگوں میں ایک ایسا جذبہ مزین کررہا ہے جہاں سے پلٹنے والے لوگوں کو اپنی زندگی سنوارنے اور اِسے نیک راہ پر گزارنے کا طریقہ آجاتا ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک دشمن عناصر جو انسانیت کا ماس اپنے چہروں پر چڑھائے ہمارے ملک میں موجود ہیں دراصل یہی وہ وحشی درندے ہیں جنھوں نے گزشتہ جمعرات کو حضرت علی ہجویریؒ کے دربارِ عالی میں معصوم اور

عبادت میں مگن انسانی جانوں کی خون کی ہولی کھیلی جس کی بنا پر اُنہوں نے ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دینی چاہی اِن ملک دشمن عناصر کے اِس ناپاک منصوبے کو خاک میں ملانے کے لئے آج پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج ہے اور وہ یہ کسی صُورت نہیں چاہتی کہ کوئی پاکستانیوں کے اتحاد اور ملی یکجہتی کے جذبے کو اپنی کسی سازش سے پارہ پارہ کرکے اِس کا شیرازہ بکھیر دے اور اِس کے ساتھ ہی پوری پاکستانی قوم اِس نکتے پر بھی باہم متحد اور منظم دکھائی دیتی ہے کہ پاکستان میں موجود اِس کے دشمنوں کو اَب اِس کی ترقی اور خوشحالی دیکھی نہیں جارہی ہے اِسی لئے اِن دشمنوں نے اسے مفلوج کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے خاطر ایسے گھناؤنے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کرنے شروع کردیئے ہیں کہ جن سے آج انسانیت بھی شرما رہی ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ اِن خود کش بمباروں کا نہ تو کوئی مذہب اور نہ ہی اِن کا کوئی عقیدہ اِن کی منزل وہ ایجنڈا ہے جس پر یہ کاربند رہ کر انسانیت کا خون بہا کر کسی کے اشارے پر ڈالرز کو بٹور رہے ہیں مگر خود کو دوزخ کا بھی ایندھن بنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اربابِ اقتدار اور اختیار کو جب دو روز قبل ہی دہشت گردوں کی جانب سے اِس بات کی پہلے سے اطلاعات تھیں کہ دہشت گرد عناصر داتا کے دربار کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں تو اُنہوں نے اِس کی فول پروف سیکورٹی کا پہلے سے مناسب بندوبست کیوں نہ

کیا.....؟اور حکومتِ پنجاب اور وفاقی حکومت خواب خرگوش کے مزے لوٹتی رہی ....اور یہ حسبِ روایت کسی سانحہ کے انتظار میں کیوں بیٹھی رہی کہ پہلے کچھ ہوجائے تو پھر رسمؔ اور دکھاوے کے لئے حفاظتی اقدامات اٹھائے جائیں گے....؟میرا خیال ہے کہ اِس واقعہ کی پوری ذمہ داری حکومت پنجاب پر عائد ہوتی ہے جس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر سمیت پنجاب کے وزیرداخلہ رانا ثناء اللہ فوری طور پر اگر اپنے اپنے عہدوں سے مستعفی ہوجائیں تو عوام کے جانب سے جاری احتجاجوں کے اِس سلسلے کو روکا جاسکتا ہے یا پھر دوسری صُورت یہ ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ اپنے اپنے عہدوں کی لاج رکھتے ہوئے ایک دوسروے پر سیاسی بیان بازی سے اجتناب برتتے ہوئے حقیقی معنوں میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے داتاکے دربار میں ہونے والے بم دھماکوں میں ملوث عناصر کا سراغ لگا کراِن کانیٹ ورک ختم کردیں تواِس صُورت میں یہ حضرات عوام پر اپنا اعتماد بحال کرسکتے ہیں بہر صُورت اِن کی بخشش کی کوئی راہ نہیں کہ عوام اِنہیں اِس واقعہ کا ذمہ دار قرار نہ دیں۔

جبکہ ایک خبر یہ بھی ہے کہ امریکا اور برطانیہ نے داتاکے دربار میں ہونے والے خودکش بم دھماکوں کے نتیجے میں ہونے والی شہادتوں اور زخمی ہونے والے افراد کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو مشترکہ دشمن کے خلاف جنگ میں

اپنی مکمل حمایت جاری رکھنے کا بھی یقین دلایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ دکھ کی اِس گھڑی میں ہم پاکستانی عوام کے ساتھ ساتھ ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی دوسری خبر ایک غیر ملکی خبر رساں ادارے کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کے امیر اعظم طارق نے اِس سے ٹیلیفون پر خود رابطہ کرکے کہا ہے کہ داتا کے ربار پر حملوں میں ملوث نہیں اِس حوالے سے اُنھوں نے اپنا یہ مؤقف اپناتے ہوتے کہا ہے طالبان پبلک مقامات پر حملے نہیں کرتے داتا کے دربار پر حملے میں غیر ملکی ایجنسیاں ملوث ہیں۔

اَب اِن کی جانب سے آنے والے اِس تردیدی بیان کے بعد ہمارے حکمرانوں کو سوچنا یہ ہے کہ جب اِس واقعہ میں یہ بھی ملوث نہیں تو پھر کیا وہ ملوث ہو سکتے ہیں جس کی جانب اِنھوں نے واضح اشارہ کیا ہے۔اِس منظر اور پس منظر میں اَب حکومتِ پاکستان کو خود انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے کسی ایسے نتیجے پر ضرور پہنچنا ہوگا کہ تمام حقائق آشکار ہو جائے اور عوام کو ہماری حکومت اُن تمام حالاتِ واقعات سے آگاہ کرکے جس کو سننے کے لئے ہماری پاکستانی قوم ایک بڑے عرصے سے منتظر بیٹھی ہے اور ہماری حکومت مصلحتوں کا شکار ہو کر اَب تک اُن حقائق پر پُردہ ڈالے بیٹھی ہے جنھیں یہ عوام کے سامنے نہیں لانا چاہتی ..... مگر اَب وقت آگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان سب کچھ عوام کے سامنے سچ سچ اُگل دے کہ اصل حقائق کیا ہیں....؟اور

کون ملک میں ہونے والے بم دھماکوں اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والی سازش کے
پیچھے چھپا ہوا ہے....؟

امریکا واضح کرے

پاکستان میں اَب امریکا اِس سے زیادہ کیسی طرزِ حکمرانی چاہتا ہے.......؟
چلو! کوئی اِسے کچھ بھی کہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حقیقت یہی ہے کہ ملک میں اٹھارہ فروری دو ہزار آٹھ کے ملک میں ہونے والے عام انتخابات کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی جو جمہوری حکومت تُزک واحتشام سے معرضِ وجود میں آئی ہے وہ ایک جمہوری حکومت تو ضرور ہے مگر اِس کے ساتھ ہی یہ اور بات ہے ....؟کہ یہ حکومت اپنے اقتدار کے روزِ اوّل ہی سے بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور اگر اِس کے دو ڈھائی سالہ دورِ اقتدار کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ حکومت ابھی تک خود کو اِس قابل بنا ہی نہیں سکی ہے کہ یہ کسی پاور فل جمہوری حکومت کی طرح اپنی ذمہ داریاں نبھا سکے..... ؟
اِس کی کیا وجہ ہے.....؟بلکہ اگر میں یہاں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ وہ کیا وجوہات ہیں .....؟کہ یہ حکومت ابھی تک اپنے آپ کو اُس معیار کا ہرگز ثابت نہیں کر سکی ہے اور نہ ہی اپنے قول و فعل سے کرا سکی ہے کہ یہ حکومت

کسی مثالی جمہوری حکومت کا کردار ادا کر رہی ہے جس طرح دنیا کے کسی بھی ملک کی کوئی جمہوری حکومت اپنا کردار ادا کرتی ہے ....

بہرکیف ! یہ ساڑھے سولہ کروڑ پاکستانیوں کی کسی حد تک خوش قسمتی کہی جا سکتی ہے کہ اِنہیں ایک طویل عرصے کی آمریت کے بعد ایک ایسی جمہوری حکومت ملی جو جمہوری تو ہے مگر یہ جمہوری ہونے کے باوجود بھی اتنی جمہوری نہیں ہے کہ جتنی جمہوری حکومت اِسے ہونا چاہئے تھا اور اِس سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اِس پر بھی پاکستانی عوام اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتے نہیں تھک رہی ہے کہ اِس نے اِس ننگی بھوکی اور افلاس زدہ عوام کو ایک لولی لنگڑی جمہوری حکومت تو عطا کی یہ اور بات ہے کہ یہ جمہوری حکومت جو پاکستان پیپلز پارٹی کی جیت کی شکل میں اِس افلاس اور بھوک کی ماری پاکستانی عوام کو نصیب ہوئی ہے جس کے سربراہ مسٹر آصف علی زرداری ہیں اور جو اِن دنوں اِس مملکتِ خداداد پاکستان کے صدر بھی ہیں۔ اُنھوں نے اِس عوام کے ریلیف کے لئے یکلذ مبیشِ قلم کچھ نہیں کیا سوائے زبانی جمع خرچ کے .... کہ ہم عوام کے لئے یہ کر رہے ہیں .... تو وہ کر رہے ہیں .....؟

مگر اِس کے باوجود بھی مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ (صدرِ

مملکت آصف علی زرداری) کسی حد تک ملک اور قوم کے ساتھ ضرور مخلص ہیں مگر
اَفسوس کی بات تو یہ ہے کہ اَب تک اِن کے اندر چھپے گوہر عوام کے سامنے ٹھیک طرح
سے نہیں آسکے ہیں کیونکہ ملک میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی جماعت
پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف اور اِن کی جماعت کے دیگر اراکین
صدر زرداری کی حکومت کو وقتاً فوقتاً حدفِ تنقید بنانے کے ساتھ ساتھ اِن کی کارکردگی
پر جو کچوکے (خنجر) مارتے رہتے ہیں اِس کی وجہ سے بھی ملک کی اِس انوکھی جمہوری
حکومت کی کارکردگی بہت بُری سے متاثر ہو رہی ہے۔ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ
نکتہ ہے اگر جس سے متعلق برسرِاقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت سے
لیکر اِس کا ایک ادنیٰ کارکن تک یہ سوچے کہ فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والے
آخر اپنے اِس فرینڈلی طرزِ عمل سے حکومتی اُمور میں خاموش روکاوٹیں کھڑی کرکے
حکومت کے لئے پریشانیاں کیوں پیدا کر رہے ہیں....؟ تو بات خود بخود واضح ہو جائے
گی کہ فرینڈلی اپوزیشن اپنے اِس نظر نہ آنے والے زہر آلود رویے سے اپنے کن عزائم
کی تکمیل کر رہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ موجودہ جمہوری حکومت ملک میں مہنگائی،
بیروزگاری، اور عوام کو درپیش دیگر مسائل کو حل کرنے میں ناکام ثابت ہو کر عوام کے
معیار اور اِس کے توقعات پر تو پورا نہیں اُتر سکی ہے مگر اِس کے باوجود بھی یہ ایک
جمہوری حکومت تو ہے ناں اِس سے تو کسی کو قطعاً انکار نہیں... ہونا چاہئے کہ یہ
پاکستان کی موجودہ حکومت، جمہوری

حکومت نہیں ہے....؟ مگراس کے باوجود بھی یہ کیا بات ہوئی کہ امریکی ایوان کی کمیٹی برائے اُمور خارجہ کے چیئرمین اور رُکن کانگریس ہاورڈ برہن نے واشنگٹن میں اے پی پی این اے کی تقریب کے دوران اپنے خطاب میں یہ کیوں کہا ہے "کہ امریکا پاکستان میں ایسا حقیقی جمہوری نظام قائم کرنے کے لئے پاکستان کی بھرپومدد کرے گا جس میں مکمل اختیارات سویلین حکام کے پاس ہوں.......”؟؟؟؟تو کیا میں یہاں اِس امریکی ہاورڈ برہن سے یہ پوچھنا سکتا ہوں کہ ابھی پاکستان میں مکمل اختیار سویلین حکام کو حاصل نہیں ہے کیوں.....؟ اور اگر امریکی یہ بھی واضح کردیتا کہ اَب امریکا اِس سے زیادہ پاکستان میں کون سا حقیقی جمہوری نظام چاہتا ہے تاکہ ہم پاکستانی اِس ہی کے سانچے میں ڈھل کراِس کی ہی جی حضوری کرتے رہیں.....اور جس سے وہ ہمارے حکمرانوں سے خوش ہوجائے۔ اور وہ اِنہیں اِن کی جھولیاں بھر بھر کر امداد دے کر اپنے مطلب کا کام اِن سے کرائے........اِس منظر اور پس منظر میں ایک حقیقت یہ بھی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا جان جائے کہ پاکستان میں کسی بھی جمہوری حکومت کے جتنے بھی سربراہ (شہید ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو شہید کے علاوہ) آئے ہیں اِن سب سے زیادہ مدبّر اور فہم وفراست والے ملک کے موجودہ صدر جناب محترم آصف علی زرداری ہیں جنہوں نے اپنے منصب کا حلف اٹھانے والے دن سے لیکر آج تک جس انداز سے اپنی فہم وفراست کے مطابق اپنے عہدے کی ذمہ داری نبھائی ہے وہ واقعی قابلِ ستائش ہیں مگر پھر بھی اِن میں

ایک خامی ضرور ہے کہ وہ عوام سے کئے ہوئے اپنے تمام وعدے بھول چکے ہیں اِنہیں اگر کچھ یاد ہے تو بس یہ کہ اُنھوں نے آئی ایم ایف سے ملک میں مہنگائی کو بے لگام چھوڑنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اِس پر ابھی تک قائم ہیں اور بس..... اِس پر عمل بھی کر رہے ہیں کیوں یہ ہے ناں کتنی عجیب بات! تب ہی تو پاکستان پیپلز پارٹی کی شاخیں صدر مملکت آصف علی زرداری کے حق میں جمعرات 8 جولائی کو شاہراہ دستور پر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی تیاریوں میں دل و جان سے مصروف ہیں جس میں ملک کے اتنے اچھے اور عمدہ صدر کے مخالفین کو نشانہ بنایا جائے گا۔

اِسی طرح 8 جولائی کو ہونے والے اِس طاقت کے مظاہرے سے متعلق ایک خبر یہ بھی ہے کہ جان بوجھ کر اِن (صدر مملکت) کا دفاع کرنے سے گریز کرنے والے پارٹی رہنماؤں کو بھی اِس مظاہرے میں آڑے ہاتھ لیا جائے گا۔ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اَب اِسی کو ہی دیکھ کر امریکا سوچ لے کہ اِس سے زیادہ پاکستان میں مضبوط سویلین طرزِ حکمرانی اور کیا ہو سکتی ہے......؟ کہ جب حکمران جماعت کے کارکن اپنے ہی صدر کی حمایت میں طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ہی پارٹی کے اُن رہنماؤں کو آڑے ہاتھ لیں جو کسی بھی موقع پر اپنی پارٹی کے صدر مملکت کی دفاع سے گریز کرتے ہوں۔ تو پھر پاکستان میں اِس سے اچھی مضبوط طرزِ حکمرانی اور کیا ہو گی......؟؟؟؟؟ جس ملک میں سب اپنی مرضی کا کام کر

رہے ہوں اور مہنگائی بے لگام ہو حکمرانوں کو عوامی مسائل کا کوئی عمل نہ ہو اور حکمران اور وزرا کو اپنی اپنی پڑی ہو اور سب اپنی اپنی عیاشیوں میں پڑ کر قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہوں تو دیکھو کیا دنیا میں اِس سے اچھی کہیں کوئی جمہوری حکومت ہو سکتی ہے......؟؟؟؟؟؟؟؟؟ جتنی اچھی پاکستان میں ہے۔

امریکا کا پاکستان کو مشورہ ...... کیوں؟

پاکستان کو افغان مشیر رنگین کی، رنگین اور مضحکہ خیز تنبیہ ......؟؟؟؟

نو سال سے افغانستان پر بے تحاشہ بمباری کر کے اِسے کھنڈر بنانے کے بعد سبکدوش ہونے والی امریکی قونصلر جنزل کینڈس پوٹینم نے پشاور میں ایک پریس کانفرنس میں بغلیں جھانکتے ہوئے اِن خیالات کا برملا اظہار کیا ہے کہ صدر اوباما کی پالیسی یکدم واضح اور شفاف ہے کہ ہم افغانستان میں القاعدہ اور دہشت گردوں کو شکست دینے آئے ہیں اوراِس کے ساتھ ہی اِس موقع پر اُنہوں نے انتہائی مدہم آواز میں یہ بھی کہا کہ ہم افغانستان سے القاعدہ اور دہشت گردوں کے مکمل خاتمے تک واپس نہیں جائیں گے تاہم اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقے دہشت گردوں کے گڑھ ہیں اِن کے خلاف مؤثر کاروائی کی جانی بہت ضروری ہے ہاں البتہ !اُنہوں نے اپنی اِس پریس کانفرنس میں انتہائی دیدہ دلیری سے امریکا اور اپنے صدر مسٹر اوباما کی اِس خواہش اور انکشاف کا بھی اظہار کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان کو مشورہ دیا کہ صدر اوباما اور امریکی عوام چاہتے ہیں کہ پاکستان کے شمالی وزیرستان میں جو حقانی گروپ چھپا ہوا ہے پاکستان اِس کے خلاف فوری طور پر آپریشن کرے اور

اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس معاملے میں ذرا سا نرم گوشہ رکھتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اَب دیکھنا یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان اِس امریکی مشورے پر کب اور کیسے عمل پیرا ہوتی ہے.....؟اور اِس کا فیصلہ حکومت پاکستان کو ہی کرنا ہے کہ وہ اِس امریکی مشورے پر عمل کرتی بھی ہے کہ نہیں.....؟ یہ حکومتِ پاکستان کی صوابدید پر ہے کہ وہ اِس امریکی خواہش کا کتنا احترام کرتے ہوئے امریکا کی قربت حاصل کرکے اِس سے اِس بہانے اِمداد کی مد میں کتنے ڈالر بٹورنے میں کامیاب ہوتی ہے.....????

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ جب امریکا افغانستان میں اپنی منہ کی کھا چکا ہے تو پھر اِسے کیا ضرورت پڑی ہے.....؟کہ وہ اپنی شکست کو زبردستی کی فتح میں بدلنے کے لئے پاکستان پر اپنا بے جا دباؤ کیوں ڈال رہاہے.....؟

بہرکیف !اَب اِس بات کی نزاکت کو سمجھنا اور اِس کا انتہائی ترش جواب دینا ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور فورسز کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس امریکی مشورے اور خواہش کا کس حدتک کس طرح سے جواب دیتے ہیں جس میں امریکا نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے پاکستان شمالی وزیرستان میں حقانی گروپ کے خلاف بھی آپریشن کرے۔

اور اسی کے ساتھ ہی ہم پاکستانیوں کے لئے ایک انتہائی مضحکہ خیز خبر یہ بھی ہے کہ افغانستان جو اِن دنوں نیٹو افواج کی کمین گاہ بنا ہوا ہے جہاں افغان اور نیٹو افواج معصوم انسانی جانوں کو مار کر اپنے ہاتھ اِن کے خون سے رنگین کر رہی ہیں اِس افغانستان کے قومی سلامتی کے مشیر رنگین وادفر سپالتا نے کابل میں اے ایف پی کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں امریکی زبان استعمال کرتے ہوئے اپنے پڑوسی ملک پاکستان کو التجایہ کم مگر دھمکی کے انداز میں الزام لگاتے اور اِسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ القاعدہ اور دوسرے دہشت گرد گروپ پاکستانی سرزمین سے افغانستان پر حملے کرتے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان شدت پسند گروپوں کے خلاف سنجیدگی سے کاروائی کرے۔ افغان مشیر مسٹر رنگین کی اِن ساری باتوں کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایسا لگتا ہے کہ جب افغان مشیر مسٹر رنگین کے پاس اپنے اِس انٹرویو میں کہنے کو کچھ نہ ملا تو اِس نے اپنے اِس انٹرویو کو کسی معیار کا بنانے کے لئے ایسی رنگین باتیں کردیں ہیں کہ جس سے ایک طرف تو اِس کا یہ انٹرویو رنگین ہوگیا ہے تو دوسری طرف اِس نے خود کو یہ کہہ کر عالمی بیان بازی کا ایک بھاری بھرکم فرد بھی بنانا ہے جس سے اِس کی شخصیت ذرا سی عالمی ہو گئی ہے۔ ورنہ اگر یہ اپنے اِس انٹرویو میں ایسی بات نہ کرتا تو شائد اِس کے انٹرویو میں کوئی ایسی خاص بات بھی نہیں تھی کہ اِس کے اِس انٹرویو کو میڈیا میں کوئی خاص جگہ اِسے ملتی اور یہ موضوع بحث بنتا۔

ویسے اتنا تو مسٹر رنگین کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ نیٹو افواج افغانستان کو القاعدہ اور دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لئے یہاں آئی ہیں۔ کیونکہ دنیا بھر کے القاعدہ کے جنگجو اور دہشت گرد افغان مشیر مسٹر رنگین کے ملک میں چھپے ہوئے ہیں نہ کہ پاکستان میں ہیں۔ لہٰذا اِسے معلوم ہونا چاہئے کہ دہشت گرد اور القاعدہ افغانستان میں ہیں جو یہیں سے افغانستان میں حملے کرتے ہیں اور یہیں چھپ جاتے ہیں۔ تو مسٹر رنگین اَب آئندہ پاکستان سے متعلق اِیسا پروپیگنڈہ کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی جھانک لو کہ تم اور تمہارا ملک خود کیا ہے.....؟؟؟

اور آج یہ دنیا کے لئے یقیناً ایک انتہائی غور طلب پہلو ہے کہ امریکا جو 21 ویں صدی کے جدید اور مہلک ترین جنگی سازوں سامان کے ساتھ نو سال قبل افغانستان میں اِسے فتح کرنے اور اِس پر جبراً اپنا قبضہ جمانے کی نیت سے گھسا تھا اُسے اتنا عرصہ پہاڑوں پر بمباری کرنے کے باوجود بھی ابھی تک یہ یقین کیوں نہیں آرا کہ وہ افغانستان میں اپنے اربوں اور کھربوں ڈالرز بھونک ڈالنے اور اپنے ہزاروں فوجیوں کو واصلِ جہنم کر ڈالنے کے بعد بھی وہ کیا یہ جنگ جیت چکا ہے......؟؟؟؟ یا ہار اِس کے مقدر میں کب کی لکھی دی گئی ہے۔ جبکہ تجزیہ نگاروں اور جنگی مبصرین کا یہ خام خیال ہے کہ امریکا افغانستان

میں اپنی یہ جنگ یہ بہت پہلے ہی ہار گیا ہے۔ جس کے باوجود بھی یہ شکست خوردہ عناصر کی طرح افغانستان میں رکا ہوا ہے۔

مگر دنیا کے سامنے ایک حیرت انگیز نکتہ یہ بھی ہے کہ اَب تک اِن تمام حقائق سے بے خبر امریکا اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے اپنے اِس عزم میں کیوں غرق ہے ..... ؟ کہ دنیا کی کوئی طاقت اِسے افغانستان میں فتح سے ہمکنار ہونے سے نہیں روک سکتی..... ؟

اور یہ ہر صورت میں اِن پہاڑوں کی سرزمین اور مضبوط بازوں اور جسموں والے لوگوں کے ملک افغانستان پر اپنی حکومت قائم کرکے یہاں اپنا جشنِ فتح منائے گا۔

مگر اِسی کے ساتھ ہی دوسری جانب دنیا اِس حقیقت سے بھی منہ چرانے سے قطعاً انکاری نہیں ہے کہ امریکا کے افغانستان پر قبضے کے سارے عزائم فیل ہوچکے ہیں اور امریکا درپردہ افغانستان میں جاری اپنی یہ جنگ بہت پہلے ہی ہار چکا ہے مگر یہ اِسے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں چُور رہنے اور دنیا کا داداگیر بننے کا خواب اپنی آنکھوں میں سجائے اِس کھلی حقیقت کو تسلیم کرنے سے کترا رہا ہے کہ کہیں اِسے افغانستان میں اپنی شکست کا اعلان کردینے کے بعد دنیا کے سامنے اِس کی سُبکی نہ ہوجائے اور اِس پر دنیا افغانستان میں ذلیل خوار ہونے کا لیبل نہ چسپاں کردے۔ اور یوں اِس کی داداگیری کا سارا بھرم خاک میں

نہ مل جائے۔ اِس منظر اور پس منظر میں میرا خیال یہ ہے کہ آج امریکا اِس وسوسے اور ڈر و خوف میں مبتلا رہنے کے باعث افغانستان میں اپنی جنگی شکست تسلیم کرنے سے گریزاں ہے۔

مگر اِس کے ساتھ ہی دوسری جانب ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ کچھ امریکی جنرلز گزشتہ کئی دنوں سے اَب اِس حقیقت سے بھی آہستہ آہستہ خود ہی پردہ اٹھانے لگے ہیں کہ امریکا افغانستان میں بُری طرح سے پھنس چکا ہے اور وہ یہ بھی کہتے اور دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے صدور کو بھی یہ سمجھانے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ افغان جنگ کا حل طاقت کا استعمال نہیں بلکہ پُر امن مذاکرات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اَب اِن تمام باتوں کا ایک ہی ماخذ ہے کہ امریکا اَب اِس حقیقت کو دنیا کے سامنے رفتہ رفتہ سامنے لانا چاہتا ہے کہ وہ افغانستان میں جنگ چھیڑ کر بُری طرح سے پچھتا رہا ہے اور یہ جنگ اِس کی توقعات سے کہیں زیادہ مشکل ثابت ہو رہی ہے کیونکہ نو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی امریکا اِس جنگ سے وہ مقاصد اَب تک حاصل نہیں کر سکا ہے جس کے لئے یہ افغانستان میں گھسا تھا۔ امریکا کی اِس غیر یقینی کیف کے منظر اور پس منظر میں مجھے جوزف روکس کا ایک قول یاد آ رہا ہے کہ "برائی جیت تو سکتی ہے لیکن برائی کے نصیب میں جشنِ فتح نہیں ہوتا" اور آج دنیا خود دیکھ رہی ہے کہ امریکا افغانستان میں تباہی مچانے کے بعد بھی اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ

اُسے اَب تک جشنِ فتح منانا کیوں نہیں نصیب ہوا.....؟؟؟؟جو شائد کبھی بھی نہ ہو اور وہ دن کوئی دور نہیں جب دنیا پر اپنی داداگیری کرنے والا امریکا جلادِ اعظم افغانستان سے ذلیل و خوار ہو کر نکلے گا۔

قوم اَب کس پر اعتماد و اعتبار کرے۔۔۔؟؟؟جب سارے ہی ایسے ہوں۔۔۔؟

کیا پاکستان جعل سازوں کا گڑھ اور فراڈیوں کی آماجگاہ بنا رہے گا۔۔۔۔؟

گزشتہ دنوں میڈیا کے خلاف پنجاب اسمبلی میں جعلی ڈگری کے حامل اراکین کی جانب سے منظور کی جانے والی متفقہ قرارداد کے بعد ملک بھر کے صحافی حضرات اِس قرار داد کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور اِن سطور کے رقم کرنے تک اِن کا یوم سیاہ منانے اور احتجاجوں کا سلسلہ جاری ہے جن کے ساتھ نہ صرف سیاستدان شامل ہیں بلکہ وکلا برادری اور ملک کے عام شہری بھی پنجاب اسمبلی کی قرارداد کے خلاف صحافیوں کے شانہ بشانہ اِن کے اِس احتجاج کا حصہ بنے ہوئے ہیں اور یہ عزم مصمم کئے ہوئے ہیں کہ پنجاب اسمبلی سے اِس قرارداد کی واپسی تک ہونے والے ہر احتجاج میں یہ سب صحافیوں کے ساتھ شامل رہیں گے۔اِس صورتِ حال میں ایک خبر یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کے دوران کہا ہے کہ صحافیوں کا احتجاج جائز ہے اور اَب ہم قرار داد واپس لینے کی کوشش کر رہے ہیں" اَب دیکھتے ہیں کہ یہ واقعی کچھ کرتے ہیں۔۔۔؟یا وہ یہی کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

ویسے کہا جاتا ہے کہ جعلی ڈگری والے اراکین پنجاب اسمبلی نے میڈیا کے خلاف متفقہ قرار داد جو منظور کی ہے اِس کے پیچھے پنجاب اسمبلی میں واضح اکثریت رکھنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا بھی ایک بڑا حصہ ہے جن سے متعلق بھارتی میڈیا نے بھی پاکستان میں صحافیوں کے خلاف پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے والوں سے متعلق کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے والے رکن ایوان جانے سے قبل وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف سے اِس کی منظوری لے کرآئے تھے جنھوں نے اِس قرار داد کی اپنی خاموش حمایت کی تھی۔ اور پھر پاکستانی صحافیوں کے خلاف یہ زور دار قرار پیش کی گئی۔ جس کے بعد پاکستان بھر میں صحافی برادری میں ایک بھونچال آگیا ہے۔

اِس منظر اور پس منظر میں اَب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کا مناسب جواب تو شہباز شریف ہی دیتے سکتے ہیں کہ اِس میں کتنی صداقت ہے....؟؟؟ بہر حال ! میں اِس موقع پر حضرت معروف کرخیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہوں گا وہ فرماتے ہیں کہ" بدی کرنے والے سے میل جول رکھنا بھی بدی پر راضی ہونا ہے"۔ اَب باقی باتیں میرے قارئین خود سمجھ جائیں کہ میں کیا کہنا.....؟اور اِنہیں سمجھانا چاہتا ہوں....؟

اُدھر لندن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے ایک پریس کانفرنس کے دوران پنجاب اسمبلی کے جعلی ڈگری رکھنے والے اراکین کی جانب سے میڈیا کے خلاف لائی جانے والی قرارداد کو بدنیتی پر مبنی قرار دیا ہے اور اپنے بھائی اور پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف کو اپنے مخصوص اور سیاسی انداز سے مشورہ دیا ہے کہ اُنہیں میڈیا کے خلاف قرارداد پیش کرنے والے ثناء اللہ مستی خیل کو پارٹی سے نکال دینا چاہئے ہاں البتہ! نواز شریف نے اپنی اِس پریس کانفرنس میں اتنا ضرور کہا ہے کہ جعلی ڈگری والے اپنا غصہ میڈیا پر نہ نکالیں یہ حقیقت ہے کہ جعلی ڈگری والے ناقابلِ معافی ہیں کیونکہ اُنہوں نے قوم کو دھوکا دیا ہے اِن کا کہنا تھا کہ میڈیا اِن کا کھوج لگائے یہاں میرا نواز شریف سے یہ کہنا ہے کہ میڈیا جب اِن کا کھوج لگاتا ہے تو میاں نواز) شریف صاحب! آپ کے بھائی خود اِن جعلی ڈگری والوں کی پشت پناہی کرکے اِن سے اپنی اسمبلی میں میڈیا کے خلاف قرارداد پیش کرادیتے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میڈیا جعلی ڈگری والوں کا کھوج لگائے یہ دوغلہ پن کیسا....؟؟؟)اور میاں نواز شریف آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم جعلی ڈگری والوں کو پارٹی بلیک میل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے....؟؟مگر میرا خیال یہ ہے کہ میاں صاحب! یہ جعلی ڈگری والے تو بڑے پاور فل نکلے .... وہ تو پہلے ہی آپ کا حکم ہی نہیں مان رہے ہیں اور یہ مٹھی بھر جعلی ڈگری والے آپ کو، آپ کے بھائی کو اور آپ کی پارٹی کو مسلسل بلیک میل کررہے ہیں اِس پر آپ

اور آپ کے بھائی خاموش ہیں آخر ایسا کیوں ہے......؟؟؟

ویسے یہ تو حقیقت ہے کہ گزشتہ 62 سالوں سے پاکستان کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اِس مملکتِ خداداد کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اپوزیشن ومذہبی جماعتوں اور ملک کے فلاحی اداروں کا دوغلہ پن ہی اِس کی ترقی اور خوشحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے میں اَب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج بھی یہ سب اِس (دوغلے پن کے) ناسور سے نکل جائیں اور اپنی اِس عادت کو چھوڑ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے ملک میں بھی ترقی اور خوشحالی کی راہیں یوں نہ کھل جائیں جیسی دنیا کے اُن ممالک میں کھل چکی ہیں جہاں کے حکمران، سیاستدان، اپوزیشن، مذہبی جماعتیں اور اُس ملک میں فعل چھوٹے بڑے فلاحی ادارے (دوغلے پن کی غلیظ عادت) سے آزاد رہ کر اپنے اپنے مؤقف پر قائم ہیں اور سب اپنے دائرہ کار میں رہ کر صاف وشفاف طریقے سے اپنے ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے اپنی ذمہ داریاں اَحسن طریق سے نبھا رہے ہیں اور اپنے ملک کو ترقی دے رہے ہیں۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے یہاں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ ہم اور ہمارے حکمران، سیاستدان، اپوزیشن، مذہبی جماعتیں اور سماجی فلاحی ادارے ہاتھی کے اُس دانت کے مانند ہیں جو کھانے کے کچھ اور دکھانے کے کچھ ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمارے ملک میں حکمرانوں سے لیکر ایک عام مزدور تک کا یہ عالم ہے کہ یہ کہتے کچھ مگر کرتے کچھ ہیں۔ یعنی

یہ کہ ہم سب اپنے اپنے دائرے میں رہ کر مختلف طریقوں سے جعل سازی اور فراڈ کا سہارا لے کر ملک اور قوم کی خدمت کے نام پر اپنی ذمہ داری کی گاڑی زبردستی کی کھینچے جا رہے ہیں اور اُوپر سے یہ کہ اگر کسی نے ہمیں سیدھا راستہ دکھانے اور صحیح بات سمجھانے کی کوشش کی تو اُلٹا اِس پر ہی راشن پانی لے کر چڑھ دوڑنے کی ایک ایسی غلط اور گندی عادت بھی ہم پاکستانیوں میں پیدا ہو گئی ہے کہ ہم کسی کی اچھی بات بھی سننے اور برداشت کرنے کو تیار نہیں...اپنی اِس حرکت پر کیا کبھی کسی نے سوچا....؟یا یہ سوچنے کی کوشش بھی کی کہ ہماری یہ بُری عادت نہ صرف ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ ہمارے ملک اور قوم کے لئے بھی کتنی نقصان کا باعث بن سکتی ہے.....؟ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ شائد کسی نے بھی اِس جانب غور و فکر کرنا گوارہ ہی نہیں کیا
ہے....تب تو ہم کسی کی کوئی اچھی بات.برداشت کرنا تو درکنار اُسے سُننا ہی نہیں چاہتے......

اَب اِسی کو ہی لے لیجئے! جب ہمارے ملک کے آزاد میڈیا نے کچھ اراکین پارلیمنٹ کی اہلیت سے متعلق اِن کی حاصل کی گئیں جعلی ڈگریوں کے بارے عوام کو سچائی سے آگاہ کیا تو ہمارے یہ اراکین جنھوں نے کسی بھی طریقے سے اپنے آپ کو ایوانوں تک پہنچانے اور ہمارا مسیحا بننے کے بہانے قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں کے لئے دولت لوٹنے کا خواب دیکھا تھا جس کے لئے اُنہوں نے یہ

جعلی ڈگریاں حاصل کیں تھی اِس پر اِن جعلی ڈگری والے اراکین نے میڈیا کو سبق سکھانے اور اِسے لگام دینے کے لئے گزشتہ دنوں ایک ایسا حربہ استعمال کیا کہ جس سے دنیا دنگ رہ گئی کہ اِن جعل سازوں نے پنجاب اسمبلی میں اپنی نوعیت کی انوکھی اور حیران کن میڈیا کے خلاف ایک ایسی متفقہ قرار داد منظور کی گئی جس میں جعلی ڈگری حاصل کرنے والے وہ تمام اراکین پنجاب اسمبلی شامل تھے جن کا تعلق بھلے اقتدار جماعت سے تھا یا حزب اختلاف سے وہ آگ بگولہ ہوگئے اور آتش فشاں کی طرح پھٹ گئے اور سب نے اپنے اپنے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے میڈیا کے خلاف اپنے اتحاد کی ایک ایسی زنجیر بنائی اور میڈیا کے خلاف اپنے متعلق عوام کو حق و سچ آشکار کرنے پر ایک متفقہ اقرارداد پیش کی جس میں جعلی ڈگری والے اراکین پنجاب اسمبلی یہ موٴقف سامنے لائے کہ جمہوریت اور سیاستدانوں کے خلاف پروپیگنڈہ بند کیا جائے اور کیونکہ ذرائع ابلاغ کے بعض حصے غیر ذمہ دارانہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اِس کے بعد یہ قرار داد بھاری اکثریت سے منظور کرلی گئی۔ جعلی ڈگری والوں کے اِس رویے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اِس قسم کے حربے استعمال کرکے اپنی مرضی میڈیا اور قوم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں اِسی لئے ایسے لوگوں کے لئے فرانسس بیکن کہتا ہے کہ اُس شخص سے بچو جو اپنی بُرائیاں لوگوں میں فخر سے بیان کرتا ہے”۔ یہاں میرا یہ کہنا ہے کہ پارلیمنٹ میں موجود اے! جعل سازوں میڈیا سے ملک، جمہوریت اور عوام کو کوئی خطرہ نہیں اصل میں میڈیا سے خطرہ تم لوگوں کو ہے

جو میڈیا سے اوجھل رہ کر ملک کو نقصان پہنچانا اور قومی خزانہ دونوں ہاتھوں سے لوٹنا چاہتے ہو۔اِسی لئے تم لوگوں نے میڈیا پر پابندی لگانے کا یہ حربہ استعمال کیا ہے جس کی ہر سطح پر آج پُرزور مذمت کی جارہی ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج نہ صرف ملک میں بلکہ دنیا بھر میں پاکستان کے اراکین پارلیمنٹ کی جعلی ڈگریوں سے متعلق جو غلغلہ زبانِ عام ہے اِس سے جہاں پاکستانیوں کا اپنے اراکین پارلیمنٹ پر سے اعتماد اور اعتبار اٹھ چکا ہے تو وہیں دنیا بھر میں پاکستانیوں کا امیج بھی بُری طرح سے مجروح ہوکر رہ گیا ہے آج اراکین پارلیمنٹ کی اِس جعل سازی اور فراڈ کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پاکستان جعل سازوں کا گڑھ اور فراڈیوں کی آمجگاہ بن گیا ہے جہاں ہر قدم اور ہر لمحہ فراڈی افراد اسمبلیوں میں بیٹھ کر ملک کے سیدھے سادے ساڑھے سولہ کروڑ عوام کو اپنی جعل سازیوں سے بے وقوف بنا کر اپنا کاروبارِ زندگی جاری رکھے ہوئے ہیں اور آج اِن جعلی ڈگریوں والے اراکین پارلیمنٹ کے اِس فعلِ شنیع کی وجہ سے ہی ملک کا ہر فرد اِن سے کھٹکا کھانے لگا ہے۔ ایک بار ایک شخص نے رسول ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے...؟اِس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔" جو دل کو کھٹکے "تو آپ سمجھ لو کہ جو دل کو کھٹکے تو گناہ ہے اور ہمارے اِن جعلی ڈگری والے اراکین پارلیمنٹ نے وہ گناہ کیا ہے وہ بھی ناقابلِ معافی ہے۔اِسی طرح اِس کے گناہ اور جعل

سازی کی وجہ سے عوام کا اِن پر سے اعتماد اور اعتبار ختم ہوگیا ہے اور اعتماد ایک ایسی چیز کا نام ہے جس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اعتماد وہ انمول نگینہ ہے جسے بس ایک بار ٹھیس پہنچ جائے تو پھر وہ اپنی اصلی حالت میں نہیں آسکتا۔ اور اِس کے بعد یہ جعلی ڈگری رکھنے والے اراکین پارلیمنٹ کے لئے کتنے شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ کتنا بُرا ہے وہ انسان جو اِس بات کی پرواہی نہ کرے کہ لوگ اِسے بُرا کہتے ہیں۔ اور اپنی دھن میں لگا رہے تو ایسا شخص معاشرے کے لئے تباہی کا باعث ہوسکتا ہے اور اِسی طرح بدی کرنے والا اگر اپنے کئے پر پشیمان نہیں ہوتا تو اِسے یاد رہے کہ وہ بدی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

اور آخر میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اراکین پنجاب اسمبلی کا ڈنکے کے زور پر اِن کے جعلی ڈگری سے متعلق کرتوتوں کو عوام کے سامنے لانے والے میڈیا پر پابندی لگانے کا گھناؤنا عمل اِن کے زوردار الفاظ اور تلخ کلامی کمزور استدلال کی دلیل ہے۔ اور اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ دلائل جتنے کمزور ہوں گے الفاظ اتنے ہی سخت ہوں گے۔ اِس موقع پر سائرس کا مجھے یہ قول یاد آرہا ہے کہ نااتفاقی اور تکرار میں سب سے پہلے سچائی کا ہی گلا گھونٹا جاتا ہے۔ اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک کے اِن اراکین پارلیمنٹ جن کے پاس جعلی ڈگری ہے اُنھوں نے اپنے کمزور استدلال کی دلیل اور تکرار سے اپنے

متعلق عوام کو حق و سچ بتانے والے میڈیا کے خلاف سخت رویہ اپنا کر سچائی کا گلا گھونٹ دیا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اِن جعلی ڈگری والے اراکین پارلیمنٹ کو اپنے متعلق یہ حقیقت عوام کے سامنے آجانے پر خاموشی سے استعفٰی دے دینا تھا جس سے اِن کی پردہ پوشی بھی قائم رہ جاتی اور میڈیا کا بھی حوصلہ بلند ہوتا اور یہ بھی اپنی ذمہ داریاں مزید بہتر طریقے سے انجام دیتا۔

حکومت محکمہ ریلوے کی تباہی کا نوٹس لے

پاکستان ریلوے میں فنڈ کی کمی ! 102 ریلوے انجن ناکارہ اور 302 اپنی عمر پوری کرچکے ہیں

نااہل وزیر ریلوے کی وجہ سے آج پاکستان کا محکمہ ریلوے تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا ہے پاکستان میں پہلی مسافر ٹرین کراچی پورٹ سے کوٹری تک چلانے کا منصوبہ 1847 میں اُس وقت کے کمشنر آف سندھ سر ہنری بیڈوارڈ فریری Sir Henry Bdward Frere نے پیش کیا تھا جس پر سروے کا کام 1858 کو شروع کیا گیا اور بالآخر ایک انتہائی مختصر عرصہ میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور یوں پاکستان میں 31 مئی 1861 میں کراچی پورٹ سے کوٹری تک پہلی آزمائشی طور پر مسافر ٹرین سروس کا افتتاح کردیا گیا جس کا کُل فاصلہ 105 میل اور 169 کلومیٹر تک کا تھا اور پھر رفتہ رفتہ اِس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور ایک اندازے کے مطابق 1947 میں جب پاکستان کا وجود عمل میں آیا تو اُس وقت ریلوے لائن کا جال پورے پاکستان میں پھیل چکا تھا یعنی ریلوے کے پاس اُس وقت 1,947 روٹس مائلز جو 3,133 کلومیٹر بنتا تھا اتنے بڑے حصے میں ٹرینوں کی آمدورفت جاری تھی۔ اور آج یہ محکمہ پاکستان ریلوے جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہوا تھا اَب یہ

ادارہ اپنی کارکردگی کے حوالے سے یکدم صفر ہو کر رہ گیا ہے۔

آہ! اَب اِسے کیا کہا جائے کہ 21 ویں صدی کے جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کے دور میں دنیا کے ایک ایٹمی ملک پاکستان آج جس کی کُل آبادی لگ بھگ ساڑھے سولہ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے اور اِس ملک کی ایک حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا کے اِس ایٹمی ملک میں اِس کے عوام کو جہاں بہت سی اور ضروری سہولتیں میسر نہیں ہیں تو وہیں دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں اِس ملک کے عوام تیز رفتار سفری سہولت سے بھی محروم ہیں اور اِس ملک کا محکمہ ریلوے جو 1847 میں قائم ہوا تھا یہ ادارہ اپنے مسافروں کو آج تک بہتر سفری سہولت دینے کے قابل نہیں بن سکا ہے اور آج یہ ادارہ اپنے مسافروں کو رہی سہی سفری سہولت مہیا کرنے سے بھی عاری ہوگیا ہے جس کا جواز اِس ادارے نے پیش کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ محکمہ ریلوے کے فنڈ میں کمی ہونے کی وجہ سے یہ اپنے مسافروں کو بہتر سفری سہولت مہیا نہیں کر پا رہا ہے جس کے باعث سالانہ اِس کے مسافروں کی تعداد میں کمی کا گراف بڑھتا جا رہا ہے اور اِس ادارے کو اربوں کا خسارہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ ادارہ تباہی اور بربادی کے اندھے اور سیاہ ترین کنوئیں میں گرنے کو ہے اور ایک خبر کے مطابق دنیا کے اِس ایٹمی ملک پاکستان کے محکمہ ریلوے کی بیوروکریسی کی نااہلی اور اِس کی سوفیصد ناقص منصوبہ بندی کے باعث لوکو شیڈز اور ورکشاپس انجنوں کے قبرستان میں تبدیل ہو چکے ہیں

بتایا جاتا ہے کہ پاکستان ریلوے کے قبرستان نما ورکشاپوں میں 102 ریلوے انجن صرف اسپئیر پارٹس نہ ہونے کی وجہ سے ایک سال یا اِس سے بھی زیادہ عرصے سے ریلوے کے مختلف شیڈز میں ناکارہ کھڑے کھڑے ختم ہو رہے ہیں اور 302 انجن اپنی عمر پوری کے اَب قبروں میں پاؤں لٹکا چکے ہیں مگر وزارتِ ریلوے اور پاکستان کا محکمہ ریلوے نئے انجن لانے کے موڈ میں قطعاً نہیں ہے جبکہ دوسری جانب ریلوے ہیڈ کوارٹر کی ایک رپورٹ کے مطابق انجنوں کی قلت کی وجہ سے 80 مال گاڑیاں ملک کے مختلف چھوٹے بڑے اسٹیشنوں پر ایک ماہ سے کھڑی ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ریلوے نظام میں اِس وقت مجموعی طور پر صرف 520 انجن موجود ہیں اِن میں سے صرف 256 انجن زیر استعمال ہیں۔ اور قابلِ استعمال انجنوں میں سے صرف 150 انجن مسافر ٹرینوں کے ساتھ، 50 انجن فریٹ (مال) گاڑیوں اور بقایا 56 انجن بیلٹ (پتھر)، ریلوے میٹریل کی نقل وحمل اور شنٹنگ کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور اِس کے ساتھ ہی اِس رپورٹ کے مطابق اِس وقت ریلوے شیڈ کراچی میں انجن ایسے ہیں جو پاور اسمبلی، ٹربو کمپریسر، الیکٹریکل پینل، ٹریکشن سوئرز اور دیگر 28 چھوٹے موٹے اسپئیر پارٹس نہ ملنے کی وجہ سے موجود ہیں، لاہور شیڈ میں 21 انجن، کنڈیاں شیڈ میں 18 انجن، کوئٹہ شیڈ میں 13 انجن، راولپنڈی شیڈ میں 12 انجن، اور اِسی طرح روہڑی شیڈ میں سب سے کم صرف 10 انجن انتہائی ناکارہ حالت میں کھڑے ہیں جبکہ اِس سارے منظر اور پس منظر کے حوالے سے جب ریلوے حکام سے رابطہ کیا

گیا تو بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ریلوے حکام نے بڑی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس سارے مسائل کی وجہ صاف صاف یہ بتائی کہ اسپئیر پارٹس کی خریداری کے لئے فنڈز موجود نہیں ہے یہ کہہ کر ریلوے حکام نے اپنی جان چھڑانی چاہی مگر کیسے....؟ عوام اِن کی جان چھوڑ سکتی ہے....؟جب کہ پاکستان ریلوے تو وہ ادارہ ہے جس کو اگر صحیح چیک اینڈ بیلنس کے ساتھ چلایا جاتا تو کبھی اِس ادارے میں خسارہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ شائد اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ محکمہ ریلوے جب سے وفاقی وزرا کے انڈر کنٹرول ہوا ہے تب سے لیکر موجودہ وزیر ریلولے تک سب کے سب نااہل لوٹ مار کرنے والے وزرا اِسے ملے تب ہی تو یہ سونے کا انڈہ دینے والی مرغی جیسا ادارہ بھی خود کو اپنی تباہی کے دہانے تک پہنچانے سے نہ بچاسکا۔ اور اگر اَب بھی حکومت نے اِس ادارے کی تباہی اور بربادی کا سنجیدگی سے کوئی نوٹس نہ لیا اور موجودہ نااہل وفاقی وزیر ریلوے کو فی الفور طور پر تبدیل نہ کیا تو عین ممکن ہے کہ اِس حکومت کے رہنے تک محکمہ ریلوے پورا کا پورا تباہ نہ ہو جائے اور پاکستان میں کوئی اِس محکمے کا نام بھی لینا، سُننا اور پڑھنا بھی گوارہ نہ کرے۔ کیونکہ ایک اندازے کے مطابق اتنے بڑی تعداد میں انجنوں کی خرابی کے باعث فریٹ آپریشن متاثر ہونے کے ذمہ دار بھی وفاقی وزیر ریلوے ہیں جن کی عدم دلچسپی کی وجہ سے فریٹ آپریشن متاثر ہونے سے اِس مد میں 2009-2010 کے دوران ریلوے کو آمدن کا ہدف بھی حاصل نہ ہو سکا ہے جبکہ مذکورہ مالی سال میں فریٹ کے شعبہ میں

آمدنی کا ہدف 10 ارب 50 کروڑ مقرر کیا گیا تھا اور اِس صُورتِ حال میں اَب عوامی سطح پر خیال کیا جارہا ہے کہ ریلوے اپنی اِس ناقص کارکردگی کے باوجود بھی اپنے کرایوں میں بے تحاشہ اضافہ کرکے بھی اپنا یہ ہدف پورا نہیں کرسکا ہے۔اِس ساری صورت حال میں ایسا لگتا ہے کہ محکمہ ریلوے کو دانستہ طور پر ایک ناکام ادارہ بنانے کی سازش کی جارہی ہے۔ تاکہ محکمہ ریلوے اپنے خسارے کے باعث بند ہوجائے اور اِس کی جگہ مال برداری اور مسافروں کی آمدورفت کے لئے ملک بھر میں چلنے والی پرائیوٹ بس سروس کے شعبے کو فروغ دیا جائے تاکہ اِس شعبے سے وابستہ افراد اور اداروں کی ملک بھر میں اجارہ داری قائم ہوسکے۔

بہرحال ! ریلوے حکام نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی تحریر کیا کہ فریٹ کے شعبے میں 2009-2010 کے دوران ریلوے کو آمدن کا ہدف صرف 6 ارب 98 کروڑ روپے رہی ہے جس کی وجہ سے ریلوے کا فنڈز کم ہوگیا ہے اور یوں اِس کو اربوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

بہرکیف ! ہم اِسے اُمتِ مسلمہ کے پہلے اور دنیا کے آٹھویں غریب ترین ایٹمی ملک پاکستان کے حکمرانوں کا ایک قابلِ فخر کارنامہ ہی کہیں گے کہ اُنھوں نے گزشتہ 62/63 سالوں میں بھارت جیسے شاطر اور مکار ملک کے پڑوسی ہونے کے ناطے بتدریج اپنے ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام پر مہنگائی کا عذاب نازل کرکے

اِسے ایک ایٹمی ملک تو بنا ڈالا ہے جو کہ بیشک ایک اچھا اور قابِل تعریف عمل ہے اور جس پر یہ اَب اِتراتے اور شیخیاں بگھارتے بھی پھرتے ہیں کہ اِن کا ملک پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے بلکہ اِس پر اگر میں یہ کہوں تو کوئی بُرا بھی نہ ہوگا کہ یہ خود کو ایک سُپر طاقت اور ایٹمی ملک کا حکمران بھی کہلانا بڑے فخر سے پسند کرتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ دوسری طرف ہمارے اِن ہی حکمرانوں نے اپنے ملک کے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق اور اِنہیں اُن کی تمام بنیادی سہولتیں سے بھی محروم رکھا جو دنیا کے دوسرے ایٹمی ممالک کی عوام کو سہولتیں حاصل ہیں۔ اُنہوں نے ایسا کیوں کیا....؟ اور اِس کی کیا وجہ ہے....؟ یہ سوال جو آج ہر پاکستانی کی زبان پر ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے ہر دور میں وطنِ عزیز پاکستان کو دنیا کا ایک عظیم ایٹمی ملک بنانے کے لئے تو اپنی جدوجہد جاری رکھی مگر اپنی عوام کے لئے یہ حکمران کچھ نہ کرسکے....؟ تو اُس کا صاف اور انتہائی سیدھا سے جواب یہ ہے.... کیونکہ اِن سب کی توجہ بھارت کو خطے میں اِس کی بڑھتی ہوئی ہٹ دھرمی پر نکیل دینی تھی جو ہمارے حکمرانوں نے خود کو ایک ایٹمی ملک بنا کر بھارت کی بدمعاشی خطے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردی تو اُدھر ہی پاکستان کو ایک ایٹمی ملک ہونے کا اعزاز حاصل ہونے سے جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن بھی برقرار ہوگیا ہے اور اَب اِس سے یہ تو ہوا کہ بھارت پاکستان کے خلاف اپنے کسی بھی قسم کے جارحانہ عزائم رکھنے سے قبل یہ ضرور سوچتا ہے کہ اِس کی ذرا سی غلطی

اور غلط نشانہ بھارت کو بھی صفحہ ہستی سے مٹانے کا سبب بن سکتا ہے۔ یوں اَب طاقت کے نشے میں چُور بھارت پاکستان ہر سیاسی اور غیر سیاسی معاملے کا حل مذاکرات سے نکالنے کا خواہشمند ہے۔

مگر دوسری طرف ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اِس جذبہ جنون کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ آج دنیا کے آٹھویں ایٹمی ملک پاکستان کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام خوشحالی کو ترس رہے ہیں اور اِن کے ماتھے اور اِن کے چہروں پر مایوسی، پریشانی اور تنگدستی کے آثار نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں اور آج یقیناً اِن کی آنکھیں اُس راہ اور اُس دن کی شدت سے منتظر ہیں جب اِنہیں اپنی خوشحالی کی کوئی راہ کہیں سے سُجھائی دے گی اور اُن کے کان کوئی ایسی نوید مُسرت سُن پائیں گے کہ حکمرانوں کو عوامی دُکھ اور تکالیف کا بھی حقیقی معنوں میں احساس ہوگیا ہے اور اَب اِن کے ووٹوں کی بھیک پر مسندِ حکمرانی پر قدم رنجا فرمانے والے حکمران عوام کو ہر طرح کے ریلیف پہنچانے کے لئے اپنی سر توڑ اور جان چھوڑ کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں تو اُس روز ہی عوام کو یہ ایٹم بم بھی بھلا لگے گا اور یہ حکمران بھی اِنہیں اور اچھے لگنے لگیں گے ..... ورنہ تو یاد رکھو حکمرانوں! اُس وقت تک تمہارا یہ ایٹم بم اور ایٹمی میزائلز وغیرہ سب کے سب بیکار ہیں۔ جب تک تم عوام کو اِن کے بنیادی حقوق اور وہ تمام سہولتیں اِن کی دہلیزوں تک نہیں پہنچا دیتے جو دنیا کے دیگر

ایٹمی ممالک کے عوام کو حاصل ہیں۔
اِس ساری صورتِ حال میں صرف ایک یہی بات سامنے آئی ہے کہ ہمارے ہر دور میں آنے والے حکمرانوں نے پاکستان ریلوے کو اپنی کمائی اور لوٹ مار کا ہمیشہ ایک اچھا ذریعہ بنائے رکھا اور شائد یہی وجہ رہی کہ اُنہوں نے خود یہ نہیں چاہا کہ محکمہ ریلوے کی حالتِ زار درست ہو جائے اور اِسے ایک منافع بخش ادارہ بنا دیا جائے اِسی لئے یہ کوئی ایسی پالیسی اور منصوبہ بندی بھی نہیں کرسکے کہ محکمہ ریلوے اپنی آمدن خود بڑھائے اور اِس سے اپنے اخراجات بھی پورے کرے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر اُنہوں نے ایسا کر لیا ہوتا تو پھر محکمہ ریلوے کی حالت نہیں سُدھر جاتی ....اور جب پاکستان ریلوے کی حالت سُدھر جاتی تو پھر اِن کی ملک بھر میں چلنے والی بسوں میں کون سفر کرتا.....؟

امریکا کا دعویٰ......! انٹرنیٹ پر فحش جنسی مواد تلاش کرنے میں پاکستانی سرفہرست

ایک امریکی ادارے فوکس نیوز ڈاٹ کام نے پاکستان میں اِنٹرنیٹ پر فحش اور جنسی مواد تلاش کرنے کے حوالے سے اپنی ایک مرتب کردہ رپورٹ کی ابتدا اِن الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ پاکستان کے معنی" بیشک پاک لوگوں کی سرزمین" لیا جاتا ہے لیکن اِس کے ساتھ ہی وہ اپنی اِس رپورٹ میں لکھتا ہے کہ بڑے افسوس کی بات کہنی پڑ رہی ہے کہ پاکستانی ایسے نہیں ہیں۔ جیسے اِن کے ملک کا نام ہے "پاکستان" اور جیسے اِس کے معنی مطلب نکلتے ہیں وہ تحریر کرتا ہے کہ پاکستان نے ایک درجن سے زائد 17کے قریب ویب سائٹس کو مخرب الاخلاق اور توہین آمیز قرار دے کر اپنے یہاں اِن پر پابندی لگا رکھی ہے اور آگے چل کر یہ امریکی ادارہ اپنی اِسی رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کرتا ہے کہ لیکن جب اِن ہی ویب سائٹس (اِنٹرنیٹ) پر فحش مواد کی تلاش کا تذکرہ دنیا میں جب بھی کیا جاتا ہے تو اِس حوالے سے یہ بات بھی دنیا کے سامنے آتی ہے کہ یہی پاکستانی جن کے ملک میں 17 کے قریب چھوٹی بڑی ویب سائٹس پر پابندی ہے دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں (ویب سائٹس پر فحش اور عریاں مواد تلاش کرنے میں) پاکستانی سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ اور اِس حوالے سے فوکس نیوز ڈاٹ کام نے اِس کی نفسیاتی اور مذہبی وجہ جاننے کے لئے جب یونیورسٹی آف نوٹرے ڈیم کے ایک اسلامیات کے پروفیسر جبرئیل سعید رینالڈ سے

رابطہ کیا تو اِن کا کہنا تھا کہ اسلامی ممالک میں بدن کی عریاں نمائش کی پابندی ہے اور اگر عریانیت کے لئے اِس ذوق و شوق کا اظہار نہ کریں تو یہ بات ستم ظریفی ہوگی۔

اور اِس کے ساتھ ہی اگر یہ کہا جائے تو کوئی غلط نہ ہوگا کہ اِس امریکی ادارے فوکس نیوز ڈاٹ کام نے اپنی رپورٹ میں گوگل کا حوالہ دیتے ہوئے انتہائی ہٹ دھرمی سے پاکستانیوں کی ذہنی (فحشی اور جنسی) عیاشیوں کا بھی پول ساری دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے کہ پاکستانی مذہب کا لبادہ اُوڑھے جنسی عیاشیوں میں کس طرح مگن رہتے ہیں یہ لکھتے ہوئے اپنا دعویٰ کرتا ہے کہ" گوگل پر مخرب الاخلاق (فحش اور جنسی) مواد تلاش کرنے والے دنیا کے دیگر ممالک کے شہریوں میں پاکستانی سرفہرست ہیں اور یہاں اِس کا یہ کہنا بھی بڑی حدتک درست لگتا ہے حالانکہ جب پاکستان میں ایک درجن سے زائد فحش اور جنسی مواد سے لبریز ویب سائٹس پر پابندی عائد تھی تو پاکستانیوں نے کس ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا سامنا کیا ہوگا اور وہ اِس حوالے سے لکھتا ہے کہ اپنی اِس ساری کیفیت سے پاکستانی خود بھی واقف ہونگے اور ہم تو جانتے ہیں کہ پاکستانی اِس دوران ویب سائٹس پر فحش مواد تلاش کئے بغیر نہیں رہ سکے ہوں گے.......؟

جبکہ فوکس نیوز ڈاٹ کام نے اپنی رپورٹ میں اِس بات کا انکشاف کرتے ہوئے اپنے دعوے میں یہ بھی کہا ہے کہ "گوگل کے اعلامئے کے مطابق پاکستان گوگل، یاہو، بنگ، یوٹیوب، ایم ایس این اور ہاٹ میل کے مواد میں موجود غیر اسلامی مواد کی سخت نگرانی کرتا ہے لیکن پاکستانیوں کو سنسر نہیں کیا جاتا اِس نے اِس کی وجہ رینالڈ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بتائی ہے کہ دراصل یہ باہر کی دنیا کو خاموش کرنے کے مترادف ہے اور اِسی طرح امریکی ادارے فوکس نے فیس بک کے ائنڈریونوئس کا کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ سچ ہے کہ پاکستان نے مئی میں فیس بک پر پابندی عائد کردی تھی مگر بعد میں خود" ہی اٹھا بھی لی اِس کی جانب سے فیس بک پر پابندی لگانی کی وجہ کچھ سمجھ نہیں آئی.....؟ کہ پاکستان نے فیس بک پر پابندی کیوں لگائی تھی......؟اِس کا کہنا ہے کہ جس کی وجہ سے فیس بک پر پاکستان نے پابندی لگائی گئی تھی وہ مواد تو پاکستان میں فیس بک پر پابندی ہٹائے جانے کے باوجود بھی موجود ہے مگر پاکستانی اِس مواد کو نہیں دیکھ سکتے ہیں اِس کا یہ بھی بڑے تذبذب کے عالم میں (جیسے یہ ہم پاکستانیوں کا مذاق اڑا رہا ہوں) کہنا تھا کہ دنیا یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ پاکستان میں توہین انبیا کے مرتکب افراد کے لئے سزائے موت مقرر ہے لیکن جہاں تک پاکستان میں مخرب الاخلاق فحش/جنسی مواد کی فراہمی کا سوال ہے تو اگرچہ یہ بھی اسلام کے خلاف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا اِسے کسی طریقے سے روکا جاسکتا ہے یا لوگوں کو ویب پر موجود عریاں جنسی مواد سے دور

رکھا جاسکتا ہے...؟فی الحال! امریکی ادارہ فوکس نیوز ڈاٹ کام نے رینالڈ کے مطابق اِس سوال کا جواب یہی دیا ہے کہ" یہ ایک نیا عمل ہے"۔

یہ وہ خبر تھی جس نے مجھے آج کا اپنا یہ کالم لکھنے کے لئے متحرک کیا مگراِس ساری بحث و تکرار اور منظر و پس منظر کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ امریکا سمیت یورپی ممالک اگر یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہوجائے تواِنہیں چاہئے کہ وہ نہ صرف اِنٹرنیٹ پر سے فحاشی اور عریانیت کا خاتمہ کریں بلکہ اپنے معاشرے سے بھی مرد و عورت کا سربازار ننگا رہنے اور ایک دوسرے کے لئے جنسی سامان مہیا کرنے والے فعلِ تسکین و لذتِ حرام پر پابندی لگائیں جس کی وجہ سے اِن کا معاشرہ جِسے یہ دنیاکے مہذب ترین معاشروں میں شمار کرتے ہیں درحقیقت یہ دنیاکے وہ گندے ترین معاشرے ہیں جہاں عورت کی حیثیت جنسی تسکین کے سوااور کچھ نہیں ہے اوراِن کے یہی معاشرے دنیاکے لئے کلنک کا ٹیکہ ہیں جنہیں راہِ راست پر لانے اور لگام دینے کے لئے جب امریکااور یورپ ہی سے کچھ مسلم نوجوانوں کا ٹولہ سامنے آتا ہے توامریکااور یورپ کے بھٹکے ہوئے لوگ اِنہیں دہشت گرد کہہ کراِنہیں دنیاکے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔اِس حوالے سے میراامریکا سمیت اُن یورپی ممالک سے جہاں کھلے عام عریانیت ہےاِن سے یہ کہنا ہے وہ اپنے معاشرے کو سُدھاریں اوراپنی عورت کو چادر اور چاردیواری میں باعزت طریقے سے رکھیں اوراِس کے حقوق صحیح طرح سے ادا

کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اِن کا معاشرہ بھی ایک پاکیزہ معاشرہ بن جائے اور یہاں سے فحشی اور عریانیت ختم ہوجائے اِن کے اتنے سے اچھے عمل سے نہ صرف اِن کا معاشرہ بہتر ہوجائے بلکہ دنیا سے دہشت گردی اور بدلے کی سیاست کا بھی ختم ہوجائے جو اِن ممالک نے اپنے معاشرے میں عریانیت کو عام کرکے مسلم دنیاکے صاف ستھرے معاشرے کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے قائم کر رکھی ہے۔ اور یورپ کا وہ گندا اور غلاظت سے بھرا معاشرہ جو مسلم دنیاکے لئے ناسور ہے وہ اِسے کسی صُورت اپنے یہاں قبول نہیں کریں گے۔

اور میں اِس موقع پر یہ کہنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی ضروری نہیں کہ آپ میرے اِس مفروضے اور مشاہدے سے متفق بھی ہوں مگر یہ بھی کوئی لازم نہیں کہ آپ اِس بارے میں جو بھی اپنی ناج رکھتے ہوں وہ بھی زبردستی مجھ پر لاٹھی لے کر ٹھوسنا شروع کردیں بہر حال !آپ کے پاس اِس حوالے سے جتنی بھی معلومات ہوں مجھے اِس سے کوئی سروکار نہیں ہے مگر میں اپنے مشاہدے کی روشنی میں اِس نتیجے پر پہنچ سکا ہوں کہ دنیا میں بسنے والے اربوں اِنسان جن کا تعلق کسی بھی مذہب وملت رنگ ونسل اور زبان وعلاقے سے ہو اِن سب میں سیکس کی پانچ اقسام مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں اور جو اِنسان کے بالغ ہونے اور اِس کی عمر کے بڑھتے درجات کے ساتھ ساتھ بتدریج بدلتی رہتی ہیں جن میں اوّل سوچنے والا سیکس، دوئم سُننے والا سیکس، سوئم اگر بلوغت کو پہنچنے والا مرد

و عورت پڑھا لکھا ہے تو پڑھنے والا سیکس، چہارم دیکھنے والا سیکس اور سب سے آخر میں پریکٹیکل یعنی عمل کرنے والا سیکس ہر بالغ اِنسان (مرد و عورت) کے حصے میں اُس کی زندگی میں ضرور بنتا ہے۔

مگر آج دنیا کے بیشتر ممالک جن میں بالخصوص امریکا، فرانس، لندن اور دیگر شامل ہیں اِن ممالک کی درس گاہوں میں سیکسؐ سے متعلق ہر قسم کی معلومات کو علم کا درجہ دے کر اِسے تعلیم کی شکل میں کورس کا حصہ بنا کر لازمی قرار دیے کر سیکس کی آگاہی اُن معاشروں میں ہر فرد کو دی جارہی ہے اِس کے بعد اَب یہ کوئی ضروری نہیں رہ گیا ہے کہ ہر اِنسان مندرجہ بالا چاروں اقسام سے گزر کر سیکس کی سب سے آخری قسم (عملی سیکس)تک پہنچے موجودہ دور میں ایسی بھی لاکھوں مثالیں آئے روز سامنے آرہی ہیں کہ دونوں جنسوں (میل اور فیمل) میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی.براہِ راست عملی سیکس سے گزر جاتے ہیں۔

بہر کیف !اِس کی تفصیل میں جانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں بس میں اتنا بیان کرتے ہوئے آگے.بڑھوں گا کہ یورپی ممالک کے مادر پدر آزاد جنسی معاشرے کے مقابلے میں ہمارے اسلامی ممالک کے لوگ مذہبی تعلیمات اور اُصولوں کی پابندیوں کی وجہ سے سیکسی آزادی اور سیکسی معلومات سے بہت پیچھے ہیں اور آج الحمدللہ ! یہی مذہبی پابندی اور اسلامی تعلیمات ہی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے

تمام اسلامی ممالک کو یہ اعزاز اور امتیاز حاصل ہے کہ مسلم ممالک قرآن و سُنت کی روشنی میں بنائے گئے اپنے سخت ترین قوانین کی وجہ سے یورپ کے کسی بھی بدکردار جنسی معاشرے میں پیدا ہونے والی جنسی بے راہ روی سے اپنے معاشرے کو بچائے ہوئے ہیں۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جب تک دنیا رہے گی مسلم ممالک امریکا اور یورپی ممالک کی طرح اپنے معاشروں کو کھلے عام جنسی بے راہ روی کا شکار ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔

اور آج امریکی ادارہ فوکس نیوز ڈاٹ کام اپنی رپورٹ میں اپنا یہ اِنکشاف اور دعویٰ "پاکستانی اِنٹرنیٹ پر فحش اور عریانی مواد تلاش کرنے والے دنیا کے دیگر ممالک کے شہریوں کے مقابلے میں سرِفہرست ہیں" کرکے کیا سمجھ رہا ہے کہ پاکستان کا مسلم معاشرہ اور یہاں کے لوگ جنسی بے راہ روی کا شکار ہو کر کیا امریکیوں کی طرح عریاں ہوگئے ہیں۔ جس کے لئے یہ اتنا خوش ہو کر دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستانیوں نے نیٹ پر فحاش مواد تلاش کرکے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

یہی حقیقت ہے! مسلمان امریکا سے نفرت کرنے لگے ہیں اور کرتے رہیں گے

امریکی میڈیا کا دعویٰ.......

امداد دے کر....امریکی وزیر خارجہ کا پاکستان پر دباؤ کیوں.......؟

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک قول ہے کہ سچائی میں بڑی طاقت ہے اور وہ اپنا آپ دکھا کر رہتی ہے اور آج یہی حق اور سچ ہے جس کا انکشاف امریکا کے ایک انتہائی معروف اخبار نے اپنی ایک تحقیقاتی رپورٹ میں) جس حقیقت کا والہانہ (انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نائن الیون (جو مسلمانانِ عالم کے نزدیک خود ساختہ امریکی ڈرامہ ہے)کے بعد دس سال سے دنیا بھر سے دہشت گردوں کے خاتمے کے نام پر شروع کی جانے والی اِس امریکی جنگ جس میں اِس وقت ایک اندازے کے مطابق کم و بیش 3100 کمپنیاں اور ایجنسیاں دن رات اپنے اپنے حصے کے کاموں میں مصروفِ عمل رہ کر بھی یہ نائن الیون کے ذمہ داروں کا سراغ لگانے میں اَب تک ناکام رہی ہیں۔ اور یوں یہ اپنے اِس ہی فعلِ شنیع سے انسانوں کے لئے دنیا کو جہنم بنائے ہوئے ہیں۔

مگر اِس سارے منظر اور پس منظر میں ایک انتہائی افسوسناک بات تو یہ بھی ہے کہ امریکا جیسے دہشت گردِ اعظم نے دس سال قبل دنیا کو دہشت گردوں سے پاک

کرنے کی جو جنگ شروع کی تھی اتنا بڑا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ دادا گیر امریکا اور اِس کے چیلے اَب تک اِس جنگ میں ایک فیصد بھی کامیابی حاصل کرنے کا حقیقی معنوں میں اپنا کوئی دعویٰ نہیں کرسکے ہیں اُلٹا اِس جنگ کی صُورت میں یہ بات دنیا کے سامنے آ گئی ہے کہ اِنہیں جو ہزیمت اٹھانی پڑ رہی ہے وہ بھی دنیا کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ بننے کو ہے۔

اور اِس کے علاوہ امریکا اور اِس کے حواریوں (جن میں ہمارا ملک پاکستان بھی سرِفہرست ہے) کے لئے یہ سب سے زیادہ حیران اور پریشان کُن ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ امریکا کی جانب سے زبردستی کی اِس لاحاصل شروع کی گئی جنگ جس سے متعلق خود امریکا کا یہ خیال ہے کہ اِس جنگ کا اختتام کب ...؟اور اِس حال میں ہوگا....؟اِس کا کچھ پتہ نہیں ہے ....

بس اِس ہی جنگ سے متعلق اِس امریکی میڈیا نے اِن تمام حقائق کا احاطہ کرتے ہوئے اپنی رپورٹ میں اِس کا دعویٰ کیا ہے کہ 9/11 کے بعد دنیا کا ٹھیکیدار بننے والے امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جو جنگ شروع کی ہے جس کا اَب تک کوئی سر پیر نظر نہیں آرہا ہے اِس جنگ سے امریکا کو تو کچھ حاصل نہیں ہو سکا ہے اُلٹا امریکا نے اپنی اِس جنگ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے خلاف روز بروز نفرت کا جذبہ پیدا کردیا ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسے اَب امریکا کو تسلیم کرلینا چاہئے کہ مسلم دنیا امریکا سے شدید نفرت کرنے

گئی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس امریکی اخبار نے اپنی رپورٹ جسے اِس نے ٹاپ سیکریٹ امریکا "Top Secret America" کا نام دیا ہے جسے اِس نے اِنٹیلی جنس اور فوجی افسران واہلکاروں اور دیگر اعلیٰ حکام کے انٹرویوز اور اِن کے تجزیوں اور تبصروں کی روشنی میں تیار کی ہے اِس میں ڈنکے کی چوٹ پر یہ دعویٰ اور انکشاف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایک امریکی ٹی وی فاکس نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستان پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ پاکستانی حکومت کا اعلیٰ سطح سے نچلی سطح تک کوئی نہ کوئی فرد القاعدہ کی اعلیٰ قیادت اسامہ بن لادن ے بارے میں ضرور جانتا ہوگا....؟ کہ وہ کہاں ہے...؟ اور یہی ہم جاننا بھی چاہتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس شاطر اور انتہائی اعلیٰ درجے کی لومڑی جیسی آنکھوں والی چالاک امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے یہ بھی کہا کہ اِس سلسلے میں وہ القاعدہ کے خلاف پاک امریکا تعلقات کو سامنے رکھتے ہوئے نہیں جاننا چاہتی بلکہ وہ تو ذاتی طور پر القاعدہ قیادت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں دلچپسی رکھتی ہیں کہ بس پاکستان القاعدہ اور اِس کے اہم رہنما اسامہ بن لادن کے بارے میں خفیہ معلومات فراہم کرے۔ جس کا اِس نے بار بار اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ میری ذاتی دلچپسی کا عنصر ہے کہ میں القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے متعلق پاکستان سے ہر صورت میں معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

یہاں میرا یہ خیال ہے کہ ہیلری کو کیا ضرورت پڑی کہ وہ خود القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے متعلق معلومات حاصل کر رہی ہے.....؟ اِس صُورت حال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لومڑی جیسی چالاک امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کو بھلا کیا ذاتی دلچسپی ہے کہ وہ اپنے دشمن القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے متعلق معلومات حاصل کرے....؟ اور اِسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے فرائض پر اپنی ذاتی دلچسپی کو فوقیت دے رہی ہے......؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اِس کا القاعدہ کی بہادر قیادت اور اسامہ بن لادن پر دل آگیا ہو....؟ اور وہ اِنہیں بچانے اور اِس آڑ میں امریکی سازش کے جال میں پھنسانے کے لئے اپنے عشق و محبت کا کوئی چکر چلا کر امریکی ٹکروں کا حق ادا کرنا چاہ رہی ہو.....؟ ویسے کچھ بھی ہو امریکا کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ القاعدہ کی قیادت اور اسامہ بن لادن نہ تو پاکستان میں موجود ہے اور نہ ہی پاکستانی حکومت کا اعلیٰ سطح سے نچلی سطح تک کسی بھی فرد کا القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے کوئی رابطہ ہے...

اور یہ کیا کہ امریکی چند ڈالر پاکستان کو امداد دے کر اِس کے ڈانڈے ترنت القاعدہ سے ملا کر پاکستان کے دہشت گردی کے خلاف صاف وشفاف کردار کو مشکوک بنا دیتے ہیں۔ اِنہیں پاکستان جیسے اپنے مخلص دوست پر ایسا الزام لگانے سے پہلے سو مرتبہ ضرور سوچ لینا چاہئے کہ وہ پاکستان پر کیا الزام لگا رہے ہیں

؟اور کیوں وہ ایسا کر رہے ہیں..... ؟اور اِس کے ساتھ ہی اِس بے حس اور... منافقانہ امریکی رویے پر ہمارے غیور اور محب وطن .... ؟؟؟؟؟ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ہاتھ پھیلا کر امریکا سے امداد اور خیرات بٹورنے سے پہلے ہی اِس کی جانب سے پاکستان پر لگائے گئے ہر غلط الزام کا منہ توڑ جواب دیں پھر بیشک اِس سے اپنی جھولی پھیلا کر امداد لیں۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اِس روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان اور اِسی طرح بالخصوص دنیا کے ممالک کے حکمرانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقتوں کے آئینے میں پہچانیں اور اگر اِنہیں خود میں کوئی خرابی نظر آئے تو اُسے درست کریں۔ اور جب یہ اُسے ٹھیک کرلیں تو پھر اِنہیں چاہئے کہ وہ انسانوں کی دنیا میں خود کو ایک مثالی کردار میں پیش کریں اور انسانوں کے ساتھ امن و سکون سے رہیں اور اپنے اندر پائی جانے والی ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی غلطی پر قابو پانے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ اِن کی کسی غلطی کی وجہ سے اِن کا گھر، محلہ، معاشرہ، ملک اور دنیا کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ اس موقع پر مجھے شیکسپئر کا یہ قول یاد آرہا ہے کہ جو لوگ اور ملکوں کے حکمران اپنے اندر پائی جانے والی غلطی کو درست کرنا نہیں چاہتے تو اِنہیں نہ تو زندگی گزارنے کا طریقہ آتا ہے اور نہ ہی ایسے حکمران، حکمرانی کرنا جانتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اطاعت کرنے کا ڈھنگ

سیکھ لینا چاہئے تو ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا گھر، محلّہ، معاشرہ، ملک اور دنیا اِن کی اِس مثبت اور تعمیری تبدیلی سے گل وگلزار بن جائے۔

اور اِس کے ساتھ یہی ایک حقیقت ہے کہ جب دنیا کے کسی معاشرے میں بسنے والا کوئی انسان اپنے اندر پائی جانے والی منفی حقیقتوں کو جاننے سے عاری ہو تو پھر اِسے زمین پر اکڑ کر چلنے اور اپنے وجود سے دنیا کو جہنم بنانے کا کوئی حق نہیں یقیناً ایسا انسان زمین پر ایک بوجھ اور بداخلاقی کا ایک ایسا گندا انبار ہے جس کے وجود سے دنیا میں قدم قدم پر فتنہ فساد اور برائیاں جنم لیتی رہتی ہیں۔ اِدھر جس کی مثال میں امریکا جیسے اُس ملک سے دینا چاہوں گا کہ جو آج خود کو بڑا تہذیب یافتہ اور انسانیت کے حقوق اور تحفظ کا بڑا علمبردار بنا پھرتا ہے مگر اِس کے اِس یکطرفہ نظر آنے والے رویوں کا دوسرا رخ وہ ہے جو اِس نے اپنے یہاں نائن الیون کو پیش آنے والے ایک خود ساختہ ڈرامے کے بعد اُمتِ مسلمہ کے خلاف روا رکھ کر اِس میں اپنے لئے پہلے سے موجود نفرت کی آگ کو مزید بھڑکا دیا ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ آج دنیا میں بسنے والا کوئی بھی مسلمان ہو وہ اِس سے قطعاً انکار نہیں کرسکتا کہ امریکا نے نائن الیون کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں سے متعلق اپنے ظالمانہ رویوں سے اِن کے دلوں میں نفرت کی جو آگ

بھر دی ہے وہ اَب یوں اتنی جلدی ٹھنڈی نہیں ہو سکتی کیوں کہ اَب اِن امریکی مظالم پر خاموشی اختیار کرنے والی اُمت مسلمہ کو بیدار ہونے اور دنیا سے امریکا کی دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے اِسے متحد اور منظم ہونے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مسلم امہ اپنے اتحاد اور جذبے سے سرشار ہو کر اِس صدی کی فیصلہ کن صلیبی جنگ کے بعد ہی اپنی فتح و کامرانی کی صُورت میں اپنے دلوں میں لگی امریکا سے نفرت کی یہ آگ ٹھنڈی کر سکے گی۔ اور پھر یوں مسلم امہ اپنے اتحاد اور جذبے سے ہی امریکا کو شکست دے کر اِس کا گھمنڈ خاک و خون میں ملا دے گی۔ اِس سے بیشتر امریکا کو چاہئے کہ وہ اپنی غلطیوں کا ازالہ اُمت مسلمہ سے معافی مانگ کر کرے۔ ورنہ اپنے اِس انجام کو پہنچنے کے لئے تیار ہو جائے جس کا میں پچھلی سطور میں ذکر کر چکا ہوں۔

آہ ! کراچی کی لاچار پولیس.....؟اور کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کی نئی لہر

سی سی پی او کراچی کی صاف گوئی......!!!! ٹارگٹ کلنگ روکنے میں کوئی کامیابی نہیں ملی کیوں.......؟

اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو ہر حال میں تحفظ فراہم کرنے والے فورسز کے اداروں کی بے حسی اور لاچارگی دیکھ کر اور ملک کے موجودہ حالات اور معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں اور سرزمینِ پاکستان پر روز بروز انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کے ہونے والے قتل کے واقعات کے بعد جب بھی میں اپنے اِرد گرد کے ماحول کا بغور جائزہ لے رہا ہوتا ہوں تو کبھی کبھی بڑی شدت سے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ ہم کس زمانے اور معاشرے میں رہ رہے ہیں جہاں انسانی اقدار کا اوپر سے نیچے تک کوئی وجود ہی نہیں ہے نہ قانون ہے نہ قاعدہ اور نہ ہی کوئی ایسا ضابطہ اخلاق ہے جس کے سہارے لوگوں کو زندگی گزارنے کا کوئی سلیقہ ہو۔ پھر دل و دماغ میں یکدم سے بہت سارے ایسے خیالات آمڈ آتے ہیں کہ بے کار ہے وہ انسان جس میں انسانیت نہ ہواور جس شخص میں انسانیت نہیں اِس کا کوئی مذہب نہیں اور اِسی طرح یہ بھی کہ انسانی رشتے صرف خون کے رشتوں تک محدود نہیں ہوتے اور آج کے اِس پُرآشوب دور میں جہاں ہر انسان بے بس اور لاچار ہے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ انسانیت سے تعلق

رکھتا ہو اور پھر خیال آتا ہے کہ یہ کتنا اچھا ہو جائے کہ جب خدا نے ہمیں انسان کی شکل میں پیدا کیا ہے تو کیوں نہ ہم انسان بن جائیں کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے اور ہر دور سے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ انسان کا انسان بن جانا اِس کی فتح ہے۔

مگر پھر اگلے ہی لمحے کوئی ایسی سنسی خیز خبر سماعت سے ٹکراتی ہے کہ ملک کے فلاں علاقے میں ہونے والی دہشت گردی سے اتنے معصوم انسان ہلاک ہو گئے تو مایوسیوں کے بادل مجھے اپنے سائے میں لے لیتے ہیں اور میں یہ سوچتا رہ جاتا ہوں کہ شائد ہم خود بھی کسی مثبت اور تعمیری راہ پر چلنا ہی نہیں چاہتے تب ہی تو چند ڈالروں کے عوض کسی نہ کسی ملک دشمن کے آلہ کار بن کر ہم کبھی ٹارگٹ کلنگ سے اور کبھی اپنے ہی جسموں پر بم باندھ کر انسانیت کا خون کرکے وہ کچھ کر گزرتے ہیں کہ جس سے انسانیت بھی لرزا اٹھتی ہے۔

آہ! آج بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ تحریر کرنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان کے صنعتی اور تجارتی شہر اور موجودہ صدی میں دنیا کے بارہویں انٹرنیشنل سٹی کا درجہ رکھنے والے شہر کراچی کی زمین کا ایک ایک زرہ آج ایک بار پھر ٹارگٹ کلنگ کے باعث موت کی وادی میں پہنچنے والے معصوم اور نہتے انسانوں کے بہنے والے خون سے تر ہے جن کی آہ وفغاں سے نہ صرف شہر کراچی کے در و دیوار ہی

لرز رہے ہیں بلکہ اِس شہر میں بڑھتے ہوئے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات سے پورا ملک ہی غم وغصے میں مبتلا ہو کر نڈھال ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ملک دشمن قوتیں بالعموم پورے ملک میں دہشت گردی کی کاروائیاں کرکے اور بالخصوص شہر کراچی میں سیاسی، مذہبی جماعتوں اور سماجی تنظیموں کے کارکنان سمیت ڈاکٹرز اور عام شہریوں کو ٹارگٹ کلنگ کر کے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے والے اپنے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں جس میں اب تک ایک محتاط اندازے کے مطابق ہزاروں نہتے پاکستانی ہلاک وزخمی ہو چکے ہیں۔

اِدھر اگر ہم گزشتہ چھ ماہ سے صرف کراچی میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ اِس عرصے میں 2500 کے قریب نہتے انسان صرف اِس بنیاد پر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں کہ اُن میں سے زیادہ تر کا تعلق کسی نہ کسی سیاسی یا مذہبی جماعت سے تھا اور اِن میں وہ معصوم افراد بھی شامل ہیں جن کا تعلق نہ تو کسی سیاسی اور مذہبی جماعت سے تھا اور نہ ہی وہ اِن کے ہمدرد تھے اِن کا قتل محض شہر میں دہشت پھیلانے اور اِس شہر کو مفلوج کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور اِن سطور کے تحریر کرنے تک اطلاعات یہ ہیں کہ ابھی تک شہر میں قاتلوں کا راج ہے اور انسانیت اِن کے

ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی ہے اور آج بھی یہ شہر کی سڑکوں، گلی کوچوں اور محلوں میں دندناتے پھر رہے ہیں اور اِن کے سامنے عوام کو اِن سے تحفظ فراہم کرنے والے ادارے بے بس اور لاچار بن کر رہ گئے ہیں اور یوں اِن دہشت گردوں اور شیطان کے چیلوں اور انسانیت کے دشمنوں نے اپنی بندوق سے شعلہ اگلتی گولی سے کئی معصوم انسانوں کے جسموں کو چھلنی کر کے اِنہیں ٹارگٹ کلنگ کر کے اِنہیں قبروں میں اتارنے کا سامان کر دیا ہے۔ اور یوں یہ بیچارے ہلاک شدگان اپنے کنبوں کی ذمہ داریوں کا بوجھ دنیا میں پھینک کر اپنی قبروں میں جا سوئے ہیں اور اِنہیں اِس منزل تک پہنچانے والے شیطان کے دوست اور انسانیت کے دشمن قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے آزادی سے ہمارے ارد گرد گدوں کی طرح منڈلا رہے ہیں۔ اِنہیں کوئی پکڑنے والا نہیں ہے جس کا یہ فائدہ اٹھاتے ہوئے پھر کچھ عرصہ بعد کئی معصوم انسانوں کی ٹارگٹ کلنگ کر کے اِنہیں ملکِ عدم پہنچا دیں گے۔

جب اِس منظر اور پس منظر میں اِس شہر میں انسانوں کے خون کے پیاسے دندناتے درندوں کو لگام دینے والے ادارے محکمہ پولیس کے جب ایک اعلیٰ عہدیدار سی سی پی اُو کراچی وسیم احمد سے صحافیوں نے اِن سے سوال اور استفسار کیا تو اُنھوں نے انتہائی لاچارگی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اِس کا جواب کچھ یوں دیا کہ یہ حقیقت ہے کہ کراچی پولیس نے دیگر جرائم پر تو کافی حد تک

قابو پالیا ہے مگر یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ آج شہر میں بڑھتے ہوئے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات روکنے میں پولیس کو کوئی خاص کامیابی نہیں ملی ہے جس کی اُنھوں نے صاف گوئی کا سہارا لیتے ہوئے یہ وجہ بتائی کہ نفری میں کمی اور وسائل کی عدم دستیابی ہے تاہم اُنھوں نے یہ بھی واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ پولیس پر ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں ملوث عناصر کی گرفتاری سے متعلق کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے ہاں البتہ ! اُنھوں نے انتہائی عاجزی اور انکساری سے اتنا ضرور کہا کہ عوام کو پولیس سے اچھی اُمیدیں وابستہ رکھنی چاہئیں اور ایسے واقعات کی تفتیش کے حوالے سے پولیس کو وقت ملنا ضروری ہے تاکہ تفتیش صحیح رخ میں ہوسکے۔ اگرچہ سی سی پی اُو کراچی وسیم احمد نے جتنا کہا وہ بھی ایک حقیقت ہے مگراِس کا کیا....؟ کیا جائے جو دہشت گرد شہر میں ٹارگٹ کلنگ سے روزانہ دسیوں لوگوں کو موت کی نیند سُلا رہے ہیں اِنہیں بھی تو آپ ہی کو لگام دینا ہے جناب .....اوراِس سے بھی جیسا آپ نے فرمایا کہ پولیس کی بروقت کاروائیوں سے شہر میں ہونے والے دیگر جرائم میں بڑی حد تک کمی واقع ہوئی ہے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر کیا.....؟ ہی اچھا ہو کہ آپ اپنی اِسی قلیل نفری کے ساتھ کوئی کارنامہ ایسا انجام دے جائیں کہ شہر سے ٹارگٹ کلنگ کرنے والوں کا نام و نشان مٹ جائے اور لوگ آپ کو بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ جناب محکمہ پولیس میں کوئی وسیم احمد نامی سی سی پی او ایسا بھی گزرا تھا جس نے اپنی انتہائی کم نفری ہونے کے باوجود بھی

شہر میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کو کنٹرول کیا اور اِس میں ملوث عناصر کو گرفتار کرکے اِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ ویسے جناب وسیم احمد صاحب ! شہر کراچی کے لوگ ہی کیا.... ساری دنیا بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتی اور خوب سمجھتی ہے کہ اگر ہماری (پاکستانی) پولیس اپنے پر آجائے تو اچھے اچھوں کے چھکے چھڑانے میں بھی کوئی دیر نہیں کرتی مگر شرط اِس کے لئے صرف یہ ہے کہ اِسے اِس جانب سنجیدگی سے راغب ہونے کی مہلت دی جائے تو پھر دیکھیں کہ ہماری پولیس دہشت گردوں کا کیا حشر کرتی ہے۔ اور شہر کو ٹارگٹ کلنگ کرنے والے انسانوں کے خون کے پیاسے بھیڑیوں سے پاک کرتی ہے۔

مگر اُدھر دوسری طرف ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب شہر کراچی کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے پاکستان رینجرز بھی اپنے فرائض اچھی طرح سے انجام دے رہی ہے تو پھر شہر کراچی میں آئے روز ٹارگٹ کلنگ کے واقعات ہونے ہی نہیں چاہئیں کیونکہ پاکستان رینجرز کے ہزاروں جوان رات دن اِس شہر کراچی میں کئی کئی کلو کی وزنی گنیں اپنے ہاتھوں میں تھامیں سڑکوں، بازاروں اور چوراہوں پر اپنے خصوصی اختیارات کے ساتھ اپنی ڈیوٹیاں دے رہے ہوتے ہیں تو پھر ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کا ہوجانا آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والا وہ سوال بن کر رہ گیا ہے جس کا کوئی جواب آج شائد کسی کے بھی پاس نہ ہو.....؟؟؟؟ کیونکہ جب بھی کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے واقعات ہوئے عوام کو تحفظ فراہم کرنے والے

یہ ادارے کسی ایک بھی کلر (قاتل) کو پکڑنے اور کسی بھی گینگ کا سراغ لگانے میں آج تک کامیاب نہ ہوسکے ....؟اِس کی بھی کیا وجہ ہے یہ بھی ایک عام شہری کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

مگراِن تمام باتوں کا اگر واقعی کوئی حل ہے تو وہ یہ ہے کہ حکومت کراچی پولیس کی نفری میں فوری طور پر اضافہ کرے اوراِسے ایسے جدید ہتھیار سے لیس کرے جسے دنیاکے دیگر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی پولیس جرائم پیشہ افراد کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے لئے استعمال کرتی ہے۔ اور صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی سے بھی خصوصی عرض ہے کہ وہ جب بھی کراچی آئیں تو خدارااپنی سیکورٹی کے لئے ہزاروں پولیس والوں کو تعینات نہ کریں کیونکہ کراچی پولیس پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ اِس کی نفری میں کمی کی ایک وجہ وی وی آئی پیز کی سیکورٹی ہے جس کے باعث کراچی پولیس کی نفری میں کمی واقع ہوئی ہے اور پولیس کی یہی کمی عوام کو دہشت گردوں سے تحفظ فراہم کرنے میں اِس کی ناکامی اور بدنامی کا باعث بھی ہے۔

مائیک مولن کا پاکستان کے لئے عندیہ ! یا امریکی منصوبہ بندی

امریکا پاک بھارت جنگ کا بڑا خواہاں ہے کیوں....؟؟؟ کیا لشکر طیبہ اور طالبان پاک بھارت جنگ کرا سکتے ہیں......؟؟؟؟

یہ حقیقت ہے کہ امریکا لاکھ کہے کہ اِسے جنوبی ایشیا میں پاک بھارت مفادات عزیز ہیں تو میں اِس امریکی جھوٹ پر قطعاً یقین نہیں کروں گا کیونکہ ہمارے معاشرے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر بُرے ارادے سے سچ بولا جائے تو وہ ہر قسم کے جھوٹ پر سبقت لے جاتا ہے اور اِس طرح امریکی فوج کے سربراہ مائیک مولن کے اِس سچ پر مبنی بیان کے بعد تو کوئی چارہ ہی نہیں رہ جاتا کہ پاک بھارت کے حکمران، سیاستدان اور عوام امریکی عیاری اور مکاری کو اَب نہ سمجھ سکیں کیونکہ امریکی فوج کے سربراہ ایڈمرل مائیک مولن نے دہلی آتے ہوئے صحافیوں سے گفتگو کے دوران کہا ہے کہ دہشت گردوں نے دوایٹمی ممالک کو آمنے سامنے لا کھڑا کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اِس بات کا بھی خدشہ ظاہر کیا ہے کہ دہشت گرد عناصر ممبئی طرز کے دوبارہ حملے کر سکتے ہیں جس سے پاک بھارت دونوں ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ چھڑ سکتی ہے جبکہ مائیک مولن کی اِسی بات کی تائید کرتے ہوئے افغانستان اور پاکستان کے لئے امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبروک نے کہا کہ لشکر طیبہ بھی طالبان اور القاعدہ جتنی ہی خطرناک

ہے اُنھوں نے پاکستان پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ ممبئی حملوں کے ملزمان کو کٹہرے میں لانے کے لئے پاکستان کی جانب سے کئے گئے اقدامات ناکافی ہیں۔ جبکہ پاکستان کا یہ دعویٰ ہے کہ اِس نے ممبئی حملوں کے ملزمان کو کٹہرے میں لانے کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے مگر اِس پر خدا جانے کیوں نہیں امریکا کو یقین آتا کہ پاکستان جو کہہ رہا ہے وہ حقیقت ہے۔ بہر حال ! یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکی فوج کے چیئر مین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن نے دہشت گردوں کی جانب سے بھارت میں ممبئی طرز کے ایک اور حملے کا جو خدشہ ظاہر کیا ہے یہ بھی اُس امریکی سازش کا دوسرا حصہ ہے جو دہشت گردوں کی آڑ میں امریکی بلیک واٹر کے کارندے 2008 کی طرح پھر ممبئی طرز کا دوبارہ حملہ کرکے اِس کا الزام لشکرِ طیبہ اور طالبان پر ڈال کر پاک بھارت جنگ شروع کرادیں گے۔ کیونکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ 2008 میں ممبئی میں ہونے والے حملے میں بھی یہی امریکی بلیک واٹر کے کارندے ملوث تھے جنہیں امریکا بچا کر لے گیا اور اِس کا سارا ملبہ لشکرِ طیبہ اور طالبان کے کاندھوں پر ڈال گیا اور اِس مرتبہ بھی امریکی ایسا ہی حربہ استعمال کرکے پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ شروع کرنے کا اپنا منصوبہ بنا چکے ہیں جس کا عندیہ امریکی فوج کے سربراہ مائیک مولن اور رچرڈ ہالبروک گزشتہ دنوں پہلے ہی دے چکے ہیں۔

اَب آپ اِسے کوئی بھی نام دے کر کچھ بھی سمجھیں اور جو چاہیں کہیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ 26 نومبر 2008 کے سانحہ ممبئی کے بعد پاکستان اور بھارت کے حکمرانوں نے اپنی دانش سے کام لے کر اِس خطے کو پاک بھارت ایٹمی جنگ سے بچا کر جو کارنامہ انجام دیا ہے اُسے ہندوستان اور پاکستان کے عوام صدیوں یاد رکھیں گے اور اپنے اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اہلِ دانش کے شکر گزار رہیں گے ورنہ امریکا تو یہ چاہتا تھا کہ اِس سانحہ کے بعد اِس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارتی حکمرانوں،
سیاستدانوں اور عوام کو پاکستان کے خلاف بھڑکا کر جنوبی ایشیا میں دو ایٹمی طاقتوں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ایک ایسی ایٹمی جنگ چھیڑ دے کہ یہ دونوں غریب دنیا سے تعلق رکھنے والے ایٹمی ممالک خود ہی لڑ جھگڑ کر ختم ہو جائیں اور یہ دنیا کے لئے نشانِ عبرت بن جائیں تاکہ اِس کا کام آسان ہو جائے اور یہ بڑے فخر سے اپنا سر اونچا کرکے اور سینہ پھولا کر یہ کہہ سکے کہ جب غریب کے پاس اِس کی اوقات سے زیادہ کچھ آجاتا ہے یا اِسے مل جاتا ہے تو وہ اِسے سنبھال نہیں پاتا بلکل ایسے ہی یہ دونوں دنیا کے وہ غریب ممالک تھے جو ایک دوسرے کی ضد میں خطے میں سبقت حاصل کرنے کے چکر میں پڑ کر اور طاقت کے گھمنڈ مبتلا ہو کر ایٹمی طاقت تو بن بیٹھے مگر یہ آپس میں ہی میں ذرا ذرا سی بات پر لڑنے کے لئے پاگل ہو گئے تھے اور بالآخر اِس کا نتیجہ ایک دن یہ نکلا کہ ہمارے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی یہ دونوں ایٹمی قوت کے حامل ممالک ایک ذرا سے واقعے

کو بھی برداشت نہ کرسکے اور آپس میں لڑ جھگڑ کر خود ہی ختم ہو گئے۔اور یوں اِس واقعہ کے بعد پاک بھارت جنگ کی منصوبہ کی ناکامی پر امریکا کو جو تکلیف پہنچی وہ اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے جو امریکا کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ امریکا جو اپنے مفادات کے حصول کے خاطر جنوبی ایشیا میں گھسنے اور یہاں اپنے ناپاک قدم جمانے کے لئے کبھی بھارت تو کبھی افغانستان اور پاکستان کے کاندھوں پر سوار ہو کر اپنا کھیل کا کھیل رہا ہے اُسے اِس خطے کے دونوں ایٹمی ممالک پاکستان اور بھارت سمیت شورش زدہ افغانستان کے حکمرانوں کو سمجھنا چاہئے اور اِس کی سازش کا حصہ بننے سے پہلے بالخصوص دونوں ایٹمی ممالک بھارت اور پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ امریکا جسے صرف اپنے مفادات سے پیار ہے وہ ہمارا اور تمہارا کبھی نہیں بن سکتا۔ اور اِس کے ساتھ ہی ایک امریکی اخبار نیویارک ٹائمز اپنی ایک رپورٹ میں آئندہ پاک بھارت جنگ کے حوالے سے اپنی تشویش کا ظاہر کرتے ہوئے کچھ یوں لکھتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان آئندہ جنگ پانی پر ہوگی۔اِس خبر کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ امریکا پاک بھارت جنگ کے مختلف بہانے تلاش کر کے جنوبی ایشیا میں اِن دونوں غریب ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ کا ایک بڑا خواہاں ہے تو کوئی غلط نہ ہوگا یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ خدانخواستہ امریکی بلیک واٹر کے کارندوں کے ہاتھوں دوسرے ممبئی طرز کے حملے کی صُورت میں پاک بھارت جنگ کی اِس امریکی

خواہش کو خاک میں ملانے کے لئے پاک بھارت حکمرانو، سیاستدانوں اور عوام کو پہلے کی طرح ایک بار پھر دانشمندی کا ثبوت دینا ہوگا تاکہ دوسری بار بھی امریکا کو پاک بھارت جنگ نہ ہونے کی صورت میں اپنی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔اور وہ اپنی چالاکی کے ہاتھوں اپنی ہزیمت پر ایک بار پھر آنسو بہتا نظر آئے۔ (ختم شد

پاک چین جوہری تعاون ..... اور امریکا کا غلط مفروضہ...؟

پاکستان اور چین کے جوہری معاہدے سے امریکا خوفزدہ کیوں....؟

میں اپنے اصل موضوع پر جانے سے قبل اپنے آج کے کالم کی ابتداء ایک ایسی خبر سے کرنا چاہوں گا جس سے میرے قارئین کی حیرانگی اور پریشانی میں جہاں اضافہ ہوگا تو وہیں وہ یہ بھی سوچنے اور سمجھنے پر بھی مجبور ہوجائیں گے کہ امریکا جو پاکستان کا بڑا خیر خواہ بنا پھرتا ہے دراصل اِس کا اصل رخ یہ نہیں ہے جو ہمیں آج نظر آرہا ہے بلکہ یہ ہمارا وہ بڑا دشمن ہے جو دوست بن کر ہمیں ڈسا جارہا ہے یا اُس چوہے کے مانند ہے جو کاٹتا بھی ہے اور زخم پر پھونک بھی مارتا جاتا ہے تاکہ شکار کو احساس نہ ہو کہ وہ اِس کے ساتھ کیا کر رہا ہے......؟ اور جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے یہ اُس چوہے کی طرح کاٹ کاٹ کر جسم کا اچھا خاصہ حصہ اپنے اِس طرح کاٹنے سے چھلنی کرچکا ہوتا ہے تو پھر شکار کو احساس ہوتا ہے کہ چوہے نے اپنے مکر وفریب اور دھوکے سے اِس کا ستیاناس کر دیا ہے یکدم ایسے ہی امریکا بھی آج ہمارے ساتھ کر رہا ہے۔

اِس کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جب سے پاکستان اور چین کے درمیان جوہری معاہدہ

عمل میں آیا تب سے ہی اِس (امریکا) کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں گویا کہ جیسے اِس کے مخملی بستروں پر آج کانٹے اُگ آئے ہوں یعنی یہ کہ تب ہی سے یہ کم بخت امریکا بس اِس ہی سازش اور جستجو میں لگا ہوا ہے کہ کسی بھی طرح سے پاک چین جوہری معاہدہ ختم ہو جائے جس کے لئے یہ پاکستان پر دباؤ ڈال کر تو کبھی امدادوں کی مد میں کثیر ڈالروں کی لالچ دے کر مختلف حربے تو استعمال کر ہی رہا ہے تو وہیں چین سے بھی دوستی بڑھا کر اور اِس پر اپنا اور اپنے حواریوں کا دباؤ ڈال کر اسے پاکستان سے ایٹمی معاہدے کو روکوانا چاہتا ہے جب کہ ستم ظریفی کی انتہا تو یہ ہے کہ اِس نے دوسری طرف خود اسرائیل کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے وہ اِسے اپنا اور اسرائیل کا بنیادی حق سمجھتے ہوئے جائز قرار دے رہا ہے اور وہ خبر جس کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے وہ گزشتہ دِنوں امریکا اور اسرائیل کے درمیان ڈنکے کی چوٹ پر ہونے والے اُس جوہری معاہدے سے متعلق ہے جس کے تحت امریکا فلسطینیوں اور گردونواح کے مسلم ممالک اور مسلم آبادیوں سمیت خصوصی طور پر ایران کی جانب سے مسلسل اسرائیل پر میزائل حملوں کی صورت میں اِسے نیست ونابود کرنے والی دھمکیوں کے بعد اسرائیل کا حوصلہ بڑھانے اور اِس کی ہمت باندھنے کے لئے اِس نے اپنے بعد مسلمانوں کے دوسرے بڑے دشمن ملک (جو اِس کا اپنا بغل بچہ بھی ہے اور جسے دنیا) اسرائیل کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے اور اِس کے مکروفریب سے بھی اچھی طرح سے واقف ہے اِس سے اِس کا ایرو میزائل شیلڈ بہتر اور جدید بنانے کے لئے زبردستی

خود ایک ایسا معاہدہ کیا ہے کہ جس پر اسرائیلی خود بھی حیران ہیں اور اِس موقع پر امریکی حکام نے اپنی یہ خواہش ظاہر کی ہے اگرچہ اِس معاہدے سے اِس منصوبے پر چار سال کا عرصہ لگ سکتا ہے مگر ہم مطمئین ہیں کہ امریکا اسرائیل کے درمیان اِس معاہدے سے اسرائیل کا رعب اور دبدبا مسلم ممالک اور بالخصوص ایران پر برقرار رہے گا۔اور اُدھر ہی خبر کے مطابق اِس معاہدے سے متعلق اسرائیلی وزارتِ دفاع نے اپنا سینہ پھولا کر اور گردن تان کر کہا ہے کہ اِس معاہدے کے تحت یقیناً اسرائیلی ایرو2.بیلسٹک شیلڈ کو اِس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انتہائی بلندی یعنی اِس نئے نظام کے ذریعے.بیلسٹک میزائل کو فضا ہی میں نشانہ بنا کر اِسے تباہ کردے گا اور اِس حوالے سے اسرائیلی وزارتِ دفاع نے اِس نظام پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اور اِس طرح ہم ایران کے کسی بھی ممکنہ میزائل حملے کی صورت میں اِس کا منہ توڑ جواب دیں گے۔

مگر میرا اِس موقع پر خیال یہ ہے کہ اِس خبر کی امریکا اور اسرائیل کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہو مگر مجھے اتنا یقین ضرور ہے کہ پاک چین جوہری معاہدے کو دنیا کے لئے خطرہ قرار دینے اور پاک چین معاہدے سے خوفزدہ رہنے والے امریکا کو اسرائیل کے ساتھ اِس کے میزائل شیلڈ کو بہتر بنانے والے اپنی نوعیت کے اپنے انوکھے معاہدے کو بھی دنیا کے لئے ناسور اور خطرناک ضرور قرار دینا چاہئے ..... کیونکہ جب پاک چین جوہری معاہدہ اِس کی اور اِس کے

چیلوں بھارت، اسرائیل اور افغانستان کی نظر میں خطرہ ہے تو پھر امریکا اسرائیل کے ساتھ زبردستی کئے گئے اپنے اِس معاہدے کو دنیا کے لئے خطرناک قرار کیوں نہیں دے سکتا....؟اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا....؟ تو پھر اِسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے پُرامن ایٹمی معاہدے پر اپنے طرح طرح کے منفی اور غلط مفروضے قائم کرکے دنیا کو گمراہ کرنے کی اپنی سازش کے سلسلے کو بند کرے اور اپنی زبان کو لگام دے.....تو اچھا ہے ورنہ اِس امریکی کینہ پروری اور بغض نما اِس دوستی پر پاکستانی حکمرانوں کو اپنے تحفظ سے اِسے ضرور آگاہ کردینا چاہئے پاکستان سے جس دوستی کا دم بھر کر آج امریکا اپنے اور بھارتی مفادات کو لے کر چل رہا ہے۔

اور پھر پاک چین جوہری معاہدے سے متعلق کوئی امریکی ایسے ریمارکس مت دے جیسے ایک خبر کے مطابق گزشتہ دنوں امریکی نائب وزیر خارجہ وان ایچ وان نے ایک انٹرویو کے دوران دیئے ہیں اُس نے کہا کہ پاک چین خفیہ جوہری تعاون سے دوسروں کے لئے غلط مثال قائم ہوگی اِس کینہ پرور اور پاکستان سے شدید نفرت کرنے والے امریکی نائب وزیر خارجہ کا یہ کہنا "کہ پاکستان کو دو جوہری ری ایکٹرز کی فراہمی نیوکلیئر سپلائرز گروپ کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس کا اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی کہنا تھا کہ ہم آئندہ

اجلاس میں پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے اِس معاہدے کی بھرپور مخالفت کریں گے یہاں دنیا کو اندازہ لگا لینا چاہئے کہ پاک چین کھلے عام ہونے والے جوہری معاہدے کو خفیہ کہنے والے امریکی غصے اور برہمی کا یہ عالم ہے کہ امریکا اِس معاہدے سے اِس لئے بھی خوفزدہ ہے کہ اَب اِسے یہ یقین ہوگیا ہے کہ اِس معاہدے کے بعد خطے میں طاقت سے اپنی کی برتری برقرار رکھنے والا پاکستان جو ایٹمی ہتھیاروں کی خریداری کے حوالے سے اِس کا ایک بڑا خریدار تھا اَب اِس معاہدے کے بعد سے یہ اِس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور یوں اِس معاہدے کے بعد اِسے اپنے ایٹمی ہتھیار کی پاکستان میں مارکیٹ ٹھپ ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اِس وجہ سے بھی امریکا یہ نہیں چاہتا کہ پاک چین ایٹمی معاہدہ کامیاب ہو۔اِس ہی لئے تو امریکا دنیا بھر میں پاک چین جوہری معاہدے کو ایک منفی رخ میں پیش کر کے اپنی خفت مٹا رہا ہے اور یہ کہتا پھر رہا ہے کہ پاکستان نے ایٹمی صلاحیت خفیہ نیٹ ورک کے ذریعے حاصل کی اور ساتھ ہی امریکا یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اگرچہ پاکستان نے 1998 میں اپنا پہلا ایٹمی دھماکہ کیا تاہم پاکستان ایٹمی صلاحیت بہت پہلے ہی حاصل کر چکا تھا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاک چین جوہری معاہدے سے آخر امریکا بھارت سے کہیں زیادہ خوفزدہ کیوں ہے....؟ کہیں اِس کی وجہ یہ تو نہیں کہ امریکا کے اِس حالتِ خوف کی ایک بڑی وجہ وہ بھارتی دباؤ بھی ہو جو بھارت خطے میں اپنی

بدمعاشی اور چودھراہٹ کے ٹمٹماتے چراغ سے پریشان ہو کر اپنا سارا ٹینشن امریکا پر ڈال
کر خود کو اِس معاملے سے بچانا چاہتا ہے۔

آہ! وزارتِ داخلہ نے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات پر مدد مانگ لی .. کیوں؟

دنیا یقین کرے..... !!! غیر ملکی ہاتھ پاکستان کو توڑنے کی سازش کر رہا ہے...؟؟؟

میں یہ سمجھتا ہوں کہ گزشتہ دنوں جیسے اپنے دوستوں اور دشمنوں سب کو یقین دلانے کے انداز سے وزیر داخلہ مسٹر رحمٰن ملک نے سینٹ میں اپنے ولولہ انگیز خطاب کے دوران جن حقائق کو ساری دنیا کے سامنے آشکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ غیر ملکی ہاتھ پاکستان کو توڑنے کی سازش کر رہا ہے جس میں وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا اور اِس موقع پر اُنہوں نے اِس کا بھی برملا اظہار کر کے نہ صرف پاکستانی قوم کو ہی چونکا دیا بلکہ پاکستان کے اُن دوست ممالک کو بھی حیرت زدہ کر دیا ہو گا جو پاکستان کے اچھے ہمدرد اور دوست ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم نے بلوچستان سے ایک لاکھ آبادکاروں کو نکال دیا ہے اور اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ صرف سات ماہ کے عرصے میں 252 نہتے اور معصوم افراد کو انتہائی بیدردی سے قتل کر دیا گیا ہے اور اپنے خطاب کے دوران اُنہوں نے ایک انکشاف یہ بھی کیا کہ صوبے کے ایک کالج میں قومی پرچم لہرایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی وہاں قومی ترانہ پڑھنے کی اجازت ہے اُنہوں نے اپنے اِسی خطاب کے دوران اِس بات کا بھی انکشاف کیا کہ مہمند اور باجوڑ میں افغانستان سے شدت

پسند اور اسلحہ لایا جارہا ہے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ طالبان کے روپ میں معصوم اور نہتے بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورت کو بموں سے مارنے والے کوئی بھی ہوں مگر اُنھوں نے طالبان کا روپ دھار کر طالبان کو بدنام کردیا ہے اور اگر ایسی دہشت گردی کی وارداتوں میں واقعی طالبان ہی ملوث ہیں تو پھر رحمٰن ملک کا کہنا بجا طور پر اَب درست معلوم دینے لگا ہے کہ طالبان پاکستان اور اسلام کے خیر خواہ نہیں.... اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ افغان مہاجرین کی واپسی کے لئے کرزئی حکومت سے بات کی ہے اَب دیکھنا یہ ہے اُنھوں نے اپنے اِس خطاب کے دوران دنیا کو جس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے دنیا اور بالخصوص پاکستان کے دوست ممالک بھی اِس پر کتنا یقین کرتے ہیں اور پاکستان کی کیا مدد کرسکتے ہیں یہ فیصلہ اَب اِن کی صوابدید پر ہے۔

مگر بہرحال ! اُدھر ہی وزارتِ داخلہ رحمٰن ملک سے متعلق ایک خبر یہ بھی ہے کہ جس کے مطابق اُنھوں نے اسلام آباد میں صحافیوں سے ایک گفتگو کے دوران اِس بات کا بھی انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی میں ہر مرنے والا ٹارگٹ کلنگ کا شکار نہیں ہے ہوتا........؟؟؟؟تو پھر کیا ہوتا ہے...... مسٹر رحمٰن ملک صاحب ! آپ یہ بھی کیوں چھپا گئے اِسے بھی واضح کردیتے تو کوئی شک ہی نہیں رہ جاتا کہ ٹارگٹ کلنگ کے علاوہ اور کس طرح کراچی کے معصوم شہریوں کی ہلاکتیں عمل میں آرہی ہیں......؟؟؟اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس موقع

پر اپنے اور اپنی حکومت کے اِس عزم کا بھی اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم کراچی کے امن و امان پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور حالات خراب کرنے والوں کو کسی بھی صُورت میں نہیں چھوڑیں گے خواہ اِن کا تعلق کسی بھی جماعت سے کیوں نہ ہواور اِسی طرح مسٹر رحمٰن ملک نے یہ بھی کہا کہ فاٹا اور بلوچستان میں بھی خون بہہ رہاہے اِس پر اُنھوں نے انتہائی عاجزی اور انکساری سے عالمی برادری سے بھی اپیل کرتے ہوئے یہ کہا کہ کراچی سمیت فاٹا اور بلوچستان میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام اور اِس کے ملک سے خاتمے کے لئے ہماری بھرپور مدد کی جائے۔ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اَب اِس کے بعد یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ پاکستان میں حالات خراب کرنے اور اِسے دہشت گردی کے ذریعے غیر مستحکم بنانے کی سازش میں یقیناً وہ ہی غیر ملکی ہاتھ ملوث ہیں جن کی جانب رحمٰن ملک نے اپنے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں اشارے سے کھلم کھلا اپنا اظہار کرتے ہوئے عالمی برادری سے مدد مانگ لی ہے۔

اور اِس کے ساتھ ہی اَب اِس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ پاکستان اِس حوالے سے اپنی یہاں ہونے والی دہشت گردی کی روک تھام اور اِس کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کر رہا.....یا یہ اپنا ہاتھ پہ ہاتھ دھرے اپنی مدد کے لئے

دوستوں کے انتظار میں بیٹھا ہے بلکہ اگر یہاں میں یہ کہوں تو زیادہ بہتر ہوگا کہ ایک عرصہ سے ملک میں ہونے والی دہشت گردی کی خونریز وارداتوں سے جاری امن و امان کی دگرگوں ہوتی صورتِ حال پر پریشان حال حکمرانوں نے چلو! دیر آید درست آید کے مصداق پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ دنوں سینٹ میں 12 صفحات پر مشتمل اِنسدادِ دہشت گردی ایکٹ کا ایک ایسا ترمیمی بل پیش کردیا ہے جس کی ایوان سے متفقہ منظوری کے بعد ملک میں اِس کے فوری نافذالعمل سے آئندہ دہشت گردی کا پھر کوئی چارہ نہیں رہ پائے گا اور اِس ترمیمی بل برائے اِنسدادِ دہشت گردی ایکٹ جس میں شامل اہم نکات یہ ہیں اول دہشت گردی کے الزام میں ملوث اور گرفتار شخص کو 90 روز تک حراست میں رکھا جاسکے گا اور اِس کے ساتھ یہ بھی کہ جسے کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا اور ملزم کا ٹرائل بند کمرے میں ہوگا دوئم قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خلاف مزاحمت، اسلحہ کے زور پر سرکاری و نجی املاک کو نقصان پہنچانا اور غیر قانونی ایف ایم ریڈیو چلانا بھی دہشت گردی کے زمرے میں شمار ہوگی اور سوئم دہشت گردی ایکٹ کے تحت گرفتار مجرم کی کم ازکم سزا دس سال قید کی سفارش کی گئی ہے یوں اِس سست آور حکومتی عمل سے قوم میں ذرا سی یہ اُمید پیدا ہوگئی ہے کہ اِس سے ملک میں ہونے والی دہشت گردی کو کسی حد تک ضرور کنٹرول کرنے اور اِس کا خاتمہ کرنے میں مدد مل سکے گی۔ اور اِس حکومتی اقدام سے قوم میں ایک حوصلہ پیدا ہوگا کہ حکومت نے دیر سے ہی صحیح پر ملک سے دہشت گردی اور

دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو توڑنے کے لئے کچھ تو کیا ہے.....؟ یہ اور بات ہے کہ اِس پر خود حکومتی اراکین بعد میں عمل نہ کروائیں۔

جبکہ اِس اِنسدادِ دہشت گردی ترمیمی ایکٹ 2010 کے حوالے سے وزیر داخلہ جنابِ محترم رحمٰن ملک نے حسبِ روایت اپنے مخصوص انداز سے اِس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہر بار دہشت گرد سزاؤں سے بچ جاتے ہیں اِس موقع پر اِن کا دہشت گردوں کو متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہنا تھا کہ ملک سے دہشت گردی اور دہشت گرد عناصر کے خاتمے کے لئے ایسے سخت ترین اقدامات بہت ضروری تھے جس پر ارکان سینٹ کا یہ مؤقف سامنے آیا کہ بل جلد بازی میں پیش نہ کیا جائے۔

اگرچہ اِس کے بعد آنے والی ایک خبر کے مطابق ارکان سینٹ کی جانب سے اِس قسم کے بل پر تحفظ کے بعد اِنسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997ء میں ترمیم کا ترمیمی بل 2010ء مزید غور وخوص کے لئے سینٹ کی قائمہ کمیٹی کو ترجیحی بنیادوں پر بھجوا دیا گیا ہے۔ تاہم اِسے بھی ہم ایک انتہائی حوصلہ افزا امر ضرور قرار دے سکتے ہیں کہ اِس بل کے حوالے سے قائم مقام چیئرمین سینٹ جان جمالی نے خصوصی طور پر یہ ہدایت جاری کی ہے کہ کمیٹی آئندہ پیر کی شام تک اِس بل پر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے تاکہ ایوان میں اِس پر بحث کے بعد اِسی سیشن سے اِس قانون کو پاس کیا جاسکے۔

اگرچہ پاکستان کو آج دہشت گردی سے متعلق درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لئے یہ ترمیمی بل 2010 بھی کوئی اتنا زیادہ موثر نہیں ہے مگر پھر بھی اِسے اتنا ناقص بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اِس کے نکات کو ملک میں نافذالعمل کرکے اِس پر عملدرآمد نہ کرایا جاسکے اور قومی سلامتی اور خودمختاری کو یقینی بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ملک سے دہشت گردی اور دہشت گرد عناصر کے خاتمے کے لئے اِس قانون کو جلد از جلد نافذ کیا جائے تاکہ کراچی سمیت بلوچستان اور ملک کے طول ُارض میں آئے روز ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات اور اندہوناک دہشت گردی کا خاتمہ بھی ممکن بنا جاسکے۔
امر واقع یہ ہے کہ اِس پریشان کُن صورت حال میں اِنسدادِ دہشت گردی ایکٹ ترمیمی بل ملک کے عوام کے لئے اندھیرے میں ایک کرن کی حیثیت رکھتا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس بل میں شامل نکات سے نہ صرف ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہوسکے گا بلکہ اِس بل کے نفاذ سے اُن ملک دشمن عناصر کا بھی قلع قمع کیا جاسکے گا جو ملک میں دہشت گردی پھیلا کر پاکستان کی سلامتی اور اِس کے استحکام کے لئے ایک عرصہ سے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ اور یقیناً اِس اِنسدادِ دہشت گردی ایکٹ کے ملک میں نفاذ سے ملک میں اتحاد اور یکجہتی کا ایک ایسا عمل پیدا ہوجائے گا کہ جس کے ملکی سیاست پر مثبت اور تعمیری اثرات

مرتب ہوں گے۔

یقیناً آج ملک کے غیور ومحبِ وطن حکمرانوں اور سیاستدانوں پر مشتمل موجودہ حکومت......؟؟؟؟ اور ملک کے ساڑھے سولہ کروڑ عوام اپنی تاریخ کے جس نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں اگر ہم ماضی میں جھانکیں تو ہمیں اِس کی مثال ملک کی 62 سالہ تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ جبکہ اِن حالات میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہر پاکستانی کو اپنے ہر قسم کے ذاتی، سیاسی اور مذہبی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف ملک کی بقا و سالمیت اور اِس کے استحکام کے لئے ہر فرد کو ایک پاکستانی قوم کی حیثیت سے سوچنا چاہئے اور اِن حالات میں اِسے اپنے اندر ملی یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور اِن لمحات میں، میں حقیر فقیر بے توقیر اپنے اہلِ وطن سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اِس گھمبیر اور انتہائی کٹھن دور میں اگر ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اہلِ دانش سمیت عوام نے بھی اِس موقع پر صبر و برداشت اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تدبر اور فہم وفراست سے کام نہ لیا اور اِن لمحات کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا اور آپس ہی میں ہم یوں ہی لڑتے رہے اور ایک دوسرے کو نیچا دِکھانے اور سبقت لے جانے کے لئے آپس میں ٹانگیں کھینچتے رہے تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا یہی بے حسی اور خود غرضی کا یہ عمل اور یہ رویہ ہمیں قصہ پارینہ بنا دے گا اور پھر ہمارے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہیں آئے گا۔ تو

ضروری ہے کہ ہم اور ہمارے حکمرانوں کو پہلے خود اپنے مسائل حل کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے اور پھر جب خود سے کام نہ بنے تو عالمی برادری سے اپنے مسائل کے حل کے لئے مدد ضرور مانگنی چاہئے۔

آہ! بدنصیب 152 مسافر...اور قوم کا جذبہ خدمت اور ایک روزہ یوم سوگ

حکومت ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ریسکیو ٹیموں کی تربیت اور جدید آلات کی کمی کو پورا کرے

آہ! بدھ 15 شعبان المعظم 1431ھ 28 جولائی 2010ء کی صبح 7 بج کر 50 منٹ پر ایک نجی فضائی کمپنی ائیر بلیو لائن کا طیارہ جس میں اِس کے اپنے عملے کے 6 ارکان سمیت 152 مسافر سوار تھے اِنہیں لے کر یہ بدنصیب طیارہ کراچی کے قائداعظم انٹر نیشنل ائیرپورٹ سے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوا اور اِسے 9 بج کر 30 منٹ پر اسلام آباد کے بے نظیر بھٹو انٹر نیشنل ائیرپورٹ پر لینڈ کرنا تھا تاہم اطلاعات یہ ہیں کہ یہ طیارہ اپنے وقت مقررہ سے چند منٹ قبل ہی مارگلہ کی پہاڑیوں کے چٹانوں کے سلسلے کی کسی چٹان سے ٹکرا کر دامنِ کوہ کے قریب گھنے جنگل میں جا گرا اور اِس میں آگ بھڑک اٹھی جس سے جہاز کے عملے سمیت 152 افراد کی ہلاکت کا یہ قومی المناک واقعہ رونما ہوا جس کے بعد ملک بھر میں صفِ ماتم بچھ گئی اور آج بھی ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل اِس قومی سانحہ پر اداس ہے۔

اگرچہ وفاقی کابینہ نے اِس قومی سانحہ پر ایک روزہ یوم سوگ منانے کا اعلان

کرکے اِس سانحہ میں ہلاک ہونے والے افراد کے خاندانوں سے ملی یکجہتی کا اظہار کیا جسے کسی ایسے موقع پر حکومت کی جانب سے کئے گئے اعلان کو ایک قابلِ ستائش امر ضرور قرار دیا جاسکتا ہے جس میں حکومت نے خود عوام کے غم کا احساس اور اہلِ وطن سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ملک میں ایک روزہ یوم سوگ کا اعلان کرکے ملی یکجہتی کا اظہار کیا اور یہ ثابت کردیا کہ کسی بھی مصیبت کی گھڑی میں حکومت بھی اپنی عوام کے ساتھ ہے۔ یہاں مجھے بشیر فاروق کا یہ شعر یاد آرہا ہے۔

لبوں پہ نغمہ ملّت نہیں تو کچھ بھی نہیں
دلوں میں جذبہ خدمت نہیں تو کچھ بھی نہیں
ہزار لب پہ ترانے ہوں عشق والفت کے
وطن سے عشق ومحبت نہیں تو کچھ بھی نہیں

بہرحال ! یہ ہماری قوم کی ملی یکجہتی اور اتحاد ہی کا عمدہ اور تاریخ ساز ثمر ہی تو ہے کہ جب 28 جولائی کو 9 بج کر 22 منٹ پر جیسے ہی نجی ایئر بلیو کے جہاز ائیر بس 320 کو مارگلہ کے پہاڑوں سے ٹکرانے کے بعد اِسے گرتے ہی یہ المناک حادثہ وفاقی دارالحکومت اور خیبر پختونخواہ کی سرحد پر پیش آیا اور جہاز کا ملبہ 4 کلو میٹر کے ایریا میں پھیل گیا جس سے متعلق یہ بھی کہا جارہا ہے کہ حادثے کا شکار ہونے والے جہاز کا زیادہ ملبہ وفاقی دارالحکومت

میں جا گرا تو عینی شاہدین کے مطابق زخمیوں کی مدد کے لئے سب سے پہلے جائے حادثے پر قرب وجوار کے رہائشی افراد پہنچے اور اِن کا کہنا تھا کہ جب یہ افراد یہاں پہنچے تو جائے حادثے پر اُس وقت تک حکومت کی جانب سے کوئی بھی ادارہ اور ریسکیو ٹیم یہاں نہیں پہنچی تھی اور اِس کے ساتھ ہی اِن لوگوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ جائے حادثہ قیامت صغریٰ کا منظر پیش کر رہا تھا ہر طرف انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے اور حادثے کا شکار ہونے والے جہاز کے ملبے سے کچھ کچھ وقفے کے بعد آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے جس کی وجہ سے اِنہیں کافی دشواری کا سامنا رہا اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے قومی ادارے جن میں سب سے پہلے جائے حادثے پر آنے والی پاکستان نیوی کی ٹیم تھی جو سب سے پہلے پہنچی تھی اور اِس کے بعد پھر امدادی کاموں کے لئے مدد کو پہنچنے والی پاک فوج کی ٹیم تھی جو جائے حادثے پر اپنے تین ہیلی کاپٹروں اور ایک انفنٹری بٹالین کے ساتھ پہنچی۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر بار کی طرح اِس بار بھی ہماری ریسکیو1122، شہری دفاع، ریسکیو15،اور سی ڈی اے جائے حادثے پر تاخیر سے پہنچنے والے ادارے اور ٹیمیں ثابت ہوئیں اِس حوالے سے یہ بھی اطلاعات ہیں کہ اِن اداروں کی جانب سے منظم طریقے سے جائے حادثے پر ریسکیو آپریشن شروع کرنے میں دو گھنٹے لگ گئے تھے۔ جس کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بارش ہو رہی تھی اور دوسری بڑی

وجہ یہ بتائی گئی کہ جس جگہ جہاز کا ملبہ پڑا تھا وہ ایک کھائی تھی جہاں تک امدادی ٹیموں کو پہنچنا انتہائی دشوار گزار تھا جس کے لئے وہاں تک پہنچنے کے لئے اِنہیں کئی کئی گھنٹے لگ رہے تھے۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار ممکن اور مشکل نہیں کہ حکومت نے بھی اِس ضمن میں اپنی معاونت کی مگر ایسی معاونت کا کیا فائدہ جو کئی گھنٹے گزرنے کے بعد کی جائے جب جائے حادثے پر پڑے زخمیوں کو اپنی زندگی کی اُمید یکدم ختم ہو چکی ہو تو پھر کسی امدادی ٹیم کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی......؟؟ کہ وہ کسی زخمی کی مدد کے لئے پہنچے بلکہ دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی بھی حادثے کی صورت میں ریسکیو ٹیموں اور اداروں کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بروقت پہنچ کر زخمیوں کی مدد کریں اور اگر خوش نصیبی سے کسی بھی زخمی میں اگر ذرا بھی امید کی کوئی کرن ہو تو یہ امدادی اور ریسکیو ٹیمیں اُس زخمی کو فوری طور پر اسپتال پہنچا کر اِس زخمی میں زندگی کی آس پیدا کر دیتی ہیں۔

جبکہ مجھے یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنے دیجئے! کہ ہمارے یہاں 28 جولائی 2010 کو مارگلہ کی پہاڑیوں سے ٹکرانے والے ائیر بلیو کے جہاز ائیر بس 320 جس کے کپتان 62 سالہ پرویز اقبال چوہدری تھے اور پرواز کے فرسٹ آفیسر منتجیب الدین تھے جیسے ہی اِس جہاز کو حادثہ پیش آیا ہماری ریسکیو ٹیموں کو فوری

طور پر جائے حادثے پر زخمیوں کی مدد کے لئے پہنچنا چاہیے تھا مگر ہماری امدادی ٹیموں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر یہ چند منٹوں میں ہی جائے حادثے پر پہنچ جاتیں تو عین ممکن تھا کہ کسی ایک زخمی کو ہی بچایا جاسکتا تھا یوں امدادی کاموں میں دیر کے سبب جہاز میں سوار تمام کے تمام مسافر ہلاک تو نہ ہوتے کوئی ایک تو بچ جاتا اور وہ یہ تو بتا سکتا تھا کہ جہاز میں آخری لمحات میں کیا ہوگیا تھا کہ یہ حادثہ رونما ہوگیا۔ اِس حادثے کے بعد تو ایسا لگا کہ جیسے ہمارے ملک میں موجود ریسکیو ٹیمیں دنیا کے کسی بھی ملک کی ریسکیو اور امدادی ٹیم سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتیں کیونکہ اوّل میں تو ہمارے یہاں جو ریسکیو ٹیمیں ہیں جنہیں حکومت بڑا فعل اور متحرک سمجھتی ہے دراصل اِن میں ابھی بھی تربیتی اور تیکنکیکی اعتبار سے بہت سی ایسی خامیاں موجود ہیں جن کی اِس کمی کو ہر صورت میں حکومت کو ہی دور کرنا ہے اور اِنہیں جدید آلات سے آراستہ کرنے کی بھی ذمہ داری حکومت کی ہی ہے جسے حکومت کو ہر حال میں پورا کرنا ہوگا ورنہ اگر حکومت نے اپنی ریسکیو ٹمیوں کو دورِ جدید کے مطابق اِنہیں تربیت اور تیکنیکی مہارت سے ہم آہنگ نہ کیا اور اِنہیں جدید آلات سے لیس نہ کیا تو آئندہ بھی خدانخواستہ ملک میں ہونے والے کسی بھی چھوٹے / بڑے حادثے کی صورت میں ہماری یہ ریسکیو ٹیمیں زخمیوں کو اسپتال پہنچانے والی ریسکیو ٹیمیں نہیں رہیں گیں بلکہ گزشتہ دنوں مارگلہ کے پہاڑوں پر پیش آنے والے نجی ایئر لائن کے طیارے کے حادثے کے بعد صرف

لاشیں نکانے اور ملبہ اٹھانے والی ریسکیو ٹیم کا اعزاز حاصل کرنے والی ہو کر رہ جائیں گی۔

ہاں اِس موقع پر مجھے اِس جہاز میں سوار ہونے سے رہ جانے والے اُن 12 مسافروں سے بھی کچھ کہنا ہے جو ٹکٹ خریدنے کے باوجود بھی اِس بدنصیب طیارے میں سوار نہ ہوسکے وہ خوش نصیب تو ضرور ہیں مگر وہ اِس اپنی خوش نصیبی پر اِترانے اور غرور و گھمنڈ کرنے کے بجائے یہ ضرور سوچیں کہ اللہ تعالی نے اِنہیں اپنے اعمال درست کرنے اور دنیا میں اِنسانوں کی خدمت کرنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اچھی طرح سے ادا کرنے کا ایک اور سنہرا موقع فراہم کر دیا ہے اور جو اِس جہاز کے حادثے میں ہلاک ہوگئے وہ آج تم سے اور ہم سے اچھی جگہ پر ہیں اور ہمیں ہر حال میں اپنی موت کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کیونکہ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ذی شعور کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اِس سے انکار کرنے والا ایمان سے خارج ہے۔

یہ بات زیب نہیں دیتی ! اور کیا یہ سب کچھ .... ٹھیک ہے؟

پاکستان کو تاریخ کے بدترین سیلاب کا سامنا .... گھومنتو صدر کو برطانیہ کا دورہ منسوخ کردینا چاہئے

اُمت مسلمہ بیدار ہوجائے 11 ستمبر کو ایک امریکی دہشت گرد عیسائی پادری نے قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے کا اعلان کیا ہے

آج پاکستان کو تاریخ کے جس بدترین سیلاب کا سامنا ہے اقوام متحدہ کے مطابق اِس سے 10 لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں اور اِن حالیہ مون سون بارشوں کے باعث اَب تک ہلاک ہونے والے انسانوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا سوائے یہ کہنے کے کہ اِن بارشوں اور سیلابوں سے اَب تک بے شمار انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں اور پورا پاکستان اپنے پیاروں کی اِس ناگہانی ہلاکت پر اِن کے جدائی کے غم سے نڈھال ہے تو کیا اِس منظر اور پس منظر میں آپ نے یہ سوچا کہ یہ زیب دیتا ہے کہ......؟؟؟ ایسے میں ہمارے صدر مملکت جنابِ محترم عزت مآب آصف علی زرداری کو برطانیہ کے دورے پر جانے کی کیا ضرورت ہے......؟؟؟ جبکہ صدرِ مملکت آصف علی زرداری کے اِس دورہ برطانیہ وفرانس سے متعلق وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات قمر زماں کائرہ کا کہنا ہے کہ صدر زرداری اپنے دورہ فرانس میں فرانسیسی صدر اور بعد ازاں برطانیہ کے دورہ کے دوران وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون

سے بھی ملاقات کریں گے۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ کیا صدر مملکت آصف علی زرداری برطانیہ کے اُس وزیر اعظم ڈیوڈ کیمروں (یا کینگروں) سے ملاقات کرنا اپنی خوش بختی کی علامت سمجھتے ہیں کہ جس نے صرف ایک کپ بھارتی چائے پی کر پاکستان پر کھلم کھلا الزام لگاتے ہوئے یہ کہا ہے کہ پاکستان کو دہشت گردوں کی حمایت اور تعاون حاصل ہے اِس منافق اور شاطر ڈیوڈ کیمروں کے ملک برطانیہ صدر مملکت آصف علی زرداری کو اپنے ملک پاکستان کے سیلابی ریلوں کی نظر ہوتے عوام پر ٹوٹتی قیامتِ صغریٰ کے حوالے چھوڑ کر ہر گز نہیں جانا چاہئے ....اور وہ عوام کو اِس مشکل گھڑی میں بے یارومددگار اور بے سروسامانی کے عالم میں چھوڑ کر کیوں برطانیہ جارہے ہیں.....؟؟؟؟اور وہ بھی سرکاری خرچ پر.........؟؟؟؟اِن حالات میں جب قوم مرے جارہی ہے تو ایسے میں شائد صدر اپنی اتنی سی صفائی پیش کرنے کے لئے برطانیہ جارہے ہیں کہ " مسٹر ڈیوڈ کیمروں پاکستان کو کسی دہشت گرد کی نہ تو کوئی حمایت حاصل ہے اور نہ تعاون ....."تو ایسے میں کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ سرکاری خزانے سے برطانیہ اتنا خرچہ بھاڑا کرکے جانے کے بجائے یہی بات صدر مملکت برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمروں کو اپنی گرجدار آواز میں ٹیلی فون پر بھی اُسے تنبیہ کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ "مسٹر ڈیوڈ کیمرون اَب اگر تم نے دوبارہ پاکستان سے متعلق ایسا ویسا.....؟؟؟ کیسا....؟؟اور

کچھ کہا تو پھر اچھا نہیں ہوگا ۔۔۔۔؟؟؟"اور صدر اتنا کہہ کر فوراً فون بند کردیں۔اتنی سی بات کہنے کے لئے صدر آصف علی زرداری کو بھلا برطانیہ جانے کی کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ فوراً ہی برطانیہ روانہ ہورہے ہیں اور اپنا دورہ برطانیہ منسوخ کرنے کو کسی بھی لحاظ سے تیار ہی نہیں ہیں۔

اور اُوپر سے حیرت کی بات تو یہ ہے کہ صدر مملکت کے ترجمان نے صدر زرداری کے دورہ برطانیہ سے متعلق بھاری اخراجات کے حوالے سے شائع شدہ خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے اِسے ملک اور قوم کے لئے قابلِ افسوسناک عمل کہتے ہوئے اِسے صدر کے فرانس اور برطانیہ کے اہم دوروں کو سبوتاژ کرنے کی گھناؤنی کوشش قرار دیا ہےاور صدر کے پریس سیکریٹری نے یہ مؤقف اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے صدر مملکت کو عوامی دُکھ اور تکالیف کا جتنا احساس ہے شائد اتنا احساس پاکستان کی تاریخ میں اَب تک گزرنے والے کسی بھی صدر کو پاکستانی عوام کی تکالیف کا کبھی احساس رہا ہو۔۔۔۔۔؟؟؟؟صدر کے ترجمان نے کہا کہ عوامی تکالیف اور دُکھ کا یہ صدر کا احساس ہی تو ہے کہ صدر کواِس کی خود بڑی فکر ہے کہ صدر مملکت نے بار باراِس بات کی تاکید کی ہے کہ اِن کے اِس غیر ملکی دورے کے دوران اخراجات کم سے کم رکھے جائیں اِسی لئے وہ اپنے اِس سرکاری دورے برطانیہ میں سرکاری وفد میں شامل ارکان کی تعداد محدود رکھنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔

جبکہ صدارتی ترجمان کی جانب سے آنے والی اِس وضاحت کے بعد کہ صدر کا یہ دورہ
.برطانیہ اور فرانس سرکاری ہے اِس پر پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکرٹیری اطلاعات
محترمہ فوزیہ وہاب صاحبہ نے دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ کسی کو صدر کے دورہ
.برطانیہ پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ صدر کا.برطانیہ کا دورہ سرکاری نہیں ہے
بلکہ صدر مملکت آصف علی زرداری پاکستان پیپلز پارٹی.برطانیہ کی خصوصی دعوت پر
لندن جارہے ہیں جہاں اُن کے تمام قیام و طعام کا ذمہ پیپلز پارٹی.برطانیہ کا ہے اور فوزیہ
وہاب کا کہنا ہے کہ قومی خزانے سے اِس حوالے سے کوئی خرچہ نہیں آئے گا۔ یہاں میں
یہ سمجھتا ہوں کہ اَب عوام اِسے اِن لوگوں میں رابطے کا فقدان سمجھیں یا کچھ
اور..... کہ ایک صدر کے دورہ.برطانیہ کو سرکاری قرار دے کر ملک میں سیاسی
بھونچال پیدا کر رہا ہے تو دوسرا اِسی دورے کو صدر کا نجی دورہ قرار دے کر اِسے کوئی
اور رنگ دینے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور اَب عوام اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ
..... صدارتی ترجمان اور فوزیہ وہاب میں سے کون درست ہے اور کون نہیں
جبکہ دوسری جانب متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے بھی.برطانیہ کے وزیر
اعظم ڈیوڈ کیمرون کی جانب سے پاکستان سے متعلق دہشت گردوں کی حمایت اور
تعاون کے حوالے سے لگائے گئے بے بنیاد اور من گھڑت الزام کو افسوسناک

قرار دیتے ہوئے صدر مملکت آصف علی زرداری سے کہا ہے کہ وہ اِس معاملے پر پوری قوم کے احساسات وجذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے دورہ برطانیہ پر نظر ثانی کریں اور اِسی طرح اپنی مسلسل جذبہ حب الوطنی کے تحت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور تحریکِ انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان نے صدر مملکت کے دورہ برطانیہ پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ خیبر پختونخواہ میں بدترین سیلاب قوم کے لئے امتحان کی گھڑی ہے صدر برطانیہ کا اپنا یہ دورہ منسوخ کرکے اِس کی ساری رقم سیلاب زدگان پر خرچ کریں۔ اِن ساری باتوں کے بعد اَب دیکھنا یہ ہے اِس کے بعد صدر مملکت آصف علی زرداری کیا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا وہ اپنا یہ برطانیہ کا دورہ کرتے ہیں یا اِسے منسوخ کرکے عوام میں پائے جانے والے اِس تاثر کو ختم کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں کہ صدر برطانیہ کا دورہ سیر سپاٹے کرنے جارہے ہیں ناں کہ ملکی مفاد کے لئے اِنہیں اپنا یہ دورہ مقدم ہے۔

اور اِس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حالیہ مون سون کی موسلادھار طوفانی بارشوں نے ملک کے دو صوبوں بالخصوص خیبر پختونخواہ اور بالعموم پنجاب میں سیلابی صورت اختیار کرکے یہاں بری طرح سے تباہی مچادی ہے اور اِسی طرح بلوچستان سمیت ملک بھر میں اِس سال مون سون میں ہونے والی دس فیصد زائد بارشوں نے سیلاب کی شکل اختیار کرکے اِس صوبہ بلوچستان میں بھی کئی

دیہاتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا ہے اور آج بھی اِس صوبے میں کئی ہزار افراد بے یارو مددگار اور بے سرو سامانی کے عالم میں کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور اَب تک اِن بارشوں اور سیلابوں سے ہونے والی تباہ کاریوں کا اندازہ اہلِ وطن اور ساری دنیا اِس بات سے بھی باآسانی لگا سکتی ہے کہ صرف خیبر پختونخواہ سے آنے والی خبروں کے مطابق یہاں بارشوں اور سیلاب سے جان بحق ہونے والے افراد کی تعداد 800سے 1000 ہے اور شائد ممکن ہو کہ اِس سے بھی زیادہ ہوا بھی اِس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اعداد و شمار بالکل ٹھیک ہوں اور جیسا کہ اَب بھی یہ کہا اور اِن خدشات کا بھی برملا اظہار کیا جارہا ہے کہ اگر بارشوں کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا جیسا کہ یہ اطلاعات آرہی ہیں کہ آئندہ چند دنوں میں پورے ملک میں مزید بارشیں ہونے کے امکانات ہیں تو عین ممکن ہے کہ اِن بارشوں اور سیلاب کی آنے والی شدت سے ہلاکتوں کی تعداد اور نقصانات اِس سے بھی زیادہ بڑھنے کے امکانات ہیں۔

اور جبکہ ملک کے دیگر حصوں سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مون سون کی اِن بارشوں اور سیلاب سے ہلاکتوں کی تعداد250 سے 280تک بتائی جارہی ہیں اِن میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے یوں ان بارشوں سے ہونے والے اتنی بڑی تعداد میں قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہونا یقیناً پاکستان جیسے کسی بھی غریب ملک کے عوام

کے لئے کسی المیے سے کم نہیں ہے جہاں پہلے ہی سینکڑوں معصوم انسان آئے روز کسی نہ کسی سیاسی اور زمینی حقائق کی پاداش میں کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں تو وہیں اِس ملک میں بارشوں اور سیلاب سے کئی سو اور ہزاروں انسانوں کی ہلاکت ارباب اقتدار اور اختیار کے لئے بھی باعث تشویش اور حیرانگی ہونا چاہئے تھی مگر افسوس کہ اُنھوں نے دانستہ طور پر اپنے ملک میں بارشوں اور سیلاب سے اتنی بڑی تعداد میں معصوم انسانی جانوں کی ہلاکتوں پر ایک لفظ بھی افسوس کا اپنے منہ سے کہنا گوارا نہ کیا اور اَب تو اُلٹا سیر سپاٹے کے لئے برطانیہ جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جبکہ اِن بارشوں اور سیلاب سے اربوں اور کھربوں کے ہونے والے مالی نقصانات اُن انسانوں کی ہلاکتوں کے علاوہ ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہے جبکہ اِن بارشوں اور سیلابوں سے ہونے والے مالی نقصانات کو حکومت آج نہیں تو کل اِدھر اُدھر اپنا ہاتھ پاؤں مار کر اور رو دھو کر اپنے دوست اور دشمن ممالک سب سے امداد اور بھیک مانگ کر تو پورا کرلے گی اور یہاں میرا خیال یہ ہے کہ شائد اِسی مالی معاونت کے خاطر ہمارے ملک کے صدر آصف علی زرداری آج پاکستان کو اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر اپنی عوام کو لاوارث اور بے یار ومددگار اور کسمپرسی کے عالم میں چھوڑ کر برطانیہ کے کئی دن کے دورے پر نکلنے کو کھڑے ہیں۔ شائد وہ یہ سمجھ کر برطانیہ کے دورے پر جارہے ہیں کہ اِن بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے انسانوں کی ہلاکتوں کا جو واقعہ ملک میں

رونما ہوا ہے اِس کا ازالہ تو نہیں کیا جاسکتا مگر اُن مالی نقصانات کا جو اِن بارشوں اور سیلابوں سے ملک میں ہوا ہے اِن کا ازالہ اگر فوری طور پر نہ کیا گیا تو عین ممکن ہے کہ ملک کے حالات بہتر نہ ہوسکیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہو اور صدر مملکت یہ بھی سمجھتے ہوں کہ آج پاکستان کو اپنی تاریخ کے جس بدترین سیلاب کا سامنا ہے اِس کی تباہ کاریوں کو درست کرنے میں کئی دن، کئی ہفتے، کئی ماہ اور کئی سال بھی لگ سکتے ہیں سو اِس بنا پر ہمارے گھومتو صدر اپنا ایک لمحہ ضیاع کئے بغیر اپنے بظاہر مختصر وفد کے ساتھ برطانیہ اور فرانس کے سنہرے دورے پر امداد بٹورنے کی غرض سے نکل رہے ہیں۔

بہر حال ! اِس دورے کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے۔۔۔۔؟اِس سے متعلق محض مفروضوں اور قیاس آرائیوں سے کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی کہ صدر کا برطانیہ کا دورہ اِن کے لئے ضروری ہے۔۔۔۔؟یا ملک اور قوم کے بہتر مفادات کے لئے سودمند ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ اور اِس کے ساتھ ہی کیا یہ بھی حکمران جماعت کے وفاقی وزیر قانون بابر اعوان کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ پنجاب کے حکمرانوں !پر کھلم کھلا یہ الزام لگائیں کہ پنجاب کے حکمران سیلاب زدہ علاقوں میں فوٹو سیشن کروا رہے ہیں (جب

کہ بابر اعوان صاحب ! قوم کو وہ منظر بھی یاد ہے کہ جب آپ ہی کی پارٹی کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی گزشتہ بد قسمت طیارے کے حادثے پر ڈیزاسٹر واک کر رہے تھے اور ہیلی کاپٹر میں آلو چھولوں سے الفت اندوز ہو رہے تھے وہ کیا تھا.....؟؟؟؟) اِس حکومتی وزیر کی جانب سے ایک ایسے وقت میں کہ جب ملک کا ہر فرد اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے اپنے تن من اور دھن سے تیار ہے اِن حالات اور جذبات میں ڈوبتی عوام کے حوصلے پست کرنے کے لئے کیا وزیر قانون بابر اعوان کو ایسا بیان دینا چاہئے تھا.....؟؟ کہ جس سے ملک میں سیاسی انتشار پیدا ہو اور سیلاب زدگان کی مدد کے لیے تمہاری حکومت تو کچھ کر نہیں رہی ہے اور تم ایسے بیانات داغ کر یہ چاہتے ہو کہ کوئی دوسرا بھی اِن کی مدد کو نہ پہنچے.....!!!! جو نہایت ہی افسوس ناک امر ہے! اور سب سیاسی کشمکش کا شکار ہو کر رہ جائیں اور سیلاب جیسی مصیبت میں مبتلا افراد بے یارومددگار ہو کر رہ جائیں یہ بات بھی عوام کو سوچنا چاہئے کہ کیا وفاقی وزیر قانون بابر اعوان کو ایسا بیان ایسے وقت میں دینا زیب دیتا ہے.....؟؟؟؟ یہ بات سب کے سوچنے کی ہے....؟؟

جبکہ بات زیب دینے کی ہی چل پڑی ہے تو میں آخر میں اپنے قارئین کی توجہ اپنے ملکی عوامی اور سیاسی مسائل کی طرف سے ہٹا کر عیسائیت کے تعصب کی اِس انتہائی خطرناک اور قابلِ توجہ خبر کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں جو

پچھلے دونوں ملک کے ایک کثیرالاشاعت اخبار میں شائع ہوئی جو"امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک انتہاپسند اور مسلمانوں سے شدید تعصب رکھنے والے پادری ٹیری جونز سے متعلق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اِس پادری نے کھلم کھلا اور ڈنکے کی چوٹ پہ 11 ستمبر کو سانحہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی برسی کے موقع پر قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے کا اعلان کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی خبر یہ بھی ہے کہ اِس پادری نے امریکی عوام سے بھی پرزور اپیل کی ہے کہ وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار کے لئے 11 ستمبر کو"جلاؤ گھیراؤ دن"منانے کا اقدام کریں اور اِس کے ساتھ ہی اِس ناپاک عیسائی دہشت گرد اور خدا کی زمین پر فساد برپا کرنے کی ناپاک سازش تیار کرنے اور دنیا کو صلیبی جنگ میں جھونکنے والے اِس بدمعاش اور شیطان فطرت پادری نے اُمت مسلمہ پر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ اسلام غیر مسلموں کے قتل کا حکم دیتا ہے اور ٹریڈ ورلڈ کا سانحہ مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکامات کی تعمیل میں کیا ہے۔ جب کہ میں اور آپ سمیت پوری مسلم امہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ اِن کے اپنے ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ استاذہ کے مطابق یہ سب کچھ عیسائیت اور یہودیت کی اپنی کارستانی ہے جس کو جواز بنا کر اِن بدمعاشوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی ناپاک سازش تیار کی ہے۔ اَب امت مسلمہ یہ بھی سوچے کہ ایسے وقت میں کہ جب مسلمانوں کی جانب سے مسلسل عفو و درگزر کے مظاہرے کے باوجود پادری کے روپ میں عیسائی دہشت گرد اور معتصب پادری نے 11 ستمبر کو قرآن کریم کی بے

حرمتی کا پروگرام بنا کر دنیا کو آگ اور خون میں جھونکے کی تیار کر لی ہے تو اَب اِس پادری کی اِس حرکت کو روکنے کے لئے امت مسلمہ کا احتجاج کرنا حق بجانب ہو گا کہ عالم اسلام اِس عیسائی دہشت گرد کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور امریکا کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دے کیونکہ یہ امت مسلمہ کو زیب دیتا ہے کہ وہ اِس پادری کے ہاتھوں قرآن کریم کی بے حرمتی ہونے سے قبل اِس کی حفاظت کے لئے امریکا سمیت پوری دنیا میں امریکا اور اِس پادری کے خلاف اپنا احتجاج جاری رکھیں اور قرآن کریم کو بے حرمتی سے بچائیں۔

بس بھئی بس زیادہ بات نہیں چیف صاحب..؟آج کے بعد ملاقات نہیں چیف صاحب....؟

نواز شریف کا کھٹکا....اور برٹش میڈیا کا اٹکا
صدر کا برطانیہ کا دورہ اور جگ ہنسائی....

آج پوری پاکستان میں سب سے زیادہ جو نکتہ موضوع بحث بنا ہوا ہے وہ صدر زرداری کا برطانیہ کا دورہ ہے اِس کی مخالفت سن سن کر کان پک گئے ہیں اور اَب جو صدر زرداری اور برطانیہ کے دورے سے متعلق کچھ کہتا ہے تو بے ساختہ زبان سے یہ الفاظ نکل پڑتے ہی کہ "بس بھئی بس زیادہ بات نہیں چیف صاحب ....!!آج کے بعد ملاقات نہیں چیف صاحب" ویسے صدر زرداری نے برطانیہ کا سرکاری خرچ پر اپنا دورہ کیا....؟ کرلیا گویا کہ صدر اور اِن کے دورے پر بولنے کو آج گونگے کے منہ میں بھی زبان آ گئی ہے اور مجھ سمیت جس کو دیکھو وہی بیچارے صدر آصف علی زرداری کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ گیا ہے اَب اِسی کو ہی لیجئے ! کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف نے تو اپنی حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان سے متعلق برطانیہ کے وزیر اعظم کیمرون کے بیان پر افسوس کا اظہار جو کیا وہ کیا....؟؟ وہ اپنی جگہ درست ہے مگر اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے صدر زرداری کے برطانیہ کے دورے کو بے مقصد قرار دیتے

ہوئے کہا ہے کہ صدر زرداری کے دورہ برطانیہ سے جگ ہنسائی ہو رہی ہے اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ کیمرون نے پاکستان کی دنیا بھر میں بے عزتی کی ہے اور صدر زرداری نے اِس بے عزتی پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کئے بغیر اُلٹا ہنسی خوشی برطانیہ کا دورہ کرکے ملکی وقار کو مجروح کیا ہے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ نواز شریف جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ کہنے سے بھی نہ رہ سکے کہ وہ صدر کے رویے کے خلاف لانگ مارچ کا بھی دوبارہ سوچ رہے ہیں اور نواز شریف نے اپنے اِسی جذبات کے سہارے بہتے ہوئے یہ انکشاف بھی کیا کہ صدر کو کیمرون سے ملاقات کی اتنی جلدی اور بے چینی تھی وہ کیمرون کے ساتھ ملاقات سے تین دن پہلے ہی لندن میں جا کر بیٹھ گئے ہیں اور اِن کا ایک ایسے وقت میں لندن جانا افسوس ناک ہے کہ جب پورا ملک سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے اور حکومتی مشینری پوری کی پوری غائب ہے اُنھوں نے حکومتی اراکین پر یہ بھی الزام لگایا کہ کوئی ایئر کنڈیشنڈ میں بیٹھا سیلاب کی تباہ کاری سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے تو کوئی لندن میں سیر سپاٹے کرکے عوام کے مرنے کا انتظار کر رہا ہے۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ نواز شریف نے چارسدہ میں سیلاب ریلیف کیمپ کے اپنے دورے کے دوران صحافیوں سے اپنی گفتگو کے دوران جن جذباتی خیالات کا

اظہار کیا وہ اپنی جگہ تو کسی حد تک درست ہو سکتے ہیں مگر انہیں بھی ایسے وقت میں اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہئے کہ وہ کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالیں اور کسی لانگ مارچ کے منصوبے کا اعلان نہ کریں کہ جس سے جمہوریت کی ریل گاڑی پٹری سے اتر جائے اور اِن کے اِس سیاسی رویے سے آج عوام کا گھیرا نواز شریف کے گرد جمع ہوا ہے کل یہی عوامی ہجوم اور ریوڑ نواز شریف کو ہی برا بھلا کہتا پھرے کہ نواز شریف نے اچھی بھلی جمہوری حکومت کے ایک طاقتور ترین جمہوری صدر کے خلاف فضول کا لانگ مارچ کرکے ملک میں جمہوریت کے پنپتے پودے کو اپنے جذبات میں اٹھائے گئے قدموں تلے کچل کر رکھ دیا ہے۔

سواِس موقع پر میرا نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے اراکین کو یہ مشورہ ہے کہ وہ حکومت کو جیسے تیسے اپنی مدت پوری کرنے دیں جنرل الیکشن میں عوام خود فیصلہ کردیں گے کہ اِس حکومت نے عوام کے لئے کیا کیا....؟؟اور کیا نہیں .... بہرحال ! ابھی نواز شریف یا کسی اور کو کوئی ایسا قدم ہرگز نہیں اٹھانا چاہئے کہ جن کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے حکومت وقت سے پہلے ہی ختم ہوجائے اور پھر یہ حکومت اپنی مظلومیت کا رونا روتے عوام کی دہلیز پر جائے تو پھر یہ عوام کو بتانے اور بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو کر دوبارہ اقتدار کی مسند پر آن دھمکے اور میاں نواز شریف اور دوسرے جو آج اقتدار کی ہوس کے پجاری بنے بیٹھے ہیں یہ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ جائیں تو اِن حالات کے منظر

اور پس منظر میں وقت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اِس حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقع سب کو مل کر دینا چاہیے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہوجائے۔
ہاں ! اگرچہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ زمینی حقائق سے منہ چراتے ہوئے .برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے بھارت میں ایک کپ خالص گڑ کی بنی گرم گرم چائے کی چسکیاں بھرتے ہوئے بھارتیوں ہی کی زبان میں پاکستان پر جو الزامات لگائے ہیں وہ سب کے سب بے بنیاد اور غلط ہیں اور اِس موقع پر ایک میں ہی کیا بلکہ پورا پاکستان ہی یہ سمجھتا ہے کہ .برطانیہ کے وزیر اعظم نے جس انداز سے پاکستان پر بھارت میں .بیٹھ کر من گھڑت الزامات لگائے ہیں وہ غلط ہیں اور ہمیشہ غلط ہی رہیں گے تو وہیں مجھ سمیت اپوزیشن اور کروڑوں پاکستانیوں کا بھی یہ خیال ہے کہ .برطانوی وزیر اعظم سے بھی زیادہ.بڑی غلطی کے مرتکب ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری.برطانیہ کا دورہ کر کے ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اِن حالات میں .برطانیہ کا دورہ کیا جب.برطانیہ کے وزیر اعظم نے کھلم کھلا پاکستان پر دہشت گردوں کی حمایت کا الزام لگایا اور اِس کے ساتھ ہی یہ کہ جب پاکستان کے بیشتر صوبے تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اِس سیلاب سے تباہی وبربادی اِن صوبوں اور اِن کی عوام کا مقدر بن چکی ہے تو ایسے میں صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کے رفقائے کار کو کیا

ضرورت پڑی تھی ....؟؟؟کہ وہ سب کے سب خالصتاً سرکاری خرچ پر فرانس اور برطانیہ کے دورے پر سیلاب سے مرتی کٹتی اپنی عوام کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے جاتے .....؟؟؟؟اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اِن دنوں نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ برطانیہ سمیت دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی غیور اور محبِ وطن پاکستانی بستے ہیں اِن سب ہی نے اپنے صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کے رفقائے کار کو برطانیہ کے اِس بے وقت دورے پر لے چلے گئے ہیں آج اِن کے اِس دورہ برطانیہ کو پاکستانیوں نے جس انداز سے ہدفِ تنقید بنایا اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

جبکہ پاکستانیوں کو یہ یقین تھا کہ برطانیہ کا دورہ کرنے پر اِن کی جانب سے صدر کو اِس قدر تنقید کا نشانہ بنائے جانے کے بعد اِس کے ردِ عمل کے طور پر صدر اور اِن کے دورے میں شامل افراد قوم کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے اپنا برطانیہ اور فرانس کا دورہ فوری طور پر منسوخ کردیں گے اور اِس دورے پر آنے والے سرکاری اخراجات کی رقم کو اپنے خالصتاً حب الوطنی کے جذبے کے تحت سیلاب زدگان کی امداد میں دے دیں گے. مگر ہر پاکستانی کو اُس وقت حیرانگی اور پریشانی ہوئی جب صدر زرداری کے اِسی دورہ برطانیہ کے حوالے سے برٹش میڈیا نے بھی بہت سے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہاہ ے کہ ایک ایسے وقت میں کہ پاکستان کے صدر زرداری کا ملک اپنی تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب کی کیفیت

سے دوچار ہے اور اِن کے اپنے ملک میں امن وامان کی صورت حال انتہائی مخدوش ہے کراچی میں ٹارگٹ کلنگ جاری ہے جِسے حکومت روکنے میں ناکام نظر آرہی ہے تو ایسے میں صدر زرداری کو سرکاری خرچ پر اپنا ملک روتا بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر برطانیہ کے دورے پر آنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ بلاول بھٹو زرداری کو متعارف کرائیں اور مسٹر ٹین پرسینٹ کی املاک جو ایک ارب پاؤنڈ پر مشتمل ہے اور جن کا برطانیہ، اسپین اور فلوریڈا میں گھر ہے وہ اپنے ملک کے عوام کو سیلاب کی تباہ کاریوں کے ہاتھوں چھوڑ کر لندن چلے آئے ہیں تو یوں ہر طرف سے تنقیدوں کے پہاڑ صدر پر گرائے جانے کے باوجود بھی صدر نے اپنا برطانیہ کا دورہ منسوخ نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے اور زیادہ عزم و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے برطانیہ اور فرانس کا اپنا دورہ جاری رکھا۔ تو اِن کے اِس عزم و ہمت کو دیکھتے ہوئے پاکستانی قوم نے انہیں جہاں پیش کی تو وہیں پوری پاکستانی قوم یہ بات بھی تسلیم کرنے اور سراہانے پر مجبور ہوئی کہ یہ ہمارے ملک کے انتہائی طاقتور ترین صدر اور اِن کے رفقاکار کی جمہوری عمل اور اِن کی اعلیٰ ظرفی اور یکسوئی تو ہے کہ اُنھوں نے پاکستان سمیت دنیا بھر کی خود پر ہونے والی تنقیدوں اور اِن کی طرح طرح کی باتیں سننے کے باوجود بھی وہی کیا جو اِنہیں کرنا چاہئے تھا۔

بہرحال ! اَب جو کچھ بھی ہو صدر مملکت آصف علی زرداری کے اِس دورے برطانیہ

کے مستقبل قریب میں کیا ثمرات سامنے آتے ہیں.....؟؟ وہ تو بعد کی بعد ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ صدر زرداری نے اُن تمام پابندیوں اور روایات کو پاش پاش کر دیا ہے جس میں سابقہ صدورِ پاکستان جکڑے ہوئے تھے کیوں کہ صدر زرداری پاکستانی شیروانی چھوڑ چھاڑ جینز اور سفید شرٹ پہنے لندن پہنچ گئے جہاں وہ.برطانیہ کے وزیراعظم کیمرون کی اِس واضح اور ہٹ دھرمی کے بعد کے میں نے پاکستان سے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ سب کا سب بلکل درست اور ٹھیک ہے اِس کے باوجود صدر زرداری .برطانیہ کے وزیراعظم کیمرون سے ملاقات کے دوران آنکھ میں آنکھ ڈال کر (مطلب ہے کہ صرف اپنا چشمہ اتار کر) بات کریں گے اور اُن کے اُن خیالات کو بدلنے کی کوشش کریں گے.......؟؟؟؟ جو کیمرون نے بھارت میں بیٹھ کر پاکستان سے متعلق کہے تھے اور اِسی دوران صدر اِن سے باہمی دلچسپی سمیت پاک.برطانیہ تعلقات کے حوالے سے بھی تبادلہ خیال کریں گے....؟؟؟؟آہ....آہ.....؟؟؟

برمنگھم ! صدر زرداری، وہ جوتے والا باہمت جیالا کون تھا

اچھا نہیں ہوا......اَب ! حکمرانوں کو عوامی آرااور خواہش کا خیال کرنا چاہئے
حکومتی اراکین کو عوامی ردِ عمل اور اپنا مقام و مرتبہ یاد رکھنا چاہئے

پاکستان سمیت دنیا بھر میں صدر زرداری کے دورہ برطانیہ پر جو زبانی کلامی تنقید کی گئی وہ اپنی جگہ بڑی حد تک بالکل درست ثابت ہوئی اور اِس تنقیدی سلسلے کا اختتام حیرت انگیز طور پر کچھ اِس طرح سے ہوا کہ جس سے نہ صرف پاکستانی بلکہ پوری دنیا تعجب کا شکار ہو کر رہ گئی اور ہر فرد کی زبان پر بے ساختہ یہ آیا کہ یہ کیا.... ہو گیا ہے...؟؟؟ کہ صدر زرداری کے دورہ برطانیہ پر عوامی ردِ عمل اتنا سخت بھی ہو سکتا ہے کہ برطانیہ کے دورے پر آئے ہوئے صدر زرداری پر عوامی غم وغصے کے اظہار کا عملی مظاہرہ اُس وقت سامنے آیا جب صدر زرداری برمنگھم میں ایک تقریب کے دوران اپنی ہی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے مختصر خطاب کر رہے تھے کہ (پاکستانی تمام نجی ٹی وی چینلز کی خبروں کے مطابق) عین اگلی قطار میں بیٹھے اِن ہی کی پارٹی کے ایک سینیئر ادھیڑ عمر کارکن نے یہ کہتے ہوئے کہ پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب سے تباہ کاریوں کا شکار ہے اور محب وطن پاکستانی مر رہے ہیں

اور صدر زرداری برطانیہ کا دورہ کر رہے ہیں اِنہیں اپنے ملک میں رہنا چاہئے تھا اور یہ عوام کو پریشانی میں چھوڑ کر یہاں مزے لے رہے ہیں اور پھر اِسی دورانِ اِس بزرگ جیالے نے اِن کی جانب دو جوتے اچھالتے، پھینکتے یا مارتے ہوئے اپنا یہ جراتمندانہ احتجاج ریکارڈ کرایا اَب اِس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کے وہ قیادت کیا کہے گی جو یہاں اور دنیا بھر میں صدر کے دورہ برطانیہ پر ہونے والی تنقیدوں پر یہ کہتی پھر رہی تھی کہ صدر کا یہ دورہ سرکاری نہیں ہے بلکہ صدر کو اسپیشلی طور پر لندن میں اِن کی پارٹی کے کارکنوں نے دعوت پر بلایا ہے اور صدر اپنا یہ دورہ برطانیہ اپنی پارٹی کے لندن کے کارکنان کی جانب سے خصوصی طور پر کر رہے ہیں۔ تو اَب سمجھ آیا کہ اِن کی پارٹی کے کارکنان نے صدر زرداری کو کیا جوتے مار کر اِس قسم کی عزت افزائی کے لئے برطانیہ بلایا تھا.....؟؟؟؟اِس کا جواب کون دے گا کیا وہ لوگ جو صدر زرداری کے دورہ برطانیہ کو سرکاری قرار دیئے جانے کے سخت مخالفت کرتے رہے تھے اور وہ صدر کے اِس دورہ برطانیہ کو اپنی پارٹی کے کارکنان کی خصوصی آمد قرار دیتے پھر رہے تھے.....؟؟کیا وہ صدر کی جانب برمنگھم میں اچھالے، پھینکے یا مارے جانے والے جوتوں کا کوئی ازالہ کر سکیں گے....؟؟؟یا خاموشی اختیار کرکے پاکستانی اور دنیا بھر کے میڈیا سے کنی کتاتے پھریں گے.... بہرحال ! میرا خیال یہ ہے کہ کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی خواہ کتنا بڑا ہی محب وطن پاکستانی کیوں نہ ہو وہ اپنے یہاں ہی کیا دیارِ غیر میں اپنے ہی

ملک کے طاقتور ترین صدر مملکت جنابِ عزت مآب آصف علی زرادی کی جانب احتجاجاً بھی ایک کیا..... دو جوتے اِن کی جانب اچھالے، پھینکے اِنہیں مارنے کی نیت سے کوئی ایسی مکروہ حرکت کرے..... یقیناً ایسے شخص کو پاکستانی قانون اور برطانوی قانون اور ضابطوں کے مطابق سخت سے سخت ترین سزا دی جائے اور اَب صدر زرداری اور کسی بھی حکومتی اراکین کو کسی بھی حوالے سے عوامی ردِ عمل کا خیال کرنا چاہئے اور عوامی اور دنیا بھر میں خود پر ہونے والی تنقیدوں کی روشنی میں کوئی مناسب فیصلہ کرنے کا عادی بنانا چاہئے اور برمنگھم میں صدر زرداری پر اچھالے (مارے) گئے جوتوں سے سبق سیکھنا چاہئے کہ آئندہ پھر کوئی ایسی غلطی کسی سے نہ ہو کہ پھر کوئی محب وطن پاکستانی کسی کو اپنے ملک یا دیارِ غیر میں جوتے دکھا کر، اِس کی جانب پھینک کر یا مار کر اپنے غصے کا اظہار کرے۔

اگرچہ آج پورے پاکستان میں سب سے زیادہ جو نکتہ موضوع بحث بنا ہوا ہے وہ صدر زرداری کا برطانیہ کا دورہ ہے اِس کی مخالفت سن سن کر کان پک گئے ہیں اور اَب جو صدر زرداری اور برطانیہ کے دورے سے متعلق کچھ کہتا ہے تو بے ساختہ زبان سے یہ الفاظ نکل پڑتے ہی کہ "بس بھئی بس زیادہ بات نہیں چیف صاحب....!! آج کے بعد ملاقات نہیں چیف صاحب" ویسے صدر زرداری نے برطانیہ کا سرکاری خرچ پر اپنا دورہ کیا....؟ کرلیا گویا کہ صدر اور اِن کے دورے پر

بولنے کو آج گونگے کے منہ میں بھی زبان آ گئی ہے اور مجھ سمیت جس کو دیکھو وہی بیچارے صدر آصف علی زرداری کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ گیا ہے اَب اِسی کو ہی لیجئے ! کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف نے تو اپنی حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان سے متعلق برطانیہ کے وزیر اعظم کیمرون کے بیان پر افسوس کا اظہار جو کیا وہ کیا....؟؟وہ اپنی جگہ درست ہے مگر اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے صدر زرداری کے برطانیہ کے دورے کو بے مقصد قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ صدر زرداری کے دورہ برطانیہ سے جگ ہنسائی ہو رہی ہے اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ کیمرون نے پاکستان کی دنیا بھر میں بے عزتی کی ہے اور صدر زرداری نے اِس بے عزتی پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کئے بغیر اُلٹا ہنسی خوشی برطانیہ کا دورہ کر کے ملکی وقار کو مجروح کیا ہے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ نواز شریف جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ کہنے سے بھی نہ رہ سکے کہ وہ صدر کے رویے کے خلاف لانگ مارچ کا بھی دوبارہ سوچ رہے ہیں اور نواز شریف نے اپنے اِسی جذبات کے سہارے بہتے ہوئے یہ انکشاف بھی کیا کہ صدر کو کیمرون سے ملاقات کی اتنی جلدی اور بے چینی تھی وہ کیمرون کے ساتھ ملاقات سے تین دن پہلے ہی لندن میں جا کر بیٹھ گئے ہیں اور اِن کا ایک ایسے وقت میں لندن جانا افسوس ناک ہے کہ جب پورا ملک سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے اور حکومتی مشینری پوری کی پوری غائب ہے اُنہوں نے حکومتی اراکین پر یہ بھی

الزام لگایا کہ کوئی ایئر کنڈیشنڈ میں بیٹھا سیلاب کی تباہ کاری سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے تو کوئی لندن میں سیر سپاٹے کرکے عوام کے مرنے کا انتظار کر رہا ہے۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ نواز شریف نے چارسدہ میں سیلاب ریلیف کیمپ کے اپنے دورے کے دوران صحافیوں سے اپنی گفتگو کے دوران جن جذباتی خیالات کا اظہار کیا وہ اپنی جگہ تو کسی حدتک درست ہو سکتے ہیں مگراِنہیں بھی ایسے وقت میں اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہئے کہ وہ کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالیں اور کسی لانگ مارچ کے منصوبے کا اعلان نہ کریں کہ جس سے جمہوریت کی ریل گاڑی پٹڑی سے اتر جائے اور اِن کے اِس سیاسی رویے سے آج عوام کا گھیرا نواز شریف کے گرد جمع ہوا ہے کل یہی عوامی ہجوم اور ریوڑ نواز شریف کو ہی برا بھلا کہتا پھرے کہ نواز شریف نے اچھی بھلی جمہوری حکومت کے ایک طاقتور ترین جمہوری صدر کے خلاف فضول کا لانگ مارچ کرکے ملک میں جمہوریت کے پنپتے پودے کو اپنے جذبات میں اٹھائے گئے قدموں تلے کچل کر رکھ دیا ہے۔

سواِس موقع پر میرا نواز شریف اوراِن کی پارٹی کے اراکین کو یہ مشورہ ہے کہ وہ حکومت کو جیسے تیسے اپنی مدت پوری کرنے دیں جنرل الیکشن میں عوام خود فیصلہ کر دیں گے کہ اِس حکومت نے عوام کے لئے کیا کیا....؟؟اور کیا نہیں

بہر حال ! ابھی نواز شریف یا کسی اور کو کوئی ایسا قدم ہر گز نہیں اٹھانا چاہیے کہ . . . .
جن کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے حکومت وقت سے پہلے ہی ختم ہو جائے اور پھر یہ
حکومت اپنی مظلومیت کا رونا روتے عوام کی دہلیز پر جائے تو پھر یہ عوام کو بنانے اور بے
وقوف بنانے میں کامیاب ہو کر دوبارہ اقتدار کی مسند پر آن دھمکے اور میاں نواز شریف
اور دوسرے جو آج اقتدار کی ہوس کے پجاری بنے بیٹھے ہیں یہ ایک دوسرے کا منہ تکتے
رہ جائیں تو اِن حالات کے منظر اور پس منظر میں وقت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اِس حکومت
کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقع سب کو مل کر دینا چاہیے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا
پانی الگ ہو جائے۔

ہاں ! اگرچہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ زمینی حقائق سے منہ چراتے ہوئے .برطانوی وزیر اعظم
ڈیوڈ کیمرون نے بھارت میں ایک کپ خالص گڑ کی بنی گرم گرم چائے کی چسکیاں
بھرتے ہوئے بھارتیوں ہی کی زبان میں پاکستان پر جو الزامات لگائے ہیں وہ سب کے
سب بے بنیاد اور غلط ہیں اور اِس موقع پر ایک میں ہی کیا بلکہ پورا پاکستان ہی یہ سمجھتا
ہے کہ .برطانیہ کے وزیر اعظم نے جس انداز سے پاکستان پر بھارت میں بیٹھ کر من
گھڑت الزامات لگائے ہیں وہ غلط ہیں اور ہمیشہ غلط ہی رہیں گے تو وہیں مجھ سمیت
اپوزیشن اور کروڑوں پاکستانیوں کا بھی یہ خیال ہے کہ .برطانوی وزیر اعظم سے بھی
زیادہ .بڑی غلطی کے مرتکب ہمارے

صدر مملکت آصف علی زرداری.برطانیہ کا دورہ کرکے ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اِن حالات میں.برطانیہ کا دورہ کیا جب.برطانیہ کے وزیراعظم نے کھلم کھلا پاکستان پر دہشت گردوں کی حمایت کا الزام لگایا اور اِس کے ساتھ ہی یہ کہ جب پاکستان کے بیشتر صوبے تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اِس سیلاب سے تباہی وبربادی اِن صوبوں اور اِن کی عوام کا مقدر بن چکی ہے تو ایسے میں صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کے رفقائے کار کو کیا ضرورت پڑی تھی....؟؟؟کہ وہ سب کے سب خالصتاََ سرکاری خرچ پر فرانس اور.برطانیہ کے دورے پر سیلاب سے مرتی کٹتی اپنی عوام کو بے یارومددگار چھوڑ کر چلے جاتے.....؟؟؟؟اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اِن دنوں نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ.برطانیہ سمیت دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی غیور اور محبِ وطن پاکستانی بستے ہیں اِن سب ہی نے اپنے صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کے رفقائے کار کو.برطانیہ کے اِس بے وقت دورے پر لے چلے گئے ہیں آج اِن کے اِس دورہ.برطانیہ کو پاکستانیوں نے جس انداز سے ہدفِ تنقید بنایا اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

جبکہ پاکستانیوں کو یہ یقین تھا کہ.برطانیہ کا دورہ کرنے پر اِن کی جانب سے صدر کو اِس قدر تنقید کا نشانہ بنائے جانے کے بعد اِس کے ردِعمل کے طور پر صدر اور اِن کے دورے میں شامل افراد قوم کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے اپنا

.برطانیہ اور فرانس کا دورہ فوری طور پر منسوخ کردیں گے اور اِس دورے پر آنے والے سرکاری اخراجات کی رقم کو اپنے خالصتاً حب الوطنی کے جذبے کے تحت سیلاب زدگان کی امداد میں دے دیں گے. مگر ہر پاکستانی کو اُس وقت حیرانگی اور پریشانی ہوئی جب صدر زرداری کے اِسی دورہ.برطانیہ کے حوالے سے.برٹش میڈیا نے بھی بہت سے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہاہے کہ ایک ایسے وقت میں کہ پاکستان کے صدر زرداری کا ملک اپنی تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب کی کیفیت سے دوچار ہے اوراِن کے اپنے ملک میں امن وامان کی صورت حال انتہائی مخدوش ہے کراچی میں ٹارگٹ کلنگ جاری ہے جسے حکومت روکنے میں ناکام نظر آرہی ہے تو ایسے میں صدر زرداری کو سرکاری خرچ پر اپنا ملک روتا بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر.برطانیہ کے دورے پر آنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ بلاول بھٹو زرداری کو متعارف کرائیں اور مسٹر ٹین پرسینٹ کی املاک جو ایک ارب پاؤنڈ پر مشتمل ہے اور جن کا.برطانیہ، اسپین اور فلوریڈا میں گھر ہے وہ اپنے ملک کے عوام کو سیلاب کی تباہ کاریوں کے ہاتھوں چھوڑ کر لندن چلے آئے ہیں تو یوں ہر طرف سے تنقیدوں کے پہاڑ صدر پر گرائے جانے کے باوجود بھی صدر نے اپنا.برطانیہ کا دورہ منسوخ نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے اور زیادہ عزم و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے.برطانیہ اور فرانس کا اپنا دورہ جاری رکھا۔ تو اِن کے اِس عزم و ہمت کو دیکھتے ہوئے پاکستانی قوم نے انہیں جہاں پیش کی تو وہیں پوری پاکستانی قوم یہ بات بھی تسلیم کرنے اور سراہانے پر مجبور ہوئی کہ یہ

ہمارے ملک کے انتہائی طاقتور ترین صدر اور اِن کے رفقاکار کی جمہوری عمل اور اِن کی ا
علیٰ ظرفی اور یکسوئی تو ہے کہ اُنھوں نے پاکستان سمیت دنیا بھر کی خود پر ہونے والی
تنقیدوں اور اِن کی طرح طرح کی باتیں سننے کے باوجود بھی وہی کیا جو اِنہیں کرنا چاہئے
تھا۔

بہر حال ! اَب جو کچھ بھی ہو صدر مملکت آصف علی زرداری کے اِس دورے.برطانیہ
کے مستقبل قریب میں کیا ثمرات سامنے آتے ہیں.....؟؟ وہ تو بعد کی بعد ہے مگر یہ
بھی حقیقت ہے کہ صدر زرداری نے اُن تمام پابندیوں اور روایات کو پاش پاش کر
دیا ہے جس میں سابقہ صدورِ پاکستان جکڑے ہوئے تھے کیوں کہ صدر زرداری
پاکستانی شیروانی چھوڑ چھاڑ جینز اور سفید شرٹ پہنے لندن پہنچ گئے جہاں وہ.برطانیہ کے
وزیر اعظم کیمرون کی اِس واضح اور ہٹ دھرمی کے بعد کے میں نے پاکستان سے متعلق
جو کچھ کہا ہے وہ سب کا سب بلکل درست اور ٹھیک ہے اِس کے باوجود صدر زرداری
.برطانیہ کے وزیر اعظم کیمرون سے ملاقات کے دوران آنکھ میں آنکھ ڈال کر (مطلب
ہے کہ صرف اپنا چشمہ اتار کر) بات کریں گے اور اُن کے اُن خیالات کو بدلنے کی
کوشش کریں گے.......؟؟؟؟ جو کیمرون نے بھارت میں بیٹھ کر پاکستان سے
متعلق کہے تھے اور اِسی دوران صدر اِن سے باہمی دلچسپی سمیت پاک.برطانیہ تعلقات
کے حوالے سے بھی تبادلہ خیال کریں گے....؟؟؟؟آہ....آہ.....؟؟؟

آج پاکستان پر پانی، تباہی اور موت کا راج ہے

آج پاکستان پر پانی، پانی اور پانی، تباہی، تباہی بس تباہی اور موت، موت اور بس موت کا راج ہے

سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو دیکھ کر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الہیٰ چکرا کر گر گئے... یہ اِن کا قومی احساس تھا یا بیماری...؟؟

حکمران ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے کے بجائے قوم کو مصیبت سے نکالیں

کوئی اِسے کچھ بھی کہے مگر میں اِس سے انکار نہیں کرسکتا کہ صدر مملکت آصف علی زرداری کے سینے میں پاکستان اور پاکستانیوں سے بے پناہ محبت کرنے اور اِن کے دکھ درد کو شدت سے محسوس کرنے والا ایک انتہائی نرم دل دھڑک رہا ہے اِسی لئے تو اُنھوں نے سیلاب سے متاثرین کی امداد کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے سب سے پہلے 50 لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے لیکن پھر بھی اِن کی جانب سے متاثرین سیلاب کو دیئے جانے والی امداد کی یہ رقم بہت کم ہے اِن سے اچھے تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر اسحٰق ڈار ہی رہے جنھوں نے اپنی جیب سے ایک ہی جھٹکے میں متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے ایک کروڑ روپے دینے کا اعلان کرکے جہاں وہ صدر مملکت آصف علی زرداری سے سبقت لے گئے تو وہیں اسحٰق ڈار اپنی پارٹی کے سربراہ میاں نواز شریف اور اِن کے بھائی

وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف سے بھی جیت گئے ہیں جو آج کل سیلاب سے متاثرین کے امدادی کیمپوں کا دورہ تو روزانہ کر رہے ہیں مگر میاں صاحبان ابتک اپنی جیبوں سے متاثرین سیلاب کے لئے امداد کی مد میں ایک ڈھیلا بھی دینے کا اعلان نہیں کرسکے ہیں۔اِن کی پارٹی کے اہم رکن اسحٰق ڈار کی جانب سے متاثرین سیلاب کے لئے دی جانے والی اتنی بڑی رقم کا اعلان اب شائد میاں صاحبان ! کے لئے

باعث .... ؟؟؟ ہو اور اَب وہ اسحٰق ڈار کو دیکھتے ہوئے اِن سے بڑھ کر رقم دینے کا علیحدہ علیحدہ اعلان کردیں۔

جبکہ اِسی طرح دوسری طرف یہ خیال کیا جارہاہے کہ 18فروری 2008کے عام انتخابات میں شکست سے دوچار ہونے والے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے اہم رکن اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی ملک میں آنے والے بدترین سیلاب کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریوں اور بے شمار انسانوں کی ہلاکتوں سے شدید غم میں مبتلا رہنے کے سبب بہاول پور میں اپنی پارٹی کے کارکن اور عہدیداروں سے ملاقات کے دوران اچانک چکرا کر گرپڑے.....اِن کے گرنے کی وجہ اِن کی حب الوطنی

تھی ...... یا کوئی .... ؟؟؟ بہرکیف ! ڈاکٹروں نے اِن کا چیک اَپ کرنے کے بعد بتایا کہ اِنہیں شوگر یا بلڈ پریشر کم ہونے کے باعث اِس صُورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔

جبکہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اِن کی جانب سے بھی اَب تک متاثرین سیلاب کے لئے امداد کی مد میں رقم کی صورت میں

کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے۔

پاکستان میں آنے والے اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں پر اپنے خدشات سے پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو آگاہی دیتے ہوئے اقوام متحدہ کے ادارے "ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن" نے کہا ہے کہ پاکستان میں 80 سال بعد آنے والے بدترین سیلاب سے 1600 افراد کی ہلاکت اور اِسی طرح روس میں بدترین گرمی کی لہر سے سینکڑوں لوگوں کی ہلاکتوں کا اصل سبب گلوبل وارمنگ ہے اِس حوالے سے ڈبلیو ایم او میں ماحولیاتی ڈیٹا مینجمنٹ کے چیف عمر بدر کا کہنا ہے اگرچہ آئندہ بھی دنیا میں شدید نوعیت کے ماحولیاتی واقعات ہوتے رہیں گے مگر یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ عمر بدر کے اِن انکشافات کے بعد اَب یہ بہت ضروری ہوتا جاتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ماحولیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے لئے دنیا اور بالخصوص پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو اپنی حفاظت کے لئے ترجیحی بنیادوں کو اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ آئندہ موجودہ سیلاب کی طرح ہونے والی ہولناک تباہ کاریوں سے محفوظ رہا جاسکے۔

بہرحال !آج اِس حقیقت سے کسی کے لئے انکار کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگیا ہے کہ پاکستان پر طرف پانی، پانی اور پانی، تباہی تباہی بس تباہی

اور موت، موت اور بس موت ہی منڈلا رہی ہے اور اِن حالات میں قوم اپنی تاریخ کی سیلابی تباہ کاریوں سے نمبرد آزما ہونے میں بری طرح سے ناکام اور نامراد ہوچکی ہے ایسے میں قوم کو متحد اور منظم ہو کراِس قدرتی آفت کا مقابلہ کرنا ہوگا تاکہ قوم سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کا ازالہ کرکے ایک بار پھر ملک و قوم کو ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن کرسکے اور ملک میں ایک ایسی مثال قائم کردے کہ یہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو۔

اِسی طرح گزشتہ دنوں ایک انٹرویو کے دوران پاکستان کی تاریخ کے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان میں اقوام متحدہ کے انسانی امور کے ادارے کے ترجمان مریسیو جولیانو نے بلاجھجک اِس بات کا اقرار کیا ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے حالات آئے روز بدترین ہوتے جارہے ہیں اور اِس سیلاب سے جہاں متاثرہ افراد کی تعداد ڈیڑھ سے دو کروڑ کے قریب ہے تو وہیں اتنی بڑی تعداد میں متاثرہ افراد نے دنیا کے ایک سب سے بڑے انسانی المیے کو بھی جنم دے دیا ہے تو اقوام متحدہ کو بھی ایک بڑے امتحان سے دوچار کردیا ہے اور اُنھوں نے پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کو دنیا کا ایک بڑا بحران قرار دیتے ہوئے یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ پاکستان میں آنے والا یہ بحران ہیٹی اور جنوبی ایشیا میں 2005 میں آنے والے زلزلوں اور 2004 میں آنے والے سونامی سے بھی بہت بڑا بحران ہے اور شائد کوئی بھی ذی شعور اِس

بات سے بھی انکار نہ کر سکے کہ اِس بحران سے پاکستان میں زراعت کو ایک ارب سے دو ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ اِس حقیقت کو بھی دنیا کو تسلیم کرنا ہوگا کہ اگر ہم پاکستان میں آنے والے اِس تباہ کن سیلاب کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیں تو ایک خبر کے مطابق انسانی ہلاکتوں اور نقصانات کے حساب سے پاکستان میں آنے والا یہ سیلاب دنیا کا 60واں تباہ کن سیلاب ہے جس سے اَب تک بے شمار انسانی ہلاکتیں عمل میں آچکی ہیں اور اربوں کھربوں کا نقصان بھی ہو چکا ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں کہ اگر بارشوں کا سلسلہ نہ رکا تو اِن ہلاکتوں میں مزید اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔اِسی طرح پاکستان کو ہر بُرے وقت میں سود پر قرضہ فراہم کرنے والے دنیا کے بڑے سود خور ادارے آئی ایم ایف نے بھی پاکستان میں آنے والے اِس کی تاریخ کے اِس تباہ کن سیلاب پر خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ گزشتہ اسّی برس کے بعد پاکستان میں آنے والے اِس انتہائی تباہ کن سیلاب نے پاکستانی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اگرچہ اِس منظر اور پس منظر میں اِس سود خور ادارے آئی ایم ایف نے بھی دنیا سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کے اِن تباہ کن حالات میں اِس کی مدد کرے۔

تو دوسری طرف اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے بھی ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ مجھے پاکستان کے شدید سیلاب پر بڑی تشویش ہے

اور میں پاکستان کے متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے بین الاقوامی برادری اور ڈونر ممالک اور امداد دینے والے اداروں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اِس مشکل وقت میں ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی مدد کے لئے دل کھول کر حصہ لیں۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ آج دنیا پاکستان میں آنے والے اپنی تاریخ کے تباہ کن سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی فوری مدد کے لئے بے چین ہے تواِس منظر اور پس منظر میں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ وہیں یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ موجودہ حکومتی اراکین اور وزرا سیلاب زدہ لوگوں کی مدد کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر بیان بازی اور الزام تراشی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں جس کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب متاثرہ صوبوں کے وزیر اعلیٰ کی جانب سے وفاق سے امداد کی مد میں جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے جب متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے 25 ارب روپے کی رقم کی وصولی کا مطالبہ کیا گیا ہے تو برسرِ اقتدار جماعت کے ذمہ داران نے اِسے سیاسی رنگ دے کر ایک نیا سیاسی مسئلہ کھڑا کر دیا ہے ایک خبر کے مطابق لاہور میں جھنگ کے علاقے میں متاثرین سیلاب سے خطاب کے دوران وفاقی وزیر قانون بابر اعوان نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سیلاب زدگان کی عملی امداد کے بجائے وفاق سے بھاری امداد مانگ رہے اِنہیں یہ ہر صورت میں بتانا ہوگا کہ 478 ارب روپے کا صوبائی بجٹ

کہاں گیا۔۔۔۔؟؟شہباز شریف کو 25ارب مانگنے سے قبل بجٹ کی رقم کا حساب دنیا ہوگا۔
اِس موقع پر ایک میں ہی کیا بلکہ سارا پاکستان ہی یہ سمجھتا ہے کہ حکومتی اراکین کی جانب سیلاب زدگان کی مدد کرنے کے بجائے اپوزیشن اراکین کی جانب سے آنے والی تنقیدوں اور وزیراعلیٰ پنجاب کی جانب سے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے رقم کے مطالبے پر بیان بازی کا سلسلہ جاری نہیں رکھنا چاہیے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے کہ جس سے حکومتی اراکین کو بعد میں کسی اپنے بے تکے اور غیر سیاسی رویوں کی وجہ سے سُبکی کا سامنا کرنا پڑے۔اور جب عوام اِن کے اِس بے حس روئے پر اِن پر تنقید کریں تو یہ بغلیں جھانکتے نظر آئیں اور عوام کے ساتھ ساتھ اپوزیشن پر بھی حکومتی اراکین لعن طعن کرتے پھریں جس سے بعد میں اِن کے لئے خود مشکلات جنم لیں اور یہ عوام میں اپنی صفائی کے لئے جا بھی نہ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِن حالات میں تو ضرورت صرف اِس آمر کی ہے کہ حکومتی اراکین اور وزرا کسی بھی معاملے کو اپنی انا اور ناک کا مسئلہ بنانے اور سمجھنے کے بجائے خالصتاً جذبہ حب الوطنی کے تحت تمام جماعتوں کے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں کیونکہ ایسا کرنے میں اِن ہی کی بھلائی اور اِن کا ہی سیاسی فائدہ ہے۔ ویسے بھی بقول بابر اعوان کے صدر زرداری حالیہ بیرونِ ملک دوروں کے دوران متاثرین سیلاب کے لئے امداد کی مد میں بہت کچھ مانگ کر لا رہے ہیں تو کیا ہے اچھا ہو کہ یہ ساری رقم ملک کی تمام جماعتیں مل کر متاثرین سیلاب پر خرچ کریں اور اِس کا سارا کا سارا

کریڈٹ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ہی لے جائے۔ ورنہ حکمران جماعت یہ بھی یاد رکھے اگراِس نے اپنے اِس اچھے عمل میں حزب اختلاف اور اپنے سے ناراض لوگوں کو ساتھ نہ ملایا تواِن کی جانب سے کئے جانے والے منفی پروپیگنڈوں سے بھی حکمران جماعت کا سارا اچھا عمل خاک میں مل کر صفر بھی ہو سکتا ہے۔ (ختم شد

ہالبروک کا چبھتا طنز..... آخر کار 39 سال بعد امریکی بحری بیڑا امداد کے لئے پاکستان پہنچ ہی گیا ہے

امریکا کا اسرار کیوں ! !..... مصیبت کی گھڑی میں پاکستان کے دوست چین اور ایران کہاں ہیں...؟؟

صدر زرداری کی صفائی ! حالیہ غیر ملکی دورہ سیلاب متاثرین کی مدد کے لئے تھا...کیا واقعی...؟یا بات منا رہے ہیں؟؟؟

خواہ کوئی بھی ہو وہ آج اِس حقیقت سے قطعاً انکار نہیں کرسکتا کہ آج پاکستان اپنی تاریخ کے انتہائی بدترین اور خطرناک سیلاب کی زد میں ہے جس سے اَب تک بے شمار انسانوں کی ہلاکتیں اور کھربوں روپے کا نقصان بھی ہوچکا ہے اور اطلاعات کے مطابق پاکستان کو اَب تک ملنے والی عالمی امداد اِس کی ضرورت سے کئی گنا کم ہے جبکہ گزشتہ دنوں وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے 21 ممالک کے سفیروں کو سیلابی مقامات کا دورہ کراتے ہوئے واضح اور دوٹوک الفاظ میں عالمی برادری سے کہا ہے کہ پاکستان کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے ہونے والے نقصانات کے ازالے کے لئے فوری طور پر 500 ملین (50 کروڑ) ڈالر درکار ہیں جس کے بعد ایک خبر یہ ہے کہ جرمنی اور برطانیہ نے پاکستان کے متاثرین سیلاب کی امداد میں اضافہ کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ اگرچہ یہ بھی ایک انتہائی حوصلہ افزا امر ہے کہ پاکستان کی اِس مصیبت کی

گھڑی میں ساری دنیا نے پاکستان کی مدد کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر مدد کرنے کا اعلان کیا ہے تو وہیں بھارت جو ہمارا پڑوسی ملک بھی ہے مگر کیا کرے کہ وہ ہم سے اپنی لڑنے جیسی عادت سے مجبور ہے اِس نے بھی پاکستان کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے 5030 لاکھ ڈالر امداد کی پیشکش کرکے پاکستانیوں کے دل جیت لئے ہیں اور امریکا نے 5030 لاکھ ڈالر دے دیئے ہیں اور اِسی طرح ہمارے عزیز ترین دوست چین (جس پر گزشتہ دنوں ہالبروک نے طنز کیا تھا کہ پاکستان کا دوست چین پاکستان کی اِس مصیبت کی گھڑی میں کیا کر رہا ہے تو یہ اپنے مصیبت زدہ دوست) پاکستان کو مزید 5 کروڑ یوآن دے گا اور ناروے 10 کروڑ کرون دینے کا اعلان کیا ہے اور ملائشیا نے 1 کروڑ ڈالر کا نوٹیفکیشن پاکستان میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے جاری کردیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ امریکا نے 3 ہیلی کاپٹر مزید پاکستان بھجوا دیئے ہیں اور ہمارے ایک اور دوست ایران نے بھی اپنا جہاز پاکستان بھیج دیا ہے اور اِسی طرح ہلال احمر بھی پاکستان کے سیلاب زدگان کے لئے امدادی اشیا دے گا۔

اور اِس طرح اِس صورتِ حال میں اوروں کی طرح امریکا بھی آج پاکستان کی مدد کرنے میں پیش پیش ہے جو کہ پاکستانی حکمرانوں اور عوام کے لئے بھی بڑی حد تک اطمینان کا باعث ضرور ہے (مگر اتنا بھی نہیں کہ ہمارے حکمران اِس کے رویوں کو بھول کر اِس ہی کے قصیدے پڑھتے رہیں) کہ ماضی کے وہ پاکستانی

حکمران جو اپنے ہر اچھے برے دن میں اِس کی جانب سب سے پہلے دیکھا کرتے تھے اور وہ ہر بار ان کی برے وقت میں اپنی مدد کے وعدے کرکے اِنہیں ٹرخا دیا کرتا تھا مگر آج ماضی کے مقابلے میں پاک امریکا تعلقات التجا کرنے اور ٹرخانے والے نہیں رہے ہیں اِس لئے کہ یہ بات امریکیوں کو سمجھ آگئی ہے کہ اَب پاکستان امریکا کی ضرورت بن چکا ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ پاکستان کو ہمیشہ ٹرخانے والے اِسی امریکا نے اپنی ماضی کی پاکستان کے ساتھ روا رکھی گئی تمام بے حسی کی روایات خود ہی توڑ ڈالی ہیں اور آج جب پاکستان اپنی تاریخ کے انتہائی تباہ کن سیلاب جیسی ناگہانی آفت سے مقابلہ کرتے کرتے چُور چُور ہو کر کرچی کرچی ہو چکا ہے تو اِس گھمبیر صورت حال میں امریکا پہلی بار اور حقیقتاً عملی طور پر پاکستانی حکمرانوں کی جانب سے کی جانے والی ہر فریاد ہر التجا اور پاکستانیوں کے اپنی مدد کے لئے پکارے گئے ایک ایک لفظ پر لبیک کہتے ہوئے اپنا ایک ایک قدم قدم پاکستان کی جانب بڑھانے کو تیار ہے۔اور لگتا ہے کہ وہ امریکا جس نے 1971 کی پاک بھارت جنگ کے دوران پاکستان کی مدد کے لئے اپنا جو بحری بیڑا پاکستان بھیجنے کا وعدہ کیا تھا امریکا سے چلا وہ امریکی بحری بیڑا آج 39 سال بعد پاکستان پہنچ گیا ہے اور آج جبکہ پاکستان 1971 کی جنگ سے بھی کہیں زیادہ سنگین صورتِ حال سے دوچار ہے تو ایک خبر کے مطابق پاکستانی سیلاب زدگان کی مدد کے لئے امریکی بحری بیڑا ایس ایس پیلی لیو کراچی پہنچ گیا ہے جس پر 19 ہیلی کاپٹرز موجود جبکہ اِس پر ایک

ہزار امریکی میرینز بھی سوار ہیں جو پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں پہلے سے موجود امدادی سرگرمیوں میں مصروف امریکی ہیلی کاپٹروں کے بیڑے میں شامل ہوجائیں گے۔ کیوں یہ ہے ناں! ہم پاکستانیوں کے لئے حیران اور پریشان ہونے کی بات کہ 1971 میں جب پاکستان نے بھارت سے جنگ کے دوران امریکا سے امداد مانگی تھی تو اِسی امریکا نے اُس وقت پاکستان سے اِس کی مدد کے لئے اپنا بحری بیڑا روانہ کرنے کا وعدہ تو کیا تھا مگر وہ پاک بھارت جنگ کے اختتام تک تو پاکستان نہیں پہنچ سکا تھا جس کی وجہ سے پاکستان کو ایک بڑا نقصان اٹھانا پڑا اِس کی تفصیل میں یہاں جانے کی ضرورت نہیں .... مگر آج پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کے لئے تعجب کی بات یہ ہے کہ 1971 کا وہ بحری آج پاکستان کیسے پہنچ گیا ہے.....؟؟؟ جب پاکستان اِس سے مدد کی فریاد کرکے تھک گیا تھا تب تو اِس نے پاکستان کو صرف اپنے وعدے پر ٹرخائے رکھا اور آج یہ ایک فریاد اور التجا پر اپنا سب کچھ لٹانے کو بھی تیار بیٹھا ہے

کیوں ....؟؟؟؟؟

اگرچہ امریکا کی جانب سے پاکستان پر اتنی ہمدردی کی وجہ شائد یہ ہو کہ آج پاکستان اِس کی چھیڑی گئی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اِس کا ایک بڑا اور اہم اتحادی ہونے کے ناطے اِس کا ہم پلہ اور ہم نوالہ بھی ہے اِسی وجہ سے امریکا پاکستان پر اپنی مہربانیاں بھی کررہا ہے اور شائد ممکن ہو کہ یہ بات

امریکا دنیا کے سامنے کھلے دل سے تسلیم ناں کرے مگر دنیا اِس کی چالاکی اور ہوشیاری سے بھی اچھی طرح سے واقف ہے اور اِس کی ہر چال کو اچھی طرح سے بھی سمجھتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی دنیا یہ بھی خوب جانتی ہے کہ اِس امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ کا حصہ بن کر جتنا جانی اور مالی نقصان امریکا کا نہیں ہوا ہے اِس سے بھی کہیں زیادہ جانی اور مالی نقصان پاکستان کو اٹھانا پڑا ہے اور شائد اِسی لئے تو امریکا بہادر اپنی سُبکی مٹانے کے خاطر پاکستان کی مدد کرنے کے بہانے ہر جتن کرنے کو تیار ہے جیسے امریکی قونصل جنرل بل مارٹن نے کہا ہے کہ امریکا پاکستان اور اِس کے عوام کے مشکل حالات میں اِس کے ساتھ ہے اور دنیا دیکھ لے کہ امریکا اِس مشکل گھڑی میں پاکستانیوں کو تنہا نہیں چھوڑے گا اور اِس کے ساتھ ہی امریکی قونصل جنرل نے یہ بھی کہا کہ امریکا ماضی میں کی گئی اپنی ہر غلطی کو بھلا کر اور اِس پر پردہ ڈال کر پاکستان سے اپنی دوستی نبھاتے ہوئے پاکستان میں آنے والے تاریخ کے تباہ سیلاب کے متاثرین کی مدد کر رہا ہے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان میں آنے والے تباہ کن سیلاب کی آڑ میں امدادی مہم کے پس پردہ بھی امریکا اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کے مواقع اپنے ہاتھ سے کسی بھی صورت گنوانے کو تیار نہیں ہوگا اور وہ اِس میں بھی اپنے مفادات کے کھانچے تلاش کر ہی لے گا جیسے یہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ

آئے ہوئے میریز کو پاکستان میں فٹ کردے گا اور اِس کے یہ میریز پاکستان میں پہلے سے موجود بلیک واٹر کے دہشت گردوں کے ساتھ مل کر پاکستان میں دہشت گردی کی وارداتوں میں سرگرم ہوجائیں گے جس کے لئے یہ پاکستان میں امداد کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیج کر اتنے حربے استعمال کر رہا ہے۔

اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر کسی کے دل میں ذرا برابر بھی خوف خدا اور احترامِ انسانیت کا جذبہ مزین ہو تو کوئی بھی پاکستان میں سیلاب کی صورت میں آنے والی اِس قدرتی آفت پر روتی، بلکتی اور سسکتی انسانیت اور ایسے لوگوں کو دیکھ کر آج جن کی چھت آسمان اور جن کا فرش زمین ہے اِن کی اِس بے سروسامانی پر آنسوں بہائے اور اِن کی مدد کرکے دلی اور روحانی سکون کی دولت سے مالا مال ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور اِس کے ساتھ ہی دنیا کے ہر معاشرے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عیب جوئی سے آسان کام کوئی نہیں ہے اور اِس میں کسی حکمت، کسی ذہانت اور کسی کردار کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور آج یہ بات پاکستان سے ہمدردی کا دم بھرنے والے امریکا نے ثابت کردی ہے کہ اِس نے پاکستان کے دوست چین اور ایران سے متعلق بے وقت کچھ ایسے غلط ریماکس دیئے ہیں کہ پاکستانی قوم جو پہلے ہی سیلاب جیسی قدرتی آفت اور مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے کہ اِس کی اپنی

بقا اور سالمیت بھی خطرے میں ہے اِس صورت حال میں امریکیوں نے حکومت پاکستان کو مصیبت کی اِس گھڑی میں متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے اپنا بحری بیڑا اور 20 یا 25 ہیلی کاپٹرز مدد کے لئے کیا بھیج دیئے اور چند لاکھ ڈالر پاکستانی سیلاب زدگان کی امداد میں دینے کا اعلان کیا کر دیا گویا کہ اِس نے پاکستان کے دیرینہ دوستوں چین اور ایران پر چبھتا ہوا طنز بھی کرنا شروع کردیا ہے جس سے نہ صرف پاکستانی قوم ہی حیران ہیں بلکہ پاکستان کے یہ دونوں قریب ترین دوست بھی اپنے متعلق امریکیوں کے منہ سے ایسی طنز آمیز باتیں سننے کے بعد اِس تذبذب کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ امریکیوں کو ہمارے دوست پاکستان کی مدد کرنی ہے تو کریں ورنہ ہم خود اپنے دوست پاکستان کی مدد کرنے کو تیار ہیں اور اِسی طرح کے جذباتی خیالات یہاں پاکستانیوں کے بھی اپنے دوست چین اور ایران سے متعلق ہیں کہ امریکیوں کو ہم اِس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے دوستوں چین اور ایران کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کرتے پھریں امریکی اَب اپنے منہ سے ہمارے دوست چین اور ایران سے متعلق ایک لفظ بھی نہ نکالیں اور امریکیوں کو بھلا کیا پڑی ہے کہ وہ ہماری دوستی اور پاکستان سے متعلق ایسے ریمارکس دیں جن سے تینوں ممالک کے عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور یہ صدمات سے دوچار ہوں۔

جیسے افغانستان اور پاکستان کے لئے امریکی صدر بارک اوباما کے خصوصی

نمائندے رچرڈ ہالبروک نے اپنا سینہ غرور اور تکبر سے چوڑا کرتے ہوئے دنیا بھر کے میڈیا کے سامنے یہ کہا ہے کہ پاکستان میں متاثرین سیلاب کی مدد ہم نے کی ہے پاکستان کے دوست چین اور ایران مصیبت کے وقت کہاں ہیں.....؟؟؟ یہاں میں امریکیوں کی چالاکی اور اِن کے طنز آمیز جملوں کو حضرت جلال الدین رومیؒ کے اِس قول سے آگے بڑھاتے ہوئے چلوں گا وہ کہتے ہیں کہ "جس شخص کے اپنے افعال حیوانوں جیسے ہوتے ہیں وہ شریف النفس انسانوں کے بارے میں بھی بدگمانی سے کام لیتا ہے" اور اِس کے بعد اہلِ دانش کے لئے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہئے کہ حضرت رومیؒ اپنے اِس انتہائی مختصر سے قول میں اُن لوگوں کی اصلیت عیاں کرچکے ہیں جن کا کام خود قابلِ اعتراض ہوتا ہے مگر وہ کسی بھی بھلے اِنسان کو اپنی تنقید کا نشانہ بڑی آسانی سے یوں ہی بنا جاتے ہیں۔

جس طرح ہالبروک نے پاکستان کی پہلی بار اتنی سی مدد کرکے اِس کے دوستوں پر چبھتا ہوا طنز کر دیا ہے۔ بہرحال ! ہالبروک کے اِس طنز سے نہ تو پاکستان کے دوست چین کا حوصلہ پست ہوگا اور نہ ہی ایران کسی مایوسی کا شکار ہو کر پاکستان کی اِس مصیبت کی گھڑی میں مدد کرنے سے پیچھے ہٹے گا بلکہ اَب تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ دنیا بھر سے پاکستان کے دوست ممالک سیلاب جیسی ناگہانی آفت میں پھنسے پاکستان کی امریکا سے کہیں زیادہ مدد کرکے امریکا

کے اِس غرور اور گھمنڈ کو ریزہ ریزہ کردیں کہ پاکستان کو اِس مصیبت کی گھڑی میں سب سے زیادہ امداد کرنے والا ملک امریکا ہے۔ بلکہ پاکستان کے وہ حقیقی ممالک ہیں جو سب سے پہلے پاکستان کی مدد کو ہر موقع پر پہنچتے ہیں اور اِس بار بھی یہ ایسا ہی کرتے مگر وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ امریکا پاکستان کو تاریخ کے بدترین سیلاب جیسی آفت سے چھٹکارے کے لئے کیا کچھ کرسکتا ہے.....؟؟؟ تو پھر یہ بعد میں اِس سے بڑھ کر سب کچھ کریں گے جس کی پاکستان ڈیمانڈ کرے گا۔

بہرحال !اِدھر ہی پاکستان سمیت دنیا بھر میں اپنے حالیہ غیر ملکی دوروں پر جانے والے صدر مملکت آصف علی زرداری نے وطن واپس پہنچ کر اپنی تمام مصروفیات کو تَرک کرتے ہوئے سب سے پہلے ملک کے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں متاثرین سیلاب کی داد رسی کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ میرے حالیہ غیر ملکی دوروں پر انگلیاں اٹھانے اور اپنی زبانیں کھول کر اور چیخ چیخ کر اور اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر مجھے بُرا بھلا کہنے والوں کو اَب یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہئے کہ میں نے اپنا حالیہ غیر ملکی دورہ کوئی یوں ہی نہیں کیا تھا بلکہ اِس کے پیچھے اِن ہی متاثرین سیلاب کی امداد کے مقاصد کارفرما تھے جِسے پورے پاکستان ہی میں کیا ساری دنیا میں غلط رنگ دے کر پیش کیا گیا اور اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز سے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ

میں نے سیاسی فوائد حاصل کرنے کے بجائے سیلاب متاثرین کا پیٹ بھرنے اور اِن کی خستہ حالی کو دور کرنے کے لئے ہی اپنا غیر ملکی دورہ کیا ہے اور آج یہ میرے اِن ہی دوروں کا نتیجہ ہے کہ فرانس اور برطانیہ نے لاکھوں ڈالر امداد کا اعلان کیا ہے اور اِسی طرح پاکستان کے سیلاب متاثرین کے لئے عالمی برادری سے بھی امداد ناگزیر ہے اور یہ بھی کھلی حقیقت ہے کہ صدر آصف علی زرداری نے اپنے دورے پر ہونے والی تنقیدوں کے بعد سیلاب زدہ علاقوں کے دوروں کے دوران کھلے دل سے متاثرین سیلاب کے کیمپوں میں جاکر خود اپنے ہاتھ سے پہلی بار اپنی اور حکومتِ پاکستان کی جانب سے امدادی سامان اور چند نقد رقم تقسیم کرکے یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ وہ عوام کے سب سے بڑے ہمدرد ہیں جس کے لئے یہ بیتاب رہتے ہیں اور بس وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ عوام خوش رہے اور اِن کے ملکی اور غیر ملکی دورے یوں ہی چلتے رہیں جیسے گزشتہ دنوں اُنھوں نے فرانس اور برطانیہ کا دورہ کیا تھا جس کا ایک ہی مقصد اور ایجنڈا یہ تھا کہ وہ اپنے اِس دورے کے دوران سیلاب زدگان کی مدد کے لئے امداد بٹوریں اور اِس بہانے کچھ سیر و تفریح بھی کرلیں جس میں بقول صدر اور اِن کی کابینہ کے اراکین کے وہ اپنے اِس دورے میں 150 فیصد کامیاب بھی ہوگئے ہیں۔

جبکہ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ صدر مملکت آصف علی زرداری اور اِن کی کابینہ کی صاف گوئی ہے یا یہ واقعی عوام کو ایسی باتیں کرکے اِس کا دل بہلا رہے ہیں یا اِسے بے وقوف بنا رہے ہیں......؟؟ ٗ؟کہ صدر کا یہ حالیہ

دورہ خالصتاً متاثرین سیلاب کے لئے تھا یا کسی اور مقاصد کے لئے ......ہاں !اگر صدر کا یہ دورہ.برطانیہ اور فرانس واقعی سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے تھا تو پھر صدر مملکت آصف علی زرداری نے ایک موقع پر یہ کیوں کہا تھا کہ " مجھے معلوم ہوتا کہ سیلاب سے اتنی تباہ کاری اور نقصانات ہوں گے تو میں اپنا یہ دورہ فرانس اور .برطانیہ فوری طور پر منسوخ کردیتا" بہرکیف ! اِس کے بعد عوام کی جانب سے اِن کی تسلی اور تشفی کے لئے پوچھے گئے میرے اِس سوال کا تسلی بخش جواب کون دے سکتا ہے صدر مملکت آصف علی زرداری، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی یا حکومتی اراکین سمیت کوئی اور........؟؟؟؟کہ صدر مملکت اور اِن کی کابینہ کے اراکین نے .برطانیہ اور فرانس کا دورہ کیوں کیا تھا......؟؟؟؟؟

تاکہ اِن کی طرف سے آنے والے کسی تسلی بخش جواب سے مخالفین کی جانب سے عوام میں پھیلائی گئی بے چینی دور ہو اور عوام ایک بار پھر اپنے عوامی اور مکمل طور پر ایک طاقتور ترین صدر آصف علی زرداری اور اِن کے حکومتی اراکین کے گرویدہ ہوجائیں اور پھر بس ایک ہی نعرہ پوری پاکستانی قوم کی زبان پر ہو.... زرداری سب پہ بھاری.......تو کوئی نہ ہو سوالی

آخرکار پاکستان کو 63 سال بعد دنیا نے تسلیم کرلیا

پاکستان معاشی اصطلاحات کرنے والا دنیا کا 10 واں ملک اور 47 ویں بڑی معیشت ہے...؟؟

ہم زندہ قوم ہیں .... ہم پائندہ قوم ہیں .... ہم سب کی ہے پہچان...... پاکستان پاکستان

یہ حقیقت ہے کہ پاکستانی قوم کے لئے اِس کے قیام سے لے کر آج تک اگست کا مہینہ بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے اور گزشتہ دنوں جب پاکستانی قوم نے اپنا 64 واں یوم آزادی منایا تو اُس وقت بھی قوم کے لئے یہ اگست کا مہینہ ایک لحاظ بڑی اہمیت اختیار کرگیا کہ اِس دوران پاکستانی قوم ملک میں آنے والے اپنی تاریخ کے ایک ایسے تباہ کُن سیلاب کی وجہ سے ایک کڑے امتحان اور آزمائش سے گزرہی تھی جس کی مثال ملک کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

اگرچہ اِن سطور کے رقم کرنے تک پاکستانی قوم اِس سیلاب کی تباہ کاریوں اور نقصانات سے دوچار ہے اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ملک میں سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کو دنیا بھی مان چکی ہے کہ یہ تباہ کُن سیلاب جہاں پاکستانی قوم کے لئے ایک کٹھن امتحان ہے تو وہیں پاکستان میں آنے والے

تاریخ کے اِس تباہ کُن سیلاب کو دنیا اپنے لئے بھی ایک بڑا چیلنج قرار دے رہی ہے جس سے نبرد آزما ہونے کے لئے اقوام عالم بھی حکومت پاکستان کے ساتھ مل کر اِس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

اگرچہ یہ اہلِ پاکستان کے لئے بڑی حد تک حوصلے کا باعث ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے جو تباہ کاریاں ہوئیں وہ اپنی جگہ ہیں مگر دنیا نے اِس مصیبت کی گھڑی میں پاکستان کو اکیلا نہیں چھوڑا ہے اور وہ پاکستان کے متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے اپنے جو قدم بڑھا رہی ہے اِس کے اِس جذبے کو دیکھتے ہوئے مصیبت زدہ پاکستانی قوم اپنی پریشانیاں اور مصیبتیں بھی بھول چکی ہے اور اُمید رکھتی ہے کہ پاکستان سے اِس وقت ہمدردی کا اظہار کرنے والے دنیا کے ممالک اپنے قول و فعل پر پورا اُترتے ہوئے متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے آخری دم تک اپنی مدد جاری رکھیں گے۔

اور جہاں سیلاب کی تباہ کاریوں سے حکومتِ پاکستان اور ملک کی سترہ کروڑ عوام پریشان ہیں تو وہیں اِن لمحات میں اِن کے لئے یہ خبر جو اَب عیاں ہوئی ہے یقیناً باعث مسرت ہوگی کہ دنیا نے آج 63 سال بعد یہ تسلیم کرلیا ہے کہ پاکستان ایک معاشی اصطلاحاتی ملک ہے جس کے مطابق 2005ء میں عالمی بنک اپنی ایک رپورٹ میں کہہ چکا ہے کہ پاکستان آزادی کے وقت قدرتی گیس اور اسٹیل سے

محروم ضرور تھا مگر آج کاروباری ماحول کے لحاظ سے پاکستان، چین اور بھارت سے کئی گنا زیادہ بہتر حالت میں ہے اور پاکستان کی آزادی کے بعد معاشی ترقی اوسط عالمی معاشی ترقی سے بہتر رہی اور آج فی کس آمدنی کی شرح میں 11 گنا سے بھی زائد اضافہ ہوچکا ہے اور اس کے ساتھ ہی عالمی بینک اور انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن نے اپنی اِسی رپورٹ میں بلا کسی روک ٹوک کے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ پاکستان کاروبار کے حوالے سے بہتر ماحول کے 181 ممالک کی فہرست میں چین، بھارت اور روس سے بہتر بلکہ بہت بہتر ملک ہے۔

اِس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پاکستانی معیشت قوتِ خرید کے لحاظ سے دنیا کی 26 ویں اور ڈالر کے پیمانے سے 47 ویں بڑی معیشت ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ اپنی اِس رپورٹ میں پاکستان کو خطے میں سب بڑا جبکہ دنیا میں معاشی اصطلاحات کرنے والا 10 واں بڑا ملک اور اِس کی معیشت کو چین کے بعد تیز ترین ترقی کرتی معیشت بھی قرار دے چکا ہے۔

یہ خوشخبری اِس بہادر اور باہمت پاکستانی قوم کو اِس وقت سُننے کو ملی کہ جب یہ اپنے یہاں آنے والے اپنی تاریخ کے انتہائی تباہ کُن سیلاب سے دوچار ہے اور اِن دِنوں جہاں پاکستانی قوم کے چہرے پر خوشیوں کی جگہ مایوسیوں اور اداسیوں کا ڈیرا ہے تو اِس حال میں بھی اِس قوم نے اپنا 64 واں یوم جشن

آزادی سادگی سے منایا۔

الحمدللہ! یہ بھی کتنی ہمت اور اعزاز کی بات ہے کہ اِن حالات میں بھی سادگی سے ہی صحیح مگر اِس قوم نے اپنا 64 واں جشنِ آزادی اپنی قومی روایات کے مطابق ضرور منایا اور دنیا کو یہ بتا دیا کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور پائندہ قوم ہیں ہم سب کی ہے پہچان پاکستان..... پاکستان...... اگرچہ اِس حوالے سے مرکزی تقریب جو اسلام آباد میں ہونی تھی وہ تو منعقد نہ ہو سکی مگر اِس کے باوجود بھی صوبائی سطح پر اِس زندہ قوم نے اِس مصیبت کی گھڑی میں بھی اپنے وطن سے محبت کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا کہ ملک کی بہت سی سماجی تنظیموں نے سیلاب سے متاثرین کی مدد کرکے اِن کے ساتھ مل کر اپنا 64 واں جشنِ آزادی منایا۔

اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہ اگست کا مہینہ ہے اور آج سے 63 سال قبل رواں ماہ کی 14 تاریخ کو ہی دنیا کے نقشے پہ ہمارا یہ وطن عزیز پاکستان اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست کے طور پر نمودار ہوااور یہ اعزاز اِس ارضِ پاک کو ہی حاصل ہے کہ اِس خطے پر جس ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا وہ خالصتاً ایک اسلامی ریاست کے طور پر وجود میں آنے والا ملک پاکستان تھا اور اِس سے بھی انکار نہیں کہ ہمارے اِس

مملکت خداداد پاکستان نے اپنے قیام کے چند ہی سالوں میں اپنی جدوجہد کے بدولت ہونے والی ترقی سے جہاں دنیا کو یہ بتا دیا کہ یہ قوم ایک باشعور اور تہذیب یافتہ قوم ہے تو وہیں پاکستانی قوم نے دنیا کی تمام اقوام سے منفرد اور جدا اپنی تہذیب وتمدن سے بھی ساری دنیا کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا یہ قوم دنیا میں انقلاب برپا کر سکتی ہے تو اُدھر ہی اِس نے یہ بھی دنیا کو واضح کردیا تھا کہ یہ قوم دنیا کو فتح کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے۔

مگر دوسری طرف یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ اپنے قیام سے لے کر آج تک اِس آزاد اور خود مختار مملکت خداداد پر اپنے اور اغیار کی طرف سے اِس کی خودمختاری اور سالمیت کے خاتمے کے لئے طرح طرح حربے استعمال کئے گئے کہ ہر بار قوم کی ملی یکجہتی اور اتحاد اِن کے آڑے آئی اور اِسی جذبے کی بدولت اِس کے دشمنوں کو اپنی ہر سازش میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور آج بھی جب اِس کے دشمن اپنی گھناؤنی سازشوں سے اِس ارضِ پاک میں خانہ جنگی اور قتل و غارت گری کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اِن لمحات میں بھی صرف ضرورت اِس امر کی ہے کہ ساری پاکستانی قوم ماضی کی طرح اِس بار بھی اپنے مثالی اتحاد و یگانگت اور ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہو کر دشمن کی ہر سازش کو ناکام بنا دے۔

اور دنیا کی تمام قیمتی معدنیات اور زراعت سے مالا مال ہونے والی یہ عظیم اسلامی ریاست پاکستان جو اِن دنوں اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں سے دوچار ہے جس میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں کا دائرہ بیشک دن گزرنے کے ساتھ ساتھ وسیع تر ہوتا جارہاہے اور ہر طرف سیلاب کی تباہ کاریوں کا ہولناک منظر ہے اور اقوام عالم نے بھی پاکستان کی اِس تباہ کُن صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد اپنی امدادی رقوم کے خزانوں کے منہ پاکستان کے لئے کھول دیئے ہیں اور دنیاکے بیشتر ممالک پاکستان میں سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے اِس کی مدد کر رہے ہیں۔

تو ایسے میں ہم سب کو بھی چاہئے کہ ہم اپنے تمام سیاسی، مذہبی، علاقائی، اور لسانی اختلافات کو بھولاتے ہوئے ایک بار پھر مکمل طور پر ملی یکجہتی اور یگانگت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اِس ناگہانی آفت کا مقابلہ کریں اور اپنے ملک کو سنوارنے اور اپنے پریشان حال لوگوں کی دادرسی کریں اور اِن کے اُجڑے گھروں کو پھر سے بنانے میں اپنے اپنے حصے کا کام کرکے امر ہوجائیں۔اور اپنے اتحاد اور ملی یکجہتی کے جذبے سے ملک میں آئے ہوئے سیلاب کی کمر توڑ کر رکھ دیں اور اِس کو بتادیں کہ ہمارے حوصلے آسمانوں سے بھی بہت زیادہ بلند اور ہمارے عزم جوان ہیں سیلاب کی یہ لہریں ہمارا اَب کبھی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور پھر یقین جانیے کہ سیلاب بھی ہمارے حوصلے اور

ہمت کے آگے بے بس ہو کر پھر کبھی بھی ہمارے ملک کا رخ بھی نہیں کرے گا مگر شرط صرف اتنی سی ہے کہ ہم سب کو اِس امتحان گھڑی میں اپنی اپنی ذات، زبان، رنگ و نسل اور انا کے خول سے باہر نکل کر صرف ایک پاکستانی بن کر سوچنا ہوگا بس تو پھر دیکھیں ہم سیلاب کو کیسا مار بھگاتے ہیں کہ وہ پھر کبھی ہمارے ملک پاکستان نہیں آئے گا۔

نواز شریف کی کمیشن کی تجویز، کیا کمیشن کی نظر ہو گئی

حکمرانوں ! کچھ کرو کراچی کی ٹارگٹ کلنگ رضا حیدر کے بعد عبیداللہ کو بھی نِگل گئی...آخر کب تک ؟؟؟

امریکی اِنتباہ ! پاکستانی سیاستدان نمبر بنانے کے بجائے متحد ہو جائیں...؟؟

ایک طرف سارے پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں اپنے عروج پر ہیں تو دوسری طرف ملک کے سب سے بڑے تجارتی مرکز کراچی میں کچھ دنوں کے وقفے کے بعد گزشتہ دنوں ایئرپورٹ کے علاقے میں مسلح ملزمان کی جانب سے گھات لگا کر پیش آنے والے ٹارگٹ کلنگ کے ایک واقعے میں اے این پی کے صوبائی رہنما عبیداللہ یوسف زئی اور اِن کے ساتھی سلیم اختر کی شہادت کے بعد شہر کراچی میں ایک بار پھر ہنگامے پھوٹ پڑے جس کے نتیجے میں شہر بھر میں ہونے والے جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کی وارداتوں سمیت ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں مزید 15 نہتے اور بے گناہ افراد شہید اور 80 کے قریب زخمی ہوگئے اِس کے بعد اے این پی کی مرکزی صوبائی قیادت نے شہر میں تین دن کا پرامن یوم سوگ کا اعلان کیا ہے۔

اگرچہ اے این پی کی صوبائی قیادت نے پرامن یوم سوگ کا اعلان کیا مگر اِس

کے باوجود بھی شہر کے بیشتر علاقوں میں مسلسل کشیدگی برقرار رہی اور شہر کراچی کے آدھے سے زیادہ حصے میں ہر قسم کا معاملات زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شہر کراچی میں گشتہ کئی سالوں سے ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کو اَب تک حکومت روکنے میں بری طرح سے ناکام رہی ہے تو وہیں سیکورٹی کا کوئی بھی ادارہ شہر کراچی میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کی روک تھام اور شہر کے امن کو طویل مدت تک برقرار رکھنے کی ذمہ داری لینے کو بھی شائد تیار نہیں ہے جس کی وجہ سے شہر کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کا ہونا روز کا معمول بن چکا ہے۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اگر حکومت نے اِس جانب سنجیدگی سے اقدامات نہ کئے تو اِس کی تباہ کاریوں کے اثرات ملک میں آنے والے صدی کے اِس خطرناک ترین سیلاب سے بھی کہیں زیادہ ہولناک اور عبرتناک ہو سکتے ہیں۔ لحاظ ابھی وقت ہے کہ حکومت جس طرح ملک میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کر رہی ہے تو وہیں حکومت کو یہ بھی چاہئے کہ کراچی میں آئے روز ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کی روک تھام کے لئے بھی ایسے ہی اقدامات کرے تاکہ کراچی میں امن وامان کی فضا قائم ہو تو ملک بھی ترقی اور خوشحالی کی جانب ایک قدم آگے بڑھ سکے گا ورنہ اگر حکومت نے سنجیدگی سے کوئی لائحہ عمل نہ مرتب کیا تو پھر یہی کچھ ہوتا رہے گا جیسا گزشتہ دنوں

ہوا اور اِس سے قبل 2 اگست کو ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے صوبائی اسمبلی کے ممبر رضا حیدر اور اِن کے محافظوں کی ٹارگٹ کلنگ کے نتیجے میں ہونے والی شہادت کے بعد شہر کراچی میں ہنگامے پھوٹ پڑے تھے اور تین دن بند رہنے کی وجہ سے شہر کراچی کا اربوں کا نقصان ہوا تھا اور اے این پی کے عبیداللہ اور اِن کے ساتھی کی شہادت کے بعد پھر تین دن کے سوگ کے اعلان کی وجہ سے بھی اِس شہر قائد کو ایک بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو اقتدار کی مسند پر بیٹھے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو اپنے صوبوں سے ہجرت کرکے یہاں اپنے زریعہ معاش کے لئے آئے ہیں اِن سب کو چاہئے کہ اگر وہ کراچی کو واقعی اپنا گھر سمجھتے ہیں اور اِس کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی اور ملک کی ترقی اور خوشحالی جانتے ہیں تو براہِ کرم سیاسی جماعتوں کا آلہ کار بننے کے بجائے اپنی بساط کے مطابق اِس شہر اور ملک کی ترقی اور خوشحالی کے خاطر یہاں کے مقامی باشندوں کے ساتھ مل کر کام کریں اپنا حق ایک اچھے دوست کی حیثیت سے حاصل کرتے رہیں اِس ہی میں ہم سب کی بھلائی ہے اور طاقت کے بیدریغ استعمال سے سوائے نقصان کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

جبکہ اِدھر ملک میں آنے والے صدی کے سب سے زیادہ ہولناک سیلاب کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا ایک اندازے کے مطابق تخمینہ 639 ارب روپے لگایا گیا

اگرچہ اِس ہدف کو پورا کرنے کے لئے جہاں پوری پاکستانی قوم اِس مصیبت کی گھڑی میں متحد و منظم ہے تو وہیں عالمی برادری بھی پاکستان اور پاکستانی قوم کو اِن کٹھن اور مشکل لمحات اکیلانہ چھوڑنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے اور وہ بھی اِس حوالے سے پاکستان کی ہر ممکن مدد کرنے کو ہمہ وقت تیار ہے صوبوں کے لحاظ سے سیلاب کی تباہ کاریوں کے نتیجے میں اِس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے زیادہ نقصان خیبر پختونخواہ میں 187، پنجاب میں 80، سندھ میں 90اور بلوچستان میں 55ارب روپے کے نقصانات ہوئے ہیں اِس لحاظ سے یہ ذمہ داری موجودہ حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ تمام صوبوں میں ہونے والے نقصانات کو سامنے رکھتے ہوئے اِس کے ازالے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر
اقدامات کرے حکومتی اراکین کا سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا ہیلی کاپڑوں میں بیٹھ کر خالی دورے کرنے اور زبانی کلامی کرنے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا جب تک حکومت متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے عملی طور پر صاف وشفاف اقدامات خود سے نہ کرلے تو اُس وقت تک ملک میں سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کا ازالہ ناممکن ہوگا۔
اگرچہ اِس حوالے سے گذشتہ دنوں ایک بار پھر ملکی کی پہلی اور دنیا کی اپنی نوعیت کی اُس انوکھی فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف نے ملک میں آنے والے صدی کے خطرناک ترین سیلاب کی تباہ کاریوں سے ملک اور قوم کے ہونے والے نقصانات کے ازالے

کے لئے قومی درد کو محسوس کرتے ہوئے جب وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی سے ایک ملاقات کی تھی تو قوم کو قوی اُمید ہو چلی تھی کہ اِس بار یہ دونوں قومی رہنما اپنے سیاسی اور ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملک اور قوم کے خاطر کسی نتیجہ خیز انجام کو ضرور پہنچیں گے اور سیلاب کی شکل میں ملک میں آنے والی اِس قدرتی آفت سے دوچار قوم کو مصیبت کی گھڑی سے نکالنے میں ایک دوسرے کی معاونت کریں گے جس نے پورے پاکستان کو جکڑ رکھا ہے اور یوں ملک کے موجودہ اور سابق وزیر اعظموں کے درمیان ہونے والی اِس ملاقات کو سیاسی، سماجی اور مذہبی حلقوں میں بھی بے حد سراہا گیا اور اُنھوں نے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور نواز شریف کے درمیان ہونے والی ملاقات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی جانب سے وزیر اعظم کو دی گئی اُس تجویز کو بھی ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے حوصلہ افزا قرار دیا گیا جس کے تحت نواز شریف نے وزیر اعظم کو کہا تھا کہ سیلاب زدگان کے لئے ہر لمحہ قیمتی ہے اور اِن کی بروقت اور صاف و شفاف طریقے سے مدد کے لئے ایک ایسا کمیشن کا قیام عمل میں لایا جانا بہت ضروری ہے جو ملکی اور اقوام عالم کی جانب سے رقوم اور سامان کی شکل میں آنے والی امداد کو بلا کسی رنگ و نسل اور سیاسی وابستگیوں کے اپنی زیرِ نگرانی تقسیم کو یقینی بناسکے اور میاں نواز شریف کا وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کو اِس موقع پر یہ کہنا بھی سو فیصد درست تھا کہ غیر سیاسی اور غیر جانبدار افراد پر مشتمل اِس آزاد

کمیشن کے بغیر سیلاب زدگان کی صاف وشفاف طریقے سے مدد نہیں کی جاسکتی جس کے قیام کے لئے نواز شریف نے حکومت کو دو دن کی مہلت دی تھی۔

اگرچہ یہ بھی درست ہے کہ دوسری جانب بعض سیاسی حلقوں اور تجزیہ نگاروں نے تو نواز شریف کی جانب سے وزیراعظم کو دی جانے والی ایک آزاد کمیشن کے قیام کی تجویز پر پہلے ہی اِس خیال کا اظہار کردیا تھا کہ ملک میں آنے والے بدترین سیلاب کی تباہ کاریوں کے متاثرہ علاقوں میں فنڈز جمع کرنے اور اِسے خرچ کرنے کے حوالے سے ملک کے انتہائی معروف اور غیر متنازع اشخاص پر مشتمل آزاد کمیشن کے قیام کی میاں نواز شریف کی تجویز کو جہاں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے فوری طور پر قبول کیا تو وہیں اِس سے یہ بھی صاف اور واضح طور پر ظاہر ہوگیا ہے کہ وزیر اعظم نے اپنی حکومت کی اہلیت پر کھلم کھلا عدم اعتماد کا بھی اظہار کردیا ہے جس سے وزیراعظم کی اپنی شخصیت اہلیت اور سیاسی بصیرت خود اپنی ہی پارٹی میں سوالیہ نشان بن جائے گی ....اور پھر، وہی ہوا جس کا خدشہ بعد والے بعض انتہائی معتبر سیاسی حلقوں اور تجزیہ نگاروں نے ظاہر کیا تھا۔

اور افسوس کہ حکومت کی جانب سے اپنی نوعیت کی اِس انوکھی ملاقات کا بھانڈہ اُس وقت پھوٹ گیا جب وفاقی وزیر اطلاعات قمر زمان کائرہ نے یقیناً پارٹی

مصلحتوں کا شکار ہوتے ہوئے ایک بریفنگ کے دوران واضح اور دوٹوک الفاظ میں اپنے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی اور نواز شریف کے درمیان ہونے والی ملاقات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف کی جانب سے دی جانے والی اُس تجویز کو جو ملک وقوم کو اِس بحران سے نکالنے میں بڑی حدتک معاون اور مددگار ہوسکتی تھی اِسے یکسر رد کر دیا اور یہ مؤقف اختیار کیا کہ نواز شریف کی تجویز پر فوری عمل قطعاً نہیں ہوسکتا کیوں کہ صرف دو رہنماؤں میں اتفاق سے کمیشن کیسے بن سکتا ہے.....؟اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا کہ نواز شریف کی اِس تجویز پر عمل کرنے کے لئے صوبوں کو اعتماد میں لینا ہوگا..... کائرہ کا یہ جملہ جہاں بہت سے سوالات کو جنم دے گیا تو وہیں ایک سوال یہ بھی تھا کہ جب دو حکومتی اتحادی جماعتیں ایم کیو ایم اور اے این پی جو اپنے صوبوں میں اپنا اچھا سیاسی اور سماجی اثر ورسوخ رکھتی ہیں وہ پہلے ہی آزاد کمیشن کے قیام کے حق میں فیصلہ دے چکی تھیں تو پھر کائرہ کا یہ کہنا کہ تمام صوبوں کو اعتماد میں لیناہوگا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔

بہرحال ! اَب جبکہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے گذشتہ جمعرات کو نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ کمیشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے متاثرین سیلاب میں ملکی اور غیر ملکی امداد کی صاف وشفاف طریقے سے تقسیم کے کاموں کو عملی جامہ

پہنانے کے لئے ملک کی ممتاز اور معروف اچھی شہرت کی حامل شخصیات پر مشتمل ایک قومی نگراں ڈیزاسٹر مینجمنٹ کونسل کے قیام کا اعلان کرکے جہاں نواز شریف کی کمیشن کی تجویز کو رد کرکے اِنہیں حیران کردیا ہے تو وہیں پوری پاکستانی قوم اور دنیا کو بھی پریشان اور ششدر اور ساتھ ہی اِنہیں یہ سوچنے پر بھی مجبور کردیا کہ آخر کیا حرج تھا.....؟ کہ اگر حکومت نواز شریف کی دی گئی تجویز پر عمل کرلیتی اور اُن شخصیات پر مشتمل آزاد کمیشن بنادیتی جن پر نواز شریف نے اعتبار اور اعتماد کیا تھا تو ملک میں یقیناً ایک مثبت اور تعمیری سیاست کی ابتدا تو ہوجاتی......اور اَب جب کہ حکومت نے نواز شریف کی تجویز کو ردی کی ٹوکری کے نظر کرتے ہوئے 9 سے 13 ارکان پر مشتمل ایک قومی نگراں ڈیزاسٹر مینجمنٹ کونسل کے قیام کا ابھی صرف اعلان ہی کیا ہے اور اِس کی تشکیل کے لئے صوبوں سے اچھی شہرت رکھنے والی شخصیات کے نام مانگے جارہے ہیں تو اِس کے باضابطہ قیام کو اور اِس کے فعل ہونے میں کتنا وقت لگ سکتا ہے.....????یہ بھی وہ سوالات ہیں جن سے جہاں پاکستانی قوم پریشان ہے تو وہیں مفلوک الحال سیلاب سے متاثرین بھی اِس مخمصے اور الجھن کا شکار ہوکر رہ گئے ہیں کہ حکومت ہماری مدد میں جلدبازی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے دانستہ طور پر ایسے حربے استعمال کررہی ہے کہ متاثرین سیلاب میں امداد کی تقسیم میں تاخیر ہو اور پاکستانی قوم اور عالمی توجہ اِس جانب سے ذرا سی بھی ہٹے تو یہ بھی اِس امداد کا وہی حشر کرے اور اِس کے ساتھ وہی گیم کھیلے جیسے

ماضی میں ملک کے ایک وزیر اعظم نے ملک میں قحط کا ڈھنڈورا پیٹ کر قحط زدگان کی مدد کے لئے بیرونِ ممالک سے آنے والی امدادی رقوم کا کیا.........!!!! اور ایک صدر نے اپنی حکومت میں شمالی علاقہ جات میں آنے والے ہولناک زلزلے کے بعد ملک میں آنے والی عالمی امداد کے ساتھ کیا تھا۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے دیجئے !کہ اُدھر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے سیاستدانوں نے ملک میں آنے والے صدی کے اِس ہولناک اور عبرت ناک سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھا جس سے سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے اور ہزاروں انسان لقمہ اجل بن گئے ہیں اِس کے باوجود بھی یہ سب اپنی اپنی سیاسی دکانیں چمکانے اور ایک سے بڑھ کر ایک بڑے بڑے دعوے کرکے میڈیا کی زینت بننے کے سوا عملی طور پر متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہیں اِن کی اِس بے حسی کو دیکھتے ہوئے تب تو واشنگٹن میں امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے بھی پاکستان کے ایک کثیر الاشاعت روزنامے کے نمائندے کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں بلاجھجک یہ کہہ کر پاکستانی سیاستدانوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ملک کو درپیش اِس مشکل چیلنج کے موقع پر اپنے اپنے سیاسی فوائد حاصل کرنے اور ایک دوسرے سے نمبر بنانے کے بجائے متحد ہو کر اپنے ملک اور قوم کو اِس قدرتی آفت سے چھٹکارہ دلانے کے لئے عملی کام کرکے دکھائیں ناکہ میڈیا پر آ کر بیان دینے

اور تصویریں بنوانے سے نہ تو یہ مشکل ختم ہوگی اور نہ اِس مصیبت زدہ چیلنج کا مقابلہ ہی کیا جاسکتا ہے جس نے صرف پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا ہے بلکہ ساری دنیا کو بھی یہ سبق دے دیا ہے کہ آئندہ دنوں میں ایسی اور اس سے بھی کہیں زیادہ طاقتور قدرتی آفت دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملک میں بھی آسکتی ہے۔

سیلاب میں گھری قوم کو چارہ سازانِ سیاست سے گلہ

آج پاکستانی قوم سیلاب کی تباہ کاریوں سے جس آزمائش اور امتحان سے دوچار ہے اِسے ایسی آزمائش اور امتحان سے واسطہ کبھی نہیں پڑا مگر اِس کے باوجود بھی یہ امر قابلِ ستائش ہے کہ یہ قوم اپنے بلند حوصلے اور ہمت سے جس طرح اِس آزمائش اور امتحان سے گزر رہی ہے اِس کی مثال بھی صدیوں تک دی جاتی رہے گی تو اُدھر ہی اِس پریشان کن صورت حال میں جب یہ ہی پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور رہنماؤں کی طرف دیکھتی ہے تو بقول شاعر بشیر فاروقی قوم چلا اٹھتی ہے کہ:-

چارہ سازانِ سیاست سے گلہ ہے تو یہی
وقت کے ساتھ یہ ظالم بھی بدل جاتے ہیں
ذکر ہو درد کے ماروں کا تو رہتے ہیں خموش
تذکرہ گر ہو وزارت کا مچل جاتے ہیں

اور جب ایسے میں اہلِ دانش حکمرانوں اور سیاستدانوں کی رہنمائی کرتے ہیں تو اِنہیں اہلِ دانش کا وجود زہر لگنے لگتا ہے اور وہ اِنہیں سیاسی اداکار اور نوٹنکی باز کہہ کر اِن کی کھلم کھلا تضحیک کرکے اپنی تسکین کرتے نہیں تھکتے تو ایسے میں سیلاب میں پھنسی عوام کے زخموں کا مداوا کرنے کے بجائے میڈیا

پر اپنے بڑے بڑے دعوے اور وعدے کر کے چلے جانے والے اِن ہی بے حس اور عیار
و مکار حکمرانوں، سیاستدانوں اور رہنماؤں کو سمجھاتے ہوئے شاعر کہتا ہے :-

دھواں جو اُٹھ رہا ہے آج مظلوموں کے سینے سے
وہ طوفان بلا گر بن گیا تو کون روکے گا
اگر دانشورانِ ملک وملت ہی نہ ٹوکیں گے
بتاؤ حاکمانِ وقت کو پھر کون ٹوکے گا

میرا خیال یہ ہے کہ ایک ایسے موقع پر جب سارا پاکستان ہی سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے تاریخ کے انتہائی بدترین نقصانات سے دوچار ہے تو ایسے میں پریشان حال عوام سے کہیں زیادہ قومی خزانے سے عیاشیاں کرنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں، وزرائے مملکت اور مذہبی و سیاسی رہنماؤں کو بھی اپنے اندر برداشت اور صبر و تحمل کا مادہ پیدا کرنا ہوگا اور سیلاب سے پریشان حال عوام کی جانب سے اپنے اُوپر ہونے والی تنقیدوں اور دیگر ناگوار الفاظ اور جملوں کو سُن کر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہوگا ورنہ وہی ہوگا جو عوام چاہتے ہیں اور عوام یہ چاہتے ہیں کہ اگر عوامی تنقیدوں کے الٹ حکمرانو اور سیاستدانوں نے طاقت کا استعمال کیا تو وہی کچھ ہوگا جس کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ملک کے طول ارض میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کردی جائے اور حکمرانوں اور سیاستدانوں کا بوریا بستر گول کر دیا جائے۔

اگرچہ یہ وہ کھلی حقیقت ہے کہ جسے دنیا تسلیم کرچکی ہے کہ 28 جولائی سے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک آنے والے پاکستان کی تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب نے جو تباہی مچائی ہے اِس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی جس سے اقوام متحدہ کی رپورٹ اور اَب تک ایک اندازے کے مطابق دو کروڑ افراد متاثر ہوئے ہیں تو اُدھر ہی حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ اِس ہولناک سیلاب میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت آتی جارہی ہے اور جیسے جیسے اِس کا رخ بحرہ عرب کی جانب ہوتا جارہا ہے اِس سے مزید ہونے والی تباہ کاریوں کے خدشات بڑھتے جارہے ہیں اگرچہ صدی کا یہ خطرناک ترین سیلاب اِن دنوں سندھ میں اپنی تباہی پھیلا رہا ہے اور جب تک یہ مکمل طور پر بحرہ عرب میں گر نہیں جاتا اِس سے مزید ہونے والی تباہ کاریوں کے خدشات کو کسی بھی صُورت میں رد نہیں کیا جاسکتا اَب تک کی اطلاعات کے مطابق سندھ کو سیلاب سے 40ارب کا نقصان ہوا ہے جبکہ گھڑی فصلوں کی تباہی اور انسانی جانوں کی ہلاکیتں اِس کے علاوہ ہیں۔

اُدھر یہ امر یقیناً پریشان حال سیلاب زدگان کے لئے اُمید افزا ہے کہ بین الاقوامی تعاون انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد اور کرائسز رسپانس کے لئے یورپین کیمشن کی کمشنر کرسنالیناجارجیوا نے پاکستان کے سیلاب زدگان کے لئے ہنگامی ریلیف امداد میں مزید 30 ملین یوروکا اعلان کردیا ہے جس سے خبر کے

مطابق کمیشن کی طرف سے سیلاب متاثرین کے لئے مختص کئے گئے کل فنڈز 70 ملین یورو تک پہنچ گئے ہیں۔ تواِس کے ساتھ ہی گزشتہ دنوں ایوانِ صدر میں صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی صدارت میں ہونے والے اپنی نوعیت کے ایک انتہائی اہم ترین اجلاس میں ملک میں صدی کے آنے والے تباہ کن سیلاب سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہنگامی بنیادوں پر سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کی فہرست تیار کی جائے اور سیلاب سے متاثرہ فی خاندان کو 20 ہزار روپے دیئے جائیں اِس سلسلے میں فوری طور پر سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کو 5 ہزار روپے کی پہلی قسط دینے کا فوری فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔

جبکہ حکومت کی جانب سے ملک میں آنے والے اپنی نوعیت کے انتہائی تباہ کن سیلاب سے پیدا ہونے والی صُورت حال کے حوالے سے ملکی اخبارات اور سرکاری و نجی ٹی وی چینلز پر آنے والی اطلاعات سے ہر سیکنڈ بعد عوام پر یہ تاثر دینے کی کوششیں کی جارہی ہے کہ حکومت متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے ہر ممکن اقدامات کررہی ہے مگراِس قسم کی حکومتی زبانی کلامی کا پول تواُس وقت کھلا جب خیبر پختونخواہ کے وزیراعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی نے ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام میں اپنے جذباتی انداز سے اِس بات کا والہانہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ سیلاب زدگان کی ریلیف کی مد میں نقدی کی شکل میں اب تک ایک

ڈالر بھی موصول نہیں ہوا ہے اِس منظر اور پس منظر میں کیا ایک عام آدمی یہ نہیں سمجھے گا کہ حکومت کے قول اور فعل میں کتنا تضاد ہے یہ میڈیا پر کچھ کہتی ہے حقائق اِس کے بالکل برعکس ہوتے ہیں کہیں حکومت کا یہ دوغلہ پن اِسے لے نہ ڈوبے۔ (ختم شد)

جب قومیں جمہوریت سے مایوس ہو جائیں......؟؟؟؟

کیا سیاستدان ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے بیان کو سمجھ گئے ہیں..؟
سیاستدان طیش میں نہ آئیں......؟؟حقیقت کا ادراک کریں!!....
یہ حقیقت ہے کہ جب قومیں ایسی جمہوریت سے مایوس ہو جائیں جس سے متعلق شاعر بشیر فاروق کہتے ہیں کہ:-

سلطانیٔ جمہور کا آیا ہے زمانہ جو کار نظر آئے نئی اُس کو چُرا لو
ٹوکے کوئی شخص اگر راہزنی سے اُس شخص کو پستول کی گولی سے اُڑا دو

تو ایسے میں کوئی خواہ کتنا ہی بڑا جمہوریت کا علمبردار کیوں نہ ہو وہ بھی زبان سے نہیں تو دل میں ضرور ایسی جمہوریت کو کوس رہا ہوتا ہے جس میں قانون اور ضابطوں کی دھجیاں بکھیری جارہی ہوتی ہیں اور وہی کچھ اِس جمہوریت میں ہو رہا ہوتا ہے جس کی جانب شاعر نے مندرجہ بالا سطور میں اپنے شعر میں ایک معاشرتی بُرائی کا تذکرہ کیا ہے تو ایسے میں یقیناً ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ایسی جمہوریت سے جان چھوٹے اور جرنیل ہی ملک پر مسلط ہو جائے جو ایسے جمہوریت پسندوں کو اپنے طریقے سے چلائے جیسے ہمارے ملک میں سابقہ چار

جرنیلوں نے اپنے اپنے طور طریقوں سے اپنی حکمرانی کی اور پھر جیسے تیسے چلے بھی گئے یہ اور بات ہے کہ ملک میں آنے والے گزشتہ چار جرنیلوں کی طرزِ حکمرانی سے ملک کو کن نقصانات کا سامنا کرنا پڑا وہ ایک الگ مسئلہ ہے یہاں مجھے اِس بحث میں جانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ اِس موقع پر میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب جب ہمارے یہاں کرپٹ سیاستدانوں، جاگیرداروں اور لُٹیروں نے جمہوری حکومت کے سہانے خوابوں کے سہارے جمہوریت کی دیوی کی آڑ میں اِس کا دامن اور پلّو تھامے عوام پر اپنی مرضی مسلط کرنی چاہی اور عوام کے حقوق کھلم کھلا غضب کرکے یہ جمہوری حکومتیں عوامی توقعات پر پوری نہیں اتریں تو تب کسی نہ کسی جرنیل نے ملک میں مارشل لا جیسے اقدام کرکے جمہوری حکومت کا دھڑن تختہ کردیا اور ملک پر قابض ہوگیا اور آج بھی ملک میں قائم جمہوری حکومت کے اقدامات کچھ ایسے بھی تسلی بخش نہیں کہ عوام اِس جمہوری حکومت کے حکمرانوں ! سیاستدانوں اور اِس کے کرتا دھرتاؤں سے مطمئن ہے۔ میں یہاں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ میرا تعلق نہ تو کسی سیاسی ومذہبی جماعت سے ہے اور نہ ہی کسی گروہ سے میں صرف ایک محب وطن پاکستانی ہوں اور ہر ملکی معاملے پر پاکستانی بن کر سوچتا اور لکھتا ہوں اور میں ایک ایسا پاکستانی ہوں جس کو اپنی افواج پر فخر ہے اُس افواج پر جس نے ہر مشکل وقت میں ملک کی حفاظت اور اِس کی ترقی اور خوشحالی اور اپنے عوام کی بقا و سالمیت کے لئے ہر وہ قدم اٹھایا ہے جس کو اِس نے بہتر جانا اور سمجھا یہ اور بات ہے کہ

فوج کو اپنے ہر اچھے اقدام کے پیچھے سیاستدانوں کی جانب سے ہر دور میں تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر اِس کے باوجود بھی آج یہ حقیقت ہے کہ ملک کے عوام آج بھی اِس مشکل گھڑی میں فوج کی جانب ہی دیکھ رہے ہیں اور یہ اَب تک فوج کے کردار سے خوش ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ فوج عوام کو ملک کی موجودہ درپیش گھمبیر سیاسی، مذہبی و سماجی اور سیلاب جیسی خطرناک صورت حال سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کرے گی۔

اَب اگر ایسے میں گزشتہ دنوں ملک کے محب وطن نوجوان لیڈر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے لال قلعہ گراؤنڈ عزیز آباد کراچی میں ایم کیو ایم کے جنرل ورکر اجلاس میں ٹیلیفون پر خطاب کے دوران ملک اور عوام کو درپیش جن اہم مسائل کا برملا اظہار کیا ہے میں اِن نکات کو یہاں بیان کرتے ہوئے آگے بڑھوں گا تاکہ وہ بات واضح ہوسکے جو میں مندرجہ ذیل سطور میں اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام سے کہنا اور اِنہیں سمجھانا چاہتا ہوں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا کہ آج پورے ملک کے محب وطن عوام کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ گزشتہ 63 برسوں کے دوران غریب متوسط طبقے کے ایماندار لوگوں کو حق حکمرانی نہیں دیا گیا اور بڑے بڑے جاگیردار اور وڈیرے میوزیکل چیئر کے کھیل کی طرح اقتدار پر براجمان ہوتے رہے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جاتا رہا اور ہمارے ارباب اقتدار اور اسٹیبلشمنٹ یہ سب کچھ دیکھتی رہی ہے اور

اِس کے ساتھ ہی الطاف حسین نے کہا کہ جب 2005 میں تاریخ کا بدترین زلزلہ آیا اُس وقت ہیلی کاپٹرز کا رونا رویا جاتا تھا آخر اُس وقت پاکستان کو اربوں کھربوں کی جو غیر ملکی امداد ملی تھی وہ کہاں گئی ؟اِس امداد سے قدرتی آسمانی آفات اور حادثات سے نمٹنے کے لئے آلات، حفاظتی مشینیں، ہیلی کاپٹر اور امدادی سامان کیوں نہ خریدا گیا؟ڈیزاسٹر مینجمنٹ سیل کیوں قائم نہ کیا گیا؟اور اُنھوں نے کہا کہ آج ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا ہمیں اِنہی جاگیرداروں،اور وڈیروں کے لئے کام کرنا ہے جو نہ صرف غریبوں کا خون چوستے ہیں بلکہ قدرتی آفات کو بھی غریبوں کے متھے لگا کر جاگیردار زمینیں بچا لیتے ہیں کیا ہم زندہ باد کے نعرے لگا کر انہی کی سپورٹ کرتے رہیں گے جو ملک اور ملک کے عوام کو لوٹتے رہے ہیں اور ملک کو دولخت کرنے کے ذمہ دار ہیں اور آج باقی ماندہ ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر بضد ہیں اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہا کہ ہماری خارجہ پالیسی آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ بیرونی قوتوں کے زیراثر ہے اُس کے برعکس بھارت کی خارجہ پالیسی 99 فیصد پاکستان کی خارجہ پالیسی سے زیادہ موٴثر ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستانی وزارتِ خارجہ کے ارکان بیرون ملک دوروں پر پاکستان کا مقدمہ پیش کرنے کے بجائے وہاں بڑے بڑے شاپنگ سینٹروں کی سیر کرتے رہتے ہیں جبکہ انڈیا کے سفارتکار اپنے ملک کے مقدمے کو موٴثر انداز میں پیش کرتے ہیں ملک کی ناقص خارجہ پالیسی جاگیردار وڈیرے، سرمایہ کار اور کرپٹ فوجی جرنیلوں کے

ذریعے تبدیل نہیں ہو سکتی۔انہوں نے کہا کہ فوج پاکستان میں بہت منظم اور ہر کڑے اور مشکل وقت میں قربانیاں دینے والا ادارہ ہے۔اِس کے جوانوں کی اکثریت کا تعلق غریب، محنت کش یا متوسط طبقے سے ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ ہو، فوج کے جوان اِس میں قربانیاں دیتے ہیں اور اُنہوں نے کہا کہ پاکستان میں فوجی جرنیلوں نے 63 برس میں آدھی سے زیادہ مدت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ مارشل لا کے ذریعے پاکستان پر حکومت کی، کروڑوں عوم کے مینڈیٹ کو ایک ہی جھٹکے میں ختم کر کے پارلیمنٹ اور بنیادی انسانی حقوق پر قدغن لگائی اگر فوجی جرنیل حکومتیں تبدیل کر سکتے ہیں، سیاسی اور جمہوری حکومتوں کا تختہ اُلٹ سکتے ہیں تو اُنہوں نے آج تک ملک سے جاگیر دارنہ، وڈیرانہ اور کرپٹ کلچر کے خاتمہ کے لئے مارشل لا جیسا اقدام کیوں نہیں اٹھایا؟اِس موقع پر اُنہوں نے والہانہ انداز سے محب وطن جرنیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر محب وطن جرنیل اِس ظالمانہ جاگیردارنہ نظام کے خاتمہ اور کرپٹ اور لُٹیرے سیاستدانوں سے ملک کو نجات دلانے کے لئے مارشل لا طرز کا کوئی قدم اُٹھاتے ہیں تو ہم اَن کا ساتھ دیں گے ہم نے مارشل لا کے بہت ادوار دیکھے ہیں جو جرنیلوں نے اپنے اقدار اور ذاتی مفادات کے لئے نافذ کئے اگر فوج کے جرنیل ملک کو چوراچکوں، ڈاکوؤں، ملکی دولت لُوٹنے والوں سے نجات اور معاشرے کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اُٹھاتے ہیں تو بڑی بُرائی کے خاتمہ کے لئے ہمیں چھوٹی بُرائی قبول ہے۔

ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے خطاب کے اہم نکات تحریر کرنے کے بعد میں اِس نکتے پر پہنچا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُنھوں نے اپنے اِس پورے خطاب میں کوئی ایک نکتہ اور ایک بات بھی ایسی ہرگز نہیں کہی ہے کہ جس پر بحث و تکرار کے پہاڑ کھڑے کر دیئے جائیں اور یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ یہ حقیقت ہے کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے اِس بیان کو سمجھے بغیر ملک کے بعض جمہوریت پسند سیاستدانوں نے بات کا بتنگڑ بنا کر ملک میں ایک عجیب بحث چھیڑ دی ہے جس کا نہ تو کوئی سر ہے اور نہ ہی پیر بس اِن کا مقصد اپنی سیاست چمکانا اور اپنا اپنا سیاسی قد اُونچا کرنا ہے اور اِس بحث میں الجھ کر خود کو متاثرین سیلاب کی مدد کرنے سے بچانا ہے۔ اگرچہ اِس سے بھی کوئی انکار نہیں کہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے اِس بیان کے بعد ملک میڈیا پر چھڑنے والی بے مقصد بحث و شور شرابے قبل ہی ایم کیو ایم کے مرکز سے اِس کی واضح تردید آ گئی تھی کہ قائد تحریک الطاف حسین نے کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی جس کو جواز بنا کر ملک میں بحث و تکرار شروع کر دی گئی ہے۔

یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ ایم کیو ایم ملک کی وہ واحد سیاسی جماعت ہے جس کی اعلیٰ قیادت سے لے کر ایک کارکن تک کا تعلق ملک کے مڈل کلاس طبقے سے

ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس کے ساتھ پاکستان کی عوام کا ایک گہرا تعلق جڑا ہوا ہے کیونکہ پاکسان کی سترہ کروڑ عوام کی اکثریت مڈل کلاس سے تعلق رکھتی ہے اور جب کسی بھی سیاسی جماعت میں کثیر تعداد میں لوگ ہوں تو پھر اُسے ملک پر آئندہ حکمرانی سے کوئی نہیں روک سکتا اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں ملک پر اِسی جماعت ایم کیو ایم کی حکمرانی ہو گی۔

اور آج شائد یہی وجہ ہے کہ ملک کے جاگیردار، وڈیرے، لٹیرے، سرمایہ کار سیاستدان اِس جماعت کی ملک بھر میں ہونے والی کامیابی سے خوفزدہ ہیں اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ سب اپنے لاکھ سیاسی اور ذاتی اختلافات کے باوجود اپنے مفادات کے خاطر کسی بھی موقع پر متحد اور منظم ہو کر اِس پر انگلی اٹھانے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جیسے اِن سب نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے گزشتہ دنوں ہونے والے خطاب پر اِس کی مخالفت میں اپنی اپنی کمریں کس لی ہیں اور اِس کی کھلم کھلا مخالفت کرنے اور اپنی اپنی سیاست چمکانے میں لگے پڑے ہیں۔

ہاں البتہ ! ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے خطاب کو سمجھنے کے بعد سائیں پیر پگاڑا اور عمران خان کی جانب سے اِس کی تائید اور حمایت کرنا ایک

حوصلہ افزا امر ہے کہ ملک کے اِن دونوں سیاستدانوں نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے بیان کی روح کو اچھی طرح سے سوچنے اور سمجھنے کے بعد جس طرح بروقت اِن کے بیان کی حمایت کی وہ اِن دونوں سیاستدانوں کی اعلیٰ فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ملک کے اُن جذباتی اور طیش میں آئے ہوئے اُن سیاستدانوں کے لئے ایک آئینہ ہے جو الطاف حسین کے بیان کو بغیر سوچے سمجھے لے اڑے ہیں اور اِن جمہوریت کے ٹھیکیداروں نے الطاف حسین کے اِس رائی جتنے بیان پر فضول کی نکتہ چینی کرکے اِسے رائی کا پہاڑ بناڈالا ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حسب روایت اِس بار بھی ملک کی موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے ڈنکے کی چوٹ پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے جتنا کہا وہ آنے والے وقتوں کے لئے الارمنگ صورت ضرور ہو سکتی ہے کیونکہ آج بھی ہم اگر اپنے انتہائی باریک بینی سے ماضی کو دیکھیں تو ایسی ہی صورت حال سے جب جب ہمارا ملک اور ہماری قوم دوچار ہوئی ہے تو فوج نے ہی ہر بار سول حکمرانوں سے اقتدار اپنے ہاتھوں منتقل کرکے ملک کی باگ ڈور خود سنبھال لی ہے۔ اور ملک کی ایسی صورت حال میں ملک اور قوم کو کسی مڈٹرم الیکشن کی نہیں بلکہ فوج کو ہی اقتدار اپنے ہاتھوں میں لینے کی اصل ضرورت محسوس کی جارہی ہے اِس لئے کہ مڈٹرم انتخابات کی صورت میں بھی یہی سیاستدان دوبارہ اقتدار پر قابض ہوجائیں گے فرق صرف یہ ہوگا کہ جو آج صاحبِ

اقتدار ہیں وہ حزبِ اقتدار میں بیٹھ جائیں گے اور جو اپوزیشن میں ہیں وہ اقتدار کی مسند پر اپنے قدم رنجا فرمائیں گے۔ سو سیاستدانوں کے اِس چیئر گیم کا خاتمہ فوج کے اقتدار میں آنے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔اور قوم اَب ہر صورت میں فوج کو اقتدار میں دیکھنا چاہتی ہے کیونکہ موجودہ جمہوری حکمرانوں اور جمہوریت پسند سیاستدانوں کے قول و فعل میں تضادات کے باعث قوم کو لگائے گئے زخموں کا مداوا صرف فوج ہی کر سکتی ہے۔

کیا واقعی ! اَب حکومت کی باری ہے

خفیہ اداروں کی رپورٹ مہنگائی کا سیلاب حکومت کو بہالے جانے کا بہانہ ثابت ہوگا..؟

کیا واقعی !اَب حکومت کی باری ہے جس کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ ملک میں معمول سے زیادہ ہونے والی بارشوں کے سبب آنے والے تباہ کن سیلاب کے خاتمے کے بعد اگر ملک میں مہنگائی کے سیلاب کو نہ روکا گیا تو کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ اِس مرتبہ مہنگائی کا سیلاب حکومت کو بہالے جانے کا ایک اچھا بہانہ ثابت نہ ہو جائے بالفرض اگر ایسا ہوگیا تو ملک کے سترہ کروڑ عوام کی وہ دلی آرزو پوری ہوجائے گی جس کی عوام گزشتہ دو سالوں سے شدت سے خواہشمند ہیں۔

ایک خبر کے مطابق ملک کے خفیہ تفتیشی اداروں نے ایک بار پھر ایک ایسی رپورٹ مرتب کرکے ایوانِ صدراور پرائم منسٹر ہاؤس روانہ کردی ہے جیسی ایک رپورٹ یہ کچھ ماہ قبل بھی تیار کرکے ملک کے اِن دونوں اہم ترین متعلقہ شعبوں کو دے چکے ہیں مگر افسوس کے اِن کی اُس رپورٹ پر نہ تو پہلے سنجیدگی سے کوئی نوٹس لیا گیا اور ابھی یہی خیال کیا جارہا ہے کہ اِس مرتبہ بھی شاہدَاِن

اداروں کی اِس دوسری رپورٹ پر بھی کوئی اہم قدم نہ اٹھایا جائے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ملک کے خفیہ تفتیشی اداروں کی تیار کردہ یہ دونوں رپورٹیں خالصتاً ملک اور قوم کے بہتر مفادات کے ہی حق میں ہیں اور اِن رپورٹوں میں ہمارے اداروں نے حکمرانوں، وزرا اور سیاستدانوں کو ملک میں آئندہ آنے والے خطرات اور اِن کی بنیادی وجوہات کے حوالے سے جس انداز سے آگاہ کیا ہے ایک لحاظ سے ہمارے خفیہ تفتیشی اداروں کی یہ کارکردگی نہ صرف قابلِ غور ہی نہیں بلکہ قابلِ ستائش اور لائق احترام بھی ہے۔ بشرطیکہ ہمارے موجودہ حکمران اِس رپورٹ کو سمجھیں اور آنے والے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے وقت سے پہلے اپنی تیاریوں میں لگ جائیں اور اپنی اُن غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کریں جو اِن سے سرزد ہو رہی ہیں۔

کیونکہ ملک کے خفیہ تفتیشی اداروں نے اپنی مرتب کردہ رپورٹ میں واضح طور پر حکومت کو وارننگ دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت ملک میں فوری طور پر آٹا، چینی، دالیں، گھی، دودھ، جان بچانے والی چند ادویات سمیت صرف 18 ضروری اشیا کی قیمتوں پر فوری قابو پا کر غریب عوام کی دسترس میں لائے ورنہ صُورت حال اور سیلاب حکومت کو بہالے جائے گا۔ اپنی اِسی رپورٹ میں اِن اداروں نے حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ یہ کام صرف چھ وزرا پر مشتمل ٹاسک فورس

ہی کر سکتی ہے اور ملک کو بچا سکتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی ملک کے خفیہ تفتیشی اداروں نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی حکومت کو باور کراتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی اور وفاقی کے قریب وزرا اور مشیر ملک کی موجودہ سنگینی سے قطعی طور پر لاتعلق نظر 250 آرہے ہیں صورت حال یہاں تک خراب ہو چکی ہے کہ حکمراں جماعت کے چند وزرا اور مشیر بھی عوامی ردِعمل کا سامنا نہیں کر پا رہے ہیں اور اُنھوں نے بھی کھلم کھلا حکومت کے خلاف بغاوتی بیانات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اپنی اِس وارننگ رپورٹ میں پاکستانی خفیہ تفتیشی اداروں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ سیلاب کے بعد صوبہ سندھ میں جس طرح صوبائی حکومت نے چند بیانات دیئے ہیں اور چند اقدامات اُٹھائے ہیں وہ بھی حکومت کو گرانے کے مترادف ہے۔

اِس ساری صُورت حال کے منظر اور پس منظر میں اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران، وزرا اور سیاستدان اپنے ہی ملک کے خفیہ تفتیشی اداروں کی مرتب کردہ اِس رپورٹ کو کس انداز سے لیتے ہیں اور آنے والے وقتوں میں بُرے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو کتنا تیار کرتے ہیں۔

بہرحال ! اُدھر ایک اندازے کے مطابق 28 جولائی سے ملک میں آنے والا اپنی نوعیت کا انتہائی تباہ کُن سیلاب ملک کے طول و ارض میں پاکستان کی تاریخ کی

کئی عبرت ناک داستانیں رقم کرتا ہوا سندھ سے گزر رہا ہے جس سے متعلق یہ خیال کیا جارہا ہے کہ اِس کا اللہ اللہ کرکے اَب کچھ زور ٹوٹ رہا ہے اور اُمید کی جارہی ہے کہ آئندہ چند دنوں میں اِس کا مکمل طور پر ملک سے خاتمہ بھی یقینی طور پر ہو ہی جائے گا مگر ملک میں آنے والے مہنگائی کے اُس سیلاب کا بھلا کیا......؟کیا جائے گا جس نے گزشتہ کئی سالوں سے ملک میں اپنی تباہی مچا رکھی ہے اِس کا زور آخر کب ٹوٹے گا....؟اور اِس سے پریشان حال عوام کو کب نجات ملے گی.....؟؟اِن سوالات اور اِس سے متعلق ایسے اور بہت سے جنم لینے والے سوالات کا آخر کون جواب دے گا.....؟یہاں میرا خیال تو یہ ہے کہ اِن سوالات کے جوابات سے متعلق شائد نہ تو اربابِ اقتدار کو ہی کچھ معلوم ہے اور نہ ہی اربابِ اختیار ہی اِس کے خاتمے کے لئے کچھ کرنے کی پوزیشن میں نظر آتے ہیں کیونکہ اِس بے قابو مہنگائی کے سیلاب کو روکنا اور اِس کا رخ موڑنا اِن سب کے بس میں بھی نہیں رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں مہنگائی کا جو سیلاب گزشتہ کئی سالوں سے اپنی تباہی پھیلا رہا ہے ابھی تک اِس کا زور نہیں ٹوٹ سکا ہے اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ حکومت نے مون سون کی بارشوں کے بعد ملک میں آنے والے سیلاب کی موجودگی ہی میں اِس سے مرتی کٹتی عوام پر اپنے بیجا اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مہنگائی کے ایک اور سیلاب کا زور ڈیزل اور مٹی کا تیل مہنگا کرکے عوام کے جانب کرکے اِن کے ناتواں کاندھوں اور لاغر جسموں سے اِسے ٹکرانے کے لئے آزاد چھوڑ دیا

ہے اور وہ سارے بند توڑ ڈالے ہیں جو مہنگائی کے سیلاب کو روکنے کے لئے بنائے گئے تھے اور اِس طرح وہ عوام جو سیلابی پانی کی تباہی سے بچ گئے تھے اَب وہ ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کے بعد ملک میں مہنگائی کے آنے والے اُس نئے سیلاب سے مر جائیں گے جس کا راستہ ہمارے عیار اور مکاراِن حکمرانوں نے ڈیزل اور مٹی کا تیل مہنگا کرکے ہموار کردیا ہے اور یوں ہمارے حکمران، وزرا، سیاستدان اور بیوروکریٹس آخر کب تک قومی خزانے کا منہ بھرنے کے چکر میں عوام کو بے وقوف بناتے رہیں گے اور عوام کے خون پسینے سے جمع کی گئی رقم سے خود قومی خزانے میں جمع دولت اپنے دونوں ہاتھوں سے لوٹ لوٹ کراپنی عیاشیاں کرتے رہیں گے اور بیکس و مجبور عوام یوں ہی بے بسی کی تصویر بنے مہنگائی کے سیلاب کے ریلے میں بھوک وافلاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر بہتے اور مرتے رہیں گے.....؟

یہ ایک قومی المیہ ہے جس کے آگے بند باندھنے کے لئے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے عندیہ دے دیا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب قوم حکمرانوں، جاگیرداروں، چودھریوں، سرمایہ داروں اور ملک کے کرپٹ سیاستدانوں سے اپنے غضب شدہ حقوق چھیننے کے لئے انقلاب برپا کردے گی۔ اور اِسی کے ساتھ ہی میں آج کے موضوع کے لحاظ سے اپنے کالم کا اختتام ملک کے معروف شاعر بشیر فاروق کے اِن اشعار کے ساتھ کرنا چاہوں گا جو اُنھوں نے بہت پہلے ہی شائد عوام کی

-: اِس حالت زار کے حوالے سے حکمرانوں، وزرا اور سیاستدانوں کے لئے کہے تھے

صرف تفریق ہے غربت کی فراوانی ہے   یوں تو کہنے کو میرے ملک کا حال اچھا ہے
قوم کو وعدوں سے ٹرخاؤ یہ چال اچھی ہے   بھوک کو باتوں سے بہلاؤ تو خیال اچھا
ہے

*****

اپنی راتوں میں کوئی کہکشاں ہے کہ نہیں   اپنی صُبحوں میں بھی خورشیدِ جہاں ہے
کہ نہیں
جن کے ووٹوں نے دلائی ہے وزارت تم کو   کچھ خیال اُن کا بھی اے چارہ گراں
ہے کہ نہیں

*****

ملک و ملت کو قوم کو اپنی   ظاہری عزّ و شان نے مارا
اُن کو حرص و ہوس نے اور ہم کو   روٹی، کپڑے، مکان نے مارا

اتنی سی بات کہنے میں بہت دیر کردی صدر صاحب آپ نے

متاثرین کی توقعات پر پورا نہ اُترے تو....؟پی پی پی کی قیادت بھول جائے کہ عوام ایسے یا کسی کو پھر ووٹ دیں گے.........

ایک طرف جہاں ملک کا ایک بڑا حصہ سیلاب کی تباہ کاریوں کے باعث مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہے تو وہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے اِس تیسرے دورِ حکومت میں ملک کی تاریخ میں آنے والے اِس انتہائی بدترین سیلاب نے پی پی پی کے سابقہ تمام ادوارِ حکومت کے ملک اور قوم کے لئے کئے گئے اچھے کارناموں پر بھی پانی پھیر کراِس پر ایک سیاہ دھبہ لگا دیا ہے جس کی وجہ سے موجودہ حکومت ملک کے اندار اور باہر شدید تنقیدوں کے زد میں ہے اور کوئی اِس پر اعتماد اور اعتبار کرنے کو بھی تیار نہیں ہے جس کا جواب دینے اور خود پر لگنے والے سیاہ دھبے کو صاف کرنے کی ذمہ داری اَب پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت اور اِن دنوں ملک پر برسرِ اقتدار رہنے کے باعث اِس کے حکمرانوں پر ہی عائد ہوتی ہے کہ وہ ملک میں آنے والے اِس تباہ کن سیلاب کی تباہ کاریوں کا کس طرح مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے پچھلے دو سالوں کی ناقص کارکردگی کا ازالہ کرتے ہوئے عوام الناس سمیت عالمی سطح پر اپنا کھویا ہوا

وقار کس طرح بحال کرتے ہیں۔اور اپنی سابقہ روایات اور کارکردگی پر قائم رہتے ہوئے اپنی ساکھ کو عوام میں کس طرح برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ شائد اِس ہی فکر اور سوچ کے باعث گزشتہ جمعہ کو صدارتی کیمپ آفس بلاول ہاؤس میں صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے ملک میں سیلاب کے بعد ہونے والی تباہ کاری اور اپنے دورِ حکومت کی دو سالہ کارکردگی پر اخبارات کے مدیران اور الیکٹرانک میڈیا کے اینکر پرسنز سے خصوصی ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے اپنے مخصوص لب ولہجے میں کہا کہ پاکستان کو اِس وقت بڑی قدرتی آفت کا سامنا ہے سیلاب متاثرین کی فوری بحالی حکومت کے لئے بڑا چیلنج ہے بیشک صدر محترم ! متاثرین سیلاب کی بحالی نہ صرف حکومت بلکہ وطنِ عزیز کے ایک ایک فرد کے لئے بھی ایک بڑا چیلنج ہے جس کے لئے ہر محب وطن پاکستانی کو اپنی اپنی زمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنی ہوگی اور اگر اَب بھی ہماری قوم نے اپنے اتحاد و یگانگت اور ملی جذبے کا ثبوت نہ دیا تو پھر کوئی شک نہیں کہ یہی پریشان حال لوگ جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق کم و بیش دو کروڑ ہے وہ اپنی زبو حالی کے باعث ملک میں کسی انقلاب اور دائمی تبدیلی کا علم اٹھائے نکل کھڑے ہوں گے اور پھر وہی کچھ ہوگا جس کی جانب ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین ڈنکے کی چوٹ پر اِن دنوں اپنے خطابات میں برملا اظہارِ خیال کررہے ہیں اور ایسے ہی کسی انقلاب .... ؟؟؟ جیسے خونی انقلاب کی جانب پچھلے دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف کے بھائی وزیراعلیٰ

پنجاب شہباز شریف بھی اشارہ کر چکے ہیں اگر ایسا کوئی انقلاب ملک میں آگیا تو پھر سوچیں کیا ہوگا.....؟؟اور اِس کے ساتھ ہی صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے اِس موقع پر یہ بھی کہا کہ اگر حکومت اِس موقع پر عوامی توقعات پر پورا نہیں اُتری تو اِس کا اثر آئندہ انتخابات پر بھی ہوسکتا ہے۔ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری نے اپنے دل کی اتنی سے بات کہنے کے لئے بہت دیر کردی ہے اگر اُنہیں اخبارات کے مدیران اور الیکٹرانک ڈنکر پرسنز سے یہ ہی کچھ کہنا تھا اور اِنہیں اپنی انتخابی مہم کے لئے اپنا ہم خیال بنانا ہی تھا تو اُنھوں نے ملک میں آنے والے اِس تباہ کن سیلاب کا انتظار کیوں کیا....؟؟ اگر اِنہیں عوامی توقعات کی اتنی ہی فکر ہے تو جنابِ صدر! عوام کو آپ کی حکومت سے اُس وقت ہی ہر قسم کی اچھی توقعات ختم ہوگئی تھیں جب آپ کی جمہوری حکومت کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ایوان میں اپنے اعتماد کا ووٹ لینے اور بحیثیت وزیراعظم کا حلف اٹھانے کے بعد اراکین اسمبلی اور پاکستانی قوم سے خطاب کے دوران کہا تھا کہ ہماری اوّلین ترجیحی یہ ہوگی کہ ہم اقتدار سنبھالنے کے بعد سو دن کے اندار ملک کی سترہ کروڑ عوام کو ملک سے مہنگائی،

بیروزگاری، توانائی کے بحران اور کرپشن کے خاتمے سمیت ہر معاملات زندگی میں مثالی ریلیف دیں گے جس کا وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنے وزیراعظم بننے کی خوشی میں شدتِ جذبات میں وعدہ بھی کیا تھا مگر افسوس کہ آپ کے وزیراعظم اور آپ کی حکومت کا عوام سے کیا

گیا یہ وعدہ صرف وعدہ ہی رہ گیا اور یوں تب سے عوام آپ اور آپ کے وزیرِاعظم اور آپ کی حکومت سے .بری طرح سے مایوس ہوگئے تھے کیوں کہ تب ہی سے اِن کے کے حصے میں بے لگام مہنگائی، بھوک و افلاس اور تنگدستی کے سوا اور کچھ نہیں آیا اور اَب رہی سہی کسر سیلاب کی تباہ کاریوں نے پوری کر دی ہے۔ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ دراصل بات یہ ہے کہ حکومت کو اپنا اقتدار سنبھالتے ہی اپنی ناقص کارکردگی کا بھی احساس ہوچکا تھا اور اِسے یہ بھی معلوم تھا کہ اِس کے ساتھ جو ٹیم (کچن کابینہ کی شکل میں) ہے وہ بھی بس ایسی ہی جیسے صرف دیکھا جاسکتا ہے مگر اِس سے کام لینا مشکل ہوگا جو بعد میں حکومت کے لئے پریشانیاں پیدا کرنے کی باعث ہوگی اور آج اِس کا اندازہ اِس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ موجودہ حکومت کی کارکردگی اِس ہی لحاظ سے عوام کی نظر میں اطمینان بخش نہیں ہے جس طرح اِس ہی پی پی پی کے سابقہ دورِ حکومتوں میں اراکین پارلیمنٹ کی رہا کرتی تھی۔ بہرکیف ! اَب کیا ہوسکتا ہے موجودہ حکومت اللہ اللہ کرکے اپنے دو اڑھائی سال گزار چکی ہے اور باقی کے ابھی گزارنے باقی ہیں ایسے میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت کو آئندہ کے سالوں میں اپنے کارکردگی بہتر بنانے اور عوام میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کا موقع دیا جائے۔ اور عوامی سطح سے لے کر اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے لئنکرپرسنز بھی اَب اِس حکومت کے پچھلے دو اڑھائی سالہ کارناموں اور سیلاب سے پیدا ہونے والی موجودہ صُورتِ حال پر اِسے کھلم کھلا اپنی تنقیدوں کا

نشانہ بنانے کے بجائے اِن پر خاموشی اختیار کرکے پردہ ڈالنے کی کوشش کریں اور عوام کو وہ بتائیں جیسا حکمران چاہتے ہیں۔ ویسے یہ بات تو حقیقت ہے کہ اَب اخبارات اور الیکڑانک میڈیا پر سبز عوام کو حکومت سے متعلق کچھ نہ بھی بتائیں اور حکومت پر جا بجا اپنی تنقیدوں کا سلسلہ بھی بند کردیں تو بھی عوام کو حکومت پر ایک رتّی.برابر بھی اچھائی کا گمان نہیں ہوگا۔ اور بات رہی آئندہ انتخابات میں عوام سے ووٹ لینے کی تو پی پی پی کی قیادت یہ بھول جائے کہ عوام اِس کی موجودہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے نہ صرف اِیسے بلکہ پی ایم ایل (ن) و(ق) اور (عوامی) سمیت کسی بھی مذہبی جماعت یا اے این پی کو (اَب دوبارہ اقتدار میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ عوام سب کو آزما چکے ہیں۔ (ختم شد

سُن بابا سُن......؟

حکومت اور حکمرانوں کے لئے ایک مثال.... صرف ایک خاتون نے سندھ ہائے وے بلاک کردی کیوں.....؟؟؟؟

وزیر خزانہ کا عندیہ ! 2 ماہ بعد سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی ایک بڑا مسئلہ ہوگی.........

سُن بابا سُن ! یہ تو سُن جو شائد حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے ایک دھچکا ثابت ہو کہ وہ ذرا اِس سے سنبھل جائیں اور اَب سے ہی پوری طرح سے متحرک ہو کر ملک اور قوم کو سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد اِن کی تعمیر نو میں لگ جائیں تو ٹھیک ورنہ پھر ملک میں وہی ہوگا جس کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ ایک خبر جس کے مطابق ایک بڑے امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کا ایک کارندے نے جو اِن دنوں پاکستان میں سیلاب سے پیدا ہونے والی صُورت حال کے حوالے سے اِس کی کوریج کے لئے اپنے ادارے کے لئے کام کر رہا ہے اور اِن دنوں سیلابی پانی کے ریلے کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا سندھ تک پہنچ چکا ہے اور اِن دنوں یہ بھی سندھ کے ایک علاقے ٹھٹھ میں موجود ہے اور اِس نے یہاں کے حالات کے حوالے سے اپنی ایک رپورٹ تیار کی ہے جس میں وہ سیاسی مبصرین کا حوالہ دیتے ہوئے واضح طور پر اِس جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ پاکستان

کی پہلے سے سنگین معاشی اور سیکورٹی مسائل کا شکار حکومت شائد اپنے یہاں آنے والے تاریخ کے اِس بدترین سیلاب کی طویل مشکلات اور سماجی شورش کے باعث اگر یہ حکومت عوامی توقعات پر پوری نہ اُتر سکی تو یہ حکومت برقرار نہ رہ سکے۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اِس امریکی اخبار نیو یارک ٹائمز کے اِس نامہ نگار کی اِس رپورٹ سے ملک کے 95 فیصد عوام بھی متفق ہونگے کہ جن کا خدشہ ہے کہ اگر موجودہ حکومت نے اِن حالات میں بھی عوامی ضرورتوں کا خیال نہ کیا تو یہ حکومت اِسی بنا پر برقرار نہیں رہ سکتی اور ملک سے سیلاب کے خاتمے کے بعد جو صُورت حال پیدا ہوگی اِس کا سامنا کرنا نہ صرف حکمرانوں کے لئے ایک امتحان ثابت ہوگا بلکہ وہ صُورتِ حال ہر پاکستانی کے لئے بھی ایک کڑی آزمائش ہوگی اور اگر اُن حالات میں حکمرانوں نے اپنی دانش سے کام لیا تو ممکن ہے کہ وہ عوامی ردِ عمل کو سنبھال سکیں ورنہ اِن کے لئے عوام سے مقابلہ کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

اور میں یہاں یہ بھی حکمرانوں کو باور کراتا چلوں کہ وہ اُس عوامی ردِ عمل کی صورت میں ملک میں آئندہ آنے والے حالات کی سنگینی کا اندازہ اِس واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں کہ جنوبی سندھ میں گزشتہ منگل کو سیلاب سے متاثرہ صرف

ایک خاتون حکومت کی جانب سے متاثرین سیلاب کے لئے کئے گئے حکومتی اقدامات کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے 20 سے 25 منٹ تک ہائے وے بلاک کرکے بیٹھی رہی تاوقت کہ اِسے پولیس حکومتی امداد کی مکمل یقین دہانی کرانے کے بعد اِسے ہائی وے سے ہٹانے میں کامیاب ہوئی تو اِس مقام پر ٹریفک کی آمدورفت بحال ہوئی اور اَب اگر حکمران اِس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے سوچیں کہ جب متاثرین سیلاب میں سے صرف ایک خاتون نکل کر اکیلے ہی ہائی وے بلاک کر سکتی تو جب دو کروڑ متاثرین سیلاب حکومتی اقدامات کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو حکومت اور حکمرانوں کا کیا بنے گا....؟؟؟

اگرچہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے حکومت کے مستقبل کے حوالے سے ملک کے اندر اور بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہونے والے اُن تمام خدشات کو یکسر رد کردیا ہےاور مالیاتی اداروں کے سربراہان کو ہدایات جاری کرتے ہوئے دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ سیلاب اور سیاسی صُورت حال سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور فلڈ بانڈ کے فوری اجرا اور متاثرہ علاقوں کی بحالی کے لئے ترقیاتی منصوبے بنائیں جائیں... صدر کے اِس بیان کے بعد قوم کو یقین ہو جانا چاہئے کہ اَب ضرور کچھ نہ کچھ ہے.....؟ جس پر صدر نے یہ کہا ہے کہ سیلاب اور سیاسی صُورتِ حال سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے....؟؟؟؟اور یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کے بعد اَب کسی کو کوئی تبصرہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں

رہ جاتی کہ اَب کوئی اپنا تبصرہ کرے کیونکہ ہمارے یہاں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ جب حکمران جماعت کا صدر یا کوئی بھی یہ کہے کہ حکومت کو کوئی خطرہ نہیں تو اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو خطرہ ہے اور وہ حالتِ نزع میں ہے جو ابھی گئی کہ جب گئی..... مگر اِس کے باوجود بھی ہماری دعا تو یہ ہے کہ یہ جمہوری حکومت اپنی مدت پوری کرے مگر عوامی توقعات پر پورا اُترتے ہوئے اور اِن کے مسائل کو حل کرتے ہوئے یہ حکومت ملکی تاریخ میں کسی نئے باب کا اضافہ کرجائے مگر ایک ہماری اکیلی دعا سے کیا ہوتا ہے جب ملک کے 95 سے 99 فیصد عوام یہ چاہتے ہیں کہ یہ حکومت جلد از جلد جائے کیونکہ یہ حکومت ابھی تک عوام سے اپنے کئے گئے وعدوں پر پورا نہیں اُتر سکی ہے۔

اُدھر اِن حالات میں کہ جب حکومت پہلے ہی مشکلات کا شکار ہے وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے بھی سیاسی اور عسکری قیادت پر واضح کرتے ہوئے ایک بم یہ کہہ کر گرا دیا ہے کہ 2 ماہ بعد سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے لئے پیسے نہیں ہونگے اور اِس حوالے سے اُنھوں نے یہ مؤقف اختیار کرتے ہوئے واضح کیا کہ گزشتہ چند سال کے دوران قومی معیشت کے حوالے سے غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔اِن کا کہنا ہے کہ معیشت کو تباہی سے بچانے کے لئے ہر حال میں سول اور فوجی حکام کو مالیاتی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ اِن کا

یہ بھی کہنا ہے کہ عالمی اداروں کے ساتھ کئے گئے وعدے نبھانا حکومت کے لئے مشکل ہوگیا ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ اَب ملک میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کے لئے حکومت پر عالمی عدم اعتماد کے باعث امداد بھی اِس کی توقعات سے کہیں کم ملی ہے اِس لحاظ سے متاثرین سیلاب کو شدید مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جس کے لئے آئندہ بہت مشکل اور کٹھن فیصلے بھی حکومت کو کرنے ہوں گے اور اِن فیصلوں کو عوام کو ہر حال میں برداشت کرنا ہوگا۔ یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس ساری صُورت حال کی ذمہ دار بھی ہماری یہی حکومت اور ہمارے حکمران ہیں جو اپنے دو سالہ دورِ اقتدار میں خوابِ خرگوش میں پڑے رہے اور اِنھوں نے اپنے تئیں ملک کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے کوئی منصوبہ تیار نہیں کیا اور اُس ہی ڈگر پر چلتے رہے جس پر اِس سے پہلے والی حکومت اور حکمران چل رہے تھے۔

بہرکیف ! یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں آنے والے تاریخ کے اِس تباہ کُن اور بدترین سیلاب نے جہاں کروڑوں افراد کو اپنی تباہ کاریوں سے متاثر کیا ہے تو وہیں اِس کی ہولناکی سے اِس کی زد میں آنے والے بہت سے حکومتی ادارے بھی محفوظ نہ رہ سکے جن کی بحالی اور تعمیر نو کے لئے حکومتی سطح پر جنگی بنیادوں پر اقدامات اور منصوبہ کی جارہی ہے تو وہیں اِن سے متعلق یہ بھی خیال کیا جارہا ہے کہ اِن حکومتی اقدامات اور منصوبہ بندیوں کو عملی جامہ

پہنانے کے لئے کئی ماہ اور سال بھی لگ سکتے ہیں۔ اور اِس سارے عرصے کے دوران ملک اور قوم کو جن کٹھن آزمائشوں سے گزرنا ہوگا اِس کا تصور کرتے ہی رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اِس بات کا اشارہ ہے کہ آنے والے دن، ہفتے، ماہ اور سال میں پاکستانی عوام کو کئی چیلنجوں اور امتحانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ سیلاب نے ملک کے طولُ ارض میں جو تباہی مچائی ہے اُس سے حکومتی چولیں ہل کر رہ گئیں ہیں اور حکومت اِس کا اقرار بھلے سے خود نہ کرے مگر کہا جارہا ہے کہ حکومت ملک میں سیلاب کے بعد پیدا شدہ حالات اور سیاسی صُورتِ حال سے شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہے کہ ایک طرف سیلابی تباہ کاریاں ہیں تو دوسری طرف ملک کے سیاسی اور سماجی وہ ابتر حالات ہیں جس کا حکومت کو ہر سطح پر سامنا ہے تو وہیں ملک کی پہلے سے زبوحالی کا شکار وہ ملکی معیشت ہے جو گزشتہ دو اڑھائی سال سے حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندیوں کے باعث بُری طرح سے تباہ ہوچکی ہے اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ ملک میں آنے والے صدی کے اِس تباہ کُن سیلاب نے ملکی معیشت کو بھی ایک ایسا شدید دھچکا لگا دیا ہے کہ یہ منہ کے بل گر چکی ہے جس کو سہارا دینے اور سنبھالنے کے لئے حکومت ابھی تک غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہے۔

تاہم یہ حقیقت ہے کہ حکومت اپنی زبوحال معیشت کے باوجود متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے بین الاقوامی برادری کی جانب سے ملنے والی امداد اور کچھ اپنے ملکی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اِن کی بحالی کے لئے اپنے منصوبے بنارہی ہے مگر دوسری طرف یہ بھی عام خیال کیا جارہا ہے کہ یہ حکومتی منصوبے اتنے کارآمد نہیں کہ تباہ حال متاثرین سیلاب کو اِن سے طویل مدتی ریلیف حاصل ہوسکے کیونکہ حکومت نے ابھی تک کوئی ایسا جامع منصوبہ نہیں بنایا ہے کہ جس پر متاثرین سیلاب اور عالمی برادری کو یہ اطمینان اور اعتماد ہوسکے کہ حکومت متاثرین سیلاب کے لئے جتنا کچھ کررہی ہے وہ اِس میں پوری طرح سے مخلص ہے۔ بہرحال ! یہ امر حکمرانوں اور سیاستدانوں بڑی حدتک قابل توجہ ضرور ہے کہ حکومت کے لئے متاثرین سیلاب کی جلد بحالی اور اِن کی واپسی کا مسئلہ ایک بڑا چیلنج اختیار کرگیا ہے جس کے لئے اِنہیں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر سُرخرو کرنا ہوگا۔ قوم کا خیال یہ ہے کہ شائد جس کے لئے ہماری حکومت، حکمران اور سیاستدان اَب تک خود کو تیار نہیں کرسکے ہیں.... کیوں اِس کی آخر کیا وجہ ہے....؟؟ جو کوئی اَب ملک اور قوم کو اِس مشکل گھڑی سے نکالنے کے لئے خود کو پیش کرنے کو تیار نہیں ہے۔

انتہا پسند ضدی عیسائی دہشت گرد پادری کو امریکا لگام دے ورنہ

امریکی سانحہ نائن الیون اور انتہاپسند دہشت گرد عیسائیوں کی قرآن پاک جلانے کی سازش.....؟؟؟؟

11 ستمبر کو ایک انتہا پسند دہشت گرد عیسائی پادری کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے جیسے اعلان کے خلاف امریکا اور عیسائی برادری نے رسمی طور پر اِس کی مخالفت کی ہے مگر اُمت مسلمہ کا ساری دنیا سے یہ مطالبہ ہے کہ امریکا کو اپنے اِس ضدی اور ہٹ دھرم عیسائی دہشت گرد پادری کو لگام دینے کے لئے انتہائی سخت ترین قدامات کرنے ہوں گے جس نے 11 ستمبر کو قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کی ناپاک سازش تیار کی ہے اور امریکا کی طرف سے اِس سازش کے عیاں ہونے پر اِس کی صرف پُرزور مذمت کرنے سے کام نہیں چلے گا کہ جب تک امریکا ساری مسلم امہ کے سامنے اپنے اِس انتہا پسند دہشت گرد پادری کو کڑی سے کڑی سزا نہ دے جس نے قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کی سازش تیار کی ہے اور جس کی وجہ سے عالم اِسلام کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے اور آج یہ سراپا احتجاج ہے اور امت مسلمہ امریکا سمیت ساری دنیا پر یہ بات واضح کررہی ہے کہ اگر امریکا نے اپنے اِس انتہا پسند ضدی عیسائی دہشت گرد پادری کو سزا نہیں دی جس نے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کا منصوبہ

بنایا ہے تو امت مسلمہ اِس عیسائی دہشت گرد کو خود کڑی سے کڑی سزا دے گی۔ اور اِسے نشانِ عبرت بنا دے گی تاکہ آئندہ پھر کوئی عیسائی دہشت گرد مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید کی بے حرمتی کرنے کی سازش تو کیا.... ؟؟ایسا سوچنے کا بھی ارادہ نہ کرے۔ عالم اِسلام کے لئے ایک ایسی انتہائی اور قابلِ توجہ خبر جس نے انتہا پسندی کی غلاظت میں لپٹی عیسائیت کے تعصب کی وجہ سے مسلمانوں کو سراپا احتجاج بنا دیا ہے وہ "امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک انتہا پسند اور مسلمانوں سے شدید تعصب رکھنے والے پادری ٹیری جونز سے متعلق ہے جس کے مطابق اِس پادری نے ڈنکے کی چوٹ پہ 11ستمبر کو سانحہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی برسی کے موقع پر قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے کا اعلان کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس پادری نے امریکی عوام سے بھی پرزور اپیل کی ہے کہ وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار کے لئے 11 ستمبر کو "جلاؤ گھیراؤ دن" منانے کا اقدام کریں اور اِس کے ساتھ ہی اِس ناپاک عیسائی دہشت گرد اور خدا کی زمین پر فساد برپا کرنے کی ناپاک سازش تیار کرنے اور دنیا کو صلیبی جنگ میں جھونکنے والے اِس بدمعاش اور شیطان فطرت پادری نے اُمت مسلمہ پر یہ بھی الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام غیر مسلموں کے قتل کا حکم دیتا ہے اور ٹریڈ ورلڈ کا سانحہ مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکامات کی تعمیل میں کیا ہے۔

اِس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس عیسائی دہشت گرد کے بے بنیاد نظریئے اور مفروضے کے خلاف آج اگر اُمت مسلمہ سراپا احتجاج ہے تو اِس کے دنیا بھر میں ہونے والے احتجاجوں کو کسی کے مائی کے لال میں دم نہیں کہ وہ روک سکے اور اِس عیسائی دہشت گرد کی حرکت پر مسلم امہ کے احتجاج کو تنقید کا نشانہ بنائے۔ اور اِس انتہا پسند دہشت گرد عیسائی پادری کے گھناؤنے فعل کی حمایت کرے تو ایسے شخص کو بھی اُمت مسلمہ سبق سکھانے کا اپنا حق محفوظ رکھتی ہے۔ کیونکہ آج ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ جس کسی نے بھی دنیا کے کسی کونے میں امریکی مفادات کے خلاف کام کیا تو امریکا نے اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس شخص کو اپنے ملک میں لاکر اپنے قوانین کے مطابق سزا دی ہے اور اَب جب کہ میں اور آپ سمیت پوری مسلم امہ یہ بات بھی اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ یہی امریکا جو گیارہ ستمبر کو اپنے یہاں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے پادری کے اعلان پر خاموشی کیوں اختیار کئے ہوئے ہے جبکہ دوسری طرف یہی امریکا ہے کہ جو محض قیاس آرائیوں پر مسلمانوں کو انتہا پسند قرار دے کر ساری دنیا میں اِن کے قتل کے لئے طرح طرح کی سازشیں تیار کر رہا ہے اور کرتا رہتا ہے مگر کیا وجہ ہے کہ امریکا اپنے اِس ضدی اور انتہا پسند عیسائی دہشت گرد پادری کو مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید کی کھلم کھلا بے حرمتی کرنے اور کرانے جیسے اعلان کے بعد اِسے لگام دینے سے بھی کیوں قاصر ہے ...؟؟؟اِس موقع پر عالم اسلام کا یہ احتجاج کرنا درست ہے

کہ امریکا اپنے اِس انتہا پسند عیسائی دہشت گرد پادری کو بھی مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کی سازش تیار کرنے پر اسے سزا دے بلکہ اِس دہشت گرد پادری کو مسلم امہ کے حوالے کرے تاکہ اُمت مسلمہ اِس انتہا پسند عیسائی پادری کو اپنے مذہبی قوانین کی روشنی میں سزا دے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج دہشت گرد عیسائی پادری نائن الیون کے جس واقعہ کی برسی کے موقع پر قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کا منصوبہ بنا چکا ہے تو دوسری طرف خود امریکی بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ سانحہ نائن الیون کے پیچھے مسلمان نہیں بلکہ وہ اسرائیلی یہودیوں کی وہ تنظیم شامل ہے جو پورے امریکا پر قبضہ کرنے اور امریکا پر اپنی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے اور اِس کا اظہار خود امریکیوں کے اپنے ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ استاذہ اور عوام بھی کرچکے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ سانحہ 11/9 کی سازش امریکیوں اور یہودیوں کی اپنی ہی تیار کردہ تھی اور اِس سارے واقعہ کے پس پردہ انتہا پسند اور دہشت گرد عیسائیت اور یہودیت کی اپنی کارستانی ہے جس کو جواز بنا کر اِن بدمعاشوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی ناپاک سازش تیار کی ہے۔ اَب امت مسلمہ یہ بھی سوچ کہ ایسے وقت میں کہ جب مسلمانوں کی جانب سے مسلسل عفوودرگزر کے مظاہرے کے باوجود پادری کے روپ میں عیسائی دہشت گرد اور معتصب پادری نے 11 ستمبر کو قرآن کریم کی بے حرمتی کا پروگرام بنا کر دنیا کو

آگ اور خون میں جھونکنے کی تیار کرلی ہے تو اَب اِس پادری کی اِس حرکت کو روکنے کے لئے امت مسلمہ کا احتجاج کرنا حق بجانب ہوگا کہ عالم اسلام اِس عیسائی دہشت گرد کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور امریکا کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کردے کیونکہ یہ امت مسلمہ کو زیب دیتا ہے کہ وہ اِس پادری کے ہاتھوں قرآن کریم کی بے حرمتی ہونے سے قبل اِس کی حفاظت کے لئے امریکا سمیت پوری دنیا میں امریکا اور اِس پادری کے خلاف اپنا احتجاج جاری رکھے اور قرآن کریم کو بے حرمتی سے بچائے۔ (ختم شد)

وزیراعظم کیا واقعی! وطن واپسی پر چیف جسٹس مشرف کا استقبال کریں گے..؟

قوم خود فیصلہ کرے.....

اِسے موجودہ حالات میں آصف زرداری، یوسف رضا، پرویز مشرف یا کوئی جرنل چاہئے.....

واشنگٹن میں ایک پاکستانی نجی ٹی وی کے پروگرام ٹیلی تھون کے دوران ملک کے سابق صدر پرویز مشرف نے مختلف کالز سے گفتگو کرتے ہوئے متعدد بار برملا یہ کہا کہ میں وطن واپس جاکر انتخابات میں حصہ لوں گا اور اِس کے ساتھ ہی پرویز مشرف نے اُمید ظاہر کرتے ہوئے قوم کو یہ بھی واضح کیا کہ میں ماضی کے متعدد ساتھیوں سے اَب بھی رابطے میں ہوں اور توقع ہے کہ میرے یہ ساتھی آئندہ بھی میرا اُسی طرح سے ساتھ دیں گے جیسے یہ ماضی میں دیا کرتے تھے ہاں البتہ اُنہوں نے موجودہ حکمرانوں کو اپنے مخصوص لب و لہجہ میں تنبیہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ ملک میں آنے والے اپنی تاریخ کے انتہائی تباہ کن سیلاب سے مصیبت میں گھری عوام کی مدد کے لئے اپنی ذمہ داری پوری طرح سے انجام دیں ورنہ اِس کے انتہائی بھیانک نتائج برآمد ہوں گے۔

یہاں مجھ سمیت بہت سے پاکستانیوں کا یہ خیال ہے کہ یہ اِن کی ملک اور قوم

کے ساتھ حب الوطنی کا جذبہ ہی تو ہے کہ یہ سات سمندر پار رہ کر بھی ملک اور قوم کے لئے اپنے سینے میں تڑپ رکھے ہوئے ہیں اور اپنے وطن واپس آکر آئندہ ملک میں ہونے والے انتخابات میں حصہ لے کر ملک اور قوم کی خدمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یوں اِن کے اِسی جذبہ حب الوطنی سے شائد خائف ہو کر ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اِس کا جواب گزشتہ دنوں میڈیا سے بلاتکلف گفتگو کرتے ہوئے کچھ یوں دیا ہے کہ پرویز مشرف پر کئی مقدمات ہیں وہ جب بھی وطن واپس آئے چیف جسٹس اِن کا"استقبال "کریں گے۔ مگر وزیراعظم نے یہ واضح نہیں کیا کہ پرویز مشرف کا استقبال چیف جسٹس ہی کیوں کریں گے....؟؟ صدر زرادی یا وزیراعظم آپ کیوں نہیں کریں گے....؟اِس موقع پر قوم یہ سمجھتی ہے کہ پرویز مشرف بے گناہ ہیں اور اِن پر کوئی ایک مقدمہ بھی درج کہیں نہیں ہے تو پھر چیف جسٹس اِن کا استقبال کیوں کریں گے....اور کن معنوں میں وہ کریں گے....؟؟ اور اِس سے قبل وہ کتنی شخصیات کا استقبال کر چکے ہیں جو وہ اَب مسٹر پرویز مشرف کا استقبال کریں گے...؟؟اور ہاں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی قوم آج آپ سمیت آپ کی حکومت سے بھی یہ سوال کرتی ہے کہ اگر پرویز مشرف پر کئی مقدمات ہیں....؟؟؟ تو جناب وزیراعظم صاحب ! مشرف اپنا اقتدار چھوڑنے کے ڈیڑھ دو ماہ تک تو ملک ہی میں رہے اُنہیں آپ اور آپ کی حکومت نے گرفتار کرنے کے بجائے ملک کے ایک بڑے اعزاز گارڈ آف آنرز سے نوازنے کے بعد اِنہیں ملک سے کیوں رخصت کیا تھا....؟؟؟اِس کا جواب کیا آپ

یا آپ کی حکومت کے اراکین میں سے کوئی دے سکتا ہے کہ آپ نے اور آپ کی حکومت نے اُس وقت ایسا کیوں کیا...؟اور اَب آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ مشرف کی وطن واپسی پر چیف جسٹس اُن کا استقبال کریں گے.....؟؟؟؟؟اور اِس کے ساتھ ہی قوم اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ معاف کیجئے گا! جنابِ اعلیٰ !جب ایسا ممکن ہوگیا تو پھر جو لوگ مشرف کا استقبال کریں گے وہی آپ کو الوداع بھی کہہ سکتے ہیں یہ بھی تو ذرا سوچ لیں........!!

بہر حال ! ہماری ملکی تاریخ میں سابق صدر پرویز مشرف ایک ایسے صدر گزرے ہیں جن کے ملک اور قوم کے لئے کئے گئے سوائے چند ایک غیر ضروری اقدامات کے حوالے سے اِنہیں ساری پاکستانی قوم ایک آمر حکمران کی حیثیت سے جانتی ہے مگر دوسری طرف شائد وہ یہ بھی بھول چکی ہے کہ اِن کے زیادہ تر کام ملک اور ملت کے لئے بہتر بلکہ میں تو یہاں یہ کہوں گا کہ بہت ہی بہتر) رہے ہیں جن کی تفصیل میں یہاں جانے (کی کوئی اتنی خاص ضرورت نہیں ... کیونکہ ملک کے اندر اور بیرون ملک بھی یہ تو سب ہی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پرویز مشرف کے کونسے کارنامے ملک اور قوم کے مفادات بھی تھے اور اِن کے کئے گئے وہ کون سے چند ایک کارنامے ایسے تھے کہ جنہیں قوم کسی کے ورغلانے میں برا تصور کئے بیٹھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ پرویز مشرف کے وہ کام جنہیں پاکستانی قوم آج بھی بُرا سمجھتی ہے شائد وہ کارنامے بھی خالصتاً وطن عزیز پاکستان اور اِس

کے عوام کے لئے کارآمد ہیں سوائے اِس کے کہ پرویز مشرف نے اپنے نو سالہ دورِ اقتدار میں امریکیوں کے دباؤ میں آکر سانحہ لال مسجد کو جنم دیا اور پھر اِسی طرح اِنھوں نے قوم کی ایک عظیم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو پکڑا کر امریکیوں کے حوالے جس طرح سے کیا اِن کا یہ گھناؤنا کارنامہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا اور یوں اِن کے اِن اعمالوں نے ہی اِن کے ملک اور قوم کے لئے کئے گئے اور دوسرے سارے اچھے کارناموں پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے اور قوم نے اِسی وجہ سے اِن سے شدید نفرت کا اظہار کرنا شروع کردیا یوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور لال مسجد پر شبِ خون مارے جانے کے حوالوں سے قوم کا اِن سے شدید نفرت کا اظہار آج بھی شدت سے محسوس کیا جاسکتا ہے کیونکہ پرویز مشرف آج تک اپنے اوپر لگنے والے اِن الزامات کا عوامی فورم پر کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے ہیں اور یہ عوام کے سامنے یہ بھی واضح نہیں کرسکے ہیں کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے معاملے میں اِن کا کتنا عمل دخل رہا تھا....؟؟ اگر یہ اپنی صفائی میں پہلے ہی کچھ کہے دیتے تو ممکن تھا کہ عوام میں آج ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور لال مسجد کے حوالوں سے اِن سے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئیں یا پیدا ہوئیں ہیں وہ ختم ہوچکی ہوتیں جس میں پرویز مشرف اول روز ہی سے ناکام رہے ہیں اور اِس طرح اِن کے مخالفین اِن پر ایک الزام یہ بھی لگاتے نہیں تھکتے ہیں کہ پرویز مشرف نے سانحہ نائن الیون کے بعد امریکی صدر کی صرف ایک فون کال پر اِس کے آگے جھک جانے کے بعد جو فعلِ شنیع گئے

اور اِس کے ہر الٹے سیدھے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جو عزم کیا اِس کا خمیازہ بھی آج تک پاکستانی قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے اور خدا جانے کب تک قوم اِس عذاب میں مبتلا رہے.....؟؟ اِس حوالے سے ایک بڑا سوال قوم کے ذہن میں ہے کہ پرویز مشرف کی اُس وقت ایسی کیا مجبوری تھی کہ اِنہیں اُس وقت کے امریکی صدر کی ایک فون کال پر اپنا سب کچھ داؤ پر لگانا پڑ گیا تھا....؟؟ قوم آج بھی اِن سے اپنے اِس سوال کا مفصل اور تسلی بخش جواب چاہتی ہے اور اَب دیکھتے یہ ہیں کہ پرویز مشرف اپنی قوم کو مندرجہ بالا واقعات کے حوالوں سے پیدا ہونے والے سوالات کا کتنا تسلی بخش جواب دے پاتے ہیں اور قوم کو پوری طرح مطمئن کرکے اِسے اپنا کتنا گرویدہ بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں....؟؟؟ اَب یہ اِن پر ڈیپینڈ ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اوپر لگنے والے الزامات کے سیاہ ترین دھبوں کو کس طرح سے دھوتے ہیں اور اپنی قوم کے سامنے سُرخرو ہو کر دوبارہ اِن میں آکر اپنا کھویا ہوا وقار بحال کراتے ہیں۔

بہر کیف یہاں سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ پرویز مشرف ایک آمر حکمران کیسے ہو سکتے ہیں.... کہ ساری پاکستانی قوم اور دنیا نے یہ بھی خود سے دیکھا کہ جب تک یہ وردی اور بغیر وردی (سول) صدر کی حیثیت سے مملکت خداداد پر اپنی حکمرانی کرتے رہے تو اِس دوران بھی اِن کی سوچ اور فکر سے کہیں سے آمریت کی

ایک بوند بھی نہ ٹپکی تھی تو پھر یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کے تیسرے جابر فاسق اور فاجر ایک انتہائی طاقتور ترین آمر صدر کیسے ہو سکتے ہیں ....؟؟ جن کا ہر قدم ملک اور ملت کے روشن مستقبل اور قوم کی بہتری کے لئے اٹھا کرتا تھا۔ یقیناً یہ اُن لوگوں کی سازش ہے جن کے ہاتھوں سے پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1997 کو ایک ڈرامائی انداز سے اِن کا اقتدار چھینا تھا اور تب سے ہی اِن لوگوں کی آنکھ میں پرویز مشرف چبھنے لگے تھے جبکہ پرویز مشرف نے جس دن سے اِن اقتدار کے پجاریوں کے ہاتھوں سے حکومت چھین کر ہمارے اِس پیارے وطن پاکستان پر اپنا اقتدار قائم کیا تو اُس روز سے ہی اِن کی ملک اور قوم کی بہتری اور اِن کے تابناک مستقبل کے حوالے سے ایک ایسی سوچ بن گئی تھی اور یہ اپنے اقتدار کے آخر روز تک اپنی اِس ہی سوچ کو عملیت پسندی اور حقیقت پسندی کا جامع نمونہ بنانے کے لئے مصروف عمل دکھائی دیئے جنھوں نے ہمیشہ یہ نعرہ لگایا پہلے پاکستان پھر کوئی دوسرا ...اور پھر پاکستانی قوم سمیت دنیا نے بھی خود دیکھا کہ ملک کے اِس ہی سابق صدر پرویز مشرف جسے پاکستانی قوم کسی کے بہکاوے میں آج بھی ایک آمر حکمران گردانتی ہے اِس ہی صدر نے اپنے دورِ اقتدار میں ملک اور قوم کا وقار ساری دنیا میں بلند سے بلند تر کردیا جس کا مقابلہ آج یہ جمہوری حکومت بھی نہیں کرسکتی۔

اور آج یہی وجہ ہے کہ دیارِ غیر میں رہ کر بھی ملک کے سابق صدر پرویز مشرف اپنے وطن میں آنے والے تاریخ کے اِس انتہائی خطرناک ترین سیلاب کی تباہ کاریوں پر چین سے نہیں بیٹھے ہیں اِن کا ایک ایک لمحہ اِنہیں بے قرار کئے ہوئے ہے کہ وہ کب اپنے ملک پاکستان واپس آئیں اور اپنی خدمات سیلاب میں گھری ہوئی قوم کے لئے پیش کر کے اپنی قوم کو اِس قدرتی آفت سے نکالیں اور ملک کی تعمیرِ نو میں حصہ لیں اِن کا ملک اور قوم سے حب الوطنی کا یہی جذبہ تو ہے کہ اپنے ہم وطنوں کے لئے اِنہوں نے پہلے ایک کروڑ ڈالر کی امداد دی اور پھر گزشتہ دنوں اِنہوں (پرویز مشرف) نے نجی ٹی وی پر سیلاب زدگان کے لئے ایک امدادی پروگرام ٹیلی تھون میں صرف چار گھنٹے کے دوران 26 کروڑ روپے اپنے ہم وطن متاثرین سیلاب کی امداد کے لئے جمع کئے جو اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ دنیا بھر میں آج بھی لوگ پرویز مشرف کو چاہنے والے موجود ہیں کیونکہ وہ آمر نہیں ہیں اِس ہی لئے تو آج بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد سابق صدر پرویز مشرف کی ایک آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے جبکہ یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ پرویز مشرف کے مقابلے میں آج اِس مشکل گھڑی میں بھی ملک کے موجودہ جمہوری حکمرانوں کی حیثیت عوام الناس اور دنیا کی نظر میں کیا ہے ....؟اِس کو بیان کرنا ضروری نہیں ہے اور اَب قوم خود یہ فیصلہ کرے کہ اِسے ملک کے موجودہ حالات میں آصف زرداری، یوسف رضا، پرویز مشرف یا کوئی جرنل حکمران چاہئے یہ اِس کی صوابدید پر ہے کہ یہ اِن سب میں سے کس سے خوش رہنا

چاہتی ہے.... ویسے کچھ بھی ہے اِن حالات میں تو قوم اِس جمہوری حکومت سے بھلی پرویز مشرف کی حکومت کو ہی بہتر قرار دے رہی ہے یہ لمحہ فکریہ ہے موجودہ حکمرانوں کے لئے کہ یہ اپنا احتساب خود کریں کے آخری کیا وجہ ہے کہ آج قوم ایک اچھی بھلی جمہوری حکومت کے مقابلے میں ملک کے سابقہ آمر صدر پرویز مشرف کے دورِ اقتدار کو پسند کر رہے ہیں اور یہ اُمید کئے بیٹھے ہیں کہ پرویز مشرف وطن واپس آئیں اور انتخابات میں حصہ لے کر ملک کے دوبارہ صدر بن کر ملک اور قوم کی پہلے سے بڑھ کر خدمت کریں اور ملک اور قوم کو مشکلات سے نکالیں۔

کیا تبدیلی، تبدیلی ہوتی ہے آئینی ہو یا غیر آئینی.... ؟

کیا تبدیلی، تبدیلی ہوتی ہے آئینی ہو یا غیر آئینی.... ؟ مگر اِس سے پہلے حکومت خود اصلاح کر لے

مصالحت پسندی کی تمام حدوں کو توڑ کر نواز شریف کی دبی خواہش بھی زبان پر آ گئی....؟

شاعر نے کہا ہے کہ: ہمارے ملک و وطن کا بھلا اِسی میں ہے جو بات بھی ہو وطن میں مفاہمت کی ہو

دیارِ پاک بھی جنت نظیر ہو جائے   اگر دلوں میں تمنّا مصالحت کی ہو

میثاقِ جمہوریت کی یکسر ناکامی کے بعد ایک عرصے تک مصالحت کے کڑوے گھونٹ پینے والے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی حقیقت پر مبنی وہ خواہش جو ایک بڑے عرصے سے اِن کے سینے میں دبی تھی بالآخر اِن کی زبان پر اُس وقت آ ہی گئی جب اِنھوں نے گزشتہ دنوں الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں "تخلیق کاروں" سے ملاقات کے موقع پر اپنے خطاب میں اِس خواہش کا اظہار کچھ یوں کر ڈالا کہ "مارشل لا کی بات کرنا بہت بڑا جرم ہے اور اِس کے ساتھ ہی

اُنھوں نے اپنے مدبّرانہ انداز سے اُن لوگوں کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ اِس وقت ملک میں مارشل لا کے نفاذ پر زور دینے کے بجائے ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم سب کو ملکر حکومت کی اصلاح کرنی چاہئے اور اگراِس کے باوجود بھی حکومت اپنی اصلاح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہے تو پھراِس میں کوئی شک نہیں کہ کسی غیر آئینی طریقے سے نہیں بلکہ آئینی طریقے سے حکومت کی تبدیلی کی بات کرنی چاہئے"یعنی میاں نواز شریف کا اشارہ اِس جانب ہے کہ یوں حکومت کی ناکامی جمہوریت کی ناکامی نہیں بلکہ اُن عناصر کی ناکامی ہوگی جو جمہوریت کو جمہوری طریقے سے نہ چلاسکے اور اِس بنا ملک میں ہر حال میں تبدیلی آجانی چاہئے۔ اوراِسی طرح ملک کے سیاسی حلقوں میں یہ بازگشت بھی سُنائی دینی شروع ہوگئی ہے کہ نواز شریف اوراِن کی جماعت جو اِس حکومت کو دھکیلنے میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرتے رہے ہیں اَب ملک میں کسی مثبت تبدیلی کے لئے نواز شریف اوراِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) بھی پوری طرح سے کمر کس کر میدان میں کود چکی ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ملک میں تبدیلی آئے اور ضرور آئے اِس کے بغیر ملک کو چلانے اوراِس کی تعمیر وترقی کے لئے اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا ہے اور اَب ایسا لگنے لگا ہے کہ میاں نواز شریف اوراِن کی پارٹی بھی ملک میں پنپنے والے جمہوریت کے اِس ننھے سے پودے اوراِس منہ بولی جمہوری حکومت کو کچلنے اور اِسے پٹری سے اُتارنے کی باتیں کرنے لگے ہیں اور نواز شریف کے اِس بیان کے آجانے کے بعد ملک کے طول وارض کے ساتھ

ساتھ ساری دنیا میں بھی ایک خیال یہ بھی زور پکڑتا جارہا ہے کہ نواز شریف کا یہ خطاب جس سے نہ صرف موجودہ حکومت کی گرتی ہوئی دیوار پر ایک دھکا لگا بلکہ یہاں اگر یوں کہا جائے کہ پی ایم ایل نون کے قائد میاں نواز شریف کے اِس خطاب نے اُن تحریکوں کو بھی جلا بخش دی ہے جو حکومت کی کارکردگی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اِس حد کو بھی پہنچ گئی ہیں کہ وہ ملک میں کسی مارشل لا یا کسی خونی انقلاب کے لئے زور دے رہی ہیں۔ اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ میاں نواز شریف کی طرف سے تبدیلی کا یہ اشارہ ایک ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب حکومت پہلے ہی ملک میں آنے والے اپنی تاریخ کے انتہائی بدترین سیلاب سے پریشان ہے اور اِس کے علاوہ اِسے ملک کے اندر اور باہر سیاسی، سماجی، معاشی، اقتصادی، اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے بھی کئی دوسرے محاذوں پر مختلف چیلنجز کا سامنا ہے اور جن سے یہ اپنے تئیں جیسے تیسے تو اَب تک مقابلہ کر رہی ہے مگر اِن میں سے کسی ایک بھی محاذ پر اِسے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس حکومت پر ایک ناکام حکومت ہونے کا لیبل لگ چکا ہے۔ جبکہ اِسی طرح دوسری طرف ملک کے ایک نجی ٹی وی چینلز کے پروگرام پوائنٹ بلینک میں لندن سے فہم وفراست پر مبنی گفتگو کے دوران متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے بھی ملک کی موجودہ صُورتحال پر اظہار خیال کرتے ہوئے جوشیلے انداز سے کہا کہ ملکی کی موجودہ صُورتحال غیر معمولی اقدامات کا تقاضا کر رہی ہے اِن کا یہ بھی کہنا درست

تھا کہ اگر مثبت تبدیلی نہ آئی تو میرے منہ میں خاک ملک کا مستقبل تاریک ہو جائے گا اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس کی بھی وضاحت کھلے لفظوں میں کرتے ہوئے کہا کہ میں نے مارشل لا کی بات نہیں کی تھی لیکن اُس بات کا غلط مطلب نکالا گیا ہے اِن کا دو ٹوک الفاظ میں کہنا تھا کہ ملک میں فوج چار بار اقتدار میں آچکی ہے مگراِس نے کبھی ملک لوٹنے والوں کا احتساب نہیں کیا، محب وطن جرنیلوں کی بات اِس لئے کہی کہ وہ جرنیل نہیں ہیں جو آئین توڑ کر مارشل لا لگاتے ہیں اِس موقع پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا کہ محب وطن جرنیل وہ ہیں جو قوم کو سیلاب اور دہشت گردی سے بچارہے ہیں اور جو جرنیل آج میدان میں موجود ہیں اُنھوں نے اِن جرنیل کو محب وطن قرار دیا اور اُن جرنیل کو جو جرنیل جاگیرداروں اور لٹیروں کے مفادات کے تحفظ کے لئے اقتدار پر قبضہ کرتے ہیں اُن جرنیل کے لئے اُنھوں نے قطعاً محب وطن جرنیل کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ موجودہ حکومت کی دو اڑھائی سالہ غیر تسلی بخش کارکردگی سمیت حالیہ سیلاب سے ملک میں پیدا ہونے والی صُورتحال پر جس طرح ملک کی اِن بڑی جماعتوں ایم کیو ایم، پی ایم ایل (ن)، پاکستان مسلم لیگ (ف) اور تحریک انصاف پاکستان نے عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ملک میں مثبت تبدیلی لانے کی گھنٹی بجادی ہے یہ سب اپنی جگہ درست ہیں اور ملک کی 95 فیصد عوام بھی اِن کی ایک کال پر لبیک کہنے کو تیار بیٹھی اور اُس وقت کی منتظر ہے کہ کب یہ اِسے باہر نکلنے کا گرین سگنل دیں۔

بہر حال ! ملک کی اِن

بڑی جماعتوں کی جانب سے وطن عزیز میں مثبت تبدیلی کے لئے آنے والے اشاروں کی ایک اچھی تبدیلی کی نوید کی کرن جو پیدا ہونی شروع ہوئی ہے اِس سے قبل پھر بھی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے لئے مستقبل قریب میں آنے والے خطرات کے پیشِ نظر کس طرح یہ اپنے آپ کو اِن خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرتی ہے یا ملک میں تبدیلی کا علم بلند کرنے والی اِن جماعتوں کے قافلے میں مزید جماعتوں کی شمولیت سے خوفزدہ ہو کر اپنے گھٹنے ٹیک کر اپنے سارے ہتھیار پھینک کر اپنے وجود کو ملک میں تبدیلی کی خواہاں جماعتوں کے آگے سُرنگوں کرکے رفوچکر ہو جاتی ہے اور اُن لوگوں کی یہ بات سچ کر دکھاتی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ تبدیلی، تبدیلی ہوتی ہے آئینی ہو یا غیر آئینی (ختم شد).

صرف تین خبریں

حکومت کو گرانا ملک توڑنے کی سازش ہے کیوں...؟
انجلینا جولی کی وزیرِاعظم گیلانی کو ہالی ووڈ میں کام کرنے کی انوکھی
تجویز.....؟گیلانی اِس پر عمل کرلیں تو اچھا ہوگا......
خبر! مسلم لیگ ق اور فنکشنل لیگ ایک ہوگئیں.....یہ تو ہونا ہی تھا
یعنی کہ مل جائیں اِس طرح دو لہریں جس طرح پھر ہونا نہ جُدا یہ وعدہ رہا
آج ہفتہ وار چھٹی کا اتوار کا دن ہے اور اِس دن کی مناسبت سے کئی اخبارات اپنے سنڈے میگزین کی خصوصی اشاعت کے ساتھ میری میز پر پڑے ہیں اور شائد اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے اِن نیوز پیپرز کے صفحہ اوّل پر چھپنے والی کئی خبریں ایسی چلبلی اور چٹخارے دار ہیں کہ ہر خبر اپنی جانب متوجہ کئے ہوئے ہے مگر مجھ سمیت اور کئی لکھنے والوں کے لئے شائد یہ کبھی بھی ممکن ناں رہا ہو کہ وہ کسی روز کے اخبار کی سوائے دو تین خبروں کے ہر نیوز پر اُس روز کا کالم لکھ سکے ہوں سو آج میرے لئے بھی یہ انتہائی مشکل مرحلہ تھا کہ میں آج کس خبر کو اپنے کالم کا حصہ بناؤں....اور یوں کئی منٹ سوچنے اور پھر اپنے دل اور ذہن کے پیمانے پر پرکھنے کے بعد اگلے ہی لمحے میں، میں اِس نتیجے پر

پہنچا کہ آج اپنے کالم اور تجزیئے کا حصہ کن کن خبروں کو بناؤں اور پھر بڑی چھان پھٹک کے بعد، میں صرف اِن تین خبروں کو ہی نکال پایا جن پر مجھے آج کا اپنا کالم لکھنا تھا۔
اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنی صدرات کے دو سال مکمل ہونے پر جہاں اپنی پارٹی کے ممبران سے مبارکبادیں وصول کی ہیں تو وہیں اِنہیں اپنی صدرات کے اِس سارے عرصے کے دوران اپنی سیاسی اور غیر سیاسی کارکردگی کے حوالوں سے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ کے ملک سے باہر بھی کئی لحاظ سے شدید تنقیدوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے مگر اِس موقع پر اِن ساری باتوں کا اگر موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اِنہیں ملنے والی مبارکباد کے پیغاموں کے مقابلے میں اِن پر ہونے والی تنقیدوں کا تناسب کہیں زیادہ ہے۔ جو اِن کے لئے لمحہ فکریہ ہو یا ناں ہو مگر ملک کے محب وطن سترہ کروڑ عوام سمیت اپوزیشن جماعتوں اور ملک کے سنجیدہ طبقے کے لئے یہ یقیناً ایک لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ ملک کے ایک طاقتور ترین جمہوری صدر کی کارکردگی اِن کے دوسالہ دورِ صدارت کے دوران عوام الناس کی نظر میں غیر تسلی بخش کیوں رہی ہے....؟اور اِس کے باوجود بھی یہ کیسی بے حسی ہے.....؟ کہ صدر مملکت اپنی کارکردگی کو ابھی تک بہتر بنانے اور خود کو عوام الناس کی خواہشات اور عوامی معیار کے مطابق ڈھالنے میں کیوں غیر سنجیدگی کا

مظاہرہ کیئے ہوئے ہیں....؟؟؟

جبکہ اُدھر صدر مملکت سمیت حکومت کی ڈھائی سالہ غیر تسلی بخش کارکردگی کی بنا پر عام اور خاص میں پائے جانے والی جمہوری سوچ اور رجحان کے حوالے سے ایکسپو سینٹر لاہور میں لاہور چیمبر آف کامرس کی سالانہ اچیومنٹ ایوارڈ تقسیم کرنے کی تقریب سے خطاب کے دوران ملک کے 13 ویں وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ پیپلز پارٹی وفاقی جماعت ہے اگر کوئی حکومت کے خلاف سازش کرے گا تو یہ ملک توڑنے جیسی گھناؤنی سازش ہوگی،اِسے دیوار سے لگانا درست نہیں اور اِن کا کہنا تھا کہ یہ سازشی عناصر ہمیں نکال کر کیسے لائیں گے....؟؟اور کون ہے جس پر چاروں صوبے متفق ہوں گے....؟؟ہم جانے والے نہیں ہیں اور اُنھوں نے حسبِ عادت ایک بار پھر یہ کہہ کر حیران کردیا کہ ہمیں اِس کا کوئی خوف نہیں (یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تعجب کی بات ہے وزیراعظم کہ کوئی آپ کی حکومت کے خلاف سازش کرے تواِس سازش کو آپ ملک توڑنے جیسی سازش سے تعبیر کررہے ہیں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِس سے قبل ملک میں جو حکومتیں توڑی گئیں اُن کے وزیراعظموں نے تو کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ اِن کی حکومت کے خلاف کی جانے والی سازشیں ملک توڑنے کے مترادف ہیں مگر آپ کیسے وزیراعظم ہیں....؟؟کہ آپ نے اپنی حکومت کے خلاف کی جانے والی کسی بھی سازش کو ملک توڑنے جیسی سازش قرار دے دیا ہے آخر آپ نے ایسا

کس بنا پر کہا ہے.....؟؟ ملک کی سترہ کروڑ عوام آپ سے اِس کا جواب چاہتی ہے...... اوراِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اپنے خطاب میں برملا طور پر یہ بھی کہا کہ ملک میں غیر آئینی تبدیلی کی بات کرنے والے اپنا وقت اور ذہن فضول کی سوچوں اور سازشوں میں ہر گز ضائع نہ کریں اور اپنے اِس ہی خطاب میں اُنھوں نے سازشی عناصر کو کھلے دل سے سمجھاتے ہوئے کہا کہ آپ منتخب حکومت کے مینڈیٹ کا احترام کریں ہم چور دروازے سے اقتدار میں نہیں آئے ہیں اور اپنی مدت پوری کریں گے اور اُنھوں نے اِس موقع پر اپنے مخصوص انداز سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں نوکری نہیں کرتا وزیراعظم نہ بھی رہا تو غوث الاعظم کی اولاد ہوں میری آج سے زیادہ عزت ہوگی۔ یہاں میرا ہی کیا اکثر پاکستانیوں کا یہ خیال ہے کہ وزیر اعظم گیلانی اگر آپ کو اپنی عزت کی اتنی ہی فکر ہے تو پھر آپ اِس کے حصول کے لئے بھی ٹھیک طرح سے جدوجہد کریں اور اپنے عہدے وزارتِ عظمیٰ کو ملک اور قوم کی خدمت کرنے میں وقف کردیں اِس سے آپ کی شان میں اور اضافہ ہی ہوگا اوراِس گمانِ خاص میں آپ ہر گز نہ رہیں کہ آپ غوث الاعظم کی اولاد ہیں تو آپ سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی بلکہ آپ سے تو اِس حوالے سے اور زیادہ حساب کتاب لیا جائے گا کیونکہ آپ ایک اعلیٰ نسبت سے تعلق رکھتے ہیں.....

بہرحال ! میرے آج کے کالم کی وہ دوسری خبر جس نے میرا دامن پکڑ کر مجھے اپنی

جانب راغب کیا اور مجھے اپنے پر لکھنے پر مجبور کیا وہ یہ تھی کہ اقوام متحدہ کی سفیر برائے خیر سگالی انجلینا جولی ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی جاذب نظر شخصیت سے اِس قدر متاثر ہوئیں کہ اُنھوں نے ترنت وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو ہالی ووڈ کی فلموں میں کام کرنے کی تجویز دے ڈالی خبر کے مطابق کہنے والے کہتے ہیں کہ پہلے تو ہمارے معصوم اور بھولے بھالے وزیراعظم اِس انٹر نیشنل اداکارہ کے منہ سے اپنے متعلق ایک طرح سے نکلنے والے اِن تعریفی کلمات کو سُن کر ٹپٹا سے گئے اور وہ اِسے انجلینا کا مذاق سمجھے اور ایک ہلکے سے قہقہ کے بعد ایک لمحے کو یہ تصور کرتے ہوئے کہ اگر فلمی دنیا اتنی ہی پُرکشش ہوتی تو یہ عالمی شہرت یافتہ اداکارہ انجلینا جولی خود اِس جنجال سے اپنی جان چھوڑا کر انسانیت کی خدمت میں کیوں مصروف ہو گئی

ہیں.....؟؟؟ویسے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی میرا آپ کے لئے ایک خاص مشورہ یہ ہے کہ انجلینا جولی کی اِس سنہری تجویز کے بعد آپ اِس جانب بھی جا کر اپنی قسمت آزما کر ضرور دیکھیں اُمید ہے کہ آپ ہالی ووڈ کی فلموں کی چکا چوند میں بھی اپنی اِس سیاسی اداکاری اور سیاسی مکالموں کے تجربات کے بدولت اپنی ایک انوکھی پہچان بنانے میں یقیناً کامیاب ہوجائیں گے اور شائد ہالی ووڈ میں اپنی فلمی اداکاری کے باعث پاکستان سمیت ساری دنیامیں جو عزت افزائی اور حوصلہ افزائی ہوگی وہ اپنی جگہ ہوگی اِس کا اندازہ آپ کو بعد میں ہوگا یوں میرا خیال یہ کہ وزیراعظم گیلانی کو بغیر کسی ہچر مچر کے

انجلینا کی تجویز پر لبیک کہہ دینا چاہیے ویسے بھی حکومتی طوطے کا کیا ہے بھروسہ یہ آج اُڑے کہ کل .....

بہر کیف ! ملک کے موجودہ غیر یقینی حالات کے پیشِ نظر ملک میں دو بچھڑی ہوئی جماعتوں کا ایک نیا اتحاد قائم ہوا اور آج کے میرے کالم کی تیسری اور آخری خبر یہ ہے کہ گزشتہ دنوں کراچی میں پاکستان مسلم لیگ فنکشنل کے سربراہ سائیں پیر پگارا اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین کے درمیان ایک انتہائی اہم نوعیت کی ملاقات ہوئی جس میں اِن دونوں جماعتوں کے سربراہوں نے ماضی کے تمام " گلے شکوؤں کو درگزر کیا اور شائد یہ کہتے ہوئے کہ

مل جائیں اِس طرح
دو لہریں جس طرح
پھر ہو نا نہ جُدا
ہاں یہ وعدہ رہا

اور پھر یوں اِنھوں نے ایک دوسرے میں ضم ہونے کا ایک تاریخ ساز اعلان کیا اور یہ بھی واضح کیا کہ یہ صرف ایک اتحاد ہی نہیں بلکہ انضمام ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی اِن دونوں علیحدہ علیحدہ جماعتوں کے سربراہاں نے باہمی رضامندی

سے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اِن دونوں نے اپنی ایک نئی جماعت جس کا نام آل پاکستان مسلم لیگ ہے اِس کے قیام کی باقاعدہ بنیاد رکھی اور یہیں سے اِنھوں نے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز کردیا۔

اور اِس موقع پر شجاعت اور پگارا نے ایک دوسرے پر اپنے اپنے اعتماد کے رشتے کو مضبوط بنانے کے عزم کا ارادہ اظہار کرتے ہوئے ملک کے دیگر دھڑوں کو بھی اپنے اِس نومولود اتحاد میں آنے کی کھلی طور پر دعوت دی اور اُمید ظاہر کی کی آئندہ حکومت ہماری ہوگی۔

اَب دیکھنا یہ ہے کہ ملکی سیاست میں قدم رکھنے والا یہ حرفِ تہجی کے حوالے سے پاکستان مسلم لیگ ف اور ق کا بننے والا اتحاد آل پاکستان مسلم لیگ کب تک برقرار رہتا ہے اور جب تک بھی یہ قائم رہتا ہے ملک کی سیاست میں کیا نقوش چھوڑ کرجاتا ہے کیونکہ اِس کی اُمید بہت کم ہی نظر آرہی ہے کہ یہ اتحاد کوئی زیادہ عرصہ قائم رہ سکے کیونکہ دونوں ہی سابقہ جماعتوں پاکستان مسلم لیگ فنکشنل اور پاکستان مسلم لیگ ق کے سربراہان کا مزاج اِن کی سوچ اور فکر کے حوالوں سے بہت ہی مختلف ہے بہرحال ! یہ ایک حوصلہ افزا امر ضرور ہے کہ دونوں نے ملک کو موجودہ بحران سے نکالنے کے لئے ایک دوسرے میں ضم ہونے کا اعلان کرکے ایک اچھا اور قابلِ تعریف قدم اٹھایا ہے۔اِن کے ایک دوسرے میں

ضم ہونے سے موجودہ حکومت کو بھی اَب کئی سیاسی پریشانیوں اور حالات کا سامنا پڑ سکتا ہے جس کے لئے موجودہ حکومت کو اپنے تئیں بہت سے معاملات میں اپنی اصلاح کرنی ضروری ہوگیا ہے ورنہ ورنہ کوئی مثبت تبدیلی اَب ملک میں آنے ضروری ہو گئی ہے۔

ہائے ! مظلوم ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور 86 سال

امریکیوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی امریکی عورت اور ہالی ووڈ کی فلمی ہیروئن نہیں.... ایک مشرقی خاتون ہے وہ کوئی جرم نہیں کر سکتی

رحمٰن ملک کی عافیہ رہائی کے لئے معذرت

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی سے متعلق میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر داخلہ مسٹر رحمٰن ملک نے گول مول بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کا مسئلہ سابقہ دورِ حکومت کا تھا مگر پھر بھی ہماری حکومت نے اِن کی رہائی کے لئے بھرپور کوششیں کیں (یہاں ایک میں ہی کیا بلکہ سارا پاکستان یہ اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ مسٹر رحمٰن ملک نے اگر کوششیں کی ہوتیں تو جناب عافیہ کو امریکا سزا نہیں دیتا وہ تو آپ نے اور آپ کی حکومت نے کیں ہی نہیں .....؟؟؟اور اِس پر یہ دعوے کرنا کہ ہم نے بہت کوششیں کیں ہیں مضحکہ خیز ہے) اور اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہماری اِس ہی جمہوری حکومت نے عافیہ کی رہائی کے لئے وکلا کو 20 لاکھ فیس بھی ادا کی اور اِس موقع پر اُنھوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر یہ بھی کہہ ڈالا کہ ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہوئے کہ ہم کسی ملک کی عدالتی فیصلوں میں مداخلت نہیں کر سکتے مگر پھر بھی ہم نے

اپنی بہت کوشش کی کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی عمل میں آ سکے.....؟؟؟ اور اِن تمام باتوں کے باوجود مسٹر رحمٰن ملک کا یہ کہنا بھی انتہائی معنی خیز رہا کہ اُنہوں نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ جو لوگ عافیہ کی سزا کے خلاف آج ملک بھر میں مظاہرے کر رہے ہیں دراصل یہی لوگ عافیہ کو بھجوانے کے بھی ذمہ دار ہیں۔ مگر ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ مظاہرہ کرنے والے لوگ ایسا کیوں کریں گے.....؟؟؟ جیسا ملک جی اِن پر کھلم کھلا الزام لگا رہے ہیں۔

اَب مسٹر رحمٰن ملک کی اِس معذرت اور اِن کی جانب سے مظاہرین پر لگائے گئے اِس الزام کا جواب کون دے گا کہ رحمٰن ملک کی معذرت کیا قوم کو قابلِ قبول ہے یا قوم اَب بھی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت عافیہ کی رہائی کے لئے کچھ کرے....؟؟؟ اور کیا آج ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی سزا کے خلاف مظاہرہ کرنے والے رحمٰن ملک کے الزام کا جواب دے پائیں گے.....؟؟؟ کہ عافیہ کو اِنہوں نے نہیں .... بلکہ اُنہوں نے بھجوایا تھا

بہرکیف! بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی تو ایک مسلمان بہادر خاتون پہلے ہی کیا کم تھی جو تو نے اپنی سزا کے فیصلے کے بعد جس بہادری کا مظاہرہ کیا ہے اِس سے تو نے مسلمانوں کے سر اور فخر سے بلند کر دیئے ہیں اور بہن تو نے یہ بھی

ثابت کر دیا ہے کہ ایک مسلمان ہر حال میں اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور بہن تو نے اپنی سزا کے بعد امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے جو تاریخ کے سنہرے الفاظ یوں ادا کئے ہیں" سب اللہ کی طرف سے ہے، میرے نام پر خون کی ہولی نہ کھیلی جائے، (مگر بہن تیرے ساتھ امریکیوں نے جو یہ ظلم کیا ہے تیرے ناکردہ گناہ کی تجھے جو 86 سال سزا دے ڈالی ہے اِس کا ازالہ پھر کیسے ہوگا....؟؟؟) اور بہن تو نے صاف اور واضح طور پر یہ بھی کہا ہے کہ تو امریکا اور اسرائیل کے خلاف نہیں، (تو پھر اِن ظالموں نے تجھے یہ سزا کیوں دی ہے...؟؟؟)اور تو نے یہ بھی کہا ہے تجھے خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی ہے" (اور بہن اِس پر ہم سب الحمد للہ کہتے ہیں) اور بہن عافیہ تو یہ یقین کر کہ تیرے یہ الفاظ رہتی دنیا تک امر ہوگئے ہیں اور بہن ہماری اپنے اللہ سے تیرے لئے یہ ایک ہی دعا ہے کہ اللہ تجھے ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائے کہ تو جب تک اِن امریکی درندوں کی قید میں رہے اللہ کی خاص مدد تیرے لئے نازل ہوتی رہے۔

(آمین)

مگر ہائے ! مظلوم بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہم تجھ سے شرمندہ ہیں کیونکہ بہن ہم تجھ کو اِن ظالموں سے نہیں بچاسکے ہیں جن (امریکا)کے ہم ٹکڑوں پر پل رہے ہیں بہن معاف کرنا تجھ کو اِن درندوں کی عدالت سے 86 سال کی سزا کے بعد ہم سب خود اپنے آپ سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ ہم اور ہمارے حکمران مصالحتوں کے شکار ہو کر (میں تو یہ کہوں گا کہ) اتنے بے غیرت کیوں ہوگئے ہیں کہ بہن ہم نے

تیرا سودا اِن درندوں کے ہاتھوں صرف چند ڈالروں کے عوض کر ڈالا ہے کہ جو نہ صرف تیرے بلکہ ہم تو یہ بھی بھول چکے ہیں کہ یہ ہمارے بھی اتنے ہی دشمن ہیں جتنے یہ تیرے بن چکے ہیں کیونکہ ہم سب کا صرف یہ قصور ہے کہ ہم مسلمان اور اسلام کے ماننے والے ہیں اور یہ ظالم جنھوں نے تجھے آج سزا دی ہے یہ مسلمان اور اسلام دونوں ہی کے دشمن ہیں بہن عافیہ صدیقی ہمت نہ ہارنا یہ ٹھیک ہے کہ کل تو اکیلی تھی..... مگر آج ساری پاکستانی قوم اور اُمتِ مسلمہ تیرے ساتھ ہے اور مجھ سمیت سب کو یہ یقین ہے کہ بہن حکمرانوں کے علاوہ اگر ہم سب نے آج اپنے اندر اتحاد ویگانگت کا بھرپور مظاہرہ کیا تو کوئی شک نہیں کہ بہن ہم تجھے اِن ظالم امریکیوں کو تیری رہائی پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور وہ اپنی ناک رگڑتے ہوئے اپنی بقا و سالمیت کے خاطر تجھے رہا کریں گے کیوں کہ ایسا کرنے میں اُن کا ہی فائدہ ہے ورنہ تیری سزا کے خلاف ہونے والے احتجاجوں سے اُمت مسلمہ امریکیوں کا جینا دوبھر کر دے گی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کی اِس معصوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر تو 30 مارچ 2003 کو ہی قیامت ٹوٹ پڑی تھی کہ جب خبروں کے مطابق اِنہیں بچوں سمیت اپنے ہی ملک کے شہر کراچی سے اسلام آباد جاتے ہوئے اور بعض اطلاعات کے مطابق کراچی یا افغانستان سے پاکستانی اور امریکی ایجنسیز کے اہلکاروں نے گرفتار کیا اور اِنہیں کئی ماہ و سال تک خفیہ تفتیش کے لئے لاپتہ رکھا یہ

وہ قیامت تھی جو اپنوں کے ہی ہاتھوں اِن پر ٹوٹ پڑی تھی اور جسے ڈاکٹر عافیہ صدیقی اکیلے ہی سہتی رہیں اور ایک ماں کے لئے اِس سے زیادہ اور کیا قیامت ہو گی....؟؟ کہ جب کسی ماں سے اِس کے بچے اِس سے بغیر کسی وجہ سے چھین لئے جائیں اور وہ اِس دوران اپنے معصوم پھول جیسے بچوں کی جدائی سے روز مرتی اور جیتی رہے.... ایسی ہی قیامت سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی گزری ہیں اور آج تک اِن پر اپنے بچوں کی جدائی کی قیامت صبح وشام ٹوٹ رہی ہے۔ بہرحال! یہاں اِس بحث اور الجھن میں پھنسنے اور اِس بات میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ اِن کی گمشدگی کا یہ المناک واقعہ کس حکومت میں پیش آیا....اور کیوں آیا....؟؟؟ یہ بات اَب سب پر عیاں ہوچکی ہے کہ اِن کی گمشدگی کا ذمہ دار کون تھا.....؟اور اَب اِنہیں سزا سے نہ بچانے میں کون ناکام ہوا ہے .....؟اور کیوں.....؟؟؟؟

اور اِس کے ساتھ ہی ملک کے سترہ کروڑ عوام یہ سانحہ شائد کبھی بھی ناں بھولے کہ جب اِس کے ایک حکام نے اپنے دورِ حکومت میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے لاپتہ ہونے کے پیش آنے والے اِس واقعہ کے بعد اِنہیں ظالم امریکیوں کے ہاتھوں رہائی کے لئے ابتدا میں کچھ نہ کیا.....؟اور دوسرے موجودہ کلی جمہوری حکمرانوں نے سب کچھ کر گزرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود بھی اِس سارے معاملے میں شتر مرغ کی طرح ریت میں اپنا منہ چھپائے رکھا.... یہ ایک

المیہ ہے جس پر قوم پہلے ہی روز سے مضطرب ہے اور اَب یہ اپنے اِن ہی حکمرانوں سے اِس کا جواب چاہتی ہے اور اِس پر بقول ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کے سابقہ حکمران نے تو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو وحشی امریکیوں کے ہاتھوں ایک بار بیچا مگر موجودہ حکمرانوں اِنہیں بار بار بیچ کر جس بے حسی کا مظاہر کیا ہے اِس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی .... اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج جو حکمران ایوانوں میں بیٹھے ہیں اِنہیں اپنے عوام کی تکالیف کی فکر نہیں.... اور اگر اِنہیں کوئی فکر کھائے جارہی ہے تو بس اِنہیں اپنی کرسی بچانے اور اپنی تجوریوں کے بھرنے اور قومی خزانے سے اپنی عیاشوں کے جاری سلسلوں کی ہے.... کہ اِس میں کسی قسم کا تعطل نہ آنے پائے باقی سب خیر ہے۔ اور یقین جانیے کہ حقیقت یہی ہے کہ اگر ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اپنی کرسی اور حکومت کی فکر لاحق نہ ہوتی تو شائد یہ قوم کی معصوم اور بے گناہ بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے یقیناً کچھ کرتے ....؟؟؟مگر ہائے رے! افسوس کہ موجودہ حکمران امریکیوں کے ہاتھوں ڈالروں کے عوض بک چکے ہیں اور اِس وجہ سے یہ سب کچھ کر گزرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود بھی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی باعزت رہائی کے لئے امریکیوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بھی بات نہ کرسکے اور یہ اپنی اِسی بے حسی کے باعث قوم کی بے گناہ اور معصوم بیٹی ڈاکٹر

عافیہ صدیقی کو اِن امریکیوں دنیا کے درندوں سے رہائی بھی نہ دلوا سکے۔

اگرچہ ہمارے موجودہ حکمران یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں اور جانتے تھے کہ یہ چاہتے تو اپنے یہاں سے افغانستان میں قبضہ کرنے والی نیٹو فورسز کو دی جانے والے تیل کی سپلائی زیادہ نہیں تو صرف ایک ہفتے یا ماہ کے لئے ہی بند کر دیتے اور امریکیوں کے سامنے یہ مطالبہ اپنے مضبوط مؤقف کے ساتھ رکھتے کہ جب تک تم ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کو ممکن نہیں بناتے، تو ہم اپنے یہاں سے نیٹو افواج کے لئے تیل کی سپلائی بحال نہیں کریں گے ....اِس موقع پر میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کا امریکا کے لئے اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ اِس سے ہی امریکا کی ماں مر جاتی اور وہ حکمرانِ پاکستان کے مطالبے پر قوم کی معصوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہنسی خوشی (رہا کر دیتا) چھوڑ دیتا........!!!

مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے تو یہ بھی کہنا گوارہ نہ کیا اور الٹا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی سے متعلق اپنے الٹے سیدھے بیانات سے اپنے عوام کو بہلاتے اور اپنی سترہ کروڑ عوام کو بے وقوف بناتے رہے کہ ہم ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے یہ کر رہے ہیں....؟؟تو وہ کر رہے ہیں.....؟؟؟قوم اطمینان رکھے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے

لئے ہم آسمان اور زمین ایک کردیں گے....؟؟اور اِن کی رہائی تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے.....؟؟مگر دنیا نے دیکھا کہ 23 ستمبر 2010 کو ہمارے حکمرانوں کے تمام دعوے جھوٹے ثابت ہوگئے اور بالآخر ظالم امریکیوں کی ایک وحشی عدالت کے درندے جج رچرڈ.برمن نے یہ کہتے ہوئے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو افغانستان میں امریکی فوجی افسروں کو صرف قتل کی کوشش میں، میں نے پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو یہ جانتے ہوئے کہ یہ سات مقدمات جو میری عدالت میں زیربحث رہے یہ سب جھوٹے ہیں میں نے آج اپنے فیصلے کے ذریعے اِن کی زندگی اِنہیں 86 سال قید کی سزا سُنا کر تباہ کردی ہے اِس کے بعد خود اِس امریکی عدالت کے کمرے میں ایک خاتون نے درندے جج رچرڈبرمن کے اِس فیصلے کے خلاف جب شیم شیم کی فلک شگاف آواز بلند کی تو یہ درندہ جج آگ بگولہ ہوگیا اور اِس نے اپنے فیصلے کے خلاف شیم شیم کی آواز بلند کرنے والی خاتون کو وارننگ دی اور اِسے کمرے عدالت سے نکل جانے کی دھمکی دیتے ہوئے اِسے خاموش رہنے کو کہا یوں ساری دنیا نے یہ دیکھا اور سنا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی سزا کے خلاف ایک طرف مسلمانوں نے اللہ اللہ کا نعرہ بلند کیا تو دوسری جانب ایک خاتون نے بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا جس کی ابتدا کمرہ عدالت سے ہی شروع ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ڈاکٹر عافیہ کی سزا کے خلاف احتجاجوں کا ایک نیا اور نہ رکنے والا یہ سلسلہ پورے پاکستان میں شروع ہوگیا ہے جو اِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہے اور یہ خدشہ ہے کہ اگر امریکیوں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی

کی سزا واپس نہ لی تو پاکستان سمیت ساری دنیا میں امریکی عدالت کے اِس فیصلے کے خلاف احتجاجوں کا ایک پر تشدد سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے امریکیوں کے خلاف مزید نفرتیں جنم لیں گیں۔

اور اِسی کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کے اختتام سے قبل درندے امریکیوں سے اتنا یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ جو پوری پاکستانی قوم اور مسلم اُمہ کی بھی آواز ہے امریکیوں اتنا ضرور جان لو کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی ایک مسلمان خاتون ہے اِس کے ساتھ ساتھ یہ ایک مشرقی عورت بھی ہے ایک ایسی مشرقی عورت جو نازک اور شگفتہ ہوتی ہے اِسے نہ تو اِس کی مذہبی تعلیمات اِس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے انسانوں پر ظلم کرے اور اِنہیں قتل کرے اور نہ ہی اِسے مشرق اور بالخصوص پاکستان کا معاشرہ ہی اِسے کوئی ایسا کام کرنے کو کہتا ہے جس سے اِس کی مشرقیت پر داغ آئے اور وہ ایک ظالم مشرقی عورت کے روپ میں دنیا کے سامنے نمودار ہو ایسا سب کچھ امریکیوں تمہارے یہاں ہوتا ہے اور تمہارے معاشرے میں عورت کا روپ ایک وحشی اور درندے جیسا ہے کیونکہ تم نے عورت کو ایسا روپ اپنانے پر مجبور کیا ہے اور تمہارے معاشرے کی عورت اپنے مردوں کے شانہ بشانہ چل کر وہ ہی کچھ کرنے لگی ہے جیسا تمہارے معاشرے کا مرد کرتا ہے جس کی ایک مثال تمہاری کونڈا لیز رائس تھی اور اَب ہنری کلنٹن ہے جس نے اپنے مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر وہی کچھ

کرنا شروع کردیا ہے جیسے امریکی مرد کرتے ہیں اِن دونوں عورتوں نے آج مسلمانوں کے لئے جن اقسام کی پریشانیاں پیدا کردی ہیں اِس کا خمیازہ امریکیوں کو مدتوں بھگتنا ہوگا اوراِس کے ساتھ ہی امریکیوں یہ بھی یاد رکھو کہ تم نے ایک مشرقی عورت اور پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عافیہ صدیقی جسے محض ایک مسلمان خاتون ہونے کے جرم میں اِن پر افغانستان میں امریکی فوجی افسروں کو بھاری بھرکم بندوقوں سے فائر کرکے مارنے جیسے جھوٹے مقدمات بناکر جو سزا دی ہے اِس سے تمہارے حقوق انسانیت کے تمام دعوؤں پر کلنگ کا ایک ایسا دھبہ لگ گیا ہے جسے اَب تم مٹانا بھی چاہوگے تو یہ نہ مٹ سکے گا۔ اور بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر اپنے فوجی افسروں کو بندوقوں سے مارنے جیسے الزام لگانے اوراِن پر مقدمہ بنانے سے پہلے یہ تو سوچ لیا ہوتا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی ایک مشرقی عورت ہے ایک ایسی مشرقی عورت جو اپنے گھرپر روزمرہ پکانے کے لئے ایک، دو کلو سبزی بھی کاٹتی ہے تواِس کی انگلیوں نزاکت کے باعث اکڑ جاتی ہیں اور بعض دفعہ تو اِن میں فریکچر بھی ہوجاتا ہے بھلا کوئی مشرقی عورت تمہاری ہالی ووڈ کی فلمی ہیروئن کی طرح کیسے....؟؟؟ تمہارے وحشی اور درندے فوجیوں کی بھاری بھرکم بندوق اٹھا کر تمہارے فوجی افسروں کو مارنے کے لئے اُن پر فائر کرسکتی ہے اور تمہاری کسی فلمی ہیروئن کی طرح کسی پر تشدد کرسکتی ہے جس طرح تمہارے یہاں کی عورتیں عام معاشرے اور فلموں میں کیا کرتی ہیں۔ یہ کام ہمارے مسلم معاشرے کی کوئی عورت نہیں کرتی دنیا میں سوائے

!!!!......امریکیوں تمہاری عورتوں کے

پاکستانیوں کی ایک کھلی حقیقت ! اور ایک امریکی طنز

پاکستانی امریکا کو قطعاً پسند نہیں کرتے، امداد چاہتے ہیں .... جان کیری
امریکا نے ایک سال میں 7 لاکھ سے زائد افراد کو اپنی شہریت دی جس میں پاکستانیوں کو نظرانداز اور بھارتیوں کو نواز دیا گیا
یہ نقطہ شائد امریکیوں کی سمجھ میں آج آیا ہے کہ پاکستانی امریکا کو پسند نہیں کرتے اور بس امداد چاہتے ہیں یہ بات مجھے یوں یاد آئی کہ ایسے ہی خیالات کا اظہار گزشتہ دنوں امریکی سینٹ کی تعلقات خارجہ کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر جان کیری نے واشنگٹن میں پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی سے ہونے والی اپنی ایک ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا اگرچہ اِس موقع پر اُنھوں نے کہا کہ امریکا ہر حال میں پاکستان میں جمہوریت کا تسلسل چاہتا ہے جو پاکستان میں بڑے عرصے رہنے والی آمریت کے بعد نمودار ہوئی ہے اور امریکا یہ نہیں چاہتا کہ پاکستان میں نومولود جمہوریت کو کوئی نقصان پہنچے اور پاکستان میں اُگنے والا جمہوریت کا یہ ننھا سا پودا سیاستدانوں کی آپس کی کھینچا تانی کی وجہ سے جڑ سے اکھڑ جائے اور پاکستان میں جمہوریت پنپنے نہ پائے۔ مگر اِس کا بھی کیا..... ؟کیا جائے جن پر جمہوریت کے اِس ننھے سے پودے

کو سینچنے کی ذمہ داری ہے وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں جمہوریت کا جھنجھنا اٹھائے اِسے بجاتے ہوئے دھمال ڈال رہے ہیں اور ملک میں جمہوریت .... جمہوریت کا گُنگاتے نہیں تھک رہے ہیں اِن لوگوں نے عوام کی جانب سے اپنی توجہ یکدم سے ہٹا رکھی ہے اور بس اپنی اپنی عیاشیوں اور دیارِ غیر کے دوروں کی اِنہیں پڑی ہے تو ایسے میں عوام کو جمہوریت سے کوئی غرض نہیں ہے..... عوام کو تو اپنے حکمرانوں سے اپنے مسائل کے مداوے کی فکر لاحق ہے جس کے لئے ہمارے حکمران ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اِنہیں یہ بات بھی تو سوچنی چاہئے کہ یہ جمہوریت بچانے کے ساتھ ساتھ عوام کے لئے بھی تو کچھ اچھا کریں تو بات بنے اور عوام کو حکمران بھی اچھے لگیں اور جمہوریت بھی .... ورنہ پاکستانی حکمرانوں اور امریکی آقاؤں یہ یاد رکھو کہ پاکستانی عوام کو جمہوریت کی کوئی ضرورت نہیں اِسے تو ملک کے موجودہ حالات میں اَب اپنے مسائل حل کرنے والا کوئی آمر حکمران بھی اچھا لگنے لگا ہے۔

بہر کیف جان کیری کا اپنی اِس ہی گفتگو میں یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان میں سیلاب سے ہونے والے نقصانات پر قابو پانے کے لئے بھی امریکا ہی ہے جس نے پاکستان کی اِس کے دوستوں سے بڑھ کر مدد کی ہے اور امریکا کا یہ عزم ہے کہ یہ پاکستان کی اِس حوالے سے ہر موڑ پر مدد کرتا رہے گا مگر اِس کے ساتھ ہی جان کیری نے کفِ افسوس ملتے ہوئے یہ بھی کہا کہ تاہم پاکستانی سیاستدانوں

کو امریکا کے بارے میں غیر ہم آہنگ نہیں ہونا چاہیے اور اِن کا انتہائی ہتک آمیز لہجے میں پاکستانیوں پر طنز کرتے ہوئے یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستانی امریکا سے امداد تو چاہتے ہیں اور دوسری طرف امریکا کو پسند بھی نہیں کرتے ...اِن کے اِس جملے کے بعد مجھے ایسا لگا کہ جیسے اَب امریکا سمیت ساری دنیا پر یہ حقیقت اچھی طرح سے عیاں ہوچکی ہے کہ پاکستانیوں کی ایک واضح اکثریت نے امریکا کو کبھی بھی دل سے پسند نہیں کیا ہے اور نہ آج اِن حالات میں بھی جب امریکا اپنے مفادات کے لئے وقتاً فوقتاً پاکستان کی مدد بھی کررہا ہے تو کوئی پاکستانی امریکا کو کوئی پسند کرتا ہے اور یہاں میں اپنے پورے یقین اور ایمان سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ امریکا ہم پاکستانیوں کے لئے کچھ بھی کرلے ... حتیٰ کہ یہ سارے امریکی جلتے توے پر بھی بیٹھ کر پاکستانیوں کو اپنے اچھے ہونے کا یقین دلائیں بھی تو آئندہ کوئی پاکستانی بچہ بھی اِن کے اِس عمل پر کبھی یقین نہیں کرے گا....کہ امریکی پاکستانیوں کے لئے کبھی اچھے ہو سکتے ہیں کیوں کہ آج ہر پاکستانی امریکی رویوں کی وجہ سے امریکا کو قطعاً پسند نہیں کرتا.....اور نہ کبھی پسند کرے گا اور امریکیوں کو ایسا پسند کرنا جیسا امریکی صدیوں سے یہ اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ پاکستانی اِنہیں اِن کی توقعات کے مطابق پسند کریں۔ تو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔

اور دوسری جانب ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ایک زمانے سے چلے آنے والے پاک امریکا تعلقات اپنے اپنے مفادات کے حوالوں سے اِس مثال کے مصداق ہیں کہ جیسے میں کمبل کو چھوڑنا چاہتا ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑتا، دونوں جانب سے ایسی ہی کچھ کیفیت ابتدا سے قائم ہے کیوں کہ یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کو چھوڑنا تو چاہتے ہیں مگر اپنے اپنے مفادات کے حصولوں کی تکمیل کے باعث یہ ایک دوسرے کو نہیں چھوڑ سکتے اور یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتے ہوئے کہ دنیاکے یہ دونوں ممالک جن میں نہ تومذہب، زبان، تہذیب و تمدن کی کوئی مماثلت ہے اور تو نہ ہی دوسری جانب سے اِن میں سیاسی اور معاشی لحاظ سے کوئی جوڑ ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ ایک (امریکا) کا شمار تو دنیاکے امیر ترین ممالک میں ہوتا ہے تو دوسرا پاکستان) دنیاکے غریب ترین ممالک کے حوالے سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے) جہاں کے لوگ خط غربت سے بھی نیچے زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں اور شائد یہی وہ عناصر ہیں جن کی وجہ سے اِن دونوں ممالک میں عدم توازن کا رجحان پایا جاتا ہے اور اِس ہی نکتہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تواِن دونوں ممالک کے بعض سیاستدان اور اِن کے عوام کی اکثریت ایک دوسرے کو قطعاً ناپسند کرتے ہیں۔

مگر دوسری جانب یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اِس کے باوجود بھی نصف صدی سے بھی زائد عرصے پر محیط اِن دونوں ممالک (پاک امریکا)کے تعلقات قائم ہیں اِس کی

ایک خاص وجہ صرف یہ ہے کہ اِن دونوں ممالک کے حکمرانوں نے ہر دور میں اپنے عوام کی توقعات کے بر عکس کام کیا ہے اور اِن ممالک کے حکمرانوں نے اپنے اپنے حکومتی امور کی انجام دہی کے لئے آپس میں بڑی اچھی گھٹ جوڑ قائم رکھی اور اِس دوران یہ ایک دوسرے کا کاندھا تھپتھپاتے رہے اور اپنے اپنے مفادات کے حصول کے خاطر طرح طرح کے حربے استعمال کرنے سے بھی باز نہیں آئے اور روز کسی نہ کسی سیاسی، معاشی اور اقتصادی صُورتِ حال پر یہ ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے اور خوش کرتے رہے اور آج بھی اِن کا یہ عمل ظاہر و باطن طریقوں سے جاری ہے۔

جیسے ایک خبر کے مطابق امریکا نے ایک سال کے دوران جب 7 لاکھ سے زائد افراد کو اپنی شہریت دی تو اِس نے اپنے دیرنیہ دوست پاکستان کو یکسر نظر انداز کر دیا حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکا سب سے زیادہ شہریت اپنی دہشت گردی کی جنگ میں ہر اول دستے کا کردار ادا کرنے والے اپنے بہادر اور نڈر دوست پاکستان کے شہریوں کو اپنی شہریت دیتا مگر اِس نے دانستہ طور پر پاکستان کو نظر انداز کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اِس کے پاکستان سے تعلقات ایک خاص مقصد تک محدود ہیں یہ کسی بھی صُورت میں اِس سے یہ تجاوز نہیں کر سکتا اور جہاں تک پاکستانیوں کو امریکی شہریت دینے کی بات ہے تو امریکی پاکستانیوں کو کسی بھی صورت میں اپنی شہریت دینے کے حق میں نہیں ہے کیونکہ

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی لاکھ قربانیوں کے باوجود آج میں پاکستانی امریکا اور امریکیوں کی نظر میں انتہا پسند اور دہشت گرد ہیں تو پھر امریکا پاکستانیوں کو کیوں اپنی شہریت دے گا۔

اگرچہ یہ حقیقت ہم پاکستانیوں کے لئے انتہائی افسوسناک اور حیرت انگیز ضرور ہے کہ وہ پاکستان جو اپنے ہر معاملے میں مدد کے لئے امریکا کو پکارتا ہے جب امریکیوں نے دنیا کے ممالک کے لوگوں کو اپنی شہریت دینی شروع کی تو اِن امریکیوں نے ایک سال کے عرصے میں سات لاکھ سے زائد افراد کو امریکی شہریت دی جس میں بھارت امریکی شہریت حاصل کرنے والا دنیا کا دوسرا بڑا ملک ثابت ہوا اِس حوالے سے امریکیوں کا پاکستانیوں کے ساتھ روا رکھے گئے رویوں پر یہ کہا جارہا ہے کہ صرف 2009 تک کے اعداد و شمار کے مطابق امریکا نے مختلف خطّوں سے تعلق رکھنے والے 7 لاکھ 43 ہزار افراد کو ہنسی خوشی اپنی شہریت دی جو امریکہ میں گرین کارڈ یا مکمل سکونت کی دیگر 715 قانونی دستاویز کے ساتھ رہائش پذیر تھے جبکہ اِس سلسلے میں امریکا نے اپنے دوست ملک پاکستان کے ساتھ اپنی کھلی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانیوں کے لئے تو سخت ترین قانون بنائے رکھا جبکہ اِس نے کھلم کھلا جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میکسیکو کے بعد پاکستان کے پڑوسی اور اِس کے ازلی دشمن بھارت کے باشندوں کے لئے اپنے قوانین میں نرمی برتتے ہوئے بھارتیوں کو سب سے زیادہ امریکا کی

شہریت دی جبکہ یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ امریکا نے گزشتہ سالوں میں سب سے زیادہ شہریت بھارتیوں کو ہی دی ہے۔

یہاں اگر ہم امریکیوں کی جانب سے امریکی شہریت کے حوالے سے بھارتیوں کے نوازے جانے کا ایک جائزہ لیں تو یہ بات اچھی طرح سے واضح ہوجائے گی کہ امریکیوں نے ہر سال پاکستانیوں سے زیادہ بھارتیوں کو اپنی شہریت دی ہے اگرچہ 2009 سے کے مقابلے میں شہریت حاصل کرنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے کم تھی مگر 2008 اِس عرصے 2008 میں 10 لاکھ 46 ہزار 539 افراد نے امریکی شہریت حاصل کی تھی سال 2000 سے 2009 تک دس سال کے عرصے میں 68 لاکھ 22 ہزار 117 افراد کو امریکی شہریت سے نوازا گیا اِس سارے عرصے کے دوران صرف 2009 میں 12 ہزار پاکستانیوں کو امریکی شہریت دی گئی اور 2008 ییں صرف 11 ہزار 528813 پاکستانیوں کو امریکا نے لاکھ جتن کرنے کے بعد اپنی شہریت دی یعنی کہ دو سالوں میں صرف 24 ہزار 341 پاکستانیوں پر امریکا نے یہ احسان کیا کہ اِن افراد کو اپنی شہریت دی جبکہ اِس کے مقابلے میں اِس دوران امریکا کی طرف سے پاکستانیوں کے ساتھ ستم ظریفی کا مظاہرہ اِس طرح سے کیا گیا کہ 2008 میں 65 ہزار 971 بھارتیوں کو امریکی شہریت دی گئی اور 2009 میں 52 ہزار 889 بھارتیوں کو امریکا نے اپنی شہریت دے کر اِنہیں گلے لگایا۔

یوں دس سال کے عرصے میں مختلف وقتوں میں امریکا نے صرف 95 ہزار482 پاکستانیوں کو اپنے جگر پر پتھر رکھ کر اپنی شہریت دی حالانکہ پاکستان اِس کا قریب دوست گردانا جاتا ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ بھارت جو امریکا کو اپنے ٹھینگے پر رکھتا ہے امریکا نے گزشتہ دس سال کے دوران 4 لاکھ 26 ہزار 977 بھارتیوں کو امریکی شہریت دی مگر پھر بھی بھارت امریکا کے زیر اثر نہیں آیا اور نہ ہی بھارت نے اِن امریکی نوازشوں کے باوجود امریکا کا کوئی احسان ماننے کو تیار ہے اور اُلٹا بھارت کی سینہ زوری یہ کہ بھارت امریکا پر اپنا دباؤ جاری رکھے ہوئے ہے کہ امریکا نے پچھلے دس سالوں کے دوران اِس کی توقعات کے برعکس بہت کم تعداد میں بھارتیوں کو اپنی شہریت دی ہے جو بھارت اور امریکا کے تعلقات میں تناؤ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

اِس ساری صُورت حال کے تناظر میں آج اگر ہم اِن اعداد وشمار کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پاک امریکا تعلقات صرف امریکی مفادات تک محدود ہیں اور امریکا پاکستان کو کسی بھی صُورت میں اپنے دامن میں چھپانے اور پناہ دینے کے حق میں نہیں ہے جبکہ اِس کی ساری ہمدردیاں اُن بھارتی ہندوؤ بنیوں کے ساتھ ہیں جو اِسے بھی تیل لگا جاتے ہیں یہاں میرا مطلب یہ ہے کہ بھارتی حکمران اور سیاستدان امریکا کو لولی پاپ دے کر ہمیشہ اپنا الو

سیدھا کر لیتے ہیں اِس طرح امریکا اُن کے ساتھ خوش ہے اور امریکا اُس پاکستان کے ساتھ جو نائن الیون کے بعد اِس کی دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے کے خلاف جاری جنگ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کا کردار ادا کر رہا ہے اِس سے ناخوش ہی رہتا ہے اور اِسے چند ڈالرز امداد یا قرض کی مد میں دے کر یوں اِسے اپنے دباؤ میں رکھتا ہے اور اِس سے اپنے ہر اُلٹے سیدھے کام نکالتا رہتا ہے اور یوں اَب تک کے اعداد و شمار کے مطابق صرف پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جسے امریکی جنگ کا حصہ بننے کے بعد سب سے زیادہ جانی، مالی، سیاسی اور اخلاقی طور پر اپنے اندرونی اور بیرونی معاملات میں نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے اِس پر امریکا کا یہ رویہ جب اِسے اپنے یہاں دنیا کے مختلف خطوں کے افراد کو اپنی شہریت دینے کا مرحلہ آیا تو اِس نے سب سے زیادہ بھارتیوں کو اپنی شہریت دے کر پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کے منہ ایک ایسا زوردار طمانچہ مارا ہے کہ اگر ہمارے حکمران، سیاستدان اور عوام پاگل نہیں ہوئے ہیں تو اِنہیں فوراً امریکا کے اِس روئے پر بھرپور احتجاج کرنا چاہئے اور اُسے یہ بتا دینا چاہئے کہ جب مارنے اور مرنے کی باری آتی ہے تو امریکا دوستی کا دم بھرتے ہوئے پاکستانیوں کو آگ میں جھونک دیتا ہے اور جب کسی معاملے میں نوازنے کا کوئی کھیل کھیلتا ہے تو یہ بھارتیوں کے گلے میں ہار ڈال دیتا ہے آخر امریکا ایسا کیوں کرتا ہے.....؟؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب اَب ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو خود تلاش کرکے امریکا کے منہ

پر دے مارنا ہوگا اور اِس سے اپنے سارے تعلقات فی الفور ختم کرتے ہوئے اِس کی دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ سے بھی علیحدگی اختیار کرنی ہوگی اور اِسے ایسا سبق سکھانا ہوگا کہ وہ پھر کبھی پاکستان کو اپنے کسی بھی مفاد کے لئے استعمال نہ کرے ہمارے اِس عمل ہی سے ہم سب کی بھلائی ہے۔ ورنہ یہ یاد رکھو امریکی ہمیں اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے رہیں گے اور ہمیں اپنے ڈرون حملوں سے مارتے اور مرواتے رہیں گے۔

پی ایم لیگ (ن) کا ملازمین کی بحالی کے بل کے خلاف واک آؤٹ

پی ایم لیگ (ن) کا ملازمین کی بحالی کے بل کے خلاف واک آؤٹ..اور عوامی خدمت کے دعوے

(ن) لیگ کیا یہی زمانے میں پنپنے کے انداز ہیں......؟؟؟

(ن) لیگ کا بے مقصد مؤقف! برطرف ملازمین کی بحالی سے معیشت پر 17 ارب کا بوجھ پڑے گا

ہر دور میں پی پی پی کی خاصیت رہی ہے کہ اِس نے لوگوں کو ملازمتیں دی ہیں...اور ن لیگ ملازمت دینے کے خلاف رہی ہے...کیوں..؟؟

دیکھو! دیکھو! یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہے جو آج اپنا سینہ ٹھونک کر بڑے فخر سے خود کو اصلی عوامی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے پھر رہی ہے اور اپنا مقابلہ پاکستان پیپلز پارٹی سے یہ کہہ کر کر رہی ہے کہ عوامی دُکھ درد اور مسائل کا جتنا احساس آج پی ایم ایل (ن) کو ہے اِتنا درد تو حکمران جماعت پی پی پی کو بھی نہیں ہے اور یہ اپنے اِسی دعوے کو سچ کر دِکھانے کے لئے نت نئے ڈراموں اور ہتھکنڈوں سے بھی اپنا کام چلا رہی ہے اور برسرِاقتدار جماعت کو نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بیرونِ ملک بھی بدنام اور ناکام بنانے کے لئے ایسی ایسی سیاسی چالیں استعمال کر رہی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اِس کے

نزدیک صرف ایک کام سب سے زیادہ اہم ہے کہ بس کسی بھی طرح سے یہ حکومت ناکام ہوجائے اور اِسے عوامی سطح پر پزیرائی حاصل مل جائے۔

اور شائد یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دنوں جب قومی اسمبلی میں برطرف ملازمین کی بحالی کا بل پیش کیا گیا تو پاکستان پیپلز پارٹی سے عوامی خدمات کے میدان میں مقابلہ کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اِس بل کی منظوری کے خلاف اپنا بھرپور احتجاج کرتے ہوئے اِس بل کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے قومی اسمبلی کے پورے سیشن کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جو اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے عوامی خدمت کے تمام دعوے جھوٹے ہیں اور اِس کو عوامی تکالیف کا کوئی احساس نہ تو پہلے کبھی تھا اور نہ آج ہے کیونکہ پاکستانی عوام آج بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ 1992-1993 کے عشرے میں یہی پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی تو وہ برسر اقتدار جماعت تھی جس نے اپنے دورِ اقتدار میں ملازمتوں پر پابندی لگائی تھی جو ہنوز اَب بھی قائم ہے اور یہی وہ واحد جماعت ہے جس نے ملک میں سب سے پہلے آئی ایم ایف کے کہنے پر ملازمین کو اِن کی نوکریوں سے برخاست کرنے اور کرانے کے لئے گولڈن ہینڈ شیک کی پالیسی متعارف کرائی تھی جس کے ذریعے اَب تک بے شمار ملازمین کو زبردستی اور جبری طور پر اِن کی ملازمتوں سے برطرف کردیا گیا ہے اور آج (ن) لیگ کا بویا ہوا یہ زہریلا پودا ایک قدآور درخت کی شکل اختیار کرگیا ہے جس کے

سائے میں آنے والا اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

یہ وہ عوام دشمن اقدام ہے جِسے پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اپنے پچھلے دورِ اقتدار سے جاری رکھا ہوا ہے اور آج بھی یہ اقتدار میں نہ ہونے کے باوجود اِس پر پوری طرح عمل پیرا ہے اور اِس پر اِس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ ملک کی وہ واحد جماعت ہے جو عوام کے مسائل حل کرنے اور ملک سے بیروزگاری اور غربت کو ختم کرنے کی استطاعت رکھتی ہے اگر یہی زمانے میں پنپنے کے انداز اور باتیں ہیں تو پھر (ن) لیگ سے تعلق رکھنے والے ایوان میں قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان نے اپنی چوہدراہٹ کا بیدریغ استعمال کرتے ہوئے اپنے اِس بے مقصد مؤقف کے ساتھ "برطرف ملازمین کی بحالی سے معیشت پر 17 ارب روپے کا بوجھ پڑے گا ملازمین کی بحالی کا یہ بل خلافِ آئین اور خلافِ قانون ہے" اُنھوں نے قطعاًاِس بل کی منظوری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کردیا۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ کیا قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان یہ بتا سکیں گے.....؟؟ کہ ملک کے عوام کو اِن کی اپوزیشن ہوتے ہوئے کیا ریلیف ملا ہے....؟؟ اور اِن کی پارٹی موجودہ حکومت کی فرینڈلی اپوزیشن ہوتے ہوئے ملک اور قوم کے لئے کتنے اچھے کام کر سکی ہے.....؟؟؟ اور حکومت سے کروانے میں کامیاب ہو پائی ہے......؟؟ جو اِنھوں نے برطرف ملازمین کی بحالی کے بل

کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہہ ڈالا ہے کہ اِن کی بحالی سے معیشت پر سترہ ارب روپے کا بوجھ پڑے گا اَب اگر اِس بل کی بحالی سے برطرف ملازمین کو دوبارہ اِن کی ملازمتوں پر بحال کیا جارہا ہے تو اِس میں بھلا کیا حرج ہے....؟اور اِس میں (ن) لیگ کیوں روڑے اٹکا رہی ہے.....؟؟؟اور اِسے سیاسی رنگ دے کر کیوں ایشو بنا رہی ہے.....؟؟؟

اَب اگر پاکستان پیپلز پارٹی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سیاسی یا کسی اور انتقامی کاروائی کی وجہ سے برطرف کئے گئے ملازمین کی بحالی کے لئے اسمبلی سے قانونی طور پر کوئی بل منظور کروا رہی ہے تو اقتدار جماعت کے اِس عوام دوست اقدام پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کو بھی اِس کا ہر حال میں ساتھ دینا چاہئے تھا ناکہ اِس عوام دوست حکومتی اقدام پر اسمبلی کے پورے سیشن سے بائیکاٹ کا ہی اعلان کرکے موجودہ حکومت کی ناقص کارکردگی کے حوالوں اور ملک کے حالات اور واقعات کی روشنی میں عوامی سطح پر (پی ایم ایل نون) کو اپنے جیسے تیسے بڑھتے ہوئے گراف کو گرانے کی بھلا کیا ضرورت تھی .....؟؟ شاید چوہدری نثار علی خان اور اِن کی پارٹی کے سربراہ کو اِس بات کا احساس نہ ہو کہ اِن کا ملازمین کی بحالی کے حوالے سے بل کی منظوری کے خلاف واک آؤٹ کرنے کے اعلان کو ملک بھر کے برطرف ملازمین نے کس شدت سے محسوس کیا ہے اور پی ایم ایل (ن) کے اِس اقدام کو عوام دشمن قرار دیتے ہوئے پاکستان مسلم لیگ

ن) کے سربراہ میاں نواز شریف اور اِن کی پارٹی سے شدید نفرت کا اظہار کر رہے)
ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر میاں نواز شریف اور اِن کی جماعت کی
ایسی ہی عوام اور مزدور دشمن پالیسی ہے تو خدا نواز شریف کو اَب کبھی بھی اقتدار نہ
دے۔ جس کے لئے نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے اراکین لاکھ لاکھ جتن کئے ہوئے
ہیں اور اِن سب کی یہی ایک کوشش ہے کہ کسی بھی طرح سے پاکستان پیپلز پارٹی کی
حکومت سے اقتدار پھسل کر جلد از جلد اِن کے ہاتھوں میں آجائے تاکہ یہ بھی قومی
خزانے سے دولت لوٹ سکیں اور مزے لیں۔

جبکہ قومی اسمبلی میں برطرف ملازمین کی بحالی کے بل کی منظوری کے خلاف پی ایم ایل
ن) کے احتجاج اور بائیکاٹ کے اعلان کے بعد وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے قومی)
اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے ہوئے کہا کہ "ہمیں کسی کا کوئی ڈر نہیں، ملازمتیں دینے
کا یہ جرم ہم ہر حال میں ڈنکے کی چوٹ پر کرتے رہیں گے۔اِس میں کسی معاہدے کی
کوئی نفی نہیں ہوئی ہے سارے کام جوں کہ توں ہی ہو رہے ہیں" یہاں میں یہ سمجھتا
ہوں کہ ملازمین کی بحالی کے بل کی منظوری کے خلاف (ن) لیگ کے واک آؤٹ کئے
جانے کے جواب میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں خطاب کے
دوران جس جرائتمندی اور بہادری کا مظاہرہ کیا ہے اگر یہ عوامی مسائل جن میں ملک
سے مہنگائی اور کرپشن جیسے ناسوروں کے خاتمے کے لئے اِسی طرح سے جرات اور
بہادری کا مظاہرہ صرف ایک بار ہی کردیں تو پھر

دنیا دیکھے گی کہ ملک سے مہنگائی اور کرپشن کیسے نہیں ختم ہوتی ہے..... مگر شائد یہ ایسا نہ کر سکیں کیونکہ اِن ہی کے سہارے تواِن کی حکومت قائم ہے اوراِن کی دال اور دلیہ بھی چل رہی ہے۔

بہرکیف ! یہ مانا کہ موجودہ حکومت نے اپنے دوڈھائی سالہ دورِاقتدار میں اتنے اچھے کام قطعاً نہیں کئے ہیں جن سے عوام کااِس حکومت پر اعتبار قائم ہومگر دوسری جانب یہ بھی ایک کُھلی حقیقت ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی یہ تاریخ گواہ ہے اوریہ ملک کی وہ واحد جماعت ہے کہ کہ اِس جماعت کوجب بھی حکومت ملی ہےاِس نے بلارنگ و نسل اورزبان وسرحد سمیت بغیر کسی سیاسی وابستگی کے لوگوں کو قومی خزانے پر اضافی بوجھ پڑنے کی پرواہ کئے بغیر اپنے ہر دورِ حکومت میں ہزاروں ضرورت مندوں کوملازمتیں دی ہیں اور شائد یہی وہ خاصیت ہے جس کی وجہ سے پی پی پی کو اپنے ہر دورِ حکومت میں زبردست عوامی حمایت حاصل رہی ہے اور آج جبکہ مہنگائی کا طوفان سرچڑھ کر بولا ہے موجودہ حکمرانوں کواِن حالات میں بھی یہی خوش فہمی کھائے جارہی ہے کہ اِنہیں اَب بھی بھرپور عوامی حمایت حاصل ہے جس کا اظہار صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضاگیلانی اور حکومتی وزرا سمیت.برسرِاقتدار جماعت کے سینئر عہدیداراورکارکنان بھی بے شمار مرتبہ اپنے اپنے عوامی رابطوں اوراسمبلی فلورز سے بھی کچھ یوں کرچکے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری حکومت ملک

میں مہنگائی کو کم کرنے اور اِسے ختم کرنے میں بری طرح سے ناکام رہی ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہماری حکومت کے کچھ کارنامے عوام کے لئے ایسے ہیں جن کی وجہ سے عوام کا ہماری حکومت پر بھرپور اعتماد ہے جس میں ضرورت مندوں کو ہم نے پانی کی طرح ملازمتیں مہیا کی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا صرف یہ ہی وہ واحد کارنامہ ہے جس کی وجہ سے عوام آج بھی اِس ساتھ ہے ورنہ تو اِس حکومت میں ایسی بھی کوئی خاص بات نہیں کہ اِسے عوام کا اندھا اعتماد حاصل ہے۔ عوام کو نوکریاں بٹانے کا اِس ناکام حکومت کا یہ صرف واحد اور اچھا عمل بھی اپوزیشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کی آنکھ میں کھٹک رہا ہے جس کے لئے بھی اِس نے طرح طرح کی مکاریاں شروع کر رکھی ہیں۔

اور اِس کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کے اختتام سے قبل یہ بتاتا چلوں کہ میرا تعلق ملک کی کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت سے نہ تو پہلے کبھی رہا ہے اور نہ اِس سطور کے رقم کرنے تک ہے میں صرف ایک پاکستانی ہوں اور ایک ایسا پاکستانی جو پاکستان سے محبت کرتا ہے میں نے ہمیشہ اپنے کالم میں وہی لکھا جو دیکھا اور سمجھا ہے میں نے کبھی کسی کو ذاتی مفادات کے حصول کے خاطر تنقید کا نشانہ نہیں بنایا میرا آج کا کالم بھی ایسا ہی ہے مگر اِس کے باوجود بھی اگر میری کوئی بات کسی کو بری لگے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

واہ.. وہ! کتنی سادگی سے کہہ گئے وزیراعظم..؟

واہ.. وہ! کتنی سادگی سے کہہ گئے وزیراعظم..؟ کرپٹ وزرا کو نکال دوں تو کابینہ میں کیسے رکھوں..؟
کیا حکومت جانے والی ہے....؟؟؟ یا یوں ہی دن مہینے سال گزرتے جائیں گے وزیراعظم کی..... کہی اَن کہی.....
ایک طرف تو گزشتہ کئی ماہ سے ملک میں یہ افواہ بڑی گرم ہے کہ حکومت اپنی ناقص پالیسیوں اور غیر مناسب حکمتِ عملیوں کے باعث عوام میں اپنا اعتماد بحال نہیں کرا سکی ہے جو بڑی حد تک حقیقت پر مبنی ہے اور مگر دوسری طرف ہمارے حکمران اِسے افواہ قرار دے کر اپنی اپنی مستیوں میں مگن ہیں جبکہ یہی وہ حقیقت ہے کہ جس کو ماننے اور تسلیم کرنے سے حکمران تو انکار کر رہے ہیں مگر حکمرانوں کی اِسی غلطی کو عوام اور دانشورانِ اہل وطن سب سے بڑی کمزوری سمجھ رہے ہیں اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ عوام کسی بھی حال میں ملک کے موجودہ حکمرانوں کو اِن کی حکومت کی مدت پوری کرنے کی مہلت نہیں دیں گے اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ ملک میں حالیہ بارشوں کے نتیجے میں آنے والے سیلاب نے تو ملک میں پہلے سے موجود مہنگائی کے سیلاب سے پریشان حال عوام کا پوری طرح کچومر نکال کر اِس کا ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے اور اِس

حال میں حکومتی سطح پر کوئی عوامی دُکھ اور درد کا مداوا کرنے والا نہیں رہا ہے کیونکہ ہمارے حکمرانوں کو تو اپنی کُرسی بچانے کی پڑی ہے تو اُدھر ہی اپوزیشن کو اپنی سیاست چمکانے اور سیاسی گھوڑے دوڑانے کی لگی ہے اور اِدھر عوام ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریوں اور منہ توڑ سینہ زور بے لگام مہنگائی کے ہاتھوں پریشانی اور مفلسی کے عالم میں مری جارہی ہے۔

اِس ساری صورتِ حال کے بعد جو منظر سامنے آیا ہے وہ ایک افواہ ہی کی شکل میں صحیح مگر سچ تو یہی ہے کہ موجودہ حکومت اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں بری طرح سے ناکام ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اَب اِس کے چل چلو کے دن قریب آتے جارہے ہیں۔ اور ملک کے سترہ کروڑ عوام اِس انتظار میں ہیں کہ کب اِس کے کانوں میں تبدیلی کی صدائیں آئیں گی اور پھر کوئی نیا حاکم اِس پر مسلط ہوگا جو اِس کے دکھ اور درد کا مداوا کرے گا۔ عوام ہے کہ بیچاری اِسی انتظار میں سُوکھی جارہی ہے کہ کب اِس کو ایسے حکمرانوں سے چھٹکارہ نصیب ہوگا جو عوام کو خالی وعدوں اور اپنے جھوٹے دعوؤں پر ٹرخا رہے ہیں اور خدا جانے کب تک یوں ہی ٹرخاتے رہیں گے.....؟؟؟آج عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اَب ایسی جمہوری حکومت کا کیا فائدہ جس میں جمہوریت کو تو پوجا جائے اور عوام کو مہنگائی کے سیلاب کے آگے ڈال کر اِسے زندہ درگور کردیا جائے جیسا کہ ہمارے موجودہ حکمران اِن دنوں کر رہے ہیں۔اِن سے اچھا تو کوئی آمر ہی اِن پر

مسلط رہتا تو اچھا تھا وہ کم از کم اِنہیں مہنگائی کے رحم و کرم پر تو نہ چھوڑتا..... جیسا کہ موجودہ جمہوری حکمرانوں نے عوام کو مہنگائی کے سامنے ڈال کر اِنہیں خودکشیاں کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔

اِس ساری صُورتِ حال میں مجھے کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایوانِ صدر اور وزیر اعظم ہاؤس سے لے کر اپوزیشن جماعتوں کے سارشی دفاتر سمیت کسی غریب کے چھوٹے سے چائے کے ہوٹل تک بیٹھے جتنے بھی لوگ ہیں سب کے سب مفروضات کے غلام ہیں اور جن کی ذمہ داریاں بس ملکی سیاست اور حالات واقعات کے تناظر میں صرف زبردستی اپنا اپنا سیاسی قد اونچا کرنے کے اور کچھ نہیں رہ گئی ہیں جس کے لئے یہ سب محض مفروضوں اور طرح طرح کی قیاس آرائیوں کی ہی بنا پر اُلٹے سیدھے اپنے خیالات کا اظہار کرکے اپنے بیانات کے تیر چلاتے رہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو روز نت نئے اور مخمصے دار اپنے بیانات کے انبار لئے میڈیا میں اِنہیں داغتے نظر آتے ہیں اور اِن کے اِس طرح کے غیر ذمہ دارانہ اور غیر سنجیدہ بیانات کی وجہ سے ہی آج یہ لگنے لگا ہے کہ جیسے ملک کے اِن کوچوانوں کا کام اَب کسی نہ کسی بہانے خود کو صرف خبروں کی زینت بنانا رہ گیا ہے اور اِن کے اِسی شوق اور مشغلے سے ملکی اور عالمی سطح پر یہ تاثر عام ہوتا جارہا ہے کہ موجودہ حکمران اور اپوزیشن سب کے سب عدم اعتماد کے شکار ہیں۔ جس سے ملکی سیاست سمیت ملک کی معاشی اور

اقتصادی ڈھانچہ دگرگوں ہو کر رہ گیا ہے۔

اور واہ... وہ ! اَب میں اِسے اپنے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی کوئی سادگی کہوں....؟ یا اَن کی کوئی مصلحت پسندی.... جب سے میں نے اِن کا یہ غیر سنجیدہ بیان پڑھا ہے جس میں اُنھوں نے کہا ہے کہ "کرپٹ وزرا کو نکال دوں تو کابینہ میں کسے رکھوں" میں اِس اُلجھن میں گرفتار ہوں کہ وزیراعظم کے منہ سے ایسے غیر سنجیدہ اور غیر پارلیمانی الفاظ ادا کیسے ہو گئے.....؟ جو اِنہیں کسی بھی طور پر زیب نہیں دیتے یہ اور بات ہے کہ وہ اِس سے قبل بھی اپنے متعدد خطابات اور بہت سے مواقعوں پر ایسے الفاظ کہہ چکے ہیں جنہیں میڈیا سے لیکر عوامی سطح تک ہدفِ تنقید بنایا گیا اور اِس بار بھی اسلام آباد میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی حسبِ روایت پھر وہی غلطی دہرا گئے جیسی یہ اکثر و بیشتر کیا کرتے ہیں یعنی یہ کہ ہمارے ملک کے ایک جمہوری حکومت کے جمہوری وزیراعظم یوسف رضا گیلانی ہیں جنھوں نے گزشتہ دنوں سینہ تان کر سر اٹھا کر اور اپنی پوری ڈھٹائی کے ساتھ اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھاڑتے ہوئے سینہ ٹھونک کر کہا کہ "کرپٹ وزرا کو نکال دوں تو کابینہ میں کسے رکھوں" ......؟ وزیراعظم کی یہ کیسی کہی اَن کہی ہے۔

یہاں میرا مسٹر وزیراعظم سے سوال یہ ہے کہ اُنھوں نے یہ بات کیا سوچ کر

کہی ہے۔۔۔۔؟؟اور اِن کا اشارہ کس طرف تھا۔۔۔؟؟وزیر اعظم یہ بھی واضح کر دیتے تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا تو اچھا تھا اور میرا اِن سے دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کی پارٹی میں سارے ہی کرپٹ لوگ ہیں۔۔۔۔؟؟اگر آپ کی حکومت کے موجودہ وزرا کرپٹ ہیں تو اِنہیں ہٹا کر اپنی ہی پارٹی سے دوسرے لوگوں کو اِن کی جگہ دے دی جائے۔۔۔۔اور اگر ایسا نہیں کر سکتے ہیں تو پھر کرپٹ لوگوں کو اِس وطن عزیز جس کا نام پاکستان ہے اِس پر حکمرانی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ عدلیہ اور حکومت کے درمیان کوئی تصادم نہیں، عدلیہ ملک میں جمہوری نظام کو آگے بڑھانا اور کامیاب دیکھنا چاہتی ہے وزیر اعظم کا ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہنا انتہائی معنی خیز لگا کہ حکومت کو جانے کی پیش گوئیاں کرنے والوں کو مایوسی ہوگی جب کہ یہ حقیقت ہے کہ حکومتی اراکین سمیت خود صدر اور وزیر اعظم یہ بات متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ ہماری حکومت سے بہت سی کوتاہیاں ہوئی ہیں مگر اِس کے باوجود بھی ہم اپنی مدت پوری کریں گے کیونکہ عوام نے ہمیں اِس کا مینڈیٹ دیا ہے تو صدر، وزیر اعظم اور حکومتی اراکین یہ بات بھی سُن لیں عوام نے آپ لوگوں کو جو مینڈیٹ دیا ہے وہ صرف حکومتی مدت پوری کرنے کے لئے ہی نہیں دیا بلکہ اپنے مسائل کے حل کے لئے بھی آپ لوگوں کو مسندِ اقتدار سونپا تھا مگر آپ تو عوام اور اِس کے مسائل کو بھول چکے ہیں اور آپ لوگوں کو صرف عوام کا اپنے لئے دیا گیا مینڈیٹ ہی یاد رہ گیا ہے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ عوام نے

آپ کو اقتدار کے لئے مینڈیٹ دیا تھا تو اَب یہی عوام آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ لوگ اَب جس قدر جلد ممکن ہو سکے اقتدار سے ہٹ جائیں اور اقتدار کو فی الفور چھوڑ دیں کیونکہ عوام کو آپ کے چہرے سے کوئی مطلب نہیں ....اِسے تو وہ حکمران چاہئے جو اِس کے مسائل حل کر سکے وہ حکمران کوئی آمر ہو یا جمہوری مگر آپ لوگوں جیسا کوئی نہ ہو۔جو عوام کو روزانہ مہنگائی کی دلدل میں دھکیل کر جشن بنائے اور عوام مہنگائی بھوک و افلاس اور تنگدستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر روز مرتے رہیں اور تم جیسا کوئی حکمران جمہوریت کی بانسری بجاتے عیش کرتے رہے۔اِس پر حکمران پارٹی نے حکومت جانے سے متعلق اُن تمام پیش گوئیوں کو مسترد کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے یہ دن مہینے سال گزرتے جائیں گے دیکھ لینا...... مگر ہماری حکومت نہیں جائے گی اِن کا کہنا ہے کہ اِن کی حکومت کو عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہے اور کیونکہ ہماری حکومت نے جہاں ملک میں مہنگائی کو قابو نہیں کیا ہے تو وہیں ہماری حکومت نے عوام کو اِس بابت اور دوسرے بہت سے ریلیف بھی تو دیئے ہیں جن میں مثلاََ آسانی سے مرنے اور مارنے سمیت لوٹ مار کرنے جیسے وہ ریلیف شامل ہیں جو اِس ملک کے کسی بھی حکمران نے کبھی بھی اپنی عوام کو نہیں دیئے ہیں۔

آہ ! جلتا کراچی اور سسکتے بلکتے لوگ

سندھ کی صوبائی اور وفاقی حکومت اِس نقطے پر متفق نظر آتی ہیں کہ کراچی میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری کی کاروائیوں کی روک تھام کے لئے شہر کراچی میں سرجیکل آپریشن کی فوری ضرورت ہے اور اِس کام کے لئے اطلاعات یہ بھی ہیں کہ جلد ہی باقاعدہ طور پر اِسے عملی جامہ پہنانے کے لئے کراچی کے شورش زدہ علاقوں میں کرفیو لگا کر ٹارگٹ کلنگ میں ملوث جرائم پیشہ افراد اور ناجائز اسلحہ کی بازیابی کے لئے گھر گھر تلاشی لی جائی گی اگرچہ یہ صوبائی اور وفاقی حکومتوں کا ایک اچھا اقدام ضرور کہا جاسکتا ہے مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ حکمران یہ اچھا عمل بہت پہلے کر لیتے تو اِس قدر ہلاکتوں سے میرا شہر کراچی محفوظ رہتا جو گزشتہ کئی سالوں سے جاری ٹارگٹ کلنگ کی زد میں آتے رہے ہیں جس کا موازنہ کرتے ہوئے "گلف نیوز" نے لکھا ہے کہ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد رواں سال پاکستان بھر میں خود کش دھماکوں میں ہلاک ہونے والے افراد سے کہیں زیادہ ہے اخبار نے مزید لکھا ہے کہ رواں سال پاکستان میں 335 خود کش دھماکوں کے واقعات میں 1208 افراد جان بحق ہوچکے ہیں جبکہ صرف کراچی میں اسی عرصے میں 1233 افراد کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا ہے میں یہاں پر حکومتِ وقت سے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اگر حکومت نے واقعی شہر کراچی کو جرائم پیشہ

دہشت گردوں اور ناجائزہ اسلحہ مافیا سے پاک ہی کرنا ہے تو یہ سارا کام پاک فوج کی نگرانی میں کرائے تو اِس کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے ورنہ حکومت نے اگر پولیس اور رینجرز کے حوالے یہ کام سونپا تو ممکن ہے کہ سیاسی جانبداری برتی جائے اور نتائج اتنے اچھے سامنے نہ آسکیں جن کی اُمید کی جارہی ہے۔

منگل 19 اکتوبر کی صبح سے شام تک شہر کراچی میں کھیلی جانے والی آگ وخون کی ہولی کی نظر ہونے والے نہتے اور معصوم انسانوں کی ہلاکتوں کی تعداد 32 تک پہنچ چکی تھی اِن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اِسی روز شام کے وقت شیر شاہ کی کباڑ مارکیٹ میں پیش آنے والے سانحہ میں ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنے اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ کراچی کا امن وسکون ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی اور عالمی سازش کے تحت تباہ اور برباد کیا جارہا ہے مگر دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے حکمران یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کیوں کئے ہوئے ہیں .....؟؟وہ کراچی میں قتل و غارت گری کے گرم ہوتے بازار کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کیوں سنجیدہ نہیں ہیں اور کوئی ایسا سخت قدم کیوں نہیں اٹھارہے ہیں کہ جس سے شہر کراچی کا امن بحال ہوسکے اور یہاں کی رونقیں دوبالا ہوجائیں۔

مسلماں کا مُسلماں خوں بہائے یہ دینِ حق کی تربیت نہیں ہے
کتابِ دیں وفا کی ہے پیامی کتابِ دیں میں عصبیت نہیں ہے

اِس شعر کے معنی اور مفہوم کو ہم سب اچھی طرح سے سمجھتے ہوئے بھی مگر معلوم نہیں کیوں اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی مسلمان بھائی کا خونِ ناحق بہانے میں آج فخر محسوس کر رہے ہیں اور اپنے ہی ہاتھوں کسی کے گھر کا چراغ گُل کر کے ہم اپنے سینے پر کونسا تمغہ لگا رہے ہیں یہ تو ہمیں خود بھی نہیں معلوم کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں بس کسی کو مارنا اور اذیتیں دینا اَب ہمارا مشغلہ بن گیا ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے کراچی میں جاری ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں رتی برابر بھی کمی کا احساس نہیں ہو پائی ہے جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے اِس میں مزید شدت آتی جارہی ہے اِن سطور کے رقم کرنے تک اور خبروں کے مطابق کراچی میں جاری حالیہ قتل و غارت گری اور پُر تشدت کاروائیوں کے دوران 90 سے زائد نہتے اور بے گناہ معصوم انسانوں کی ہلاکت عمل میں آچکی ہے اور سینکڑوں کے زخمی ہونے کے اطلاعات اور واقعات سمیت نجی اور سرکاری املاک کو جلاؤ اور گھیراؤ کے سبب کروڑوں روپے کے ہونے والے نقصانات سے نہ صرف کراچی میں بسنے والا ہر فرد غمگین ہے بلکہ اِن سانحات پر پورا پاکستان افسردہ ہے اور یہ کہنے اور سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا شہر کراچی میں حکومت اور قانون نام کی کوئی چیز نہیں ..!!! جو اِن درندوں کو لگام دے سکے، جو اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے سبب شہر کراچی کے معصوم انسانوں کو بے دردی سے گولیوں کا نشانہ بنا کر انہیں موت کی نیند سُلا کر قبر کی آغوش میں

دے رہے ہیں اور کراچی کے محب وطن شہریوں کے خونِ مقدس سے سرزمین پاک کے زرے زرے کو رنگ رہے ہیں۔

جبکہ اِس سے بھی شاہد کسی کو انکار ممکن نہ ہو کہ اِس ساری صُورت حال پر ہمارے حکمران اپنی اپنی سیاسی مصالحتوں کا شکار ہیں اور اِسی وجہ سے شہر کراچی کی گلی کوچوں بازاروں اور چھوٹی بڑی شاہراہوں پر قاتل اپنا سینہ چوڑا کئے دندناتے پھر رہے ہیں اور اِنہیں پکڑنے اور سزا دینے والا کوئی نہیں ہے اور ہمارے حکمران دانستہ طور پر اِن ٹارگیٹ کلنگ کرنے والے عناصر کے آگے بے بس اور مجبور ہو کر اپنا سر کھجاتے اور سینہ کوبی کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر پا رہے ہیں۔

جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکمران سب سے پہلے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے شہر کراچی کی بگڑتی ہوئی امن وامان کی صُورتِ حال کا سنجیدگی سے جائزہ لیتے اور پاکستان کے اِس بڑے صنعتی اور تجارتی مرکز کراچی میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری کو قابو کرنے اور اِسے ختم کرنے کے لئے اقدامات کرتے تو ممکن ہے کہ آج حالات اتنے بُرے تو نہ ہوتے جتنے اِن دنوں ہو چکے ہیں۔

یہ یقیناً ہمارے حکمرانوں کی بے حسی اور لاپرواہی تو ہے کہ جس کی وجہ سے آہ

آج ایک بار پھر میرا اور ہم سب کا جلتا بلکتا اور سسکتا کراچی اپنے باسیوں کے سامنے !
ہاتھ جوڑے فریاد کر رہا ہے کہ خدارا اپنے آپ کو پہچانو تمہیں کیا ہوگیا ہے.....؟؟
کیونکہ تم کسی کا آلہ کار بن کر اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے
ہو.......؟؟کیا تمہیں اِس کا کوئی احساس نہیں کہ تم آپسمیں اِس طرح سے لڑ جھگڑ کر
اور ایک دوسرے کا گلا کاٹ کر ناحق خون بہا کر اپنی ہی قوت کا شیرازہ بکھیر رہے
ہو.......؟؟اور دشمن کو اِسے بغیر کچھ کئے اِس کے اپنے عزائم کی تکمیل میں تقویت
دے رہے ہو.......؟؟؟

یاد رکھو کہ اگر تم نے اَب بھی اپنی بند آنکھیں نہ کھولیں تو ایک وقت ایسا بھی جلد آن
پہنچے گا کہ جب تم محلوں، گلی کوچوں اور ٹولیوں میں بٹ کر رہ جاؤگے اور تمہارا دشمن
اِس کا فائدہ اٹھا کر تم پر ٹوٹ پڑے گا اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور تم سب کو ایک ایک
کرکے مار ڈالے گا اور تم اِس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوگے..... قبل اِس کے کہ کوئی ایسا بُرا
وقت آجائے تم سب اہلِ کراچی کو باہم متحد اور منظم ہو کر اپنے دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا
اور ہاں !اُس دشمن کا جو تاک لگائے بیٹھا ہے اور تم کو آپس میں لڑوا کر اپنے عزائم کی
تکمیل کے خواب دیکھ رہا ہے۔اور اُس ہی کراچی کے دُشمن نے کراچی کا امن اور سکون
تباہ کرنے کے لئے تم سب کو آپسمیں دست گریبان کر رکھا ہے۔

اور کراچی کے دن بدن ابتر ہوتے حالات اور بگڑتی ہوئی صُورت حال نے کراچی کی رونقیں ماند کردی ہیں ڈیڑھ کروڑ سے بھی زائد آبادی والے اِس شہر کراچی کو جسے منی پاکستان کہا جاتا ہے اور جو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے بھی بین الاقوامی حیثیت کا حامل شہر ہے پاکستان کا معاشی حب ہے اِس شہر کا امن ملک کے مجموعی امن وامان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب یہاں کی امن وامان کی صُورت حال کو ملک دشمن عناصر اپنی گھناؤنی کاروائیوں سے نقصان پہنچاتے ہیں تو اِس سے پورا پاکستان متاثر ہوجاتا ہے اِس شہر کی ایک دن کی بندش سے ملک کو اربوں کھربوں کا نقصان ہوتا ہے۔ یہاں مجھے کہنے دیجئے کہ بدقسمتی سے اِس شہر عظیم کے امن وامان کو ملک دشمن عناصر سبوتاژ تو کر ہی رہے ہیں مگر اِن کی پشت پناہی کے سبب ہمارے چند ناسمجھ لوگ بھی شہر کراچی کے امن اور سکون کو خراب کرنے کے درپے ہیں یہ وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے ناانصافی کا شکار ہوئے ہوں گے....؟؟ یا کراچی کا امن اور سکون برباد کرنے میں وہ لوگ بھی ہوسکتے ہیں جنھوں نے آنکھ ہی جرائم اور کرائم کی گود میں کھولی ہے......؟؟ یا پھر ممکن ہے کہ پاکستان کے مرکزی صنعتی و تجارتی شہر کراچی کو کھنڈر بنانے اور اِس کی عالمی حیثیت کو تباہ اور برباد کرنے والے وہ لوگ ہوں جو اِس شہر پر زبردستی اپنا قبضہ جمانے اور اِس پر اپنا حق جتانے میں سیاسی اور اخلاقی طور پر بُری طرح سے ناکامی محسوس کررہے ہوں اور اِن میں شدید نوعیت کی احساس محرومی اور کمتری پیدا ہوگئی ہو جس کی وجہ

سے یہ لوگ اپنی جارحانہ کاروائیوں سے اِس شہر میں قتل وغارت گری کر کے شہر کا امن
اور سکون تباہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

بدنام ہوں گے تو کیا.....؟؟ نام نہ ہوگا

پاکستان دنیا کا بدعنوان ملک بننے کی دوڑ میں 47 سے 42 نمبر پر آگیا.....بولو...کیسا.....؟؟؟

اُف زوالِ وطن کا یہ آغاز اُف کمالِ وطن کا یہ انجام ! آہ ! یہ ملکُ ! آہ یہ ملت آہ یہ قوم ! آہ یہ اِسلام

یہاں مجھے اِس شعر کی تشریح بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں بس مجھے یہ شعر یاد آگیا تو میں نے لکھ دیا اَب اِسے پڑھنے والے خود سمجھیں اور اِس کی تشریح اپنی اپنی عقل اور سمجھ دانی کے مطابق خود کریں اور یہ فیصلہ کریں کہ اَب ہم کو اپنے وطن کے لئے ایسا کیا کچھ اچھا کرنا ہے کہ ہمارا ملک بھی عظمتوں کے مینار سے بھی زیادہ بلند ہوجائے۔اور ہم ذلت و رسوائی کی اِس دلدل سے نکل کر اپنا کل بہتر بنا سکیں جس پر ہماری آنے والی نسلوں کو بھی فخر ہو اور وہ اپنے پرکھوں پر بھی ناز کرسکیں..اور اَب یہ سوچنے اور سمجھنے کا کام ہم سب کا ہے اور ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہمیں دنیا میں اپنا وقار مجروح ہونے سے بچانے کے لئے کیا کیا جتن کرنے ہوں گے......؟؟کہ ہمارا کھویا ہوا وقار بحال ہوسکے۔بہر حال مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ آج میں جس وطن کا

باشندہ ہوں وہ ساری دنیا میں اپنے نام اور معنی کے لحاظ سے ایک پاک اور عظیم ترین ملک کی حیثیت سے اپنی سب سے منفرد اور جُدا پہچان ضرور رکھتا ہے مگر بد قسمتی سے اِس وطن عزیز جسے دنیا پاکستان کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے اِس پر گزشتہ 62 سالوں میں جتنے حکمران آتے رہے ہیں سب اِس کا وجود گدکے مانند نوچتے رہے اور جس کا جہاں سے جتنا بھی بس چلا سب سیاہ سفید کرکے قومی خزانے سے لوٹ مار کرتے رہے اور اپنا اپنا پیٹ بھر کر چلتے بنے اور آج بھی اِس سرزمینِ پاکستان پر ایسے ہی حکمرانوں کا راج ہے جو ایک لاٹھی سے سب کو ہانک رہے ہیں اِن کی نظر میں ہاتھی گھوڑااور سیاہ سفید سب برابر ہیں اور یہ وہ حکمران ہیں جو اپنی اصلاح سے متعلق کسی کا ایک لفظ بھی سُننے کو تیار نہیں ہیں گو کہ اِن کے نزدیک اگر کوئی اچھا ہے تو وہ اِن کا لایا ہوا وہ مفروضہ اور قانون جسے یہ اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں وہ ہی اِن کے لئے کارآمد ہے اور باقی سب کچھ غلط ہے۔ شائد ہمارے موجودہ حکمرانوں کے اِسی روئے کے باعث گزشتہ دنوں ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کی معاونت سے پاکستان میں بڑھتے ہوئے کرپشن کے حوالے سے ایک سنگین نوعیت کی چارج شیٹ جاری کی ہے جس میں واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ رواں سال 2010کے دوران کرپشن کا ناسور پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے جس کا تدارک کیا جانا بہت ضروری ہے ورنہ اِس کے انتہائی بھیانک نتائج برآمد ہوں گے اوراِس کے ساتھ ہی اِس چارج شیٹ میں اِس بات کی بھی

نشاندہی کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ صدر زرداری اور وزیراعظم گیلانی کی ایلفی لگی جوڑی نے ملک میں کرپشن کو گزشتہ سال 2009کے مقابلے میں آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے جو ایک عام پاکستانی سمیت عالمی اداروں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ حکمرانوں کی آپس کی لیپا پوتی اور ایک دوسرے کو تھپکی دینے اور اپنا حکومتی وقت گھسیٹنے جیسے عمل کے باعث جہاں ملک میں عوام کو موجودہ حکمرانوں سے مایوسی ہوئی ہے تو وہیں اِن حکمرانوں کی ناقص حکمتِ عملیوں اور فرسودہ منصوبہ بندیوں کی وجہ سے ملک میں کرپشن کے کلچرل کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے ملک میں کرپشن کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں اور پاکستانی قوم اِن حکمرانوں کے اِس فعل شنیع کی وجہ سے دنیا کی کرپٹ ترین قوموں اور ممالک کے مقابلے میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور پاکستان جو گزشتہ سال کرپشن میں 47 نمبر پر تھا مگر خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ ممکن ہے کہ اگر پاکستان میں کرپشن کے بڑھتے ہوئے ناسور کا آپریشن بروقت نہ کیا گیا تو یہ پاکستان کرپشن میں 47 سے 42 نمبر پر بھی آسکتا ہے رپورٹ میں اِس کی وجہ یہ بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ عالمی اداروں میں حکومت کے طرز حکمرانی اور کرپشن پر سخت ترین اظہار تشویش پایا جاتا ہے۔ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ ویسے پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو اپنی اِس (بدنام زمانہ) کامیابی پر مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اِسی بہانے دنیا کے سامنے ہمیں اپنی پہچان کرانے کا ایک اچھا موقع ہاتھ آیا

ہے ہمیں یہ سوچ کر خاموش رہنا چاہئے اور موجودہ حکومت کو اِس کی مدت پوری کرنے کا موقع دنیا چاہے کہ بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا چلو اِس بہانے دنیا ہمیں جان تو جائے گی کہ پاکستان دنیا کا وہ ملک ہے جو شائد کسی اور حوالے سے تو نہ صحیح مگر کرپشن کے میدان میں تو ترقی کر ہی رہا ہے تو اِسے کرنے دیا جائے۔اور اِس کے ساتھ ہی یہ ریت بھی ازل سے چلی آرہی ہے کہ ہر دور میں آنے والے انسانوں کی ایک بڑی تعداد اپنے کارناموں کے باعث مشہور ہوئی اور اِسی طرح دنیا میں مختلف ادوار میں جتنی بھی قومیں آتی رہی ہیں وہ بھی اپنی کسی نہ کسی منفرد خصوصیات اور خامیوں کی وجہ سے جن میں اِن کی اچھائیاں اور بُرائیاں دونوں ہی شامل ہیں وہ تاریخ کا حصہ بنیں اور آج اِس 21ویں صدی کے جدید سائنسی دور میں بھی یہی روایت قائم ہے کیونکہ آج کے اِس دور میں بھی دنیا کے کئی انسان اور قومیں ایسی ہی جو اپنی پہچان آپ ہیں اِن میں کچھ ایسے انسان بھی ہیں جنہوں نے اپنی مثبت اور تعمیری سرگرمیوں کے باعث دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اپنی پہچان کرائی اور کچھ انسان ایسے بھی ہیں جن کے منفی کارنامے عالمِ انسانیت کے لئے کلنگ کا ٹیکہ ثابت ہوئے ہیں اور اِسی طرح کچھ اقوام بھی دنیا کی تاریخ میں ایسی گزری ہیں اور آج بھی موجود ہیں کہ جن کے مثبت اور منفی کارناموں سے انسانی تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں جن کے کارناموں سے آج بھی بنی نوع انسان سبق اور عبرت حاصل کررہے ہیں اِن ہی میں سے ایک پاکستانی قوم بھی ہے جو کرپشن کے حوالے

سے جہاں دنیا بھر میں شہرت حاصل کر رہی ہے تو وہیں اِس کا یہ فعل پاکستانیوں سمیت ساری دنیا کے لئے بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ مگر شائد اِن ساری باتوں اور برائیوں کے باوجود بھی ہمارے حکمران اَب بھی اِس ذلت اور رسوائی سے بچنے اور اِس سے کوئی عبرت نہیں پکڑ پائے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ٹرانسپیرنسی جیسی تنظیمیں جمہوریت کو پٹری سے اتارنا چاہتی ہیں وزیرِاعظم کے اِس بیان سے یوں لگتا ہے کہ وہ 47 سے 42 اور پھر نمبر ون بننے کی دوڑ میں لگے رہیں گے۔ تو اِس پر ہم بس اتنا کہیں گے کہ " فکر نہ کر اور ذکر نہ کر...... "جو ہم کر رہے ہیں ہمیں کرنے دیا جائے باقی سب ٹھیک ہے (ورنہ.... ورنہ سب غلط ہے۔ (ختم شد

عندیئے اپنے اپنے

نواز شریف حکومت ......اور اسامہ فرانس پر چیخ پڑے.....؟؟؟
.برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور جب.برداشت کی حد ختم ہو جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے جیسا کہ نواز شریف اور اسامہ بن لادن نے کیا ہے جس کا بالترتیب اظہار گزشتہ دنوں پشاور اور مردان میں دنیا کی پہلی اور پاکستان کی انوکھی فرینڈلی اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن)کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے اپنی ہی جماعت کے مرکزی سیکریٹری جنرل اقبال ظفر جھگڑا کی رہائش گاہ پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کیا ہے یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اگر حکومتی اراکین ابھی نواز شریف کی اِس انتہائی جارحانہ گفتگو سے کوئی معنی مطلب نہ نکال سکیں تو یہ اِن کی نااہلی ہوگی ورنہ میاں نواز شریف تو واضح اور دوٹوک الفاظ میں حکومت وقت کو کھلم کھلا یہ عندیہ دے چکے ہیں کہ .برسرِاقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اگرِاس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ وہ مسلم لیگ (ق) سے اتحاد کرکے اپنی پوزیشن مستحکم کرلے گی تواِس اتحاد کا ہم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور نواز شریف نے اِس بات کی جانب بھی واضح اشارہ کرتے ہوئے.برملا کہا کہ جہاں حکومت کو ہر حال میں جمہوریت اور عوام سے کئے

گئے اپنے تمام وعدوں کی لاج رکھتے ہوئے ملک میں جمہوریت کو صحیح معنوں میں پنپنے اور اِسے پروان چڑھانے میں جمہوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ملک اور قوم کے بہتر مفادات میں فیصلے کرنے ہوں گے تو وہیں حکومت کو عوام کو درپیش مسائل کے فوری حل کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کرنے بہت ضروری ہیں اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ پی ایم ایل (ن)کے سربراہ میاں محمد نواز شریف جو اپنی گفتگو کے دوران ملک کے موجودہ حالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے انتہائی جذباتی ہو گئے تھے اور وہ اِس موقع پر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اپنے مخصوص لب و لہجے یں یہ بھی کہہ گئے کہ اگر حکومت نے عوامی مسائل کے فوری حل کی جانب توجہ نہ دی اور اپنی بے حسی والی روش ترک نہ کی تو حالات مزید بگڑ جائیں گے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے حکومت کو یہ عندیہ بھی دے ڈالا کہ "عوام کے سڑکوں پر نکلنے سے پہلے حکومت اپنی اصلاح کر لے" یہاں اِن کا اشارہ شائد آنے والے وقتوں میں اِس جانب ہے کہ اگر انگنت مسائل کے شکار عوام اپنے مسائل کے حل کے لئے سڑکوں پر نکل کھڑے ہوئے تو اُن حالات کا مقابلہ نہ تو حکومت ہی کرسکے گی اور نہ اِن کی یہ حکومتی فرینڈلی اپوزیشن ہی کوئی کام آسکے گی.....؟؟لہٰذا اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت اپنا احتساب خود کرے اور جب حکمران اپنا صاف و شفاف احتساب کرلیں یا عدالتوں کے ذریعے کروالیں تو پھر ایسا ہی ایک احتسابی عمل ملک کی اپوزیشن جماعت پی ایم ایل (ن) سمیت تمام سیاستدانوں کے لئے بھی شروع کردیا جائے تاکہ ملک صحیح

معنوں میں کرپٹ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے پوتر ہو کر ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوسکے...... مگر یہاں سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکمران ایسا کیوں کریں گے....؟شائدِ انہیں اِس بات کا اچھی طرح سے علم ہے کہ اگر اِنہوں نے اپنے صاف و شفاف احتساب کے لئے خود کو کسی کے سامنے پیش کیا تو اِن کے اعمال ایسے ہر گز نہیں ہوں گے کہ وہ اپنے اعمالوں کی وجہ سے کسی سزا سے بچ سکیں.....!! یوں یہ نہیں چاہتے کہ کوئی اِن کا احتساب کرے....یا یہ خود کو کسی کے رو برو احتساب کے لئے پیش ہوں۔ بہر حال ! یہ بڑا اچھا ہوا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے حکومت کو کھلے لفظوں میں یہ عندیہ دیتے ہوئے کہ "عوام کے سڑکوں پر نکلنے سے پہلے حکومت اپنی اصلاح کرلے" اپنے دل میں چھپی آرزو زبان پر لاکر اپنا حق تو ادا کردیا اَب اگر اِس کے بعد بھی موجودہ حکمران اپنی اصلاح نہ کریں تو بعد میں پیدا ہونے والے حالات اور واقعات اور اِن سے سامنے آنے والے اچھے یا بُرے نتائج کے ذمہ دار بھی حکمران خود ہی ہوں گے۔

اور دوسری جانب امریکا کے ماضی کے اچھے دوست اور امریکی سانحہ نائن الیون کے دہشت گرد اور منہ بولے امریکی دُشمن اور اِسی طرح مسلم امہ کے غیر اعلان یافتہ مسلم ہیرو اور القاعدہ کے موجودہ سربراہ اسامہ بن لادن کا گزشتہ دنوں عرب ٹی وی سے ایک آڈیو پیغام جاری ہوا ہے جس میں اسامہ بن لادن نے فرانس

میں مسلم خواتین پر پردے کی زبردستی لگائے جانے والی پابندی کے خلاف اپنا دلیرانہ مؤقف پیش کرتے ہوئے یوں کہا ہے کہ "اگر فرانس اپنے یہاں مسلمان خواتین کے پردے پر پابندی کو حق بجانب سمجھتا ہے تو ہم بھی اپنے ممالک سے فرانسیسیوں کو نکال باہر کرنے اور اِن کی گردنیں تن سے جدا کرنے (کاٹنے) کا حق رکھتے ہیں" اسامہ کی جانب سے فرانس کو دیئے جانے والے اِس عندیئے کے بعد سے دنیا بھر میں بسنے والے فرانسیسیوں کو اپنی زندگیاں خطرے میں گھری محسوس ہونے لگی ہیں اور اطلاعات یہ ہیں کہ اسامہ کے اِس پیغام کے بعد فرانسیسیوں نے اپنی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے یہاں کوئی ایسا جانبدارانہ قانون کا نفاذ نہ کرے کہ جس سے فرانس میں بسنے والے دیگر مذاہب کے لوگوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوں اور فرانس کا شمار اپنے یہاں اِس قسم کے کسی ظالمانہ قانون کے نفاذ کے بعد دنیا کے غیر مہذب ممالک میں نہ ہونے لگے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ پردہ مسلم خواتین کے نہ صرف لباس کا ہی حصہ ہے بلکہ پردہ دنیا بھر میں بسنے والی ہر مسلم خواتین کا ہر زمانے میں ایمان کا بھی ایک لازمی جز قرار پاتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقی امر ہے کہ پردہ ازل سے ہی ہر مذہب وملت کی خواتین کی ستر پوشی میں خاصی اہمیت کا حامل رہا ہے مگر زمانے بدلنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے مردوں نے اپنی عورت کو جب سے اپنی عیاشی اور جنسی تسکین کے لئے استعمال کیا تو اِس کی پردہ پوشی کا شیرازہ بکھیر دیا اور آج مغرب میں عورت کے بجائے مرد نے اپنی مکمل

ستر پوشی کا انتظام کیا ہوا ہے اور عورت کو شتر بے مہار بنا کر چھوڑ دیا ہے جبکہ آج بھی مسلم امہ کے مردوں نے اپنی عورت کے پردے کا اہتمام کیا اور اِس کے احترام کا خاص خیال رکھا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے مسلم خواتین نے پردے کی روایت قائم رکھی ہوئی ہے اور مغرب کی عورت اپنی عریانیت پر فخر کرتی ہے اِس پر فرانس، امریکا اور دیگر یورپی ممالک کے عیاش پسند مرد مسلم عورتوں کے پردہ کرنے جیسے عمل سے سخت خائف ہیں اور اِس لئے یہ اپنے یہاں مسلم خواتین کے پردے پر پابندی لگانے کے لئے بضد ہیں اِس پر اسامہ کا یہ اعلان ہر طرح سے درست سمجھا جانا چاہئے کہ وہ پردے کے خلاف فرانسیسیوں کی گردن کاٹے گا۔ (ختم شد)

اسمبلی توڑوں گا نہ فوج مارشل لا لگائے گی..... کیوں وزیر اعظم کیوں

خوش فہمی میں مبتلا وزیر اعظم کا اعلان.......؟؟؟ نہیں، نہیں روایات سے ہٹ کر ایسا کچھ نہیں ہو سکتا.......؟؟؟

جس کے ہر ممبر ایواں کو ہو کُرسی کی طلب شہریوں ایسی وزارت کا خُدا حافظ ہے

******* زندگی جس کی ہو ووٹوں کی خریداری پر دوستوں ! ایسی حکومت کا خُدا حافظ ہے

اِس کے بعد عرض کرتا چلوں کہ میرا تعلق نہ تو کسی سیاسی اور مذہبی جماعت سے ہے اور نہ ہی کسی جمہوریت مخالف اور آمریت پسند کسی ٹولے سے اور نہ میں موجودہ حکومت کا کوئی مخالف ہوں بلکہ میں تو صرف ایک پاکستانی ہوں اور ایک پاکستانی ہونے کے ناطے اِس کی بھلائی کے لئے کوشاں ہوں اور اِس حوالے سے میرا یہ بھی تھوڑا سا حق ہے کہ میں حکومت کے جہاں اچھے کارناموں کی حمایت کرتا ہوں تو وہیں اِس کے کچھ کاموں پر تنقید بھی کروں جو تنقید برائے تنقید کے زمرے میں نہ ہو بلکہ تنقید برائے اصلاح ہو۔

اِس لئے اگر میری کسی بات سے کوئی ناراض ہو تو وہ بھلے سے ہوتا رہے مگر اِس

سے پہلے وہ اپنا احتساب بھی خود کر لے تو اچھا ہوگا کہ اُس پر جو ذمہ داری ہے وہ اِس نے کتنی پوری کی اور اِس سے ملک اور قوم کو کیا کیا فوائد حاصل ہوئے۔ اور اِس کی لاپرواہی اور کوتاہیوں سے ملک اور قوم کن آزمائشوں اور مشکلات سے آج دوچار ہے وہ اِس کا بھی ضرور احاطہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ ..... ورنہ........!! مایوسیوں کے سمندر میں خود بھی غرق رہے اور ملک اور قوم کو بھی اِس میں لے ڈوبے !!!!........

بہرحال ! یہ بات تو اٹل ہے کہ ہمارے یہاں کوئی بھی کام روایات سے ہٹ کر کبھی نہیں ہوا ہے اور اِس مرتبہ بھی ملک کے سیاسی اور زمینی حقائق اِس کا یقین دِلا رہے ہیں کہ اِس بار بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ ہمارے یہاں بہت جلد اور حسبِ روایت ایسا ویسا اور کیسا....؟ ضرور (کچھ نہ کچھ بُرا) ہونے والا ہے جیسا ہمارے یہاں اِن حالات واقعات پر پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (یعنی کہ جیسے حالات آج ملک میں پیدا کر دیئے گئے ہیں یا ہوگئے ہیں یہاں میرا مطلب یہ ہے کہ ملک میں مہنگائی اور کرپشن زوروں پر ہے) اور یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اِس دفعہ بھی ملک کی سترہ کروڑ عوام کو یہ قوی اُمید ہونی چاہئے کہ اِس بار بھی اِسے مایوسی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا اور اِسے وہی کچھ سُننے اور دیکھنے کو ملے گا جس کی یہ برسوں سے آس لگائے (اُس وقت سے منتظر ہے جب سے اِس عوامی اور جمہوری حکومت کے دعوے داروں نے عوام پر مہنگائی کے

بے لگام گھوڑے کو چھوڑ دیا ہے) بیٹھی ہے مگر باوجود اِس کے کہ اپنی حکومت کی تمام ناقص کارکردگی کے باعث بھی خوش فہمی میں مبتلا رہنے والے ہمارے اسمارٹ ترین اور خوش گفتار وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں ن لیگ کے رُکن قومی اسمبلی حنیف عباسی کے نکتہ اعتراض کے جواب میں اپنے ولولہ انگیز خطاب میں بغیر کسی کا نام لیئے مگر واضح اشاروں میں دو ٹوک الفاظ میں اگرچہ یہ اعلان ضرور کر دیا ہے کہ " ملکی مسائل کے حل کا سب سے بہترین فورم پارلیمنٹ ہے (بیشک) اور ہماری حکومت کی اولین ترجیح یہ ہے کہ یہ تمام قومی معاملات پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے گی (مگر یہاں میرا وزیر اعظم گیلانی سے ایک سوال یہ ہے کہ مگر کب وزیر اعظم یوسف رضا صاحب !آپ کی حکومت پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے گی .....؟؟ کیونکہ اَب تو آپ کی حکومت پہلے ہی اڑھائی، پونے تین سال تو عوام کے مسائل میں اضافے پہ اضافہ کرکے پارلیمنٹ کو بغیر اعتماد میں لئے پلے درجے کی بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزار چکی ہے اور اَب کب آپ.....؟ اور آپ کی حکومت پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے گی .....؟؟؟ کیا جب آپ اور آپ کی حکومت پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں گے کہ جب مہنگائی کی ماری مفلوک الحال عوام ملک میں کسی خونی انقلاب کے لئے سڑکوں پر نکل گھڑی ہو گی....؟ جس کی بازگشت ملک کے طول ُارض میں اِن دنوں بڑے زور وشور سے سُنائی دینی شروع ہو چکی ہے تو پھر آپ اور آپ کی یہ انوکھی جمہوری حکومت پارلیمنٹ کو عوام پر گولیاں برسانے کے لئے اعتماد میں لے

گی.....؟؟؟تو یہ اُس وقت بڑے افسوس کی بات ہوگی.....!! جبکہ آج آپ کو اپنی کرسی جاتی اور حکومت ہاتھ سے نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے تو آپ اپنی فرینڈلی اپوزیشن پی ایم ایل ن سمیت اپنے ناراض اتحادیوں کو منانے کے لئے اِن کی چوکھٹوں پر بھی اپنی ناک رگڑتے اور اِن کے دروازوں پر دن رات دستک دیتے نظر آتے ہیں اور تب تو آپ اور آپ کی حکومت کے اراکین کو اپنے اِس مفاد پرستانہ فعل پر ذرا برابر بھی ندامت کا احساس نہیں ہوتا مگر عوامی مسائل کے حل کے لئے آپ کے قدم کسی کی دہلیز کی جانب نہیں اٹھتے .....آخر ایسا کیوں ہے ......؟؟؟اِس کا بھی تو جواب دیں...اور اپنے اِسی بے حسی کے رویوں کے باوجود آپ اور آپ کی حکومت کا یہ دعویٰ کہ)ملک میں کوئی مڈٹرم انتخابات نہیں ہوں گے...."اور اِس کے ساتھ ہی ہمارے مسٹر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا اپنے اِسی خطاب میں یہ بھی خود سے کہنا تھا کہ مڈٹرم الیکشن صرف اُسی ہی صورت میں ممکن ہیں کہ اگر میں اسمبلی تحلیل کرنے کا" مشورہ دوں یا فوج مارشل لا لگادے "جبکہ اُنہوں نے اپنے اِس خطاب میں اپنے اِس عزم کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "میں نہ اسمبلیاں تحلیل کروں گا اور نہ ہی ملک میں مارشل لا لگے گا...."جبکہ اِس کے برعکس پاکستانی قوم ماضی کی اِس حقیقت سے بھی اچھی طرح سے واقف ہے کہ جب بھی ہمارے ملک کے کسی بھی وزیراعظم نے اپنے اِس قسم کے کسی بھی عزم کا اظہار کیا ہے تو چند ہی دنوں میں اِس کی حکومت کسی طوطا چشم کی طرح پُھر سے اِس کے ہاتھ سے نکل گئی اور وہ ہاتھ ملتا رہ

گیا۔

مگر اَب دیکھتے ہیں کہ ہمارے اِن وزیراعظم نے اپنے اِس بھرم کا اظہار کن بنیادوں پر کیا ہے اوراِس پر وزیراعظم نے یہ بھی کہا ہے کہ " مارشل لا کے خواہشمند غلط فہمی کا شکار ہیں مڈٹرم انتخابات کا مطالبہ کرنے والے پاکستان اور جمہوریت دونوں کے دشمن ہیں۔ اگرچہ اِس موقع پر اُنھوں نے جس انداز سے فوج کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ " فوج محب وطن اور جمہوریت پسند ہے " وہ بھی اپنے اندر بہت سے معنی اور مفہوم پوشیدہ رکھتا ہے جو دیکھنے اور سُننے والوں کے لئے حیران کن ضرور ہے اُنھوں نے اِس انداز سے فوج کی تعریف کرتے ہوئے کیا...... لگایا ہے؟ اور کیا..... کی ہے؟ اور اِس کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے اپنے اِسی خطاب میں مڈٹرم الیکشن کی کوششیں کرنے اوراِس کا خواب دیکھنے والوں کو جیسے سمجھاتے ہوئے طنزاً کہا کہ "ملک میں مڈٹرم انتخابات کی ضد کرنے والے پہلے بلدیاتی انتخابات کرا کر اپنا شوق پورا کرلیں بلدیاتی الیکشن کے نتائج سے اُنھیں اپنی حیثیت کا اندازہ ہوجائے گا"اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اسمارٹ وزیراعظم یہ بات کہہ کر کھلم کھلا اپنی اِس خوش فہمی کا بھی اظہار کرچکے ہیں کہ جیسے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی حکومت نے عوام کے مسائل حل کردیئے ہیں اور عوام اِن کے ساتھ ساتھ ہیں اور جب کبھی بھی ملک میں جنرل الیکشن ہوئے تو عوام اِن کے حق میں پھر ووٹ دے گی اوراِن کی

جماعت ایک بار پھر اِن کے سیاسی حریفوں کی لاکھ مخالفتوں کے باوجود عوامی مینڈیٹ سے برسرِ اقتدار آ جائے گی اور ملک پر پھر اِن کی پارٹی کی حکمرانی ہوگی تو وزیراعظم صاحب ! عرض ہے کہ یہ آپ کی بھول ہے کہ آپ اور آپ کی حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام کیا ہے اور اِس ناطے عوام آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہے جی نہیں ! وزیراعظم گیلانی صاحب ! آج حق اور سچ تو یہ ہے کہ آپ اور آپ کی حکومت عوام کی توقعات پر پورا نہیں اُتر سکی ہے اور ہاں آپ کی حکومت سے متعلق پی ایم ایل ن کے رکن قومی اسمبلی حنیف عباسی نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف پی ایم ایل ن اور حنیف عباسی کی ہی نہیں بلکہ یہ آواز ملک کے سترہ کروڑ عوام کی نمائندہ آواز ہے کیونکہ آپ اور آپ کی حکومت نے عوام کو سوائے مہنگائی کے طوفان اور ملک میں بڑھتے ہوئے کرپشن اور لوٹ مار کے سوا دیا ہی کیا ہے..... ؟؟؟ اور اِس پر وزیراعظم آپ کا اور آپ کی پارٹی کا یہ دعویٰ کہ ہماری جمہوری حکومت ٹھیک ہے اور عوام اِس سے خوش ہے یہ آپ سمیت آپ کی پارٹی کی سوائے خوش فہمی کے اور کچھ نہیں ہے جس میں آپ مبتلا ہیں۔

اور آخر میں میرا وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو یہ مشورہ ہے کہ براہِ کرم آپ اُن لوگوں کے منہ بیشک بند کر دیں جو ملک میں مڈٹرم انتخابات کی بات کر رہے ہیں مگر اِس کے لئے پہلے آپ اور آپ کی حکومت کو عوام کے معیار پر ہر حال میں ضرور پورا اُترنا ہوگا جس پر آپ لوگوں نے اپنی حکومت برقرار رکھی

ہوئی ہے گو کہ آپ سمیت آپ کے حکومتی اراکین اور آپ کی پارٹی والے حکومت
ایک جمہوری حکومت ضرور کہتے ہیں مگر اِس سے بھی عوام کو کچھ حاصل نہیں ہوا ہے
جس سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ جیسے یہ کوئی ....حکومت ہو۔ اور اَب میں آخر میں
......یہ شعر لکھ کر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ

ذکر محنت کشوں کا کرتے ہیں
پیٹ حیلہ گروں کا بھرتے ہیں
رُوپ دھارا ہے آمریت کا
بات جمہوریت کی کرتے ہیں

نواز شریف کی قوم کو للکار..... !!! کیوں...؟

وعدوں پر ٹرخائے جانے والے بیچارے نواز شریف کا قوم کو باہر نکلنے کا عندیہ اگر تمام سیاسی اور ذاتی کدورتوں کو بالائے طاق رکھ کر دیکھا جائے تو ملک کی مفلوک الحال سترہ کروڑ عوام کا اعتماد زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف پر ضرور بحال ہوا ہے کہ آج نواز شریف ہی وہ سیاست دان ہیں جن کے دل میں ملک کی غریب عوام کا درد اَب بھی موجودہ ہیں جو عوام کے لئے کچھ کرنے کو تو بیتاب ہیں مگر وہ بھی کیا کریں ....؟ وہ اپنی عادت اور خصلت کے ہاتھوں مجبور ہونے کی وجہ سے کُھل کر نہ تو حکومت کے خلاف ہی میدان میں کودنے کو تیار ہیں اور نہ عوام کے لئے ہی کٹ مرنے کی اپنے اندر ہمت پیدا کر پائے ہیں جبکہ دوسری طرف ہمارے موجودہ جمہوری حکمران ہیں کہ جن کے دل عوام کے دُکھ درد سے عاری ہیں اور آج یہ ارب پتی حکمران عوام کی نظر میں وہ حیثیت نہیں رکھتے ہیں جو مقام اور مرتبہ پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کو مسلسل اپنے ملک کے غریب عوام کے حق کے لئے صرف آواز بلند کرنے پر حاصل ہو چکا ہے۔ جبکہ ہمارے ارب پتی حکمرانوں کی حقیقت اِس شعر سے عیاں ہے۔

اِک مفلس و قلاش ہے وہ لاکھ پتی بھی بیگانہ اخلاص، جو دُزدِ دیدہ یہ دہن ہے
دیکھے جو حقارت سے کسی فرش نشین کو وہ ننگِ زمیں، ننگِ وفا، ننگِ وطن ہے

اور مجھے اِس موقع پر یہ کہنے دیجئے کہ ایسی شخصیات جو حکمرانِ وقت ہیں اور جنھوں نے قوم کو صرف بہلانے اور وعدوں پر ٹرخانے کا فن جان رکھا ہے..... کیا ایسے لوگوں کو حکمرانی کرنے کا کوئی حق ہے....؟؟ جو اپنے لئے تو سب کچھ کریں اور اپنے عوام کو کوڑا...... کرکٹ جان کر اِن کے ارمانوں کو اپنے پیروں تلے کچلتے چلیں
اور آہ! یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسے حکمران اپنے ہی عوام پر ظلم کئے جائیں اور کوئی اِن کے سامنے آواز اٹھانے والا بھی نہ ہو اور اِن کا جو جی چاہئے وہ کرتے پھریں تو ایسے میں یہ شعر دل و زباں پہ آتا ہے اور ایسے حکمرانوں کے لئے یہ شعر حاضرِ خدمت ہے کہ

نکہتِ گُل نے ہر اِک اِن کا چمن ہکا دیا کاغذی پُھولوں سے قُدرت نے ہمیں بہلا دِیا
اُن کو تو بخشی گئیں فردوس کی حُوریں یہاں وعدہ فردا پہ واعِظ نے ہمیں ٹرخا دِیا

اور اِس کے ساتھ ہی آج شائد قوم کا ہر فرد اِس حقیقت سے بھی اچھی طرح سے واقف ہو چکا ہے کہ موجودہ حکومت کو عوامی مسائل کی کوئی پرواہ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اِس حکومت کے عوامی خدمت کے دعویداروں نے عوام کو ہر سطح پر مایوس کیا ہے جس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ غربت، بیروزگاری اور مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے اور ملک میں اِن حکمرانوں کے لچھن نے کرپشن اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے ہر فرد اپنے ہاتھ سیکھ رہا ہے اور مزے سے الفت اندوز ہو رہا ہے جبکہ دوسری طرف عوام ہے کہ مہنگائی کے ہاتھوں زندہ درگو ہوتے جارہے ہیں۔

ایسے میں ملک کے سابق وزیراعظم اور موجودہ حکومت میں فرینڈلی اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف جنہیں عوام کو حکومت کے خلاف للکارنے کا موقع ملا ہے جس کا اُنھوں نے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ صدر اور وزیراعظم دونوں ہی نے قوم کو مایوسیوں کے سمندر میں غرق کردیا ہے اور اِن دونوں نے اپنے اپنے کارناموں سے عوام کی تباہی اور بربادی کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور جن کی اَب دن رات یہی کوشش ہے کہ عوام اپنی تباہی سے دوبارہ نہ سنبھلنے پائے اور یہ اِسی حال میں رہے اور اِن کی حکومت عوام کے لاشوں پر چلتی رہے۔

تو ملکی حالات اور واقعات کے منظر اور پس منظر میں پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف جو گزشتہ دنوں وزیر آباد میں مسلم لیگی ایم این اے جسٹس (ر) افتخار ر چیمہ، ڈی آئی جی پولیس ویلفیئر ذوالفقار چیمہ اور ای ڈی او ہیلتھ ڈاکٹر نثار چیمہ کی والدہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کے بعد مرحومہ کی رہائشگاہ پر جمع ہونے والے شہریوں سے خطاب کر رہے تھے اُنھوں نے عوامی ہجوم کو یہ سمجھے بغیر کے یہ عوام کس موقع پر جمع ہے اور ترنت لگے اپنی سیاست چمکانے اور اپنے دل کی بات کہنے انھوں نے اپنے خطاب میں کہاکہ حکمران ملکی دولت لوٹ کر قومی خزانے کو خالی کر رہے ہیں اور اپنی جیبوں کو بھر کر ملک کی غریب عوام کو کنگال کرنے میں مصروف ہیں یوں ملک میں پیسہ کرپشن کی نذر ہو رہا ہے۔

اگرچہ جہاں تک میرا خیال یہ ہے کہ اِس موقع پر اپنے خطاب میں اپنی ذات میں مصالحت پسند اور خود غرض مگر ملک کے غریب عوام کے ہمدرد پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے موجودہ حکمرانوں کو مخاطب کرکے دو ٹوک الفاظ میں جو کچھ کہا وہ کسی محب وطن پاکستانی کی آواز ضرور کہی جا سکتی ہے مگر جب یہ آواز اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو اُنھوں نے کہاکہ حکمران ہاتھ میں کشکول لئے بیرونِ ملک پھرتے رہتے ہیں جبکہ اِنہیں عوام کی فلاح و بہبود کے نام پر اغیار سے بھیک مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر یہ اپنے

یہاں جاری رہنے والی اپنی کرپشن کو ہی بند کردیں تو اِن کے اتنے سے عمل سے ملک کی غریب اور مفلوک الحال عوام کے بہت سے مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں اور عوام کو سُکھ کا سانس نصیب ہوگا اِن کا کہنا تھا کہ مگراِس کے لئے سب سے پہلے حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے احکامات کو من وعن تسلیم کریں اور ملک سے ہر صُورت میں کرپشن کو ختم کریں تو کوئی بات بنے.....؟؟ ورنہ پھر ملک میں وہ کچھ ہوگا.....؟؟ جس کا حکمران گمان بھی نہیں کر سکتے......!! اور اِس کی ساری ذمہ داری بھی موجودہ حکمرانوں پر ہی ہوگی۔ قبل ازیں نواز شریف نے حکمرانوں کو عندیہ دیا کہ موجودہ حکومت کا انجام اچھا نظر نہیں آتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے قوم کو بھی تھپکی دیتے ہوئے یہ بھی برملا کہا کہ اَب وقت آگیا ہے کہ قوم ملک میں تبدیلی کے لئے اُٹھ کھڑی ہو......اور اپنا حق غضب کرنے والوں سے اپنا حق چھین لے.....اور اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ کیا معاہدوں اور وعدوں سے مکرنے والا کوئی شخص حکمران ہوسکتا ہے.......؟؟ اور جو کرپشن میں بھی ملوث ہو.....؟؟ اُنھوں نے اپنے مخصوص لب ولہجے میں کہا کہ اداروں میں کرپشن کی روک تھام کرکے 400 ارب روپے کی بچت ہو سکتی ہے اور یہی کثیر رقم ملک کے غریب عوام کی فلاح وبہبود کے لئے خرچ کئے جائیں تو ملک سے غربت ختم ہوجائے گی۔

یہاں سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ نواز شریف جو ایک عرصے سے مصالحت پسندی اور

فرینڈلی اپوزیشن کے خول سے خود کو نہ نکال پائے تھے ....اور اَب گزشتہ دو ایک ماہ سے اُنہوں نے اپنی سیاست میں جو یوٹرن لیا ہے اِس کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہیں.....؟؟؟اَب اِس کا کھوج لگانا اور حقائق کو باہر نکالنا اہلِ دانش کا کام ہے کہ وہ نواز شریف میں آنے والی اِس وقتی تبدیلی کا بھی جائزہ لیں اور اِسے اُس معصوم عوام کے سامنے عیاں کریں جو آج نواز شریف کو اپنا سب سے بڑا مسیحا جانتے ہیں جبکہ عوام کو یہ بھی اچھی طرح سے معلوم ہونا چاہئے کہ ملک میں تبدیلی کے لئے عوام کو باہر نکلنے کے لئے اکسانے والے نواز شریف کے اِس میں بھی اپنے سیاسی مفادات ضرور وابستہ ہو سکتے ہیں.....؟؟؟اور حکومت کے تو کیا کہنے.....؟؟؟ یہ تو ہے ہی بے حس وحرکت اور خود غرض حکمرانوں پر مشتمل.......جبکہ مہنگائی اور کرپشن کے ہاتھوں ماری عوام کی نظر آج بھی فوج پر لگی ہوئی ہے کہ اُسے اِن دونوں (موجودہ حکمرانوں اور نواز شریف سمیت دیگر کرپٹ سیاستدانوں) سے نجات دلانے کے لئے فوج کو حرکت میں ضرور آجانا چاہئے تاکہ عوام کو تمام کرپٹ سیاستدانوں سے چھٹکارہ حاصل ہوسکے اور ملک محب وطن فوجی حکمران کے سائے میں پروان چڑھ سکے۔

امریکی صدر اوباما کا بھارت کا محتاط اور معاہدوں بھرا دورہ

اور پاکستان خالی ہاتھ رہا
پاکستانی حکمران اور عوام بول پڑے.... اچھا صِلہ دیا امریکا تو نے ہمارے پیار کا
امریکا کی تاریخ کے پہلے سیاہ فام امریکی صدر جو شیڈول کے مطابق اِن دنوں اپنے دس
روزہ ایشیاء کے دورے کے دوران پہلے مرحلے میں اپنے نئے پروگرام کے مطابق تین
روزہ دورے پر بھارت پہنچ چکے ہیں اور جہاں سے تازہ ترین یہ اطلاعات آرہی ہیں کہ
مسٹر بارک اوباما (میں نے اِن کے نام سے حسین کا لفظ خود سے احتجاجاً ہذف کر دیا ہے
کیونکہ اِن میں اگر ذرا برابر بھی مسلمانیت ہوتی تو کم از کم یہ اپنی مذہبی اور اخلاقی ذمہ
داریوں کا بین ثبوت دیتے ہوئے پہلے اپنے دوست اور مسلم ریاست پاکستان آنے کا
شیڈول ترتیب دیتے تو پھر بھارت جاتے مگر شائد اُنھوں نے یہ گوارہ ہی نہیں
کیا.....؟کہ وہ کم از کم اپنے پیش رو سابق امریکی صدر بش کی طرح ہی چند گھنٹوں
کے لئے پاکستان چلے آتے میرا مطلب ہے کہ تھوڑی سی دیر کے لئے ہی پاکستان میں
اپنا قیام کرتے اور بھلے سے یہ بھی یہاں کرکٹ کھیل کر ہی بھارت چلے جاتے.... اِن
کے اتنے سے عمل سے زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت پاکستانیوں کا بھرم رہ جاتا کہ

.....اوباما پاکستان سے بھی اچھے تعلقات رکھنے کے خواہاں ہیں
مگر یہاں افسوس کی بات تو یہ بھی ہے کہ موجودہ امریکی صدر جو پاکستان سے متعلق اُن ہی پالیسیوں پر اُسی طرح سے عمل پیرا ہیں جن پالیسیوں پر سابق امریکی صدر بش چلا کرتے تھے مگر اِس کے باوجود بھی مسٹر اوباما نے تو یہ بھی نہ کیا.... کہ وہ اپنے دورے میں ترجیحی بنیادوں پر پاکستان کو شامل کرتے جہاں حال ہی میں آنے والے سیلاب نے تباہی مچا رکھی ہے اور پاکستان کی جنگ لڑتے لڑتے زخموں سے چُور چُور ہو چکا ہے اور آئے روز یہاں 11/9 اور 11/26 جیسے واقعات کا رونما ہونا معمول بن چکا ہے مگر الٹا وہ اپنے اِس دوست مُلک پاکستان کو جو اِن کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے ہی لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا ہے اُس کو بھی رد کرتے ہوئے بھارت یاترا کو پہنچ گئے ہیں اُنہوں) نے بھارت میں انتہائی سخت ترین سیکورٹی میں اپنی مصروفیات سے بھرپور دن گزارے اور اِس دوران اُنہوں نے بھارت میں مختلف معاہدوں کی شکل میں اپنی نوازشیں لٹائیں اور بھارتی اِن نوازشوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے سمیٹتے تھک کر چُور چُور ہو گئے مگر اوباما کی معاہدوں کی صُورت میں بھارتیوں پر نوازشوں کا جاری رہنے والا سلسلہ آخری وقت تک ختم نہ ہوا۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکا جو پاکستان کو اپنا قریبی دوست کہتے نہیں تھکتا ہے اور اپنی اِسی مفاد پرستانہ دوستی کی آڑ میں یہ اب تک جتنے فائدے اُٹھا چکا ہے اِس کا اندازہ اِسے اچھی طرح سے ہے مگراِس کی اِس منافقت کا اندازہ اَب پاکستانیوں کواِس کے اِس روئے سے بھی بخوبی لگانا ہوگا کہ جب بھی کوئی امریکی صدر ایشیاء کے دورے پر آیا تو اُس نے پاکستان میں اپنی سیکورٹی کے کمزور انتظامات کو جواز بنا کر پاکستان کا دانستہ طور پر اپنا دورہ کرنے سے قطعاً اجتناب برتا......اوراِس بار اوباما نے بھی یہی کچھ کیا ہے جیسا اِن سے پہلے والے بیشتر امریکی صدور کر چکے ہیں۔

جبکہ حکومتِ پاکستان اِس مرتبہ منتظر تھی کہ امریکی صدر بارک اوباما جب اپنے ایشیاء کے دورے کا شیڈول ترتیب دیں گے تو یہ پاکستان بھی ضرور آئیں گے مگر حکومتِ پاکستان کے ارمانوں پر اُس وقت اُوس پڑ گئی جب امریکی صدر بارک اوباما نے پاکستان کو اپنے دورے سے نکال کر بھارت کا اپنا دورہ کرنے کا فیصلہ کیا تو پاکستانی حکمرانوں کو مایوسی ہوئی اور وہ یہ بول کر خاموش ہوگئے کہ "اچھا صِلہ دیا امریکا تو نے ہمارے پیار کا.....دل توڑ دیا ہے اپنے یار کا"........اَب پاکستانی حکمرانوں کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ آجانی چاہیئے کہ امریکا کو جتنی قربت اور محبت بھارت سے ہے اُتنی پاکستان سے ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ امریکا پاکستان کو دہشت گردوں کی سرزمین جانتا

اور مانتا ہے جس کا ثبوت ہمارے حکمران خود یوں دے رہے ہیں کہ صرف چند ڈالر اور امریکی امداد کے عوض اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی لوگوں کو مار رہے ہیں کیونکہ امریکا کے نزدیک ہر پاکستانی دہشت گرد ہے اور بس...اِس کے علاوہ امریکا کی نظر میں پاکستانی عوام اور پاکستانی حکمرانوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

خبر یہ ہے کہ ممبئی پہنچنے کے بعد امریکی صدر بارک اوباما نے بھارت میں اپنے قیام کے پہلے ہی روز بھارت میں کئی تاریخ ساز ایسے سول اور ٹیکنالوجی کے معاہدے کئے کہ بھارتیوں کی قسم کی دیوی بھی خوشی سے جھوم جھوم گئی ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ جب امریکی صدر بھارت پہنچے تو اِسی دن اوباما نے بھارت کی بزنس کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کو مستقبل کی مارکیٹ کے طور پر دیکھ رہا ہوں اور ہم تجارتی رکاوٹیں دور کرنے اور برآمدی اصطلاحات کے لئے مل کر کام کر رہے ہیں اور اِس دوران امریکی صدر بارک اوباما نے بھارتی حکمرانوں اور بزنس مینوں کو اِس بات کا بھی یقین دِلاتے ہوئے برملا کہا کہ ہم بھارت کو ٹیکنالوجی کے دُہرے استعمال کی ہر صُورت میں اجازت دیں گے جس میں سول اور ٹیکنالوجی شامل ہے اُنھوں نے اِس کی بھی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اِن تجارتی معاہدوں کے تحت بھارت امریکا سے 27 ارب ڈالر کے 30 بوئنگ 737 مسافر طیارے اور 45 ارب ڈالر کے 10 ملٹری طیارے خریدے C-17s ٹرانسپورٹ

گا۔اور اُنھوں نے نہ صرف یہ معاہدہ کیا بلکہ امریکی صدر اوباما نے دل کھول کر 54 ہزار بھارتیوں کو امریکا میں ملازمتیں دینے کا بھی معاہدہ کیا۔

یوں ایک طرف تو پہلے سیاہ فام نام کے مسلمان امریکی صدر بارک اوباما بھارتی حکمرانوں اور بزنس مینوں سے معاہدے کرتے رہے تو دوسری طرف مسٹر اوباما کی بیوی اور امریکی خاتونِ اول مشل اوباما بھارت میں بھارتی موسیقی پر رقص کرتی رہیں اور بھارتیوں کو یہ باوَر کراتی رہیں کہ امریکا کو بھارت پر اندھا اعتماد ہے اور اَب بھارت کو بھی امریکا پر اِسی قسم کا اعتماد کرتے رہنا چاہئے تاکہ ہم ایک دوسرے کے سہارے جنوبی ایشیاء میں اپنے اپنے مقاصد کی جنگ لڑتے رہیں اور اپنی اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑتے جائیں۔ جبکہ اِدھر اِس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ امریکی صدر بارک اوباما کا یہ جنوبی ایشیاء اور بالخصوص بھارت کا تین روزہ دورہ جس میں اُنھوں نے بھارت میں اپنے قیام و طعام کے دوران پاکستان سے متعلق انتہائی محتاط انداز اپنائے رکھا یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اِس دوران بھارتیوں کو خوش کرنے اور اپنا گرویدہ بنانے کے لئے اپنی گفتگو کے دوران امریکی صدر بارک اوباما نے کوئی لفظ ایسا استعمال نہیں کیا جو انگریزی سے شروع ہوتا ہو اِس ڈر سے کہ کہیں بھارتی حکمران یہ نہ سمجھ بیٹھیں "(P) حرف" پی کہ اوباما پاکستان کی تعریف میں تو کہیں کچھ نہیں کہہ رہے ہیں اور واقعی اوباما نے ایسا ہی کیا کہ جس

کا ثبوت یہ ہے کہ بھارتی اپوزیشن جماعتوں بی جے پی اور سی پی آئی نے امریکی صدر باراک اوباما کی جانب سے ممبئی حملوں کے متاثرین سے خطاب کے دوران پاکستان پر اِن حملوں کا الزام نہ لگائے جانے پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت پہنچنے کے فوری بعد صدر اوباما کا پہلا خطاب مایوس کُن رہا ہے بھارتی اپوزیشن جماعتوں کا یہ کہنا ہے کہ ممبئی حملوں کے متاثرین سے امریکی صدر نے اپنے خطاب کے دوران 11/26 کو بھارت میں ہونے والی دہشت گردی کے معاملے پر پاکستان کا ذکر نہ کرکے امریکی صدر اوباما نے بھارتی اپوزیشن جماعتوں سمیت حملے کے متاثرین کو شدید مایوس کیا ہے جس پر اوباما بھارتی عوام کے دل جیتنے میں بُری طرح سے ناکام ہوئے ہیں۔

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس لحاظ سے امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کا یہ دورہ جس میں اُنہوں نے کسی بھی حوالے سے پاکستان کا ذکر نہیں کیا اِن کا یہ بھارت کا دورہ بڑا محتاط اور بھارتیوں کے لئے معاہدوں بھرا تو ضرور کہا جاسکتا ہے۔ مگر اِس کے باوجود بھی ممبئی میں دائیں بازو کے کارکنوں کا امریکی صدر باراک اوباما کے خلاف مظاہرہ کرنا..... اور اِن کی تصویر پر جوتے مارنا......اور امریکی پرچم کو جلانا....کیا یہ سب کچھ امریکی صدر اور امریکیوں کو نظر نہیں آیا کہ بھارت کے عوام امریکی صدر اور امریکیوں سے متعلق کیا سوچ رکھتے ہیں...... ؟؟اِس پر بھی امریکی صدر اور امریکیوں کا

بھارت کے ساتھ سول اور ٹیکنالوجی کا معاہدہ کرنا اور امریکی خاتونِ اول کا بھارت میں آزادی سے اُوجھل اُوجھل کر بھارتی گانے پر رقص کرنا...... ہم پاکستانیوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

ظلم ہے... ظلم ہے.... زبردستی فلڈ ٹیکس کا نفاذ ظلم ہے

عوامی اور جمہوری حکومت کے ٹھیکہ داروں کا عوام پر ظلم کی انتہا.......

اِس سے زیادہ اور کیا کوئی کم ظلم ہوگا کہ عوامی اور جمہوری حکومت کے ٹھیکہ داروں نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں کی روشنی میں ڈنکے کی چوٹ پر اور زبردستی ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس اور فلڈ سرچارج کی منظوری کرنے کے ساتھ ساتھ ایکسائز ڈیوٹی دوگنا کرنے کا فیصلہ کرکے ملک کی سترہ کروڑ پہلے سے مفلوک الحال عوام کو زندہ درگور کرنے کا کھلم کھلا اعلان کرکے اِسے مزید مشکلات سے دو چار کردیا ہے اگرچہ دوسری طرف اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پہلے سے (دواڑھائی سالوں کے دوران) آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں پر چلنے والی اِس موجودہ حکومت کا ہر قدم ہی عوام دشمنی میں اُٹھتا چلا آیا ہے جس سے عوام ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ گئے مگر حکومت کو اِس پر ذرا برابر بھی ترس نہ آیا مگر گزشتہ دنوں تو اِس حکومت نے عوام پر اپنے مظالم کی حد ہی کردی کہ جب وفاقی کابینہ نے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کے ساتھ اپنی ایک ہی بیٹھک میں ہونے والے اپنے اجلاس میں ایک ساتھ ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس بل 2010 کے ایک ظالم مسودے اور متاثرین سیلاب کی امداد، بحالی و

تعمیر نو کے لئے اضافی ریونیو بٹورنے کے لئے امیروں اور جاگیرداروں کو بچاتے ہوئے ملک کے غریب اور تنخواہ دار طبقے پر یکمشت اور بے لگام 10 فیصد فلڈ سرچارج عائد کرنے کی منظوری دے دی ہے جس سے متعلق متواتر یہ بھی اطلاعات آرہی ہیں کہ ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس 15 کی یکساں شرح سے نافذ کیا جائے گا جہاں تک اہلِ دانش کا خیال ہے کہ اگر حکومت نے یہ کردیا جس کا اِس نے اعلان کیا ہے تو پھر حکومت کا یہ ظالمانہ اقدام حکومت کے پیر اکھاڑنے کے لئے کافی ہے۔

جبکہ اِس حکومتی ظالمانہ اقدام کی سب سے پہلے مخالفت حکومتی اتحادی جماعت ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے جس والہانہ انداز سے کی ہے اِسی انداز اور فکر کا مظاہرہ حکومت میں شامل ہر جماعت سمیت اپوزیشن کو بھی گرم جوشی اور احتجاجی مظاہروں کی صُورت میں ضرور کرنا چاہئے جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں کہ ملک میں صرف ایک ایم کیو ایم ہی وہ واحد جماعت ہے جو ایک منظم ترین اور مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خوش آئند امر ہے کہ ہر دورِ حکومت میں شامل رہنے کے باوجود بھی اِس جماعت نے ملک کے غریب عوام کے خلاف ہونے والے ہر ظالمانہ حکومتی اقدام پر آواز بلند کی ہے وہ بھی ہر دورِحکومت میں سراہئے جانے کے قابل رہا ہے یوں اِسے آپ اِس طرح سے بھی لے سکتے ہیں کہ ہر دورِحکومت میں عوام کے خلاف ہونے والے اقدامات پر جتنا درداِس جماعت

ایم کیوایم کو ہوااور اِس نے اپنے تئیں اُس وقت اِس حکومتی اقدام کے خلاف جو بھی آواز بلند کی وہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے یہ اور بات ہے کہ حکمرانوں نے اِس کی ایک نہ سُنی اور اُنھوں نے وہی کچھ کیا جسکا وہ امریکا اور اپنے دوسرے آقاؤں سے ڈکٹیشن لے چکے تھے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایم کیو ایم نے ہر دور میں عوام کے خلاف ہونے والے ہر حکومتی غلط اقدام پر اپنی آواز اٹھائی ہے اور آج ایک مرتبہ پھر یہی ایم کیو ایم ہی تو ہے کہ جس نے ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس اور فلڈ سرچارج کے نفاذ کے خلاف ایوان کے اندر اور باہر سب سے پہلے اپنی آواز بلند کی ہے۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے وفاقی کابینہ کی جانب سے ملک میں اصلاحاتی جنرل سیلز ٹیکس نافذ کرنے کے فیصلے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے برملا کہا ہے کہ یہ عوام کے ساتھ سراسر ظلم ہے اور اُنھوں نے دوٹوک الفاظ میں اِس حکومتی اقدام کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایسے کسی بھی عوام دشمن فیصلے کی حمایت نہیں کر سکتے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اصلاحاتی جنرل سیلز ٹیکس نافذ کرنے کا فیصلہ فی الفور واپس لیا جائے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ریفارمڈ جی ایس ٹیکس کے نفاذ سے ملک میں مہنگائی کا سونامی آجائے گا اِس پر اُنھوں نے حیرانگی کا بھی اظہار کرتے ہوئے کہا کہ غریب و متوسط پر ٹیکس جبکہ جاگیرداروں اور وڈیروں کو مزید سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں یہ ملک میں کثیر آبادی سے تعلق رکھنے والے طبقے

کے ساتھ ظلم ہے۔ اور اِسی کے ساتھ ہی ایوان میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بھی ایوان میں اِس ظالمانہ حکومتی اقدام کے خلاف اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس اور فلڈ سرچارج کی منظوری سمیت ایکسائز ڈیوٹی دوگنا کئے جانے کو نہ صرف عوام کو طبقوں میں بانٹنے کا عمل قرار دیا ہے بلکہ اِس حکومتی اقدام کو اِس طرح ملک کے خلاف بھی ایک سازش قرار دیتے ہوئے متحدہ اپوزیشن نے اپنا سینہ ٹھونک کر ملک کے سترہ کروڑ عوام سے وعدہ کرتے ہوئے پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے کہ ملک میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگانے دیں گے چاہے اپوزیشن ارکان کو ایوان سے اُٹھا کر باہر پھینک دیا جائے مگر پھر بھی ہم حکومت کو کسی بھی صُورت میں فلڈ اور دیگر ٹیکس نہیں لگانے دیں گے۔ بہر کیف ! یہ اچھی بات ہے کہ ایوان میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی جماعت نے کچھ تو ہمت کا مظاہرہ کیا ہے مگر اَب متحدہ اپوزیشن کے اِس بلند و بانگ دعوے کے بعد دیکھنا تو یہ ہے کہ متحدہ اپوزیشن اپنے اِس دعوے پر کب تک قائم رہتی ہے اور اِس کے اِس جارحانہ پن سے حکومت کتنی زیر ہو کر اپنے فیصلے پر نظرثانی کرنے کے بعد اِسے واپس لینے پر مجبور ہوتی ہے۔ کیونکہ مجھے ایسا نہیں لگتا ہے کہ حکومت اپوزیشن کے کسی دباؤ یا دھمکی میں آ کر اپنا یہ فیصلہ واپس لے گی اور اپوزیشن کو عوام میں اپنا وقار بحال کرنے کا کوئی موقع فراہم کرے گی کیونکہ حکومت یہ کبھی نہیں چاہے گی کہ وہ اپوزیشن جو خود یہ کہتی رہی ہے کہ وہ ایک

فرینڈلی اپوزیشن ہے..... تو پھر حکومت یہ کیسے چاہے گی کہ اِس کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھنے والی حزب اختلاف کی جماعت اِس کے خلاف صرف ایک بار دھمکی دے کر عوام سے وہ سب کچھ حاصل کرلے جو موجودہ حکومت اقتدار میں رہ کر بھی اَب تک عوام میں اپنا مورال بلند نہیں کر سکی ہے۔ جبکہ دوسری طرف میرا خیال یہ ہے کہ حکومت ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے مطالبے اور ملک میں ہمت اور حوصلے سے انقلاب لانے والی بات پر ضرور غوروفکر کرکے اپنے اِس فیصلے کو واپس لے لے تو اور بات ہے..... ورنہ مجھے ایسا نہیں لگتا کہ حکومت اپنی مصالحت پسند اپوزیشن جماعت پی ایم ایل (ن) کی کسی تڑی یا دھمکی میں آکر اپنا یہ ظالمانہ فیصلہ واپس لے گی اور بعد میں (ن) لیگ سمیت دیگر اپوزیشن جماعتوں سے نظریں بھی نہ ملا سکے گی۔ (ختم شد)

انقلاب آچکا ہے۔۔۔۔ یہ کیسا انقلاب ہے۔۔۔؟ فہمیدہ صاحبہ

یہ ٹیکس چوروں، جاگیرداروں اور سیاستدانوں کا انقلاب ہے، ابھی غریبوں کا انقلاب آنا باقی ہے۔۔۔۔

ملک کی موجودہ غیر یقینی سیاسی اور ابتر معاشی صُورت حال میں ہر طرف سے انقلاب کی پیدا ہونے والی بازگشت کے حوالے سے اسپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے بدین میں عید ملن پارٹی کے بعد میڈیا سے اپنی غیر معمولی گفتگو کے دوران انتہائی پُر تپاک انداز سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کے بارے میں اُلٹی سیدھی باتیں کرنے والے عوام کی اُمیدیں توڑ رہے ہیں (یہاں میں میڈم اسپیکر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ عوام کی کونسی اُمیدیں موجودہ حکومت نے پوری کردیں ہیں جنہیں حکومت حامی اور مخالف اُلٹی سیدھی باتیں کرکے اِنہیں توڑ رہے ہے فہمیدہ صاحبہ یہ بات کہنے سے پہلے آپ اپنا اور اپنی حکومت کا خود سے احتساب کرلیتیں تو اچھا تھا بہرحال) اُنھوں نے مزید کہا کہ ملک میں جن لوگوں کی جانب سے انقلاب کی باتیں کی جارہی ہیں وہ انقلاب آچکا ہے۔۔۔۔۔۔۔ (یہ کونسا اور کیسا انقلاب ہے۔۔۔۔۔؟؟ کہ جسے ہمارے سیاستدان اور خاص طور پر موجودہ حکمران اپنے مفادات کے حصول کے خاطر لائے ہیں جنھوں نے اپنی نااہلی کی بنا پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے سامنے

اپنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور اَب اِن ہی کے مشوروں پر عمل کرکے ملک میں مہنگائی بیروزگاری، کرپشن، بھوک وافلاس اور خودکشیوں بھرا عوام دشمن انقلاب لے آئے، ہیں) جبکہ فہمیدہ مرزاکااِس موقع پر یہ بھی کہنا تھاکہ ملک میں پہلا انقلاب شہید ذوالفقار علی بھٹو شہید لائے تھے جنھوں نے عوام کے ہاتھ میں ووٹ کا اختیار دیا جس سے آج طاقتور لوگ بھی غریبوں کی جھونپڑیوں میں ووٹ مانگنے کے لئے جانے پر مجبور ہیں (میڈم فہمیدہ مرزا! آپ سائیں ذوالفقار علی بھٹو شہید کی کیا بات کر رہی ہیں.....؟؟میڈم ! بھٹو سائیں ! نے تو ملک میں سائنسی انقلاب کا جو دروازہ کھولا تھا اِنہیں کے اِس انقلاب کی بدولت ہی تو پاکستان آج ایک ایٹمی ملک بنا ہوا ہے اور یہاں میرا کہنا یہ ہے کہ آپ نے بھٹو سائیں کے کسی ایسے انقلاب کا ذکر کیوں نہیں کیا جو خالصتاً ملک اور قوم کے لئے تھا.....؟بلکہ آپ کو بھٹو سائیں کا صرف وہ ہی اِنقلاب یاد آیا ہے کہ جس کے ذریعے آپ لوگ (سیاستدان) غریبوں سے ووٹ لینے اِس کی جھونپڑیوں میں جاتے ہیں اور اِن سے ووٹ لے کر ایوانوں تک پہنچتے ہیں اور بعد میں اِن ہی ایوانوں میں بیٹھ کر اپنے جیسے جاگیرداروں، وڈیروں اور امراء پر ٹیکس اورآر جی ایس ٹی سمیت فلڈ سرچارج لگانے کے بجانے اپنے سینے چوڑے کرکے مونچھوں کو تاؤ دے کر اور اپنی اپنی گردنیں تان کر اِن ہی بیچارے جھونپڑی والے غریبوں پر ٹیکس، آرجی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج لگا دیتے ہیں جن کے ووٹوں کی بھیک سے آپ لوگ ایوانوں کی دہلیز پر قدم رکھنے کے قابل

ہوتے ہیں مگر میڈم یہ بھی تو یاد رہے کہ سائیں ذوالفقار علی بھٹو شہید نے ملک کے غریب عوام کو جب روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ دیا تھا تو اُنھوں نے اِس کی پاسداری بھی کی تھی مگر ہائے رے! افسوس کے آج آپ کی حکومت نے سائیں ذوالفقار علی بھٹو شہید کے اِس عظیم نعرے کی بھی لاج نہیں رکھی آپ کی حکومت نے اِس نعرے کے بدولت حکمرانی تو حاصل کرلی مگر غریبوں کے لئے کچھ کرنے کے بجائے اپنے لئے وہ سب کچھ کررہی ہے جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا.....) اور اِس کے ساتھ ہی اسپیکر میڈم فہمیدہ مرزا نے نمدیدہ آنکھوں اور غمزہ لہجے میں ملک میں دوسرے انقلاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا جبکہ ملک میں دوسرا انقلاب جمہوریت کا یہ خُوبصورت انقلاب ہے جو شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو جان کی قربانی دے کر ہم لائیں ہیں۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ آج اگر محترمہ بینظیر بھٹو حیات ہوتیں اور برسرِاقتدار ہوتیں تو ایک میں ہی کیا بلکہ ساری پاکستانی قوم اِس بات پر ضرور متفق ہوتی کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کسی بھی صُورت میں ملک کے غریبوں پر نہ تو ٹیکس لگاتیں اور نہ آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کا نفاذ کراتیں کیونکہ محترمہ بینظیر بھٹو ہی درحقیقت ملک کی غریب عوام کی ایک ایسی لیڈر تھیں جنہیں غریبوں کے مسائل کی پوری طرح سے آگاہی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آج ملک کے غریب عوام نے اِن کی شہادت کے بعد اِن کی پارٹی کو یہ سوچ کر

اقتدار سونپا تھا کہ اِن کی پارٹی اِن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک کے غریب عوام کے مسائل حل کرے گی اور اِن کی فلاح و بہبود کے لئے تاریخ ساز اقدامات کرے گی تاکہ شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو اور اِن کی پارٹی کا نام تاریخ کے سُنھرے اوراق پر رقم ہو کر امر ہو جائیں مگر اِن کی شہادت کے بعد آج جب محترمہ کے پارٹی پی پی پی کو اقتدار ملا تو یہ جماعت ملک کے اُن غریب عوام کے توقعات پر پورا نہیں اتری جن غریبوں کی جھونپڑیوں میں جاکر بقول فہمیدہ مرزا طاقتور لوگوں نے اِن جھونپڑی والے غریب لوگوں سے ووٹ کی بھیک مانگی تھی وہی طاقتور لوگ ایوانوں میں بیٹھ کر ملک کے غریبوں کے دشمن بن بیٹھے ہیں اور ہاں میڈم اسپیکر ! عوام کو جمہوریت یا آمریت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے.....َ???غریبوں کو تو صرف دو وقت کی روٹی چاہئے.... جی ہاں ! میڈم اسپیکر صاحبہ..... صرف دو وقت کی روٹی.....اور آج تو آپ کی حکومت نے آپ کے ایوان سے غریب دشمن ایسے بل منظور کروا لیئے ہیں کہ ملک کے غریب عوام مہنگائی کی چکی میں پس کر رہ گئے ہیں اِن کے منہ سے تو آپ کے ایوان اور آپ کی حکومت نے روٹی کا خشک نوالہ بھی چھین لیا ہے......اور آپ ہیں کہ بات کر رہی ہیں کہ ملک میں انقلاب آچکا ہے یہ انقلاب آپ لوگوں کے لئے ہے جس کے سہارے آپ جیسے بہت سے طاقتور لوگ (جاگیردار، وڈیرے، سرمایہ دار اور سیاستدان) عوام کو اِن مسائل حل کرنے کا سبز باغ دکھا کر اِن کی جھونپڑیوں میں جاکر اپنے اقتدار کی ہوس کے خاطر ووٹ ضرور مانگتے ہیں مگر اقتدار ملنے

کے بعد اِن کے مسائل حل کرنے کے بجائے غریبوں کو ٹیکسوں۔ آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج جیسے خونخوار شکنجوں میں جکڑ دیتے ہیں۔ اور پھر اِن مجبور اور مفلوک الحال غریب لوگوں کو یہ کہہ کر دلاسہ دیا جاتا ہے کہ اَب کوئی انقلاب نہیں آئے گا....؟؟ کیونکہ ملک میں انقلاب آچکا ہے.....تو میڈم اسپیکر! یہ کیسا انقلاب ہے جس میں نہ تو کوئی گولی چلی نہ کوئی خون بہا.....اور انقلاب آگیا.....تو عرض ہے میڈم یہ انقلاب اقتدار کے پجاریوں اور حکمرانی کی ہوس رکھنے والے سیاستدانوں کا تو ہو سکتا ہے.....

مگر یہ ضرور یاد رکھیں دنیا کے کسی بھی ملک کے غریب عوام کی کسمپرسی کے بعد جو انقلاب تاریخ میں رونما ہوئے ہیں یہ وہ انقلاب نہیں ہو سکتا..... جس کی میڈم اسپیکر صاحبہ آپ بات کر رہی ہیں اور جن کے آپ نے حوالے دیئے ہیں۔

مگر اَب یاد رکھیں جس انقلاب کی بات گزشتہ دنوں ایک بار پھر متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے کراچی میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے سلسلے میں قائم خدمت خلق فاؤنڈیشن کے مرکزی کیمپ میں ایم کیو ایم کے مختلف شعبوں کے ذمہ داروں، کارکنوں اور خدمت خلق فاؤنڈیشن کے رضاکاروں سے ٹیلیفون پر خطاب کرتے ہوئے کہی ہے وہ ملک میں آکر ہی رہے گا اُنھوں نے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تنخواہ دار طبقہ اور ٹیکس دینے والے پر ہی مزید ٹیکس لگائے جائیں اور جاگیرداروں اور وڈیروں پر لگانے کے بجائے اِنہیں مراعات دی

دی جائیں اُنھوں نے کہا کہ بد قسمتی سے پاکستان میں گزشتہ 63 سالوں سے یہ کھیل جاری ہے کہ جاگیر داروں وڈیروں، سرداروں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کے چند خاندان چہرے اور سیاسی جماعتیں بدل بدل کر اقتدار پر قابض ہوتے رہے ہیں اور اپنے ذاتی و خاندانی مفادات کے لئے یہ دونوں ہاتھوں سے ملک کا خزانہ لوٹتے رہے ہیں اور ملک اور بیرون ملک اپنی بڑی بڑی جاگیریں اور جائیدادیں بناتے رہے ہیں اِس کرپشن اور قومی دولت کی مسلسل لوٹ مار کے باعث چند خاندان تو مالا مال ہیں لیکن ملک کنگال ہوچکا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں بھیک کے پیالے ہیں اور ہم اپنی قومی غیرت اور خودداری کا سودا کرکے پوری دنیا میں بھیک مانگ رہے ہیں انھوں نے کہا کہ ایسے میں کارکن کفن باندھ کر ملکی دولت لوٹنے والوں کو روکیں گے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے والہانہ انداز سے ملک کے طالب علموں کو مخاطب کرکے کہا کہ ....طالب علم اپنے آپ کو انقلاب کے لئے تیار کرلیں

اور ہاں میڈم اسپیکر فہمیدہ مرزا صاحبہ ! اِسی قسم کے شائد کسی خونی انقلاب کا خدشہ سندھ نیشنل فرنٹ کے چیئرمین نواب ممتاز علی بھٹو نے بھی ظاہر کیا ہے اُنھوں نے کہا ہے کہ حکمرانوں کی زیادتیوں کے خلاف خونی انقلاب کا لاوا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے......تو میڈم اسپیکر آپ نے کس انقلاب کے بارے میں کہا ہے کہ وہ انقلاب آچکا ہے......؟؟؟میڈم اسپیکر ! یہاں میں بتانا بہتر

سمجھتا ہوں کہ حکمرانوں نے اگر ابھی عوام کے ساتھ اپنی ظالمانہ روش نہ بدلی اور جاگیرداروں، وڈیروں، سرداروں، سرمایہ داروں اور سیاستدانوں کو دانستہ طور پر چھوڑ کر ملک کے غریب عوام پر اضافی ٹیکس، آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کا بوجھ ڈالا تو اَب حکمران بھی تیار رہیں کہ ملک میں وہ انقلاب آنے والا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اور جہاں تک آپ نے جس انقلاب سے متعلق آچکنے کی بات کی ہے تو میڈم اسپیکر فہمیدہ مرزا صاحبہ! وہ انقلاب تو آپ لوگوں کے اپنے اقتدار کے حصول اور قومی دولت لوٹنے اور کھانے کے لئے ہے اُس انقلاب سے گزشتہ تین سالوں میں ملک کے غریب عوام کو کیا ملا ہے کہ یہ بات تو آپ بھی اچھی طرح سے جانتی ہیں اور حکمران بھی...... مگراِن سارے ظالموں اور زیادتیوں کے بعد اب ملک کے غریب عوام حکومتی اقدامات کے خلاف جس انقلاب کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے تو وہ آکر ہی رہے گا۔

ایک خبر! صحت کے حوالے سے ساری دنیا کا حال بُرا ہے

صرف پاکستان میں نہیں....دنیا بھر میں ایک ارب افراد صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں

چلو! ملک میں صحت عامہ کے مسئلے سے حکمرانوں کی جان تو چھوٹی جو دنیا کو دکھاوے کے لئے ہی صحیح مگراِن کے لئے کسی حد تک ضرور دردِ سر بنا ہوا تھا اور مجھے یہاں کہنے دیجئے! کہ اَب ہمارے حکمرانوں کو اپنے عوام کے لئے صحت عامہ کی سہولیات باہم پہنچانے کے لئے کسی قسم کی فکر میں مبتلا ہونے کی کوئی خاص ضرورت نہیں بلکہ اَب تو اِنہیں اپنے سینے چوڑے کرکے یہ کہنا چاہئے کہ صحت عامہ کا مسئلہ صرف پاکستان اور پاکستانی عوام ہی کا نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ تو اَب عالمی شکل اختیار کرگیا ہے اِس لحاظ سے ہمارے حکمرانوں کو یہ حوالہ بھی ضرور دینا چاہئے کہ ایک تازہ ترین خبر ہے کہ عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ اُو)کے ڈائریکٹر برائے ہیلتھ سسٹم ڈیوڈایوین نے ڈبلیو ایچ اُو کی فنانشل ہیلتھ سسٹم پر اپنی ایک عالمی رپورٹ جاری کی ہے جس میں اِن کا واضح اور برملا کہنا ہے کہ کم آمدنی والے ممالک سے وابستہ لگ بھگ 35 فیصد افراد کی آمدنی انتہائی قلیل (کم)اور عوام غریب ہے جو کسی بھی لحاظ سے مہنگے ہی کیا....بلکہ سستے ترین بھی طبّی اخراجات قطعاً برداشت

نہیں کر سکتے یا اُن ممالک کا ہیلتھ بجٹ اپنے دیگر ضروری اخراجات کے مقابلے میں انتہائی محدود ہے اِسی وجہ سے دنیا کے میں تقریباً ایک ارب افراد بنیادی طبّی سہولیات سے محروم ہیں اِن کا کہنا ہے کہ دنیا بھر کے ایسے ممالک کے نادار مریضوں کو فوری طور پر بہتر طبّی سہولیات کی فراہمی کے لئے عالمی سطح پر نہ صرف فنڈز ریزنگ کرنا ہوگی بلکہ اِس سلسلہ میں حائل مالیاتی تمام رکاوٹوں کے خاتمے کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کرنے بھی ناگزیر ہیں اِس طرح ہم دنیا بھر کے مریضوں کو بروقت طبّی امداد اور ہیلتھ سروس مہیا کر سکیں گے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِن ساری باتوں کے علاوہ عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ اُو) کے ڈائریکٹر برائے ہیلتھ سسٹم ڈیوڈ ایوین کا اپنی اِس رپورٹ میں یہ کہنا انتہائی حیران کُن اور تعجب انگیز تھا کہ "دنیا بھر میں چاہے امیر ممالک ہوں یا غریب اِن میں مقیم تقریباً ایک ارب یا اِس سے زائد افراد ایسے ضرور موجود ہیں جو غربت کے باعث صحت کے حوالے سے آنے والے سستے اخراجات کو بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں اور اِنھوں نے اپنی رپورٹ میں عالمی برادری کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں اتنی بڑی تعداد میں مریضوں کو بہتر اور سستی ترین طبّی سہولیات کی فراہمی کے لئے ٹھوس طبّی اقدامات کا کیا جانا بہت ضروری ہے اِس کے علاوہ ہم اِن مریضوں کو موت کے منہ میں جانے اور قبر کی آغوش میں سونے سے نہیں روک سکتے اور اُنھوں نے اپنی اِس رپورٹ میں پاکستان سمیت دنیا بھر کے دوسرے غریب اور ترقی پذیر

ممالک کاتذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ممالک اپنے دیگر اخراجات کو کم کرکے اپنے عوام کے لئے بہتر اور سستے ترین طبّی سہولیات کے لئے اپنے صحت کے بجٹ میں اضافہ کریں تو ممکن ہے کہ دنیا میں اتنی بڑی تعداد میں موجود اِن صحت کی سہولتوں سے محروم مریضوں کی تعداد کسی حد تک کم ہوسکے۔

اَب اِس خبر کے بعد ہم آتے ہیں اپنے ملک پاکستان کی طرف جہاں کے عوام اپنے دیگر بنیادی حقوق سے محروم ہیں تو وہیں ہمارے عوام صحت و معالجہ کی بنیادی سہولتوں سے بھی کنگال نظرآتے ہیں اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں عوام کو بنیادی سہولتوں سے محروم کرنے اور رکھنے کا یہ عمل کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ گزشتہ 62 یا 63 سالوں کے دوران ہر دورِحکومت میں حکمرانوں نے دانستہ طور پر اپنے عوام کو صحت، تعلیم، خوراک اور توانائی سمیت دیگر بنیادی سہولتوں سے محروم رکھ کر، نا صرف اپنے عوام کو ہی دھوکہ دیا ہے بلکہ ہر دورِ میں آنے والے ایک سے ایک تونگر حکمران نے عالمی برادری کو بھی اپنے عوام کے بنیادی حقوق دینے کے خاطراِس سے اربوں اور کھربوں کی امداد اور قرضے مانگ کراِسے بھی خُوب بیوقوف بنایا اوراِسے دھوکہ دیا ہے تو کوئی غلط نہ ہوگا اوراِس کے ساتھ ہی مجھے یہاں یہ بھی کہنے دیجئے کہ یہ سلسلہ ابھی یہیں ختم نہیں ہوگیا ہے بلکہ ہنوز جاری ہے اور اِتفاق سے آج کے حکمرانوں نے بھی عالمی برادری کواِس حوالے سے چکمہ دینے اوراِنہیں بے

وقوف بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ ملکِ خداداد پاکستان کے غریب اور محنت کش سترہ کروڑ عوام اپنے حکمرانوں کی ہیرا پھیری اور سازشی ذہانت کی وجہ سے اپنی صحت، تعلیم، خوراک اور توانائی سمیت بہت سی بنیادی ضرورتوں اور سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔اور اِن حالات میں آج جب پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں سے یہ سوال کرتی ہے کہ آخر کب تک ہم کسمپرسی اور اپنے حقوق کے بغیر اپنی زندگیاں گزارنے پر مجبور رہیں گے....؟اور کب ہمیں ہمارے بنیادی حقوق دیئے جائیں گے....؟تو حکمرانوں کے پاس اِس کا نہ تو کوئی مناسب جواب ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ٹائم فریم کہ وہ اِس سے اپنے اِن مجبور اور بے کس و مفلوک الحال عوام کو کسی بھی طرح سے مطمئین کر سکتے ہیں اور نہ اِن کے پاس اَب تک کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ جس سے یہ اپنے عوام میں ذرا سی اُمید کی کوئی کرن پیدا کرنے میں کامیاب ہوسکے ہیں۔ اگرچہ دوسری طرف یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں اِس سارے عرصے کے دوران اِتفاق سے کوئی بہتر حکومت اپنے اچھے (عوامی فلاح و بہبود اور عوام کے بنیادی حقوق صحت ، تعلیم ، خوراک اور توانائی سمیت)اور بہت سے دوسرے منصوبوں کے ساتھ کبھی آ بھی گئی تھی تو اِسے بھی سیاسی اور ذاتی چپقلش کی وجہ سے اپنی مدت پوری نہیں کرنے دی گئی اِس کی مثال یہ ہے کہ کبھی کسی طاقتور آمر نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث اِس حکومت کی دُکان جلد سمیٹ

دی تو کبھی اِسے خُود اپنی ہی اپوزیشن اور اپنے ارد گرد منڈلاتے سازشی سیاستدانوں کی سازشوں کی نذر ہونا پڑا اور یوں وہ اپنے تمام منصوبوں کو بغل میں دبا کر رفو چکر ہو گئی۔

جس پر یہ شعر صادق آتا ہے کہ

خُود نہ ہو جب تک حکومت تندُرست
تندُرستی قوم کی دشوار ہے
ہم سے بیماروں کی کیا ہو گی شفا؟
شُعبہ صحت ہی خُود بیمار ہے

بہر حال ! پاکستان میں تو روزِ اول ہی سے ہر دورِ حکومت میں شُعبہ صحت بیمار رہا ہے تو یہ اپنے عوام کی صحت و تندُرستی کا کیا خیال رکھتا اور موجودہ حکومت میں اِس شعبے کے حالات بھی کچھ اچھے دکھائی نہیں دے رہے ہیں تو یہ شُعبہ اپنے عوام کے لئے کیا خدمات انجام دے گا۔ سِوائے اِس کے کہ اَب ہمارے حکمران بھی اِس خوش فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ صحت عامہ کا مسئلہ صرف پاکستان ہی کا نہیں بلکہ ساری دنیا کا ایک عظیم مسئلہ بن چکا ہے اور ہم اپنے عوام کے لئے اِس حوالے سے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

اپنا اپنا ظرف ہے... حیران نہ ہوں

ہم پر زیادہ ٹیکس لگائے جائیں .....؟پاکستانی نہیں، امریکی امرا کا مطالبہ

یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے کہ ایک امریکی امرا ہیں کہ جو اپنا سینہ ٹھونک کر اپنی حکومت سے انتہائی خوشدلی سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اپنے ملک کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے ہم پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگائے جائیں خبر یہ ہے کہ امریکی حکومت سے مطالبہ کرنے والے یہ امیر ترین امریکی شہری وہ ہیں جن کا شمار امریکا کے امیر ترین اُن 456افراد میں ہوتا ہے جن پر امریکی معیشت کا سارا ڈھانچہ کھڑا ہے اِن محبِ وطن امریکیوں نے کھلے دل سے اپنی حکومت سے یہ مطالبہ بغیر کسی دباؤاور پریشر کے کیا ہے اِن کا اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کرنے کا مقصد صرف یہ ہے وہ زیادہ سے زیادہ اپنی حکومت کو ٹیکسوں کی ادائیگی کرکے اپنے ملک کی اُس معیشت کو مزید مستحکم کرنا چاہتے ہیں جو پہلے سے مضبوط اور پائیدار بنیادوں پر قائم ہے مگر میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس کے باوجود بھی یہ اِن 456امریکیوں کی حب الوطنی کا جذبہ ہی تو ہے کہ یہ اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ حکومت اِن پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس عائد کرے تاکہ یہ اپنے ملک اور اِس کی معیشت کو سنبھالنے کے

لئے ٹیکس ادا کریں یہ امریکا کے امرا کی اپنے ملک اور معیشت کے لئے اعلیٰ ظرف ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے یہاں میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اِن امریکی امرا کی تقلید دنیا کے دوسرے ممالک کے امرا کو بھی ضروری کرنی چاہئے ..... کوئی کرے یا نہ کرے ..... مگر کم از کم ہمارے (پاکستانی) امرا کو تو ضروری کرنی چاہئے کہ جن کا ملک موجودہ صورت حال میں جس مالی مشکلات کا شکار ہے جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی ....اور جس کی معیشت کا یہ حال ہے کہ یہ اتنی کمزور ہوچکی ہے کہ روئی کے گالوں کی مانند اُڑ رہی ہے اور اِس کا اقتصادی ڈھانچہ لاغر ہونے کی وجہ سے ملک دیوالیہ ہونے کو ہے اِن ہولناک حقائق کے باوجود بھی پاکستان کے ارب پتی اور کھرب پتی ٹیکس چور حکمران، سیاستدان، وڈیرے، جاگیردار، سرمایہ دار، صنعت کار اور امرا اِس چکر میں لگے ہیں کہ اُن سے ٹیکس وصول نہ کیا جائے بلکہ ٹیکسوں کی وصولی کا سارا بوجھ ملک کے غریب اور تنخواہ دار محنت کش طبقے پر ڈال کر ملک کے سارے ٹیکسوں کا ہدف پورا کیا جائے اور اِن کی جان بخشی کی جائے جس کے لئے ملک کے امرا نئے نئے ڈرامے رچا رہے ہیں۔

یہ کہاں کہ انصاف ہے کہ امرا جو ھیر پھیر کرکے ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچ جائیں اور مارا جائے ملک کا غریب محنت کش اور تنخواہ دار طبقہ کیوں یہ ہے نہ حیرت اور تعجب کی بات.......دیکھا قارئین! آپ نے کہ کس ملک کے امرا

اپنے ملک کے لئے مخلص اور محب وطن ہیں ....امریکی یا پاکستانی.....؟؟؟اَب یہ فیصلہ آپ خود کریں کہ امریکی امرا اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہیں یا ہمارے یہ ارب اور کھرب پتی امرا جو اپنی اِسی سرزمین پاکستان سے اربوں کھربوں تو کماتے ہیں مگر ٹیکس چوری سے باز نہیں آتے ہیں۔

اُدھر اِن دنوں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کے چرچے ملکی ایوانوں سے لیکر گلی کوچوں اور بازاروں تک عام ہیں جس پر ملک کے غریب عوام اِس تذبذب اور مخمصے میں مبتلا ہیں کہ اِن کے گلوں پر ٹیکسوں کی چھری اِس رفتار کے ساتھ پھیری جائے گی کہ جس سے یہ ماہی بے آب کی طرح تڑپے بغیر ہی مر جائیں گے اور حکمران طبقہ اِس خوش فہمی میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور امرا کو بچاتے ہوئے آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کے ملک میں نفاذ سے اپنی ریونیو کا مطلوبہ ہدف حاصل کر لے گا جس کے لئے حکومتی اراکین اور حکمران لاکھ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ آر جی ایس ٹی کے نفاذ سے ملک کے غریب عوام کی جیبوں پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور نہ ملک میں مہنگائی کا کوئی سونامی آئے گا۔

مگر یہاں مجھ سمیت کروڑوں پاکستانی ایسے بھی ہیں جو اِن حکومتی دعووں پر ذرا بھی یقین کرنے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ حقیقت یہ نہیں ہے جس کی تسبیح ہمارے حکمران پڑھ پڑھ کر غریبوں پر پھونک رہے ہیں یہاں اگر ہم صرف ایک چیز

کی ہی مثال لے لیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ ملک میں آر جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد دواؤں کی قیمتیں کہاں پہنچ جائیں گی اِس کا تصور کرکے بھی رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی مجھے کہنے دیجئے کہ اصل میں حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے آئی ایم ایف کے خصوصی مشوروں سے دانستہ طور آر جی ایس ٹی بل میں صرف لائف سیونگ ڈرگ کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا ہے اور بقیہ تمام دواؤں پر سیلز ٹیکس کا نفاذ کرنے کو لازمی قرار دیا ہے اِس طرح تو ملک میں آر جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد 95 فیصد دواؤں کی قیمت میں 15 فیصد سے 20 فیصد تک یقینی طور اضافہ ہو جائے گا اِن حکومتی اقدامات کے بعد خیال کیا جارہا ہے کہ حکومت نے دواؤں کے خام مال کی درآمد کو بھی سیلز ٹیکس سے استثنیٰ رکھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جس کے بعد خبروں کے مطابق ٹیکس ماہرین یہ خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ دواؤں کے خام مال پر بھی ٹیکس کا نفاذ حکومتی حکمتِ عملی میں شامل ہے۔

جبکہ اُدھر اِس حوالے سے ملک کے ایک کثیر الاشاعت روزنامے میں چھپنے والی ایک خبر کے مطابق صرف وہ دوائیں سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ ہونگی جن کی حکومتی بورڈ نشاندہی کرے گا اِس طرح دوائیں بنانے اور سپلائی کرنے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکومت کے پاس لائف سیونگ ڈرگ کی نہ تو کوئی باقاعدہ لسٹ ہے اور نہ ہی اِس کی کوئی باقاعدہ تشریح موجود ہے اِس طرح اِن کا موقف درست لگتا ہے کہ اِس وقت وزارت صحت کے پاس ڈبلیو ٹی او کی ایک لسٹ ہے جس کے تحت کم

وبیش 60 کے قریب دوائیں جان بچانے والی ہیں یہ کُل دواؤں کا 3 فیصد بھی نہیں ہے یوں خبر کے مطابق مینو فیکچرز کا یہ کہنا بھی بڑی حد تک ٹھیک ہے کہ ڈرگ کنٹرول بورڈ دواؤں کے معاملے میں بھی اپنی مرضی چلائے گا اور اِن میں اپنی مرضی کی دوائیں شامل کرے گا یہ ڈرگ کنٹرول بورڈ اپنے من پسند افراد کو نوازے گا اِس طرح دوائی بنانے والوں کا یہ کہنا سو فیصد درست ہے کہ آر جی ایس ٹی کے اثرات ملٹی پل ہونگے اور یوں ملک میں آر جی ایس ٹی کے نفاذ سے دواؤں کی قیمتیں 20 فیصد تک بڑھ جائیں گی۔اِس کے بعد حکمرانوں کے نزدیک عوام مرے سو مرے مگر اِس کا ٹیکسوں کی وصولی کا ہدف پورا ہو جائے۔

یوں عوام کو ٹیکسوں کے اضافی بوجھ تلے دبائے جانے کے اِس سارے منظر اور پس منظر میں صدر آصف علی زرادی کا یہ کہنا ہے کہ ملک کی معیشت کو سہارا دینے اور ملک کو بیرونی قرضوں سے نکالنے کے لئے ملک میں ٹیکسوں کے نفاذ جیسے سخت ترین فیصلوں کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے اِس لئے ضروری ہے کہ ملک میں نئے ٹیکسوں کا نفاذ کیا جائے تاکہ ملک کی معیشت مستحکم ہو اور ملک بھی بیرونی قرضوں سے نجات حاصل کرے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدر نے جتنا سوچا اتنا کہا اور جو کہا وہ کسی حد ٹھیک ہے مگر صدر اپنی سوچ اور کہے کا اطلاق ملک کے محنت کش غریبوں

تک محدود کرنے کے بجائے اِس میں اپنے جیسے قارون کے خزانے رکھنے والوں اور امرا کو بھی شامل کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا مگر اُنھوں نے ایسا نہیں کیا جبکہ اِنہیں ایسا سب سے پہلے کرنا چاہئے تھا.... بلکہ یہاں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اُنھوں نے تو اِنہیں (امرا کو) بچاتے ہوئے اپنا سینہ ٹھونک کر کہا ہے کہ ٹیکسوں کی وصولی ملک کے صرف غریب اور محنت کش طبقوں سے ہی کی جائے گی اور بس........

جبکہ صدر کی اِسی آشیرباد کے بعد ہلکے پھلکے انداز سے حکومت کی جانب سے سینٹ کمیٹی اور اِس کے چیئرمین کی لاکھ مخالفت کے باوجود بھی سینٹ سے آرجی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل منظور کرنے کا تاثر دیا گیا۔ گو کہ اِس کے باوجود بھی حکومتی اتحادیوں سمیت سینٹ کے اراکان کی اکثریت اِس بل کی شدید مخالفت کر رہی ہے اِس کا اندازہ اِس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اِنھوں نے ریفارمڈ جی ایس ٹی فلڈ سرچارج بل پر اپنے تحفظات کا کھلم کھلا اظہار کیا ہے۔

یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ ملک کے سترہ کروڑ غریب عوام کے ووٹوں سے حکمرانی کے دہلیز تک پہنچنے والے حکمرانوں نے اقتدار کی مسند پر اپنے..... قدم رکھنے کے بعد ہی اُن ہی غریبوں پر ٹیکسوں کی بھرمار

کرکے اپنے مظالم کی انتہا کردی کہ غریب عوام ٹیکسوں کے بوجھ تلے دب کر ہی مرجائیں اور حکمران اپنے سینے چوڑے کرکے یہ کہتے پھریں کہ ہماری حکومت میں ملک سے غربت کے خاتمے کے لئے کئے گئے اقدامات سے نہ تو ملک میں غربت ہی رہی ہے اور نہ کوئی غریب ہی زندہ بچا ہے اور یوں حکمرانوں کو اپنا سیاہ سفید کرنے کے لئے میدان صاف مل جائے گا۔

یہ بات نہ صرف ہر پاکستانی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا بھی اچھی طرح سے جان چکی ہے کہ پاکستان کی زندگی کے باسٹھ یا تریسٹھ سالوں میں جتنی بھی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں بشمول موجودہ حکومت کے) اِن میں جتنے بھی لوگ شامل رہے اور ہیں اِن میں زیادہ) تر وہ افراد ہیں جو ارب پتی اور کھرب پتی ہیں اور بعض سے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ جو حکومت میں شامل ہونے سے پہلے صرف کروڑ پتی تھے وہ بعد میں اِس قابل ہوگئے اور اُنھوں نے بھی دوسرے کی طرح حکومت میں شامل ہوکر اپنی خوب خوب جائیدادیں بنائیں اور دبا کر قومی خزانے سے غریبوں کے خون پسینے سے کمائی گئی قومی دولت اپنی اپنی عیاشیوں پر لٹاتے رہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے قومی دولت اپنی اپنی جھولیوں میں بٹورتے چلے گئے اور امرا کی صفوں میں شامل ہوگئے اور اِس کے باوجود بھی یہی افراد ہیں جو ٹیکس چور مانے جاتے ہیں اور یہی ملک کے سترہ کروڑ عوام میں زبردستی کے عزت دار بھی بنے پھرتے ہیں۔

مگر اِن سب میں جو چیز قدرے مشرک پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی ہمارے یہاں حکمرانوں، سیاستدانوں، وڈیروں سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو پاکستانی عوام پر حکمرانی کا حق ملا اِن لوگوں کی بھی عجیب و غریب منطق رہی وہ یہ کہ جب بھی یہ لوگ حکومت میں ہوتے ہیں یا حکومت سے باہر بھی رہتے ہیں تو اِنہوں نے کھلم کھلا امریکا کی خوشنودی حاصل کرنے کو اپنا حق حکمرانی سمجھا ہے اور یہی ورد گردانتے ہیں کہ امریکی خوشامد اور چاپلوسی کے بغیر اِنہیں سرزمین پاکستان اور پاکستانی عوام پر حکمرانی حاصل نہیں ہوسکتی سو اپنے اِسی جذبے کے تحت ہمارے ملک کا ہر سیاستدان، وڈیرہ، سرمایہ دار صنعت کار اور امرا میں سے جو کوئی بھی پاکستان میں اپنی حکمرانی چاہتا ہے وہ سب سے پہلے امریکی آقاؤں کے تلوے چاٹتا ہے اور امریکی اِس سے جیسا کہتے ہیں یہ ویسا کرتا ہے اور یہ اِن کی تلواگیری کرکے پاکستان پر اپنی حکمرانی کا خواب تو دیکھتا ہے مگر اِن کے کہنے پر یہ ٹیکسوں کی ادائیگیاں کرنے کے بجائے اُلٹا ٹیکس چوری میں ایک دوسرے سے نمبر لے جانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ جبکہ اِسے امریکیوں کی اور دوسری باتوں کی طرح یہ اچھی بات بھی ماننی چاہئے کہ ہمارے ارب اور کھرب پتی حکمران، سیاستدان اور امرا ایمانداری اور نیک نیتی سے امریکیوں کی طرح اپنے ملک کی معیشت کے استحکام اور ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے ٹیکس بھی اگر ادا کردیا کریں تو کیا بات

ج......؟؟؟

آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج پر (ق) لیگ و جے یو آئی کی مکاریاں

....ق لیگ کے واک آؤٹ کی مکروہ سیاست اور آر جی ایس ٹی

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اَب بعض سیاسی و اقتصادی ماہرین سمیت عوامی سطح پر بھی یہ تاثر اُبھر کر سامنے آنا شروع ہوگیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت نے اپنی ناقص پالیسیوں اور فرسودہ حکمت عملیوں کی وجہ سے ملکی معیشت کی دگرگوں ہوتی صُورتِ حال کو سنبھالا دینے کے لئے جس قدر عالمی سود خود مالیاتی اداروں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے قرضوں کی بھرمار کرنے کے بعد ملک کے اقتصادی ڈھانچے اور ترقیاتی منصوبوں کا ستیاناس کردیا ہے اَب اگر اِن ہی کے ٹھونسے گئے ظالمانہ مشوروں کی روشنی میں اور اِن کے بیجا دباؤ میں آکر اپنے ہی ملک کے غریب اور محنت کش عوام پر آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج جیسے عوام دشمن ٹیکسوں کا ملک میں نفاذ کردیا تو حتمی طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ موجودہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ آخری اقتدار ثابت ہوگا اور اِس کے بعد ملکی سیاست سے پی پی پی کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گُل ہوجائے گا اور اِسی طرح دوسری طرف یہ خیال بھی عوامی اور سیاسی حلقوں میں زور پکڑتا جارہا ہے کہ اِس سارے عمل میں جو بھی سیاسی

پارٹی حکمران جماعت کا ظاہری اور باطنی اعتبار سے ساتھ دے گی تو اُسے بھی عوام ملک میں آئندہ ہونے والے جنرل الیکشن میں رد کردیں گے اور اُس جماعت کا بھی وہی حشر کریں گے جیسا اِس برسرِاقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا کریں گے۔

اِس لحاظ سے میری حکمران جماعت سے یہ گزارش ہے کہ وہ عوام میں اپنا مورال بلند رکھے اور ایسے عوام دشمن اقدامات نہ کرے کہ جس سے عوام کے دلوں میں اِس کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑک اٹھیں اور اِسی طرح بالخصوص پاکستان مسلم لیگ (ق) اور جے یو آئی کی قیادتوں کو بھی میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ بھی ملک میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کے حوالے سے حکومت سے رابطے بڑھانے اور آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل پر حکومتی اقدامات کے حق میں بیان بازیاں کرکے اپنا فضول کا سیاسی قد اونچا کرنے سے اجتناب برتیں تو یہ جماعتیں ابھی عوامی سطح پر اپنا وقار برقرار رکھ سکتی ہیں ورنہ خاص طور پر ق لیگ تو ماضی میں ہونے والے اپنے اُس عبرت ناک انجام کو یاد کرکے اپنی آنکھیں ضرور کھلی رکھے کہ عوام نے اِس کا الیکشن میں سیاسی لحاظ سے کیا حشر کیا تھا۔ وہ بھی محض صرف اِس بنا پر کہ یہ وہ جماعت ہے جو دورِ پرویزی کی پیداوار ہے اور اِس نے اِس نسبت سے 18 فروری 2008 کے انتخابات میں اپنا حشر دیکھ لیا ہوگا کہ عوام نے آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں ق لیگ کو فرنٹ

لائن کا کردار ادا کرنے اور اُس آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کے کاندھے پر بیٹھ کر اقتدار کے مزے لوٹنے پر اِسے ملکی سیاست سے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال باہر پھینکا تھا اور اَب ایک مرتبہ پھر پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ہوشیار اور موقع پرست سیاسی قیادت موجودہ حکومت میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کی منظوری کے حوالوں سے بھی ڈھکے چھپے رابطوں کے بعد اپنا فائدہ اٹھانے میں کامیاب نظر آرہی ہے جس کی زندہ مثال گزشتہ دنوں اُس وقت سامنے آئی جب سینٹ میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج پر شدید ہنگامہ آرائی جاری تھی اور حکومتی اتحادی جماعتوں سمیت اپوزیشن بھی نعرے بازی میں مصروف تھی تو عین اِس وقت (ق) لیگ کے ارکان پتلی گلی سے خاموشی سے واک آؤٹ کرکے چلے گئے۔ اِس موقع پر جب سینٹ میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کے خلاف طاقت کا بھرپور مظاہرہ جاری تھا کہ سینٹ سے ق لیگ کا یوں خاموشی سے واک آؤٹ کرکے چلے جانے سے نہ صرف ملکی سیاسی حلقوں میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی یہ تاثر عام ہوگیا ہے کہ ق لیگ نے حکومت سے اپنی پہلے سے ڈیل کے نتیجے میں حکومت کو شکست سے بچاکر اِس کا بھر ساتھ دیا ہے اور اپنے تئیں یہ ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ ق لیگ ملک میں عوام دشمن آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کے نفاذ کے سلسلے میں حکومت کا ہر طرح سے ساتھ دے گی۔

اِس ساری صُورتِ حال کے بعد جب ہر طرف سے ق لیگ کو حدفِ تنقید بنایا گیا

تو اپنی سُبکی دور کرنے کی غرض سے ہی صحیح مگر حکومت کے سامنے اپنی اہمیت اور بڑھانے اور عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے گزشتہ دنوں اسلام آباد میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چوہدری شجاعت حُسین نے سینٹ کے قائد حزبِ اختلاف وسیم سجاد کے ہمراہ ایک پریس کانفرنس کر ڈالی جس میں اُنھوں نے اپنے مخصوص سیاسی لہجے میں ایک اور سیاسی مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی سے واک آؤٹ کریں گے اور نہ ہی آر جی ایس ٹی منظور ہونے دیں گے (اِن کے ایک بار واک آؤٹ کئے جانے کے فعل شنیع کے بعد عوام کو اِن کی کسی بھی بات پر یقین نہیں رہا ہے اور عوام اِس بات کا تہیہ کرچکی ہے کہ اَب اگر ق لیگ کی سیاسی قیادت جلتے توے پر بھی بیٹھ کر کسی بات کا یقین دلانے کی کوشش کرے گی تو اِس پر بھی یقین نہیں کیا جاسکتا بہرحال) چوہدری شجاعت حُسین نے یہ بھی کہا ہے کہ پارٹی پالیسی کے خلاف ووٹ استعمال کرنے والے رکن کے خلاف کاروائی ہوگی اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے اِسی پریس کانفرنس میں اپنے واک آؤٹ کئے جانے کے بعد خود پر ہونے والی الزام تراشیوں کا جواب دیتے ہوئے ایک حیران کُن یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ اِنہیں واک آؤٹ کا مشورہ ایم کیو ایم نے دیا تھا لیکن اِس نے خود عمل نہیں کیا۔ شجاعت حُسین کے اِس انکشاف کے بعد مجھ سمیت شائد کروڑوں پاکستانی ایسے بھی ہوں گے کہ جو یہ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ ایم کیو ایم نے ق لیگ کو ایسا کرنے کا کوئی مشورہ دیا ہو ....؟ اور اُن پرانے چاول جیسے سیاستدانوں کو جو

ملکی سیاست میں خوب پک پک چکے ہیں اور اُن سیاست دانوں کو جو ملک کی سیاسی بھٹی میں پک پک کر کندن بن چکے ہیں اِنہیں ایم کیو ایم آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کی مخالفت میں کیا واک آؤٹ کا مشورہ دے سکتی ہے....؟

یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب ایم کیو ایم پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ پاکستان مسلم لیگ ق) کے مرکزی صدر چوہدری شجاعت حُسین کے انکشاف کی صُورت میں خود پر لگائے) جانے والے الزام کا جواب کس طرح اور کن پیراؤں میں دے کراِن کی جانب سے خود پر لگنے والے الزام کا ازالہ کرکے دودھ کا دودھ اور پانی کاپانی کرتی ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ واک آؤٹ کا سارا ڈرامہ ق لیگ کا اپنا رچایا ہوا تھا یا واقعی اِس نے اِنہیں ایسا کرنے کا مشورہ دیا تھا اور جس ڈرامے میں چوہدری شجاعت حُسین زبردستی ایم کیو ایم کو شامل کرکے اِس کی سیاسی ساکھ اور ایم کیو ایم کے اِس موقف کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کے نفاذ سے ملک میں مہنگائی کا سونامی آجائے گا جس ایک عوام پاکستانی متاثر ہوگا۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ ق لیگ کی بنیاد ہی موقع پرستی اور مفادپرستی پر قائم ہے اِس نے اول روز ہی سے اِس زاوئے پر اپنی سیاست کی گاڑی کھینچی ہے اَب جیسا کہ ق لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حُسین نے اپنی پریس کانفرنس میں

عوام کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ سینٹ میں اِن کی جماعت سے ایم کیو ایم کے کہنے پر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو قومی اسمبلی میں اِن کی جماعت کسی مائی کے لال کے بہکاوے میں قطعاً نہیں آئے گی اور وہی کچھ کرے گی جو یہ ملک اور قوم کے مفادات میں بہتر سمجھے گی۔ مگر چوہدری شجاعت حُسین کی اِس یقین دہانی کے بعد پھر بھی دوسری جانب ملکی اور عالمی سیاسی حلقوں اور تجزیہ نگاروں کا یہ خیال ہے کہ قومی اسمبلی میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کے پیش کرنے کے موقع پر ق لیگ اور جے یو آئی کا کوئی ممبر ایوان سے غیر حاضر یا واک آوٹ کر سکتا ہے جس سے ق لیگ اور جے یو آئی کی سیاسی مکاریاں کھل کر سامنے آجائیں گی۔اور عوام کو یہ پتہ چل جائے گا کہ اِن جماعتوں کی حکومت کے ساتھ آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کی منظوری کے معاملے پر ڈیل ہو چکی تھی۔

وکی لیکس کے انہونے انکشافات ایک آئینہ ہے اصلاح کرنے کا

متحدہ کا عزم واستقلال اور آر جی ایس ٹی.....!

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِن دنوں دنیا کے اِس کونے سے اُس کونے تک وکی لیکس کے اَنہونے انکشافات کا غلغلہ ہے اور ساری دنیا وکی کے انکشافات کی زد میں ہے جس میں سچ کی مقدار زیادہ اور جھوٹ کی آمیزش کے خدشات بہت کم معلوم دیتے ہیں اِس کا اندازہ اہلِ دانش اِس بات سے لگا رہے ہیں کہ اِس میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ کہ سچ کی مقدار جھوٹ کے مقابلے میں قدرے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہی تو خود امریکا سمیت ساری دنیا وکی لیکس کے اِن انکشافات سے ہل کر رہ گئی ہے اور ساتھ ہی اہلَ علم وثروت کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر اِس موقع پر دیکھا جائے تو دنیا واضح طور پر دو حصوں میں بھی تقسیم دکھائی دیتی ہے اِن میں سے ایک کا یہ کہنا ہے کہ وکی لیکس کے انکشافات مستقبل قریب میں دنیا بھر میں منفی تبدیلیاں لا سکتے ہیں اور ساتھ ہی اِس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وکی کے یہ انکشافات دنیا کو آپس میں لڑوا کر اِس کا امن بھی تباہ کر سکتے ہیں جبکہ دوسرے کی رائے یہ ہے کہ وکی لیکس کے یہی انکشافات موجودہ دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا بھی پیش خیمہ ثابت

ہو سکتے ہیں بہرحال !اب کچھ بھی ہو مگر یہ ایک کُھلی حقیقت ہے کہ وکی لیکس کے انکشافات نے دنیا میں جہاں سوچ کا بھونچال برپا کر دیا ہے تو وہیں وکی کے اِن ہی انکشافات نے لوگوں کو اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے اور اپنی چھپی ہوئی خامیوں پر نظرثانی کرنے کا بھی موقع فراہم کر دیا ہے گو کہ اگر یہ کہا جائے کہ وکی لیکس کے یہ اَنھونے انکشافات ایک آئینہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو اپنے اپنے ممالک میں اقتدارِ اعلیٰ کے منصب پر فائز رہ کر بھی اپنے ملک اور اپنے عوام سے متعلق دہری رائے اور خیال رکھتے ہیں اور جو بظاہر نظر تو کچھ آتے ہیں مگر اندر سے اِن کے جذبات اپنے ملک اور قوم کے لئے ایسے ہوتے ہیں جن پر سے وکی لیکس نے پردہ چاک کیا ہے۔ بہرحال ! دنیا کے سامنے سچ اُگلنے والے وکی لیکس کا دنیا کیا حشر کرتی ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ وکی لیکس کے انکشافات کی شکل میں دنیا میں آنے والا یہ بھونچال کِدھر اور کس رُخ میں جا کر رکتا ہے اِس کے بارے میں بھی تجزیہ نگاروں اور دنیا بھر کے سیاسی ماہرین کا یہ خیال ہے کہ فی الحال تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ .... وکی لیکس کے اِن انکشافات سے کیا نتائج سامنے آئیں گے مگر یہ سب اِس بات پر ضرور متفق نظر آتے ہیں کہ وکی لیکس کے اِن انکشافات سے یہ تو اچھی طرح سے واضح ہوگیا ہے کہ وکی لیکس کے کیچڑ آلود

انکشافات نے دنیاکے کئی بڑے چھوٹے (امریکا، بھارت اور پاکستان سمیت) ممالک کے حکمرانوں سمیت اِن ممالک کے سیاستدانوں کے کرداروں اور اِن کے مکروہ چہروں کو دنیا کے سامنے جس طرح عیاں کر دیا ہے اگر اِن ممالک کے حکمران اور سیاستدان باضمیر اور زندہ دل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہیں تو اَب اِنہیں اپنی حکمرانی سے مستعفی ہوجانا چاہئے اور غیرت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ وکی لیکس کے اِن انکشافات کے بعد خودکشی کرلیں جس سے اِن کی قوم کی نظر میں ذرا سا ضرور اضافہ ہوجائے گا.....

جبکہ اِدھر پاکستان میں ہر بار کی طرح اِس بار بھی ہر خاص و عام میں یہ خیال زور پکڑتا جارہاہے کہ جس طرح گزشتہ دنوں سے ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر وکی لیکس کے انکشافات سے متعلق متواتر آنے والی خبروں کی وجہ سے ملک میں آجی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کی منظوری کا مسئلہ دبا دیا جائے گا اور وکی لیکس کے انکشافات کی وجہ سے حکومت دانستہ طور پر آرجی ایس ٹی کے مسئلے کو عوام کی نظروں سے اوجھل کردینے کے بعد یہ جس طرح سے چاہے گی 20 دسمبر کو قومی اسمبلی سے زبردستی اِس بل کی منظوری کرواکر سارے ملک میں اِس کا اطلاق کروالے گی مگر اِسے اپنے اِس منصوبے پر اُس وقت اُوس پڑتی محسوس ہوئی کہ جب پچھلی جمعرات کو ملک کے 98 فیصد غریب اور مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد

الطاف حسین نے یوم شہدا کے موقع پر کراچی، حیدر آباد اور میر پور خاص میں اجتماعات سے بیک وقت اپنے ٹیلیفونک خطاب میں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل پر اپنے عزم استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے انکشاف میں کہا کہ ملکی آبرو کو آئی ایم ایف اور امریکا کے سامنے گروی رکھ دیا گیا ہے اور بڑے ممالک کے سفار تکار ہدایات دے رہے ہیں اور لابنگ کر رہے ہیں اور یہ ڈکٹیشن دیتے نہیں تھک رہے ہیں کہ فلاں بل پارلیمنٹ میں پاس ہونا چاہئے اور فلاں بل پاس نہیں ہونا چاہئے جبکہ اُنھوں نے اپنے خطاب میں برملا کہا کہ پاکستان کے عوام نے ریفامڈ جی ایس ٹی اور فلڈ ٹیکس مسترد کردیا ہے اِس موقع پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے پاکستانی قوم کو مخاطب کرکے کہا کہ وقت آگیا ہے کہ اَب پاکستان کے عوام خود فیصلہ کرلیں کہ ہمیں غیرت مند قوم کی طرح زندہ رہنا ہے یا بے غیرت بن کر سُپر طاقتوں کی غلامی کرنی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے ملک میں فعل ہر محب وطن سیاسی و مذہبی جماعتوں کو بھی مخاطب کرکے دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے سیاسی و نظریاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر پاکستان کی آزادی، خودمختاری بچانے اور خودداری کے ایک نکاتی ایجنڈے کیلئے لانگ مارچ کریں ایم کیو ایم اِن کے ساتھ ہوگی۔

یہاں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی اِس دعوت کے بعد مجھ سمیت ساری

پاکستانی قوم ہر محب وطن سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے یہ اُمید لگائے بیٹھی ہے کہ ملک کی ہر سیاسی اور مذہبی جماعت کو ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی اِس کھلی دعوت پر ضرور لبیک کہتے ہوئے ملک میں حکومت کی جانب سے آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کے خلاف یکجا ہونے کی اشد ضرورت ہے اور ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج بل کے خلاف اپنے بھرپور اتحاد اور ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کی اِس سازش کو بُری طرح سے ناکام بنانا ہوگا جس کے سہارے حکومت امرا کو بچا کر ملک کے غریب اور محنت کش طبقے پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں پر آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کا نفاذ کرنا چاہتی ہے۔

ویسے تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کا سارا خطاب ہی تاریخی اہمیت کا حامل تھا مگر اِن کے خطاب کے اِن چند نکات نے ملکی ایوانوں میں یقیناً ایک ہلچل پیدا کردی ہے جیسا کہ اُنھوں نے صدر، وزیراعظم، وزرا اور جاگیرداروں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے صدر آصف علی زرداری، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی، وزرا اور جاگیردار پہلے ٹیکس دیں ورنہ عوام بھی ٹیکس نہیں دیں گے اور اپنے اِس تاریخ ساز خطاب میں اُنھوں نے سپریم کورٹ سے بھی اپیل کی کہ وہ ہنگامی بنیادوں پر ایک صاف و شفاف کمیشن تشکیل دیکر ٹیکس چوری کی تحقیقات کرائے اربوں اور کھربوں کے مالک ملک کو

کتنا ٹیکس دیتے ہیں۔

متحدہ کے اِس عزم واستقلال کی نظر یہ شعر حاضرِ خدمت ہے

قوم کی تاریخ بنتی ہے فقط افعال سے
آدمی پاتا ہے جنت نامہ اعمال سے
ہر قدم پر کامرانی چومتی ہے اُن کے پاؤں
کام لیتی ہیں جو قومیں عزم واستقلال سے

اِس میں کوئی شک نہیں آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج ٹیکس کے نفاذ کے خلاف متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے اپنے جس عزم واستقلال کا مظاہرہ کیا ہے اِس سے آج یہ بات اچھی طرح سے ثابت ہوگئی ہے کہ ایم کیو ایم ہی ملک کے 98 فیصد غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی وہ جماعت بن چکی ہے جس سے ملک کا ہر غریب فرد اچھی اُمیدیں لگائے بیٹھا ہے اور اِسے یہ بھی قوی اُمید ہے کہ ایم کیو ایم ہی وہ جماعت ثابت ہوسکتی ہے جو ملک کا مقدر بدل کر غریبوں کے لئے مسیحا ثابت ہوگی۔ اور اِس کے ساتھ ہی میں آخر میں اپنے کالم کے اختتام سے قبل عرض کرتا چلوں کہ میری والدہ کی طبیعت اِن دنوں انتہائی ناساز ہے اور وہ کراچی کے ایک سرکاری اسپتال میں موت وہ زندگی کی کشمکش میں ہیں میری

اپنے قارئین سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ اپنی خصوصی دعاؤں میں اِن کی صحت یابی کے لئے ضرور دعا کریں یوں میں والدہ اور اپنی بیماری کے باعث کچھ عرصے غیر حاضر رہنے کے بعد اپنے قارئین کی خدمت میں اپنا کالم لیئے اِس اُمید کے ساتھ حاضر ہوا ہوں کہ میرے پڑھنے والے اِسے ضرور پڑھیں گے اور اپنی مفید آرا اور مشوروں سے بھی مجھے نوازیں گے۔

حج اسکینڈل! وزیراعظم کا فیصلہ کاظمی اور سواتی برطرف ...اچھا ہوا یا بُرا؟

جے یو آئی کا حکومت سے علیحدگی کا فیصلہ جذباتی ہے.....؟؟ یا سیاسی.....!! یوں تو پاکستان ہر لحاظ سے دنیا کا وہ منفرد ملک ہے جہاں ہر سیکنڈ اور ہر لمحے سینکڑوں ایسے حیرت انگیز حالات واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور یہیں روز رونما ہونے والے حیرت انگیز حالات واقعات انسانوں کی بھیڑ اور مسائل کی دلدل میں دب کر رہ جاتے ہیں جن کا شمار کرنا ناممکن ہوتا ہے مگر جب کبھی میڈیا حرکت میں آجاتا ہے تو ایسے واقعات کو اہمیت دے دی جاتی ہے بلکل ایک ایسا ہی حیران کُن واقعہ گزشتہ دنوں پاکستان کی تاریخ میں اُس وقت پیش آیا جب ایک کرپشن (حج اسکینڈل) کے کیس میں ملوث وزیر کے ساتھ نشاندہی کرنے والا وزیر بھی اپنی وزارت سے فارغ کر دیا گیا اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں......؟؟ یہ ہے ناں! ہمارا ملک پاکستان دنیا کا ایک عجیب و غریب ملک اور اِس ملک میں پیش آنے والا بے انصافی پر مبنی یہ واقعہ جس پر مذمت کی صُورت میں جتنا لکھا اور بولا جائے وہ کم ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس سال پاکستان کا حج اسکینڈل جس شدت سے پاکستان سمیت ساری دنیا کے سامنے آیا ہے اِس پہلے ہمارے یہاں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک کا حج اسکینڈل اِس طرح سے دنیا کے سامنے آیا ہو اور پاکستان کا وقار نہ صرف پاکستان ہی میں مجروح ہوا ہو بلکہ ہمارے عزیز ترین دوست اور بھائی مسلم ملک سعودی عرب میں بھی اِس حج اسکینڈل کی بازگشت اتنی ہی شدت سے محسوس کی گئی ہو کہ جتنی ہمارے یہاں اِس کا احساس کیا گیا۔

اِس حوالے سے کہنے والے تو بہت کچھ کہہ رہے ہیں مگر قوم کس کی بات کو درست مانے....؟؟اور کس کی نہیں.....بہرکیف !پاکستانی قوم ابھی اِسی مخمصے میں مبتلا تھی کہ بالآخر گزشتہ دنوں ملک کی بدنامی کا باعث بننے والے حج اسکینڈل 2010 کا ڈراپ سین ہوگیا۔ بہرحال ! اَب قوم یہ کہہ کر خود کو تسلی تو ضرور دے رہی ہے کہ ہر بُرے کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے اور وہی ہوا جس کا بڑے دنوں سے مطالبہ کیا جارہا تھا۔

خبر کے مطابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے حج اسکینڈل 2010 کے حوالے سے اپنی پسندیدہ شخصیت کے حامل وفاقی وزیر مذہبی اُمور حامد سعید کاظمی اور وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی اعظم سواتی کی جانب سے ایک دوسرے پر مسلسل ہونے

والی ناخوشگوار بیان بازیوں کی بنیاد پر دونوں کو پہلے تو اِنہیں سمجھانے کی پوری کوشش کی مگر جب یہ اپنے معاملات مل بیٹھ کر طے نہ کر سکے تو گزشتہ دنوں ہمارے بے تحاشہ صبر و برداشت کے حامل وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے صدر مملکت آصف علی زرداری کو اعتماد میں لیا اور اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے انتہائی قدم یہ اٹھایا کہ اُنہوں نے نہ صرف حامد سعید کاظمی کو ہی یکدم بشِ قلم اِن کی وزارت سے برطرف کردیا ہے بلکہ اعظم سواتی کو بھی حامد سعید کاظمی کے حج اسکینڈل کو اُچھالنے اور کرپشن کی نشاندہی کرنے کے جرم سے ملک میں پیدا ہونے والی ناخوشگوار صورت حال سے تنگ آ کر اِنہیں بھی کابینہ سے نکال باہر کیا ہے اور یوں اَب دونوں ہی وفاقی وزرا اپنی اپنی ذاتی لڑائیوں کی وجہ سے اپنی اچھی بھلی وزراتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

یہ کہہ رہے تھے وزارت کو چھوڑنے والے
سَدا کسی کی حکومت رہا نہیں کرتی
خدارا ذکر نہ کر لیلیٰ وزارت کا
یہ بے وفا ہے کسی سے وفا نہیں کرتی

اور اَب اپنے گھروں میں جاکر اپنے اپنے مداحوں کے سامنے اپنی صفائیاں پیش کرکے اپنے اپنے دامنوں پر لگنے والے نشانات کو دھونے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

جیسا کہ میں یہ اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے حج اسکینڈل 2010 کو ہوا دینے اور وفاقی وزیر مذہبی اُمور حامد سعید کاظمی کی حج کرپشن کی نشاندہی کرنے کی پاداش میں وفاقی وزیر اعظم سواتی کو جس طرح برطرف کیا ہے وہ حیران کُن ضرور ہے کہ وزیر اعظم نے اعظم سواتی کو حامد سعید کاظمی کے ساتھ کیوں برطرف کیا ہے..؟اور ہمارے یہاں ایک عوامی اور جمہوری حکومت ہی میں ایسا پہلی بار ہی کیوں ہوا کہ کرپشن کی نشاندہی کرنے والا وزیر بھی اپنی وزرات سے فارغ کردیا گیا ہے....؟

یہ حقیقت ہے کہ جہاں وزیر اعظم کے اِس غیر منصفانہ روئے سے بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو وہیں ملک میں بدلتی ہوئی اِس ساری سیاسی صورت حال کے بعد حکومت کو بھی آئندہ بہت سے نئے سیاسی چیلنجز اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

وزیر اعظم کی جانب سے اعظم سواتی کو اِن کے عہدے سے برطرف کئے جانے کے بعد جمعیت علما اسلام (ف) نے اپنے جس شدید ردعمل کا اظہار کیا وہ ہر لحاظ سے درست ہے اِس کی جگہ کوئی اور جماعت بھی ہوتی تو وہ بھی یہی کرتی جو جے یو آئی نے کیا ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جے یو آئی نے فوری طور پر خود کو حکومت سے علیحدگی کا اعلان کرکے ملکی سیاست میں ایک طوفان برپا کردیا ہے اِس کے

بعد ایم کیو ایم سمیت اور بہت سی ایسی حکومت اتحادی جماعتیں بھی ہیں جو اَب یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ حکومت سے جس قدر جلد ممکن ہوسکے علیحدہ ہوا جائے جس کے لئے اطلاعات یہ ہیں کہ ایم کیو ایم نے تو ملک میں تیزی سے بدلتی ہوئی سیاسی صورت حال اور آر جی ایس ٹی کے ملک میں نفاذ کے خلاف ایم کیو ایم نے اپنے ہنگامی اجلاسوں کے سلسلے شروع کر دیئے ہیں اور جس کے بعد وفاقی وزیر برائے ہاؤسنگ اینڈ ورکس رحمت اللہ کاکڑ اور وفاقی وزیر سیاحت عطاء الرحمان بھی مستعفی ہوگئے اور اطلاعات یہ بھی ہیں کہ جے یو آئی کے اِس غیر متوقعہ فیصلے سے حکومت کو جو دھچکہ لگا ہے اِس کا حکومت کو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ جے یو آئی یکدم سے اتنا بڑا قدم بھی اٹھا سکتی ہے اِس کا اندازہ اِس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب صدر آصف علی زرداری اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے مولانا فضل الرحمٰن سے فوری طور پر ٹیلی فون پر رابطہ کرنے اور اِس ساری صُورت حال پر تبادلہ خیال کرنے اور اِسے سنبھالنے کی کوشش کی تو غصے سے لال پیلے ہوتے مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اِن سے اپنی گرجدار آواز میں معذرت کرلی۔اور پھر فون بند ہوگئے۔اطلاعات یہ ہیں کہ فون تو بند ہوگئے تھے مگر حکومت نے اپنے لئے پیدا ہونے والی مشکل صُورت حال کو کنٹرول کرنے اور مولانا فضل الرحمٰن کو منانے اور اِن کی خوشامد کرنے کے لئے ایوانِ صدر کے خصوصی ایلچی ڈاکٹر قیوم سومرو صدر اور وزیر اعظم کے خصوصی پیغامات لے کر مولانا فضل الرحمان کے پاس راتوں رات

پہنچے تو وہ بھی غصے سے لال پیلے ہوتے مولانا فضل الرحمان کو منانے میں اپنی ناکامی پر واپس ایوانِ صدر کو لوٹ گئے۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ مولانا فضل الرحمان کا مؤقف درست ہے کہ حکومت کا رویہ اِن کے ساتھ نامناسب ہے اور حکومت نے اعظم سواتی کو یوں برطرف کئے جانے پر اِنہیں اعتماد میں نہیں لیااِن کا کہنا ہے اِس حکومتی روئے اور بے حسی کے باعث اَب ہم مزید حکومت کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا فضل الرحمان نے اعظم سواتی کی برطرفی کے بعد عالمِ غصے میں جس انداز سے حکومت سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے اور جس میں اُنہوں نے صرف وزراتوں سے استعفیٰ دینے کے سِوا کچھ نہیں کیا ہے حتیٰ کہ اُنہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اِن کی قائمہ کمیٹیوں کی چئیرمین شب بھی قائم رہے گی اور ساتھ ہی مولانا شیرانی بھی اپنے عہدے پر فائز رہیں گے تو اِس صُورت حال میں مولانا کا حکومت سے علیحدگی کا یہ کیسا فیصلہ.....؟؟جس سے حکومت پر کیا اثر پڑے گا....؟؟یہاں میرا سوال کی شکل میں خیال یہ ہے کہ یہ جے یو آئی کا کوئی جذباتی فیصلہ ہے یااِس کی کوئی اور سیاسی چالبازی...؟؟جس کے بعد جے یو آئی حکومت سے اور فوائد حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی ڈیل کرنے کے ساتھ ساتھ برطرف کئے گئے اعظم سواتی سمیت اپنے دیگر استعفیٰ دینے والے وزرا کو بھی بحال کرا لے گی۔

اُبال...... فضل الرحمان بمقابلہ فضل الرحمان

گزشتہ دنوں حکومتی اتحادی جماعت جے یو آئی (ف) میں ذرا سی بات پر جو اُبال آیا تھا اِس کو جے یو آئی برداشت نہ کر سکی اور اِسے بنیاد بناتے ہوئے جے یو آئی (ف) نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی جس کے بعد حکومتی چائے کی پیالی میں بھی ایک بھونچال پیدا ہو گیا ہے اِس سے آج جمہوری اور عوامی خدمت کے لاکھ دعوے کرنے والی کثیر الاتحادی برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت پریشان ہو کر رہ گئی ہے اور اِسے اپنا اقتدار ہاتھ سے جاتا نظر آ رہا ہے یوں حکومتی حلقے ناراض مولانا فضل الرحمان کو ماننے اور اِنہیں زیادہ سے زیادہ حکومتی امارات اور زائد وزراتوں کی پیشکش کر کے حکومت میں دوبارہ شامل ہونے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں مگر دوسری جانب مولانا ہیں کہ وہ اپنی بات پر اٹل اور جمے ہوئے ہیں کہ اَب وہ کسی بھی صُورت میں حکومت سے باعزت طریقے سے نکل جانے کے بعد دوبارہ حکومت میں شامل نہیں ہوں گے جس سے حکومت کو یہ خدشات لاحق ہو گئے ہیں کہ کہیں وفاق سے نکلنے کے بعد مولانا صوبائی حکومتوں سے بھی نکلنے کا اعلان نہ کر دیں جس کے بعد یہ صوبائی حکومتوں کو گرانے کے لئے بھی خطرہ نہ بن جائیں اِن خدشات کے پیشِ نظر حکومت کی مولانا فضل الرحمان کو منانے کی پوری طرح سے کوششیں جاری ہیں۔

جبکہ حکومت کی اِن لاکھ کوششوں اور جتن کے بعد بھی مولانا اپنے فیصلے پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ وہ حکومت میں دوبارہ نہیں جائیں گے مگر اِس کے باوجود بھی حکومت ہے کہ وہ مولانا فضل الرحمان کو راضی کرنے کی اپنے تئیں پوری کوششوں کے ساتھ اڑی ہوئی ہے کہ وہ ہر حال میں مولانا کو منا کر ہی دم لے گی۔ جس کا ایک اور بین ثبوت یہ ہے کہ ایک خبر کے مطابق وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب اسلم رئیسانی نے بلوچستان حکومت بچانے کی غرض سے حال ہی میں حکومتی اتحاد سے منحرف ہونے والی جماعت جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان سے اِن کے گھر پر ایک اہم ملاقات کی جس میں اُنہوں نے التجایہ انداز سے مولانا سے کہا کہ وہ بلوچستان کی حکومت نہیں گرائیں گے جس پر حکومتی اتحاد سے نکلنے والے مولانا فضل الرحمان نے اِنہیں (وزیر اعلیٰ بلوچستان کو) یہ یقین دہانی کراتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بلوچستان کی حکومت نہیں گرائیں گے اور ساتھ ہی اُنہوں نے نواب اسلم رئیسانی کو یہ بھی کہتے ہوئے یقین دلانے کی کوشش کی کہ واللہ! بلوچستان حکومت کی تبدیلی کی بات شجاعت نے کی ہے ہم نے نہیں.....اور بھلا ہم کیوں بلوچستان کی حکومت گرائیں گے.....؟ اور اِس کے ساتھ ہی ایک بار پھر مولانا نے وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب اسلم رئیسانی کو یہ کہتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے گھر سے رخصت کیا کہ وہ بلوچستان کی حکومت کو نہیں گرائیں گے۔ پھر اِس کے بعد وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب اسلم رئیسانی نے میڈیا سے

گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مولانا فضل الرحمان صوبائی حکومت کے لئے خطرہ نہیں بلکہ میں خود خطرناک ہوں اور اِس کے بعد نواب اسلم رئیسانی مولانا کے کہے ہوئے الفاظ پر مطمئن ہونے کے بعد مولانا فضل الرحمان کے گھر سے اعتماد کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

جبکہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب اسلم رئیسانی کو مولانا کی اِس بات پر اتنا زیادہ مطمئن بھی نہیں ہونا چاہئے کہ جتنا مطمئن وہ نظر آرہے تھے اور مولانا کے کہے ہوئے الفاظ پر آنکھیں بند کرکے بغیر چُون چرا کے مولانا کے گھر سے چلے گئے۔

یہاں نواب اسلم رئیسانی کو وہ الفاظ بھی ضرور یاد رکھنے چاہئے تھے کہ ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان اور مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حُسین نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں بلوچستان میں اِن ہاؤس تبدیلی سے اتفاق کیا اور بلاجھجک کہا تھا کہ اِس مقصد کے لئے یہ دونوں پارٹیاں مل کر لائحہ عمل تیار کرسکتی ہیں"مگر بیچارے معصوم وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب اسلم رئیسانی مولانا کی گول مول باتوں کو سمجھے بغیر خاموشی سے مولانا فضل الرحمان کے گھر سے روانہ ہوگئے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ گزشتہ ڈھائی تین سالوں سے حکومتی اتحادی بنتے رہنے کے دوران جے یو آئی (ف) پر ملکی اور عالمی سیاست کے حوالوں سے کئی ایسے مواقع آئے کہ اِس جماعت کی اعلیٰ قیادت بالخصوص مولانا فضل الرحمان کو نہ ملک کی عوام کی فلاح کی کوئی فکر لاحق ہوئی اور نہ بین الاقوامی بدلتی ہوئی سیاسی اور معاشی صورت حال کا کوئی غم اِنہیں متزلزِل ہی کرسکا اِن تمام نشیب وفراز کے باوجود بھی مولانا حکومت کے ساتھ کسی گم لگے کمبل کے مانند چپکے رہے اور ہر اچھے بُرے حکومتی فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی سیاست چمکاتے رہے حتیٰ کہ اِس سارے عرصے کے دوران اِن کے اِس بے حس رویوں پر ملکی اور عالمی میڈیا اِنہیں کھلم کھلا ہدف تنقید بھی بناتا رہا مگر ایک جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان ہی تھے کہ وہ اپنے کانوں میں تیل ڈالے اور اپنی زبان بند کئے یہ سب کچھ سُنتے رہے مگر پھر اِنہیں یکایک پتہ نہیں کیا ہوگیا کہ مولانا فضل الرحمان چیخ پڑے اور وہ کچھ کر گزرے جس کا کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا اور مولانا فضل الرحمان اپنا گریبان چاک کرتے دھول اڑاتے اور اپنا سر پیٹتے اپنی انتہائی گرجدار آواز میں اپنی جماعت کے دو وفاقی وزرا سے استعفیٰ دینے کا کہہ کر خود کو حکومت سے علیحدہ ہونے کا اعلان کر بیٹھے نہ صرف اُنھوں نے اپنے شدتِ جذبات سے ایسا کیا بلکہ حکومت کو واضح اور دو ٹوک الفاظ میں یہ تک کہہ دیا کہ اَب ہماری برداشت کی حد ختم

ہو گئی ہے اور آج کے بعد سے ہمارے اور حکومت کے راستے جُدا جُدا ہیں یوں مولانا فضل الرحمان نے غصے اور جذبات میں آ کر اتنا کہہ کر حکومت سے اپنی ڈھائی تین سالہ اچھی بھلی رقابت پل بھر میں خاک میں ملا دی اور اِس طرح مولانا فضل الرحمان اپنی جماعت جے یو آئی (ف) پر ہونے والی ملکی اور عالمی میڈیا کی جانب سے مسلسل بننے والی تنقیدوں سے بچانے اور اپنے سیاسی کیریئر کو عوامی سطح پر بحال کرانے میں جہاں کامیاب دکھائی دیتے ہیں تو وہیں وہ یہ بھی ثابت کرانے میں پوری طرح سے کامیاب نظر آتے ہیں کہ وہ ایک صبر و تحمل اور برداشت کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے سیاستدان بھی ہیں جو ہر دفعہ تو نہیں مگر بعض مرتبہ کچھ اچھے فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی ضرور رکھتے ہیں بلکل ایسا ہی ایک اچھا فیصلہ جیسا اُنہوں نے گزشتہ دنوں اپنے جماعت کے ایک وزیر اعظم سواتی جن کا تعلق وفاقی وزرات سے تھا اور اِن کا قصور صرف یہی تو تھا کہ اُنہوں نے دوسرے وفاقی وزیر حامد سعید کاظمی کے حج اسکینڈل کو حکومت اور عوام الناس میں اجاگر کرنے میں اپنا ایک بڑا اہم کردار ادا کیا تھا اور بس .....اعظم سواتی کی صرف اتنی سے غلطی ہی تو تھی جس کو بنیاد بنا کر ہمارے ملک کے بھولے بھالے اور جاذب نظر وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنے چہیتے وفاقی وزیر حامد سعید کاظمی کا حج اسکینڈل اچھالنے کی باداش میں اعظم سواتی کو بغیر کچھ کئے دھرے یکذ مبشِ قلم اِنہیں اِن کی وزرات سے برطرف کر دیا اور پھر اِس کے جواب میں مولانا فضل الرحمان نے بھی انتقاماً خود کو

حکومت سے علیحدہ کرنے کا اعلان کرکے جو کیا ہے......؟؟ وہ بھی آج سب کے سامنے ہے۔ اور ملک کے سترہ کروڑ عوام یہ سوال کر رہے ہیں کہ مولانا نے اپنا یہ فیصلہ درست کیا ہے یا غلط.....؟ بہرحال ! جیسا بھی کیا ہے یہ مولانا فضل الرحمان اور اِن کی جماعت کا مسئلہ ہے اِس کا جواب بھی یہی لوگ دیں گے اور عوام کو مطمئن بھی یہ کریں گے۔

ویسے تو ایک بات ضرور ہے کہ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی شخصیت ملکی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کرنے والی وہ عظیم شخصیت ہے جو بہت کچھ کرنے کی صلاحیت تو ضرور رکھتی ہے مگر مصالحتوں کا شکار ہو کر وہ کچھ نہیں کر پاتی جو اِسے کرنا چاہئے مگر مولانا کے حالیہ فیصلے سے یہ بات عوام الناس میں ضرور واضح ہو گئی ہے کہ مولانا فضل الرحمان جب اپنے اُصول اور اپنی ضد پر آجائیں تو یہ وہ سب کچھ بھی کر سکتے ہیں جس کی عوام اِن سے توقعات رکھتی ہے جیسا کہ وہ ایک بڑے عرصے حکومتی اتحادی بننے کے بعد حکومتی ہر غلط فیصلے پر خاموش رہے اور اِس کے ساتھ چلتے رہے مگر جب یہ اپنی پر آئے تو ایک ذرا سی بات سے یہ حکومت سے علیحدہ ہو گئے۔ بہرکیف ! مولانا نے جیسا اپنے لئے بہتر سمجھا وہ کیا مگر کیا ہے مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اُس وقت حکومت سے یہ علیحدگی اختیار کر لیتے جب حکومت ملک

میں عوام دشمن اقدامات کر رہی تھی اور امریکی دباؤ میں آکر ملک میں بے تحاشہ ڈرون حملے کروا رہی تھی اور ملک میں کرپشن اور مہنگائی کو بے لگام کرنے جیسے اقدامات کر رہی تھی اگر اُس وقت اِن تمام باتوں کو بنیاد بنا کر مولانا فضل الرحمان حکومت سے علیحدہ ہوتے تو کیا بات ہوتی۔ جبکہ آج یوں ذرا سی سے بات پر جے یو آئی ف)کا حکومت سے نکلنے پر عوام کا خیال یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمان کا اپنے ایک) وفاقی وزیر اعظم سواتی کو وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی جانب سے .بر طرف کئے جانے کو جواز بنا کر حکومت سے نکلنے کا اعلان یہ اِن کی ذاتی لڑائی ہے جبکہ مولانا کو عوام کی فلاح اور ملک ترقی سے کوئی غرض نہیں ہے۔

اِس موقع پر مجھے یہ کہنے دیجئے کہ ایک ہمارے ملک پاکستان کے جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان ہیں جن کی ساری عمر ملکی سیاست میں گزری ہے جو ہمارے یہاں اپنے سیاسی قول و فعل کے لحاظ سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور جو اپنی ذات سے بہت کچھ کرنا بھی چاہیں تو کر سکتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے ہیں جبکہ دوسری طرح ایک مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے امریکی شہریت کے حامل انجینئر فضل الرحمان تھے جنھوں نے 1966 میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا ٹیوبلر اسٹرکچر ڈیزائن تیار کیا تھا جس کے مطابق یہ عمارت اسٹیل اسٹرکچر پر تعمیر کی گئی تھی یوں آج انجینئر فضل الرحمان کا شمار امریکہ سمیت دنیا

کے اُن بہترین اسٹرکچر ماہرین میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے امریکہ سمیت ساری دنیا میں یہ ثابت کردیا کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں بلند و بالا عمارت کو اسٹیل اسٹرکچر سے بھی بنایا جاسکتا ہے۔

اِس کے بعد اگر آج ہم اپنے مولانا فضل الرحمان کا مقابلہ انجینئر فضل الرحمان سے کریں تو دونوں میں یہ بات قدرے مشترک دکھائی دیتی ہے کہ دونوں دنیا میں کچھ نہ کچھ اچھا کرنے کے لئے آئے ہیں انجینئر فضل الرحمان تو وہ کام کر گئے جو رہتی دنیا تک امر رہے گا مگر اب مولانا فضل الرحمان سے پاکستانی قوم یہ قوی اُمید رکھتی ہے کہ وہ بھی پاکستانی قوم اور عالمِ انسانیت کے لئے کچھ اچھا کر جائیں جس سے اِن کی شخصیت بھی عالمِ انسانیت کے لئے مشعلِ راہ بن جائے۔

حکومت سے مجھ کو پیار نہیں

حکومت سے مجھ کو پیار نہیں، دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں ..... نواز شریف

نواز شریف کا سیاسی اعلان ! حکومت کا دوست نہیں پاکستان دوست کا کردار ادا کر رہا ہوں....

حکومت کی ماضی کی فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی ملک کی ایک بڑی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے مری میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں مجھ کو موجودہ حکومت سے پیار نہیں اور اَب کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھ کو حکومت سے پیار ہے اُنہوں نے اِن خیالات کے اظہار مری میں سافٹ ٹرین سروس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر وہاں موجود میڈیا سے کیا اُنہوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر اپنی جماعت کے عہدیداروں اور کارکنوں سمیت اپنے وزرا کی شان میں سیاسی قصیدہ پڑھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں ہمارے کسی وزیر نے کرپشن نہیں کی تھی اور ہمارا کبھی بھی حکومت کے ساتھ لین دین کا معاملہ نہیں تھا اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے جس انداز سے یہ کہا کہ "ملاقاتیں کرنے والے سیاست کو میوزیکل چیئر نہ بنائیں یہ فیصلہ عوام کرتے

ہیں کہ کون حکومت کرے اور کون اپوزیشن" یہ میاں نواز شریف کا وہ جملہ ہے جس نے اُن لوگوں کے لئے سوچنے کے ہزاروں دروازے کھول دیئے ہیں جو دن کے اُجالوں اور رات کے اندھیروں میں حکمرانوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں اِس کا جواب تو یہی لوگ دیں اور نواز شریف کو مطمئن کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی اعتماد میں لیں کہ وہ ایسا کیوں اور کس کے لئے کر رہے ہیں.....؟ بہرحال ! اِس سے انکار نہیں کہ ملک میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پاکستان کی انھوکی اور دنیا کی پہلی حزبِ اختلاف کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے جس انداز سے اَب حکومت کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے اِس سے جہاں عوام میں پی ایم ایل (ن) کا وقار بُری طرح سے مجروح ہو رہا ہے تو وہیں اِسے خود کو سنبھالنے کی بھی اشد ضرورت ہے.... ورنہ عوام آئندہ انتخابات میں ملک کی موجودہ حکمران جماعت کی طرح دیگر کے ساتھ ساتھ اِسے بھی سائڈ لائین لگادیں گے کیونکہ پی ایم ایل (ن) کا موجودہ حکومت کے کبھی مصالحت پسند رویہ تو کبھی حکومت کے خلاف جارحانہ انداز روا رکھنے کے عمل سے عوام پاکستان مسلم لیگ (ن) سے اکتاہٹ کا شکار ہوگئے ہیں اور اِس کے عمل ہی کی وجہ سے ملک میں آئندہ ہونے والے الیکشن میں اِس کے سیاسی کیریئر کو بھی شدید نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ گزشتہ دنوں خود پر اُوور کانفیڈنس کے شکار جماعت پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف نے مظفرآباد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کے خلاف جس انداز سے زہر اگلا ہے اُس سے تو یہ اندازہ لگانا

کوئی مشکل نہیں رہا کہ نواز شریف میثاقِ جمہوریت کی ناکامی کے بعد بُری طرح سے
ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر اَب زرداری حکومت سے مایوس ہوگئے ہیں جب ہی اُنھوں نے
واضح کیا ہے کہ موجودہ حکومت دوستی کے قابل نہیں زرداری سے دوستی اُس دن ہی ختم
ہو گئی تھی جس دن اُنھوں نے معاہدے پھاڑے تھے اور اُنھوں نے بلاروک ٹوک یہ
اعلان بھی کیا کہ اَب کوئی ہمیں فرینڈلی اپوزیشن کا نام نہ دے بلکہ اَب تو ہم فرینڈلی
پاکستان کا کردار ادا کر رہے ہیں۔اور ساتھ ہی اُنھوں نے پوری اُمید کے ساتھ یہ بھی
کہا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) آئندہ انتخابات میں بھرپور عوام سے مینڈیٹ لے گی۔
یہاں میرا خیال یہ ہے کہ آج پاکستان کے عوام پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ باشعور
ہوگئے ہیں اور اَب عوام خود یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو چکے ہیں کہ وہ ملک اور قوم کے
بہتر مفادات میں کس کو اقتدار سونپیں اور کس کو نہیں .....آج عوام کے سامنے
موجودہ حکمرانوں کی بھی کارکردگی ہے تو نواز شریف کی سیاسی بھڑکیاں
بھی .....بہر کیف! ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اُس وقت کا انتظار شدت سے
ضرور کرنا چاہئے کہ جس دن عوام اپنے ووٹ سے احتساب کی عدالت لگائیں گے۔اُس
روز دوھ کا دوھ اور پانی کا پانی خود بخود ہوجائے گا۔
آج شائد ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو میرے اِس کہے پر اعتراض ہو اور

وہ اپنے دانت پیس کر اور اپنی اپنی آستیں اُوپر چڑھا کر شدید غصے کے عالم میں چیخ بھی پڑیں مگر میں کیا کروں ....؟ کہ میں یہ حق اور سچ قرطاس پر بکھیرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج یقیناً پوری سترہ کروڑ پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور حزبِ اختلاف کی جماعتوں کے سربراہان کی اُوٹ پٹانگ باتوں اور اِن کی جانب سے بے عمل کئے گئے وعدوں کے سیراب میں گم رہنے کے بعد اَب وہ یہ سوچنے، سمجھنے ،کہنے اور لکھنے کے بھی قابل ہو گئی ہے کہ ہمارے یہاں حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن جماعتوں کے لیڈروں میں سے کسی کو بھی نہ تو ملک کی تعمیر و ترقی سے کوئی غرض اور مطلب باقی رہی رہے اور نہ ہی کوئی قوم کے ساتھ مخلص اور دیانتدار نظر آتا ہے اور آج موجودہ حکومت کی ناقص اور غیر تسلی بخش کارکردگی کے باعث عوامی سطح پر یہ خیال بھی روزافزوں زور پکڑتا جارہا ہے کہ ہمارا ملکِ پاکستان شائد دنیا کا وہ واحد اور عظیم ملک ثابت ہونے جارہا ہے کہ جہاں بس ہر دور میں حکمرانوں کو لولی لنگڑی اپنی حکمرانی سے مطلب رہا اور سیاستدانوں کو ہر دورِ حکومت میں اِس میں سے کیڑے نکالنے اور اپنی سیاستدان چمکانے سے کام رہا اور اِس کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے اِنہیں تو بس اپنے اِقتدار کی کُرسی کے حصول کی فکر کھائے رہی ہے اور جب اِنہیں بھی اپنی چالبازیوں اور جوڑتوڑ سے مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجا فرمانے کا موقع مل گیا تو پھر اِنہیں اپنی اِسی کُرسی اقتدار کو بچانے کی فکرِ مکروہ لاحق رہی۔اِس موقع پر مجھے بشیر فاروق کا یہ شعر

کہنے دیجئے کہ جو مجھے یاد آرہا ہے اور جسے میں اگلے سطور میں تحریر کرکے آگے بڑھوں گا مگراِس سے قبل یہ عرض کرنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہاں یوں تو ہر دور میں آنے والے (ماسوائے چند ایک حکمرانوں کے جن میں سائیں ذوالفقار علی بھٹو شہید اور شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو شامل ہیں اِن کے علاوہ) دیگر حکمرانوں کے لئے یہ عرض ہے کہ

تخت کا خواب بھی دیکھا نہ تھا جن لوگوں نے
بخت سے آج سکندر وہ بنے بیٹھے ہیں
بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا جن کو
قوم کا آج مقدر وہ بنے بیٹھے ہیں

اور اتفاق سے آج ایسا ہی کچھ اِس دورِ حکومت میں بھی چار سو ہوتا نظر آرہا ہے کہ آج اِن مقدر کے دھنیوں کو عوام نے مسندِ اقتدار سونپ دیا ہے تو تین سالوں کے دوران یہ چکرا کر رہ گئے ہیں اور اَب تک یہ سب کے سب سوچ کے اِس گہرے سمندر میں ہی غوطہ زن ہیں کہ وہ یہ ذمہ داری ادا کیسے کریں گے ...؟اور اِسی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد یہ جیسے تیسے اپنی حکومت کے تین سال تو گزار چکے ہیں اور باقی کی مدت گزارنے کی ھیر پھیر میں مصروف ہیں اور اَب اِس ساری صورت حال کے منظر اور پس منظر پر نظر رکھنے والی ساری پاکستانی قوم

اور اہلِ دانش (جنہیں اکثر و بیشتر ہمارے یہی حکمران سیاسی اداکار کہہ کر اپنی سرکاری اور نجی میٹنگوں میں پکارتے ہیں) اِنہیں بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ حکمران آج اپنے ہاتھ آئے اِس اقتدار کو اچھی طرح نہ تو چلانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور اَب اِس کے ساتھ اِن میں نہ ہی اپنے خلاف کی جانے والی اندورنی اور بیرونی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرکے اپنے اقتدار کو سنبھالنے کی بھی کوئی سکت ہی باقی رہ گئی ہے۔ جبکہ اَب برسرِاقتدار اور مقدر کے دھنی ہمارے اِن حکمرانوں کی یہ کوشش بھی جاری ہے کہ یہ اپنی حکومت کی باقی مدت یوں ہی کسی معجزے کی طرح گزار کر سُرخرو ہوجائیں۔ مگر ملک کے باشعور عوام اِنہیں ایسا کرنے ہرگز نہیں دیں گے کہ ہمارے یہ حکمران بغیر ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے کچھ کئے یوں ہی کنی کٹا کر خاموشی سے اپنی حکومت کے پانچ سال مکمل کرکے نکل جائیں۔

جب کہ یہاں میرا خیال تو یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہمارے ملک میں حقیقی جمہوریت اور عوام دوستی کے دعویٰ کرنے والے حکمرانوں پر اللہ تعالیٰ نے اقتدار کی ذمہ داری اِن کے کاندھوں پر جب ڈالی تھی تو یہ اِس کا شکر بجالاتے اور اپنی حکمرانی کو بہتر ملکی مفادات اور تعمیر وترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے نیک نیتی کے ساتھ ادا کرتے تو کیا وجہ تھی کہ چند دنوں بعد ہی حکومت کو کمزور اور غیر مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ اِس کو ناکام بنانے

میں ملک کے اندر اور بیرون ملک سازشوں کے جال بُنے جاتے (اور بعض اخباری اطلاعات کے مطابق جن میں اِن کے اپنے بھی شامل ہیں) جس کا فائدہ سیاستدانوں میں بالخصوص پی ایم ایل نون کے سربراہ میاں نواز شریف اور جے یو آئی (ف) سمیت ق لیگ والوں نے بھرپور اٹھایا اور وہ بھی اَب حکومت کے خلاف کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ جو پہلے ہی موجودہ حکومت کے خلاف تھے بس اپنے کسی نہ کسی مفاد کے خاطر اِس کے ساتھ چپکے رہنے میں یہ سب اپنی عاقبت سمجھتے رہے مگر یوں ہی اِنہوں نے حکومت کو کمزور ہوتا دیکھا تو یہ پیاز کے چھلکوں اور جھاڑو کے تنکوں کے مانند حکومت سے لگ ہونے لگے اگر پی ایم ایل (ن) اور جے یو آئی (ف) ملک اور عوام کے ساتھ صحیح معنوں میں مخلص ہوتے تو وہ بھی موجودہ حکومت کے ساتھ ساتھ چلتے رہتے مگر اُنہوں نے یہ گوارہ نہ کیا اور اِنہوں نے ہر حکومتی اُمور میں اپنی جابجا ٹانگیں آڑانی شروع کردیں جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ سب جماعتیں حکومتی اُمور میں رخنہ نہ ڈالتیں بلکہ حکومت کو اپنا اچھا یا بُرا کام کرنے دیتیں اور حکومت کے ساتھ ایک خوشگوار ماحول میں چلتے ہوئے اِس کی اِصلاح بھی کرتے رہتے اور یوں سب کا کام بھی چلتا رہتا۔ مگر اَب یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیں کہ اَب اِن جماعتوں کے سربراہان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ ہر حکومتی کام پر تنقید برائے تنقید کا بازار کھول کر بیٹھ جائیں اور اپنے مردہ سیاسی گھوڑوں میں روح پھونکنے کی سعی کرتے رہیں۔

جبکہ دوسری طرف یہ بھی ایک کُھلی حقیقت ہے کہ جس سے اَب نہ صرف ساری پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا بھی اِس بات سے اچھی طرح سے واقف ہوچکی ہے کہ موجودہ حکومت میں خاص طور پر فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کا وعدہ کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے تو گزشتہ تین سالوں کے دوران ملکی ایوانوں سمیت ملکی اور عالمی میڈیا اور اپنے جلسے جلوسوں میں خطابات کے دوران بالخصوص صدر زرداری اور موجودہ حکومت کو جس انداز اور غیر پارلیمانی الفاظ کے ساتھ ہدف تنقید بنا کر اپنے بغض اور کینہ پروری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے..... پی ایم ایل (ن) کی اِس سیاسی حربہ سازی پر پاکستانی عوام یہ بھی سوچنے پر ضرور مجبور ہوچکے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ایسا کرکے اپنی کونسی سیاسی ذمہ داری پوری کی ہے....؟ اور یہ اِس کا کونسا سیاسی چہرہ ہے...؟جس میں پی ایم ایل ن) نے ملکی سیاست کے بجائے حسبِ عادت اور روایت ہر حکومتی معاملے کو ذاتی) رنگ میں پیش کیا ہے جس سے اِس نے نہ صرف اپنا ہی وقت ضائع کیا بلکہ ہر حکومتی معاملے میں اپنی کوئی نہ کوئی ٹانگ پھنسا کر حکومت کو اپنا اچھا یا بُرا کام کرنے سے بھی روکنے کا عمل جاری رکھا جس پر آج بھی پی ایم ایل (ن) اپنی پوری ڈھٹائی سے عمل پیرا ہے۔

مگر موجودہ حکومت بھی حالات کی نزاکت اور اپنے خلاف اندونی اور بیرونی طور

پر کُھلنے والے محاذوں سے بے خبر ہے اور نا معلوم کس دُھن میں مگن ہو کر ملک میں اغیار کے اشاروں پر آر جی ایس ٹی اور فلڈ سر چارج بلوں کے فوری نفاذ کے لئے بضد ہے جس کا فائدہ فی الوقت نہ تو ملک کو پہنچے گا اور نہ ہی ملکی عوام تک اِس کے ثمرات پہنچ پائیں گے بلکہ اِس کا فوری فائدہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے اِن پاکستان دشمن عناصر کو ہی ہوگا جو پاکستان کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا دیکھنا چاہتے ہیں اور اِس طرح وہ پاکستان میں بیجا ٹیکسوں کے نفاذ سے اپنے قرضوں کی رقم کی وصولی چاہتے ہیں جس کے لئے اِنھوں نے حکومت پر ٹیکسوں کے فوری نفاذ کے لئے دباؤ ڈالا ہوا ہے اَب اگر اِس حوالے سے پی ایم ایل (ن) اور ایم کیو ایم حکومت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہو رہی ہیں تو اِس میں کسی کا کیا جاتا ہے۔یہاں میرا خیال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں صرف یہی تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک اچھا عمل ہے جو ملک اور عوام کے بہتر مفاد میں نظر آ رہا ہے باقی سب کام اور عمل پی ایم ایل (ن) کے ایسے ہی ہیں جن پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ..... کیونکہ وہ بعض مرتبہ سیاسی ہونے کے بجائے زیادہ تر ذاتی نوعیت کے معلوم دیتے ہیں۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی دنیا میں تباہ کاریاں

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ملک کی معیشت کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر رہے ہیں سال 2010 میں ملک میں مہنگائی کے ذمہ دار......آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہیں خاص طور پر امریکی اور یورپی عیسائیوں سمیت دنیا بھر میں بسنے والے پاکستانیوں کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ سانحہ 11/9 اُس صیہونی سازش کا نتیجہ ہے جس کے ذریعے اسرائیل امریکا اور یورپ میں آباد اپنے یہودیوں اور عیسائیوں کی مدد سے افغانستان کو نشانہ بنانے کے بعد مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان کو بھی شدید نقصان پہنچانا چاہتا ہے کیونکہ یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اسرائیلیوں کو اِس کا اچھی طرح سے اندازہ ہے کہ اسلام کے خلاف اِن کی، کی جانے والی ہر سازش کا توڑ آج اگر دنیا میں کسی مسلم ملک کے پاس ہے تو وہ صرف اور صرف پاکستان ہی ہے اور اِنہیں یہ بات بھی خوفزدہ کئے رہتی ہے کہ پاکستان ہی دنیا کا ایک ایسا اسلامی ملک ہے جس کی پوری بنیاد ہی حقیقی معنوں میں اسلامی اُصولوں اور ضابطوں کے مطابق رکھی گئی ہے یوں وہ یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں

کہ پاکستان ہی اسلامی دنیا کا وہ واحد انتہائی جذباتی اور ایک ایسا اسلامی ملک ہے جس کی اساس ہی اسلامی ہے یوں یہ ہی وہ اسلامی ملک ہے جو اسرائیلیوں کی دنیا بھر میں کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف کی جانے والی ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہمت اور صلاحیت بھی رکھتا ہے۔اور شائد یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کے اشارے پر بالخصوص ہمارے ہمدرد اور دوست کی شکل میں امریکا ہمارے ملک کے اسلامی قوانین اور اُصولوں میں گاہے بگاہے ترامیم کرتا رہتا ہے جیسے اِن دنوں اِس کا زیادہ تر زور توہین رسالت ﷺ کے قوانین میں فوری ترامیم کے لئے ہے۔ جس کے خلاف پاکستان کی سترہ کروڑ عوام کمربستہ ہے اور وہ یہ تہیہ کئے ہوئے ہے کہ ہم امریکا، اسرائیل اور بھارت کے اشاروں پر کسی بھی صُورت میں اپنے توہین رسالت ﷺ جیسے کسی بھی اسلامی قانون میں حکومت کو ترامیم نہیں کرنے دیں گے یہ ہمارے ایمان اور زندگی اور موت کا مسئلہ ہے جسے ہم کسی بھی حال میں تبدیل نہیں ہونے دیں گے۔

اور وہ دوسری طرف اسرائیلی اِس لحاظ سے بھی پاکستان کے لئے شدید نفرت رکھتے ہیں کہ یہ دنیا کا وہ واحد اسلامی ملک ہے جس نے اپنے وجود کے گزشتہ 63 سالوں کے دوران کسی بھی موقع پر اِس سے کسی بھی قسم کے رابطے استوار نہ رکھ کر اِس کی عالمی حیثیت اور اہمیت کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔اور شائد یہی وہ وجہ ہے کہ ہر زمانے میں اسرائیلیوں کی پاکستان کے ساتھ نفرت کا

اظہار کسی نہ کسی بہانے جاری رہا۔اور اَب تو پاکستان سے اسرائیلیوں کی نفرت کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اسرائیل اپنے مفادات کے لئے امریکا اور بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کو معاشی واقتصادی ،سیاسی ،مذہبی اور اخلاقی طور پر بھی ہر میدان میں نقصان پہنچانے کے حربے استعمال کر رہا ہے۔

اگرچہ 11/9 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے بعد سابق امریکی صدر بش سے متعلق اِن کی جوڑا اور قدیم یہودی فرقے فریسی سے نسبت ظاہر ہونے کے بعد اَب اِس شک وشُبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ اسرائیلیوں کی تیار کردہ سانحہ نائین الیون کی گریٹ اسرائیلی سازش میں 2000 میں نئے امریکی صدر بننے والے جارج ڈبلیو بش بھی شامل ہیں جن سے متعلق اَب یہ پورے یقین کے ساتھ کہا جارہا ہے جارج ڈبلیو بش کا امریکی صدر بنتے ہی بش فیملی نے ہمیشہ اپنی نسبت رائل ہاؤس آف جوڈا سے جوڑنے میں فخر محسوس کیا یہاں میں اپنی بات آگے بڑھانے سے پہلے اپنے پڑھنے والوں کی معلومات میں اضافے کے لئے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بش فیملی خود کو رائل ہاؤس آف جوڈا سے اپنی نسبت یوں جوڑا کرتی تھی کہ سابقہ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کرپٹو یہودی تھے مگر اُنہوں نے اپنے صدر بننے سے قبل یہ راز چھپائے رکھا اِس طرح وہ عیسائی بن کر امریکا میں بسنے والے عیسائیوں اور مسلمانوں سے بھی ہمدردیاں حاصل کرتے رہے اور یہودی تو تھے ہی اُن ہم عقیدہ ......اور بالآخر اِن کا یہودی ہوتے

ہوئے عیسائی بنے کا یہ بہروپ صدراتی اُمیدوار کی حیثیت سے عیسائیوں اور مسلمانوں سے ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہا اور وہ یوں امریکی صدر بن بیٹھے اِن کے اِس راز سے پردہ تو اُس وقت اُٹھا جب اُن کی فیملی اور اُنھوں نے امریکی صدر بننے کے ساتھ ہی اِس کا فخریہ اظہار کرنا شروع کیا کہ اِن کی نسبت رائل ہاؤس آف جوڈی سے ہے جس کی تفصیل میں مندرجہ بالا سطور میں بیان کرچکا ہوں اور مزید یہ کہ سابقہ امریکی) صدر جارج بش سے متعلق تحقیق نگاروں نے وینزویلا کے صدر ہیو گو شاویز کے حوالے سے یہ بات بھی تحریر کی ہے کہ جارج ڈبلیو بش ایک قدیم اُس یہودی فرقے جسے "فریسی" کہا جاتا ہے اِس سے تعلق رکھتے تھے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو مصلوب JESUS CHRIST کیا تھا اور خود کو یہ شاطر اور ظالم یہودی فرقہ "جی سیوس کرسچٹ کہلاتا ہے)۔اور اَب سابقہ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش سے متعلق یہ ساری حقائق منظرِ عام پر آجانے کے بعد امریکی اور یورپی عیسائیوں کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشیں کرلینی چاہئے کہ امریکی صدر بش عیسائی نہیں بلکہ یہودی تھے اور ایک ایسے یہودی جو اپنے گریٹ اسرائیل منصوبے کے لئے امریکا سمیت دنیا کے کسی بھی ملک میں اپنے ایجنڈوں کے زریعے وہ سب کچھ کرواسکتے ہیں کہ جن کا تصور بھی دنیا میں اسلام سمیت تمام ادیان کے امن پسند پیروکار نہیں کر سکتے اور آج دنیا گیارہ سال بعد یہ سمجھنے اور کہنے کے قابل ہوچکی ہے کہ امریکی گود میں پلنے والا بغل بچہ اسرائیل صدر بش کے دورِ حکومت میں اپنے مفادات اور گریٹ

اسرائیل منصوبے کی تکمیل کے خاطر امریکا کو داؤ پر لگا چکا ہے کیونکہ سانحہ نائن الیون کی ساری سازش خود امریکی صدر بش نے خود موساد کے ساتھ مل کر تیار کی تھی اور جس کے بعد میں سارا کا سارا ملبہ مسلمانوں کے کاندھوں پر ڈال دیا گیا(اور اِس طرح بش نے اپنی سازش سے مسلم دنیا کے لئے نائن الیون کا ایک ایسا گھناؤنا منصوبہ ترتیب دیا کہ ساری اُمت مسلمہ کو دہشت گرد قرار دے کر اِس کے لئے دنیا میں ترقی اور خوشحالی کی تمام راہیں تنگ کردیں)اور اِس سانحہ کے مجرموں کی تلاش کے لئے سابقہ یہودی امریکی بش نے دانستہ طور پر افغانستان کا رُخ کیا اور افغانستان کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر اِس کو بھی غیر مستحکم کرنے کی سازش تیار کی۔

میں یہاں اِس کی مزید تفصیل میں جانا بہتر نہیں سمجھتا ہوں کیوں کہ اِس سے متعلق اتنا کچھ کہا، سُنا، لکھا اور دکھایا جاچکا ہے کہ سارا کچھ ایک صاف و شفاف آئینے کی طرح سب کے سامنے ہے بہر حال ! میں یہاں یہ بیان کرنا ضرور چاہوں گا کہ سانحہ نائن الیون کے بعد یہودی امریکی صدر بش نے اپنے ٹریڈ سینٹروں کی ہولناک تباہی میں ملوث مجرموں کی تلاش کے بہانے جس انداز سے افغانستان میں گھسنے کے لئے پاکستان کے اُس وقت کے صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کو دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے سمیت سانحہ نائن الیون کے مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے صرف ایک فون کال پر اپنی اِس دھمکی کے ساتھ

کہ اگر تم نے اِس مصیبت کے وقت ہمارا ساتھ نہ دیا اور سانحہ 11/9 کے دہشت گردوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچانے کے لئے ہماری مدد نہ کی تو پھر ہم تمہارے ملک پر بھی بمباری کرکے اِسے پتھر کے دور میں لے جائیں گے (اور اِس کے ساتھ ہی بش نے یہ بھی کہا کہ اَب کلیسائی جنگ کی بتدا ہو گئی ہے اَب یہ بات سمجھ آئی ہے کہ بش نے کلیسائی جنگ کا اشارہ کیوں کیا تھا وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح سے عیسائی اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں مگر اُس وقت امریکا سمیت دنیا بھر میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والے چند ایک پُر تشدد واقعات کے سِوا عیسائیوں اور مسلمانوں کی دانش مندی کام آئی اور دنیا یقینی طور پر عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی کسی ہولناک جنگ سے بچ گئی)اور ہمارے یہاں اُس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف نے ہر امریکی حکم پر اپنا سر جھکاتے ہوئے ملک اور قوم کے لئے جو اچھا سمجھا وہ اُنہوں نے کیا اور اُس وقت اِن کی عقل کے مطابق اچھے کئے کا خمیازہ تب سے اَب تک پوری پاکستانی بھگت رہی ہے اور خدا جانے ہماری کتنی نسلیں دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی یہودیوں کی اِس سوچی سمجھی سازش کے تحت امریکی جنگ میں اپنا خون بہاتے رہے گی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ نائین الیون سے قبل جیسی تیسی پاکستان کی معاشی

اور اقتصادی صُورتِ حال رہی اِس سے پاکستان کا کاروبار سُست رفتاری سے ہی صحیح مگر چل تو رہا تھا مگر اَفسوس کے ساتھ کہ آج یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ 11/9 کو امریکا میں پیش آنے والے دہشت گردی کے اُن واقعات میں جس نے جہاں امریکا کو ہلا کر رکھ دیا تو وہیں اِس واقعے نے بالخصوص پاکستان کو بھی ہر لحاظ سے غیر مستحکم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اِس سانحہ کے بعد جہاں پاکستان معاشی و اقتصادی، سیاسی ،مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے غیر مستحکم ہوا تو وہیں امریکی یہودی صدر بش نے اسرائیل کے پہلے سے تیار کردہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پاکستان کی معاشی اور اقتصادی صُورتِ حال کو سہارا دینے اور اِسے پریشانیوں سے نکالنے کے لئے اِس کی مالی امداد کی غرض سے یہودی کے دو بڑے مالیاتی اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کو پاکستان میں گھسنے اور یہاں پوری طرح اِن کے قدم جمانے کی راہ ہموار کردی۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس مرتبہ صدر بش کے کاندھوں پر سوار ہو کر یہ ادارے 1993 کی نسبت زیادہ بہتر انداز سے پاکستان میں اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہوگئے تھے اور اِس کے بعد معاشی اور اقتصادی لحاظ سے پریشانیوں اور مسائل میں گھرے پاکستان کو اِن سب سے نجات دلانے اور اِسے سہارا دینے کے بہانے یہودیوں کے یہ سُود خور ادارے پہلے تو پاکستان میں گھسنے میں کامیاب ہوئے پھر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اِس لحاظ سے بھی

بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ اِس بار اِن کی پالیسی میں یہ شامل تھا کہ اَب پاکستان کو سُود کے عوض قرضوں کی صُورت جکڑ کر اِس کی مالی امداد کے ساتھ ساتھ اِس کی معیشت کو تباہ کرنا ہے کیونکہ یہ وہ ادارے ہیں جو اِس طرح کسی بھی مسلم ملک کی اچھی بھلی معیشت کا ستیاناس کرنے کی ایسی صلاحیت رکھتے ہیں جو کوئی اور ادارہ اتنی آسانی سے نہیں کرسکتا جتنی آسانی سے یہ دونوں ادارے کسی بھی ملک کی معیشت کو تباہ وہ برباد کرنے کے حربے استعمال کرکے دنیا کے کسی بھی بالخصوص مسلم ملک کا بیڑا غرق کردیتے ہیں یوں اسرائیلی یہودیوں کے لئے یہ قابل اعتبار ادارے ثابت ہو رہے ہیں جو کسی بھی مسلم ملک میں اپنے پاؤں جمانے کے بعد اُس ملک کی طاقتور ترین معیشت کو تباہ و برباد کرکے اِسے نیست ونابود کردیتے ہیں اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک کی معیشت میں بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کینسر کی طرح اپنے جال پھیلا چکا ہے اور اَب آہستہ آہستہ اِس نے اِسے اندر ہی اندر مفلوج کرنا شروع کردیا ہے جیسا اِن دونوں اداروں نے 1985 میں تنزانیہ، 1998 میں انڈونیشیا اور 2000 میں ارجنٹائن میں اپنے داخلے کے بعد اِن کی معاشی اور اقتصادی ڈھانچوں کے ستونوں کو اپنے بیجا اور غیر مفید مشوروں سے ہلا کر رکھنے کے بعد اِن کی ساری معیشت کو تباہ و برباد کردیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ 1985 میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے جب تنزانیہ میں اِس

کی معیشت کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لی تو اُس وقت تنزانیوی لوگوں کی سالانہ فی کس آمدنی 309 ڈالر تھی مگر جوں ہی یہودیوں کے اِن کمبخت اداروں نے یہاں اپنے ناپاک قدم پوری طرح سے جمائے تو یہاں کے لوگوں کی فی کس سالانہ آمدنی صرف 210 ڈالر سے زیادہ نہیں ہو سکی اور پھر رفتہ رفتہ یہاں کی معیشت کا یہ حال ہوا کہ یہاں کے لوگوں کی حالتِ زندگی سطح غربت سے بھی نیچے چلی گئی اور یہاں کا سارا نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔

اور پھر اِسی طرح 1998 میں یہی سود خور یہودیوں کے دونوں اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے جب انڈونیشیا میں اپنے ناپاک قدم رکھے تو یہاں کی معیشت کو غیر مستحکم کرڈالا خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اِنہوں نے انڈونیشیا میں پیٹرول اور خوراک کی مد میں دی جانے والی رعایت اور سبسڈی کا خاتمہ کرکے انڈونیشیا میں سرمایہ کاری کرنے والی غیر ملکی کمپنیوں کے لئے مشکلات پیدا کردیں جس سے کئی غیر ملکی سرمایہ کار کمپنیوں کے اربوں کھربوں ڈالر ڈوب گئے اور انڈونیشیا کی مضبوط ہوتی معیشت کا بیڑا غرق ہوگیا۔اور اِس پر مزید ستم یہ کہ اِن اداروں نے انڈونیشیا کے معیشت دانوں کو اِن کے ملک کی معاشی اور اقتصادی طور پر غیر مستحکم ہوتی صورتِ حال کو سہارا دینے کے لئے مشورے دیئے اور چند اہم نکات پیش کئے جن کے مطابق اوّل : جس قدر جلد ممکن ہوسکے ہر سطح کے ملازمین کی تنخواہیں کم کردی جائیں۔ دوئم :اور جو ملازمین

اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد اب پنشن وصول کر رہے ہیں اِن کی اِس سہولت کو ختم کر دیا جائے یا تو اِس میں کٹوتی کر دی جائے۔ سوئم: سرکاری اور نجی اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں کے اوقات کار میں فوری طور پر اضافہ کر دیا جائے۔ چہارم: ملکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ مزدوروں کی نوکریوں کا تحفظ ختم کر دیا جائے۔ پنجم: اور سب سے آخر میں یہ کہ سرکاری بھرتیوں پر فی الفور پابندی لگا دی جائے۔

اِن تجاویز پر عمل کرنے کے بعد کچھ ہی دنوں میں اِس ملک میں عوام کو وہ حشر ہوا کہ وہ روٹی کے ایک ایک نوالے کو ترس گئے مگر ملکی معیشت میں کوئی استحکام نہیں آیا اور یہ دیکھتے ہی دیکھتے تباہ ہو گئی اور اِس کے بعد یہ دونوں ادارے یہاں سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر دوسرے ملک کی معیشت کا ستیاناس کرنے کی راہ پر چل پڑے۔

اور پھر اِس کے بعد اِن دونوں اداروں نے اپنا پڑاؤ 2000 میں ارجنٹائن میں ڈالا اور یہاں بھی اِنہوں نے حسب عادت اور روایت وہی کچھ کیا جیسا اِن کا منصوبہ تھا سب سے پہلے یہودیوں کے اِن اداروں نے یہاں کی حکومت کو یہ مشورہ دیا کہ وہ مزدوروں کے لئے مرتب کردہ اپنے پروگرام سے 200 ملین ڈالر ماہانہ کو کم کرکے زیادہ سے زیادہ یا اِس سے بھی کم کر دے اور حکومت سے یہ کہا کہ 160

وہ اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں فوری کمی کرنے کے ساتھ ساتھ پنشن میں بھی کمی کردے۔ یوں کہا جاتا ہے کہ 2001 تک ارجنٹائن میں لوگوں کا یہ حال ہوگیا تھا کہ بہت سے لوگ اِن انسانیت سوز حکومتی اقدامات کے خلاف سڑکوں پر نکل کر مظاہرے کرنے لگے تھے اور ہر طرف افراتفری کا عمل تھا امن وامان تباہ وہ برباد ہو کر رہ گیا تھا مگر جب کچھ عرصے بعد حکومت کو ہوش آیا تو اِس نے اپنی غلطی کا ازالہ یہ کہہ کر کیا کہ ہمارے ملک کی اِس ساری صُورت حال کے ذمہ دار آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہیں جن کے ناقص اور فرسودہ مشوروں پر عمل کرکے ہم نے اپنی معیشت کا بیڑا غرق کیا تو وہیں اپنے ہی لوگوں کے ساتھ ظلم وستم بھی روا رکھا۔

اور اِسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف نے بولیویا میں اپنے ناپاک وجود کا زہر گھولا تو یہاں بھی اِن اداروں نے وہی کیا جو پہلے کرچکے تھے یہاں بھی اِنہوں نے سب سے پہلے عوام میں ہلچل پیدا کرنے کے لئے اپنا حکم پانی جیسی ایک عام سی چیز کی قیمت دگنا کرنے کی سازش تیار کی اور اِس پر زائد ٹیکس عائد کردیا جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہوئی اور وہاں کے عوام سڑکوں پر نکل کھڑے ہوئے اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے شعبوں میں بھی اِن کی مداخلت جاری رہی اور اسی طرح یہاں کی معیشت کا بھی بیڑا غرق ہوگیا۔

آج ہمارے سامنے دنیا کے اِن چند ممالک کے مثال موجود ہے کہ یہودیوں کے اِن دونوں اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے یہاں اِن ممالک میں اِن کے ہمدرد بن کر گھسنے کے بعد اِن ممالک کی معیشت کا اپنے ناقص اور فرسودہ مشوروں اور اپنی تجاویز سے کیا حشر کیا اور اِن دونوں اداروں نے اِن ممالک کی معیشت کی تباہی کس کس انداز سے جاری رکھی کہ اِن ملکوں کی جہاں معیشت کا بیڑا غرق ہوتا رہا تو وہیں وہاں کے عوام بھی اپنے سلب ہوتے بنیادی حقوق کے حصول کے خاطر حکومتوں کے خلاف بھی علم بغاوت بلند کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اور آج ایسا ہی حال کچھ ہمارے ملک کا بھی ہوچکا ہے کہ یہودیوں کے اِن دونوں سود خود اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہمارے ملک کے قومی خزانے سے لیکر ایک غریب کی جھونپڑی میں بنے باورچی خانے تک اپنے پنجے پوری طرح سے گاڑ چکے ہیں اور اَب ہمیں اِن کے چنگل سے آسانی سے نکلنا محال ہے کیونکہ اَب یہ پاکستان کو بھی پوری طرح سے غیر مستحکم کئے یہاں سے نہیں نکل سکتے اِس لئے کہ یہ اپنے اُس گریٹ اسرائیل کے ایجنڈے پر کاربند ہیں کہ جو اسرائیل کا دشمن ہے اِس کی خوشحالی کسی طور بھی برداشت نہیں کی جائے گی اور یوں یہ پاکستان میں اپنے ناپاک قدم جمانے اِس کی سُود کے عوض قرضوں اور مالی امداد کی صُورت میں اِسے بھی تباہ وبرباد کرکے ہی نکلیں گے۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی اِن سازشوں کو سمجھنے کے لئے آج اگر ہم زیادہ پیچھے نہ جائیں صرف سال 2010 کا ہی ایک جائزہ لیں تو ملک میں مجموعی طور پر 150 فیصد سے بھی تجاوز کرجانے والی مہنگائی سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہوگا اِس میں بھی اِن ہی اداروں کی کارستانیاں شامل ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بیروزگاری کے باوجود بھی ملکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج جیسے زائد ٹیکسوں کے نفاذ سمیت پیٹرولیم مصنوعات اور بجلی کی قیمتیں بڑھانے اور ملک میں ڈاؤن سائزنگ اور نج کاری کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ بڑھانے کے ذمہ دار بھی یہودیوں کے یہی سُود خور ادارے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہیں۔

اگرچہ ابھی تو اِن اداروں کے مشوروں اور تجاویز پر عمل کرنے کو ہمارے حکمران اچھا سمجھ رہے ہیں مگر کل جب یہی ادارے ہمارے پورے ملک کو اپنے اِن ہی ناقص اور فرسودہ مشوروں کی بنیاد پر سودی قرضوں میں پوری طرح جکڑ کر اور ہماری معیشت کا بیڑا غرق کرکے جائیں گے تو تب ہمارے حکمرانوں کو ہوش آئے گا تو بہت دیر ہوچکی ہوگی اور پانی سر سے بہت اُونچا ہوچکا ہوگا۔ جب اِن کے ہاتھ سوائے پچھتاوے کہ اور کچھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا ضرروت اِس امر کی ہے کہ اَب بھی وقت ہے کہ ہمارے حکمران ہوش کے ناخن لیں اور اپنے ملک وسائل سے

اپنی ضرورتیں پوری کریں بجائے اِس کے کہ یہ کاہلوں کی طرح پڑے رہے اور فقیروں کی طرح ہاتھوں میں کشکول اٹھائے اِن اداروں (آئی ایم ایف اور لڈ بینک) سے مانگتے رہیں اور اِن کی سازشوں کا شکار ہو کر ملک کا ستیاناس کر دیں ہمارے حکمرانوں کو اِن اداروں کی سازشوں کو سمجھنا ہوگا اور اِن سے مانگنے اور کھانے کی عادت چھوڑنی ہو گی ورنہ یاد رہے کہ یہ دونوں ادارے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک پاکستان کی بھی تنزانیہ، انڈونیشیا اور ارجنٹائن جیسی تباہ کاریاں کر کے یہاں سے جائیں گے۔

پی پی پی کی عوام دوست حکومت کا عوام کو سال 2011 کا پہلا تحفہ

پی پی پی کی عوام دوست حکومت کا عوام کو سال 2011 کا پہلا تحفہ......... پیٹرولیم مصنوعات مہنگی

غریبوں کی حکومت کے دعویداروں نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کردیا

لگتا ہے کہ حکومت نے پہلے ہی یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ اپنے عوام کو نئے عیسوی سال 2011 کے پہلے ہی روز (ابن المہنگائی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے) کوئی ایسا تحفہ دے گی کہ عوام بلبلا اٹھیں اور واقعی اِس عوام دوست (پی پی پی کی) حکومت کے دعویداروں نے ایسا ہی کیا جیسا اِنہوں نے سوچ رکھا تھا کہ جیسے ہی ملک میں 2010 کا سورج غروب ہوا ہی تھا کہ ہمارے ملک کے وہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی جنہیں جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان ناپسندیدہ وزیراعظم قرار دے چکے ہیں اور وہ صدر مملکت آصف علی زرداری سے بھی برملا اِن کی فوری تبدیلی کا مطالبہ کرچکے ہیں جی ہاں ! ہمارے اِن ہی وزیراعظم نے گزشتہ دنوں اوگرا کی اُس سمری کی منظوری دیتے ہوئے ملک میں مہنگائی کا ایک اور طاقتور ترین سیلاب لانے والے اُس نوٹیفکیشن پر دستخط کردیئے جس کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بالترتیب پٹرول

روپے،ڈیزل 4.25 روپے اور مٹی کا تیل 4.04 روپے فی لیٹر اضافہ کردیا گیا 6.71 جس سے ملک میں یقیناً مہنگائی کا ایک اور طاقتور ترین سیلاب چلا آئے گا جس کی زد میں امرا تو نہیں مگر ملک کے غریب عوام ضرور آ جائیں گے اور پھر ملک وہ کچھ ہوگا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حکومت کے اِس عوام دُشمن اقدام کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کسی عوام دوست حکومت کا عوام دوست اقدام ہے۔

یہ غلط یکسر غلط محنت کشوں کا دُور ہے

یہ ہے خوش فہمی یہ دورِ عظمتِ مزدور ہے

یہ بھی نادانی یہ عہدِ شوکتِ جمہور ہے

یہ سیاسی رشوتوں کا سازشوں کا دور ہے

اور آج اِس ساری صُورت حال میں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ گزشتہ پونے تین یا تین سالوں میں مہنگائی کو جوپَر لگے ہیں وہ اِس عوام دوست جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا اَحسن کارنامہ ہے جسے عوام نے ملک سے مہنگائی ،بیروزگاری،اور غربت کے خاتمے کے لئے 18 فروری کے انتخابات میں ووٹ دے کر اقتدار کے مسندِ عالی پر بٹھایا تھا کہ یہ ایک عوام دوست پارٹی ہے اور اِس جماعت کا ماضی بھی گواہ ہے کہ جب بھی ملک میں پی پی پی کی حکومت آئی تو اِس نے ہمیشہ عوام دوست اقدامات کئے ہیں مگر اِس مرتبہ عوام کو اِس جماعت کو

اقتدار سونپ کر سخت مایوسی ہوئی ہے اور آج وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ اِس بار اِس پارٹی کے حکمرانوں نے ایسے ایسے عوام دشمن اقدامات کر ڈالے ہیں اور مزید کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں کہ ملک میں غریب اور تنخواہ دار طبقے سمیت ہر فرد کا چین سے جینا محال ہوگیا ہے اور عوام اپنی اِس کسمپری کا ذمہ دار موجودہ حکمرانوں کو ٹھہراتے ہیں جن کی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے ملک میں مہنگائی کا سیلاب آچکا ہے جو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے اوراِس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ حکومت میں وزرا کی ایک فوجِ ظفر موجود ہے اور ہمارے حکمران ہیں کہ یہ اپنے اِن ہی وزرا کی فوج لئے بیٹھے ہیں اور یوں سب کے سب اپنی اپنی مستیوں میں مگن ہیں اور قومی خزانے سے خُوب اپنی عیاشیاں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خزانہ خالی ہے اوراِس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ قومی خزانے کو بھرنے کے لئے ملک میں مہنگائی اور ٹیکسوں کا نفاذ ناگزیر ہوچکا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ ہے اپنا خزانہ خالی
میری دانست میں ہے ایک بہانہ خالی
آ وزیروں کی ذرا فوج ظفر موج تو دیکھ
کون کہتا ہے کہ ہے اپنا خزانہ خالی

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ گزرے زمانوں میں ہمارے ملک میں جب کبھی حکمرانوں کی

جانب سے اِن کے کئے جانے والے عوام دُشمن مہنگائی جیسے کسی بھی اقدام کے حوالے سے عوام کو ذرا برابر بھی دھچکا لگتا تھا تو ملک کے طول اُرض میں عوام کا ایک سیلاب مہنگائی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آتا تھا اور اُس وقت کے حکمران عوام کے اِس غیظ و غضب کے سامنے بے بس نظر آتے اور ملک میں کئے جانے والے اپنے مہنگائی کے فیصلوں کو واپس لینے میں اپنی عاقبت سمجھتے اور عوام بھی اپنی اِس یکجہتی اور ملی اُخوت پر اطمینان کا سانس لے کر ہنسی خوش بیٹھ جایا کرتے تھے۔

مگر معاف کیجئے گا مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ گزشتہ دو دہائیوں سے ہمارے ملک میں جتنے بھی حکمران مسلط ہوئے یا کئے گئے یا امریکا نے اِنہیں اپنے مفادات کے حصول کے خاطر زبردستی ملک کا اقتدار سونپا تو وہ اتنے ڈھیٹ اور بے حس تھے کہ اُن کے کئے گئے عوام دُشمن اقدامات پر جب بھی عوام کی جانب سے کسی بھی قسم کا عوامی ردِ عمل حکومت مخالف چلائی جانے والی تحریکوں اور احتجاجوں کی صُورت میں سامنے آیا تو اُن کے کانوں پر جُوں تک نہ رینگی اور وہ اپنے فیصلوں پر اٹل رہے اور اُنھوں نے وہی کچھ کیا جیسا وہ اپنے آقا امریکا سے سیکھ پڑھ کر آئے تھے۔

اور آج افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ملک کے موجودہ حکمران

بھی اپنے پیش روکے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور یہ بھی وہی کچھ کر رہے ہیں جیسے اِن سے پہلے والے کیا کرتے تھے یعنی اِنہیں بھی عوامی مسائل حل کرنے اور عوامی پریشانیوں کے مداوے سے کوئی غرض نہیں ہے اگر اِنہیں کوئی فکر لاحق ہے تو بس اپنی کُرسی کی ہے وہ اِن سے کہیں نہ چھن جائے بھلے سے عوام کا بیڑا غرق ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ مگر اِن کی کُرسی سلامت رہے اور آج یہی وجہ ہے حکمرانوں نے اپنی نجات اِسی میں جان رکھی ہے کہ امریکا خوش ہے تو سمجھو سب خوش ہیں اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک اِن سے راضی ہے تو اِن کی حکومت قائم رہے گی اور اگر کبھی اِنہوں نے عوامی احتجاجوں اور اپنے خلاف چلائی جانے والے تحریکوں کے دباؤ میں آکر امریکی ہدایات اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی معاشی اصطلاحات کے لئے دیئے جانے والے مشوروں اور تجاویز پر عمل نہ کیا اور اِن کی ناراضگی مول لے لی تو پھر سمجھو کہ حکومت ہاتھ سے گئی۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اَب ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ اِنہیں امریکا، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے اپنے شکنجوں میں جکڑ اور عوام کو اپنے منہ میں دبوچ رکھا ہے یوں یہ تینوں ہی اپنی اِس بے بسی اور لاچارگی پر ضرور جھنجلاہٹ اور تلملاہٹ کا شکار ہیں مگر اَب یہ بیچارے بھی کیا کریں حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بات تو خیر چھوڑیں یہ تو ہیں ہی سارے کے سارے امریکی پٹھو مگر اِن کے چکر میں تو ماری جارہی ہے ملک کی وہ بیچاری

معصوم عوام جس کو کبھی اپنی اِس بات پر بڑا ناز تھا کہ وہ حکمرانوں کے خلاف اِن کے کسی بھی عوام دُشمن اقدام پر اپنے احتجاجوں اور تحریکوں سے اِنہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں گے مگر آج تواِن کے ناتواں جسموں میں حکومت کی جانب سے ملک میں بے لگام بڑھتی ہوئی مہنگائی اور زبردستی ٹیکسوں کے نفاذ کے خلاف (اِن عوام دُشمن اقدامات پر) نہ تو ملک بھر میں حکومت مخالف کوئی تحریک چلانے اور آئے روز سڑکوں پر نکل کر حکومت مخالف احتجاج کرنے کے لئے وہ پہلے والی ملی یکجہتی اور اُخوت ہی رہی ہے اور نہ اَب وہ تاب ہی باقی رہ گئی ہے جو پہلے کبھی ہمارے ملک کے عوام میں ہوا کرتی تھی ۔بقولِ شاعر :-

سرمایہ حیات سمجھتے تھے ہم جسے
افسوس اَب وہ لاج بھی باقی نہیں رہی
پہلے تو احتجاجوں پر تھا اِنحصارِ زیست
اَب تابِ احتجاج بھی باقی نہیں رہی

ویسے ہمارا اپنے عوام اور حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی ایک مشورہ ہے کہ وہ ہمت پکڑے اور بولیویا کے لوگوں کی مثال کو سامنے رکھے کہ ایک خبر کے مطابق بولیویا جہاں ہمارے ملک کی طرح اِس پر بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی اجارہ داری قائم ہے یہاں بھی جب اِن اداروں کے مشوروں اور تجاویز کی

روشنی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تو یہاں کے عوام اِس کے خلاف اپنی پُرامن آوازِ احتجاج بلند کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے اور حکومت کو مجبور کیا کہ وہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اضافے کے اپنے فیصلے کو واپس لے اور اطلاعات ہیں کہ وہاں کی حکومت نے عوامی احتجاج کی وجہ سے اپنے اِس فیصلے پر نظرثانی کرنے کے بعد اِسے واپس لینے کا بھی اعلان کردیا ہے۔اور حکمرانوں اور سیاستدانوں سے یہ کہنا ہے کہ جب عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم تھیں تو اُنھوں نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں اِس طرح کیوں نہیں کم کیں تھی جس کا عوام مطالبہ کر رہے تھے اُس وقت تو ہمارے حکمرانوں (بالخصوص وزیراعظم سید یوسف رضاگیلانی) نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں روپوں کے بجائے چند پیسوں کی کمی کا اعلان کیا تھا اور اَب جب کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمت بڑھی ہے تو ہمارے اِنہی وزیراعظم نے ملک میں بے تحاشہ اضافہ کرکے عوام پر مہنگائی کے سیلاب کا راستہ ہموار کردیا ہے۔اور اِن سے مزید یہ کہنا ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے خود کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے چُنگل سے نجات حاصل کرلیں اِس ہی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

ایک خبر! حافظ آباد میں بیٹوں نے ماں کو 30 ہزار میں فروخت کردیا

موت کی آغوش میں جب تھک کر سُو جاتی ہے ماں.... تب کہیں جا کر تھوڑا سکوں پاتی ہے ماں

جنت ماں کے قدموں تلے ہے..... دنیا کا سب سے پیارا لفظ "ماں" ہے

پچھلے کئی دِنوں سے ہمارے یہاں جہاں ملکی اور عالمی سطح پر چٹخارےدار سیاسی خبریں بریکنگ نیوز کی صُورت میں قدم قدم پر بل کھاتی اِٹھلاتی کسی چھمک چھلو کی طرح منہ اٹھائے چلی آرہی ہیں تو وہیں کچھ خبریں حافظ آباد میں بیٹوں کے ہاتھوں 30 ہزار روپے کے عوض بیوہ ماں کے فروخت جیسے واقعے سے متعلق بھی ہوتی ہیں کہ جسے پڑھ کر اور سُن کر دل خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اگرچہ یہ بھی سچ ہے کہ اِن دنوں ملکی حالات واقعات کے حوالوں سے جو خبریں میڈیا کی زینت بن رہی ہیں اُن میں سے اکثر و بیشتر خبروں پر ہی ہمارے ملک میں لاحاصل بحث و مباحثوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل نکلتا ہے اور آج اِن ہی بے مقصد تبصروں اور تجزیوں کی وجہ سے نہ صرف ملک کے طول وارض میں بسنے والے سترہ کروڑ عوام ہی تذبذب اور اضطراب کا شکار ہیں بلکہ اِن خبروں اور مباحثوں کی وجہ ہی سے دنیا کے کونے کونے میں رہنے والا ہر وہ محب وطن پاکستانی بھی اپنے ملکی حالات اور حکومتی پینترے بازیوں سے کسی نہ کسی

مخمصے کا شکار ضرور ہو کر رہ گیا ہے جو موجودہ حکومت کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اَب تک کئے گئے غیر سنجیدہ رویوں کی وجہ سے حکومت سے سخت پریشان ہے اور اِن ہی حالات کی وجہ سے جہاں ہمارا ملک سیاسی، معاشی اور اقتصادی حالات و واقعات کے حوالوں سے ہونی اور اَنہونی خبروں کی زد میں ہے تو وہیں حافظ آباد میں بیٹوں کے ہاتھوں 30 ہزار روپے میں بیوہ ماں کے فروخت کئے جانے والے ایک ایسے واقعے کے حوالے سے ہے جو گزشتہ دنوں پیش آیا اور جو ملکی اخبارات میں خبروں کی زینت بنا تو اُس خبر نے اُن والدین کی نیک اولادوں کو ہلا کر اور اِنہیں ایک ایسے صدمے سے دوچار کرکے رکھ دیا ہے کہ جو اپنے والدین کی فرمانبردار اولادیں ہیں جو کبھی بھی اپنے والدین کو ایسا کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسا بشیراں بی بی کے بیٹوں نے اِس کے ساتھ کیا ہے۔

میں یہاں حافظ آباد میں پیش آنے والے واقعے کو بیان کرنے سے قبل اپنے قارئین کو یہ بات ضرور یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کو شائد یاد ہوگا کہ آج سے بارہ یاچودہ سال قبل جب پورے امریکا پر بل کلنٹن کی حکومت تھی اور اِن کی طوطی بولا کرتی تھی تو اُن ہی دنوں اُن کی حکومت کے ایک اہلکار نے پاکستان سے متعلق کچھ نازیبا الفاظ یوں ادا کئے تھے کہ "پاکستانی تو ڈالر کے خاطر اپنی ماں کو بھی فروخت کردیتے ہیں" اُس امریکی اہلکار کے اِس بیان پر

ساری پاکستانی قوم سراپا احتجاج بن گئی تھی اور اِس نے اُس وقت تو اپنے شدید غم و غصے کا اظہار کیا تھا کیونکہ اُس امریکی حکومت کے اہلکار نے انتہائی ڈھٹائی سے ہم پاکستانیوں کو دنیا میں بدنام کرنے اور لالچی قرار دینے کے لئے اپنے اِس قسم کے بیان سے اُس وقت ہماری غلط اور یکدم غلط عکاسی کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور بالآخر ہم پاکستانیوں کی پُر زور مذمت پر اُس امریکی اہلکار کو اپنے اِس بیان پر معافی مانگنی پڑ گئی تھی یوں اِس کے بعد معاملہ رفع دفع ہو گیا تھا۔

مگر آج حافظ آباد میں پیش آنے والے اِس واقعے کو اگر دیکھیں تو افسوس کے ساتھ یہ ضرور کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس وقت اُس امریکی حکومت کے اہلکار نے جو کہا تھا وہ حقیقت اور سچ پر مبنی تھا جس کو ہم بُرا مان گئے تھے حالانکہ اُس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ اُس کا اپنا تجربہ اور مشاہدہ تھا جو آج خبر کے مطابق حافظ آباد میں پیش آنے والے واقعے کے بعد حقیقت میں بدل کر سچ ثابت ہو گیا ہے اور جس نے یقیناً ہم پاکستانیوں کے سر کچھ نہیں تو اُن امریکیوں کے نزدیک ضرور شرم سے جھکا دیئے ہیں کہ جو آج یہ برملا کہتے تو نہیں ہیں..... مگر سمجھتے ضرور ہیں کہ " پاکستانی تو ڈالر کے خاطر اپنی ماں کو بھی فروخت کر دیتے ہیں " .....

بہر کیف ! خبر کے مطابق "محلہ ساگر روڈ حافظ آباد کی رہائشی بیوہ بشیراں بی بی جو 9 بیٹوں اور بیٹیوں کی ماں ہے اِس کے خاوند کا 4/3 سال قبل انتقال ہوگیا تھا اِس کا کہنا ہے کہ اِس کے بڑے بیٹے انصر اور غضنفر اکثر اوقات اِسے تشدد کا نشانہ بنایا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اِس کا یہ بھی کہنا ہے کہ گزشتہ دنوں اِس کے اِن ہی دونوں بدبخت بیٹوں نے اِسے ایک سنگدل شخص کے ہاتھوں 30 ہزار روپے میں فروخت کردیا اور اَب اِس کے یہ دونوں بیٹے انصر اور غضنفر اِن پیسوں سے اپنی عیاشیوں میں مصروف ہیں اور وہ شخص جس کے ہاتھوں اِس کے بیٹوں نے اِسے فروخت کیا ہے وہ اِسے رسیوں سے جکڑ کر اِس پر وحشیانہ تشدد اور زبردستی کی بھی کوشش کرتا ہے" یہ وہ اندوہناک واقعہ ہے جس سے اُن ماؤں کے بیٹوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچی جو اپنی ماؤں کو اپنی کائنات مانتے ہیں اِن کے قدموں کو بوسہ دے کر اپنی دنیاوی اور آخروی کامیابیوں کا سامان کرتے نہیں تھکتے ہیں اپنی ماؤں کی یہی فرمانبرداری اِن کا کُل اثاثہ ہے جس سے یہ اپنی دنیا بھی بنا رہے ہیں تو اپنی آخرت بھی سنوار رہے ہیں آج یہی بیٹے صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی سے یہ ضرور پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بشیراں بی بی کو فروخت کرنے والے اِس کے دونوں بیٹوں انصر اور غضنفر کو عبرت ناک سزا دیں تاکہ پھر کوئی ناخلف اولاد اپنی ماں کو کسی کے ہاتھوں فروخت کرنے کی جرات نہ کرسکے

۔

اہلِ دانش کے نزدیک انسان کے لبوں سے ادا ہونے والے تمام الفاظ میں سب سے زیادہ خوبصورت لفظ "ماں" ہے اور حسین ترین تخاطب میری ماں ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تمام خوشیاں ماں کہتے ہی مل جاتی ہے اور یہ بات میری آزمائی ہوئی ہے کہ جب کبھی میں پریشان ہوتا ہوں یا کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہوں تو لفظ ماں زبان سے ادا کرتے ہی میرے مضطرب دل و دماغ کو جو تسکین ملتی ہے اور اِس تسکین و سکون سے جو خوشی نصیب ہوتی ہے میں اِسے لفظوں میں بھی بیان کرنا چاہوں تو شائد اپنے اُن احساسات کا پوری طرح سے احاطہ نہ کرسکوں جو مجھے اِس لفظ کے ادا کرنے سے حاصل ہوتے ہیں گو کہ اِس لفظ "ماں" کی چاشنی اور شگفتگی کا ایک میرے نزدیک ہی کیا دنیا کے کسی بھی افضل و اعلیٰ شخص کے پاس بھی کوئی نعم البدل نہیں ہے کیوں کہ یہ لفظ ماں اپنے اندر راحت و سکوں کا ایک ایسا منبع لئے ہوئے ہے جس سے ہر پل اِسے محبت سے ادا کرنے والے کے لئے دعاؤں اور خوشیوں کا خزینہ جاری رہتا ہے جِسے کوئی سمیٹنا بھی چاہے تو وہ اِسے اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتا لفظ ماں کی اہمیت اور اِس کے اِس مرتبے کی بلندی کا اندازہ اِس بات سے بھی کر لیجئے ! کہ تب ہی تو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ " جنت ماں کے قدموں تلے ہے"۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ نے ماں کی شکل میں ہمیں ایک ایسی ہستی عطا کردی ہے کہ جس کا احترام ہم سب پر لازم ہے جس کی اطاعت گزاری اور فرمانبرداری کے بدولت ہی میرے سرکار حضورپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے

اولادوں کے لئے فرما دیا ہے کہ " جنت ماں کے قدموں تلے ہے"۔ تو پھر کیوں نہ اُن اولادوں کو چاہئے کہ جن کے والدین حیات ہیں وہ اپنے والدین کا احترام اور اِنکی خدمت کرنا خود پر لازم کرلیں اور خاص طور پر وہ ماں جس کی زبان پر ہر وقت اپنی اولاد کے لئے نیک دعائیں ہی ہوتی ہیں اُس کا کبھی دل نہ دُکھائیں۔ اور اپنی ماں کے قدموں تلے اپنی جنت تلاش کریں۔

ماں باپ کی عظمت کوئی آج میں سے پوچھے میں اُسے بتلاؤں کیوں کہ میں اِن دونوں سے محروم ہوچکا ہوں آبا کا انتقال چودہ سال پہلے ہوگیا تھا اور اَب میری اماں کا بھی انتقال 4 جنوری 2011 بروز منگل صبح 7:30 بجے میرے سامنے ہوا ہے میں بتاؤں کہ ماں کیا ہے.....؟؟

موت کی آغوش میں جب تھک کر سُو جاتی ہے ماں
تَب کہیں جاکر تھوڑا سکوں پاتی ہے ماں
روح کے رشتوں کی یہ گہرائیاں تو دیکھئے
چوٹ لگتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں
پیار کہتے ہیں کسے اور مامتا کیا چیز ہے؟
کوئی اِن بچوں سے پوچھے جن کی مر جاتی ہے ماں
زندگانی کے سفر میں گردشوں کی دُھوپ میں
جب کوئی سایہ نہیں ملتا تو یاد آتی ہے ماں

لوٹ کر واپس سفر سے جب بھی گھر آتے ہیں ہم
ڈال کر بانہیں گلے میں سر کو سہلاتی ہے ماں
ایسا لگتا ہے جیسے آ گئے فردوس میں
کھینچ کر بانہوں میں جب سینے سے لپٹاتی ہے ماں

اور یہ حقیقت ہے کہ جب سے میری پیاری اماں اور بہت ہی پیاری اماں کا انتقال ہوا ہے تو مجھے ایسا لگنے لگا ہے کہ جیسے میں کسی کُھلے میدان میں چلچلاتی دُھوپ میں تن تنہا کھڑا ہوں میرے سر سے وہ گھنی چھائیں اٹھا دی گئی ہے جس کے سائے میں، میں کبھی سکون محسوس کیا کرتا تھا اور اَب میں اِس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا گیا ہوں اماں کی میں اُس آغوش کو اَب اپنی ساری زندگی تڑپتا اور ترستا رہوں گا جس میں آتے ہی مجھے راحت اور تسکین ملا کرتی تھی اور میں اپنے سارے غم بھلا کر اِس کی آغوش میں رہنا اُن خوش نصیبوں میں شامل کیا کرتا تھا جن اولادوں پر اللہ کا ماں کی صُورت میں دیا گیا ایک اَنمول تحفہ ہوتا ہے۔ میری یہ بات بھی آج گرہ سے باندھ لیں کہ مائیں تو سب کی ہی عظیم ہوتی ہیں مگر اِن کے غصے کو بھی پیار سمجھنا اولادوں کی عظمت میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو ماں سے ناراض اور منہ پھرے رہتے ہیں وہ کسی اور کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہوتے ہیں لہٰذا ماں کے غصے کو بھی پیار سے دیکھنے میں ہماری اپنی نجات اور فلاح ہے۔ میری اللہ رب العزت سے بس ہی

دعا ہے کہ اللہ بیوہ بشیراں بی بی کے بیٹوں کو اپنی ماں سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور بشیراں بی بی کو بھی اِنہیں معاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ اپنی بقیہ زندگی سُکھ اور چین سے گزار سکیں اور اِس کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کا اختتام اپنی اِس التجا پر کروں گا کہ براہ کرم ہوسکے تو آپ (میرے پڑھنے والے) میری اماں کی روح کے اِیصالِ ثواب کے لئے تین بار اول و آخر درود شریف اور ایک بار سُورت فاتحہ اور تین بار سُورت اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اِنہیں بخش دیجئے۔

پاپی، پوپ بینیڈکٹ، اسلامی قوانین اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات

پوپ بینیڈکٹ کا حکومتِ پاکستان کو اسلامی قوانین میں تبدیلی کے لئے دباؤ کیوں.....

سمجھ نہیں آتا کہ آج ساری دنیا میں انسانیت سوز مظالم رقم کرنے والے عیسائی مذہب کے پیروکاروں کو دین اسلام اور اِس کی تعلیمات سمیت اسلامی قوانین اور مسلمانوں سے اتنی نفرت کیوں ہو گئی ہے کہ اِن کا مسلمانوں پر بس نہیں چلتا ہے کہ یہ مسلمانوں کو مار ڈالیں اور اپنی غلاظت بھری زندگیاں آرام سے گزاریں جب کہ دین اسلام کے ماننے والے تو ایسے امن پسند اور محبت کرنے والے لوگ ہیں جن کا ہر ہر عمل خالصتاً اپنے اللہ اور اِس کے رسول ﷺ کے احکامات کے عین مطابق اِن کی اطاعت کرنے اور عالمِ انسانیت میں محبت اور امن کا درس دینے ہی میں گزرتا ہے اور جن کی زندگیوں کا مقصد ہی اپنے آخری دم تک عالم انسانیت میں اللہ اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بتائے ہوئے فلاح کے راستوں کی تبلیغ کرنے سمیت انسانوں میں آپس میں محبتیں باٹنے اور بھائی چارگی کا پیغام دینے اور امن کا پرچار کرتے ہی رہتا ہے مگر اِن تمام اچھائیوں اور خوبیوں کے باوجود بھی خاص طور پر عیسائی مذہب کے ماننے والے مسلمانوں کے اِس نیک عمل سے کیوں خوفزدہ رہتے ہیں....؟؟اِس بارے میں کچھ

نہیں معلوم کہ وہ مسلمانوں سے خوفزدہ کیوں ہیں ...؟؟اور اِسی خوف کے باعث یہ مسلمانوں کو اپنی راہ کا سب بڑا کانٹا کیوں سمجھتے ہیں....؟؟جبکہ مسلمان تو امن و سکون اور محبت کا ایک ایسا گہوارہ ہوتا ہے جس سے انسانوں کو فلاح نصیب ہوتی ہے۔

ہاں ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں یہ سمجھ پایا ہوں کہ مذہب عیسائیت کے ماننے والوں کے نزدیک اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی امن پسندی ہی اِن کو مجبور کئے رہتی ہے کہ یہ کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر ہی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے طرح طرح کی سازشوں کے جال بُنتے رہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دلوں میں مسلمانوں سے بے پناہ بغض اور کینہ رکھتے ہیں جبکہ مسلمان اِن سے کوئی بغض رکھتے ہیں اور نہ ہی اِن سے دنیاوی معاملات میں کسی قسم کا کوئی کینہ .... ہاں البتہ !جہاں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں شرعی احکامات و قوانین اور حدود مقرر ہیں اِس کی مسلمان کسی طور پر خلاف ورزی نہ تو خود کرنے کا سوچ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی اور کو اِس بات کی کبھی اجازت دیں گے کہ کوئی اِس کی خلاف ورزی کرے کیونکہ یہ مسلمانوں کے ایمان کا لازمی جز ہے اور اِسی طرح مسلمان یہ بھی کبھی نہیں چاہیں گے کہ کوئی ہمارے اسلامی قوانین اور اُصولوں اور ضابطوں پر اپنی مرضی کی ترمیم کرے /کرائے یا اِنہیں اپنے یا کسی اور کے مذموم عزائم اور مقاصد کی تکمیل

کے لئے اور اِنہیں استعمال کرنے کے لئے ہم کو کسی بھی قسم کی کوئی رائے دے یا ہم پر کوئی حکم چلائے۔

جس طرح گزشتہ دنوں ویٹی کن سٹی میں 119 ممالک کے سفار تکاروں کے سالانہ خطاب کے دوران عیسائی مذہب کے روحانی پیشوا پاپائے روم پوپ بینیڈکٹ نے اِس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذہب کی مظلومیت کا رونا روتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پاکستان توہین رسالت کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے اپنے ملک میں رائج ناموس رسالت ایکٹ کو فوری طور پر منسوخ کرے جس سے پاکستان میں آباد اقلیتوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اِس موقع پر عیسائیوں کے اِس سب سے بڑے روحانی پیشوا پاپائے روم پوپ بینیڈکٹ نے اپنا موقف کچھ یوں بیان کیا کہ اِس قانون کو عذر بنا کر اقلیتی عیسائی برادری کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے اِس کا کہنا تھا کہ پاکستان ناموسِ رسالت قانون ختم اور آسیہ بی بی کو رہا کرے اور ساتھ ہی مذہب عیسائیت کے ماننے والوں کے روحانی پیشوا پاپائے روم پوپ بینیڈکٹ نے حکومت پاکستان کو زور دیتے ہوئے یہ بات بھی دُہرائی کہ سلمان تاثیر کے قتل کے بعد اسلامی قوانین میں فوری پیش رفت کی اشد ضرورت ہے اور پاکستانی حکومت ملک میں آباد مسیحی برادری کو تحفظ فراہم کرے تاکہ پاکستان میں عیسائی برادری تشدد اور بغیر کسی امتیازی سلوک کے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان میں صرف عیسائی ہی اقلیت میں نہیں رہتے اور بھی دوسرے مذاہب کے ماننے والے یہاں آباد ہیں اور سب اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اپنے معاملات اچھی طرح سے ادا کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں کسی کو کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور اِسی طرح عیسائی مذہب کے ماننے والوں کو بھی اِن کے مذہبی عقائد کی ادائیگی کے سلسلے میں نہ تو پہلے کبھی کوئی پریشان لاحق تھی اور نہ آج اِنہیں اپنی مذہبی عقائد کی ادائیگیوں میں کوئی رکاوٹ ہے تو پھر ویٹی کن سٹی میں 119 ممالک کے سفارتکاروں کے سالانہ خطاب کے دوران عیسائیوں کے بڑے روحانی پیشوا پاپائے پوپ بینیڈکٹ کو بھلا کیا پڑی تھی کہ وہ صرف اپنی مسیحی برادری کی مظلومیت کا رونا یوں روتا کہ جیسے پاکستان میں آباد عیسائیوں کی مذہبی آزادی ختم یا محدود کی جارہی ہے حالانکہ پاکستان میں بسنے والے کسی بھی عیسائی مذہب کے ماننے والے سے پاپائے پوپ بینیڈکٹ اگر خود پوچھے تو یہ اِسے ضرور بتائیں گے کہ پاکستان میں اِنہیں ہر وہ مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے جو امریکا، یورپ اور دنیاکے کسی بھی ملک میں بسنے والے کسی بھی عیسائی کو حاصل ہے۔ مگر اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی پاپائے کٹ کو صرف اپنی برادری ہی پاکستان میں سب سے زیادہ مظلوم نظر آرہی ہے۔

اگرچہ عیسائیوں کے اِس بڑے روحانی پیشوا پاپائے پوپ بینیڈکٹ کی طرف سے آج یہ

کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ اِس نے اُمت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان میں رائج اسلامی قوانین کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ ادا کئے ہوں اور کوئی نیا پاپ کیا ہو بلکہ بینیڈکٹ نے آج دنیا کے 119 ممالک کے سفارت کاروں کے سامنے پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری سے متعلق جس طرح اپنی مظلومیت کا رونا رویا ہے اور حکومتِ پاکستان سے ملک میں رائج اسلامی قوانین میں ترامیم کرانے کے لئے کہا ہے یہ اِس سے قبل بھی کئی مرتبہ اِسی اکڑائی سے حکومت پاکستان پر اپنا ایسا ہی حکم چلا چکا ہے کہ وہ ملک میں آباد مسیحی برادری کو مذہبی آزادی کے حصول کے خاطر پاکستان میں رائج امتیازی اسلامی قوانین میں ترامیم کرے جس کے بعد حکومتی حلقوں نے جب بھی اِسلامی قوانین میں ترامیم کے لئے سر اٹھایا تو ہر مرتبہ الحمداللہ ! پاکستان میں آباد ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کو ماننے والے اور عاشقان مصطفیٰ ﷺ اِس معاملے میں حکومت کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند کھڑے ہوگئے۔اور پھر حکومت کچھ نہ کرسکی اور اِس بار بھی ایسا ہی ہے بلکہ آج تو پاکستان کے مسلمان پہلے سے زیادہ مضبوط و متحد اور منظم ہوکر حکومت کے سامنے اِس کی آنکھ میں آنکھ ڈالے کھڑے ہیں اور یہ حکومت کو اپنے جذبہ ایمانی سے للکار رہے ہیں کہ اگر اِس نے کسی بھی صُورت میں ناموسِ رسالت ﷺ کے قانون میں ترامیم کرنے کی کوشش کی تو یہ اِس کے حق میں بہت بُرا ہوگا۔

ہاں البتہ ! اِس سارے منظر و پس منظر میں اَب یہ تو حقیقت ہے کہ شائد حکومت کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ آچکی ہے کہ کسی کے دباؤ میں آکر ناموسِ رسالت ﷺ میں اگر ترمیم کی گئی تو حکومت کا یہ عمل اِس کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی ملک میں ایک ایسا بھونچال آجائے گا کہ حکومت کو اِس سے جان چھڑانی مشکل ہوجائے گی تب ہی تو ایک تقریب سے خطاب کے دوران ہمارے ملک کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے یہ واضح کردیا کہ ناموسِ رسالت ﷺ ایکٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کررہے ہیں جبکہ اِن کا اِس موقع پر آسیہ بی بی سے متعلق یہ کہنا تھا کہ آسیہ بی بی کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک ہوگا جس کے بعد بعض مذہبی اور سیاسی حلقوں سمیت عوامی سطح پر بھی یہ سوال اُبھر کر سامنے آرہا ہے کہ وزیراعظم کے اِس وعدے اور بات پر چلو بالفرض یقین کرلیا جائے کہ حکومت ناموسِ رسالت ﷺ ایکٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی..... مگر کیا آسیہ بی بی کو اُس قانون کے مطابق سزا دی جائے گی جس کا مطالبہ ملک کے مذہبی اور عوامی حلقے بڑی شدت سے کررہے ہیں...؟ اگر ایسا نہیں تو پھر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے عوام کو آسیہ بی بی کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کے حوالے سے کس قانون کی یقین دہانی کرائی ہے......؟ یہاں میرا یہ کہنا ہے کہ وزیراعظم کیا ہے اچھا ہوتا کہ آپ یہ بھی واضح کردیں کہ آسیہ بی بی کے ساتھ اسلامی قوانین کے مطابق ہی سلوک ہوگا یا کسی اور قانون کے تحت اِس کے ساتھ کوئی سلوک روا رکھا جائے گا.....؟؟؟ تاکہ ملک کے مذہبی حلقے اور عوام آج جس

مخمصے اور الجھن کا شکار ہو گئے ہیں وہ اِس سے نکل سکیں۔

بہر کیف ! آج ملک کی تمام مذہبی جماعتوں نے پاپائے پوپ بینیڈکٹ کے پاکستان میں رائج اسلامی قوانین میں ترامیم سے متعلق کئے جانے مطالبے پر اپنے جس غم و غصے کا اظہار کیا ہے اِسے حکومتِ پاکستان کو بھی اچھی طرح سے سمجھنا چاہئے اور ساتھ ہی حکومتِ پاکستان کی جانب سے لازمی طور پر عیسائیوں کے روحانی پیشوا پاپائے پوپ بینیڈکٹ کو ایسے خطوط لکھے جانے چاہئیں کہ جس میں حکومتِ پاکستان اِسے یہ واضح کرے کہ وہ پاکستان میں رائج کسی بھی اسلامی قوانین میں ترامیم سے متعلق اپنی رائے دینے سے قطعاً اجتناب برتے جس کی جانب سے بار بار ایسے مطالبوں کی وجہ سے پاکستانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچتی ہے اور اُمت مسلمہ بھی مشکل سے دور چار ہو جاتی ہے۔اور ساتھ ہی حکومتِ پاکستان پاپائے پوپ بینیڈکٹ سے یہ بھی ضرور کہے کہ وہ پاکستان اور بالخصوص مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت کرنے سے بھی باز رہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عیسائیوں کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔

اور یہاں آخر میں میرا اپنی حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ یہ کام اگر حکومتِ پاکستان مصالحتوں کا شکار ہو کر (جیسا کہ یہ اکثر و بیشتر ایسے بہت سے معاملات میں ہو جایا کرتی ہے) خود نہیں کرسکتی تو یہ کام ملک کی تمام مذہبی

جماعتوں کو خود کرنے دے وہ باہم متحد اور منظم ہو کر عیسائیوں کے روحانی پیشوا پاپائے
پوپ بینیڈکٹ سے اپنے مذہبی معاملات کے حوالے سے پہنچنے والی ہر ٹھیس کا خود
جواب لے لیں گیں۔اور آئندہ اِسے نہ صرف پاکستان سے متعلق ہی نہیں بلکہ اُمتِ
مسلمہ کے بھی کسی معاملے میں مداخلت کرنے سے روک دیں گیں۔

ملک میں توانائی کا بحران اور ڈاکٹر ثمر مبارک کا عزم مصمم

اے عیاش حکمرانوں اسٹیٹ بینک کی بھی سُنو ! ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری کم ہو گئی ہے..... کیوں ؟؟

اَب یہ بات نہ تو کسی سے ڈھکی چھپی رہی ہے اور نہ ہی ہم کسی سے یہ چھپا سکتے ہیں کہ دنیا کا آٹھواں ایٹمی ملک کہلانے والا ہمارا یہ ملکِ پاکستان حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے آج جن سنگین بحرانوں کی دلدل میں دھنستا چلا جارہا ہے وہ سب کے سامنے ہے مگر یہاں سوچنے کا مقام تو یہ ہے کہ ملک میں معدنیات کی شکل میں موجود قدرتی وسائل کو استعمال میں لاکر آج ہم ہر قسم کے بحرانوں سے نجات بھی حاصل کر سکتے ہیں ایک طرف تو یہ امر انتہائی حوصلہ افزا ضرور ہے کہ اِن بحرانوں سے نکلنا ہمارے لئے کوئی مشکل تو نہیں ہم اپنے ملک میں چھپی اِن نایاب معدنیات کو بروئے کار لاکر اپنے اِن تمام بحرانوں سے جو آج ہمارے ملک کو درپیش ہیں باآسانی نکل بھی سکتے ہیں مگر دوسری طرف افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ شائد ہمارے حکمران ہی اِن بحرانوں سے نہ تو خود ہی نکلنا چاہتے ہیں اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ عوام ہی اِن سے نکل سکے اگرچہ یہ حقیقت پر مبنی ایک ایسا سچ ہے کہ جس کو جھٹلانا خود ہمارے حکمرانوں کے بس میں بھی نہیں رہا کہ وہ بھی کوئی ایسی گول مول بات کرکے

اِس حقیقت کو جھٹلا سکیں کہ ملک میں کسی قسم کا کوئی بحران نہیں ہے اور ہمارے یہاں سب ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے جبکہ حقیقت اِس کے بلکل برعکس ہے اور آج ساری دنیا یہ بات بھی اچھی طرح سے جان چکی ہے کہ اِن دنوں پاکستان کو جہاں اور بہت سے بحرانوں کا سامنہ ہے تو وہیں اِن بحرانوں میں توانائی کا وہ بحران بھی سرِ فہرست ہے جس کی وجہ سے صحیح معنوں میں اِس کی ترقی اور خوشحالی کی راہیں محدود اور ختم ہو کر رہ گئیں ہیں۔

بے شک آج اِس کی وجہ ہمارے حکمرانوں کی وہ ناقص حکمتِ عملی اور فرسودہ منصوبہ بندیاں ہی تو ہیں جنہیں وہ بغیر کسی سنجیدگی کا مظاہر کئے اپنی مرضی سے ہی مرتب کرتے رہے اور آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ملک توانائی کے ایک بڑے بحران سے دوچار ہے اور اَب ملک کو درپیش اِن سنگین بحرانوں سے پوری طرح نبرد آزما ہونے کے لئے بھی ہمارے اِن ہی حکمرانوں کے پاس جو غریبوں کی خون پسینے کی کمائی سے بھرے جانے والے قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں میں مگن ہیں اِن میں کوئی ہمت و طاقت رہ گئی ہے کہ وہ ملک میں توانائی کے بحران پر قابو پا سکیں اور اِن حکمرانوں نے اپنی ظلم و زیادتیوں سے نہ ہی ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کو اِس قابل چھوڑا ہے کہ وہ آگے نکل کر خود سے اپنے کمزور و ناتواں کاندھوں کی مدد سے ہی صحیح یہ اپنے ملک اور قوم کو اِن بحرانوں سے چھٹکارا دلانے کے خاطر اپنے تئیں کچھ کر سکیں اِس موقع پر قوم کی یہ بے بسی

اور لاچارگی دیکھتے ہوئے مجھے یوں کہنے دیجئے کہ آج ملک میں روزافزوں.بڑھتے ہوئے نت نئے بحرانوں کے گرداب میں پھنسی بیچاری پاکستانی قوم اپنے مستقبل سے جہاں خوفزدہ ہے تو وہیں وہ یہ سوچنے پر بھی مجبور ہے کہ ہمارے حکمران ملک کو توانائی سمیت اور دوسرے بحرانوں سے نکالنے کے لئے قدرت کے اُن تمام وسائل کو کیوں.بروئے کار نہیں لارہے ہیں جن کے اَب تک استعمال میں نہ لانے کی وجہ سے ملک معاشی واقتصادی طور پر کمزور سے کمزور تر ہوتا جارہا ہے۔

جبکہ ہماری قوم کااَب بھی یہ خیال ہے کہ "ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے اگر ہمارے حکمران ملک اور قوم کی ترقی وخوشحالی چاہتے ہیں تو وہ اپنے ملک اور قوم کے ساتھ اپنے مخلص ہونے کا ثبوت یوں بھی دے سکتے ہیں کہ وہ قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں کو کم کردیں اور قومی دولت صحیح معنوں میں ملک اور قوم کی تعمیر وترقی کے خاطر زیادہ سے زیادہ خرچ کریں اور ملک کو درپیش توانائی سمیت اور دیگر بحرانوں سے بروقت نکالنے کے لئے سنجیدگی سے ملک میں معدنیات کی صُورت میں موجودِان قدرتی وسائل کو فوری طور پر استعمال میں لانے کی ایسی حکمتِ عملی مرتب کریں کہ جن کی مدد سے ملک کو ان سنگین بحرانوں سے نکلنے میں خاصی مدد ملے سکے جن میں ہمارا ملک جکڑ چکا ہے"۔

تو ایسے میں ملک کو توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے ایٹمی سائنسدان و

ممبر سائنس و ٹیکنالوجی پلاننگ کمیشن آف پاکستان ڈاکٹر ثمر مبارک کا بیان ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے لئے جہاں اُمید کی کرن ثابت ہوا ہے تو وہیں پاکستانی عوام یہ توقع بھی ضرور رکھتی ہے کہ ہمارے حکمران بھی ڈاکٹر ثمر مبارک کی حوصلہ افزائی ضرور کریں گے جس کا اظہار گزشتہ دنوں فیصل آباد میں ایوان صنعت وتجارت میں خطاب کے دوران ڈاکٹر ثمر مبارک نے کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ " ملک میں رینٹل پاور منصوبے صرف ووٹوں کے لئے بنائے جارہے ہیں ایسے بجلی گھر مسئلے کا حل نہیں ہیں اپنے خطاب کے دوران ڈاکٹر ثمر مبارک نے یہ واضح کیا کہ غیر ملکی ماہرین ہمیں الجھا کر ہمیں ہمارے وسائل سے دور کرنا چاہتے ہیں اور اِس موقع پر کسی کا نام لئے بغیر اُنھوں نے کہا کہ ملکی معیشت کو مضبوط بنانے کے لئے کاغذی کاروائیوں سے ہر صُورت میں باہر نکلنا ہوگا اور ڈاکٹر ثمر مبارک نے ملک میں توانائی کے بحران کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصی طور پر کہا کہ ملک سے توانائی کا بحران مستقل طور پر ختم کرنے کے لئے سندھ میں تھرپارکر کے مقام پر موجود معدنی کوئلے کے وسیع ذخائر سے گیس پیدا کرکے اِسے یقیناً سستی بجلی بنانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اُنھوں نے کہا کہ ایک اندازے کے مطابق اِسی مقام پر 96 سو مربع میٹر کے علاقے تک زیرزمین کوئلے کے جو ذخائر موجود ہیں وہ دنیا کے سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والے ممالک سے بھی ایک سوگنا زیادہ توانائی فراہم کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوسکتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ سلفر سے پاک اِس کوئلے سے گیس ،ڈیزل و

بجلی بھی پیدا کرکے ہم اپنے ملک کی صنعتوں کا پہیہ رواں دواں رکھ سکتے ہیں لہٰذا اِس جذبہ حُب الوطنی کے تحت اِس منصوبے پر مارچ کے مہینے سے کام شروع کردیا جائے گا جس کے لئے نوے فیصد مشینری پاکستان ہی میں دستیاب ہے اوراِس منصوبے کے آغاز سے ہی ہمارے ملک کے بجلی کے صارفین کو 2 سے 4روپے فی یونٹ بجلی پڑے گی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ آج رینٹل پاور منصوبے سے 18روپے فی یونٹ کی بجلی ہماری صنعتیں ہرگز برداشت نہیں کرسکتیں ہیں۔اوراِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اِس موقع پر یہ بات بھی انتہائی افسوس کے ساتھ دُہرائی کہ ہمارے ہاں تمام اچھے منصوبوں کی پلاننگ صرف فائلوں تک ہی محدود رہتی ہے اگراِن منصوبوں کی پلاننگ پر اُسی طرح عملدرآمد شروع کردیا جائے جس طرح منصوبے بنائے جاتے ہیں تو ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوجائیں ہاں البتہ ! اُنھوں نے اپنے خطاب میں حکومت سے یہ پُرزور مطالبہ کیا کہ اگر ملکی قُدرتی وسائل کو باہر نکالنے کا کام اپنے ہی ملک کے سائنس دانوں و ماہرین کے سُپرد کردیا جائے تو وہ ملک کی تقدیر بدل سکتے ہیں اِس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنے ہی ملک کے سینئر سائنس دانوں کو "روڈمیپ" بنانے دے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اِس سے بھرپور استفادہ حاصل کرسکیں اور ساتھ ہی ڈاکٹر ثمر مبارک نے اپنے خطاب میں بلوچستان کے حوالے سے یہاں موجود معدنیات کا ذکر کرتے ہوئے حکومت کو مخاطب کرکے برملا کہا کہ بلوچستان میں تانبے اور سونے کے ذخائر کو نکالنے کا کام بھی مقامی سطح پر کیا جائے تو جس کے آغاز میں ہی ہمارے ملک

کو لاکھوں ڈالر مالیت کا سونا اور تانبا حاصل ہوگا جس سے ہم اپنی تیزی سے گرتی ہوئی ملکی معیشت کو سہارا دے کر اِسے مستحکم کر سکیں گے اور اپنی معیشت کا پہیہ چلا کر ملک اور قوم کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کر سکیں گے۔

اِس پر اَب دیکھتے یہ ہیں کہ ڈاکٹر ثمر مبارک کی اِس کُھلی آفر کا جواب حکومت کس پیرائے میں دیتی ہے کیونکہ اَب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام حقائق کو دیکھنے، پرکھنے اور جاننے کے بعد ملک اور قوم کے بہتر مفادات میں کیا فیصلہ کرتی ہے ڈاکٹر ثمر مبارک کے عزمِ مُصمم کو سراہتی ہے یا اِسے کوئی جذباتی پیشکش سمجھ کر ٹھوکر مار کر وہی کچھ کرتی ہے جس کی یہ اغیار سے پہلے ہی اِملا لے چکی ہے اور ملک اور قوم کو اغیار کے ہاتھوں گروی کر دیتی ہے اور اپنوں کو ٹھکرا کر دوسروں کو اپنی ملکی دولت لوٹنے اور کھانے کا موقع فراہم کر دیتی ہے بلکل ایسے ہی جیسے ہمارے سابقہ حکمران کیا کرتے تھے۔

بہرکیف ! ایک دوسری خبر جو ہمارے حکمرانوں کے لئے نوشتہ دیوار ہے جس سے ہمارے عیاش پسند حکمرانوں کو فوراً ہوش کے ناخن لینے ہوں گے ورنہ آنے والے دنوں میں قومی خزانہ خالی ہوجائے گا اور پھر کوئی اِن کی عیاشیوں کے لئے اِن کے ہاتھوں پر امداد اور قرض کی صُورت میں ایک ڈھیلا بھی رکھنے کو تیار نہ ہوگا اِس لئے حکمرانوں ذرا سوچو، سمجھو اور ڈرو کہ اسٹیٹ بینک کی اِس

رپورٹ سے اور اِن اعداد وشمار سے جو اِس نے اپنی مالی سال کی پہلی ششماہی رپورٹ میں تحریر کئے ہیں جس کے مطابق جولائی سے دسمبر 2010 کے دوران پاکستان میں واضح طور پر غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی جاری ہے اور اسٹیٹ بینک کا یہ کہنا ہے کہ اِس عرصے کے دوران غیر ملکی سرمایہ کاروں نے پاکستانی حکمرانوں کی اپنے ہی ملک کے لئے غیر تسلی بخش کارکردگی کو دیکھتے ہوئے پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے میں کوئی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا جس کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاری میں 14 کروڑ ڈالر کی کمی کے بعد یہ کروڑ 85 لاکھ ڈالر کی سطح پر آ گئی نہ صرف یہ بلکہ اسٹیٹ بینک نے اپنی رپورٹ میں 823 یہ بھی لکھاہے کہ اِس دوران غیر ملکی سرمایہ کاروں نے اسٹاک مارکیٹ سے بھی 25 فیصد اپنا سرمایہ نکال لیا اور اُنہوں نے اِس سارے عرصے کے دوران صرف 23 کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے اسٹیٹ بینک کی جانب سے جاری اِن اعداد وشمار کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارا ملک حکمرانوں کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے کس راہ پر چل نکلا ہے جہاں سوائے اندھیرے کے اور کچھ نہیں ہے مگر پھر بھی ہمیں یہ اُمید ضرور رکھنی چاہئے ہے کہ ہمیں اِس اندھیرے سے نجات دلانے کے لئے کوئی نہ کوئی روشنی کی ننھی سی کرن کہیں سے ضرور نمودار ہوگی جو ملک کو اندھیرے سے نجات دلا کر ایسا اُجالا ہمیں ضرور نصیب کردے گی جس کی تلاش میں ہم برسوں سے سرگرداں ہیں۔

ترقیاتی بجٹ سے 100 ارب کی کمی.. کیوں...؟؟امریکی اخبار کا انکشاف

حکمرانوں کی عیاشیاں ننگا بھوکا اور کنگلا پاکستان.......امریکی امداد لینے والا پاکستان دنیا کا دوسرا ملک بن گیا ہے

پارلیمنٹرینز کے بیرونِ ملک دوروں پر عائد پابندی کا خاتمہ... حیرت ہے

آج یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ملک میں برسرِ اقتدار رہنے والی ملک کی ایک بڑی عوامی پارٹی کے حکمرانوں نے قومی خزانے سے اپنے ذاتی مفادات اور مقاصد کے لئے استعمال میں ہونے اخراجات کو کم کرنے کے بجائے الٹا ملک کے پبلک سیکٹر کے ترقیاتی بجٹ میں 100 ارب روپے کی کٹوتی کا اعلان کرکے ملک میں آئندہ ترقیاتی منصوبوں کی مد میں ہونے والے اخراجات کو کم کرکے ملک میں ترقی اور خوشحالی کی راہیں بند کردی ہیں اِس ظالمانہ حکومتی منصوبے کے اعلان کے ساتھ ہی ملک کے سترہ کروڑ عوام میں جہاں بے چینی اور غم وغصے کی لہر پیدا ہوگئی ہے تو وہیں اَب وہ یہ بھی سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ اِنہیں اَب تک جو سہولیات زندگی میسر تھیں شائد آئندہ دنوں میں یہ اُن سے بھی محروم ہوجائیں کیونکہ جس طرح گزشتہ دنوں وفاق ایوان ہائے صنعت وتجارت میں بزنس کمیونٹی سے خطاب کے دوران وفاقی وزیر خزانہ عبدالحفیظ شیخ یہ واضح کرچکے ہیں کہ وفاقی حکومت نے اخراجات میں کمی کے نام پر پبلک سیکٹر

ڈیولپمنٹ پروگرام کے ترقیاتی بجٹ میں 100 ارب روپے کی کٹوتی کردی ہے جس سے ملک میں جاری اور آنے والے دنوں میں ہونے والے تمام ترقیاتی منصوبے روک دیئے گئے ہیں اِس موقع پر اُنھوں نے یہ بھی برملا کہا کہ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام پی ایس ڈی پی) کی مد میں مختص 280 ارب روپے کا بجٹ کم ہو کر اَب صرف 180) ارب روپے کا رہ گیا اگر اِس کے باوجود بھی ملک کے معاشی اور اقتصادی حالات بہتر نہ ہوئے تو آنے والے دنوں میں اِس میں یقینی طور پر مزید کمی متوقع ہے یہاں اس منظر اور پس منظر میں میرا خیال یہ ہے کہ اِس ظالمانہ حکومتی اقدام کے بعد اَب کیا رہ جاتا ہے......؟؟ کہ ملک کی مفلوک الحال عوام اِن حکمرانوں سے کسی اچھے کی اُمید باندھے رکھیں جنھوں نے اپنی عیاشیوں میں تو کوئی کمی نہ کی بلکہ اُنہوں نے اپنے اُلٹے سیدھے اخراجات میں کمی کرنے کے بجائے اُلٹا عوام کی فلاح و بہبود کے لئے مختص 280 ارب روپے کے بجٹ میں سے یکدمبش قلم 100 ارب روپے کم کرکے اپنے ہی ملک کے سترہ کروڑ لاچار اور پریشان حال عوام کو مسائل کی دلدل میں مزید دھکیلنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ امر قرار واقع ہے کہ اِس انتہائی ظالمانہ حکومتی اقدام کا براہ راست نشانہ عوام ہی بنیں گے جو آئندہ دنوں میں توانائی سمیت خوراک ، صحت ، تعلیم ، پینے کے لئے صاف پانی اور سفر جیسی اپنی بنیادی سہولتوں سے بھی ہر صُورت

میں محروم ہو کر رہ جائیں گے جس سے اِن کا معیار زندگی بھی بری طرح سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور اِس طرح اِس انتہائی ظالمانہ حکومتی اقدام سے جہاں عوام مرنے جینے پر مجبور ہوں گے تو وہیں اِن حالات میں ملک میں عوامی اور ملک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی ومذہبی اور سماجی تنظیموں اور جماعتوں کی سطح پر بھی حکومت مخالف کئی تحریکیں جنم لیں گی اور ملک میں ایک افرا تفریح کا عالم برپا ہو جائے گا جس سے پوری طرح سے نمٹنا اور حالات کو کنٹرول کرنا خود حکومت کے بس میں بھی نہ ہو گا لہذا اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت عوامی اور سیاسی سطح پر اپنے اِس ظالمانہ اقدام کے باعث مخالفین کی تعداد میں اضافہ کرنے اور خود کو تنگی تنقیدوں سے بچائے رکھنے کے لئے اپنے اِس اعلان کو فی الفور واپس لے جس کے تحت حکومت نے پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام سے 100 ارب روپے کی کٹوتی کرنے کا منصوبہ بنا کر یہ اعلان کیا ہے۔

جبکہ دوسری طرف ملک کی اِس ساری خراب ترین صُورتِ حال کے حوالے سے ایک امریکی اخبار "وال اسٹریٹ جرنل" نے اپنے یہاں ایک سنسنی خیز رپورٹ میں اِس بات کا انکشاف کیا ہے کہ "موجودہ حالات میں پاکستان امریکا سے سب سے زیادہ اقتصادی اور ترقیاتی امداد وصول کرنے والا دنیا کا دوسرا ملک ہے جس پر امریکیوں کو یہ شدید تشویش لاحق ہے کہ پاکستان میں موجود مقامی گروپ اِن فنڈز کو مناسب استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں اور نہ ہی یہ لوگ کسی

بھی امریکی امداد کو عوامی فلاح و بہبود کے مقاصد کے لئے اُس طرح سے استعمال کر رہے ہیں جس کے وعدے پر امریکا اِن کو امداد دیتا ہے اِس امریکی اخبار نے اپنی رپورٹ میں جو انکشاف کیا ہے وہ بڑی حد تک ایک طرح سے درست بھی معلوم دیتا ہے کہ پاکستان امریکی امداد وصول کرنے والا دنیا کا دوسرا ملک ہو سکتا ہے مگر اِس بات پر یقین بھی تو نہیں کیا جاسکتا کہ اِس اخبار نے جو انکشاف کیا ہے وہ سو فیصد ٹھیک بھی ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اِس نے یہ انکشاف پاکستان کو کسی ذہنی دباؤ میں لینے اور کئی دوسرے امریکی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی کیا ہو مگر دوسری بات تو اِس اخبار کی بالکل درست ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اَب تک امریکا سے جتنی بھی امداد لی ہے اُسے اُس طرح عوام کی فلاح و بہبود کے خاطر قطعاً استعمال نہیں کیا جس کا یہ امریکا سے وعدہ کرکے وصول کیا کرتے ہیں بہر حال کچھ بھی ہے امریکی اخبار نے اپنے لحاظ سے جو رپورٹ شائع کی ہے اِس سے ہمارے حکمرانوں کو ضرور اختلاف ہو سکتا ہے مگر شائد سارے پاکستانیوں کو ضروری نہیں کہ اس سے کوئی اختلاف ہو۔

اِدھر بیشک روزِ اول سے ہی ہر پاکستانی اِس بات کا برملا اظہار کرتا آ رہا ہے کہ ہماری عظمتوں کی سرزمین پاکستان ہے اور ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک اِس کی تعمیر و ترقی اور اِس کی خوشحالی اور استحکام کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ماضی میں جس کے لئے ہر فرد نے

اپنے تئیں اپنا کوئی نہ کوئی کردار ادا بھی کیا ہے جس کا بین ثبوت ایک اُس کُھلی حقیقت کی طرح سے ہے کہ جس کو کسی بھی صُورت میں جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے کہ ہمارے ملکِ پاکستان نے گزشتہ 63 سالوں کے دوران جیسے تیسے اپنی جتنی بھی ترقی اور خوشحالی کی راہیں طے کیں اور اِسے اِس مقام تک پہنچنے کے لئے جہاں آج یہ کھڑا ہے اِسے کن مشکلات اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے آج اِس سے نہ صرف ہم بلکہ ساری دنیا بھی خُوب واقف ہے کہ ہم نے اپنے انتہائی قلیل وسائل کے باوجود جتنی بھی ترقی کی ہے اِس میں خالصتاً ہم پاکستانیوں کی جدوجہد اور محنت شامل ہے اور ساتھ ہی اِس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ یہ پاکستانیوں کی اُس عظیم محنت اور لگن کا ہی ثمر ہے کہ آج پاکستان جیسے دنیاکے ایک انتہائی غریب اور اپنے انتہائی قلیل وسائل رکھنے والے ملک کو اِس موجودہ جدید اور سائنسی صدی میں بھی دنیاکے آٹھویں اور اسلامی ممالک میں پہلے ایٹمی ملک ہونے کا جو شرفِ عظیم حاصل ہوا ہے یقیناً اِسے اِس مقام تک پہنچانے میں ہمارے اُن اکابرین کا بھی بڑااہم کردار شاملِ حال رہا ہے جو دنیا کی اِس عظیم دھرتی کو اُوجِ ثریا تک لے جانے کا عزمِ عظیم کئے ہوئے تھے اور آج اُن کی اُن عظیم کاوشوں اور جدوجہد کی ہی بدولت ہمارے مُلکِ پاکستان کو اتنا عظیم مقام حاصل ہوگیا ہے کہ ہمارا یہ عظیم ملک عظمتوں کی سرزمین کہلانے کے قابل ہے اوراِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے ! کہ جب سے ہمارا ملک ایٹمی طاقت سے ہمکنار ہوا ہے اوراِسی طرح یہ دنیاکے عظیم

ایٹمی وسائل سے مالامال ہوا ہے تو الحمدُللہ ! تب سے اِس کے دُشمنوں کو اِس کی جانب نہ تو کبھی کسی بھی میلی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت ہوئی ہے اور نہ ہی اَب وہ کبھی اِس کی جانب اپنے غلط ارادوں سے دیکھ ہی سکیں گے۔

مگر آج موجودہ حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندیوں اور ملک میں رائج انتہائی ناکارہ نظام کو دیکھتے ہوئے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج اپنے اِس کہنے کی "ہماری عظمتوں کی سرزمین پاکستان ہے "اِس کی کوئی لاج رکھنے اور اِسے عملی طور پر مزید ترقی اور خوشحالی کی راہ سے ہمکنار کرنے اور کرانے جیسے عزمِ عظیم سے سرشار کوئی کہیں سے بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ سب اپنی اپنی گز بھر کی زبان سے لوگوں کو اپنے خالی دعوؤں اور وعدوں کی گھٹی کے مزے دے رہے ہیں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن رہنماؤں کا یہ بے حسی کا رویہ نہ صرف ہم پاکستانیوں کے لئے ایک المیہ ہے بلکہ دنیا کے اُن ممالک کے لئے بھی سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ جو پاکستان کی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لئے وقتاً فوقتاً پاکستان کو امداد اور قرضوں کی صُورت میں رقم مہیا کرتے رہتے ہیں۔

اَب اِسے حکومتی گورکھ دھندہ نہیں کہا جائے گا تو پھر آپ خود ہی یہ بتایئے کہ اِسے کیا کہا جائے....؟ کہ ایک طرف تو ملک کی ابتر معاشی و اقتصادی حالت

کے باعث ہمارے حکمران پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام سے 100 ارب روپے کی کٹوتی کر رہے ہیں تو دوسری طرف یہی حکمرانوں نے آٹھ ماہ قبل ملک کی مخدوش معاشی صُورتحال کی وجہ سے پالیمنٹریز سمیت وفاقی وزراکے غیر ملکی دوروں پر جو پابندی عائد کی تھی وہ بھی خاموشی سے اَب خود ہی ہمارے اِن ہی حکمرانوں نے ختم کردی ہے جس کے بعد پارلیمنٹیرز میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے اور اِس پابندی کے اٹھا جانے کے بعد اِس کا سب سے پہلے جس نے بھرپور فائدہ اُٹھایا وہ اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا ہیں جن سے متعلق ایک خبر یہ ہے کہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا اَب اپنے لندن اور ابو ظہبی کے دوروں سے واپسی کے بعد سری لنکا بھی پہنچ گئی جہاں اَب وہ سرکاری اور اسپانسرڈ کے خرچ پر آزادی سے گھوم پھر کے گیں اور یوں وہ تمام مقاصد بھی پورے کرلیں گیں جس کے لئے اُنھوں نے یہ غیر ملکی دورے کئے ہیں۔

اگرچہ کچھ ذرائع پارلیمنٹریز کے غیر ملکی دوروں پر سے عائد پابندی اُٹھا جانے کے حکومتی فیصلے کے حوالے سے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ملک کی بدتر معاشی و اقتصادی صُورتِ حال کے باوجود بھی حکومت میں شامل (ماسوائے چند ایک کو چھوڑ کر) اکثر اتحادی جماعتیں پارلیمانی سطح پر غیر ملکی دوروں کی اجازت کے لئے اصرار کیا کرتی تھی جو اپنے اِس مؤقف پر متحد بھی رہی تھیں جس کی وجہ سے حکومت کو خاموشی سے اپنا یہ فیصلہ کرنا پڑا ہے اُدھر جس روز پالیمنٹریز

کے غیر ملکی دوروں پر سے پابندی اٹھائی گئی اُسی روز صدر آصف علی زرداری سے 24 گھنٹوں کے دوران وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے دو بار ملاقاتیں بھی کیں کہا جاتا ہے کہ اِن ملاقاتوں میں ملک کو درپیش سیاسی اور معاشی صُورت حال کے حوالوں سے خصوصی طور پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا وہیں یہ پابندی اٹھائے جانے کا بھی فیصلہ کیا گیا اور اِس کے ساتھ ہی ایک خبر یہ بھی ہے کہ اِس دن صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی کور کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ملک کو درپیش سیاسی اور معاشی مسائل کے حل کے لئے سیاسی اور معاشی ایجنڈے پر اتفاق رائے موجودہ حکومت کی پالیسی کا اہم حصہ ہے اور ہماری حکومت سیاسی اور اقتصادی مسائل کو اتفاق رائے سے حل کرنا چاہتی ہے اور پھر اِس کے بعد یہ ہوا کہ حکومت نے خود ہی ملک کو معاشی مسائل کا حل پالیمنٹرینز کے غیر ملکی دوروں پر عائد پابندی اٹھا کر اور پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام سے 100 روپے کی کٹوتی کا منصوبہ تیار کر کے نکال لیا۔

اَب سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ پالیمنٹرینز پر غیر ملکی دوروں پر عائد پابندی اُٹھانے سے ملک میں معاشی مشکلات میں اضافہ ہوگا یا کمی یہ بات اَب کوئی ہمارے اِن صدر مملکت آصف علی زرداری کو جو غضب کی فہم وفراست رکھتے ہیں سمجھائے اور ہمارے اُن مصالحت پسند وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی

علم میں بھی یہ بات لائے کہ اِن کے اِس اقدام سے ملک کو کیا فائدہ حاصل ہوگا.....؟؟ جو اُنھوں نے آٹھ ماہ قبل ملک کی مخدوش معاشی صُورت حال کی وجہ سے پالیمنٹریز سمیت وفاقی وزرا کے غیر ملکی دوروں پر پابندی عائد کر رکھی تھی اور پھر خود ہی اِن لوگوں نے یہ پابندی اٹھا بھی لی ہے اور اِس پر ظلم یہ کہ پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام سے 100 ارب روپے کی کٹوتی کا حکومتی اعلان کسی بھی لحاظ سے نہ تو عوام کے حق میں ہے اور نہ ہی یہ حکومتی اقدام ملک کے بہتر مفادات میں ہے۔ میرا اپنے حکمرانوں کو یہ مشورہ ہے کہ اِنہیں یہ چاہئے کہ وہ آنکھ بند کرکے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اِس کے بارے میں اچھی طرح سے سوچ سمجھ لیں کہ اِن کے کسی بھی فیصلے سے عوام اِس سے نفسیاتی طور پر کتنے متاثر ہوں گے اور اِن پر کتنا معاشی بوجھ پڑے گا تو پھر کوئی فیصلہ کریں ورنہ پھر وہ اپنے اِن ہی عوام دشمن اُلٹے سیدھے اعلانات اور منصوبوں کی وجہ سے تنگی تنقیدوں کا نشانہ بنتے رہیں گے جیسے یہ اِن دنوں بُ ری طرح سے اِس کی زد میں ہیں۔

آہ

اُٹھ اُمتِ مُسلّمہ...اُٹھ... اَب یہ تیری غیرت کا مقام ہے.....
مسجدِ اقصیٰ کے قریب اسرائیلیوں نے متنازع سُرنگ مکمل کر لی....
اِسرائیل کی ہٹ دھرمی اور اُمتِ مُسلّمہ کی معنی خیز خاموشی.....؟؟
آہ !آج اُمتِ مُسلّمہ سورۃ مائدہ کی ۲۸ ویں آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ" تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ یہود اور مشرکین کو پاؤگے "جس میں میرے ربِ کائنات اللہ رب العزت نے واضح طور پر اہلِ ایمان کو خبردار کرتے ہوئے بتا دیا ہے کہ یہود اور مشرکین کبھی بھی اہلِ ایمان کے اچھے دوست ثابت نہیں ہو سکتے مگر اِس کے باوجود بھی اُمتِ مُسلّمہ خدا جانے کیوں نہیں اَب تک اِس آیتِ قرآنی کے معنی و مفہوم کو سمجھ نہیں پارہی ہے....؟؟ جبکہ دوسری طرف عالم یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی مسلم اُمہ اپنے وقتی سیاسی اور اقتصادی فوائد کے حصول کے خاطر اُلٹا آنکھ بند کئے اِن ہی یہود اور مشرکین سے دوستانہ مراسم بڑھانے اور خیر سگالی جیسے رابطوں کو قائم کرنے کے لئے مصروفِ عمل دکھائی دیتی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اِس کی یہی کوشش آج اِس کی مسلسل تنزلی اور پستی کا باعث بنی ہوئی ہے یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اَب

تو کبھی کبھی مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی ابتر حالتِ زار کو دیکھتے ہوئے بڑا افسوس ہوتا ہے اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ستاون کروڑ ہونے کے باوجود بھی یہ یہودیوں اور مشرکین سے مار کھائے جا رہے ہیں مگر پھر بھی اِن کی آنکھ نہیں کھلتی ہے کہ اَب سنبھل جائیں اور پستی اور اپنے رسوائی سے نکل کر اِن دوست نما یہود اور مشرکین سے ڈٹ کر مقابلہ کریں جنھوں نے اِن کو ہر لحاظ سے تباہ وہ برباد کرکے رکھ دیا ہے ایسے میں ایک خیال یہ بھی آتا ہے کہ آخر مسلمانوں میں ایسی بھی کیا خامی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ مٹھی بھر یہودیوں سے اپنا استحصال کرا کر بھی خاموش بیٹھے ہوئے ہیں آج اِسی اُمتِ مُسلّمہ میں سے وہ مسلمان کہاں چلے گئے اور اِن کی وہ غیرت کہاں چلی گئی جو اپنا سب کچھ لُٹا کر بھی یہود اور مشرکین سے مصالحت کو تیار نہیں رہے اور جو اپنا ہر بڑے سے بڑا نقصان برداشت کرکے بھی اپنی آخری سانسوں تک احکام شریعت پر قائم رہے اور دنیا میں امر ہوگئے اور آج ایک ہم ہیں کہ یہود اور مشرکین کے ہی چھوڑے ہوئے شوشہ روشن خیالی کی بنیاد پر اِنہیں گلے لگانے کو اپنا کوئی عظیم طُرّہ قرار دے رہے ہیں۔اور فخریہ طور پر یہودیوں اور مشرکین سے اپنے تعلقات کے گُن گاتے نہیں تھک رہے ہیں۔اِس کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنے میں سراسر ہمارا ہی گھاٹہ ہے۔ جبکہ ہم یہ بات بھی آج اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہود اور مشرکین ہی مسلم ممالک کی معیشت کے بڑے دُشمن ہیں اور اِس حقیقت سے بھی کوئی مسلمان قطعاً

انکار نہیں کرسکتا کہ مسلم ممالک میں آج جتنے بھی معاشی و اقتصادی اور سیاسی بحران پیدا ہو رہے ہیں اِن سب کے پس پردہ اِن ہی یہودیوں اور مشرکین کی ہی کارستانیاں کارفرما ہیں اور یہی مسلم اُمہ کو اپنی خفیہ و اعلانیہ مکروفریب اور سازشوں سے تباہی کے دہانے تک پہنچا رہے ہیں اہلِ دانش کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں جب بھی فتنہ دجال پیدا ہوگا تو وہ بھی اِن ہی یہودیوں اور مشرکین میں سے ہوگا۔

جبکہ اُدھر دنیا بھر میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئے آبادی اور اعداد و شمار کے لئے امریکی تھک ٹینک، پیو فورم آن ریلیجن اینڈ پبلک لائف اور محققین کے مطابق جو ایک تازہ ترین رپورٹ سامنے آئی ہے اِس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کا ہر چوتھا شخص مسلمان ہے یوں مسلمانوں کی اِس قدر تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد یہود و مشرکین کے نزدیک جہاں باعث حیرت ہے تو وہیں یہ رپورٹ اِن کے لئے کے سخت تشویش اور دردِ سر کا بھی باعث بنی ہوئی ہے جس سے متعلق خود اِن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اِس رپورٹ کی تیاری میں مردم شماری رپورٹس، ڈیموگرافک اسٹیڈیز اور دنیا بھر کی آبادی کے عام سروے جیسے پندرہ سو یا اِس بھی زائد ماخذ سے بھرپور استفادہ کیا گیا جس کے بعد بھی اِس رپورٹ کی تیاری میں لگ بھگ کوئی تین برس کا عرصہ لگا ہے اِس لحاظ سے اِن لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِس دوران کم و بیش دو سو بتیس ممالک اور علاقوں سے مردم شماری

کی گئی اِس کی روشنی میں مسلمانوں کی آبادی اور اعداد و شمار کے حوالوں سے جو فیگرز سامنے آئی ہیں اِس کے مطابق اِس وقت عیسائیت کے بعد مذہبی اعتبار سے مسلمان جو ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر ایمان رکھتے ہیں وہ دنیا بھر میں ایک ارب ستاون کروڑ کی تعداد کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہیں جن کی موجودہ تعداد کا ساٹھ فیصد حصہ بّرِاعظم ایشیا میں ہے اور اِن کی کُل آبادی کی تعداد کا 20 فیصد مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں رہتا ہے جبکہ اِسی طرح اعداد و شمار کے مطابق اِس وقت جرمنی میں لبنان سے بھی زیادہ مسلمان بستے ہیں اور روس سے متعلق اِس رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ روس جیسے ملک کی آبادی میں بھی مسلمان بڑی تعداد میں ہیں یہاں مسلمانوں کی تعداد لیبیا اور ایران کے مسلمانوں کی مجموعی تعداد سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اِسی طرح دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کی آبادی اور اعداد و شمار جمع کرنے والے ایک انتہائی سنئیر محقیق مسٹر برائن گرم کا یہ کہنا ہے کہ آج نہ صرف اِن کے ہی نزدیک بلکہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے بھی یقیناً اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کا ہونا حیرانگی اور سخت تشویش کا باعث ہے اِن کا کہنا ہے کہ " مسلمانوں کی کُل تعداد میرے اندازوں سے کہیں زیادہ ہے جو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے پریشانی کا باعث بن سکتی ہے اُنھوں نے دنیا اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو آگاہ کرتے ہوئے یہ انکشاف

کیا کہ آج دنیا کے جن ممالک میں زیادہ مسلمان آباد ہیں اُن میں انڈونیشیا، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور مصر شامل ہیں اِن کی سیاسی، مذہبی، معاشی و اقتصادی اور اخلاقی معمولات زندگی پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے یہاں میرا خیال ہے کہ اِس کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے خود کو سنبھالنا ہوگا تاکہ یہود و مشرکین کی کس نئی سازش کا اثر اِن پر نہ ہونے پائے جبکہ اُدھر اِس حوالے سے ایک حالیہ شائع ہونے والی رپورٹ میں واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ ایتھوپیا اور افغانستان میں مسلمانوں کی تعداد قریباً برابر ہے جس میں یہ بھی تحریر ہے کہ 3 سو ملین مسلمان اِن ممالک میں رہتے ہیں جہاں اسلام اکثریتی مذہب نہیں ہے پرنٹس یونیورسٹی میں سیاسیات کے پروفیسر امانی جمال نے ایک موقع پر دنیا پر یہ واضح کیا ہے کہ "یہ خیال کہ مسلمان عرب ہیں یا عرب ہی مسلمان ہیں یہ یکدم غلط مفروضہ ہے"۔اور اِس کے ساتھ ہی اِس رپورٹ میں دنیا کو یہ بھی بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی کُل آبادی سے 87 سے 90 فیصد مسلمان سُنی العقیدہ ہیں جبکہ صرف 10 سے 13 فیصد شیعہ العقیدہ مسلمان ہیں جن میں سے بھی زیادہ تر ایران، عراق، پاکستان اور بھارت میں رہائش پذیر ہیں جبکہ برِاعظم یورپ میں تین کروڑ اڑتیں لاکھ مسلمان آباد ہیں جو کہ یورپ کی کُل آبادی کا صرف 5 فیصد ہیں جبکہ اِسی طرح برّاعظم امریکہ میں رہنے والے 46 لاکھ مسلمانوں میں نصف سے زائد ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں رہتے ہیں تاہم اِن سے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ

امریکہ کی آبادی کے ایک فیصد سے بھی کم ہیں۔ان اعداد و شمار کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا دُرست ہوگا کہ دنیا میں مسلمانوں نے کسی اور میدان میں ترقی کی ہو یا نہ کی ہو مگر تیزی سے اپنی آبادی بڑھانے کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے وہ نہ صرف قابلِ تعریف ہے بلکہ لائق تحسین وافتخار بھی ہے کہ آج یہود و مشرکین کو اِن کی بڑھتی ہوئی آبادی سے ہی پریشانی لاحق ہو گئی ہے اور اِن پر لرزہ طاری ہے مگر اَب بھی ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مسلمان اپنی آبادی بڑھانے کے ساتھ ساتھ یہود و مشرکین سے اپنا وہ تعلیمی میراث اور ورثہ بھی چھین لیں جس کو اٹھا کر یہ لے گئے تھے اور جس سے اِنہوں نے مسلمانوں کو محروم رکھ کر اِن کو اپنا محکوم بنا رکھا ہے۔

بہرحال ! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ دنیا میں اتنی بڑی تعداد رکھنے کے باوجود بھی مسلمان مٹھی بھر اسرائیلی یہودیوں اور مشرکین کے غاصبانہ مظالم سے اپنے فلسطینی مسلمان بھائیوں کو نہیں چھڑا سکے ہیں حد تو یہ ہے کہ فلسطینی عوام غاصب صہونی ریاست اسرائیل کے ناپاک وجود کے قیام 14 مئی 1948 کے دن یعنی" یوم نکبہ" کو ایک بہت بڑی تباہی قرار دیتے ہیں کیونکہ تب سے ہی صہونی ریاست اسرائیل کے کمبختوں نے ہمارے فلسطینی مسلمان بھائیوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے اور آج دنیا بھر کے مسلمان اِن یہودیوں اور مشرکین کے چُنگل سے اپنے مظلوم فلسطینی مسلمان بھائیوں کی جان بخشی کے لئے کچھ کرنے

سے بھی قاصر ہیں جبکہ نہ صرف فلسطینیوں کے لئے بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی یہ ایک فکر انگیز خبر ہے کہ "اسرائیلی ماہرین آثارِ قدیمہ نے مسجد اقصیٰ کے قریب اُس متنازعہ سُرنگ کی تعمیر مکمل کرلی ہے جس کی تعمیر ایک عرصہ سے جاری تھی جو فلسطینیوں سمیت ساری دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک خلافِ ضابطہ تھی جس کی تعمیر سے متعلق گزشتہ دنوں اسرائیلی ماہرین آثارِ قدیمہ اور اسرائیلی ذرائع ابلاغ نے اسرائیلی اینٹکوٹیز اتھارٹی کے ترجمان کے حوالے سے کہاہے کہ مسجد اقصیٰ کے صحن کے جنوب اور پرانے شہر کی مغربی دیوار سے شروع ہونے والی 600 میٹر طویل سُرنگ پر تعمیراتی کام اَب مکمل ہوگیا ہے یہ سُرنگ دوسرے ٹمپل پیرڈ میں شہر کا سیلابی پانی نکالنے کے لئے کثیر رقم سے کھودی گئی تھی تاہم اَب اِس سے گند وغلاظت صاف کرکے دوبارہ استعمال کے قابل بنا دیا گیا ہے جبکہ اِس متنازع سُرنگ کی تعمیر کے خلاف فلسطینیوں نے اپنا احتجاج جاری رکھا ہوا ہے اِن کا واضح مؤقف یہ ہے کہ اِس متنازع سُرنگ کی تعمیر سے مسجدِ اقصیٰ کی بنیادیں کمزور ہوجائیں گی جس سے نہ صرف مسجد اقصیٰ کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے بلکہ اِس سے گزرنے والے سیلابی پانی سے فلسطینیوں کے علاقوں کو بھی ڈوب جانے اور جانی و مالی نقصان کا اندیشہ ہے اِس ساری صُورتِ حال میں اَب ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مسلم اُمہّ کسی مصالحت کا شکار ہوئے بغیر اپنے باہمی اتحاد اور اتفاق سے مسجد اقصیٰ کے قریب سے 600 میٹر طویل اِس سُرنگ کو جو اسرائیلی آبادی سے سیلابی پانی

گزارنے کے صرف اِس نیت سے بنائی گئی ہے کہ اِس کے استعمال سے مسجدِ اقصیٰ اور فلسطینی مسلمان بھائیوں کی آبادی کو نقصان پہنچے.... تو اَب ضرورت اِس اَمر کی ہے اُمتِ مُسلّمہ اِس کے استعمال سے قبل اِسے روکنے کے لئے دنیا بھر میں فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کرنے اور مسجدِ اقصیٰ کو نقصان سے بچانے کے لئے اسرائیل کے خلاف تحریکیں شروع کرے اور اسرائیلیوں سمیت اِس کے سرپرستوں بالخصوص امریکا اور دنیا بھر میں فساد برپا کرنے کے لئے اسرائیلیوں کے پالنے والے ادارے اقوام متحدہ پر بھی یہ بات زور دے کر کہئے کہ وہ اِس سُرنگ کو بند کرے اور اسرائیلی یہودیوں سے فلسطینیوں کی آبادی خالی کرائے تاکہ فلسطینیوں کو اسرائیل کے مظالم سے نجات ملے جس نے نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے فلسطینی مسلمانوں کی زندگیاں اپنے انسانیت سُوز مظالم سے اجیران بنا رکھی ہیں۔

وسوسے شیطان نے بخشے دلِ نادان کو
جنگ کی ڈالی بنا ہابیل سے قابیل نے
مِلّت اسلام کو اتنا زیاں پہنچا نہ تھا
جتنا پہنچایا ہے نقصاں قومِ اِسرائیل نے

یہ حقیقت ہے کہ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ کی ایک انتہائی ناپاک اور زمین پر فساد برپا کرنے والی وہ صیہونی ریاست ہے جو پاک اور مقدس سرزمین فلسطین پر قبضہ

کرکے بنائی گئی ہے جس کی اِس جیسی اور بہت سی گھناونی حرکتوں کی وجہ سے نہ صرف ہمارے ملک پاکستان ہی نے نہیں بلکہ دنیاکے دوسرے ممالک نے بھی اَب تک اِسے تسلیم نہیں کیا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی میرا اپنے فلسطینی بھائیوں کی جرائت اور بہادری پر سلام اور اُمتِ مسلم سے یہ کہنا ہے کہ اُٹھ اُمتِ مُسلمہ اُٹھ یہ اَب تیری غیرت کا مقام ہے دیکھ یہ تونے یہوداور مشرکین سے دوستیاں بڑھا کر اپنے فلسطینی بھائیوں اور مسجدِ اقصیٰ کو نقصان پہنچانے کا سامان پیدا کر رکھاہے آخر میں اپنے فسلطینی بھائیوں اور اُمتِ مُسلمہ کی غیرت کو جگانے کے لئے یہ شعر حاضر خدمت ہے۔

پوچھتے ہیں یہ فلسطیں کے مسلماں یارب
ہم غریبوں کے لئے کوئی مکاں ہے کہ نہیں
عرصہ دہر میں شداد بھی فرعون بھی ہیں
کوئی موسیٰ بھی خداوندِ جہاں ہے کہ نہیں

دنیا میں انقلاب کی لہر

خبردار حکمرانوں ! پاکستان میں بھی انقلاب کی فصل تیار ہے

آج دنیا کے بالخصوص اُن مسلم ممالک میں جو عرصہ دراز سے امریکا کے زیر اثر رہے ہیں اُن میں اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے امریکا نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ آج اُن میں انقلابی طوفان نے ایک ایسی تباہی مچا دی ہے کہ اَب اِس سے اُن ممالک کا سنبھالنا مشکل ہوگیا ہے یوں اُن ممالک میں .برپا ہونے والی انقلابی و طوفانی صُورتحال سے اِن مسلم ممالک (بشمول پاکستان)کے حکمرانوں کو بھی عبرت لینی چاہیئے جو اَبھی تک اپنی آنکھیں بند کئے امریکا کو اپنا ہمدرد اور دوست سمجھے ہوئے ہیں اور اِس کے کاندھوں پر سر رکھ کر سونا اپنے لئے باعثِ راحت و اطمینان سمجھتے ہیں آج اِن کے اِسی دوست نے دنیا کے بیشتر اُن مسلم ممالک کے حکمرانوں کے خلاف جو اِن ہی کی طرح امریکا کو اپنا آقا سمجھتے تھے آج اِس ہی امریکا نے اُن ہی کے خلاف اِن کی عوام کو انقلاب کے نام پر اُکسا کر باہر سڑکوں پر نکال دیا ہے تو ایک طرف دنیا یہ تماشہ دیکھ رہی ہے کہ دنیا میں انقلاب کیسے آتا ہے...؟ تو دوسری طرف وہ یہ بھی سوچنے پر مجبور ہے کہ دس سے بارہ.برسوں کے دوران جن

ممالک میں انقلاب آئے ہیں یا جن میں آنے کی بازگشت سُنائی دے رہی ہے اُن میں اکثریت مسلم ممالک کی ہے جہاں انقلاب برپا ہوئے یا ہوں گے.... مصر میں موجودہ پیدا ہونے والی انقلابی صُورتِ حال کے حوالے سے ایک بڑے امریکی اخبار نے بدنامِ زمانہ وکی لیکس کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مصر میں جاری حکومت مخالف مظاہروں کو امریکا کی خفیہ حمایت حاصل ہے کیونکہ تیس سال سے زائد عرصے تک مصر پر امریکی آشیر واد کے ساتھ حکمرانی کرنے والے اپنے پٹھو مصری صدر حُسنی مبارک سے امریکا کو جو کام لینا تھا وہ لے چکا ہے اَب اِس کی تبدیلی ضروری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے امریکا خفیہ طور پر مصری مظاہرین کی ایک طرف مدد کر رہا ہے تو دوسری طرف اپنے پٹھو مصری صدر حُسنی مبارک کو یہ تھپکی بھی دے رہا ہے کہ یہ اِس کے ساتھ ہے اور جب تک امریکا اِس کے ساتھ ہے تو پھر کوئی اِس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے جبکہ حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے وہ یہ کہ امریکا اَب خود بھی حُسنی مبارک کو مصر میں برداشت نہیں کرنا چاہتا ہے۔

بہرحال میں یہاں اپنے قارئین کو یہ بتاتا چلوں کہ انقلاب کیا ہے....؟اور اِس کے لغوی معنی کیا ہیں....؟ تو جان لیجئے کہ انقلاب کے لُغوی معنی تبدیلی ، اور ایک ایسی دوررس تبدیلی کے ہیں جو تاریخی ، روائتی ، سماجی ، سیاسی اور نظریاتی پس منظر کو یکسر بدل ڈالے اور معاشرے میں اُن افراد کو

جن کا کسی بھی وجہ سے استحصال ہوا ہے اِن کی زندگی کو نئے قالب میں ڈھالنے کا موجب ہو وہ انقلاب کہلاتا ہے سمجھنے کے لئے یہ بھی جان لیجئے کہ کہا جاتا ہے کہ انقلاب یکدم سے رونما نہیں ہوجاتا بلکہ انسانی معاشرے میں کافی عرصہ تک نظر نہ آنے والی آہستہ آہستہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن سماج کی ساخت میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آتی اور پھر یکایک یہ تسلسل ٹوٹتا ہے اور انقلاب آجاتا ہے پُرانے قسم کے سماج کی جگہ نئے قسم کا سماج آجاتا ہے یعنی یہ کہ جب مقصد اور کسی بھی مثبت و تعمیری عمل کا اشراک ہوتا ہے تو ایک نئی دنیا تخلیق ہونا شروع ہوجاتی ہے اور یہی انقلاب ہوتا ہے اور جو لوگوں کی زندگی کا کسی نئے اور درست سمت میں تعین کر دیتا ہے اِسی طرح اِس حققیت سے شائد دنیا کا کوئی بھی شخص انکار نہ کرسکے کہ ہر انقلاب شروع میں صرف کسی ایک شخص کے دماغ کی سوچ ہوتا ہے جس کی باتوں کا بعض مرتبہ لوگ مذاق بھی اُڑاتے ہیں مگر جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے اور لوگ اپنے حکمرانوں کے ہاتھوں اپنا استحصال ہوتا محسوس کرتے ہیں تو پھر یہی لوگ اُس شخص کی فکر کے گرویدہ ہوجاتے ہیں جس کا یہ پہلے مذاق اُڑایا کرتے تھے اور پھر جب وہی سوچ اِن کے ذہن میں پیدا ہوجاتی ہے تو ملکوں میں انقلاب کی راہ ہموار ہوجاتی ہے۔

ارسطو نے کہا ہے کہ انقلاب چھوٹی چھوٹی باتوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی انقلاب پیدا کرنے کی باعث بنتی ہیں اور آج دنیا کے

بہت سے ممالک جن میں مصر، تیونس اور اردن شامل ہیں اِن میں جو انقلابی طوفان آرہے ہیں یقیناً اِن طوفانوں کو اُن چھوٹی چھوٹی لہروں نے ہی مل کر طاقتور بنایا ہے جس کی وجہ سے اِن ممالک میں انقلابی طوفان نے جابر و فاسق حکمرانوں کی چولیں ڈھیلی کر کے رکھ دی ہیں مصر میں امریکی پٹھو صدر حُسنی مبارک کے خلاف مظاہرے چھٹے روز بھی جاری ہیں خبر یہ ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصر میں انقلاب کے لئے نکلنے والے مصریوں کے پُر تشدد مظاہروں میں شدت آتی جارہی ہے جہاں لاکھوں مصری سڑکوں پر نکل کر اپنے امریکی پٹھو صدر حُسنی مبارک کے خلاف مظاہرے میں اینٹ سے اینٹ بجاڈالنے پر تلے ہوئے ہیں اَب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ مصر کے امریکی پٹھو صدر حُسنی مبارک کے جابرانہ رویوں کے خلاف نہ صرف مصر کے عوام ہی سڑکوں پر نہیں نکلے ہیں بلکہ اِس کے خلاف مصر کی فوج، پولیس اور جج بھی اِن پُر تشدد مظاہروں میں شامل ہوگئے ہیں جو پہلے کسی وجہ سے خاموش تھے مگر اِنہیں جیسے ہی یہ موقع ہاتھ لگا تو وہ بھی عوام کے ساتھ ہوگئے ہیں اور مطالبہ کررہے ہیں کہ امریکی اشاروں پر چلنے والے مصری صدر حُسنی مبارک کو برطرف کرکے اِسے مصری قانون کے خلاف سخت ترین سزادی جائے جس نے مصری عوام کی زندگیاں تنگ کر رکھی ہیں مصر کی موجودہ صُورتحال کے حوالے سے امریکا نے حُسنی مبارک کی جگہ اپنا کوئی نیا مٹھو بیٹا صدر لانے کے لئے مصر میں آزادانہ الیکشن کا مطالبہ کردیا ہے اُدھر اِس امریکی مطالبے کے خلاف بھی کرفیو کے باوجود ہزاروں مظاہرین

التحریر اسکوائر پر جمع ہوگئے "نو مبارک نو" اور "گو مبارک گو" کے فلک شگاف نعرے لگائے اِن مظاہرین میں سرکاری ملازمین اور جج کا بھی بڑی تعداد میں شامل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اَب کسی بھی سطح پر امریکی پٹھو مصری صدر حُسنی مبارک کو عوامی حمایت اور تائید حاصل نہیں رہی ہے مگراِس کے باوجود بھی کہا جاتا ہے کہ حُسنی مبارک کو کچھ خفیہ افراد کی حمایت اَب بھی حاصل ہے جس کی وجہ سے اِس نے عوام کے آگے ہتھیار ڈالنے کے بجائے اُلٹا فوج کو اپنے خلاف تحریکیں چلانے والے مظاہرے کرنے والوں پر گولی چلانے کا اختیار دے دیا ہے جس کے بعد مظاہرین اور فورسز کے درمیان جھڑپوں میں اَب تک 60 سے زائد افراد کی ہلاکتیں عمل میں آچکی ہیں جس کے بعد اِن ہلاکتوں کی مجموعی تعداد 160 تک پہنچ چکی ہے اور لگ بھگ ساڑھے چار ہزار کے قریب افراد زخمی ہوگئے ہیں۔

اُدھر بی بی سی نے اپنے یہاں ایک رپورٹ میں دنیا بھر میں مصری عورتوں کی خوبصورتی کے حوالے سے مشہور ملک مصر کی موجودہ صُورتِ حال کے حوالے سے وہاں کے شہریوں کی عادات سے متعلق جو تبصرہ کیا ہے وہ ہر لحاظ سے درست کہلانے کے قابل ہے اِس نے مصریوں سے متعلق اپنے تبصرے میں کہا ہے کہ مصری عوام طبعاً صابروشاکر اور اپنی مستیوں میں مست مولا ملنگ لوگ ہیں اِن کی سرشت میں جلد بازی نہیں ہے یہ ٹھنڈے دل و دماغ اور اچھی فہم وفراست والے سلجھے ہوئے لوگ

ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مصری 4000 برس سے فراعین کے ساتھ خاموشی سے گزارہ کر رہے ہیں اِس حوالے سے اِس نے مصر کے موجودہ امریکی پٹھو صدر حُسنی مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اِسی کو ہی دیکھ لیں 1975 سے آج تک اِس مصری صدر کی تصویر دُھندلی نہیں ہوئی ہے۔

مصر میں اپنے پٹھو صدر حُسنی مبارک کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں عوامی غیض وغضب کے حوالے سے امریکا نے فوراً اپنا پینترا بدلا اور مصری صدر حُسنی مبارک اور فوج پر امریکی لومڑی جیسی آنکھوں والی انتہائی تیز و طرار وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے ایک سرکاری ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے زور دیا ہے کہ اَب بہت ہوچکی ہے جو امریکا کی برداشت سے باہر ہے مصری صدر حُسنی مبارک اور فوج منظم انداز سے اقتدار جمہوری قوتوں کو منتقل کردے۔اِس کے بعد کیا اَب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ امریکا کبھی بھی بُرے وقت میں کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے یہ اپنے مفادات کے حصول تک تو دوستی رکھتا ہے مگر جب بھی کسی پر بُرا وقت آتا ہے تو منہ پھیر لیتا ہے اِس لئے اُن مسلم ممالک کے حکمرانوں کو اپنی آنکھیں کُھول لینی چاہئیں جو ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کے کسی بھی بُرے وقت میں امریکا اِن کا ساتھ دے گا۔

آج مصر کی موجودہ بگڑی ہوئی صُورتِ حال کے حوالے سے سب سے زیادہ تشویش

امریکی بغل بچہ اسرائیل کو ہے جس کی ہر مشکل گھڑی میں اِسی امریکی پٹھو مصر صدر حُسنی مبارک نے مدد کی تھی اور اسرائیل کے ہر اُس منصوبے کو پوری قوت سے کامیاب بنایا تھا جو فلسطینیوں کے خلاف تھا جس کی ایک تازہ ترین مثال یہ دی جارہی ہے کہ یہی وہ مصری صدر حُسنی مبارک ہے جس نے اپنی عوام کی لاکھ مخالفت مول لے کر بھی امریکی اشاروں پر مصر اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے امن معاہدے کو موثر بنایا تھا آج یہی وجہ ہے کہ مصر میں اٹھتے انقلابی طوفان سے خوفزدہ اسرائیل اَب اِس فکر میں دُبلا ہو رہا ہے کہ اگر مصر میں عوامی تحریک اِس کے جگری دوست مصری صدر حُسنی مبارک کو ہٹانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو اِس کا کیا بنے گا....اور آئندہ کون ہوگا جو اِس کے فلسطینیوں کے خلاف بنائے جانے والے منصوبوں کی حمایت کرے گا...؟؟ یہاں میرے قارئین یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ تیونس، مصر اور اُردن یہ وہ ممالک ہیں جن کے ایجنڈے میں یہ ہمیشہ شامل رہا کہ یہ فلسطینیوں کے مقابلے میں اسرائیلی مفادات کو ترجیح دیں گے اور اِن ممالک نے ہمیشہ ایسا ہی کیا۔

اُدھر مصر میں حکومت مخالف مظاہروں سے پیدا ہونے والی صُورتِ حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکی نائب صدر جو بائیڈن اپنے ایک اور قریب ترین مسلم ملک پاکستان کے حکمرانوں، اپوزیشن رہنماؤں سمیت سیاستدانوں اور مذہبی و سماجی تنظیموں کے کرتا دھرتاؤں کو بھی یہ عندیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ

تیونس اور مصر سمیت کئی ملکوں میں حکومتوں کے خلاف عوامی احتجاجوں اور مظاہروں کی جو لہر چل پڑی ہے خدشہ ہے کہ مظاہروں کی یہ لہر پاکستان بھی پہنچ سکتی ہے جو بائیڈن کے اِس خدشے کو ہمارے حکمران کس معنی اور زاویئے میں لیتے ہیں یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ یہ آیا جو بائیڈن کے اِس بیان کو کتنا سمجھ پائے ہیں جبکہ میرا خیال تو یہ ہے ہمارے حکمران جو بائیڈن کے اِس عندئے کو سمجھ ہی نہیں سکے ہیں میرا اپنے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی سے یہ کہنا ہے آپ امریکی نائب صدر کے اِس عندیئے کو اچھی طرح سے سمجھیں کہ وہ کیا کہہ گیا ہے اور آپ نے شائد اِس کے اِس عندیئے کو سمجھے بغیر ہی یہ کہہ دیا ہے کہ "پاکستان میں جمہوری حکومت اور آزاد عدلیہ و میڈیا ہیں مصر، تیونس سے پاکستان کا موازنہ نہ کیا جائے" جبکہ میرا خیال تو ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق پاکستان میں اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی امریکا نہ تو پاکستان میں رائج کسی جمہوریت اور آزاد میڈیا سے ہی مطمئین ہے اور نہ ہی پاکستانی حکمرانوں کی کسی ایسی جمہوریت سے جس کے ثمرات اُوپری سطح سے نچلے طبقے تک نہیں پہنچ پائے ہیں تو وزیر اعظم یہ بات بھول جائیں کہ پاکستان میں انقلاب دستک نہیں دے رہا ہے پاکستان میں بھی انقلاب آئے گا اور ضرور آئے گا اور امریکا ہی عوام کے ساتھ مل کر لائے گا کیونکہ حکمرانوں کے رویوں اور ملک میں بڑھتی ہوئی اقربا پروری، کرپشن، لوٹ مار، بے روزگاری، دہشت گردی، قتل و غارت گری اور مہنگائی کے عفریت نے اِس ملک کے غریبوں کو جھنجھوڑ کر رکھ

دیا ہے کہ وہ ملک میں حکمرانوں کے ہاتھوں اپنے ہونے والے استحصال کے خلاف انقلاب کے لئے نکلنے کو تیار بیٹھے ہیں اور اگر حکومت نے یکم فروری 2011 یا اِس کے بعد جیسا کہ خبریں آ رہی ہیں پیٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں بے لگام اضافہ کیا اور تین پاکستانیوں کے قتل کے مجرم امریکی عیسائی دہشت گرد ریمنڈ کو امریکی دباؤ میں آ کر چھوڑ دیا تو پھر کوئی مائی کا لعل ملک میں آنے والے انقلاب کو نہیں روک سکے گا کیونکہ اَب پاکستان میں انقلاب کی فصل تیار ہے بس اِسے کٹنے کی دیر ہے۔

حُسنی مبارک، مصر کا جمود اور انقلابِ مصر

ایم کیوایم کا جلسہ قومی یکجہتی ۔انقلابِ پاکستان کی صدا

.برسوں سے فاسق فاجر اور امریکی ایجنٹ مصری صدر حُسنی مبارک کے عتاب اور قہر میں دبی رہنے والی مصری قوم آج جس جمود کو انقلابِ مصر کا نام دے کر توڑنے کے خاطر مصر کی سڑکوں پر نکل پڑی ہے اَب اِسے اِس میں کتنی کامیابی ملتی ہے۔۔۔؟اِس سے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا سوائے اِس کے ابھی مصری قوم کے اِس امتحان اور آزمائش کو شروع ہوئے کچھ ہی دن تو ہوئے ہیں اِسے کسی منزل تک پہنچنے اور کئی حوالوں سے اچھے نتائج کے حُصول کے خاطر اِسے مزید امتحانوں اور آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑسکتا ہے تب کہیں جاکر اِسے اُس انقلاب کی لذت اور چاشنی کا ذائقہ نصیب ہوگا جس کے لئے مصری قوم جستجو کئے ہوئے ہے اور اگر اِس کے قدم ابھی ابتدا ہی سے لڑکھڑا گئے تو پھر اِس کا نصیب کبھی بھی جاگ نہیں پائے گا اور یہ اِسی طرح پھر کسی ظالم اور فاسق صدر کے ہاتھوں غلام بن کر رہ جائے گی جس طرح یہ ابھی حُسنی مبارک کے ہاتھوں کسی غلام سے بھی بدتر زندگی گزار رہی ہے۔اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ محنت اور سرمائے کا تضاد مزدور طبقے کو انقلاب کے راستے پر ڈال دیتا ہے اِس لئے غریب عوام کے

سامنے یا تو ذلت اور محرومی کی زندگی بسر کرتے ہوئے ظلم کی چکی میں پستے چلے جانے کا راستہ رہ جاتا ہے یا پھر اِس صُورتِ حال سے بغاوت کرکے انقلاب کے لئے نکل آنا ہوتا ہے اور اِس سے بھی اِنکار نہیں کہ ایک نئے سماج کی تشکیل کی راہ پر اولین قدم آسان نہیں ہوتے جیسا کہ جس جانب آج مصری قوم اپنے قدم اٹھا چکی ہے جبکہ دوسری طرف حُسنی مبارک جیسے جمود پسندوں کی یہ سوچ ہے کہ جو کچھ اَب تک نہیں ہو چکا ہے وہ آئندہ بھی نہیں ہوگا جبکہ مصر کی سڑکوں پر نکلنے والے لوگ مصر کے بہتر حالات اور مثبت تبدیلیوں کے خواہش مند ہیں اور وہ اپنے اِسی جذبے سے جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں اور پوری اُمید رکھتے ہیں کہ اِن کے اِسی جذبے اور جدوجہد سے مصر میں انقلاب ضرور رونما ہوگا۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ دنیا نے گزشتہ کئی دنوں سے یہ ضرور دیکھ لیا ہے کہ مصری عوام جس طرح سڑکوں پر ہے یہ اپنے بلند حوصلوں اور عزمُ وہمت کے باعث اپنی منزل تک جلد پہنچ کر دم لیں گے مگر دوسری طرف اَب تو یہ اطلاعات بھی متواتر آنی شروع ہو گئی ہیں کہ مصری صدر حُسنی مبارک کے مخالفین اور اِن کے حمامیوں کے درمیان بھی جھڑپیں زور پکڑتی جارہی ہیں اِس سے قبل حُسنی مبارک کے مخالفین جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 40 سے 41 لاکھ یا شائد اِس سے بھی زائد بتائی جاتی ہے اُنھوں نے قاہرہ، اسکندریہ اور سوئز میں جمع ہو کر صدر حُسنی مبارک کے خلاف ملین مارچ کیا جس کے بعد مصر کی اپوزیشن کے مردہ گھوڑے میں بھی جان پڑ گئی اور اُس نے بھی اپنا سینہ چوڑا کرکے آستینیں

چڑھا کر اور گلا پھاڑ کر فرعون نما مصری صدر حُسنی مبارک کو جمعہ تک مصر چھوڑنے کا الٹی میٹم دے کر شائد مصری تاریخ میں پہلی بار کوئی اچھا کام کیا تو اِس کے جواب میں تُرنت انتہائی شاطر اور چالاک امریکی پٹھو صدر حُسنی مبارک نے اپنے اُن ہی امریکی آقاؤں سے رابطہ کیا جو پس پردہ اَب بھی اِن کی پیٹھ پر اپنے ہر ممکن تعاون کی تھپکی دے رہے ہیں جس کے بعد حُسنی مبارک نے اپنی بھپری ہوئی مصری قوم اور عالمی میڈیا کا رُخ موڑنے کے لئے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں آئندہ انتخابات میں حصہ تو نہیں لوں گا مگر عوام کے یوں سڑکوں پر نکل آنے سے کسی پریشر میں بھی نہیں آؤں گا اور نہ ہی میں اپنا اقتدار چھوڑوں گا گو کہ حُسنی مبارک نے اپنے قومی خطاب میں انتہائی عجزوانکساری اور ڈھٹائی کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ جمہوریت کے لئے ہمارے نوجوانوں کے مطالبات جائز تو ہیں مگر وہ اپنا اقتدار چھوڑنے سے انکار کرتے ہیں اور اِس طرح اُنھوں نے اپنی قوم کو ایک طرح سے للکار بھی دیا کہ تم مجھے میرے اقتدار سے ہٹانے کے لئے مصر کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا ڈالو تو بھی میں اپنے اقتدار سے ایک انچ بھی نہیں کھسکوں گا اور اِس کے ساتھ ہی دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ لاکھوں کے مجمع کے مقابلے میں حُسنی مبارک کے سینکڑوں حامی بھی مصر کی سڑکوں پر نکل پڑے اور آج مصر کی سڑکوں پر یہ حالت ہے کہ عوام آپس میں ہی لڑ جھگڑ کر اپنے ہی خون سے مصر کی سڑکوں کو رنگین کئے جا رہے ہیں اور حُسنی مبارک ہیں کہ اپنے شاہی محل میں اپنی عوام

کو لڑتا مرتا اور کٹتا دیکھ کے اپنے اقتدار کو طول دینے کے حسین خواب دیکھ رہے ہیں۔ حُسنی مبارک کے مخالفین اور حامیوں سمیت فورسز کے درمیان ہونے والی جھڑپوں کے دوران پیٹرول بموں سے حملے جاری ہیں جس کے نتیجے میں اَب تک کی اطلاعات کے مطابق 450 سے زائد ہلاکتوں اور ایک ہزار سے زائد زخمی ہونے والے افراد شامل ہیں جبکہ سرکاری اور نجی املاک کو جو نقصان پہنچا ہے اِس کا تخمینہ کئی ہزاروں ڈالرز میں لگایا گیا ہے جو ہلاکتوں اور زخمیوں کے علاوہ ہے جبکہ حُسنی مبارک کے خاندان کے وہ لوگ جو عوامی غم وغصے کے ہاتھوں بے بس نظر آئے اور وہ حُسنی مبارک کو استعفیٰ دینے اور خاموشی سے مصر سے نکل جانے کا مشورہ دیتے رہے مگر جب حُسنی مبارک کی ضد کے آگے یہ ہار گئے تو وہ حُسنی مبارک کو پاگل کہہ کر خود اپنے 97 سوٹ کیسوں کے ساتھ اپنی جان بچاکر خاموشی سے.برطانیہ پہنچ گئے ہیں اور اَب وہ بھی مصری عوام اور امریکی دوستی کی دھوکہ بازی کے ہاتھوں حُسنی مبارک کے ہونے والے انتہائی بھیانک انجام کو دیکھنے کے منتظر ہیں۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ انقلاب ہی وہ ہتھیار ہے جو ظالموں کو مسلح طاقت سے راہِ راست پر لے آتا ہے یا پھر اُن کو سطح زمین پر رہنے کے بجائے زیرِ زمین کر دیتا ہے تاکہ عوام سُکھ کا سانس لے سکیں اور آج دن گزرنے کے ساتھ ساتھ مصر میں انقلاب کے لئے عوام کے ہاتھوں جو شدت آتی جارہی ہے وہ یقیناً اُس منزل کی جانب واضح اشارہ ہے آج جس کے لئے مصری قوم اور اُس جیسی دنیا کی دوسری قومیں اپنے اپنے لحاظ سے

اپنے یہاں انقلاب لانے کی جدوجہد کر رہی ہیں اِن کی یہی پُر تشدد صحیح مگر بامقصد جدوجہد اُن لوگوں کے لئے ایک اچھا سبق ہے جو یہ سوچ رکھتے ہیں کہ "انقلاب خاموشی اور امن سے بر پا کیا جاسکتا ہے اِن کے لئے عرض یہ ہے کہ یہ لوگ دراصل انقلاب کے معنی ہی نہیں جانتے ہیں کیونکہ کسی بھی جمود کے توڑے جانے اور کسی بھی سخت چیز کے ٹوٹنے پر جو آواز پیدا ہوتی ہے اور اُس آواز پر جب لوگوں کی توجہ مرکوز ہوتی ہے تو اصل میں وہی انقلاب کا درجہ پالیتی ہے مصر تیونس اور اردن کی طرح آج آہستہ آہستہ پاکستان میں بھی گزشتہ 63 سالوں سے جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ اور ظلم وجبر کے جمود نما نظام کو توڑنے کے لئے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان جو راہ ہموار کر رہی ہے اور جس طرح اِس کا جلسہ قومی یکجہتی تھا اِس سے ثابت ہوجاتا ہے اور اِس کی اِس مقصد اور لگن کے خاطر کئے جانے والی جدوجہد کو دیکھ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ جماعت ایک نہ ایک دن ملک میں ضرور انقلاب لے آئے گی جس سے ملک کی 95 فیصد غریب عوام انصاف مل سکے اور اِس طرح ملک کے غریب عوام انقلابی دھارے سے اپنی صحیح سمت کا تعین خود کرلیں گے۔

کیا واقعی ملک میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے؟

امریکی عیسائی دہشت گرد قاتل ریمنڈ ڈیوس کی ممکنہ رہائی اور مقتول فہیم کی بیوہ کی خودکشی کیا ہے........؟؟؟

اکثر میں خود سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ جس معاشرے میں انصاف نہ ہو وہاں ظلم کی سیاہ رات چھا جاتی ہے.....؟ مگر ہر بار اپنے دل و دماغ کے درمیان ہونے والی لاحاصل بحث و تکرار کے نتیجے میں کسی بھی تسلی بخش جواب کے آئے بغیر ہی میں تھک ہار کر اپنے اِس سوال سے خود ہی جان چھڑا لیا کرتا تھا کہ کون پڑے اِس بحث میں اور سُکھ کا سانس لے کر زندگی کے دوسرے معاملات میں لگ جاتا تھا مگر مجھے اپنے اِس سوال کا جواب گزشتہ دنوں اُس وقت مل گیا جب یہ انتہائی افسوس ناک خبر سُننے اور پڑھنے کو ملی کہ فیصل آباد میں امریکی عیسائی دہشت گرد شہری ڈیمنڈ ڈیوس کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والے پاکستانی شہری فہیم کی 25 سالہ بیوہ شمائلہ کنول (جس کی فہیم کے ساتھ صرف چھ ماہ قبل ہی شادی ہوئی تھی اِس امریکی دہشت گردی شہری نے کتنی بیدردی سے فائرنگ کے اِس کا وہ سُہاگ اُجاڑ کر رکھ دیا جس کے لئے شمائلہ کنول بابل کے گھر سے زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کرکے آئی تھی) اِس نے اپنے شوہر کے قتل کے الزام میں ملوث ریمنڈ ڈیوس کی ممکنہ رہائی پر

دلبرداشتہ ہو کر زہریلی گولیاں کھا کر خود کشی کرنے کی کوشش کی جسے فوری طور پر تشویشناک حالت میں اسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ کئی گھنٹوں تک زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد دم توڑ گئیں۔

اِس المناک واقعہ کے بعد پھر مجھے بڑی شدت سے یہ احساس ہو گیا کہ واقعی ہمارے ملک میں اِنصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے....؟؟جہاں قاتل کُھلے عام قتل کرکے بھی چھوٹ جاتے ہیں جیسے اِن دنوں ہماری حکومت امریکی دباؤ میں آکر اُس امریکی عیسائی دہشت گرد قاتل ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑنے پر آمادہ نظر آتی ہے جس کا اِن دنوں پاکستان کی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے اور آج جس کی رہائی کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا کر پوری امریکی حکومت متحرک ہے جس کو سزا سے بچانے اور اِس کی ممکنہ رہائی کے لئے امریکی حکومت اپنا ہر ناجائز دباؤ حکومتِ پاکستان پر ڈالے ہوئے ہے تو اِس کے ساتھ ہی مجھے اپنے اُس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ واقعی جس معاشرے میں اِنصاف نہ ہو وہاں ظلم کی سیاہ رات چھا جاتی ہے اور فہیم کی بیوہ بیوی شمائلہ کنول کی طرح اِنصاف نہ ملنے پر مقتولین کے پیارے مایوس ہو کر خود کشی کر لیا کرتے ہیں شمائلہ کنول کی خود کشی کا وہ واقعہ ہے جسے میڈیا نے خاصی توجہ دی ہے جبکہ اِس کے برعکس ہمارے یہاں روزانہ بہت سے نہ جانے کتنے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں اور گزر جاتے ہیں جو میڈیا کی پہنچ سے باہر ہوتے ہیں جن میں اِن کے پیارے اپنے مقتولین

کے قاتلوں کی کبھی سیاسی وابستگیوں اور کبھی دولت کے بدولت سزاؤں سے بچ جانے پر گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں تو کبھی شمائلہ کنول کی طرح یکدم سے زہریلی گولیاں کھا کر یا کئی دوسرے طریقوں سے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر لیتے ہیں۔

تو وہیں حکومتی حلقے اِس بات سے بھی خائف نظر آتے ہیں کہ فہیم کی بیوہ بیوی شمائلہ کنول کی جانب سے اپنے مقتول شوہر فہیم کے قاتل امریکی عیسائی دہشت گرد شہری ریمنڈ ڈیوس کی قبل از وقت ممکنہ رہائی پر اِنصاف نہ ملنے کے مفروضے پر دلبرداشتہ ہو کر اِس نے خودکشی کرکے ایک بڑی غلطی کی ہے کیونکہ ابھی یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا....؟ کہ امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کی رہائی ہو جاتی جبکہ ابھی تو پاکستانی عدالت میں اِس کے مقدمات کی سماعت جاری ہے تو ایسے میں یہ کیسے....؟ ہوتا کہ حکومت ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرنے کا کوئی فعل کرکے توہینِ عدالت کی مرتکب ہوتی فہیم کی بیوہ بیوی شمائلہ کنول نے خودکشی کرنے میں جلد بازی کی ہے اِسے کسی بھی حال میں ابھی خودکشی نہیں کرنی چاہئے تھی جب تک پاکستان کی عدالت اِس کا کوئی فیصلہ نہ سُنا دیتی۔ایک طرف حکومتی حلقے یہ کہتے نہیں تھک رہے ہیں تو دوسری طرف فہیم کی بیوہ بیوی شمائلہ کنول کی موت کے سبب عوامی حلقوں میں حکومت مخالف جذبات میں شدت آ گئی ہے اور اِس امریکی بیان کے بعد تو عوام میں حکومت سے اور زیادہ نفرت کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں جس کے مطابق گزشتہ دنوں صدر مملکت آصف علی زرداری سے پاکستان میں امریکی

سفیر کیمرون منٹر نے ایک ملاقات کے دوران صدر مملکت آصف علی زرداری کو لاہور میں دو پاکستانی نوجوانوں کے قتل کے الزام میں گرفتار امریکی عیسائی دہشت گرد اہلکار ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے حوالے سے اعلیٰ امریکی حکام کا کھلم کھلا پیغام پہنچایا اور صدر مملکت آصف علی زرداری پر امریکی سفیر منٹر نے امریکی حکومت کا منتر پڑھ کر بھونک کر حکومت پاکستان پر زور دیتے ہوئے امریکی اہلکار عیسائی دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کو لاہور میں دو پاکستانی نوجوانوں کے قتل کے الزام سے سفارتی استثنیٰ دیکر اِسے فی الفور اور بلامشروط رہا کرنے کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں ہمارے فہم وفراست سے اچھی طرح سے لبریز صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے انتہائی عجزوانکساری سے یہ عرض کی کہ جنابِ عالی ! (میرے پیارے امریکی حکام) شائد ہم پہلے تو کچھ نہ کچھ کر لیتے مگر کیا کریں کہ ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں قتل ہونے والے ایک نوجوان فہیم کی بیوہ کی خودکشی کے واقعہ سے پیدا شدہ صُورتحال سب کے سامنے ہے اور آپ لوگ خود بھی دیکھ رہے ہوں گے کہ پاکستان بھر میں پہلے ہی اِس حوالے سے عوام میں بہت غم وغصہ پایا جاتا ہے بیوہ کی خودکشی سے عوامی جذبات میں مزید شدت آ گئی ہے اِس منظر اور پس منظر میں حالات واقعات یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ دونوں ممالک کا مفاد اِسی میں ہے کہ خاموشی اختیار کریں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جائے اور معاملہ چونکہ عدالت میں ہے اِس لئے عدالت کے فیصلے کا انتظار کیا جائے جس کے بعد امریکی سفیر کیمرون منٹر کو یہ احساس پوری شدت

سے ہوگیا کہ پاکستانی صدر آصف علی زرداری پر اپنی امریکی حکومت کا لایا گیا کوئی منتر نہیں چلا تو وہ اپنا زرا سا منہ بنا کر چلے گئے مگر شائد ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری اِس فکر میں ہی مبتلا ہو رہے ہیں کہ کہیں اِن کی کسی بات سے امریکی حکام ناراض نہ ہوگئے ہوں اور اِن کی اِسی ناراضگی کے نتیجے میں کہیں اقتدار کی کُرسی امریکا کھسکا نہ دے اور یہ اپنے اقتدار سے ہی ہاتھ دُھو بیٹھیں۔

جب کہ یہ حقیقت ہے کہ حکومتِ پاکستان ریمنڈ ڈیوس کیس کے حوالے سے آج مشکل کا شکار ہے اِس سے پہلے یہ کبھی بھی اور کسی بھی ایسے معاملے میں اتنی پریشانی کا شکار نظر نہیں آئی تھی جتنی مشکل اور آزمائش سے یہ اِن دنوں دوچار ہے اِسے ایک طرف تو اپنا اقتدار بچانا ہے اور دوسری طرف عوامی غیض و غضب سے بھی خود کو محفوظ رکھنا ہے یعنی یہ ایک ایسی بند گلی میں پھنس چکی ہے جہاں آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے دونوں ہی صُورتوں میں اِسی کا نقصان ہے بہرحال !امتحان کی اِس گھڑی میں اَب ہمارے حکمرانوں کو یہ سوچنا ہے کہ وہ امریکی دباؤ میں آکر دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی عیسائی دہشت گر ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑتے ہیں یا اِسے سزا دے کر پاکستانیوں میں اپنے خلاف نفرت میں ہونے والے اضافے کو کم کرتے ہیں۔اور یہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ پہلے پاکستان اور عوام کی خواہشات اِنہیں مقدم ہیں تو پھر سیاسی مفادات اور ذاتی

وابستگیاں ہیں۔

ویسے کہا جاتا ہے کہ جس قوم میں اِنصاف نہیں ہوتا اِس کو خدا بھی پسند نہیں کرتا ہے اہل علم و دانش کے نزدیک شائد یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں وافر مقدار میں اِنصاف کی عدم فراہمی ہے تب ہی تو خدا بھی ہماری قوم کو پسند نہیں کر رہا ہے اور وہ ہم سے سخت ناراض ہے اِس کی مثال یہ ہے کہ آج ہم طرح طرح کے مسائل کے شکار ہیں کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے ہم آج تک پوری طرح سے نمٹ سکے ہوں آئے روز کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ اپنا سر اُٹھائے ور پھن پھلائے گھر کی دہلیز پر کھڑا نظر آتا ہے اِس ساری صُورتِ حال کے تناظر میں ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کس قدر جلد ممکن ہو کہ ہم اپنے خالقِ کائنات کی ناراضگی کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور اِسے راضی کرکے اپنے اُن تمام مسائل سے نجات حاصل کریں جن میں ہم پھنس کر رہ گئے ہیں تاکہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل میں اُلجھنے کے بجائے اپنی توانائیاں اپنے ملک اور ملت کی صیحح معنوں میں تعمیر وترقی کے خاطر وقف کرکے سُرخرو ہوسکیں بہرکیف دوسری جانب اِس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ دنیا کی کسی بھی قوم کو انصاف اِسی لمحے ممکن ہے جب اِنسان اِستحصال کے غیرانسانی جبر سے آزاد ہو اور ذرائع پیداوار پر کسی ایک طبقے کا قبضہ نہ ہو معاشی اِنصاف کے بغیر انصاف کا کوئی بھی تصور محض تجریدیت ہے مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ

ہمارے ملک میں بسنے والے لوگ جنہیں اِنسان کہا جاتا ہے وہ نہ تو اِنسانی اِستحصال کے غیر اِنسانی جبر سے آزاد ہیں اور نہ ہی ہمارے ملکی ذرائع پیداوار پر کسی ایک طبقے کا قبضہ نہیں ہے بلکہ حقائق اور مشاہدات چیخ چیخ کر یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارا یہ ملک پاکستان دنیا کا ایک ایسا آزاد ملک ہے جس کے ذرائع پیداوار پر ظاہر و باطنی اعتبار سے نہ صرف اِس میں رہنے والے کئی طاقتور ترین طبقوں سمیت اِن پر دوسرے ممالک کے کارندوں کا بھی قبضہ ہے جو گزشتہ 63 سالوں سے اِنسانی اِستحصال سے غیر اِنسانی جبر کے مرتکب ہو رہے ہیں یوں شائد اِسی بِنا پر ہمارے یہاں اِنصاف کا کوئی بھی تصور محض تجریدیت ہے۔ اور اتفاق سے اِنہی ملکی اور غیر ملکی طاقتور ترین افراد کا ٹولہ ہے کہ جو ملک پر اقتدارِ مکروہ کے طور پر بھی اپنی حکمرانی قائم کئے ہوئے ہے جس نے ملک میں اِنصاف کی نرم ونازک ٹہنی کو مروڑ کر رکھا ہوا ہے جس سے ملک میں اِنصاف ختم ہو کر رہ گیا ہے حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جب عدل طاقتوروں کا سہارا بن جائے تو معاشرہ برباد ہو جاتا ہے۔

آج امریکی عیسائی دہشت گرد قاتل ریمنڈ ڈیوس اگر پاکستان سے رہائی پا لیتا ہے تو ممکن ہے کہ اِس کی رہائی سے امریکا تو خوش ہو جائے مگر پاکستانی عوام اپنے اُن حکمرانوں کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے جنہوں نے پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے لئے ہر سطح پر کوشش جاری رکھی تھی اور اپنے

اِسی رویے سے دنیا کو یہ بتا دیا کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں انصاف نہیں ہے۔ پھر اِس کے بعد وہی کچھ ہوگا جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب اِنسانی معاشرے سے عدل مفقود ہوجائے تو اِنسان مایوس ہو جاتا ہے اور آبادیاں فساد سے بھر جاتی ہیں۔

حُرِ مجاہد شاہ محمود قریشی..... بِلا عنوان؟

کیا شاہ محمود قریشی اور راحت فتح علی لائقِ توجہ اور احترام ہیں........؟؟؟

کچھ لوگوں کا خام خیال یہ ہے کہ گزشتہ تین سالوں سے ہمارے ملک پر حکمرانی کرنے والی عوامی جماعت پی پی پی کے کرتا دھرتاؤں نے دنیاکے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے مقابلے میں اپنی سب سے بڑی کابینہ رکھنے کے باوجود بھی ملک کو ترقی اور خوشحالی کے راہ پر لے جانے کے لئے کوئی ایک بھی ایسا لائحہ عمل اختیار نہیں کیا جس سے ملک مسائل کی دلدل سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتا اور یہاں بھی ترقی و خوشحالی کی ننھی ننھی کونپلیں پھوٹتیں۔ مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے بلکہ ملک کی موجودہ حکومت دنیا کی ایک ایسی انہونی اور ایسی عجوبی جمہوری حکومت ثابت ہوئی ہے کہ جو ملک کو ترقی و خوشحالی سے ہمکنار کرنے کے لئے اَب تک نہ تو اپنا کوئی رُخ متعین کر سکی ہے اور نہ ہی اِس نے اِس جانب سنجیدگی سے غور وفکر کرنے سعی کی ہے اگر یہ اتنے عرصے میں اپنا کوئی رُخ متعین کرتی اور اِسی کو ٹارگٹ بنا کر آگے بڑھتی جاتی اور عوامی اور ملکی مسائل سے چھٹکارہ حاصل کرتی تو کوئی حرج نہیں کہ ہمارے یہی حکمران اور حکومت دنیا کو یہ بتا دیتے کہ ہم اپنے ملک کے لئے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں کہ

جس سے ہمارے ملک کے عوام کے مقدر بھی چمک اُٹھیں اور ہمارا ملک بھی اُس راہ پر چل پڑا ہے کہ جس پر آج چل کر دنیا کے دیگر ممالک اپنے تقدیر کا فیصلہ خود کرتے ہیں مگر ہمارے حکمرانوں نے ایسا نہیں کیا اور آج یہی وجہ ہے کہ مجھ سمیت ہر پاکستانی کو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِس معاملے میں ہماری ملکی سیاست کے ذمہ داران بھی حکمرانوں کو کوئی گائیڈ لائن مہیا کرنے میں معاون ومددگار ثابت نہ ہوسکے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اِس سارے عرصے کے دوران جس کسی کو بھی ہم نے دیکھا ہے سب اپنی اپنی بے پر کی ہانکتے اور عوامی جلسے جلوسوں اور ریلیوں میں بے ربط اور بے مقصد جملے بولتے ہی نظر آئے یعنی کہ یہ لوگ (حکومتی اراکین) اتنے عرصے میں ہر ملکی (اور عالمی) معاملے میں سوائے اپنی اپنی بے پَر کی ماہرانہ رائے دینے کے عملی طور پر اور کچھ بھی نہ کرسکے جس کا عوام الناس پر یہ اثر پڑا کہ حکومت پر سے اِن کا اعتبار جاتا رہا اور عوام بالآخر یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ایسی حکومت کا بھلا کیا فائدہ جو کسی ایک راہ اور سمت پر چلنے کے بجائے کسی کٹی پتنگ کے مانند اِدھر اُدھر ڈولتی رہے....؟اور پھر خود ...ہی کبھی منہ کے بل زمین پر آ گرے

جب عوام میں حکومت سے متعلق ایسی سوچ زور پکڑ گئی تو شائد اپنے متعلق ایسی عوامی سوچ کی بھنک جب حکمرانوں کے کانوں تک پہنچی تو اِن پر جب لرزہ طاری

ہوگیا اور اُنھوں نے اِس بڑی کابینہ کو جو خود اِن کے لئے بھی دردِ سر بنی ہوئی تھی اِس سے جان چُھڑانے کے لئے 18 ویں ترمیم کا ہتھیار استعمال کرتے ہوئے اِسے تبدیل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر گزشتہ دنوں ہی صرف 4 نئے چہروں پر مشتمل 22 رکنی ایک نئی وفاقی کابینہ تشکیل دے ڈالی جس سے متعلق وزیراعظم خود نئی ٹیم کا تاثر دینے میں کامیاب دِکھائی نہیں دیئے کہ جس پر پی ایم ایل (ن) نے تبصرہ کرتے ہوئے بلا تکلف یوں کہہ کر حکمرانوں اور حکومت پر تنقیدوں کے نئے دروازے کھول ڈالے کہ نئی بوتل میں پرانی مگر تھوڑی کم شراب کے ساتھ جو نئی کابینہ تشکیل دی گئی ہے اِس پر نہ تو عوام کا کبھی اعتبار بحال ہوسکے گا اور نہ ہی اپوزیشن اِس سے مطمئن ہوگی پھر اِس کے بعد ہر طرف سے کھلم کُھلا موجودہ وفاقی کابینہ کو بھی تنقیدوں کا نشانہ بنائے جانے لگا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور اَب شائد اُس وقت تک جاری جب تک یہ حکومت اپنی باقی مدت پوری کرکے رخصت نہیں ہوجاتی ہے۔

بہرحال ! نئی کابینہ میں وفاقی وزیر برائے قانون کی حیثیت سے حلف اُٹھانے والے بابر اعوان نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ تو ضرور کیا ہے کہ موجودہ حکومت اپنی مدت پوری کریگی اور نئے وزرا کی کارکردگی مانیٹر کی جائے گی اور ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم عوام کو لانگ ٹرم ریلیف دیں تو اِس پر مسٹر بابر اعوان عرض یہ ہے کہ عوام کو ایسے ہی سبز باغ پہلے بھی دِکھائے گئے تھے مگر

سب کے سب دھرے کے دھرے رہ گئے اور عوام اُمیدوں کے سہارے مرتے اور جیتے رہے کیا اِسی اُمید پر اَب بھی عوام کو زندہ رکھا جائے گا اور عوام لانگ ٹرم ریلیف کے انتظار میں تمہارے سمیت تمہاری حکومت کے پیچھے پیچھے دوڑتے رہیں گے....اور آخرکار اِن کی زندگیوں کا اختتام خودکشیوں پر ہوگا۔

بہرکیف ! کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ جس شخص سے متعلق ہم جو سوچ رکھتے ہیں وہ یکدم اُس کے اُلٹ ثابت ہوتی ہے بالکل ایسا ہی ہمارے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کے ساتھ بھی ہوا جب یہ اِسی حکومت کی سابقہ کچن کابینہ میں تھے تو اِن کی سیاست کا ذائقہ بھی اُس جیسا معلوم دیتا تھا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ شاہ صاحب اپنا بھی کوئی منفرد اور سب سے جدا کوئی ٹیسٹ بھی رکھتے ہیں مگر یوں ہی شاہ محمود قریشی سابقہ کچن کابینہ کے خاتمے کے بعد اِنہوں نے وزیراعظم سے ایک ملاقات کے دوران اپنا واضح مؤقف پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر اِن کی وزارت تبدیل کی گئی تو مستعفی ہوجاؤں گا اور وہ اپنے اِس مؤقف پر قائم بھی رہے اور جہاں اُنہوں نے صرف 4 نئے چہروں پر تشکیل پانے والی موجودہ 22 رکنی کابینہ سے حلف اُٹھانے سے معذرت کرلی تو وہیں یہ صحیح معنوں میں ا پنی سب سے الگ اور ایک منفرد پہچان کے ساتھ نمایاں طور پر دنیا کے سامنے بھی اُبھر کر آئے ہیں۔

یوں سبکدوش ہونے والے اور نئی کابینہ میں حلف نہ اُٹھانے والے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری اور عیسائی دہشت گرد ریمنڈ دیوس کے استثنیٰ کے معاملے پر ڈٹ کر حکومت کو یہ واضح پیغام دیا ہے کہ اگر مداخلت نہ ہو تو وزارتِ خارجہ قبول ہے ورنہ نہیں .... جس پر صدر مملکت آصف علی زرداری بھی اِنہیں کسی اور وزارت کے لئے آمادہ نہ کرسکے اِس طرح دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے جہاں اپنی سابقہ وزرات سمیت دوسری وزارتوں کی آفرز بھی قربانی کردیں تو وہیں اُنہوں نے اپنے رویوں سے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ یہ وہ حُرِ مجاہد ہیں جو کسی بھی لحاظ سے ملکی مفادات میں مصالحت پسندوں کی صف میں کھڑے رہ کر ملک اور قوم کے وقار کا سودا نہیں کرسکتے خواہ اِس کے لئے اِنہیں کتنی ہی ایسی وزارتوں کو کیوں نہ چُھوڑنا پڑ جائے جس کے یہ دوبارہ خواہش مند ہیں اور حکومت اِنہیں اِس کے بدلے دوسری وزارتوں دینے پر آمادہ ہے۔

جبکہ مخدوم شاہ محمود قریشی کی شخصیت کے حوالے سے پاکستانیوں کی ایک سوچ یہ بھی ہے کہ موجودہ حکومت میں وزارتِ خارجہ کے حوالے سے مخدوم شاہ محمود قریشی ایک معقول شخص ہیں جنھوں نے اپنی کارکردگی سے نہ صرف اپنی وزارتی ذمہ داریوں کے ساتھ انصاف کیا ہے بلکہ دنیا کے سامنے ہر معاملے پر پاکستان کے اُصولی مؤقف اور قومی حُرمت کا بھی دفاع کیا ہے اور اِن کا دو پاکستانیوں

کے قاتل امریکی شہری اور عیسائی دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے جو دو ٹوک مؤقف رہا ہے اِس لحاظ سے اِن پر عوامی اعتماد کا بین ثبوت یہ ہے کہ اِنہیں دوبارہ وزارتِ خارجہ نہ بنانے جانے کے خلاف ہزاروں لوگوں نے ملتان میں جو احتجاجی مظاہرہ کیا ہے حکومت کو اِس عوامی مظاہرے کی زبان کو سمجھنی چاہئے کہ عوام حُرِ مجاہد مخدوم شاہ محمود قریشی کی شخصیت اور اِن کی کارکردگی سے کتنے خوش ہیں اور ہمارے حکمران کو یہ بھی جاننے اور سمجھنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ یہ پاکستان کی تاریخ کے وہ پہلے شخص ہیں کہ عوام انہیں اِن کی وزارت سے ہٹائے جانے پر اِن کے حق میں سڑکوں پر نکل کر مظاہرے کر رہے ہیں جس پر مخدوم شاہ محمود قریشی نے اپنے ایک انٹرویو میں ملکی قیادت سے یہ سوال کیا ہے کہ میرا کیا قصور ہے....؟؟جو میری خواہش اور میری کارکردگی کے لحاظ سے مجھے وزارتِ خارجہ نہیں دی گئی۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ شاہ محمود قریشی کو اِن کی خواہش اور سابقہ کارکردگی کی بنا پر جب کہنے کو نئی مگر صرف چار نئے چہروں کے ساتھ) وہی پرانی تشکیل پانے والی) کابینہ میں شامل نہ کئے جانے کے بعد پاکستانی سیاست میں جو ایک ناگوار ماحول پیدا ہوگیا ہے اِس سے ایسا لگتا ہے کہ ملک میں الزام تراشیوں کا ایک نہ رکنے والا سیاسی سلسلہ بھی شروع ہوچکا ہے جس سے بالخصوص ملکی اور بالعموم عالمی میڈیا پر ایک نئے بحث و تکرار کی فضا پیدا کردی گئی ہے اور

اِس کے ساتھ ہی ہر طرف سے ملے جلے اچھے اور بُرے تبصروں اور تجزیوں کی بھرمار جاری ہے یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اِب یہ سلسلہ رک جانا چاہئے جو ہمارے ملکی وقار کے لئے کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہے میرا اِس موقع پر مخدوم شاہ محمود قریشی سے بھی یہ کہنا ہے کہ اگر حکومت نے دوبارہ اِن کی پسند کی وزارتِ خارجہ اِنہیں نہ دی تو اِنہیں بھی اِس بات پر افسردہ نہیں ہونا چاہئے اور بلاجواز محاذآرائی سے اجتناب برتنا چاہئے اور اِسی طرح حکومت کو بھی یہ چاہئے کہ جب ایک شخص ملکی وقار کو بلند کرنے میں اپنی دلچسپی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح سے انجام دے رہا تھا اور پھر دوبارہ اِسی وزارت کے ساتھ (کہنے کو نئی مگر وہی پرانی) تشکیل پانے والی کابینہ میں اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کا خواہش مند ہے تو پھر حکومت کو بھی اغیار (امریکا اور دوسروں)کے دباؤ میں آکراِسے وہی وزارت دینے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ وطن عزیز کے زمینی حائق کا جائزہ لیتے ہوئے حالات واقعات جو تقاضہ کر رہے ہیں اِن کی روشنی میں ہر ملکی معاملے کو افہام و تفہیم سے نمٹا دیا جانا چاہئے ناں کہ کسی بھی ذرا سی بات کا داخلی طور پر اتنا واویلا کیا جائے کہ یہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کے مانند اِدھر اُدھر ہوا میں اُڑتی رہے جس کا اپنے اور اغیار بتنگڑ بنا کر ہمارا مذاق بناتے رہیں۔

اُدھر ایک یہ خبر مجھ جیسے اُن کروڑوں پاکستانیوں کے لئے بھی انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوئی ہے کہ جو بھارت کے ساتھ امن کی آشا کے نام پر اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں خبر کے مطابق گزشتہ دنوں پاکستانی گلوکار راحت فتح علی خان جوں ہی کراچی سے نئی دہلی پہنچے تو نئی دہلی ایئر پورٹ پر اِن کے پاس سے ایک لاکھ 24 ہزار ڈالر.بر آمد ہونے پر اِن سے بھارتی ریونیو انٹیلی جنس حکام نے اِس رقم سے متعلق اِن سے پوچھ گچھ کی اور اِسی بنا پر اُنہوں نے اِس عظیم پاکستانی گلوکار کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ اِنہیں اگلے ہی روز بھارت کی عدالت میں پیش بھی کیا گیا ایک پاکستانی گلوکار کے ساتھ بھارت میں پیش آنے والے اِس سلوک کے خلاف پاکستانیوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی اور آج ہر وہ پاکستانی جو بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات کا خواہش مند ہے وہ یہ سوچنے پر ضرور مجبور ہوگیا ہے کہ کیا بھارت کے ساتھ امن کی آشا کی خواہش ہم پاکستانیوں کی ہی یکطرفہ خواہش ہے....؟یا بھارتی بھی ہم پاکستانیوں سے اِسی طرح تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں جیسا ہم پاکستانی اِس کے ساتھ رکھنے کے خواہش مند ہیں۔

بہر حال اِس منظر اور پس منظر میں ، میں آخر میں اپنے قارئین سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا پاکستان میں مخدوم شاہ محمود قریشی اور بھارت میں راحت فتح علی خان اپنی اپنی کارکردگیوں کے حوالے سے اپنے ساتھ پیش آنے والے

واقعات کے تناظر میں لائق توجہ اور احترام ہیں....؟؟اور کیااِن دونوں کے ساتھ) پاکستان اور بھارت میں) جو ناانصافی ہوئی ہے وہ کیااِنصاف کے مستحق ہے....؟؟ پاکستانی عوام اپنی دونوں شخصیات کے اِنصاف کے لئے کیا کچھ کہنا اور کرنا چاہتے ہیں....؟اوراِسی طرح بھارتی عوام بھی یہ فیصلہ کریں کہ ایک پاکستانی گلوکار جو بھارت کی فلمی صنعت میں ایک بڑے اثاثے کا درجہ رکھتا ہے کیا بھارتی ریونیو انٹیلی جنس حکام کواِس کے ساتھ ایسا رویہ اپنانا چاہئے تھا کہ جس سے پاکستانی عوام کے جذبات کو کوئی دلی ٹھیس پہنچتی .....؟؟؟گو کہ اَب بھارتی عدالت نے برصغیر کے اِس عظیم گلوکار راحت فتح علی خان کو اگلے ہی روز باعزت بری کردیا ہے مگر پھر بھی میں اپنے اِس کالم کے ذریعے بھارتیوں کو اپنااور پاکستانیوں کا یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ بھارتی اور بھارتی حکام کواَب آئندہ یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے یہاں آنے والے کسی بھی پاکستانی اور فن و فنکار سے وابستہ افراد کو اپنے انتہاپسند جنونی ہندو بال ٹھاکرے کے پریشر میں آکرپریشان کرنے سے اجتناب برتیں جس میں دونوں جانب کے امن پسند عوام کی جہاں بھلائی ہے تو وہیں دونوں ممالک کے درمیان اچھے تعلقات بھی مستقبل قریب میں پیدا ہونے کی اچھی اُمیدیں پیدا ہوسکے گیں ورنہ نہیں تو دونوں ایٹمی ممالک یوں ہی تناؤ کے عالم میں جکڑے رہیں گے اور خطے میں عدم برداشت کی فضا قائم رہے گی اور گھٹن کا ماحول طاری رہے گااور دونوں جانب کے عوام اِسی آس میں مرتے رہیں گے کہ

کب بھارت اور پاکستان کے حکمرانوں کے مزاج میں برداشت کا جذبہ پیدا ہوگا اور عوام کو سُکھ کا سانس نصیب ہوگا۔

دہشت گرد و قاتل ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ اور امریکی ویب سائٹ کا انکشاف

ریمنڈ ڈیوس یا ڈَیوس کا فیصلہ ہوگیا.... ڈَیوس سفارت کار نہیں ہے امریکا اَب خاموش رہے...

یہ بات جو امریکی بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں مگر کُھل کر اِس کو تسلیم کرنے سے اِنکار کر رہے ہیں کہ ریمنڈ ڈیوس سفارت کار نہیں ہے مگر اَب اپنے ہی ملک کی ایک ویب سائٹ "اسٹریٹفور" کے اِس انکشاف کے بعد اِنہیں یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ اِن کا دہشت گرد شہری ریمنڈ ڈیوس جس نے پاکستان میں دن دھاڑے اپنی پستول سے بغیر کوئی نشانہ خطا کئے دو بے گناہ اور معصوم پاکستانیوں کو قتل کیا ہے وہ سفارت کار ہے اور نہ ہی اِسے سفارتی مراعات حاصل ہے یوں جس کو کسی بھی لحاظ سے اسثنیٰ حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ سفارتی عملے کا نہ تو رُکن ہے اور نہ ہی اِس کی اِس حوالے سے کوئی اہم ذمہ داری ہے یہ ایک عام سا فرد ہے جو کسی اور کاموں (جیسے اپنی تعیناتی والے ملک میں دہشت گردی کے نیٹ کو کنٹرول کرنے کی نگرانی کے لئے معمور ہے) کے لئے سفارتی عملے کے ساتھ اُس طرح سے لگا دیا گیا ہے جس طرح ایک زیادہ وزن ڈھونے والے گدھے کے ساتھ مالک دوسرا گدھا لگا دیتا ہے جسے کچھ کہتے ہیں یکدم اِسی طرح امریکا نے ریمنڈ ڈیوس کو بھی پاکستان کے شہر لاہور میں قائم

اپنے سفارت خانے میں اپنے سفارتی عملے کے اراکین کے ساتھ اِسے منتھی کئے رکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس امریکی ویب سائٹ "اسٹوٹفور" کے انکشافات کے مطابق امریکی انتظامیہ ریمنڈ ڈیوس کی تمام قانونی اور غیر قانونی حیثیت سمیت اِس کی تمام ظاہر و باطن سرگرمیوں سے بھی خُوف واقف ہے اور اِسی طرح دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس بھی اپنی غیر سفارتی حیثیت کو بھی اچھی طرح سے جانتا ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِس نے بلاجواز دو پاکستانیوں کو قتل کرکے وہ جرم کیا ہے جسے دنیا کی کوئی بھی عدالت سخت سے سخت ترین جس میں پھانسی جیسی سزا بھی شامل ہے اِسے دیئے بغیر نہیں رہ سکتی ہے۔
مگر آج اِس کے باوجود بھی پاکستانی سرزمین پر دو معصوم پاکستانیوں کو قتل کرنے والے امریکی قاتل ریمنڈ ڈیوس اور امریکیوں کی ہٹ دھرمی اور ضد کا یہ عالم ہے کہ آج اِس سے ساری دنیا انگشت دندان ہے کہ ایک طرف انسانوں سمیت جانوروں کی جان اور حقوق کی تحفظ کی باتیں کرنے والا دنیا کا ٹھیکیدار امریکا اپنی ضد اور اَنا میں یہ سب کچھ بھول کر دو بے گناہ اور معصوم انسانوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے لئے کیسا پاگل اور اندھا ہوگیا ہے.....؟؟ کہ اِسے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے سِوائے اور کچھ دِکھائی ہی نہیں دے رہا ہے اور آج جب امریکا پر خود آپڑی ہے تو وہ انسانی جانوں اور حقوق کو مقدم جاننے والے اپنے ہی سبق کو ایک طرف رکھ چکا ہے اور یہ سب کچھ

بھلا کر اپنے دہشت گرد شہری ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہا ہے۔اور اپنے قاتل شہری کو بچانے کے لئے حکومتِ پاکستان کو بلیک میل کرنے کے لئے دباؤ ڈالے جارہا ہے۔ جو کہ اِس کی کُھلی بے غیرتی اور بدمعاشی کے سِوا اور کچھ نہیں ہے۔

حتیٰ کہ امریکا کی حرام خوری اور بے غیرتی کی مثال اِس سے بھی لی جاسکتی ہے کہ آج امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام صدر بارک اوباما سے لے کر ایک عام امریکی شہری سمیت سب کا یہ دعویٰ ہے کہ پاکستان میں امریکی سفارت خانے سے نکل کر دو پاکستانیوں کو بیدردی سے قتل کرنے والا امریکی شہری عیسائی دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس بے گناہ ہے اور پاکستان اِسے فوراً رہا کرے یوں اپنی اِس ضد پر اڑے رہنے کی وجہ سے آج امریکی صدر اور ہر امریکی شہری کا حکومت پاکستان پر اِس لئے دباؤ ہے کہ یہ امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس جو دو پاکستانیوں کا قاتل اور دہشت گرد صحیح ہے.... مگر چونکہ یہ امریکی سفارت خانے کے عملے میں شامل ہے اور ویانا کنونشن کے تحت اِسے اِستثنٰی حاصل ہے تو اِس لئے اِسے دو پاکستانیوں کے قتل پر کسی بھی قسم کی کوئی سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔

ایک طرف دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری عیسائی دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کے

معاملہ میں جیسے جیسے دن گزرتے جارہے ہیں تو ویسے ویسے پاک امریکا تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوتی جارہی ہے تو دوسری طرف یہ صُورتِ حال جلد کسی مثبت نتیجے تک پہنچے بغیر دونوں جانب کی اعلیٰ قیادت کو بھی ایک ایسے امتحان اور آزمائش سے دوچار کرتی جارہی ہے کہ جس میں کامیابی کے امکانات کم ہوتے جارہے ہیں تو وہیں اِس کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے سربراہان کی سوچنے سمجھنے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت بھی متاثر ہوتی جارہی ہے۔اِس حوالے سے اَب تو یہ بات بھی شدت سے محسوس کی جانے لگی ہے کہ دونوں ممالک کے ذمہ داران اپنے اپنے مؤقف کو بھی ایک دوسرے کو سمجھانے سے قاصر نظر آنے لگے ہیں جس سے اِن میں ایک دوسرے پر عدم اعتماد کے رجحان کا پروان چڑھنا بھی لازمی امر ہو کر رہ گیا ہے۔

یعنی یہ کہ ایک طرف ہمارے صدر آصف علی زرداری، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی سمیت وزرا اور دیگر حکومتی ارکین کا یہ مؤقف ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ پاک امریکا تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوگا جبکہ اُدھر ضدی امریکیوں جس میں امریکی صدر اور دوسرے امریکی حکام شامل ہیں اِن سب کی اپنے قاتل شہری ریمنڈ ڈیوس کو پاکستانی جیل میں رکھنے پر سخت تشویش ہے اور اِن لوگوں کا دو ٹوک الفاظ میں حکومتِ پاکستان کو دھمکی آمیز لہجے میں یہ کہنا ہے کہ امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ چند دنوں میں ریمنڈ ڈیوس اور امریکی

عوام سمیت ہماری خواہشات کے مطابق حل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ پاکستان سے تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں جس میں سرِفہرست اسٹریٹجک ڈائیلاگ شامل ہیں ہم ڈنکے کی چوٹ اور اپنی ہٹ دھرمی سے وہ بھی ملتوی کر سکتے ہیں اور اِسی کے ساتھ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ امریکا نے پاکستان پر اپنا دباؤ بڑھانے کے لئے کسی ناراض محبوبہ کی طرح اپنی ناراضگی کا اظہار ابتدائی سطح پر پاکستان سے بات چیت بند کر کے شروع کر دیا ہے جبکہ اِن تمام امریکی دھمکیوں اور نخروں اور دو ٹوک مؤقف کے جواب حکومتِ پاکستان کی واضح حکمتِ عملی اور مؤقف یہ ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ انتہائی حساس نوعیت کا ہے کیس میں اِستثنیٰ کا فیصلہ عدالت ہی کرے گی اور اِسی کے ساتھ ہی حوصلہ افزا امر ایک یہ بھی ہے کہ حکومتِ پاکستان نے ضدی امریکیوں پر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ امریکی شہری قاتل دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں کوئی فیصلہ عوامی اُمنگوں کے خلاف آیا تو یہ لال مسجد سے بھی زیادہ بڑا اور خطرناک ایشو ثابت ہو سکتا ہے یوں حکومتِ پاکستان کی جانب سے ریمنڈ ڈیوس کے اِستثنیٰ کی تصدیق نہ کئے جانے پر پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کمرون منٹر نے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اِس حوالے سے امریکا کی پوزیشن بڑی واضح ہے کہ ویانا کنونشن کے تحت ریمنڈ ڈیوس کو استثنیٰ حاصل ہے اَب اگر حکومتِ پاکستان اتنی سی بات نہیں سمجھ پا رہی ہے تو پھر بعد کی ذمہ دار یہ خود ہو گی۔

جبکہ امریکی عیسائی قاتل دہشت گرد شہری ریمنڈ ڈیوس کے اِس الجھاؤ کے معاملے کو جس میں اَب تک یہ بات واضح نہیں ہو سکی ہے کہ دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کو کوئی استثنٰی حاصل ہے کہ نہیں امریکا کی ایک انٹیلی جنس امور کی ایک انتہائی معتبر اور اہم ترین ویب سائٹ " اسٹریٹفور" نے اِس معاملے کو سلجھاتے ہوئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرتے ہوئے امریکیوں کو ریمنڈ ڈیوس کو استثنٰی حاصل ہونے کی ضد سے پیچھے ہٹنے کے لئے یہ حقیقت دنیا کے سامنے عیاں کردی ہے کہ "اے ! امریکیوں تم اُس قاتل ریمنڈ ڈیوس کو اپنا سفارت کار اقرار دے رہے ہو جو کسی بھی حوالے سے تمہارے ریکارڈ میں سفارت کار نہیں ہے بلکہ یہ ریمنڈ ڈیوس جِسے تم اپنا زبردستی سفارت کار قرار دے کر دنیا سے اِس کی تصدیق کرنے پر تلے بیٹھے ہو کہ وہ یہ مان جائے کہ ریمنڈ ڈیوس تمہارا حقیقی سفارت کار ہے جو کہ غلط اور یکدم غلط ہے دراصل پاکستان میں تمہارے سفارت خانے سے نکل کر دو معصوم پاکستانیوں کو اپنی پستول کی گولیوں سے چھلنی کرنے والا ریمنڈ ڈیوس تمہارا سفارت کار ہے اور نہ ہی یہ تمہارے سفارت خانے کا کوئی رُکن ہے بلکہ اِس ویب سائٹ "اسٹریٹفور" نے دنیا کو یہ بتایا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس دراصل سی آئی اے کے لئے ٹھیکے پر کام کرتا ہے اور یہ سفارتکار نہیں ہے ایک نجی ٹی وی رپورٹ کے مطابق جس نے ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے اِس بات کا اِنکشاف کیا ہے اِس ویب سائٹ میں سی آئی اے کے سابق اہلکار اور افسران بھی شامل ہیں جن کے انکشافات

کے مطابق ریمنڈ ڈیوس امریکی سی آئی اے کا کنٹریکٹ سیکیورٹی افسر ہے اور یہ بات خود ریمنڈ ڈیوس بھی اچھی طرح سے جانتا ہے اور اِسے بھی پہلے ہی یہ بتا دیا گیا تھا کہ اِسے سفارتی مراعات حاصل نہیں ہوں گی اور نہ ہی اِسے سفارت کار کا تحفظ حاصل ہوگا اِسی نجی ٹی وی کے مطابق ویب سائٹ میں یہ بات بھی واضح طور پر موجود ہے کہ پاکستان میں کسی خاص مشن پر بھیجے جانے سے قبل امریکی شہری قاتل دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کی کمپنی اور سی آئی اے نے یقیناً اِس کی قانونی حیثیت کے بارے میں بھی اِسے ضرور بریفنگ دی تھی۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں وقت و حالات یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ امریکا کو اپنے بناوٹی مؤقف میں نہ صرف لچک کا مظاہرہ کرنا ہوگا بلکہ اِس میں واضح تبدیلی بھی لانی ہوگی اور دنیا کو اپنی ویب سائٹ "اسٹوٹفور" کے انکشافات کے بعد یہ بتا دینا ہوگا کہ ہم ریمنڈ ڈیوس کو بچانا کی کوشش کرتے رہے مگر حقیقت یہی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس (ڈَیوس) ہمارا سفارت کار نہیں ہے اور نہ ہی اِسے کسی قسم کا کوئی استثنٰی حاصل ہے اَب پاکستان کی عدلیہ جو بھی فیصلہ کرے گی وہ ہمیں بھی قبول ہوگا کیونکہ ریمنڈ ڈیوس (ڈَیوس) دو معصوم انسانوں کا قاتل ہے اِس لئے اِسے سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔

خبردار! قوم جاگتی رہے

ریمنڈ ڈیوس، ذوالفقار مرزا کا اشتعال انگیز بیان اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اضافے کا عندیہ ....

خبردار! قوم جاگتی رہے ... کہ حکمران ریمنڈ ڈیوس کو خاموشی سے چھوڑنے کے لئے سخت امریکی دباؤ میں ہیں کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ یہ قوم کو کسی اور جانب لگا کر یا کسی بنیادی ضروریات زندگی کے مسئلے میں اُلجھا کر اور قُوم کو سُوتا سمجھ کر یہ دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ دَیُوس کو چھوڑ دیں اور اِسی کے ساتھ ہی حکمرانوں کے لئے بھی میرا یہ عندیہ ہے کہ حکمرانوں خبردار! تم بھی امریکی دباؤ اور لالچ یا کسی پٹائی میں آ کر کوئی ایسی نادانی مت کر بیٹھنا کہ دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی بلیک واٹر کے انچارج کو چھوڑ دو تو اِس سے نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں بھی تمہاری بدنامی کا طوق تمہارے گلے میں ڈال جائے گا اور جسے بعد میں تم اُتار بھی نہ سکو.... تو باز رہو حکمرانوں کسی ایسے کام سے جو بعد میں تمہارے لئے کلنگ کا ٹیکہ ثابت ہوجائے۔

جبکہ اِس حقیقت کے عیاں ہو جانے کے بعد کہ ریمنڈ ڈیوس ادَیُوس بلیک واٹر کا

ملازم اور سی آئی اے کے لئے کام کرتا ہے کہ جسے آج صرف پاکستانی قوم ہی نہیں بلکہ ساری دنیا بھی یہ بات جان چکی ہے کہ پاکستان میں دو پاکستانیوں کے قتل میں گرفتار امریکی دہشت گرد تنظیم بلیک واٹر کا سربراہ ریمنڈ ڈیوس جسے رہائی دلوانے کے لئے امریکا اِسے اپنا زبردستی کا سفارتکار گردان کر اِسے اِس کے جرم میں اِستثنٰی دلوانے کے خاطر ہر وہ ناجائز حربہ استعمال کر رہا ہے جو کسی بھی لحاظ سے اِسے زیب نہیں دیتا جیسے گزشتہ دنوں سے امریکی دفترِ خارجہ کے عہدیداروں اور اوباما انتظامیہ کے پیٹ میں اُٹھنے والے مڑوڑ میں دن بدن شدت آتی جارہی ہے اور اِس کی جانب سے مسلسل اِس بات کا اِصرار زور پکڑتے جارہا ہے کہ دو پاکستانیوں کے گرفتار قاتل اور سی آئی اے کے لئے کام کرنے والے امریکی دہشت گرد تنظیم بلیک واٹر کا سربراہ اور گولی بازی میں ماہر نشانہ باز ریمنڈ ڈیوس کو سفارتی استثنٰی حاصل ہے لہٰذا اِسے فوری طور پر رہا کیا جائے اور اوباما انتظامیہ کا اِس حوالے سے یہ بھی کہنا ہے کہ ہم نے حکومتِ پاکستان کو ریمنڈ ڈیوس کی حیثیت کے حوالے سے جنوری 2011 میں آگاہ کردیا تھا کہ اِس کی کیا حیثیت ہے اور اَب پاکستان اِس کو زیر حراست رکھ کر عالمی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کر رہا ہے جبکہ میری اطلاعات کے مطابق حکومتِ پاکستان کا اِس حوالے سے پہلے ہی روز سے یہ واضح مؤقف سامنے آرہاہے کہ ریمنڈ ڈیوس کو کوئی سفارتی استثنٰی حاصل نہیں ہے اور نہ ہی امریکا نے پہلے اِس کی کسی ایسی حیثیت کے بارے میں ہمیں آگاہی دی تھی جو

اَب اِس واقع کے رونما ہونے کے بعد یہ ہم پر زبردستی دباؤ ڈالنے کے لئے امریکا من گھڑت پروپیگنڈہ کرکے پاکستان اور پاکستانی قوم سمیت انصاف فراہم کرنے والے اداروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا پڑا ہے اور جس کے لئے امریکا حکومتِ پاکستان پر ہر طرح کا سیاسی، معاشی اور اقتصادی دباؤ ڈالے ہوئے ہے ایک طرف تو حکومتِ پاکستان اور حکمرانِ پاکستان کو ہر قسم کے امریکی دباؤ کا سامنا ہے تو دوسری طرف اپوزیشن کی جماعتوں سمیت عوامی پریشر نے بھی اِن کا سکون غارت کر رکھا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اَب حکومتِ پاکستان اِن دنوں امریکا سے آنے والے بیجا دباؤ اور اِس دباؤ کے نتیجے میں عوامی سطح پر پیدا ہونے والے پریشر سے بھی سخت بوکھلاہٹ کا شکار ہے اِس کی یہ کیفیت نہ صرف محسوس کی جاسکتی ہے بلکہ اَب تو نظر بھی آنے لگی ہے اِسی کیفیت سے دوچار حکومت پر پاکستانی عوام نے بھی اپنی پوری قُوت سے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے اپنا یہ مطالبہ جاری رکھا ہوا ہے کہ حکومت کسی بھی امریکی دباؤ میں آئے بغیر امریکی جاسوس اور دہشت گرد تنظیم بلیک واٹر کے سربراہ دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیُوس کو نہ چھوڑے.... اور اِس کے ساتھ ہی پاکستانی قوم نے اپنے حکمرانوں کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ اگر ہمارے حکمرانوں نے امریکی خوشنودی کے خاطر امریکی دہشت گرد تنظیم کے سربراہ ریمنڈ ڈیوس یا ریمنڈ ڈیُوس کو چھوڑنے جیسا کوئی فعلِ شنیع کیا تو اِنہیں اِس کا کفارہ عوامی غیض وغضب کے جذبوں کے ساتھ حکومت مخالف چلنے والی تحریکوں کے عوض

اپنے اقتدار سے ہاتھ دھو کر ادا کرنا پڑے گا۔

اُدھر صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے امریکی ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس کی گرفتاری کے بعد ملکی کی موجودہ سیاسی صُورتِ حال کے پس منظر میں اپنے اقتدار کے لئے حزبِ اختلاف کی بڑی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) جو ماضی قریب میں فرینڈلی اپوزیشن کا بھی رول ادا کرتی رہی ہے اِس سے مفاہمتی روش برقرار رکھنے کا اعادہ ظاہر کیا ہے جس کے لئے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ ن لیگ کے 10 میں سے 6 نکات پر عمل ہوگیا ہے باقی پر بھی ہم اپنے اقتدار کے خاطر مفاہمتی عمل کو جاری رکھتے ہوئے یوں ہم اِن باقی چار پر بھی عمل کرنے کی سعی کریں گے جبکہ اِس موقع پر میرا خیال یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکمران سارے مفاہمتی عمل کو اپنے اقتدار کی تکمیل کے علاوہ ملکی اور عوامی مفادات کے خاطر عملی جامہ پہنانے کی جستجو کرتے تو کوئی حرج نہیں تھا کہ ن لیگ کے دس کے دس نکات پر اَب تک جوں کا توں عمل ہوچکا ہوتا مگر بہر حال ! موجود فہم و فراست سے .... حکمرانوں نے ن لیگ کے جتنے بھی نکات پر عمل کیا وہ بھی غنیمت ہے اور اِسی حوالے سے اِس موقع پر میری اپنے حکمرانوں سے ایک یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اپنے مفاہمتی عمل میں ملک اور قوم کی فلاح و بہبود اور استحکام کے جذبوں کو مقدم جان کر اپنے ہر اُس مفاہمتی عمل کو جاری رکھیں جس میں حکومتی مفادات کو کم اہمیت حاصل ہو۔

اِس منظر اور پس منظر میں ذوالفقار مرزا جو صدر آصف علی زرداری کے انتہائی قریب ترین دوست جانے جاتے ہیں وہ اِن کے بغیر اور صدر اِن سے مشورہ کئے بِنا کوئی بھی قدم نہیں اُٹھاتے مگر اِس کے باوجود بھی ذوالفقار مرزا نے صدر زرداری کے ن لیگ کے ساتھ اقتدار کے مفاہمتی عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے گزشتہ دنوں ن لیگ کے لئے جس طرح کے الفاظ ادا کئے کیا اِس سے صدر زرداری کا ن لیگ کے ساتھ مفاہمتی عمل جاری رہ سکتا ہے اِس کا فیصلہ پاکستانی عوام اور برسرِ اقتدار جماعت کے اکابرین خود کریں.....؟؟ جبکہ دوسری جانب اِس حوالے سے عوام کا خیال یہ بھی ہے کہ صدر زرداری کے قریب ترین دوست ہونے کے باوجود بھی ذوالفقار مرزا صدر کی چمچہ گیری سے باز نہیں آتے کہیں اِس لئے تو نہیں کہ وہ اِس شعر کا مطلب سمجھ گئے ہوں کہ

یہ ہیرا پھیری سے مِلتی ہے دُولتِ دنیا
ثبوت اِس کا ہمیں صُبح و شام مِلتا ہے
یا جی حُضوری سے مِلتا ہے آدمی کو وقار
یا چمچہ گیری سے اُونچا مقام مِلتا ہے

بہر کیف ! اگر ملک کے زمینی حقائق کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر کہی جا سکتی ہے کہ اِن حالات میں ملک میں اقتدار پر قابض رہنے والی جماعت

سمیت اپوزیشن کی جماعتوں کو ہر اُس قسم کی محاذ آرائی سے اجتناب برتنا چاہئے جس سے ملک و قوم کا وقار دنیا بھر میں مجروح ہو اور ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ ہوتا دیکھ کر دُشمن ہم پر حملہ آور ہو جائے تو اِس کے لئے عرض ہے کہ

یہ محاذ آرائیاں اَب ختم ہونی چاہئیں

ہے اِسی جذبے میں پنہاں قوم کی عظمت کا راز

اِتحادِ قوم میں ہے ملک وملت کا مفاد

اِتحادِ قوم میں ہے ملک کی قوت کا راز

اور دوسری طرف ایک خیال یہ بھی کیا جارہا ہے کہ گزشتہ دنوں ذوالفقار مرزا نے ن لیگ کے خلاف جس طرح کی زبان استعمال کرکے طبلِ جنگ بجا دیا ہے اِس سے یہ صاف ظاہر ہورہا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں امریکی دباؤ میں آئے ہوئے حکمرانوں نے اپنا دباؤ کم کرنے اور ملک کے سیاست دانوں اور عوام کو کسی نئے سیاسی محاذ میں جھونکنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا ہے تاکہ ملک کے سیاست دان اور عوام اِس جانب لگ جائیں اور حکمران دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیُوس کو رہائی دلاکر خاموشی سے امریکا آقا کے حوالے کردیں تب ہی تو حکمران اَب اِس جانب راغب ہیں کہ چھیڑو کبھی سینٹ کبھی صُوبوں کے مَسائل

اِس قوم کو تفریق کی راہوں پہ لگا دو
ہے آج سیاست کے مداری کا تقاضا
اِس ملک کو بازیچئہ اِطفال بنا دو

اَبھی پاکستانی قوم ریمنڈ ڈیُوس کے معاملے پر ہی آگ بگولہ ہے تو حکومت نے اِس کی اِس آگ کو بجائے کم کرنے کے اُلٹا اور بھڑکانے کے خاطر یہ عندیہ دے ڈالا ہے کہ ملک بھر میں یکم مارچ 2011 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 15 فیصد اضافے کا امکان ہے جس کی حتمی منظوری وزیراعظم یوسف رضا گیلانی دیں گے اِس کے بعد ہمارے حکمرانوں کا خیال یہ ہے اِس اعلان کے ساتھ ہی ملک میں باب المہنگائی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے بے تحاشہ اضافے کے بعد یقینی طور پر پاکستانی عوام اِس میں اُلجھ کر رہ جائے گی اور ریمنڈ ڈیُوس کے مسئلے سے اِس کی توجہ ہٹ جائے گی پھر ہم جو چاہیں گے.... وہ کریں گے کوئی ہم سے پوچھنے والا نہیں ہوگا کہ ہم نے ریمنڈ ڈِیُوس کا کیا کیا......؟؟

جبکہ عوام کا اِس حوالے سے یہ کہنا ہے کہ حکومت اَب کچھ بھی کرلے اور کوئی بھی حربہ استعمال کرلے مگر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے حوالے سے ہمارا ایک یہ ہی مطالبہ ہے کہ دو پاکستانیوں کے قاتل بلیک واٹر کے انچارج کو پاکستان میں

پھانسی دی جائے اور بس عوام اِس کے علاوہ اور کچھ بھی سُننا نہیں چاہتے جبکہ یکم مارچ 2011 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 15 فیصد اضافے کے ہونے والے حکومتی عندیئے پر عوام کا یہ کہنا ہے کہ اِس سے ملک میں مہنگائی اور غربت کا طوفان تو برپا ہوجائے گا مگر یہ ہمارے لئے بھی اُس عزم وہمت کا سوال ہے جس سے متعلق شاعر نے عرض کیا ہے کہ

مرا آقا مرے سجدوں کا بھرم رکھتا ہے
یہ مہہ نو مری راتوں کا بھرم رکھتا ہے
اِس کمر توڑ گرانی کی قسم ہے فاروق
مرا روزہ مرے فاقوں کا بھرم رکھتا ہے

جمہوری حکومت کے کارندے...بے بس ہوگئے...؟

کیا ن لیگ کے 10 نکاتی گرداب میں پھنسے جمہوری حکومت کے کارندے...بے بس ہوگئے...؟
کیا یونیفکیشن بلاک کے لوٹوں نے جمہوری عمل کو سبوتاژ کیا ہے...؟؟؟
کیا لوٹوں سے ملک میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے....؟؟
کیا ن لیگ اور لوٹے ملک کے مسائل حل کرسکیں گے....؟؟

پنجاب میں اپنے اقتدار کے حُصول کے خاطر ایک بڑے عرصے صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنے والی جماعت پاکستان مُسلم لیگ (ن) کا ضبط آخرکار ٹوٹ ہی گیا اور اِس نے پنجاب میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اپنے ہی دُھتکارے اور پھٹکارے ہوئے (اُن ہی لوٹوں کو جن کی جانب کبھی دیکھنا تو کیا بات کرنا بھی ن لیگ کے سربراہ نواز شریف بڑا گناہ سمجھتے تھے مگر آج اپنی سیاست کو چمکانے اور اِسے بڑھاوا دینے کے خاطر اُن ہی لوٹوں کو گلے لگا چکے ہیں)اِن ہی لوگوں کو ساتھ ملا کر پنجاب سے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو یوں الگ کردیا جیسے دودھ میں سے مکھی نکالی جاتی ہے اور اَب وہ جماعت جو پنجاب میں جمعہ کی دوپہر تک اپنی حکمرانی کے گُن گایا کرتی تھی اور اِسی نشہ میں دھت تھی کہ کوئی اِس سے اِس کا اقتدار نہیں چھین سکتا تو پاکستان ن لیگ کے سربراہ میاں

نواز شریف کی پریس کانفرنس کے بعد اِسے یہ احساس ضرور ہوگیا ہوگا کہ اللہ غرور کا سر کیسے نیچا کرتا ہے وہ جماعت پاکستان پیپلز پارٹی جس کی پنجاب میں کبھی حکمرانی ہوا کرتی تھی وہ اَب تاریخ کا حصہ بن کر تاریک میں چلی گئی ہے۔ یہاں ایک کیا کئی ایسے سوالات جنم لے رہے ہیں کہ جن کا عوام الناس کو تسلی بخش جواب ن لیگ اور حکمران جماعت کے لئے بھی بہت مشکل ہے۔ یعنی یہ کہ کیا ن لیگ کے دس نکاتی ایجنڈے کے گرداب میں پھنسے جمہوری حکومت کے کارندے بے بس ہوگئے ہیں۔۔۔۔؟؟ کیا یونیفکیشن بلاک کے لوٹوں نے جمہوری عمل کو سبوتاژ کیا ہے۔۔۔۔؟؟ کیا ن لیگ لوٹوں کو اپنے ساتھ ملا کر ملک میں اِنقلاب برپا کرسکے گی۔۔۔۔؟؟ کیا ن لیگ اور یونیفکیشن کے ملک کے مسائل حل کرسکیں گے۔۔۔۔؟؟ یہ وہ سوالات ہیں جو آج ہر محبِ وطن پاکستانی کے ذہن میں ہیں جس کا جواب وہ ن لیگ اور یونیفکیشن بلاک سے چاہتا ہے۔

یہ بات حقیقت ہے کہ لوٹا خواہ کہیں کا بھی ہو اِس کی نیچر (فطرت) لوٹوں والی ہی ہوتی ہے اور یہ لوٹا امریکا کا ہو یا ہمارے یہاں (پاکستان) کا اِس کام ہی لوگ کو ہاتھ دُھلانا، پانی پلانا، وضو کروانا اور بہت سے ایسے بھی کام ہیں جنہیں لوٹے استعمال کرنے والے حضرات اِس کی افادیت اور نقصانات سے بھی خُوب واقف ہیں مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں لوٹوں نے لوگوں کا ہاتھ دُھلاتے دُھلاتے اِن کا ہاتھ پکڑ کر اَب گرانا بھی شروع کر

دیا ہے یکدم ایسے ہی جس طرح پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مارے اور دھتکارے ہوئے ق لیگ کے کچھ لوٹوں نے اپنی ہی جماعت سے علمِ بغاوت بلند کرنے کے بعد ن لیگ کی جانب سے خود کو اِس میں شامل ہونے کے ایک ہی اشارہ ملتے ہی اِن لوٹوں نے اپنا ایک نیا نام یونیفکیشن بلاک دے کر خود کو ن لیگ میں شامل کر لیا تو پھر اِن لوٹوں نے وہی کچھ کیا جو یہ اکثر کسی میں ضم ہو کر کیا کرتے ہیں یعنی یہ کہ یہ لوٹے جو آج ایک نئے نام کے ساتھ ن لیگ میں شامل ہو گئے ہیں اور اِنہوں نے ن لیگ کی پنجاب میں اقتدار کی خواہش پوری کر دی ہے جس کے بعد یہ یونیفکیشن بلاک لوٹے آج ن لیگ کی آنکھوں کے تارے اور ملک میں انقلاب لانے کی کرن بنے ہوئے ہیں۔

آج اہلِ سیاست کے نزدیک اِن لوٹوں کا ماضی گواہ ہے کہ پہلے یہی لوٹے ن لیگ کا ہی حصہ تھے مگر پھر یہ اپنے مفادات کے ہاتھوں مجبور ہو کر ن لیگ کو چھوڑ کر اِس سے نکلے اور پرویز مشرف جیسے آمر کی بنائی جانے والی ق لیگ میں شامل ہو گئے اور یوں آمر پرویز مشرف کی تشکیل پانے والی حکومت میں رہ کر یہی ق لیگ کے لوٹے خوب مزے لوٹتے رہے اور جب پرویز مشرف کی بھی حکومت ختم ہوئی تو اِن لوٹوں (یونیفکیشن بلاک والوں) نے موجودہ برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی میں اپنی ایک بار پھر جگہ بنانے کے لئے اپنا ایک فارورڈ بلاک بنایا مگر چونکہ موجودہ برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی جو پہلے ہی

کئی جماعتوں کا مُرکب ہے اِس میں اِنہیں شامل کرنے کی ذرا بھی گنجائش نہ بنی تو یہ فارورڈ بلاک والے لوٹے ق لیگ کے نکلنے کے بعد نامُراد ہو کر اِدھر اُدھر بھٹکتے رہے۔

اور بالاآخر اِس فارورڈ بلاک کو اپنی قسمت اُس وقت کُھلتی محسوس ہوئی جب پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 48 دن قبل موجودہ حکومت کو اپنے 10 نکاتی ایجنڈا پیش کیا اور حکومت پر واضح کیا کہ اگر اِس نے اِن کو منظور نہ کیا تو پھر پنجاب میں اِس کے راستے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکومت سے الگ ہو جائیں گے اور پھر گزشتہ دنوں ن لیگ نے اپنی یہ بات اُس وقت سچ کر دِکھائی جب کئی ایک مذاکرات کے بعد بھی کوئی معنی خیز پیش رفت نہ ہوئی اور کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے ایک پریس کانفرنس میں یہ اعلان کر کے ساری پاکستانی قوم اور دنیا کو حیران کر دیا کہ موجودہ حکومت ہمارے دیئے گئے دس نکاتی ایجنڈے پر عمل نہ کر سکی اِس لئے آج سے ہمارے اور اِس کے راستے جُدا ہیں۔

اور یوں آج ساری پاکستانی قوم یہ بات اچھی طرح سے جان چکی ہے کہ پی پی پی اور ن لیگ کے راستے اَب جُدا ہو چکے ہیں اور اِنہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے میں ماضی کے اُن لوٹوں نے جن کا کام ہی لوٹا کریسی ہے اِنہوں نے حسبِ

روایت وہ ہی کچھ کیا ہے جو اِن کی فطرت میں شامل ہے اور اُنھوں نے ن لیگ کے اُکسانے پر یونیفکیشن بلاک تشکیل دے کر پسِ پردہ ن لیگ سے ہاتھ ملایا اور پھر ن لیگ نے پنجاب میں اپنی واضح اکثریت سے مطمئن ہو کر ایک بار پھر وہی حربہ استعمال کیا جو یہ 90 کی دہائی میں کر چکی ہے اور اِس طرح ملک کی تاریخ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) ایک بار پھر دوسرے کے مدِمقابل سینہ تان اور اپنی اپنی آستینیں چڑھا کر کھڑی ہیں جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اَب آمریت کی ڈسی موجودہ جمہوری حکومت جو پہلے ہی دن سے آئی سی یو میں پڑی آکسیجن پر سانس لے رہی تھی اِس کی زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں یعنی یہ کہ اہلِ سیاست کی نظر میں اَب پنجاب میں ن لیگ کی حکومت قائم ہوجانے کے بعد پی پی کے اُس لاغر جسم سے جان نکل چکی ہے جو تین سالوں سے جمہوریت کے آئی سی یو کے وارڈ میں پڑی اپنی بقا کے دن گِن رہی تھی اِس کیفیت سے دوچار برسرِاقتدار جماعت کے کرتا دھرتاؤں اور حکمرانِ وقت کو میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی حکومتی مدت پوری کرنے کی ضد کو چھوڑ کر خود کو اپنی مزید تذلیل سے بچانے کے لئے یہ خود ہی اپنی حکومت تحلیل کردیں اور ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور یونیفکیشن بلاک کی اِس حرکت اور سازش کو بے نقاب کرنے اور عوام الناس میں خود کو مظلوم ثابت کرنے سمیت آئندہ ملک میں ہونے والے انتخابات میں عوامی ووٹوں سے اپنی واضح اکثریت سے ایک بار پھر کامیابی حاصل کرنے کے لئے فوراً عوام کی دہلیز پر

جائیں اور عوام کو اپنے ساتھ پیش آنے والے اِس غیر جمہوری عمل سے آگاہ کریں اور ایک بار پھر بے لگام مہنگائی، بھوک و افلاس، بیروزگاری، کرپشن اور اقرباء پروی کے ناسور کو پوری قوت سے پروان چڑھانے کے لئے ملک پر اپنے ظالمانہ اقتدار کے حُصول کے لئے کوششیں شروع کردیں۔یوں جب تم لوگ اپنے اِسی جذبے کے تحت عوام کی دہلیز پر اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے جاؤگے تو تم کو خود پتہ چل جائے گا....؟؟ کہ تم کیا ہو اور کیا تھے.....؟؟

آج پنجاب میں پاکستان مُسلم لیگ (ن) اور یونیفکیشن بلاک کے باہمی اشتراک سے جو کچھ بھی ہوا وہ موجودہ حکومت اور اِس کے حکمرانوں کو سبق سِکھانے کے لئے کافی ہے اِس لئے کہ حکمرانوں کی اپنی پالیسیاں اور حکمتِ عملی ہی کچھ ایسی ناقص اور فرسودہ تھی کہ اِن کے ساتھ ایسا تو ایک نہ ایک دن ہونا ہی تھا وہ تو خیر بنائیں پاکستان مسلم لیگ ن) کا جس نے اِسے کبھی میثاقِ جمہوریت میں تو کبھی معاہدہ بھوربن میں اُلجھائے رکھا) تو موجودہ حکومت نے اپنے زندگی کے حَسین تین سال بھی دیکھ لئے اور حکمرانوں نے ملک اور قوم دولت بھی دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر اپنے بینک بیلنس بھی خُوب بھرلے اور صدر مملکت آصف علی زرداری کے تو کیا کِہنے اُنھوں نے تو اپنے عہدہ صدارت کو سنبھالتے ہی دنیا بھر کے جتنے دورے کئے ہیں اِن کی مثال پاکستان کے کسی بھی صدر سے نہیں‌دی جاسکتی یعنی ایسا لگتا ہے جیسے صدر آصف علی زرداری نے اپنا عہدہ صدارت قبول

ہی قومی خزانے سے غیر ملکی دوروں اور سیر سپاٹوں کے لئے کیا ہے اور تو اور جس روز پنجاب حکومت سے ن لیگ نے علیحدہ ہونے کا اعلان کیا تو اتفاق سے ہمارے صدر آصف علی زرداری کویت کی قیادت کے ساتھ دو طرفہ تعلقات کو مزید تقویت دینے (اور کویت سیر کرنے) کے لئے مذاکرات اور اِس کے 50 ویں یوم آزادی کی تقریبات میں شرکت کے لئے دو روزہ سرکاری دورے پر روانہ ہوگئے تھے۔

بہر کیف! آج ملکی سیاست میں جو بھونچال آیا ہے وہ کسی بھی لحاظ سے جمہوری اور جمہوری عمل کو مستحکم کرنے میں کارآمد ثابت نہیں ہوسکتا اِس سے ملک کے طولُ ارض میں منفی اور انتقامی سیاست کا رجحان پروان چڑھے گا اور وفاق سے لے کر صُوبوں تک ایک کشمکش اور کھینچاتانی کی فضاء قائم ہوجائے گی تاہم میرا خیال یہ ہے کہ اِسی صورتِ حال سے دوچار ہمارے ملک میں کم از کم مستقبل قریب میں (اکتوبر یا نومبر تک) عین ممکن ہے کہ مڈٹرم الیکشن ہوجائیں یا پھر یہ نہ ہوئے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جنرل کیانی ملک کو کسی مثبت سمت میں لے جانے کے لئے خود کوئی مناسب فیصلہ کرلیں اور ملک میں جمہوریت کا ڈھونگ پیٹنے والوں کو ایک طرف کرکے ملک کی باگ دوڑ خود سنبھال لیں۔

جب یہی کچھ کرنا تھا.....تو پنگا کیوں لیا..... بھئی؟

"بی بی کی روح کا واسطہ، نواز شریف فیصلے پر نظرثانی کریں...." رحمٰن ملک ...واہ ! کیا سادگی ہے....؟

پچھتاوئے کی آگ ! پنجاب حکومت سے علیحدگی ہوئی، طلاق نہیں، رجوع ہو سکتا ہے ...فردوس عاشق اعوان

اَب یہ بات حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے اکابرین تسلیم کرلیں کہ پنجاب سے اِن کی حکومت کے یوں خاتمے پر اِنہیں پچھتاوے سے دوچار ہونا پڑا ہے جس کا ازالہ یہ کم از کم کسی بھی صُورت یں سیاسی طور پر تو نہیں کر سکتے ہیں سوائے اِس کے کہ یہ اَب اپنے اِسی پچھتاوے کی وجہ سے ن لیگ سے دوبارہ اپنے پرانے والے حالات اور مراسم بحال کرلیں جس سے متعلق اطلاعات یہ بھی ہیں کہ حکمران جماعت پی پی پی والے ن لیگ سے ایک مرتبہ پھر اپنے وہی پرانے والے دوستانہ مراسم کو قائم کرنے اور کرانے کے لئے کسی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں اور سرگرم نظر آرہے ہیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے تین سال تک مُختلف حیلے بہانوں سے مسلسل ٹرخائی جانے والی حکومت کی ماضی کی فرینڈلی اپوزیشن جماعت پاکستان مُسلم لیگ (ن) نے جب اپنا رنگ دیکھا تو حکمرانوں کے چہرے کے رنگ پھک سے اُڑ گئے جس

سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اپنے وفادار دوست کے وفادار دوست بن جاؤ جو شائد ہمارے حکمران ایسا نہ کرسکے اور یہ اپنے تئیں تین سال تک فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی ملک کی ایک بڑی جماعت پاکستان مسلم لیگ نون کو لولی پاپ دے دے کر بہلاتے اور اپنا کام چلاتے رہے اور اِس کے اُن تمام نیک جذبات کو اپنے جوتے کی نوک پر مارتے ہوئے اپنا وقت کھینچتے رہے اور حکمرانی کی رنگ ریلیوں کے مزے لوٹتے رہے جبکہ اِسی کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیاست میں ہونے والی دوستی سے لے کر ایک عام زندگی کے معاملات تک قائم دوست کی دوستی کو کبھی نہ آزماؤ ہوسکتا ہے کہ وہ مجبوری کے تحت آزمائش میں پورا نہ اُترے اور آپ ایک مُخلص دوست سے محروم ہوجائیں اور آج ایک میں ہی کیا سارے پاکستان کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہمارے حکمرانوں سے ایک ایسی غلط سرزد ہوگئی ہے کہ وہ ن لیگ کی دوستی کو سمجھے بغیر وہ سب کچھ کرتے رہے جو اِنہیں نہیں کرنا چاہئے تھا اور آج اِس کا جو نتیجہ نکلا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

اِس وقت مجھے اپنے حکمرانوں کو سمجھانے کے لئے حضرت خُواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ کا ایک انتہائی سبق آموز قول یاد آرہا ہے کہ " جو بَلا دوست کی جانب سے نازل ہو اِس کو صَبر کے ساتھ برداشت کیا جائے "اور اَب حکمرانوں کے پاس اِس کے سِوا اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ اِس قول پر عمل کرتے

ہوئے صبر و برداشت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور خاموشی سے صبر کریں اور ہوسکے تو یہ اپنی ہر ضد اور اَنا کو خاک میں ملادیں جن کی وجہ سے اِنہیں یہ دن دیکھنے کو مِلا کہ پنجاب سے اِن کی حکومت ایک دوست نے ایک ہی لمحے میں ختم کرکے خُود اپنا اقتدار سنبھال لیا ہے۔

اور واہ! اِس پر قربان جایئے وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کی اِس سادگی پر کہ اُنھوں نے کتنی معصومیت سے یہ کہا ہے کہ " میں میثاقِ جمہوریت کا پودا کٹتا دیکھ رہا ہوں (تو عرض ہے کہ ارے! ملک جی آپ جمہوریت کا پودا کٹ جانے کے بعد بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ میثاقِ جمہوریت کا پودا کٹتا دیکھ رہا ہوں جسے کٹے ہوئے بھی کئی دن گزر چکے ہیں اور اَب تو اِس کے پتے بھی سُوکھ چکے ہیں جناب اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میثاقِ جمہوریت کا پودا کٹتا دیکھ رہا ہوں) اور اِس پر اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ (ن) لیگ کے فیصلے سے بینظیر بھٹو شہید کی روح ضرور تڑپی ہوگی نواز شریف کو بی بی شہید کا واسطہ ہے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں " تو عرض ہے کہ رحمان ملک جی! جب اتنی ہی عجز وانکساری کے ساتھ ہاتھ جوڑنے جیسا مظاہرہ ہی کرنا تھا تو بھائی! ایک طاقتور دوست کی دوستی کو آزمانے کے لئے پنگا ہی کیوں لیا تھا.....؟؟ کہ دوست کو انتہائی راست قدم اٹھانا پڑ گیا اور آپ سمیت آپ جیسے بہت سوُں کو یہ التجایہ لہجہ اپنانا پڑ گیا ہے تو آپ ہی کی طرح وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات فردوس عاشق اعوان بھی

پچھتاوے کے انداز سے یہ کہہ رہی ہیں کہ "پنجاب حکومت سے علیحدگی ہوئی ہے طلاق نہیں ،رجوع ہوسکتا ہے" تو جناب عرض یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے دوست نواز شریف کے ساتھ ایسا رویہ ہی کیوں روا کر رکھا تھا کہ دوست وہ کچھ کر گیا ہے کہ جس سے تمھیں سُبکی کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔اور جس کے بعد اَب تم سمیت تمہاری پارٹی والوں کو اپنی جھینپ مٹانے کے لئے مندرجہ بالا التجایہ جملے ادا کرنے پڑ رہے ہیں۔

بہر حال ! تو سُن لو حکمرانوں سر ہیرلڈ ولسن کا کہنا ہے کہ سیاست کا ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے اور یہ بات اَب ہمارے سیاستدانوں اور حکمرانوں کو اچھی طرح سے سمجھ آجانی چاہئے کہ سرہیرلڈ ولسن نے سیاست سے متعلق جو کہا وہ حقیقت اور سچ پر مبنی ہے یعنی یہ کہ پاکستان میں گزشتہ جمعہ کو پنجاب میں جو کچھ ہوا اِسے نہ صرف پاکستانیوں ہی نے نہیں بلکہ ساری دنیا نے بھی بچشمِ خود یہ دیکھ لیا کہ قریب قریب ایک ہفتے قبل پنجاب پر حکومت کے دعویداروں کے ہاتھوں سے اقتدار کیسے نکل گیا....؟؟کہ یہ خود بھی اَب تک نہ صرف حیران ہیں بلکہ سخت ذہنی دباؤ کے باعث پریشان اور بوکھلاہٹ کا بھی شکار ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ اَب شائد اِن کا ضمیر اندر ہی اندر اِنہیں ملامت بھی کر رہا ہے کہ اُنھوں نے اپنی ماضی کی غلطیوں سے کیوں کچھ نہیں سیکھا.....؟؟اور یہ مُسلسل غلطیوں پہ غلطیاں کرتے رہے اور بلکہ اپنی طاقت اور اقتدار کے نشے

میں یہ وہ سب کچھ بھی بھول گئے کہ اِن کے ارد گرد منڈلاتے (پی ایم ایل ن کے) دوست نما دشمن کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکنے کی پوری سیاسی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنی اِس صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ اِنہوں نے گزشتہ جمعے کو کر دکھایا جس نے انتہائی چابکدستی سے ملکی سیاست کا پانسہ ہی پلٹ کر رکھ دیا ہے یعنی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے قومی مفاہمتی عمل کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کیسا سیاسی گیم کھیلا کہ پلک جھپکتے ہی پنجاب سے پی پی پی کی حکومت ختم کردی حالانکہ اِس سے قبل روٹی کپڑا اور مکان کا (عوام کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے) نعرے لگانے والی پاکستان پیپلز پارٹی کے کرتا دھرتا ن لیگ کو دہائیاں دیتے رہے کہ وہ ایسا ویسا کچھ غلط نہ کرے.... جس سے ہمارے تمہارے (پھس پھسے) جمہوری عمل کا راز فاش ہوجائے مگر ن لیگ جو کافی عرصے سے کسی ایسے انتظار میں تھی کہ اِسے کوئی ایسا موقع ہاتھ آئے کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے جمہوری عمل کو نقب لگائے تو باالآخر اُسے یہ موقع اُس وقت ہاتھ آگیا جب حکومت نے اِس کے پیش کردہ دس نکاتی ایجنڈے پر اِس کی مرضی کے مطابق کوئی عمل نہیں کیا تو پھر اِس نے یونیفیکیشن بلاک (لوٹوں) کو ساتھ مِلا کر وہ کچھ کر دیا جس کا حکمران جماعت گمان بھی نہیں کر سکتی تھی ۔اِس موقع پر متاثرہ جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے اکابرین کو سمجھانے کے لئے الفرڈای سمتھ کا یہ قول نقل ہے کہ "اگر اِنسان سیاسی مِیدان میں کچھ کرنے کا خُواہش مَند ہے تو اِس کے اندر دوست بنانے اور اِنسانی فطرت کو سمجھنے کی صَلاحیت موجود ہونی چاہئے

اور اگر کوئی سیاست دان یا حکمران اِس خُوبی سے محروم ہے تو پھر اس کے ساتھ یہی کچھ ہوگا جیسا کہ حکومت سے تین سال تک دوستی کا ہاتھ بڑھانے والی پی ایم ایل (ن) نے جب دوستی کا بڑھا ہاتھ ایک جھٹکے سے کھینچا تو پنجاب میں برسرِ اقتدار جماعت پی پی پی کو اپنے اچھے بھلے اقتدار سے ہاتھ دُھونا پڑ گیا جو اِس کی تین سالہ دورِ اقتدار کے لئے ایک کلنگ کا ٹیکہ ثابت ہوا ہے۔اور اِس کے لازمی طور پر منفی اثرات ملک میں ہونے والے آئندہ انتخابات میں حکمران جماعت پی پی پی پر پڑیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ اَنا اور خُود غرضی کی سیاست کے عوض آج ملک میں جو سیاسی رسہ کشی کا عالم ہے اِس کے ذمہ دار یونیفیکیشن بلاک کے (لوٹے) ہیں اور اِن (لوٹوں) کے حوالے سے مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اِن دنوں یونیفیکیشن بلاک والے (لوٹوں) نے اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ کسی بھی لحاظ سے نہ تو کسی بھی مفاہمتی عمل کے لئے ہی اچھا عمل ہے اور نہ ہی ملک و قوم کے استحکام کے لئے کوئی سومند ثابت ہوسکتا ہے۔ یونیفیکیشن بلاک کے لوٹوں کی اِس غلطی نے ملک میں جاری لولے لنگڑے جمہوری عمل کا ستیاناس کردیا ہے اور جس کے منفی اثرات وفاق سے لے کر صُوبوں تک محسوس کئے جائیں گے جبکہ ملکی اور عالمی سیاست میں ایسے بہت کم لوگوں میں حُسنِ سیرت کے اتنے جوہر موجود ہیں کہ جو بڑی سے بڑی بولی پر بھی نہیں بکیں ہیں مگر

شائد یونیفیکیشن بلاک والے (لوٹے) اِس صلاحیت اور قابلِ مثل خُوبی سے محروم ہیں بہرکیف !اِنہیں اِس جانب بھی ضرور توجہ دینی چاہیئے تاکہ یہ آئندہ پھر اپنے کسی ایسے فعلِ شنیع سے لوگوں کی تنقیدوں سے بچنے کی سعی کریں جس کے بار بار کرنے سے اِن کی بدنامی میں اضافہ ہورہاہے مجھے یہ یقین ہے کہ جس دن ملکی سیاست میں لوٹا کریسی کا مکروہ فعل انجام دینے والے سیاسی لوٹوں نے لوٹا کریسی سے اجتناب.برتنا شروع کردیا تواُس ہی دن سے یہ لوگ ملک میں ایک اچھے سیاسی عمل کو پروان چڑھانے میں اپنا مثبت کردار ادا کرسکیں۔ پھر نہ تو ملک میں کوئی ہارس ٹریڈنگ کا کلچر زور پکڑے گا اور نہ ہی کسی بھی حکومتی اُمور میں کوئی رخنہ ڈال پائے گا اور نہ ہی پھر کسی کو رحمٰن ملک اورفردوس عاشق اعوان کی طرح التجایہ اور پچھتاوے جیسے الفاظ ادا کرنے پڑیں۔

کراچی میں پیٹرول پمپس کی بندش پر عوام کی اِنقلابی ریہرسل اور سُکتائی

ایم کیو ایم کے قائد کا مطالبہ خاموش رہنے کا وقت نہیں، فوج عوام کا ساتھ دے....؟؟

الطاف حُسین کا سوال.... کیا جرنیل ملک کو ڈاکوؤں لُٹیروں سے نجات نہیں دِلا سکتے.....؟؟؟

ملک میں منہ تُوڑ اور سر پُھوڑ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ آج ہر دوسرا شخص ذہنی امراض میں مبتلا نظر آتا ہے اُس پر حکمرانِ وقت کا یہ کہنا ہے کہ ملک کی معیشت اِس قابل نہیں کہ عوام کو کسی بھی لحاظ سے ریلیف دیا جاسکے اِس لئے اِن کا سینہ تان کر اور آنکھیں پھاڑ کر یہ کہنا ہے کہ ہمیں ملکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے مہنگائی کرنی پڑ رہی ہے ورنہ ہمارا ارادہ تو عوام کو ریلیف دینے کا ہے۔بقول شاعر:-

لبوں پر ہے فقط ذکرِ معیشت
کوئی تدبیر کی صُورت نہیں ہے
زباں پر ہیں بڑے غریب کے چرچے
خیالِ کشتہ غربت نہیں ہے

اَب ملک میں بڑھتی ہوئی بیروزگاری، کرپشن، لوٹ مار، اقرباء پروری، قتل وغارت گری، توانائی کے بحرانوں سمیت مہنگائی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں تسلسل کے ساتھ ہونے والے بے لگام اضافوں پر کنٹرول کرنے کے لئے ملک میں اِنقلاب کا آنا ضروری ہوگیا ہے اور گزشتہ دِنوں حکومت کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 9.9 فیصد بے لگام ہونے والے اضافے سے پیٹرول 7.32 روپے فی لیٹر اضافے کے ساتھ 80 روپے 19 پیسے مہنگا ہوگیا ہے اِسی طرح ڈیزل 7 روپے 76 پیسے اور مٹی کا تیل بھی 7 روپے فی لیٹر مہنگا کردیا گیا ہے اِس پر ستم ظریفی یہ کہ حکومت یہ بھی دعویٰ کر رہی ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے حالیہ اضافے کے باوجود بھی حکومت مارچ میں پیٹرول پر 5 ارب روپے کی سبسڈی دے گی تو اِس صُورتِ حال میں بھی اگر ملک میں اِنقلاب نہ آیا تو پھر یہ بہت بڑا معجزہ ہوگا کہ پیٹرولیم مصنوعات میں بے تحاشہ اضافے کے باوجود بھی عوام بے حس وحرکت بڑے رہیں تو بڑے تعجب کا مقام ہوگا۔

اِسی حوالے سے خبر یہ ہے کہ امریکی اخبار بوسٹن گلوب نے اپنی ایک سنسنی خیز رپورٹ میں اِس کا برملا انکشاف کیا ہے کہ عرب ریاستوں میں عوامی غیض وغضب کے بعد پاکستان اَب اِس عوامی غصے کے لاوے کا شکار ہونے والا ہے جو پاکستان میں اِنقلاب برپا کردے گا امریکی اخبار بوسٹن گلوب کے مطابق پاکستان میں

بیروزگاری 3 گنا بڑھ گئی ہے اور 60 فیصد کی روزانہ آمدنی 2 ڈالر سے بھی کم ہے جب کسی بھی ملک میں ایسی صُورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں عوامی اِنقلاب کا آنا، ناگزیر ہو جاتا ہے یوں پاکستان میں اِنقلاب سے متعلق اِس جیسے اوروں کے اِنکشافات اپنی جگہ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کافی عرصے سے ملک میں اِنقلاب کی جو بازگشت سُنائی دے رہی ہے گزشتہ دِنوں اِس کی کراچی کے عوام کی جانب سے باقاعدہ ریہرسل اُس وقت کی گئی جب پاکستان پیٹرول ڈیلر ایسوسی ایشن کی جانب سے (ماہ فروری کی 28 تاریخ پیر کی صبح ہی سے) پیٹرول پمپس ملکان نے دیدہ و دانستہ طور پر اپنے کمیشن میں خاطر خواہ اضافہ نہ کئے جانے کے خلاف دی جانے والی ہڑتال کی کال پر شہر بھر میں پیٹرول پمپس بند کردیئے تھے جس سے متعلق اطلاعات یہ ہیں کہ محض اپنے کمیشن میں منہ مانگا اضافہ نہ ہونے پر پیٹرول پمپس مالکان نے ہڑتال کا حربہ استعمال کرکے جہاں شہریوں کو شدید مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار کیا تو ساتھ ہی یہ بھی اطلاعات آئیں کہ پیٹرول پمپس مالکان کی اِس غیراخلاقی اور غیر قانونی حرکت پر شہر کے متعدد پیٹرول پمپس پر مشتعل شہریوں نے توڑ پھوڑ بھی کی اور سڑکوں پر آکر گھنٹوں بدترین ٹریفک بھی جام کردیا جبکہ خبر یہ بھی آئی کہ شہر بھر میں ہنگامے اور کئی مقامات پر جلاؤ گھیراؤ کے واقعات بھی رونما ہوئے اور مشتعل افراد جو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اُنھوں نے اِس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے باآوازِ بلند اِنقلاب اِنقلاب کے نعرے بھی لگائے جس کے بعد شہر کراچی کے

معاملاتِ زندگی میں رخنہ پڑا اور پورا شہر بُری طرح سے مفلوج ہو کر رہ گیا۔
پیٹرول پمپس مالکان کی اِس غیر قانونی ہڑتال کے باعث جہاں پیر کی صُبح سے ہی پیٹرول پمپس بند رہے تو وہیں شہریوں کی بڑی تعداد کام پر نہیں پہنچ سکی۔ جبکہ شہر کے متعدد پیٹرول پمپس پر تُوڑ پُھوڑ کرنے والے مشتعل افراد کو منتشر کرنے کے لئے ہماری تندرست وتوانا پولیس اور رینجرز کے اہلکاروں نے اپنی ڈیوٹیاں کچھ اِس طرح سے انجام دیں کہ اِنہوں نے ہوائی فائرنگ کے ساتھ ساتھ بیدریغ لاٹھی چارج اور اندھا دُھن شلینگ بھی کی جبکہ اِس ساری کاروائی کے دوران متاثرہ مقامات میدانِ جنگ کا منظر پیش کر رہے اور ہماری پولیس مشتعل افراد پر کچھ اِس طرح سے ٹوٹتی رہی کہ جیسے یہ کسی دُشمن ملک کے عوام کو عبرت ناک سبق سِکھانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں بڑھ چڑھ کر ادا کر رہی ہے اور یوں پیٹرول پمپس کی بندش کے خلاف آناً فاناً کئے جانے والے عوامی احتجاج پر شہر کراچی میں پولیس اور رینجرز کے ہاتھوں عوام کی کُٹائی کے باوجود شہر کراچی کے عوام کی جانب سے ملک میں اِنقلاب کے لئے کی جانے والی یہ پہلی ریہرسل بھی کہی جاسکتی ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ (کراچی والوں کی) اِس اِنقلابی ریہرسل کے دوران شہر کراچی کے عوام نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی ہمیں ملک میں اِنقلاب کے لئے کوئی اشارہ مِلا تو ہم نکلیں گے تو پھر پولیس ، رینجرز اور فوج کے ہاتھوں اپنی کی جانے والی

سُٹائی (پِٹائی) سے بھی نہیں ڈریں گے اور پھر ملک میں اِنقلاب لائے بغیر ہم اپنے گھروں کو نہیں لوٹیں گے چاہے اِس جدوجہد میں ہمارے جسم سے خون کا آخری قطرہ بھی کیوں نہ نکل جائے۔

اِس پر ایم کیو ایم لیبر ڈویژن کے 24 ویں یوم تاسیس پر لال قلعہ گراؤنڈ عزیز آباد میں منعقدہ جلسے کے شرکا سے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حُسین نے لندن سے اپنے ٹیلیفونک خطاب میں افواجِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ خامُوش رہنے کا وقت نہیں ہے فوج ملک کو چور اچکوں سے نجات دِلانے کے لئے عوامی اِنقلاب کا ساتھ دے اِس موقع پر اُنھوں نے ملک کے جرنیل سے سوال بھی کیا کہ "کیا جرنیل ملک کو ڈاکوؤں لُٹیروں سے نجات نہیں دِلا سکتے...؟؟اُنھوں نے کہا کہ فوج کو مارشل لاء لگانے کی نہیں پاکستان بچانے کی دعوت دے رہا ہوں اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی واضح کر دیا تاکہ کِسی کو کوئی غلط فہمی نہ رہے اُنھوں نے کہا کہ "فوج نے 63 برسوں میں آدھے سے زائد عرصے تک پاکستان پر حکومت کی ہے اِس لئے میں ملک کے جرنیلوں سے ملک بچانے کے لئے مدد مانگ رہا ہوں اِس پر میرا خیال یہ ہے کہ ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کا یہ ایک فکر انگیز خطاب تھا جس کے بعد اَب دیکھنا یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کے مطالبے اور سوال کا جواب ہمارے ملک کے جرنیل کب اور کس انداز سے

دیتے ہیں کیوں کہ ایم کیو ایم کے قائدؔ الطاف حُسین کے مطالبے اور سوال کے بعد اَب
پوری پاکستانی قوم ملکی جرنیلوں کا مثبت جواب سُننے کی منتظر ہے۔

آہ! کنگلی حکومت پیٹرول سے 22.94 روپے فی لیٹر فی غریب سے کمارہی ہے

آئی ایم ایف اورحکومت کی مرضی سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ
نامنظورنا.....نامنظور.....

ریمنڈڈیوس سے توجہ ہٹانے کے لئے حکومت نے پیٹرولم مصنوعات کی قیمتوں میں
اضافہ کیا ہے....

ایسا لگتا ہے کہ جیسے حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ ریمنڈ ڈیوس پر سے قوم کی جمی توجہ اور نظریں ہٹانے اور آئی ایم ایف کی مرضی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اِس سے قرضوں کی اگلی قسطیں آسانی سے وصول کرنے کے لئے کیا ہے بہرکیف !کچھ بھی ہے اِن تمام معاملات میں حکومت کا اپنا کوئی نہ کوئی اِنٹرسٹ تو ہوسکتا ہے مگر عوام کو اِس سے پہلے کبھی کچھ حاصل ہوا ہے اور نہ ہی آئندہ حاصل ہونے کی کوئی اُمید ہے عوام تو بس یہ چاہتی ہے کہ دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی دہشت گرد عیسائی شہری اور بلیک واٹر کے خونخوار درندے کو حکومت پھانسی دے اور آئی ایم ایف کے مشوروں اور ڈِکٹیشنوں کے بعد ملک میں مہنگائی کرنے کی اپنی پالیسیاں ختم کردے اور ساتھ ہی عوام کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر حکومت نے حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں

ہونے والے اضافے کے فیصلے کو واپس نہ لیا تو پھر یہ سمجھ لیا جائے کہ یہیں سے ملک میں اُس اِنقلاب کی شروعات ہوجائے گی جس کی بازگشت کافی دِنوں سے ملک کے طول ُارض میں سُنائی دے رہی ہے اگرچہ یہ امر حوصلہ افزا ضرور ہے کہ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے اضافے سے اپوزیشن کی جماعتوں سمیت حکومتی اتحادی جماعتیں بھی اِس اضافے کے خلاف متحدہ نظر آتی ہیں اور اِس حکومتی فیصلے سے ناخُوش ہیں اور یہ اِسے حکومت کا ایک غیر منصفانہ اور بے رحمانہ فیصلہ اقرار دے رہی ہیں تو وہیں حکومت کی ایک بڑی اتحادی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو بلاجواز اقرار دیتے ہوئے اِسے فوری طور پر واپس لینے کے لئے حکومت کو تین روز کی ڈیڈ لائن دیدی ہے جس کے جواب میں اطلاع یہ ہے کہ گزشتہ منگل کی شب صدر آصف علی زرداری نے خصوصی طور پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کو لندن فون کیا اور دورانِ گفتگو ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے سے پیدا ہونے والی صُورتِ حال پر تبادلہ خیال کیا اور ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کو یقین دِلایا کہ ہم پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں پر نظرثانی کریں گے اَب دیکھنا یہ ہے کہ صدر آصف علی زرداری اپنے کہے پر کب عمل کرتے ہیں....؟؟ اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کتنی کمی کرنے کا اعلان کرتے ہیں.....؟؟ بہرحال! پاکستان مُسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے بے

لگام اضافے کو مسترد کرتے ہوئے حکومت کو ایک اچھا اور اِس کی آسانی سے سمجھ آجانے والا مشورہ دیا ہے کہ حکومت ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرنے کے بجائے ملک میں بڑھتے ہوئے کرپشن اور ٹیکس چوری کے رجحان کو روکے اور عوام کو پیٹرول اور ڈیزل کی مد میں خاطر خواہ رعایت دے اِس کے بعد نواز شریف بھی اِس انتظار میں ہیں کہ حکومت اِن کے اِس مشورے پر کب....؟ اور کتنا عمل کرتے ہوئے....؟؟ عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں کیا رعایت دینے کا اعلان کرتی ہے۔

جسم میں قوم کے اَب جاں کہاں باقی ہے
تنا خُوں چُوسا ہے رِشوت کے طلبگاروں نےِ
قرض ہی قرض ہے اَب میرے وطن کے سر پر
اِتنا لُوٹا ہے حکومت کے نمک خواروں نے

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آج دنیا میں آنے والے معاشی واقتصادی اور سیاسی واِنقلابی بحرانوں کے باوجود بھی جہاں بین الاقوامی منڈی میں پیٹرول کی قیمتوں کی مد میں صرف 12.25 فیصد اضافہ ہوا ہے تو وہیں پاکستان جیسے دنیا کے ایک انتہائی غریب ترین (مگر لٹیرے ملک کے حکمرانوں نے) ملک میں جہاں دنیا کے دیگر ممالک کی نسبت پیٹرولیم مصنوعات کی کھپت قدرے کم ہے یہاں پیٹرول کی قیمت میں یکدم سے 27.67 فیصد اضافہ کردیا ہے اور آہ! ہماری

... کنگلی حکومت پیٹرول سے 22.94 روپے فی لیٹر فی غریب سے کما رہی ہے
جو کہ پاکستان کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے ساتھ سراسر ظلم در ظلم کے مترادف ہے
جس پر آج پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج ہے یوں اِس موقع پر مجھے یہ کہنے دیجئے کہ
ہمارے حکمرانوں نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں ہونے والے اضافے کو
سرکاری خزانے سے اپنے غیر ملکی اور ملکی دوروں کے مد میں اپنی عیاشیوں کے لئے مختص
کر رکھا ہے یعنی اطلاعات کے مطابق حکومت کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں
جو اضافہ ملتا ہے اِس اضافی رقم سے وزیرِاعظم اور صدر کے غیر ملکی دوروں کے لئے
بالترتیب 30 لاکھ اور 7 لاکھ یومیہ مختص کئے جاتے ہیں اور اِس حوالے سے اَب یہ بھی کہا
جا رہا ہے کہ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں حالیہ ہونے والے
اضافے سے اِن کے خراجات میں بھی اضافہ کر دیا جائے گا اِس لئے کہ ملک میں
پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والا حالیہ اضافہ جس پر آج پوری پاکستانی قوم
احتجاج کر رہی ہے دراصل یہ اضافہ صدر، وزیرِاعظم، وزیر خزانہ، وزارتِ پیٹرولیم اور
آئی ایم ایف کی خواہشات کو ہی مدِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ تیل پیدا کرنے والے دنیا کے بیشتر عرب ممالک میں جب سے
اِنقلابی بھونچال آیا ہے تب سے بین الاقوامی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات

کی قیمتوں کی مد میں صرف 12.25 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے جو کہ موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے کسی حد تک مناسب تو ہو سکتا ہے مگر یہ بھی غیر ضروری ہے مگر اَفسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں اِسی معمولی اضافے کو جواز بناتے ہوئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں 27.67 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے جو پہلے ہی بہت زیادہ ہے اور اَب یہ اضافہ عوام کی برداشت سے باہر ہو چکا ہے اور یہ حکومت کا عوام کے ساتھ نامناسب رویہ ہے۔

مگر اِس کے باوجود بھی وزارتِ پیٹرولیم کا یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز معلوم دیتا ہے کہ حکومت نے نومبر 2010 کے بعد سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا اَب جبکہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے (صرف 12.25 فیصد اِس اضافے کو ہمارے وزارت پیٹرولیم بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ہوشربا اضافہ قرار دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اِس)کے بعد ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ردوبدل نہ کیا جاتا تو دسمبر 2010 سے مارچ 2011 تک قومی خزانے پر پڑنے والا بوجھ 25 ارب روپے سے بھی بڑھ جاتا اور ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکومت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے باوجود رواں ماہ 5 ارب روپے کی سبسڈی دے گی۔

اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حکومت کو عوامی تکالیف اور پریشانیوں

کا اِتنا ہی احساس ہے اور اِسے 5 ارب روپے کی سبسڈی ہی دینی تھی تو اِس نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں اضافہ ہی کیوں کیا....؟؟اور جب عالمی منڈی میں حالیہ کرائسس کی وجہ سے صرف 12.25 فیصد ہی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے تو پاکستان میں 27.67 فیصد اضافہ کیوں کر دیا گیا ہے....؟؟حکومت کے اِس گورکھ دھندپر حکومتی اتحادی اور اپوزیشن کی جماعتوں سمیت ساری پاکستانی قوم پریشان ہے۔اور اَب یہ سب اِس انتظار میں ہیں کہ اگر حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں حالیہ ہونے والا اضافہ واپس نہ لیا تو یہ سب کے سب سڑکوں پر آنے پر مجبور ہوجائیں گے ۔ویسے بھی پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف کراچی ٹرانسپورٹ اتحاد نے تین مارچ سے غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال کا اپنا اٹل فیصلہ کر رکھا ہے اِس کا یہ کہنا ہے کہ ڈیزل کی قیمتوں میں بے لگام ہونے والے اضافے کے بعد ٹرانسپورٹ کا چلانا مشکل ہوگیا ہے اِسی طرح ملک کی سیاسی ومذہبی جماعتوں نے بھی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے اضافے کے خلاف اپنے غم وغصے کے اظہار کے ساتھ ملک بھر میں مظاہرے کرنے اور احتجاجی ریلیاں نکالی شروع کردی ہیں جو اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام اِس حکومتی فیصلے کے بعد حکومت سے شدید نفرت کرنے لگے ہیں اور اِن کی نظریں اَب جنرل اشفاق پرویز کیانی پر لگی ہوئی ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جنرل اشفاق پرویز کیانی ماضی کے تمام فوجی آمروں سے مختلف مگر مثبت ثابت ہوں

اور اَب یہ ہی پاکستان اور پاکستانی عوام کو بچائیں اور ملک میں بجنے والے جمہوری اور جمہوریت.... جمہوریت کے بے مقصد راگ سے عوام کو نجات دلانے کے ساتھ ساتھ ملک سے مہنگائی، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری ،اقرباء پروری اور بیروزگاری سے چھٹکارے کے لئے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ایسے مسیحا ثابت ہوں کہ جس کی پاکستان اور پاکستانی قوم کو 63 سالوں سے تلاش تھی ۔

متحدہ اور حکومت کے کامیاب مذاکرات

.... واہ واہ ! حکومت کا پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 50 فیصد کمی کا اعلان واہ...واہ ! چلو یہ اچھا ہوا کہ صدر مملکت سید آصف علی زرداری نے گزشتہ دِنوں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدَ الطاف حُسین سے لندن اپنے ٹیلیفونک رابطے کے دوران ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں ہونے والے حالیہ اضافے پر نظرثانی کرنے کا جواِن سے وعدہ کیا تھا صدر نے اپنے اِس وعدے پر جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب عمل کرکے دِکھا دیا اور اِس کے ساتھ ہی میں یہاں کراچی کے ٹرانسپورٹرز سمیت اُن تمام چھوٹی بڑی مذہبی ، سیاسی و سماجی تنظیموں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے مد میں بے تحاشہ ہونے والے 9.9 فیصد اضافے کے خلاف پُرزور مذمت کی اور اِس طرح کراچی میں ٹرانسپورٹرز کی جانب سے کی جانے والی دو روزہ ہڑتال جو خلافِ قانون اور خلافِ ضابطہ تو ضرور تھی مگر پھر بھی اِن کی یہ ہڑتال کچھ تو نتیجہ سامنے لے آئی مگر ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے اضافے میں 50 فیصد کمی کرانے کا سب سے زیادہ کریڈیٹ (پاکستان اور پاکستانی عوام سے

سچے دل سے مُخلص) متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدَ الطاف حُسین اور ایم کیو ایم کے اُن رہنماؤں کو جاتا ہے جن کی کاوشوں سے وفاقی حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لے کراِس میں 50 فیصد کمی کا اعلان کر دیا ہے اور اَب جس کا اِطلاق فوری طور پر ہوگیا ہے۔ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اِضافے کے بعد ہونے والی یہ کمی یقیناً ایم کیو ایم کا ایک بڑا اور قابلِ تعریف کارنامہ ہے کیونکہ اِن حالات میں کہ جب حکومت قومی خزانے پر پڑنے والے اضافی بوجھ کو کم کرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں اضافہ کرکے اور ملک میں مہنگائی کا طوفان برپا کرکے اِسے بھرنے کے لئے دیدہ و دانستہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کردیا تھا تو ایسے میں پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں پچاس فیصد تک کمی کرانا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی کوششوں سے اس میں کمی کا حکومت سے خود اعلان کرانا یقیناً ایم کیو ایم کا ایک قابلِ ستائش کارنامہ ہے جس کے لئے ایم کیو ایم کے قائدَ الطاف حُسین کی پوری پاکستانی قوم شکر گزار ہے۔اور ساتھ ہی پاکستان کے سترہ کروڑ عوام اِن سے یہ بھی اُمید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدَ الطاف حُسین ہر ایسے ملکی اور عالمی مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرائیں گے جس سے پاکستان اور پاکستانی عوام براہ راست متاثر ہو رہے ہوں گے میں آگے بڑھنے سے قبل یہ بتاتا چلوں کہ میرا تعلق ایم کیو

ایم سمیت کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے نہ تو پہلے کبھی رہا ہے اور نہ ہے میں وہ لکھتا ہوں جسے میں صحیح اور حق سمجھتا ہوں میرا یہ اور آئندہ شائع ہونے والے کالمز کو پڑھ کر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں کسی سیاسی یا مذہبی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں ٹھیک ہے ایم کیو ایم کی کوششوں سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حکومت نے پچاس فیصد کمی کا اعلان کیا ہے جس کے لئے مجھ سمیت ہر لکھاری کو غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایم کیو ایم کی اِس اچھی کوشش کے حق میں ضرور لکھنا چاہئے۔

بہر حال ! اِس سے قبل اور بعد کی ملکی صُورتِ حال کے تناظر میں ایسا ضرور لگتا ہے کہ جیسے حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ اور کمی ریمنڈ ڈیوس پر سے قوم کی جمعی توجہ اور نظریں ہٹانے اور آئی ایم ایف کی مرضی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اِس سے قرضوں کی اگلی قسطیں آسانی سے وصول کرنے کے لئے کیا ہے بہر کیف ! کچھ بھی ہے اِن تمام معاملات میں حکومت کا اپنا کوئی نہ کوئی اِنٹرسٹ تو ہو سکتا ہے مگر عوام کو اِس سے پہلے کبھی کچھ حاصل ہوا ہے اور نہ ہی آئندہ حاصل ہونے کی کوئی اُمید ہے عوام تو بس یہ چاہتی ہے کہ دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی دہشت گرد عیسائی شہری اور بلیک واٹر کے خونخوار درندے کو حکومت پھانسی دے اور آئی ایم ایف کے مشوروں اور ڈِکٹیشنوں کے بعد ملک میں مہنگائی کرنے کی اپنی پالیسیاں ختم کردے اور ساتھ ہی عوام

کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر حکومت نے حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کے فیصلے کو واپس نہ لیا تو پھر یہ سمجھ لیا جائے کہ یہیں سے ملک میں اُس اِنقلاب کی شروعات ہوجائے گی جس کی بازگشت کافی دِنوں سے ملک کے طول ُارض میں سُنائی دے رہی ہے اگرچہ یہ امر حوصلہ افزا ضرور ہے کہ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے اضافے سے اپوزیشن کی جماعتوں سمیت حکومتی اتحادی جماعتیں بھی اِس اضافے کے خلاف متحد نظر آتی ہیں اور اِس حکومتی فیصلے سے ناخُوش ہیں اور یہ اِسے حکومت کا ایک غیر منصفانہ اور بے رحمانہ فیصلہ قرار دے رہی ہیں تو وہیں حکومت کی ایک بڑی اتحادی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو بلاجواز قرار دیتے ہوئے اِسے فوری طور پر واپس لینے کے لئے حکومت کو تین روز کی ڈیڈلائن دیدی ہے جس کے جواب میں اطلاع یہ ہے کہ گزشتہ منگل کی شب صدر آصف علی زرداری نے خصوصی طور پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کو لندن فون کیا اور دورانِ گفتگو ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے سے پیدا ہونے والی صُورتِ حال پر تبادلہ خیال کیا اور ایم کیوایم کے قائد الطاف حُسین کو یقین دِلایا کہ ہم پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں پر نظرثانی کریں گے میں نے پہلے لکھا تھا کہ اَب دیکھنا یہ ہے کہ صدر آصف علی زرداری اپنے کہے پر کب عمل کرتے ہیں....؟؟ اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کتنی کمی کرنے کا اعلان کرتے ہیں.....؟؟جس کا جواب

گزشتہ دنوں یہ ملا ہے کہ گورنر ہاؤس کراچی میں حکومت اور متحدہ کے کامیاب مذاکرات کے بعد پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ 50 فیصد کم کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس کے بعد پیٹرول کی نئی قیمت 76 روپے 53 پیسے،ڈیزل 82 روپے 21 پیسے اور مٹی کے تیل کی قیمت 74 روپے 45 پیسے ہو گئی ہے بہر حال ! اِسی طرح پاکستان مُسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے بھی ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے بے لگام اضافے کو مسترد کرتے ہوئے حکومت کو ایک اچھا اور اِس کی آسانی سے سمجھ آجانے والا مشورہ دیا ہے کہ حکومت ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرنے کے بجائے ملک میں بڑھتے ہوئے کرپشن اور ٹیکس چوری کے رجحان کو روکے اور عوام کو پیٹرول اور ڈیزل کی مد میں خاطر خواہ رعایت دے (جو حکومت ایم کیو ایم کے کامیاب مذاکرات کے بعد کچھ تو دے چکی ہے)اِس کے بعد نواز شریف بھی اِس انتظار میں ہیں کہ حکومت اِن کے اِس مشورے پر کب....؟اور کتنا عمل کرتے ہوئے....؟؟ عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں مزید رعایت دینے کا اعلان کرتی ہے۔

جسم میں قوم کے اَب جاں کہاں باقی ہے
اِتنا خُوں چُوسا ہے رِشوت کے طلبگاروں نے
قرض ہی قرض ہے اَب میرے وطن کے سر پر
اِتنا لُوٹا ہے حکومت کے نمک خواروں نے

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آج دنیا میں آنے والے معاشی واقتصادی اور سیاسی واِنقلابی بحرانوں کے باوجود بھی جہاں بین الاقوامی مندی میں پیٹرول کی قیمتوں کی مد میں صرف 12.25 فیصد اضافہ ہوا ہے تو وہیں پاکستان جیسے دنیاکے ایک انتہائی غریب ترین (مگر لُٹیرے ملک کے حکمرانوں نے) ملک میں جہاں دنیاکے دیگر ممالک کی نسبت پیٹرولیم مصنوعات کی کھپت بھی قدرے کم ہے یہاں پیٹرول کی قیمت میں یکدم سے 27.67 فیصد اضافہ کردیا ہے اور آہ! ہماری کنگلی حکومت پیٹرول سے 22.94 روپے فی لیٹر فی غریب سے کمارہی ہے....!! جو کہ پاکستان کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے ساتھ سراسر ظلم کے مترادف ہے جس پر آج پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج ہے یوں اِس موقع پر مجھے یہ کہنے دیجئے کہ ہمارے حکمرانوں نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں ہونے والے اضافے کو سرکاری خزانے سے اپنے غیر ملکی اور ملکی دوروں کے مد میں اپنی عیاشیوں کے لئے مختص کر رکھا ہے یعنی اطلاعات کے مطابق حکومت کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں جو اضافہ ملتا ہے اِس اضافی رقم سے وزیراعظم اور صدر کے غیر ملکی دوروں کے لئے بالترتیب 30 لاکھ اور 7 لاکھ یومیہ مختص کئے جاتے ہیں اور اِس حوالے سے اَب یہ بھی کہا جارہا ہے کہ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں حالیہ ہونے والے اضافے سے اِن کے خراجات میں بھی اضافہ کردیا جائے گا اِس لئے کہ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات

کی قیمتوں میں ہونے والا حالیہ اضافہ جس پر آج پوری پاکستانی قوم احتجاج کر رہی ہے
دراصل یہ اضافہ صدر، وزیراعظم ، وزیر خزانہ، وزارتِ پیٹرولیم اور آئی ایم ایف کی
خواہشات کو ہی مدِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ تیل پیدا کرنے والے دنیا کے بیشتر عرب ممالک میں جب سے
اِنقلابی بھونچال آیا ہے تب سے بین الاقوامی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی
مد میں صرف 12.25 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے جو کہ موجودہ صورتِ حال کے حوالے
سے کسی حد تک مناسب تو ہو سکتا ہے مگر یہ بھی غیر ضروری ہے مگر اَفسوس کے ساتھ
یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں اِسی معمولی اضافے کو جواز بناتے ہوئے پیٹرولیم
مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں 27.67 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے جو پہلے ہی بہت زیادہ
ہے اور اَب یہ اضافہ عوام کی برداشت سے باہر ہو چکا ہے اور یہ حکومت کا عوام کے
ساتھ نامناسب رویہ ہے۔

مگر اِس کے باوجود بھی وزاتِ پیٹرولیم کا یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز معلوم دیتا ہے کہ
حکومت نے نومبر 2010 کے بعد سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کوئی اضافہ
نہیں کیا اَب جبکہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے (صرف 12.25
فیصد اِس اضافے کو ہمارے وزارت پیٹرولیم بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ہوشربا اضافہ قرار
دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اِس)کے بعد ملک میں

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ردوبدل نہ کیا جاتا تو دسمبر 2010 سے مارچ
تک قومی خزانے پر پڑنے والا بوجھ 25ارب روپے سے بھی بڑھ جاتا اور ساتھ 2011
ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکومت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے باوجود
رواں ماہ 5ارب روپے کی سبسڈی دے گی۔ مگراِن تمام باتوں کے باوجود حکومت نے
پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں عارضی طور پر جو50 فیصد کمی کا اعلان کیا ہے وہ بھی
بڑی حد تک سیاسی ہے مگرایک یہ بھی حقیت ہے کہ حکومت کو دراصل اتنا ہی اضافہ
کرنا تھا جتنااِس نے اَب کیا ہے پہلے والا اضافہ اِس لئے کیا تھا کہ جب عوامی درِ عمل
سامنے آئے گا تو پھر ہم اِس میں کمی کا اعلان کردیں گے اور عوام کی نظر میں اپنے اچھے
ہونے کا لیبل چسپاں کرکے اپنی گاڑی کھینچتے رہیں گے۔ بہرحال !اَب یہاں سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ جب حکومت کو عوامی تکالیف اور پریشانیوں کا اِتنا ہی احساس ہے اور اِسے 5
ارب روپے کی سبسڈی ہی دینی تھی تو اِس نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں
اضافہ ہی کیوں کیا....؟؟اور جب عالمی منڈی میں حالیہ کرائسس کی وجہ سے صرف
فیصد ہی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے تو پاکستان میں 12.25
فیصد اضافہ کیوں کردیا گیا ہے....؟؟حکومت کے اِس گورکھ دھندے پر 27.67
حکومتی اتحادی اور اپوزیشن کی جماعتوں سمیت ساری پاکستانی قوم پریشان ہے۔اور اَب
یہ سب اِس انتظار میں ہیں کہ اگر حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں
حالیہ ہونے والا اضافہ واپس نہ لیا تو یہ سب

کے سب سڑکوں پر آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ویسے بھی پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف کراچی ٹرانسپورٹ اتحاد نے تین مارچ سے غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال کا اپنا اٹل فیصلہ کر رکھا ہے اِس کا یہ کہنا ہے کہ ڈیزل کی قیمتوں میں بے لگام ہونے والے اضافے کے بعد ٹرانسپورٹ کا چلانا مشکل ہوگیا ہے اِسی طرح ملک کی سیاسی ومذہبی جماعتوں نے بھی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ ہونے والے اضافے کے خلاف اپنے غم وغصے کے اظہار کے ساتھ ملک بھر میں مظاہرے کرنے اور احتجاجی ریلیاں نکالی شروع کردی ہیں جواِس بات کا بین ثبوت ہے کہ ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام اِس حکومتی فیصلے کے بعد حکومت سے شدید نفرت کرنے لگے ہیں اور اِن کی نظریں اَب جنرل اشفاق پرویز کیانی پر لگی ہوئی ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جنرل اشفاق پرویز کیانی ماضی کے تمام فوجی آمروں سے مختلف مگر مثبت ثابت ہوں اور اَب یہ ہی پاکستان اور پاکستانی عوام کو بچائیں اور ملک میں بجنے والے جمہوری اور جمہوریت.... جمہوریت کے بے مقصد راگ سے عوام کو نجات دلانے کے ساتھ ساتھ ملک سے مہنگائی، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری ،اقرباء پروری اور بیروزگاری سے چھٹکارے کے لئے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ایسے مسیحاثابت ہوں کہ جس کی پاکستان اور پاکستانی قوم کو 63 سالوں سے تلاش تھی۔ اور اِس کے ساتھ ہی ساری پاکستانی قوم یہ بھی دعا گو ہے کہ ملک میں حالات جلد از جلد بہتر ہوں تاکہ ہمارا ملک بھی دنیا کے سامنے ایک امن پسند ملک بن کر سامنے آئے۔ (ختم شد)

امریکا کی نئی چال

کیا ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے لئے امریکی حربے کامیاب ہو سکیں گے ؟
آج امریکا جتنا سنجیدہ پاکستان میں قید اپنے سی آئی اے کے کنٹریکٹر دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس (ریمنڈ ڈَیُوس) کو بچانے کے لئے ہے اتنا تو یہ دورِ مشرف میں بے گناہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو پاکستان سے لے جانے کے لئے بھی شائد نہ رہا ہو مگر اُس وقت کے ہمارے حکمرانوں نے اِس کے اُس غیر سنجیدہ پن کو بھی اپنے اور اپنی حکومت کی بقا کے لئے امریکی غیض وغضب جانا اور قوم کی معصوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکا کے حوالے یوں کردیا کہ جیسے اُس معصوم سی جان ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی اِن کی نظر میں اُن کی اپنی جان اور اپنی حکومت سے زیادہ کوئی اہمیت ہی نہ ہو اور اِس طرح اُنہوں نے اپنے اِس فعلِ شنیع سے امریکی خُوشنودی تو حاصل کرلی مگر ساتھ ہی اُنہوں نے امریکا کو یہ بھی بتادیا کہ یہ اپنے مفادات کے خاطر ہر وہ فعلِ مکروہ بھی کر گزرنے کی ہمت رکھتے ہیں جس کو دنیا کا کوئی بھی حکمران اپنے ملک اور قوم کے وقار کو مجروح کرنے سے انکاری ہو اِس طرح ہمارے سابقہ حکمرانوں نے قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکا کے حوالے کرکے جہاں اپنی حکمرانی کی

عمر لمبی کی تو وہیں اُنھوں نے قوم کی عزت و غیرت کا بھی سُودا کر دیا تھا۔اور آج یہی وجہ ہے کہ امریکا اپنے سی آئی اے کے کنٹریکٹر دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس ریمنڈ دَیُوس) کو بچانے کے لئے ہر وہ دباؤ پاکستانیوں پر ڈال رہا ہے جو خلافِ ضابطہ ہے) تو غیر اَخلاقی بھی کیونکہ امریکا یہ چاہتا ہے کہ پاکستانی اِس کے ہر سیاسی ، معاشی اور اِخلاقی دباؤ اور حربوں سے پریشان ہو جائیں اوراِس کے سی آئی اے کے کنٹریکٹر دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو رہا کر دیں جس کے لئے اِس نے امریکا میں مُقیم ایک اعلیٰ سطح کے افسر کے ساتھ مل کر ایک حربہ یہ بھی استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس کو امریکا نے اپنے مفاد میں بہتر جانتے ہوئے مسترد نہیں کیا کیونکہ امریکا یہ چاہتا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ 14 مارچ سے قبل عدالت میں جانے سے پہلے ہی حل ہو جائے اِس لئے امریکا نے اِس پر اپنا ہر قدم پر ہر ممکن تعاون کرانے کی یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ جس سے متعلق گزشتہ دنوں ملک کے ایک انتہائی مؤقر کثیر الاشاعت روزنامے میں اِس کے رپورٹر کے نام کے ساتھ صفحہ اول پر ایک دو کالمی خبر شائع ہوئی ہے جس میں تھا کہ مشرق وسطیٰ کے اِسلامی ممالک کی مدد سے دو پاکستانیوں کے قتل میں ملوث پاکستان" میں گرفتار سی آئی اے کے کنٹریکٹر اور امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے سلسلے میں لواحقین کو خون بہا ادا کرکے جیل سے باہر لانے کے لئے بات چیت جاری ہے اور دونوں نوجوانوں کے اہلخانہ کو برادر خلیجی ممالک میں خُون بہا کی رقم کے حوالے سے

بات چیت کرنے کے لئے خاموشی سے مدعو بھی کیا جاسکتا ہے اِس کے علاوہ خبر میں یہ بھی تھا کہ اگر ورثاء خُون بہا پر راضی ہوجاتے ہیں تو پاکستانی عدالت میں ریمنڈ ڈیوس کے خلاف مقدمے کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوسکے گا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی بھی ایک خلیجی ملک یا ممالک میں دونوں پاکستانی مقتولین نوجوانوں کے ورثاء کو مدعو کرکے خُون بہا ادا کرہی دیا جائے گا تو اِس کے بعد ایک طرح سے مرحومین کے ورثا جب خُون بہا کی رقم لے کر امریکی شہری اور سی آئی اے کے کنٹریکٹر ریمنڈ ڈیوس کو معاف ہی کردیں گے تو پھر پاکستانی عدالت میں ریمنڈ ڈیوس پر مقدمہ کیسے چل سکے گا.....؟؟؟اور جہاں تک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے لئے امریکی اشارے پر کوئی خلیجی ملک دو پاکستانیوں کے مقتولین کو خُون بہا ادا کرنے کی پیشکش کر رہا ہے تو اُس وقت یہ خلیجی ملک اپنی یہی خدمت انجام کیوں نہیں دے سکا کہ جب سعودی شہزادے شاہ فیصل کے قتل کے بعد اِس خلیجی ملک نے اِن کے قاتل کی طرف سے شاہ فیصل کے ورثاء کو خُون بہا کی یہ پیشکش کر کے قاتل کو سعودی قانون کے مطابق سزائے موت سے بچانے کی کوشش کیوں نہ کی.....؟؟؟جو اَب امریکا کے کہنے پر خلیجی ممالک امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کو بچانے کے لئے دو پاکستانیوں کے ورثاء کو اپنے یہاں بلا کر اِنہیں خُون بہا ادا کرنے پر تلے بیٹھے ہیں کیا محض اِس لئے کہ یہ کسی بھی طرح سے امریکی دہشت گرد سے تعلق رکھنے والے سی آئی اے کے ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس

کو بچاکر امریکی خُوشنودی حاصل کرسکیں بہرکیف !امر واقعی یہ ہے کہ پاکستانی حکمران
اَب یہ بات اچھی طرح سے مان لیں کہ امریکا بھی یہ جانتا ہے دو پاکستانیوں کے قاتل
امریکی شہری اور سی آئی اے کے ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس کو سفارتی استثنٰی حاصل نہیں ہے مگر
پھر بھی یہ اِسے سفارتی استثنٰی دلا کر کسی بھی طرح سے پاکستان سے اِسے زندہ نکال کر
لے جانا چاہتا ہے کیونکہ امریکا یہ بھی خُوب جانتا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا زندہ رہنا اِس کے
لئے کتنا اہم ہے یہ)دہشت گردی اور دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو کنٹرول کرنے کا(
وہ کام جو ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں رہ کر کرتا یہی کام ریمنڈ ڈیوس امریکا میں رہ کر بھی
کرسکتا ہے بس ایک مرتبہ یہ کسی بھی طرح سے زندہ پاکستان سے نکل جائے بس..پھر
دنیا دیکھے گی کہ یہ ریمنڈ ڈیوس کسی زخمی آدم خُور شیر کی طرح امریکا میں رہ کر
پاکستانیوں پر کیسے...؟ حملے کرتا ہے اور کسی زخمی زہریلے ناگ کی طرح پاکستانیوں کو
ڈستا ہے تو پھراِس کے بعد یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے حکمران کسی امریکی دباؤ میں
آئے بغیر ریمنڈ ڈیوس کو نہ چھوڑیں اور اِس کے ہاتھوں قتل ہونے والے دو پاکستانیوں
کے ورثاء خون بہا لینے کے بجائے ملک اور قوم کو دہشت گردی سے بچانے اور اِن کے
بہتر مستقبل اور امریکا سے.برابر کی سطح پر بات کرنے کے لئے اپنے مقتولین کے قاتل
ریمنڈ ڈیوس کو ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ پاکستانیوں کی طرح سزائے موت کا مطالبہ
جاری رکھیں اور یہ بھی ہمارے حکمران، سیاستدان، عوام اور ڈیوس کے ہاتھوں دو
پاکستانیوں کے

قتل کے ورثاء یہ ضرور یاد رکھیں کہ ایک بڑے وقفے کے بعد ملک میں دوبارہ شروع ہونے والے بم حملوں کے پیچھے اِسی ریمنڈ کا گروپ متحرک ہے جو پاکستان کو مفلوج کرنا چاہتا ہے تو پھر ریمنڈ ڈیوس کو رہائی کیونکر دی جاسکتی ہے...؟اِس کو سمجھو کہ ایسا کیوں ہے...؟؟(ختم شد)

امریکا کے لئے آئینہ

امریکی معیشت تو تباہ ہو چکی ہے.... مگر امریکی داداگی......؟؟؟ری......؟؟؟
دنیا پر حکمرانی کا امریکی خواب چکنا چُور نہیں ہو سکا ے کیوں.....؟؟
آج طاقت کے نشے میں مست امریکا دنیا کے کمزور ممالک کے قوانین کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اِنہیں اپنے پیروں تلے روندنے اور کُچلنے پر تُلا بیٹھا ہے اور آج اپنی اِسی قوت اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ امریکا جس طرح سے پاکستان میں کُھل کر رہا ہے وہ بھی اَب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا ہے جبکہ دنیا یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتی ہے کہ امریکا اپنے سی آئی اے کے کنٹریکٹر ریمنڈ ڈیوس کو کسی بھی حوالے سے اپنا سفارتکار تو نہیں مانتا ہے مگر کیونکہ اِس نے اِسے (ریمنڈ ڈیُوس کو) پاکستان میں دہشت گردی کرنے اور کرانے اور بعض اخباری اطلاعات کے مطابق پاکستان کا ایٹمی مواد القاعدہ تک پہنچانے کا ایک.بڑا ہدف دے رکھا تھا اِس لئے ریمنڈ ڈیوس اِس کے نزدیک سب سے زیادہ اہم ترین آدمی ہے جس کی فوری رہائی کے لئے (لومڑی جیسی چالاک آنکھوں والی) امریکی لیڈی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن ریمنڈ ڈیوس کو سفارتی استثنٰی دلانے کے لئے رات دن بھاگ دوڑ میں لگی پڑی ہیں کہ اِسے کسی بھی طرح سے پاکستان سے صرف

ایک بار ہی رہائی مل جائے مگر دوسری طرف حکومتِ پاکستان یہ پہلے ہی واضح کر چکی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کو چونکہ سفارتی استثنیٰ حاصل نہیں ہے اِسے دو پاکستانیوں کے قتل کے جرم میں پاکستان کی اعلیٰ عدالت جو فیصلہ دے گی اِسے امریکا کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا مگر اُدھر امریکا ہے کہ یہ ایسا کوئی فیصلہ ماننے کو سِرے سے انکاری ہے جو پاکستانی عدالت کا ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے سامنے آئے یوں اَب دیکھتے یہ ہیں کہ اِس کھینچاتانی کی کوششوں میں پاکستان زیر ہوتا ہے یا امریکا اپنے قاتل کارندے اور دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کو پاکستان سے بچالے جانے میں کامیاب ہوتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کون ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں فتح سے ہمکنار ہوگا اور کسے اپنے عوام کے سامنے ندامت اور معافی تلافی کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پڑے گا.....؟؟؟

ویسے ایک بات تو یہ ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں پاکستان میں دو پاکستانیوں کے قتل کے بعد اِس کی یوں ڈرامائی انداز سے ہونے والی گرفتاری اور اِس کے بعد پاک امریکا تعلقات میں آنے والے تناؤ سے جہاں حکومتِ پاکستان پریشانیوں سے دوچار ہوئی ہے تو وہیں امریکا کے لئے بھی یہ گھمبیر صُورتِ حال اطمینان کا باعث نہیں ہے اِس لئے بھی کہ اَب امریکا کو اپنے اُس مِشن کی تکمیل نامکمل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی نظر آرہی ہے جو اِس نے پاکستان میں دہشت گردی کا نیٹ ورک کنٹرول کرنے اور چلانے کے لئے ذمہ داریاں ریمنڈ ڈیوس کو

سونپی تھی اور جس کی گرفتاری کے بعد اِسے اَب اپنی ناکامی کا احساس شدت سے ہونے لگا ہے اور یوں یہ اپنی اِسی ناکامی کو ایک بار پھر کامیابی میں بدلنے کے لئے ریمنڈ ڈیوس کو زبردستی کا اپنا سفارتکار منوانے کے لئے پاکستان پر اپنا ناجائز دباؤ ڈالے جارہا ہے کہ کسی بھی دباؤ اور پریشر میں آکر حکومتِ پاکستان ریمنڈ ڈیوس کو رہائی دیئے دے اِس طرح پاکستان پر مسلسل ڈالے جانے والے امریکا کے اِن ہی غیر قانونی اور غیر اخلاقی دباؤ کی وجہ سے دوسری طرف ساری دنیا میں امریکا کا امیج بھی بُری طرح سے مجروح ہورہا ہے کہ امریکا اپنے ایک دہشت گرد کو رہائی دلوانے کے لئے اُن حدوں کو بھی پار کررہا ہے جس کے آگے تمام حدیں ختم ہوجاتی ہیں جس سے امریکا ساری دنیا میں جہاں اپنا اعتماد کھورہا ہے تو وہیں امریکا خود کو دنیا کے سامنے ایک بدمعاش اور بدکردار ملک گردانے میں بھی نمبر لے جارہا ہے۔

البتہ ! ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں اِس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ آج امریکا اپنی طاقت کے نشے میں جس طرح چُور ہے اور اِس نے اگر اَب بھی خود کو نہ سنبھالا تو بہت جلد اِس کا شیرازہ بکھر جائے گا اور اِسی وجہ سے یہ بہت سی ایسی غلطیاں بھی کرتا جارہا ہے کہ جس کا ازالہ امریکیوں کی آئندہ آنے والی کئی نسلیں بھی نہیں کرسکتیں ہیں اور دوسری طرف ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہر طاقتور کو ایک نہ ایک روز زوال ضرور آتا ہے اور اِسی حوالے سے گزشتہ

دنوں جس کا برملا اظہار ایک برطانوی اخبار" ٹیلی گراف" نے اپنے ایک تجزیاتی انکشاف میں کچھ اِس طرح سے کیا ہے کہ اِس سے جہاں دنیا حیران ہو گئی ہے تو وہیں یقیناً امریکیوں پر بھی اِس سے ایک لرزہ طاری ہوگیا ہوگا۔

برطانوی اخبار" ٹیلی گراف" نے لکھا ہے کہ امریکا اپنی طاقت کے نشے میں اُس پاگل اور مست ہاتھی کے مانند ہوگیا ہے کہ جسے اَب اپنے سِوا کچھ نہیں دِکھائی دیتا اور وہ اپنی اِسی طاقت اور جنونیت کے بدولت ساری دنیا کو اپنے پیروں تلے کچل کر اِس پر صرف اپنی ہی حکمرانی قائم کرنے کا خُواب دیکھ رہا ہے اور اِس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھنے لگا ہے کہ ایک نہ ایک دن اِسے کمزوروں پر اپنی اِسی طاقت کے بیدریغ استعمال اور اپنے اِسی پاگل پن سے وہ سب کچھ حاصل ہوجائے گا جس کے لئے صدیوں سے ہر امریکی حکمران اور امریکی شہری جستجو کرتا آ رہا ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں امریکا ہر لحاظ سے ایک تہذیب یافتہ ملک ہے اور اِس کا ہر شہری دنیا کا ایک باشعور فرد جانا اور مانا جاتا ہے مگر دوسری طرف دنیا اِن کی اُس جنونیت کو جس کے رنگ میں آج ہر امریکی رنگا ہوا ہے کہ وہ بزور طاقت (یعنی جنگ وجدل) سے دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرلے گا جب یہ دیکھتی ہے تو پھر اِس کے لب پر یکدم سے یہ لفظ

آئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اَب امریکا کی طاقت کا نشہ جلد اُترنے والا ہے اور اِس کی قوت کا چراغ بجھنے سے پہلے ٹمٹما رہا ہے اور جلد ہی دنیا ایک نہ ایک دن یہ ضرور دیکھ لے گی کہ امریکا جس کی معیشت کا سکہ اور سیاست کا ڈنڈا ساری دنیا میں چلا کرتا تھا اور جس کا ڈنکا پوری دنیا میں بجا کرتا تھا وہ لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیئے گئے ہیں اور اِس کی سازشوں اور مکاریوں کے وہ تمام جال جو اِس نے ساری دنیا کا امن و سکون تباہ و برباد کرنے کے لئے پھیلا رکھے تھے وہ سب کے سب سمیٹ دیئے گئے ہیں اور امریکا کا بلند وبالا وجود ایک زور دار دھماکے کے ساتھ زمین پر منہ کے بل گر گیا ہے اَب جس کا وجود اور جس کی تاریخ قصہ پارینہ کے سِوا کچھ حیثیت نہیں رکھتی .....تو ایسے میں سوچو کہ امریکا کا کیا عالم ہوگا.....؟؟ تب امریکا اپنے غلط کرتوتوں اور مکاریوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو چکا ہوگا۔

اگرچہ برطانوی اخبار "ٹیلی گراف" نے اپنے تجزیاتی انکشافات میں امریکا سے متعلق جتنا کہا وہ آج کے اِس طاقت کے نشے میں چُور اور پاگل و مست ہاتھی کے مانند امریکا کے لئے ایک ایسا آئینہ ہے جس میں اِس نے امریکا کو اِس کا ایک بھیانک چہرہ دکھانے کے ساتھ ساتھ عنقریب ہونے والے اِس کے اُس عبرت ناک انجام سے بھی آگاہ کر دیا ہے جس کو اگر امریکی سمجھنے کی خود سے سعی کریں تو ممکن ہے کہ امریکا سنبھل جائے اور اپنے اُن گھناؤنے کرتوتوں سے اجتناب

برتنا شروع کردے جو اِسے اِس انجام تک لے جانے کے منتظر ہیں جس سے امریکا دنیا کے لئے نشانِ عبرت بن جائے گا۔اِس لئے کہ پہلے ہی ایک بڑے برطانوی اخبار "ٹیلی گراف" نے کہا ہے کہ معاشی بحران اور عالمی مفادات خطرے میں پڑ جانے کے مسائل کے باعث امریکا تاریخ کی سُپرپاور جیسے انجام سے دوچار ہونے کے قریب ہے امریکی معیشت عراق، افغان جنگ کے باعث بُری طرح سے تباہ ہو چکی ہے اِس ساری صُورتِ حال کے بعد اَب اُوپر سے رنگے امریکیوں کا یہ عالم ہے کہ امریکیوں کی قوت خرید کسی غریب ترین ملک کے شہری سے بھی نچلی سطح پر آ چکی ہے مگر امریکی انتظامیہ ہے کہ اپنی معیشت کی زبو حالی کا خیال کئے بغیر دنیا کے ممالک میں اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لئے نت نئے محاذوں کو کھولے جا رہی ہے۔ 2008 میں امریکا میں آنے والے معاشی بحران نے امریکی معیشت کو بُری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا جس کے بعد سے آج تک امریکی معیشت سنبھل نہیں پائی ہے اور مسلسل عدم توازن کا شکار ہے مگر اِس کے باوجود بھی آج دنیا کے بیشتر عرب ممالک میں تبدیلی اور اِنقلابی سازشوں کو ہوا دینے میں بھی اِسی امریکا کا ہی خفیہ ہاتھ کارفرما ہے جس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یکدم سے عرب ممالک میں جو صُورتِ حال پیدا ہوئی ہے اِس کے پس پردہ بھی امریکی مفادات کارفرما ہیں اور آج امریکا عرب ممالک کا امن وسکون جس طرح سے تباہ وبرباد کرکے خوش ہو رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ عنقریب امریکا میں بھی کوئی ایسی سازش زور پکڑ جائے کہ امریکیوں کا دنیا

پر قبضہ کرکے اپنی حکمرانی قائم کرنے کا سارا خُواب ایک دھچکے کے ساتھ چکنا چور ہو کر رہ جائے اور امریکا میں خود امریکیوں کا تبدیلی کے لئے نکلنے والا عوامی ریلا سارے امریکا کو بہا کرلے جائے اور امریکا میں وہ اِنقلابی تبدیلی آجائے جس کے لئے کمزور ممالک ایک بڑے عرصے سے انتظار کر رہے تھے۔

دیدار شاہ کا معاملہ، عدلیہ کا فیصلہ، پی پی کا احتجاج یا سندھ کارڈ

صدر زرداری، قوم، جمہوریت اور مصنوعی تنفس....!!!

حکمرانوں اور سیاست دانوں کے سیاسی مفادات......؟؟؟

حکمرانوں !اور سیاستدانو کی نورا کشتی میں کُھلتی اور تالیاں بجاتی بے بس

عوام.....؟؟

یہ بات سمجھ نہیں آرہی ہے کہ چیئرمین نیب جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کی تقرری کو جب سُپریم کورٹ نے کالعدم قرار دیا تو پاکستان پیپلز پارٹی نے سُپریم کورٹ کے اِس فیصلے کے خلاف احتجاج کیوں کیا....؟؟اور یہ کہ پاکستان پیپلز پارٹی جس کی تاریخ گواہ ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے ہمیشہ ملک کی اعلیٰ عدلیہ کے ہر فیصلے کو احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے مگر آج اعلیٰ عدالتوں کا احترام کرنے والی اِس جماعت کو یوں اچانک بیٹھے بیٹھائے اُس وقت اِسے کیا ہوگیا.....؟؟اور اِس نے ماضی کی اپنی اُن تمام اچھی روایات کو کیوں پس پست ڈال دیا....؟؟ جس سے متعلق آج بھی اِس کی مثالیں دی جاتی تھیں یعنی اُس وقت اِس میں برداشت کیوں بلکل ختم ہوگیا....؟؟جب سُپریم کورٹ کے جسٹس جاوید اقبال کی سربراہی میں جسٹس راجہ فیاض احمد اور جسٹس آصف سعید کھوسہ پر

مُشتمل بنچ نے چیئرمین نیب جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کی تقرری کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اِنہیں حکم دیا کہ یہ فوری طور پر چیئرمین نیب کا عہدہ چھوڑ دیں جس کے بعد چیئرمین نیب جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور اِن کی جگہ جاوید ضیاء نیب کے قائم مقام سربراہ مقرر دیئے گئے۔ اگرچہ اِس سارے پس منظر میں دیکھا جائے تو ایک حقیقت کچھ اِس طرح سے عیاں ہو گی کہ آج جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کو چیئرمین نیب سے ہٹانے کی جو وجہ بنی وہ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر چوہدری نثار علی خان اور شاہد اورکزئی کی وہ آئینی درخواستیں تھیں جن میں یہ موقف اختیار کیا گیا تھا کہ چیئرمین نیب کی تقرری کے عمل میں مشاورت کے قانونی تقاضے پورے نہیں کئے گئے جس پر اپوزیشن لیڈر کے وکیل اکرم شیخ نے موقف اختیار کیا تھا کہ جب آرڈیننس کی دفعہ 6 کے تحت اپوزیشن لیڈر سے مشاورت کا عمل نہیں کیا گیا جس پر اپوزیشن لیڈر نے جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کی بطور چیئرمین نیب تقرری کے حوالے سے وزیراعظم کی جانب سے ٹیلی فونک کال پر اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تھی جس میں اپوزیشن لیڈر کا ایک موقف یہ بھی تھا کہ چوں کہ جسٹس دیدار حُسین شاہ کا ایک سیاسی پس منظر ہے اور وہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر سندھ اسمبلی کے رُکن بھی منتخب ہوچکے ہیں جبکہ اکرم شیخ نے اپنے دلائل میں یہ موقف بھی اختیار کیا تھا کہ تقرری میں وزیراعظم کی ایڈوائس بھی لازمی تھی لیکن اِس امر کو بھی نظر انداز کیا گیا جبکہ صدر آئین کے آرٹیکل 48 کے تحت

کوئی بھی عمل وزیرِاعظم کی ایڈوائس کے بغیر نہیں کر سکتے جس کے بعد یہ سُپریم کورٹ سے یہ فیصلہ آیا جسے آج حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ماننے کو تیار نہیں ہے اور اِس حوالے سے بعض اطلاعات یہ آ رہی ہیں کہ حکمران جماعت نے سُپریم کورٹ کا فیصلہ مسترد کرتے ہوئے اپوزیشن کے تمام تحفظات دور کرنے کے بعد دیدار حُسین شاہ کو دوبارہ چیئرمین نیب بنانے کا فیصلہ کیا ہے اِس حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے سیکریٹری جنرل اور سندھ حکومت کے میڈیا کوآرڈینیٹر تاج حیدر نے اپنے دفتر میں ایک پریس کانفرنس کرتے ہو یہ موقف اختیار کیا کہ جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کی بطور چیئرمین نیب تقرری کے خلاف سُپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے اِس پر سندھ میں یہ اِحساس بڑی شدت سے پیدا ہوا ہے کہ جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کا تعلق چوں کہ سندھ سے ہے لہٰذا سُپریم کورٹ کی طرف سے اِس طرح کا فیصلہ آیا ہے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ کون اِس بات کو کُھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے یہ یقین کرلے گا کہ اِس تقرری میں وزیرِاعظم سے مشاورت نہیں کی گئی اور شائد اِس بات پر کوئی سو فیصد یقین بھی نہ کرے کہ اِس اہم عہدے پر تقرری کے لئے وزیرِاعظم کو اعتماد میں نہیں لیا گیا اور اُنھوں نے اپنی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا کہ سُپریم کورٹ نے وزیرِاعظم سے بھی یہ نہیں پوچھا کہ آیا اِنہیں اِس تقرری پر اعتراض ہے یا نہیں .....اور اِس کے ساتھ ہی تاج حیدر نے یہ بھی کہا کہ جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کی غیر جانبداری اور دیانتداری مُسلم ہے کسی نے اِن کی تقرری پر

انگلی نہیں اُٹھائی۔۔۔۔اور اِس کے باوجود اِن کے خلاف یہ فیصلہ آنا جو ہر باشعور پاکستانی کے دل و دماغ پر یقیناً ایک ہتھوڑے کی طرح کاری ضرب لگاتے ہوئے گزر گیا ہے اِس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک میں پیدا ہونے والی اِس ساری نئی سیاسی صُورتِ حال کے حوالے سے اَب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی سندھ نے سُپریم کورٹ کی جانب سے چیئرمین نیب جسٹس (ر) دیدار حُسین کی تقرری کالعدم قرار دیے جانے کے اِس اُصولی فیصلے کے خلاف گزشتہ جمعہ کو جو یوم احتجاج منایا کیا اِس کا یہ یوم احتجاج درست تھا۔۔۔؟اور کیا اِس کے اِس طرح غیر ضروری اور اشتعال انگیز اقدامات اِس جانب واضح اشارہ نہیں دے رہے ہیں کہ اَب حکمران جماعت سیاسی مصالحتوں کا شکار ہو کر اعلیٰ عدالتوں سے ٹکراؤ کی حد تک اُتر آئی ہے۔۔۔۔۔؟؟جس کے لئے یہ اَب سندھ کارڈ استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہی ہے۔۔۔۔۔؟آخر ایسا کیوں ہے اِن محرکات کا پتہ لگانا اور اِس کے آئندہ ہونے والے نقصانات سے قوم کو آگاہ کرنے اور کرانے کی ذمہ داری جہاں اہلِ سیاست پر عائد ہوتی ہے تو وہیں اُن لوگوں کا بھی یہ کام ہے کہ وہ بھی اِس بات کو اچھی طرح سے واضح کریں کہ اپوزیشن لیڈر نے کہیں کوئی سیاسی بازی تو نہیں کھیلی جس کی وجہ سے اتنا بڑا المیہ گزر گیا۔آج ملک کی سیاسی اور معاشی لحاظ سے بد سے بدترین ہوتی ہوئی صُورتِ حال کو دیکھتے ہوئے یقینی طور پر ہر پاکستانی یہ ضرور سوچ رہا ہوگا کہ جیسے صدر زرداری ، اپوزیشن ، قوم اور جمہوریت سب کے سب مُصنوعی تنفس سے

چل رہے ہیں اور نہ ہی کسی میں اَب اتنی سکت کہاں باقی رہ گئی ہے کہ کوئی سیاسی اور معاشی طور پر کمزرو ہوتے ملک کی حالت کو سنبھال لے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اِس حوالے سے نہ تو صدر زرداری ہی کچھ کرنے اور کرانے کی پوزیشن میں نظر آتے ہیں اور نہ ہی ملک کو بحرانوں اور سیاسی تناؤ سے نجات دلانے کے لئے اپوزیشن سمیت قوم ہی میں کوئی ایسی بیتابی اور اضطرب کا عنصر پیدا ہو رہا ہے کہ جسے دیکھ کر یہ کہا جاسکے کہ حکمران تو بے حس ہو ہی گئے ہیں مگر قوم اور سیاست دانوں میں تو ملک اور قوم کو سنبھالنے کے لئے ابھی جان باقی ہے اور اِس جمہوریت کا کیا ہے....؟؟ جس میں لوگ اِس کی پوجا تو کرتے رہیں مگر یہ اِن کے کوئی ایک ڈھلے کی بھی کام نہ آسکے تو ایسی جمہوریت کا کیا فائدہ جو آمریت سے بھی گئی گزری ہو یہاں میں نے بدترین جمہوریت سے اُس بدترین آمریت کو اچھی قرار دیا ہے جس میں کم ازکم سیاست دان تو قوم کو بے وقوف نہیں بنا پاتے ہیں......!! جیسے کہ اِن دنوں ہمارے حکمران اور اکثر سیاستدان جمہوریت کا لبادہ اُوڑھ کر قوم کو بے وقوف بنا رہے ہیں کیونکہ آج ملک کو جمہوریت کے راگ گانے والوں نے اِسے اِس نہج پر پہنچا دیا ہے کہ یہ سیاسی اور معاشی اعتبار سے تباہ وبرباد ہو کر رہ گیا ہے اور اِن ہی جمہوری لوگوں کی مسلسل غلط کاریوں کے باعث ملک کے سیاسی اور معاشی حالات اِس قابل نہیں رہے ہیں کہ اِسے سنبھلنے کی کوئی اُمید کی جاسکتی ہوں اور اَب اِن حالات میں تو کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اپنے اندورنی اور بیرونی طور

پر گھمبیر مسائل میں اُلجھی یہ موجودہ حکومت ملک کے حالات سُدھار پائے گی....؟
کیونکہ یہ بات اَب کثرت سے اہلِ دانش کے مشاہدات میں آنے لگی ہے کہ جیسے جیسے یہ حکومت اپنی مدت پوری کرنے کی جانب بڑھ رہی ہے ویسے ویسے ملک کی ایک بڑی حزب اختلاف کی جماعت (پی ایم ایل ن) اپنے سیاسی مفادات کے حُصول کے خاطر اِس حکومت کے لئے مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ کرتے جارہی ہے اور اِن حالات میں کہ جب اُوپر سے لے کر نیچے تک سب کے سب سیاسی مفادات اور آئی ایم ایف سمیت ورلڈ بینک کے شکنجوں میں جکڑے جاچکے ہوں تو پھر ایسے میں ملک میں جاری سیاسی مفادات کے حُصول کے خاطر ہونے والی نورا کُشتی کے تناظر میں شاعر نے جو کہا ہے وہ ہر لحاظ سے درست کہا جاسکتا ہے تو عرض ہے کہ :-

لڑتے ہیں آج منصب وکُرسی کے واسطے بٹتے تھے کل جو جادہِ عشقِ جہاد میں
قُوم و وطن کا آج کسی کو نہیں خیال ڈوبی ہوئی ہے قُوم سِیاسی مفاد میں

اِن دنوں ملک میں ہونے والی سیاسی کشمکش اور تناؤ جیسی پیدا ہونے والی غیر یقینی صُورت حال کے حوالے سے بھی اگر موجودہ حکومت کی گزشتہ تین سالہ کارکردگی کا بغور جائزہ لیا جائے تو ہر خاص وعام کی زبان پر یہ ایک ہی جملہ تُرنت آجائے گا کہ یہ حکومت مکمل طور پر ایک ناکام اور نااہل حکمرانوں پر مشتمل ایک ایسی حکومت ثابت ہوئی ہے جس کی مثال ملک کی 63 سالہ تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے اِس لئے کہ یہ حکومت شائد دیدہ و دانستہ طور پر اپنے

اقتدار کے پہلے دن سے لے کر اَب تک ملک و قوم کے استحکام اور ملک سے مہنگائی کے خاتمے سے لے کر آٹے ، چینی اور توانائی کے بحرانوں سے نمٹنے سمیت دیگر دوسرے مسائل کے حل کے لئے کوئی ایک بھی ایسا تسلی بخش کام انجام نہیں دے پائی ہے کہ جس سے قوم کا اِس حکومت پر اعتماد بحال ہوا ہو اور یہ کہہ اُٹھی ہو کہ ہماری یہ موجودہ حکومت عوامی توقعات پر پوری اُتری ہے اِن حالات میں کہ جب قوم کو روٹی ، کپڑا اور مکان کا نعرہ دینے والی پاکستان پیپلزپارٹی کی حکمرانی قائم ہو اور اِس پارٹی کی حکومت کے تین سال کے ایک طویل عرصے کے دوران قوم روٹی ، کپڑا اور مکان سے یوں محروم ہو گئی ہو جیسے موسمِ خزاں میں درخت اپنے پتوں سے محروم ہو جاتے ہیں مگر آج باغ کے خزاں زدہ اُن درختوں جن کے پتے اِن کی شاخوں سے جھڑ چکے ہوں اور ہمارے ملک کی مفلوک الحال قوم میں صرف یہی تو فرق باقی رہ گیا ہے کہ درختوں کو یہ تو یقین ہوتا ہے کہ موسمِ بہار میں اِن کی شاخوں پر نئے پتے آ جائیں گے اور یہ رفتہ رفتہ پھر اپنی اُسی حالت میں دوبارہ آ جائیں گے جیسے یہ موسمِ خزاں سے پہلے تھے مگر پاکستانی قوم آج جسے سیاسی موسمِ خزاں کا سامنا ہے اِسے یہ یقین اَبھی تک نہیں آ پایا ہے کہ اِس سے اِس عوامی اور جمہوری حکومت نے گزشتہ تین سالوں کے دوران روٹی ، کپڑا اور مکان سے جس طرح محروم کیا ہے ۔۔۔۔ ! ! کیا یہ حکومت اپنے کسی اچھے اور قابلِ تعریف فعل یا کسی اچھے منصوبے سے دوبارہ اِسے روٹی ، کپڑا اور مکان دے پائے گی ۔۔۔۔ ؟ جو اِس عوامی اور جمہوری حکومت

نے ملک میں بے تحاشہ مہنگائی کرکے ملک کی مفلوک الحال عوام کو سیاسی خزاں زدہ کر کے یہ ساری چیزیں (روٹی، کپڑا اور مکان) اِس سے چھین لی ہیں اِس موقع پر کہنے والے توآج یہ تک بھی کہہ رہے ہیں کہ ملک کی موجودہ سیاسی صُورتِ حال کے تناظر میں اگر دوسری جانب دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ہمارے ملک کے موجودہ حکمران جنہوں نے نہ صرف اپنی نااہلی کی بِنا پر ملک کا بیڑا غرق کردیا ہے بلکہ اُنھوں نے اپنی اِسی نااہلی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے اِس کی رہی سہی ساکھ کا بھی ستیاناس کرنے کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدر زرداری جو بڑی حد تک تو ایک سیاسی تدبر اور فہم وفراست کے مالک ضرور ہیں مگر یہ بیچارے بھی اکیلے بھلا کیا کرسکتے ہیں جب تک اِن کے ساتھ کام کرنے والے سارے کے سارے لوگ بھی حکومتی اُمور کی انجام دہی کے لئے اہل اور تجربہ کار نہ ہوں بہرکیف ! معاف کیجئے گا ! کہ آج کہنے والے تو یہ تک بھی کہہ رہے ہیں کہ قوم کو یہ احساس بھی بڑی شدت سے ہونے لگا ہے کہ صدر زرداری جو ملک اور قوم کے لئے بہت کچھ کرنے کا خیالی ارادہ اور عزم تو ضرور رکھتے ہیں مگر یہ عملی طور پر کچھ کرنے سے قطعاً قاصر ہیں کیونکہ یہ اپنے اردگرد منڈلاتے نااہل اور ناتجربہ افراد کے نرغے میں کچھ ایسے پھنس چکے ہیں جن سے اَب یہ نکلنا بھی چاہیں تو شائد نہ نکل سکیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ جمعہ کو پی پی پی کی جانب سے جسٹس (ر) دیدار حُسین شاہ کے خلاف آنے والے سُپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کراچی سمیت

سندھ بھر میں اچانک ہونے والے احتجاج اور ہڑتال سے ملکی معیشت کا جو نقصان ہوا سوُ ہوا ہوگا جس کی تو شائد احتجاج اور ہڑتال کرنے والوں کو کوئی فکر بھی نہ ہو مگر کم از کم اپنے کسی بھی سیاسی معاملے میں ہڑتال اور احتجاج کرنے کی کال دینے والوں کو یہ ضرور سوچ لینا چاہئے کہ اِن کی اِس ہڑتال اور احتجاج کی کال سے سب سے زیادہ نقصان روزانہ کی اُجرت پر کام کرنے ، ٹھیلا لگانے اور مزدوری کرنے والوں کا ہی ہوگا اور سب سے زیادہ یہی لوگ متاثر ہوں گے ....؟؟ جن کی اہمیت نہ تو سیاست دانوں کی ہی نظر میں کچھ ہوتی ہے اور نہ ہی حکمران ہی اِنہیں کچھ سمجھتے ہیں جبکہ ہر سیاستدان اِن ہی کی وجہ سے اپنی سیاست چمکا رہا ہوتا ہے اور ہر حکمران اپنی حکمرانی کے غیض وغضب کے پہاڑ بھی ملک کے اِن ہی غریب اور کمزور مزدور لوگوں پر ڈھا رہا ہوتا ہے یہ لوگ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی اِس سیاسی لڑائی جِسے نورا کُشتی بھی کہا جاتا ہے یہ غریب لوگ نہیں سمجھتے ....؟؟ سمجھتے ہیں اور سب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں مگر یہ غریب لوگ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی سیاسی نورا کُشتی میں کُچلے جانے کے باوجود بھی اِن کی جیت کے لئے تالیاں بھی بجاتے ہیں اور ڈنڈے بھی کھاتے ہیں جِسے جمعہ کو ہونے والی ہڑتال میں یہی غریب طبقہ سب سے زیادہ پسا بھی اور متاثر بھی ہوا اور اِسی کے املاک کو شرپسندوں نے نذرِ آتش بھی کیا....اور اِن کے ہاتھوں مارا بھی یہی گیا۔ مگر پھر خوش رہا اور ہڑتال کو کامیاب ثابت کر گیا۔ (ختم شد)

آہ !.. قوم کے لئے اِنصاف ،برداشت اور صَبر و تحمل کی تلاش ہے

.برداشت اور صَبر و تحمل کسی کو ملیں تو قومی اسمبلی یا ایوانِ صدر میں پہنچا دے....!!!

کراچی کو اِنسانی خُون سے نہلانے والے کون ہیں....؟؟

آہ ! یہ کتنے اَفسوس کا مقام ہے کہ اپنی اپنی دال دلیہ چلانے کے لئے آج ہمارے حکمرانوں سے لے کر ساری پاکستانی قوم ہاتھوں میں کشکول اُٹھائے جہاں اغیار سے ڈالروں کی بھیک مانگتی پھر رہی ہے تو کیا اِس نے کبھی یہ بھی سوچا ہے...؟ کہ اِس کے علاوہ بھی اِسے زندہ رہنے اور دنیا میں ترقی اور کامرانی کا لوہا منوانے کے لئے اور کن چیزوں کی اشد ضرورت ہے....؟ نہیں شائد کبھی اِس کا اِس جانب خیال بھی نہ گیا ہو.... کیوں کہ گزشتہ 63 سالوں میں ہماری قوم اور حکمرانوں کو دال دلیہ کے چکروں میں اُلجھانے اور پھنسانے والے اِن ہی اغیار نے ہمارے ذہنوں کو ایسا مفلوج اور بے حِس کرکے رکھ دیا ہے کہ ہماری قوم کے حکمران اور ہم دال دلیہ کے چکر سے باہر نکل ہی نہیں پائے ہیں کہ یہ بھی سوچ سکیں کہ ہمیں زندگی گزرانے اور دنیا کے دیگر معاملات کو چلانے کے لئے اِنصاف، صُبر و برداشت اور تحمل مزاجی کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ اور دوسری چیزوں کی اہمیت ہے مگر مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ آج

بد قسمتی سے ہمارے یہاں حکمرانو، سیاستدانوں (اور اپوزیشن کی جماعتوں سمیت) عوام تک میں اِنصاف، رواداری، صَبر وبرداشت اور تحمل مزاجی کا عنصر کہیں سے بھی نظر نہیں آتا ہےاِس کی صرف ایک وجہ یہ واضح طور پر نظر آتی ہے کہ ہم سب نے اِن کے حُصول کے خاطر کبھی کوششیں ہی نہیں کیں ہیں اگر کرتے تواِن کی کیا مجال تھی... ؟کہ یہ ساری چیزیں (اِنصاف، رواداری، صبر وبرداشت اور تحمل مزاجی اور بہت سی اِن جیسی اچھی خُوبیاں) ہم میں پوری طرح سے پنہاں نہ ہوجاتیں... مگراِس کے باوجود بھی میں اَب بھی نااُمید نہیں ہوا ہوں بلکہ پوری طرح سےپُر اُمید ہوں کہ ہماری قوم کو پھر بھی اپنے لئے اِنصاف، رواداری، صَبر وبرداشت اور تحمل مزاجی کی تلاش ہے یہاں میرا اپنی قوم کے ایک ایک فرد سے یہ کہنا ہے کہ اگر کسی کے پاس یہ تمام خُوبیاں موجود ہوں توبراہِ کرم ! وہ جلدازجلداِنہیں قومی اسمبلی یاایوانِ صدر میں پہنچاکر ملک و قوم کو تباہ وبرباد ہونے سے بچانے میں اپنا قومی فریضہ ادا کرے کیوں کہ یہاں مجھے اَفسوس کے ساتھ یہ کہناپڑ رہاہے آج اِن خُوبیوں سے عاری ہماری قوم کااُوپر سے نیچےتک یہ عالم ہے کہ یہ اِن کے بغیر بوکھلاہٹ اور پاگل پن کا شکار ہو کر رہ گئی ہے کوئی کسی کو برداشت کرنے اور کسی بھی معاملے میں تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرنے کو تیار نہیں ہے یوں توسب بظاہر اچھے بھلے نظر آتے ہیں مگر ہماری سوچیں اور ہمارے فعل کسی آدم خُور درندے جیسی فطرت پر آکر رُک گئے ہیں اوراَب ہم نہ صرف اپنے ہی لئے نہیں بلکہ کسی

دوسرے کے لئے بھی اِس سے آگے کچھ اچھا کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

ہم زیادہ دور کیوں جائیں اَب اِسی کو ہی دیکھ لیں کہ گزشتہ چار دنوں کے دوران شہر کراچی میں اِنسانی جانوں کی خون کی ہولی کچھ اِس طرح سے کھیلی گئی کے اِس عرصے میں رونما ہونے والے پُرتشدد واقعات میں کئی معصوم اِنسان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور لاکھوں کی سرکاری اور نجی املاک کو علیحدہ نذرِ آتش کردیا گیا اِن واقعات کے پیچھے کن لوگوں کا ہاتھ تھا اور کن عناصر نے کراچی کی سڑکوں کو اِنسانی خُون سے نہلایا....؟؟اِن عناصر کو ممکن ہے کہ ہمارے حکمران جانتے ہوں مگر شائد وہ مصالحت پسندی کی وجہ سے خاموش ہوں بہرکیف ! چلیں یہ بھی اِن کے نزدیک کسی کو راہِ راست پر لانے اور نیک اِنسان بنانے کا کوئی بہتر ہوں۔ (جبکہ اِن واقعات میں شروع کے دو دن وہ بھی شامل کرلیں جن میں صدر اور وزیرِاعظم دونوں ہی شہر کراچی میں خود بھی موجود تھے) مگر یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملک کی اِن دونوں اہم ترین شخصیات کی شہر کراچی میں موجودگی کے دوران بھی اِنسانوں کو یوں قتل کیا جانا کیا تاثر دیتا ہے....؟؟یقیناً اِس کی کوئی مناسب وجہ بتانا....اور اِس کا کوئی بہتر حال تلاش کرنا اربابِ اختیار اور اقتدار دنوں کی جہاں ذمہ داری ہے تو وہیں اِن شخصیات کے لئے بھی اتنی بڑی تعداد میں اِنسانی جانوں کی ہلاکت ایک سوالیہ نشان ہے تو ساتھ ہی ایسے واقعات کا ہونا اِن کی بدنامی

کا بھی باعث ہے کہ صدر اور وزیراعظم کی موجودگی کے دوران دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر اور پاکستان کے سب سے بڑے مرکزی صنعتی وتجارتی حب شہر کراچی میں یوں اِنسانی جانوں کی خون کی ہولی کھیلے جانے کا کیا مطلب تھا....؟؟اور بغیر کسی وجہ کے معصوم اور بے گناہ اِنسانوں کے خُون سے اپنے ہاتھ رنگنے والے عناصر پُر تشدد واقعات سے کیا بتانا چاہتے تھے....؟کہیں یہ تو نہیں وہ یہ بتانا چاہ رہے ہوں کہ ہم میں اِنصاف، رواداری، صبر وبرداشت اور تحمل مزاجی نام کی بھی نہیں رہ گئی۔اوراِس کے ساتھ ہی شہر میں اپنی قوت اور سفاکیت کا بیدریغ استعمال کرنے اوراِس کا امن وسکون تباہ وبرباد کرنے والے کہیں یہ بھی تو نہیں جتانا چاہ رہے ہوں کہ کوئی ہم سے نہ ٹکرائے ہم وہ سب کچھ کرنے کی طاقت اور ہمت رکھتے ہیں جو کوئی نہیں رکھتا....

جیسا کہ بقولِ شاعر :-

یہ کہہ رہاہے آج کراچی میں ہر لہو جلاد کر رہے ہیں یہ پیر وجواں کاخُون

کچھ اِس میں اپنے راہنماؤں کا ہاتھ ہے سفاک کر رہے ہیں کچھ امن وامان کا خون

اوراِس کے ساتھ ہی شاعر نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ :-

اچھا نہیں ہے درد کے ماروں کو چھیڑنا کہہ دے کوئی یہ حاکمِ عالی مقام سے

آ جائے اِس کی زد میں نہ "ایوانِ خاص" بھی طوفان اُٹھ رہا ہے جو "دِیوان عام" سے
کہا جاتا ہے کہ آبادیوں میں قومیں بستی ہیں اور قوموں میں آدمی پیدا ہوتے ہیں اور
اِن ہی آبادیوں میں جو آدمی پیدا ہوتے ہیں وہی آدمی اپنی قوموں اور آبادیوں میں
انقلاب برپا کرنے کا بھی سبب بنتے ہیں اور اِن ہی آدمیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے
ہیں جو وقت اور حالات سے گزرنے کے بعد اِنسان تہذیبی عمل سے بھی بن جاتے ہیں
اِس لحاظ سے آج اگر ہم اِس بات کا موازنہ کریں کہ ہمارے ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ
آدمیوں میں سے ہم نے کتنے اِنسان تہذیبی عمل سے بنائے ہیں.....؟؟ اور کتنے
اِنسان اِس عمل سے گزرنے کے بعد ملک میں کسی تہذیب کو پروان چڑھانے میں اپنا
کوئی نہ کوئی مثبت کردار ادا کر رہے ہیں تو اندازہ ہوگا کہ ہم میں اِن کی تعداد آٹے میں
نمک کے برابر ہے بہرحال ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی آدمی کو تہذیبی عمل سے
گزرنے میں جو نکتہ سب سے کارآمد ثابت ہوتا ہے وہ عدل اور صبر و برداشت اور تحمل
مزاجی کا ہے یعنی آدمی کو پیدا ہونے کے بعد اِسے کسی تہذیبی سانچے میں ڈھلنا ہے تو اِس
کے لئے عدل کے ساتھ ساتھ صبر و برداشت اور تحمل مزاجی کا ہونا اتنا ضروری ہے جتنا
اِسے زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی اور خوارک جیسی زندگی کی بنیادی اشیاء ہیں یعنی اِسے
آپ یوں بھی سمجھ لیجئے کہ اگر کسی بھی آبادی سے عدل

کو دیدہ و دانستہ طور پر مفقود کر دیا جائے تو اُس آبادی میں باقی اچھائیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں اور وہاں کے اِنسان مایوس ہو جاتے ہیں اور جب کسی بھی آبادی کے اِنسان عدل سے مایوس ہو جائیں یا کر دیئے جائیں تو پھر اِن آبادیوں میں آدمی تو پیدا ہوتے ہیں مگر کوئی اِنسان تہذیبی عمل سے نہیں بن پاتا کیونکہ اُن آبادیوں میں آدمی تو رہتے ہیں مگر وہ آبادیاں فسادات سے بھر جایا کرتی ہیں یعنی مختصراً یہ کہ جس معاشرے میں اِنصاف نہیں ہوتا اِس میں کبھی بھی اِستحکام نہیں آسکتا اور لوگوں کو گمراہی سے نہیں نکالا جاسکتا ہے اِس موقع پر یہاں مجھے یہ بھی کہنے کی اجازت دیجئے ! کہ بدقسمتی سے آج ہمارا ملک بھی اُس آبادی کی طرح ہے جس میں ہر دورِ میں آدمی تو کثرت سے پیدا ہوتے رہے ہیں مگر جو اپنے اندر سے کوئی بھی ایسا انسان تہذیبی عمل سے پیدا نہیں کر پائی ہے جس پر یہ فخر کر سکے اور یہ کہہ سکے کہ یہ انسان اِس کی مکمل تہذیبی شناخت کا حامل ہے اور آج شائد ایسا ہی کچھ ہمارے ساتھ بھی ہو رہا ہے کہ ہمارے یہاں ہر دورِ میں ہر آبادی میں آدمی تو پیدا ہوئے مگر ہم کوئی بھی اِنسان تہذیبی عمل سے پیدا نہیں کر سکے ہیں کیونکہ ہر دورِ حکومت میں حاکم الوقت نے عدل کو دیدہ و دانستہ طور پر مفقود رکھا اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج کے حکمرانوں کی سوچ بھی عدل کے حوالے سے اپنے پیش رو سے کوئی مختلف نہیں ہے اور یہ بھی اُسی ڈگر پر چل رہے ہیں جس پر چل کر سابقہ حکمرانوں نے عدل کا گلا گھونٹا اور اپنی مرضی سے ہر سیاہ کو سفید

اور اِسی طرح ہر سفید کو سیاہ کرتے رہے۔آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہمارے معاشرے سے جب عدل ختم ہوا تو پھر خود بخود ہم میں .برداشت اور صَبر و تحمّل کا فقدان پیدا ہوگیا اور آج ہم اپنی اِسی کمزریوں کو دور کرنے کی سعی بھی نہیں کر رہے ہیں اور اُلٹا عدل و اِنصاف مُہیا کرنے والے اداروں کی حُوصلہ شکنی کرنے کو اپنے لئے شان و عظمت کا باعث سمجھ رہے ہیں جس سے ہماری آبادیوں سے عدل یقینی طور پر مفقود ہوگیا ہے۔ اور اِس کے ختم ہونے سے ہماری آبادیوں میں ہر طرف قتل و غارت گری کا راج قائم ہوگیا ہے جیسا کہ کچھ دنوں سے ہمارے شہر کراچی کی گلی کوچوں میں آگ و خُون اور موت کا رقص جاری ہے اِس کی وجہ صرف اتنی سی ہے کہ ہم میں اِنصاف، محبت ، اُخوت و مساوات، ملی یکجہتی ، رواداری، .برداشت اور صَبر و تحمّل کا مزاج ختم ہو کر رہ گیا ہے جس کی وجہ سے ہم بے شمار معاشرتی بُرائیوں کے شکار ہوگئے ہیں یقین جانیئے کہ ہم اِن تمام بُرائیوں سے چھٹکارہ حاصل کر سکتے ہیں بس ہمارے حکمران ، سیاستدان (اپوزیشن کے سیاسی رہنما)اور عوام اپنے اندر اِن تمام اچھی خُوبیوں جن میں اِنصاف کا حُصول اور آپس میں محبت و اُخوت ،مساوات ، ملی یکجہتی ، رواداری ،.برادشت اور صَبر و تحمّل کا مزاج شامل ہیں اِنہیں پیدا کرنے کی جستجو شروع کردیں تو ہمارے ملک میں بھی بہت سی مثبت تبدیلیاں رونما ہوجائیں گی۔اور ہر طرف امن و سکون قائم ہوجائے گا۔

حضرت غوث اعظم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

ربیع الثانی-گیارہویں شریف ایڈیشن

مادر زاد ولی قطبِ ربانی، شہباز لامکانی غوث الثقلین حضرت غوث اعظم جیلانیؒ

بیشک خالقِ کائنات اللہ رب العالمین نے اِنس وجن کی رشدوہدایت کے لئے مختلف وقتوں اور خطوں میں کم وپیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین کو مبعوث فرمایا ہر نبی ورسول اللہ تعالٰی کی علیحدہ علیحدہ صفتوں کے مظہرین لے کر آئے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اپنی کُل صفات ہی نہیں بلکہ ذات کا بھی مظہر بنا کر اپنے محبوب نبی آخرالزماں پیارے محمد مصطفٰی ﷺ کو مبعُوث فرمایا تو مظہر ذات کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا تو رُشدوہدایت اور احیا دین وملت کے لئے مظہر ذات خدا محبوب رب العلی نے غیبی خبر دی کہ" ہر صدی کے اختتام پر ایک مجدد پیدا ہوگا" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " اللہ کے نیک بندے دین کی محافظت کرتے رہیں گے" (ابوداود) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ" علمائے دین بارش نبوت کا تالاب ہیں" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " چالیس ابدال (اولیا) کی برکت سے بارش اور دشمنوں پر

فتح حاصل ہوگی اور اِنہیں کے طفیل اہلِ شام سے عذاب دور رہے گا (مشکوۃ شریف) آپ ﷺ نے فرمایا کہ " علما کی زندگی کے لئے مچھلیاں دُعا کرتی ہیں" (مشکوۃ شریف) نیز فرمایا کہ " میری اُمت میں ہمیشہ تین سو اُولیا حضرت آدم علیہ السالم کے نقشِ قدم پر رہیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ علیہ السلام و سات حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے قدام پر ہونگے اور پانچ وہ رہیں گے کہ جن کا قلب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرح ہوگا اور تین حضرت میکائیل کے قلب پر اور ایک حضرت اِسرافیل کے قلب پر رہے گا جب اِس ایک کا انتقال ہوگا تو اِن تین میں سے کوئی قائم ہوگا اور اِن تین کی کمی پانچ میں سے اور پانچ کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی تین سو سے اور تین سو کی کمی عالم مسلمانوں سے پوری کردی جاتی ہے" (مرقاۃ ملا علی قاریؒ)۔

علما حق فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ رحمتیں دینے والا، سیدالانبیا رحمت عالم ﷺ تقسیم فرمانے والے اور اُولیا و علما اِس کا ذریعہ ہیں "اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے ملت مصطفویہ کے سامنے علما و مشائخ نے ایک خوبصورت اور زریں اُصول یہ پیش کردیا ہے بارگاہِ ربوبیت تک رسائی آقائے دوجہاں سید عالم ﷺ کے ذریعے اور بارگاہِ سرورِ کائنات تک رسائی اُولیا اللہ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اِن اُولیا اللہ کی صفِ اول میں صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار

رضوان اللہ علیھم اجمعین شامل ہیں اِن کے بعد تابعین، ائمہ مجتھدین، ائمہ شریعت وطریقت کے علاوہ صوفیا اتقیا اور دیگر اُولیا بھی شامل ہیں اُولیا کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اِس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ علم و فضل کشف و کرامات، مجاہدات وتصرفات اور حسب ونسب کی بعض خصوصیات کی وجہ سے حضرت غوث اعظمؓ کو اُولیا کی جماعت میں جو خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ کسی اور نہیں یہ واضح رہے کہ حضرت غوث اعظمؓ کو جب ہم مقامِ ولیوں کا تاجدار کہتے یں تو یہاں ولیوں کے عموم میں صحابہ کی جماعت کو شامل نہیں کرنا چاہیۓ خالقِ کائنات اللہ رب العزت جن خوش نصیب بندوں کو مقام ولایت عطا فرماتا ہے اُن کی ولایت کو کبھی زائل نہیں فرماتا۔آپ غوث اعظمؓ، غوث الثقلینؓ، غیوث الکونینؓ، امام الطرفینؓ، امام النقیؓ، رئیس الاتقیاؓ، تاج الاصفیاؓ، قطبِ ربانیؒ، شہبازلامکانیؒ، محی الملت والدینؓ، فخر شریعت وطریقتؓ، ناصر سُنتؓ، عماد حقیقتؓ، قامع بدعتؓ، سیدوالزاہدینؓ، رھبرِ عابدینؓ، کاشف الحائقؓ، مقتدا الخلائقؓ، قطب الاقطابؓ، غوث الاغوثؓ وغیرہم القابات تاجدارِ غوث صمدانیؒ، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادتِ پاک وطن مبارک گیلا جیسے گیلان بھی کہتے ہیں عرب کے لوگ اِسی کو جیل اور جیلان بھی کہتے ہیں یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے اِسی علاقے میں نیف نام کے ایک قصبہ میں معتبر روایتوں کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ (آپ حضرت غوث اعظمؓ) یکم رمضان المبارک جمعہ کے دن سنہ 470ھ

مطابق 1075 سنہ میں ہوئی یہ علاقہ بغداد مُقدس سے سات میل کی دوری پر ہے بغداد مُقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو قصبے پائے جاتے ہیں لیکن اِن دونوں قصبوں کو حضرت غوث اعظمؓ کا مولا باور کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث اعظمؓ کا عجمی ہونا متحقق ہے امام حافظ ابنِ کثیر دمشقی المتوفی 774 سنہ ھ میں اپنی تصنیف البدایہ والنہایہ میں حضرت غوث اعظمؓ کا سنہ ولادت سنہ ھ لکھتے ہیں اور امام یافعی المتوفی 768 سنہ ھ اپنی تصنیف مراۃ الجنان و عبرۃ 470 الیقان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظمؓ سے جب کسی نے آپ کے سال ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر یاد نہیں البتہ ! اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اِسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ ابنِ عبدالوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور یہ 488 سنہ ھ تھا اِس وقت میری عمر 18 سال تھی اِس حساب سے آپؓ کا سنہ ھ ولادت 470 سنہ ھ ہوا اِس طرح جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات ہی سے ماخوذ ہیں اِس وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہو گئی کہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت غوث اعظمؓ کا سنہ ولادت 470 سنہ ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ اُم الخیر بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے ساتھ احکامِ شریعت کا اِس قدر احترام تھا کہ حضرت غوث اعظمؓ رمضان بھر دن میں قطعی دودھ نہیں پیتے تھے ایک مرتبہ اَبر کے باعث 29 شعبان کو چاند کی رویت نہ ہو سکی لوگ تردّد میں تھے لیکن اِس مادر زاد ولی حضرت غوث اعظمؓ نے

صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔
آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ کے پورے عہدِ رضاعت میں آپ کا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جوں ہی رمضان شریف کا مبارک مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے اور جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ بھی دودھ پینے لگتے تھے ابتدا ہی سے خالقِ کائنات اللہ رب العزت کی نوازشات سرکار غوث اعظمؓ کی جانب متوجہ تھیں پھر کیوں کوئی آپؓ کے مرتبہ فلک وقار کو چھوسکتا یا اِس کا اندازہ کرکے چنانچہ سرکارِ غوث اعظمؓ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہوولعب سے باز رہو۔ جسے سُن کر میں رُک جایا کرتا تھا اور اپنے گردوپیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دِکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا تھا۔
اَب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سُنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند

آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آ کرکے مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اِس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سُویا کرو آپ حضرت غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ بچپن کے زمانے میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچ لی فوراً اِس نے کلام کیا عبدالقادر تم اِس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو میں نے اِسے چھوڑ دیا اور دل کے اُوپر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا سرکار غوث اعظمؒ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو رسم ورواجِ اسلامی کے مطابق والد محترم سیدنا شیخ ابو صالحؒ جن کا لقب" جنگی دوست " ہے اِس وجہ سے "قلائدالجواہر "میں بتائی گئی ہے کہ آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے ریاض الحیات میں اِس لقب کی تشریح یہ بتائی گئی ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ اُنھوں نے آپ کو رسم بسم اللہ خوانی ادائیگی اور مکتب میں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے اور اُستاد کے سامنے آپؒ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اُستاد نے کہا! پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپؒ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الم سے لے کر مکمل اٹھارہ 18 پارے زبانی پڑھ ڈالے اُستاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا....؟اور کیسے پڑھا....؟تو آپؒ نے فرمایا کہ والدہ ماجدہ اٹھارہ سِپاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں جب میں شکمِ مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ سپارے سُنتے سُنتے مجھے بھی یاد ہو گئے تھے (دیکھئے یہ شان ہوتی ہے

اللہ کے ولیوں کی حضور غوث اعظمؒ آج سے کئی صدیوں قبل ہی اِس حقیقت کو من و عن سچ ثابت کر چکے ہیں کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی سوچ رہی ہوتی ہے اور پڑھ رہی ہوتی ہے تو اُس کا اثر دونوں ہی صورتوں میں شکمِ مادر میں رہنے (پلنے) والے بچے پر ضرور پڑ رہا ہوتا ہے اور آج چاند کو چھو لینے اور اِس پر چہل قدمی کرنے کی دعویدار 21ویں صدی کی جدید سائنسی دنیا کے یورپ اور امریکا کے سائنسدان اپنی تحقیقوں سے یہ بتانے پھر رہے ہیں کہ سائنس نے یہ ایک نئی تحقیق کر لی ہے کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی منفی یا مثبت سوچ رکھتی ہے اِس کا اثر آئندہ آنے والے بچے کی زندگی پر پڑتا ہے یہ بات سائنس نے آج دریافت کی ہے۔ جبکہ حضور غوث اعظمؒ نے صدیوں قبل اِسکا عملی ثبوت دنیا کے سامنے خود پیش کر دیا تھا اِس سے ہم اُمت مسلمہ کو فخر ہونا چاہئے کہ موجودہ دنیا کی کوئی ترقی قرآن و سنت اور تعلیمات اسلامی کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہو سکتی)۔

اور یوں آپؒ نے اپنے وطن جیلان ہی میں باضابطہ طور پر قرآن عظیم ختم کیا اور چند دوسری دینی کتابیں پڑھ ڈالیں تھیں حضرت غوث اعظمؒ نے حضرت شیخ حماد بن مسلم ہی سے قرآن مجید فرقانِ حمید حفظ کیا اور برسوں خدمتِ حمادیہ میں رہ کر آپؒ فیوض وبرکات حاصل فرماتے رہے سرکار غوث اعظمؒ نے 528سنہ ھ میں درس گاہ کی تعمیر جدید سے فراغت پائی اور مختلف اطراف وجوانب کے لوگ آپؒ

سے شرف تلمذ حاصل کرکے علوم دینیہ سے مالا مال ہونے لگے آپ کی بزرگی وولادیت اِسقدر مشہور اور مسلم الثبوت ہے کہ آپ کے " غوث اعظمؓ ہونے پر تمام اُمت کا اتفاق ہے حضرت کے سوانح نگار فرماتے ہیں کہ "کسی ولی کی کرامتیں اِسقدار تواتر اور تفاصیل کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں کہ جس قدر حضرت غوث الثقلین کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں (نزہتہ الخاطر الفاطر)۔ خلق خدامیں آپ کی مقبولیت ایسی رہی ہے کہ اکبر واصاغرسب ہی عالم استعجاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں مشرق یا مغرب ہرایک غوث اعظمؓ کامداح اور آپ کے فیض کا حاجت مند نظر آتا ہے مقبولیت وہر دلعزیزی کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان شیریں بیانی اور کلام و وعظ میں اثر آفرینی بھی حیران کن تھی۔اِسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپؓ کی حیات مقدس کا ایک ایک لحہ کرامت ہے اور آپ کے علمی کمال کا تو یہ حال تھا کہ جب بغداد میں آپؓ کی مجالس ووعظ میں ستر، ستر (70,70) ہزار سامعین کا مجمع ہونے لگا تو بعض عالموں کو حسد ہونے لگا کہ ایک عجمی گیلان کا رہنے والا اِسقدر مقبولیت حاصل کرگیا ہے۔

چنانچہ حافظ ابوالعباس احمد بن احمد بغدادی اور علامہ حافظ عبدالرحمٰن بن الجوزی جو دونوں اپنے وقت میں علم کے سمندر اور حدیثوں کے پہاڑ شمار کئے جاتے تھے آپؓ کی مجلس ووعظ میں بغرض امتحان حاضر ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے جب حضور غوث اعظمؓ نے وعظ شروع فرمایا تو ایک

آیت کی تفسیر مختلف طریقوں سے بیان فرمانے لگے پہلی تفسیر بیان فرمائی تو اِن دونوں عالموں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے تصدیق کرتے ہوئے اپنی اپنی گردنیں ہلا دیں اِسی طرح گیارہ تفسیروں تک تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر اپنی اپنی گردنیں ہلاتے اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتے رہے مگر جب حضور غوث اعظمؓ نے بارھویں تفسیر بیان فرمائی تو اِس تفسیر سے دونوں عالم ہی لاعلم تھے اِس لئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں آپؓ کا منہ مبارک تکنے لگے اِسی طرح چالیس تفسیریں اِس آیت مبارکہ کی آپؓ بیان فرماتے چلے گئے اور یہ دونوں عالم استعجاب میں تصویر حیرت بنے سُنتے اور سر دھنتے رہے پھر آخر میں آپؓ نے فرمایا کہ آپ ہم قال سے حال کی طرف پلٹتے ہیں پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا نعرہ بلند فرمایا تو ساری مجلس میں ایک جوش و کیفیت اور اضطراب پیدا ہوگیا اور علامہ ابن الجوشی نے جوش حال میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بہجتہ الاسرار) بغیر کسی مادی سویلہ (یعنی ساونڈ سسٹم کے بغیر) کے ستر ہزار کے مجمع تک اپنی آواز پہنچانا اور سب کا یکساں انداز میں سماعت کرنا آپؓ کی ایسی کرامت ہے کو روزانہ ظاہر ہوتی رہتی تھی۔

سیدنا غوث اعظمؓ کے سوانح وحالات رقم کرنے والے تمام مصنفین وتذکرہ نگاروں کا اِس پر اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مرتبہ بہت بڑی مجلس میں کہ جس میں اپنے دور کے اقطاب وابدال اور بہت بڑی تعداد میں)

اُولیا و صلحا بھی موجود تھے جبکہ عام لوگوں کی بھی ایک اچھی خاصی ہزاروں میں تعداد موجود تھی) دورانِ وعظ اپنی غوثیت کبریٰ کی شان کا اِس طرح اظہار فرمایا کہ (قَدَمِی ھٰذِہٖ علی رقبۃ کُل ولی اللہ) ترجمہ:- میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے" تو مجلس میں موجود تمام اُولیا نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے اُولیا نے کشف کے ذریعے آپؓ کے اعلان کو سُنا اور اپنے اپنے مقام پر اپنی گردنیں خم کردیں حضرت خواجہ شیخ معین الدین اجمیریؒ نے گردن خم کرتے ہوئے کہا کہ " آقا آپ کا قدم میری گرن پر بھی اور میرے سر پر بھی" (اخبار الاخیار، شمائم امدادیہ، سفینہ اولیا، قلائدُالجواہرِ نزہتہ الخاطر افاطر، فتاویٰ افریقہ کرامات غوثیہ اعلی حضرت) ۔

بیشک! حضور غوث اعظمؓ جیلانی پیر کامل اور مادر زاد ولی تھے امام حافظ ابن کثیر نے البدایہ والھنایہ می اور حضرت امام یافعیؒ نے مراۃ الجنان میں آپؓ کے وصال کے سلسلے میں صرف سال وصال کا تذکرہ کیا ہے جو 561 سنہ ھ ہے دن یا تاریخ یا مہینہ کا کوئی ذکر نہیں ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے بھی نفحات الانس میں آپؓ کے وصال کے بیان میں 561 سنہ ھ کا ہی ذکر کیا ہے ہاں البتہ! آگے چل کر کرامات کے بیان میں سرکار غوث اعظمؓ کے شاہزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ ربیع

الآخری میں آپ حضور غوث اعظمؒ کا وصال شریف ہوا ہے بعض 17 ربیع الآخری سنہ ھ اور بعض کتابوں میں 11 اور 12 ربیع الآخر بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔ 561

آپ حضور غوث اعظمؒ کی حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گزرا اور وہیں پر آپؒ کا وصال ہوا اور وہیں پر ہی آپؒ کا مزار مبارک ہے جس کے گرد عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمالِ عقیدت کے ساتھ طوافِ زیارت کیا کرتے ہیں اور فیوض و برکات سمیٹتے ہیں۔

بحوالہ:۔ مجلّہ نقیب ملت اگست ۲۰۰۲ کراچی.... کتاب سیرتِ غوث اعظم قدس سرہ) العزیز لاہور)۔

پندرہ فیصد فلڈ ٹیکس کا نفاذ, 2 فیصد بجلی مہنگی کرنے کا حکومتی اعلان ظلم ہے

خبردار! جمہوریت مفقود ہوئی تو زرداری، نواز ذمہ دار ہوں گے
کیا تیسری قوت کی تیاری مکمل ہے.....؟؟

پاکستان دنیا کا شائد وہ واحد ملک ہو جہاں ٹیکس دہندگان کو کوئی سرکاری سہولت حاصل نہیں ہے مگراِس کے باوجود بھی یہاں تنخواہ کی مد میں ماہانہ آمدنی کمانے والے سرکاری ملازمین کی ایک اچھی خاصی بڑی تعداد باقاعدگی سے ہر ماہ اپنی تنخواہ سے ٹیکس ادا کرتی ہے اور سُنیں بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے آپ حیران ہوں کہ دنیا میں ہماری وہ قوم ہیں جو اندھیرے میں رہ کر اور بجلی کی کئی کئی گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی بجلی کی قیمت بڑھنے پر ہر ماہ بجلی کا بل بھی باقاعدگی سے ادا کرتی ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِسے بجلی کی لوڈشیڈنگ سے حکومت نجات نہیں دلاتی ہے اور اِسے اُجالا نصیب نہیں ہوتا ہے۔ اَب تو یہ عالم ہوگیا ہے اور ہمارے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ ہمارے ملک کے بچے گھر میں بجلی نہ ہونے کے باعث اندھیروں کے ایسے عادی ہوگئے ہیں کہ جب کبھی بھولے بھٹکے گھروں میں بجلی آجاتی ہے تو بچے گھروں میں روشنی دیکھ کر رونا شروع کردیتے ہیں ..... بہرحال! پاکستانی قوم کے لئے

ایک حیران اور پریشان کُن خبر یہ ہے کہ حُکومت نے (قومی خزانہ جو حُکمرانوں کی عیاشیوں کی وجہ سے خالی ہوچکا ہے اِسے پھر سے لبالب بھرنے کے لئے) آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے عوام دُشمن مشوروں کے بعد صدارتی آرڈیننسوں کے ذریعے ملک میں متعدد انکم ٹیکسوں پر 15 فیصد سرچارج لگانے، اسپیشل ایکسائز ڈیوٹی ڈھائی فیصد کرنے اور بجلی 2 فیصد مہنگی کرنے سمیت کئی اشیاپر سیلز ٹیکس بڑھانے کا فیصلہ کرکے عوام کو زندہ درگور کرنے کا جو سامان کیا ہے اس سے قوم چیخ پڑی ہے اور التجا کررہی ہے کہ حکمران ہم کو مہنگائی اور آرجی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج ٹیکسوں کے ہاتھوں زندہ درگور کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں کو ختم کریں اور اِس نے دیدہ اور دانستہ طور پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے اپنا رشتہ ناطہ جوڑ کر مہنگائی اور بیروزگاری اور بھوک و افلاس کی نظر کرکے عوام کو قتل کرنے کا جو منصوبہ بنا رکھا ہے اِسے بند کرے۔ جبکہ یہ امر قرار واقعی ہے کہ گزشتہ دنوں ملک میں مہنگائی کا سونامی لانے والے صدارتی آرڈیننسوں کے بعد خیال کیا جارہاہے کہ حکومت کو غریبوں کے گلے پر چُھری پھیر کر اِنکم ٹیکس کی مد میں سیلز ٹیکس 25 اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں 6 ارب روپے اور اِسی طرح بجلی، 20 کے نرخوں میں ہونے والا اضافہ جس کا اطلاق کے ای ایس سی (جس نے شہر کراچی سے اُجالا چھین کر اِسے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے)اِس پر بھی ہوگا اور اِس مد میں حکومت کو 8 ارب روپے ملیں گے یعنی حکومت نے بجلی کے فی یونٹ پر 2 فیصد (15 پیسے) سرچارج کا جو

نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اِس سے رواں ماہ کے دوران 400 ملین روپے کی آمدنی کی توقع ہے اُدھر اِن تمام صدارتی آرڈیننسوں کو جن سے ملک میں نئے ٹیکسوں کا فوری طور پر نفاذ ہوگا اِنہیں ملک بھر کے چیمبرز نے عوام دُشمن اور ملکی معیشت کے خلاف قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ملک کی بحران کی اصل وجہ امن وامان کی خراب صُورت حال ہے اور ٹیکس ریفارمز میں غلط طریقے سے ٹیکس عائد کرنا ہے لہٰذا حکومت آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج کو فی الفور واپس لے اور عوام پر بیجا ٹیکسوں کا نفاذ کرنے ملک میں مہنگائی کو بے قابو کرنے اور عوام کو سڑکوں پر آنے سے روکنے جیسے اقدامات کرکے ملکی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے اپنے مثبت اور تعمیری وسائل بروئے کار لائے یہ نہیں کہ یہودیوں کے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں پر عمل کرکے ملک میں افراتفری کی فضا بڑھائی جائے۔

یہ بات تو تہہ ہے کہ اِس حال میں اَب اگر ملک میں جمہوریت کو کُچل کر آمریت کے اژدھے نے قوم پر اپنا تسلط قائم کیا تو اِس کی ذمہ دار مصالحت پسندی کی شکار ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں (پی پی پی اور پی ایم ایل نون) ہوں گیں ایک وہ جو گزشتہ تین سالوں سے پے درپے مہنگائی جیسے عوام دُشمن اقدامات کرکے حکمرانی کے مزے لوٹ رہی ہے اور دوسری وہ جسے انگور نہیں ملے تو کھٹے ہیں یعنی پاکستان مسلم لیگ (ن) جس کا ماضی گواہ ہے کہ یہ کچھ عرصے تک تو

اپنے سیاسی مفادات کے حُصول کے خاطر بظاہر حکومتی اتحاد میں شامل تو رہی مگر یہ اندر ہی اندر پہلے ہی دن سے حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے بات بے بات اور بے موقع محل مسائل پیدا کرتی رہی اور یہ اِس دوران کوئی بھی لمحہ اپنے ہاتھ سے جائے بغیر اپنی موجودگی کا احساس کچھ اِس طرح دلاتی رہی کہ اِس نے کوئی نہ کوئی سیاسی یا ذاتی نکتہ اُٹھا کر حکومت کی ناک میں دم کئے رکھا اور آج یہ جبکہ حکومتی اتحاد سے علیحدگی اختیار کرچکی ہے مگراِس کے باوجود بھی یہ اپنی اِسی روش پر قائم ہے اور اَب بھی پہلے سے کہیں زیادہ حکومت کے ہر کام میں تنقید کرنا اپنا سیاسی حق سمجھتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض مرتبہ تو یہ اِس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ حکومت میں کچھ نہ ہو کر بھی بہت کچھ ہے اور حکومت اِسی کی ہے اور وہ جماعت پاکستان پیپلز پارٹی جسے (قومی خزانہ لوٹنے اور اِس مزے کرنے کا) بھرپور عوامی مینڈیٹ حاصل ہے اور عوام نے اِسے حق حکمرانی ادا کرنے کا شرفِ عظیم بخشا ہے اِس کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے اور جو کچھ ہے بس پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی ہے۔

آخر کسی کو آزمانے اور پریشان کرنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے..... مگر پی ایم ایل نون تو تمام حدوں کو عبور کرتی ہوئی وہاں پہنچ رہی ہے جہاں نہ صرف سیاست بھی کانوں کو ہاتھ لگاتی ہے بلکہ اِنسانیت پر بھی لرزہ طاری ہوجاتا

ہے وہ تو صدر زرداری کی نرم مزاجی اور اِن کا فراغ دلانہ رویہ ہے کہ اُنہوں نے اتنا کچھ ہونے کے باجود بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کی ٹھان رکھی ہے ورنہ تو پی ایم ایل نون میں ایسی بھی کوئی خاص خُوبی نہیں ہے کہ یہ کسی کی اتحادی بن کر یا اکیلے ہی سیاسی اور حکومتی اُمور میں اپنی ذات سے کوئی قابلِ فخر کارنامہ انجام دے سکے اور قابلِ تعریف ٹھیرائی جائے مگر معلوم نہیں کیوں صدر زرداری یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ جماعت کبھی بھی اِن کے بُرے وقت میں ساتھ نہیں دے گی پی ایم ایل نون کی منت سماجت کرنے اور اِسے اپنے ساتھ لے کر چلنے پر کیوں بضد ہیں اِس حوالے سے صدر آصف علی زرداری نے اُس وقت بھی پی ایم ایل ن کو منانے اور اپنے ساتھ رکھنے کی بہت کوششیں کی جب یہ حکومتی اتحاد سے علیحدہ ہو رہی تھی مگر شائد اُس وقت بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کو حکمران جماعت کی جانب سے اپنی اتنی ڈھیر ساری عزت راس نہ آئی اور وہ عاشق کی کسی ناراض محبوبہ کی طرح اِٹھلاتی بل کھاتی روہٹ کر چل گئی۔تب سے آج تک پی ایم ال نون یہی کر رہی ہے۔اور عملی طور پر ایسا کچھ نہیں کر رہی ہے کہ حکومت ملک میں مہنگائی اور ٹیکسوں کے بیجا نفاذ سے باز رہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج ملک میں سیاسی رسہ کشی اور تناؤ کا جو ماحول پیدا ہوا ہے اِس میں یہ دونوں جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مُسلم

لیگ (ن) برابر کی شامل ہیں جن کی آپس کی اَنا اور مصالحت پسندانہ لڑائیوں کی وجہ سے ملکی مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے اور عوام اِن کی لڑائیوں کی زد میں آکر مہنگائی، بھوک و افلاس، بیروزگاری، کرپشن، اقربا پروری، لوٹ مار اور قتل وغارت گری جیسے دلدل میں دھنستے جارہے ہیں مگر یہ دونوں جماعتیں ہیں کہ اپنی اپنی لڑائیاں ختم کرنے اور اپنے اندار عوامی جذبہ خدمت پیدا کرنے اور ملک کو استحکام بخشنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہیں۔

ایک طرف صدر آصف علی زرداری ہیں جو نرم مزاج اور فراخ دل تو اتنے ہیں کہ اگر لٹانے پر آجائیں (مگر اپنی دولت سے نہیں..... اِسے تو اِنھوں نے دیارِ غیر میں سب سے چھپاکر اور بچاکر رکھا ہو اور اِسے دورانِ حکومت خود پر بھی خرچ نہ کرنے کا عزمِ مصمصم کر رکھا ہے) تو قومی خزانے سے اپنی ذات اور اپنے امیروں دوستوں اور یاروں کے لئے اتنا کچھ لوٹا رہے کہ آئے روز قومی خزانہ خالی ہو جاتا ہے اور پھر اگلے روز دوبارہ لٹانے اور قومی خزانہ پھر سے بھرنے کے لئے اِنہیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں سے کوئی نہ ٹیکس ملک کے سترہ کڑور عوام پر لگانا پڑ جاتا ہے جس سے عوام بلبلا اٹھتے ہیں تو کبھی یہ قومی خزانے کو بھرنے کے لئے یکذ مبشِ قلم بے تحاشہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر دیتے ہیں اور تو اور جب اِس سے بھی کام نہیں چلتا ہے تو یہ کبھی بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کرکے بھی قومی خزانہ بھرنے کا اچھا

بہانہ تلاش کرتے ہیں اور پھر یوں یہ اِس طرح اپنے غیر ملکی دوروں اور اِس دوران وہاں اپنی عیاشیوں کے لئے سامان پیدا کر لیتے ہیں ملک میں کئی صدارتی آرڈیننسوں کے ذریعے نافذ ہونے والے ٹیکسوں اور آئندہ دنوں میں امڈ آنے والے مہنگائی کے سیلاب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صدر زرداری کو چوں کہ خزانہ بھرنا ہے اِس لئے اُنھوں نے یہ حربہ استعمال کیا ہے۔

اُف مائی گاڈ! عزت مآب ریمنڈ ڈیوس کی رہائی... غلاموں کی ہار اور امریکا کی جیت

عزت مآب مسٹر ریمنڈ ڈیوس ادیُوس کی..... رہائی ڈیل یا ڈھیل کا نتیجہ ہے
ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے بعد لاٹھی پیٹنے کا کوئی فائدہ......؟؟

گو کہ آج ہماری ساری پاکستانی قوم دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری اور دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس کی دیت کے عوض ملنے والی رہائی پر جس طرح احتجاجوں میں مصروف ہے اِن احتجاجوں اور مظاہروں کو دیکھ کر یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ اِس کا سیدھا سادہ سا ایک فطری عمل ہے جس کا ہماری قوم یوں اِظہار کئے بغیر رہ بھی نہیں سکتی ہے کیونکہ یہ ایک مُحب وطن ملک کی غیور قوم ہے جو نہ تو اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کو ہی برداشت کر سکتی ہے اور نہ ہی دنیا کے کسی بھی کونے میں ہونے والے اِنسانیت سُوز مظالم کو دیکھ کر خاموش رہنا اِس کی فطرت میں شامل ہے مگر اِس سارے پس منظر میں اِسے اِس بات کا بھی احساس ضرور ہونا چاہئے کہ ایسے تمام احتجاجوں اور مظاہروں سے دنیا کے سامنے اَب لاٹھی پیٹنے سے کیا فائدہ جب سانپ ہی نکل گیا۔ تو اِس صُورت حال میں ہماری قوم کو سوائے دیت کے شرعی قانون کی ایک مخصوص اور بھرپور انداز سے تشریح کرنے کی اشد ضرورت ہے جس میں یہ اِسلام دُشمن عناصر اور قوتوں کو یہ بتاسکے کہ

ہمارا دین اِسلام دنیا کے دیگر ادیان سے کتنا مختلف و منفرد اور امن پسند ہے کہ شرعی قانون کی رو سے کسی ریمنڈ دَیوس جیسے اِنسانیت کی بقا و سالمیت کے دُشمن اور انتہائی خطرناک ترین قاتل کو بھی قانون دیت کے تحت مقتولین کے ورثاء کو خُون بہا دے کر موت کے پھندے سے بھی بچا سکتا ہے اَب اگر ہماری قوم ریمنڈ دَیوس کی قانونِ دیت کے تحت ہونے والی رہائی کے خلاف یوں ہی احتجاجوں اور ہڑتالوں کا سلسلہ جاری رکھے رہی تو اِس سے ایک طرف تو اسلام دُشمن قوتوں پر اِس) قانون دیت) کا منفی تاثر اُبھرے گا تو دوسری طرف ہمارے ملک کی معیشت اور اقتصادیات کو نقصانات کی صُورت میں جو دھچکہ لگے گا اِس سے بھی ہمیں سِوائے نقصان کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہو پائے گا۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکی قاتل شہری ریمنڈ ڈیوس پر دو پاکستانیوں کے قتل میں پاکستان کی عدالت نے فردِ جرم تو عائد کردی تھی مگر شرعی لحاظ سے جب (اندرونی اور بیرونی الغرض یہ کہ کسی بھی دباؤکے تحت) ورثاء نے قاتل سے باہمی رضامندی سے دیت کی رقم وصول کرنے کے دستاویزات پر دستخط کردیئے تو پھر ڈیوس ادَوُس کو عدالت نے بری کرنے کا باضابطہ طور پر اپنا مختصر فیصلہ سُنایا اور اِس طرح دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری (میں اَب اپنے اِس کالم میں جہاں بھی ریمنڈ ڈیوس کا نام لکھوں کا وہاں اِس کو طنزاً عزت مآب جنابِ محترم ریمنڈ ڈیوس تحریر کروں گا) رہا ہو کر اپنے ملک امریکا چلے

گئے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر قرار واقعی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس سمیت امریکی انتظامیہ کو اَب اِس بات کا بھی پوری طرح سے یقین کرلینا چاہئے کہ اِسلام مکمل طور پر ایک امن پسند دین ہے اور اِس کے پیروکاروں کے نزدیک تمام دنیاوی قوانین ایک طرف مگر شرعی احکامات میں کوئی ردوبدل نہیں کیا جاسکتا ہے اِس کی مثال امریکیوں کو اپنے قاتل شہری ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں نظر آجانی چاہئے کہ پاکستان کی عدالت نے تو ریمنڈ ڈیوس پر دو پاکستانیوں کے قتل پر دفعہ 302 کے تحت فردِ جرم عائد کردی تھی جس کے تحت ریمنڈ ڈیوس کو جو سزا ملتی وہ ساری دنیا بھی خُوب جانتی ہے مگر جب شرعی احکامات کی روشنی میں ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ طے ہوا تو امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کو دیت کے قانون کے تحت رہائی بھی مل گئی۔اَب اِس سارے معاملے میں کس کس نے اپنا کیا کیا کردار ادا کیا وہ ایک الگ بحث ہے مگر یہاں یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی دیت کے قانون کے تحت ہوئی ہے تو اِس سے اسلام دشمن امریکا سمیت اور دوسری قوتوں کے منہ پر اَب اسلام کے خلاف پھیلائے جانے والے منفی پروپیگنڈوں پر تالا لگ جانا چاہئے کہ اِسلام قطعاً ایسا نہیں ہے جس کی یہ اسلام دُشمن قوتیں تشریح کرتی ہیں بلکہ اِسلام تو یہ ہے جس کے تحت امریکی قاتل شہری ریمنڈ ڈیوس موت کے منہ سے واپس ہوا اور اِسے ایک اسلامی قانون دیت کے تحت رہائی ملی ہے۔

بہر کیف !اگر یہ سب کچھ نہ بھی ہوتا تو بھی مسٹر ریمنڈ ڈیوس کو ایک نہ ایک دن اِسی طرح اچانک رہا تو ہونا ہی تھا چلو ! وہ تو اچھا ہی ہوگیا کہ اِن کا سارا معاملہ دیت کے تحت جلد ہی نمٹ گیا۔؟؟ ویسے یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ بھائی کیا ......؟؟ بھلا کوئی غلام بھی اپنے آقا کو قید کرسکتا ہے۔ہماری حکومت نے امریکی شہری مسٹر ریمنڈ ڈیوس کو دو پاکستانیوں کے قتل میں اتنے دن بھی پکڑے رکھا تو یہ بھی اِس کی بڑی ہمت کی بات ہے ورنہ تو ہمارے حکمرانوں کا ماضی گواہ ہے کہ کسی نے کبھی اپنے اندر اتنی بھی ہمت پیدا نہیں کی تھی کہ کوئی کسی امریکی کو کسی بھی جرم میں پکڑتا تو کیا اِس سے اُونچی آواز میں بات بھی کرلیتا تو قوم یہ سمجھتی کہ یہ حکمران بڑا بہادر ہے جو امریکا سے اُونچی آواز میں اِس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کر رہا ہے جیسے ہمارے موجودہ (امریکی غلام) حکمرانوں نے ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں امریکا سے ڈٹ کر بات کی.... ویسے بھی یہ حق و سچ ہے کہ

کل بھی ہم کو لُوٹتی تھیں سامراجی طاقتیں لُوٹتا ہے آج بھی ہم کو وہ فرسُودہ نظام
ہم سیاسی طور پر فاروقؔ گو آزاد ہیں اقتصادی طور پر ہیں آج بھی اُن کے غلام

یہ کے لئے یقیناً ایک بڑی کامیابی ہے کہ اِس نے لاہور کے قرطبہ چوک پر دن دھاڑے معصوم اور بے گناہ دو نوجوان پاکستانیوں فہیم اور فیضان کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا کر بے دردی سے اِنہیں قتل کرنے والے اپنے (امریکی دہشت گرد شہری اور سی آئی اے کے) امریکی ایجنٹ عزت مآب جنابِ محترم ریمنڈ ڈیوس 20 کروڑ روپے خُون بہا دینے کے بعد عدالت سے باعزت طور پر رہا کرلیا جس بعد یہ آناً فاناً پاکستان سے نکل گئے ہیں اور اَب وہ کسی نامعلوم مقام پر پہنچ کر آزاد فضا میں سُکھ کا سانس لے رہے ہوں گے اور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا یہ واقعی حقیقت ہے کہ اِنہیں رہائی مل گئی ہے.....؟؟اور کیا واقعی اِن پر جو دو پاکستانیوں کے قتل کی فردِ جرم عائد کی گئی تھی اِس مصیبت سے بھی اِنہیں نجات مل گئی ہے.....؟؟ یقیناً اِس کیفیت میں مبتلا جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس کبھی خُود کو دیکھ رہے ہوں گے.... تو کبھی اپنے اِرد گرد کے ماحول کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تک رہے ہوں گے اور تفکر رہے ہوں گے کہ اِنہیں دو پاکستانیوں کے قتل میں فردِ جرم عائد ہونے کے بعد بھی رہائی کیسے مل گئی.....؟؟؟جو ہر لحاظ سے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی تھی مگراِس کے باوجود بھی اِنہیں ڈرامائی انداز سے یوں رہائی مل جانا یقیناًاِن کے لئے کسی معجزے سے کم نہیں ہے....اِن خیالات کے ذہن میں آتے ہی اِن پر جہاں ایک لرزہ اور کپکپی طاری ہوجاتی ہوگی تو وہیں یہ دوسرے ہی لمحے خود کو فوراََ ہی سنبھالتے ہوں گے اور اگلے ہی لمحے ’’اُف مائی گاڈ‘‘کہہ کر اِسے اپنی

زندگی کا ایک انتہائی ڈراؤنا خواب سمجھ کر اپنا سر جھٹکتے ہوئے اور اپنے کندھے اُچکاتے ہوئے اپنا سینہ فخریہ انداز سے پھولا کر دوسرے ہی لمحے یہ ضرور کہتے ہوں گے کہ "اُف مائی گاڈ تو نے مجھ کو پاکستانیوں کے ہاتھوں پھانسی کے پھندے سے بچایا تھینکس گاڈ... تھینکس گاڈ...اور اپنے دوسرے معاملات میں لگ جاتے ہوں گے اور پاکستان سے متعلق اپنے پھر کسی نئے جاسوسی کے منصوبے کو پہلے سے کہیں زیادہ منظم انداز سے چلانے کے لئے کسی پروگرام کو تشکیل دینے میں مشغول ہوگئے ہوں۔

بہرحال ! آج ہم کچھ بھی کہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ جناب ریمنڈ ڈیوس نے جب دو معصوم پاکسانی نہتے نوجوانوں کو قتل کیا ہوگا اِن کے دل اور دماغ میں اِنہیں اپنی گولیوں کا نشانہ بناتے وقت اتنا خیال ضرور آیا ہوگا کہ یہ اِن نوجوانوں کو یوں مار کر کوئی جرم نہیں کر رہے ہیں کیوں کہ آقا اپنے غلاموں کے ساتھ کبھی کبھی ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں جیسا یہ کر رہے ہیں اَب آج اگر یہ دو پاکستانیوں کو اپنی پستول کی گولیوں سے قتل کر رہے ہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں کر رہے ہیں۔ . . .اور مسٹر ریمنڈ ڈیوس نے یہ بھی ضرور سوچا ہوگا کہ اَبھی تو مارو بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا.....؟؟اور پھر دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ایک آقا اپنے غلاموں کا ناحق خُون بہانے کے بعد کیسے باعزت طریقے سے بری ہوگیا....؟؟ جیسے کہ آقا نے اپنے غلام ملک کے دو شہریوں

کو مارنے کے بعد کوئی جرم ہی نہیں کیا ہو۔
اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہر پاکستانی کے دل میں اپنی اعلیٰ عدلیہ کی قدر و منزلت آج بھی اُسی طرح سے قائم ہے جیسے کہ ہمیشہ رہی ہے قوم عزت مآب جنابِ ریمنڈ ڈیوس کے فیصلے کے آنے کے بعد ذرا سی جذباتی تو ضرور ہو گئی ہے مگراِسے اِس کیفیت میں مبتلا ہونے کی بھی کئی ایک وجوہات ہیں جس کا ذمہ دار بھی امریکا خود ہے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جارہاہے قوم کو یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ جنابِ محترم ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کا فیصلہ تو اُسی روز کر دیا گیا تھا جب ایک ہی امریکی اشارے پر غلام ملک کے حکمرانوں نے اپنے وزیر خارجہ کو تُرنت اِن کے عہدے سے ہٹا دیا تھا قوم تو اُسی روز یہ سمجھ گئی تھی کہ محترم ریمنڈ ڈیوس کے ملک (امریکا) کے حکمران کتنے طاقتور ہیں جو اِنہیں (ریمنڈ ڈیوس کو) بچانے کے لئے جب اپنے ایک ہی دباؤ پر ان کے ہاتھوں قتل ہونے والے مقتولین کے ملک کے وزیر خارجہ کو تبدیل کروا سکتے ہیں تو پھر یہ کوئی نہ کوئی درمیانہ راستہ نکال کر اِنہیں بھی رہائی دلوا سکتے ہیں۔
اور پھر جیسا کہ 16 مارچ 2011 کی سہ پہر نہ صرف پاکستان کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام نے ہی دیکھا بلکہ ساری دنیا بھی ششدر رہ گئی کہ دو معصوم نہتے

پاکستانیوں کو ایک مصروف ترین چوک پر اپنی جدید ترین پستول سے کوئی نشانہ خطا کئے بغیر گولیوں سے مارنے والے امریکی شہری عزت مآب جنابِ محترم ریمنڈ ڈیوس صاحب فردِ جرم عائد ہونے کے باوجود بھی رہا ہوگئے ہیں تو اِس سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ غلام ملک کے حکمران اور مقتولین ہار گئے ہیں اور آقا خطا کر کے بھی جیت گیا ہے جس سے متعلق کہا جارہا ہے کہ جب جناب ریمنڈ ڈیوس پر فردِ جرم عائد کی گئی تو مقتولین کے ورثاء نے بغیر کسی دباؤ اور پریشر کے شرعی احکامات کی روشنی میں عدالت کے رو برو دیت کی دستاویزات پر دستخط کر کے جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس کو 20 کروڑ پاکستانی روپوں کے عوض معاف کردیا اور اِس کے بعد پھر مُحترم ریمنڈ ڈیوس ناجائز اسلحہ ایکٹ کے مقدمہ میں بھی 30 ہزار جرمانہ دے کر بُری ہوگئے۔ اور مقتولین کے ورثاء جن میں خبروں کے مطابق فیضان کی والدہ کو سوا 3 بیوہ کو ڈھائی کروڑ ملے ہیں جبکہ بھائیوں کے حصے میں لاکھ روپے اور بہنوں کو 38،38 لاکھ فی کس آئے ہیں دیت کے تحت اِس فیملی کو 75 مجموعی طور پر ساڑھے 8 کروڑ اور مرحوم فہیم کے سوگوار خاندان کو 12 کروڑ روپے ملے ہیں جو حکومت پاکستان نے امریکی حکومت سے ڈیل کے بعد یہ رقم مرحومین کے ورثاء میں تقسیم کرنے کے غرض سے قومی خزانے سے ڈھیلی کی ہے اور اِس کے فوراً بعد ہی امریکی قونصل خانے کی 4 گاڑیوں پر سوار امریکی قونصل جنرل کارمیلا کانرالے اور دیگر حکام محترم ریمنڈ ڈیوس صاحب کو سخت سیکیورٹی میں کوٹ لکھپت جیل سے لے کر روانہ ہوگئے۔

اِدھر امر امریکا کے لئے تو باعث اطمینان ہو سکتا ہے کہ وہ دو معصوم پاکستانیوں کے قاتل جناب ریمنڈ ڈیوس تو باعزت بری کروا کر لے گیا ہے جس کے بعد امریکی عوام اور صدر اوباما کی انتظامیہ سمیت عزت مآب ریمنڈ ڈیوس کہیں سُکھ کا سانس لے رہے ہوں گے مگر اپنے جانے کے بعد ہم پاکستانیوں کو ایک ایسے سیاسی بحران میں مبتلا کر گئے ہیں کہ ہم آپس میں لڑ لڑ کر اپنے ہی سر پھاڑے جا رہے ہیں اور اپنے حکمرانوں کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں بلکہ بعض پاکستانی تو اپنے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اِنہیں کُوس بھی رہے ہیں اور اللہ سے اِن کی حُکومت کے جلد خاتمے کے لئے بھی دُعا کر رہے ہیں کہ اُنھوں نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے معاملے میں ملکی مفادات کو پس پشت ڈال کر اپنے معاملات کو اہمیت دی اور ایک خفیہ ڈیل کے نتیجے میں امریکی شہری مسٹر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی اُن حالات میں ہوئی جب ساری پاکستانی قوم ملک میں پندرہ فیصد ٹیکسز کے نفاذ اور دو فیصد بجلی مہنگی ہونے کے صدارتی آرڈیننسز کی فکر میں ڈوبی ہوئی تھی اور اِسی کا فائدہ اُٹھا کر حکومت نے ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں قتل ہونے والے مقتولین کے ورثاء کو سمجھا بجھا کر دیت پر راضی کیا اور خاموشی سے ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرا دیا۔

جنازہ قوم کی غیرت کا بڑی دُھوم سے نکلا

22 مارچ کا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے صدر کا خطاب اور حکومتی گھبراہٹ یہ بات ملک کا کوئی بھی فرد اَب تک سمجھ نہیں پا رہا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی اور ملک میں 15 فیصد فلڈ اور آر جی ایس ٹی جیسے ٹیکسوں کے فوری نفاذ اور ڈرون حملوں میں تیزی آجانے کے بعد صدرِ مملکت سید آصف علی زرداری 22 مارچ کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اِجلاس سے کس منہ سے خطاب کریں گے....؟؟ اور اپنے اِسی خطاب کے دوران اَب کون سی ظالمانہ حکومتی پالیسی کا اعلان کریں گے....؟؟ جبکہ وہ ساری چیزیں جو اِنہیں نہیں کرنی تھی وہ ملک میں پہلے ہی کر چکے ہیں اور اِسی طرح بعض اطلاعات یہ بھی آرہی ہیں کہ اِسی روز ملک کی ایک بڑی حزب اختلاف کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی اور ملک میں ٹیکسوں کے نفاذ اور ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے بعد امریکیوں کی خوشیوں کے بدلے میں ملک میں تیزی سے ہونے ڈرون حملوں اور سوئس بینکوں سے رقوم کی واپسی اور دیگر حکومتی پالیسیوں کے خلاف بھرپور احتجاج کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے اِس حوالے سے اپوزیشن کے احتجاج کو روکنے کے لئے جب حکومتی مشینری حرکت میں آئی تو اپوزیشن اپنا سارا پروگرام فائنل کر چکی تھی

اور اِسی دوران یہ خبر بھی آئی کہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ہونے والے مذاکرات بے نتیجہ ثابت ہوئے ہیں اور حزب اختلاف نے اِس حوالے سے حکومت سے اپنا واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ دیا ہے کہ احتجاج کرنا اِس کا جمہوری حق ہے جس سے اِسے کوئی روک نہیں سکتا اور وہ اپنے احتجاج سے باز نہیں آئے گی اور اپنا احتجاج اُس روز اپنے پروگرام کے مطابق جاری رکھے گی ہاں البتہ !اِس نے حکومت سے اتنا ضرور کہا ہے کہ ایوان کے تقدس کو ضرور ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا اَب دیکھنا یہ ہے اپوزیشن کا احتجاج کتناپُر اثر ہوتا ہے...؟اور حکومت اِس سے کیا تاثر لے گی.....؟؟یا یوں ہی احتجاج کی آڑ میں اپوزیشن پھر کوئی سیاسی فائدہ اُٹھا جائے گی جیسا یہ اکثر ایسے مواقع پر کیا کرتی ہے۔

بہرکیف !دو پاکستانیوں کے قاتل امریکی شہری اور عالمی دہشت گرد عزت مآب جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس صاحب کی ڈرامائی انداز سے ہونے والی رہائی پر اَب ہمارے حکمران لاکھ یہ کہیں کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی ملکی استحکام اور مفادات کو ملحُوظِ خاطر رکھتے ہوئے ہوئی ہے تو ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ غیور عوام ایک رتی.برابر بھی اِس بات کو تسلیم کرنے کے حق میں نہیں ہیں کہ وہ اِس بات کو مان لیں اور یہ یقین کرلیں کہ ہمارے حکمران جو کہہ رہے ہیں وہ بلکل درست ہے اور اُنھوں نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے معاملے میں جو کچھ کیا وہ سب کا

سب ملکی مفادات میں ہے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ قوم کا حکمرانوں کی لولی پاپ جیسی اِس قسم کی باتوں پر یقین نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اِس جمہوری حکومت کے جمہوری حکمرانوں کی تین سالہ مفاد پرستانہ رویوں اور سیاسی و معاشی حکمتِ عملیوں کو دیکھتے ہوئے ہماری قوم کو اَب یہ پختہ یقین ہوچکا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں ہمارے حکمرانوں (زرداری، گیلانی اور...... کا) اپنا کردار بھی مفاد پرستانہ ہے جنھوں نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے سلسلے میں بننے والی اِس ساری فلم میں ایک ساتھ تین ہیرو کی طرح اپنا اپنا بڑا اہم کردار ادا کیا ہے جس میں ویلن ریمنڈ ڈیوس ہے مگر ہیرو یہ تین ہیں اور یوں ریمنڈ ڈیوس کی گرفتاری سے لے کر رہائی تک بننے والی اِس فلم کی ساری کہانی ویلن ریمنڈ ڈیوس اور ہمارے تین ہیروز کے گرد گھومتی ہے۔

اگرچہ یہ فلم پاکستانی عوام کو تو ایک آنکھ نہیں بھائی مگر اِس کے برعکس ریمنڈ ڈیوس کی رہائی والے سین کی کامیابی کے بعد اَب یہ فلم امریکا میں بے حد پسند کی جارہی ہے ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں اِس فلم کی ناپسندیدگی کے حوالے سے پاکستانیوں کی ایک ہی رائے ہے کہ اِس کے ویلن کو پاکستانی ہیروز نے چھوڑ کر اچھا نہیں کیا اِسے اِس کے جرم پر کڑی سی کڑی سزا (سزائے موت) دی جانی چاہئے تھی جو پاکستانی ہیروز اِسے نہ دِلواسکے اور اِسے (ریمنڈ ڈیوس کو) تینوں نے مل کر سزا سے بچایا اور ملک سے باہر نکال کر

ساری فلم فلاپ کردی اور اِس کے ساتھ ہی پاکستانی عوام کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے ہیروز کے مشکوک کرداروں کی وجہ سے ریمنڈ ڈیوس کی گرفتاری سے لے کر رہائی تک بے شمار غلطیاں بھی ہوئی جو اُس وقت قابلِ معافی تھیں جب ہمارے تینوں ہیروز ریمنڈ ڈیوس کو رہائی نہ دلواتے اور اِسے سزا سے ہمکنار کراتے (مگر اَب جبکہ ہمارے تینوں ہیروز نے ریمنڈ ڈیوس کو سزا نہیں دلوائی ہے اِس لئے اِن کی غلطیوں کی بھی تلافی نہیں کی جاسکتی جب تک یہ خود قوم سے اپنے کئے کی معافی نہ مانگیں) مگر اِنھوں نے تو جان بوجھ کر فلم میں ہر جذباتی موڑ پر اپنے اپنے کرداروں سے ویلن ریمنڈ ڈیوس کو سپورٹ کیا اور آخر کار اِن تینوں نے ہی امریکی عالمی دہشت گرد شہری عزت مآب جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس صاحب کو اپنی غلطیوں سے نہ صرف رہائی دِلوائی بلکہ قوم کی غیرت کا جنازہ بھی بڑے دُھوم دھام سے نکال دیا۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ اگر کئی لوگ غلطی پر ہوں تو اِن کی غلطی کو کسی بھی حال میں دُرست قرار نہیں دیا جاسکتا اِس لحاظ سے گزشتہ دنوں ہمارے حکمرانوں کی جانب سے دیدہ و دانستہ طور پر اِن سے سرزد ہونے والی ایک ایسی غلطی جس کی وجہ سے اِنھوں نے دو پاکستانیوں کے عالمی قاتل اور امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کو امریکی سمیت اپنے مفادات کے عوض دیت کا سہارا لے کر رہائی دِلوائی ہے جس کی وجہ سے اِن سے نہ صرف دنیائے عالم کی

اِس صدی کی بلکہ پاکستان کی تاریخ کی ایک ایسی عظیم ترین غلطی سرزد ہوچکی ہے کہ جب کبھی ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو اِس غلطی کا احساس ہوگا اور وہ تاریخ کے اوراق کا جائزہ لے گی تو پھر یہ اپنے اِن حکمرانوں کے اِس غلامانہ فعلِ شنیع پر اِن کے نام لے لے کر اِنہیں اپنے تصور ہی میں ...... بھیگا کر ماریں گے اور اپنے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی سعی کریں گیں۔اور کہیں گیں کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے فعلِ شنیع سے پوری پاکستانی قوم کا وقار مجروح کرکے اِن کے سر شرم سے جُھکا دیئے تھے جس پر قوم تلملا کر رہ گئی تھی اور حکمرانوں کے کانوں پر جُوں تک نہ رینگی تھی اور وہ اپنی مستیوں میں اُسی طرح سے مگن رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

آئندہ دنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں اور صدیوں میں آنے والی اپنی نسلوں سے اگر ہمارے موجودہ حکمران گالیاں کھانے اور اپنی تصویروں پر ..... مروانے سے بچنا چاہتے ہیں تو یہاں میرا اپنے حکمرانوں کو یہ ذرا سا مشورہ ہے کہ اَب بھی وقت ہے کہ یہ سوچ سمجھ کر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے سارے معاملے میں اپنا احتساب خُود کریں اور فیصلہ کریں کہ قبل اِس کے کہ یہ نوبت آئے اور ہماری آنے والی نسلیں اِس واقعہ (عالمی امریکی قاتل ریمنڈ ڈیوس کی گرفتاری اور رہائی) کا تذکرہ کرکے اِنہیں بُرا بھلا کہیے تو ہمارے حکمران اپنی غلطی کو تسلیم کریں اور تاریخ کے اوراق میں یہ بھی درج کرا جائیں کہ اُنہوں نے دو

پاکستانیوں کے ایک عالمی قاتل امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے سلسلے میں جو کچھ کیا وہ سارا کا سارا قول و فعل اِن کے لئے باعثِ ندامت بنا اور اِسی ندامت سے بچنے کے لئے اِنہوں نے اپنی غلطی تسلیم کرکے پوری پاکستانی قوم سے معافی بھی مانگی تھی اور اِس کے بعد آئندہ کچھ ایسا ویسا غلط کرنے کا ارادہ بھی ترک کردیا تھا جس سے قومی مفادات کا دنیا بھر میں تمسخر اُڑایا جائے اِس صُورتِ حال سے بچنے کے لئے اَب ہمارے حکمرانوں پر یہ بات لازم ہوجاتی ہے کہ وہ یہ تسلیم کرلیں کہ اُنہوں نے عزت مآب جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کروا کر جہاں امریکی خوشنودی حاصل کر لی ہے تو وہیں اِنہوں نے قوم کی ملی غیرت کا جنازہ بھی نکال کر رکھ دیا ہے اور اِس طرح اُنہوں نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے معاملے میں بلا حیل حجت اپنے ہر قول و فعل سے امریکی آقاؤں کو یہ باور بھی کرا دیا ہے کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ہمارے آقاؤں! جناب ریمنڈ ڈیوس نے تو صرف دو پاکستانیوں کو ہی مارا تھا اور اگر آئندہ پھر کسی بھی امریکی نے ہماری ساری قوم کو بھی اِسی طرح موت کے گھاٹ اُتار دیا تو بھی ہم اُسے اِسی طرح سے رہائی دِلوا دیں گے جس طرح ہم نے اپنے قول و فعل سے عزت مآب جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس کی رہائی دِلوائی ہے بھلے سے ہمیں ہر پاکستانی کی موت کے عوض ہر امریکی قاتل کو بچانے کے لئے ریمنڈ ڈیوس کی طرح دیت کے تحت قومی خزانے سے ہی خُون بہا کی رقم ادا کرنی پڑی تو بھی ہم یوں ہی ادا کریں گے اِس حوالے سے امریکا کو کسی قسم کی

فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بس وہ ہماری قوم کو مارنے والا بنے.... جسے مروانے کے لئے تو ہم خُود بھی تیار ہیں... ہمارے حکمرانوں کی جانب سے اِنتہائی کُھلے دل سے یہ کہنا امریکا کے لئے یقیناً حوصلے کا باعث ہوگا کہ ہماری (امریکی) خُوشنودی میں نمبر لے جانے والے پاکستانی حکمران اِس حدتک جانے کو تیار ہیں کہ جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

آٹے بحران سے گزری قوم کے لئے خُوشخبری

اَب کی بار......خدا کرے ملک کو گندم کی پیداواری ہدف حاصل ہوجائے....

ہمارے ملک میں گزشتہ سے پیوستہ سالوں سے حکمران طبقے نے دانستہ طور پر گندم اور آٹے کا مصنوعی بحران جس طرح پیدا کیا تھا اِسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اگراِسے خُود حکمرانوں نے کنٹرول نہ کیا تو ممکن ہے کہ کہیں یہ آٹے کا مصنوعی بحران آہستہ آہستہ کسی حقیقی بحران کا رنگ نہ بھرلے اور ملک میں ایسے اِنقلابی حالات پیدا کردیئے جائیں جو حکمرانوں کے کنٹرول سے بھی باہر ہوجائیں مگر شائد حکمرانوں کو اِس بات کا احساس جب ہوا تو اُنہوں نے پھر خود ہی ملک سے گندم اور آٹے کے مصنوعی بحران کے خاتمے کا حل نکال لیا اور اِس کے بعد اِنہوں نے چینی کا ایسا خودساختہ بحران پیدا کردیا کہ اِس کے بعد یہ اپنے اُس مِشن سے ایک قدم بھی پیچھے کو نہیں ہٹے کہ جس کی وجہ سے ملک سے چینی کا بحران ختم ہوتا اور شائد یہی بحرانی کیفیت ہی ہے کہ آج ملک میں چینی کی قیمت آسمان کی بلندترین سطح پر پہنچ کر ملک کے غریب عوام کو منہ چِڑھا رہی ہے۔

بہرکیف ! میرا آج کا موضوع آٹا اوراِس کا ماضی میں آنے والا وہ مصنوعی بحران ہے جس نے عوام کو کسی خاص سمت میں ملک میں اِنقلاب جیسی تبدیلی کے لئے اکسانا تو ضرور چاہا مگر شائد ہمارے حکمرانوں کی طرح ہمارے عوام میں بھی مصالحت پسندی کے جرثومے پیدا ہوگئے ہیں وہ اُس وقت کسی اِنقلاب کے لئے تو نہیں نکلی اور ایک مصالحت پسندانہ خاموشی اپنائے وہ تمام حکومتی مظالم سہتی رہی جتنا یہ برداشت کرسکتی تھی۔

مگر آج اگر ہم پچھلے سالوں کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ گزشتہ سالوں میں ہمارے ملک میں گندم اور آٹے کا جو مصنوعی بحران پیدا کیا گیا تھا اِس میں ایک ایسی حکومتی سازش بھی شامل تھی جس کے تحت حکمران طبقہ عوام کا صبر کا پیمانہ جانچنا چاہتے تھے اور جب یہ عوامی درعمل اور صبر و برداشت کو پرکھ چکے تو پھر اِس نے ملک میں دیگر دوسرے بحرانوں کا منصوبہ بنایا آج جس میں چینی اور توانائی کے بحران سرِ فہرست ہیں .... اور اَب مختصر یہ کہ آٹے کے مصنوعی بحران سے گزری پاکستانی قوم کے لئے ایک خُوشخبری یہ ہے کہ زرعی ماہرین نے اپنے اپنے سینے ٹھونک کر یہ کہا ہے کہ رواں سال پاکستان میں بروقت بارشوں سے گندم کی فصل پر اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں ہمیں جس سے گندم کا مقرر کردہ ہدف حاصل ہوجائے گا اور اِب اِن کے مطابق آٹا فی کلو زائد قیمت کے عوض وصول کرنے والی پاکستانی قوم کو اُمید کرلینی چاہئے کہ حکومت

کو سال 2010-11 میں ربیع سیزن کے لئے 90 لاکھ 45 ہزار ایکٹر اراضی پر گندم کی کاشت سے 2 کروڑ 50 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف بڑی آسانی سے حاصل ہو جائے گا جس کے بعد قوم کو اپنے ہی ملک میں پیدا ہونے والی معیاری گندم سے اچھا اور سستا آٹا مہیا ہوسکے گا۔ مجھ سمیت ساری پاکستانی قوم کی بس یہ ایک دُعا ہے کہ اَب کی بار خدا کرے ہمارے ملک کو اپنے ہی ملک میں پیدا ہونے والی گندم کی پیداواری ہدف حاصل ہو جائے اور ہم کو گندم اور آٹا واقعی معیاری اور سستے داموں ملنے لگے اِس موقع پر مجھے یہ شعر یاد آرہا ہے جس میں شاعر نے کہا ہے کہ :-

اپنے ویرانوں میں بھی بادِ بہار آجائے اے خُدا اپنے مقدر کا بھی غنچہ کِھل جائے
عید اُس کی ہے، خُوشی اُس کی ہے، روزے اُس کے اِس بُرے دور میں جس شخص کو روزی مِل جائے

اور اِس کے علاوہ ہمارے زرعی ماہرین نے قوم کو اِس بات کا بھی یقین ایک جامع اور مُفصل رپورٹ کی روشنی میں دلاتے ہوئے کہا ہے کہ پنجاب میں ایک کروڑ 92 لاکھ ٹن، سندھ میں 36 لاکھ 82 ہزار ٹن، خیبر پختونخواہ میں 12 لاکھ 10 ہزار ٹن اور بلوچستان میں 9 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف رکھا ہوا ہے اور یہ امر زرعات کے شعبے سے وابستہ افراد سمیت ساری پاکستانی قوم کے لئے بھی اِنتہائی

حُوصلہ افزاء ہے کہ پاکستان کے پاس اِس وقت 4.3 ملین ٹن گندم کے ذخائر موجود ہیں اوراِس کے ساتھ ہی ہمارے ماہرین زراعات نے یہ اُمید ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مارچ کا مہینہ گندم کی فصل کے لئے اِنتہائی اہم ترین مہینہ قرار پاتا ہےاِس لئے کہ اِس ماہ کے دوران درجہ حرارت 30ڈگری سینٹی گریڈ سے تجاوز نہ کرے تو گندم کی پیداوار اچھی ہوتی ہے اور رواں ماہ گزشتہ سال کی نسبت گندم کی پیداوار کے لئے درجہ حرارت قدرے کم ہے جو ہمارے ملک میں گندم کی پیداور کے لئے بہت اچھی نشانی ہے اُنھوں نے اِس موقع پر گزشتہ سال کا موازنہ کرتے ہوئے مایوسی کا اظہار کیا کہ پچھلے سال ربیع سیزن میں گندم کی پیداوار حکومتی مقرر کردہ ہدف سے یوں کم رہی کہ اُس سال ملک میں بارشیں بروقت نہیں ہوئیں تھیں اور مارچ 2010 میں گرمی کی شدت میں ہونے والا اضافہ اور آبپاشی کے لئے دستیاب پانی میں کمی تھی جس کی وجہ سے گزشتہ سال ہمیں گندم کا مقرر کردہ ہدف حاصل نہ ہوسکا تھاجسے پورا کرنے کے لئے حکومت نے بیرونِ ممالک سے گندم منگواکراپنی ضرورتوں کو پوراکیامگراِس سال نہ صرف حکومت کو ہی نہیں بلکہ زرعات کے شعبوں سے وابستہ افراد اور عوام کو بھی یہ اُمید ضرور کرنی چاہئے کہ ہمارے ملک میں مقررہ کردہ ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار حاصل ہوجائے گی اور جس سے ملک سے گندم اور آٹے کا مصنوعی بحران حکمران پیدا نہیں کرپائیں گے۔

اِس موقع پر میرا یہ کہنا ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم دنیا کی وہ قوم ہیں جس کا تعلق ایک زرعی ملک سے ہے اور ایک ایسا زرعی ملک جس میں پیدا ہونے والے اجناس نہ صرف اپنے ہی ملک کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں بلکہ عالمی منڈی میں بھی اپنے اعلیٰ معیار کی وجہ سے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے بد قسمتی سے اِس زرعی ملک کے باسیوں کو آٹے جیسی بنیادی ضرورت کی شے کے بحرانوں سے کچھ اِس طرح سے گزرنا پڑا ہے قوم گندم کے ایک ایک دانے کو ترس گئی اور قوم میں ایک ایسی انقلابی کیفیت پیدا ہو گئی تھی ۔جو بعد میں ہمارے شاطر حکمرانوں کے سیاسی بیانات اور معمولی نوعیت کے چند ایک اقدامات کے بعد تُرنت ختم ہو گئی گو کہ اِس دوران ہمارے ملک کا ہر ایک فرد خواہ وہ امیر ہو کہ غریب آٹے کے حصول کے لئے ایسا پریشان نظر آیا کہ وہ اُن دنوں نفسیاتی مریض بن کر رہ گیا تھا جو دولت مند تھے اُنھوں نے تو آٹے کی زائد قیمت دے کر بھی اِسے وصول کرلیا تھا اور جو اِس قابل نہ تھا اُسے بھی آٹا تو ملا..... مگر آٹے کی ایک دس کلو کی بوری کے لئے اُسے صُبح سے دوپہر اور شام تک گھنٹوں گھنٹوں دھوپ ، بارش، سردی اور گرمی میں لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے رہنے اور ڈنڈے کھانے پڑے اور اِس خُونی کیفیت سے گزرنے کے بعد جو خُوش قسمتی سے زندہ بچا تب کہیں جا کر اُس کے ہاتھ میں آٹے کی صرف ایک بوری آئی اور جِسے بھاگ دوڑ کے رَن کے بعد آٹا ملا... اَب اِس کی حفاظت کا مسئلہ بھی اِسے درپیش رہا وہ اِسے (میدانِ رَن سے) اپنے

گھر تک ایسے چھپا کر لاتا کہ کوئی اِس سے زبردستی چھین نہ لے اِس طرح وہ آٹا لے کر بھی اپنے ہی گھر میں روٹی ڈر۔۔۔۔ڈر کر کھاتا رہا یعنی اِسے وہ آزادی بھی حاصل نہ تھی جو دنیا کے کسی بھی آزاد ملک کے کسی بھی آزادی شہری کو اپنے ملک، اپنے شہر، اپنے محلے اور اپنے گھر میں حاصل ہوتی ہے اِس طرح وہ آزادی سے ٹھیک طرح سے روٹی بھی نہ کھا سکا۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج ملک کے طولُ ارض سے اِنقلاب۔۔۔۔اِنقلاب کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں کیا واقعی ملک میں کسی اِنقلاب کے لئے سیاسی جماعتوں اور عوام نے اپنا اپنا ہوم ورک مکمل کر لیا ہے یا خیالی پلاؤ کی طرح اِنقلاب۔۔۔اِنقلاب کا ڈھول پیٹا جا رہا ہے۔

کیوں کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں آٹے جیسی اشیائے ضرورت کے بحران کے باوجود بھی جب ہماری قوم میں انقلاب کی کوئی تحریک پیدا نہ ہو سکی تو پھر اَب اِس سے زیادہ اور کیا کوئی ایسی بدترین صُورتِ حال سے ہمارا ملک اور قوم دوچار ہو گی جس کی وجہ سے ہم یہ یقین کر لیں کہ اِس سے ہماری قوم میں کوئی انقلابی کیفیت بیدار ہو گی۔ اور ہمارے ملک میں کوئی اِنقلاب کسی بھی صُوبے سے نمودار ہو کر سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور ہم چیخ اُٹھیں گے کہ آہ۔۔۔۔آہ! ہمارے ملک میں بھی کسی مثبت تبدیلی کے خاطر اِنقلاب آگیا ہے۔

فضل الرحمٰن اور چوہدری جی کوئی حد ہوتی ہے

!!..شاہ صاحب ! کیا صدر کا خطاب واقعی تاریخی تھا..؟ یا بس یوں ہی لیجئے جناب ! جمعیت عُلماء اِسلام (ف) کے سربراہ مُولانا فضل الرحمٰن نے تو بڑے وثوق کے ساتھ اپنا سینہ ٹھونک کر اور ہوا میں مکا لہراتے ہوئے اپنا سر تان کر اِنتہائی معنی خیز انداز میں میڈیا سے لچھے دار گفتگو کرتے ہوئے یہ کہہ دیا ہے کہ صدر کے چوتھے مشترکہ پارلیمنٹ کے خطاب کے دوران ہم نے اپنے احتجاج اور بائیکاٹ سے وہ تمام سیاسی مقاصد حاصل کرلئے ہیں جو ہم چاہتے تھے مگر اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا اِنتہائی مضحکہ خیز لگتا ہے کہ کوئی نہیں چاہتا کہ نظام پٹری سے اُترے مگر اِس کے باوجود بھی ملک کی تمام اپوزیشن جماعتوں نے صدر کے مشترکہ پارلیمنٹ کے چوتھے خطاب کے دوران بائیکاٹ کیا.... یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب کوئی نظام کو پٹری سے اُتارنا ہی نہیں چاہتا ہے تو پھر مُولانا جی ! یہ احتجاج اور بائیکاٹ کا سب ڈرامہ کس لئے رچایا گیا تھا.....؟؟کیا فضل الرحمٰن یا) صدر کے خطاب کے موقع پر احتجاج اور بائیکاٹ کرنے والی اپوزیشن جماعتوں ن لیگ،جماعت اِسلامی ،پی پی شیرپاؤ(ایک پاؤیا آدھا پاؤ) ق لیگ اور ہم خیال میں سے) کوئی میرے اِس

سوال کا جواب دے سکتا ہے کہ ہمارے ملک کی اپوزیشن جماعتوں کے رہنما اپنے اِن اُوچھے ہتھکنڈوں سے عوام کو کیوں...؟؟اور آخر کب تک بیوقوف بناتے رہیں گے....؟؟اِس موقع پر میں صرف یہ کہوں گا کہ مولانا فضل الرحمٰن اور چوہدری نثار علی خان (چوہدری جی) کوئی حد ہوتی ہے....! سیاست چمکانے اور عوام کو بے وقوف بنانے کی اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدر کا چوتھا مشترکہ پارلیمنٹ خطاب صدر زرداری اور حکمران جماعت کی کارکردگی کے لحاظ سے ایک بے معنی اور بے مطلب خطاب ضرور تھا جو آئندہ دنوں کے لئے صدر اور اِن کی جماعت کے لئے الارمنگ ..... صُورتِ حال بھی پیدا کر سکتا ہے

جبکہ قومی اسمبلی میں پاکستان مُسلم لیگ (ن) کی جانب سے نامزد قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان نے صدر کے چوتھے پارلیمنٹ کے خطاب کے بعد اپنی ایک پریس کانفرنس میں اِس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے کہ صدر کے مشترکہ پارلیمنٹ کے خطاب سے آئینی تقاضے تو ضرور پورے ہوئے مگر قومی اور عوامی نہیں اِن کا یہ بھی کہنا بجا معلوم دیتا ہے کہ صدر نے اپنے اِس خطاب میں اہم مسائل پر ایک لفظ نہیں کہا اور اِس موقع پر اُنہوں نے اپنی حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صدر نے اپنی تقریر میں قومی اور عوامی نوعیت کے اہم مسائل کو دیدہ اور دانستہ طور پر بالائے طاق رکھنے کے بعد ہمارے صدر خُدا جانے کس پاکستان کا جُھوم جُھوم کر ذکر کرتے رہے جو ہماری سمجھ سے تو

بالاتر رہاکہ اور ہم یہ سوچتے رہے کہ صدر نے اپنے خطاب میں کس خُوشحال پاکستان کا ذکر کیا ہے۔

مگراِن باتوں کے باوجود بھی دوسری طرف حکمران جماعت سے تعلق رکھنے والے وزیرِاعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ بھی پیچھے نہیں رہے اُنھوں نے بھی سیاست کی تمام سرحدیں عبور کرتے ہوئے حد کردی اور اُنھوں نے پارلیمنٹ سے صدر آصف علی زرداری کے خطاب کو اپنی جس خُوشی اور مُسرت کا اظہار کرتے ہوئے اِسے ایک شاندار اور تاریخی خطاب قرار دیا ہے تو میری یہاں اِن سمیت دوسروں سے یہ عرض ہے کہ شاہ جی ! صدر کا خطاب اِتنا بھی شاندار اور تاریخی نہیں تھا کہ آپ جیسا سنئیر سیاستدان (اور صدر کے چوتھے خطاب کو وہی سمجھنے والے جو آپ سمجھ رہے اور دوسرے لوگ) صدر کے اِس خطاب کو جس میں سِوائے صدر کی جاذب نظر اورپُراثر شخصیت اور 22 مارچ کی تاریخ کے کچھ بھی تاریخی نہیں تھا اِسے آپ تاریخی کہہ رہے ہیں ......!!!اُس خطاب کو جس میں صدر نے ملک کے کسی بھی اہم مسئلے کا ذرا بھی ذکر کرنا اور حل کرنا تو درکنار اُس جانب اشارتاً بھی کچھ نہیں کہا تو پھر صدر کا یہ خطاب کس طرح شاندار اور تاریخی ہو سکتا ہے....؟اور کس کے لئے یہ تاریخی اہمیت اختیار کر گیا ہے....؟ اور کیا صرف آپ کی اپنی اکیلی ذات کے لئے.....؟؟ جِسے آپ شاندار اورتاریخی کہہ رہے ہیں آپ ذرا کہنے سے پہلے یہ بھی واضح کردیتے تاکہ بات آئینے کی طرح صاف وشفاف

ہو کر عوام کے سامنے آ جاتی کہ شاہ جی ! نے صدر کے خطاب کو کس نکتہ نِگاہ سے ایک
..... شاندار اور تاریخی خطاب قرار دیا ہے تو بہت اچھا ہوتا
اور سُنئیں بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے صدر زرداری کے خطاب کی تعریف تو عالمی دہشت گرد عزت مآب جنابِ مُحترم ریمنڈ ڈیوس کے ملک امریکا سے تعلق رکھنے والے پاکستان میں امریکی سفیر کیمرون سی منٹر نے بھی کی ہے اُنہوں نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اِجلاس سے صدر زرداری کی تقریر کو فنِ خطابت کا ایک اعلیٰ شاہکار قرار دیا ہے..... ہاں بھئی ! یہ صدر زرداری کی تقریر کو فن خطابت کا ایک عظیم شاہکار قرار نہیں دیں گے تو پھر کون دے گا....؟؟ یہ وہی زرداری تو ہیں جنھوں نے اپنے دو پاکستانیوں کے قتل میں ملوث اِن کے قاتل شہری ریمنڈ ڈیوس کو رہائی دِلوانے میں اہم رول ادا کیا ہے اور ممکن ہے کہ اِنھوں نے ہی کچھ قومی خزانے اور کچھ اپنی جمع پونجی سے ریمنڈ کی رہائی کے لئے دیت کی رقم بھی ادا کی ہو... تاکہ اِن کی اِس کرم نوازی سے امریکا اِن سے خُوش ہو اور آئندہ بھی اِنہیں اقتدار کا منصب سونپ دے۔
بہر کیف ! صدر کے چوتھے پارلیمنٹ کے اجلاس سے کچھ دن اور گھنٹوں قبل حکومت پر اپوزیشن کی جماعتوں کی طرف سے بد نظمی پھیلانے اور ہلڑ بازی مچانے کا جو ایک خُوف اور لرزہ طاری تھا وہ اُس وقت ختم ہوا جب حکومت نے یہ دیکھ لیا کہ

مصالحت پسند اپوزیشن کی جماعتوں کے احتجاجی غبارے سے ہوا نکل گئی ہے اور اپوزیشن جماعتیں دبک کر ایک کونے میں بیٹھ کر کبھی دھیمے دھیمے اور کبھی فلک شگاف انداز سے نعرے بازی کرتی رہی ہیں اور قوم کو یہ باور کرا رہی ہیں کہ اپوزیشن جماعتوں نے صدر کے خطاب کے دوران اپنا جمہوری حق ادا کرتے ہوئے اپنا احتجاج جاری رکھا ہے پھر دوسرے ہی لمحے صدر زرداری نے اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے کئے گئے اِس ہلکے پھلکے احتجاج کی پرواہ کئے بغیر انتہائی اطمینان اور اعتماد کے ساتھ اپنا خطاب اپنے روائتی لب و لہجے سے شروع کیا اور اپنے اُسی مخصوص انداز سے اِسے ختم بھی کیا جیسا یہ عموماً کیا کرتے ہیں گو کہ صدر کا یہ خطاب قومی زبان اردو کے بجائے فرنگیوں کی زبان انگریزی) میں تھا جسے سُن کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے صدر اپنا یہ خطاب اپنوں سے زیادہ) اُن فرنگیوں کو سُنانا چاہتے تھے جنھوں نے اِنہیں صدر بنایا تھا۔

اگرچہ اِس حقیقت سے صدر بھی شائد انکار نہیں کر سکتے کہ اِن کا پارلیمنٹ سے کیا جانے والا یہ چوتھا خطاب اِن کی اُن ہی پرانی اور روائتی تقریروں کے اقتباسات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کوئی خاص تاثر نہ چھوڑ سکا اِس کی کی اوجہ تھی یہ صدر بھی خُوب جانتے ہیں تو وزیراعظم سمیت حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت بھی اِس سے واقف ہوگی کہ صدر مملکت کا چوتھا خطاب تین

بار پہلے کئے گئے خطابات جیسا تھا جس کی وجہ سے صدر زرداری اور حکمران جماعت والے اَب خود بھی پریشان نظر آتے ہیں۔

اِس کے علاوہ اپوزیشن کی جانب سے صدر کے مشترکہ خطاب کے موقع پر حکومت کو ملنے والی زبردست احتجاجوں کی دھمکی سے جہاں حکومت پریشان ہوئی تو وہیں عوام بھی یہ سمجھنے لگے تھے کہ ممکن ہے کہ اپوزیشن اِس روز کوئی بڑا کارنامہ کرجائے گی مگر حکومتی حکمتِ عملی کے سامنے اپوزیشن جماعتوں کی ایک نہ چلی اِن کا احتجاجی پروگرام دَھرا دَھرا رہ گیا اور صدر اپنا خطاب کر گئے۔ حکمران جماعت اور اپوزیشن جماعتوں کے اِس دُہرے معیار کو دیکھ کر یہ شعر پیشِ خدمت ہے کہ

مُناظروں کا مباحث کا تذکرہ کیجئے یہی ہے حُکم سیاست مُباہلہ کیجئے
اگر ہو حزبِ مُخالف کو اعتراض اُس پر تو ملک و قوم کی خاطر مُجادلہ کیجئے

اور اِسی طرح حُکومت اور حزبِ مُخالف کے دوستانہ رویوں پر یہ شعر حاضرِ ہے کہ

ارضِ وطن سے کوئی بھی مُخلص نہیں ہے آج ہر دردمَند دل میں یہی اِضطراب ہے
وہ حزبِ اِختلاف ہو کہ حزبِ اِقتدار سچ پوچھئے تو دونوں کی نیت خراب ہے

اِس کے ساتھ ہی میں اپنے آج کے کالم کا اختتام اِس سوالات پر کر رہا ہوں کہ کیا ملک اور عوام کے مسائل حل کرنے سے زیادہ اہم حکومت کو اپنی مدت پوری کرنا ضروری ہے.....؟یا موجودہ حکومت کا اقتدار میں آنے کے بعد ملک اور عوام کے لئے حقیقی معنوں میں کچھ بہتر کر دیکھانا زیادہ اہم ہے.....؟؟اور اِسی طرح اپوزیشن کے ایسے بے مقصد احتجاجوں اور بائیکاٹوں کا کیا فائدہ جن سے نہ تو عوام کو کوئی فائدہ حاصل کے اور نہ ہی ملک کی زبوحالی میں کوئی کمی یا بہتری آسکے....؟؟اِیسے میں عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کے لئے نہ تو ایسے حکمرانوں کی ہی کوئی ضرورت ہے جو اپنے مفادات کے لئے ملک کو داؤ پر لگا دیں اور نہ ہی کسی ایسی حزب اختلاف کی جو محض اِس وجہ سے اپنا غیر ضروری سیاسی مشن جاری رکھے جس سے یہ واضح ہو رہا ہو کہ یہ بظاہر تو اپوزیشن ہے مگر پسِ پردہ یہ بھی اپنے ذاتی مفادات کے شکنجوں میں جکڑی ہوئی وہ فرینڈلی اپوزیشن ہے جس کا کام وہ نہیں ہے جو دِکھا دیتا ہے بلکہ وہ ہے جو یہ حکومت سے پہلے ہی ڈیل کر کے کرتی ہے اور وہ کچھ حاصل کرلیتی ہے جو عوام کو تو نظر نہیں آتا مگر اپوزیشن مزے لے رہی ہوتی ہے جیسااِن دنوں ہمارے یہاں ہو رہا ہے۔(ختم شد)

حکمرانوں کے مُنہ پر زوردار طمانچہ مگر... غریبوں کا

پاکستانی غریب کے لئے روٹی خریدنا مشکل .... جبکہ موت کو گلے لگانا آسان ہوگیا ہے.....!

حکومتی بے حسی کی ایک اور مثال غربت سے تنگ ایک اور ماں پھانسی کا پھنداڈال کر جھول گئی......!!

یہ حقیقت ہے کہ اِنسان کی ہر آرزو کبھی بھی پوری نہیں ہوتی مگراِس کے باوجود بھی وہ یہ تمنا کئے رہتا ہے کہ اِس کی ہر آرزواِس کے دل میں آتے ہی تُرنت پوری ہوجائے اور جب یہ فوراََ سے بیشتر عملی طور پر اِس کے سامنے نہیں آتی ہے تو وہ مایوس ہوکر ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے جس کا ازالہ بھی مشکل ہوجاتا ہے کیونکہ یہ خطا کا ایک ایساپتلا ہے جو اپنی غلطی سے کبھی سبق سیکھنا تو دور کی بات ہے اِس پر ندامت کرنا بھی گناہ سمجھتا ہے مگراِس کے باوجودِانسان یہ بھی جانتا ہے کہ اِنسانی آرزوئیں بہت سی ایسی بھی ہیں جنہیں بحیثیت مسلمان ہمارا مذہب اور معاشرہ بھی پسند نہیں کرتا ہے اور اِنہیں مذہب اور سماج دونوں کے لئے مذموم قرار دیتا ہے اِس لئے اِنہیں دبانا پڑتا ہے لیکن وہ نہ تو دبتی ہیں اور نہ ہی آسانی سے مرتی ہیں بلکہ ہمارے لاشعور میں چھپ جاتی ہیں جس سے اِنسانی شخصیت بگڑتی ہے اوراِس سے

ایک اچھے بھلے اِنسان میں ذہنی اور نفسیاتی امراض جنم لے لیتے ہیں جو سماج میں ایسی بُرائیاں پیدا کردیتا ہے جو بنی ونوع انسان کے لئے ذہنی و جسمانی اذیتوں کی باعث بنتی ہیں ۔ایسی سماجی بُرائیوں میں ایک بڑی بُرائی ذخیرہ اندوزی بھی ہے جو حکومت سے لے کرایک عام دکاندار تک یہ سوچ کر کرتا ہے کہ مال کو اسٹور کرکے اِس سے زیادہ منافع کما کر اپنے خزانوں کے مُنہ بھرے اور اِسی زائد منافع کمانے کی لالچ اور آرزو میں حکومت اور دُکاندار اُس حد کو پہنچ جاتے ہیں جہاں معاشرے تباہ اور برباد ہوجاتے ہیں جس کی ایک زندہ مثال ہمارا ملک ہے جسے حکمرانوں اور تاجروں نے زائد منافع خُوری کے چکر میں اشیا کی ذخیرہ اندوزی کرکے تباہ کردیا ہے۔

اگرچہ یہ خبر ہمارے حکمرانوں، تاجروں اور زائد منافع خُوری کرنے والوں کے لئے اِن کے مُنہ پر پڑنے والے کسی زوردار طمانچے سے کم نہیں ہونی چاہئے جو اِن کے چودہ طبق روشن کرنے اور اِن کے اُوسان خطا کرنے کے لئے بھی کافی ہے مگر اِس کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ اگر اِن کے دل میں ذرا برابر بھی خُوفِ خُدا اور اِن کے ...... ضمیر کو جھنجھوڑنے والا عنصر ہو تو کافی ہے ورنہ تو پھر یہ خبر بھی اِن کے لئے کچھ بھی نہیں ہے

....

بہر کیف ! خبر یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارے ورلڈ فوڈ پروگرام (ڈبلیو

ایف بی)کے پاکستان میں ڈائریکٹر وولف گینگ ہربنگر نے کہا ہے کہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں غذائی قلت کے شکار افراد کی تعداد جو کبھی 21 ہوا کرتی تھی وہ گزشتہ سالوں کے مقابلے میں بڑی تیزی سے بڑھ کر اَب 23 تک پہنچ چکی ہے اِس کا یوں بڑی تیزی سے بڑھنا بڑی حد تک پاکستانی حکمرانوں کے لئے باعث تشویش ہونا چاہئے اور اِسے یہیں روکنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں گو کہ پاکستان میں پیدا ہونے والی اِس ساری صُورتِ حال کے باوجود دوسری طرف ایک یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کی موجودہ صُورتِ حال ابھی افریقہ سے بدتر تو نہیں ہوئی ہے مگر پاکستان کے حالات کو دیکھ کر اَب یہ خدشہ بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ اگر حکمرانوں نے اِس جانب سنجیدگی سے کوئی پائیدار اور دیرپا منصوبہ سازی نہ کی تو ممکن ہے کہ آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں حالات پاکستان کے کنٹرول سے باہر ہوجائیں اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ فوڈ ایمرجنسی کا اسٹینڈرڈ جو 15 فیصد ہوتا ہے پاکستان میں یہ سطح اِس سے بھی تجاوز کر گئی ہے اگرچہ اِس موقع پر اُنھوں نے انتہائی اُمید افزا انداز سے کہا ہے کہ ایک حالیہ سروے کی روشنی میں یہ بات ضرور سامنے آئی ہے کہ پاکستان میں آنے والے سیلاب کے بعد متاثرہ علاقوں کے ستر فیصد افراد نے اپنے تئیں قرض لے کر اپنی غذائی ضروریات پوری کیں ہیں مگر یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ ہربنگر نے جو کہا ہے وہ بلکل ٹھیک ہے کہ متاثرہ علاقوں کے افراد نے خود سے اپنی غذائی ضروریات پوری

کیں ہیں اوراِس سلسلے میں ہم اِنہیں یہ بھی بتاتے چلیں کہ حکومت نے اِن (متاثرین سیلاب) سے ایک ڈھیلے کا بھی تعاون نہیں کیا ہے سوائے اِس کے کہ حکومت نے دیدہ اور دانستہ طورپر متاثرین سیلاب اور ملک کے غریب اور کم آمدنی والے شہریوں کے لئے غذائی اشیا کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھادی ہیں جس کے بعد اَب پاکستان کے طول وارض میں بسنے والے غریب لوگوں کے لئے روٹی خریدنا بھی اِن کے بس میں نہیں رہا ہے اور اگر آج عوام کو درپیش اِس صُورتِ حال کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات پوری طرح سے واضح ہوجاتی ہے کہ گزشتہ سال پاکستان میں آنے والے اپنے تاریخ کے بدترین سیلاب کے بعد فصلوں کی بحالی کے باوجود بھی پاکستان میں غذائی قلت کا بدستور برقرار رہنا ایک بڑا سوالیہ نشان ہے....؟؟ جسے کُھرچنا حکمرانوں کا کام تھا مگر وہ ملک میں آنے والے سیلاب کے بعد پیدا ہونے والی صُورتِ حال اور مسائل سے جنم لینے والے اِن سوالات کے تسلی بخش جوابات دے کر نہ تو عوام ہی کو مطمین کرسکیں ہیں اور نہ ہی اقوامِ عالم سے اپنی عوام کے لئے ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہوپائے ہیں جس کی وجہ سے متاثرہ علاقوں کے علاوہ پاکستان میں اور بہت سے مسائل جنم لے رہے ہیں جن میں غریب کی روٹی تک مشکل سے رسائی جیسا مسئلہ سرفہرست ہے۔

جبکہ دوسری طرف دنیا یہ بھی جانتی اور سمجھتی ہے کہ پاکستان میں زرعی طور

پر اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اجناس پیدا کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے مگر حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندی اور بروقت حکمتِ عملی نہ ہونے کے باعث پاکستان میں غذائی اجناس اپنے مقررہ ہدف کے مطابق پیدا نہیں ہوپاتے ہیں اگرچہ یہاں یہ امر حوصلہ افزاء ہے کہ اِس سال ملک بھر میں گندم سمیت دیگر اجناس کی پیداواری ہدف پوری ہوسکے گی مگراِس کے باوجود ابھی سے ہمارے ملک میں غذائی اجناس کا بحران پیدا ہونے سے متعلق پیشنگوئیاں کرنے والے ذخیرہ اندوز اور حکومتی کارندے غذائی اجناس کے بحران کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں اور عوام الناس کو باور کرنا چاہتے ہیں کہ ملک میں گندم، چینی اور چاول کی پیداوار کافی کم ہیں اِس لئے اِس سال بھی ملک میں گندم اور چینی کی طرح چاول کا بھی بحران پیدا ہونے کے امکانات ہیں ۔ جبکہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے پاکستان میں ڈائریکٹر وولف گینگ ہربنگر یہ بات پہلے ہی واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ پاکستان میں غذائی اجناس کی کوئی قلت نہیں مگر حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان میں غذائی بحرانوں کا پیدا ہونا یہاں کا معمول بن چکا ہے ۔ یہاں مجھے یہ شعر یاد آگیا کہ

ہراِک فقیہِ شہر حکومت پرست ہے ہراِک غریبِ قوم و وطن فاقہ مست ہے
ہر بندہِ غرض کو ہے شہرت کی آرزو ہر حکمرانِ قوم ستائش پرست ہے

عوام کو غذائی اجناس کی قلت جیسے درپیش مسائل کے باوجود بھی حکمرانوں کی بے

حسی اور منافع خُوری کا یہ عالم ہے کہ ملک میں غذائی اجناس کے وافر مقدار میں ہونے کے باوجود اِن کا مصنوعی بحران پیدا کرکے عوام الناس کو مزید پریشان کرنے کے لئے منصوبہ بندیاں کی جارہی ہیں اور یوں پہلے سے مہنگائی کے ہاتھوں مجبور ملک کے معصوم اور غیور محنت کش غریب عوام حکمرانوں اور زائد منافع خُوروں سے غذائی اجناس دوگنی قیمتوں پر خریدنے پر مجبور ہیں اور جو اِس قابل بھی نہیں ہیں تو وہ حالات اور اپنی غربت کے ہاتھوں بے بس و مجبور ہوکر خُودکشی کرکے اپنی زندگی کا خاتمہ کرکے حکمرانوں اور زائد منافع خوروں کے پیدا کردہ مسائل سے جان چُھڑا رہے ہیں اور اِس طرح حالات کے مارے ملک کے اِن بے بس اور مجبور لوگوں کے لئے حکمرانوں سے ٹکر لینا تو مشکل ہوگیا ہے مگر وہ موت کو گلے لگانا اپنے لئے آسان سمجھنے لگے ہیں جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ نیو کراچی کے صنعتی ایریا کے علاقے سیکٹر G-11 میں نسرین زوجہ جاوید جو دو بچوں کی ماں تھی اُس نے غربت کے ہاتھوں دلبرداشتہ ہوکر خُودکُشی کرلی اور یوں دو بچوں کی بے بس اور مجبور ماں جب اپنے بچوں کو کئی دن سے بھوک اور افلاس کے ہاتھوں بلکتا سسکتا دیکھ نہ سکی تو اُس نے اپنے گلے میں پھندا ڈال کر خُودکشی کرکے خاموشی سے اپنی زندگی کا خاتمہ کرگئی مگر اِس کے ساتھ ہی یہ حکمرانوں کے چہرے پر ایک ایسا زوردار طمانچہ مار گئی کہ ملک میں روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی حکومت میں عوام کے لئے کپڑا اور مکان کا حُصول تو درکنار اِس حکومت میں عوام روٹی جیسی ضروری

اشیا سے بھی محروم ہوگئے ہیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ خودکشیوں سے کر رہے ہیں اَب دو بچوں کی ماں نسرین اور بہت سوں کی غربت اور بھوک وافلاس کے باعث کیٔ جانے والی خُودکشی کے واقعات کے بعد بھی اگر ہمارے حکمرانوں کے ضمیر زندہ ہوجائیں تو یہ بھی غنیمت ہے اور یہ ملک میں خودساختہ پیدا کردہ غذائی اجناس کے بحرانوں کا اپنا منصوبہ ضرور ختم کردیں اور ملک میں بڑھتی ہوئی غربت اور بھوک وافلاس کو کنٹرول کرکے عوام الناس کو سستی اشیائے ضروریہ مہیا کرنے جیسے اقدامات کرکے بھی عوام کو خُودکشی سے بچانے کے ساتھ ساتھ خُود پر لگنے والے اُس الزام نما دھبے کو بھی صاف کرنے کی سعی کریں جس سے متعلق نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی اَب یہ کہا جارہاہے کہ پاکستان میں غذائی اجناس کے مُصنوعی بحرانوں کو پیدا کرنے میں اِن کا بھی ہاتھ ہے۔

موہالی اور بھارتی حکمرانوں کی کرکٹ ڈپلومیسی

کرکٹ کو سیاست کی نظرِ بد سے بچایا جائے.....

گزشتہ سال اگر سری لنکن کھلاڑیوں پر حملہ نہ ہوا ہوتا تو آج 2011کے کرکٹ ورلڈ کپ کے میچوں کا انعقاد پاکستان میں بھی ہو رہا ہوتا مگر شائد ہمارے پڑوسی ملک بھارت کو پاکستان کی میزبانی پسند نہ آئی اور اُس نے ایک سازش کے تحت ایسا گیم کھیلا کہ پاکستان کو کرکٹ ورلڈ کپ کے سلسلے میں ہونے والے میچوں کے لئے سیکیورٹی کے لحاظ سے ایک غیر محفوظ ملک قرار دلوا کر اِسے کرکٹ کے ورلڈ کپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے سے کٹوا کر ہی دم لیا اور خود اپنے یہاں کرکٹ ورلڈ کپ کی میزبانی کر کے وہ کچھ حاصل کر رہا ہے جس کا اِس نے سوچ رکھا تھا اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کو خود بھارتی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بھارت کو سانحہ ممبئی کے بعد کسی بھی لحاظ سے ایک محفوظ ملک قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ آج بھی یہ خیال کیا جارہا ہے کہ سانحہ ممبئی کے بعد سے بھارتی علیحدگی پسند اور اِنتہاپسند جو تنظیمیں ہیں وہ پہلے سے کہیں زیادہ متحرک ہو گئی ہیں جن کا نیٹ ورک توڑنے میں بھارتی حکمران اور بھارتی ایجنسیاں اور فورسز کے ادارے بھی ناکام ہوگئے ہیں جس کا اعتراف

بھارتی حکمران اور یہاں کی فورسز خود بھی کرچکی ہیں مگراِس کے باوجود بھی اِن کا یہ کہنا ہے کہ بھارت سیکیورٹی کے لحاظ سے ایک محفوظ ترین ملک ہے انتہائی مضحکہ خیز ہے.... بہرکیف! بھارت نے پاکستان کو 2011 کے کرکٹ ورلڈکپ کی میزبانی نہ دلائی تھی وہ پاکستان کو نہ دلاکر اپنے اِس مشن میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ایسے میں میرا بھارتی حکمرانوں اور بھارتی اپوزیشن سمیت بھارتی سے یہ کہنا ہے کہ وہ کرکٹ کو کرکٹ ہی رہنے دیں اِسے اپنی مفاد پرستانہ سیاست کی نظر بد سے بچائیں تاکہ جنوبی ایشیاکے عوام کو کرکٹ کے حوالے سے کوئی اچھا انٹرٹینمنٹ مل سکے اور اگر بھارت نے اپنے سیاسی مقاصدکے لئے کرکٹ کا سہارا لیا پھر کرکٹ کا میدان، کرکٹ کا میدان نہیں رہے گا بلکہ پاک بھارت کا کوئی مچھلی بازار نما ایوان بن جائے گا جہاں ایوانِ نمائندگان کرکٹ کو بھول کر اپنے اپنے ملکوں کے درینہ مسائل حل کرنا شروع کردیں گے۔

اگرچہ میں آج اِس مخمصے میں ضرور مبتلا ہوں کہ شائد پہلی مرتبہ بھارت نے اپنے تئیں کرکٹ ڈپلومیسی کا سہارا لیتے ہوئے امن کا چھکا لگانے کی جو سعی کی ہے اِسے بھی دنیا خوب جانتی ہے کہ اِس بہانے بھارت پاکستان سے کون، کون سے فائدے حاصل کرنا چاہے گا جس کے لئے بھارتی وزیر اعظم منموہن سنگھ نے پاکستان کے صدر آصف علی زرداری اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو پاکستان اور بھارت کے درمیان 30 مارچ بروز جمعرات کو بھارتی پنجاب کے شہر موہالی

میں ہونے والے کرکٹ ورلڈکپ کا سیمی فائنل میچ دیکھنے کی دعوت دی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت یہ سب کچھ اپنے سیاسی اور جغرافیائی مفادات حاصل کرنے کے خاطر کر رہا ہے اور بھارت اپنے ایسے ہی مفاد پرستانہ عمل سے دنیا کو دکھانے کے لئے کوششیں کر رہا ہے کہ دنیا یہ دیکھ لے کہ بھارت جنوبی ایشیا میں امن کا کتنا بڑا علمبردار ہے کہ وہ پاکستان کی جانب خیر سگالی کا خوش دلی سے ہاتھ بڑھا رہا ہے جبکہ حقیقت اِس کے بلکل برعکس ہے اور دنیا کو اِس بھارتی نقاب کے پیچھے چھپے ہوئے اُس چہرے کو بھی دیکھنا چاہئے کہ بھارت کوئی بھی ایسا موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا جب دنیا کی نظریں کسی نہ کسی وجہ سے پاکستان اور بھارت پر مرکوز ہوتی ہیں ایسے مواقعوں پر بھارت اپنی ڈپلومیسی سے دنیا کو یہ باور کرانے کی ہر بار کوشش کرتا ہے کہ بھارت تو پاکستان کے ساتھ اپنے اچھے روابط قائم رکھنے کا خواہاں ہے مگر پاکستان بھارت کی ہر اچھی پیشکش کو ٹھکرا کر آگے نکل جاتا ہے۔اور بھارت کی کسی بھی امن پیشکش کا جواب نہیں دیتا کیونکہ پاکستان یہ سمجھتا ہے کہ بھارت کی اِس پیشکش کے پس پردہ کون سے عوامل پوشیدہ ہیں اور بھارت اپنے اِس دکھاوے کی عمل سے کیا کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔اَب چونکہ ماضی کے مقابلے میں پاکستان میں جمہوریت ہے اور پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہونے کے علاوہ بھی اور دیگر حوالوں سے بھارت کے مدمقابل کھڑا ہے تو ایسے میں پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کو یہ بات اچھی طرح سے سوچ سمجھ لینی چاہئے کہ یہ بھارتی

وزیراعظم کی اِس پیشکش کا جواب یوں دیں کہ یہ بھارت بھی نہ جائیں اور کام بھی ہوجائے اور اِس طرح سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹنے پائے۔

اگرچہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جب پاکستان نے باضابطہ طور پر ایٹمی دھماکہ نہیں کیا تھا اور دنیا کی نظر میں ایٹمی طاقت بن کر نہیں اُبھرا تھا اُس دوران ضیاءالحق مرحوم کی پاکستان پر حکمرانی تھی اُس وقت ملک پر ایک آمر صدر کی حاکیت کی وجہ سے پاکستان کو دنیا کے جمہوریت پسند ممالک نے ناپسند ملک قرار دیا تھا جس کی وجہ سے پاکستان دنیا میں تنہا ہو کر رہ گیا تھا چونکہ بھارت پاکستان کو اپنا پرانا حریف سمجھتا ہے پاکستان کی اِس تنہائی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے بھارت نے پاکستان پر حملے کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا تھا اور اِسی دوران بھارت میں پاکستان اور بھارت کے درمیان کرکٹ میچوں کا ایک سلسلہ جاری تھا تو ایسے میں جب ضیاءالحق مرحوم کے کانوں میں بھارت کی جانب سے پاکستان پر حملے کی بھنک پڑی تو اِسی کرکٹ ڈپلومیسی (جس کا سہارا لیتے ہوئے آج بھارتی وزیراعظم نے ہمارے صدر اور وزیراعظم کو خود سے بھارت آنے اور ایک ساتھ کرکٹ میچ دیکھنے کی دعوت دی ہے) ایسی ہی کرکٹ ڈپلومیسی کا سہارا لیتے ہوئے اُس وقت کے ہمارے ملک کے آمر صدر ضیاءالحق مرحوم کرکٹ میچ شروع ہونے سے صرف چند گھنٹے قبل بھارت کی جانب سے پاکستان پر کئے جانے والے حملوں کو رکوانے کے خاطر اپنے امن مشن پر اچانک بھارت

پہنچ گئے اِن کے یوں بھارت آنے پر بھارتی حکمرانوں سمیت اپوزیشن رہنماؤں کو نہ صرف حیرانگی ہوئی تھی بلکہ ضیاء الحق مرحوم نے بھارتی حکمرانوں کے ساتھ کرکٹ میچ دیکھ کر بھارتیوں کی پاکستان پر حملے کی اُس منصوبہ بندی کو بھی ناکام بنا دیا تھا جس کو اُس وقت کے بھارتی حکمران حتمی شکل دے چکے تھے اور یوں پاکستان بھارت کی جانب سے زبردستی مسلط کی جانے والی جنگ سے بچ گیا تھا اُس وقت ضیاء الحق مرحوم کا یہ سب کچھ کرنا مجبوری تھا اگر وہ کرکٹ ڈپلومیسی سے کام نہ لیتے تو ممکن تھا کہ بھارتی اپنے جنگی جنون کے ہاتھوں مجبور ہو کر پاکستان پر حملہ کر دیتے مگر اَب جبکہ حالات بلکل مختلف ہیں آج پاکستان بھی ایک ایٹمی ملک بن چکا ہے ایسے میں بھارت اس سے جنگ کا کبھی متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ بھارتیوں کی ہمیشہ سے ہی یہ فطرت رہی ہے کہ یہ اپنے سے کمزروں کو دباتے اور طاقتور سے ڈرتے اور چاپلوسی سے اپنا مطلب نکالتے ہیں۔اور آج ایک بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ نے بھی ضیاء الحق مرحوم والی کرکٹ ڈپلومیسی کا سہارا لے کر اپنا سیاسی اور جغرافیائی مطلب نکانے کوشش کر رہے ہیں۔

بصیرت اور آگہی کی منبع شخصیت........شہید ذوالفقار علی بھٹو

4اپریل ....برسی شہید ذوالفقار علی بھٹو ....ایڈیشن 2011

جمہوریت کا سائبان قائدِ عوام، شہید ذوالفقار علی بھٹو

ملک و قوم کی بقا کی عَلمبدار شخصیت..... شہید ذوالفقار علی بھٹو

اِس میں کوئی شک نہیں کہ بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے علاوہ اگر اِس سرزمینِ پاکستان میں کوئی عظیم ہستی گزری ہے تو وہ صاحبِ ادراک اور فہم و فراست کے انمول خزینوں سے لبریز اور بصیرت اور آگہی کی منبع اور ملک و قوم کی بقا کی عَلمبردار شخصیت پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو شہید کی تھی جو نہ صرف پاکستان کے لئے ہی سرمایہ افتخار تھی بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی کسی گوہرِ نایاب سے کم نہ تھی کیونکہ اُنھوں نے نہ صرف پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہی اپنی تعمیری سوچ کا دائرہ محدود کیا بلکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پورے عالمِ اسلام کو بھی متحد اور منظم کرنے اور اِن کے وسائل کو درست سمت میں استعمال کرنے کے لئے بھی ایک ایسا جامع اور مربوط منصوبہ اسلامی ممالک میں متعارف کروایا تھا کہ اگر اِس پر

اُس وقت صحیح معنوں میں عملدرآمد ہوجاتا تو آج نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا مگر ہائے رے ! افسوس کہ اِن کے اِس منصوبے سے اسلام دشمن قوتوں میں ہلچل برپا ہو گئی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے کہ اگراِن کے اِس منصوبے پر پوری طرح سے عمل درآمد ہوگیا تو یورپ میں قیامت آجائے گی اور اِس خوف سے ہی اِن کی نیندیں اُڑ چکی تھیں اور آج ہمارے یہاں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُن دنوں جب ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اپنا یہ پلان مسلم ممالک کے حکمرانوں کو متعارف کرایا تھا اُس وقت بالخصوص سفید ہاتھی ، دہشت گردِ اعظم اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور آج پاکستان کا بظاہر تو دوست نظر آنے والا مگر پس پردہ اِس دوست نما دشمن کے روپ میں امریکا نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کے منصوبے کی خبر لگتے ہی ایسی سازش کا جال بُنا کہ اُس نے اُس وقت اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر انہیں یعنی شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہی ملک کی اُس وقت کی ایک متنازع عدلیہ کے بغض پرور جج کے فیصلے سے اِنہیں بغیر کسی جرم کے پھانسی دلوادی (جس کا اعتراف گزشتہ دنوں ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں اُس وقت کی اُس متنازع عدلیہ کے 4 فٹ اور 8 انچ کے اُس جج نے خود یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید سے متعلق میرا دیا گیا فیصلہ غلط تھا) تو شائد اِن کے زندہ رہنے سے بہت سے مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ بالخصوص پاکستان کی معیشت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ مستحکم ہوتا اور اِس حوالے سے آج پاکستان کی معیشت اور اقتصادی

صورت حال کا اتنا بُرا حشر تو ہرگز نہ ہوتا کہ جیسا آج ہوگیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ آج پاکستان کے عوام جو انسانی بنیادی سہولتوں کے علاوہ اپنے ضروریات زندگی جن میں آٹے ، چینی ، گھی ، دال ، چاول ، علاج و معالجہ ، جدید تعلیم ، پینے کے صاف پانی ، بجلی اور گیس کے حصول سے بھی محروم ہیں وہ نہ ہوتے۔

بہرحال ! روزِ روشن کی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اِن کے اُس انقلابی منصوبے اور اقدامات کی وجہ سے امریکا سمیت اِن سے ناراض اور خائف رہنے والی قوتوں نے اِنہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے ایک ایسی سازش تیار کی کہ جو ان کے جان لے کر ہی پوری ہوئی ۔اور آج نہ صرف اہلِ مغرب بلکہ ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جان اور مان چکی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو ایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسی تحریک کا نام تھا جو اپنے منصوبے سے ساری مسلم دنیا میں انقلاب بر پا کرکے رکھ سکتی تھی اور امریکا سمیت پورے یورپ کو امت مسلمہ کا غلام بنانے کی صلاحیت رکھتی تھی اِسی خوف اور اپنے عبرت ناک انجام کی وجہ سے اہلِ یورپ نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں انہیں پھانسی دلوا کر نہ صرف خود کو مسلمانوں کی غلامی سے بچالیا بلکہ امُتِ مسلمہ کو ایک ایسے رہبر اور رہنما سے بھی محروم کردیا جو اِن میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا

تھا اور یہ بھی ایک ایسا سچ ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سربراہِ میں پاکستان کو اپنے قیام کے 25 سال بعد یعنی 1973 میں ایک ایسا منظم اور مربوط دستور دیا کہ جو آج بھی پورے پاکستان کی لاج ہے اور اِس کی روشنی میں ملک وملت کے ترقی و خوشحالی کی راہیں متعین کی جاتی ہیں اور اِسی دستور نے آج پورے پاکستان یعنی وفاق سمیت صوبوں کو بھی ایک اکائی سے جکڑے رکھا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جو دوسرا اور بڑا عظیم کارنامہ تھا وہ یہ کہ انہوں نے پاکستان سے کئی گنا بڑے اور جارحیت پسند اپنے پڑوسی ملک بھارت کو نکیل دینے کے لئے اپنی اولین ترجیحات سے پاکستان کو ایک ایٹمی ملک بنانے کی داغ بیل ڈالی اور باالآخر یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ہی منصوبہ تھا اور اِن کی ہی انتھک محنت کا ثمر تھا کہ پاکستان جس نے 1998 میں ایٹمی دھماکے کرکے خود کو ایک ایٹمی ملک کا درجہ دلوانے میں کامیاب کیا اور بھارت کو یہ ثابت کردیا کہ خبردار اگر اُس نے پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو اِس کی آنکھیں نکال لی جائیں گیں۔

اور یہی شہید ذوالفقار علی بھٹو تو تھے کہ جنہوں نے ملک میں پہلی بار شراب کی پابندی لگانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ملک میں جمعہ کے دن مکمل طور پر عام تعطیل کا اعلان بھی کیا یوں اِن کے اِن اقدامات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن

کو ماننے والے پکے اور سچے مسلمان بھی تھے اور اُنھوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام جب یہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جہاں یہ قید تھے اُس وقت تک پاکستان کی تاریخ پر ایسے واضح اور اَنمٹ اثرات مرتب کئے ہیں کہ آج تک پوری پاکستانی قوم اِن کے ثمرات سے مستفید ہو رہی ہے اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

اور اِس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت کو اول روز سے ہی جو عوامی پذیرائی حاصل ہوئی تھی اور آج تک ہے وہ اِس ملک کے کسی بھی مرد سیاست دان یا کسی مرد وزیر اعظم کو نہیں مل سکی ہے ہاں البتہ ! میں یہاں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر اِن کے بعد ہمارے ملک کے کسی سیاستدان یا وزیر اعظم کے حصے میں اُن جیسی عوامی پذیرائی آئی ہے تو وہ اِن ہی کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور وفاق کی زنجیر و شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی ذاتِ عظیم ہیں جنھوں نے اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی اور اپنے ملک کی غریب عوام کی خدمت کے صلے میں اپنے والد کی طرح آمر جنرل پرویز مشرف سے ٹکر لیتے ہوئے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے والد کی طرح امر ہوگئیں۔

اگرچہ یہ ایک حیرت انگیز اور قابلِ نفرت حقیقت ہے کہ مولوی مشتاق حُسین جنہوں نے 18مارچ 1978 کو پاکستان کے منتخب وزیرِ اعظم قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا جو فیصلہ سنایا اور اُس وقت کے امریکی چیلے آمر جنرل ضیاالحق جو اُس فیصلے پر 4اپریل 1979 کو عمل کر کے ایک عدالتی قتل کا مرتکب ہوا اور جس نے اپنے اِس گھناؤنے عمل کے نتیجے میں عالمِ انسانیت کو ایک عظیم رہبر اور شخصیت سے محروم کردیا تھا اُس ہی عظم ہستی ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ہم سے بچھڑے آج پورے 31برس گزر چکے ہیں اور آج پوری پاکستانی قوم سمیت دنیاکے ہر کونے میں بسنے والا ہر پاکستانی اپنے اِس عظیم قائدِ عوام اور جمہوریت کے سائبان شہید ذوالفقار علی بھٹو کی برسی منا کر اِن کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچا رہا ہے اور یہ عزم کر رہا ہے کہ اَب ملک میں اپنے قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جمہوریت میں لگایا گیا پودا جو اَب اِس حکومت میں ایک قدآور درخت بن چکا ہے اِس کی حفاظت کریں گے اور اَب ضیاالحق اور پرویز مشرف کی طرح کوئی بھی آمر اپنے ناپاک پنجے اِس ملک پر جمہوریت کو فنا کرنے کے لئے نہیں گاڑ سکے گا اور اَب اِسے جمہوریت پر شب خون نہیں مارنے دیا جائے گا اور اِس کے ساتھ ساتھ ہر محب وطن پاکستانی اپنے اِس عظیم قائدِ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی دعا کر رہا ہے کہ جب بھی اِس ملک پر کوئی بھی آمر اپنے جادوئی اثر سے قابض ہوگا تو ہم اِس کو ناکوں چنے چبوا دیں گے اور شہید

ذوالفقار علی بھٹو کی روح اِس کا تعاقب کرتی رہے گی اور اُس آمر کو ملک میں جمہوریت کو سبوتاژ نہیں کرنے دیگی۔

منور حُسین صاحب! کا کہہ گئے ہو بھئی...؟ عجب کہہ گئے ہو بھئی

کیا صرف زرداریوں، گیلانیوں اور کیانیوں کی وجہ سے عوام پریشان ہیں...؟ ملکیوں اور شریفوں کا کیا بنا.....؟

یہ بات زمانے سے مشہور ہے کہ جو شخص کسی کے عیب کی تلاش میں لگا رہتا ہے تو اِسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے کیوں کہ ہر زمانے میں عیب جوئی سے آسان کام کوئی نہیں رہا ہے اِس لئے کہ اِس میں کسی حکمت، کسی ذہانت اور کسی کردار کی ضرورت نہیں ہوتی اِس معاملے میں اگر کوئی چیز اہمیت کی حامل ہے تو وہ آپ کا وقت اور وہ فالتو دماغ ہے کہ جس کے ذریعے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اِس لئے کہ کسی کا عیب تلاش کرنے کے لئے وقت برباد کرنا پڑتا ہے اور دماغ کھپانا پڑتا ہے اور جو کسی کی عیب جوئی کے لئے اپنا وقت برباد اور دماغ کھپانے کو تیار ہے تو پھر سمجھو کہ اِس سے بڑا عیب جو کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا میں اپنے آج کے کالم کے اصل موضوع کی طرف جانے سے قبل یہ بھی انتہائی ادب و احترام سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ واقعی کسی کا عیب تلاش کرنے کی مہم جوئی شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو براہِ کرام پہلے اپنے عیب دور کرلیں پھر دوسروں کے عیبوں کی تلاش میں نکلیں اور اِن پر نکتہ چینی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میں ہزاروں عیب پوشیدہ ہوں اور آپ چلیں

دوسروں کے عیب تلاش کرنے اور دنیا کے سامنے اِن کے عیبوں کی گٹھری کھولنے بیٹھ جائیں اور جب دنیا کو یہ معلوم ہوجائے کہ آپ میں خود کتنے عیب ہیں تو پھر سمجھیں کہ دنیا پر آپ کی ذات کا کیسا تصور اُبھر کر سامنے آئے گا۔

بہر کیف ! گزشتہ دنوں اتوار کو اسلام آباد میں ریمنڈ ڈیوس کی رہائی، ڈرون حملوں، مہنگائی، کرپشن بے رحمانہ ٹیکس اور حکومتی نااہلی کے خلاف پارلیمنٹ ہاؤس کے ساتھ نکالی گئی ایک احتجاجی ریلی سے امیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حُسین (جو ہمارے اِنتہائی قابلِ احترام بزرگ سیاستدان ہیں) نے اپنے خطاب میں کہا کہ فوج، وفاقی وصوبائی حکومتیں امریکی جاسوس ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کی ذمہ دار ہیں اور اُنہوں نے اِس دوران بڑی حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ قومی مجرم کی رہائی پر جج چھٹی پر اور شریف برادران لندن چلے گئے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اپنے اِسی خطاب میں اِس بات کا بھی انکشاف کرتے ہوئے اپنے پورے وثوق اور اعتماد سے کہا کہ زرداریوں، گیلانیوں اور کیانیوں کی وجہ سے لوگوں کا جینا دوبھر ہوگیا ہے حالانکہ اِس موقع پر راقم الحرف کا اِن سے ذرا سا اختلاف یہ ہے کہ قوم یہ سمجھتی ہے کہ ایسا زرداریوں اور گیلانیوں کے لئے تو بڑی حد تک ضرور کہا جاسکتا ہے کہ جیسا امیر جماعت اسلامی منور حُسین فرمارہے ہیں مگر کیانیوں کے لئے امیر جماعت اسلامی منور حُسین کا یہ کہنا کہ کیانیوں کی وجہ سے عوام پریشان ہیں

غلط ہوگا کیونکہ ساری پاکستانی قوم یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ کیانیوں نے اَب تک ملک کے استحکام اور حفاظت کے لئے وہ سب کچھ کیا ہے جس کے لئے قوم نے اِن کاندھوں پر ذمہ داری ڈالی ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ قوم کیانیوں کی اَب تک کی کارکردگی سے مطمئین ہے اور اُمید رکھتی ہے کہ زرداریوں ،گیلانیوں اور ملکیوں سے عوام کو نجات دلانے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیانیوں کو کوئی موقع دیا تو اِنشاء اللہ یہ اپنے مضبوط بازوؤں سے ذمہ داری بھی پوری کریں گے اور یہ اِس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور ملک کی باگ دوڑ سنبھال کر قوم کی اُس اُمید پر پورا اُتریں گے جس کی قوم اِن سے اُمید رکھتی ہے جبکہ رحمٰن ملک سے متعلق امیر جماعت اسلامی منور حُسین نے اپنے اِسی خطاب میں فرمایا کہ مسٹر رحمٰن ملک امریکا اور بھارت کے وزیر داخلہ ہیں جس سے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ یہ ہی بہتر بتا سکتے ہیں کہ رحمٰن ملک پاکستان کے وزیر داخلہ ہیں کہ اُن ممالک کے جن کا ذکر اِنھوں نے کیا ہے اور اَب تو منور حُسین خود ہی بتا سکتے ہیں کہ اُنھوں نے رحمٰن ملک سے متعلق ایسا کیوں کہا....؟؟ ہم تو مسٹر رحمٰن ملک کو اپنے ہی ملک پاکستان کا وزیر داخلہ سمجھتے ہیں ہاں البتہ ! .... خیر چھوڑیں رہنے دیں پھر کبھی اِس پر بات کریں گے اور ہاں !اور تو اور امیر جماعت اسلامی منور حُسین نے تو اپنے اِس خطاب میں شریفوں کو بھی نہیں بخشا اُنھوں نے اپنے خطاب میں یہ کہہ کر شریفوں کو بھی پریشان کردیا کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں شریفوں سمیت صوبائی حکومتیں

سب کی سب قومی مجرم ہیں۔ ہمارے اطلاعات کے متعلق منور حُسین کے اِس الزام کے جواب میں شریفوں کا یہ کہنا ہے کہ اگر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے حوالے سے اِن کے ملوث ہونے کے شواہد موجود ہوں تو یہ سیاست کو خیرباد کہہ دیں گے اور اِسی طرح ایک صُوبائی حکومت نے اپنے بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہا ہے کہ ریمنڈ کا ورثاء سے سمجھوتا وفاقی حکومت نے کرایا ہے اِس میں اِس کا کوئی کردار نہیں ہے جبکہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی اِس طرح کی ایک دوسرے پر الزام تراشی کی سرد جنگ میں عوام اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ قومی مجرم ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں کس کا ہاتھ

ہے...؟؟حکمران، سیاستدان اور دوسرے یہ بتائیں کہ اِس معاملے کو کس کے اشارے پر قوم کی توقعات کے برخلاف حل کیا گیا ہے...؟؟یوں آپس میں لڑنے اور جھگڑنے اور عوام سے حقائق چھپانے سے کسی کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا...کیوں کہ عوام وہ سب کچھ جانتے ہیں جسے ہمارے حکمران اور سیاستدان اِس سے چھپا رہے ہیں۔اِس موقع پر میرا یہ کہنا ہے کہ منور صاحب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ پاکستانی عوام زرداریوں، گیلانیوں اور شریفوں سمیت ملکیوں کی وجہ سے پریشان ہیں یہ سب جانتے ہیں کہ پاکستان میں عوام کو، کون کس کس بہانے سے پریشان کرکے اِس کا خون 63 سالوں سے چوس رہا ہے بلکہ پاکستانی عوام کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اَب اِن سے چھٹکارہ کیسے حاصل کیا جائے....؟؟کیا کسی کے پاس ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے کہ کوئی عوام کو یہ بتاسکے کہ عوام کو پریشانیوں اور مسائل میں جھکڑنے والوں

سے جان کیسے چھڑائی جائے.....؟؟ اور ملک کو کیسے امن وخوشحالی کا گہوارہ بنایا جائے اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا جائے....؟؟ یہ تو سب اپنے اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر دنیا کو بتانے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں کہ پاکستانی عوام کو زرداریوں، گیلانیوں، کیانیوں شریفوں اور ملکیوں نے تنگ کر رکھا ہے۔ مگر آج جو یہ کہہ رہے ہیں کہ زرداریوں، ، گیلانیوں ، کیانیوں ، شریفوں اور ملکیوں کی وجہ سے عوام پریشان ہیں تو کیا کسی نے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی کوشش بھی کی ہے کہ اُنھوں نے بھی اپنی وہ تمام ذمہ داریاں ادا کردی ہیں جو اِن کے کاندھوں پر عائد تھیں جو دوسروں کے عیب تلاش کر رہے ہیں۔

(ختم شد)

کیا فائیو پیز کا مجموعہ ہے پاکستان..؟

کیا فائیو پیز "P" کا مجموعہ ہے پاکستان..؟
حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بحث وتکرار اور پرسٹیج کے ہاتھوں قوم کا مقدر کِھلونا بن گیا ہے.
معاف کیجئے گا اور! مجھے یہ کہنے دیجئے کہ ہمارا یہ ملک جِسے مسلمانوں نے بے شمار قربانیوں کے بعد ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے حاصل کیا تھا اِتفاق سے 63 سال گزر جانے کے بعد بھی اِس میں حقیقی معنوں میں ایسا کوئی اسلامی قانون رائج نہیں ہوسکا ہے جیسا اِس کے قیام کے وقت اِسے مکمل طور پر ایک اسلامی ریاست کا تصور بنا کر پیش کیا گیا تھا بہرکیف! بات بہت آگے نکل جائے گی اِس ڈر سے ہم اپنی یہ بات یہیں ختم کرتے ہوئے اُس جانب جانا چاہیں گے جو ہمارا آج کا موضوع ہے یعنی یہ کہ آج اگر ہم اپنے ملک پاکستان کا سیاسی طور پر ایک جائزہ لیں تو ملک کے موجودہ سیاسی حالات کے تناظر میں ہمارا یہ ملک عظیم پاکستان فائیو پیز "P" کا ایک مجموعہ معلوم دیتا ہے جیسے کہ اوّل پریزیڈنٹ، دوئم پرائم منسٹر، سوئم پارلیمنٹرین، چہارم پولیس اور پنجم پریس ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ آج ہمارے یہاں اخلاقی، سیاسی اور مذہبی سمیت دیگر

معاملات میں سب سے زیادہ پاور فل اور مستحکم پوزیشن میں جو پی ہے وہ پریس کی شکل میں ہے اِس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج پریس اول تا چہارم سب کی فطرت سے اچھی طرح سے واقف ہے اور یہ آج اِس مقام پر ہے کہ یہ عوام کو اِن سب کے بارے میں حق اور سچ بتاکر قوم میں ایک شعور بیدار کرنے میں اپنا حق ادا کر رہا ہے جس کے لئے اِس کی یہ خدمات لائق تحسین اور قابل احترام ہیں اور اِس کے علاوہ سب سے آخر بھی ہے جو نظر تو نہیں آتا مگر اِن سب کے علاوہ عوام بھی اِس کی "P" میں ایک ایسا پی شدت سے طلب گار ہے اور وہ ششم نمبر پر آنے والا پی ہے "پرسنٹیج" جس نے ہماری ساری پاکستان قوم کو کسی نہ کسی حوالے سے اپنے جادوئی اثر میں ایسا جکڑ رکھا ہے کہ اَب جس سے ملک کی سترہ کروڑ عوام چھٹکارہ حاصل کر ہی نہیں پارہی ہے مگر اِس کے ساتھ ہی یہ بات بھی پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اگر جس دن بھی ہماری قوم نے یہ ٹھان لی کہ "پرسنٹیج" سے نجات حاصل کرنی ہے اور جو کچھ بھی کرنا ہے وہ بغیر کسی پرسنٹیج کے ملک اور قوم کی ترقی وخوشحالی کے لئے کرنا ہے تو پھر اِس قوم کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ یہ اِس سے چھٹکارہ حاصل کر بھی لے گی پھر دنیا دیکھے گی کہ ہمارا ملک بھی دنیا کے دیگر ممالک کی طرح کیسے ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور ہم ترقی اور خوشحالی کے منازل طے کرتے ہوئے اُوج ثریا تک کیسے نہیں پہنچ جاتے ہیں مگر شرط صرف یہ ہے کہ ہمیں اپنے اندر قول وفعل غرض کہ ہر اعتبار سے جذبہ حُب الوطنی پیدا کرنا ہوگا۔

اگرچہ دوسری جانب یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بڑے دنوں سے ہمارے ذہن میں یہ خیالات اُبھر اُبھر کر آتے کہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنی بحث و تکرار سے قوم کا مقدر بنانے کے بہانے اِسے بے وقوف بنانے کا ایک اچھا طریقہ اپنا رکھا ہے اور بیچاری قوم ہے کہ اِن کی لچھے دار باتوں کے سحر میں یوں گرفتار ہو جاتی ہے جیسے کسی سپیرے کی بین سے سانپ مست ہو کر اِس کی پٹاری میں خود آ کر بند ہو جاتے ہیں اور سپیرا اِنہیں بند کرکے اپنی بڑی بہادری سمجھتا ہے اور پھر یہ خیالات یکدم سے جھانک کے مانند ذہن کے خانوں میں خود ہی بیٹھ جاتے ... مگر آج چونکہ ہم پہلے سے ہی یہ تہیہ کر چکے تھے کہ بھلے سے کچھ بھی ہو جائے اپنے اِن خیالات کو جو ایک عرصے سے ہمیں پریشان کئے ہوئے ہیں اِنہیں قرطاس پر بکھیرے بغیر نہیں رہ سکتے اور جیسے ہی ہمیں موقع ملا ہم نے اپنے اِن خیالات کو اپنے قارئین کے لئے کالم کی شکل دے کر اِن کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی ہر تہذیب اور معاشرے میں بات بے بات زوردار الفاظ اور تلخ کلامی کا سہارا لینے والے افراد خواہ وہ حکمران اور سیاستدان یا کسی ادارے کے سربراہ یا عوام ہی کیوں نہ ہوں وہ کمزرو استدلال کی دلیل دے رہے ہوتے ہیں اِسی لئے تو دانا کا قول ہے کہ دلائل جتنے کمزرو ہوں گے

الفاظ اتنے ہی سخت ہوں گے اِس مفروضے پر عمل پیرا رہنے والوں کا ایک سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اِس سے نہ صرف اِن کی شخصیت کا شیرازہ بکھر جاتا بلکہ اِن کے اِسی قول و فعل کی وجہ سے لوگوں کا اِن پر سے اعتماد اور بھروسہ بھی اٹھ جاتا ہے گو کہ اِس عادت میں مبتلا افراد خود کو ایک کامیاب انسان تصور کرتے ہوئے یہ غلطی بار بار دہرانے میں فخر محسوس کرتے ہیں حالانکہ یہ افراد اپنے معاشرے میں مکمل طور پر ایک ناکام اِنسان ہوتے ہیں اور یقینی طور پر ایسے افراد اپنے حلقے میں ایک گپی اور بگ بگ کرنے والے اِنسان کی سی پہچان کے علاوہ اپنی اور کوئی منفرد پہچان نہیں بنا پاتے جب ہی تو ہر زمانے میں ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے ایک غیر ضروری بحث و تکرار کسی بھی عزیز ترین دوست اور رشتہ دار کو بھی جُدا کرا سکتی ہے۔ مجھے یہاں یہ کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ اِتفاق سے آج ہمارے ملک کے حکمران اور سیاستدان بھی اِسی ڈگر پر چل نکلے ہیں جو بے سوچے اور بغیر سمجھے ایوانوں سے لے کر عوامی جلسے، جلوسوں، ریلیوں اور اخبارات کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا پر بھی اپنے اپنے بیانات اور گفتگو کے دوران زوردار الفاظ اور تلخ کلامی کا سہارا لے کر اپنے کمزور استدلال کی دلیلوں سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے اور عوام کو بے وقوف بنا کر اپنی اپنی سیاست چمکانے کا ایک عمدہ طریقہ نکال چکے ہیں جو اِن کی ناکامی کا سبب ہے جبکہ عوام یہ بات بھی خوب جانتی ہے کہ جب حکمرانوں اور سیاستدانوں کو عوام کے فائدے کے

لئے کچھ نہیں کرنا ہوتا ہے تو وہ اپنی لچھے دار باتوں سے ہی فضول کی بحث و تکرار کی راہ نکال لیتے ہیں اوراِس طرح عوامی مسائل کو دبا جاتے ہیں جبکہ عوام یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کسی بھی معاملے میں سیدھی اور صاف طریقے سے کی جانے والی کوئی بھی بات دلیل کہلاتی ہے۔اِس سے قطع نظر کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان بے شک ملک اور قوم کے خاطر کچھ نہ کچھ نیک جذبات ضرور رکھتے ہوں گے مگر وہ اپنے قول و فعل سے اپنی عوام کو یہ ثابت کرانے میں بری طرح ناکام ہوگئے ہیں کہ وہ اپنے ملک اور قوم کے لئے بغیر پر سنٹیج کے بھی بہت کچھ بہتر کرنے کی اُمنگ رکھتے ہیں۔مگراِن کی آپس کی لڑائیاں ختم ہونے کو نہیں آرہی ہیں اِس سے جان چھوٹے تو یہ عوام کے لئے بھی کچھ کریں۔(ختم شد)

پاک بھارت دووزیراعظموں کی اپنی اپنی سوچیں

ہمارے ایسے نصیب کہاں..؟؟

پیٹرول کے نرخ نہیں بڑھائیں گے۔بھارتی وزیراعظم کا اعلان

عالمی قیمتیں ہمارے کنٹرول میں نہیں عوام بچت کریں۔پاکستانی وزیراعظم کی بے بسی اور نصیحت

ہمارے ملک کی سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے لاکھ اختلافات کے باوجود ملک میں حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں تیرہ فیصد، مائع گیس ایل پی جی سمیت سی این جی کی قیمتوں میں بالترتیب پانچ اور دو روپے تینتیس پیسے ہونے والے اضافے کے خلاف باہم متحد و منظم نظر آتی ہیں جو ملکی سیاسی حالات کے تناظر میں ایک خوش آئند بات کہی جاسکتی ہے کہ چلو (دکھلاوے کے لئے ہی صحیح مگر) کسی بھی ایک قومی مسئلے اور کسی نکتے پر ہماری یہ سیاسی اور مذہبی جماعتیں ایک تو ہوئیں اور اِس کے فوری حل کے خاطر سر جوڑ کر اور کمر توڑ کر بیٹھی تو ہیں اِن کے اِس طرح متحد ہونے سے یقیناً حکومت پر بھی جہاں سیاسی دباؤ بڑھے گا تو وہیں یہ اخلاقی طور پر بھی مجبور ہو گی کہ وہ اِن جماعتوں کے اُن مطالبات کو مانتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظرثانی کرے جس کے خلاف اپنے اپنے سیاسی اختلافات میں بٹی یہ سیاسی اور مذہبی جماعتیں آج ایک ہو گئی ہیں اور

حکومت سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ پیٹرولیم مصنوعات کی بڑھائی جانے والی قیمتوں کو واپس لے اور آج اپنے اِسی اتحاد کے بدولت اِنھوں نے اپنے مظاہروں میں حکومت کی طرف سے پیٹرولیم مصنوعات میں کئے جانے والے اضافے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ مہنگائی نے پہلے ہی عوام کی کمر توڑ کر اِس کا جینا دو بھر کر رکھا ہے اور اِس پر بھی حکومت اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی عیاشیوں کو کم کرنے کے بجائے اُلٹا پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرکے ملک میں مہنگائی کا طوفان لانے اور عوام کے کمزور اور ناتواں کاندھوں پر مزید مہنگائی کا بوجھ ڈالنے پر تلی بیٹھی ہے جو ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے ساتھ سراسر ظلم کے مترادف ہے اِن کا کہنا ہے کہ حکومت عوام پر مہنگائی کا اتنا بوجھ نہ ڈالے کہ وہ اِسے برداشت بھی نہ کرسکیں جبکہ اِس سلسلے میں اطلاعات یہ ہیں کہ اِن سطور کے رقم کرنے تک ملک کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی جانب سے ملک کے مختلف شہروں میں حکومت مخالف احتجاجوں کا سلسلہ جاری ہے جن میں اِن جماعتوں کے رہنما اور کارکنان کا حکومت سے پُرزور مطالبہ ہے کہ وہ ملک میں حالیہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کئے جانے والے اپنے ظالمانہ اضافے کو فی الفور واپس لے۔

جبکہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں سمیت ایل پی جی اور سی این جی کی قیمتوں میں فی کلو ہونے والے بے تحاشہ اضافے پر ملک کی تیسری بڑی جماعت متحدہ قومی

موومنٹ کے قائد الطاف حُسین نے بھی اپنے سخت تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اضافے پر نظرثانی اور عوام کے بجائے خود بوجھ برداشت کرے یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دنوں جب حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کیا تھا اُس وقت بھی ملک کی واحد جماعت ایم کیو ایم ہی تھی جس نے اُس وقت ہونے والے اضافے کے خلاف اپنی بھرپور آواز بلند کرکے حکومت کو مجبور کردیا تھا کہ یہ اپنے اِس فیصلے کو واپس لے اور باالآخر وہ اِس میں کامیاب ہوئی اور حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں کئے جانے والے اضافے کو واپس لے لیا تھا اور آج ایک مرتبہ پھر ایم کیو ایم سمیت ملک کی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی جانب سے پیٹرول کی قیمت میں 6.98روپے فی لیٹر، مٹی کے تیل کی قیمت میں 9.65روپے فی لیٹر، ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمت میں 10.67روپے فی لیٹر، لائٹ ڈیزل کی قیمت میں روپے فی لیٹر، ایچ او بی سی کی قیمت میں 7.16روپے فی لیٹر، مائع گیس کی قیمت 9.07 میں 5روپے فی کلو اور سی این جی کی قیمت میں 2.33روپے فی کلو اضافے کے خلاف پُرمذمت بیانوں اور حکومت مخالف ہونے والے مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے جن کی وجہ سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ حکومت اپنے فیصلے پر ضرور نظرثانی کرتے ہوئے اضافے کو واپس لینے پر ضرور مجبور ہوگی۔

اگرچہ آج ملک کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات سمیت

مائع اور سی این جی گیسوں کی قیمتوں میں فی کلو ہونے والے اضافے کے خلاف مظاہروں کے ردِ عمل کے طور پر سینٹ میں اپنے خطاب میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنی دانش سے بڑے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ انوکھی منطق پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ عالمی منڈی میں قیمتوں و مدِ نظر ہی رکھ کر کیا گیا ہے اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا انتہائی مضحکہ خیز لگا کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ ہم اِس کا کوئی اور متبادل راستہ تلاش کرتے لہٰذا عوام اِس اضافے کو برداشت کرتے ہوئے اپنے اندر بچت کی عادت ڈالے یہاں میرا اِن سے یہ کہنا ہے کہ عوام کی اَب تو برداشت کی حد بھی ختم ہو گئی ہے جناب ! جو ہر بار آپ ایسا کرکے یہ کہتے ہیں کہ عوام برداشت کرے اور آپ بتائیں کہ آپ اور آپ کی اِس جمہوری حکومت نے عوام کو گزشتہ تین سالوں کے دوران دیا ہی کیا ہے کہ عوام بچت کریں آپ کی حکومت نے بے تحاشہ مہنگائی کرکے بیچارے غریب عوام کے منہ سے روٹی کا خشک نوالہ بھی چھین لیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ عوام بچت کرے ارے ! جناب وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب ! کیا کبھی آپ نے پلٹ کر اُن لوگوں کا حال دریافت کیا جنہیں آج بھی اِن کے مِل مالکان ماہانہ سات ہزار سے بھی کم تنخواہ دے رہے ہیں جس کا آپ نے گزشتہ سال ایک مزدور کی تنخواہ سات ہزار روپے کرنے کا اعلان کیا تھا آج بھی ملک کے ہزاروں مِل مالکان اپنے یہاں ماہوار تنخواہ لینے والے لاکھوں مزدوروں کو سات ہزار

سے کم دے کر اِن کا خون پسینہ چوس کر اپنے کاروبار کو توسعت دے رہے ہیں مگر ساتھ ہی اِن مزدوں کے مسائل میں اضافہ بھی کر رہے ہیں اور اِس پر بھی آپ اِن غریبوں کو اپنا یہ درس دے رہے ہیں کہ مہنگائی تو ہو گی عوام برداشت کی عادت ڈالے بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے...؟؟ وزیراعظم جی !کہ سات ہزار روپے سے کم کمانے والا کوئی غریب آپ کے پیدا کردہ اِس منہ توڑ اور سر پھوڑ مہنگائی کے دور میں اپنا اور بچوں کا پیٹ بھی بھرے اور بچت بھی کرے ....؟؟وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی جی ! قوم کے اِس سوال کا جواب ضرور دیجئے گا کیونکہ میرے اِس کالم کے ذریعے قوم آپ اور آپ کی حکومت سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہے اور اِس کے علاوہ اپنے اِس خطاب کے دوران مسٹر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف حکومت مخالف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو بھی مخاطب کرتے ہوئے ایسے کہا کہ جیسے اِن کے اِس طرح کے کہنے سے یہ جماعتیں ٹھنڈی پڑ جائیں گی اور حکومت مخالف مظاہرے ختم کر دیں گیں اُنھوں نے کہا کہ حکومت پیٹرولیم مصنوعات پر 35 ارب روپے سبسڈی دے چکی ہے اور جب اُنھوں نے یہ محسوس کیا کہ اِس بھی کام نہیں چلے گا اور بات نہیں بنے گی تو اُنھوں نے اِس کے ساتھ ہی اِس بات کا بھی یقین دلاتے ہوئے کہا کہ وزارت خزانہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سیاسی قیادت سے مل کر ریلیف کے لئے راستہ نکالے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی عوام کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ عوام کو یہ اضافہ برداشت کرتے ہوئے اپنے اندر بچت کی عادت ڈالنی ہوگی تو دوسری طرف وہ یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ اِس اضافے کا بوجھ عوام پر نہیں پڑے گا کیونکہ حکومت پیٹرولیم مصنوعات پر 35ارب روپے سبسڈی دے چکی ہے جبکہ فی الحقیقت افسوسناک امر یہ ہے اِس حکومتی گورکھ دھندے سے ایک عام پاکستانی سب سے زیادہ متاثر ہوگا جو آج حکومت کی سمجھ سے باہر ہے ایسے حکومتی اقدامات سے تو ایسا لگتا ہے کہ حکومت تو بس یہ چاہ رہی ہے کہ اِس کی عیاشیاں نہ کم ہوں اور نہ ختم ہوں بھلے سے عوام مسائل کی چکی میں پستی رہے بس حکومتی عیاشیاں جاری رہیں۔

جبکہ اِسی طرح دوسری جانب ملک کی سیاسی ، مذہبی جماعتوں اور سماجی تنظیموں سمیت عوام کا یہ خیال ہے کہ حکومت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو فوری طور پر واپس لے جو باپ المہنگائی ہے۔ ملک کے سترہ کروڑ عوام کا یہ کہنا ہے کہ ایک ہمارے وزیر اعظم ہیں جو سیدزادے بھی ہیں اِن کا یہ کہنا ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ عالمی ہے اِس پر ہمارا کوئی زور نہیں ہے ہماری عوام کو اِس اضافے کو برداشت کرتے ہوئے اپنے اندر بچت کی عادت ڈالنی ہوگی۔
جبکہ دوسری طرف ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی سوچوں کے بلکل برعکس بھارت کے وزیر اعظم ہیں جن کے

ملک سے متعلق ہماری اطلاعات کے مطابق ہانگ کانگ کے بزنس کنسلٹنسی فرم (پرک) کی ایک تازہ ترین رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں اِس بات کا انکشاف اور اعتراف کیا گیا ہے کہ گزشتہ دنوں دنیا کے 16 ممالک کا بغور جائزہ لیا گیا اِس میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کو ایشائی خطے کے 16 ممالک میں سے چوتھا کرپٹ ترین ملک قرار دیا گیا ہے یہاں ہم اپنے قارئین کو بتاتے یہ چلیں کہ ہم سے کئی گنا زیادہ آبادی والے ہمارے پڑوسی ملک بھارت جو کہ 16 ممالک میں سے دنیا کا چوتھا کرپٹ ترین ملک قرار دیا گیا ہے ایک خبر کے مطابق اِس کے وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے بھارتی پرائم منسٹر ہاؤس میں مرکزی کابینہ کے اجلاس میں ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور مہنگائی کے خلاف بھارتی اپوزیشن کے لانگ مارچ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اُنہوں (بھارتی وزیراعظم مسٹر ڈاکٹر منموہن سنگھ) نے برملا کہا ہے کہ بھارت میں (مڈل ایسٹ) بیرونی ممالک (لیبیا وغیرہ میں پیدا ہونے والی انقلابی صُورت حال اور اِس) کے بحران کو جواز بنا کر بھارت اپنے یہاں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کرے گا اور پرانی قیمتیں ہی برقرار رہیں گی اِس موقع پر بھارتی وزیراعظم نے اِس تجوزیر کو بھی مسترد کردیا جس میں کہا گیا تھا کہ بجلی، پیٹرول، آٹے اور چینی کی قیمتوں میں اضافے کو بھارت کی معیشت اور عوام کی خوشحالی سمیت حکومت کے استحکام اور قومی خزانہ بھرنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا تھا اِن تمام باتوں کے برعکس اُنہوں نے کہا کہ اِن کے ملک میں آٹے اور

چینی کی قیمتوں میں من مانا اضافہ کرنے والوں کو سی بی آر کا ہر حال میں سامنہ کرنا پڑے گا اور اِس کے ساتھ ہی بھارتی وزیراعظم منموہن جی نے اپنی کابینہ کے اراکین کو سختی کے ساتھ متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بھارت میں آٹے کی بلیک مارکیٹنگ کسی طور.برداشت نہیں کی جائے گی۔

یہ بھارتی وزیراعظم ہیں جنہوں نے اپنی کابینہ کی اُس تجوز کو بھی مسترد کردیا جس میں اِن سے کہا گیا تھا کہ اگر ملک میں بجلی، پیٹرول، آٹے اور چینی کی قیمتیں.بڑھادی جائیں تو خالی ہوتا ہوا قومی خزانہ بھر جائے گا اور ملک میں اِس طرح خوشحالی آجائے گی مگر واہ رے! بھارتیوں تمہاری کتنی اچھی قسمت ہے کہ تمہارے محب وطن اور تم سے محبت کرنے والے وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے صرف اپنے عوام کو ریلیف دینے کے خاطر اِتنا.بڑا فیصلہ کردیا کہ لیبیا میں پیدا ہونے والی انقلابی صورت حال کے باعث ہم اپنے یہاں (بھارت) میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں نہیں.بڑھا سکتے جس کی وجہ سے ہمارے عوام پر مہنگائی کا اضافی بوجھ پڑے اور حکومت کا عوام پر سے اعتماد اٹھ جائے یقیناً یہ بھارت کے وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کا اپنے ملک اور اپنے عوام کے لئے ایک اَحسن فیصلہ ہے اِن کے اِس اقدام سے جہاں بھارتی حکومت پر عوام کا اعتماد بحال ہوگا تو وہیں اِس اقدام سے اِس کا اپنی عوام میں وقار بھی بلند ہوگا۔

یہاں دیکھا قارئین یہ فرق ہے اُن دو ممالک کے وزیراعظموں کی سوچوں کا جن میں سے ایک وہ ہیں جو ایک عوامی اور کہنے کو مکمل جمہوری ملک پاکستان کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی ہیں جو اپنے ملک میں لیبیا کے اِنقلابی بحران کو جواز بنا کر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور دوسرا دنیا کا ایک سیکولر ملک بھارت ہے جو دنیا کے سولہ ممالک کے درمیان ہونے والے ایک سروے میں کرپشن کے لحاظ سے چوتھے نمبر ہے جہاں کے وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے اپنی کابینہ کے اراکین کی اُس تجوزیر کو قطعاً مسترد کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ بھارت میں مڈل ایسٹ اور لیبیا وغیرہ کے بحران کی وجہ سے نہ تو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی بجلی، آٹے اور چینی کی قیمتیں بڑھانے کی کسی کو اجازت دے جائے گی۔ اِس پر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہمارے ایسے نصیب کہاں کہ کاش ...کاش کہ ہمارے ملک کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی بھی کبھی ایسا کہہ دیں جیسا اپنے ملک اور عوام کے لئے بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے کہا ہے کہ بھارت میں پیٹرول کی قیمت نہیں بڑھائی جائے گی اور نہ ہی کسی کو آٹے اور چینی کی قیمتوں میں من مانی کرنے دی جائے گی۔ اور اِس کے ساتھ ہی ہم اپنے آج کے کالم کے اختتام پر چند اشعار پیش کرکے اجازت چاہیں گے کہ :-

لوٹتے ہیں قافلوں کو رہبرانِ ملک و قوم قوم کو کرتے ہیں رسوا ناقدانِ ملک و قوم
لُٹ رہی ہے آج غیرت کی متاع بے بہا بِک رہے ہیں آج کل دیدہ ورانِ ملک و قوم

اور یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ

مال وزر، حرص و ہوس کا جو جنون ہے آجکل چشمِ انساں نے کبھی ایسا جنون دیکھا نہ تھا
عہدِ جمہوری میں جتنا ہو رہا ہے کشت وخون دورِ آمر میں بھی اتنا کشت وخوں دیکھا نہ تھا

اور آخر میں پیش خدمت ہے کہ

یہ بازارِ سیاست ہے یہاں اِنسان بکتے ہیں جب ایسی بات سُنتے ہیں جگر کو تھام لیتے ہیں
یہاں بھیڑوں گلّے میں کچھ ایسے بھیڑیئے بھی ہیں وطن کے نام پر ریوڑ کا ریوڑ بیچ دیتے ہیں

بابری مسجد امریکا نے شہید کروائی تھی

امریکا کا سازشی چہرہ بے نقاب، بابری مسجد امریکا نے شہید کروائی تھی.

امریکا نے بابری مسجد کی شہادت کے لئے ہندو پریشد کو بھاری رقم دی.. مہنت شاستری کا انکشاف...؟؟

امریکا اپنے ہٹ حرام ملعون پادری کو لگام دے....

دنیا میں امن و آشتی اور بھائی چارگی کا درس دینے اور ہندو مسلم اور سکھ عیسائی سے محبت کا دم بھرتے نہ تھکنے والے امریکا کا دنیا کے سامنے ایک سازشی اور مکروہ چہرہ اُس وقت بے نقاب ہوگیا جب ایودھیا (انڈیا) کے مہنت یوگل کشور شاستری جو بھارت کے سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن کے 16 ویں گواہ بھی ہیں اُنہوں نے یہ انکشاف کیا کہ بابری مسجد کی شہادت کے پس پشت امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے اور ایک امریکی کمپنی تھی جنہوں نے اِس مقصد کے لئے بہت بھاری رقم ایک جنونی انتہا پسند ہندو تنظیم کو دی تھی یعنی بھارت میں قائم مسلمانوں کی تاریخی اور قدیم بابری مسجد شہید کرنے کا ٹھیکہ ویشوا ہندو پریشد کو دیا گیا تھا مہنت شاستی کا یہ انکشاف نہ صرف بھارت میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ کے عالم اسلام کے لئے بھی یقیناً

حیرانگی کا باعث ہوگا کہ امریکا نے دنیا کے سیکولر ملک بھارت میں ہندو مسلم فسادات کرانے کے لئے بھارت کی ایک انتہا پسند تنظیم ویشوا ہندو پریشد کو استعمال کیا جس کے لئے اِس نے کروڑوں ڈالر رقم دے کر اِسے مسلمانوں کی قدیم بابری مسجد شہید کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا اور اِس گھناؤنے کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے امریکا نے ویشوا ہندو پریشد سے 6 دسمبر کا دن اور تاریخ اور وقت بھی اپنی مرضی سے طے کیا تھا جس پر بھارتی انتہا پسند تنظیم سے وابستہ کار سہوکوں نے اِس روز صبح ہی سے اپنی مشکوک سرگرمیاں شروع کردی تھیں اور جیسے ہی امریکی اشارہ ہوا اِنھوں نے مسلمانوں کی قدیم اور تاریخی بابری مسجد شہید کرنے کا اپنا گھناؤنا عمل زور و شور سے شروع کردیا اور بالاآخر اِسے شہید کرنے کے بعد پورے بھارت میں مسلمانوں کو شہید اور اِن کے املاک کو بھی نقصان پہنچا کر خوشی کا جشن بناتے ہوئے ویشوا ہندو پریشد نے اپنے اِس ناپاک کارنامے کی اطلاع اُس وقت کے بھارتی وزیراعظم نرسمہاراؤ کو دے کر اِن سے بھی ہزاروں ادائیں حاصل کیں اَب اِس افسوسناک واقعے کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ امریکا اور اسرائیل اپنے علاوہ کسی کو دوست نہیں سمجھتے (خواہ وہ بھارت ہی جیسا اِن کا کوئی پٹھو ملک اِن کا دوست کیوں نہ ہو)..... اِنہیں)امریکا اور اسرائیل کو جہاں بھی موقع ملتا ہے وہ ہر اُس ملک کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی سازش تیار کرلیتے ہیں جس سے اُس ملک کا امن اور استحکام خطرے میں پڑ جائے کیا بھارتیوں نے کبھی ایسا سوچا تھا....؟؟ کہ امریکا جسے

یہ اپنا سب سے بڑا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتے ہیں وہ اِنہیں ہندو مسلم فسادات کے ذریعے غیر مستحکم کرنے کے لئے اِس حد تک بھی جا سکتا ہے جیسا اِس نے بابری مسجد شہید کروا کر اِسے تباہ کرنا چاہا تھا۔

خبر کے مطابق اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ مہنت یوگل کشور شاستری نے بابری مسجد شہادت کیس کی سماعت کے دوران اسپیشل جج وریندر کمار کی عدالت کے سامنے اِس بات کا بھی برملا انکشاف کیا کہ وزیر اعظم نرسمہاراؤ خود بھی یہ چاہتے ہوں گے کہ وی ایچ پی اور رام جنم بھوی مووومنٹ کے ذریعہ اِس طرح مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ پھیلا جائے گی اور بھارت کے ٹکڑے ہو جائیں گے جس سے گریٹ امریکا اور اسرائیل کا خواب پورا ہو جائے گا تو اُنھوں (مہنت شاستری) نے ویشوا ہندو ویشد سے اپنا تعلق ختم کر لیا اِس طرح مہنت شاستی کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دے رہے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی وہ بھارتی انتہا پسند تنظیم ویشوا ہندو پریشد کو یہ نہ سمجھا سکے کہ وہ امریکی سازش کا حصہ بننے سے باز رہیں اِس طرح کرنے سے بھارت کو توڑنے کی امریکی سازش کامیاب ہو جائے گی اور بھارت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا مگر اِنہیں شائد اتنی مہلت نہیں ملی کہ ویشوا ہندو وپریشد کو سمجھا سکیں اور آخر کار بھارتی انتہا پسند تنظیم ویشوا ہندو پریشد کروڑوں امریکی ڈالروں کی وصولی کے عوض بابری مسجد شہید کر کے وہ کام کر گئی جس سے بھارت کا ایک سیکولر ملک

ہونے کے تمام دعوے خاک میں مل گئے جس کے بعد سے آج تک امریکا خود بھی بھارت کو سیکولر ملک ماننے سے دبے دبے الفاظ میں انکار بھی کرتا رہتا ہے اور اَب جبکہ سانحہ بابری مسجد کے حقائق جوں جوں سامنے آتے جارہے ہیں تو اِس پس منظر میں راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ 26 نومبر سانحہ ممبئی کے پس پشت بھی یقینی طور پر کوئی امریکی سازش ہی کارفرما رہی ہو سکتی جس سے پاک بھارت کشیدگی کا رنگ دے کر امریکا پاکستان اور بھارت کے درمیان ایٹمی جنگ کرنے کا منصوبہ رکھتا ہو مگر جو پاک بھارت حکمرانوں کی دانش مندی اور حاضر دماغی سے ٹل گئی۔جس کے ذریعے امریکا ایک تیر سے دو شکار کرنے کا خواہشمند تھا۔اور اِس کے ساتھ ہی یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ پاک بھارت جنگ کی صورت میں امریکا زیادہ مدد بھارت کی کرتا اور اِس کا ساتھ دیتا اور پاکستان کو جھوٹی تسلیوں پر ٹرخائے رکھتا کیوں کہ اِس جنگ کے نتیجے میں زیادہ نقصان پاکستان کو پہنچانا امریکا کو مقصود ہوتا۔

بہر کیف !دوسری جانب مسلم اُمہ کو یہ بات جان لینی چاہیئے کہ امریکا اور اسرائیل بہانے بہانے سے اِس پر لاکھ مہربانیاں کرلیں مگر یہ کبھی بھی اِس کے استحکام سے مخلص نہیں ہو سکتے کیونکہ اِن کے نزدیک اُمت مسلمہ کا استحکام ہی سب سے بڑا خطرہ ہے کیونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جس روز مسلم اُمہ میں معاشی اور سیاسی استحکام پیدا ہوگیا تو اُسی روز اِن کی مسلم اُمہ پر سے

داداگیری ختم ہو جائے گی اور آج شائد یہی وجہ ہے کہ مسلم بلاک کے بیشتر ممالک میں صدیوں سے قائم بادشاہت کے خاتمے اور یہاں نام نہاد امریکی جمہوری نظام کے رائج کرنے کی آڑ میں انقلاب کی جو ہوا چل نکلی ہے اِس کے پسِ پردہ وہ امریکی اور اسرائیلی سازش کارفرما ہے جس کے سہارے امریکا اور اسرائیل مسلم ممالک کو کسی نہ کسی بہانے غیر مستحکم کرنے کے بعد اِن کی معیشت کا ستیاناس کر کے اِن کے تیل کے ذخائر پر قبضے کا وہ حسین خواب دیکھ رہے ہیں جو اگر پورا ہو گیا تو اِن کی حکمرانی ساری دنیا پر قائم ہو جائے گی اور اَب یہ اپنے اِس ہی حسین خواب کی تعبیر حاصل کرنے کے خاطر ہر وہ غیر اخلاقی اور انسانیت سوز مظالم کے حربے استعمال کر کے جلد از جلد اپنے اُس حسین خواب کی تعبیر چاہتے ہیں جو اِنہوں نے مل کر دیکھ رکھا ہے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اِن کے اِس ناپاک خواب کی تعبیر کو مسلم اُمہ کسی بھی طور پر مکمل نہیں ہونے دے گی مگر یہ دنیا کے دو بڑے دہشت گردِ اعظم امریکا اور اسرائیل ہیں کہ یہ اپنے اِس خواب کی حسین تعبیر کے خاطر ہر کچھ (سیاسی اور اخلاقی طور پر) غلط کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں جس کو وہ کر گزرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور اِس کے ساتھ ہی آج اُمت مسلمہ کو یہ بات بھی اچھی طرح سے جان اور سمجھ لینی چاہئے کہ اُمت مسلمہ امریکا اور اسرائیل کا مقابلہ اُس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک اِس میں مثالی اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا عنصر نہ پیدا ہو جائے۔ اور اِس حقیقت کو بھی عالم اسلام ذہن نشین رکھے کہ آج مسلم اُمہ کی

زبوں حالی کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اُمت مسلمہ کے اتحاد کا شیرازہ بکھرا پڑا ہے امریکا اور اسرائیل جس کا فائدہ اٹھا کر اِن پر مذہبی، اخلاقی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی طور پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔

جس کی ایک تازہ مثال امریکی ریاست فلوریڈا میں ایک انتہا پسند عیسائی دہشت گرد ملعون پادری ٹیری جونز کے ہاتھوں مسلمانوں کی سب سے مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی ہونے والی بے حرمتی ہے جو اُسی امریکی اور اسرائیلی سازش کا حصہ ہے جس کو بنیاد بنا کر امریکا اور اسرائیل عالم اسلام میں اپنے خلاف اشتعال انگیزی پیدا کر کے اِسی بہانے اپنے حواریوں کے ساتھ مل کر مسلم دنیا پر حملے کا پروگرام مرتب کر چکے ہیں اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ امریکی انتہا پسند عیسائی دہشت گرد ملعون پادری کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف عالم اسلام میں آج امریکا اور اِس کے بغل بچے اسرائیل کے لئے نفرت اور انتقام کی جو آگ پیدا ہو گئی ہے وہ کسی بھی وقت امریکا اور اِس کے لے پالک بچے دہشت گرد اسرائیل کو بھی جلا کر بھسم کر سکتی ہے مگر آج اپنے خلاف امُت مسلمہ کے سینوں میں اُبلنے والے اِس آتش فشاں لاوے سے بے خبر امریکی اور اسرائیلی انتظامیہ کی یہ بے حسی ہے کہ اِس نے اپنے انتہا پسند دہشت گرد ملعون پادری ٹیری جونز کو ہٹ دھری اور مسلم اُمہ میں اشتعال انگیزی پیدا کرنے کے لئے اتنی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے کہ اَب ملعون پادری

قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کے بعد اعلانیہ طور پر اُمت مسلمہ کو للکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ وہ قرآن پاک کی بے حرمتی سمیت مسلمانوں کی مذہبی تعلیمات کے خلاف اپنے ایسے ناپاک عمل کو جاری رکھے گا اور اِس کے علاوہ ملعون پادری نے اپنے ناپاک عزم کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کر ڈالا ہے کہ وہ اَب امریکا کی سب سے بڑی مسجد کے سامنے مسلمانوں کے روبرو اسلام مخالف مظاہرہ کرکے اسلام کے پُر تشدد عناصر کے بارے میں عوام کو آگاہی فراہم کرے گا جس سے متعلق برطانوی خبر رساں ایجنسی رائٹرز نے اُمت مسلمہ کے اِس صدی کے سب سے بڑے امریکی اِنتہا پسند دہشت گرد عیسائی ملعون پادری ٹیری جونز کے ایک انٹرویو کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ عیسائی ملعون پادری ٹیری جونز کا کہنا ہے کہ وہ امریکا کی سب سے بڑی مسجد کے سامنے اسلام کے خلاف احتجاج کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے اِس (امریکی انتہا پسند دہشت گرد عیسائی ملعون پادری) کا کہنا ہے کہ جس کی قیادت وہ خود کرے گا اور اِس کے ساتھ ہی اِس ملعون پادری کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ اپنے اِس مظاہرے سے (اسلام مخالف) دنیا کو یہ بتا دے گا کہ بلاوجہ اِنسانوں کو قتل کرنا یقیناً وحشت ناک ہے اور مسلمان دنیا بھر میں بے گناہ انسانوں کا قتل عام کرتے ہیں اِس عیسائی دہشت گرد ملعون پادری کا کہنا ہے کہ اِسکے اِس مظاہرے کا مقصد اسلام کے پُر تشدد پہلو کو سامنے لانا ہے۔

یہاں اِس امریکی انتہا پسند دہشت گرد عیسائی ملعون پادری کے اِس دعوے کے جواب میں یہ عرض ہے کہ بالخصوص مسلم اُمہ سمیت دنیاکے دیگر ممالک یہ خوب جانتے ہیں کہ آج دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد نہ تو کوئی مسلمان ہے اور نہ ہی کوئی مسلم ملک بلکہ عیسائی اور یہودی ہی وہ دہشت گرد ہیں جن کی وجہ سے دنیا کا امن تباہ ہو رہا ہے اور عالم کُل کے دہشت گرداعظم امریکا اور اسرائیل خود ہیں اِس پر امریکا اور اِس کے دہشت گرد ملعون پادری کا یہ دعویٰ بھلا کیسے ...؟درست ہو سکتا ہے کہ دنیا میں قدم قدم پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے والے امریکا اور اسرائیل انسانیت کے خیر خواہ ہیں جو انسانوں کو مار کر ساری دنیا پر بدل بدل کر اپنی حکمرانی کرنے کے چکر میں لگے پڑے ہیں۔

قومی خزانے سے بے حس حکمرانوں کی عیاشی

حکمرانوں سنو! ملک میں جیت گئی مہنگائی اور مر گئے عوام.....

ویلڈن چوہدری نثار علی خان اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی......

اَب تک عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا دلکش اور دل فریب نعرہ دے کر مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجا کرنے والی حکمران جماعت پی پی پی اپنی ناقص پالیسیوں کے ساتھ سوائے اپنے لئے وہ سب کچھ کرنے کے جس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا یہ اپنی عوام کے لئے کچھ نہیں کر پائی ہے جس کے لئے عوام کا اِس سے گلہ ہے اور شائد ہمیشہ ہی رہے کیونکہ اَب عوام یہ بات سمجھتے ہیں کہ :۔

جس کا دعویٰ تھا کہ غربت کو کریں گے نابود

آج وہ لوگ بنے بیٹھے ہیں یارب معبود

خدمتِ قوم ووطن خاک کریں گے وہ لوگ

جن کا مقصود ہو صرف اپنی فلاح و بہبود

اوراِس کے ساتھ ہی اَب مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت اپنی ناقص پالیسیوں کے ساتھ ملک میں توانائی کے بحرانوں سمیت

مہنگائی بڑھانے اور عوام کو زندہ در گور کرنے کا اپنا ایک ایسا جامع منصوبہ لے کر آئی ہے کہ اگر یہ مزید رہ گئی تو یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک میں مہنگائی اور توانائیوں کے بحرانوں کے سوا اور کچھ نہیں بچے گا اِس لئے بھی کہ اَب ملک میں بڑھتی ہوئی گرانی اور توانائیوں کے بحرانوں سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اِس میں حکومت کی ناقص پالیسیاں اور حکمرانوں کی نااہلی ہی بڑی وجہ ہیں۔

جبکہ گزشتہ تین سالوں کے دوران موجودہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کے حوالوں سے ایشیائی ترقیاتی بینک کا پاکستان سے متعلق یہ انکشاف کہ آئندہ سال پاکستان میں مہنگائی کی شرح میں مزید 16 فیصد اضافہ تک اضافہ ہوسکتا ہے جو اِس خطے میں مہنگائی کا سب سے بلندترین گراف ہوگا اور اِسی طرح اقتصادی مشاورتی کونسل (ای اے سی) کا اجلاس جو بنیادی طور پر بجٹ 2011-12 کی تیاری کے لئے تجاویز کے سلسلے میں منعقد کیا گیا تھا اِس سے خطاب کے دوران اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر شاہد ایچ کاردار نے حیران کن انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں موجودہ افراط زر کی شرح جو 14.2 فیصد ہوچکی ہے موجودہ مالی سال 30 جون 2011 کے آخر تک یہ مزید بڑھ کر 15 فیصد ہوجائے گی اور اِس کے ساتھ ہی اِنہوں نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اِس کا مطلب یہ ہے آئندہ دنوں میں 173 ملین عوام مزید اقتصادی مصائب سے دوچار ہوں گے کیونکہ اِن کی آمدنی تیزی

سے کم ہو رہی ہے اور اِن کا کہنا تھا کہ عوامی اجناس کی قیمتیں کئی گنا بڑھ گئی ہیں خاص طور پر پیٹرولیم مصنوعات میں اضافہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے اِس موقع پر اجلاس کے شرکاء نے حکومت سے سفارش کی کہ اگر وہ آر جی ایس ٹی نافذ کرنا چاہتی ہے تو زراعت پر انکم ٹیکس لگائے کیونکہ شہری سیاسی پارٹیاں آر جی ایس ٹی کے تحت حکومت کو مزید ٹیکس لگانے کی اجازت نہیں دینا چاہتیں جب تک زراعت سے وابستہ لوگ ٹیکسوں میں اپنا حصہ نہیں ڈالتے۔ اور یہ بات درست ہے کہ زراعت سے وابستہ افراد ٹیکسوں کی ادائیگیوں سے مستثنیٰ ہوں اور دوسرے آر جی ایس ٹی اور دوسری شکل میں ٹیکس ادا کرتے رہیں اور یہ کہاں کا اِنصاف ہے کہ ایک طبقہ تو باقاعدگی سے ٹیکس ادا کرے اور دوسرا ٹیکس نہ دے کر بھی مزے کرتا پھرے۔

بہرحال ! اِس پر اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس گراں قدر سفارش کے بعد حکومت اپنی آر جی ایس ٹی کے نافذ کرنے والی ضد سے پیچھے ہٹتی ہے اور زراعت سے وابستہ لوگوں پر ٹیکسوں کا نفاذ کرکے اپنے وسائل میں اضافہ کرتی ہے یا اِنہیں چھوٹ دے کر آر جی ایس ٹی کا ملک میں نفاذ کرتی ہے۔ بہرحال یہاں ٹیکس کی ادائیگی سے کنی کاٹنے والوں کے لئے عرض ہے کہ :۔

تاجرانِ حیلہ پرور ہوں کہ صنعتکار ہوں
ٹیکس دیتے ہیں حکومت کو کہاں یہ نفع خور

کیوں خساروں کا بجٹ آئے نہ اپنے ملک میں
جبکہ ہر آجر ہماری قوم کا ہو ٹیکس چور

اگرچہ اِس شعر اور ایشیائی ترقیاتی بینک اور گورنر اسٹیٹ بینک کے یہ ہولناک انکشافات میں صداقت موجود ہے اور یہ حقیقت پر مبنی ہیں کہ یہ دونوں انکشافات جہاں عوام کے لئے پریشانیوں کا باعث بنے ہیں تو وہیں اِنہیں ہمارے اِن بے حس حکمرانوں کے لئے بھی نوشتہ دیوار ہونا چاہئے کہ جن کی ناقص پالیسیوں اور فرسودہ حکمت عملیوں کی وجہ سے ملک میں مہنگائی کا سیلاب آمڈ آیا ہے اور مزید یہ کہ اگر ہمارے اِن عیاش پسند حکمرانوں کی یہی روش قائم رہی تو آنے والے دنوں میں ملک میں مہنگائی کی شرح ایک خطرناک حد تک مزید بڑھ بھی سکتی ہے اِس لئے اِن پر اَب یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہونے سے پہلے ہی اپنے اندر چھپی اُن صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جنہیں یہ اَب تک باہر نہ لا کر اِنہیں استعمال نہیں کرسکے ہیں اور الٹے تلے میں پڑے ہیں جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ ہمارے حکمران جو قومی خزانے پر ایسے قبضہ کرکے بیٹھ گئے ہیں کہ جیسے کوئی ناگ خزانے کی حفاظت پر بیٹھ کر دوسروں کو تو اپنے پھن سے ڈراتا ہے مگر خود خزانے پر بیٹھ کر مزے کر رہا ہوتا ہے یکدم اِسی طرح ہمارے حکمرانوں نے جو قومی خزانے سے اپنی اور اپنے ملکی اہم چاہتی شخصیتوں کو بھی عیاشیاں کروانے میں مگن ہیں جس کے

ذریعے یہ ملک کی ممتاز سیاسی شخصیات کے لئے کروڑوں روپے سے بلٹ پروف گاڑیاں خریدنے کا منصوبہ ایک بار پھر پورے زوروشور سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے متعلق اطلاعات یہ ہیں کہ حکومت نے اپنے اِس منصوبے کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کے خاطر جائزے کے لئے ایک وزارتی کمیٹی قائم کردی ہے اور اِسے خصوصی طور پر ہدایت جاری کی ہے کہ وہ اہم شخصیات کی فہرست کا عمل جلد مکمل کرے تاکہ قومی خزانے سے اِن شخصیات کے لئے بلٹ پروف گاڑیاں خریدی جاسکیں۔یہاں توجہ طلب اور افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی اِسی نااہلی کے باعث اِنہیں ملکی اور عالمی میڈیا پر تنقیدوں کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے مگر یہ بے حس اور بے پرواہ بنے قومی خزانے سے اپنی اور اپنے پیاروں کی عیاشیوں کے لئے وہ سب کچھ گزرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جن کی وجہ سے ملک کے قومی خزانہ خالی ہوگا اور ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوجائے گا۔

جبکہ دوسری جانب حکمرانوں کے اسی لچھن کو دیکھتے ہوئے آج ملک کا ایک ایک فرد اِن سے انتہائی عاجزی اور اِنکساری سے یہ مطالبہ کررہا ہے کہ یہ سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی اُن عیاشیوں کو کم کرنے کا ضرور کوئی نہ کوئی ایسا سامان پیدا کریں جس سے ملک میں مہنگائی کے سیلاب کا زور ٹوٹے اور عوام کو ریلیف ملے مگر باوجود ایشیائی ترقیاتی بینک اور اقتصادی مشاورتی

کونسل کے اِن انکشافات کے بعد کہ پاکستان کے نااہل حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں اور اِن کی عیاشیوں کے باعث پاکستان میں آئندہ سال مہنگائی کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوسکتا ہے ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں بند ہیں جبکہ اِنہیں اپنی یہ بند آنکھیں کھول لینی چاہئیں اور اپنے اِس سمیت ایسے وہ تمام منصوبے ختم کردینے چاہئیں جس سے قومی خزانے پر اِن کی عیاشیوں کے لئے اضافی بوجھ پڑے۔

اگرچہ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حکومت کا ملکی اہم شخصیات کے لئے بلٹ پروف گاڑیاں خریدنے کے منصوبے کی بھنک جیسے ہی فاٹا کے منتخب اراکین کے کانوں تک پہنچی تو اِن کے بھی کان کھڑے ہوگئے اور اُنھوں نے بھی اپنے سینے پھولا کر اور گردنیں تان کر اِس بہتی گنگا سے ہاتھ دھونے کے لئے اپنے لئے بھی بلٹ پروف گاڑیوں کا مطالبہ کرڈالا جس کے بعد حکومتی سطح پر اَب ایک بار پھر یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ بلٹ پروف گاڑیاں خریدنے کا یہ حکومتی منصوبہ متنازع شکل اختیار کرجائے گا اور جو کہ اَب بند کردیا جائے گا۔ یہاں ہماری یہ دعا ہے کہ کاش اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو جائے اور یہ منصوبہ بند ہو جائے اور ہمارے حکمرانوں کے مردہ ضمیر زندہ ہوجائیں۔ جن کے لئے یہ شعر عرض ہے کہ:۔

غریب شہر امیر وکبیر ہوجائے

اِلٰہی قوم مری بے نظیر ہو جائے

ضمیر بیچ رہے ہیں جو مال و زر کے لئے

خدایا اِن کا بھی زندہ ضمیر ہو جائے

بہر کیف !اِس حقیقت کو بھی جھٹلانا شائد موجودہ حکمرانوں کے لئے ممکن نہ ہو کہ موجودہ حکومت نے اپنے لئے تو سو فیصد فقید المثال کامیابیاں حاصل کیں ہیں مگر ملک کے غریب اور مفلوک الحال عوام کے ریلیف کے لئے یہ کچھ بھی نہ کر سکی ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِس کا یہ کہنا ہے کہ اِس نے ملک کے غریب اور پریشان حال عوام کے لئے اتنا کچھ کر دیا ہے کہ اِس کے ثمرات اِن کی دہلیزوں تک عنقریب پہنچیں گے اور ملک میں خوشحالی آئے گی ۔جبکہ ملک کے غریب عوام مہنگائی، بے روزگاری اور چودہ سے سولہ گھنٹے بجلی کے لوڈشیڈنگ کے ہاتھوں اتنے بیزار ہو چکے ہیں کہ وہ اِس حکومت کے خاتمے کے لئے دن رات ربِ کائنات سے دعائیں مانگ رہے ہیں مگر اِن کی یہ دعائیں ابھی یوں پوری نہیں ہو رہی ہیں کہ اِن کے اپنے اعمال بھی کچھ درست نہیں ہیں اللہ سزا کے طور پر اِن کی یہ دعائیں فوراً قبول نہیں کر رہا ہے جس روز عوام اللہ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی تو اُسی دن اللہ اِن حکمرانوں کی رسی بھی کھینچ لے گا جو عوام پر بے تحاشہ مہنگائی کی شکل میں ظلم کر رہے ہیں اور اِن کی ایسی پکڑ کرے گا جس سے یہ چھوٹ بھی نہیں پائیں گے اور ایسا کڑا احتساب کرے گا کہ

ساری دنیا اِن کو نشانِ عبرت بنتا دیکھ کر اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر اللہ کی پناہ مانگے گی۔ جبکہ دوسری جانب یہ امر قابلِ تحسین ہے کہ قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان کی سربراہی میں قائم پارلیمانی احتساب کے سب سے بڑے ادارے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے پچھلے اڑھائی سالوں کے دوران سرکاری اداروں سے مالی بدعنوانیوں کے ضمن میں 68 ارب روپے کی ریکوری کا نیا ریکارڈ قائم کردیا ہے جس کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے کہ اِس کمیٹی نے اِسی طرح پچھلے سال سرکاری اداروں سے 24 ارب روپے وصول کیے گئے اور موجودہ مالی سال کے 7 ماہ کے دوران اَب تک 24 ارب روپے کی ہی ریکوری کی ہے اِس طرح ریکوریوں کا یوں ہونا ملک اور قوم کے لئے ایک انتہائی حوصلہ افزا امر ہے جس کے لئے قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان کی خدمات قابلِ تعریف اور لائق تحسین ہیں۔ جس کے لئے قوم کہہ پڑی ہے کہ ویلڈن .... ویلڈن چوہدری نثار علی خان .... ویلڈن اِسی طرح اپنی ذہانت اور خدمات سے اُن تمام ملکی لٹیروں سے ملکی دولت کی ریکوری کا عمل جاری رکھیں جو قومی خزانے سے ملک کی دولت کو لوٹ لوٹ کر اپنی جیبیں اور اپنے ذاتی خزانوں کو بھر رہے ہیں جو کہ ایک انتہائی شرمناک عمل ہے۔

آؤ اِختلاف ۔۔اِختلاف کھیلیں ! کیونکہ اِختلاف جمہوری حُسن ہے

حکمرانوں سنو! تمہارے اختلافی جمہوری حُسن نے عوام کے حُسن کا بیڑا غرق کر دیا ہے.......

اِس سے انکار ممکن نہیں کہ جب سے موجودہ جمہوری حکومت نے اپنا اقتدار سنبھالا ہے ہمیں تو ایسا ہی محسوس ہوا ہے کہ جیسے ہمارے حکمران اپنے قول و فعل سے خود یہ چیخ چیخ کہہ رہے ہیں کہ "آؤ اختلاف ....اختلاف کھیلیں اور اِسی کھیل کے سہارے ہی ہم اپنی (حکومتی)مدت پوری کرجائیں کیونکہ اِن جمہوری حکمرانوں کے نزدیک اختلاف جمہوری حُسن ہے جس کا خود برملا اظہار گزشتہ دنوں صدرِ مملکت سید آصف علی زرداری نے اپنے خطابات اور ہونے والی ملاقاتوں میں کرتے ہوئے کیا ہے کہ اختلافِ رائے سے جمہوریت مزید مضبوط ہوگی کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اختلاف جمہوری حُسن ہے اور پاکستان میں سیاسی قیادت پختہ ہوچکی ہے جس کی وجہ سے بغیر اکثریت کے جمہوریت کامیابی سے چل رہی ہے اور اِس کے علاوہ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ ملک کا ہر ادارہ دوستانہ ماحول میں اپنے اپنے حصے کا کام انتہائی خندہ پیشانی اور خوشدلی سے کر رہا ہے جس سے جمہوریت کی ریل بھی سست رفتاری سے ہی صحیح مگر چل ضرور رہی ہے اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ اِس کا اِس طرح سے چلنا ہی ملک میں

آمریت کا راستہ روکنے کا طریقہ اور مزید جمہوریت ہے جو ایک اچھا عمل ہے اور اپنے اِسی عمل سے ہم دوسروں کو برداشت کرنے پر یقین رکھتے ہیں علاوہ ازیں صدر کے اِن خیالات کے بعد ملک کی سیاسی جماعتیں بھی یقیناً اِس سے متفق ہوں گی کہ اختلاف جمہوری حکومت کا جمہوری حُسن ہے کیونکہ ہماری تمام سیاسی جماعتیں بھی اِسی اختلافی جمہوری بناؤ سنگھار کے حُسن سے آگے نہیں بڑھ سکی ہیں۔ جبکہ ہمارے خیال میں ہماری اِس نووارد جمہوریت میں یہ کیسا اختلافی حُسن ہے....؟؟ کہ جسے ہمارے حکمران اور سیاست دان ملک میں جاری جمہور اور جمہوری عمل کے لئے جمہوری حُسن قرار دے رہے ہیں اور اِس سے اپنا کام چلا رہے ہیں کیونکہ گزشتہ تین سال کے دوران یہ دیکھا گیا ہے کہ اِن کے اِس جمہوری اختلافی حُسن نے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے حُسن کو تو دوبالا کردیا ہے مگر عوام کے باہم متحد اور منظم ہوکر ووٹ کی طاقت استعمال کرنے والے اپنے اُس حُسن کا جس پر عوام کو کبھی بڑا ناز ہوا کرتا تھا اِس کا ایسا بیڑا غرق کرکے رکھ دیا ہے کہ اَب تو عوام اپنے اِس حُسن سے بھی ڈرنے لگے ہیں جس کی ایک جھلک دکھا کر عوام حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اپنا گرویدہ بنالیا کرتی تھی اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج ہمارے یہاں کا یہ جو جمہوری حُسن ہے وہ شکر میں لپٹی ہوئی وہ زہریلی گولی ہے جسے جب ہمارے حکمران اور سیاستدان نگلتے ہیں تو یہ نہ صرف اِن کے لئے میٹھی محسوس ہوتی ہے بلکہ جو اِن کی درازیِ عمر کا بھی باعث بنتی ہے مگر جب ہمارے حکمران اور

سیاستدان اپنی سیاسی بازی گری سے یہ ہی گولی عوام کے سامنے نگلنے کو پیش کرتے ہیں تو یہ شکر میں لپٹی ہوئی بظاہر حسین نظر آنے والی گولی عوام کے حلق سے نیچے اُتارتے ہی اِن کے لئے زہر قاتل ثابت ہوتی ہے جیسے اِن دنوں ہمارے یہاں یہ جمہوری اختلافی حُسن کی گولی اپنا دوطرفہ کام کچھ اِسی طرح کر رہی ہے جیساہم اِس کی خصوصیات کے بارے میں مندرجہ بالا سطور میں بیان کرچکے ہیں۔

اِس منظر اور پس منظر میں اَب ہمارے قارئین یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ بعض چیزیں جو کسی کے لئے انتہائی خُوب صُورت ہوتی ہیں مگر درحقیقت یہ اِن کے لئے بھی بالکل بے فائدہ ہوتی ہیں جیسے ہمارے یہاں کے سیاسی اختلافات جنہیں ہمارے حکمران اپنی بڑی ڈھٹائی سے اِنہیں جمہوری حُسن قرار دے کر اِنہیں خُوبصورت گردانے کی اپنی اپنی کوششوں میں مگن ہیں حالانکہ اِسی جمہوری اختلافی حُسن نے اِن کے لئے قدم قدم پر کیسی کیسی مشکلات پیدا کر رکھی ہیں اِس کا اندازہ اِن سے بہتر کوئی دوسرا نہیں کرسکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ بھی ایک سیاسی حربہ ہے کہ اگلے تک پریشانیوں کے دلدل میں دھسنے کے باجود بھی دنیاکے سامنے خود کو ایسا بنا کر پیش کیا جائے کہ جیسایہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ جبکہ جن اختلافات کو ہمارے حکمران جمہوریت اور اپنی حکومت کے لئے حُسن قرار دے رہے ہیں یہ خود بھی اِس حُسن سے بیزار ہیں۔

کیا سیاست نے دیا قوم کو نفرت کے سِوا
کیا سیاست نے دیا ہم کو عداوت کے سِوا
کیا ملا فِکر کو جز فکرِ خصومت کے سِوا
کیا ملا دید کو جُز دیدہ عبرت کے سِوا

اگر دیکھا جائے تو حقیقی معنوں میں اِس جمہوری حکومت کے ابتدائی اختلافات اِپنی اتحادی جماعتوں سے تو اُس وقت سے ہی کھل کر سامنے آنے شروع ہو گئے تھے جب اِسی جمہوری حکومت نے ملک پر گیارہ سال حکومت کرنے والے سابق آمر صدر جنرل ر) پرویز مشرف کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ملک سے رخصت کیا تھا اِس وجہ سے) اُس وقت ہی اہلِ دانش کے ذہنوں میں یہ خیال ایک سوال کی طرح امڈ آیا تھا کہ کیا اِس جمہوری حکومت کو آئندہ دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں صحیح معنوں میں جمہوری حکومت کو رول ماڈل کہا جائے گا۔ جو اپنے ابتدائی دنوں سے ہی آمر کے لئے اتنا کچھ کر گئی ہے جس سے اِس کے اتحادی نارض ہو گئے ہیں یہاں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکمران اختلاف کو جمہوری حُسن کہنے کے بجائے عوام کی خدمت کو اپنا زیور اور حقیقی حُسن کہتے تو کتنا اچھا ہوتا بہر کیف !اَب آخر میں اپنے کالم کے اختتام پر اِس جمہوری حکومت کے جمہوری حکمرانوں کے ہاتھوں باعزت طریقے سے ملک کے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کی رخصتی کے حوالے سے مجھے فاروق بشیر کا یہ قطعہ یاد آگیا کہ

لہو انسانیت کے پینے والے
بنے ہمدرد ہیں اِنسانیت کے
جنہوں نے آمریت کو جِلا دی
بنے ہیں چیمپیئن جمہوریت کے

چوہدری نثار علی کا خطاب ! .... ایک آئینہ ہے حکمرانوں کے لئے

گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف چوہدری نثار علی خان نے صدر کے خطاب پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے اپنے خطاب میں جس شعلہ بیانی کا مظاہرہ کیا ہے یقینی طور پر ایسا اندازِ بیاں اپنانے پر یہ پوری قوم سے داد وصول کرنے کے مستحق ہیں کیوں کہ قوم اِن کے اِس خطاب کے بعد بڑی پُراُمید ہے اِس لئے کہ چوہدری نثار علی خان نے اپنے خطاب میں جو کچھ کہا وہ حکمرانِ وقت کے لئے ایک ایسے صاف وشفاف آئینے کے مانند ہے جس سے حکمران اپنا احتساب کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ کہنے میں مجھے ذرا برابر بھی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ بقول شاعر

هم نے شعلوں کو شراروں کو بہت دیکھا ہے
ہم نے تقدیر کے ماروں کو بہت دیکھا ہے
اَب تمنا ہے کہ دورِ گلِ خنداں آجائے
ہم نے افسردہ بہاروں کا بہت دیکھا ہے

باوجود اِس کے کہ آج چوہدری نثار علی خان جو قائد حزبِ اختلاف بھی ہیں اور اِس ناطے یہ اپنی اُن ذمہ داریوں کا حق کچھ بہتر انداز سے کبھی کبھار ادا

کرتے رہتے ہیں ورنہ اکثر و بیشتر اِن کی سیاست بھی کسی کنوئیں کے مینڈک کی طرح لگنے لگتی ہے خاص طور پر سندھ کی سیاسی جماعتوں جیسے حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ پاکستان سے متعلق جب بھی اِنھوں نے اپنی زبان کھولی اور لب ہلائے ہیں تو ہر بار اِنھوں نے اِن کی خصوصیات کے برعکس ہی کہا ہے جب ہی تو ہم نے اِن کے سیاسی تدبر کو کنوئیں کے مینڈک سے تعبیر کیا ہے کیوں کہ ہمیں تو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے یہ اور اِن کی جماعت والوں کے خیالات اور سوچیں سندھ کے حوالے سے ایسے ہی ہیں جیسے کنوئیں کے مینڈک .... بہرکیف !اِس سے قطع نظر کہ یہ حقیقت ہے کہ چوہدری نثار علی خان نے قومی اسمبلی میں اپنے عہدے کا پاس رکھتے ہوئے جس انداز سے کھل کر 22 مارچ کی صدر مملکت کی مشترکہ پارلیمانی تقریر پر بحث کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ اِن کی نہ صرف سیاسی پختگی کا بین ثبوت ہے بلکہ اِن کا یہ انداز اُس اعلیٰ ظرفی کا بلند پایہ مظہر ہے جو ہمارے یہاں بہت کم قائد حزبِ اختلاف کے حصے میں آیا ہے۔ کیونکہ اِن کے خیالات نے آج یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ اِن جیسے جن لوگوں کے ذہن میں اچھے خیالات آباد ہوتے ہیں وہ کبھی بھی تنہا نہیں ہوتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ قائد حزبِ اختلاف ایک نڈر اور بیباک سیاستدان ہیں وہ کسی بھی معاملے میں کھل کر کہنے کی خداداد صلاحیت رکھتے ہیں اور اِس کے علاوہ یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ چوہدری نثار علی خان کسی کے خیالات کو اپنے خیالات سے پوری طرح شکست دینے کے بھی سیاسی میدان میں بڑے ماہر

جانے جاتے ہیں اِس ہی لئے تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے اِنہیں قومی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف کے لئے اِن کا چناؤ کرکے ہر حکومتی معاملے میں جا بجا نکتہ چینی کرنے اور تنقید کرنے کی ذمہ داری اِنہیں سونپ کر حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرنے والا اِنہیں ایک کامیاب قائد حزبِ اختلاب بنا دیا ہے۔ جبکہ یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اِس لولی لنگڑی جمہوری حکومت کے صدر کے خطاب پر بحث کچھ اِس طرح کی جاتی کہ صدر بھی خوش ہوجاتے اور چوہدری نثار علی خان کا صدر کی تقریر پر بحث کا شوق بھی پورا ہوجاتا اِنہیں صدر کی گھسی پٹی تقریر پر یوں ولولہ انگیز بحث کرنے کا اِن سے کہیں زیادہ فائدہ صدر اور اِن کی جماعت کو پہنچا ہے جس سے صدر اور اِنکی تقریر کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے جبکہ اِس موقع پر قائد حزبِ اختلاف کے لئے ہمارا مشورہ شاعر کے اِس شعر کی شکل میں ہے کہ

ضبط کہتا ہے ابھی رکھیے زباں کو خاموش
درد کہتا ہے کہ ہونٹوں کے دریچے کھولو
دل کا ارشاد کرو رسمِ وفا کی باتیں
حق کا فرمان محبت کے صحیفے کھولو

جبکہ ہم ایک مرتبہ پھر یہی کہیں گے کہ چوہدری نثار علی خان نے صدر کی تقریر پر بحث کرکے جہاں اپنا بحث کا شوق اور جنون پورا کیا تو وہیں اُنھوں نے

ایوان کا وقت بھی ضیاع کیا کیونکہ وہ دوسری طرف اپنی اِس بحث سے قوم کو یہ بتانے اور جتانے کی بھی کوشش کرتے رہے کہ خدایا قوم اَب ہمیں فرینڈلی اپوزیشن کا طعنہ نہ دے اِس لئے کہ ہم اَب حکومت کے ہر معاملے میں کھل کر کہنے اور سُنانے کی ہمت رکھتے ہیں جیسا گزشتہ دنوں ایوان میں صدر کی تقریر پر بحث کرکے اِنہوں اپنا موقف عوام کی عدالت میں پیش کیا ہے۔اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حکمرانوں کو مسندِاقتدار سنبھالنے سے پہلے اِس اہم ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھانے کی تربیت بھی حاصل کرلینی چاہئے تھی تاکہ یہ اپنی نااہلی کے باعث ایسی کسی بھی ناقص کارکردگی کا ہرگز مظاہرہ نہ کرتے جیسی اِنہوں نے گزشتہ تین سالوں کے دوران پیش کی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ ایوانوں سے لے کر ملک کے دوردراز کسی صحرا میں بنی چھونپڑی میں رہنے والے ایک عام اور غریب پاکستانی کے نزدیک بھی ہدفِ تنقید بنے ہوئے ہیں اور آج ہر پاکستانی خواہ وہ دنیاکے کسی بھی کونے میں رہتا ہو وہ اپنے حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی حکومت کی ناقص کارکردگی کی بناپر اِن پر انگلیاں اٹھانا اپنا فریضہ سمجھتا ہے اپنے حکمرانوں کی یہ لاچارگی ،اِن کی نااہلی اور تین سالہ دورِاقتدار میں اِن کی ناقص کارکردگی اوراِن کے عوام کے ساتھ روارکھے گئے روکھے پھیکے رویوں کو دیکھ کرآخر میں ہماری اپنے اللہ سے بس یہی ایک دعا ہے کہ ربِ کائنات ہمارے حکمرانوں کو باقی کے دو سال اِس شعر کی روشنی میں گزارنے کی توفیق دے کہ

عطا کی ہے حکومت جس کو یارب
اُسے رمزِ حکومت بھی عطا کر
سلیقہ دے اُسے شائستگی کا
اُسے حُسنِ متانت بھی عطا کر

جس پر پورا اتر کر یہ اپنی حکومت کے سابقہ تین سالوں میں خود پر لگنے والے وہ تمام داغ بھی مٹا سکیں گے اور اِس طرح یہ اپنی حکومت کی بقیہ مدت ٹھیک طرح سے گزار کر عوام میں پھر کوئی اچھا منہ لے کر جانے قابل ہو جائیں گے۔

ہم نے لالٹین خرید لی ہے اور آپ نے

ہم نے لالٹین خرید لی ہے اور آپ نے.... اے کے پی ایس کیوں لگایا...؟
ملک میں بجلی اور توانائی کا مصنوعی بحران زائد منافع کمانے والوں کا پیدا کردہ ہے......
حکومت اور محکمہ بجلی قوم کو بے وقوف بنانے اور پتھر کے زمانے میں لے جانے کا سلسلہ اب بند کرے....
لیجئے جناب وفاقی وزیر پانی و بجلی نوید قمر نے اپنے تئیں اپریل تا ستمبر 2011 تک ملک میں بڑھتی ہوئی بجلی کی لوڈشیڈنگ کو کنٹرول کرنے کی کوشش میں 12 نکاتی ایسی انوکھی تجاویز ششماہی بچت پلان کے نام سے قومی اسمبلی سے منظور کرالی ہیں جس کا اطلاق جلد ہی ملک بھر میں کرا دیا جائے گا جس کے تحت دکانیں بازار رات 8 بجے بند اور آرائشی لائٹس پر پابندی ہوگی جبکہ اے سی 26 ڈگری پر رکھنے کی مہم بھی چلائی جائے گی جبکہ وفاقی وزیر پانی و بجلی سید نوید قمر نے ایوان سے کھلا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اِن کے اِس بارہ نکاتی ششماہی بچت پلان پر نیک نیتی سے عمل کرا دیا گیا تو ملک میں اِس دوران اِن اقدامات سے یقینی طور پر یومیہ 1000 سے 1100 سو میگاواٹ تک بجلی کی

بچت ہو گی۔

یہاں قوم یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتی ہے کہ ٹھیک ہے نوید قمر کے اِن بارہ نکاتی ششماہی بچت پلان سے یومیہ مندرجہ بالا میگاواٹ تک بجلی کی بچت ہو سکتی ہے مگر یہ ملک میں جاری غضب ناک حد تک بڑھ جانے والی بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ جیسے مسئلے کا کوئی مستقل حل تو نہیں ہے۔ جبکہ اِس موقع پر ہم سمیت ساری پاکستانی قوم وفاقی وزیر پانی و بجلی سید نوید قمر اور حکمرانِ وقت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ خدایا ملک کی معیشت کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے ملک میں بجلی کے بحران کو وقتی طور پر حل کرنے کے بجائے اِس کا مستقل اور پائیدار طریقوں سے مناسب اقدامات کر کے ملک سے بجلی کے بحران کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کے لئے کوئی حل نکالا جائے تاکہ ملک یکسوئی کے ساتھ ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے اور اگر اِس کے باوجود بھی ہمارے حکمرانوں نے ملک سے بجلی کے بحران اور لوڈشیڈنگ کے بڑھتے ہوئے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ دورانیے کو کم اور ختم نہ کیا تو پھر قوم یہ بات مان جائے گی کہ ملک میں بجلی اور توانائی کا بحران مصنوعی نوعیت کا ہے جو حکمران وقت کی پشت پناہی کے باعث بجلی اور توانائی کے شعبوں میں اُن منافع خُور سرمایہ داروں نے دانستہ طور پر خود پیدا کر رکھا ہے جو ایک طرف طویل لوڈشیڈنگ کے ذریعے فرنس آئل بچا رہے ہیں تو دوسری طرف یہ بجلی نہ دے کر بھی اپنے صارف

سے زائدہ بلنگ کے ذریعے دگنی رقم وصول کرنا اپنا دین دھرم بنا کر اپنے کاروبار کو چمکا رہے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ ظالم اور جابر و فاسق لوگ ملک میں طویل لوڈشیڈنگ کے طرح طرح کے بہانے تلاش کرکے بجلی پیدا کرنے میں مدد دینے والی مشینوں اور اِس سے ملحقہ اپنے دوسرے اثاثوں کو بند کرکے اِنہیں ریسٹ دے کر اِن کی لائف بڑھا رہے ہیں اور اپنے اِس کاروباری حربے سے یہ جہاں اربوں ڈالر منافع کما رہے ہیں تو وہیں یہ سرمایہ دار ملک میں طویل بجلی کی لوڈشیڈنگ سے ملک کو اقتصادی اور معاشی طور پر بھی غیر مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کو معاشی اور اقتصادی و اخلاقی طور پر تباہی اور بربادی کے کس دھانے پر لے جارہا ہے کہ جہاں پہنچ کر ملک کا سنبھلنا بہت مشکل ہوجائے گا۔

مگر یہاں قابل افسوس امر تو یہ ہے کہ اِن ساری خامیوں کو جاننے کے باوجود بھی ہمارے حکمران ہیں کہ یہ ابھی تک اپنی سیاسی مصالحتوں کی وجہ سے خاموش ہیں جبکہ اِنہیں اِس جانب سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ سب کچھ کردینا چاہئے کہ جس سے ملک میں قائم محکمہ بجلی کی مونوپولی کا خاتمہ ہو اور ملک بجلی جیسی توانائی کے مصنوئی بحران سے نکل کر ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوجائے۔

اگرچہ ملک میں بجلی اور توانائی کے بحرانوں پر قابو پانے کے لئے حکومت نے کسی حد تک سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزشتہ دنوں پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پیٹرولیم کے زیر اہتمام تین روزہ توانائی کانفرنس2011کااہتمام کیا جس سے متعلق ابھی صرف یہ کہاجاسکتا ہے کہ یہ تین روزہ توانائی کانفرنس سے حاصل ہونے والے نتائج سوائے آنسوپوچھنے جتنی حوصلہ افزائی کے عملی طورپر اور کچھ نہیں ہیں کیوں کہ ابھی اِس توانائی کانفرنس سے توقعات وابستہ کرناقطعاً درست نہ ہوگاکہ اِس کانفرنس سے کوئی ایسے اچھے نتائج برآمد ہوسکیں گے جس سے ملک میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے اُس خطرناک ترین اژدھے سے نجات مل جائے گی جو ملک کی معیشت کوآہستہ آہستہ ہڑپ کررہاہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ قوم حکمرانوں کی گول مول باتوں سے مایوس ہوچکی ہے اوراَب یہ برملاکہنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ ہمارے حکمران نااہل ہیں جن کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے ملک میں طرح طرح کے بحران جنم لے رہے ہیں اور اَب توملک میں تین روزہ ہونے والی توانائی کانفرنس کے بے نتیجہ اختتام اور وفاقی وزیرپانی و بجلی سید نوید قمرکے بارہ نکاتی بجلی بچاؤکے ششماہی بچت پلان کے بعد قوم کا دماغ واقعی خراب ہونے کو ہے اوراَب اِس میں وہ پہلے والا برداشت کا مادہ بھی نہیں رہاہے جو کبھی اِس میں ہوا کرتا تھا...اوراَب تو قوم کا یہ عالم ہے کہ اِس کا بس نہیں چل

رہاہے کہ یہ موجودہ حکمرانوں کا کیا حشر نہ کرڈالے مگر یہ اُس وقت کے انتظار میں ہے کہ جب اِس کی برداشت کی حد پوری طرح سے ختم ہوجائے گی پھر یہ کسی کی بھی نہیں سُنے گی. پھر آگے آگے حکمران وقت ہوں گے ...اور اِن کے پیچھے پیچھے قوم ہوگی اور ...دمادم مست ہورہاہوگا

بہر کیف ! آج جب ہماری بیگم نے تین روزہ توانائی کانفرنس کے بے مقصد نتائج اور وفاقی وزیر سید نوید قمر کے بجلی بچت پلان کا اعلان سُنا توخلافِ توقع اِن کی آواز میں غضب کی گھن گرج تھی ایک ایسی گرج جو ہم نے پچھلے سولہ ، سترہ سالوں میں کبھی نہ سُنی تھی اور نہ ہی محسوس کی تھی جو آج ہمیں سُننے کو ملی ہے اِس کے گواہ ہمارے کالم نگار ساتھی محمد احمد ترازی بھی ہیں وہ اُس وقت ہمارے ساتھ ہی تھے ہماری بیگم کی یہ غضب ناک کیفیت اُنھوں نے بھی پہلی مرتبہ دیکھی تھی اور یہ بھی حیران تھے کہ آج بھابی کو یکدم سے کیا ہوگیاہے کہ یہ غصے سے لال پیلی ہوگئیں ہیں بیگم کے اِس طرح سے چیخ کر بولنے پر جہاں ہم پریشان ہوئے تو وہیں ہم یہ سوچنے پر بھی ضرور مجبور ہوئے کہ یہ آج ہم سے اِس طرح چیخ کرکیوں بولی ہیں تو وہیں ہمیں یہ احساس بھی ہواکہ یقیناً ہم سے کوئی نہ کوئی ایسی غلطی ضرور سرزد ہوگئی ہے کہ جس کی وجہ سے اِن کا ٹیمپریچر ہائی ہوااور یہ ہم سے اِس طرح گھن گرج کے ساتھ بات کرنے پر مجبور ہوئیں ہیں... قبل اِس کے کہ ہم مزید آگے بڑھیں یہاں ہم اپنے پڑھنے والوں کو

یہ بتاتے چلیں کہ خیر سے اللہ رکھے ہماری بیگم صاحبہ کو جنہوں نے شادی کے بعد سے آج تک (یعنی سولہ سترہ سالوں کے دوران) ہم سے کبھی اس طرح چیخ کر بات کرنا تو درکنار اِنہوں نے ہمارے سامنے قہقہ لگا کر ہنسا تک نہیں تھا مگر آج اِن کے اِس طرح سے چیخنے اور چلانے پر جہاں ہم پریشان ہوئے تو وہیں ہم یہ بھی سوچنے پر ضرور مجبور ہوئے کہ اِنھوں نے شائد ہم سے کبھی ایسی کوئی فرمائش بھی نہیں کی کہ جو اِنہوں نے ہم سے کی ہو اور ہم نے اُسے پوری نہ کی ہو تو اِن کا لب ولہجہ آج اتنا ترش ہوا کہ وہ اِن کی برداشت سے باہر بھی ہوگیا ہے.... ابھی ہم اِسی تذبذب میں غوطہ زن ہی تھے کہ ایک دھماکے سے ہمارے کمرے کا دروازہ کھلا اور بیگم صاحبہ کمرے میں آتے ہی ڈورن حملے کے کسی میزائل کی طرح ہم پر یوں جھپٹیں کہ ہمارا فوراً سے بیشتر سنبھالنا مشکل ہوگیا اور اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اُسی طرح چیخ کر ہمیں بچوں کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ اِس گرمی کے عالم میں بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ نے زندگی اجیرن کردی ہے بچوں کے امتحانات سر پر ہیں اور بجلی کی گھنٹوں گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ سے اِن کی پڑھائی لکھائی متاثر ہو رہی ہے... اَب خدا کے واسطے آپ کو اپنی اور میری کوئی فکر ہو یا نہ مگر بچوں کے لئے تو گھر میں زیادہ نہیں تو ایک دو لالٹینیں ہی لے لائیں گھر میں لالٹین ہونے سے آپ کے اسٹیٹس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور ویسے بھی لالٹین ہمارے تہذیب کا حصہ ہے اور آج کل تو یہ ہمارے تہذیب کا حصہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے بینادی ضرورت بھی بن گئی ہے

اور تو ویسے بھی اَب بجلی کی اِس طویل لوڈشیڈنگ سے نجات کا واحد سہارا ہم غریبوں اور کم آمدنی والے لوگوں کے لئے لالٹین ہی رہ گئی ہے کیا ہم اِس قابل بھی نہیں ہیں کہ ہم اپنے بچوں کی پڑھائی اور اِنہیں اُجالا دلانے کے خاطر اپنے گھر لالٹین ہی خرید لائیں....
میں آپ سے یو پی ایس اور پیٹرول اور گیس سے چلنے والے بجلی کے جنریٹرز خریدنے کی فرمائش نہیں کررہی ہوں یہ سب تو امیروں کے چونچلے ہیں ہم غریبوں کے لئے تو اپنے گھر میں اُجالے اور بچوں کی پڑھائی لکھائی کے لئے تو لالٹین ہی کافی ہے
اور دیکھیں جی ! آپ اگر اَب لالٹین خرید کر نہیں لائے تو بہت بُرا ہوگا...اَب میری زبان کھل گئی ہے جو اُسی صُورت میں بند ہوگی جب گھر میں لالٹین آپ خرید کر لائیں گے ہیں آپ سے یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ بھی اپنے معاشرے کے کچھ اثرورسورخ والے کے پی ایس یعنی (کُنڈا پاور سپلائی) لگوادیں میں تو K.P.S غریبوں کی طرح اپنے گھر پر بس صرف اتنا ہی کہہ رہی ہوں کہ اپنے بھی گھر پر دو ایک لالٹین خرید لائیں تاکہ ہمارے بھی بچے اپنے امتحانات کی تیاری کرسکیں یہ روز....روز پچاس روپے کی موم بتی کا خرچہ میری برداشت سے باہر ہوچکا ہے جس کی روشنی میں نہ تو بچے ٹھیک طرح پڑھ لکھ سکتے ہیں اور نہ سکون سے رہ سکتے ہیں جب تک موم بتی جلتی ہے یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی بے احتیاطی نہ ہوجائے اور سارے گھر میں آگ نہ بھڑک اُٹھے ... اِسی غصے دار لہجے میں بیگم نے ہم سے مخاطب ہوکر کہا اور سُنیں جی ! آج ہمارے اِسی معاشرے میں جو ذرا اچھے اثرورسوخ والے لوگ

ہیں وہ اپنے گھروں میں لالٹین کے ساتھ ساتھ ، یوپی ایس اور کے پی ایس (کُنڈا پاور سپلائی) سے بھی مستفید ہورہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ ہمارے پاس نہ تو اپنے گھر میں بچوں کی پڑھائی لکھائی اور اُجالے کے لئے لالٹین ہے اور نہ ہی یوپی ایس اور کے پی ایس کُنڈا پاور سپلائی) ہی ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہماری قسمت میں آپ اور بجلی والوں نے) اندھیرا ہی اندھیرا لکھ دیا ہے.... بیگم صاحبہ ! تو اپنے عالمِ غصے میں خدا جانے اور کیا کیا کچھ کہے جارہیں تھیں مگر ہم اپنا سر کسی شریف النفس شوہر کی طرح نیچے کئے اِن کی باتیں سُنتے رہے اور یہ سوچتے رہے کہ آج گھر پر رہنے والی اِن جیسی میرے ملک کی کڑوروں شوہروں کی بیویاں اور کڑوروں بچوں کی مائیں دن میں 9 سے 12 اور 16 گھنٹے کی بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ سے کیسی بیزار ہو گئی ہوگیں جو ایک طرف محکمہ بجلی کی جانب سے دی جانے والی طویل لوڈشیڈنگ کی اذیتیں برداشت کر رہی ہیں تو دوسری جانب اِنہیں اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے خاطر اِن کی پڑھائی لکھائی کی فکر لاحق رہتی ہے جو آج اِن ماؤں کے بچے ملک میں ہونے والی طویل بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اپنی پڑھائی لکھائی اور امتحانات کی تیاریوں سے محروم ہورہے ہیں .... مگر اِن تمام باتوں کے باوجود بھی ہمارے حکمرانوں کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ یہ اپنی آنکھیں ،کان ، زبان اور دل ودماغ وہ سب کچھ بند کئے بیٹھے ہیں جن کے ذریعے یہ عوام کی تکالیف کا اپنے اندر احساس پیدا کرتے تو یہ یقینی طور پر ملک اور عوام کو بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے خاطر بازار اور

دکانیں رات آٹھ بجے بند کرنے کے علاوہ بھی اور بہت سے کچھ ضروری اقدامات بھی کرتے مگر شائد وہ خود بھی عوام کے لئے کچھ اچھااقدام اٹھانے اور کوئی بہتر لائحہ عمل تیار کرنے کے موڈ میں قطعاً نظر نہیں آتے ہیں ۔اِسی لئے تو اِنھوں نے محض دکھاوے کے خاطر چند ایک ایسے کام کر دیئے ہیں جن کا کوئی خاص بڑافائدہ نظر نہیں آتاہے۔ موجودہ حکمرانوں کی نااہلی اوراِن کی ہر معاملے میں روارکھی گئی ناقص پالیسیوں سے اندازہ ہوتاہے کہ یہ ہر معاملے میں عدم دلچسپی اور دوراندیشی کے بغیر وہ کچھ کئے جارہے ہیں جس کی وجہ سے ملک پتھر کے دور میں جلد ہی چلاجائے گا اور وہ کام کو اغیار نہیں کرسکے یہ کام ہمارے موجودہ جمہوری حکومت کے جمہوریت پسند حکمران اپنے ہاتھو سے خود کرجائیں گے۔جب بیگم کا غصہ ذراکم ہو کر ٹھنڈاہواتو ہم نے قریبی واقعی بازار کارخ کیااور رات ہونے سے پہلے ہی تین عدد لالٹینیں خریدلائے جنہیں دیکھ کر ہمارے بچوں کی ماں اور ہماری بیگم کا غصہ ٹھنڈاہوااور وہ ہمارے اِس کارنامے پر خوش ہوکر دودھ پتی چائے کاایک گرماگرم کپ لے آئیں اور کہنے لگیں کہ دیکھاجی دنیاگول ہے آج اِس 21ویں صدی کے جدید سائنسی دور اور دنیاکے ایک بڑےایٹمی ملک پاکستان کے لوگ لالٹین کی روشنی میں اُسی طرح اپنی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جس طرح ہم سے پہلے کے لوگ گزاراکرتے تھے جب بجلی نہیں تھی اورآج ہم بجلی ہوکر بھی لالٹین سے کام چلارہے ہیں یعنی ہم ایٹم بم بنانے اور رکھنے کے باوجود بھی پتھر کے زمانے والوں کی طرح کے

ہو کر رہ گئے ہیں۔

ہم پاکستانیوں کا یہ خیال جواَب گزرتے حالات واقعات کے ساتھ ساتھ اِس یقین میں بدل چکا ہے کہ سانحہ نائن الیون کے بعد اُس وقت کے امریکی صدر بش نے ہمارے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کو واضح اور دوٹوک الفاظ میں دھمکی دی تھی کہ وہ اِن کے ملک پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں کے خلاف کی جانے والی کاروائیوں امریکا کا ساتھ دیں ورنہ اگر پاکستان نے اِن کا ساتھ نہ دیا تو امریکا یہ سمجھے گا کہ پاکستان بھی دہشت گردوں کے ساتھ ملا ہوا ہے اور امریکا کی دہشت گردوں کے خلاف غضب ناک کاروائیوں کا دائرہ پاکستان تک بڑھادیا جائے گا اور اِس طرح امریکا پاکستان کو پتھر کے زمانے میں لے جائے گا اگرچہ اِس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امریکی صدر بش کی اِس دھمکی کا جواب اُس وقت کے ہمارے صدر نے کس طرح دیا وہ بھی آج سب کے سامنے ہے کہ اُنھوں نے اپنی دانش سے پاکستان کے خلاف رکھے گئے امریکیوں کے غضب ناک عزائم کو جس سے یہ پاکستان کو پتھر کے زمانے میں لے جانا چاہتے تھے اِسے خاک میں ملانے کے خاطر ایک طرف جہاں امریکا کا ساتھ دینے اور دہشت گردوں کی کمین گاہوں کا ملیامیٹ کرنے کے لئے امریکا سے ہاتھ ملایا تو دوسری طرف اِنھوں نے ملک کو دیگر دوسرے معاملات میں ایسے مسائل جن میں کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری، بم دھماکے اور توانائی جیسے بجلی اور گیس کے بحرانوں میں

الجھانے کا سامان کیا کہ پاکستان جب سے اَب تک اِن مسائل کا شکار ہے جن سے نکلنا اَب اِس کے اپنے بس میں بھی نہیں رہا ہے کہ یہ بغیر امریکی امدادوں اور سودی قرضوں کے عوض اِن مسائل سے چھٹکارہ حاصل کرسکے۔ مگر یہ تو حقیقت ہے کہ سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف نے اپنی دانشمندی سے ملک کو امریکا کے ہاتھوں ہونے والی بمباری سے پتھر کے زمانے میں جانے سے جو رکوادیا تھا وہ کام کسی اور طریقے سے کرگئے اور اِن کے بعد رہی سہی جو کسر تھی وہ موجودہ حکمرانوں نے اپنی نااہلی اور ناقص پالیسیوں کے سہارے پوری کردی اور آج اِس میں کوئی شک نہیں ایسا لگتا ہے کہ جب ہمارے یہاں سے بجلی اور توانائی کا بحران ختم نہیں ہوگا اور ہماری بنیادی ضروریاتِ زندگی حکمران پوری نہیں کریں گے تو جلد ہی ہم سب پتھر کے زمانے کے لوگ لگنے لگیں گے۔

بجلی و توانائی کے بحرانوں کا ایک حل کالا باغ ڈیم کی تعمیر

پاکستان کی ترقی و خوشحالی کا ضامن کالا باغ ڈیم.....کالا باغ ڈیم کی تعمیر گھٹائی کا شکار کیوں..؟

سیاستدانوں کی انا اور خود غرضی اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر......

آج میرا ملک سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی وجہ سے جن سنگین بحرانوں میں مبتلا ہے ،اَب اِن سے نکلنا اِس کے لئے دن بدن مشکل تر ہوتا جارہا ہے،اِس کی کیا وجہ ہے...؟ یہ بھی حکمرانِ وقت ،سیاستدان اور مدبرانِ قوم کو بھی معلوم ہے ،مگر افسوس ہے کہ آج مصالحت پسندی کے بھنور میں جکڑے افراد میں سے کوئی بھی ایسا دانا شخص موجود نہیں ہے جو ملک کواِن بحرانوں سے نکالنے کے لئے ایک قدم بھی آگے بڑھ کراِسے تھام لے اور کوئی تجویز دے سکے کہ ملک اِن سنگین بحرانوں کے دلدل سے نکال جائے جن میں یہ دھنستا چلا جارہا ہے۔

اگرچہ اِس سے انکار ممکن نہیں کہ میرے ملک کواِن سنگین بحرانوں سے دوچار کرنے میں 63 سالوں میں اِس پر حکمرانی کرنے والے اُن سول اور فوجی حاکم وقت اور اناپرست سیاستدانوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے ،جن کی محدود سوچوں اور ناعاقبت

اندیشیوں اور اِن کی ناقص حکمت عملیوں نے اِسے اِس نہج پر پہنچانے اور مسائل پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ جو اِس سمیت اور دوسرے ڈیموں کی تعمیر کے مخالف رہے اور جنھوں نے ملک میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کو اپنی سیاست کا اُوڑھنا بچھونا بنایا، اور اِنھوں نے ملکی ایوانوں اور عوامی جلسے جلوسوں میں بالخصوص کالا باغ ڈیم اور دوسرے ڈیموں کی تعمیر کی مخالفت کو کھلم کھلا اپنی تقریروں اور اپنی شعلہ بیانی کے ذریعے اپنی سیاست چمکانے کا ایک بہترین ذریعہ قرار دے کر اپنے عوام کو بھی اِس کی مخالفت کے لئے بھڑکایا اور اِس طرح یہ سیاست دان اپنی آخری سانسوں تک کالا باغ کی تعمیر کی مخالفت پر قائم رہے ،اور اِس کی تعمیر کو اپنی انا کی زینت بنائے رہے آج جن میں سے کچھ تو اپنی زندگیوں سے گزر گئے اور کچھ باقی بچے ہیں وہ سیاست سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں ۔اور اَب اِن کا چھوڑا ہوا یہی کام ملکی سیاست میں آنے والے اِن کے شاگرد اور اِن کے ہمدرد کر رہے ہیں۔ جس پر ہم جیسے پاکستانی کا دل ملول ہے اپنی اِسی کیفیت پر یہ شعر یاد آگیا کہ

سینہ غمِ حیات میں اپنا ہے داغ داغ
روشن ہیں اُن کی راہوں میں ہر ہر قدم چراغ
اک ہم کہ کالاباغ کے غم میں ملول ہیں
اک وہ مسرتوں کے دکھاتے ہیں سبز باغ

یہاں یہ امر قرار واقع ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ایک خوشحال اور مستحکم پاکستان کے لئے اتنی ہی لازم وملزوم ہے جتنی کسی انسان کو زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے ،اسی طرح پاکستان کو بھی اپنے مستقبل کی راہ پر پہلا قدم رکھنے کے لئے کالا باغ ڈیم اوراِس جیسے سیکڑوں اور ہزاروں چھوٹے.بڑے ڈیموں کی تعمیر ایک ایسا زینہ ثابت ہوسکتی ہے جس کے ذریعے پاکستان خوشحالی کی منزلیں سر کرسکتا ہے مگراِس سے قطع نظر یہ کہ اِن ساری باتوں کے باوجود بھی اِس کی تعمیر کو دانستہ طور پر ایک متنازع مسئلہ بنا کریوں پیش کردیا گیا ہے کہ جیسے اگر یہ تعمیر ہوگیا تو خدا جانے ملک پر کون سی آفت آپڑے گی۔

یہاں یہ امر اِنتہائی حوصلہ شکن ہے کہ ایک اندازے کے مطابق 1985 یا اِس سے کچھ سال پہلے یا بعد سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر ہمارے یہاں سیاسی ماحول میں شدت آئی، ایک طبقہ اِس کی تعمیر کے حق میں رہا تو دوسرے نے اِس کی مخالفت کو اپنی موت اور زندگی کے مسئلے سے تعبیر کیا اور آخرکار دوسرے طبقے کی مخالفت کا یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ ہمارا ملک توانائی اور پانی کے بحرانوں سے اِس قدر دوچار ہوگیا ہے کہ اِن کے بغیر ملک کی ترقی یقینی طور پر رک کر رہ گئی ہے، جو کسی بھی لحاظ میں ملک اور قوم کے بہتر مفادات میں نہیں ہے۔

اگرچہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ملک کو اُوپری سطور میں درج جن مسائل سے دانستہ طور پر دوچار کرانے کے لئے ہمارے یہاں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت ایک مخصوص سوچ اور محض مفرضوں کی بنیاد پر دو صوبوں سے تعلق رکھنے والے ملک کے طاقتور ترین طبقے نے کی ہے اِن کی جانب سے کالا باغ ڈیم سمیت اور دوسرے ڈیموں کی تعمیر کی مخالفت اب تک پوری شدت سے جاری ہے اِن میں سے صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں، عوام اور وڈیروں کا خیال یہ ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم کی تکمیل ہو گئی تو اِن کے صوبے کو ملنے والے پانی کی مقدار کم ہوجائے گی اور ان کے صوبے کے سمندر میں پانی کم آئے گا جس سے اِن کے کچھ علاقے جیسے ٹھٹھہ اور بدین سمیت اِن سے ملحقہ علاقے بری طرح سے متاثر ہوں گے اور جس کی وجہ سے یہاں کی زمینوں کا ایک بڑا رقبہ بنجر ہوجائے گا جو یہاں کے لوگ کسی بھی حال میں برداشت نہیں کریں گے اور صوبے میں ایک سیاسی بحرانی کیفیت جنم لے گی ،جو کسی بھی حکومت کے لئے ایک بڑا چیلنج ہوگی اِس لئے اِس صُورت حال سے بچنے کے لئے کالا باغ ڈیم تعمیر نہ کیا جائے تو نہ صرف صوبے کے لئے ہی بہتر ہوگا بلکہ ملکی سیاست کے لحاظ سے بھی یہ کیفیت مناسب نہ ہوگی اور اِسی طرح دوسرے صوبے سے تعلق رکھنے والے اکثر لوگوں کا یہ خودساختہ مفروضہ ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم بن گیا تواِن کے صوبے خیبر پختونخواہ کے کچھ علاقے خاص طور پر نوشہرہ اور دیگر علاقوں کو اِس میں آنے

والے زائد پانی سے شدید خطرات لاحق ہوں گے اور وہ کسی بھی وقت ڈوب سکتے ہیں۔
اَب یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ کالا باغ ڈیم کے مخالفین اِس کی تعمیر پر اپنی بیجا مخالفت کر کے جہاں اپنی تسکین کر رہے ہیں تو وہیں یہ لوگ اِس طرح اپنے ازلی پڑوسی دشمن ملک بھارت کے اُن عزائم کی بھی تکمیل میں اپنی بھرپور معاونت کر رہے ہیں جو یہ نہیں چاہتا ہے کہ پاکستان میں کالا باغ ڈیم جیسا کوئی ایسا منصوبہ تیار ہو سکے جو پاکستان کی زرعی اور توانائی کے شعبوں میں اپنا متحرک فعال انجام دے سکے۔اور اِسے اِن دونوں شعبوں کے مسائل سے چھٹکارہ دلا کر اِسے ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کر سکے۔
جبکہ اَب یہ حقیقت بھی پوری طرح نہ صرف پاکستانی قوم پر بلکہ ساری دنیا پر بھی عیاں ہو چکی ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے متعلق فیزیبلیٹی کا کام مکمل ہوئے بھی ایک عشرہ گزر چکا ہے مگر اِس کی تعمیر میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہی دو صوبے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں مفروضے قائم کر کے اِس کی مخالفت شروع کر رکھی ہے جس کا نقصان پوری قوم کو توانائی اور خوراک کے بحرانوں کا سامنا کرنے بھگتنا پڑ رہا ہے۔
آج لاقانونیت ہے امن کا فقدان ہے

آج ہر کالج ہمارا جنگ کا میدان ہے
جس طرف بھی جایئے طوفان ہی طوفان ہے
جس طرف کو دیکھئے بحران ہی بحران ہے

اگرچہ آج اِس بات کا انکار کالا باغ ڈیم کے مخالفین خود بھی نہ کر سکیں گے اِن کی اِس بیجا مخالفت کی وجہ سے پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کا عمل رک کر رہ گیا ہے اور اِن کی بے مقصد مخالفت کی وجہ سے ہی آج میرے ملک کے لوگوں کو بجلی کی شدید لوڈشیڈنگ کا جو عذاب سہنا پڑ رہا ہے اِس کے بھی یہی عناصر ذمہ دار ہیں جنھوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اپنی اپنی انا کا مسئلہ بنا رکھا ہے۔اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر آج ملک میں کالا باغ ڈیم جس کی اونچائی 912 فٹ ہے تعمیر ہو چکا ہوتا تو ملک میں اعداد و شمار کے مطابق 26.1 ملین ایکٹر فٹ بارش کا وہ پانی جو ہم سمندر کی نظر کر دیتے ہیں وہ سمندر میں جانے سے رہ جاتا اور اِس طرح اِسے ہم جمع کر کے اِس سے وہ سارے کام لے سکتے تھے جس کی عدم دستیابی سے آج ہم طرح طرح کے بحرانوں جن میں پانی اور بجلی کا بحران سر فہرست ہے اِن سے دوچار ہیں۔

اور اِسی طرح کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے ماہرین کا خیال ہے کہ اگر ملک میں فوری طور پر حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ

کرے تو کالا باغ ڈیم کی تعمیر اِس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے یہ اِس ڈیم کی افادیت سے اُن لوگوں کو آگاہ کرے جو اِس کی مخالفت کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر ملک کو مسائل سے دور کئے ہوئے ہیں اِن کا کہنا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے ہم ملک میں ہر سال ہونے والی بارش سے 6.1 ملین ایکٹر پانی جمع کرکے اِس سے صوبہ سندھ کے 8 لاکھ ایکٹر، صوبہ پنجاب کے 6 لاکھ 80 ہزار ایکڑ، صوبہ بلوچستان کے 5 لاکھ 10 ہزار ایکٹر اور اِسی طرح صوبہ خیبر پختونخواہ کے 4 لاکھ 40 ہزار ایکٹر کا زائد رقبہ زیرکاشت کر سکتے ہیں۔ جس سے ملک میں اجناس کی پیداوار میں جہاں اضافہ ہوگا تو وہیں ہم اُپنی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ اِس سے عالمی منڈیوں تک رسائی دلا کر اربوں ڈالر زرِ مبادلہ بھی کما سکتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ڈیم ہمیں بنیادی طور پر 30 ملین ایکٹر فٹ پانی اور ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فوری طور پر 36000 میگاواٹ بجلی بڑی آسانی سے دے سکتا ہے۔

مگر یہاں ضرورت تو اِس امر کی ہے کہ سیاسی مصالحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی جماعتوں کو اِس نکتے پر باہم متحد اور منظم کرنے اور خالصتاً قومی اتفاق رائے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِن تمام خوبیوں کے حامل اِس کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے کون ہے....؟ جو آگے بڑھ کر ملک کو مسائل سے نجات دلانے میں اپنی خدمات انجام دے سکتا ہے۔

گیلپ سروے کیا سچ ہے....؟ کیا جھوٹ....؟

آج ایک عرصے بعد یوں ہی سرے راہ بابا رفیق احمد سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو یہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور سلام ودعا کے فوراً بعد اُنہوں نے حسب عادت ملکی سیاسی اور عالمی حالات واقعات پر باتوں کا ایک ایسا لمبا سلسلہ چھیڑ ڈالا کہ ہم خاموشی سے سُنتے رہے اور وہ اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالتے رہے کہ جیسے یہ اِسے نکالنے کے لئے کافی دنوں سے ہماری ہی تلاش میں تھے اور آج اللہ نے قسمت سے یہ موقع اِنہیں دے دیا ہے اِس دوران ہم نے دیکھا کہ بابا رفیق احمد دورانِ گفتگو اپنے اُسی انتہائی جذباتی لہجے میں (جو اِن کی ایک خاص پہچان ہے) کہنے لگے کہ میاں صاحبزادے! پاکستان کی بدنصیبی یہ رہی ہے کہ اِسے میرے قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد کوئی بھی ایسا رہنما آج تک نصیب ہی نہیں ہوا ہے جو اِس سرزمین پاکستان کے ساتھ اُس طرح مخلص ہوتا جس طرح میرے قائد محمد علی جناح تھے، خدا! کی قسم اگر گزشتہ 63 سالوں کے دوران کوئی ایک بھی ایسا لیڈر میرے وطن پاکستان کو نصیب ہوجاتا جیسا میرا قائد تھا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آج ہمارا یہ وطن اپنوں اور اغیار کے ہاتھوں میں یوں کھلونا ہرگز نہ بنتا جیسا آج یہ بن چکا ہے، جس سے اپنے پرائے سب ہی کھیل رہے ہیں.... اور اِسے لوٹ لوٹ کر یوں کھا رہے ہیں جیسے دیمک لکڑی کو کھا

جاتی ہے یعنی آج میرے اِس وطن پاکستان کی مثال لکڑی اور دیمک جیسی ہو گئی ہے۔
اُنھوں نے کہا کہ میاں صاحبزادے! ملک کی یہ حالت دیکھ کر بہت دُکھ ہوتا ہے، کیوں کہ ہم نے اِس سرزمین پاکستان کے حصول کے خاطر صرف اپنے قائدِ محمد علی جناح کی ایک آواز پر لبیک کہا اور اپنا بنا، بنایا گھربار، نوکر چاکر، چلتا ہوا کاروبار اور اپنی اربوں کی جائیدادیں ہندوستان میں ہندوؤں کی عیاشی کرنے کو چھوڑ کر اور اپنا سب کچھ قربان کرکے پاکستان اِس لئے آئے تھے کہ یہاں ہمیں وہ سب کچھ حاصل ہوگا جس کا ہم نے اُس وقت ایک حسین خواب دیکھ رکھا تھا مگر افسوس ہے کہ آج تک ہمیں اُس خواب کی وہ حسین تعبیر نصیب ہی نہیں ہو سکی جس کے بارے میں ہم نے اِس اَن دیکھے وطن کی آزادی کے وقت اپنے ذہنوں میں بیٹھا رکھی تھی مگر پھر بھی ہم اپنے اِس ملک اور اِس کی سرزمین سے اَب بھی مایوس نہیں ہوئے ہیں اِس سے ہمیں آج بھی اتنی ہی محبت ہے کہ جتنی اُس وقت تھی جب ہم ہندوستان چھوڑ کر اپنے اِس آزاد وطن پاکستان کی جانب چل پڑے تھے۔
ہم دیکھ رہے تھے کہ جیسے جیسے بابا رفیق پاکستان سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے جارہے تھے ویسے ویسے اِن کے جذبات میں شدت آتی جارہی تھی حتیٰ

کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہ اتنے جذباتی ہو گئے تھے کہ یہ خود بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور عالمِ جذبات میں بولے کہ کبھی کبھی تو دل یہ چاہتا ہے کہ اُن لوگوں کا منہ توڑ ڈالوں جو میرے پاکستان سے متعلق اپنی ایسی اُلٹی سیدھی بکواس کر رہے ہوتے ہیں، کہ جنھیں سُن کر اور پڑھ کر ایک سُوت خون جل کر رہ جاتا ہے، مگر پھر میں یہ سوچ کر خود ہی خاموش ہو جاتا ہوں کہ ممکن ہے کہ یہ لوگ جو میرے وطن کے بارے میں اِس طرح کی کھلم کھلا بکواس کرتے پھر رہے ہیں یہ صحیح ہوں اور میں اپنی حب الوطنی کے جذبات میں بہہ کر اور انجانے میں کوئی ایسا ویسا کچھ غلط کر جاؤں جو بعد میں خود میرے لئے ہی باعث ندامت ہو،اور میں اپنے کئے پر لوگوں سے منہ چھپا پھروں،اور معاشرے کا ہر فرد میری اِس حب الوطنی پر مجھے خراج تحسین پیش کرنے کے بجائے اُلٹا مجھے ایک جنونی اور پاگل قرار دے کر مجھ سے کنارہ کشی اختیار کر جائے تو یہ میری برداشت سے باہر ہوگا۔ اور میں جیتے جی اپنے ہاتھوں خود ہی مر جاؤں گا۔

مگر چوں کہ میں ایک کمزور سا شخص ہوں جس کی نہ تو پیچھے کوئی بیک مضبوط ہے،اور نہ مجھے کسی کی آشیر باد حاصل ہے، کہ میں اِس کے بل بوتے ہی وہ کچھ کر جاؤں جو میرے من میں آئے،اِس نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے جب میں اپنا محاسبہ کرتا ہوں تو پھر مایوسیوں کے اُس سمندر میں غرق ہو جاتا ہوں جو میری حب الوطنی کے جذبات سے کہیں زیادہ وسیع اور گہرائی رکھتا ہے۔اور کفِ افسوس مل

کر رہ جاتا ہوں، اور اِسی دوران اِنھوں نے پلک جھپکتے ہی ملک کا ایک کثیرالاشاعت روزنامہ ہماری جانب بڑھاتے ہوئے کہا اَب اِسی کو ہی دیکھ لو آج کے ہی اخبار میں گیلپ سروے....کی آڑ میں اغیار نے جھوٹ پر مبنی یہ کیسی رپورٹ شائع کی ہے جس میں کہیں سے بھی سچ کا گمان نہیں ہو رہا ہے....لو تم بھی پڑھو....اور ہم نے ذرا تکلف سے اخبار اُن کے ہاتھ سے لیا اور پڑھنے لگے وہ رپورٹ جس نے بابا رفیق احمد کو اتنا اموشنل کر دیا تھا کہ جس کی انتہا نہیں رہی تھی وہ کچھ اِس طرح سے تھی کہ" جنوبی ایشیا میں پاکستانی وہ واحد قوم اُبھر کر سامنے آئی ہے جو اپنے حکمرانوں کے رویوں اور اِن کی نااہلی کے باعث سب سے زیادہ غم وغصے کا شکار ہوچکی ہے۔

اگرچہ اِس رپورٹ میں یہ بات ضرور تسلیم کی گئی ہے کہ پاکستانی قوم کی یہ کیفیت گیلپ سروے کے مطابق مئی 2010 میں تیار ہونے والی اُس رپورٹ کے بارے میں ہے جب پاکستان میں اِس کی تاریخ کا ایسا بدترین سیلاب نہیں آیا تھا اُس وقت بھی پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کے غیر تسلی بخش اقدامات پر عدم اعتماد کرتی تھی اور اِن سے سخت پریشان اور ناراض تھی جبکہ یہ گیلپ سروے جو مئی 2010 میں کیا گیا تھا اِس کی رپورٹ کے مطابق 34 فیصد پاکستانیوں نے معاشی و سیاسی عدم استحکام پر بے چینی ظاہر کی ہے جس کی شرح گزشتہ برسوں سے بہت زیادہ ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس رپورٹ میں واضح اور دو

ٹوک الفاظ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنوبی ایشیا میں پاکستانی خطے کی اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور حزب اختلاف کی جماعتوں سے سب سے زیادہ پریشان اور ناراض رہنے والی قوم بن گئی ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ رپورٹ پڑھنے کے بعد ہم خود بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ گیلپ سروے کی اِس رپورٹ پر بابا رفیق احمد کا جذباتی ہونا اِس لحاظ سے درست لگتا ہے کہ اُن کے نزدیک یہ رپورٹ محض جھوٹ اور فریب اور مفروضوں پر مبنی ہے اِن کا کہنا یہ ہے کہ پاکستانی قوم اپنے حکمران سے 34 فیصد سے تین گنا زیادہ ناراض اور پریشان ہے اور جس کی وجہ سے ملک میں سیاسی عدم استحکام کا ہونا، عوام میں بے یقینی کا بڑھنا، افراط زر، بیروزگاری کا تسلسل سے بڑھنا ایک بڑا سبب ہے۔ ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر بابا رفیق احمد نے اپنا ایسا کڑوا سا منہ بنایا کہ یہ جیسے کچے کریلے چبا رہے ہوں اور پھر بولے کہ گیلپ سروے جو بعض مرتبہ بوگس سروے کی روشنی میں اپنی رپورٹ تیار کرتا ہے اِسے ایسا نہیں کرنا چاہئے جبکہ اُن حقائق کو پوری ایمان داری اور نیک نیتی کے ساتھ من وعن اپنی رپورٹوں میں شامل کرلینا چاہئے جو درست ہوں ۔ اور اِس کے ساتھ ہی بابا رفیق احمد کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہے کہ اِن کا ایسے لوگوں پر بس نہیں چلتا جو پاکستان سے متعلق اصلاحی کم مگر تنقیدی سروے رپورٹیں زیادہ شائع کرکے پاکستان کا امیج تو دنیا بھر میں

بگاڑ کر پیش کرتے ہیں اور اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرتے ہیں مگراِن رپورٹوں کی روشنی میں یہ میرے ملک پاکستان کو کوئی ایسا حل پیش نہیں کرتے جس سے پاکستان کو کوئی سیاسی اور معاشی فائدہ حاصل ہو۔اور یہ مسائل کی دلدل سے نکل کر کسی تعمیری راہ پر چل پڑے۔

اگرچہ گیلپ سروے مئی2010پراِن محب وطنی پاکستانی بابا رفیق احمد کا یہ کہنا تھا کہ اِسے اُلٹی سیدھی اور بے مقصد سروے اور رپورٹوں سے کوئی پاکستان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیوں کہ یہ ملک ہمیشہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا اِس لئے کہ اِس میں آج بھی بابا رفیق احمد جیسے کروڑوں ایسے بھی موجود ہیں جواِس سے محبت اور اِس کی بقا و سالمیت پر اپنی جانیں قربان کردینے کا عزم رکھتے ہیں اور ایسے بھی محب وطن لوگ بستے ہیں جواِس کے ایک ایک ذرے اور ایک ایک انچ سے محبت کرتے ہیں ۔جس کی حفاظت یہ دن رات اپنی جانوں سے زیادہ.بڑھ کر کرتے ہیں۔

مگرافسوس کہ ایسے محب وطن پاکستانیوں کے لئے نہ تو سابقہ حکمرانوں نے کچھ کیا اور نہ ہی موجودہ حکمران ہی کچھ کرسکے ہیں یعنی یہ اپنے عہدے اور منصب کی لاج رکھتے ہوئے بھی ملک اور قوم کے لئے ایسا کچھ بھی اچھا عمل نہیں کر رہے ہیں کہ جس سے ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے وہ درینہ مسائل حل ہوں جن

سے آج ملک اور قوم کا ایک ایک فرد دوچار ہے۔

اور اِن تمام باتوں کے علاوہ یہاں افسوس کا ایک مقام تو یہ بھی ہے کہ ہمارے یہاں ہر دور میں حکمرانوں نے مسند اقتدار پر اپنا قدم رنجا فرمانے کے بعد اُس عوام کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا جس نے اِنہیں اِس بلند مقام تک پہنچایا اور پھر یہی حکمران پہلے ہی روز سے ہر سوراخ سے اپنے فائدے کی سوچتے رہے اور ملکی اور قومی دولت اپنے وطن اور قوم پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں پر اِس طرح لٹاتے رہے جیسے کہ قومی دولت اِن ہی کے لئے اور اِن کی عیاشیوں کے لئے ہے۔

اِس موقع پر مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ جب ملک میں حکمران خود ایسے حالات پیدا کردیں تو پھر ایک بابا رفیق احمد ہی کیا ہر محب وطن پاکستانی بابا رفیق احمد کی طرح جذباتی ہو کر اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے کھلم کھلا نفرت کا اظہار کرنے لگے گا اور گیلپ سروے اور اُن رپورٹوں کو غلط تصور کرنے لگے گا جن میں کم اور غلط اعداد و شمار پیش کئے گئے ہوں گے۔

آہ لیجنڈ معین اختر! وہ ایک شخص تھا روتوں کو ہنسانے والا

ہمارے کالم نگار دوست محمد احمد ترازی نے ہمیں فون پر جب یہ خبر دی کہ لیجنڈ اداکار معین اختر انتقال کر گئے ہیں تو ایک لمحے کے لئے ہمیں یقین ہی نہیں آیا کہ ایک ایسا عظیم فنکار اور شخص جس کی ساری زندگی روتے اور مایوس چہروں کو ہنسانے اور قہقہ بکھیرنے میں گزری وہ اِس پُرآشوب دور میں دُکھی اِنسانوں کو ہنسنے اور ہنسانے کے حق سے کیسے محروم کرکے جاسکتا ہے.... مگر اگلے ہی لمحے یہ سوچ کر خود ہی اپنے دل کو تسلی دیتے رہے کہ زندگی کے بعد موت وہ حقیقت ہے جس کو آج تک کوئی جھٹلانے والا پیدا ہی نہیں ہوا ہے اور جس نے بھی اپنی زندگی میں موت کی حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کی ایک نہ ایک دن وہ بھی موت کی آغوش میں چلا گیا اور تب جا کر اِسے یقین ہوگیا ہوگا کہ ہر زندہ شے کو موت آنی ہے اور الحمدُاللہ ہم تو مسلمان ہیں اور ہمارا تو ایمان ہی اِس پر ہے کہ ہر زندہ شے کو ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے اور بحیثیت مسلمان لیجنڈ فن کار معین اختر جو ایک عرصے سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے وہ بھی بالآخر 22اپریل 2011.بروز جمعہ شام سوا پانچ بجے اِسی عارضے میں انتقال کر گئے۔ اور ہفتہ 23اپریل بعد نماز ظہراِن کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں اِن کے ہزاروں مداحوں اور فنکار ساتھیوں نے شرکت کی جس کے بعد اِن کی تدفین اِن کی

رہائشگاہ سے قریب ہی واقع ماڈل کالونی کے قبرستان میں عمل میں لائی گئی اور مجھ سمیت آپ کو بھی اپنی دعاؤں کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی ہونا چاہئے کہ رب کائنات اللہ رب العزت اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے اور کرم خاص سے وہ اِس مرحلے سے بھی آسانی سے گزرے ہوں گے اور موت کا ذائقہ چکھ کر آج جنت الفردوس میں اُس مقام پر فائز کردیئے گئے ہوں گے جو اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مر کر بھی وہی جیتے ہیں جو جینے کے قابل ہوتے ہیں اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ مراد آباد بھارت سے ممبئی کے بعد ہجرت کرکے پاکستان کے شہر کراچی آنے والے محمد ابراہیم کے یہاں تین بیٹوں اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جن میں دسمبر 1950 میں پیدا ہونے والے محمد ابراہیم کے سب سے بڑے بیٹے 61 سالہ 24 معین اختر تھے جنہوں نے 1967 میں امیر امام کے پی ٹی وی سے اپنے پہلے ڈرامے "چور" سے اپنی فنی زندگی کا آغاز کیا جن کا شمار بھی اِن ہی خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جو مر کر بھی جینے کے قابل ہوتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک ہزار سے زائد ٹی وی اور اسٹیج ڈراموں اور شوز میں فن کا مظاہرہ کرنے والے بین الاقوامی شہرت کے حامل ممتاز لیجنڈ اداکار ورسٹائل کمپیئر صدارتی اعزاز یافتہ معین اختر جو چار عشروں سے زائد اپنے ایسے اَن گنت اور منفرد کرداروں سے اُداس چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرتے رہے وہ گزشتہ

جمعہ کی شام انتقال کر گئے اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں اپنے لاکھوں اور کروڑوں مداحوں کو روتا چھوڑ گئے۔ جیسا کہ شہرت کے متعلق ایک بات یقینی طور پر کہی جاتی ہے کہ کسی بھی شخص کو شہرت پلک جھپکتے ہی حاصل نہیں ہو جاتی اِسے حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں،اور مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ معین اختر جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں اِنہیں یہ مقام ایسے ہی نہیں مل گیا تھااِس کے لئے اِنہیں بھی انتھک محنت اور جدوجہد کرنی پڑی تھی۔

یہاں مجھے فیسبرک کا یہ قول یاد آرہا ہے کہ موت سب ہی کو آتی ہے لیکن جو اچھے کام کر جاتے ہیں وہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی دنیا آپ کو بھول نہ جائے تو کوئی اہمیت والی کتاب لکھیں یا اہمیت کے حامل ایسے کارنامے سرانجام دیں کہ اِنہیں زیرِ قلم لایا جاسکے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ بحیثیت انسان اور ایک عظیم لیجنڈ فنکار کہ معین اختر میں یہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھی۔ معین اختر کی شخصیت میں وہ فہم وفراست اور مدبرانہ صلاحتیں موجود تھیں جو صدیوں بعد ہی کسی شخصیت میں موجود ہوتی ہیں وہ اِنسان اور انسانیت میں واضح فرق کرنے والے ایک ایسے اِنسان اور فنکار تھے جنہوں نے اپنے فن اداکاری کے 45 سالوں کے دوران اپنی ذات سے کسی بھی شخص کو نہ تو دل آزاری

کا کوئی بہانہ تلاش کیا اور نہ کسی کو ظاہری نقصان کا کوئی وسیلہ ڈھونڈا اِن کی شخصیت عالمِ انسانیت کو ہنسنے اور ہنسانے اور اِن کے دکھوں کو باٹنے اور کم کرنے والی تھی ۔ معین اختر کی فن اداکاری نہ صرف اِن کی پہچان تھا بلکہ یہ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی گئے اُنھوں نے اپنی اداکاری سے پاکستان کا ایک ایسا مثبت اور تعمیری روپ دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے پاکستان کا وقار بلند ہوا اور وہ اپنی فن اداکاری سفیر پاکستان کا بھی ایک ایسا رول پیش کرتے تھے کہ جسے دنیا صدیوں یاد کرے گی۔ اگرچہ آج اِس لیجنڈ اداکار معین اختر کے انتقال سے ہمارے یہاں فن اداکاری میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے اِسے پُر ہونے میں شائد برسوں لگ جائیں مگر پھر بھی اِس خلا کو جلد پُر کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ کہ اِس شعبے میں میرٹ اور ٹیلنٹ کو سامنے لایا جائے تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے یہاں لیجنڈ اداکار معین اختر کے مداحوں میں اِن جیسے سینکڑوں میرٹ اور ٹیلنٹ موجود ہوں گے جو سفارش اور پرچی نہ ہونے کی وجہ سے اَب تک اداکاری کے شعبے میں اپنے فن کا مظاہرہ نہیں دکھاسکے ہیں ۔ بیشک معین اختر کا فنی کیریئر اُن لوگوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہے گا جو اپنی صلاحیتوں سے فن اداکاری میں جوہر دکھانے کے خواہشمند ہیں اور اُن لوگوں کے لئے بھی ایک ایسی کھلی کتاب ہے جن کے دل دن رات فن اداکاری میں نت نئے جوہر دکھانے کے لئے متحرک رہتے ہیں ، مگر اِن تمام باتوں کو حقیقی رنگ تب ہی نصیب ہوسکتا ہے کہ جب فن سے محبت کرنے اور لیجنڈ اداکار

معین اختر کو کُھلے دل سے محبت کرنے اور اِن سے عقیدت کا اظہار کرنے والے سینئیر فنکار اور ہدایت کار خالصتاً ایسے ٹیلنٹ کو سامنے لائیں جیسے معین اختر نے عمر شریف جیسے ایک عظیم فنکار کو ڈھونڈ نکالا اور اِن کی ہر موڑ پر حوصلہ افزائی کی .... آج یہی وجہ ہے کہ معین اختر اپنی زندگی میں اپنے جونیئر عمر شریف کو اِس قابل بنا گئے کہ عمر شریف اپنے فن اداکاری سے اُن دکھی اور اُداس چہروں پر خوشیاں بکھیرنے کا کام اُسی طرح انجام دے رہے ہیں جس طرح معین اختر دیا کرتے تھے۔ (ختم شد

صوبے، مفروضے اور منصوبے..کیا یہ سب سیاسی چپقلش ہیں..؟

آج میرے ملک کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن والوں نے اور بہت سے عوامی مسائل کے فوری حل جیسے اقدامات اور احکامات پر جہاں دیدہ و دانستہ طور پر پردہ پوشی اختیار کرتے ہوئے ہر معاملے پر اپنی انا اور خود غرضی کا خول چڑھا رکھا ہے تو وہیں اَب عوام کے بہلاوے اور الجھاوے کے خاطر ملک میں نئے صوبے کی قیام کے خاطر صوبے، مفروضے اور منصوبے....کے کُلیئے پر عمل کرتے ہوئے ایک ایسی سیاسی بحث شروع کردی ہے جس کی آڑ میں اِن سب کا سوائے اپنی اپنی سیاسی چپقلشیں نکالنے کے اور کوئی مقصد نظر نہیں آتا ہے۔

اِس کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کے بھائی اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا ملک میں نئے صوبے بنائے جانے کے حوالے سے جب یہ واضح اور دوٹوک موقف ایک بیان کی شکل سامنے آیا کہ " کراچی کو بھی نیا صوبہ بننا چاہئے ، ملک میں نئے صوبے کے حوالے سے پاکستان مسلم لیگ (ن) نئے صوبوں کی مخالف نہیں ، اور نواز شریف کی وطن واپسی پر نئے صوبے بنانے سے متعلق جلد جامع حکمت عملی طے کی جائے گی کہ" صرف پنجاب میں ہی نہیں بلکہ سندھ سمیت

ملک بھر میں صوبے بنے چاہئیں"۔اِس طرح اِن کا اپنے اِسی بیان میں یہ کہنا کسی بھی لحاظ سے درست معلوم نہیں دیتا ہے اور اِس بیان کے ساتھ ہمارے یہاں کراچی سے کشمور تک ایک ایسے سیاسی بھونچال پیدا ہوجانا جس کو تھمنا ناممکن دکھائی دیتا ہے بلکل ٹھیک ہے کیونکہ سندھ میں کسی نئے صوبے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ ایک عام خیال یہ ہے کہ پنجاب میں نئے صوبے کے قیام کی ضرورت نکالی جاسکتی ہے اِس لحاظ سے آج پورے ملک میں اِن دنوں نئے صُوبے بنانے کے حوالے سے ایک ایسی نئی بحث کا آغاز پورے زور و شور سے ہوچکا ہے جس کی لپیٹ میں پورا ملک واضح طور پر دو مختلف سوچیں رکھنے والوں میں بٹا ہوا محسوس ہورہا ہے اِن میں سے ایک کی سوچ میاں شہباز شریف جیسی ہے اور جبکہ دوسرے کا خیال یہ ہے صرف پنجاب ہی میں نئے انداز سے صوبے سازی کا عمل پہلے شروع کیا جائے پھر کسی دوسری جانب جانے کا ارادہ کیا جائے اِس بحث کے بارے میں اَب صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ دیکھتے ہیں کہ یہ فضول کی چھیڑی گئی بحث کِدھر جا کر رُکتی ہے....؟جس سے متعلق مجھ سمیت کروڑوں پاکستانیوں کا یہ خیال ہے کہ یہ بحث بھی معاہدہ بھوربن ،میثاقِ جمہوریت ،این ایف سی ایوارڈ اور اٹھارویں ترمیم کی طرح کئی مہینوں اور سالوں کے بعد کسی ایک نقطے پر جاکر رک جائے گی اور پھر وہی ہوگا جو ہونا چاہئے....؟اور کیا ہونا چاہئے بہرحال! یہ تواِنہیں بھی خود نہیں پتہ ہے جنھوں نے یہ بحث چھیڑی ہے...کہ اِس کا نتیجہ کس شکل میں سامنے آئے گا....؟

اَب چوں کہ ابھی اِس بحث کی شروعات ہے سواِس لئے یہ کسی کو بھی نہیں معلوم .....ہے کہ اِس کا کیا حشر ہوگا...؟اور یہ بحث کب تک چلتی ہے....؟اور نہ ہی اُنہیں کچھ پتہ ہے جنھوں نے اِس بحث کو چھیڑا ہے....؟اور نہ ہی اِنہیں کچھ علم ہے جنھوں نے اِس بحث میں حصہ لے کر اِسے اپنی جذباتیت سے طول دیا ہے یعنی یہ کہ مجھے اِس موقع پر یہ کہنے دیجئے کہ ملک کے ساڑھے سترہ کڑور عوام کے درینہ مسائل جن میں سرفہرست توانائی ، بے روزگاری، مہنگائی ،اور کرپشن شامل ہیں اِن سے نجات دلانے کے بجائے ہمارے حکمرانوں اور اپوزیشن نے عوام کو صوبے ، مفروضے اور منصوبے کی بحث میں کیوں اُلجھا دیا ہے یہ بھی عوام خوب جانتے ہیں کہ اِن دونوں نے مل کر جیسے حکومت کے پچھلے تین سال یوں ہی گزار دیئے ہیں ویسے ہی یہ اَب بھی مل کر آئندہ کے دو سال بھی ایسے ہی گزار دیں گے اور اَب عوام بیچارے حکمرانوں کی صوبے بنانے کی سیاسی چکر بازی میں پھنس کر اپنے مسائل کی چکی میں پستے رہیں گے۔ جیساکہ گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن)کے سینئر رہنما اور سینئر پرویز رشید کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی جس میں اُنہوں نے دیدہ دانستہ طور پر اپنے اِس انکشاف سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ ”ملک میں نئے صوبے بنانے کے سلسلے میں بحث کا آغاز وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے از خود

نہیں کیا بلکہ نئے صوبوں کے قیام کے سلسلے میں ملک میں چھیڑی جانے والی بحث کا باقاعدہ آغاز تو سب سے پہلے حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ملک کے سب زیادہ طاقتور ترین صدر عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے کیا تھا اور پھر اِن کے بعد اِن کی اِسی بات کی تائید میں ہمارے ملک کے (انتہائی جاذب نظر) وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی نے بھی کرتے ہوئے کہا تھا کہ ملک میں نئے صوبے بننے چاہئیں اور اِس کے علاوہ مسلم لیگ (ن) کے رہنما نے یہ کہہ کر اِس اِبہام کو بھی دور کرنے کی کوشش کی کہ اَب ملک میں نئے صوبے کے حوالے سے موجودہ صورتحال میں باقاعدہ بحث کا آغاز تو قاف لیگ اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں نے نئے صوبے بنانے کے سلسلے میں اپنے اپنے بیانات داغ کر کیا ہے۔

اگرچہ اِس موقع پر میرا یہ کہنا ہے کہ اِس منظر اور پس منظر کے تناظر میں مسلم لیگ ن) کے سینیٹر پرویز رشید بھی پنجاب میں نئے صوبے بنانے کی بحث کو مزید طول دے گئے ہیں اور اُنھوں نے اپنی پارٹی کے سربراہ کا موقف جانے بغیر یہ تک کہہ دیا کہ صرف پنجاب میں ہی نئے صوبے بنانے کی بحث کو محدود نہ کیا جائے بلکہ کراچی سمیت پورے ملک میں نئے صوبے بنائے جائیں تو پاکستان مُسلم لیگ (ن) کو کوئی اعتراض نہیں ... اور اپنی اِسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پرویز رشید نے اِس پر بھی زور دیتے ہوئے برملا کہا کہ صرف جنوبی پنجاب میں

ہی نہیں بلکہ سندھ بھر میں بھی نئے صوبے بننے چاہئیں۔ جس سے اَب یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ن لیگ پنجاب میں نئے صوبے بنانے کی مخالف نہیں ہے بشرطیکہ پنجاب کے علاوہ سندھ میں بھی صوبے بنائے جائیں۔

جبکہ اِس حوالے سے یہاں یہ امر قابلِ سیاسی لحاظ سے قابلِ غور اور سمجھنے والوں کے لئے کافی ہے کہ سندھ سے تعلق رکھنے والی جماعتوں پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور اے این پی سمیت دیگر جماعتوں نے کراچی کو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے مشورے پر صوبہ بنانے کی تجویز پر اپنے ردِ عمل کو انتہائی کڑوے جملوں ، مگر سیاسی فہم وفراست اور تدبر کے ساتھ کچھ اِس طرح مسترد کردیا کہ کراچی سندھ کا حصہ ہے اور رہے گا، سندھ میں کراچی کی شکل میں الگ صوبہ بنانے کی" ضرورت نہیں ، جبکہ پنجاب ملک کا ایک بڑا صوبہ ہے، وہاں نئے صوبوں کا مطالبہ ہونا درست ہے ، یہاں نہیں، کراچی میں رہنے سندہ کی اِن جماعتوں کا یہ واضح اعلان تھا کہ کراچی والوں کا جینا مرنا سندھ کی دھرتی کے ساتھ ہے، اور کراچی کے عوام نے ایسا کوئی مطالبہ کبھی نہیں کیا جیسا وزیراعلیٰ پنجاب اپنی سیاست چمکانے کے لئے کر رہے ہیں اور یہ وہ الفاظ ہیں جو سندھ میں نئے صوبے کے حوالے سے سُنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہیں کہ سندھ میں بسنے والی قوم پرست جماعتیں سندھ میں کسی نئے صوبے کے حوالے سے ایک انچ تقسیم بھی برداشت نہیں کریں گیں۔

اور اَب جبکہ سندھ کی قوم پرست جماعتوں کے اِس زبردست ردِ عمل کے سامنے آجانے کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ صرف پنجاب اور سندھ میں ہی کیا پورے ملک میں کسی نئے صوبے کے حوالے سے چھیڑی جانے والی اِس بحث کو جلد ختم کردیا جائے تو بہت بہتر ہوگا ورنہ اِس کے ایسے بھیانک نتائج برآمد ہوں گے کہ جس کا شائد خمیازہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے۔اور اِس کے ساتھ ہی میرا اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اپوزیشن کو ایک خیال کی صورت میں ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ اِن دنوں ملک کے عوام کے لئے نئے صوبوں کے قیام سے کہیں زیادہ اِن کے اُن مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے جن کے فوری حل کے خاطر اگر ہمارے حکمران، سیاستدان اور حزب اختلاف والے سب ہی مل کر کوششیں کریں تو کوئی ہرج نہیں کہ اِن مسائل سے عوام کو نجات بھی مل جائے جن سے چھٹکارے کے خاطر عوام نے اِن کے کاندھوں پر ذمہ داریاں ڈالی ہیں اور یہ سب کے سب عوام کو نئے صوبے بنانے کے مفروضے اور منصوبے میں الجھا کر عوام کی پریشانیوں میں اضافہ کرنے کے بجائے اِن کے مسائل حل کریں تو موجودہ چار صوبوں کو ہی ٹھیک طرح سے چلایا جاسکتا ہے اور ملک میں کوئی نیا صوبہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ..... کیونکہ آج میرے ملک میں نئے صوبے کی ضرورت اِس ہی لئے پیش آرہی ہے کہ حکمرانوں کی نااہلی اور سیاستدانوں کی سیاسی چپقلش اور

حزب اختلاف کی ایوانوں میں غیر معیاری کارکردگی کے باعث صوبوں کے درمیان امتیاز برتنے کی شکایات عام ہوتی جارہی ہے کوئی بڑا صوبہ ہونے کے ناطے ہر معاملے میں زیادہ حصہ مانگتا ہے تو کسی کو اِس وجہ سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ بڑے صوبے کو زیادہ مل جانے سے اِس کی حق تلفی ہوئی ہے.....اور جب کسی بڑے صوبے کی وجہ سے دوسرے صوبوں کے درمیان مایوسی کا ایسا عنصر غالب آنا شروع ہوجائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے جیسا اِن دنوں ہمارے یہاں شروع ہوچکا ہے ویسے بھی بقول شاعر

اِن دنوں ہیں قُوم کے ذہنوں میں مفروضے بہت
آج آزادی کے طالب ملک کے صُوبے بہت
پایہ تکمیل کو پہنچیں نہ پہنچیں دوستوں
فائلوں میں تو نظر آتے ہیں منصوبے بہت

اور اَب میں اپنے کالم کے اختتام پر چند اشعار اِن حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اپوزیشن والوں کے لئے پیش کرکے اجازت چاہوں گا جو کسی نہ کسی حوالے سے ملک میں نئے صوبے بنانے کے مفروضے اور منصوبے کی فکر میں ہیں تو اِن سب کے لئے عرض ہے کہ

ہمارا مقصد قومی ہے اتنا

کہ رشتے قومیت کے ہوں نہ کم زرو
وگرنہ یہ تو ضمنی مسئلہ ہے
کہ وَن یونٹ بنے یا ٹو تھری، فور

***

ہم مسلماں ہیں ہمیں اسلامیت پہ ناز ہے
آدمیت پر ہمیں اِنسانیت پر ناز ہے
ایک وہ ہیں جن کو ہے صوبہ پرستی پر غرور
ایک ہم ہیں جن کو پاکستانیت پر ناز ہے

***

مُسلماں بھائی بھائی ہیں وہ کالے ہوں کہ گورے ہوں
یہی توصیفِ ایمان ہے، یہی قرآں کی تفسیریں
یہی رمزِ اخوت ہے، یہی رسمِ محبت ہے
لہو پنجاب کا ٹپکے اگر سرحد کا دل چیریں

***

اِس قدر صوبہ پرستی بڑھ گئی

ہر قدم عصبتیں پیدا ہوئیں
ملک سے ملت بنی ملت سے قوم"
قوم سے قومیتیں پیدا ہوئیں

***

آپ دیتے ہیں جسے صُوبوں کی آزادی کا نام
سالمیت کے لئے وہ پُرخطر طوفان ہے
ہے یہ قتلِ آدمیت، یہ اُخوت کا ہے خوں
مرکزیت کے لئے یہ موت کا فرمان ہے

***

صُوبہ پرستیوں کو مِٹانے میں خیر ہے
دل کی کدُورتوں کو مِٹانے میں خیر ہے
سَر کو دَرِ وفا پہ جھکانے میں خیر ہے
ماضی کی تلخیوں کو بُھلانے میں خیر ہے

***

تعصب کی ہر اِک شمع کو بُجھا دو

!علاقائی فصیلوں کو گِرا دو
دیارِ پاک کے ہر بام و دَر کو
محبت کے گلابوں سے سجا دو

الیکشن ہوئے تو ہم ہی جیتیں گے

الیکشن ہوئے تو ہم ہی جیتیں گے....! وزیر اعظم کی یہ کیسی خوش فہمی ہے.....؟؟ حکمرانوں ذرا سوچو.....! عوام کو بے تحاشہ مہنگائی اور بھوک و افلاس کے تحفے دینے والی حکمران جماعت کیا دوبارہ اقتدار میں آسکے گی....؟؟

آپ بھی شائد میری اِس بات سے متفق ہوں کہ گزشتہ تین سالوں کے دوران موجودہ حکومت نے جس طرح ملک میں مہنگائی کے متواتر طوفان لاکر عوام کا بیڑا غرق کیا ہے اِس کی مثال ہمارے ملک کی 63 سالہ تاریخ میں اگر چراغ لے کر بھی ڈھونڈی جائے تو کہیں نہیں ملے گی ، کیوں کہ سوائے اِن پچھلے تین سالوں کے دوران حکمرانوں نے ملک کے غریب عوام کو طرح طرح کے جھانسے اور سبز باغ دِکھا...دِکھا کر بے وقوف بنایا ہے اور مہنگائی، بھوک و افلاس اور بے روزگاری سمیت کرپشن کی چکی میں اِنہیں پیسنے کے بعد اِن کا بھوسہ بنایا ہے ایسا تو عوام کے ساتھ کسی جابر اور ظالم آمر نے بھی کبھی نہیں کیا جیسا برا حشر آج یہ عوامی حکومت اپنے غریب عوام کے ساتھ کر رہی ہے اور مہنگائی کا چابک ہاتھ میں لیئے ایسے ایسے مظالم رقم کر رہی ہے کہ اپنے اِسی ظلم و ستم سے ملک کے غریب عوام کے جسموں سے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑے جارہی ہے....جس کے نتیجے میں عوام

چلتی پھرتی لاش بن گئے ہیں...اور حکمران ہیں کہ وہ اِس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اِنھوں نے اپنی حکمرانی کے تین سالوں میں عوام کے لئے اتنا کچھ بہتر کر دیا ہے کہ عوام اِن سے خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی اِن کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکمرانی ہو۔

اگرچہ آج یہ حقیقت کسی بھی طور سے جھٹلائی نہیں جاسکتی ہے کہ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کو 2008 کے انتخابات کے بعد جو (معاف کیجئے گا یہ آخری) اقتدار ملا ہے تب ہی سے یہ حکمران جماعت عوام کو کسی بھی معاملے میں ریلیف دینے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے اور اِس طرح اِس نے نہ صرف اپنے عوام کے لئے اپنے مظالم اور ناانصافیوں کے پہاڑ کھڑے نہیں کیئے بلکہ یہ حکمران جماعت اَب تک ملک کے استحکام اور ملکی معیشت کو بھی سہارا دینے میں بُری طرح سے ناکام ثابت ہوئی ہے اِس لئے کہ حکمران جماعت اِس حوالے سے نہ تو کوئی ایسے اقدامات ہی کر سکی اور نہ ہی کوئی ایسا منصوبہ ہی متعارف کرا سکی کہ جن کی وجہ سے ملک میں ترقی و خوشحالی کا دور دورہ ہو اور اِس میں استحکام آئے اور ملکی معیشت پروان چڑھے.... اور اِس کے ساتھ ساتھ نہ ہی اِس حکومت کے پاس حقیقی معنوں میں کوئی ایسا پائیدار لائحہ عمل ہے جس سے ملک میں معیشت کو سہارا دینے کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاری کا رجحان پروان چڑھے اور ہماری معیشت اِس قابل

ہو سکے کہ اِس میں استحکام آئے اور آج یقینی طور پر اِس کی اِن ہی ناقص حکمت عملیوں اور فرسودہ منصوبہ بندیوں کی ہی وجہ سے ملک عدم استحکام کا شکار ہے ۔ایک طرف ملکی معیشت کا یہ عالم ہے کہ یہ دگر گوں صورتحال سے دوچار ہے تو دوسری طرف اِسی عوامی جماعت کی حکمرانی میں مفلوک الحال عوام کے منہ سے روٹی چھیننے اور اِس کے جسم چھپائے ہوئے پیوند سے بھرے اُن پھٹے پرانے کپڑوں کو بھی اتارنے کا سلسلہ اپنے پورے زروشور سے جاری ہے۔ جو اِس حکومت میں غریب عوام کا کُل اثاثہ ہیں۔

اور اَب یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ موجود حکمران جماعت نے دیدہ و دانستہ طور پر عوامی مسائل حل کرنے سے منہ چرا لیا ہے اور عوام کو اِسی حال میں رکھنے کا تہیہ کر رکھا جس حال میں عوام ابھی ہیں ، یہاں سوچنے کا مقام یہ ہے کہ ایک وہ جماعت جس کا منشور اور اول نعرہ ہی ہمیشہ سے صرف روٹی ، کپڑا اور مکان رہا ہے.... آج آخر کیا وجہ ہے کہ یہی عوامی حکومت عوام کے مسائل حل کرنے سے کنارہ کشی اختیار کر رہی ہے .....؟اور عوام کو مہنگائی کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اِسے کسمپرسی کے گڑھے میں دھکیلے جانے کے اقدامات کر رہی ہے حکومت کی یہ بے حسی آخر کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہے....؟اِس کا کیا کوئی تسلی بخش جواب دے پائے گا بھی کہ نہیں.....حکومت عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے اُلٹا روز بروز اپنے مہنگائی

کرنے والے عوام دشمن اقدامات سے عوامی مسائل میں اضافہ کرکے عوام کو پریشانیوں اور ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرکے کیوں خوش ہورہی ہے....؟؟؟ جبکہ دوسری جانب یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت نے پچھلے تین سالوں کے دوران عوام کو مہنگائی اور بھوک وافلاس کے سوااور کیا دیا اور باقی کے دو سالوں میں سوائے منہ توڑ سینہ جوڑ اور سر پھوڑ مہنگائی کے اور کیا دے پائے گی .....؟اور اِس پر بھی اُلٹا سونے پہ سہاگہ یہ کہ ہمارے ملک کے انتہائی معصوم اور جاذب نظر وزیراعظم جنہیں دیکھ کر بے ساختہ منہ سے یہ نکلتا ہے کتنے معصوم اور کتنے بھولے ہیں ہمارے یہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب اِن میں سوائے اِن کی معصومیت کے اور کوئی ایسی خاصیت میرا مطلب یہ ہے وہ چالاکی اور ہوشیاری بھی کہیں سے نظر نہیں آتی ہے جیسی وزیراعظموں میں ہونی چاہئے (جیسی ہمارے سابقہ وزیراعظموں میں نظر آتی تھی) اور نہ اِنہیں لچھے دار اور گول مول باتیں ہی کرنی آتی ہیں کہ یہ سامنے والے کو اِن میں گھوما کر اور کنی کٹا کر نکل جائیں مگر پھر بھی یہ کبھی کبھی کچھ باتیں ایسی کر جاتے ہیں جو سو فیصد ایسی لگتی ہیں کہ جس سے اِن کے سیاسی تدبر اور پناہ کی ذہانت کا احساس ہونے لگتا ہے کہ ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے یہ بات کتنے آرام اور آسانی سے کردی کہ یہی بات اگر کوئی دوسرا کرتا تو اِسے کہنے کے لئے اِسے کتنی تمہیدیں باندھنی پڑتیں مگر واہ.... واہ ہمیں اپنے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو اِن کی اِس

معصومیت اور سادگی پر ضرور داد دینی چاہئے کہ یوں اِنہیں ہر اچھی بُری بات کرنے کا فن آتا ہے اور جو صرف آپ ہی کے پاس ہے۔

یہاں مجھے اپنی اِسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے دیجئے کہ..... جیسا کہ گزشتہ دنوں بھارہ کہو میں مرکز صحت کے افتتاح کے موقع پر جلسے سے خطاب کرتے ہوئے ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنی انتہائی معصومیت اور سادگی سے جب یہ بات کہی کہ "آنے والے انتخابات منصفانہ ہوئے تو پاکستان پیپلزپارٹی ہی کامیابی حاصل کرے گی" ایک لمحے کے لئے تو ملک میں بسنے والے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کو وزیراعظم کی یہ بات جہاں انتہائی مضحکہ خیز لگی ہوگی تو وہیں وزیراعظم کے یہ جملے یقیناً عوام کے لئے باعث حیرانگی بھی ہوئے ہوں گے....؟؟اور عوام یہ سوچ رہے ہوں گے کہ عوام کا ستیاناس کرکے بھی ہمارے وزیراعظم اِس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ عوام اِن کے اِس فعل سے خوش ہیں اور وہ اِنہیں دوبارہ اقتدار میں دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ معاملہ اِس کے یکدم برعکس ہے۔

یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ لازمی طور پر عوام اُس وقت تو باآواز بلند نہیں ہاں البتہ ! اپنے دل ہی دل میں یہ ضرور بول پڑے ہوں گے کہ اگر ملک میں آنے والے انتخابات واقعی منصفانہ ہوئے تو کم از کم پاکستان پیپلزپارٹی تو کسی

بھی حال میں کامیاب نہیں ہوسکے گی....اوراِس کے ساتھ ساتھ عوام نے یہ بھی ضرور کہا ہوگا کہ کیا عوام اتنے بے وقوف ہیں کہ مہنگائی کے ہاتھوں اِسے زندہ درگور کرنے والی حکمران جماعت کو عوام کیا دوبارہ مینڈیٹ دے کر اپنی آنے والی نسلوں کا بھی خاتمہ کرنا چاہیں گے....؟؟اوراِس موقع پر یقیناً عوام نے اپنے کانوں کو بھی ہاتھ لگا کر اللہ سے توبہ کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی بھی ضرور مانگی ہوگی اوراِس کے ساتھ ساتھ دل ہی دل میں یہ دعا بھی کرتے رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب کریم اَب تو، تُو ہی ہم بے آسروں کا آسرا ہے.... اور اَب تو، تُو ہی ہماری بے کسی ، بے بسی اوراِس لاچارگی پر رحم کرنے والا اوراِس سے نجات دلانے والا ہے جو ہمارے حکمرانوں نے ہم پر مہنگائی ، بھوک وافلاس اور تنگدستی کے مظالم ڈھا کر ہمیں اِس سے دوچار کر دیا ہے اور بغیر تیری مدد کے ہم اِن سے نجات حاصل نہیں کر سکتے ہیں.... بس تو ہی ہمیں آئندہ الیکشن میں یا اِس سے قبل ہمارے اِن حکمرانوں اوراِس حکومت سے نجات دلا دے جن سے متعلق قائد حزبِ اختلاف چوہدری نثار علی نے اپنے نکتہ اعتراض پر کہا ہے کہ ہم عوام اور اپنے خدا کے سامنے جوابدہ ہیں، حکومت کا احتساب اپوزیشن کا حق ہے، تین سالوں کے دوران ایوان کے تقدس کو برقرار نہیں رکھا گیا، ہم عوامی اور ملک کو درپیش مسائل پر تقاریر کرکے تھک گئے ہیں، مگراِس کے باوجود بھی عوام کو روٹی ، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی عوامی حکومت نے عوامی مسائل کے حل کا کوئی شیڈول نہیں دیا....

اِن تمام باتوں کے باوجود بھی تو پھر آپ خود ہی سوچیں کہ بھلا عوام اپنی زبانوں سے ایسی حکومت کو دوبارہ اقتدار ملنے کی کیا خاک دعائیں کریں گے.....؟؟جو یہ چاہ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت اپنی باقی دو سالہ مدت پوری کرنے سے پہلے ہی ختم ہوجائے اور جب کبھی ملک میں خدا کرے کہ صحیح معنوں میں صاف اور شفاف انتخابات ہی ہوں تو موجودہ حکمران جماعت جس پر عوام کو بڑا مان تھا اور اِس سے بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں کہ یہ جماعت اقتدار میں آکر عوام کے دُکھ درد کا مداوا کرے گی مگر جب اِسے اقتدار ملا تو یہ عوام اور ملک کے لئے کچھ کرنے کے بجائے اُلٹا اپنے لئے ہی سب کچھ کرنے لگی ہے جس کا کوئی گمان بھی نہیں کرسکتا ہے اور اَب یہ اُمید لگائے بیٹھی ہے کہ اِسے عوام دوبارہ اقتدار میں دلائیں گے.... تو حکمرانوں ذرا سوچو....اور سمجھوں کہ یہ کیسے...؟ممکن ہوسکتا ہے...کہ عوام تمہاری جانب سے دیئے بے تحاشہ مہنگائی اور بھوک وافلاس کے تحفوں کے باوجود بھی پھر تمہیں دوبارہ اقتدار کی سیج پر لاکر کیوں کر بیٹھائیں گے.....؟؟

لمحہ فکریہ

لمحہ فکریہ.. پاکستان میں موجودہ حکومت کے پہلے ہی سال 2008ء میں 7ہزار افراد نے جان گنوادی کیوں...

ورلڈ بینک کی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام .....! کے لئے عبرتناک رپورٹ.....!

مہنگائی،پُراسرار بیماریاں، کرپشن اور پاکستان میں خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے ذمہ دار حکمران ہیں....

ورلڈ بینک کی جانب سے حالیہ جاری ہونے والی ایک رپورٹ میں اسلامی دنیاکے پہلے ایٹمی ملک پاکستان سے متعلق جس قسم کا انکشاف کیاگیا ہے وہ ہمارے ملک کے لئے یقیناً ایک الارمنگ پوزیشن ہے جس میں واضح طور پر یہ بتایاگیا ہے کہ پاکستان میں حکمرانوں کی جانب سے کئے جانے والے ناقص اقدامات اور غیر ضروری منصوبہ بندیوں کی وجہ سے آج جہاں پاکستان میں مہنگائی کا تناسب تیزی سے بڑھا ہے تو وہیں غربت کے ساتھ ساتھ پاکستانی معاشرے میں بسنے والے مہنگائی سے پریشان اور مفلوک الحال عوام کو مختلف اقسام کی ذہنی طورپُراسرار بیماریوں میں مبتلا ہونے کے شواہد بھی ملے ہیں جن کی وجہ سے اِن بیماریوں میں مبتلا افراد میں خودکشی کا رجحان بھی بڑھتا جارہاہے رپورٹ

میں اِس حوالے سے خاص طور پر یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ موجودہ حکومت کے پہلے ہی سال یعنی صرف 2008ء میں سات ہزار افراد نے حکمرانوں کی ناقص اور فرسودہ پالیسیوں کی وجہ سے ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بھوک وافلاس اور تنگدستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشی کرنے کو اپنی زندگی پر ترجیح دی اور یوں یہ سات ہزار افراد مہنگائی اور حالات کے ہاتھوں خودکشی کرکے حکمرانوں کے منہ پر ایک ایسا زوردار طمانچہ مار گئے کہ جس سے انسانیت بھی تھرا گئی مگر افسوس کے ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور یہ آج تک ملک میں مہنگائی اور بھوک وافلاس کے چڑھتے طوفان کو نہ تو تھام سکے اور نہ ہی وہ اِس کا رخ کسی اور جانب موڑنے میں کامیاب ہی ہوسکے۔ اُلٹا اِس کے بگولوں میں قوم کو کچھ اِس طرح گھسیٹ رہے کہ جیسے قوم کے ایک ایک فرد کو یہ اِس میں جھونکنے کا تہیہ کرچکے ہیں۔

اِس کے علاوہ اِس رپورٹ میں جلی حرفوں میں یہ بھی تحریر ہے کہ آج پاکستان میں جہاں صرف 2008 میں 7 ہزار افراد نے خودکشی کی ہے وہیں 1990 سے قبل اِسی پاکستان میں خودکشی کے چند سو واقعات ہی رونما ہوتے تھے جبکہ موجودہ حکومت کے حالیہ سالوں کے دوران اِن واقعات میں کئی گنا اضافے کا ہوجانا بڑی حد تک خطرے کا باعث ہے نہ صرف یہ بلکہ اِسی رپورٹ میں اِس جانب بھی گہری تشویش کا اظہار کیا گیا ہے (جو شائد ہمارے بے حس اور بے پرواہ حکمرانوں کے لئے اتنی

اہمیت کی حامل نہ ہو کیوں کہ اِن کے نزدیک اِن کی قومی خزانے سے عیاشی کے سوائے اور سب کچھ اِس ملک میں فضول ہے جس میں غریب کا حصہ ہو) پاکستان میں مہنگائی اور غربت کے ہاتھوں مجبور افراد کی خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے علاوہ جو سب سے زیادہ خطرناک صورت حال پیدا ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں ذہنی امراض والے افراد کی تعداد بھی خطرناک حد تک بڑھتی جارہی ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے ایک اندازے کے مطابق 10 سے 16 فیصد افراد ایسے ہیں جو انتہائی نچلے درجے کے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں۔اِس لحاظ سے اِس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا کے چھٹے بڑے ملک پاکستان جس میں شہری علاقوں کی 16.5 فیصد اور دیہی علاقوں کی 13.9 فیصد آبادی ذہنی امراض میں مبتلا ہے اور حکمرانوں کی ناقص اور فرسودہ پالیسیوں کی وجہ سے پریشان عوام اَب ذہنی سکون اور آسودگی کے خاطر بے چین رہنے لگی ہے جس کے حصول کے لئے اِس نے نشہ آور اشیاء کے استعمال سے بھی گریز کرنا چھوڑ دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے طولُ ارض میں قوم کا رجحان سگریٹ نوشی کی جانب تیزی سے بڑھنے لگا ہے اور یہ انکشاف ہم سب کے لئے یقیناً پریشانی کا باعث ہے کہ ہمارے اسکولوں کے لگ بھگ 15.8 فیصد بچوں میں دمہ جیسی مہلک بیماری ہے اور پاکستان میں 32 انتہائی اہم دواؤں میں سے صرف 8 دوائیں سرکاری اسپتالوں میں میسر ہوتی ہیں اور باقی پورے ملک میں نایاب ہیں جبکہ موجودہ حکومت کے تین ، ساڑھے تین سال گزر جانے کے بعد بھی حکمرانوں کی بے حسی کا وہی پہلے دن اور سال کی

طرح آج بھی یہی عالم ہے کہ یہ ڈھٹائی کے ساتھ اپنی اُسی روش پر قائم ہیں اور قومی خزانے سے مزے سے وہی سب کچھ کر رہے جس سے متعلق یہ پہلے سے اپنے منصوبے بنا کر آئے ہیں جبکہ ورلڈ بینک کی رپورٹ میں ہونے والے انکشاف نے موجودہ حکومت کی اُس قلعی کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے جس کی یہ حکومت بڑے دعوے کیا کرتی تھی کہ ہم نے اپنے اقتدار کے ساڑھے تین سالوں میں عوام کی ہر سہولت اِس کی دہلیز تک پہنچا دی ہے

بیٹھ جائیں راہ میں جو توڑ کر اپنے قدم
راہ رَو اسودِ منزل وہ ہو سکتے نہیں
خود فریبی میں، جو رہتے ہوں ہمیشہ مبتلا
خود کفالت کی طرف مائل وہ ہو سکتے نہیں

جبکہ ورلڈ بینک کی رپورٹ واضح طور پر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے قیام کے پہلے ہی دن سے اپنی عوام کے لئے کچھ کیا ہے اور نہ ہی ملک کی معیشت کے استحکام کے لئے وہ کچھ کر سکی ہے جس کی اِس کو ضرورت ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ورلڈ بینک کی اِس رپورٹ سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ دنیا کے دوسرے بڑے ایٹمی ممالک کے مقابلے میں ہمارے ایٹمی ملکِ عظیم

پاکستان کی معاشی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی حیثیت اِن حوالوں سے کتنی خطرناک حد تک بگڑ چکی ہے کہ اِن حالات میں وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں،
سیاستدانوں اور عوام کو اَب اپنی بقا و سالمیت کے خاطر لمحہ فکریہ ہے اِس رپورٹ کی روشنی میں ہمارے حکمرانوں کو کئی ایسے عملی اقدامات ضروری طور پر جلد ہی کرنے ہوں گے کہ جن کے ترجیحی بنیادوں پر کرنے سے یہاں کے بگڑتی ہوئی صورت حال میں بڑی حد تک بہتری آنے کے اثرات نہ صرف نمایاں طور پر محسوس ہی کئے جائیں بلکہ نظر بھی آئیں اور اِن کے ثمرات عوام تک بھی جلد پہنچیں..... تاکہ ہمارا ملک اِس نازک صورت حال سے جلد نکل سکے۔
جبکہ اِس منظر اور پس منظر کے حوالے سے میں یہاں ایک بار پھر یہی عرض کرتا چاہوں گا اَب بھی ہمارا کچھ نہیں بگڑا ہے۔ اگر آج بھی ہم ہوش کے ناخن لے لیں اور ملک کی معاشی ، سیاسی ، سماجی ،اقتصادی اور مذہبی لحاظ سے بگڑتی ہوئی اِس صورت حال میں ہمارے حکمران، سیاستدان اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنما اپنے اپنے تراشے گئے انا کے بتوں کو ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کے خاطر پاش پاش کردیں اور یہ سب کے سب باہم متحد و منظم رہ کر ملک کو اِس نازک گھڑی میں سہارا دینے کے لئے سیسہ پلائی ہوئی ایک ایسی دیوار ثابت ہوجائیں کہ جس پر کوئی برائی اثر انداز نہ ہوسکے تو کوئی حرج نہیں کہ ہمارے ملک میں بھی ہر گلی کوچے ، بازار ، محلے

.... اور ہر گھر کے آنگن میں خوشیاں نہ رقص کرنے لگیں

اور اگر ملک کو خطرات سے دوچار کرنے والی اِس صورت حال میں بھی ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے ذرا برابر بھی کان نہ دھرا.... اور یہ یوں ہی اپنی اپنی ہٹ دھرمی میں مگن رہے..... تو پھر یہ سب یاد رکھیں کہ ملک کی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار بھی یہ سب کے سب ہی ہوں گے .... کیوں کہ اِن کی عدم توجہ سے ملک میں جو افراتفری اور لاقانونیت کا بازار گرم ہوگا پھراِس سے نمٹنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔اور ملک میں انقلاب کی صورت میں تبدیلی کی جو کیفیت پیدا ہوگی وہ بالآخر کسی خونی انقلاب کی شکل میں سامنے آکر سچ ثابت ہو کر رہے گی۔

اوراِس کے ساتھ ہی ہمیں یہاں اپنے آج کے کالم کے اختتام پر یہ کہنے دیجئے کہ آج شائد حکمرانی کے نشے میں چُور رہنے والے ملک کے اِن استحصالی طبقوں کو اِس بات کا ذرا برابر بھی احساس نہ ہو کہ استحصال زدہ طبقے کی غربت اور غصے کے درمیان نظر نہ آنے والی جو ایک لکیر ہوتی ہے وہ اتنی باریک ہوتی ہے کہ یہ ایک عام آنکھ سے آسانی سے نہیں دیکھی جاسکتی اور جب استحصال زدہ طبقہ اپنی برداشت کی تمام حدوں کو پار کر جانے کے بعد اِس لکیر کو مٹا دیتا ہے

تو استحصالی طبقوں کا نام ونشان تک مٹ جایا کرتا ہے اور مجھ سمیت ممکن ہے کہ آپ کو بھی اِس بات پر یقین ہو کہ عنقریب ہمارے ملک سے بھی استحصالی طبقوں کا صفایا استحصال زدہ طبقہ کرنے والا ہے......

اُسامہ کا قصہ تمام ہوا اور، ڈرا، سہا امریکا خوشی سے کِھل اُٹھا

اُسامہ کی کہانی ختم، پیسہ ہضم......؟؟

آج کا علی بابا اُسامہ اور 40 منٹ کی کاروائی اور 40 امریکی فوجی...

دنیا بتائے اُسامہ کو کیا لکھا جائے ہلاک یا شہید کیا....؟

موجودہ حالات میں ڈرے، سہمے امریکیوں کے ذہنوں میں ایک عشرے سے اپنی دہشت کی کہانی جنم دینے والے اُسامہ بن لادن کو امریکی فورسز نے اپنی ایک مختصر سی کاروائی کے بعد دہشت کے علامتی کردار کا خاتمہ کرکے سارے امریکیوں کو خوش کردیا ہے اور جیسے ہی امریکیوں کے لئے دہشت کے علامت بننے والے اُسامہ بن لادن کی کہانی ختم ہونے کی اطلاعات وائٹ ہاؤس سے ہوتی ہوئی امریکا کے گلی، کوچوں، بازاروں اور چوراہوں تک پہنچی تو سارا امریکا خوشی سے کِھل اٹھا اور آج بھی سُپرپاور امریکا ہر ڈرا سہا شہری اپنی اِس خوشی کا اظہار مختلف طریقوں سے کرنے میں مصروف ہے۔

جبکہ آج میرے ملک کے بیشتر نجی ٹی وی چینلز کو یہ طرہ حاصل ہے کہ دہشت گرد اعظم امریکا کے نامزد کردہ دنیا کے سب سے بڑے مسلم دہشت گرد اُسامہ بن لادن کی کہانی ختم ہونے کی نیوز اِس نے بریک کی ہے اور یوں وہ یہ بتانے اور

جتانے میں لگا پڑا ہے کہ اِس نجی ٹی وی چینل کا نیٹ ورک سب سے زیادہ فعل اور متحرک ہے چلو یہاں ہم نجی ٹی وی چینلز کی اِس بحث میں جائے بغیر یہ مان لیتے ہیں کہ یہ اہم خبر سب سے پہلے فلاں ٹی وی چینل نے ہی دی تھی تو اِس پر کسی دوسرے کو ناراض نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ خبر جو بھی اہم ہوتی ہے اُسے جلد از جلد عوام الناس میں پہنچا دینا ہی ایک قابلِ تعریف اور احسن کام ہے اُسے کوئی بھی پہنچانے کا کام کس طرح بھی کرے مگر اِس میں یہ کیا امتیاز کرنا کہ یہ خبر سب سے پہلے کس نے دی اور کس نے نہیں یہ کوئی ٹھیک عمل نہیں ہے کیوں کہ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ کس ٹی وی چینل کا کیا مقام ہے اور ہمارا کونسا ٹی وی چینل اپنی کامیابیوں کی کس منزل پر کس اسٹیج پر کھڑا ہے .....؟؟

بہر کیف ! افغان روس جنگ کا ہیرو اور امریکا کا سابق عزیز ترین دوست اُسامہ بن لادن جو ایک امیر ترین سعودی کا بیٹا تھا اِس کے یہاں دولت کی ریل پیل ایسی تھی جیسے یہ کوئی معمولی اور حقیر سی شے ہو مگر اِس کے باوجود بھی اِس عرب باشندے نے اُمت مسلمہ کی بقاء و سالمیت کی راہ صرف جہاد ہی میں تلاش کی اور یہ اپنی ساری عیش و طرب کی زندگی کو ایک طرف رکھ کر افغان روس جنگ میں اپنے تن من دھن اور اپنی جان اور ساتھیوں کے ساتھ کود پڑا اور اپنے عزم مصمم سے روسیوں کو افغانستان میں شکست سے دوچار کرکے اپنی کامیابیوں اور

کامرانیوں کی اُس منزل کو پہنچ گیا جہاں اِسے شدت سے یہ احساس ہونے لگا کہ اِس کی ضرورت صرف یہیں ختم نہیں ہو گی بلکہ یہ اَب ہر اُس مسلم ملک کے لئے اور بڑھ گئی ہے جہاں روس اور امریکا جیسی سُپر طاقتیں اپنی جارحیت سے اُس کا وجود ختم کرنا چاہتی ہیں یوں اِس کے اِسی حوصلے اور جرات مندی نے اِسے ایک طرف تو اُمت مسلمہ کا ہیرو بنا دیا تو وہیں اِس کے اِسی عزم و ہمت کو امریکا سمیت اور دوسری بڑی طاقتیں اپنے لئے ایک بڑا خطرہ تصور لگیں تھیں۔

اور یوں بالآخر جب امریکا میں نائن الیون کا سانحہ پیش آیا تو امریکا اور اِس جیسے بہت سے اِس کے ہم نوالہ، ہم پیالہ دوستوں اور حواریوں نے اِس واقع کی ساری ذمہ داری اُسامہ بن لادن کے سر تھوپ دی حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے بڑی حد تک خود امریکی بھی واقف ہیں کہ طالبان اور القاعدہ پر ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے میں ملوث ہونے کے کوئی ایک بھی ٹھوس شواہد آج تک منظرِ عام پر نہیں آسکے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی اُس وقت جو بات کہہ دی گئی اُسی مفروضے پر امریکی اب تک قائم ہیں اور یوں اِس واقع کے بعد روپوش القاعدہ کا سربراہ اُسامہ بن لادن امریکا کی بقاء و سالمیت کے لئے سب سے بڑا خطر بن چکا تھا جسے زندہ یا مردہ کسی بھی حال میں ڈھونڈ نکالنے والے کے لئے امریکا نے اِس کی قیمت ڈھائی کروڑ ڈالر مقرر کی تھی اور اِس کے علاوہ اور بہت سے انعامات کا بھی دینے کا اعلان کر رکھا تھا۔

اور بالآخر القاعدہ کا سربراہ اُسامہ بن لادن ماضی کے اپنے دوست اور موجودہ حالات میں اپنے سے زیادہ انسانیت کے طاقتور اور شاطر ترین دشمن امریکا کے ہاتھوں گزشتہ دنوں ایبٹ آباد کے ایک نواحی علاقے بلال ٹاؤن میں اتوار اور پیر کی درمیانی شب امریکی اسپیشل فورسز کے مختصر ترین صرف 40 منٹ کی کاروائی کے دوران جن سے متعلق ابتدائی اطلاعات یہ ہیں کہ اِس آپریشن میں 40 امریکی فوجیوں نے حصہ لیا اور اِس میں سانحہ نائن الیون کے ذمہ دار اور کئی انسانی جانوں کو موت کی آغوش میں دھکیلنے والے امریکا کو انتہائی مطلوب عرب دہشت گرد اُسامہ بن لادن (یعنی آج کے علی بابا اُسامہ بن لادن کو 40 منٹ کی کاروائی امس 40 امریکی فوجیوں نے اِس)کے سر پر گولی مار کر اُسے زندگی اور خود کو اِس کے ڈر اور خوف میں ہر دم مبتلا رہنے کا قصہ تمام کردیا۔

اگرچہ اِس کاروائی میں اُسامہ بن لادن کے بیٹے اور تین ساتھیوں کے بھی مرنے اور اِن کی دو بیویوں اور چھ بچوں سمیت بارہ افراد کو گرفتار کیے جانے کی بھی متضاد انفارمیشنز ہیں جن کے بارے میں ابھی تک میڈیا کو ٹھیک سے کچھ نہیں بتایا جارہا ہے اور نہ ہی اُسامہ بن لادن کی لاش میڈیا کے سامنے لائی جارہی ہے اور ہمارے ملکی اور عالمی میڈیا پر وہی کچھ دِکھایا اور سمجھایا جارہا ہے جو اطلاعات امریکا فراہم کررہا ہے۔

اگرچہ یہاں سب سے زیادہ غور طلب ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اُسامہ بن لادن کی ہلاکت کی تصدیق امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام (کہنے کو تو مسلمان) صدر مسٹر بارک اوباما نے بڑے پُر تپاک اور اپنے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ کردی ہے کہ اُسامہ جس نے اُن کے پیش رو (سابق صدر بش) سمیت اُن کی بھی ناک میں دم کر رکھا تھا وہ اَب اِس دنیا میں نہیں رہا اور اِس طرح مسٹر اُباما نے اُسامہ کی دہشت سے ڈرے سہمے اپنے شہریوں سے کہا ہے کہ "اُسامہ کی اپنی بیویوں، بیٹے اور اپنے انفارمر سمیت کئی دوسرے افراد کی ہلاکت سے دنیا بالخصوص امریکا محفوظ ہوگیا ہے اور جو امریکا کے لئے ایک عظیم فتح ہے اِن کا اپنے شہریوں اور دنیا سے یہ کہنا ہے کہ اُسامہ کے مرنے سے ہم نے نائن الیون کے مرنے والوں کا بدلہ لے کر انصاف کے وہ تمام تقاضے اور ذمہ داری بھی پوری کردی ہے جو مرنے والوں نے اِن کے کاندھوں پر ڈال دی تھی جبکہ اُباما اور ہلیری کا اپنے خوفزدہ عوام اور دنیا سے یہ بھی کہنا ہے کہ چوں کے اُسامہ کے نزدیک کبھی بھی اِنسانی زندگیاں اہمیت کی حامل نہیں تھیں اِس لئے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کا خاتمہ کردینا امریکا کے لئے ضروری تھا جو ہم نے اپنی انتہائی چالاکی اور ہوشیاری سے ایک بڑے عرصے بعد صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اِس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کردیا ہے۔

ایک طرف جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ روس افغان جنگ میں امریکا کا اچھا دوست اور ساتھی کہلانے والا اُسامہ ہے تو دوسری طرف نائن الیون کے واقع کے بعد امریکا کا سب سے زیادہ خطرناک دشمن یہی اُسامہ نظر آتا ہے آج چونکہ اُسامہ بن لادن کی کہانی ختم اور پیسہ ہضم ہوچکا ہے تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ اِس صورت حال کے بعد دنیا کے بہت سے غیر جانبدار تجزیہ نگار اُسامہ اِس کی موت کے بعد اِسے مرحوم لکھیں، ہلاک یا شہید کیا لکھیں.....؟ جس سے اِن کے تجزیئے پڑھنے اور سُننے والوں کو بہتر محسوس ہو اور اَب یہ فیصلہ آپ خود کریں کہ اُسامہ بن لادن کو اِس کی موت کے بعد کسی امریکی دباؤ میں آئے بغیر اِس کے نام سے پہلے اور بعد میں کیا لکھے.....؟؟9/ 11 کے بعد سے اَب تک چار مرتبہ موت سے بچ جانے والے امریکا کے نزدیک اِس کے سب سے بڑے دشمن اُسامہ بن لادن جنہیں یہ یقین تھا کہ ایک نا ایک دن اِن کا طاقتور ترین اور شاطر دشمن امریکا اِن کی جان لے لے گا مگر اِس باوجود بھی وہ اپنے عزم وہمت سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے اور اِس طرح جو 2 مئی 2011 کو اتوار اور پیر کی درمیانی شب پانچویں مرتب موت سے نہ بچ سکے اور اپنے وعدے اور اُس عزم کی تکمیل پوری کر گئے جو اِن کے سینے میں برسوں سے دفن تھا کہ "وہ اپنے دشمن کو کبھی زندہ گرفتاری نہیں دیں گے دشمن کے ہاتھ اِن کے گریبان تک اِن کی موت کی صُورت میں ہی بڑھ سکتے ہیں" اور یوں اُسامہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا....جو یہ اکثر کیا کرتے تھے۔ اُدھر اُسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد خود امریکی صدر

مسٹر بارک اُباما اور امریکی فورسز کے سربراہان کے پاکستان کے تعاون سے متعلق جو متضاد بیانات سامنے آرہے ہیں اُنھوں نے اَب تک امریکی جنگ میں فرنٹ لائن کے کردار ادا کرنے والے پاکستان کی پوزیشن پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے.... ایک طرف امریکی صدر اُباما یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکا کی اِس عظیم فتح اور کامیابی میں پاکستان کا اہم کردار رہا ہے اور پاکستان کے تعاون سے ہی ہم اُسامہ بن لادن کے ٹھکانے تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور اُسامہ کو مار کر اپنے مرنے والوں سے ہم نے انصاف کیا ہے اِس حوالے سے پاکستان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے جبکہ دوسری طرف امریکی سربراہ جان برتن نے وائٹ ہاؤس میں بریفنگ کے دوران اُسامہ بن لادن کے خلاف کی جانے والی اِس مختصر مگر کامیابی کا سہرا امریکی فورسز سر لیتے ہوئے پاکستان کے تعاون کی سخت ترین الفاظ میں اپنی تردید میں بلا جھجھک کہا ہے کہ "اُسامہ بن لادن کے خلاف کاروائی سے پاکستان لاعلم تھا اور پاکستان کو ہم نے اُس وقت اطلاع دی جب امریکی فورسز اپنا مشن " دی کلڈ آف گریڈ اُسامہ " مکمل کرنے کے بعد پاکستانی فضائی حدود سے باہر آچکی تھیں۔

اِس حوالے سے یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بحث فضول اور بے مقصد ہے کہ اُسامہ بن لادن کی ہلاکت میں پاکستان نے کیا کیا اور کیا نہیں... یہاں میرے خیال سے یہ ایک علیحدہ بحث ہے جو پاکستان اور امریکا سمیت دنیا بھر میں ایک

بڑے عرصے تک جاری رہے گی مگر یہاں اِن تمام باتوں سے بھی زیادہ جو سب سے زیادہ ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکی ایک اُسامہ بن لادن سے اتنے ڈرے سہمے تھے کہ اُنھوں نے اِس کی ہلاکت کے بعد اِس کی لاش کو نہ تو میڈیا کے سامنے لانے کی بھی جرات کی اور نہ ہی اِسے کسی مسلم ملک کے حوالے کرنے کا کوئی پروگرام ترتیب دیا یہاں میرا خیال یہ ہے کہ غالباً ڈرے، سہمے امریکیوں نے خود ہی سے یہ جواز پیش کیا کہ اُسامہ کی لاش کو کوئی بھی مسلم ملک اپنے ہاں دفن کرنے کو تیار نہیں ہے اِس لئے امریکی حکام نے اُسامہ کا مزار بننے سے روکنے کے لئے اُسے سمندر برد کردیا۔ اِس موقع پر مجھے یہ کہنے دیجئے کہ یعنی امریکی اُسامہ بن لادن سے اِس قدر خوفزدہ ہیں کہ اُنھوں نے یہ سوچا کہ اگر اُسامہ بن لادن کا مزار کسی بھی ملک کی زمین پر بنا دیا گیا تو پھر آئندہ اِس کے چاہنے والے اِس کے مزار کی دن رات زیارت کریں گے اور اِس کے مزار کی زیارت کے بعد بھی وہ اپنے اندر پہلے سے کہیں زیادہ جذبہ جہاد اور امریکا کے خلاف نفرت کو متحرک کرتے رہیں گے تو یوں ڈرے، سہمے امریکیوں نے اُسامہ کو سمندر برد کر کے اپنی تنگ ذہنی اور محدود سوچ رکھنے کے باعث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُسامہ بن لادن کے وجود اور اِس کے خوف سے اپنی جانیں چھڑانے کا ایک اچھا بہانہ تلاش کیا ہے جس میں وہ اپنی تسلی کے خاطر کامیاب تو ہوگئے مگر اُسامہ سے اپنے ڈر اور اپنی اِس نفرت سے یہ ایک ایسی انتقام کی آگ دنیا میں بھر گئے ہیں کہ جس سے شائد چھٹکارہ حاصل کرنا امریکا

کے لئے بہت مشکل ہو جائے۔ جب کہ امریکیوں کی اِس حرکت پر مسلم اُمہ کی ایک شہرہ آفاق اسلامی درسگاہ جامعتہ الازہر کے ترجمان اور ممتاز سعودی عالم دین ریاض الشریعہ کالج کے سابق ڈین ڈاکٹر سعود القنیسان نے اپنے ایک بیان میں واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اسلام نے کسی مسلمان کی سمندر میں تدفین کی مخالفت کی ہے اور اِس طرح الازہر کے شیخ احمد الطیب کے مشیر محمد عغب نے بھی اُسامہ بن لادن کی میت کو سمندر میں پھینکنے کے حوالے سے کہا ہے کہ اسلام اِس کے سخت خلاف ہے اُنہوں نے کہا کہ اگر کسی کو قتل کیا گیا ہو یا وہ اپنی موت سے مرے اُس کی میت کا ہر قیمت پر احترام کیا جانا چاہئے اِس حوالے سے مسلم غیر مسلم یا عیسائی کی کوئی تفریق نہیں۔ بہرحال! یہاں میرا یہ کہنا ہے کہ اُسامہ بن لادن کو اگر امریکیوں نے واقعی مار کر سمندر برد کر دیا ہے تو اِنہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ یہ کسی بھی لحاظ سے کسی کو بھی زیب نہیں دیتا ہے کہ کوئی کسی پر اتنا ظلم کرے کہ وہ مر جائے تو مرنے والے کو ظالم اِس کے دین و دھرم کے مطابق تدفین کے حق سے بھی محروم کردے یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہ کیسی ظالم کی داداگیری ہے جسے انسانیت ہر دور میں برا تصور کرتی رہے گی۔ اگرچہ آج امریکا اُسامہ بن لادن کو مار کر خوشیاں تو منا رہا ہے مگر وہ یہ بھی تو سوچے وہ ایک طرف تو دنیا میں امن کا علمبردار بنا پھرتا ہے اور دوسری طرف اُسامہ بن لادن کو سمندر برد کرنے والی اپنی جارحیت سے دنیا کے سامنے اپنا ایک ایسا روپ سامنے لایا ہے کہ جس

سے انسانیت تھرا اٹھی ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اُسامہ بن لادن کو سمندر برد کرکے امریکا دنیا کے سامنے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے....؟

امریکا اُسامہ کی ہلاکت کا مزید ثبوت کیوں نہیں دیتا؟ پرویز مشرف

کیا واقعی 11/9 والا ہی اُسامہ 2 مئی کو شہید ہو گیا ہے......؟؟

بس امریکا سمیت دنیا پاکستان پر اُسامہ کی مدد فراہم کرنے جیسی بے بنیاد الزام تراشیوں پر زبان بند رکھے....

سب سے پہلے ہمیں یہ جان لینا ضروری ہے کہ یکم اور دو مئی کی درمیانی شب کو امریکا نے پاکستان میں جو کچھ کیا ہے.... وہ اُس امریکی منصوبے کا حصہ ہو سکتا ہے جس سے متعلق امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اُوباما اور امریکی تھینک ٹینک پہلے ہی منصوبہ بندی کر چکے تھے یعنی امریکی صدر بارک اوباما نے اپنی قومی سلامتی کونسل کی ٹیم میں جس طرح سے ردوبدل کیا ہے اِس سے بخوبی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امریکی قومی سلامتی میں تبدیلی کی یہ لہر محض اِس وجہ سے کی گئی ہے کہ اَب کسی بھی طرح سے پاکستان کے گرد دہشت گردی سمیت معاشی، سیاسی اور اخلاقی سطح پر جلد از جلد دائرہ تنگ کیا جائے جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے امریکی صدر بارک اوباما نے سب سے پہلے اپنے ایک اعلان میں سی آئی اے کے سربراہ لیون پینٹا کو امریکہ کا نیا وزیر دفاع نامزد کر دیا اور اِسی طرح افغانستان میں امریکی افواج کے سربراہ جنرل ڈیوس

پیٹریاس کو سی آئی اے کا نیا چیف اور افغانستان میں اِن کی ذمہ داریاں امریکی سینٹرل کمانڈر کے نائب سربراہ لیفٹیننٹ جنرل جان ایلن کو سونپنے کا اعلان کر کے یہ واضح کر دیا کہ اَب امریکا کا اگلا ہدف یقینی طور پر پاکستان ہوگا۔

اگرچہ امریکی صدر بارک اوباما کے اِن ہی عزائم کی نشاندہی کرتے ہوئے ایک امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے بھی اپنے ایک تجزیئے میں تحریر کیا کہ سی آئی اے کے نئے سربراہ بننے والے جنرل ڈیوس پیٹریاس جو عراق اور افغانستان کی دو جنگیں لڑ چکے ہیں جن میں امریکا کو ہر لحاظ سے اپنی ناکامی کی شکل میں دنیا بھر میں سُبکی اٹھانی پڑی ہے)) وہ اَب تیسری جنگ پاکستان میں لڑیں گے جس کے لئے خطے میں انٹیلی جنس کو زیادہ سے زیادہ مسلح کرنا پیٹریاس کی اولین ترجیح ہوگی۔ یوں اِس منظر اور پس منظر میں ایک میں ہی کیا...؟ میرے ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام بھی میں یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ یکم اور دو مئی کی درمیانی رات کو پاکستان میں امریکا نے جو کچھ بھی کیا وہ اِس جنرل پیٹریاس کی پاکستان میں تیسری جنگ کرنے کا پیش خیمہ بھی ہو سکتے ہیں۔

مگر یہاں یہ امر بھی قرار واقعی ہے کہ ملک کے سابق صدر پرویز مشرف جو نائن الیون کے بعد اِس واقعہ میں ملوث (امریکا کو موسٹ وانٹیڈ) عناصر کی تلاش کے

حوالے سے امریکی سرجیکل اسٹرائیک کے ایک بڑے اہم پارٹنر سمجھے جاتے تھے اِنھوں نے گزشتہ دنوں ایک امریکی ٹی وی فاکس نیوز کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں یہ بات کہہ کر امریکا کی پاکستان سے متعلق تیار کی جانے والی اِن تمام نئی سازشوں اور منصوبہ بندیوں پر پانی پھیر دیا ہے کہ " آئی ایس آئی پر اُسامہ کو پناہ دینے کا الزام احمقانہ ہے... " تواِس کے ساتھ ہی یہاں ایک میں ہی کیا موجودہ حکومت، سمیت ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کو بھی اِن کی اِس کہی ہوئی بات پر یقین کرتے ہوئے یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ یکم اور دو مئی کی درمیانی رات کو امریکا نے پاکستان میں جس اُسامہ بن لادن کو ہلاک کیا وہ نائن الیون والا وہ اُسامہ بن لادن ہو ہی نہیں سکتا جس کی ہلاکت کا ڈرامہ یکم اور دو مئی کی ایک سیاہ ترین درمیانی شب کو امریکا نے رچا کر عراق کے بعد افغانستان میں ہوتی ہوئی اپنی شکست کو اپنی اِس مصنوعی اور ڈرامائی کامیابی سے بدلنے اور اُسامہ بن لادن کے خوف سے اپنے ڈرے، سہمے عوام کو خوش کرنے کے لئے اسٹیج کیا تھا۔

اگرچہ یہ بھی بڑی حد تک سچ معلوم دیتا ہے کہ پرویز مشرف نے اِس موقع پر یہ بات بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہوسکتا ہے امریکا نے خود سے اِس مارے جانے والے اُسامہ بن لادن کی کولنگ کرنے کے بعد اِسی کے کسی ہم شکل کو افغانستان میں مار کر اِس کی لاش زبردستی پاکستان لانے کے بعد اِسے یہاں سے

نمودار کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جیسے پاکستان ایک طرف اِس کا اتحادی ہے تو دوسری طرف یہی القاعدہ کے دہشت گردوں کو بھی مدد فراہم کر رہا ہے جو کہ غلط اور یکدم غلط ہے... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان آج بھی امریکی سرجیکل اسٹرائیک کا اُسی طرح سے پارٹنر ہے جیسے یہ پہلے روز تھا۔ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے۔ بلکہ یہاں ہم اپنے قارئین کے لئے اپنے سابق صدر پرویز مشرف کے اِسی انٹرویو کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہیں گے کہ اُنھوں نے اپنے انٹرویو میں جس انداز سے امریکی انتظامیہ کو للکارتے ہوئے کہا ہے کہ "اُسامہ کی پاکستان میں ہلاکت ثابت کرنے کے لئے امریکا مزید ثبوت لائے" تو اِن کے اِس جملے کے بعد بھی اَب یہ یقین سو فیصد حقیقت میں بدلتا محسوس ہوتا ہے کہ اُسامہ بن لادن پاکستان میں ہلاک نہیں ہوا اور نہ ہی اِس کا موجود پاکستان میں کہیں (خاص طور پر ایبٹ آباد کے علاقے) میں ہوسکتا تھا جہاں امریکا نے ڈمی نما کسی اُسامہ کی شہادت کا ڈرامہ رچایا ہے۔ اس پر میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ امریکا کا اُسامہ بن لادن کی تصاویر جاری کرنے اور اِس کے تعاقب میں پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی پر حکومت پاکستان سے معافی مانگنے سے انکار کرنے یہ سوال جنم لے رہا ہے کہ امریکا نے اپنے جس مطلوب ترین اُسامہ بن لادن کو مارنے کا دعویٰ کرکے اپنے عوام اور دنیا کو بے وقوف بنانے کے ساتھ ساتھ جہاں اپنی جعلی کامیابی کے پرچم گاڑنے اور پاکستان پر اپنا دباؤ بڑھانے کا گھناؤنا عمل کیا ہے اِس سے یہ ثابت ہوگیا

ہے کہ وہ سب کا سب جھوٹ مشتمل ہے ورنہ اگر امریکیوں کی تاریخ دیکھی جائے تو گزشتہ سالوں میں دہشت گردی کے حوالے سے امریکا نے ایک مکھی یا مچھر بھی مارا ہے تو اُسے بھی میڈیا کے سامنے یوں پیش کیا گیا ہے کہ جیسے امریکی فورسز نے کوئی آدمخور شیر مار ڈالا ہو....اور جب واقعی یکم اور دو مئی کی درمیانی شب امریکیوں نے اُسامہ بن لادن کی شکل میں شیر کو شہید کیا ہے تو پھر اِسے اپنے اور دنیا کے میڈیا کے سامنے لانے سے اجتناب کیوں برتا گیا اور اِس کی تصویریں کیوں نہیں جاری کی جارہی ہیں....؟اِس لئے کہ دنیا جان جائے گی کہ یہ نائن الیون والا وہ اُسامہ بن لادن نہیں ہے جِسے مارنے کا یہ دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹ کر اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ رہا ہے۔

جبکہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اِس طرح امریکی انتظامیہ اپنے اِس ڈرامے سے ایک طرف تو اپنے اُوپر پڑنے والے اپنے عوام کے اُس پریشر کو توڑنے اور کم کرنے میں کامیاب ہوجائے گی جو عراق اور افغان جنگ میں مسلسل ناکامی کی صورت میں اِس پر پڑ رہا تھا تو اِسی طرح دوسری طرف امریکا کو اِس ڈرامے کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ خطے میں جاری اپنے اُس جنگی جنوں کو تقویت دے گا۔جس سے متعلق امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اُوباما اور امریکی تھینک ٹینک پہلے منصوبہ بندی کرچکے ہیں۔بہر حال! دو مئی کے اُس امریکی ڈرامے سے جس میں امریکی فورسز نے اپنے سب سے بڑے دشمن اُسامہ بن لادن کو مارنے کا

رچایا تھا اِس کے بعد سے امریکا نے جہاں پاکستان کے امیج کو اپنے جھوٹے پروپیگنڈوں سے متاثر کرنے کی کوشش کی ہے تو وہیں امریکا کا وقار بھی بری طرح سے ستیاناس ہوگیا ہے اور دنیا اِس امریکی مکروفریب کے بعد سے یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ واقعی امریکیوں کی دوستی بھی بیکار ہے اور اِن سے دشمنی تو ہے ہی دشمنی ... یہ اپنے مفادات کے حصول کے بعد ہر شے کو ٹشو پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے... جو اِس کی فطرت کا حصہ ہے۔

اور ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کا یہ کہنا ہر لحاظ سے درست ہے کہ اُسامہ کی تلاش میں صرف پاکستان ہی نہیں پوری دنیا بھی ناکامی کی ذمے دار ہے یوں اَب امریکا اور دیگر ممالک پاکستان پر اِس طرح کی الزام تراشی کرنے سے اپنی اپنی زبانیں بند رکھیں تو بہتر ہے کہ اُسامہ کی تلاش کا ذمہ دار صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ امریکا سمیت ہر وہ ملک اُسامہ کی تلاش میں ناکام ہوا ہے جو نائن الیون کے بعد امریکا دہشت گردوں اور دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے امریکا کے ساتھ ساتھ تھا اور اِس سے وفاداری کا دم بھرتے نہیں تھکتا تھا۔

ایک ذراسی بات اگر امریکا سمجھ جائے تو......؟؟

امریکی ڈرامہ، اُسامہ کی شہادت، دفترخارجہ کی بے بسی اور آرمی چیف کا گرما گرم بیان....

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاکستان جو دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں سب سے بڑا امریکی اتحادی جانا جاتا ہے اور جس کی شاندار کارکردگی کا اعتراف خود امریکی بھی کئی مرتبہ اپنے یہاں اور کئی عالمی فورموں پر دہشت گردی کے حوالوں سے منعقد ہونے والے سیمناروں اور مواقعوں پر کرچکے ہیں کہ امریکا کو دہشت گردوں اور دہشت گردی کے نیٹ ورک کو توڑنے اور اِنہیں ختم کرنے میں ہر قدم پر جتنا ساتھ پاکستانی ایجنسی آئی ایس آئی نے دیا ہے اتنی مدد تو ہماری کوئی اور بھی نہیں کرسکا ہے اور یہاں اِس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ پاکستان نے امریکی جنگ میں اتحادی ہونے کے ناطے اَب تک ہر اُس نقصان کو بھی سب سے زیادہ.برداشت کیا ہے جو اِس امریکی اتحادی جنگ میں کوئی اور تو کیا خود امریکا بھی.برداشت نہیں کرسکا ہے اَب اِن تمام امریکی اعترافات کے بعد یہاں سوچنے اور سمجھنے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ پاکستان بھلا اپنے یہاں دہشت گردوں کو کیوں کر پناہ دے سکتا ہے...؟ جو ایک طرف ڈومور کی امریکی راگ پر اپنے یہاں جگہ جگہ پر دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کر

کے اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی نہتے اور بے گناہ شہریوں کو مار رہا ہے تو دوسری طرف اپنے اِس عمل سے اپنے عوام میں اپنے خلاف غم وغصے اور نفرت کو بھی پروان چڑھا رہا ہے۔اَب ایسے میں پاکستان کے علاقے میں اُسامہ بن لادن کی شہادت کے بعد سے امریکا کا پاکستان پر یہ الزام لگانا بے بنیاد ہے کہ پاکستان نے دیدہ ودانستہ طور پر اِس کے مطلوب ترین دہشت گرد اُسامہ بن لادن کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی تھی امریکا کی یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اَب تو امریکا کا یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستان میں اُسامہ بن لادن کی طرح اِس کے یہاں رونما ہونے والے سانحہ نائن الیون کے اور بھی سرگرداں دہشت گرد پناہ لیئے ہوئے ہیں جن کی تلاش کے لئے اَب امریکا کا یہ کہنا انتہائی معنی خیز لگتا ہے کہ اوباما پاکستان کی خودمختاری کو پامال کرکے امریکی فوجی آپریشن کے ذریعے اَن تک پہنچنے کے لئے ایک اور کاروائی کرنے کا اپنا حق اپنی پوری ڈھٹائی کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں۔

جبکہ پاکستان سمیت دنیا اِس بات پر بھی یہ یقین رکھتی ہے کہ دو مئی کی شب امریکی افواج نے پاکستان کے علاقے ایبٹ آباد کے ایک گھر سے لیجنڈ مرد مجاہد اُسامہ بن لادن کو جس ڈرامائی انداز سے شہید کیا یہ امریکیوں کی پاکستان کے خلاف اُس سازش کا حصہ ہوسکتا ہے جس کی بنیاد پر امریکا دانستہ طور پر پاکستان میں اپنا ایک اور جنگی محاذ کھولنا چاہتا ہے اور اِس امریکی ڈرامے

پر پاکستان بھر میں حکومتی سطح سے لے کر ایک عام شہری تک پچھلے دنوں سے جو خاموشی چھائی طاری رہی یہ پُراسرار خاموشی اُس وقت کسی حد تک ٹوٹ گئی جب سیکریٹری خارجہ سلمان بشیر نے انتہائی سہمے اور ڈرے ہوئے لہجے میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس میں امریکی آپریشن اور اُسامہ کی ہلاکت کے حوالے سے اپنا ایک محتاط رویہ رکھتے ہوئے امریکا کا نام لئے بغیر نام جب یہ کہا کہ " ایبٹ آباد کے واقعہ کے حوالے سے کوئی کسی قسم کی غلط فہمی میں نہ رہے ایسا واقعہ دُہرایا گیا تو اِس کے انتہائی تباہ کُن نتائج ہوں گے اور اِن کا اِسی ڈرے سہمے لہجے میں یہ بھی کہنا تھا کہ آئندہ یکطرفہ کاروائی کرنے والے تباہی سے دوچار ہوں گے اور اِس موقع پر اُنھوں نے اپنے اِسی انتہائی دھیمے اور بجھے ہوئے لہجے میں یہ بھی کہا کہ اسامہ بن لادن کے خلاف خفیہ آپریشن میں امریکا نے پاکستان کو اعتماد میں نہیں لیا اور نہ ہی پاک فوج کو اِس آپریشن کے بارے میں کچھ بتایا گیا اِس حوالے سے اِن کا یہ کہنا ایسا لگا کہ جیسے یہ اپنے اِسی انتہائی دھیمے اور خوشامدانہ لہجے میں امریکا پر یہ باور کرنا چاہ رہے ہوں کہ دہشت گردی سے نمٹنے میں آئی ایس آئی کا شاندار ریکارڈ ہے آئی ایس آئی اور القاعدہ کے مابین روابط کا امریکی الزام بے بنیاد اور حقائق کے منافی ہے جبکہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ سلمان بشیر کو امریکا کو یہ بات سمجھانے کے لئے کسی دھیمے اور خوشامدانہ لہجے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اِنہیں یہ بات باآوازِ بلند اور اپنی اُسی کڑک دار آواز اور

لہجے میں کہنی چاہئے تھی جس انداز سے یہ اکثر پریس کانفرنسیں کیا کرتے ہیں۔

یہاں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ سیکریٹری خارجہ سلمان بشیر کی پریس کانفرنس اور اِس میں اِن کے استعمال کئے گئے لب و لہجے سے قوم کو شدید مایوسی ہوئی اور اَب قوم اپنے حکمرانوں سے یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ ہمارے حکمران، سیاستدان اور کچھ نجی ٹی وی چینلز کے اینکر پرسن کو دہشت گرد اعظم امریکا کی کسی بھی ایسی سازش سے دبنے اور سہمنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس کے ذریعے امریکا بدمعاش پاکستان کو بلیک میل کر کے اِس کو کٹھ پتلی بنانا کر اِس سے اپنے گھناؤنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو۔

جبکہ یہ امر قابل ستائش اور حوصلہ افزاء ہے کہ جس روز سلمان بشیر اپنی پریس کانفرنس میں اپنے خوشامدانہ لہجے میں دہشت گرد اعظم امریکا کو سمجھانے اور یہ بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اَب اگر اِس نے پاکستان میں ایسے اعتماد میں لئے بغیر کوئی ایسی ویسی کاروائی کی تو ہم اِس کو نہیں چھوڑیں گے اُسی دن آئی ایس پی آر کی جانب سے جاری پریس ریلیز کے مطابق آرمی چیف جنرل کیانی کی زیر صدارت کور کمانڈرز کانفرنس منعقد ہوئی جس کا صرف ایک نکاتی ایجنڈا ایبٹ آباد کا واقعہ تھا جس سے خطاب کے دوران چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق

پروینز کیانی کی جانب سے جب" مس ایڈونچر کا جواب دینے، امریکا سے فوجی اور انٹیلی جنس تعاون پر نظرثانی کرنے، ملک میں موجود امریکی فوجیوں کی تعداد کم کرنے سمیت ایبٹ آباد جیسا دوسرا واقعہ برداشت نہ کرنے والا گرما گرم بیان سامنے آیا تو عوام کے اندر شدت سے یہ احساس پیدا ہوا کہ ہماری فوج ابھی اپنے وطن اور قوم کی حفاظت سے غافل نہیں ہوئی ہے دو مئی کا واقعہ امریکا کی ایک ایسی سازش ہے جس سے امریکا افواج پاکستان اور پاکستان کی اپنے شعبے کے لحاظ سے دنیا بھر میں ماہر اور مایہ ناز خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی کارکردگی پر ایک ایسا سیاہ دھبہ لگانا چاہتا ہے کہ جس سے اِس کی قوم میں اِس کا بنا بنایا مورال متاثر ہو اور قوم یہ چیخ پڑے کہ ہر سال قومی بجٹ سے اسی فیصد حصہ افواج پاکستان اور اِن خفیہ ایجنسیز پر کیوں خرچ کیا جاتا ہے جو اُسامہ جیسے دہشت گردوں کو پناہ دیتے ہیں اور ملک اور قوم کی حفاظت سے غافل ہیں۔جب کہ امریکا کو یہ ایک ذرا سی بات سمجھ لینی چاہئے کہ اِس واقعہ کے بعد قوم کا اعتماد پاک فوج پر اور بحال ہوا ہے۔

سانحہ ایبٹ آباد پر چوہدری نثار اور شاہ محمود کا مطالبہ درست ہے

صدر زرداری کا چپ کا روزہ، امریکا کے بے پَر کے بڑھتے مطالبات اور پاک امریکا تعلقات

سانحہ ایبٹ آباد پر غیرت کا تقاضہ، صدر، وزیر اعظم اور دوسرے مستعفی ہو جائیں.....

دو مئی کو ایبٹ آباد میں امریکی فورسز کے ہاتھوں پاکستان کی خود مختاری اور سالمیت کے حوالے سے اٹھنے والے سوالات اور اِس پر حکومت کی جانب سے کسی قسم کا کوئی تسلی بخش جواب نہ ملنے اور امریکی آپریشن کے بعد حکومت اور بالخصوص صدر اور وزیر اعظم پر ہونے والی شدید تنقیدوں کے بعد اَب یہ درست معلوم دیتا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم امریکی آپریشن کے حوالے سے اپنی اپنی پوزیشنیں عوام کے سامنے واضح کریں یا وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں تو پھر خاموشی سے مستعفی ہو جائیں جسکا مطالبہ گزشتہ دنوں ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور چوہدری نثار علی خان نے سانحہ ایبٹ آباد کے بعد پاکستان کی ساری دنیا میں ہونے والی جگ ہنسائی پر جس انداز سے اپنے شدید ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے صدر اور وزیر اعظم سے اِن کے عہدوں سے فوری طور پر استعفیٰ دینے اور مستعفی ہونے کا جو مطالبہ کیا ہے وہ ہر لحاظ سے درست ہے اور اِس موقع پر غریت ملی کا اولین تقاضہ بھی یہی ہے

کہ صدر اور وزیرِاعظم کو ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اپنے عہدے چھوڑ دینے چاہئیں تاکہ قوم کو یہ معلوم ہو سکے کہ اِن سے غلطیاں ہوئی ہیں اور اِنہوں نے اپنی اِس غلطی کی پاداش میں اپنی کرسی بچانے کی پرواہ کئے بغیر ملک بچانے کے خاطر اپنی کرسی ملک پر قربان کردی ہے اِس طرح یہ ملکی تاریخ میں امر بھی ہو جائیں گے اور اِن کے نام سُنہرے حروفوں میں درج کردیئے جائیں گے اور اِسی طرح یہ اپنی عوام اور عالمی میڈیا کی جانب سے بھی خود پر کئے جانے والی مزید تنقیدوں سے بچ جائیں گے۔

اور اِس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے صدر زرداری نے دو مئی سانحہ ایبٹ آباد کے بعد سے ملکی اور عالمی میڈیا کے سامنے اِس حوالے سے اظہارِ خیال کرنے کا جو چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے یہ اُن کی اُس پریشانی کا یقیناً عکاس ہے جس یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ اِس میں کس قدر مبتلا ہیں اور ہمارے صدر اِس واقعہ کے بعد سے کتنے پریشان ہیں کہ اِن کے پاس کوئی الفاظ نہیں ہے کہ یہ اپنی قوم اور دنیا کو جھوٹے منہ ہی یہ بتا سکیں کہ اِس سارے معاملے میں اِن کا اور اِن کی حکومت کا کیا کردار رہا....؟ بالفرض اِس حوالے سے اگر صدر نے اپنی لب کشائی کی اور اگر یہ اپنی پوزیشن واضح کرنے میں کچھ کم بولتے ہیں اور عوام کو مطمئن کرنے اور اعتماد میں لینے میں ناکام ہوتے ہیں تو بھی یہ اِن کے حق میں کچھ بہتر نہ ہوگا

اور اِس پر بھی عوام اور دنیا طرح طرح کے سوالات گڑلیں گے اور اگر کہیں زیادہ.... بول گئے تو بھی ممکن ہے کہ امریکا ہی اِن سے سخت ناراض ہو جائے سب کچھ کیا دھرا ہم نے اور اپنا نمبر بڑھا رہے ہیں مسٹر زرداری..... تو اِس حوالے سے جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں وہ یہ کہ صدر نے اپنی دانش کی روشنی میں یہ ہی ایک انتہائی فہم وفراست سے بھر پور فیصلہ کیا ہے کہ جب تک یہ معاملہ پوری طرح سے دنیا کی نظروں سے رفع دفع اور میڈیا سے آؤٹ نہیں ہو جاتا بہتر یہی ہے کہ چُپ کا ہی روزہ رکھ لیا جائے تو جان کی پناہ ہے ورنہ بول پڑے تو عوام اور امریکا دونوں ہی طرف سے خیر نہیں.... مگر اِس کے باوجود بھی یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر صدر کب تک اپنا چپ کا یہ روزہ رکھے رہیں گے....؟ آخر کبھی نہ کبھی تو زبان اِنہیں کھولنی ہی پڑے گی ...؟ تو کیوں نہ یہ اپنی جلد ہی زبان کھول کر اپنی بات واضح کر دیں پھر اِس کے بعد استعفیٰ دے کر یہ اپنے دوسرے معاملات نمٹاتے رہیں..... بہر حال ! یہ اَب صدر کی مرضی ہے وہ ایسا کب کریں... مگر یہاں یہ بات اِنہیں بھی معلوم ہونی چاہئے جو اَب ایک اٹل حقیقت کے روپ میں قوم کے سامنے آچکی ہے وہ یہ کہ چاہے صدر چپ کا روزہ توڑیں یا ناں توڑیں مگر پھر بھی قوم یہی سمجھتی ہے کہ اگر دو مئی کو امریکی فورسز کے آپریشن میں شہید ہونے والے اُسامہ بن لادن ہی ہیں تو اِس سارے منظر اور پس منظر میں صدر زرداری اور اِن کی حکومت بھی برابر کی ذمہ دار ہے آج امریکا جس اُسامہ کی شہادت کے چرچے اپنا سینہ پھلا

کر اور گردن آسمان تان کر جس انداز سے ساری دنیا میں کرتے ہوئے یہ کہتا پھر رہا ہے کہ اِس کے سب سے زیادہ مطلوب دہشت گرد شخص اُسامہ بن لادن کو پاکستان نے اپنے یہاں پناہ دے رکھی تھی اور ہم سے ہی پاکستان سانحہ نائن الیون کے دہشت گردوں کو مارنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف حیلے بہانوں سے امداد بھی طلب کرتا رہا ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِس نے ایک جانب ہم سے اپنی دوغلی پالیسی روا رکھے رہا یعنی کہ پاکستان ہم سے ڈالرز بھی مانگتا رہا اور دوسری طرف اِس نے اپنے دامن میں دہشت گردوں کو بھی چھپائے رکھا مگر جب امریکا کو پاکستان کے اِس ڈبل گیم کا پتہ لگا تو اِس نے اپنی تئیں اپنے مطلوب دہشت گردوں کی تلاش پاکستان میں شروع کردی اور یوں بالآخر اِس نے اپنی سی آئی اے کی مدد سے کئی سالوں کی جدوجہد کے بعد القاعدہ کے سربراہ اُسامہ بن لادن دو مئی کو پاکستان کے ایک علاقے ایبٹ آباد سے ڈھونڈ نکالا اور اِن کو شہید کرکے اپنے سانحہ نائن الیون میں مرنے والوں کے ساتھ انصاف کرنے میں کامیاب ہوگیا یوں اُسامہ بن لادن کی شہادت سے اِس نے اپنی فتح کے جھنڈے ساری دنیا پر گاڑنے کا جو بیڑا اُٹھا رکھا ہے یہ اِس کی جزوقتی فتح ہوسکتی ہے۔

بہرکیف اِدھر دو مئی کو رونما ہونے والے سانحہ ایبٹ آباد کے بعد سے پاکستان میں امریکی دادگیری کے بڑھتے قدم کہیں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں اور

امریکا نے حکومت پاکستان کو اپنے شدید دباؤ میں لانے کے خاطر طرح طرح کے کچھ ایسے مقصد اور بے پَر کے مطالبات شروع کر دیئے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے جیسے مثال کے طور پر ایک خبر کے مطابق ایک امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے اپنا دعویٰ کیا ہے کہ امریکی انتظامیہ نے پاکستان سے روس جنگ میں عسکریت پسندوں اور اُسامہ سے قریبی تعلقات کے کے شبہ میں پاکستان سے آئی ایس آئی کے بعض افسروں کی تفصیلات طلب کی ہیں تاہم پاکستان نے یہ تفصیلات فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اِس قسم کے امریکی مطالبات سے یقینی طور پر پاک امریکا تعلقات میں شک وشبہات پیدا ہوں گے کیوں کہ یقیناً یہ ایسے مطالبات ہیں جنھیں پورا کرنا سیاسی اور ملک کے جغرافیائی سمیت کسی بھی طرح پاکستان کے بس میں نہیں ہوگا جبکہ امریکا یہ چاہئے گا کہ اِن مطالبات کی ناکامی پر پاکستان ہمارے دباؤ اور پریشر میں رہے اور امریکا پاکستان سے وہ کچھ کرتا رہے اور خود بھی پاکستان گھُس کر اِس کی سالمیت اور خود مختاری کا ستیاناس کر کے وہ سب کچھ کرتا رہے جو یہ کرنا چاہتا ہے۔

اگرچہ بڑی حد تک مگر کافی دنوں کے بعد یہ بات حوصلہ افزا ضرور سامنے آئی ہے کہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے سانحہ ایبٹ آباد کے بعد اپنے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے واضح اور دوٹوک الفاظ میں امریکا سمیت اور دوسرے

جارحیت پسند اُن ممالک کو جو پاکستان میں امریکی طرز کی کاروائی کا منصوبہ بنا رہے ہیں خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کا ہر قیمت پر دفاع کیا جائے گا اور امریکا سمیت کسی کو بھی پاکستان کو بائی پاس کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی اور ہماری قیادت اِس پر بھی متفق ہوئی کہ امریکی انتظامیہ اور امریکی سمیت عالمی میڈیا پاکستان کے خلاف بے بنیاد اور منفی پروپیگنڈوں اور الزام تراشیوں کی مذموم مہم بند کردیں جس سے پاکستان کی ساکھ دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کے حوالے سے متاثر ہورہی ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اِن تمام حالات اور واقعات کے بعد جہاں پاکستان آج بھی امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے تو وہیں امریکا کو بھی پاکستان کے اِس کردار پر شک کرنے کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی اِس کی جنگ میں سب سے زیادہ ہر قسم کے نقصانات.برداشت کرنے والے ملک پاکستا ن کی دنیا بھر میں رسوائی کرتا پھرے....اور اگر اِس کے بعد بھی امریکا نے اپنی روش نہ بدلی تو اِسے بھی یہ واضح کرنا ہوگا کہ وہ پاکستان سے متعلق اپنے کیا....؟اور کس قسم کے مذموم عزائم رکھتا ہے تاکہ دنیا امریکیوں کی اُس سازش کو بھی جان سکے جو امریکا پاکستان کا دوست بن کر اِس کی تباہی اور.بربادی کا سامان پہلے سے کئے بیٹھا

ہے۔

آہ....آہ ! وزیر اعظم کا پارلیمانی خطاب

آہ....آہ ! وزیر اعظم کا پارلیمانی خطاب ! نہ عوام کو اعتماد میں لے سکے اور نہ امریکا کو سمجھا سکے...

اُسامہ کی شہادت ایک المیہ ! امریکی مفکر نوم چومسکی اُسامہ کی شہادت پر ناخوش !!....

اُسامہ کی شہادت اور پاکستان کے دوست نما دشمن امریکا کی ہٹ دھرمی

دو مئی کو پاکستان میں رچائے جانے والے ایک امریکی ڈرامے میں اُسامہ بن لادن کی شہادت کے بعد تو یہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے کہ امریکا کبھی بھی نہ تو پاکستان کے ساتھ مخلص رہا تھا اور نہ ہی اِس نے کبھی پاکستان کے ساتھ اپنی دوستی نبھائی ہے یہ وہ پاکستان کا دوست نما ہٹ دھرم دشمن ہے جس نے ہمیشہ پاکستان کو کسی نہ کسی بہانے نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور اَب دو مئی کو امریکی فورسز نے پاکستان کے ایک علاقے ایبٹ آباد میں ایک مختصر ترین آپریشن میں اپنے سب سے زیادہ مطلوب شخص اُسامہ بن لادن کی شہادت کا جس انداز سے ڈرامہ رچایا اور اِس کے بعد سے پاکستان پر امریکا کی جانب سے جس قسم کے الزامات لگائے جارہے ہیں اِن سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اَب امریکا عراق اور افغانستان کے بعد اپنا تیسرا

جنگی محاذ پاکستان میں کھولنے کے لئے پَر تول رہا ہے جبکہ اِس سے انکار نہیں کہ پاکستان میں دو مئی کو ایک امریکی ڈرامے میں اُسامہ بن لادن کی شہادت پر امریکا اور لندن سمیت دنیا کے دیگر ممالک کے عوام میں ایک ایسی سوچ و فکر جنم لے چکی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امریکا اور لندن کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے عوام اُسامہ کی اِس طرح کی شہادت پر دو حصوں میں بٹ چکے ہیں جن کی اپنی علیحدہ علیحدہ سوچیں ہیں اِس کا اندازہ دورِ جدید کے ایک عظیم امریکی مفکر نوم چومسکی کی اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُنھوں نے اُسامہ کی شہادت پر اپنے شدید غم وغصے کا اظہار کچھ اِس طرح کیا ہے کہ" وہ اُسامہ کی اِس طرح ہونے والی شہادت پر ناخوش ہیں اور اِسی طرح" لندن میں اُسامہ کے حامیوں اور مخالفین میں ہونے والی وہ جھڑپ " بھی ہے" جس سے آج امریکی و لندن کی انتظامیہ اور امریکی اور لندن کے عوام بھی خود حیران اور پریشان ہوگئے ہیں۔

ایک امریکی ٹی وی کے مطابق نوم چومسکی نے کہا ہے کہ یہ بات عیاں ہے کہ امریکی آپریشن سے اُسامہ کی شہادت ایک پہلے سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کی گئی ہے جس میں امریکا نے اپنی کھلی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بین الاقوامی قوانین کے بنیادی اُصولوں کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور امریکی فورسز کی اِس مختصر کاروائی میں امریکیوں نے یہ کوشش ہی نہیں کی کہ ایک

نہتے اُسامہ کو زندہ ہی پکڑ لیتے اور اِس سے نائن الیون میں ملوث ہونے کے ثبوت دریافت کرتے اور امریکا اپنے اُوپر لگنے والے اِس بہتان کو بھی دنیا کے سامنے واضح کرنے کی کوشش کرتا کہ امریکا کے پاس نائن الیون کے واقعہ میں اُسامہ کو ملوث کرنے کے ثبوت نہیں ہے مگر شائد طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا امریکا کو یہ منظور نہ تھا اِسی لئے امریکی صدر بارک اُوباما نے اُسامہ کو ترنت مارنے کو ہی غنیمت جان کر ایک ایسا غلط کام کروادیا ہے کہ جس کے بعد نہ صرف امریکا کے لئے مزید مشکلات پیدا ہو جائیں گیں بلکہ دنیا کو بھی ایک ایسی انتقامی جنگ کی آگ میں جھونک دیا گیا ہے جس سے اَب نکلنا کسی کے بھی بس میں نہیں ہوگا اور اِس کے ساتھ ہی نوم چومسکی نے یہ بھی کہا ہے کہ امریکیوں کو اُسامہ بن لادن کو شہید کرنے سے پہلے اپنے گریبانوں میں ضرور جھانک لینا چاہئے تھا اور اپنے کلیجوں پر ہاتھ رکھ کر بڑے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ یہ ضرور سوچ لینا چاہئے تھا کہ اگر عراقی کمانڈر جارج بش کو اِس کے کمپاؤنڈ میں گھس کر اِسے بھی اِسی طرح بیدردی اور وحشیانہ پن سے قتل کریں اور جارج کی لاش کو اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ سے سمندر برد کردیں تو ذرا سوچو امریکیوں کا کیا ردِ عمل ہوگا عظیم امریکی مفکر نوم چومسکی نے اپنا سینہ ٹھونک اور پورے وثوق کے ساتھ یہ بھی کہا کہ دو مئی کو بارک اوباما نے وائٹ ہاؤس کی بلڈنگ میں بیٹھ کر اپنے جاری بیان میں جس انداز سے یہ جھوٹ بولا ہے کہ "امریکا کو جلد پتہ چل گیا تھا کہ نائن الیون کے حملے

االقاعدہ

نے کیئے ہیں" حالانکہ امریکا کے دانشوروں اور دنیا کی پل پل بدلتی صُورت حال پر نظر رکھنے والا ایک بڑا طبقہ یہ بات خُوب جانتا ہے کہ نائن الیون میں القاعدہ کسی بھی طور پر ملوث نہیں ہے اِس واقع کے پیچھے اسرائیلی سازش کارفرما تھی اور بارک اوباما کہتے ہیں کہ سانحہ نائن الیون میں القاعدہ ملوث ہے" نوم کا کہنا ہے کہ اُوباما کا یہ جھوٹ وائٹ ہاؤس کی شان کے خلاف ہی نہیں بلکہ اُن امریکی اُصولوں اور ضابطوں کے بھی برعکس ہے جن پر قائم رہ کر امریکی پُرکھوں نے برسوں سے امریکی شان و شوکت اور عظمت میں چار چاند لگائے ہیں بس دو مئی کے سانحہ ایبٹ آباد کے حوالے سے بارک اوباما کے ایک بیان نے امریکیوں کی بنی بنائی عزت خاک میں ملا دی ہے۔

یہاں اِن تمام باتوں سے بھی زیادہ جو دنیا اور امریکیوں کے لئے حیران اور پریشان کُن بات وہ یہ ہے کہ اِس دورِ جدید کے عظیم امریکی مفکر نوم چومسکی نے بڑے اعتماد اور اطمینان کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ امریکا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا سب کچھ لُٹانے والے پاکستان کے کردار پر جس شدومد سے انگلیاں اٹھائی جارہی ہیں وہ پاکستان کے وقار اور کردار کو دنیا کے سامنے مسخ کرکے پیش کرنے کے مترادف ہے جس سے امریکی عوام سے تعلق رکھنے والا دانشوروں کا ایک بڑا طبقہ سخت تشویش میں مبتلا ہے کیونکہ پاکستان میں امریکا نے اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر جس انداز سے اُسامہ

بن لادن کا ڈرامہ رچایا اُس سیاسی قتل کے لئے پاکستانی حدود میں امریکی ہٹ دھرمی کے خلاف کوئی بات نہیں کی جارہی ہے اور چونکہ یہ حقیقت ہے کہ دو مئی کو امریکا نے دیدہ و دانستہ طور پر پاکستان میں جو غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت کی ہے اِس پر پاکستانی رائے عامہ کی امریکا کے خلاف شدت میں اضافہ ہونا ایک لازمی امر ہے جس پر امریکا کو ہر حال میں حکومتِ پاکستان، عوامِ پاکستان اور افواج پاکستان سے فوری طور پر معافی مانگنی چاہئے مگر اِس پر امریکا کی ہٹ دھرمی کا یہ عالم سمجھ سے بالاتر ہے کہ" امریکا القاعدہ کی اعلیٰ قیادت کو نشانہ بنانے کے لئے دوبارہ ایسا حملہ کرے گا" امریکا کا یہ بیان پاکستان میں اپنے خلاف نفرت کی مزید آگ بھڑکانے کے مترادف ہے نوم چومسکی نے اپنے اِسی انٹرویو میں کہا کہ سابق امریکی صدر جارج بش کے جرائم کی فہرست تو اُسامہ بن لادن کے جرم سے کہیں زیادہ طویل ہے جس نے اُسامہ کو نشانہ بناکر مشرقِ وسطی کو جنگ وجدل میں دھکیل دیا ہے بش کے اِس جنگی جرائم کی وجہ سے اَب تک لاکھوں انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں اور اِس کے باوجود بھی یہ ظالم اور انسانیت کے کھلے دشمن امریکی حکمران ہیں کہ اِنسانیت کا بیدریغ خون بہاکر بھی دنیا بھر میں انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار بنے پھر رہے ہیں نوم چومسکی نے اِس موقع پر کیوبا کا حوالہ دیتے ہوئے غم وغصے سے کہا کہ امریکا کیوبا کے مطلوب اُس بڑے آدم خور دہشت گرد کو کیوں بھلا رہا ہے.....؟ جسے امریکا نے اپنے یہاں ایک بڑے عرصے تک پناہ دی اور کیوبا کو مطلوب یہی

دہشت گرد کیلیفورنیا میں پُرسکون طبعی موت مرا امریکی مفکر نوم چومسکی نے ظالم و جابر اور فاسق سابق امریکی صدر بش کے اُس فلسفے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بش کی دہری ذات کا عکاس ہے جو ایک طرف تو دنیا میں امن وسکون کا پرچار کرتا رہا تو دوسری طرف اِسی بش نے اسرائیلیوں کے ساتھ مل کر اُسامہ کے کاندھے پر بندوق رکھ کر دنیا کو امریکی جنگ سے آگ و خون سے بھر دیا۔

نوم نے کہا کہ بش کا یہ فلسفہ غلط ہے کہ دہشت گردوں کو پناہ دینے والے معاشرے بھی برابر کے مجرم ہیں اور بش کا یہ فلسفہ اور آپریشن جیرونیمو اِس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ جس ملک نے بھی امریکا پر چڑھائی کی اِسے معاشی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی طور پر تباہ وبرباد کر دیا جائے اور اِس کے صدر کو قتل کر دیا جائے۔

یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ دورِجدید کے اِس عظیم امریکی مفکر نوم چومسکی نے اپنے ٹی وی انٹرویو میں بلادوٹوک جس انداز سے موجودہ اور سابق امریکی صدور کی جنونیت سے متعلق انکشافات کرتے ہوئے جو کچھ بھی کہا ہے وہ یقیناً امریکا سمیت ساری دنیا کے لئے حیرانگی کا باعث ہے کہ امریکی انتظامیہ اور ایک عام امریکی شہری سے ہٹ کر امریکا میں بسنے والا دانشوروں کا ایک سنجیدہ طبقہ پاکستانی حدود میں غیر قانونی طور پر داخل ہو کر اُسامہ کی شہادت کے رچائے

جانے والے ڈرامے پر کس قسم کے خیالات رکھتا ہے اور بارک اوباما کے اِس قول وفعل کو کس قدر حقارت سے دیکھتا ہے یہ موجودہ امریکی انتظامیہ اور دنیا بھر میں بسنے والے امریکیوں منہ پر ایک زور دار طمانچے سے کم نہیں ہے۔

اُدھر دو مئی کے المناک سانحہ کے گزرنے کے دس روز بعد بھی حکومت پاکستان نہ تو اپنے ساڑھے سترہ کروڑ عوام اور اپوزیشن کو اعتماد میں لینے میں کامیاب ہو سکی ہے اور نہ ہی امریکا کو یہ سمجھا سکی ہے کہ اِس کے نائن الیون کے واقعہ میں ملوث اِسے سب سے زیادہ مطلوب شخص اُسامہ بن لادن کو پاکستانی قیادت اور خفیہ ایجنسیوں نے اپنی ناک کے نیچے نہیں چھپا رکھا تھا اور اِس کی یہاں موجودگی کی خبر اِسے نہیں تھی۔

اِس حوالے سے گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں ایبٹ آباد آپریشن پر پالیسی بیان دیتے ہوئے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ ایبٹ آباد آپریشن کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے، حکومت کو فوج اور آئی ایس آئی کی کمانڈ پر مکمل اعتماد ہے ہم نے اُسامہ کو نہیں بلایا، دوسروں کی ناکامیوں کا ذمے دار ہمیں نہیں ٹھہرایا جاسکتا، اسٹریٹجک اثاثوں کے خلاف کسی بھی حملے کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا اور دہشت گردی کے خلاف تعاون شراکت داری کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ اگرچہ قومی اسمبلی میں کئے گئے وزیراعظم کے اِس ہلکے پھلکے خطاب

سے نہ تو قوم ہی مطمئن ہو پائی ہے اور نہ ہی اپوزیشن کو حکومت کے کسی ایسے اقدام پر بھروسہ اور اعتماد قائم ہو سکا ہے جس کا تذکرہ وزیر اعظم نے اسمبلی خطاب کے دوران کیا جبکہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جس امریکا کی پردہ داری میں وزیر اعظم نے اپنایہ خطاب کیا ہے اُسی امریکا نے تو دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ قومی اسمبلی میں کیا گیا گیلانی کا خطاب ہمارے کسی کام کا نہیں کیوں کہ گیلانی کی لچھے دار اور طویل تقریر ہمارے اُن سوالات کا جواب نہیں جو ہم نے اُسامہ کی شہادت کے بعد پاکستان سے دریافت کئے ہیں۔

اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری حکومت کب حزب اختلاف اور عوام کو مطمئن کرپاتی ہے یا امریکا کے پوچھے گئے اُن سوالات کے جوابات دے کر پھر سے امریکا کا خود پر اپنا اعتماد بحال کرنے میں کامیاب ہوتی ہے یہ تو اِس کی صوابدید پر ہے کہ وہ آئندہ دنوں میں اِس حوالے سے کیا کیا گُل کھلاتی ہے....؟

بہر حال ! یہ بات تو اٹل ہے کہ حکومت جب تک حزب اختلاف اور عوام کے سامنے پوری طرح سچ بیان کرکے اِنہیں اپنے اعتماد میں نہیں لے لیتی امریکا حکومت کو ہر طرح سے پریشان کرتا رہے گا کیوں کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ایک طرف حکومت ہمارے دباؤ میں ہے تو دوسری طرف یہ عوام کو وہ حقائق کبھی نہیں بتا سکتی جس کے بارے میں اِس نے ہم سے معاہدے کر رکھے ہیں۔ یہاں

ہمارا اپنی حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ امریکا کے ہاتھوں بلیک میل ہونے سے تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صدر اور وزیر اعظم اُن تمام حقائق کو کھلے دل سے منظر عام پر لا کر عوام اور حزب اختلاف پر اپنا اعتماد بحال کر دیں جس کی وجہ سے اِنہیں ہر بار امریکا سے بلیک میل ہونے کی وجہ سے جھوٹ پر جھوٹ بولنا پڑ رہا ہے۔اور ایبٹ آباد کے آپریشن سے متعلق بغیر کسی امریکی دباؤ میں آئے حکومت کو عوام اور حزب اختلاف سے کچھ بھی پوشیدہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اَب تو حکومت پر یہ بات لازم آجاتی ہے کہ یہ وہ تمام حقائق پوری طرح سے نہ صرف اپنے عوام اور حزب اختلاف کے سامنے بیان کرے بلکہ عالمی میڈیا پر بھی لے آئے کہ سانحہ ایبٹ آباد آپریشن میں امریکا نے اِسے کس طرح بلیک میل کیا اور اِس سے امریکا کے اپنے کیا مقاصد ہیں ۔

امریکی ماہرین فلکیات کی پیشنگوئی...اور بروس ریڈل کا دعویٰ

چار سیاروں کا اجتماع خُوف اور تباہی کا پیش خیمہ ہوگا!!.....امریکی نجومی ملا عمر کراچی میں کہیں روپوش ہے...ماہر امریکی اِنسدادِ دہشت گرد

ستاروں اور سیاروں کی چال سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرکے اپنے اچھے بُرے پر یقین کرنے والوں کے لئے یقیناً امریکی ماہرین فلکیات کی یہ پیشنگوئی اِن کے لئے حیرانگی اور پریشانی میں اضافے کا باعث ہوگی جس کے مطابق رواں ماہ کی آخری راتوں میں چار روشن ستاروں مشتری، زہرہ، مریخ اور عطارد ایک جگہ اکٹھے نظر آئیں گے جنہیں آسمانی سیاروں کی ایک بڑی اور ہنگامی طور پر منعقد ہونے والی کانفرنس بھی کہا جاسکتا ہے امریکی ماہرین فلکیات اور نجومیوں نے ستاروں کی اِس ہنگامی کانفرنس کو زمینی حقائق کے برعکس تصور کرتے ہوئے اِن چار سیاروں کے اجتماع کو خُوف اور تباہی کا بڑا پیش خیمہ قرار دیا ہے اِن کا خیال ہے کہ اِس ماہ تین سیارے کم از کم 5 ڈگری کے ڈائیامیٹر میں انتہائی گرم جوشی کے ساتھ دوبار الگ الگ بھی اکٹھے نظر آئیں گے اور اِسی طرح گزشتہ بدھ کو بھی عطارد، زہرہ اور مشتری 205 ڈگری پر ایک دوسرے کے اتنے مدِمقابل تھے کہ اِس سے پہلے یہ کبھی اتنے قریب نہیں دیکھے گئے تھے۔

اگرچہ ماہرین فلکیات کا اِس حوالے سے یہ کہنا انتہائی غور طلب ہے کہ اِسی طرح کا ایک اور ٹرائیکا ٹھیک دس دن بعد بھی آمنے سامنے ہوگا جو 213 ڈگری پر عطارد، زہرہ اور مریخ پر مشتمل ہوگا اور اِن ستاروں کا یہ اجلاس مسلسل تین دن تک جاری رہے گا جس میں یہ فیصلہ کریں گے کہ خوف اور تباہی کا کیا معیار مختص کیا جائے کہ جس سے اِن کے ہونے والے اجلاسوں کا حق ٹھیک طرح سے ادا ہوسکے اور اِس کے ساتھ ہی ماہرین فلکیات نے اپنی اِس پیشنگوئی کے حوالے سے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اِن کا عقیدہ ہے کہ جب 29 اور 31 اگست تک مسلسل تین دن نحیف سا چاند بھی مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد کے قریب سے گزرے گا تو یہ دنیا میں خُوف اور تباہی لانے کے باعث ہوں گے امریکی نجومیوں نے اِس کی مثال 1186ء کی دیتے ہوئے یوں کہا ہے کہ اِس سال بھی جب پانچ سیارے ایک ساتھ اکٹھے ہوئے تھے تو اِنہیں اُس سال ننگی آنکھ سے بھی دیکھا گیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اُس سال جن افراد نے اِن پانچ سیاروں کی اِس ہنگامی کانفرنس کو دیکھا تھا اُن سب میں ایسا خُوف پیدا ہوگیا تھا کہ جو ایک بڑے عرصے تک اِن کے ذہنوں پر طاری رہا اور اُس سال بھی ستاروں اور سیاروں کی چال پر یقین رکھنے والے بہت سے امریکی مذہبی رہنماؤں نے سیاروں کے اِس طرح کے ملاپ کو کئی خُوف ناک تباہی اور بربادی سے تعبیر کیا تھا جس کے بعد امریکا سمیت دنیا کے بیشتر ممالک میں ایسی ہولناک تباہی ہوئی جو تاریخ کا حصہ بن گئیں

اور اِس کے ساتھ ہی اِن امریکی ماہرین فلکیات اور نجومیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِس رواں ماہ کی آخری راتوں سے شروع ہونے والی چار ستاروں کی کانفرنس کا یہ طویل سلسلہ جو 31 اگست تک جاری رہے گا اِس سے امریکا سمیت دنیا میں کس قسم کی تباہی آتی ہے اِس کی نوعیت سے متعلق قبل از وقت کچھ نہیں کہا جاسکتا سوائے اِس کے کہ اِن سیاروں کے کم کم فاصلے پر اکٹھے ہونے سے دنیا کو تباہی اور بربادی کا منہ ضرور دیکھنا پڑے گا۔

بہرحال ! بحیثیت مسلمان ہمارا یہ یقین ہونا چاہئے کہ ستاروں اور سیاروں کی چال ہماری قسمت پر اثرانداز نہیں ہوتی اور ہماری زندگی میں جو اچھا یا بُرا ہوتا ہے وہ سب ہمارے رب کائنات اللہ رب العزت کے حکم خاص سے ہی ہوتا ہے یہ ستاروں اور سیاروں کی چال کا معاملہ امریکیوں اور غیر مسلموں کے لئے تو ضرور کچھ اہمیت کی حامل ہوسکتا ہے مگر ہم مسلمانوں کی زندگیوں پر اِس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اِس لئے میرا اپنے اُن مسلمان بھائیوں سے یہ کہنا ہے کہ جو ستاروں اور سیاروں کی چال اور اُن کی پوزیشوں کے تبدیل ہونے سے اپنی زندگی میں روزمرہ کے معاملات طے کرتے ہیں وہ یہ ضرور سوچیں کہ کیا وہ اپنے اِس یقین اور ایمان کو کمزرو سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بھی اچھا یا بُرا ہمارے لئے ہوتا ہے وہ منجانب اللہ اور اِس خاص حکم سے ہوتا ہے.....؟

امریکی ماہرین فلکیات اور نجومیوں کی یہ پیشنگوئی تھی اُن لوگوں سے متعلق جو ستاروں اور سیاروں کی چال سے اپنی قسمت بننے اور بگڑنے پر یقین رکھتے ہیں مگر اِس کے ساتھ ہی اُن لوگوں اور افراد کے لئے بھی امریکا سے ہی ایک چونکا دینے والی یہ خبر بھی آئی ہے کہ جو اپنے ملک پاکستان سے متعلق ہر دم فکر مند اور تفکر میں خود کو مصروف رکھتے ہیں یوں اُن کی پریشانیوں میں اضافہ کرنے کے لئے امریکی صدر بارک اوباما کے سابق مشیر اور انسداد دہشت گردی کے ماہر.بروس ریڈل نے ایک جرمن جریدے ڈر سپیگل" کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں ایک حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے" یہ دعویٰ کیا ہے کہ امریکا میں نائن الیون کو ہونے والے دہشت گردی میں ملوث.بڑے دہشت گرد اُسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد میں روپوشی کی طرح جسے امریکی فورسز نے دو مئی کو ایک آپریشن میں شہید کردیا اِسی طرح القاعدہ سے تعلق رکھنے والا ایک اور دہشت گرد جو امریکا کو مطلوب ہے ملا عمر کراچی میں کہیں روپوش ہے اور اپنے اِسی انٹرویو میں.بروس ریڈل نے ہنستے ہوئے اپنے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا کہ یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ اُسامہ وزیرستان کے کسی غار میں نہیں تھا،وہ پاک افغان سرحد پر کسی قبائلی علاقہ میں نہیں تھا بلکہ حیرانگی اور سخت حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ اُسامہ ایبٹ آباد کینٹ میں مقیم تھا جو اسلام آباد سے صرف 48 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہر حال میں پاکستان کو ضرور دینا ہوگا یہ امریکی دھمکی یہیں ختم نہیں ہو گئی بلکہ اِسی

طرح کی ایک اور تڑی لگاتے ہوئے پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے کہا ہے کہ امریکا پاکستان میں جو ڈرون حملے اور آپریشن کر رہا ہے وہ باہمی اشتراک کا نتیجہ ہے مگر اِس کے باوجود بھی پاکستان کو یہ بات واضح کرتے ہوئے خاص طور پر امریکا کو ضرور بتانا ہوگا کہ اُسامہ ایبٹ آباد میں کیا کر رہا تھا یہاں میرا خیال یہ ہے کہ امریکا اِس قسم کے حربے استعمال کرکے پاکستانی سول حکومت اور فورسز پر بھی اپنا دباؤ بڑھا رہا ہے اور اِس پر اَب ہماری حکومت اور فورسز کو یہ بتا دینا چاہئے کہ ہمارے حکمران یہ جانتے ہوئے کہ دو مئی کو امریکا نے پاکستان میں جو ڈرامہ رچایا اُس سے اُن کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے مگر پھر بھی یہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں کیوں....؟؟اور اَب وقت اور حالات یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ یہ اپنے عوام اور دنیا کے سامنے اِن حقائق کو سامنے لے آئیں کہ اُسامہ پاکستان میں نہیں تھا اِسے کہیں اور مار کر امریکا پاکستان لایا ہے اور اُلٹا پاکستان کو اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے ہم پر بیجا دباؤ ڈال رہا ہے پاکستان کے حکمران اور فورسز کے اعلیٰ حکام یہ کیوں نہیں اپنی اور امریکی قوم کو بتاتے ہیں کہ پاکستان نے جہاں امریکی جنگ میں فرنٹ لائن کا اَب تک کردار ادا کیا ہے تو وہیں اِسی پاکستان نے دو مئی کو ایبٹ آباد میں پیش آنے والے سانحہ (درحقیقت رچائے گئے امریکی ڈرامے میں حقیقی رنگ بھرنے) کے حوالے سے بھی امریکی انتظامیہ کی مدد کرکے سارا گناہ اپنے سر لے کر صدر اوباما اور امریکی

انتظامیہ کو امریکی عوام میں ذلیل اور خوار ہونے سے بھی بچالیا ہے جس پر اپنی (امریکی) عوام کا بے حد دباؤ تھا۔ اوراِس پر یہ کہ امریکا نے اُلٹا پاکستان کی معنی خیز خاموشی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اِس پر الزام تراشیوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو پاکستان کی خود مختاری اور سالمیت کے خلاف بھی ہے تو وہیں عالمی قوانین اور ضابطوں کے برعکس بھی ہے امریکا کو پاکستان پر غلط اور منفی پروپیگنڈوں کا سلسلہ بن کر کے پہلے اپنے گریبان میں جھانکا چاہئے کہ وہ خود کتنا بڑا جھوٹا اور دھوکے باز اور بدمعاش ہے جس نے اپنے مکروفریب سے پاکستان سمیت دنیا کا امن وسکون تباہ وبرباد کر دیا ہے۔جب اِسے اپنے گریبان میں جھانکنے کے بعد اپنی ذرا سی بھی کہیں سے پارسائی نظر آئے (مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا) تو پھر یہ پاکستان پر الزام تراشیوں کا بازار کھولے رکھے ورنہ اِسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی افغانستان میں اپنی ہوتی ہوئی شکست کا ملبہ پاکستان کے سر ڈال کر اپنی مصنوعی فتح کا جشن مناتا پھرے۔

امریکی امداد بند ہوئی تو گزارہ کرلیں گے

امریکی امداد بند ہوئی تو گزارہ کرلیں گے... وزیراعظم کی ہمت کو سلام
اِن کیمرہ اجلاس اور ملکی حالات پر اِس کے اچھے یا بُرے اثرات... کیا رنگ چڑھاتے ہیں...؟

دو مئی کو ایبٹ آباد میں جو کچھ ہوا اِس واقعہ نے ملک کے طولُ ارض میں جہاں امریکی ہیبت طاری کردی ہے تو وہیں اِس چالیس منٹ کے امریکی آپریشن میں اُسامہ بن لادن کی شہادت نے ملکی اور عالمی سطح پر کئی ایسے انگنت سوالات کو بھی جنم دے ڈالا ہے جس سے پاکستان کا وقار ایک خاص سوچ اور فکر سے تعلق رکھنے والے طبقے کی نظر میں نہ صرف اندورنی طور پر بلکہ بیرونی ممالک میں بھی مجروح ہوکر رہ گیا ہے دوسری طرف وہ امریکا ہے جو دنیا بھر میں ہمارا ایک انتہائی معتبر اور ایک اچھا ہمدرد دوست جانا جاتا ہے تو وہیں یہ دکھاوے کا ہمارا محسن بھی بنا پھرتا ہے جبکہ اِس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ اِس واقعہ کے بعد سے سب سے زیادہ سیاسی فائدہ بھی یہ امریکا ہی ہے جو اٹھا رہا ہے اور دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی اپنی جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والے پاکستان جیسے اپنے اتحادی ملک کے لئے طرح طرح کی

بدگمانیاں پیدا کرکے اِسے ساری دنیا میں دہشت گردوں اور دہشت گردی کا سرپرستی کرنے والا ملک گردانتا پھر رہا ہے۔

جبکہ یہاں ضرورت تواِس امر کی ہے کہ اِس کی اِس حرکت پراِس کا منہ بند کرنا اوراِس کی گز بھر کی زبان کو لگام دینا تو ہماری ملک کی جمہوری اور عسکری قیادت کا کام تھا مگر وہ کیا....؟کہ یہ گیارہ روز گزر جانے کے بعد بھی خاموش بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ امریکا کی جانب سے اِن (پاکستان) کے موجودہ جنگی کردارکے حوالے سے اٹھنے والی انگلیاں....اوراِس پر پاکستان کی مسلسل خاموشی یہ ثابت کررہی ہے کہ آج امریکا پاکستان سے متعلق جو کچھ بھی کہہ رہاہے وہ سب کا سب یکدم درست ہے.......اور حقیقت پر مبنی ہے.....؟؟جبکہ حقیقت اِس کے بلکل برعکس ہے وہ یہ کہ پاکستان میں ایسا کچھ نہیں ہوا ہے جیسا امریکا دنیاکے سامنے حقیقت کا رنگ بھرکا اور جھوٹے واقعہ کو سچا گھڑکر پیش کررہاہے یعنی کہ ایبٹ آباد میں دو مئی کو ایک امریکی آپریشن میں اِس کے مطلوب ترین شخص اُسامہ بن لادن کی شہادت کے واقعہ کوامریکا جس منفی انداز سے دنیاکے سامنے پیش کررہاہے اِس کا پاکستان کے ساتھ مکروفریب والا یہ رویہ یہ ثابت کررہاہے کہ یہ پاکستان کے ساتھ کتنا مخلص ہےاِس کے اِسی مکروفریب سے تنگ آئے ہوئے پاکستانی عوام اوراپوزیشن سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کی جانب سے اَب حکومت اور

عسکری قیادت پر یہ دباؤ بڑھتا جا رہا ہے کہ امریکی جنگ سے کنارہ کشی تیار کر لی جائے اور اِس کا ساتھ چھوڑ دیا جائے تاکہ اِسے اور اِس کی عوام کو یہ پتہ چل جائے کہ عراق کے بعد افغانستان میں بھی امریکا کو شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے وہ تو پاکستان ہی تھا جو افغانستان میں اِس کا اتحادی ہونے کے ناطے اِس کی جنگ جوانمردی سے لڑ رہا تھا ورنہ تو امریکا کب کا افغانستان سے جنگ ہار کر بھاگ نکلا ہوتا۔

اُدھر ایسے ہی شاطرانہ امریکی رویوں سے تنگ اور بیزار آنے کے بعد بالآخر ہمارے ملک کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے شائد پہلی بار اپنے اندر ہمت اور جرات پیدا کی اور اپنی انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ میں کوئی ڈکیٹر نہیں ہوں ایک منتخب نمائندہ ہوں اور مجھے ہر حال میں عوامی رائے کے ساتھ اِن سے قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے اور یہ بھی دنیا کان کھول کر اَب سُن لے کہ پاکستانی عوام کی رائے امریکا کے یکدم خلاف ہے اور ہماری حکومت ایک ایسے ایوان کو جوابدہ ہے جہاں کھلم کھلا، واضح اور دوٹوک الفاظ میں امریکا کی مخالفت ہر سیکنڈ اور ہر سانس کے آتے جاتے کے بڑھتی جا رہی ہے اور اُنھوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور اپنی اتنی گرجدار آواز میں کہا کہ امریکا بھی سُن لے کہ اگر اِس (امریکا) نے ہماری امداد بند بھی دی تو بھی ہم گزارہ کرلیں گے اِس موقع پر ہمارا یہ خیال ہے کہ ہمارے بہادر اور

جراتمند وزیراعظم کے یہ الفاظ اگر واقعی امریکا کے کانوں تک پہنچ گئے ہیں تو اِسے اَب اِس بات کا پورا پورا یقین کر لینا چاہئے کہ پاکستان ایک خوددار اور خودمختار ملک ہے اور اِس کے غیور اور محنت کش عوام کسی کے نہ تو بیجا دباؤ میں اور نہ ہی کسی کے احسانوں تلے دب کر اُس کی بلیک میلنگ میں ہی آتے ہیں بلکہ پاکستانی دنیا میں وہ قوم ہے جو سر اٹھا کر جینا اور عزت سے مرنا جانتی ہے وہ کسی کے آگے اپنی مجبوری کو گروہی رکھ کر

بے غیرتی کی زندگی گزرانا گناہ سمجھتی ہے اور اَب چونکہ کہ ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی یہ واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ اَب اگر امریکا ہماری امداد بند کرتا ہے تو بھلے سے بند کردے ہم گزاراہ کرلیں گے.... تو پھر اِسی بات پر ہمارا امریکا کو بھی یہا صائب مشورہ ہے کہ یہ اَب امریکا کی بھی غیرت اور خوداری کا سوال ہونا چاہئے کہ اَب امریکا بھی پاکستان کی ہر طرح کی امداد فوراً بند کردے تاکہ پاکستان اور پاکستانی قوم میں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی ایک اچھی عادت پیدا ہوجائے اور پاکستانی حکمران اور عوام صحیح معنوں میں اُس کشکول کو توڑ ڈالیں جس میں امریکا نے امداد کی شکل میں کبھی بھیک تو کبھی بخشش ڈال ڈال کر پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو محنت سے جان چرانے اور بھاگنے والا بنادیا تھا۔

ہمارے خیال سے اَب یہ بہت ہی اچھا اور ایک لائق تحسین قدم ہوگا جس روز

امریکا ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی اِس پیشکش اور خواہش پر عمل کرے گا اور پاکستان کی امداد بند کرکے اِسے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے موقع فراہم کرے گا۔ مگر اِس کے ساتھ ہی جب ہمارے وزیراعظم نے یہ کہا کہ " اَب ہماری حکومت نے اپنی سرحدوں میں کسی بھی حوالے سے امریکا سے مزید تعاون کیا تو ہماری حکومت ختم ہو سکتی ہے "اِن کا یہ جملہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ صرف ہمارے لئے حیرانگی کا باعث بنا ہے بلکہ ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام بھی اِن کے یہ الفاظ سُن اور پڑھ کر یقین حیران ہوئے ہوں گے اور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اَب تک پاکستان کے اندر جتنے بھی ڈرون حملے ہوئے یا آئندہ ہوں گے اور ریمنڈ ڈیوس کی طرح جتنے بھی امریکی ایجنٹ پکڑے اور چھوڑے جائیں گے اِن سے میں موجودہ حکومت اور وزیراعظم کی مرضی اور تعاون شامل رہا جسے اَب جاری نہ رکھنے کا عندیہ ہمارے وزیراعظم نے اُس وقت دیا جب دو مئی کے واقعہ کے بعد امریکا کا پاکستان سے متعلق مخالفانہ رویہ کھل کر سامنے آگیا اِس موقع پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ اگر دو مئی کا سانحہ نہ ہوتا تو ممکن ہے کہ ہماری موجودہ حکومت اور ہمارے وزیراعظم کا امریکا کے ساتھ رویہ حسب سابق جاری رہتا اور امریکا اپنے دہشت گردوں کی تلاش میں ڈرون حملوں کے ذریعے نہتے پاکستانیوں کو آگ اور خون میں نہلاتا رہتا اور ہماری حکومت کے یہی وزیراعظم ہر ڈرون حملے میں بڑی تعداد میں شہید اور زخمی ہونے والے افراد سے افسوس کا اظہار کرکے رہ جاتے اور پھر اگلے ڈرون کے لئے امریکی راہ ہموار کرتے

جاتے۔جو کسی بھی لحاظ سے کسی عوامی اور جمہوری حکومت کے حکمرانوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک طرف اپنی عوام کی خدمت کرنے کا دم بھریں اور دوسری طرف اپنے کرسی بچانے کے خاطر امریکا جیسے انسانیت کے دشمن ملک سے ہاتھ ملاکر انسانیت سوز مظالم کی داستانیں رقم کرنے میں اِس کی معاونت کریں۔

بہرکیف !آج جب ہم اپنے کالم کی اختتامی سطور رقم کررہے ہیں تو اِس وقت ملک کی عسکری قیادت اپنے ہی ملک کے میڈیا کو پارلیمنٹ ہاؤس سے میلوں دور رکھ کر اراکین پارلیمنٹ کو دو مئی کو پیش آنے والے سانحہ ایبٹ آباد پر اپنے نپے تلے انداز سے .بریفنگ دے رہی ہے اور ہم سوچ رہے ہیں کہ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اِس اِن کیمرہ .بریفنگ پر غیر معمولی سیکیورٹی کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آج ہمارے ملک کی سول اور عسکری قیادت اِس دو گھنٹے کی بند کمرہ.بریفنگ میں ملک اور قوم کی بہتری اور اپنی آئندہ نسلوں کے تابناک مستقبل کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی ایسا غریت مندانہ فیصلہ کرکے ایک نئے عزم و ہمت کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلیں گے کہ جس سے ملک اور قوم کی کایا پلٹ جائے گی اور جس سے ہمارا ملک اور ہماری قوم کسی نئی روشن اور ترقی و شحالی کی راہ پر گامزن ہوجائے گا مگر جب یہ اجلاس اپنے وقت مقررہ پر اختتام پذیر ہوا اور اجلاس میں شریک اراکین پارلیمنٹ دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایک کرکے باہر آتے گئے تو اِن کے چہروں اور اِن کی چال ڈھال سے ایسا کچھ

نہیں لگ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا عزم یا حوصلہ لے کر آئے ہیں جس سے قوم کو یہ یقین ہوسکے کہ ملک کے ذمہ داروں نے اِس اِن کیمرہ اجلاس میں سابقہ روایات سے ہٹ کو کچھ اچھے فیصلے کئے ہیں کیوں کہ اِن کے چہرے بتا رہے تھے کہ جیسے یہ اِس بریفنگ سے پوری طرح سے مطمئن اور اُس اعتماد اور اطمینان کے ساتھ نہیں لوٹے تھے اور اِس کے ساتھ ہی اِنہیں دیکھ کر یہ اندازہ بھی ضرور ہوا تھا کہ جیسے اِس کے لئے یہ پہلے سے ہی ذہنی طور پر تیار تھے کہ اِنہیں اِس بند کمرا اجلاس میں سوائے وقت کے ضیائع اور مایوسیوں کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

بہرحال ! ابھی تو پارلیمنٹ کے ہونے والے اِس اِن کیمرہ مشترکہ اجلاس سے متعلق قیاس آرائیوں اور مفروضوں کی بنیادہ پر کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اِس اجلاس میں ہونے والے فیصلوں کا ملک اور قوم پر کیا....؟اور کیسے اچھے یا بُرے اثرات مرتب ہوں گے....؟؟مگر اِس کے باوجود بھی ہم یہ قوی اُمید کر سکتے ہیں کہ دو گھنٹے تک جاری رہنے والے اپنی نوعیت کے اِس اہم ترین اور تاریخ ساز بندہ کمرہ اجلاس جس میں ہمارے ملک کی سول اور عسکری قیادت دونوں ہی نے اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے ملک کو درپیش چیلنجز اور خاص طور پر دو مئی کو ایبٹ آباد میں پیش آنے والے واقعہ کے بعد سے سنگین ہوتی ملکی صُورت حال میں ملک کو سنبھالنے اور قوم کو اراکین پارلیمنٹ کے زریعے اعتماد میں

لینے کے خاطر یہ اجلاس منعقد کیا اور اِنہیں امریکی دباؤ اور اِس کے تسلط سے نکالنے کے لئے بھی ہماری عسکری اور سول قیادت نے یقیناً کچھ نہ کچھ ایسے ضروری اور بنیادی نوعیت کے اقدامات بھی کئے ہوں گے جن سے عنقریب ملک میں مثبت اور تعمیری تبدیلیاں ضرور ہوتی ہوئیں نہ صرف محسوس کی جائیں گیں بلکہ اِن فیصلوں اور اقدامات کے ثمرات ملکی ایوانوں سے لے کر ملک کے ہر گلی، کوچے، بازار، شاہراہ اور ہر ادارے کی درودیوار تک نظر آئیں گے۔

امریکا کو الفاظ نہیں...اَب پاکستان سے ایکشن چاہئے جان کیری

کیا امریکا خطے میں بھارتی بالادستی قائم کرکے اِس کی چوہدراہٹ چاہتا ہے.....???
پاکستان کا کیا مقام ہوگا......??

صدر زرداری، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور آرمی چیف جنرل کیانی سے امریکی سینیٹر جان کیری کی ملاقات کے بعد ایوان صدر سے جو ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا اِس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جان کیری کے پاکستان آتے ہی ہمارے حکمرانوں پر چڑھنے والا وہ امریکی غم و غصہ جو دو مئی کے سانحہ کے بعد اِن کے دل و دماغ سے نہیں اُتر رہا تھا وہ ترنت اُتر گیا اور یوں پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے جو برف جم گئی وہ بھی پلک جھپکتے ہی پگھل گئی جبکہ یہ حقیقت ہے کہ جان کیری کی پاکستان آمد سے چند روز قبل تک بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اَب یہ برف جو پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے کسی گلیشئر کی صُورت اختیار کر گئی ہے یہ کبھی بھی نہیں پگھل سکے گی اور عوام میں بھی یہ حوصلہ پیدا ہوگیا تھا کہ اَب ہمارا ملک امریکا کے سامنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر بھیک مانگنے اور طرح طرح کی امداد لینے سمیت مختلف حیلے بہانوں سے سود کے ساتھ قرضے لینے سے بھی اجتناب برتے گا اور ہمارے حکمران

اپنا سینہ چوڑا کرکے اور اپنی گردنیں تان کر اپنے ساڑھے سترہ کروڑ عوام سے یہ مطالبہ کریں گے کہ اَب ہم نے امریکی امداد اور قرضوں پر انحصار کرنا چھوڑ دیا ہے اور ہمارے عوام بھی ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر یہ عہد کریں گے یہ بھی اپنے ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

مگر چند ہی دنوں بعد ملک کے عوام نے یہ خود دیکھ لیا کہ دو مئی کے سانحہ پر ہمارے حکمرانوں کا امریکا پر غم و غصہ محض دکھاوا تھا اِس کا احساس عوام کو اُس وقت ہوا جب بند کمرہ بریفنگ کے موقع پر پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر پاس ہونے والی ایک تاریخ ساز قرار داد پڑھتے ہوئے ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے فرمایا تھا کہ "آج جب میں یہ قرارداد پڑھ رہا ہوں تو تاریخ بدل رہی ہے" اِس لئے کہ یہ ہماری 63 سالہ تاریخ میں پیش کی جانے والی اپنی نوعیت کے سب سے منفرد اور افضل واعلیٰ قراردار اِس لئے ہے کہ اِس قرار داد کو مرتب کرنے میں اراکین پارلیمنٹ اور عسکری قیادت نے بھی حصہ لیا ہے مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ اَبھی اِس قرار داد کی سیاہی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امریکی انتظامیہ کو ایک ایسا تجسس پیدا ہوا کہ جیسے اِس قرارداد پر پاکستانیوں نے حقیقی معنوں میں عمل کر لیا تو پھر سمجھو کہ پاکستان ہمارے ہاتھ سے گیا اور ہم دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خاتمے کی آڑ میں پاکستان

پر اپنا قدم جمانے کا جو منصوبہ بنا رہے ہیں اِس میں ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور پھر یہ ہوا جس کی امریکا سمیت شائد دنیا کو بھی توقع نہ تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور پھر وہ ہوگیا جس پر آج امریکا بہت خوش ہے۔

کیوں کہ امریکیوں کے نزدیک بھلا ہو مسٹر جان کیری کا جو افغانستان سے اپنے دورے کے بعد جیسے ہی پاکستان آئے اور اُنہوں نے آتے ہی پاکستانی صدر زرادی، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور آرمی چیف جنرل کیانی سے ملاقات اور اِس ملاقات میں اُنہوں نے سانحہ دو مئی کے بعد پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے پیدا ہونے والی نازک صُورت حال کو کم کرنے اور اِنہیں معمول پر لانے کے لئے امریکی انتظامیہ کا موقف کچھ یوں پیش کیا کہ پاکستانی حکمران جو پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے پہلے ہی مصالحتوں کے شکار رہتے ہیں یہ ایک بار پھر کسی مصالحت کا شکار ہو کر جان کیری کی پٹائی بہکاوے) میں ایسے آگئے کہ اِنہوں نے ایوان صدر سے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر) ایک ایسا تاریخ ساز اور مصالحتوں سے بھرپور دھواں دار مشترکہ اعلامیہ جاری کر دیا جس کے جاری ہونے سے آج امریکی انتظامیہ خوش ہے اور یہ کہہ رہی ہے کہ پاکستان کو منانے کا سارا کریڈٹ سینیٹر جان کیری کو جاتا ہے جنھوں نے ایک خاص قسم کی امریکی ڈپلومیسی سے ناراض پاکستانیوں کو منا لیا یوں ایک ایسا پاک امریکا مشترکہ اعلامیہ جاری کر دیا جس سے یہ اندازا بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اِس میں جس

انداز سے زبان استعمال کی گئی ہے اور جیسے جملے پروئے گئے ہیں وہ واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ جیسے یہ پاکستانی حکمرانوں کی دلی خواہش رہی ہو کہ کوئی موقع اِن کے ہاتھ دوبارہ لگے تو وہ ناراض امریکا کو منانے کے لئے کچھ ایسا کریں جیسا کہ اِنھوں نے اِس اعلامئے میں کر دکھایا ہے۔

اور آج امریکا یہ بات اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ ایوانِ صدر سے جاری ہونے والے پاک امریکا مشترکہ اعلامئے میں جس طرح کہا گیا ہے کہ پاکستان میں آئندہ کسی بھی اہم ہدف کے خلاف دونوں ممالک مل کر کاروائی کریں گے ،دہشت گردوں کے خلاف تعاون جاری رہے گا، پاکستان اور امریکا کے مابین تمام رابطوں کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے گا اور بہت سے ایسے اہم نکات بھی شامل ہیں جنھیں یہاں بیان کرنا ہمارے لئے مشکل ہے۔

مگر ہمارے قارئین یہاں یہ ضرور سمجھ لیں کے پاک امریکا مشترکہ اعلامئے سے پاکستان سانحہ دو مئی کے بعد اپنے اُس مقصد میں ضرور کامیاب ہوگیا ہے جو صرف یہ تھا کہ امریکا نے دو مئی کے واقع کی اِسے پیشگی اطلاع کیوں نہیں دی جبکہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کا ایک بڑا اتحادی بھی ہے اور اَب تک ہر لحاظ سے امریکا سمیت اِس کے دوسری اتحادیوں کے مقابلے میں سب

سے زیادہ ہر قسم کی قربانیاں بھی دے چکا ہے اِس کے باوجود بھی امریکی انتظامیہ اور امریکی فورسز نے جب دو مئی کا آپریشن کیا تو پاکستان کی اِس کی کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی اور یوں اِس طرح پاکستان پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے وہ سب کچھ کردیا جس سے نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کے حوالے سے انگنت سوالات نے جنم لیا ہے جس سے ایک طرف تو دنیا بھر میں پاکستان کے کردار کی جگ ہنسائی ہوئی ہے تو وہیں امریکا نے اپنے سب سے بڑے اتحادی پاکستان کا کردار بھی ساری دنیا میں مشکوک بنا دیا اور یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ پاکستان ہمارا اتحادی ضرور ہے مگر ہمیں اِس کے کردار پر شک ہے۔ بہرکیف !اِس ہی مشترکہ اعلامیے میں صدر زرداری کے اُس عزم وہمت اور حوصلے کا بھی پُرتپاک انداز سے تذکرہ کیا گیا ہے جس میں اُنھوں نے امریکا سمیت ساری دنیا کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ "دہشت گردی کے
خاتمے اور دنیا میں قیام امن کے لئے پاکستان دنیا سے اپنا تعاون جاری رکھے گا اِس پیغام میں صدر کا خصوصی طور پر دنیا سے یہ کہنا بڑی اہمیت کا حامل ہے "تاہم اَب تک
پاکستانی عوام نے دہشت گردی کے خاتمے اور دنیا میں قیام امن کے لئے اَب تک اربوں ڈالر اور 38 ہزار انسانی جانوں کی جو قربانی دی ہے اور آئندہ بھی دیں گے اِس لحاظ سے دنیا اِن کی عزت و وقار کو ترجیح دے اور

پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرے" اِس کے ساتھ ہی مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ امریکا کے نزدیک صدر زرداری کے کہے کی کوئی اہمیت نہیں کیوں کہ امریکا یہ بات اچھی طرح سے جانتا بھی ہے اور خوب سمجھتا بھی ہے کہ پاکستانیوں کا غم وغصہ تھوڑی دیر کا ہوتا ہے یعنی صرف اُس وقت تک جب تک امریکا اِنہیں امداد، قرض یا بھیک کی شکل میں کچھ دینے کا اِن سے وعدہ نہیں کرلیتا.... پاکستانی حالات غم وغصے میں رہتے ہیں اور جیسے ہی امریکا نے اِن سے کچھ دینے کا وعدہ کیا بس سمجھو کہ پاکستانی حکمرانوں اور عوام کی امریکا سے ناراضگی ختم اور غصہ بھی غائب ہوجاتا ہے اور ایسا ہی کچھ جان کیری کی پاکستان آمد پر بھی ہوا ہوگا یقیناً جس کے ثمرات آنے والے دنوں میں سامنے آنے شروع ہوجائیں گے اور پاکستانی عوام سمیت ساری دنیا کو بھی پتہ چل جائے گا کہ جان کیری کی پاکستان آمد کے کیا مقاصد تھے اور اِس سے پاکستان کو کیا کیا فوائد حاصل ہوئے اور امریکا کو کیا ملا.....؟؟

اگرچہ اِس کے ساتھ ہی اَب کوئی اِس حقیقت کو بھی نہیں جھٹلا سکتا ہے کہ پاکستان نے امریکی سینیٹر جان کیری کی جانب سے امریکا کی اُس دھمکی نما پیشکش جس میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں اُنہوں نے کہا تھا کہ کوئی اِس گمان یا خوش فہمی میں نہ رہے کہ میں دومئی کے سانحہ پر معافی مانگنے آیا ہوں بلکہ میں تو اِس لئے آیا ہوں کہ میں یہ بات صاف اور واضح طور پر پاکستان سے

یہ کہہ سکوں کہ امریکا میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے کافی تشویش پائی جاتی ہے اور امریکا بالخصوص یہ چاہتا ہے کہ خطے میں توازن برقرار رکھنے کے لئے جس قدر جلد ممکن ہوسکے پاکستان اپنے ایٹمی پروگرام میں مزید پیش رفت کو روکے ....تاہم جان کیری نے یہ بھی کہا کہ دہشت گردوں کے نیٹ ورک کے خاتمے اور دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لئے "امریکا کو الفاظ نہیں بلکہ اَب پاکستان سے ایکشن چاہئے" اور پھر چند ہی روز بعد امریکا سمیت ساری دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ پاکستان نے اِس دھمکی نما امریکی پیشکش پر لبیک کہا اور اکیلے ہی کاروائی کرتے ہوئے القاعدہ کے اہم رہنما محمد علی قاسم یعقوب عرف ابوصہیب المکی کو کراچی سے گرفتار کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر امریکا پاکستان پر مکمل اعتماد کرے تو پاکستان وہ سب کچھ کرسکتا ہے جس کا امریکا سوچ بھی نہیں سکتا مگر پھر بھی پاکستان کے حکمران اور عوام اِس افسوس اور دکھ سے آج تک نہیں نکل سکے ہیں کہ امریکا نے دو مئی کو ایبٹ آباد کے واقع کے حوالے سے پاکستان کو اعتماد میں نہ لے کر ایک بڑی غلطی کی تھی جس کی وجہ سے پاکستان کے کردار پر دنیا بھر میں شک کا سلسلہ ہنوز جاری ہے جبکہ پاکستان ایسا نہیں ہے جس سے متعلق امریکی انتظامیہ اور امریکی میڈیا نے اپنی منفی پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ جس کی بازگشت سانحہ دو مئی کے بعد یہ بعد بڑی شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ امریکی انتظامیہ اور امریکی میڈیا کی جانب سے پاکستان کی کردار کشی کا یہ مطلب ہے کہ پاکستان کو

دنیا بھر میں دہشت گردوں کو پناہ دینے والا ایک بڑا ملک قرار دلوا کر اِس کی ترقی اور خوشحالی کی راہ روکی جائے اور اِسے دنیا کی ایک خطرناک ترین ریاست کے روپ میں پیش کرکے نیٹو افواج کے ہاتھوں اِس کا کنٹرول دے دیا جائے یا پھر کچھ کا خیال یہ ہے کہ امریکا کا پاکستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ہے جس کا افغانستان ایک بہانہ ہے اور یا پھر اگر امریکا ایسا نہیں کرسکا تو اِس حوالے سے امریکا یہ چاہتا ہے کہ یہ اپنے سے زیادہ افغانستان میں بھارتی مفادات کو عزیز جانے اور اِس طرح یہ پاکستان پر آہستہ آہستہ اپنا دباؤ کم کرتے ہوئے بھارت کا اثرورسوخ اِس پر بڑھا کر اِسے بھارت کے طابع کردے اور اِس طرح خطے میں بھارتی چوہدراہٹ اور بالادستی قائم ہوجائے بالفرض اگر امریکا اپنے اِس منصوبے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو سمجھو پاکستان کا خطے میں کیا مقام ہوگا.....؟؟

امریکا کا پاکستان کو جواب، 8 ارب ڈالر کم نہیں

امریکا کا پاکستان کو جواب، 8 ارب ڈالر کم نہیں، سنجیدگی سے حساب کیوں نہ لیں......؟؟

امریکا نے پاکستان سے متعلق آنکھیں سر پر رکھ لیں.....؟؟؟

نائن الیون کے بعد امریکی اتحادی کی صُورت میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والے پاکستان کی قربانیوں کا صلہ آج امریکا یوں دے رہا ہے کہ اِس نے سانحہ دومئی کے بعد پاکستان کے ہر معاملے میں اپنی آنکھیں سر پر رکھ لی ہیں اور پاکستان کے ہر مثبت رویے کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور دنیا بھر میں پاکستان سے متعلق اپنی ایسی منفی پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے کہ جس سے دنیا بھر میں پاکستان کا امیج بُری طرح سے مجروح ہورہا ہے اوراِس ستم یہ کہ گزشتہ دنوں پاکستان اور افغنستان کے لئے امریکا کے خصُوصی نمائندے مارک گراسمین نے صدر زرداری سے ایک ملاقات کے دوران دوطرفہ تعلقات ، باہمی مفادات،اور باہمی احترام کو آگے بڑھانے اور اعتماد کے فروغ کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بلاجھجک کہا کہ یہ بات اچھی طرح پاکستان کو یاد رکھنی چاہئے کہ امریکا پاکستان کو کولیشن سپورٹ فنڈ سے اَب تک 8 ارب ڈالر کی امداد فراہم کرچکا ہے اوراِس موقع پر مارک گراسمین نے صدر مملکت کو

انتہائی تکبرانہ لہجے میں مخاطب کرکے کہا کہ مسٹر زرداری صاحب! آپ خود سوچیں کہ اَب یہ ایسی بھی چھوٹی رقم نہیں ہے کہ جس کا امریکا پاکستان سے سنجیدگی سے حساب بھی نہ لے اوراِس کے ساتھ ہی گرامین نے سرچڑھ کر یہ بھی بولا کہ "پاکستان کی جانب سے بار بار یہ مطالبہ کیا جانا کہ امریکا پاکستان پر دو مئی کی طرح دوبارہ کوئی کاروائی نہ کرے" تو یہ بات اچھی طرح کان کھول کرسُن کہ امریکاکے نزدیک یہ ساری باتیں بے معنی ہیں جبکہ میں آج یہ بات ایک اہم امریکی ذمہ دار کی حیثیت سے کہنا چاہتا ہوں کہ "امریکا ایبٹ آباد جیسی کاروائی دوبارہ نہ کرنے کی یقین دہانی کرانے سے گریز کرے گا"اورجب امریکا کو کبھی یہ ثبوت ملے کہ ہائی ویلیو ٹارگٹ پاکستان میں کہیں بھی وجود ہیں توامریکا ہر صُورت میں اپنی سانحہ دو مئی والی کاروائی دُہرانے میں حق بجانب ہوگا"اِس پر صدر مملکت آصف علی زرداری ہکا بکا رہ گئے اور صرف اتنا کہہ سکے کہ" یس مسٹر مارک گرامین !مگرامریکا کو بھی یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پاکستان نے نائن الیون کے بعد امریکا سے کہیں زیادہ قربانیاں دی ہیں اور اَب تک اپنے ہزاروں پاکستانیوں کو شہید اور 40ارب ڈالر کا نقصان کرچکا ہے اور آپ کو اپنے صرف 8ارب ڈالر کی فکر ہے ہمارے 40ارب ڈالر کا ازالہ کون کرے گا مگر آپ بھی سُن لو مسٹر مارک گرامین اِس کے باوجود بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی حکومت، عوام اور فوج کا کردار قابلِ تحسین ہے اور ایک بات یاد رکھیں مسٹر گرامین !ایبٹ آباد آپریشن پاکستانی حدود کی کھلم

کھلا خلاف ورزی کی ہے امریکا کو اِس کا ازالہ ہر صُورت میں پاکستانی قوم سے معافی مانگ کر کرنا ہوگا ورنہ پاک امریکا تعلقات کی بہتری کی کوئی اُمید نہ رکھی جائے۔

ہمارے خیال سے صدر زرداری نے جس انداز سے امریکی ایلچی مسٹر مارک گراسمین کو جواب دیا وہ امریکیوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے بشرطیکہ امریکی سمجھیں۔

اگرچہ اِس سارے منظر نامے کے بعد آج اگر کوئی یہ کہے کہ امریکا ایک مخلص ملک ہے اوراِس کی دوستی، دوستی کے اُن تمام معیاروں پر پوری اُترتی ہے جسے دنیانے دوستی کے لئے متعین کر رکھا ہے تو ہمیں اِس بات کا یقین کبھی نہیں آئے گا کہ امریکی اچھی دوستی کے قابل اور قابلِ اعتبار ہوتے ہیں ....آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم نے ایسا کیوں کہا ہے.....؟؟تو عرض یہ ہے کہ شائد امریکیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ یہ نہ تو کبھی کسی کے اچھے دوست ثابت ہوئے ہیں اور نہ ہی زمانے میں اِن کے مخلص ہونے کے ایسے قصے مشورہ ہیں جن سے یہ بات مان لی جائے کہ امریکی دوستی اور مخلص ہونے کے معیار پر کبھی پورے اُترے ہوں اِن کے بارے میں تو دنیا بس یہ ایک بات جانتی ہے کہ دنیا میں بسنے والا کوئی بھی امریکی ہو اِس کے پاس نہ تو دوستی کا کوئی اچھا معیار ہے اور نہ یہ کسی کے ساتھ مخلص ہوتا ہے یہ تو بس اپنے مفادات کے حُصولوں کے خاطر اگر کسی سے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھائے تو بڑھائے ورنہ اِسے

کسی سے دوستی کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے مگر اِن ساری باتوں اور مشاہدات کے باوجود ہمیں حیرانگی ہوتی ہے کہ ہمارے ملک کے حکمرانوں نے ہمیشہ امریکا سے دوستی کے نام پر اپنی دوستی نبھائی اور امریکا نے حسبِ روایت اپنے مفادات کے حُصول کے بعد اِنہیں دھوکہ دیا اور پھر اِن سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور پھر ہمارے حکمران اِس کی دوستی کے چکر میں پڑ کر خوار اور بدنام ہوئے اور اِن کے ہاتھ سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ بھی نہ آیا سانحہ نائن الیون کے بعد تو حد ہی ہو گئی امریکا نے اپنی ہٹ دھرمی سے ایک بار پھر پاکستان سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اِسے اپنے مقاصد کے لئے خُوب استعمال کیا اور ہمارے حکمران اِس کے ہاتھوں کھلونا بنے رہے اور اِس کے اشاروں پر چلتے رہے یعنی جتنی اِس نے اِن میں چابی بھری یہ چلتے رہے اور جب رک گئے تو پھر امریکا نے ڈالروں کی شکل میں اِن میں ٹوکن ڈال دیئے اور یہ پھر اپنا کام کرنے لگے حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ گئی کہ امریکا بغیر ٹوکن ڈالے بھی اِنہیں چلاتا رہا اور اپنا کام نکالتا رہا مگر اُنھوں نے اِس کے آگے اُف تک نہ کہا اور اِس سے ڈالروں کی لالچ میں اپنا ہر وہ کام کرتے رہے جسے کرنے کا یہ اِن سے رات کی تاریکی اور دن کے اُجالنے میں حکم دیتا رہا۔

اور اَب اِن تمام منظر اور پس منظر میں یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ امریکی ڈالروں کے پجاری اور لالچی ہمارے یہ ہی حکمران اپنی کرسیاں بچانے کے خاطر

امریکی دباؤ میں آئے ہوئے ہیں آج ہمارے حکمران شائد یہ بات مانیں یا ناں مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ کم از کم پاکستانی قوم تو یہ بات جان چکی ہے کہ امریکا کی خصلت دیمک کے مانند ہے جو ایک بار کسی ملک میں گھس جائے تو پھر اُسے اندر ہی اندر کھوکھلا کرکے ہی چھوڑتا ہے اور اِس موقع پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج امریکا نے پاکستان کو ایسا ہی کیا ہے جیسے دیمک کسی لکڑی میں گھس جانے کے بعد اُسے اندر ہی اندر کھا کھا کر تباہ اور برباد کر دیتا ہے اور پتہ بھی نہیں لگتا ہے کہ لکڑی ختم ہو چکی ہوتی ہے یکدم اِسی طرح امریکا نے بھی اپنی چالبازیوں اور ہوشیاریوں سے ہمیں اپنے شکنجوں میں کچھ اِس طرح سے جکڑ رکھا ہے کہ اَب ہم اِس سے نکل بھی نہیں سکتے ہیں اور ہم اِس قابل بھی نہیں رہے ہیں کہ اَب ہم اِس سے اپنی جان چھڑا کر خود سے اپنی کوئی راہ متعین کر سکیں کیوں کہ آج ہمارے ملک کی موجودہ بدترین صُورتحال یہ بتارہی ہے کہ اِسے اِس نہج تک پہنچانے میں اِس کے بظاہر سب سے عزیز ترین دوست اور ہمدرد امریکا کی وہ دوغلی پالیسیاں اور مہربانیاں سب سے زیادہ کارفرما رہی ہیں جو امریکا نے گزشتہ 63 سالوں کے دوران گاہے بگاہے اِس پر نچھاور کیں اور بیچارہ پاکستان کسی لڈن پپو کی طرح اپنے مستقبل کی ہولناک تباہی سے بے خبر ان امریکی نوازشوں اور مہربانیوں کو اپنے دامن میں یوں سمیٹنے میں منہمک رہا کہ جیسے امریکا کی یہ ڈھیر ساری مہربانیاں اور نوازشیں اِس کے اُن کارناموں کے صلے میں ہیں جو یہ امریکی اشاروں پر

سرانجام دیتا رہا ہے۔
مگر یہ ایک انتہائی افسوس ناک حقیقت ہے کہ پاکستان اپنے قیام سے اَب تک قدم قدم پہ اغیار بالخصوص امریکا کی امداد، بھیک اور قرضے کے لئے دنیا کا ایک محتاج ترین ملک بنا ہوا ہے اور اِس کی پاکستان پر کی جانے والی ماضی کی اُن تمام مہربانیوں اور نوازشوں کا راز سانحہ دو مئی کے بعد جب کھلا تو میری طرح شائد ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام بھی اِس اُلجھن اور مخمصے میں مبتلا ہوں اور یہ سوچنے میں مجبور ہوگئے ہوں کہ امریکا نے پاکستان اور پاکستانی عوام پر جتنی بھی نوازشیں اور مہربانیاں کیں ہیں اُن کے پیچھے یہ سازش چھپی تھی کہ پاکستان پر ڈالروں کی شکل میں اتنی مہربانیاں نچھاور کردو کہ ہم اِس سے وہ مقاصد حاصل کرسکیں جن میں امریکی مفادات پوشیدہ ہوں۔اور آج نہ صرف
پاکستانیوں نے محسوس کیا بلکہ ساری دنیا بھی یہ بات اچھی طرح سے جان چکی ہے کہ امریکا اپنی دوغلی پالیسی سے کس قدر پاکستان کے قریب ہوا اور کیسے اپنے اُن اہداف تک پہنچنے میں کامیاب ہوا جس کی تیاری اِس نے گزشتہ 63 سالوں سے شروع کر رکھی تھی۔

نیٹو جیٹی پر عمران بھائی کا دھرنا اور نیٹو کی سپلائی بھی جاری.....؟

کیاع مران بھائی کا دھرنا صرف 2k کی بس اور W-11 کی ویگن ہی بند کر سکا.....؟؟؟

ہم اپنے آج کے کالم کی ابتدا 12 مئی 1950 کے خان لیاقت علی خان کے شکاگو میں کئے جانے والے اُس خطاب سے کر رہے ہیں جس میں اُنھوں نے پاکستان کی خود مختاری اور غیرت کا احاطہ کچھ اِس طرح سے کیا کہ آج اُن کا یہ خطاب ہماری غیرت و ہمیت کا درجہ حاصل کر گیا ہے اُنھوں نے فرمایا کہ" پاکستان کو ایشیا میں نہایت اہم پوزیشن حاصل ہے اِس لئے پاکستان تاریخِ عالم میں ایک اہم اور عظیم کردار ادا کرے گا۔ میں جو کچھ سوچتا ہوں وہ یہ ہے کہ امریکا کے پاس تکنیک، علم، تجربہ اور روپیہ ہے۔ امریکا کا مشن یہ ہے کہ دنیا میں استحکام، مضبوطی اور امن قائم کیا جائے۔ یہ مشن اُسی طرح پورا ہو سکتا ہے کہ امریکا اپنے علم، تجربے اور روپے سے مشرق کے پسماندہ ملکوں کو فائدہ پہنچائے۔ ہم خیرات یا عطیہ نہیں چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے اِس حصے میں جہاں ہم رہتے ہیں، امریکی سرمایہ لگانے سے اگر ہمیں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسا ضرور ہونا چاہئے۔ اگر ایشیا میں امن نہ ہوا تو دنیا میں کہیں امن نہ ہوگا۔" خان لیاقت علی خان کا یہ وہ تاریخ ساز خطاب ہے جس پر آج تحریک انصاف

پاکستان کے سربراہ مسٹر عمران خان پوری طرح سے کاربند نظر آتے ہیں اور اپنے پہلے وزیرِاعظم خان لیاقت علی خان کے اِسی ورژن پر قائم رہتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مگراِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک کے سابق کرکٹر اور تحریکِ انصاف پاکستان کے سربراہ مسٹر عمران خان ملک اور قوم کے ساتھ جہاں مخلص نظر آتے ہیں تو وہیں کبھی یہ اندورنی اور بیرونی دباؤ کی وجہ سے مصالحت پسندی کا شکار ہوتے ہوئے بھی محسوس ہوتے ہیں اِس حوالے سے ہم ذکر کریں گے کراچی میں اِن کے کئے جانے والے اُس دو روزہ احتجاجی دھرنے کا جو اِنھوں نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف کراچی میں نیٹی جیٹی پل پر دو روزتک دیئے رکھا جس سے متعلق یہ خیال کیا جارہا ہے کہ عمران بھائی کا دھرنا جہاں کامیابی کا عظیم شاہکار تصور کیا جارہا ہے تو وہیں اِس سے قطع نظر ہمارے نزدیک اِس دھرنے میں کئی ایک ایسی خامیاں بھی رہیں جو اِس کی کامیابی سے زیادہ اِس کی ناکامی کی غماز کرتی نظر آئیں۔ظاہر سی بات ہے اِس جانب نہ تو خود عمران خان کی توجہ گئی ہوگی اور نہ ہی اِن کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کراچی کے کرتا دھرتاؤں نے اِس جانب غور وخوص کیا ہوگا۔مگر چوں کہ اِس کی ناکامی کا یہ پہلو ہمیں یوں نظرآیا کہ ہم خود عمران خان کے دھرنے کے اُس مقام سے کچھ گھنٹے قبل گزرے تھے جہاں عمران بھائی اور اِن کے کارکنان نے دھرنا دیا تھا تو اُس وقت ہمیں

یہ احساس بڑی شدت سے ہوا تھا کہ مسٹر عمران خان اور اِن کی پارٹی والوں نے دھرنے کا جو مقام منتخب کیا اِس میں یقیناً سندھ انتظامیہ کی مرضی اور ایجنسیوں کے پریشر کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے مسٹر عمران بھائی اِس مقام پر اپنا دھرنے کا شوق پورا کرنے پر مجبور ہوئے۔

بہرحال ! یہاں یہ ساری باتیں کرنے سے ہمارا مقصد عمران بھائی اور اِن کی جماعت سے تعلق رکھنے والے عہدیداروں اور کارکنان کی حوصلہ شکنی کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اِنہیں یہ بتانا اور سمجھانا مقصود ہے کہ عمران بھائی کے ساتھ جب اتنی بڑی عوامی طاقت اِن کے ساتھ تھی تو عمران بھائی نے سندھ کی انتظامیہ کے سامنے ہتھیار کیوں ڈالے.....؟ اور کسی ایجنسی کے بیجا دباؤ میں کیوں آئے.....؟؟ اور اُنہوں نے ایسا مقام دھرنے کے لئے کیوں چُنا جس سے اِن کے ہاتھ وہ مقاصد بھی نہ آسکے جن کے لئے اِنہوں نے دھرنا دیا تھا.....؟اِس موقع پر ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر یہی دھرنا اِس مقام کے بجائے اُس مقام پر ہوتا جہاں سے نیٹو کو تیل کی سپلائی اُس وقت بھی جاری تھی جب عمران بھائی کا دھرنا اپنی ابتدا سے اختتام تک کامیابی سے جاری تھا تو اِس کے صحیح معنوں میں کچھ ایسے نتائج ضرور سامنے آتے جن کے لئے تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ مسٹر عمران خان نے اپنا دو روزہ دھرنا دیا تھا۔اور اِس سے امریکا سمیت اوروں پر یہ بھی واضح ہوجاتا کہ واقعی عمران خان وہ سب کچھ

کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے جس کی امریکا اِن سے توقع نہیں رکھتا۔

بہر کیف ! ہمارے نزدیک یہ بات انتہائی غور طلب ہے کہ مسٹر عمران خان نے نیٹی جیٹی پل کے جس مقام پر اپنا دو روزہ دھرنا دیا تھا اِس دھرنے سے مسٹر عمران خان یقینی طور پر اپنے دھرنے کا شوق تو پورا ضرور کر گئے مگر انہیں وہ مقاصد شائد حاصل نہیں ہوسکے جن کے حصول کے خاطر اِنھوں نے دھرنا دیا تھا اور اِس کے ساتھ ہی ہمیں یہاں یہ بھی کہنے دیجئے کہ عمران بھائی نے اپنے اِس دھرنے سے ٹاور سے کیماڑی جانے کی ویگن سمیت دیگر W-11 اور K-اور آنے والی پبلک ٹرانسپورٹ بالخصوص بس 2 بسوں اور ویگنوں کو روکنے کے سوا کیماڑی سے نیٹو کو تیل سپلائی کرنے والے کنٹینزوں کو نہ روک سکے اِس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ نیٹی جیٹی پل کی وہ سڑک جو کیماڑی سے ٹاور آتی ہے اُس پر جب عمران بھائی کا دھرنا جاری تھا تو اُن ہی لمحات میں عمران بھائی کے دھرنے کے یکدم پچھلی سڑک (یعنی کیماڑی آئل ٹرمینل سے۔براستہ نیٹی جیٹی پل اور آئی سی آئی پل سے) اِسی طرح نیٹو افواج اور ڈرون طیاروں کو حملوں کے لئے تیل کی سپلائی۔بڑے۔بڑے کنٹینزوں کے ذریعے جاری تھی جس طرح عام دنوں میں جاری رہتی ہے۔ان کنٹینزوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ عمران بھائی کے اِس دھرنے کو دیکھ کر منہ چِڑھا رہے ہوں اور عمران بھائی کو داد دے رہے ہوں کہ واہ.... عمران واہ کیا خوب طریقے سے عوام کو نیٹو افواج کے ڈرون حملوں کو

رکوانے کے لئے دھرنے کے نام پر بے وقوف بنا رہے ہو جو اتنا اچھا موقع اپنے ہاتھ سے گنواں چکے ہو۔اگر تم چاہتے تو اپنی عوامی قوت سے کم از کم اُس سڑک پر ہی دھرنا دے دیتے جو سڑک کیماڑی سے آئی سی آئی پل کیجانب جاتی ہے جو نیٹو افواج اور ڈرون طیاروں کو تیل کی سپلائی کا ابتدائی راستہ ہے۔مگر اِس خامی کے باوجود بھی ہم عمران بھائی اور اِن کی پارٹی کی کارکردگی سے نااُمید نہیں ہوئے ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان اور اِن کی جماعت کے عہدیداران اور کارکنان اِسی طرح اپنی جدوجہد سے ملک اور قوم کے بہتر مستقبل اور قوم کو امریکی مظالم سے نجات دلانے کے خاطر اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرتے رہیں گے۔(ختم شد)

دو مئی اور ڈبل ٹو کے واقعات نے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے

پاکستان کے خلاف ٹرپل ٹو (222) کے واقعات میں امریکا ملوث ہے.....؟؟؟
ڈری، سہمی اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان ..... امریکا کے ہاتھوں یرغمال ہے
اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے یہاں دو مئی سانحہ ایبٹ آباد کے بعد ڈبل ٹو یعنی (بائیس مئی) کو کراچی میں شاہراہ فیصل پر واقع پاک بحریہ کے ایئر بیس پر پیش آنے والے المناک واقعات نے ملک کے دفاعی ،سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کو بری طرح سے تہ وبالا کرکے رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے دنیا بھر میں ہمیں طرح طرح کی تنقیدوں کا سامنہ ہے اور یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ آج ہم پر دنیا بھر سے ہم پر ہونے والی تنقیدوں اور اِن تنقیدوں کی شکل میں اُٹھنے والی انگلیوں کا کوئی منہ توڑ اور تسلی بخش جواب نہ تو ہمارے حکمرانوں ،سیاستدانوں اور پاکستانی عوام کے پاس ہے کہ ہم جس سے دنیا کو مطمئن کرکے اپنے متعلق کوئی مثبت رائے قائم کر سکیں۔اور دنیا کو یہ سمجھا سکیں کہ دو مئی کے سانحہ اور بائیس مئی کو پیش آنے والے واقعہ میں کس کی کیا....؟اور کونسی سازش چھپی ہوئی تھی....؟

جبکہ یہاں ایک غور طلب پہلو یہ ہے کہ آج ہمیں دنیاکے سامنے ایک سوالیہ نشان کی صورت میں پیش کرنے والا کوئی نہ کوئی تواپنا ایسا ضرور ہوگا جس نے اپنے ایک خاص ایجنڈے کے تحت ایسا کیاہے جس کی وجہ سے ہم آج بے بس اور مفلوج ہو کررہ گئے ہیں اوراِسی پر ملک کی موجودہ دگرگوں صورت حال اور عالمی حالات کے تناظر میں ہمیں یہاں یہ کہنے دیجئے کہ یقینا ہمارے ملک میں ٹریپل ٹو(222) یعنی 2 مئی اور22 مئی کے واقعات میں کسی قریبی دوست نمااُس دشمن ملک کی سازش بھی ضرور کارفرماہوسکتی ہے جو ایک طرف تو ہماری ترقی اور خوشحالی کابڑاخواہاں بناپھرتاہے تو دوسری طرف ہماری خودمختاری اور سالمیت کو بھی تہس نہس کرنے اور ہمارے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنے پر تلابیٹھاہے۔

اَب یہ بات تو ہمارے اِن حکمرانوں اور سیاستدانوں کو ہی سمجھنی اور عوام کو سمجھانی چاہئے کہ جواِس کے ہاتھوں میں کھلونابن کراپناہی نقصان پہ نقصان کئے جارہے ہیں مگر اِس نقصان در نقصان کے باوجود بھی اِن کے ہاتھ اَب تک کہیں سے بھی نفع نہیں آیاہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے حکمران یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارادوست بن کر ہماری خودمختاری اور سالمیت کو کون داؤپر لگارہاہے....؟؟اور کس نے ہمیں اپنے مقاصدکے لئے کس طرح دانستہ طورپریرغمال بنارکھاہے....؟؟اوروہ کون ہے جو اپنے کارندوں کے ذریعے ہمارے

یہاں ہر قسم کی گھناؤنی کاروائیاں کرواکر ہمیں دنیا بھر میں ایک مفلوج اور ہماری سیکورٹی کے لحاظ سے ہمیں غیر محفوظ ریاست گرداننے کی کوششوں میں لگاپڑاہے.....؟؟اور وہ کون ہے جس نے ہمارے ملک کو اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے ہمیں اپنے بیجاد باؤمیں لے کر ہمیں اسلامی دنیا کی ایک ایسی ڈری، سہمی اور مفلوک الحال ریاست بنادیاہے جواِس کے اشارے کے بغیر اپنا ایک قدم بھی اُٹھاگناہ سمجھتی ہے....؟؟ ہمارے نزدیک تواِن تمام سوالات کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے امریکا...امریکااور بس امریکاہے۔

اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب وقت آگیاہے کہ ہمارے حکمران امریکی ڈالروں کی چمک سے اپنی آنکھیں خیرہ کرنے اور امریکا کی تسبیح پڑھنے کے بجائے وہ تمام حقائق عوام کے سامنے لائیں کے ملک کی خودمختاری اور سالمیت کابیڑاغرق کرنے والا ہمارا دوست نماملک امریکاہی اصل میں ہماراوہ سب سے بڑادشمن ہے جس نے ہمیں تباہ وبرباد کرکے رکھ دیاہے اوراِس کے ساتھ ہی ہمارے حکمران یہ بھی عوام کو بتائیں کہ وہ نائن الیون کے بعد سے اَب تک کس طرح سے مصالحت پسندی کا شکار رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ عوام کے سامنے وہ حق وسچ بھی لانے سے کتراتے رہے ہیں جس پر عمل کرکے اِنھوں نے ملک اور قوم کا ستیاناس کیاہے اوراِس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی بتائیں کہ پاکستان میں احساس مقامات اور دفاعی تنصیبات پر حملہ بھی امریکااوراِس کے حواریوں ، بھارت

.اسرائیل اور افغانستان سمیت روس کی کارستانیوں کا نتیجہ ہے

اگر دیکھا جائے تو پاکستان کے سیکورٹی اداروں پر دہشت گردوں کی ابتدا تو اُس شخص پر دہشت گردوں کے حملے سے ہی ہو چکی تھی جس نے نائن الیون کے بعد صرف ایک امریکی فون کال پر امریکی جنگ میں خود کو جھونکنے اور ملک کی خودمختاری اور سالمیت کا سودا کر کے ملک کے وقار کو داؤ پر لگا دیا تھا۔

یہاں ہمیں یہاں یہ کہنے دیجئے کہ پاکستان کے سیکورٹی اداروں اور اشخاص پر دہشت گردوں کے حملے کی ابتدا 14 دسمبر 2003 سے جنرل پرویز مشرف کے ملٹری کانوائے پر دہشت گردوں کے حملے سے ہوئی جب وہ راولپنڈی جا رہے تھے دہشت گردوں نے اپنے پروگرام کے مطابق بم ایک پل پر انتہائی مہارت سے نصب کیا تھا جو جنرل پرویز مشرف کے کانوائے کے گزرنے سے صرف چند منٹ بعد ہی پھٹا جس کے نتیجے میں جنرل پرویز مشرف بچ گئے تھے اور اِسی طرح کا دہشت گردوں کا دوسرا بڑا حملہ پہلے حملے کے ٹھیک بارہ روز بعد 25 دسمبر 2003 کے روز کیا گیا جس میں دو خودکش حملہ آوروں نے جنرل پرویز مشرف کو قتل کرنا چاہا مگر وہ اِس میں بھی بال بال بچ گئے تھے جبکہ یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِس خودکش حملے کے نتیجے میں 16 افراد ہلاک ہوئے جن میں زیادہ تر آرمی کے اہلکار بھی شامل تھے یوں یکے بعد دیگرے دہشت گردوں کی جانب سے کئی ایسے حملے کئے

گئے جن میں پاکستان کے سیکورٹی ادارے اور اشخاص کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا گیا ہے اِن حملوں کی تعداد لگ بھگ 70 بتائی جاتی ہے جو دہشت گردوں کے اُن حملوں کے علاوہ ہے جو دہشت گردوں نے مساجد، امام بارگاہوں، بازاروں، جنازوں، جلسے، جلوسوں اور پبلک مقامات پر کئے ہیں اِن حملوں اور خود کش دھماکوں میں بھی ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تعدا ہزاروں میں ہے۔

یہاں سب سے زیادہ اہم اور ایک انتہائی توجہ طلب امر یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب دہشت گردوں نے ہمارے سیکورٹی اداروں اور اشخاص کو نشانہ بنانا شروع کیا تھا تو ہمارے سیکورٹی ادارے اُس وقت ہی اپنی پوری تندہی اور چابکدستی سے دہشت گردوں کی کارروائیوں کو روکتے اور اِن کے نیٹ ورک کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کر لیتے تو آج نتائج ایسے ہر گز سامنے نہ آتے جیسے آج آرہے ہیں مگر اِنھوں نے اِس جانب کوئی خاص توجہ نہ دی اور شائد دانستہ طور پر ہمارے سیکورٹی کے ادارے خود پر ہونے والے ہر حملے کے بعد غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے رہے اور دہشت گردوں کی جانب سے کی جانے والی اِن ملک دشمن کاروائیوں کو گڑیا گڈے کا کھیل سمجھتے رہے اور اپنی اعلیٰ درجے کی لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے رہے یوں آج جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ اِن کی اِس عدم توجہ کی وجہ سے دہشت گردوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ اُنھوں نے ہمارے سیکورٹی اداروں اور اشخاص پر دن دھاڑے حملے کرنے کو اپنا مشغلہ بنالیا ہے

اِن کے نزدیک ہمارے سیکورٹی اداروں پر حملہ کرنااَب کوئی مشکل کام نہیں رہاہے یہ دہشت گرد ملک دشمن عناصر جب چاہتے ہیں ملک کے کسی نہ کسی سیکورٹی ادارے کو نشانہ بناکر ایک طرف جہاں اپنا مشغلہ پورا کررہے ہیں تووہیں دوسری جانب یہ ناپاک عناصر اپنی اِن گھناؤنی کاروائیوں سے ہمارے سیکورٹی اداروں کی سیکورٹی کے لحاظ سے کئے گئے اقدامات کا بھی دنیابھر میں مذاق اُڑارہے ہیں۔

درحقیقت سانحہ دومئی اورڈبل ٹو کو پیش آنے والے واقعات سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہاہے کہ ہمارے دشمن چاروں طرف سے ہمیں دیکھ رہے ہیں اِن کی نظر میں ہماراایٹمی پروگرام کھٹک رہاہے اوروہ یہ اُمید کررہے ہیں کہ یہ ٹرپل ٹو (2 مئی اور 22 مئی) جیسے سانحات کے بعد شاید ہمیں اپنے راستے سے بھٹکادیں جس کے لئے وہ ہر طرح سے ہمارے لئے دقتیں اور مشکلات پیداکررہے ہیں جس سے ہمارے دشمن ہمارے لئے ہر لمحہ کوئی نہ کوئی چیلنج لئے سامنے آرہے ہیں ہمیں یہاں کہنے دیجئے کہ اگر ہمارے حکمران ، سیاستدان، افواج پاکستان اور عوام سب ملک کر ہمت ، استقلال اور عزم سے کام لیں اور حکومتی ملازمین بھی پوری تندہی ، چابکدستی اور دیانتداری سے کام کریں تو یقینی طور پر ہمیں دشمن سے کوئی خطرہ نہیں ہوگااوراِس کے ساتھ ہی ہمیں یہاں یہ بھی کہنے دیجئے کہ رب کائنات کے فضل وکرم سے ہماری مسلح افواج کا عزم ، استقلال، جذبہ، بہادری ، ایثار، حکمت ودانشمندی اوراِس کی تنظیم بہت اعلیٰ اور افضل

ہے ہماری فوج دنیا کی کسی ملک کی فوج سے کم نہیں ہے جس کی اِن اعلیٰ صفات کو دشمن بدنام کرنے کے لئے گھناؤنے حربے استعمال کر رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک بار پھر یہ کہیں گے کہ ہماری فوج کی بہادری بالخصوص اپنے پڑوسی ملک بھارت اور دنیا کے دہشت گرد اعظم ملک امریکا سمیت اور دیگر ممالک کی افواج سے کہیں زیادہ بہتر اور قوی ہے جس پر ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کو ناز ہے اور آخر میں ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ دو مئی اور ڈبل ٹو یعنی بائیس مئی کے واقعات دشمن کی وہ سازشیں ہیں جو ہماری پاک فوج کے حوصلے پست کرنے کے لئے رچائی گئیں ہیں جب کہ ہمیں یہ یقین ہے کہ جب بھی ملک پر کوئی برا وقت آیا، یا دشمن نے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر ہم پر کوئی جنگ مسلط کی تو ہماری یہی بہادر اور جرائتمند فوج اُسی طرح اپنی ہمت اور بہادری سے دشمن سے نبرد آزما ہوگی جس طرح دنیا کی کوئی قابلِ تعریف فوج ایسے وقت میں اپنے جوہر دکھاتی ہے۔

آہ !....وزیر خزانہ کا پاک فوج کے لئے انوکھا عزم

حالتِ جنگ میں ہیں،افواج پاکستان کو بھوکا نہیں رکھ سکتے.....اچھا اعلان ہے
اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا یہ وطن پاکستان جو خون کے دریا بہانے کے بعد حاصل
ہوا ہے اِس کے حصول کے خاطر ہم نے لاکھوں کی تعداد میں مرد، عورتیں اور اپنے
بچے شہید کروائے ہیں یہ ایک ایسی عظیم الشان قربانی تھی جو ہم نے اپنے اِس وطن
عزیز پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے دی تھی اور آج جو الحمد للہ مسلم دنیا کی ایک پہلی
اور عظیم ایٹمی ریاست ہے مگر آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس ملک کی بقاء وسا
لمیت کے لئے ہمیں اُن ستر لاکھ اشخاص کی قربانیوں کے علاوہ اور مزید قربانیاں دینی
ہوں گی جو ہم نے اِس کے قیام کے وقت دی تھیں ہمیں آج اپنی قوم کو ہر سطح پر یہ
بات ضرور سمجھانی ہے کہ ہم نے جس محنت اور جدوجہد سے اپنا یہ ملک حاصل کیا ہے
اِس سے کہیں زیادہ ہمیں آج اِس کا تحفظ عزیز ہونا چاہئے کیوں کہ آج ہمارے ملک پر
چاروں جانب سے دشمن کی نظریں گڑی ہوئیں ہیں جو ہمیں نقصان پہنچانے کا کوئی بھی
موقع اپنے ہاتھ سے ضائع جانے نہیں دے رہا ہے اور اِس کی کوشش ہے کہ یہ ہمارے
ملک کو ایسے نقصان پہنچائے کہ یہ دوبارہ پنپ نہ سکے اِن نازک ترین لمحات میں
پاکستان کے ہر باشعور

شہری اور حکومت پر یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ پاکستان کو ناقابلِ تسخیر بنانے کے لئے ملک کے تمام وسائل کو وقف کرنے کا تہیہ کرے اور اپنی بقاء و سالمیت اور خودمختاری اور اپنی آزادی کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کے لئے خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر پہلے سے تیار کرے کہ ہمیں اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی آستینوں میں چھپے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے ابھی مزید قربانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور اِسی طرح اگر ہمیں مزید دشواریوں اور مشکلات سے بھی گزرنا پڑا تو ہم گزریں گے چوں کہ یہ امر قرار واقع ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے پاکستان قائم ہوا ہے وہ اتحاد اور عمل ہے اور اَب وہ وقت بھی ہماری قوم پر آپڑا ہے کہ قوم اپنے اِن اوصاف اتحاد اور عمل کا حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کا مظاہرہ کرکے دنیا کو بتادے کہ ہم وہ قوم ہیں جس نے آج سے 64 سال قبل جب اتحاد اور عمل کا مظاہرہ کیا تو اِس نے اپنا یہ وطن پاکستان حاصل کرلیا اور اَب جب کہ دشمن اِس کے وجود سے خوفزدہ ہے اور اِس کا وجود دشمن کی آنکھ میں کھٹک رہا ہے تو اپنے وطن کی حفاظت کے لئے بھی ساری پاکستانی قوم اپنے تمام سیاسی، لسانی، مذہبی اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اتحاد اور عمل سے دشمن کی ہر سازش کو ناکام بنادے گی۔

جبکہ ہمارے یہاں یہ امر انتہائی حوصلہ افزا رہا ہے کہ ہر دورِ حکومت میں خواہ وہ سول ہو یا فوجی مملکت پاکستان کا دفاع مقدم رہا ہے اور اِسے تمام دوسری

حکومتی سرگرمیوں پر فوقیت حاصل رہی ہے اور یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ ہمارے ہر حکمران نے ملک کے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنانے کے لئے کوئی بھی رقم خرچ کرنے میں حیل حجت سے کبھی بھی کام نہیں لیا ہے چونکہ اَب یہ بات اسلامی دنیا پر عیاں ہوچکی ہے کہ آج عالم اسلام کی بقاء و سالمیت کا انحصار پاکستان کے استحکام سے وابستہ ہے۔اور پاکستان ہی اسلامی دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو اُمت مسلمہ کی بقاء اور سلامتی کا ضامن بھی ہے۔

اَب جیساکہ پاکستان کی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے آئندہ مالی سال 2011-12کے وفاقی بجٹ کے سلسلے میں منعقد بجٹ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہاہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہماراملک دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے جنگ میں گھراہواہے ہم پر وقتاًفوقتاًیاتوجنگ مسلط کی گئی یاجنگ مسلط ہونے کے خطرے میں ہم جنگ کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں اِن کا یہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے کہ جسے آج ہر پاکستانی اچھی طرح سے سمجھ سکتاہے کہ اِس ساری صُورت حال سے بجٹ سازی کا عمل ہر دور میں بری طرح سے متاثر رہااور اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم نے اپنی ترقی کی رفتار کو کسی بھی حال میں سست نہیں ہونے دیااور ہم جیسے تیسے اپنی ترقی کے منازل طے کرتے رہے اور آج اپنی اِسی سست روی کے بدولت ہی صحیح مگر ہم ترقی کے اُن منازل پر پہنچنے کے قریب تر ہیں جہاں آج

دنیا کی دوسری اقوام ہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری ترقی اور خوشحالی سے خائف ہمارا دشمن ہم پر خاموشی سے وار پہ وار کئے جارہا ہے اِس صورت حال میں ہمیں اپنے دفاع سے کسی بھی حال میں غافل نہیں رہنا چاہئے۔اور قوم کو یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ ہم حالتِ جنگ میں ہیں جو دشمن نے ہم پر بلااعلان مسلط کر رکھی ہے اِن حالات میں ہمیں خود کو اور اپنی مسلح افواج کو ہر طرح سے چوکس رکھنا ہوگا جس کے لئے پاکستانی قوم کو اپنی فوج پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یہ بتادینا ہوگا کہ قوم کا اپنی فوج پر بھروسہ ہے جو کسی بھی دشمن کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے اور پوری پاکستانی قوم اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

اِن لمحات میں وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ کا آہ یہ انوکھا عزم یقیناً ساری پاکستانی قوم اور مسلح افواج کے لئے بھی حوصلہ افزا ہے کہ ہم حالتِ جنگ میں ہیں اور ہم اِن حالات میں اپنی مسلح افواج کو بھوکا نہیں رکھ سکتے اِس موقع پر ہم یہاں یہ کہنا چاہیں گے کہ اگر یہی حقیقت ہے جیساوفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے کہا ہے تو پھر یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ساری پاکستانی قوم بھی یہ بات نہیں چاہے گی کہ ہماری دفاع پر معمور ہماری مسلح افواج حالتِ جنگ سے دوچار رہنے کے باوجود بھی بھوکی رہے تو قوم آج خوش دلی سے یہ اعلان کرتی ہے کہ حکومت ہر حال میں آئندہ بجٹ

میں ہماری مسلح افواج کے بجٹ میں جتنا چاہے اضافہ کرے قوم اِس کے حق 2011-12 میں ہے اور اِسی کے ساتھ ہی اپنی مسلح افواج سے بھی قوم اتنی توقع ضرور رکھتی ہے کہ وہ بھی اپنے فرائض انتہائی تندہی اور چابکدستی سے انجام دے جس کی قوم اِس سے اُمید رکھتی ہے یہ دو مئی اور بائیس مئی کی طرح دشمن کے وار سے غافل نہ رہے بلکہ اَب اگر دشمن نے میلی آنکھ سے بھی ملک کی جانب دیکھنے کی جرات کرنا تو درکنار اگر سوچا بھی تو اِس کا منہ توڑ جواب دے کیوں کہ اِن دونوں واقعات کے باوجود بھی پوری پاکستانی قوم کو اپنی مسلح افواج پر اعتماد ہے جسے ختم کرنے کے لئے دشمن نے دو مئی اور بائیس مئی کو اپنی ایک گھناؤنی سازش کے تحت ہمارے یہاں یہ کچھ ایسے واقعات رونما کئے جن سے قوم کا اپنی افواج کی صلاحیتوں پر سے اعتماد اٹھ جائے جس میں دشمن اپنی سازش میں بری طرح سے ناکام اور نامراد ہوا ہے اُلٹا اِن واقعات کے بعد سے قوم کا اپنی مسلح افواج کی صلاحیتوں پر اور اعتماد بڑھ گیا ہے۔

غیر اعلانیہ کے بجائے اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی جائے

لو.... ! وزیر اعظم نے فرما دیا غیر اعلانیہ کے بجائے اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی جائے
موجودہ حکمران بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ ختم کرانے میں ناکام.....
واہ ! وزیر اعظم آپ اور صدر مملکت نے قوم کو اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ میں الجھا دیا ہے

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا ملک دنیا کی ایک ایٹمی قوت ضرور ہے مگر اِس کے ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ پاکستان اپنی اِس حیثیت کے اعتبار سے اپنے تمام حصوں میں مساوی ترقی نہیں کرپایا ہے یہ اپنے قیام سے اَب تک غیر ترقی یافتہ ہونے کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر سجائے ہوئے ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آج یہ جس طرح ایک ایٹمی ملک بنا ہوا ہے اِس کا شمار بھی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں ضرور ہونا چاہئے تھا۔ مگر افسوس کہ یہ اَب تک غیر ترقی یافتہ ملک ہونے کے خول سے نہیں نکل سکا ہے اِس کی کیا وجہ ہے.....؟ یہ ایک علیحدہ بحث ہے مگر ہم یہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ ہمارا یہ ملک پاکستان بھی دنیا کا ایک دولت مند ملک بن سکتا ہے

بشرطیکہ ہم اپنے اُن قدرتی وسائل سے بھرپور استفادہ حاصل کریں جنہیں قدرت نے ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہماری زمین کے چپے چپے میں پوشیدہ کر رکھا ہے یعنی جس دن ہم نے اپنے اِن قدرتی وسائل کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ہمارا ملک بھی دنیاکے اُن دولت مند ممالک کی صف میں ضرور کھڑا ہو سکتا ہے جن سے ہم اَب تک اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کبھی قرض تو کبھی امداد اور جب اِن سے بھی ہمارا کام نہیں چلتا ہے تو ہم کشکول ہاتھ میں اُٹھائے اِن سے بھیک مانگنے کے لئے نکل پڑتے ہیں ۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے اِن زرائع کو اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے سنجیدگی اور حقیقی معنوں میں بروئے کار لانے سے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں ہے کیوں کہ گزشتہ 64 سالوں کے دوران ہمارا سارا زور تو اپنی ضرورتوں اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنوں اور اغیار سے جھولیاں پھیلا پھیلا کر قرض، امداد اور بھیک مانگنے میں ہی گزر گیا ہے جب اِن سے ہی اپنا کام چل جاتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس میں ہماری ذہنی اور جسمانی توانائی خرچ ہو اور یہی کچھ ملے جو (صرف ذرا سا کشکول اٹھانے) بھیک مانگنے سے مل جاتا ہے۔

مگر دوسری جانب ایک یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیاکے کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کا دارومدار اپنے زرائع کو استعمال میں لائے بغیر ممکن نہیں ہے

یعنی اِس کی ترقی اور استحکام اُس وقت تک بے معنی ہیں جب تک یہ اپنے زرائع کو استعمال میں نہیں لاتا یہاں ہمیں کہنے دیجئے کہ دنیاکے جو ممالک اپنے وسائل کو استعمال میں نہیں لاتے تو اِن کا معیار زندگی بھی ہماری طرح سے کبھی بلند نہیں ہوتاہے اور اِسی طرح ہمارے خیال میں دنیاکے کسی بھی ملک کے لئے اِس کے باشندوں کی خوشحالی مسرت اور ترقی سے زیادہ اور کوئی امر قابل اطمنان اور باعث افتخار نہیں ہوسکتااور دنیاکے کسی بھی ملک کے حکمران کے لئے اُس کی سب سے زیادہ بڑی اور اہم کامیابی یہی ہے کہ اِس کے عوام کو مادی، اخلاقی، سیاسی، اقتصادی، صحت عامہ، تعلیم اور روحانی ترقی حاصل ہو۔

اِس ساری تمہید کے منظر اور پس منظر میں اگر ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی بھی ہماری اتنی سے بات سمجھ لیں کہ اقتدار تمام تر ایک ایسی مقدس امانت ہوتاہے جو قومیں اپنے اندر سے اُس شخص کے حوالے کرتی ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ مخلص، امانتدار، دیانتدار اور سب سے زیادہ فہم وفراست سے مالامال ہوتاہے اِن صفات کی حامل شخصیت کو جب اقتدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جاتاہے تو اِس شخص پر یہ بات پوری طرح سے لازم ہوجاتی ہے کہ وہ رب کائنات کی طرف سے تفویض کی گئی اِس اہم زمہ داری کو انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کے لئے خوش اسلوبی سے انجام دے اور پوری طرح امانت داری اور دیانتداری کے ساتھ اپنے دورے اقتدار میں اپنی قوم اور

ملک وملت کے لئے اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تاکہ وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے سُرخرو ہو اور اللہ کو بتاسکے کے اے میرے رب تو نے مجھے اقتدار کی صورت میں جو ذمہ داری سونپی تھی اُسے میں نے اپنی پوری دیانتداری اور خلوص نیت کے ساتھ انجام دی اور آج میرے رب تو اِس کے صلے میں مجھے اِنعام اور اکرام سے نواز دے.... ناکہ جس طرح گزشتہ دنوں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب آپ نے اپنی اُن تمام تر ذمہ داریوں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وطن پاکستان کا اقتدار سونپ کردی ہیں اِن سے پہلو تہی کرتے ہوئے جب آپ نے اپنے انتہائی معصوم لہجے میں اپنے نئے سیکرٹری امتیاز حُسین قاضی سے گفتگو کرتے ہوئے اِنہیں "ملک کے کسی بھی حصے میں غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ کرنے کی ہدایت کی" تو قوم کو آپ کی اِس بے معنی اور بے مقصد ہدایت سے سخت مایوس ہوئی۔

اوراِس موقع پر قوم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ وزیراعظم نے وزارت پانی وبجلی کے نئے سیکرٹری امتیاز حسین قاضی کو اِن سے اسپیشل ملاقات کے دوران اِنہیں اپنی خصوصی ہدایت میں صرف اِس بات کا کیوں پابند کیاہے....؟؟ کہ ملک کے کسی بھی حصے میں غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ کی جائے" وہ یہ بھی تو امیتاز حسین قاضی کو کہہ سکتے تھے کہ آج عوام ملک میں توانائی بالخصوص بجلی کے بحران کے باعث کئی کئی گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے سخت پریشان ہے تو

وہیں اِس سے ملک کی صنعتی ترقی اور معیشت کا پہیہ رک گیا ہے ملک کے طول وارض سے بجلی کے بحران اور طویل لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر تمام تر اقدامات اُٹھائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ آپ (مسٹر امتیاز حسین قاضی) اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر عوام کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ ملک کی دم توڑتی معیشت کو سہارا دینے کے لئے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈشیڈنگ بند کرائیں۔

مگر ہائے رے...!افسوس کہ وزیر اعظم ایسا کچھ نہیں کہہ سکے بلکہ اُنھوں نے امتیاز قاضی سے جو کہا اِس سے تو صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنے ڈھکے چھپے لہجے میں سیکرٹری امتیاز حسین قاضی کو یہ سمجھا دیا ہے کہ ملک کے کسی بھی حصے میں ڈنکے کی چوٹ پر غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کے بجائے اعلانیہ طور پر لوڈشیڈنگ کی جائے بھلے سے وہ بیس سے تائیس گھنٹوں یا پورے پورے دن اور رات پر ہی کیوں نہ محیط ہو۔

اِس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ارے وزیر اعظم صاحب آپ اور صدر مملکت کی یہ کیسی عوامی اور جمہوریت حکومت ہے کہ آج ملک کے عوام اِس جمہوری حکومت میں اُن چیدہ چیدہ مسائل سے بھی دوچار ہو گئی ہے جن سے یہ کسی بھی آمر حکمران کے دورِ میں بھی شاید کبھی رہی ہو مگر آپ لوگوں کی سول اور عوامی

جمہوری حکومت نے تو عوام کو مسائل کی چکی میں پیس کراس کا کچومر ہی بنا دیا ہے اور بڑی افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگ اِس کے باوجود بھی کس منہ سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کی حکومت نے عوام کے وہ دیرینہ مسائل حل کر دیئے ہیں جن سے یہ گزشتہ 64 سالوں سے دوچار تھی۔

جبکہ اگر صحیح معنوں میں حقیقت پسندی سے دیکھا جائے تو حقائق اِس کے یکدم بر عکس یہ ہیں کہ موجودہ عوامی اور جمہوری حکومت نے کسی آمر کی دورِ حکومت سے کئی گنا زیادہ آج عوامی مسائل میں اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ! رب کائنات آئندہ ایسی سول حکومت ہم پر مسلط نہ کرنا جو ملک کے عوام اور ملک کے ساتھ اِس حکومت کی طرح مخلص نہ ہو جو ہر لمحہ اور ہر گھڑی اپنے مفادات کا خیال رکھے اور عوامی مسائل کو پس پشت ڈال کر اپنے بینک بیلنس بھرے اور قومی خزانے کو موجودہ حکمرانوں کی طرح اپنی عیاشیوں پر خرچ کرکے یہ دعویٰ کرے کہ اِس نے عوام کی خدمت کی ہے جس طرح آج وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے بجلی کے بحران میں گھری ہوئی اپنی قوم کو اِس مسئلے سے فوری نجات دلوانے کے بجائے اِس کے ذمہ داروں کو اپنا سینہ ٹھونک کہا ہے کہ ملک میں غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ نہ کیا جائے" ہم یہاں آخر میں ایک مرتبہ پھر یہی کہیں گے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ یہ کہنا چارہے ہوں ہو سکے تو اعلانیہ بجلی کی

لوڈشیڈنگ کی جائے بھلے سے وہ 20 سے 23 گھنٹوں یا پورے پورے رات دن کے دورانیے کی ہو مگر توانائی بچانے کے لئے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو ضرور....

ایک خبر کینسر کی تشخیص اَب کُتے کیا کریں گے

ڈاکٹروں اور لیبارٹریوں کا کیا بنے گا
اَب بیچارے کُتے کیا کیا کریں گے

ہم بتاتے چلیں کہ ایک ایسی غیر سیاسی خبر جس نے ہمیں آج اپنا کالم لکھنے پر متحرک کیااِسے پڑھنے سے قبل پل پل رُت بدلتے ملکی حالات واقعات اور صحافی سید سلیم شہزاد کی اندھوناک ہلاکت اور2011-2012کے آنے والے عوام دشمن بجٹ کے باعث ہماری طبیعت میں بلا کی بیزاری اوراُداسی کا یہ عالم تھا کہ کوئی اچھی بات بھی ہمیں ناگوار گزررہی تھی اور ہماری زبان بھی ایسی بدمزاج اور بے ذائقہ ہو گئی تھی کہ چینی (شکر) کی مٹھاس بھی کڑوی معلوم دے رہی تھی جس کی وجہ سے ہماری معمول کی مصروفیات میں بھی بڑی حد تک دخلل واقع ہوگیاتھامگراِس کے باوجود ہم کچھ نہ چاہتے ہوئے بھی زبردستی وہی کچھ کرنے میں لگے رہے جو ایک بڑے عرصے سے ہماری عادت کا حصہ بن گیاہے اور حسب روایت ہم اپنی اُس میز کی جانب تیز تیز قدموں سے بڑھنے لگے جس پر روزانہ کے اخبارات کا انبار لگارہتاہے کافی دیر تک اخبار بینی کرنے کے بعد کوئی ایسا سیاسی موضوع ہمیں نہیں ملا جس پر ہم اپنا کالم لکھتے ... حالانکہ ہمیں اپنا کالم لکھنے کے لئے بے شمار ایسی ملکی اور عالمی خبریں موجود تھیں جن پر ہم

اپنا کالم لکھنا چاہتے تو لکھ سکتے تھے۔
مگر چوں کہ طبیعت میں بیزاری تھی اِس لئے ہم کسی ایسی سیاسی خبر کو اپنے کالم کا موضوع بنانے میں کامیاب نہ ہوسکے جن پر ہم اکثر اپنا کالم لکھتے ہیں۔ مگر آخرکار جیسے ہی ایک مختصر سی مگر اہم غیر سیاسی خبر پر ہماری نظر پڑی تو اِسے پڑھتے ہی ہمارے وجود سے بیزاری اور اُداسی کا سحر ایسا غائب ہوا کہ ایک لمحے کو ہم خود حیران رہ گئے کہ اِس خبر کے پڑھتے ہی جب ہماری طبیعت بہتر ہوسکتی ہے تو پھر یقیناً اگر خبر کے مطابق جیسا کہ اِس میں ذکر کیا گیا ہے تو پھر وہ بھی ٹھیک اور درست ہی ہوگا۔ اور اگلے چند لمحوں تک ہم یہ سوچتے رہ گئے کہ اَب بیچارے کُتے نوعِ انسانی کے لئے کیا کیا کام کریں گے...؟ اِن کی وفاداری کے قصے کیا کچھ کم مشہور رہیں کہ اَب کتے یہ بھی کرنے لگیں گے تو پھر اِن انسانوں کا کیا بنے گا....؟ جو عرصہ دراز سے اِس شعبے سے منسلک ہیں اور اپنا باعزت روزگار کمارہے ہیں یہاں اِن لوگوں کے لئے کیا یہ سوچنے اور غور کرنے کا مقام نہیں ہے کہ اگر واقعی صحیح معنوں میں کتوں نے یہ ذمہ داری بھی اٹھانی شروع کردی تو پھر فرانس اور دنیا کے دیگر ممالک کے اُن لوگوں کا کیا ہوگا جو آج ایک طرف تو اپنے اِس تجربے پر نازاں اور خوش دکھائی دے رہے ہیں تو کل یہی اپنی ڈگریاں ہاتھوں میں اُٹھائے در در کی خاک چھانتے نظر آئیں گے۔ بہرکیف ! اَب جو ہونا تھا وہ ہوگیا...؟ یہ طب کے میدان

میں انسانوں کی واقعی ایک بڑی اہم کامیاب قرار دی جا سکتی ہے مگر اِس باوجود بھی اَب آگے اِن کی قسمت جنہوں نے ایسا تجربہ کیا اور اِس میں کامیاب ہوئے اور کُتوں کی خوش بختی وہ اِس حوالے سے آئندہ کیا گل کھلاتے ہیں....؟؟

بہر حال خبر کچھ یوں ہے کہ "فرانسیسی طبّی ماہرین نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور گردن تان کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرانس نے جہاں دنیا کے اور میدانوں میں اپنی ترقی اور کامیابیوں کا لوہا منوایا ہے تو وہیں فرانس کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ اَب دنیا اِس سے بھی حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اُنہوں نے کہا ہے کہ اَب ہم نے اپنے ملک فرانس میں بیلجیئم شیفرڈ نامی کُتے کینسر کی شناخت کے لئے استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں ہماری یہ ترقی دنیا میں ایک ایسی انوکھی اور حیران کُن ترقی ہے کہ جس نے بہت سے ایسے بند دریچے کھولنے میں مدد دی ہے جو ازل سے بند تھے اور اَب یقیناً دنیا ہمارے اِس تجربے سے مستفید ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

کیوں کہ فرانسیسی طبّی ماہرین اور ذرائع ابلاغ کے مطابق فرانس میں جاسوسی اور دیگر سُراغ رسانی کے لئے استعمال کیے جانے والے بیلجیئم شفرڈ نامی کُتے اَب کینسر جیسے موضی مرض کی تشخیص کے لئے بھی استعمال کیے جانے لگے ہیں اِس طرح ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب کسی کینسر کے مریض کو تشخیص کے لئے بایو آپسی

کی تکلیف دے ٹیسٹ کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ فرانس میں اِن کُتوں کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو گیا ہو گا تو وہیں اِن وفا کے پیکر کُتوں کی ذمہ داریاں بھی اور بڑھ گئی ہیں مگر ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اِن کتوں کی وجہ سے بہت سارے فرانسیسی ماہرین اور کینسر لیبس کا بھٹہ بیٹھ جائے گا اور وہ کسی کرت کے نہ رہیں گے۔

جبکہ اِسی کے ساتھ ہی اپنی اِس عظیم سائنسی کامیابی اور کامیاب تجربے پر فرانسیسی طبّی ماہرین کا کہنا ہے کہ بیلجیئم شفرڈ نامی یہ کُتے چوں کہ سُونگھنے کی دو لاکھ گنا زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں اِس لئے اِن کے مطابق تجربے کے طور پر اِس سونگھنے کی صلاحیت سے مالامال کُتے کے سامنے مختلف مراحل میں مختلف اشخاص سے حاصل کردہ یورین پیشاب) کے 66 نمونے رکھے گئے جنھیں سونگھنے کے بعد اِس بیلجیئم شفرڈ نامی کُتے نے) 63 میں کینسر کے خلیوں (خلیور) کے پائے جانے کی تصدیق کردی اور فرانسیسی طبّی ماہرین نے اپنے اِس کامیاب تجربے کو کینسر کے مریضوں میں تشخیص کے لئے انتہائی مفید اور نہایت اہم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ بیلجیئم شفرڈ نامی کُتا جہاں افواج فرانس اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر جاسوسی اور سراغ رسانی کے لئے معاونت کر رہا ہے تو اَب یہ کتا فرانسیسی ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ اِن کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اور لیبارٹریوں میں بھی پیرامیڈیکل اسٹاف کے ساتھ اپنی خدمات انجام دیتا نظر آئے گا۔

اِس

موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انسانوں کی طب کے حوالے سے ایک بڑی کامیابی ہے تو وہیں اِس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ فرانسیسی طبّی ماہرین کے اِس کامیاب تجربے نے کینسر کی تشخیص میں جو آسانی پیدا کردی ہے وہ اِس مرض میں مبتلاافراد کو طرح طرح کے ٹیسٹوں کے لئے اٹھائی جانے والی جان لیواازیتوں سے بھی بچائے گا اور اِن کے بروقت علاج میں بھی مددگار ثابت ہو کر اِس مرض میں مبتلاافراد کی زندگیاں بچانے میں مدد دے گا۔

(ختم شد)

بجٹ میں عوام کو کیا ملا....؟گرانی کی خبر لے کر خساروں کا بجٹ آیا

موجودہ بجٹ میں عوام سے زیادہ کتے اور بلیوں کو ریلیف دیا گیا ہے
بجٹ میں کتے اور بلیوں کی درآمدی)امپورٹ کی گئی) خوراک
سستی....اورایمبولینس کی درآمد پر سیلز ٹیکس عائد
آہ...!! یہ کیسا بجٹ ہے...؟ جس یں صدراور وزیر اعظم کے غیر ملکی دوروں کے لئے
اضافی رقم مختص کردی گئی ہے......
آخر کار ملک کی ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے لئے گرانی کی خبر لے کر خساروں کا بجٹ
2011-12 اِس پر نازل ہو ہی گیا جس میں اِسے سوائے گرانی ، بھوک وافلاس اور
تنگدستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود کشی کرنے کے اور کچھ بھی اِس کے ہاتھ نہیں
آیا کیوں کہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ بجٹ کسی محب وطن پاکستانی کا تیار کردہ نہیں ہے
بلکہ یہ بجٹ توIMF نے تیار کرکے ہمارے حکمرانوں کے ہاتھوں میں تھمادیا جسے صرف
پیش کرنے والے ہمارے پاکستانی وفاقی وزیر خزانہ مسٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ ہیں اور اِس
سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اِنہوں نے بجٹ 2011-12 پیش کیا اِن کا
انداز بھی قیام پاکستان سے اب تک 64 بجٹوں کو پیش کرنے والے ہمارے تمام
وزیر خزانہ سے سب سے زیادہ مختلف اور منفرد اِس لحاظ

سے بھی تھا کہ شیخ صاحب ہر لفظ اور ہر لائن پڑھنے کے بعد کبھی خود کو دیکھتے تو کبھی آمنے سامنے اور کبھی اِدھر اُدھر.... یوں اِسی دیکھتی دکھاتی کیفیت میں اُنھوں نے اپنی ساری بجٹ تقریر کرڈالی اور عوام کو آئندہ مہنگائی کے ہاتھوں زندہ درگور کرنے کا ساماں کرکے چلتے بنیں۔

اِس موقع پر ہمیں یہاں بڑے دُکھ کے ساتھ یہ کہنے دیجئے کہ خبروں کے مطابق یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ہماری غریب نوازی کا دعویٰ کرنے والی موجودہ حکومت نے اِس بجٹ میں عوام کے لئے خاطر عوام ریلیف دینے کے بجائے کتے اور بلیاں پالنے والوں کو خاص رعایت کا اعلان کچھ اِس طرح سے کیاہے کہ اِس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہاکہ یہ بجٹ جو ہماری عوامی حکومت نے پیش کیا ہے یہ انسانوں سے زیادہ کتے اور بلیوں کا ریلیفی بجٹ اگر کہاجائے تو کوئی بُرانہ ہوگاکیونکہ ہماری حکومت نے خود یہ واضح کردیاہے کہ موجودہ بجٹ 2011-12انسانوں کے بجائے کتے اور بلیوں کا بجٹ ہے جس میں حکومت نے اپنی تمام ترترجیحات اور اقدامات کو بروئے کارلاتے ہوئے اپنے مفلوک الحال عوام کے بجائے کتے اور بلیوں کی درآمدی (امپورٹ کی جانے والی) خوراک 20فیصد سستی کرنے کے لئے ایف پی آر کی جانب سے فوری طور پر ایک ایسانوٹیفکیشن جاری کردیاہے جس کے تحت کتے اور بلیوں کی درآمدی خواک پر عائد 20 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی ختم کردی جائے گی۔جس کے بعد اب یہ شک پوری طرح سے اِس یقین میں بدل

چکا ہے کہ ہمارے ملک کا موجودہ بجٹ آئی ایم ایف نے ہی تیار کیا ہے کیوں کہ اِن کے یہاں اِنسانوں کو حاصل حقوق کے ساتھ ساتھ اِن کے معاشرے میں پلنے اور پائے جانے والے کتے اور بلیوں کو بھی اِن کے ملک کے شہریوں کی طرح تمام حقوق حاصل ہیں اور اِن کی بھی اتنی ہی اہمیت اور قدر ہے جتنی کہ اِن کے معاشرے میں انسانوں کو حاصل ہے جبکہ اِس کے برعکس ہمارے ملک اور معاشرے میں کتے اور بلیوں کو حقوق تو کیا حقوق حاصل ہوں گے ...؟؟ ہمارے یہاں تو گزشتہ 64 سالوں سے انسان اپنے بنیادی حقوق کے حصول سے محروم ہیں اور اِن کی کوئی اہمیت اور قدر نہیں ہے کتے بلیوں کو کیا حاصل ہوں گے۔ مگر اِس بجٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اَب ہمارے یہاں انسانوں کے بنائے گئے بجٹ کی وجہ سے اَب IMF کو اِن کے حقوق حاصل ہوں یا نہ ہوں مگر ہمارے یہاں پلنے والے کتے اور بلیوں کو تو کم از کم وہ تمام حقوق ضرور مل جائیں گے جن سے اَب تک پاکستانی عوام محروم تھی۔ اور اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہمارے عوام یہ سوچنے پر یقیناً مجبور ہوگئے ہوں گے کہ اَب یہ اپنے آپ کو کس صف میں کھڑا ہونے کی خواہش کا اظہار کریں۔

اور اِسی طرح یہ بھی بڑی حیرت کی بات ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے اِس بجٹ میں عوام دشمنی کا ایک اور ثبوت ہر قسم کی ایمبولینس گاڑیوں کی درآمد پر سیلز ٹیکس عائد کرکے کچھ اِس طرح سے دے دیا ہے کہ اِس حکومتی اقدام سے آئندہ ملک

میں نئ ایمبولینس گاڑیوں کی آمد رک جائے گی جبکہ ہمارے خیال سے حکومت کو یہ چاہئے تھاکہ کم از کم مہنگائی کے بوجھ تلے دم توڑتی عوام کو زندگی بچانے کے لئے اسپتالوں تک لے جانے والی ایمبولینس گاڑیوں کو تو حکومت بجٹ میں سیلز ٹیکس مستثنیٰ قرار دیتی تاکہ ہمارے ملک میں فلاحی کام کرنے والے اداروں اور اسپتالوں کو ایمبولینس گاڑیاں سستی قیمت پر درآمد کرنے میں آسانی پیدا ہوتی اور اپنے ملک کے عوام کو اپنی خدمات انجام دینے والے یہ ادارے اِس حکومتی چھوٹ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوتے مگر چوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اِس حکومت نے مختلف بہانوں سے اپنے عوام کو زندہ درگو کرنے اور مارنے کی شاید اپنی حکمت عملی اور منصوبہ بندی پہلے سے ہی تیار کر رکھی ہے تب ہی اِس نے ایمبولینس پر سیلز ٹیکس عائد کرکے اپنے مرتے عوام کو بچانے والے وہ تمام راستے بند کردیئے ہیں جس کی وجہ سے سب سے پہلے ملک میں نئ ایمبولینس گاڑیاں نہیں آسکے گیں اور عوام اسپتالوں تک پہنچنے سے قبل ہی موت کی وادی میں پہنچ جائیں گے۔

ابھی ہماری بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ اِس بجٹ میں ملک کے غربت ،بے روزگاری اور مہنگائی کے اژدھے کے شکنجوں یں جکڑے سسکتے بلکتے اور انتہائی لاغر جسموں والے ساڑھے سترہ کروڑ پاکستانیوں پر ایک ظلم یہ بھی ہوا ہے کہ حکومت نے اِس بجٹ میں بجلی، کھانے پینے کی اشیاء پر سبسڈی کی

مد میں جہاں کمی کی ہے تو وہیں اِس کٹوتی کی مد سے حاصل ہونے والی رقم کو صدر، وزیراعظم اور اِن کے خوشامدیوں کے غیر ملکی دوروں کے لئے پہلے سے رکھی گئی رقم میں اضافہ کردیاگیاہے جواِس حکومت کا کھلا تضاد ہے کہ یہ حکومت اپنے سے زیادہ عوام کے مفادات کا خیال رکھتی ہے۔ جبکہ اَب یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس حکومت کو عوامی کی تکالیف اور پریشانیوں سے کوئی غرض نہیں اِسے اگر فکر ہے تو بس اپنی اور اپنی عیاشیوں کی جو یہ اپنے غریب اور مفلوک الحال عوام کے گلوں پر چھری پھیر کر بھی حاصل کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔

بہر حال 3 جون کو جب قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں وزیر خزانہ مسٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ موجودہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی جو ملک کی درحققیت ایک بڑی عوامی جماعت سمجھی جاتی ہے اور جس کے منشور میں بنیادی نقطے ہی میں روٹی، کپڑااور مکان شامل ہے اِس جماعت کا مجموعی طور پر تیسرا بجٹ پیش کر رہے تواِسی دوران ارکان نے وزیر خزانہ کا گھیراؤ کرتے ہوئے اِن کے ڈائس پر خشک روٹی اور چوڑیاں رکھ دیں اوراپوزیشن کی جانب سے اسمبلی ہال یں شدید ہنگامہ آرائی کی گئی اوراِسی کے ساتھ ہی ارکان نے شیم شیم اور ڈاکو ڈاکو کے نعرے بھی لگائے اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کا یہ عمل ملک میں ایک پائیدار جمہوری عمل کے جانب ایک حوصلہ افزااشارہ ہے کسی بھی ایسے عوامی فورم پر جب ملک اور عوام کے لئے برسراقتدار جماعت کوئی قدم اٹھانے جارہی ہو

تواپوزیشن کی طرف سے ایسے مثبت اور تعمیری احتجاجوں کا ہوتے رہناایک اچھا عمل کہاجاسکتاہے حکمران جماعت کو اپوزیشن کے اِس عمل پر سیخ پا ہونے اور جل کر خاک ہونے کے بجائے اپناکام کئے جانے کی ضرورت ہے کیوں کہ ہمارے خیال میں اپوزیشن یہ بات خوب سمجھتی ہے کہ موجودہ بجٹ درحقیقت ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے بجائے ملک کے اُن امراء کا بجٹ ہے جو صرف ملک میں پانچ فیصد ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کسی نہ کسی بہانے حکومت میں شامل ہیں۔

بہرکیف ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ بجٹ ملک کے غریب عوام کی فلاح وبہبود کے لئے نہیں ہے کیوں کہ اِس بجٹ میں عوام کو کسی بھی حوالے سے کوئی ریلیف نہیں دیاگیاہے سوائے ملک کے غریب عوام پر تزنت اثرانداز ہونے والی گرانی کے اِسی لئے تو شاعر نے کہاہے کہ

ہمارے مالیاتی شہسواروں کا بجٹ آیا
وطن کے غمگساروں کا بجٹ آیا
مبارک ہو عزیزانِ وطن تم کو مبارک ہو
گرانی کی خبر لے کر خساروں کا بجٹ آیا

جبکہ یہاں ہم عرض کرتے چلیں کہ اِس بجٹ کی آمد سے قبل متعدد مواقع پر ہمارے وفاقی وزیرخزانہ مسٹرڈاکٹرعبدالحفیظ شیخ تواپنا سینہ ٹھونک کر اور گردن

تان کر یہ دعویٰ کرتے نہیں تھکتے تھے کہ آئندہ بجٹ میں ملک کے عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کے اقدامات کئے گئے ہیں جبکہ بجٹ میں ایسا بہت کم اور قال قال ہی رہاکہ عوام کے لئے ریلیف کے اقدامات کئے گئے ہوں کہنے کو تو وزیر خزانہ نے ملک کی اقتصادی ترقی کے عمل کو تیز کرنے اور معاشی استحکام کے تسلسل کو یقینی بنانے کی حکمت عملی پر مبنی آئندہ سال برائے 2011-12 کے وفاقی بجٹ جس کا مجوزہ حجم 2504 ارب روپے ہے اور جو رواں مالی سال سے 12.3 فیصد زائد ہے جس میں ساتویں این ایف سی ایوارڈ کے تحت صوبوں کو 1203 ارب روپے منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ ایف بی آر کی طرف سے 1952 ارب روپے کی وصولی کے تخمینہ سمیت مجموعی وفاقی محاصل کا تخمینہ 27 کھرب 23 ارب روپے لگایا گیا ہے اور اِسی طرح 975 ارب روپے کے بجٹ خسارہ کے ساتھ خالص وفاقی محاصل کا تخمینہ 1529 ارب روپے ہے جبکہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی بڑا حیران اور پریشان کن نکتہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں صرف 15 فیصد اضافے کا فیصلہ کیا جانا اِس منہ توڑ اور سر پھوڑ مہنگائی کے عالم میں اُونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہے۔ جبکہ اِس بجٹ میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ یکم جولائی 2009ء تک دیئے گئے تمام ایڈہاک ریلیف الاؤنسز کو 2008ء کے بنیادی تنخواہ کے اسکیل میں ضم کرنے اور نئے پے اسکیل متعارف کرانے کے علاوہ پنشن میں 15 سے فیصد اضافہ اور گریڈ 1 سے 15 کے تمام سرکاری ملازمین کے موجودہ کنوینس الاؤنس 20 میں 25 فیصد اضافے کی جو تجویز کی گئی دیکھتے ہیں کہ عوام کی

خدمت اور اِسے روٹی، کپڑا اور مکان دینے والے یہ حکمران اِس تجویز کی کب منظوری دیتے ہیں یا یوں ہی ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے ایک سال پورا گزار جاتے ہیں۔ اور سرکاری ملازمین اپنی تنخواہوں میں اضافے کی آس اور اُمید لئے مجسمہ بنے بیٹھے رہ جائیں گے۔

جب حکمران شریر، مالدار بخیل ہوں تو بیزار عوام کیا کرے

اِس میں یقیناً کوئی شک نہیں کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نااہلی کے باعث ملک مسائلستان بن چکا ہے عوام اپنے مسائل کی چکی میں پستے پستے اپنی زندگیوں سے بیزار آچکے ہیں اِس لئے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اَب ایسی زندگی کا خاتمہ ہی بہتر ہے کیوں کہ قوم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اپنا مدعا سُنا سُنا کر تھک کر اِن سے مایوس ہوچکی ہے مگر ہمارے حکمرانوں اور سیاستدان ہیں کہ کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے یہ تختِ حکمرانی پر کسی جونک کے مانند چپکے بیٹھے ہیں اور ایسے چکنے گھڑے بن چکے ہیں جن پر قوم کی کوئی فریاد اثر نہیں کر رہی ہے تو اِسی حوالے سے ہم اپنے آج کے کالم کی ابتداء جامع ترمذی کی ایک ایسی حدیث مبارکہ سے کر رہے ہیں جس میں نوع انسانی کو ایک ایسی راہ دکھائی اور سمجھائی گئی ہے کہ اگر اِس پر صدق دل سے عمل کیا جائے تو کئی مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں اور کسی بھی مسلم معاشرے میں ایک ایسا اسلامی انقلاب بپا کیا جا سکتا ہے کہ جو رہتی دنیا تک دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

جامع ترمذی شریف کی وہ حدیث مبارکہ جس سے متعلق ہم نے مندرجہ بالا سطور میں عرض کیا ہے وہ یہ ہے کہ " حضرت ابوہرہؓ سے روایت ہے کہ نبی آخری الزماں حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں تمہارے مال دار کشادہ دل اور سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پست اِس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے) جب تمہارے حاکم شریر ہوں تمہارے مال دار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اِس کی پست سے بہتر ہے (یعنی زندگی سے مرجانا بہتر ہے)"۔

یہاں ہمارے ذہن میں ایک سوال یہ اُبھر کر آیا ہے کہ اِس حدیث مبارکہ کی روح کو سامنے رکھتے ہوئے آج اگر ہمارے موجودہ حکمران، سیاستدان (جو برسرِ اقتدار ہیں یا جو اپوزیشن میں ہیں یہ سب ہی) اور اِسی طرح وہ صاحبِ ثروت (مال دار) حضرات جنہیں ربِ کائنات نے اِن کی سوچوں سے بھی کئی گنا زیادہ اِنہیں دے رکھا ہے یہ سب کے سب اپنا احتساب خود کرلیں...) تو کیا....؟ یہ اِس حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی اُن افضل و اعلیٰ صفات اور درجات میں) خود کو اپنی اپنی جامع خصوصیات کے حوالے سے مکمل پائیں گے....؟ جن کا اِس حدیثِ مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر ان تینوں میں یہ اچھائیاں موجود نہ ہوئیں تو کیا...؟؟ یہ خود کو اِس زمرے میں لائیں گے جن سے متعلق حدیث مبارکہ میں نیچلی سطور میں ذکر کیا گیا ہے...؟ اور اِسی طرح تو کیا ہم پر اَب یہ بات پوری آتی ہے جس سے متعلق کہا گیا ہے...؟ اور ہم وہی کچھ کریں جیسا کرنے سے متعلق ہمارے لئے فرمادیا گیا ہے....؟؟

بہرکیف ! ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے موجودہ حاکموں کی خصلت کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو خود بخود یہ بات کھل کر سامنے آ جائے گی جو حق اور سچ پر مبنی ہے کہ ہمارے حکمران اپنے قول و فعل کے لحاظ سے واقعی شریر نظر آتے ہیں اور شرارت اِن کے انگ انگ میں کچھ اِس طرح سے سرایت کر گئی ہے کہ اگر کسی نے اِنہیں شرارت سے یا شرارت کو اِن سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو اِن کا وجود ختم ہو کر رہ جائے گا.... اور یہ کسی کام کے نہیں رہیں گے گو کہ اَب اِن کی بقاو ترقی اور اِن کی حکمرانی کا دارومدار ہی شرارت سے جڑا ہوا ہے۔

اور اِسی طرح ہمارے ملک کے مال دار طبقے سے متعلق کیا کہئے اِن کے لئے تو بس صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ اپنی دولت سے دولت بنانے اور امیر سے امیر تر ہونے کے چکر میں ایسے مبتلا دکھائی دیتے ہیں کہ اِنہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِن کے اندر سے سخاوت کا جذبہ بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے اور آج یہ ایسے بخیلوں کی صفوں میں اپنے سینے پھولا کر اور اپنی اپنی مونچھیں تان کر کھڑے نظر آتے ہیں کہ اِنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے یہ اپنے اِس قول و فعل سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اِس وقت اِن سے زیادہ نہ تو کوئی مالدار ہے اور نہ ہی اِن سے زیادہ کوئی بخیل..... یہ اِسی میں خوش ہیں اور اپنی دولت کے غرور اور تکبر میں مبتلا ہو کر اللہ کی زمین پر اکڑ کر چلنے میں فخر محسوس

کر رہے ہیں۔اور جہاں تک بات ہے ہمارے معاملات نمٹانے کی تو اِس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ہم دولت کمانے اور اپنے معاشی رکھ رکھاو کو بلند کرنے کی دوڑ میں پڑ کر اتنے لاپرواہ ہوگئے ہیں کہ اِب ہم نے اپنے ذاتی اور ہمارے حکمرانوں نے اپنے غیر ملکی دوروں کی وجہ سے ملکی اُمور کے معاملات کی انجام دہی کی تمام تر ذمہ داریاں اپنی عورتوں کے سپرد کر دی ہے جنھیں یہ اپنی سُوجھ بُوجھ کے مطابق جیسے تیسے ادا کر رہی ہیں ۔تو ایسے میں یہ حقیقت ہے کہ ہمارے لئے زمین کا پیٹ اِس کی پست سے بہتر ہے یعنی زندگی سے مرجانا بہتر ہے)۔)

جبکہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ " اِس بھائی چارگی میں کوئی خوبی نہیں جس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کی جاتی " اور اِسی کی روشنی میں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ اے انسان ! اچھے اعمال کرلے اور نیکی کرنے کے لئے اپنی عمر کو غنیمت سمجھ ،اِس وقت سے پہلے کہ یہ آواز لگ جائے کہ فلاں شخص اَب دنیا میں نہیں رہا اِس لئے اپنے آپ کو خوب صورت بنانے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی بناؤ اِس لئے بھی کہ عملِ صالح خود بخود انسان کو قابلِ تعریف بنا دیتا ہے۔جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں انسان کی شرافت اور قابلیت اِس کے لباس سے نہیں اِس کے کردار اور فعل وگفتار سے ہوتی ہے اور اِسی طرح ہر معاشرے میں اِس نقطہ نگاہ کو ہی بڑی اہمیت حاصل رہی ہے کہ اچھے ارادے اور بلند مقاصد انسان کو کردار کی

بلندی عطا کرتے ہیں اور بلند کردار اِنسان کو دنیاوالے ایک عرصے تک یاد رکھتے
ہیں۔اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ اِنسان ایک ہی باوا آدم علیہ اسلام کی اولاد ہیں
(اورہر ذی ہوش کو انسانیت کی بہتری کے لئے ہر دم سرگرمِ عمل رہنا چاہیۓ۔ (ختم شد

ایرانی صدر اور سوڈانی رہنما کے انکشاف

ایرانی صدر اور سوڈانی رہنما کے انکشاف اور انتباہ میں ...کچھ تو حقیقت ہو گی....؟
وزیراعظم صاحب! صرف گیدڑ بھبکی سے کام نہیں چلے گا... سینہ چوڑا کرکے عملی جواب بھی دیں

گزشتہ دنوں ملک سے شائع ہونے والے تمام بڑے چھوٹے اخبارات کے صفحہ اول کی مین سرخی بننے والی یہ حیران اور پریشان کُن خبر جس میں پہلے ہمارے پڑوسی ملک اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر محترم المقام محمود احمدی نژادی نے تہران میں اپنی ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران اور اسی طرح ایک موقع پر سوڈان کے رہنما اور سابق نائب وزیر جلال الدین عبدالمجید الکریم نے بھی ہمارے (ملک سے شائع ہونے والے ایک موقر اخبار کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے) پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور تنصیبات کے حوالوں سے اپنے جو علیحدہ علیحدہ انکشافات کئے ہیں یہ یقیناً ہمیں اُس اندھیرے سے نکالنے کے لئے کافی ہیں جس میں کھو کر ہم اَب تک اپنے دوست نما دشمن امریکا کا اصل چہرہ نہیں دیکھ پائے ہیں۔اور یہ ہمارا دوست بن کر ہمیں معاشی، سیاسی، اور اخلاقی طور پر نقصان پہ نقصان پہنچانے پر تلا بیٹھا ہے۔

اِس صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس طرح اِن دونوں حضرات نے اپنے انکشافات میں امریکی سازش اور منصوبے کو بے نقاب کرکے ہمیں امریکا جیسے ہٹ حرام دوست کی مکار دوستی سے خبر دار کر دیا ہے اوراِس کے ساتھ ہی اِنھوں نے ہمارے ملک کے موجودہ حکمرانوں، سیاستدانوں، افواج پاکستان کے سربراہان اور پاکستانی قوم کو انتباہ دے کر جہاں اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں تو وہیں اَب دیکھنا یہ بھی ہے کہ احمدی نژادی اور جلال الدین کے اِن انکشافات اور اِنتباہ کو ہمارے حکمران کس حیثیت سے لیتے ہیں...؟ یہ امریکی دباؤ میں آکر اِنہیں ہنس کر ٹال دیتے ہیں یا صحیح معنوں میں اپنے اندر ہمت اور جرات پیدا کرتے ہوئے امریکا سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے ہیں۔

بہر حال !اِس موقع پر ہم سمیت ساری پاکستانی قوم کو یہ قوی اُمید ہے ہمارے انتہائی مصالحت پسند اور اقتدار کی ہوس سے اپنی پیاس بجھانے والے ہمارے موجودہ حکمران ہر بار کی طرح اِس بار بھی کسی امریکی تڑی دباؤ یا لالچ میں آکر ایسا کچھ نہیں کرپائیں گے جس سے اِنکی جرات اور بہادری کا عنصر امریکا پر غالب آئے اور یہ اِس سے اپنے ایٹمی اثاثوں کے خلاف کی جانے والی اِس سازش اور منصوبے سے متعلق بازپرس کرسکیں۔

جبکہ اِن انکشافات کے عیاں ہوجانے کے بعد ہمارا خیال یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو احمدنژادی اور جلال الدین کے انکشافات اور انتباہ پر اِن کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اِسی کے ساتھ ہی اِنہیں اِن دونوں اشخاص کی جانب سے اپنے ایٹمی اثاثوں پر امریکی قبضے کی سازش کو بے نقاب کرنے والے اِن انکشافات کو انتہائی سنجیدگی سے لیتے ہوئے یہ ضرور محسوس کرنا چاہئے کہ ایرانی صدر اور سوڈانی رہنما کے انکشافات اور اِنتباہ میں ہمارے لئے کچھ نہ کچھ ایسی حقیقت یقیناپوشیدہ ہوگی جسے امریکا ہمارادوست بن کر ہم سے چھپارہاہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ایرانی صدر محمود احمدی نژادی اور سوڈانی رہنمااور سابق نائب وزیر جلال الدین عبدالمجید الکریم نے پاکستان کے ایٹمی اثاثے سے متعلق جو انکشافات کئے ہیں یقیناً یہ حقیقت پر مبنی ہوں گے اور اَب ہمارے حکمرانوں کو بھی آنکھ بند کرکے یہ یقین کرلیناچاہئے کہ ایرانی صدر محمود احمدی نژادی نے تہران میں اپنی پریس کانفرنس کے دوران اپنے خطاب میں اِس بات کا برملاانکشاف کیاہے کہ ہمارے پاس دنیاکی پہلی اسلامی ایٹمی طاقت پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور تنصیبات کے حوالے سے اُس گھناؤنے امریکی منصوبے سے متعلق انتہائی مستند ذرائع سے یہ اطلاعات اہم معلومات ہیں کہ امریکاپاکستان کے ایٹمی اثاثے اور تنصیبات کو

تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے اور امریکی حکومت اپنے پروگرام کے مطابق پاکستان پر مضبوط کنٹرول اور اِس کی حکومت و عوام کو کمزور کرنے کے لئے شاطر امریکی حکومت دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بہانہ بنا کر سب سے پہلے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا سہارا لے گی اور پھر اس کے بعد امریکا خطے میں اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ یہ تو وہ انکشاف ہے جسے ہمارے پڑوسی ملک ایران کے صدر محمود احمدی نژادی نے اپنے پاس محفوظ تمام ثبوتوں اور خفیہ ذرائع سے حاصل اطلاعات اور معلومات کی روشنی میں کیا ہے اور اِسی طرح دوسرا انکشاف سوڈان کے رہنما اور سابق نائب وزیر جلال الدین عبدالمجید الکریم نے بھی کیا ہے اُنہوں نے بھی کہا ہے کہ "آج امریکا جو پاکستان کا دوست بنا ہوا ہے اصل میں اِس کی نظریں پاکستان کے جوہری اثاثوں پر کسی گدھ کے مانند جمی ہوئی ہیں اور امریکا کسی بھوکے اور خونخوار گدھ کی طرح اِن پر جھپٹ کر اِنہیں ختم کرنا چاہتا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے ماضی میں کی جانے والی ایک امریکی سازش کا حوالہ دیتے ہوئے بھی کہا کہ مجھے یاد ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں امریکا نے پاکستان کو اپنے جوہری اثاثے ظاہر کرنے کے لئے کہا تھا لیکن اُس وقت تو پاکستان نے ڈنکے کی چوٹ پر امریکا کی اِس دھمکی کو نظر انداز کر دیا تھا اِس کے بعد سے اَب تک امریکا اپنی اِس بے عزتی کا بدلہ لینے پر تلا ہوا ہے اور اِس کا اندازہ اِس سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آج امریکا پاکستان میں جو کچھ بھی کر رہا ہے یا کروا رہا ہے اِس کی نظریں پاکستان کے

ایٹمی اثاثوں پر ہیں مگر پاکستان کا یہ عیار اور شاطر دشمن اپنی سازش میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکے گا کیونکہ اَب ساری اُمت مسلمہ کو اِس بات پر متحد اور منظم ہو جانا چاہئے کہ پاکستان جو اسلام کا قلعہ بھی ہے تو وہیں یہ اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی قوت بھی ہے اِس لئے امریکا جیسے ہٹ حرام سے پاکستان کو بچانے اور اِس کی حفاظت کی ذمہ داری اَب تمام اسلامی ممالک پر عائد ہوتی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ احمدی نژادی اور جلال الدین عبدالمجید الکریم سمیت ماضی میں ملکی اور غیر ملکی اشخاص کی جانب سے ہمارے ایٹمی اثاثوں سے متعلق کئے جانے والے سارے انکشافات اِس امریکی منصوبے کی جانب واضح اشارہ ہیں کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کا بڑا دشمن امریکا کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں ہے اِس لئے اَب ہمارے حکمرانوں،

سیاستدانوں، افواج پاکستان کے سربراہان اور پاکستانی قوم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اَب امریکی سازشوں کا جواب صرف گیدڑ بھبکیوں سے ہی نہ دیں بلکہ وقت اور حالات یہ تقاضہ کررہے ہیں کہ اَب ہمارے حکمران امریکا جیسے دوست نما دشمن سے اپنے تمام تعلقات قطع کرنے کے بعد اپنا سینہ چوڑا کرکے اِس کا منہ توڑ جواب دیں کہ یہ دوبارہ پاکستان کے خلاف ایسی کوئی سازش یا منصوبہ نہ بناسکے جس سے پاکستان کی خودمختاری، سالمیت اور استحکام کو خطرہ لاحق ہو۔

حکومت کو نواز شریف کے مطالبات ماننے میں کیا حرج ہے

نواز شریف کا یہ مطالبہ سو فیصد درست ہے کہ خارجہ پالیسی پر فوج کے بجائے حکومت کا غلبہ ہونا چاہیئے....؟

اِس میں تو کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ سانحہ دو مئی اور بائیس مئی کے واقعات سے یہ بات پوری طرح سے عیاں ہوچکی ہے کہ دشمن ہمارے ملک میں چھپا بیٹھا ہے اور وہ موقع محل کا فائدہ اٹھا کر اپنے اہداف کو ٹھیک طرح سے نشانہ بنا کر ہمیں ہر طرح سے مفلوج اور کمزور کرنے کی پوری صلاحیت بھی رکھتا ہے اِس پس منظر میں ہمیں اپنے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے اندر مثالی اتحاد اور ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اَب بھی ہم اپنی ذاتیات اور اَنا کے خول سے باہر نہ نکل سکے تو پھر ہماری تباہی اور بربادی ہی ہمارا مقدر ہوگی۔

ایسے میں ہمیں اپنے تمام اختلافات کو بھلا کر صرف ایک پاکستانی بن کر سوچنا ہوگا تو ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کرسکیں گے ورنہ ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر وہی ہوگا جو دشمن چاہتا ہے اور دشمن کیا چاہتا ہے...؟ اِس کا مظاہرہ اِس نے دو مئی اور بائیس مئی کو کرکے دکھادیا ہے ایسے میں ہمیں اپنی دفاع پر معمور پاک

افواج پر تنقید کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکے گا اُلٹا ہم اپنے اِس عمل سے اپنی فوج کا مورال متاثر کریں گے جس کا فائدہ ہمارے دشمن کو ہوگا اور دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ پاکستانی عوام اور فوج کا رشتہ کسی طرح کمزور ہو تو وہ اِس سے فائدہ اٹھائے۔

اَب اِس پس منظر میں ملک کے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے ہاتھوں شدید متاثر ہونے والے اور موجودہ حکومت کے ایوان میں کچھ عرصہ قبل تک فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے سیفما میں صحافی سلیم شہزاد کے قتل پر منعقدہ تعزیتی ریفرنس سے اپنے خطاب کے دوران خارجہ پالیسی پر فوج کا عمل دخل اور اِسی طرح آئی ایس آئی کا بجٹ ایوان کو دکھانے سے متعلق جو کچھ بھی کہا ہے وہ بیشک درست ہے مگر ایک ایسے وقت میں کہ جب ہمارا دشمن اعلانیہ طور پر یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کی دفاعی لائن کو کمزور کرنے کے لئے فوج اور عوام کا رشتہ نہ صرف کمزور کیا جائے بلکہ دشمن کی خواہش یہ بھی ہے کہ فوج اور عوام کے درمیان قائم یہ رشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم بھی کردیا جائے تو اِن نازک لمحات میں جن سے آج ہمارا ملک دوچار ہے ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی جانب سے ایسے مطالبات ذرا کچھ مناسب نہیں لگتے ہیں کیوں کہ جس طرح اور جس انداز سے اُنہوں نے ملک کی خارجہ پالیسی سے متعلق جن اہم نکات

کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا" خارجہ پالیسی پر فوج کے بجائے حکومت کا غلبہ ہونا چاہئے" اور اِسی طرح اُنہوں نے اِس موقع پر یہ بھی کہا کہ "ادارے خود کو درست کرلیں تو تنقید ختم ہوجائے گی، اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اپنے اِس خطاب میں یہ مطالبہ بھی کیا کہ "آئی ایس آئی کا بجٹ ایوان کی ہاؤس کمیٹی کو دیکھنا چاہئے" اِس سے تو صاف طور پر یہ ظاہر ہورہاہے کہ جیسے یہ آئی ایس آئی اور فوج کو ہدف تنقید بناکر ملک کے دشمن کے عزائم کو تقویت دے رہے ہیں۔

مگراس کے باوجود بھی ہم موجودہ حکمرانوں اور پاک فوج کے سربراہ سے یہی کہیں گے کہ اگر نواز شریف کے یہ مطالبے ملک کی بقاء و سالمیت اور استحکام کے لئے کوئی بہتری لاسکتے ہیں تو اِن کے یہ مطالبے آپ لوگوں کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے اور اِسی طرح اِن کے یہ دونوں مطالبے" خارجہ پالیسی پر فوج کے بجائے حکومت کا غلبہ ہونا چاہئے"اور "آئی ایس آئی کا بجٹ ایوان کی ہاؤس کمیٹی کو دیکھنا چاہئے" مان لینے میں کسی قسم کی حیل حجت کا ہرگز مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر حکمرانوں اور افواج پاک کے سربراہان نے اِن لمحات میں جن سے ملک دوچار ہے اگر ایسے میں یہ اپنی اَنااور ضد پر قائم رہے اور نواز شریف کے یہ مطالبے نہیں مانیں تو ایک طرف نواز شریف کو اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کا موقع مل جائے گا تو دوسری جانب عوام میں بھی یہ شک پیدا ہوگا کہ حکمران اور فوج نواز شریف

کے مطالبے پورے کرنے میں کیوں کترا رہے ہیں۔۔۔؟یقیناً اِس میں کچھ نہ کچھ ضرور دال میں کالا ہوگا۔۔۔۔؟اور اِسی طرح عوام اور فوج میں دوریاں پیدا ہونی شروع ہوجائیں گیں جس کا فائدہ ہمارا دشمن اٹھائے گا۔

جبکہ دوسری جانب یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ قوم کو اپنی مسلح افواج پر آج بھی اتنا ہی بھروسہ ہے جتنا پہلے دن تھا اور ایسے میں اپنے یا اغیار اور کوئی کچھ بھی کرلے مگر پاکستانی فوج اور عوام کے درمیان جو رشتہ پہلے ہی دن سے قائم ہوگیا تھا وہ وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جارہا ہے اِسے کوئی اپنے منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈوں سے ختم تو کیا کم بھی نہیں کرسکتا۔۔۔ مگر اِس کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ پاکستانی فوج کو قائداعظم محمد علی جناح جو دفاعی اُمور کے ماہر تھے اِن کا 14جون 1948 کو اسٹاف کالج کوئٹہ کا خطاب اور اِس کے بعد قائد نے ایک فوجی افسر کو جس طرح سمجھایا تھا وہ بھی اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنا چاہئے جس میں اُنہوں نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ "مت بھولو کہ تم ریاست کے ملازم ہو۔تم پالیسی نہیں بناتے۔عوام کے نمائندے فیصلہ کرتے ہیں کہ ملک کو کیسے چلانا ہے۔۔؟تمہارا کام صرف اپنے سول حاکموں کے فیصلوں پر عمل کرنا ہے"ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح کے اِن الفاظ کے بعد شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ قائد اعظم مملکت خداداد پاکستان میں

ہر حال میں اور ہمیشہ سویلین حکمرانوں کی بالادستی کے قائل تھے اور قائدِاعظم سول و فوجی سرکاری ملازمین کو پیشہ ورانہ سرگرمیوں تک محدود رکھنے کے حامی تھے۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ قائدِ اعظم کے اِس خطاب سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ فوج کو ملکی اُمور میں حصہ لینے اور پالیسی بنانے کے کاموں میں خود کو اُلجھانے کے بجائے اپنی پیشہ ورانہ امُور پر توجہ دے کر اِن میں مہارت حاصل کرنی چاہیۓ۔

اَب اِس پس منظر میں ہمیں یہاں یہ بھی کہنے دیجئے کہ اگرچہ ہماری پاکستانی سیاست میں ملٹری مداخلت اور کھینچاتانی کا عنصر کوئی نئی بات نہیں ہے کیوں کہ ملکی اُمور میں حقیقی معنوں میں فوجی مداخلت کا سلسلہ تو 1953-54 میں ہی شروع ہوگیا تھا مگر اِسے صحیح معنوں میں تقویت 1958 میں اُس وقت ملی جب فوج نے پہلی بار حکومت پر قبضہ کرکے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اور پھر یہیں سے کبھی سول اور کبھی فوجی حکومتوں کے آنے جانے کا ایک ایسا سلسلہ چل پڑا کہ جو کہیں تھمنے کا نام نہیں لیتا ...

ہاں البتہ ! اِس اٹھا پٹخ کے گیم میں اَب اتنا فرق ضرور آگیا ہے کہ پہلے دو یا تین سالوں میں حکومتیں تبدیل ہوتیں تھیں مگر اَب پہلی بار ایسا لگنے لگا ہے اِس میں آہستہ آہستہ استحکام آتا جارہا ہے کیوں کہ اَب ایسا محسوس

ہورہاہے کہ موجودہ حکومت اپنے نومولود جمہوری طرزِ عمل کے ساتھ اپنی مدت شائد پوری کرجائے، بہرکیف! ہم ابھی یہ سمجھتے ہیں کہ اِس کے بارے میں کچھ نہیں کہاجاسکتاہے کہ یہ حکومت اپنی مدت پوری کرپائے گی بھی کہ نہیں کیوں کہ ملکی حالات اور واقعات چیخ چیخ کر تو یہ بتارہے ہیں کہ آئندہ دنوں میں کچھ بھی ہوسکتاہے !!.....اور آخر میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ آج بھی ہماری ملکی تاریخ کے اوراق پر یہ الفاظ سُنہرے حرف میں رقم ہیں کہ قائدِ ملت نوابزادہ لیاقت علی خان نے قیام پاکستان سے قبل عبوری حکومت کے وزیرخزانہ کی حیثیت سے اُنہوں نے غریب آدمی کا بجٹ پیش کرکے ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشوں کو جس طرح ناکام بنایاوہ اِنہی کا حصہ تھا اور قیام پاکستان کے بعد وزیراعظم کے عہدے کے ساتھ مرکزی وزیر دفاع کا محکمہ بھی اِنہی کے سپرد رہااور بطور وزیردفاع اِن کی وہ تقریربڑی مقبول ہوئی جس میں اُنہوں نے دشمن کو اپناآہنی مکّادکھاتے ہوئے عوام سے کہا" بھائیوں! یہ پانچ انگلیاں جب تک علیحدہ علیحدہ ہوں تواِن کی قوت کم ہوتی ہے لیکن یہ جب مل کر مُکّا ہوجائیں تو یہ مُکّادُشمن کامنہ توڑسکتاہے" تو آج جس نازک دور سے ہماراملک گزررہاہے ایسے میں ہمیں اپنے تمام ذاتی ،سیاسی ، مذہبی اور لسانی اختلافات کو بھلاکر قائدِ ملت لیاقت علی خان کا وہ مُکّابننا ہوگا جو دشمن کامنہ توڑدے اوراِسی کے ساتھ ہی ہم اپنی

پاک فوج کو بھی 20 نومبر 1948ء کو مشرقی پاکستان میں فوجیوں سے کئے جانے والا قائدِ ملت لیاقت علی خان کا وہ خطاب بھی یاد کرانا چاہتے ہیں جس میں اُنھوں نے کہا تھا کہ "پاکستان کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کے لئے تیار رہو اور نظم و ضبط، بلند حوصلے اور یقین مُحکم پر عمل پیرا ہو، تاکہ ملک کے لوگ اِن سے سبق حاصل کریں۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ ملک کے دفاع میں سب صوبے برابر کا حصہ لیں ملک کے دفاع کی ذمہ داری ایک گروہ پر نہیں ہے حکومت اپنی آمدنی کا بڑا حصہ ملک کے دفاع پر صرف کر رہی ہے برصغیر ہند کے مسلمانوں نے دو سو سال کی غلامی کے بعد جو آزادی حاصل کی ہے اِسے برقرار رکھنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے" اَب ایسے میں کہ جب ہمارے ملک میں رونما ہونے والے واقعات کے بعد ہمارے حکمرانوں اور افواج پاکستان کے سربراہان پر امریکا جیسا ہمارا دوست نما دشمن اپنا دباؤ بڑھائے جارہاہے تو اِن حالات واقعات کے حوالے سے ہمارا خیال یہ ہے ملک کے کسی بھی شخص کو یہ زیب نہیں دیتاہے کہ وہ فوج کو تنقید کا نشانہ بنائے اور افواج پاک کو بدنام کرکے اِس کا مورال خراب کرے اور زبردستی اپنا سیاسی قد اُونچا کرکے اپنی سیاست چمکائے۔

فرق صاف ظاہر ہے....کیا ایسے بھی حکمران ہوتے ہیں

کیا صدر زرداری، لیاقت علی خان اور یوراگوئے کے صدر جوز موجیکا جیسے کبھی ہو سکتے ہیں...؟؟ کبھی نہیں

یقیناً زمانے میں وہی لوگ امر ہوتے ہیں جو اپنی ذات سے انسانیت کے لئے اتنا کچھ کرجاتے ہیں کہ اِن کی شخصیت رہتی دنیاتک نوع انسانی کے لئے مشعلِ راہ کا درجہ حاصل کرجاتی ہے اور اِسی طرح اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے شہید ملت لیاقت علی خان کی اپنے ملک اور قوم کے لئے جدو جہد اور قربانی کی اِس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ آپ خاندانی نواب اور مملکتِ پاکستان کے وزیراعظم ہوتے ہوئے بھی آپ کی شہادت کے بعد آپ کے بینک میں آپ کا کُل اثاثہ صرف 12 روپے 50 پچاس پیسے تھا۔اور جب آپ کو غسل دینے کا وقت تو دیکھنے والوں دیکھاکہ اسلامی دنیاکے سب سے بڑے ملک کے وزیراعظم پھٹے ہوئی اور پیوندزدہ بینان پہنے ہوئے ہیں اور آپ کی جیب میں صرف ڈھائی آنے (موجودہ زمانے کے پندرہ پیسے) نکلے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے جِسے کوئی جھٹلانہیں سکتاکہ آپ ایک خاندانی نواب تھے اور آپ نے اُس زمانے میں ہندوستان میں پاکستان کے لئے اپنی کروڑوں کی جائداد

چھوڑی تھی مگر جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو آپ نے پاکستان میں اِس کا کوئی کلیم تک داخل نہ کیا تھا یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آپ ایک ایسے حقیقی اور پکے پاکستانی تھے جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ہر سانس اپنے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے وقف تھا اور آپ جیسا آج تک کوئی بھی حکمران ہمیں نصیب نہیں ہوا ہے جس میں آپ لیاقت علی خان) جیسی صفات والی خوبیاں موجود ہوں اور اِسی کے ساتھ ہم یہاں یہ) بات بھی اپنے پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے 64 سالوں میں اگر کوئی ایک بھی حکمران آپ جیسی خوبیوں والا ہمیں مل جاتا تو یقیناً ہمارا ملک بھی ترقی اور خوشحالی کے اُس مقام پر ضرور پہنچ جاتا اور اِس ملک کی تقدیر بدل جاتی جہاں آج دنیا کے اور ممالک صرف اِس لئے کھڑے ہیں کہ اُن ممالک کے حکمران اپنے ملک اور قوم کے لئے ایسے ہی مخلص ہیں جیسے ہمارے شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خان اپنے ملک اور قوم کے ساتھ مخلص تھے۔

اور اِسی طرح گزشتہ دنوں ایک ایسی خبر ہماری نظر سے گزری جسے پڑھ کر ہمیں بڑی شدت سے یہ احساس ہوا اور ہم سوچنے پر مجبور ہوئے کہ کیا ایسی خوبیوں والا کوئی حکمران آج ہمیں نہیں مل سکتا ہے جیسے لاطینی امریکی ملک یوراگوئے کے موجودہ 76 سالہ صدر جوز موجیکا ہیں جن کا آج کے اِس پُر آسائش دور میں بھی کُل اثاثہ 1987ء کے ماڈل کی فوکس ویگن بیٹل کار ہے اور اِسی طرح اِن کی اہلیہ کی ملکیت میں دارالحکومت مونٹی ویڈو کے نواح میں صرف ایک فارم ہے جن

سے متعلق کہا جاتا ہے کہ جہاں یہ غیر متنازعہ جوڑا رہائش پزیر ہے اور اِسی طرح ہر قسم کی جانچ پڑتال کے بعد یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ صدر جوز موجیکا کو رڈانو کا کوئی بینک اکاؤنٹ ہے اور نہ وہ صدارتی محل میں قیام کرتے ہیں اور اِس کے ساتھ دوسری طرف اِن سے متعلق یہ بھی بہت مشہور ہے کہ یہ اپنی ماہانہ تنخواہ 8 ہزار پاؤنڈ اسٹرلنگ کا ایک بڑا حصہ بھی خیراتی مقاصد کے لئے عطیہ کر دیتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے ارب پتی موجودہ حکمرانوں صدر آصف علی زرداری اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی سمیت اپنے سیاستدانوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ سب کے سب نوابزادہ لیاقت علی خان اور یوراگوئے کے صدر جوز موجیکا جیسے کبھی ہو سکتے ہیں....؟ ابھی ہمارا یہ سوال ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ ہمارے ضمیر نے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کی آواز بن کر جواب دیا کہ نہیں کبھی .... نہیں اور ہم اپنے ضمیر کے اِس جواب کے بعد مایوسی کے ساتھ شرمندگی کے بحر میں غوطے لگانے لگے۔

جبکہ اِس موقع پر شائد آپ بھی ہماری اِس بات سے سو فیصد متفق ہوں کہ سوائے قائد اعظم محمد علی جناح اور شہید ملت لیاقت علی خان کے اپنی ملکی تاریخ میں ہمارے یہاں جو کوئی کسی بھی طرح سے اقتدار میں آیا تو اُس کے دل میں ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کا جذبہ خال خال رہا جبکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس سے زیادہ اِس کے دل و دماغ میں بس یہی خناس بھرا رہا کہ وہ اقتدار کی سیج

پر قدم رنجافرماتے ہی ملک اور قوم کو تو ایک طرف رکھ دے گا اور اپنے مفادات کا خیال ہر حال میں مقدم جان کر اقتدار کی کرسی سے ایسا چمٹا رہے گا کہ چاہئے اِس کے پیچھے اِس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے...اور قوم نے خود بھی یہ دیکھ لیا کہ کچھ تو ہمارے حکمران اپنے اِس عزم پر ایسے بھی ثابت قدم رہے کہ وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر دنیا سے فنا بھی ہو گئے مگر مرتے دم تک اُنہوں نے اپنا اقتدار اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا
۔

اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں گزشتہ 64 سالوں میں سوائے چند ایک کے) جتنے بھی حکمران (چاہئے وہ سول ہوں یا فوجی)اقتدار میں آئے) تو اُنہوں نے اپنا منصب اقتدار سنبھالتے ہی قومی خزانے میں ملک کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی جمع پونجی کو اپنی عیاشیوں اور شاہ خرچیوں پر پانی کی طرح بہا کر اپنے اُوپر یوں خرچ کیا کہ ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ لاغر اور کمزور جسموں والے غریب اور مفلوک الحال افراد نے اپنی خون پسینے کی کمائی کو جیسے اِن حکمرانوں کی عیاشیوں کے لئے ہی قومی خزانے میں جمع کر رکھی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ وہ قومی خزانے سے رقم نکلوا کر اپنے کھاتوں میں منتقل کرواتے رہے اور اِس طرح اپنی دولت دن دگنی اور رات چوگنی کرتے رہے۔
اور جب اِس سے بھی اِن کی دولت کی ہوس اور لالچ کی آگ کچھ کم نہ ہوئی تو

اُنہوں نے قومی دولت سے دیارِ غیر کے بینکوں میں اپنے اور اپنی بیگمات سمیت اپنے بچوں اور اپنے پالتو جانوروں کے نام سے بھی کئی کئی اکاؤنٹس کھلوالئے اور اپنی عیاشیوں یں مست رہے جبکہ افسوسناک امر یہ ہے کہ آج بھی ہمارے موجودہ حکمرانوں کے حالت اِس سے کچھ مختلف نہیں ہیں یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج تو ہمارے موجودہ حکمرانوں نے اپنے پیش روؤں سے بڑھ کر وہ کارنامے کردکھائے ہیں جس کی تاریخ میں مثال ملنی مشکل ہوجائے گی بس صرف اِنہوں نے اپنا طریقہ بدل لیا ہے۔

اِس کا اندازہ ملک کے ایک انتہائی موقر روزنامے میں اِسے موصول ہونے والی دستاویزات کی روشنی میں اِس کے 14 مئی 2011 کے شمارے میں شائع ہونے والی ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل پاکستان کی اِس رپورٹ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ موجودہ حکمران آصف علی زرداری) کس طرح اپنے مفادات کے لئے قومی خزانے کو استعمال کررہے) ہیں جس کے مطابق ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل پاکستان نے 11 جولائی 2009 کو وزارت نجکاری، وزارت پانی و بجلی اور سپریم کورٹ آف پاکستان کو کے ای ایس سی کی نجکاری سے متعلق بتادیا تھا کہ ملک کی اہم ترین شخصیت کے اشارے پر کے ای ایس سی کو دوبارہ قومی ملکیت میں لے کر قومی خزانے کو 130 ارب روپے کے نقصان کا ایک اور جھٹکا دینے کی سازش کو آخری عملی جامہ پہنایا جارہا ہے جس سے عوام اور قومی خزانے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اوراس کے ساتھ ہی

یہ بھی بتادیا تھاکہ اںراج کمپنی صدر آصف علی زرداری کی فرنٹ کمپنی ہے اور معاہدے
پھر معاہدے میں ترمیم میں اںراج کو ایسی مراعات دے کر معاہدے کو خفیہ رکھاگیا
۔یہاں ہم یہ سمجھتے کہ یہ ہمارے موجودہ حکمران کا ناقابل تردید ثبوت ہے جو پاکستانی
عوام اور ساری دنیاکے عیاں ہوچکاہے اورِاس کے علاوہ اور کیاکیاکچھ پوشیدہ ہے جو
!!!......خداجانے

اِس صورت حال میں آج ہر باشعور اور محب وطن پاکستانی اپنے صدر آصف علی
زرداری اور وزیرِاعظم سید یوسف رضاگیلانی سے بالخصوص اور آرمی چیف سمیت
سیاستدانوں سے کیا یہ اُمید رکھ سکتاہے کہ وہ شہید ملت لیاقت علی خان اور
جوزموجیکاکورڈانو کی طرزِ حکمرانی اور اندازِ زندگی پر چل کر امر ہو سکتے ہیں .....؟؟؟

آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے

آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔۔!!ہم کب تک دوسروں کے آلہ کار بنے رہیں گے۔۔۔؟
حکمرانوں، سیاستدانوں، آرمی چیف اور عوام کے لئے لمحہ فکریہ۔۔۔۔۔
ایک خبر آہ! عدم تحفظ کے شکار پاکستانی ایک کھرب 80ارب روپے سے زائد سرمایہ ملائیشیا منتقل کر چکے ہیں۔۔۔۔!!
ہمارے حکمران اگر ملک کی تعمیروترقی اور اِس کے استحکام سے متعلق کئے گئے اپنے منصوبوں اور اقدامات کا خود سے جائزہ لیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِنہیں ندامت ہی محسوس ہوگی اور اِن کے سر شرم سے جھک جائیں گے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر یہ خبر اِن کے سامنے سے گزری ہوگی تو ہمارے موجودہ حکمران، سیاستدان، آرمی چیف اور عوام اگر واقعی ملک اور قوم کے ساتھ صحیح معنوں میں مخلص ہیں تو ایک لمحے کے لئے یہ سب کے سب یقیناً ششدر ہو گئے ہوں کہ ہمارے ملک میں عدم تحفظ کا عنصر اِس قدر غالب آچکا ہے کہ اِسی عدم تحفظ کے باعث ملائیشیا سیکنڈ ہوم پروگرام کے تحت گزشتہ 8سالوں کے دوران پاکستانی ایک کھرب 80ارب روپے سے زیادہ کا سرمایہ ملائیشیا منتقل کر چکے ہیں۔

جبکہ ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ ایک عشرے سے بھی کم عرصے کے دوران اتنی بڑی رقم کا محض اپنے یہاں عدم تحفظ کے بڑھتے ہوئے رجحان کے باعث ملائیشیا منتقل ہو جانا ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، آرمی چیف اور عوام کے لئے بھی ایک ایسا لمحہ فکریہ ہے جس نے اِنہیں جھنجھوڑ دیا ہوگا اور اِس کے بعد اِن سب کو باہم متحد اور منظم ہو کر اپنی نوعیت کے اِس اہم مسئلے کا جلد از جلد تدارک کرنا ہوگا اور اگر اِنہوں نے ایسا نہ کیا تو ممکن ہے کہ آئندہ چند ایک سالوں میں پاکستان کی معیشت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ زمین بوس ہو جائے اور ہمارا یہ ملک جو لاکھوں قیمتی انسانی جانوں کی قربانیوں کے عوض ایک آزاد اور خود مختار ریاست کے طور پر معرض وجود میں آیا تھا اِس کا دیوالیہ نکل جائے اور یہ ایک ناکام ملک کی حیثیت سے اپنی پہنچان بنا کر دنیا کے لئے نشان عبرت بن جائے۔

22 جنوری 1949ء میں پنجاب یونیورسٹی میں منعقد ہونے والی تقریب تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے شہید ملت لیاقت علی خان نے کہا تھا کہ " سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے پاکستان کیوں حاصل کیا تھا؟ ہم نے پاکستان کے حُصول کی کیوں کوشش کی تھی؟ جس صورت میں کہ اِس قدر جانیں قربان کی جاچکی ہیں اور لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کو کرب واذیت کی پر ہول راہوں سے گزرنا پڑا ہے یہ سوال اور بھی

اہم بن جاتا ہے کہ کیا اِس کی وجہ یہ تھی کہ بعض افراد قوت و اختیار، دولت و اقتدار کے خواہاں تھے؟ اور کیا اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایک گروہ دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا اور فائدے اپنے لئے مخصوص کرلینا چاہتا تھا؟ یا یہ کہ بیچارے عوام کی زندگی اِسی پرانی مفلسی اور اختیار کا شکار رہے؟ اور اِن غریبوں کو حد سے حد تک مکمل ناکامیوں اور نامرادیوں ہی کا سامنا کرنا پڑے؟ اگر ایسا ہے تو کہنا بالکل بجا ہے کہ ہم نے تمام قربانیاں بے کار اور عبث کی ہیں لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایسا ہر گز نہیں ہے۔ آزادی کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق بود و باش اور غور و فکر کی آزادی حاصل ہو۔ مذہبی، ثقافتی اور اقتصادی آزادی کے بغیر سیاسی آزادی بے معنی اور بے مصرف ہے۔

پاکستان اِس لئے وجود میں آیا کہ ہم ایک ایسا نظام معیشت قائم کرنا چاہتے تھے جو انصاف، مساوات اور اُخوت انسانی پر مبنی ہو۔ دیگر الفاظ میں ایک ایسا نظام معیشت ہو جس میں کوئی اندورنی مناقشات موجود نہ ہوں جس میں مزدور کو اپنی محنت کا جائز صلہ مل سکے" مگر ہمیں اِس موقع پر یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج شہید ملت لیاقت علی خان کے اُس پاکیزہ پاکستان کی وہی حالت ہو گئی ہے جس سے متعلق اُنھوں نے اپنی اِس تقریر میں بعض افراد کے خدشات کو سوالات کی صورت میں تذکرہ کیا تھا اور ہمیں اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنے دیجئے کہ ہائے رے افسوس اُن ہی بعض افراد کے خاندانوں کا ٹولہ آج ملک کا مالک بن گیا ہے اور ملک کو

اپنی وراثت تصور کرتے ہوئے اپنی من مانی کر رہا ہے اور اِس پر قابض رہ کر اِسے اپنی مرضی سے چلانا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس ٹولے اور اِس میں شامل ہونے والے ہر ایک فرد نے اپنے اپنے مفادات کے حصول کے خاطر شہید ملت لیاقت علی خان کے اُس پاکیزہ پاکستان کا نقشہ ہی بدل ڈالا ہے جس کا تصور اُنھوں نے اپنی تقریر میں پیش کیا تھا اِس کا اندازہ اِس طرح بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج مملکت پاکستان کی آخری سرحد تک ایسا کسی بھی چیز کا غلبہ نظر نہیں آرہا ہے کہ جسے دیکھ کر یہ احساس شدت سے ہوسکے کہ شہید ملت لیاقت علی خان کی اِس تقریر کا ذرا بھی عنصر آج ہمارے پاکستان میں موجود ہے اور اِسی کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ آج ہر پاکستانی یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ اِس کا آج کا پاکستان شہید ملت لیاقت علی خان کی اِن سُنہرے الفاظ پر پورا نہیں اُتر رہا ہے۔ جس کا اظہار اُنھوں نے 22 جنوری 1949ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ایک تقریب سے اپنے خطاب کے دوران کیا تھا۔

جبکہ یہاں قرار واقعی امر یہ ہے کہ موجودہ پاکستان میں ماضی میں اِنصاف کا گلا کس قدر گھونٹا گیا یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے ہاں البتہ !اِنصاف کے حوالے سے گزشتہ چند ایک سالوں سے اَب قوم میں یہ ذرا سی اُمید ضرور پیدا ہو چلی ہے کہ آج ملک کی عدلیہ اپنے سول اور ملٹری حکمرانوں سمیت اغیار کے تسلط سے) آزاد ہو گئی ہے جس کی وجہ (سے ملک میں آج اِنصاف کا بول بالا ہو رہا ہے اور جہاں

تک بات ہے ملک میں مساوات کے عنصر کی تو ہمارے یہاں پچھلے 54 سالوں (نوابزادہ لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد) سے اَب تک مساوات اور ملی یکجہتی کا یہ عالم ہے کہ اَب تو مساوات حکمرانوں کی اپنی کلاس تک محدود ہو کر رہ گیا ہے یہ آج تک عوامی سطح تک پہنچ ہی نہیں پایا ہے ہاں البتہ ! ہمارے مشاہدے میں یہ بات ضرور آئی ہے کہ سوائے قومی اور مذہبی ایام کے مواقعوں پر کبھی کبھی ملی یکجہتی اور مساوات کا یہ انوکھا عنصر اور مرکب ملک کی امیر اور غریب عوام ییں ملی نغموں اور پبلک مقامات اور اِسی طرح کہیں کہیں سرکاری اور نجی تقریبات میں بھی نظر آجاتا ہے ورنہ عام حالات میں تو مساوات کے حوالے سے اپَر اور لوئر کلاس طبقے کا واضح فرق ہمارے یہاں پیدا ہونے والے بچے سے لے کر قبر کی آغوش میں چلے جانے تک موجود رہتا ہے آپ ہماری اِس بات کا واضح مشاہدہ قبرستانوں میں بنی پکی اور اُونچی اور کچی اور نیچی قبروں کی بناوٹ سے بھی کر سکتے ہیں کیوں کہ ہمارے یہاں اُخوت و مساوات کا یہ منظر یہاں بھی صاف اور شفاف طور پر نظر آرہا ہوتا ہے۔اور اَب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہمارے ملک میں بسنے والے امیر طبقے نے ہمارے یہاں آباد غریبوں سے اپنی علیحدہ پہچان بنانے کے غرض سے اپنی طرز زندگی میں ہر لحاظ سے تبدیلی لانے کے لئے اپنی سوسائٹی، اپنے بازار، اسکول، کالج، یونیورسٹی، دکان اور اَب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ اپنی مساجد اور قبرستان بھی علیحدہ بنالئے ہیں جہاں ملک کی آبادی سے اکثریت رکھنے والے غریبوں کا اِن کے اندر گھسنا تو در کنا وہ اِن

امیروں کے بنائے گئے اِن مقامات کے قریب سے بھی غریب نہیں گزر سکتے ہیں
اور بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے بلکہ اِسی طرح ہمارے یہاں اُخوت اور اتحاد کا یہ عالم
بھی جا بجا طور پر آج نظر آ رہا ہے کہ جس کی ایک زندہ مثال موجودہ جمہوری حکومت کے
ایک وفاقی وزیر کے اِس بیان میں واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے کہ جس کا اظہار اِس
وزیر نے گزشتہ دنوں اپنے ایک انتہائی جذباتی بیان میں کچھ یوں کیا جس کا مفہوم یہ
نکلتا ہے کہ اُخوت اور اتحاد کی کیا بات ہے ہماری ثقافت تو یہ ہے کہ ہم اپنے
یہاں پیدا ہونے والے بچے کے کان میں اذان دینے سے پہلے اپنی ثقافت کی پاسداری
کرتے ہوئے اُس کے کان ہیں پہلے گولی کی گھن گرج کی آواز سُناتے ہیں پھر کسی دین
اور مذہب اور ملی یکجہتی ، مساوات اور اتحاد کا اُسے درس دیتے ہیں۔یعنی اِسے سب سے
پہلے اپنی روایات کے مطابق اپنی قوم اور قبیلوں کا فرد بناتے ہیں پھر اس کی شخصیت پر
کسی اور کی چھاپ لگنے دیتے ہیں۔

اَب یہاں ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارے ہی ملک میں اپنے ہی اکابرین کے
پاکیزہ افکار اور اذکار کی دھجیاں بکھیری جائیں تو پھر ہم کسی سے اپنے لئے لحاظ اور
مروت کی بھلا کیسے اُمید رکھ سکتے ہیں...؟جب ہم خود نا سمجھ بن کر اپنے اکابرین کے
بتائے ہوئے رستے سے بھٹک کر خود سے اپنی راہیں متعین کرنے لگ گئے ہیں یعنی کہ
ایسے راستے جو سب کی سب ایک ایسی گہری کھائی میں

جاتے ہیں جہاں سے ہماری واپسی ممکن ہی نہیں ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے ہر گاؤں ہر شہر اور ہر گلی کوچے میں بسنے والے ہر فرد کا وجود اپنے انفرادی مفادات کے خول میں جکڑا جاچکا ہے اِس کے دل و دماغ سے ملک اور قوم کے اجتماعی فائدے کا دائی رجحان ختم ہو کر رہ گیا ہے اور اِس کی سوچ اپنی ذات تک محدود ہو کر لالچ اور خود غرضی کے دلدل میں غرق ہو چکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعصّبات اور فروعی اختلافات سے لبریز ایک ایسی ثقافت اَب جنم لے چکی ہے جس میں رنگ کر ہم ہر قدم پر اپنے ہی مسلمان اور پاکستانی بھائیوں کا اپنے ہی ہاتھوں بے دردی سے خون بہارہے ہیں۔اور خوش ہورہے ہیں۔کہ ہم نے جیسے کوئی انوکھا کارنامہ انجام دے ڈالا ہے۔

جبکہ اِس کے برعکس اصل حقیقت یہ ہے اِن پر آشوب دور میں آج بھی کچھ مٹھی بھر محب وطن پاکستانی ایسے بھی ضرور موجود ہیں جو آج وقت اور حالت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود سے یہ سوالات کرنے لگے ہیں کہ ہمارے ملک میں گزشتہ 64 سالوں کے دوران ہی اعلیٰ انسانی اقدار کا قتل عام کیوں کیا جارہا ہے....؟اور آخر ایسا کیوں ہورہاہے....؟اور ہم کب تک ایسا کرتے رہیں گے....؟دوسروں کی دہشت گردی کی جنگ کہتے کہتے اَب ہم نے اِسے اپنی جنگ کیوں بنالی ہے.....؟اور ہمارے حکمران دوسرے کے لئے آخر کب تک سوچتے رہیں گے...؟اور دوسری کے مفادات کو مقدم جان کر اپنے ملکی مفادات کا سودا کرتے ہوئے ملک کی

بقاو سالمیت اوراِس کی خود مختاری کو کیوں داؤپر لگاتے رہیں گے....؟ اوراِس کے ساتھ ہی اَب آخر میں ہم اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں، آرمی چیف اور اپنے ہم وطنوں سے ایک سوال یہ کرتے ہوئے اجازت چاہیں گے کہ کیا آپ میں سے کسی کے پاس مندرجہ بالا سوالات کے تسلی بخش جوابات موجود ہیں ......؟ اگر ہیں تو اِن سوالات کے جوابات فوراً دی جئےاِس سے قبل کہ محب وطن پاکستانیوں کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوجائے اور یہ ملک کو بچانے اور سنوارنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تو یہ اُن تمام دیواروں اور رکاوٹوں کو نیست ونابود کردیں جواِن کی راہ میں حائل ہو کراِن کے ملک بچانے کے عزم کے سامنے مشکلات پیدا کررہی ہوں۔

آج صرف 45 فیصد پاکستانی پیٹ بھر کر کھانا کھا سکتے ہیں

حکمرانوں کی بے حسی !آج صرف 45 فیصد پاکستانی پیٹ بھر کر کھانا کھا سکتے ہیں... کیوں؟

پاکستانی دنیا کی وہ قوم ہے جسے اپنے وجود کے قائم ہوتے ہی اول روز سے اِسے مسائل کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے جس سے یہ قوم 64 سالوں میں بھی اپنی جان نہیں چھڑا سکی ہے یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے !کہ ہمیں اپنی قوم کی کسمپرسی کو دیکھ کر اَب تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہماری قوم نے مسائل سے خود بھی سمجھوتہ کرلیا ہے یعنی اَب یہ نہ مسائل کو چھوڑنا چاہتی ہے اور نہ مسائل اِس سے نجات چاہتے ہیں اور ایک طرح سے اَب ہم اور مسائل ایک دوسرے کی ضرورت بن گئے ہیں جس کا فائدہ گزشتہ 64 سالوں میں ہم پر حکمرانی کرنے والے سول اور فوجی حکمرانوں اور سیاستدانوں نے خوب اُٹھایا ہے جنھوں نے پاکستانی قوم کو مسائل سے نجات دلانے کے سبز باغات دکھاد کھا کر اپنا اقتدار سنبھالا اور قومی خزانے سے ملک کے غریب عوام کے مسائل حل کرنے کے واسطے جو قومی دولت کو اپنے بینک کھاتوں میں منتقل کرتے رہے اِس طرح وہ عوام کے مسائل میں اضافہ در اضافہ کرکے خود تو اپنا دامن گناہوں سے بھر کر اور عیاشیاں کرکے کھسک گئے مگر پاکستانی قوم کے مسائل جوں کے توں ہی رہے ۔اِن ہی حالات کے تناظر میں اپنے

ماضی اور حال کی حکمرانوں کی ایسی ہولناک ستم ظریفی اور ملک کے موجودہ حالات اور عوام کی کسمپری کو دیکھتے ہوئے ہمیں اکثر وبیشتر شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے کہ

دانشوروں کو آج کوئی پوچھتا نہیں
میری سخنوری نے مجھے کیا صِلہ دیا
جو رہزن تھے آج ہیں رہبر بنے ہوئے
حیلہ گروں کو قوم نے ہیرو بنا دیا

آج ہماری زبان پہ یہ شعر ایک ایسی خبر کو پڑھنے کے بعد بے ساختہ آگیا جس نے ہماری حساس طبیعت اور دل کو جھنجھوڑ دیااور ہم سوچتے رہ گئے کہ شاعر نے اِس شعر کو خدا جانے کب اور کس کیفیت میں مبتلا ہو کر کہا ہوگا...؟ یہ تو بیچارہ وہ شاعر ہی جانتا ہے مگر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں اِس نے جس حال میں بھی یہ شعر کہا ہوگا وہ بھی اِسی درد اور اذیت سے ضرور گزرا ہوگا جس طرح آج ہم یہ افسوس ناک خبر پڑھ کر گزر رہے ہیں خبر کچھ یوں ہے کہ ایک تازہ ترین عالمی سروے کے مطابق ہمارے ملک کے موجودہ اور سابقہ حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی انتہائی غلط اور فرسودہ پالیسیوں اور منصوبہ بندیوں کی وجہ سے پاکستان کی 45 فیصد آبادی کو خوراک کی قیمتوں میں اضافے کے باعث مجبوراً اپنی غذا تبدیل کرنا پڑی ہے خبر میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں برطانیہ کے ایک غیر سرکاری

امدادی ادارے آکسفیم کی جانب سے کرائے گئے سروے کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے ایک سروے جو پاکستان اور بھارت سمیت دنیا کے سترہ ملکوں میں سولہ ہزار چار سو اکیس (16421) افراد سے اِن کی رائے معلوم کرنے کے لئے کیا گیا تھا یہ سروے مکمل ہوتے ہی جب سروے کے نتائج سامنے آئے تو پتہ چلا کہ پاکستان جیسے دنیا کے ایک ایٹمی قوت کے حامل ملک کے ستاون فیصد افراد بوجوہ وہ خوراک نہیں کھا سکتے جو دو سال پہلے سستی داموں خرید کر باآسانی کھالیا کرتے تھے تو اِس پر کئی کمزور دل رکھنے والے افراد کو اِس سے شدید صدمے اور افسوس سے دوچار ہونا پڑا۔ خبر کے مطابق سروے میں پاکستان میں 45 فیصد افراد نے بلا روک ٹوک اپنی رائے میں اِس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عوام کو اِس حال سے دوچار کرنے میں سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی پاکستان میں خوراک سے متعلق فرسودہ اور غیر مناسب پالیسیوں اور منصوبہ بندیوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے اُنہوں نے بلا جھجک کہا کہ صرف پینتالیس فیصد لوگ ایسے ہیں جو سیر ہو کر کھا پی لیتے ہیں جبکہ پینتالیس فیصد ایسے لوگ بھی شامل ہیں جنہیں اکثر کافی خوراک نہیں ملتی ہے اور اِسی طرح نوئے فیصد افراد نے کہا کہ اِنہیں بعض اوقات پیٹ بھر کر کھانا ملتا ہے اور یہ کبھی اِس سے بھی محروم رہ جاتے ہیں اور جبکہ اِسی طرح دو فیصد افراد نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا کہ اِنہیں شاذونادر ہی پیٹ بھر کر روٹی میسر آتی ہے۔

جبکہ اِسی سروے رپورٹ میں ایک خاص بات یہ بھی بتائی گئی ہے کہ جن ممالک میں یہ سروے کیا گیا ہے اُن ممالک کی سب سے مقبول کھانوں کی تفصیل بھی بتائی گئی ہے جس کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ سبزیاں شوق سے کھائی جاتی ہیں اور اِس کے بعد گوشت اور تیسرے نمبر پر چکن.بریانی سب سے زیادہ مقبول اور پسندید خوراک ہے ۔اس موقع پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ دنیا کے اُن سترہ ممالک میں لوگ کیا کیا کھاتے ہوں گے ...؟مگر یہاں حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں اِس سروے رپورٹ کے مطابق دنیا کے دیگر ممالک کے نسبت سبزیاں سب سے زیادہ کھائی جاتی ہیں جو کہ ایک سستی غذا جانی جاتی ہے مگر تعجب اور پریشانی کا مقام تو یہ ہے کہ بیچارے 45 فیصد ایسے غریب پاکستانی بھی ہیں جو ملک میں منہ توڑ اور سینہ زور اور سر پھوڑ مہنگائی میں ایسے بھی افراد ہیں جو ٹھیک طرح سے اِسی بھی نہیں کھا سکتے ہیں اور گوشت ، مچھلی اور چکن تو دور کی بات ہے جو ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور غربت کی وجہ سے پینتالیس فیصد افراد کی قوت خرید سے کوسوں دور ہیں۔

اَب منظر اور پس منظر میں ہمارے یہاں یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو جنہیں عوام کے لئے سوچنا چاہیے وہ ان کے بجائے اپنی پُرآشائس زندگی گزارنے سے متعلق سوچ رہے ہیں اور عوام کو اِن کی بنیادی ضرورتوں اور آشائسوں سے محروم رکھ کر قومی خزانے سے دولت کو اپنے لئے استعمال کرنے کو

اپنا حق اولین سمجھتے ہوئے وہ کچھ کر رہے ہیں جن کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی گو کہ حکمرانوں سے لے کر ایک عام شہری تک کرپشن ہماری روح میں ایسا سرایت کرچکا ہے کہ اِس سے جان چھڑانا اَب کسی کے بس میں نہیں رہا ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک کی حیثیت سے دنیا بھر میں اپنی ایک منفرد اور علیحدہ پہچان رکھتا ہے اِس ملک کے پینتالیس فیصد افراد جو ایک بڑی تعداد رکھتے ہیں وہ روٹی کو ترسیں حکمرانوں ، سیاستدانوں اور آرمی چیف کے لئے ایک ایسا سوالیہ نشان ہے اگر اِس مسلے کی جانب یہ سب سنجیدگی سے سوچیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس مسلے کا یہ حل نہ نکال سکیں 45 فیصد تو کیا اِن کے اقدامات کے بعد کوئی ایک شخص بھی بھوکا نہ رہے مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ امور مملکت کو چلانے والے اِس جانب سنجیدگی سے سوچیں تب کوئی حل نکل سکے گا اِنہیں تو امریکا کی دوستی نبھانے اور اِس کی چاپلوسی سے ہی فرصت نہیں ملتی ہے جو یہ ملک کے غریبوں کے مسائل حل کرنے کے لئے بھی کچھ ایسے اقدامات کریں جس سے ملک غربت ، بھوک وافلاس اور بیروزگاری کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

انتخابی جلسوں میں نواز شریف کی شعلہ بیانیاں

آزاد کشمیر کے انتخابات اور انتخابی جلسوں میں نواز شریف کی شعلہ بیانیاں....؟
آزاد کشمیر کے انتخابات حکمران اور اپوزیشن جماعتوں کے وعدے، دعوے اور مہربانیاں ہم اپنے کالم کی ابتداء شہید بینظیر بھٹو کے قول کے بعد سر ہیرلڈ ولسن اور کونیل کے کہے ہوئے اُن خوبصورت الفاظ سے کریں گے جو سیاست کے طالبعلموں کے لئے ایک مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو نے کبھی کہا تھا کہ" سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُوررس ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔سیاست قوم کے وجود میں اِس کے حیا کی بنیاد ہوتی ہے"اسی طرح کونیل نے کہاہے کہ"سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے"جیساکہ اِن دنوں ہماری ملکی سیاست ایک نئے موڑ پر نکل پڑی ہے اور کونیل کا سیاست سے متعلق کہناہے کہ"جو بات اخلاقی طور پر غلط ہواسے سیاسی طور پر درست قرار نہیں دیا جاسکتاہے۔"یقینی طورپر بات نواز شریف پر فٹ آتی ہے۔
اِس کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہنے کو تو موجودہ جمہوری

حکومت میں آزاد کشمیر میں اِن دنوں جس طرح سے انتخابی جلسے اور جلوسوں کا سلسلہ جاری ہے اور اِن میں اپنی اپنی جماعتوں کے حمایت یافتہ امیدواروں کی انتخابی مہم کے دوران پارٹیوں کے سربراہان اپنی تقاریر میں اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جس طرح کے بیانات جاری کررہے ہیں اِن سے تو ہمیں نہیں لگتا ہے کہ ہم اپنے یہاں جنرل الیکشن بھی کراپائیں گے یا نہیں یہ بات ہم نے کسی مفروضے یا قیاس پر نہیں کہہ دی بلکہ پورے وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں اِس کی زندہ مثال کے طور پر ہم یہ ثبوت پیش کررہے ہیں کہ آزاد کشمیر میں چونکہ اِن دنوں انتخابات ہورہے ہیں اور یہاں مختلف مقامات باغ، چناری اور دھری کوٹ میں ہونے والے انتخابی جلسوں سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور ملک کے سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف سے خائف رہنے والے میاں نواز شریف نے اپنے اِن جلسوں میں اپنی تقاریر کے دوران ملک کے حالات کا حوالہ دیتے ہوئے موجودہ حکومت اور ایجنسیوں پر جس قسم کے خدشات کا اظہاراِن پر الزامات لگاتے ہوئے کیا وہ اِنہیں زیب نہیں دیتا کہ ماضی میں خود ملک کے وزیراعظم رہنے والے میاں نواز شریف اپنے جلسوں میں بلاجھجک یہ کہیں کہ ملک کے حالات خراب کرنے میں حکومت اور ہماری ایجنسیاں ملوث ہیں ہم سمجھتے ہیں یہاں امر واقع یہ ہے کہ کوئی بھی حکومت اور کسی بھی ملک کی ایجنسی یہ کبھی نہیں چاہے گی کہ اِس کے یہاں حالات خراب رہیں اور ملک میں کرپشن اور لوٹ بازاری کا سلسلہ جارہے رہے اور وہ خود سے یہ گھناؤنا فعل اپنے ملک میں جاری

رکھے جس کی جانب نواز شریف نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے اُنہوں نے موجودہ حکومت اور صدر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ جس قدر کرپشن ملک میں آج ہورہی ہے ایسی کبھی دیکھی نہ سنی، عوام (اُنھوں نے صدر آصف علی زرداری کے نام سے پہلے لفظ صدر کہے بغیر کہا کہ) آصف زرداری سے جاننا چاہتے ہیں کہ بینظیر کے قاتل کون ہیں نواز شریف نے زور دے کر کہا کہ آج ہر ادارے میں کرپشن ہو رہی ہے، حاجیوں کے بھی پیسے کھائے جارہے ہیں، سوئس بینکوں میں موجود اربوں روپے زرداری کے نہیں بلکہ پاکستانی عوام کے ہیں روپے ہیں زرداری نے مشرف کو سلیوٹ (سلام) کرکے عزت سے اپنے ملک سے رخصت کیا اُنھوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ بھی کیا کہ مشرف کو پکڑ کر ایک دن ضرور واپس لایا جائے نواز شریف نے اپنے خطاب میں موجودہ حکومت کی ناقص کارکردگی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نے ملک کے ہر ادارے کو تباہ کردیا ہے ایسے موقع ملا تو یہ یہاں بھی ایسا ہی حشر کرے گی کشمیر کے عوام انتخابات کے دوران ووٹ دیتے وقت ایسے لوگوں کے بارے میں ضرور سوچیں کہ وہ اِن کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ حکمران جماعت سے متعلق میاں نواز شریف جس قسم کی زبان استعمال کررہے ہیں اِس سے تو یہ واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے کہ آئندہ سالوں میں شاید ہمارے یہاں ایسا کچھ ہوجائے جس کے بارے میں گزشتہ سالوں سے خدشات کا اظہار دبے دبے الفاظ میں کیا جارہا ہے یعنی یہ کہ ہمارے ملک کا اہل دانش پر

مشتمل وہ ایک خاموش طبقہ جو وقتاً فوقتاً کہیں کہیں یہ بات کہہ جاتا ہے کہ اپوزیشن جماعتوں نے اگر ملکی سیاست میں اجتماعیت سے زیادہ انفرادیت اور انا پرستی کی سیاست پر قائم رہ کر اپنی حاسدانہ روش نہ بدلی اور موجودہ لولی لنگڑی جمہوری حکومت اور ملک کے جیسے تیسے صدر آصف علی زرداری اور ملکی ایجنسیوں کو ہدف تنقید بناتے اور اِنہیں بدنام کرتے رہے اوران کے ساتھ اپنا تعاون اُس طرح سے جاری نہ رکھا جس طرح دنیا کے تہذیب اور ترقی یافتہ ممالک کی حزب اختلاف کی جماعتیں اپنے ملک میں اپنا ایک فعل رول ہر قسم کے ذاتی فوائد کے حصول کے بغیر ادا کرتی ہیں تو موجودہ حکومت کی مدت کے خاتمے سے قبل ہی ملک پر ایک بار پھر کوئی آمر آ دھمکے گا اور ہمارے سیاستدانوں اور جمہوریت کو اپنے بوٹوں تلے روندھ کر ملک پر اپنا تسلط قائم کرلے گا تب ہمارے اِن لڑاکو اور گز بھر کی زبان رکھنے والے سیاستدان اپنی پیشانیوں پر ہاتھ کر ندامت کے آنسو بہاتے پھریں گے (جس طرح یہ پرویز مشرف کے ڈسے جانے کے بعد سے آج تک اپنے زخموں کو دیکھ دیکھ کر بین کر رہے ہیں) پھران کے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہیں آئے گا... بہرحال !اِنہیں خود کو سنبھالنے اور سدھارنے کے لئے ابھی ایک مختصر سا عرصہ ضرور پڑا ہے کہ یہ اس دوران خود اپنا احتساب کرلیں اور اپنے آپ کو ٹھیک کرلیں اوراِس دوران کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرجائیں جس کے بعد اِن کا سیاسی اور جمہوری باب ایک بار پھر آ کر کوئی آمر بند کردے۔

جبکہ نواز شریف کی اِس ہی بدزبانی اور دیدہ دلیری کے جواب میں ہمارے انتہائی فہم فراست سے لبریز مگر عوامی خدمت سے غافل صدرِ مملکت عزت مآب جناب سید آصف علی زرداری نے بینظیر بھٹو کے یوم ولادت پر گڑھی خدابخش میں ہونے والی تقریب سے خطاب کے دوران پہلی مرتبہ اپنے عفوودر گزر کا پیمانہ لوز کرتے ہوئے نواز شریف کی اپنے متعلق مسلسل ہونے والی شرانگیزیوں پر نواز شریف کو سیاسی مولوی قرار دیتے ہوئے کہا کہ آج اِن کی سوچ لوہار کی سوچ ہے، میرے خلاف سارے مقدمات نواز شریف نے بنائے، میں نے اِنہیں جیل میں ہی معاف کردیا تھا، اداروں کو توڑنے کی باتیں صحیح نہیں ہیں وہ کس کے سیاسی وارث ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں، میں تاریخ لکھنا چاہتا ہوں، کل کی سُرخی لگوانا نہیں چاہتا، سیاسی اداکاروں کی ایک اداکاری ایک دن ختم ہوجائے گی، وہ وقت جلد آئے گا جب چینلز پر اداکار نہیں دانشور بیٹھیں گے ،اداروں کا بچنا بڑا ضروری ہے اِس طرح ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب صدر زرداری بھی کھل کر نواز شریف کے مدمقابل اِن سے مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ ذاتیات کی سیاست میں کودپڑے ہیں تو دیکھئے اَب آئندہ ملکی سیاست میں کیا صورت حال درپیش آتی ہے جس کے لئے وقت اور حالات کا انتظار ہماری طرح آپ کو بھی ضرور ہوگا۔

بہر حال !آزاد کشمیر میں ہونے والے انتخابات کے حوالے سے شاعر کا یہ شعر

حاضر خدمت ہے

الیکشن نام ہے جس کا وہ خدمت ہے عبارت ہے

ہمارا ووٹ کیا ہے ملک وملت کی امانت ہے

مگر جب جائزہ اِس کا لیا تو یہ ہوا ثابت

الیکشن قوم کی خدمت نہیں ہے اک تجارت ہے

اِس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا ہر فرد ہمیشہ الیکشن میں اپنا ووٹ ایک عبادت اور خدمت سمجھ کر اپنے پسند کے اُمیدوار کو دیتا ہے مگر افسوس کہ امیدواراِن کے ووٹ سے کامیاب ہو کر ایوانوں میں جانے کے بعد اپنے ووٹروں کو بھول جاتا ہے اور ایک ایسی سیاست اور تجارت یں معروف ہو جاتا ہے جو قومی خزانے کے گرد ہی گھوم رہی ہوتی ہے۔اور عوام مسائل کی چکی میں پس رہے ہوتے ہیں اور اِن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ملک کا ایک غریب آدمی تو غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں کے باعث امیر طبقہ امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے اِس کا اندازا آپ اِس سے بھی باآسانی لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کی وزاتِ سماجی بہبود کے اعداد وشمار کے مطابق کل آبادی 17 کروڑ 70 لاکھ ہے جن میں گیارہ کروڑ غریب ہیں اِن میں ایک اندازے کے مطابق ہر دس پاکستانیوں میں سے چھ پاکستانی یومیہ 170 روپے یا اِس سے بھی کم کماتے ہیں جو کہ اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ اِس میں ہمارے حکمرانوں اور پالیسی

سازوں کی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندی کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔اور شاید یہی وجہ ہے کہ ایک موقر امریکی جریدے "فارن پالیسی" نے دنیا کی ناکام ترین ریاستوں کی سالانہ درجہ بندی میں پاکستان کو 12واں نمبر قرار دیا ہے جس میں اِس نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہاہے کہ پاکستان میں ہر حکمران نے اپنی فکرزیادہ کی ہے وہ اتنی توجہ ملک کی استحکام پر دیتاتو پاکستان بھی ایک کامیاب ریاست بن سکتا تھامگر افسوس کہ پاکستان میں اقتدار سنبھالنے والے کسی بھی حکمران نے اپنے ملک کی استحکام کے خاطر کوئی کام نہیں کیاجس کا نتیجہ یہ سامنے آیاہے کہ پاکستان آج اپنے یہاں ہر قسم کے وسائل رکھنے کے باوجود بھی ایک ناکام ریاست کادرجہ حاصل کرگیاہے۔ جو کہ ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں،آرمی چیف اور عوام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہوناچاہیئے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ آزاد کشمیر میں ہونے والے الیکشن ہمارے ملک میں آئندہ ہونے والے جنرل انتخابات میں کسی پارٹی کی کامیابی کاتعین کرنے میں بھی معاون اور مددگار ثابت ہوں گے اور یہیں سے یہ اندازہ ہوپائے گا کہ جب کبھی ہمارے یہاں جنرل انتخابات ہوئے توآئندہ کونسی حکمران جماعت کوملک کا اقتدار ملے گااِس کا بھی فیصلہ آزاد کشمیر میں ہونے والے انتخابات سے ممکن ہوسکے گااور شایداِسی وجہ سے موجودہ حکمران جماعت یہ چاہتی ہے کہ (عوام کے لئے کسی قسم کا ریلیف نہ دینے اور اُلٹاملک میں توانائی کے

بحرانوں ، بے لگام مہنگائی ، بھوک اور افلاس ، بیروزگاری اور بہت سے مسائل کے باجود بھی) اِسے ملک میں ایک بار پھر حکمرانی کا موقع ملے اِسی لئے اِس حکومت کے وفاقی وزیر پانی وبجلی سید نوید قمر نے آزاد کشمیر کے انتخابات میں اپنی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے حمایت یافتہ اُمیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے اِس کے حلقے میں اِس کے ووٹروں کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کے صدر چوہدری عبدالمجید کی خصوصی درخواست پر واضح اور دوٹوک الفاظ میں آزاد کشمیر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کرنے کا اعلان کردیا جس کے بعد سے اِن سطور کے رقم کرنے تک حقیقی معنوں میں آزاد کشمیر سے بجلی کی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ختم کردی گئی ہے یہ وہ حکومتی نوازش ہے جو حکومت نے آزاد کشمیر میں الیکشن کے دوران عوام سے اپنی غمخواری کا ثبوت دیتے ہوئے نچھاور کی ہے بقول شاعر

ملتِ بیضا کی غمخواری کا موسم آگیا
قوم سے عہد وفاداری کا موسم آگیا
لیڈروں کی گرم گفتاری کا موسم آگیا
ووٹروں کی نازبرداری کا موسم آگیا
ووٹ دینے کا دلانے کا زمانہ آگیا
دعوتیں کھانے، کھلانے کا زمانہ آگیا
ہر طرف پیسہ چلانے کا زمانہ آگیا

کالے دھن کو اَب لٹانے کا زمانہ آگیا

جبکہ ملک کے دیگر صوبوں اور شہر اور گاؤں کے بجلی کی طویل ترین اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ اور حکومتی مرضی اور منشا کے مطابق مصنوعی فالٹس کی صورت میں بجلی کے تعطل کے ستائے ہوئے بدحال عوام کے مسائل کو حل کرنے کے بجائے اِنہی وفاقی وزیر پانی و بجلی سید نوید قمر نے ٹکا سا جواب دیتے ہوئے کہا ہے اِن کے پاس کوئی جادو کی چھڑی نہیں کہ ملک بھر سے بجلی کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کردیں تاہم لوڈشیڈنگ کے دورانیے میں بتدریج کمی ہوئی ہے (جبکہ ہماری اطلاعات اور مشاہدات کے مطابق حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے جیسے جیسے حکومتی مدت کم ہوتے جارہی ہے اور جنرل الیکشن کے دن قریب آتے جارہے ہیں ویسے ویسے ملک بھر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا اعلانیہ اور غیر اعلانیہ دورانیہ بتدریج بڑھتا ہی جارہا ہے) یہاں میرا خیال یہ ہے کہ حکومت ایسا اِس لئے کررہی ہے کہ جب ملک میں عام انتخابات کا بازار سجے گا تو عوام کو بجلی کی لوڈشیڈنگ کی صورت میں پیدا ہونے والے توانائی کے بحران کو آزاد کشمیر کی طرح بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کا اعلان کرکے ووٹروں کو بجلی کی سپلائی کی بلا تعطل سہولت فراہم کردی جائے گی اور ملک بھر سے اپنے ووٹروں کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلا کر اپنے ناراض ووٹروں کو خوش کرکے اِن سے ووٹروں سے دوبارہ اقتدار حاصل کرلیا جائے گا۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ آزاد کشمیر میں ہونے والے انتخابات میں اپوزیشن جماعتیں مل کر مرکز اور صوبوں سے متعلق جس طرح زہر اگل رہی ہیں وہ کسی بھی حال میں اپنی تاریخ سے انتہائی نازک ادوار سے گزرتے ہمارے ملک کی بقاء و سالمیت کے اعتبار سے سومند اور حوصلہ افزا قرار نہیں دی جاسکتی ہے اِس موقع پر ہمیں شاعر کے یہ اشعار یاد آ گئے

مرکز و صوبہ کی آویزش ہے ملت کے خلاف
یہ محاذ آرائیاں ہیں مرکزیت کے خلاف
یہ جنوں انگیزیاں، یہ سازشیں یہ توڑ پھوڑ
سالمیت کے، اُخوت کے، حکومت کے خلاف
نفرت کا بول بالا کہیں انتشار ہے
اِس غم میں آج قلب و نظر سوگوار ہے
میرے بہشتِ ارض میں فتنوں کا ہے نزول
میرے وطن میں کشمکشِ اقتدار ہے
تعصب نے مُسلمانوں کو آپس میں لڑایا ہے
ہماری نفرتوں نے جذبہ اُلفت مٹایا ہے
یہی صُوبہ پرستی باعثِ تذلیلِ ملت ہے

اِسی لعنت سے آدھے ملک کو ہم نے گنوایا ہے

سب دینِ محمد ﷺ کی ہیں تسبیح کے دانے

وہ مصر ہو سوڈان ہو ترکی ہو کہ ایران

اک جسم ہیں اک جان ہیں ایک قوم ہیں فاروق

پنجاب ہو بولان ہو سرحد ہو کہ مہران

جبکہ ملک کے ہر فرد کو خواہ وہ حکومت میں ہو یا اپوزیشن میں یا کوئی ایک عام پاکستان شہری ہو اسے اِن حالات میں جبکہ ملک پر ہر جانب سے دشمنوں کی نظریں گڑی ہوئی ہیں اِسے چاہئے کہ وہ اپنے قول و فعل اور کردار سے ملک کی بقا و سالمیت کے خاطر آپسمیں اخوت، محبت، اتحاد، ملی یکجہتی اور مساوات کا ولولہ پیدا کرے جس کے لئے

شاعر نے کہا ہے

ہمیشہ ولولہ رکھیئے وفاق و مرکزیت کا

تقاضا ہے اُخوت کا، سیاست کا، فراست کا

یقیناً اور بھی ہیں مسئلے درپیش ملت کو

بڑا ہے مسئلہ سب سے وطن کی سالمیت کا

سچے مُسلمان کی دوستی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں

آج دنیا کے سامنے ثابت ہوگیا سچے مُسلمان کی دوستی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں....
قوم کی معصوم بیٹی لیلیٰ کو ابو اور ابو کو نئی زندگی مبارک ہو

پناما میں رجسٹرڈ تجارتی بحری جہاز ایم وی سوئز جو دس ماہ سے زائد عرصے تک صومالی قزاقوں کی قید میں رہا اِس پر تعینات 22 افراد پر مشتمل عملہ جس میں چار پاکستانی اِن میں کپتان سید وصی حسن، رحمٰن علی، مزمل محمد اور سید عالم کے علاوہ اِس جہاز پر چھ بھارتی شہری چوہان، پرشانت، جے ایچ لال، این کے شرما، سچن، رویندر سنگھ اور ستنام سنگھ، گیارہ مصری شہری عبدالرحیم، عدیل احمد فواد، السید امین، ہینی عبدالعال، ابراہم، کمال احمد، محمد غریب، سادان رشدی، سید احمد گبر، شیخ ابراہیم اور محمد صالح اور ایک سری لنکن شہری جے روز وجو بھی شامل تھے اِن تمام غیر ملکی باشندوں کو لے کر الحمداللہ جب پاک بحریہ کا جنگی جہاز پی این ایس ذوالفقار بخیروعافیت جمعرات کی شام کراچی پہنچا تو یہاں رقت آمیز اور جذباتی مناظر سے ہر خاص و عام کی آنکھ پر نم نظر آئی اِس میں کوئی شک نہیں کہ مغویوں کا کراچی پورٹ پہنچنے پر جو والہانہ استقبال کیا گیا اِن کے پرتپاک استقبال اور اِن کی رہائی نے دنیا کو یہ بتادیا کہ

پاکستانی بلا تفریق انسانیت کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔

اگرچہ اِس جہاز پر پاکستان کے صرف چار افراد ہی سوار تھے مگر اِن سے زیادہ تعداد بھارتیوں کی تھی اِس کے باجود بھی بھارتی حکمرانوں نے اپنے باشندوں کی رہائی کے لئے کوئی سنجیدہ قدم نہیں اٹھایاہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ جس انسانیت کے جذبے کے تحت حکومت پاکستان نے اپنے چار مغویوں کو آزاد کروایاہے وہیں اِس نے اُن تمام دوسرے مغویوں کو بھی جو صومالی قزاقوں کی قید میں تھے اِنہیں بھی اغواکاروں سے آزادی دلوانے میں اپنا فعل کردارادا کیا ہے۔

اگر یہی کام بھارتی حکمران کرتے تو یہ بھارتی مغویوں سمیت اور دوسرے ممالک کے مغویوں کو تو آزاد کروالیتے مگر دیدہ اور دانستہ طور پر جہاز کے مغوی پاکستانی کپتان سمیت دیگر تین پاکستانی شہریوں کی رہائی کے لئے ہیل حجت اور ہیچر میچر سے کام لیتے اور چار پاکستانیوں کو صومالی قزاقوں کے رحم وکرم پر چھوڑ آتے اور آج دنیا بھر کے میڈیا کے سامنے اپنی کامیابی اور فتح کے جھنڈے گاڑتے نظر آتے مگر یہ پاکستانی حکمرانوں اور ایک محب وطن سچے اور پکے پاکستانی سپوت سماجی رہنمااور انصار برنی ٹرسٹ کے سربراہ اور سابق وفاقی وزیر انصار برنی کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے 21 لاکھ ڈالر کے عوض 22افراد کو آدم خور صومالی قزاقوں سے رہائی نصیب ہوئی ہے۔

جبکہ یہ حقیقت بھی دنیا کے سامنے آج عیاں ہوچکی ہے کہ پاکستان سمیت بھارت، مصر اور سری لنکن افراد پر مشتمل 22 مغویوں کی رہائی دلوانے میں انصار برنی، گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان، وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، صدر پاکستان سید آصف علی زرداری، وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی، متحدہ قومی موومنٹ کے قائد محترم المقام الطاف حسین اور جہاز کے مغوی کیپٹین وصی کی وہ بیٹی لیلیٰ جس نے قزاقی کے واقعے کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے اُس سمیت ساری پاکستانی قوم بھی مبارکباد کی مستحق ہے جس نے ہر لمحہ اپنے پاکستانی بھائیوں سمیت مغوی معصوم انسانوں کی رہائی کے لئے اللہ رب العزت سے اِس کے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے دعائیں کیں،

جبکہ دوسری جانب ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جب حکومت پاکستان نے بھارت سے رابطہ کرکے صومالی قزاقوں سے جہاز کے تمام مغویوں کی رہائی کے لئے تعاون کی درخواست کی تو بھارتی حکومت نے اپنی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس معاملے میں ہر قسم کے اپنے تعاون سے قطعاً انکار کردیا اور وقت پر اپنے وعدے کے مطابق مطلوبہ رقم فراہم کرنے سے انکار کرکے حکومت پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں جہاز کے مغویوں کی رہائی کے حوالے سے بھارتی حکومت کے جانب سے دیئے جانے والے دھوکے پر بھارتی حکومت نے یہ

سوچا ہوگا کہ ہمارے یہاں پہلے ہی اتنی آبادی بڑھ چکی ہے ہم سوچ رہے ہیں کہ یہ کسی طرح کم ہو چلو اچھا ہی ہوگا کہ اِس بہانے چھ بھارتی تو کم ہوں گے اور ہمیں کیا ضرورت پڑی کے ہم اِن کی رہائی دلوائیں اور فضول میں بھارتی خزانے سے رقم خرچ کریں اچھا ہے کہ یہ چھ کے چھ بھارتی باشندے صومالی قزاقوں کے ہاتھوں قید میں رہیں اور وہیں مرکھپ جائیں اور اِس کے ساتھ ہی بھارتی حکمرانوں نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ اگر اِنھوں نے اپنے چھ بھارتی باشندوں کو رہائی دلوائی تو اِنہیں چار پاکستانیوں کو بھی رہائی دلوانی ہوگی۔

اِس خیال کے آتے ہی بھارتی حکمرانوں نے حکومت پاکستان کو جہاز کے مغویوں کی رہائی کے لئے رقم مہیانہ کرکے جو دھوکہ دیا ہے اِن کے اِس روئے سے پاکستانی حکمران پہلے ہی سے یقیناً واقف ہوں گے کہ بھارت کا رویہ اِس بابت کچھ دال میں کالا ہے اور بھارت ہمیں عین وقت پر دھوکہ دے دیگا مگر ہم مایوس نہیں ہوں گے اور اپنی جدوجہد خالصتاً انسانی جذبوں کے تحت جاری رکھیں گے جس میں اللہ ہماری ہر قدم پر مدد کرے گا اور آج عالم انسانیت نے خود دیکھ لیا کہ حکومت پاکستان نے ثابت قدم رہ کر رہتی دنیا تک وہ کارنامہ انجام دے دیا ہے جس کی مثال تاریخ کا حصہ بن گئی ہے اور دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ امریکا کے ساتھ چمٹے رہنے والے بھارت کا رویہ اپنے ہی مغویوں بھارتی شہریوں کے ساتھ کیسا بے حس رہا کہ اِس نے اپنے بھارتیوں کی رہائی کے لئے بھی حکومت پاکستان

کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیااور دوٹوک الفاظ میں رقم مہیانہ کرنے کا کہہ کر سارا معاملہ حکومت پاکستان پر چھوڑ دیا۔

بھارتی حکمرانوں کی اِس بے حسی پر آج دنیا بھر میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں جن کا تسلی بخش جواب بھارتی حکمرانوں کے لئے بھاری پڑ رہا ہے اور جس کی وجہ سے اِنہیں کئی طرح کی مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار بھی ہوناپڑ رہا ہے کیوں کہ جب دنیا اِن سے یہ سوال کرتی ہے کہ تم اپنے چھ بھارتیوں کو بھی نہ چھڑاسکے جبکہ پاکستانیوں نے اپنی کوششوں سے نہ صرف اپنے چار پاکستانی شہریوں کو صومالی خونخوار قزاقوں سے رہائی دلوائی بلکہ اُنہوں نے خالصتاانسانیت کے جذبوں سے لبریز ہو کر جہاز پر سوار بھارت، مصری اور سری لنکن اٹھارہ شہریوں کو بھی رہاکروایاہے یہ بیشک پاکستانیوں کا ایک عظیم کارنامہ ہے جسے دنیاہمیشہ اچھے الفاظ میں یادرکھے گی تو بھارتی حکمران بغلیں جھانکنے اور اُوٹ پٹانگ بکنے لگتے ہیں یا پھر اُس سوال کاجواب گول کرجاتے ہیں جس میں کوئی پاکستان کے لئے تعریفی کلمات کہتاہے یہ وہ کینہ پروی ہے جو بھارتی حکمران کبھی بھی اپنے اندر سے دوور کرنے کو تیار نہیں ہیں ہم یہاں یہ ضرور کہیں گے کہ بھارتی حکمران اپنی بغض اور کینہ پروی کی بناپر پاکستان کی کبھی بھی تعریف نہیں کریں گے مگر یہ حقیقت ہے کہ جہاز کے اُن چھ بھارتی مغویوں کی رہائی کے بعد بھارتی عوام سمیت آج دنیا بھر میں جس طرح

پاکستان کا وقار بلند ہو رہا ہے اِس کو تو شاید خود بھارتی حکمران بھی نہ جھٹلا سکیں کہ پاکستانی قوم نے انسانیت کو زندہ رکھنے کا عملی ثبوت دے دیا ہے۔اور مزید کہ کہ جس طرح جہاز ایم وی سوئز کے عملے میں شامل بھارت شہری این کے شرمانے کہا کہ وہ بیشک بھارت میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے لیکن آج اِنہیں ایسا لگ رہا ہے کہ پاکستان میں اِن کا دوسرا جنم ہوا ہے ، رہائی پانے والے ایک اور بھارتی شہری رویندر سنگھ کی اہلیہ آرپا سمپا نے کہا کہ من موہن جی بتائیں اِن کی بیٹی کے ساتھ ایسا ہوتا تو وہ
کیا کرتے ... ؟آرپا سمپا نے اپنے دادا کے حوالے سے کہا کہ اِن کے دادا کا یہ قول آج سچ ثابت ہو گیا ہے کہ سچے مسلمان کی دوستی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں اور آج ہمارے پڑوسی ملک پاکستان کے مسلمان دوستوں نے بلا تفریق اپنے بھائیوں کی رہائی کے ساتھ ساتھ ہم بھارتیوں، مصریوں اور سری لنکن کی رہائی دلوا کر دنیا کو یہ بتا دیا ہے کہ پاکستانی مسلمان ایک سچے اور انسانیت کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے والے لوگ ہیں اور اِسی طرح ایک اور بھارتی شہری سجن نے اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کہ وہ پوری پاکستانی قوم کے شکر گزار ہیں ہم پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں پاکستان کی جانب سے بھارتی شہریوں کی رہائی کے لئے کی جانے والی بلاامتیاز کوششوں اور حسن سلوک کی وجہ سے آج پورے بھارت میں پاکستان کے بارے میں یقیناً ایک مثبت پیغام گیا ہے قبل ازیں سمپا آریا نے کہا کہ بڑے بنگلوں میں رہنے والے کبھی رہنما نہیں ہوتے اُنھوں نے بھارتی حکمرانوں کو متنبہ

کرتے ہوئے یہ بھی کہاکہ اَب بھارتی سرکاراِس واقعے پر سیاست نہ کرے جس کا نقصان بھارتی شہریوں کا ہوتاہے۔ہم یہاں اپنی اِن سطور کے ذریعے دس ماہ سے زائد عرصے تک خونخوار صومالی قزاقوں کے قید میں رہنے کے بعد رہائی پانے والے اُن بائیس افراد کے بلند حوصلوں پر داد دیں گے جنھوں نے ہر مشکل گھڑی میں اپنے صبر اور استقلال کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑااور اِس اُمید پر قائم رہے کہ اللہ رب العزت اِنہیں اِس قید سے ضرور رہائی دلوائے گااور ساتھ ہی ہم جہاز کے پاکستانی کپتان سید وصی حیدر کی اُس معصوم اور پیاری سی بیٹی لیلیٰ کو بھی مبارک باد پیش کرتے ہیں جس نے جہاز کے واقعے کو اجاگر کے نہ صرف اپنے ابّو کی رہائی دلوائی بلکہ اِس معصوم لیلیٰ کی بھی جدوجہداور محنت اتنی ہی اہم ہے جتنی حکومت پاکستان اور دوسروں کی ہے اِس موقع پر ہم ایک بار پھر یہ کہیں گے کہقوم کی معصوم بیٹی لیلیٰ کو ابّواور ابّو کو نئی زندگی مبارک ہو۔

حضرت شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ "اگر تجھے دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہے تو،تُواِس قابل نہیں کہ تجھے انسان کہاجائے" ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت شیخ سعدیؒ کے اِس قول میں اتناکچھ پوشیدہ ہے کہ اگر آج دنیا کا ایک ایک فرد اِس پر غور وخوص کرکے اِسے اپنی زندگی کا حصہ بنالے تو یقیناً یہ دنیا امن و آشتی کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر گل وگلزار بن سکتی ہے جس کا تصور آج اِس

پرآشوب دور میں ہر ایک شخص اپنے دل ودماغ میں لئے پھر رہا ہے جبکہ اِسی کے ساتھ ہی اِس سے کسی کو انکار نہیں کہ انسان ایک ہی باوا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں یہ اور بات ہے کہ خالق کائنات نے نسلِ انسانی کو پھیلانے کے خاطر اِنہیں قبیلوں اور برادریوں میں بانٹ دیا ہے مگر اِسی بناپر بٹے ہوئے لوگوں کو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ جب سب ہیں تو ایک ہی نسلِ انسانی سے ہیں تو پھر ہم میں آپسمیں یہ تفرقہ بازی اور ایک دوسرے میں تعصب اور لسانیت کا عنصر کیوں غالب آچکا ہے جبکہ یہ بات ہمیں اچھی طرح سمجھادی گئی ہے کہ نہ تو تم اپنے حقوق کے حصول سے تجاوز کرنے کی ہوس میں مبتلا ہو کر وحشی بنو نہ دیوتا بلکہ انسان بنو...اور صرف اور صرف ایک ایسا انسان جو ہر معاملے پر توکل کرتا ہے تو پھر.. کیوں ہم....؟؟ دنیاوی حرص وہوس میں پڑ کر اُس راہ پر چل پڑے ہیں جہاں ہمارے ہاتھ صرف اور صرف اپنی تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں آئے گا۔

جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کسی بھی معاشرے اور تہذیب میں انسانیت کو نظرانداز کردیا جاتا ہے تو پھر اُس معاشرے اور تہذیب میں دکھ، بھوک وافلاس، کرپشن، اقرباءپروری، لوٹ مار، قتل وغارت گری اور ظلم وستم اور جبر کا ایک ایسادور شروع ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ اور تہذیب ختم ہوکر رہ جاتی ہے یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج دنیامیں یہی کچھ ہورہا ہے جس کا ہم ابھی ابھی تذکرہ کرچکے ہیں یعنی دنیا کو سُدھارنے کے دعویداروں (امریکا اور اِس کے

حواریوں) نے اپنے سے کم طاقت کے حامل ممالک میں تاریخ انسانی کی ایک ایسی ظلم کی داستان رقم کر رکھی ہے جس کی مثال گزشتہ اور مستقبل کی صدیوں میں بھی ملنی مشکل ہے۔الغرض یہ کہ بالخصوص سُپر طاقت امریکا اور اس کے ساتھیوں نے اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں مبتلا رہ کر آج انسانیت کے اُس سارے احترام کو بالائے طاق رکھ دیا ہے جس پر ازل سے انسانیت کی بنیاد قائم تھی ۔ جبکہ دنیا بھر میں انسانیت کے احترام کا علمبردار بننے والی قوتیں آج انسانیت کی خدمت سے بے نیاز رہنا اور ہر قسم کے بندھنوں سے آزادہ ہونا اپنی بقاء اور استحکام کا کلیہ بنا چکی ہیں۔

آخر میں ہم سمپا آریا کے کہے ہوئے اُن الفاظ پر اپنا کالم ایک سوال کے ساتھ ختم کرنا چاہیں گے کہ "کیا اَب بھارتی سرکار اس واقعے یا اور کسی واقع کو جواز بنا کر پاکستان سے متعلق اپنا منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈہ جاری رکھ کر اپنے یہاں سیاست کے متحمل ہو سکتے ہیں اور اپنی کسی ایسی غلیظ سیاست سے اپنے عوام میں پاکستان سے متعلق نفرت کا زہر گھول کر کوئی جنگی محاذ کھول سکتے ہیں جبکہ بھارتی عوام کے پاکستان سے متعلق نیک جذبات ہیں وہ پاکستان سے اِس واقع سے پہلے بھی محبت کرتے تھے اور آج ہم اپنے پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ واقع کے بعد بھارتی عوام کے دلوں میں پاکستان سے متعلق مزید اچھے اور نیک جذبات پیدا ہو گئے ہوں گے ہاں ماسوائے بھارتی انتہاپسند ہندوؤں اور بھارتی

انتہا پسند اور جنونی حکمرانوں کے .... باقی سارے بھارتی یہ کبھی نہیں چاہتے کہ بھارت اور پاکستان کے بیچ کبھی جنگ ہو بھارتی عوام ہمیشہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان امن اور شانتی کے خواہشمند رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ جبکہ بھارتی حکمرانوں کی سوچیں ہمیشہ سے اپنی عوام کے یکدم برعکس رہی ہیں جو اِس واقع کے بعد بھی اپنی اُس ہی ضد پر قائم رہیں گے۔

مسئلہ کشمیر کا حل اور ایڈوانی کی دھمکی

مسئلہ کشمیر کا حل اور ایڈوانی کی دھمکی.....پر بھارتی حکمران بے بس کیوں ہیں؟؟
کیامسئلہ کشمیر کے حل میں بڑی رکاوٹ انتہاپسنداور جنونی ہندو ہیں....؟تو بھارت اِنہیں ختم کرے
آخر بھارت کی جانب سے مذاکرات کب تک بے نتیجہ ثابت ہوتے رہیں گے.....؟؟
دنیانے ہمیشہ کی طرح اِس مرتبہ بھی دیکھ لیاکہ گزشتہ دنوں پاکستان کے کیپیٹل اسلام آباد میں دوروزہ ہونے والے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان سیکرٹری خارجہ کی سطح کے مذاکرات میں کوئی مثبت پیش رفت سامنے نہ آسکی اور یہ مذاکراتی عمل 21 جولائی کو دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ کے مذاکرات سے قبل خارجہ سیکرٹریوں کے درمیان نئی دہلی میں ہونے والے مذاکرات تک بے مقصداور لاحاصل مذاکرات کی صورت میں چائے پانی اور دیگر لوازمات کے کھانے پینے کے بعد ایک بار پھر دونوں جانب سے مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل کاپُرامن حل تلاش کرنے اور اِدھراُدھر بات جیت کے عمل کو جاری رکھنے پر اتفاق کرنے اور ایک بارہ نکاتی مشترکہ اعلامیہ جاری کرنے کے بعد اپنے اختتام کو پہنچے۔

جبکہ ہماری اطلاعات کے مطابق اِن مذاکرات میں کوئی مثبت اور تعمیری پیش رفت یوں بھی نہ ہو سکی کہ جہاں بھارت نے دیدہ ودانستہ طور اِس مذاکراتی عمل میں دیگر معاملات کے حوالوں سے بات چیت کی تو وہیں حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ بھارت نے اِس بار بھی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اقوام متحدہ کی قرار داد وں کے مطابق کشمیر یوں کو استصواب رائے کے حق کے استعمال جیسے اہم نکتے کو اِس سارے مذاکراتی عمل سے خارج کئے رکھا نیز سیاچن کے غاصبانہ قبضے پر بھی بے اعتنائی کا اظہار کیا۔

ہاں البتہ ! یہاں سب سے زیادہ تعجب خیز امر یہ رہا کہ جس مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاک بھارت مذاکرات کا عمل پچھلے کئی سالوں سے جاری ہے اِس سے بھارت کی جانب سے کشمیریوں کے استصواب رائے کے استعمال کا اہم نکتہ نکال دینا یہ عمل نہ صرف بھارتی حکمرانوں کا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے بلکہ دنیاکے سامنے بھی ایسا ہی جیسے بھارتی حکمران مسئلہ کشمیر پر کئے جانے والے پاک بھارت مذاکرات کا ڈرامہ رچا کر دنیا کی آنکھ میں دھول جھونک رہے ہیں۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گزشتہ کئی دیہایوں سے بھارت مقبوضہ جموں وکشمیر میں اپنی آدم خور اور خونخوار فوجیوں کے ہاتھوں معصوم کشمیریوں پر محض اِس

بناپر ظلم و ستم ڈھارہاہے کہ یہ کشمیری پاکستان سے اپناالحاق چاہتے ہیں اور اپنی اِس روش پر قائم رہ کر بھارت اب تک لاکھوں کشمیریوں کو موت کی نیند سُلاچکاہے جبکہ بھارتی افواج کے دیگر انسانیت سوز مظالم اِس کے علاوہ ہیں آج جن کا تذکرہ سُن کر، پڑھ کر اور دیکھ کرانسانیت لرزاٹھتی ہے اور یوں اِن بھارتی افواج کے ہاتھوں رقم کی جانے والی ظلم وستم کی داستانوں پر آج ساری دنیاکے انسان سراپا احتجاج ہیں مگراِس کے باوجود بھی نہ تو بھارتی حکمرانوں کے کانوں پر کوئی جوں رینگتی ہے اور نہ بھارتی افواج کے ہاتھ معصوم کشمیریوں پر ظلم وستم کرنے سے رکتے ہیں۔

اگرچہ بھارت کا ہمیشہ یہ نعرہ جو کہ غلط اور بھارت کی ہٹ دھرمی کے مترادف ہے رہاہے کہ "کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے" کشمیر میں ساڑھے سات لاکھ بھارتی افواج کے ہاتھوں نہتے کشمیریوں پر کئے جانے والے مظالم سے تواَب دنیاکو ایسالگتاہے کہ جیسے کشمیر کو اٹوٹ انگ "کہنے والے بھارت کا اِس سے کوئی تعلق نہیں ہے کیاکوئی ملک اپنی" افواج کے ہاتھوں نصف صدی سے بھی زائد عرصے تک اپنے عوام پر ظلم وستم کرانے کا متحمل ہوسکتاہے....؟ جیسے بھارت اپنی افواج کے ہاتھوں کشمیریوں پر کرارہاہے۔

جبکہ قرار واقع امر یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان ہمیشہ سے مسئلہ

کشمیر کا حل ایک بڑا تنازع بنا ہوا ہے جس کے حل کے لئے پاکستان نے شروع سے ہی اپنی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں مگر بھارت ہے کہ وہ اِس مسئلے کے حل کے لئے دنیا کے ہر فورم پر طرح طرح کے مذاکرات کا ڈرامہ رچا کر اِس مسئلے کو حل کرنے میں اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ اگر بھارت چاہے تو یہ مسئلہ چٹکی بجاتے ہی حل ہو سکتا ہے مگر بھارت نہیں چاہتا ہے کہ یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے۔

جبکہ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان نے کشمیر کو اپنی شہ رگ قرار دیتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو اُسی طرح حل کرنا چاہا جس طرح بھارت نے اپنی مرضی کے مطابق اِس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اقوام متحدہ سے خود رجوع کیا اور خود ہی ہر قسم کے اقدامات کئے مگر جب پاکستان اِن سے متفق ہوا تو بھارت کشمیریوں کے حق خودارادیت اور استصواب رائے کے استعمال سے منکر ہو گیا۔ اور اِسے ایسا لگنے لگا کہ جیسے اگر بھارت نے وہ ہی کچھ کر ڈالا جیسا کرنے کا اِس نے سوچ رکھا تھا تو شائد اِس کے پوشیدہ نتائج جو ابھی بھارت کو نظر نہیں آرہے ہیں وہ پاکستان کے حق میں بہتر ہوں اور جن سے بھارت کو بعد میں سُبکی کا سامنہ کرنا پڑے یوں بھارت اپنے کئے پر آج خود پچھتا رہا ہے کہ اِس نے مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے اقوام متحدہ سے کیوں رجوع کیا اور اِسے کشمیریوں کے استصواب کے لئے کیوں تیار کر کے ایک ایسی اقرارداد منظور کروائی جس کا فائدہ کشمیریوں

کا پاکستان سے الحاق کرنے اور پاکستان کو کشمیر کو اپنے حصے میں شامل کرنے سے ہوگا۔ اِس موقع پر ہم اپنے پڑھنے والوں کو بتاتے چلیں کہ پاکستان نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے ہمیشہ اپنی آواز دنیا کے ہر فورم میں بلند کی ہے جس کی مثال ہماری تاریخ کے یہ اوراق ہیں جن میں سُنہرے حرف میں درج ہے کہ "شہید ملت لیاقت علی خان نے 23 جنوری 1949 میں فیصل آباد (سابقہ لائل پور) میں ایک جلسہ عام سے اپنے خطاب کے دوران برملا کہا تھا کہ "کشمیر میں لڑائی بند کرنے اور استصوابِ رائے کی تجاویز منظور کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ کشمیر میں ہماری دلچسپی کم ہو گئی۔ حکومتِ پاکستان اِس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھے گی جب تک کشمیریوں کو کسی قسم کے دباؤ کے بغیر اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ پاکستان کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ تیس لاکھ کشمیری مسلمانوں کو جبراً کسی باہر کے ملک کی غلامی میں دے دیا جائے۔ قومی کارکنوں کو حصول طاقت و اقتدار اور دولت کی جدوجہد میں اُلجھ کر اپنی طاقتوں کو ضائع نہیں کرنا چاہئے میں لیڈروں اور عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ طاقت اور وقت کے حصول کی جدوجہد میں اپنی قوت کو ضائع نہ کریں۔ کیونکہ اگر یہ کشمکش بند نہ ہوئی تو ملک کو زبردست نقصان پہنچے گا۔" اور اِسی طرح ایک دوسرے موقع پر اُنھوں نے مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے 9 ستمبر 1949 میں کراچی میں خطاب کرتے

ہوئے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہاکہ "اگر ساری دنیا سلامت رہے اور پاکستان ہی موجود نہ ہوتو پھر دنیاکی ایسی سلامتی سے پاکستان کوکیادلچسپی ہوگی...؟کشمیر کامسئلہ اگر پُرامن طریقے سے حل نہ ہواتو پھر پاکستان کی بقاءکے لئے اِسے تلوار سے حاصل کیاجائے گا۔اِس کے سوااور کوئی چارہ کار نہیں"اور نیشنل پریس کلب واشنگٹن میں 5 مئی 1950ءمیں اپنے خطاب میں لیاقت علی خان نے بھارتی حکمرانوں پر واضح کرتے ہوئے کہاتھاکہ" پاکستان اپنی آزادی اور یکجہتی کو برقرار رکھنے کا خواہاں ہے اور اقتصادی ترقی حاصل کرناچاہتاہے۔پاکستان اور ہندوستان کے درمیان سب سے اہم تنازعہ کشمیر کا ہے ۔خوش قسمتی سے دونوں حکومتیں اِس بین الاقوامی معاہدہ کو تسلیم کرچکی ہیں کہ ہندوستان یا پاکستان سے ریاست کشمیر کے الحاق کامسئلہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری سے طے ہو"نیویارک میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کی انجمن سے 9 مئی1959 میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہاکہ"پاکستان کشمیر میں رائے شماری میں تاخیر سے خوش نہیں ہے۔ہم دوبرسے رائے شماری کا انتظار کررہے ہیں مگر ابھی تک اِس کا کہیں پتہ نہیں"اور 15 مئی1950 میں سان فرانسسکو میں پریس سے خطاب کرتے ہوئے لیاقت علی خان میں کہاکہ" کشمیر کامسئلہ جس قدر جلد طے ہوجائے اتنا ہی نہ صرف یہ کہ بھارت اور پاکستان کے لئے بلکہ تمام دنیاکے لئے بھی مفید ہے۔کراچی میں میری اور پنڈت نہرو کی جوملاقاتیں ہوئیں ۔اِن میں ہم اِس امرپر رضامند ہوگئے ہیں کہ کشمیر کے تنازعہ کا حل صرف آزاد

اور غیر جانبدارانہ اِستصوابِ رائے عامہ ہے۔پاکستان غیر ملکی سرمایہ کا خیر مقدم کرے گا۔ہم اِن سب ملکوں کا خیر مقدم کریں گے جو آزادی، جمہوریت اور انفرادی کوششوں پر یقین رکھتے ہیں اگرفریقین تنازع ایمانداری و خلوص کے ساتھ اور دل میں چور رکھے بغیر سلامتی کونسل کے ریزولیوشن متعلقہ کشمیر کو عملی جامہ پہنائیں تو امیرالبحر مسٹر نمٹز کے کشمیر پہنچتے ہی اِستصواب ہوجانا چاہیئے"اور اِسی طرح شہید ملت لیاقت علی خان کا یہ تاریخ ساز خطاب مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے جو اُنھوں نے 22 مئی 1950 میں ہوسٹن میں پریس کانفرنس سے کیا تھا اُنھوں نے اِس دوران کہا تھا کہ " مسئلہ کشمیر کا واحد حل آزاد اور غیر جانبدارانہ اِستصواب ہے اور پاکستان کی خواہش ہے کہ اِستصواب جلدازجلد کرایا جائے"اور اَب ہم لندن میں جریدہ ڈیلی کے نمائندے سے بات چیت کے دوران شہید ملت لیاقت علی خان کے کہئے ہوئے اُن الفاظ ذکر کریں گے جن کے ذریعے اُنھوں نے دنیا کو خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ "جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوگا ہندوستان اور پاکستان ایشیا میں امن اور سلامتی کے قیام کے لئے کوئی خدمت انجام نہیں دے سکتے"

اِس کے بعد اَب بھارت کو بھی یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے دنیا کی آنکھ میں دھول جھونکنے اور اپنی طرح طرح کی مکاریاں کرنے سے قطعاً اجتناب برتے اور وہی کچھ کرے جیسا کرنے پر پنڈت نہرو متفق تھے اور.

جس کا وعدہ وہ اقوام متحدہ میں ساری دنیا کے سامنے کر کے آئے تھے اور اپنے یہاں پلنے والے اپنے سابق نائب وزیر اعظم اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے سینئر لیڈر ایل کے ایڈوانی جیسے انتہا پسندوں اور جنونیوں کا خاتمہ پہلے کرے جن کا ایک ریلی میں اپنے خطاب کے دوران یہ کہنا ہے کہ اگر کسی دباؤ میں مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو چکا ہے اور بھارتی حکومت نے اگر بین الاقوامی دباؤ میں آ کر جموں کشمیر میں 1953ء کی پوزیشن بحال کرنے کی کوشش کی تو احتجاج تحریک چلائیں گے اُنھوں نے بھارتی حکمرانوں کو باور کراتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر مکمل طور پر بھارت کا حصہ ہے اور اِس معاملے پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔

اِس کے بعد ہم یہاں یہ کہنا چاہیں گے کہ بھارتی حکمرانوں اور ایڈوانی جیسے انتہا پسند ہندو سیاسی رہنماؤں نے اپنے مکروفریب اور دھوکہ دینے والے قول و فعل سے ہمیشہ مسئلہ کشمیر کے حل میں رکاوٹ ڈالی ہے اور ایل کے ایڈوانی کے اِس بیان کے بعد سے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے نئی دہلی میں 21 جولائی کو ہونے والے پاک بھارت مذاکرات بھی لاحاصل اور بے نتیجہ ثابت ہوں گے جیسے حسب روایت ہوتے رہے ہیں۔

تاہم ہمیں اپنے اللہ سے اُمید ضرور ہے کہ وہ کشمیر کے لوگوں کو بھارتی

حکمرانوں اور افواج کے ظلم و ستم سے نجات دلائے گا اور بھارتیوں کو اِن کے گھناؤنے عزائم کے ساتھ کشمیر سے نیست و نابود کرے گا اور کشمیر کا پاکستان میں الحاق کر کے کشمیریوں کو رہتی دنیا تک سُرخرو کر دے گا۔

خاک بے مایہ سے خورشید و مہ و انجم تراش
فیصلہ تجھ کو بدلنا ہے اگر تقدیر کا
اپنا پاکستان سے الحاق ہونا چاہئے
کہہ رہا ہے ذرہ ذرہ وادی کشمیر کا

حکومتی رویہ اور ایم کیو ایم کا حکومت سے علیحدگی کا مدّبرانہ فیصلہ

یہ واضح رہے کہ پچھلے دنوں 27 جون کو خورشید میموریل ہال کراچی میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی رابطہ کمیٹی کے ڈپٹی کنوینز ڈاکٹر فاروق ستار نے موجودہ برسراقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی سے ساڑھے تین سال تک اپنا ہر لحاظ سے مفاہمتی عمل جاری رکھنے کے باوجود حکومت کی جانب سے مسلسل کی جانے والی ذیاتیوں اور رویوں کے خلاف اَب اپنا مزید مفاہمتی عمل جاری نہ رکھنے کا واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کردیا ہے جس کے بعد سے ملکی سیاست میں جو گرما گرمی پیدا ہو گئی ہے اِس سے یہ اندازہ کیاجاسکتاہے کہ اَب اِسے ملک میں آئندہ ہونے والے انتخابات تک ٹھنڈا ہونے کے امکانات کچھ کم ہی نظر آتے ہیں مگر پھر بھی حکومت کی جانب سے آنے والی بعض اطلاعات سے ایسا ضرور محسوس ہورہاہے کہ جیسے حکومت ایک مرتبہ پھر اپنے علیحدہ ہونے والے اِن ساتھیوں کو منانے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہے جس طرح یہ پہلے بھی اِنہیں مناتی رہی ہے اور وقفے وقفے سے اِس طرح سے گرم ہوتے سیاسی ماحول کو یہ ٹھنڈا کرتی رہی ہے اور اِس بار بھی یہ ایسا کرکے متحدہ کو خود سے علیحدہ ہونے کے اعلان کے بعد پیدا ہوتی صورت حال کو سنبھالنے میں کامیاب ہوجائے گی کیوں کہ حکومت یہ بات اچھی طرح سمجھتی ہے کہ اِس نے مسلم

لیگ (ق) کو اپنے ساتھ ملا تو لیا ہے مگر پھر بھی ایم کیو ایم کے بغیر اِسے اپنی مدت پوری
... کرنا نہ صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگا
سو اِس بنا پر آج بھی حکومتی ذمہ داران اور اراکین یہ دعویٰ ضرور کر رہے ہیں کہ ایم کیو ایم کی ناراضی صرف چند ہی دنوں تک محیط ہوتی ہے ہم اپنے ناراض ساتھیوں کو منانے میں ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر کامیاب ہوجائیں گے اور اِسی طرح حکومتی اراکین نے تو اپنا سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ بھی کر ڈالا ہے کہ ایم کیو ایم کو مناتے مناتے عمر بیت گئی ہے ہم اِس سے اور یہ ہم سے خوب واقف ہے... ہم اِنہیں منالیں گے۔
مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس بار ایم کیو ایم کا فیصلہ اٹل ہے اور اَب اِسے اپنے اِس فیصلے سے کوئی ٹس سے مس نہیں کرسکتا کیوں کہ متحدہ نے یہ فیصلہ انتہائی سوچ اور سمجھ کے بعد کیا ہے اور حکومت پر یہ واضح کردیا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن پر بیٹھیں گے (جبکہ خبر یہ ہے کہ 29 جون کو متحدہ قومی موومنٹ سے تعلق رکھنے والے اراکین سندھ اسمبلی نے اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے کی درخواست سیکرٹری سندھ اسمبلی کے پاس جمع بھی کرادی ہے اور کہا ہے کہ اَب ہم حقیقی اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے اور حکومت کو غلط کاموں سے روکیں گے) یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ فیصلہ راتوں رات نہیں ہوگیا ہے یہ فیصلہ کرنے

سے پہلے اُن تمام باتوں اور وعدوں کا بھی متحدہ نے ضرور جائزہ لیا ہوگا جن کے پورے نہ ہونے کی پاداش میں اِس صبر و برداشت کرنے اور فہم وفراست سے کام لینے والی جماعت کو یہ قدم اٹھانا پڑا۔ کیونکہ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ جسے آپ سمیت اور پاکستانیوں نے بھی یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ حکمران جماعت ہر مرتبہ متحدہ کے ساتھ وعدہ خلافی کرتی رہی ہے مگر متحدہ ہر باراِس حکومتی بے رخی کو اپنے برداشت اور ملک میں جمہوری عمل کو جاری رکھنے کے لئے ٹالتی رہی ہے مگر کراچی میں کشمیریوں کو ووٹ کے حق سے محروم رکھ کراِس نے جو وعدہ توڑا ہے اِس سے حکمران جماعت کا اپنا قول وفعل کھل کر سامنے آگیا ہے جو متحدہ جیسی برداشت کرنے والی جماعت کے لئے بھی انتہا کی حد تھی جس کا نتیجہ متحدہ کی حکومتی اتحاد سے علیحدگی کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ بہر حال ہمارا خیال یہ ہے کہ حکومتی ذمہ داران اور اراکین کے تمام دعوے اور اِن کی خوش فہمیاں کسی حد تک اپنی جگہہ ضرور درست ہو سکتی ہیں مگر یہ حقیقت بھی تو اَب نہیں جھٹلائی جا سکتی ہے کہ 27 جون کو ڈاکٹر فاروق ستار کی پریس کانفرنس سے قبل 26 جون کو ایم کیوایم کے قائد الطاف حُسین نے کارکنوں سے خطاب میں حکومتی رویوں کے برخلاف پہلی بار اپنے صبر و برداشت کا پیمانہ لبریز کرتے ہوئے جس طرح کی سخت ترین زبان استعمال کی تھی وہ اِس جانب واضح اشارہ تھی کہ اِن کا یہ غصے سے بھرپور لب ولہجہ آئندہ چند ایک روز میں ملک اور

بالخصوص سندھ کی سیاست کے حوالے سے کسی ہنگامہ خیز تبدیلی کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے اور بالآخر اگلے ہی روز انتہائی سوچ بچار اور فہم فراست کی کسوٹی میں اچھی طرح سے پرکھنے کے بعد متحدہ قومی موومنٹ کی رابطہ کمیٹی کے ڈپٹی کنوینز ڈاکٹر فاروق ستار اور انیس قائمخانی نے دیگر ارکان رابطہ کمیٹی کنور خالد یونس، شعیب بخاری، بیگم نسرین جلیل مصطفیٰ کمال، وسیم آفتاب، واسع جلیل، قاسم علی رضا، کنور نوید جمیل اور گلفرار خٹک، کے ہمراہ ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں متحدہ اور پی پی کا اتحاد ختم کرنے کا اعلان کرکے حکومتی اقتدار کی بساط سمٹے جانے کا واضح اشارہ دے دیا۔

اگرچہ اِس عمل میں جو بھی حکومتی منصوبہ کسی نیک نیتی یا بدنیتی کے حوالے سے کارفرما رہا ہو مگر سیاسی تجزیہ کاروں کے نزدیک اِس سارے معاملے کی ذمہ دار موجودہ حکومت کا زیادہ تر بدنیتی پر مبنی وہ رویہ ہے جو اِس نے آزاد کشمیر میں ہونے والے انتخاب کے حوالے سے اپنی بڑی اتحادی جماعت ایم کیو ایم کے ساتھ روا رکھا تھا اور کراچی میں دو نشستوں پر ہونے والی انتخاب کو بلاجواز ملتوی کر دیا۔

جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ جسے حکومت کو بھی کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہئے کہ حکومت نے اپنی اتحادی جماعت ایم کیو ایم کو کبھی بھی اتنی اہمیت نہیں دی

جتنی آج اِس نے اپنی دوسری اتحادی جماعتوں کو دے رکھی ہے اور حکومت کا ایم کیو ایم کے ساتھ روا رکھے گئے روکھے پھیکے رویوں کا ایک بین ثبوت جو اِس نے کراچی میں کشمیری مہاجرین کی نشستوں پر انتخاب ملتوی کر کے دیا اور جس کے بعد ایم کیو ایم کے پاس کوئی جواز نہیں رہ جاتا تھا کہ وہ اپنا یہ انتہائی قدم نہ اٹھاتی.... اور اَب جب کہ متحدہ نے حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کا اپنا یہ فیصلہ سُنا دیا ہے اِس کے اِس حیران اور پریشان کن فیصلے کے بعد سے ملک کے ایوانوں لے کر ملک کے طول وارض میں ہونے والے سیاسی اکھاڑے میں ایک ایسا طوفان برپا ہوگیا ہے جس سے متعلق آج یہ کہا جارہا ہے کہ متحدہ کے اِس بروقت اور مدبرانہ فیصلے نے حکمران جماعت کو دو تہائی اکثریت سے محروم کردیا ہے اور اَب متحدہ کے اِس فیصلے کے بعد حکومت کا زیادہ دیر تک قائم رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ اُدھر دوسری جانب متحدہ کے اپنی نوعیت کے اِس اہم ترین فیصلے کے بعد جو بات سب سے زیادہ محسوس کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ کے طویل ترین دورانیے (27 دسمبر 2002 سے 27 جون 2011 یعنی 8 سال 6 ماہ) تک گورنر رہنے اور سندھ کے سب سے نوجوان گورنر ہونے کا اعزاز حاصل کرنے والے سندھ کے گورنر ڈاکٹر عشرت العباد خان بھی اپنا استعفٰی دے کر اُسی روز لندن روانہ ہوگئے جہاں پہنچتے ہی اُنھوں نے اپنے قائد الطاف حُسین سے ملک کی تمام سیاسی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اور آئندہ کے لائحہ عمل سے متعلق منصوبہ بندی میں معاونت کی۔

یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایم کیو ایم چونکہ ملک کے مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی جماعت ہے جو اپنے قیام کے پہلے روز سے ہی عملیت پسند اور حقیقت پسند جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جمہوریت پسند جماعت بھی ہونے کا شرف عظیم رکھتی ہے اور اِسی وجہ سے اِس کا اپنا سب سے منفرد اور علیحدہ سیاسی اور سماجی مقام بھی ہے اِس لحاظ سے اِس کی تاریخ گواہ ہے کہ اِس نے کوئی ایک کام بھی ایسا نہیں کیا ہے جو ملک کی ترقی و خوشحالی اور عوامی فلاح و بہبود سے ہٹ کر ہوں اور آج یہی وجہ ہے کہ یہ ملک کے مظلوم عوام میں بے پناہ مقبولیت اختیار کرتی جارہی ہے جو اِس بات کی غماز ہے کہ ملک کی آئندہ کی باگ ڈور اور نظم و نسق اِس کے ہاتھ میں ہوگا یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ یقیناً متحدہ قومی موومنٹ نے آج پی پی پی کی حکومت سے جو علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا ہے اِس میں بھی ملک و قوم کی بہتری کا عنصر پوشیدہ ہوگا جس کے ثمرات آنے والے دنوں میں سامنے آئیں گے اور تب اُن لوگوں کی زبانیں اور منہ بھی خود بخود بند ہو جائیں گے جو آج یہ کہہ رہے ہیں کہ اِس سے پہلے بھی متحدہ نے حکومتی اتحاد سے کئی بار علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کیا مگر پھر کچھ دنوں بعد حکومت میں شامل ہوگئی اِس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوگا تو اِن لوگوں کے لئے ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ وقت اور حالات ایسے نہیں تھے کہ متحدہ حکومت سے علیحدگی اختیار کرکے ملک میں اچھے بھلے جمہوری نظام کو ڈی ریل

کردیتی۔

مگر آج جب اِسے اِس بات کا پوری طرح سے یہ محسوس ہوگیاہے کہ جس کا اظہار متحدہ کے قائد الطاف حُسین نے 26 جون کو کارکنان کے خطاب کے دوران کیاتھاکہ موجودہ حکومت جمہوریت سے زیادہ آمرانہ طرز عمل اختیار کرچکی ہے تو پھر ترنت ایم کیو ایم نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کرکے یہ ثابت کردیاکہ ایم کیوایم خالصتاایک عملیت پسند، حقیقت پسند اور جمہوریت پسند جماعت ہے اِس لئے اَب وہ لوگ جو متحدہ کے اِس اچھے عمل کو بھی دبے دبے الفاظ میں ہدف تنقید بنائے ہوئے ہیں وہ اپنی اصلاح کرلیں اور متحدہ کے اِس اچھے عمل پر اِس کا ساتھ دیں۔

اگرچہ آج ملک کی ہر بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعت کو یہ بات پوری طرح سے تسلیم کرلینی چاہئے کہ متحدہ قومی موومنٹ سندھ کے اربن علاقوں کے علاوہ ملک کے بیشتر شہروں، گاؤں، دیہات اور اِسی طرح اضلاع میں بھی اپنا بڑااچھااثر رسوخ رکھنے والی ملک کے مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والی وہ واحد جماعت ہے جو ہر لحاظ سے ایک طاقتور ترین جماعت کے معیار پر پورااترنے کی نہ صرف اہلیت رکھی ہے بلکہ اِس نے اپنے قول وفعل اور عمل سے کئی مواقع پر دوسوفیصد یہ بھی ثابت کردیاہے کہ ملک کے مظلوم عوام کے مسائل کا مداوا صرف

یہ ہی جماعت برسر اقتدار آ کر کر سکتی ہے۔

یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ آج متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نہ صرف برصغیر پاک وہند کی بلکہ دنیا کی ایک ایسی جماعت گردانی جانے لگی ہے جو ہر معاملے کو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹانے اور ملکی اُمور کو ہینڈل کرنے اور اِسے چلانے کی بھی پوری طرح سے اہلیت رکھتی ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِس کی بنیاد ملک کے اُن باشعور لوگوں پر مشتمل ہے جو اپنے تعلق اور رکھ رکھاؤ اور ڈسپلن کی وجہ سے نہ صرف کثیر ووٹ بینک رکھتے ہیں بلکہ دنیا کے بارہویں بین الاقوامی شہر کراچی اور حیدرآباد اور اِسی طرح ملک کے دیگر حصوں سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے لوگوں کی وجہ سے یہ جماعت ملکی اُمور کو بہتر طور پر چلانے اور اپنی بات منوانے کی صلاحیت رکھنے کے ساتھ یہ جماعت ملک کو ترقی اور خوشحالی اور عوامی مسائل کے فوری حل کے لئے بھی ہمہ وقت کوشاں رہتی ہے

۔

بہر کیف ! اَب کچھ بھی ہے متحدہ کا حکومت سے علیحدہ ہوجانے کے بعد ملک کی سیاسی فضا میں جو تیزی آگئی ہے اِس کو کم کرنے اور اِسے اِس کی 27 جون سے پہلے والی حالت میں دوبارہ لانے کی اَب ذمہ داری صرف اور صرف حکومت اور صدر زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی پر عائد ہوتی ہے کہ اَب اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی مدت خندہ پیشانی اور خوش اسلوبی سے پوری کرجائیں تو

ہمارااِن کو صائب مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنے ارد گرد منڈلاتے اُن سازشی عناصر کی ایک نہ سُنیں اور انتہائی نیک نیّتی کے ساتھ متحدہ سے اَب ایک بار پھر اپنے ہی مطلب کے غرض سے رابطہ کرکے متحدہ کے تمام تحفظات دور کرنے کے علاوہ اِس کے وہ تمام مطالبات فی الفور مان لیں جن کو یہ دیدہ اور دانستہ طور پر نظرانداز کرتے رہے ہیں ۔اوراِس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن نشین رکھ لیں کہ اِس بار متحدہ کا اپنا یہ فیصلہ اٹل ہے یہ اِس بار خود سے کوئی مفاہمت نہیں کرے گی ۔اَب اگر جو کچھ کرنا ہوگا وہ حکومت کو میڈیاکے سامنے آکر خود کرنا ہوگا۔

گیس کی قیمتوں میں اضافہ ، بس کرو، بس کرو..... مہاراج ہم مرجائیں گے

گیس کی قیمتوں میں 96 فیصد تک اضافہ....اور آئی ایم ایف کاحکومت کو عوام دشمن مشورہ

بس کرو، بس کرو... مہاراج اَب آپ کے ظلم کی انتہا ہوچکی ہے اور اِس فقیر کا یہ مشورہ سمجھو یا نصیحت اَب اگر آپ کی جانب سے مہنگائی اور بھوک وافلاس بڑھانے جیسے اقدامات مزید ظلم ملک میں کئے گئے تو عین ممکن ہے کہ آپ کی یہ پریشان حال مظلوم رعایاء آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر کہیں نہ مرجائے گزشتہ دنوں حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں بے تحاشہ اضافہ کرنے کے بعد جو آٹے میں نمک جتنی کمی کا اعلان کیا وہ پہلے ہی ناکافی تھا کہ اِس کے اگلے ہی روز ملکی اخبارات کے صفحہء اول کی اِس خبر نے عوام کو مزید پریشانیوں میں مبتلا کردیا کہ "گیس کی قیمتوں میں 15 سے 96 فیصد تک اضافے کی سمری وزیر اعظم کو بھجوادی گئی ہے جس کی منظوری دو سے تین دن میں وزیر اعظم جو ایک عوامی اور جمہوری حکومت کے نمائندے ہیں وہ دیں گے جس کے تحت گھریلو صارفین 15، کارخانوں کو96اور بجلی گھروں کو36.26 فیصد ہر حال میں اضافے کا سامنا کرناپڑے گاجس میں یہ جواز پیش کیاگیاہے کہ اگر گیس کی قیمتیں بڑھائی نہ گئیں تو ملکی معیشت ڈوب جائے گی اور بین الاقوامی کمپنیاں پاکستان سے جارہی ہیں

موجودہ قیمت پر کوئی سرمایہ کاری کے لئے تیار نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اور حکومت کو یہ بھی باور کرادیا گیا ہے کہ حکومت امریکی ادارے کی جائزہ رپورٹ میں دی گئی تجویز پر عملدرآمد کرتے ہوئے قدرتی گیس کی قیمتوں میں بتدریج اضافہ کرے ہماری اطلاعات اور اِس اضافے کی صورت میں آنے والی خبروں کے مطابق سی این جی کی قیمت یکدم سے 100 فی کلو تک پہنچ جائے گی جو پیٹرول سے بھی زیادہ ہوگی جس سے ملک میں مہنگائی کا ایک اور طوفان اٹھ کھڑا ہوگا اور عوام یہں حکومت مخالف احتجاجی تحریکوں ، مظاہروں اور ریلیوں کا ایک نہ روکنے والا سلسلہ شروع ہوجائے گا جو ایک ایسی حکومت جس کے اَب تمام اتحادی اِس کا اِس عوام دشمن اقدامات کی وجہ سے ساتھ چھوڑ کرجاچکے ہیں اِس کے لئے مشکل ہوجائے گا کہ یہ اکیلے ہی عوام کے ردعمل کا سامنا کرسکے لہٰذا ہمارا اپنے ان وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو ایک اچھا اور مناسب اور پہلے سے ہی یہ مشورہ ہے کہ وہ قدرتی گیس کی قیمتوں میں اضافے کے حوالے سے کسی بھی حال میں اپنا ایسا کوئی ظالمانہ فیصلہ ہرگزمت کریں جس نے اِن کی حکومت کو کوئی نقصان پہنچے اور وہ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ زمین بوس ہوجائے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارے وزیراعظم یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین رکھیں کہ ملک میں پہلے ہی کیا پیٹرولیم مصنوعات کا بحران ہے اور اِس پر بجلی کی لوڈشیڈنگ میں عوام کی زندگی اجیرن اور ملکی ترقی روک رکھی ہے اور اِس پر اِن کی حکومت میں شامل کچھ افراد....کچھ کو فائدہ پہنچانے کے خاطر ملک میں

ایسے اقدامات کرنے اور کروانے کا مشورہ دے رہے ہیں کہ جن کے کرنے سے ملک
میں عوام سڑکوں پر نکل آئے گی اور ملکی کی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کا
جیساتیسا چلتا پہیہ رک جائے گا ایسے اقدامات ہمارے حکمران نہ کریں جس کے کرنے کا
مشورہ کوئی امریکی ادارہ ملک میں خوشحالی اور ترقی کی راہ سوجھا کر دے
رہا ہو۔ درحقیقت ایسے مشوروں اور اقدامات کے کرنے میں ملک کی تباہی اور بربادی
کے سوا کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور عوام کا کیا ہے وہ تو بیچارے پہلے ہی اِس حال کو پہنچ
چکے ہیں جن کے لئے شاعر نے کچھ یوں عرض کیا ہے

زخم جلتے ہیں تو مرہم کی طلب رکھتے ہیں
درد اُٹھتا ہے تو تقدیر کو رو لیتے ہیں
دن تو فکر و غم و آلام میں کٹ جاتا ہے
رات آتی ہے تو فٹ پاتھ پہ سو لیتے ہیں

ویسے تو پچھلے کئی سال وماہ سے ہمارے ملک میں آنے والا بجلی کا بحران جو کی طویل ترین
اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی صورت میں نازل ہوچکا ہے تو کبھی کبھی یہ بحران بجلی
کے عملے کی جانب سے دانستہ اور غیر دانستہ طور پر بھی بجلی کی سپلائی میں فالٹس
پیدا کرنے کے سبب صارفین بجلی کو شدید پریشان کئے دیتا ہے جس کی وجہ سے صارف کو
دن اور رات کے اوقات میں ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں ہمیں
یہاں یہ کہنے دیجئے کہ اگر عوام کی اِن

تکالیف اور دُکھ کا احساس دونوں ہاتھوں سے قومی خزانہ لوٹنے والے ہمارے موجودہ جمہوری حکومت کے عوام کی خدمت کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے حکمرانوں کو ہوجاتا تو شائد ہمارے ملک سے بجلی کا مصنوعی بحران کا مسلہ نہ صرف حل کیا جاسکتا تھا بلکہ بجلی کی سپلائی میں طویل ترین تعطل کے باعث ملک بھر کی بند ہونے والی ہر قسم کی اُن چھوٹی اور بڑی صنعتوں اور کارخانوں کو بھی چلایا جاسکتا تھا جو ملک میں بجلی کے بحران کے پیدا ہوجانے کے سبب آج بند ہوگئیں ہیں اور اُن لوگوں کے گھروں کے چولھے بھی جل سکتے تھے جن کا روزگار اِن بند ہوجانی والی صنعتوں اور کارخانے سے جڑا ہوا تھا مگر افسوس ہے کہ آج اپنی اپنی عیاشیوں میں پڑے اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ میں غوطہ کھانے والے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اِن عوامی تکالیف کا احساس ہوتا تب ناں یہ اِس جانب کوئی توجہ دیتے اور ملک سے بجلی اور توانائی کا بحران ختم کرنے اور اِس مسئلے کے فوری حل کرنے کے لئے اسباب پیدا کرتے۔ مگر انہیں تو اپنے ملک کے غریب عوام کی دن بدن گرتی ہوئی صورت حال کا کوئی رتی برابر بھی احساس نہیں ہے اُلٹا اِنہیں تو اپنے عوام کی پریشانیاں اور غربت اور مفلسی دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اِن کے حالات زندگی ٹھیک اور بہتر کردیئے تو پھر امریکا، برطانیہ سمیت اپنے مسلم اور فرینڈز ممالک سے جو امداد ملتی ہے وہ اِنہیں ملنی بند ہوجائے گی کیوں کہ یہ بات یہ خُوب جانتے ہیں کہ اِنہیں اِن ذرائع سے امداد ہی غریب اور مفلوک الحال ملک

اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کی حالات زندگی بہتر بنانے اور اِنہیں وہ تمام بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے دی جاتی ہیں جن کے یہ پیدائش حقدار ہیں مگر افسوس ہے کہ گزشتہ 64 سالوں میں ہمارے ملک پر قابض رہنے والے ہر حکمران نے اپنے عوام اور ملک کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے اور اِن سے متعلق سوچنے کے بجائے اپنے ہی مفادات کا خیال کیا ہے اور اِسی بنا اِس نے اپنوں اور اغیار کی جانب سے ملنے والی امداد، بھیک اور قرضوں کی رقم سے اپنے ہی بینک بیلنس بڑھاتا رہا ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں ہر زمانے میں آنے والا ہمارا (ہر سول اور آمر) حکمران تو خوش وخرم رہا اور بیچارے عوام دن بدن مجسمہء لاغر بنتے رہے ہیں۔

یہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نااہلی ہی تو ہے کہ گزشتہ دنوں ہفتہ اتوار کی درمیانی شب بجلی نے ہمارے ساتھ جو جو ناٹک کئے اِس سے ہمیں پہلی بار بڑی شدت سے یہ احساس ہوا کہ ہم ایک ایسے ملک کے شہری ہیں جہاں اناج سے لے کر توانائی اور اخلاص سے گزر کر زندگی تک کا بحران ہے کیا ہمارے بزرگوں نے لاکھوں اِنسانی جانوں کی قربانیوں کے عوض یہ آزاد مملکت خدادادِ پاکستان اِس لئے بنایا تھا کہ اِس کے حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندیوں اور حکمت عملیوں کی وجہ سے یہاں کے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق سے بھی محروم رکھا جائے گا ... اور اِس ملک کے آزاد عوام آزاد رہ کر بھی دنیا کی کسی غلام اور محکوم

قوم سے بھی بدتر زندگیاں گزارنے پر مجبور کردیئے جائیں گے اورانہیں ایسا محسوس ہوگا کہ جیسے یہ آزادرہ کر بھی اپنی ہی خطہء زمیں پر تنگ ہیں اور یہ ذہنی اور جسمانی طور پر ہر طرح کی اذیتیں برداشت کرتے کرتے اپنے اندراپنے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں سے نفرت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کے نظام سے بھی نفرت کے اُس لاوئے کو پروان چڑھارہے ہوں گے جو کسی بھی وقت پھٹ کرسب کچھ بھسم کرسکتاہے یعنی کہ

تنگ ہے خطہء زمیں ہم پر

اور وہ آسماں پہ بیٹھے ہیں

"ایسامحسوس ہورہاہے کہ لوگ"

"کوہِ آتش فشاں پہ بیٹھے ہیں"

اوراِس کے ساتھ ہی ہمیں اِس موقع پر یہ بھی کہنے دیجئے کہ ملک کی اٹھارہ کروڑ عوام کو اِن کے بنیادی حقوق سے محروم در محروم رکھنے والے ہمارے یہی موجودہ اور ماضی کے وہ حکمران بھی ہیں جنہوں نے اپنے مفادات کے سوااپنے ملک اور عوام کی ترقی و خوشحالی اور استحکام کے لئے کچھ نہیں سوچا اور حقیقت میں آج یہ ہی وجہ ہے کہ اگر ہمارے اِس ملک عظیم میں عوام کواِن کے بنیادی حقوق کے علاوہ کسی چیز کی فروانی ہے تو وہ موت ہے جو کسی بھی شکل میں اِنہیں اِن کے گھر سے لے کر گلی ، محلے، بازار اور شاہراہوں سے ہوتی ہوئی ملک

اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کی باتیں کرنے والے اُونچے اُونچے ملکی ایوانوں تک سے آسانی سے صرف ایک اشارے اور دل میں موت کا خیال آتے ہیں یہ اِن کی مرضی اور منشا کے عین مطابق اِن کو دستیاب ہو جاتی ہے اِس پر شاعر نے عرض کیا ہے کہ

محُروم کیوں عوام ہیں اپنے حقوق سے
یہ صاحبانِ فکر و نظر سے سوال ہے
جن کو چُنا نہیں ہے وہ مسند نشیں ہیں آج
جمہوریت کی کیا یہی اعلیٰ مثال ہے

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے موجودہ جمہوری حکومت کے حکمرانوں نے کبھی اپنے عوام پر مہنگائی تو کبھی ٹیکسوں کی بھرمار کرکے اپنی ریاء پر ظلم وستم کی جو حد کردی ہے اِس کی مثال ملک کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے ہمیں یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ سول اور جمہوری حکومت نے تو دورِ آمریت میں کئے گئے اُن مظالم کی بھی حدیں پار کرلیں ہیں جن کی مثال دورِ آمریت میں بھی نہیں ملتی ہے اور اَب گیس کی قیمتوں میں 96 فیصد اضافے کے بعد تو ذرا سوچو ملک میں مہنگائی کا کیا عالم ہو گا....؟ ملک کے اٹھارہ کروڑ غریب عوام کہاں جائیں گے....؟اور اُن لوگوں کا کیا بنے گا جنھوں نے ملک میں بڑھتی ہوئی پیٹرولیم مصنوعات کی کھپت کو کم کرنے کے لئے ملک میں سی این جی

کی صنعت کو متعارف کرانے کے لئے اپنا اربوں کھربوں روپیہ اِس میں لگا رکھا ہے اُن کا کیا بنے گا....؟ اور اِسی طرح اُن موٹر کار والوں کا بھی کیا بُرا حشر ہوگا جنھوں نے اپنی پیٹرول سے چلتی گاڑیوں میں ہزاروں روپے اضافی خرچ کرکے سی این جی کٹس لگوائیں ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تو رل کر رہ جائیں گے جو گیس کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کے بعد اپنی گاڑیوں کے لئے پیٹرول سے زیادہ قیمت میں سی این جی خرید کر اپنی گاڑیوں کو چلانے پر مجبور ہوں گے۔

اِس صورت حال میں ہمارا خیال یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کے پاس نہ تو اپنا کوئی منصوبہ ہے اور نہ ہی اپنی کوئی ایسی حکمت عملی جس سے یہ اپنے ذہن کے مطابق اپنا آئندہ کا کوئی بہتر لائحہ عمل مرتب کرسکیں اور اَب اِن کے ایسے اُلٹے سیدھے مسلسل کئے جانے والے اقدامات سے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسا کوئی بھی امریکی ادارہ، آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک اِنہیں کچھ بھی کرنے کا کہہ دے یہ اُس پر اپنی آنکھ بند کرکے عمل کرنا شروع کردیتے ہیں بھلے سے اِس کے بعد میں جیسے بھی بُرے نتائج کیوں نہ سامنے آجائیں۔

اِنہیں تو بس امریکی اداروں، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی خوشنودی ہی عزیز ہے۔ جس کے لئے یہ سب کچھ کرنے کو ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں۔

کراچی میں 6 ماہ میں 1138 افراد کی ہلاکتیں ہوئیں

کراچی میں 6 ماہ میں 1138 افراد کی ہلاکتیں ہوئیں...اور حکومت کچھ نہ کر سکی کیوں؟؟

بچالو....بچالوخدارا..... میرے شہر کراچی کے شہریوں کو ٹارگٹ کلنگ، فرقہ واریت ،لینڈ مافیااور لسانی بنیادوں پر مرنے سے بچالو

حکمرانوں خداکے واسطے اپنی سیاسی مصالحتوں سے بالاتر ہوکر اَب توبچالو...بچالو میرے شہر کراچی کے شہریوں کو ٹارگٹ کلنگ ، فرقہ واریت ، لینڈمافیا، دہشت گردوں کی دہشت گردی اور لسانی بنیادوں پر ہونے والی المناک موت کے ہاتھوں مرنے سے بچالو یہ تمہارا اُمت محمدی ﷺ اور اپنے پاکستانی بھائیوں پر بڑااحسان العظیم ہوگا کیو نکہ جس طرح آج میرے شہر کراچی میں شیطان کے چیلے اپنی گھناؤنی کاروائیوں سے معصوم انسانوں کو قبر کی آغوش میں ابدی نیند سُلانے کا بندوبست کررہے ہیں اِس سے ہر محب وطن پاکستانی کا دل خون کے آنسو رورہاہے جس کا اندازہ آپ اِس خبر سے بھی کرسکتے ہیں جو یقیناارباب اقتدار اور اختیار سمیت ہمارے ملک کے اُن تمام سیاستدانوں کے لئے بھی اُتنی ہی لمحہ فکریہ ہوگی جن کے دلوں میں اپنے وطن اور اپنے عوام سے ایک رتی برابر بھی محبت اور ہمدردی کا جذبہ مزین ہوگا جس کے مطابق ہیومن رائٹس کیمشن آف

پاکستان (ایچ آر سی پی) کی چیئرپرسن زہرہ یوسف نے ایک پریس کانفرنس میں کراچی میں ٹارگٹ کلنگ اور گزشتہ 6ماہ کے دوران جاری بدامنی کے واقعات میں 1138 افراد کی ہلاکت پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپنی ایک رپورٹ میں کہاکہ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ صرف رواں سال کے پہلے چھ ماہ جنوری 2011 سے جون 2011کے دوران کراچی میں بدامنی کے واقعات میں ملک دشمن عناصر اور شرپسندوں نے اپنی گھناؤنی کاروائیوں سے 1138افراد کو موت کے منہ میں دھکیل دیاہے جس کی تفصیل بتاتے ہوئے اُنھوں نے کہاکہ رپورٹ کے مطابق چھ ماہ کے دوران 1138 ہلاک ہونے والے افراد میں سے 490 وہ معصوم اور نہتے انسان تھے جو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنے اور مزید یہ کہ اِن میں بھی 250 ایسے افراد شامل تھے جن کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے نہیں تھا جبکہ 150افرادِان میں ایسے بھی تھے جن کا تعلق سیاسی جماعتوں ،19افراد کا تعلق مذہبی جماعتوں، 3افرادکا تعلق قوم پرست جماعتوں اور اِسی طرح 4ہلاک ہونے والے افراد کا تعلق کالعدم تنظیموں سے تھا جبکہ اِسی طرح لسانی طور پر 56افراد اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر 8افراد قتل ہوئے جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس موقع پر جو سب سے زیادہ حیرت انگیز اور پریشان کردینے والی فیگر اُنھوں نے پیش کی وہ یہ تھی کہ ٹارگٹ کلنگ کانشانہ بننے والوں میں 9خواتین اور 4بچے بھی شامل تھے جنہیں لسانی بنیادوں پر قتل کیاگیاویسے تو یہ تفصیل بہت بڑی ہے اگر ہم اِسے یہاں لکھنے بیٹھ جائیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماراآج کا یہ کالم اِس ہی

کی تفصیل سے طویل ہوجائے مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چھ ماہ کے دوران ہی 1138 افراد کی ہلاکت کا ہوجانا نہ صرف حکمران وقت کے لئے کسی چیلنجز کا درجہ رکھتی ہے بلکہ ہر محب وطن پاکستانی کے لئے بھی اُتنی ہی دردناک حقیقت رکھتا ہے جو ملک اور قوم سے محبت رکھتا ہے۔ بہرکیف ! ہم یہاں اِس شعر سے اپنی قوم کے اِس جذبہ حب الوطنی کو جھنجھوڑتے ہوئے آگے بڑھیں گے کہ شاعر نے عرض کیا ہے کہ

یہ پختوں وہ مہاجر ہے یہ بلوچی وہ مکرانی
مٹا دو امتیاز رنگ و خوں ہے درسِ اعرابی
مرے آقا کی نظروں میں، نگاہِ چشمِ یزداں میں
نہ کم تر کوئی سندھی ہے نہ برتر کوئی پنجابی

اِسی جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہم اپنے ارباب اقتدار اور اختیار اور سیاستدانوں سے یہ ضرور کہیں گے کہ وہ بھی شہر کراچی میں لاقانونیت کے بڑھتے ہوئے واقعات اور دہشت گردوں کو لگانے دینے اور شہر کے دگرگوں حالات کا تدارک کرنے کے لئے ہر وہ اقدام ضرور بروئے کار لائیں جس سے ملک کا یہ صنعتی اور تجارتی شہر امن کا گہوارہ بن کر ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا فعل کردار ادا کرے مگر اِس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے حکمران سنجیدگی سے

اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔

آہ۔۔۔! میرے وطن عزیز پاکستان کے سب سے بڑے معاشی حب کی حیثیت سے پہچانے جانے والا دنیا کا بارہواں بین الاقوامی شہر کراچی اُس وقت انسانی خون کی کھیلی جانے والی ہولی سے نہلا دیا گیا جب 5 جون کو ملک پر برسر اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی اِسی تاریخ کو بھٹو حکومت کا تختہ الٹے جانے کے خلاف یوم سیاہ بنا رہی تھی یہ 1977 کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف حکمران جماعت اُس دن کی یاد میں اپنا احتجاج کر رہی تھی تو دوسری طرف اورنگی ٹاؤن میں بدامنی کی لگائی جانے والی چنگاری سے کئی افراد ہلاک جبکہ ایک نجی ٹی وی کے چیف رپورٹر سمیت 30 سے زائد افراد زخمی ہو گئے تھے یوں میرے ملک کے اِس مرکزی صنعتی اور تجارتی شہر کے امن و سکون اور اِس کی تعمیر وترقی سے جلنے اور کڑہنے والوں نے دشمن کے ایک ہی اشارے میں گزشتہ چھ دنوں سے ایک بار پھر اپنے آتشین اسلحے سے آگ اُگلتی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ میرے شہر کی زمین کے ذرے ذرے کو مجموعی طور پر 66 معصوم انسانی جانوں کے مقدس خون سے رنگ دیا اور بہت سوں کو زخمی بھی کر دیا ہلاک ہونے والے یہ معصوم انسان ٹارگٹ کلنگ، بس فائرنگ اور دیگر واقعات میں اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جس کے بعد متاثرہ علاقوں میں فائرنگ کا ایک نہ رکنے والا ایسا سلسلہ جاری ہوا کہ جس سے نہ صرف متاثرہ علاقوں میں بلکہ پورے شہر میں خوف وہراس پھیل گیا اور تمام

دکانیں اور بازار بند ہوگئے رفتہ رفتہ ہلاکتوں کا یہ سلسلہ اور بہت سے پُرامن علاقوں تک بھی پھیل گیا لوگ گھروں میں محصور ہوگئے ہنگامہ زدہ علاقوں میں شرپسندوں نے جہاں مسافر بسوں پر بھی فائرنگ کی تو وہیں اُنھوں نے گاڑیاں اور گھروں کو بھی نذرآتش کرنے کے ساتھ ساتھ لوٹ مار کا بازار بھی گرم کئے رکھا یوں شہر کی اچانک بگڑتی صورت حال کے باعث گھروں کو جلدی پہنچنے کی کوششوں میں آفسز سے نکلنے والے افراد کی وجہ سے شہر کی مین شاہراہوں پر کئی کئی گھنٹے ٹریفک جام رہا جبکہ بدامنی والے علاقوں میں پہلے ہی ٹریفک معطل ہونے کے سبب معمولات زندگی بھی ٹھپ ہوکر رہ گیا غرض کہ سارا شہر ہی اِن معصوم انسانوں کی الم ناک ہلاکتوں پر سوگوار ہوگیا جبکہ دوسری طرف ایک خبر یہ بھی ہے جو اپنے اندر بڑی گہرائی رکھتی ہے کہ اورنگی ٹاؤن تھانے کی حدود اورنگی ایک نمبر کا وہ علاقہ بڑا اہم ہے جہاں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک 30 سالہ نوجوان ہلاک ہوا پھر جس کے بعد ہنگاموں کا وہ سلسلہ شروع ہوگیا کہ جسے پولیس بھی روکنے میں بری طرح سے ناکام ہوئی اور وہ بھی شائد مصالحتوں کے شکار ہونے کی وجہ سے خاموش تماشائی بنی رہی جس کے بعد وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور قائم مقام گورنر سندھ نثار کھوڑو نے پُرتشدد واقعات کا سخت ترین نوٹس لیتے ہوئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو شرپسندوں کے خلاف بلاتفریق کارروائی کا حکم دے دیا اِن سطور کے رقم کرنے تک چوتھے روز بھی شہر کے کئی علاقوں میں شرپسندوں نے اپنی ناپاک کاروائیوں سے 35 سے زائد افراد کو

ہلاک اور درجنوں کو زخمی کردیا اور اِس کے علاوہ اطلاعات یہ بھی آتی رہیں کہ ایک سوزش زدہ علاقے میں شرپسندوں نے ایک فیکٹری کو بھی آگ لگادی جبکہ یہاں حیرت اور افسوس کی ایک بات یہ بھی رہی کہ شہر کے خراب ہوتے ہوئے حالات پر قابو پانے کے لئے حکومت سندھ کے محکمہ داخلہ نے سب سے پہلے ہنگاموں پر قابو پانے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو شرپسندوں کو دیکھتے ہی گولی مارنے کا حکم دینے سے پہلے جو اقدام کیا وہ یہ تھا کہ اِس نے حالات پر قابو پانے کے لئے ایک لمحہ ضیائع کے بغیر موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی لگانے جیسے سخت ترین اقدامات کئے مگر اِس کے باوجود بھی شہر میں چھ روز سے جاری ہنگامہ آرائی پر ایک فیصد بھی قابو نہ پایا جاسکا ہے دوسری جانب عوام کو تحفظ فراہم کرنے اور قانون نافذ کرنے والے یہ اداروں کے اہلکار شہر میں ناکے لگا کر ہر ڈبل سواری والے کو روکتے اور کسی کو اندر کرتے اور کسی سے ..... کرتے نظر آئے مگر محکمہ داخلہ سندھ ڈبل سواری پر پابندی لگائے جانے جیسے سخت ترین اقدام کے بعد بھی شہر کو دہشت گردوں اور دہشت گردی کے واقعات سے نجات نہیں دلا سکا جبکہ اِسی بنا پر متاثرہ علاقوں میں جاری قتل و غارت گری اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی بھی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔

یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب جبکہ سندھ حکومت نے قانون نافذ کرنے والے

اداروں کو واضح اور دوٹوک الفاظ میں شہر میں دہشت گردی کرنے اور اِس کا امن وسکون تباہ وبرباد کرنے اور لوگوں کو قتل کرنے والے دہشت گردوں کو دیکھتے ہی گولی ماردینے کا حکم نامہ جاری کردیا ہے تو کیا اَب ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے آئندہ ایسا کچھ بہتر کرپائیں گے...؟جس کے کرنے سے آج اِن کی ہدف تنقید بنتی کارکردگی کا کچھ ازالہ ہوسکے جو ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عوام کی جان ومال اور عزت وآبرو کی تحفظ فراہم کرنے کے حوالوں سے اِن پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے....؟اور کیا یہ شہر کراچی اور اِس کے ڈرے سہمے اور پریشان حال لوگوں کو دہشت گردوں اور شرپسندوں سے چھٹکارہ دلاکر کرسکیں گے....؟یا اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں آنے والے مصالحت پسندانہ ریوں کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کرکے شہر کے معصوم شہریوں کواِن آدمخور وحشی دہشت گردوں اور شرپسندوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں گے.....؟؟جی ہاں وہی دہشت گرد جنہوں نے گزشتہ چھ ماہ کے دوران 1138 جمع 75 (ٹارگیٹ کلنگ ٹوٹل 1213)افراد کو ہلاک اور کئی درجنوں کو زخمی کرنے کے بعد اَب دندناتے ہوئے اپنی اپنی قوت کا بیدریغ استعمال کرکے میرے اِس پُرامن شہر کراچی پر قبضہ کرنے اوراپنی داداگیری جمانے اور دوسری طرف اِس کا امن وسکون اوراِس کی معیشت کو تباہ کرنے کی اُس سازش پر عمل پیرا ہیں جو اغیار کی تیارہ کردہ ہے۔

بُجھ گئے حق کے چراغوں کو بُجھانے والے

مٹ گئے نقشِ حقیقت کو مِٹانے والے

راکھ ہو جائیں گے، مٹ جائیں گے، جل جائیں گے

حیدرآباد و کراچی کو جلانے والے

اور اِسی کے ساتھ ہی ہم آخر میں یہ اشعار پیش کرکے اجازت چاہیں گے موجودہ حالات کے حوالے سے اپنی اندر بڑی گہرائی رکھتے ہیں تو عرض ہے کہ

وطن پرستوں سے کوئی کہہ دے بحکم اسلام ہم مُسلمان

بریلوی ہیں، دیوبندی نہ لکھنوی ہیں، نہ دہلوی ہیں

لقب ہمارا ہے خیر اُمت وطن ہمارا جہاں کی وسعت

اگر ضروری ہے کوئی نسبت تو خیر تم کراچوی ہیں

******

یہ پختوں وہ مہاجر ہے یہ بلوچی وہ مکرانی

مٹا دو امتیاز رنگ و خوں ہے درسِ اعرابی

مرے آقا کی نظروں میں، نگاہِ چشمِ یزداں میں

نہ کم تر کوئی سندھی ہے نہ برتر کوئی پنجابی

******

اور اَب اِسی طرح ایک شعر یہ بھی قابل غور ہے جس میں ہمارے قارئین اپنا احتساب کرنے کے کسی بھی جگہ خود کو رکھ کر دیکھ سکتے ہیں

چار چیزیں ہیں جو چُھپ سکتی ہیں پاکستان میں
لاکھ اُن کی جستجو میں ٹھوکریں کھائے نگاہ
رہنماؤں کی حماقت، پارساؤں کا فریب
بااثر لوگوں کی رشوت، اہلِ دولت کے گناہ

کیا سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی مسائل کا حل ہے؟

ایم کیو ایم کے تحفظات کے باوجود سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی ....کیا اشارہ دے رہے ہیں....؟؟

ترجمان ایوانِ صدر فرحت اللہ بابر کے مطابق کراچی میں تیزی سے بگڑی ہوئی صورت حال اور چار روز کے دوران پُر تشدد واقعات میں سو سے زائد افراد کی ہلاکت اور درجنوں افراد کے زخمی ہونے سے پیدا ہونے والے حالات واقعات پر غور کرنے کے لئے صدر آصف علی زرداری کی زیر صدارت ایوان صدر اسلام آباد میں ہونے والے اپنی نوعیت کے ایک اہم اجلاس میں صدر آصف علی زرداری نے حکومت سندھ کو صوبے میں کمشنری نظام بحال کرنے کا حکم دے دیااور اِس کے ساتھ ہی سندھ کابینہ میں ردوبدل کا بھی فیصلہ کیا گیا جبکہ اُنھوں نے اِس موقع پر اِس کا بھی اظہار کیا کہ اِس اجلاس میں ہونے والے فیصلوں کی روشنی میں وزیر ورکس اینڈ سروسز منظور وسان کو وزارتِ داخلہ کا قلمدان سونپے جانے اور ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کو ورکس اینڈ سروسز کا محکمہ دیئے جانے کا بھی امکان ہے اپنی نوعیت کے ہونے والے اِس اہم ترین اجلاس میں وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک، وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، ذوالفقار مرزا سمیت پیر مظہر الحق نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی تھی۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت کو شہر میں جاری چار روز سے خون خرابے کو کنٹرول کرنے کا خیال جب آیا تب کراچی شہر کی گھمبیر ہوتی صورت حال کے دوران شہر کراچی کو دہشت گردوں نے مکمل طور پر یرغمال بنالیا تھااور اِن دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کے نتیجے میں سو سے زائد افراد کو ہلاک اور درجنوں کو زخمی بھی کردیا تھا یوں شہر کراچی میں پیش آنے والے اِن حالات واقعات کے بعد شورش زدہ علاقوں میں لوگوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت اور شہر میں ترجیحی بنیادوں پر دائمی امن وامان برقرار رکھنے کے خاطر اسلام آباد میں جو اجلاس
صدر مملکت آصف علی زرداری کی زیر صدارت منعقد ہوا اور اِس اجلاس میں کراچی کے حالات پر فوری طور پر قابو پانے کے لئے جتنے بھی اقدامات کئے گئے یقیناً اِن کے کچھ نہ کچھ مثبت اثرات کراچی کی بگڑی ہوئی صورت حالات کو سنبھالنے اور بہتر بنانے کے لئے جلد ہی نظر آئیں گے۔
مگراس سے قطع نظر یہ کہ اِس اجلاس میں جہاں اور بہت سے اہم فیصلے کئے گئے وہ اپنی جگہ کسی حد تک ضرورت درست ثابت ہو سکتے ہیں مگر اِس کے ساتھ ہی یہاں ہمیں حکومت سے ذراسا اختلاف بھی ضرور ہے اور وہ یہ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب حکومت یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان جب حکومتی

اتحاد میں شامل تھی یہ تب بھی سندھ میں ہمیشہ سے کمشنری نظام کی بحالی کے حوالے سے اپنے شدید نوعیت کے تحفظات رکھتی تھی اور اِس نے ہر موقع پر ملک کی دیگر صوبوں کی طرح سندھ (اور خصوصی طور پر شہر کراچی) میں کمشنری نظام کی بحالی کی کھل کر مخالفت بھی کی تھی مگر اِس کے باوجود بھی یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک طرف حکومت سندھ کے حالات سُدھارنے کے لئے سندھ کی تمام بڑی چھوٹی (بشمول ایم کیو ایم) کے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو اِن سے اپنے اختلافات کے باوجود بھی ملک میں جمہوری عمل کو جاری رکھنے کے خاطر اِنہیں جمہوری طریقے سے اپنے ساتھ لے کر چلنے کی دعویدار ہے تو دوسری طرف یہ کیا بات ہوئی کہ.....؟؟

گزشتہ دنوں کراچی کے حالات کے حوالے سے اسلام آباد میں صدر زرداری کی زیر صدارت میں ہونے والے اجلاس میں صدر نے بنفسِ نفیس خود سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کی منظوری دے دی...اَب یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اُنہوں نے دیدہ ودانستہ طور پر سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کا حکم کیوں دیا ہے.....؟ جبکہ کیا وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کی سب سے بڑی مخالف جماعت ماضی کی اِن کے اتحادی ایم کیو ایم ہے جو اَب تو حکومت سے علیحدگی اختیار کر جانے کے بعد کسی بھی طور پر سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کے حوالے سے مفاہمت کرنے کو ہر گز تیار نہیں ہوگی جیسا

کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے ارکان سندھ اسمبلی کے چار رکنی وفد نے رضاہارون کی قیادت میں سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر جام مدد علی سے اِن کی رہائشگاہ پر ملاقات جس میں اِس بات پر واضح اور دوٹوک الفاظ میں اتفاق کیاگیاکہ سندھ کے اہم ایشوز پر ایم کیو ایم اور مسلم لیگ فنگشنل سندھ اسمبلی میں مل کر آواز اٹھائیں گیااور کراچی میں کمشنری نظام کی مخالفت کریں گے۔

اِس منظر اور پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے کہ حکومت اور خاص طور پر صدر مملکت جناب محترم عزت مآب آصف علی زرداری کی زیر صدارت ایک اجلاس میں سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کا فیصلہ ہونااور ساتھ ہی اِس پر فوری طور پر عملدرآمد کرانے کا حکم جاری کیاجاناکیا صدر کا یہ حکم نامہ سندھ میں کسی نئے سیاسی محاذ کو کھولے جانے کا کوئی ایساخاص اشارہ تونہیں دے رہاہے جس کی وجہ سے سندھ کے اربن علاقوں سے تعلق رکھنے والی ایک بڑی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پر حکومت اپنا دباؤ بڑھاناچاہے گی جبکہ حکومت کو یہ یقین بھی ہے کہ متحدہ اِس کی ہر سطح پر کھل کر مخالفت بھی کرے گی تواِس سے سندھ کی اِسموتھ سیاست میں ہلچل پیداہوگی اور حکومت یہ سمجھتی ہے کہ شائد جس کا فائدہ حکمران جماعت کو ہی ہوگا۔

یہاں ہماراخیال یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں کہ جب گزشتہ دنوں شہر کراچی میں

ہونے والی دہشت گردوں کی قتل وغارت گری کی وارداتوں کے بعد بالخصوص حکومت سمیت سندھ سے تعلق رکھنے والی باقی دو جماعتوں ایم کیو ایم اور اے این پی بھی یہ بات تسلیم کرچکی ہے کہ شہر کراچی کو آگ اور خون میں نہلانے والے کراچی کے مقامی افراد نہیں ہیں بلکہ وہ افراد ہیں جو کراچی میں باہر سے آ کر گزشتہ سالوں میں اِن متاثرہ علاقوں میں آباد ہوئے ہیں جس کا اظہار وفاقی وزیرداخلہ رحمٰن ملک نے صحافیوں سے گفتگو کے دوران دوٹوک الفاظ میں کچھ یوں کیا ہے کہ کراچی میں طالبان موجود ہیں اور کٹی پہاڑی پر اِن کی موجودگی کی اطلاعات ملی ہیں اُنھوں نے ہی کراچی میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور اَب جن کے قلع قمع کے لئے سندھ انتظامیہ پولیس ، رینجرز اور ایف سی کے بہادر نوجوانوں کے ساتھ اِن علاقوں میں آپریشن شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اِس صورت حال میں یہ بات کسی بھی لحاظ سے ٹھیک معلوم نہیں دے رہی ہے کہ حکومت سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کی بات کرکے ماضی کی اپنی بڑی اتحادی جماعت متحدہ قومی موومنٹ کو ناراض کرے بلکہ اَب تو اِن حالات میں حکومت پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شہر کراچی کو دہشت گردوں سے پاک کرانے کے لئے سندھ اور بالخصوص اربن علاقوں سے تعلق رکھنے والی متحدہ سمیت تمام بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر اُن متاثرہ علاقوں میں پولیس، رینجرز اور ایف سی کے جوانوں سے فوری طور پر آپریشن کرائے اور اُن دہشت گردوں کا جلد از جلد شہر سے خاتمہ کرے جنھوں نے

گزشتہ کئی دنوں ،ہفتوں ، ماہ اور سالوں سے شہر کراچی میں اپنی وحشیانہ دہشت گردی کرکے قتل وغارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھاہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی ہم ایک بار پھر اپنے حاکم الوقت صدر مملکت آصف علی زرداری سمیت سندھ سے تعلق رکھنے والے اہم حکومتی ارکین اور ذمہ داروں سے بھی یہی کہیں گے کہ وہ اپنی حکومت کے باقی سال خیر وعافیت سے گزار جائیں اور متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کو منانے اور اِن کے ہر اُن تحفظات کا احترام ضرور کریں جن کا اظہار یہ اُن کی اتحادی بن کر بھی کیا کرتی تھی یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب اَب تک ملک کے دیگر صوبوں میں کمشنری نظام کی بحالی کے باوجود سندھ اور خصوصاً کراچی میں کمشنری نظام بحال نہیں کیاجاسکاتو پھر حکومت کواِس نظام کی بحالی کا خیال آب کیوں یکدم سے آگیاہے یہاں ہماراحکومت کو مشورہ یہ ہے کہ کراچی کے حالات کو درست کرنے کے لئے کمشنری نظام کے علاوہ بھی تو وہ نظام ہے جس سے ابھی تک شہر کراچی کا نظام چل رہاتھااِسے ہی ٹھیک کیا جائے اور بہتراور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے فعال انداز سے قابل استعمال بنایاجائے بہر حال ہماراحکومت کو یہ بھی کہناہے کہ اَب چونکہ حکومت اپنی مدت کے پچھلے تین ، ساڑھے تین جو یہ جیسے تیسے گزار چکی ہے اَب باقی کی مدت گزارنے کے لئے اِسے کوئی بھی کام ہر گزایسا نہیں کرناچاہئے جس سے صوبوں اور سارے ملک میں نفاق آرائی، فسادآرائی اور

محاذ آرائی کے راستے نکلتے ہوں کیوں کہ یہ راستے کسی بھی لحاظ سے نہ تو ملک کے لئے
اور نہ حکومت اور عوام کے لئے اچھے نہیں ہو سکتے ہیں۔

نفاق آرائی کی باتیں کبھی اچھی نہیں ہوتیں
فساد آرائی کا جادہ کبھی اچھا نہیں ہوتا
بھٹک جاتا ہے انساں اسمیں اکثر اپنی منزل سے
محاذ آرائی کا رستہ کبھی اچھا نہیں ہوتا

حکومت شہر قائد میں قیام امن کے لئے کیا واقعی سنجیدہ ہے

حکومت شہر قائد میں قیام امن کے لئے کیا واقعی سنجیدہ ہے..تو پھر کیوں نہیں....؟
جب حکمران اور اپوزیشن افہام و تفہیم اور صبر و برداشت کا دامن چھوڑدیں
تو.....کیایہی کچھ ہوتا ہے جو ہو رہا ہے؟؟
ملک کو سنگین بحرانوں اور قرضوں سے نکالنے کے لئے بھی کوئی گرینڈالائنس تشکیل
دیا جائے....؟؟؟

جیسے ہی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کو شہر میں امن وامان قائم کرنے اور شہر کو شرپسندوں سے پاک کرنے کے لئے اضافی اختیارات کے ساتھ ذمہ داری سونپی گئی تویوں ہی آدھے گھنٹے کے اندر اندر شہر کراچی میں ایک ہفتے سے جاری پرتشدد وارداتوں کے ذریعے کھیلی جانے والی خون کی ہولی کا سلسلہ تھم گیا تھا اور اِس کے بعد ایسا محسوس کیا جانے لگا تھا کہ اَب شائد حکومتی فیصلوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کے سامنے شرپسند دوبارہ سر نہیں اٹھا سکیں گے..... مگر دوسری جانب یہ انتہائی حوصلہ شکن اور افسوس ناک امر رہا کہ ابھی شہر کے حالات میں کچھ بہتری آنی شروع ہی ہوئی تھی کہ اتوار اور پیر کی درمیانی شب شرپسندوں نے اِس مرتبہ اورنگی ٹاؤن یا کٹی

پہاڑی نہیں بلکہ اپنی پُر تشدد کاروائیوں کا رخ لیاری، کھارادر، لی مارکیٹ، کھڈہ مارکیٹ اولڈ سٹی اور ٹاور سمیت اِس کے اطراف کے علاقوں کی جانب موڑ لیا جس سے علاقہ، میدان جنگ بن گیا آہستہ آہستہ فائرنگ کا سلسلہ ایم اے جناح روڈ تک پھیل گیا اور یہاں شرپسندوں نے اپنی شرپسندانہ اور گھناؤنی کاروائیاں کرکے چار کے قریب افراد کو ہلاک اور کئی کو زخمی کرکے شہر کا امن تہس نہس کردیا جبکہ اِن سطور کے رقم کرنے تک مذکورہ علاقوں میں جدید اسلحے سے شدید فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا فائرنگ کی وجہ سے مذکورہ علاقوں میں شدید خوف وہراس پھیل گیا اور علاقہ مکین گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے اور اِسی طرح مذکورہ علاقوں میں شدید کشیدہ صورتحال کے پیدا ہونے جانے کے باعث سڑکوں سے پبلک ٹرانسپورٹ بھی غائب ہوگیا یوں سفری سہولت کی عدم دستیابی کی وجہ سے شہریوں کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں شدید مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور اِس طرح شہر کراچی میں ایک بار پھر سے زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اِس صورت حال میں اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومتی مشینری اورنگی ٹاؤن، قصبہ کالونی، بلدیہ ٹاؤن اور علی گڑھ کالونی جیسے پر تشدد علاقوں میں ابھی امن قائم کرنے کے دعوؤں سے اپنی زبان کی چاشنی سے لطف اندوز بھی ٹھیک طرح سے نہ ہونے پائی تھی کہ شرپسندوں نے اپنی پر تشدد کاروائیوں کا رخ لیاری، کھارادر، لی مارکیٹ اور اِس سے ملحقہ علاقوں کی جانب موڑ کر سندھ انتظامیہ کو اِس کے شہر میں امن وامان قائم کرنے جیسے

اقدامات سمیت حکومتی رٹ کو بھی چیلنج کر دیا اور اِس طرح شرپسندوں نے سندھ حکومت کے شہر کراچی میں امن وامان قائم کرنے کے دعوؤں کی قلعی کھول کر رکھ دی اِن علاقوں میں دہشت گردوں کی پُر تشدد کارروائیوں سے اَب بھی خوف وہراس اور ہو کا عالم طاری ہے۔

جبکہ یہاں کسی حد تک یہ بات حوصلہ افزا ضرور ہے کہ اِن علاقوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے جوان اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے مذکورہ علاقوں میں امن وامان قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور اُنہوں نے اِن علاقوں کو شرپسندوں سے پاک کرنے کے لئے کچھ گرفتاریاں بھی کی ہیں۔

جبکہ عام شہریوں میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے کہ شہر کراچی کی موجودہ دن بدن بگڑتی ہوئی صورت حال کے حوالے سے اگر موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہوئی یقیناً محسوس کی جاسکتی ہے کہ موجودہ حکومت نے اب بھی شہر کراچی میں امن وامان کے قیام اور اِسے شرپسندوں سے پاک کرنے میں اپنی سیاسی وابستگیوں اور تعلقات کو ملحوظ خاطر رکھا ہوا ہے اور یہ مسلسل اپنی کسی نہ کسی بہانے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہے کیوں کہ شہر کے کسی نہ کسی علاقے میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورت حال سے اِس بات کی غماز ہے کہ حکومت اپنے رویوں سے کسی نہ کسی طرح سے اپنی کسی ایک حریف سیاسی گروپ کے لوگوں پر

شک اور مفروضوں کی بنیادوں پر الزام تراشیوں کے باعث کسی نہ کسی طرح سے اِن پر مقدمات بنانے کے بہانے تلاش کرکے اِنہیں ضدی بنارہی اور جو اِسی وجہ سے اِنہیں شہر کا امن اور حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے کا موقع بھی فراہم کررہی ہے جبکہ دوسری جانب یہ اپنے کسی ہم خیال اور ہمدرد سیاسی گروپ سے وابستہ لوگوں کو فری ہینڈ دینے کے عمل میں بھی کاربند آتی نظر آرہی ہے جس سے یہ ظاہر ہورہاہے کہ یہ دانستہ طور پر اپنی جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہر کے حالات خراب کرنے والوں سے چشم پوشی کررہی ہے اِس قسم کا حکومتی رویہ کسی بھی لحاظ سے شہر کراچی میں امن وامان کے قیام کے لئے سومند ہر گز ثابت نہیں ہوسکتاہے۔

جبکہ دوسری جانب یہاں ضرورت تو اِس امر کی ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ اِس کے نزدیک شہر کا امن اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت مقدم ہو اِس لحاظ سے اِسے کسی ایک سیاسی گروپ کو نیچا دکھانے اور کسی دوسرے گروپ کی سپورٹ کرنے سے اجتناب برتتے ہوئے وہ راہ اپنانی چاہئے جس میں واضح طور پر اِس کے ہر قسم کے قول وفعل سے حکومت کی غیر جانبداری نہ صرف محسوس کی جائے بلکہ نظر بھی آئے۔اور شہر میں جلداز جلد حکومتی کوششوں سے امن قائم ہوجائے اور معمولات زندگی بحال ہوسکے۔

اور اسی کے ساتھ ہی ہم یہاں یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہر حال میں برداشت کرنے کا عادی بنالینا چاہیئے اور وہ اشخاص جن پر قدرت مہربان ہو اور اِنہیں کسی ملک کی بادشاہت یا حکمرانی سونپ دے تو پھر اِن پر یہ ذمہ داری دوسروں کی نسبت اور زیادہ عائد ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے اندر افہام و تفہیم اور صبر و برداشت کا مظاہرہ کچھ اِس طرح سے کریں کہ اُن کی ذات نہ صرف اپنے لوگوں کے لئے ایک مثال بن جائے بلکہ رہتی دنیاتک بنی نوع انسان کے لئے بھی ایک ایسی مشعلِ راہ کادرجہ اختیار کرجائے کہ دوسرے اِس سے فیضیاب ہوتے رہیں....نہ کہ ایسے ہوجائیں جیسے اِن دنوں ہمارے ملک کے حکمران افہام و تفہیم کے تمام دروازے اپنے ہی ہاتھوں سے خود بند کرنے کے بعد..... اپنے بے صبرے پن کی وجہ سے اپنا صبر و برداشت اور عفوودرگزر کے مادے کو ایک طرف رکھ چکے ہیں اور اپنے سخت رویوں اور لب ولہجے سے اپنی جارحیت کا مظاہرہ صوبہ سندھ میں کچھ اِس طرح سے کررہے ہیں کہ اِنہیں دیکھ کر اور اِن کی بیانات پڑھ کر اور اِن کی پریس کانفرنسیں سُن کر تو ایسا لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ ہمارے ملک کے حکمران ہیں کیوں کہ یہ اپنے جارحانہ لب ولہجے سے یہ ظاہر کرنے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں کہ اِن کا ہاتھ ہر حال میں اُوپر رہے اور اِن کی گردنیں بھی ہر حال میں تنی رہیں جس کے لئے یہ اُس انتہاتک بھی جانے کو تیار نظر آتے ہیں جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

ہمارے فہم وفراست سے لبریز اور اپنی ذات سے بے پناہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے والے حکمرانوں کو ایسا کیا کچھ اچانک ہوگیا ہے کہ آج وہ جذباتی ہوگئے ہیں اور اپنے جذبات کو بھی قابو نہیں رکھ پارہے ہیں اور کئی مواقع پر اپنے جذبات کا مظاہرہ کچھ اِس طرح سے کیا ہے کہ اِنہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ یہ وہی ہیں جو صبر واستحکام کے کبھی پیکر ہوا کرتے تھے اور آج ایک ذرا سی بات پر آگ بگولہ ہوگئے ہیں جبکہ عوام کو بھی اَب اِن کے اِس طرح کے جارحانہ پن کی صرف ایک وجہ یہ سمجھ آنے لگی ہے وہ صرف اتنی سی ہے کہ سندھ کے اربن علاقوں بالخصوص کراچی اور حیدرآباد سے تعلق رکھنے والی ملک کی ایک منظم اور ہر طرح سے فعل جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان (ایم کیو ایم) جو موجودہ حکومت کی ساڑھے تین سال تک اتحادی رہنے کے بعد اَب جبکہ یہ حکومتی رویوں اور اِس کی سردمہری کے باعث یوں ہی باحالت مجبوری حکومتی اتحاد سے" وفاق اور صوبہ سندھ سے) علیحدہ ہوئی توجب سے ہی یہ خیال ہر ذی شعور پاکستانی کے) دل و دماغ میں جنم لے چکا ہے کہ متحدہ کی جانب سے حکومتی اتحاد کے خیرباد کہتے ہی حکمران جماعت نے اپنے تیور بدل لیے اور نہ صرف بدل لیے بلکہ تب سے ہی آزادانہ طور پر حکمران جماعت نے دیدہ و دانستہ طور پر ترنت سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی سمیت کئی ایسے اقدامات بھی کرڈالے ہیں جو برسراقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بالخصوص صوبہ سندھ یں متحدہ کی موجود میں نہیں کر سکی تھی جبکہ دوسری جانب برسر اقتدار جماعت کے سندھ میں ایسے اقدامات سے

بھی عوام الناس میں یہ تاثر اُبھر کر سامنے آرہا ہے کہ جیسے اِس کے لئے حکمران جماعت نے خود سے ایسے حالات اور واقعات کو جنم دیا کے اِن کی اتحادی جماعت ایم کیوایم اِن سے بد ظن ہو کر خود علیحدگی اختیار کرجائے تو اِنہیں وہ موقع ہاتھ لگ جائے جس کی تلاش میں یہ ساڑھے تین سالوں سے سیاسی میدان کے صحراء میں خاک چھان رہے تھے اور باالآخر سندھ میں حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی مرادیں اُس وقت پوری ہو گئیں جب متحدہ قومی موومنٹ نے اِس سے اپنا سیاسی ناطہ توڑا اور اپنے علیحدہ سیاسی راستے پر گامزن ہو گئی جس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے حکمران جماعت نے سندھ میں کمشنری نظام کی بحالی کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی اِس کے فوری نفاذ کا نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا جس کے تحت حکومت سندھ نے صوبے میں کمشنری نظام کو باضابطہ طور پر بحالی کرنے کے بعد سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی کو ختم کرتے ہوئے کراچی حیدرآباد کے پرانے اضلاع بحال کر دیئے جن میں کراچی ڈویژن ضلع وسطی، شرقی، غربی، جنوبی اور ملیر پر مشتمل ہوگا جبکہ حیدرآباد ڈویژن میں ضلع حیدرآباد، دادو، ٹھٹھہ، بدین اور جامشورو پر مشتمل ہوگا اور اِسی طرح میرپورخاص، لاڑکانہ اور سکھر ڈویژن بھی بحال اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بنادیئے گئے ہیں اضلاع کے ڈی سی اوز ہی عارضی کمشنر ہوں گے۔

اور اِسی طرح متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی رابطہ کمیٹی کے لندن اور

پاکستان میں بیک وقت ہونے والے ہنگامی اجلاس کے بعد نائن زیرو پر میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے موجودہ حکومت کی جانب سے انگریزوں کے غلامانہ کمشنری نظام کی سندھ میں نفاذ کو اُصولی بنیاد پر مکمل طور پر مسترد اور اِس کی ہر سطح پر بھرپور مذمت کرنے کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ اِسے عدلیہ میں چیلنج کرنے کا بھی فیصلہ کیا جبکہ اِس نظام کی بحالی اور حکومتی اقدام کو آمریت کی بدترین مثال قرار دیتے ہوئے اِس کے خلاف ملک بھر میں عوامی رابطہ مہم کا آغاز بھی کیا۔ جبکہ اِس موقع پر ہم بالخصوص سندھ کی سیاسی ماحول میں پیدا ہونے والی تناؤ کی کیفیت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کی موجودہ دگرگوں ہوتی معاشی واقتصادی پوزیشن کے لحاظ سے اور زمینی حقائق کے پس پردہ پیدا ہونے والی صورت حال جو ملک کے لئے کسی سنگین خطرے کی باعث بن سکتی ہے ایسے میں ہمارا اپنی حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن جماعتوں کو بھی افہام و تفہیم اور صبر وبرداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفوودرگزر سے کام لینا چاہئے اور اِنہیں اپنے تعین وہ کچھ کرنا چاہئے جس سے اِن خطرات کا بہتر طور پر تدارک ہوسکے جو آج ہمارے ملک پر منڈلارہے ہیں اور اِن حالات میں ایسی دیرپا اور پائیدار حکمت عملی اپنانی چاہئے کہ جو ملک کے موجودہ حالات میں صوبوں اور ملک کے حق میں بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے لئے بھی اُمید افزا ہو۔ کیوں کہ جن سنگین حالات سے آج ہمارا ملک دوچار ہے اِس سے ملک کو اِسی صورت میں نکالا جاسکتا ہے کہ جب ملک بیں برسرِ اقتدار جماعت سے

لے کر اپوزیشن کی جماعتیں بھی مل کر ملک اور قوم کی بہتری کے لئے سوچیں۔ آخر میں ہمارا اپنے حکمرانوں اور اپوزیشن کی تمام جماعتوں کو یہ مشورہ بھی ہے کہ جس طرح حزب اختلاف کی جماعتوں نے حکومتی رویوں اور پالیسیوں کے خلاف اپنا ایک گرینڈ الائنس تشکیل دے ڈالا ہے تو اِسی طرح ملک کی تمام اپوزیشن جماعتیں سمیت حکمران جماعت مل کر کوئی ایک ایسا گرینڈ الائنس بنائیں جس کا مقصد ملک کو درپیش سنگین بحرانوں اور قرضوں کے بوجھ تلے دبے رہنے سے نجات دلانا ہو۔۔۔ کیا اِس کام کے لئے حکمران جماعت خود یا اپوزیشن کی جماعتوں میں سے کوئی آگے آنے کو تیار ہے۔۔۔۔ ؟؟یا یوں ہی مختلف اقسام کے گرینڈ الائنس بنا کر حکومت کو نیچا دکھانے اور گرانے۔۔۔ کے چکر میں پڑ کر حزب اختلاف کی جماعتیں اپنا اور قوم کا وقت یوں ہی برباد کرتی رہیں گی۔ اور کیا حکمران جماعت سمیت اپوزیشن کی جماعتیں ملک میں وہ کام نہیں کر پائیں گی جو اِنہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ ؟؟

صدر زرداری کی فہم وفراست، ذوالفقار مرزا کے جذبات اور متحدہ کا احتجاج

ایک طرف حکومت کا متحدہ سے ایسا رویہ کہ ، تمہاری نظر کیوں خفا ہو گئی....خطا بخش دو گر خطا ہو گئی ،اور دوسری طرف ذوالفقار مرزا

کیاذوالفقار مرزا اپنے جذبات اور متحدہ پر الزام تراشیوں سے کراچی اور سندھ میں امن قائم کرپائیں گے.....؟

ایک طرف صدر زرداری اور اِن کی مفاہمت پرستانہ پالیسیاں ہیں تو دوسری جانب جذبات کے دھکتے انگاروں اور شعلہ بیان والے ذوالفقار مرزا ہیں جو اپنے جذبات اور اپنی حریف جماعت متحدہ پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرکے کراچی اور سندھ میں امن قائم کرنے کے خواہشمند ہیں .... یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ اپنے اِن رویوں کی وجہ سے بالخصوص کراچی اور سندھ میں کسی بھی قسم کا امن قائم کرپائیں گے....؟یا یوں ہی اپنے جذبات اور جذباتی بیان بازیوں سے سندھ میں نفرت اور ہنگاموں کی آگ کو ہوا دیتے رہیں گے....؟اگر وہ اپنے اِسی عمل پر کاربند رہتے ہوئے یہی کچھ آئندہ بھی کرتے رہے تو پھر قوم کہہ اُٹھے گی کہ مسٹر ذوالفقار مرزا جو سیاسی تدبر اور فہم فراست سے یکدم عاری نظر آتے ہیں شائد وہ یہ نہیں چاہتے کہ کراچی اور سندھ میں دائمی امن قائم ہو۔ جبکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ذوالفقار مرزا کی شخصیت ملک اور قوم کی

ترقی اور خوشحالی کا جذبہ اپنے اندر بے پناہ رکھتی ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِن کی شخصیت کے کچھ ایسے جذباتی پہلو بھی ملکی اور خاص طور پر سندھ کی سیاست کے حوالے سے اِن دنوں ایک علیحدہ اور سب سے منفرد مگر ہر لحاظ سے جدا طور پر اُبھر کر سامنے آئے ہیں جو اَب اِن کی عادت بن چکے ہیں اِنہیں آپ اِن کی خصلت کا کوئی خاص حصہ تصور کریں گے کہ اُنہوں جب بھی جو بات کسی بھی حوالے سے کہی ہے وہ انتہائی ..... جذباتی انداز سے اور وہ بھی غلط

اگرچہ صدر زرداری کی سیاسی فہم وفراست اپنی جگہ درست ضرور ہے مگر وہ اُس ہی وقت کارآمد ثابت ہو سکتی ہے جب اِن کی ٹیم میں شامل ہر فرد اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اِسے احسن طریقے سے ادا بھی کرے مگر جب ایسا ہو جائے کہ ٹیم کا کیپٹن تو اپنی ذمہ داریاں ٹھیک طرح سے ادا کررہاہو اور ٹیم میں شامل باقی کھلاڑی اپنے کیپٹن کی ایک نہ سُنیں اور گراؤنڈ میں اپنی مرضی کا کھیل ، کھیلیں تو پھر بیچارہ قابل سے قابل کیپٹن بھی اپنی ٹیم کو اچھا کھیل ، کھیل کر بھی فتح سے ہمکنار نہیں کراسکتاہے۔ ہمیں یہاں یہ کہنے دیجئے کہ اتفاق کی بات ہے ایسا ہی کچھ ہماری ملک بالخصوص سندھ کی سیاست میں بھی ہورہاہے صدر آصف علی زرداری تو اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھارہے ہیں اور جس کا یہ فن بھی خوب جانتے مگر سندھ کی سیاست

کے حوالے سے ذوالفقار مرزا جو ذرا جذباتی واقع ہوئے ہیں اِن کی سیاست ایک غیر ذمہ دارانہ عمل کی سی لگتی ہے اِس کا اندازہ پچھلے دنوں شدت سے یوں محسوس کیا گیا کہ جب عوامی نیشنل پارٹی سندھ کے صدر شاہی سید کی رہائشگاہ مردان ہاؤس میں صحافیوں کی جانب سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے اور اِن سے بات چیت کرتے ہوئے سندھ کے سینئر وزیر، برائے ورکس اینڈ سروسز اور جنگلات ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ صرف سچ بولوں گا اِس دوران وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور انتہائی جذباتی انداز سے بولے کہ میں آفاق احمد سے دو بار ملا ہوں ایک بار جب گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان تھے اُس وقت ملا تھا اور دوسرے روز ہی جب میں کور کمیٹی کے اجلاس میں پہنچا جو بعد ییں بور کمیٹی بن گئی تو گورنر نے بڑی چالاگی سے میرے منہ میں جملہ ڈالنے کی کوشش کی کہ آپ تو آفاق سے نہیں ملے ہیں نا....؟ لیکن میں نے کہا کہ کس نے کہا ہے کہ میں نہیں ملا میں جیلوں کا وزیر ہوں اور آفاق احمد میرا قیدی ہے میں اِس سے ملا ہوں اور ملتا رہوں گا اور دوسری بار چند روز قبل بھی ملاقات کی ہے اور اِس کے علاوہ بھی ذوالفقار مرزا نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آفاق احمد ہی مہاجروں (اردو بولنے والوں) کا حقیقی لیڈر رہے اور ہمارے صدر آصف علی زرداری کے بعد دوسرا بڑا اسیر ہے جس نے آٹھ سال قید کاٹی لیکن کوئی ایک بھی مقدمہ اِس پر ثابت نہیں ہو سکا اور ساتھ ہی اُنھوں نے اپنا یہ دعویٰ بھی کیا کہ اگر آفاق احمد کرمنل اور بدمعاش ہے تو اِس سے

زیادہ کرمنل الطاف حُسین ہے جب گورنر سندھ بنایا گیاتو جھگڑا تھاوزارتوں سے ہٹے تو سندھ کی تقسیم کی وال چاکنگ کرائی گئی اور اُنہوں نے یہ ایک غیر شائستہ جملہ کہہ کر کہ کسی کے باپ میں ہمت نہیں کہ علیحدہ صوبے بنائے ہم سب کی لاشوں پر گزر"

کرجاناپڑے گاجبکہ یہ حقیقت ہے کہ ذوالفقار مرزااِس دوران اپنے جذبات پر خود بھی قابو نہ رکھ سکے اور وہ کچھ اپنی حالت جذباتیت میں بول گئے کہ اِن کے اِس بیان کے بعد سے ہی کراچی ، حیدرآباداور اندرون سندھ کے عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور وہ ایک حکومتی ذمہ دار کے منہ سے اپنے قائد سے متعلق نکلنے والے غیر شائستہ الفاظ سے اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے پھراس طرح کراچی ، حیدرآباد اور اندرون سندھ فائرنگ اور جلاؤ گھیراؤ کا سلسلہ اپنی پوری شدت کے ساتھ شروع ہوگیاذوالفقار مرزاکے اِن جذباتی اور غلط بیان کے بعد کراچی ، حیدرآباد اور اندرون سندھ میں نامعلوم فراد کی جانب سے کی جانے والی ہنگامہ آرائی کی وجہ سے کراچی اور حیدرآباد سمیت سندھ کے بیشتر علاقوں میں معاملات زندگی ایک بار پھر مفلوج ہو کر رہ گئی تو دوسری جانب صدر زرداری کی متحدہ کو منانے کی کوششوں پر پانی پھر گیا جس کے لئے گزشتہ دنوں حکومت کی جانب سے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے مرکز نائن زیرو مفاہمت کا خصوصی پیغام لے کر آنے والے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حُسین تھے ۔

جبکہ یہاں یہ امر غور طلب ہے کہ جب حکومت کی جانب سے خصوصی مشن پر چوہدری شجاعت حُسین نائن زیرو پہنچے تو اِس بار اِن کا استقبال متاثرین قصبہ و علی گڑھ نے آہوں اور سسکیوں سے کیا اِس موقع پر 20،25 سالوں سے یہاں آنے والے چوہدری شجاعت حُسین نے اپنی حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اِن کے ساتھ شائد یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اِن کا استقبال (سواغت) پھولوں کے بجائے افسردہ چہروں اور آہوں سسکیوں اور آنسوؤں کے ساتھ کیا گیا ہے اُنھوں نے کہا کہ اِس کی کیا وجہ ہے وہ یہ بھی خُوب جانتے ہیں کیوں کہ اِنہیں یہ احساس ہوگیا ہے کہ آج اِن کا یہ ہنستا مُسکراتا اور قہقہ بکھیرتا کراچی ظالموں کے انسانیت سُوز مظالم سے کرچی کرچی ہو چکا ہے جس کا اظہار اہلیان کراچی نے آج اِن کے نائن زیرو پہنچنے پر رو رو کر کیا ہے اُنھوں نے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے رہنماؤں سے ملاقات کی اور اِس دوران کراچی کے حالات اور واقعات کے حوالے سے اِنہیں آگاہی کے ساتھ ساتھ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے اورنگی اور قبضہ کے واقعات پر مبنی ویڈیو فلم اور تصاویر بھی دکھائی جنہیں دیکھنے کے دوران وہ آبدیدہ ہوگئے اِس کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حُسین نے اپنے خطاب میں برملا اِس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ کو منانے میں صدر آصف علی زرداری ذاتی طور پر مخلص لگتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ مگر پھر بھی ہم کمشنری نظام کی حمایت نہیں کرتے اور اِس کے ساتھ ساتھ ظلم کے خلاف لڑنے والے ہر مظلوم کے

ساتھ ہیں اور ظلم کا کبھی ساتھ نہیں دیں گے کراچی کے المناک واقعات پر افسوس ہوا ہے اور اِس موقع پر اُنھوں نے التجایہ انداز سے کہاکہ سیاسی قائدین مل بیٹھ کر مسئلے کا حل نکالیں چاہئے اِس کام میں کتنا ہی وقت کیوں نہ لگ جائے جبکہ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے ڈپٹی کنوینیز اور مستعفی وفاقی وزیر ڈاکٹر فاروق ستار نے کہاکہ حکومتی اقدامات سندھ کی یگانگت کے خلاف دانستہ طور پر سازش ہے اُنھوں نے ایک ایسے وقت میں کہ جب سندھ سے تعلق رکھنے والے ایک مخصوص طبقے کو دیوار سے لگانے کی سازش کی جارہی ہے چوہدری شجاعت حُسین کا دورہ بروقت اور اہم قرار دیاایک حقیقت جواَب حکومت سمیت کسی بھی پاکستانی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے ساڑھے تین سال تک روکھے پھیکے حکومتی رویوں کے باوجود بھی کس طرح سے اپنی مفاہمتی پالیسی کے بنیادی اُصولوں پر کاربند رہ کر ہر حکومتی معاملے میں عفوودرگزر سے کام لیااِس کا ثبوت آج سب کے سامنے ہے اور یہ بھی ایک کُھلی کتاب ہے کہ جب اِس کی برداشت کی حد ختم ہو گئی تو باِلآخر اِس نے 27 جون کو حکومت سے علیحدگی کا اعلان بھی کردیا۔

یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اعلان جو اِس نے 27 جون کو کیا تھا وہ اِسے بہت پہلے ہی کردینا چاہئے تھا یعنی تب جب اِس نے یہ پرکھ لیا تھا کہ حکومت کے نزدیک اِس کی کیا اہمیت ہے اِسے اتنے عرصے حکومت کے ساتھ چلنا ہی نہیں چاہئے

تھامگر بہر کیف ! حکمران جماعت کے ساتھ ایک بڑا عرصہ گزارنے کے بعد اِس نے 27 جون کو جو فیصلہ کیا وہ بھی اِس کا ایک بہترین عمل ہے کیوں کہ ملک میں جاری ایک جمہوری حکومت میں ایسے جمہوری عمل کو پروان چڑھانے کے لئے متحدہ کا یہ ایک اچھا قدم اور قابل احسن اقدام ضرور قرار دیا جاسکتا ہے مگر پھر بھی اِس منظر اور پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے یوں حکومت سے علیحدگی کے اعلان سے یقینا حکمران جماعت میں شامل صدر اور وزیر اعظم سمیت ایک سنجیدہ طبقے کو دھچکا لگا ہوگا اور وہ ایک لمحے کے لئے ضرور سکتے میں آ گئے ہوں گے اور یہ سوچنے پر بھی مجبور ہو گئے ہوں گے کہ ایم کیو ایم نے یکدم سے یہ کیا دھماکہ کردیا اِس نے ملکی اپوزیشن کی سیاست کے تلاطم خیز منجدھار میں ہمیں اکیلا بیچ میں چھوڑ کر خود ساحل سے جا لگی ہے۔

مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس سارے عمل کے دوران ایک بات بڑی شدت سے ضرور محسوس کی جاسکتی ہے کہ متحدہ کی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کے اتنے دن گزر جانے کے باوجود ایک طرف سندھ سے تعلق رکھنے والی برسر اقتدار جماعت سے کے ذمہ داروں اور صوبائی سطح پر حکومتی اراکین کی جانب سے جلتی پر تیل ڈالنے جیسے گرما گرم بیانات پڑھنے اور سُننے کو ضرور مل رہے ہیں تو دوسری جانب یہ بڑی حیرت اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی سطح کے عہدیداران کی جانب سے ابھی تک کوئی ایک بھی ایسا سخت

بیان اور زبان سامنے نہیں آئی ہے کہ جس سے یہ اندازہ ہوسکے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی حکومت سے علیحدگی کے اعلان سے اِنہیں بھی صوبہ سندھ کے ذمہ داروں کی طرح کوئی خوشی یا تقویت حاصل ہوئی ہے ایسا لگا ہے کہ جیسے حکمران جماعت کی مرکزی قیادت کو شائد یہ گمان قطعاً نہیں تھا کہ متحدہ اِس بار اتنا سخت رویہ اختیار کرجائے گی جیسا اِس نے اِن سطور کے رقم کرنے تک روا رکھا ہوا ہے۔ جبکہ حکمران جماعت کی مرکزی قیادت جن میں خصوصی طور پر عزت مآب صدر مملکت جناب آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا یہاں ہم ضرور تذکرہ کریں گے کہ اِن شخصیات کو ابھی تک یہ اُمید ضرور ہے کہ یہ اپنی فہم وفراست اور اپنے دوستانہ لب ولہجے اور شرین زبانی سے اپنے متحدہ کے ساتھیوں کو پہلے سے زیادہ بہتر اور مضبوط انداز سے منانے میں کامیاب ہوجائیں گے اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کے نزدیک کوئی ایسی خاص بات بھی نہیں ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے ایم کیو ایم اِن سے روٹھ کر چلی گئی ہے اِسی بنا پر وہ یہ سمجھتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ

تمہاری نظر کیوں خفا ہوگئی ......خطا بخش دو گر خطا ہوگئی

اور یہ متحدہ کو منانے کے لئے اپنی جانب سے نائن زیرو بھیجی گئی مختلف اشخاص کے درمیان ہونے والی ملاقاتوں سے بھی پُر اُمید ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اپنے متحدہ کے ناراض دوستوں کو منالیں گے اور جبکہ متحدہ کا خیال

یہ ہے کہ حکمران اَب کچھ بھی کرلیں اور کسی کو بھی بھیج دیں مگراَب ہم حکومت میں شامل ہونے والے نہیں ہیں اوراِب ہم ہر حال میں اپوزیشن میں ہی بیٹھیں گے یعنی یہ کہ اَب متحدہ کا بھی کہنا یہ ہے کہ

ملاقات پر اتنے مغرور کیوں ہو
ہماری خوشامت پر مجبور کیوں ہو
منانے کی عادت کہاں پڑ گئی
ستانے کی تعلیم کیا ہو گئی

بہر حال !اَب اگر حکومت واقعی کراچی اور سندھ میں امن اور سکون کی متلاشی ہے تو اِسے چاہئے کہ یہ حقیقی معنوں میں اپنی مفاہمت کی پالیسی کو اپناتے ہوئے اپنے وزراء اور ذمہ داروں کو یہ بات بھی اچھی طرح سے سمجھادے کہ کچھ حاصل کرنے کے لئے جذبات اور الزام تراشیوں کا سہارانہ لیاجائے بلکہ افہام و تفہیم اور محبت کی وہ زبان استعمال کی جائے جو سندھ کی دھرتی کا طرہ امتیاز اور یہاں کے صوفیوں کی تعلیم ہے۔

انقلاب کا فلگ شگاف نعرہ

جاوید ہاشمی ، عمران خان اور الطاف حُسین کا ملک میں انقلاب ، انقلاب کا فلگ شگاف نعرہ ....
کیا آٹے ، بجلی ، پانی اور زندگیوں سے محروم ہوتے عوام ملک میں انقلاب کے لئے منتظر ہیں ....؟
حکمرانوں کی بے حسی اور خوراک ، پانی ، گیس ، بجلی اور صحت معالجہ جیسے بنیادی حقوق سے محروم ہوتے عوام کے صبر وبرداشت کو دیکھتے ہوئے ہم برملاطور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج پاکستان کا قومی پھل صبر ، قومی لباس کفن، قومی کھیل خود کشی اور خود کش حملے، قومی فیشن مذاکرات، قومی دعا یااللہ لائٹ آجائے اور حکمرانوں کے دلوں میں قومی خزانے سے محبت کا جذبہ ختم کرکے عوام سے محبت کا جذبہ مزین کردے یہ ہو کر رہ گئے ہیں اور پھر بھی قوم ہے کہ باوجود اِس کے کہ یہ ملک میں انقلاب برپا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں مگر پھر بھی یہ اپنے اِن بے حس وحرکت حکمرانوں سے فلاح کی اُمید لگائے بیٹھی ہے کہ شائد وہ اِن کے حق میں کچھ بہتر کردیں ۔
جبکہ یہ امر واقع ہے کہ ہمارے ملک میں اناج سے لے کر توانائی تک کے

پیدا ہونے والے ہر بحران اور اِن بحرانوں سے جنم لینے والے ہر مسائل کے ذمہ دار بھی ہمارے یہی موجودہ اور سابقہ سول اور فوجی حکمران ہیں جنھوں نے ہر دور میں ملک اور قوم کے مفادات سے زیادہ اپنے مفادات کو ترجیح دی اور اِنھوں نے اپنے دورِ اقتدار میں دیدہ اور دانستہ طور پر خود کو کسی نہ کسی دوست نما دُشمن کا آلہ کار بنائے رکھا اور یہ اِس خوش فہمی میں مبتلا رہے کہ اِن کے یہ آقا اِنہیں ہمیشہ یوں ہی سنبھالا دیئے رکھیں گے مگر جوں جوں دنیا کے حالات اور ہمارے زمینی حقائق تبدیل ہوتے رہے تو ایک طرف ہمارے فرینڈز کنٹریز اور دوسری جانب ہمارے وہ اغیار ممالک جن کے لئے ہم اپنے انتہائی فراخ دلانہ انداز سے کام کرتے رہے وہ بھی ہم سے اَب نظریں چرانے لگے ہیں اور وہ اَب ہم سے کام لے کر بھی ہماری غیر مشروط طور پر کسی بھی قسم کی امداد کرنے سے کترا رہے ہیں حالانکہ ہمارے تیور تو وہی پرانے جیسے ہیں مگر اِن کے رویوں میں تبدیلی آگئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِن کی اِس طرح ہماری امداد بند کردینے والے عملِ خاص و عملِ ناراضگی سے نہ صرف ہمارے ملک کی گاڑی رک کر رہ گئی ہے بلکہ اَب تو ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور بہت سے اعلیٰ عہدوں پر فائز اشخاص کی دال دلیہ پر بھی منفی اثرات پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ جبکہ سب سے زیادہ بُرا اثر عوام الناس پر پڑ رہا ہے اور عوام اپنے مسائل کی چکی میں پس کر کسی انقلاب کی صدا بلند کر رہے ہیں عوامی کی جانب سے بلند ہوتی ہوئی انقلاب کی صدا سے متعلق ہمارا خیال یہ ہے کہ انقلاب کی صدا اَب

تک تو اِن کے حلق ہی میں پھنس کر رہ گئی ہے.... مگر ملک میں انقلاب کے لئے اِن کی بیقراری اور بے چینی کو دیکھ کر یہ اندازہ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ اگر حکمرانوں،
سیاستدانوں اور ملک کے اعلیٰ سول اور فوجی عہدوں پر فائز اشخاص کی جانب سے عوام کے ساتھ یوں ہی ناانصافیوں اور مہنگائی، بھوک وافلاس، کرپشن سمیت اِن کے بنیادی حقوق کی حصولی سے متعلق اِنہیں کسی قسم کے ریلیف نہ دیئے جانے کا سلسلہ جاری رہا تو عین ممکن ہے کہ ملک میں وہ انقلاب آجائے جس کی رَٹ جاوید ہاشمی، عمران خان اور الطاف حُسین لگا رہے ہیں تو وہ انقلاب ملک میں آکر رہے گا اِس لئے ضروری ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار اور اختیار اپنا احتساب کرلیں اور اپنی عیاشیوں کو ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے ترک کرکے وہی کچھ کریں جنہیں کرنے کا عوام اِن سے مطالبہ کررہے ہیں ورنہ اِن کا حشر عوام وہی کردیں گے جس کی جانب جاوید ہاشمی، عمران خان اور الطاف حُسین گاہے بگاہے عندیہ دیتے رہتے ہیں۔
بہر حال اِس لحاظ سے ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج شائد ہمارے اِس نقطہء نظر سے کوئی بھی ذی شعور پاکستانی انکار نہ کرسکے کہ ملک اپنی تاریخ کے جس انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے اِسے ایسے حالات واقعات کا سامنا کبھی نہیں پڑا تھا جن حالات سے یہ آج گزر رہا ہے اِس لئے کہ میرا ملک جو اپنے قیام سے لے کر آج تک کسی نہ کسی طرح اپنے دوستوں اور دشمنوں کے ہاتھ کھلونا بنا رہا اور اِن سب نے

اِسے اپنے اپنے مقاصد اور مفادات کے حصول کے خاطر بیدریغ استعمال کیا اور ہم اِن سے ہمیشہ امداد اور قرضوں کے عوض ملنے والے ڈالروں کی لالچ میں کسی غلام کے مانند ہاتھ باندھے اِن کا ہر حکم بجالاتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہمارے دوست ہم پر جو مہربانی کررہے ہیں اِن کی خواہش کی تکمیل کرکے ہی اِن کے احسانات کا ازالہ کیا جاسکتا ہے یوں اِسی جذبہء کاہلی اور فقیرانہ طبیعت کے باعث ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے مگر وقت کا پہیہ تیزی سے آگے اور آگے بڑھتا رہا اور آج یہ اپنی رفتار سے دنیا کو اتنے آگے لے جاچکا ہے کہ ہم اِس کا تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں یوں ہم اپنی کاہلی اور سست روی اور اپنوں اور اغیار پر تکیہ کئے رکھنے کے باعث دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں دوسروں کے دیئے ہوئے بھیک نما ٹکڑوں پر گزرا کرتے کرتے ہماری عادت میں وہ فقیرآ گئی ہے کہ اَب ہم دنیا سے اپنی استطاعت سے بڑھ کر کچھ مانگتے ہیں تو وہ اَب ہم سے شرائط کرنے لگی ہے اور برملا مطالبہ کرتی ہے کہ پہلے ہمارے کام کو ہمارے معیار اور مرضی کے مطابق کرو تو تم کو وہ ملے گا جس کی تمہیں ضرورت ہے اور جب ہم اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اِن کی شرائط پر پورا نہیں اُترتے ہیں تو یہ ہماری امداد نما بھیک اور قرضے ہمیں دینے سے انکار کردیتے ہیں جیسا اِن دنوں ہمارا دوست نما دشمن اور دہشت گردِ اعظم امریکا ہماری ہر طرح سے امداد اور قرضے محض اِس بنا پر نہیں دے رہا ہے کہ اَب ہم نے اپنی اُصولی اور جارحانہ پالیسیوں کی وجہ سے اِس کی شرائط ماننے سے انکار کردیا ہے تو اِس

پر یہ ہم سے ناراض ہوگیا ہے اور ہم پر اِدھر اُدھر سے جائز اور ناجائز غرض کے ہر قسم کے دباؤ ڈال رہا ہے کہ ہم اِس کی شرائط مان جائیں تو یہ ہم کو ہماری مطلوبہ امداد کی شکل میں ڈالر دے گا۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ نائن الیون کا وہ المناک واقعہ جِسے دنیا کے دہشت گردِ اعظم امریکا اور اِس کے ضدی اور ہٹ حرام بچے اسرائیل نے خود تیار کیا تھا اور ان دونوں نے اپنی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اِس کا سارا ملبہ مسلمانوں کے سر ڈال دیا اور اِس طرح یہ خود کو پوتر ثابت کرنے میں کامیاب رہے اور یوں اِنھوں نے ساری دنیا میں مسلمانوں اور بالخصوص پاکستانیوں کو دہشت گردی کے علامت کے طور پر پیش کیا اور دنیا میں اُمت مسلمہ سے ایک غیر اعلانیہ صلیبی جنگ شروع کردی جو آج بھی افغانستان کی پہاڑوں اور پاکستان کے علاقوں میں جاری ہے۔

اگرچہ یہاں افسوسناک امر یہ رہا کہ اِس جنگ میں امریکا نے ہم کو بھی زبردستی شامل کرنے کے لئے ہم پر ہر وہ دباؤ ڈالا جو ہماری برداشت سے باہر تھا مگر چونکہ ہم اِسے اپنا سب سے بڑا ہمدرد اور دوست سمجھتے ہیں اور اِس سے امداد لیتے رہتے ہیں اِس لئے اِس کے مشکل وقت میں ہمیں کام آنا پڑا اور ہم اِس کے پریشر میں بھی آچکے تھے اِس وجہ سے بھی ہمارے لئے اِس کو انکار کرنا نہ

صرف ناممکن رہا بلکہ مشکل ترین بھی ہوگیا تھا ایسے میں ہم کسی زر خرید غلام کی طرح اِس کے ہر حکم کی تکمیل میں ہاتھ باندھے اِس کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شامل ہوگئے اور آج بھی ہنوز اِس کی جنگ کا ہراول دستہ بن کر اپنا اِس سے زیادہ نقصان کرنے میں لگے پڑے جس کی تفصیل میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں اِس کے لئے صرف یہی کہنا دینا کافی ہوگا کہ نائن الیون کے بعد اغیار کی لگائی ہوئی آگ میں جس طرح ہم خود کو جھونک کر طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہوگئے ہیں وہ بھی آج دنیا سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں مگر اِس کے باوجود بھی کیا یہ ہمارے غلامانہ ذہن کا عکاس نہیں ہے کہ ہم اپنا ہر قسم کر نقصان برداشت کرکے بھی امریکا سے ہر معاملے میں جھڑکیاں کھارہے ہیں اور اِس کی جانب سے اپنے اُوپر طرح طرح کے لگائے جانے والے اُلٹے سیدھے الزامات کے باوجود بھی اِس کے ہر حکم کو ماننے اور اپنی افواج کے ہاتھوں اپنے ہی لوگوں کو گولیوں اور گولوں سے بھون ڈالنے میں لگے پڑے ہیں یہ جان کر بھی کہ اِس طرح ہم اپنے ہی لوگوں کو مار کر اپنی ہی قوت کو کمزور کررہے ہیں اور اپنے ہی ملک میں اپنے ہی خلاف اپنے ہی لوگوں کو باغی کررہے ہیں مگر کیا کریں ہم نے امریکا سے مختلف حیلے بہانوں سے اتنا کچھ بٹور لیا ہے کہ اَب ہم اِس سے انکار کرکے خود کو معاشی اور عیاشی طور پر کسی مشکل میں بھی نہیں ڈال سکتے اِس وجہ سے ہم نے سوچ لیا ہے کہ بھلے سے ہماری ہاتھوں ہمارے ہی لوگ مریں تو مریں مگر امریکا ہم سے قطعاً ناراض نہ ہو اور اگر یہ ہمارے انکار پر ناراض ہوگیا تو ممکن ہے

کہ وہ ہم سے اُن اربوں ڈالر قرضوں کی وصولی اور آئندہ امداد اور قرض نہ دینے کا مطالبہ کر بیٹھے تو ہم کیا کریں گے جیسااِس نے گزشتہ دنوں اپنی مرضی کے مطابق کام نہ کرنے پر ہماری امداد اور قرض بند کرنے کا منصوبہ بنالیاہے جس کے لئے اِن دنوں ہمارے حکمران اور فوجی اور سول قیادت اِسے منانے اور امداد کی صورت میں قرضوں کی وصولی کے لئے پریشان ہیں جبکہ اِس حوالے سے یہ اطلاعات آرہی ہیں کہ ہمارے حکمرانوں اور اعلیٰ قیادت نے ناراض امریکا کو منانے سے متعلق یہ اُمید ظاہر کردی ہے کہ اِن کی دن رات کی انتھک محنت رنگ لے آئی ہے اور امریکا روکی گئی امداد اور قرضوں کی ادائیگی کے لئے راضی ہوگیاہے جس کے بعد ملک کی رکتی اور عوام کی سسکتی گاڑی کا پہیہ پھر سے تیزی سے چلنے لگے گا۔

بہر کیف! ملک کی موجودہ د معاشی ، سیاسی اوراخلاقی طور پر د گرگوں ہوتی صورت حال کے حوالے سے گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنمااور رکن قومی اسمبلی مخدوم جاوید ہاشمی نے لاہور میں ایک سیمنار سے خطاب اور میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہاکہ لیڈرشب نہ جاگی توملک میں ایساانقلاب آئے گا کہ عوام ہمارے بے حس وحرکت پڑے حکمرانوں اور امریکی چیلے سیاستدانوں کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے جنھوں نے امریکی غلامی اوراِن کی نمک حلالی کا حق اداکرتے ہوئے قومی خزانے کا ستیاناس کردیاہے اور اُنہوں نے کہاکہ اَب اِن

حالات میں اِن ہاؤس تبدیلی کا وقت نہیں ہے بلکہ اَب تو وقت آگیا ہے کہ ملک میں انتخابات سے ہی تبدیلی لائی جائے جبکہ دوسری جانب ہمارے ملک کے انتہائی جوان مگر ذراسے جذباتی پاکستان تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان نے بھی اپنی پارٹی تحریکِ انصاف برطانیہ کے زیر اہتمام الفورڈ میں پارٹی کے فنڈ ریزنگ ڈنر کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ پاکستان میں انقلاب کا عمل شروع ہوچکاہے (ارے عمران بھائی کہاں شروع ہوچکاہے ہمیں تو بھوک وافلاس، کرپشن سمیت اور دیگر مسائل کے دلدل میں دھنسے عوام کی جانب سے کوئی ایساانقلاب اُٹھتا نظرنہیں آرہاہے آپ کس انقلاب کے شروع ہونے کی بات کررہے ہیں...؟) جبکہ یہ حیرت کی بات ہے کہ اُنہوں نے اِس موقع پر یہ کہاکہ اِن کی پارٹی ملک میں انقلاب کے لئے مکمل طور پر تیار ہے اِن کا کھولا دعویٰ ہے کہ ملک میں انقلاب کے لئے ملک کے 90 فیصد نوجوان اِن کے ساتھ ہیں جبکہ حسب عادت اُنہوں نے اپنی صاف گوئی کا سہارالیتے ہوئے اِس موقع پر اِس بات کا اعتراف ضرور کیاکہ ملک میں انقلاب اور تبدیلی کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو کی کوششیں لائق احترام اور قابل ستائش ضرور تھیں اگرچہ اِن کا کہنا تھاکہ ماضی میں نرم انقلاب کے حوالے سے شہید ذوالفقار علی بھٹو کا چھوٹاانقلاب تھا جس نے ملک کی تقدیر بدلنے کی سعی کی مگر ہم اپنے ملک کے نوے فیصد نوجوان کے ساتھ جو انقلاب لائیں گے وہ ملک میں انقلاب کا سونامی ہوگا جس کی زد میں آنے والا ہر بڑااور کرپشن زدہ شخص اپنے عبرتناک انجام کو پہنچے گا۔

بلاشبہ ہماراملک آج حکمرانوں کی جانب سے کئے گئے کرپشن کی وجہ سے جن نازک حالات سے گزررہاہے اِن حالات میں تو ملک میں انقلاب کا آنا ایک لازمی امر قرار دیاجاسکتاہے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ ملک میں انقلاب کون .... اور کیسے لائے گا. ؟؟ تواِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج ملک میں سوائے ایم کیو ایم جو ملک کے ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے اِس کے علاوہ اور جتنی بھی جماعتیں جہاں کہیں سے بھی ملک میں انقلاب انقلاب کی باتیں اپنی پوری شدت سے کررہی ہیں وہ اِس میں بڑی حدتک فٹی فٹی ہیں اور اِن کا انقلاب کے حوالے سے ہر بیان سیاسی تو قرار دیاجاسکتاہے مگر اندر سے یہ انقلاب کے ہر گز خواہشمند نہیں ہیں اِس کے باوجود بھی چلو مان لیتے ہیں کہ ملک کی باقی جماعتیں بھی انقلاب لانے کا ارادہ رکھتی ہیں مگر پہلے وہ یہ تو فیصلہ کریں کہ اِن کا ملک میں انقلاب لانے کے لائحہ عمل کیا ہوگا اور کس کا کونسا لائحہ عمل ایسا جامع اور منظم ہے کہ عوام اِس کے انقلابی منشور سے متفق ہو کر .... انقلاب کے لئے اِس کے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے

ہم سمجھتے ہیں کہ اَب تک جس طرح ملک میں انقلاب کی باتیں کی جارہی ہیں وہ ایک فریب کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ موجودہ دور حکومت میں تو کم از کم کوئی ایک بھی ایسا دکھائی نہیں دے رہاہے کہ جو انقلاب لانے کے لئے تیار ہو

اِس کی وجہ ہماری سمجھ میں یہ آئی ہے کہ جو لوگ ملک میں انقلاب کی باتیں کر رہے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح سے خود کسی نہ کسی کرپشن کے پیروکار رہے ہیں یا ہیں تو یہ ملک میں سوائے زبانی کلامی انقلاب لانے کے خواہشمند تو ہیں مگر عملی انقلاب آنے کے بعد یہ لوگ اپنے المناک انجام سے بھی ڈرتے ہیں چلو بالفرض ہم مان بھی لیتے ہیں کہ ملک میں اگر کسی بھی طرح انقلاب آ بھی گیا تو وہ بھی کیا ہمارے یہاں اُن برائیوں کا جڑ سے خاتمہ کرپائے گا جن میں ہم گزشتہ 64 سالوں میں پڑ کر اُن برائیوں کے عادی ہو چکے ہیں اور کیا ہم اپنی اُن برائیوں کے خاتمے کے بعد جن میں لپیٹ کر ہم آج اپنی ایک نسل کو پروان چڑھا چکے ہیں کیا وہ کسی ایسے نئے نظام کو قبول کرپائے گی جس کے رائج ہوتے ہی اِسے طرح طرح کی معاشی، سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور اخلاقی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہماری نوجوان نسل کو اُن تمام برائیوں سے جس کی وجہ سے آج اِس کا اسٹنڈرڈ آف لیونگ اَپ ہوا ہے۔ کیا یہ اُن برائیوں سے خود چھٹکارہ دلا کر ایک پاک صاف نظام کا خود کو حصہ بنانے کے قابل کرپائے گی۔؟؟ اگر اِس جواب ہماری نوجوان نسل ہاں میں دیتی ہے تو پھر ملک میں انقلاب لانے کے لئے ایک لمحہ بھی دیر نہیں ہونی چاہئے۔ بہر حال! یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں حکمرانوں سے لے کر سیاستدانوں اور عوام تک کرپشن کا کلچر جس طرح جڑ پکڑ چکا اِس سے چھٹکارے کے لئے ملک میں انقلاب کا آنا لازم وملزوم ہوگیا ہے اور اَب ننگے بھوکے، بے کس و مجبور عوام کے سامنے اپنی بقاء اور ملکی سالمیت کے لئے ایک ہی

راستہ رہ گیا ہے اور وہ ہے انقلاب ..... انقلاب اور بس انقلاب کا ایسا انقلاب جو موجودہ بے حس حکمرانوں، سیاستدانوں، اور اعلیٰ سول اور فوجی عہدوں پر فائز اشخاص کو بھی بہا کر لے جائے گا جس کے لئے ملک کے آٹے، بجلی، پانی اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم اٹھارہ کروڑ عوام بیقراری سے اُس وقت کے منتظر ہیں جب اِن کی برداشت کی حد ختم ہو جائے گی اور صبر کا دامن اِن کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا تو پھر ملک میں وہ انقلاب آ جائے گا جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا اور اِس کے بعد ہمارے یہاں ایک ایسا نظام پروان چڑھے گا جس کی دنیا تعریف کرے گی۔

کے ای ایس سی انتظامیہ اور اندھیرے میں ڈوبا شہر قائد

آج اندھیرا ہی اندھیرا کیوں ہے میرے شہر میں....؟
کے ای ایس سی کی انتظامیہ کی بڑھتی ہوئی ہٹ دھرمی اور لوڈشیڈنگ کا جن میرے شہر کی رونق کو نگل رہا ہے کیوں.....
2005 میں جب اُس وقت ملک پر کے ایک آمر حکمران کی حکومت تھی اِس نے جب کے ای ایس سی کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے دباؤ میں آکر یہ سوچ سمجھے بغیر کہ حکومت کیا کرنے جارہی ہے پرائیویٹائز کیا تھا تو اِسے بے پناہ ایسے سبز باغات نظر آتے تھے کہ یہ اِن باغات میں کھو کر رہ گئی تھی اور اِس نے ایک لحہ یہ سوچ سمجھے بغیر کہ کے ای ایس سی جیسے حساس ادارے کی نج کاری کے بعد اِسے کس قسم کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اِس نے 300 ارب روپے کے ذاتی مالیات رکھنے والے ادارے کے ای ایس سی کو 15 ارب 86 کروڑ میں 1.65 کے حساب سے (اونے پونے داموں) ایک ایسے بروکر کو جس کا خالصتاً کام کنسٹرکشن کا ہے اور جیسے پاور یوٹیلیٹی چلانے کا کوئی تجربہ نہیں تھا اِسے فروخت کردی اِس کے بعد بھی اِس نان ٹیکنکل بروکر پر حکومتی کرم نوازیاں کچھ کم نہ ہوئیں اور حکومت نے تقریباً 43 ارب روپے کے ای ایس سی کو دیئے اور یوں اعداد و شمار کے مطابق حکومت

اب تک اِسے 33ارب روپے مزید سبسڈی کی شکل میں دے چکی ہے اوراِس کے باوجود بھی کہایہ جارہاہے کہ حکومت نے آئندہ بجٹ 2011-12 میں بھی 47ارب سے زائد کی رقم کے ای ایس سی کے لئے رکھی ہے۔اعلیٰ عدلیہ اِس کا بھی احتساب کرے اور اُن حقائق کی بھی چھان بین کرے کہ کیاکے ای ایس سی کی نجکاری صاف وشفاف عمل کے تحت ہوئی ہے....؟یا سابق اور موجودہ حکمرانوں نے دیدہ ودانستہ طور پر ملک کے اِس حساس توانائی پیدا کرنے والے ادارے کو اونے پونے داموں میں فروخت کرکے ملک دشمن آقاؤں کی خوشنودی توحاصل کرلی مگر کراچی جیسے بین الاقوامی شہر کی ترقی اور خوشحالی کے راستے بند کرکے نہ صرف شہر کراچی بلکہ ملک کا بھی بیڑاغرق کردیا۔

اِس سارے منظر اور پس منظر کے بعد اگر یہ کہاجائے کہ اتنی ڈھیر ساری حکومتی مہربانیوں کے باوجود بھی کے ای ایس سی کی موجودہ انتظامیہ اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہر کئے ہوئے کہ اِس نے اِس سارے عرصے کے دوران حکومت سے بہت کچھ لینے کے باوجود بھی یہ اپنے معاہدے کے مطابق وہ کارکردگی نہیں دکھاپائی ہے جس کااِس نے حکومت سے وعدہ کیاتھاُالٹادبئی بیس کمپنی البرج جس کے تمام مالکان کا تعلق پاکستان سے اُنہوں نے دولت کمانے کے چکر میں پڑکر دبئی کو توروشن کرر کھاہے مگراپنے ہی ملک پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی اور صنعتی مرکزی شہر کراچی میں بجلی کا مصنوعی بحران پیداکرکے اِس کی ترقی کے اور خوشحالی کے

تمام راستے بند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی رکھی ہے اِس نے اِس ادارے سے بجلی فراہم نہ کرکے بھی اپنا منافع کمانے کے لئے ہر وہ ناجائز طریقہ اختیار کیا ہوا ہے جسے دنیا کا کوئی بھی قانون درست قرار نہیں دے سکتا ہے۔

مگراِس کے باوجود بھی ستم ظریفی یہ ہے یہ ادارہ مسلسل اپنے ٹیرف میں اضافہ کئے جارہاہے اور حکومت ہے کہ وہ مصالحتوں کا شکار ہونے کے باعث خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔جبکہ افسوسناک امر یہ ہے کہ کے ای ایس سی کی موجودہ انتظامیہ کی بے حسی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے شہر میں طویل عرصے تک ہونے والی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے شہر کراچی کی ہزاروں صنعتیں بند ہو گئی ہیں جن میں کام کرنے والے 7-8 لاکھ مزرود بے روگار ہوگئے ہیں یوں کے ای ایس سی کی انتظامیہ کی بڑھتی ہوئی ہٹ دھرمی کے باعث لوڈشیڈنگ کے جِن نے شہر کراچی کو اندھیرے میں ڈبو کراِس شہر کی رونق تباہ وبرباد کردی ہے تو وہیں اِس نے شہر کراچی کے امن وسکون کو بھی داؤپر لگادیاہے آئے روز شہر کے درجن بھر علاقوں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باعث پانی کی عدم فراہمی سے ستائے افراد شہر کی سڑکوں پر مشتعل ہو کر احتجاج کرتے نظر آتے ہیں اِن کے اِن احتجاجوں کی وجہ سے شہر کی شاہراہوں پر گھنٹوں ٹریفک جام رہنا معمول بن گیاہے جس کی وجہ سے شہر کا معاملات زندگی بھی بری طرح سے مفلوج ہو کر رہ جاتاہے اوراِس پر ستم ظریفی یہ کہ شہر کے اکثر جلد باز وہ افراد جنہیں اپنے کاموں اور گھروں پر پہنچنے کی

بہت جلدی ہوتی ہے وہ الٹے سیدھے راستوں حتیٰ کہ فٹ پاتھوں پر بھی اپنی سواریاں چڑھا کر شاہراہوں پر رینگتا اور سسکتا ہوا ٹریفک جام کرنے میں اپنا کردار ادا کرکے شیطان کے اُس کام کی تکمیل کرتے ہیں کہ "جلدی کا کام شیطان کا" اور وہ اپنے اِس عمل سے یہ ثابت کردیتے ہیں کہ وہ انسانیت کے دائرہ کار سے نکل چکے ہیں اور وہ اَب شیطان کی اُس صف میں شامل ہوچکے ہیں جنہیں دیکھ کر اَب یقینی طور پر کوئی انہیں انسان کہہ کر انسانیت کے توہین کرے گا۔

بہرحال ایسے افراد جو شہر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ہاتھوں مجبور اور بے کس عوام کے احتجاجوں کے باعث اپنی منزلوں پر جلدی پہنچنے کے خواہشمند ہوں اُنہیں چاہئے کہ وہ الٹے سیدھے راستے سے جلدی نکلنے کے چکر میں اپنی موٹرسائیکلوں ،کاروں اور دوسری سواریوں کو سڑکوں پر پھنسانے سے اجتناب برتیں اور اُس ٹریفک قانون کے مطابق اپنی گاڑیاں چلائیں جس کی انہیں قانون اجازت دیتا ہے اِن کی ایک ذرا سی غلطی سے ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے سڑکوں پر ایمبولینسوں میں نہ جانے اتنی مریض ایسے ہوتے ہیں جو اسپتال تک پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں موت کے ہاتھوں اپنی زندگی ہار جاتے ہیں۔ جبکہ شہر بھر میں بجلی کی لودشیڈنگ کے باعث ہونے والے احتجاجوں کے باوجود

بھی کے ای ایس سی کی انتظامیہ کی بے حسی کا عالم یہ ہے کہ اِن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے اُلٹا اِس نے اپنی تمام کوتاہیوں اور نالائقیوں کا ذمہ دار اپنے ادارے کے اُن ملازمین کو ٹھیرادیا ہے جنہیں یہ مختلف بہانوں سے پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ ڈرادھمکا کر اور جبری طور پر نوکری سے نکالنے کا بھی ایک ایسا سلسلہ شروع جاری رکھے ہوئے ہے جس کی وجہ سے بھی شہر میں لوڈشیڈنگ کا دورانیہ بڑھا ہے حالانکہ اِس ساری سازش کے پیچھے بھی صرف یہ ہی ایک منصوبہ کارفرما ہے کہ کسی بھی طرح سے ادارے کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہو جبکہ اِسی ادارے کے سو سے زائد ڈائریکٹرز کی تنخواہ دس لاکھ سے 65 لاکھ تک ہیں جن کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ لوڈشیڈنگ کے نت نئے طریقے متعارف کرائیں تاکہ وہ طریقے سوچیں جن سے کے ای ایس سی کو بجلی پیدا کرنے میں مہارت حاصل ہوجائے اور یوں کے ای ایس ہی کی انتظامیہ نے اپنا سارا نزلہ گریا ہے اِن غریب محنت کشوں پر جن کے گلوں پر آج چھری پھیر کر کے ای ایس سی کی مقامی اور دبئی میں بیٹھی انتظامیہ دولت کا مینار بلند کرنا چاہ رہی ہے۔

اِن حالات میں بالآخر گزشتہ پانچ سالوں سے بالعموم اور تین ساڑے تین ماہ سے بالخصوص بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کا عذاب جھیلتے اور ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کرتے اہلیان کراچی کے دکھوں کا مداوا اُس وقت ہو ہی گیا جب کے ای ایس سی انتظامیہ اور احتجاجی ملازمین کے درمیان تنازع کے المناک نتائج سامنے

آنے کے بعد بجلی بحران کے حل کے لئے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان اور صوبائی وزیر داخلہ منظور وسان نے سی بی اے (یونین) کے نمائندوں اور اعلیٰ انتظامی افسران سے علیحدہ علیحدہ مذاکرات کئے یوں اپنے مفادات کی جنگ لڑتی ضدی کے ای ایس سی انتظامیہ اور محب وطن کے ای ایس سی کے احتجاجی ملازمین نے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے علیحدہ علیحدہ مذاکرات کے بعد گزشتہ جمعرات کی درمیانی شب سے فیلڈ آپریشنز بحال کرنے اور پیر 25 جولائی تک گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی دھرنا مؤخر کرنے کا اعلان کیا جبکہ کے ای ایس سی انتظامیہ اور احتجاجی ملازمین کی گورنر سندھ سے ہونے والی ملاقات کے بعد جو صورت حال سامنے آئے گی اِس کا اندازہ تو بعد ہی میں ہوسکے گا۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ستائش اور حوصلہ افزا ضرور ہے کہ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان اور صوبائی وزیر داخلہ منظور وسان نے کے ای ایس سی کے مزدوروں کے مطالبات کو جائز اور قانونی تسلیم کرتے ہوئے جو پیر 25 جولائی تک اِن کے کے ای ایس سی کی انتظامیہ کے درمیان گھمبیر ہوتے معاملات کے حل کئے جانے کی یقین دہائی یہ کہتے ہوئے کرائی ہے کہ 25 جولائی سے قبل ہی کے ای ایس سی کے ملازمین اور کراچی کے شہری بجلی کے حوالے سے خوشخبری سُنیں گے تو یہاں ہماری بھی یہ دعا ہے کہ اللہ گورنر سندھ اور وزیر داخلہ کی کوششوں کو ضرور قبول ومقبول فرمائے اور کے ای ایس سی کے ملازمین اور شہر کراچی کے عوام کا

بجلی جیسے دیرینہ مسئلے کا کوئی بہتر حل نکالے (آمین) جبکہ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان اور صوبائی وزیر داخلہ منظور وسان کی اِن مثبت اور تعمیری کوششوں کے جواب میں کے ای ایس سی کی موجودہ انتظامیہ نے گورنر سندھ اور وزیر داخلہ کو باور کراتے ہوئے کہا ہے کہ مزدوروں کے مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے حکومت سندھ کو دبئی بات کرنی ہوگی اِس کے بغیر کے ای ایس سی کی مقامی انتظامیہ نہ تو مزدوروں کے خود سے مطالبات تسلیم کرنے کے حق میں ہے اور نہ ہی شہر کراچی سے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے ہی تیار ہوگی گو کہ کے ای ایس سی کی مقامی انتظامیہ کے اِس ٹکے سے جواب کے بعد ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کے ای ایس سی کی انتظامیہ اپنے تئیں خود سے کوئی بھی ایسا مثبت کردار قطعاً ادا کرنے کو تیار نہیں ہے جس سے شہر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کم ہو اور ملازمین کے مسائل حل ہوں۔

مگر اِس کے باوجود بھی وہ صارفینِ بجلی جو ایک عرصے سے کے ای ایس سی کی ضدی انتظامیہ اور حق پر قائم احتجاجی ملازمین کی جنگ میں پس رہے تھے اُنہوں نے گورنر ہاؤس میں ہونے والی ملاقات کو کسی حد تک شہر کراچی کے لئے خوش آئندہ قرار دیا ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ اِس کے عنقریب سودمند نتائج ضرور برآمد ہوں گے اور شہر کراچی جو "روشیوں کا شہر کہلاتا ہے" ایک طویل سے اندھیرے میں ڈوب گیا تھا یا کے ای ایس سی کی بجلی کو ذخیرہ کرنے والی انتظامیہ نے

دیدہ و دانستہ طور پر چوری اور سینہ جوڑی مصداق وقتاً فوقتاً کبھی فرنس آئل کی کمی اور کبھی گیس کی کم فراہمی کا بہانہ بنا کر ایک طرف تو یہ کبھی لوڈشیڈنگ تو کبھی ٹکنیکل فالٹس کے سہارے شہر میں بجلی کا طویل تعطل پیدا کرکے فرنس آئل اور گیس بچاتی رہی اور شہر میں اندھیرا کرکے اِس روشنیوں کا شہر کہلانے والے شہر کراچی سے اِس کا یہ اعزاز چھین کراسے اندھیروں کا شہر کہلانے پر مجبور کرتی رہی تو کبھی اپنی نالائقیوں کو احتجاجی ملازمین کے سر تھونپ کر عوام کو بے وقوف بناتی رہی ہے اور دوسری جانب کے ای ایس سی انتظامیہ اپنی اِس پریکٹس پر بھی قائم رہ کر یہ بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے بوکس طریقے سے بلوں کی مد میں صارفین سے زائد بل بھی وصول کررہی ہے اِس سے AVGاورASSD بھی اَب شائد عوام کو نجات مل جائے گی۔

اوراِس کے ساتھ ہی شہر کراچی میں کے ای ایس سی کی بے حس انتظامیہ کے رویوں کے پیش نظر مختلف ذرائع اِن خدشات کا بھی اظہار کررہے ہیں کہ کے ای ایس سی کی موجودہ انتظامیہ سے کسی بھی قسم کے لچک کے مظاہرے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ہے اور ممکن ہے کہ صدر مملکت آصف علی زرداری شہر کراچی کو اندھیرے میں ڈوبنے سے بچانے اور مزدوروں کی نوکریوں کو تحفظ فراہم کرنے اور کے ای ایس سی کو دوبارہ حکومتی تحویل مین لینے کے خاطر صدداتی آرڈینس جاری کردیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر واقعی
صدر مملکت آصف علی زرداری نے اپنی ذاتی

مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عوامی مشکلات اور کے ای ایس سی کے ملازمین کی نوکریوں کے تحفظ کے لئے ایسا کوئی آرڈیننس جاری کیا تو یہ نہ صرف ملازمین کے حق میں بہتر ہوگا بلکہ شہر کراچی کے عوام کو کے ای ایس سی کو حکومتی تحویل میں جانے کے بعد جو ریلیف میسر آئے گا کراچی کے عوام اِسے بیان نہیں کرپائیں گے۔

اگرچہ اطلاعات یہ آئی ہیں کہ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان نے (کے ای ایس سی کی انتظامیہ اور احتجاجی ملازمین) دونوں فریقین ہدایت کی ہے کہ وہ بجلی کی فراہمی میں تعطل کو دور کرنے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے ملازمین کو بھی اِس بات کا پورا پورا یقین دلایا کہ اِن کے تمام جائز مطالبات کی منظوری کے لئے اپنا پورا اثرورسوخ استعمال کریں گے جبکہ اُمید افزا خبر یہ بھی ہے کہ گورنر نے کمشنر کراچی اور پولیس حکام کو بھی خصوصی ہدایت کی کہ وہ فیلڈ آپریشنز میں حائل تمام رکاوٹوں کو اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے فی الفور دور کریں۔

آج اِس بات سے شائد ہر ذی شعور پاکستانی آگاہ ہوچکا ہو کہ پاکستان میں توانائیوں کے بحرانوں کے پیچھے بھی یہود ہنود کے مالیاتی اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی وہ سازش کارفرما ہے جس کے ذریعے وہ پاکستان کو معاشی

اور اقتصادی لحاظ سے تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اَب ملک کے موجودہ دگرگوں ہوتے حالات اور واقعات سے تو یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی اِس سازش میں بڑی حدتک کامیاب بھی دکھائی دیتے ہیں چونکہ یہ بات حقیقت ہے کہ آئی ایم ایف اور ورلڈبینک نے دنیاکے جن ممالک میں بھی اپنے قدم جمائے ہیں وہاں کی معیشت اور اقتصادی ڈھانچے کو اپنی ناقص اور فرسودہ پالیسیوں اور وہاں بجلی اور دیگر توانائی پیدا کرنے والے اداروں کو پرائیویٹائز کرنے کے ساتھ ساتھ اُن اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں کم کرنے ،ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن سے کٹوتی کرنے ،اوقات کار بڑھانے ملازمین سے نوکریوں کا تحفظ ختم کرنے اورمزید بھرتیوں پر پابندی لگانے جیسی پالیسیاں، متعارف کرواکراِن ممالک میں تباہ و برباد ہی پھیلادی ہے جن کی مثالیں یہ ممالک ہیں جن میں انڈونیشیا، ارجنٹائن اور تنزانیہ شامل ہیں ۔

یہاں ہم اپنی اِس بات کو سمجھانے کے لئے طارق اسمٰعیل ساگر کی ایک کتاب کے باب" کابھیانک کردار" کو پیش کرناچاہیں گے جس سے یہSYNAGOGUE شیطانی کنیسہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہودوہنوددنیااور بالخصوص مسلم ممالک کو معاشی اور اقتصادی اور سیاسی طورپر کس طرح سے تباہ کئے جانے کے عالمی منصوبے بنائے ہیں باب میں درج ہے کہ" اینڈریو کیر تگٹن ہچکاک کا شمار دنیاکے بہترین تحقیقی کتابیں لکھنے والے مصنفین میں ہوتاہے2006ء میں اُن کی اہم تصنیف THE

جب منظر عام پر آئی تو اِس کتاب نے دنیا بھر میں ایک SYNAGOGUE OF STATAN
بھونچال پیدا کر دیا تھا اِس لئے کہ ائنڈر یو کیر نگٹن نے اپنی اِس کتاب میں دنیا کے امن
وسکون کو تباہی کی بھینٹ چڑھانے والے اُن شیطانی گروہ کے گزشتہ بارہ سو سال کی کہانی
انتہائی اختصار سے بیان کرتے ہوئے ساری دنیا میں اِس شیطانی گروہ کی سازشوں کو بے
نقاب کیا تھا جس نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قیام کے بعد اِس کے ذریعے دنیا کی
معیشت پر قبضہ کرنے اور اِسے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کا منصوبہ بنایا تھا اور آج
ہمارے ملک میں بھی یہودیوں کے یہ ادارے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک اپنی اُسی پالیسی
پر عمل پیرا ہو کر وہی کچھ کر رہے ہیں جیسا اِنھوں نے مندرجہ بالا ممالک میں کیا ہے
لہٰذا آپ ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت جس قدر جلد ممکن ہو سکے اِن ملک دشمن
اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے چھٹکارہ حاصل کرے اور شہر کراچی کا کھویا
ہوا اِس کا یہ اعزاز کہ ''کراچی روشنیوں کا شہر ہے'' اِسے دوبارہ دلائیں اور کے ای ایس
سی کو ملک دشمن البرج کمپنی سے واپس لے کر حکومتی تحویل میں دے مگر اِس کے ساتھ
ہی ہم صارفین بجلی سے یہ عرض کریں گے کہ وہ بجلی چوری سے توبہ کریں اور ایمانداری
کی بنیادوں پر اپنے بجلی کے بل مقررہ تاریخوں میں جمع کرادیا کریں اگر صارفین بجلی کی
ایمانداری سے بجلی کے بل جمع کرانے کی پریکٹس جاری رہتی تو کسی میں دم نہیں تھا کہ
KPS(کوئی کے ای ایس سی کو پرائیویٹائز کرتا لہٰذا عوام کو بھی چاہئے کہ وہ
کُنڈا پاور سپلائی) سے اجتناب برتیں اور چوری کی بجلی

کے استعمال سے خود کو بچائیں اور یہ شیوہ چھوڑ دیں جیسا کہ شاعر نے عرض کیا ہے کہ

ہم مُسلمان ہیں، ہر لمحہ ہے دعویٰ اپنا
اک خُدا، ایک نبی، ایک ہے کعبہ اپنا
ٹیکس سرکار کو دینا نہیں عادت اپنی
چوری بجلی کی یہ برسوں سے ہے شیوہ اپنا

کیا بے شک حکمرانوں ! نے اپنی نااہلی کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں؟

حکومت کا رمضان میں دن میں لوڈشیڈنگ دگنی کرنے اور سحر وافطار کے اوقات میں لوڈشیڈنگ نہ کرنے کا مضحکہ خیز اعلان کیا.....

حکومت اور ایم کیو ایم KESC کی بہانے بازی اور ہٹ دھرمی کا نوٹس لے....؟

ہمارا ملک پاکستان دنیا کا شائد وہ واحد ملک ہے جو ایٹمی قوت ہونے کے باوجود بھی توانائی (بجلی) کے بحران کی زد میں کچھ اِس طرح سے جکڑا جاچکا ہے کہ اِس کی ساری معاشی ،صنعتی اور ایٹمی طاقت بھی خاک میں ملتی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے ملک کو اِس مسئلے سے نجات دلانے کے بجائے ہمارے موجودہ حکمرانوں نے اُس پر اپنی نااہلی کے باعث یہ دعویٰ بھی کرنا شروع کردیا ہے کہ اِن کے پاس کوئی جادو کی چھڑی یا الہ دین کا کوئی چراغ نہیں ہے کہ وہ ملک میں توانائی کے بڑھتے ہوئے بحران اور بجلی کی طلب کے مقابلے میں کم ہوتی پیداوار کو فوراً (تُرنت) ہی بڑھانے کے لئے کوئی دیرپا اور پائیدار منصوبہ بندی کرکے اِس کی طلب اور رسد میں توازن لاسکیں اور اِن کا اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہے کہ اِن سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ ملک میں بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے اِس کے ٹیرف میں ہر ہفتے ، ماہ اور سال کے لحاظ سے 12 فیصد اضافے کا منصوبہ بنا

کر کر رہے ہیں اور اَب تک ملک میں بجلی کی پیداواری ہدف کو بڑھانے کے لئے طویل لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی اِس کے ٹیرف میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مشاورت سے جواندھا دھنداضافہ کیا گیاہے وہ بھی اِس حکومت کا بین ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت نے ملک میں جاری سنگین بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے بجلی کی قیمت بڑھا کر کس قدر سنجیدہ اقدامات کئے ہیں اور ساتھ ہی موجودہ حکومت کا یہ بھی عظیم دعویٰ ہے کہ اگراِس کے باوجود بھی ملک میں بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے طویل ترین لوڈشیڈنگ کا سلسلہ شروع کرنے کے علاوہ بجلی کی قیمت میں آئندہ بھی ایسے ہی بے تحاشہ اضافے جیسے اقدامات کرنے کا موقع ملاتو حکومت ضرور کرے گی کیوں کہ حکومت ایسا کرنے کا مصمصم ارادہ کرچکی ہے اِس پر حکومت کا یہ کہنا ہے کہ اَب اگراِس کے باوجود بھی ملک میں بجلی کی پیداوار نہ بڑھے تواِس کے لئے حکومت کیا کر سکتی ہے ......؟؟اوران کی یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے بلکہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے تو یہ تک کہنا شروع کردیاہے کہ اگر عوام اِنہیں دوبارہ اقتدار دیں تواِن کی اولین ترجیح ملک میں بجلی کے بحران کے خاتمے اور توانائی کے منصوبوں کی جانب مرکوز ہوگی یعنی یہ کہ اُنھوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بجلی کے ستائے اور روشنی کو ترسے ،بے سکوں اور بجلی کی طویل بندش کے باعث اپنے کارخانوں سے نکالے گئے عوام پر یہ بات اچھی طرح سے باور کرانی شروع کردی ہے کہ اگر عوام چاہتے ہیں کہ ملک سے بجلی کی قلت اور طویل دورانیے کی لوڈشیڈنگ ختم ہوتو

لامحالہ عوام کو اپنے اِن ہی حکمرانوں کو آئندہ بھی مسند اقتدار پر بیٹھانا ہوگا ورنہ عوام کو بجلی کے طویل لوڈشیڈنگ کے دردناک عذاب سے کوئی مائی کا لعل بھی نجات نہیں دلاسکتا کیونکہ یہ ہنر صرف اِن ہی موجودہ حکمرانوں (صدر زرداری وگیلانی اینڈ کو) کے پاس ہے۔جو اَب آئندہ اقتدار میں آکر ملک سے بجلی اور توانائی کا بحران چٹکی بجاتے ...... ہیں ختم کردیں گے .... مگر ابھی نہیں ابھی تو جیسا چلتا ہے چلنے دو

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے ہمارے موجودہ حکمرانوں نے کیا پہلے ہی عوام کا معیار زندگی کچھ بہتر کردیا ہے.....؟کہ جو اَب یہ دوبارہ اقتدار سنبھالنے کے بعد اِسے مزید بلند کرنے کے اقدامات کرنے کی عوام سے اُمید لگائے بیٹھے ہیں بہرحال ! غرض یہ اَب ہمارے یہ موجودہ حکمران کچھ بھی کرلیں عوام اِن کی نااہلی اور اِن کے کرتوتوں سے واقف ہوچکے ہیں وہ اِنہیں ایک بار آزمانے کے بعد دوبارہ آزمانے کا نہ تو تصور ہی کرنے کو تیار ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا خواب دیکھنے کی اِنہیں کوئی تمنا ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کو دوبارہ اقتدار مل گیا ہے اِس لئے کہ عوام موجودہ حکمرانوں کے اِن منصوبوں کو جان چکے ہیں کہ اِن کے پاس مسائل حل کرنے کا نہ تو کوئی نسخہ ہے اور نہ ہی اِن میں ایسی کوئی قابلیت جس کے بدولت یہ مسائل حل کرسکیں اُلٹا یہ عنصر اِن کی رگوں میں بیٹھ چکا ہے کہ یہ گزشتہ ساڑھے تین

سالوں سے اپنی حکومت کی گاڑی کہیں مفاہمت تو کہیں منافقت کو فروغ دے کھینچ رہے ہیں اور باقی کے کچھ سال یہ عوام کو بجلی اور توانائی کے مسائل سے دوچار رکھ کراوراداروں سے لڑنے جھگڑنے میں ہی گزارنا چاہتے ہیں۔

جس طرح پچھلے دنوں ہمارے وزیراعظم نے سیکریٹری اسٹیبلشمنٹ کو برطرف کرکے عدلیہ سے چھیڑخانی شروع کی تو دوسری جانب ملک سے بجلی کے بڑھتے ہوئے بحران پر قابو پانے جیسے اقدامات کرنے کے بجائے حکومت کے ایماپر سیکریٹری واٹراینڈ پاور امتیاز قاضی نے اپناواضح اور دوٹوک مؤقف اختیار کرتے ہوئے یہ اعلان داغ دیاکہ حکومت نے رمضان المبارک کے دوران سحری اور افطارکے اوقات میں لوڈشیڈنگ نہ کرنے اور دن کے اوقات میں الحمداللہ ہماری حکومت کی اولین ترجیح یہ ہوگی کہ ہم لوڈشیڈنگ کادورانیہ دوگنا کردیں گے (تاکہ نہ تو روزہ دار آرام کر سکیں اور نہ ہی فیکٹریوں ، کارخانوں اور دفاتر میں کام ہوسکے) جس کے لئے حکومت نے بھی حتمی منظوری دے دی ہے اور حد تو یہ ہے حکومت کے نااہل ذمہ داران اپنی اِس نااہلی کے کارناموں پر پردہ ڈالنے کے بجائے کواِس قدر فخریہ انداز سے بتارہے ہیں کہ ہر وہ محب وطن پاکستانی جو سرزمین پاکستان کے علاوہ دنیاکے کسی بھی خطے میں رہتاہے وہ اِن کی اِن باتوں پر حیران ہے کہ حکومت رواں سال بجلی کی بچت کرنے کے حوالے سے اقدامات کرنے میں ناکام رہی ہے اِس لئے دنیاکے اِس ایٹمی ملک پاکستان کے گاؤں اور شہر میں

سے 18 گھنٹے کی بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے جو اَب بھی کم ہے اِس دورانیہ 8 مزید بڑھ بھی سکتا ہے یعنی یہ پورے 23 گھنٹے بھی ہو سکتے ہیں حکومت اپنے لوگوں کو صرف ایک گھنٹہ ہی بجلی مہیا کر سکتی ہے جیسے پاکستانی عوام کو ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی اور صنعتوں اور معاشی استحکام کے لئے بھی غنیمت جان ہو گی ۔ ہم تو یہاں یہ کہیں گے کہ حکومت یہ بھی احسان نہ کرے مگر خدارا ملک اور قوم کی بقاء و سالمیت کے خاطر کچھ تو ایسا کرے کہ جس سے اِس کے وجود کے ہونے کا عوام کو احساس ہو۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج سے چند دنوں بعد ماہ اگست شروع ہونے والا ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کی 14 تاریخ کو آج سے 63 سال قبل سن 1947 کو ہمارا یہ عظیم ملک پاکستان آج جس کی خودمختاری اور سالمیت کو اغیار کے ساتھ مل کر اپنوں نے بھی داؤ پر) لگادیا ہے) دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اور خودمختار اسلامی ریاست کے طور پر معرضِ وجود میں آیا تھا مگر آج افسوس کے ساتھ ہمیں یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ملک کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام نے تو اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر اور بے پناہ مصیبتیں جھیل کر اپنے ملک کو ایک ایٹمی قوت تو بنا دیا اور جس میں دنیا نے دیکھا بھی کہ الحمداللہ اِسے ایک عظیم کامیابی بھی حاصل ہو گئ مگر اس کے ساتھ ہی ہماری پاکستانی قوم کے لئے یہ بڑا ہی عبرتناک مقام ہے کہ یہ اپنے عیار اور شاطر حکمرانوں سے اپنے بنیادی

حقوق اَب تک حاصل نہ کرسکے جب کہ یہ آئندہ ماہ اگست 2011 کی 14 تاریخ کو اپنا
واں جشنِ آزادی بنانے جارہے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ کتنی افسوسناک بات 64
ہے کہ ہماری پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں کی عیاشیوں کے ہاتھوں مجبور ہوکر ہر لمحہ اور ہر
سانس مسائل کی دلدل میں دھنستی چلی جارہی ہے اِس کی اِس کسمپرسی اور لاچارگی پر
حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے کسی بھی کاغذی رہنما کو
ذرا بھی ترس نہیں آرہاہے سب اپنی اپنی سیاسی دکانیں چمکانے اور اپنا اپنا سیاسی
قداونچا کرنے کی دھن میں مگن ہیں اور اپنی اُلٹی سیدھی سیاسی چالبازیوں سے موجودہ
حکمرانوں کی نااہلیوں پر پردہ ڈال رہاہے اور اِنہیں مہلت دے رہاہے کہ موجودہ حکمران
اور حکومتی مدت پوری کریں اور یہ ثابت کردیں گے ملک میں یہ واحد حکومت ایسی ہے
جس نے اپنے بے شمار مسائل کے باوجود بھی اپنی آئینی مدت پوری کی بھلے سے اِس
حکومت نے عوام کے لئے ایک ڈھلے کا بھی کام نہیں کیا۔

اَب تو اِن کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اِن کے چہروں پر اداسیوں نے اپنا ڈیرا ڈال لیاہے
خوشیاں اِن کے چہروں سے کوسوں دور جاچکی ہے حکمرانوں کی غلط پلاننگ اور فرسودہ
منصوبہ بندیوں کے باعث میرے ملک کا ایک ایک گاؤں، شہر، بازار، محلّہ، گھراور جھونپڑا
بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ سے اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے اور آج میرے ملک کے ایک
،ایک باسی کا گھراندھیرے اور ویرانی کے باعث گھر

گھر نہیں بلکہ گھر سے زیادہ قبرستان کا منظر پیش کرتا ہے اور آج میرے ملک کا
حکمرانوں، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کو چھوڑ کر) ہر محب وطن پاکستانی ذرا ذرا سی)
خوشیوں کو ترس رہا ہے اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ میرا ملک اپنے عوام کو اِن کے
بنیادی سہولیات زندگی سے محروم رکھ کر بھی ایک ترقی پذیر ملک ہونے کے باجود بھی
دنیا کے اُن ترقی یافتہ ممالک جو ایٹمی قوت بھی ہیں اِن کی صفوں میں ایک ایٹمی ملک کے
طور پر دنیا میں اپنے ایک منفرد مقام کے ساتھ شامل ہے تو وہیں ہمارے حکمرانوں کی
پہچان بھی دنیا کے اُن بے کار نااہل حکمرانوں کی صف میں ہوتا ہے جنھوں نے بے شک
حکمرانی کے دوران اپنی نااہلی کے وہ تمام ریکارڈ بنائے بھی خود ہی ہیں تو اِنہیں توڑا بھی
خود ہی ہے۔

مگر دوسری طرف ہمارے ہر دورِ حکومت میں آنے والے حکمرانوں کی بھی یہ کوشش
رہی کہ کسی بھی طرح وطن عزیز ایٹمی طاقت تو بن جائے مگر عوام کے مسائل حل نہ
ہوں جس کے لئے ہمارے یہاں آنے والے ہر سول اور آمر حکمران نے جیسے تیسے قوم
کی خون پسینے اور اِن کی محنت کے بل بوتے پائی پائی کرکے جمع ہونے والی قومی دولت
اور کچھ فرینڈز ممالک سے ملنے والی امدادی رقم سے ملک کو ایک ایٹمی طاقت بنا
تو دیا مگر وہیں اُنھوں نے عوام کو اُن کی بنیادی ضرورتوں اور آسائشوں سے بھی محروم
رکھ کر اپنی نااہلی سے یہ بات بھی ثابت کردی کہ اُنھوں نے ملک کو ایٹمی قوت بنا کر
عوام کو بہلانے اور اُن کو بے وقوف بنانے

کے لئے قوم کو ایٹم بم دے دیا اور عوام کو یہ بھی بتا اور سمجھا دیا کہ یہ ایٹم بم جو کسی بڑے سے بڑے دشمن کی جانب سے ملک پر ہونے والے حملے کے وقت استعمال کر کے دشمن کو زیر کر دے گا۔یوں بیچاری ہماری معصوم عوام سیاستدانوں کی چکنی چپڑی باتوں آ گئی اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہ کر بھی ایٹم بم کو ہی اپنے لئے مسیحا سمجھ بیٹھی ہے۔

جبکہ ہم تمام تر سیاسی مصالحتوں سے بالاتر ہو کر اور حقیقی معنوں میں غیر جانبدار ہو کر یہ بات ضرور کہیں گے کہ ایٹم بم کا بروقت استعمال کرنے اور ملک کو مسائل سے فوری نجات دلانے کی صلاحیت اگر ملک کی کسی سیاسی اور منظم جماعت کے پاس ہے تو وہ صرف اور صرف متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور اِس پر مشتمل نوجوانوں کی وہ اعلیٰ قیادت ہے جو ملک اور قوم کے ساتھ پوری طرح سے مخلص اور محب وطن ہے جسے اگر قوم نے ایک بار مسندِ اقتدار پر بیٹھا دیا تو قوم یہ یقین کر لے کہ قوم کو ہر آزمائش اور بُرے وقت سے متحدہ قومی موومنٹ بچانے کا اپنا ثانی رکھتی ہے۔اور اِس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی اُمید ہے کہ میرے شہر قائد میں محکمہ کے ای ایس سی اپنی جتنی بہانے بازیوں اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر کے شہر قائد کو اندھیروں کا شہر بنا نا لے اگر ایم کیو ایم نے اِسے ایسا کرنے سے منع نہ کیا تو پھر محکمہ کے ای ایس سی میرے شہر قائد کراچی سے عنقریب اِس سے روشنیوں کے شہر کہلانے کا اعزاز بھی چھین لے گا اِس لئے

کہ اَب ایسا محسوس ہونے لگاہے جبکہ "گورنرہاؤس میں طویل مذاکرات کے بعد کے ای ایس سی انتظامیہ اور سی بی اے لیبر یونین کے درمیان ایک جامع معاہدہ کسی ملازم کو جبری ریٹائر نہیں کیاجائے گا، سرپلس ملازمین کو اہلیت کے مطابق دیگر شعبوں میں ایڈجسٹ کیا جائے گا،وی ایس ایس اسکیم جاری رہے گی اور وغیرہ وغیرہ باہمی راضامندی اور خوش اسلوبی سے جب طے پا جانے اورکے ای ایس سی انتظامیہ اور لیبر یونین کے دستخط ہو جانے کے بعد کے ای ایس سی نے سارے شہر میں معمول کاآپریشن شروع کردیا ہے تو پھر محکمہ کے ای ایس سی کو شہر قائد کراچی سے تین ماہ سے بھی زائد عرصے سے جاری رہنے والی اِس ذلت آمیز بجلی کی لوڈشیڈنگ کا سلسلہ بھی فی الفور بند کردینا چاہئے جسے اَب بھی محکمہ کے ای ایس سی اور لیبر یونین کے کارندے کبھی فرنس آئل تو کبھی گیس کی کمی کا بہانہ بناکرہنسی خوشی جاری رکھے ہوئے ہیں اور دونوں ہی مختلف حیلے بہانوں سے شہر قائد کو اندھیروں میں ڈبوکر اپنے اپنے مالکان کو اَب تک اربوں کی بچت کرکے دے چکے ہیں اوراِس طرح دوسری جانب شہر کراچی کی کئی ہزار چھوٹی بڑی صنعتوں کو بھی بند کراچکے ہیں جس سے یہاں بے روزگاری کی شرح میں جہاں اضافہ ہواہے تو وہیں جرائم کا تناسب بھی دوگنا ہوگیاہے اِس صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب بھی اگراِس منظراور پس منظر میں شہر قائد سے تعلق رکھنے والی بڑی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے محکمہ کے ای ایس سی اور لیبر یونین کی عیاریوں اور مکاریوں کا نوٹس نہ لیاتو پھر کیا یہ سمجھ لیا

جائے کہ شہر قائد کی رونقوں کو تباہ.برباد کرنے کا ٹھیکہ محکمہ کے ای الیس سی کو دے دیاگیاہے جس پر یہ اِس طرح کام کرکے اپنے عزائم کی تکمیل چاہ رہی ہے۔اِس لئے ضروری ہے کہ شہر کراچی کی روشینوں کو دوبالا رکھنے کے لئے فوری طور پر کے ای الیس سی کی انتظامیہ اور لیبر یونین کی جاری مکاریوں کو لگام دی جائے اور اِن کا قبلہ درست کرنے کے لئے حکومت اور شہر قائد کی تمام چھوٹی.بڑی مذہبی اور سیاسی تنظیموں کو بھی ایم کیو ایم کے ساتھ مل کر اپنااپنا ایک مثبت اور تعمیری کردار ادا کرنا چاہئے اِس لئے کہ کے ای الیس سی انتظامیہ شہر کراچی سے زیادہ کمانے کے چکر میں دیدہ اور دانستہ طور پر بجلی کی سپلائی میں تعطل پیدا کررہی ہے جس سے شہر اندھیرے میں ڈوب رہاہے۔(ختم شد)

رمضان اندھیرا، شہر کراچی ،اور کیا ہوا تیرا وعدہ...کے ای ایس سی

پہلی تراویح،پہلی سحری اور پہلی افطاری اندھیرے میں،واہ ری تمہاری قسمت کراچی والوں

یہ شائد ہماری گھٹی میں شامل ہوگیا ہے کہ ہم ہر وہ کام کرنے میں فخر کرنے لگے ہیں جس میں اجتماعیت سے زیادہ انفرادی فوائد پوشیدہ ہوتے ہیں اور آج اِس کی مثال محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ نے اپنے اُس اعلان اور وعدہ خلافی سے اہلیان کراچی کو دے دیاہے کہ اِس کے نزدیک اگر کوئی چیز مقدم ہے تو بس وہ اِس ادارے کا ذاتی فائدہ ہے جس کے لئے یہ ہر وہ ناجائز حربہ بھی استعمال کرنے میں حق بجانب ہے جسے کرنے سے محکمہ کے ای ایس سی کو فائدہ حاصل ہو۔

اگرچہ اِس بات کا ثبوت موجود ہے کہ محکمہ کے ای ایس سی کے انتظامیہ نے پچھلے دنوں ایک سرکاری اجلاس میں متفقہ طور پر اِس نقطے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنایہ اعلان کیا تھا کہ ماہ رمضان المبارک کے دوران شہر کراچی میں لوڈشیڈنگ کا دورانیہ ساڑھے چار گھنٹے کردیاجائے گا اور تراویح، سحر وافطار کے اوقات میں بجلی بلا تعطل سپلائی کی جائے گی اور اِس حوالے سے لائنوں میں آنے والے

ہر قسم کے فالٹس کو بھی تکنیکی ماہرین کے صلاح مشوروں سے قبل از رمضان دور کرلیا جائے گا۔

مگر شائد کراچی کے عوام کو بے وقوف بنانے اور اِنہیں پاگل کرنے کا ٹھیکہ کے ای ایس سی انتظامیہ نے اپنے ہاتھ لے رکھا ہے اِسی لئے کے ای ایس سی نے حسب عادت پہلی اور دوسری تراویحوں کے دوران بھی اپنا لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری رکھ کر نماز تراویح کے اجتماعات کو مشکلات سے دوچار کرکے یہ ثابت کردیا کہ اِسے عوامی تکالیف اور کسی بھی قسم کی مذہبی رسومات سے کوئی سروکار نہیں ہے اگر اِسے کوئی مطلب ہے تو بس اپنے منافع کی غرض ہے چاہے کوئی اِس سے کتنے ہی اعلانات اور وعدے کیوں نہ کرالے اگر اِن اعلانات اور وعدوں سے اِس کے منافع میں کوئی رکاوٹ آئے گی یا کوئی خلل واقع ہوگا تو یہ اپنے اعلانات اور وعدوں کی بھی پاس داری کی مجاز نہیں ہوگی اور یوں اپنے اِسی کلیئے اور اصول پر قائم رہ کرکے ای ایس سی کی انتظامیہ نے ماہ رمضان المبارک کی چاندرات سے ہی ادارے کو گیس اور فرنس آئل کی کم فراہمی کا بہانہ تلاش کرکے شہر بھر میں طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے جس کی وجہ سے شہر کراچی کے عوام کا محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ پر سے اعتماد ختم ہوچکا ہے اور آج حسب معمول ہونے والی (8 سے 10 گھنٹے) طویل ترین بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باعث دو کروڑ سے زائد آبادی والے شہر کراچی کا ہر فرد محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کے

رویوں کی وجہ سے اپنے سینے میں غم وغصے کے جذبات کا ایک ایسا لاوا بھرے بیٹھا ہے کہ اگر یہ پھٹ گیا تو یہ سمجھ لیا جائے کہ پھر شائد کسی کے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکے۔

اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ بے یقینی اور عدم اعتماد والا شخص اگر ملک کے کسی بھی ہم ادارے میں کسی بھی اہم عہدے پر فائز ہو تو وہ نہ صرف اپنے ادارے کے لئے ہی مشکلات کا باعث نہیں بنتا ہے بلکہ اپنی بے اعتمادی کے بدولت کئے گئے وعدوں اور تشکیل پانے والے منصوبوں کی وجہ سے بھی ایسا شخص قوموں کے زوال کا بھی سبب بن جایا کرتا ہے اور اِسی لئے تو ایسے شخص کی مثال اِس طرح بھی دی جاتی ہے کہ بے یقین اور عدم اعتماد کے حامل شخص کے منصوبوں کی بنیاد پر تعمیر ہونے والی عمارت اپنے مکینوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوتی ہے یعنی یہ کہ جب کسی ایسے شخص سے جو بے یقینی اور عدم اعتماد کی بیماری میں مبتلا ہو اور ایسے شخص پر سے جب ملک اور معاشرے کے لوگوں کا خلوص اور اعتماد ختم ہو جائے تو ایسا انسان زندگی کی کسی بھی شاہراہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا یہ ٹھیک ہے وہ بظاہر تو وقتی طور پر اپنے ادارے کے لئے کارآمد ثابت ہو اور اپنے مالکان کو اِن کی توقعات سے بھی بڑھ کر کما کر دے رہا ہو (جیسے محکمہ کے ای ایس سی کے اِن دنوں افسران ہیں اور خصوص بالخصوص مسٹر جناب.......... ہیں)۔

مگر درحقیقت وہ شخص اپنے ملک اور معاشرے کے لئے بے کار ہے کیوں کہ ازل سے ہی نسلِ انسانی کے مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے بھی اپنے مفادات کے خاطر اپنے قومی وقاراور استحکام کو بالائے طاق رکھاوہ اپنے ملک اور قوم کے لئے باعث ندامت ہی رہااِس لئے کہ "قومیں اعتماد کے سہارے تو چل سکتی ہیں مگر بینائی کے سہارے نہیں" اور آج ہمیں اِس ہی نقطہ نگاہ سے یہ کہنے دیجئے کہ محکمہ کے ای ایس سی کے کچھ بے یقینی اور عدم اعتمادی کے شکار افسران ایسے ہیں جنہوں نے اپنی اِسی خصلت اور اپنی ناقص اور فرسودہ منصوبہ بندیوں کے باعث نہ صرف اپنے اداروں کو ہی نقصان پہنچانے کا سامان کرلیاہے بلکہ ملک میں بجلی کا مصنوعی بحران پیدا کرکے اِس کی معاشی اور اقتصادی ترقی کی راہیں بھی بند کردی ہیں جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ میراشہر کراچی جو گزشتہ کئی ماہ اور سالوں سے بجلی کی طویل ترین لوڈشیڈنگ کے دردناک عذاب سے دوچار ہے اِس حوالے سے ماہ رمضان المبارک کی آمد سے قبل شہر کراچی میں بڑھتی ہوئی بجلی کی طویل ترین لوڈشیڈنگ پر قابو پانے اور ماہ رمضان میں صارفین بجلی کو خصوصی ریلیف دینے سے متعلق گزشتہ دنوں گورنرہاؤس سندھ میں گورنر ڈاکٹر عشرت العباد خان کی زیر صدارت ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں خصوصی طور پر وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل ڈاکٹر عاصم حُسین، وفاقی سیکرٹری خزانہ وقار مسعود، نوجوان اور جاذب نظرایم ڈی کے ای ایس سی تابش گوہر (جن پر کبھی قوم کوبڑا فخراور ناز ہوا کرتا تھا کہ یہ باصلاحیت نوجوان اپنی تعلیم اور ہنر

مندی کے بدولت ملک اور قوم کی تقدیر بدلنے میں اہم کرادار ادا کرکے ملک اور قوم کو اُوج ثریاتک لے جاسکتاہے مگر جب سے یہ کے ای ایس سی کے ایم ڈی بنے ہیں اِن کی پالیسیوں سے شہر کراچی روز بروز اندھیرے میں ڈوبتا جارہاہے تو تب سے ہی قوم اور کراچی والوں نے اِن پر فخر کرنا بھی چھوڑ دیاہے) اور اِسی طرح اپنی نوعیت کے اِس اہم ترین اجلاس میں ایم ڈی سوئی سدرن گیس عظیم اقبال، ایم ڈی پی ایس او جہانگیر سمیت کئی دوسرے اعلیٰ حکام نے بھی شرکت کی تھی۔

جبکہ اِس اجلاس میں جو قرار واقع اور سب سے زیادہ حوصلہ افزا امر رہا وہ یہ ایجنڈا تھاکہ شہر قائد میں برسوں سے جاری طویل ترین بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ستائے شہر کراچی کے عوام کو کم از کم ماہ رمضان المبارک میں تو اِنہیں بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلائی جائے یا اِس کا دورانیہ کم سے کم کیاجائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اپنی جگہ یکدم درست تھی جس کے لئے بالخصوص گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان ہر لحاظ سے مخلص نظر آئے تھے مگر محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کے وعدوں ہی میں کچھ کھوٹ تھا تب ہی تو اِس نے برملا طور پر اپنی وعدہ خلافی کا اظہار کچھ یوں کیاکہ اِس نے شہر میں طویل ترین لوڈشیڈنگ کی اپنی روش نہ بدلی اور حسبِ روایت وہی کچھ کرتی رہی جس پر یہ پہلے سے قائم تھی اور اِس کے ساتھ ہی یہاں افسوس کا مقام تو یہ رہاکہ جب اجلاس میں واضح طور پر یہ طے ہوچکا تھا اور جس کا اعلان بھی کچھ اِس طرح سے

کیا گیا تھا کہ رمضان کا چاند نظر آتے ہی ماہ رمضان المبارک میں پہلی تراویح سے لے کر یکم رمضان المبارک سے کم از کم تین گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے چار گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کی جائے گی جبکہ سحری و افطاری اور نمازِ تراویح کے اوقات کے دوران قطعاً لوڈشیڈنگ نہیں کی جائے گی اور اِسی طرح اِس اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ اِس کے بعد کے مہینوں میں بھی اِسی شیڈول کو ہی جاری رکھا جائے گا۔

مگر شہر کراچی کے عوام کو اُس وقت سب سے زیادہ مایوسی ہوئی جب عین اُس وقت جب مرکزی رویت ہلال کیمٹی کے سربراہ مفتی منیب الرحمان ماہ رمضان المبارک کے چاند نظر آنے کا اعلان کرنے ہی والے تھے کہ بجلی کی وہی حسب معمول طویل ترین لوڈشیڈنگ ہوگئی جس نے شہر قائد کے عوام کی زندگیوں کو اجیرن بنا رکھا ہے اور جس کے باعث شہر کراچی کے اکثر علاقوں کے مکین ماہ رمضان المبارک کے چاند نظر آنے یا نہ آنے کا اعلان سُننے سے بھی محروم ہوگئے اور وہ مختلف ذرائع جن میں اخبارات کے دفاتر اور ٹیلی ویژن چینلز شامل ہیں اِن سے ماہ رمضان المبارک کے چاند نظر آنے کی اطلاعات کے حصول میں لگے رہے اور جب اِنہیں اِس بات کا یقین ہوگیا کہ حقیقی طور پر ماہِ رمضان المبارک کا چاند نظر آگیا ہے اور آج پہلی نماز تراویح ہے تو یہ اِس کے اہتمام میں لگ گئے۔

جب متقی اور نمازی حضرات اپنے اپنے علاقوں کی قریبی مساجد میں نمازتراویح کی ادائیگی کے لئے وہاں پہنچے تو یہاں بھی اِنہیں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باعث وضو کے لئے پانی کی بھی عدم فراہمی جیسے مسئلے سے دوچار ہوناپڑااور جب یہ جیسے تیسے وضو کرکے نماز تراویح کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوئے تو بجلی کے پنکھوں کے نہ چلنے کے باعث اِنہیں شدید گرمی اور حبس کے عالم میں ماہ رمضان المبارک کی پہلی تراویح اداکرنی پڑی۔

بہرکیف ! دوران نمازتراویح اللہ کے اِن نیک بندوں اور اہل ایمان نے اپنے جذبہ ایمانی کی روشنی اور روحانی راحت وسکین سے اِن لمحات کوتو گزار لیامگرجب اگلی صبح یہ اللہ کے نیک بندے سحری کے لئے اُٹھے تو بجلی کی طویل ترین لوڈشیڈنگ نے اِس وقت بھی اِنہیں اپنی اندھیروں والی آغوش میں کئی گھنٹے لئے رکھااور اللہ کے اِن انتہائی نیک اور پاکیزہ بندوں نے بجلی کی اِسی طویل ترین لوڈشیڈنگ کی چادر میں رہ کرسحری کی اور اپناروزہ رکھااور یہ سوچ کرکے چلو ترواتح اور سحری میں بجلی کی لوڈشیڈنگ تھی تو کیاہوامگرافطار میں نہیں ہوگی یوں یہ روزے دار بندے اپنے اپنے معاملات زندگی میں دن بھر مگن ہوگئے۔مگر صبر وشکرپر مائل روزے داروں کواُس وقت بھی سب سے زیادہ حیرانی اور پریشانی کا سامنا کرناپڑاجب یہ افطار کرنے جیسے ہی اپنے اپنے گھروں میں سجے دسترخانوں پر بیٹھے ہی تھے کہ افطار کاسائرن بجنے سے چند منٹ قبل ہی

پُھکٹ سے شہر کراچی کے کئی علاقوں کی بجلی اِٹھلاتی بل کھاتی اور اپنے غرور اور تکبر سے کندھے اُچکاتی چلی گئی اور یوں اللہ کے روزے دار نیک بندوں کو ایک بار پھر اندھیرے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اِسی حالت میں ہی اِنہیں افطاری کرنی پڑی۔

کراچی شہر کے روزے داروں کی اِس حالت پر شائد کے ای ایس سی کی بے رحم انتظامیہ کو تو کوئی رحم نہ آئے مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صدر، وزیراعظم، چیف آف آرمی اسٹاف میں سے کسی کو تو رحم آئے گا اور وہ اِس کا ضرور نوٹس لیں گے کہ شہر کراچی کے دو کروڑ عوام نے پہلی تراویح، پہلی سحری اور پہلی افطاری اندھیرے میں ہی گزاری اور اگر یہ اِس کا نوٹس لیں سے قاصر ہوئے تو ہم اہلیان کراچی کی درد بھری آواز کے ساتھ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین سے اپیل کریں گے کہ اَب وہ ہی شہر کراچی کی رونقوں کو بحال کرانے اور روشنیوں کا شہر کہلانے والے شہر کراچی کے اِس اعزاز سے محروم کرنے والے ادارے کے ای ایس سی کا قبلہ درست کرنے کے لئے کچھ کریں کیونکہ اِن کے علاوہ محکمہ کے ای ایس سی کی وعدہ خلاف انتظامیہ سے کوئی اور وعدے پورے نہیں کراسکتا ہے اِس لئے کہ آج اہلیان کراچی محکمہ کے ای ایس سی کی " وعدہ خلافی پر یہ کہہ اُٹھے ہیں کہ یعنی " کیا ہوا تیرا وعدہ ... وہ قسم اور وہ ارادہ

لمحہ فکریہ کہیں یا خواب کہیں اِسے.....؟

کیاایسا ممکن ہے پاکستان دہشتگردی میں دوسرے نمبرپر....آگیاہے؟؟؟
کبھی کچھ ایسی خبریں جو میرے ملک اور قوم سے متعلق عالمی اداروں کی جانب سے کسی سروے اور تجزیے کی روشنی میں (جو جھوٹ اور فریب پر مشمل ہوتی ہیں)جب آتی ہیں تو اِنہیں اکثرپڑھ کراور سُن کر ہمارے دل اور دماغ پر ایسا محسوس ہونے لگتاہے کہ جیسے کوئی ہتھوڑے.برسارہاہے اور ہم خاموشی سے درد سہہ کر بھی بغیراُف کئے اپنی تکلیف.برداشت کئے جارہے ہوتے ہیں اِس لئے کہ ہم یہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ اِس میں جو کچھ بیان کیاگیاہے وہ سچ نہیں ہے مگر پھر بھی یہ ایسی چلبلی اور بل کھاتی اور شرین الفاظ کے ساتھ ساتھ اِس قدر قرینے سے پروئی گئی ہوتی ہیں کہ ہمیں اِن پر سچ کا گمان ہونے لگتاہے کہ اِن میں جو کچھ کہاگیاہے ممکن ہے کہ ایساہی ہو... جیسااِن میں کہاگیاہے۔
مگرایک محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے جب ہم اپنے ملک کے زمینی حقائق اور حالاتِ حاضرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم ایسی خبروں سے کبھی بھی متفق نہیں ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب ہم اپنے ملک اور قوم سے متعلق ایسی خبریں

کہیں سے سُنتے ہیں یا کہیں پڑھتے ہیں تو ہم تُرنت اِن پر یقین نہیں کرتے ہیں ایسی ہی ایک انتہائی اذیت ناک خبر جب ہمارے سامنے سے گزری تو ہماری ذہنی اور جسمانی کیفیت اِس سے کچھ مختلف نہ رہ سکی جس کا ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔

اگرچہ اِس خبر پر ہماری طرح آپ کو بھی ایک لمحے کے لئے یقین تو نہ آئے مگر ہم یہاں یہ ضرور کہیں گے کہ جب آپ نے یہ خبر پڑھی ہوں گی یا ابھی جسے ہم تحریر کریں گے جب آپ اِسے پڑھیں گے تو ایک لمحے کے لئے آپ بھی ہماری طرح حیران اور پریشان ہو کر اپنی زبان سے یہ جملہ ضرور ادا کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ "لمحہ فکریہ کہیں یا خواب اِسے....؟؟ یعنی خبر یہ ہے کہ لندن کے ایک عالمی تجزیاتی ادارے میپل گرافٹ نے دہشت گردی کے خطرے سے دوچار دنیاکے 198 ممالک جن میں زیادہ تر صرف مسلم ممالک (جن میں خصوصی طور پر صومالیہ اور پاکستان) کو سرِ فہرست رکھا گیا ہے ایک سروے رپورٹ جاری کی ہے۔

واضح رہے کہ یہ سروے رپورٹ اپریل 2010 تا مارچ 2011، جون 2009 یا جون 2010 تک کا جمع کردہ مواد شامل کیا گیا ہے اور جس میں میپل گرافٹ نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ کہا ہے کہ اِس نے دہشت گردی کی مانیٹرنگ کرنے والی اپنی اِس سروے رپورٹ میں صرف مسلم گروپوں کی پُرتشدد کاروائیوں کو ہی مدِ نظر رکھا ہے اور اِس

کے ساتھ ہی اِس نے یہ بھی دعویٰ ہے کہ اِس نے اپنی اِس سروے رپورٹ ییں خصوصی طور پر مغربی ممالک میں انتہائی دائیں بازو کے انتہا پسندوں کی جانب سے جاری دہشت گردی کے واقعات اور خطرے کو دیدہ و دانستہ طور پر نظرانداز کیا ہے کیونکہ اِس کا خاص مقصد صرف مسلم ممالک میں ہونے والی دہشت گردی کو ہی نشانہ بنانا تھا جس کے لئے اِس نے اپنی اِس سروے رپورٹ میں دنیامیں ہونے والی دہشت گردی کے حوالے سے صومالیہ کو نمبرون جبکہ ہمارے وطن عزیز پاکستان کو دوسرے، عراق تیسرے،
افغانستان چوتھے اور نوآزاد ملک جنوبی سوڈان کو پانچویں نمبرپر رکھاہے اِن ممالک کی اِس طرح کی درجہ بندی کے لحاظ سے میپل گرافٹ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اِس نے اِن ممالک کی نمبرنگ انتہائی باریک بینی کے بعد کی ہے اور اِس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی ایسے غلط ہونے کا دعویٰ کرے کیونکہ اِس کا یہ کہناہے کہ اِن ممالک میں دنیابھر میں دہشت گردی سے مجموعی ہلاکتوں میں سے 75 فیصد ہلاکتیں ہوئیں ہیں۔
تاہم ہمیں یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ میپل گرافٹ نے جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی اِس سروے رپورٹ میں مسلم دشمن عیسائی انتہاپسند دہشت گرد آندرے بیہرنگ بریونگ کی جانب سے اوسلواور قریبی جزیرے میں دہشت گردحملےاور 77 افراد کی ہلاکت کو شامل نہ کرکے مسلم ممالک سے نفرت اور اِنہیں دنیاکے

سامنے دہشت گرد ثابت کرانے کی سازش کے سوااور کچھ نہیں کیا ہے جبکہ میپل گرافٹ نے دہشت گردی کے لحاظ سے تیار کردہ اپنی اِس سروے رپورٹ میں ممالک کی درجہ بندی کچھ اِس طرح سے کی ہے کہ یمن چھٹے، فلسطین ساتویں، کانگو آٹھویں، وسطی افریقی جمہوریہ نویں، کولمبیا دسویں، الجزائر گیارہوں، تھائی لینڈ بارہویں، فلپائن تیرہویں، روس چودھویں، سوڈان پندرہویں، ایران سولہویں، برونڈی سترہویں، بھارت اٹھارویں، نائجیریا انیسویں اور دنیا کا جو سب سے بڑا دہشت گرد اور مسلمانوں کا ازلی دشمن اسرائیل ہے اِسے میپل گرافٹ نے بیسویں نمبر پر رکھ کر دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اسرائیل جو اپنی دہشت گردی سے نصف صدی سے بھی زائد عرصے سے فلسطینوں کا قتل عام کررہا ہے اِس کی یہ دہشت گردی دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے اِس لئے درجہ بندی کے لحاظ سے ایسے بیسویں نمبر پر رکھا گیا ہے اور اِسی طرح بھارت کو اٹھارویں نمبر پر رکھ کر دنیا کے سامنے بھارت کی کشمیر میں کی جانے والی اُس دہشت گردی کو چھپانے کی بھی کوشش کی گئی ہے جو بھارت اپنی ساڑھے سات لاکھ ننگی بھوکی افواج کے ساتھ نصف صدی سے بھی زائد عرصے سے کشمیر میں اپنی دہشت گردی جاری رکھے ہوئے ہے یہ میپل گرافٹ کی وہ سروے رپورٹ ہے جس میں اِس نے جانبداری کا کھلا ثبوت دیتے ہوئے مسلم ممالک کی ایک ایسی درجہ بندی کی ہے جس میں دہشت گردی کے لحاظ سے صرف مسلم ممالک اور خاص طور پر صرف پاکستان کو ہی دہشت گرد ملک گرداننے اور اِسے بدنام کرنے کا ٹھیکہ لیا گیا ہے جبکہ مشرق

وسطی میں القاعدہ، پاکستان میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد عسکریت پسندوں کی انتہائی کاروائیوں اور شمالی افریقہ میں القاعدہ نواز گروپ الشباب کو دہشت گردی کی بنیادی وجوہ قرار دیا گیا ہے جس کا گڑھ صومالیہ میں ہے نو آزاد ملک سوڈان میں نئی حکومت کو باغی ملیشیاء کی شورش کا سامنا بتایا گیا ہے اور یہاں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میپل گرافٹ نے صرف پاکستان کو دہشت گردی کے لحاظ سے دوسرے نمبر رکھنے کے لئے یہ سروے رپورٹ مرتب کی ہے تاکہ مغربی ممالک کا اِس پر زیادہ سے زیادہ دباؤ بڑھایا جاسکے اور اِس طرح اِس سے مغرب اپنا وہ سارا کام پاکستان سے کرائے جو مغرب اِس سے کرانا چاہتا ہے۔

میپل گرافٹ نے اپنی اِس سروے رپورٹ میں بتایا ہے کہ دہشت گردی کے حوالے سے صومالیہ جو سرفہرست ہے یہاں 1385، پاکستان میں 2163، عراق میں 3456 اور افغانستان میں 3423 افراد ہلاک ہوئے جو پوری دنیا میں دہشت گردی سے مجموعی ہلاکتوں کا 75 فیصد ہے جبکہ دہشت گردی کے حوالے سے کی گئی میپل گرافٹ کی اِس مندرجہ بالا درجہ بندی کو ہی اگر دیکھا جائے تو واضح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس کی یہ سروے رپورٹ سراسر جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے کیونکہ اعداد وشمار کی روشنی میں اگر ہم موازنہ کریں تو سوائے صومالیہ میں ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد ہم سے کم ہے جبکہ باقی دوسرے ممالک کی تعداد پاکستان کے مقابلے

میں کہیں زیادہ ہے اِس لحاظ سے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِس کے باوجود بھی میپل گرافٹ نے پاکستان کو ہی دوسرے نمبر پر کیوں رکھا ہے....؟ یہ نکتہ بھی سمجھنے والوں کے لئے غور طلب ہے.... یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ میپل گرافٹ نے اپنی اِس سروے رپورٹ میں ایسے فاش غلطی کرکے کیا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اِس کے لئے حکومت پاکستان کو عالمی سطح پر اپنا احتجاج ضرور ریکارڈ کرانا چاہئے تاکہ کوئی دوسرا اپنے ایسی غلط اور فرسودہ رپورٹوں کی روشنی میں پاکستان کا امیج آئندہ خراب نہ کرنے پائے۔

جبکہ مسلمانوں سے خائف اور اِن سے شدید نفرت کا اظہار کرنے والے لندن کے میپل گرافٹ نے اپنی سروے رپورٹ ییں یہ بتایا ہے کہ مغربی ممالک میں یونان جو سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار ہے اور جو مسلم ممالک کی نسبت ہونے والی دہشت گردی کے مقابلے میں درجہ بندی کے لحاظ سے ستائیسویں نمبر پر ہے جبکہ برطانیہ 46 سے 36 ویں نمبر پر آگیا ہے اور فرانس 45 نمبر پر ہے۔

جبکہ جانبدار میپل گرافٹ کی یہ سروے رپورٹ اور اِس کے یہ تمام دعوے کیا کھلی طور پر یہ ثابت نہیں کر رہے ہیں کہ اِس کی یہ سروے رپورٹ غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے جس میں اِس نے مغرب میں پلنے والے عیسائی دہشت گردوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر کئے جانے والے دہشت گردی کے بڑے بڑے حملوں کا کوئی تذکرہ

تک نہیں کیا ہے اُلٹا میپل گرافٹ نے اپنی اِس سروے رپورٹ کے ذریعے مغرب کے عیسائی دہشت گردوں کو بچانے اور مغرب کے عیسائی دہشت گردوں کو پوتر ثابت کرنے کی اپنے تئیں بہت کوشش کی ہے جبکہ دوسری جانب مسلم ممالک میں ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی کاروائی کو بھی بڑھاچڑھا کر یوں پہاڑ بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ جیسے مسلم ممالک میں دہشت گردی کے سوا اور کچھ رہ ہی نہیں گیا ہے۔

یوں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مسلم اُمہ اور بالخصوص حکومتِ پاکستان، سیاستدان اور پاکستان کے ساڑھے سترہ کروڑ عوام اغیار اور عالمی اداروں کی کسی ایسی خبر اور سروے پر ضرور نگاہ رکھیں جس میں جھوٹ اور فریب کا سہارا لے کر پاکستان کا وقار مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور جس میں مغرب کے ادارے آئے روز اپنے طرح طرح کے غلط اور بے بنیاد اور منفی پروپیگنڈوں کے ذریعے پاکستان سے متعلق اپنے مفروضوں کی روشنی میں تیار کردہ اپنی رپورٹوں اور سروے میں یہ بتا رہے ہوں کہ پاکستان ایک دہشت گرد ریاست ہے۔ اِس کے خلاف عالمی سطح پر اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کرایں اور دنیا کو پاکستان کے اصل حالات حقائق سے آگاہ کریں اور اِسے یہ سمجھانے کی کوشش کریں کے پاکستان ایسا ہرگز نہیں ہے جس طرح پاکستان دشمن عالمی ادارے پاکستان سے متعلق اپنے منفی پروپیگنڈوں سے دنیا کے سامنے پاکستان کا غلط امیج قائم کرا رہے ہیں۔

لو!...اَب تو امریکیوں نے نوالہ گننے والی مشین بھی ایجاد کرلی ہے

نوالہ گننے والی مشین بھی ایجاد کرلی گئی....اَب کیا آدمی کھانے پینے سے بھی گیا....؟؟

لو!امریکیوں نے آب تو نوالہ گننے والی مشین بھی ایجاد کرلی ہے اِس سے بالخصوص ہمارے حکمرانوں کو امریکا سے اپنے ساڑھے سترہ کروڑ عوام کے لئے امداد لینے میں بہت سی مشکلات بھی درپیش آسکتی ہیں کیونکہ اِس مشین کی ایجاد کے بعد امریکی ہمارے ملک کے عوام کے لئے بھیجی جانے والی اپنی گندم کا فی پرسن پلس فی روٹی اور فی نوالے کے لحاظ سے قرینے سے حساب کتاب کرکے ہمیں کچھ دینے کے پابند ہوں گے اِس مشین کے امریکیوں کے نزدیک اور کیاکیا فوائد ہوں گے اِس کی تفصیل ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ امریکی ماہرین کی نظر میں اِس مشین کی ایجاد کیوں ہوئی بہرحال ابھی تو ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج کے انسان نے اپنی سوچوں سے بھی کہیں زیادہ کامیابی اور کامرانی کی منزلیں طے کرلی ہیں مگر دنیا کو تسخیر کرنے کی اِس کی جستجو اَب بھی کم نہ ہوئی ہے اوراِس بات سے تو آج کا کوئی بھی اِنسان انکار کرہی نہیں سکتاہے کہ موجودہ جدیداور سائنسی دنیا میں جو کچھ بھی تجربہ ہوجائے وہ کم ہے اور ہم ششدر رہ جائیں اوراِس کے ساتھ ہی اِس حقیقت سے بھی

منکر نہیں ہوا جاسکتا ہے کہ آج کے انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اِس مشینی دور کے کسی ایسے عجوبہ سے بچ سکے جِسے نے اپنی آسائش اور سکون کے خاطر حیرت انگیز طور پر ایجاد کی ہے تو وہیں آج کے اِنسان نے اپنی اِن ہی ایجادات سے اپنے ہی لئے خود مشکل میں ڈالنے اور پریشانی سے دوچار کرنے کا سامان بھی پیدا کرلیا ہے اِس کی مثال کوئی ایک چیز نہیں ہے بلکہ اگر ہم اپنے ارد گرد نظریں ڈورائیں تو ایسی بے شمار چیزیں ہمیں نظر آئیں گی جن کی وجہ سے ہم خود کو کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا محسوس کررہے ہوتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم اِس کا اظہار فوری طور پر نہیں کرپاتے مگر بہر حال !اِن چیزوں کے فوائد سے جہاں ہمیں تھوڑی بہت آگاہی ہوتی ہے تو وہیں ہم اِس کے نقائص سے بھی ہم لاعلم رہتے ہیں۔

آج کے حالات کے تو کیا کہنے مگر شائد ہر زمانے کے ہر معاشرے میں بھی ایسے نکھٹو افراد کثیر تعداد میں موجود رہے ہوں گے جن سے متعلق ہر دور میں یہ کہا جاتا رہا ہوگا جیسا ہم آج کہتے ہیں کہ کیا پڑے پڑے روٹیاں توڑتے رہتے ہو کچھ کرکے کھاؤ، کیا باپ دادا کی کمائی پر نوالے گنتے ہو اگر ہمت ہے تو اپنی صلاحیت سے کچھ کماکر کھاؤ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ہم برسہابرس ، سُنتے ،بولتے اور پڑھتے آرہے مگر اِس حقیقت کے ادراک کے ساتھ اگر یہ کہا جائے کہ آج کے اِس پُرآشوب دور کے ہر معاشرے میں یہ بات روز بروز زور پکڑتی جارہی ہے کہ

دنیا میں بنی نوع انسان نے اپنے جینے کے لئے اپنی خوارک اور پانی کا بندوبست کچھ ٹھیک طرح سے نہیں کیا ہے اِس نے خود کو ریڈی منٹ بنانے کے لئے ہر وہ جتن کرڈالا ہے جس کی اِس کی فطرت قطعاً اجازت نہیں دیتی ہے۔اگرچہ یہ امر جہاں قرار واقع ہے تو وہیں لائق فکر بھی ہے کہ آج کا انسان ضرورت سے کہیں زیادہ آرام طلب ہوگیا ہے یہ بغیر اپنا جسم ہلائے اور اپنا ہاتھ پاؤں چلائے بغیر وہ سب ہی کچھ حاصل کرلینا چاہتا ہے جس کی اِسے آرزو ہوتی ہے شائد یہی وجہ ہے کہ یہ طرح طرح کی ظاہری اور باطنی بیماریوں میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہے۔ خبر یہ ہے کہ امریکی ماہرین نے دنیا میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور خوراک کے وسائل میں کمی کے باعث خوراک کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک ایسی مشین ایجاد کرلی ہے جس کے ذریعے یہ جہاں مستقبل قریب میں خوراک کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہوں گے تو وہیں پیٹوؤں اور بیسا خوروں کو بھی لگام دے سکیں گے اطلاعات کے مطابق امریکی ریاست کیرولینا کے ماہرین کے تیار کردہ بائٹ کاؤنٹر نامی مشین کو گھڑی کی طرح ہاتھ پر باندھا جاسکتا ہے اِن ماہرین کا کہنا ہے کہ اِس طرح یہ مشین کھانے والے کے ہر نوالے کو آسانی سے گننے کی صلاحیت رکھتی ہے جس میں ایک ایسا بٹن ہے جسے دبائیں تو اِس کے بعد خودکار طریقے سے یہ مشین اپنا کام شروع کردیتی ہے۔اِن امریکی ماہرین نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اَب تک لیبارٹری میں اِس پر کئے جانے والے ٹیسٹوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اِس سے حاصل ہونے والے 99 فیصد نتائج درست ہوتے ہیں اور اِس

کے ساتھ ہی اِن امریکی ماہرین نے یہ دعویٰ بھی پورے وثوق کے ساتھ کیاہے کہ اِس مشین کی حیرت انگیز ایجادات سے جہاں دنیا خوراک کے پیدا ہونے والے مسائل سے بچ سکے گی تو وہیں بیسا خوری کے باعث موٹاپے جیسے مسائل سے دوچار ہونے والے افراد کے لئے بھی یہ مشین کارآمد ثابت ہوگی۔اِن کا کہنا ہے کہ موٹاپے سے بیزار افراد اِس مشین کے استعمال سے اپنی خوراک کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا وزن بھی کم کرسکیں گے اِن ماہرین کا کہنا ہے کہ بائٹ کاونٹر کو بہت جلد امریکا کے علاوہ عالمی مارکیٹ میں بھی جلداز جلد متعارف کرایا جائے گا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ بے شک خوراک کو کنٹرول کرنے والی یہ مشین بائٹ کاونٹر اِس دور کے انسانوں کی ایک جدید ایجاد ہے مگر یہ اتنی بھی ضروری نہیں تھی کہ اِس کو ایک ایسے وقت میں ایجاد کیا جاتا جب دنیا کے تیسرے درجے سے تعلق رکھنے والے بیشتر ممالک کے افراد کی ایک بڑی تعداد قحط سالی کے باعث فاقہ کشی پر مجبور ہیں ایسے میں امریکیوں کا یہ مشین ایجاد کرنے کا مقصد اگر دنیا میں پیدا ہونے والے خوراک کے بحران سے صرف امریکا کو بچانا ہے تو یہ مشین انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہرگز کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور ہاں اگر امریکیوں کا اِس مشین کو ایجاد کرنے کا اصل مقصد دنیا میں خوراک کے پیدا ہونے والے بحران کو کنٹرول کرنے اور دنیا کے اُن ممالک کے لوگوں کی حقیقی معنوں میں مدد کرنا ہے جو خوراک کے مسائل سے دوچار ہیں تو پھر ہم امریکی ماہرین سے

اتنا ضرور کہیں گے کہ اِس نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیۓ اور اِس مشین کو جلد از جلد
دنیا میں متعارف کرا دینا چاہیۓ تا کہ دنیا میں پیدا ہونے والے خوراک کے مسائل کو قبل
از وقت کنٹرول کیا جا سکے اور ویسے بھی بحثیت مسلمان ہمارا تو یہ یقین ہے کہ دنیا میں
اناج ہر انسان کی قسمت کا پیدا ہوتا ہے اور ایک ایک ذرے پر کھانے والے کا نام
لکھا ہوا ہوتا ہے امریکی چاہیۓ نوالے گننے والی جتنی بھی مشینیں ایجاد کرلیں اگر انسان کی
قسمت میں پیٹ بھر کر کھانا ہے تو پھر وہ پیٹ بھر کر کھائے گا۔ (ختم شد)

کیا واقعی پاکستانیوں کے لئے یہ ایک اچھی خبر ہے..؟یا

کیا واقعی پاکستانیوں کے لئے یہ ایک اچھی خبر ہے..؟یا بارش کا پہلا قطرہ
پاکستان دنیا کی 26ویں بڑی معیشت 2025تک 18ویں بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا...

جب انا ہزارے بھارت جیسے ایک ارب کی آبادی والے ملک میں کرپشن کے خاتمے کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوسکتے ہیں تو پھر کوئی پاکستان میں بھی ایسا پیدا کیوں نہیں ہوسکتا؟

یہ حقیقت ہے کہ جب سے ہمارا وطن عزیز پاکستان جو بے شمار انسانی جانوں کی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا ہے اِس نے کامیابیوں سے زیادہ ناکامیاں اور مشکلات اور پریشانیاں ہی اپنے دامن میں سمیٹیں ہیں یوں تب ہی سے اغیار نے اِسے پنپنے ہی نہیں دیا ہے اور اِن کی جانب سے قدم قدم پر اِس کے خلاف طرح طرح کی سازشیں تیار کی جاتی رہی ہیں اور یہ ہر لمحہ اِن کی تیار کردہ کسی نہ کسی سازش کا شکار ہوتا رہا ہے اگر کسی کو ہماری اِس بات پر پھر بھی یقین نہ آئے تو ہمیں یہ کہنے دیجئے وہ اپنے اردگرد نظریں دوڑائے تو اِسے پورا یقین آجائے گا کہ ہماری اِن سطور کے رقم کرنے تک بھی ہمارا یہ پیارا وطن پاکستان اغیار کی سازشوں کی وجہ سے اپنی تاریخ کے ایک انتہائی نازک دورے سے

گزر رہاہے مگراِن تمام حقائق کے باوجود بھی یہ نکتہ ہم پاکستانیوں کے لئے قابل تحسین ضرور ہے کہ واشنگٹن سے آنے والی ایک خبر میں شاید کسی امریکی ادارے نے پہلی بار اپنی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان سے متعلق حق اور سچ پر مبنی اپنی تحقیقات میں اِس بات کا برملا اظہار کچھ یوں کیاہے کہ" پاکستان جو دنیا کی 26ویں بڑی معیشت ہے اور یہ حیرت انگیز طور پر 2025تک 18ویں بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا" اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یقیناً دنیا کو اِس خبر کے بعد اَب کسی بھی صورت میں پاکستان سے متعلق اپنے اُن تمام منفی پروپیگنڈوں اور مفروضوں کی بناپر پاکستان کو ایک ناکام ریاست گردانے کے لئے اپنی ساری سازشی مہم کو بند کردیناچاہئے جن کے ذریعے یہ پاکستان کو بدنام کرنے کے بہانے تلاش کرتی رہی ہے اور اَب اِس کے ساتھ ہی دنیا کواِس حقیقت کو بھی پوری طرح سے تسلیم کرلیناچاہئے کہ پاکستان نہ تو پہلے کبھی ناکام ریاست رہاہے... نہ ہے.....اور نہ ہی کبھی ہوگا۔

بہرحال ! وہ ایک خبر جس نے ہمیں آج اپنایہ کالم لکھنے کے لئے اُکسایااور بیماری کے باوجود بھی ہمیں لکھنے پر متحرک کیاوہ ہم جیسے ایک محب وطن کروڑوں پاکستانیوں کے لئے اپنے اندر خوشیوں کے بے شمار جذبات رکھتی ہے اور ایک پاکستانی ہونے کے ناطے ہماری یہ ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ہم اِس اچھی خبر کو زیادہ سے زیادہ اپنے ہم وطنوں میں پھیلانے کے لئے وہ تمام

اقدامات بروئے کار لائیں جس کے ذریعے ہمارے ہم وطنوں کو اپنے ملک سے متعلق زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزا آگاہی حاصل ہو اور اِن کے مرجھائے ہوئے چہروں پر خوشیوں کے آثارات نمایاں ہوں اور اِن کے حوصلے بلند ہوں تو خبر یہ ہے کہ "امریکا میں 142 سال سے کام کرنے والے ایک امریکی ادارے Goldman Sachs نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں اِس کے دعوے کے مطابق آبادی کے اعتبار سے دنیاکے 6 ویں اور اسلامی دنیاکے دوسرے بڑے ملک پاکستان جسے قائم ہوئے خیر سے 64 سال گزر چکے ہیں جس کا شمار دنیا کی 26 ویں بڑی معیشت میں ہوتاہے یقینی طور پر 2025 تک پاکستان دنیا کی 18 ویں بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا رپورٹ میں بتایاگیاہے گرتے پڑتے حالات کے باوجود بھی چھ دہائیوں سے زائد عرصے تک سفر کرنے والے اِس پاکستان کو دنیامیں اور کئی اعتبار سے بھی بہت سے منفرد مقام حاصل ہیں جیسے ایدھی دنیاکی سب سے بڑی رضاکارانہ ایمبولنس سروس ، عالمی سطح پر استعمال ہونے والے 80 فیصد فٹ بال پاکستان میں بنتے ہیں، بین الاقوامی معیار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ملک کا دارلحکومت اسلام آباد باقاعدہ طورپر منصوبہ بندی کے لحاظ بنائے گئے دنیاکے چند بہترین شہروں میں سے ایک ہے جہاں دنیاکی 6 ویں اور ایشیاکی سب سے بڑی فیصل مسجد ہے اور رپورٹ میں اِس بات کا بھی انکشاف کیاگیاہے کہ ایک ہی دن میں عالمی سطح پر سب سے زیادہ پودے لگانے کا اعزاز بھی پاکستان کے پاس ہے جبکہ اِس رپورٹ میں ورلڈ اکنامک فورم کی "فرسٹ فنانشل رپورٹ" کے مطابق اِس کا بھی اعتراف کیاگیاہے پاکستان

بینکنگ سیکٹر نئی سروسز کی فراہمی میں بھی روس، انڈونیشیا، ترکی، پولینڈ، برازیل، فلپائن اور قازقستان سے بہتر ہے اِس کے علاوہ ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق پاکستان میں گزشتہ 10 سال میں فی کس آمدنی میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے اور ساتھ ہی رپورٹ میں گیلپ کے عالمگیر سروے کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی زراعت اور اِس سے متعلقہ شعبوں میں ملک میں کاروباری ماحول کے لحاظ سے بھی کارکردگی بہت بہتر ہوئی ہے اگرچہ اِس کے باوجود بھی ہمارے یہاں کچھ مٹھی بھر عناصر ملک میں گندم سمیت اور دیگر اجناس کا مصنوعی بحران پیدا کرکے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ جیسے پاکستان زراعت اور اِس سے متعلقہ شعبوں میں کوئی بہتری نہیں لایا ہے جس کی وجہ سے ملک میں گندم اور چینی سمیت دیگر اجناس کا بحران پیدا ہونا معمول بن گیا ہے یعنی کہ یہ وہی مٹھی بھر ملک دشمن عناصر ہیں جنھوں نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر ہر دور میں حکومتوں کو بدنام کرنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا اور ملک کے عوام کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھاتے رہے اور اُلٹا یہی عناصر اپنا یہ تاثر قائم کرنے میں بھی کامیاب رہے کہ جیسے یہی محب وطن پاکستانی ہیں اور باقی سب

ایگریکلچر مارکیٹنگ AMS کوڑا کرکٹ.... مگر پھر بھی یہ امر بڑی حد تک قرار واقعی رہا کہ انفارمیشن سروس کے اعداد و شمار پر کی گئی تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ 1947- سے پاکستان میں کپاس کے زیر کاشت رقبے میں 151 اور پیداوار میں 1067، چاول 48 کے زیر کاشت رقبے میں 265 اور پیداوار

میں 909، گنے کے زیر کاشت رقبے پر 398 اور پیداوار میں 807، گندم کے زیر کاشت رقبے میں 131 اور پیداوار میں 606 فیصد یقینی اضافہ ہوا ہے جو قابل اطمینان ہے پاکستان کی اِس حوصلہ افزا صورت حال کے باعث ہیر یٹیج فاؤنڈیشن کے "انڈیکس آف اکنامک فریڈم 2011 کے مطابق پاکستان کی درجہ بندی ہر لحاظ سے بھارت، بنگلہ دیش، چین، روس اور ایران سے بہتر ہے (رپورٹ میں یہ بات بھی واضح طور پر کہی گئی ہے کہ فی کس آمدنی ،اوسط عمر اور غربت کی شرح میں پاکستان کی کارکردگی اپنے پڑوسی اور حریف ملک بھارت کے مقابلے میں بہت بہتر ہے) جبکہ انٹرنیٹ استعمال کرنے کے حوالے سے پاکستان کا دنیا کا وہ ملک ہے 15 واں نمبر ہے اور اِسی طرح ہمارا ملک مسلم دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو ایٹمی صلاحتیوں سے پوری طرح مالا مال ہے اِس رپورٹ میں اِس بات کا بھی برملا طور پر اعتراف کیا گیا ہے کہ پاکستان کی افواج اپنی پیشہ وارانہ کارکردگی کے لحاظ اقوام متحدہ میں بھی بھرپور طریقوں سے سرگرم ہے اور بین الاقوامی طور پر پیدا ہونے والی ہر صورت حال میں ہمیشہ سرگرم رہتی ہے۔

اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس ساری حوصلہ افزا صورت حال کے باوجود امریکا اور اِس کے دیگر دوست ممالک جو اپنے مفادات کے حصول کے خاطر پاکستان میں سیاسی، مذہبی اخلاقی اور معاشی واقتصادی طور پر عدم استحکام پیدا کر کے اِسے ایک ناکام ریاست قرار دینے کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہتے ہیں اِنہیں

اَب تو اپنے کرتوتوں پر شرم آجانی چاہیۓ اِس لئے کہ اَب یہ کس منہ سے پاکستان کو دنیا کی ایک ناکام ریاست گردانتے کے لئے کوشاں ہیں جبکہ پاکستان اپنے خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں ہر لحاظ سے بہت بہتر ہے ہماری امریکا سمیت اُن پاکستان دشمن ممالک سے یہ عرض ہے کہ وہ اِس امریکی ادارے Goldman Sachs جو 142 سال سے کام رہاہے اِس کی یہ رپورٹ ضرور پڑھ لیں جس نے اپنی رپورٹ میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں جگہ جگہ اِس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستان ہر لحاظ سے ایک کام یاب ریاست ہے اور اِسے ناکام ریاست تصور کرنے والے اِسے اِس طرح بلیک میل کرکے اِسے اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔اور اپنی اُن سازشوں کو چھوڑ دیں جن کے پسِ پردہ چھپے مقاصد کی آڑ میں یہ پاکستان کو ناکام ریاست قرار دینے میں لگے پڑے ہیں۔

مگر پھر بھی ہم اپنے پاکستانی ہم وطنوں سے بھی اتنا ضرور کہیں گے کہ کہ اِن ڈھیر ساری خوبیوں کے مالک اپنے اِس وطن پاکستان کو مزید ترقیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے اِن میں سے کوئی ایک شخص ملک سے بڑھتے ہوئے کرپشن کے ناسور کے خاتمے کے لئے بھی ضرور اُٹھ کھڑا ہو کیوں کہ جب انا ہزارے بھارت جیسے ایک ارب کی آبادی والے ملک میں بھارتیوں کی لاج رکھنے اور اِن کی انا اور وقار کو دنیا بھر میں قائم رکھنے اور بہتر انداز سے پروان چڑھانے کے لئے اپنے ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے بارش کا پہلا قطرہ

ثابت ہو سکتے ہیں تو پھر کوئی پاکستان میں بھی ایسا پیدا کیوں نہیں ہو سکتا ہے؟

حکومت کا دعویٰ حالات کنٹرول میں ہیں..؟

کراچی میں چار روز میں 95 افراد کی ہلاکت اور حکومت کا دعویٰ حالات کنٹرول میں ہیں..؟

کراچی کے حالات زبان کی نوک پر لگے انگارے کے مانند ہیں.....

کراچی میں جاری خونریزی اور حکومت کا کراچی میں فوج کی طلبی پر بغلیں جھانکنا....کیا معنی ہے؟؟؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ کراچی کے حالات زبان کی نوک پر لگے اُس انگارے کے مانند ہیں جس کی وجہ سے زندگی کا خاتمہ ممکن ہوگیاہے یعنی یہ کہ آج شہر کراچی میں چار روز سے جاری دہشت گردی کی تازہ ترین کاروائیوں کے دوران 95 سے زائد افراد کی ہلاکتیں اور سیکڑوں کے زخمی ہونے کے واقعات نے سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف حکومت کے کراچی میں امن وامان قائم کرنے کے اُن تمام بلند و بانگ دعوؤں اور وعدوں کی قلعی کھول دی ہے جس سے متعلق حکومت ہمیشہ چین کی بانسری بجاتے نہیں تھکتی ہے۔ایسے میں اگر حکومت نے عوامی مطالبوں پر بھی شہر میں فوج کو طلب نہ کیاتو پھر یہ سمجھ لیاجائے کہ حکومت کراچی کی تباہی کی خود ذمہ دار ہوگی۔اگرچہ حکومت کے کراچی میں امن وامان قائم کرنے کے کاغذی دعوے تو بے شمار ہیں ویسے اگر یہ سچ ہیں تو پھراس کے باوجود بھی شہر کراچی میں

قتل وغارت گری، بازاروں سے بھتوں کی وصولی سمیت پبلک مقامات اور ٹرانسپورٹ سے لوگوں کے اغوااور قتل کا سلسلہ ہوا کے تیز چلنے والے جھونکوں کے ساتھ ساتھ کیوں جاری ہے جس کی وجہ سے شہری عدم تحفظ کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں تب ہی توکراچی کے حالات کو دیکھتے ہوئے کراچی کے دو کروڑ سے زائد شہری اور یہاں سے تعلق رکھنے والی تمام سیاسی ومذہبی جماعتیں بھی حکومت سے بس یہی ایک مطالبہ کر رہی ہیں کہ حالات کو درست کرنے اور شہر کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لئے فوری طور پر فوج کو طلب کیا جائے اِن سارے حالات کے پیشِ نظر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج شہر کراچی سے تعلق رکھنے والے ہر طبقے کا حکومت سے شہر میں فوج کی طلبی کا مطالبہ درست یوں بھی معلوم دیتا ہے کہ اِس شہر کے باسی اپنے ہی شہر میں روز روز کی درجنوں کے حساب سے ہونے والی خون ریزی سے بیزار آچکے ہیں یوں اِن کا یہ مطالبہ اِس لحاظ سے بھی اور زیادہ شدت اختیار کرچکا ہے جب گزشتہ دنوں گورنگی کے علاقے چکرا گوٹھ میں دو گروپوں کے درمیان گولیوں کے تبادلے کے نتیجے میں دو افراد کی ہلاکت اور متعدد کے زخمی ہونے سے پیش آنے والی صورت حال کو قابو کرنے کے لئے جب سادہ لباس میں ملبوث پولیس اہلکاروں کی گاڑی چکرا گوٹھ جا رہی تھی توگورنگی نمبر ڈھائی پر اِس گاڑی پر نامعلوم مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 6 پولیس اہلکار ہلاک اور 25 سے زائد شدید زخمی ہوگئے اِس واقعہ کے پیش آجانے کے بعد کراچی کے عوام میں یہ احساس اور شدت اختیار کرگیا ہے کہ یہ بری طرح سے عدم

تحفظ کے شکار ہو کر رہ گئے ہیں کیوں کہ جب اِنہیں سیکورٹی فراہم کرنے والوں کو ہی دہشت گرد بے دردی سے نشانہ بنارہے ہیں تو پھر شہر کراچی کا ایک عام نہتا شہری دہشت گردوں کی وحشیانہ کاروائیوں سے کیوں کر محفوظ رہ سکتاہے ایسے میں کراچی کے شہریوں کے اِس مطالبے پر حکومت کو بغلیں جھانکنے اور اِدھر اُدھر کی بہانے بازی کرنے کے بجائے شہر میں فوری طورپر امن قائم کرنے اور عوام کے تحفظ کے لئے اقدامات کرتے ہوئے شہر میں فوج طلب کرکے امن وامان قائم کرنے کی اپنی ہر ممکن سعی کرنی چاہئے ۔جبکہ شہر کراچی کی دن بدن بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیشِ نظرایک طرف تو شہری اور سیاسی اور مذہبی جماعتیں شہر میں حکومت سے فوج طلب کرنے کا اپناپرزور مطالبہ جاری رکھے ہوئے ہیں تو دوسرے طرف ہر معاملے میں سیاسی اور اپنی مطلب کے خواب دیکھنے والے وزیرداخلہ سندھ منظوروسان ہیں جنھوں نے اسلام آباد ایئر رپورٹ پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی انتہائی بے خبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ یوں کہاکہ کراچی کے حالات پوری طرح سے کنٹرول میں ہیں (جبکہ اِس پر ہمارا خیال یہ ہے دنیادیکھ رہی ہے کہ شہر میں لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں اور ہر گھر ماتم کدہ بن گیاہے اِس پر وسان جی کا یہ کہنا کسی لطیفے سے کم نہیں ہے) فوج کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اور انتظامی اقدامات کے نتائج ایک دوروز میں اچھے ثمرات کے ساتھ خود بخود سامنے آجائیں گے اِس موقع پر ہمیں شاعر کا یہ شعر شدت سے یاد آگیاکہ

لہو کو رنگ، گلابوں کو خار کہتے ہیں
یہ کیسے لوگ خزاں کو بہار کہتے ہیں
میں کیسے اُن کو گُلستاں کا پاسباں سمجھوں
جو آندھیوں کو نسیم بہار کہتے ہیں

یعنی یہ کہ جب شہر کراچی کی بگڑی ہوئی صورت حال سے صوبائی وزیر داخلہ ہی بے خبر ہوں تو پھر کسی اور کا کیا کہنا....؟اِس پر وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے بھی اپنی حسب معمول لفاظی کا سہارا لیتے ہوئے ایک بار پھر یہ بیان داغ دیا ہے کہ کراچی میں امن و امان کے قیام کے لئے حکومت کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گی اور حکومت نے اَب یہ تہیہ کرلیا ہے کہ ہر قسم کے سیاسی مصالحتوں سے بالاتر ہو کر دہشت گردوں کے خلاف بلاتفریق کاروائی کی جائے گی اور اِس کے ساتھ ہی مسٹر جنابِ محترم رحمٰن ملک نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر شہر کراچی کے حالات ایسے ہی رہے تو حکومت کو فوج کو طلب کرنے میں کوئی قباحت نہیں تو اِن کے اِس بیان پر ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ مسٹر رحمٰن ملک جی شہر کراچی میں اتنی زیادہ انسانی جانوں کی ہلاکتوں کے بعد بھی آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ کو کراچی میں فوج کو بلانے میں کوئی قباحت نہیں ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آپ کو تو یہ چاہئے تھا کہ جب آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ شہر کراچی میں تمام تر اضافی اختیارات کے باوجود پولیس اور رینجر عوام کو

تحفظ فراہم کرنے اور امن وامان کے قیام میں بری طرح سے ناکام ہو گئے ہیں تو آپ کوایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر فوراً ہی شہر میں فوج طلب کر لینی چاہیے تھی تاکہ دہشت گردوں کے ہاتھوں عوام ذبح ہونے سے بچ جاتے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا خیال یہ ہے کہ مگر اِس کے لئے آپ کے دل میں اپنے ملک اور اپنی عوام سے ذرا برابر بھی محبت کا جذبہ مزین ہوتا تو آپ اور آپ کی حکومت تُرنت ایسا کرتی مگر افسوس کہ شاید ایسا نہیں ہے جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں۔ (ختم شد

کراچی کے مسئلے کا واحد حل فوج کی آمد میں ہے

ستمبر ستمگر ہوگا کیا واقعی ...!!! کراچی کے مسئلے کا واحد حل فوج کی آمد میں ہے....

؟متحدہ کا یوم سوگ

عوامی آرا، کراچی کے مسلے کو سیاسی کہنے والے ہی حالات خراب کرنے کے ذمہ دار ہیں.....

متحدہ کا وزیراعظم کو مستعفی ہونے کا مطالبہ درست ہے...

گزشتہ دنوں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی جانب سے شہر کراچی میں تسلسل سے جاری بدترین قتل وغارت گری کے خلاف ملک بھر میں منائے جانے والے پُرامن یوم سُوگ اور مذمت نے یہ ثابت کردیا ہے کہ کراچی میں قتل وغارت گری کے خلاف ملک کا ہر فرد ملی یکجہتی اور اتحاد ویگانگت کی پروئی گئی تسبیح میں ایک ہے اور آج ہر پاکستانی کی بس یہی اولین خواہش ہے کہ کسی بھی طرح سے شہر قائد میں امن وامان قائم ہوجائے اور معصوم انسانی جانوں کا خون بہانے کا مکروہ سلسلہ رک جائے اور پاکستان کا صنعتی و تجارتی لحاظ سے حب کہلائے جانے والا شہر کراچی ایک بار پھر امن کا گہوارہ بن جائے اور یہاں بسنے والے لوگوں کے چہروں پر چھائے خوف وہراس اور مایوسیوں کے بادل چھٹ جائیں اور یہ اپنے

معمولاتِ زندگی ہنسی خوشی جاری رکھ سکیں۔
اگرچہ کراچی کے عوام اِس بات پر متفق ہیں اور اَب یہ عوامی آرا بھی واضح طور پر سامنے آچکی ہے کہ شہر کراچی کے موجودہ حالات کو سیاسی کہنے والے ہی اِس کے حالات خراب کرنے کے ذمہ دار ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اَب اِس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اِن ہی لوگوں (فوج بلانے سے انکار کرنے والوں) ہی نے اپنی نااہلی کی وجہ سے شہر کو آگ وخون میں نہلادیا ہے اگر یہ اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کرلیں تو اِس میں کوئی حرج نہیں کہ آج بھی شہر کراچی میں فوری طور پر معصوم اور بے گناہ انسانوں کا خونِ ناحق بہنے سے رک جائے اور امن وامان قائم نہ ہوجائے مگر اِنہیں سندھ انتظامیہ کو) یہ نکتہ سمجھ ہی نہیں آرہاہے کہ شہر میں پائیدار امن وامان قائم) اور عوام کو تحفظ اُس وقت تک نہیں مل سکتاجب تک شہر قائد کراچی میں موجود ہشت گرد عناصر کے قلع قمع کے لئے فوج کی زیر نگرانی صاف وشفاف آپریشن نہ کیاجائے بس اتنی سی یہ بات سندھ انتظامیہ کو اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ کراچی کے مسئلے کا واحد حل فوج کی آمد ہی میں پنہاں ہے اِس کا حل نہ تو پولیس کے پاس ہے اور نہ رینجرز اَب کچھ کرسکتی ہے۔
بہر حال !آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک بھر سے اپنے یہاں آنے والوں کو

اپنے محبت اور خلوص کے دامن میں سمیٹنے والے شہرِ کراچی کو دشمنوں کی نظر لگ گئی ہے اِس کی پُرسکون صُبح اور دل کشا شاموں اور شام ڈھلے سجنے والی حسین بزم اور رات کی تاریکی کو چیرتے برقی قمقموں سے جو ضیاء اگلے صُبح تک رجھم رجھم برستی تھی اِن سب کو اِس شہر کی کوکھ میں پلنے والے اغیار کے آلہ کاروں اور اِس شہر کے دشمنوں نے اپنی وحشیانہ کارروائیوں اور اپنے انسانیت سوز مظالم کی داستان رقم کرکے اِس شہر کی تمام خوبیوں کو تاریخ کا حصہ بناڈالا ہے اور آج اِس صورت حال میں اِس شہر سے محبت کرنے والے ہر محب وطن پاکستانی کی زبان پہ یہ سوال ہے کہ

اے صبحِ جہاں فزا،تری صُبحوں کو کیا ہوا

اے شامِ دِل رُبا،تری شاموں کو کیاہوا

اے بزمِ دِل کُشا،ترے جلووں کو کیاہوا

اے شہرِپُرضیائ،تری راتوں کو کیاہوا

کیوں کہ آج ہر سمت شہر کراچی میں موت اور درندوں کا رقص جاری ہے شہر کا کوئی بازار، محلہ، گلی کوچہ اور زرہ زرہ ایسانہیں ہے جو معصوم انسانوں کے مقدس خون سے تر نہ ہوگیاہو میرے شہر کا ہر فرد اِس صُورت حال میں مضطرب ہے اور جب اِس حال میں اِسے کہیں سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتاہے تو وہ

اپنا کلیجہ تھام کر رہ جاتا ہے اور پھر کفِ افسوس ملتے ہوئے اپنے شہر قائد کراچی کی دن بدن بگڑتی ہوئی صُورت حال پر چیخ کر یہ کہہ اُٹھتا ہے کہ

جس میں نہ سا نحے ہوں وہ ایسی شب کہاں
بن حادثوں کے گزرے کوئی ایسا دن نہیں
یہ عہد وہ ہے جس میں ہے ہر شخص مضطرب
یہ دور وہ ہے جس میں کوئی مطمئن نہیں

اگرچہ شہر قائد میں بدامنی کی جو ایک خوفناک لہر گزشتہ کئی دنوں ، ہفتوں ،ماہ اور سال سے جاری ہے اِس میں کمی آنے کے بجائے اُلٹا روزافزوں تیزی ہی آتی جارہی ہے مگر حکمران ہیں کہ اِن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور جو اِس کا تدارک کرتے بلکہ وہ تو آج طرح طرح کی اپنی سیاسی مصالحتوں میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں اور شہر کی اِس بگڑتی ہوئی صورت حال پر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہیں اِن کی اِس بے حسی کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اُنہوں نے دیدہ و دانستہ طور پر شہر میں امن و امان قائم کرنے کی کوششوں سے شائد اپنی نظریں چرالی ہیں اور یوں اِن کی اِس بے حسی کی ہی اصل وجہ یہ ہے کہ آج شہر میں انسان کے بھیس میں آدمخور دندناتے پھر رہے ہیں جو معصوم اور نہتے انسانوں کو زبان اور علاقوں کی بنیادوں پر اغواء کرنے کے بعد اپنے

بنائے گئے عقوبت خانوں میں لے جاکر اِنہیں اپنی پُر تشدد کارروائیوں کے بعد اِنہیں ذبح کرکے بوری میں بند کرکے پھینک رہے ہیں جس سے شہر میں خوف وہراس اور سوگ کی فضاء ایک عرصے سے جاری ہے۔

اِس ساری صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حکمرانوں کو شہر کراچی میں عوام کے تحفظ اور امن وامان قائم کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے اِن کے سامنے اگر کوئی ایک ایجنڈارہ گیا ہے تو وہ صرف ایک ہی ایجنڈا ہے کہ کسی بھی طرح سے اپنی حکومت سنبھالے رکھو بھلے سے عوام مرتی ہے تو مرتی رہے مگر ہماری حکومت پر کوئی ضرب نہ آئے۔

تاہم ایک عرصہ گزرجانے کے بعد گزشتہ دنوں کسی حدتک یہ خبر شہر قائد کراچی کے دو کروڑ ڈرے سہمے عوام کے لئے حوصلے کا باعث بنی کہ جب وزیراعلیٰ ہاؤس سندھ میں اپنی زیر صدارت ہونے والے کابینہ کے ایک اجلاس میں شاید دبے دبے الفاظ میں وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کراچی میں فوری طور پر عوام کے تحفظ اور امن وامان کے قیام کے لئے سندھ حکومت کو دہشت گردوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرنے کی یہ کہتے ہوئے ہدایت جاری کردی کہ شہرِ قائد کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر اگر اَب بھی ایکشن نہ لیا تو پھر کوئی اور آکرلے گا اور پھر اُنہوں نے کراچی میں بلاامتیاز آپریشن کی منظوری تو دے دی مگر ساتھ ہی یہ

بھی کہہ دیا کہ کراچی کا مسلہ سیاسی ہے اِسے سیاسی طور پر حل کرنے کے لئے سندھ انتظامیہ کو ایک ہفتے کی مہلت بھی دی جاتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ کراچی کی اِس معمولی بگڑتی ہوئی صورت حال کو سالانہ 32 ارب روپے خرچ کرانے والی پولیس اور رینجر کے ذریعے ہی حل کیا جائے یہ اور بات ہے کہ کراچی کے عوام ، تاجر ،برادری علماء اکرام اور سیاسی جماعتوں کا یہ بھرپور مطالبہ ضرور ہے کہ کراچی شہر کی تشویشناک صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لئے فوری طور پر فوج کو شہر میں طلب کیا جائے مگر اِن سارے مطالبوں اور اپیلوں کے باوجود بھی حکومت کسی بھی صورت میں کراچی میں فوج کو طلب کرنے کے حق میں نہیں ... اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر اعظم کے اِس فیصلے کے بعد بھی شاید شہر کراچی میں امن وامان قائم نہ ہوسکے جس کا وزیر اعظم اور سندھ انتظامیہ دعوی کر رہی ہے کیوں کہ سندھ پولیس اور رینجرز اپنے اپنے اختیارات اور سیاسی دباؤ سے آزاد نہیں ہیں اگر اِنہیں پہلے ہی فل اختیارات ملتے اور یہ سیاسی اور مصالحتی دباؤ سے آزاد ہوتے تو آج شہر میں یہ نوبت ہی پیدانہ ہونے پاتی جیسی ہو گئی ہے۔

اُدھر فنکشنل مسلم لیگ کے سربراہ وحُروں کے روحانی پیشوا اور دوراندیش بزرگ سیاستدان سائیں پیر صاحب پگارا جن کی ماضی میں بے شمار پیشنگوئیاں سچ ثابت ہوئی ہیں اور جنھوں نے ملکی سیاست پر بہت سے مثبت اور تعمیری اثرات بھی

چھوڑے ہیں اُنہوں نے بھی شہر کراچی کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر سخت ترین تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ جب کراچی کے پریشان حال عوام فوج فوج پکار رہی ہے تو پھر کراچی میں عوام کی اِس درد بھری آواز کو سُنتے ہوئے پاک فوج کو کراچی میں آجانا چاہئے اور اُنہوں نے اِس عوامی پکار کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہاہے کہ وہ پہلے اکیلے تھے مگر اَب سب ہی اِن کے ساتھ مل کر یہ کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں فوج آنی چاہئے ۔اِن کہنا ہے کہ اگراِس صورت حال میں فوج آگئی تو انشاء اللہ مارشل لا ہی لگے گا یعنی یہ کہ ستمبر کا مہینہ ستمگر ثابت ہوگا یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پیر سائیں پگارا نے جس انداز سے شہر کراچی میں فوج کے آنے کی نوید سُنائی ہے اِس سے یہ واضح ہوگیاہے کہ واقعی اگر فوج کراچی میں آگئی تو نہ صرف سیاستدانوں کی بچھائی گئی سیاسی بساط پلٹ دی جائے گی بلکہ جمہوری اور جمہوریت کا دن رات راگ لاپنے والی یہ حکومت بھی اپنابوریا بسترا لپیٹ کر گول ہوجائے گی۔یوں کراچی میں فوج کے آنے کا بہانہ اِس نام نہاد جمہوری حکومت کے خاتمے کی وجہ بنے گی اور یوں جس سے بے روزگاری، کرپشن، مہنگائی، قتل وغارت گری اور دہشت گردی کے شکار کراچی کے دو کروڑ عوام سمیت ساری قوم کو چین اور سُکھ کا سانس نصیب ہوجائے گا۔

اور ویسے بھی کراچی میں تسلسل کے ساتھ جاری قتل وغارت گری اور اِنسانوں کی

نسل کشی پر متحدہ قومی موومنٹ کے قائدٗ الطاف حُسین نے بھی واضح اور برملا طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ وزیرِاعظم شہرِ کراچی میں اگر عوام کو تحفظ اور امن وامان قائم نہیں کرسکتے ہیں تو وہ فوری طور پر مستعفی ہوجائیں اَب ملک کے بیشتر سیاسی حلقوں اور سیاسی بصیرت رکھنے والے اہل دانش کا خام خیال یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے قائدٗ الطاف حسین کا یہ کہنا اپنے اندر بڑی گہرائی رکھتا ہے اگراُنہوں نے وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی سے یہ کہہ دیا ہے تو پھر یقینی طور پر وزیرِاعظم کو فوراََ ہی مستعفی ہوجانا چاہئے کیوں کہ یہ جناب الطاف حُسین کی سیاسی بصرت اور آگاہی تو ہے کہ جب اُنہوں نے آصف علی زرداری کو ملک کے صدر کے لئے نامزد کیا تو تب سے ہی وہ آصف علی زرداری سے صدر آصف علی زردای بن گئے اور اَب اِس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اَب متحدہ کے قائدٗ الطاف حُسین نے وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی کو کراچی میں امن وامان کے قیام میں ناکامی پر اِن سے مستعفی ہونے کو کہا ہے تو پھر بہتری اِسی میں ہے کہ وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی فُوراً مستعفی ہوجائیں اِس ہی میں ملک اور قوم کی بھلائی ہے۔

سیورل ٹوپکس اینڈ کئی اور عنوانات اور نتائج

صدر آصف علی زرداری کی تین عمدہ مثالیں کراچی کے حالات اور ذوالفقار مرزا کی شعلہ بیانیاں

ماہ رمضان کی بابرکت بہاروں کی رخصتی اور عیدالفطر کی تعطیلات کے بعد آج ایک بار پھر ہم اپنے قارئین سے اپنا رشتہ اِس کالم کے ساتھ جوڑرہے ہیں جو اپنے موضوع کے لحاظ سے کئی اہم خبروں پر مشتمل ہے تو ایسے میں ہم وقت ضائع کئے بغیر سب سے پہلے بات کریں گے کراچی کے حالات کے حوالے سے تو عرض یہ ہے کہ اِس حقیقت سے کوئی بھی محب وطن پاکستانی شاید انکار نہ کرسکے کہ صنعتی اور تجارتی لحاظ سے پاکستان کا مرکزی حیثیت کا حامل شہر کراچی جو ماہ جولائی سے تادم تحریر اپنے یہاں مختلف حیلے بہانوں سے ہونے والی قتل وغارت گری کی وارداتوں کی وجہ سے جس خوف وہراس میں مبتلاہے اِس کی مثال ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی اور حد تو یہ ہے کہ دو کروڑ سے زائدآبادی والے شہر کراچی کے محب وطن شہریوں نے ماہِ شعبان ورمضان کی برکتوں اور رحمتوں سے لبریز گھڑیوں اور عیدالفطر کے حسین لمحات کو بھی ڈروخوف میں گزارا۔

جبکہ یہاں افسوس کی بات تو یہ رہی کہ کراچی کے شہریوں کی اِس کیفیت سے نجات

دلانے کے لئے نہ تو حکمران وقت نے سنجیدگی سے کوشش کی اور نہ ہی کوئی خداترس
آگے بڑھا اُلٹا اِس سارے عرصے کے دوران یہ دیکھنے میں ضرور آیا کہ کچھ لوگوں نے
اپنے سیاسی اور ذاتی اور دوسرے طرح طرح کے مقاصد کے حُصول کے لئے کراچی کے
حالات پر تیل ڈالنے کی کوشش کی تاکہ آگ اور بھڑک اُٹھے اور اِنہیں اپنے مقاصد
حاصل ہوسکیں یہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ وہ تو اللہ بھلا کرے چند مٹھی بھر ایسے اچھے
لوگوں کا جن کی کوششوں سے حالات اَب تک کنٹرول میں ہیں ورنہ کچھ لوگوں نے تو
چاہا تھا کہ کراچی کے حالات سنگین سے سنگین تر ہوجائیں تو اِن کے دلوں کو سکون نصیب
ہو بہرحال ایسے لوگوں کے لئے جنھوں نے دانستہ اور غیر دانستہ طور پر یہ چاہا کہ
، شہر کراچی کے حالات بگڑ جائیں تو ایسے لوگوں کے لئے یہ شعر عرض ہے کہ
ہم نے شُعلوں کو شراروں کو بہت دیکھا ہے ہم نے تقدیر کے ماروں کو بہت دیکھا ہے
اَب تمنا ہے کہ دورِ گُلِ خنداں آجائے ہم نے اَفسردہ بہاروں کو بہت دیکھا ہے
بہرکیف ! وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ملتان میں وزیر اعظم سرکٹ ہاؤس میں
صحافیوں سے گفتگو میں علاقے کے عمائدین اور حلقے کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے
اپنے انتہائی نپے تلے الفاظ میں کہا کہ "ایم کیو ایم حقیقت ہے" اور کراچی کے حالات
جلد ٹھیک کرنے کے لئے بھتہ مافیا، دہشت گردوں اور جرائم پیشہ

افراد کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کریں گے جبکہ اِس موقع پر اُنھوں نے اپنے اِس عزم کا اعادہ بھی کیا کہ وہ ذوالفقار مرزا کے حوالے سے پارٹی فیصلے کے پابند ہیں اور اِسی طرح اُنھوں نے کراچی کے حالات درست کرنے کے حوالے سے اتنا ضرور کہا کہ وہ کسی پارٹی کا مسلح ونگ چاہتے ہیں اور نہ ہی برداشت کریں گے یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیراعظم کے یہ الفاظ کراچی کے ڈرے سہمے دو کروڑ عوام کے لئے حوصلہ افزاء ہیں جس سے کراچی کے عوام کی ہمت بڑھی ہے اور وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ وزیراعظم بھی یہ چاہتے ہیں کہ کراچی شہر کو ہر قسم کے غیر قانونی اسلحے اور کسی بھی پارٹی کے مسلح ونگ سے پاک کیا جائے تاکہ شہر کراچی اپنے ماضی کی طرح ایک بار پھر سے امن و شانتی کا عظیم گہوارہ بن جائے اور یہاں کے لوگوں کو امن و سکون نصیب ہو اور یہاں دائمی امن وامان کے قیام سے صنعت و تجارت کا پہیہ چلتا رہے اور پاکستان اپنی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوجائے اور ساتھ ہی وزیراعظم نے اپنے خطاب میں یہ بات بھی کہی کہ ملک میں نئے صوبوں کے قیام سے ملک کمزور نہیں ہوگا کچھ لوگوں کو سرائیکی لفظ پسند نہیں مگر پھول کو کسی نام سے بھی پکاریں خوشبو دیگا۔ اِس موقع پر ہم اپنے ضرور اعظم سید یوسف رضا گیلانی سے یہ ضرور کہیں گے کہ اگر بہتر ہو تو کراچی کو بھی ایک صوبے کا درجہ دے دیا جائے تاکہ ہر قسم کی سیاسی محاذ آرائی اور دیگر مسائل سے بھی اِسے جھٹکارہ حاصل ہوسکے۔

بہر حال ! یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی حقیقی معنوں میں شہر کراچی میں امن وامان کے دائمی قیام کے لئے سنجیدہ ہیں تو پھر انہیں تُرنت ایک لمحہ بھی ضائع کئے اور اپنے ہر قسم کی سیاسی مصالحت کا شکار ہوئے بغیر شہر کو ہر قسم کے غیر قانونی اسلحے اور کسی بھی پارٹی کے مسلح ونگ سے پاک کرنے کے لئے شہر کراچی کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ایسے اقدامات ضرور کرنے چاہیں جن کے فوری طور پر کرنے سے حالات میں بہتری آئے۔

اُدھر 28 اگست کی شام سندھ کے سابقہ وزیر ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی دو گھنٹے سے زائد طویل ترین پریس کانفرس کے بعد بالخصوص کراچی اور ملک میں پیدا ہونے والے سیاسی بھونچال پر ایوان صدر میں صدر آصف علی زرداری کے زیر صدرات ہونے والے اپنی نوعیت کے اہم ترین اجلاس سے صدر آصف علی زرداری نے اپنی سیاسی فہم وفراست اور تدبرانہ حکمتِ عملی کا سہارا لیتے ہوئے اپنے خطاب میں اپنی پارٹی کے رہنماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ معاملات لڑ جھگڑ کر حل نہیں کئے جا سکتے جیسا کہ سندھ کے سابق وزیر چاہتے تھے اِس موقع پر صدر نے اپنی بات کو ثابت کرانے کے لئے اپنی پارٹی کے رہنماؤں کے سامنے تین اِیسی مثالیں بھی پیش کیں جو آج حقائق پر مبنی ہیں جنھیں کسی بھی دیدہ ور کو جھٹلانا مشکل ہے وہ یہ ہیں کہ لڑائی جھگڑوں سے مسائل کسی بھی صُورت میں حل نہیں ہو سکتے صدر

نے کہاکہ اول وہ اِن تمام سے لڑائی کریں جنھوں نے مجھ پر، بینظیر بھٹو پر اور پی پی پی رہنماؤں پر غیر متواتر سیاسی مقدمات بنوائے صدر نے کہاکہ کوئی بتاسکتاہے کہ تشدد مسائل حل کرنے میں مدد دیتاہے...؟؟اور کیایہ دانشمندی والاراستہ ہے...؟؟جبکہ صدر نے دوسری مثال یہ پیش کی کہ بلوچستان میں کچھ لوگ مختلف وجوہات پر ناراض ہیں۔قومی جھنڈا جلارہے ہیں اور سرعام اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ وہ پاکستان کو نہیں مانتے توکیامجھے اُن سے لڑائی کرنی چاہئے نہیں مجھے ہر گز نہیں کرنی چاہئے اور مزید برآں صدر نے تیسری مثال جو اپنے اندر بڑی گہرائی اور سوچ کے لحاظ سے بڑی وسعت رکھتی ہے یہ دی کہ امریکہ جو عسکریت پسندوں سے کئی سالوں سے لڑرہاہے اور اپنے اربوں کھربوں ڈالر اپنی اِس لڑائی میں جھونک چکاہے آخرکار وہ بھی اَب طالبان سے مذاکرات کرنے میں مصروف ہے اِن تمام تینوں مثالوں کو انتہائی صبر و تحمل سے اپنی پارٹی کے رہنماؤں کے سامنے پیش کرنے کے بعد صدر نے اپنے مخصوص انداز اور لب ولہجے کے ساتھ فکر وفراست سے کہاکہ دیکھااِن تمام تین مثالوں میں بات چیت کاآغاز کرناپڑااور اِس لئے میں نے بھی ہمیشہ متحدہ قومی مومنٹ سے لڑائی کی مخالفت کی اور اِس کے ساتھ اور دوسری سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بھی مصالحت پسندی کو ترجیح دی اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدر زرداری کی عادت میں جو مصالحت پسندی کا عنصر غالب ہے وہ اِن کی کامیابی اور کامرانی کا ضامن ہے ورنہ اگر صدر نے بھی اوروں کی طرح کبھی مصالحت پسندی کا دامن اپنے ہاتھ سے

چھوڑادیاتو پھر ملک میں وہی کچھ ہوتا ہوادِکھائی دے گا جو دوسرے مصالحت پسندی کا دامن چھوڑ کر ملک میں کرناچاہتے ہیں۔

اَب صدر آصف علی زرداری کی مندرجہ بالا دانشمندانہ مثالوں کے بعد بھی کوئی اِن کی فہم وفراست سے لبریز مثالوں سے کوئی مثبت اور تعمیری نتائج اخذ نہ کرسکے تو پھر ایسے فرد کے لئے یہ شعر عرض کرکے ہم اجازت چاہیں گے کہ

شہنشاہوں کے درباروں سے ہے.بزمِ گدا بہتر غزل کے تاجور سے بُلبلِ شیریں نوا بہتر
نفاق آرائی سے ہے شیوہء صدق وصفا اچھا محاذ آرائی سے ہے جذبہء مہر ووفا بہتر

امریکی پُراسرار فورس کا انوکھا انکشاف

ہم تاریکی میں تیر ہیں ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکتا......

نائن الیون کو 10 سال گزر جانے کے بعد بھی امریکا میں مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک بند نہ ہوا..اِس پر اُمت مسلمہ کی خاموشی کیوں؟

بات عراق کی ہو یا افغانستان اور پاکستان کی یا اِن سے پہلے نشان عبرت بننے والے اُن ممالک کی جہاں مظالم کی ایسی داستانیں رقم کی گئی ہیں کہ رہتی دنیا تک انسانیت اِن کی دردناک داستانوں کو سُن ،پڑھ اور اُن کی تصاویر کو دیکھ کر تھراتی رہے گی اِن ممالک میں دنیا کے جس ظالم جابر اور فاسق ملک نے انسانیت سوز مظالم کی یہ داستانیں لکھی ہیں وہ موجودہ دنیا کا عالم انسانیت کے حقوق کے تحفظ کا سب سے بڑا علمبردار بننے والا ملک امریکا ہے جسے اِس دنیا کا ایک بڑا طبقہ امریکا کو دہشت گردِ اعظم قرار دے کر اِس کے وجود سے بھی سخت نفرت کرتا ہے کیونکہ اِس طبقے کے نزدیک امریکا کے دو رُخ ہیں ایک رُخ اِس کا یہ ہے کہ جس کے سہارے یہ دنیا میں انسانیت کے حقوق کا بڑا علمبردار بنا پھرتا ہے تو دوسرا اِس کا چہرہ اُس جلاد کا ہے جو معصوم انسانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانا فخر محسوس کرتا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ امریکا نے اپنی اِسی دوغلی حکمتِ عملی کے تحت دنیا میں اپنی داداگیری کو شدت سے قائم کرانے کے لئے 1980ء میں ایک ایسی پُراسرار فورس تشکیل دی تھی جس کا کام دنیا بھر میں امریکی مخالفین کو مارنا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اطلاعات یہ بھی ہیں کہ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے اپنے یہاں اِس خونخوار امریکی فورس سے متعلق ایک انکشاف کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ حال ہی میں اِس فورس کی تشکیل نو بھی کردی گئی ہے اور نائن الیون کے واقعہ کے بعد اس پُراسرار امریکی فورس نے امریکی سی آئی اے سے بھی کئی گنا بڑھ کر ایسے کارنامے انجام دے ڈالے ہیں کہ جن پر امریکی حکام کو اپنی اِس انتہائی خفیہ اور ظالم فورس کے قیام پر فخر ہوتا ہے۔

یہاں حد تو یہ ہے کہ خود امریکی حکام اپنی اِس فورس کو اپنی سی آئی اے پر بھی فوقیت دیتے ہیں اور اِس کی اَب تک کی کارکردگی کی بنیاد پر اِس کی ہر رپورٹ پر آنکھ بند کرکے اعتبار کرلیتے ہیں جبکہ بعض مرتبہ اپنی سی آئی اے کی دی جانے والی رپورٹوں پر غیر مبہم انداز سے شک وشبہات کا اظہار کرکے اِنہیں فائلوں میں بند کردیتے ہیں آگے چل کر اخبار نے لکھا ہے کہ اِسی خفیہ امریکی فورس نے سی آئی اے سے بڑھ کر امریکی مخالفین کو نشانہ بناکر امریکی وقار اور معیشت کا دفاع کیا ہے یہاں امریکی اخبار کے اِس انکشاف کی روشنی میں یہ

نقطہ ہمارے لئے بڑی حیرانی اور پریشانی کا باعث بھی ہے کہ جس میں یہ واضح کیاگیا ہے کہ "اِس امریکی پُراسرار فورس کو جو لگ بھگ 25 ہزار یا اِس سے زائد اہلکاروں پر مشتمل یونٹ ہے اِسے ایک وقت میں امریکاکے دوصدوراور تین وزراء دفاع نے پاکستان سمیت کئی ممالک میں انٹیلی جنس کے شیئرنگ مشن اور قاتلانہ حملوں کی صلاحیت بڑھانے کے لئے خصوصی ہدایات جاری کی تھیں یوں امریکی حکام کی نظر میں اِس پُراسرار امریکی فورس کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایاجاسکتاہے کہ یہ امریکی فورس اپنے کئے دھرے کا جواب صرف امریکی صدراور وزیر دفاع کو دینے کی مجاز ہے اِس کے علاوہ کسی امریکی میں اتنا دم خم نہیں کہ کوئی اِس کے سیاہ سفید سے متعلق اِس سے جانچ پڑتال کرسکے۔

کیونکہ اِس فورس کو براہ راست امریکی صدراور وزیر دفاع سے احکامات ملتے ہیں جن کو ہر حال میں عملی جامہ پہنانا اِس فورس کے خونخوار اہلکاروں پر لازم ہوتاہے اِسی امریکی اخبار نے آگے چل کر اپنی رپورٹ میں حیرت انگیز طورپر یہ انکشاف بھی کیاہے کہ امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے مسلح ڈرونزاور پیراملٹری فورسز نے القاعدہ کے درجنوں رہنماؤں سمیت اِس تنظیم سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد کو اپنی جارحانہ حکمتِ عملی اور پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندیوں کے تحت قتل کیاہے مگراِس کے ساتھ ہی اخبار نے اِس بات کا بھی

انتہائی والہانہ انداز سے انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ اِس حوالے سے امریکی سی آئی اے کی کارکردگی ٹھیک ہو سکتی ہے مگراس سارے عظیم مشن میں ایک اورپُراسرار امریکی ادارے نے نائن الیون کے المناک واقعے کے بعد امریکی سی آئی اے سے بڑھ کرامریکاسمیت دنیابھر میں امریکاکے دُشمنوں کو ہلاک کرنے کا اپنا عظیم فریضہ ادا کرکے دنیابھر میں امریکی ساکھ اوراِس کی عظمت اور وقار کا ہر حال میں دفاع کرکے ثابت کردیاہے کہ جب تک یہ پُراسرار امریکی فورس دنیاکے چپے چپے میں چھائی رہے گی کوئی ایک بھی امریکا مخالف زمین پر زندہ نہیں رہ سکے گا کیونکہ اِس فورس کا مقدس مشن ہی امریکا مخالف کو قتل کرنا ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو بس امریکا مخالف ہواتواِس کا دنیامیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے اپنی رپورٹ میں انتہائی پُرتپاک انداز سے اپنا سینہ ٹھونکتے ہوئے یہ انکشاف بھی کیاہے کہ جہاں امریکی سی آئی اے نے اپنے مختلف مشن پر 100 کے لگ بھگ مشتبہ دہشت گردوں کو دنیابھر میں قائم اپنے جیل نماعقوبت خانوں ہیں رکھاتو وہیں امریکی وقار اور اہمیت کو دنیابھر میں اجاگر کرانے والی امریکی پُراسرار فورس کے چاک وچوبند اہلکاروں نے اپنی سی آئی اے سے دس گنازائد افراد کو افغانستان اور عراق میں اپنی ٹارچر سیل نما جیل میں رکھ کراِن پر انسانیت سوز مظالم ڈھاکراِنہیں ہلاک کرکے اپنے ملک

کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے اخبار برملا طور پر مزید لکھتا ہے کہ نائن الیون کے واقعے کے بعد امریکی صدر اور وزیر دفاع کی انگلیوں کے اشاروں پر کام کرنے والی اِس خفیہ اور خونخوار امریکی فورس کے افراد نے ہر قدم پر سی آئی اے سے بھی آگے نکل کر اپنی وحشیانہ کارروائیوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ خفیہ اور پُراسرار امریکی فورس امریکی کی ہر قیمت پر حفاظت کرنے کا عزم رکھتی ہے جس کا منشور اور موٹو ہی یہ ہے کہ "ہم تاریکی کا تیر ہیں اور ہم ایک ایسی جادوئی امریکی قوت ہیں جو اپنے صدر اور وزیر دفاع کے سوا دنیا کے کونے کونے میں اِس کے امن و سکون کو غارت کرنے کے لئے موجود رہنے کے باوجود بھی کسی کو نظر نہیں آتے اور اپنی حکمرانی بھی کر رہے ہوتے ہیں" اِس پُراسرار امریکی فورس کے اِس منشور اور موٹو کے بعد اَب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ دنیا میں انسانوں کے حقوق کا بڑا علمبردار بننے والے امریکا کا یہ خُوفناک چہرہ اِس کی اِس خونخوار خُفیہ فورس کی صورت میں دکھائی دیئے جانے کے باوجود بھی ہم امریکا کو اپنا دوست مانیں اور اِس سے بغل گیر ہو کر اپنا ہر غم ہلکا کرتے پھریں جو اپنے مخالفین کو ہلاک کرنے میں ایک لمحہ بھی ضیاع نہیں کرتا اَب آپ خود یہ فیصلہ کریں کہ کیا اِس خونخوار خفیہ امریکی فورس کی موجودگی میں آپ امریکا کو امن اور انسانیت کے حقوق کا بڑا علمبردار ماننے کے لئے تیار ہیں یا اِسے دنیا کا دہشت گردِ اعظم کہنے پر حق بجانب نہیں ہوں گے...؟

اُدھر دوسری طرف امریکی پٹھو مسلم ممالک کے حکمرانوں اور اُمت مسلمہ کے لئے ایک اور افسوس ناک خبر یہ ہے کہ نائن الیون کے 10 سال بعد بھی امریکا میں مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنائے جانے کے ساتھ اِن کے ساتھ ہر شعبہ ہائے زندگی میں بھی ناروا اور امتیازی سلوک کا روا رکھا جارہا ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہمارے مسلم حکمران خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں اِس کا کیا مطلب ہے....؟ کہیں یہ تو نہیں کہ ہمارے مسلم حکمران اپنے اقتدار سمیت، زن، زمین اور زر کی لالچ میں امریکا سے ہر قسم کے احتجاج کرنے سے بھی عاری ہوچکے ہیں اور اُس تیسری جنس کے مانند ہو کر رہ گئے ہیں جس کا وجود تو ہوتا ہے مگر وہ دنیا میں کسی کام کے نہیں ہوتے ہیں۔

صدر زرداری کا بیان اور نواز، زرداری کھولی کی ملاقاتیں نہ ہونے کا خدشہ

کراچی اور ملک کی صُورتِ حال پر کور کمانڈرز کی طویل کانفرنس سوائے ایک تصویر کے کچھ باہر نہ آسکا...!!

خواہ ذوالفقار مرزا کے انکشافات ہوں مصطفٰی کمال کی پریس کانفرنس میں اِن انکشافات کے جوابات ہوں یا متحدہ کے قائدؒ الطاف حُسین کی لندن سے براہِ راست کی جانے والی پریس کانفرنس اِن سب سمیت دیگر حوالوں سے ہمارا میڈیا جِسے اِس بات کا ہمیشہ یہ گھمنڈ رہتا ہے کہ اِس کی ہر خبر پر نظر ہے اور یہ ہر بات میں بال کی کھال نکالنے اور اِس کی جڑ تک تُرت پہنچنے میں بلا کی مہارت رکھتا ہے مگر گزشتہ دنوں اِس کا یہ گھمنڈ ہمیں اُس وقت زمین کے تلوے چاٹتا محسوس ہوا جب اطلاعات کی مطابق جی ایچ کیو راولپنڈی میں آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی کی صدارت میں کور کمانڈرز کی 142 طویل ترین کانفرنس جو صبح نو بجے سے شام پانچ بجے تک وقفے وقفے سے جاری رہی منعقد ہوئی جس میں مبینہ طور پر بالخصوص کراچی سمیت کوئٹہ کے حالات کے علاوہ افغان شرپسندوں کے حملے روکنے کے اقدامات پر تبادلہ خیال اور ملک میں سیلاب متاثرین کی امداد کی حکمت عملی پر غور، فوج کی آپریشنل تیاریوں کا بھی بغور جائزہ لیا گیا تاہم اِن سارے نکات کے حوالوں کے علاوہ بھی انتہائی معتبر تجزیہ

نگاروں اور مبصرین کا اِس طویل ترین کور کمانڈرز کی کانفرنس سے متعلق خام خیال یہ ہے کہ اِس کانفرنس میں اور بہت سے ایسے نکات بھی زیرِ غور لائے گئے ہوں گے جن کو سوائے شرکاء کانفرنس کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایسا شاید پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ اپنی نوعیت کی اِس اہم ترین کور کمانڈرز کانفرنس کے بعد اِس کے بارے میں پاک فوج کی طرف سے صرف ایک تصویر جاری کئے جانے کے کوئی ایک حُرفی پریس ریلیز تو کیا...؟ کوئی ایک اعلامیہ تک جاری نہیں کیا گیا جو اِس بات کا غماز ہے کہ ملک اور کراچی کی صُورتِ حال پر پاک فوج سنجیدگی سے اپنے آئندہ کے کسی ٹھوس اور دیرپا لائحہ عمل کو اِس کانفرنس میں حتمی شکل دے چکی ہے جسے میڈیا سمیت سب سے صیغہ راز میں رکھا گیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کئی دن گزر جانے کے بعد بھی ہمارا میڈیا اِس کانفرنس سے متعلق کوئی ایک بھی ایسا نقطہ سامنے لانے میں کامیاب نہ ہوسکا جس کی بنیاد پر یہ ملک میں بحث و مباحثے کی کوئی نئی راہ کھولتا اور حسبِ عادت رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرتا اور کسی بھی اچھے فیصلے اور کسی بھی اچھے کام کو ہوا میں اُڑا دیتا ہے اِس موقع پر ہمارا خیال یہ ہے کہ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ نے ملکی صورتِ حال کے حوالے سے منعقد ہونے والی اپنی نوعیت کی اِس اہم ترین کور کمانڈرز کانفرنس میں کئے جانے والے فیصلوں سے متعلق میڈیا کو تفصیل جاری نہ کرکے ملک اور قوم کے مفاد میں قابلِ تعریف کام کیا ہے۔

یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاک فوج کی تقلید کرتے ہوئے ملک کے بہت سے ایسے اہم ادارے جو ملک کی بقا و سالمیت اور استحکام کے لئے دن رات متحرک رہتے ہیں اِنہیں بھی اپنے اجلاسوں اور میٹنگوں میں کئے جانے والے ایسے فیصلوں کو جو ملک اور قوم کے بہتر مفادات میں ہوں اُنہیں ملکی اور عالمی میڈیاکے سامنے عیاں کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرنی چاہئے اور اِن فیصلوں اور اقدامات کو وقت کے دھارے پر
چھوڑ دینا چاہئے جو آہستہ آہستہ خود میڈیااور عوام کے سامنے عملی طور پر آتے جائیں گے یوں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے میڈیا نے کور کمانڈرز کانفرنس میں ملکی بہتری کے لئے کئے گئے کسی ایک بھی فیصلے کو اپنے تئیں سامنے نہ لاکر کم از کم اپنے اِس گھمنڈ کو خود ہی توڑ دیا ہے جس پر ہمیں بڑا ناز تھا کہ یہ ہر موقع پر پہلے پہنچ کر سب سے پہلے اندر کی بات باہر لاتا ہے....اور کوئی بھی خبر بریک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
بہرحال !اِس کور کمانڈرز کانفرنس کی اہمیت اور اِس میں کئے جانے والے اہم ترین فیصلوں اور اقدامات کی بھنک صدرِ مملکت آصف علی زرداری کے جانب سے اُسی روز جاری ہونے والے اِس بیان سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جس میں صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے براہ راست پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کو مخاطب کیااور اپنے اِن خدشات کا اظہار کرتے ہوئے

کہاکہ میاں صاحب ! ہوش کے ناخن لیں یہ نہ ہوکہ وہ وقت ہم پر آجائے کہ نہ میں آپ کو اپنی کھولی میں بلاسکوں نہ آپ مجھے اپنی کھولی میں اور یہ وقت لوگوں کے عیب ڈھونڈ کرسیاست کرنے کانہیں اور نہ ہی نواز شریف صاحب آپ لاہور میں جلسے کرتے رہیں بلکہ ضرورت تواِس امر کی ہے کہ آپ سندھ میں آکرسیلاب زدگان کی مدد کریں کیوں کہ عوام کو آپ کی تقریروں کی نہیں بلکہ حالیہ بارشوں اور سیلاب سے لاکھوں بے گھر ہوجانے والے اِن لوگوں اور متاثرین ڈینگی کے لئے تدبیروں کی دل وجان سے مدد کرنے کی ضرورت ہے ۔اور اِس کے ساتھ ہی یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جمعرات 8 ستمبر کے روز جاری ہونے والے اپنے بیان میں صدر مملکت آصف علی زرداری نے اِس بات کو بھی دوٹوک الفاظ میں کہاکہ اگر نواز شریف میری وجہ سے سندھ میں اپنے قدم رنجانہیں کرناچاہتے توکم از کم اُنہیں بارشوں اور سیلاب جیسی ناگہانی قدرتی آفات میں پھنسے بے بس و مجبور اورپریشان اُس عوام کے لئے ہی ضرور آناچاہئے آپ کی جانب سے جن کے دُکھوں کے مداوے کے انگنت دعوے دن رات کئے جاتے ہیں ۔اور اِس کے ساتھ ہی اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہاں ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ شائد صدر زرداری ! یہ بات بھول گئے ہیں کہ نواز شریف تو سیلاب زدگان کے لئے حکومت کے ساتھ مل کر کام کرنے کے اُس وقت سے ہی خواہشمند تھے کہ جب گزشتہ سال اِس مرتبہ سے بھی زیادہ خطرناک نوعیت کا سیلاب ملک میں تباہی مچارہاتھا تواُس وقت صدرزرداری اور حکومتی اراکین کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی تھی اور افسوس کی

بات تو یہ ہے کہ اُس وقت آپ کو متاثرین سیلاب نظر نہیں آئے ...؟ جبکہ آج صدر زرداری ! سیلاب زدگان کی مدد کرنے اور اِن سے سیاسی محبت اور ملی یکجہتی کے خیالات اپنے سینے میں لئے گھٹنوں گھٹنوں سندھ کے سیلابی پانی میں پھرتے نظر آرہے ہیں اور نواز شریف کو بھی اپنے ساتھ ملاکر سندھ کے متاثرین سیلاب کی مدد کے جذبات بھی اچانک آپ کے دل میں کیوں لوٹ پوٹ ہورہے ہیں اوراَب آپ اپنے پائنچے اُٹھاکر سندھ میں آنے والے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کیسے گھومتے پھرتے نظر آرہے ہیں ..؟اَب سرپرپڑی تو نواز شریف بھی اچھے لگنے لگے ہیں اور متاثرین سیلاب بھی آپ کو نظرآنے لگے.؟؟ شایداِس لئے تو نہیں کہ آپ نے نوشتہء دیوار پڑھ لیا ہے.؟(ختم شد)

حکمران جواب دیں۔۔۔! کیاواقعی اِنہیں در در سے مانگنے اور چاٹنے کی عادت پڑ گئی ہے

کچھ اور چکر ہے۔۔۔۔؟یا واقعی نواز شریف جذبہ حب الوطنی کے تحت سندھ کے متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے بیتاب ہیں۔۔۔۔؟

کچھ اور چکر ہے۔۔۔؟یا واقعی نواز شریف جذبہء حب الوطنی کے تحت سندھ کے متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے بیتاب ہیں پہلے تو اِس کا جواب خود پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف اور اِن کے پارٹی کے کرتادھرتا دیں۔۔۔۔ پھر سندھ میں آنے والے سیلاب پر سیاسی بازی گر اپنی سیاسی بساط بچھاتے رہیں ویسے اِن تمام باتوں کے علاوہ یہ نقطہ ہر زاویئے سے اہمیت رکھتا ہے کہ ہر زمانے میں یہ خیال کیا جاتا آیا ہے کہ انسان تمام جانوروں میں ایک ایسا واحد جانور یعنی جاندار ہے جو اِس بات کے فرق کو اچھی طرح سے سمجھتا اور جانتا ہے کہ ”کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟اور کیا ہونا چاہئے۔۔۔؟ اور اِس بیس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہی وہ واضح فرق اور جذبہ ہے جس کی بنیاد پر ہر معاشرے میں یہ سوچ پروان چڑھی ہے کہ سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے انسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور اَب کوئی یہ مانے یہ نہ مانے مگر موجودہ حکومت کے اِس بے حس دور میں یہ بات من و عن حقیقت پر مبنی ہے

کہ آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور ملک کے سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کے دل میں صحیح معنوں میں جذبہ حب الوطنی کا ٹھاٹے مارتا سمندر آمڈ تا ہوا نظر آرہا ہے جس کا اظہار گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ ن کے سربراہ نواز شریف نے حیدرآباد میں اپنی ہی پارٹی نواز لیگ کے ایک رہنما رئیس اللہ بخش مگسی مرحوم کی رہائشگاہ پر میڈیا سے بات چیت کے دوران سندھ میں اپنی تاریخ کے آئے ہوئے تباہ کُن سیلاب اوراس کے متاثرین سے متعلق سندھ انتظامیہ کے اَب تک کئے گئے ناقص انتظامات اور وفاقی حکومت کے اقدامات کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں کیا کہ "حکومت کو سیلاب زدگان کی مدد کے لئے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لانا چاہئے" یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کا یہ کہنا کسی بھی لحاظ سے سیاسی انتقام اور رنجش کی ہرگز وجہ نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ آج متاثرینِ سیلاب کی پریشانی اور لاچارگی کو دیکھتے ہوئے ایک ہم ہی کیا بلکہ یہاں ساڑھے سترہ کروڑ ہر محبت وطن پاکستانی میں سے ہر فرد بھی یہ ہی سمجھتا اور خیال کرتا ہے کہ سندھ میں آنے والے سیلاب کے متاثرین کی حالات زار پر حکومت نے دیدہ اور دانستہ طور پر (سال گزشتہ کی طرح امسال کے) متاثرین سیلاب کو بھی بے یار ومددگار اَب تک اِس لئے چھوڑ رکھا ہے کہ اِن کی بے بسی اور لاچارگی کو دیکھا دیکھا کر اپنے پرائے اور اغیار سے کثیر امداد بٹوری جاسکے۔

جیساکہ میاں نواز شریف نے کہاہے کہ حکومت کو متاثرین سیلاب کے لئے حسب عادت عالمی.برادری سے امداد کی اپیل کرنے کی ضرورت نہیں تھی اُنہوں نے اپنی اِسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے مزید کہاکہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے موجودہ آرام طلب حکمران ملک میں سیلاب کی شکل میں آئی ہوئی اِس ناگہانی آفت سے نمٹنے سے گریزاں ہیں اور یہ اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے میں ہی اپنی عافیت محسوس کررہے ہیں اِسی لئے تو اُنہوں نے بین الاقوامی اداروں سے امداد کی ایسی دردمندانہ اپیل کرڈالی ہے کہ اِن کی اِس بے بس اور لاچارگی ظاہر کرنے والی اِس اپیل سے عالمی اداروں کے دل موم ہوجائیں گے اور اِنہیں جھولیاں بھر بھر کر اِن کی توقعات سے بھی بڑھ کر امداد مل جائے گی اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہاکہ ایسالگتاہے کہ جیسے ذرابھر میں ہمارے حکمرانوں کو ہاتھ پھیلاکر دردر سے مانگنے اور چاٹنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ بہرحال ! اِس کا جواب دیناتواَب حکمرانِ وقت پر لازم ہوجاتاہے کہ وہ نواز شریف کے اِن الزام نماخدشات کو بھرپور جواب دیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے...اوراگراس کے باوجود بھی حکمرانِ وقت اورحکومت اِس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے پائی تو پھر عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ نواز شریف نے حکمرانوں پر جن الزام نماخدشات کا اظہار کیاہے وہ اپنی جگہ درست ہیں۔

جبکہ اِس موقع پر پاکستان مسلم لیگ نون کے سربراہ میاں نواز شریف نے حیرانگی اور سخت الفاظ میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ہمارے اپنے وسائل ابھی ختم تو نہیں ہوئے ہیں کہ ہم خود کچھ کرنے سے پہلے دوسروں سے مدد کی اپیلیں کریں اور اِس کے علاوہ بھی اُنھوں نے (حسبِ روایت جیسا یہ اکثر ایسے مواقعوں پر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے اپنا سینہ پھولا کر اور اپنے بڑے اور سیدھے چوڑے ہاتھ والی شہادت کی انگلی ہوا میں لہرا کر بہت کچھ بول جاتے ہیں) کہا کہ مجھے فی الحال ابھی ایسی کوئی سنگین صُورت حال نظر نہیں آرہی کہ حکومت، سندھ کے متاثرین سیلاب کے لئے ٹُرت اقوام عالم سے امداد کی کوئی اپیل کرتی ... جبکہ اِس سُنہرے موقع کو ضائع کئے بغیر نواز شریف نے اپنی سیاسی سوچ اور جذبہ حب الوطن سے سرشار ہو کر حکمران وقت کو سمجھاتے ہوئے یہ بھی کہہ ڈالا کہ جن کے پاس اعلیٰ منصب ہوتا ہے وہ طوفانوں سے گھبرانے اور منہ چرانے والے نہیں ہوتے بلکہ ایسے اہم منصب پر فائز افراد اپنے ملک اور قوم کو ہر مشکل گھڑی میں بچانے کے لئے اپنا سینہ تان کر اِس سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں اِس لئے میں اپنے حکمران سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہ خالصتاً جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر اسلام آباد اور کراچی کو چھوڑ کر سیلاب زدہ علاقوں میں متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے اپنے اپنے دفاتر لگائیں تاکہ یہ سیلاب میں گھرے بے یارومددگار اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی بروقت مدد کرسکیں۔

البتہ ! یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اُنھوں نے اِن اطلاعات پر بھی اپنے سخت تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "سُنا ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ متاثرین سیلاب میں امدادی سامان اور رقوم کی تقسیم پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں کی ذریعے کی جائے " تو یہ صریحاایک غلط روش ہے جس پر نہ صرف ن لیگ کو ہی تحفظات ہیں بلکہ ملک کی ہر اُس محب وطن سیاسی اور مذہبی جماعت سمیت ہر فلاحی ادارے کو بھی تشویش لاحق ہوگی جو اپنے ہاتھوں سے سندھ کے متاثرین سیلاب میں امداد کی تقسیم کا جذبہ رکھتے ہیں جبکہ رقم الحروف کے نزدیک بھی نواز شریف کا یہ نکتہ ہر لحاظ سے بہتر ہے کہ .بر سرِاقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کو ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہئے کہ وہ متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے آنے والے امدادی سامان اور رقم کی تقسیم اپنے کارکنوں اور جیالوں سے ہی کرانے میں بضد ہو جس سے نہ صرف ملک کے اندر ہی نہیں بلکہ بیرونِ ملک بھی کچھ ایسے شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں جیسے گزشتہ سال ملک میں آنے والے سیلاب سے اِس کے متاثرین کی امداد سے متعلق عالمی .برادری میں شدت سے شکوک جنم لے چکے تھے اور اُنھوں نے دوٹوک الفاظ میں اِس کا اظہار بھی کردیا تھا کہ ہمیں شک ہے کہ حکومت پاکستان متاثرین سیلاب تک اِن کے امدادی سامان اور رقوم نہیں پہنچاتی ہے جس کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے امدادی جیکٹس اور امدادی سامان حکومت کو دینے سے قطعاً انکار کردیا تھا اور متاثرین سیلاب میں امداد

کی تقسیم کو اپنے ہاتھوں کرنے میں عافیت جانی تھی سو اِس بنیاد پر حکومت کو بھی چاہیے کہ اگر وہ واقعی متاثرین سیلاب کی بروقت مدد کرنے اور اِن کو پھر سے اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں مخلص ہے تو اِسے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں کے ہاتھوں امدادی سامان اور رقوم کی تقسیم کا منصوبہ فی الفور ترک کردینا چاہیے۔ ویسے اگر حکومت نے (پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں کے ہاتھوں متاثرین سیلاب میں امداد کی تقسیم کا اپنا منصوبہ) ترک نہ بھی کیا تو اِس میں کسی کو کوئی حرج بھی نہیں ہونا چاہیے کہ اِس حکومتی منصوبے کو جواز بنا کر متاثرین سیلاب کی مدد کرنے والی پارٹیوں اور جماعتوں بشمول پی ایم ایل ن کو بھی اپنے ارادے اور مقصد سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے کہ وہ سندھ کے متاثرین سیلاب کی مدد نہ کریں بلکہ پاکستان مسلم لیگ ن سمیت تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں سمیت تمام فلاحی اداروں کو حکومت کے ساتھ اپنا ہر ممکن تعاون جاری رکھنا چاہیے۔

اور آخر میں ہم اپنے کالم کا اختتام اِس بات پر کریں گے کہ ہر انسان اور خاص کر کسی بھی ملک کے حکمرانِ وقت کو بھی ہر روز اپنا چہرہ آئینے میں ضرور دیکھنا چاہیے اِس لئے بھی کہ اگر بُری صُورت ہے تو بُرا کام نہ کرو تاکہ بُرائیاں جمع نہ ہوں اور اگر رب تعالیٰ نے اچھی صُورت دے رکھی ہے تو پھر اُسے بُرا کام کرکے ہرگز خراب مت کرو۔ اور اِسی کے ساتھ عرض ہے کہ

اِس دورِ نو نے قوم کو اِک ولولہ دیا
اہلِ قلم کو جوش دیا، حوصلہ دیا
جو سُست رو تھے چھوڑ گیا کارواں اِنہیں
یارانِ تیزگام نے منزل کو جالیا

دنیاوالوں ہمیں سمجھاؤ

دنیا والوں ہمیں سمجھاؤ!کیا یہ امریکی دوستی ہے...یا دشمنی..؟
واہ...واہ...!!یہ کسی ترقی ہے...؟پاکستان جنوبی ایشیاکا واحد ملک ہے جو مہنگائی میں سب سے آگے نکل گیاہے...
نااہل حکمرانوں ضدی سیاستدانوں اور بے بس ومفلوک الحال عوام کو مبارک ہوں ....
دنیاوالوں !اَب آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ امریکی دوستی ہے...یادشمنی کہ اِس نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ اپنی خیر خواہی کے بے لگام دعوے تو بہت بلند کئے ہیں مگراِس نے عملی طور پر اِس کا مظاہرہ کبھی نہیں یا بہت ہی کم کرکے دکھایاہے اور اِس پر ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ ہمارے ملک کو مسائل کی دلدل میں دھنسانے والی جہاں اور بہت سے حقیقتیں واضح ہیں تو وہیں دو ایسی بھی حقیقتیں ہیں جن سے اَب کسی بھی حال میں انکار ممکن ہی نہیں رہا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ امریکا جو آج ہمارا ایک بڑاہمدرد اور دوست بناہواہے اَب یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ یہ نہ تو ہمارا ہمدرد ہے اور نہ ہی یہ کبھی ہمارااچھادوست ثابت ہوسکتاہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مہنگائی کی

ایک بڑی وجہ اِسی امریکا سے دوستی اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ملک میں مہنگائی بڑھانے والے غیر ضروری وہ مشورے اور اِن کی جانب سے گاہے بگاہے ہمارے حکمرانوں اور حکام کو ملنے والے وہ ڈکٹیشنز ہیں جن کی وجہ سے ملک میں ایک طرف بے تحاشہ مہنگائی بڑھ رہی ہے تو دوسری طرف یہی امریکااور آئی ایم ایف سمیت ورلڈ بینک ہیں جن کی بیجامداخلت کی وجہ سے پاکستان میں توانائی کا بحران کنٹرول سے باہر ہوتا جارہاہے۔

جبکہ ہمارے نزدیک پاکستان میں بجلی کی صورت میں توانائی کی سنگین ہوتی صورت حال کا ذمہ دار بھی امریکا، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا خیال یہ ہے کہ امریکا جس کی نظریں ہمارے توانائی کے شعبوں میں اپنے قدم جمانے کے لئے لگی ہوئیں ہیں اِس لئے یہ ہمارے حکمرانوں پر پہلے ہی یہ بات واضح کراچکاہے کہ یہ پاکستان میں پاور سیکٹر میں استحکام لانے اور اِسے کمرشل بنیادوں پر مضبوط بنانے کے لئے اپنی کمرشل طور پر مکمل حمایت اور خدمات پیش کرنے کو تیار ہے تو وہیں یہ پاکستانی حکام پر زور دے کر یہ بھی کہہ چکاہے کہ توانائی بحران پر قابو پانے کے لئے توانائی سیکٹر میں جہاں نظم ونسق قائم کرنے کی ضرورت ہے تو وہیں اِس شعبے میں مالیاتی انتظامات کو بہتر بنانے اور نجی شعبہ کی شراکت بڑھانے کے لئے ریگولیٹری اصلاحات متعارف کرانے کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کئے جائیں اور اِس حوالے سے

دوسری جانب یہ نہ صرف ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے بھی یہ نکتہ انتہائی افسوسناک اور باعث تشویش ہوناچاہئے کہ "امریکا نے کسی ابہام سے پاک اور واضح اوردوٹوک الفاظ میں ایران کی جانب سے پاکستان میں بجلی کے بحران کو کنٹرول اور ختم کئے جانے اور ایران ،پاکستان گیس پائپ لائن سمیت مختلف شعبہ جات میں تعاون کو مزید بڑھانے جیسی ایرانی پیشکش پر شدید تشویش کا بھی اظہار کیااور ساتھ ہی حکومت پاکستان کو پاک ایران گیس پائپ لائن پر اپنے انوکھے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ امریکی یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ پاکستان دوستی ہم سے کرے اور ایران جیسے ہمارے دشمن سے تعلقات بڑھائے امریکیوں کا کہناہے کہ امریکی قوانین کے مطابق اِس پر پابندی لگائی جاسکتی ہے جس پر مصالحت پسند پاکستانی حکام نے حسبِ عادت اپنے خوشامدی رویوں اور اپنی مصالحت پسندانہ طبیعت کے مطابق امریکا کو یقین دہانی کرائی ہے کہ گیس پائپ لائن کومزید آگے بڑھانے کے لئے ہم ہر صورت میں امریکی قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِس کی پاسداری خود پر لازم رکھیں گے اور اِس پر بھی امریکیوں کو یقین نہ آیااور اُنھوں نے پاکستان حکام کو ٹکاسایہ جواب دیاکہ اگر پاک ایران گیس منصوبے پر نظرثانی نہ کی گئی توامریکا کسی قسم کی بھی پاکستان کو مالی امداد دینے کا پابندنہیں ہوگااور جب اِس سے بھی بات نہ بنی توامریکیوں نے پاکستانی حکام کو بھاشاڈیم کی تعمیر کے لئے فنڈز دینے سے بھی انکار کردیا۔

پاکستان میں توانائی کا بحران ہو یا پاک ایران گیس پائپ لائن سمیت دیگر شعبہ جات میں تعاون بڑھانے کی بات ہو امریکا کا ہمیشہ سے ہی پاکستان پر ایسا دباؤ رہا ہے اور یہ ہر موقع پر پاکستان کو ایران کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے پر اپنی بے مقصد کی ناراضی کا اظہار کرکے پاکستان کو بلیک میل کرتا آیا ہے اِس ساری صورت حال میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ دنیاوالوں ہمارے ساتھ یہ کیسی امریکی دوستی ہے یا دشمنی جو خود بھی ہمارے لئے کچھ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو ہمارے لئے کچھ بہتر کرنے دیتا ہے۔اگر یہ واقعی ہمارے ساتھ مخلص ہے اور ہمیں توانائی سمیت دیگر شعبہ جات میں پیدا ہونے والے مسائل سے نجات دلانے کے لئے سنجیدہ ہے تو پھر اِس حوالے سے یہ اپنی خدمات انجام دے یا ایران اِسے کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہئے .... مگر اِس ساری صورت حال میں ہم بس یہی کہیں گے کہ امریکا ہمارے ساتھ نہ خود مخلص ہے اور نہ ہی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اور اپنے خلوص اور نیک نیتی کے جذبوں کے تحت پاکستان کے مسائل حل کرے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی مسائل کی گھٹڑی کے بوجھ تلے دبی ایسی بے بس اور مفلوک الحال عوام جس نے دیدہ اور دانستہ طور پر اپنے ووٹوں سے ایسے نااہل حکمرانوں اور اپوزیشن کے ضدی سیاستدانوں کو ایوانوں تک پہنچانے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے کہ جنھوں نے عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے اُلٹا ہر دم

اِس کے مسائل میں اضافہ کرنا اپنا فرض اولین سمجھا ہے اِن کے لئے بھی یہ موقع انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ قابلِ مبارکباد بھی ہونا چاہئے کہ اِن کی کاوشوں اوراِن ہی کی ناقص پالیسوں کے بدولت اَب (مجھ سمیت) ملک کی اٹھارہ کروڑ عوام کی سوچوں اور توقعات سے بھی بڑھ کر وطن عزیز پاکستان جنوبی ایشیا کا ایک ایسا واحد ملک قرار دیا جا چکا ہے کہ جو کے مہنگائی کے مقابلے میں اپنے خطے کے دیگر ممالک میں سب سے آگے نکل کر وکٹری اسٹینڈ پر کھڑا ہوگیا ہے یوں بے لگام مہنگائی کے حوالے سے اَب اِس کے نزدیک خطے کے بہت سے امیر غریب ممالک زیر ہوگئے ہیں اِس بات کا اندازہ عالمی بینک کی اِس رپورٹ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جس میں برملا اعتراف کرتے ہوئے عالمی بینک نے کہا ہے کہ پاکستان اپنی اہمیت اور ساکھ کے حوالے سے کسی اور شعبہ ہائے زندگی میں اپنے خطے کے دوسرے ممالک سے آگے نکل میں کامیاب ہوسکا ہو یا ناں مگر یہ ایک مُصمم حقیقت ہے کہ اِس ملک کے موجودہ اور سابقہ حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اِدھر اُدھر سے حکومت میں شامل ہونے والی دیگر ضروری اور غیر ضروری اشخاص نے ہر دورِ حکومت میں اپنی ناقص اور فرسودہ پالیسیوں کے باعث اپنے ملک کو مہنگائی کے حوالے سے خطے کے دوسرے ممالک سے ضرور آگے نکالنے میں ایک دوسرے کی معاونت کی ہے اور آج پاکستان میں قائم رہنے والی موجودہ حکومت جو خالصتاً ایک عوامی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے اِس کے کرتادھرتاؤں نے تو اپنے دورِ اقتدار کے تین ساڑھے تین سالوں میں تو مہنگائی

کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں اور اُنہوں نے اِس سارے عرصے کے دوران عوام پر پے درپے مہنگائی کے ایسے بم گرائے ہیں کہ عوام اِس دورِ حکومت میں انگنت گرائے جانے والے مہنگائی کے بموں سے مری نہیں ہے تو کم از کم مرنے کے قریب ضرور پہنچ چکی ہے ۔

یہاں راقم الحرف کا یہ خیال ہے کہ عوام کو اِس حال تک پہنچ جانے کے بعد اَب خدانخواستہ میرے منہ میں خاک کسی دشمن ملک کو ہماری عوام کو مارنے کے لئے کسی اور حربے کی ضرورت نہیں ہوگی بس اِس کے لئے مہنگائی کے ایسے اور بہت سے بم کافی ہوں گے جو امریکا یا اور کوئی ملک ہمارے حکمرانوں کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا کر ہمارے یہاں اپنے مشوروں سے ایسے حالات پیدا کردے کہ مہنگائی کا تسلسل جاری رہے اور ہمارے حکمران اِن کے مشوروں کی روشنی میں مہنگائی کے بم اپنے عوام پر گراتے رہیں گے تو ایک وقت ایسا بھی آجائے گا کہ جس سے دم توڑتی عوام خود بخود مر جائے گی۔

اگرچہ عالمی بینک نے اپنی اِس رپورٹ میں پورے وثوق کے ساتھ اِس بات کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے اِس تشویش کا اظہار کچھ یوں کیا ہے کہ "اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان مہنگائی کے حوالے سے خطے میں سب سے آگے نکل گیا ہے اور اِسی مہنگائی کے مسلسل ہونے والے اضافے سے پاکستان کے دیہی علاقوں کے علاوہ اَب

شہری علاقوں میں بھی غربت کی شرح میں ڈھائی فیصد اضافے کا ہونا قابلِ حیرانگی ہے۔ یہاں ہم اپنے قارئین کے گوش گزار یہ نکتہ بھی لانا چاہتے ہیں کہ اِس رپورٹ میں عالمی بینک نے اِس جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ "پاکستان میں صنعتی اور رہائشی علاقوں یں بجلی کی (طویل ترین لوڈشیڈنگ اور وولٹیج کی کمی بیشی جیسے مسائل کے باوجود بھی) قیمتوں میں ہونے والا مسلسل اضافہ، سیلاب اور ناقص پالیسیاں مہنگائی میں اضافے کی بڑی وجہ ہیں اور اِس کا اپنی رپورٹ میں طنزاً یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستان جو دنیا کی ایک ایٹمی طاقت ہے یہاں پچھلے کئی مہینوں کے دوران بجلی کی قیمت میں 17 فیصد سے زائد اضافہ ہوا ہے جو خود ایک بڑا سوالیہ نشان ہے....؟ جس کی وجہ سے تمام شعبے بُری طرح متاثر ہوئے ہیں اور قارئین کرام ! ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ عوام الناس کے لئے یہ خبر اور زیادہ پریشانی کا باعث ہوگی کہ عالمی بینک نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ "پاکستان میں افراط زر کی شرح 14 فیصد سے زیادہ ہے جبکہ کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی شرح 20 فیصد یا اِس سے بھی زائد ہے جو کہ خطے میں سب سے زیادہ ہے بینک کے مطابق یہی وہ نکتہ ہے جس کی وجہ سے اٹھارہ کروڑ کی غریب آبادی والے ملک پاکستان میں افراط زر میں اضافے کی وجہ سے ہی مہنگائی کا گراف بھی اپنی بلند ترین سطح

پر پہنچ گیا ہے اور یہاں غربت بھی بڑھ رہی ہے اور حکمرانوں کی یہی وہ ناقص اور فرسودہ پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے پاکستان جیسے دنیا کے مفلوک الحال ملک میں اَب بالترتیب شہری علاقوں میں بھی ڈھائی فیصد اور دیہی علاقوں میں ڈیڑھ فیصد کے حساب سے غربت کی شرح مسلسل بڑھ رہی ہے۔

اِس منظر اور پس منظر میں اگر پاکستان میں ہر لمحہ اور ہر سانس بڑھتی ہوئی مہنگائی کا تذکرہ کرتے ہوئے اِس کا جائزہ لیا جائے تو بلاشبہ ہر فرد کا یہ خیال ہوگا کہ اِس کے ذمہ دار پاکستان میں آنے والے وہ تمام حکمران اور سیاستدان ہیں جنھوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنی حکمرانی کے جیسے تیسے جھنڈے توگاڑے مگر یہ توانائی جیسے اہم ترین شعبے کو استحکام بخش بنانے کے لئے دانستہ طور پر کوئی توجہ نہ دے سکے۔اور آج یقیناً یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں توانائی کے شعبے میں کوئی ترقی نہیں ہو سکی ہے اور یہ شعبہ تباہ حالی کا شکار ہے۔

جبکہ اِدھر انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس کے باوجود بھی آج ہمارے حکمرانوں کی جانب سے اِس حوالے سے یہ بھی بڑے بڑے دعوے ضرور کئے جاتے ہیں کہ پاکستان میں توانائی کے بحران پر کنٹرول کرنے کے لئے یہ اقدامات کر لئے گئے ہیں ....تو وہ منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے...؟ جبکہ حقیقتاً اِس حوالے سے اَب

تک کچھ بھی نہیں کیا جاسکا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ امریکا اِنہیں (ہمارے حکمرانوں کو) ہر معاملے میں دھوکہ دیتا ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور مٹھی بھر وہ امریکی پٹھو عوام جو دل وجان سے امریکا کو اَب بھی اوروں سے اچھا سمجھتے ہیں اِن سب کی نظریں اپنے دھوکے باز اور اعیار اِسی دوست امریکا کی جانب لگی ہوئیں ہیں جو کبھی بھی ہمارے کسی بھی مسلے کا نہ تو حل نکال سکا ہے اور نہ ہی ہمارے جسموں پر معاشی واقتصادی، سیاسی اور اخلاقی طور پر لگے کسی زخم کو بھرنے کے لئے کبھی کسی مرہم اور پھاہا جیسا کام ہی آیا ہے مگر پھر بھی ہم اور ہمارے حکمران اور ہمارے سیاستدان ہیں کہ اِس کی مدد اور امداد کے منتظر ہیں اِس پر ہم ایک بار پھر یہی کہتے ہوئے اپنے کالم کا اختتام چاہیں گے کہ دنیا والوں اَب تم ہی بتاؤ اور ہمارے نااہل حکمرانوں اور ضدی سیاستدانوں سمیت امریکی ویزے کے شدت سے طالب اُن پٹھو عوام کو بھی سمجھاؤ جو یہ سمجھ نہیں سکے ہیں کہ یہ امریکی دوستی ہے....یا دُشمنی....؟

کیا یہ امریکا کا اعلان ہے یا ہٹ دھرمی

کیوں بدمعاشی ہے کیا؟؟.... امریکا کسی بھی ملک میں اپنے دفاع کے لئے حملے کرسکتا ہے.

واشنگٹن پوسٹ کی خبر کے مطابق امریکا کا یہ اعلان اِس کی عالمی دہشت گردی یا کھلی ہٹ دھرمی کے مترادف ہے جس یں وہائٹ ہاؤس میں صدر اوباما کے داخلی سیکیورٹی اور انسدادہشت گردی کے سینئر مشیر جان برینن نے ہاورڈ لاء اسکول میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "عالمی قانون کے تحت امریکا اپنے خلاف دہشت گردوں کی موجودگی کے خطرے کو ختم کرنے کے لئے اُن ممالک میں کسی بھی جگہ کاروائی کرسکتا ہے جو دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔"

جبکہ یہاں افسوس ناک امر یہ بھی رہا کہ امریکی داخلی سیکیورٹی اور انسدادِ دہشت گردی کے سینئر مشیر جان برینن نے اپنے کہے کی سینہ ٹھونک اور گردن تان کر اپنی راعب دار آواز میں وضاحت کچھ یوں کی ہے کہ " اَب دنیا اور خاص کر اُن ممالک کو جو ہماری امداد اور قرضوں پر چل رہے ہیں اُنہیں یہ بات اچھی طرح تسلیم کرلینی چاہیئے کہ دو مئی کو پاکستان میں نائن الیون کی دہشت گردی کے ماسٹر مائنڈ اسامہ بن لادن اور دیگر دہشت گردوں کو بھی امریکی انتظامیہ ،

امریکی اور نیٹو افواج نے اِسی حکمتِ عملی کے تحت ہلاک کیا اِس لئے امریکا یہ ضروری سمجھتا ہے کہ "امریکی انتظامیہ اور امریکی افواج اپنے دفاع کے لئے حملے کرکے اسامہ بن لادن کی طرح دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود دہشت گردوں کو نیست ونابود کرنے کا عالمی قانون کے تحت اپنا یہ سب سے انوکھا اور نرالا حق استعمال کرکے امریکا مخالفین کو ختم کرکے اپنی بقاء اور سالمیت کو برقرار رکھے" اور اِسی کے ساتھ ہی ایسا لگا کہ جیسے جان برینن نے کھلے لفظوں میں بہت سے ایسے ممالک جو امریکا کے اِس عالمی حق کی دبے دبے لہجے میں مخالفت کرتے ہیں اُنہیں متنبہ کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ" ہمارے اِس عالمی حق پر اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ ہمارے دفاع کے اِس حق کے خلاف ذرا اپنی آواز اٹھا کر تو دیکھے پھر وہ اور دنیا یہ بھی دیکھے گی کہ امریکی انتظامیہ اور افواج امریکا اُس کا کیا حشر کرتی ہے"۔جان برینن کے اِس لہجے اور جملے میں کھلی دھمکی ہے اُن امریکا مخالفین کے لئے جو امریکا کے ہر اچھے برے کام پر تنقید کرتے نہیں تھکتے ہیں۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اخبار واشنگٹن پوسٹ آگے چل کر اپنی اِسی رپورٹ میں یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ "مسٹر برینن نے دانستہ طور پر اِس بات کی وضاحت کیوں نہیں کی ہے کہ اسامہ کی ہلاکت کے وقت امریکا نے اُس ملک کی اجازت اور اِسے معلومات دیئے بغیر اَب امریکا اسامہ بن لادن کی ہلاکت کو کس طرح

قانونی قرار دے رہا ہے.....؟؟" یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں جس اہم پوائنٹ کی جانب اخبار نے اشارہ کیا ہے واقعی یہی وہ خاص نکتہ ہے جس کی وجہ سے امریکا کے اِس عالمی قانونی حق پر بہت سارے اعتراضات جنم لے رہے ہیں جس سے امریکا کی حیثیت دنیا کے نزدیک ایک ایسے ضدی ہڈحرام اور دہشت گرد ملک کے روپ میں سامنے آرہی ہے جو اپنے ہر غلط اور غیر قانونی فعل کو بھی زبردستی قانونی شکل میں لاکر جائز قرار دیتا ہے اور دنیا میں اپنے حق اور مفادات کے تحفظ کے لئے وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جس کا دنیا کا کوئی بھی دین و دھرم اور مہذب معاشرہ قطعاً اجازت نہیں دیتا ہے۔

نائن الیون کے بعد سے دہشت گردی کی جنگ میں (صرف مسلمانوں کے لئے) آدم خور شیر کا روپ دھارنے والا امریکا اَب تک ایک اندازے کے مطابق اپنی افواج اور سامان حرب پر اربوں، کھربوں ڈالر آگ میں جھونک ڈالنے اور اپنی معیشت کا بھی پوری طرح سے بیڑا غرق کرنے اور اِسے دیوالیہ کے قریب تر پہنچادینے کے بعد بھی اپنی ناکامی کو ماننے کے لئے ہر گز تیار نظر نہیں آرہا ہے حالانکہ اِس کی تباہ حال ہوتی معیشت پر دنیا بھر کے سیاسی و معاشی اور جنگی تجزیہ نگاروں اور اہلِ دانش کا خام خیال یہ ہے کہ آج دس سال گزر جانے کے باوجود بھی اِس (امریکا) میں اپنے بدلے کی آگ اُسی طرح تازہ ہے جیسے یہ پہلے روز تھی جبکہ موجودہ امریکی انتظامیہ کی ذہنی کیفیت سے یہ اندازہ لگانا بھی اَب

کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اِسے یہ احساس پوری شدت سے کھائے جارہا ہے کہ اِسے اِس جنگ میں اپنا سب کچھ برباد کردینے کے بعد بھی اَب تک وہ کامیابی اور وہ کچھ حاصل نہیں ہوسکا ہے جس کے حُصول کے لئے اِس کے پیش رو نے گرم جوشی سے دہشت گردوں کے خلاف یہ جنگ شروع کی تھی اور اِسی کے ساتھ ہی اَب دنیا میں یہ نظریہ بھی روز بروز زور پکڑتا جارہا ہے کہ جیسے جیسے امریکی انتظامیہ کو اپنی اِس جنگ میں ناکامی کا احساس بڑھتا جارہا ہے اِس میں اپنی اِسی سُبکی کو مٹانے کے لئے آج بھی مسلمانوں سے بدلے کی آگ میں اور زیادہ اضافہ ہوتا جارہا ہے اور امریکی انتظامیہ یکدم ہی پاگل ہوچکی ہے اور اِس کے نزدیک اِس کے وہ تمام ایسے مفادات ہی مقدم اور عزیز ہوکر رہ گئے ہیں جن کے حُصول کے خاطر اِس نے اپنے کھربوں ڈالر پھونک ڈالے ہیں۔

سانحہ نائن الیون کے بعد دنیا سے دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے پوری شدت کے ساتھ شروع کی جانے والی اِس جنگ میں امریکا اپنی ناکامیوں کے اِس منظر اور پس منظر میں اَب صرف یہی ایک نکتہ سمجھ پایا ہے کہ اِسے اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے بھلے سے احترامِ انسانیت کا خاتمہ کرکے اِسے خاک میں بھی ملانا پڑجائے تو اِس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے سامنے یہ سودہ کوئی بُرا نہیں ہے مگر ہر حال میں ضروری یہ ہے کہ اِس کے مفادات پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہئے۔

ہمارے خیال میں یہی وہ عنصر ہے کہ جس کہ تحت امریکا نے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے ناپاک جذبوں کے ساتھ اپنے کلیجے میں دھکتے انتقام کے شعلوں کو ٹھنڈا کرنے کے خاطر ہر ملک وملت اور مذہب و دھرم کی سرحدوں کی خلاف ورزی اور اِس کی پاسداری کی تمام حدوں کو اپنے پیروں تلے روندھنے سمیت ہر قسم کے عالمی قوانین کی بھی دھجیاں بکھیرنا اپنا حق سمجھ لیا ہے اور ہٹ دھرمی کی اُس گری ہوئی سطح تک پہنچ چکا ہے جہاں پہنچ کر دنیا کی کوئی بھی قوم اگر اچھائی کی جانب دوبارہ پلٹنا بھی چاہئے تو اِسے پوتر (پاک صاف) ہونے اور انسانیت کے دائرے میں پھر سے داخل ہونے کے لئے صدیوں کا سفر طے کرنا پڑے گا۔

اگرچہ یہاں سانحہ نائن الیون کے تناظر میں دیکھا جائے تو اِس سے انکار کرنا نا ممکن لگتا ہے کہ دنیا کو اپنی کھوئی ہوئی سوئی کے تلاش میں اپنی خفیہ ایجنسیوں اور جاسوسی کے جدید آلات کی مدد سے کھنگال ڈالنے والے امریکا کو اپنی کھوئی ہوئی سوئی تو منٹوں سیکنڈوں میں باآسانی مل جاتی ہے مگر کیا وجہ ہے کہ اِسی امریکا کو اپنی تمام ظاہری اور باطنی فورسز اور جدید جنگی آلات سے لیس ہونے کے باوجود بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں قدم قدم پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے....؟ اور اس نے دنوں ہفتوں، مہینوں اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کی لڑائی کو دیدہ و دانستہ طور پر ایک طویل ترین جنگ میں بدل دیا اور اسامہ کو تلاش کرنے میں دس سال گزار دیئے اور جب اِسے اپنے ہی شہریوں کی

جانب سے لعن طعن اور تنقیدوں کا نشانہ بنایا گیا تو یہ دو مئی کو اسامہ کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہوا گیا اور اِسی طرح آج ایک بار پھر یہی امریکا اور امریکی انتظامیہ اور نیٹو افواج ہے جو اُسامہ کی طرح حقانی نیٹ ورک کی پاکستان میں موجودگی کا دعویٰ کر رہی ہے جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ حقانی نیٹ ورک پاکستان میں موجود نہیں ہے بلکہ افغانستان میں اتحادی افواج اور افغان حکومت کے خلاف برسرِپیکار عسکریت پسند گروپ حقانی نیٹ ورک کے سربراہ سراج الدین حقانی کے اِس اعلان نما واضح بیان کے بعد کہ "پاکستان میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے ہم افغانستان کو اپنے لئے سب سے زیادہ محفوظ تصور کرتے ہیں اِس لئے کہ کابل حکومت میں ہمارے ہمدرد موجود ہیں اور ہم اپنا ملک آزاد کرانا چاہتے ہیں" اِس کے بعد اَب کوئی چارہ نہیں رہ جاتا ہے کہ امریکا اور امریکی انتظامیہ اور نیٹو افواج اَب حقانی نیٹ ورک کی پاکستان میں موجودگی کا الزام پاکستان پر لگائیں اور افغانستان میں حقانی نیٹ ورک کی تلاش میں اپنی ناکامی تسلیم کرنے کے بجائے اُلٹا اِس کا ملبہ پاکستان کے سر تھوپنے پر بضد رہیں۔

جبکہ اَب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان میں امریکی انتظامیہ اور نیٹو فورسز کو اپنے خلاف سرگرمِ عمل رہنے والے حقانی نیٹ ورک کے جیتے جاگتے سربراہ سراج الدین حقانی کو تلاش کرنے میں کیوں پریشانی درپیش آرہی

ہے....؟؟اِس صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکا بھارتی زبان استعمال رہا ہے اور حقانی نیٹ ورک کو پاکستان میں تلاش کرنے کا بہانہ ڈھونڈ کر پاکستان کے علاقوں پر حملے کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہ رہا ہے جس سے نہ تو امریکا کو ہی کچھ حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی گریٹ بھارت کا خواب دیکھنے والے بھارتی عزائم کی تکمیل ہو پائے گی بلکہ اُلٹا دونوں کو ہی منہ کی کھانی پڑے گی۔اِس موقع پر ہمارا خیال یہ ہے کہ اَب تو امریکا اور بھارت کو یہ بات خود کہہ دینی چاہئے کہ نائن الیون کے دہشت گردوں کی تلاش میں افغانستان میں گھسنے کا جو منصوبہ ہم دونوں نے مل کر بنایا تھا دراصل ہم دونوں ہی سیاسی اور معاشی اعتبار سے اپنے اپنے منصوبوں میں بری طرح سے ناکام ہوگئے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی ہم نائن الیون کی دہشت گردی کے کسی بھی نیٹ ورک کی پاکستان میں موجودگی کی الزام تراشی سے باز آتے ہوئے حقانی نیٹ ورک کی پاکستان میں موجود رہنے اپنی اِس ضد پر بھی پاکستان سے معافی مانگتے ہیں اور ساتھ ہی اِس موقع پر ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر امریکا اور نیٹو افواج اِس بات کا بھی کھولے دل سے ادراک خود کریں تو اِس سے اِن کی تنی گردنیں سُرنگوں ہونے سے نہ تو کچھ فرق پڑے گا اور نہ ہی کسی کا کچھ بگڑے گا کہ اَب ہم نائن الیون کے دہشت گردوں کے ہر نیٹ ورک کو اپنے عزم وہمت سے اَدھر اُدھر ہوا میں تیر چلانے کے بجائے افغانستان ہیں ہی تلاش کے بعد بازیاب کرکے دم لیں گے۔

بیٹا/بیٹی مبارک ہو، پاکستان میں روزانہ ساڑھے گیارہ افراد کا اضافہ ہونا کیا مسئلہ ہے۔؟

ہر دور میں یہ بات مسلم حقیقت رہی ہے کہ آدمی پیدا ہوتا ہے اور انسان تہذیبی عمل سے بنتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہر معاشرے اور تہذیب میں یہ بھی خیال کیا جاتا رہا ہے کہ اگر تم دوسروں پر اثر ڈالنا چاہتے ہو تو تمہیں خود کو ایک ایسے انسان کے روپ میں ڈھالنا ضروری ہے جس میں بے شمار خوبیاں موجود ہوں جس سے تم دوسروں کے لئے عمل خیر اور عمل انگیز ثابت ہو سکتے ہو یہاں ہم اِس کلیے کی وضاحت کے لئے ایمرسن کا ایک قول نقل کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے کہ "کسی ملک کی تہذیب کا صحیح معیار نہ تو مردم شماری کے اعداد میں ہیں نہ بڑے بڑے شہروں کے وجود میں، نہ غلے کی اِفراط اور نہ دولت کی کثرت میں ہے بلکہ اِس کا صحیح اور حقیقی معیار تو صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ ملک کس قسم کے انسان پیدا کرتا ہے" آج اگر ہم ایمرسن کے اِسی قول کی روشنی میں اپنے ملک کی 63 یا 64 سالہ تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ اِس سارے عرصے کے دوران ہم نے اپنے یہاں کتنے آدمی پیدا کئے اور اِن میں سے کتنوں کو انسان بننے کا موقع فراہم کیا اِس حوالے سے بات کرنے اور نقطے سے نقطہ ملانے بیٹھ جائیں تو بات کہاں سے کہاں نکل جائے گی اور اِس سے سوائے بحث برائے بحث کے کچھ بھی حاصل نہیں ہو پائے گا۔ لہٰذا آج ہم اپنے اِس مختصر سے وقت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اپنے اُس

اصل موضوع کی طرف آنا چاہیں گے جس نے ہمیں آج کا اپنا یہ کالم لکھنے کے لئے متحرک کیا ہے۔ وہ نقطہ یہ ہے کہ ہمارا یہ مملکتِ خداداد جسے دنیا پاکستان کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے جس کی 64 سالہ زندگی میں آنے والے حکمرانوں میں جمہوری حاکموں کا دورِ اقتدار آمر حکمرانوں سے کم ہے شائد یہی وہ وجہ خاص رہی کہ ہمارا یہ ملک جو زرعی اعتبار سے ہر قسم کی دولت سے مالامال ہونے کے باوجود بھی تمام سہولتوں سے محروم رہا اور آج تک اِن سے محروم ہے یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آمر حکمرانوں نے ہمارے ملک پر جتنے عرصے بھی اپنی حکومت قائم رکھی اُنہوں نے ملک کے نظام کا تو ستیاناس کیا جو کیا اُنہوں نے نہتی بے کس و مجبور اور ہر قسم کی بنیادی سہولتوں سے محروم عوام کو بھی اپنے ظلم وجبر اور تسلط سے اپنے بوٹوں تلے روندے رکھا اور یہ اِس طرح نہ تو ملک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرسکے اور نہ ہی کچھ ایسا کرسکے جس کو قوم سُنہرے لفظوں میں یاد رکھتی اور یہ اِن آمر حکمرانوں کا ہی سب کیا دھرا ہے کہ جن کی کارستانیوں کی وجہ سے ہمارے ملک میں نہ آٹا، چاول ہے نہ چینی اور دال اور اِسی طرح اِس میں نہ بجلی ہے نہ گیس، پانی ہے نہ پیٹرول، معیاری تعلیم ہے نہ صحت، حکومت ہے نہ قانون، زندگی ہے نہ خوشحالی اور اگر آج کہنے کو موجودہ جمہوری حکومت کے دور میں کوئی چیز ہے تو بس عوام ہے تو وہ بھی مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، اقرباء پروری، لوٹ مار اور ظلم وزیادتیوں کی وجہ سے اپنی زندگی سے بیزار نظر آتی ہے، ایک ایسی جمہوری حکومت جس کے آنے کا

ہمارے ملک نے.برسوں سے حسین خواب دیکھا تھا یہ موجودہ حکومت بھی قدم قدم پر مصالحتوں کی ایک بھاری پوٹری (گھٹری) کا بوجھ اپنے سرپر اُٹھائے ہوئے ہے جو اپنی مدت پوری کرنے کے قریب تر ہے مگر ایسا لگتاہے کہ اَب مصالحتوں کی یہ گھٹری جو موجودہ جمہوری حکومت اپنے سرپر ساڑھے تین سالوں سے اُٹھائے ہوئے ہے یہ اِسے چھوڑنا نہیں چاہ رہی ہے اور نہ حکمرانوں اِسے اپنے سر سے پھینکا نہیں چاہ رہے ہیں اِن دونوں کی آپس کی ڈیل کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج چار سو موت اور دہشت کا راج ہے ایسے میں ایک خبر یہ ہے کہ "پاکستان اِس وقت 18 کروڑ 50 لاکھ آبادی کے ساتھ دنیاکا چھٹاملک ہے آبادی اور منصوبہ بندی کے ماہرین کا خیال ہے کہ سال 2050ء میں 15 کروڑکے اضافے کے ساتھ ہمارے اِس مفلوک الحال ملک کی آبادی 33 کروڑ 50 لاکھ تک پہنچ جائے گی اِس طرح ہمارے ملک کی آبادی میں اتنی تیزی ہونے والے اضافے کے باعث ہمارا ملک.بڑی آبادی رکھنے والا دنیا کا چوتھابڑا ملک بن جائے گا اگرچہ دوسری جانب ہمارا اپڑوسی حریف ملک بھارت جس کی آبادی 2050 میں پونے دوارب سے تجاوز کرجانے کی وجہ سے چین سے بھی آگے نکل جائے گااور اپنی آبادی کے اعتبار سے دنیاکا ایک.بڑی آبادی والا ملک کہلائے گااور چین اپنے یہاں رائج خاندانی منصوبہ بندی کی وجہ سے ایک ارب 43 کروڑ 70 لاکھ افرادرکھنے والادنیا کا دوسرابڑاملک ہوگا۔ جبکہ ماہرین آبادی اور منصوبندی کے مطابق دنیاکے بھارت اور چین جیسے اِن ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں روزانہ.بڑھنے والی آبادی کا تناسب ذرا کم ہے مگر

اِس پر بھی اِن کے شدید تحفظات ہیں پاکستان جہاں لاقانونیت اور دہشت گردی کا راج ہے جن کی روک تھام کے لئے حکومتی مشینری ہر طرح سے ناکام نظر آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان اپنے یہاں ہر لمحہ اور ہر سانس ہونے والی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کی وجہ سے دنیاکے بدامنی کے شکار ممالک میں 8واں بڑاملک بن گیاہے ایک ایساملک جہاں ہر قدم پر موت اور وحشت کے سائے منڈلاتے ہیں یہاں کے باسیوں کی زندگی دہشت گردوں کے رحم وکرم پر ہے مگراِس کے باوجود بھی پاکستان میں روزانہ 11500ہزار افراد کا اضافہ ہورہاہے یعنی یہ کہ ہر روز ہر کنبے میں بیٹا یا بیٹی پیداہورہے ہیں اوراِن خاندانوں میں اِن کی پیدائش پر مبارک باد کی صدائیں بلند ہورہی ہیں اور خوشی کے شادیانے بجائے جارہے ہیں اور دوسری طرف اِن سے بے خبر یہ ملک ہے کہ اِن معصوم بچوں کی پیدائش کے ساتھ ہی بڑھنے والے ہر طرح کے مسائل میں ہونے والے اضافے کی وجہ سے بے شمار پریشانیاں جنم لے رہی ہیں ۔ یہاں ہماراخیال یہ ہے کہ ملک میں روزانہ 11500افرادکے اضافے کی وجہ سے بڑھنے والے مسائل کی روک تھام اوراِن کے تدارک کے لئے حکمرانوں کو فوری طورپر یہ فیصلہ ضرور کرناہوگاکہ وہ ملک میں ڈیلی ساڑھے گیارہ افراد کا اضافہ برداشت کرنے کو تیار ہیں یا مستقبل میں اِن سے پیداہونے والے سنگین مسائل سے نمٹنے کے لئے اِن میں صلاحیتیں موجود ہیں یا یہ دوسروں پر تکیہ کرکے یہ سب کچھ یوں ہی کرنے پر تیار ہیں جو ہورہاہے ہونے دیاجائے اگر کوئی مشکل درپیش آئی توحسبِ عادت اپنے پرائے ،

دوست دشمن سب سے ہاتھوں میں کشکول اُٹھائے امداد کی اپیل کرکے ہر مشکل سے نکل جائیں گے اور ملک و قوم کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنی راہ چلتے بنیں گے۔ کیوں کہ بقول ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اِس ملک میں اَب رکھا ہی کیا ہے سب نے تو لوٹ لوٹ کر اِس کو کنگال کردیا ہے جو ہم اِس فکر کریں اِس کی آبادی بڑھے یا مسائل ہمیں اپنے دل ہلکان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اِس ملک میں اور سب کام تو رک سکتے ہیں مگر بچوں کی پیدائش نہیں اِس کی کیا وجہ ہے (ختم شد

امریکا کا منظورِ نظر حقانی نیٹ ورک آج بد نظر ہو گیا ہے

امریکیوں کی پاکستان پر الزام تراشیوں کی بھرمار...
کیا واقعی پاک امریکا اپنے اپنے رویوں کی وجہ سے فیصلہ کُن موڑ پر آ گئے ہیں...؟
اگر آپ بُرا نہ مانے تو میری یہ بات ٹھنڈے دل سے تسلیم کرلیں کہ آج ہم مسلمانوں کی اصل کمزوری زر، زمین اور زن ہو کر رہ گئی ہے جِسے موجودہ دور میں دہشت گردِ اعظم امریکا سمیت آج اِس جیسے اور بہت سے اسلام دشمن عناصر خُوب سمجھتے ہیں اور اُنھوں نے ہر موقعہ پر مسلمانوں کی کمزوری کی اِس رگ پر ہاتھ رکھ کر اِنہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا اور کہیں کہیں تو اِنھوں نے مسلمانوں کو اِس لالچ کے علاوہ بھی ڈرادھمکا (جیسے آج امریکا پاکستان کو دھمکیاں دے رہا ہے) کر اپنے اُن تمام عزائم کی تکمیل کرنی ضروری سمجھی جنہیں یہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملائے بغیر نہیں کر سکتے تھے اور دوسری طرف مسلمان جو اپنی خصلت اور جبلت کے ہاتھوں مجبور ہوئے اورانھوں اپنی اسلامی روایات کا خیال کئے بغیر ہی اپنی کم عقلی اور نہ سمجھی کے باعث ہمیشہ اغیار کی چکنی چپڑی باتوں اور اُن کی چاپلوسی کے سحر میں گرفتار ہونے کے بعد وہ سب کچھ کرنے کا تہیہ کرلیا جس کی وجہ سے امریکا اور یہود و نصاریٰ کے عزائم کی

تکمیل یقینی ہوئی۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ امریکا کی ہمیشہ سے ہی یہ خصلت رہی ہے کہ وہ اپنا کام نکل جانے کے بعد اپنے اہم ترین دوست کو بھی ٹشو پیپر جتنی بھی حیثیت نہیں دیتا ہے اور اِن سے کام لے چکنے کے بعد اپنے ہاتھ پونچھ کر یہ ٹشو پیپر کو پھینک دیتا ہے یکدم اُسی طرح یہ اپنے دوستوں کے ساتھ بھی کرتا ہے اور آج جنھوں نے امریکا کی اِس فطرت کو سمجھ لیا ہے وہ امریکا سے ہاتھ ملانا تو درکنار یہ اِس کی جانب نظریں اُٹھانا بھی اپنی تباہی کا سامان سمجھتے ہیں اور یقین جانیے کہ امریکا آج بھی اپنی خصلت کے ہاتھوں اپنی اِس روش پر مجبور ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکا کا وہ منظورِ نظر حقانی نیٹ ورک جو ماضی میں اِس کا عزیز ترین نیٹ ورک گردانا جاتا تھا آج افغانستان میں پلنے بڑھنے اور پروان چڑھنے والا یہی منظورِ نظر حقانی نیٹ ورک امریکا کے نزدیک انتہائی بد نظر ہو کر رہ گیا ہے جس کی آج امریکا بہت سے ایسی وجوہات بیان کر رہا ہے جس پر کسی بھی صورت میں ہم پاکستانیوں کا یقین کا ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے جیسے امریکا کا یہ کہنا ہے کہ پاکستان میں قائم حقانی نیٹ ورک کے دہشت گرد گزشتہ دنوں افغانستان کے شہر کابل میں اِس کے سفارخانے اور نیٹو افواج پر ہونے والے حملوں میں ملوث ہیں... حالانکہ پاکستان میں حقانی کا کوئی نیٹ ورک قائم نہیں ہے یہ سب افغانستان ہی میں موجود ہیں

مگر پھر بھی اِن واقعات کے بعد سے مسلسل امریکی انتظامیہ اور امریکی افواج سمیت امریکی انٹیلی جنس کے سربراہوں کی جانب سے ایسے من گھڑت اور بے بنیاد الزامات پاکستان پر لگائے جارہے ہیں کہ جس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہاہے کہ امریکا اِس جنگ میں اپنی ناکامی اور شکست کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈال کر اپنی عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے راہیں تلاش کررہاہے اور اپنے عوام پر یہ باور کرانا چاہتاہے ہم تو جنگ جیت جاتے یاجیت رہے تھے مگر پاکستان جو ہماری اِس جنگ میں فرنٹ لائن تھا اِس نے ہمیں دھوکے میں رکھا تھا کیوں کہ اِس کے دہشت گردوں سے رابطے تھے جبکہ حقیقت اِس کے بلکل برعکس ہے وہ یہ ہے کہ امریکا نے حقانی نیٹ ورک کو خود افغانستان میں اپنے ہاتھوں کے نیچے پناہ دے رکھی ہے امریکا کی اِس حوالے سے پاکستان پر مسلسل کی جانے والی الزام تراشیوں کے جواب میں اَب بعض امریکی حکام اور ماہرین میں پائے جائی جانے والی اختلاف رائے کے واضح ہوجانے کے بعد امریکی صدر اوبامہ اور اِن کی انتظامیہ سمیت امریکی مسلح افواج اور امریکی انٹیلی جنس کے سربراہان کیا اپنی عوام کو پاکستان کے دہشت گردوں سے رابطوں سے متعلق من گھڑت اور جھوٹے الزامات لگاکر منحرف کرسکیں گے جیساکہ امریکی حکام اور ماہرین کا یہ کہناہے کہ "امریکا کو پاکستان کی اب تک دی جانے والی قربانیوں کو دہشت گردوں سے رابطے جیسے الزامات لگاکر مایوس نہیں کرنا چاہئے امریکا جو ایک دہائی سے افغانستان میں برسرپیکار ہے اِسے چاہئے کہ جس حقانی نیٹ ورک

کی یہ پاکستان میں موجودگی کی بات کر رہا ہے اِسے پہلے خود افغانستان میں تلاش کرنا چاہیۓ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے....؟ کہ حقانی نیٹ ورک کے دہشت گرد ہزاروں میل کا سفر طے کر کے افغانستان کے شہر کابل میں آسانی سے داخل ہو کر امریکی سفارخانے اور نیٹو افواج پر حملے کر کے چلے جائیں اور لاکھوں امریکی، نیٹو افواج اور خود افغانستان کی مسلح افواج کی موجودگی میں ایسا ہو جائے.....؟؟ یہ نہ ممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا ہے..... امریکی حکام کو پاکستان پر من گھڑت الزامات لگانے سے پہلے اِس کی اِس جنگ میں پیش کی جانے والی انتھک قربانیوں کو بھی ضرور دیکھنا چاہیۓ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ اِس جنگ میں افغانستان، امریکا اور پاکستان کے علاوہ اور کون سی طاقت کارفرما ہے جو افغانستان میں اپنی دلچسپی تو ظاہر کر رہی ہے مگر کھل کر سامنے نہیں آ رہی ہے جیسے بھارت جو دہشت گردوں کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں شامل تو نہیں ہے مگر افغانستان میں اپنے قدم جمانے کے لئے خرگوش کی طرح اپنی چل چلتا ہوا اِس سے متعلق ہر اُمور میں گھس تو ضرور رہا ہے اور ممکن ہے کہ پاکستان کو امریکی اتحادیوں کی نظر میں گرانے کے لئے بھارت ہی کچھ ایسی کاروائیاں کروا رہا ہو جس سے پاکستان کا امریکا کی نظر میں امیج خراب ہو اور امریکی پاکستان کی دوستی پر شک کریں۔

بہر حال ! امریکا کی جانب سے پاکستان پر حد سے زیادہ کی جانے والی بیجا الزام

تراشیوں کے حوالے سے اَب یہ ضرور دیکھا جا رہا ہے کہ پاک امریکا تعلقات ایسے انتہائی نازک موڑ پر آ گئے ہیں کہ جہاں اَب دبنے اور امریکی حکامات ماننے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اَب تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ امریکا کی جانب سے بیجا اور من گھڑت کی جانے والی طرح طرح کی الزام تراشیوں کے بدلے میں اِس سے دوٹوک الفاظ میں اِس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جائے ایسے ہی جیسے گزشتہ دنوں پاکستانی خاتون وزیر خارجہ حنا ربانی کھر نے کہہ دیا ہے کہ "اگر امریکا نے ریڈ لائن عبور کی تو ہمارے پاس بھی آپشنز کھلے ہیں ہم بھی تمام جھوٹے الزامات کا جواب مکمل طور پر حق و سچ کے ساتھ دیں گے ہماری مشکلات بھی خود امریکا کی ہی پیدا کردہ ہیں اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان کی اپنی نہیں، تعلقات پر بات ہوگی تو یہ بھی بات ہوگی کہ ماضی میں کس کے تعلقات کس سے تھے امریکا اپنی ناکامیوں پر پاکستان کو قربانی کا بکرا نہ بنائے اور اِس کے ساتھ اُنہوں نے انتہائی صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ پاکستان بیانات اور الزامات کے جواب میں بیانات اور تردیدی مؤقف کی ڈپلومیسی نہیں چاہتا بلکہ مسائل اور معاملات کا مذاکرات کے ذریعے حل چاہتا ہے اِن کا کہنا تھا کہ مگر اِس کے لئے تالی دونوں ہاتھوں سے بجنی چاہئے۔ بلاشبہ پاکستان نے ہمیشہ مصالحت کی پالیسی کو اپنایا ہے اور آج بھی جب کہ امریکا پاکستان پر دہشت گردوں سے رابطوں کا الزام لگا کر افغانستان میں اپنی ہاری ہوئی جنگ کا سارا ملبہ پاکستان کے سر ڈال کر اپنی عوام اور دنیا کے

سامنے پاک و صاف ہونا چاہتا ہے تو اِس کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہے کیوں کہ امریکا اپنی ناکامی کا سارا الزام پاکستان کے سر ڈال اپنی عوام کے سامنے کبھی سُرخرو نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ پاک فوج کے سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی نے بھی اِن امریکی الزامات کی نفی کرتے ہوئے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ حقانی نیٹ ورک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے حوالے سے ایڈمرل مائیک مولن کے الزامات من گھڑت اور حقائق کے منافی ہیں اور امریکا پاکستان پر کسی قسم کی الزام تراشی سے پہلے افغانستان میں اپنی اب تک کی کارکردگی کا خود جائزہ لے کے اِس نے افغانستان میں کیا، کیا ہے....؟؟ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ بات واضح طور پر سامنے آچکی ہے کہ امریکا جس میں اَب خود سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت یکدم ختم ہوچکی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی کہ اَب وہ خود سے کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا ہے وہ اَب بھارت یا کسی اور کی زبان بول کر پاکستان پر الزام تراشیوں کا جو بازار گرم کئے ہوئے ہے اِس سے امریکا بھارت کو تو خوش کرلے گا مگر پاکستان جیسے اپنے ایک معصوم اور مخلص دوست سے ضرور محروم ہوجائے گا جس کے تعاون سے یہ بار بار جنوبی ایشیامیں اپنے قدم جمانے کا موقع حاصل کرچکا ہے۔ بہرکیف ! بھارتی چکر میں پھنس نے کے بعد دیکھتے ہیں کہ سات سمندر پار سے آئے ہوئے یہ امریکا بہادر کو بھارت سے کیاملتاہے....؟؟

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ سانحہ نائن الیون کے بعد امریکیوں پر موت کا ایسا خوف طاری تھا کہ اِنہیں اپنی بقا اور سالمیت کا ایک رتی برابر بھی یقین نہیں تھا کہ اِن کا جاہ وجلال باقی بھی رہے گا یا یہ چند، دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں مٹ جائے گا یہاں ہم بیان کرتے چلیں کہ 11/9 کے روز کئی گھنٹوں تک امریکیوں کو دیکھ کر ایسا محسوس اور گمان ہوتا تھا کہ جیسے دنوں، ہفتوں اور مہینوں کی کیا بات ہے...؟ اَب یہ چند گھنٹے یا ایک، دو دن بھی اِس روئے زمین پر زندہ رہ پائیں گے یا نہیں.... مگر جیسے جیسے ٹریڈ سینٹرز کی تباہ ہونے والی عمارتوں میں لگی آگ اور گرتی ہوئی اِن بلند وبالا عمارتوں کی خاک سے اُٹھنے والی دھول کم ہوتی گئی ویسے ویسے اِن ہواس باختہ امریکیوں کے دل و دماغ اپنے اپنے ٹھکانوں اور اِن کی کبھی تیزی اور کبھی رکتی سانسیں بھی اپنی اپنی جگہہ پر آنے لگیں اور یوں جیسے ہی اُس وقت کے ڈرسہمے اور انتہائی خُوفزدہ امریکی صدر مسٹر بش (بُش) کے شاطر اور اعیار دماغ نے بڑی تیزی سے کام کرنا شروع کیا تو اِس نے اپنے ارد گرد جمع پریشان حال امریکی چچموں کو ہوش میں لانے کا کام کیا اور اِس کے بعد بش نے اپنی انتظامیہ کے حواریوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے بعد سب سے پہلے اِس نے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اِس نے تُرت سانحہ نائن الیون کی ذمہ داری اپنے ماضی کے منظورِ نظر اُسامہ بن لادن اور اِس کے جنگجوؤں کے کاندھوں پر ڈالی دی اور پھر جب اِس سے بھی کام نہ بنا تو امریکی انتظامیہ اور امریکی صدر بش نے یہ فیصلہ کیا کہ افغانستان روس

جنگ میں روس جیسی سُپر طاقت کو شکست دینے والے اسامہ بن لادن جیسے
طاقتور جنگجو سے مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان کو فوری طور پر ڈرادھمکایااِسے امداد اور
قرضوں کی لالچ دے کراِس سے اپنی مدد کے لئے کہاجائے تواِس طرح اُس وقت کے
پاکستان کے آمر صدرپرویز مشروف جوامریکی آشیر واد سے پاکستانی عوام پر امریکی عزائم
کی تکیمل کے خاطر حکمران قابض ہوئے تھے مسٹر ہش (بش) نے اِنہیں فورًافون کیا اور
کہاکہ مسٹر مشروف اَب وقت آگیاہے کہ تم اپنا حق اداکرواور صاف صاف بتاؤ کہ تم
سانحہ نائن الیون میں ملوث دہشت گردوں کے خلاف شروع کی جانے والی امریکی جنگ
میں ہمارے ساتھ ہو یااُن کے ساتھ....؟اِس کا فیصلہ مجھے اَبھی اوراِسی فون کال میں
چاہئے اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی یادرکھواگر تم نے انکار کیاتو ہم تمہیں پتھر کے دور
میں لے جائیں گے ہاں اور اگر ہمارے ساتھ مل کر دہشت گردوں سے جنگ لڑنے کی
حامی بھری تو ہم تم کواِس جنگ میں فرنٹ لائن کارول اداکرنے پر اتناکچھ دیں گے کے
جس کاتم سوچ بھی نہیں سکوگے اوراِس کے ساتھ ہی امریکی صدر نے یہ بھی کہہ
دیاکہ "یہ جنگ جوامریکا شروع کرناچاہ رہاہے یہ صلیبی جنگ ہے جس میں امریکا دنیاکا
نقشہ بدل کرر کھ دے گا اور باآخر فتح امریکا ہی ہوگا" جس کے بعد امریکی دباؤ میں آئے
ہوئے پاکستانی صدرپرویز مشروف نے بغیرچوں وچرا کئے امریکی صدر بش کواِس کا ساتھ
دینے کی حامی بھری اور ہر وہ کچھ کرنے کا وعدہ کیا جو امریکا چاہتا تھا۔تب ہی سے
پاکستان امریکاکے لئے کررہاہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں

ہے۔ یہاں یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ سانحہ نائن الیون کو گزرے دس سال کا ایک بڑا عرصہ گزر چکا ہے مگر افغانستان میں گھسنے کے بعد دہشت گردوں کے خلاف لڑی جانے والی اِس امریکی جنگ میں امریکا سے کہیں بلکہ کئی گنا زیادہ پاکستان کا مالی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی ومذہبی اور جانی نقصان ہوا ہے جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اِس جنگ کا ایک فیصد بھی امریکا کا نقصان نہیں ہوا ہے مگر اِس کے باوجود بھی امریکا اس بات پر مرغی کی ایک ٹانگ جیسی ضد پر قائم ہے اور ہر بار "ڈومور....ڈومور" کی رٹ لگائے ہوئے ہے اور ہم سے توقع رکھتا ہے کہ ہم اِس کی اِس ضد پر اپنا سب کچھ قربان کرکے بھی اِس کی ڈومور کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اِس کی جنگ میں غرق ہوتے رہیں اور یہ اپنی زبردستی کی چھیڑی جانے والی اِس جنگ میں اپنا ایک بھی فوجی ہلاک کئے بغیر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑنے کا خواب دیکھ رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اِس موقع پر امریکا کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ اپنی شکست تسلیم کرے اور پاکستان پر طرح طرح کی منفی اور سراسر جھوٹ پر مبنی الزام تراشیاں جاری رکھنے جیسے عمل سے نہ صرف اجتناب برتے بلکہ اپنے امریکی عوام کو بھی اِس حق اور سچ سے ضرور آگاہ کرے کہ ہم کو افغان جنگ میں شکست ہوئی ہے اور ہم اِس جنگ میں اپنی سُبکی کے باعث پاکستان کی پیش کی جانے والی قربانیوں پر بھی اِس کے دہشت گردوں سے رابطے جیسے من گھڑت اور جھوٹے الزامات لگا کر اِس کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیرتے رہے تاکہ اِس طرح یہ ہمارے دباؤ میں رہے اور ہماری ہاری ہوئی جنگ کو

فتح میں تبدیل کرکے اوبامہ کو امریکا میں سُرخرو کردے اور اوبامہ اگلے انتخابات میں عوام کے سامنے جب پیش ہوں تو وہ یہ بتاسکیں کہ اُنھوں نے سابق صدر بش دہشت گردوں کے خلاف شروع کی گئی جنگ کو فتح کی صورت میں پایہ تکمیل تک پہنچادیا ہے۔ویسے ہمیں نہیں لگتاہے کہ امریکااِس میں کامیاب ہوپائے گااور اپنے عوام کو یہ سمجھا پائے گا کہ وہ جنگ جیت گیاہے اور اِس کے علاوہ یہ بھی کہ پاک امریکا تعلقات کسی فیصلہ کن موڑ پر آگئے ہیں ہمیں اِس صورت حال میں اِس بات کا بھی یقین ہے کہ کوئی کچھ بھی کہہ لے۔؟ یا کچھ بھی کرڈالے۔۔؟ امریکا،پاکستان کو اور نہ ہی پاکستان، امریکا کو چھوڑے گا۔۔۔۔آج نہیں تو کل،کل نہیں توبرسوں ، ہفتوں اور مہینوں میں یہ بات ضرور کھل کر سامنے آجائے گی کہ امریکانے پاکستان پر جتنے بھی من گھڑت اور منفی جھوٹے الزامات لگائے تھے اِس کے پیچھے بھارت ملوث تھااور پھر امریکاپاکستان سے معافی مانگنے اوراِس سے اپنے کئے پر شرمندہ ضرور ہوگا۔(ختم شد)

امریکی مولن نے قوم کو متحد اور ڈینگی نے قوم کو باشریعت بنادیا ہے

شکریہ مائیک مولن اور ڈینگی مچھر ......

اہلِ دانش کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں ہر انسان کو اپنی ایک چیز سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور وہ ہے اُس کی جان مگر بہت کم ہی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مٹھی بھر ہی دنیا میں ایسے جنونی قسم کے لوگ گزرے ہیں جن کے نزدیک اپنی جانوں سے زیادہ اِن کے عزائم اور منصوبوں کی تکمیل مقدم رہی ہے اور ایسے لوگ ہر زمانے میں موجود رہے ہیں اور جب تک دنیا قائم رہے گی ہر زمانے میں حقیقتاً بھی ایسے لوگ کم یا زیادہ موجود رہیں گے جن کے سامنے اِن کی زندگیوں سے کہیں زیادہ اِن کی سوچ خواہ منفی ہو یا مثبت تعمیری ہو یا غیر تعمیری ، عالم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہو یا صرف اپنی ذات کی تسکین و تشفی ہی اہمیت کے حامل رہے ایسے افراد اور گروہ اپنا کام کرتے رہیں گے۔ جن سے کبھی دنیا سُکھ اور کبھی مشکلات اور پریشانیوں کا بھی شکار ہوتی رہے گی۔ غرض کہ ایسے لوگ کسی کی پرواہ کئے بغیر دنیا کو اپنی مرضی سے چلانے اور ہواؤں کا رخ اِدھر اُدھر موڑنے اور اِسی اپنے قابو میں رکھنے کا بھی منصوبہ بناتے اور خود ہی بگاڑتے رہیں گے یعنی یہ کہ دنیا ایسے لوگوں سے کبھی بھی خالی نہ تو

پہلے رہی تھی اور نہ ہی آئندہ رہے گی کوئی جتنے بھی جتن کرڈالے دنیا ایسے لوگوں سے خود کو پاک نہیں کرا سکتی میرا مطلب میرے قارئین اچھی طرح سے سمجھ رہے ہوں گے کہ میرا اشارہ کس طرف ہے۔

اگرچہ آج اِس زاویئے کی رو سے ہم سے دیکھیں تو یہ حقیقت کا رنگ ہمارے اردگرد بھی موجود نظر آئے گا یعنی یہ کہ اگر ہم ایک طرف نائن الیون کے سانحہ میں ملوث اُن عناصر کے مقاصد اور عزائم کا جائزہ لے کر یہ یقین کرلیں کہ سانحہ نائن الیون میں کونسے عناصر اپنے کِن عزائم اور منصوبوں کے ساتھ ملوث تھے تو اِس کے بعد اِس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں رہے گا کہ وہ اَب تک اپنے عزائم میں کتنے کامیاب اور ناکام نظر آرہے ہیں اِسے بھی دنیا کو تسلیم کرلینا چاہئے کہ سانحہ نائن الیون میں ملوث (امریکا، بھارت اور اسرائیل پر مشتمل) یہ گروہ جو اپنا سب کچھ تباہ و برباد کرکے دنیا کا نقشہ بدلنے کا خواب دیکھ رہا تھا اِس گروہ کے سر براہ امریکا کا یہ حال سامنے آنا شروع ہوا ہے کہ اِسے ہر محاذ اور روزمرہ کے چلانے والے ملک کے ہر اہم اُموری شعبوں میں ناکامی اور سُبکی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے امریکا جو سانحہ نائن الیون کا اہم کردار ہے اِس وقت دنیا کا سب سے بڑا مقروض ملک ہے اَب امریکا سمیت دنیا بھر کے بھی ماہرین اقتصادیات کا خیال یہ ہے کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق امریکا 143 ٹریلین ڈالر قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے جبکہ سانحہ نائن الیون کے بعد

سے مختلف ممالک میں صلیبی جنگوں میں ملوث رہنے والے اِسی امریکا کے زرِ مبادلہ کے محفوظ ذخائر صرف 140 بلین ڈالر رہ گئے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اِن خودساختہ جنگوں کی وجہ سے امریکی معیشت بتدریج ڈوب رہی ہے اور اگر امریکا کا یہ حال رہا تو وہ دن کوئی دور نہیں کہ جب دنیا کو اپنے اِن ہی ڈالرروں کے عوض خرید کر غلام بنانے والا امریکا دنیاکے سامنے ایک ایک ڈالر کا محتاج ہوجائے گا اور کشکول ہاتھ میں لئے اپنی بقاءکے لئے بھیک مانگتا نظر آئے گا۔

بہرحال اُدھر دوسری جانب دنیابھر کے سنجیدہ طبقے اِس بات پر پوری طرح کھلے اور دبے لفظوں اِن خیالات کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں کہ سانحہ نائن الیون میں امریکی، اسرائیلی ،بھارتی اور طالبان مخالف آزاد خیال امریکی اور اسرائیلی نواز افغانی خود ملوث تھے اور اِس واقعہ کی سازش اِن تینوں ممالک نے ملکر تیاری کی اور اِسے حقیقت کا رنگ دینے اور عملی جامہ پہنانے میں اِن تینوں نے ہی اپنے اپنے حصے کا خفیہ کام ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر خوب انجام دیااور اِس کے رونما ہوتے ہی یہ اِس گمان میں مبتلارہے کہ دیر یا سویر یہ اپنے منصوبوں میں ایک طرف تو سوفیصد کامیابی حاصل کرلیں گے اور دوسری طرف سانحہ نائن الیون میں مسلمانوں کو ملوث ہونے کا ایساڈرامہ رچا کر اِس کے ہر کردار کے ڈانڈے مسلمانوں کے بہادر سپوتوں سے ملادیں گے اور پھر مسلمانوں کو

دہشت گرد قرار دلوا کر اِن کی ترقی و خوشحالی کے تمام راستے بند اور تنگ کر دیں گے کے بعد ساری دنیا میں عیسائی، یہودی اور ہندوؤں کی حکمرانی قائم ہو جائے گی اور مسلمان ایک غلام قوم کی حیثیت سے رہ جائیں گے اِن کے سارے تیل اور سونے کے ذخائر سمیت اِن کے دیگر وسائل اور اِن کی ساری دولت پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا مگر یہ اِس میں کامیاب نہ ہوسکے۔اگرچہ یہاں یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ اَب آہستہ آہستہ دنیا پر یہ حقیقت عیاں ہونی شروع ہوچکی ہے کہ سانحہ نائن الیون میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والا امریکا جس نے اسرائیل ،بھارت اور افغانستان کو اپنے ساتھ ملا کر اپنی سرزمین کو مسلمانوں سے صلیبی جنگ شروع کرنے اور ساری دنیا بالخصوص مسلم ممالک میں اپنی حکمرانی کے جھنڈے گاڑنے جیسے اپنے گھناؤنے خوابوں اور عزائم کی تکمیل کے خاطر خود استعمال کیا تھا وہ اَب اپنی معیشت کی دگرگوں ہوتی صورت حال سے پریشان ہے اور اپنے خوابوں کی تعبیر کو کرچی کرچی ہوتا دیکھ رہا ہے۔کیوں کہ اِسے یہ یقین ہو چلا ہے کہ افغانستان میں طالبان کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں اِس کو شکست کا سامنا ہے جس کا سارا ملبہ امریکا پاکستان پر ڈالنے کے بہانے تلاش کر رہا ہے جس کے لئے امریکی انتظامیہ اور امریکی افواج نے سربراہان نے پاکستان پر طرح طرح کے من گھڑت الزام تراشیوں کا سلسلہ شروع کرر کھا ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں ہماری قوم کو تو امریکا

کے 17 ویں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن کا تہہ دل سے شکر گزار ہونا چاہیئے کہ جو اپنی چار سالہ مدت ملازمت ختم ہونے سے بیس، پچیس روز قبل ہمارے حکمرانوں اور افواج پاکستان کے خلاف ایسے انوکھے اور دلخراش انکشافات کرگئے جن کی وجہ سے جہاں پاک امریکا تعلقات نازک موڑ پر پہنچ گئے تو وہیں ہماری قوم بھی متحد اور منظم ہو گئی ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان پر لگائے گئے اِن بے مقصد الزمات اور کیئے گئے انکشافات کا آج اگر امریکی انتظامیہ نے ازالہ نہ کیا تو پھر قوم کو یہ بھی یقین ہو جانا چاہیئے کہ اِس کا اپنے حکمرانوں اور افواج پاک کے سربراہاں سے یہ مطالبہ جو ہمیشہ سے رہا ہے کہ " ہمارے حکمران، سیاستدان اور دیگراہم اداروں کے سربراہان امریکا کی جی حضوری کا سلسلہ بند کردیں جو اَب ختم ہوتا محسوس ہو رہا ہے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ اَب یہ ضرور پورا ہو جائے گا تو وہیں ہماری قوم بھی خشک اور روکھے پھیکے امریکی رویوں کی وجہ سے اِس کے ہر جارحیت پسندانہ عزائم سے مقابلہ کرنے اور اِس سے ہر قسم کے خیر سگالی کے رشتے ناطے توڑ کر اِس کی آنکھ میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے اور اپنا موقف برابری کی سطح پر بیان کرنے کے لئے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی شکل میں متحد اور منظم نظر آئی ہے جس کی زندہ مثال گزشتہ دنوں وزیراعظم ہاؤس میں منعقد ہونے والی اپنی نوعیت کی وہ فقیدالمثال آل پارٹیز (کُل جماعتی) کانفرنس ہے جس میں امریکی انتظامیہ، آرمی چیف اور امریکی خفیہ اداروں کی جانب سے پاکستان کے

دہشت گردوں سے رابطے سے متعلق لگائے جانے والے الزامات کو مسترد کیاگیااور ایک بارہ نکاتی مشترکہ اعلامیہ جاری کیاگیاجس میں امریکاپر یہ دوٹوک الفاظ میں واضح بھی کردیاگیاکہ " پاکستان امن پسند ملک ہے،اِس کا کسی بھی حقانی یا دہشت گرد گروپ سے کوئی رابطہ نہیں ہے ،امریکا افغانستان میں اپنی غلط حکمت عملی کے باعث ہونے والی اپنی ناکامیوں کا مبلہ جاتے جاتے پاکستان کے سر نہ مارے بلکہ حقائق پر مبنی زمینی صورت حال کو تسلیم کرتے ہوئے افغانستان میں اپنی ہونے والی ناکامیوں پر اپنی قوم کو اعتماد میں لے اور اصل حقائق سے اِنہیں آگاہ کرے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی پاکستان کی قربانیوں سے متعلق بھی اپنی قوم کو بتائے اور اِن میں پاکستان کا مورال بلند کرے اور ساتھ ہی اِس کانفرنس میں امریکا کو یہ بھی باور کردیاگیاکہ "رابطے چاہتے ہیں پر امتیازی سلوک بند کیاجائے۔ قبائلی علاقوں سے مذاکراتی عمل فی الفور شروع کیاجائے اور ہم کسی بھی صورت میں اپنی سرحدوں کا تقدس پامل نہیں ہونے دیں گے۔اِس ساری صورت حال کے حوالے سے ہمارے حکمرانوں اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہان سمیت پوری پاکستانی قوم نے جس ملی یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی رویوں اوراِس کے پاکستان پر لگائے جانے والے الزامات اور خدشات کو جس طرح مسترد کیاہے یہی وہ جذبہ ہے جس کا اظہار ہمیں اِس بات کا احساس دلاتاہے کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں اوراپنے ملک اور قوم کی بقاء وسالمیت کے لئے ہر وہ قدم اٹھانے سے بھی کبھی دریغ نہیں

کرتے جس سے ہمارے ملک اور قوم کو استحکام اور جلا ملے اِس موقع پر ہم اپنی قوم کو یہ اُمید دلانا چاہتے ہیں کہ ہماری قوم کو اپنی فوج اور سیاسی قیادت پر پورا پورا بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہئے کہ وہ پاکستان کی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کا ہر حال میں دفاع کو صحیح معنوں میں ایک مقدس فریضہ جان کر اپنے خون کے آخری قطرے تک ادا کریں گے اور یقینی طور پر اِس پر کسی صورت سمجھوتہ نہیں کریں گے جیسا کہ اِنہوں نے کُل جماعتی کانفرنس میں اِس بات کا عزم مصمم کیا ہے کہ یہ" سرحدوں کا تقدس کسی بھی حال میں اپنے اور اغیار کی سازشوں کے ہاتھوں پامال نہیں ہونے دیں گے اور قومی مفادات کو ہر لحاظ سے مقدم رکھیں گے اور نہ صرف یہ بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر اور بین الاقوامی قانون کے سُنہرے اُصولوں اور ضابطوں کے عین مطابق پاکستان علاقائی اور عالمی سطح پرامن اور استحکام کے فروغ کے لئے بھی کوشاں رہے گا اور اِس کے ساتھ ہی قوم کو اپنے سپہ سالار اعظم آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی پر بھی فخر ہونا چاہئے کہ جنھوں نے کل جماعتی کانفرنس کے شرکاء سے خطاب اور اِن کی جانب سے چھپتے ہوئے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے جس بہادرانہ لب ولہجے میں امریکا سمیت اُن دشمنانِ پاکستان کو یہ بات باور کرادی ہے کہ پاک فوج ملک کے دفاع کے لئے تیار ہے اور یہ اِس کا مقدس فریضہ ہے جس سے وہ کسی بھی صورت نہ تو غافل ہے اور نہ ہی تساہل سے کام لے سکتی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی انتہائی خوش آئند اور حوصلہ افزا ہے کہ پاک امریکا تعلقات کے تناؤ اور کھینچاؤ کی وجہ سے جو دو ممالک میں تعطل پیدا ہوگیا ہے اِس حوالے سے بلائی جانے والی کل جماعتی کانفرنس نے پوری پاکستانی قوم اور سیاسی اور عسکری قیادت کے خودی اور غیوریت کے جذبے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور اِنہیں ایک نقطے ملی یکجہتی اور اتحاد کی لڑی میں تسبیح کے خوبصورت دانوں کی طرح پرو کر متحد اور منظم کر دیا ہے جو کہ اچھی بات ہے اور اِسی کے ساتھ ہی ہمیں امریکا کے سترویں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن کا حقیقی معنوں میں شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے افغانستان میں اپنی ہوتی ہوئی شکست کا ملبہ جہاں پاکستان پر ڈالنے کے لئے اپنی مدت ملازمت کے اختتام سے چند روز قبل پاک امریکا تعلقات میں دوریاں پیدا کرنے کے لئے ایسے انکشافات کئے جو حقائق پر تو قطعاً مبنی نہیں تھے مگر اِن کے اِنکشافات نے حقیقی معنوں میں ہماری کہیں سیاسی، کہیں مذہبی، علاقائی اور کہیں لسانی بنیادوں پر برسوں سے منتشر ہوتی قوم کو ضرور متحد اور منظم کر دیا ہے۔ مگر اِن ساری اچھی اور قابلِ تعریف اور حوصلہ افزا باتوں کے باوجود بھی ہمیں یہ دھڑکا اور مخمصہ مارے ڈال رہا ہے ہمارے حکمران، سیاست دان، دیگر اداروں کے اعلیٰ عہدیداران اور قوم ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی کہیں مصالحت پسندی اور امریکی چاپلوسی کے جادوئی اثر کا شکار ہو کر اور ڈالروں کی چمک سے اپنی آنکھیں پھر نہ بند کرلیں اور وہی کریں کہ جیسا اِنہوں نے بند کمرہ اجلاس

یں پیش کی جانے والی قرار داد کے ساتھ کیا تھا جس کے کسی ایک بھی نکتے پر آج تک عمل نہ ہوسکا یہاں ہم اپنے پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ اگراِس قرار داد پر پوری طرح سے عمل درآمد ہوجاتاتو شائد آج جو حالات پیدا ہوگئے ہیں یہ نہ ہونے پاتے اور نہ کل جماعتی کانفرنس منعقد کی جاتی اور نہ پھر کوئی بارہ نکاتی مشترکہ اقرار پیش کی جاتی اور نہ آج حسب عادت مولانا فضل الرحمان کی دورانِ اجلاس طبیعت بگڑتی اور یہ کانفرنس ادھوری چھوڑ کر جاتے یکدم ایسے ہی جیسے یہ بند کمرہ اجلاس میں کسی وجہ سے کوئی بہانہ تلاش کرکے حاضر نہیں ہوسکے تھے اِس بار بھی اِن کی کسی وجہ سے طبیعت خراب تو نہ ہوتی۔

اگرچہ یہاں یہ امر بھی حوصلہ افزاہے کہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کی اتحاد اور ملی یکجہتی کے جذبے کو دیکھتے ہوئے ایک امریکی اخبار نے امریکی حکام کے حوالے سے لکھاہے کہ امریکی حکام نے اِس بات کا اعتراف کرلیاہے کہ امریکی فوج کے سربراہ ایڈمرل مائیک مولن نے افغانستان میں اپنی ہوتی ہوئی شکست کا مبلہ پاکستان کے سراِس لئے ڈال دیاہے کہ اِن کے انکشافات کے بعد ایک طرف توامریکی عوام اِن کی ذمہ داریوں کی تعریف کریں گے اور دوسری طرف امریکی انتظامیہ سے یہ مطالبہ بھی کریں گے کہ مولن کی مدت ملازمت میں توسیع کی جائے یہ سوچ کر مولن نے پاکستان پر ششدر رہ جانے والے انکشافات کرکے پاکستان کو غلط طور پر ملوث کیا جس کے ثبوت ناقص ہیں اور امریکی انتظامیہ

نے یہ بات بھی مان لی ہے کہ آئی ایس آئی سے متعلق امریکی فوج کے سربراہ کا بیان صریحاً مبالغہ آرائی پر مبنی تھا جس نے امریکی حکومت کو مشکل میں ڈال دیا اور جس کی وجہ سے ایک طرف پاکستان میں شدید ردِ عمل ہوا ہے تو دوسری طرف واشنگٹن میں بھی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ہیں اور امریکی انتظامیہ اور افواج کئی حصوں میں تقسیم ہوئیں ہیں البتہ !اخبار نے امریکی حکام کے حوالے سے اِس بات کا بھی اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولن نے بغیر سوچے سمجھے اور اپنا پیشہ ورانہ قد اونچا کرنے کے لئے اپنی مدت ملازمت کے اختتام سے چند روز قبل ایسا بے مقصد اور بغیر ثبوت کے یہ بیان ایک ایسے وقت میں دیا ہے کہ جب اوباما انتظامیہ اسلام آباد کو افغانستان میں موجود دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کے لئے تیار کر رہی تھی اور یوں امریکی اخبار،اور پینٹاگون نے مولن کی اِس من پسند بیان کو مسترد کر دیا۔اِس ساری صورت حال میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ " پاکستان کی جانب سے شدید ردِ عمل کے سامنے آجانے کے بعد اَب کیا امریکی انتظامیہ،امریکی افواج اور امریکی اخبارات سب کے سب بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئے ہیں جو اپنی سُبکی مٹانے کے لئے مولن کو موردِ الزام ٹھیرا کر پاکستان سے اپنے پہلے جیسے ایک بار پھر تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں...؟اور ایسے اُلٹے سیدھے بیانات دے رہے ہیں جن کا نہ سر ہے اور نہ پیر جیسے اَب اِسی کو ہی لے لیجئے کہ اخبار لکھتا ہے کہ " مولن کا بیان ایک ایسے وقت میں آیا ہے جب اوباما انتظامیہ پاکستان کو افغانستان میں موجود دہشت گرد گروپ

کے خلاف کارروائی کے لئے تیار کر رہی تھی" تو ایسے میں مولن نے اپنا یہ بے مقصد بیان دے کر بنتا بناتا کام بگاڑ دیا۔

اِس ساری صورت حال میں ہمارا خیال یہ کہ جب افغانستان میں دہشت گرد گروپ اور ایک عرصے سے افغانستان ہی میں امریکی افواج بھی موجود ہیں تو پھر امریکی اور نیٹو افواج افغانستان میں موجود اِن دہشت گردوں کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتیں اِن سے مقابلہ کرنے اور اِن دہشت گرد گروپ کے خلاف فیصلہ کن کارروائیوں کے لئے سرحد پار پاکستان کو کیوں تیار کیا جا رہا تھا....؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اخبار لکھتا ہے کہ امریکی انتظامیہ اور نیٹو افواج یہ بات تسلیم کرتی ہیں کہ سارے دہشت گرد گروپ افغانستان میں ہی موجود ہیں پاکستان میں کوئی گروپ کام نہیں کر رہا ہے مگر اِس کے باوجود بھی نیٹو افواج اِن کے خاتمے کے لئے بظاہر تو متحرک نظر آتی ہے مگر حیل حجت سے بھی کام لیتی ہے اِس کی کیا وجہ ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔؟

بہرکیف ! مولن کے انکشافات کی وجہ سے جہاں پاک امریکا تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جانے کے باعث امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے خاطر مجموعی طور پر ہماری قوم متحد اور منظم ہوئی ہے تو وہیں ڈینگی مچھر کے کاٹنے اور جان لیوا بخار کے خوف نے بھی ہمارے معاشرے میں پھیلنے والی بے پردگی کے خاتمے کے

لئے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ڈینگی مچھر کے خوف نے خواتین کو اپنے جسم ڈھانپنے اور اِسی طرح ہمارے چڈا پہن کر اور قمیضیں اُتار کر گلی، کوچوں، بازاروں اور دیگر پبلک مقامات پر گھومتے پھرتے اور دندناتے نوجوانوں کو چڈا چھوڑنے اور قمیض پہنے پر مجبور کرکے اِنہیں بھی بے باشریعت بنادیا ہے جس کے لئے ہمیں ڈینگی مچھر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے کیوں کہ آج جو کام مفکر اور اہلِ دین و دانش نہ کرسکے وہ کام ایک چھوٹے سے ڈینگی مچھر نے کردیا ہے۔

حکومت کا خوش آئند فیصلہ متحدہ کو دوبارہ اپنا اتحادی بنالیا

آج ن لیگ اور قوم کا ایک نعرہ بجلی بجلی ہائے بجلی ہے کیوں ہے....؟؟

یہ خبر نہ صرف سندھ کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے بلکہ وفاق سمیت سارے پاکستان اور اِس کے اٹھارہ کروڑ عوام کے لئے بھی باعث مسرت ہے کہ ایم کیوایم کی دوبارہ حکومت میں شمولیت اختیار کرنے سے ملک کی بہت سی نادیدہ ایسی طاقتیں جو حکومت کو گرانے اور اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لئے کمربستہ دکھائی دیتی ہیں اِن کے ارمانوں اور خواہشات پر اُوس پڑ گئی ہوگی اِس حوالے سے عرض یہ ہے کہ حکومت نے متحدہ کے تحفظات کو دور کرنے کے بعد ایم کیوایم کو اپنے ساتھ ایک مرتبہ پھر ملالیاہے جو کہ ملک کے موجودہ اور بین الاقوامی حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں ایک خوش آئنداور حوصلہ افزاامر ہے کیوں کہ ایک طرف حکومت پر امریکی دباؤ ہے تو دوسری جانب اِن حالات میں اپوزیشن کی جانب سے بجلی کے بحران اور برقی رو کی لوڈشیڈنگ پر سیاست چمکانے اور ہائے بجلی جیسے نعرے کا سلسلہ بھی جاری ہے ایسے میں اندورنی اور بیرونی دباؤاور اپنے اوپر پے درپے ہونے والے تنقیدوں کے واروں کی وجہ سے حکومتی کمر نہ صرف کمزور ہوچکی تھی بلکہ حکومت اپنی کمر کی کمزروی کی وجہ سے

لاغر بھی ہو گئی تھی اگر اِن حالات میں متحدہ کو حکومت اپنے ساتھ نہ ملاتی تو پھر یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی تھی کہ لوڈشیڈنگ کو بنیاد بنا کر اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے ملک کے طول ُارض میں اگلے ہونے والے دوچار پُر تشدد مظاہروں میں حکومت کا گرنالازمی ہو گیا تھا مگر وہ تو اللہ بھلا کرے ہمارے فہم وفراست اور افہام و تفہیم سے لبریز اور سرشار صدرِ محترم جناب عزت مآب سید آصف علی زرداری کا جنھوں نے اپنی حکومت پر بُرے دن آنے اور اِسے اپنے ہاتھوں سے جانے سے پہلے ہی متحدہ کو اپنے ساتھ دوبارہ ملا کر اپنی کمزرو ہوتی کمر کو مضبوط کرلیا ہے بلکہ اِس موقع پر ہم تو یہ کہیں گے کہ اَب حکومت اپنا سینہ تان کر اور گردن اُٹھا کر حزبِ اختلاف سے مقابلہ کرنے اور اِسے نکوں چنے چبوانے کے لئے بھی میدان سیاست میں اُتر جائے گی تو وہیں حکومت اپنے اِس اچھے عمل سے دوسری جانب اُن نادیدہ قوتوں کو یہ بھی باور کرادے گی جو اقتدار کے حصول کے خاطر حکومت کو گرانے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے متحدہ کو ایک ایسے وقت میں اپنا اتحادی بنالیا ہے جب یہ بجلی کے آئے ہوئے بحران اور ملک گیر جاری رہنے والے پُر تشدد مظاہروں کی وجہ سے بندگلی میں اتنھارہ گئی تھی تو دوسری طرف اِن پُر تشدد مظاہروں میں مسلم لیگ (ن) اور دیگر دوسری سیاسی جماعتوں کے علاوہ ایسی جماعتیں بھی شامل ہیں جن کی ایوانوں میں کوئی نمائندگی بھی نہیں ہے مگر اِس کے باوجود بھی یہ ن لیگ کے ساتھ مل کر اپنے اپنے سیاسی قد

اُونچا کرنے اور اقتدار کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کر گزرنے کو تیار ہیں جن کا نہ تو کوئی معاشرہ اجازت دیتا ہے اور نہ ہی کوئی قانون ... جیسا گزشتہ دنوں پنجاب کے اکثر علاقوں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کے خلاف ہونے والے پُرتشدد احتجاجی مظاہروں کے دوران آگ و خون اور سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے کا کھیل کھیلا گیا جس کے پیچھے نواز شریف اور اِن کی جماعت کا بھرپور ہاتھ تھا مگر اِن تمام باتوں اور پُرتشدد واقعات کے پیش آنے کے باوجود بھی ہمارے ملک کی کچھ نادیدہ سیاسی قوتیں ایسی بھی ہیں جو موجودہ حکومت کو تنقید کا نشانہ بنانے کے بہانے تلاش کرتی ہیں اور حکومت کی کوئی کمزوری ہاتھ آتے ہی اِس پر تنقیدوں کی بوچھاڑ کرنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتیں جن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) سرِفہرست ہے۔

اگرچہ ایک ایسے وقت اور حالات میں حکومت نے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے تحفظات کو فوری طور پر دور کرکے اِسے ایک بار پھر اپنا اتحادی بنالیا جب حکومت کو دور تک اپنا مستقبل تاریک نظر آتا تھا ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کا متحدہ کو دوبارہ اپنا اتحادی بنانے کا یہ فیصلہ ملکی سیاست میں ایک خوش آئندہ فیصلہ ثابت ہوگا جس کے ثمرات آئندہ دنوں میں سامنے آئیں گے جبکہ حکومت اور بالخصوص صدر زرداری نے نواز شریف کے اِس کہنے کو "ثابت ہوگیا زرداری

جمہوریت کے لئے خطرہ ہیں " یکسر مسترد کردیا ہے اور قوم کو بتادیا ہے کہ جمہوریت کے لئے اصل خطرہ زرداری نہیں بلکہ نواز شریف اور اِن کی پارٹی ہے۔

بہر کیف ! ملک میں بڑھتی ہوئی بجلی کی لوڈشیڈنگ اور امریکی دباؤ کے خاتمے کے لئے اَب حکومت اور متحدہ قومی موومنٹ کو باہم متحدہ اور منظم ہو کر ایسا دیرپا لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا جس سے ملک میں بجلی کا بحران ختم ہو سکے اور ملک میں ترقی اور خوشحالی کا دور شروع ہو بالخصوص ایم کیو ایم کو شہر قائد کراچی میں طویل ہونے والی بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے سمیت امن وامان کے قیام کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار ضرور لانا ہوگا تاکہ شہر کراچی کی بند ہوتی صنعتوں کا پہیہ چل سکے۔

جبکہ صدر آصف علی زرداری نے ایوانِ صدر میں بے نظیر ایمپلائز اسٹاک آپشن اسکیم کے تحت پاکستان پیٹرولیم لمیٹیڈ (پی پی ایل) اور کوٹ ادو پاور کمپنی (کیپکو) کے ملازمین میں اسٹاک شیئرز سرٹیفکیٹس تقسیم کرنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 90 کی دہائی میں شہید بے نظیر بھٹو نے اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے دورِ حکومت میں توانائی سے متعلق دور رس پالیسیاں متعارف کرائیں لیکن نہ جانے کیوں اِن منصوبوں کو ترک کردیا گیا نہ یہ بلکہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب شہید بے نظیر بھٹو نے بحیثیت اپوزیشن

لیڈر کے ایوان کے فلور پر خطاب اپنے ایک خطاب کے دوران .برسرِ اقتدار جماعت سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اِن کی مرتب کردہ پالیسی اور منصوبے کو چلنے دیا جائے اگر یہ ملک کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے زیادہ بجلی پیدا کر رہے ہیں تو اِن کے اِن منصوبوں کو ہر گز بند نہ کیا جائے بلکہ ملک میں صنعت کے میدان میں ترقی کی جائے اور فاضل بجلی اپنے ہمسایہ ملک بھارت کو .برآمد کر دی جائے کیونکہ مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ آئندہ دنوں ، ہفتوں ، ماہ اور سالوں میں ہمارے ملک کو ہر قدم پر بجلی کی ضرورت شدت سے محسوس ہو گی "اور اَب اِس بات پر قوم کو ہر حال میں متفق ہو جانا چاہئے کہ اگر واقعی بینظیر بھٹو شہید کے منصوبوں پر حقیقی معنوں میں ایک رتی .برابر بھی عمل ہو رہا ہوتا تو میرے ، آپ کے اور صدر زرداری سمیت مسٹر نواز شریف کے اِس ملکِ پاکستان میں یقینی طور پر بجلی کی لوڈشیڈنگ کا یہ دردناک عذاب جو ساری پاکستانی قوم پچھلے کئی سالوں سے جھیل رہی ہے اِس سے صحیح معنوں میں نجات حاصل کر چکی ہوتی اَب کوئی اِس کا یقین کرے یا ناں کرے مگر میرا تو یہ یقین ہے کہ ایک ایسا طویل مدت منصوبہ جو شہید رانی بینظیر بھٹو صاحبہ کا مرتب کردہ تھا اگر اِس پر آج کام ہو جاری رہتا تو ملک میں کم از کم بجلی کا تو کوئی بحران پیدا نہ ہوتا مگر اِس موقع پر کلیجے پر ہاتھ رکھ کر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِن کے حاسدوں نے اپنی سیاسی چالبازیوں نے اِن کا یہ منفرد اور ملک کو بجلی اور توانائی کے شعبے میں جدید دور سے ہم آہنگ کرنے والے اِس منصوبے اور

پالیسیوں کو صرف فائلوں تک ہی محدود رکھ کر نہ صرف ایک عظیم لیڈر کی حق تلفی کی
بلکہ اِن کے منصوبوں اور پالیسیوں کو سُرخ فیتوں میں جکڑ کر ملک کو بھی بجلی اور
توانائی کے شعبوں میں ایسے سنگین مسائل سے دوچار کردیا ہے جس کا خمیازہ آج ساری
قوم کراچی سے لیکر آزاد کشمیر اور خیبر پختونخواہ میں بھی طویل.برقی رو کی لوڈشیڈنگ
کے خلاف ملک گیر پُر تشدد مظاہرے کرکے بھگتناپڑرہاہے۔
مگراِس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ساڑھے تین سال برسراقتدار رہنے والی جماعت
پاکستان پیپلز پارٹی جس کا نعرہ عوام کے لئے ترجیحی بنیادوں پر روٹی ، کپڑااور مکان کا تھا
افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنے قیام سے لے کرآج تک مسائل کے گرداب سے ہی
نہیں نکل پائی ہے یوں یہ بیچاری عوام کی خدمت کے سارے منصوبے اپنے سینے میں
دفن کئے دن بدن اپنے اختتام کی جانب گھستے جارہی ہے مگراِس کے تعاقب میں لگے
اِس کے حاسد اوراِس کے دشمن اِس کو ایک پل بھی امورِ مملکت چلانے کا موقع دینے کو
تیار نہیں ہیں موجودہ حالات میں اِس کی پریشانیوں کو دیکھ کرایسا لگتاہے کہ یہ معصوم اور
ڈری سہی حکومت اپنے پرائے کی سازشوں کا شکار رہ کر روز افزوں ملک میں مہنگائی کا
طوفان.برپا کرنے کے سواعوام کو ریلیف دینے کے منصوبے اپنے سینے میں لئے
فناہوجائے گی اور شائداِس کے بعد پھر کبھی اِسے اقتدار میں آنے کا کوئی موقع ہاتھ

آسکے۔ مگر پھر ان تمام باتوں کے باوجود بھی ہمیں یہ اُمید ضرور ہے کہ ہمارے صدر سید آصف علی زرداری اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اپنی دانش سے اپنی اتحادی جماعتوں کے ساتھ مل کر اپنی حکومت کے اختتام سے قبل ملک کو توانائی اور بجلی کے بحرانوں سے نجات دلانے کے لئے ایسا کوئی نہ کوئی کارنامہ ضرور انجام دے جائیں گے جس سے ملک میں بجلی کی فراوانی ہوگی اور عوام کا بجلی سے متعلق پایا جانے والا بجلی چوری، کے پی ایس (کنڈا پاور سپلائی سسٹم) میٹر بند کرنے اور میٹر پیچھے کرنے سمیت اور دوسرے ناجائز طریقے استعمال کرنے کے سارے نظریئے دم توڑ جائیں گے اور جیسا کہ ہم نے یہ بھی تصور کر رکھا ہے کہ

ہم مُسلمان ہیں، ہر لمحہ ہے دعویٰ اپنا
اِک خدا، ایک نبی ﷺ ایک ہے کعبہ اپنا
ٹیکس سرکار کو دینا نہیں عادت اپنی
چوری بجلی کی یہ برسوں سے ہے شیوہ اپنا

چوہدری نثار علی اور رحمٰن ملک کے اپنے اپنے کام

کیا ملکی مسائل اپوزیشن کے چھوٹے موٹے احتجاجوں ،لانگ مارچوں اور دھرنوں سے حل ہوپائیں گے....؟؟

ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ صرف ہمارے ہی یہاں نہیں بلکہ دنیا کی ہر اپوزیشن کے نزدیک اِن کی جمہوری حکومتوں میں صرف وہی کام جمہوری کہلاتے ہیں جن سے فائدہ اپوزیشن کو ہورہاہواور اگر حزبِ اختلاف کو اِن کے اپنے سیاسی مفادات کے کاموں میں حکومت قانونی تقاضے پورے کرائے توپھریہی اپوزیشن ہوتی جوایک لمحہ بھی ضایئع کئے بغیراپنی ہی جمہوری حکومتوں پر آمرانہ اقدامات جیسے الزامات لگاکر طعنہ زنی شروع کردیتی ہے اوراِس طرح اپنی اپوزیشن کے اِس طرح کے فعلِ شنیع سے دنیاکے کسی بھی مہذب ملک کے باسی اپنی حزبِ اختلاف کے منافقانہ فعل اور رویوں کا بخوبی اندازہ لگالیتے ہیں کہ یہ اپنے ملک اور قوم کے لئے کیاکچھ کرسکتی ہے...؟؟اور یوں عوام کا اپنی اپوزیشن کی جماعت یا جماعتوں کے مجموعہ پر سے اعتبار اور اعتماد اُٹھ جاتاہے جیسے اِن دنوں ہمارے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کا اپنی اپوزیشن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) اوراِس کی اتحادی جماعتوں اور ہم خیال گروپوں پر سے ختم ہوگیاہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں اِس معاملے میں جنوبی ایشیائی ممالک کی اپوزیشن جماعتیں بھی کچھ پیچھے تو نہیں ہیں مگر یہ کسی ترقی یافتہ ملک کی اپوزیشن سے کچھ کم بھی نہیں کہی جاسکتی ہیں اِن کا بھی ایسا ہی حال ہے جیسا دنیا کے دیگر ممالک کی اپوزیشن کا ہوتا ہے بلکہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ ہمارے ملک کی اپوزیشن کی جماعتیں تو اپنے مفادات کے حصول کے خاطر اُس حد کو بھی بسا اوقات پہنچ جاتی ہیں جہاں دنیا کی کوئی اپوزیشن نہیں جاسکتی ہے۔

بہر حال ! ہمیں یہ بات یوں کہنی پڑی ہے کہ ہمارے ملک سے تعلق رکھنے والی موجودہ حکومت کی ایک بڑی اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) جس کے سربراہ میاں محمد نواز شریف ہیں اِن کی جماعت نے جب سے موجودہ حکومت میں حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرنا شروع کیا ہے اِس کا اول روز سے ہی یہ ایک اچھا نظریہ اور خیال رہا ہے کہ "ہر ایسا ملکی معاملہ جو خواہ کتنا ہی سنگین یا معمولی نوعیت کا کیوں نہ ہو اِس کا حل صرف اور صرف ایوان بالا میں تلاش کیا جائے کیوں کہ جب کسی ملکی مسئلے کو ایوانوں میں پیش کرکے جب اس کا حل نکال جاتا ہے تو وہی حل مجموعی طور پر اتفاقِ رائے کے بعد ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کا نہ صرف باعث بنتا ہے بلکہ ہر حوالے سے ملک اور قوموں کے استحکام کا بھی ضامن ہوتا ہے" اِس منظر اور پس منظر میں آپ بھی ہماری اِس

بات سے پوری طرح سے متفق ہوں گے کہ ہماری اپوزیشن کا یہ نظریہ اور خیال یکدم درست معلوم دیتا ہے اور اِس پر حکومت سمیت ساری پاکستانی قوم بھی متحد دکھائی دیتی ہے اور اپنی اپوزیشن کی اِس حوصلہ افزا سوچ اور اِس کے اِس مثبت اور تعمیری نظریئے پر اِس کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے مگر گزشتہ دنوں اِس کی اِس سوچ اور نظریئے میں یکایک پیدا ہونے والی تبدیلی و تضاد اور اِس کے منافقانہ فعل کی وجہ سے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام اُس وقت حیران اور پریشان رہ گئے جب ساڑھے تین سال تک ایوان میں حزبِ اختلاف کا رول ادا کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ارکان پارلیمنٹ نے اپنے قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان کی قیادت میں پی پی شیرپاؤ، جے یو آئی اور دیگر اپوزیشن جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اپنے ہم خیال گروپس کے ساتھ لوڈشیڈنگ، مہنگائی اور بدامنی پر پارلیمنٹ سے ایوانِ صدر تک احتجاجی مارچ کیا اور جس کے بعد اِن اپوزیشن کی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں نے ملک میں جمہوری حکومت کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ پر ایوان صدر کے سامنے دھرنا بھی دیا جو کافی دیر تک جاری رہا ہے۔

اگرچہ یہ اُس اپوزیشن کے نزدیک غیر جمہوری دھرنا قطعاً نہیں تھا جو یہ سمجھتی ہے کہ ہر مسئلے کا حل ایوان سے نکالا جائے تو دور رس نتائج سامنے آتے ہیں مگر جب اِس نے اپنی اِس عادت اور قول و فعل کے برعکس یہ راستہ اختیار

کیاتو یہ اِس کے نزدیک درست فعل تھا جبکہ دوسری جانب حکومتی سطح پر یہ خیال کیاجاتارہاکہ اپوزیشن نے آج جو رویہ اختیار کیا ہے وہ خلافِ ضابطہ ہے مگراِس کے باجود بھی یہ موجودہ حکومت کی اعلیٰ ظرفی اور بالغ النظری یہ رہی کہ اِس نے اپوزیشن کے اِس دھرنے کو پوری طرح سے کامیاب بنانے اوراِسے آخری وقت تک منتشر کرنے کے بجائے اِس دھرنے کے شرکاءکے لئے سخت ترین حفاظی انتظامات کرکے شاہراہ دستور پر سیکورٹی والوں کی بڑی تعداد تعینات کردی تھی تاکہ اپوزیشن اراکین اپنے مارچ اور ایوانِ صدر کے سامنے اپنے دھرنے اور اپنے فلک شگاف" گوزرداری گوزرداری زرداری ہٹاؤ ملک بچاؤ، ملک گیا تیر اشوزرداری، گوزرداری گوزرداری اور کرپٹ، حکومت نامنظور جیسے نعروں کا شوق پورا کرسکیں اور باوجود اِس کے کہ ایوان میں قائد حزب اختلاف کا کردار ادا کرنے والے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چوہدری نثار علی خان نے اِس موقع پر اپنے خطاب کے دوران ساڑھے تین سالہ حکومتی اقدامات کا تذکرہ کرتے ہوئے صدرِ مملکت عزت مآب سید آصف علی زرادی کی ذات کو بھی کھلم کھلاہدفِ تنقید بھی بنایا اوراِن کی شخصیت کونشانہ بناتے ہوئے جس طرح کے لفاظ اور زبان استعمال کی ہے وہ کسی بھی لحاظ سے اِن جیسے سمجھدار اور انتہائی سلجھے ہوئے سیاست دان اور قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان کو قطعاًزیب نہیں دیتے کہ وہ اپنے ہی ملک کے صدر مملکت کا نام لے کر یہ کہیں کہ "صدرزرداری تمام مسائل کی جڑ ہیں اَب یاتو حکمران عوام کی آوازسُنیں گے یا پھر عوام ایوان

صدر میں موجود اِس آفت سے نجات پائیں گے" اِن کے علاوہ اِس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قائد حزبِ اختلاف چوہدری نثار علی خان ہی کی جماعت کے ایک انتہائی سرگرم اور شعلہ بیاں رُکن جو اکثر ملکی نجی اور سرکاری ٹی وی چینلز پر حکومت پر کھلی تنقیدوں کے تیر برساتے نظر آتے ہیں اور جو اِس حوالے سے کافی مشہور بھی ہیں یعنی مسٹر احسن اقبال نے بھی خطاب کیا جو اِس دوران ہمارے موجودہ صدر سید آصف علی زرداری اور حکومت کو متنبہ کرتے رہے کہ متحدہ اپوزیشن کا ایوانِ صدر کے باہر ہونے والا یہ پاور فل مظاہرہ اِس بات کی علامت ہے کہ پاکستان کو درپیش بحرانوں کے اصل ذمہ دار صرف اور صرف زرداری ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ احسن اقبال نے تو صدر زرداری پر اپنے آپے سے باہر ہوتے ہوئے انتہائی شدت جذبات سے الزام لگاتے ہوئے یہ تک کہہ ڈالا کہ "یہ صدر زرداری ہی ہیں جو کہ ایوانِ صدر میں بیٹھ کر ہائی کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں اور اپنی پارٹی بھی چلارہے ہیں اور حکومت کو بھی اپنی مٹھی اور کنٹرول میں رکھا ہوا ہے اور تمام کرپٹ عناصر کو اپنی چھتری فراہم کررکھی ہے۔ اپوزیشن کی جانب سے صدر زرداری کی کردار کشی کرنے اور حکومت پر الزام تراشیاں کرنے کا اَب بھرپور جواب حکومت کی جانب سے بھی جلدازجلد ضرور سامنے آنا چاہئے ورنہ تو مجھ سمیت ملک کے معصوم عوام یہ سمجھیں گے کہ ایسا ہی ہے جس کا تذکرہ اپوزیشن بے دھڑک اور اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر کرتی پھر رہی ہے۔

بہر کیف ! ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جمہوریت اور جمہوری روایات کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانا ہر دور میں ایک فیشن رہا ہے مگر اِس کی پاسداری کرنا کسی پر بھی لازم نہیں رہا ہے یعنی یہ کہ جب بھی سیاست دانوں کو آمروں کے چنگل سے نکالنے کا موقع ہاتھ لگا تو اُنھوں نے مختلف مواقع پر اپنے اتحاد سے جمہوری حکومتوں کو تو ضرور تشکیل دیا مگر ہر بار اِن کا اتحاد چند ماہ بعد یکدم کسی ساجھے کی ہنڈیا کی طرح بیچ چوراہے پر ٹوٹتا رہا ہے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ اِسی کو ہی دیکھ لیں اٹھارہ فروری 2008 کے انتخابات کے نتیجے میں برسرِ اقتدار آنے والی حکومت میں آج ایوان میں حزبِ اختلاف کا رول ادا کرنے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) بھی تو شامل تھی مگر کچھ اہم وزارتوں کی بندر بانٹ میں کھینچا تانی کی وجہ سے اِس نے حکومتی اتحاد سے نکلنے کا فیصلہ کیا اور ایوان میں دنیا کی ایک ایسی فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کی جو حکومت کے ساتھ بھی بغیر وزارتوں کے رہے گی اور اپوزیشن کا بھی کام کرے گی مگر جیسے جیسے وقت گھستے گھستے آگے کی جانب بڑھتا رہا اور ملکی سیاسی حالات اور واقعات بدلتے رہے تو وہیں ایوان میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی اِس جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کو بھی سیاسی، مذہبی اور عوام حلقوں میں پسِ پردہ حکومت کا ساتھ دینے اور ایوان میں فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کرنے کے طعن بھی ملتے رہے اور اِس طرح

ن لیگ اپنے اِس فعل پر ایک بڑے عرصے تک صرف ملک ہی یں نہیں بلکہ بیرون ملک بھی شدید تنقیدوں کی زد میں رہی اور جب اِس کی برداشت کی حد ختم ہو گئی اور ایسے یہ احساس ہوگیا کہ اَب اِسے حکومت میں دوبارہ جگہ بنانے اور اپنی پسند کی وزاتوں کے لئے کہیں سے نقب زنی کرنے کا موقع نہیں ملے گا تو اِس نے اپنے ساتھ لگے فضول کے فرینڈلی اپوزیشن کے لفظ "فرینڈلی" کو کُھرچ کر ختم کر ڈالا اور دنیا کے سامنے ورلڈ کے دوسرے ممالک کی طرح اوریجنل اپوزیشن کا رول ادا کرنے کی ٹھان لی یوں جب سے پاکستان مسلم لیگ (ن) ایوان میں ایک حقیقی حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرنے میں اپنے آپ کو منوانے کی کوشش میں لگی پڑی ہے جس کی مثال یہ وقتاً فوقتاً حکومت کے اچھے بُرے اقدامات پر اپنی آواز بلند کرکے اور اکثر اپنے حامیوں کے ساتھ مل کر اور کبھی اپنے نمائندوں کے ذریعے عوام کو حکومت کے خلاف اُکسا کر اِنہیں سڑکوں پر لا کر اور پُر تشدد مظاہرے کروا کر اپنا حزبِ اختلاف ہونے کا کردار ادا کرکے دنیا کو یہ بتا دینا اور جتا دینا چاہتی ہے کہ یہ موجودہ حکومت کے طاقتور ترین صدر زرداری کی طرح ایک طاقتور ترین اپوزیشن بھی ہے جس کی تازہ مثال اِس نے گزشتہ دنوں پنجاب کے مختلف شہروں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ اور مہنگائی سمیت دیگر دوسرے ناقص اور فرسودہ حکومتی قدامات کے خلاف عوام کو اُکسا کر اورپُر تشدد مظاہرے کروا کر دیا جب اِس سے بھی حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی تو پھر اِس نے خود پارلیمنٹ سے ایوانِ صدر تک مارچ اور دھرنا دے کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے۔

اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اِن غیر قانونی فعل کے باجود ہم حکومت کے صبر و برداشت اور اِس کی تحمل مزاجی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے صدرِ مملکت عزت مآب اور محترم المقام جناب سید آصف علی زرداری، وزیر اعظم سیدزادے یوسف رضا گیلانی اور بالخصوص وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے اپوزیشن کا جمہوری تقاضوں کا پاس رکھتے ہوئے اُس وقت بھی اِس کا اِس طرح سے ساتھ دیا جب پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے قائد حزب اختلاف اپنی جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں کے ہمراہ مارچ شروع کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے تو اِسی دوران چوہدری نثار علی اور رحمٰن ملک کا آمنا سامنا ہوا تو رحمٰن ملک نے جذبہ خیر سگالی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے چوہدری نثار علی سے دو قدم آگے بڑھ کر انتہائی گرم جوشی سے اِن سے مصافحہ کیا اور رحمٰن ملک نے پُر تپاک انداز سے چوہدری نثار علی خان کو مخاطب کرکے کہا کہ " آپ میرے دوست ہیں اِس لئے یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ جو کچھ کرنے جارہے ہیں وہ غلط ہے مگر پھر بھی میں نے آپ کے احتجاجی دھرنے کے دوران آپ کے شرکائے احتجاج کی سیکورٹی کا مثالی بندوبست کرکے اپنا کام خوش اسلوبی سے پورا کردیا ہے اَب آپ کا جو کام ہے وہ آپ کریں" یہاں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے اِس اپنایت اور محبت بھرے جملوں کے بدلے میں قائدِ حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان نے انتہائی کڑوے انداز سے جیسے یہ کریلے چبارہے ہوں

وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کو مخاطب کرکے جواب دیاکہ" دوست احسان نہیں جتاتے بس کام کرتے ہیں جو تمہارا کام تھا تم نے کیا....اور اَب ہمارا جو کام ہے وہ ہم کریں گے"۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ اِن لمحات میں جب کہ ہمارا ملک ایک انتہائی نازک موڑ سے گزر رہاہے اپوزیشن کی جماعتوں کو حکومت کے خلاف ایسے حربے استعمال ہر گز نہیں کرنے چاہیں جس سے حکومت پریشانیوں کا شکار ہو کر رہ جائے اور یہ اپنے اندرونی معاملات کو سلجھانے کے چکر میں پڑ کر بیرون ممالک (امریکا، بھارت، اسرائیل اور اپنے ٹکڑوں پر پلنے والے افغانستان) کی جانب سے آنے والے خطرات کاتدارک بھی نہ کرسکے جبکہ یہ ٹھیک ہے کہ جمہوریت میں حزبِ اختلاف کو اپنا حق ادا کرنے کا پوراپورا موقع ملتاہے اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اِسے ملنا بھی چاہئے مگراس کے ساتھ ہی اِسے بھی تواِس بات کاضرور ادراک ہوناچاہئے کہ کیاموجودہ ملکی حالات اور واقعات اِسے اِس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اِن نازک حالات میں اپنی سیاست چمکانے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے اور حکومت کے خلاف عوام کو اُکساکر سڑکوں پر لائے اور نقص امن کامسئلہ صرف اِس لئے پیدا کرے کہ حکومت اِن سے پریشان ہو کر اقتدار چھوڑ دے توہم اِس منظر اور پس منظر میں یہی کہیں گے کہ اگرہماری اپوزیشن کی جماعت اور جماعتیں حکومت کااِس نازک وقت میں جب کہ امریکا جو بظاہر

ہمارا دوست ہے مگر اپنے مفادات کے خاطر وہ ہم کو بھی نشانہ بنانے سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور بھارت ، اسرائیل اور ہمارے ٹکڑوں پر پالنے والا افغانستان جو آج امریکا اور بھارت کی گود میں بیٹھ کر ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اِن سب سے مقابلہ کرنے کے لئے حکومت کا ساتھ دینے کے بجائے اِسے ہٹانے کے لئے اِس طرح کی کسی سازش کا شکار ہو رہی ہیں تو یہ اِن کا ایک ایسا مکروہ فعل ہوگا اور اگر ایسے میں ملک کو کچھ ہوگیا تو پھر اِس کا ازالہ بھی ہماری اقتدار کی ہوس میں مبتلا یہ سیاسی جماعتیں نہیں کر سکیں گیں۔

امریکا کی پاکستان کو انگوٹھا اور بھارت کو بوسہ... دینے کی پالیسی

خبر دار اور ہوشیار...!! امریکا پاکستان کو افغانستان میں اُلجھا کر بھارت کو جنوبی وسطی ایشیا کا شہنشاہ بنانا چاہتا ہے....

ہم متعدد بار اپنے اِن ہی کالموں میں لکھ چکے ہیں کہ امریکا پاکستان کو صرف اور صرف اپنے مقاصد اور مفادات کے لئے ہی استعمال کر رہا ہے اور یہ اُس وقت تک پاکستان کو لفظوں کی لولی پاپ کی آڑ میں بہلاتا اور چمکارتا رہے گا جب تک یہ اپنے مقاصد میں سو سے دو سو فیصد تک کامیابی حاصل نہیں کرلیتا مگر یہاں اِن تمام باتوں کے باوجود بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور کچھ اہم اداروں کے ذمہ داراں یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ دنیا کا (دہشت گردِ اعظم) امریکا اِنہیں استعمال کر رہا ہے یوں پھر بھی یہ اِس کے آلہ ءکار بنے ہوئے ہیں اور اِس سے محض (نام نہاد) ملکی تعمیر وترقی اور خوشحالی (جو کہیں نظر نہیں آتی ،آج بھی عوام مہنگائی، بھوک وافلاس، کرپشن، اقرباءپروری، لوٹ مار، دہشت گردی، قتل وغارت گری، بجلی وتوانائی کے بحرانوں اور صحت و تعلیم جیسے مسائل سے دوچار ہیں اور اِن پیں دن بدن خرابی آتی جارہی ہے اور اِن کی حالتِ زندگی بد سے بدتر ہوتی

جاری ہے اِسے سُدھانے) کے عوض ڈالروں کی شکل میں ملنے والی امداد نما بھیک اور اکثر سود در سود کی ادائیگی کے بدلے میں ملنے والے قرضوں کی وجہ سے اِس کے ساتھ ایسے منتھی ہو کر اس کی تسکین اور تشفی کے لئے کام کر رہے ہیں کہ جیسے اِن کی زندگیوں کا ضامن ہی اِن کا یہ عمل رہ گیاہے جبکہ باوجود اِس کے کہ یہ بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہ (امریکا) اِن سے جتنے بھی کام لے رہاہے وہ غلط ہیں اِس پر ہمارے لئے تو یہاں سخت حیرانگی اور پریشانی کا مقام تو یہ ہے کہ اِس کے باوجود بھی اِن سب نے خود کو دیدہ و دانستہ طور پر امریکی مقاصد کی تکمیل تک (نہ صرف اپنی انا اور حب الوطنی کے مقدس جذبوں کو پاش پاش کیا ہواہے) بلکہ ملک کی خود مختاری اور استحکام تک کو اِس کے ہاتھوں گروی رکھ دیاہے۔

جبکہ اِدھر ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور دیگر اہم اشخاص کے امریکا پر قربان جانے والے رویوں کے برعکس اُدھر امریکا ہے کہ یہ پاکستان کو انگوٹھا اور بھارت کو بوسہ دیتا رہتاہے اور واہ رے.... امریکا ایک تو ہے کہ اِس کے باوجود بھی تیرا ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور عوام پر اِس بات کے لئے مسلسل دباؤ ہے کہ یہ تجھ سے ڈالروں کی وصولی کے بدلے تیرے لئے حقِ دوستی و حقِ ہمدردی اور حقِ محبت واُلفت ادا کرتے رہیں اور یہ اُس حد تک پہنچ جائیں (جیسے شمع کی محبت میں پروانے اِس کے گرد چکر لگاتے ہوئے فنا ہو جاتے

ہیں) جہاں سوائے فنا کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ جاتا.... جیسا کہ آج بھی ہمارے حکمران، سیاستدان اور ہمارے اہم اداروں کی شخصیات اِس کی توقعات سے بڑھ کر بھی کر ہی رہی ہیں مگر اِس پر بھی امریکا کی جانب سے ڈومور...ڈومور کی لگنے والی رٹ کا صرف ایک ہی مطلب رہ جاتا ہے کہ تم وہ سب کچھ کر گزرو جو ہم چاہتے ہیں۔

اِس صورت حال میں کہ جب پاکستان پہلے ہی وہ سب کچھ کر گزرا ہے جو امریکا اور نیٹو افواج بھی اَب تک نہیں کر سکی ہیں تو پھر اِس پر امریکا کی ڈومور کی رٹ کسی بھی صورت میں پاکستان کے لئے مناسب نہیں رہ جاتی ہے کہ امریکا ہم سے مزید ڈومور کی ضد کرے وسے تو اِس موقع پر سوچنے اور غور کرنے کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں جن کا اَب تک ملک کی اٹھارہ کروڑ عوام صرف ایک یہی نتیجہ نکال چکے ہیں کہ امریکا ہمیں افغانستان میں جاری اپنی جنگ میں جھونکے رکھ کر ہمیں ہر طرح سے مفلوج کر کے ہمیں ہر شعبے میں محدود کرنا چاہتا ہے اور بھارت کو جنوبی ایشیا کا شہنشاہ بنا کر سامنے لانا چاہتا ہے اِن دو نکات کے علاوہ ہم پاکستانیوں کو اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ امریکا اور ہم سے کیا چاہتا ہے...؟

جبکہ ہمارے حکمران اِن تمام باتوں سے انجان بنے ہوئے ہیں اِس پر پاکستانی

عوام یہ سوچنے پر بھی مجبور ہیں کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں...؟اور کس لئے کر رہے ہیں اِس کا کچھ پتہ نہیں....؟؟اور حیرت اور تعجب کی ایک بات تو یہ بھی ہے کہ جب اِن حضرات سے اِن کے امریکاکے ساتھ روارکھے گئے نرم گوشے اور لچکدار مراسم سے متعلق دریافت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اِن کے ماتھے پر سرد موسم میں بھی پسینے آنے لگتے ہیں اور یہ آئیں بائیں شائیں کرتے ہوئے کنّی کٹا کر نکل بھاگتے ہیں یا پھر جواب نہ بننے کی صورت میں بغلیں جھانکنے لگتے ہیں یہ اہلِ دانش اور عوام کی جانب سے پوچھے گئے اِس ایک سوال کا بھی تسلی بخش جواب نہیں دے پاتے کہ وہ اپنے کسی ایک جملے سے ہی اِنہیں مطمئن کر سکیں کے وہ امریکا کی جنگ میں امریکا کا ساتھ دیتے دیتے اِس کی جنگ کو اپنی جنگ کیوں بنا بیٹھے ہیں....؟؟

تاہم اِس موقع پر ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان ہم نے اٹھایا ہے اور اِس کے باوجود بھی امریکا کی خواہش ہے کہ یہ ہمارے پڑوسی ملک بھارت کی ہر شعبہ ہائے زندگی میں عالمی سطح پر پذیرائی جاری رکھے جس میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے اِس صورتِ حال کے منظراور پس منظر میں ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے پاس کوئی جواب ہی نہیں ہے کہ یہ اپنے لوگوں کو کچھ بتا کر مطمئن کر سکیں کہ وہ امریکا کی جنگ میں اِس کا ساتھ کیوں دے رہے

ہیں۔۔۔؟؟ جبکہ اِس کی ساری نوازشیں بھارت پر جاری ہیں اور پاکستان کے حصے میں صرف انگوٹھا آرہا ہے۔

اَب اِس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ امریکا نے مٹھی بھر ڈالرز کے بدلے پاکستان کو اپنی جنگ میں بکرا بنالیا ہے جب اور جس طرح اِس کا دل چاہتا ہے اِس کو قصائی نما دشمن نے سامنے لاکھڑا کرتا ہے اور خود چھپ کر تماشہ دیکھتا رہتا ہے اور دوسری طرف اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اپنی جنگ میں پیش کئے گئے پاکستان کے مثالی کردار کو نہ صرف خود امریکا مشکوک نگاہ سے دیکھ رہا ہے بلکہ اَب اِس کے مورال کو دنیا کے سامنے بھی نیچا دکھاتے رہنا امریکا کا بہترین مشغلہ بن گیا ہے جو کہ کسی بھی لحاظ امریکا کے انتہائی مخلص ترین دوست کے لئے مناسب نہیں ہے۔

اور دوسری جانب اپنی اِسی روش کو برقرار رکھتے ہوئے امریکا کی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے گزشتہ دنوں 21 ویں صدی کے اہم مسائل فوری اور دیرپا بنیادوں پر حل کرنے کے لئے پاکستان کو دانستہ طور پر نظرانداز کرتے ہوئے تین ممالک بھارت، چین اور امریکا کے درمیان مضبوط و تعمیری تعلقات قائم کرنے کی تجویز پیش کی اور بالخصوص بھارتی قیادت پر زور دیا اور اِنہیں اِس بات کا پابند بناتے ہوئے کہا کہ بھارت صرف جنوبی و وسطی ایشیا کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہی

نہیں بلکہ ایشیا پیسفک کے تابناک مستقبل و ترقی کے لئے بھی مددگار بنے اور اِس کے ساتھ ہی ہیلری کلنٹن نے اپنی پیش کردہ تجویز میں بھارتی قیادت کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے اِن سے کہاکہ نئی دہلی کو ابھی ہماری قیادت میں بہت آگے جانا ہے یہ جس طرح ہمارے ساتھ افغانستان میں کام کررہاہے اِسی طرح خاموشی سے کرتارہے اور جنوبی وسطی ایشیامیں اپنی شہنشاہت کا تاج اپنے سرپر سجانے کے لئے اپنی کوششوں میں مصروف رہے اور نئی دہلی مشرق کو دیکھے نہیں بلکہ مشرق میں اہم کردار ادا کرے اوراِسی طرح امریکا کی دیکھادیکھی دوسری جانب دنیاکے دوسرے اہم اور بڑے ملک روس نے بھی بھارتی قیادت سے گلے ملتے ہوئے اِن کے شہریوں، تاجروں، طالبعلموں اور سیاحوں کے لئے بھی اپنے ویزے میں نرمی اور آسان بنانے کے معاہدے کی بھاری اکثریت سے منظوری دے دی یعنی 450 میں سے 428 ارکان نے ووٹ دیئے اِس طرح دونوں ملک ایک دوسرے کے شہریوں کو ایک سال کا ملٹی پل ویزے بھی جاری کریں گے اِس طرح پہلی بار آمدپر اِن کے شہری بلاکسی ہیل حجت کے 180 دن قیام کرسکیں گے اِس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے غنیمت جانا اور پاکستان کا نام لئے بغیر خطے میں نئی دہلی کے کردار کو برملا سراہاتے ہوئے کہاکہ یہ پورے علاقے کے لئے ایک فقید المثال ہے اور بھارتی قائدانہ کردار کی ایک اور مثال دیتے ہوئے لومڑی جیسی چالاک آنکھوں والی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے کہاکہ بھارت نے مستحکم، محفوظ اور خوشحال افغانستان کے لئے دو ارب ڈالر فراہم کئے

کلنٹن کا کہنا تھا کہ امریکا و بھارت علاقائی سالمیت، ترقی اور توانائی سمیت دیگر کثیرالجہت معاملات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے اور تعاون کرتے ہوئے کام کر رہے ہیں اور ہم نے بے شمار معروف امریکی کمپنیوں کو بھارت میں کثیر سرمایہ کاری کرنے کو کہا ہے جن کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کی جائے گی بس اِن کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ بھارت میں سرمایہ کاری کریں اور اپنے سرمائے سے بھارت کو جنوبی و وسطی ایشیا کا شہنشاہ بنادیں اِس پوائنٹ آف ویو سے امریکا اپنی کمپنیوں کا خیر مقدم کرے گا اِس کے علاوہ کلنٹن نے بھارتی قیادت کو اِس بات کا بھی یقین دلاتے ہوئے کہا کہ آئندہ دنوں میں واشنگٹن میں امریکا، بھارت ہائر ایجوکیشن کانفرنس منعقد ہوگی جس میں امریکا زیادہ سے زیادہ انڈین طلباء و اساتذہ کو امریکا میں تعلیم کے موقع فراہم کرنے کا خصوصی اعلان کرے گا اور اتنی ہی تعداد یا اِس سے زائد کو امریکی طلباء فیکلٹی کو تعلیم کے لئے انڈیا بھیجا گا دونوں ممالک کے اِس قسم کے اقدامات سے امریکا اور بھارت کے عوام میں قربت اور اپنائیت کا جذبہ پروان چڑھے گا تو وہیں قریبی ممالک کے عوام میں بھی یہ تاثر ضرور پیدا ہوگا کہ امریکا اپنے پیاروں کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے۔امریکا کی جانب سے بھارتیوں پر ہونے والی اِس کرم نوازی پر ہمارا خیال یہ ہے کہ امریکا بھارت پر اپنی اتنی مہربانیاں محض اِس لئے کر رہا ہے کہ وہ پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو یہ بتا اور دکھا کر اِنہیں بلیک میل کرے اور اِنہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکے کہ

امریکا اپنے دوستوں کے لئے کتنا مہربان ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکا بھارت کے
ساتھ جتنی بھی مہربانی کیوں نہ کرلے مگر بھارت امریکا کو ایک موقع پر ضرور دھوکہ
دے جائے گا کیونکہ چالاکی، ہوشیاری اور عیاری ومکاری بھارتیوں کے خون میں شامل
ہے وہ کسی بھی موقع پر امریکا کا اِس طرح سے کبھی بھی ساتھ نہیں دے سکے گا جس
طرح آج پاکستان مسائل کا شکار ہو کر بھی امریکا کا ساتھ دے رہا ہے حتیٰکہ اِس کی جنگ
کو اپنی بنا کر اَب خود ہی آگ میں جل رہا ہے اور دوسری جانب امریکا کو یہ بات بھی
اچھی طرح سے ذہن میں ضرور رکھنی چاہئے کہ جبکہ امریکا کی تاریخ کے سب سے بڑے
کریڈٹ کارڈ فراڈ میں 13 بھارتی باشندوں پر فردِ جرم بھی عائد کردی گئی ہے جو نیویارک
کی عدالت کے مطابق 13 ملین ڈالر کے فراڈ میں تیرہ بھارتی ملوث تھے۔ تو پھر امریکا کس
طرح اپنے دوست پاکستان کو چھوڑ کر بھارت پر اپنی نوازشیں جاری رکھے ہوئے ہے۔

حکومت کا تاریخی اقدام بجلی چوروں کو سزا کا منصوبہ

صحیح ہے مگر پہلے بجلی پھر سزا

خبردار اور ہوشیار کوئی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہے.... ملک میں لوڈشیڈنگ دوبارہ شروع ہونے کا امکان ہے

اِس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ ادوار میں ہمارے جتنے بھی حکمران اپنی ناقص اور فرسودہ منصوبہ بندیوں کی گٹھریوں کا بوجھ اٹھائے ہم پر جب تک مسلط رہے اُنھوں نے ملک میں بجلی و توانائی کے شعبے کو استحکام بخشنے کے لئے ایک رتی کا بھی کام نہیں کیا ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے بھی اِس جانب ذرا بھی توجہ دی ہوتی تو ہمیں یقین ہے کہ ہمارا ملک اِس طرح بجلی اور توانائی کے شعبے میں بجلی جیسی اِس بنیادی ضرورت جس پر ملکوں کی ترقی اور خوشحالی کا دارومدار ہوتا ہے یہ اِس کے بحران سے قطعاً ایسا دوچار نہ ہوتا جیسا کہ یہ آج ہوگیا ہے۔

اگرچہ ایک جانب یہ حقیقت قابل افسوس ہے تو دوسری طرف کسی حد تک حوصلہ افزا بھی کہی جاسکتی ہے کہ اپنی مدت کے اختتام کے جانب.ڑھتی ہوئی موجودہ

عوامی اور جمہوری حکومت کے صدرِ محترم عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے ملک میں بجلی کے بڑھتے ہوئے بحران اور اِس سے سیاسی، معاشی، اقتصادی اور اخلاقی طور پر پیدا ہونے والی سنگین ہوتی صورتِ حال پر اپنی حقِ حکمرانی کے ساڑھے تین سال گزار دینے کے بعد ملک سے بجلی کے بحران کے خاتمے کے لئے انتہائی سنجیدگی سے اقدامات کرنے کے لئے اپنی نوعیت کا ایک اہم ترین اجلاس بلایا جو گزشتہ دنوں صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی زیر صدرات ایوانِ صدر اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی سینئر قیادت نے بھی شرکت کی یہاں ہم اپنے قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ اِس اجلاس کی سب سے زیادہ جو خاص بات رہی وہ یہ تھی کہ اِس میں پچھلے کئی سالوں سے ملک میں پیدا ہونے والے بجلی کے بحران اور اِس سے ملکی معیشت، سیاست اور عوام پر پڑنے والی منفی اثرات سمیت اِن سے پیدا ہونے والے دیگر ایسے عوامل جن کی وجہ سے حکومت اور عوام میں دوریاں جنم لے رہی ہیں اِن کا بھی جائزہ لیا گیا اور بجلی کی سپلائی کو بہتر بنانے کے لئے فوری اقدامات کئے جانے کو حتمی شکل دینے کے لئے بھی صاف سُتھرے افراد پر مشتمل کمیٹیاں بنانے کا پروگرام بھی مرتب کیا گیا اور اِس کے ساتھ ہی ملک کو درپیش معاشی صورت حال سمیت امن وامان اور اتحادی جماعتوں کے ساتھ تعلقات اور ملک کی مجموعی سیاسی صورتِ حال کا بھی بغور جائزہ لیا گیا اور کئی ایسے اقدامات کرنے کے بھی منصوبے بنائے گئے کہ جس کے فوری طور پر عملدرآمد سے ملک میں

معاشی وسیاسی طور پر استحکام پیدا ہو جائے گا۔

جبکہ اِس موقع پر صدر مملکت آصف علی زرداری نے ملک میں بجلی کے بحران کے باعث اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے ہونے والے پُر تشدد احتجاجوں اور ہڑتالوں کے نتیجے میں نجی و سرکاری املاک کو پہنچنے والے نقصانات پر اپنے غم وغصے کا اظہار کیا اور بجلی کے بحران کو جواز بنا کر اپنی سیاست چمکانے والی حزب اختلاف کی جماعتوں کے علاوہ اُن عناصر کو بھی جو حکومت مخالف ہیں اِنہیں سختی سے متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ " بجلی کے بحران پر کسی کو طاقت کی سیاست نہیں کرنے دیں گے ،اور ملک میں آئے ہوئے بجلی کے بحران کو جواز بنا کر کسی کو ہمارے اِس جمہوری نظام کو پٹری سے اتارنے کی غیر جمہوری کوشش کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے اُنھوں نے ملک کی جمہوری قوتوں کو مخاطب کرکے کہا کہ وہ جمہوری قوتیں جو ملک کو بجلی اور توانائی کے بحرانوں سمیت دیگر دوسرے مسائل سے نجات دلانے کے لئے کوشاں رہتی ہیں اگر یہ متحد ہو جائیں تو ہم ملک میں توانائی کے مسائل پر مستقل بنیادوں پر قابو اور بجلی کی بلا تعطل فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔اور اِس کے ساتھ ہی اجلاس میں وفاقی وزیر پانی و بجلی نے ملک سے بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے کئے گئے اقدامات کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اِن کے اب تک کئے گئے اقدامات سے ملک میں بجلی کا بحران ختم کرنے اور بلا تعطل برقی رو کی

سپلائی جاری رکھنے کے لئے حکومت نے پی ایس او کو واجبات کی ادائیگی کرتے ہوئے 10 ارب روپے کی رقم فوری طور پر جاری کر دی جس کے بعد (کراچی کے علاوہ) ملک بھر میں بجلی کی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ طویل اور قلیل ہونے والی بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم ہو گئی ہے اور اِس سے ملک میں سیاسی، معاشی و اقتصادی اور اخلاقی حوالوں سے بھی بہتری آ رہی ہے جس سے حکومت کو سُکھ کا سانس نصیب ہوا ہے۔ ابھی حکومت اپنے کئے گئے اِن اقدامات سے مطمئن تھی اور دوسری جانب عوام بھی اِس خوش فہمی میں مبتلا حکومتی اقدامات کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے کہ حکومت نے پی ایس او کو واجبات کی فوری ادائیگی کر کے ملک سے بجلی کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کر کے عوام کے ایک دیرینہ مسئلہ سے چھٹکارہ دلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے جس سے ملک میں لوڈشیڈنگ ختم ہو گئی ہے کہ پچھلے ہی دنوں حکومتی اقدامات پر خوشی سے بھنگڑا ڈالتے عوام پر یہ خبر ایٹم بم بن کر گر گئی جس کے مطابق" ملک بھر میں لوڈشیڈنگ دوبارہ شروع ہونے کا امکان ہے "کیوں کہ پیپکو کی جانب سے پی ایس او کو دی جانے والی دس ارب روپے کی رقم جو صرف اتنے ہی دن کے لئے تھی جتنے دن ملک میں لوڈشیڈنگ نہیں ہوئی ہے (ختم) ہو گئی ہے اور اَب ایک مرتبہ پھر حسبِ عادت تیل کی فراہمی متاثر ہونے سے ملک میں پہلے سے زیاد شدت کے ساتھ بجلی کی لوڈشیڈنگ شروع ہونے کا قوی امکان ہے اِس بات کا خدشتہ ظاہر کرتے ہوئے پاکستان اسٹیٹ آئل کے ترجمان نے بتایا کہ پی ایس او کا سرکلر ڈیٹ 143 ارب روپے ہو چکا ہے جبکہ پی ایس او کے ذمہ مقامی اور

بین الاقوامی آئل کمپنیوں کو 155 ارب روپے کی فوری ادائیگی بھی کرنی باقی ہے ترجمان نے کہا کہ حبکو پیپکو اور واپڈا بھی پی ایس او کے 120 ارب روپے کے نادہندہ ہیں اور ایسے میں حکومت یہ سمجھتی ہے کہ یہ دس ارب روپے دے کر ملک سے ہمیشہ کے لئے بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کرالے گی تو یہ اِس کی خوش فہمی ہے۔اِس کے بعد عوام کو مایوسی ہوئی ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ کیا یہی کسی جمہوری اور عوامی حکومت کا کارنامہ ہوتا ہے کہ وہ عوام کے بنیادی مسائل کو طویل مدت کے لئے حل کرنے کے بجائے انتہائی قلیل وقت کے لئے اپنے سیاسی مخالفین کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کسی مسئلے کو حل کرنے کے اقدامات کرکے اپنی نااہلی اور ناکامی کا ازالہ کرتی پھرے تو یہ اِس کی بھول ہے۔اِس کے علاوہ عوام پر یہ خبر بھی پہاڑ بن کر گری ہے کہ جس کے مطابق وفاقی سیکریٹری خزانہ ڈاکٹر وقار مسعود نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ "بجلی پر سبسڈی مکمل طور پر ختم کردی گئی ہے کیوں کہ عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے پاور سیکٹرز کو 345 ارب روپے کی پہلے ہی سبسڈی دی جاچکی ہے جبکہ بجلی کے صارفین نے 130 ارب روپے واجبات ادا کرنے ہیں اور فروری میں آئی ایم ایف کو اسٹینڈ بائی پروگرام کی 1.2 ارب ڈالر اور آئندہ سال 3.5 ارب ڈالرز کی ادائیگیاں بھی کرنی ہیں۔ بہرحال ! ملک میں بجلی کے بحران پر قابو پانے اور توانائی سیکٹرز میں بہتری لانے والے مندرجہ بالااِس قسم کے حکومتی حربے اور ایسی تمام باتیں اور حکومتی اقدامات اپنی جگہ ضرور بجلی کے بحران کو

کم کرنے اوراِسے ختم کرنے سمیت اِس میں کچھ بہتری لانے کے لئے آٹے میں نمک کے برابر کارآمد ہوں گے مگر درحقیقت اِس کے کہ ایسے اقدامات جنکا سارابوجھ براہ راست عوام کے کاندھوں پر پڑے اِنہیں عوامی حلقے مسترد کرتے ہیں اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت اپنے کسی ایسے ظالمانہ اور بے رحمانہ اقدام سے عوام کو محفوظ رکھے جس سے عوام پر مہنگائی کا مزید بوجھ پڑے اور وہ جیتے جی زندہ درگور ہوجائے جیسے حکومت نے بجلی پر سبسڈی ختم کرنے کا اعلان کیا ہے جسے بجلی کے گھریلو صارفین اپنے لئے حکومت کا ایک ایسا ظلم قرار دے رہے ہیں جس کا ازالہ نہیں کیاجاسکتاہے۔باوجوداِس کے کہ حکومت موجودہ توانائی سیکٹرز میں سرمایہ کاری کرے اور اِس میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کے اقدامات کرے تو ملک میں بجلی کا بحران ختم ہوسکتاہے ورنہ وفاق کے زیرانتظام چلنے والے اداروں میں ہفتے میں دودن چھٹی کرنے جیسے اقدام یا منصوبے سے ملک میں بجلی کا بحران فوری طورپر ختم تو ہوسکتاہے مگراِس کا مستقبل حل ہفتے میں دوچھٹیاں ہرگزنہیں ہوسکتی ہیں جب تک حکومت ملک کے اندر بجلی پیداکرنے والے اپنے اور نجی اداروں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے اور بیرونی ممالک کواپنے یہاں اِس شعبے میں سرمایہ کاری کرنے کے بہتر مواقع مہیاکرے تواِس سے ممکن ہے کہ ملک سے بجلی اور توانائی کا موجودہ سنگین ہوتابحران ختم ہوسکے۔اور ویسے بھی موجودہ حکومت نے ملک سے بجلی کے بحران کو ختم کرنے یااِس کو قابو پانے کے لئے اپنے ساڑھے تین سالہ دور میں وفاق کے زیراثر

اداروں میں دوچھٹیاں کرنے اور انہیں کچھ عرصہ بعد ختم کرنے اور بھاری کرائے پر بیرون ملک سے رینٹل پاور پلانٹ منگوانے (جو بغیر استعمال میں آئے کھڑا ہے) جیسے نظر آنے والے اقدامات کے سوا کیا ہی کیا ہے جو اَب اِس نے بجلی پر سبسڈی ختم کرنے اور بجلی نہ ہونے پر بھی اِس کے ٹیرف میں اندھا دھند اضافہ کرنے والی پالیسی کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور اَب اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملک میں بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لئے حکومت کی جانب سے ہر قسم کے حربوں کے استعمال کے باوجود بھی ملک میں بجلی کا بحران دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے اور حکومتی کارکردگی صفر ہوتی جا رہی ہے مگر حکومت ہے کہ وہ بجلی کے شعبے میں عملی طور پر ایسے اقدامات کرنے سے قاصر نظر آ رہی ہے جن کے فوری طور پر کرنے سے ملک میں بجلی کا موجودہ بحران ختم نہیں تو کم از کم اِسے قابو میں ضرور کیا جاسکے گا جس کے لئے لازمی ہے کہ حکومت حقیقی معنوں میں بجلی کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے اِس شعبے میں زیادہ سے زیادہ نہ صرف خود سرمایہ کاری کرے بلکہ عالمی برادری کو بھی اپنے یہاں اِس شعبے میں سرمایہ کاری کرنے کی اپیل کرے۔

جبکہ دوسری جانب ملکی اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وفاقی وزارت پانی و بجلی نے بجلی چوروں کو قید و جرمانے کی سخت ترین سزائیں دینے کا بھی اپنا اُصولی فیصلہ کر لیا ہے جو ملکی تاریخ میں

یہ عوامی اور جمہوری حکومت پہلی بار بجلی چوروں کو جیل میں ڈالنے جارہی ہے جس کے لئے اِس نے چاروں صوبائی حکومتوں کو تُرنت مراسلے بھی بھجوادیئے ہیں اِس سے متعلق ہمارا خیال یہ ہے کہ اگراِس پر صحیح معنوں میں تمام صوبائی حکومتوں نے باہمی رضامندی سے کام کرنا شروع کردیاتو یہ اِس حکومت کا ایک عظیم اور قابلِ تعریف کارنامہ ہوگا جس سے یقیناً بجلی چوروں کا منہ کالااور حکومت کا بول بالا ہوگا یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب چاروں صوبائی حکومتوں کو وفاقی حکومت کے اِس اقدام پر ہر حالت میں لبیک کہنا ہوگا اور اپنی اپنی تجاویز 18 اکتوبر سے قبل وفاقی وزارت پانی و بجلی کو ضرور روانہ کردینی چاہئے ۔یہاں ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ ہم وفاقی وزارت پانی بجلی کے اِس مراسلے کی حمایت کس لئے کررہے ہیں تو عرض یہ ہے اِس نے ملک کی چاروں صوبائی حکومت کو جو مراسلہ ارسال کیاہے اِس میں یہ کہاگیاہے کہ یہ فوری طور پر اپنی تجاویز دیں کہ بجلی چوری کرنے والے گھریلو صارفین، تجارتی صارفین ، زرعی صارفین اور صنعتی صارفین کو کتنے کتنے سال قید کی سزائیں دی جائیں اوراِن کو جو بھاری جرمانے ہونے چاہئیں اوراِن کی حد کتنی ہونی چاہئے اِس حوالے سے سندھ، خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور پنجاب وغیرہ سے جیسے ہی تجاویز وفاقی وزارت پانی بجلی کو موصول ہوئیں تو فوراََ سے بیش تر وفاقی حکومت حتمی سفارشات تیار کرے گی اور مشترکہ مفادات کی کونسل سے وفاقی وزارت بجلی چوروں کو قیدوجرمانے کی سزاؤں کی سمری منظوری کے لئے پیش کرے گی ایک اجلاس منعقد

کیاجائے گاجس کی صدارت وزیراعظم یوسف رضاگیلانی کریں گے اور جس ہیں چاروں
صوبوں کے وزرائے اعلیٰ متعلقہ وفاقی وزراء بھی شرکت کریں گے یوں مشترکہ مفادات
کونسل کی حتمی منظوری کے بعد بجلی چوری میں ملوث گھریلو، تجارتی، زرعی اور صنعتی
صارفین کے لئے سزاؤں پر عملدرآمد کا آرڈیننس یا بل فوری طور پر نافذ کردیا جائے
گااوراس سے متعلق خبر یہ ہے کہ وفاقی وزارت پانی بجلی کے ترجمان نے یہ بھی بتایاہے
کہ اِس آرڈیننس یا بل ہیں یہ بھی درج ہوگاکہ ایسے گھریلوصارفین جن کے بجلی کے
میٹرسست ہوں گے اور وہ اِس طرح کی بجلی چوری کیس میں پکڑے جائیں گے تواِن کو
چھ ماہ کی قیداورپانچ لاکھ روپے جرمانہ ہوگااوراسی طرح تجارتی اور صنعتی صارفین کو
صوبوں کی منظوری سے 5 سے 14 سال تک قید اور ایک کروڑ روپے تک کے جرمانے
کی سزاصوبوں کے اتفاق رائے سے دی جاسکے گی اوراِس کے علاوہ یہ بھی اطلاعات ہیں
کہ حکومت ملک میں بجلی کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے کوئی نیاپروجیکٹ
شروع کرنے کے بجائے فوری طورپر آئین کے آرٹیکل 157کے تحت وفاقی حکومت
الیکٹرسٹی ایکٹ میں ضروری ترامیم بھی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اوراِن ترامیم کا مسودہ
بھی فوری طور صوبوں کو بھجوادیاگیاہے جس سے متعلق کہاجارہاہے کہ صوبے عنقریب
اپنی سفارشات بھجوائیں گے اِس کے بعد کی جانے والی ترامیم کی روشنی ہیں صوبوں کو
بجلی کے دوسرے معاملات بھی تفویض کردیئے جائیں گے ۔اِس موقع پر ہم یہ ضرور
کہیں گے کہ یہ صحیح ہے کہ ملک میں گھریلو، تجارتی، زرعی اور صنعتی صارفین

اپنے اپنے ظاہر و باطن طریقوں سے بجلی چوری جیسے فعل شنیع کو اپنا حق سمجھتے ہیں جس کی وجہ یہ لوگ یہ بتاتے ہیں کہ حکومت ایک طرف تو کئی کئی گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کرتی ہے تو دوسری طرف بجلی نہ ہونے کے باوجود بھی ہر ماہ بجلی کا بل بھی گزشتہ مہینے سے بڑھ کر آتا ہے اِس پر بجلی چوری کا عمل نہ کیا جائے تو پھر کیا کریں ...؟؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت بجلی کی چوری میں ملوث عناصر کو کڑی سے کڑی سزا ضرور دے مگر اِس سے قبل یہ اپنی کارکردگی کو بھی بہتر بنائے اور اُس کے ساتھ ہی ہر سطح کے صارفین بجلی کو کم قیمت کے ساتھ بجلی بھی بلاتعطل مہیا کرے جس سے صارفین بجلی کو ذہنی اور جسمانی اذیت نہ برداشت کرنی پڑے اوراِس طرح جب حکومت اپنے اِس مقصد میں کامیاب ہوجائے تو پھر بے شک بجلی کی چوری میں ملوث افراد کو اپنی تفویض کردہ سزائیں بھی ضرور دے اِس موقع پر ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ مگر اِس سے قبل وفاقی اور صوبائی حکومتیں یہ بات ذہن میں ضرور رکھیں کہ آج بجلی چوری کا مسئلہ اِس حکومتی ضد پر زیادہ زور پکڑ چکا ہے کہ حکومت بجلی صارفین کو بجلی بھی نہیں دیتی اوراِس کے ٹیرف میں بھی محض اِس بنا پر اضافہ کرتی ہے کہ اِس طرح بجلی کے شعبے میں بہتری آئے گی جو اَب تک تو نہیں آسکی ہے تو آئندہ حکومت بجلی چوروں کو سزادے کر بھی کیا بہتری لاسکے گی ۔؟اِس پر ہم پھر یہی کہیں گے کہ حکومت کو بجلی چوروں کو سزا کا منصوبہ درست ہے مگر پہلے بجلی دے۔ خواہ حکومت پیپکو کا ادارہ ختم کرے یا نہ کرے مگر ضروری ہے کہ حکومت ملک میں بجلی کی پیداواری

(صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے نئے یونٹ لگائے۔ (ختم شد

یہ مرحلہ ہی کیوں آیا..؟ن لیگ کا ق لیگ کو عام معافی کا اعلان

ویسے یہ حقیقت ہے کہ کم از کم یہ بات پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لئے ٹھیک نہیں ہے کہ یہ حکومت گرانے اور صدر زرداری کو ہٹانے کے لئے یہاں تک بھی جاسکتی ہے کہ یہ اپنی طاقت بڑھانے کے لئے اپنے نکالے گئے اور خود سے نکل کر ق لیگ میں شامل ہوجانے والے اراکین کو ن لیگ میں دوبارہ شمولیت کے لئے عام معافی کا اعلان کردے گی اور یہ بھی تو کسی نے سوچا ہی نہیں تھا کہ یہ ایسا بھی کبھی کرسکتی ہے...؟مگرایسا ممکن بھی لگتا تھا کہ ایسا بھی یہ کبھی نہ کبھی کرسکتی ہے جیسااِس نے آج کیاہے کیوں کہ ہمارے یہاں ہمیشہ سے ہی ایسی ہی سیاست ہوتی رہی ہے کہ ہم کسی اچھے اور فلاح کے کام کے لئے تو اپنے دشمن کو گلے نہیں لگاتے مگر کسی کے کسی کام کو بگاڑنے اوراِس کا ستیاناس کرنے کے لئے ہم نظریہ ضرورت کے تحت اپنے دشمن کو بھی گلے لگالیتے ہیں اور پھر وہ کچھ کر گزرتے ہیں جس کا گمان بھی نہیں کیاجاسکتا ہے جیسے اِن دنوں نواز شریف نے ق لیگ کے اراکین کو گلے لگانے کے لئے عام معافی کا اعلان کرکے کیاہے۔اوراَب ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ مرحلہ ہی کیوں آیا ہے...؟ کہ ن لیگ کو خود ہی اپنے نکالے گئے اراکین کو پھر شامل کرنے کے لئے عام معافی کا اعلان کرناپڑگیاہے... یہ بات بالخصوص حکمران جماعت اور صدر زرداری بھی سوچیں اورپاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں

محمد نواز شریف بھی اِس کا جواب دیں کہ اُنہوں نے ایسا کیوں کیا ہے کہیں اِس لئے تو نہیں جیسا ہم سوچ رہے ہیں۔

اِس ہی صورت حال میں ہم ذکر کریں گے رابرٹ سیلے کا جس نے کبھی کہا تھا کہ " تاریخ ماضی کی سیاست ہوتی ہے اور سیاست حال کی تاریخ ہوتی ہے " اَب رابرٹ کے اِس کہنے کی روشنی میں ہمیں یہ بات مان لینی چاہئے کہ ہماری موجودہ سیاست بھی ماضی میں ایسی ہی رہی ہوگی جیسے آج ہے کیوں کہ اِس صُورتِ حال میں یقینی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ماضی میں بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے یعنی یہ کہ برسرِ اقتدار جماعت دوسری جماعتوں کے اراکین کو کبھی وزارتوں ،لفافوں اور کبھی پلاٹوں سمیت اچھی مراعات دینے کی لالچ کے عوض خرید کر اپنی حکومت کا حصہ بناتی رہی ہے اور ایسا ہی آج بھی ہو رہا ہے۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں واشنگٹن والوں کا یہ بین الاقوامی قول ہے کہ "اِن کے مشاہدات میں یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ بہت کم لوگوں میں حُسنِ سیرت کا اتنا جوہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی سے بڑی بولی پر بھی نہیں بکے ہیں" اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ مگر ہم کیا کریں...؟ کہ ہمارے سیاست دان اپنی اِس خصلت سے مجبور ہیں چاہے کوئی کچھ بھی کرلے یہ سمجھنے والے نہیں ہیں اِس لئے بھی کہ وہ سرہیر لڈ ولسن کے اِس قول سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے" کو بھی"

اچھی طرح سے سمجھتے ہیں تو اِس پر عمل کرنا بھی اپنی سیاسی بقا و سالمیت کا نصب العین بھی جانتے ہیں تب ہی یہ اپنے سیاسی طرزِ عمل سے کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر اور کبھی اِس شاخ پر تو کبھی اُس درخت پر پُھدکتے (یعنی اپنی سیاسی پارٹی کو چھوڑ کر دوسری جماعت میں شامل ہوتے) رہتے ہیں جن کی وجہ سے ایک طرف جمہوریت کو نقصان پہنچتا ہے تو وہیں کسی آمر کو اپنے عزائم کی تکمیل کا بھی موقع ہاتھ آجاتا ہے کہ وہ جمہوریت کو غیر مستحکم کرنے والے اِن عناصر کا قلع قمع کرکے اپنے آمرانہ شکنجوں میں جمہوریت کے اِن پُھدکتے ہوئے پرندوں کو پکڑ کر قید کردے اور اپنی حکمرانی قائم کرے یکدم ایسے ہی جیسے 12 اکتوبر 1999 کو سابق صدر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف نے اُس وقت کی لولی لنگڑی جمہوری حکومت پر اپنا آمرانہ جال پھینک کر ایسے پکڑا اور اِس کے پَر کاٹ کر اسے قید کرکے اِس پر اذیتوں کے پہاڑ ڈھا ڈالے۔

بہرحال ! یہ بات سمجھ نہیں آرہی ہے کہ آج ملک کے سابق آمر صدر ریٹائرڈ جنرل پرویز مشرف کے زہریلے اور جمہوری مخالف آمرانہ پھن سے ڈسے ہوئے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف اِن دنوں ملک میں کس نئی جمہوری حکومت اور کس قسم کی سیاست کو پروان چڑھانے کے خواہشمند ہیں جس کی کوئی کل آج تک سیدھی نہیں ہوسکی ہے اور اسے سیدھا کرنے کی سعی میں اِنھوں نے سب سے پہلے خود ہی اپنی ذات کو سیاست میں ایک ایسا اسمبل بنا کر پیش کردیا ہے کہ شائد یہ

خود بھی اَب تک یہ تہیہ نہیں کرپائے ہیں کہ اِن کا ایجنڈا واقعی ملک بچانے کے لئے ہے یا اپنے سیاسی حربوں اور چالبازیوں سے صدر زرداری کو سیاسی داؤپیچ سکھانا ہے۔

بہر کیف !اِس کے علاوہ نواز شریف کی کچھ بھی سوچ اور مقاصد ہوں مگر یہ بات تو پوری طرح طے ہے کہ نواز شریف جہاں ملک کے ساتھ مخلص ہوں جو ہوں مگر دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اپنی ذاتی سوچ اور فکر کو زبردستی عوام پر محض اِس لئے مسلط کرنا چاہتے ہیں کہ اِنہیں یا اِن کی جماعت کو موجودہ عوامی حکومت نے اپنے یہاں کوئی اہمیت نہیں دی اور اِنہیں اِن کی ذاتی سوچ اور تفکر کی وجہ سے اِنہیں اِن کے صوبے تک محد کردیاہے جو اِن کے اور اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لئے ایک چیلنج ہے۔

اگرچہ اِس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ملک کے موجودہ نازک ترین حالات اور واقعات کے تناظر کے باوجود اِن دنوں تہارہ جانے والی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایجنڈا صرف یہ رہ گیاہے کہ کسی بھی طرح سے موجودہ حکومت اور صدر زرداری سے چھٹکارہ حاصل کیاجائے جس کے لئے ن لیگ کو کچھ بھی کرناپڑے تو یہ کرے گی چاہئے اِسے اپنے تھوکے ہوئے کو چاٹنا بھی پڑے تو یہ اِس فعلِ شنیع سے بھی دریغ نہیں کرے گی کیوں کہ اِسے اِس بات کا بھی پوراپورا یقین ہے کہ یہ

تہارہ کر موجودہ حکومت کو گرانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتی یقینی طور پر اسے اپنی افرادی قوت بڑھانی ہوگی جس کے لئے اِس نے گزشتہ دنوں اپنے سے منحرف ہو کر ق لیگ سمیت ملک میں مختلف اقسام کے قائم فارورڈ بلاکس میں شامل ہوجانے والے اراکین کو بھی ایک بار پھر اپنے ساتھ ملانے اور اِنہیں اپنی جماعت کے دروازے پر پیشانیاں رگڑنے ،جوتیاں چٹخانے اور اپنے اردگرد بھنورے کی طرح منڈلانے کا موقع فراہم کرنے کے لئے عام معافی کا اعلان کیا ہے اِس موقع پر غور طلب بات جو رہی وہ یہ تھی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے

اپنی جماعت سے راندۂ درگاہ کئے گئے اراکین کو جس انداز سے واپس آنے کا اعلان کیا وہ کسی بھی لحاظ سے اَب اِنہیں زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے سے دھتکارے ہوؤں کو دوبارہ اپنے ساتھ محض اِس لئے ملائیں کہ یہ ایک طاقت بن کر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور صدرِ محترم المقام وعزت مآب جناب سید آصف علی زرداری کے خلاف تحریکیں چلا کر اِن کو آسانی سے ہٹانے اور حکومت کو گرانے کے لئے اپنے عزائم کی تکمیل کر سکیں اور اِس کے بعد انہیں پھر اپنی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) سے دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر پھینکیں۔

جبکہ اُدھر نواز شریف کے اِس تکبرانہ طرزِ عمل پر اپنی انا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے موجودہ سربراہ چوہدری شجاعت حُسین نے

اپنے والہانہ تبصرے میں لوٹا کریسی کا نیا "بازارِ مصر" کھولنے کے نواز لیگ کے اقدام کی
پُرزور مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمہوریت کے نام نہاد دعویدار ایک بار پھر اپنے
حقیقی اور مکروہ لبادے میں سامنے آ گئے ہیں اُنہوں نے نواز لیگ کی طرف سے اراکین
ق) لیگ کے لئے عام معافی کا لفظ استعمال کرنے پر اپنے شدید تحفظات کا اظہار کرتے)
ہوئے کہا کہ ق لیگی ارکان کوئی جنگی قیدی نہیں جن کے لئے نواز لیگ نے عام معافی کا
اعلان کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ یہ نواز شریف کے تکبر اور سیاسی جذباتیت کا عکاس ہے
جس میں یہ بُری طرح سے مبتلا ہو چکے ہیں اور یہ اُن کے خوشامدیوں کا مشورہ ہے جو
آج اِن کو ہر محاذ پر تنہا کر رہے ہیں جنھوں نے اپنے اپنے سیاسی قد اونچا کرنے کے لئے
نواز شریف کا سیاسی وقار داؤ پر لگا دیا ہے اور یہی وہ خوشامدی ٹولہ ہے جو اِن کے
ارد گرد گھوم رہا ہے جسے نواز شریف کے ایک ایک طرزِ سیاست اور اِن کی جذباتیت کا بھی
اندازہ ہے اور اِس کے علاوہ نواز شریف کو یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جن کے
کاندھوں پر آج نواز شریف اپنا سیاسی امیج بگاڑ رہے ہیں اور صرف صدر زرداری کی حسد
اور انتقام کی آگ میں یہ دراصل جمہوریت کو نقصان پہنچانے کے لئے سرگرمِ عمل ہیں
تو اِنہیں یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ آج نواز شریف کے شانہ بشانہ وہ لوگ ہیں جو
نواز شریف کے لئے کس طرح گالم گلوچ کی زبان استعمال کرتے تھے۔اور نواز شریف کے
ارد گرد منڈلاتا خوشامدیوں کا یہی وہ ٹولہ ہے جس نے قومی اسمبلی میں گزشتہ دنوں
حکومتی اتحادی متحدہ قومی موومنٹ کے اراکین کے

ساتھ دھینگا مشتی کی اور ایم کیوایم کے اراکین کو براہ راست مخاطب کرکے اِن کو پہلے کھلی تنقید کا نشانہ بنایا اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اراکین متحدہ کے ارکان کو مارنے کے لئے لپکے جو ن لیگ کی اسمبلی میں کھلی بدمعاشی اور غنڈہ گردی کا بین ثبوت ہے جس کی ہر محب وطن پاکستانی پُرزور مذمت کرتا ہے کہ ن لیگ متحدہ سے اسمبلی حال میں کی جانے والے اپنی بدمعاشی پر معافی مانگے۔

اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ن لیگ کے اراکین کی قومی اسمبلی میں متحدہ کے اراکین کے ساتھ ہونے والی لڑائی کے اصل ذمہ دار قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان ہیں جن کی اشتعال انگیز تقریر و تنقید کی وجہ سے لڑائی کی نوبت پیدا ہوئی اور ن لیگ کی غنڈہ گردی کھل کر سامنے آئی جس سے اِس کا جمہوریت کی آڑ میں چھپا اصل چہرہ بھی بے نقاب ہوگیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی نواز شریف کی معافی کی پیشکش کو ق لیگ والوں نے کھلے دل سے مسترد کرکے ملک میں جمہوری اور جمہوری عمل کو مستحکم کرنے اور اِس کے ثمرات ہر محب وطن پاکستانی تک پہنچانے کا عزم کرکے ملک کو ایک نئے سیاسی بحران سے بچالیا ہے جو ملک کی موجودہ غیر یقینی سیاسی، معاشی و اخلاقی اور عالمی سطح پر بگڑتی ہوئی صورت حال میں ق لیگ کا ایک احسن اقدام ہے۔

امریکا کا مہلک میزائل... اور امریکا کا جنگی جنوں

ایک انتہائی افسوسناک خبر یہ ہے کہ امریکا نے انتہائی مہلک ترین ہیل فائر!! میزائل تیار کرلیا ہے جو اِس کے جنگی جنون اور دنیا کو فتح کرنے کی علامت کو ظاہر کرتا ہے ایسے میں ہم اِس کے لئے یہ کہیں گے کہ دلوں کو فتح کرنے کے لئے تلواروں کی نہیں بلکہ نیک اعمال کی ضرورت ہوتی ہے مگر حقیقت تو یہ ہے اِس سے امریکی حکام سمیت امریکی افواج اور شہری بھی عاری نظر آتے ہیں ایسے میں ہمیں حضرت علیؓ کا یہ قول یاد آگیا کہ "لوگوں میں جب تک جہالت اور خود غرضی موجود ہو، وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں" اور آج یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اِس موجودہ صدی میں امریکیوں سے بڑا جاہل و خود غرض اور دہشت گرد کوئی نہیں ہے جو اَب اپنی خود غرضی اور اپنے تحفظ کی آڑ میں اپنے سائے اور وجود سے بھی ڈرنے لگے ہیں ایک طرف یہ جدید ٹیکنالوجی اور سائنس کے دلدادہ نظر آتے ہیں تو دوسری طرف انسان دشمنی میں یہ اُس حد کو بھی پہنچ چکے ہیں کہ جہاں سے دورِ جہالت کی ابتداء ہوتی ہے یعنی یہ کہ جس طرح دورِ جہالت میں انسان بزرورطاقت سب پر سبقت لے جانا چاہتا تھا اور ہر کوئی طاقتور سے ڈرا کرتا تھا آج کی دنیا میں امریکیوں کے نزدیک اِن کی بقا و سالمیت کے خاطر اِن کی طاقت کا بیدریغ استعمال ہی مقدم ہے جس کے لئے یہ دنیا کے انسانوں کو موت کی آغوش میں دھکیل کر اپنی تسکین کا سامان تلاش

کرنے کے عزم پر قائم ہیں۔

یقیناًاِن کی اِس سوچ کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج ایک معروف امریکی ہتھیار ساز کمپنی نے
جاسوس طیاروں کے ذریعے اپنے دشمنوں پر فائر کیا جانے والا ایک ایسا مہلک ترین ہیل
کے نام سے میزائل تیار کرلیاہے جس نے سینہ ٹھونک یہ دعویٰ بھی کیاہے کہ IIفائر
موجود حالات میں جب امریکاکے دشمن اِس کو زیر کرنے کے درپے ہیں تو ایسے میں
امریکیوں کی یہی کوشش ہے کہ اِنہیں اِن کے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی
اِن کی کمین گاہوں میں ختم کردیاجائے اور جیسے ہی دنیاکے کسی بھی کونے کھدرے میں
چھپے امریکی دشمنوں کی موجودگی کی اطلاعات اِنہیں ملیں تو فوراًاِن مہلک ترین ہیل فائر
میزائل کو جاسوس ڈرون طیاروں کی مدد سے اِن پر داغا دیاجائے اِس بناپر توقع ہے کہ II
میزائل میدان میں آجائیں گے جبکہ II جلد ہی یہ بھیانک تباہی مچانے والے ہیل فائر
ایک غیر ملکی خبررساں ایجنسی جس کے مطابق اِس نے پہلے ہی یہ دعویٰ کیاہے کہ آج
امریکاالقاعدہ کے خلاف جتنی بھی کارروائیاں کررہاہے یا کروارہاہے اِن سب میں
خطرناک ترین ہیل فائر میزائل ہی فائر کئے جارہے ہیں جبکہ اِس کا یہ بھی کہناہے کہ
امریکی افواج انتہائی مہلک ترین میزائل سے بھی زیادہ خطرناک اور تباہی مچانے والا
میزائل بھی استعمال کررہی ہیں اُدھر دوسری جانب اِنسان IIدوسرا جدید ورژن ہیل فائر
دشمن امریکی افواج کی جہاں یہ خواہش ہے تو وہیں

اِسے یہ بھی توقع ہے کہ دنیامیں بالخصوص مسلم اُمہ پر امریکی پرچم سربلند کرنے کے لئے یہ
میزائل جلد ہی باقاعدہ طور پر اِن کے حوالے کردیاجائے گاخبر کے ۱۱جدیدورژن ہیل فائر
مطابق غیر ملکی خبررساں ایجنسی نے میزائل تیار کرنے والی ہتھیارساز کمپنی لاک ہیڈ کے
میزائل چونکہ بنیادی۱۱حوالے سے یہ بھی بتایاہے کہ 49گلوگرام کا سلنڈر نما ہیل فائر
طور پر بکتربند شکن میزائل ہے اوراِس کی کئی اقسام ہیں جبکہ کمپنی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ
یہ میزائل کئی اور مقاصد کے لئے بھی استعمال ہوگااِس کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہ میزائل
اِس طرح ڈیزائن کیاگیاہے کہ یہ اپنے وار ہیڈ سے اپنے ہر قسم کے سخت اور نرم ہدف کو
بھی آسانی سے نشانہ بناکراِسے پاش پاش کرسکتاہے یوں اپنے اہداف پر پہنچ کر تباہی
میزائل کواَب اپنے بیڑے میں۱۱پھیلانے والے اِس خصوصی مہلک ترین ہیل فائر
شامل کرنے کی اِنسان (بالخصوص مسلم اُمہ کی) دشمن امریکی افواج میں شدت سے یہ
خواہش پیداہو گئی ہے کہ امریکی حکام اِسے فوراًاِن کے حوالے کریں تاکہ یہ امریکی
دشمنوں کا خاتمہ کرسکیں امریکی افواج کی اِس خواہش پر ویسے بھی امریکی دفاعی تجزیہ
نگاروں کا خیال یہ ہے کہ جیساکے امریکی افواج مہلک ترین ہیل فائر میزائل کے ساتھ
میزائل کوپہلے ہی تجربے کے طورپر استعمال کررہی ۱۱ساتھ اِس جدید ورژن ہیل فائر
ہیں تو کرتی رہیں اِنہیں جلدبازی سے کام نہیں لیناچاہئے کیوں کہ اَب اِن کے استعمال کی
خبریں دنیابھرمیں پھیل چکی ہیں اِس صورت حال میں ہمیں۱دنیااور

خاص طور پر مسلم اُمہ کے ردِ عمل کو بھی دیکھنا ہوگا جبکہ یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ امریکی دفاعی تجزیہ نگاروں کے خدشات کو مسترد کرتے ہوئے امریکی صدراوباکا خیال یہ ہے کہ امریکی افواج کو اِس مہلک ترین ہیل فائر میزائل کے استعمال کا آغاز اگلے سال 11 کے آخر میں کرنے کی باقاعدہ طور پر قانونی اجازت دی جائے گی۔اِس پر ہم یہ کہنا چاہیں گے مسلم امہ کو اِس معاملے میں اپنا احتجاج بلند کرنا ہوگا اور اِس کے ساتھ ہیں اَب ہم پاکستانیوں بھی اپنی بقاو سالمیت کے لئے وہ کچھ کرنا ہوگا جو امریکاکے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے ہی ہوں کیونکہ آج امریکا کی نظر میں اسلامی دنیا کی ایک عظیم سُپر طاقت کے روپ میں پاکستان ہے جس کو ختم کرنے کے لئے امریکا ہر وہ حربہ استعمال کر سکتا ہے جس کا انسانیت تصور بھی نہیں کر سکتی ہے۔اِس موقع پر ہمیں یہ شعر یاد آگیا ہے کہ

زندہ رہنا ہے اگر اقوامِ عالم میں ہیں
آشنا ہونا پڑے گا ایٹمی ذرات سے
بحریہ کو اپنے شاہینوں کو بری فوج کو
لیس ہونا چاہئے سب تازہ ایجادت سے

اوراِس کے ساتھ ہی عرض یہ ہے کہ علم و فن اور تکنیک و سائنس پر صرف امریکی کی ہی اجاداری نہیں ہے ہمیں بھی ہر میدان میں سبقت لے جانے کے لئے ہر حال

میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا سہارا لینا ہوگا یعنی یہ کہ

پرواز ہو راکٹ کی کہ ہوں ایٹمی ہتھیار
ہیں بندۂ خاکی تدبر کے کمالات
ہر لمحہ ہمیں دیتے ہیں تحقیق کی دعوت
ایٹم کی ہو تکنیک کہ سائنس کے نظریات

کیا مسٹر غلام احمد بلور کا صدر کو ریلوے بند کرنے کا صائب مشورہ ہے..؟

وزیر اعظم کا اعلان...تاجر برادری اسٹیل مل اور ریلوے چلانا چاہتی ہے تو دینے کے لئے تیار ہیں....کیا تاجر تیار ہیں...؟؟

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ "حکومت اور اقتدار آنی جانی شے ہے جو چیز باقی رہے گی وہ اچھی شہرت یا بدنامی ہے"۔اور آج ہم اِس بات کو کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کر رہے ہیں کہ موجودہ حکومت جو اپنی مدت کو ہنستے گاتے پوری کرنے کے قریب تر ہے اِس کے حصے میں شاید اچھی شہرت سے زیادہ وہ دوسری چیز آئی ہے جس کا ذکر مندرجہ بالا قولِ میں ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہم اپنی ایک اور بات کو آگے بڑھانے کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ کسی چیز کو اتنامت تراشو کہ اِس کا وجود ہی مٹ جائے۔اور یوں موجودہ حکومت اپنے قیام کے اول روز ہی سے کچھ اداروں اور اشخاص کو تراشنے کے چکر میں پڑ کر نہ صرف اِن کے وجود کے لئے خطرہ بن رہی ہے بلکہ اَب تک کے اپنے بنے بنائے وقار کو بھی مجروح کرنے اور اِسے مٹانے کے درپے ہے اور اِسی کے ساتھ ہی جبکہ چار سو اِسے تنقیدوں کا سامنا ہے اَب حکومت کو یہ بات خود ہی تسلیم کرلینی چاہئے کہ یہ شروع دن ہی سے اپنے پرائے کی سازشوں کا شکار رہی ہے اور یہ جن سے آج تک چھٹکارہ نہیں

پا سکی ہے اور شاید ہی وہ وجہ ہے کہ اِسے اندرونی اور بیرونی طور پر بھی پریشانی کا منہ دیکھنا پڑا ہے جس کی وجہ سے اِس کی پالیسی سازی متاثر ہوئی اور ملک کے بیشتر اداروں میں بروقت پالیسی سازی نہ ہونے کی وجہ سے اِن اداروں کا وجود بھی خطرات سے دوچار ہے جن میں سرفہرست محکمہ ریلوے، پانی و بجلی، گیس اور توانائی جیسے دیگر شعبے اور محکمے اِن دنوں شدید مالی مشکلات کے باعث بحرانوں کا شکار ہیں۔

اگرچہ آپ بھی یقیناً ہماری اِس بات سے بڑی حد تک متفق ضرور ہوں گے کہ سابق حکومتوں کے ادوار تک تو جیسے تیسے ہمارا ریلوے کا نظام کبھی آمدنی اور کبھی خسارے میں چلتا رہا مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب سے موجودہ مصالحت پسند صدر زرداری کی حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے تو اِس نے اپنی ایک اتحادی جماعت کے ایک رُکن جناب غلام احمد بلور جو نہ صرف ایک منجھے ہوئے سیاست دان ہیں بلکہ اِن کی شخصیت کئی) حوالوں سے منفرد مقام کی حامل ہے جس میں اِن کا محب الوطنی اور ملک کو ترقی و خوشحالی سے ہمکنار کرنے کا جذبہ سرِفہرست ہے اِن تمام خوبیوں سے مالامال رہنے والی ہمارے ملک کی یہ عظیم المرتب شخصیت) کو جب سے وفاقی وزیر ریلوے بنایا ہے تب سے ہی ہر خاص و عام کے مشاہدے میں یہ بات آنی شروع ہو گئی تھی کہ ہمارے ریلوے کے نظام کا آہستہ آہستہ زوال شروع ہو گیا ہے اور کسی کو یہ اندازہ ہرگز نہیں تھا کہ ریلوے کا

اتنا عبرت ناک انجام بھی ہوجائے گا کہ دنیاکے دوسرے ممالک اِس سے عبرت حاصل کریں گے۔

اور تواَب حقیقت یہ ہے کہ اِن سطور کے رقم کرنے تک ہمارے ریلوے نظام کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ شاید یہ اِن نااہل وفاقی وزیر ریلوے کی فرسودہ منصوبہ بندیوں اور ناقص حکمتِ عملیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ محکمہ ریلوے اپنی خستہ اور زبوحالی کے باعث ختم ہو کر رہ گیاہے اِس کا اندازہ اِس بات سے بھی آپ کر سکتے ہیں کہ اَب اِس کے پاس اپنے ملازمین کو تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی کے لئے بھی رقم نہیں ہے دوسری جانب یہ حقیقت گزشتہ دنوں اُس وقت عیاں ہوئی جب ریلوے ملازمین نے اپنی تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی کے خلاف پورے ملک میں ایک ساتھ ریل کا پہیہ روک کر اپنا بھرپور احتجاج کیاتو حکومت اور صدر زرداری کے کانوں پر بھی جوں رینگی تواُنھوں نے ریلوے ملازمین کے اِس بنیادی مسئلے کے حل کی جانب فوری توجہ دی اور صدر زرداری نے اپنی تمام دیگر مصروفیات ترک کرتے ہوئے ریلوے کے احتجاجی ملازمین کے اِس جائز مسئلے کے فوری حل کے لئے ایوان صدر میں ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا اور (یہاں ہم جیسے کئی کروڑ پاکستانی یہ بات اَب تک سمجھ نہیں پائے ہیں کہ معلوم نہیں صدر کا بلایا جانے والا یہ ہنگامی اجلاس محض دکھاوے اور میڈیا میں خبروں اور تصویروں کی صرف زینت بننے کی حد تک ہی محدود تھا یا....؟؟) جیسا کہ صدر زرداری نے حقیقی

معنوں میں سات یوم کے اندر اندر ریلوے کے احتجاجی ملازمین کی تنخواہوں اور پینشن کی ادائیگی جیسے مسئلے کے لئے فنڈز جاری کرنے کی خصوصی ہدایت جاری کی ہے اِس پر عمل بھی ہو گا یا نہیں....؟ اس کا اندازہ تو چند دنوں میں ہو ہی جائے گا۔ کہ صدر کی ہدایت کی ہوئی اور فنڈز کا کیا بنا....؟؟؟

بہر حال ! ہم اِس موقع پر بس یہی کہیں گے کہ یہ صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری کی ایک اچھی کوشش تھی جس نے کئی ماہ سے تنخواہوں اور پنشن سے محروم ریلوے ملازمین میں پائے جانے والے غم وغصے کو بڑی حد تک کم کرنے میں بڑی حد تک معاونت کا کام کیا تو اُدھر وفاقی وزیر ریلوے غلام احمد بلور نے بھی اجلاس میں محکمہ ریلوے میں پیدا ہونے والے بحران کی وجہ سے اِس کی متاثر ہوتی ہوئی کارکردگی کے حوالے سے تفصیل بتاتے ہوئے اِس بات کا انکشاف کیا کہ لگ بھگ تین ، ساڑھے تین سالوں سے محکمہ ریلوے میں انجنوں کی کمی اور خرابی اور اِسی طرح ڈیزل کی کمی اور ملازمین کی عدم دلچسپی کے باعث محکمہ ریلوے کو مال برداری میں شدید مشکلات کا سامنہ کرنا پڑرہاہے جس کی وجہ سے ریلوے کو 9 ارب یا اِس سے بھی زائد روپے کا رخسارہ ہوا ہے یعنی سمجھ لیجئے کہ یہی وہ رخسارہ ہے جس کی وجہ سے ریلوے کی آمدنی صفر ہو کر رہ گئی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں حیران اور پریشان کردینے والا ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اجلاس میں وفاقی وزیر ریلوے نے اپنی بریفنگ کے دوران اطمینان اور اعتماد سے جب یہ انکشاف

کیاتو کسی بھی حکومتی شخص نے اِن سے یہ سوالات کیوں نہیں کئے کہ "مسٹر غلام احمد بلور
صاحب !جب آپ اِس محکمے کے وزیر ہیں تو اِس میں بحران کیوں آیا....؟اور آپ نے
تین سالوں میں ریلوے میں پیدا ہونے والے بحران کو کنٹرول اور اور اِسے بروقت
ختم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو کیوں نہیں استعمال کیا...؟اور اَب آپ اپنی نااہلی
پر ہنستے ہوئے اطمینان اور اعتماد سے یہ کہہ رہے ہیں کہ انجنوں کی کمی اور دیگر مسائل کی
وجہ سے ریلوے کو نوارب روپے کا نقصان ہوا ہے اور اَب اِس کے پاس اپنے ملازمین کو
تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں اور منافع کمانے والا یہ ادارہ
آج ایک ایک پائی کا محتاج کیوں ہوگیا ہے...؟یقیناً اِس کو اِس نہج تک پہنچانے میں مسٹر
غلام احمد بلور تمہاری نااہلی و ناقص حکمتِ عملی سمیت تمہاری وہ عدم دلچسپی بھی ہے جو
تم نے اِس قومی ادارے کے ساتھ محض اِس لئے روا رکھی کہ اِس ادارے کی تباہی سے
ٹرانسپورٹرز کو فائدہ پہنچے گا جس کے لئے تم نے اِس قومی ادارے کو تباہ کرنے میں ایک
لمحہ بھی ضائع نہیں گیا....؟ قارئین حضرات ! اور اَب اِس پر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ
وفاقی وزیر ریلوے غلام احمد بلور نے اسلام آباد میں اپنی ہی ایک پُرہجوم پریس کانفرنس
یں صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری کو مخاطب کرکے بڑے عزم و ہمت سے یہ
مشورہ بھی دے ڈالا ہے کہ" جیسا یں صدر آصف علی زرداری سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں
کہ ریلوے میں اَب کچھ نہیں رکھا ہے اِسے بند ہی کردیں یہ ادارہ اپنے خسارے کی وجہ
سے ملکی معیشت پر

بوجھ بن گیاہے آخر حکومت اَب کب تک اِس فضلوکے ادارے کو قومی خزانے سے رقم کی ادائیگی کرتی رہے گی ...؟اور چلاتے رہے گی ...؟اور قومی خزانے پر اضافی بوجھ ڈالا کر اپنے دیگر ترقیاتی اور عوامی فلاح وبہبود کے منصوبوں اور اسکیموں کو متاثر کرتی رہے گی ...؟اِس کے علاوہ وفاقی وزیر ریلوے نے اپناسینہ پھولا کر اور ساتھ ہی گردن تان کر یہ بھی کہاکہ اُنھوں نے صدر کو یہ بھی کہاہے کہ " دنیامیں وہ ممالک بھی تو ہیں جو بغیر ریلوے کے ہی چل رہے ہیں جہاں ریلوے نہیں ہے....اور عوام کو اِس سے اچھی اور سستی سفری سہولت میسر ہے "اور اِس کے ساتھ ہی ستم ظریفی یہ کہ وفاقی وزیر موصوف نے اِس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھایااور اُنھوں نے خود کو بچاتے ہوئے صدر زرداری سے یہ بھی کہہ دیاکہ "صدرِ محترم ! اگرآپ ریلوے کی بحالی میں مجھے ہی رکاوٹ سمجھتے ہیں تومیں اپنا استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں مگر یہ بھی ذہن میں رہے کہ ریلوے کو دوبارہ فعال ادارہ بنانے اور اِسے اچھی حالت میں لانے کے لئے 50 سے 60ارب روپے درکار ہیں اِس وقت جبکہ محکمہ ریلوے بحران کا شکار ہے ایسے میں ہمیں ایک سو سے چار سولو کو موٹوز کی اشد ضرورت ہے اورغلام احمد بلور نے کہاکہ ہم اسٹیٹ بینک کے چالیس ارب کے مقروض ہیں اِس لحاظ سے ہر سال سود کی مد میں (خسارے کامنہ دیکھنے والا) یہ محکمہ ریلوے 4.6ارب روپے دیتاہے ہاں البتہ !وفاقی وزیر ریلوے نے یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی کہ اگر ریلوے کو گزشتہ دوسال پہلے لوکو موٹوزدے دیئے جاتے تو ریلوے کے اتنے.برے حالات ہر گزپیدانہ

ہوتے جتنے آج ہوگئے ہیں اور ساتھ ہی غلام احمد بلور کا یہ بھی کہنا تھا کہ 500 ملین کے لئے اسلامی بینک سے بات چیت جاری ہے جبکہ گزشتہ سال 22ارب روپے آمدنی ہوئی تھی اِس کے بر عکس اِس سال آمدنی کم ہو کر صرف 12ارب روپے رہ گئی ہے انہوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر بڑے پر تپاک اور جوشیلے انداز کے ساتھ انتہائی عزم وہمت سے یہ بھی کہا کہ اگر 25 نئے لوکوموٹوز مل جائیں تو مارچ 2012 تک ریلوے کی آمدنی کو بہتر کر لیا جائے گا۔

یہاں ہم اپنے وفاقی وزیر ریلوے غلام احمد بلور کی اپنی نوعیت کی اِس انوکھی پریس کانفرنس اور اِس میں اِن کی جانب سے صدر زرداری کو پیش کئے جانے والے مشورے اور دیگر ضروریات کے حوالے سے کوئی لمبی چوڑی بات کہنے کے بجائے صرف اتنا کہنا ہی مناسب سمجھتے ہیں کہ جناب بلور جی !آپ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری سے محکمہ ریلوے کے علاوہ اور کس کس محکمے کو بند کرنے کی سفارش کریں گے چونکہ زرداری صاحب کی حکومت میں تو کوئی بھی ایسا محکمہ نہیں ہے جو مستحکم نظر آرہا ہو اور کوئی ایسا قومی ادارہ نہیں ہے جو بغیر خسارے کے چل رہا ہو تو یہاں بہتر یہ ہوتا کہ آپ اپنے محکمے کے حوالے سے نیچے کے ممالک کا خود سے موازانہ کرتے آپ کو دنیا کے وہ بڑے اور جدید ممالک کیوں نہیں نظر آئے جہاں ریلوے کا نظام پوری طرح سے کامیاب ہے اور اُن ترقی یافتہ اور ایٹمی ممالک کے عوام کا ایک بڑا حصہ روزانہ ہزاروں میل کا سفر ریل سے کرتا ہے

کیونکہ اِن ممالک کے حکمرانوں کی بھی اولین ترجیح یہ ہوتی ہے کہ وہ محکمہ ریلوے کو
زیادہ سے زیادہ جدیداور سائنسی تقاضوں سے ہمکنار کریں تاکہ یہ اپنے عوام کو ریل کا
سستااور آرام دہ سفر مہیاکر سکیں یہاں ہم اپنے پڑھنے والوں کو بتاتے چلیں کہ ایک
اندازے کے مطابق اِس وقت 136 ممالک میں اچھایابُرا ریلوے سسٹم رائج ہے
رینکنگ کے لحاظ سے جس میں بد قسمتی سے پاکستان کا 27واں نمبر ہے اور سب سے
زیادہ کامیاب اور ہائی اسپیڈ جدید ریلوے نظام دنیاکے سات بڑے ترقی یافتہ ممالک میں
بھرپور طریقے سے کام رہاہے اِس نظام سے جہاں اِن ممالک کے عوام کو سستی سفری
سہولت حاصل ہے تو وہیں یہ ادارے کماکر بھی دے رہے ہیں اِن ممالک میں اسپین،
چائنا، فرانس تائیوان، جاپان، اٹلی، جرمنی اور امریکاشامل ہیں کہاجاتاہے کہ امریکاجیسے
دنیاکے جدید ترین ملک میں روزانہ ریل 224,792 کلومیٹر، روس میں 87,157
چائنامیں 86,000،انڈیامیں 63,974، کینیڈامیں 46,552، جرمنی میں ،
آسٹریلیامیں 38,445،ارجنٹائنامیں 36,966، فرانس میں 29,640،41,981
اور پاکستان میں ہماری ریل صرف 7,791 کلومیٹر کا سفر کرتی ہے اِس طرح اگر
دیکھاجائے توہمارے حکمران اگرابھی چاہیں تواپنے محکمہ ریلوے کی کارکردگی کو
بہتربناکراِس کو بھی دنیاکے ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں لاسکتے ہیں مگراِن کا مایوسی
کے ساتھ یہ کہناکہ ہمارا محکمہ ریلوے کسی کام کا نہیں رہاتو یہ اِن کی نااہلی اوراِن کی کسی
اور معاملے میں ذاتی دلچسپی کا باعث

تو ہو سکتا ہے مگر محکمہ ریلوے کی کارکردگی کو بہتر بنانے جیسے اقدامات پر سوالیہ نشان نہیں ہو سکتا ہے۔اُدھر محکمہ ریلوے کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے اِسے بحران اور تباہی سے بچانے کے لئے ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے بھی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے زیر اہتمام اچیومنٹ ایوارڈ کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے تاجر برادری کو کھلے الفاظ میں پیشکش کردی ہے کہ اگر وہ اسٹیل مل اور ریلوے کو چلانا چاہتی ہے تو ہم اِنہیں دینے کے لئے تیار ہیں اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر اعظم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اِن کی حکومت محکمہ ریلوے کو چلانے اور اِسے منافع بخش ادارہ بنانے میں ناکام ثابت ہوئی ہے اور اَب وہ اپنے ملک کی تاجر برادری کو ہی یہ پیشکش کرتے ہیں کہ وہ محکمہ ریلوے اور اسٹیل مل کو مستحکم بنیادوں پر چلانے کے لئے یہ ذمہ داری قبول کرے اور اِن اداروں کو ملک اور قوم کے بہتر مفادات میں تباہ ہونے سے بچانے اور ایک منافع بخش ادارہ بنانے کے لئے آگے بڑھیں۔اَب ہم آخر میں یہ بات پورے یقین سے یہ کہیں گے کہ ہم ابھی تک اغیار کے غلام ہیں یہ بات ہم نے اِس لئے کہی ہے کہ آج بھی ہمارے ملک میں غلام ہی حکومت کرتے ہیں کیوں کہ غلام کبھی اپنی مرضی سے یعنی اپنے آقا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے ایسے ہی ہمارے حکمران بھی کرتے ہیں کیونکہ اِنہیں اپنے آقاؤں سے اداروں میں اصطلاحات کی اجازت نہیں ملی ہوگی تو یہ اپنے قومی اداروں میں بھلا کیسے بہتری لا سکتے ہیں اور اِس بنا پر ہم یہ بھی کہیں گے کہ

جب تک ہم اور ہمارے حکمران اغیار کی غلامی سے نہیں نکلتے ہمارا آنے والا دن گزرے دن سے بہتر نہیں ہوگا تو تب تک ہم یوں ہی جمود کا شکار رہیں گے۔اور اِس کے ساتھ یہ بھی کہ حکومت اپنی یہ روش بھی ختم کردے کہ قومی اداروں سے اِن کے اخراجات کو کم کرنے اور اِن کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ملازمین کو نکال دیا جائے تو ادارے مستحکم ہوجائیں گے تو یہاں ہم ارسطو کی سکندرِ اعظم کو دی جانے والی یہ نصیحت بیان کرکے اجازت چاہیں گے کہ "اگر کسی ملازم کو برخاست کرنے کی ضرورت پیش آئے تو یہ بات اچھی طرح سوچ سمجھ لینی چاہئے کہ ملازمین کو برطرف کرنا بچوں کا کھیل نہیں ہے اِس سے ملک اور معاشرے میں بہت سے اخلاقی ، سیاسی اور معاشی برائیاں جنم لے لیتی ہیں جو حکمرانوں کے لئے امورِ مملکت چلانے میں مشکلات کا باعث بنتی ہیں"۔ (ختم شد)

پاکستان کی ساسوماں ہیلری کا دھمکی والا لہجہ..اور ہماری قیادت

اپنے موقف پر قائم رہنے والی حِنا ربانی کھر درست اور امریکی اخبار کا دعویٰ غلط ہے
کرزئی کو بھی سیاست کرنی آ ہی گئی...افغان صدر نے امریکااور بھارت کا پاکستان پر
حملے کا عندیہ دے دیا

اہلِ دانش کی اکثریت اِس بات پر متفق ہے کہ سمجھ دار لوگ بحث وتکرار نہیں کرتے
کیوں کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اِس سے سوائے آپس میں رنج و غم
پیداہونے کے اور کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتاہے اوراکثر کے نزدیک یہ بھی ہے کہ
ایک غیر ضروری بحث کسی بھی عزیز ترین دوست اور رشتہ دار کو بھی پل بھر میں
جُدا کر سکتی ہے یوں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے کئی دنوں اور مہنیوں سے امریکا نے
پاکستان پر جو اپنے اُلٹے سیدھے الزامات لگا کر بحث و تکرار کا ایک نہ رُکنے والا سلسلہ
شروع کررکھاہے وہ کسی بھی طور پر امریکا کو زیب نہیں دیتاہے کیوں کہ یقینی طور پر
اِس سے پاکستان کی دل آزاری ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے پاکستان نے بھی دل
برداشتہ ہو کر امریکا کی جانب دوستی کے اپنے بڑھے ہوئے ہاتھ کو بھی اَب پیچھے کی
طرف کھینچنا شروع کردیاہے اِس کا احساس شدت سے امریکیوں کو بھی ہو رہاہے اور
یوں یہ بات سچ ثابت ہو گئی ہے

کہ کسی بھی معاملے میں غیر ضروری بحث جہاں عزیز ترین دوست اور رشتہ دار کو دور کر سکتی ہے تو وہیں یہ بات بھی اَب سامنے آتی جارہی ہے کہ غیر ضروری بحث پاکستان اور امریکا جیسے دو ایسے ممالک جن کا دہشت گردی کے خلاف ایک موقف تھا اِنہیں بھی جدا کر سکتی ہے۔

بہرحال قارئین حضرات یہ بات بھی اپنے ذہن میں ضرور رکھیں کہ امریکا نے سانحہ نائن الیون کے بعد ہم سے اور ہم نے اِس کی ایک دھمکی کے بعد اِس سے باحالتِ مجبوری دوستی کا جو ہاتھ بڑھایا تھا تو گزشتہ دس، گیارہ سالوں میں ایک طرف ہم ہیں کہ تب سے اَب تک امریکی مفادات کے لئے بکرا بنے ہوئے ہیں یعنی ایک ایسا صدقہ و خیرات کا بکرا جسے امریکا سے سوائے ڈالروں کے اور کسی آؤٹ پُٹ کی کوئی اور تمنا ہی نہیں ہے اور نہ ہی جو اِس سے اور کچھ چاہتا ہے مگر دنیا کی اور تمام لالچ سے بے نیاز ہونے کے باوجود بھی ہم امریکا کے لئے وہ سب کچھ کر چکے ہیں، کر رہے ہیں اور مستقبل میں بھی اِس سے کہیں زیادہ بڑھ کر کرنے کے آرزومند ہیں جس کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی ہے۔

جبکہ دوسری جانب امریکا ہے کہ وہ ہماری جانی و مالی غرض کے ہر قسم کی قربانیوں اور جی حضوری کے باوجود بھی ہم سے اَب تک اُس طرح سے اپنی دوستی کے تقاضے پورے نہیں کر پا رہا ہے جس طرح دوستی کے تقاضے کسی دوست کی دوستی کے

دوران درپیش ہوتے ہیں اور اُلٹا یہ ہے کہ پاکستان کے اَب تک پیش کئے جانے والے ہر ہر کردار پر شک کرنے اور اِسے بلیک میل کرنے والی پالیسی پر گامزن رہ کر دنیا بھر میں پاکستان کے کردار کو مختلف اقسام کے الزامات لگا کر مشکوک بنا رہا ہے۔ جبکہ ایک حقیقت یہ ہے کہ پاکستان انتہائی خندہ پیشانی اور تدبر سے ہر منفی اور بے بنیادی امریکی الزام اور بہتان تراشی کا حق و سچائی کے ساتھ جواب دے رہا ہے اور اِسے قائل کرنے اور سمجھانے کی مکمل سعی کر رہا ہے کہ جن اقسام کے امریکا پاکستان پر الزامات لگا رہا ہے وہ غلط ہیں اور اِسی طرح جبکہ دوسری حقیقت یہ بھی ہے کہ اِن امریکی بہتان تراشی سے پاکستان کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور امریکا ہے کہ یہ اپنے مفادات کی آڑ میں اتنا اندھا ہوچکا ہے کہ اِسے اِس کے سوا کچھ اور سوجھائی نہیں دے رہا ہے اور وہ اپنی بات کو سچ ثابت کرنے اور پاکستان پر اپنا دباؤ ڈالنے کے لئے زوردار الفاظ اور دھمکی آمیز لب و لہجے اور تلخ کلامی سے اپنے کمزر و استدلال کی دلیل دیتا رہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب سے پاکستان نے اپنی خودمختاری اور استحکام کا احساس کرتے ہوئے امریکا کے سامنے اپنی بقا و سالمیت اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کا موقف رکھا ہے تو امریکا آگ بگولا ہو گیا ہے کہ پاکستان نے اِس کی نفی کیوں کردی ہے اِس لئے تو کہا جاتا ہے کہ جب تک گفتگو دلائل اور ایک دوسرے کو قائل کرنے کے لیے رائے زنی تک محدود رہتی ہے تب تک تو یہ علم کے اظہار کا درجہ رکھتی ہے اور جب گفتگو بحث کا انداز اختیار کرلے تو جہالت کا دور شروع

ہو جاتا ہے اور اَب اِس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک پاکستان امریکا کو اپنے دلائل سے قائل کرنے کی کوششوں میں مصروف رہااُس وقت تک تو بات ٹھیک تھی مگر جب پاکستان امریکی سازش کو جان گیااور پہچان گیااور اِس کے گھناؤنے عزائم کو پرکھ گیاتو اِس نے خطے میں کسی بھی امریکی مفاد کے لئے اپنا کردار ادا کرنے سے معذرت کرلی اورامریکاپر دوٹوک الفاظ میں واضح کردیاکہ پاکستان اَب کسی بھی امریکی مفاد میں اپنی آنکھیں بند کرکے اپنا کردار ادانہیں کرسکتاہے اور اَب ہر بات برابری کی سطح پر کی جائے گی توامریکا جہالت پر اترآیاہے یعنی یہ کہ اَب امریکا اپنے کمزرو دلائل کے ساتھ پاکستان پر اپنادباؤ برقرار رکھنے کے لئے سخت الفاظ استعمال کررہاہے۔

جیساحالیہ دنوں دوروزہ دورے پر پاکستان آئی ہوئیں امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستان سے اپنے سخت لب ولہجے میں ایک بار پھر کہاہے حقانی نیٹ ورک کے خلاف سخت ترین اور فیصلہ کُن کارروائی برسوں نہیں ، مہینوں نہیں اَب ہفتوں اور دنوں میں کی جائے اور یہ بات بھی اُنہوں نے کہی کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کا اہم اتحادی ہونے کے ناطے پاکستان پر لازمی ہے کہ وہ ہمیں خوش کرنے کے لئے امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے اوراِس موقع پر لومڑی جیسی آنکھوں والی تیز وچالاک اور انتہائی شاطر پاکستانیوں کی ساسوماں امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے

پاکستانی کی نومولود جمہوری حکومت کے کرتادھرتاؤں سمیت اعلیٰ عسکری قیادت کو بھی مخاطب کرکے دوٹوک الفاظ میں واضح کرتے ہوئے کہاکہ یہ ٹھیک ہے اورجو ہم بھی سمجھتے ہیں کہ پاکستان اگرچہ عراق اور افغانستان تو نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی توایک حقیقت ہے کہ اَب پاکستانی قیادت کو میری باتوں کو وارننگ ہی سمجھناچاہئے اوراِس کی روشنی میں خود فیصلہ کرناچاہئے کہ اِن کے حق میں کیابہتر ہوسکتاہے اور کیانہیں...؟؟اور ویسے بھی امریکا پاکستان کے ساتھ امدادواور قرضوں کی شکل میں بہت کچھ کرتا رہتاہے اور اَب پاکستان کی بھی ذمہ داری ہے کہ یہ بھی امریکیوں کے احسانات کو اتارنے کے لئے حقانی نیٹ ورک اور دوسرے امریکادشمن عناصرکے خاتمے کے لئے بہت کچھ کرے اِن کہناتھاکہ جب حقانی نیٹ ورک امریکاکے لئے خطرہ ہے تو یقینی طورپرامریکی پارٹنر ہونے کے ناطے یہ پاکستان کا بھی اتناہی دشمن ہوگا۔جبکہ ہم سمجھتے ہیں جوکہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ پاکستان کو نہ تو کبھی حقانی نیٹ روک نے اپنادشمن جاناتھااور نہ آج تک پاکستانی حقانی نیٹ ورک کواپنے لئے کوئی خطرہ تصور کرتے ہیں تو پھر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امریکا جو افغانستان میں بری طرح سے ناکام ہوچکاہے وہ افغانستان سے نکل بھاگنے کے مختلف بہانے تلاش کررہاہے اور وہ اپنی سُبکی اور بوکھلاہٹ میں ایسے اُلٹے سیدھے کام اور اقدامات کررہاہے جن سے اِسے یہ اُمید ہوچلی ہے کہ شائد اِس کی اِن غلطیوں سے ہی اِس کے لئے کوئی بہتری کی راہ نکل آئے اور یہ افغانستان سے جھوٹے منہ ہی صحیح اپنی

کامیابی کا تمغہ سینے پہ سجائے نکل بھاگے گا۔امریکا چاہئے پاکستان سے متعلق جتنا بھی زہر اگل ڈالے مگر دنیااِس حقیقت سے قطعاًانکار نہیں کر سکتی ہے کہ پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جس نے افغانستان میں قیام امن کے لئے ہر قدم پر اپنی قربانی دی ہے آج افغانستان میں نیٹوافواج کو جو آزادی حاصل ہے یہ بھی پاکستان کے مرہونِ منت ہے آج اگر پاکستان امریکا کا اتحادی ہونے سے انکار کردے اوراِس سے نکل جائے تو سوفیصد امریکی افواج ایک لمحہ بھی افغانستان میں نہیں ٹھیر سکے گی مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کی جانب سے اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی امریکیوں کی ناک اورآنکھیں پاکستان کے معاملے پر چڑھی ہی رہتی ہیں اور اوبامہ انتظامیہ ہویاامریکی عسکری ٹولہ سب کا سب پاکستان سے ناراض ہی رہتاہے اِس کی وجہ اَب تک سمجھ نہیں آسکی ہے کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔

جبکہ بھارت کا کچھ نہ ہونے کے باوجود بھی امریکی سول اور فوجی حکام اِس کے ہی گن گاتے رہتے ہیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانیوں کی ساسوماں جیسی عمر رسیدہ موجودہ امریکی وزیرخارجہ ہیلری کلنٹن ہوں یا اچھی خاصی بڑی عمر کی پاکستانیوں کی نند جیسی سابقہ وزیرخارجہ کونڈالیزراس ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں ہی اپنے اپنے کردار اور عہدے کے لحاظ سے بڑی چھٹی ہوئیں اور چالاک خواتین ہیں جنہوں نے اپنی حکومتوں کی توقعات سے بڑھ کر پاکستان کے معاملے

ہیں اپنی خدمات پیش کی ہیں اور دونوں ہی پاکستانی حکام کو اپنی چاپلوسیوں سے ایسے چکمے دیتی ہیں کہ پاکستانی حکام اِن کی باتوں کا اُس طرح سے مطلب اخذ نہیں کرپاتے جس انداز سے یہ اپنی بات کہہ جاتی ہیں۔اِدھر ایک ہماری صرف 33 سالہ بھولی بھالی اور معصوم سی موجودہ وزیر خارجہ حنا ربانی کھر ہیں جنہیں ہر لحاظ سے ایک اسلامی ملک کی وزیر خارجہ سے کہیں زیادہ ایک مکمل مسلم خاتون کا بھی وقار بحال رکھنا ہوتا ہے اور ملکی اور عالمی میڈیا کے سامنے اپنے ملکی اور مذہبی قوانین اور اصول وضابطوں کا بھی خصوصی خیال رکھنا پڑتا ہے اور اپنے عہدے کے لحاظ سے اپنے ملکی موقف کو بھی دوٹوک الفاظ میں واضح کرنا اِن کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے تو وہیں اِنہیں اپنی ذاتی تشخص کا بھی احترام کرانا ضروری ہوتا ہے اِن تمام پابندی کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری موجودہ وزیر خارجہ حنا ربانی کھر جس طرح اپنی وزارت کا حق ادا کررہی ہیں آج دنیا میں کوئی اِن جیسا نہیں ہے جو اپنی کم عمری اور اپنی نپے تلے لب و لہجے اور انتہائی سادہ اور بامقصد الفاظ اور خیال کے ساتھ اپنا موقف نہ صرف ملکی بلکہ عالمی میڈیا کے سامنے بھی بیان کرنے میں مہارت رکھتی ہیں۔ہمیں ایک بات پر حیرت اور پریشانی اُس وقت ہوئی جب ایک امریکی اخبار نے اپنے یہاں ایک خبر کچھ اِس طرح شائع کی جسے پڑھ کر ہمیں یہ محسوس ہوا کہ جیسے یہ اخبار ہماری قوم کی بیٹی اور موجودہ وزیر خارجہ حنا ربانی کھر کی جیسے حوصلہ شکنی کرتے ہوئے اِنہیں یہ مشورہ دے رہا ہے کہ "حنا کے پاس تجربہ کا فقدان ہے

اور اِنہیں فیشن کی بجائے کارکردگی پر دھیان دینا چاہیے"تو ہمیں بہت غصہ آیا کہ یہ اخبار .... کون ہوتا ہے ہماری وزیر خارجہ سے متعلق ایسے حوصلہ شکن الفاظ تحریر کرنے والا بہرحال ! اخبار نے اپنی خبر میں لکھا کہ "33 سالہ پاکستان کی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر گئیں ہوئیں امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے ساتھ اسلام آباد میں جب ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی تھیں تو اِن میں تجربے کا فقدان پوری شدت سے محسوس کیا گیا اخبار لکھتا ہے کہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایک امریکی تعلیم یافتہ حنا ربانی کھر آخر کہنا کیا چاہتی ہیں جبکہ اُدھر دوسری جانب اپنے زمانے کی منجھی ہوئیں سترچوہے کھاکر وزیر خارجہ کے عہدے پر پہنچنے والی امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن تھیں جن کا لب و لہجہ عیارانہ اور مکارانہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ چاپلوسیوں کی چاشنی میں غوطہ زن رہنے والا انداز بھی تھا جو ایک طرف ڈنکے کی چوٹ پر امریکی پیغام بھی میڈیا کے ذریعے پاکستان سمیت دنیا بھر کو دے رہیں تھیں تو وہیں ساتھ ساتھ پاکستانی سول اور عسکری قیادت کو دھمکی آمیز لہجے میں وہ سب کچھ کہہ جا رہیں تھیں جو آج پاکستان سمیت دنیا بھر میں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اخبار لکھتا ہے کہ کیوں کہ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے مقابلے میں پاکستانی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر کا کوئی تجربہ نہیں ہے اِس لئے

حنا کھر اور ہیلری کلنٹن کا کوئی مقابلہ نہیں ہے پاکستان کو چاہئے کہ وہ ہیلری جیسے تیز طرار اور دنیا کو گھوما دینے والی خواتین کے مقابلے کے لئے اپنے یہاں سے کوئی ایسی ہی تیز طرار اور پینترے بدلنے والی خاتون لائے تو پھر امریکی اور پاکستانی وزیر خارجہ کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے ورنہ تو نہیں .... امریکی اخبار کی خبر پر ہم صرف اپنی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر کی حمایت کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کو مخاطب کرکے امریکی اخبار سے صرف یہی کہنا چاہیں گے کے "دنیا جانتی ہے کہ کسی کو لاجواب کرنا اور بات ہے، قائل کرنا دوسری بات ہے"تو امریکی اخبار، امریکی انتظامیہ، امریکی وزیر خارجہ اور امریکی فوجی حکام یہ بات نہ صرف سُن لیں بلکہ مان بھی جائیں کہ امریکی زیر خارجہ چیخ چلاکر اور اپنی اسکرٹ والی (گوری گوری نیم برہینہ) ٹانگوں سے کسی کو تھوڑی دیر کے لئے تو بے شک لاجواب کر سکتی ہیں مگر ہمارے وزیر خارجہ حنا ربانی کھر جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہیلری غلط کہتی ہیں اور غلطی پر بھی ہیں مگر یہ حنا ہی ہیں جو اپنے مخصوص لب ولہجے اور مدبرانہ جملوں سے ہیلری کلنٹن سمیت سب کو قائل کرنے کا فن صرف ہماری حنا ربانی کھر کو ہی آتا ہے۔

یہاں ہم حکیم لقمان کا ایک قول نقل کریں گے کہ "دوسروں کے غلط خیال کو بھی غلط نہ کہو بلکہ خوشگوار انداز میں اِس کی سوئی ہوئی قوت انصاف کو بیدار کردو"

حکیم لقمان کے اِس قول پر یقیناآج ہماری موجودہ 33 سالہ وزیرخارجہ حنا ربانی کھر عمل کررہی ہیں۔اوراِس کے ساتھ ہی ہم بالخصوص امریکی اخبار کو مخاطب کرکے یہ بھی کہیں گے کہ "ہرایک آدمی کی رائے اِس کے ذاتی تجربے کے مطابق ہوتی ہے اِس پر کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتاہے"اور اَب ہم آخر میں افغان صدر حامد کرزئی جو روس افغان جنگ کے دوران اپنی جان بچاکر پاکستان بھاگ کرچلے آئے تھے اور کئی سال ہمارے ہی یہاں روپوش رہے اور رہمارے ہی نمک پر اپنی زندگی کی سانسوں کو تقویت دیتے رہے آج یہی ہمارے احسانوں کو بھلاکر امریکیوں اور بھارتیوں کے کاندھوں پر سوار ہوکرہم پر ہی آنکھیں دکھارہے ہیں گوکہ اَب اِنہیں بھی سیاست کرنی آگئی ہے اِس کا اندازہ ہمیں پچھلے دنوں اُس وقت ہواکہ جب کرزئی نے ایک پاکستانی نجی ٹی وی کوانٹرویودیتے ہوئے حکومت پاکستان کو خبردار بھی کردیااور عندیہ بھی کچھ اِس طرح سے دے دیاکہ" امریکایا بھارت نے حملہ کیاتو افغانستان پاکستان کا ساتھ دے گا" اِس سے ہمیں اندازہ ہواکہ کرزئی کو سیاست آگئی ہے اِس پر بحث ہم اپنے اگلے کسی کالم میں کریں گے فی الحال ہم یہ کہہ کراجازت چاہیں گے کہ اَب نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ امریکااپنی بات اُونچی رکھنے کے لئے خودیا بھارت سے پاکستان پر حملہ کرواسکتاہے جسکامنہ توڑ جواب دیناہمارے حکمرانوں اور عسکری قیادت کے لئے ضروری ہے اور جس کے لئے ہمارے سول اور عسکری قیادت کو عوام اور پارلیمنٹ کو بھی اعتماد میں لیناہوگااور کسی امریکی دباؤکے باعث اپنے ہی

علاقوں میں نیا جنگی محاذ کھولنے سے پہلے اِنہیں سو مرتبہ یہ سوچنا ہوگا کہ کہیں ایسا تو نہیں
کہ امریکا نئے محاذ میں ہمیں اُلجھا کر ہم پر حملے کے لئے بھارتی عزائم کو تو تقویت نہیں
دے رہا ہے۔

بولو بولو بھارتیوں، غربت میں آگے کون تم یا کوئی اور....؟

بھارت میں 40 کروڑ افراد بھوکی ننگی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں کیوں...؟
بھارت اور پاکستان میں دولت کی غلط تقسیم ہی غربت اور بیروزگاری میں اضافے کا باعث ہے کیوں...؟
کہنے والوں نے کہاہے کہ غربت کیا ہے...؟؟ایک خوفناک عذاب ہے اور اگر جب کسی قوم پر یہ عذاب نازل ہورہاہو یا ہوگیاہو یا ہونے والا ہو تواگراِس قوم میں اِس سے مقابلہ کرنے اور اِسے ہرانے کی طاقت اور صلاحیت ہوتو پھر یہ عذاب ختم بھی ہوجاتاہے اور اگر قوم اِس عذاب کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو تو پھر یہی عذاب اِس قوم کے لئے توہین کا بھی باعث بن جاتاہے اِسی لئے توشاعر مشرق حضرتِ علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ غربت اُم الخبائث ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بھوک اور غربت میں چولی دامن کا ساتھ ہے جن کی وجہ سے ہر زمانے میں نت نئے فتنوں نے جنم لیااور مسائل نے سر اُٹھایااور معاشرے اپنی تباہی کا شکار ہوتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس سے متعلق یہ بھی کہاجاتاہے کہ بھوک غربت کاایک ایسا خوفناک اور بھیانک تحفہ ہے جس نے اِنسانی قدروں کو پامال کیاکیوں کہ یہ دردناک تحفہ جب بھی جس زمانے اور معاشرے کے لوگوں کو ملاہے

یہ اُن میں ہر طرح کی اخلاقی، معاشی اور اقتصادی بیماریوں کے پھیلاؤ کا باعث بنا ہے آج دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ بھوک اور غربت کی وجہ سے اتنے لوگ جنگوں میں نہیں مرے ہیں کہ جتنے بھوک وافلاس اور غذائی قلت کا شکار ہو کر بنی نوع اِنسان اِس ہری بھری اور روشنیوں سے آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔

اگرچہ دوسری جانب یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس سے انکار ناممکن ہے کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے میں دو قسم کے لوگ (امیر و غریب) موجود رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج اِس جدید اکیسویں صدی میں بھی قائم ہے یعنی یہ کہ ہماری سوسائٹی بھی دو قسم کے لوگوں کا مجموعہ ہے اوّل یہ کہ "وہ لوگ جنہیں بھوک کم ہوتی ہے لیکن اُن کے پاس سامان خوردونوش وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے اور دوئم وہ لوگ جنہیں بھوک تو زیادہ ہوتی ہے لیکن اُن کے پاس سامانِ خوردونوش کم یا کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی تعداد ازل سے ہر زمانے اور معاشرے میں زیادہ ہوتی ہے اور اِن ہی لوگوں پر ملک وملت اور اقوام کے مستحکم اور غیر مستحکم ہونے کا دارومدار بھی ہوتا ہے اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اگر اپنے مستقل مزاجی اور میانہ روی اختیار کرلیں تو اپنے ملک اور قوم کو اوج ثریا پر بھی لے جاسکتے ہیں اور اگر اپنی غربت اور مفلسی کو ہی اپنی کمزروی سمجھ کر روگ بنالیں تو پھر یہی لوگ اپنے ملک اور قوم کی پستی اور زوال کا بھی سبب

بنتے ہیں یعنی اِن دونوں اقسام کے لوگوں کے بھی اچھے۔برے کارناموں سے دنیا کی تاریخ کی کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں کہ دنیا میں بسنے والے ایسے افراد بھی گزرے ہیں جن کے پیٹ تک غربت کی آگ پہنچی تو اِنھوں نے اِسے مختلف حربوں سے بجھایا لیکن جب اِسی آگ کے شعلے اِن کے دماغ تک پہنچے تو پھر اُنھوں نے دنیا میں انقلاب برپا کرکے اِس آگ کو بجھایا... جارج ہیرن کا قول ہے کہ "کیا موجودہ تہذیب کے ماتھے پر یہ بدترین سیاہ دھبہ نہیں ہے کہ سائنس کی اِس قدر حیرت انگیز ترقی اور زبردست ایجادات اور انسانی زندگی کی ضروریات کے سامان کی فراوانی کے باوجود بھی آج کی دنیا میں اِس قدر افلاس، تنگ دستی، جہالت اور جرائم موجود ہیں؟ یہ تمام آفات استحصالی نظام کا نتیجہ ہیں" یعنی یہ کہ استحصالی نظام نے دنیا کو اپنے شکنجے میں ایسا جکڑ رکھا ہے کہ غریب تو غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا جارہا ہے اِس نکتہ نگاہ سے ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ خلائی تسخیر کے باوجود بھی ہماری زمین پر بھوک اور غربت آج بھی آزادی سے محورقص ہیں آج بھی دنیا کر بیشتر ممالک (بھارت سمیت) میں ایسے بچے موجود ہیں جو بھوک اور تھکن سے نڈھال ڈھانچوں کی طرح ہیں، کروڑوں انسان ایسے ہیں جنہیں جان توڑ محنت کرنے کے باوجود مناسب معاوضہ نہیں ملتا اربوں انسان آج بھی اَن پڑھ اور آج بھی ماؤں کی ایک بڑی تعداد ایسی موجود ہے جو اپنے بچوں کے لئے بس خواب دیکھتی ہے اور اِس اُمید کے سہارے جیتی ہے کہ شاید اِن کے بچوں کو بھوک اور افلاس سے نجات مل جائے اور اِن کے بچے بھی پیٹ بھر کر راتوں

... کو چین سے سوسکیں

آج بھی دنیا میں ایسی بے شمار ماہیں موجود ہیں جو اپنے کلیجوں پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں کہ خوشحالی زندگی اور غربت موت ہے جب ہی.برنارڈشا کا قول ہے کہ "دنیا کا سب سے بڑااور بدترین گناہ افلاس ہے"اور یہی وہ غربت اور افلاس ہے کہ جس نے آج جنوبی ایشیاییں سُپر طاقت کے روپ میں نمودار ہونے والے ہمارے پڑوسی بھارت حقیقت دنیاکے سامنے کچھ اِس طرح سے کھول کر رکھ دی ہے کہ "آبادی کے لحاظ سے دنیاکے دوسرے.بڑے ملک بھارت میں ایک ارب 20 کروڑ افراد میں 40 کروڑ افراد جوپاکستان کی کُل آبادی سے پونے دوگنا سے بھی زائد ہیں) غربت کی لکیر سے بھی) نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جبکہ بھارتی حکومت نے اپنے تیئں نئے فارمولے کے تحت دنیامیں اپنا وقار مجروح ہونے سے بچانے کی غرض سے دیہاتوں میں یومیہ 26 اور شہروں میں 32 روپے کمانے والے افراد کو غریبوں میں شمار نہیں کیاہے اگر شمار کرلیتی تو بھارت میں یہ تعداد کئی گنا.بڑھ جاتی اُدھر بھارتی پلاننگ کمیشن کی جانب سے بھارتی سُپریم کورٹ میں پیش کردہ رپورٹ سے پہلے ایک اندازے کے مطابق 80 کروڑ بھارتی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے تھے جب کہ موجودہ.برسرِ اقتدار حکومت نے ایک سازش کے تحت اپنا امیج بحال کرنے کے لئے موجودہ رپورٹ میں غربوں کی تعداد چالیس کروڑ کم کرکے غریب کا نیافارمولا پیش کردیاہے جس کے تحت حیرت انگیز طور پر بھارت میں

منصوبہ بندی اور پلاننگ کمیشن کی جانب سے آنے والی رپورٹوں میں غربت کے حوالے سے بھارت کا بگڑے ہوئے امیج پر موجودہ حکمرانوں کو جب تشویش ہوئی تو اُنھوں نے اِن رپورٹوں کا نقشہ کچھ اِس طرح سے بدل کر رکھ دیا کہ بھارت کے پلاننگ کمیشن کے کرتا دھرتا بھی حیران رہ گئے۔

اُدھر ہیر پھیر کے بعد بھارت میں جو رپورٹ اَب سپریم کورٹ کو پیش کی گئی ہے اِس کے مطابق بھارت کی 37.2 فیصد آبادی غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے جبکہ سال 2004-2005 میں 27 فیصد سے زائد بھارتی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور تھے جبکہ بھارتی پلاننگ کمیشن کی جانب سے ستمبر میں سپریم کورٹ میں جمع کرائی گئی رپورٹ کے مطابق شہری علاقوں میں ماہانہ 5ہزار 824 اور اِسی طرح دیہاتی علاقوں میں 3ہزار 905 روپے کمانے والے 5افراد پر مشتمل خاندان کو غریب خاندان میں شمار کرنا ہوشیار اور چالاک بھارتیوں نے اپنی توہین جان کر اِنہیں امیر کنبہ تصور کیا ہے. جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے خاندان کسی بھی مہذب اور انصاب پر مبنی معاشرے میں غریب تصور کئے جاتے ہیں یہاں ہم یہ کہیں کہ موجودہ بھارتی حکمرانوں نے دنیا کے سامنے بھارت کا جھوٹا امیج برقرار رکھنے اور اِسے ایک امیر ترین ملک منوانے کے لئے اپنے یہاں غربت کے بڑھتے ہوئے گراف پر پردہ ڈالا ہے یوں اِن

کا یہ جھوٹ آخر کب تک چھپا رہ سکے گا...؟آخر کسی نہ کسی دن یہ دنیا کے سامنے آ ہی جائے گا کہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے دوسرے بڑے ملک بھارت میں امیری کا کیا عالم ہے اور غربت بھارت میں کس قدر آزادی سے پروان چڑھ رہی ہے.....؟ اور اِس کے ساتھ ہی دنیا کو یہ بھی پتہ چل ہی جائے گا کہ بھارت نے اپنی آبادی کے ایک بڑے حصے کو اپنے پڑوسی ملک پاکستان سے جنگی جنون میں مبتلا ہو جانے اور سامانِ جنگ کی زیادہ سے زیادہ خریداری کی ہوس میں پاکستان سے آگے نکل جانے کے چکر میں پڑ کر مجبور کر دیا ہے کہ وہ غربت کی لکیر سے بھی نیچے اپنی زندگی گزاریں اِس پر ہم معصوم اور بے کس و بے بس مجبور اور بھوک و افلاس میں مبتلا اپنے پڑوسی ملک بھارتی عوام سے صرف یہ کہیں گے کہ خدارا اپنی حالاتِ زندگی کو بدلنے اور دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے اپنے حکمرانوں کے سامنے اپنے بنیادی حقوق کے حصول اور اِن کے ذہنوں سے کشمیر کو اٹوٹ انگ سمجھے جانے والے خناس اور پاکستان سے جنگ کرنے اور اِسے زیر کرنے جیسے جنون کو نکالنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور اِن کو لگام دینے کی سعی کریں گے وہ اپنے جنگی جنون میں مبتلا رہنے اور سامان جنگ کی خریداری میں سالانہ اربوں، کھربوں ڈالرز غرق کرنے کے بجائے یہی رقم اپنے عوام پر خرچ کریں تو بھارتی عوام کے حالات زندگی بھی بہتر ہو سکتے ہیں اور بھارتی عوام بھی خطے کے دوسرے ممالک کے عوام کی طرح خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔بولو... بولو بھارتیوں یہی وقت ہے بولنے اور اپنے حقوق اپنے

غاصب حکمرانوں سے چھین لینے کا اور اِنہیں یہ بتانے کا کہ ہماری حالات زندگی پڑوسی ملک پاکستانی عوام سے بھی بدتر ہے ہمیں ہمارے حقوق صرف اُس ہی صورت میں تم دے سکتے ہو کہ جب تم اپنے ذہنوں سے پاکستان سے جنگ کرنے کا جنون نکال دو...بھارتیوں یہ بھی اپنے حکمرانوں کو باور کرادو کہ پاکستان مصالحت پسند ملک ضرور ہے مگر ایٹمی قوت ہونے کے ناطے یہ نہ تو اپنی حب الوطنی کے لحاظ سے اور نہ ہی جذبہ جہاد سے تم سے کسی بھی صورت میں کمزور نہیں ہے۔

تو بس اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے کہ جو کیفیت اور سوچ آج بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت کی ہے اِس سے مختلف کچھ ہمارے یہاں بھی نہیں ہے یعنی یہ کہ سرحد کے اِس پار اور اُس پار حکمرانوں کے جنگی جنون میں مبتلا رہنے کی سزا بیچاری عوام ہی بھگت رہی ہے کیونکہ دنوں ممالک (بھارت اور پاکستان) کے حکمرانوں نے اپنے یہاں دولت کی تقسیم کا جو طریقہ کار رائج کر رکھا ہے اِس سے بھی دونوں ممالک میں بیروزگاری اور غربت ہر ذرے پر اپنے جھنڈے گاڑ رہی ہے جس کے سائے میں اِن ممالک کے غریب عوام اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں اِس موقع پر ہم ویریرایلون کا ایک المیئے سے بھرپور قول بیان کریں گے وہ کہتا ہے کہ "برصغیر میں ہم غربت سے اِس قدر مانوس ہیں کہ اکثر بھول جاتے ہیں کہ یہ کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دن ایک خاندان ہمارے پاس روتا ہوا آیا کیونکہ اِن کی جھگی اور سارا اثاثہ آگ سے

تباہ ہوگیا تھا جب میں نے اُن سے پوچھا کہ اِنہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے کتنے روپے کی ضرورت ہے...؟ تو اُنھوں نے کہا: چار روپے.... ویریرا ایلون حیران ہوا اور پھر بولا... یہ ہے غربت" اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ اپنے ہی طور طریقوں، قدیم اور جدید روایات اور دساتیر میں مگن نسل در نسل کو غربت کا کلچر لوگوں کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے اِس سے نکلنے یا اِس کے تدارک کا سامان ہر قوم کو پہلے ہی کرنا چاہئے ورنہ تباہی اِن کا مقدر بن جاتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی ہم کہنا چاہیں گے کہ غربت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جسے آسانی سے ختم نہ کیا جاسکے بس اِس کو ختم کرنے کے لئے قوموں میں صبر و تحمل اور برداشت کے ساتھ ساتھ غربت کے باعث جنم لینے والے حالات سے مقابلہ کرنے کا جذبہ بھی ہونا چاہئے اَب اجازت چاہنے سے پہلے پاکستانی اور بھارتی حکمرانوں کے لئے یہ اشعار پیش خدمت ہیں جو اگر اِن کی سمجھ میں آگیا تو ٹھیک ورنہ.... دنوں ممالک کا خدا حافظ..... ہے

تو پہلے اپنے پاکستانی حکمرانوں کے لئے عرض ہے کہ

جب تلک بدلا نہیں جائے گا دستورِ چمن
یہ نہیں ممکن کہ بدلے باغبانوں کا مزاج
وسوسے مٹ جائیں گے سب رنجشیں مٹ جائیں گی
بندہ پرور کیجئے بیروزگاری کا علاج

اور بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور بھارتی افواج کے لئے یہ شعر حاضرِ خدمت ہے کہ

رہیں امن و محبت سے پڑوسی ملک آپس میں
یہ خواہش تم بھی رکھتے ہو یہ حسرت ہم بھی رکھتے ہیں
رکاوٹ ہے فقط کشمیر کا اِک مسئلہ ورنہ
تمھیں کیا رِزم آرائی سے نفرت ہم بھی رکھتے ہیں

شریف و شریر برادران کی دفاعِ استحکام پاکستان ریلی و جلسہ اور حکومتی عزم

کیا (ن) لیگ کی ریلی / جلسہ حکومت کے لئے نوشتہ ٔ دیوار ثابت ہوگا؟
حکومت کا اعلان شریف یا شریر برادران کی ریلی اور جلسے میں گوزرداری گو کے نعرے سے حکومت نہیں جائے گی....؟
جیساکہ پہلے ہی اپنے اختتام کی جانب تیزی سے بڑھتی ہوئی موجودہ جمہوری حکومت جس کی بدعنوانیوں ، مہنگائی، کرپشن اور لوڈشیڈنگ کے خلاف پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اپنی گوزرداری گو... دفاعِ استحکام پاکستان ریلی جو ناصر باغ سے بھاٹی چوک تک نکالی اِسے دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ کیا یہ ریلی جن مقاصد کے لئے نکالی گئی ہے یہ اُن میں کتنی کامیاب ہوپائی گئی...؟؟اِس موقع پر کہنے والوں نے کہا تھا یہ تو بعد ہی میں پتہ چلے گا کہ اِس کے کیا نتائج نکلتے ہیں...؟؟ اور اِس سے حکومت کے پیر اُکھڑتے ہیں یا جمتے ہیں...؟؟ مگر اِس ریلی نے بعد میں جو ایک بڑے جلسے کی صورت اختیار کی تو کہنے والوں نے یہ بھی کہا کہ وہ حکومتی ایوانوں میں ہلچل مچا دینے کے لئے کافی ہے۔اور کیا (ن) لیگ کی ریلی اور جلسہ حکومت کے لئے واقعی نوشتہ ٔ دیوار ثابت ہوں گے...؟

جبکہ دوسری جانب یہ ایک الگ بات رہی ہے کہ اِس جلسے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اپنے خطاب میں جس انداز سے صدر زرداری اور موجودہ جمہوری حکومت کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرکے لاہور کے عوام کو اپنا گرویدہ بنانے اور آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں کم از کم پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے اپنی سیٹ پکی کرنے کی غرض سے جو تقریر کی وہ اِن کے سیاسی قد کو تو کسی حد تک اُونچا کرنے میں معاون ومددگار ثابت ہوسکتی ہے مگر یہاں ہم یہ بات اپنے پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اِن کی اِس قسم کی تقریر سے نہ تو حکومت ہی گر سکے گی اور نہ ہی صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی شخصیت پر کوئی آنچ آسکتی ہے کیونکہ پاکستان اور بالخصوص لاہور کے عوام یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ صدر زرداری نے امریکا اور اِسی طرح امریکا نے صدر کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑرکھا ہے کوئی صدر کا اور اِن کی جمہوری حکومت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ یوں تو ویسے بھی اَب ن لیگ یا کسی حکومت مخالف کی جانب سے ایسے جلسوں اور ریلیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ اِن سے اَب حکومت ختم ہوجائے گی اور صدر زرداری اپنا اقتدار چھوڑ دیں گے ۔اِس لئے کہ صدر زرداری اور حکومت کو بھی آقا امریکا کی مکمل آشیرباد حاصل ہے۔اور حکومت اِس بات پر بھی قائم ہے کہ اِس نے کچھ نہ کرکے بھی عوام کی خدمات اِس کی توقعات سے بڑھ کر کی ہے اور ساتھ ہی حکومت اِس بات پر بھی خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ اِس پر بدعنوانی، کرپشن، مہنگائی اور لوڈشیڈنگ جیسے گھناؤنے

الزامات لگانان لیگ کا پھنڈاپن ہے اِس کا کام ہی حکومت کے اچھے اقدامات کو تنقید کا نشانہ بنانارہ گیاہے جس کے لئے یہ کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی حکومتی اراکین یہ بھی اعلان کرتے اور کہتے ہوئے نظر آرہے ہیں کہ شریف یاشریر،برادران کی ریلی اور جلسے میں گوزرداری گوکے نعرے سے حکومت نہیں جائے گی۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ایک بات رجو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر یہی ناٹک ن لیگ جو آج کررہی ہے اِس قسم کی ناٹک بازی ن لیگ کو تین سال پہلے ہی کردینا چاہئے تھی جب حکومت اور صدر زرداری کی نااہلی کے لچھن سامنے آنی شروع ہوگئے تھے اَب ساڑھے تین سال بعد ن لیگ کو کیوں حکومت اور صدر زدراری میں اعتراضات اور عیب نظر آنے شروع ہوگئے ہیں اور اَب شہباز شریف اپنی تقریر میں دھمکی آمیز لہجے میں یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ "پاکستان اِس لئے ترقی نہیں کررہاہے کہ ایک منحوس شخص اقتدار میں ہے اور صدر زرداری اقتدار چھوڑ کر عوام میں آئیں ورنہ عوام اِنہیں بھاٹی چوک پر اُلٹالٹکادیں گے" ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ شہباز شریف کے یہ الفاظ اِن کے پاگل پن اور اُس نااُمیدی کی دلیل ہیں جس نے اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کو احساس کمتری اور محرومی سے دوچار کررکھاہے جس کی وجہ سے اِن کی جماعت کاہر رکن زرداری فوبیااور حکومت مخالف ذہنی کیفیت میں مبتلا ہوگیاہے

ہمارامشورہ یہ ہے

کہ ن لیگ کے سر براہ سے لے کر ایک ادنی سے کارکن تک کو اپنی ذہنی کیفیت کا احاطہ کرتے ہوئے کسی ماہر نفسیات سے فوری طور پر رجوع کرکے اِنہیں اپنے فیصلوں پر یقیناً ٹھنڈے دل سے نظرثانی کرتے ہوئے حکومت اورزرداری مخالف سرگرمیوں سے خود کو بچانا ہوگا ورنہ اِنھوں نے خود کو زرداری فوبیااور حکومت مخالف نظریات اور کیفیات سے اپنی ذہنی سوچوں کو نہ بدلااور اِس پاگل پن کی کیفیت سے چھٹکارہ حاصل نہ کیا تو ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام ن لیگ کے اچھے اور سلجھے ہوئے سیاست دانوں سے محروم ہوجائیں گے ۔اِس لئے بھی ن لیگ والے اپنے دماغ سے صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی شخصیت میں عیب تلاش کرنے اور حکومتی اقدامات اور امورِ مملکت پر اعتراضات اٹھانے سے بھی اجتناب برتیں تواِن کے ہی حق میں بہتر ہوگا کیوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) والے اپنی تمام سیاسی صلاحیتوں کو اِن کاموں میں لگا کر نہ صرف اپنی صلاحتیوں کا ستیاناس کررہے ہیں بلکہ ملک اور قوم کو اپنے وجود سے نقصان پہنچانے کا کام بھی کر رہے ہیں جس سے اِن کی کارکردگی کا گراف عوام الناس میں تیزی سے گرتا جارہاہے جبکہ ن لیگ جن کے عیبوں کی تلاش میں اپنی صلاحتیوں کو زنگ آلود کررہی ہے وہ ایک مظلوم صدر بن کر عوام میں اپنا گراف بڑھاتے جارہے ہیں جس کا ن لیگ کو کوئی احساس نہیں ہے کہ وہ صدر زرداری کی شخصیت میں سو سو عیب تلاش کرکے اِن کا وقار عوام میں بلند کرنے کا احسن کام کررہی ہے ۔

بہرحال ہم بحث کو سمیٹتے ہوئے عرض کریں گے کے جیساکہ دنیاکا دانشور طبقہ اِس بات پرماضی میں بھی پوری طرح سے متفق تھا، حال میں بھی ہے اور مستقبل میں بھی رہے گا کہ دنیاکے کسی بھی معاملے میں تنقید کرنے والے کے لئے پوراعلم ضروری ہے اور نکتہ چینی کے لئے پوری جہالت جبکہ اہلِ دانش یہ بات بھی خوب جانتے ہیں کہ اِنسانی اعتراضات کی کوئی انتہانہیں ہوتی اور عیب جوئی سے آسان کام کوئی نہیں ہوتا کیونکہ اِس کے لئے نہ تو کسی حکمت، کسی ذہانت اور نہ ہی کسی مثبت و تعمیری کردار کی ضرورت ہوتی ہے اور یوں جو کسی شخص کے عیبوں کی تلاش میں دن رات اپنے آپ کو متحرک کردے تو اِسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے جیسے اِن دنوں ساڑھے تین سال تک جیسے تیسے حکومت کے ساتھ کبھی تیزاور کبھی آہستہ مگر مساوی چلنے والی پاکستان مسلم لیگ ن) کو اَب ہوش آیا ہے اوراِس نے اَب موجودہ برسرِاقتدار جماعت پاکستان) پیپلزپارٹی کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگاکراِس پر اعتراضات شروع کردیئے ہیں تو وہیں صدرِمملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی شخصیت میں بھی سو سو عیب تلاش کرڈالے ہیں جنہیں عوام میں بھرپور طریقے روشناس کرانے کے لئے اِس نے سب سے پہلے لاہور کے ناصر باغ سے بھاٹی چوک تک دفاعِ پاکستان ریلی نکالنے اور پھر اختتام ریلی پر عوامی سروں کے ٹھاٹھیں مارتے سروں کے سمندر کے ساتھ ایک پُرتپاک جلسے کا بھی اہتمام کیا جس سے ایک کے بعد دیگرے پاکستان مسلم

لیگ (ن) کے نیچے سے اُوپر تک کے رہنماؤں نے اسٹیج پر آ کر الیکٹرونک مائک کے سامنے موجودہ حکومت کے خلاف اپنے سینوں میں اُبلتے، دھکتے اور پگھلتے لاوے کو اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر اور چیخ چیخ کر عوام کے سامنے اُگلا اور جب یہ اپنے دل کو ہلکا کرکے اپنے سینوں کو ٹھنڈے کرنے کے بعد اسٹیج پر سجی کرسیوں پر بیٹھتے گئے تو سب سے آخر میں ملک کے سابق وزیراعظم اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کے چھوٹے بھائی وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف جو صدرِ جلسہ بھی تھے تو جانِ جلسہ بھی جب یہ اپنی باری پر تقریر کرنے آئے تو جلسہ گاہ میں حاضرین جلسہ کی سیکورٹی پر
موجود سرکاری اہل کار جن کی تعداد ڈھائی ہزار یا اِس بھی سے شاید زائد بتائی جاتی ہے اُن سمیت لاہور کے بیشتر حکومتی اداروں کے ملازمین جن کی تعداد بھی ہزاروں میں بتائی جاتی ہے وہ بھی وزیراعلیٰ کے کسی دباؤ یا بظاہر اِن کی خوشنودی کے خاطر جلسہ گاہ میں موجود رہے ہوں اُنھوں نے باآوازِ بلند گو زرداری گو۔۔۔کے اسٹیج سے لگائے جانے والے ایسے کسی نعرے کا جواب دینے سے قطعاً اجتناب برتا جو صدر اور حکومت کے خلاف تھے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ برسرِ اقتدار صدر اور حکومت کو رخصتی پر جانے میں بشمکل صرف دو ایک سال ہی باقی رہ گئے ہیں اِیسے میں اَب ن لیگ کو حکومت مخالف ریلی نکالنے کا بخار چڑھا ہے اگر یہی بخار پہلے چڑھتا تو ممکن ہے کہ اِسے اِس کے کچھ اچھے نتائج ملتے مگر اِب جبکہ حکومت جو اپنے پیر گھستے اختتام کی جانب تیزی سے رواں دواں ہے اور خود ختم ہونے والی ہے تو پھر

ن لیگ کو یہ ڈرامے بازی نہیں کرنی چاہئے تھی جس سے عوام میں یہ گمان پیدا ہوا ہے

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے کہ

ارضِ وطن سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے آج
ہر درد مند دل میں یہی اِضطراب ہے
وہ حزبِ اختلاف ہو کہ حزبِ اقتدار
سچ پوچھئے تو دونوں کی نیت خراب ہے

اوراس کے ساتھ ہی آج عوام یہ بھی سوچنے پر مجبور ہیں کہ

لڑتے ہیں آج منصب و کُرسی کے واسطے
مٹتے تھے کل جو جادۂ عشقِ جہاد میں
قوم و وطن کا آج کسی کو نہیں خیال
ڈوبی ہوئی ہے قوم سیاسی مفاد میں

لو بھئی شہباز شریف کا "شیر یا ببر شیر" ہونے سے انکار

لو بھئی شہباز شریف کا "شیر یا ببر شیر" ہونے سے انکار جبکہ کاغذی شیر پر خاموشی..
رحمٰن ملک کا الطاف حُسین کو "ضامنِ جمہوریت" کا خطاب اور "ن لیگ" کی بوکھلاہٹ
پاکستان مسلم لیگ (ن) والوں نے سیاسی پچ پر پہلے کھیل کر ملک میں جس ریلی واحتجاجی ٹورنامنٹ کا ابتداء کیا تھا وہ اِن سطور کے تحریر کرنے تک جاری ہے اور آج بھی ملک کے دو بڑے شہروں کراچی اور لاہور میں دو معروف سیاسی جماعتوں ایم کیوایم اور تحریک انصاف پاکستان کا حکومتی حمایت اور مخالفت میں دوریلیوں کے میچز شروع ہوچکے ہیں اور دو جماعتوں کے کارکنان یعنی سیاسی لکھاری اور اِن کے کپتان سربراہان اپنے اپنے لکھاریوں اور حمایتوں کے ساتھ اپنے اپنے سجے اسٹیجوں پر اپنی تمام تر سیاسی صلاحیتوں اور حوصلے کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور اپنے اپنے انداز سے حکومت حمایت اور مخالفت میں بول رہے ہیں ۔یوں جنہیں دیکھ کر ایک طرف ایسا لگتا ہے کہ جیسے پاکستان مسلم لیگ (ن) نے جس بھونڈے پن سے اپنی سیاسی ریلی واحتجاجی ٹورنامنٹ کو شروع کیا تھا اِس کے اِس سلسلے میں سیاسی جماعتوں کی جانب سے روزآفزوں اضافہ ہوتا جائے گا اور ایک وقت ایسا بھی آجائے گا کہ جب سیاسی جماعتوں کی ریلیوں اور احتجاجی

مظاہروں کا انجام پُر تشدد مظاہروں اور تصادم پر ہی آکر اختتام کو پہنچے گا۔البتہ یہ حقیقت ہے کہ ریلی ٹورنامنٹ کی میزبان جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما مسٹر شہباز شریف نے گزشتہ دنوں اپنی ریلی اور بعد میں ناصر باغ کے جلسے میں صدر مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی ذاتیات پر جس انداز سے کیچڑ اُچھالا اور حکومت کی تین ،ساڑھے تین سالہ کارکردگی پر جو بک بک کی اِس کے جواب میں ملکی اور عالمی میڈیا پر ن لیگ اور شہباز شریف کو اَب جن تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اِس کا احساس کرتے ہوئے ن لیگ کے ایک اہم کرتادھرتا رہنما چوہدری نثار علی خان کا کہنا ہے کہ ہمارا ہدف صدر زرداری یا حکومت نہیں بلکہ حکومت کی ناقص پالیسیاں ہیں"اِس موقع" پر ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر نثار علی خان واقعی سچ فرمارہے ہیں تو اِنہیں اپنی جماعت کے سربراہان بشمول نواز و شہباز سمیت اپنی پارٹی کے کارکنان کو بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھانی چاہئے کہ "صدر زرداری اور حکومت کو عوامی ریلیوں اور جلسوں میں ہدف تنقید بنانے کے بجائے اِنکی خامیوں پر ایوان میں بحث کی جائے کیوں کہ ایوان حزبِ اختلاف اور اقتدار دونوں ہی کے لئے ہر معاملے کو سلجھانے کے لئے مناسب پلیٹ فارم ہوتا ہے جو اِسی کاموں کے لئے ہے"۔جبکہ اُدھر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور ملک کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کے چھوٹے بھائی اور موجودہ روزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہیں جنھیں شیر پنجاب و پاکستان کا خطاب حاصل ہے اِن دونوں میں سے تو میاں شہباز شریف

نے گزشتہ دنوں ملتان روڈ کے افتتاح کے بعد میڈیا سے گفتگو کے دوران ایک صحافی کے سوال پر واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ "میں شیر ہوں نہ ببر شیر پتہ نہیں کیوں لوگ ہمیں شیر کہتے ہیں بھائی کا تو کچھ معلوم نہیں وہ شیر ہیں یا نہیں مگر میں اپنے متعلق صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ میں تو خادم اعلیٰ ہوں مگراس کے ساتھ ہی اُنہوں نے زوردے کر یہ بھی کہا کہ اگر میں شیر ہوتا تو "بکری" کو کھا جاتا.... یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر متحدہ قومی موومنٹ پاکستان ناصر باغ کے جلسے کے جواب میں کراچی میں صدر اور جمہوری حکومت کی حمایت میں اپنی بھرپور ریلی کے بعد جلسے کا اہتمام نہ کرتی تو ممکن ہے کہ شہباز شریف صحافی کو درج بالا جواب اِس طرح نہیں دیتے اور خود کو حقیقی نہیں تو کم ازکم کاغذی شیر تو ضرور تصور کرتے مگراَب چوں کہ اِنہوں نے خود یہ تسلیم کرلیاہے کہ یہ نہ تو شیر ہیں اور نہ ہی ببر شیر ہیں" لہٰذاَب ہم اپنی صحافی برادری سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ وہ اَب اِنہیں اپنی خبروں ، تجزیوں اور تبصروں میں بھی اِنہیں شیریا ببر شیر کے خطاب سے مخاطب کرنے سے اجتناب برتیں جبکہ شہباز شریف یہ واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ اِن میں شیر اور ببر شیر والی ایسی کوئی بھی خاصیت نہیں ہے جس کی وجہ سے اِنہیں شیر یا ببر شیر کے القابات سے نوازہ جائے تو پھر عوام پر بھی یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ بھی اَب اِنہیں شیریا ببر شیر کہہ کر شیریا ببر شیر کی توہین تو نہ کریں ۔ جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں یہ امر قابلِ ذکراور

حوصلہ افزا ہے کہ ایم کیو ایم نے (ن لیگ کی ریلی اور جلسے میں صدرِ مملکت عزت مآب جنابِ محترم آصف علی زرداری اور حکومت کی کارکردگی کے خلاف جو زبان استعمال کی) اِس کے برعکس صدر زرداری کی حمایت اور ڈاواں ڈول ہوتی جمہوریت کے استحکام کے لئے اپنی فقیدالمثال "استحکام جمہوریت ریلی "کا اہتمام کرکے ملکی تاریخ میں سُنہرے لفظوں میں یہ بات رقم کردی ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان، ہی ملک کی وہ واحد جماعت ہے جس نے جمہور اور جمہوری روایات کی پاسداری کے خاطر ہر جمہوری حکومت کے خلاف اِس کے دشمنوں کی جانب سے پیدا کردہ درگوں ہوتے حالات میں اِس کا ہر کڑے وقت میں ساتھ دیا ہے اوراِس کی کمزور ہوتی کمر کو سہارا دے کر مضبوط کیا ہے جیسے گزشتہ دنوں ن لیگ کی ریلی اور جلسے کے بعد موجودہ جمہوری حکومت اور صدر زرداری کے لئے مشکلات پیدا ہوگئیں تھیں ایسے میں صرف ایم کیو ایم ہی وہ واحد جماعت ثابت ہوئی جس نے اپنی استحکام جمہوریت ریلی کا انعقاد کرکے دنیا کو یہ بتادیا کہ ایم کیو ایم ملک میں جمہوراور جمہوری روایات کی پاسداری اور جمہوری صدر زرداری کے لئے وہ سب کچھ کرسکتی ہے جس کا ملک کا آئین وقانون اور اخلاق اقدار اجازت دیتے ہیں اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ یہ متحدہ کے قائد الطاف حُسین کی یہی تو وہ قابلِ تعریف بات ہے جس کا اعتراف کرتے ہوئے وفاقی وزیرداخلہ مسٹر رحمٰن ملک نے بھی متحدہ کے قائد الطاف حُسین کو "ضامنِ جمہوریت "کا خطاب دے کر فرمادیا ہے کہ جب بھی ملک میں جمہوریت کے خلاف اپوزیشن سمیت کسی نے بھی سازشیں کی

ہیں تو متحدہ کے قائد محترم المقام جناب الطاف حُسین نے آگے بڑھ کر جمہوریت کی بات کی اور جمہوریت کو استحکام بخشنے کے لئے اپنے تن من دھن سے اپنا فریضہ ادا کیا ہے جس کے لئے متحدہ کے قائد مبارکباد کے مستحق ہیں اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ ایم کیو ایم کی فقید المثال ریلی سے ن لیگ کا حکومت مخالف اور صدر زرداری کی رسوائی کا بھوت اور 105 فارن ہائٹ تک کا چڑھا بخار بھی ترنت اتر گیا ہوگا۔ (ختم شد)

پاکستان کچھ بھی کرلے مگر بھارت اپنی خصلت نہیں بدل سکتا

پہلے بھارت کا پاکستان کو پھر پاکستان کا بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کا فیصلہ

پاکستان بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دے سکتا ہے تو پھر اسرائیل سے متعلق....

موجودہ عوامی اور جمہوری حکومت نے تین ، ساڑھے تین سالوں میں سوائے چندایک کے جتنے بھی کام کئے ہیں سب کے سب اپنی نوعیت کے اعتبار سے انوکھے ہیں جن کے فوائدبراہ راست تو عوام تک نہیں پہنچ سکے ہیں مگران کے نقصانات کی زد میں عوام فوراََ سے بیشتر آ گئے ہیں جن کی ایک ، دومثالیں ہوتیں تو پیش کی جاتیں مگر یہاں تو مثالوں کے پہاڑ وں کی ایسی لمبی چوڑی لائین موجود ہے اگر ہم اِنہیں یہاں بیان کرنے بیٹھ جائیں تو یہ سلسلہ ختم ہی نہ ہو مگر سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم آپ سے بس یہی کہیں کہ جو مثال آپ کو یاد ہو اِس کو دُہرا کر آپ خود اندازہ کرلیجئے کہ موجودہ حکومت نے کیا کیا کام کس انداز سے کئے ہیں کہ اِس کی تعریف نہیں کی جاسکتی ہے اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ جیسے گزشتہ دنوں وفاقی کابینہ کا ہونے والا وہ اجلاس جو وزیراعظم یوسف رضاگیلانی کی زیر صدارت منعقد ہواجس میں بھارت کے ساتھ تجارتی روابط بڑھانے اور دیگر معاملات کے حوالے سے اِسے پسندیدہ ملک قرار دینے کی منظوری

دی گئی اِس حکومتی فیصلے سے مہنگائی، کرپشن اور بنیادی سہولتوں سے عاری پاکستانی عوام کو کیافائدہ ہوگااِس کا توکچھ پتہ نہیں مگر یہاں ہم یہ بتاتے چلیں کہ بھارت اپنے عوام کو براہ راست فائدے پہنچانے کے خاطر پاکستان کو تجارتی اعتبار سے پہلے ہی پسندیدہ ملک قرار دے چکاہے اوراَبحکومت پاکستان نے بھی یہ فیصلہ کسی بیرونی طاقت کے دباؤ میں آئے بغیر خطے میں دائمی امن اور استحکام کے جذبوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے عوام کو پہنچائے جانے والے فوائد سے زیادہ اپنے سیاسی مفادات کے خاطر بھارت کو بھی پسندیدہ ملک قرار دے دیاہے تاکہ بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں، عوام اور تاجر برادری میں کسی حدتک پاکستان مخالف پایا جانے والا نفرت کا جذبہ کم کیاجاسکے اور بھارتی افواج پر چڑھا جنگی جنون بھی ختم ہوسکے ہم سمجھتے ہیں کہ حکمرانِ پاکستان نے تو بھارت کی ہر غلطی اور خطا کو درگزر سے کام لیتے ہوئے اِس کی پاکستان کو پسندیدہ ملک قراردینے کی صرف ایک اچھی پیشکش کے جواب میں اِسے بھی خطے کا ایک پسندیدہ ملک اِس لئے قراردے دیاہے کہ اِن کے اِس عمل سے جہاں اِنہیں کچھ سیاسی اور معاشی فائدے حاصل ہوں گے تو وہیں بھارتیوں میں بھی اپنائیت کا جذبہ بیدار ہوگاتو ساتھ ہی ہمیں بھی اپنے دلوں میں بھارتیوں کے لئے نیک جذبات کو پروان چڑھائے کا موقع ملے گااوراِس کے ساتھ ہی اپنے اِس فیصلے پر حکومت پاکستان بھارتی حکمرانوں سے بھی پُرامید ہے کہ وہ بھی ہمارے اِس فیصلے کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور ہماری طرح دوقدم آگے بڑھ

کر ہمارے اِس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے خطے میں امن وامان کے استحکام اور دونوں ممالک (پاک بھارت) کے درمیان سیاسی، اخلاقی، معاشی واقتصادی، ثقافتی وتجارتی اور دیگر معاملات میں روابط کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں بھی اپنا اپنا مثبت اور تعمیری کام کریں گے جس کے لئے حکومت پاکستان نے پہل کرتے ہوئے اپنے قومی واقتصادی بالخصوص اسٹرٹیجک مفادات بشمول کشمیر کے معاملے پر اصولی موقف کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بھارت کے ساتھ تجارتی حجم 2 ارب 60 کروڑ ڈالر سے بڑھا کر 6 ارب ڈالر کرنے کا فیصلہ کرکے بھارت کو قریب کرنے اور ہاتھ ملا کر شانہ بشانہ چلنے کی زبردست پیشکش کردی ہے اِس کے جواب میں اَب دیکھنا یہ ہے کہ بھارتی حکمران، سیاست دان، اپوزیشن لیڈر، انتہاپسندی ہندوٴ تنظیم کے رہنما بال ٹھاکرے، بھارتی افواج، ایک ارب بیس کروڑ بھارتی عوام اور تاجر برادری پاکستان کے اِس خیر مقدمی اقدام کا کیا جواب دیتے ہیں....؟ اِبھی ہم اپنے اِس سوال کے جواب میں گم ہی تھے کہ ایک خبر نے ہمارے اِس سوال کا تفصیلی جواب کچھ اِس طرح دے دیا کہ ہم یہ سوچتے رہ گئے کہ پاکستان بھارت کے لئے کچھ بھی کرڈالے مگر بھارتیوں کی خصلت کبھی نہیں بدلے گی اِس کا اندازہ ہمیں تب ہوا جب ایک برطانوی عدالت سے کرکٹ کرپشن اسکینڈل میں تین پاکستانی کھلاڑیوں سلمان بٹ، محمد آصف اور محمد عامر کو دی جانے والی سزا کو بنیاد بنا کر برطانوی میڈیا کی طرح بھارتی میڈیا نے بھی پاکستان کے خلاف اپنی بھرپور شرانگیز پروپیگنڈا مہم کچھ اِس طرح سے شروع کردی کہ ایسا لگا کہ

شائد بھارت یہ بھول گیا کہ ابھی ایک روز قبل ہی تو پاکستان نے اِسے پسندیدہ ملک قرار دیا تھا اور یہ بھارت ہے کہ اِس نے .برطانوی عدالت سے پاکستانی کرکٹرز کو سزائیں سُنائے جانے کے بعد .برطانوی میڈیا کی طرح اپنے یہاں بھی اِس خبر کو سنسنی خیز بنا کر اِسے یوں .بریکنگ نیوز کے طور پر جاری کیا کہ جیسے بھارتی میڈیا پہلے سے ہی اِس انتظار میں تھا کہ جیسے ہی پاکستانی کرکٹرز کے خلاف اِس کی توقعات اور مرضی کے مطابق فیصلہ سامنے آئے تو یہ پاکستان اور پاکستانی کرکٹرز کے خلاف اپنی منفی اور من گھڑت پروپیگنڈا مہم ایک .برطانوی میڈیا ہی کے طرز کی نہیں بلکہ اِس معاملے کو ساری دنیا کے میڈیا سے ہٹ کر انتہائی جدید اور منفرد انداز سے کچھ یوں پیش کرے گا کہ ہر طرف بھارت اور ہندوستانی میڈیا کی واہ واہ ہوجائے گی جس کے لئے ہندوستانی میڈیا نے ایک لمحہ ضایئع کئے بغیر پاکستان اور پاکستانی کرکٹرز کے خلاف ساری دنیا میں اپنی ایک ایسی میڈیا مہم شروع کی کہ دنیا .برطانوی میڈیا کو تو بھول گئی مگر بھارتی میڈیا کو اِسے یاد رہا کیوں کہ اِس معاملے میں ہندوستانی میڈیا نے تینوں پاکستانی کھلاڑیوں کی سزاؤں کو بنیاد بنا کر پاکستان کے خلاف کھلم کھلا ایسی شرانگیز جملے بازی کی جس میں صرف اور صرف پاکستان اور پاکستانی کھلاڑیوں کی تضحیک کا عنصر غالب رہا جس کی وجہ سے دنیا ہندوستانی میڈیا کو فوقیت دینے لگی اِس منظر اور پس منظر میں یہ بات اَب واضح ہوجاتی ہے کہ پاکستان بھارت سے متعلق خواہ کتنا ہی نرم گوشہ کیوں نہ رکھ لے مگر بھارت

اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے پاکستان سے کسی بھی معاملے میں کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہے اِس کی مثال آپ نے دیکھ لی کہ بھارت کو جہاں پاکستان کو بدنام کرنے اور اِس کے وقار کو مجروح کرنے کا کوئی موقع ملا اِس نے بڑھ چڑھ کر اِس میں اپنا حصہ ڈالا اور پاکستان کو بدنام کیا یہ بات شائد ہمارے سیاسی اور ذاتی مفادپرستی کے کیچڑ میں لت پت رہنے والے ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اُن دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں اُس وقت تو نہ ہو جنہوں نے بھارت کو تجارت اور دیگر معاملات کے حوالے سے پسندیدہ ملک قرار دیا ہے۔

جبکہ اُدھر بھارتی حکمران، سیاستدان، افواج کے سربراہان اور ہندوستانی عوام یہ بات خوب جانتے تھے کہ جب اُنہوں نے پہلے پاکستان کو پسندیدہ ملک قرار دیا تھا تو اِنہوں نے ساتھ ہی ساتھ اپنے مفادات اور اپنی خصلت اور جبلت کا بھی تحفظ کر لیا تھا اور اِنہیں اِس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ آج نہیں تو کبھی نہ کبھی پاکستان بھی اِنہیں اِسی طرح پسندیدہ ملک قرار دے ہی دے گا جس طرح اُنہوں نے اِسے پہلے پسندیدہ ملک قرار دیا تھا۔اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت کی پاکستان سے متعلق چلی جانے والی ہر چال اور ہر اٹھتے قدم کے پیچھے پہلے ہندوستانیوں کے اپنے مفادات مقدم ہوتے ہیں پھر اِنہیں امریکیوں کی طرح کوئی اور نظر آتا ہے اِس بار بھی ہندوستانیوں نے جب پہلے پاکستان کو پسندیدہ ملک قرار دیا تھا تو اِس میں بھی ہندوستانیوں کے

اپنے عظیم سے عظیم تر مفادات پوشیدہ تھے جن کو اَب یہ کھل کر حاصل کرلیں گے اور ہمارے حصے میں وہی لولی پاپ یا اِس کی ڈنڈی ہی آئے گی جسے دیکھ کر ہم روتے رہیں گے کہ اِس کا کیا کریں.....؟؟یا کیا نہ کریں....؟؟

جبکہ ہمارا پڑوسی اور ازلی دشمن ملک ہندوستان جو ہم سے ماضی میں کئی جنگیں لڑ چکا ہے اور اَب بھی جنگی جنون میں مبتلا رہنے کی وجہ سے اِسی تاک میں لگا رہتا ہے کہ کوئی موقع اِس کے ہاتھ آئے تو یہ پاکستان پر چڑھ دوڑے اور اِسے نیست و نابود کرڈالے مگر ہمارے جذبہ جہاد اور ملی یکجہتی اور اتحاد و یگانگت کے رنگ و بو کی وجہ سے اِس میں ہمت نہیں ہوتی کہ یہ کوئی جارحانہ قدم اٹھائے اور اِس کے ساتھ ہی اِسے ہماری ایٹمی طاقت ہونے کا احساس بھی اِس کے حوصلے پست کردیتا ہے اگر ہم میں یہ ساری خصوصیات نہ ہوتیں تو یہ کب کا ہمیں کسی تر نوالے کی طرح ہضم کرچکا ہوتا.... ایسے میں ہم نے پھر بھی اِسے پسندیدہ ملک قرار دے اہے تو پھر ہم اِس موقع پر اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں، اپوزیشن کے لیڈروں، افواج پاک کے سربراہان، مذہبی رہنماؤں اور عوام کو بھی اپنا ایک یہ مشورہ ضرور دینا چاہیں گے کہ اسرائیل جس کا قصور یہی ہے کہ اِس نے ہمارے فلسطینی بھائیوں کو نصف صدی سے بھی زائد عرصے سے اپنے طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہوا ہے اور اِن کے علاقوں پر قبضے کرکے یہاں اپنی ناجائز آبادیاں بسائی ہوئیں ہیں اور اِنہیں بے دردی سے قتل

کر رہا ہے اوراِس کی غنڈہ گردی کے پیچھے بدمعاشِ اعظم امریکا کا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے یہ ہمارے فلسطینی بھائیوں پر اپنے مظالم کے پہاڑ ڈھا رہا ہے اِس کے اِن ہی کرتوتوں اور گناہوں کی وجہ سے ہی توہم اِس کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں اوراِس سے ہر طرح کے رابطے منقطع کئے ہوئے ہیں جبکہ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے اِس نے بھارت کی طرح ہم سے براہ راست کوئی جنگ بھی نہیں کی ہے اور نہ ہی اِس نے بھارت کی طرح ہم (پاکستان) کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا ہے مگراِس کے باوجود بھی ہم نے اِس کی جانب سے اپنے یہاں 2005 میں آنے والے زلزلے کے متاثرین کی مدد کے لئے بھیجے جانے والے امدادی سامان کو قبول کیا اور نہ ہی اِس کے کسی خیر سگالی کے جذبے کا اچھے انداز سے کوئی جواب دیا اِس صورت حال میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ جب ہم مسلسل اپنے حریف ملک بھارت کی جانب سے براہ راست معاشی واقتصادی، سیاسی اور اخلاقی طورپر پہنچائے جانے والے نقصانات کو بھلا کراِسے پسندیدہ ملک قرار دے سکتے ہیں تو پھر اسرائیل سے متعلق بھی کچھ سوچنا ہوگا تاکہ ہمارے کسی عمل سے اسرائیل کو ندامت ہو اور وہ اِسی بناپر ہمارے فلسطینی بھائیوں پر رحم کھاجائے اور اسرائیل اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے انہیں آزادی دے کر دنیا کی تاریخ میں اپنی کوئی اچھی مثال قائم کرجائے۔ مگران تمام باتوں کے باوجود بھی ہم یہی کہیں گے کہ بھارت چاہئے ہم کو پسندیدہ ملک قرار کرنے میں پہل کرتا تو کرتا ہمیں بھارت کو کسی بھی حالات میں اِس انداز سے پسندیدہ ملک قرار نہیں

دینا چاہئے تھا جس طرح ہم نے اِسے بیٹھے بیٹھائے پسندیدہ ملک قرار دے کر اِس کی شان و شوکت خطے میں خود ہی پہلے سے زیادہ بڑھادی ہے۔اَب تو یہ سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کا ہے کہ وہ اپنے اِس فیصلے کے بعد بھارت سے ملک اور قوم کے بہتر مفادات کے حصول میں کہاں تک کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔اور کہاں تک اِنہیں ناکامیاں ہوتی ہیں.....؟؟

اور اَب آخر میں ہم اپنے آج کے موضوع سے ہٹ کر چلتے چلتے اِس حوصلہ افزا خبر کا بھی ضرور تذکرہ کرنا چاہیں گے جس سے کم از کم ہمیں تو یہ اُمید ہو چلی ہے کہ یہ حکومت جو اَب اپنے اختتام کی جانب تیزی سے رواں دواں ہے اِس نے اپنی مدت پوری کرنے سے پہلے تو کوئی ایک اچھا کام کیا ہے جس سے متعلق ہمارے وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے بڑے پُرتپاک انداز سے اپنا سینہ چوڑا اور گردن تان کر باآوازِ بلند شائد پہلی بار اِس بات کا دوٹوک الفاظ میں ملکی اور عالمی میڈیاکے سامنے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ اَب پاکستان معاشی طور پر ایک مستحکم ملک ہوگیا ہے اِسے کسی بھی صورت میں ادائیگیوں کے توازن کو بہتر بنانے کے لئے آئی ایم ایف سے مزید قرضہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اِس لئے کہ آئی ایم ایف کے ساتھ پروگرام مکمل ہوچکا ہے اور اَب صرف آئی ایم ایف سے آرٹیکل 4 کے تحت مشاورت ہو رہی ہے جس کے لئے ہم نے کُھلی طور پر یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ اصلاحات کا عمل ہمیشہ جاری رہنا چاہئے اور پاکستان خود ہی وہ

اصلاحات لائیگا جو ملکی مفاد میں ہوں گی اور ہم ملک کو معاشی طور پر مزید مستحکم کریں گے ایسے ہیں ہم یہی کہیں گے کہ جب ہمارا ملک معاشی طور پر مستحکم ہو چکا ہے تو پھر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کی کیا....؟ اور کیوں ضرورت پیش آ گئی تھی....؟؟

الطاف وعمران بھائی! پلیز ذرا پھونک پھونک کر

الطاف حُسین اور عمران خان بیمار قوم کے مسیحا ثابت ہو سکتے ہیں بشرطیکہ.....!!
کیا قوم آئندہ انتخابات میں اقتدار متحدہ قومی موومنٹ اور تحریک انصاف کو سونپنے کی خواہشمند.....؟؟

ہماری قوم جو گزشتہ نصف صدی سے بھی زائد عرصے سے آزاد ہونے کے باوجود بھی ذہنی و جسمانی طور پر آج بھی آزاد نہیں ہو سکی ہے اِس کی سوچوں اور حرکات وسکنات پر اس کے اپنے اور پرائے آقاؤں کا اُسی طرح کا کڑا پہرا ہے جس طرح ماضی میں آقا اپنے غلاموں پر لگایا کرتے تھے یعنی یہ کہ نہ اِس کا قلم آزاد ہے اور نہ ہی اِس کی زبان جو اپنے احساسات اور دکھوں کو آزادانہ طور پر لکھ سکے یا عوامی مقامات پر اپنے دُکھ اور درد اور حکمرانوں کی جانب سے ملنے والی پریشانیوں اور مسائل کو بیان کرکے کچھ سکون اور تشفی حاصل کرسکے۔

الغرض یہ کہ آج بھی اغیار کے زرخرید ہمارے حکمران اپنی قوم کی آزادی کو سلب کرنے کے طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں اور قوم کو اِس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھ کر اپنے اقتدار کی گاڑی کھینچنے میں مصروف ہیں اور یہی ہمارے وہ

حکمران ہیں جو عوام کی محنت اور خون پسینے سے کمائی جانے والی اُس قومی دولت کو جو قومی خزانے میں جمع ہے اِس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور قوم کو ہر طرح کی سہولیات زندگی سے محروم رکھ کر قومی خزانے کو اپنی عیاشیوں اور مزے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اِسے اپنے آباؤاجداد کا حقِ اولین سمجھ کر بیرونِ ملکوں میں قائم بینکوں میں اپنے کھولے گئے کھاتوں میں اپنے ،اپنی بیوؤں اور اپنی اولادوں کے نام سے بھی قومی رقوم جمع کرواکر اپنی آئندہ کی زندگیوں کو پُرآسائش بنانے کا نہ صرف ارادہ رکھتے ہیں بلکہ اِس کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ اِن کے بعد اِن کی بیوائیں اور اولادیں ملک کی غریب عوام کی طرح ہاتھوں میں کشکول اٹھائے در، در کی بھیک نہیں مانگیں گیں بلکہ یہ اپنے پیچھے اِن کے لئے بیرونِ ممالک میں قائم بینک کھاتوں میں اتنا کچھ چھوڑ جائیں گے کہ یہ ملک کی غریب عوام پر اپنی اِسی طرح حکمرانی کریں گے جس طرح یہ آج کر رہے ہیں۔یعنی یہ کہ بقولِ شاعر

اِس شہر میں رعنائی افکار ہے پیسہ
اَب قوم کا سرمائیہ کردار ہے پیسہ
اِس دور میں معیار کوئی چیز نہیں ہے
اِس عہد میں ہر بات کا معیار ہے پیسہ

اور یہ کہ آج ہمارے ملک کے حکمرانوں اور سیاسی جاگیرداروں نے قومی خزانے کو لوٹنے کا جو مقابلہ.برپا کر رکھا ہے اِنہیں دیکھ کر شدت سے یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ جیسے

قوم کو پاؤں کی زنجیر بنا رکھا ہے
کشتئہ درد کو تصویر بنا رکھا ہے
اِن وڈیروں نے فقط حرص ہو ہوس کی خاطر
کشورِ پاک کو جاگیر بنا رکھا ہے

جبکہ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ایسے میں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین اور تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کے کراچی اور لاہور اور ملک کے طول وارض میں اپنی اپنی پارٹیوں کے فقید المثال جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اِن کی شکل میں جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں کے زہریلے پھنوں سے ڈسی اور بیمار قوم کو عنقریب دو ایسے مسیحا ملنے والے ہیں جو قوم کی تقدیر بدل کر رکھ دیں گے بلاشبہ الطاف حسین اور عمران خان کا ایک ہی مقصد ہے اور دونوں ہی ملک کو اُن عناصر اور ٹولوں سے پاک کرنے کے لئے پوری طرح سے متحرک اور منظم نظر آتے ہیں جو ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی میں سب سے.بڑی رکاوٹ ہیں اور اِسی طرح جو گزشتہ کئی سالوں سے شکلیں بدل بدل کر اقتدار کی مسند پر اپنے قدم

رنجا کرکے قوم کو مسائل کی چکی میں پیسنے کا کام کر رہے ہیں اور قومی خزانے کو اپنی ذاتی عیاشیوں کے لئے خرچ کرکے اِس کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔

بلاشبہ الطاف و عمران کے جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں میں وہ لوگ ہی ہوتے ہیں جو ملک میں کسی خونی انقلاب کے بغیر پرامن طریقے اور سکون کے ساتھ کسی مثبت اور تعمیری تبدیلی کے خواہش مند ہوتے ہیں اور اِن کے جلسہ گاہوں میں اکثریت صرف اِن سلجھے ہوئے سمجھدار نوجوانوں،.بزرگوں ، خواتین اور طالبعلموں کی ہی ہوتی ہے جن کا سیاست سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی یہ کسی پیشہ ور سیاسی مداری ز، ن اور ش) کے جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں میں جانا پسند کرتے ہیں ایسے افراد کا) الطاف اور عمران کے جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں میں کثرت سے شرکت کرنا اِس بات کا واضح اشارہ ہے کہ قوم موجودہ اور ماضی کے حکمرانوں (زرداری اور نواز) کی فرسودہ پالیسیوں اور منصوبہ بندیوں سے بیزار آچکے ہیں اور اَب قوم آئندہ انتخابات میں اِنہیں اپنی ووٹوں کی طاقت سے شکست دے کر اِنہیں نشانِ عبرت بنادے گی اور یہ نواز، زرداری) ماضی کا حصہ بن کر رہ جائیں گے۔اور پھر پاکستان کے اِس کونے سے) اُس کونے تک الطاف حُسین اور عمران خان کا مشترکہ اقتدار کا سورج اپنے پورے آب وتاب سے طلوع ہوگا جس کی روشن کرنیں ملک میں ایک مثبت اور تعمیری انقلاب کی نوید بن کر میرے ملک کے ہر غریب کے آنگن میں رقص کریں گیں اور میرے وطن کا ہر غریب خوش

وخرم زندگی گزارے گامگراِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ الطاف و عمران بھائی پلیز ذرا سنبھل کراور بھونک بھونک کر قدم اُٹھائیں کہیں ایسانہ ہوجائے کہ کسی دشمن کی نظر لگ جائے اور وہ اپنی سازشوں اور عیاریوں اور مکاریوں سے ایساکچھ کرجائے کہ آپ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں اور اقتدار کی ہوس میں مبتلا پرانے کھلاڑی ایسے حالات پیدا کردیں کے آپ لوگ انتخابات کا بائیکاٹ جائیں اور یہ دوبارہ اقتدار میں آجائیں اور ہاں ذرایہ بات بھی آپ اپنے ذہنوں میں ضرور رکھیں کہ آپ کی کامیابیوں کا اندازہ لگاکرآج ماضی کے کچھ مایوس افراد آپ کی پارٹیوں میں شمولیت اختیار کررہے ہیں یا کریں گے کہیں یہی لوگ آپ کی ناکامیوں کے اسباب نہ بن جائیں اور آپ اِن کی وجہ سے اپنی بنی بنائی ساکھ خراب کربیٹھیں لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ آپ دونوں (الطاف حُسین اور عمران خان) اپنی پارٹیوں میں جس کسی کو بھی اَب شامل کریں پہلے اِس کو پرکھیں پھراِسے اپنے یہاں جگہ دیں ورنہ میری یہ بات ضروریاد رکھیں یہی وہ مایوس عناصر ہیں جنہیں عوام پہلے ہی رد کرچکے ہیں اور اگر یہ آپ کی پارٹی میں شامل ہوکراپنا کھویاہوامقام حاصل کرنے کے چکر میں شامل ہورہے ہیں تویاد رہے کہ عوام اِنہیں ایک مرتبہ پھر رد کردیں گے جن کی وجہ سے آپ کی پارٹیوں کا وقار مجروح ہوگااور آپ اپنے مقصد سے ہٹ جائیں گے اوراِس کے ساتھ ہی ایک بات اور جناب الطاف بھائی اور جناب عمران بھائی کی خدمت میں ہم حقیر فقیر بے توقیر عرض کرتے چلیں کہ براہ کرام آپ دونوں کوئی ایسی ویسی

غلطی مت کر بیٹھیے گا جس کی وجہ سے موجودہ اور ماضی کے حکمرانوں (زرداری اور نواز اینڈ کو) کو آئندہ الیکشن میں فوائد حاصل ہو جائیں اور آپ کسی کو اپنا اتحادی بنانے کے بجائے اُس کے اتحادی بن کر اِس کی اقتدار کی کمر کو مضبوط کر دیں ویسے پھر بھی ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ ایسا لگتا ہے کہ امریکا ہمارے موجودہ صدر عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی اَب تک کی پالیسیوں سے خوش اور مطمئن ہے اور ایک بار پھر امریکا یہ ہی چاہ رہا ہے کہ آئندہ ملک میں ہونے والے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کو ہی اقتدار سونپ کر صدر زرداری کو پانچ سال کے لئے دوبارہ صدر بنا دیا جائے مگر اِس کے باوجود بھی ہم الطاف بھائی اور عمران بھائی سے یہی کہیں گے کہ یہ دونوں اشخاص اپنی اپنی مثبت اور تعمیری سیاست کو جاری رکھیں کیوں کہ عوام آپ کے ساتھ ہے۔اِس لئے بھی کہ ابھی تو آپ دونوں کو بقول شاعر

بلاکشوں کو بٹھائیں گے بامِ عظمت پر
ستم گروں سے ستم کا جواب لینا ہے
ہر ایک اشک کی قیمت وصُول کرنی ہے
ہر ایک زخم کا ہم کو حساب لینا ہے

عید الضحیٰ اور فلسفہ قربانی

قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے وہاں سنتِ حبیب پروردگار ﷺ بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اکرم مدینے میں دس سال قربانی کرتے رہے ایک اور روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے قربانی ذبح فرما کر ارشاد فرمایا جس نے یہ عمل کیا ہماری سنت کو پا لیا کہا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا تاریخ انسان نے سب سے پہلی قربانی انسانِ اوّل حضرت ابو البشر سیدنا آدمؑ کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی سورۃ المائدہ آیت نمبر 27 ترجمہ "اور انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک پڑھ سنایئے ! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے (بہر حال ! ہمیں یہاں اس واقع کی تفصیل میں جانا نہیں جاتا) واضح رہے کہ اسلام کا تصور قربانی سب سے عمدہ پاکیزہ اعلیٰ اور افضل ہے اس کے نزدیک قربانی کا مقصد عیش و طرب اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل اور محض جانور کا خون بہانا نہیں بلکہ اسلام نے اپنے متعلقین و منسلکین کو قربانی کی صورت میں رضائے خدا و خوشنودیِ

مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حصول کا بہترین طریقہ اور نفیس ترین طریقہ سیکھا دیا اور اسلام اور بانی اسلام پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا تن من دھن نثار کرنے کا بھی عمدہ ذریعہ بتا دیا جس کے واسطے سے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی عظمت اور حبیب خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے حلوص اور ایثار کا جذبہ موجزن ہوتا ہے مخلوق پر وری بندہ نوازی غم گساری اور ہمدردی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا مقصد خدا کو منانا سنتِ نبوی ﷺ کو اپنانا طریقہ ابراہیمی کو بجا لانا اور شیطانی قوتوں کو خائب و خاسر بنانا ہے، قربانی کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ ترجمہ: "ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو انہیں عنایت ہوئے ہیں" ایک اور جگہ قرانِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے البتہ تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے اس آیتِ مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کرکے ارشاد فرمادیا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ دیکھا جائے دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا بارگاہِ ربوبیت میں قربانی کا شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا لہٰذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کرو ترمذی میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو خدا کے لئے تقویٰ کرے اور اپنے نفس کا حساب لیتا رہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول ہے بڑائی تقویٰ میں دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے اور حضرت امام حسینؓ کا قول ہے کہ دنائیوں میں اعلیٰ

درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی بد اخلاقی اور بداعمالی ہے۔
اسلام ہیں حرمت والے چار مہینے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک ماہِ مبارکہ ذی الحجہ کا بھی ہے اور ذی الحجہ اسلامی سال کے مہینوں میں بارہویں مہینے کا نام ہے بے شک اس ماہِ مبارکہ میں عبادت و ذکر و اذکار کا رب کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے اجر و ثواب کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس بابرکت مہینے میں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے بالخصوص اس ماہِ مبارکہ کا شروع کا عشرہ (پہلے دس دنوں) کی فضیلت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ رب کائنات نے ان ایام کو قرآن مجید فرقانِ حمید میں "ایام معلومات" کہہ کر مخاطب کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں" حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا"اور دس راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کی راتیں مراد ہیں" حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے" اس شخص کے لئے ہلاکت ہے، جو ان دس دنوں کی بھلائی سے محروم رہا اور نویں ذی الحجہ کے روزے کا خیال رکھو کہ اس میں اس قدر بھلائیاں ہیں جن کا شمار نہیں" ایک اور روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس وقت عشرہِ ذی الحجہ داخل ہو جائے اور تم میں کوئی شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ بال اور جسم سے کسی چیز کو مس نہ کرے یعنی کہ بال نہ کتروائے اور نہ ناخن کٹوائے! اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی

کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈوایا اور نہ ناخن ترشوائے" پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو اس لئے کہ قربانی کے جانور کی گردن سے جب خون کا پہلا قطرہ گرے گا تو اس کا عوض تمہارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے" آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے "جس شخص نے قربانی کرنے کی وسعت پائی پھر بھی قربانی نہیں کی بس وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے" حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین سے گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل کر لیتا ہے بس دل کی خوشی کے ساتھ قربانی کیا کرو" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا شے ہے"۔ تو پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے" اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا" تاجدار مدینہ سکونِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر بال کے عوض ایک نیکی" صحابہ نے پھر عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ اگر مینڈھا ہو؟" پھر آپ ﷺ ارشاد فرمایا "تب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی" اسی طرح پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دل کی خوشی کے ساتھ اور طلبِ ثواب کے لئے قربانی کی وہ"

قربانی اسکے لئے دوزخ کی آگ سے آڑ ہوگی"۔ یوں یہ مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا ہے اس کا چاند (ہلال) نظر آتے ہی ہر قلب میں اس عظیم والشان قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جس کی مثال تاریخ انسانی آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے بے شک یہ ماہِ مبارکہ اصل میں اس جلیل و قدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصور تھی یہ جدالانبیا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ السلام ہیں آپ یہ اندازہ کریں کے وہ کون سا امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ (ابراہیمؑ) سے نہیں لیا مگر آپ کی ذاتِ والا صفات پر کسی میدان میں بھی پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی یہ بھی حقیقت ہے کہ دو چیزیں دنیامیں انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں ایک اپنی جان اور دوسری اپنی اولاد مگر کروڑ روں، اربوں اور کھربوں سلام ہوں حضرت ابراہیمؑ پر کہ آپ نے اس وقت بھی ثابت قدمی اور تقویٰ کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ جب نمرود کی جلائی ہوئی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت خلیل اللہؑ کو گوپیے میں ڈال کر ہلایا جارہا ہے۔ منجنیق کے ذریعے پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں کفر خوش ہے کہ آج کے بعد ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں ہوگا مخالف ہمیشہ کے لئے ختم ہوا جاتا ہے تو ادھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے اللہ کے بندے پیارے خلیلؑ ! کوئی حکم کوئی حاجت ؟ اس کے جواب میں حضرت خلیل اللہ فرماتے ہیں اما الیک فلا ترجمہ "تیرے ساتھ کوئی حاجت نہیں" اور پھر

جبرائیلؑ نے عرض کی اچھا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کیجئے کے مجھے آگ میں ڈالا جا رہا ہے "۔آپ خلیل اللہؑ نے فرمایا

جانتا ہے وہ میرا ربِ جلیل
آگ میں پڑتا ہے اس کا خلیل

اسے کیوں کہوں ؟کیا وہ سمیع و بصیر نہیں ہے؟ یہاں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ عقل نے اس موقعے پر حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا ہوگا کہ ابراہیم جان بڑی عزیز شے ہے جو ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی اس کی حفاظت کرو

عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے
عشق بولا کے یار پر قربان ہے

حضرت علامہ اقبالؒ اس واقعے اور تقویٰ سے متعلق فرماتے ہیں

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا نے لبِ بام ابھی

اور حضرابراہیمؑ نے عقل کی دلیل کو یکسر رد کرتے ہوئے عشق الہی میں آگ میں چھلانگ لگا دی تب اللہ تعالی نے آگ کو حکم کو دیا ترجمہ اے آگ ! میرے ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی والی ہوجا" رب تعالی کی جان کی ازمائش اور امتحان کے بعد ربِ کائنات کی جانب سے دوسرا

بڑا اور سب سے کٹھن امتحان ہونے والا تھا اور وہ اولاد سے متعلق تھا اور یوں بھی جان کے بعد اولاد کا مقام آتا ہے انتہائی اختصار کے ساتھ رب کائنات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابراہیمؑ پر دوسرا امتحان شروع ہوا اور اس میں بھی وہ ثابت قدمی سے پورے اترے اور ایسے اترے کہ رہتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا بے آب وگیاہ پہاڑوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور جہاں تک انسانی نظر کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ کا نام ونشان تک نہیں یہ اللہ کے پیارے خلیل اللہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو جو ابھی والدہ کی گود میں ہیں ان کی والدہ حضرت ہاجرہ سمیت اس وادی میں چھوڑ جا رہے ہیں حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضور یہ کس جرم کی سزا ہے آپ خلیل اللہؑ نے ان کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں دیا پھر کچھ دیر بعد حضرت ہاجرہ خود بولیں کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر اس پر خلیل اللہؑ نے فرمایا ہاں ہاجرہ یہ اللہ کا ہی حکم ہے اتنا سننے کے بعد حضرت ہاجرہ نے فرمایا تو پھر ہمیں کوئی غم نہیں اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا " کچھ دور جا کر حضرت خلیل اللہ نے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھائے اور عرض کی "اے میرے رب میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب ! اسلئے کے وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور پھل کھانے کو دے تاکہ وہ احسان فرمائیں " حضرت خلیل اللہ نے یہ تین دعائیں کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل

اللہ اپنی اہلیہ حضرت بی بی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو جب اس بے آب و گیاہ مقام پر اللہ تعالیٰ کے سپرد چھوڑے جا رہے تھے تو وہ اس وقت چلتے چلتے پانی کا ایک مشکیزہ ان کے نزدیک رکھ گئے تھے اور یہ مختصر سا کھانا پانی آخر کب تک چلتا بالا خر ختم ہی ہوگیا تو حضرت بی بی ہاجرہ کو شدید تشویش ہوئی کہ ان کی گود میں معصوم پھول سا ننھا منا سا بچہ تھا وہ بچے کو پیارے سے دیکھتیں تو جی بھر آتا دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ان سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئی وہ شیر خوار بچے کو زمین پر لیٹا کر اس کے لئے پانی کی تلاش میں بے قرار ہو گئیں قریب ایک پہاڑی پر گئیں تاکہ انہیں کہیں سے پانی مل جائے مگر بے سود پانی کہیں نظر نہیں آیا اور پھر واپس بچے کے پاس آئیں تو بچے کا پیاس سے برا حال تھا پھر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی مقصد حاصل نہ ہوا یہ دونوں پہاڑیاں جنہیں صفا اور مروہ کہا جاتا ہے وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دورتی رہیں یوں وہ (ہاجرہ) ان کے درمیان سات مرتبہ دوڑیں۔ لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہ آیا اس دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے خلیل کی اہل خانہ کی بے تابی دیکھ کر جوش میں آ گئی اور جب آخری مرتبہ حضرت بی بی ہاجرہ بچے کے پاس آئیں تو عجیب منظر دیکھا کہ شیر خوار حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام سے وہاں پر پانی کا ایک صاف چشمہ جاری ہے حضرت بی بی ہاجرہ کی اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں

اور پھر خیال آیا کہ اب اس بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہئے چنانچہ بی بی ہاجرہ نے اس کے ارد گرد رکاوٹ بنائی پانی کو روکتے ہوئے حضرت بی بی ہاجرہؓ نے زم زم (یعنی ٹھہر جا) کہہ کر بے تحاشہ بہتے ہوئے پانی کے چشمے کو روک دیا۔ زم زم رک جانے کو کہتے مگر آج ہم زم زم اس پانی کو کہتے ہیں جسے دنیا کے کروڑوں لوگ بطور تبرک پیتے اور لے جاتے ہیں اگرچہ اسے آج بہتے ہوئے چار ہزار سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے یہ چشمہ پہلے روز کی طرح آج بھی جاری و ساری ہے اور اب تو اس پانی کو نکالنے کے لئے ٹیوب ویل جیسے جدید مشینری اور آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔ اس پانی کو پینے والوں کا اتنا ہجوم رہتا ہے کہ باری نہیں آتی مگر اس متبرک چشمے سے مبارک پانی کبھی ختم نہیں ہوا تا قیامت جاری و ساری رہے گا پیارے حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ اس پانی کو زم زم نہ کہتی تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا یہی صفا و مروہ ہے جہاں حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہی طریقہ اختیار کریں جو حضرت ہاجرہ نے کیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی سنت کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دیا اور پھر اس بے آب وگیاہ کے درمیان زندگی کے اثار نمودار ہوئے اور آج یہ وادی حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کی بدولت حسین و خوبصورت وادی میں تبدیل ہو گئی ہے آپ اندازہ کریں کہ آج سے تقریباً چار ہزار سال گزر چکے ہیں مگر یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی دعاؤں کا ہی اثر ہے کہ

جو فروٹ دنیا کے کسی بھی کونے میں نہیں ملتا وہ مکّہ شریف میں موجود ہے قلب میں کھچے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ بلوغت کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے آپ کی قربانی طلب فرمائی تین دن مسلسل خواب آتے رہے تیسری صبح آپ نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ میں اور بیٹا اسماعیلؑ ایک دعوت میں جا رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اسے تیار کر دیں حضرت ہاجرہؓ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو بہت اچھا لباس پہنایا اور تیار کر دیا آپ نے چھری اور رسی لی جنگل کی طرف چل دئے کعبہ شریف سے کچھ ہی دور پہنچے تو شیطان نے آپ کو اس قربانی سے روکنا چاہا سب سے پہلے بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ہاجرہؓ آپ کو علم ہے کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو کہاں لے گئے ہیں ؟ حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ ایک دعوت پر گئے ہیں۔ تب شیطان بولا نہیں ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا ایک باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے شیطان نے کہا کہ ابراہیم کا خیال ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری راہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کر دو اس پر حضرت خلیل اللہ کی اہلیہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ حضرت بی بی ہاجرہ نے ابلیس کو جواب دیا کہ میرے پروردگار کا یہی حکم ہے تو میں کون ہوں جو اس قربانی کی راہ میں رکاوٹ بنوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ایک سو اسمٰعیل ہوں تو ایک ایک کر کے قربان کرتی چلی جاؤں اور اس جواب کے بعد شیطان مایوس ہو گیا تو پھر اس نے حضرت اسمٰعیلؑ کو

ورغلانا چاہاانکے قریب جا کر کہنے لگا تجھے تیرے والد ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں ۔حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کیوں شیطان نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس پر حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالی میری جان کی قربانی قبول فرمائے تو میں یہی کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے شیطان نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت اسمٰعیلؑ کسی طرح سے اس قربانی سے رک جائیں مگر اللہ کے خلیلؑ کے عزم کے آگے بے بس ہوگیا اور ایک پہاڑ کے قریب لے جا کر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا" اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا مرضی ہے سعادت مند بیٹے نے جواب دیا اے ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے بلا خوفِ خطر پورا فرمائیے مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور پھر ابلیس نے کوشش شروع کی کہ حضرت ابراہیمؑ کو کہنے لگا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں اے خواب کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے اے ملعون مجھ پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ میرا خواب شیطانی نہیں رحمانی ہے نبی کا خواب وحیِ الٰہی ہوتا ہے میں اللہ کے حکم سے ہرگز منہ نہیں موڑوں گا شیطان نے ہر طرف سے مایوس ہو کر سر پیٹ لیا ہائے اب کیا ہوگا جب باپ اور بیٹا دونوں رضائے الٰہی سے راضی ہوگئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے بل لٹا دیا۔ قرآن کریم ارشاد کرتا ہے

۔

ترجمہ "دونوں تیار ہوگئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا" چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے باپ کو کہا ابا جان میری تین باتیں قبول فرمائیں پہلی یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ تڑپنے سے کوئی خون کا چھینٹا آپ کے لباس پر نہ پڑے دوسری یہ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ میری محبت کی وجہ سے رک جائے اور تیسری بات یہ کہ میرا خون آلود کرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجئے وہ اسے دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرے گی باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی تسلیم و رضا کا یہ منظر آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا ہوگا تیز چھری حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر پہنچ کر کند ہوگئی۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ نے اسے ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دئے ابراہیمؑ نے چھری سے کہا تو نے پتھر جیسی سخت چیز کو دو ٹکڑ کردئے لیکن اسمٰعیل کا گلا ریشم سے بھی نرم تھا چھری نے کہا ترجمہ " خلیل اللہ کہتا ہے کاٹ مگر جلیل کہتا ہے خبردار جو اسمٰعیل کا بال بھی بیگا کیا۔جب خلیل اللہ خود جلیل اللہ کا حکم مان کر لٹائے بیٹھا ہے تو میں کیسے انکار کر سکتی ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں قربان کرنے کے لئے اور میرا بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہے تو تو کیوں تو کاوٹ بنتی ہے ابراہیمؑ نے پھر چھری اٹھائی چھری حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر پہنچنے سے پہلے پہلے حضرے جبرائیلؑ ایک مینڈھا لے آئے اس کو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اٹھا لیا مینڈھا ذبح ہوگیا تو آواز آئی ترجمہ

اور ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ ! تو نے خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیتے" ہیں ۔ ' بے شک یہ صاف آزمائش ہے ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا "ابراہیمؑ کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور اسے قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اس یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے قربانی کی حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قربانی سے مقصود رضائے خداوندی کا حصول ہے قربانی کے ان مقاصد اور مطالب کے پیش نظر کوئی مسلمان بھی قربانی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور آج اغیار کل مسلمانوں کے دلوں سے اسی جزبے قربانی کو نکلنا اور ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان کے دلوں سے جذبے قربانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ قربانی ختم کرنے کے لئے آزاد و روشن خیالی کا ایک ایسا پودا اگا دیا ہے کہ مسلمان آہستہ آہستہ حکم خداوندی اور سنتِ نبوی سے دور ہوتے جا رہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے ہمیں آج یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم حکم خداوندی کہ احکامات کی پیروی نہ کرکے زندہ رہ سکیں گے ۔

منموہن کا گیلانی کو "امن کا علمبردار" کہنا بھی بھارتیوں کو برداشت نہ ہوا

چار سارک ممالک کا اپنا الگ گروپ بنانے کی تیاری جس میں پاکستان شامل نہیں ہوگا
کیا یہ پاکستان اور چین کے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہے.....؟
دو روز تک جاری رہنے والی سترہویں سارک کانفرنس بلڈنگ.بریجز کے عنوان سے
جاری ہونے والے ایک اعلامیہ کے ساتھ ہی اختتام پزیر ہو گئی ہے جس کے یقینا
عنقریب مثبت نتائج بھی سامنے آئیں گے اِس کانفرنس کے موقع پر اپنی نوعیت کے
دو واقعات ایسے رونما ہوئے جن کی وجہ سے اِس کانفرنس کی اہمیت اور افادیت میں چار
چاند لگ گئے ہیں اِن میں سے ایک کا ذکر ہم ابھی کر رہے ہیں اور دوسرے کا اگلی سطور
میں کریں گے یعنی پہلا یہ کہ مالدیپ میں 17 ویں سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر
پاک بھارت وزرائے اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور ڈاکٹر منموہن سنگھ کے مابین
ساحل سمندر پر شنگریلا ریزارٹ کے جادا ریستوران کے ایک خوبصورت ترین کاٹج میں
65 منٹ تک جاری رہنے والی اپنی نوعیت کی وہ اہم ترین ملاقات ہے جس کے بارے
میں یہ خیال کیا جارہاہے کہ اِس طویل ترین ملاقات میں پاک بھارت وزرائے اعظم
نے کئی ایسے اہم نکات پر بھی 45 منٹ تک علیحدگی میں گفتگو کی جو ایک دوسرے کو
قریب ترلانے میں اہمیت کے حامل ہوں گے اور اِن کے

ثمرات مستقبل قریب میں دونوں ممالک کے لئے مثبت اور تعمیری اثرات لئے ہوئے سورج کی روشن کرنوں کی طرح ضرور نمودار ہوں گے اور یہی وہ نکات ہوں گے جن سے خطے میں دائمی امن واستحکام قائم ہو سکے گا اور دونوں ممالک ایک دوسرے کے اتنے قریب تر جائیں گے جیسے دو انگلیاں ہوتی ہیں۔

اگرچہ یہ پاک بھارت وزرائے اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور ڈاکٹر منموہن سنگھ کی ملاقاتوں کو دونوں ممالک سمیت عالمی میڈیا بھی قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور اِسے ہر لحاظ سے دوایتی ممالک میں پائے جانے والے جنگی جنون اور آپس کی چپ خلش کو کم یا ختم کرنے کے لئے بھی اہم قرار دے رہا تو وہیں پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے اِس عزم و ہمت کو بھی خصوصی اہمیت دیتے ہوئے اپنے یہاں بحث و مباحثوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جس میں دونوں نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں تہیہ کیا ہے کہ دونوں ممالک تمام سطح پر اپنے رابطے اور بنیادی مسائل بالخصوص کشمیر، دہشت گردی، سر کریک، سیاچن، پانی اور تجارت سمیت ہر معاملے پر بات چیت جاری رکھنے پر اتفاق کریں گے بلکہ اِس موقع پر دونوں ممالک کے وزرائے اعظم نے دوطرفہ تعلقات کی تاریخ میں ایک نیا اور سُنہرا باب لکھنے کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ اِس عزم کا بھی اظہار کیا کہ خطے میں حوصلہ افزاء اور فوری نتائج کے حصول کے خاطر اِس نیک مقصد میں ایک لمحہ بھی ضایع کئے بغیر پاک بھارت کو ایک نئے ولولے اور جذبے کے

ساتھ اِس کام کو شروع کرنا ہوگا ہمارے وزیراعظم سیدیوسف رضاگیلانی نے خوشگوار ماحول میں بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ سے اپنی ہونے والی ملاقات میں موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اِنہیں جلداز جلد پاکستان کے دورے کی دعوت دے کا گرماگرم لوہے پر ایک زوردار ضرب لگادی جس کے جواب میں بھارتی میڈیا لکھتا ہے کہ بھارت کے وزیراعظم ہاؤس کے ذرائع کے مطابق وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ نے اپنے مجوزہ دورہ پاکستان کے لئے کی جانے والی تیاریوں کی رپورٹ طلب کرلی ہے جو بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ پاکستان کا دورہ آئندہ سال فروری میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے بارے میں بھارتیوں کا خیال یہ ہے کہ اِس موقع پر کئی انتہائی اہم اور ایسے اعلانات بھی متوقع ہیں جن سے پاک بھارت کے تعلقات چٹانوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوجائیں گے۔

جبکہ یہاں یہ امر ایک قابل تعریف اور حوصلہ افزاہے کہ پاکستان کے وزیراعظم سیدیوسف رضاگیلانی سے ملاقات کے دوران بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ جو ایک دوراندیش اور انسانیت کی قدر کرنے والے انسان ہیں اُنھوں نے وزیراعظم پاکستان سیدیوسف رضاگیلانی کو مخاطب کرکے کہاکہ "مسٹر گیلانی آپ امن کے علمبردار ہیں" جس سے یہ واضح ہواکہ بھارتی وزیراعظم پاکستان کی خطے میں امن کی کوششوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر یہ اَب تک اِس کا اظہار کسی بھی فورم پر نہیں کرسکے تھے اَب جب کہ اِن کے ہاتھ میں یہ موقع آیاتو اُنھوں نے

فوراًاِس بات کا کھل کر اظہار کر دیا جواِن کی اعلیٰ ظرفی ہے تاہم دوسری جانب ٹائمز آف انڈیا کے مطابق یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ڈاکٹر من موہن سنگھ کی جانب سے گیلانی کو امن کا علمبردار کہنے پر یہ بھی بھارتیوں کو برداشت نہ ہوااور بھارت کی سب سے بڑی اپوزیشن جماعت بی جے پی نے اپنے وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ پر شدید نقطہ چینی کرتے ہوئے اِن کے کہے ہوئے الفاظ پر سخت ردِ عمل کا اظہار کیااور اِسے انتہائی مضحکہ خیز قرار دیا ہے جبکہ بی جے پی کے ایک جذباتی اور پاک بھارت قربت اور دوستی سے خائف رہنمااور سابق وزیر خارجہ یشونت سہنا(جنھوں نے پاک بھارت کے درمیاں دوریاں پیدا کرنے کے انگنت اقدامات تو ضرور کئے مگر اِن کے مابین کبھی دوستی اور اچھے تعلقات بڑھانے جیسے رویوں اور منصوبوں سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ رہاکہ جب تک یہ وزیر خارجہ رہے پاکستان اور بھارت کے تعلقات کشیدہ سے کشیدہ تر ہی رہے ایسے کبھی نہ ہوئے جیسے آج ہیں) نے ایک ٹی وی چینل سے بات چیت میں پاک بھارت وزرائے اعظم ملاقات کو ماضی قریب میں مصر کے شہر شرم الشیخ میں ہونے والی ملاقات کا جس انداز سے تذکرہ کرتے ہوئے اِس کو بے مقصداور تباہ کن کہاوہ اِن کی کم عقلی اور پاگل پن کی علامت کوظاہر کرتا ہے کیوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مصر کے شہر شرم الشیخ میں پاک بھارت وزرائے اعظم کی بامقصد ملاقات ہی کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان اور بھارت دونوں مقناطیسی کشش کی طرح اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگلی ملاقات کے بعد پھر اِنہیں کوئی جدا نہیں

کر سکتا ہے اور یشونت سہنا کہہ رہے ہیں کہ مصر کی ملاقات بے مقصد تھی یشونت کا یہ بھی اعتراض ہے کہ ڈاکٹر من موہن سنگھ نے گیلانی کو امن کا علمبرار کیوں کہا.... ؟کیا موہن کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ پوری دنیا (جبکہ راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ صرف امریکا اور افغانستان تو کہہ رہے ہیں اور جنہیں یشونت پوری دنیا کہہ رہے ہیں) کہہ رہی ہے کابل میں بھارتی سفارتخانے پر حملہ آئی ایس آئی کی ایماء پر کیا گیا لیکن ایک بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ ہیں کے انجانے بنے ہوئے ہیں اور پاکستان سے ڈائیلاگ جاری رکھے ہوئے ہیں اور اِسے امن کے علمبرادر ہونے کا سرٹیفکٹ بھی دے رہے ہیں ایک طرف مالدیپ میں منعقد ہونے والی سترہویں سارک کانفرنس کے موقع پر پاک بھارت وزرائے اعظم کی خوشگوار ملاقات کے دوران دونوں ممالک کے درمیان نئی تاریخ کے سنہرے باب رقم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیاتو وہیں پاکستان کے خلاف ایک ایسی سازش کا بھی اِس اعلان کے ساتھ انکشاف ہوا جس کے مطابق چار ممالک کے سربراہان حکومت ماحولیات کے حوالے سے اپنا ایک الگ گروپ بنانے کی تیاری میں محض اِس بنا پر مصروف ہیں کہ اِن کے اِس اقدام سے عظیم ترعلاقائی تعاون پر غور کیا جاسکتا ہے اِس نئے بلاک میں جو چار ممالک شامل ہوں گے اُن میں سرفہرست بھارت، نیپال، بنگلہ دلیش اور بھوٹان ہیں جن کے سربراہان مملکت نے اپنے خطے وممالک میں ماحولیاتی تبدیلیوں خصوصاً مشرقی ہمالیہ پر اِس کے اثرات کے حوالے سے اپنا یہ مشترکہ بلاک تیار کرنے کا اعلان کرکے ایک ایسا دھماکہ کردیا ہے کے جس میں پاکستان

اور چین کو دیدہ و دانستہ طور پر مسترد کر دیا گیا ہے جبکہ دنیا بھر میں ماحولیات سے متعلق کام کرنے والے اداروں ، این جی اوز اور ماہرین ماحولیات نے چار ممالک کا ماحولیات کے حوالے سے بنائے جانے والے نئے بلاک پر سخت الفاظ میں نکتہ چینی کرتے ہوئے اپنے شدید رد عمل کا اظہار کچھ یوں کیا ہے کہ پاکستان اور چین یہ دو ایسے ممالک ہیں جہاں بڑے دریا شروع ہوتے اور روانی سے بہتے ہیں ماحولیات کے حوالے سے اہمیت کے حامل اِن ممالک کو نئے بلاک میں شامل نہ کرکے بھارت ، نیپال ، بنگلہ دیش اور بھوٹان کس ماحولیاتی تحفظ کا منصوبہ تیار کر رہے ہیں ماہرین اِس بات پر بھی تشویش کر رہے ہیں کہ کہیں اِس بلاک کا مشورہ بھارت کی جانب سے تو نہیں آیا ہے جس نے دانستہ طور پر ایسا بلاک تیار کیا جس میں پاکستان اور اِس کے جگری دوست چین کو مسترد کر دیا گیا ہے حالانکہ ماہرین کا اِس بات پر زور ہے کہ پاکستان اور چین کے بغیر ماحولیات کا کوئی بھی منصوبہ صاف وشفاف طریقے سے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا اِس لئے کہ تین بڑے دریا انڈس ، برھمپترا اور میکانگ چین سے شروع ہوتے ہیں جبکہ دریائے سندھ پاکستان میں بہتا ہے اِس لحاظ سے ماحولیات کی تحفظ کے حوالے سے چار ممالک کا بننے والا نیا بلاک کامیاب نہیں ہوسکے گا جب تک اِس بلاک میں پاکستان اور چین کو شامل نہ کیا جائے اگر یہ بات جاننے کے بعد بھی یہ بلاک بنتا ہے تو پھر اِس بات کا بھی یقین کر لیا جائے کہ یہ بلاک محض بلاک ہی رہے گا اور پھر اِس بلاک میں شامل بھارت کے علاوہ اور دوسرے ممالک پر یہ

ذمہ داری بھی عائد ہو جاتی ہے کہ وہ اِس بات کا بھی پتہ لگائیں گے اِس کے پیچھے کس کے کیا سیاسی اور جغرافیائی فوائد پوشیدہ ہیں اور آخر یں ہم مالدیپ میں پاک بھارت وزرائے اعظم کی مثبت مگر تعمیری انداز سے ہونے والی ملاقات کے حوالے سے یہ شعر عرض کرکے اجازت چاہیں گے کہ

پاک و بھارت کا یقیناً ہے مبارک فیصلہ
حملہ آور اَب نہ ہوگا کوئی تنصیبات پر
وادئ کشمیر پر ہے امن کا دار و مدار
آج ہر اِک نکتہ ور ہے متفق اِس بات پر

اور اِس کے ساتھ ہی سارک کانفرنس میں شامل ممالک کے یہ بھی تہیہ کریں جس سے متعلق شاعر نے کہا ہے کہ

یہ ذمہ داری ہے سارک کے سب ممالک کی
جہاں میں پھیلنے پائیں نہ ایٹمی ہتھیار
ستم تو یہ ہے کہ انساں ہے دشمنِ انساں
یہ سانحہ ہے کہ دنیا ہے برسرِپیکار

امریکا پاکستان کو ڈبل گیم کا طعنہ دینا بند کرے

پاکستان ناکام ریاست ہے امریکا امداد بند کردے..... ری پبلکن صدارتی امیدواران کا عزم واعلان اور مشورہ

مستقبل قریب میں امریکا میں ہونے والے صدارتی انتخابات کے لئے حسبِ معمول امریکی ری پبلکن پارٹی نے اپنے صدارتی اُمیدواروں کو سارے امریکا میں متعارف کرانے اور اِنہیں عوامی اجتماعات میں موجودہ امریکی انتظامیہ پر کھلی تنقید و تفتیش کرنے اور اِن کی خارجہ پالیسی نکتہ چینی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور اِس طرح ری پبلکن پارٹی کے اکثر صدارتی اُمیدواروں نے یہ اپنی ذمہ داریاں پورے زرو و شور سے شروع بھی کررکھی ہیں۔

گزشتہ دنوں اِس حوالے سے جنوبی کیرولینا کے شہر اسپارٹنبرک میں ری پبلکن پارٹی کے تین صدارتی اُمیدواروں رک پیری، مٹ رومنی اور نیوٹ گنگرج نے موجودہ امریکی انتظامیہ اور اِس کی خارجہ پالیسی سے متعلق ایک مباحثے میں تنقیدوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جس نے اختتام تک رکنے کا نام بھی نہ لیا اور اِس سے متعلق اطلاعات یہ بھی رہیں کہ اِن تینوں نے مباحثے کے ختم ہونے کے بعد بھی مباحثے میں تشریف لائے ہوئے مہمانوں سے اپنی ملاقاتوں کے

دوران بھی امریکی صدر اوباما اور اِن کی خارجہ پالیسی کو ہدفِ تنقید بنائے رکھا۔

جس سے متعلق خبر ہے کہ امریکی صدر اوبامہ اور اِن کی انتظامیہ کی خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران ٹیکساس کے گورنر وری پبلکن پارٹی کے سینئر رکن اور صدارتی اُمیدوار رک پیری نے اپنا اظہارِ خیال کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں موجودہ امریکی انتظامیہ اور اِس کی خارجہ پالیسی کو اپنی کھلی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ اِسے پاکستان سمیت ایسے ممالک کی امداد فوری طور پر بند کردینی چاہئے جو امریکا سے مخلص نہیں .....پاکستان مخالف رک پیری نے اپنے جلے بُھنے دل کے ساتھ انتہائی کڑوے لہجے میں پاکستان کے کردار اور اپنی جنگ کے خلاف اِس کے کردار اور مخلص اور صاف و شفاف طرزِ عمل پر شک کو یقین میں بدلتے ہوئے پاکستان پر پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ الزام بھی عائد کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان امریکا سے ڈبل گیم کررہاہے نہ صرف یہ بلکہ پاکستان دشمن رک پیری نے مباحثے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ پاکستان کے حقیقی حکمران سیاستدان نہیں بلکہ پاک فوج ہے اِسی وجہ سے آج امریکا اِن پر اعتماد نہیں کرسکتا جبکہ رک پیری نے والہانہ انداز سے پاکستان کو سُناتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اسرائیل اِن کا بہترین اور بھروسے والا ایک ایسا اتحادی ہے جس نے امریکا کا ہر موقع پر ساتھ دیا اور امریکا نے

جو بھی اچھایا بُرا اِسے کرنے کا حکم دیا تو اِس نے اپنا نقصان دیکھے بغیر ہر وہ کام کیا جیسا امریکا چاہتا تھا، چاہتا ہے اور آئندہ چاہے گا۔

جبکہ پیری نے اِس موقع پر اسرائیل سے یہ اُمید بھی ظاہر کی کہ آئندہ مستقبل میں بھی امریکا اسرائیل سے جو بھی کرنے کو کہے گا تو اسرائیل من وعن اپنی آنکھیں بند کرکے اِس پر عمل کرے گا اِس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ پیری کے اِن الفاظ سے ایسا لگ رہا ہے کہ اگر یہ صدر منتخب ہوگئے تو اِن کی کوشش یہ ہوگی کہ یہ اسرائیل کی اپنے اتحادی ہونے کی حیثیت سے بھرپور حمایت کریں گے اور دنیا بالخصوص مسلم ممالک (جن پاکستان بھی شامل ہے اِن) میں امن وامان کا ستیاناس کرنے کے لئے اسرائیل کو فرنٹ پر لائیں گے اور اِسی کے ساتھ ہی میساچوسٹس کے سابق گورنر اور ری پبلکن صدارتی اُمیدوار مٹ رومنی نے بھی اِس موقع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے اپنے سینے میں لگی آگ کے چُھپے ہوئے شعلوں کو کچھ اِس طرح سے عیاں کیا کہ اِس سے یہ واضح طور پر ظاہر ہوگیا کہ یہ پاکستان سے متعلق منفی سوچ رکھنے والا ایک ایسا امریکی ہے جس کے ہاتھ میں اگر امریکی انتظامی اُمور آگئے تو یہ ایسے اقدامات کرے گا کہ پاک امریکا تعلقات میں دوریاں پیدا ہوجائیں گیں رومنی نے کہا کہ پاکستان میں طاقت کے کئی منبع ہیں جس میں پاکستان میں کمزور سول حکومت، فوج اور طاقتور انٹیلی جنس ایجنسی بھی شامل ہیں یعنی اِس کا یہ کہنا تھا کہ پاکستان میں موجودہ حکومت

کئی قوتوں کا مرکب ہے رومنی نے تو اِس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان دشمنی کی حد ہی کر دی اِس نے موجودہ امریکی انتظامیہ کو مشورہ دیا اور اپنی آئندہ کی پالیسی کا اظہار بھی کچھ اِس طرح سے کر دیا کہ " پاکستان سے ڈیل کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پاکستان کو دیگر ممالک کی طرح سیاسی استحکام والا ملک ہی تصور نہیں کیا جائے جہاں ہم جا کر کہیں کہ کیا آپ ایسے مسئلہ کا حل نکال سکتے ہیں....؟؟ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رومنی کے اِس کہے کہ بعد اَب ہمارے حکمرانوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ امریکا سے متعلق اپنی ایسی خارجہ پالیسی وضع کریں گے جس سے آئندہ دنوں میں پاکستان کا امریکیوں پر اچھا امیج قائم ہو اور امریکی پاکستان سے متعلق اَب تک کی اپنی منفی سوچ اور رویوں میں مثبت تبدیلیاں لائیں بصورتِ دیگر ہمارے لئے مستقبل میں امریکیوں کے ساتھ اچھے روابط قائم رکھنے مشکل ہو جائیں گے۔

جبکہ اطلاع ہے کہ اِس مباحثے کے آخری ری پبلکن پارٹی کے صدارتی اُمیدوار اور ایوان نمائندگان کے سابق اسپیکر نیوٹ گنگرچ نے بھی اپنی پاکستانی دشمنی میں دوسو فارن ہائٹ سے بھی زیادہ درجہ حرارت پر اُبلتے الفاظ اِس طرح اپنے لہن سے باہر اُگلے کہ ڈمی)اُسامہ بن لادن چھ سال سے پاکستان میں ملٹری اکیڈمی کے قریب رہائش پذیر) " تھا اور جب اِس کے خلاف ہماری بہادری ، عیارومکار اور چالاک امریکی افواج نے ڈمی اسامہ کے خلاف پاکستان میں آپریشن

کیا تو پاکستانی امریکیوں سے ناراض ہو گئے.... گنگرج کا کہنا تھا کہ پاکستانیوں کو امریکی افواج کے خاموش آپریشن پر ناراض نہیں ہونا چاہئے تھا مگر یہ پھر
بھی ناراض ہو گئے جنہیں منانے کے لئے موجودہ امریکی انتظامیہ کو بار بار پاکستان کے چکر لگا کر اِن کی ناراضگی دور کرنی پڑی۔ اِس ساری صورت حال کے بعد راقم الحرف اِس نتیجے پر پہنچا ہے کہ مجموعی طور پر اِس مباحثے میں ری پبلکن پارٹی کے تینوں صدارتی اُمیدواروں نے اپنے اپنے انداز سے پاکستان مخالفت میں اظہار خیال کیا بلکہ دو ٹوک الفاظ میں پاکستان سے متعلق آئندہ کی اپنی پالیسی کا بھی عزم اور اعلان بھی کر دیا یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ری پبلکن پارٹی کے تینوں صدارتی اُمیدواروں نے پاکستان کو ایک ناکام ریاست کے طور پر پیش کیا اور اپنے شک کو مختلف انداز سے یقین میں بدلنے کی کوشش کی کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایک طرف تو امریکی اتحادی ہونے کا ڈرامہ ظاہر کرتا ہے تو دوسری طرف یہ امریکا کے ساتھ ڈبل گیم بھی کھیل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم پاکستان کو ایک ناکام ریاست تصور کرتے ہیں۔
اَب اِس منظر و پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکیوں کو یہ باور کرادیں کہ پاکستان نے نہ تو پہلے کبھی امریکا کے ساتھ کسی بھی معاملے میں ڈبل گیم کھیلا ہے، نہ کھیل رہا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی کوئی ایسا ڈبل گیم کھیلنے کا

ارادہ ہی رکھتا ہے جس سے یہ تاثر اُبھرے کہ پاکستان خود پاک امریکا تعلقات کو بگاڑنے کے لئے کسی بھی معاملے میں ڈبل گیم کھیل رہا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی ہم یہاں یہ واضح کرتے چلیں کہ اَب امریکیوں آپ خود ہی یہ تسلیم کرلو کہ ڈبل گیم پاکستان نہیں بلکہ امریکا پاکستان کے ساتھ کھیل رہا ہے ایک طرف اِس نے چند ڈالروں کی امداد کے عوض پاکستان پر اپنا بے جا دباؤ برقرار رکھا ہوا ہے تو دوسری طرف اِس سے وقتاً فوقتاً اپنی مرضی کے کام لینے کے خاطر امداد کی مد میں ڈالرز دینے بند کرنے کے اعلانات اور خدشات کا اظہار کرکے پاکستان کو بلیک میل کرنے کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے اور یہ بیچارے غریب و معصوم پاکستانی حکمران ہر بار امریکی دباؤ کے باعث اِس کی بلیک میلنگ کا شکار ہو کر اس کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اور اِس طرح امریکا اپنی بلیک میلنگ اور چالاکی سے پاکستان کے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہا ہے یہ واضح ہو جانے کے بعد اَب امریکیوں کو اپنی اصلاح کرلینی چاہئے۔

اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہاں یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ امریکا نے ایک طرف دہشت گردی کے خلاف اپنی جنگ میں پاکستان کو فرنٹ لائن پر رکھ کر اِس کو صرف اپنے چند ڈالروں کی امداد کے برعکس اپنی جنگ میں جھونک کر اِس کا جانی ومالی، معاشی و اقتصادی سیاسی اور اخلاقی طور پر جتنا نقصان اور بیڑا غرق کردیا ہے کیا اِس کا حساب امریکا دے سکے گا....؟؟؟ ہم سمجھتے ہیں کہ نہیں

ہر گز نہیں..... مگر اِس کے باوجود بھی اِس کی معاشی و اقتصادی، سیاسی و اخلاقی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں تمام تر نوازشیں بھارت کے ساتھ جاری ہیں اور پاکستان کے حصے میں سوائے جھوٹی تسلیوں اور سُنہرے خوابوں کے کچھ نہیں آرہا ہے لہٰذا اَب امریکیوں کو پاکستان سے متعلق ڈبل گیم جیسے الزامات لگانے پر اپنی زبان کو لگام دینی چاہئے اور اپنے پاکستان کے ساتھ روا رکھے گئے روکھے پھیکے رویوں میں بھی مثبت تبدیلیاں لانی چاہئیں ورنہ اِس کا نقصان پاکستان کو جو ہوگا سو ہوگا مگر اِسے بھی اپنے کسی ایسے منصوبے جس میں یہ چاہتا ہے کہ افغانسان میں رہ کر دراصل یہ خطے میں بھارت کی چوہدراہٹ قائم کرے اور پاکستان و چین کو نیچا دکھائے اپنے اِن منصوبوں میں یہ اُس طرح سے کامیاب نہیں ہوسکے گا جس کا یہ ارادہ رکھتا ہے۔اور پاکستانی حکمرانوں سمیت حکومتِ چین کو بھی سنجیدگی سے امریکیوں رویوں اور خطے میں بھارتی اداگری قائم کرانے والے امریکی منصوبوں سے متعلق اپنی حکمتِ عملی وضع کرنی ہوگی تاکہ مستقبل قریب میں ری پبلکن پارٹی کے کسی صدارتی اُمیدوار کی کامیابی کے بعد خطے میں آنے والی معاشی و اقتصادی، سیاسی و اخلاقی اور دیگر حوالوں سے رونما ہونے والی تبدیلیوں اور اِسی طرح ہر جارحانہ امریکی چیلنجز کا ڈٹ کا مقابلہ کیا جاسکے۔

اِس کی کیا وجہ ہے

ہمارے لئے امریکی لاکھ بُرے صحیح مگر اوروں کے نزدیک اِن ایک بات ایسی ضرور ہے جو اِنہیں دوسروں کے سامنے امتیاز کراتی ہے اور وہ ہے اِن کی ہر معاملے میں ایسی نیک نامی (معاف کیجئے گا بحثیت مسلمان ہونے کے جسے ہم اپنی زندگیوں میں اپنانے سے بھول چکے ہیں) جو شائد امریکی زمین کی خصوصیات میں شامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں بسنے والا ہر فرد اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا ہے اَب آپ اِسی کو ہی لے لیجئے کہ امریکی ایجنسی ایف بی آئی نے موجودہ امریکی انتظامیہ کی جانب سے ڈنکے کی چوٹ پر امریکاکے اِس کونے سے اُس کونے تک ہر شعبہ ہائے زندگی میں مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے گئے مذہب ، رنگ ونسل کے خلاف تعصب کی بنیاد پر ناروا سلوک سے متعلق سال 2010ء کی ایک ایسی رپورٹ جاری کی ہے جس میں اِس نے دوٹوک الفاظ میں امریکی انتظامیہ اور دنیا بھر کو یہ بات اچھی طرح بتادی ہے کہ موجودہ پہلے سیاہ فام امریکی صدر اوباما (جو خود بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں) کی حکومت میں امریکا بھر میں مسلمانوں کے خلاف تعصب میں انتہائی خطرناک حد تک ایسا اضافہ ہوگیا ہے جو امریکی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتا ہے آگے چل کر ایف بی آئی نے اپنی اِسی رپورٹ میں سال 2009ء کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جبکہ اعداد و شمار کے مطابق اِس سال

مسلمانوں کے خلاف تعصب کی بنیاد پر جرائم کی تعداد صرف 107 تھی اِس کے مقابلے میں
2010ء میں جرائم کی یہ تعداد بڑھ کر 160 ہو گئی جبکہ ابھی اِس رپورٹ میں رواں
سال کا کوئی شامل نہیں کیا گیا ہے اِس کی تفصیل آئندہ سال مرتب کی جانے والی
رپورٹ میں پیش کی جائے گی ہاں اِس موجودہ رپورٹ میں اِس بات کا
ذکر ضرور کر دیا گیا ہے وہ یہ کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے امریکا میں مسلمانوں کے
خلاف تعصب کا عنصر بجائے کم ہونے کے دیدہ ودانستہ طور پر موجودہ امریکی انتظامیہ اِس
میں اضافہ کرنے کے عمل پر کارفرما دکھائی دیتی ہے۔

اِس صُورت حال میں ہمارا خیال یہ ہے کہ موجودہ امریکی انتظامیہ یہ سب کچھ محض اِس
مقصد کے تحت کر رہی ہے کے مسلمانوں کو امریکا میں تعصب کی بنیاد پر اتنا تنگ اور
پریشان کر دیا جائے کہ جو مسلمان امریکا میں کئی نسلوں سے آباد ہیں وہ امریکا کو خیر باد
کہنے پر مجبور ہو جائیں یا جو دیگر مسلم ممالک سے مسلمان امریکا آنے کا ارادہ یا رُخ کرنے
کا منصوبہ بنا رہے ہیں یا بنا چکے ہیں وہ بھی اپنے پیش رو کی حالتِ زندگی کو دیکھتے ہوئے
اپنے ہی ممالک میں سکونت اختیار کریں اور امریکا آنے کی زحمت نہ کریں۔

جبکہ امریکا میں مسلمانوں کے خلاف تعصب اور ناروا سلوک برتے جانے کے بڑھتے
ہوئے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکا میں ہیومن رائٹس فرسٹ

نامی ایک تنظیم نے مسلم مخالف تشدد کے روز آفزوں بڑھتے ہوئے واقعات کو امریکی روایات کے برخلاف قرار دیا ہے اور اِسے بلا کسی حیل وحجت امریکا کے جمہوری معاشرے میں معاشی، اقتصادی، سیاسی واخلاقی مستقبل کے لئے بھی ایک بڑا خطرہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ امریکی انتظامیہ اور اِس کے بعد آنے والی کسی بھی نئی امریکی اُمور مملکت کی ذمہ داری سنبھالنے والی حکومت نے اِس کے فوری تدارک کے لئے ترجیحی بنیادوں پر نوٹس لیتے ہوئے پائیدار اور دیرپا اقدامات نہ کئے تو پھر امریکا کو تباہی سے کوئی نہیں روک سکتا اور امریکی انتظامیہ کی بے حسی اور لاپرواہی کے باعث جہاں امریکی قدیم روایات زمین بوس ہورہی ہوں گیں تو وہیں امریکی انتظامیہ کا ایک مستحکم ڈھانچہ بھی تباہ وبرباد ہوجائے گا لہٰذا مستقبل قریب میں ایسے حالات پیدا ہونے سے قبل ہی موجودہ امریکی انتظامیہ کو اپنے یہاں مسلمانوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تعصب کو کنٹرول کرنے کے لئے مسلمانوں سے ہر سطح پر روا رکھے گئے تعصب کو ختم کرنا ضروری ہوگا اور اپنے امریکیوں کو یہ بات سمجھانی ہوگی کہ نائن الیون کے واقع میں جو لوگ ملوث تھے اُن سے اِن لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے اُن سے تعلق کے محض مفروضے کی بنیاد پر امریکا میں پہلے سے آباد اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے خلاف تعصب کا جذبہ ختم کیا جائے اِس لئے کہ آج امریکا کی جو شان وعظمت دنیا بھر میں نمایاں ہے اِس کو اِس مقام تک پہنچانے میں امریکا میں موجود کئی نسلوں سے آباد ذرائع معاش کی تلاش میں آنے والے مسلمانوں کا

بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والے امریکیوں اور دوسرے ممالک سے یہاں آنے والے افراد کا ہے۔ سو نائن الیون کی وجہ سے امریکا میں مسلمانوں کے خلاف تعصب کو پڑھانا کسی بھی طرح سے امریکیوں کو زیب نہیں دیتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا خیال یہ ہے کہ امریکا کو اَب اپنا احتساب خود بھی کر لینا چاہئے کہ وہ نائن الیون کی بدلے کی آگ میں نہ صرف مسلم اُمہ کو جنگ کی وادی میں دھکیل رہا ہے بلکہ اِس سے اِس کا اپنا وجود بھی بڑی حد تک اندرونی اور بیرونی طور پر خطرے میں گھرتا جارہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سانحہ نائن الیون کی انتقام کی آگ میں یہ اپنا وجود بھی ختم نہ کر بیٹھے۔

اُدھر اِس کی کیا وجہ ہے کہ افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے ایک بھارتی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک مرتبہ پھر اپنے نپے تلے الفاظ میں ایک طرف تو پاکستان کو خبردار کردیا ہے تو دوسری جانب آئندہ کا امریکی پروگرام اور اِس کے جنگی عزائم کا پردہ چاک کردیا ہے کہ " اگر پاکستان پر امریکا یا کسی اور (ارے بھئی ! کرزئی جی کھل کر بولیں کسی اور ملک یعنی بھارت یا اسرائیل جیسے) ملک نے حملہ کیا تو افغان عوام اپنے پاکستانی بھائیوں کا ہی ساتھ دیں گے اُنھوں نے اپنے عزم اور ارادے کا بھی کھل کر کچھ اِس طرح سے اظہار کیا کہ " خدانخواستہ امریکا یا کسی اور نے کسی بھی لمحے پاکستان پر جیسا بھی حملہ

کیاتو ہم افغان عوام پاکستان کا ساتھ اِس لئے دیں گے کہ ہم پاکستان کو اپنا جڑواں بھائی سمجھتے ہیں جبکہ بھارت کو اپنا جگری دوست ٹھیراتے ہیں ہاں البتہ ! اُنھوں نے اِس کے ساتھ ہی اپنی یہ بات بھی پاکستان کو جتادی کہ ہم اپنے پاکستانی بھائیوں سے اِسی جذبے کی توقع رکھتے ہیں کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستانی عوام بھی دہشت گردوں کے ہاتھوں ظلم سہ رہے ہیں اِس سارے منظر اور پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ افغانستان کے صدر حامد کرزئی جو اِن دنوں امریکیوں اور بھارتیوں کے نزدیک تر ہیں اُنھوں نے دوسری مرتبہ جس انداز سے پاکستان کو آئندہ کے امریکی اور بھارتی عزائم سے متعلق خبردار کردیا ہے اِن کے ایک ایک لفظ اور جملے کو ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں، اپوزیشن لیڈر، عوام اور ہماری عسکری قیادت کو سمجھتے ہوئے اِس کا ضرور جائزہ لینا ہوگا اور اِس وجہ کو جاننا ہوگا کہ ایک بار نہ صحیح مرتبہ افغان صدر نے پاکستان پر امریکا یا کسی اور ملک کی جانب سے پاکستان پر حملے کی صورت میں پاکستان کا ساتھ دینے کا ارادہ ظاہر کیوں کیا ہے....؟؟ یقیناً اِس میں کچھ نہ کچھ حقیقت بھی ہوگی جس کرزئی جی دوبار عیاں کرتے کرتے رہ گئے ہیں اور اَب اِس حقیقت کا بھی پتہ لگانا ہمارے حکمرانوں سمیت سیاسی جماعتوں کے قائدین اور عسکری قیادت پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں کہ وہ کیا وجہ ہے کہ جس کو بنیاد بناکر امریکا یا کوئی اور ملک پاکستان پر حملے کا منصوبہ بنارہا ہے۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی شرائط پر عمل کرتے ہمارے حکمران

آئی ایم ایف نے معاشی و اقتصادی طور پر ہماری دگرگوں ہوتی صورت حال کے پیش نظر اپنے تئیں ہماری حکومت کو اپنا یہ صائب مشورہ دیا ہے کہ یہ اپنے بڑھتے ہوئے اور بے لگام اخراجات کو کم کرکے بینکوں سے قرضوں پر انحصار کرنا کچھ کم کرے تو اِن (آئی ایم ایف) کے دیئے جانے والے قرضوں اور امداد سے بھی پاکستان اپنے بے شمار مسائل سے چھٹکارہ پاسکتا ہے اور اِس کے اٹھارہ کروڑ عوام کی زندگیوں میں بھی کچھ بہتری کے اثرات پیدا ہوسکتے ہیں مگر ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ پہلے ہمارے اپنی ذات سے مخلص حکمران اور دیگر ادارے قومی خزانے سے کی جانے والی اپنی طرح طرح کی عیاشیوں کو ختم نہیں تو کم ضرور کردیں تو پاکستان معاشی اور اقتصادی بحرانوں سے نکل سکتا ہے ورنہ نہیں ... ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں تک تو آئی ایم ایف نے ہمارے حکمرانوں اور اُمور مملکت چلانے والے اہم اداروں کے سربراہان کو یہ جو مشورہ دیا ہے وہ سوفیصد ہی درست ہے اور اَب اِس پر ہمارے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ اُن اشخاص کو بھی فوری طور پر عمل کرنا چاہئے جن کی جانب اِس نے اشارہ کیا ہے جن کے اِس ذراسے اچھے عمل کی وجہ سے ہمارے ملک میں آیا ہوا معاشی و اقتصادی بحران بھی ختم نہیں تو کم از کم ، کم ضرور ہوپائے گا تو دوسری جانب ملک کے اٹھارہ کروڑ مفلوک الحال عوام کی زندگیوں میں بہتری

بھی آسکے گی تو وہیں جیساکہ آئی ایم ایف نے کہاہے کہ اِس سے ہمارے ملک کے عوام کی زندگیوں میں بھی ایک نمایاں اور مثبت تبدیلیاں آجائیں گیں جس سے ملک میں غربت کی شرح کچھ کم ہوگی تو ملک بھی خوشحالی کی جانب چل پڑے گا یہ آئی ایم ایف کا ایک اچھامشورہ ہے بشرطیکہ اِس پر ہمارے حکمران ، سیاستدان اور ملک کے اہم اداروں کے سربراہان اِس پر عمل کریں تب توکچھ مثبت اور تعمیری تبدیلی ممکن ہے۔ مگراِس کے ساتھ ہی آئی ایم ایف نے ہمارے حکمرانوں کو یہ جو دوسرامشورہ دیاہے کہ" یہ اپنے یہاں توانائی پر اصلاحات تیز کریں جو ملک کے موجودہ حالات کے لحاظ سے بہت زیادہ ہی سست رفتار ہیں اِسے تیز سے تیز تر کرنے کے لئے حکمرانِ الوقت کو چاہئے کہ یہ بجلی کے نرخ میں جس قدرزیادہ ہوسکے نہ صرف اضافہ کریں بلکہ بجلی پر دی جانے والی ایک پیسے کی بھی سبسڈی کو فوری طورپر ختم کرکے اپنے یہاں توانائی کے شعبے میں اصلاحات کریں۔ یہاں آئی ایم ایف کے اِس مشورے پر ہمیں جہاں اور بہت سے تحفظات ہیں وہ اپنی جگہ مگراِن میں سے پہلے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آئی ایم ایف نے جیساکہ ہماری حکومت اور حکمرانوں کو اول وقت میں یہ مشورہ دیاہے کہ یہ اپنے ذاتی استعمال کے حوالے سے قومی خزانے پر کم سے کم بوجھ ڈالیں تو ہم یہ عرض کرناچاہیں گے کہ ہمارے حکمران اور حکومت سمیت دیگر اداروں کے سربراہان اپنی عیاشیاں تو کم نہیں کریں گے اور نہ ہی بینکوں سے قرضوں پر سے اپنا انحصار کرناکچھ کم یا ختم ہی کریں گے جبکہ ہمارے یہاں

توانائی بحران کی وجہ کرپشن اور بدانتظامی ہے جس سے متعلق خبر ہے کہ مختلف ادارے ارب کے نادہندہ، ملازمین کو 2ارب کی بجلی مفت دی جارہی ہے جن کی وجہ سے 300 ہمارے ملک کو سالانہ 86ارب کا خالص نقصان ہورہاہے جس کا حکام برملااعتراف بھی کرچکے ہیں ہاں البتہ !اِس صورت حال کے باوجود ہمارے حکمران اور سیاستدان باہمی صلاح مشورے سے بجلی کے نرخ بڑھانے اور اِس پر دی جانے والی رہی سہی سبسڈی ختم کرنے کا توضرور اعلان کردیں گے اِس سے ہمیں ایسالگ رہاہے کہ جیسے آئی ایم ایف یہ کہناچاہتاہے کہ پاکستان میں توانائی پر اصلاحات میں تیزی اُس ہی صورت میں آسکتی ہے کہ جب ہمارے حکمران ہر ماہ، ہر ہفتے، ہر دن ،ہر گھنٹے ، ہر منٹ اور ہر سیکنڈ بعد بجلی کے نرخ میں اضافہ کرنے کا صرف اعلان ہی کرتے رہیں جیسے کے ہمارے حکمران ملک میں بجلی کی طویل ترین لوڈشیڈنگ کرنے کی منظوری پہلے ہی دے چکے ہیں اور جس پر باقاعدگی سے ملک بھر میں عمل بھی ہورہاہے اِس کا اندازہ اِس بات سے بھی

لگایاجاسکتاہے کہ ہماری گھڑیاں جب بند ہوجاتی ہیں تو بجلی کے جانے اور آنے پر ہم اپنی گھڑیوں کا وقت ملانے لگ گئے ہیں جو درست ہوتاہے یوں ہمارا محکمہ بجلی یہ بھی نہیں دیکھتاہے کہ یہ دن ہے یارات اِس کو تو بس بجلی کی لوڈشیڈنگ سے مطلب ہے یعنی یہ کہ ہمارے ملک کے محکمہ بجلی والوں نے ساری قوم کو اندھروں کا ایساعادی بنادیاہے کہ اَب ہمارے بچے بھی بجلی آنے پر روشنی سے ڈرنے اور اندھیرے سے خوش ہونے لگے ہیں اِس طرح ہمارے ملک کا محکمہ بجلی ملک بھر کو

مختلف اوقات میں اندھیرے میں ڈبونے پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہے یوں ہمارے حکمران اور وزارت بجلی و پانی اِن دنوں ملک میں آئے ہوئے توانائی اور بجلی کے بحران کو قابو کرنے کے لئے۔برقی رو کے نرخوں میں اضافہ کرنے کا تواتر کے ساتھ اعلان کررہے ہیں اور اپنے اِس عمل کو یوں ہی جاری و ساری رکھا ہوا ہے یہاں تک کہ اِن کا یہ عزم ہے کہ یہ بجلی کے نرخ آسمان سے بھی اُونچی سطح پر لے جائیں تو پھر آئی ایم ایف ہمارے یہاں یہ سمجھے گا کہ ہم نے توانائی پر جو اصلاحات کی ہیں وہ درست ثابت ہورہی ہیں اور توانائی کا شعبہ بغیر کسی نئے پیداواری پروجیکٹ کے ترقی کی راہ پر گامزن ہوگیا ہے اِس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بجلی کے نرخ بڑھانا ہی توانائی پر اصلاحات کرنا ہے تو ہمارے حکمرانوں کو آئی ایم ایف کے اِس مشورے پر ضرور عمل کرنا چاہئے اور اپنا اقتدار بچانے اور خود کو قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں کے لئے رقوم کے حُصول کے خاطر ملک کے اٹھارہ کروڑ غریب عوام کے گلوں پر کسی تیز دھار چھری پھیرنے کی طرح بجلی کے نرخ فوراََہی بڑھادینے چاہیں اور بجلی پر دی جانے والی ایک پیسے کی بھی سبسڈی جلد ہی ختم کردینی چاہئے ۔تاکہ ملک میں اِس جمہوری حکومت کا مستقبل تابناک ہواور یہ اپنی مدت پوری کرے بھلے سے ملک کا ستیاناس ہوکراِس کا بیڑا غرق ہی کیوں نہ ہوجائے مگر موجودہ جمہوری حکومت اوراِس کے نااہل وکاہل حکمران اپنی مدت ضرور پوری کرجائیں اوراِس پر یہ لوگ یہ بھی دعویٰ کریں کہ عوامی مسائل کا حل حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے جو اپنے ساڑھے تین سالوں

میں تو کچھ نہیں کر سکی تو اَب کیا کچھ کرے گی جب کہ یہ اپنے پیر قبر میں لٹکانے کے قریب تر ہے یعنی یہ کہ اِس کی مدت ختم ہونے میں ایک آدھ سال ہی باقی رہ گئے ہیں اِس دوران بھی یہ عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے اپنی مفاہمت پرستی کے باعث اِس میں اضافہ ہی کرے گی اور کچھ نہیں کرپائے گی۔ (ختم شد)

میمو اسکینڈل، حُسین حقانی کا استعفیٰ اور نائی نائی بال کتنے....؟

حُسین حقانی کے استعفے کے بعد کس طاقتور ترین شخصیت کی باری ہے قوم انتظار کرے یا ہاتھ ملے....

میمو اسکینڈل کے ایک اہم کردار اور موجودہ جمہوری حکومت کے صدر آصف علی زرداری کی عزیز ترین شخصیت اور زرداری حکومت کے اہم ترین ستون اور امریکا میں پاکستان کے سفیر مسٹر حُسین حقانی پاکستان آنے کے بعد اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں اور خود کو ہر سطح پر ہونے والی انکوائری کے سامنے پیش ہونے کا بھی عزم کر رکھا ہے جس کے بعد پیدا ہونے والی صُورت حال کے حوالے سے یہ خیال کیا جارہا ہے کہ حکومت کو میمو اسکینڈل کے حوالے سے تحقیقات کرنے اور کرانے میں کسی قسم کی دشواری اور پریشانی درپیش نہیں ہو گی۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اِن دنوں ہماری ملکی تاریخ کے اپنی نوعیت کے سب سے انوکھے میمو اسکینڈل نے صرف ہمارے ملک کے طُول وارض ہی میں نہیں بلکہ امریکا سمیت دنیا بھر میں بھی ایک ایسا بھونچال پیدا کر رکھا ہے کہ آج سب کی نظریں اِس میمو اسکینڈل کے تھمنے اور اِس کے حقائق پر مبنی آنے والے نتائج کی جانب لگی ہوئیں ہیں اس منظر اور پس منظر میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اِس معاملے کو

دبانا چاہتے ہوں گے اور جس کے لئے یہ اپنی کوششوں میں لگے بھی ہوں گے۔

تو وہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اِس بھونچال کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے بڑی بیتابی سے انتظار بھی کر رہے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے ہمیں یہ مثل یاد آ گئی ہے کہ "نائی نائی بال کتنے ... ؟ ججمان جی آگے آتے ہیں" یہاں یہ مثل ہم نے اُن لوگوں کے لئے اِس لئے دی ہے کہ جنہیں اِس میمو اسکینڈل کے نتائج جاننے کی بہت زیادہ ہی جلدی ہے تو اِن کے لئے ہم یہ عرض کرتے چلیں کہ برائے کرم یہ ہماری دی ہوئی اِس مثل کو سمجھنے کی کوشش کریں اور صبر سے کام لیں اور یہ بھی جان لیں کہ پاکستانی اور امریکی ادارے اپنے اپنے نقطہء نگاہ سے اِس معاملے کی تہ تک پہنچنے کے لئے انتہائی صاف وشفاف انداز سے تحقیقات کر رہے ہیں اور عنقریب اِس کے جو کچھ بھی نتائج ہوں گے وہ جلد یا دیر سب کے سامنے آجائیں گے جیسا کہ مسٹر حُسین حقانی نے اپنا استعفیٰ پیش کرکے غیر جانبدار اور صاف وشفاف تحقیقات کے لئے راہیں ہموار کر دیں ہیں۔اور اَب یہ بھی دیکھئے اور انتظار کیجئے کہ حُسین حقانی کے استعفے کے بعد کس کی باری ہے جو اپنے عہدے سے استعفیٰ دے گا یا ہمیشہ کی طرح اپنی مصالحت پسندی کی اُوٹ میں اِس گرداب سے کنی کٹا کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو جائے گا اور قوم ہاتھ ملتے رہ جائے گی۔

حالانکہ اِس میمواسکینڈل والے معاملے پر ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی بڑا یا گھمبیر ہے کہ حکومت کو اِسے سنجیدگی سے لینا چاہئے کیوں کہ اِس میمو کے ذریعے ہمارے ملک کے انتہائی حساس اداروں کے حوالے سے جو افسوسناک نکات درج کئے گئے ہیں وہ قابل مذمت اور باعث تشویش بھی ہیں تو قابل احتجاج بھی ... وہ اِس لئے کہ اِس میمو میں جس طرح ہمارے اِن حساس اداروں جن پر ساری پاکستانی قوم ہمیشہ سے فخر کرتی آئی ہے اور تا قیامت کرتی رہے گی اِن کی وہ کارکردگی جو اَب تک اِنہوں نے ملک کی بقاء و سلامتی اور استحکام کے لئے پیش کی گئیں ہیں اِنہیں جس انداز سے متنازع بنانے کی کوشش کی گئی ہے اِس سے یہ محسوس ہورہا ہے کہ جیسے پاکستان کے حساس اداروں کو متنازع بناکر ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کی غیرت کو بھی للکارا گیا ہے اِس حساس معاملے پر کوئی بھی محب وطن پاکستانی یہ ہرگز برداشت نہیں کرے گا کہ کوئی بھی ہمارے اِن اداروں کی کارکردگی پر انگلی اُٹھائے یا شک کرے جو ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے دن رات متحرک رہتے ہیں۔

جیساکہ قوی خدشہ یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ امریکا میں پاکستان کے سفیر حُسین حقانی جو موجودہ جمہوری صدر عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی قریب ترین شخصیت بھی تصور کئے جاتے ہیں اِن کے درپردہ کسی خاص اشارے پر بدنام زمانہ وہ شخص جس کا نام مصور منصور اعجاز ہے اِس نے امریکا کو یہ میمو تحریر کیا

اور اِسے امریکی جنرل مائیک مولن تک پہنچایا جس کے بعد یہ میمو اسکینڈل سامنے آیا تو اِس حوالے سے خود پر شک کی بنیاد پر لگنے والے الزامات کی صفائی اور حقیقت بیان کرنے کے لئے حُسین حقانی حکومت کے فوری طلب کرنے پر گزشتہ دنوں پاکستان آئے اور میمو اسکینڈل کی بنیاد پر اپنی ذات پر لگنے والے الزامات اور اِس سے جنم لینے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مصروف رہے مگر یہ اپنے دلائل سے ایوانِ صدر سمیت کسی کو بھی مطمئن نہ کرسکے اور بالآخر ایوان صدر کی جانب سے حُسین حقانی سے استعفیٰ طلب کیا گیا اور ایوانِ صدر کی اِس ڈیمانڈ پر حُسین حقانی نے اپنا استعفیٰ پیش کردیا جو فوراً منظور بھی کرلیا گیا حُسین حقانی کے استعفیٰ کے بعد کی پیدا ہونے والی صورتِ حال پر ملک کے سیاسی مبصرین اور سینئر تجزیہ کاروں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ حکومت اِس معاملے کی صاف وشفاف طریقے سے تحقیقات کرانے کے لئے ایسا کمیشن تشکیل دے جو غیر جانبدار رہ کر اِس کے اصل محرکات کا پتہ لگائے اور جو بھی فیصلہ سامنے آئے وہ آئینہ کی طرح ہو جس پر کوئی شک پیدا نہ کرسکے۔

اور جو بھی اِس معاملے میں ملوث پایا گیا اِسے ایسی عبرت ناک سزادی جائے کہ کوئی بھی آئندہ ایسی حرکت کرنے کا سوچ بھی نہ سکے جس کی ناپاک حرکت سے ہمارے حساس اداروں کی کارکردگی پر کوئی شک پیدا ہو یا دنیا کا کوئی ملک اِس کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگاسکے جیسا کہ پاکستان دُشمن مصور منصور اعجاز شخص

نے پاکستان میں لولی لنگڑی جمہوری حکومت کو بحران سے دوچار کرنے کے لئے ہمارے حساس اداروں سے متعلق اپنے میمو میں اُلٹا سیدھا لکھ کر اِن کو ناکام ادارے ثابت کرنے اور بیساکھیوں کے سہارے چلتے جمہوری عمل کو گرانے کی سعی کی ہے۔

بہر حال! موجودہ حالات کے حوالے سے ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ ملک کی اٹھارہ کروڑ عوام کے دیرینہ مسائل سے مسلسل روگردانی کرنے والی ہماری اِس موجودہ جمہوری حکومت نے ہر لمحہ اور ہر قدم پر اپنی مصالحت پسندی اور اپنے پرائیوں کو قومی اداروں کو لوٹنے کھانے اور اِن کا بیڑا غرق کرنے کی جس طرح کھلی آزادی دے رکھی ہے اِس کی مثال بھی ہمارے ماضی ہی میں نہیں بلکہ خطے کے دوسرے ممالک میں بھی کہیں نہیں ملتی ہے اوراس پر یہ کہ بات ابھی یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے.... کہ اِس حکومت نے ملک میں مہنگائیکے طوفان برپا کرکے، ملک میں کرپشن اوراقربا پروری جیسے سسٹم کو بھی بے لگام چھوڑ رکھا ہے تو وہیں یہ اپنے من پسند لوگوں اور اشخاص کو قومی خزانے سے جھولیاں بھر بھر کر دینے اور قومی دولت بیدریغ لٹانے کی پالیسی پر جس طرح عمل پیرا ہے اِس سے تو یہ اندازہ لگانا بھی کوئی مشکل نہیں ہے کہ اَب تو قومی خزانہ بھی خالی ہونے کے قریب تر ہو گیا ہوگا۔

مگراِس حکومت کی سخاوت تو ایسی ہے کہ جو ختم ہونے کا نام تک نہیں لے رہی

ہے اِس پر ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی ہماری یہ موجودہ حکومت ملک کے اندر سوائے لولے لنگڑے جمہوری کلچر کو فروغ دینے کے اور کچھ نہیں کرپائی ہے مگراِن تمام باتوں کے باوجود بھی اِس حکومت کے لئے ایک بات جو یہاں بڑی حیرت انگیز ہے وہ یہ کہ ایک طرف تو اِس نے اپنا سارا زور اور دھیان ملک میں جمہوریت کے سینچنے ،پرونے اور اِسے پروان چڑھانے پر دیئے رکھا تو دوسری جانب اِس سے خائف ایک ایسا ٹولہ بھی رہا جو نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بیرون ممالک بھی اِس کے خلاف سازشوں کے جال بنتا رہا اور اِس کے ہر عمل اور اِس کے ہر اٹھتے قدم پر تنقید وتشویش کرنا اپنی سیاسی بقاء کا ضامن تصور کرتا رہا اور جس پر یہ آج بھی کاربند ہے اِس صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہی وہ وجہ ہے کہ یہ حکومت نہ تو اپنے عوام کے معیار پر ہی پورا اُتر سکی اور نہ ہی یہ ملک میں صحیح معنوں میں جمہوری ثقافت و سیاست کو ہی رائج کرنے اور کرانے میں اِن سطور کے رقم کرنے تک کامیاب ہو سکی ہے اِس ناکام حکومت کے ایسے فرسودہ اور بے مقصد طرز حکمرانی پر ہر جانب سے اِس پر اعتراضات کی انگلیاں اٹھ رہی ہیں مگراِس کے ساتھ ہی ہم یہاں یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ اپنے مخالفیں کی سازشوں کے باوجود بھی صدر آصف علی زرداری کی موجودہ حکومت نے اپنے دورِ اقتدار کے اِن ساڑھے تین برسوں میں انتہائی پھونک پھونک کر قدم اٹھائے ہیں ۔اور آئندہ بھی (اگر میمواسکینڈل کے نتائج کے آنے کے بعد رہ گئی تو) عوامی مسائل کو دیدہ ودانستہ بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مفادات کا

خاص خیال رکھے گی اور عوام کے لئے تو خیر نہیں ہاں البتہ ! اپنے لئے ضرور ایسا کچھ کرتی رہے گی جس سے اِس کو ہی فوائد حاصل ہوں گے اور بھوک و افلاس اور تنگدستی کے اندھے کنوئیں میں پڑے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام یوں ہی رہیں گے جیسے ابھی ہیں۔ جبکہ دوسری جانب یہ بھی حقیقت زور پکڑتی جارہی ہے کہ موجودہ حکومت کی ایک طاقتور ترین شخصیت اِس میمواسکینڈل سے پوتر اور صاف وشفاف ہو کر یوں نکل جائے گی جس طرح دودھ سے مکھی نکل جاتی ہے یا حقانی کی طرح کسی انجام کو پہنچے گی......؟یا پہنچائی جائے گی....؟آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے....؟؟

پاک بھارت اپوزیشن کا ایک نعرہ، گو زرداری گو اور گو منموہن گو... کیوں؟

پاکستانی اپوزیشن اور دیگر جماعتیں میمو کے معاملے پر سیاست کرنے سے اجتناب
برتیں... اور صبر و برداشت سے کام لیں
یہ تو ہمیشہ سے ہی پاک و ہند کے حکمرانوں کی یہ خصلت رہی ہے کہ اِنہوں نے تمام
ترسیاسی اور ملکی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دیدہ ودانستہ طور پر اپنی اپوزیشن
کو چٹکی پر نچانے کا ایک ایسا طریقہ اپنائے رکھا کہ اپوزیشن اِن کی ہر چٹکی پر لٹو کی ناچتی
رہی اور یہی وجہ ہے آج بھی پاک بھارت حکمرانوں نے اپنی اپنی اپوزیشن کی ایک نہ
سُننے کا ایسا تہیہ کر رکھا ہے کہ یہ کچھ بھی کہہ لیں، کرلیں یا کروالیں مگر اِن کے کسی بھی
فعل پر نہ تو خود کان دھرنا ہے اور نہ کسی کو اِن کی ایک سُننے کا حکم دینا ہے یوں پاک و
بھارت کے ایسے ڈھیٹ حکمران ہیں جو اپنی اپوزیشن کو کاغذی طور پر تو ماننے کو تیار
ہیں مگر عملی طور پر اِن کے وجود اور کام سے خائف رہنا اپنے لئے باعث اعزاز اور فخر
سمجھتے ہیں اور اپنی اِسی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی
پارلیمنٹ میں اپوزیشن جماعت کے قائد حزبِ اختلاف ہوں یا اِن کی پارٹی کے سربراہ
ہی کیوں نہ ہوں اور اِسی طرح بھارتی پارلیمنٹ کی

اپوزیشن... آج اِن سب کا اپنے صدور کے لئے ایک نعرہ بن گیا ہے جو ایک طرف " گو زرداری گو" تو دوسری طرف " گو منموہن گو" کا نعرہ لگاتی نہیں تھک رہی ہیں۔

اِس کی کیا وجہ ہے...؟ جبکہ پاک بھارت دو ممالک جو جنوبی ایشیاء میں اپنے اپنے لحاظ سے ایٹمی طاقت ہیں اِن ہی ممالک میں ہر دو یا تین سال بعد اپنے اپنے صدور کے خلاف اپوزیشن کی جماعتیں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اِن کے نام لے لے کر "گو فلاں گو" کے نعرے لگانا کیوں شروع کردیتی ہیں کبھی اپوزیشن کی جماعتوں کے سربراہان اور اِن کے ساتھیوں نے یہ سوچنا گوراہ کیا....؟ کہ پاک و ہند ہی میں حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والی جماعتیں ایسا کیوں کرتی ہیں ....؟؟ جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ عوام نے جب اِنہیں ووٹ نہ دے کر حزبِ اختلاف کے لئے چُن لیا ہے تو اِنہیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ اِنہیں ایوان کے اندر اور باہر اپنے صدور کی چٹکی پر ہی ناچنا ہوگا تو پھر یہ کیوں نہیں اپنے اندر صبر و برداشت کا مادہ بھی پیدا کرلیا کریں اور اپنے صدور کو اُمورِ مملکت کی انجام دہی کے لئے تنقید برائے تنقید سے پاک ہر قدم پر اپنا مثبت اور تعمیری کردار بھی ادا کرتے رہنا چاہئے اور یہ نہ کہ اپوزیشن میں ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اپنے صدور کے اچھے اقدامات اور منصوبوں پر بھی واہ ویلاہ کرتے رہیں اور اپنے نازیبا قول و فعل سے اپنا سیاسی قد

اُونچا کرنے کی کوششوں میں مصروف رہیں جس سے ایک طرف اِن (اپوزیشن) کا وقار مجروح ہوتا ہے تو دوسری طرف عوام الناس میں بھی اِن کی قدرو منزلت سے متعلق ایک غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔

اوراِس کے ساتھ ہی پاک بھارت اپوزیشن کواِس بات کا بھی ہر وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ اپوزیشن میں ہیں اِن کی کوئی اچھی بات بھی فوراََ نہیں سُنی جائے گی کیوں کہ حکومتوں کے لئے اِس پر من وعن عمل کرنا اور جوں کا توں اِسے مان لینا مشکل ہوتا ہے اوراِس کے لئے یقیناً بڑا وقت بھی درکار ہوتا ہے مگراِس کے باوجود بھی اپوزیشن کا بے صبری کا مظاہرہ کرنااور حکومتوں کے خلاف احتجاجی تحریکیں چلانے کا اعلان کرنااور اپنے سربراہ مملکت کے خلاف "گو فلاں گو" جیسے نعرے لگانااور سڑکوں پر عوام کو لاکران سے بھی یہی نعرے لگوانا کسی بھی حال میں کوئی اچھااور مناسب فعل قرار نہیں دیاجاسکتاہے۔

جیسے اِن دنوں ہمارے یہاں کی ماضی کی فرینڈلی اپوزیشن اور آج کی روایتی حزبِ اختلاف کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کررہی ہے اوراِسی طرح بھارتی پارلیمنٹ میں اپوزیشن کا رول اداکرنے والی حزبِ اختلاف نے اپنے برسرِاقتدار صدر ڈاکٹر منموہن سنگھ کے خلاف باقاعدہ احتجاج اُس وقت شروع کردیاکہ

جب ایک ماہ کی چھٹیوں کے بعد بھارتی لوک سبھا کا اجلاس جیسے ہی شروع ہوا تو ترنت بھارتی اپوزیشن نے پُرزور طریقے سے حکومت پر کرپشن ، لوٹ مار اور اقرباء پروری کے الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے ہنگامہ آرائی شروع کردی جس کا موقف یہ ہے کہ" بھارت میں کرپشن حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے انا ہزارے جس نے بھارت میں کرپشن کے خلاف اپنی نام نہاد تحریک چلائی تھی یہ خود بھارت کا سب سے بڑا کرپٹ شخص ہے جس نے حکومتی اراکین اور سرکاری شخصیات کے ساتھ مل کر اپنی یہ تحریک محض اِس لئے شروع کی یہ کرپشن کے خلاف بھرپور طریقے سے صرف اپوزیشن کا راستہ روک سکے جس میں اِسے کوئی کامیابی حاصل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو مگر یہ بات کھل کر اَب سامنے آچکی ہے کہ بھارتی انا ہزارے جسے حکمران جماعت اور اچھے عہدوں پر فائز بڑی تعداد میں سرکاری شخصیات کی مکمل حمایت حاصل ہے اِس نے ملک میں کرپشن کے بند دروازے بھی کھلوانے میں اپنا تاریخی کردار ادا کرکے دنیا بھر میں بھارت کو بدنام کرکے رکھ دیا ہے۔

اِس بنا پر بھارتی اپوزیشن نے اپنے صدر کے خلاف گو منموہن گو کے نعرے لگا کر یہ بات بھی پوری طرح سے واضح کردی ہے کہ بھارتی اپوزیشن کو پورا پورا یقین ہے کہ بھارتی صدر کی انا ہزارے کو پس پردہ مکمل حمایت اور تائید حاصل رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی جس کے لئے بھارتی اپوزیشن نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ بھارتی لوک سبھا کے 22 روز تک جاری رہنے والے اجلاس میں ہم گو منموہن گو کا

نعرہ لگاتے رہیں گے اور ہنگامہ آرائی اُس وقت تک جاری رکھیں گے کہ جب تک بھارتی صدر ڈاکٹر منموہن سنگھ اپنے عہدے سے خود مستعفی نہیں ہو جاتے۔

جبکہ خبر یہ بھی ہے کہ اپوزیشن کی ہنگامہ آرائی پر بھارتی پارلیمنٹ کے اسپیکر نے وہ صدارتی حکم نامہ بھی پڑھا جس میں اپوزیشن لیڈر کو واضح طور پر مخاطب کر کے کہا گیا تھا کہ " وہ ملک و قوم کے وقار اور صدر کی عزت اور احترام کی لاج رکھیں اور ایسا کوئی نعرہ نہ لگائیں جس سے برسرِ اقتدار جماعت کا وقار مجروح ہو اور بھارت دنیا بھر میں بدنام ہو اور اپوزیشن کا احتجاج ... احتجاج ہی رہ جائے" اِس موقع پر ہم ایک بار پھر یہ کہنا چاہیں گے کہ اپوزیشن پاکستان کی ہو یا بھارت کی اِسے چاہئے کہ وہ ہر معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کرے اور اپنے تعین کوئی ایسا ویسا نعرہ ہر گز مت لگائے یا اقدام نہ کرے جس سے دنیا بھر میں ملک کی بدنامی اور عوام کی کردار کشی ہو جس طرح آج ہمارے یہاں ن لیگ سمیت اور دوسری جماعتیں منصور اعجاز کے میمو کے معاملے کو الجھا اور اُچھال کر اپنا سیاسی مقصد حاصل کر رہی ہیں اور ملک کے حساس معاملے پر فضول کی بحث و تکرار کر کے دنیا بھر میں ملک کی عزت اور وقار کو داؤ لگا رہی ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس سارے معاملے کی پوری طرح چھان بین جاری ہے اور اِسے عوام کی اُمنگوں کے مطابق منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے تمام ملکی ادارے اپنے اپنے لحاظ سے تحقیقات میں مصروف ہیں اور اِس کے جو بھی

نتائج آئیں گے عوام کو آگاہ کر دیا جائے گا اِس پر اپوزیشن کو بھی چاہیئے کہ صبر کرے اور میمو جیسے معاملے پر اپنی سیاست کو چمکانے کے بجائے حکومت اور موجودہ صدر کے ساتھ اپنا ہر ممکن تعاون یقینی بنائے تاکہ باہمی اصلاح و مشوروں کے بعد میمو کے معاملے کو سلجھایا جاسکے اور اِس کے پس پردہ سازشی عناصر کو بے نقاب کر کے آئندہ اِس کی سازش سے بچنے کا سامان بھی پیدا کیا جاسکے۔

ہمارے مطالبے و سخاوت اور امریکا کی ہر غلطی کے بعد معافی اور پھر سنگین غلطی.... کیوں؟؟

نیٹو کی ہٹ دھرمی کے خلاف ایم کیو ایم کا "یوم یکجہتی پاکستان" بنانے کا اعلان

یہ سلسلہ آخر کب تک جاری رہے گا....؟؟

ہمارے مطالبے اور سخاوت کے پیش نظر امریکا نے اپنی ہر غلطی کے بعد معافی مانگی اور پھر وہی غلطی پہلے سے کہیں زیادہ منظم اور بھرپور انداز سے کرڈالی جس پر یہ اکثر ہم سے معافی مانگتا رہا ہے ریکارڈ موجود ہے کہ نیٹو فورسز نے اپنی ہٹ دھرمی کے باعث پاکستانی فورسز کے اہلکاروں کو پانچ بار نشانہ بنایا اور ہر بار پاکستانی حکمران نیٹو کی حرام خوری پر اپنے احتجاجوں میں حملوں کو اپنی بے عزتی سے تعبیر کرتے رہے اور حملہ آوروں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرنے سمیت امریکا اور نیٹو سے سوائے معافی مانگنے کا مطالبہ کرنے اور اِن کے خلاف طرح طرح کی لمبی چوڑی قرار دادیں پیش کرنے سمیت خالی کاغذوں اور خبروں کی حد تک منہ توڑ جواب دینے جیسے بیانات اور مطالبوں کے اور کچھ نہ کرسکے ہیں۔

اِس مرتبہ بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جب مہمند ایجنسی میں پاک افغان سرحد پر

پاکستانی سیکورٹی فورسز پر پاکستان کے دوست نما دشمن نے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات تحصیل بائزئی کے علاقے سلالہ میں دو پاکستانی چیک پوسٹوں وال چلو اور بولڈر کو نیٹو ہیلی کاپٹر اور جنگی طیاروں نے جدید گنوں سے اندھا دھند فائرنگ اور بمباری کرکے جس انداز سے انہیں نشانہ بنایا ہے اِس کی مثال نہیں دی جاسکتی اِن کی اِس بربریت سے دونوں چوکیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں جبکہ نیٹو افواج کی اِس اشتعال انگیز کارروائی سے متعدد پاکستانی فوجی شہید اور زخمی بھی ہوگئے جیساکہ اِن سطور کے رقم کرنے تک حکومت پاکستان نے حسبِ عادت اپنا شدید احتجاج شروع کررکھا ہے جس کا ایک حوالہ یہ ہے ہمارے یہ پاکستانی حکمران جو امریکا کی دوستی کا دم بھرتے تھکتے نہیں ہیں اِنہوں نے اِس واقعے کی پُرزور مذمت کی ہے اور ہماری دفاعی کمیٹی نے بھی اِس واقع کی شدید مذمت کرتے ہوئے لب کشائی کچھ اِس طرح کی ہے کہ نیٹو کی پاکستان کے سرحدی علاقوں میں کی جانے والی اشتعال انگیزی کی وجہ سے پاکستان نے بون کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں 90 ممالک کے وزرائے خارجہ شرکت کریں گے اپنی نوعیت کی اِس اہم ترین کانفرنس سے متعلق یہ بھی خیال کیا جارہا ہے کہ اِس میں مختلف حساس معاملات کے ساتھ افغانستان پر قابض غیر ملکی افواج کے انخلاء وطالبان کے ساتھ مذاکرات کی راہ اپنانے کے حوالے سے بھی بات چیت کی نئی راہیں کھلنے جیسے زاویوں پر بھی اظہار خیال کیا جائے گا۔

جبکہ اِس حوالے سے سیاسی ماہرین، تجزیہ و تبصرہ نگاروں کا پاکستان کے اِس احتجاجی فیصلے سے متعلق ایک خام خیال یہ ہے کہ اِس کانفرنس میں پاکستان کی عدم شرکت کے باعث امکان ہے کہ پاکستان کی غیر موجودگی کے باعث اِس کانفرنس میں امریکی لومڑی جیسی آنکھوں والی تیز وطرار لیڈی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن اور امریکی پٹھو افغان صدر حامد کرزئی کو کسی نتیجے تک پہنچنے میں بڑی مشکلات درپیش آئیں گیں یہ فیصلہ بھی پاکستان کے احتجاج میں شامل ہے دوسری طرف امریکی حکام کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر پاکستان نے بون کانفرنس میں شامل نہ ہونے کا اپنا حتمی فیصلہ کرلیا ہے تواِس سے ایک یہ بھی امکان ہے پاکستان کے اِس جذباتی فیصلے سے امریکا پر کوئی اثر نہیں پڑیگا اور امریکا آئندہ بھی ایسا ہی کرے گا جیسا کہ پاکستان کے سرحدی علاقوں میں کرتا آرہا ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی اِس رونما ہونے والے المناک واقع سے متعلق یہ بھی اطلاعات ہیں کہ نیٹو ہیلی کاپڑ اور جنگی طیاروں کی دانستہ کارروائیوں کا نشانہ بننے والی اِن دونوں پاکستانی چوکیوں پر حملے کے وقت اہلکار سو رہے تھے جن سے متعلق رپورٹ یہ ہے کہ اِن دونوں چوکیوں پر تعینات اہلکاروں کا تعلق آزاد کشمیر رجمنٹ سے تھا جو دن بھر اپنے فرائض انجام دینے کے بعد رات گئے کچھ لمحے کے لئے سو ہی تھے کہ نیٹو افواج جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اِن کی اتحادی اور یہ اُن کے ساتھی ہیں یہی نیٹو افواج اپنے ہیلی کاپٹر اور

جنگی طیاروں سے اِن پر اندھا دھند فائرنگ اور بمباری کرکے اِنہیں شب خون مارے گی جس کا افواج پاکستان کو گمان تک نہ رہا ہوگا کہ یہ بھی اِن کے ساتھ ایسا کرسکتی ہے مگر اگلے ہی لمحے نیٹو ہیلی کاپڑ اور جنگی طیاروں نے اِن پر قیامت خیز حملہ کردیا جس کے نتیجے میں دونوں چوکیوں پر تعینات 24 اہلکار جن میں دوافسر بھی شامل تھے جام شہادت نوش اور 13 کے قریب اہلکار شدید زخمی ہوگئے جنہیں بعد میں فوجی ہیلی کاپڑوں کے زریعے سی ایم ایچ پشاور منتقل کیاگیا جبکہ آئی ایس پی آر نے بھی اِس نیٹو ہیلی کاپڑ اور جنگی طیاروں کے حملے کے نتیجے میں 24 اہلکار کی شہادت اور تیرہ کے زخمی ہونے کی بھی تصدیق کردی ہے اِس کے بعد حکومتی سطح سے لے کر ملک کے طولُ ارض میں تمام متحرک بڑی چھوٹی محب وطن سیاسی و مذہبی اور سماجی جماعتوں اور تنظیموں نے بھی نیٹوافواج کی اِس بربریت کے خلاف احتجاج کا سلسلہ شروع کردیاہے جو ہنوز جاری ہے۔ جبکہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نے اپنی مسلح افواج کے ساتھ یکجہتی کے اظہارکے طور پر یوم یکجہتی پاکستان بناکر یہ ثابت کردیاکہ کوئی بھی ملک دشمن طاقت پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے دیکھنے کی اُس وقت تک جرات نہیں کرسکتی جب تک پاکستان کے عوام اپنی پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے متحدہ کے یوم یکجہتی ٔپاکستان نے جہاں پاک فوج کے حوصلے بلند کردیئے ہیں تو وہیں

ہماری قوم میں بھی یہ احساس ضرور پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری باصلاحیت پاک فوج کے ساتھ ساری پاکستانی قوم ہے دنیا کی کوئی بھی طاقت اِس کے وقار اور حوصلے کو مجروح اور پس نہیں کر سکتی جب تک عوام اِس کے ساتھ ہیں۔

اِدھر نیٹو ہیلی کاپٹر اور جنگی طیاروں کی اشتعال انگیز اِس کارروائی کے بعد حکومت پاکستان نے حسب روایات امریکہ اور نیٹو سے شدید احتجاج جاری رکھا ہوا ہے اور معمول کے مطابق پاکستان سے نیٹو کو ہونے والی سپلائی فوری طور پر بند کر دی ہے اِس حوالے سے امریکا اور نیٹو سے اپنا پُرزور احتجاج ریکارڈ کرانے کی غرض سے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی خصوصی ہدایت پر سیکرٹری خارجہ سلمان بشیر نے پاکستان میں امریکی سفیر کیمرون منٹر کو فوری طور پر طلب کر کے مہمند ایجنسی میں پاکستان کی سرحدی چوکیوں پر نیٹو ہیلی کاپٹر اور جنگی طیاروں کی دیدہ ودانستہ طور پر کی جانے والی اشتعال انگیز کارروائیوں کے نتیجے میں پاک فوج کے جیالے اور بہادر سپاہیوں کی شہادت اور زخمی ہونے والے اہلکاروں کی وجہ سے ملک میں پیدا ہونے والی صورتِ حال پر شدید احتجاج کیا اور کیمرون منٹر کو انتہائی نپے تلے لہجے میں آگاہ کیا کہ نیٹو ایساف ایئر کرافٹس کی اشتعال انگیز کارروائی ہمارے لئے نا قابل قبول ہیں (یہاں ہم یہ کہنا چاہئے گے کہ جناب سلمان بشیر صاحب اتنا کہنا ہی کچھ ٹھیک نہیں ہے امریکا کو لگام دینے والے انداز سے کچھ لب کشائی کریں تاکہ یہ ہمارا ردِ عمل سمجھ

جائے اور ساتھ ہی یہ بھی تو بتادیں کہ یہ حملے قبول نہیں تو پھر کیسے قبول ہوں گے ....؟؟اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ جب امریکیوں سے امداد، قرض اور بھیک کی شکل میں ہم اپنے کشکول میں ڈالرز لے رہے ہیں تو جناب اِن کی بلاوجہ اور اشتعال انگیز کارروائیاں بھی ہم ہی کو برداشت کرنی ہوں گی)بہر حال اوران کا کہنا تھاکہ نیٹوکا یہ حملہ پاکستان کی خودمختاری کی سنگین خلاف ورزی ہے جبکہ اِس کے برعکس پاکستان میں امریکی سفیر کیمرون منٹر نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ اپنی پیشانی سکوڑتے ہوئے سیکرٹری خارجہ سلمان بشیر کواِس بات کا ضرور یقین دلادیا کہ آپ کا یہ احتجاج اپنی حکومت اور نیٹوکے ذمہ داران تک پہنچادیں گے اور یوں حکومت پاکستان کی جانب سے وزیراعظم کی خصوصی ہدایت پر سلمان بشیر یہ احتجاج کرکے خاموش ہوگئے۔

جبکہ اُدھر افغانستان میں ایساف کمانڈر جنرل ایلن نے مہمند ایجنسی میں پاکستانی چوکیوں پر ہیلی کاپٹر اور جنگی ایئر کرافٹس کی اندھولناک کارروائی کو اپنی معمول کا حصہ قرار دیااور اِس واقع پر رسمی طور پر اظہارافسوس کرتے ہوئے اِس کی مکمل تحقیقات کی یقین دہائی کراتے ہوئے اِس واقعے میں (ہمارے لئے شہیداور)اپنے لئے مرنے اور زخمی ہونے والے سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں کے اہلِ خانہ سے اُوپری دل سے تعزیت اور محض دکھاوئے کی ہمدردی کا اظہار کیاجبکہ اِس موقع پر ہمارے لئے افسوس کے ساتھ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ

ایساف کے سربراہ نے ہماری سرحد میں اپنی افواج کی، کی جانے والی اپنی بدمعاشی اور غنڈہ گردی پر ایک لفظ بھی ندامت کے نہیں کہئے بلکہ اِس نے اپنی ہٹ دھرمی کے سہارے اپنے اِس عزم کو دھرایا کہ اِس واقعے کے بعد پیدا شدہ صورتِ حال میں ایساف قیادت پاکستان کے ساتھ نہ صرف سیکورٹی تعلقات بہتر بنانے کے لئے کام کرتی رہے گی بلکہ سرحدی علاقوں میں دہشت گردی کے خلاف اُسی طرح جنگ میں آپریشنل رابطے کو بھی مزید بہتر بنانے کا اپنا ارادہ رکھتی ہے گویا کہ یہ کہہ کر ایساف کے سربراہ نے اِس واقعے کو اپنی افواج کا بہترین کارنامہ ظاہر کرنے کی کوشش کی اور یہ جتانے کی سعی بھی کی کہ نیٹو افواج کی یہ کارروائی اِس کے منصوبے کا حصہ تھی اور یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ ہمارے سرحدی علاقوں میں نیٹو ہیلی کاپٹر اور خونخوار جنگی طیاروں کی کارروائی سے متعلق ایساف کے ایک بریگیڈیئر جنرل کارسٹن جیکب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا کہ پاک افغان سرحد پر نیٹو ہیلی کاپٹر اور طیاروں کی مہارت سے کی جانے والی کارروائی سے اِس پیش رفت کے دوران جو کچھ ہوا ہم پاکستانی ہلاکتوں کے بارے میں آگاہ ہیں لیکن اِن کی تعداد اور واقعہ کی شدت کے بارے میں ہمارے پاس اپنے ذرائع سے کوئی ایسی انفارمیشنز اور معلومات نہیں کہ ہم پاکستان سے معذرت کریں یا کسی قسم کی ندامت محسوس کریں تاہم جنرل کارسٹن کے اِن جملوں کے بعد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جنرل کارسٹن جیکب کے اِن خیالات سے یہ تاثر ضرور پیدا ہوگیا ہے کہ امریکا پاکستانی سرحدی علاقوں میں اپنی کھلی

بدمعاشی جاری رکھے گا اور جب پاکستانی اِس کی مذمت کریں گے تو یہ ہمیں ڈالروں کی صورت میں امداد، قرض یا بھیک دے کر ہمارا منہ بند کردے گا مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے گا۔

ایسی امریکی ہٹ دھرمی کا ہماری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے نزدیک ایک یہ ہی حل موجود ہے اور وہ یہ کہ حکومت امریکی اتحاد سے الگ ہو جائے اور اِس سے اپنے ہر قسم کے رابطے منقطع کرکے اِس کی جانب سے آئندہ ہونے والی کسی بھی حرام خوری کا منہ توڑ جواب دے جو اِس کو سبق سکھانے کے لئے کافی ہو ورنہ تو امریکا اور نیٹو ہماری نرمی کی وجہ سے ہمارے سرحدی علاقوں میں یوں ہی اپنی کارروائی جاری رکھے گا اور ہم ہر مرتبہ اِس سے معافی کا مطالبہ کرتے رہیں گے۔

دوستی اور اتحادی کی آڑ میں گزشتہ کئی سالوں سے نیٹو اور امریکا کی جانب سے ہماری سرحدوں پر بڑھتی ہوئی ہٹ دھرمی کے پیشِ نظر اَب ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عوام اور عسکری قیادت سمیت سب کو یہ نقطہ ضرور سوچنا چاہیۓ کہ کوئی ایسا وقت ہم پر نہ آجائے جب نیٹو یا امریکا آئندہ اپنی کسی بھی بھرپور کارروائی سے قبل ہی ہم سے معافی مانگ کر کوئی ایسی کارروائی کر بیٹھے جس کا ہم گمان بھی نہیں کر سکتے تو پھر کیا ہوگا.....؟ کیا جب بھی ہم اِس سے معافی کے

مطالبے کے سواء اور کچھ نہیں کر پائیں گے ....؟ جبکہ یہ پہلے ہی ہم سے معافی مانگ چکا تھا اور ہم نے اپنی نرم گوشی اور سخاوت جیسے دریا دلی کے باعث پہلے ہی معاف کر دیا ہوگا۔ آخر یہ معافی اور تلافی کا سلسلہ کب تک چلتا رہے گا....؟ اور کب تک ہم نیٹو اور امریکی دوستی اور منہ بولے اتحادی رشتے کی وجہ سے اپنے جیالے فوجی مرواتے اور زخمی کرواتے رہیں گے اور اپنی خود مختاری پر بغیر چوں چراں کئے اپنے دوست نما دشمن منہ بولے اتحادیوں کے ہاتھوں حملے کرواتے رہیں گے.....؟

نیٹو کا دوبارہ حملہ اور امریکا کی پاکستان کو بھیک کی فخریہ پیشکش

اور معافی مانگنے سے انکار

" امریکی اخبار کا دعویٰ 30 نومبر کو بھی پاک افواج اور نیٹو فورسز کی درمیان ایک اور جھڑپ ہوئی " کیا یہ سچ ہے...؟؟

نیٹو حملے پر امریکا کی ہٹ دھرمی ... کی انتہا

آج دنیا بھر میں اپنے مفادات کا تحفظ کرنے والے امریکا نے اپنی داداگیری اور بدمعاشی قائم کرنے غرض سے اپنی سفاکیت کی بناپر انسانیت کی پامالی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا اِس کی مثال کہیں نہیں ملتی اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ ہمارے ایک نجی ٹی وی چینل نے یہ خبر بریک کی ہے کہ پاکستان جو پہلے ہی نیٹو حملے کے بعد سراپا احتجاج تھا کہ ایک امریکی اخبار نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ گزشتہ ماہ کی آخری تاریخ کی صبح پاک افواج پر نیٹو فورسز نے دوبارہ حملہ کر دیا جس کی تفصیلات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آتی جائیں گیں فی الحال اِس امریکی اخبار نے اپنی خبر میں یہ دعویٰ بھی ضرور کیا ہے کہ اِس حملے کے دوران کوئی جانی نقصان نہیں ہوا ہے۔

اُدھر اِس کے ساتھ ہی اپنا سینہ چوڑا کرتے ہوئے امریکی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف

چیئرمین جنرل مارٹن ڈیمپسی نے مہمند حملے میں پاک فوج کے اہلکاروں کی شہادت پر پاکستان سے معافی مانگنے سے قطعی طور پر انکار کردیا ہے اور اپنے معافی نہ مانگنے کا جواز یہ پیش کیا ہے کہ پاکستان کی جانب سے شمسی ایئر بیس فوری طور پر خالی کرنے کا مطالبہ امریکی حکام کی سمجھ سے بالاتر ہے اِس کی وجہ سے معافی مانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے یعنی یہ کہ جب پاکستان نے ہم سے تعاون ختم کرنے کی ٹھان ہی لی ہے تو پھر ہم اِس سے معافی کیوں مانگیں....؟اور کس لئے مانگیں....؟؟اگر اِسے ہم سے اور ہمیں اِس سے واقعی صحیح معنوں میں تعلقات استوار رکھنے ہوتے تو یہ ہم سے اِس بار اِس طرح معافی مانگنے کا ہرگز مطالبہ نہ کرتا اور ہم بھی ہمیشہ کی طرح کاغذوں اور بیانات میں ہی اِس سے معافی مانگ لیتے مگر اَب تو ایسا لگتا ہے کہ نہ اِسے ہماری ضرورت ہے اور نہ ہی ہماری انتظامیہ کو بھی اِس کی کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہے ہمیں اِس کے ساتھ مل کر اِس سے جو کام لینا تھا وہ ہم نے لے لیا اور اِس نے ہمارے مطابق وہ سارے کام کردیئے.... اِس نے کہا ہے کہ شمسی ائیر بیس خالی کرنے والے اِس بے مقصد پاکستانی مطالبے سے امریکا کو ڑادھچکا لگا ہے کیوں کہ پاکستان کے اِس مطالبے سے دہشت گردوں کو تقویت ملے گی۔

ہاں البتہ ! اِس امریکی جنرل نے یہاں دبے دبے الفاظ میں اِس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے اِسے سنگین ضرور قرار دیا ہے مگر اِس موقع پر بھی اِس نے امریکی

مفادات کا خیال رکھتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے یہ ضرور کہا ہے کہ وجوہات کے تعین تک اسلام آباد ہمیشہ کی طرح اپنی اعلیٰ ظرفی اور صبر کا مظاہرہ کرے اور یہ دیکھے کہ اِس کے بدلے امریکا پاکستان کو کیا کیا نوازتا ہے....؟؟ گو کہ امریکی جنرل نے کھلے لفظوں پاکستان سے تعاون کا مطالبہ کرتے ہوئے ڈالروں کی شکل میں بھیک کی خوبصورت اور فخریہ پیشکش بھی آفر کردی ہے۔

اُدھر امریکی محکمہ دفاع کے ایک ترجمان نے نیٹو حملے سے پاک امریکا تعلقات میں پیدا ہونے والی مشکلات کے حوالے سے اِس بات کی بھی ضرور تصدیق کردی ہے کہ پاکستان کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کے لئے امریکی انتظامیہ ہر وقت تیار ہے بس پاکستان پہلے کی طرح امریکا سے اپنا تعاون یقینی بنائے ہاں اتنا ضرور ہے کہ نیٹو حملے کی تحقیقات تو امریکا اپنے تئیں امریکی فوجی قواعد کے مطابق ضرور کرے گا مگر اِس کے ساتھ ہی امریکی محکمہ دفاع کے ترجمان نے یہ کہتے ہوئے اِس کا بھی انکشاف کردیا ہے کہ اِس تحقیقات کے کلاسیفائیڈ حصوں تک پاکستان یا کسی بھی غیر ملک کے نمائندے کی بھی دسترس نہیں ہوگی یعنی یہ کہ یہ تحقیقات یکطرفہ ہوگی جس سے امریکی ہٹ دھرمی نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ یہ اپنی تحقیقات میں جس طرح بھی چاہئے معنی مطلب نکال کر حقائق دنیا کے سامنے پیش کردے گا اور اِس کے ساتھ ہی امریکی حکام کی اِس ہٹ دھرمی پر ہماری عسکری قیادت نے اپنا شدید ردِ عمل ظاہر کرتے ہوئے اِن خیالات کا اظہار کیا ہے کہ

اتحادی افواج کو چوکیوں کا علم تھا اور مہمند ایجنسی میں نیٹو افواج کا ارادی حملہ تھا، جس کے ذمہ دار جنرل ایلن ہیں ،امریکا کی یکطرفہ تحقیقات سے کوئی نتیجہ نکلنے کی اُمید نہیں ہے اوراِس کے ساتھ ہی ہماری عسکری قیادت نے اِس بات کا بھی اعادہ کیا کہ امریکا کے ساتھ تعلقات کا ازسرنو جائزہ لیاجارہاہے پاکستان کے سخت روئے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال سے امریکاجو دن گزرنے کے ساتھ ساتھ پہلے ہی پریشان تھااِس کی اِس پریشانی میں مزید اضافہ اِس وقت اور بڑھ گیاجب اُدھر روس نے بھی اپنے علاقوں سے نیٹو کی سپلائی لائن بند کرنے کی دھمکی دے دی واضح رہے کہ نیٹو حملے کے بعد پاکستان پہلے ہی احتجاجاً اپنے یہاں سے نیٹو کی سپلائی لائن بند کرچکاہے اوراِب روس نے بھی امریکا سے اپنے علاقوں میں نصب خطرناک میزائلوں کی تنصیب کے باعث تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے یہاں سے نیٹو کی سپلائی لائن بند کرنے کی دھمکی دے کر امریکااور نیٹو کی پریشانیوں میں اور اضافہ کردیاہے۔جس کی وجہ سے افغانستان میں دہشت گردی اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں کے خاتمے کے لئے جنگ میں مصروف نیٹو افواج اور امریکی انتظامیہ شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہوکررہ گئی ہے۔

جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وفاقی کابینہ نے پاکستانی چیک پوسٹوں پر نیٹوکے حملے کے بعد دفاعی کمیٹی کی جانب سے ملک کی خودمختاری اور استحکام سے متعلق

اَب تک اپنے کئے گئے فیصلوں کی جس جوانمردی اور بہادری سے توثیق کی ہے وہ اپنی جگہہ قابلِ تعریف ضرور ہیں مگر ہماری کابینہ کے اِس عمل سے جہاں وفاقی کابینہ پر عوام کا اعتماد بحال ہوا ہے تو وہیں ہمارے اٹھارہ کروڑ عوام بھی یہ سوچنے اور سمجھنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ اگر یہی کچھ جو ہماری وفاقی کابینہ اور دفاعی کمیٹی آج کررہی ہے یہ بہت پہلے ہی کرلیتی تو نیٹو کے ہاتھوں قوم کو یہ ذلت اور خواری تو نہ اٹھانی پڑتی جن کا اِن سطور کے رقم کرنے تک قوم کو سامنہ کرنا پڑرہا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان نے خود کو مصالحت پسندی کے گرداب میں جکڑے رہنے کی وجہ سے نیٹو کے پچھلے تمام حملوں کے بعد ہمیشہ اپنی معنی خیز خاموشی اختیار کئے رکھی جو اِس بات کی غماز ہے کہ پاکستان امریکا کا اتحادی بن کر دنیا اور بالخصوص خطے سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے متحرک رہتے ہوئے اپنا فعال کردار ادا کرنا چاہتا ہے مگر پچھلے مہینے کی 25 اور 26 تاریخوں کی درمیانی شب مہمند ایجنسی میں نیٹو کے ہیلی کاپٹروں اور جدید جنگی آلات سے لیس طیاروں نے دانستہ اور ارادی طور پر پاکستانی چیک پوسٹوں کو اپنی سفاکیت کا جس طرح نشانہ بنایا اِسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا یہی وہ نیٹو کی سفاکیت ہے جس نے مصالحت پسندی کے شکار پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، اعلیٰ عسکری قیادت اور عوام کے سوئے ہوئے ضمیر اور جذبہء حب الوطنی کو ایک طرف جھنجھوڑ کر رکھ

دیاتو دوسری جانب اِن کو برداشت کے اُس بنکر سے بھی نکال باہر کھڑا کیا جس کی وجہ سے یہ نیٹو اور امریکا کے ہر ظلم کو برداشت کرتے رہے تھے یعنی یہ کہ گزشتہ ماہ ہمارے سرحدی علاقے مہمند ایجنسی میں پیش آنے والے سانحہ نے پاکستان کی برداشت کی تمام حدیں ختم کردئیں جس کے بعد نہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی محب وطن پاکستانی بستے ہیں ہر ایک فرد نے اِسے پاکستان کی خود مختاری اور ملکی سالمیت پر حملہ قرار دیا اور نیٹو کی اِس ہٹ دھرمی پر اپنا سخت ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے اِسے نیٹو اور امریکا کی کھلی ہٹ دھرمی اور دہشت گردی سے تعبیر کیا ہے۔

اور اَب اِسی کے ساتھ ہی اِس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ آج پاکستانی چیک پوسٹوں پر نیٹو کی ہٹ دھرمی کے باعث پیش آنے والے سانحہ میں پوری پاکستانی قوم ایک سوچ، ایک عزم،اور ایک ولولے کے ساتھ متحد اور منظم نظر آتی ہے جو اِس بات کو یقینی طور پر اور مضبوط بناتی ہے کہ ہم پاکستانی جو اکثر اپنے ذاتی، سیاسی، لسانی اور فروعی اختلافات کے باعث اغیار کو ٹکڑوں اور ٹولیوں میں بٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کبھی بھی کسی جانب سے دشمن کی طرف سے ملک کی خودمختاری ،استحکام اور سالمیت پر کوئی آنچ آتی ہے یا کوئی دشمن اپنی ناپاک انگلی اپنے غلط ارادوں سے ہم پر اٹھاتا ہے تو ہماری قوم اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار

کے روپ میں اپنے دشمن کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے کہ جس کے اِس طرح متحد اور منظم ہونے سے اغیار پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور اِس کے ناپاک ارادے دم توڑ جاتے ہیں ہم یہاں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہماری قوم کا یہی وہ انمول اور طاقتورترین جذبہ ہے جو ہمیں دنیا کی دیگر اقوام سے ممتاز کرتا ہے اور ہمارا یہی وہ طرہ امتیاز ہے جس کی وجہ سے آج ساری پاکستانی قوم نیٹو حملے کے بعد پیدا ہونے والی گھمبیر صورت حال میں یک جان ہو کر اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپنی اعلیٰ عسکری قیادت سے بھی اِس بات کا پُرزور مطالبہ کر رہی ہے کہ امریکا سے ہر اقسام کے (جن میں مشروط اور غیر مشروط) معاہدے شامل ہیں اِنہیں فوری طور پر ختم کئے جائیں اور اِس کی دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں اِس کے اتحادی ہونے سے انکار کر کے اِسے افغانستان میں نہتہ چھوڑ دیا جائے اور اِس کے بعد اِسے مجبور کیا جائے کہ یہ افغانستان میں اِس کے پہاڑوں میں چھپے دہشت گردوں کے خلاف اپنی جنگ خود لڑے اور اپنی شکست کے منہ دیکھنے کے بعد ذلیل و خوار ہو کر افغانستان سے اِس طرح نکل بھاگے جس طرح افغانستان پر قبضے کی نیت سے گھسنے والا روس بہادر یہاں سے پٹنے کے بعد اپنی دم دبا کر نکل بھاگا تھا۔ اور اَب افغانستان کی پہاڑوں سے ٹکرانے والے دہشت گردِ اعظم امریکا اور نیٹو افواج کی باری ہے کہ یہ اپنی شکست سے دوچار ہو کر افغانستان سے نکل بھاگیں۔

فرق صاف ظاہر ہے، پاکستان میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ اور بھارت میں کمی

جاگیرداری نظام کے ہوتے ہوئے ہمارے ملک میں جمہوریت پنپ نہیں سکتی...
ملک میں سال رواں میں متعدد بار پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کئے جانے والے اضافے کے بعد پچھلے دنوں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ایک بار پھر اندھادُھند اضافہ کردیاگیاہے حالانکہ عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی ہے مگراِس کے باوجود بھی ہماری اِس جمہوری حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے مہنگائی کو بے لگام چھوڑنے کا اچھاانتظام کردیاہے جواِس کا ایک اور عظیم کارنامہ ہے یعنی یہ ہماری ایسی حکومت ہے جو جاگیرداروں، وڈیروں، چوہدریوں، خانوں اور سرمایہ داروں کے خونخوار شکنجوں میں جکڑی ہوئی ہے مگراِس کے باوجود بھی خودی کو ملک کے اٹھارہ کروڑ غریب اور مفلوک الحال عوام کا خاص خیال رکھنے والی جمہوری حکومت کہتی ہے اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کرتے نہیں تھکتی ہے کہ یہ جب سے اقتدار میں آئی ہے ہردم روٹی، کپڑااور مکان سے ترسے ہوئے لوگوں کی خدمت میں لگی پڑی ہے اوراِس طرح اِس کا یہ نصب العین بن گیاہے کہ ملک میں اتنی مہنگائی عروج پر پہنچ جائے کہ ملک سے غریب اور غربت دونوں ہی ایک ساتھ

ختم ہو جائیں تاکہ یہ کہہ سکے کہ اِس نے اپنی پالیسیوں سے ملک سے غریب اور غربت دونوں کا اچھے طریقے سے خاتمہ کر دیا ہے۔
جبکہ اُدھر ہمارا پڑوسی سیکولر ملک بھارت ہے جو آبادی اور صوبوں کے لحاظ سے ہم سے کئی گنا زیادہ بڑا ملک ہے اِس کے حکمران اپنے عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کی مد میں صرف پندرہ روز کے اندر دو مرتبہ ریلیف دے چکے ہیں جس میں اِنہوں نے پہلے مرحلے ہیں سولہ نومبر کو 2.22 روپے لیٹر کمی کرنے کے بعد دوسرے مرحلے میں 78 پیسے مزید سستا کرنے کا اعلان کرکے یہ ثابت کر دیا کہ بھارتی حکمران اپنے عوام کی پریشانیوں اور مشکلات کا خیال رکھتے ہیں جب عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں جب کمی ہوئی ہے تو اِس کے ثمرات بھی عوام تک پہنچانے کے بروقت انتظامات کر دیئے ہیں جبکہ اِدھر ہمارے جمہوری حکومت کے جمہوریت پسند حکمران ہیں جنہیں اپنے عوام کی پریشانیوں اور مشکلات کا کوئی احساس نہیں ہے اِنہیں اگر کوئی درد ہے تو بس یہ ہے کہ یہ جب تک اقتدار میں رہیں قومی خزانے سے اپنی اپنی عیاشیاں جاری رکھے رہیں بھلے سے عوام مرتے ہیں تو مرتے رہیں۔
دیکھا قارئین حضرات...! آپ نے یہ فرق صاف ظاہر ہے ایک جمہوری ملک پاکستان اور دوسرے سیکولر ملک بھارت کے حکمرانوں ہیں جو اپنے عوام کے لئے کس طرح

سوچتے، سمجھتے اور اِن کے لئے کیا کیا...؟؟اور کیسے کیسے...؟؟اقدامات کرتے ہیں۔ جبکہ روزویلٹ کا حقیقت پر مبنی یہ قول ہے کہ "صرف جمہوریت ہی انسانی سماج میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ قابلِ تعریف طرزِ حکومت مگر حکمرانوں کے لئے مشکل ترین نظامِ حکومت ضرور ہے اور اِسی طرح میری.بر کمین نے بھی جمہوریت سے متعلق اپنا یہ کلیہ پیش کیا ہے کہ" جمہوریت کی حقیقی خوب صورتی ہی یہ ہے کہ ہر شخص خود کو موزوں اہمیت کا حامل سمجھنے لگے" اِن مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں اگر ہم اِس بات کا موازانہ کریں کہ ہمارے یہاں آج جس طرح کی طرزِ حکومت رائج ہے اِس میں جمہوریت کی اُوٹ میں فردِ واحد کی آمریت کا گمان کچھ زیادہ ہی ہونے لگا ہے گو کہ دانشوروں کے نزدیک جمہوریت ایک مشکل نظام ہے مگر ہمارے موجودہ حکمرانوں کو دیکھتے ہوئے ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اِن کی نظر میں جمہوریت ہی سب سے آسان طرزِ حکومت ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ آج ہماری موجودہ جمہوری حکومت میں اکثریت اُن لوگوں کی شامل ہے جو اپنی وزارتوں اور منسب کے لحاظ سے خود کو اِس کا اہل اور موزوں ترین ضرور سمجھتے ہیں مگر درحقیقت وہ اپنے کام اور عہدے کے لحاظ سے اِس کے قطعاً اہل نہیں ہیں جن کی وجہ سے ملک پر معاشی واقتصادی نقطہء نگاہ سے منفی اثرات پڑرہے ہیں۔ایسے میں ہمیں کلاوڈ پیپر کا جمہوریت سے متعلق کہا گیا یہ جملہ یاد آگیا کہ" یہ جمہوریت ہی ہے جس میں آپ خود کو درست سمجھتے ہوئے غلط کو بھی درست قرار دے جاتے ہیں" ایسا ہی

کچھ ہماری حکومت میں شامل افراد بھی کر رہے ہیں۔
جبکہ ہمارے یہاں گزشتہ انتخابات کے بعد معرضِ وجود میں آنے والی موجودہ حکومت سے متعلق ساڑھے تین سالوں سے اکثریت کا خام خیال یہی رہا ہے کہ یہ ایک جمہوری حکومت ہے جس نے اِس مقام تک پہنچنے کے لئے اپنے تئیں وہ تمام جمہوری تقاضے پورے کئے ہیں جو دنیا کی کسی بھی جمہوری حکومت کے قیام کے لئے ضروری ہوتے ہیں جبکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ آج ہم اپنے یہاں رواں دواں رہنے والی جس حکومت کے بارے میں یہ سوچ رکھتے ہیں کہ یہ ایک مکمل اور جامع جمہوری حکومت ہے تو غلط ہوگا وہ اِس لئے کہ آج 21 ویں صدی کے اہلِ دانش اِس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں صرف اُن ہی ممالک میں جمہوریت صحیح معنوں میں پروان چڑھی ہے جہاں پر جاگیر داری نظام ختم ہوا، جہاں حقیقی اِنقلاب آیا اور لوگوں کو زنجیروں میں جکڑا اور بندھا ہوا ووٹ آزاد ہوا اور لوگوں نے آزادی سے اپنے من پسند اُمیدواروں کو ووٹ دیئے مگر ہمیں یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنے دیجئے کہ ہمارے ملک میں کاغذوں اور اخباری بیانات اور الیکٹرانک میڈیا پر لمبے چوڑے بحث ومباحثوں میں بھی جمہوریت کے بہت دعوے کئے جارہے ہیں مگر حقیقی معنوں میں ہمارے یہاں عملی طور پر جمہوریت کا دور، دور تک نام ونشان نہیں ہے وہ اِس لئے کہ آج بھی ہمارے ایوانوں میں جن لوگوں نے اپنے قدم جمارکھے ہیں وہ جاگیردار ہیں جو اِس ہی (جاگیردار) نظام کی پیداوار ہیں ایسے

میں اَب آپ خود یہ بتائیں کہ اِن جاگیرداروں ، وڈیروں، چوہدریوں ، خانوں اورسرمایہ داروں کی موجودگی میں ہمارے یہاں جمہوریت کیسے پروان چڑھ سکتی ہے۔۔۔؟؟کیوں کہ اہلِ دانش کے نزدیک جاگیردار، وڈیرے،چوہدری، خان اور سرمایہ دار ہی ملکوں میں پنپتے کسی بھی جمہوری عمل کے سب سے بڑے دشمن ہوتے ہیں اِس منظر اور پس منظر میں اَب ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ یقینی طور پر یہی وجہ ہے کہ اِن کی موجودگی اور عمل دخل کے باعث ہمارے یہاں ابھی تک جمہوریت عملی طور پر نہ تو پنپ سکی ہے اور نہ ہی کبھی پروان چڑھ ہی سکتی ہے۔ اور نہ ہی کبھی ہمارے یہاں بھارت کی طرح پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کیا جائے گا۔ایسے میں ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ یہ ہے صاف فرق پاکستانی اور بھارتی حکمرانوں کی سوچوں اور اپنے عوام کو دیئے جانے والے ریلیف اور اقدامات کا۔

امریکا کے نزدیک، پاکستانی قرار دادوں اور شرائط کی وقعت نہیں

اوباما کا صدر زرداری کو فون آتے ہی پاکستانیوں کے امریکا مخالف بھڑکتے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے کیوں....؟؟

مہمند ایجنسی میں نیٹو افواج کے ہاتھوں جس المناک سا نحے نے جنم لیا تھا اِس کے بعد تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے پاک امریکا تعلقات ختم ہو جائیں گے مگر ہم مان گئے بھئی...! امریکیوں کو اُنھوں نے پاکستانی صدر کو ایک بار پھر فون کرکے اِنہیں بھی اُسی طرح منا ہی لیا جس طرح سانحہ نائن الیون کے بعد مشرف کو ایک رات وائٹ ہاؤس کے ایک ترجمان نے فون کیا اور اِسے ہولناک انجام کی دھمکی دے کر اپنا اتحادی بننے پر مجبور کیا جب سے پاکستانی اِس کے ساتھی اور امریکی اتحادی ہیں اور یہ بیچارے اَب تک اپنا سب کچھ لٹا کر بھی امریکا کے اعتباری نہیں بن سکے ہیں۔

اِس مرتبہ بھی فون کے معاملے میں ایسا ہی کچھ ہوا ہے بلکہ ہم تو یہاں یہ کہیں گے کہ خطے میں اپنے مفادات کے حصول تک کامیابیاں حاصل کرنے والے امریکا اور اِس کی انتظامیہ نے اپنے صدر مسٹر اوباما کو اندرونی طور پر مجبور کیا ہوگا کہ وہ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خطے سے وابستہ امریکی

مفادات کے خاطر ہی پاکستانی صدر آصف علی زرداری کو فون کریں اور اِنہیں پیار و محبت اور شفقت سے سمجھائیں کہ وہ نیٹو افواج کی غلطی پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور اگر آپ کہیں کو میں معافی بھی مانگ لیتا ہوں مگر گاڈ کے واسطے امریکا سے نیٹو افواج کی جانب سے پاکستانی چوکیوں پر ہونے والی سفاکیت کی وجہ سے ناراض مت ہوں اور امریکا سے تعلقات ختم نہ کریں بلکہ نیٹو افواج کی غلطی مانتے ہوئے اِسے آپ معاف کردیں اور ہمارے ساتھ اپنا بھرپور تعاون جاری رکھیں۔

اور پھر یکایک یہی ہوا کہ صدر مملکت آصف علی زرداری کے ساتھ امریکی ہم منصب مسٹر بارک اوباما کی جانب سے گزشتہ اتوار کی شب ہونے والے ٹیلی فونک رابطے کے بعد اطلاع یہ ہے کہ ملک کی سیاسی اور عسکری قیادت کے مابین تیزی سے رابطے ہوئے جس میں امریکی صدر مسٹر اوباما کی نیٹو حملے کی تحقیقات اور پاکستان کے تحفظات دور کرنے کی یقین دہانیوں پر تفصیلی غور کیا گیا اور اِس بات کو بھی یقینی بنانے کا عزمِ مصمم کیا گیا کہ اَب امریکی صدر کے فون آنے کے بعد اِن کی جانب سے کی جانے والی یقین دہانیوں کے پیشِ نظر پاک امریکا تعلقات کے حوالوں سے پیدا ہونے والی صورت حال پر کسی مثبت اور تعمیری نکتہ نگاہ تک پہنچنے کے لئے جائزہ لیا جائے گا جس سے متعلق اِس بات کا بھی امکان ظاہر کیا جارہا ہے کہ عنقریب ایوان صدر میں اہم اجلاس متوقع ہے۔ جس میں

یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ امریکا کے ساتھ رابطے پھر سے بحال کردئے جائیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پہلے کی طرح امریکی اتحادی رہ کر اپنا فعل کردار ادا کیا جائے۔ اِس موقع پر ہم یہ کہیں گے کہ امریکی صدر کا ایک فون صدر زرداری کو کیا آگیا گویا کہ مہمند ایجنسی میں نیٹو افواج کے ہاتھوں رونما ہونے والے المناک واقعے جس میں دو افسر سمیت 24 پاکستانی فوجی اہلکار شہید اور 13 یا اِس سے زائد زخمی ہوگئے تھے پاکستانی صدر اور بہت سوں کے امریکا سے متعلق جو گرما گرم جذبات تھے وہ سب کے سب ٹھنڈے پر گئے اور یہ سب کچھ بھول کر مشرف کی طرح اِن سب نے بھی امریکا کا پھر ساتھ دینے کے لئے اپنی اپنی کروٹین بدلنی شروع کردی ہیں۔

مگر اِس مرتبہ اطلاعات کے مطابق مصدقہ ذرائع سے یہ بات بھی سامنے ضرور آئی ہے کہ پاکستانی حکام یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ افغانستان میں سرگرم رہنے والی اتحادی افواج کی سپلائی بحال کرنے کے لئے پاکستانیوں نے بہت سے کڑی شرائط پہلے ہی سے مرتب کررکھی ہیں جن میں اول یہ کہ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے ذمہ داروں کے خلاف سخت ترین کارروائی عمل میں لائی جائے اور دوئم یہ کہ پاکستان کی امداد غیر مشروط طور پر کی جانے کی تحریری یقین دہانی کرائی

جائے۔اگر یہ شرائط امریکی انتظامیہ مان لیتی ہے تو پھر نیٹو کی سپلائی لائن اِس ہی رواں ہفتے میں (طنزاً ترنت) بحال کردی جائے . . . ورنہ بند رہے گی اور اِس ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ اِس حوالے پاک امریکا مذاکرات اور رابطے یں بھی تیزی آ گئی ہے۔

حالانکہ یہاں ایک غور طلب پہلو یہ ہے کہ اِس سے قبل وائٹ ہاؤس نے مہمند ایجنسی میں نیٹو کے فضائی حملے پر پاکستان سے دوٹوک الفاظ میں معافی مانگنے سے

انکار کردیا تھااور اِس موقع پر امریکیوں کا یہ بھی اسرار تھا کہ اُکی بار ہم کسی بھی پاکستانی دباؤ،قرارداد یا شراط کی وجہ سے ہرگز معافی نہیں مانگیں گے جس کا برملا اعلان امریکی صدر اوباما بھی کرچکے تھے امریکیوں کا اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا تھا کہ جب صدر اوباما کی جانب سے مشتعل اور انتہائی جذباتی پاکستانیوں کی جب سے ہونے والے احتجاجی مظاہروں کے پیش نظر مسٹر اوباما نے اِظہارافسوس کرلیاتو بس بہت تھا اور پاکستانیوں کو اِس پر اِکتفا کرلینا چاہئے تھا یہ کیا . . . . ؟کہ ہم سے ہی پاکستانی حکمران، سیاستدان، عسکری قیادت اور عوام امداد مانگتے ہیں اور ہماری ہی امداد پر پل بھر رہے ہیں اور جب کبھی ہم سے کوئی ذرا سی غلطی سرزد ہوجائے تو ہم امریکیوں کے ہی پاکستانی دشمن بن جاتے ہیں . . . پاکستانیوں کے اِن رویوں کے خلاف ہمارے عوام اور امریکی انتظامیہ کے بھی بے شمار تحفظات ہیں مگر ہم نے یا

ہمارے عوام نے تو کبھی بھی پاکستان سے متعلق اپنا سخت ترین احتجاج نہیں کیا تو پھر یہ پاکستانی عوام ہمارے متعلق ایسا کیوں سوچتے اور کرتے ہیں ...؟اور ہمارے ہر خلوص اور تعاون اور ہمدردی کے پیچھے بھی امریکی نفرت کو پروان چڑھا رہے ہوتے ہیں۔

امریکیوں کا ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہے کہ ارے بھئی ! مہمند ایجنسی کے واقعے میں نیٹو افواج سے تھوڑی سی غلطی کیا ہو گئی پاکستانیوں نے تو آنکھیں ہی پلٹ لی ہیں ...اِس بار یہ حال عوام کی طرح پاکستانی حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اہم عہدوں پر فائز سول اور عسکری افسران کا بھی ہو گیا یہ سب کے سب اَب کسی بھی ہمارے معاملے میں پہلے کی طرح سوچنے کے بجائے اُلٹا اپنے جذباتی اور مشتعل عوام کی طرح سوچنے لگے ہیں ...امریکا کی نظر میں پاکستانی عوام کے جذبات کی تو کوئی قدر نہ پہلے کبھی رہی تھی اور نہ اَب ہے۔

مگر امریکیوں کو اِس بار یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر پاکستانی حکمران، سیاستدان اور عسکری قیادت کی سوچ بھی پاکستانی عوام جیسی ہو گئی تو پھر ہمارے لئے خطے سے متعلق جو منصوبے ہیں اِنہیں فوری طور پر بدلنے یا ختم کرنے ہوں گے وہ اِس لئے کہ یہ حقیقت ہے افغان روس جنگ سے لے کر آج تک امریکا نے اپنے مفادات سے متعلق اِس خطے میں جتنے بھی منصوبے ترتیب دیئے ہیں

اِن سب کے پس پردہ پاکستان کا کردار اہمیت کا حامل رہا ہے کیوں کی اِس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اِس خطے میں امریکا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا جب تک پاکستان اِس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔ اور جہاں تک بات ہے بھارت کی تو یہ بات امریکا بھی اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ بھارت کی ہمیشہ سے ہی یہ خصلت رہی ہے کہ یہ ہر معاملے میں کھانے کو پکی پکائی چاہتا ہے اِس مرتبہ بھی سانحہ نائن الیون کے بعد افغانستان میں امریکیوں نے جو گیم کھیلا ہے اِس میں بھی بھارت بغیر کچھ کئے سب کچھ ہڑپ کرنے کے چکر میں امریکیوں کے ساتھ زبردستی کا چپکا ہوا ہے اور اِدھر امریکا نے پاکستان کو قربانی کا بکرا بنایا ہوا ہے۔

اگر چہ مہمند ایجنسی میں پیش آنے والے واقعے کے بعد ہمارے مصالحت پسندی اور موقع پرست حکمرانوں کی آنکھیں دیر سے کھلیں مگر کھلیں تو ضرور تھیں جو گزشتہ دنوں امریکی صدر بارک اوباما کے ایک فون آنے کے بعد پھر آہستہ آہستہ بند ہونا شروع ہو گئیں ہیں مگر اَب دیکھنا ہے کہ یہ اپنے اُن فیصلوں پر کب تک جمے رہتے ہیں جس کا یہ اعلان کر چکے ہیں کہ نیٹو حملے نے پاکستانی سالمیت اور خود مختاری پر حملے کئے ہیں ۔ ۔ ۔ اَب پاکستان کی برداشت کی حد ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ امریکا کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر برابری کی سطح پر بات کرنے کا وقت آگیا ہے ۔ ۔ ۔ اَب امریکا سے کسی بھی معاملے میں دب کر ہرگز بات نہیں کی جائے گی ۔ ۔ ۔ ؟اور امریکا ہر معاملے کے بعد ہمیں کچھ)یعنی ڈالرز (لو اور اپنا تعاون جاری رکھو

پر مجبور نہیں کر سکتا... نیٹو سپلائی بند رہے گی، بون کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کا حتمی فیصلہ ہے.... شمسی ایئر بیس امریکیوں کو خالی کرنا پڑے گا....اور وغیرہ وغیر ایسے بہت سے جذباتی جملے اور نعرے ہیں آج جنہیں سارا پاکستان ایوانِ صدر سے لے کر ملک کے طول ارض میں لگا رہا ہے۔

اِن تمام باتوں کے باوجود ہم امریکا کے ماضی اور موجودہ رویوں کی وجہ سے اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امریکا کے نزدیک پاکستانی قرردادوں اور شرائط کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ ہی اِسے پاکستانی حکمرانوں، سیاست دانوں اور عوام کی جانب سے کئے جانے والے احتجاجوں کی کوئی پرواہ ہے... ہم اِس سوچ اور کسی خوش فہمی میں بتلا نہ رہیں کہ آج اگر امریکی صدر نے پاکستانی صدر زرداری کو جو فون کیا ہے وہ اوباما نے پاکستان کے کسی ری ایکشن کی وجہ سے کیا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اوباما کو امریکی انتظامیہ نے مجبور کیا ہے کہ وہ اِس خطے سے وابسطہ اپنے مفادات اور منصوبوں میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کو ختم کرنے اور بون کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے پاکستانی صدر کو فون کریں اور ایسا مکھن لگائیں تاکہ پاکستان ہمارا اتحادی رہے اور ہم اِس کے کاندھے پر بندوق رکھ کر خطے میں اپنے مفادات حاصل کرتے رہیں اور یوں امریکی صدر مسٹر اوباما نے صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کو فون کر دیا جس کے بعد ایوانِ صدر میں دوڑیں لگنی شروع ہو گئیں جو اِن سطور کے رقم

کرنے تک جاری ہیں۔

کیا صدر کو نہیں بلکہ صدارتی کُرسی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے...؟

صدر کی بیماری یا صدر کے لئے سخت امتحان....

زمانہ قدیم سے اِطبااِس بات پر متفق رہے ہیں کہ اُلجھا دینے والی باتوں اور جھگڑوں سمیت کسی اِنسان پر لگائے جانے والے الزامات کا بھی اِنسانی دل و دماغ پر نہایت شدیداثر ہوتاہے اور یہی وجہ ہے کہ اِنسان جلد یا بدیر امراضِ قلب یا اعصابی امراض میں مبتلا ہوجاتاہے جس سے اِس کے معمولات زندگی تنگ ہو کر بڑی حد تک محدود ہوجاتے ہیں اور اِنسان جتنا بھی بڑااور طاقتور ترین کیوں نہ ہو وہ بھی اندورنی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا ضرور شکار ہوجاتاہے۔

یکدم ایسے ہی جیسے اِن دنوں ہماری جمہوری حکومت کے موجودہ صدرِ عزت مآب آصف علی زرداری بھی ہیں جن سے متعلق اول روز سے ہی یہ خیال کیاجاتارہاتھا کہ یہ ملک کے ایک ایسے طاقتور ترین جمہوری صدر ہیں جن پر نہ تواپوزیشن کے وار اثرانداز ہوں گے اور نہ ہی کوئی خفیہ ہاتھ اِن کے دل اور اعصاب کو جھنجھوڑ سکتاہے مگراِسے قوم کی بدقسمتی کہیں یا خوش قسمتی بالآخر ساڑھے تین سال بعد اپنے چہیتوں کو انگلی کی نوک پر لٹو کی مانند نچانے والے ہمارے موجودہ

صدر کو ایک رقعہ جسے میمو گیٹ اسکینڈل کا نام دے دیا گیا ہے اِس میمو نے چند ہی دلوں میں صدر کے دل اور اعصاب پر ایسا اثر ڈالا کہ صدر کا سارا وجود ارتعاش میں گیا اور صدر یکایک عارضے قلب میں مبتلا ہو کر اپنا دل تھام کر راتوں رات اپنے معالجین کے ہمراہ دبئی روانہ ہو گئے ۔

جہاں سے اَب تک اِن کی طبّی حالت کے حوالے سے بہت سی مبہم خبریں آرہی ہیں جن میں ایک خبر یہ بھی ہے کہ صدر زرداری اچھے اور بڑے ڈاکٹروں کے گھیرے میں ہیں جن میں دل کے ڈاکٹر کم مگر آرتھوپیڈک ڈاکٹر عاصم سرفہرست ہیں) ۔جبکہ صدر کے) ذاتی معالج کرنل سلمان کے مطابق صدر زرداری کی حالت قدرے بہتر ہے اور اِن کے تمام میڈیکل ٹیسٹ معمول کے ہو رہے ہیں اور وفاقی وزیر پیٹرولیم ڈاکٹر عاصم جو آرتھوپیڈک ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ صدر کے قریب ترین دوست بھی ہیں اِن کا کہنا ہے صدر کو آئی سی یو میں رکھا گیا ہے اور اِن کے تمام ٹیسٹ نارمل آئے ہیں ۔

اِس صورت حال میں جبکہ صدر کی حالت طبّی لحاظ سے تو بہتر ہے مگر سیاسی اعتبار سے خراب ضرور لگ ہے ایسے میں صدر کی جلد صحتیابی کے لئے جہاں برسراقتدار جماعت کے عہدیداران وکارکنان اور حکومت اتحادی جماعتیں ملک بھر میں دعائیہ اجتماعات منعقد کروا رہی ہیں تو وہیں امریکی انتظامیہ بھی صدر کی اِس اچانک

بیماری میں مبتلا ہونے پر پریشان ہے اور اِس نے بھی وائٹ ہاؤس میں امریکی تھنک ٹینک کے ہمراہ صدر زرداری کی بیماری کے بعد کی پیدا ہونے والی صورتحال پر غور وخوص کے دوران اپنے گاڈ سے صدر کی جلد صحتیابی کے لئے سیاسی دعا کا خصوصی اہتمام کیا اور یہ بھی غالب گمان ہے کہ امریکی انتظامیہ نے ویٹکن سٹی کے پاپائے اعظم کو بھی صدر زرداری کی ترت سیاسی بیماری سے صحتیابی کے دعائیہ عبادت کا اہتمام کرانے کا بھی نوٹسفکیشن جاری کر دیا ہوگا۔

جبکہ دوسری جانب ایک امریکی جریدے فارن پالیسی میں مضمون نگار جوش راگن نے بڑے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ صدر آصف علی زرداری میموگیٹ اسکینڈل پر شدید دباؤ میں ہیں اور طبّی بنیادوں پر صدارت کے عہدے سے مستعفی ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی اِس جریدے نے یہ بھی لکھا ہے کہ امریکی حکومت میں یہ سوچ بڑی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے کہ کیا صدر زرداری اپنے سنگین ہوتے معاملات میں سے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکل جانے کا کوئی بہانہ یا راستہ تلاش کر رہے ہیں جریدہ لکھتا ہے کہ امریکی انتظامیہ کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ صدر کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے اور اَب یہ صرف کچھ وقت کی بات ہے اور اِس کے ساتھ ہی امریکی جریدے نے بلا ھیل حجت یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ امریکی انتظامیہ کی پاکستانی حکام سے اِن ہاؤس تبدیلی کے آپشن پر بھی بات چیت جاری ہے۔

ایسے میں اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے صدر آصف علی زرداری جو اپنے سیاسی یا طبّی علاج معالجے کی غرض سے دبئی گئے ہوئے ہیں اِس صورتِ حال میں اَب اِن کا بھی سخت ترین امتحان شروع ہوچکا ہے کہ وہ اپنی بیماری اور اپنی عہدے صدارت کے حوالے سے اپنی صفائی میں واپس پاکستان آکر کیا کچھ کہنا چاہیں گے...؟؟اور اِسے وقت میں کہ جب ملک کے اندر اور باہر یہ چہ میگوئیاں زور پکڑ رہی ہیں کہ میموگیٹ اسکینڈل اور این آر او پر عدالتی کے حوالے سے صدر کو نہیں بلکہ صدارتی کُرسی کو اٹیک ہوا ہے اِس حوالے سے صدر زرداری ملک آکر اپنی پوزیشن واضح کرتے ہیں یا وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو اِن کی خواہش اور خصوصی پیشکش کے لحاظ سے اِنہیں قربانی کا بکرا بنا کر پیش کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

اور اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر صدر کو ہنسی خوشی پاکستان ضرور آنا چاہئے اور اپنی اِس مفاد پرست اپوزیشن کا جو صدر زرادی کے ہر معاملے پر بڑی حساسیت رکھتی ہے اور

صدر زرداری کے ہر اچھے برے قول و فعل پر ملک کے اندر اور باہر واویلا کرنے کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتی ہے اِسے وطن واپس آکر خاموش کرنے کے اقدامات کرتے ہیں یا یوں ہی دبئی میں رہتے ہوئے امریکا یا لندن نکلنے کا کوئی کھانچہ ڈھونڈ لیتے ہیں اور اِس طرح خود کو ہر معاملے سے بچانے کا کوئی معاملہ کر لیتے ہیں۔ (ختم شد

پاک امریکا صدور کسی خوش فہمی میں نہ رہیں....؟؟

اوباما اور زرداری یہ تسلیم کرلیں....؟؟

یہ بات اِنسانی فطرت کا حصہ ہے کہ دنیا میں ہر زمانے میں بعض لوگ اچھا بننے کی اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی کوشش اچھا نظر آنے کی کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ کہ ہے دنیا اُن ہی لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہے جو اپنے قول و فعل (اخلاق اور کام) میں اچھے رہے ہیں اور اِن کا ظاہر و باطن دونوں ہی ایک جیسا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ازل سے ہی دنیا اِن لوگوں کو اچھا گردانتی رہی ہے جو خود بھی اچھے تھے اور اِن کے کام بھی بنی و نوع اِنسان کے لئے اچھے رہے ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ دنیا نے اُن لوگوں کو بھی ہمیشہ اچھوں کی فہرست میں شامل کئے رکھا جو اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک رہے ہیں یعنی یہ کہ صدیوں سے انسانیت اِس نکتے پر قائم ہے کہ "اخلاق وہ قوت ہے جس سے بدترین دشمن بھی زیر ہو سکتا ہے" اور یہ جانتے ہوئے کہ اخلاق ہی ایک ایسی قوت ہے جس سے دنیا کے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی پست کیا جا سکتا ہے اِس موقع پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ بڑا بد قسمت ہے وہ اِنسان جو اِس سے عاری ہے اور کتنا بُرا ہے وہ اِنسان جو اِس بات کی پرواہی نہ کرے کہ لوگ اِسے بداخلاق اور بُرا کہتے ہیں۔ ایسا اِنسان جو اِن تمام خوبیوں سے عاری ہونے کے باوجود بھی اگر خوش قسمتی اور کسی حادثاتی

حوالے سے کسی مملکت کا سربراہ ہو جائے اور یہ اپنی رعایا کے لئے کچھ نہ کرکے بھی اِس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ اِس کے کارناموں سے اِس کے عوام کو ریلیف ملا ہے تو پھر ایسے شخص کے بارے میں اِس کی رعایا کیا خیال کرے گی....؟؟ یہی کہ بُرے آدمی سے بھلائی کی اُمید رکھنا اتنی ہی غلط بات ہے جتنی کہ کسی اچھے آدمی سے برائی کی توقع کرنا اور یہی وجہ ہے کہ پاک و امریکا کے موجودہ صدور سے متعلق دونوں ممالک کے عوام یہ تہیہ کرچکے ہیں کہ اِن دونوں نے اپنے دورِ صدارت میں اپنے اپنے قول و فعل سے اپنے ملکوں کے عوام کو بہت زیادہ مایوس کیا ہے اور یہ کسی بھی لحاظ سے اپنے عوام کے معیار پر اُس طرح پورے نہیں اُترسکے ہیں جس کا تصور کرکے اوباما اور زرداری کے ملکوں کے عوام نے اِنہیں عہدے صدارت کے لئے چنا تھا۔

یہاں ہم اپنے صدر زرداری سے متعلق کوئی اور بات نہیں کریں گے کیوں کہ اِن سے متعلق پہلے ہی ہمارے یہاں بہت کچھ کہا جاچکا ہے اور اِن سطور کے رقم کرنے تک اِن کی ذات اور عہدے صدارت کے بارے میں بہت کچھ لکھا، پڑھا اور سُنا جارہا ہے مگر ایسے میں ہم ایک بات موجودہ امریکی صدر مسٹر اوباما سے متعلق ضرور کریں گے کہ اِن کے بارے میں واشنگٹن سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ رواں ماہ دسمبر کی 5 تا 7 تاریخوں کے دوران ایک امریکی ٹی وی سی ایس کے نے اپنا ایک تازہ ترین سروے کیا ہے جس کے مطابق 54 فیصد امریکیوں کا خام خیال یہ

ہے کہ امریکی تاریخ کے موجودہ پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اوباما ملک کو درپیش معاشی بحران سمیت عالمی سطح پر امریکا کی دہشت گردانہ روا رکھی گئیں خارجہ پالیسیوں کے باعث کسی بھی طور پر دوسری مدت کے لئے صدر بننے کے اہل نہیں ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی اِس امریکی ٹی وی نے یہ بات بھی اپنے تازہ ترین سروے میں پورے وثوق کے ساتھ کہی ہے کہ موجودہ امریکی صدر مسٹر اوباما جنھوں نے اپنے پیش رو صدر بش کی طرح خود پر دنیا کو فتح کرنے والا جنگی جنوں سوار کر رکھا ہے یہ بھی عراق کے بعد اَب افغانستان میں بھی اربوں اور کھربوں امریکی ڈالر پھونک چکے ہیں مگر اِس کے برعکس گزشتہ دس سالوں میں امریکا کو وہ کچھ حاصل نہیں ہو سکا ہے جس کامرانی اور کامیابی کا خواب اور اِس کی تعبیر لے کر امریکا نیٹو اور ایساف کے ساتھ سنگلاخ چٹانوں اور اُونچے اُونچے پہاڑوں والی سرزمینِ افغانستان میں گھوسا تھا آگے چلا کر امریکی ٹی وی یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ افغانستان میں کھلنے والے نئے جنگی محاذ اور اَب افغانستان میں اپنے اتحادیوں کے ساتھ ناکامیوں اور مایوسیوں کا منہ دیکھتے امریکا نے اپنی کامیابیوں کا سوراخ پاکستان میں ڈھونڈنے کے لئے پاکستان میں بھی تیسرے جنگی محاذ کی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی ہیں اِس موقع پر امریکی ٹی وی کہتا ہے کہ ایک کے بعد ایک جنگی محاذ میں امریکیوں کو ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور دہشت گردی کے خلاف چھیڑی گئی اِس بڑی جنگ میں (جسے سابق امریکی صدر بُش ایک موقع پر صلیبی جنگ کا نام دے چکے ہیں) اُلٹا اَب تک

امریکی معیشت اور اقتصادیات کا بیڑا غرق ہی ہوا ہے اور آج امریکا اِن جنگوں میں پھنسے رہنے کی وجہ سے شدید مالی مشکلات سے دوچار ہونے کے باعث دیوالیہ کے قریب تر پہنچ چکا ہے۔

مگر موجودہ امریکی صدر اوباما ہیں کہ اِن تمام صورت حال سے دوچار ہونے کے باوجود بھی نہ تو اِن کے سر سے جنگی جنون اور دنیا (بالخصوص مسلم اُمہ) کو فتح کرنے کا بھوت اُتر سکا ہے اور نہ ہی کوئی امریکی صدر کو سمجھاتا ہے کہ وہ اپنے جنگی جنون کی وجہ سے امریکا اور اِس کے عوام اور معیشت کا تو ستیاناس نہ کریں اُلٹا یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اِن کے اردگرد منڈلاتے اِن کے تھنک ٹینک کے وہ کارندے جن میں سے اکثر کا جھکاؤ اسرائیل کی طرف ہے اور یہ گریٹ اسرائیل کے منصوبے پر کاربند ہیں یہ لوگ امریکی انتظامیہ کو جارحانہ پالیسیوں بنانے پر مسلسل مجبور کئے ہوئے ہیں اور امریکی انتظامیہ اِن کے دباؤ میں ایسی پالیسیاں مرتب کر رہی ہے جس سے اَب یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ اسرائیل جیسے کسی امریکا دوست مگر پس پردہ امریکی دشمن ملک کے اشارے پر اپنی آنکھیں بند کرکے امریکی انتظامیہ اور امریکی افواج کے سربراہان اِن مشوروں پر من و عن عمل کرنا خود پر لازم کرلیتے ہیں۔

اِس موقع پر ہم برملا یہ کہیں گے کے یہ تھنک ٹینک والے اسرائیلی یہودی ہی

تو ہیں جنھوں نے نائن الیون کے واقعے میں خود اہم کردار ادا کیا اور اِس کا سارا ملبہ مسلم اُمہ کر سر تھونپ کر امریکا کو مسلمانوں کے خلاف اُکسا کر اِسے کئی جنگی محاذوں میں دھکیل دیا اور اَب یہی اسرائیلی یہودی ہیں جو اِس کے تھنک ٹینک میں بیٹھ کر امریکی انتظامیہ اور امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فارم (کہنے کو مسلم) صدر مسٹر بارک حُسین اوباما کو امریکی تاریخ کا ایک ناکام ترین صدر ثابت کرنے کے لئے اِسے اپنے اُلٹے سیدھے مشوروں سے افغانستان کے بعد اَب پاکستان میں بھی نیا جنگی محاذ کھولنے کے لئے جارحانہ پالیسیاں مرتب کرکے دے رہے ہیں جس کی وجہ سے موجودہ امریکی انتظامیہ اور امریکی افواج میں پاکستان سے متعلق جنگی جنون پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے جس کی ایک تازہ ترین مثال 26 نومبر کو نیٹو افواج کی جانب سے بالااشتعال پاکستانی سرحد میں قائم پاک افواج کی دو چوکیوں کو ارادی طور پر نشانہ بنانا بھی شامل ہے۔اَب اِس صورتِ حال میں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کسی خوش فہمی میں مبتلا امریکی صدر کو اگر امریکی عوام دوسری مدت کے لئے صدر بننے کے لئے اہل نہیں سمجھتی ہے تو پھر یہ ٹھیک ہے اور امریکی صدر اوباما کو یہ بات تسلیم کرلینا چاہئے کہ امریکی عوام اِن سے اور اِن کی پالیسیوں سے سخت خائف ہے اور یہی کچھ ہم اپنے صدر زرداری کے لئے بھی کہنا چاہیں گے کہ یہ بھی کسی خوش فہمی ہیں مبتلا ہو کر دوسری مدت کے لئے عہدے صدارت کے حصول کے لئے اپنی بیماری کی حالات میں پریشان مت ہوں۔ (ختم شد)

پریشان حال! امریکا کا پاکستان سے نیٹو سپلائی کی بحالی کا مطالبہ

پریشان حال! امریکا کا پاکستان سے نیٹو سپلائی کی بحالی کا مطالبہ، سنگین نتائج کا پیغام اور دھمکی..؟

ایساف جنرل کا پاکستانی سرحدوں پر نیٹو طرز کے حملوں سے اجتناب کرنے سے صاف انکار....؟؟

نیٹو سپلائی کی مسلسل بندش کے باعث پریشان حال امریکا اَب آہستہ آہستہ اپنی اصلیت پاکستان کو بھی دکھانے لگا ہے اور اَب یہ اِس نہج پر بھی پہنچ چکا ہے کہ اِس نے اپنے اتحادی پاکستان کی اُن تمام ہمدردیوں اور احسانوں کو بھی فراموش کردیا ہے جو پاکستان نے اِس کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اِس کے اتحادی ہونے کے ناطے اپنے لوگوں کو مارکر اور اپنی معیشت کے 35 ارب ڈالر کا نقصان کرکے اِس پر کئے ہیں۔

مگر ایک واقعہ جس نے پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور اعلیٰ عسکری قیادت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا وہ نیٹو افواج کی جانب سے گزشتہ ماہ پاکستانی سرحدی علاقوں میں قائم پاک فوج کی دو چوکیوں پر نیٹو اور ایساف کے ہیلی کاپٹروں اور جنگی طیاروں کا وہ حملہ تھا جسے رات کی تاریکی میں نیٹو افواج نے ارادی طور

پر کئی گھنٹے تک جاری رکھا تھا اَب یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے یہاں ہم یہ کہیں گے کہ پاک فوج کی چوکیوں پر نیٹو کے اِس حملے کی سفاکیت کا واقع کوئی زیادہ پرانا بھی نہیں ہوا ہے کہ اِسے یہاں تفصیل سے بیان کیا جائے اِس سے متعلق بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اِس واقعے کے نتیجے میں پاک فوج کے 25 اہلکار شہید اور 13 سے زائد زخمی ہوئے تھے جس نے ایک طرف پاکستانی عوام میں امریکا مخالف جذبات کو پروان چڑھایا تو وہیں حکمران الوقت اور پاک فوج کی اعلیٰ قیادت کو بھی اِس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا کہ امریکا کے ساتھ اِس طرح تعلقات قائم نہیں رہ سکتے اِس کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل اپنایا جائے کہ ہماری خود مختاری بھی قائم رہے اور اِسے اِس بات کا بھی احساس دلادیا جائے کہ ہم اور ہماری افواج بھی تمہارے عوام اور افواج کی طرح اہمیت کے حامل ہیں اِنہیں گاجر مولی سمجھ کر یوں نہ تو کاٹا جائے اور نہ کیڑے مکوڑے سمجھ کر مارا جائے جس طرح یہ دہشت گردی، بم دھماکے، ڈرون حملے اور نیٹو اور ایساف افواج کی بمباری سے مروا رہا ہے اوراس طرح جب ہمارے حکمرانوں، سیاست دانوں اور پاک افواج کے سربراہان کو اِس بات کا شدت سے احساس ہو گیا تو اِنہوں نے امریکا کو اپنی اہمیت کا احساس دلانے کے خاطر سب سے پہلے نیٹو کی سپلائی لائن بند کر دی جو ہنوز بند ہے آج جس پر امریکا پاگل ہاتھی بن گیا ہے) اور اِس کے پریشر میں آئے بغیر فوراً ہی اِس) کے زیر کنٹرول شمسی ایئر بیس خالی کرنے کی ڈیڈلائین بھی دے ڈالی جس پر عمل کرتے ہوئے امریکا نے وقت مقررہ پر اِسے

خالی کردیا۔

مگر دوسری جانب پریشان حال امریکیوں کا کچھ وقت تک تو بہت ساری وجوہات کے باعث یہ مطالبہ ضرور رہا کہ پاکستان کی جانب سے نیٹو سپلائی لائن کی بندش کی وجہ سے افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف آخری مراحل میں داخل ہوتی جنگ متاثر ہوگی جس کا فائدہ دہشت گردوں کو ہوگا اِس لئے پاکستان اپنے فیصلے پر نظرثانی کرے اور نیٹو کو تیل کی سپلائی جاری کردے مگر پاکستان کی جانب سے جب اِسے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو ایک ملکی نجی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دنوں اسلام آباد میں مقیم امریکی سفیر کیمرون منٹر نے وزیر خارجہ حنا ربانی کھر پر امریکی منتر پڑھتے ہوئے اِنہیں نیٹو سپلائی کی بحالی کے لئے الٹی میٹم دے دیا اور کہا کہ اگر اِس الٹی میٹم کے بعد بھی نیٹو سپلائی کی بحالی نہ ہوئی تو پھر لگے ہاتھوں منٹر نے حنا ربانی کو سنگین نتائج کا بھی پیغام دے ڈالا ... پھر اِس کے برعکس حکومت پاکستان نے عسکری قیادت سے مشورے کے بعد بڑے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ منٹر کے منتر اور پنٹاگان کے پیغام کا یہ جواب دیا کہ ہم کسی بھی امریکی دباؤ میں نہیں آئیں گے اور منٹر کے اِس منتر کو مسترد کرتے ہیں جس میں اُنھوں نے پاکستان کو نیٹو سپلائی بحال نہ کرنے پر سنگین نتائج کی دھمکی دی ہے حکومتِ پاکستان نے اپنا دوٹوک موقف اپناتے ہوئے کہا ہے کہ نیٹو سپلائی بحال کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں

ہی کیا جائے گا۔اور یوں پاکستان کے اِس جواب اور امریکی دھمکی کو خاطر میں نہ لانے کے باعث پاکستانی رویوں سے جلے بھنے افغانستان میں ایساف کے کمانڈر جنرل جان ایلن نے تلملاتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور نیٹو اپنے قول وفعل میں تضاد ختم کریں اور اپنے تحفظات افہام و تفہیم سے حل کریں اور اِس موقع پر امریکی کمانڈر جنرل جان ایلن نے اپنی ہٹ دھرمی کا کھلا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ہم چوکیوں پر حملے جیسا واقعہ دوبارہ نہ ہونے کی ضمانت نہیں دے سکتے اِس لئے کہ پاکستان دہشت گردوں کو پناہ گاہیں فراہم کر رہا ہے ہم افغانستان میں رہ کر اِن پناہ گاہوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ دہشت گرد اِن ہی پناہ گاہوں سے نکل کر افغانستان میں مداخلت کرتے ہیں اور ہمارا کام ہی پاکستان سے آنے والے دہشت گردوں کی اِس مداخلت کو روکنا ہے اِس لئے ہم پاکستان کے علاقوں میں حملے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

یہاں امریکی جنرل کی اِس ہٹ دھرمی کے بعد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ پاکستان نیٹو سپلائی کو بحال کرے اور امریکی کو اپنے علاقوں میں حملے کرنے کے لئے اِس کا حوصلہ بڑھائے اور اِس کے ساتھ اپنا ہر قسم کا تعاون جاری رکھے اَب اِس صورت حال میں ہمارے حکمرانوں اور اعلیٰ عسکری قیادت کو چاہئے کہ وہ اَب نیٹو سپلائی بحال نہ کرنے اور شمسی ایئر بیس کی طرح شہباز ایئر بس کو بھی ترنت خالی کرانے سمیت اپنے دوسرے فیصلوں پر

ڈٹے رہیں اور امریکیوں کو مجبور کردیں کہ وہ ہمارے تعاون کے بغیر افغانستان سے اپنی ناکامی کے تلوے چاٹتے ہوئے نکل بھاگیں۔

اُدھر آئی ایس پی آر کے مطابق شمسی ایئر بیس پر باقی رہ جانے والے امریکی فوجیوں آلات اور سازوسامان کو لے کر امریکا کا آخری طیارہ بھی گزشتہ دنوں افغانستان روانہ ہوگیا ہے اور جس کے بعد شمسی ایئر بیس امریکا سے خالی کرالیا گیا ہے اور اَب پاک فوج نے اِس ایئر بیس کا مکمل کنٹرول سنبھال لیا ہے یہ خبر یقیناً 19 کروڑ پاکستانیوں کے لئے خوش آئندہ ہوگی اور اِنھوں نے اپنی پاک فوج کے اِس باہمت کارنامے کو بھی حوصلہ افزا قرار دیا ہوگا اور اِس کے لئے تعارفی کلمات بھی ادا کئے ہوں گے اور اِس کے ساتھ ہی یہ اُمید بھی ضرور ظاہر کی ہوگی کہ آئندہ ہمارے حکمران اور آرمی چیف اِس بات پر بھی کاربند رہیں گے کہ کوئی خواہ ہمارا کتنا بھی ہمدرد کیوں نہ ہو مگر اِس کے بہکاوے میں آکر ملکی سلامتی اور استحکام کو ہرگز داؤ پر نہیں لگائیں گے جیسے سابقہ حکمران مشرف نے اغیار کے دباؤ میں آکر ملک کی خودمختاری سمیت اپنا سب کچھ گروی رکھ دیا تھا اور اَب ایک عشرہ گزر جانے کے بعد شمسی ایئر بیس کی طرح ہر چیز امریکیوں سے واپس لینے کا بیڑا ہمارے موجودہ آرمی چیف اور ہماری اعلیٰ عسکری قیادت کے سر پر آپڑا ہے ایسے میں ملک کے محب وطن عوام دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارے آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی اور ہماری افواج کو

ہمت اور وہ بہادری عطافرمائے کہ یہ اپنے زورِ بازو امریکیوں سے اپنا وہ سب کچھ حاصل کرلیں جنہیں مشرف اِنہیں بے مول اور بے تول دے چکے تھے۔اور ہماری پاک فوج ملک کے استحکام اوراِس کی سلامتی اوراِس کی سرحدوں کے دفاع کے لئے اپنی پیشہ وارانہ مہارت کا مظاہرہ کرے تاکہ دشمن پر لرزہ طاری ہوجائے اور وہ پاک فوج کی ہیبت سے ہمارے ملک کی جانب سے ملی آنکھ سے دیکھنا تودرکنار اِس کے بارے میں کچھ غلط سوچنے کا تصور بھی نہ کرسکے۔

سینٹ کے بل نے پاکستانی عورتوں کو تحفظ فراہم کر دیا..؟

اہلِ دانش عورت کے بغیر دنیا کو بے نور سمجھتے ہیں..؟بل کی منظوری سے پاکستان کی مجبوراور بے سہارا عورت کو سہارامل گیا...

خواتین پر تیزاب پھینکنے سمیت اِن پر اور دوسرے جسمانی ظلم و ستم کرنے والوں کو عمر قیداور جرمانے کا ترمیمی بل سینٹ سے منظور ہوجانے کے بعد ہمارے یہاں مردوں کے معاشرے میں اکثریت رکھنے کے باوجود بھی استحصال کی چکی میں پسنے والی ہماری آج کی مظلوم عورت میں یقینا ذراسا یہ حوصلہ ضرور پیدا ہوگیاہوگا کہ اِس کو اَب تحفظ فراہم ہوجائے گا ورنہ تو اِس سے پہلے یہ نہتی اور مجبور تھی اور اَب اِس نے اپنے آپ کو مردوں کے ظالم معاشرے میں محفوظ سمجھنا شروع کر دیا ہوگا اِس لئے گزشتہ دنوں سینٹ کے اجلاس میں سینٹر نیلوفر بختیار نے تحریک پیش کی کہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان 1860اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 میں مزید ترمیم کا بل سینٹ میں پیش کیا (واضح رہے کہ قومی اسمبلی اِس بل کی پہلے ہی منظوردے چکی) اور اِب اِس بل کی ایوانِ بالا نے بھی بھرپور طریقے سے اتفاق رائے سے منظوری دے کر ملک میں ایک ایسی تاریخ رقم کر دی ہے جس کی مثال مدتوں دی جاتی رہے گی یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں

کہ سینٹ نے خواتین پر تیزاب پھینکنے کے المناک واقعات کی روک تھام، عورت کی قرآن سے شادی، بدلہ صلح میں عورت کو دینے، ونی، سوارہ، جائیداد سے محروم اور جبری شادی سمیت ہمارے معاشرے میں عورت پر ظلم و ستم کے حوالے سے رونما ہونے دیگر واقعات سے متعلق دو الگ الگ ترمیمی بل اتفاق رائے سے منظور کر لئے جس میں سزاؤں سے متعلق تحریر ہے کہ خواتین پر تیزاب پھینکنے والوں کو عمر قید یا 14 سال قید کی سزا ہوگی جبکہ عورت کے عضو کاٹنے پر دس سال قید، خاتون کی قرآن سے شادی کرنے پر بلا تفریق (امیر و غریب مرد کے) 3 سے 7 سال تک قید، خواتین کی جبری شادی، ونی یا سوارہ میں دینے پر پانچ لاکھ جرمانہ ہوگا، جائیداد سے محروم کرنے پر 5 سے 10 سال قید اور جرمانہ کیا جائے گا سینٹ نے اِس طرح اِس بل کی منظوری کے بعد اپنے یہاں عورت کو جس طرح تحفظ کا احساس دلایا ہے یقیناً یہ ہمارے ایوانوں کا مستحسن اقدام ہے مگر اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ جن لوگوں نے اِس کو منظور کیا ہے اَب یہی اِس پر فی الفور عمل درآمد بھی تو کرائیں تب بات بنے ورنہ تو ایسے قانون کا کیا فائدہ جو کتابوں اور فائلوں میں تو موجود ہو مگر اِس کا معاشرے میں کوئی اطلاق نہ ہو تو یہ سب اقدامات بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔

اِس موقع پر ہم یہ کہیں گے کہ الحمد اللہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مذہب اسلام نے عورت کو اپنے یہاں جو احترام اور رتبہ دیا ہے اِس سے دنیا کے دیگر

ادیان کی پیروکار عورتیں محروم ہیں ہمارے یہاں عورت کے روپ میں جتنے بھی رشتوں کے سُوتِ پھوٹتے ہیں وہ سب کے سب مقدس ہیں اِس سے زیادہ ہم اپنے یہاں عورت کو ملنے والے مقام و حقوق اور مرتبے سے متعلق زیادہ بیان کرنا یوں نہیں چاہیں گے عورت کے مقام اور مرتبے اور اِس کے حقوق سے متعلق ہم اپنی مقدس کتابوں میں بچپن سے پڑھتے اور اپنے علمائے دین سے اول روز سے ہی سُنتے آرہے ہیں بس اِن پر اگر ہم عمل کرنے لگیں تو کوئی مشکل نہیں کہ ہماری عورتوں کو قرآن و سُنت کے مطابق وہ سارے حقوق مل جائیں جن کی یہ حقدار ہے مگر افسوس کے ساتھ ہمیں یہاں یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں کچھ مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے اَپر اور لوئیر کلاس کے پڑھے لکھے اور جاہل ایسے مرد افراد بھی موجود ہیں جو خود کو مسلمان تو فخریہ کہلاتے ہیں مگر جب اِن کے سامنے اِن کے مقدس رشتوں سے جُڑی ہوئیں عورتوں کا معاملہ آجاتا ہے تو اِن کی سوچیں محدود ہوجاتی ہیں اور جب کوئی عورت اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرنا چاہتی ہے تو یہی لوگ اِس کو اپنے ظلم و ستم سے اِسے نشان عبرت بنادیتے ہیں اور یہ اپنے مرد ہونے کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے دین ودھرم اور معاشرتی قوانین کی پابندیوں کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اِن پر ایسے اِنسانیت سُوز مظالم کرتے ہیں کہ عورت تاریخ کی کتابوں میں قصہ پارینہ بن کر رہ جاتی ہے۔
مگر ہم یہاں بات کریں گے دنیاکے اُن اہلِ دانش کی جو مسلم تو نہیں ہیں مگر

یہ (اہلِ دانش) اپنے نزدیک عورت کے بغیر دنیا کو بے نور سمجھتے ہیں لارک سے کسی نے پوچھا آپ کا عورت سے متعلق کیا خیال ہے تو اِس نے کہا کہ "میں تمھیں بتاؤں کہ دنیا میں جتنے بھی پھول ہیں اِن میں سب سے زیادہ خُوب صُورت عورت ہے" شیکسپئیر جو اپنے زمانے کا ایک ایسا دانشور مرد گزرا ہے جس کے مشاہدات حقیقت کے قریب تر رہے ہیں اِس کی نظر میں عورتیں ایسی کتابیں، ایسی تصویریں اور ایسے دبستان ہیں کہ جن میں ساری دنیا بستی ہے اور جو تمام دنیا کی پرورش اور تربیت کرتی ہیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تمام خوشیاں عورت کے دم سے ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا ایک اُجڑے دیار کی مانند ہوتی کہنے والوں نے تو یہ تک کہا ہے کہ عورت اِنسان اور فرشتوں کے درمیان ایک ایسی مقدس مخلوق کا نام ہے جس کے بغیر دنیا کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے عورت کا دل ہمیشہ چاند کی مانند بدلتا رہتا ہے اور یہ جتنی دور سے خُوب صُورت دکھائی دیتی ہے اتنی ہی قریب آنے سے اور زیادہ حسین اور دلکش ہو جاتی ہے یقینی طور پر عورت ایک ایسا مہکتا ہوا پھول ہے جو اپنی دلکش خوشبو سے مرد کے چمنستانِ حیات کو بھی مہکا دیتی ہے ہمیں ایک جرمن کہاوت یاد آ گئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ بدمعاشوں اور ذلیلوں سے بھی محبت کرنے والی ہستی خدا کے بعد عورت ہے "چیخوف کا" کہنا ہے کہ "عورت مرد سے زیادہ محنتی، سمجھ دار اور نیک ہے بھلائی کے کام اِس سے اِس طرح سرزد ہوتے ہیں کہ جیسے آسمان سے رم جھیم کرتی بارش برستی ہے "اور آخر میں ہم یہ کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ عورت مرد کا رشتہ ہی اِنسان کا

سب سے پہلا سماجی رشتہ ہے بس اِس رشتے کو سمجھنے اور اِس کا احترام کرنے کی ہمیں خود اپنے اندر توفیق پیدا کرنی ہوگی اور مردوں کو عورت کے حقوق ادا کرنے ہوں گے اور اِس پر ظلم وستم بند کرنے ہوں گے (ختم شد)

اپنی خود مختاری پر پاکستان کے اقدامات اور ذرا بھر میں اُبلنے والا امریکا...؟

کہا جاتا ہے دنیا میں وہی قومیں اور شخصیات بنی ونوع انسان کے لئے سود مند ثابت ہوتی ہیں جو یقین اور اعتماد کو ساتھ لے کر چلتیں ہیں جس کی بنا پر دنیا کی کوئی طاقت اِنہیں مغلوب نہیں کر سکتی اور اگر آپ نے بھی اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرلی ہے تو پھر آپ کو ترقی اور خوشحالی سے کوئی روک سکتاڈیل کارنیگی سے کسی نے پوچھا کہ زندگی کا زہر کیا ہے....؟تو پتا ہے قارئین اِس نے کیا کہا....؟اِس نے بڑے جوش اور جذبے سے یہ جواب دیا کہ زندگی کا زہر ڈر، مایوسی اور وہم ہے اور جب جس نے یہ دیکھا کہ لوگ اِس کے اِس مختصر ترین جواب سے پریشان اور مخمصے کا شکار ہوگئے ہیں تو اِس کے ساتھ ہی اِس نے زندگی کے امرت کا اظہار یوں کردیا کہ زندگی کا امرت ، حوصلہ، قوت اور خود اعتمادی ہے اِس نے خود اعتمادی کے طلبگاروں کو سمجھاتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ خود اعتمادی کا صحیح مفہوم اپنے اُوپر بھروسا ہے اور بس ...اِس کا مطلب جامے سے باہر ہوجانا نہیں ہے...یا مصنوعی شخصیت اختیار کرنا یا غیر فطری یا متکبرانہ انداز گفتگو بھی نہیں ہے بلکہ اپنے اندار خود اعتمادی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنی ذات ، ذہانت اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ، اپنی قوم کے لئے اور اپنے وطن کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں یہ ہی خود اعتمادی ہے۔ جیسا کہ اِن دنوں ہمارے

حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت میں خود اعتمادی کا عنصر آمڈ آیا ہے یہ ایک اچھا عمل ہے۔

بہرحال اَب اِس میں کوئی شک نہیں کہ 25 اور 26 نومبر 2011 (جمعہ، ہفتہ کی درمیانی شب) سانحہ مہمند ایجنسی کے رونما ہونے کے بعد ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور ایوانوں نے مزید امریکی پٹھوبنے رہنے سے صاف انکار کردیا ہے اور اپنی سرحد وں میں گزشتہ کئی سالوں سے مختلف بہانوں سے جاری امریکی دہشت گردی کے خلاف اور اِسے لگام دینے کے خاطر) جس طرح اپنی آواز بلند کی ہے وہ اپنی جگہ ایک مستحسن) اقدام ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ ساری قوم بھی اِس بات پر مکمل طور پر متفق ہے کہ ہم نے امریکیوں کے جارحانہ رویوں کے خلاف جو قدم اٹھالیا ہے اِس پر پچھتاوے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اِس پر حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور ایوانوں کو بھی اِس صورتِ حال میں ڈٹ جانا چاہئے۔

جبکہ پاکستان نے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے امریکا کے خلاف جو اقدامات کئے ہیں اِن سے امریکا یقینی طور پر بلبلا اٹھا ہے اور اِسے خطے میں چھیڑی جانے والی اپنی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اَب اپنی شکست نظر آرہی ہے

یعنی ایک عرصے تک امریکیوں کی انگلیوں کے اشاروں پر ناچنے والے پاکستان نے جب اپنی خود مختاری اور سلامتی کے لئے ذرا ابھرا اقدامات کیا کرلئے گویا کہ امریکی اُبل پڑے ہیں اور اِنھوں نے اپنی آنکھیں سر پر رکھ لی ہیں اور پاکستان کے خلاف سازشوں کے ایسے جال بننے شروع کردیئے ہیں کہ جن سے پاکستانی وقتی طور پر تو ضرور پریشان ہوگئے ہیں جیسے کہ پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کی مرضی اور منشا سے امریکی ایوان نمائندہ گان نے پاکستان کی 70 کروڑ ڈالر کی فوجی امداد منجمد کرنے کا بل پاس کرتے ہوئے 662ارب ڈالر کا دفاعی بجٹ بھی منظور کرلیا ہے اطلاعات کے مطابق بل کی ایک شق کے تحت ظالم وجابر اور فاسق امریکی ایوان نمائندہ گان نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں اسلام آباد کو امداد کی رقم کا اجراء افغانستان میں دیسی ساختہ دھماکہ خیز مواد کی ریسل روکنے سے مشروط کردیا ہے جبکہ دوسری جانب ایک غیر ملکی خبر راساں ایجنسی نے بڑے وثوق سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اپنے ملک (امریکا) کے ساتھ مخلص اور اپنے عوام کے شدید دباؤ میں آئے ہوئے امریکی ایوانِ نمائندہ گان نے جو ڈیفنس تھرائزیشن بل اہتمام کے ساتھ منظور کیا ہے اِس کی حمایت میں 283اور مخالفت میں 136 ووٹ ڈالے گئے ہیں اور اِس بل میں اکثریت اُن لوگوں اور اُن شقیوں کی تھی جو پاکستان کی امداد روکنے ، ایران پر پابندیاں عائد کرنے اور مشتبہ دہشت گردوں کو غیر معینہ مدت تک حراست میں رکھنے والی تھیں ایک ایسا بل جس کی زبانی طور پر امریکی صدر اوباما پہلے ہی منظوری دے چکے تھے اور اَب اِسے

قانونی شکل دینے کے لئے سینٹ میں پیش کیا جائے گا خیال کیا جارہاہے کہ جہاں سے
باقاعدہ طور پر منظوری ملنے پر پاکستان کے دشمن مگر دوست نما امریکی صدر مسٹر بارک
اوباما اِس بل پر اپنے دستخط کردیں گے جس کے بعد یقینی طور پر امریکی ڈیفنس تھرائزیشن کا
662 ارب ڈالر اور پاکستان کو 70 کروڑ ڈالر کی فوجی امداد منجمد کرنے کا بل
منظور ہوجائے گا جس پر امریکی محکمہ خارجہ کے ایک شاطر اور عیار ترجمان نے اپنا دلیرانہ
موقف اختیار کرتے ہوئے کہاکہ اِس طرح اگر یہ بل صحیح معنوں میں منظور
ہوگیااور قانون بن گیاتو ہم پاکستان کے ساتھ مل کر اپنے دفاعی نظریات.برقرار رکھنے
کے لئے اِس کی ضرورتوں پر تو ضرور کام کریں گے مگر اِس کے ساتھ ہم اپنی فوجی امداد
اور تعاون کے حوالے سے کچھ نہیں کرسکیں گے۔

اِس کے.برعکس ہماری ہر دلعزیز اور باصلاحیت لیڈی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر نے کہاہے
کہ امریکی امداد کی بندش سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ہم نے بھی تہیہ کرلیاہے
کہ ہمیں اپنی خود مختاری اور سلامتی اور ملکی استحکام کے خاطر آگے.بڑھنے کے لئے
دوسروں پر انحصار کرنا چھوڑنا ہوگا اور اُنھوں نے بھی اپنے مخصوص انداز نے اپنا یہ
انتہائی دلیرانہ موقف بھی شاطر و عیار امریکیوں کے سامنے پیش کردیاکہ دہشت گردی
کے خلاف جاری جنگ میں ناکامی ہوئی تو اِس کا ذمہ دار امریکا ہی ہوگا اِس پر ہم یہاں یہ
سمجھتے ہیں کہ یہ بات

حوصلہ افزاء ضرور ہے کہ وزیر خارجہ حنا ربانی کھر نے جس حوصلے اور جوش کے ساتھ 70 کروڑ ڈالر کی پاکستانی فوجی امداد منجمد کرنے پر اپنا موقف امریکیوں کے سامنے رکھ دیا ہے ابھی وقت ہے کہ امریکی صدر اور ایوان نمائندہ گان سمجھ جائیں تو یہ پاکستان پر فوجی امداد منجمد کرنے والے اپنے فیصلے پر ضرور نظرثانی کریں گے ورنہ یہ خود سمجھ جائیں کے اَب کسی بھی حوالے سے پاکستان کو نہ دبایا اور نہ ہی ڈرایا جاسکتا ہے کیوں کہ اَب ہم نے اپنے اندر خوداعتمادی پیدا کرلی ہے اور ایک ایسی خوداعتمادی جس پر ساری قوم کو انحصار کرنا ہوگا۔ (ختم شد)

بھارت میں چاول 3 اور آٹا 2 روپے کلو فروخت، کمال وجمال اور جلال

شاعر مشرق حضرتِ علامہ اقبالؒ نے غربت کو اُم الخبائث کہا ہے اور یہ بات یکدم ٹھیک ہے کہ غریبی دنیا کی سب سے بڑی مصیبت ہے اِس سے بڑھ کر اور کوئی برائی نہیں ہے اور آج جو لوگ غریبوں کے ہمدرد بنے پھرتے ہیں اور اِن کے مسائل کے مداوے کے بجائے اُلٹا اِنہیں غربت میں زندگی گزارنے کا سبق دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو غریب کے سب سے بڑے دشمن ہیں جو ایک طرف تو غریبوں سے ہمدردیاں جتاتے نہیں تھکتے تو دوسری جانب اِن کے لئے کچھ نہ کرکے اِنہیں غربت میں لائف بسر کرنے کا مشورہ بھی دیتے ہیں ایسے لوگوں سے غریبوں کو خبردار رہنا چاہئے کیوں کہ یہ آپ غریبوں کے ساتھ قطعاً ہمدرد نہیں ہیں اور ایسے لوگوں کی تعداد ہمارے ملکِ پاکستان میں سب سے زیادہ ہے جو بغیر کسی جامع منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کے مسندِ اقتدار پر تو قابض ہیں (اور ماضی میں بھی رہے تھے) مگر اِن لوگوں نے اپنے دورِ اقتدار میں ملک سے نہ تو غربت کے خاتمے اور غریبوں کی حالاتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے کچھ کیا اور نہ ہی کسی کو کرنے دیا اُلٹا اِنھوں نے اِس مفروضے پر عمل کیا کہ غریبوں سے ہمدردی کئے جاؤ اور اپنے اقتدار کو طول دیئے جاؤ....اِس بات سے شاید کوئی انکار نہ کرسکے کہ بھوک غربت کا ایک ایسا خوف ناک اور دردناک گفٹ ہے کہ یہ جہاں کہیں بھی آتی ہے اپنے ساتھ بیماری لے

کر آتی ہے اور دنیا کی تاریخ کے اوراق پریہ بھی درج ہے کہ اتنے لوگ جنگلوں ، ریگستانوں اور صحراؤں میں نہیں مرے جتنے غذائی قلت کا شکار ہو کر اِس ہری بھری اور رنگ برنگین دنیا سے سسکتے، ایڑیاں رگڑتے اور مٹی پھانکتے مرگئے ہیں اِس منظر اور پس منظر میں ہم یہ کہیں گے کہ بالخصوص ہمارے حکمرانوں کی شکل میں ہم پر قابض استحصالی طبقوں کو شاید اِس بات کا ایک رتی برابر بھی احساس نہ ہو کہ استحصال زدہ طبقے کی غربت اور غصے کے درمیان جو ایک لکیر ہوتی ہے وہ اتنی باریک اور حساس ہوتی ہے کہ اگر استحصال زدہ طبقے نے استحصالی طبقوں کی کسی موقع پر ایسی کی تیسی کرنے کی ٹھان لی تو پھر اِسے کوئی نہیں روک سکے گا کہ کوئی غربت اور مفلسی کی چکی میں برسوں سے پسے لوگوں کو سمجھا بجھا کر انہیں اِن کے ارادے سے باز رکھ سکے اِتنی سی بات ہمارے حکمران تو نہیں سمجھ سکے مگر بھارتی کے موجودہ حکمران اور اِن کے ایوان والے یہ بات اچھی طر ح سمجھ گئے کہ اگر عوام پر حکمرانی کرنی ہے تو ملک کی اکثریتی آبادی جو غریبوں پر مشتمل ہے اِنہیں اِن کے بنیادی حقوق میں زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے اور یہی بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کا کمال وجمال ہے کہ اِنھوں نے ایک دوسرے سے اپنے رابطے مزید مضبوط کرنے کے لئے اجناس کی قیمتوں میں اتنی کمی کردی ہے کہ بھارتی عوام اپنے حکمرانوں کے اِس اقدام اور کارنامے سے خود حیران اور پریشان ہو کر اِسے ملک کے غریب عوام کے لئے خوش آئند قرار دے کر سکھ کا سانس لے رہے ہیں جبکہ ،اِدھر ہمارے موجودہ حکمران

سیاستدان ، اراکین ایوانِ بالا و اعلیٰ اور عسکری قیادت ہے کہ اِس نے اپنے سر پر ملک سے غربت کے خاتمے اور بھوک وافلاس سے بے حال عوام کی دادرسی کرنے کے بجائے اُن پر غربت و مہنگائی کو بے لگام چھوڑنے اور اپنے عوام کو مہنگائی اور غربت کے باعث بھوک و افلاس کے ہاتھ آسمان کی بلندی تک لے جانے کا جلال سوار کر رکھا ہے ۔

۔ہمارے یہاں مہنگائی کے باعث غربت میں ہونے والا اضافہ اِس تک حد بڑھ گیا ہے کہ غربت کی وجہ سے غریب کنبے میں خودکشی کا رجحان ناقابل یقین حد تک بڑھ چکا ہے مگر ہمارے حکمران ہیں کہ اِنہیں اِس جانب سنجیدگی سے سوچنے اور اِس کے تدارک کے اقدامات کرنے کا وقت ہی نہیں مل رہا ہے اَب اِسے ہی دیکھ لیجئے کہ موجودہ عوامی حکومت نے گھریلو صارفین کے لئے بجلی کے نرخوں میں مزید اضافے کے لئے ٹیرف کے دُہرے نظام کا پروگرام کچھ اِس طرح بنا رکھا ہے کہ گھریلو صارفین کے لئے دن کے اوقات کے ٹیرف 3.30 روپے اضافے کے ساتھ 6.20 روپے سے بڑھا کر 9.50 روپے فی یونٹ کیا جارہا ہے جبکہ رات کو پیک ٹائم یعنی شام 5 بجے سے رات 10 بجے تک نرخوں میں 2.75 روپے فی یونٹ اضافے کے ساتھ 12.25 روپے سے بڑھا کر روپے فی یونٹ کیا جارہا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اِس حکومتی اقدام سے ایسے عوام جو پہلے 15 ہی بجلی کی طویل ترین (20 سے 22 گھنٹے) لوڈشیڈنگ کا عذاب جھیل کر بھی باقاعدگی سے بجلی کے بل جمع کرا رہے ہیں اِن پر حکومت اپنے ظلم و ستم کی ایک اور دردناک داستان رقم کرے گی ہمارا خیال یہ ہے کہ حکومت کو اپنے اِس فیصلے کی حتمی منظوری سے قبل

اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ اِس نے اپنے عوام کے لئے کیا ہی کیا ہے. ؟ جو کبھی اپنے عوام پر پیٹرولیم کی مصنوعات سمیت گیس کی قیمتوں میں اضافہ تو کبھی اجناس کی قیمتوں میں بے لگام اضافہ کرکے مہنگائی کے بم گرانے جیسے اقدامات کرتی رہتی ہے۔ ایک خبر جو بھارت سے آئی ہے اِسے اگر ہمارے ملک کے موجودہ حکمران پڑھ لیں تو شاید اِن کو ذرا سی شرم آجائے اور اگر ملک میں مہنگائی اور غربت کے بڑھاوے کے لئے مصروف رہنے والے ہمارے حکمران اِس خبر کو نہ پڑھ سکیں تو کسی کے منہ سے ضرور سُن لیں اور خود اُس گریبان میں بھی ضرور جھانک لیں جس میں اِن کا اپنا چہرہ صاف دکھائی دے تو شاید یہ بھی اپنے ملک کے غریب عوام کے لئے ایسا ہی کچھ کرلیں جیسا بھارتی حکمرانوں نے اپنے ایوان کے آنے والے اِس فیصلے پر عمل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے خبر کے مطابق بھارتی مرکزی کابینہ نے گزشتہ اتوار کو قومی تحفظ خوراک بل (نیشنل فوڈ سیکورٹی بل) کی منظوری دے دی جو ملک کی 63 فیصد آبادی کو انتہائی سستی خوارک کی فراہمی کو قانونی شکل دے دے گا اور نہ صرف یہ بلکہ بھارتی ایوان نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ حکومت اِس منصوبے پر 27663 کروڑ روپے کی اضافی سبسڈی (جو 95000 کروڑ بنتی ہے) بھی دے گی اِس بل کے تحت بھارت کی غریب عوام کو ہر ماہ چاول تین ، آٹا دو اور دیگر اجناس ایک روپے فی کلو آسانی سے ملا کریں گیں اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ایک ارب بیں کروڑ سے زائد آبادی والے ہمارے پڑوسی سیکولر ملک بھارت میں جب وہاں کے حکمران اپنے عوام کے لئے اتنا کچھ کر سکتے ہیں تو پھر ہمارے موجودہ

روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لے کر آنے والے حکمران اپنے عوام کے لئے ایسا کچھ کیوں نہیں کر سکتے...؟ یہ ایک ایسا المیہ ہے جو ہمارے موجودہ حکمرانوں کے لئے اپنی عوام کے لئے اَب تک کے کئے گئے اقدامات پر سوالیہ نشان ہے... ؟(ختم شد

خاموش اور خاموشی....؟ عمران خان ایک سچ نہیں تو سو جھوٹ کیوں..؟

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ " جسے سلامتی کی ضرورت ہو اِسے خاموشی اختیار کرنا چاہئے یعنی یہ کہ خاموشی ہزار بلائیں ٹال دیتی ہے بلکہ وقار اور سلامتی کی بھی ضامن ہے حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ " خوش خلقی اور خاموشی ہلکی ہیں پیٹھ پر اور بھاری ہیں میزان پر اور اِسی طرح ارسطو نے بھی خاموشی سے متعلق ویسے تو بہت کچھ کہا ہوگا مگر اِس موقع پر اِس کا خاموشی کے بارے میں کہا گیا ایک قول ہمیں یاد آگیا ہے وہ کہتا ہے کہ "خاموشی سب سے زیادہ آسان کام اور سب سے زیادہ نفع بخش عادت بھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ خاص کر ہم اور ہمارے حکمران، سیاستدان اور بہت سے لوگ اِسے بھول چکے ہیں۔

جبکہ زمانے کی کئی بہاریں اور اُونچ نیچ دیکھنے والیں ہماری اماں جی ہمیں اکثر تین باتیں بطور نصیحت کہا کرتیں تھیں ایک یہ کہ جب بولو تو سوچ سمجھ کر بولو... جس طرح ایک جھوٹ سو جھوٹ سے بچاتا ہے اِسی طرح کسی وقت کی خاموشی بڑی مصیبت سے بھی بچالیتی ہے اور اِن کی دوسری بات یہ تھی کہ دنیا کے دانش منداِسی چیز سے گوہرے نایاب اور دولت حاصل کرلیتے ہیں جسے نادان بے پروائی اور اپنی نااہلی کی وجہ سے نظرانداز کرجایا کرتے ہیں ایسے ہی جیسے

شہد کی مکھی ہمیشہ اُنہی پھولوں سے شہد حاصل کرلیتی ہے جن سے مکڑی زہر ۔ ۔ ۔ ۔ اور اِن کی تیسری اور آخری نصیحت اِن کی اپنی اولاد کے لئے یہ تھی کہ زندگی میں ہمیشہ اُس نادان سے بچو جو اپنے آپ کو دانا سمجھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری عقلِ سلیم میں اماں جی کی کہی ہوئیں یہ ساری باتیں اَب آئیں ہیں جب ہم اپنی عمر کے ساڑھے چار عشرے ختم کرنے کے قریب تر ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ اماں جی کی یہ ساری باتیں شاید ہم نے پہلے کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی مگر اَب ہم وقت اور حالات کے تھپیڑے کھا کر یہ سب کچھ سمجھ چکے ہیں تو اَب ہمیں کبھی خود پر اور کبھی اپنی عقل پر حیرانگی کے سِوا اور کچھ نہیں ہوتا ہے بہر حال ۔ ۔ ۔ !اِس بات کو یہیں ختم کئے دیتے ہیں اور آتے ہیں اپنے اُس مقصد کی جانب جسے ہم نے آج کا اپنا موضوع بنایا وہ ہے خاموش اور خاموشی جس کے لغوی معنی چُپ اور سُکوت کے ہیں۔ مگر اِس موقع پر ہم یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ یہ لفظ خاموش اور خاموشی معنی کے اعتبار سے اپنے اندر جو گہرائی رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اِسے ہم اور آپ "چُپ اور سکوت" کے معنوں میں روزمرہ بولنے لکھنے اور سمجھنے کے لئے کثرت سے استعمال تو کرتے ہیں۔ مگر ہمارے معاشرے کے بیشتر، افراد اِس لفظ کی اہمیت اور نزاکت کا احاطہ کئے بغیر اِسے اپنے معاملات میں (جن میں بولنا، لکھنا، سمجھنا اور سمجھانا شامل ہیں) استعمال کرکے کہیں کہیں اِس لفظ کی بے قدری بھی کرجاتے ہیں۔ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں جس کسی نے بھی اِس لفظ کی اہمیت کا اندازہ کرلیا وہ اپنے کسی نہ

کسی ذاتی معاملے پر تو مصلحتاً خاموش رہ سکتا ہے مگر اپنے اردگرد رونما ہونے والے ایسے ملکی اور عالمی حالات وواقعات پر اِس کا خاموش رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے یکدم ایسے ہی جیسے اِن دنوں ہمارے ملک کے حکمرانوں، سیاستدان اور دیگر حکومتی اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات اور افراد کی جانب سے عوام الناس کے لئے کئے گئے ناقص اقدامات اور اِن کی فرسودہ منصوبہ بندیوں کی باعث مسائل کی چکی میں پستے عوام کی بے بسی، بے حسی، اور بھوک وافلاس کے ہاتھوں پریشان حال غریب اور مجبور افراد کی لاچارگی دیکھ کر کوئی خاموش رہ جائے تو ایسا اِنسان بیشک کوئی فرشتہ ہی ہوگا جو اتنا کچھ دیکھ کر بھی آج کے اِس پُرآشوپ دور میں خاموش رہ جائے ورنہ تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی ذی شعور پاکستانی خاموش رہ پائے۔اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِن دنوں ملک کے طول ُارض میں ایک ایسا انسان نمودار ہوا ہے جس نے ملک میں انقلاب کا نعرہ بلند کرکے اپنی ڈری، سہمی اور خوفزدہ قوم کی اُس طویل ترین خاموشی کو چکنا چور کرکے رکھ دیا ہے جو یہ قوم ایک عرصے سے اپنے پرائے سب کے ظلم وستم سہہ کر بھی چُپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی اِس نوجوان نے قوم میں اِنقلاب کی ایک ایسی روح پھونک دی ہے آج جس کی صرف ایک پھونک سے ساری قوم بیدار ہو کر ملک میں انقلاب کے لئے اِس کے پیچھے پیچھے چل پڑی ہے اور وہ نوجوان جس کی ذات کھیل کے میدان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کبھی کسی آمر کی سی لگا کرتی تھی مگر جب سے اِس نوجوان نے قومی سیاست میں اپنا قدم رکھنے کا سوچا تب ہی سے اِس کی

سوچ اور فکر میں ایک ایسی مثبت تبدیلی نے جنم لے لیا ہے جس کے ایک اشارے پر قوم کا بچہ بچہ چل پڑا ہے اِس نوجوان نے اپنے آپ کو ایک ایسی جماعت کا سر براہ بنالیا جسے لوگ عمران خان انقلابی اور اِس کی پارٹی کو تحریک انصاف پاکستان کے نام سے آج جانتے اور پہچانتے ہیں اِس نوجوان نے ملک میں تبدیلی لانے کا جو ایک مثبت اور تعمیری راستہ اختیار کیا ہے اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اِس نے اپنے ساتھ نئی بوتلوں میں پرانی شراب نہ بھری تو ممکن ہے کہ یہ اپنی سوچ اور فکر سے ملک کے ساڑھے اٹھارہ یا اُنیس کروڑ عوام کی امنگوں کے عین مطابق اِنقلاب برپا کرکے ملک میں کوئی اچھی تبدیلی لے آئے ورنہ تو یہ نوجوان عمران خان جو تحریک انصاف پاکستان کو سر براہ ہے جس کے اِنقلاب کے جذبے کو دیکھتے ہوئے ہم اِس کو عمران خان اِنقلابی کہتے ہیں اِس کا ملک میں اِنقلاب لانے کا خواب ، خواب ہی رہ جائے گا اور اِس جوان کو ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ عمرا ن خان (عرف اِنقلابی) بھائی براہ کرام اگر آپ ملک میں واقعی اِنقلاب کی صُورت میں کسی مثبت تبدیلی کے خواہاں ہیں تو پھر بھائی اپنے ساتھ اُن مایوس سیاسی عناصر کو قطعاً شامل مت کریں جن کو عوام پہلے ہی رد کرکے ٹھکرا چکے ہیں اگر آپ ایسا نہیں کرسکتے ہیں اِن مایوس اور ناکام سیاست دانوں کو اپنی جماعت میں شامل ہونے سے نہیں روک سکتے ہیں تو پھر عمران بھائی میری بات مانیں آپ ملک میں کسی اِنقلاب کی بات مت کریں اور خاموشی اختیار کرلیں کیوں کہ خاموشی ہزار بلائیں ٹالتی ہے اِس سے پہلے کہ آپ اپنے ساتھ پٹے ہوئے

اور پچھلے پرانے سیاستدانوں کو شامل کرکے اپنی بنی بنائی موجودہ ساکھ کو برباد کردیں بہتر ہے کہ آپ ایک سچ بول کر سو جھوٹ سے بچ جائیں کہ اَب میں اِن لوگوں کو اپنے ساتھ رکھ کر ملک میں اِنقلاب نہیں لاسکتا اور میں اِن نادان سیاستدانوں کو اپنی پارٹی میں شامل کرکے کچھ نہیں کرسکتا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ عمران خان اِنقلابی اِن ہارے ہوئے سیاستدانوں کو اپنی پارٹی میں شامل کرکے ملک اور قوم کے لئے کچھ اچھا کریں گے (کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ اِن سیاستدانوں کا کیا کردار ہے (ختم شد

ہم ایک بات بتائیں..؟

اراکین پارلیمنٹ پر دُہری شہریت پر پابندی کا فیصلہ اور اُصول اچھا قدم ہے
ہم ایک بات بتائیں دنیاکے اہلِ دانش کے نزدیک اُصول کمرے کی آرائش وزیبائش کی بجائے عمل کے لئے ہوتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس جدید ایکسیویں صدی میں ایسے بھی لوگ کثرت سے موجود ہیں جو اپنے اُصولوں کو پختہ ہونے کا موقع نہیں دیتے ہیں لانگ فیلو کہتاہے کہ ایسے لوگوں کی مثال اُن بچوں کی سی ہے جو پھولوں کو زمین میں بوتے ہیں اور بار بار اِنہیں اُکھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ وہ اُگ بھی رہے ہیں یا نہیں...آج بد قسمتی سے ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں دنیااور ہمارے ملک کی باگ دوڑ آگئی ہے جبکہ اِسی دنیامیں بہت کم لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کی عادت میں اُصولوں کی پاسداری کرنالازم وملزوم ہوگیاہے اور یہ اپنے اُصولوں کے معاملے میں چٹان کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور اِن کا یہی عمل آج اِن کی کامیابی اور ملک و معاشرے کی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے جبکہ رابرٹ ہیگر کا خیال یہ ہے کہ کسی بھی تہذیب یافتہ معاشرے میں اکثریت اُن عام لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو اُصولوں کو نظریات بنانے کی بجائے اپنے خودساختہ نظریات کے اُصول بنالیتے ہیں جو لامحالہ کسی بھی ملک اور معاشرے

میں بگاڑ کا بھی بڑا سبب ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے متعلق سر ایڈمنڈ ہیلری یہ کہتا ہے کہ وہ لوگ جو فطرت کے اُصولوں سے روگردانی کرتے ہیں اور فطرت کے اُصولوں کو نظریات بنانے کی بجائے اپنے خود ساختہ نظریات کے اُصول بنالیتے ہیں اِن کی مثال کسی بھی معاشرے میں ایسی ہی ہے جیسے کسی وحشی کے لئے اچھے تہذیبی اُصولوں میں کوئی کشش نہیں ہوتی ایسے ہی لوگ تو وحشی کی مانند ہوتے ہیں جو فطرت کے اُصولوں کے برخلاف قانون بنالیتے ہیں اور اِن کی پاسداری میں بُرے کاموں میں پڑ کر اپنی شخصیت اور معاشرے کی یونیٹی کو مسخ کردیتے ہیں اور جب یہ لوگ دنیا سے کوچ کرجاتے ہیں تو اِنہیں قبر میں اُتارتے وقت لوگ لاوارث تصور کرتے ہیں۔

اَب ہمیں اِس موقع پر یہ کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج ہماری دنیا اِن لوگوں سے بھری پڑی ہے جو فطرت کے اُصولوں اور معاشرتی قوانین کی دھجیاں بکھیرنا اور اِن کو مسخ کرنا اپنے لئے قابلِ فخر کارنامہ تصور کرتے ہیں اور اپنی سوسائٹی میں دولت مند ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام تو ضرور سمجھے جاتے ہیں حالانکہ یہی لوگ اپنے ملک اور معاشرے میں سب سے بڑے اُصول (قانون) شکن ہوتے ہیں۔

ہمارے الیکشن کمیشن آف پاکستان نے دُہری شہریت کے حامل افراد کے انتخابات

میں حصہ لینے پر پابندی عائد کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اِس کا یہ فیصلہ ہر لحاظ سے قابلِ احترام اور لائق ستائش ہے بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے بلکہ اِس فیصلے پر سختی سے عمل درآمد کرانے کے لئے الیکشن کمیشن نے تمام ریٹرننگ افسروں کو ہدایات جاری کردیں ہیں اور اِن کو اِس بات کا بھی سختی سے پابند بنایا ہے کہ فیصلے کا اطلاق ہر حال میں آئندہ سینیٹ انتخابات سے کیاجائے اور اِس کے ساتھ ہی الیکشن کمیشن نے یہ اُمید بھی ظاہر کرتے ہوئے کہاکہ اِس آئینی حکم کا اطلاق پہلی مرتبہ خیبر پختونخواہ میں سینیٹ کے ضمنی انتخابات پر کیاجائے یعنی الیکشن کمیشن نے دہری شہریت کے حامل افراد کے
انتخابات میں حصہ لینے پرپابندی عائد کرنے کا جو آئینی حق استعمال کیاہے اِس کا اطلاق موجودہ ارکان اسمبلی پر بھی ہوگا جس کے بعد موجودہ اراکین اسمبلی میں کھلبلی پیداہو گئی ہے اور وہ اِس مخمصے میں شکار نظرآتے ہیں کہ اَب اِن کا کیابنے گا...؟اور اِن کی حیثیت کیارہ جائے گی...؟ہم سمجھتے ہیں کہ اِس حوالے سے الیکشن کمیشن کواِس پوائنٹ کی بھی وضاحت کردینی چاہئے تاکہ ایسے اراکین اسمبلی و سینیٹ جو دُہری شہریت کے حامل ہیں اُنہیں اطمینان قلب حاصل ہواور یہ اپنی ذمہ داریاں معمول کے مطابق نبھاسکیں۔
الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اِس فیصلے سے جہاں ملک میں ایک محب وطن افراد پر مشتمل اسمبلیاں اور سینیٹ تشکیل پاسکے گا تو وہیں ہماری عوام کو بھی اپنے

ایسے محب وطن اراکین اسمبلی کے چناؤ میں بھی کافی معاونت مل پائی گی جو ملک کی سلامتی و خودمختاری کے خاطر خود کو پیش پیش رکھتے ہیں اور ایسے اراکین اسمبلی سے نجات مل جائے گی جو بیرون ملک رہ کر اغیار کے ہاتھوں اپنے ملک کو بیچتے ہیں اور اپنے ملک کے استحکام اور اِس کے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں کے مفادات کا احترام کرنے میں وہ کچھ کرجاتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیاجاسکتاہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ الیکشن کمیشن نے آج جس اُصول کی بنیاد رکھی ہے اَب اِس پر قائم رہنااور اِس کی سختی سے پاسداری کرنااور کرانا بھی اِس کی ہی ذمہ داری ہے اور اگر الیکشن کمیشن اپنے بنائے ہوئے اِس اچھے اُصول پر بھی عمل درآمد خود نہیں کراسکتاہے تو پھر اِسے ایسا کوئی اُصول بنانا ہی نہیں چاہئے جس سے اچھے بھلے چلتے نظام میں خلل واقع ہو۔لہٰذا یہاں آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمارے وہ اراکین پارلیمنٹ جو موجودہ اسمبلیوں میں دُہری شہریت کے حامل ہیں اِنہیں یہ بات سوچنی چاہے کہ یہ خود کو اِس قانون کو حصہ سمجھیں اور اپنے تئیں رُکن اسمبلی کی حیثیت سے مستعفی ہوجائیں ہم سمجھتے ہیں کہ اِن کے اِس عمل سے ملک میں ایک نئی تاریخ رقم ہوگی اور ایسے اُصول کی بنیاد اور مضبوط اور پائیدار ہوجائے گی جس سے آئندہ ملک میں خالص محب وطن پاکستانیوں پر مشتمل پارلیمنٹ تشکیل پائے گی اور اِس طرح الیکشن کمیشن کے اِس فیصلے سے ہمارے ملک اور عوام کو اُن دہری شہریت کے حامل افراد سے بھی نجات مل جائے گی جو دیارِ غیر سے آکر ہمارے ملک پر

حکمرانی کرتے ہیں اور اپنے اُلٹے سیدھے فیصلوں اور اقدامات سے ہمارے ملک کے غریب و مفلوک الحال ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں اور اپنے آقاؤں سے ڈکٹیشن لے کر ملک کی معیشت اور استحکام کا بیڑا غرق کرنا اور اغیار کے ایجنڈوں پر عمل کرنا اور کرانا اپنے ایمان اور دھرم کا حصہ تصور کرتے ہیں ۔اِس موقع پر ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ ساری قوم کو الیکشن کمیشن کے اِس فیصلے کی بھرپور طریقے سے ہر سطح پر حمایت کرنی چاہئے اور اِسے اِس بات کا بھی پابند بنانے کے لئے آواز اٹھانی چاہئے کہ الیکشن کمیشن نے دہری شہریت کے حوالے سے جو اُصول بنالیا ہے اَب اِسے کسی مصالحت یا دباؤ میں آکر مسخ نہ کیا جائے یہ ہی وہ بات ہے جو ہم الیکشن کمیشن اور اپنے قارئین کو بتانا چاہتے تھے۔ (ختم شد

وزیراعظم کا احسان ! چلو پاپ کی پوٹ اتری

وزیراعظم نے 7600 روپے کا انکم ٹیکس ادا کیا

اَب بھارت میں چاول اور آٹے کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ اور ائیر لائنز کے کرائے میں کمی کا خوش آئندہ فیصلہ....

ہمارے جمہوری ملک کے جمہوریت پسند وزیراعظم جن کا دل ہر دم ملک کی تعمیروترقی اور خوشحالی کے جذبے کے ساتھ ڈھڑکتا رہتا ہے اور جن کی ہر سانس عوام کے دکھ اور درد کے مداوے کے لئے چلتی رہتی ہے اِن کے اِس ہی جذبے کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہیں گے کہ ملک اور قوم کے ساتھ اِتنا مخلص جذبہ رکھنے والے ہمارے وزیراعظم یوسف رضاگیلانی نے قومی خزانے سے تنخواہ اور دیگر الاؤنسز کی مد میں ہونے والی آمدنی سے سال 2011 میں صرف 7600 روپے کا اِنکم ٹیکس ادا کرکے اپنا حصہ قومی خزانے میں ڈال کر بہت بڑا احسان کر دیا ہے اور یوں اُنہوں نے اُس پاپ کی پوٹ اُتار دی ہے جس کے بارے میں قوم کی رائے اور سوچ ہمیشہ سے ہی یہ رہتی ہے کہ ہمارے حکمران کبھی اِنکم ٹیکس ادا نہیں کرتے ہیں جبکہ دوسری جانب یہ حقیقت ہے کہ قوم کو جمہوریت یا آمریت سے کوئی غرض نہیں ہے اِسے تو بس پیٹ بھرنے کو سستی روٹی اور اپنے کنبے کو پالنے کے لئے اپنے

بنیادی حقوق چاہیے،یں ہوتے ہیں (یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لے کے اقتدار کا جھولا جھولنے والے ہمارے موجودہ حکمران عوام کو ساڑھے تین سالوں میں کچھ نہیں دے سکے ہیں) اور عوام کو تو بس اِس سے کوئی مطلب نہیں کہ ملک کا حکمران کوئی جمہوری صدر ہے یا کوئی آمر اِس پر حکمرانی کررہا ہے عوام تو یہ چاہتے ہیں کہ اِسے سستی سہولیات حاصل ہوں جو کوئی جمہوری صدر دے یا کوئی آمر صدر اِسے یہ سب کچھ مہیا کرے جبکہ عوام جانتے ہیں کہ یہ جمہوریت اور آمریت کے چونچلے بازیاں سیاستدانوں کی اپنی چالیں ہیں جو عوام کو جمہوریت کا جھانسہ دے کر خود کو آمریت سے بچانے کے لئے طرح طرح کے حربے اور عوام کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں اور جو آمریت کو اپنی عیاشیوں کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔

جبکہ پچھلی کئی دہائیوں سے ہمارے یہاں آنے والی جمہوری اور آمر حکومتوں کی نسبت ہمارے عوام کی یہ عادت بن چکی ہے کہ درحقیقت عوام جمہوری صدور سے زیادہ آمر صدور سے مطمئن ہوئے ہیں زیادہ دور مت جائیں دورِ مشرف کا ہی اگر موازنہ کرلیں تو دودھ کا دودھ ، پانی کا پانی خود ہوجائے گا اور آپ کو معلوم جائے گا کہ دورِ آمر اچھا رہا یا موجودہ دورِ جمہور اچھا ہے جس میں عوام کو اِس کی تمام بنیادی سہولتوں جن میں بجلی ، پانی ، گیس ، علاج و معالج ، تعلیم و صحت اور اجناس شامل ہیں اِن سب سے محروم رکھ دیا گیا ہے اور اَب یہ بھی اُمید

کی جاتی ہے کہ اگر یہ موجودہ حکومت اور اِس کے حکمران اپنی مدت پوری کرنے کے چکر میں پڑے رہے تو عوام کو ملنے والی رہی سہی سہولتیں بھی چھین لی جائیں گیں اور اِس صورتِ حال میں اپنے ہر بنیادی حقوق سے محرومی پر عوام بلبلا اٹھے ہیں اور ایسے میں عوام کا اپنے حکمرانواں، سیاستدانوں کے رویوں سے مایوس ہونا بجا ہے کیوں کہ اِن کی دوغلی شخصیت ہی عوام میں مایوسی پیدا کرنے کی اصل وجہ ہے اِس لئے کہ آج کون نہیں جانتا ہے کہ وزیرِاعظم جو سیدزادے بھی ہیں اِن کی ماہانہ آمدنی کیا ہے...؟ اور اِن کا اِس حساب سے سالانہ کتنا ٹیکس بنتا ہے...؟؟ اور اتنا ہی اِنہیں ادا بھی کرنا چاہئے.... مگر اِنتہائی افسوس کی بات یہ ہے ہمارے وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنا اِنکم ٹیکس اتنا ادا نہیں کیا جتنا اِنہیں ادا کرنا چاہئے تھا۔

ایک خبر کے مطابق یہ کہ عوام کے لئے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی موجودہ حکومت کے مصالحت و موقع پرست وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی نے رواں مالی سال کے ٹیکس گوشوارے داخل نہیں کرائے ہیں اور اُنھوں نے جو ٹیکس ادا بھی کیا 2011 ہے تو وہ بھی صرف 7600 روپے ہے جو اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنا ہے نہ صرف یہ بلکہ اطلاع ہے ہمارے وزیرِاعظم اپنی فیملی کے واحد رُکن ہیں جنھوں نے اپنی کُل آمدنی میں سے سات ہزار چھ سو روپے اِنکم ٹیکس کی مد میں ادا کیا ہے اِس سے قبل ہمارے اِن ہی وزیرِاعظم نے 2008 میں اپنے کاغذات نامزدگی میں

گزشتہ تین سال کا ٹیکس صفر ظاہر کیا تھا اور خبر یہ بھی ہے کہ 2008-09 کی آڈٹ رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم نے اپنی تنخواہ پر 50 فیصد سے بھی کم ٹیکس دیا آڈٹ کے حوالے سے پیش کئے گئے ریکارڈ کے مطابق 2008-09 کے دوران ہمارے اِن ہی محب وطن پاکستانی وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کو 12 لاکھ 27 ہزار 8 سو 29 روپے تنخواہ اور 4 چار لاکھ 20 ہزار روپے الاوٴنسز کی مد میں ادا کئے گئے اِس طرح اِن کی اِس آمدنی پر اِن سے صرف 99 ہزار 6 سو 11 روپے ٹیکس منہا کیا گیا جس کے بارے میں خیال کیا جارہا ہے کہ یہ کم ہے جبکہ در حقیقت اِن پر مزید 1 لاکھ 6 ہزار 3 سو 67 نکلتے تھے یہ وہ قول و فعل ہے ہمارے اِن وزیر اعظم کا جو جمہوریت کے علمبر دار بنتے ہیں اور ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے اپنے تن من اور دھن کی بھی بازی لگانے کے بلند و بانگ دعووٴں سے بھی کبھی نہیں تھکتے ہیں اِسے میں ہمیں شاعر کے یہ اشعار یاد آگئے ہیں کہ

تاجرانِ حیلہ پرور ہوں کہ صنعتکار ہوں
ٹیکس دیتے ہیں حکومت کو کہاں یہ نفع خور
کیوں خساروں کا بجٹ آئے نہ اپنے ملک
جبکہ ہر حکمراں ہماری قوم کا ہو ٹیکس چور

ارضِ وطن سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے آج
ہر دردمند دل میں یہی اِضطراب ہے
وہ حزبِ اختلاف ہو کہ حزبِ اقتدار
سچ پوچھیۓ تو دونوں کی نیت خراب ہے

*****

یہ غلط یکسر غلط محنت کشوں کا دور ہے
یہ ہے خوش فہمی یہ دورِ عظمتِ مزدور ہے
یہ بھی نادانی یہ عہدِ شوکتِ جمہور ہے
یہ سیاسی رشوتوں کا سازشوں کا دور ہے

*****

ہزار کوئی سکندر ہو مال و دولت میں
محبتوں کا سکندر نہیں تو کچھ بھی نہیں
ہزار دعویٰ کسی کو ہو رہنمائی کا

نقیبِ حُسنِ تدبر نہیں تو کچھ بھی نہیں

*****

یہاں خازن خیانت کررہے ہیں

یہاں رہزن قیادت کررہے ہیں

یہاں ہر عالم وفاضل ہے رسوا

یہاں جاہل امامت کررہے ہیں

اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ جمہوری دیوی کی پوجا کرنے والے ہمارے وزیراعظم نے اپنی سالانہ آمدنی کی نسبت جتنا بھی ٹیکس اداکیاہے وہ انتہائی قلیل ہے اور وہ ایسا کرکے یہ سمجھ رہے ہیں کہ چلو پاپ کی پوٹ تواُتری جبکہ دوسری جانب اِن ہی محب وطن اور اپنے عوام کو مسائل کی دلدل میں دھکیلنے والے ہمارے وزیراعظم سیدیوسف رضاگیلانی کے اِس جمہوری دور اقتدار میں ملکی معیشت زمین بوس ہر کررہ گئی ہے اور قومی خزانہ خالی ہوچکاہے اِن کا دورِحکومت دورِآمر مشرف سے کئی گنازیاہ بدسے بدتر ہوچکاہے مگر یہ ہیں کہ اپنی مدت پوری کرنے کے چکر میں پڑکر قوم کو قبر میں اُتارنے اور ملک کاستیاناس کرنے پر تلے بیٹھے ہیں ارے بھئی !اگر قوم تمام تکالیف.برداشت کرکے بھی ابھی خاموش بیٹھی ہے تواِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ یہ تم سے خوش ہے اور یایہ کہ یہ تمہاری

لاٹھی یا گولی سے ڈرتی ہے جو اَب تک تمہاری خلاف روڈ پر نہیں آئی ہے بلکہ یہ تو تم کو اُلٹا موقع دے رہی ہے کہ تم اپنا احتساب خود کرلو اور خاموشی سے اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے اور اپنی نااہل حکمرانی کو مانتے ہوئے اقتدار چھوڑ دو مگر واہ رے واہ ...آپ کی یہ کیسی حکمت عملی ہے...؟؟ کہ آپ مسائل کی چکی میں عوام کو پیس کر بھی چلے ہیں اپنی حکومت کی مدت پوری کرنے کو....ایسے میں اَب آپ کو سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا کہ اَب کیا آپ اور آپ کی حکومت اہل ہے کہ عوام کو مسائل کے اندھے کنوئیں میں گرا کر آپ کی حکومت اپنی مدت پوری کرے۔نہیں .... نہیں مسٹر وزیراعظم صاحب ہرگز نہیں ....ابھی وقت ہے اگر آپ لوگ دوبارہ عوام میں آنا چاہتے ہیں تو براہِ کرم اپنی نااہلی تسلیم کریں اور حکومت چھوڑ دیں۔

وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب ! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے برملا بھی اعلان کیا تھا کہ آپ ایسے پروگرام لے کر آئے ہیں کہ آپ کی حکومت میں ملک کی غریب عوام کو ہر قسم کا ریلیف ملے گا اور عوام کو اِن کے بنیادی حقوق اِن دہلیز پر ملیں گے اور کیا ہوا آپ کے اُن سو دنوں کا جس سے متعلق آپ نے اپنا سینہ ٹھونک کر کہا تھا کہ سو دنوں میں آپ ملک اور قوم کا رنگ بدل دیں گے کیا یہی رنگ بدلا ہے آپ نے کہ آج عوام بجلی، گیس، پانی، صحت و تعلیم اور روٹی، چاول اور اپنی زندگیوں سے بھی محروم ہوگئے ہیں۔

جبکہ دوسری جانب ہمارے پڑوسی ملک بھارت کے حکمران ہیں کہ اُنھوں نے اپنے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد عوام (جو ہم سے ایک ارب دو کروڑ زائد ہیں جبکہ ہم بھارت کے مقابلے میں صرف ساڑھے سترہ یا اٹھارہ کروڑ ہیں) کے لئے گندم پر ریاستی ٹیکس مکمل ختم کردیا ہے اور بجلی کے 500 یونٹ والے گھریلو صارفین سے سرچارج نہ لینے کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عوام کو پبلک ٹرانسپورٹ اور ائیر لائنز کے کرائے میں کمی کرنے اور سمندری جہازوں پر ٹیکس کی شرح میں تیس فیصد کمی کرنے کا بھی اپناا ٹل فیصلہ کرلیا ہے اور اِسی طرح بھارتی حکمرانوں نے اپنے ملک میں سی این جی کے استعمال کرنے والی ٹرانسپورٹ پر بھی سرچارج ختم کرکے عوام یہ سی این جی کے استعمال کا شعور بیدار کردیا ہے جبکہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں آپ کی اِس عوامی اور جمہوری حکومت نے اپنے ساڑھے تین سالوں میں اپنے عوام کے لئے کچھ نہیں کیا ہے اِس نے عوام کو بجلی کی سپلائی بلاتعطل دینے کے بجائے اُلٹا طویل ترین لوڈشیڈنگ دی، سستی روٹی دینے کے بجائے ملک سے آٹا ہی ناپید کردیا گیا ہے اور گیس جو ہمارے یہاں وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے اور موجود ہے اِس کا بھی بحران پیدا کردیا گیا ہے اَب جس کی لوڈشیڈنگ میرے ملک و شہر سمیت میرے گھر میں اِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہے جس کے نہ ہونے کارخانے بند اور گھروں کے چولھے ٹھنڈے پڑے ہیں یہ سب کچھ مسٹر وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب آپ کی ہی اِس حکومت میں ہورہا ہے

اور آپ اپنا سینہ ٹھونک کر کہہ رہے ہیں کہ آپ نے 7600 انکم ٹیکس ادا کرکے ملک اور قوم کی اِس طرح خدمت کی ہے اور آپ کی حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے....؟ جناب آپ کی حکومت کے خلاف کوئی کیا سازش کرے گا بلکہ آپ تو خود ملک اور قوم کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں جس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی حکومت میں ملک کی معیشت زمین بوس ہو گئی ہے اور ملک کے غریب عوام اپنے بنیادی حقوق سے محروم اور مہنگائی کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔ سوچیں اور خوب سوچیں مسٹر وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب آپ اور آپ کی حکومت نے ملک اور قوم کو مسائل کے سوا اور کیا دیا ہے...؟؟

واہ !رے حکمران ،واہ !رے حکمران، 2012کا کیسا تحفہ دیاہے

گیس کی قیمتوں میں اضافہ

ہم بھی کبھی ماضی ہیں‌دوسروں کی طرح پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومتوں کے ایک بڑے حامی رہا کرتے تھے وہ اِس لئے کہ جب بھی اِن جمہوری پارٹیوں نے عوام پر حکمرانی کی ہے تو اِنہوں نے عوامی مسائل حل کئے ہیں اور اِسی بناپر عوام کا اِن پر اعتماد بھی بحال رہامگرجب ہم نے موجودہ جمہوری حکومت کی گزشتہ ساڑھے تین سالوں کے دوران پیش کی گئی اِس کی کارکردگی کا جائزہ لیااور اِس کا موزانہ ایک جابر وفاسق آمر کی حکومت سے کیا توہمیں مایوسیوں کے پہاڑ اپنے اُوپر گرتے ہوئے محسوس ہوئے کہیں سے کوئی سوراخ ایسا نظر نہیں آیا کہ ہم کہہ دیتے کہ چلوجہاں ہماری اِس موجودہ جمہوری حکومت نے بہت سے اقدامات عوامی توقعات کے برعکس کئے ہیں تو یہ ایک منصوبہ اور اقدام توایساضرور ہے جو عوام کی ریلیف کے حق میں گیاہے مگر ہمیں ہر طرف سے مایوسی کا منہ دیکھناپڑا .... اورمایوسیوں کے گہرے سمندر میں غوطہ زن رہنے کے بعدجب ہم ذرا سنبھلے تو یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ جب ہمارے موجودہ حکمرانوں سے حکومت سنبھالے نہیں جارہی ہے تو خداکے واسطے ملک اور قوم کو طرح طرح کی تجربات کی دہکتی بھٹی میں جھونکنے سے تو بہتر ہے کہ خاموشی سے

اقتدار چھوڑ کر ایک طرف کی راہ لیں اور کسی اور کو ملک کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ لینے کا موقع دیں یہ کیا کہ ملک اور قوم کا مستقبل سنبھالنے اور اپنی حکومتی مدت پوری کرنے کے چکر میں عوام کو اِن کے حقوق سے محروم رکھ کر اِن کی آنکھوں میں مرچیں جھونکیں جارہی ہیں ہمارے موجودہ حکمرانوں کی اِس سے بڑی اور کیا ناکامی ہوگی کہ اِنہوں نے ملک میں بجلی کے بحران پر قابو پانے کے بجائے گیس کا بحران بھی پیدا کردیا ہے
یا کرادیا ہے جس سے ایک طرف ملکی معیشت کا ستیانس ہو کر رہ گیا ہے تو وہیں کارخانے بند ہونے سے ملک میں ترقی بھی رک گئی ہے تو اِن کے بجلی اور گیس نہ ہونے کی معمولی وجہ سے بے روزگاری میں بھی بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے ایسے میں ہمارے حکمرانوں کو سنجیدگی سے کوئی حل نکالنا چاہئے تھا اُلٹا اِنھوں نے اپنے تئیں ایسی حکمت عملی اختیار کر لی ہے کہ عوام بلبلا کر چیخ اٹھے ہیں کہ " واہ ! رے حکمران ، واہ ! رے حکمران .... ہم نے تمہیں کیوں دی آزادی کہ آج ہم خود بھی حیران ہیں " ۔
ایک خبر یہ ہے کہ ہماری موجودہ انوکھی حکومت جو اپنے قیام سے آج تک ملک سے بجلی کا بحران جیسا گھمبیر ہوتا مسئلہ تو حل نہ کرسکی مگر اَب اِس کے حصے میں اِس کی اپنی ناقص اور فرسودہ حکمت عملی اور اِس کی اپنی نااہلی کی وجہ سے ملک میں گیس کا بحران بھی ایک طاقتور ترین بھونچال کے روپ میں سامنے آچکا ہے جس سے دیرپا انداز سے نمٹنے کے بجائے حکومت نے اِس کا حل یہ نکالا ہے کہ

حکمرانوں کے صلہ مشورے کے بعد سوئی نادرن نے غیر معینہ مدت کے لئے صنعتوں کو گیس کی فراہمی بند کردی ہے اور وفاقی حکومت نے اپنے نہتے اور مہنگائی کے ہاتھوں پریشان حال عوام پر ارادی طور پر گیس بم برسادیا ہے اوگرا کی طرف سے گزشتہ جمعے ملک میں مہنگائی کا طوفان لئے ایک ایسا ظالم نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا ہے کہ جس کے مطابق یکم جنوری 2012 سے گیس کی قیمتوں میں 13.98 سے 207.10 فیصد تک یقینی طور پر اضافہ ہوگیا ہے جس کے بعد 100 کیوبکٹ میٹر ماہانہ تک گیس استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے قیمتوں میں 13.98 فیصد کے ساتھ 107.87 روپے فی ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھاکر 122.95 روپے فی ایم ایم پی ٹی یو، 101 سے 300 کیوبکٹ میٹر ماہانہ تک گھریلو صارفین کے لئے قیمت 215.74 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھاکر 245.89 روپے ایم ایم پی ٹی یو، 301 سے 500 کیوبِکٹ میٹر ماہانہ تک گھریلو صارفین کے لئے قیمت 908.38 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھاکر 1035.34 روپے ایم ایم پی ٹی یو اور اِسی طرح 500 کیوبِکٹ میٹر ماہانہ سے زائد استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے لئے قیمت 1142.74 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھاکر 1302.46 روپے ایم ایم پی ٹی یو کردی گئی ہے تاہم اطلاع یہ ہے کہ اِس میں گیس ڈویلپمنٹ سرچارج شامل نہیں ہے اور اِسی طرح کمرشل گیس صارفین کے لئے بھی گیس کی قیمتوں میں اندھادھند اضافہ کردیا گیا ہے اور سی این جی کی قیمتوں میں بھی 8.3011 روپے فی کلو تک اضافہ کردیا گیا ہے جبکہ پہلے نوٹیفکیشن کے تحت قیمتوں میں 14 روپے پیسے فی کلو تک اضافہ کیا گیا لیکن خبر یہ ہے کہ سی

این جی سیکٹر اور وزارتِ پیٹرولیم کے دباؤ پر یہ نوٹیفیکیشن کچھ دیر بعد یوں ہی واپس لے لیا گیا جس کی مکمل تفصیلات اخبارات اور دیگر نشری ذرائع سے حاصل کی جا سکتی ہیں یہ ہماری اِس جمہوری حکومت کا وہ عظیم کارنامہ کہا جا سکتا ہے جس کا نعرہ ہی روٹی، کپڑا اور مکان ہے اور جس کا مقصد ہی ملک غریب عوام کی خدمت کرنا ہے مگر اَب یہ اپنے اِن اقدامات کے بعد یقینی طور پر اپنے نعرے اور منشور سے منحرف ہو گئی ہے اور اِس کے بعد قوم چیخ اٹھے گی کہ نہ گیس ہے اور نہ بجلی مگر اضافی بل کی وصولی حکومت ہم سے کیوں لے رہی ہے جبکہ اِس منصوبے کی توسعی کرتے ہوئے ہمارے وزیر پیٹرولیم جو صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کے انتہائی قریب ترین دوست بھی ہیں اور ایسے دوست جن کی دوستی صدر سے کافی پرانی بتائی جاتی ہے اور جو اپنے پیشے کے اعتبار سے آرتھوپیڈک ڈاکٹر بھی ہیں یعنی ڈاکٹر عاصم حُسین نے کہا ہے کہ 1 ارب کیوبک فٹ گیس کی قلت ہے اور آج ہم گیس کے سنگین بحران کی جانب بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں جنوری کا مہینہ سخت ثابت ہوگا گیس کی ایمرجنسی نافذ رہے گی اُنھوں نے سی این جی ایسوسی ایشن کو سختی سے متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ سی این جی ایسوسی ایشن والے عوام سے جھوٹ بولنا چھوڑ دے یہ ایک کلو پر 28 روپے کا خالص منافع کماتے ہیں ہم پبلک ٹرانسپورٹ میں سی این جی کے استعمال پر پابندی لگائیں گے جیسا کہ ہم نے پہلے ہی ملک میں پبلک ٹرانسپورٹ میں نصب غیر معیاری سلنڈروں کی ملک آمد پر پابندی لگادی ہے جس کے مسقبل قریب میں اچھے نتائج سامنے آنے کی اُمید ہے اور

اُنھوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی بڑی فلک شگاف آواز میں کہاکہ میں ایسی پالیسی بناؤں گاکہ آئندہ گیس اور بجلی کا مسئلہ نہیں ہوگا۔

اِس پر ہمارا خیال یہ ہے کہ اِنھوں نے جتنا کچھ کہاہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس پر عمل کتنااور کب ہوتاہے...؟؟اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے حکومتی سطح پر جتنے بھی اقدامات کئے ہیں یا قائمہ کمیٹی کے اِس مشورے پر عمل کرتے ہوئے گیس کی قیمتیں پیٹرول کے برابر کرنے جیسا کوئی منصوبہ بناہی لیاہے تو کیااِس سے ملک میں گیس کی کمی پوری ہوسکے گی یا صرف گیس کی قیمت پیٹرول جتنی کرنے سے ملک میں گیس کا استعمال کم ہوپائے گا....؟؟پہلے اِس کا تفصیلی جواب عوام اور اُن لوگوں دیں جنھیں پہلے پیٹرول سے سی این جی کی جانب راغب کرنے کے خاطر حکومت نے اربوں ، کھربوں کی اشتہاری مہم چلائی تھی اور اوپن مارکیٹ کے طور پر سی این جی سیکٹر میں سرمایہ کاروں کو دلچسپ مراعات اور اِس سیکٹر سے زائد منافع کمانے کا لالچ دے کر انہیں سرمایہ کاری کا موقع فراہم کیا تھا اور اَب حکومت خود کہہ رہی ہے کہ سی این جی ایسو سی ایشن عوام سے جھوٹ بولنا چھوڑ دے یہ ایک کلو پر 28 روپے کا خالص منافع کماتے ہیں اَب کیوں حکومت کو نظر آرہاہے کہ سی این جی اسٹیشنز والے جھوٹ بولتے ہیں اور زائد منافع کماکر عوام کو ورغلاتے ہیں...؟؟اور اَب کیاجواز ہے کہ سوئی ناردرن والے صنعتوں کو گیس کی فراہمی

بند کر رہے ہیں اور ساتھ ہی وزیر پیٹرولیم یہ عندیہ بھی دے رہے ہیں کہ سی این جی اسٹیشنز ایک ماہ کے لئے بند بھی کئے جاسکتے ہیں،اور اِن کا یہ کہنا کہاں کا انصاف ہے....؟؟ کہ کراچی سمیت سندھ بھر میں ہر ہفتے 4 راتیں سی این جی بند رکھنے کی تجویز دی جارہی ہے اگراِس پر فوری طور پر عمل کرلیاگیاتو ملک سے گیس بحران پر قابوپایاجاسکے گا...ورنہ مسائل یوں ہی رہیں گے۔

ہاں البتہ ! حکومت نے یکم جنوری سے گیس کی قیمتوں میں آنکھ بند کرکے اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں 64 سال بعد گیس چوری پر سزاکادینے کا قانون بھی نافذ کردیاہے جس کے مطابق ایسے گھریلوصارفین جو گیس چوری میں ملوث پائے گئے اُنہیں چھ ماہ کی سزااور صنعتی صارفین جن پر گیس چوری کے ثبوت ملیں گے اُنہیں دس سال کی قید کی سزادی جائے گی اِن دونوں حکومتی اقدامات کے حوالے سے گیس کی قیمتوں میں اضافے والاحکومتی فیصلہ عوام پراِس منہ توڑ اور سینہ زور مہنگائی میں غریبوں کے کاندھوں پر اضافی بوجھ کے مترادف ہے حکومت کو گیس کی قیمتوں میں کئے جانے والااپنا یہ فیصلہ فی الفور واپس لینے کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں گیس کی بلاتعطل سپلائی کا عمل جاری رکھنے کے اقدامات کرنے ہوں گے ہاں البتہ ! گیس چوری میں ملوث افرادکے لئے جو قانون بنایاگیاہے اور جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں اِسے عوام سطح پر حوصلہ افزاقرار دیاجارہاہے۔اوراِسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ حکمرانوں کی اپنی

کرُسی اور مفادات کے لئے آئے روز کی سیاسی کِل کِل کی وجہ سے پل پل کی بدلتی پینترے بازیوں سے آج کون ایساپاکستانی ہے جو واقف نہیں ہے اور جس کے منہ سے ایک آہ... ! کے ساتھ اِن کے لئے .... دعایں نہ نکلتی ہوں مگر ہمارے حکمران ہیں کہ اِنہیں اپنی ضداور اَناکے آگے عوامی تکالیف کا کوئی احساس نہیں ہے جنھوں نے عوام کوایک طرف رکھ کراپنی سیاست چمکانے اور عوام کو دن میں طرح طرح کے سبز باغات دکھانے اور بغیر کسی خرچ کے خبروں،اور اخباری بیانات کے ذریعے خیالی پلاؤ کھلانے کے ماضی کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔

تواُدھر ہی ہمارے محب اقتداراور محب کُرسی اِن ہی حکمرانوں نے اپنا یہ منشور بھی بنارکھاہے کہ ملک میں غریب عوام زندہ رہیں یا نہ رہیں،بس اِن کا کام چلتارہے ایسے میں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ ہمارے یہی حکمران جنھوں نے اپنے ساڑھے اٹھارہ کروڑ غریب عوام کے لئے روٹی ، کپڑااور مکان کا دلفریب و دلکش نعرہ لے کر مسندِ اقتدار پر جب سے اپنا قدم رنجافرمایاہے توتب ہی سے ہمارے یہی موجودہ جمہوریت اور مصالحت پسند حکمرانوں نے یہ تہیہ بھی ضرور کررکھاہے کہ اِنہیں ملک میں مہنگائی کلچرل کو ہر حال میں پروان چڑھاناہے اِس کے بغیراِن کا دال دلیہ نہیں چل سکتاہے اورشاید یہی وجہ ہے کہ اِنھوں نے ملک ییں مہنگائی کو بے لگام کرکے اپنے اُس مشن کی تکمیل کرلی ہے جس کے خاطر ہمارے موجودہ حکمران 2008کے عام انتخابات کے نتیجے میں

.برسرِ اقتدار آئے تھے عوام کو اپنے ارمانوں پر اُس وقت ہی اُوس پڑتی محسوس ہوئی جب اِسے اندازہ ہوا کہ موجودہ حکمران اِن کے مسائل سے چھٹکارے کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گیں کیوں کہ اِن کے اپنے جھمیلے کچھ کم ہیں کہ یہ عوام کے مسائل کے حل اور روٹی، کپڑا اور مکان کی جانب توجہ دیتے۔اِنہیں تو عوام کو بے وقوف بناکر بس اقتدار پر قبضہ کرنا تھا تو وہ اِنھوں نے محترمہ شہید رانی بے نظیر بھٹو کے سانحہ کو کیش کرواکر حاصل کرلیا مگر یہ اپنے اقتدار کے ساڑھے تین سالوں کے دوران (حد تو یہ ہے کہ اِن سطور کرکے رقم کرنے تک) عوام کے مسائل نہ تو حل کرسکے اور نہ ہی عوام کو کسی بھی معاملے میں کوئی ریلیف ہی دے پائے ہیں اُلٹا اِنھوں نے اپنی نااہلی اور ناقص و فرسودہ اقدامات و منصوبہ بندیوں سے ایسے کارنامے انجام دے ڈالے ہیں کہ عوام الناس کے نزدیک حکومت کا گراف زمین بوس ہو کر رہ گیا ہے اور اِس پر بھی خوش فہم ہمارے حکمرانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اُنھوں نے اپنے عوام کے لئے اتنا کچھ اچھا اور بہتر کردیا ہے کہ عوام میں ہم جب چاہیں جاکر اپنے دوبارہ اقتدار کے لئے اِن سے ووٹ حاصل کر سکتے ہیں۔اور عوام ہماری موجودہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے پہلے سے بھی کہیں زیادہ تعداد میں ہمیں ووٹ دے کر ہمیں دوبارہ اقتدار سونپ دیں گے اور ہم عوام کے قیمتی ووٹوں سے ایک مرتبہ پھر اقتدار حاصل کرلیں گے۔

جبکہ یہ بات ایک اٹل حقیقت کا روپ اپنا چکی ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے عوام

کو جتنا مایوس کیا ہے اِتنا تو ملک کی تاریخ میں آنے والے کسی بھی جابر و فاسق آمر حکمران نے بھی عوام کو مہنگائی میں نہیں جکڑا اور نہ ہی اِس نے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق اور کھانے پینے اور روزمرہ استعمال کی اشیائے ضروریات جن میں آٹا، چینی ، چاول، دال، دودھ، گھی ، گیس، پیٹرول، بجلی اور پانی سے بھی دنوں، ہفتوں اور مہینوں محروم نہیں رکھا جتنا کہ ہمارے اِن موجودہ حکمرانوں نے جو خود کو جمہوری حکمران کہتے نہیں تھکتے ہیں اِنہوں نے اپنے قول و فعل سے اپنے عوام کو تنگ اور پریشان کر رکھا ہے اور اَب یہ حقیقت کسی سے بھی چھپائے نہیں چھپتی سکتی ہے کہ آج روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگوانی والی ہماری موجودہ جمہوریت و مصالحت پسند حکومت نے اپنے مہنگائی ، بیروزگاری اور کرپشن جیسے ظالمانہ اقدامات کی روک تھام کے لئے کچھ نہ کرکے قوم کو زندہ درگور کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

خبردار! پاکستانیوں... خطے میں بھارت کے ارادے کچھ ٹھیک نہیں ہیں؟

خبردار... ! ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، اپوزیشن رہنماؤں، عسکری قیادت اور عوام کو اپنی آنکھیں بھارت کے ہر معاملے میں کھلی رکھنی چاہیۓ اِس لئے کہ بھارت خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے اور پاکستان پر اپنی سبقت لے جانے کے لئے جارحانہ عزائم لئے طاقت کا توازن تیزی سے بگاڑ رہاہے۔

ہم نے توبھارت کو بغیر کسی لالچ اور مفادکے اِنتہائی پسندیدہ ملک قرار دے دیاہے اَب کوئی اِسے ہماری نادانی سمجھے یا کم عقلی مگریہ حقیقت ہے کہ ہم نے خالصتاً اپنے نیک ارادوں اور خطے میں مثالی امن وامان اور پڑوسی ممالک کے ساتھ اپنے اچھے تعلقات کے قیام اور عوام میں بھائی چارگی اور امن کی آشا کو پروان چڑھانے اورآپسمیں خیر سگالی کے جذبوں کو فروغ دینے کے خاطر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دیا ہے مگر شائد بھارتیوں کو ہماری اِس فراغ دلی میں بھی کوئی کُھوٹ نظر آیاہے اور اِس نے اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہوکر وہی روش قائم رکھی ہے جس کی وجہ سے امن وامان اور دیگر حوالوں سے خطے میں اِس کا کردار مشکوک رہاہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بھارت نے پاکستان کے کردار پر ہمیشہ شک کرتا رہاہے۔ آج اِس میں
بھی کوئی شک نہیں کہ خطے میں امن وامان دیگر دوسرے عالمی حالات واقعات کے
تناظر میں پاکستان کا جو بھی کردار رہاہے بھارت نے اِس کے ہر قول و فعل پر شک کیا ہے
نہ صرف خود یہ اِس میں بتلارہا بلکہ اِس نے اپنی اِس غلط سوچ و فکر کے دائرے میں
عالمی برداری کو بھی شامل کرکے اِسے اپنا ہم نوا بنالیاہے اوراِن سب نے پاکستان کے
کردار کو مشکوک سے مشکوک تر بنانے میں بھارتی عزائم کو ہی تقویت بخشی ہے جس سے
بھارت کے حوصلے بڑھے اور یوں ایک ارب 25 کروڑ آبادی والا ملک ہر لمحہ پاکستان
کے خلاف جھوٹے اور منفی پروپیگنڈوں میں مصروف ہے اور یہی وجہ ہے کہ بھارت کی
شاطرانہ چالوں کی وجہ سے پاکستان عالمی برداری سے ہر طرح کا تعاون کرنے کے
باوجود بھی اِس کی نظر میں وہ مقام حاصل نہیں کرسکاہے جو بھارت کو حاصل ہے۔
بھارت ایک طرف (جھوٹے منہ) ایٹمی قوت پاکستان سے اپنے اچھے تعلقات استوار
کرنے کی خواہشات لئے آسمان زمین کے قلابے ملانا خود پر فرض کرچکاہے تو
وہیں درپردہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے بھی طرح
طرح کی سازشیں بُننا اپنی بقاو سلامتی کے لئے لازم وملزم قرار دے چکاہے یہ بھارت
ہی ہے کہ جو آج تک یہ تمیز پیدا نہیں کرسکا ہے کہ کون اِس کا دوست ہے ...؟اور کون
اِس کا دشمن ہے....؟ یہ اُن کو اپنا دوست جانتاہے جو درحقیقت

اِس کے اصل دشمن ہیں اور یہ اپنے اِن دوست نما دشمنوں کے اشاروں پر اکثر وبیشتر ایسی غلطیاں کرجاتاہے کہ بعد میں جس کا ازالہ کرنااِس کے لئے مشکل سے مشکل تر ہوجاتاہے اور اِسے سُبکی کا منہ دیکھناپڑتاہے یعنی یہ کہ امریکااور اِس جیسے شاطر ممالک جنہیں بھارت اپنا دیوتا سمان مانتاہے اِن کے کہنے پر یہ اپنے پڑوسی ملک اور حقیقی دوست پاکستان سے متعلق بدگمانی یں شروع سے مبتلا رہاہے اور اِس کی سنگین حرکات سے اکثر خطے میں جنگ کے خطرات منڈلانے لگتے ہیں۔

آج ایک بار پھر بھارت نے اپنی عادت کے مطابق اور اپنے دیوتاؤں کے صُلح مشوروں کے بعد خطے یں جنگ کا ساماحول پیدا کرنے کی ابتداء کردی ہے اِس بات کا اندازہ اِس کی اِس حرکت اور جنگی جنون سے بھی لگایاجاسکتاہے کہ بھارت جسے ہم پاکستانی ایک پسندیدہ ملک قرار دے چکے ہیں اِس نے خطے میں اپنے جنگی عزائم کی تقویت دینے کے خاطر پاکستان کی سرحد پر سیکیورٹی کو ہائی الرٹ کرنے کا فیصلہ کرکے خطے میں اشتعال انگیز فضاء قائم کردی ہے جس کے لئے اِس نے خودساختہ یہ جواز پیش کیاہے کہ اِسے سرحد پار سے حملوں کا خطرہ ہے۔ایسے میں کہ جب پاکستان بغیر کسی لالچ اور خودغرضی کے بھارت کو تجارت اور سیاحت کے لئے پسندیدہ ملک قرار دے چکاہے تو بھارت کی جانب سے چندماہ بعد ہی محض مفروضوں اور قیاس آرائیوں کی بناپر پاکستان کی سرحدوں پر اپنی سیکیورٹی کو

ہائی الرٹ کرنے کا فیصلہ انتہائی مضحکہ خیز ہے اور دنیا کے سامنے پاکستان کے اُن نیک جذبوں کو کرچی کرچی کرنے کے مترادف ہے جس کی بنیاد پر پاکستان نے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دیا تھا۔

اطلاع ہے کہ بھارت نے اپنے لئے پاکستان کی جانب سے کئے گئے اُن تمام نیک جذبوں کو کوڑے دان کی نظر کرتے ہوئے نئے سال کے آغاز پر بالخصوص پاکستان اور بالعموم افغانستان اور ایران میں اپنے تیز وشاطر اور باز جیسی نظر رکھنے والے سفارتی اداروں کے ذریعے جاسوسی کے نیٹ ورک کو جدید و سائنسی خطوط پر استوار کرنے کے ساتھ ساتھ اِس کا دائرہ کار بڑھانے کا ایک ایسا جامع منصوبہ بنایا ہے جس میں سرفہرست پاکستان کے مفادات کو منفی انداز سے دنیا کے سامنے پیش کرنا اور اِس کی ملی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ اِس کے ہر قول و فعل کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے بھارت نے اِس مقصد کے لئے اپنی "را" اور دیگر جاسوسی کے اداروں کے فنڈز دگنا کر دیئے ہیں۔

اِس حوالے سے ایک رپورٹ یہ بھی ہے کہ بھارت نے اِن ممالک میں اپنے سفارت کاروں کے بھیس میں جاسوس داخل کرنے کا جامع منصوبہ بنایا ہے کیوں کہ بھارت یہ سمجھتا ہے کہ بالخصوص پاکستان اور افغانستان میں جب اِس کے سفارت کاروں کے روپ میں اِس کی خفیہ ایجنسی "را" اور دیگر جاسوسی کے اداروں کے اہلکار

متحرک ہوں گے تو اِس سے بھارت میں استحکام پیدا ہوگا اور بھارت پاکستان، افغانستان اور ایران کے خلاف ہر محاذ پر کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ بھارت نے دعویٰ کیا ہے کہ اِس مقصد کے لئے پاکستان اور افغانستان میں پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت موجودہ سفارت کاروں نے اپنی ذمہ داریاں انتہائی سوچ بچار کے بعد شروع کردی ہیں اِس لحاظ سے ایکشبر میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ موجودہ بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ جو پاکستان کے ساتھ ایک طرف اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہاں ہیں تو دوسری جانب یہی بھارتی وزیراعظم ہیں جنھوں نے پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک ناکام ریاست منوانے کے لئے اپنے سفارت کاروں کو جاسوسی کا یہ نیٹ ورک سونپا ہے اور بھارتی وزیراعظم نے اِس بات پر اطمینان کا اظہار بھی کیا ہے کہ یہ بھارتی مفادات اور استحکام کے لئے خوش آئند امر ہے کہ" بھارتی خفیہ ایجنسی"را"اور "آئی بی" کا پہلے ہی پاکستان میں ایک فعال یونٹ موجودہ ہے۔

اَب اِس پس منظر میں ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ ہم اپنے اُن جذبوں پر ضرور نظرثانی کریں جن کی بنیاد پر ہم نے ہندوستان جیسے ملک کو انتہائی پسندیدہ ملک قرار دیا تھا اور جس کا صلہ یہ ہمارے ساتھ جنگی جنون اور جارحانہ انداز سے دے رہا ہے۔

وزیراعظم صاحب ... . ! غریبوں کو آپ کی جمہوریت سے کیا لینا دینا..؟

حکمرانوں !آج ملک میں غریب عوام کے لئے نہ بجلی،نہ گیس، نہ پانی ، نہ خوراک اور نہ علاج ومعالجہ کی سہولت ہے کیایہی جمہوریت ہے....؟؟

ہمارے شہر کراچی کو یہ کمال کا اعزاز حاصل ہے کہ یہاں قدم قدم پر پورے ملک سے آئے ہوئے ایسے محب وطن سمجھے اور سُلجھے ہوئے لوگ رہائش پذیر ہیں جو دن رات ملک و قوم کی تعمیر وترقی میں متحرک رہتے ہیں تو وہیں اِس شہر کا یہ بھی عجب حال ہے کہ یہ شہر بعض معاملات میں بلکل بے بس اور لاچار ہو کر رہ جاتا ہے خاص طور پر یہ موسم کے حوالے سے ہمیشہ سے ہی نہتہ رہاہے اِس پر ملک کے دوسرے صوبوں اور شہروں سے آنے والے ٹھنڈے اور گرم موسم ہی ہمیشہ سے اثر انداز ہوتے رہے ہیں اوراِس کے ساتھ ہی ہمیں معاف کیجئے گااور یہ بھی کہنے دیجئے کہ ملک کے دوسرے صوبوں اور شہروں سے یہاں آنے والے موسموں کی طرح اِس کی سیاست کا بھی ماضی میں ایساہی کچھ حال ہوا کرتا تھا جِسے سیاست دان بنانا ہوتاتو وہ بھی اپنے صوبوں کے موسموں کی طرح کراچی کا رخ کرتا اور نشتر پارک میں دوچار جلسے اور شہر کی اِنتہائی معروف اور مصروف ترین شاہراہوں (بالخصوص ایم اے جناح روڈ یا پھر ریگل چوک) پر حاکم الوقت کے

خلاف جلوس اور ریلیاں نکال کر اپنی سیاست کا آغاز کرتا اور پھر یہیں سے دیکھتے ہی دیکھتے ملک کا طاقتور ترین سیاستدان بن کر اُبھارتا مگر وہ تو اچھا ہی ہوا کہ گزشتہ تین ، ساڑھے تین دہائیاں قبل اِس شہر کراچی کے رہئل سپوتوں نے اپنی سیاسی جماعت بنائی تو تب سے دوسرے صوبوں سے یہاں آنے والے کئی نو مولود سیاستدانوں کا کراچی میں سیاسی ہاؤس جاب کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند بھی ہوا تو رفتہ رفتہ ختم بھی ہوگیا۔

گویا کہ اِن پر ایسی کیل ٹھونک دی گئی کہ اَب اگر کوئی ایسا شخص جو سیاست کے میدان میں قدم رکھنے کا خواہشمند ہوتا تو اُس نے شہر کراچی کے نوجوانوں کی سیاسی پارٹی کا نظم ونسق دیکھ کر کراچی کی جانب رخ کرنے سے اپنے قدم روک لئے اور وہ اپنے ہی صوبے اور شہر میں رہ کر سیاسی داؤ پیچ سیکھنے لگا پھر آہستہ آہستہ وہیں سے ہی ملکی سیاست میں نمودار ہوا اگرچہ یہ سیاسی چکر اَب بھی جاری ہے اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جب تک ہمارے یہاں موجودہ حکمرانوں جیسے سیاستدان اور حاکم الوقت ہم پر قابض ہوتے رہیں گے ہمیشہ ہی ملک کے ہر صوبے سے کوئی نہ ایسا نڈر اور بیباک نوجوان ملکی سیاست میں آتا رہے گا جس کا ہمیشہ مقصد موجودہ بے حس اور ناقص منصوبہ بندیوں کے ساتھ حکمرانی کرنے والے جیسے حکمرانوں سے نجات دلانا ہوگا۔

بہرحال ہم بات کررہے تھے کراچی کے موسم کی تواِن دِنوں ملک کے دیگر صوبوں اور شہروں سے آنے والی یخ بستہ ہواؤں نے ہمارے شہر کراچی کے موسم بھی معمول سے کہیں زیادہ سرد ترین بنادیاہے اور ایسے میں ایک روز ہم شام ڈھلتے ہی جسم کو برف کی طرح جمادینے والی ٹھنڈی ہواؤں سے بچ کراپنے گھرمیں دبکے بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر یخ بستہ ہواؤں کے تھپیڑوں کے ساتھ کسی نے ہمارے گھرکے مین گیٹ کوزورزور سے پیٹنا شروع کردیاچوں کہ یہ ٹائم بجلی کی لوڈشیڈنگ کا تھااِس وجہ سے گھرسے باہر کھڑے شخص نے برقی گھنٹی کا استعمال مناسب نہیں سمجھااِس لئے اُس نے روائتی اندازسے ہمارے گھرکے آہنی گیٹ کواپنے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پیٹ کراپنی موجودگی کا احساس دلایااورجب ہم باہرآئے توپتہ چلاکہ چاچارفیق احمد ہیں جوکافی عرصے بعداِس سرد موسم میں ہم سے ملنے آئے ہیں اِن سے بغل گیرہوتے ہی ہم اِنہیں تکریم کے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے آئے اُنہوں نے گرماگرم کافی کی چسکیاں بھرتے ہوئے حسب عادت ملکی سیاست اورحکومتی کارکردگی کاتذکرہ انتہائی جوشیلے اندازسے کچھ اِس طرح کیاکہ ایک لمحے کوہمیں یہ محسوس ہواکہ جیسے وزیراعظم ہمارے درمیان موجود ہیں چاچارفیق احمد نے وزیراعظم کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیاکہ... "ارے..!وزیراعظم صاحب...! بھاڑمیں جائے تمہاری ایسی جمہوری حکومت اورجمہوریت کا طوق جو عوام کوکنگال کرکے اِنہیں خودکشیوں پرمجبورکردے "یہ وہ جملہ تھا جسے چاچارفیق احمد نے ایک سانس میں بغیردم لئے اداکردیاتھااور

ہم نیم تاریک کمرے میں اِن کا منہ تکتے رہ گئے تھے اِن سے نہ رہاگیااور اُنھوں نے مزید کہاکہ" دیکھو دیکھو میاں یہ جمہوری حکومت ہے۔۔۔؟کیاایسی بھی دنیاکے کسی ملک کی جمہوری حکومت ہوئی ہے جو اپنے لئے تو جمہوری ہو اور عوام کے مسائل کے حل سے کنارہ کشی اختیار کرتی رہے۔۔۔؟اور ہمارے یہاں جو جمہوری حکومت ہے۔۔۔؟اِس کی مثال اگر چاردانگ عالم میں چراغ لے کر بھی ڈھونڈی جائے تو ایسی جمہوری حکومت کہیں نہیں ملے گی۔۔۔ آج بد قسمتی سے جیسی جمہوری حکومت اور جمہوریت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ہمیں ایسے حکمران نصیب ہوئے ہیں جن کی اُونٹ کی کل کی طرح کوئی کل چار سال میں بھی سیدھی نہیں ہو سکی ہے۔۔۔؟؟کیاایسے دنیاکے کسی جمہوری ملک کے جمہوری حکمران ہوتے ہیں جو خود کو تو جمہوری خول میں قید کیے رکھیں مگر اپنے عوام کی دادرسی کرنا بھول جائیں۔۔۔؟اور کیا اِس ہی لئے ہم نے اِن حکمرانوں کو اقتدار کے تخت پر بیٹھایا تھاکہ یہ عوام کو ہی بھول جائیں اور اپنے لئے ہی ہر وہ ناجائز کام کریں جن میں اِن کے اپنے مفادات پوشیدہ ہوں۔۔۔؟؟اور کیایہی ہماری جمہوری حکومت ہے جو چار سال گزار کر بھی عوام کو کسی قسم کا کوئی ریلیف نہیں دے سکی ہے۔۔۔؟اور کیایہی جمہوریت ہے کہ عوام سے اِن کے دیرینہ مسائل کے حل کے لئے کئے گئے وعدوں اور دعوؤں کو پس پشت ڈال کر قومی خزانے کو حکمران اپنی عیاشیوں کے لئے ہی خالی کرتے رہیں۔۔۔؟اور اِس پر ستم ظریفی یہ کہ ہمارے وزیراعظم جو خود کو سیدزادہ بھی کہلانے میں فخرِ عظیم تصور

کرتے ہیں تو ہمارے یہی وزیرِاعظم عوام کے سامنے خود کو مظلوم اور اپنی حکومت کی اَب تک کی کارکردگی کو اطمینان بخش ظاہر کرنے کے خاطر سرکاری اور نجی تقاریب اور اپنے بیانات میں یہ کہتے پھریں کہ اِن کی مثالی جمہوری حکومت نے عوام اور ملک کے مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اِس وجہ سے اِن کی اِس کامیاب ترین جمہوری حکومت کے خلاف اپوزیشن اور کچھ خفیہ ہاتھ سازشوں میں مصروف ہیں اور اِن سازشوں میں "فرشتوں" کو متحرک کیا جارہاہے ...." چاچارفیق احمد تھے کہ وہ نان اسٹاپ بولے چلے جارہے تھے اور ہم خاموشی سے ایک حد تک تو اِن کی وہ تمام باتیں جو وزیرِاعظم اور اِن کی جمہوری حکومت سے متعلق سوالات کی صورت میں تھیں پہلے سُنتے رہے باالآخر جب ہمارا بھی برداشت کا پیمانہ لبریز ہوا تو ہم نے بھی حکومت کی شان میں ایسا ہی قصیدہ پڑھانا شروع کردیا جیساکہ چاچارفیق احمد پڑھ رہے تھے اَب ایک طرف ہم تھے اور دوسری جانب چاچارفیق احمد تھے جو موجودہ عوامی اور جمہوری حکومت کی چار سالہ کارکردگی سے مایوس ہوکر اپنے اپنے دل کی بھڑاس اپنے اپنے انداز سے نکال رہے تھے اور یوں ہم ایک دوسرے کو مطمئن کرنے اور پریشان کرنے کا سلسلہ رات گئے تک جاری رکھے ہوئے تھے مگر ہمیں یاد پڑتا ہے کہ اِس دوران کوئی ایک بھی ایسا نقطہ یا موڑ نہیں آیا کہ جس پر ہم نے حکومتی کارکردگی پر ذرا بھر بھی سُکھ کا کوئی سانس لیا ہو... بہر کیف ! وہ تو اچھا ہوا کہ رات کی سیاہ چادر چاک ہوئی اور صبح کی سفید دھاری نمودار ہوئی تو

ہم نے اذانِ فجر کے بعد خاموشی اختیار کی اور پھر نمازِ فجر کی ادائیگی کرکے سونے کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج جس مایوس کُن کیفیت سے ہم دوچار ہیں اِسی طرح ہمارے ملک کا ہر وہ غریب جو بجلی، گیس، پانی، سستی خوراک، اچھی تعلیم، اچھی سفری سہولت، اچھی صحت اور اچھی علاج و معالجہ کی سہولت سے محروم ہے وہ بھی گزر رہا ہے اور وہ بھی ہماری طرح کسی بند کمرے میں رات کی ابتدا سے لے کے اِس کے اختتام تک اور پھر صبح ہونے تک اپنے سینے میں حکومت اور حکمرانوں کی چار سالہ کارکردگی کے خلاف بھڑکتے جذبات کو اُگل کر خاموش بیٹھ جاتا ہوگا مگر اس کے ساتھ ہی وہ کبھی اپنے دل اور ضمیر کی روشنی میں اپنے آپ کو اور کبھی اپنے حکمرانوں کو بھی ضرور کوستا ہوگا اِس موقع پر ہم اِنتہائی ندامت اور مایوسی سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیوں کہ ہم ہی ایسے (بُرے) ہیں جیسے ہمارے حکمران ہیں اگر آج ہمیں اپنے لئے اچھے حکمران چاہئیں تو ہمیں بھی اتنی سی کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ ہم پہلے خود ٹھیک ہوجائیں تو پھر ہمارا اللہ رب العزت ہم پر اپنے وعدے کے مطابق اچھے اور ایماندار حکمران بھی مسلط کردے گا ہمیں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک ہم خود اپنے اعمال ٹھیک نہیں کریں گے اُس وقت تک ہم پر موجودہ حکمران جیسے حاکم الوقت حکمرانی کرتے رہیں گے۔اور ہم مسائل کی چکی میں پستے رہیں گے حتیٰ کہ ہم موت کی وادی میں پہنچ

کر قبر کی آغوش میں کیوں نہ چلیں جائیں۔

کیاخیال ہے...؟لاہور میں خواتین کی مخصوص بسوں کا اِجرا

فی الحال لاہور میں جن خاص روٹس پر خواتین کے لئے چند مخصوص بسوں کا اِجراء کر دیا گیا ہے وہ بیشک ایک مستحسن اقدام ہے اگرچہ ایسا بہت پہلے کر دینا چاہیئے تھامگر حکومتِ پنجاب نے خواتین کے سفر کے دوران پیش آنے والی مشکلات اور پریشانیوں کا احساس کرتے ہوئے دیر سے ہی صحیح خواتین کو سفری سہولیات کے خاطر یہ اقدام کیا تو ہے اِسے بھی عافیت جانی چاہیئے ہے اور ہمیں حکومت پنجاب اور حمزہ شہباز کے اِس قابلِ تعریف اقدام کو حدف تنقید بنانے سے اجتناب کرنا چاہیئے تاکہ حکومت پنجاب کے اِس اقدام کو تقویت ملے اور یہ ملک کا ایک بڑا صوبہ ہونے کے ناطے اپنے یہاں خواتین سے متعلق اور بہت سے ایسے اچھے منصوبوں کی بنیاد ڈالے جو برسوں سے حل طلب ہیں اِس موقع پر ہم یہ کہیں گے کہ آج جس کی شروعات حکومتِ پنجاب نے کر دی ہے اِسے صرف لاہور ہی کی حد تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ ملک کے دیگر صوبوں اور شہروں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنے یہاں اِس قسم کی مثال اپنے خرچ یا پھر وفاقی حکومت کے تعاون سے قائم کریں جس سے خواتین میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ اَب مردوں کے معاشرے میں اِنہیں تعظیم و تکریم دی جارہی ہے اور اِس طرح ہماری کُل آبادی میں مردوں سے زیادہ تعداد رکھنے والی خواتین میں یہ احساس بھی لازمی طور پر پیدا ہوگا کہ یہ اَب مجبور و بے بس اور لاچار

خواتین نہیں رہی ہیں کہ مسائل کی چکی میں پستی رہیں اور یوں ہی پس ماندگی کے باعث اپنی زندگی کی سانس پوری کرکے ملک عدم کو سِدھار جائیں اور اَب اِسی کے ساتھ ہی ہماری خواتین کو اِس بات کا بھی پورا یقین کرلینا چاہئے کہ پاکستان کے مرد اِنہیں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں وہ تو دورِ جہالت تھا جب ہمارے یہاں تعلیم عام نہیں ہوئی تھی تو جاہل اور اَن پڑھ مرد اپنے آگے عورت کی صلاحیتوں کو زیر سمجھتے اور اِس کی تعظیم وتکریم کرنا اپنی توہین سمجھا کرتے تھے مگر موجودہ زمانے میں ایسا ہرگز نہیں ہے آج ہماری باصلاحیت عورت اپنے ملک میں دنیا کا کونسا ایک قدیم وجدید شعبہ نہیں ہے جس میں اِس نے اپنی صلاحیتوں کے لوہے نہ منوالئے ہوں اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج جس کا اعتراف مرد حضرات بَرملا کرتے نظر آتے ہیں اور اِس بات کو بھی اپنے کُھلے دل ودماغ سے تسلیم بھی کرتے ہیں کہ ہماری پاکستانی عورت تحمل مزاجی اور

صبر وبرداشت میں مردوں سے زیادہ بااعتماد ہے اور اپنے حصے میں آنے والے ہر کام میں یکسوئی سے متحرک رہتی ہے اور اِس کی تکمیل کے بعد سُکھ کا سانس لیتی ہے ہمیں یاد پڑتا ہے کہ جس زمانے میں صوبہ سندھ کے شہر کراچی میں صوبائی حکومت کے ماتحت ایک ادارہ کے ٹی سی قائم ہوا کرتا تھا جو اَب ماضی کا حصہ بن گیا ہے اِس ادارے نے بھی شہر کراچی کی خواتین کی سفری سہولیات کے خاطر اپنی چند بسیں اِس مقصد کے لئے مختص کردیں تھیں جس میں ڈرائیور تو مرد ہوا کرتے تھے مگر اِس بس میں کنڈیکٹر سمیت دیگر عملہ خواتین پر مشتمل

ہوا کرتا تھا اور یہاں ہمیں اِنتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ خواتین کی یہ بس سروس چند ماہ ہی چل سکی اور ایک دن یکدم سے بند کردی گئی اور اِس کے بند ہونے کا ادارہ کے ٹی سی اور صوبائی حکومت نے یہ جواز پیش کیا کہ اِس بس سروس سے ادارے کو نقصان پہنچ رہا تھا کیوں کہ اِس بس سروس سے اِن میں تعینات خواتین عملے کی نہ تو تنخواہ پوری ہو پا رہی تھی اور نہ ہی ڈیزل اور بسوں کی مینٹیننس کے اخراجات نکل پا رہے تھے سو اِن بے مقصد وجوہات کی بنیاد پر خواتین کی اِس بس سروس کو فوری طور پر
بند کردیا گیا تھا جس کے بعد خواتین کو اُن ہی بسوں میں سفر کرنا پڑا جس میں اِن کے حصو ل میں مرد حضرات بیٹھ کر سفر کرتے تھے اور خواتین اپنے حصے میں مردوں کے داخلے پر پابندی لگانے جیسی آواز بھی نہیں اٹھا سکتی تھیں اور پھر تب سے آج تک یہی ہو رہا ہے گو کہ آج ادارہ کے ٹی سی تو اپنے مالی خسارے اور کرپشن کی وجہ سے ختم ہوگیا ہے اور اِس کی بسیں بھی گل سڑ کر شہر کے کباڑ خانوں میں کہیں پڑی ہوئی ہوں گیں مگر اِس ادارے کی بڑی اور کشادہ آر سی کی بنی عمارتیں اور اِن سے ملحقہ وہ وسیع میدان جہاں اِس ادارے کی بڑی بسیں کھڑی ہوا کرتیں تھیں وہ ابھی موجودہ ہیں اور وہ ورکشاپ بھی ایسا ہی پڑا ہے جیسا یہ پہلے کبھی ہوا کرتا تھا ہاں البتہ ! یہ ضرور دیکھنے میں آیا ہے کہ آج بعض مقامات پر سندھ حکومت نے پاک رینجرز کے کیمپس اور عارضی طور مختلف اداروں کے دفاتر قائم کردکردیئے ہیں ۔یہاں ہمارا کہنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ آج حکومتِ پنجاب نے اپنے یہاں خواتین کے

لئے سفری سہولیات میں آسانی پیدا کرنے کے لئے جن مخصوص روٹس پر چند خواتین بس سروس کا اجراء کیا ہے اَب اِسے جاری رہنا چاہئے اور اِن میں دن بدن اضافہ ہو کہیں یہ نہ ہو کہ ادارہ کے ٹی سی کی طرح مختلف نوعیت کے بے مقصد اور بے بنیاد وجوہات کی وجہ سے حکومتِ پنجاب بھی اتنا کہہ دے کہ "ادارے کو خواتین بس سروس سے نقصان پہنچ رہا ہے اِس لئے یہ بس سروس بن کی جاتی ہے" اور خواتین ایک بار پھر اپنے آپ کو مجبور اور لاچار محسوس کریں اور ایک اچھی سفری سہولت سے محروم ہو جائیں۔اُدھر سعودی عرب سے بھی خواتین کی اہمیت اور احترام کو اُجاگر کرنے سے متعلق ایک خبر یہ آئی ہے کہ سعودی عرب میں خواتین کی ضروری اشیاء کی فروخت کے لئے قائم تمام کاسمیٹکس کی دُکانوں پر مرد عملے کی تعیناتی پر نئے سعودی قانون کے تحت پابندی ہوگی جس سے خیال کیا جارہا ہے ساڑھے سات ہزار خالص مرد اِس پابندی سے متاثر ہوں گے اور اِس قانون کا اطلاق جمعرات پانچ جنوری سے ہوتے ہی چالیس فیصد سعودی خواتین کو آسانی سے روزگار مہیا ہوسکے گا ایک غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب میں خواتین کی دکانوں سے مرد ملازمین کو نکالے جانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ "اِس قانون کی منظوری گزشتہ برس سعودی فرمان رواں شاہ عبداللہ کی جانب سے اُس وقت ہی دے دی گئی تھی جب سعودی علماء کرام نے انڈرویئر، بریزئیر اور دیگر ضروری اشیاء کی فروخت کرنے والی دکانوں پر مرد عملے کی تعیناتی کو خلاف شریعت اقدام قرار دیا تھا اور اَب باقاعدہ طور پر یہ قانون سعودیہ میں ہے اِس پس منظر میں

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک اسلامی ملک کا اچھا اقدام ہے اور اِس کی تائید اور تقلید ہمیں بھی کرنی چاہیے اور اپنے یہاں ایسے ہی اقدامات کرنے چاہئیں جیسے سعودیہ نے کیے ہیں۔ کیا خیال ہے۔۔۔۔؟ کیا ہم اپنے یہاں ایسا کر سکتے ہیں یا روشن خیالی کی اُوٹ میں اپنے مقصد رشتوں سے جڑی خواتین کی بے حرمتی کراتے رہیں گے۔ (ختم شد

!... حکمرانوں کا کارنامہ

ملکی اور غیر ملکی قرضہ 109 کھرب 84ارب سے بڑھ گیا ہے
قرضوں کے بوجھ تلے دبے عجب ملک کی عجب کہانی حکمرانوں کے لئے روٹی، کپڑااور مکان سب کچھ ہے مگر عوام کے لئے کچھ نہیں کیوں ...؟؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج اِس موجودہ صدی میں قرض ایک ایسی لعنت بن گیا ہے کہ اِس لت میں پڑے اشخاص اور اِس میں لپٹی قومیں تباہ ہوگئیں ہیں جس نے بھی قرض کو اپنا حق جانا وہ کبھی بھی پنپ نہیں سکا ہے اِسی لئے توازل سے دانا یہی کہتے آئے ہیں کہ قرض ایک ایسا قفس ہے جس میں داخل ہونا آسان اور سُکھ پانے جتنا ہے مگر اِس سے باہر نکلنا اِتنا ہی مشکل ہے جیسے کسی کانٹے دار درخت میں پھنسے اپنے کپڑے نکالنا اور کتنے بدعقل ہیں وہ لوگ اور اُن ممالک کے حکمران و سیاست دان جو ادائیگی قرض کے متعلق دل فریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر اپنے غیر ضروری اخراجات کم کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں اور اخراجات کے لئے بے دھڑک قرض لیتے ہیں وہ سخت ترین غلطی پر ہوتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اِس بات کو سمجھے بغیر ایسا کرتے ہیں وہ ایک نہ ایک دن ترنت آکاش سے زمین پر بھی ضرور آ گرتے ہیں ۔

بزرجمہر کا ایک قول ہے کہ "میں نے جنگ کے اوزاروں کو استعمال کیا اور پتھروں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا مگر قرض سے زیادہ بوجھل میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا" یعنی قرض کو فرض سمجھ کر ادا کرنے والوں کے لئے قرض کا وزن دنیا کی اُن تمام بھاری بھر کم چیزوں سے بھی کہیں زیادہ ہے جو اپنی ساخت اور ہیت کے لحاظ سے وزن رکھتی ہیں اور جو قرض لے کر ادا نہ کرنا چاہئے اُس سے زیادہ بغیرت اور بدمعاش اِس دنیا میں کوئی نہیں ہے لیور کا کہنا ہے کہ " قرض اِنسانوں، قوموں اور ملکوں کے لئے بہت بڑی لاچارگی ہے" جس نے قرض پر انحصار کرکے اپنے معاملات چلائے وہ ایک نہ ایک دن پستی میں جا گرتا ہے۔اِس سارے پس منظر میں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ جیسے اِن دنوں ہمارے ملک کے حکمرانوں نے دل فریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ اپنے غیر ضروری اخراجات کو کم کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں کے خاطر ملکی اور غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے ملک اور قوم کو جکڑ دیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اَب اِس جنجال کا ازالہ کون اور کیسے کر پائے گا...؟ کوئی نہیں ہے جو قوم کو اِس سے جھٹکارہ دلوائے یہ وہ مصیبت ہے آج جس کی وجہ سے ہم لاچارگی سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔

اور ایسے میں ہمارے حکمران ہیں کہ اپنے پرائے سب سے قرض لے کر عیاشیوں میں مگن ہیں اور قوم ہے کہ اپنے بنیادی حقوق گیس ، بجلی، پانی ، خوراک، اچھی

صحت، بہتر تعلیم اوراچھے علاج ومعالجہ سمیت اچھی سفری سہولیات سے بھی محروم ہے اوراِس پر حکمرانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اُنھوں نے اپنے چار سالہ دور اقتدار میں ملک اور قوم کے لئے اتناکچھ اچھا کردیاہے کہ قوم اِنہیں آئندہ انتخابات میں دوبارہ اقتدار میں لائیں گے جبکہ آج حقیقت یہ ہے کہ ملک اور قوم کی خدمت کا دعویٰ کرنے والے حکمرانوں نے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کے ریلیف کے خاطر ایک ڈھلے کا بھی کام نہیں کیاہے یقین نہیں آتاتو حکمران عوام میں آکرپوچھ لیں کہ عوام اِن کی چار سالہ کارکردگی اور کارناموں سے کتنے خوش یا ناراض ہیں...اِس پر جب کوئی لکھاری حکمرانوں کو اِس بابت کوئی تجویز دے تو حکمران کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ لوگ ایک صحافی کی حیثیت سے ہماری حکومتی کارکردگی کا موازنہ مت کریں بلکہ ہماری سیٹ پر بیٹھ کر دیکھیں کہ ہم نے اپنے ملک اور عوام کے لئے کیا کیا اچھے کارنامے نہیں کردیئے ہیں جرنلسٹ بن کر اگر کوئی ہماری حکومت کی چارسالہ کارکردگی اور کارناموں کا جائزہ لے گا تو وہ سوائے تنقیدیں کرنے کے اور کچھ نہیں کرسکے گا کیوں کہ جرنلسٹ کا تو کام ہی حکومتوں پر تنقیدیں کرناہے۔

بہرحال اگر ہم اِس بحث میں پڑگئے تو ہم آج کے اپنے موضوع سے بھی بھٹک جائیں گے تو ہم آتے ہیں اور اپنے اصل نقطے کی طرف جو ملکی اور غیر ملکی قرضوں سے متعلق ہے اِس حوالے سے اطلاع ہے کہ گزشتہ دنوں محمد ریاض ملک کے سوال کے

تحریری جواب میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے اِس بات کا اعتراف کرتے ہوئے قومی اسمبلی کو کچھ یوں بتایا کہ "پاکستان نے ملکی و غیر ملکی قرضوں کی مد میں 109 کھرب 84 ارب روپے زائد ادا کرنے ہیں رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور دیگر بینکوں سے 223 ارب روپے اُدھار کے طور پر لئے گئے ہیں وزیر خزانہ نے بتایا کہ پاکستان نے اکتوبر 2011 کے اختتام تک 62 کھرب 32 ارب کروڑ روپے ملکی قرضوں کی مد میں ادا کرنے ہیں اسی طرح 54 ارب 90 کروڑ ڈالر 90 کا غیر ملکی قرضہ ادا کرنا ہے پاکستان نے مجموعی طور پر 10.98 ٹریلین روپے سے زائد کا قرضہ ادا کرنا ہے اور اُنھوں نے قرضوں کی وصولی کے معاملے میں موجودہ حکمرانوں کے کارنامے گنواتے ہوئے بتایا کہ حالیہ برس میں 217 ارب 60 کروڑ روپے کا ملکی جبکہ 57 ارب 45 کروڑ روپے کا غیر ملکی قرضہ حاصل کیا اِسی طرح کشور زہرہ کے سوال کے تحریری جواب میں وزیر خزانہ کے مطابق جولائی ستمبر 2011 کے عرصے کے دوران بینکنگ سیکٹر سے 119 ارب روپے مستعار لئے گئے اِسی طرح مذکورہ عرصہ کے دوران اسٹیٹ بینک سے 104 ارب روپے اُدھار کے طور پر حکومت نے اپنا سینہ تان کر اور اپنے ہاتھ پھیلا کر لئے ہیں اِس کے علاوہ وزیر خزانہ نے قومی اسمبلی کو حکومتی قرضوں کے حوالے سے جو بتایا وہ یہ ہے اُنھوں نے کہا کہ موجودہ مالی سال کے بجٹ خسارے کو جی ڈی پی کے 5.9 فیصد کے مقابلے میں 4.7 فیصد رکھنے کا تخمینہ ہے۔

جبکہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے کہاکہ سال 2010 میں جی ڈی پی پر قرض کے بوجھ کا تناسب فیصد تھاحکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندی اور حکمتِ عملی کی وجہ سے نومبر602011 ءکے اواخرتک جس کا تناسب صرف 55.7فیصد رہاتھا جبکہ اُنھوں نے اُمید ظاہر کرتے ہوئے قومی اسمبلی کو بتایاکہ مالی سال 2012ءکے اختتام تک یہ شرح زیادہ سے زیادہ فیصدتک ہو جائے گی۔اور آخر میں اپنی وزارت میں مہارت رکھنے والے ہمارے58 وزیرخزانہ عبدالحفیظ شیخ نے شیخ روحیل اصغر کے سوال کے تحریری جواب میں کہاکہ مالیاتی ذمہ داری اور تجدید قرضہ ایکٹ 2005ءکے حکومت کی قرضوں کے حوالے سے حد 60فیصد کی ہے اور اُنھوں نے روحیل اصغر کو بھی یہی اُمید دلوائی کہ رواں مالی سال کے اواخرتک جی ڈی پی پر قرض کے بوجھ کا تناسب 58فیصد کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

اِس ساری صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچ پائے ہیں کہ ہمارے یہ جمہوری حکمران جواپنے ملک کے غریب عوام کے لئے روٹی، کپڑااور مکان کا نعرہ لے کر اقتدار میں آئے تھے اِنہوں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں ملکی اور غیر ملکی قرضوں کے بدولت اپنے لئے تو روٹی، کپڑااور مکان کا بندوبست کرلیامگراِس سارے عرصے میں اِنہوں نے قوم کو قرضوں میں جکڑ کر روٹی کپڑااور مکان سے محروم کردیاہے اَب اِن سے کوئی یہ پوچھے اِنہوں نے اپنے پرائے سب سے جھولیاں پھیلاپھیلا کر خوب قرض لے لیااَب اِس کی ادائیگی کون

اور کس طرح کرے گا۔۔؟؟ اور اِسی کے ساتھ ہی آخر میں ہم یہ کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ کیا یہ ہمارے عجب ملک کی عجب کہانی نہیں ہے کہ حکمرانوں کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان تو سب کچھ ہے مگر ہمارے غریب ملک کے مفلوک الحال عوام کے لئے یہ سب کچھ کیوں ناپید کردی گئیں ہیں کیوں ہے کوئی جو ہمارے اِس سوال کا جواب دے سکے....؟؟

بجلی گیس کا بحران ختم کردیں گے۔؟

یہ کس نے کہا۔؟ بھئی یہ کس نے کہا ہے؟اَب کیوں خیال آیا!
اَب اِس بات کا خیال کیوں آیا جناب کہ "بجلی گیس کا بحران چندماہ میں ہمیشہ کے لئے ختم کردیں گے" ارے یہ کس نے کہا۔۔؟؟ بھئی یہ کس نے کہاہے۔۔۔؟؟ ارے بھئی! کیوں پریشان ہوتے ہو یہ جملے ہماری نومولود جمہوری حکومت کے لاڈلے وزیراعظم سیدیوسف رضاگیلانی صاحب کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے ہیں یہ وہ الفاظ ہیں جنہیں قوم کب سے سُننے کے لئے بیتاب تھی اور آج انہوں نے یہ الفاظ اتنی عجلت میں ادا کئے کہ یہ خود بھی حیران وپریشان ہوگئے کہ یہ کیا کہہ گئے ہیں۔۔۔؟ویسے ہمارے ملک کے لاڈلے وزیراعظم یوسف رضاگیلانی نے اپنے دہن مبارک سے یہ الفاظ اَب ادا کئے ہیں کہ جب قوم اِن سے اور اِن کی حکومت سے مایوس ہوچکی ہے پھر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اپناوعدہ کب پوراکردکھاتے ہیں۔۔۔؟ ویسے ہمیں اِس موقع پر یہ بھی کہنے دیجئے کہ اَب کسی کو شک وشبہ میں مبتلاہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ چار سال تک اقتدار میں رہنے والے ہماری موجودہ جمہوری حکومت کے حکمرانوں نے خُوب موج مستی کرنے کے بعد اَب ذرا سی عوام کی تکالیف کا احساس کرنا یوں شروع کردیاہے عنقریب اِن کی حکومت

اپنی مدت پوری کرنے کو ہے یعنی یہ کہ جب قومی خزانے سے عیاشیوں کے سمندر میں غوطہ زن رہنے والے ہمارے حکمرانوں کی جمہوری حکومت کے آخری ایام آن پڑے ہیں اور اِن کی حکومت کا چل چلاؤ ہے تو اَب اِنہیں عوام کے مسائل کے مداوے کا خیال آیا ہے جو اِن کی سراسر بے حسی، لاپرواہی اور اِن کی نااہلی اور ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اور اِس پر یہ بھی کہ جمہوریت کے لاڈلے ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ملتان میں ذوالفقار علی بھٹو شہید کی سالگرہ کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بڑے عزم کے ساتھ یہ تک کہہ دیا ہے کہ پیپلز پارٹی نظریئے اور تحریک کا نام ہے (ہم سمجھتے ہیں جو پہلے کبھی ہوا کرتی ہوگی مگر اَب...؟؟ہے) جس کی طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اُنہوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر کہا کہ یہی وہ پارٹی ہے جس نے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کا ہر حال میں خیال رکھا ہے (وزیراعظم کے اِس کہے پر ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کی یہ رائے ہے کہ وزیراعظم صاحب بے جو فرمایا ہے یہ گزشتہ چار سال میں خواب بن گیا ہے)۔

اور اِس کے ساتھ ہی قارئین حضرات! اِس موقع پر ہمارے وزیراعظم صاحب نے اپنے جوش خطابت میں اور کیا کیا....؟کہا یہ بھی جانتے چلئے اُنہوں نے فرمایا کہ" چار سال سے ہماری حکومت کے خلاف طرح طرح کی سازشیں ہورہی ہیں لیکن کوئی بھی

بال بیگانہ کرسکا، دھڑلے سے حکومت کروں گا، قوم کے لئے خوش خبری ہے کہ ہم بجلی اور گیس کا بحران چندماہ میں ہمیشہ کے لئے ختم کردیں گے (ارے..! چار سال میں تو کچھ نہ کرسکے اَب کیا کروگے ....؟ بھائی چھوڑ عوام کو بے وقوف بنانے کا یہ ڈرامہ اورجان کی خُلاصی پاؤ) اور وزیراعظم نے کہاکہ ملک کی مظلوم عوام کی تقدیر بدلنے کے لئے سبز انقلاب پیپلزپارٹی ہی لائے گی جس کے لئے ہم پوری قوت سے متحرک ہوچکے ہیں، ہماری حکومت سے مایوس عناصر دیکھیں گے کہ ہم ملک میں چار سال نیند میں گزارنے کے بعد اَب کیساانقلاب لاتے ہیں....؟؟ (ہاں بھئی...! آپ اورآپ کی پارٹی ایک سال میں ملک میں جو انقلاب لائے گی اِس میں ہر سو خوشحالی ہی خوشحالی ہوگی ملک سے غریب اور غربت دونوں ہی ختم ہوجائیں گے، نوٹ بینکوں میں چھپنے کے بجائے درختوں سے جھڑاکریں گے، بجلی اور گیس اتنی ہوگی کہ ہم امریکاسمیت اور دوسرے یورپی ممالک کو دیاکریں گے، بندریلوے چل پڑی گی، ہوائی جہاز میں ملک کا ہر غریب آدمی بھی سفرکیاکرے گا، تعلیم اتنی عام ہوجائے گی کہ ملک میں پیداہونے والا ہربچہ بھی پیدائشی بی اے یاایم اے پاس ہواکرے گااور ملکی معیشت کے توکیاکہنے یہ کہاں سے کہاں پہنچ جائے گی کہ اِس کا تو کوئی گمان ہی نہیں کرسکتا اور اگر وزیراعظم صاحب کی حکومت اپنی مدت پوری کرگئی توآپ کے سبزانقلابی اقدامات کے باعث اور خداجانے کیاکیا...؟ایسی عجیب وغریب قسم کی تبدیلیاں ملک میں رونماہوں گیں کہ جن کا بیان کرنامشکل ہوگا ہمیں یقین ہے کہ ایساسبز انقلاب صرف آپ ہی کی

پارٹی اور حکومت لا سکتی ہے......!! بہر حال ! چھوڑیں آگے چلتے ہیں) اور اِس کے علاوہ وزیر اعظم نے کہا کہ کوئی سازش عوام کو نئے صوبوں سے محروم نہیں کر سکتی سرائیکی عوام کو حق دلا کر رہیں گے ، کنگز پارٹی کنگز کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی اور اُنھوں نے اِس خطاب میں اپنی چار سالہ حکومت کے دوران اپنی برداشت کی وہ تمام حدیں بھی توڑ ڈالیں اور وزیر اعظم نے اپنی حکومت کے پیچھے لگے اُن سازشی عناصر کو للکارتے ہوئے یہ تک کہہ ڈالا کہ اگر پیپلز پارٹی اور وفاق کو توڑا گیا تو ملک کی سیکورٹی خطرے میں پڑ جائے گی ۔اِس پس منظر میں ہم سمجھتے ہیں کہ وزیر اعظم کے اِس ولولہ انگیز خطاب کے بعد بہت سارے ایسے سوالات جنم لے چکے ہیں کہ اَب جن کا جواب دینا حکومت کے بس میں بھی نہیں ہے اور اِس کے علاوہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ملک اِن دنوں جس صورتِ حال سے دوچار ہے اِس میں حکومت کی بوکھلاہٹ واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے اور ملتان میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر کیا جانے والا وزیر اعظم کا یہ خطاب بھی اِس کی بوکھلاہٹ کا واضح ثبوت ہے جس میں وزیر اعظم نے یہ تک کہہ دیا کہ اگر پیپلز پارٹی اور وفاق کو توڑا گیا تو ملک کی سیکورٹی خطرے میں پڑ جائے گی ۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کے ملتان میں کئے جانے والے خطاب کے بعد یہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے کہ وزیر اعظم ایک عرصے سے جس حقیقت

کو چھپا رہے تھے اُسے اُنھوں نے ملتان کے خطاب میں کھل کر بیان کر دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ملکی حالات واقعات کی پل پل بدلتی صورتِ حال پر نظر رکھنے والے سیاسی مبصرین بہت پہلے ہی وزیراعظم کی بے چینی سمجھ چکے تھے اور اِنہیں اِس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ وزیراعظم کوئی حقیقت چھپا رہے ہیں اور وہ اِس لئے کہ وزیراعظم پابند ہیں کہ وہ کسی ایسی حقیقت پر پردہ ڈالے رہیں جس سے اُنہیں اور اِن کی حکومت کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

مگر دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ سیاسی مبصرین کا یہ خیال ہے کہ وزیراعظم نے ملتان کے خطاب میں جو کچھ کہا اسے عوام الناس میں عیاں کرنے کے لئے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے متعدد بار اپنے لب کھولنے کی جسارت تو کی مگر اِن کی کچھ مجبوریاں اِن کے آڑے آئیں اِنہیں اگر اپنے عہدے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ ہوتا اور اگر یہ بھی اپنی پارٹی کے بعض سینئیرز ذمہ داران کی طرح فہم وفراست کا دامن چھوڑ دیتے اور جذبات کے دھارے میں بہہ جاتے تو اہلِ دانش اور سیاسی مبصرین سمجھتے ہیں کہ یہ بھی وہ سب کچھ کھل کر بیان کر دیتے جسے یہ ایک عرصے سے اپنے دل سے زبان تک تو لاتے مگر اِن کے لب اِنہیں چپ رہنے پر مجبور کر رہے سیاسی مبصرین کے نزدیک ایسی علامت ایک اچھے اور منجھے ہوئے سیاستدان اور حکمران کی خاصیت ہوتی ہے کہ وہ جب تک اپنے جذبات پر قابو رکھ سکے۔۔۔ وہ رکھے ورنہ جب برداشت کی حد ختم ہوجائے تو سب کچھ

بیان کرکے آگ کے بگولے کی طرح ہر چیز جلا کر بھسم کردے۔ جیسے ہمارے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ملتان کے خطاب کے بعد ملکی سیاست کا روخ موڑ دیا ہے اور اَب یہ دیکھتے ہیں کہ اِن کے اِس پُر عزم خطاب کے بعد اِن کی حکمرانی کتنے دن چلتی ہے ..؟ اور اِس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اِن کی حکومت اپنی مدت پوری کرپائے گی...؟؟ یا قبل از وقت انتخابات کی بات سچ ہو جائے گی....؟؟ اِن خدشات کے پیشِ نظر وزیر اعظم نے اپنی حکومت کی چار سالہ ناکامیوں کا ازالہ ایک سال میں کرنے کا دعویٰ کرکے اپنی چار سالہ حکمرانی کی نامیوں پر پردہ ڈالنے کا بہانہ تلاش کیا ہے مگر شائد وہ یہ بھول گئے ہیں کہ عوام جو مسائل کی چکی میں پس کر کندن بن گئے ہیں کوئی حکمران یا سیاستدان اَب عوام کو سبز باغ دکھا کر اِسے بے وقوف نہیں بنا سکتا جیسے آئندہ انتخابات میں دوبارہ اقتدار کے چکر میں وزیر اعظم نے سینہ ٹھونک یہ دعویٰ کیا ہے کہ "بجلی گیس کا بحران چند ماہ میں ہمیشہ کے لئے ختم کردیں گے "اور میں دھڑلے سے حکومت کروں گا.....؟؟ ملک کی اندرونی طور پر بدلتی ہوئی صورت حال کے حوالے سے اَب وزیر اعظم کے اِن کھوکھلے دعویٰ اور نعروں پر کئی سوالیہ نشانات....؟؟؟؟؟ لگ چکے ہیں۔ جس کا جواب دینے کی اَب اِنہیں مہلت بھی نہ ملے۔

اِنتہا کو پہنچتی حکومتی مُہم جوئی

اِنتہا کو پہنچتی حکومتی مُہم جوئی . . حکومت اداروں سے تصادم اور ضد چھوڑدے
موجودہ ملکی سیاسی حالات میں وزیراعلیٰ بلوچستان کی انوکھی منطق .... گرمی میں حکومت کو گرمی لگتی ہے اور سردی میں سردی لگتی ہے

گو کہ موجودہ حکومت کا اقتدار ختم ہونے میں ابھی پورا صرف ایک سال ہی باقی رہ گیا ہے اور اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے حکومت اِسے بھی جیسے تیسے گزار نے کے لئے اپنی اِنتہا کو پہنچتی ایک ایسی مُہم جوئی شروع کرچکی ہے کہ اَب جس کی وجہ سے یہ ہر محاذ پر اکیلے ہی کھڑی نظر آرہی ہے اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ گزشتہ کئی دنوں سے حکمرانوں کی طرف سے اعلیٰ اداروں سے متعلق پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں اور تصادم والی صُورتِ حال نے ملک کے سیاسی درجہ حرارت کو گرمادیا ہے اور اِس گرماگرم سیاسی ماحول میں پیدا ہونے والی غیر یقینی صورت حال دس ،گیارہ اور بارہ جنوری کو تو انتہا پر پہنچی دکھائی دے رہی تھی۔

اگرچہ اِس موقع پر ملکی سلامتی کی مجموعی صُورتِ حال کے علاوہ حکومت کی طرف

سے فوجی قیادت پر الزامات، میموگیٹ اسکینڈل سمیت مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی کی زیر صدارت دو روزہ کور کمانڈرز کانفرنس جمعرات کو جی ایچ کیو میں منعقد ہوئی اِس حوالے سے مختلف ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق پہلے روز جمعرات کا اجلاس جو تقریباً10 گھنٹے تک جاری رہا جس میں ملک کی اعلیٰ فوجی قیادت نے اِس عزم کا بھرپور اعادہ کیا کہ آئین و قانون کی مکمل پاسداری کی جائے گی، خلاف آئین کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا اور قومی سلامتی کے معاملے پر کوئی لچک نہیں دکھائی جائے گی اور اجلاس اگلے روز جمعہ تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

جس کے بعد یہ کہا جارہا تھا کہ این آر او اور میموگیٹ کے معاملے میں حکومت بغیر سوچے سمجھے ملک کے اعلیٰ اداروں سے تصادم کی راہ پر چل کر تنہا رہ گئی ہے تو دوسری جانب اِس جمہوری حکومت اور اِس کے حکمرانوں نے اپنی نہ تجربہ کاری کی وجہ سے ملک و قوم کو تجربات کی بھٹی میں جھونک دیا ہے جس کے منفی اشارات ملک کے طولُ ارض میں باآسانی دیکھے جاسکتے ہیں اور یوں اِن نا تجربہ کار حکمرانوں کی اپنی نااہلی کی وجہ سے موجودہ جمہوری حکومت اَب گئی تو تب گئی... مگر گیارہ جنوری کو ایسا کچھ بھی نہیں ہوا جس کا خیال کیا جارہا تھا۔

جبکہ سیاسی مبصرین اِس سارے معاملے کی ایک وجہ یہ بتارہے ہیں کہ حکمرانوں

نے تھوک کر خود ہی چاٹ لیا اور جب اِنھوں نے اپنے بیان پر خود ہی ندامت کرتے ہوئے مصالحت پسندانہ اور معذرت خواہانہ لب و لہجہ اپنالیا تو حکومت کا قلع قمع کرنے والے کسی ادارے نے بھی کوئی انتہائی قدم نہ اُٹھایا جس کی وجہ سے حکومت کو ایک مہلت اور مل گئی ہے۔اور اَب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت اِس مہلت سے کتنا فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہوتی ہے....؟اور خود کو اعلیٰ اداروں سے تصادم سے بچاپاتی ہے یانہیں....؟؟

بہرکیف ! ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ برسر اقتدار جماعت کے کرتا دھرتاؤں کی جانب سے ملک کے اعلیٰ اداروں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں اور تصادم کی بڑی وجہ بننے والا صدر آصف علی زرداری کا وہ انٹرویو ہے جو صدر نے اپنے ہی ملک کے ایک نجی ٹی وی کو دیا اور اِس میں بعض ملکی سنگین معاملات بارے میں دیئے جانے والے اعلیٰ عدلیہ کے فیصلوں پر پارلیمنٹ کے فیصلوں اور مشوروں کو فوقیت دینے کا عندیہ دیا تھا اور اِسی طرح پیپلز ڈیلی آن لان وہ چینی اخبار تھا جسے اِس سے پہلے پاکستانیوں کی اکثریت نہیں جانتی تھی کہ یہ کوئی چینی اخبار ہے مگر جب ہمارے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا ایک انٹرویو اِس اخبار میں چھپا اور اِس انٹرویو میں وزیراعظم کے اعلیٰ اداروں اور اِن کے سربراہان کے بارے کہے گئے الفاظ اور اِسی طرح سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد جس طرح ملکی سیاست میں محاذ آرائی کا ماحول پیدا ہوا تو اِس کے

بعد یہی خدشات پیدا ہو گئے تھے کہ حکومت کے اتحادی بھی اِس صورتِ حال میں اِس کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں (جس کا ثبوت بھی حکومتی اتحادیوں نے حقیقت میں ایسا کر کے دے دیا اور حکومت پر یہ بھی واضح کر دیا کہ ملک میں قانون کی بالادستی اور اعلیٰ اداروں عدلیہ اور پاک فوج) سے تصادم سے حکومت کو اجتناب برتنا چاہئے) اور یوں حکومت) اعلیٰ اداروں سے اپنی منہ توڑ اور سینہ زوری کی وجہ سے تنہا رہ گئی ہے اور آج) گیارہ جنوری کو) حکومت اِدھر یا اُدھر ہو جائے گی اور کسی بھی وقت ملکی الیکٹرانک میڈیا سے ایک آواز آئے گی۔

میرے ہم وطنو! اسلام علیکم ! یہ اِنتہائی افسوس کا مقام ہے کہ چار سال سے اقتدار میں" رہنے والے حکمران ملک کو مسائل سے نکالنے اور اِسے ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے میں ناکام رہے اور اُنھوں نے اپنے اقتدار کے چار سالوں میں ملک سے توانائی بجلی ، گیس کے بحرانوں پر قابو پانے اور کرپشن ، مہنگائی، بیروزگاری اور قتل و غارت، گری کو ختم کرنے اور اِسی طرح ملکی اداروں ، ریلوے، ائیر لائن اور اسٹیل مل کو تباہی سے بچانے کے بجائے اُلٹا اِن کی بربادی میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا اِس بنا پر پارلیمنٹ تحلیل کر دی گئی ہے اور ملک میں ایماندار اشخاص پر مشتمل 90 دن کے لئے ایک نئی عبوری حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کا کام اپنی نگرانی میں صاف وشفاف انتخابات کا انعقاد کرانا ہے "

اور اِس خطاب کے بعد قوم پھر نئے انتخابات کی راہ پر چل پڑتی اور اِن انتخابات کے ذریعے قوم اپنے لئے پھر نئے حکمرانوں کے چناؤ میں لگ جاتی مگر ایسا نہیں ہوا اور سیاسی مبصرین اور اپوزیشن کے سب خدشات و وسوسے اور مخمصے دھرے کے دھرے رہ گئے اور پھر وہی ہوا جیسا ہوتا آیا ہے اور حکومت کی طرف سے اُٹھنے والی سیاسی غلط فہمیوں کا غبار یکدم سے ختم ہوگیا اور معاملات معمول پر آ گئے۔

اگرچہ اِس منظر و پس منظر میں اَب بھی بعض سیاسی مبصرین کا خیال یہ ہے کہ ملک میں آنے والا سیاسی بحران جو اعلیٰ اداروں کے درمیان محاذ آرائی اور کشیدگی کی صورت میں سامنے آیا ہے یہ جزوقتی طور پر دب تو گیا ہے مگر ٹلا نہیں ہے اور خدشہ ہے کہ یہ بحران 16 جنوری یا کسی اور دن ایک بار پھر سنگین شکل میں اُبھرے گا جو ملک میں پیدا ہونے والی موجودہ کشیدہ صورتِ حال کے حوالے سے شائد فیصلہ کُن ہو۔

بہر حال ! چلو اچھا ہی ہوا کہ 11 جنوری خیر و عافیت سے گزر گیا جس کی وجہ سے حکومت کو اپنے کردار کو سنوارنے اور اِسے درست کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اداروں کے ساتھ روا رکھے گئے اپنے رویوں پر نظرثانی کرنے کا ایک موقع اور مل گیا ہے۔ ہم

سمجھتے ہیں کہ اِس کے باوجود بھی اگر ہمارے حکمرانوں نے اپنا احتساب خود نہ کیا تو پھر یہ اپنی تباہی کے خود ہی ذمہ دار ہوں گے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ گیارہ جنوری کے روز پل پل بدلتی سیاسی صورتِ حال کے حوالے سے سیاسی مبصرین کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ موجودہ لولی لنگڑی جمہوری حکومت کے مزید قیام کے لئے یہ دن انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ موجودہ جمہوری حکومت نے اپنے قول و فعل کی وجہ سے اپنا وجود خود ہی بھاری کر لیا ہے وہ تو اچھا ہوا کہ اِس دن ملکی اعلیٰ اداروں کی جانب سے کیا جانے والا لچک کا ذرا سا مظاہرہ حکومت کے لئے آکسیجن کا کام کر گیا ورنہ تو حکمرانوں نے اپنی زبان درازی سے خود کو سیاسی شہید بنانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی جس کی وجہ بتاتے ہوئے سیاسی مبصرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے حکمرانوں کی جانب سے ملک کے اعلیٰ اداروں کے درمیان محاذ آرائی کی پیدا ہونے والی گھمبیر ہوتی صورتِ حال میں جو شدت آتی جارہی ہے وہ ملک میں کسی دوسری قوت کو متحرک کر سکتی ہے اور یہ دوسری قوت وہ ہے جس کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ وہی قوت ہے جس نے ہمارے ملک میں اپنے اقتدار کی صُورت میں ایک لمبے عرصے تک اپنی حکمرانی کی ہے۔

اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اِن دنوں سیاسی کھینچا تانی میں برسرِ اقتدار اور

اپوزیشن جماعتوں کا اپنا اپنا سیاسی نقطہ نظر چاہئے کچھ بھی ہو مگر آج اِس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں اِس پوائنٹ پر ضرور متفق نظر آتی ہیں کہ یہ کسی بھی صُورت میں جمہوریت کے علاوہ کسی دوسری قوت کو غیر قانونی اور غیر آئینی اقدام کے ذریعے اقتدار کی کُنجی اِس کے حوالے نہیں ہونے دیں گیں چاہئے اِنہیں اِس کے لئے اپنی جان کی بازی ہی کیوں نہ لگانی پڑ جائے۔

اور اَب آخر میں ہمارا خیال یہ ہے جیساکہ دوسری جانب ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال میں تیزی سے تبدیل ہوتے حالات واقعات کے پیشِ نظر دوسری قوت یہ بات پہلے ہی واضح کر چکی ہے کہ اِسے جمہوریت پر کاری ضرب لگانے اور خود کو اقتدار کی مسند پر بیٹھانے کا کوئی شوق نہیں ہے اِس کا کہنا ہے کہ یہ ملک میں جمہوریت کو پنپنے کا پورا موقع دے گی اور کوئی خلاف آئین قدم نہیں اُٹھایا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ موجودہ حکمران آئینی حدود کے اندر رہ کر اپنے دائرے کار میں کام کریں اور ملکی اعلیٰ اداروں (عدلیہ اور فوج)کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے اور تصادم کی راہ اپنانے اور بے مقصد کی ضد پر قائم رہنے سے گریز کرتے ہوئے اپنے جائز اختیارات کے ساتھ اپنی مدت پوری کریں تو یہ اِن کے حق میں بھی بہتر ہے اور ملک و قوم کے لئے بھی اچھا شگون ہوگا۔ورنہ یہی دوسری قوت جس نے اَب تک موجودہ حکمرانوں کی جانب اپنے متعلق

منفی پروپیگنڈے کے باوجود صبر و تحمل کا مظاہرہ کئے رکھا یہ قوت انتہائی اقدام اٹھانے میں ذرا برابر بھی حیل حجت کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔ اور وہ کچھ کر گزرے گی جس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ چاہئے کوئی سیاست دان یا وزیر اعلیٰ اپنی ناسمجھی اور غیر سنجیدہ طبیعت کے باعث ملکی سنجیدہ معاملات کے حوالے سے اپنی اِس قسم کی انوکھی منطق پیش کرتے ہوئے یہ کیوں نہ کہتا رہے کہ گرمی میں حکومت کو گرمی لگتی ہے اور سردی میں سردی لگتی ہے اور آج حکومت جو کچھ بھی کر رہی ہے یہ سب کچھ اپنی مرضی سے اُلٹ پلٹ کر رہی ہے۔

پاکستان کے 120 ارب روپے کے مراعات یافتہ اراکین قومی اسمبلی

پاکستان کے 120 ارب روپے کے مراعات یافتہ اراکین قومی اسمبلی..اور غریب عوام

حکمران مزے کریں اور غریب عوام بھوکے مریں...مگر پھر بھی غریب کہیں پاکستان زندہ باد، پائندہ باد

خبر یہ ہے کہ اقوام متحدہ، عالمی بینک ،آئی ایم ایف، انٹرنیشنل ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن، انٹرنیشنل ٹیلی کمیونی کیشن یونین، افریقن ڈیولپمنٹ بینک، یورپین بینک فارری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ، انٹرامریکن ڈیولپمنٹ بینک، آرگنائزیشن فاراکنامک کارپوریشن اینڈ ڈیولپمنٹ، اکانومسٹ انٹیلی جنس یونٹ اور دیگر ملکی و غیر ملکی ذرائع سے حاصل شدہ اعداوشمار اور حقائق کو مدِ نظر رکھ کر مرتب کی جانے والی ایک رپورٹ میں اِس بات کا انکشاف کیاگیاہے کہ پاکستان ، بھارت اوراِسی طرح بنگلہ دیش سمیت دنیاکے صرف 38 ممالک ایسے ہیں جو آج بھی اِس 21 ویں صدی میں ترقی کے ابتدائی مرحلے میں ہیں رپورٹ میں لکھاگیاہے کہ ایران اور سری لنکا سمیت 25 ممالک ابتدائی سے درمیانی مرحلے میں داخل ہوچکے ہیں۔ چین، ترکی، لبنان، ملائشیا، اردرن ، تھائی لینڈ سمیت 29 ممالک ایسے ہیں جو پہلے ہی درمیانی مرحلے پر موجود ہیں جبکہ بحرین اور

عمان سمیت 15 ممالک درمیانی ترقی کے اولین مرحلے میں داخل ہو کر اِس میں پہلے موجود متحدہ عرب امارات سمیت 32 ممالک میں شامل ہو چکے جبکہ اِسی رپورٹ میں پاکستان سے متعلق جہاں اور شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں انکشافات کئے گئے ہیں تو وہیں اِس بات کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی "ملکی سطح پر معاشی ماحول" کے حوالوں سے بنائے گئے 6 پیمانوں میں سے حکومتی بجٹ میں توازن کے حوالے سے پاکستان 91، قومی بچت کی شرح 89، افراطِ زر 137 اور حکومتی قرضوں کے حوالے سے پاکستان 82 ویں نمبر پر ہے اور "صحت اور پرائمری تعلیم" کے لحاظ سے بنائے گئے 10 پیمانوں میں سے شیر خواروں کی شرح اموات 123، اوسط عمر 105 اور پرائمری کی سطح پر شرح داخلہ کے حوالے سے پاکستان کا دنیا میں شمار 132 ویں نمبر پر ہوتا ہے یہ وہ محرکات ہیں جنہیں مندرجہ بالا ملکی اور عالمی اداروں نے بڑی چھان بھٹک کے بعد مرتب کیا ہے اور ساتھ ہی اِس بات کا بھی انکشاف کر دیا ہے کہ دنیا کا ایک ایسا ملک جو ایٹمی طاقت بھی ہے اِس کی کارکردگی کسی بھی لحاظ سے تسلی بخش نہیں ہے جبکہ دوسری جانب اِس ملک کی موجودہ قومی اسمبلی کے اراکین نے ملک کی حالتِ زار میں تبدیلیاں لانے کے لئے اپنی چار سالہ کارکردگی کا جیسا بھی مظاہرہ کیا ہے یہ بھی آج کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ گزشتہ 4 سالوں میں اِن اراکین قومی اسمبلی نے قومی خزانے سے 120 ارب روپے مراعات کی مد میں اپنی عیاشیوں کے لئے ہاتھ کھول کر اور اپنی جھولیاں پھیلا پھیلا کر حاصل کئے ہیں اور یہ بات

یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ ابھی اطلاعات یہ آ رہی ہیں کہ ملک کی موجودہ غیر یقینی سیاسی صُورتِ حال میں مصالحت پسند حکومت ارکان قومی اسمبلی کو مزید مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس کا اعلان ہمارے لاڈلے وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی کسی بھی وقت کر سکتے ہیں تاکہ ارکان قومی اسمبلی کا اِن پر اعتماد بحال رہے اور یہ اُن کے اشارے پر وہ تمام کام کریں جو یہ اُن سے کرنے کو کہیں۔ ایسے میں ہمیں شاعر کا یہ شعر یاد آگیا۔

لبوں پر ہے فقط ذکرِ معیشت
کوئی تدبیر کی صُورت نہیں ہے
زباں پر ہیں بڑے غربت کے چرچے
خیالِ کشتۂ غربت نہیں ہے

ایک ایسی حکومت جس نے عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا دلفریب اور اِنتہائی دلکش نعرہ لگایا اور اِسی نعرے کے بدولت عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر خود کو اقتدار کی سیج تک پہنچایا ہے اور آج بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ اقتدار پر قابض رہنے کو اپنا حق سمجھ رہی ہے اور اِس کے کرتا دھرتاؤں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں اپنا یہ نعرہ تو ایک طرف رکھ دیا مگر عوام کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ کر صرف اپنے لئے ہی سوچا اور اپنی ضرورتوں کا ہی خیال کیا ہے اور اِن کی اِسی بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے عوام آج بھی اپنی

بنیادی ضرورتوں بجلی، گیس، پانی، خوراک، تعلیم، صحت اور سستی سفری سہولت سے بھی یکسر محروم ہیں اور آج قومی اسمبلی میں عوام کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے ارکان بے حس بنے بیٹھے ہیں۔

ہاں البتہ !آج اِنہیں اگر کوئی فکرلاحق ہے تو وہ صرف اپنی ضرورتوں اور مراعات کاحصول ہے جس کا یہ بھرپور فائدہ اٹھانااپنے لئے قانونی حق سمجھتے ہیں جبکہ یہ اپنی اُن ذمہ داریوں کو بھول چکے ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے عوام نے اِنہیں منتخب کرکے قومی اسمبلی کی دہلیز تک پہنچایا تھا اطلاعات یہ ہیں کہ ہماری موجودہ جمہوری حکومت کے قومی اسمبلی کے منتخب ارکان نے گزشتہ چار سالوں میں دھڑلے سے 120ارب روپے سے زائد کی مراعات حاصل کیں جبکہ اتنی ہی رقم قومی اسمبلی اور عملے پر بھی خرچ ہوئی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی کہاجارہاہے کہ اِنہیں چند مراعات ایسی بھی دی گئیں ہیں جن کی ارکان قومی اسمبلی کو یکسر ضرورت ہی نہیں تھی جس کی تفصیل کچھ یوں یہ ہے کہ اپنے حلقے کی غریب عوام کے ووٹوں کی بھیک سے منتخب ہونے والے قومی اسمبلی کے ایک رُکن نے ایک لاکھ بیس ہزار روپے ماہانہ تنخواہ حاصل کی جبکہ قانون سازی کی صورت میں ماہانہ ایک لاکھ،دفتر کے ماہانہ اخراجات کی مد میں ایک لاکھ چالیس ہزار، ریلوے میں بیگم وبچوں اور اپنے پی اے کے ہمراہ فرسٹ کلاس ایئر کنڈیشن کے غیر محدود ٹکٹس جبکہ سالانہ 40 ہوائی جہاز کے ٹکٹس، ملک کے تمام شہروں میں

رہائش کی لامحدود سہولتیں، بجلی کے 50 ہزار یونٹس مفت بلکل مفت، ٹیلی فون کے چارجز کی مد میں دو لاکھ یونٹس مفت ،میڈیکل کی سہولت مفت اور اِس کے علاوہ کسی بھی وقت اسلام آباد جانے کی صورت میں 48 ہزار روپے کی سہولت فراہم کی گئی ہے گاڑی اور پیٹرول کے اخراجات علیحدہ ہیں جن کے اخراجات بھی لاکھوں اور کروڑوں میں ہیں اور اِن سب کے علاوہ موبائل فون چارجز، ملکی اور غیر ملکی فون کالز کی مد میں کروڑوں روپے کے اخراجات علاوہ ہیں۔

جی ہاں...! یہ ساری مراعات اُن کے لئے ہیں جنہیں ہم نے اپنے ووٹوں سے منتخب کرکے اپنے مسائل کے حل کے خاطر، ملک اور قوم کی خدمت کے لئے،اور ملک میں قانون سازی کرنے اور ملک کی ترقی و خوشحالی کے لئے قومی اسمبلی بھیجا ہے یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ ہمارے یہ منتخب نمائندے مجموعی طور پر نہ تو اپنے ملک کے غریب عوام کو مسائل کی دلدل سے ہی نکال سکے اور نہ ہی یہ ملک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے کچھ بہتر کرنے میں کامیاب ہوئے سکے ہیں اُلٹا اَب تو اِنھوں نے قومی خزانے سے ملنے والی مراعات سے عیاشیاں کیں اور اپنی جیبیں بھریں اور عوام کے مسائل میں اضافہ کرکے اِن کے گھروں کے چولہے تک ٹھنڈے کردیئے ہیں ایسے میں ہم .....اِن سے صرف یہ کہنا چاہیں گے کہ اللہ کے واسطے بس اَب تو......اتنا کردو کہ چاکِ غربت ہمیں بھی سینے دو

جامِ عشرت ہمیں بھی پینے دو
زندہ رہنے کا حق ہمیں بھی دو
تم جیو اور ہمیں بھی جینے دو

اور آخر میں ہم ملک کی موجودہ صُورتِ حال کے تناظر میں ملک میں انقلاب لانے کی رٹ لگانے والی جماعتوں خالص طور پر تحریک انصاف پاکستان سمیت اپوزیشن کی جماعتوں بالخصوص پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے ملک میں جلد انتخابات کے انعقاد کے لئے کی جانے والی کوششوں ، سازشوں اور تحریکوں کے اعلانات کے بعد اِن سب کی خدمت میں یہ شعر عرض کریں گے ....

غریبِ شہر کو روزی اگر نہیں ملتی
وزارتوں کے بدلنے سے فائدہ کیا ہے
اگر سماج میں تبدیلیاں نہیں آتیں
حکومتوں کے بدلنے سے فائدہ کیا ہے

اچھا اجازت لینے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہئے گے کہ اپنا، اپنے اہلِ خانہ اور اپنے اِس عظیم ملک کا ضرور خیال رکھئے گا جس سے ہم سب کی بقا اور سالمیت ہے یہ وہ ملک کے ہے آج جس نے ہمیں ہماری اوقات سے بڑھ کر دیا ہے مگر پھر بھی ہم اِس کی بہتری کے لئے کچھ نہیں سوچ رہے ہیں خاص طور پر حکمران، سیاستدان ،

اپوزشن رہنمائی، اراکین پارلیمنٹ ، عسکری قیادت اور ہمارے ملک کا وہ افسر شاہی طبقہ جو اپنی منطق سے اپنے مفادات کا خیال رکھے ہوئے ہے اور اِس ملک کو چلا رہا ہے اور مزے لے رہا ہے وہ تو یہ ضرور سوچ کہ اِس نے ملک کے لئے کیا قربانی دی ہے....؟؟ یہاں ہم ملک کے غریب عوام سے کچھ نہیں کہیں گے.... کیوں کہ یہ بیچارے تو مندرجہ بالا اشخاص کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ گئے ہیں جو اپنی قسمت کا فیصلہ بھی خود نہیں کرپاتے وہ کیا کریں گے اپنے لئے یا کسی اور کے لئے....؟؟اور اَب ہمیں اجازت دیجئے اور اگر کوئی ہماری کسی بات سے خوش ہوا ہے تب بھی اور اگر کوئی ناراض ہوا ہے تو وہ بھی اپنے جذبات اور خیالات سے ہمیں ضرور مطلع کرے ہمارا ای میل ہے azamazimazam@gmail.com اللہ حافظ ، پاکستان زندہ باد، پائندہ باد

.....

تمہیں کیا مِلا منصور اعجاز...؟

ملک میں موجودہ سیاسی بحران کا ذمہ دار منصور اعجاز ہے..
کیا قوم اُمید رکھے ملک میں 19 جنوری کو نئی تاریخ رقم کی جائے گی ؟، آج قوم اِخوانُ الشیاطین سے بیزار اور اِخوانُ الصفاکی تلاش میں ہے
آج ساری پاکستانی قوم منصور اعجاز سے اِنتہائی بھائی بندی سے سوال کرتی ہے کہ" تمہیں کیا مِلا مسٹر منصور اعجاز...؟کہ تم نے پاکستان کی لولنگڑی جمہوری حکومت کے سکوت کے ساتھ بہتے ایک دریا میں میموگیٹ کا پتھر پھینک کر اِس میں سیاسی بھونچال پیدا کردیا...؟؟ جو آج تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے اِس کو روکنے کی جتنی بھی کوششیں کی جارہی ہیں وہ سب کی سب ناکام ہورہی ہیں جس کی ابتدا تو دکھائی دے رہی ہے مگر اَب تک اِس کا آخری سرا ملنے کو ہی نہیں آرہا ہے یعنی یہ کہ تمہارے میموگیٹ کی گُتھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سُلجھنے کے بجائے اُلٹا اُلجھتی ہی جارہی ہے...بتاؤ منصور اعجاز تم کس کے آلہ ءکار بنے...؟اور تم نے کیوں امریکی محکمہ دفاع کو پاکستان میں فوجی بغاوت کو روکنے اور فوج پر سولین کنٹرول قائم کرنے میں مدد فراہم کرنے کی درخواست کی...؟؟ کیا یہ سب کچھ سچ ہے...؟ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم نے یہ سب کچھ خود

کیاہے۔۔۔؟تو قوم تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ تم کون ہوتے ہو کہ تم ہمارے داخلی معاملات میں دخل اندازی کروں۔۔۔۔؟اور اگر تم نے کسی کے اشارے پر یہ سب کیاہے۔۔؟تو یہ بھی بتادو۔۔۔تاکہ پاکستان میں آنے والا موجودہ سیاسی بحران کہیں جا کر تھم جائے اوراِس طرح دودھ کا دودھ اورپانی کا پانی ہوجانے کے بعداِس معاملے میں پس پردہ عناصر اور اشخاص کامکروہ چہرہ قوم کے سامنے آجائے اور قوم اِن سے چکنا ہوجائے اَب اِن تمام حقائق کو آشکار کرنے کے لئے پاکستانی نژاد امریکی تاجر منصوراعجاز نے پاکستان آنے کا فیصلہ کرلیاہے اُمید ہے کہ اِن کے پاکستان آنے کے بعد کسی صورت مثبت نتائج سامنے آسکیں گے اور میموگیٹ سمیت این آراو اور دیگر معاملات کے حوالے سے تیزی سے چڑھتی امر بیل رک جائے گی اور تمام معاملات کی احساسیت دم توڑ جائیں گیں۔اور ملک کو اپنی مضبوط ترین گرفت میں جکڑے طوفان کا زور ٹوٹ جائے گا۔

بہرحال آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس بات سے انکار ممکن ہی نہیں ہے کہ جب ملک میں آئین کلیدی حیثیت میں موجودہے تو پھرپارلیمنٹ کی قرار دادوں کی اہمیت ثانوی سی رہ جاتی ہیں اِس حوالے سے ہمارے حکمرانوں وسیاستدانوں کو اور ہمیں اپنی کسی ضد کی وجہ سے بحث وتکرار کرنے کے بجائے دنیاکے اُن تہذیب یافتہ ممالک کی پارلیمنٹ کا موازانہ ضرور کرنا لیناچاہئے جن ممالک میں آئین موجودہیں تو وہاں پارلیمنٹ کی قرادادوں کی اہمیت کیا ہوتی ہے ہمیں اِس کا

بھی باریک بینی سے ایک جائزہ لے لینا چاہئے ہمارے لئے پھر کسی محاذ آرائی کے لئے کمر بستہ ہو کر میدان میں گودنا بہتر ہوگا ورنہ تو جو کچھ بھی ہم کریں گے وہ سب وقت گزاری اور مرغی کی ایک ٹانگ جیسی بے مقصد بحث و تکرار کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جبکہ آج حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کا آئین موجود ہے اور اِس کی موجودگی میں ہمارے یہاں ایوانوں سے لے کر عام معاملات زندگی میں بھی ایسا کچھ بھی اچھا نہیں ہو رہا ہے جس پر سُکھ کا سانس لیا جاسکے اگرچہ اِن دنوں کثرت سے دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ حکمران اور اِن کے اتحادی اِس بات پر بضد ہیں کہ آئین سے زیادہ پارلیمنٹ کی قراردادوں کو اہمیت دی جائے۔ اور اِس حوالے سے ہمارے یہاں حکومت اور عدلیہ سمیت دیگر قومی اداروں کے درمیان جو گرماگرم صورتِ حال پیدا ہوچکی ہے اَب اِس پر دیکھنا یہ ہے کہ یہ سیاسی ماحول کب...؟اور کس موڑ پر جاکر ٹھنڈا ہوتا ہے....؟؟فی الحال...!تو اِس کے بارے میں ابھی کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا...ہے کہ حکومت کی جانب سے اعلیٰ عدلیہ اور افواج پاک سے شروع کی جانے والی محاذ آرائی کدھر جاکر ختم ہوتی ہے...؟اور اِس سارے معاملے میں کس کی جیت ہوتی ہے...؟اور کس کی ہار ہوگی...؟کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

بہر کیف! اتنا ضرور ہے کہ این آر او عملدر آمد کیس میں اعلیٰ عدلیہ نے وزیراعظم

کو توہینِ عدالت کا نوٹس جاری کرتے ہوئے واضح طور پر حکم دیا ہے کہ وزیراعظم 19 جنوری کو عدالت میں پیش ہوں جس کے بعد وزیراعظم نے ایوانِ صدر میں موجودہ جمہوری حکومت کے اِنتہائی طاقتورترین صدر آصف علی زرداری سے ایک اہم ملاقات کی اور اِس کے بعد حکومتی اتحادی جماعتوں کے اپنی زیر صدارت منعقد ہونے والے ایک ہنگامی اجلاس میں اپنی حکومت میں شامل اتحادی جماعتوں کے نمائندگان سے صلح مشورے بھی کئے اور سب کے باہمی مشوروں کے بعد وزیراعظم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اُنیس جنوری کو اعلیٰ عدلیہ کے سامنے خود پیش ہو کر وہ سب کچھ بیان کردیں گے جس کی وجہ سے یہ این آر او کے معاملے پر اعلیٰ عدلیہ کے احکامات پر عملدرآمد کرنے اور کرانے سے کیوں قاصر نظر آئے حالانکہ ہمارے ملک کا آئین موجودہ ہے تو

پھر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کیوں سپریم کورٹ کے فیصلوں کی تضحیک کر رہے ہیں اور جبکہ یہ اِس جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کی حکومت کے وزیراعظم ہیں جس کے اکابرین نے ہمیشہ عدلیہ کے فیصلوں کے آگے اپنا سر خم کئے رکھا حتیٰ کہ اُنھوں نے پھانسی کے پھندا اپنی گردن میں ڈال لیا مگر عدالت کے ہر فیصلے کو مانا ہے ...

مگر آج سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ کیا وجہ ہے اُس ہی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی عدالت کے فیصلوں کا مذاق اڑاتے کیوں نظر آرہے ہیں ...؟؟ قوم اِن سے یہ جاننا چاہتی ہے کہ ایک ایسی جماعت جس نے آئین اور

قانون کی بالادستی کو اپنی کامیابی کا ضامن جانا ہےاِس کے موجودہ حکمران عدلیہ سے ٹکراؤ کا ماحول کس لئے پیدا کئے ہوئے ہیں...؟ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالات میں ایسے اور بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام اپنے موجودہ جمہوریت پسند حکمرانوں سے لینا چاہتی ہے کیا عوام کے ذہنوں میں اٹھنے والے اِن چیدہ چیدہ سوالات اور کسی مخمصے کا تسلی بخش جواب ہمارے حکمران دے پائیں گیں....؟ جنہوں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں عوامی مسائل سے منہ موڑے رکھااور عوام کو بے رحم حالات کے منجھدار میں چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ ملک میں جمہوریت کو گھسیٹنے اور اِسے اپنے این آر اوزدہ کاندھوں پر اٹھائے لے پھرنے کے کچھ بھی نہ کرسکے۔

اِس طرح گزشتہ چار سالوں میں عوام اپنے بنیادی حقوق بجلی، گیس، پانی، تعلیم وصحت اور علاج ومعالجہ اور سفری سہولیات سے محروم ہوتے رہے اور حکمران رہے کہ یہ اِس سارے عرصے میں ملک میں اپنے مطلب کی جمہوریت کے نشیب وفراز کے مزے لوٹتے رہے اوراَب جب کہ عدالت عظمٰی حکمرانوں کو جو جمہوریت اور قانون کے بڑے پاسدار بنے پھرتے ہیں اِنہیں اپنے احکامات پر عمل کرنے اور کروانے کے لئے کہہ رہی ہے تو یہ عدالت کا حکم ماننے سے سرے ہی انکاری ہورہے ہیں اور اِس کامزاق آڑانے کو اپنی بقاوسلامتی کی وجہ قرار دے رہے ہیں،ایسا کیوں ہے..؟جبکہ حکومت کے اتحادی موجودہ صورتِ حال میں کہہ چکے ہیں کہ یہ این آر

اوکے معاملے میں عدالت سے حکومتی ایماں پر تصادم میں حکومت کا کسی بھی حال میں ساتھ نہیں دیں گے۔۔۔۔؟مگراِس کے باوجود بھی حکومت سیاسی شہید بننے کے چکر میں ۔۔۔ اکیلے ہی عدالت میں جانے کا اپنا مصمم ارادہ کرچکی ہے

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ توہین عدالت کے بعد نوٹس جاری ہونے پر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے پاس قانونی اور اخلاقی طور پر کوئی جواز نہیں رہ جاتا ہے کہ یہ بحیثیت وزیراعظم اپنی ذمہ داریاں انجام دے سکیں اِنہیں اپنے عہدے سے فوراً استعفیٰ دے دیناچاہئے تھا مگر معلوم نہیں اُنہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا۔۔۔۔؟؟اوراِسی کے ساتھ ہی ہم آخر میں یہ کہہ کراجازت چاہیں گے کہ 19 جنوری کو قوم جان لے گی کہ ہماری اعلیٰ عدالت اِخوانُ الشیاطین سے ملک اور قوم کو نجات دلوانے کے لئے ملک میں ایک ایسی تاریخ رقم کرے گی جو ملک میں آئندہ اِخوانُ الصفا کے اقتدار کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

صدر کا بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کا اعلان

جناب اَب تو حکومت کا وقت نزع ہے۔۔! صدر کا بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کا اعلان اَب کوئی یہ بات مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے بے حس رویوں کی وجہ سے مسائل کی چکی میں چار سالوں سے پستے عوام کے ساتھ ساتھ آج حکومت پر بھی وقتِ نزع کی تلوار جھول رہی ہے اَب ایسے میں عوام اپنے حکمرانوں سے مایوس ہو کر خدا سے لو لگائے ہوئے ہیں اور دو دعائیں کر رہے ہیں اول یہ کہ رب کائنات اِن کی کسمپری پر ترس کھائے اور اِن کی حالاتِ زندگی سنبھال دے اور دوئم یہ کہ ایسے ظلم و جابر اور فاسق و فاجر حکمرانوں سے ہمیں جلد از جلد نجات دے اور اَب ہم پر حکمرانوں کی صورت میں ایسے اخوان اُلصفا مسلط کر دے جن میں اِنسانیت کا درد ہو اور وہ حق حکمرانی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا بھی رکھتے ہوں ایسے حکمران نہ ہوں جو آج ہم پر حکمران تو ہیں مگر اِن میں کہیں سے ایک رتی برابر بھی خُوف خدا نہیں ہے کیونکہ اَب تک اِن کے عوام کے لئے کئے گئے اقدامات سے اُلٹا ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ اقتدار سنبھالتے ہی خود خدا بن بیٹھے ہیں اِن حکمرانوں کے بے رحمانہ رویوں اور عوامی مسائل سے آنکھیں چُرائے کے بعد ایک طرف عوام مایوسیوں کے دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں

اور اِن پر وقتِ نزع طاری ہے تو وہیں دوسری جانب بقولِ صدر محترم عزت مآب آصف علی زرداری جن کی حکومت بھی اِسی کیفیت سے دوچار ہے ایسے میں اِنہیں خیال آیا ہے کہ اَب چونکہ عام انتخابات میں صرف ایک سال یا اِس سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا تو ایسے میں پاکستان پیپلز پارٹی جیسی عوامی جماعت کے لئے یہ بہت ضروری ہوگیا ہے کہ یہ عوام کے پاس جانے سے پہلے عوام میں پائی جانے والی اُن تمام بے چینیوں اور مسائل کا مداوا کردے تاکہ عوام کا ہماری پارٹی پر کھویا ہوا ہمارے اکابرین والا اعتماد و بھروسہ بحال ہوسکے اور اپنے ایک سال یا اِس سے بھی کم عرصے میں وہ سب کچھ کردیا جائے جو ہم دیدہ ودانستہ طور پر چار سالوں میں بھی نہ کرسکے تھے۔ تو اِس حوالے سے خبر یہ ہے کہ اپنے عوام دوست اکابرین کا روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لے کر اقتدار کی مسند پر قدم رنجا فرمانے والی پاکستان پیپلز پارٹی کے ہمارے موجودہ حکمرانوں کے دل میں عوام سے ہمدردی کا انمول جذبہ تب جگا ہے جب اِن کی حکومت کے خاتمے کے لئے ایک سال یا اِس سے بھی کم کا عرصہ باقی رہ گیا ہے تو ہمارے صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری نے توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لئے بنائی گئی وزرا کی کمیٹی کو ہدایات جاری کردی ہیں کہ جلد از جلد ملک کے کونے کونے سے "بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ختم کردی جائے اور بجلی کے بحران پر فوراً قابو کیا جائے" ہاں البتہ! یہاں صدر مملکت نے بجلی کی اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے خاتمے سے متعلق کسی قسم کی بات نہ کرکے عوام کو مایوس کیا ہے۔ جبکہ اطلاع یہ ہے کہ صدرِ

مملکت آصف علی زرداری نے یہ بات وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ ، وفاقی وزیر پانی و بجلی سید نوید قمر اور وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل ڈاکٹر عاصم حُسین سے ملاقات سے قبل اِن وزراء کی جانب سے ملک میں بجلی کی صورت حال پر دی گئی بریفنگ اور اِس حوالے سے کئے گئے حکومتی اقدامات کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہی اور اِسی کے ساتھ ہی اخباری اطلاعات کے مطابق ذرائع اِس بات کا بھی بڑا دعویٰ کر رہے ہیں کہ صدر نے وزراء کو سختی کے ساتھ واضح الفاظ میں اِس بات کی بھی ہدایات جاری کیں ہیں کہ ملک سے بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ختم کردی جائے اور بجلی کے بحران پر"

فوراً قابو پایا جائے اور اَب اِس معاملے میں کسی قسم کی کوئی بھی کوتاہی یا غفلت پارٹی اور ہماری حکمرانی کے لئے سخت نقصان کا باعث ثابت ہو سکتی ہے"۔اگرچہ صدر نے اِس موقع پر یہ بھی ضرور تسلیم کیا کہ ہم چار سالوں میں اپنے عوام سے کئے گئے وعدے تو اپنے اتحادیوں کے ساتھ اپنی سیاسی مصالحت اور مفاہمت پسندانہ پالیسیوں کی وجہ سے پورے نہ کرسکے مگر اَب چونکہ ہمیں اپنے دوبارہ اقتدار کے خاطر عوام کے دروازے پر ووٹ لینے جانا ہے تو پھر اِن کے اُن تمام مسائل کو بھی حل کرنا ہوگا جو ہم اَب تک حل نہیں کرسکے ہیں جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اگر آج ہمیں اقتدار کا خیال اور اِس کی دوبارہ حصول کی لالچ نہ ہوتی تو بے شک ہم عوامی مسائل قطعاً حل نہ کرتے جیسا چل رہا ہے چلنے دیتے مگر اَب چونکہ یہ ہماری ہی مجبوری ہے اور ہمیں دوبارہ اقتدار حاصل کرنا ہے تو پھر ہمیں ہر صورت میں عوام کے اُن تمام مسائل

کوتُرنت حل کرنے ہوں گے جو ہم نے اِن سے وعدے کرکے بھی چار سالوں میں حل نہ کئے۔اور اطلاع ہے کہ صدر نے اپنی حکومت کے وقتِ نزع کا احساس کرتے ہوئے وزراء کواِس بات کی بھی سختی سے ہدایات جاری کیں کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے سرکلرڈیٹ کا بھی خاتمہ کیاجائے ۔نجی بجلی کمپنیوں اور پی ایس او کو قابل ادار قوم جو ہم گزشتہ چار سالوں سے اِنہیں روک کر اور ترسا کر دیا کرتے تھے جلداز جلد فراہم کی جائیں تاکہ ملک میں بجلی گھراپنی پوری پیداوار دے سکیں جس سے بجلی کا بحران ملک سے ختم ہوگااور ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کا نہ صرف رکابلکہ جام پڑاہواپہیہ پھر سے پہلے کی طرح چل پڑے گا جیسے یہ ہمارے اقتدار سے قبل گھوما کرتا تھاجبکہ ذرائع نے بتایاہے کہ صدر نے اپنے فرمانبردار وزراء کو یہ بھی احکامات جاری کئے جو عوام کے لئے صدر کے لب مبارک سے ادا کئے گئے الفاظ بڑی حد تک حوصلہ افزاثابت ہوں گے کہ "صدر نے کہاکہ آج کے بعد سے ملک کے کسی بھی حصے یں بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ نہیں ہونی چاہئے اوراِس کے ساتھ ہی صدر نے اپنے جیالے وزراء کو کم سے کم عرصے میں عوامی مسائل حل کرنے کا ٹاسک بھی سونپ دیا۔جس کے بعد اِن وزراء میں کھلبلی مچ گئی اوراِنھوں نے صدر سے اِس ملاقات کے بعد اپنی ذمہ داریاں یوں نبھانی شروع کردیں جیسے اِن کی وزرات کا آج پہلادن ہو اور یہ آج ہی صدر سے اپنی وزارت کا حلف لے کر آئے ہوں اَب اِس موقع پر سوچنے اور غور کرنے کا مقام تو یہ ہے کہ جب صدر مملکت یہ بات خود فرمارہے ہیں کہ ہماری حکومت کو ایک سال

یااِس سے بھی کم کا عرصہ رہ گیا ہے اِس دوران ہمیں عوام سے کیے گئے اپنے اُن تمام
وعدوں کو ضرور پورا کرنا ہوگا جنہیں ہم عوام سے کرنے کا عزم کرکے آئے تھے تو اَب
اِس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں چار سالوں میں بجلی سمیت جتنے بھی بحران آئے وہ
سب کہ سب مصنوعی اور خود حکومت کے پیدا کردہ ہیں یعنی اِن بحرانوں کو حکومت نے
خود ہی پیدا کیا تاکہ عام انتخابات سے قبل اِن کا خود ہی خاتمہ کرکے یہ عوام کی نظر میں
پوتر ہو جائیں اور یوں صرف انتخابات کی شام تک ریلیف دے کر دوبارہ اقتدار میں
آجائیں اور پھر (ختم شد)

امریکی صدر بارک اُوباما کا دعویٰ اور لن ترانیاں

کیا یہ حقیقت ہے امریکا نے افغانستان میں کامیابی حاصل کر لی ہے. ؟اور کیا نیٹو افواج نے افغانستان میں گولہ بارود سے زیادہ پیمپرز استعمال کئے..؟؟
جیسا کہ امریکی صدر اُوباما نے دعویٰ کیا ہے کہ "ہم نے افغانستان میں کامیابی حاصل کر لی ہے...اور امریکی انتظامیہ افغانستان میں اپنے اہداف حاصل کرنے کے بعد افغان طالبان کے ساتھ دائمی دوستی کے قیام کے لئے بات چیت کا عمل شروع کر چکی ہے اور اِس عمل کو خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے قبل ہی امریکی افواج افغانستان سے نکل رہی ہے" امریکی صدر کے اِن دعوؤں کے بعد اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "کیا یہ حقیقت ہے کہ امریکا نے افغانستان میں کامیابی حاصل کر لی ہے...؟؟ تو اِس کا جواب کچھ یوں ہے کہ "جی نہیں..."کیوں کہ آج دنیا کے ممتاز جنگی اور سیاسی تبصرہ اور تجزیہ نگاروں کے نزدیک دس سالوں سے افغانستان میں پھنسا امریکا جو اَب تک اپنے اربوں اور کھربوں ڈالر دہشت گردی کے خلاف اپنی خود ساختہ چھیڑی گئی جنگ میں پھونک چکا ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِسے ابھی تک ہر قدم پر اپنی ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے... اور کہیں سے بھی اِسے اپنی کامیابی کا کوئی ایک بھی ایسا سُراغ

نظر نہیں آ رہا ہے کہ یہ کھل کر کہہ سکے کہ اِس نے افغانستان میں حقیقی معنوں میں کوئی ایک کامیابی حاصل کرلی ہے مگر اِن تمام تر حقائق کے باوجود دنیا بھر کے تجزیہ نگار اِس بات پر حیران اور پریشان ہیں کہ دوسری جانب امریکی انتظامیہ یہ کیسے کہہ رہی ہے کہ" افغانستان میں امریکا نے انگنت پریشانیوں اور مشکلات کے باوجود اپنی کامیابی کے وہ تمام تر اہداف حاصل کرلئے ہیں جن کے حصول کے خاطر امریکا افغانستان میں گھسا تھا"آج دنیا بھر کے جنگی ماہرین اِس امریکی دعوے کو امریکیوں کی خوش فہمی اور امریکی انتظامیہ کی مضحکہ خیزی قرار دے رہے ہیں۔

جبکہ اِن کا یہ کہنا ہے کہ امریکا افغانستان میں اپنی جس کامیابی کے خواب لے کر گھسا تھا اِسے ایک فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی ہے آج افغانستان میں امریکا کی حالت اُس افغان روس جنگ سے بھی زیادہ بدتر ہو چکی ہے جس میں افغانیوں نے روس جیسی سُپر طاقت کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور روس آج تک اپنی اِس غلطی کا ازالہ نہیں کرپایا ہے سوائے پچھتاوے اور ہاتھ ملنے کے بہر کیف ! ایسی ہی صورتِ حال سے آج امریکا بھی افغانستان سے گزر رہا ہے اور آج اِس کی پوزیشن ایسی ہو چکی ہے کہ اگر اِس نے اِن حالات میں اپنی ناکامی کا ذرا بھی اظہار کیا تو اِس کی بہادری اور دنیا پر دہشت قائم رکھنے کا اِس کا سارا بھرم خاک میں مل رہ جائے گا تو دوسری طرف اِس کے اپنے وہ باشعور عوام

موجودہ امریکی انتظامیہ کا جیناد وبھر کردیں گیں جس نے اَب تک اِنہیں اندھیرے میں رکھا ہوا ہے اور اِنہیں بس ایک یہ ہی خواب دکھایا ہے کہ افغانستان میں اِنہیں کامیابیاں مل رہی ہیں مگر حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے آج امریکا افغانستان میں گھس کر خود کو ایک ایسے دلدل میں بُری طرح سے دھنسا چکا ہے کہ اَب جس سے آسانی سے نکلنا اِس کے لئے مشکل تر ہوچکا ہے اور ایسے میں آج یہ اپنے نکلنے کے لئے جتنے بھی ہاتھ پیر مار رہا ہے اُلٹا اِس دلدل میں اُتنا ہی دھنستا جارہا ہے کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ آج امریکا افغانستان میں ہر قدم پر ناکام ہوچکا ہے۔ ایسے میں امریکا کے لئے افغانستان ایک ایسی زمین ثابت ہورہا ہے جہاں اَب اگر یہ زیادہ دیر ٹھیر گیا تو اِس کا سُپر طاقت ہونے کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا اِن حالات واقعات کے پس منظر میں اَب بھلے سے اپنی سُبکی مٹانے اور امریکا میں آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے مسٹر اُوباما اِس طرح سے چاہئے جتنا جھوٹ بولنا چاہیں تو بولیں مگر اَب امریکی شہری اِن کی خوش فریبی میں نہیں آئیں گے۔

جیسے امریکا کے موجودہ صدر مسٹر بارک اُوباما جو امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام صدر بھی ہیں اُنھوں نے ایک امریکی جریدے "ٹائم میگزین" کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں انتہائی اطمینان اور تحمل کے ساتھ اپنا سینہ ٹھونک کر، گردن

تان کر اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط مکا بناتے ہوئے اِس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ دس سال سے افغانستان میں نائن الیون کے دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں مصروف اِن کی بظاہر بہادر اور چاک وچوبند مگر پیمپرز پہن لڑنے والی فوج نے ننانوے فیصد کامیابی حاصل کرلی ہے۔اور اِس کے ساتھ ہی مسٹر بارک اُوباما نے القاعدہ کے خلاف اپنی حکمتِ عملی کو انتہائی کامیاب قرار دیتے ہوئے بڑے حوصلے اور جوانمردی سے اِس بات کا بھی انکشاف کیا کہ ہم نے اور جی ہاں ! ہماری پیمپرز پہن کر جنگ لڑنے والی بہادر فوج نے افغانستان میں اپنا ہدف کامیابی سے حاصل کرلیا ہے،اور مسٹر اُوباما نے اپنے اِسی انٹرویو میں یہ بھی کہا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہر محاذ پر بیدریغ پیمپرز کا استعمال کرنے والی ہماری بظاہر بہادر فوج نے اُسامہ سمیت القاعدہ کے بہت سے ایسے سرکردہ رہنماؤں جن کا نام سُن کا امریکا میں اچھے اچھے پیمپرز کااستعمال کرنے پر مجبور ہوجاتے تھے اَب ہماری اِسی پیمپرز زیب تن کرنے والی فوج نے اُن سب کا خاتمہ کردیا ہے اور امریکی صدر نے بڑے اطمینان اور تحمل کے ساتھ یہ بھی کہا کہ ہماری حکمتِ عملی اور بہادر امریکی افواج کے کارناموں کے بدولت القاعدہ تنظیم اَب بہت زیادہ کمزور ہوچکی ہے اور اُنھوں نے کہا کہ اِس کے کمزور ہونے سے ہمارے شہریوں میں پیمپرز کا استعمال بھی بڑی حدتک کم ہوگیا ہے جو پہلے کبھی بہت زیادہ ہوا کرتا تھا۔

اگرچہ اِسی انٹرویو میں مسٹر بارک اُوباما نے اپنے منصوبوں کو تقویت دینے کے خاطر پاکستان، افغانستان، روس، بھارت اور ایران سمیت خطے کے دیگر ممالک کو بھی مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ القاعدہ کے خاتمے اور خطے میں قیامِ عمل کے لئے امریکی انتظامیہ اور پیمپرز پہنے والی ہماری امریکی افواج نے جتنی خدمات پیش کیں ہیں اِس کے بعد خطے کے مفادات کا خیال رکھنا مندرجہ بالاممالک کی اہم ترین ذمہ داری ہونی چاہئے اِس کامیابی کے حوالے سے مسٹر اُوباما نے امریکاسمیت دنیابھر کے ممالک سے کہاکہ کوئی اِن کا موازنہ سابق امریکی صدر اور اُن کی پالیسیوں سے ہر گز مت کرے کیونکہ اُنھوں نے افغانستان میں جو جنگ شروع کی تھی اُس سے ایک طرف امریکی معیشت کا ستیاناس جو ہوا سو ہوا مگر دوسری طرف دنیاکے سامنے یہ بھید بھی کھل گیاکہ امریکی افواج نے افغانستان میں اپنی کامیابی حاصل کرنے کے لئے جہاں بیدریغ گولہ بارود کا استعمال کیا تو وہیں اِس نے ڈروخوف کی وجہ سے پیمپرز کے استعمال سے بھی پیچھے نہیں ہٹی مگر اچھاہواکہ ڈر اور خوف کے باوجود دنیاکے سامنے بظاہر بہادر نظر آنے والی امریکی فوج نے پیمپرز پہن کر ایسی کامیابی حاصل کرلی ہے کہ اِس پر امریکی اور نیٹوافواج خود بھی حیران ہیں کہ اُنھوں نے ڈراور خوف کے عالم میں یہ کیسی کامیابی حاصل کرلی ہے کہ اِنہیں اپناڈر چھپانے کے لئے پیمپرز کا استعمال کرناپڑا۔

بہر حال ! سیاہ امریکی صدر بارک اُوباما نے ایک مرتبہ پھر اپنا سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ بڑے زور دار انداز سے کیا ہے کہ افغانستان میں امریکا کو جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اِس میں اِن کی وہ حکمتِ عملی اور اِن کی تبدیل شدہ وہ خارجہ پالیسی ہے جس کی وجہ سے امریکا کو افغانستان میں کامیابی ملی ہے یعنی یہ کہ اُنہوں نے امریکا میں ہونے والے انتخابات میں اپنی ایک بار پھر کامیابی کو یقینی بنانے کا سہرا اپنے سر لیتے ہوئے اپنے شہریوں سمیت دنیا کو یہ بھی جتادیا کہ اُنہوں نے خارجہ پالیسی کا محور بدلنے کا نہ صرف وعدہ پورا کردیا بلکہ افغانستان میں نائن الیون کے دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو تباہ اور القاعدہ کے سرکردہ رہنماؤں کا بھی صفایا کرکے خاص طور پر امریکا اور اِس کے شہریوں کو محفوظ کرلیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ دعویٰ بھی کردیا ہے کہ اِن کی انتظامیہ اور گولہ بارود سے زیادہ ہیمپرز کا استعمال کرنے والی امریکی اور نیٹو افواج کے اِن قابلِ تعریف کارناموں سے امریکا پہلے سے سوفیصد اور زیادہ مضبوط اور مستحکم پوزیشن میں آچکا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اَب دنیا کو اِس بات کا بھی یقین ہوچکا ہے کہ سُپر طاقت امریکا ہے اور اَب یہی ہے جو دنیا میں قیادت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اُوباما نے اِنتہائی تکبرانہ انداز سے یہ بھی تک کہہ دیا ہے کہ اگر گزشتہ تین سالوں کا موازنہ کیا جائے تو میں (بارک اُوباما) کہہ سکتا ہوں کہ امریکا اِس وقت پہلے سے زیادہ مضبوط ہوچکا ہے

یہ میری تبدیل شدہ خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے۔امریکی صدر کے اِن تمام کھوکھلے دعووں اور انکشافات کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مسٹر بارک اُوباما جتنی چاہیے اپنے حق میں لن ترانیاں ہانک لیں مگر حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں ناکامی کی دیوی اِن کا ماتھا چوم رہی ہے اور کامیابی جو کبھی اِن کے خوابوں کی رانی ہوا کرتی تھی وہ اِن سے روٹھ کر کوسوں دور جاچکی ہے اور آج یہ بات افغانستان میں اِن کی پیمپرز پہن کر جنگ لڑنے والی فوج بھی جانتی ہے کہ افغانستان میں ہر معرکہ پر اِسے کتنی بار اپنے پیمپرز بدلنے پڑے تھے۔اور کامیابی اِن سے کیوں روٹھی تھی...؟؟اور آج ناکامی اِن کے پیروں کی زنجیر کیوں بن گئی ہے...؟؟

اَب ایران کی بھی سُن لو بھئی... اور چھوڑو امریکا کو

ہو گئی جی... بہت ہو گئی ہے... اَب تو امریکیوں کی جی حضوری کرنے والے ہمارے حکمرانوں کو ایران کی بھی سُن لینی چاہئے جس کے صدر احمدی نژاد نے ایک غیر ملکی نشریاتی ادارے کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں بڑے پُر تپاک انداز سے پاکستانی حکمرانوں کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ" اگر پاکستانی حکمران امریکی دباؤ میں نہ آئیں تو اِن کے ملک میں موجود تمام بحرانوں کا حل ہمارے پاس ہے اور اِس کے علاوہ اُنہوں نے کہا ہے کہ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کو گیس کی فراہمی کے منصوبے پر ہماری طرف سے کام تقریباً مکمل ہوچکا ہے جبکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں اِس پر کام اَب بھی جاری ہے جس کی وجہ بتاتے ہوئے احمدی نژاد نے کہا ہے کہ پاکستان میں گیس وصولی جیسے اہم معاملے میں سست روی کی سو فیصد وجہ صرف یہ ہے کہ پاکستان میں امریکا روڑے اٹکانے کی پوری کوشش کر رہا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی ساتھ ایرانی صدر نے یہ بھی کہا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ جس روز پاکستان اور افغانستان نے خطے سے وابستہ امریکی مفادات کو جان لیا اور امریکا سے دوستی کا ہاتھ کھینچ لیا تو پاکستان، ایران اور افغانستان مل کر خطے میں ایسا مثالی امن واستحکام پیدا کر سکتے ہیں جس کی تلاش میں اِس خطے کے امن پسند باشندے برسوں سے تھے"اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ایرانی صدر احمدی

نژاد کی اِس دلکش پیشکش کے بعد کیا ہمارے حکمران اِس کا کوئی مثبت جواب دے پائیں گے....؟جس سے امریکا پر یہ تاثر پڑے کہ پاکستان اور ایران کا ایک مضبوط اسلامی بلاک قائم ہورہاہے جس کے بعد خطے میں امریکی مفادات کا ملیامیٹ ہوجائے گا اور کیاہمارے حکمران اِس جانب سنجیدگی سے اقدامات کرتے ہوئے امریکا سے مزید رابطہ رکھنے یا توڑنے کا فیصلہ کرپائیں گے ...؟؟یا ایرانی پیشکش کو امریکی دباؤمیں ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال دیں گے....؟؟

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ہمیں امریکیوں کی صحبت میں رہتے ہوئے نصف صدی سے بھی زائد کا عرصہ گزرچکاہے مگر اَب تک اِس کی جوتی سرپر اُٹھائے پھرنے سے ہمیں ایک رتی کا بھی فائدہ نہیں ہواہے اورایسے میں تواِس سے اچھائی کی اُمید رکھنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگایعنی ملک کی موجودہ کسمپرسی کو دیکھتے ہوئے ہمیں اَب امریکا سے متعلق یہ ضرور سوچناہوگاکہ یہ ہمارے لئے وہ بے فائدہ شر ہے جس نے اپنے مفادات کا توہم سے بھرپور فائدہ اٹھایامگراِس نے ہمارے مفادات کا کبھی کوئی خیال نہیں کیا اُلٹاجب اِسے کہیں سے بھی کوئی موقع ملااِس نے آستین میں چھپے ہوئے سانپ کی طرح اپنے پھن سے ہمیں ڈساہی ہے اور ہم ایک دو بار نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اِس کے زہرآلود ڈسے کو برداشت کرگئے اگر اتناکچھ برا کرنے والے امریکا سے اَب بھی

ہم نے اِس سے خود کو نہ چھڑایا تو پھر ہم آئندہ بھی اِس کے اِس فعل سے خود کو نہ بچاپائیں گے ...؟؟ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ہم میں اپنی حالات زار کو سنبھالنے کی پوری صلاحیت موجود ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہم ہمیشہ اِس سے مدد اور تعاون کے طلب گار رہے ہیں اور ہم نے اِس کی مکروہ صحبت میں رہنا یا خود کو اِس کے دامن سے چمٹائے رکھنے ہی میں اپنی عاقبت جانی ہے پتہ نہیں ہم نصف صدی سے ایسا کیوں کر رہے ہیں..؟ اور کس کے لئے کر رہے ہیں اِس کے بارے میں یا تو سب کو سب کچھ معلوم ہے...یا کوئی کچھ نہیں جانتا ہے...یا سب کچھ جان کر بھی انجان بنا بیٹھا ہے کہ زبان کھولی تو کہیں امریکا یا امریکی آقا ناراض نہ ہو جائیں...؟ بہرحال !اَب ہمیں امریکا سے جان چھڑانی ہوگی اور اِس کی مکروہ صحبت سے فوراً نکلنا ہوگا اِس سے پہلے کہ ہم اِس کے اشارے پر چلتے چلتے اِس جیسے ظالم اور انسانوں کے قاتل بن جائیں جیسا آج یہ بن چکا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ " نااہلوں کی صحبت اہل کو نااہل بنادیتی ہے اور اگر وہ شعلہ ہے تو گھاس پھوس بن کر رہ جاتا ہے"اِس میں حکمت ہے سمجھنے والوں کے لئے اور جو اِس کو جان کر رد کرے تو پھر اپنا انجام بھی یہ خُوب جانتا ہے اِسی طرح گزرے زمانوں سے اہلِ فکرودانش کا خیال یہ ہے کہ بُروں کی صحبت اچھوں سے بدگمان کر دیتی ہے اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو آپ کے افعال میں بھی اِن کے افعال کا رنگ خود بخود پیدا ہو جائے گا یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہاں ہمیں احسان مند ہونا چاہئے اپنے

اُن اہلِ داناکا جنھوں نے بنی نوعِ انسان کو سمجھانے کے لئے اِس کی مثال کچھ یوں دی ہے کہ " آم کے باغ میں ایک آم کے درخت کی شاخ کے ساتھ نیم کی شاخ لگ گئی اور بالکل متصل ہو گئی اِس کا انجام یہ ہوا کہ اِس آم کے درخت کے تمام پھل جو کبھی باغ میں اپنی مثال آپ ہوا کرتے تھے یہ سب کے سب نیم کی تلخی سے تلخ اور کڑوے ہونے لگے یعنی مختصر یہ کہ صحبت کا اثر یہ ہوا کہ سارے باغ میں اپنی میٹھاس اور خوبصورتی کے حوالے سے جانا، جانے والا آم کا درخت نیم کے درخت کی ایک یا چند شاخوں کی وجہ سے اپنا بنابنایا وقار کھو بیٹھا اور اپنے اُوپر ایک ایسا دھبہ لگا بیٹھا جس کی وجہ سے اِس کی ساکھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجروح ہو گئی یعنی یہ کہ اگر اپنی بے شمار خصوصیات کے حوالوں سے یہ بے مثال آم کا درخت نیم کی شاخ یا کئی شاخوں سے لگّا نہ کھاتا تو یہ اپنی خصوصیات سے کبھی بھی محروم نہ ہوتا مگر چوں کہ اِس نے نیم کی شاخ سے خود کو نتھی کئے رکھا یعنی جوڑے) رکھا تو اِس کا انجام بھی ویسا ہی ہو گیا" اور اِسی طرح ایک جرمن کہاوت ہے) کہ " جب کوئی کبوتر یا مینا کوّوں سے تعلق جوڑلیتی ہے تو اِس کے پنکھ (پَر) سفید رہتے ہیں لیکن اِس کا دل سیاہ ہوتا جاتا ہے اور ایک کہاوت یہ بھی بڑی مشہور ہے کہ "ہوشمندوں کے ساتھ رہو گے تو ہوشمند بن جاؤ گے" اور آخر میں ہم اِن تمام اقوال اور کہاوتوں کے بعد اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں، اپوزیشن رہنماؤں، عسکری قیادت اور عوام سے بس اتنا ہی کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ اَب وقت آگیا ہے کہ ہمیں امریکا سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے

لئے کچھ بھی کرنا پڑے تو ہم کر گزریں چاہئے اِس کے لئے ہمیں جتنی بڑی بھی قیمت کیوں نہ چکانی پڑے بس ایک بار ہی تو ایسا ہوگا پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امریکا جیسے اِس ظالم و جابر اور فاسق وفجور دوست نما اپنے اصل دُشمن سے نجات مل جائے گی جس نے ہمیں دوست بن کر کسی دشمن سے بھی زیادہ نقصان پہنچایا ہے اور آئندہ بھی ہمیں نقصانات پہنچانے کا عزم کر رکھا ہے ایسے میں ہمیں امریکا کو چھوڑ کر ایران کی سُن لینی چاہئے۔جو ہمارا پڑوسی بھی ہے تو ہمدرد بھی ہے اَب فیصلہ ہم سب کو ہی کرنا ہے۔ (ختم شد)

آہ! چلو سائیں کسی نے تو سچ بولا...نوید قمر کا اعتراف یا سچ

اِنکشاف...!!مُلک میں پاور کمپنیاں سالانہ 91ارب کا خسارہ صارفین سے وصُول کررہی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ آج ملک میں نازل ہونے والا بجلی کا بحران کوئی نیا نہیں ہے مگر افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اِس بحران کے خاتمے کے لئے کبھی بھی اور کسی نے بھی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیااور نہ صرف یہ بلکہ حد تو یہ ہوئی کہ اگر کبھی کوئی حکمران ملک میں بڑھتی ہوئی توانائی کی طلب کا احساس کرتے ہوئے اِس معاملے کے حل کے لئے دیرپااقدامات کرتاتو شاید بہتری کی کوئی اُمیدیا کرن نظرآتی مگراِس معاملے میں کوئی یہ نہیں چاہتارہاکہ کوئی اِس معاملے میں اُلجھے اور اپنا وقت.برباد کرے بلکہ یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ ہر کسی نے اِس مسئلے سے دیدہ و دانستہ اپنادامن بچائے رکھااوراُلٹاوہ اپنی اُوٹ پٹانگ حکمرانی کرکے چلتابنااور ملک میں تونائی بحران کے حل کے حوالے سے نہ صرف یہ خود جھوٹ بولتارہابلکہ عوام الناس کو بجلی کے اندھیروں میں دھکیلنے کے لئے عوام کے سامنے اُس سُچ کو بھی سامنے لانے سے کتراتارہاجس کی وجہ سے ملک میں اندھیرے کاراج پھیلتارہااور ملک میں بجلی کے بحران کی شکل میں توانائی کا مسئلہ بڑھتارہایعنی حکمرانوں نے اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک سچ

کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ کا سہارا لیا۔ اگر یہ ایک سچ بول دیتے اور عوام کے سامنے اپنی مجبوریاں رکھ دیتے تو شاید عوام کے مسائل کوئی نہ کوئی حل نکل آتا مگر افسوس کے ساتھ ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنی حکمرانی کے لئے سچ سے زیادہ جھوٹ پر اپنی حکمران قائم رکھی۔

خوش حال خان خٹک کا قول ہے کہ " سچے لوگوں کے چہروں پر بہار کی سی تازگی اور جھوٹوں کے منہ پر خزاں کی سی پژمردگی چھائی رہتی ہے "آج اگر ہم اِس نقطے نگاہ سے اپنے اردگرد نظریں دوڑائیں تو ہمارے مشاہدے میں یہ بات سو فیصد آئے گی کہ ہمارے معاشرے میں موجود جھوٹا شخص اپنے منہ کی خزاں کی سی پژمردگی کے باعث ہزاروں میں بھی باآسانی پہچان لیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِنسانوں کو جھوٹ سے بچانے اور اِنسانی اقدار میں سچ کی حوصلہ افزائی کے خاطر ہر زمانے کی ہر تہذیب اور ہر معاشرے کے اہلِ دانش ہر عمر کے اِنسانوں کو اِس بات کی نصیحت کرتے رہے ہیں کہ سچ بُولنا مشکل ضرور ہے مگر اِس سے بہت سی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور سچا انسان سچائی کی وجہ سے اِس رتبے تک پہنچ جاتا ہے جسے جھوٹا مکر و فریب سے نہیں پا سکتا اِس لئے تو کہا جاتا ہے کہ سچائی کامیابی کا سبب اور جھوٹ رسوائی کا موجب ہے اور جھوٹ تمام گُناہوں کی ماں اور سُچ سب بُرائیوں کا علاج ہے اور الحمدُللہ آج بھی ہر ملک کا علم و دانش طبقہ اپنے اپنے انداز سے اپنے ملک کے باسیوں کے لئے اپنا یہ فریضہ

خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہوئے یہ بات ضرور کھتادِ کھائی دیتا ہے کہ سچ بات کہنے کی عادت ڈالو چاہے وہ کتنی ہی کڑوی ہو سچ سُننے کی عادت ڈالو چاہئے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو اِس لئے سچ بولو تاکہ تمہیں قسم کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔

اِن ساری باتوں کے بعد ہمیں تسلی ہوئی ہے کہ آہ چلو سائیں....!! ملک میں غریبوں کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر اقتدار سنبھالنے والی حکومت میں سے چار سال بعد بجلی کے ستائے لوگوں کے لئے کسی نے تو سُچ بولا...!! جس سے بجلی کے ستائے ہوئے لوگوں میں ذرا سی اُمید کی کرن پیدا ہوئی ہے کہ جمہوری حکومت نے اپنے اختتام سے ایک سال قبل سہی مگر ملک سے بجلی کے بحران کے خاتمے کے لئے کچھ تو اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں اِس معاملے میں ہائی پروفائل ایک وزیر نے سچ کا پردہ اٹھادیا ہے۔

تو بات یہ ہے کہ اَب وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی ہدایت پر ملک میں توانائی بحران پر قائم 17 رُکنی خصوصی پارلیمانی کمیٹی کا اجلاس جو گزشتہ دنوں چیئرمین انجینئر عثمان خان ترکئی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں خصوصی طور پر کمیٹی کو نیشنل ٹرانسمنشن اینڈ ڈسپیچ کمپنی، سنٹرل پاور پرچیزنگ ایجنسی، اور نیپرا کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور جس میں وزارت پانی و بجلی

کے حکام نے۔بریفنگ دی اِس اجلاس کی جو سب سے زیادہ خاص بات رہی وہ یہ تھی کہ اِس اجلاس میں وفاقی وزیرپانی وبجلی سید نوید قمرآخرکار وہ سچ اپنی زبان پر لے ہی آئے جسے یہ اَب تک عوام سے چھپارہے تھے اور اُنہوں نے چار سالوں سے ملک پر عذاب بن کر نازل رہنے والے بجلی کے بحران پر غیر سنجیدگی کامظاہرہ کئے رکھا تھاآج اِن کا یہی وہ سچ ہے جسے ہم اگلی سطور میں بیان کریں گے کہ آخراِن کا ایساوہ کون ساسچ ہے۔۔۔؟؟ جس نے ہمیں اپنا یہ کالم لکھنے پر مجبور کیا۔

تو قارئین حضرات سُنیئے۔۔۔۔!ہمارے ملک کے وفاقی وزیر پانی وبجلی سید نوید قمرنے اپنی نوعیت کے ایک اہم ترین اجلاس میں اِس بات کا کھل کر اعتراف کرلیاہے کہ"

پاور کمپنیاں سالانہ 91ارب کا خسارہ صارفین سے وصول کررہی ہیں جس کی تفصیل بتاتے ہوئے وفاقی وزیرپانی وبجلی سید نوید قمرنے کہاکہ بجلی کی تقسیم ،ترسیل اور چوری کی مد میں سالانہ91ارب روپے کا نقصان اور اربوں کے نادہندہ سرکاری وفاقی اور صوبائی اداروں کا بوجھ بھی عام صارفین پر ڈالاجارہاہے (وزیر صاحب !یہ تو سراسر بجلی کے ستائے غریب اورمفلوک الحال عوام کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے ایک طرف تو یہ مجبور عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہیں تو دوسری جانب بجلی کا اضافی بل بھی یہی ادا کررہے ہیں،اور اُس بجلی کا بل جسے اِنہوں نے استعمال ہی نہیں کی اُس کا بل یہ مجبور وبے کس

عوام ادا کر رہے ہیں) اور اِسی کے ساتھ ہی ساتھ اُنہوں نے اجلاس میں یہ بھی کہا کہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیاں اربوں کے نادہندہ سرکاری اداروں کا بوجھ بھی صارفین پر ڈال رہی ہیں جس کے تدارک کے لئے آج پارلیمنٹریز کی مداخلت بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی ہے اور پارلیمنٹریز کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے نوید قمر کا تیج کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہ ہوا اُنہوں نے کہا بجلی کی تقسیم اور ترسیل کی کمپنیوں کے لئے نیپرا کی طرف سے دیے گئے بجلی کے نقصانات کا ہدف سے تجاوز کر گئے ہیں اور اِس مد میں سالانہ اوسطاً 54 ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے جبکہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کے سسٹم سے مجموعی طور پر سالانہ ارب روپے کی بجلی چوری ہو رہی ہے اربوں روپے بجلی چوری اور اربوں روپے کے 37 نادہندہ سرکاری وفاقی و صوبائی اداروں کا بوجھ بھی عام صارفین پر ڈالا جا رہا ہے اطلاعات ہیں کہ چیئرمین نیپرا خالد سعید نے اجلاس کے بتایا کہ بجلی چوری اور نقصانات دنوں ہی تشویشناک ہیں مگر کمپنیوں کی ناقص کارکردگی کی سزا کم از کم بجلی کے نرخ بے تحاشہ بڑھا کر عوام کو تو نہیں دے سکتے۔

جبکہ دوسری جانب افسوس کا مقام یہ ہے کہ اِسی اجلاس میں چیئرمین کمیٹی کے استفسار پر سیکریٹری پانی و بجلی امتیاز قاضی نے ملک میں 15 سے 18 گھنٹے تک ہونے والی لوڈشیڈنگ کی بات کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بات کہنی کچھ ٹھیک نہیں ہے جسے میں ماننے کو ہرگز تیار نہیں ہو یعنی اِن کا یہ کہنا ہے کہ آج ملک کے کسی

بھی حصے میں اتنے گھنٹے کی لوڈشیڈنگ نہیں ہو رہی ہے جتنے گھنٹے کا شعور کیا جا رہا ہے ہاں البتہ! دوسری طرف یہ بات بجلی کے ستائے ہوئے عوام کے لئے حوصلہ افزا اور حقیقت پر مبنی ہے کہ چیئرمین کمیٹی نے اِس کا اعتراف کر لیا ہے کہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی خصوصی ہدایت پر ملک میں آئے ہوئے توانائی بحران پر قائم کی گئی 17 رُکنی پارلیمانی کمیٹی جن مقاصد کے لئے بنائی گئی تھی وہ ملک میں بجلی بحران کا خاتمہ تو درکنار یہ کمیٹی اِسے کنٹرول کرنے میں بھی ناکام ثابت ہوئی ہے۔

اُدھر باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شاہد خاقان نے اجلاس میں کروڑپتی بااثر لوگوں کو بھی سبسڈی دیئے جانے پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کروڑپتی اور بااثر لوگوں کو بھی سبسڈی دینا سمجھ سے بالاتر ہے جبکہ اجلاس میں بشریٰ گوہر نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے جس نقطے کا انکشاف کیا اُس نے بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کے کردار کا پردہ چاک کر دیا ہے اُنھوں نے کہا کہ بجلی کمپنیوں کے اندر بدانتظامی اور کرپشن عروج پر ہے نادہندگان کی فہرست ابھی تک نہیں دی گئی ہے۔ اگرچہ اجلاس میں بولے گئے وفاقی وزیر پانی و بجلی سید نوید قمر سمیت شاہد خاقان کی تشویش اور بشریٰ گوہر کے سچ اور انکشاف کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ سچ جسے ہمارے وزیر موصوف نے آج بولا ہے اگر یہی ذرا سا سچ یہ بہت یعنی دو یا تین سال پہلے ہی بول دیتے تو آج بجلی سے ستائے

ہوئے عوام میں حکومت کے خلاف جو بدگمانی پیدا ہوئی ہے کم از کم وہ تو پیدا نہ ہوتی اور ایک ایسا سچ جیسے نوید قمر اور دوسرولں نے آج بولا ہے کہ ملک میں بجلی کا بحران اور اِس کے نرخ بڑھانے کی اصل ذمہ دار تقسیم کار کمپنیاں ہیں یہی وہ کمپنیاں ہیں جو آج اپنی حد سے اتنی تجاوز کر گئی ہیں کہ اِن پر پارلیمنٹیریز کی مداخلت بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی ہے۔اِس ساری صُورت حال میں اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری یہ حکومت جسے اپنی مدت پوری کرنے میں ابھی صرف ایک ہی سال باقی رہ گیا ہے اِس ایک سال کے عرصے میں یہ نوید قمر کے بولے گئے سچ کی بنیاد پر ملک سے تقسیم کار کمپنیوں سے بجلی کا بحران ختم کرانے اور اِس کے بڑھے نرخ کو کتنا کم کراپاتی ہے۔

ممبئی دنیا کا 5 واں امیر ترین شہر بن گیا

بھارتی شہر ممبئی کا اعجاز،

ہمارے حکمرانوں کا کارنامہ، حکومت نے اپنے اخراجات پورے کرنے کیلئے 2 ہفتوں میں 48 ارب 38 کروڑ کے نئے نوٹ جاری کئے

یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے لے کر آج تک بھارتیوں نے ہمارے ساتھ وقتاً فوقتاً جتنے بھی بے حس رویئے روا رکھے ہیں وہ آج بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور یہی بھارتیوں کی وہ روش ہے جس نے ہمارے دلوں میں بھارت سے متعلق نفرت کی چنگاری سُلگا رکھی ہے اِس سے ہمارے دلوں سے بھارت اور بھارتیوں کے لئے محبت کا جذبہ ختم ہو کر رہ گیا ہے مگر بھارت سے اپنی تمام تر نفرتوں کے باوجود ہمیں اِس بات کا پورا یقین ہے کہ آج آپ بھی ہماری طرح بھارتیوں کے طرفدار نہیں ہوں گے مگر دوسری جانب اِن تمام باتوں اور کدورتوں کے باوجود ہمیں اِس بات کا بھی یقین ہے کہ آپ بھی ہماری طرح اِس حقیقت کو کُھلے دل سے تسلیم کرنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ بھارتی دنیا کے کئی قدیم و جدید شعبوں میں ہم سے لاکھ گنا زیادہ بہتر ہیں اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ کیا ہمارے ملک کا کوئی ایک بھی شہر ایسا نہیں ہے جو بھارتی شہر ممبئی کی طرح کوئی اعجاز حاصل کرسکے تو ایسے میں ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ

یہ کہناپڑ رہاہے کہ جی ہاں ہمارے یہاں کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہے جو بھارت کے کسی ایک بھی شہر کے مد مقابل ہوسکے ....؟؟تو کیا...؟؟ایسے میں آپ نے کبھی یہ سوچا کہ اِس کی کیاوجہ ہے...؟مگر آہ...!! چھوڑیں اِس کی کیاضرورت ہے...؟؟کہ کوئی اِس جانب سوچے اور ملک کو بھارت سے آگے لے جانے کے بارے میں
فکر مند ہو....؟؟ ہمارے یہاں تو حکمرانوں کو اپنی کُرسی اور عوام کو اپنی بقاکے لئے روٹی، کپڑے اور مکان کی فکر ہے۔ جبکہ دوسری جانب بھارتی حکمران بھی ہمارے حکمرانوں کی طرح شاطر ضرور ہیں مگر اِنہیں اپنے ملک اور عوام کے ساتھ کسی حد تک محبت ہے جس کے اثرات بھارت میں گاہے بگاہے نظر بھی آتے رہتے ہیں اور یہ بھارتی حکمرانوں کی دانشمندی اور حکمتِ عملی ہے کہ آج بھارتی شہر ممبئی کو دنیاکا 5 واں امیر ترین شہر ہونے کا اعجاز حاصل ہوگیاہے یہاں ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ بھارت کے اِس شہر میں یقیناایسی کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوگی جو ہمارے کسی بھی شہر میں نہیں ہے تب ہی تو اِس کا شمار دنیاکے پانچویں امیر ترین شہر میں کرکے اِس کو اِس اعجاز سے نواز دیاگیاہے تو خبر یہ ہے کہ ایک غیر جانبدار سروے رپورٹ کے مطابق بھارت جس کی آبادی پونے دوارب سے بھی زیادہ ہے اِس کا شہر ممبئی دنیاکے امیر ترین شہروں میں 5 ویں نمبر پر آگیاہے جبکہ امریکی شہر نیویارک دنیاکا امیر ترین شہر ہے جس کے بارے میں بتایاجاتاہے کہ یہاں دنیاکے سب سے زیادہ امیر ترین لوگ بستے ہیں اِسی طرح دوسرے نمبر پر روس کا دارالحکومت ماسکو، تیسرے نمبر پر لندن، چوتھے نمبر پر ہانگ

کانگ اور 5 ویں نمبر پر ممبئی ہے جس سے دنیامیں بھارت کا شمار ایک امن پسند اور ایک مستحکم ملک میں ہونے لگا ہے جس میں دنیاکے امیرین افراد سرمایہ کاری کرنے اور اِسے عالمی منڈی میں ایک بلند مقام دلانے کے لئے کوشاں ہیں مزید اطلاعات یہ ہیں کہ دبئی میں بحرین ، بھارت ، نیوزی لینڈ، سعودی عرب اور پاکستان کے امیر لوگ رہتے ہیں جبکہ اِسی سروے کے مطابق متحدہ عرب امارات کے رہائشی ارب پتی افراد کی دولت میں 10 فیصد کمی ہو گئی ہے جبکہ دولت مندافرد کی تعداد دوگنا ہو گئی ہے۔ایسے میں بھارت کے شہر ممبئی میں دنیاکے امیر ترین افراد کی دلچسپی کا بڑھنا یقیناً بھارتیوں کے لئے ایک اعجاز اور افتخار کی بات ہے جس پر بھارتی حکمران اور عوام جتنا بھی ناز کریں وہ کم ہے اور آج کے بعد سے بھارتیوں میں اپنے شہر کو پُرامن بنانے اور بھارت کو مستحکم کرنے کا حوصلہ بڑھے گا۔ایک طرف دنیا کی پونے دوارب سے زاید والا ملک بھارت ہے کہ اِس نے اپنی معیشت کو استحکام بخشنے کے لئے ایسے اقدامات کرلئے ہیں کہ دنیا بھر کے امیرین ترین افراد نہ صرف یہاں رہائش اختیار کررہے ہیں بلکہ بھارت میں سرمایہ کرنے کو اپنے لئے فخر محسوس کررہے ہیں ۔ جبکہ اِدھر ہماراملک پاکستان ہے آج جس کے بارے میں اطلاعات یہ ہیں کہ ہمارے ملک کے موجودہ غیر یقینی سیاسی حالات وواقعات کے پیش نظر اور ملک میں سیکیورٹی کے قابلِ بھروسہ انتظامات نہ ہونے کے باعث ملک سے امیرافراددنیاکے دوسرے مما لک کا رُخ کررہے ہیں جس سے ملک میں نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی سرمایہ کار بھی

پاکستان میں اپنا سرمایہ لگانے سے کترا رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ملکی معیشت کا حال بُرا ہو کر رہ گیا ہے تو ایسے میں ہمارے ملک کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اَب ہماری حکومت نے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے جنوری کے صرف دو ہفتوں میں 48 ارب 38 کروڑ روپے کے نئے نوٹ جاری کرکے ملکی معیشت کو مصنوعی طور پر سہارا دینے کا انتظام کیا ہے ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کے اِس عمل سے جہاں ملک میں 48 ارب کروڑ روپے کے نئے نوٹ گردش کریں گے تو وہیں ملک میں افراط زر کی صورت 38 میں کئی ایسے مسائل بھی جنم لیں گے جس سے مستقبل قریب میں ملکی معیشت پر ہولناک اثرات مرتب ہوں گے اور جن کا سامنا ہر پاکستانی کو کرنا ہوگا آج اپنی کُرسی کے چکر میں مگن ہمارے حکمران اپنے اقتدار کی مدت کو پورا کرنے کا عزم اپنے سینوں میں لئے اِن تمام مسائل سے دانستہ طور پر چشم پوشی اختیار کئے ہوئے ہیں اِس حوالے سے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے اپنی ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں اِس نے کہا ہے کہ اِس دوران جاری کیے گئے نوٹوں کی مالیت 17 کھرب 15 ارب روپے سے بڑھ کر 17 کھرب 63 ارب 74 کروڑ روپے ہو گئی ہے جبکہ مرکزی بینک کے پاس حکومت کے ڈپازٹس کی مالیت میں 41 ارب 15 کروڑ روپے کی کمی ریکارڈ کی گئی ہے اِس صُورتِ حال میں جب ہمارے حکمران ملک ہی کو کیا ملک کے کسی ایک شہر کو ممبئ جیسے کسی مقام تک لے جانے کے لئے جب سنجیدہ نہیں ہیں تو پھر ہمارا ملک بھلا کیسے...؟ بھارت کے مدِمقابل کھڑا ہو سکتا ہے..؟؟ ہمارے حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ایسی پالیسی مرتب

(کریں کہ ملک میں امن قائم ہو اور ملک میں دنیا کے سرمایہ کار آئیں۔ (ختم شد

پاکستانیوں سے متعلق ایک امریکی غیر سرکاری ادارے کی رپورٹ

یہ حقیقت نہیں ہے کہ 85 فیصد بلکہ 99.99 فیصد پاکستانی اپنے حکمرانوں کے امریکی قیادت سے تعلقات پر ناخوش ہیں...!!!

یہ حقیقت نہیں ہے کہ آج 85 فیصد محب وطن پاکستانی اپنے حکمرانوں اور امریکی قیادت سے ناخوش ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ لمحات میں 99.99 فیصد پاکستانی ہیں جو اپنے حکمرانوں کے امریکی قیادت سے تعلقات قائم رکھنے پر ناخوش ہیں جبکہ 85 فیصد کا جوانکشاف امریکا میں ایک غیر سرکاری ادارے کی رپورٹ میں کیا گیا ہے وہ غلط ہے اوراِس پر سونے پر سُہاگہ یہ کہ اپنی اِس رپورٹ پر اِس امریکی ادارے نے دعویٰ کیا ہے کہ اِس کی یہ رپورٹ ہر قسم کے شک وشبہات سے بالاتر ہے امریکی میڈیا رپورٹ کے مطابق ایک غیر سرکاری ادارے نے 2011 میں پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے لوگوں کی رائے پر مشتمل مختلف سروے کا جائزہ لینے کے لئے ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں اِس نے چیخ چیخ کر یہ بتانے اور پاکستانی حکمرانوں ، سیاستدانوں اور امریکی قیادت کو اِس بات کی یقین دہانی کرانے کی کوشش کی ہے کہ 43 فیصد پاکستانی مسلم دنیااور مغرب میں تعلقات کو ضروری سمجھتے ہیں جس کی تفصیل بتاتے ہوئے اِس غیر سرکاری

امریکی ادارے نے اپنی رپورٹ میں اِس کا بھی انکشاف کیا ہے کہ گزشتہ سال دو مئی کو ایبٹ آباد میں پیش آنے والے امریکی افواج کے آپریشن والے واقعے کے بعد لوگوں سے جب یہ رائے جانی گئی کہ پاکستان اور امریکاکے تعلقات کس حدتک بحال ہونے چاہئیں تواِس ادارے نے بتایاہے کہ 64 فیصد لوگ اِس امریکی آپریشن سے آگاہ تھے (جبکہ اِس پر ہم پاکستانی پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اِس آپریشن کا علم ایک فیصد بھی پاکستانیوں کو نہیں تھا یہ امریکی ادارہ کن 64 فیصد پاکستانیوں کی بات کررہاہے .؟؟)اور اُنہوں نے نفی میں جواب دیا جبکہ اِسی ادارے نے اپنی اِسی رپورٹ میں یہ بھی کہاہے کہ 5 فیصد نے مثبت رائے دی اور10 فیصد پاکستانیوں نے امریکی آپریشن کو سراہا اور اِسی طرح اِس امریکی ادارے نے یہ بھی کہاہے کہ 25 فیصد وہ پاکستانی ہیں جو اپنی حکومت اورامریکی قیادت پر اعتماد نہیں کرتے ہیں جبکہ اِس نقطے پر اِس امریکی ادارے سے ہمارااختلاف یہ ہے کہ ملک کی موجودہ غیر یقینی سیاسی اور معاشی صورت حال میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج صرف 25 فیصد پاکستانی نہیں بلکہ 99.99 فیصد پاکستانی ہیں جو اپنی حکومت کے امریکی قیادت سے تعلقات قائم رکھنے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ پاک امریکا تعلقات کی تاریخ کا مطالعہ کیاجائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ امریکیوں نے پاکستانیوں کی جانب سے باہمی تعلقات کے لئے بڑھائے گئے ہاتھ پر کبھی بھی اچھا رسپانس نہیں دیاہے اور آج یہی وجہ ہے کہ ہر پاکستانی امریکیوں کے لئے اپنے دل میں نفرتوں کا طوفان لیئے

پھر رہا ہے اور یہ جس کا ذمہ دار اپنے اُن امریکی تلوے چاٹتے حکمرانوں کو ٹھیراتا ہے جنھوں نے اپنی کُرسی اور اپنے مفادات کے لئے ملکی استحکام اور سالمیت کو پس پشت ڈال کر امریکیوں کی ہمیشہ جی حضوری کی اور ہر دور میں اپنی دال دلیہ کا بندوبست کیا اگرچہ آج یہ حقیقت بھی امریکیوں سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ امریکا نے پاکستان کے ساتھ جان بوجھ کر اپنا ایسا رویہ اِس لئے رکھا ہوا ہے کہ وہ پاکستانی حکمرانوں کی رگ رگ سے اچھی طرح واقف ہے اور آج بھی اِسے ہی یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ موجودہ حکمران بھی اِس کے اُس ہی پیمانے پر پورا اترے ہیں جیسا کہ امریکا پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں سے متعلق پہلے ہی اپنا ایک امیج رکھتا ہے۔ جبکہ دوسری جانب وہ محب وطن پاکستانی عوام ہے جس نے ہمیشہ اپنے حکمرانوں کی امریکا سے تعلقات کی ڈوری تھامے رکھنے پر احتجاج کیا ہے اور آج بھی پاکستانی عوام پاک امریکا حکمرانوں کے خلاف ہے کیوں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ امریکا نے پاکستانی حکمرانوں سے ہمیشہ اپنے مفادات کا کام نکلا ہے اور ہمارے حکمران اپنی کُرسی اور اپنے ذاتی مفادات کے حُصول کے خاطر ہر امریکی انتظامیہ کے اشارے پر ملنے والے ہر اُلٹے سیدھے حکم کو بجالانے کے لئے لٹو کی طرح ناچتے رہے ہیں اور ہمارے حکمرانوں کی یہی وہ روش ہے جسے آج امریکی انتظامیہ سمجھتی ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کو اپنے لئے کیا چاہئے..؟ جبکہ پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں کی امریکی انتظامیہ سے تعلقات قائم رکھنے پر ہمیشہ سے خائف رہے ہیں جس کے نتیجے میں پاکستان ہی

کیا اگر اِس کی جگہ کوئی دوسرا ملک بھی ہوتا تو اِس کے لوگ بھی یہی کچھ کرتے جیسا آج ہر پاکستانی امریکا کے متعلق سوچتا اور کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے۔اُدھر امریکا ہے کہ جو اول روز سے ہی پاکستان سے متعلق اپنی اُن دو پالیسیوں پر کاربند ہے جن کی بنیاد پر امریکا نے ہمیشہ پاکستانی حکمرانوں کو سبز باغات دکھا کر اپنا اُلو سیدھا کیا ہے اول یہ کہ پاکستان سے دوستی کا ہاتھ تو ضرور بڑھائے رکھو مگر اِس کی ضرورت کے وقت کبھی بھی فوراً اِس کے کام مت آؤ اور دوئم یہ کہ پاکستان کی ضرورت کے دس مطالبات میں سے صرف دو یا چار ہی مطالبات پر عمل کرو اور اگر کبھی اِس کی جانب سے مزید مطالبہ زور پکڑیں تو پھر اِس بات کا جائزہ لیا جائے کہ اِن میں امریکی مفادات کی کتنی گارنٹی محفوظ ہے اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اِن میں امریکی مفادات کا عنصر زیادہ غالب ہے تو پھر پاکستان کے ساتھ ایسی شرائط طے کی جائیں جن پر پاکستان اگر عمل کرنے کا حامی ہوتا ہے تو پھر اِن مطالبات کو پورا کر دیا جائے اور اگر یہ اِن پابندیوں پر عمل درآمد کرنے پر رضامند نہیں ہوتا ہے تو پھر وہ مطالبات بھی مسترد کر دیئے جائیں جنھیں پورا کرنے کا امریکا پاکستان سے پہلے حامی بھر چکا ہے آج اگر اِن ہی امریکی رویوں اور پالیسیوں کی وجہ سے محب وطن پاکستانیوں میں امریکی انتظامیہ اور امریکی عوام سے متعلق نفرت کا کوئی شعلہ بھڑک رہا ہے تو پھر اِس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ ٹھیک نہیں ہے..؟؟کیا ایسے میں پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں کو امریکا سے تعلقات قائم

رکھنے پر خائف رہتے ہیں تو آپ کیا سمجھتے ہیں یہ غلط ہیں ..؟ ایسے میں ہمارے حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی امریکا سے اپنے تعلقات قائم رکھنے سے متعلق اپنا احتساب خود بھی کریں اور یہ سوچیں کہ اُنھوں نے امریکا سے تعلقات کیوں اور کس لئے استوار کر رکھیں ہیں ...؟اور وہ امریکا جو کبھی بھی ہمارے بُرے وقت میں کام نہیں آیا تو اِس کے ساتھ یہ دوستی قائم رکھنے پر کیوں بضد ہیں ..؟؟(ختم شد)

پہلے تو یہ طے کیا جائے !... ہمارا مُلک خود مختار ہے یا کوئی امریکی ریاست ؟

اقتدار کے نشے میں دُھت حکمران ، مُلک کے غریب عوام اور پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں بے لگام اضافہ .. نا قابلِ برداشت ہے

ہمارے حکمرانوں نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں اندھادھند اضافہ کرکے مہنگائی کا جو طوفان برپا کردیا ہے اِنہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اُنہوں نے اپنی پہلے سے پریشان حال اور لاغر عوام کے لئے یہ ظالمانہ اقدام آئی ایم ایف ، ورلڈ بینک اور امریکا کے کہنے پر کیوں کیا ہے کیا اِن کے پاس سوچنے اور سمجھنے کے لئے اپنا کوئی دماغ نہیں ہے یا یہ اپنے دماغ کے استعمال سے قاصر ہیں یا جو امریکی ، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والے اِن سے کہیں گے یہ اپنی آنکھیں اور زبان بند کرکے اِس پر عمل کرنا شروع کردیں گے بھلے سے پاکستانی غریب اور مفلوک الحال قوم کا بھرکس بنتا ہے تو بنتا رہے اَب ایسے میں قوم یہ کیوں نہ مانے کہ ہمارے حکمران امریکی چمچے اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والوں کے ایجنٹ ہیں جو اِن کے اشاروں پر کام کرکے اِن کے عزائم کی تکمیل میں شب وروز مصروف رہ کر اِن کی خدمت میں مگن ہیں اور یہ ملک میں مہنگائی کرکے جواز یہ پیش کررہے ہیں کہ پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی

قیمتوں میں اضافہ کرنااِن کی اشد مجبوری بن گیا تھا کیوں کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوگیا ہے اِس لئے اِنہیں بھی یہ قدم اُٹھانا پڑا ہے اُمید ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں کئے جانے والے اِس اضافے کو عوام ہی برداشت کریں گے اور اِس کے لئے عوام کو تیار رہنا چاہئے۔

جبکہ یہاں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ حکمرانوں نے اپنی عیاشیوں سے خالی ہونے والے قومی خزانے کو بھرنے کے لئے تو ملک کے غریب عوام کے گلے پر پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ کرکے چھری پھیر ہی دی ہے جس سے عوام تڑپ کر رہ گئے ہیں اور ایسے میں مہنگائی کی چھری سے گھائل عوام مہاراج سے اِس اضافے کو واپسی کے لئے فریاد کر رہے ہیں مگر مہاراج ہیں کہ اِنہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھوس رکھی ہے یا اِن کے کان عوام کی اِس درد بھری آواز کو سُننے سے واقعی قاصر ہوگئے ہیں کہ اگر اِنہوں نے عوام کی آواز سُن کر اِس کی دادرسی کردی تو کہیں امریکہ، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والے اِن سے ناراض نہ ہوجائیں اور ایسے میں ہمارے حکمران اِنہیں ناراض کرنا نہیں چاہتے کیوں کہ اگر یہ ناراض ہوگئے تو اِن کا اقتدار اِن کے ہاتھ سے نکل جائے گا اِس لئے ہمارے اقتدار کے نشے میں دُھت حکمران یہ شاید کبھی نہ چاہیں گے کہ یہ پیٹرول ،ڈیزل اور گیس کی بڑھائی گئیں قیمتوں کو واپس لیں اور اگر اِنہوں نے اپنے اتحادیوں اور اپوزیشن کے دباؤ میں آکر دو یا ایک روپے واپس

بھی لے لئے تو یہ بھی ہمارے حکمرانوں کی کوئی سیاسی چال ہوگی۔تاکہ یہ عوام کو بتا سکیں کہ اِن کے دل عوام کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور اِنہیں عوام کی تکالیف کا پورا پورا احساس ہے اِس ہی لئے تو اِنہوں نے پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں ہاتھی کے وزن جتنا اضافہ کرنے کے بعد اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی قیمتیں کم کرکے عوام پر احسان کردیا ہے ایسے میں جب ہمارے حکمرانوں کی اپنے عوام کے ساتھ یہ روش ہو تو پھر عوام کو بھی کوئی کام کرنے سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ ہم جو کچھ بھی
اچھا یا بُرا کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی ذات کے علاوہ اور کس کے لئے ہے یعنی ہمارے کسی بھی فعل سے ملک اور قوم کو کیا ملے گا...؟کیا کوئی کامیابی یا نقصان صرف ہم تک ہی محدود رہیں گے..؟ یا اِس کے اثرات ملک اور قوم پر بھی پڑیں گے...؟؟
مگر یہاں ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کسی مخمصے میں پڑنے سے پہلے ہمارے ملک کا ہر محب وطن فرد یہ تو ضرور سوچ رہا ہے کہ ہم اپنے لئے جو کچھ بھی اچھا یا بُرا) کر رہے ہیں وہ تو کر ہی رہے ہیں مگر اِس سے ہمارے ملک اور قوم کو کیا ملے) گا...؟اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ یہ سوچتا ہوا کہہ پڑتا ہے کہ میرا ملک پاکستان جو کبھی خود مختار ہوا کرتا تھا مگر آج حکمرانوں کے بے حس رویوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حکمرانوں نے اپنی کُرسی مضبوط کرنے کے لئے بے سوچ سمجھے اور اپنے دماغ کا استعمال کئے بغیر امریکیوں ،آئی ایم

ایف اور ورلڈ بینک سے درپردہ ایسا کچھ معاملہ طے کرلیا ہے کہ امریکا اورِان مالیاتی اداروں کا ہم پر تسلط قائم ہوگیا ہے اور آج جس کا اثر ہمارے ملک کے کسی بھی غریب کے باورچی خانے سے لے کر ملک کے ایوانوں تک باآسانی دیکھا جاسکتا ہے یعنی آج ہماری مُلکی خودمختاری تو ایک طرف رکھ دی گئی ہے اور کیا ملک کو کوئی نئی امریکی ریاست بنادیا گیا ہے....؟؟آج جب قوم کو یہ محسوس ہوا ہے تو قوم تلملا اٹھی ہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ جب ملک میں پارلیمنٹ بالادست ہے تو پھر ملک میں پیٹرولیم مصنوعات اور گیس قیمتوں میں اضافے اور کمی کا اختیار بھی پارلیمنٹ کو دے دیا جائے یہ اوگرا، واگرا کیا ہے....؟؟ جو جب چاہتا ہے اپنی مرضی سے کچھ مصنوعی وجوہات اور خود ساختہ پیدا کردہ بحرانوں کا سہارا لے کے پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ کردیتا ہے ایسے عوام دشمن اوگرا کو حکمران اپنا دماغ استعمال کرتے ہوئے فی الفور ختم کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے تو پھر عوام کے ہاتھوں اِسے تباہ و برباد ہوتا دیکھنے کے لئے وقت کا انتظار کریں اور اِس کے ساتھ ساتھ عوام سے سڑکوں پر اپنا احتساب کرانے کے لئے بھی تیار ہوجائیں۔اور بالخصوص ہمارے یہ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی جنھوں نے عوام کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں کمی کے مطالبے پر صاف انکار کرتے ہوئے بڑی آسانی سے یہ کہہ دیا کہ اِس معاملے میں یہ بے اختیار ہیں اِنہیں بھی عوامی عدالت میں اپنا احتساب ضرور کرانا ہوگا جس کے لئے عوام انتظامات میں مصروف ہے۔

تو ایسے میں دانا کہتے ہیں کہ آنکھیں تو صرف گُھورتی ہیں یہ دماغ ہے جو دیکھتا ہے اور ایسے میں اگر کوئی دنیامیں کامیاب زندگی گزارنا چاہئے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دماغ سے سوچنے کی کوشش کرے، نہ کہ دوسرے کے کہنے کے مطابق کام کرے" دانا کی یہ بات صرف فردِ واحد کے لئے نہیں ہے اگراس پر دنیا کی اقوام بھی عمل کریں تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِنہیں بھی ہر شعبہ ہائے زندگی میں کامرانیاں نہ نصیب ہوں مگر اِس کے لئے شرط یہی ہے کہ اقوام میں اپنے دماغ سے سوچنے اور اپنے اچھے بُرے کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور عادت بھی ہو (ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قوم کی طرح نہ ہوں جو اپنا دماغ استعمال کرنے سے عاری ہیں تب ہی اغیار کے اشاروں پر تگنی کا ناچ ناچ رہے ہیں جو اَب کسی سے بھی ڈھکاچھپانہیں ہے) ایسے ہی ں دانشمند کہتے ہیں کہ، آپ کا دماغ آپ کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اگر آپ اِسے اچھی طرح اور عقل مندی سے استعمال کریں تو ایک کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں اور جب دماغ کو استعمال نہ کیا جائے تو وہ ناکارہ ہو جاتا ہے یکدم ایسے ہی جیسے گزشتہ کئی دہائیوں سے ہمارے حکمرانوں نے اپنا دماغ استعمال نہ کرکے اِسے ناکارہ بناڈالا ہے اور اَب جسے امریکا، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کباڑ خانے سے بے مول اور بے تول خرید کر اپنی مرضی سے استعمال کر رہے ہیں یوں اِس طرف آج ہمارے حکمران ہیں کہ جو ایک عرصے سے اپنا دماغ کا استعمال پہلے ہی چھوڑ چکے

تھے اَب امریکااور عالمی مالیاتی اداروں کے دماغ سے سوچتے اور اِس کی زبان میں بولتے دِکھائی دیتے ہیں ویسے یہ ہیں تو پاکستان کے حکمران مگراِن کے دماغ امریکی، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے نظریات ، منصوبوں اور سوچوں کی تکمیل اور پروگراموں کے لئے ہی متحرک رہتے ہیں۔ ایسے میں اَب عوام کو ہی یہ طے کرنا ہوگا کہ وہ اپنے حکمرانوں کو دماغ کے استعمال پر مجبور کرنے ساتھ ساتھ اِنہیں مُلک کی خود مختاری کا احساس دلانے کے لئے کیاکچھ کرتے ہیں یا ملک کو کوئی نئی امریکی ریاست جان کر خاموش بیٹھ جاتے ہیں....؟ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ اَب یہ طے کرنا عوام کا کام ہے کہ وہ مُلک کی خود مختاری اور پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں کئے گئے اضافے کی واپسی کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں...؟؟؟اور اِس کے ساتھ ہی اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس معاملے میں عوام کی جیت ہوتی ہے یا ہار.......!!

یہ کیسا دعویٰ ہے.. ؟؟

ملک میں لوڈشیڈنگ ختم اور 8500 ارب روپے کی کرپشن ہوئی ہے کیا واقعی.؟
یہ کیسا دعویٰ ہے کیا واقعی یہ سب ٹھیک ہے جیسا کہ کہا جارہا ہے ...؟؟ویسے ہمیں ایک بات پر یقین تو نہیں آرہا ہے جبکہ دوسری بات پر ہم بڑی حد تک یقین ضرور کر سکتے ہیں کیوں کہ موجودہ حکومت نے اپنے اقتدار کے دوران جتنے بھی دعوے اور وعدے کیئے اُن میں سے شاید ہی چند ایک ہی پورے ہوئے یا ہوتے ہوئے دکھائی دیئے ہیں باقی کا تو اللہ ہی حافظ ہے جو آپ بھی خوب جانتے ہیں اَب آپ اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ گزشتہ پیر کو وفاقی وزیر پانی و بجلی مسٹر نوید قمر نے حسبِ عادت ایک بار پھر قومی اسمبلی میں ایک نقطہء اعتراض کے جواب میں یہ حیران کُن دعویٰ کر دیا ہے کہ "کل (منگل) سے ملک بھر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ نہیں کی جائے گی"اِس پر اَب دیکھنا یہ ہے کہ وفاقی وزیر مسٹر نوید قمر کا ششدر کردینے والا یہ دعویٰ کب اور کتنے دن تک کارآمد ہوتا ہے...؟؟یا اِن کا یہ دعویٰ صرف اخبارات اور خبروں کی زینت بن کر رہ جاتا ہے...؟؟یا اِس پر حقیقی معنوں میں عمل بھی ہوتا ہے...؟؟یا بیچارے عوام کی قسمت میں اندھیرا ہی آتا ہے اور وہ اندھیرا جسے ہمارے یہ حکمران اپنے عوام کے لئے لکھ چکے ہیں کہ جب تک

ہمیں اقتدار میں رہنا ہے تو عوام کو بجلی، گیس کے بحرانوں میں جکڑے رکھنا ہے اور مہنگائی کے عفریت سے اپنے عوام کو ڈراتے اور ڈساتے رہنا ہے۔ اور اپنی مصالحت پسندی کو ہر صورت پروان چڑھانے کے لئے چاہئے کچھ بھی کرنا پڑے اِس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹنا ہے جیسے سپریم کورٹ میں وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ اور ڈاکٹر عاصم حُسین کی حیثیت جب چیلنجز ہوئی تو حکومت نے اِنہیں مشیر بناڈالا ہے اَب اِسے سمجھو قارئین . . ! یہ ایک مصالحت پسند حکومت کا مصالحت پسندانہ اقدام ہے

ناں۔ بہرحال ! آپ ایک ادارے کا یہ دعویٰ بھی پڑھ کر یقیناً اور بھی حیران اورپریشان ہوجائیں گے کہ ہماری یہی حکومت جس کا منشور اور نعرہ ملک کی عوام کے لئے روٹی کپڑا اور مکان کا ہے اِس کے وزیراعظم کے چار سالہ دور کو ٹرانسپیرنسی انٹر نیشنل، پاکستان نے کرپٹ ترین دور قرار دیتے ہوئے دعویٰ کیاہے کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی جو سیدزادے بھی ہیں اِن کے چارسالہ دورِ حکومت کے دوران وطن عزیر پاکستان کو ناقابلِ یقین حدتک مالی نقصان ہواہے اور کرپشن، ٹیکس چوری ،ڈواں ڈول ہوتی ملکی معیشت اور اِنتہائی خراب ترین طرزِ حکمرانی کی وجہ سے ملک کو 8500 ارب روپے (8.5 /کھرب روپے یا 94 / ارب امریکی ڈالرز) کا شدیدترین نقصان ہواہے اور ابھی حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے میں ایک سال کا عرصہ باقی رہ گیاہے شک ہے کہ اِس اعدادوشمار میں مزید اضافہ بھی ہوسکتاہے۔اِسی طرح ٹرانسپیرنسی اِنٹر نیشنل پاکستان کے مشیر عادل گیلانی نے یہ دعویٰ بھی کیاہے کہ پاکستان کو غیر ملکی

امداکی کی مد میں ایک پائی کی بھی ضرورت نہیں ہے اُنھوں نے اِس بات پر زور دے کر کہاہے کہ آج ہمارے ملک کو صرف اِس بات کی ضرورت ہے کہ ملک میں کرپشن پر موثرانداز سے قابو پایاجائے اور ملک میں ہر حال میں اچھی طرزِ حکمرانی کو یقینی بنانا چاہئے ہاں البتہ ! اُنھوں نے اِس موقع پر اپناخیال ظاہر کرتے ہوئے اعدادوشمار کی روشنی میں یہ دعویٰ ضرور کردیاہے کہ عمومی طور پر ملکی تاریخ میں موجودہ حکومت کے چار سال کرپشن اور خراب طرزِ حکمرانی کے لحاظ سے بدتر گزرے ہیں اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر عادل گیلانی نے کہاکہ موجودہ حکومت میں یقینی طور پر کرپشن کے ماضی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں اور جس کی وجہ سے آج ملک دنیاکے اِنتہائی کرپٹ ترین ممالک کی فہرست میں اِنتہائی اُونچامقام حاصل کرچکاہے جس کا سہرا ہمارے موجودہ حکمرانوں کو ہی جاتاہے جن کی نااہلی اور ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے ملک یہاں تک پہنچ گیاہے جس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے اقتدار کے دوران کوئی ایک بھی ایسا قابلِ قدر کارنامہ انجام نہیں دیاکہ ملک کا وقار عالمی سطح پر کسی مثبت اور تعمیری لحاظ سے بہتر ہوتا مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس جانب تو ہمارے موجودہ حکمرانوں نے سنجیدگی سے کوئی فیصلہ نہ کیا اُلٹااپنی غیر سنجیدہ طبیعت اور غیر حاضر دماغی کے باعث ملک کو کرپٹ ترین ممالک میں صفحہ اول کی چوٹی تک پہنچادیاہے۔ ملک کو عالمی.برادری میں یہ منفی شرف دلانے میں یقینی طور پر ہمارے اِن نااہل حکمرانوں نے جتنی محنت اور مشقت کی ہے اتنی

تو کوئی بھی نہیں کرسکا ہے۔ٹرانسپیرنسی اِنٹر نیشنل کے مشیر مسٹر عادل گیلانی نے اِس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ آج ملک کرپشن اور ٹیکس چوری سمیت دیگر وجوہات کے باعث جس منفی مقام تک پہنچا ہے اِس کی ایک اہم بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کرپشن پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں ہے کیونکہ اِنسداد بدعنوانی کے اِدارے مثلاََ قومی احتساب اور ایف آئی اے نے ملک میں کرپشن کو روکنے کے بجائے اُلٹا کرپٹ لوگوں کا ہی بھرپور انداز سے قدم قدم پر ساتھ دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی دعویٰ کیاہے کہ ہمارے ملک میں شواہد اور گواہی کو توڑ مروڑ کر کرپٹ لوگوں کی مدد کی گئی ہے تاکہ بااثر ملزمان کو فائدہ پہنچایا جاسکے۔ٹرانسپیرنسی اِنٹر نیشنل پاکستان کے مشیر مسٹر عادل گیلانی نے ایک خبر نویس انصار عباسی کو جس انداز سے موجودہ حکومت کی چار سالہ کارکردگی کا حوالہ دیتے ہوئے اعداد شمار بتائے ہیں آج جنہیں پڑھنے کے بعد یقینی طور پر ہر محب وطن پاکستانی ضرور ششدر رہ گیا ہوگا اور یہ ضرور سوچ رہا ہوگا کہ ہمارے یہ حکمران جن کا عوام کے لئے نعرہ ہی روٹی، کپڑا اور مکان ہے اِنہوں نے ملک کے عوام کے لئے وہ خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے ہیں جنہیں کرنے کے بعد ملک کے غریب اور فی الحال عوام کو کوئی ریلیف ملتا سوائے اِس کے کہ ہمارے اِن حکمرانوں نے عوام کو مہنگائی کے شکنجے میں جکڑنے اوراپنے چار سالہ دور اقتدار کے دوران 8500 ارب روپے کی کرپشن کے دروازے کُھول کر اپنے عوام کا خون چوسا ہے اور اَب ایک بار پھر 20ویں ترمیم کی آڑ میں حکومت اور

اپوزیشن والے اپنے اپنے مفادات کے لئے ایسے اقدامات کرنے کے لئے پر تول رہیں کہ جس سے ملک میں مہنگائی اور کرپشن کا ایک ایسا بازار گرم ہوجائے گا جس میں ملک کے غریب عوام ہی جھلس جائیں گے اور یہ دونوں ایوانوں میں بیٹھ کر ملک کے غریبوں کی لاشوں پر اپنی اپنی سیاسی بساط بچھاتے رہیں گے اور ملک میں یوں ہی کرپشن کے نئے دروازے کھلتے رہیں گے .؟اور ملک کے غریب عوام کے لئے بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے جیسے حکومتی وعدے اور دعوے یوں ہی اخباری خبروں اور ٹی وی چینلز کی زینت بنتے رہیں گے۔(ختم شد

سُنیں سُنیں چیف جسٹس صاحب نوٹس لیں اور کچھ کریں

گیس کا ماہِ جنوری 2012 کا بل اور غریب عوام ...

جناب عزت مآب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب! سُنیں سُنیں غریبوں کی بھی سُنیں کیوں کہ ماہِ جنوری 2012 کے گیس کے بل نے عوام سے جینے کی اُمید بھی چھین لی ہے ایسے میں اَب آپ ہی مُلک کے غریب اور مفلوک الحال عوام کے لئے کچھ کر سکتے ہیں تو غریب عوام کے لئے کردیں ورنہ عوام حکمرانوں کی جانب سے نازل ہونے والے مہنگائی کے طوفان کی زد میں آکر یوں ہی مہنگائی کے ہاتھوں مرتے رہیں گے اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں مُلک میں جمہوریت کو سینچنے کی جتنی فکر کی ہے اُتنی فکر مُلک کے عوام کے مسائل کے فوری حل کی نہیں کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ملک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام حکمرانوں کے اِن چار سالہ دورِ اقتدار میں ہر لمحہ مہنگائی اور مایوسیوں کے نازل ہونے والے عذاب سے تنگ آچکے ہیں اور ایسے میں کوئی اِن کے مسائل کی داد رسی کرنے والا نظر نہیں آرہاہے اور آج ساری پاکستانی قوم اِن مایوس کُن لمحات میں ربِ کائنات اللہ رب العزت سے اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے اور صدقے سے اپنے مسائل کے حل

کے لئے تو دعائیں مانگ ہی رہے ہیں مگر اِس کے ساتھ ساتھ اَب اپنے مسائل سے چھٹکارے اور اِن کے فوری حل کے لئے جنابِ عزت مآب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب آپ سے بھی التجا کر رہے ہیں کہ اُوپر اللہ اور اِس کے بعد زمین پر آپ ہی ہیں جو اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مہنگائی کا قدم قدم پر ساتھ دینے والے ہمارے حکمرانوں کو مُلک میں مہنگائی کو کم اور اِسے ختم کرنے کے اقدامات کرنے کے احکام نامہ صادر فرما کر مُلک کے غریب عوام کی داد رسی کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ جناب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب ! آج ملک میں حکمرانوں کی جانب سے نازل ہونے والے مہنگائی کے طوفان نے غریب عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے اور آج مُلک میں مہنگائی اور بھوک و افلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر روزانہ لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں اور ایسے میں ہمارے ملک کے حکمران ایوان صدر اور وزیرا عظم ہاؤس اور ہمارے منتخب نمائندے ایوانوں میں بیٹھ کر اپنی سیاست چمکا رہے ہیں تو ایسے میں آج ایوانوں میں غریبوں کے مسائل کے حل کے لئے سنجیدگی سے آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہے تو اِس کسمپرسی کے عالم میں اپنے مسائل کے حل کے لئے قوم چشمِ تر ہو کر اُمید اور آس کے ساتھ آپ کی جانب دیکھ رہی ہے کہ آج اگر ملک میں حکمرانوں کو مہنگائی کرنے سے کوئی روک سکتا ہے تو وہ جنابِ عزت مآب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب آپ ہی ہیں جو حکمرانوں کو کوئی نئی اور مثبت راہ دکھا سکتے ہیں اور ملک میں مہنگائی کے طوفان کا زور توڑ اور روک سکتے ہیں جس سے ملک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام کو

گیس، بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو کم ہونے پر ریلیف بھی مل سکے گا۔جنابِ عزت مآب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب ! قوم اُمید کرتی ہے کہ آپ اِس جانب بھی توجہ فرمائیں گے کہ آج ملک میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے بعد کراچی سمیت ملک کے بیشتر علاقوں میں کئی کئی گھنٹوں کی گیس کی بھی لوڈشیڈنگ کا ایک ایسا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیاہے کہ جس کی وجہ سے قوم گزشتہ کئی ماہ سے ایک نئے عذاب سے گزر رہی ہے جس کے خلاف ملک کے اکثر شہروں میں گیس کے گھریلوصارفین نے احتجاجوں کا بھی سلسلہ شروع کررکھاہے جوخلاف ضابطہ بھی ہے تو غیر اخلاقی بھی مگر بجلی کے بعد گیس سے بھی محروم غریب اور پریشان حال عوام اِس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں جب حکمران اور اِن کے منتخب نمائندے اِن کے مسائل کا مداوانہ کریں تو پھراِن کے پاس اپنی آواز ایوانوں تک پہنچانے کے لئے اِس کے سِوا کیارہ جاتاہے یہ بات ہمارے حکمرانوں کو سوچنی چاہئے اوراِس پر ظلم یہ کہ حکومت نے گھریلو صارفین کوایک طرف گیس کی لوڈشیڈنگ کا تحفہ دیاہواہے تو دوسری جانب اِن پر یکم جنوری 2012 سے گیس کی قیمتوں میں اضافہ کرکے ایک اور عذاب بھی نازل کردیاہے جس کے مطابق ماہِ جنوری کا جوگیس کا بل گھریلوصارفین کو موصول ہواہے اِس نے غریب عوام کی کمر دُہری کردی ہے کیوں کہ یکم جنوری 2012 سے گیس کی قیمتوں میں 13.98 سے 207.10 فیصدتک یقینی طورپر اضافہ کردیاگیاہے اورآج گھریلوصارفین کو جنوری کاجوبل مِلاہے وہ اِس اضافے کے ساتھ ہے یعنی

کیوبک میٹر ماہانہ تک گیس استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے میں 10013.98 فیس کے ساتھ 107.87 روپے فی ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھا کر 122.95 روپے فی ایم ایم پی ٹی یو، 101 سے 300 کیوبک میٹر ماہانہ تک گھریلو صارفین کے لئے قیمت 215.74301 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھا کر 245.89 روپے ایم ایم پی ٹی یو، سے 500 کیوبک میٹر ماہانہ تک گھریلو صارفین کے لئے قیمت 908.38 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھا کر 1035.34 روپے ایم ایم پی ٹی یو اور اسی طرح 500 کیوبک میٹر ماہانہ سے زائد استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے لئے قیمت 1142.74 روپے ایم ایم پی ٹی یو سے بڑھا کر 1302.26 روپے ایم ایم پی ٹی یو کے حساب سے ہے اِس طرح وہ گھریلو صارفین جن کا گیس کا بل پہلے (یعنی دسمبر تک) چند سیکڑوں اور ہزار میں آیا کرتا تھا اُن ہی صارفین کو ماہ جنوری 2012 کا گیس کا بل کئی ہزاروں میں موصول ہوا ہے آج جسے دیکھ کر گھریلو صارفین ششسدر رہ گئے ہیں اور آج جب یہی صارفین جنوری 2012 کا گیس کا بل ہاتھوں میں تھامے روزانہ گیس کے زونل دفاتر کا چکر لگا رہے ہیں تو گیس دفاتر کا فرض شناس عملہ اِنہیں یہ غیر تسلی بخش اور ٹکا سا جواب دیتا ہے کہ ’ یہ اضافہ حکومت نے کیا ہے ہم نے نہیں کیا ہے یہ بل تو بھرنا ہی ہوگا اور آئندہ ایسے ہی بل آئیں گے اگر نہیں بھر سکتے تو گیس کٹوادیں” یہ سُنتے ہی پہلے سے پریشان حال صارفین کی پریشانیوں میں اور اضافہ ہوجاتا ہے اور صارفین مایوس ہو کر ہاتھ ملتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں اَب ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں تک حکومت کی جانب سے

یکم جنوری سے گیس کے گھریلو صارفین کے لئے گیس کے مختلف درجات کے پرانے ایم ایم
پی ٹی یو میں اضافے کا سوال ہے تو حکومت کو اِس مد میں اضافہ کرنے سے پہلے یہ ضرور
سوچ لینا چاہیے تھا کہ قوم جو پہلے ہی گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے گزر رہی
ہے وہ گیس کی بڑھی ہوئی قیمتوں کے بل کیسے ادا کرے گی۔ (ختم شد

ایران نے خبردار کردیا ہے۔! اَب آگے خلیجی ممالک کی مرضی؟

امریکا، پاکستان اور ایران کا مشترکہ کُھلا دُشمن....

آج امریکا سمیت تمام امریکی دوست ممالک اور خلیجی ملکوں کو بھی پریشان کُن صُورتِ حال سے دوچار ایرانی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جس سے اِن دنوں ایران گزررہاہے اور اگر یہ اِس کے باوجود بھی ایرانی کیفیت کو نہ سمجھ سکے تو پھر اُنہیں یہ بات بھی اچھی طرح سے تسلیم کرلینی چاہئے کہ اِن کی امریکی خوشامد کے باعث اگر دنیامیں کوئی تیسری عالمی جنگی چھڑی تواِس کے ذمہ دار امریکاکے ساتھ ساتھ وہ امریکی دوست اور خلیجی ممالک بھی ہوں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ بغیر کسی جواز کے ایران پر معاشی پابندیاں لگادی جائیں اوراِس کے ایٹمی پروگرام کو منجمد کردیاجائے اور ایران کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے نہتا کرکے اِس پر کسی الائنس کی شکل میں حملہ کرکے اِسے نیست ونابود کردیاجائے تو یہ شاید ایران سے متعلق ایسے گھناؤنے عزائم رکھنے والے امریکی اتحادیوں کے لئے یہ ممکن نہ ہو کیوں کہ آج ایران کی پوزیشن ایسی نہیں ہے جیسی عراق اوراِس جیسے کسی دوسرے خلیجی ممالک کی ماضی میں امریکی اوراِس کے اتحادیوں کے حملوں کے وقت تھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج امریکااور

اِس کے اتحادیوں کو ایران پر کسی حملے سے پہلے سو بار یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ ایران عراق یا اور کوئی کمزور ملک نہیں ہے کہ جو امریکیوں اور اِس کے اتحادیوں کے حملوں کے جواب میں اُف تک نہ کہہ سکا اور اِن کے حملوں کے جواب میں یہ ریت کا ڈھیر ثابت ہوا بلکہ یہ ایران ہے جو ہر محاذ پر اپنے دشمنوں سے سینہ سپر ہونے اور جنگ کے ہر مشکل سے مشکل ترین میدان میں بھی اپنے دشمن کے دانت کھٹے کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ایرانی اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرنے والی وہ قوم ہے جو دوسروں سے زیادہ اپنے بازو اور قوت سے دنیا کو فتح کرنے کا فن بھی خوب جانتی ہے اور اپنے زورِ بازو سے دنیا کی عالمی طاقتوں کے ماتھوں پر پسینہ لانے کا ہنر بھی اچھی طرح جانتی ہے۔

آج یہی ایرانیوں کا وہ عزم و ہمت ہے کہ ایک فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے اِس کا ثبوت کچھ یوں دیا ہے کہ گزشتہ دنوں ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر علی لاریجانی نے خلیجی عرب ممالک کو کھلے لفظوں میں خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اُنھوں نے تہران کے خلاف امریکی سازشوں کی حمایت جاری رکھی تو اِنہیں معاف نہیں کیا جائے گا اور اِس کے ساتھ ہی علی لاریجانی نے یہ بھی کہا کہ خطے کے عرب ممالک کو ہمارا انتہائی دوستانہ او رمخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی پرانی روش ترک کردیں اور خطے کو نئی جنگ سے دوچار کرنے والی امریکی سازش کو

سمجھیں اِن کا کہنا تھاکہ میرا واضح اشارہ خطے کے چند ایسے ممالک کی جانب ہے جنھوں نے ماضی میں ایران کے خلاف عراقی آمر صدام حُسین کا ساتھ دیا تھااور آج یہی ممالک تہران کے مقابلے میں امریکاکے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں‌جبکہ اِس موقع پر فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہاہے کہ ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر علی لاریجانی نے اِن ممالک کو یہ مشورہ بھی دیاہے کہ وہ اپنی پرانی روش چھوڑدیں اگراِن کی وجہ سے ایران پر کسی بھی قسم کی آزمائشیں آئیں اور اگر ہمارے خلاف نئی سازشیں کی گئیں تواِس کے نتائج خطے پر بھی پڑیں گے تو ایران اِن ممالک سعودی عرب، کویت اور بحرین سمیت کئی خلیجی عرب ممالک جن کے ساتھ ایران کے تعلقات کشیدہ رہے ہیں اِن کو دوبارہ معاف نہیں کرے گا اُدھر دنیاکو تیسری عالمی جنگ کے خدشات کے پیشِ نظر حیرت انگیز طور پر روسی وزارتِ خارجہ کے ایک سینئر اہلکار میخائل اولے نوف نے بھی انٹرفیکس خبر ایجنسی سے گفتگو کرتے ہوئے خبردار کیاہے کہ ایران کی جانب سے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کی کوششوں سے متعلق اسرائیل کی جانب سے من گھڑت اور منفی پروپیگنڈوں اور افواہوں کے حوالے سے امریکا،اسرائیل اور اِن کے اتحادیوں کے سخت موقف کے تباہ کُن اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اِن کا کہنا تھاکہ ایران اگر کوئی ایٹمی ہتھیار بنابھی رہاہے تو یہ اِس کا داخلی معاملہ ہے اور کوئی اِسے اِس حق سے محروم نہیں کرسکتاہے اوراِس کے ساتھ ہی میخائل اولے نوف نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہاکہ ہم اصل معلومات کوترجیح دیتے

ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایرانی جوہری سرگرمیاں عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی (آئی اے ای اے) کی سخت نگرانی میں ہیں۔

اِس منظر اور پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے کہ آج جس صورتِ حال سے ایران گزر رہا ہے اگر ایسے میں امریکا، اسرائیل یا اِن کے اتحادیوں نے ایران پر حملہ کیا تو دنیا کو اِس بات کا بھی یقین کرلینا چاہئے کہ ایران کی ہر ممکن کوشش یہ ہوگی کہ یہ دنیا بھر میں امریکی مفادات کو نشانہ بنائے جس کے لئے اِس کے پاس بھرپور صلاحیت موجود ہے اور حالیہ دنوں میں ایران سے آنے والے خبریں اِس کا ثبوت ہیں کہ امریکی، اسرائیلی یا اِس کے اتحادیوں کے کسی بھی حملے کی صورت میں جوابی کارروائی کے لئے ایران نے امریکی اور اسرائیلی ٹھکانوں کو ٹھیک ٹھیک نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ آبنائے ہرمز کو بھی بند کرنے کی پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر رکھی ہے جس سے خطے میں گھمسان کا رَن شروع ہوسکتا ہے۔

اَب ایسے میں بالخصوص امریکا، اسرائیل اور اِن کے ایران پر حملے کی صورت میں اتحادی کا رول ادا کرنے والے ممالک کو پہلے سے ہی یہ بات اچھی طرح سے سوچ لینی چاہئے کہ اِن کا ذرا سا جذباتی پن اِن کی زندگیوں کو اجیرن کرسکتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی خلیجی خطے کے وہ ممالک جو ایرانی روش کی وجہ سے امریکا اور اسرائیل کی کسی سازش کا حصہ بننے جا رہے ہیں اِنہیں ایران کی

اِس وارننگ کو بھی اچھی طرح ذہین نشین رکھنی چاہئے جس میں ایران نے اِنہیں کسی بھی امریکی سازش کا حصہ بننے سے خبردار کردیاہے اَب آگے خلیجی خطے کے اُن ممالک کی اپنی مرضی ہے جن کا واضح نام لے کر ایران نے اِنہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اِنہیں مشورہ دیاہے کہ وہ امریکااور اسرائیل سے خبردار رہیں۔

ایک طرف ایران ہے جو آئندہ سالوں میں پاکستان کے بعد دوسری اسلامی ایٹمی قوت بننے جارہاہے جس کے خلاف امریکااور اسرائیل مل کر طرح طرح کی سازشوں میں مصروف ہیں تو وہیں یہ امریکا ہی ی ہے کہ جس نے آج دنیاکی آٹھویں اور اسلامی ممالک کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان کی سول اور عسکری قیادت کے درمیان غلط فہمیاں پیداکرنے کے لئے دنیابھر میں پاکستان سے متعلق منفی پروپیگنڈاکرنے والے اپنے ایک انتہائی متحرک منصور اعجاز نامی مخبر سے من گھڑت میمو لکھواکر ایک ایسا ایشو کھڑاکردیاہے کہ جس کی وجہ سے پچھلے کئی ماہ سے پاکستان کی سول اور عسکری قیادت کچھ پریشان سی ہو کر رہ گئیں ہیں حالانکہ اِس میموگیٹ اسکنڈل میں جسے امریکابہادر نے دانستہ طور پر اپنے ایک منصور اعجاز جیسے شیطانی صفت کارندے سے بنوایا تھااِس میں کیاکچھ تھا...؟؟اَب وہ تمام حقائق کھل کر سامنے آنے شروع ہوچکے ہیں اور آج پاکستانی اٹھارہ کروڑ عوام سمیت ساری دنیاکے سامنے بھی یہ بات پوری طرح سے عیاں

ہوچکی ہے کہ اِس میموگیٹ اسکنڈل میں حقائق سے زیادہ جھوٹ کے عنصر کی کچھ زیادہ ہی آمیزش شامل ہے اور آج جس کا پتہ پاکستان کی سول انتظامیہ اور عسکری قیادت اچھی طرح لگاچکی ہے اور اَب یہ سِوائے امریکی سازشوں اور دھرمیوں کا تماشہ دیکھنے کے اور کچھ نہیں کررہی ہیں اور سمجھ رہی ہیں کہ امریکا نے اِس میمومیں درج مختلف نکات کے ایشوا پنے کارندے منصور اعجاز سے کیوں اُٹھوائے تھے...؟؟ اور اِس کے پیچھے
کیاکیاامریکی مفادات اور کس کے لئے کیاکیا مقاصد پوشیدہ تھے...؟؟اِس پر اَب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اور بات ہے کہ پاکستان کی سِول اور عسکری قیادت تمام حقائق کو جان لینے کے بعد بھی اگر انجان بنی بیٹھی ہے تو یہ اِس کا قصور ہے کہ یہ تمام حقائق سے آگاہی رکھنے کے باوجود بھی اگر انجان ہے تو پتہ نہیں اِس کی اِس معصومیت کے پیچھے اور کیا راز پوشیدہ ہے....؟؟ یہ تو یہی بہترجانتی ہوں گیں۔
مگر حقیقت یہ ہے کہ ہماری سول اور عسکری قیادت کو میموگیٹ اسکینڈل کے پیچھے
ساراامریکی گیم کا علم ہوچکاہے یہ امریکانے اپنے بدنامِ زمانہ کارندے منصوراعجاز سے یہ میموکیوں اور کس لئے لکھوایاتھا جس کی وجہ سے ہماری سِول اور عسکری قیادت میں جزوی طور پر تناؤ تو پیداہوامگر دونوں جانب سے حاضری دماغی اور وقت کی نزاکت اور دشمن کی چال کو سمجھتے ہوئے جس اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیاہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے جس کی وجہ سے دونوں طرف سے تناؤ کی

کیفیت ختم ہوئی اور حالات معمول پر آگئے ہیں۔ ورنہ تو امریکا نے منصور اعجاز کے میمو کے ذریعے ہماری سول اور عسکری قیادت میں غلط فہمیاں پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی تھی اور مزید یہ کہ آئندہ دنوں میں اِس حوالے سے مزید دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا جب میموگیٹ کا مرکزی کردار منصور اعجاز ایک اہم گواہ بن کر کمیشن کے سامنے حاضر ہوگا تو سب کچھ واضح ہوجائے گا کہ اِس سے امریکی انتظامیہ نے اِس میمو کا ایشو کیوں اور کس لئے بنوایا تھا...؟؟

بہرحال ! اَب پاکستانی قیادت اور ایرانی حکمرانوں کو بھی یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ امریکا اور اسرائیل پاکستان اور ایران دونوں ہی ممالک کے ڈھکے چھپے اور کُھلے دشمن ہیں جو یہ کبھی نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان اُمتِ مسلمہ کی پہلی ایٹمی طاقت کی حیثیت سے قائم و دائم رہے اور ایران اسلامی دنیا کی دوسری جوہری قوت بنے اِس لئے یہ پاکستان اور ایران کے خلاف داخلی اور خارجی طور پر طرح طرح کی سازشیں تیار کرتے رہتے ہیں اور یہی بات پاکستان اور ایران کے دوست خلیجی ممالک کو بھی سمجھنی چاہئے۔

دوائیاں مہنگی ہوگئیں، حکومت کا ایک اور کارنامہ

غریب دوائی کھائیں تو مریں اور نہ کھائیں تو بھی..؟
ہمارے ملک کے حکمرانوں نے اپنے ہی ملک میں گیس، بجلی، پیٹرولیم مصنوعات اور اجناس کی قیمتوں میں بے لگام اضافے کے بعد اَب ملک کے بیمار عوام کی استعمال میں آنے والی ادویات کی قیمتوں میں بھی اندھادھنداضافہ کرکے ملکی تاریخ میں اپنے اقتدار کا ایک اورکارنامہ رقم کردیاہے یہ اِس عوام دوست حکومت کا ایساکارنامہ ہے جس کی وجہ سے ملک کے وہ بیمار عوام جن کے حلق سے بیماری کے باعث ایک نوالہ بھی نیچے نہیں اُترتاہے آج اِس ظالمانہ حکومتی اقدام پر ملک کے بیمار عوام بھی چیخ پڑے رہیں اور حکمرانوں کے اِس ظلم پر دہائی کررہے ہیں۔
اِس میں آج کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک کے خالی ہوتے ہوئے قومی خزانے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے انتہائی محب وطن حکمرانوں کی مرضی اورمنشا سے کہنے کو تو غیر فعال مگراِس کام کے لئے فعال) وزارت صحت نے اپنے حکومتی (اخراجات کم کرنے کے بجائے اُلٹا اپنے بیمار عوام کے لئے بھی دواؤں کی قیمت

سے 100 فیصد بڑھانے کی منظوری کا فوری طور پر نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے جس کے 20 بعد ہمارے ملک میں ملٹی نیشنل اور مقامی کمپنیوں کی مختلف دواؤں کی قیمتوں میں یقینی طور پر 20 سے 100 فیصد تک اضافہ ہوگیا ہے اِس حکومت اقدام سے متعلق خبر یہ ہے کہ انڈسٹری ذرائع نے سینہ چوڑا کرکے بیمار عوام کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ پہلے مرحلے میں تقریباً 350 کے قریب وہ ادویات جنہیں زیادہ تر ملک کا غریب طبقہ کثرت سے استعمال کرتا ہے اِن کی قیمت بڑھادی گئی ہے جبکہ اِسی انڈسٹری ذرائع نے اِنہی بیمار عوام کو یہ عندیہ بھی دے ڈالا ہے کہ بقیہ دواؤں کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری آئندہ اجلاس میں یقینی طور پر دے دی جائے گی جس نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ 8 فروری کے وزارت صحت کے بورڈ کے اسلام آباد میں ہونے والے اِس اجلاس سے جس میں 350 ادویات کی قیمتیں بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اِس سے ملک میں ادویات کی انڈسٹری کو استحکام ملا ہے اِس پر ہمیں اُمید ہے کہ اگر حکومت نے اِسی طرح اور اِس سے بڑھ کر مزید ادویات کی قیمتوں میں بھی اضافہ کیا تو قوم کو اِس بات کا پورا یقین کرلینا چاہئے ہے کہ اِس حکومتی اقدام سے ملک میں ہر میڈیکل اسٹور پر مہنگی ادویات تو موجود ہوں گیں مگر کوئی بیمار نہیں رہے گا کیوں کہ بیچارے غریب بیمار افراد اِن مہنگی ادویات کو کھائے بغیر یعنی اِن کی بڑھی ہوئیں قیمتیں سُنتے ہی مر جائیں گے .... یہاں ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ ہمارا دنیا کا یہی وہ واحد ملک ہے جہاں بیمار ادویات کھائیں تو مریں اور اِن کی قیمتیں سُن کر نہ کھائیں تو بھی

مریں اَب ایسے میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے ملک میں اُس عوام دوست جمہوری حکومت کے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لے کر اقتدار کی کرُسی پر ایلفی لگا کر چپکے بیٹھے اِن حکمرانوں کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کے لئے اِن پر تنقیدوں کو جتنی بھی انگلیاں اُٹھائی جائیں وہ بھی کم ہیں۔

اطلاع ہے کہ ہماری وزارتِ صحت جسے اگر عوام کی فلاح وبہبود کے لئے کام کا کوئی کہئے تو یہی خود کو غیر فعال کہہ کر کنی کتاجاتی ہے مگر آج جب اِسے عوام دشمن اور ادویات کی صنعتوں کے مفادات اور اقدامات کرنے کا موقع ملا تو یہی غیر فعال وزارت صحت اِس طرح متحرک ہو گئی جیسے اِس کے وجود میں 14000 ولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو اور اِس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور ترنت ہر قسم کے کف سیرپ (کھانسی کے شربت) کی قیمت میں فیصد اضافے کی منظوری دینے کے ساتھ ساتھ ڈسپرین کے 600 والے پیکٹ کی 100 قیمت میں آنکھیں بند کرکے 130 روپے کا اضافہ کردیا گیا ہے اور اِسی طرح لبریکس کی گولیوں والے پیکٹ کی قیمت میں 20 روپے، پیناڈول کے 200 گولیوں والے ڈبے 20 کے نرخ میں 40 روپے، ٹرائیل 500 گولیوں والے پیکٹ کی قیمت میں 110 روپے کا بے تحاشہ اضافہ کرکے بیماروں کو زندگیوں کی سے نااُمید کرکے دیدہ و دانستہ طور پر مرنے کا انتظام کردیا گیا ہے۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ خود کو غیر فعال کہنے والی ہماری اِسی

وزارتِ صحت نے فاسٹم جیل کی قیمت میں بھی 140 روپے، سوموجیل کی قیمت 19 روپے، سی پوریکس کیپسول کے نرخ بھی 20 سے 100 بڑھانی کی منظوری دے دی ہے اوراِس کے ساتھ ساتھ شوگر کے مرض میں مبتلا مریضوں کو یہ بھی بتادیاہے کہ ذیابطیس اور انٹی بائیوٹک ادویات کی قیمتوں میں بھی اِسی حساب سے اضافہ کردیاگیاہے اور ساتھ ہی غیر فعال مگرادویات کی قیمتیں آسمان کی بلندیوں تک لے جانے والی فعال وزارتِ صحت نے اِس عزم کا بھی اعادہ کیاہے کہ ہم آئندہ بھی ادویات کی قیمتوں میں مزید اضافہ کریں گے اوراِس پراِس نے یہ اُمید بھی ظاہر کی ہے کہ عوام اِس حکومتی اقدام کی ہر صُورت میں حوصلہ افزائی کریں گے اور حکمرانوں کی عیاشیوں کی وجہ سے خالی ہونے والے قومی خزانے کو لبالب بھرنے کے لئے ادویات کو زائد قیمتوں میں خرید کراپنا قومی فریضہ اداکریں گے ...اور بیمار مریضوں کو ادویات استعمال کرنے سے پہلے یہ یقین بھی کرلیناچاہئے کہ شفادینایانہ دیناتو اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر کیاہی اچھاہو کہ ہمارے ملک کے بیمار مریض جاتے جاتے یعنی مرتے مرتے بھی مہنگی ادویات یہ سمجھ کرخریدیں کے اِس سے یہ قومی خزانے کو بھر کر حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے خدمت کر رہے ہیں۔

آج امریکیوں کو دیوتا سمجھ کراِن کی بوجا کرنے والے ہمارے حکمران اور سیاستدان اپنے اِن دیوتاؤں کی اوتار میں اتنے منہمک ہوگئے ہیں کہ اِن کے

یہی دیوتا اِنہیں اپنے ہی ملک (پاکستان) میں جو کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں
توہمارے یہی حکمران اور سیاستدان اپنے امریکی دیوتاؤں کی خوشنودی کے خاطر ایسے
ظالمانہ اقدامات کئے ڈال رہے ہیں کہ بھلے سے ملک کی معیشت کا ستیاناس ہو اور عوام
زندہ لاشیں نظرآئیں آج جس کی کوئی ایک آدھ مثال ہوتو ہم بیان کریں اور چشم پوشی
کرکے آگے بڑھیں مگر یہاں تو عوام کے لئے ہمارے ماضی اور موجودہ حکمرانوں نے جتنے
بھی ظالمانہ اقدامات کئے ہیں اِن کا اعدادو شمار سیکڑوں اور ہزاروں میں موجود ہے ہم
کس کس کا اِن سطور میں تذکرہ کریں یہاں تو جیسے آوے کا آوخراب ہے۔ اَب ایسے
میں ذرا سوچو آج جس سرزمین پر دولت اور سرمایہ ہی آمریت اور جمہوریت سب کچھ
ہوتو وہاں ناانصافی اور افلاس کو بھلا پھر کیسے زوال آسکتا ہے...؟؟ یہ بات ہم نے اپنے
وطن پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدان اور مقدر کی ماری مظلوم عوام سے متعلق کہی ہے
آج جہاں حکمرانوں اور سیاستدانوں کے نزدیک اپنے عوام کے لئے یہ کُلیہ بڑا اہمیت
اختیار کرگیا ہے کہ عوام کا کیا ہے...؟ یہ تو ہر حال میں روتے ہی رہتے ہیں اِنہیں تو کسی
بھی حالت میں سُکھ اور چین نصیب ہو ہی نہیں سکتا ہے اور ایسے میں پاکستانی جلد باز اور
جذباتی عوام کا تو اللہ ہی حافظ ہے جس کے لئے حکمران اور سیاستدان چاہئے جتنا بھی
اچھا کیوں نہ کرڈالیں یہ کُرہ ارض پر ایسی عوام ہے جو ہمیشہ حکمرانوں اور سیاستدانوں
سے خائف ہی رہتی ہے۔ایسے میں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ جب حکمرانوں اور
سیاستدانوں کی اپنے ہی عوام کے لئے ایسی

سوچیں ہوں تو اِن کے گورکھ دھند میں تو عوام یوں ہی مرتے رہیں گے جیسے اِن دنوں مر رہے ہیں۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہی وہ عوام ہیں جن کے ووٹوں سے ہمارے حکمران اور سیاستدان اقتدارِ اعلیٰ کی سیج پر قدم رنجافرماتے ہیں اِس لئے عوام سے اقتدار کی بھیک مانگنے والوں کو عوام دشمن اقدامات کرنے سے پہلے اتنا تو یہ ضرور سوچ لینا چاہئے کہ اگر آج عوام اِنہیں ووٹ نہ دیتے تو کیا یہ اقتدارِ کے حقدار ہو سکتے تھے...؟ یہ عوام کا ہی رحم و کرم ہے کہ عوام نے اپنے مسائل کے حل کے لئے اِنہیں اپنا مسیحا جان کر اِنہیں ووٹ دیا اور اِن پر بھروسہ کرتے ہوئے اِنہیں ایوانوں تک پہنچایا مگر یہ کیا....؟ کہ آج ایوانوں میں جانے کے بعد یہی عوام سے ووٹوں کی بھیک مانگنے والے اپنے محسنوں (عوام) کو ہی بھول گئے ہیں اور انتخابات میں اپنی خرچ کی گئی رقم کو دگنا و چگنا اور اِس سے بھی کہیں زیادہ کرنے کے چکر میں کسی جواری کی طرح پڑے دکھائی دیتے ہیں اور یہی سوچ رکھتے ہیں کہ آج عوام کی فلاح و بہبود کے لئے (اِن کے اور بیوی بچوں کے نصیب سے) قومی خزانہ لوٹنے اور اپنی تجوری بھرنے کا جو موقع اِن کے ہاتھ لگا ہے اِسے غنیمت جان کر پہلے اپنے ذاتی اور اپنے اہلِ خانہ کے نام ملکی اور غیر ملک بینکوں میں نئے کھاتے کھولے جائیں اور پھر اپنے حلقے انتخاب کے لوگوں کی حالت زندگی بہتر بنانے کے نام سے نکالی

جانے والے رقوم سے اپنے کھاتوں کو قومی خزانے سے زیادہ سے زیادہ بھرنے کی حکمتِ عملی اختیار کی جائے اور جب اپنے اِس عظیم نصب العین سے فرصت ملے تو پھر عوام کے لئے ایسے ظالمانہ اقدامات کئے جائیں کہ عوام اِن سے پریشان ہو کر بلبلا اُٹھیں جس سے اِنھیں دلی تسکین پہنچے۔

ماد ر زاد ولی قطبِ ربانی، شہباز لامکانی غوث الثقلین حضرت غوث اعظم جیلانی

بیشک خالقِ کائنات اللہ رب العالمین نے اِنس وجن کی رشد وہدایت کے لئے مختلف وقتوں اور خطوں میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین کو مبعوث فرمایا ہر نبی ورسول اللہ تعالیٰ کی علیحدہ علیحدہ صفتوں کے مظہرین لے کر آئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کُل صفات ہی نہیں بلکہ ذات کا بھی مظہر بنا کر اپنے محبوب نبی آخرالزماں پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعُوث فرمایا تو مظہر ذات کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا تو رُشد وہدایت اور احیا دین وملت کے لئے مظہر ذات خدا محبوب رب العلیٰ نے غیبی خبر دی کہ" ہر صدی کے اختتام پر ایک مجدد پیدا ہوگا" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " اللہ کے نیک بندے دین کی محافظت کرتے رہیں گے" (ابوداود) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ" عملائے دین بارش نبوت کا تالاب ہیں" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " چالیس ابدال (اولیا) کی برکت سے بارش اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی اور اِنہیں کے طفیل اہلِ شام سے عذاب دور رہے گا (مشکوٰۃ شریف) آپ ﷺ نے فرمایا کہ " علما کی زندگی کے لئے مچھلیاں دُعا کرتی ہیں" (مشکوٰۃ شریف) نیز فرمایا کہ " میری اُمت میں ہمیشہ تین سو اُولیا حضرت آدم علیہ السالم کے نقشِ قدم پر رہیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ علیہ السلام وسات حضرت

اِبراہیم علیہ السلام کے قدام پر ہونگے اور پانچ وہ رہیں گے کہ جن کا قلب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرح ہوگا اور تین حضرت میکائیل کے قلب پر اور ایک حضرت اِسرافیل کے قلب پر رہے گا جب اِس ایک کا انتقال ہوگا تو اِن تین میں سے کوئی قائم ہوگا اور اِن تین کی کمی پانچ میں سے اور پانچ کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی سات میں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی تین سو سے اور تین سو کی کمی عالم مسلمانوں سے پوری کردی جاتی ہے" (مرقاۃ ملا علی قاریؒ)۔

علما حق فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالٰی رحمتیں دینے والا، سید الانبیا رحمت عالم ﷺ تقسیم فرمانے والے اور اُولیا و علما اِس کا ذریعہ ہیں "اللہ تعالٰی کی معرفت کے لئے ملت مصطفویہ کے سامنے علما و مشائخ نے ایک خوبصورت اور زریں اُصول یہ پیش کردیا ہے بارگاہِ ربوبیت تک رسائی آقائے دوجہاں سید عالم ﷺ کے ذریعے اور بارگاہِ سرورِ کائنات تک رسائی اُولیا اللہ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اِن اُولیا اللہ کی صفِ اول میں صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیھم اجمعین شامل ہیں اِن کے بعد تابعین، ائمہ مجتہدین، ائمہ شریعت و طریقت کے علاوہ صوفیا اتقیا اور دیگر اُولیا بھی شامل ہیں اُولیا کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اِس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ علم و فضل کشف و کرامات، مجاہدات و تصرفات اور حسب و نسب کی

بعض خصوصیات کی وجہ سے حضرت غوث اعظمؓ کو اُولیا کی جماعت میں جو خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ کسی اور نہیں یہ واضح رہے کہ حضرت غوث اعظمؓ کو جب ہم مقامِ ولیوں کا تاجدار کہتے یں تو یہاں ولیوں کے عموم میں صحابہ کی جماعت کو شامل نہیں کرنا چاہئے خالقِ کائنات اللہ رب العزت جن خوش نصیب بندوں کو مقام ولایت عطافرماتا ہے اُن کی ولایت کو کبھی زائل نہیں فرماتا۔آپ غوث اعظمؓ، غوث الثقلینؓ ، غیوث الکونینؓ، امام الطرفینؓ، امام التقیؓ، رئیس الاتقیاؒ، تاج الاصفیاؒ، قطبِ ربانیؒ، شہبازلامکانیؒ، محی الملت والدینؒ ، فخر شریعت وطریقتؒ ، ناصر سُنتؒ، عماد حقیقتؒ، قامع بدعتؒ،

سیدوالزاہدینؒ، رھبرِ عابدینؒ، کاشف الحائقؒ، مقتدا الخلائقؒ، قطب الاقطابؒ، غوث الاغوثؒ وغیرہم القابات تاجدارِ غوث صمدانیؒ ، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادتِ پاک وطن مبارک گیلا جیسے گیلان بھی کہتے ہیں عرب کے لوگ اِسی کو جیل اور جیلان بھی کہتے ہیں یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے اِسی علاقے میں نیف نام کے ایک قصبہ میں معتبر روایتوں کے ذریعہ پتہ چلتاہے کہ (آپ حضرت غوث اعظمؓ) یکم رمضان المبارک جمعہ کیدن سنہ 470ھ مطابق 1075 سنہ میں ہوئی یہ علاقہ بغداد مُقدس سے سات میل کی دوری پر ہے بغداد مُقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو قصبے پائے جاتے ہیں لیکن اِن دونوں قصبوں کو حضرت غوث اعظمؓ کا مولاباور کرنادرست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث اعظمؓ کا عجمی ہونا محقق ہے

امام حافظ ابنِ کثیر و مشقی المتوفی 774 سنہ ہ میں اپنی تصنیف البدایہ والنہایہ میں حضرت غوث اعظمؒ کا سنہ ولادت 470 سنہ ھ لکھتے ہیں اور امام یافعی المتوفی 768 سنہ ھ اپنی تصنیف مراۃ الجنان و عبرۃ الیقان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظمؒ سے جب کسی نے آپ کے سالِ ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپؒ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر یاد نہیں البتہ ! اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اِسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ ابنِ عبدالوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور یہ 488 سنہ ھ تھا اِس وقت میری عمر 18 سال تھی اِس حساب سے آپؒ کا سنہ ھ ولادت 470 سنہ ھ ہوا اِس طرح جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفوات ہی سے ماخوذ ہیں اِس وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہو گئی کہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت غوث اعظمؒ کا سنہ ولادت 470 سنہ ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ اُم الخیر بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے ساتھ احکامِ شریعت کا اِس قدر احترام تھا کہ حضرت غوث اعظمؒ رمضان بھر دن میں قطعی دودھ نہیں پیتے تھے ایک مرتبہ ابر کے باعث 29 شعبان کو چاند کی رویت نہ ہو سکی لوگ تردد میں تھے لیکن اِس مادر زاد ولی حضرت غوث اعظمؒ نے صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ کے پورے عہدِ رضاعت میں آپ کا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جوں ہی رمضان شریف کا مبارک مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک قطعاً

دودھ نہیں پیتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے اور جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ بھی دودھ پینے لگتے تھے ابتدا ہی سے خالقِ کائنات اللہ رب العزت کی نوازشات سرکار غوث اعظمؓ کی جانب متوجہ تھیں پھر کیوں کوئی آپؓ کے مرتبہ فلک وقار کو چھو سکتا یا اِس کا اندازہ کرسکے چنانچہ سرکارِ غوث اعظمؓ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو ولعب سے باز رہو۔ جسے سُن کر میں رُک جایا کرتا تھا اور اپنے گردوپیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دِکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا تھا۔

اَب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سُنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر کے مجھے متنبہ کردیتی ہے کہ تم کو اِس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سُویا کرو آپ حضرت غوث اعظمؓ فرماتے ہیں کہ بچپن کے زمانے میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچ لی فوراً اُس نے کلام کیا عبدالقادر تم اِس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو مفایں نے اِسے چھوڑ دیا اور دل کے اُوپر ایک ہیبت سی طاری

ہو گئی مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا سرکار غوث اعظمؓ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو رسم ورواجِ اسلامی کے مطابق والد محترم سیدنا شیخ ابو صالحؒ جن کا لقب" جنگی دوست" ہے اِس وجہ سے "قلائدالجواہر" میں بتائی گئی ہے کہ آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے ریاض الحیات میں اِس لقب کی تشریح یہ بتائی گئی ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ اُنھوں نے آپ کو رسم بسم اللہ خوانی ادائیگی اور مکتب یں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے اور اُستاد کے سامنے آپؓ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اُستاد نے کہا! پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ آپؓ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الم سے لے کر مکمل اٹھارہ 18 بارے زبانی پڑھ ڈالے اُستاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا....؟اور کیسے پڑھا....؟تو آپؓ نے فرمایا کہ والدہ ماجدہ اٹھارہ سِپاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں جب میں شکمِ مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ سپارے سُنتے سُنتے مجھے بھی یاد ہو گئے تھے (دیکھئے یہ شان ہوتی ہے اللہ کے ولیوں کی حضور غوث اعظمؓ آج سے کئی صدیوں قبل ہی اِس حقیقت کو من وعن سچ ثابت کرچکے ہیں کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی سوچ رہی ہوتی ہے اور پڑھ رہی ہوتی ہے تو اُس کا اثر دونوں ہی صورتوں میں شکمِ مادر میں رہنے (پلنے) والے بچے پر ضرور پڑ رہا ہوتا ہے اور آج چاند کو چھو لینے اور اِس پر چہل قدمی کرنے کی دعویدار 21 ویں صدی کی جدید سائنسی دنیا کے یورپ اور امریکا کے سائنسدان اپنی

تحقیقوں سے یہ بتاتے پھر رہے ہیں کہ سائنس نے یہ ایک نئی تحقیق کرلی ہے کہ دورانِ حمل ماں جو کچھ بھی منفی یا مثبت سوچ رکھتی ہے اِس کا اثر آئندہ آنے والے بچے کی زندگی پر پڑتا ہے یہ بات سائنس نے آج دریافت کی ہے۔ جبکہ حضور غوث اعظمؓ نے صدیوں قبل اِسکا عملی ثبوت دنیا کے سامنے خود پیش کردیا تھا اِس سے ہم اُمت مسلمہ کو فخر ہونا چاہئے کہ موجودہ دنیا کی کوئی ترقی قرآن و سنت اور تعلیمات اسلامی کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہو سکتی)۔

اور یوں آپؓ نے اپنے وطن جیلان ہی میں باضابطہ طور پر قرآن عظیم ختم کیا اور چند دوسری دینی کتابیں پڑھ ڈالیں تھیں حضرت غوث اعظمؓ نے حضرت شیخ حماد بن مسلم ہی سے قرآن مجید فرقانِ حمید حفظ کیا اور برسوں خدمتِ حمادیہ میں رہ کر آپؓ فیوض و برکات حاصل فرماتے رہے سرکار غوث اعظمؓ نے 528 سنہ ھ میں مدرس گاہ کی تعمیر جدید سے فراغت پائی اور مختلف اطراف وجوانب کے لوگ آپؓ سے شرف تلمذ حاصل کرکے علوم دینیہ سے مالامال ہونے لگے آپ کی بزرگی وولادیت اِسقدر مشہور اور مسلم الثبوت ہے کہ آپ کے " غوث اعظمؓ ہونے پر تمام اُمت کا اتفاق ہے حضرت کے سوانح نگار فرماتے ہیں کہ "کسی ولی کی کرامتیں اِسقدار تواتر اور تفاصیل کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں کہ جس قدر حضرت غوث الثقلین کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں (نزہتہ الخاطر الفاطر)۔ خلق خدا میں آپ کی مقبولیت ایسی رہی ہے کہ اکبر و اصاغر سب ہی عالم استعجاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں مشرق یا

مغرب ہر ایک غوث اعظمؓ کا مداح اور آپ کے فیض کا حاجت مند نظر آتا ہے مقبولیت وہر دلعزیزی کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان شیریں بیانی اور کلام و وعظ میں اثر آفرینی بھی حیران کن تھی۔اِسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپؓ کی حیات مقدس کا ایک ایک لمحہ کرامت ہے اور آپ کے علمی کمال کا تو یہ حال تھا کہ جب بغداد میں آپؓ کی مجالس ووعظ میں ستر، ستر (70,70) ہزار سامعین کا مجمع ہونے لگا تو بعض عالموں کو حسد ہونے لگا کہ ایک عجمی گیلان کا رہنے والا اِسقدر مقبولیت حاصل کرگیا ہے۔

چنانچہ حافظ ابوالعباس احمد بن احمد بغدادی اور علامہ حافظ عبدالرحمٰن بن الجوزی جو دونوں اپنے وقت میں علم کے سمندر اور حدیثوں کے پہاڑ شمار کئے جاتے تھے آپؓ کی مجلس ووعظ میں بغرض امتحان حاضر ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے جب حضور غوث اعظمؓ نے وعظ شروع فرمایا تو ایک آیت کی تفسیر مختلف طریقوں سے بیان فرمانے لگے پہلی تفسیر بیان فرمائی تو اِن دونوں عالموں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے تصدیق کرتے ہوئے اپنی اپنی گردنیں ہلادیں اِسی طرح گیارہ تفسیروں تک تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر اپنی اپنی گردنیں ہلاتے اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتے رہے مگر جب حضور غوث اعظمؓ نے بارہویں تفسیر بیان فرمائی تو اِس تفسیر سے دونوں عالم ہی لاعلم تھے اِس لئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں آپؓ کا منہ مبارک تکنے لگے

اِسی طرح چالیس تفسیریں اِس آیت مبارکہ کی آپؒ بیان فرماتے چلے گئے اور یہ دونوں عالم استعجاب میں تصویر حیرت بنے سُنتے اور سر دھنتے رہے پھر آخر میں آپؒ نے فرمایا کہ آپ ہم قال سے حال کی طرف پلٹتے ہیں پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا نعرہ بلند فرمایا تو ساری مجلس میں ایک جوش و کیفیت اور اضطراب پیدا ہوگیا اور علامہ ابن الجوشی نے جوش حال میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بہجتہ الاسرار) بغیر کسی مادی سویلہ یعنی ساونڈ سسٹم کے بغیر) کے ستر ہزار کے مجمع تک اپنی آواز پہنچانا اور سب کا یکساں) انداز میں سماعت کرنا آپؒ کی ایسی کرامت ہے کو روزانہ ظاہر ہوتی رہتی تھی۔

سیدنا غوث اعظمؒ کے سوانح وحالات رقم کرنے والے تمام مصنفین وتذکرہ نگاروں کا اِس پر اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مرتبہ بہت بڑی مجلس میں کہ جس میں اپنے دور کے اقطاب وابدال اور بہت بڑی تعداد میں اُولیا و صلحا بھی) موجود تھے جبکہ عام لوگوں کی بھی ایک اچھی خاصی ہزاروں میں تعداد موجود تھی) دورانِ وعظ اپنی غوثیت کبریٰ کی شان کا اِس طرح اظہار فرمایا کہ (قَدَمِی ھٰذِہٖ علی رقبۃ کُل ولی اللہ) ترجمہ:- میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے" تو مجلس میں موجود تمام اُولیا نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے اُولیا نے کشف کے ذریعے آپؒ کے اعلان کو سُنا اور اپنے اپنے مقام پر اپنی گردنیں خم کردیں حضرت خواجہ شیخ معین

الدین اجمیریؒ نے گردن خم کرتے ہوئے کہاکہ " آقا آپ کا قدم میری گرن پر بھی اور میرے سرپر بھی " (اخبار الاخیار، شمائم امدادیہ، سفینہ اولیا، قلائدالجواہرِ نزہتہ الخاطر افاطر، فتاویٰ افریقہ کرامات غوثیہ اعلی حضرت) ۔

بیشک ! حضور غوث اعظمؓ جیلانی پیر کامل اور مادر زادولی تھے امام حافظ ابن کثیرنے البدایہ والہنایہ میاور حضرت امام یافعیؒ نے مراۃالجنان میں آپؓ کے وصال کے سلسلے میں صرف سال وصال کاتذکرہ کیاہے جو561سنہ ھ ہے دن یاتاریخ یا مہینہ کا کوئی ذکر نہیں ہے حضرت مولاناعبدالرحمٰن جامیؒ نے بھی نفحات الانس میں آپؓ کے وصال کے بیان میں 561سنہ ھ کا ہی ذکر کیا ہے ہاں البتہ ! آگے چل کر کرامات کے بیان میں سرکار غوث اعظمؓ کے شاہزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ کا قول نقل فرمایاہے کہ جس سے واضح ہوتاہے کہ ماہِ ربیع الآخری میں آپ حضور غوث اعظمؓ کا وصال شریف ہواہے بعض 17ربیع الآخری سنہ 561ھ اور بعض کتابوں میں 11اور12ربیع الآخر بھی لکھاہوملتاہے ۔

آپ حضور غوث اعظمؓ کی حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گزرااور وہیں پر آپؓ کا وصال ہوااور وہیں پر ہی آپؓ کامزار مبارک ہے جس کے گرد عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمالِ عقیدت کے

ساتھ طوافِ زیارت کیا کرتے ہیں اور فیوض و برکات سمٹتے ہیں۔

بحوالہ :- مجلّہ نقیب ملت اگست ۲۰۰۲ کراچی ....کتاب سیرتِ غوث اعظم قدس سرہ العزیز لاہور)۔

منقبت 2/1

حضور غوث الاعظم دستگیرؒ

ہے کرم جس پر تمہارا غوث الاعظم دستگیرؒ
وہ مقدر کا ہے اچھا غوث الاعظم دستگیرؒ
آپؒ کا دیکھوں میں روضہغوث الاعظم دستگیرؒ
دل میں یہ ایک ہے تمنا غوث الاعظم دستگیرؒ
سوزنِ رحمت سے کر دیجئے ذرا اِس کو رفو
دل ہوا ہے پارہ پارہ غوث الاعظم دستگیرؒ
آپؒ نورِ مصطفیٰ ﷺ ہیں آپؒ آلِ مرتضیٰؓ
آپؒ کا ہے بول بالا غوث الاعظم دستگیرؒ
بارہ سن کی ناؤ ڈوبی تھی باراتی جس میں تھے
زندہ اِن سب کو نکالا غوث الاعظم دستگیرؒ
آپؒ کی شانِ مقدس میں کہوں میں کیا بھلا

آپؒ کا رتبہ ہے اعلیٰ غوث الاعظم دستگیرؒ
پل میں زندہ پل میں مردہ کر رہے بچوں کو آپؒ
کھیل بھی کیا تھا نرالا غوث الاعظم دستگیرؒ
جب لبِ کوثر نبی ﷺ بھی ہوں علیؓ اور آپؒ بھی

مجھ کو ایک جام دینا غوث الاعظم دستگیرؒ
زیر سایہ آپؒ کے سب ہیں مرید باصفا
آپؒ پر رب کا ہے سایہ غوث الاعظم دستگیرؒ
کیا خبر تم کو نہیں ہیں ہم بروں کے واسطے
رہنمائے دین و دینا غوث الاعظم دستگیرؒ
آپؒ ہیں آقا ہمارے دین و دنیا ہیں ہمیں
آپؒ ہی کا ہے سہارا غوث الاعظم دستگیرؒ
آپؒ سردارِ ولی ہیں آپؒ کو حق نے کیا
رہنمائے دین و دنیا غوث الاعظم دستگیرؒ
میں ذلیل و خوار تھا ناچیز تھا سچ تو یہ ہے
آپؒ نے اعظم بنایا غوث الاعظم دستگیرؒ

پیٹرول پھر مہنگا ہوگیا مرگئے مرگئے غریب مرگئے

بے لگام مہنگائی اور حکومتی بے حسی نے دل چھلنی چھلنی کردیا ہے....
ہمیں یاد ہے کہ وہ آمر پرویز مشرف کے دورِ اقتدار کا آخری سال تھا جب اِس نے ملک میں انتخابات کرانے اور اپنا اقتدار چھوڑنے کا پکا ارادہ کرلیا تھا اور اِسی دوران اِس نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اپنے خلاف کثرت سے ہونے والے تبصروں، تجزیوں اور بحث ومباحثوں کو بند کرانے کے خاطر اِن دونوں (الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا) پر سخت ترین پابندی لگادی تھی شاید یہ اُن ہی دنوں کی بات ہے کہ ہم اِس صدمے کو برداشت نہ کرسکے اور عارضہ قلب میں مبتلا ہوگئے۔
اِس کا انکشاف ہمیں ایک روز یوں ہوا کہ اچانک ہمارا سانس پھولنے لگا اور ہمارے سینے میں ایک درد اٹھا اور ہم اِسی کیفیت میں اپنے قریبی عارضہ قلب کے ایک ماہر ڈاکٹر کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے چند ابتدائی ٹیسٹوں کے بعد ہی یہ انکشاف کردیا کہ آپ کے دل میں سوراخ ہے اور ہم دل کی ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو اکثر بچوں میں پائی جاتی ہے اور جو عموما بچوں کی پیدائش کے

وقت سے ہی اِن میں موجود رہتی ہے اور جو اکثر اوقات عمر کے ایک حصے میں پہنچ کر اِس سوراخ کے خود بخود بند ہو جانے پر ختم بھی ہو جاتی ہے اور بعض حالتوں میں بچوں کی لڑکپن کی عمر تک پہنچنے کے بعد اِس کو ایک آپریشن کے ذریعے بند کر دیا جاتا ہے مگر ڈاکٹر ہمیں دیکھ کر یوں حیران تھے کہ آپ کو بچپن میں کوئی ایسی تکلیف کیوں نہ ہوئی کہ اِس کا انکشاف بچپن ہی میں ہو جاتا تو اِس کا اُس وقت کوئی نہ کوئی علاج کر دیا جاتا تو ہم آج ایک صحت مند انسان ہوتے مگر ڈاکٹر کا یہ کہنا شاید بجا تھا کہ ہمیں یہ تکلیف ساڑھے چار عشرے گزارنے کے بعد اَب کیوں ہوئی ہے...؟

بہر حال...! بات آئی گئی ہو گئی اور ہم اِن ڈاکٹر صاحب کے مطابق بتائی گئیں ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اِس دعا اور اُمید کے ساتھ اپنا وقت گزارتے رہے کہ چلو چند دنوں کی ہی تو بات ہے یہ وقت بھی گزر ہی جائے گا اور مشرف جیسے آمر ظلم و فاسق و فاجر حکمران جس نے لکھنے اور بولنے والوں پر پابندی لگا دی ہے اور جس کی وجہ سے ہمارے دل پر دباؤ پڑا اور ہمیں یہ پتہ چلا کہ ہمارا دل اِس کے ظالمانہ رویوں اور اِس کے آمرانہ پن کی وجہ سے چھلنی ہو گیا ہے تو چلو عنقریب اِس سے بھی ہم سمیت قوم کو بھی چھٹکارہ مل ہی جائے گا تو ممکن ہے کہ آئندہ انتخابات میں کسی عوامی اور جمہوری حکومت کو اقتدار ملے تو ملک کے حالات بہتر ہوں تو ہمیں بھی دلی سکون نصیب ہو اور ہم بھی دل پر پڑنے والے دباؤ کو

کچھ کم کرکے اپنا اور قلم کا رشتہ پھر جوڑ سکیں۔اور پھر اِس طرح ہم اپنے نئے حکمرانوں کی شان میں اپنے اور ساتھیوں کی طرح قصیدے لکھنے لگیں تو دل کو کچھ تشفی ملے اور ہماری طبیعت بھی بہتر ہو جائے۔

بالآخراللہ اللہ کرکے ملک میں انتخابات بھی ہو گئے اور مشرف جیسے آمر سے بھی قوم کو نجات مل گئی اور اِس کے بعد ملک میں روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی موجودہ عوامی حکومت کے حصے میں اقتدار آگیا ہم بھی دوسروں کی طرح خوش تھے کہ ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق ایک صحیح اور عوامی پارٹی کے ہاتھ آگیا ہے اور اَب برسوں سے مشرف جیسے آمر کے شکنجے میں جکڑے عوام کے دن پھر جائیں گے اور اَب ہر غریب کی کُھل کر دادرسی کی جائے گی ملک میں مہنگائی کے بے لگام گھوڑے کو لگام دے دی جائے گی، بیروزگاری ختم ہوگی، توانائی اور خوارک کے مصنوعی اور خود ساختہ پیدا کردہ بحرانوں پر قابو پالیا جائے گا، ملک میں نئے ترقیاتی منصوبے شروع کئے جائیں گے، کرپشن اور قتل وغارت گری کا گرم ہوتا بازار ٹھنڈا کردیا جائے گا اور بہت سے ایسے دلفریب اور دلکش خواب جو کسی بھی عوامی پارٹی کو اقتدار میں آنے کے بعد عوام اکثر دکھا کرتے ہیں ہم نے بھی دیکھ رکھے تھے۔اور ہم نے بھی نئی حکومت اور اپنے حکمرانوں کی عظمت اور شان میں بڑھ بڑھ کر خوب اور دل کھول کر لکھا اور اِن کی قصیدوں سے اخبارات کے صفحات کالے کئے مگر اِس سے کچھ بھی

حاصل نہ ہوا نہ ملک کی حالت بدلی اور نہ ہی ...... کی حالات زندگی میں کوئی نمایاں تبدیلی محسوس ہوئی سب کچھ یوں ہی رہا جیسا تھا اِس پر ایک ہم ہی کیا پوری قوم ہی مایوس ہو گئی۔

اِس پر آج افسوس کے ساتھ ہمیں بھی قوم کے ساتھ ہم زبان ہو کر یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِن تمام خوابوں کی تعبیر گزشتہ ساڑھے چار سالوں میں نہ تو قوم کو ہی مل سکی ہے اور نہ ہی ہم پاسکے ہیں کیوں کہ موجودہ حکمرانوں کی قوم کے لئے پیش کی گئیں مایوس کُن کارکردگی کے باعث آج ہمارے دل کا یہ حال ہوگیا ہے کہ دورِ مشرف میں ہمارے دل میں پیدا ہونے والا وہ سوراخ جو میڈیکل کی اصطلاح میں کبھی اسال (ASD-II) تھا اِس حکومت نے اپنے ساڑھے چار سالوں میں جس حساب سے ملک میں مہنگائی ، بیروزگاری، لوٹ مار ، اقرباپروری ، کرپشن ، بجلی اور گیس کے بحرانوں سمیت دیگر مسائل کو پروان چڑھایا ہے اِس کیفیت سے دوچار رہنے کی وجہ سے جب ہمارے دل اور دماغ پر مزید بوجھ اور دباؤ پڑا اور ہماری طبیعت بگڑی اور ہم نے اپنے معالج سے رابطہ کیا اور اِس نے ہمارے دوبارہ ٹیسٹ کروائے تو معلوم ہوا کہ اَب ہمارے دل کا سوراخ بھی بڑھ گیا ہے یعنی پچھلے دنوں جب ہم نے اپنے دل کے کئی ایک ایکو کروائے تو یہ انکشاف ہوا کہ ہمارے دل کا وہ سوراخ جو کبھی ڈاکٹری اصطلاحات میں اسال (ASD-II) ہوا کرتا تھا اِن دنوں اِس کا سائز 23.5 mm ہوگیا ہے۔

اِس پر ہمارا خیال یہ ہے جیسا کہ کہنے کو اِس عوام دوست ہماری حکومت نے یکم مارچ سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اوگرا کے کہنے پر ایک بار پھر اضافے کا اعلان کردیا ہے اور ملک میں مہنگائی کا طوفان برپا کردیا ہے اور اِسی طرح اگست 2011 سے 39 فیصد بجلی کے فی یونٹ میں فیول ایڈجسمنٹ کے نام پر اضافے کا بھی اپنا فیصلہ کرلیا ہے تو ہمیں یہ خدشہ لاحق ہوگیا ہے کہ اَب اگر ہم نے اپنے دل کا ایکو کروایا تو اِس کا سائز 25.5 mm ہوجائے گا کیوں کہ ہم اَب یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یا تو اِس عوام دوست حکومت نے ہمارا دل اوگرا کے پاس گروی رکھ دیا ہے یا اوگرا نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کئے جانے والے اضافے کو ہمارے دل سے منتھی کردیا ہے یعنی جب بھی ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا تو ہمارے دل میں پائے جانے والے سوراخ کا سائز بھی بڑھ جائے گا اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو پھر بھی حکمرانوں کے بے حس رویوں کی وجہ سے ہمارا دل چھلنی ہوتا رہے گا کیوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام کو مہنگائی کی ڈنڈے اور چابک سے ہانکنے والے حکمران بھلا یہ کیا جانے کہ اِن کے اِس فعل شنیع کے باعث عوام کس عذاب سے گزرتے ہیں اِس پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ یقینی طور پر جمہوریت کا نعرہ لگانے والے ہمارے اِن حکمرانوں کو اِس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ عوام پر اِن کے اِس ظالمانہ اقدامات کے باعث کتنے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور یہ مہنگائی کی وجہ سے

کس عذاب سے دوچار ہیں ملک میں غربت کا گراف بڑھ رہا ہے غریب بھوکے مر رہے ہیں اور بہت سے میری طرح دل اور عصابی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں جن کے پاس میری طرح دل کا آپریشن کرانے کے لئے رقم تو درکنار دوائیاں خریدنے کے بھی پیسے نہیں ہیں حکمرانوں کو قوم کی مفلوک الحالی کی کوئی پرواہ نہیں ہے... اگرانہیں اپنے اِس فعلِ شنیع کے عوض کوئی مطلب ہے تو صرف وہ یہ ہے کہ یہ اپنے اِس عمل کو ہر صُورت میں جاری رکھیں بھلے سے عوام کا کچومر نکلتا ہے تو نکلتا رہے اور عوام کے گلے پر چُھری چلتی ہے تو چلتی ہی رہے اوراِس پر عوام کی ایک نہ سُنی جائے اوراِن کے آنسوؤں کی کوئی پرواکئے بغیراِن کاہرکام چلتارہناچاہئے جو وہ چاہتے ہیں یعنی اِن حکمرانوں کے نزدیک بس اِن کا یہ عمل سب سے افضل واعلیٰ ہے اور باقی عوام کی آہ وفغاں بیکار اور فعلِ عبث ہے۔

ایک طرف ملک میں مہنگائی کا اژدھا کھلے عام غریبوں کو کھارہاہے تو دوسری جانب اِس مہنگائی کے اژدھے کی مالکن حکومتی باندی اوگرا جس کے موجودہ کارناموں اور کارکردگی پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "باندی تھی سو بیوی ہوئی اور بیوی تھی سو باندی ہوئی "یعنی وہ کام جنہیں وزارتِ پیٹرولیم اوراراکین پارلیمنٹ کو کرنے تھے آج اِن کی یہ ذمہ داری اوگرانبھارہی ہے اور وزارتِ پیٹرولیم اوراراکین پارلیمنٹ اپنی بے حسی اور بے بسی کا رونا روتے پھر رہے

ہیں یہ حکومتی باندی اوگرا کی دیدہ دلیری اور کیا بدمعاشی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے....؟ کہ اِس کا جب جی چاہتا ہے یہ حکمرانوں کو اُلٹے سیدے اور لالچ سے بھرپور خواب دکھاکر عوام کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کرکے اِن پر مہنگائی کا عذاب نازل کرنے کے سیکڑوں دروازے کھول دیتی ہے اور اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرلیتی ہے اور عوام اِس کے اِس دردناک عذاب کے نزول ہونے پر بلبلا اُٹھتے ہیں جیسے آج مہنگائی کے درد کی شدت سے چیخ پڑے ہیں)اور یوں یہ حکمرانوں کے لئے) اپنے باندی ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے بل کھاتی اور اٹھلاتی ہوئی اپنی راہ پر چل پڑتی ہے۔

ایسے میں اوگرا کے عوام دشمن اقدامات کے باعث حکمرانوں کی نظر میں اِس کی کتنی اہمیت ہے آپ اِس کا اندازہ سابق وفاقی وزیر اور موجودہ وزیراعظم کے مشیر برائے پیٹرولیم و قدرتی وسائل ڈاکٹر عاصم حُسین کے اِس جملے سے بھی باآسانی لگا سکتے ہیں کہ اُنھوں نے اوگرا سے متعلق بلا کسی حیل حجت کے یہ تک کہہ دیا ہے کہ ”پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے میں وزارتِ پیٹرولیم کا نہ تو کوئی عمل دخل ہے اور نہ ہی اِس کا اِس معاملے میں کوئی کردار نہیں ہے اضافے کی سمری تو اوگرا بناتی ہے اور وزارتِ خزانہ باہمی صلاح مشوروں سے اِس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اِس اضافے کی ترنت منظوری دینا اپنا اولین حق سمجھتی ہے اور پھر اِس کے بعد پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ عوام کے

لئے پابجولاں بن جاتی ہے یکم مارچ سے اوگرا کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے حوالے سے جو بازگشت پچھلے کئی دنوں سے سُنی جارہی تھی آج اوگرا، وزارتِ خزانہ اور صدراور وزیراعظم کی مرضی سے اِسے عملی جامہ پہنادیاگیاہے ہمارے حکمران تواپنے اِس عوام دشمن کارنامے پر خوش ہیں مگر ملک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ غریب عوام اِس حکومتی اقدام سے چلااٹھے ہیں اِن کی یہ حالت دیکھ کر حکمران توخوش ہوں مگر شاید خداکو ہم سمیت ملک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام کی اِس بے بسی اور مجبوری پر کوئی ترس آجائے تو یہ ہمارے اِن ظالم حکمرانوں کواپنے گرفت میں لے کر اپناانصاف کردے کیوں کہ اللہ کے سوا کسی میں ہمت نہیں کہ کوئی ہمارے اِن عوام دشمن حکمرانوں ،حکومتی باندی اوگرااور وزارت خزانہ کو قابو میں کرسکے۔

امریکا ہماری ضروریات جانتا ہے تو پھر دھمکیاں کیوں دیتا ہے؟

کیا ہماری مثال اُس گدھے کی سی ہے جو....؟؟؟
امریکا نے کہا ہے کہ اِسے پاکستان کی ضروریات کا پتہ ہے تاہم یہ ایران کے ساتھ گیس منصوبے کو کسی بھی حال میں اچھا آئیڈیا نہیں سمجھتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس نے پاک ایران اِس معاہدے کو سبوتاژ نہ ہونے کی صورت میں پاکستان کو سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دے ڈالیں ہیں اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب
امریکا ہمارا بڑا ہمدرد اور خیر خواہ بھی بنا پھرتا ہے تو پھر یہ خود سے ہماری ضروریات کا ہر وقت خیال کیوں نہیں کرتا ہے...؟اور ہماری طلب پر ہمیں جھوٹی تسلیوں سے کیوں بہلاتا رہتا ہے...؟ ایسے میں آج جب ہم نے اپنی ضروریات کے مطابق ایران سے معاہدہ کرلیا ہے تو پھر اِسے ناگوار کیوں گزر رہا ہے...؟؟اِس کی یہ دوستی تو ایسی ہی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے یہ ایک طرف ہم سے دوستی کا بھی دم بھرتا ہے تو دوسری جانب ہم سے دشمنی بھی رکھتا ہے۔
بہر حال..! یہ ایک خوش آئند امر ہے کہ ہماری وزیر خارجہ حنا ربانی کھر نے ایران سے تجارتی تعلقات کے متعلق امریکا کی اقتصادی پابندیوں کی دھمکیوں کو

تو مسترد کر دیا ہے اور بظاہر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ پاکستان ایران کے ساتھ گیس منصوبہ بغیر کسی غیر ملکی دباؤ کے مکمل کرے گا اور ہر حال میں تہران کے ساتھ توانائی کے تمام منصوبوں کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھایا جائے گا، ہمیں توانائی کے بحران کا سامنا ہے آج ہمیں توانائی جہاں سے بھی ملے گی ہم اِسے ہر صورت میں حاصل کریں گے اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے حکمران اور ہماری وزارتِ خارجہ اپنے اِس کہے پر کب تک اور کتنا قائم رہتے ہیں...؟؟ اور امریکا اپنی شاطرانہ چالوں اور ہمیں امداد اور بھیک کی لالچ دے کر اِس معاہدے کو ختم کرانے کے کیا کیا جتن کرتا ہے...؟؟ یہ آئندہ دنوں میں واضح ہو جائے گا۔

ایسے میں امریکا کے اِس رویے کو دیکھتے ہوئے ہمیں ایک حکایت یاد آ گئی ہے جسے ہم اگلی سطور میں بیان کریں گے مگر اِس سے پہلے ہم یہاں یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ ہماری مثال حکایت والے اُس گدھے کی سی ہے جس کا مالک اِنتہائی چالاک لالچی اور شاطر قسم کا ہے جو ہر روز اپنے گدھے کو صرف صبح چارہ دیتا ہے اور باقی دو وقت کا چارہ ایک ڈنڈے کے ساتھ باندھ کر گدھے کے منہ کے آگے لٹکا دیتا ہے اور خود گدھے پر بیٹھ کر دن بھر اُس سے محنت لیتا رہتا ہے یوں بیچارہ گدھا دوپہر سے شام تک اُس چارے کی جستجو میں منہمک رہتا ہے اور مالک کا کام بھی چلتا رہتا ہے باقی آپ سمجھدار ہیں خود جان لیں ہم یہاں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

اور اِسی طرح کسی زمانے کی بات ہے کہ ایک باپ کے کئی بچے تھے جن کی کفالت کی ذمہ داری اِس کے کاندھوں پر تھی اِس کا ذریعہ معاش سوائے ایک گدھا گاڑی کے اور کچھ نہیں تھا جب تک بچے چھوٹے تھے وہ جیسے تیسے اِنہیں روکھی سوکھی کھلاتا رہا اور اِن کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا مگر جب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچے بھی جوان ہوتے رہے اور اِن کی ضروریات زندگی بھی بڑھتی رہیں تو اِن بچوں کے باپ نے سوچا کہ اَب چونکہ میں بوڑھا ہو رہا ہے اِس سے اتنا کام نہیں ہو پاتا کہ جس سے روزانہ کا گھر کا خرچ چل سکے گا لہٰذا اِس نے اپنی بیوی (بچوں کی ماں) سے مشورہ کیا کہ سب سے بڑے بیٹے کو اپنے ساتھ کام پر لے جایا کرے گا تاکہ ہم دونوں باپ بیٹے مل کر کام کریں گے تو آمدنی بھی کچھ بڑھے گی اور گھر کا خرچ بھی پورا ہو سکے گا یوں یہ دونوں باپ بیٹے روزانہ صبح کام پر چلے جاتے اور شام کو اپنی محنت اور مشقت کے مطابق کما کر لاتے تو گھر کا خرچ پورا ہوتا رہا۔ ہاں البتہ ! بیٹے کو باپ کے ساتھ کام پر جانے کی وجہ سے شام کو گھر میں آنے والی آمدنی میں قدرے اضافہ ضرور ہو گیا تھا جس میں سے بیوی کچھ خرچ کرتی تو اُسی آمدنی میں سے کچھ رقم بچا بھی لیتی اور اِسی دوران اِس نے محلے میں ایک کمیٹی بھی ڈال لی تھی دن بھر محنت مشقت کرکے جب میاں بیوی سونے کے لئے جاتے تو روزمرہ کی باتوں کے بعد دونوں یہ بات ضرور کرتے کہ اَب ہمارے بیٹے نے اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح نبھانی شروع کردی ہیں

کل کو اگر ذرا سے ہمارے مالی حالات بہتر ہو جائیں تو اِس کی شادی کر دیں تو اور اچھا ہوگا
اِن میاں بیوی کا یہ روز کا معمول تھا کہ یہ سونے سے پہلے یہ بات ضرور کیا کرتے تھے
اور اِن کا یہ محنتی بیٹا اِن کے منہ سے اپنی شادی سے متعلق کی جانے والی ساری باتیں
سُن کر روز خوش ہوتا اور اِسی خوشی کے عالم میں سوجاتا۔۔۔۔اور اگلی صُبح تازہ دم ہو کر
نیا جوش اور ولولہ لئے باپ کے ساتھ کام پر چل دیتا یوں یہ سلسلہ کئی سالوں تک
چلتا رہا اِس دوران اِس کی ماں کی کئی کمیٹیاں آئیں اور گئیں اور گھر کے مالی حالات پہلے
سے کہیں زیادہ بہتر ہو گئے تھے۔
ایک رات جب خلافِ توقع میاں بیوی بات کئے بغیر سو گئے تو بیٹے کو تشویش لاحق ہوئی
تو اِس سے رہا نہ گیا اور اِس نے کروٹ بدل کر باپ اور ماں کو باآوازِ بلند مخاطب کیا اور
اِنہیں سوتے سے اُٹھانے کے بعد بولا۔۔۔"ابا۔۔۔ابا کیا بات ہے۔۔۔؟؟ آج تم نے میری
شادی کی بات نہیں کی۔۔۔کروں نا میری شادی کی بات ۔۔۔۔"اِس سے پہلے کہ بیٹا اور
کچھ بولتا باپ نے اِنتہائی غصے کی حالت میں بیٹے کو دیکھا اور غرا کر کہا" ابے
سوجا بے۔۔۔ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اور تیرے کو اپنی شادی کی پڑی
ہے۔۔۔بڑا آیا ہے شادی والا۔۔۔ہم تجھ کو سُنانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کہ تیری
شادی کر دیں گے تو،تُو اِسے سچ سمجھ رہا ہے۔۔۔جب تک میں تیرے لئے علیحدہ گدھا گاڑی
نہیں خرید لیتا اُس وقت تک تیری

کوئی شادی وادی نہیں ہوگی اور اَب جو تو نے آئندہ اپنی شادی کا سوچا اور مجھ کو کہا...."باپ کو غصے میں دیکھ کر بیٹا سہم سا گیا اور پھر کروٹ بدل کر یہ سوچنے لگا چلو ابا میری شادی تو کریں گے ناں مگر پہلے میرے لئے ایک اور گدھا گاڑی کا بھی بندوبست کردیں گے پھر شادی بھی کردیں گے ..."اور پھر بیٹا ابا کی طرف سے ایک اور خوشی کا عندیہ ملنے کے بعد دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوا سو گیا یہ جانے بغیر کے ابا اپنے اِس ارادے کو بھی مستقبل قریب میں پورا کرتے ہیں کہ نہیں....یا اِنہوں نے اِسے خوش کرنے کے لئے یہ کہا ہے۔

قارئین حضرات..!آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ آج امریکا کے نزدیک ہماری مثال حکایت والے اُس گدھے اور اِس بیٹے جیسی ہے جو دن بھر ڈنڈے کے ساتھ بندھے چارے کے حصول کے خاطر دوڑتا رہتا ہے مگر اِسے وہ حاصل نہیں ہوتا اور اُس بیٹے کی طرح ہے جو اپنی شادی اور علیحدہ گدھا گاڑی کے چکر میں دن رات محنت کرکے اپنا وجود ہلکان کئے دے رہا ہے مگر اِن دونوں کے حصے میں اپنے کفیل سے سوائے ڈانٹ ڈپٹ ،مار اور پھٹکار اور جھوٹی تسلیوں کے اور کچھ نہیں آتا ہے۔اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا کا رویہ بھی ہمارے ساتھ گدھے کے مالک اور بیٹے کے باپ کی طرح کا ہے جو ہمیں گھاس کی گڈی دیکھا کر اور ہمیں خوشیاں دینے کا جھوٹا وعدہ کرکے دن بھر ہم سے اپنے مطلب کا م تو لیتا ہے مگر نہ تو ہمیں ٹھیک طرح کھانا دیتا ہے اور نہ ہی خوشیاں..... اور جہاں سے بھی

ہمیں ضروریات پوری ہورہی ہوتیں ہیں اِن میں بھی روڑے اٹکاتا ہے اَب یہ بات تو ہمارے حکمرانوں کو سمجھنی چاہیے کہ وہ امریکا کی کسی بھی ایسی دھمکی میں نہ آئیں جس کی وجہ سے ہماری ترقی اور خوشحالی کی راہیں بند ہوجائیں اور یہ اپنے مفادات کے لئے ہمیں استعمال کرتا رہے۔

!..یقین کر لیا جائے

بلوچستان کے خراب حالات اور افغانستان، لکڑی کا ٹرک اور ٹائی راڈ...!!

یہ حقیقت ہے کہ آج بلوچستان کا مسئلہ ایک گھمبیر شکل اختیار کر گیا ہے مگر اَب ایسا بھی نہیں کہ اِس کا ہمارے پاس کوئی حل ممکن نہ ہو مگر کوئی حل نکالنے سے پہلے ضرورت تو اِس امر کی ہے کہ پہلے اِس مسئلے کی وجوہات کا بھی پتہ لگایا جائے کہ یہ اِس نہج تک کیوں اور کیسے پہنچا...؟؟اور پھر اِس کا آسان ترین حل بھی نکالا جائے... ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے کہ یہ نہ کیا جاسکے مگر اِس کے لئے دونوں (یعنی حکومت اور بلوچستان کے عوام کی) جانب سے ضروری ہے کہ ماضی اور حال کی غلط فہمیوں کو بالائے طاق رکھ کر موجودہ حالات سے خندہ پیشانی سے نمٹنے کے لئے ایک دوسرے کو گلے لگایا جائے یہ سب کرنے سے پہلے یہ بھی معلوم کیا جائے کہ بلوچستان کے مسئلے کے حل کے لئے ہمارے حکمران غیر سنجیدہ کیوں رہے اور اِن کے اِن رویوں پر ہمارے بلوچستان کے بھائی اتنے ناراض کیوں ہوگئے کہ اِن کی ناراضگی کی انتہا نہیں رہی... ...!!!

اَب ایسے میں ہمارا اپنے صدر آصف علی زرداری اور وزیرِاعظم سید یوسف رضا گیلانی اور ملک کی اُن تمام محب وطن سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو جو بلوچستان کے بلوچ بھائیوں کا درد اپنے سینے میں رکھتے ہیں اور اِن سے محبت کرتے ہیں اِنہیں یہ مشورہ ہے کہ اِن بلوچستان کے بھائیوں کی بات سُنی جائے اور اِن کی اُن چھوٹی چھوٹی ناراضگیوں کو بھی ختم کیا جائے جن کی وجہ سے ہمارے بلوچستان کے غیور اور محب وطن پاکستانی بھائی اتنے بپھر گئے ہیں کہ اِنھوں نے اغیار سے بھی مدد طلب کرنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کی ہے۔۔۔اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے اُن ناراض اور کسی بات یا کئی چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھے ہوئے بلوچستان کے بھائیوں کو منانے کے لئے اِن سے گلے ملا جائے بلکہ حکمران وقت کو چاہئے کہ وہ دو قدم آگے بڑھ کر اپنے ناراض بلوچستان کے بھائیوں کو گلے لگائیں اور اِن کی ناراضگی دور کرکے اِنہیں ملک کے لئے کار آمد فرد بننے کا احساس دلائیں اور اِنہیں قومی دھارے میں شامل کرکے اِنہیں ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کی ذمہ داری بھی اِن کے کاندھوں پر ڈالی جائے۔۔۔۔ تو کتنا اچھا ہو یہ دیکھ کر دشمن منہ پیٹتے رہ جائیں۔

اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں اگر دونوں جانب سے نرم گوشی اور عفوودرگزر سے کام نہ لیا گیا تو اِن دونوں کی انا اور اکڑ کا سارا فائدہ اُن پاکستان دشمنوں قوتوں (افغانستان، امریکا اور بھارت سمیت اسرائیل) کو ہو جائے

گا جس کے لئے پہلے تو یہ پاکستان دشمن قوتیں مل کر بلوچستان کے عوام کے ساتھ ہمدرریاں جتارہی ہیں اور اِن میں پاکستان کے خلاف نفرت اور بغض و کینہ کا جذبہ بھر رہی ہیں یہ ایسااِس لئے کررہی ہیں کہ اِن سب کی نظر بلوچستان کی معدنیات اور اُن نایاب قدرتی وسائل پر گڑی ہوئیں ہیں جن پر قبضہ کرنے کے لئے پہلے تو یہ پاکستان دشمن طاقتیں بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کریں گیں اور پھراِسے نہتہ کرکے اِس پر خود قابض ہونے کی سازش تیار کرچکی ہیں۔اَب اِن حالات میں ہمارے بلو چستان کے بھائیوں کو بھی یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ آج جو قوتیں اِن سے ہمدردی کا ناٹک رچارہی ہیں دراصل یہی اِن کی بڑی دشمن ہیں جواِن کے علاقے میں چھپے قدرتی وسائل سے محبت تو کرتی ہیں مگراِن (بلوچیوں)کے وجود سے اِنہیں سخت ترین نفرت ہے۔

اَب ایسے میں بلوچستان کے ناراض بلوچ بھائیوں کو کسی کے ہاتھ کھلونااور ترنوالہ بننے سے پہلے اتناضرور سوچ لیناہوگاکہ اگر یہ کسی کی سازش کاکرداراور حصہ بنتے ہیں تواِن کے اپنے وجود کا بھی یہی سازشی قوتیں شیرازہ بکھیرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کریں گیں جوآج اِنہیں پاکستان سے ورغلاکراِن کو کمزور کرناچاہ رہی ہیں اوراپنے اُس حسین خواب کی تعبیر حاصل کرناچاہتی ہیں جس کواِنھوں نے بلوچستان کے رہنماؤں سے چھپارکھاہے اپنے اِسی حسین خواب کی تعبیر کے حصول کے خاطر یہ قوتیں بیرون ملک بیٹھے بلوچ رہنماؤں کی

ہر طرح سے مدد کرکے اِن کو بلوچ عسکری ونگ میں ڈھال رہی ہیں جیساکہ گزشتہ دنوں افغانستان سے لکڑی کی آڑ میں بڑی مقدار میں دھماکہ خیز مواد، اسلحہ و گولہ بارود کوئٹہ اسمگل کرنے کی کوشش میں ٹرک کی ٹائی راڈ ٹوٹ جانے اور ٹرک الٹ جانے پر یہ راز فاش ہوگیا جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا ہے اِس واقع سے متعلق اطلاعات ہیں کہ اِس ٹرک پر جس میں لکڑی کے درمیان 170 بوری بارود، 350 بارودی سُرنگیں، 4 طیارہ شکن توپیں ،جدید وائرلیس سیٹ اور بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو ملک دشمن طاقتیں کوئٹہ پہنچانا چاہ رہے تھیں اور اِسی طرح وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے اِس انکشاف اور بیان کے بعد جو اِنھوں نے گزشتہ اتوار کو نیشنل پریس کلب میں میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کیاکہ افغان صدر حامد کرزئی نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ بلوچستان کے کچھ مسائل اِن کے ملک سے جنم لے رہے ہیں اور اُنھوں نے افغانستان سے عسکریت پسندوں کی پاکستان میں دراندازی روکنے کا وعدہ کیا ہے" ۔

اِس منظر اور پس منظر کے تناظر میں اَب یہ بات پوری طرح سے واضح ہو گئی ہے کہ ہمارے بلوچستان کے کچھ ناراض بلوچ بھائیوں کو ورغلانے اور اِن سے پاکستان مخالف بیانات دلوانے اور سرگرمیوں میں ملوث کرنے اور کرانے میں افغانستان سمیت یہاں موجود کن ملک دشمن قوتوں کا ہاتھ ہے ایسے میں ہم وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے اِس انکشاف کو حقیقت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ساتھ

ہی یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں بڑی حدتک افغانستان سمیت اور بہت سی ایسی ملک دشمن قوتیں شامل ہیں جو ہمارے ملک کو توڑنا چاہتی ہیں اِن حالات میں کہ جب بلوچستان کے حالات کے حوالے سے تمام حقائق سامنے آگئے اور آرہے ہیں ہمارے حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ افغانستان کو گدی سے دبوچ لیں کہ یہ بلوچستان میں کس کے اشارے پر ہمارے بلوچ بھائیوں کوملک دشمن سرگیوں کے لئے کیوں اکسارہاہے اور کیوں اِن کی مدد فراہم کررہاہے۔ (ختم شد

سندھ کے گوٹھوں میں رات کے اندھے پن کا پھیلتا مرض

کیا حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ نہیں ہے..؟
انجینئر اکرم لودھی ملک سے آنکھوں کی پُراسرار بیماری شب کوری (Night Blindness) کے خاتمے کے لئے پُرعزم ہیں...
وفاقی وزارتِ صحت نے رواں سال ایک سروے رپورٹ شائع کی ہے جس میں اِس نے یہ بتایاہے کہ پاکستان کی 16 فیصد آبادی شب کوری (Night Blindness) کی بیماری میں مبتلاہے اور اِس نے اپنا اتناکام کرکے یہ سمجھ لیاکہ اِس کا فریضہ اداہوگیاہے اور پھر اِس کے بعد ہر سوچ سادھ لی گئی اور یہ سروے رپورٹ بھی اور دوسری رپورٹوں کی طرح سُرخ فیتوں کی نظر ہو گئی اور اِس پر اَب ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہماری یہ بیچاری حکومت کرے بھی تو کیا کرے ...؟اِس کے سامنے ملکی اور عالمی جھمیلے کیا کچھ پہلے ہی کم ہیں کہ یہ ملک کے بیروزگار اور مہنگائی کے ہاتھوں مفلوک الحال اور شب کوری (Night Blindness) جیسی پراسرار بیماری میں مبتلاافراد کے لئے بھی کچھ کرے وہ تو اللہ بھلا کرے ویژن فاؤنڈیشن کے سربراہ اکرم لودھی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر شمعون بہادر اور سرانڈ ایوارڈ کونسل کے CEO اور نیشنل ہیرو فاؤنڈیشن کے روح رواں شیخ

راشد عالم کا جنھوں نے اِس بیماری سے نبرد آزما ہونے اور اپنے ملک سمیت ساری دنیا سے آنکھوں کی اِس پُراسرار بیماری (Night Blindness) کے خاتمے کا عزم کر رکھا ہے یہاں ہم آگے بڑھنے سے پہلے ایک ایسی شخصیت کا بھی تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو ہم تک اِن ساری معلومات پہنچانے کا ذریعہ بنی اور وہ شخصیت سینئر فوٹو گرافر جرنلسٹ محمد وسیم خان کی ہے جن سے گزشتہ دنوں ہماری ملاقات ایک محفل نعت ﷺ میں اتفاقیہ طور پر ہو گئی ہمیں یاد ہے جن دنوں ہماری طبیعت بہتر ہوا کرتی تھی تو ہماری کوشش یہی ہوتی تھی کہ جس قدر ممکن ہوسکے اُن تمام مذہبی و سماجی اور ادبی تقاریب میں اپنی شرکت یقینی بنائی جائے جن تنظیموں کے آرگنائزر نے ہمیں دعوت نامے بھیجے ہیں ہمیں اِن تقریبات میں جانا لازم ہے اور یوں اِن تقریبات میں اپنی شرکت اپنے لئے اعزاز سمجھ کر ہم چلے جاتے تھے ہمیں یاد ہے کہ اِن تقریبات میں اکثر ایک نوجوان جس کا نام محمد وسیم خان تھا اور جو پیشے کے اعتبار سے سینیئر فوٹو گرافر جرنلسٹ تھا یہ ہر تقریب میں بڑا متحرک نظر آتا تھا مگر جب سے ہم عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے ہیں ہماری شہر میں منعقد ہونے والی ہر قسم کی تقریبات میں شرکت کم ہی کیا بلکہ موقوف ہو کر رہ گئی ہے اور اَب تو یہ سلسلہ یکدم ختم ہی ہو کر رہ گیا ہے اور اَب تو ہم اپنے دل کے ہاتھوں ایسے مجبور ہوگئے ہیں کہ اِن دنوں گھر تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں اور سب سے ہمارا رابطہ بھی منقطع ہوگیا ہے اَب ایسے میں کسی کا کبھی بھولے بھٹکے فون آگیا تو بات ہوجاتی ہے ورنہ تو آج کسی کے

پاس نہ تو اتنا وقت ہے اور نہ ہی پیسہ کے کوئی کسی کے لئے اپنی یہ دونوں قیمتی اشیاء ضائع کرے۔

بہر کیف۔۔! کافی عرصے بعد ایک محفل نعت ﷺ میں شریک ہوئے تو یہاں یہ دیکھ کر ہم بے حد خوش ہوئے کہ اِس محفل نعت ﷺ میں بھی محمد وسیم خان اپنے کاندھے پر کیمرہ لٹکائے اِس پروگرام کی کوریج میں مصروف ہیں دوران محفل یہ ہمارے قریب آئے اور ہماری یہاں موجودگی پر اپنی مسرت کا اظہار کیا اور اختتامِ محفل اپنے مخصوص انداز سے ہماری توجہ سندھ کے گوٹھوں میں رات کے اندھے پن کے تیزی سے پھیلتے ہوئے مرض کی اِس خبر کی جانب بھی کرا گئے جو گزشتہ دنوں اخبارات میں چھپی تھی اُنہوں نے بتایا کہ آنکھوں کے اِس مرض کی وجہ سے اَب تک سندھ کے کئی گوٹھوں کے مکین متاثر ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی اِس پر ہمیں ایک کالم لکھنے کا بھی کہہ گئے یقیناً یہ ایک فکر انگیز خبر ہے ہر اُس انسان کے لئے جس کے دل میں ذرا برابر بھی اِنسانوں سے ہمدردی کا جذبہ ہے تو وہ اِس خبر سے ضرور تڑپ اٹھا ہوگا وسیم خان نے اگلے روز ہم سے تفصیلی ملاقات کے لئے کہا اور وعدہ کیا کہ اِس دوران یہ اپنے اُس کام سے بھی ہمیں آگاہ کریں گے جو اِنہوں نے اِس بیماری سے متعلق بحیثیت فوٹو گرافر کام کیا ہے اور یوں اپنے وعدے کے مطابق دوسرے روز یہ ہمارے گھر تشریف لے آئے اور اِنہوں نے اپنے ورک سے متعلق وہ تمام تفصیلات سے بھی جہاں ہمیں آگاہ کیا تو وہیں اِنہوں نے اِس

حوالے سے شہر میں جتنی بھی سماجی شخصیات اور تنظیمیں کام کررہی ہیں اِن کے بارے میں بھی ہمیں بتایااِس سارے معاملے میں وسیم خان نے جہاں اور بہت سی شخصیات کا تذکرہ کیاتووہیں اُن میں ایک نام انجینئراکرم لودھی کا بھی تھا جن کا وسیم نے بار بار ذکر آیااور وسیم نے اِس بیماری سے متعلق مزید معلومات کے خاطر انجینئر اکرم لودھی کا رابطہ نمبر بھی ہمیں دے دیااورایک دن جب ہم نے وِژن فاؤنڈیشن کے سر براہ انجینئر اکرم لودھی سے رابطہ کیاتواِس دوران اِن کی گفتگو سُننے اوراِن کی موصول ہونے والی ای میل پڑھنے کے بعد ہم اِن کی ہمت اور حوصلہ دیکھ کراِس نتیجے پر پہنچے کہ اگرانسان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے باہمت اور حوصلہ مند ہوتواِس کے لئے چمکتاہوادن ہی نہیں بلکہ کالی رات بھی حسین ہوجاتی ہے کیاتم دیکھتے نہیں رات کے کالے آنچل پر تارے کتنے پیارے اور اہلِ نظراور ہمت والے کو کتنے خُوبصورت لگتے ہیں یہ اُن میں سے بھی اپنی کامیابی اور کامرانی کی راہ تلاش کرلیتے ہیں جیسے وِژن فاؤنڈیشن کے صدر انجینئر اکرم لودھی ہیں جوآنکھوں کے ایک ایسے مرض جسے آر۔پی (Retinities Pigmentosa) کہتے ہیں یہ اِس بیماری کا شکارہوکراپنی بینائی سے محروم ہوچکے ہیں جس سے متعلق اِنھوں نے بتایاکہ اِس مرض کی ابتدا رات کے اندھے پن سے شروع ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ بڑھ کراِس سے متاثرہ فرد مکمل طور پر بینائی سے محروم ہوجاتاہے دوران گفتگو اکرم لودھی نے وفاقی وزارتِ صحت کے رواں سال کے نیشنل نیوٹریشن سروے کا حوالہ

دیتے ہوئے بتایا کہ اِس سروے کے مطابق پاکستان میں 16 فیصد آبادی شب کوری کی بیماری میں مبتلا ہے جن کی زیادہ تعداد سندھ سے تعلق رکھتی ہے۔اس کی تفصیل بتاتے ہوئے انجینئر اکرم لودھی نے پہلے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ کیوں میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھااِس ناطے والدین نے میرے مستقبل سے بے شمار اچھی توقعات وابستہ کی ہوئیں تھیں اور یہ مجھے انجینئر بنانا چاہتے تھے یوں اِن کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے میں نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے 1990 میں مکینکل انجینئرنگ کے شعبے میں ڈگری حاصل کی لیکن اپنے کیریئر کی ابتداء میں ہی آنکھوں کے مرض شب کوری (Night Blindness) میں مبتلا ہوگیااور رفتہ رفتہ میری بینائی جاتی رہی اِن کا کہنا ہے تاہم میں نے ہمت نہیں ہاری اورپاکستان سمیت دنیابھر سے اِس بیماری کی وجہ سے اندھے پن میں مبتلا ہونے والوں میں عزم وہمت پیدا کرنے اور اپنے ملک کے خاتمے کو پاکستان سمیت دنیابھر سے اِس بیماری شب کوری (Night Blindness) اپنی زندگی کا عظیم مشن بنالیا جس کے لئے میں نے "وِژن فاؤنڈیشن" کی بنیادرکھ دی حالانکہ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے اور حکومت کی جانب سے کسی بھی قسم کاتعاون نہیں کیاجارہاہے مگراِس کے باوجود بھی میں اور میرے مخلص ساتھیوں پر مشتمل ٹیم اِس مشن کو خندہ پیشانی اوریکسوئی کے ساتھ کسی اُمید کی کرن کے حصول کے خاطر جاری رکھے ہوئے ہے۔

اِس موقع پر انجینئر اکرم لودھی نے ایک بار پھر وفاقی وزارتِ صحت کے رواں سال کی گئی اُس سروے رپورٹ کا حوالہ دیا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اِس سے متعلق ہمیں بتایا کہ اِس سروے رپورٹ میں وفاقی وزارتِ صحت یہ واضح کر چکی ہے کے پاکستان کی 16 فیصد آبادی یقینی طور پر شب کوری (Night Blindness) کی بیماری میں مبتلا ہے جن کی زیادہ تر تعداد سندھ کے ضلع ٹھٹھ سے تعلق رکھتی ہے اور اِن میں رات کا اندھاپن ہونے کی یہ حیرت انگیز بیماری ایک وباء کی طرح پھیل رہی ہے اُنھوں نے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اِس وباء کا شکار ہونے والوں میں اچھی خاصی تعداد کم سُن بچوں پر مشتمل ہے جنھوں نے ابھی دنیا بھی ٹھیک طرح سے نہیں دیکھی ہے اور وہ اِس جادوئی بیماری میں مبتلا ہو کر دنیا کی رنگینوں کو دیکھنے سے محروم ہو گئے ہیں اِن کا کہنا ہے کہ وفاقی وزارتِ صحت کی جانب سے صرف ایک سروے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اِس بیماری کی روک تھام اور اِس کے خاتمے کے لئے حکومتی سطح پر سنجیدگی سے اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے اُنھوں نے حکومتی بے حسی پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اِس وباء پر بروقت قابو نہ پایا گیا تو ملک میں مستقبل قریب میں ایک ایسا المیہ جنم لے سکتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک کے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں بچے جو ہمارے مستقبل کے معمار ہیں وہ اِس بیماری میں مبتلا ہو کر مکمل طور پر اندھے پن کا شکار ہو سکتے ہیں انجینئر اکرم لودھی نے اِس موقع پر ایک سرد آہ بھری اور کہا کہ اندھاپن کیا ہوتا ہے یہ کوئی مجھ سے

بہتر نہیں جان سکتا ہے۔

انجینئر اکرم لودھی نے ہمیں بتایا کہ اِن کا یہی جذبہ تھا جس نے "وژن فاؤنڈیشن" کے قیام کے لئے متحرک کیا اِن کا کہنا ہے کہ اِنھوں نے اپنی ٹیم کے ہمراہ جلد ہی سندھ کے گوٹھوں کا دورہ کیا جن کی آبادی تقریباً 25 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اپنے تئیں ایک سروے رپورٹ تیار کی جس سے اِنہیں معلوم ہوا کہ جو اِن گوٹھوں میں رہنے والوں کی چہرے کی جھریاں، بجھتی رنگت اور اِن کی بے رونق آنکھیں اِن کی غربت اور مفلسی کی درد بھری داستانیں سُنا رہیں تھیں اِن گوٹھوں میں شب کوری میں مبتلا افراد چاہئے 9 سالہ شہزادی ہو یا 20 سالہ حکیم علی اِن سب لوگوں کی بس ایک یہی کوشش ہوتی ہے کہ یہ شام ہونے سے پہلے ہی اپنے گھروں کو پہنچ جائیں کیونکہ رات ہونے کی صُورت میں وہ کسی فرد کی مدد کے بغیر اپنے گھروں کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

انجینئر اکرم لودھی نے اپنے ادارے وژن فاؤنڈیشن کے پروگرام سے متعلق بتاتے ہوئے کہا کہ ہمارا ادارہ جو خالصتاً انسانی ہمدردی کے تحت اِن گوٹھوں میں جا کر اِس پر اسرار آنکھوں کی بیماری شب کوری (Night Blindness) میں مبتلا افراد کی مدد کر رہی ہے ہمارے ادارے نے پہلے مرحلے میں اپنے پروگرام کے مطابق اِن گوٹھوں سے ایسے 15 بچوں کا انتخاب کیا ہے جو اِس بیماری کا شکار ہیں اِن

تمام بچوں کو اِن کے سرپرستوں کے ہمراہ کراچی لایا گیا جہاں اِن کا آنکھوں کے ایک جدید ہسپتال میں مکمل معائنہ کیا گیا اور اِن سب کا مکمل طبّی ریکارڈ مرتب کیا گیا اور اِن کو دوائیں دی گئیں اور طے کیا گیا کہ 5 ماہ کے عرصے کے لئے مذکورہ ہسپتال میں ہر ماہ باقاعدگی سے اِن بچوں کو طبّی معائنے کے لئے کراچی لایا جائے گا۔ انجینئر اکرم لودھی نے کہا کہ اِن کے ادارے وِژن فاؤنڈیشن کے اِس ذراسی کوششوں سے اِن گوٹھوں کے اِس بیماری میں مبتلا افراد اور بچوں کے والدین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے اور اِن میں اُمید بندھ گئی ہے کہ اِن کے بچے اِس وقت شب کوری اور مستقبل میں اندھے پن سے بچ سکیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا ادارہ وِژن فاؤنڈیشن اِس نیک کام کے لئے دن رات لگا ہوا ہے کہ جو کہ ایک بڑا کام ہے مگر اِسے اللہ تعالیٰ سے پوری اُمید ہے کہ ہمارا ادارہ اپنے اللہ کے کرم سے اِس کام میں ضرور کامیاب ہوگا اور ہم پہلے تو اپنے ملک کو ختم (Night Blindness) سے پھر دنیا سے آنکھوں یہ پراسرار بیماری شب کوری کرکے ہی رہیں گے۔ انجینئر اکرم لودھی نے ہم سے دوران گفتگو اپنی آواز کو صدرِ مملکت عزت مآب آصف علی زرداری وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی وفاقی وزارتِ صحت اور چاروں صوبائی حکومتوں کے گورنر صاحبان، وزیراعلیٰ سمیت صوبائی وزارتِ صحت سے بھی اپیل کی ہے وہ اِس جانب فوری توجہ دیں اور بالخصوص سندھ اور بالعموم ملک کے دوسرے صوبوں اور علاقوں میں آنکھوں کی اِس پراسرار بیماری شب کوری (Night Blindness) میں مبتلا افراد کو اندھے پن سے

بچانے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کریں اور پوری پاکستانی قوم بالخصوص مخیّر حضرات ،اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباوطالبات ہماری اِس پکار پر لبیک کہیں اور ہمارے ادارے وِژن فاؤنڈیشن کی آنکھوں کی اِس پراسرار بیماری شب کوری (Night Blindness) کے خاتمے کے خلاف جاری جنگ میں ہمارا ہر طرح کا ساتھ دیں۔تاکہ ہم اپنے تمام اہل وطن کے تعاون سے بالخصوص سندھ اور پاکستان کے لاکھوں انسانوں جن میں کم سِن بچے بھی شامل ہیں اِنہیں شب کوری (Night Blindness) اور مکمل اندھے پن سے بچانے کے لئے اپنے حصے کا کام انجام دے سکیں۔

وِژن فاؤنڈیشن کے سربراہ انجینئر اکرم لودھی تو اپنے ملک میں پائی جانے والی آنکھوں کی اِس پراسرار بیماری کے خلاف اپنی جنگ لڑرہے ہیں اَب ہم سب کی بھی کوئی ذمہ داری ہے کہ ہم بھی اپنے اُن پاکستانی بھائیوں کی مدد کریں جو اِس بیماری میں مبتلا ہیں اور جو اِس بیماری کا ملک سے خاتمے کے لئے عزم کئے ہوئے ہیں اِس حوالے سے ہم یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ ہمارے ملک کے حکمران جہاں اپنی اور دیگر الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں اِن سے ذرا سی دیر کے لئے نکل کر اِس جانب بھی ضرور توجہ دیں اور ایسے اقدامات کریں کہ ہمارے ملک سے آنکھوں کی اِس بیماری شب کوری (Night Blindness) کا خاتمہ ہوسکے یا وِژن فاؤنڈیشن جیسے ادارے کے ساتھ اپنا مکمل تعاون یقینی بنائے جس نے نہ صرف ملک

(Night Blindness) ہی سے نہیں بلکہ دنیا بھر سے آنکھوں کی اِس بیماری شب کوری
کے مکمل خاتمے کا عزم کر رکھا ہے اِس سلسلے میں وژن فاؤنڈیشن کے سر براہ انجینئر اکرم
لودھی سے اِن نمبرز پر 0321-0213-2436708،6328075اور 0321-
2801695 رابطہ کر سکتے ہیں۔ ختم شد

تیل کا لالچی امریکا

تیل کا لالچی امریکا ! کیا امریکا کے ہاتھ سعودی حکمرانوں کے گریبانوں تک بھی بڑھنے لگیں گے !

تیل کا لالچی امریکا جس نے اپنی ترقی اور خوشحالی کا انحصار تیل کو ہی مان رکھا ہے آج اِسی امریکا نے جس کی یہ خوش فہمی ہے کہ اِس کی ترقی اور خوش حالی کا دارومدار تیل پر ہے تو اِس کی اِس خوش فہمی کو ہم یہاں اِس کی ہوس کا نام دیں گے اور اپنی اِسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہیں گے کہ امریکا نے اپنی اِس ہوس کو تقویت دینے کے خاطر دنیاکے تیل کے ذخائر پر بالخصوص اُن مسلم ممالک پر جو تیل کی پیداوار کے لحاظ سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور جن میں سے زیادہ تر ایسے بھی ہیں جن کی معیشت کا انحصار ہی تیل کی پیدوار پر منحصر ہے اِن ممالک کو زورِ طاقت اپنے زیر تسلط کرنے کے لئے امریکا نے اِن پر قابض ہونے کا ایک ایسا گھناؤنا پروگرام مرتب کر رکھا ہے آج جس پر یہ آہستہ آہستہ عمل بھی کر رہا ہے اور اِس نے اِن مسلم ممالک کے تیل کے ذخائر پر اپنا قبضہ جمانے اور اپنی اِسی سوچ کو حقیقی رنگ دینے کے لئے اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں اور جارحانہ رویوں سے اِن مسلم ممالک کے تیل کے ذخائر پر اپنا قبضہ جمانے کے لئے انسانی خون کو بھی بیدریغ بہانے کی اپنی

وحشیانہ پالیسی مرتب کر رکھی ہے اِن دنوں اِس کے اِن اِنسانیت سوز عمل اور سوچ کی مثال نہیں دی جا سکتی ہے۔

کیوں کہ آج یہ چنگیز خان اور ہلاکو خان جیسے ظالموں کو بھی پیچھے چھوڑ چکا ہے دنیا کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے والے امریکا کی اتنی دہشت گردی کے باوجود بھی ابھی تک اِس کی سوچ میں کوئی تبدیل نہیں آئی ہے۔ مسلم ممالک کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے اور مسلم خون کی ہولی کھیلنے والے دنیا کے بڑے اِس دہشت گردِ اعظم نے اپنا یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ اگر آج اِسے اپنی دنیا میں حکمرانی قائم رکھنی ہے تو اِسے اپنی معیشت کے استحکام اور اپنی بقاء کے لئے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا ہے اِس کے بغیر نہ تو اِس کی ترقی اور خوشحالی ممکن ہے اور نہ یہ دنیا پر اپنی حکمرانی قائم رکھ سکتا ہے۔

حالانکہ آج دنیا کا ایک بڑا حصہ اِس کی تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لئے اِس کی بے شمار ایسی اِنسانیت سوز ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے اِسے دہشت گردِ اعظم کہہ کر پکار رہی ہے مگر دنیا کی تنقیدوں کے باوجود بھی یہ ہے کہ اِس کے ارادوں اور پُر تشدت جارحانہ پن میں کوئی لچک نہیں آرہی ہے اُلٹا جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے اِس کی مسلم دنیا کے تیل کے ذخائر پر قبضے کی ہوس بھی بتدریج بڑھتی ہی جارہی ہے اِس کے اِس پاگل پن کو دیکھ کر آج یہ

اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا کہ جیسے اِس نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ اِس کی اِس سوچ کی تکمیل میں جتنی بھی رکاوٹیں آئیں گیں یہ اِنہیں مسمار کردے گا چاہے اِس کے لئے دنیا اِسے کوئی بھی نام دے اور چاہے جتنے بھی بدترین الفاظ سے اِسے پکارے مگر یہ اپنی اِس سوچ میں ایک رتی برابر بھی فرق نہیں آنے دے گا اور نہ ہی کسی کے دباؤ میں آکر اپنی اِس فسادپرور پالیسی کو تبدیل کرے گا۔

ہم اپنے گزشتہ کالموں میں یہ بات کہہ چکے ہیں کہ امریکا کسی بھی مسلم ملک کا کبھی بھی دوست ثابت نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے کیوں کہ اِس کی گواہ ہی کہ اِس نے جب بھی کسی مسلم ملک سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اِس کے پیچھے بھی اِس کے اپنے کئی ایسے مفادات پوشیدہ رہے کہ جن کے حصول تک اِس نے اُن مسلم ممالک کی چاپلوسی جاری رکھی اور ہمارے مسلم حکمران اِس کے خوشامدی رویوں کو اپنے لئے بڑا اعزاز جانتے رہے مگر جیسے ہی امریکا اپنے مفادات کے حصول میں کامیاب ہوا اِس کے ساتھ ہی اِس نے نہ صرف مسلم ممالک سے دوستی ختم کی بلکہ امریکا کا ریکارڈ یہ بتاتا ہے کہ جب تک اِس کی کسی بھی مسلم ملک سے گٹھ جوڑ قائم رہا اِس نے اُس ملک کی معیشت ، سیاست اور اخلاقیات کا بھی بیڑا غرق کردیا اور اِس کا ہر طرح سے ایسا چہرہ بگاڑا کہ وہ کہیں بھی اپنا منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

آج اپنی فطرت سے مجبور اِسی امریکا نے سعودی عرب کے ساتھ بھی یہی گیم کھیلنا شروع کردیا ہے جس کے ثبوت کے طور پر ہم اُس خبر کا ذکر کریں گے جس میں واضح طور پر امریکا نے سعودی عرب پر دباؤ بڑھانا شروع کردیا ہے کہ وہ ایران پر پابندیوں کی وجہ سے بڑھنے والے تیل فراہمی کے خلاء کو پُر کرنے کے لئے جس قدر ممکن ہو سکے اپنے تیل کی پیداوار میں اضافہ کرے گو کہ یہ سعودی عرب میں تیل کی لالچ میں اپنے ناپاک قدم جمانے والے امریکا کا سعودی حکمرانوں کے لئے پہلا حکم ہے مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس امریکی حکم کے ساتھ ہی ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے امریکا نے سعودی عرب میں ایک بڑا عرصہ خاموشی سے گزارنے کے بعد اَب اپنا ہاتھ سعودی عرب کے حکمرانوں کے گریبانوں کی جانب بھی بڑھانا شروع کردیا ہے۔اور اگر اِس موقع پر سعودی حکمرانوں نے ہر امریکی حکم پر خاموشی اختیار کرلی اور اِسے عملی جامہ پہنانا شروع کردیا تو کیا امریکا کے ہاتھ اِسی طرح سعودی حکمرانوں کے گریبانوں پر بھی بڑھتے رہیں گے....؟؟

جبکہ سعودی حکمرانوں پر جہاں اپنا یہ دباؤ ڈال تو وہیں اِس خدشے کا بھی اظہار کردیا ہے کہ تاہم یہ اضافہ جولائی سے قبل ناممکن دکھائی دیتا ہے مگر پھر بھی سعودی عرب اور امریکا کے درمیان ہونے والے مذاکرات میں تیل کے لالچی امریکا نے سعودی عرب سے جارحانہ انداز سے کہہ دیا ہے کہ جولائی میں ایران پر پابندی کی وجہ سے تیل کی کمی کے اثرات کو پورا کرنے کی ساری ذمہ داری سعودی

عرب اوراِس کے ہم خیال گروپ ممالک پر عائد ہوتی ہے کہ یہ سب ایرانی خام تیل پر پابندی کے بعد تیل کی کمی کو ہر صورت میں پورا کریں۔

اُدھر اِس امریکی دباؤ اور دھمکی کے برعکس کسی حدتک اچھی اور حوصلہ افزابات یہ ہے کہ سعودی عرب نے بھی ڈھکے چھپے انداز سے ہی صحیح مگر بظاہر تواِس نے بھی اپنی آستینیں چڑھاتے ہوئے یہ کہہ کر امریکا کو خبردار کردیا ہے کہ وہ مارکیٹ کی ضرورت کے مطابق تو تیل کی کمی کو پورا کرنے کے لئے تیار ضرور ہے تاہم وہ سیاست میں حصہ نہیں لے گا امریکا خطے میں اپنی کسی بھی قسم کی سیاست سے سعودی عرب کو باہر رکھے اور سعودی عرب کسی بھی امریکی جارحیت کا ساتھ نہیں دے گا۔

جبکہ دوسری جانب انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ یورپی یونین امریکی سازش کا حصہ بن کر ایرانی خام تیل پر یکم جولائی سے پابندی کے اعلان کا اطلاق کردے گی جس کے بعد دنیامیں تیل کا جو بھونچال آئے گااِس سے انکار نہ ممکن ہے کہ اِس کا اثر امریکا پر تو کچھ نہ پڑے مگرایرانی خام تیل کی پابندی کے بعد ہم جیسے بہت سے ایسے غریب اور پہلے سے امریکی تسلط اوراِس کی دھمکیوں میں ڈر، ڈر کر سانسیں لینے والے ممالک کا تو ستیاناس ضرور ہوجائے گا جن ممالک میں تیل کی قیمت بڑھتے ہی اِن کے مفلوک الحال عوام پر مہنگائی کا طوفان چڑھ

دوڑتا ہے اور عوام ابوالمہنگائی (تیل) اور اپنے حکمرانوں کو کوستے رہتے ہیں۔
اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں کوئی شک نہیں رہ جاتا ہے کہ امریکا نے سعودی عرب پر اپنے قبضے کا ہوم ورک مکمل کرلیا ہے جس کے لئے اِس نے ایران پر پابندی کے اعلان کے ساتھ ہی سعودی عرب پر بھی اپنا شکنجہ کسنے کی تیاری شروع کرنے کا پروگرام ترتیب دے رکھا ہے کیوں کہ یہ عراق کویت جنگ کے خاتمے کے بعد ایک عرصہ سعودی عرب میں اپنے قیام کو یقینی بنانے کے بعد اَب یہاں بھی اپنے اُن ناپاک منصوبوں کو جس میں سعودی تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا شامل ہے اِنہیں حتمی شکل دے چکا ہے اَب یہ بات سعودی حکمرانوں کو بھی سمجھنی چاہئے کہ وہ امریکا کے کسی دباؤ اور دھمکی میں آئے بغیر اِس کے ناپاک عزائم کی شروعات سے قبل ہی اپنے یہاں سے امریکا کو نکال باہر کریں اور اِس سے ہر قسم کے تجارتی معاہدے بھی ختم کردیں جن کی وجہ سے امریکی معیشت مضبوط اور اِس کے یہاں تیل کے ذخائر کو استحکام مل رہا ہے۔

حکمران، ہم اور ہمارے ادارے تو عوام کو لوٹنے کا بہانہ ڈھونڈے ہیں

پیرس کا بریڈنگ کے لئے استعمال ہونے والا دنیا کا تیسرے نمبر کا "جوکو" نامی بیل مرگیا ،ہمارے ملک کے ڈیری فارم والے منتظر ہیں کہ..؟؟

کوئی ہماری یہ بات مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ ہماری ماضی کی جتنی بھی حکومتیں آئیں اِنہوں نے اپنے مفادات کے خاطر قومی خزانے کو خالی ہونے کا ڈرامہ رچایا اور عوام پر طرح طرح کے مہنگائی کے طوفان بر پا کرکے اِنہیں اِس کے شکنجوں میں کَس دیا اور آج بھی اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ حکمران جنہوں نے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کا دلفریب اور دلکش نعرہ دے کر اقتدار حاصل کیا ہے یہ بھی اِس روش پر قائم ہیں آج ہمارے یہی حکمران ہیں جنہوں نے عوام کو ٹیکسوں کے جال میں پھنسانے اور اِنہیں مختلف انداز سے لوٹنے کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈ رکھے ہیں۔

آج یہی وجہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ سابق وزیراعظم اور ملک کی موجودہ سیاسی صُورتحال میں سیاسی شیر ببر کہلانے میں فخرِ عظیم محسوس کرنے والے میاں محمد نواز شریف کے چھوٹے بھائی وزیراعلیٰ پنجاب جو ایک طرف تو کسی

حدتک خود کو شیر ببر کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں مگر دوسری جانب یہی ہیں جو خود کو خادمِ اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے صوبے اور ملک کے لوگوں سے داد وصول کرنے میں ضرور اپنا امتیاز سمجھتے ہیں ایسی ہی تمام چاپلوسی والی آمیزش سے بھرپور شخصیت میاں شہباز شریف ہیں جنہوں نے پچھلے دنوں سوئیڈن کے وزیر خارجہ سے ایک ملاقات کی تو اِسی دوران اِنھوں نے گفتگو کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ ''ملک میں جاری کرپشن اور اسلام آباد میں موجود حکمران ملک کے لئے زہر قاتل ہیں" یوں خادمِ اعلیٰ شہباز شریف نے سوئیڈن کے وزیر خارجہ کارل بلڈٹ کو قائل کرنے کی اپنی حتی المکمن کوشش یہ کر ڈالی کہ ہمارے ملک کے حکمران واقعی ایسے ہی ہیں جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں مگر جب سوئیڈن کے وزیر خارجہ نے اِن کی اِس بات پر کوئی دھان نہ دیا اور اِس پر حامی یا انکار سے متعلق کوئی جواب نہ دیا تو میاں شہباز شریف نے تُرنت ان کے سامنے کچھ اِس طرح اپنی لب کشائی کر ڈالی کہ روٹی، کپڑا اور مکان دینے کے دعویداروں نے عوام سے سب چیزیں چھین لیں۔ اگرچہ یہ سب ٹھیک ہے یہ وہ باتیں ہیں جنہیں شہباز شریف کارل بلڈٹ سے کرکے اپنا کلیجہ تو ٹھنڈا کر گئے مگر ساتھ ہی اِنہیں یہ بھی باور کرا گئے کہ جیسے یہی وہ محب وطن پاکستانی سیاستدان اور واحد ملک کے ایسے وزیر اعلیٰ ہیں جو اپنی سوچ اور کام کی وجہ سے ہی خادمِ اعلیٰ کہلانے کے صحیح حقدار ہیں۔

حالانکہ ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ شہباز شریف کو اِس موقع پر سوئیڈن کے

وزیر خارجہ کارل بلڈٹ سے یہ باتیں کرنے کے بجائے کچھ ایسی بامقصد اور ملکی مفادات سے متعلق کارآمد باتیں اور منصوبوں کے بارے میں ضرور تذکرہ کرنا چاہئے تھا جو پاکستان اور سوئیڈن کے اپنے اپنے مفادات میں ہوتیں ایسی باتیں ہرگز نہ کیں جاتیں جن کے بارے میں مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا جاچکا ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی اِس موقع پر ہمارا خیال یہ ہے کہ مندرجہ بالا کی گئیں باتوں سے آج کون واقف نہیں ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں ملک اور عوام کا کیا حشر کرکے رکھ دیا ہے اَب کسی کے سامنے ایسی باتوں کا بار بار ذکر کرنے کا مطلب تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم ایسی کاہل اور ست قوم ہیں کہ اپنے حالات کو خود نہیں سُدھار سکتے اگر کوئی ہماری اِس حالات پر ترس کھا کر اِسے ٹھیک کردے تو ممکن ہے کہ ہماری کمسپیری کچھ کم ہو کر ختم بھی ہوسکے مگر اِس کے ساتھ ساتھ ہماری اِس معاملے میں مدد کرنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ اگر اِس نے ہماری حالاتِ زندگی بہتر بنانے کے بعد اپنی امداد یا مدد بند کردی تو ہم پھر سے اپنے حالاتِ زندگی خراب کر بیٹھیں گے اور اَب آگے اِس کی مرضی کہ یہ ہمارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر ہمارے مدد کرے تو ٹھیک ورنہ ہم اپنے بارے میں پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ہمارے مددگار نے جہاں ہم سے ہاتھ کھینچا تو ہم پھر اُسی گڑھے میں اندھے منہ جاگریں گے جہاں سے اِس نے ہمیں ترس کھا کر نکلا تھا۔

ہاں تو ہم بات کررہے ہیں اپنے اِن موجودہ حکمرانوں کی جنھوں نے قومی خزانے کو
بھرنے کے لئے عوام کے کاندھوں اضافی ٹیکسوں کے نفاذ کی شکل میں کئی اقسام کے بوجھ
ڈال دیئے ہیں تو وہیں عوام کے گلوں کو مہنگائی کی تیز چھری سے کاٹنے کے بہانے بھی
ڈھونڈ رکھے ہیں جس طرح گزشتہ دنوں ایک پرائیوٹ ٹی وی چینل نے اِس خبر کو
نمایاں طور پر نشر کیا اور بعض اخبارات میں بھی یہ شائع ہوئی کہ " حکومت نے موبائل
فون کارڈری چارج کرنے پر دو فیصد "ریڈیو ٹیکس "لاگو کردیا ہے جو اِسی ماہ 17 مارچ
سے نافذ ہوجائے گا"جس کے بعد اگلے ہی روز ملکی اخبارات میں ریڈیو پاکستان 2012
کے ترجمان کے حوالے سے یہ خبر بھی شائع ہوئی جس میں اُنہوں نے "17 مارچ
سے موبائل فون پر ریڈیو ٹیکس لاگو کرنے والی خبر کو گمراہ کُن اور من گھڑت 2012
اور حقیقت کے برعکس قرار دیا اور اِسی کے ساتھ ہی ریڈیو پاکستان کے ترجمان کی جانب
سے جاری کردہ بیان میں مزید یہ بھی کہہ دیا گیا کہ " موبائل صارفین پر ریڈیو ٹیکس کے
نفاذ سے ہمارا (ریڈیو پاکستان سے) کوئی تعلق نہیں ہے موبائل کمپنیوں نے اپنے
صارفین پر 2 فیصد ٹیکس از خود اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے لگایا ہے اور اپنے اِسی بیان میں
ریڈیو پاکستان کے ترجمان نے اپنی سخت ناراضگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی
کہہ دیا کہ " میڈیا نے بھی موبائل فون کمپنیوں کے اِس اقدام کو توڑ
مروڑ کر"ریڈیو ٹیکس " کے طور پر پیش کیا جو کہ غلط ہے ہاں البتہ ! ریڈیو پاکستان کے
ترجمان نے اپنے بیان

میں ایک موقع پر یہ بات بھی ضرور واضح کردی تھی کہ " ریڈیو لائسنس فیس کی بحالی کی تجویز بالکل الگ معاملہ ہے جس کی آئندہ بجٹ میں پارلیمنٹ سے منظوری لینی ہے۔ جبکہ اُنھوں نے ایک بار پھر سختی سے اِس بات کی تردید کی کہ ماہ مارچ سے موبائل فون کمپنیوں کی جانب سے موبائل فون کارڈری جارچ کرنے پر دوفیصد "ریڈیو ٹیکس "کے لاگو ہونے سے ریڈیو پاکستان کا کوئی تعلق نہیں ہے" اِس صورتِ حال میں اَب ہم عوام یہ سمجھنے پر کیا مجبور نہ ہوں گے کہ ہمارے حکمرانوں نے شائد اپنی نااہلی یا ناسمجھی کی وجہ سے دیدہ و دانستہ طور پر ملک میں موبائل فون کمپنیوں کو عوام کو بے وقوف بناکرانہیں اپنا منافع کمانے کے لئے فری ہیڈ دے رکھاہے کہ یہ جس طرح سے چاہیں عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر خود بھی کمائیں اور اپنی کمائی سے حصہ قومی خزانے میں بھی ڈالیں اور اپنے اِس سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے مختلف بہانے تلاش کرتیں رہیں اِس کی پرواہ کئے بغیر کے اِس سے عوام کو کیا نقصان پہنچے گا بس یہ اپنا ہدف عوام سے ہی حاصل کریں۔

اِسی طرح ہمارے سامنے ایک مثال PTCL ! کی نیٹ سروس کی بھی موجود ہے جی ہاں پی ٹی سی ایل کے وہ صارفین جو پی ٹی سی ایل کی انٹرنیٹ سروس استعمال کررہے ہیں ماہِ جنوری 2012 سے محکمہ ٹیلی فون نے اپنے انٹرنیٹ کے صارفین کے لئے ایک فیملی پیکج متعارف کروایاہے جس کے مطابق پی ٹی سی ایل کے وہ صارفین جو

انٹرنیٹ کی سہولت بھی استعمال کر رہے ہیں اُن کے لئے اِس نے یہ آفر دی کہ انٹرنیٹ استعمال کر رہے ہیں اوراس مد میں ہر ماہ 1999 روپے علاوہ GB کے وہ صارف جو 4 فون کال چارجز اپنے بل کے ساتھ ادا کر رہے ہیں اُن کے لئے 2400 روپے بشمول انٹرنیٹ اورلائن رینٹ کے اَب یہ سہولت ہے کہ وہ اِس فیملی پیکج کے حصول کے بعد ہی سے 750 منٹ ہر ماہ ملک بھر میں مفت لوکل کال کر سکیں گے (علاوہ موبائل چارجز کے)اور جب یہ مفت کال کی حد ختم ہوجائے گی تو پھر اِس کے اُوپر جو کالیں ہو گیں اُن کا بل لگ کر آئے گا ہم نے بھی یہ سہولت اسلام آباد سے ایک محترمہ کی آنے والی ایک فون کال پر حاصل کرلی اور بے فکر ہو کراس سہولت سے مستفید ہوتے رہے مگر رواں ماہ جب ایک روز ماہ فروری 2012 کا ٹیلی فون کا بل ہمارے ہاتھ لگاتو ہم اِسے دیکھ کر دنگ رہ گئے ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ہمارے پیروں سے زمین نکل گئی اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاگیااور منہ سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا کہ "اُف میرے اللہ یہ کیا ہوگیا..؟؟اپنی حیرانی کیفیت سے جب ہم نکلے اور ذرا سنبھلے تو ہم نے یہ دیکھاکہ اِس ٹیلی فون بل پر کہیں بھی 2400 روپے لکھے ہوئے نظر ہمیں نہیں آئے جہاں 2400 روپے لکھے ہونے تھے وہاں 3570 روپے لکھے ہوئے ملے اور بل کی ادیگی کی مدت گزر جانے پر 3750 روپے لکھے ہوئے نظر آئے اِس منہ توڑ، سینہ زور اور سر پھوڑ مہنگائی کے عالم میں ہم جیسے ہینڈ تو ماوتھ کمانے والے غریب آدمی کے ساتھ یہ بل کسی قیامت سے ہر گز کوئی کم نہ تھا اور جب ہمارے ایسے حکمران ہوں

جو ملک کے غریبوں پر مہنگائی کے طوفان نازل کرنے کے لئے طرح طرح کے بہانے تلاش کررہے ہوں تو پھر یہ ضروری ہوجاتاہے کہ ہم ایسے میں خود کو زندہ رکھنے کے لئے کچھ کریں یوں پھر اِس بل کو ہاتھ میں تھام کر ہم نے جب 1236 پر رابطہ کیاتو اِس نمبر پر بیٹھے ایک صاحب نے ہماری شکایت سُننے کے بعد ہم سے انتہائی غصے کے ساتھ گویاکہ اُنھوں نے ہمیں تپ کر یہ کہاکہ " اگرہم آپ کو یہ سہولت سبز باغ دکھا کر نہ دیتے تو کیاآپ لیتے جناب ہم بزنس کرنے بیٹھے ہیں کوئی یہ نہیں چاہئے گا کہ اپناکاروبار ٹھپ کردے ٹھیک آپ کی شکایت درج کرلی ہے اور اَب آئندہ یعنی ماہِ اپریل 2012 سے آپ کا وہی سابقہ پیکج بحال کردیاجائے گا جیساتھا مگر جناب یہ ضرور یاد رہے کہ آپ کو ماہ فرروی اورمارچ 2012 کے بل اتنے ہی اداکرنا ہوگے جتنے آئیں گے۔ اَب ایسے میں ہم کیا یہ نہ تصور کریں کے ہمارے حکمرانوں نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں عوام کو مہنگائی کے ہاتھوں مارنے کے لئے کس کس طرح کے حربے استعمال کرنے شروع کردیئے ہیں جنھیں دیکھ کر عوام اِن سے جلد از جلد نجات کے لئے اپنے دامن اٹھا اٹھا کر ربِ کائنات سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔

آج وہ تو اچھا ہواکہ میرے ملک کے شہر کراچی سمیت اکثر بڑے شہروں میں دودھ کی قیمت جہاں ہے وہیں رہ گئی ہے ورنہ تو ایک ایسی خبر پیرس سے آئی ہے اِس کی ذرا سی بھی اگر بھنک ہمارے ملک کے ڈیری فارم والوں کو ہوگئی تو یہ اِس پر

بھی اپنا ہوم روک مکمل کرکے دودھ کے صارفین پر کوئی نہ کوئی پہاڑ ضرور گرادیں گے
خبر یہ ہے کہ " دنیابھر کی ڈیری فارم گائیں منفرد "جوکو"نامی بیل کے مرنے پر اُداس
ہوگئیں ہیں جو اپنے چلے جانے کے بعد چار لاکھ سے زائد مویشیوں کو پیچھے چھوڑگیاہے اِس
جوکونامی بیل کی خاصیت یہ تھی کہ یہ دنیا میں تیسرے نمبر کاایک ایسا بیل تھا جو.بریڈنگ
کے لئے سب سے قوی سمجھاجاتاتھا" اِس خبر کوپڑھنے کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچے کہ اگر
یہ بیل ہمارے یہاں ہوتایا کسی وجہ سے ہماری سرزمین پرآکر مرجاتاہے توہمیں اِس
بات کاپوراپورایقین ہے کہ ہمارے ملک کے ڈیری فارم والے جہاں اِس کے مرنے کا غم
کرتے سوکرتے مگراِس کے مرنے کاجواز پیش کرتے ہوئے یہ لوگ ملک میں دودھ کی
قلت کا مصنوعی بحران پیداضرور کردیتے اور کہتے کہ دودھ کا بحران ملک میں اِس لئے
آگیاہے کہ جوکو نامی بیل کے مرنے پر بھینسیں اور گائیں اور بہت سے مویشی اداس ہیں
اِس لئے ملک میں دودھ کی کمی ہوگئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں اِس کمی کے پوراہونے
تک دودھ کی قیمتوں میں فی کلو 10 روپے کا اضافہ کرنانا گزیر ہوگیاہے ورنہ ہم
مویشیوں کی اداسی ختم ہونے تک دودھ کی کمی کو پورانہیں کرسکتے ہیں اور ڈیری فارم
والوں کے اِس جواز پر ہمارے حکمران خاموشی سے اِن کے ہر مطالبے کو مان جاتے اور
اِس طرح ملک بھر میں دودھ اور دہی کی قیمتوں میں 10 روپے فی کلو کا بلاجواز اضافہ
ایک جوکونامی بیل کے مرنے پر کردیاجاتا۔مگر پھر بھی ہم اپنے ملک کے ڈیری فارم کے
کرتادھرتاؤں سے

اَب بھی نااُمید نہیں ہیں ہمیں یقین ہے کہ اِس جانب جب بھی اِن کا خیال گیایااِنہوں نے ہمارایہ کالم پڑھایا کسی سے سُناتو یہ ملک بھر میں دودھ کی قیمتیں بڑھانے یا کم از کم شہر کراچی والے تواِس معاملے کواُچھال کر دودھ کی قیمت یں منہ مانگااضافہ کرانے میں ضرور کامیاب ہوجائیں گے۔

اَب اِسی طرح بھارت سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ بھارتی مردم شماری رپورٹ میں یہ بتایاگیاہے کہ ایک ارب 35 کروڑ والی آبادی والے ملک میں کے زیادہ ترگھروں میں ٹوائلٹ سے زیادہ موبائل فونز ہیں یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں یہ تو بھارت ہے جس کے حکمران اِس معاملے کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں اگر ایسی ہی کچھ صورت حال ہمارے ملک پاکستان کی ہوتی جہاں ٹوائلٹ کم اور موبائل فونز زیادہ ہوتے تو ہم اِس یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے حکمران ملک میں ٹوائلٹ ٹیکس کا نفاذ ضرور کردیتے چاہئے یہ ملک میں اِس ٹیکس سے ملنے والی آمدنی کے بعد ٹوائلٹ تعمیر کرواتے یانہ کرواتے مگر عوام پر ٹوائلٹ ٹیکس کا بھی ضرور بوجھ ڈال دیتے اور ہمارے عوام بھی اِس ٹیکس کے نفاذکے بعد خاموشی سے اِس ٹیکس کی ادائیگی کررہے ہوتے وہ تو اللہ کابڑا کرم ہے کہ آج ہمارے ملک میں موبائل سے زیادہ ٹوائلٹ اور بہت سی ایسی آشائش زندگی کی فراوانی ہے جن سے آج تک ایک ارب 35 کروڑ والے ملک بھارت کے لوگ محروم ہیں وہ تواچھاہے کہ ہمارے حکمرانوں کی عوام سے نفرت اوراِن کی ٹیکس کے نفاذ سے محبت کی پالیسی ہے کہ

یہ ہم پر ٹیکس کے فوری نفاذ اور اِس طرح عوام کو لوٹنے کے مختلف بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں ہمارے حکمران ٹیکس کے نفاذ میں بھارتی حکمرانوں سے آگے ہیں اَب ایسے میں ہم بھارتی حکمرانوں کو اپنا یہ مشورہ ضرور دینا چاہیں گے کہ یہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے وہ اپنے ملک ٹوائلٹ ٹیکس کا نفاذ کرکے اپنے یہاں زیادہ سے زیادہ ٹوائلٹ تعمیر کروائیں خدانخواستہ کبھی پاک بھارت بگاڑ کی صورت پیدا ہو گئی تو ایسے میں اِن کے عوام کہاں بھاگتے پھریں گے تو اِس کیفیت سے اپنے عوام کو بچانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ بھارتی حکمران اپنے یہاں ٹوائلٹ ٹیکس کا فوری نفاذ کرکے اپنے ملک میں موبائل فونز سے زیادہ ٹوائلٹ کی تعداد بڑھانے کا انتظام کریں۔ (ختم شد

شہباز شریف کا جذباتی انداز وبیان اور صدر زرداری ..؟

کیا راجہ اور رانا کی لڑائی زیب دیتی ہے..؟؟

زبان شیریں ملک گیری،زبان ٹیڑھی ملک بانکا....

کہا جاتاہے کہ حکمرانِ وقت دریا کی مانند ہوتا ہے جس کا پانی چھوٹی چھوٹی ندیوں میں جاتاہے اگردریا کا پانی شیریں ہوتوندیوں کا پانی بھی شیریں ہوگااور اگر دریاکاپانی تلخ ہوتو ندیوں کا پانی بھی تلخ ہوگاہمارے صدر مملکت عزت مآب آصف علی زرداری کی مثال بھی ایسی ہی جو کسی کے لئے شریں ہیں تو کسی کے لئے تلخ اور کچھ ایسے بھی ہیں جوان کے شیریں اور تلخ کے ذائقے کی تمیز کئے بغیراِن کی ذات سے ہمیشہ بے حسی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہیں اِن میں سے ہم یہاں ایک ایک کا نام لے کراُن کر ذکر تو نہیں کر سکتے ہاں البتہ !اِس حوالے سے مثال کے طور پر شہباز شریف کاتذکرہ کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے جنہوں نے صدرزرداری کے عہدہ صدارت کے بعد ہی سے اِن کے شیریں اور تلخ کی حس سے بے نیازی برتے ہوئے اپنا ایسارویہ اپنائے رکھا کہ جو آج سب کے سامنے ہے۔ہم شہباز شریف کی صدر زرداری سے متعلق متعدد بار مختلف مواقعوں پر استعمال کی گئی زبان پر سوائے شہباز شریف کی زبان و عقل پر افسوس کا

اظہار کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔
اوراس کے ساتھ ہی اپنی اِسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہیں گے کہ ہمارے یہاں ایک معقولہ بڑا مشہور ہے کہ " زیادہ بولنے سے انسان کی عقل مفلوج ہو جاتی ہے۔" جس طرح گزشتہ دنوں پنجاب کے باتونی وزیراعلیٰ (المعروف خادمِ اعلیٰ) شہباز شریف نے صدر مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری سے متعلق جس قسم کی زبان استعمال کی ہے (ہم اِسے صدر کے وقار کو اپنے قلم سے مجروح ہونے سے بچانے کے لئے اِن سطور میں لکھ کر شہباز شریف کی صف میں کھڑا کرنا ہرگز نہیں چاہیں گے کہ کہیں ہمارا شمار بھی اِن سمیت اور دوسروں میں نہ ہونے لگے جو.براہ راست صدر مملکت آصف علی زرداری کی ذات اور اِن کی اعلیٰ فہم وفراست سے لبریز شخصیت پر طرح طرح کے کیچڑ اُچھال کر اِن کا وقار مجروح کرتے رہتے ہیں) جسے سُننے کے بعد تو ہم واقعی اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بے شک مندرجہ بالا معقولہ حقیقت سے قریب تر ہے یقین جانئے کہ اِس کے بعد ہمیں شہباز شریف کی نہ صرف عقل بلکہ اِن کا دماغ بھی مفلوج لگنے لگا ہے کچھ بھی ہے ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری میں بقول اپوزیشن جماعتوں کے لاکھ .برائیاں صحیح مگر مسٹر شہباز شریف کو صدر زرداری سے متعلق ایسی باتیں پبلک مقام پر نہیں کرنی چاہئے تھی جس کی وجہ سے ہمارے بیچارے صدر مملکت کا وقار مجروح ہوا۔

جبکہ دوسری جانب اِس میں کوئی شک نہیں کہ میاں نواز شریف کے بھائی شہباز شریف نے جو زبان صدر کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے استعمال کی وہ صدر کا تو کچھ نہ بگاڑ سکی مگراس موقع پر ہم اتنا ضرور یہ کہیں گے کہ ہماری نظر میں شہباز شریف کا جو ایک اچھا اور قابلِ تعریف امیج کبھی قائم ہوا کرتا تھا وہ اَب ضرور ختم ہو کر رہ گیا ہے شہباز شریف کے صدر زرداری سے متعلق استعمال کی گئی جارحانہ زبان درازی نے یہ ضرور ثابت کردیا ہے کہ شہباز شریف ایک انتہائی جذباتی اور بغیر سوچے سمجھے بولنے والے اِنسان ہیں جو اپنے بھائی نواز شریف کے بالکل برعکس ہیں۔

شہباز شریف کی صدر زرداری سے متعلق استعمال کی جانے والی جارحانہ زبان درازی کے بعد شاید ہی اِس حقیقت کو کوئی جھٹلاسکے کہ کوئی آئینہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کرسکتا ہے جتنی اُس کی بات چیت۔اور یہی وجہ ہے کہ ازل سے ہی عقل مندوں کا یہ طریقہ رہاہے کہ وہ اپنی کامیابی کے لئے اِس بات کو سب سے پہلے گرہ سے باندھے رکھتے ہیں کہ "سلامتی اِسی میں ہے کہ اپنی زبان کو بند رکھو ایسے ہی جیسے جب تک مچھلی کا منہ بند رہتا ہے وہ کانٹے کی گرفت میں نہیں آتی"یعنی کہ آج شہباز شریف نے اپنے جذباتی پن اور جلد بازی کی وجہ سے عقل مندوں کے اِس طریقے کار کو بالائے طاق رکھ کر خود کو وہ مچھلی ثابت کردیا ہے جو بغیر سمجھے کانٹے میں لگے آٹے کو کھانے کے لئے منہ

کھول کراِس کی گرفت میں آ جاتی ہے۔اور آج در حقیقت شہباز شریف ایک ایسی گرفت میں آ گئے ہیں جس کے اثرات آئندہ انتخابات میں اِن کی ذات اور اِن کی جماعت کے گرتے ہوئے گراف کی صورت میں سامنے آئے گی۔

ہمیں اِس موقع پر سسرو کا ایک قول یاد آگیا ہے ہم چاہیں گے کہ اِسے بھی اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے چلیں وہ کہتا ہے کہ" عقل مند انسانوں کی راہنمائی عقل ،ذرا کم عقل مند انسانوں کی راہنمائی تجربہ، عقلی طور پر معذور انسانوں کی راہنمائی ضرورت اور وحشیوں کی راہنمائی قدرت کرتی ہے۔"اَب سسرو کے اِس قول کی روشنی میں مسٹر شہباز شریف اپنا احتساب کریں اور خود کو جانیں کہ یہ کس خانے میں فٹ ہوتے ہیں بات یہیں ختم نہیں ہو گئی اِسے موقع کے لئے اہلِ دانش کہتے ہیں کہ جیسے بینائی ختم ہو کر اندھے پن کو جنم دیتی ہے ،کہرا فصلوں کو غارت کردیتا ہے اور گھن لکڑی کو کھا جاتا ہے،اور اِسی طرح عجیب وغریب خامیاں اور بُرائیاں انسانی روح کو تباہ کردیتی ہیں یہ خامیاں بے انصافی، غیر معتدل مزاجی،بزدلی اور جہالت ہیں۔

شہباز شریف جو اپنی زبان درازی کے باعث بڑے مشہور ہیں اور ملک کی ایک بڑی سیاسی اور موجودہ حکومت میں حزبِ اختلاف کا ذرا سا لوز اور مبہم رول ادا کرنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف جو

ملک کے سابق وزیراعظم بھی رہ چکے ہیں اِن کے بھائی بھی ہیں شہباز شریف کو اپنا خیال ہو نہ ہو مگر نواز شریف کے بھائی ہونے کے ناطے ہی کچھ نہیں تو شہباز شریف کو اپنے بھائی کی ہی لاج رکھنی چاہئے تھی کہ وہ صدر زرداری سے متعلق غلیظ زبان استعمال کرنے سے پہلے ایک سو بار اور پھر ایک ہزار بار سوچتے کہ وہ صدرِ مملکت عزت مآب آصف علی زرداری سے متعلق کیا کہنے والے ہیں یا کیا کہہ رہے ہیں ...؟مگر شہباز شریف تو اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے پاگل کی وجہ سے جو کہنا تھا وہ تو کہہ گئے۔اِس کی معافی صدر زرداری چاہیں تو دے سکتے ہیں مگر اِن کے علاوہ اِن کے جیالوں میں اتنی سکت نہیں کہ یہ اپنی پارٹی کے چیئرمین سے متعلق کہی جانے والی کسی کی باتیں برداشت کرسکیں۔

مگر شہباز شریف کی صدر زرداری سے متعلق زبان درازی کے جواب میں ایک مثال پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض کی موجود ہے جنہوں نے صدر آصف علی زرداری کی الفت اور محبت میں گرفتار ہوتے ہوئے جس طرح کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا ہے وہ بھی غلط اور انتہائی غلط ہے جسے ہم جیسے کروڑوں پاکستانی ہر حالت میں کنڈم کرتے ہیں راجہ ریاض نے کہا کہ "وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے منتخب صدر آصف علی زرداری کے بارے میں اِنتہائی غلیظ زبان استعمال کی ہے (جس ہر پاکستانی تائید کرتا ہے کہ شہباز شریف کو ایسی زبان صدر کے بارے میں استعمال نہیں کرنی چاہئے تھی) اِس پر میں مینٹل ہسپتال کی

انتظامیہ سے کہتا ہوں کہ وہ فوری طور پر شہباز شریف کو اپنی تحویل میں لے اور دوسرے مریضوں کو اِس سے محفوظ رکھنے کے لئے اِسے الگ تھلک رکھے اور اِس کے ساتھ ہی جس طرح راجہ ریاض نے اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے صدر سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار بھی کچھ نیم پاگل پن کی کیفیت میں اِس طرح کرڈالا کہ "لیکن میں اِس کے ساتھ یہ بھی واضح کردوں کہ آئندہ الیکشن میں جب پیپلز پارٹی کی پنجاب میں حکومت بنے گی تو میرا نام بھی راجہ ریاض نہیں اگر میں نے شہباز شریف کو لاہور کی سڑکوں پر نہ گھسیٹا، اِسے کھیسٹ کرڈینگی، جعلی ادویات اور جعلی پولیس مقابلوں اور غلط نتائج سے متاثر ہو کر مرنے والوں کے گھروں پر بھی لے جاؤں گا" اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ رانا ثناء اللہ نے بھی راجہ ریاض کے جواب میں جس طرح کی زبان استعمال کی ہے وہ بھی غلط ہے اور کسی ایسے عوامی نمائندے کو جس پر عوام نے اعتماد کا اظہار کیا ہے اور اِس کو اپنا مسیحا جان کر اِس کے کاندھوں پر اپنے مسائل کے حل کی ذمہ داری ڈالی ہے وہ خواہ شہباز شریف ہوں یا راجہ ریاض اور رانا ثناء اللہ اِنہیں کسی کی ذاتیات پر کیچڑ اچھالنا کچھ زیب نہیں دیتا ہے کہ ایوانوں میں عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے ذاتیات کو تنقیدوں کا نشانہ بناتے بناتے ایک وقت یہ یہاں تک پہنچ جائیں کہ یہ چھنالوں" کی طرح لڑتے ہوئے اپنی حکومتی مدت گزار جائیں۔اور عوام کے مسائل" جوں کے توں رہ جائیں اور بیچارے معصوم عوام بعد میں اپنے نمائندوں کی چھنالوں والی حرکتوں پر کبھی خود کو اور کبھی اپنے

فیصلوں اور کبھی اپنے نصیبوں کو دیکھ کر روتے رہیں قبل اِس کے کہ پھر ایسا ہو اِن لمحات میں ہم اپنے ملک کے معصوم عوام سے یہ کہیں گے کہ اللہ کے واسطے آئندہ انتخابات میں ذرا سوچ سمجھ کر اپنے ایسے نمائندوں کو ووٹ دیں جو ایوانوں میں پہنچ کر نہ شہباز شریف، نہ راجہ ریاض اور نہ رانا ثناء اللہ کا کردار ادا کریں اور اِسی کے ساتھ ہی ہم اپنی قوم کے ووٹروں سے یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ اللہ کے واسطے کسی ایسے کو صدر مملکت کے عہدے پر بھی فائز نہ ہونے دیں جس کی مثال ہمارے موجودہ صدر جیسی ہو جن کے حصے میں سوائے تنقیدوں اور ایوان مشترکہ کے اجلاس سے پانچ بار خطاب کرنے کے اعزاز کے اور کچھ نہ آیا ہو جو اپنی تنقیدوں کے احصار میں ایسا پھنس کر رہ گیا ہو کہ اِسے اِس سے نکلنے کی مہلت ہی نہیں ملی اور عوام بیچارے اِس فہم وفراست سے لبریز مگر قدم قدم پر مصالحت پسندی سے کام لینے والے صدر کے ہاتھوں چار اور پانچ سالوں میں مہنگائی، بیروزگاری، بھوک وافلاس، گیس و بجلی اور توانائی کے حقیقی اور مصنوعی بحرانوں میں دفن ہو کر رہ گئے ہوں خدارا اِب ایسے صدر کو بھی خود پر مسلط ہونے سے بچائیں اَب اپنے مستقبل کی فکر کرنی ہم ووٹروں پر لازم ہے کہ ہم اپنے مستقبل کو روشن بنانے کے لئے کیا ایسا کریں کہ ہمیں آئندہ سُکھ اور چین نصیب ہو تو آج ہی سے ہم سب کو اپنے لئے اپنی نسل اور اپنے ملک کے لئے سنجیدگی سے سوچنا ہوگا تو پھر سوچو ہم
کیا کریں...؟اور کیا کر سکتے ہیں...؟اور اِسی کے ساتھ ہی ہم یہ کہہ کر اجازت چاہیں گے

کہ "زبان شیریں ملک گیری، زبان ٹیڑھی ملک بانکا"۔

امریکی اور نیٹو افواج میں شامل مرد تو مرد، عورتیں بھی جلّاد ہیں کیسے..؟

افغانستان میں 16 افراد کی شہادت ، عراقی قیدیوں پر غیرانسانی تشدد کرنے والی جلّاد امریکی خاتون فوجی کی ڈھٹائی.....؟

بات امریکی افواج کی 26 نومبر 2011 کی شب سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی ہو یا اتوار 11 مارچ 2012 کی صبح افغانستان کے صوبہ قندھار میں تین گھروں میں گھس کر دو خواتین سے زیادتی کے بعد امریکی فوجی کی بلااشتعال اندھا دھند فائرنگ کے نتیجے میں 9 افغان بچوں سمیت 16 نہتے افراد کی شہادت اور 5 کے زخمی ہونے کا واقع ہو اور اِسی طرح افغانستان میں اپنے مفادات کے حصول تک پناہ گزین رہنے والی اتحادی فوج ایساف جس کے زیر کنٹرول ہونے والے وہ ڈرون حملے ہیں جس سے آئے روز ہمارے سرحدی علاقوں میں بے گناہ مارے جانے والے معصوم شہریوں کی بات ہو اور اگر آپ ذرا پیچھے چلیں جائیں تو عراق کی ابو غریب جیل کے قیدیوں پر ایک امریکی خاتون فوجی کے ہاتھوں غیرانسانی تشدد کے واقعات ہی کیوں نہ ہوں یقیناً طور پر اِن تمام المناک واقعات کے پیچھے امریکی اور نیٹو افواج میں شامل مرد تو مرد اُن جلّاد عورتوں کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا امریکی افواج میں فوجی وردیوں میں ملبوس مردوں کا ہے اور اِس پر ہم یہ بھی کہیں گے کہ اِن

مردوں کے ساتھ ساتھ امریکا میں کچڑے کنڈیوں سے ملے والی بن باپ کی وہ لاوارث بچیاں بھی شامل ہیں جنھیں امریکی انتظامیہ اپنے خرچ پر پال پوس کر بڑا کرنے کے بعد اِنہیں اپنی فوج میں بھرتی کرلیتی ہے پھر یہی امریکی انتظامیہ اِن بے باپ کی بچیوں کو فوجی تربیت دینے کے بعد اِن کے ہاتھوں میں جنگی ہتھیار تھما کر اِنہیں دنیا بھر میں بالخصوص نائن الیون کے بعد مسلم ممالک میں اپنے نت نئے کھلنے والے جنگی محاذوں پر پہنچا کر اِن سے عجیب وغریب تماشے کروا رہی ہے اور آج یہ بن باپ کی امریکی جو اپنے جنگی جنون کا اظہار کچھ اِس طرح سے کر رہی ہیں کہ یہ اپنے پیچھے ایک ایسی انسانیت سوز تاریخ رقم کرتی جارہیں کہ جسے عالم انسانیت صدیوں یاد رکھے گی۔

اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکا جو کافی عرصے سے دین اسلام اور مسلمانوں سے خوفزدہ رہتا ہے اِس نے اپنے اِسی خوف کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ اپنا ایک ایسا سخت رویہ روا رکھا ہے کہ آج جس سے اِس کی اسلام دشمنی کھل کر سامنے آچکی ہے اور اگر آج امریکا اپنے اِس روئے کو دنیا سے چھپانے کے لئے لاکھ جھوٹ کا سہارا بھی لے لئے تو تب بھی یہ اِسے جھٹلا نہیں سکتا ہے کہ اِس کے یہاں دین اسلام اور مسلمانوں سے کتنی نفرت ہے اور آج یہ سب جانتے ہیں اِسے چھپانے کے لئے امریکا کو لیپا پوتی یا اُمتِ مسلمہ سے چاپلوسی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اِس کا اسلام دشمنی سے لت پت اصل چہرہ نائن الیون کے بعد کھل

کر سامنے آچکا ہے۔

بہر حال ! اُدھر کابل سے خبر رساں ایجنسیوں نے 11 مارچ کی صُبح افغانستان کے صوبہ قندھار میں تین گھروں میں گھس کر دو خواتین سے زیادتی کے بعد امریکی فوج کی بلا اشتعال اندھا دھند فائرنگ کے نتیجے میں 16 نہتے افراد کی شہادت اور 5 کے زخمی ہونے کے پیش آنے والے واقع کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ مقامی ذرائع ابلاغ کے مطابق افغان ایوان نمائندگان کی تحقیقاتی ٹیم نے قرار دیا ہے کہ قندھار میں 16 شہریوں کی ہلاکت میں ایک درجن سے زائد امریکی فوجی ملوث ہیں افغان پارلیمنٹ کی تحقیقاتی ٹیم نے کہا ہے کہ 15 سے 20 امریکی فوجیوں کے دو گروپوں نے حملے کا منصوبہ بنایا تھا ٹیم کا کہنا ہے کہ 11 مارچ کو مبینہ طور پر پنجوائی میں ایک امریکی فوجی اڈے سے باہر آیا اور قریبی آبادی میں فائرنگ کر کے 3 خواتین اور 9 بچوں سمیت 16 افراد کو ہلاک جبکہ 9 کو زخمی کر دیا اطلاع ہے کہ افغان پارلیمانی تحقیقاتی وفد کے ایک اہم رُکن محمد نعیم لالی نے بلا دو ٹوک کہا ہے کہ شہریوں کی ہلاکت سے قبل دو خواتین کو جنسی زیادتی کا نشانہ بھی بنایا گیا اِس منظر اور پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ افغان پارلیمنٹ کی تحقیقاتی رپورٹ کے سامنے آجانے کے بعد اَب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امریکی افواج افغانستان میں جو انسانیت سوز واقعات جنم دے رہی ہے اِس سے امریکی افواج کی ایک طرف غنڈہ گردی سامنے آرہی ہے تو دوسری جانب اِس کی

افغانستان میں اپنی ناکامی کے اسباب کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے مگر دوسری جانب ہٹ دھرم امریکا ہے کہ وہ افغانستان میں ابھی تک اپنی ناکامی ماننے کو تیار ہی نہیں ہے اور یہ یہاں اپنا سب کچھ پھونک کر بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اِسے کئی حوالوں سے کامیابیاں ملیں ہیں حالانکہ حقائق اِس کے بالکل برعکس ہیں۔

خطے میں موجود امریکی اور نیٹو افواج کے پاکستان اور افغانستان میں دل ہلادینے والے ایسے ہی واقعات کے سلسلے کو آگے بڑھانے سے پہلے ہم فرانسس بیکن کا ایک قول بیان کرنا چاہیں گے وہ کہتا ہے کہ "اِس شخص سے بچو جو اپنی بُرائیاں لوگوں میں فخر سے بیان کرے" یعنی جب کوئی بدی کرنے والا اگر اپنے کئے پر پشیمان نہیں ہوتا تو اسے یاد رہے کہ وہ بدی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا اپنی بدی پر قائم رہنے والے شخص سے متعلق دنیا کو اِس بات کا یقین کرلینا چاہئے کہ اِس کا یہ رویہ اِس کے مرنے کے بعد ہی جاکر ختم ہوگا۔

جیسے عراق کی ابوغریب جیل میں عراقی قیدیوں پر غیر انسانی تشدد کرنے اور قدم قدم پر بدی کی ذمہ دار ورجینیا میں رہنے والی سابق امریکی خاتون فوجی اہلکار 29 سالہ غیر شادی شدہ ماں لینڈی انگلینڈ ہے جس نے اپنی بدی کا اقرار اپنے ایک انٹرویو میں بڑی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اِس نے عراق کے

ابو غریب جیل کے قیدیوں پر اِس صدی کے جتنے بھی غیر انسانی تشدد کئے ہیں یہ اِس
پر ہر گز ہر گز شرمندہ نہیں ہے یعنی یہ کہ امریکی انتظامیہ کو کچرا کنڈی سے ملنے والی یہ بن
باپ کی بچی نے امریکی فوج میں بھرتی ہونے کے بعد عراقی مسلم مرد قیدیوں کے ساتھ
اِس نے جو کیا اِس پر یہ فخریہ کہتی ہے کہ اِس نے عراقی قیدیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا
جس کے وہ مستحق تھے یہ بڑی ڈھٹائی سے اِسی انٹرویو میں کہتی ہے کہ عراقی قیدی کوئی
بے گناہ نہیں تھے وہ ابو غریب جیل کے عراقی قیدیوں پر الزام لگاتے ہوئے کہتی ہے کہ
اِن عراقی قیدیوں کے ساتھ اِس نے غیر انسانی تشدد کیا وہ سب عراقی ہمیں مارنا چاہتے
تھے ایک موقع پر اِس بن باپ کی امریکی لینڈینی نے اپنے انٹرویو کرنے والے سے
مخاطب ہوتے ہوئے کہا تھا کہ آپ سمیت دنیا والے کیا چاہتے ہیں ...؟؟ کہ میں جس پر
آج امریکی افواج اور سارے امریکیوں کو فخر ہے میں اپنی بہادری اور نڈر ہونے کے
اعزاز کو اُن عراقی قیدیوں سے معافی مانگ کر گنوادوں جس اعزاز کو حاصل کرنے کے
لئے میں نے اپنے طور پر یہ طریقہ رائج کیا تھا جس پر نہ صرف مجھے بلکہ اُس امریکا اور
سارے امریکیوں کو بھی ناز ہے جو حقوق اِنسانی اور بالخصوص امریکا اور دنیا بھر میں
امریکیوں کے تحفظ کے لئے بیتاب رہتے ہیں اپنے اِسی انٹرویو میں امریکی فوج میں شامل
جنسی وحشی اِس خاتون فوجی کا برملا یہ بھی کہنا تھا کہ میں کسی بھی حال میں عراقی قیدیوں
پر غیر انسانی تشدد پر معافی نہیں مانگوں گی اِسی جنسی وحشی امریکی خاتون فوجی نے اپنی
بہادری کا تمغہ اپنی چھاتی پر

بجائے اپنی معافی نہ مانگنے کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو میرا معافی مانگنا ایسا ہی جیسے آپ اپنے دشمن سے معذرت کریں اِس پر ہم کہیں گے کہ امریکا جو دنیا بھر میں اِنسانی حقوق اور جانوروں کے حقوق کے تحفظ کا بڑا علمبردار بنا پھرتا ہے اِس کے یہ سارے ڈھونگ ہیں اِس کے نزدیک نہ تو اِنسانی حقوق اور نہ جانوروں کے حقوق کی کوئی قدر ہے بلکہ اِس سامنے تو بس اپنے امریکی شہریوں اور اپنے دہشت گرد نما فوجیوں (جن میں مرد اور خواتین شامل ہیں) اور اپنے بلاک کے لوگوں کی ہی قدر ہے باقی سب یعنی اُمتِ مسلمہ سے وابستہ انسان فضول اور اِس کے دشمن ہیں جنہیں مارنے کے لئے اِس نے امریکی فوج میں مرد تو مرد جلّاد نما عورتوں کو بھی شامل کر رکھا ہے جس مسلم قیدیوں غیر انسانی تشدد کرتیں ہیں تو وہیں یہ ہوس کی ماری غیر انسانی طریقوں سے اپنی جنسی خواہشات بھی پوری کرتیں ہیں جو امریکا کے لئے اِس کی بدنامی اور نفرت کا سبب بھی بن رہی ہیں۔

آہ مظلوم فاخرہ..! مصطفٰی کھر کے بگڑے نواب کے ہاتھوں تیرے بگڑے نصیب

آہ مظلوم فاخرہ یونس ....!! ہم پہلے بھی تیرے سامنے شرمندہ در شرمندہ تھے اور آج بھی جب کہ تو اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور ملک کے قانون کے رکھوالوں سے اپنا انصاف نہ ملنے پر مایوس ہو کر پردیس اِٹلی میں خود کشی کر کے ہمارے منہ پر ایک ایسا زوردار طمانچہ مار دیا آج جس کی گونج ساری دنیا میں سُنائی دے رہی ہے جس کی وجہ سے ہم دنیا کو اپنا منہ دیکھانے کے قابل بھی نہیں رہے ہیں کہ ہمارے ملک کا کیا یہی قانون ہے...؟؟ جہاں ایک عورت کو پہلے اِس کے شوہر نے تیزاب پلانے کی کوشش کی جب اِس میں کامیاب نہ ہوسکا تو اِس کے چہرے پر تیزاب پھینک کر فرار ہوگیا اور یہ بیچاری فاخرہ تب سے ایک ایسی اذیت میں مبتلا رہی جس نے اِس سے چھٹکارہ اپنی موت کو گلے لگا کر ہی کچھ اِس طرح حاصل کی کہ یہ اپنے منہ پر کفن ڈالے وہاں پہنچ گئی ہے جہاں سے آج کوئی واپس نہیں آتا۔اور آج فاخرہ تُو، تو خدا کے سامنے حاضر ہے اور ہمارے حکمران اور ہم یہاں مجبور اور بے بس کھڑے سوائے اپنی شرمندگی اور کفِ افسوس کے کچھ نہیں کر پا رہے ہیں اور شائد ہماری یہی شرمندگی کا ناگ ہمیں اور اپنے پھن سے تا قیامت اُس وقت تک ڈستا رہے جب تک ہم عورت کے کسی بھی محبت کرنے والے حسین روپ میں اپنی ماں، بہن ، بیٹی اور بیوی کو دیکھیں گے تو فاخرہ (اِس سے قطع نظر کہ تیرا پیشہ کیا تھا

؟اور تو کیا تھی ...؟ مگر تھی تو ایک انسان اور ایک مسلمان اِسی جذبہ انسانیت کے ...
تحت ہی صحیح)یقیناً ہمیں اُن میں تجھ جیسی ہمارے معاشرے کی سیکڑوں، ہزاروں،
لاکھوں اور کروڑوں ایسی بھی مظلوم اور بے بسی کی زنجیروں میں جکڑی عورتیں نظر آتی
رہیں گیں جن پر اِن کے باپ، بھائی، بیٹے اور شوہر کی شکل میں ہمارے جلاد مرد اِن پر
انسانیت سوز مظالم کرتے ہیں تو ایسے میں ہمارا وجود یقیناً تھراتو ضرور اٹھے گا اور تیرا چہرہ
ہماری آنکھوں میں بھی گھوم اُٹھے گا مگر ہم پھر بھی کچھ نہیں کر پائیں گے ....؟ پتہ ہے
فاخرہ کیوں ....؟؟ اِس لئے کہ ہم اپنے فیوڈرل لاڈ معاشرے میں رائج قانون کے نفاذ
کی باتیں تو بہت کرتے ہیں مگر اِس کا اطلاق نہیں کرتے ...ہاں فاخرہ وہی قانون جو تجھ
جیسی بہت سی مظلوم عورتوں کو انصاف دلانے کے لئے تو بنادیا گیا ہے مگر اِس کا اطلاق
کاغذوں میں تو بہت ہوتا ہے مگر عملی طور پر نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ تجھ جیسے مظلوم
انصاف کے حصول کی آس میں مایوس ہو کر موت کو تو گلے لگا لیتے ہیں مگر پھر بھی حقیقی
معنوں میں ہمارے ملک میں انصاف کو بول بالا نہیں ہو گا جس کا فائدہ ظالموں کو
پہنچتا ہے اور وہ اپنا سینہ چوڑا کرکے معاشرے میں دندناتے پھرتے ہیں ہاں فاخرہ وہی
قانون جس کی بے حسی کے باعث تجھے بھی وہ انصاف نہ مل سکا جس کی تو حقدار تھی اور
اَب تو اپنے خالق اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہو کر اپنے انصاف کے لئے پیش ہو گئی
ہے۔

بالآخر 24 مارچ کو جب ہمارے تمام ٹی وی چینلز نے اپنے اپنے انداز سے یہ خبر بریک کی کہ "12 سال بعد مصطفیٰ کھر کے بیٹے (بگڑے نواب) بلال کھر کے ہاتھوں تیزاب سے جھلسنے والی مصطفیٰ کھر کی بہو فاخرہ نے انصاف نہ ملنے پر مایوس ہو کر خودکشی کر لی" تو اِس نیوز کے بعد ہمارے دماغ میں عورت کی عظمت کے بارے میں بے شمار ایسے حسین اقوال امڈ پڑے (جنہیں ہم اگلی سطور میں رقم کریں گے) تو وہیں ہمارے معاشرے میں عورت کی بے توقیری کے واقعات کی خبریں اور تصاویر بھی ہمارے سامنے تیزی سے آنے لگیں ایسے میں ایک لمحے کو ہم اپنے آپ کو ایک ایسے ملک اور معاشرے کا فرد تصور کرنے لگے جہاں قانون شکنی کرنے والے کی عظمت کے چرچے بڑے دھوم دھام سے کئے جاتے ہیں تو وہیں جس معاشرے میں منہ پر جھوٹ اور منافقت کرنے اور اپنے ماتحتوں کو کوڑا کرکٹ سے بھی کم تر حیثیت دینے والی اپنے ملک کی افسر شاہی کی عیاشیوں اور اِنہیں ملک کے اٹھارہ کروڑ غریب عوام کے ہاتھوں زبردستی دلائی جانے والی عزت پر بھی رونا آیا۔ ... ہمارے معاشرے میں موجود ناسور نما وہ افسر شاہی جو ہر معاملے میں اپنے وقار کو ملحوظِ خاطر رکھتی ہے اور یہ اِسے کبھی مجروح ہونے نہیں دیتی ہمارے ملک کا ایک افسر جو ذات کا خواہ کچھ بھی ہو مگر جب یہ کسی عہدے پر فائز ہو جاتا ہے تو وہ بعد میں یہ بھی بھول جاتا ہے کہ وہ کہاں سے اٹھ کر کہاں پہنچ گیا ہے مگر وہ اپنی ذات کی خصلت کبھی نہیں چھوڑتا اور ہر الٹے کام کو کرنا اپنے لئے باعث فخر محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انگریز نے جب کسی

کو اعلیٰ عہدہ دینے کا قانون بنایا تھا تو اِس میں اِس نے ذات پات اور سماجی رکھ رکھاؤ کو بھی بڑی اہمیت دی تھی جب تک ایسا ہمارے یہاں ہوتا رہا تو ہمارا اُمور مملکت بھی ٹھیک طرح سے چلتا رہا مگر جب سے ہم نے گورے کے اِس قانون سے منہ موڑا تب ہی سے ہمارے یہاں ہر طرح کی جس میں کرپشن سمیت اور بھی بہت سی ایسی سماجی اور اخلاقی برائیاں جڑ پکڑ گئیں ہیں جن سے اَب چھٹکارہ پانا مشکل ہو گیا ہے آج ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِسی افسر شاہی کی وجہ سے ملک میں لاقانونیت ہے کیوں کہ آج کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو ملک میں قانون کی بالادستی قائم کر سکے یا کرا سکے تب ہی تو کہا جاتا ہے کہ درخت میں پھل ہمیشہ اُوپر سے پکتا یا سڑتا ہے اور مچھلی سر یا منہ سے سڑتی ہے تو پھر آج اگر ہمارے معاشرے میں جتنی بھی اخلاقی برائیاں رچ بس گئیں ہیں یہ نیچے سے نہیں بلکہ اُوپر سے ہی آئیں ہیں پہلے اُوپر والوں کو ٹھیک کیا جائے پھر نیچے والے خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے وہ نیچے والے جو کرتے تو کچھ نہیں ہیں مگر چیختے زیادہ ہیں اور اُوپر والے بھی اپنے گریبانوں میں جھانکنے کے بجائے اِنہیں ہی ڈانٹتے ہیں حالانکہ یہ کرتے کچھ نہیں ہیں مگر معاشرے کی ہر برائی کی جڑ اِن ہی کو ٹھیرا دیا جاتا ہے۔

بہر حال ! ہم بات کر رہے ہیں معاشرے میں فاخرہ یونس جیسی مظلوم عورتوں پر تیزاب پھینکے جانے والے بڑھتے ہوئے واقعات اور عورت کی مظلومیت پر جس کے

لئے آج ہی کیا رہتی دنیاتک جتنا بھی افسوس کیاجائے وہ کم ہے اوراس کے ساتھ ساتھ ہم اقوال کی شکل میں عورت کی خوبصورتی بیان کرنے سے پہلے اپنے قارئین کے لئے عرض کرتے چلیں کہ اپنے ملک میں عورت کی عظمت اور وقار کے بارے میں پارلیمنٹ سے قانون سازی کے باوجود تیزاب سے جھلسنے والی اپنی قوم کی ایسی بہت سے معصوم عورتوں کی مظلومیت کی داستانوں پر کروڑوں پاکستانیوں کے دل خون کے آنسوؤں رورہے ہیں کہ حکومت الوقت نے قانون سازی کرنے کے باوجود عورتوں پر تیزاب پھینکنے والے ظالموں کو ایسی سزااَب تک کیوں نہ دی جو ہمارے معاشرے میں نشان عبرت بن جائیں۔

قارئین حضرات ! توہماراخیال یہ ہے کہ مظلوم فاخرہ یونس جو ہمارے ملک کی انتہائی بااثر شخصیت مصطفٰی کھر کی بہوہے اورجواِن کے بیٹے (بگڑے نواب) اوراپنے شوہر بلال کھر کے ہاتھوں تیزاب پھینکے جانے کے باعث جھلسنے کے بعد بارہ سال بعد اٹلی میں انصاف نہ ملنے پر مایوس ہوکر خودکشی کرچکی ہےاِس المناک واقعے کے بعد اَب حکومت کو چاہئے کہ پارلیمنٹ سے کی جانے والی قانون سازی کو جلد عملی جامہ پہنانے کے لئے اِس کی ابتداء مصطفٰی کھر کے گھرانے سے ہی کردے اور ایسا کرنے کے لئے حکومت اپنی تمام ترسیاسی مصالحت پسندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مصطفٰی کھر کے بیٹے بلال کھر کو اپنی بیوی فاخرہ یونس پر پہلے تیزاب پلانے میں ناکامی پراِس کے چہرے پر تیزاب

پھینکنے کے پیش آنے والے واقع پر فاخرہ کو بارہ سال بعد انصاف نہ ملنے پر مایوسی پر خودکشی کرنے پر ایسی عبرت ناک سزا دے کہ یہ ظالم بلال کھر ایک طرف نشان عبرت بن جائے تو دوسری جانب اپنے بیٹے کی سزا کے بعد مصطفٰی کھر بھی اپنا سر اُونچا کرکے اور اپنی گردن تان کر یہ کہہ سکیں کہ اِن کے گھرانے۔ نے بھی ملک میں قانون کی بالادستی کے لئے اپنا حق ادا کردیا ہے۔

اِس سارے منظر اور پس منظر میں مظلوم فاخرہ کے ظالم شوہر بلال کھر کو سزا دلانے کے بعد حکمرانوں ،سیاستدانوں، قانون کے رکھوالوں، مذہبی و سماجی تنظیموں اور اہل دانش کا کام یہیں ختم نہیں ہوجانا چاہئے بلکہ ہم سب کی یہ کوشش بھی ہونی چاہئے کہ ہمیں اپنے معاشرے کے مردوں کے زنگ آلود ذہنوں کو اپنے اپنے طریقوں سے کھرچ کر اِن میں یہ بات بھی ٹھوسنی ہوگی کہ "عورت مرد کی غلام یا پیر کی جوتی نہیں اِس کی سچی ہمدرد، رفیق اور ساتھی ہے جو جلوت اور خلوت میں اِس سے اظہارِ اُلفت کا دم بھرنا اپنا دین اور دھرم سمجھتی ہے اور اِسی عورت سے متعلق ایک جرمن کہاوت ہے کہ "بدمعاشوں اور ذیلوں سے بھی محبت کرنے والی ہستی خدا کے بعد عورت ہے اور ازل سے ہی اِس حقیقت پر دنیا قائم ہے اور رہے گی کہ عورت مرد کا رشتہ ہی انسان کا سب سے پہلا سماجی رشتہ ہے کائنات میں ایک عورت ہی تو ایسا پھول ہے جو اپنی خوشبو سے مرد کے چمنستانِ حیات کو مہکادیتی ہے اِس پر کوئی کچھ بھی کہے مگر یہ حقیقت ہے کہ عورت کے

محبت بھرے دل جو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں ہے اِس سے اچھی چیز دنیا میں نہیں ہے یعنی اِسی لئے تو کہنے والوں نے یہ تک کہہ دیا ہے کہ " عورت اِس روئے زمین پر بسنے والی ایک ایسی ہستی ہے جو اپنے اندر ایسی دلکشی اور جادو اثر نظم رکھتی ہے جس کے سحر میں کائنات کا ذرہ خود کو پناہ میں محسوس کرتا ہے سقراط نے بھی عورت جیسی خوبصورت ہستی سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کتنے پیارے انداز سے کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ "ایک طرف مرد آنکھ ہے تو عورت اِس کی بینائی، مرد پھول ہے تو عورت اِس کی خوشبو" کوپر کا کہنا ہے کہ " ساری دنیا کی بادشاہت مل جائے لیکن ہماری زندگی میں عورت نہ ہو تو ہم بھکاریوں سے بھی بدتر ہیں" عورت کی عظمت سے متعلق چیکن جیسے ایک مرد کا کہنا ہے کہ "مرد عورت کے بغیر ایسا ہی ہے گویا زندگی سانس کے بغیر چشمہ پانی کے بغیر اور جسم روح کے بغیر" مہابھارت کا کہنا ہے "عورت کائنات کی بیٹی ہے، اِس پر غصہ نہ کرو کیوں کہ اِس کا دل نرم ہوتا ہے" اسپنسر نے عورت سے متعلق کہا ہے کہ عورتوں کی مسکراہٹ اُن کی مرضی کے تابع تو ضرور ہوتی ہے لیکن آنسوؤں پر ان کا" کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے اور اِسی طرح ہیلی برٹن کا کہنا ہے کہ "عورت زخم معاف کر دیتی ہے لیکن خراشوں کو کبھی نہیں بھولتی"اِن تمام خوبیوں کے باوجود عورت اتنی مظلوم کیوں ہے.....؟؟

یہ بات آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ہم اپنی عورت سے کہیں گے کہ اگر

یہ یوں ہی لاچار اور بے کس و مجبور بنی رہی اور مردوں کے سامنے اپنے شرعی حقوق کے حصول کے خاطر مقابلے کے نہ نکل کھڑی ہوئی تو ہمارے معاشرے میں موجود بلال کھر جیسے وحشی مرد اِس پر کبھی تیزاب پھینکیں گے، تو کبھی کاروکاری کی آڑ میں اِس کو قتل کریں گے، تو کوئی جائیداد ہتھیانے کے چکر میں اِس کی شادی قرآن تو کبھی کسی مرغے سے ہی کرتے ہیں گے اور کبھی بغیر اِسے بغیر شادی کے ہی قید خانوں میں رکھ کر اِسے موت کے منہ میں دھکیل دیں گے ایسے میں اَب ہمارے ملک کی ہر وہ عورت جو ذرا بھی دماغ رکھتی ہے وہ قرآن اور سُنت کی روشنی میں اخلاقی اور معاشرتی طور پر ملنے والے اپنے حقوق کے حصول کے خاطر اپنے معاشرے کے مردوں سے لڑے اور اپنے حقوق لے اور مردوں کو مجبور کردے کہ وہ اِس کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔

یار پہلے خود تو سُدھر جاؤ

یار پہلے خود تو سُدھر جاؤ، نواز شریف واضح کریں ، اپنے جلسے میں کنڈے کی بجلی کیوں استعمال کی... ؟؟

واسکٹ والے نواز شریف کا قوم کو کرپٹ حکمرانوں اور کرپشن سمیت مشرف جیسے وردی والوں سے ملک پاک کرنے کا عزم....

ہمارے ملک پاکستان میں بجلی ، گیس اور پیٹرولیم مصنوعات کی صورت میں آنے والا توانائی کا بحران ہو یا آٹے، چینی، دال ، چاول اور گھی کی شکل میں ہونے والی اجناس کی قلت اِن تمام معاملات میں سب سے بڑی وجہ ایک رپورٹ کے مطابق یہ سامنے آئی ہے کہ 1998 سے 2011ء تک کے تیرہ برسوں کے دوران پاکستان کی آبادی 46.9 فیصد اضافے کے ساتھ 13 کروڑ 8 لاکھ 57 ہزار 717 سے بڑھ کر 19 کروڑ 22 لاکھ 88 ہزار 944 ہو گئی ہے جبکہ خانہ شماری فہرست 2011ء کے مطابق اِس مد میں اضافہ 50.4 فیصد رہا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی اطلاع یہ بھی ہے کہ اِس دوران ایک طرف بلوچستان کی آبادی میں تیز ترین اور دوسری جانب پنجاب میں سست ترین اضافہ ہوا ہے آج یوں پاکستان کی کُل آبادی 19 کروڑ 22 لاکھ 88 ہزار 944 ہو گئی ہے۔

جبکہ آج ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہمارے یہاں جتنے بھی بحران کسی بھی صورت میں پیدا ہو رہے ہیں اِس میں ہمارے حکمرانوں کی فرسودہ منصوبہ بندیوں اور ناقص حکمتِ عملی کا بھی بڑا عمل دخل ہے جن سے نبرد آزما ہونے کے لئے اِنہوں نے ایسی کوئی بھی پائیدار حکمتِ عملی اور پالیسی مرتب نہیں کی ہے کہ جو ملک میں آنے والے کسی بھی بحران کو ختم نہیں تو کم از کم کچھ عرصے کے لئے روک ہی سکے اور اُوپر سے جب ہمارے ملک کے کچھ ذمہ دار افراد دیدہ و دانستہ طور پر ایسے کام کرنے لگیں جس سے ایک طرف اِن کی ملک اور قوم سے ہمدردی کا چہرہ سامنے ہو تو دوسری جانب اِن کے کچھ ایسے فعل شنیع بھی ہوں جس کے لئے دنیا کا کوئی بھی مہذب معاشرہ اجازت نہیں دیتا ہے تو پھر ایسا تو ہوتا ہی ہے جیسا ہو رہا ہے ....یعنی بحران سر اٹھا رہے ہیں اور مسائل بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور حکمران اپنی مصالحت پسندی اور کچھ نادیدہ قوتوں کے ہاتھ مجبور ہیں کہ یہ عوام کے لئے سوائے خالی وعدوں اور دعوؤں کے کچھ نہیں کر پا رہے ہیں اپنے اِن ہی وعدوں اور دعوؤں کی بنیاد پر ہمارے موجودہ حکمران تو چار سال گزار چکے ہیں اور باقی کے ایک سال کے لئے بھی اپنے وعدوں اور دعوؤں کا ہی سہارا لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ایسے میں ہمارے ملک کے وہ افراد اور پارٹیاں جنہیں کچھ کرنا چاہئے تھا وہ بھی اپنی سیاسی مصالحت پسندی اور اپنے کچھ ایسے فعلِ شنیع کے باعث کچھ نہیں کر پا رہے ہیں جن میں سر فہرست نواز شریف اور اِن کی پارٹی شامل ہے ہم اِس سے زیادہ

نواز شریف اور اِن کی جماعت پاکستان مسلم

لیگ (ن) کی بالخصوص پنجاب اور بالعموم سارے ملک سے بجلی کی لوڈشیڈنگ سمیت کرپشن ، چوری ولوٹ مار اور اقربا پروی کے خاتمے کے خلاف چلائی جانے والی تحریک سے متعلق سوائے اِس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ "یار موجودہ حکومت کے چار سالہ دورِاقتدار سے متعلق تمہارے جتنے بھی منفی انکشافات ، تجزیئے اور تبصرے اور تمہاری اور دوسری باقی باتیں اپنی جگہ کسی حدتک ضرور ٹھیک ہوسکتیں ہیں مگر تم پہلے تواِس کی وضاحت کردو کہ تم نے لیاقت جتوئی کے گاؤں میں اپنے جلسے میں کنڈالگا کر چوری کی جو بجلی استعمال کی ہے اِس میں کتنی سچائی ہے ...؟؟تو پھر پنجاب میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے خلاف اپنا کوئی کردار ادا کرنا ... غالباً ایسے ہی لوگوں سے متعلق کہاجاتاہے کہ ہر روزاپنا چہرہ آئینے میں دیکھا کرواگر.بری صورت ہے تو.براکام نہ کروتاکہ.برائیاں جمع نہ ہوں اگر اچھی صورت ہے تواِسے.براکام کرکے خراب نہ کرو کیوں کہ.برائی ،.برائی ہوتی ہے چاہئے جتنی.بڑی یا جتنی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو...؟ یہ بات ہے سمجھنے والوں اور اللہ سے ڈرتے رہنے والوں کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اِنہیں ایک نہ ایک روز اپنے اعمالوں کے ساتھ اپنے خالق و مالک اللہ رب العزت کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں اِن کے اچھے اعمال ہی اِن کا ساتھ دیں گے اور وہی اِنہیں اپنے رب کے کرمِ خاص سے اُس مقام کا حقدار ٹھیرادیں گے جسے دینے کا اللہ نے اپنے بندوں سے کھلاوعدہ کررکھاہے بیشک میرا رب خالق مطلق ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ نقطہ نواز ہی تو ہے تبھی تو

غفورالرحیم بھی ہے تو وہیں قہار وجبار بھی ہے جب پکڑتا ہے تو کوئی اِس کی پکڑ سے چھوٹ نہیں سکتا یہ بات بھی ہمیں اپنی زندگیوں میں اپنے ذہنوں میں اچھی طرح سے رکھنی چاہئے کہ ہم اپنی آخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے برے کاموں سے کس طرح سے بچیں ۔اور ہمشیہ نیک اعمال کرنے کی سعی میں متحرک رہیں اور گناہ اِس اُمید پر نہ کریں "کہ وہ غفورالرحیم ہے بلکہ یہ بھی یادرکھیں کہ وہ قہاروجبار بھی ہے

جیساکہ ایک نجی ٹی وی کے مطابق خبر یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور ملک کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے لیاقت جتوئی کے گاؤں میں ہونے والے جلسے کے دوران چوری کی بجلی استعمال کی گئی اور اِس کے ساتھ ہی ٹی وی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ جلسے کے لئے بجلی کی مین لائن سے کنڈالگایا گیا اور جلسے کے بعد کنڈانکال لیا گیااِس پر کنڈانکالنے والے افراد کا کہا ہے کہ بجلی چوری نہیں کی بلکہ میٹر لگا کر حاصل کی گئی تھی۔

اگرچہ اِس خبر کی وضاحت اب تک نہ تو میاں نواز شریف کی جانب سے آ سکی ہے اور نہ ہی اِن کی پارٹی کے کسی ذمہ دار نے اِس سے متعلق اپنی کسی قسم کی صفائی پیش کی ہے اَب اِس پر کیا یہ سمجھا جائے کہ یہ وہی نواز شریف اور اِن کی جماعت ہے جو صوبہ پنجاب میں بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف تو اپنی بھرپور

احتجاجی تحریک چلانے میں پیش پیش ہیں اور یہ اِس بات کا تہہ بھی کر چکے ہیں کہ یہ پنجاب سے بجلی کی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کراکے ہی دم لیں گیں چاہے اِس کے لئے کچھ بھی کرناپڑے تو یہ متاثرین لوڈشیڈنگ کے لئے کریں گے۔اِن کے اِس عزم کے ساتھ ہی لوڈشیڈنگ کے خلاف پنجاب کے کئی شہروں میں ہڑتالوں پُر تشدد مظاہروں توڑ پھوڑ اور بجلی کے دفاتر پر حملوں کا سلسلہ جاری ہوگیاہے جواِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہیں۔

اِس ساری صورت حال میں اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ پاکستان مسلم لیگ ن)کے سربراہ میاں نواز شریف اوراِن کی جماعت نے پنجاب سے بجلی کی لوڈشیڈنگ) کے خاتمے کا جو بیڑااپنے کاندھوں پر اٹھالیا ہے کیا یہ لوگ جو خود اپنے جلسوں اور دوسری تقریبات میں کنڈالگا کر چوری کی بجلی استعمال کرتے ہیں یا کرتے ہوں گے کیا یہ بجلی چور بالخصوص پنجاب اور بالعموم سارے ملک سے بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے اپنا کردار کیا پیش کر سکتے ہیں ...؟؟جو ایک طرف تو خود کنڈالگا کر چوری کی بجلی استعمال کرتے ہیں تو دوسری جانب عوام کے سامنے اپنا یہ فعل شنیع کرکے اپنی ایسی مثال پیش کرتے ہیں اوراِنہیں یہ بھی ترغیب دے رہے ہیں کہ اگر بجلی یا کوئی اور چیزاُس طرح حاصل نہ ہوسکے تواِس طرح سے (غیر قانونی طور پر) بھی حاصل کرنا ہوتو کرلیں جواِن کا حق ہے۔

اور دوسری جانب راقم الحرف میاں نواز شریف اور اِن کی پارٹی پی ایم ایل (ن) سے اِس بات کی بھی وضاحت چاہتا ہے جس کا اظہار جامعہ نعیمیہ میں مفتی محمد حُسین نعیمی کی برسی کے موقع پر منعقدہ سیمنیار سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کچھ یوں کیا تھا کہ ہمیں ذاتی اقتدار سے کوئی غرض نہیں بلکہ ہم پاکستان کے ایجنڈے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں دوری والے تو ایک ٹیلیفون کال پر لیٹ جاتے ہیں لیکن ہم واسکٹ پہن کر کھڑے رہتے ہیں ، عوام سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں آصف زرداری، یوسف رضا گیلانی نے 4 سال میں کیاکام کئے ہیں قوم کو اِس غفلت کا ضرور حساب لینا چاہئے ،جس ملک میں بجلی کی بنیادی سہولت میسر نہیں ہوگی (جی ہاں نواز شریف صاحب ... !جہاں جتنی بھی بجلی میسر ہواِس پر بھی جب آپ جیسے ملک اور قوم کے ہمدرد جب اپنے جلسوں میں خود ہی کنڈا لگا کر بجلی استعمال کررہے ہوں تو پھر یقینی طور پر) اِس ملک کی معیشت بھلا کیا ترقی کرے گی۔اور آپ جناب نواز شریف صاحب ایک زرداری اور گیلانی کے چار سالہ لولے لنگڑے دورِ جمہوریت کی کیا بات کررہے ہیں ...؟آپ بتائیں آپ نے اپنے دورِ حکومت میں ملک کے مفلوک الحال عوام کے کتنے مسائل کا مداوا کردیا تھا...؟آپ تو اچھے تھے اور عوام نے آپ پراُس اپنے مسائل کے حل کے لئے اپنا بھرپور اعتماد کیا تھا...؟؟اُس وقت تو آپ بھی عوام کو مطمئن نہ کرسکے تھے ...آج آپ زرداری اور گیلانی کی کیا بات کرتے ہیں ...؟ یہ تو پہلے بھی ایسے ہی تھے

اور آج بھی ویسے سے ہی ہیں اِن کی بات نہ کیا کریں خود کو ٹھیک کریں اور اپنی وہ ذمہ داری ادا کریں جس کے لئے عوام نے بطور اپوزیشن آپ پر اپنا اعتماد کیا ہے اور کوئی ایسی چھوٹی موٹی (بجلی کنڈے سے حاصل کرنے جیسی) غلطی بھی بھولے سے نہ کریں جس کا بتنگڑ بن جائے اور آپ کی اپنی سیاسی اور سماجی خدمات پر کوئی آنچ آجائے اور آپ آئندہ انتخابات سے قبل تنقیدوں کی زد میں آکر اپنا اور اپنی پارٹی کا وقار مجروح کرادیں۔ یا اِس پر قائم رہیں جیسا چل رہا ہے سب ٹھیک ہے اور اپنی واسکٹ کو سامنے رکھتے ہوئے اندر ہی اندر اپنی انتخابی حکمتِ عملی مرتب کرتے رہیں تاکہ عوام ایک آخری موقع آپ کو بھی دے کر آپ کے بھی اقتداری اور سیاسی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے۔

حسینہ واجد کا خالدہ ضیاء پر ایسا غصہ اور شک کیوں۔۔۔؟؟

کیا یہ حسینہ واجد کا پاگل پن تو نہیں۔۔۔؟؟ بنگلہ دیش ایشیا کرکٹ کپ خالدہ ضیاء کی وجہ سے پاکستان سے ہارا ہے

یہ حقیقت ہے کہ عورت، عورت ہی ہوتی ہے۔۔۔؟ یہ چاہے کسی بھی عہدے پر ہی کیوں نہ فائز ہو یہ اپنی شک والی خصلت سے مجبور ہوتی ہے جسے یہ بدلنا بھی چاہے تو بحثیت عورت ہونے کے یہ اُسے بدل نہیں سکتی ہے ہاں اگر عورت سمجھدار اور حقیقت پسند ہو اور رکھ رکھاؤ والی ہو تو ٹھیک اور اگر ترش مزاج ہو تو ایک گھر، ایک محلہ، ایک شہر اور ایک ملک بھی جہنم بنا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑتی چاہے یہ کسی بھی اعلیٰ عہدے پر ہی کیوں نہ ہو یہ اپنے شک اور خودسری کی وجہ سے خود کو ایک ایسے مقام پر پہنچادیتی ہے کہ جس سے بسا اوقات یہ خود بھی واقف نہیں ہوتی ہے کہ اِس کے اِس مزاج کی وجہ سے دنیا اور اِس کے معاشرے کے لوگ اِسے کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جان ہیووڈ کا کہنا ہے کہ "ترش مزاج عورت کسی کو خاطر میں نہیں لاتی ہے" اور اِس کی یہ ترش مزاجی ہی اِسے سوسائٹی میں عورت کا ایک ایسا روپ بنا کر پیش کرتی ہے کہ جس سے معاشرے میں دو مختلف اقسام کی عورتیں سامنے آتیں ہیں جن

میں عورت کی ایک قسم وہ ہوتی ہے جو انتہائی نرم گو ہے اور دوسری عورت کی قسم ایسی ہوتی ہے جو انتہائی ترش مزاج ہے مگر اکثریت کی رائے یہ ہے کہ دنیاکے ہر زمانے اور معاشرے میں ایسی عورتوں کی تعداد آٹے میں نمک سے بھی کم رہی ہے جو ترش مزاج گزرہی ہیں مگر آج بھی زمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانے میں اکثریت اِن عورتوں کی ہی زیادہ رہی ہے جن میں بحیثیت عورت نرم مزاجی اور شگفتگی کاایک ایسا عنصر موجودہ رہا جن کی مثال رہتی دنیاتک دی جاتی رہے گی اَب اِسے کوئی کچھ بھی کہے مگر ہم اتناضرور کہیں گے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ عورت ، عورت ہی ہوتی ہے...؟یہ چاہے دنیاکے کسی بھی اعلیٰ عہدے پر ہی کیوں نہ فائز ہو جب تک اِس میں شک والی خصلت غالب رہے گی یہ عورت ہی رہے گی کیوں کہ وہ عورت ہی کیا جو شک نہ کرے اگر عورت سے شک کا عنصر نکال دیاجائے تو پھر وہ عورت نہیں کسی اور مخلوق کی کوئی شے ہوگی یعنی یہ کہ شک اور عورت لازم و ملزم ہیں شک کے بغیر عورت عورت نہیں رہتی ہے اَب اِسے ہی دیکھ لیجئے کہ گزشتہ دنوں ہمارے قومی اخبارات اور، ٹی وی چینلز پر یہ خبر کچھ اِس انداز سے نظر آئی کہ ہم ایک لمحے کو ششدر رہ گئے۔

قارئین اکرام ! توذراتوجہ دیجئے کہ وہ خبر جس نے ہمیں ہکابکا کردیا تھاکچھ اِس طرح سے تھی کہ " بنگلہ دیش کے ایک اہم اخبار "آمار دیش " نے بنگلہ دیش کی اپنے زمانے کی ترش مزاج اور شکی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد کے حوالے سے

ایک بیان شائع کیا ہے جس میں بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے ایشیا کرکٹ کپ کے سلسلے میں پاکستان اور بنگلہ دیش کے مابین کھیلے جانے والے فائنل میچ میں سنسنی خیز مقابلے کے بعد پاکستان کی جیت کو دیدہ و دانستہ طور پر سیاسی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ہے کہ " خالدہ ضیاء کس کے کہنے پر پاک بنگلہ میچ دیکھنے اسٹیڈیم گئی تھیں اِن کے اسٹیڈیم جانے کی وجہ سے بنگلہ دیش اپنا جیتا ہوا میچ ہار گیا ہے " جبکہ جیت ہمارے قدموں تلے تھی اوراِسی کے ساتھ ہی اخبار نے اِس حوالے سے یہ سُرخی بھی لگائی کہ "ایشیاکپ: خالدہ ضیاء کی وجہ سے بنگلہ دیش پاکستان سے ہارا" بات صرف یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے۔

قارئین اکرام !اِسی بنگلہ دیشی اخبار آمار دیش اپنی اِس خبر کی مزید تفصیل بتاتے ہوئے لکھتاہے کہ "ایک مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے یہ سوال کیا کہ خالدہ ضیاء جنھوں نے ماضی میں کبھی میدان میں قدم نہیں رکھا آخر کیا وجہ ہے .؟؟کہ اِسی دن خالدہ ضیاء صاحبہ کیوں میچ دیکھنے اور کس کی ہمت افزائی کے لئے کون سا منتر پڑھنے یا جادو کرنے کے لئے گئیں تھیں...؟پوری بنگلہ قوم اِن سے اِس بات کا جواب چاہتی ہے...؟اِس موقع پر شیخ مجیب الرحمان کی بیٹی اور بنگلہ دیش کی موجودہ وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے یہ تک کہہ دیاکہ ہم ایشیاکپ میں صرف دوران

سے ہارے جو پاکستان کا پریمی ہو ۔پاکستان کے آئی ایس آئی سے روپیہ لیتا ہو اگر وہ میدان نہ جاتیں تو ہو سکتا تھا کہ ہم جیت جاتے۔ شیخ حسینہ واجد نے اِسی مباحثہ میں اپنے ملک کی ہار سے متعلق اپنی ایک ملازمہ کے جذبات کا اظہار بھی اپنی زبانی کچھ اِس طرح سے کردیا کہ جس سے اِن کی پاکستان سے نفرت کا کھل کر اظہار ہوگیا ہے وہ کہتی ہیں کہ میری ایک ملازمہ چھٹی گزارنے کے بعد جب اپنے گاؤں سے واپس آئی تو اِس نے انتہائی افسردہ لہجے میں مجھ سے کچھ اِس طرح سے سوال کیا کہ میرا شک یقین میں بدل گیا اُس نے کہا کہ میڈم کیا ہمارا ملک ہار گیا ہے.؟پورے ملک میں ایک یہی بات کی جارہی ہے کہ وطن فروشی کرنے والوں کو اپنے دیس کے لئے کبھی درد نہیں ہوگا اِس سے قبل بنگلہ دیش کی ٹیم نے بھی ایشیا کرکٹ کپ کونسل سے میں اپنا ایک ایسا انوکھا اور نا قابل یقین اعتراض بھی داخل کرایا تھا جس پر شائقین کرکٹ کو بنگلہ دیشی کھلاڑیوں کے دماغ اور سوچ پر شک ہونے لگا تھا کہ یہ اپنی ہار سے اتنے مایوس ہوگئے ہیں کہ یہ پاگل ہونے کے قریب ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہار جیت کھیل کا ازل سے ہی حصہ ہے کھیل کوئی سا بھی ہواِس میں فتح اور جیت سے وہی ٹیم ہمکنار ہوتی ہے جو زیادہ محنت کرتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ بنگلہ دیش کی ٹیم نے گزشتہ سالوں کے مقابلے میں اِس سال کچھ زیادہ ہی محنت کررکھی تھی مگر یہ بھی کوئی خاص ضروری نہیں تھا کہ بنگلہ دیش کی ٹیم ایشیا کرکٹ کپ کا فائنل بھی جیت جاتی اِس میں یقیناًاِس کی کچھ زیادہ ہی کوتاہیاں ہوں گی جنہیں دور کرنے اور آئندہ جیت

کے لئے اِسے زیادہ محنت کرنی ہوگی شیخ حسینہ واجد کا یہ کہنا ہم خالدہ ضیاء کی وجہ سے
ہارے ہیں تو یہ غلط ہے۔ (ختم شد)

بصیرت اور آگہی کی منبع شخصیت ..... شہید ذوالفقار علی بھٹو

4اپریل ....برسی شہید ذوالفقار علی بھٹو....ایڈیشن 2012

خصوصی کالم: تمثیلِ سیاست

جمہوریت کا سائبان قائدِ عوام، شہید ذوالفقار علی بھٹو

ملک و قوم کی بقا کی عَلمبردار شخصیت..... شہید ذوالفقار علی بھٹو

اِس میں کوئی شک نہیں کہ بانی پاکستان قائدا عظم محمد علی جناح کے علاوہ اگراِس سرزمینِ پاکستان میں کوئی عظیم ہستی گزری ہے تو وہ صاحبِ ادراک اور فہم و فراست کے انمول خزینوں سے لبریز اور بصیرت اور آگہی کی منبع اور ملک و قوم کی بقا کی عَلمبردار شخصیت پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو شہید کی تھی جو نہ صرف پاکستان کے لئے ہی سرمایہ افتخار تھی بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی کسی گُہرِ نایاب سے کم نہ تھی کیونکہ اُنھوں نے نہ صرف پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہی اپنی تعمیری سوچ کا دائرہ محدود کیا بلکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پورے عالمِ اسلام کو بھی متحد اور منظم کرنے اوراِن کے وسائل کو درست سمت میں استعمال کرنے کے لئے بھی ایک ایسا جامع اور مربوط منصوبہ اسلامی ممالک میں متعارف کروایا تھا کہ اگراِس پر اُس وقت

صحیح معنوں میں عملدرآمد ہو جاتا تو آج نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا مگر ہائے رے ! افسوس کے اِن کے اِس منصوبے سے اسلام دشمن قوتوں میں ہلچل برپا ہو گئی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے کہ اگر اِن کے اِس منصوبے پر پوری طرح سے عمل درآمد ہو گیا تو یورپ میں قیامت آجائے گی اور اِس خوف سے ہی اِن کی نیدیں اُڑ چکی تھیں اور آج ہمارے یہاں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُن دنوں جب ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اپنا یہ پلان مسلم ممالک کے حکمرانوں کو متعارف کرایا تھا اُس وقت بالخصوص سفید ہاتھی ، دہشت گردِ اعظم اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور آج پاکستان کا بظاہر تو دوست نظر آنے والا مگر پس پردہ اِس دوست نما دشمن کے روپ میں امریکا نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کے منصوبے کی خبر لگتے ہی ایسی سازش کا جال بُنا کہ اُس نے اُس وقت اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر انہیں یعنی شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہی ملک کی اُس وقت کی ایک متنازع عدلیہ کے بغض پرور جج کے فیصلے سے اِنہیں بغیر کسی جرم کے پھانسی دلوادی (جس کا اعتراف گزشتہ دنوں ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں اُس وقت کی اُس متنازع عدلیہ کے 4 فٹ اور 8 انچ کے اُس جج نے خود یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید سے متعلق میرا دیا گیا فیصلہ غلط تھا) تو شائد اِن کے زندہ رہنے سے بہت سے مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ بالخصوص پاکستان کی معیشت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ مستحکم ہوتا اور اِس حوالے سے آج پاکستان کی معیشت اور اقتصادی صورت حال کا اتنا بُرا حشر تو ہر گز

نہ ہوتا کہ جیسا آج ہوگیا ہے اوراِس کے ساتھ ساتھ آج پاکستان کے عوام جو انسانی بنیادی سہولتوں کے علاوہ اپنے ضروریات زندگی جن میں آٹے ، چینی ، گھی ، دال ، چاول ، علاج و معالجہ ، جدید تعلیم ، پینے کے صاف پانی ، بجلی اور گیس کے حصول سے بھی محروم ہیں وہ نہ ہوتے۔

بہرحال ! روزِ روشن کی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کواِن کے اُس انقلابی منصوبے اور اقدامات کی وجہ سے امریکا سمیت اِن سے ناراض اور خائف رہنے والی قوتوں نے اِنہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے ایک ایسی سازش تیار کی کہ جو ان کے جان لے کر ہی پوری ہوئی ۔اور آج نہ صرف اہلِ مغرب بلکہ ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جان اور مان چکی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹوایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسی تحریک کانام تھا جو اپنے منصوبے سے ساری مسلم دنیا میں انقلاب بر پا کرکے رکھ سکتی تھی اور امریکا سمیت پورے یورپ کو امت مسلمہ کا غلام بنانے کی صلاحیت رکھتی تھی اِسی خوف اور اپنے عبرت ناک انجام کی وجہ سے اہلِ یورپ نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں انہیں پھانسی دلواکر نہ صرف خود کو مسلمانوں کی غلامی سے بچالیا بلکہ اُمتِ مسلمہ کو ایک ایسے رہبر اور رہنما سے بھی محروم کردیا جواِن میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا تھا اور یہ بھی ایک ایسا سچ ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سربراہِ میں پاکستان کو

اپنے قیام کے 25 سال بعد یعنی 1973 میں ایک ایسا منظم اور مربوط دستور دیا کہ جو آج بھی پورے پاکستان کی لاج ہے اور اِس کی روشنی میں ملک وملت کے ترقی و خوشحالی کی راہیں متعین کی جاتی ہیں اور اِسی دستور نے آج پورے پاکستان یعنی وفاق سمیت صوبوں کو بھی ایک اکائی سے جکڑے رکھاہے اور اِس کے ساتھ ساتھ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جو دوسرا اور بڑا عظیم کارنامہ تھا وہ یہ کہ انھوں نے پاکستان سے کئی گنابڑے اور جارحیت پسند اپنے پڑوسی ملک بھارت کو نکیل دینے کے لئے اپنی اولین ترجیحات سے پاکستان کو ایک ایٹمی ملک بنانے کی داغ بیل ڈالی اور باالآخر یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ہی منصوبہ تھا اور اِن کی ہی انتھک محنت کا ثمر تھا کہ پاکستان جس نے 1998 میں ایٹمی دھماکے کرکے خود کو ایک ایٹمی ملک کا درجہ دلوانے میں کامیاب کااور بھارت کو یہ ثابت کردایاکہ خبردار اگراُس نے پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے بھی دیکھاتواِس کی آنکھیں نکال لی جائیں گیں۔

اوریہی شہید ذوالفقار علی بھٹو تو تھے کہ جنھوں نے ملک میں پہلی بار شراب کی پابندی لگانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ملک میں جمعہ کے دن مکمل طور پر عام تعطیل کا اعلان بھی کیا یوں اِن کے اِن اقدامات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن کو ماننے والے پکے اور سچے مسلمان بھی تھے اور اُنھوں نے اپنی زندگی کے

آخری ایام جب یہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جہاں یہ قید تھے اُس وقت تک پاکستان کی تاریخ پر ایسے واضح اور اَنمٹ اثرات مرتب کئے ہیں کہ آج تک پوری پاکستانی قوم اِن کے ثمرات سے مستفید ہو رہی ہے اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

اور اِس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت کو اول روز سے ہی جو عوامی پذیرائی حاصل ہوئی تھی اور آج تک ہے وہ اِس ملک کے کسی بھی مرد سیاست دان یا کسی مرد وزیر اعظم کو نہیں مل سکی ہے ہاں البتہ ! میں یہاں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر اِن کے بعد ہمارے ملک کے کسی سیاستدان یا وزیر اعظم کے حصے میں اُن جیسی عوامی پذیرائی آئی ہے تو وہ اِن ہی کی جھتی اور لاڈلی بیٹی ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور وفاق کی زنجیر و شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی ذاتِ عظیم ہیں جنہوں نے اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی اور اپنے ملک کی غریب عوام کی خدمت کے صلے میں اپنے والد کی طرح آمر جنرل پرویز مشرف سے ٹکر لیتے ہوئے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے والد کی طرح امر ہو گئیں۔

اگرچہ یہ ایک حیرت انگیز اور قابلِ نفرت حقیقت ہے کہ مولوی مشتاق حُسین جنہوں نے 18 مارچ 1978 کو پاکستان کے منتخب وزیر اعظم قائدِ عوام شہید

ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا جو فیصلہ سنایا اور اُس وقت کے امریکی چیلے آمر جنرل ضیاالحق جو اُس فیصلے پر 4 اپریل 1979 کو عمل کر کے ایک عدالتی قتل کا مرتکب ہوا اور جس نے اپنے اِس گھناؤنے عمل کے نتیجے میں عالمِ انسانیت کو ایک عظیم رہبر اور شخصیت سے محروم کردیا تھا اُس ہی عظم ہستی ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ہم سے بچھڑے آج پورے 31 برس گزر چکے ہیں اور آج پوری پاکستانی قوم سمیت دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا ہر پاکستانی اپنے اِس عظیم قائدِ عوام اور جمہوریت کے سائبان شہید ذوالفقا رعلی بھٹو کی برسی مناکر اِن کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچارہا ہے اور یہ عزم کر رہا ہے کہ اَب ملک میں اپنے قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جمہوریت میں لگایا گیا پودا جو اَب اِس حکومت میں ایک قدآور درخت بن چکا ہے اِس کی حفاظت کریں گے اور اَب ضیاالحق اور پرویز مشرف کی طرح کوئی بھی آمر اپنے ناپاک پنجے اِس ملک پر جمہوریت کو فنا کرنے کے لئے نہیں گاڑ سکے گا اور اَب اِسے جمہوریت پر شبِ خون نہیں مارنے دیا جائے گا اور اِس کے ساتھ ساتھ ہر محب وطن پاکستانی اپنے اِس عظیم قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی دعا کر رہا ہے کہ جب بھی اِس ملک پر کوئی بھی آمر اپنے جادوئی اثر سے قابض ہوگا تو ہم اِس کو ناکوں چنے چبوادیں گے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی روح اِس کا تعاقب کرتی رہے گی اور اُس آمر کو ملک میں جمہوریت کو سبوتاژ نہیں کرنے دیگی۔

کراچی میں موت کا رقص اور حکومت کی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں سینچری کی ہیٹرک

لڑتی، مرتی اور کٹتی بھوکی عوام مگر اپنی عیاشیوں کے لئے قومی خزانے کا پیٹ بھرتے حکمران....

27 مارچ سے پاکستان کے مرکزی صنعتی و تجارتی حب کراچی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل وغارت گری اور آگ و خون کا جو سلسلہ شروع ہوا تھااِس کی روک تھام کے لئے حکمرانوں کے بلند وبانگ دعوؤں کے باوجود بھی اِس میں ابھی تک کوئی کمی نہیں آسکی ہے جبکہ آج یکم اپریل ہے اور صبح کے نو بجے ہیں ابھی جب ہم یہ سطور رقم کررہے ہیں تو اطلاعات یہ آرہی ہیں کہ شہر کے مختلف علاقوں میں دہشت گردوں نے اب بھی اپنی دہشت کا راج قائم رکھا ہوا ہے اور اِن ہی معصوم انسانوں کے خون کے پیاسے اور شیطان کے چیلوں نے فائرنگ کرکے چار معصوم اور بے گناہ افراد کو موت کے منہ میں دھکیل دیاہے اوراِن ہی گنہگاروں کے ہاتھوں شہر میں پیش آنے والے فائرنگ کے مختلف واقعات میں کئی ایسے معصوم افراد بھی شامل ہیں جنھیں اِن دہشت گردوں نے دیدہ ودانستہ زخمی کرکے اسپتالوں کے بستروں پر لیٹادیاہے جہاں ڈاکٹرز اِن کی جانیں بچانے کی کوششیں کررہے ہیں ۔حالانکہ ابھی پورا دن پڑا ہے اللہ خیر کرے...!! دعاہے کہ سندھ انتظامیہ اور شہر کی تمام سیاسی ومذہبی جماعتیں اور سماجی تنظیمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

شہر کے حالات بہتر بنانے اور اپنی کاوشوں سے معصوم انسانوں کو دہشت گردوں کے ہاتھوں قبر کی آغوش میں جانے اور زخمی ہونے والے افراد کو اسپتالوں کے وارڈوں میں زندگیاں گزانے سے بچانے کے ساتھ ساتھ سرکاری اور نجی املاک کو نقصانات سے بچانے کے لئے بھی کوئی ایسا لائحہ عمل مرتب کریں کہ میرے شہر کراچی میں موت اور آگ کا جو رقص اور کھیل پچھلے ایک ہفتے سے شروع ہوا تھا یہ نہ صرف جزوی بلکہ کل وقتی طور پر ختم بھی ہوجائے اور میرا یہ شہر جس کی محبت بھری آغوش پر نہ صرف اہلیان کراچی کو ہی ناز اور فخر ہے بلکہ سارا پاکستان ہی اِس کی اِس محبت بھری آغوش میں خود کو لاکر تسکین محسوس کرتا ہے اِس شہر میں سب کی کوششوں اور اخلاص و محبت کے ساتھ امن اور سکون قائم ہوجائے اور میرا یہ شہر کراچی ایک بار پھر اپنے پورے آب وتاب کے ساتھ پورے ملک کو پالنے کا حق ادا کرسکے۔

اگرچہ گزشتہ چھ روز سے شہر کراچی کے عوام جو شہر میں ہونے والی دہشت گردی کے باعث اپنے معاملات زندگی کو چلانے میں مفلوج ہوچکے تھے یہ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ 31 مارچ کی رات حکمرانوں نے اپنی عیاشیوں کے لئے قومی خزانے کا پیٹ بھرنے کا بہانہ بناکر پہلے تو اپنی لونڈی (اوگرا) کے ظالمانہ مشوروں سے سی این جی کی قیمتوں میں روپے کا اضافہ کیا اور پھر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اندھادھند اضافہ 11.98 کرکے ایسا بم گرادیا کہ جس کے بعد شہر کراچی

سمیت ملک کے بیشتر شہروں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ہاتھوں پریشان حال لڑتی، مرتی، کٹتی اور ننگی بھوکی عوام سانس لئے بغیر ہی اِس کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے اِس طرح عوام کے لئے ہاتھوں میں خونخوار شکنجے تھامے حقِ حکمرانی کی پچ پر اپنی انتہائی ظالمانہ بیٹنگ کرتے ہوئے ہمارے بے حس اور نااہل حکمرانوں نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بالترتیب پیٹرول کی فی لیٹر قیمت میں 8.02 روپے کا اضافہ کرکے اِس کی قیمت 105.68 روپے مقرر کردی، ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فی لیٹر قیمت میں 4.70 روپے کا اضافہ کرکے اِس کی قیمت 108.69 روپے کردی اوراسی طرح مٹی کے تیل کی فی لیٹر قیمت میں 5.29 روپے اضافے کی ساتھ مٹی کے تیل کی قیمت 101.69 روپے مقرر کردی ہے اِس طرح ہمارے حکمرانوں نے عوام دشمن اپنی ظالم لونڈی اوگرا کے کہنے پر سی این جی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے بعد ملکی تاریخ میں پہلی بار تیل کی قیمتوں میں 100 کا آسان ہدف عبور کیااوراِس مد میں سینچری بنانے کی ہٹرک کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی تاریخ میں اپنے لئے ایک ایسا عظیم اور قابلِ فخر کارنامہ انجام دے دیاہے جسے پاکستان کے 19 کروڑ 77 لاکھ 944 عوام کبھی نہیں بھول پائیں گے اور جب کبھی انہیں اپنے اِن عوامی اور روٹی، کپڑااور مکان کا دعویٰ کرنے والے جمہوری حکمرانوں کا یہ کارنامہ یاد آئے گا تو عوام جھلاُٹھیں گے اور اپنے اِن حکمرانوں کے ناموں اور تصاویر پر کیاکیا کچھ کریں گے....؟؟ اوراِنہیں کن ناموں اور غیر اخلاقی القابات سے یاد کریں گے شائد آج اِس کا احساس تو

ہمارے اِن حکمرانوں کو نہ ہو مگر جب یہ اقتدار کے مسند سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور پھر کبھی اِنہیں اقتدار کا موقع ہاتھ نہیں لگے گا تو ممکن ہے تب اِنہیں اپنے اِس دورِ حکومت میں اِس قسم کے کئے گئے کئی ایسے کارناموں پر ندامت کا احساس ہو جو سارے کے سارے عوام دشمنی کے معیار پر پورا اترے ہیں تب اِن کے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی نہ آسکے۔ایک طرف ہمارے یہ عوام دوستی اور روٹی ،کپڑا اور مکان کا نعرہ لے کر حکومت کرنے والے ہمارے یہ جمہوری حکمران ہیں جو اپنے اِس نعرے کی آڑ میں عوام کا خون چوسنے کے لئے ہاتھوں میں مہنگائی کی ظالم چھری تیز کئے بیٹھے ہیں تو دوسری جانب ہمارا پڑوسی ملک بھارت ہے جس کی آبادی پونے دوارب کے قریب تر ہے اِس کے حکمران ہیں جنھوں نے اپنے عوام پر مہنگائی کا بوجھ کم سے کم تو دور کی بات ہے اِنھوں نے اپنے عوام پر مہنگائی کا بوجھ نہ ڈالنے کا تہیہ کر رکھا ہے اِس بناپر بھارتی حکومت کی جانب سے ہر طرح کے اقدامات کئے گئے ہیں جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ بھارتی آئل کمپنیوں نے پاکستانی حکمرانوں اور آئل کمپنیوں کے سامنے اپنا سینہ پھولا کر اور سرتان کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ بھارتی حکومت کی جانب سے آئل کمپنیوں کو پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں دی جانے والی سبسڈی اور ڈیوی میں کمی کی وجہ سے بھارت میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں نہیں بڑھائی جائیں گی اور دوسری طرف ہمارے حکمران ہی کہ یہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے عوام پر مہنگائی کے بم پہ بم گرائے جارہے ہیں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں

مرتی، کٹتی، لٹتی اور بجلی، پانی، گیس اور اجناس کے بحرانوں تلے دبے پریشان حال عوام ہیں کہ یہ پھر بھی کہہ رہے ہیں جئے بھٹو... زندہ ہے بھٹو زندہ ہے کل بھی بھٹو زندہ تھا اور آج بھی بھٹو زندہ ہے۔اس پر بھی ہمارے حکمرانوں کو اپنے عوام پر ترس نہیں آرہا ہے اور یہ قیمتیں کم نہیں کر رہے ہیں۔ (ختم شد)

پیر نے تو سونے کی دیگ نکال دی

اَب آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک بھی کچھ نکال دے..

اکثر ہم لکھنے والوں کو کوئی ایک واقعہ ، خبر یا ایک جملہ اور بعض دفعہ کئی واقعات اور خبریں اور بہت سی ایسی چیزیں جو اجتماعیت کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں موجود ہوتی ہیں اتنا متاثر کرجاتی ہیں کہ ہم اُن پر غور کئے بغیر رہ نہیں سکتے آج جب ہمارے پاس لکھنے کو بہت کچھ ہے تو ہم اِس مخمصے میں مبتلا ہیں کہ کس کو موضوع بنا کر اِسے اپنے کالم کا حصہ بنائیں اور اِسے عوام کے سامنے اپنے انداز سے آشکار کریں کافی دیر سوچ بچار کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آج صرف ملتان میں پیش آنے والے اُس واقعہ کو ہی صفحہ قرطاس پر بکھیر دیں جس نے ہمیں اپنا آج کا کالم لکھنے پر مجبور کیا۔

ہاں تو قارئین حضرات ... ! وہ واقعہ یہ ہے جو ملتان میں کچھ اِس طرح پیش آیا کہ "خبر کے مطابق گلگشت کے ایک رہائشی جس کا نام ظفر اللہ خان ہے اِس نے اپنی بپتا بیان کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ کئی دنوں سے اِس کے گھریلو حالات ٹھیک نہیں تھے اپنی اِن گھریلو پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اِس نے

ہر طرح کا جتن کر لیا مگر اِن سے چھٹکارے کی کوئی اُمید نظر نہیں آئی تو بالآخر یہ پیر غوث محمد سکندر کے آستانے پر پہنچ گیا جہاں اِس نے پیر غوث محمد سکندر کو اپنا ہاتھ دکھایا جس نے اِسے بتایا کہ اِس کی ہر پریشانی کا حل اِس کے چلے سے نکل آئے گا مگر شرط یہ ہے کہ اِس کے لئے ہر حال میں مجھے (پیر غوث محمد سکندر کو) چلہ کاٹنا ہوگا اِس کے بغیر میرے گھریلو حالات کبھی ٹھیک نہیں ہو سکیں گے اور جب پیر صاحب بخیر و عافیت سے چلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو سو فیصد میرے گھریلو حالات بہتر ہو جائیں گے پریشان حال ظفر نے بتایا کہ میں کچھ دنوں کے بعد پیر غوث محمد سکندر کے آستانے پر ایک مرتبہ پھر حاضر ہو گیا تو پیر صاحب نے مجھے بھرے مجمع سے علیحدہ کمرے میں بلا کر بتایا کہ میرے گھر میں سونے سے بھری دیگ ہے جسے وہ نکال دیں گے۔ ظفر کا کہنا ہے کہ پیر صاحب کے منہ مبارک سے اتنا سُنا تھا کہ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اُس دن کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا کہ پیر صاحب کب میرے گھر میں اپنے قدم مبارک رنجا فرمائیں اور میرے گھر میں موجود سونے سے بھری دیگ میرے حوالے کر کے مجھے پریشانیوں سے نجات دلائیں اور پھر بالآخر وہ دن بھی آ ہی گیا جب پیر غوث محمد سکندر اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سمیت میرے تمام گھر والوں کی دل کی دھڑکنیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیز سے تیز تر ہوتیں گئیں۔

اگرچہ اِس سارے عمل کے دوران پیر صاحب نے میرے تمام اہل خانہ کو گھر سے باہر بھجوادیا تھا مگر پھر بھی ہم سب اُس مبارک اور بابرکت گھڑی کا بے چینی سے انتظار کررہے تھے جب سونے سے بھری دیگ ہمارا مقدر بدل دے گی اور گھریلو حالات ٹھیک ہوجائیں گے اور ہم خوشحال زندگی کی جانب لوٹ آئیں گے مجھ سمیت اہل خانہ ابھی یہ حسین خواب دیکھ ہی رہے تھے کہ یکایک پیر غوث محمد سکندر نے ہم سب کو اپنے قریب بلایا اور ہمیں بتایا کہ اُنہوں نے اپنی کرامت سے سونے سے بھری دیگ تو نکال لی ہے جو اَب ہمارے سامنے ہے مگر اِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے ہمیں دیگ کے قریب آنے اور اِسے ہاتھ لگانے سے اپنی گرجدار آواز میں سختی منع بھی کردیااور کہاکہ میں یہ دیگ تمہیں نہیں دے سکتااِس کو حاصل کرنے کے لئے پہلے دیگ کا صدقہ جو 100 تولے سونایااِس کے برابر رقم جو ایک کروڑ 29 لاکھ 70 ہزار بنتی ہے مجھے (پیر غوث محمد سکندر کو) فوراًاداکرنی ہوگی تب کہیں جاکر تم (ظفر خان اور اہلِ خانہ)اِس سونے سے بھری دیگ کے مالک اور حقدار بن سکتے ہو یہ سُنتے ہی میں نے کہیں نہ کہیں سے (یہ سوچ کر کہ جب دیگ ہاتھ لگ جائے گی تو میں جس جس سے ادھار لے رہاہوں میں اُنہیں یہ رقم واپس کردوں گایوں) پیر صاحب کی مطلوبہ رقم کا بندوبست کردیااور انتہائی ادب و احترام سے میں نے یہ رقم ابھی پیر حضرت غوث محمد سکندر کے نرم وگداز دستِ مبارک پر رکھی ہی تھی کہ پیر غوث محمد سکندر اور اِن کے چیلے فوراًہی غائب ہوگئے۔اِس کے بعد پیش آنے والے المناک واقعہ پر مدعی ظفر خان کا

کفِ افسوس کے ساتھ کہتا ہے کہ پیر نے سونے کی دیگ تو گھر سے نکال دی جو کچھ دیر کے بعد (یعنی پیر کے غائب ہونے کے ساتھ) ہی گھر سے غائب ہو گئی تب سے آج تک نہ تو وہ پیر ہی اَب کہیں دکھائی دے رہا ہے اور نہ گھر سے نکلنے والی سونے کی دیگ ہی ہاتھ آئی ہے اَب گھریلو حالات اور پریشانیوں کی وجہ سے سو سے ہزار اور ہزار سے لاکھ اور لاکھ سے کروڑ بنانے کے چکر میں پڑنے والے ظفر خان کا یہ کہنا ہے کہ میں گھریلو حالات کو ٹھیک کرنے کے لئے اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے پیر غوث محمد سکندر جیسے جعلی اور ٹھگی پیروں کے جھانسے میں آگیا اور اپنے کم کو زیادہ کرنے کے چکر میں اپنی تھوڑی بہت عمر بھر کی جمع پونجی بھی لٹا بیٹھا ہوں جو میری اور میرے اہلِ خانہ کا سہارا تھی۔شاید ایسے ہی لوگوں کے متعلق کلمنز کا یہ قول ہے وہ کہتا ہے کہ" یہ ٹھیک ہے کہ بدحالی سے خوش حالی کی طرف جانا مشکل ہے لیکن خوش حالی سے بدحالی کی طرف آنا آسان ہے"ایسے ہی جیسے ملتان کا ظفر خان ہے جو اپنے جز وقتی گھریلو حالات اور پریشانیوں کا اللہ پر بھروسہ کرکے اِن سے نبرد آزما ہونے کے بجائے غوث محمد سکندر جیسے جعلی اور ٹھگ باز پیر جس نے اِسے سونے کی دیگ کا لالچ دیا اور اِس سے کروڑوں روپے بٹور کر چلتا بنا اور اِسے زندگی بھر کا ایک ایسا داغ دے گیا جسے دیکھ کر یہ اور اِس کے اہلِ خانہ تاحیات روتے رہیں گے اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ بعد کی پشیمانی سے پہلے کی احتیاط بہتر ہے اور ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور وہ کام کرو جسے کرنے کے بعد پچھتانا نہ پڑے۔آج ہم سوچ

رہے ہیں کہ بیچارے ظفر خان کی طرح ہماری حکومت اور حکمران بھی تو ہیں جو اپنی پریشانی اور ملکی حالات کا رونا کسی پیر فقیر کے سامنے تو نہیں روتے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ اپنی کیفیت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سمیت دنیا کے دیگر مالیاتی اداروں کے سامنے روتے ضرور ہیں اور یہ ادارے بھی اِس پیر غوث محمد سکندر ٹھگ باز کی طرح ہیں جو حکومت کو یہ تو کہہ رہے ہیں کہ تمہارے یہاں سونے کی دیگ ہے یہاں تو افسوس یہ ہے کہ اَب تک اِنہوں نے کوئی دیگ تو نہیں نکالی مگر یہ ادارے دیگ نکالنے کا جھانسہ دے کر ہمارے حکمرانوں سے اَب تک اربوں کھربوں کا سود جو دیگ کا صدقہ ہے ضرور وصول کرچکے ہیں۔

پانی، بجلی، گیس اور سستی خوراک دو، مگر ہم کو زندہ رہنے دو

موجودہ حکمرانوں کی ساڑھے چار سالہ کارکردگی سے بیزار عوام جو اَب اپنی زندگی سے مایوس ہوچکے ہیں اور آج چیخ چیخ کر دہائی دے رہے ہیں کہ "پانی، بجلی، گیس اور سستی خوراک دو، مگر ہم کو زندہ رہنے دو... حکمرانوں تم کیا ہو...؟؟"کیا حکمرانوں کو پتہ ہے زندگی کیا ہے...؟اور اِس کے کیا معنی ہیں...؟اِنہیں نہیں معلوم تو ہم بتاتے ہیں۔تو لوسنو...!!زندگی جو (ز، ن، د، گ، ی) پر مشتمل پانچ حروفوں کا مرکب ہے اور جو فارسی زبان کا لفظ ہےاِسم ہے اور مونث ہے جس کے لغوی معنی حیات اور جینے کے ہیں اور اگراِس کی تشریح حرفی معنوں میں کی جائے تو راقم الحرف کے نزدیک یہ کچھ اِس طرح سے ہے زندگی کے پہلے حرف " ز" سے مراد " زن، زمین اور، زر" کے ہیں "ن" سے "نادانی" "د" سے مراد ہے" درندگی" "گ" سے "گندگی" اور" ی" سے "یہ ہے پیارے زندگی" آج ہم اپنے اردگرد نظریں دَوڑائیں تو حقیقی معنوں میں زندگی مندرجہ بالا تشریح کی شکل ہی میں ہمیں نظر آئے گی جب کہ اِس کے اور بھی اچھے معنی اور مفہوم ہیں مگر ہم اِسی پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی بات آگے.بڑھائیں گے اِس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی ہر ذی شعور کے لئے خالقِ کائنات کی عطا کردہ ایک ایسی نعمت ہے جو صرف ایک بار ملتی ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اِس کی مالا میں ایسے قیمتی موتی جمع کرو جن کی

چمک سے سارے جہاں میں روشنی پھیل جائے یعنی زندگی ایک بہت بڑا ایسا کینوس ہے آپ اِس پر جتنے رنگ بکھیرنا چاہیں، اپنی دانش اور محنت سے بکھیر سکتے ہیں اور اپنی، زندگی کے ہر ایک دن کو اپنی تاریخ کا سُنہرا ورق بھی بنا سکتے ہیں اگر آپ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ایسی بھی عظیم شخصیات گزری ہیں جنھوں نے زندگی کو سمجھا اور اُنھوں نے اپنی زندگی کو اپنی قوموں کے لئے وقف کر دیا تو آج یہی لوگ ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گے یعنی یہ کہ زندگی ربِ کائنات نے دی ہی صرف اِس مقصد کے لئے ہے کہ اِس سے اچھے اور تعمیری کام کئے جائیں اور اِن تمام خوبیوں کے باوجود بھی یہی وہ زندگی ہے جس کا اگر کوئی دشمن ہے تو وہ موت ہے جس سے یہ اول روز ہی سے خوفزدہ رہتی ہے جی ہاں موت جو زندگی کے تعاقب میں اِس کے ساتھ اُس وقت سے ہی لگی رہتی ہے جب یہ کسی بھی زندہ شے میں پھونک دی جاتی ہے تب ہی سے موت زندگی کا پیچھا کرنا شروع کر دیتی ہے اور بالآخر ایک وقت اور مقام پر پہنچ کر موت اور زندگی کا ایسا دنگل لگتا ہے کہ اِس دنگل میں ہر صورت میں فتح موت کا مقدر بنتی ہے اور زندگی کے حصے میں ناکامی آتی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اپنے وقتِ مقررہ کے اختتام سے قبل زندگی موت کو ایسے چکمے دے جاتی ہے کہ موت اِس کے قریب سے گزر جاتی ہے مگر کب تک ایسا ہوتا ہے...؟ یہ زندگی بھی خوب جانتی ہے اور آخر کار جیت موت کے حصے ہی میں آتی ہے اور زندگی اِس کے ہاتھوں بے بس ہو کر اپنا دم توڑ دیتی ہے اور جب زندگی اور سانس کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہیں سے

موت کا جشن اِس کی فتح کی شکل میں شروع ہو جاتا ہے۔

مگر ہمارے ملک میں جس میں 19 کروڑ 88 لاکھ 944 افراد بستے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے زندگی کی چاشنی اِس کے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے چکھی تک نہیں ہے اور 64 سالوں میں اِس غیور اور محب وطن پاکستانی عوام پر جتنے بھی حکمرانوں نے اپنا جائز و ناجائز تسلط آمریت یا جمہوریت کا نعرہ لگا کر قائم رکھا ہر کسی نے اِس ملک کے عوام کو موت کا ذائقہ تو چکھایا مگر زندگی کی مٹھاس اور اِس کی رنگینوں سے اِنہیں دیدہ و دانستہ محروم رکھا۔ ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ درحقیقت آج بھی ہمارے غریب ملک کے عیاش حکمرانوں نے قوم کو زندگی سے بیزار کرنے اور موت کو گلے لگانے کے ایسے منصوبے اور حکمتِ عملی مرتب کر رکھی ہے کہ عوام اِن سے اُسی صورت میں نکل سکتے ہیں جب موت اِنہیں اپنی وادی میں کھینچ لے جائے۔

آج میرے ملک سے خوشیاں ختم ہو چکی ہیں زندگی سے مایوس لوگ موت کو ترجیح دینے لگے ہیں ہر شخص ذہنی اور جسمانی الجھنوں اور پریشانیوں کے باعث خود کو پاگل سمجھنے لگا ہے اور ایسے میں ہمارے حکمران ہیں کہ اِنہیں عوام کی اِس حالتِ زار پر ذرا بھی ترس نہیں آرہا ہے یہ اپنے پریشان حال عوام کو اِن کے مسائل سے چھٹکارہ دلانے کے بجائے ایسے بے مقصد اور بے سود فیصلے کر رہے ہیں کہ جن پر

عملدرآمد کرنا خود اِن کے اپنے بھی بس میں نہیں ہے۔ قوم کو بجلی، گیس اور توانائی کے بحرانوں میں دھکیلنے والے حکمرانوں کو کیا پتہ ہے..؟ کہ اِن کے طرح طرح کے سیاسی حربوں اور چالبازیوں سے عوام کو کس اذیت کا سامنا ہے عوام کو زندگی سے مایوس کرنے والے ہمارے حکمرانوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ ملک میں بجلی کا بحران بازار رات 8 بجے بند کرنے ، وفاقی و صوبائی دفاتر میں دو چھٹیوں ، پری پیڈ میٹر لگانے اور موسم گرما اور سرما میں دفتری اوقات کار تبدیل کرنے سے بھی حل نہیں ہوگا جب تک ملک میں بجلی بحران کو کم اور ختم کرنے کے لئے قومی توانائی کانفرنس جیسی کسی بھی کانفرنس میں بجلی پیدا کرنے کے نئے پلانٹ اور منصوبوں کی تعمیر کے لئے نئی منصوبہ بندی اور آئندہ کا دیرپا لائحہ عمل مرتب نہیں کیا جاتا۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لاہور میں منعقد ہونے والی قومی توانائی کانفرنس میں جتنے بھی فیصلے کئے گئے ہیں یہ جز وقتی ہیں جس سے حکمرانوں کو تو تسکین ہو گی مگر اُن افراد کے چولہے ضرور ٹھنڈے ہو جائیں گے جن کا کاروبار زندگی ہی رات گئے تک جاری رہتا ہے

وزیراعظم نے تو اپنی سیاسی مصالحت پسندی سے لاہور کے ناراض وزیراعلیٰ کو خوش کرنے کے لئے قومی توانائی کانفرنس میں جتنے بھی اعلانات کئے ہیں اِس سے قوم کو زندگی سے مایوس کرنے کے سوا اور کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ آخر میں ہم یہ کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ حکمران اپنی

حکومتی مدت پوری کرنے کے لئے بجلی، گیس اور توانائی کے بحرانوں پر عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے اپنی سیاسی چونچلے بازیاں بند کریں اور وہ کام کریں جو کرنے کے ہیں اور سنجیدگی سے اُس کام پر توجہ دیں جواِنہیں کرنے کے ہیں بجلی بحران دو چھٹیوں اور رات 8 بجے بازار بند کرانے سے حل نہیں ہوگا۔****

کیا حکمرانوں کا مشغلہ عوام کو ٹینشن دینا ہی رہ گیا ہے

اگر آج ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں تو ہمیں یہ نہ صرف معلوم بلکہ یقین بھی ہو جائے گا کہ ہمارے معاشرے میں جتنی بھی بُرائیاں سموجود ہیں آج یہ تمام بُرائیاں خود رو پودے کی طرح پنپ کر ہمارے ماحول میں بُرائیاں پھیلانے والے جنگل کی شکل اختیار کر گئی ہیں اور اِس جنگل کے ہر درخت کی ہر شاخ کا تعلق کہیں نہ کہیں سے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے بھی جاملتا ہے اور اِسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے بسا اوقات ایسا لگنے لگتا ہے کہ جیسے یہ ہی وہ اہم عناصر ہیں آج جن کی دیدہ دانستہ غلطیوں کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں جو ہر طرح کی بُرائیاں تیزی سے پھیل رہی ہیں اِس کے اصل ذمہ دار بھی یہی لوگ ہیں جو ہم پر کبھی حکمرانی کی شکل میں تو کبھی حزبِ اختلاف کی صورت میں چہرے بدل بدل کر مسلط ہوتے ہیں اور جن کے ذاتی مفادات کی وجہ سے ہونے والی غلطیوں کا خمیازہ بھی ساری قوم کو بُھگتنا پڑ رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی کو تکلیف مت دو اِس لیئے کہ یہی سب سے بڑا گناہ ہے مگر شاید ہمارے حکمران اور سیاستدان یہ معقولہ بھول چکے ہیں تب ہی تو اِنہوں نے عوام کو پریشان کرنے اور اِنہیں طرح طرح کے ٹینشن دینے کا ایسا مشغلہ

اپنالیا ہے کہ اِنہیں عوام کو ذہنی اذیتیں دینے سے سرور محسوس ہوتا ہے جس کا اظہار یہ لوگ کچھ اِس طرح کرتے ہیں کہ یہ عوام کو پہلے والی پریشان کُن کیفیت سے نکلنے بھی نہیں دیتے ہیں کہ اپنی دانش سے ایک نئے ٹینشن سے دوچار کردیتے ہیں جو اِس جانب واضح اشارہ ہے کہ یہ عوام کو پریشان کرنے اور اِنہیں ٹینشن میں مبتلا دیکھ کر کتنے خوش ہوتے ہیں اِن لوگوں کی اہلیت اور دانش کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی عوام کو ٹینشن میں رکھنے کا بنالیا ہے اور اِسی مقصدِ حیات کو بنیاد بناکر یہ اپنی ساری طاقت اِس میں صرف کررہے ہیں اور اِسی طرزِ حکمرانی اور طرزِ سیاست کو تھام کر یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی حکمرانی اور سیاست کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ رہی ہے۔

ہمارے حاکموں ! نے 64 سالوں سے یقینی طور پر بس یہ چاہا ہے کہ عوام کو نہ کچھ دیا جائے اور نہ کچھ بتایا جائے اِنہیں اندھیرے کنوئیں میں رکھ کر اِس کا مینڈک بنادیا جائے جو اِس کے علاوہ کسی اور کا سوچ ہی نہ سکیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور عوام میں ہر زمانے میں دوریاں پیدا رہیں اور آج یہ دوریاں اِس حد کو پہنچ چکی ہیں کہ نہ تو عوام کو اپنے حاکمو پر اعتبار رہا ہے اور نہ حاکم ہی اپنے عوام کی بہتری کے لئے کچھ کرنے کا سوچتے ہیں یہی وہ سب سے بڑی خامی ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک اور معاشرے میں بہتری کے

مواقعہ مسدُود ہو گئے ہیں۔

اگرچہ اِس صُورتِ حال کے پیشِ نظر ایک خاص طبقے کی رائے یہ ہے کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان پائی جانے والی دوریوں کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے جبکہ اِس پر ہمارا خیال یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ عوام اور حکمرانوں کے بیچ پڑنے والی دراڑ کو ختم کیا جاسکتا...اور اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان پیدا ہونے والی خلش ایک سادہ اور آسان فارمولے سے ختم کی جاسکتی ہے اور وہ فارمولا یہ ہے کہ ہماری سیاسی قیادت کو فیوچر میں عوام کے بہت زیادہ قریب آنا ہوگا تاکہ عوام کو اپنی سیاسی قیادت پر اعتماد بحال ہو اور یہی سیاسی قیادت جب مستقبل میں اپنی کوئی حکومت تشکیل دے تو یہ سب سے پہلے اپنے قول و فعل میں حق و سچ کا پرچم تھامے اپنے عوام میں آئے تو عوام کے سامنے اپنا ایک ہی چہرہ رکھے اور اپنے فیصلوں ، منصوبوں اور حکمتِ عملیوں سے اِنہیں آگاہ کرے ایسا کچھ نہ کرے جیسا ماضی میں ہمارے یہاں ہوتا آیا ہے۔اِن تمام باتوں کے باوجود بھی اگر آج ہمارے حاکموں اور سیاستدانوں نے اپنی طرزِ حکمرانی اور سیاست یہی رکھی جو جاری ہے اور اپنے عوام کو پریشان کرنے اور طرح طرح کے ٹینشن دینے کی روش پر قائم رہے تو پھر ایسے میں ہماری قوم جو پہلے ہی اپنے حاکموں اور سیاستدانوں کے بے حس رویوں اور ملک میں ہر لمحہ ہونے والی منہ توڑ اور سینہ زور مہنگائی ، کرپشن، لوٹ

مار اور قتل وغارت گری کی وجہ سے ٹینشن میں مبتلا ہے یہ اِس پریشانی سے نہ نکل سکی اور ملک کے حالات ایسے ہی رہیں یا شائدٗ اِس زیادہ اور بگڑ جائیں تو اس کے ذمہ دار اپنے حکمران اور سیاستدان خود ہوں گے۔

بہر حال ! ہمارا کام اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور اُس اضطراب سے آگاہ کرنا تھا جس کا صبر کا پیمانہ کسی بھی وقت لبریز ہو کر حکمرانوں کے شیشے کے محلوں کو کرچی کرچی کر سکتا ہے پھر ان کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کے اور کچھ نہیں آ پائے گا اِس لئے قبل اِس کے کہ ننگے ، بھوکے، مفلس عوام سے کوئی انقلاب سر اٹھائے حکمرانو، سیاستدانوں اور حکمرانوں کی حکمرانی میں معاونت کرنے والوں کو اپنا قبلہ یقینی طور پر درست کرلینا ہوگا۔اُدھر عالمی تنظیم صحت کی طرف سے ایک ایسی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو ایک خبر بھی ہے تو ایک المیہ بھی ہے جس کے مطابق دنیا بھر میں 2030ءتک فتورِ دماغی کے مریضوں کی تعداد 2گنا ہو کر 65.7بلین تک پہنچ جائے گی اِس پر خود اقوام متحدہ کے ادارے کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر دنیا میں پست ماندہ ممالک میں بسنے والے لوگوں کے خوراک، رہائش اور صحت جیسے بنیادی مسائل فوری طور پر حل نہ کئے گئے تو 2050ءتک یہ تعداد موجودہ 35.6بلین سے تین گنا سے بھی زائد ہو سکتی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وقت آنے سے پہلے ہی دنیا کے تمام ممالک کو سر جوڑ کر آنے والے اِس وقت کی سنگینی کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو

تیار کرنا ہوگا اور ہر ملک کو اپنے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ابھی سے اِس جانب سنجیدگی
سے ایسا لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا کہ وہ اپنے لوگوں کو اِس پریشانی سے بچا کے خاص طور
پر ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو تو ضرور اپنے عوام کے لئے سوچنا چاہئے کہ یہ
بیچارے اِنہی کے رویوں کی وجہ سے ابھی سے ہی دماغی فتور کے امراض میں مبتلا ہیں اگر
اِنہیں اِس کیفیت سے نہ نکلا گیا تو پھر یقینی طور پر 2030 اور 2050 میں جو بدترین
صورت حال ہمارے ملک کی ہوگی وہ دنیا کے کسی بھی ملک کی اُس وقت نہیں ہوگی اِس
کی وجہ ہم نے اوپری سطور میں بیان کردی ہے ایسی کیوں ہوسکتی ہے۔ (ختم شد)

سُوپ تو سُوپ چھلنی کیا بولے....؟؟ لو سُنو حکمرانو

دیکھو کیا یہ عجب ملک کی عجب کہانی نہیں ہے...؟ اپنے زمانے کے ملک اور قوم کے لئے زہر ہلاہل قرار دیئے جانے والے آمر جنرل (ر) پرویز مشرف جو پردیس میں خود ساختہ جِلاوطنی کے ایام گزار رہے ہیں وہاں سے اِنہوں نے بھی اپنا سینہ چوڑا کرکے اور اپنی گردن تان کر ملک کے موجودہ حکمرانوں کی ساڑھے چار سالہ کارکردگی پر کھلی تنقید کی ہے یعنی آج اِن کی ملک کے موجودہ حکمرانوں پر اِس طرح کی جانے والی زبان درازی سے یہ مثال صادق آرہی ہے کہ سُوپ تو سُوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سو چھید... گو کہ ملک کے موجودہ حالات پر ملک اور قوم کے سوداگر پرویز مشرف سے بھی نہ رہا گیا اور اِنہوں نے بھی اپنے ملک کی حالتِ زار پر اپنی زبان جس انداز سے ہلائی ہے اِس کا تذکرہ ہم اگلی سطور میں کریں گے مگر ضروری ہے کہ اِس موقع پر آمر مشرف کی اِس تنقید پر ہمارے حکمران بھی اتنا ضرور سوچیں کہ کیا وجہ ہے کہ آج مشرف جیسا آمر بھی اِن کی ساڑھے چار سالہ کارکردگی پر چیخ پڑا ہے کیوں...؟
مگر قبل اِس کے کہ ہم آگے چلیں... یہاں اپنے قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ ہم بھی موجودہ حکمرانوں کی کارکردگی پر گاہے بگاہے تنقیدیں کرتے رہتے ہیں مگر اِس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم اِن سے کُلی طور پر خائف رہتے ہیں...اور

ایسا بھی ہر گز نہیں ہے....بلکہ ہمارے سابقہ کالمزاِس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نے اپنے موجودہ حکمرانوں کے کئی ایسے اقدامات اور منصوبوں کی حمایت اور تائید میں بھی بہت کچھ لکھاہے جس کے یہ حقدار تھے مگراِس کا کوئی ہر گز، ہر گز یہ مطلب بھی نہ لے کہ ہم اِن کے حامی یا نوازے گئے کوئی چیلے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جہاں ہم نے ضروری سمجھا ہم نے اپنے اِن حکمرانوں کی نشان میں قصیدے بھی لکھے اور جہاں ہم نے یہ سمجھا کہ اِن کے اقدامات اور منصوبے ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں ہیں تو ہم نے اِن پر اپنے اِن ہی کالموں میں کہیں کھلے تو کہیں دبے لفظوں میں تنقیدیں بھی کیں یہ اور بات ہے کہ ہمارے اتنا لکھنے کے باوجود بھی اِن پر ہمارے نہ تو اچھے کالموں کا کوئی اثر ہوااور نہ آج تک اِنہوں نے ہمارے تنقیدی کالمزپر کوئی کان دھرا ہے مگراِس کے باوجود بھی ایک ہم ہیں کہ اپنا کام اِس اُمید پر کئے جارہے ہیں کہ کبھی نہ کبھی اور کوئی نہ کوئی ہماراکالم اِن پر ضرور اثر کرجائے گااور کسی کا سویا ہواضمیر ضرور جاگ اُٹھے گااور پریشان حال اپنی قوم کی دادرسی کے لئے اِن سے ضرور رابطہ کرکے اِن کی خبر لے گا۔

بہرحال ! آج ہم بات کررہے ہیں آمر جنرل (ر)پرویز مشرف کی جنھوں نے اپنے زمانے کہ ایسے جمہوری حکمرانوں کو شدید تنقید کانشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے جنھوں نے اپنے عوام کے لئے روٹی، کپڑااور مکان کا دلفریب

اور دلکش نعرہ تو خوب لگایا مگر اِن شاطروں نے دیدہ و دانستہ طور پر تینوں اشیا سے عوام کو محروم رکھنے کا جو ریکارڈ قائم کیا اِس کی مثال بھی ملک کی چونسٹھ سالہ تاریخ میں مشکل ہی سے کہیں ملے یا نہ ملے مگر آج ضرور ملتی ہے یعنی آج اپنے مفادات کی رسہ کسی میں مصروفِ عمل رہنے والے حکمرانوں کی چار سالہ کارکردگی پر زبان درازی کرتے ہوئے ملک کے سابق آمر جنرل (ر) مشرف نے دبئی میں ایک پاکستانی بزنس مین سے اپنی خصوصی ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ "آج پاکستان کرپٹ اور نااہل سیاستدانوں کی وجہ سے کئی طرح کے بحرانوں کا شکار ہے، ہمیں پاکستان کو بچانے اور تباہ حال معیشت کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے متحد ہو کر یونین کونسلوں، ٹاؤن اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر آل پاکستان مسلم لیگ (اے پی ایم ایل) کا پیغام گھر گھر پہنچانا ہوگا اِس موقع پر حیران کُن بات یہ ہوئی کہ سابق آمر جنرل (ر) پرویز مشرف نے اپنے اِس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ کرپشن اور لوٹ مار کرنے والوں کو ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا اور سابق مسٹر آمر نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی کہا کہ ہم لٹیروں کا احتساب کریں گے، کیوں کہ پاکستان بھر کے عوام موجودہ حکمرانوں کو بددعائیں دے رہے ہیں تو عرض ہے مسٹر مشرف موجودہ حکمرانوں کو تو قوم بددعائیں دے ہی رہی ہے اور اِس) کے ساتھ آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ ملک کا بیڑا غرق کرنے میں آپ کا بھی ہاتھ ہے آج قوم آپ کو بھی بددعائیں دے رہی ہے یہ بھی تو آپ کو یاد رکھنا چاہئے)۔

ابھی مسٹر مشرف کی بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے آگے چل کر مشرف جی فرماتے ہیں کہ آج غیر ملکی سرمایہ کاری بھی رُک گئی ہے، ملک افرا تفری کا شکار ہے،اور فرماتے ہیں کہ ملک میں ہر طرف احتجاج اور مظاہرے ہو رہے ہیں مگر حکمران سب اچھا ہے کا نعرہ لگا کر ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے میں مصروف ہیں یہاں ہم بش کے یار مشرف جی کو یاد کرانا چاہتے ہیں کہ جناب آپ نے بھی تو اپنے دورِ آمریت میں عوام کے احتجاجوں اور مظاہروں کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی اُس وقت بھی عوام آپ کے عتابوں سے ایسے ہی بیزار اور تنگ تھی مگر آپ تھے کہ سب اچھا ہے کا نعرہ لگا کر اپنے دوست بش کے ہاتھوں ملک اور قوم کی بقاو سالمیت کا سودا کرنے اور قوم کو ڈرون حملوں کی اذیت اور اِنکے نتیجے میں معصوم انسانوں کی لاشوں کا تحفہ اُٹھانے کا منصوبہ بناتے رہے جس کا خمیازہ آج بھی قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے اِس کا جواب کیا مسٹر آمر مشرف آپ دے پائیں گے ؟اور مسٹر آمر پرویز مشرف جی . . ! ! آج آپ کس منہ سے قوم کو خبردار کر رہے ہیں . . ؟ کہ اگر عوام نے موجودہ نااہل حکمرانوں سے جلد چھٹکارا نہ پایا تو ملک کو یہ مزید برباد کر دیں گے ،اِنہیں پاکستان اور پاکستانی عوام سے کوئی ہمدردی نہیں . . اُنہوں نے کہا کہ میں بہت جلد پاکستان آؤں گا چونکہ اِنہیں یہ خوش فہمی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ عوام میری آمد کے شدت سے منتظر ہیں۔

اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ مسٹر آمر جنرل (ر) مشرف جی۔۔۔! آپ قوم کو اپنے مفادات کے خاطر مت للکاریں آج قوم خوب سمجھتی ہے کہ اِسے کیا کرنا ہے۔؟ اور کیا نہیں کرنا ہے۔؟ کیوں کہ آج پاکستانی قوم آپ کی پیدا کردہ مشکلات اور مسائل کی چکی میں پک کر ایسی کُندن بن چکی ہے کہ یہ خُوب جانتی ہے کہ ملک اور قوم کی قسمت کا فیصلہ نہ موجودہ حکمران کر سکتے ہیں اور نہ ہی مسٹر مشرف جی آپ سمیت اور کوئی امریکا نواز، نواز و شہباز اور عمران سونامی ہی قوم کا مستقبل سنوارنے میں اپنا کوئی مثبت کردار ادا کرسکتا ہے آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ آپ پاکستان آئیں اور باقی کا پاکستان بھی امریکا کے ہاتھوں بیچ کر پھر پردیس کو بھاگ جائیں آج ساری پاکستانی قوم جانتی ہے کہ قوم کی بدحالی اور پریشانی پر آپ مگرمچھ کے آنسو کیوں بہا رہے ہیں قوم آپ سے کہتی ہے کہ آپ آنسو نہ بہائیں اورانہیں سنبھال کر رکھیں اپنے کسی اور بُرے وقت کے لئے سمجھے کہ نہیں سمجھے سمجھ جاؤگے وقت آنے پر۔

آہ... بدقسمت بھوجا ائیر لائین اور 6بج کر 40 منٹ

آہ... بدقسمت بھوجا ائیر لائین اور 6بج کر 40 منٹ ،جب 127 زندگیوں کی ڈور ٹوٹ گئی..

آہ بھوجا ائیر لائین کاوہ بدقسمت 27 سال 4 ماہ پرانا بی فور213بوئنگ 737مسافر طیارہ جس میں 11 بچوں،67خواتین ،57 مرداور6 عملے کے افراد سمیت 127 مسافر سوار تھے اِس بدقسمت طیارے نے 20 اپریل 2012 کو کراچی انٹر نیشنل ائیر پورٹ سے شام 5 بجے اپنی منزل اسلام آباد کے بینظیر انٹر نیشنل ائیر پورٹ کے لئے بخیر وعافیت اپنی پرواز بڑھائی جس سے متعلق یہ کہاجارہاہے کہ یہ اِس طیارے کی کراچی سے اسلام آباد کی پہلی افتتاحی پرواز تھی جو بدقسمتی سے آخری ثابت ہوئی یہ بدقسمت طیارہ اپنی منزل بینظیر انٹر نیشنل ائیر پورٹ کے قریب تھانہ کورال چوک کی حددود میں پہنچنے سے قبل ہی خراب موسم، گرج چمک اور بادوباراں کے دوران لینڈنگ کرنے سے پہلے ہی شام 6 بجکر40 منٹ پر گر کر تباہ ہوگیاجس کے نتیجے میں جہاز میں سوار 127افراد کی زندگی کی ڈور ٹوٹ گئی اوراِس جہاز میں سوار سارے کے سارے مسافر موت کی آغوش میں جاسوئے اِس قومی سانحہ کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس کے بعد ساراملک سوگوار ہوگیا۔

ہمارے ملک میں دو برسوں کے دوران نجی ایئر لائنز کا یہ دوسرا بڑا حادثہ ہے اِس سے قبل 28 جولائی 2010 کو بھی اسلام آباد کے اِسی ایئر پورٹ پر لینڈنگ سے قبل نجی ایئر لائین ایئر بلو کے طیارے کو بھی ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا جس میں 167 افراد سوار تھے جن میں سے بدقسمتی سے کوئی بھی نہ بچ سکا تھا ہماری ملکی ہوا بازی کے حوالے سے ہماری سرزمین پر پیش آنے والا یہ 34 واں فضائی حادثہ ہے جس کے بارے میں یہ خیال کیا جارہا ہے کہ مجموعی طور پر اِن حادثات میں 685 کے لگ بھگ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں جمعہ کی شام پیش آنے والے اِس المناک فضائی حادثے نے ساری پاکستانی قوم کو افسردہ کردیا ہے اور سب کے لبوں پر اِس حادثے میں شہید ہونے والوں کے لئے مغفرت کی دعائیں ہیں۔ اطلاعات ہیں کہ حادثے کا شکار ہونے والے بھوجا ایئر لائین کے بدقسمت طیارے بوئنگ 737 کا بلیک بکس امدادی ٹیموں کو مل گیا ہے جس میں محفوظ معلومات کے بعد ہی معلوم ہوسکے گا کہ طیارے کی حادثے کی کیا وجوہات تھیں جبکہ حادثے کے مقام حُسین آباد گاؤں کے رہائشی عینی شاہدین کے مطابق اِن کا یہ کہنا ہے کہ موسم خراب تھا اور گرج چمک کے ساتھ تیز بارش لگی ہوئی تھی اِنہوں نے آسمان سے ایک آگ کے گولے کو نیچے گرتے دیکھا یہ سمجھے کہ آسمانی بجلی گری ہے اور پھر کچھ ہی دیر بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا یہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جائے حادثے پر پہنچے تو ہر طرف جہاز کا ملبہ اور انسانی اعضاء کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اِن کا کہنا ہے کہ اِنہوں نے فوراً امدادی ٹیموں کو فون کیا اور وہ جائے حادثے

پر پہنچ گئیں۔
اگر چہ آج 21اپریل ہے اوراِن سطور کے رقم کرنے تک یہ اطلاعات آ رہی ہیں کہ لو احقین کو کراچی سے اسلام آباد لے کر لانے والا خصوصی طیارہ بھی اسلام آباد پہنچ گیاہے اور جائے حادثہ پر امدادی ٹیمیں اپنا فریضہ انتہائی تن دہی سے انجام دے رہی ہیں افراد کی نعشیں جہاز کے ایک سے ڈیڑھ کلو میٹر دور تک پھیلے ہوئے ملبے سے نکل 127 لی گئیں ہیں جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں ملی ہیں جنہیں ریسکیو ٹیمیں قریبی اسپتالوں اور سرد خانوں میں پہنچارہی ہیں اور جن سے متعلق اطلاعات یہ ہیں کہ 102 لاشیں ایسی ہیں جن کی شناخت ہو گئی ہیں اوراِن کے لواحقین نے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ تمام ضروری قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد وصول کرلیں ہیں۔
یہاں ہم ایک بات یہ کہنا چاہیں گے جس نے ہمیں یہ لکھنے والے کہنے پر مجبور کیا وہ یہ ہے کہ اکثر ایسے مواقع پر یہ کثرت سے دیکھنے میں آیاہے کہ ہماری قوم کا ایک ایک فرد جو خالصتاً انسانی ہمدردی کے تحت زخمیوں کی مدد کرنے اور ایسے واقعات میں شہادت کا رتبہ پانے والے افراد کی ڈیتھ باڈیز کو بصد احترام اسپتالوں اور سرد خانوں تک پہنچانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے بیتاب رہتاہے یہ ہماری قوم کا وہ عظیم جذبہ ہے جو نہ صرف قابلِ احترام ہے بلکہ

قابلِ تحسین بھی ہے جس کے لئے ہماری قوم قابلِ تعریف ہے۔مگر ایسے مواقع پر جائے حادثے پر پہنچنے والے ہماری قوم کے ہر فرد کو یہ بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ یہ اپنی موجودگی کی وجہ سے امداد ٹیمیوں کے اراکین کے کاموں میں رکاوٹ بھی نہ بنیں اور ایسے موقعوں پراِن کی کوشش یہ ہی ہونی چاہئے کہ جب امدادی ٹیمیں جائے حادثہ پہ پہنچ کر متحرک ہوجائیں تو یہ ریسکیو ٹیموں کے اراکین کوزیادہ سے زیادہ موقع دیں جو اِن سے زیادہ بہتر طریقے سے زخمیوں اور مرنے والوں کی باڈیز کواِن کے ٹھیک مقامات تک جلد از جلد پہنچا سکتے ہیں ۔ہمارااپنی قوم کو ایک یہ بھی مشورہ ہے کہ جب امدادی ٹیموں کے اراکین کسی بھی جائے حادثے پر پہنچ جائیں اور اپنا کام خندہ پیشانی سے انجام دینا شروع کردیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ اِن کے کاموں میں رخنہ ڈالنے کے بجائے خود کو جائے حادثے سے دور کرلیں جو کسی بھی تہذیب یافتہ قوم کے مہذب ہونے کی دلیل ہے۔اِس ساری صورتِ حال کے بعد ہم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور فضائی شعبے میں اپنی ذمہ داریاں اداکرنے والے کرتا دھرتاؤں سے یہ اپیل ضرور کریں گے کہ خدارا ہوابازی کے شعبے کوحادثات سے محفوظ بنانے کے لئے سنجیدگی سے جدید سائنسی خطوط پر اقدامات کئے جائیں اوراِس شعبے کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے گزشتہ کئی سالوں سے اپنے یہاں فضائی حادثات کے بڑھتے ہوئے واقعات کے بعد ہمیں اپنا فضائی سفر کا شعبہ بھی اپنے ٹریفک نظام کی طرح لگنے لگا ہے جہاں غیر تربیت یافتہ ڈرائیورآئے روز گاڑیوں کو حادثات کا شکار بناکر

اپنے مسافروں اور پیدل چلنے والوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں اور خود بچ نکلتے ہیں کہیں ہمارا ہوا بازی کا شعبہ بھی تو ایسے غیر ذمہ دار پائلٹوں سے بھر تو نہیں گیا ہے جن کی ذرا سی لاپرواہی اور غفلت بھوجا اور بلو ایئر لائینز جیسے حادثات کی وجہ بن کر سیکڑوں انسانوں کو موت کی نیند سُلا رہی ہے بھوجا ایئر لائین کو پیش آنے والے حادثے کی صاف وشفاف تحقیقات کی جائے اور قوم کو بتایا جائے کہ اصل وجہ کیا تھی (تاکہ قوم کا فضائی سفر پر اعتماد بحال ہو (ختم شد

صرف سوالیہ نشان؟ آج مسلم اُمہ تعلیم میں پیچھے کیوں؟

حضرت علیؓ کا قول ہے" جو لوگ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں اِن سے علم حاصل کرو اور جو کم علم ہیں اُن کو اپنا علم سِکھاؤ" اور آپؓ ہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ "جس نے علم حاصل نہیں کیا وہ یتیم ہے" یعنی یہ کہ انسانیت کی تکمیل علم حاصل کرنے ہی سے ممکن ہے تو پھر کیا آپ بھی ہماری اِس بات سے متفق نہیں ہوں گے کہ آج دنیا کے سامنے ہم (پاکستانی) جس معیار پر بھی کھڑے ہیں تھوڑی بہت تعلیم کی وجہ سے ہیں اور ہمیں اِس بات کا بھی یقین ہے کہ ہم کل جس (اچھے/بُرے یا اُونچے/ نیچے) مقام پر ہوں گے وہ بھی تعلیم کی ہی وجہ سے ہوں گے۔

جبکہ حکیم محمد سعید نے فرمایا ہے کہ " علم ایک ایسا سمندر ہے جس میں چھلانگ لگانے کے بعد ہی اِس کی وسعت وعظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے" اور اِسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ علم ایک بہترین اچھائی ہے جو قوموں کو ترقی سے ہمکنار کرتی اور دوسری طرف جہالت وہ بدترین برائی ہے جس پر قائم رہ کر قومیں ذلت کی کھائی میں گر جاتی ہیں اور بھوک و افلاس، تنگدستی اور مایوسی اِن کا مقدر بن جاتیں ہیں علم ایک ایسا پھول ہے جو جتنا زیادہ کِھلتا ہے اتنی ہی زیادہ خوشبو دیتا ہے اور جن اقوام کے پاس جتنا زیادہ علم ہو گا اِن پر قسمت کی دیوی

بھی اتنی ہی زیادہ مہربان رہی گی اور وقت بھی اِن کی گرفت میں رہے گا اور وہ بھی اِن اقوام کی مرضی کے مطابق آگے ، پیچھے اور تیز اور سست رفتار کے ساتھ حرکت کرے گا تو پھر کیوں نہ قوم کے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے خاطر ہمارے حکمران اپنا کوئی ایسا دیرپا اور پائیدار لائحہ عمل مرتب کریں جس سے ہماری قوم کا مستقبل تابناک ہوجائے اور ہم چاردانگِ عالم میں ایک تعلیم اور تہذیب یافتہ قوم کے روپ میں نمودار ہو کر اپنے آج کے حال کو ایک خواب سمجھ کر بھول جائیں اور دنیا کو بتادیں کہ ہم وہی قوم ہیں جسے دنیا کسی زمانے میں کس نام سے یاد کیا کرتی اور جانتی تھی۔

اگرچہ ایک زمانے میں چرچل نے تو یہ تک کہہ دیا تھا جس کا یہی قول آج بھی دنیا کے کسی بھی پست ملک کی ترقی اور خوشحالی کا ضامن ثابت ہوتا ہے اِس کا کہنا ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کی صحیح تعلیم وتربیت سب سے اچھی سرمایہ کاری ہے" اِسی طرح ابن بادیس نے بھی اپنی قوم کے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا تھا"اے میری قوم کے لوگو! یہی نوجوان تمہاری پونجی ہیں اور بلندیوں کو چھونے والے یہی ہیں اِن کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری حاکم الوقت پر اپنی اولادوں سے بھی زیادہ عائد ہوتی ہے کیوں کہ کسی بھی قوم کی ترقی و خوشحالی کا دارومدار اِس کے تعلیم یافتہ لوگوں سے ہی ممکن ہوسکتی ہے مگر ضروری ہے کہ حکمرانِ وقت اپنی قوم کے بچوں کو اپنی اولادوں سے بڑھ کر تعلیم وتربیت کی فکر کرے تو اِس

میں کوئی شک نہیں کہ اقوام عالم میں کوئی قوم اوج ثریا کو نہ پہنچ سکے اِسی لئے تو ہم بھی یہ کہیں گے کہ آج ہماری اِس بات سے شاید کوئی ذی شعور انکار نہ کرسکے اور وہ یہ صدق دل سے تسلیم بھی کرے کہ ہر زمانے میں یہ بات مصمم حقیقت رہی ہے
کہ "درست اور موزوں تربیت یافتہ افراد خوش حال گھرانوں کو جنم دیتے ہیں اور خوش حال گھرانے ہی لازمی طور پر خوش حال اور ترقی یافتہ قوم پیدا کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔
آج کی اِس 21 ویں صدی میں بھی دنیا کے بہت سے ایسے ممالک موجود ہیں جنہوں نے اپنے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے مقابلے میں تعلیم پر اچھی خاصی توجہ مرکوز کررکھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِن ممالک کے حکمران اپنے سالانہ بجٹ میں تعلیم کے شعبے کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرنے کے لئے اِس میں کئی گنا اضافہ کررہے ہیں کیوں کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے اور جانتے ہیں کہ اگر دیگر شعبوں میں ترقی کرنی ہے تو یہ ترقی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتی اور قوم کو تعلیم سے آراستہ کئے بغیر دوسرے شعبوں میں کامیابی مشکل بلکہ ناممکن بھی ہوگی۔
ہمیں اُوپری سطور میں علم اور تعلیم و تربیت سے متعلق اتنی ساری خوبیاں کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ آج جب ہم اپنی 64 سالہ تاریخ کا ماضی کھنگالنے کی کوشش

کر رہے ہیں تو ہمیں سال بہ سال اپنا معیاری تعلیم تیزی سے زوال کی جانب جاتا ہوا ہی دکھائی دے رہا ہے اور ہم کفِ افسوس کے اور کچھ نہ کر پا رہے ہیں اور آج جب ہم نے اِس حوالے سے اپنا موازنہ اپنے پڑوسی ملک بھارت سے کیا تو ہمیں اپنا وجود زمین میں دھنستا ہوا ہی محسوس ہوا اور ہم خود کو ایک جاہل قوم کا فرد تصور کئے بغیر نہ رہ سکے اور دوسری جانب جب ہم نے اُمتِ مسلمہ کے (ماضی سے ہٹ کر) آج کے معیارے تعلیم کا موازنہ یورپی ممالک سے کیا تو ہمیں اِس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ایک ہم پاکستانی ہی نہیں بلکہ ساری مسلم اُمہ ہی تعلیم کے میدان میں یورپی اور دیگر ادیان کے مقابلے میں بہت پیچھے ہے۔

اِس حوالے سے ایک خبر نے ہمارے اوسان اور زیادہ خطا کردیئے کہ "برطانیہ اور امریکا کی دانشگاہیں دنیا کی 10 بہترین جامعات قرار پائیں ہیں جبکہ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اِن میں کوئی بھی مسلم ملک شامل نہیں ہے" خبر کچھ اِس طرح ہے کہ "شہرہ آفاق یونیورسٹی کیمبرج امریکا میں تحقیق و دانش کے عالمی مرکز ہارورڈ کے مقابل عشاریہ کی حقیف فرق کے ساتھ 2011 کی درجہ بندی میں دنیا کی پہلی معیاری یونیورسٹی قرار پائی ہے جبکہ ہارورڈ کے بعد امریکا کی ہی یل یونیورسٹی تیسرے، برطانوی یونیورسٹی کالج آف لندن چوتھے اور میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (ایم آئی ٹی) بہترین عالم یونیورسٹیوں کی درجہ بندی میں پانچویں نمبر پر ہے، آکسفورڈ چھٹے، امپریل کالج آف لندن ساتویں،

یورنیوسٹی آف شگاگو آٹھویں، کیلیفورنیاانسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی نویں اور امریکا کی ہیپرنسٹن یورنیوسٹی دنیا کی دسویں یونیورسٹی ہے۔

مگر یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ جس دین اسلام کی بنیادہی تعلیم پر ہے اِس دین سے تعلق رکھنے والے مسلم ممالک کی کوئی بھی یونیورسٹی اِن دس نمبروں میں شامل نہیں تھی حالانکہ اسلامی ممالک میں کُل 580 یونیورسٹیاں ہیں مگر کوئی بھی اِس قابل نہیں کہ وہ دس نمبروں میں سے کسی بھی پوزیشن پر آتی اوراِس سے زیادہ حیران کُن بات تو یہ ہے کہ دنیاکے سارے اسلامی ممالک کی580 یونیورسٹیاں ایک طرف مگر بھارت جیسے پونے دو ارب کے لگ بھگ آبادی والے دنیاکے غریب ملک میں ہی583 یونیورسٹیاں مستحکم انداز سے اپنے نوجوانوں کو تعلیم کی روشنی سے مستفید کررہی ہیں۔

جبکہ ایشائی ممالک میں بھارت، جنوبی کوریا اور چین ایسے ممالک ہیں جو اپنے یونیوسٹیوں کے طالب علموں پر سب سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے والے ممالک کا درجہ حاصل کرچکے ہیں اِسی طرح سروے کے مطابق دنیا کی 400 بہترین یونیورسٹیوں میں بھی کوئی پاکستانی جامعہ شامل نہیں ہے صرف سعودی عرب کی ایک یونیورسٹی ضرورشامل ہے اوراِس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

جبکہ اطلاع یہ ہے کہ ایک امریکی جریدے " یوایس نیوزاینڈ ورلڈرپورٹ " نے یہ درجہ بندی تعلیم اور کیریئر پر تحقیق کرنے والے بین الاقوامی ادارے "کوئیک کیورلی سیمونٹنگ " سے کرائی ہے جس سے متعلق یہ خیال کیا جارہاہے کہ اِس سروے رپورٹ میں دنیاکی یونیورسٹیوں کی علمی ساکھ، عملے کی ساکھ، فیکلٹی، طلباء کا تناسب، انٹرنیشنل فیکلٹی، غیر ملکی اسٹوڈنٹس اور فی استاد سائٹیشن (حوالے) کی تعداد کو درجہ بندی کرنے والے انڈیکیٹر بنایاگیاہے۔

اِدھر اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ ہم جیسے دنیاکے ایٹمی ملک پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور 19 کروڑ عوام کے لئے انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی ممالک کی 580 بشمول پاکستان کی 128 یونیورسٹیوں کے مقابلے میں صرف بھارت کی ہی 583 یونیورسٹیاں ہیں جو اپنے یہاں نوجوانوں کو جدید علوم و فن سے روشناس کرانے میں دن رات مصروفِ عمل ہیں اور ایک اسلامی ممالک ہی جو سب مل کر بھی بھارت جتنی یونیورسٹیاں نہیں بناسکے ہیں اور سروے کی مطابق دنیا کی 400 بہترین یونیورسٹیوں میں پاکستان کی کوئی یونیورسٹی شامل نہیں ہے جبکہ اِن میں بھارت کی 2 اور سعودی عرب کی ایک یونیورسٹی دنیاکی بہترین یونیورسٹیوں میں ضرور شامل ہیں اور دوسری طرف صرف امریکامیں 5ہزار 758 یونیورسٹیاں ہیں ہاں البتہ! یہ بات ہم مسلم امہ کے لئے ضرور حوصلہ افزارہی کہ اِس سروے میں اِس بات کو کھلے دل اور دماغ سے ضرور تسلیم

کر لیا گیا ہے دنیا کی 10 قدیم یونیورسٹیوں کے حوالے سے مصر کی جامعہ الازہر وہ قدیم ترین مستند یونیورسٹی کا درجہ قرار پائی ہے جو 969 ہجری میں قائم ہوئی تھی جس کے سوت سے آج بھی اُمتِ مسلمہ سیراب ہو رہی ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ اُمتِ محمدی ﷺ کی ترقی اور خوشحالی کا انحصار صرف ایک مصر کی جامعہ الازہر سے وابستہ نہیں کر لینا چاہیئے بلکہ دنیا کے جدید علوم کے حصول کے خاطر یورپی طرز کی زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیاں اپنے یہاں بنائیں جائیں تاکہ ہم بھی جدید علوم و فن سے یورپ کا مقابلہ کر سکیں اور اپنے وسائل کو اپنے حساب سے خرچ کریں نہ کہ اِنہیں استعمال کرنے کے لئے یورپ سے ماہرین بلوائیں اور خود کو اِن کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنی ترقی اور خوشحالی کی راہیں خود ہی بند کراتے رہیں اور اِس کے ساتھ ہی ہم آخر میں یہ بات کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ کیا ہم واقعی علم کے لئے اپنے بجٹ میں زیادہ رقوم مختص نہ کر کے قوم کو علم کے بغیر یتیم بنانا چاہتے ہیں....؟؟ یا تعلیم کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے اپنے کُل بجٹ کا آدھا حصہ مختص کر کے ترقی کرنا چاہتے ہیں...؟؟ یہ ہے ہمارا اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے سوال اور سوالیہ نشان....؟؟؟؟

سزااور وزیراعظم !!...کیاچلّو بھر پانی بھی کم ہے

ہمیں اِس کی تفصیل میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہاں ہم صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہیں گے کہ بالآخر دوڈھائی سال قبل دسمبر 2009 سے این آر اُو کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرنے اور سوئس حکومت کو خط نہ لکھنے والے معاملے کا اختتام سپریم کورٹ کے ایک سات رکنی بینچ نے توہین عدالت کے مقدمے میں وزیراعظم سید یوسف رضاگیلانی کو 26اپریل 2012 بروز جمعرات کی صبح 9بجکر 36 منٹ پر اپنا مختصر فیصلہ اور تابرخاست عدالت سزاسناکر کردیاہے جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اِسی دن اور اِسی تاریخ کی صبح 9بجکر 35منٹ تک یوسف رضاگیلانی ہمارے ملک کے ایک ایسے طاقتورترین وزیراعظم رہے جن کی مثال ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی تھی مگر تابرخاست عدالت کی سزاپانے کے بعد ہمارے یہی طاقتورترین وزیراعظم یوسف رضاگیلانی ایک سزایافتہ کے طورپر کمرہ عدالت سے باہر لوٹے جوکہ ملکی تاریخ میں ایک اورتاریخ رقم کرگئے کہ یہ ایسے وزیراعظم رہے جو سپریم کورٹ سے سزایافتہ ہوئے ہیں اِس کے بعد اَب وزیراعظم کا اپنا امتحان شروع ہوچکاہے کہ وہ اپنے آپ کو پوتر اور بے گناہ ثابت کرنے کے لئے اَب کیا کرتے ہیں اِس حوالے سے اِن کا اپنے قانونی ماہرین سے مشورہ جاری ہے۔اگرچہ اِس سے بھی شاید کوئی انکار نہیں کرسکتاہے کہ 18ویں، 19ویں اور 20ویں ترامیم جیسے یہ عظیم

ترین کارنامے بھی آپ یوسف رضا گیلانی ہی کے ہاتھوں انجام پائے ہیں جو ملک کی
تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں ماہرین کا اِس حوالے سے یہ کہنا ہے کہ اِن ترامیم نے نہ صرف
وزیراعظم یوسف رضا گیلانی ہی کو طاقت اور قوت عطا کردی ہے بلکہ اَب اِن کے بعد
ہمارے یہاں جتنے بھی وزیراعظم آئیں گے اِن سب کے اختیارات اپنے صدور سے زیادہ
ہوں گے اِن کارناموں کے علاوہ یوسف رضا گیلانی نے اور کئی ایسے بھی قابلِ تعریف
اقدامات کئے ہیں جن کے ثمرات مدتوں ملک اور قوم کو فیضیاب کرتے رہیں گے اور یہ
سہرا بھی آپ سید یوسف رضا گیلانی ہی کے سر جاتا ہے۔ مگر دوسری جانب افسوس کا مقام
تو یہ ہے کہ اتنی ڈھیر ساری خوبیوں کے باوجود وزیراعظم کس خوش فہمی میں مبتلا رہے
اور یہ قانون کی بالادستی کا نعرہ بلند کرتے کرتے اِنہوں نے کیوں عدالت کا مذاق
اُڑایا؟اور جان بوجھ کر کیوں عدالتی حکم کی تضحیک کی؟ اور اپنے تئیں کیوں عدلیہ سے
پنجہ آزمائی پر اُتر آئے ؟ یہ بھی پاکستانی قوم، قانونی ماہرین، سیاسی تجزیہ اور تبصرہ
نگاروں کے نزدیک ایک ایسا سوال ہے جس نے اِن سب کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے
کہ آج یہ سب کے سب اِس نتیجے پر پہنچ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیراعظم یوسف
رضا گیلانی نے NRO کیس کے معاملے میں سپریم کورٹ کے واضح احکامات کے بعد اِن
پر عمل اِس لئے نہیں کیا کہ یہ صدر آصف علی زرداری کے خلاف درج مقدمات کو
دوبارہ کھولنے کے لئے سوئٹزرلینڈ کی حکومت کو خط نہیں لکھنا چاہتے تھے اور یہ دیدہ
دانستہ اِس سارے معاملے میں دو، ڈھائی سالوں سے پہلو تہی اِس لئے

بھی کرتے رہے کہ وہ صدر، اپنی پارٹی اور ساری قوم سمیت دنیا کو پوری طرح یہ بھی باور کرانے میں لگے رہے کہ یہ اپنے صدر کے لئے ہی اپنی یہ ساری وفاداریاں نبھارہے ہیں صدر کے نزدیک اِن کی پارٹی اور ملک یا دنیا میں اِن جیسا کوئی نہیں ہے جو بحیثیت وزیرِاعظم کے سپریم کورٹ کے کھلے احکامات پر عمل درآمد کرنے کا انکاری ہواور یہ دل گردہ صرف یوسف رضاگیلانی کا ہی ہے جو سپریم کورٹ کے احکامات کو نہ مان کر صدر کے خاطر اپنا عہدہ، اپنی جان، اپنا سیاسی کیریئر اور وہ سب کچھ جو کوئی کسی کے لئے قربان کرنے سے کتراتا ہے مگر ایک یوسف رضاگیلانی ہی ہے جو اپنا یہ سب کچھ اپنے صدر آصف علی زرداری کو این آر او اور سوئس حکومت کو خط نہ لکھ کر قربان کرنے کے لئے تیار ہے سو ہمارے وزیرِاعظم یوسف رضاگیلانی نے اپنے قول وفعل پر قائم رہ کروہ سب کچھ عملی طور پر بھی کر دیکھایا جس کا یہ بہ ہوش حواس متعدد بار اظہار کرچکے تھے۔اور پھر 26اپریل 2012 کی صبح بھی دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ ہمارے وزیرِاعظم جو ملزم بن کر سپریم کورٹ گئے تھے جنہیں سپریم کورٹ نے توہین عدالت کے مقدمے میں مجرم قرار دیا اور جو تا برخاست عدالت کچھ ہی دیر بعد 30/32 سیکنڈ ہی کی صیح اپنی سزا کاٹ کر ایک سزایافتہ کے طورکرہ عدالت سے واپس لوٹے یوں اپنی مختصر ترین سزا کے لحاظ سے بھی یوسف رضاگیلانی نہ صرف پاکستان ہی کے نہیں بلکہ دنیا کے وہ پہلے انسان قرار پائے ہیں جنہیں دنیا کی کسی بھی سپریم کورٹ نے تیس بتیس سیکنڈ کی سزا دی ہے یوں اِن کا نام بھی گنز بک میں شامل کرلیا

جائے گا کہ یہ دنیا کے وہ واحد انسان ہیں جنھوں نے سب سے کم مدت کی سزا کاٹی ہے۔اِس سارے منظر اور پس منظر کے بعد ہمیں یہ بات ضرور ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہر ذی شعور یہ سمجھ لے کہ عزت اور حشمت صرف انصاف سے ہی منتھی ہے اور جس قوم اور معاشرے میں انصاف نہیں ہوتا خدا بھی اُنہیں پسند نہیں کرتا اور جس معاشرے میں عدل نہیں ہوگا اِس میں کبھی استحکام نہیں آسکتا اور اِسی کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ آج سپریم کورٹ نے جو تاریخ ساز فیصلہ دیا ہے اِسے وزیراعظم اور حکومتی اراکین اور حکمران جماعت کو کھلے دل سے تسلیم کرلینا چاہئے کیوں کہ اِنہیں اِس معاملے کو اپنی انا اور ضد کا حصہ بنانے سے پہلے اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ عدل وانصاف صرف اُسی لمحے ممکن ہے جب انسان استحصال کے غیر انسانی جبر سے آزاد ہو اور ذرائع پیداوار پر کسی ایک طبقے کا قبضہ نہ ہو معاشی انصاف کے بغیر انصاف کا کوئی تصور محض تجریدیت ہے اور اگر کسی معاشرے سے عدل دیدہ دانستہ طور پر مفقود کردیا، یا کرادیا جائے تو انسان مایوس ہوجاتا ہے اور آبادیاں فسادات سے بھر جایا کرتی ہیں اِس لئے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور حکومتی اراکین کو ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہونے سے پہلے ہی تمام قانونی و آئینی تقاضوں اور اپوزیشن جماعتوں کے مطالبات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفٰی دے دینا چاہئے کیوں کہ یہ بات ہمارے قانون میں واضح ہے کہ کوئی بھی سزایافتہ شخص کسی بھی حکومتی عہدے پر فائز نہیں رہ سکتا ہے اور آپ تو ویسے بھی وزیراعظم صاحب ایک

اچھے اور سلجھے ہوئے سیاستدان اور انسان ہیں اور آپ کا سیاسی کیریئر اِس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ نے ہمیشہ قانون کی بالادستی اور پاسداری کا خیال کیا ہے تو آج پھر کیوں نہیں آپ قانون کی بالادستی اور استحکام کے لئے استعفٰی دے رہے ہیں..؟ اگر نہیں تو کیا پھر چلّو بھر پانی بھی کم ہے (ختم شد

زرداری، گیلانی، نواز و عمران اور او گرا کا گورکھ دھندا اور پستے عوام

یقیناً آپ بھی ہماری اِس بات سے سو فیصد متفق ہوں گے کہ جن لوگوں کو اپنے جائز ناجائز مفادات کے خاطر بات بات میں جھوٹ بول کر دوسروں کو متاثر کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر یہ لوگ بعد میں چاہنے کے باوجود بغیر جھوٹ بولے رہ نہیں سکتے گزشتہ چار سالوں سے یکدم ایسے ہی ہمارے موجودہ حکمران بھی اپنے عوام کے ساتھ کر رہے ہیں جنھوں نے اپنی کامیابی کا راز کثرت سے جھوٹ بولنے اور کر ہر معاملے میں عوام کو بے وقوف بنانے میں پنہاں کر رکھا ہے۔

اِدھر 26 اپریل کو وزیراعظم یوسف رضا گیلانی این آر او اور سوئس حکومت کو خط نہ لکھے جانے پر توہین عدالت کو مرتکب قرار دے دیئے گئے جس پر سپریم کورٹ نے انہیں مختصر ترین سزا سُنادی سپریم کورٹ کے اِس فیصلے کے آنے کے ساتھ ہی آج ملک جس سیاسی اور آئینی بحران سے گزر رہا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے یعنی اِس صورت حال میں پاکستان کے عوام ، سیاسی حلقے، پارلیمنٹ اور دیگر ادارے حکومتی حمایت اور مخالفت جیسے دو حصوں میں بٹے واضح طور پر نظر آ رہے ہیں دونوں جانب سے تیز و تند جملوں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے۔

تو دوسری جانب اہل دانش اور صحافتی حلقوں میں بھی یہ بحث پوری قوت سے جاری ہے
کہ سپریم کورٹ کے واضح فیصلے کے بعد وزیر اعظم کا اپنے عہدے پر رہنا کسی بھی
صورت درست نہیں ہے اِس حوالے سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آئین کی آرٹیکل
جی) (1)63 کہتا جب کسی رکن پارلیمنٹ کو سزا ہو جائے تو وہ نا اہل ہو جاتا ہے اِس کے)
پاس کوئی جواز نہیں رہتا ہے کہ وہ رکن پارلیمنٹ رہے اور وزیر اعظم کو تو سپریم کورٹ
نے سزا دی ہے اِس کے بعد کوئی ایسی صورت نہیں رہ جاتی کہ وہ بحیثیت وزیر اعظم اپنے
عہدے پر قائم رہیں۔

آج ملک میں سیاسی بحران کی حد اپنی جس انتہا کو پہنچ چکی ہے اِس کا اندازہ گزشتہ دنوں
پنجاب ہاؤس میں مسلم لیگ (ن) کی سینٹرل ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کے بعد مسلم لیگ
ن) کے سربراہ محمد میاں نواز شریف کی اِس پریس کانفرنس سے بھی بخوبی)
لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں ملک کے سابق وزیر اعظم اور پارلیمنٹ میں بڑی حزب
اختلاف کا کردار ادا کرنے والی جماعت کے سربراہ نواز شریف نے اپنے ساتھیوں کی
موجودگی میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو باآوازِ بلند مخاطب کیا اور اپنے غصے کے
ساتھ بغیر کسی لگی لپٹی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمرانوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ "گیلانی
سپریم کورٹ کا حکم مانیں اقتدار چھوڑ دیں" اُنہوں نے کہا کہ وزیر اعظم یوسف
رضا گیلانی وزارتِ عظمیٰ چھوڑ دیں ورنہ

احتجاجی تحریک کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، حکمرانوں کے ہاتھوں اٹھارہ کروڑ عوام کا مستقبل خطرے میں ہے، موجودہ حکمران عدالتی فیصلوں کا مذاق سگریٹ کے دھوئیں کی طرح اڑا رہے ہیں، اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ملک کے تمام احتسابی ادارے غیر موثر کر دیئے گئے ہیں، زرداری نے قانون کی حکمرانی کا خواب پورا نہیں ہونے دیا"۔

اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نواز شریف نے تو اپنے غصے کا خمار اتارنے کے بعد ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر مظلوم و بے کس اور لاغر عوام کو مخاطب کرکے جو کہا یہ اِن کی کمال کی سیاست ہے اِس سے پہلے بھی یہ متعدد موقعوں پر ایسا کر چکے ہیں اُنھوں نے کہاکہ "اگر اب بھی عوام ملک بچانے اور مجھے اقتدار میں لانے کے لئے باہر نہ نکلے تو یہ حیوانوں کا ملک بن جائے گا"اور یہ سب کچھ کہہ لینے کے بعد میاں نواز شریف نے انتہائی دبے دبے لفظوں میں یہ بھی کہ" اور اگراس سے بھی کام نہ چلا تو پھر ہم اپنے استعفوں سمیت تمام آپشنز پر غور کریں گے"۔

اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ میاں نواز شریف جی ! آپ کی تمام کوششیں اپنی جگہہ سو فیصد درست ہوں گیں مگر یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ آپ اپنے استعفوں والے آپشن پر سب سے پہلے عملدرآمد کریں تو پھر بات بنے ایک طرف آپ عوام کو

حکمرانوں کے خلاف باہر نکالنے اور احتجاجی تحریکیں چلانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو دوسری طرف آپ ایوانوں میں رہ کر انہی حکمرانوں سے وہ تمام مراعات بھی وصول کرنا چاہ رہے ہیں جو یہ حکمران اراکین پارلیمنٹ کو بالا کسی تفریق کے مساوی دے رہے ہیں ایسے تو کام نہیں چلے گا ہماری مانیں تو سب سے پہلے آپ کی جماعت کے اراکین پارلیمنٹ اِن حکمرانوں سے ملنے والی مراعات اِن کے منہ پر دے ماریں اور پھر اِن سے اپنی آستینیں چڑھا کر مقابلے کے لئے میدان میں کود پڑیں تو بات پھر ہے ورنہ تو سب ڈھونگ ہے.برا نہ مانیں۔

تو قارئین حضرات نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے اراکین پارلیمنٹ کو اپنا یہ مشورہ دینے کے بعد اَب ہم آتے ہیں اپنے اِن وزیراعظم کی جانب جنہیں سپریم کورٹ نے سزادی ہے جس کے بعد نہ صرف ملک ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی وطن عزیز کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اُن تمام کی جو اپنے اپنے لحاظ سے ملک میں قانون کی بالادستی اور پاسداری کے بڑے.بڑے دعوے کرتے نہیں تھکتے ہیں اِن سب کی خُوب سُبکی ہو رہی ہے۔

جبکہ یہاں بڑی حدتک حوصلہ شکن امر یہ ہے کہ سینٹ میں خطاب اور سرکاری ریڈیو کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی مسلم لیگ ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کے ہر جملے اور دھمکی کا ترکی بہ ترکی)

جواب دے کر یہ واضح کردیا کہ جیسے وہ یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ اَب کسی کی نہیں چلے گی...؟؟ مجھ سمیت کسی بھی ملک اور عالمی معاملے میں جو بھی فیصلہ ہوگا...؟ وہ پارلیمنٹ سے ہوگا وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی نے کیا کہا ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمایئے اُنہوں نے کہا کہ" عدلیہ کسی منتخب نمائندے کو نااہل قرار نہیں دے سکتی، پوری دنیا سر پیٹ رہی ہے سپریم کورٹ نے کس قسم کا فیصلہ دے دیا، (ن) لیگ کے سربراہ اور اِن کی جماعت لانگ مارچ تو کیا شارٹ مارچ بھی نہیں کرسکتی، نواز شریف جمہوریت کو ختم کرکے امیرالمومنین بننا چاہتے ہیں تاکہ اکیلے ہی حکومت کرسکیں وزیرِاعظم کا کہنا تھا کہ مجھے اپیل کا حق ہے نااہل ہوا تو ملتان کا راستہ دکھانے کی ضرورت نہیں اور ہاں اِس موقع پر اُنہوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر انتہائی ولولہ انگیز الفاظ میں کہا کہ میں جس پر ہاتھ رکھوں گا وہی وزیرِاعظم بنے گا اور جو بھی وزیرِاعظم ہوگا ضروری نہیں کہ یہ وہ سب کچھ کرڈالے جو میں نے نہیں کیا"۔

ملک میں جاری اِس سارے سیاسی دنگل سے پیدا ہونے والی ہر سیکنڈ اور ہر اُوپر نیچے جانے والے سانس کے ساتھ ساتھ بدلتی ہوئی صورتِ حال پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ اپنے زمانے کے چاروں (زرداری، گیلانی، نواز اور عمران) جیسے بیان بازشیروں کے نرغے میں آکر تو بیچارے عوام ہی مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں اور آج اِن کی دادرسی کرنے والا کوئی نہیں ہے سب کو اپنی سیاسی

چالبازیوں اور ملک بچانے اور عوام کو ریلیف دینے کی آڑ میں اپنی کرسی کی پڑی ہوئی ہے کوئی اِس پر دھیان نہیں دے رہا ہے جب کہ حکومتی لونڈی او گرانے عوام کی حالتِ زار پر ذراسا ترس کھا کر عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے ثمرات عوام کو منتقل کرنے کی حکومت کو تجویز دی تو وزیر اعظم نے بجلی کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری دے کر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کیوں نہیں کیا...؟؟کیا یہی سپریم کورٹ سے سزا یافتہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی اپنے عوام کے لئے خدمت کا طریقہ ہے کہ عوام کو مہنگائی کی چکی میں پس دو اور بس اپنی جمہوریت کا قلعہ مضبوط کرکے اپنی پانچ سالہ مدت پوری کر جاؤ....تو سُنو.....!! وزیر اعظم کسی خوش فہمی میں مبتلانہ رہیں یاد رکھیں آپ کا یہ چار پانچ سالہ دورِ حکومت ملک کی تاریخ کا وہ سیاہ ترین دورِ حکومت ہوگا جس میں عوام کو اِن کے بنیادی حقوق سے یکسر محروم رکھا گیا ہے۔ جس ہیں عوام نے زندگی سے زیادہ مرنے اور اجتماعی خودکشیوں کو ترجیح دی ہے۔

مگر آپ ہیں کہ اِس پر بھی آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ کا دورِ حکمرانی پاکستان کی 64 سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب دورِ حکومت ہے....پتہ نہیں کیسے ...؟ہمیں تو کہیں سے ایسا نہیں لگتا کہ آپ کا حکمرانی کا چار سالہ دور کامیاب رہا ہے باقی آپ اور آپ کے چاہنے والے (جنہیں حرفِ عام میں جیالے کہتے

ہیں) کچھ بھی کہتے رہیں مگر ہم تو بس یہ ہی کہیں گے جبکہ... جبکہ، جبکہ... !! معاف کیجئے گا آپ کے دورِ حکومت سے تو آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کا ہی دورِ حکومت اچھا تھا جس میں عوام کی ضرورتوں کا تو خیال کیا جاتا تھا اتنی مہنگائی تو نہیں تھی جتنی مہنگائی آپ لوگوں نے اُس آمر کے کاندھوں پر ڈال کر، ابھی کر رکھی ہے اور شاید یہی حقیقت ہے کہ آج اِسی لئے تو ملک کے 19 کروڑ عوام چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ زرداری، گیلانی، نوازا رواو گراکے گورکھ دھندے میں عوام بے گوروکفن دفن ہو رہے

ہیں..... ایسا کیوں ہے...؟ کیا کبھی آپ نے یہ سوچنے کی زحمت گوارہ کی یا

نہیں...؟؟ اگر نہیں کی تو خدارا ابھی وقت ہے اب غور وفکر کرلیجئے اور ملک بے لگام ہونے والی مہنگائی کے جن کو قید کردیں اور عوام کو اِن کے بنیادی حقوق بجلی، گیس، پانی، خوراک، صحت، تعلیم اور سستی ادویات سمیت اُن تمام ضرورتوں کو فوری طور پر مہیا کردیں جن کو آپ نے دیدہ دانستہ بن کرکے اِن کا ملک میں مصنوعی بحران پیدا کر رکھا ہے تاکہ عوام آئندہ بھی آپ لوگوں کو اپنے ووٹوں کی بھیک دے کر دوبارہ اپنا حاکم بننے پر مجبور ہوجائے۔

توبہ توبہ میری صلاحیتوں کا امتحان نہ لیا جائے

توبہ توبہ میری صلاحیتوں کا امتحان نہ لیا جائے، جھوٹ پکڑنے والا آلہ بھی پاکستان میں ناکام ہوگیا..؟

لو سنو...!! ایک خبر یہ ہے کہ ہمارے تفتیشی اداروں کو خطرناک دہشت گردوں سے دوران تفتیش جھوٹ پکڑنے کے جو دو آلے گزشتہ دوسالوں کے دوران اقوام متحدہ اور امریکا سے ملے تھے وہ بھی ہمارے یہاں ناکام ہوگئے ہیں اِس کی کیا وجہ ہے...؟؟ یہ تو ہم اگلی سطور میں بیان کریں گے مگر پہلے ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ ممکن ہے کہ ہماری طرح آپ بھی اِس بات سے متفق ہوں کہ جھوٹ ،فریب اور دھوکہ بھی قوموں اور معاشروں کی زوال کا سبب ہوتے ہیں اور دنیا کے جن معاشروں کی بنیاد ایمانداری اور سچ پر قائم ہوں تو وہاں جھوٹ کا گمان نہیں ہوتااور صحیح معنوں میں یہی اپنا معیارِ زندگی بہتر طور پر گزار کر امر ہوتے ہیں ۔مگراِس کے برعکس دنیاکے جن معاشروں میں یہ دونوں مفقود ہوں تو وہاں ہر قسم کی برائیاں جڑ پکڑ لیتیں ہیں اور یہ ہی معاشرے گندگی وغلاظت کے ڈھیر میں بدل جاتے ہیں جبکہ دوسری جانب یہ بھی کہاجاتا ہے کہ جھوٹ کے پاؤں تو نہیں ہوتے لیکن اِس کی تیز رفتاری میں کوئی کلام بھی نہیں ہے یہ

ہوا سے زیادہ تیز رفتاری سے پھیلتا ہے اور ہر فرد کو اپنا جلد اسیر بنالیتا ہے اور اِسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جھوٹا اور مردہ یکساں ہیں کیوں کہ مردہ بولتا نہیں ہے اور جھوٹے کی کوئی سُنتا نہیں ہے اور دنیا بھر کے اہلِ دانش اِس بات پر بھی پوری طرح متفق دکھائی دیتے ہیں کہ "بات بات پر قسم کھانے والے لوگ جھوٹے ہوتے ہیں۔" تو پھر ایسے میں ہمیں اپنا احتساب خود کرلینا چاہئے کہ ہم اپنی بات کو سچ ثابت کرنے اور کرانے کے لئے کیا کچھ نہیں کر گزرتے ...؟؟

قارئین حضرات ...! ہماری بات یہیں ختم نہیں ہو گئی یہاں ہم ایک نقطہ یہ بیان کرنا چاہیں گے کہ ایک زمانہ یہ بھی تھا کہ جب ہر معاشرے میں دانا یہ نصیحتیں کیا کرتے تھے کہ سچ بولو چاہئے جان ہی کیوں نہ چلی جائے اوراس کے ساتھ ساتھ اِن کا یہ خیال بھی عام تھا کہ "اخبارات، کتابوں، ریڈیو، ٹیلی وژن، گفتگو اور تقریروں سے جھوٹی اور غلط باتیں پکڑنے کی کوشش کریں" مگرآج جیسے جیسے یہ چیزیں ہماری زندگی کی ضروتوں کا حصہ بنتی گئیں تو ہم نے اِن سے وہ کام لینا چھوڑ دیا جس کے لئے ہمیں تاکید کے ساتھ کہا گیا تھا مگراَب ہمیں یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہم نے خود کو اتنا مصروف کرلیا ہے کہ ہم نے اخبارات، ریڈیو، ٹیلی وژن ، گفتگو اور تقریروں سے جھوٹی اور غلط باتیں پکڑنے کے بجائے اِن کی ہر بات کو سچ ماننا شروع کردیا ہے اور آج جس کا نتیجہ

یہ نکل رہاہے کہ ہمارا معاشرہ پوری طرح .برائیوں کا شکار ہو کر رہ گیاہے یعنی جھوٹ اتنا عام ہوگیاہے کہ اِس میں سے ہمیں سچ کی تلاش مشکل ہو کر رہ گئی ہے یعنی یہ کہ آج ہمارے معاشرے کے ہر فرد نے زمین پر اپنی گردن اُونچی رکھنے اور سینہ پھولا کر چلنے کے خاطر جھوٹ کا سہارا لے کر دوسروں کو متاثر کرنے کی ایسی عادت بنالی ہے کہ وہ کسی بھی معاملے میں سچ بولناہی نہیں چاہتاہے بس آج اِس کا کام اپنی جھوٹی شان وشوکت کو .بڑھانے کے خاطر جھوٹ کو اپنے سینے سے لگانااور سر پر چڑھانارہ گیاہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاکستانی معاشرے میں جھوٹ کلچرل کے .بڑھتے ہوئے رجحان پر قابوپانے اور ہماری قوم کوسچ کی راہ پر چلانے اور سچ کا پرچم بلند کرنے کے لئے ہمارے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے طور پر اقوام متحدہ اور امریکا کی طرف سے دوسالوں کے دوران کراچی پولیس کو جھوٹ پکڑنے کے 2 عدد Voice Stress Analyzer، آلات دیئے گئے تھے مگر یہ بھی کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ امریکااور دنیاکے دیگر ممالک میں جھوٹ پکڑنے والے اِس جدید آلے نے بھی ہماری سرزمینِ پاکستان پر قدم رکھتے ہیں چیخ چیخ کر ہم سے یہ فریادیں کرنی شروع کردیں کہ " گاڈکے واسطے مجھے اقوام متحدہ اور امریکا واپس بھیج دو ... توبہ توبہ یہاں (پاکستان میں) میری صلاحیتوں کا امتحان نہ لیاجائے میں اِس سرزمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے نہیں ہوں میں یہاں ناکام ہوجاؤں گا

اور پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا یعنی یہ کہ اِس حوالے سے گزشتہ دنوں آنے والی ایک خبر نے ہمیں آج اپنا یہ کالم تحریر کرنے پر متحرک کیا وہ خبر کچھ اِس طرح سے تھی کہ " ایک سینئر پولیس افسر کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ اور امریکا کی جانب سے کراچی پولیس کو جھوٹ پکڑنے کے لئے دیئے گئے 2 اینالائزر ملزمان کے سامنے بے بس ہوگئے یہ آلات پاکستانی ملزمان کے لئے قطعاً نہیں ہیں اِن کا کہنا تھا کہ جھوٹ بولنا اور مکروفریب ہمارے معمولات کا حصہ بن چکا ہے اِس لئے یہ آلات پاکستانی ملزمان کا جھوٹ پکڑنے میں ناکام رہے ہیں اور پولیس نے خطرناک دہشت گردوں سے تفتیش کے دوران اِن کا استعمال ترک کردیا ہے۔اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں ہمارا ملزمان کو ہمدردانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے جرائم اور کرائم سے پاکستان کا نام تو ساری دنیا میں بدنام کرہی دیا ہے اَب اِنہیں اپنے جرائم کی پردہ پوشی کرنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے یہ ایسا کریں کہ کم اَز کم اِس آلے کے سامنے ہی بغیر کسی ہیل حجت کے سچ بول کر اپنے تفتیشی اداروں کے روائتی طریقوں سے اپنی جان چھڑالیا کریں،اور اِس جدید آلے کے پوچھے جانے والے ہر سوال کا ٹھیک جواب دے کر تفتیشی اداروں کے افسران اور اہلکاروں کے ساتھ اپنے تعاون کو یقینی بناکر اپنے ملکِ پاکستان کا امیج ہی بڑھادیا کریں تا کہ دنیا کو یہ معلوم ہوسکے کہ پاکستانی قوم میں بھی ایک مہذب قوم بننے کی صلاحیت موجود ہے اور پاکستانی تفتیشی اداروں کے افسران اور اہلکار بھی دنیا کے کسی بھی ترقی

یافتہ ممالک کے تفتیشی اداروں سے کم نہیں ہیں مگر اِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ اللہ کے واسطے ہماری قوم میں سچ کو پروان چڑھانے کے لئے سرزمین پاکستان میں بسنے والے ہر فرد کو خواہ وہ کوئی حکمران ، پولیس افسر ، استاد ، عام شہری ، سیاستدان یا بیوپاری ہی کیوں نہ ہو سب کو اپنا دینی ، اخلاقی ، معاشی ، معاشرتی اور سیاسی فریضہ ادا کرنا ہوگا تاکہ ہماری نئی نسل کو جھوٹ سے نفرت اور سچ سے محبت کا رجحان عام ہو اور آئندہ ہمارے معاشرے کی بنیاد ایمانداری اور سچ پر قائم ہو اور پھر ہمیں جھوٹ کو پکڑنے والا کوئی آلہ اقوام متحدہ اور امریکا سے نہ لیناپڑے۔اور ہمارا پورا کا پورا معاشرہ حق اور سچ اور ایمانداری پر قائم رہ کر ساری دنیا میں پاکستان کا نام ایک منفرد اور چمکدار ستارے کے مانند روشن کرے اور پھر دنیا حیرت سے یہ کہہ اُٹھے کیا یہ وہی پاکستان ہے جو ماضی میں جھوٹوں کا گہوارہ تھا..؟ (ختم شد

جب خود پر بنی تو..؟ لاتوں کے بھوت... ورنہ فرینڈلی اپوزیشن؟

آج موجودہ حکومت میں کچھ سال قبل تک فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) اپنی ماضی کی بہت ساری کمزرویوں اور خامیوں کو دور کرنے کے لئے اپنی دوسری اپوزیشن کی اتحادی جماعتوں کے ہمراہ ایوانوں میں ایک روایتی حزبِ اختلاف کا کردار کرنے والی جماعت کے روپ و رنگ میں کھل کر سامنے آچکی ہے اِسے فرینڈلی اپوزیشن سے روایتی حزبِ اختلاف کا کردار کرنے پر کس نے مجبور کیا..؟آج یہ بھی ہم سب خوب جانتے اور سمجھتے ہیں ہمیں اِس کی ڈیٹیل اور تفصیل میں یہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر ہمیں سمجھ لینے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آج دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جہاں کہیں بھی حکومتیں قائم ہوئیں اور قائم ہیں اور آئندہ بھی قائم ہوتیں رہیں گیں کہیں بھی فرینڈلی اپوزیشن کی نہ تو کوئی کبھی گنجائش رہی ہے نہ ہے اور نہ شائد کبھی ہوگی۔

مگر ہمیں یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ اِس حکومت میں فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کرنے کی حامی (ن) لیگ والوں نے اپنی مرضی سے خود بھری تھی ...اور آج جب اِس کی دال زرداری اور گیلانی جیسے استادوں سے نہیں گلی تو اِس نے خود کو روایتی حزبِ اختلاف کے روپ میں ڈھالنے میں ذرا بھی دیر نہیں

کی ۔کیا (ن) لیگ والوں کو یہ پتانہیں تھا کہ اپوزیشن ، اپوزیشن ہوتی ہے کوئی فرینڈلی اپوزیشن وپوزیشن نہیں ہوتی ۔انھوں نے موجودہ حکومت کے لئے خود سے فرینڈلی اپوزیشن کارول ادا کرنے کی حامی کیوں بھری تھی...؟اِس کے اِس کردار کے حوالے سے ایسے اور بہت سے سوالات جنم لے چکے ہیں جن کا آج تک یہ کسی کو کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے ہیں اور اَب جبکہ کے انتخابات کے دن تیزی سے قریب ترآتے جارہے ہیں تو پاکستان مسلم لیگ (ن) والوں نے اپنے اُوپر چڑھے فرینڈلی اپوزیشن کے خول کو اُتار پھینکنے کے لئے حزبِ اختلاف کا کردار اداکرنا شروع کردیاہے۔یعنی یہ کہ جب (ن) لیگ کو عوام میں اپنا مورال ڈاؤن ہوتا ہوا محسوس ہوا تو اِس فرینڈلی اپوزیشن کے صدر اور ملک کے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے یہ کہہ ڈالا کہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے" حالانکہ عوام سب سمجھتے ہیں کہ نواز شریف نے یہ کیوں کہاہے ...؟اور اِس کے ساتھ ہی عوام یہ بھی کہتے ہیں کہ اَب نواز شریف عوام کو ہر بار بے وقوف نہیں بنا سکتے جو کرنا ہے یہ اپنی لڑائی خود لڑیں اور عوام کو جو کرنا ہوگا یہ انتخابات میں اپنے ووٹ کی طاقت سے کر گزرے گی۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ زرداری،گیلانی کی حکمرانی پر قابض رہنے والی ضد اور نواز وعمران اور فضل الرحمان سمیت دیگر کے درمیان انا، خود غرضی اور ذاتی مفادات کے حصول کے خاطر موجودہ جاری رہنے والی سیاسی اور اقتداری ہوس کی

کھینچاتانی اور اِن سب کی اپنی اپنی مفاد پرستانہ لڑائی کے نتیجے میں ملک میں بظاہر جو غیر یقینی صورت حال پیدا ہو گئی ہے اِس پر ہمیں انگریزی ادب کا یہ پیراگراف یاد آگیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "جو شخص کسی سے لڑتا ہے تو کوئی کچھ کرے یا نہ کرے مگر دونوں کو اِن کی عقل اِنہیں ایک خاص مرحلے پر یہ تنبیہ ضرور کرتی ہے کہ اَب مزید لڑائی بے کار ہے اور اِن میں سے جو عقل کی اِس تنبیہ پر میدان چھوڑ کر چلا جاتا ہے... تو وہ پھر جب تازہ دم ہو کر کچھ دن تیاری کرنے کے بعد لڑائی کے لئے دوبارہ میدان میں اُترتا ہے تو اپنے اہداف پر ایسی کاری ضربیں لگاتا ہے کہ سامنے والے کو ناک آوٹ کرکے خود کو فتح سے ہمکنار کرلیتا ہے لیکن جو شخص دماغ کی ہدایات کو یکسر نظر انداز کرکے جذبات کی رَو میں بہہ جاتا ہے وہ لڑائی میں مارا جاتا ہے اور دوبارہ میدان میں نہیں آتا" ۔

اَب انگریزی ادب کے اِس پیراگراف کو ہمیں یہاں بیان کرنے کا مقصد ہمارے قارئین نہ صرف سمجھ چکے بلکہ یہ فیصلہ بھی کر چکے ہوں گے کہ آج زرداری، گیلانی اور نواز وعمران اور فضل الرحمان میں سے کون ہے...؟ جو اپنی لڑائی میں عقل کے اِس مشورے اور تنبیہ پر عمل کر رہا ہے...؟ اور وہ کون ہے جو دماغ کی ہدایات کو یکسر نظرانداز کرکے جذبات کی رَو میں بہہ جارہا ہے...؟ جب کہ ایک وہ بھی ہے جو اِس لڑائی میں اپنے مقصد میں تذبذب کا شکار تو ضرور ہے مگر پھر بھی عقل کے مشورے پر کاربند رہ کر ڈٹا ہوا ہے اور اپنی حکمت و دانائی سے لڑتے

لڑتے ساڑھے چار سال گزار چکا ہے... اور اِسے اِس بات کا بھی یقین ہے کہ باقی کے دن بھی اِس لڑائی اور کھینچاتانی میں گزر ہی جائیں گے اور یہ اپنی مفاہمت پرستانہ پالیسی پر کاربند رہ کر اپنی حکومتی مدت پوری کرجائے گا۔
جبکہ اقتدار کی اِس لڑائی میں عقل کے مشورے کو یکسر نظرانداز کرنا والے بغیر آرام و تازہ دم ہوئے تھکن سے تھکن چور ہیں اور میدان میں دوبارہ اُترے بغیر ایک ہی سانس اور دنگل میں خود کو اِس سیاسی لڑائی میں فتح سے ہمکنار کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں جب کہ ہونا تو یہ چاہئے کہ زرداری اور گیلانی جیسے یکسوئی کے ساتھ حکمرانی پر قابض رہنے والے استادوں سے حکمتِ عملی اور دانائی اور عقل کی ہدایات پر عمل کرکے لڑتے تو کب کا کوئی نہ کوئی ایسا مثبت اور تعمیری نتیجہ ضرور سامنے آجاتا جو ملک اور قوم کی بہتری کے لئے سودمند ہوتا مگر ہمیں موجودہ حکومت کی ماضی کی فرینڈلی اپوزیشن اور آج کی روائتی حزب اختلاف مسلم لیگ (ن) کی وقت بیوقت کی چیخ وپکار اور ہردم کی لانگ مارچ کی دھمکیوں پر بھی افسوس ہونے لگا ہے۔
قارئین حضرات ! یعنی یہ کہ آج (ن) لیگ کی احتجاجوں اور لانگ مارچوں کی بھرم بازیوں والے بیانات کی وجہ سے عوام میں اِس کا مورال ایک ٹکے جتنا بھی نہیں رہ گیا ہے اور اپنی اِسی حیثیت کو سمجھے بغیر پاکستان مسلم لیگ (ن) جیسی

پارٹی کے سربراہ اور سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے گزشتہ ہفتے کو ٹیکسلا میں توہین عدالت کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومت کے خلاف اپنی پہلی عوامی احتجاجی تحریک سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ، عوام لانگ مارچ کی تیاری کریں، ہم کسی کو پاکستان کے آئین کو قدموں تلے روندنے کی ہرگز ہرگزاجازت نہیں دیں گے، ملک اور سپریم کورٹ کو بچانے کے لئے زرداری اور گیلانی سے ٹکرائیں گے اور میاں صاحب نے اپنے اِسی خطاب میں انتہائی جذباتی خطاب میں چیخ چیخ کر یہ بھی کہہ ڈالاکہ "عوام کے چھ کروڑ ڈالر واپس وطن لانے تک ہم نہ خود چین سے بیٹھیں گے بلکہ عوام کو بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے اور اِسی کے ساتھ ساتھ نواز شریف جی ...! نے سپریم کورٹ سے تیس بتیس سیکنڈ کے سزایافتہ وزیراعظم یوسف رضاگیلانی کو جیسے سمجھاتے ہوئے یہ بھی کہہ دیاکہ "گیلانی صاحب ...!! ضد نہیں چلے گی آپ کو سوئس حکام کو خط تو لکھنا ہی ہوگااور گیلانی جی ...؟ملک میں جنگل کا قانون نہیں چلے گااور پھر اچانک نواز شریف جی نے اپنی شیر والی فطرت کے عین مطابق دھاڑتے ہوئے کہاکہ "یہ حیوانوں کا نہیں انسانوں کا ملک ہے موجودہ حکومت نے عوام پر بے تحاشہ ظلم کیا ہے اُنہوں نے کہاکہ زرداری، گیلانی اور اِن کے ساتھیوں نے ملک میں اپنے چارسالہ دورِ اقتدار میں کسی اور شعبے کو اتنی ترقی نہیں دی ہے جتنی اِن لوگوں نے بدعنوانی اور کرپشن کے میدان کو وسعت دے کراِسے عروج بخشاہے اور میاں صاحب نے اپنے ایسی خطاب میں

حسبِ عادت اپنے مخصوص انداز سے زور دے کر عوام کو جیسے سمجھاتے ہوئے
کہاکہ "ہم ملک کو بحرانوں سے نکالنے کے لئے عوام کے ساتھ مل کر،اِسے سامنے رکھ
کر،پہلے اِس کی پھر اگر ضرورت پڑی تو ہم اپنی بھی قربانی دینے کے لئے تیار
ہیں اُنہوں نے دورانِ خطاب خلاء میں اپنی آنکھیں گھوماتے ہوئے یہ بھی کہاکہ "ہماری
یہ جنگ اپنے اقتدار کے لئے نہیں ہے بلکہ ہماری یہ جنگ سپریم کورٹ آف پاکستان کو
بچانے کی ہے ہم اپنے عوام کے ساتھ مل کر پاکستان کو تباہ کرنے والے زرداریوں اور
گیلانیوں سے بھی ٹکرائیں گے اِن کا کہنا تھاکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں
مانتے ...تو عوام بولے بس یہ زردای اور گیلانی سے جان چھڑانے کے لئے میرا ساتھ
دیں گے اور پھر دیکھیں میں اِن (زرداریوں اور گیلانیوں) سے سب سے پہلے اپنی اور پھر
عوام کی کیسے جان چھڑاتا ہوں....؟؟؟؟
اِس پر ہم ایک بار پھر یہ کہیں گے کہ اقتدار پر قابض رہنے اور اِسے چھیننے کی اِس سیاسی
لڑائی میں عوام کو نہیں پڑنا چاہئے آج عوام کے ساتھ نہ تو زرداری، گیلانی، نواز، عمران
اور فضل الرحمان مخلص ہیں اور نہ ہوس کی اقتدار ہیں مبتلا کوئی خفیہ قوت اگر آج کوئی
ملک کی مظلوم عوام کے ساتھ مخلص ہے تو وہ عوام خود ہیں وہ یوں کہ یہ ایسے لوگوں کو
دوبارہ اقتدار کی سیج پر نہ بیٹھنے دیں جنہوں نے عوام کو مسائل کے سوااور کچھ نہیں دیا ہے
اور کسی

ایسے کو بھی اقتدار نہ سنبھالنے دیں جو اپنے قول و فعل سے بار بار پھرتا ہو تو بس رہ کر
پورے پاکستان میں ایک ہی جماعت رہ جاتی ہے اور وہ ہے عوام کی اپنی جماعت جس کے
سربراہ اور قائد مڈل کلاس اور غریب عوام میں سے ہیں سمجھ گئے وہ کونسی جماعت
ہے....؟جی...جی...بلکل ٹھیک وہ یہی جماعت ہے جس کے بارے میں ابھی ابھی
آپ کے دل اور دماغ میں ایک ساتھ خیال آیا ہے وہ ہے ایم کیوایم...تو پھر کیا خیال
ہے...؟اِس کو بھی موقع دیں پھر دیکھیں کہ یہ ملک کی تعمیروترقی اور اپنے غریب عوام
کی فلاح اور بہتری کے لئے کیا کرتی ہے۔

...مذاق تو اُڑے گا۔ ! ! جھوٹ اور ضد کی بھی کوئی حد ہوتی ہے

کراچی سمیت ملک بھر میں بجلی کا بحران سنگین....اور عیاش حکمران وزیرِ اعظم صاحب مذاق تو اُڑے گا...؟؟ بات ہی جب ایسی ہے...؟ارے بھئی...! جھوٹ اور ضد کی بھی تو کوئی حد ہوتی ہے...؟؟ ٹھیک ہے جھوٹ بھی اتنا ہی بولا جائے جتنا جھوٹ لگے اور ضد بھی اتنی ہی کی جائے جتنی برداشت اور آسانی سے ہضم کی جاسکے مگر اَب ایسا بھی نہیں کہ دنیا اِس کا مذاق ہی اڑانا شروع کردے جیسے یہ بات جو ہم اگلی سطور میں بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ شاید حکمرانوں، سیاستدانوں اور ملک وعوام کو ذرا بھر میں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے بے وقوف بنانے اور اِنہیں چٹکی پر نچانے والے ہمارے صدر، وزیراعظم، وزراء اور سیاستدانوں کے لئے تو لمحہ فکریہ نہ ہو مگر ہمیں اِس کا پورا یقین ہے کہ یہ کسی محب وطن پاکستانی کے لئے ضرورِ افسوسناک بات ہوگی ایک طرف کراچی سمیت ملک بھر میں بجلی کا بحران سنگین صورت اختیار کرگیاہے تو دوسری طرف ہمارے سزایافتہ مگر ضدی وزیراعظم اپنے 90 ہمنواؤں کو قومی خرچے پر لندن دورے پر لے گئے ہیں ملک میں بجلی کے ستائے ہوئے مشتعل ہیں اور وزیراعظم چین کی بانسری اٹھائے دیارِ غیر میں دردر کی خاک اپنی آنکھوں اور سر میں ڈالنے مصروف ہیں

ہم اپنی اِسی بات کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔۔۔۔

ہاں تو قارئین حضرات۔۔۔! خبر یہ ہے کہ برطانوی میڈیا نے اِدھر لندن کے دورے پر آئے ہوئے دنیا کے ایک ایسے ملک جس کی آبادی 19 کروڑ کے لگ بھگ ہے اور جہاں کے عوام کی اکثریت خطِ غربت کو گلے لگائے ہوئے ہے اور یہی دنیا کا یقینی طور پر وہ واحد غریب ملک ہے جس کی آبادی کا پورا کا پورا حصہ بجلی، گیس، خوراک، صحت و تعلیم، پرآسائش سفری سہولتوں اور پینے کے صاف پانی جیسی بنیادی ضرورتوں سے بھی اِن سطور کے تحریر کرنے تک محروم ہے اور آج بھی جس کے زیادہ تر شہر اور گاؤں بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کے باعث اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اِن لمحات یں جب آپ یہ کالم پڑھ رہے ہیں اِسی بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کے ستائے عوام سڑکوں، محلوں اور بازاروں میں احتجاجوں میں مصروفِ عمل ہیں اور یہی دنیا کا وہ ملک بھی ہے جس کے کارخانے بجلی اور گیس کی عدم فراہمی کی وجہ سے کئی سالوں سے بند پڑے ہیں اور جن کے بند رہنے کی وجہ سے ملک میں جہاں بیروزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہیں اِس کی وجہ سے دیگر جرائم کا تناسب بھی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ملک غیر یقینی کی صورت حال سے دوچار ہے اِن تمام خامیوں کے باوجود مگر دنیا کا یہ ایٹمی ملک پاکستان جسے آج کئی مسائل اور بحرانوں نے گھیر رکھا ہے اور اِسی ملک کی اپنی ہی سپریم کورٹ سے سزا یافتہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی جو لندن دورے پر آئے ہوئے ہیں اور اِن

دنوں لندن میں انتہائی مصروف ایام گزار رہے ہیں اِنہیں اور اِن کے وفد میں شامل افراد کو دیکھ کر برطانوی میڈیا نے وزیر اعظم سمیت دیگر پاکستانی سیاستدانوں کے مالی اثاثوں کا مذاق اُڑانا بھی شروع کر دیا ہے۔

آج برطانوی میڈیا چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا ہے کہ پاکستان جیسے غریب ملک کے وزیر اعظم گیلانی کے مہنگے ترین اور قیمتی ملبوسات دیکھ کر کوئی یہ تو نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ کسی غریب ملک کے ایسے غریب بے چارے پاکستانی وزیر اعظم ہیں کہ جن کے پاس اپنی ذاتی کار تک نہیں ہے، پاکستان دنیا میں سب سے کم ٹیکس وصول کرنے والے ممالک میں سے ایسا ملک ہے جہاں ٹیکس کی ادائیگی کا کلچر سرے سے رائج ہی نہیں ہے ،اور اسی کے ساتھ ہی یہاں برطانوی میڈیا یہ بھی لکھتا ہے کہ پاکستانی حکمران، سیاستدان ایسے ہیں جو پاکستان ہی سے دولت بناتے ہیں اور اپنے ہی عوام اور ٹیکس کی وصولی والے اداروں سے اپنی دولت چھپانے میں عجب مہارت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے میں اَب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس ملک میں حکمران عوام سے لوٹ کھسوٹ اور چھینا جھپٹی میں مصروف ہوں اور اپنے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے عیاشیوں اور موج مستی میں مگن ہوں اور اپنی دولت بڑھانے کے چکر میں پڑ کر غریبوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھیں تو پھر ایسے ملک کے حکمرانوں کو کوئی کس طرح قابلِ اعتبار تصور کرے گا اور ایسے حکمران جو اپنی ہی سرزمین میں رہ کر دوڈنی چار کر رہے ہوں اور ٹیکس کی

ادائیگی کے ڈر سے اپنی دولت چھپانے کی بھی مہارت.رکھتے ہوں تو بھلا ایسے حکمران اپنے ملک اور قوم کے لئے کیا کار آمد ثابت ہوں گے...؟کیا ایسے ملک کے عوام کو اپنے حکمرانوں کو خود پر مسلط رہنے کی مزید مہلت دے دینی چاہئے ...؟؟یا اِن کا کڑا احتساب کرنے کے لئے اِنہیں سڑکوں پر گھسیٹنے کے لئے اپنے اندر انقلابی تحریک متحرک کر لینی چاہئے...؟؟اگر عوام ایسا نہیں کر سکیں تو پھر کیا یہ اپنی حیثیت نالی کے اُس کیڑے سے زیادہ نہ سمجھیں جس کا مقدر ہمیشہ نالی ہی رہتی ہے۔

بہرحال ...؟؟بظاہر خود کو ایک سیدزادہ کہلانے اور قدم قدم پر قانون کی بالادستی اور قانون کے استحکام کے لئے متحرک رکھنے میں فخر عظیم کا درجہ پانے والے ہمارے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے ماضی کے دینی، اخلاقی، سیاسی، معاشی اور 26 اپریل کی صبح ساڑھے نو بجے سے قبل تک اِن کے جتنے بھی اچھے اور فلاحی کارنامے کیوں نہ رہے ہوں وہ اپنی جگہہ ایک مصمم حقیقت کا درجہ ضرور رکھتے رہے ہوں گے مگر ہم یہاں یہ بھی ضرور کہنا چاہیں گے کہ اَب اِن کی اِن خوبیوں سے کسی کو کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے۔ ہاں البتہ...!! یہاں یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اِنہیں سپریم کورٹ سے دنیا کی اِنتہائی قلیل ترین تیس بتیس سیکنڈ کی رائی کے دانے سے بھی چھوٹی صحیح

سزا پا ملنے کے بعد بھی یوسف رضا گیلانی کا بحیثیت ایک سزا یافتہ وزیراعظم وزارتِ عظمی کے عہدے پر ایک ضدی سیاسی کھلاڑی کے طور پر ڈٹے رہنا بھی ایک بڑا سوالیہ نشان بن گیا ہے اِس کی وجہ بھی اَب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اور آج اِن کی اِس ضد ہی کی وجہ سے ہی اِن کی حیثیت اور ذات کے سارے قابلِ فخر اور قابلِ تعریف کارنامے بھی صفر ہو کر رہ گئے ہیں۔

ایسے میں ہمیں شیخ سعدیؒ کا یہ قول یاد آگیا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ " یہ ضروری نہیں کہ جو آدمی بظاہر نیک ہو اِس کی سیرت بھی اچھی ہو معاملے کا تعلق باطن سے ہے نہ کہ چھلکے سے "اور انسانی تاریخ میں ایسے بھی لوگ ضرور گزرے ہیں جن سے متعلق اچھوں کا یہ خیال رہا ہے کہ "کتنا بُرا ہے وہ اِنسان جو اِس بات کی پرواہی نہ کرے کہ لوگ اِسے بُرا کہتے ہیں "اور کیا آج بھی اِس 21 ویں صدی میں ایسے اِنسانوں کی مثال سیکڑوں ، ہزاروں، لاکھوں ، کروڑوں ، اربوں اور کھربوں میں موجود نہیں ہے جو لوگ کی باتوں کی پرواکئے بغیر ہی اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں اور بُرے کہلاتے ہیں اور اِن کی حیثیت ریشم کے اُن کیڑوں کی سی ہو کر جاتی ہے جو اپنے گرد ریشم کے تار بنتے ہیں اور بُنتے ہی چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر ریشم کے کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اور اُس کے اندر ہی اپنا دم توڑ دیتے ہیں یکدم اُس طرح گناہ گار برائیوں کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں اور بالآخر اِن کا انجام بھی ریشم کے کیڑے

جیسا ہو جاتا ہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے وزیرِ اعظم خود کو کیا ثابت کرنا چاہیں گے۔۔۔؟؟ یہ تو اِن کے لندن سے آنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا کہ یہ اپنے لئے کیا فیصلہ کرتے ہیں اور خود کو اِس حوالے سے کیا بن کر پیش کرنا پسند کریں گے۔۔۔؟؟ مگر اِن کی آمد سے قبل صدر مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے تو ایوانِ صدر میں اے این پی کے سینیٹرز سے اپنی ایک خصوصی ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے جیسے وزیر اعظم کی وکالت ہی کرڈالی ہے اور اُنھوں نے بلا روک ٹوک یہ واضح کردیا ہے کہ "وزیر اعظم توہین عدالت کی سزا کے خلاف اپیل پر فیصلہ آنے تک اپنے عہدے پر رہ سکتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ اُنھوں نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ موجودہ صورتحال کے ردعمل میں آئینی و جمہوری راستے اختیار کریں گے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ چیلنجز سے نمٹنے کے لئے اتحادیوں کی سیاسی بصیرت ، بالغ نظری قابل ستائش ہے" ہم سمجھتے ہیں کہ اِس کے بعد یہاں غور طلب پہلو یہ ہے کہ صدر کے فرمان کے ساتھ ہی وزیر اعظم کی سزا کا سپریم کورٹ سے تفصیلی فیصلہ آنے کے بعد ملک کے طول ُ ارض میں جو ایک نیا سیاسی بحران پیدا ہوگیا ہے وہ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے اِس بیان کے بعد یقینی طور پر ختم نہیں بلکہ بڑھ تو ضرور جائے گا۔

جبکہ اُدھر پیپلز پارٹی کے اکثر رہنماؤں نے بھی اپنے سینے چوڑے کرکے یہی موقف اپنالیاہے اور اِن سب کا بھی پبلک مقامات اور اجتماعات اور میڈیا پر یہ کہنا ہے کہ تفصیلی فیصلے میں نااہلی کا ذکر نہیں ہے اور وزیراعظم گیلانی اپیل کے فیصلے تک کسی بھی صورت میں استعفیٰ نہیں دیں گے اور اکثر پیپلزپارٹی کے رہنماؤں کا یہ بھی کہنا ہے جو لوگ وزیر اعظم کی سزا کو نااہلی کی وجہ بناکر جمہوریت کو افراتفری کی نذر کرنا چاہتے ہیں اِنہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ایسے میں آج ملک میں جاری سیاسی بحران نے جو شکل اختیار کرلی ہے اِس سے شاید ہی کوئی پاکستانی ایسا ہو جو اِس سے انکار کرکے اُس حقیقت سے منہ چرائے جو صدر کی حمایت میں عدلیہ کی حکم عدولی کا طوق اپنے گلے میں وزیراعظم یوسف رضاگیلانی ڈال چکے ہیں اور اِس پر سینہ زوری یہ کہ اپنی کچن کابینہ کے اراکین سمیت نوے افراد پر مشتمل ایک وفد کے ہمراہ یہ اِن دنوں تزک واحتشام کے ساتھ لندن کے دورے پر گئے ہوئے ہیں اِن کے اِس انوکھے دورے سے متعلق سیاسی تجزیہ و تبصرہ نگاروں کیاایک خام خیال یہ ہے کہ اِس دورے میں اکثریت کا خرچ قومی خزانہ اٹھائے گا جواِس بات کی بھی کھلی دلیل ہے کہ چار سالوں میں صدراور وزیراعظم اور دیگر حکومتی وزراءاور اراکین پارلیمنٹ نے ملک اور مسائل میں گھری عوام کو بجلی، گیس اور دیگر بحرانوں سے نجات دلانے اور اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے شاید اتنے دورے نہیں کئے ہوں گے جتنے اِنہوں نے اپنے سیر سپاٹے اور عیاشیوں کے خاطر بہت سے غیر ملکی دورے

کئے ہیں ۔ایسے میں کیا ملک کی غریب اور مفلوک الحال عوام یقینی طور پر یہ تصور نہیں کریں گے کہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے نزدیک نہ تو ملک مقدم رہا ہے اور نہ پریشان حال عوام کی اِنہیں کوئی فکر ہے اگر آج ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو کوئی فکر لاحق تو وہ یہ کہ قومی خزانے کو کس طرح اپنی عیاشیوں اور موج مستی کرکے خالی کیا جائے جس میں قیمتی ملبوسات کا زیب تن کرنا سمیت اور عیاشیوں کے لئے بہت سی راہیں کھولنا بھی ہے چاہئے یہ غیر ملکی دورے ہی کیوں نہ ہوں مقصد عیاش کرنا ہونا چاہئے ۔

پی پی پی کا کموں شہید کا ایک جلسہ

نواز شریف کی سندھ میں کئی جلسیاں ایک طرف
بس بس حکمران جمہوریت کو چومنا چاٹنا چھوڑیں عوام کے مسائل حل کریں
حکومت اور جمہوریت مخالف نواز شریف کی سندھ ہونے والی جلسیاں ایک طرف
مگر پیپلز پارٹی سندھ کی طرف سے خالصتاً جمہوریت کو مضبوط کرنے اور عام انتخابات
سے قبل سندھ میں اپنا سیاسی اثرو رسوخ دکھانے اور جمانے کے لئے پی پی پی نے بھی
ایک عرصے بعد سندھ پنجاب سرحد کے عین منہ کموں شہید کے مقام پر لگ بھگ دس
لاکھ افراد کی شرکت کو یقینی بنا کر اپنا ایک بڑا جلسہ منعقد کر دیا ہے اور نواز شریف کے
جلسیوں کا جواب دے کر یہ بھی جتا دیا ہے کہ نواز شریف جی تمہاری سندھ میں دال
گلنے والی نہیں ہے تم چاہے سندھ کے ایک ایک ذرے پر اپنی جلسی کر لو مگر سندھ کے
عوام پی پی پی کے ساتھ ہیں اِس جلسے ہیرو وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ رہے جنہوں
نے اپنے خطاب میں اپنے زورِ خطابت کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے اُنھوں نے آستینیں
چڑھاتے ہوئے اپنے خطاب میں کیا کیا کہا ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔۔۔!

اُنہوں نے کہا کہ "اگر میاں نواز شریف نے سندھ کے عوام کو للکارا تو سندھ کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام لاہور کا رخ کریں گے اور اِس کے ساتھ اُنہوں نے نواز شریف کو بھائی بندی اور ایک سینئر سیاستدان کی حیثیت سے نواز شریف کو سمجھاتے ہوئے یہ مشورہ بھی دیا کہ نواز شریف جی... !آپ سیاست ویاست کرنا چھوڑیں یہ آپ کے بس کی بات نہیں رہی ہے اور کیا آپ ہمیں بار بار لانگ مارچ کی دھمکیاں دے رہے ہیں ہمیں پتہ ہے آپ پہلے بھی کس طرح لانگ مارچ کر چکے ہیں ارے رکیئے سید صاحب نے تو نواز شریف کو اپنے اِسی خطاب میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بھائی شریف تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم عوام کے ووٹ سے پانچ سال کے لئے منتخب ہو کر اقتدار میں آئے ہیں اور شرفو بھائی تم کو جلدی کس بات ہے... ؟نومبر دسمبر کوئی دور نہیں جس کے بعد الیکشن میں تم اپنی قسمت بھی آزمالینا مگر قائم علی شاہ نے یہ بھی تاکید کردی کہ شرفو بھیا... ! یہ بھی تم کو یاد رہے کہ سندھ کے عوام جمہوریت کے خلاف کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے..."

ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ کموں شہید میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ہونے والا جلسہ نواز شریف کے سندھ میں ہونے والی کئی جلسیوں کا منہ توڑ جواب ضرور تھا مگر پی پی پی کے اِس جلسے اور نواز شریف کے جلسیوں میں یہ واضح فرق طور تھا کہ نواز شریف کے تمام جلسیوں میں عوامی مسائل کو

اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ اِن کے حل کے لئے لائحہ عمل کا بھی تواتر کے ساتھ تذکرہ کیا گیا مگر پی پی کا کموں شہید میں ہونے والا اپنی نوعیت کا انتہائی کامیاب ترین جلسے میں سوائے نواز شریف کی جلسیوں کا جواب دینے اور اِن کی کردار کشی کرنے کے ساتھ ساتھ سندھ کے پانچ کروڑ عوام کو لاہور کی جانب للکار کی دعوت دینے اور جمہوریت کو چومنے چاٹنے کا پیغام دینے کے علاوہ عوامی مسائل کا ایک رتی بھر بھی ذکر نہیں کیا گیا وزیراعلیٰ سندھ نے اپنے خطاب میں یہ دعویٰ تو ضرور کیا کہ آج کموں شہید میں دس لاکھ افراد موجود ہیں اور چار میل تک لوگوں کے سرہی سر نظر آرہے ہیں۔ مگر یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ جناب عزت مآب سید قائم علی شاہ صاحب... ! نے سندھ کے مفلوک الحال عوام کے مسائل کو حل کرنے اور اِنہیں روٹی، کپڑا اور مکان اور صحت و صفائی، بجلی، گیس، پانی اور تعلیم سمیت پُرآسائش سفری سہولت دینے سمیت .... مہنگائی اور مسائل سے نجات دلانے سے متعلق کوئی ایک بھی بات نہیں کی ہے جبکہ یہ کتنی تعجب انگیز بات ہے کہ اوباڑہ کے قریب سندھ پنجاب سرحد پر پیپلز پارٹی کے اِس استحکام جمہوریت کے حوالے سے منعقدہ جلسے میں بس قائم علی شاہ سمیت تمام مقررین کا زور نواز شریف اور اِن کے سیاسی کردار کو تنقید

کانشانہ بنانے کے اور کچھ نہیں تھا۔

اور اِسی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو اگر واقعی دوبارہ اقتدار میں آنا ہے تو اِسے یہ چاہئے کہ یہ اپنے وعدوں کے مطابق عوام کے لئے اپنی خدمات کو اپنا نصب العین بنائے اور عوام کے درینہ مسائل جن میں مہنگائی سے نجات دلانے سمیت ،توانائی کے بحرانوں بجلی ، گیس اور پانی ، خوراک ، صحت و صفائی اور تعلیم کے ساتھ ساتھ پُرآسائش سفری سہولیات شامل ہیں ان کو حل کرکے عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دے تو یہ اقتدار میں پھر سے آسکتی ہے ورنہ اِسے اپنا احتساب خود کرتے ہوئے اِس بات کا بھی پورا پورا یقین کرلینا چاہئے کہ یہ اِس کا آخری اقتدار ثابت ہوگا۔

اور آج وزیراعظم کو سُپریم کورٹ سے مجرم قرار دیئے جانے کے بعد حکمران جماعت اور اپوزیشن کی اتحادی جماعتوں کی کھینچاتانی اور اِن کے جلسوں اور جلسیوں کے نہ تھمنے والے سلسلے کو دیکھ کر کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ اِن کے آپس کے لڑائی جھگڑوں سے ہمارے حکمران اور سیاستدان ملک کو کِدھر لے جارہے ہیں یہ اپنی سیاسی انا اور ضد پر آڑ کر ملک اور قوم کو سُدھارنا چاہ رہے ہیں ...؟یا خاکم بدہن اِنہیں بگاڑنے پر تُلے بیٹھے ہیں اور آج اِن کے یہی تیور دیکھ کر ملک کا ایک بڑا سنجیدہ طبقہ اِس تذبذب کا شکار ہے کہ اَب حکمرانوں

اور سیاستدانوں کی صلح کرانے میں کس کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے ...؟ جبکہ ملک کے موجودہ حالات میں ہمارا سنجیدہ طبقہ اِس بات سے بھی مایوس نظر آتا ہے کہ ہمارے حکمران اپنی ضد اور انا سے اُن اداروں کی بھی سُنی اِن سُنی کر رہے جو معاشرے میں عدل وانصاف کے لئے اپنا کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور ایسے میں کہ جب آج اِن اداروں کی حکمرانوں کے ہاتھوں بے توقیری ہوتی دیکھ کر ہمارا سنجیدہ طبقہ یہ سوال کر رہا ہے کہ پھر کون ایسا ہوگا جو حکمرانوں کی ضد اور انا کے بت کو پاش پاش کرنے کے لئے آگے بڑھے گا.؟

بس یہی سوچ کر ہمارے ملک کا یہ سمجھدار اور سلجھاہوااہلِ دانش پر مشتمل یہ طبقہ اپنی عزت بچاکر ایک کونے میں ہو کر بیٹھ گیاہے اور ملک کی موجودہ سیاسی واخلاقی اور معاشی طور پر بگڑتی ہوئی صورتِ حال میں یہ سوچ رہاہے کہ ملک کو ہمارے حکمران اور سیاستدان (اپوزیشن والے بھی) کس (اچھی یا بری) راہ پر گامزن کرکے دم لیں گے...؟ حالانکہ ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے سنجیدہ طبقے کو کونے کُھدرے (گوشہ ووشہ) میں بیٹھنے کے بجائے ملک و قوم کو بچانے اور ضدی حکمرانوں اور لڑاکو سیاستدانوں کو سمجھانے کے لئے میدان میں کودنے کا وقت ہے اگر اِنھوں نے اِن لمحات میں اپنا یہ فریضہ ادا نہ کیا تو قوم اِنہیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔

آہ،آہ !!.. کون جیتا، کون ہارا اور کس کو کیا ملا.؟ نیٹو سپلائی کھولی جارہی ہے

حکمران بتائیں 24 پاکستانی فوجیوں کے خون کے ایک ایک قطرے کی کیا قیمت لگی ہے...؟

کبھی کبھی قوموں پر اپنے دوستوں اور دشمنوں کی جانب سے ایسے بھی آزمائشی لمحات نازل ہوجایا کرتے ہیں کہ جن سے ملی یکجہتی اور اتحاد ویگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کے ہر فرد کو اپنی بقاء وسالمیت کے خاطر ایسے فیصلے کرنے ہوتے ہیں جن پر قائم رہ کر وہ اپنی بقا اور سالمیت پر قائم رہتی ہیں اور آج بھی دنیا کی تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ جن قوموں نے آزمائشی لمحات کا مقابلہ باہمی اتحادو یگانگت اور ملی یکجہتی کے جذبے کے ساتھ کیاتو وہی قومیں امر ہوگئیں ہیں اور دوسری طرف کچھ ایسی بھی قومیں گزریں ہیں جو خود پر نازل ہونے والے آزمائشی لمحات میں متزلزل ہوئیں اور ٹولیوں اور گروپوں میں بٹ کر اپنے اندر انتشار اور افتراق میں تقسیم ہوگئیں تواُنہوں نے ہی شدید نقصان اُٹھایااور بالآخر اپنے انجام کو پہنچ کر صفحہ ہستی سے بھی مٹ گئیں اِن دنوں ایسی ہی کیفیت سے ہماری قوم بھی گزر رہی ہے اَب دیکھنا ہے اِس کا کیا ہوگا ..؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ 26 نومبر 2011 کی شب جب افغانستان کی جانب سے پاکستان کے قبائلی علاقے مہمند ایجنسی میں پاک فوج کی سلالہ چیک پوسٹ پر امریکی و اتحادی فوجیوں کے ہیلی کاپٹروں کی اندھادھند فائرنگ کے نتیجے میں 24 پاکستانی فوجی جوانوں کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ساری پاکستانی قوم بشمول ہمارے موجودہ حکمران، سیاستدان اور اعلیٰ فوجی قیادت لرز اٹھی تھی اور سب نے امریکی انتظامیہ سمیت نیٹو افواج کے سربراہان سے بھی اپنا پرزور احتجاج ریکارڈ کرایا تھا بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی بلکہ دورِ آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کے بعد شاید پہلی بار ہی ہمارے حکمرانوں نے اپنی قوم کے ساتھ مل کر اِس کی خواہش کے مطابق اپنی بقاو سالمیت کے خاطر ایک فیصلہ یہ بھی کر دیا کہ پاکستانی زمینی راستوں سے افغانستان میں نیٹو افواج کے لئے ہر قسم کی نقل وحمل سمیت اِن کے سازوسامان کی ترسیل پر بھی فی الفور بند عائد کر دی جائے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ساری پاکستانی قوم نے اپنے غم وغصے کا اظہار اپنے اِس فیصلے کو عملی جامہ پہنا کر کر دیا اور آج جب ہم یہ سطور رقم کر رہے ہیں تو اِس پابندی کو لگے 170 دن گزر چکے ہیں۔

اگرچہ اِس کے بعد دہشت گردِ اعظم امریکا کو افغانستان میں اپنے عزائم کی تکمیل میں بے شمار رکاوٹیں اور پریشانیاں درپیش آئیں اور اِس سارے عرصے کے دوران امریکا بہادر کو ڈیڑھ ارب کے اضافی اخراجات کا بھی نقصان اُٹھانا پڑا ہے

اِس حوالے سے پاک امریکا جنگی مبصرین اور تبصرہ نگاروں کا خام خیال یہ ہے کہ اِس عرصے کے دوران معاشی طور پر پڑنے والے اضافی اخراجات کی وجہ سے بڑی حد تک امریکا کی کمر ٹوٹ گئی اور افغانستان میں پیمپرز پہن کر لڑنے والی نیٹو کی افواج کو بھی پریشانیوں کا منہ دیکھنا پڑا کیوں کہ امریکی اور اتحادی افواج افغانستان جیسے دنیا کے خطرناک ترین محاذِ جنگ میں بغیر پیمپرز پہنے لڑ ہی نہیں سکتی ہے اِس بات سے امریکی اور اتحادی افواج کے سربراہان بھی خوب واقف ہیں اِس لئے افغانستان میں اپنی کامیاب کا خواب دیکھنے والی امریکی اور اتحادی افواج کے سربراہان کی کوشش یہ رہی ہے کہ جلد از جلد پاکستانی زمینی راستوں کے ذریعے اِن کی افواج کے لئے سازوسامان کی فراہمی کھولی جائے اور یہی وجہ ہے کہ اِنہوں نے نیٹو سپلائی کی بحالی کے لئے پہلے اپنے سربراہِ مملکت پر دباؤ بڑھایا اور پھر ان کے ذریعے پاکستان پر ایسا شدید ترین دباؤ ڈالا کہ پاکستانی حکمران ، سیاستدان اور اعلی فوجی قیادت کے دلوں میں افغانستان میں پھنسی امریکی اور اتحادی افواج کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوگیااور اِنہوں نے اپنے زمینی راستوں سے جنگی سازوسامان کے ساتھ ساتھ نیٹوافواج کے لئے خصوصی طور پر پیمپرز کی ترسیل سمیت دیگر سازوسامان کے لئے نیٹوسپلائی کی بحالی کا اعلان کردیااگر پاکستانی حکمران ایسے وقت میں یہ فیصلہ نہیں کرتے توپھر نیٹوسپلائی کی بندی کے حوالے سے جیسے جیسے وقت گزرتاجاتا ویسے ویسے امریکا کا صبر کا پیانہ

بھی لبریز ہوتا جاتا اور یہ اپنی دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں فرنٹ لائین کا کردار ادا کرنے والے پاکستان کی قربانیوں کو فراموش کردیتا اور اِس کی دوستی کو گڑھے میں دفن کرکے اِس پر معاشی و اقتصادی اور سیاسی و اخلاقی پابندیاں لگا اِس کا حقہ پانی بند کردیتا تو پھر کیا ہوتا یہ کیا واقعی ہماری باہمت قوم کے لئے کوئی امتحان ہوتا..؟اِدھر گزشتہ دنوں اِس کے اِن ارادوں اور عزائم کو بھانپتے ہوئے ہمارے انتہائی محب وطن اور اپنے اقتدار اور جمہوریت کو بچانے والے حکمران، سیاستدان اور ملک کی دیگر اہم اشخاص سر جوڑ کر بیٹھیں اور اِس نتیجے پر فوراً پہنچیں کہ اَب امریکا کی ناراضگی ہم سے زیادہ دن تک دیکھی نہیں جاسکتی ہے اور اگر یہ ناراض ہوگیا اور اِس نے اگر ایسی ویسی کوئی پابندی ہم پر لگادی تو پھر ہم کیا کریں گے...؟اور ہم کدھر جائیں گے...؟اگر اِس کو خوش نہ کیا تو ہمارے سارے خواب چکنا چور ہو جائیں گے...اور ہم کہیں کے بھی نہیں رہیں گے... ؟اور اِس سے قطع نظر یہ کہ امریکا نے اپنی غلطی کی ہم سے آج تک معافی نہیں مانگی تو کیا ہوا مگر پھر بھی چلو چلو جلدی کرو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے امریکا اور نیٹو افواج کو خوش کرنے کے لئے 15 مئی سے 20 مئی تک کی کوئی بھی تاریخ دے کر اِس کو یہ باور کرادو کہ نیٹو سپلائی کی بارات اِن تاریخوں میں سے کسی بھی تاریخ میں افغانستان کے لئے روانہ کردی جائے گی اور پھر پاکستانی زمینی راستوں کے ذریعے افغانستان میں بلا کسی تعطل کے نیٹو سپلائی کی بارات کی شکل میں سلسلہ

جاری رہے گا اور نیٹو افواج کو پیمپرز کی سپلائی بھی جاری رہی گی اِس پس منظر میں اَب
دیکھنا یہ ہے کہ اِس سارے عمل میں کون جیتا اور کون ہارا ہے ...؟ اور کیا ہم نے 170
دن تک نیٹو سپلائی پر پابندی لگا کر اپنی بقاء و سا لمیت کا امریکیوں سے احترام
کرالیا ہے ...؟ اور یا اَب نیٹو کی بحالی کا پروگرام بنا کر اپنی بقا و سا لمیت کا
سودا کرڈالا ہے. ؟ اور کیا ہمارے حکمران یہ بتا سکیں گے کہ اُنہوں نے اپنے 24 فوجی
جوانوں کے خون کے ایک ایک قطرے کی کیا قیمت وصول کی ہے. ؟ (ختم شد)

.خبردار حکمرانوں! پاکستان میں آنے والا مون سون بدترین سیلاب لائے گا

حکمرانوں کیا نیٹو سپلائی کی بحالی سے ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے...؟؟ ہم اور ہمارے مصالحت پسند حکمرانوں اور شیر کے مافق دھاڑیں مارنے والے ہمارے اپوزیشن رہنماؤں سمیت سماجی اور مذہبی جماعتوں کے کارکن گزشتہ دو سالوں کے دوران اپنے یہاں آنے والے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے نبرد آزما ہو کرا بھی اپنی کمریں بھی سیدھی بنہ کر پائے تھے کہ پچھلے دنوں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے چئیرمین ڈاکٹر ظفر قادر نے اسلام آباد میں اپنی ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں اِس بات کا برملا انکشاف کردیا ہے کہ آئندہ مون سون کے دوران پاکستان میں تاریخ کا بدترین اور بڑا سیلاب آنے کا خدشہ موجود ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے خبرنویسوں سے گفتگو کے دوران یہ المناک عندیہ بھی دے دیا ہے کہ اِس سیلاب سے کم و بیش 2 کروڑ 90 لاکھ افراد یقینی طور پر متاثر بھی ہو سکتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ مسٹر ڈاکٹر ظفر قادر نے اپنے ادارے این ڈی ایم اے کی اِس بروقت پیشنگوئی اور اِس سلسلے میں اپنے ادارے کی جانب سے تمام صوبوں اور متعلقہ اداروں کو ممکنہ تیاریوں کے لئے آگاہ کرنے کا بھی فریضہ ادا کردیا ہے۔

اگرچہ اُنھوں نے اپنی اِس پریس کانفرنس میں اِس بات کا اظہار انتہائی فکر انگیز انداز میں کچھ یوں بھی کردیا ہے کہ آئندہ مون سون میں ہندو کش ہمالیہ کے سلسلوں میں واقع ممالک جن میں سرِ فہرست نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان ، چین اور بھارت شامل ہیں اِن میں تاریخ کے سب سے بڑے اور بدترین سیلاب کا خدشہ ہے"۔

چناچہ اِس پس منظر میں ہم ہربرٹ سپنسر کا یہ قول نقل کرنا چاہیں گے کہ" یقیناجو خُوب غور و فکر کرتا ہے وہ اچھی پیشنگوئی بھی کرسکتاہے" اور اِسی کے ساتھ ہی اَب ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ این ڈی ایم اے کے چیئرمین ڈاکٹر ظفر قادر نے تو اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، سماجی اور مذہبی تنظیموں کو آئندہ مون سون میں پاکستان میں آنے والے تاریخ کے بدترین اور بڑے سیلاب کی پیشنگوئی کرکے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی اقدامات کرنے کے لئے تیاریاں کرنے کا بھی سرخ سنگل دے دیاہے۔

یہاں ہم اتنا ضرور کہنا چاہیں گے کہ آئندہ مون سون میں پاکستان میں آنے والے اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب کی اِس اعصاب شکن پیشنگوئی کے بعد بھی اگر ہمارے حکمران، سیاستدان اور دیگر ادارے سنجیدہ نہ ہوئے تو پھر کیا یہ سمجھ

لیا جائے کہ ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی اِن سب نے آئندہ مون سون میں آنے والے بدترین سیلاب کی تباہی اور بربادی کے ہاتھوں کھلونا بننے والے مجبور و بے کس افراد کے چہرے دنیا کو دکھا دکھا کر اپنی مکروہ اور مکروفریب سے بھری سیاست کرنے کی ڈھان رکھی ہے...؟ یکدم ایسے ہی جیسے کہ گزشتہ سالوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اگرچہ اِس حقیقت سے انکار قطعی نہ ممکن ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے یہاں گزشتہ سالوں میں آنے والے اپنی نوعیت کے تباہ کن سیلابوں سے متاثرین کی بروقت امداد کے لئے کوئی قابلِ قدر کارنامہ انجام دیا ہے معاف کیجئے گا ہمیں یہاں یہ کہنے دیجئے کہ سابقہ دو سیلابوں میں ہمارے حکمران ہاتھ پہ ہاتھ دھرے اپنے پرائے کی امداد اور مدد کے انتظار میں ہی بیٹھے رہ گئے (جو آج بھی اِسی حالت میں ہیں) اور سیلاب اپنا کام کرتا رہا مگر افسوس کہ ہمارے بلا کی مصالحت پسند اور ہر معاملے میں افہام و تفہیم کے کلیہء عظیم کو اپنی کامیابی کا زینہ جاننے والے حکمرانوں کی نظریں اپنے ہاتھوں
ہمارا مطلب یہ ہے کہ اپنے قومی خزانے جی ہاں اپنا ہی قومی خزانہ جہاں سے یہ اپنی) عیاشیوں اور سیر سپاٹوں کے لئے جھولیاں بھر بھر کر غریبوں کی خون پسینے سے جمع کی گئی رقموں نکالتے ہیں اِسی قومی خزانے اپنے سیلاب سے متاثر غریبوں کی مدد کے لئے رقم) پر پڑنے کے بجائے اپنے فرینڈز سمیت اُن ممالک پر زیادہ تر لگی رہی جو کسی نہ کسی

حوالے سے وقتاً فوقتاً ہماری مدد کرتے رہتے ہیں سو ہمارے حکمرانوں نے گزشتہ دو سیلابوں میں بھی اِن ہی کی جیبوں اور تجوریوں میں پڑی رقموں پر اپنی نظریں گڑائیں رکھیں جس کا نتیجہ آخری وقت تک یہ نکلا کہ نہ تو کسی دوست نے اِن کی مدد کی اور نہ ہی کوئی ایسا ظاہری ہمدرد آگے بڑھ کر ہمارے متاثرین سیلاب کی مدد کو آیا جس سے سیلاب زدگان کی دادرسی ہو پاتی۔

کیوں کہ آج ہمارے تمام دوستوں اور ہمدردوں کے سامنے ہمارے اِن مصالحت پسند اور آج کے سپریم کورٹ سے قلیل مدتی سزا یافتہ حکمرانوں کا کردار تھا کہ یہ اپنی مدد آپ کچھ کرنے کے بجائے اپنے یہاں آنے والی کسی بھی قدرتی آفت اور مصیبت میں فوراً اپنے دوستوں اور ہمدردوں کی جیبوں اور لاکرز میں رکھی رقموں کی طرف دیکھنا شروع کردیتے ہیں اور شاید یہی وجہ تھی کہ پچھلے سالوں میں ہمارے یہاں آنے والے اُن دو سیلابوں کی وجہ سے ہونے والی تباہ کاریوں سے سنبھلنے کے لئے کسی نے بھی ہماری کوئی مدد نہ کی اور سب ہمارے حکمرانوں کو یہ سمجھاتے رہے کہ کب تک تم لوگ اپنے فرینڈز اور ہمدردوں کی طرف دیکھتے رہوگے کبھی خود بھی تو اپنی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھو مگر ہمارے مصالحت پسند مگر سست اور کاہل اِن ہی حکمرانوں نے کسی کی ایک نہ سُنی اور اپنے پرائے غرض کے ساری دنیا سے سیلاب زدگان کی مد میں ملنے والی امدادی رقموں کے مطلوبہ اہداف کے حصول کے خاطر زیادہ تر وقت

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے یا جھولی پھیلا کر بیرونِ ممالک کے دورے کرتے رہے اور جب اِس سے بھی کوئی کام نہ بنا تو پھر اپنے پرائے کو خود اپنے یہاں دوروں کی دعوتیں دے کر متاثرین سیلاب کے پریشان حال چہرے دکھا کر امداد کی وصولی کا سلسلہ جاری رکھے رہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس بات کا بھی تہیہ کر لیا کہ کل تباہ کاری سے دگنی رقم کی وصولی تک سیلابی پانی کو سمندر میں نہیں گرنے دیا جائے گا۔

اور پھر یہی ہوا کہ آج بھی ایک طرف سیلاب سے تباہ حال متاثرین بے سروسامانی کے عالم میں کُھلے آسمان تلے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں تو وہیں سیلابی پانی بھی ہمارے حکمرانوں سے چیخ چیخ کر یہ فریاد ضرور کر رہا ہے کہ خدا کے واسطے مجھے سمندر میں گرنے کا راستہ تو دو...دیکھو آج تمہارے یہاں مون سون کا تیسرا بدترین سیلاب سر پر آن پہنچا ہے اور اے پاکستانی حکمرانوں...! تم نے ہمیں بھی قید کر رکھا ہے... کیوں ہم کو اپنی سیاست کی نظر کر رہے ہو ہم جتنی مدت کے لئے آئے تھے ہمیں اتنے عرصے میں تباہی مچا کر سمندر میں جانا تھا مگر ظالموں تم نے تو ہمیں بھی لٹو بنا ڈالا ہے اور ہم کو سمندر میں گرنے سے روک رکھا ہے...حالانکہ بقول این ڈی ایم اے کے چئیرمین ڈاکٹر ظفر قادر نے جو پیشنگوئی آئندہ مون سون میں پاکستان میں آنے والے سیلاب سے متعلق کر دی ہے اَب پاکستانی حکمرانوں اور تمام صوبوں اور متعلقہ اداروں کو اِس سے بچاؤ کی

ممکنہ تیاری سنجیدگی سے کرنی ہوگی ورنہ ... ورنہ سب تباہ ہو جائے گا اور کوئی مدد کو نہیں آئے گا۔

ہاں البتہ ...! آئندہ مون سون میں اپنے یہاں آنے والے سیلاب اور اِس کی تباہی سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ ضرور ہے کہ نیٹو سپلائی کی بحالی کے حوالے سے ایک امریکی اخبار نے جو یہ رپورٹ شائع کی ہے کہ پاکستان کے زمینی راستوں کے ذریعے ہر روز جو سو کنٹینرز افغانستان جائیں گے اور اِن کے بدلے امریکا پاکستان کو یومیہ 10 لاکھ ڈالر کی 6 جو رقم دے گا ہمارے حکمران اِنہیں اپنی عیاشیوں اور اِدھر اُدھر کے اپنے سیر سپاٹوں اور کھیل کود میں خرچ کرنے کے بجائے اِن رقموں کو پچھلے سیلابوں کے متاثرین اور آنے والے سیلاب سے بچاؤ اور اُس کی تباہی سے سیکورٹی کے اقدامات کے خاطر اٹھا رکھیں اور جون میں جو مہنگائی کا طوفان لئے بجٹ پیش کیا جارہا ہے اِس میں اپنی مفلوک الحال عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کا اعلان کریں اور ملک سے توانائی جس میں سرفہرست بجلی اور گیس کے بحران ہیں اِس کے خاتمے کے لئے دیرپا اقدامات کریں تو کوئی بات بنے تو ٹھیک ہے اور راقم الحرف سمیت ملک کے 19 کروڑ عوام جو آج نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف ہیں یہ کہہ اٹھیں کہ ہمارے حکمرانوں نے نیٹو سپلائی کی بحالی کا فیصلہ ملک اور قوم کی زبوحالی کو دور کرنے کا ایک تاریخ ساز قدم اٹھایا ہے اور نیٹو سپلائی کی بحالی سے ملک کو نیٹو کے 48 ممالک

سے جو رقم وصول ہو رہی ہے ہمارے حکمران اِس رقم کو ملک کے حالات ٹھیک کرنے اور قوم کا معیارِ زندگی صحیح معنوں میں بہتر کرنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اور اگر پھر بھی ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنی مصالحت پسندی کی آڑ میں نیٹو سپلائی بحال کی اور ملک کے غریب عوام کے بنیادی مسائل سمیت آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں کی روک تھام کے لئے کچھ نہ کیا تو پھر سمجھو کہ ہمارے حکمران ہی ..... ہیں۔

امریکی 20 15 اور بھارتی 2015 دونوں ہی ہمارے لئے تو باعثِ

صدر صاحب شکاگو کی دوروزہ نیٹو سربراہی ہیں کانفرنس میں ضمیر کا سودا کرنے سے پہلے...

ممکنہ نیٹو سپلائی کی بحالی اور دفاع پاکستان کونسل کا ملک گیر احتجاج

کوئی مانے یہ نہ مانے مگر حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے حکمران، سیاستدان، سول و عسکری احکام سمیت ہم عوام بھی شاید مختلف بہانوں سے امریکی غلامی میں رہنے میں اپنی بقا اور عافیت تصور کرتے ہیں اور آج یہ غلامی ہمارے خون میں شامل ہو کر ہماری زندگی کی ضامن بن گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم 64 سالوں سے اپنے اِس امریکی غلامی کے حسین مگرپُرفریب تصور سے نکلنا ہی نہیں چاہتے ہیں تب ہی تو ہم کسی بھی معاملے میں ذراسے امریکی دباؤ میں آکر امریکی جی حضوری ہیں جھج بھج جاتے ہیں اوریوں ہم سے اپنے مفادات حصول کرنے والا امریکا ہمارے اِس عمل اور اداؤں کے بدلے میں ہم پر بوریاں بوریاں بھر بھر کر ڈالرز نچھاور کردیتا ہے اور ہم یہ ڈالرز چُن چُن کر اپنی جھولیوں کو یوں بھر رہے ہوتے ہیں جیسے آموں کے باغ سے آم...اور پھولوں کے باغ سے پھول...اور اِس دوران ہم جانے انجانے میں اپنی بقا و سالمیت اور خود مختاری کے ساتھ ساتھ اپنی رہی سہی غیرت کا بھی سودا کرجاتے ہیں اَب جس کا احساس ہمیں کبھی ہوتا ہے اور کبھی

وہ بھی نہیں۔۔ماضی میں تو ایسا بھی ہوتا نظر آیا کہ اگر بھولے بھٹکے کسی نے کبھی آگے بڑھ کر ہمیں غیرت کے کھوجانے کا احساس دلایا تو ہم میں غیرت جاگ گئی اور ہم بلبلا اُٹھے۔۔۔ اوراَب تو ہماری بے حسی اور بے غیرتی کا یہ عالم ہوگیاہے کہ کسی کے احساس دلانے کو باوجود بھی ہماری غیرت نہیں جاگ رہی ہے اور ہم امریکی غلامی میں بے سُدھ پڑے ہیں۔

جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اچانک ایک روز ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، اعلی سول و عسکری حکام اور عوام میں دو مئی کو ایبٹ آباد میں اسامہ آپریشن اور 26 نومبر 2011 کی شب جب امریکی اور نیٹو کے ہیلی کاپٹروں نے ہمارے علاقے میں پاک فوج کی سلالہ چیک پوسٹ پر اپنی وحشیانہ فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ہمارے 24 جوان شہید اور اِسی طرح اِن واقعات سے قبل افغانستان کے راستے آنے والے سیکڑوں ڈرون طیاروں کے حملوں سے ہمارے ہزاروں بے گناہ اور معصوم شہریوں کی جو المناک ہلاکتیں ہوتی رہیں وہ سب الگ ہیں (جبکہ ڈرون طیاروں کے ہمارے شہری علاقوں میں حملوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور آئے روز ہمارے معصوم اور بے گناہ شہری یوں ہی مارے جارہے ہیں) ایسے بڑھتے ہوئے المناک واقعات کی روک تھام کے لئے غیرت جاگ گئی تو سب نے مل کر اِن واقعات کے برخلاف نیٹو افواج کی پاکستانی زمینی راستوں سے سپلائی کا سلسلہ بند کردیا اور جس کے بعد افغانستان میں برسرپیکار امریکی اور نیٹو افواج کو پریشانیاں پیش آئیں جن

کو یہاں بیان کرنا سوائے وقت ضائع کرنے اور اپنے اصل موضوع سے ہٹ جانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے راستے 180 دن تک نیٹو سپلائی بند رہنے سے بالخصوص امریکا کو کیا نقصان ہوا اور پہلی بار امریکا کے لئے ہمارے اِس سخت عمل سے اِس سے ہمارے تعلقات میں جس کشیدگی نے جنم لیا آج یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

اگرچہ افغانستان کے بارے میں اتوار 20 مئی سے امریکا کے شہر شکاگو میں شروع ہونے والی نیٹو کی دو روزہ سربراہی کانفرنس سے قبل امریکی انتظامیہ اور نیٹو میں شامل 48 ممالک 180 دن بعد پاکستانی حکمرانوں کو نیٹو سپلائی کی ممکنہ بحالی کے لئے راضی کرنے میں ضرور کامیاب ہوگئے ہیں مگر پاکستانی حکمرانوں اور سول و عسکری احکام کے اِس یکطرفہ فیصلے کے خلاف ملک کی بڑی حزبِ اختلاف سمیت مذہبی و سماجی جماعتوں کے ساتھ ساتھ عوام میں بھی شدید ردِ عمل پایا جاتا ہے۔

خبر ہے کہ دفاع پاکستان کونسل نیٹو سپلائی کی ممکنہ بحالی کے خلاف 27 مئی کو کراچی سے اسلام آباد تک لانگ مارچ اور 25 مئی کو ملک گیر یوم احتجاج کا بھی اعلان کرکے محب وطن ہونے کا ثبوت دے چکی ہے جبکہ شدید عوامی ردِ عمل کو یکسر مسترد کرتے ہوئے صدر آصف علی زرداری شکاگو میں ہونے والی نیٹو کانفرنس میں

اپنا سینہ چوڑا کرکے اور اپنی گردن آسمان جتنی تان کر پارلیمنٹ کی قرار دادوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر مستقل قریب میں اپنی کچھ ضرورتوں کو پورا کرنے اور کرانے کے لئے امریکا سے 5ہزار ڈالر فی کنٹینر کی وصولی کا دوٹوک مطالبہ کرتے ہوئے باضابطہ طور پر نیٹو سپلائی کا پُر تپاک انداز سے اعلان کرکے امریکا سمیت نیٹو کے 48ممالک کی بھی خوشنودی حاصل کرلیں گے اور پھر ہمارے ملک میں ایک طرف ڈالرز کی بارش ہو جائیگی تو دوسری طرف امریکا اور نیٹو افواج کو فری ہینڈ ملتے ہی معصوم انسانوں کے مرنے سے خون کی ندیاں بہنی بھی شروع جائیں گیں اِس طرح بقول حکمران ملک میں خوشحالی آجائیگی اور ملکی معیشت کو بھی سہارا مل جائے گا اور خالی ہونے والا قومی خزانہ لبالب بھر بھی جائے گا جو حکمرانوں کی عیاشیوں کے لئے تو کھلا رہے گا مگر ملک کے مسائل میں گھیرے غریب عوام کی دادرسی کے لئے بند کردیا جائے گا۔

اُدھر نیٹو سپلائی کی بحالی کی صورت میں پاک امریکا تعلقات میں خوشگوار تبدیلی کے پیدا ہونے پر ایک امریکی اخبار وال اسٹریٹ جرنل نے اپنی ایک رپورٹ میں یہ انکشاف کیا ہے کہ 2015میں امریکا اپنی ترجیحی منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے قبائلی علاقے MQ-9 ریپیر ڈکا گشت کا ایک نیا تجربہ کرنے کا ارادہ کے قاتل زون میں خودکار امریکی کرچکا ہے جس کے استعمال سے یہ جدید جاسوس ڈرون طیارہ اپنے ہدف سے متعلق خود معلومات حاصل کرے گا اور بروقت اپنی کارروائی سے

امریکی افواج کو سو فیصد کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔اِس امریکی اخبار نے بڑے وثوق سے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ یہ جدید ڈرون طیارہ ایسی بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں سے لیس ہے جس سے دنیا کا کوئی بھی ڈرون طیارہ اَب تک محروم ہے جو امریکا پاکستان پر نیٹو سپلائی کی بحالی کے بعد پاک امریکا تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کے طور پر 2015 میں پاکستان کے علاقوں میں عسکریت پسندوں اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے استعمال کرے گا یعنی یہ کہ ایک طرف امریکا پاکستان سے اپنے تعلقات میں بہتری لانے کا خواہشمند ہے تو دوسری طرف اِس کے علاقوں میں جدید ڈرون طیاروں سے حملے کا بھی اپنا گھناؤنا منصوبہ رکھتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ 2015 پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے کیا رنگ لائے گا۔اِس امریکی منصوبے اور عزم کے بعد ایسا کچھ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ پاک امریکا تعلقات 2015 میں کسی مثبت اور تعمیری سمت میں چل رہے ہوں گے اور اِسی کے ساتھ ہی اُدھر سندھ طاس واٹر کونسل کے چیئرمین حافظ ظہور الحسن کی جانب سے ایک خبر یہ بھی آئی ہے کہ "بھارت 2015ء تک پاکستان کو صحرا و ریگستان میں تبدیل کرنے کی اپنی گھناؤنی منصوبہ بندی کرچکا ہے جی ہاں...!! یہی بھارت جسے گزشتہ دنوں ہمارے حکمران یقینی طور پر امریکی دباؤ میں آ کر خطے کا انتہائی پسندیدہ ملک قرار دے چکے ہیں اِس ہی بھارت نے اپنے علاقوں کو سرسبز اور شاداب رکھنے کے لئے مستقبل قریب میں پاکستانی دریاؤں پر سات بڑے ڈیموں کی تعمیر شروع کرکے پاکستان کو خطے کے ایک بڑے صحرا و ریگستان میں بدلنے کا اپنا

گریڈ پروگرام بنا رکھا ہے جبکہ اِدھر ہمارے اِس صدی کے انتہائی مصالحت پسند حکمرانوں نے بھارت کو یہ موقع خود سے فراہم کرکے یہ ثابت کرنے کی شائد اپنی پوری کوشش کر رکھی ہے کہ تم ہمیں چاہئے جتنا نقصان پہنچانا چاہو پہنچادو مگر ہم تم سے امن کی آشا کے ہمیشہ خواہشمند رہیں گے۔

اَب اِن پس منظر میں امریکی 2015اور بھارتی 2015 میں پاکستان سے متعلق اِن دونوں کے حوالے سے حقائق شاید اور زیادہ تلخ ہوں آج جس کا اندازہ ہمارے حکمرانوں کو نہیں ہوپارہاہے مگر جب اِنہیں اِس کا پتہ چلے گاتو پانی سر سے بہت اُونچا ہوچکا ہوگا تب ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، سول و عسکری حکام اور عوام کے پاس سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا تواِن خدشات کے پیشِ نظر ہمارااپنے ملک کے ذمہ داروں کو یہ مشورہ ہے کہ امریکا سے نیٹو سپلائی کی ایسی مشروط بحالی جس سے امریکا کی دولت پاکستان میں منتقل ہوجائے اور بھارت کو امن کی آشاکے نام پر پسندیدہ ملک ضرور قرار دیاجائے مگر اپنی خودمختاری، بقاء وسالمیت اور قوم کی جان ومال کا سوداتو ہرگز نہ کیاجائے اِسے صرف اخباری بیانات ، پارلیمنٹ کی قراردادوں تک ہی محدود نہ رکھاجائے بلکہ اِس کا مظاہرہ عملی طور پر بھی نظرآنا ضروری ہے تاکہ قوم یہ جان سکے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیاہے۔

کیا سانحے کراچی کے غیور عوام کی زبو حالی کا مقدر بن گئے ہیں

سندھ محبت ریلی اور مہاجر صوبہ تحریک ایک حقیقت یا مفروضہ ،سانحہ 22 مئی منگل 22 مئی کو کراچی کے علاقے لیاری سے چیل چوک کے مقام سے مہاجر صوبہ تحریک کے خلاف جو "سندھ محبت ریلی" عوامی تحریک کے سربراہ ایاز لطیف پلیجو، کراچی الائنس کے رہنما عذیر جان بلوچ ، ظفر بلوچ، مسلم لیگ (ن) کی مرکزی رہنما ماروی میمن، جماعت اسلامی کے رہنما ڈاکٹر پرویز محمود، پنجابی پختون اتحاد کے چیئرمین ملک ایوب ، عبدالحئ بلوچ، صادق بلوچ، علی حسن چانڈیو، ظفر جھنڈیر کی قیادت میں نکالی گئ جیسے ہی یہ ریلی نیپئر روڈ پر پان منڈی کے قریب پہنچی تو نا معلوم مسلح افراد نے ریلی کے شرکاء پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اطلاع ہے کہ ریلی پر فائرنگ کے نتیجے میں بھگڈر مچ گئ جس کے بعد آگ و خون کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے دھوبی گھاٹ، گھاس منڈی، پان منڈی، نوالین، لی مارکیٹ، جونا مارکیٹ سمیت اولڈ سٹی ایریا کے مختلف علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور کراچی کی سڑکوں، بازاروں، گلی اور محلوں میں موت کا رقص شروع ہو گیا جس سے 17 افراد اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے کراچی کے بیشتر

علاقے گونج اٹھے جس سے شہر کراچی میں معمولات زندگی بھی مفلوج ہو کر رہ گیا اور پورے شہر میں ہو کا سناٹا چھا گیا ہر طرف وحشت کا راج قائم ہوا اور شیطان کے چیلے موت کے فرشتے کا ہاتھ تھامے اپنی کارروائیوں سے شہر کراچی کے باسیوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر اِس کا کام آسان کرتے رہے اور معصوم انسان ان سے ڈر سہم کر شام ڈھلے ہی اپنے اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے۔

اگرچہ 22 مئی کو پیش آنے والے سانحہ کراچی کے پس منظر میں ہمیں ایسی بھی کوئی اتنی خاص وجہ تو دکھائی نہیں دیتی کہ کوئی ریلی اور کسی ایسے مقصد کے خلاف نکالی جاتی جس کی تحریک ابھی محض خام خیالی اور ایک چھوٹے سے طبقے کی اپنی سوچ ہے جبکہ ابھی اِس طبقے کی اِس سوچ کو ٹیبل ٹاک اور افہام و تفہیم کا موقع فراہم کرکے بھی ختم کیا جاسکتا ہے اِسے ایشو بنا کر کوئی ایسی ریلی نکالی جاتی اور اتنے معصوم افراد کو ہلاک و زخمی اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بنادیا جاتا اور پھر اِس کے بعد سب اپنے اپنے انداز سے اپنا اپنا سیاسی قد اونچا کرنے کی کوششیں تیز کردیتے جیسا کہ اَب سانحہ 22 مئی کے بعد ہو رہا ہے۔

اَب اِس پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک حقیقی معنوں میں کسی منظم

اور مستحکم جماعت یا گروپ کی جانب سے سندھ کی تقسیم یا مہاجر صوبہ تحریک کے حوالے سے کوئی بات واضح اور دوٹوک انداز سے سامنے نہیں آجاتی ہے کسی کو اِس سوچ اور فکر کو اہمیت دینے اور اِسے اپنی ریلیوں، جلوسوں اور جلسوں میں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ یہ ٹھیک ہے کہ سندھ کی سرزمین محبت اور بھائی چارگی باٹنے اور اخوت و درگزر کرنے کے حوالے کی اپنی ایک تاریخی اہمیت ضرور رکھتی ہے جس سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہے اِس حوالے سے سندھ محبت ریلی نکالی جائے اور روزانہ نکالی جائے یہ ایک اچھااور قابلِ تعریف اقدام ہوگا تاکہ اہل پاکستان اور ساری دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ سندھ دھرتی محبت کرنے والوں کی دھرتی ہے مگر 22 مئی کو جو سندھ محبت ریلی نکالی گئی اِس کا اہتمام اتنا ضروری بھی نہیں تھا کہ محض کسی مفروضے اور سوچ کے خلاف سندھ محبت ریلی نکالی جاتی اور پھر جس کے نکلنے کے بعد کئی معصوم انسانی جانیں پل بھر میں لقمہ اجل بن جائیں اتنی قیمتی انسانی جانوں کی ہلاکت پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جنھوں نے اِس سندھ محبت ریلی کے شرکاء پر اپنی وحشیانہ کارروائیاں کی یقیناً وہ پاکستان اور شہر کراچی کے دشمن ہیں جن کا سوچا سمجھا مقصد میرے شہر کو خون میں نہلانے اور کسی ملک دشمن آقاکے اشارے پر میرے شہر کراچی کے امن وسکون کو برباد کرنے کے سوااور کچھ نہیں تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ دہائی سے میرے شہر میں ہونے والی قتل و غارت گری

سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے گھات لگائے ملک دشمن عناصر میرے شہر کراچی کے غیور عوام کی ہستی بستی، اخلاقی، سیاسی، تعلیمی، سماجی اور کاروباری زندگیوں کو زبوحالی کا مقدر بنانے کے لئے ہر وقت متحرک رہتے ہیں اور اِنہیں جب بھی موقع ملتا ہے تو ترنت یہ اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر میرے شہر قائد کو آگ و خون میں نہلا دیتے ہیں ابھی میرے شہر کراچی کے عوام اپنے یہاں غیر متوقع طور پر رونما ہونے والے سانحات جن میں سانحہ نشتر پارک ،سانحہ 9 اپریل، سانحہ 12 مئی اور سانحہ یوم عاشورہ سمیت کئی چھوٹے چھوٹے سانحات کے غموں سے نکلنے اور اِن میں ملوث قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے بھی نہ پائے تھے کہ میرے شہر میں 22 مئی بروز منگل کو آناً فاناً ایک بار پھر ایک ایسا اندوہولناک اور پُر تشدد سانحہ جو اپنے اندر آگ وخون کا منصوبہ لئے ہوئے تھا اہلیانِ کراچی پر قیامت بن کر گزر گیا یہ سانحہ جتنی دیر میرے شہر کراچی کے محبت بانٹنے والے بھائیوں کے درمیان رہا آگ و خون کا کھیل ہوتا رہا اور وہ جاتے جاتے اپنی آغوش میں تین خواتین سمیت 17 معصوم اور نہتے افراد کی روحیں اِن سے چھین لے گیا اور پولیس اہلکار اور صحافی سمیت 35 کے قریب افراد کو زخمی کر کے اِن کے جسموں پر گولیوں کے ایسے نشانات چھوڑ گیا جو اِن کی بقیہ زندگی تک اِس سانحہ کی یاد دلاتا رہے گا اور اِسی کے ساتھ ہی اِس سانحہ نے مشتعل افراد کو بھی ایسی قوت عطا کر دی جنھوں نے اِس کی تباہی کے منصوبے میں اپنا ہاتھ بٹایا اور اِن مشتعل افراد نے اِس سانحہ کے آگ اور خون کے کھیل میں اپنا بھرپور کردار یوں

ادا کیا کہ اِنہوں نے 15 سے زائد موٹر سائیکلیں، 8 کے قریب گاڑیوں اور 8 دکانوں سمیت گھروں کو بھی جلاڈالا۔ مشتعل افراد نے اِس سانحہ کے اِس کھیل میں تباہی و بربادی کا 3 اپنا رنگ بھر کر اِس کے عزائم کو تکمیل تک پہنچادیا کراچی کی سڑکوں پر جس وقت مشتعل افراد اپنا یہ آگ و خون کا کھیل، کھیل رہے تھے اِن کے اِس کھیل کی وجہ سے امن پسند محب وطن کراچی کے شہریوں نے اپنی مار کیٹیں اور دفاتر بند کر دیئے اور آج 23 مئی کو جب ہم یہ سطور تحریر کر رہے ہیں اِس وقت تک میرے شہر کی اکثر مار کیٹیں، بازار اور دفاتر بند ہیں اور سڑکوں سے پبلک ٹرانسپورٹ کم اور غائب ہے اور بیشتر علاقوں میں ملک دشمن عناصر کے ہاتھوں آگ و خون کا کھیل اور موت کا رقص جاری ہے۔

اَب آخر میں ہم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں، سول اور اعلیٰ عسکری قیادت سمیت اپنے غیور عوام سے اِس موقع پر یہ مطالبہ ضرور کریں گے کہ خدارا میرے ملک اور بالخصوص میرے شہر قائد کراچی کو امن و سکون کا ایک عظیم گھوارہ بنانے کے لئے متحد و منظم ہو کر اپنے اندر کوئی ایسی سوچ پیدا کریں جس سے ہمیں اپنے اُن مقاصد کا حصول آسان سے آسان تر ہو جائے جن کے خاطر ہم نے اپنا یہ آزاد ملک حاصل کیا تھا اور بالفرض اگر کوئی طبقہ کسی نئے صوبے کی بات کرتا بھی ہے تو اِس کے اِس مطالبے کو غور سے پہلے سنا جائے پھر انتہائی غور و فکر کے بعد بغیر کسی خون خرابے اور آگ و خون کا کھیل کھیلنے کے اِس کا مطالبہ

پورا کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ ہم پاکستانی سب بھائی ہیں اور کیا کبھی لاٹھی مارنے سے بھی پانی علیحدہ ہوا ہے جو کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کسی نئے صوبے کے قیام سے کسی کی تقسیم ہو جائے گی یا کوئی علیحدہ ہو جائے گا یا کسی کی حق تلفی ہو گی تو یہ اِس کی اپنی سوچ تو ہو سکتی ہے مگر اِس کو سب پر زبردستی مسلط نہیں کیا جا سکتا ہے۔

امریکی ریاست کنساس میں اسلامی قوانین پر پابندی

المیہ۔۔!! امریکی ریاست کنساس میں اسلامی قوانین پر پابندی امریکا اور بھارت ایک ڈگر پر۔۔۔۔۔

بقول سائرس" دوسروں کے حالات ہمیں اور ہمارے حالات دوسروں کو اچھے معلوم ہوتے ہیں"لگتا ہے کہ ساری دنیا مگر بالخصوص مسلم اُمہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اِس بات سے متفق رہ کر اِس حقیقت سے منہ چرا رہے ہیں کہ" درحقیقت ایسا ہرگز نہیں ہوتا ہے جیسا نظر آتا ہے" مگر پھر بھی ہم اپنی اپنی رنگینیوں میں کھوئے رہتے ہیں اور دور سے نظر آنے والے سیراب کو پکڑنے کی جستجو کرتے رہتے ہیں جبکہ وقت کے ہاتھوں حالات کے تھپیڑوں کا جو لوگ اور قومیں مقابلہ کررہی ہوتی ہیں اِس کی نزاکت تو یہی جانتی ہیں مگر دور سے سب کو ایک دوسرے کے حالات سُندھر دکھائی دیتے ہیں۔

آج بھی دنیا کے بہت سے ممالک کے باشندے اپنے مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے خاطر امریکی قومیت کے حصول کو اولین ترجیح دیتے ہیں اِس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ امریکا میں زندگی کا مزاہی کچھ اور ہے جہاں ہر قوم اور مذہب وملت کے لوگ اپنے اپنے طور طریقے کے مطابق صدیوں سے زندگیاں گزار رہے ہیں

اور جہاں اِنہیں امریکی قوانین کے مطابق اپنے بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ ایسی تمام آزادیاں بھی حاصل ہوتی ہے جن کا انہیں اپنے ملک میں پابندی کا سامنہ ہوتا ہے ۔اگرچہ اِس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ امریکا نے اپنے یہاں آباد ہر ملک و ملت اور دین و دھرم کے ماننے والوں کے حقوق کا ایک بڑے عرصے تک خاص خیال رکھااور اِنہیں اپنے اپنے دین و دھرم اور روایات کے مطابق زندگیاں گزارنے کی آزادی دے رکھی تھی مگر یہاں ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ سانحہ نائن الیون جوامریکیوں اور اسرائیلیوں کی ملی بھگت سے رونماہوا)کے بعدجب ہی سے امریکیوں) نے اپنے یہاں آباد دنیاکے کسی دین و دھرم کے ماننے والوں کے لئے پابندی تو نہیں لگائی مگراِن ہی امریکیوں نے دیدہ اور دانستہ طور پر اپنے یہاں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ ایسا ناروا سلوک اپنار کھاہے کہ آج جس کو امریکی خود بھی جھٹلانہیں سکتے ہیں کہ وہ یہ کہ سانحہ 11/9کے بعد امریکی انتظامیہ اور امریکی شہریوں نے اپنے یہاں عالمگیر دینِ اسلام کے پیروکاروں اور قرآن و حدیث کوماننے والوں کے لئے تعلیمی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی شعبوں میں داخلوں پر پابندی لگا کراِن کی ترقی کی راہیں مسدود کردی ہیں اور اِن کے مذہبی حقوق کی ادائیگیوں اور طور طریقوں کے مطابق زندگیاں گزارنے سے روکنے کے لئے اپنے یہاں قوانین میں ایسی ترامیم کرڈالی ہیں کہ جن کے نفاذ سے براہ راست نشانہ امریکا میں رہنے والی مسلم آبادی کے لوگ بن رہے ہیں جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ امریکی ریاست

کنساس کے گورنر سام براؤن بیک نے شریعہ نامی ایک مسودہ قانون پر دستخط کر دیئے ہیں جس کے تحت اَب کنساس کی عدالتیں اور اِنصاف فراہم کرنے والے اور دوسرے ادارے بھی اپنے فیصلوں کے لئے اپنا سینہ چوڑا کرکے اور گردنیں تان کر صرف امریکی قوانین کے سوا بالخصوص اسلامی یا دوسرے غیر امریکی قوانین کو ہر گز استعمال نہیں کر سکیں گے یعنی امریکی ریاست کنساس کے گورنر سام براؤن بیک نے امریکا میں تیزی سے پھیلتے ہوئے اسلام اور اپنے یہاں عیسائیت کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہونے والے مسلمانوں افراد) سے خوفزدہ ہو کر دیدہ و دانستہ طور پر اپنی ریاست میں اسلامی قوانین کے)

استعمال پر سختی سے پابندی عائد کر دی ہے اور اس بل کی حمایت میں سام براؤن بیک کا کہنا ہے کہ اِس بل کی منظوری ریاست میں موجود بالخصوص مسلم اور غیر ملکیوں کے لئے اِس بات کو یقین دہانی ہے کہ اَب اِن کے ہر حقوق کے تحفظ کے لئے صرف امریکی قوانین اور آئین ہی کافی ہے جبکہ اطلاع یہ ہے کہ امریکی ریاست کنساس کے گورنر کے ترجمان کے مطابق مذکورہ بل کے ذریعے ہم ہر صورت میں اِس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ریاستی عدالتیں ریاستی قوانین کی بالادستی کو ہر حال میں یقینی بنائیں گی جبکہ ریاست کنساس کے گورنر سام براؤن بیک کے اِس اقدام کے خلاف جس میں براہ راست مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا ہے امریکا کی کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز نے بل کی منظوری کو چیلینج کرنے کا اعلان کر دیا ہے جس میں اِنھوں نے اپنا یہ پاورفل موقف اختیار کیا ہے کہ ریاست کنساس کے گورنر

نے مسلمانوں کے خلاف اِس بل کی حمایت میں دستخط کرکے مسلمانوں کو نشانہ بنایا ہے اور اِنہیں اِن کے مذہبی قوانین اور حقوق سے محروم کرکے ایک انتہائی ظالمانہ اقدام کردیا ہے جو نہ صرف ریاست کنساس کے مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے بلکہ ساری مسلم اُمہ کے لئے بھی ایک المیہ ہے اور اِسی طرح ہمارے پڑوسی اور بقول ہمارے موجودہ مصالحت پسند حکمرانوں کے بھارت ایک پسندیدہ ملک ہے جی ہاں۔۔۔!اِن کے اِسی پسندیدہ سیکولر ملک بھارت سے متعلق بھی ہمارے پاس ایک خبر ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے یہ آئی ہے کہ بھارت انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کی بنیادپر ترقی کی منازل طے کررہاہے رپورٹ میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اِس بات کا کھلاڈُھلاانکشاف کرکے جہاں ایک طرف دنیاکو حیران کردیا تو دوسری جانب بھارت کے سیکولر ہونے کے ماتھے پر بھی ایسا کلنگ کا ٹیکہ لگادیاہے کہ اقتصادی ترقی کے نام پر بھارت اپنے شہریوں بالخصوص مسلمانوں کے بحیثیت انسانی حقوق غصب کرنے میں مصروف ہے اِس موقع پر لندن میں ایک پریس کانفرنس ہیں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے سیکرٹری جنرل سلیل شیٹی نے بتایاکہ بھارتی حکومت ترقی کے لالچ میں کارپوریٹ سیکٹر کے احتساب سے ہچکچاتی ہے جبکہ یہی بھارت ہے جو مقبوضہ کشمیر میں بڑے پیانے پر کشمیری مسلمانوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرکے دنیاکے تاریخی مظالم کی داستانیں رقم کررہاہے۔اِس سارے منظر پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایسانہیں ہوتااگر اُمتِ مسلمہ متحد اور منظم ہوتی مگر کیا کریں ہم خود ایک

نہیں ہوتے جس کا فائدہ آج ہمارے دشمن اُٹھارہے ہیں آج بھی اگر ہم ایک ہو جائیں اور صحیح معنوں میں ایک خدا، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن و حدیث کو ماننے والے بنکر متحد ہو جائیں تو ہم امریکا و بھارت اور اسرائیل کو ایک ڈگر پر چلنے سے روک سکتے ہیں۔ مگر کیا کریں ہمارا المیہ تو بس یہی ہے کہ ہم ایک نہیں ہو سکتے اور اِن سے دوستی بھی ختم نہیں کر سکتے۔ (ختم شد)

صرف 80 لاکھ کے وزیراعظم کے تین کوٹ اور عوام روٹی اور کفن سے بھی محروم

بھوکی ننگی پاکستانی قوم اور گورنر پنجاب کے صرف ایک عشائیہ پر 32 لاکھ سے زائد کے اخراجات ....

کہاجاتاہے کہ اِن سے زیادہ قابلِ رحم غریب کوئی نہیں جواِس وہم میں مبتلارہتے ہیں کہ وہ غریب نہیں ہیں یعنی ایسے لوگ جو دنیا دکھاوے اورامراء جیسا بننے کے لئے ھیرا پھیری اورشارٹ کٹ طریقے سے دولت بٹورنے میں لگے رہتے ہیں یہ اِس حقیقت کے بر عکس وہ غریب لوگ ہوتے ہیں جواِس خوش فہمی میں مبتلارہتے ہیں کہ وہ غریب نہیں ہیں ایسے لوگ کسی زمانے کے فرد ہوں، کوئی قوم یا ملک ہو اور یا پھر کسی بھی سلطنت کا کوئی حکمران ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے وسائل کے بروقت استعمال اوراِس کی قدر سے ناواقفیت کی بناپر غریب ہی تصور کیاجائے گایکدم ایسے ہی جیسے ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمران ہیں۔

یہ بات جو بھوک وافلاس کی چادر میں لپٹے 19 کروڑ پاکستانیوں کے لئے یقیناحیران اورپریشان کن ہوگی کہ اِن کے روٹی، کپڑااور مکان کا نعرہ لگانے اور ہر فورم پر عوام کے اول درجے کے ہمدرداور دوست کہلانے والے وزیراعظم یوسف رضاگیلانی اور اِن کی فیملی کے ہر چھوٹے بڑے ارکان سے متعلق

ہے جنھوں نے گزشتہ دورہ لندن کے دوران لندن کے ہیرڈز سمیت دیگر بڑے اور انتہائی مہنگے ترین شاپنگ اسٹورز سے لاکھوں پاؤنڈ کی شاپنگ کی اور اِسی طرح ہمارے خود کو ہر دلعزیز کہلانے میں فخرِ اعظم تصور کرنے والے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنے ملک اور غریب قوم کا وقار بلند کرنے کے خاطر لندن میں اپنے لئے صرف 54 ہزار پاؤنڈ (جو پاکستانی رقم میں 80 لاکھ بنتے ہیں (میں تین "سستے ترین" کوٹ خریدے اور وزیر اعظم کے اہل خانہ نے جیولری، کپڑوں، جوتوں اور قیمتی گھڑیوں کی خریداری پر کھلا ٹھلا لاکھوں پاؤنڈ خرچ کئے وزیر اعظم اور اِن کی فیملی کی اِس شاپنگ کو لندن اور ہمارے ملک کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے کافی اہمیت دیتے ہوئے کچھ اِس قسم کے ریمارکس بھی دیئے کہ "وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی جو ہیں تو ایک غریب اور مفلوک الحال قوم کے وزیر اعظم مگر خود کو غریب ظاہر نہیں کرتے ہیں سوائے اُس وقت جب اِنہیں اپنا انکم ٹیکس بچانا ہو تو یہ خود کو غریب ظاہر کرتے ہیں اور دنیا کو یہ باور کراتے رہتے ہیں کہ یہ اتنے غریب ہیں کہ یہ اپنے لئے ذاتی گاڑی بھی نہیں خرید سکتے "مگر عام "طور پر یہ غریب کہلانا اور غریب تصور کرنا اپنے لئے گناہِ عظیم سمجھتے ہیں۔

جی ہاں . . ! قارئین حضرات ہمارے اِن ہی وزیر اعظم نے اپنے لئے لندن کے معروف اور مہنگے ترین شاپنگ اسٹورز سے صرف تین کوٹ پاکستانی 80 لاکھ روپے میں خرید ڈالے اور اُنھوں نے اِس طرح دنیا کو یہ بھی بتانے کی کوشش کر ڈالی کہ اگر

ہمارے ملک کی معاشی حالت ٹھیک ہوتی تو ہم اِس سے بھی زیادہ مالیت کے کئی کوٹ خرید سکتے تھے۔

فی الحال ...اپنی غربت کے عالم میں گزارالائق یہ تین کوٹ بھی بہت ہیں جبکہ وزیراعظم اوراِن کی فیملی کے ارکان کی مہنگی ترین " شاہی شاپنگ "سے متعلق اپنے پرائے میڈیامیں آنے والی رپورٹوں کے مطابق ہمارے وزیراعظم اوراِن کے اہل خانہ کی لاکھوں پونڈ کی شاپنگ نے اسٹورزکے عملے اور مالکان کو بھی حیرت زدہ کردیااور وہ ششدر رہ کر یہ سمجھتے رہے کہ شایدیہ کوئی شاہی خاندان ہے جواِن کے یہاں خریداری کے لئے آیاہے اور جب اِنہیں یہ پتاچلاکہ نہیں یہ کوئی شاہی خاندان نہیں ہے بلکہ 19 کروڑ کی آبادی والے ملکِ پاکستان کے وہ وزیراعظم اوراِن کی ہاتھ کھلی فیملی کے ارکان ہیں جس ملک میں عوام روٹی کوترس رہے ہیں جہاں بجلی 24 گھنٹے میں ایک یا دو گھنٹے کے لئے اپنی چمک دکھانے اوراپنااحساس دلانے کے لئے آتی ہے اور پھر اگلے روزتک کے لئے غائب ہوجاتی ہے جس کے بحران نے ساری قوم کو نفسیاتی مریض بنادیاہے اور جس ملک میں عوام بغیرکفن کے قبرکی آغوش میں چلے جاتے ہیں یہ اُس ملک کے وزیراعظم اوراِن کی فیملی ہے تواِنہیں یقیناحیرانگی کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ضرور ہوا ہوگا۔

جب وزیراعظم یوسف رضاگیلانی نے آج سے لگ بھگ چارسال سے قبل وزارتِ عظمیٰ کا

منصب سنبھالا تھا اُس وقت ہماری سرزمینِ پاکستان میں ڈالر کی قدر و قیمت 62.75 روپے کی حد تک قید تھی اور ڈالر اِس قید سے نکلنے کی پوری کوشش میں تھا کہ کب کوئی اِس کا کوئی ہمدرد آئے اور اِسے اِس قید سے آزادی ملے اور بالآخر ایک روز اِس کی بھی سُن لی گئی اور اِس کے مسیحا کی شکل میں یوسف رضا گیلانی کو ہمارے ملک کی وزارتِ عظمیٰ سونپ دی گئی اور پھر اِس کے بعد اِنہوں نے ڈالر کی آزادی کے لئے جو کچھ کیا اِس سے کون واقف نہیں ہے یعنی یہ کہ ہمارے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں روپے کی قدر جس طرح کم کی اور ڈالر کی قدر کو جو مقام اور منزلت عطا کی آج یہ بھی سب کے سامنے ہے کہ اِنہوں نے روپے کا کیا حشر کر دیا ہے اِن کی غیر دانشمندانہ حکمت عملی کی وجہ سے ہمارا روپیہ اتنا گر گیا ہے کہ یہ زمین کے بوسے لے رہا ہے اور ڈالر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے آج ہماری سرزمین پر سو روپے کا ایک ڈالر ہے اور روپیہ اپنی بے قدری پر آٹھ آٹھ آنسو بہا رہا ہے کسی کو کیا معلوم تھا کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اپنی حکمت و دانش سے اپنے روپے کی قدر بڑھاتے اُلٹا انہوں نے اپنی ساری توانائی ڈالر کی قدر و قیمت کو بڑھانے اور اِس میں چار چاند لگا دیئے ہیں اور شاید اِنہیں خود بھی یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ ڈالر کی قدر یہاں تک بڑھانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اِس کے مقابلے میں ہمارا روپیہ بے قدر ہو جائے گا۔

جبکہ اِدھر دوسری جانب ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی کرپشن اور سرکاری وسائل کے غلط استعمال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے چیئرمین نیب نے اِس بات کا برملا اعتراف کرلیاہے کہ ہمارے یہاں مختلف شعبوں میں لوٹ ماراور کرپشن کی وجہ سے 5ارب روپے کا یومیہ نقصان ہورہاہے اِس صورتِ حال میں ملکی معیشت کیا خاک ترقی کرے گی جب اُوپری سطح پر ہی سرکاری وسائل کو لوٹااور کھایا جارہا ہو۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارے یہاں سرکاری افراد کے ہاتھوں سرکاری خزانے کا بیدریغ استعمال ہورہاہواور ہر سرکاری فرد خود کو محب وطنی کے لبادے میں پکااور سچاپاکستانی ظاہر کرکے اپنے مفادات اور اپنی ذات کے لئے قومی خزانے سے دولت نکالنااور اِسے اپنی عیاشیوں کے لئے خرچ کرنا اپنا حق سمجھتا ہو تو ملک کے غریب اور مفلوک الحال عوام میں بے چینی کا پیدا ہونااور اِنہیں کسی انقلاب کے لئے اٹھ کھڑا ہونا لازمی امر ہے سمجھ نہیں آرہاہے کہ قوم اپنی حق تلفی اور لاچارگی پر اَب تک بیدار کیوں نہیں ہوئی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اِس نے خود کو اِس حالت میں ڈھال لینا کا تہیہ کرلیا ہواور اِس اُمید میں ہو کہ کبھی نہ کبھی اور کوئی نہ کوئی اِس کی مدد کے لئے باہر سے آئے گا اور اِس پر رحم کھا کر اِس کو غربت اور لاچارگی کے اندھے کنوئیں سے نکال باہر کرے گا تو ہم اِس سے یہ کہنا چاہیں گے کہ اب وہ دور گئے جب کوئی باہر سے آکر کسی کی مدد کردیا کرتا تھا اَب جو کچھ بھی کرنا ہے

قوم کو خود اپنے لئے کرنا ہوگا ورنہ غربت اور لاچارگی اِس کا مقدر بنی رہے گی اور قوم اسی حالت میں مرجائے گی۔

ہم یہاں قوم کی بیداری اور اِن کے سوئے ہوئے جذبات کو اُٹھانے کے لئے حکمرانوں اور سرکاری افراد کی ایک اور مثال پیش کررہے ہیں خبر یہ ہے کہ گزشتہ دنوں گورنر پنجاب لطیف کھوسہ اور وفاقی وزیر تجارت مخدوم امین فہیم کی ہدایت پر گورنر ہاؤس میں ایک پروقار عشائیے کا اہتمام کیا گیا جس پر صرف 32 لاکھ 15 ہزار 900 روپے کی خطیر رقم خرچ کی گئی ایسے میں کہ جب قوم کا ایک ایک فرد مہنگائی کی وجہ سے بھوک و افلاس کے اژدھے کی گرفت میں ہے اور قوم کے 90 فیصد لوگوں کو دووقت کی روکھی سوکھی روٹی بھی نصیب نہیں ہے اِس حالت میں قومی خزانے پر شیش ناگ کی طرح پھن پھیلائے بیٹھنے والے ہمارے حکمرانوں اور سرکاری افسران نے قومی دولت پر اپنا حق جمار کھا ہے اور جب اِن کا جی چاہتا ہے یہ اِسے اپنے لئے استعمال کرلیتے ہیں اور ملک کے غریب اور لاغر عوام بھوکے مرجاتے ہیں جن کا کسی کو احساس نہیں ہے ہمیں اِس موقع پر بشیر فاروق یاد آئے۔

غریبِ شہر امیر وکبیر ہوجائے
الٰہی قوم مری بے نظیر ہوجائے
ضمیر بیچ رہے ہیں جو مال وزر کے لئے
خدایا اِن کا بھی زندہ ضمیر ہوجائے۔

وزیر اعظم کا چار سال دوماہ چند دن کا اقتدار

آہ آہ۔۔ ۔!!وزیر اعظم کا چار سال دوماہ چند دن کا اقتدار، حکمرانوں کا رویہ اور غریبوں کی آہ و فغاں

پی پی پی کے 80% منشور کی تکمیل ، مسائل کی چکی میں پستے عوام ، حکمران چین کی مصنوعی بانسری بجانے کے بجائے۔۔۔۔؟؟

سُنو سُنو۔۔۔ سُنو پاکستانی عوام کان کھول کر اور دل پر ہاتھ رکھ کر سُنو۔۔۔آہ آہ۔۔۔!! مسائل کی چکی میں پستے اپنے عوام کی فکر میں گھلتے اور اِنہیں تسلیاں دیتے ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اپنے اقتدار کے چار سال دوماہ اور چند دن گزار لئے ہیں (مزید گزارنے اور اپنی مدت پوری کرنے کی ضد کے ساتھ اپنے انوکھے عزم پر قائم ہیں)اور اِس طرح اِنھوں نے ملک کے لمبے عرصے تک رہنے والے وزیر اعظم کا اعزاز حاصل کرکے ملکی تاریخ میں اپنا نام سُنہرے حروف میں لکھوالیا ہے یقیناً یہ اعزاز اِنہیں ہی حاصل ہے کہ اُنھوں نے اپنے اقتدار کے اِس سارے عرصے کے دوران عوام کی اُمنگوں روٹی ، کپڑا اور مکان کے برعکس کیا اور کیسے اقدامات کئے ہیں۔۔۔؟آج اِس سے بھی کون ہے جو واقف نہیں ہے کہ اِن کے اِس سارے اقتدار کے دوران ملکی معیشت اور عوام کا کیا حال ہوا ہے۔۔۔؟؟اور اِنھوں نے عوام اور ملک کو کیا دیا ہے۔۔؟اور اِس

پر یہ بھی سب جانتے ہیں کہ آج ملک کے غریب عوام کی آہ وفغاں کوئی سُننے والا نہیں ہے... عوام مسائل کی چکی میں پس کر رہ گئے ہیں اِس پر بھی چار سال دو ماہ اور چند دن جمہوری اور جمہوریت کا مالا جپنے والے ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی ہیں کہ اُنھوں نے معروف ٹی وی اینکر پرسن اور سینئیر صحافی حامد میر کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں والہانہ انداز سے اِس کا انکشاف کرکے سب کو حیران اور ششدر کردیا ہے کہ ہم نے اپنے دورِ اقتدار میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور پر 80 فیصد عمل کردیا ہے اور اِس سارے عرصے میں ہم نے ملک اور عوام کے لئے اتنے دیر پا منصوبے متعارف کرادیئے ہیں کہ اِن سے ملک اور عوام میں جلد مثبت اور تعمیر تبدیلی نظر آئے گی"۔

اگرچہ اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کے اِس دور اقتدار میں کئے گئے ایسے کون سے دیرپا منصوبے ہیں...؟ جو اِن کی حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود اور ملک کی تعمیر و ترقی کے خاطر متعارف کرائے ہیں اور بقول وزیر اعظم کے اِن منصوبوں کے مثبت اور تعمیری نتائج جلد عوام میں نظر آئیں گے تو اِس پر ہم یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ وزیر اعظم صاحب آپ تو بیشک ایک جمہوری حکومت کے طویل ترین عرصے تک رہنے والے وزیر اعظم ہیں مگر آپ نے اپنے اِس دورِ اقتدار میں عوام کے لئے حقیقی معنوں میں ایسا کچھ نہیں کیا ہے جس کے ثمرات عوام تک پہنچتے اور عوام کو ریلیف ملتا ۔وزیر اعظم صاحب !آپ کچھ نہ کرتے اپنے گزشتہ

چار پیش کئے گئے بجٹوں میں مہنگائی کو کم کرنے کے اقدامات کرتے اور تنخواہ دار مزدوروں طبقے کی تنخواہوں میں ایک ہزار کے بجائے بس پانچ، سات ہزار کا تسلسل کے ساتھ اضافہ ہی کرتے رہتے تو ملک کے غریب عوام کی حالتِ زار بھی سنبھل جاتی اور ملک سے غربت بھی ختم ہوتی جاتی اور دوسری طرف آپ اپنے اِس سُنہرے دورِ اقتدار میں ملک سے بڑھتی ہوئی کرپشن اور لوٹ بازاری کو کنٹرول کرنے کے اقدامات کرتے تو ممکن ہے کہ ملک سے لوٹ بازاری اور رشوت خوری کا ناسور بھی ختم ہوجاتا اور ساتھ ساتھ آپ اپنی توجہ سنجیدگی سے ملک میں پیدا ہونے والے توانائی، بجلی اور گیس کے بحرانوں کے حل کی جانب بھی مبذول کرتے اور کراتے رہتے تو ہوسکتا ہے کہ دورآمریت سے آپ کو ملنے والے یہ بحران بھی ختم ہوہی جاتے جو آج ایک سنگین شکل اختیار کرچکے ہیں خیر چھوڑیں ہم کس کس کا ذکر کریں آپ نے تو اپنے اِس طویل ترین چار سال دوماہ اور چند دن کے اقتدار میں کسی بھی معاملے کو سنجیدگی سے لیا ہی نہیں ہے اگر سنجیدگی سے لے لیتے تو سب کچھ ہوسکتا تھا مگر شاید آپ نے عوام اور ملک کے خاطر کچھ اچھا کرنے کا سوچا ہی نہیں۔

بہر حال۔۔! ہم یہاں آپ کے انٹرویو میں کہے گئے کسی اور نقطے پر تو بحث و تکرار نہیں کریں گے سوائے ایک مسلے کے فوری حل کے لئے آپ سے ضرور اپیل کریں گے وہ یہ کہ وزیراعظم سیدیوسف رضاگیلانی صاحب۔۔۔! آپ اپنی عوام کو مسائل کی

چکی میں پیس کر چین کی خود ساختہ بانسری بجانے کے بجائے فوری نوعیت کے حل طلب مسائل پر ضرور توجہ دیں ایک یہ کہ ملک بھر میں بجلی اور گیس کے بحرانوں کی وجہ سے ملکی ترقی اور خوشحالی کے راستے رک گئے ہیں ہماری صنعتیں اور کارخانے بند ہو رہے ہیں بیروزگاری بڑھتی ہی جارہی ہے جس کی وجہ سے کرائم کی شرح میں بھی روزانہ اضافہ دیکھنے میں آرہاہے ابھی اِس کی جانب جس قدر جلد ہوسکے تو سنجیدگی سے توجہ دیں اِس مسلے کا حل الیکشن کے دنوں کے لئے نہ رکھ چھوڑیں کہ جب انتخابات کے دن سرپر ہوں گے تو عوام کو اپناکارنامہ دکھانے کے لئے بجلی اور گیس کا بحران ختم کرکے اِن سے ووٹ حاصل کریں گے اور جب عوام جیسے ہی الیکشن والے روز اپناووٹ ڈال کر آئیں گے تو اپنے موجودہ منصوبے کے تحت پھر اُسی شام یا رات سے بجلی اور گیس کا بحران شروع کردیں گے اور دوبارہ اقتدار میں آکر عوام کو بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ میں ایساجکڑ دیں گے عوام کو کچومر بن جائے گا آج جس طرح ملک بھر میں بجلی اور گیس کی طویل دورانیے تک لوڈشیڈنگ کا عذاب عوام پر نازل کیاجارہاہے ایساہی یا پھر اِس سے بھی زیادہ دردناک عذاب دینے والی بجلی اور گیس کے لوڈشیدنگ پھر شروع کردی جائے گی۔

ہمارے موجودہ حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں اور فرسودہ حکمت عملیوں کی وجہ سے ملک کی 19 کروڑ عوام کی حالت جواِن دنوں ہو گئی ہے ایسی اِس سے قبل کبھی

نہیں ہوئی تھی اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران جنہیں حادثاتی طور پر اقتدار ملا ہے یہ اِس کے حقدار تو نہیں تھے مگر اللہ جنت نصیب کرے ہماری بی بی محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کو جن کی شہادت کے بعد اِنہیں اقتدار ملا جو اِس کے بہت کم ہی اہل تھے اِس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ آج اگر ہماری بی بی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ زندہ ہوتیں اور یہ ہمارے پیارے وطنِ عزیز پر اپنے حکمرانی کر رہیں ہوتیں تو ایک ہم ہی کیا ملک کے 19 کروڑ عوام اِن کی حکمرانی سے مطمئین ہوتے کیوں کہ حکمرانی کے جتنے بہترین گُر سے شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ واقف تھیں آج اِن کی پارٹی میں کوئی بھی ایسا نہیں جسے حکمرانی کے رموز آتے ہوں معاف کیجئے گا صدر مملکت آصف علی زرداری صاحبہ آپ کی سیاسی فہم وفراست اور مصالحت پسندی اپنی جگہ مگر آپ میں بھی وہ بات کہاں جو ہماری بی بی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ میں تھی۔

ہاں البتہ..! کبھی کبھی آپ کے اپنے تئیں کئے گئے کچھ اقدامات اور فیصلوں کو دیکھ کر ضرور ایسا لگا کہ جیسے آپ میں محترمہ والی سیاسی اور مدبرانہ فہم وفراست آگئی ہے مگر بعض معاملات میں پھر اگلے ہی دو چار روز میں یہ بھی محسوس ہوا کہ نہیں ابھی ہمارے صدر محترم بھی اُن جیسی فہم وفراست کے معاملے میں ذرا سے کچے ہیں اِنہیں اپنے اندر محترمہ جیسی فہم وفراست پیدا کرنے میں مزید وقت لگے گا (جس کے لئے اِنہیں آئندہ پانچ سال تک مزید صدر رہنا ہوگا) اور جہاں

تک بات ہے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی تو اِن کے کیا کہنے ہیں جی۔۔۔؟؟اِن کا تو آج کسی سے مقابلہ ہی نہیں ہے اِن کے خطابات اور بیانات سُن اور پڑھ کر اور اِن کے ضدی ہونے پر کبھی یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ برف سے زیادہ ٹھنڈے ہیں اور کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ جیسے آگ اور سورج کی تپش سے بھی زیادہ گرم ہیں اِن کی اِن کیفیات میں یہ کہنا کچھ مبہم سا ہے کہ یہ کس مزاج کے وزیر اعظم ہیں۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کو بات گھمانے اور اِدھر سے اُدھر کا مطلب نکالنے کا فن تو خوب آتا ہے مگر دوسری جانب یہ سامنے والے کی بات کو جھٹلانے اور اِسے چکری دینے میں بھی مہارت رکھتے ہیں اِن کی اِسی منفرد اور سب سے جدا مہارت نے انہیں ملک کے سب سے طویل ترین عرصے تک رہنے والے وزیر اعظم کے اعزاز سے ہمکنار کردیا ہے۔اور دوسری طرف ملک کے مفلوک الحال اور آہ وفغاں کرتے عوام ہیں کہ جب اپنے مسائل کے حل کے خاطر اِن سے رجوع کرتے ہیں تو یہ اپنے کندھے اُچکاتے اور کنّی کٹاتے ہوئے نکل جاتے ہیں جو اِن کا اپنا ایک انداز ہے اور اِس پر بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دورِ اقتدار میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور پر عمل کرکے ملک اور عوام کے لئے خوشحالی اور ترقی کا سامان کر لیا 80%
ہے۔آخر میں ہم اِن کے اِس کہے پر ڈھیر سارے سوالیہ نشان
بنانے ....؟؟؟؟؟؟؟؟؟کے کچھ نہیں کرسکتے ہیں۔

صرف کراچی میں رواں سال کے پانچ ماہ میں 114 عورتوں کا قتل

آخر عورتیں مردوں کے ہاتھوں کب تک قتل ہوتی رہیں گیں۔؟
ماں بہن بیوی اور بیٹی جیسے مقدس رشتوں کی تسبیح میں پروئی گئی عورت کو مرد کیوں قتل کردیتے ہیں۔۔۔؟؟ایک سوالیہ نشان۔۔؟
کوئی بالخصوص اپنے پاکستانی اور بالعموم دنیاکے اُن مردوں سے تو یہ پوچھے کہ جن کا سارازور ماں بہن بیوی اور بیٹی کی شکل میں اِن کے معاشرے میں موجود عورت پر ہی کیوں چلتاہے۔۔۔؟اوراِن کاہر قسم کا غصہ عورتوں پر ہی کیوں اُترتاہے۔۔۔؟دنیاکے مردوں کی بات تو ہم پھر کبھی کریں گے مگر پہلے ہم ذکر کرناچاہیں گے اپنے معاشرے کے مرد کا وہ مرد جو برداشت کے معاملے میں کئی حوالوں سے اپنی عورت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔۔۔؟وہ مرد جو اپنی بھوک وپیاس برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔؟وہ مرد جو کھانے میں نمک کی مقدار زیادہ ہونابرداشت نہیں کرسکتا۔۔۔؟وہ مرد جو ٹھنڈی روٹی اور ٹھنڈا کھانا، کھانابرداشت نہیں کرسکتا۔۔؟اور معاف کیجئے گا ہمیں اپنے معاشرے میں موجود مرد کی اِس برداشت اور کمزوری کا بھی ضرور ذکر کرنے دیں جسے بیان کئے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے یعنی یہ کہ ہماراوہ مرد جو اپناپیورین برداشت نہیں کرسکتا(وہ ایسے کہ

جب اِسے زور سے یورین (پیشاب) آتا ہے تو وہ فوراً دیوار ڈھونڈتا ہے اور جب اِسے اِس کے اخراج کرنے کے لئے کسی دیوار کی اُوٹ مل جاتی ہے تو پھر وہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ دیوار کسی مقدس مقام یا اسکول، دفتر یا کسی شاپنگ سینٹر کی تو نہیں ہے جہاں یہ کرنا منع ہے اور یہاں سے عورتوں اور بچوں کا بھی گزر ہو رہا ہے اِن بس باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اِسے تو بس اپنا یورین کا اخراج کرنا ہوتا ہے اور پھر وہ اِسے کر کے ہی فارغ ہوتا ہے)...؟ ہمارے معاشرے کا یہ کمزور مرد جو اپنا پیشاب برداشت نہیں کر سکتا جی ہاں ایسا کمزور مرد.... جس کی مردانگی کے بڑے بڑے بہت سے دعوے ہیں مگر ہے یہ عورت سے کمزور۔ حالانکہ یہ عورت اِس سمیت اور بہت سے معاملے میں بہت مضبوط اور برداشت کرنے والی ہستی ہے۔ یہاں ہم اپنے معاشرے کے مرد کی ایسی اور کون کون سی ناقابلِ برداشت عادتوں کا ذکر کریں آج جن کی وجہ سے ہمیں خود پر ہنسی آنے لگتی ہے کہ ہم مرد حضرات جو اپنے معاشرے کو اپنے حساب اور نظریئے اور طور طریقے سے چلانا چاہتے ہیں ہم کیا اتنے کمزور ہیں کہ ہم سے اتنی ذرا ذرا سی چیزیں بھی برداشت نہیں ہوتیں ہیں اور ہم خود کو مرد کہتے ہیں...؟ اور اپنی عورتوں پر سفاک ظلم کرتے ہیں۔

اَب اِس خبر کو ہی دیکھ لیجئے جسے ہم یہاں بیان کرنے جارہے ہیں اِس میں جن خواتین کا ذکر کیا گیا ہے یقیناً اِنہیں اِن کی باپ ، بھائی ، شوہر ، بیٹے

یا اِن سب کے علاوہ کسی بھی صورت میں کسی نہ کسی مرد نے ہی قتل کیا ہے تو تفصیلات کے مطابق یکم جنوری 2012 سے 30 مئی 2012 تک یعنی رواں.برس کے صرف پانچ ماہ کے روران 114 ایسی خواتین جنہیں سفاکیت سے قتل کیا گیا اور اِن خواتین کو ایدھی فاؤنڈیشن کے تحت سپر دخاک کیا گیا جن میں 101 کی شناخت نہیں ہو سکی اور خبر میں یہ بھی ہے کہ ایدھی فاؤنڈیشن کے ریکارڈ کے مطابق اِس رواں سال کے اِس مختصر ترین عرصے میں شہر کے مختلف علاقوں سے اِن کے سینٹر میں 114 خواتین کی لاشیں پہنچائی گئیں جن میں سے 101 خواتین ایسی تھیں جن کی شناخت نہیں ہو سکی اور اِن کی تصاویر ایدھی فاؤنڈیشن والوں نے محفوظ کرکے اِنہیں ایدھی کے قبرستان واقع مواچھ گوٹھ میں عدم شناخت پر سپر دخاک کردیا گیا ہے مگر اِس موقع پر افسوس کا مقام تو یہ ہے اِن تعداد و شمار میں سے 75 سے زائد خواتین ایسی بھی تھیں کہ جنہیں فائرنگ، تیز دھار آلے کے وار، گلا گھونٹ کر یا دیگر سفاک طریقوں سے قتل کیا گیا جو مردوں کے اِس معاشرے میں اُن مردوں کے لئے یقیناً ایک.بڑا سوالیہ نشان ہے...؟؟ جو اپنی مردانگی کی آڑ اور حیوانگی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی ضد اور انا کے خاطر عورت جیسے دنیا کے خوبصورت ترین پھول کو بھی مسلنے سے دریغ نہیں کرتے اور اِسے اپنی جھوٹی شان اور عظمت کو برقرار رکھنے اور اپنی مردانگی کی شیشے سے بھی زیادہ کمزور اور آسمان جتنی بلند دیوار کھڑی کرنے کے چکر میں عورت کو قتل کردیتے ہیں ایسے میں اَب سوچنے اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر ہمارے معاشرے میں عورت کب تک مردوں کے

رحم وکرم پر رہے گی...؟اور اپنی زندگی کی ڈوری اپنے حیوان نما مردوں کے ہاتھوں میں دے کر روز جیتی اور مرتی رہے گی...؟کیا کبھی ہماری عورت اپنے حقوق کے خاطر مردوں کے سامنے کھڑی ہو پائے گی...؟یا یوں ہی اپنے وجود کو مردوں کے لئے کھلونا بنا کر پیش کرتے ہوئے اِس کی نسلوں کو پروان چڑھاتے ہوئے گھٹ گھٹ کر مرتی جائے گی...؟ایسے میں اَب اِسے اپنا مقام اور مرتبہ خود سمجھنا ہوگا اور اپنے حقوق اِن بھیڑیوں نما مردوں سے ضرور حاصل کرنے ہوں گے جو اِن سے.برداشت کے معاملے میں ہر حال میں کمزور ہیں اور اپنے اِن مردوں سے جو باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کے روپ میں اِس پر حاکم بنے بیٹھے ہیں اِن سے اپنے ہر وہ جائز حقوق جو ہمارے دین اِسلام نے اِسے دیئے ہیں اُن تمام کو حاصل کرنے ہوں گے تاکہ یہ اِن کے ہاتھوں مرنے سے بچ سکے اور اپنے جائز حقوق کے ساتھ اپنی زندگی عزت واحترام اور شان و شوکت اور منزلت سے گزار سکے اور اَب اِسے خود کو اِس مقام تک لانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری عورت کو اپنی قدر جاننی ہوگی اِس کے بغیر یہ اپنے حقوق کے خاطر اپنے معاشرے کے مردوں سے نہیں لڑ سکتی ہے۔

کیوں کہ دانا کہا کرتے ہیں کہ عورت کائنات کی بیٹی ہے اِس کے بغیر دل اور دنیا ویران ہے یہ ماں بہن بیوی اور بیٹی (خود سے منسلک اور دیگر) جیسے مقدس رشتوں کی خوبصورت ترین تسبیح میں اِس قرینے سے پرودی گئی ہے کہ اِس تسبیح

کے ایک ایک دانے میں ایثار و محبت اور الفت کے ایسے عظیم چشمے پوشیدہ ہوتے ہیں جن سے سیراب ہونے والا ہی اِس کی قدر و منزلت سے واقف ہوتا ہے اور اہلِ دانش یہ بھی کہتے ہیں کہ اِن رشتوں کی مٹھاس قسمت والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے جس کے خاطر ضروری ہے کہ اِن سے بڑھ کر محبت کی جائے اِن کی عزت و تکریم کی جائے اِن پر کبھی غصہ نہ کیا جائے کیوں کہ ماں بہن بیوی اور بیٹی کے روپ میں عورت کا دل بہت نرم اور نازک ہوتا ہے یہ ہماری ذرا سی سے ناراضگی اور غصے سے چکنا چور بھی ہوجاتا ہے اِن رشتوں کے روپ میں عورت بدمعاشوں اور ذیلوں سے بھی محبت کرنے والی خدا کے بعد ایک ایسی ہستی ہے جو معاشرے سے دھتکارے اور بھٹکارے ہوؤں سے بھی محبت کرتی ہے سقراط کے نزدیک مرد آنکھ ہے تو عورت اِس کی بینائی مرد پھول ہے تو عورت اِس کی خوشبو ہے کہنے والوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ عورت ایک ایسا پھول ہے جو اپنی خوشبو سے مرد کے چمنستان کو مہکا دیتی ہے جبکہ سیموئیل کا کہنا ہے کہ عورت کے محبت بھرے دل سے اچھی کائنات کی کوئی شے نہیں ہے عورت کی عظمت سے متعلق ایرانیوں میں ایک کہاوت صدیوں سے بڑی مشہور ہے وہ یہ کہ عورت کا پیار اِس چشمے کی مانند ہوتا ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ عورت کی شان و عظمت سے متعلق ہم نے اُوپری سطور میں جتنی بھی خوبیاں بیان کیں ہیں اِن میں اکثر اُن مشہور و معروف اشخاص کے قول ہیں جو مسلم تو نہیں تھے مگر اِن کے نزدیک عورت کا احترام اور تقدس ضرور تھا۔

یہاں ہم نے اپنے اُن اسلامی اقوال کو تحریر خود سے نہیں کیا ہے جو ہم اپنی کتابوں میں پڑھتے اور اپنے مذہبی اجتماعات میں سُنتے چلے آرہے ہیں مگر ہم اِنہیں اپنی عملی زندگیوں میں اپنانے سے قاصر ہیں کیوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اہلِ دانش حضرات جذباتی اور کتابی باتیں بیان کرنے کے اور کچھ نہیں کرتے ہمیں یقین ہے کہ آج اگر ہم اپنے اہلِ دانش کی باتوں پر حقیقی معنوں میں اپنے دین کے مطابق عمل کررہے ہوتے تو شاید ہم اپنے معاشرے میں ماں بہن بیوی اور بیٹی کے مقدس رشتوں کے روپ میں موجودہ عورت کی عظمت وقار کا خیال ضرور رکھتے اور اِس کی یوں بے قدری ہر گز نہ کرتے جیسے ہم آج کررہے ہیں یوں ہم نے اپنی اِس تحریر میں دنیا کے اُن اشخاص کے اقوال دانستہ طور پر شامل کئے ہیں اور اگلی سطور میں مزید شامل کریں گے جو مسلم تو نہیں مگر اُنہوں نے بھی ہماری دینی کتابوں کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے بعد ایک مقام پر پہنچ کر عورت کا احترام نہ صرف خود پر لازم سمجھتے رہے بلکہ اپنے خوبصورت اقوال سے رہتی دنیا تک یہ نصیحت اور سبق ضرور دے گئے کہ دنیا میں جتنے بھی چھوٹے۔بڑے ظاہر اور باطن پھول ہیں اِن میں سب زیادہ خوبصورت اور نازک پھول عورت ہےاور نہ صرف یہ بلکہ اُنہوں نے ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا کہ دنیا کی تمام خوشیاں عورت سے ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا ایک اُجڑے دیار کے مانند ہوتی اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ یہ معاشرے کے اُن ظالم مردوں جو باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کی شکل میں دنیا کے اِس حسین پھول عورت پر ظلم

کرتے ہیں اُن کو بھی سختی سے یہ سمجھا گئے ہیں کہ سُنو سُنو اور کان کھول کر سُن لو کہ عورت مرد کی غلام نہیں ہے اِس پر اپنے مفادات کے خاطر کبھی غیرت کے نام پر اور کبھی دولت پر قابض ہونے کے لئے ظلم نہ کرنا اور اِسے قتل کرنے کے بہانے تلاش نہ کرنا یہ تمہاری نہ تو دشمن ہے اور نہ تمہاری غلام بلکہ یہ تو تمہاری نسلوں کے لئے وہ کھیتی ہے جہاں سے تمہاری نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور چڑھتی رہیں گیں اور تمہاری اِن ہی عورتوں سے تمہاری قوم کو بہادر سپوت میسر آئیں گے جن سے تم دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کروگے اِس لئے عورت تمہاری سچی ہمدرد، اچھی رفیق اور تمہارے سائے سے زیادہ قریب تر تمہاری ساتھی ہے جو تم سے اپنے ایثار و محبت کے نیک جذبوں کی وجہ سے کبھی بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی وفا اور اُلفت جیسے انمول خزینے اِس کی ہر سانس اور اِس کے خون کے ایک ایک قطرے کی شکل میں اِس کے وجود میں گردش کرتے ہیں بس تمہارا اِس کے ساتھ مخلوص اور دیانتدار ہونا شرط ہے تم اپنے نفس کے ہاتھوں اِسے دھوکہ تو دے سکتے ہو مگر یہ اِس کے باوجود بھی تم پر اپنا سب کچھ نچھاوڑ کرنے پر آمادہ رہتی ہے مگر یہاں بڑے افسوس کے ساتھ ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہم مردوں نے اپنی مردانگی کا سارا زور کئی مقدس رشتوں میں موجود رہنے والی معاشرے کی عورت پر یوں جھاڑنا شروع کردیا ہے کہ جیسے یہ ہماری غلام ہے اِس کی حیثیت ہماری جنسی تسکین پہنچانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے جبکہ مردوں کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ آج جس عورت پر یہ اپنی مردانگی کا

لبادہ اوڑھ کر ظلم کررہے ہیں اوراِس کو بے دردی سے قتل کردیتے ہیں یہی عورت تو ہے جواِن کو جنم دیتی ہے اوراِن کی مردانگی کے اِن میں رنگ بھرتی ہے مردوں کو سوچنا چاہئے کہ آج اگر عورت نہیں ہوتی توکیا یہ پیدا ہوتے اوراپنی مردانگی کازور کس پرچلاتے...؟توبس مرد کی مردانگی ختم ہوجانی چاہئے ہے عورت کے سامنے جس روپ نے اِسے جنا ہے۔

اُف غریبوں کا کیسا 2012-13 بجٹ آیا..؟

بجٹ امیروں کو کھانے کھلانے اور غریبوں کو مارنے آیا

ابتداء کر رہے ہیں بشیر فاروقی کے اِس شعر سے کہ

ہمارے مالیاتی شہسواروں کا بجٹ آیا

وطن کے غمگساروں رازداروں کا بجٹ آیا

مبارک ہو عزیزانِ وطن تم کو مُبارک ہو

گرانی کی خبر لے کر خساروں کا بجٹ آیا

وفاقی حکومت نے آئندہ مالی سال 2012-13 کے لئے بجٹ منظوری کے لئے پارلیمنٹ میں پیش کر دیا جس میں اِن دنوں ہماری قوم کو بجلی کے جس بحران کا سامنہ ہے اِس سے نمٹنے کے لئے 183 ارب مختص کئے گئے ہیں جسے وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے اپوزیشن کے شدید احتجاج اور ہنگامہ آرائی کے دوران پیش کیا اگرچہ یہ بجٹ موجود حکومت کا کئی حوالوں سے آخری بجٹ کہا جاسکتا ہے جس میں حکومت نے عوام پر مہنگائی کے وقفے وقفے سے بم گرانے کا جو سامان کیا ہے یہ اعزاز بھی ہماری اِس حکومت کو ہی جاتا ہے جس نے عوام کے لئے خود کو

خادم بنا کر پیش کرنے کے طرح طرح کے دعوے بہت کئے مگر اِس کے یہ سارے دعوے ریت کے ڈھیر ثابت ہوئے۔

اُف غریبوں کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی ہماری موجودہ حکومت نے اپنے اقتدار کا آخری بجٹ جو 29 کھرب 60 ارب روپے خسارے کا ہے یہ بھی پیش کر ہی دیا ہے اِس پر بھی اَب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حکومت جتنے بھی عرصے قائم رہتی ہے اِس دوران اور کتنے منی بجٹ پیش کرے گی اِس کا کریڈٹ بھی اِسے ہی جائے گا جس میں اِس نے اپنے الفاظ کی ہیر پھیر سے اپنے لئے تو مزے اور عیاشیوں کے تمام دروازے کھول رکھے ہیں مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ملک کے غریبوں کو کوئی خوشخبری تو نہیں دی ہے ہاں البتہ ملک کے سرکاری تنخواہ دار اور پینشن یافتہ طبقے کے لئے اونٹ کے منہ میں زیرہ جتنا اضافہ کرکے اِنہیں مہنگائی کا ایندھن بننے کا انتظام ضرور کر دیا ہے اور اپنا سینہ چوڑا کر لیا ہے اِس موقع پر ہمیں یہ شعر یاد آیا کہ

یہ حکومت کہہ رہی ہے 29 کھرب کا بجٹ
ہے غریبوں اور آشفتہ سروں کے واسطے
لیکن آثار و قرآئن سے پتہ چلتا ہے یہ
ہے سیاسی رہبروں یا ورکروں کے واسطے

اور اَب تو اِس بجٹ کے بعد سے تو ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اَب ملک کے شہروں شہروں اور گاؤں گاؤں جس طرح اندھیروں کا راج ہے اِس بجٹ سے غریبوں کے دل و دماغ سے زندگی کی روشن کرن بھی ختم ہوجائے گی اور اِن کا پیٹ بھی روٹی کو چلاتا رہے گا ایسا لگتا ہے کہ ہماری اِس عوام دوست حکومت نے اپنے اقتدار کے آخری بجٹ میں ملک سے غربت تو درکنار ملک سے غریبوں کو ہی نیست نابود کرنے کا اپنا ایک اچھا اور دیرپا کوئی پروگرام بنا رکھا ہے یہ بجٹ جسے اقتصادی ماہرین 11 کھرب 84 ارب کا خسارے کا بجٹ کہہ رہے ہیں جس کا براہ راست اثر ملک کے غریبوں کے باورچی کھانوں اور اِن کی چھوٹی چھوٹی جیبوں پر ہی پڑے گا اور وہ اپنی غربت اور مفلسی کے مارے چیختے چلاتے سڑکوں پر آجائیں گے اور ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس اور پارلیمنٹ کے گرد ونواں میں یہ کہتے پھریں گے کہ

یہ آیا ہے جب سے عوامی بجٹ
غموں میں گزرتا ہے ہر ثانیہ
سُنائیں کسے ہم گرانی کا حال
دکھائیں کسے گھر کا میزانیہ

یقیناً اتنا بڑا خسارے کے بجٹ آئندہ دنوں میں ملک کی غریب عوام کی مہنگائی کے ہاتھوں کمر دہری کردے گا تو وہیں تاجروں اور صنعتکاروں کے لئے بھی

پریشانیوں کا باعث بنے گااور ہمارے وہ تاجر اور صنعتکار جو پہلے ہی 64 سالوں سے حکومتوں کو ٹیکس کی پوری ادائیگی میں ڈنڈی مارتے چلے آئے ہیں اِس مرتبہ بھی یہ خود پر لگنے والے اضافی ٹیکسوں کی وجہ سے پریشان ہی دکھائی دیں گے اَب یہ کام تو حکومت اور اِس کے اُن اداروں کا ہے جنہیں وفاقی محاصل کی مد میں 32.34ارب لگائے ہیں اور جنہیں اپنا ٹیکس وصولی کا ہدف23.81ارب پورے کرنے ہیں یہ کس طرح اپنے اہداف کو حاصل کرتے ہیں اور یہ اِس کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں یہ اِن کا کام ہے اگر ہمارے اداروں نے تاجروں اور صنعتکاروں سے ٹیکس کی وصولی میں ذرا بھی کوتاہی کی تو قوم کہہ اٹھے گی کہ

تاجرانِ حیلہ پرور ہوں کہ صنعتکار ہوں
ٹیکس دیتے ہیں حکومت کو کہاں یہ نفع خور
کیوں خساروں کا بجٹ آئے نہ اپنے ملک میں
جبکہ ہر آجر ہماری قوم کا ہو ٹیکس چور

اور پھر ملک کے غریب عوام اپنی لاچارگی اور مفلسی میں یہ کہنے سے بھی کوئی دریغ نہیں کریں گے کہ

مالِ وزر، حرص وہوس کا جو جنوں ہے آج کل
چشمِ انساں نے کبھی ایسا جنوں دیکھا نہ تھا
عہدِ جمہوری میں جتنا ہو رہا ہے کشت وخون

دورِ آمر میں بھی اتنا کشت وخون دیکھا نہ تھا

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری اِس موجودہ حکومت نے کیا پہلے ہی گزشتہ چار بجٹوں میں عوام کا خون کم نچوڑا تھا جو اِس نے جاتے جاتے اپنا یہ آخری بجٹ بھی پیش کر دیا ہے جس میں عوام کو مہنگائی کے تحفوں کی نوید سُنانے کے اور کچھ نہیں دیا گیا ہے ایسی حکومت جو خود کو عوام کا سب سے بڑا ہمدرد کہتی رہی ہے اور شاید آئندہ انتخابات میں بھی یہ خود کو اِسی لبادے میں ڈھانپ کر پیش کرے اور عوام سے ووٹ حاصل کرنے کے بہانے تلاش کرے اِس حکومت کو اپنے دور میں پیش کئے گئے پانچوں بجٹوں میں عوام کے لئے کئے گئے ریلیف کا خود جائزہ لینا ہوگا اور پھر سوچے کہ اِس نے اپنے دورِ اقتدار میں عوام کو کتنا ریلیف کس مد میں دیا ہے اِس کے بعد یہ آئندہ الیکشن میں عوام کی دہلیز پر اپنے لئے ووٹ کی بھیک مانگنے کے لئے آئے ہمیں اِس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اگر برسرِ اقتدار جماعت نے اپنا محاسبہ خود کر لیا تو یہ اِس نتیجے پر ضرور پہنچے گی کہ اِس نے اپنے اقتدار کے پانچ سالوں میں عوام کے لئے کچھ نہیں کیا ہے تو پھر یہ اَب کس منہ سے دوبارہ ووٹ لینے اِن کے دروازوں پر جائے اور ہم نے اپنے عوام کو سوائے مہنگائی کے طوفانوں، بجلی اور گیس کے بحرانوں کے دیا ہی کیا ہے جس سے ہماری عوام ہم سے پریشان ہے اور رہی سہی قصر اِس آخری بجٹ 2012-2013 نے پوری کر دی ہے جو ہم عوام سے دوبارہ اپنے اقتدار

کے لئے ووٹ لینے جائیں گے عوام یوں رہ ہی کیا جائے گا

بقول شاعر:۔

جسم میں قوم کے اَب جاں کہاں باقی ہے
اتنا خوں چوسا ہے رشوت کے طلبگاروں نے
قرض ہی قرض ہے اَب میرے وطن کے سر پر
اتنا لوٹا ہے حکومت کے نمک خواروں نے

قوم چیخے یا چلائے بجلی بجلی... ہائے بجلی مگر یہ کل مُنی بجلی نہ آئے

پنجاب اور کراچی میں بجلی کے ستائے افراد کا پُر تشدد احتجاج...

لو نواز شریف نے ایک لاکھ بیروزگاروں کو نوکریاں دینے کی مخالفت کر دی... کیوں بھئی کیوں...؟؟

پُر تشدد بجلی بحران نے پنجاب اور ملک کے دوسرے حصوں سے بڑھتے بڑھتے اَب کراچی کا بھی رُخ کر لیا ہے جہاں گزشتہ چار دن سے کراچی کے لیاقت آباد کے علاقے اپسرا اپارٹمنٹ، الکرم اپارٹمنٹ اور فیڈرل کیپٹل ایریا کے متعدد علاقوں میں گزشتہ جمعہ کی صبح 8 بجے سے منقطع ہونے والی بجلی کے باعث مکینوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مشتعل افراد نے لیاقت آباد دس نمبر چوک پر کے ای ایس سی کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے انتظامیہ کے خلاف نعرے لگائے اور ٹائروں کو نذرِ آتش کرتے ہوئے پتھراؤ کر کے کئی گاڑیوں کے شیشے توڑ دیئے اور چھ کے قریب گاڑیوں جن میں ٹرک بھی شامل تھے اِنہیں جلا ڈالا... مشتعل افراد کو منتشر کرنے کے لئے پولیس اور رینجرز کی لاٹھی چارج اور فائرنگ کے بعد حالات تو کچھ قابو میں آئے مگر بجلی کے ستائے ہوئے مشتعل افراد کے ہاتھ بجلی نہ آئی... پولیس اور رینجرز کے ہاتھوں لاٹھی ڈنڈے کھانے اور شلینگ اور گولیوں کی

ترتڑاہٹ کے بعد بھی اِن مشتعل افراد کے گھر اندھیر کا ہی راج رہا اور اِن سطور کے تحریر کرنے تک متاثرہ علاقوں سے بجلی کوسوں دور ہے اور یہاں اندھیرے ہی راج کر رہے ہیں۔

جبکہ بجلی سے محروم مشتعل افراد کی ہنگامہ آرائی کے دوران میدان جنگ کا منظر پیش کرنے والے علاقوں کے بارے میں (شہر کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے والے ادارے) کراچی الیکٹرک سپلائی کی ظالم انتظامیہ کا موقف یہ ہے کہ اِن علاقوں کے یعنی کنڈا پا اور سپلائی سے اپنی KPS صارفین بجلی بل پورا ادا نہیں کرتے ہیں اور یہ ضرورت کی بجلی چوری س ہ حاصل کرلیتے ہیں اِس پر کے ای ایس سی انتظامیہ کا یہ کہنا ہے کہ الکرم سب اسٹیشن میں آتشزدگی کے نتیجے ییں آلات کے تباہ ہونے اور اِس سے ہونے والے بھاری مالی نقصان پر ابتدائی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آگ لگنے کی وجہ اِس غیر قانونی اور ناجائز کمرشل لوڈ کی بھاری اوور لوڈنگ بھی تھی جو سسٹم سے کنڈا پا اور سپلائی کے ذریعے منسلک تھا اَب جس پر کے ای ایس سی کی ظالم انتظامیہ KPS نے ضد کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جب تک اِن علاقوں سے کمپنی کو پوری بلنگ وصول نہیں ہوتی اور مشتعل افراد کی ہنگامہ آرائی ختم نہیں ہوجاتی ہے کمپنی متاثرہ سب اسٹیشن کی بحالی سے قاصر ہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں قوم بجلی بجلی ... ہائے بجلی چیخے یا چلائے مگر یہ کل مُنہی بجلی ہے کہ پھر بھی نہ آئے... بجلی بحران میں شدت آنے کے ساتھ ساتھ قوم کی بے چینی اور بے قراری ہے کہ بڑھتی ہی جارہی ہے اور ایسے ہیں ہمارے حکمران ہیں کہ یہ قوم سے کہہ رہے ہیں کہ بجلی بحران کا حل بجلی کے ضیاع کو روکنے اور اِس کے انتظامی ڈھانچے میں بہتری لانے میں پنہاں ہے اگر واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ حکمران دعویٰ کررہے ہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِسے کون عملی جامہ پہنائے گا... ؟اور اگر اِس میں جیسا کہ ہم حقیقت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے جس کا حکومت دعوی کررہی ہے تو پھر بھی ملک پر نازل ہونے والے بجلی کے اِس سنگین بحران کو کس طرح قابو کیا جائے گا... ؟اور ملک بھر میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی کو کس طرح یقینی بنایا جائے گا... ؟کیا یہ کام ہماری حکومت نہیں کرسکتی ہے... ؟جس کے لئے یہ طرح طرح کے حیلے بہانے بنارہی ہے۔

ایسے میں ملک کی موجودہ دگرگوں ہوتی حالت اور مفلوک الحال عوام کی کیفیت کو دیکھ کر ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ 64 سالوں میں حکمرانوں کی شکل میں ہم پر جتنے بھی مسلط رہے یقیناًاِن میں قومی خزانے سے مزے لوٹنے والوں کی تعداد ایک سے بڑھ کر ایک رہی ہے اور ہر کسی کو اپنے اِس کام کے سامنے ملک اور عوام نظر ہی نہیں آئے بس اِنہیں تو اِس وقت صرف اپنے مفادات عزیز رہے اور اپنی

ضرورتیں ہی دکھائی دیتیں رہیں جب ہی تو یہ لوگ قومی خزانے کو اپنی جاگیر سمجھ کر لوٹتے رہے ہیں،یکدم ایسے ہی جیسے آج 65ویں سال میں بھی ہمارے موجودہ حکمران قومی خزانے کو لوٹ لوٹ کر اپنی تجوریوں کو بھر رہے ہیں،اِنہیں بھی اپنے پیش روؤں کی طرح عوامی مسائل اور ملک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی غربت کی شرح کی کوئی فکر ہے اور نہ ہی بجلی بحران کے باعث ملک میں ہونے والی زبوحالی کا کوئی غم ...ایسے میں اگر اِنہیں کچھ سُجھائی دے رہاہے تو وہ ہے بس قومی خزانہ... اور ملک کے غریب عوام کے خون پسینے سے کمائی ہوئی قومی دولت.... جِسے میرے اور ہم سب کے آج کے ہر دلعزیز لیڈرانِ قوم وملت اپنے دونوں ہاتھوں میں لوٹ رہے ہیں اور اپنے اِس فعلِ شنیع کی وجہ سے عوام کو مسائل کی چکی میں پیس رہے ہیں۔

اورآہ آہ... !اِس پر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اپنے اقتدار کے ساڑھے چار سال بعد اپنی حکمرانی کے پانچویں بجٹ کو پیش کرنے کے بعد اعلی درجے کی قناعت پسندی اور کفایت شعاری کو اپنانے کا خیال بھی آ ہی گیاہے جس کے لئے اُنہوں نے ترجیحی بنیادوں پر سادگی کو بطور پالیسی اپنانے کا اعلانِ عظیم کرکے ساری قوم کو حیران کردیاہے آج جس پر قوم یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ ہمارے حکمران ملک اور قوم کے ساتھ اتنے ہی مخلص ہیں جتنے آج ہوگئے ہیں تو یہی کچھ یہ اگر چار سال پہلے کرلیتے تو ملک کی حالت بہتر

ہوجاتی اور بہت سے سنگین مسائل بھی ختم ہوچکے ہوتے حکمرانوں کے اِس اعلان پر قوم یہ کہہ رہی ہے کہ آج جب کہ حکومت کا وقتِ نزع ہے تو ایسے میں اِسے سادگی کو بطور پالیسی اپنانے کا خیال آیا یعنی آج حکومت کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سو چوہے کھا کر اَب بلی چلی ہے نیک کام کرنے ....اور وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ نے وزیر اطلاعات قمرزمان کائرہ کے ہمراہ پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس میں بڑے پُرتپاک انداز سے اپنی گردن آسمان جتنی تان کر اور باآوازِ بلند اِس بات کا اعلان کیا کہ یہ ہماری اِس عوام دوست حکومت کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ عالمی معاشی بحران کے باوجود عوام کے لئے اچھااور متوازن بجٹ پیش کرکے ملکی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کردیا ہے جسے ملکی تاریخ میں سُنہرے حروف میں تحریر کیاجائے گااِس موقع پر توانائی بحران سے متعلق اُنھوں نے کہاکہ ہم آگاہ ہیں کہ عوام بجلی کے بحران سے دوچار ہیں اِس وقت بجلی 12 روپے میں بناکر 7 روپے فی یونٹ فروخت کررہے ہیں بجلی کا بحران صرف پیسے دینے سے ختم نہیں ہوسکتاہے اِن کا کہنا تھاکہ اِس کا انتظامی ڈھانچہ بہتر کرنے اور بجلی کے ضیاع کو روکنا ہوگااِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک طرف تو قوم چیخ رہی ہے ہائے بجلی ہائے بجلی اور دوسری جانب شیخ جی ہیں کہہ رہے ہیں کہ بجلی کے ضیاع کو روکنا ہوگا اب اگر بجلی ضیاع ہورہی ہے تو یہ بھی بتادیں کہ بجلی کہاں ضیاع ہورہی ہے...؟اور کون ضیاع کررہاہے...؟اگر عوام ضیاع کررہے ہیں تو پھر عوام ہائے بجلی ہائے بجلی چیختے اور چلاتے ہوئے

سڑکوں پر کیوں آگئے ہیں ...؟ شیخ جی..؟ ذرا سوچیں اور بتائیں کہ کون سے ایسے عناصر ہیں جو بجلی ضیاع کر رہے ہیں ...؟اور شیخ جی ...! یہ بھی تو بتادیں کہ آپ کی حکومت نے چار سالوں میں بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے کیا کیا جتن کئے ہیں ...؟اور کیا آپ کی اِس حکومت کے آخری ایام میں عوام کو پوری بجلی مل پائے گی ...؟ جس کے حصول کے خاطر قوم چیختے چلاتے شمع کے پروانوں کے مانند سڑکوں پر آکر لاٹھیاں اور گولیاں کھا رہے ہیں ارے شیخ جی ...! آپ کیا بتائیں گے...؟ ارے آپ نے تو بجلی بحران کے حل کے حوالے سے اپنی حکومت کے سالانہ پلان میں فوری حل کا کوئی منصوبہ بنایا ہی نہیں ہے سوائے " بجلی کا انتظامی ڈھانچہ بہتر کرنے اور بجلی کے ضیاع کے روکنے" کے بے مقصد جملے اور نوید قمر سے وزارتِ پانی و بجلی چھین کر احمد مختار کے سپرد کرنے جیسے اقدام کے کچھ نہیں کیا ہے ایسے میں اَب یہاں سوچنا یہ ہے کہ حکومت نے احمد مختار کو پانی و بجلی کی جو وزارت سونپی ہے کیا یہ اِس وزارت میں اپنے اختیارات کے آزادانہ استعمال یں بھی مختار ہوں گے...؟؟ یا یہ بھی اپنے اختیارات کے استعمال کے لئے بے مختار ہو کر صدر یا وزیر اعظم کی سے جانب ملنے والے کسی ڈکٹیشن کے منتظر رہیں گے...؟ یا جیسا ہے ویسا ہی چلنے دیں گے...؟؟ بہر حال ہم سمجھتے ہیں چہرے تبدیل کرنے سے بھی کچھ نہیں ہوگا جب تک ہمارے حکمران اپنے ملک اور قوم کے ساتھ مخلص نہ ہوجائیں جو آج شاید کوئی نہیں ہے۔

جبکہ دوسری جانب ایک افسوس ناک امر یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور ملک کے سابقہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ملک کی 19 کروڑ مفلوک الحال عوام کی بھرپور نمائندگی کرتے ہوئے توفاقی بجٹ 13-2012 کوانتہائی مایوس کُن ضرور قرار دے دیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اُنہوں نے معاشی صورتحال پر تشویش کرتے ہوئے حکومت کے اِس اقدام پر بھی سخت برہمی کا اظہار کردیا ہے جس کے تحت موجودہ حکومت ایک لاکھ بے روزگار نوجوانوں کو نوکریاں دے گی اُنہوں نے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اتنی بڑی تعداد میں بے روزگار نوجوانوں کو نوکریاں فراہم کرکے سیاست نہ کرے اور ساتھ ساتھ حکومت کو یہ مشورہ بھی دے گئے کہ اِس حکومتی اقدام سے معاشی صورت حال مزید ابتر ہوجائے گی یعنی وہ ایک طرف ملک سے غربت اور بے روزگاری کو ایک بڑی لعنت قرار دیتے رہتے ہیں اور جب ہماری ہزاروں چھید والی یہ حکومت جاتے جاتے ملک سے غربت اور بیروزگاری جیسے مسائل کے تدارک اور خاتمے کے لئے ملک کے ایک لاکھ بے روزگار نوجوانوں کو بلارنگ و نسل نوکریاں فراہم کرنے کے اقدامات کو عملی جامہ پہنانا چاہ رہی ہے تو میاں نواز شریف حکومت کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ حکومت کے ایک لاکھ نوجوانوں کو نوکریاں فراہم کرنے کے عمل سے ملکی معیشت زمین بوس ہوسکتی ہے قارئین حضرات ..!ذرا سوچیں کہ کیا نواز شریف جی کو اِس حوالے سے کچھ کہنا چاہئے تھا یا نہیں ...؟ ایسے میں ہم سمجھتے ہیں مانا کہ ملکی معیشت دگرگوں ہے اگر موجودہ حکومت اِس حال میں بھی

جاتے جاتے ملک کے ایک لاکھ نوجوانوں کو نوکریاں دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو نواز شریف جی کو کیا ضرورت پڑی کہ وہ اِسے ایسا کرنے سے روکیں۔۔۔؟کیا یہ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی اپنے عوام اور قوم کے ساتھ دوغلی سیاست نہیں ہے کہ ایک طرف تو یہ ملک کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں بیروگاری اور غربت کو کلنک کا ٹیکہ کہتے ہیں اور دوسری طرف جب کوئی اِس ٹیکے کو صاف اور ختم کرنے کی کوشش کررہاہے تو یہ اِسے منع کیوں کررہے ہیں۔۔۔۔؟؟

شہر کراچی میں ہنگامے، قتل وغارت گری اور دہشت گردی کی وارداتیں

کراچی کے بگڑتے حالات ... خوفزدہ عوام

شہرِ قائد کراچی میں پچھلے کئی دِنوں سے وقفے وقفے سے کراچی دشمن عناصر دانستہ طور پر حالات خراب کرنے کی سازشوں میں مصروفِ عمل دِکھائی دیتے ہیں جبکہ گزشتہ دنوں اِس میں اُس وقت شدت آگئی جب خبر کے مطابق کراچی کے مختلف علاقوں میں فائرنگ کے واقعات میں متحدہ کے 3 کارکنوں سمیت 9 افراد ہلاک جن میں 2 خواتین اور 2 پولیس اہلکاروں سمیت 13 افراد زخمی ہوگئے اور فیڈرل بی ایریا کے علاقے حسین آباد میں متحدہ قومی موومنٹ کے یونٹ آفس پر دستی بم حملے کے نتیجے میں ایک کارکن زخمی ہوگیا جس کی تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ متحدہ کے کارکنان کو اولڈ سٹی ایریا میں نشانہ بنایا گیا گارڈن، کھارادر و دیگر علاقوں میں کشیدگی کے باعث بازار بند اور فائرنگ کے رونما ہونے والے واقعات میں متعدد افراد کے زخمی ہونے پر شہر کراچی کا معاملات زندگی بری طرح سے مفلوج ہو کر رہ گیا جس پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے انتظامیہ بے بس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے دہشت گردوں کو لگام دینے اور اِن کا قلع قمع کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں ایسا کیوں ہے...؟ شاید اِس کی بھی کئی وجوہات ہوں مگر ایک

وجہ جو صاف دکھائی دے رہی ہے وہ یہ کہ اِس معاملے میں قانون سے زیادہ شاید سیاسی مجبوریاں بہت زیادہ ہیں جن کی وجہ سندھ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اور کوئی بھی کچھ نہیں کرپارہاہے۔

اگرچہ اگلے روز جب ہم یہ سطور رقم کررہے تھے تو اُس وقت بھی ابتدائی طور پر شہر کراچی میں جاری پُرتشدد واقعات میں ایک خاتون سمیت چار افراد کی ہلاکت کی اطلاع تھی جبکہ اِس طرح شہر کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر قومی اسمبلی میں ایم کیوایم کے پارلیمانی لیڈراور وفاقی وزیراوورسیز پاکستانیز ڈاکٹر فاروق ستار نے اسلام آباد میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہاکہ حکومت کراچی میں خراب حالات کا سلسلہ بند کرائے اُنہوں نے کہاکہ کراچی کے حالات ہاتھ سے نکل گئے تو پوراملک غیرمستحکم ہوسکتاہے صدر، وزیراعظم سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ کراچی کی بگڑتی ہوئی صُورتحال پر توجہ دیں اور اُنہوں نے حکومت سے اپنایہ بھی پرزور مطالبہ کیاکہ حکومت کراچی میں خراب حالات کا سلسلہ بند کرائے ، ہنگامی بنیادوں پر قانون کو حرکت میں لایا جائے اوراِس کے ساتھ ہی اِس موقع پر فاروق ستارکا کہنا تھاکہ انتباہ کرتاہوں کہ حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے کراچی ہیں خراب حالات کا سلسلہ بند کرائے اگر یوں ہی اشتعال انگیزی جاری رہی تو الطاف حسین بھائی کی صبر کی تلقین.برقرار رکھنا ممکن نہ ہوگا۔ قومی اسمبلی میں ایم کیوایم کے پارلیمانی لیڈراور وفاقی وزیر فاروق

ستار نے شہر کراچی کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو فوری طور پر قابو کرنے کے لئے صدر، وزیراعظم کو خصوصی طور پر مخاطب کرکے اپناجو مطالبہ کیاہے اور اِنہیں جس کا اِنتباہ دیاہے اَب شہر کراچی کے خراب حالات کے سلسلے کو ترجیحی بنیادوں پر رکوانے اور کراچی کے حالات ٹھیک کرانے اور اِس شہر میں جاری قتل وغارت گری کے خاتمے کے لئے صدر، وزیراعظم کو سنجیدگی سے دیرپابنیادوں پراقدامات کرنے ہونے ہوں گے اور قانون کو عملی طور پر حرکت میں لانے کے لئے احکامات جاری کرنے ہوں گے اگر وفاقی وزیر فاروق ستار کے مطالبے اور انتباہ پر حکومت نے کان نہ دھرا اور جنگی بنیادوں پر شہر کراچی کے خراب ہوتے حالات کو سدھرانے کے لئے کچھ نہ کیا تو پھر شاید کراچی دشمن عناصر کو کھلی چھوٹ مل جائے اور وہ اپنی دہشتگردانہ کارروائیوں کو تیز کردیں جنہیں روکنے کے لئے اہلیان کراچی کو اپنی مدد آپ کے تحت خود کچھ کرناپڑے جس سے شہر کراچی میں حالات اور بگڑ سکتے ہیں لہٰذاضرورت اِس امر کی ہے کہ صدر، وزیراعظم فوری طور پر شہر کراچی میں جاری قتل وغارت گری اور روزانہ بڑھتے ہوئے ٹارگیٹ کلنگ کے واقعات کی روک تھام کے لئے حکومتی مشینری کو استعمال میں لاکر شہر کراچی کو امن وسکون کا ایک عظم گہوارہ بنانے میں اپنااہم کردار اداکریں تاکہ پاکستان کا یہ صنعتی اور تجارتی حب کہلانے والا شہر کراچی ملکی معیشت اور اقتصادی ڈھانچے کو فعل بنانے اور مستحکم کرنے میں اپنابہتر طریقے سے کردار اداکرسکے۔

اَب اِس پس منظر میں ہمارا خیال یہ ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے شہر قائد کراچی میں قتل و غارت گری کی شروع ہونے والی اِس لہر میں کراچی دشمن عناصر کی شکل میں ممکن ہے کہ کچھ متعصب اور تنگ نظروں کے ٹولے بھی متحرک ہوں جو کراچی کو یہاں سے ہر الیکشن میں بھاری مینڈیٹ لینے والے مہاجر اُمید والوں کی جاگیر سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی سوچ اہلیان کراچی کی نہیں ہے کہ کراچی صرف اِن کا ہی شہر یا جاگیر ہے وہ کہتے ہیں کہ کراچی ہر اُس پاکستانی کا شہر ہے جو خلوصِ دل و نیت کے ساتھ اِس کی ترقی اور اِس کے امن و سکون کے خاطر کوشاں ہے اور اِس کی تعمیر و ترقی اور اِس کے امن و سکون کو پاکستان کی ترقی و خوشحالی کا ضامن سمجھے اور اِس شہر کی ترقی و خوشحالی کے خاطر اپنا کلیدی کردار ادا کرے تو یقینی طور پر کراچی ایسی سوچ کے حامل ہر فرد کا شہر ہے مگر پھر بھی کچھ متعصب اور تنگ نظر اور کراچی دشمن عناصر اس کے برعکس سوچ رکھتے ہیں جو کراچی کے حالات خراب کرنے کے لئے یہاں آباد مہاجروں سمیت دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی مار رہے ہیں اور یہ اِس پر اپنے تئیں قائم ہیں جیسا یہ اپنے دل و دماغ سے سوچتے اور چاہتے ہیں اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ایسے بہت سے لوگ اِس لیے متعصب اور تنگ نظر ہو جاتے ہیں اور کراچی دشمنی میں اتنے آگے نکل جاتے ہیں کہ اِن کی احمقانہ سوچ کو تقویت دینے کے لئے اِنہیں بہت سے کم علم و عقل اور تنگ نظر قسم کے سیاسی فلاسفروں اور سیاسی لکھاریوں

کے خود ساختہ اصول اور نظریات بھی مل جاتے ہیں جس کی بنیاد پر اِن کی سوچ متعصب اور تنگ نظری کو پروان چڑھانے میں معاونت کرتی ہے حالانکہ یہ بات ساری دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ مہاجروں نے اِس وطنِ عزیز پاکستان کو ابتداء سے آج تک اپنے خون پسینے سے سینچا اور پرویا ہے اور تا قیامت یہ اپنے وطن پاکستان کے ساتھ مخلص رہیں گے اور اِس کی تعمیر و ترقی میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے جنہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے :

کشورِ پاک کو دنیا میں اُبھارا ہم نے
اِس کی اُلجھی زلفوں کو سنوارا ہم نے
اِس کے غمخوار بھی ہم بانی و معمار بھی ہم
اِس کے پھولوں کو لہو دے کے نکھارا ہم نے

مگر پھر بھی اِن بانیان پاکستان کی اولادوں کے لئے اِن کے اپنے ہی وطن میں زمین تنگ کرنے کے لئے متعصب اور تنگ نظر ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں حد انسانیت کی تمام سرحدیں عبور کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہا ہے یعنی متعصب اور تنگ نظر ٹولے نے کراچی کے امن و سکون کو تہس نہس کرنے اور اِس کی ترقی کو روکنے کے لئے مہاجروں اور یہاں رہنے والے ملک کے دوسرے صوبوں سے آئے ہوئے افراد کی بھی ہلاکت کا بازار گرم کر رکھا ہے جن کے خون سے شہر کا ذرہ ذرہ تر

ہے اور ہر گلی اور محلے سے آہوں اور سسکیوں کی آوازیں دل کو ہلا دیتی ہیں ایسے میں اہلیانِ کراچی میں یہ احساس شدت سے پیدا ہو رہا ہے کہ

لطف تو جب ہے محبت کا ہو دارا کوئی
کوئی خُوبی نہیں قسمت کا سکندر ہونا
مجھ کو اُس دور میں پیدا کیا یارب تو نے
جرم جس دور میں ٹھیرا مہاجر ہونا

حالانکہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے ناطے ہم جس دین اور جن نبی مکرم حضور پر نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت سے تعلق رکھتے ہیں اِس کا پہلا درس ہی بلا رنگ و نسل ، مذہب و ملت صرف احترامِ انسانیت ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہم آج اپنا یہ درسِ عظیم بھلا کر صوبہ پرستی اور فرقہ واریت پر چل نکلے ہیں اور ہم یہ بھول چکے ہیں کہ ہم اِنسان مسلمان اور پاکستانی ہیں جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہمارے ملک کا ہر فرد اِس پر ناز کرتا، بقول شاعر:

ہم مُسلماں ہیں ہمیں اسلامیت پہ ناز ہے
آدمیت پر ہمیں اِنسانیت پر ناز ہے
ایک وہ ہیں جن کو ہے صُوبہ پرستی پر غرور
ایک ہم ہیں جن کو پاکستانیت پر ناز ہے

اور آخر میں ہم اتنا کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ اللہ کے واسطے میرے ملک کا فرد اور ہر شہری معتبر اور قابلِ احترام ہے ہم بحیثیت مسلمان اور پاکستانی مختلف قوموں کا ایک ایسا گلدستے ہیں جس کے پھول ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک دیتے ہیں اور جس کی حسین خوشبو سے ہمارے دل و دماغ معطر ہوتے ہیں جس کے بارے میں شاعر نے عرض کیا ہے کہ:

یہ پختوں وہ مہاجر ہے، یہ بلوچی وہ مکرانی
مٹا دو امتیاز رنگ وخوں، ہے درسِ اعرابی
مرے آقا ﷺ کی نظروں میں نگاہِ چشم یزداں میں
نہ کم تر کوئی سندھی ہے نہ برتر کوئی پنجابی

اور اگر اس کے باوجود بھی کوئی یہ نہ سمجھے تو پھر اس کے بعد تو یہ ہی رہ جاتا ہے کہنے کو بقول شاعر کہ:

بجھ گئے حق کے چراغوں کو بُجھانے والے
مِٹ گئے نقشِ حقیقت کو مٹانے والے
راکھ ہو جائیں گے مِٹ جائیں گے جل جائیں گے
حیدرآباد و کراچی کو جلانے والے

امریکا افغانستان میں بھارت کا کردار فعال اور مستحکم چاہتا ہے

دیکھا پاکستانیوں۔۔ ! امریکا افغانستان میں بھارت کا کردار فعال اور مستحکم چاہتا ہے۔۔
ڈاکٹر شکیل ہمارا مجرم ہے۔۔ ! ! امریکا ہماری اور اپنی نیندیں حرام نہ کرے
افغانستان میں گزشتہ دس گیارہ سالوں سے جاری امریکی جنگ میں دام، دھرم، سخن شامل ہو کر اپنا تن، من، دھن اور سب کچھ پھونک ڈالنے والے پاکستانی حکمرانوں اور عوام نے امریکی بے رُخی اور طوطا چشمی کا عالم دیکھ لیا ہو گا کہ آج امریکا کتنی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے پاکستان جیسے اپنے بہادر اتحادی کو نظر انداز کر کے افغانستان میں معاشی اور اقتصادی طور پر بھارت کی بالادستی اور اِس کا فعال کردار اور استحکام چاہتا ہے یہ بھی شاید خود امریکی اور دنیا کے دیدہ ور بھی خوب جانتے ہیں کہ یہی وہ بھارت ہے جس کا دس گیارہ سال سے افغانستان میں جاری امریکی جنگ میں بظاہر تو رِنگ کے باہر بیٹھے ایک تماش بین کی حیثیت کے کوئی کردار نظر نہیں آتا ہے مگر اِس کے باوجود بھی آج امریکا ہے کہ جو محض پاکستان کو نیچا دکھانے اور اِسے بھارتی تسلط میں رکھنے کے خاطر دانستہ طور پر افغانستان میں بھارت کی بالادستی اور استحکام چاہتا ہے

جس کی افغانستان میں جاری امریکی جنگ میں ایک پائی جتنا بھی کردار نہیں ہے بھارت کا افغانستان میں سیاست اور معیشت میں فعال کردار ادا کرنے جیسے امریکی عزم کا انکشاف ایک امریکی دفاعی اہلکار نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ایک خبر راساں ایجنسی اے ایف پی کو کچھ اِس طرح بتا کر کیا کہ امریکا ہر حال میں افغانستان میں بھارت کے فعال کردار کا خواہاں ہے اور امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا اپنے دوروزہ دورہ بھارت کے دوران اِس بات کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کریں گے کہ بھارت افغان سیکورٹی اہلکاروں کی تربیت کے علاوہ بھی وہاں کی سیاست اور معیشت میں بھی اپنا بھرپور اور فعال کردار ادا کرے اِس موقع پر امریکی دفاعی اہلکار نے یہ بھی کہا کہ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں متعدد وجوہات کی بناء پر بھارت خاص امریکی اشاروں پر افغانستان میں مخصوص انداز سے اپنا کردار توضرور ادا کرتا رہا ہے مگر اَب اپنے پرائے سے تنگ ہو جانے کے بعد امریکی انتظامیہ اور عسکری قیادت کی خاص طور پر یہ خواہش ہے کہ امریکا بھارت کی اِس بات کا زبردست انداز سے خیر مقدم کرے گا کہ بھارت کھل کر افغانستان کی سیاست اور معیشت میں اپنا عمل دخل کرے اور اپنی مرضی سے افغانستان میں امریکا کی خواہش کے مطابق تبدیلیاں لانے کے لئے اپنا کردار خود سے ادا کرے اور اِس کے علاوہ امریکی اہلکار نے مزید یہ بھی کہا کہ امریکا اُمید کرتا ہے کہ نئی دہلی افغانستان میں امریکی مرضی اور خواہشات کی تکمیل کے خاطر اپنی ذمہ داریاں بغیر کسی پڑوسی کے دباؤ کے نبھائے گا اور

افغان سیکورٹی اہلکاروں کی تربیت کے پروگرام سمیت وہاں کی سیاست اور معیشت کو استحکام دے گا۔اس پس منظر میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ امریکی دفاعی اہلکار کے اِس انکشاف نے یہ حقیقت دنیاکے سامنے پوری طرح عیاں کردی ہے کہ سانحہ نائن الیون سے قبل ہی امریکا نے خطے میں بھارت کی بالادستی کی پہلے سے ہی اپنی منصوبہ بندی کرر کھی تھی اور نائن الیون تو محض ایک بہانہ ثابت ہوا ہے اور اَب اِس کا فائدہ اُٹھاکر امریکا خطے ہیں ہر حال میں بھارت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے بھارت کی حوصلہ افزائی اور پاکستان کو اپنی جنگ میں فرنٹ لائین کازبردستی کا کردار سونپ کراِ س کی حوصلہ شکنی کرنے کے بہانے ڈوھونڈ دوھونڈ کر نکال رہاہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام تواَب ہمارے حکمرانوں ، سیاست دانوں، عسکری قیادت اور عوام کا ہے کہ وہ اپنا احتساب کریں کہ وہ امریکی امداد کے عوض اپنی خود مختاری اور استحکام کواِس کے ہاتھوں گروہی رکھ کر خود کواِس کی مفادپرستانہ جنگ میں جھونکتے رہیں گے یا خطے میں اپنی بالادستی اور استحکام کو برقرار رکھنے اور بھارت کے ہم پلہ بننے کا عزم لیئے امریکی جنگ سے علیحدگی اختیار کرلیں گے اوراِس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں اَب جب کہ امریکااِس بات کا تہیہ کرچکاہے کہ افغانستان میں بھارتی کردار کو فعال بناکر پاکستان کا افغانستان میں عمل دخل ختم کردیاجائے توامریکاکو یہ بھی چاہئے کہ وہ پاکستان میں کروڑوں کی تعداد میں پناہ گزین افغان مہاجرین کو بھی بھارت ہی منتقل کردے تاکہ بھارت اِن کی

خدمت کرکے اِس کے خاص کرم کا حقدار ہوجائے جی یہ وہی افغان مہاجرین ہیں جن کو پناہ دے کر پاکستان نے ہر اُس برائی کو اپنے یہاں پروان چڑھنے دیا جنھیں دنیا برداشت نہیں کرسکتی ہے اور پھر ہم بھی دیکھیں گے جب امریکا پاکستان سے افغان پناہ گزینوں کو بھارت میں پناہ دینے کا حکم دے گا تو بھارتی حکمران امریکا کی اِس جنجال نما خواہش اور حکم کی کتنی تکمیل کریں گے...؟ وہ تو ننگا بھوکا پاکستان ہی ہے جو چند امریکی ڈالروں اور امدادوں کے بدلے اَب تک ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر والے افغان مہاجرین کو اپنے یہاں برداشت کئے ہوئے ہے ورنہ بھارت جو اُوپر ہی اُوپر مزے لینا چاہتا ہے وہ افغانیوں کو اپنے یہاں کبھی بھی نہیں ٹھیرائے گا۔اِدھر پاکستانیوں سے امریکیوں کی ہٹ دھرمی اور بغیرتی کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان نے اسامہ بن لادن کی تلاش میں امریکیوں کی مدد دینے والے امریکی زرخرید مُخبر ڈاکٹر شکیل آفریدی کو لشکر اسلام سے تعلق پر پاکستان میں کیا سزا سُنادی ہے تب ہی سے امریکیوں کے پیٹ میں جہاں مڑوڑ اٹھانا شروع ہوگئے ہیں تو وہیں اِن کی اپنے زرخرید مُخبر شکیل کی رہائی کے لئے بے چینی بھی بڑھتی ہی جارہی ہے اور اِنہوں نے اپنے مُخبر کی سزا معاف کرانے کے خاطر پاکستان کی امداد مُخبر شکیل کی رہائی سے مشروط کرنے کا بل امریکی سینیٹ میں پیش کرنے اور اگر رہائی نہ ہوئی تو امداد کم اور بند کرنے کی دھمکیاں دے کر بھی پاکستانیوں کی نیندیں حرام کردیں ہیں ذرا سوچئے جو آج پاکستان کا غدار ہے وہ امریکا کا دوست ہے اور

جو امریکا کا دشمن ہے وہ ساری دنیا کا دشمن ہے ہم شکیل کو کیوں معاف کر دیں جو
ہمارا غدار ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ہم امریکا سے یہ کہیں گے کہ امریکا بے شک ہماری
امداد کم یا بند کیوں کر دے مگر ہماری معصوم اور بے گناہ قوم کی بیٹی اور بہن ڈاکٹر عافیہ
صدیقی کو پہلے رہائی دے تو پھر سوچیں گے شکیل کی رہائی ہو یا نہیں. ؟کیا امریکا یہ کرے
گا..؟ (ختم شد)

بس بس اَب امریکا ہمیں دھمکیاں نہ دے

بس بس اَب امریکا ہمیں دھمکیاں نہ دے، ہم سے نظریں نیچی کرکے التجا کرے
اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے ...! صبر کا پیمانہ تیرا کیوں لبریز ہو رہا ہے..؟ ہمارا تو اَب تک
نہیں ہوا..
دیکھو اِس کو کہتے ہیں چوری اور اُوپر سے سینہ زوری اور اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے وہ
امریکا جس نے سانحہ نائن الیون کے بعد اپنا سارا غصہ خاص طور پر جنوبی ایشیا کے ملک
پاکستان پر افغانستان کو جواز بنا کر کچھ یوں اُترا ہے کہ پاکستان اِس کے عتاب سے معاشی
واقتصادی اور سیاسی واخلاقی طور پر ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا ہے پاکستان کو اِس نہج تک
پہنچانے والے امریکا کی اِس پر بھی ہٹ دھرمی یہ ہے کہ امریکا پاکستان کو مزید دھمکیاں
دے رہا ہے کہ پاکستان امریکی بقاء و سالمیت کے خاطر دہشت گردی کے خلاف جاری
جنگ کا حصہ رہ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرے اور خطے سمیت دنیا بھر سے دہشت گردوں
کے خاتمے تک اپنی کارروائیاں بھرپور طریقوں سے جاری رکھے اِس سے بے پرواہ رہ کر
کے اِن کارروائیوں سے اِس کا کتنا جانی و مالی اور سیاسی و اقتصادی نقصان ہوتا ہے
پاکستان کی بس یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امریکی دوستی نبھاتے ہوئے دہشت گردی کے

خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرتا رہے اور ہم سے اپنے علاقوں میں ڈرون حملوں کی بندش کا معاملہ بار بار نہ اُٹھائے ہمیں اپنے علاقوں میں وہ کرنے دے جو ہم کرنا چاہ رہے ہیں اور یا جو ہم نیٹو فورسز سے کرانا چاہتے ہیں اگر اِسے ہم سے اپنی ضرورتوں اور جانوں کے بدلے میں امداد کی مدد میں جو ڈالرز طلب کرنے ہوں وہ ہم سے لیتا رہے مگر ہمارے مفادات کی جنگ میں ہم سے بڑھ کر اپنا حصہ ڈالتا رہے۔

یہ امریکا کی وہ منصوبہ بندی ہے جس پر یہ عمل کرکے ہم سے اپنے مفادات کی جنگ میں اپنے عزائم کی تکمیل چاہ رہا ہے اِس کی اِس جنگ میں ہم نے خود کو جھونک کر دس سالوں میں اپنا سب کچھ تباہ کردیا ہے مگر اِس کے باجود بھی ہم اِس کی آنکھ کی تارے نہیں بن پائے ہیں اور اَب اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکا میں اتنا حوصلہ اور ہٹ دھرمی اِس لئے پیدا ہو گئی ہے کہ یہ ہماری کمزرویوں اور خواہشات سے واقف ہے اور یہ ہمارے مسائل بھی جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے ہیں یہ ہمارے یہاں مسائل بھی خود پیدا کرتا اور کراتا ہے تو یہ اِن کا حل بھی خود ہی نکالتا ہے اور نکلواتا ہے غرض کہ یہ ہماری ہر ضرورت اور ہماری مجبوری سے خود بھی کھیل رہا ہوتا ہے اور اپنے حواریوں کو بھی کھیلا رہا ہوتا ہے اور یہ امریکا ہی ہے جو ہمیں اپنی چٹکی پر لٹو کے مافق نچانے کی بھی خُوب مہارت رکھتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِسے یہ بھی

معلوم ہے کہ اپنے کس مفاد کے حصول کے خاطر ہم پاکستانیوں اور ہمارے حکمرانوں کو کس چیز کا جھانسہ دے کر اپنا مفاد حاصل کیا جائے اور ہماری کس خواہش کو فوراً پوری کردیا جائے اور کس بڑی خواہش کو اپنے اگلے اہداف اور مفاد تک ٹہلا دیا جائے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم سے امریکی تعلقات کی تاریخ بتاتی ہے کہ امریکا ہماری اکثر خواہشات اور ضرورتوں کو اپنے مفادات کے خاطر ہی صحیح فوراً ضرور پوری کرکے ہمیں اپنے سر اپنے قدموں پر کسی پالتو جانور کی طرح رکھنے پر ضرور مجبور کردیا ہے ۔اور آج شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کی منہ سے نکلی ہر فرمائش کو تُرنت پوری کرنے والی امریکی انتظامیہ کے وزیر دفاع لیون پنیٹا نے گزشتہ جمعرات کو افغانستان کے دارالحکومت کابل میں افغان ہم منصب کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران پاکستان کو سخت ترین لہجے میں خبردار کرتے ہوئے متنبہ کیا ہے کہ پاکستان شدت پسندوں کے محفوظ پناہ گاہوں کی وجہ سے (دنیا بھر میں دہشت پھیلانے اور معصوم اِنسانوں بالخصوص اُمت مسلمہ کا خون بہانے کے حوالے سے جارحیت پسندانہ فیصلے کرنے والے ہمارے) واشنگٹن کے صبر کا پیمانہ اَب لبریز ہورہا ہے لیون پنیٹا نے کابل کی اپنی کئی حوالوں سے گرماگرم پریس کانفرنس میں اِس کی وضاحت میں پاکستان پر کھلے لفظوں میں الزام لگاتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا ہے ”کیوں کہ

مزاحمت کاروں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خلاف پاکستان کی کارروائیوں میں ناکامی پر
امریکی انتظامیہ اور اُمت مسلمہ کو موت بانٹنے والے ہمارے واشنگٹن کے صبر کا پیمانہ
لبریز ہوچکا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ اپنی انتہائی ہٹ دھرمی اور غنڈہ گردی کا بھی
مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا نے یہ تک کہہ ڈالا ہے کہ مزاحمت کار
سرحد پر امریکی اور نیٹو فورسز پر حملے کررہے ہیں جب یہ سب کچھ ہورہا ہو تو پھر ایسی
صورت حال ہمارے لئے ناقابل.برداشت ہے ایسے میں واشنگٹن پر لازم ہے کہ یہ اپنے
امریکی) اور نیٹو (یعنی کرائے)کے فوجیوں کی حفاظت کے لئے اپنا ہر قدم اٹھائے لیون)
نے غصے سے اپنے دانت پیستے ہوئے کہا کہ واشنگٹن چاہتا ہے کہ اسلام آباد حقانی نیٹ
ورک کے خلاف ہر صورت میں کارروائی کرے مزاحمت کاروں کی غلیلوں کی کارروائی
سے خوفزدہ امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان کے
قبائلی علاقوں میں جب تک عسکریت پسندوں کی پناہ گاہیں موجود ہیں افغانستان میں نہ تو
امریکی اور نیٹو فورسز کو چین اور سُکھ نصیب ہوسکے گا اور نہ ہی افغانستان میں امن قائم
ہوپائے گا۔

اِس پر امر واقع یہ ہے کہ وہ امریکا جو سانحہ سلالہ پوسٹ کے بعد پاکستان سے نیٹو سپلائی
کی بندش کے بعد صیاد کے پنجرے کے بلبل کی طرح پھڑ پھڑا کر رہ گیا ہے مگر اِس کے
باوجود بھی اِس کے ہوش ٹھکانے نہیں آئے ہیں یہ ہم سے

نیٹو سپلائی کھلوانے کے لئے ہم سے معافی مانگنے اور ہمارے سامنے اپنی ناک رگڑنے کے الٹا ہم کو دھمکیاں دے رہا ہے اور ہم پر امداد کی بندش کے پروگرام تیار کرکے ہم پر دباؤ ڈال

رہا ہے اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ بس بس بس اَب امریکا ہمیں دھمکی نہ دے ہماری خود مختاری اور سالمیت کا احساس کرے اور ہم سے برابری کی سطح پر آکر بات کرے پہلے تو دو چار ڈالر کی مدد کرکے دس سالوں کے دوران ہمارے یہاں سے نیٹو سپلائی سے لاکھوں کنٹینرز افغانستان لے گیا مگر اَب جب ہم اِس کی قیمت وصول کرنا چاہ رہے ہیں تو ہم پر دباؤ ڈالنے کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہمارا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے اِس ہم یہ کہیں گے کہ ارے امریکا تیرا کونسا پیمانہ لبریز ہو گا آج جو پیمانہ ہمارا لبریز ہو رہا ہے۔

واقعہ فورٹ منرو تھانہ، 5 لڑکیوں سے اجتماعی زیادتی اور بس۔۔؟

جب محافظ ہی لُٹیرے بن جائیں تو؟

گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے معاشرے میں عورتوں پر تیزاب پھینکنے اور اِن پر کسی بھی حوالے سے مردوں کے (ساتھ جڑے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کی شکل میں) رشتوں کے ہاتھوں ہونے والے پُر تشدد واقعات کا سلسلہ تو روزانہ ہی زور پکڑتا جارہا ہے جس کی روک تھام کے لئے ہمارے حکمران، سیاستدان، عسکری قیادت، قانون نافذ کرنے والے اداروں سمیت مذہبی اور سماجی تنظیمیں بھی ناکام نظر آتیں ہیں ابھی سول سوسائٹی ہیں خواتین پر ہونے والے پُر تشدد واقعات کی روک تھام اور خاتمے کے لئے حقوق انسانی کے لئے کام کرنے والے ادارے ملک میں سر جوڑ کر بیٹھے ہی تھے کہ گزشتہ دنوں تھانہ فورٹ منرو میں سرکاری اہلکاروں سمیت پانچ افراد کے ہاتھوں پانچ معصوم لڑکیوں کی اجتماعی زیادتی کا ایک ایسا واقعہ رونما ہوگیا جس نے قوم کو یہ کہنے اور سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ "جب قوم کے محافظ ہی قوم کی عزتوں کے لُٹیرے بن جائیں" تو پھر قوم کا پرسانِ حال کون ہوگا۔

ہم تک جب واقعہ فورٹ منرو تھانہ کی یہ خبر پہنچی تو ہمارے منہ سے یکدم سے

یہ سوال نکل گیا کہ "کیا یہ حقیقت ہے کہ ہماری قوم کی عزتوں کے محافظ ہی اِس کے لُٹیرے بن چکے ہیں...؟ یہ وہ سوال تھا جو ہم نے خود سے کیا تھا اور پھر جیسے جیسے اطلاعات آتیں گئیں ہمیں اپنے اِس سوال کا جواب بھی ملتا چلا گیا اور پھر ہمیں اِس بات کا بھی پورا یقین ہو گیا کہ جی ہاں ...! یہ 21 ویں صدی ہے اِس میں ہر ناممکن کو ممکن بنادیا گیا ہے یہ تو وہ واقعہ ہے جو میڈیا میں آگیا اور چھا گیا ہے جس کا حکومتی سطح پر نوٹس بھی لے لیا گیا مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں روزانہ اِس جیسے سیکڑوں ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں جنہیں میڈیا تک نہیں لایا جاتا جس کی وجہ سے متاثرین کو انصاف نہیں مل پاتا اور وہ معاشرے کی ظالمانہ روایات کی بھینٹ چڑھ کر اپنی زندگیوں سے مایوس ہو جاتے ہیں اور بالآخر اپنی مایوسیوں کا اختتام اِن کی خودکشیوں کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ 21 ویں صدی ہے جس میں ایسے ایسے واقعات رونما ہونے روز کے معمول بن گئے ہیں جنہیں سُن ، دیکھ اور پڑھ کر کانوں کو ہاتھ لگانے پڑتے ہیں مگر جن کے ساتھ ایسا کچھ ہوتا ہے اُن کے لئے تو یہ سب کچھ کسی قیامت سے کم نہیں ہوتا ہے یکدم ایسے ہی جیسے ڈیرہ غازی خان سے یہ خبر آئی ہے کہ چند روز قبل 7 جون کی رات 9:30 بجے ڈیرہ غازی خان کی طرف سے ایک کار پر محمد آصف ،عمران سکنہ بلاک نمبر 50 ڈیرہ غازی خان گڑیا بی بی و شمع

عالیہ، صائمہ اور صنم بی بی کے ہمراہ صحت افزاء مقام فورٹ منرو کے تھانہ بارڈر ملٹری پولیس کی حدود میں فورٹ منرو سیاحت کے لئے آئی ہوئیں پانچ لڑکیوں کے ساتھ ملٹری پولیس کے تین چاک وچوبند اور تندرست و توانا، پر شیطان کے چیلے مگر زنا کے پجاری اہلکاروں سمیت پانچ بدکردار افراد نے گن پوائنٹ پر تھانے کی حدود میں قائم وائرلیس روم میں لے جا کر اِنہیں تمام رات اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنا کر حواء کی اِن معصوم بیٹوں کی عزت کا جنازہ نکال دیا اور ملزمان فرار ہوگئے زیادتی کا شکار چار لڑکیوں کا تعلق لاہور اور ایک کا بھاولپور سے تھا تھانہ فورٹ منرو کے ایس ایچ او سمیت 14 اہلکاروں کے خلاف ضابطے کی کارروائی کرتے ہوئے فوراََ ہی اِنہیں صرف معطل کردیا گیا ہے جبکہ تین ملزمان کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور اِس ہی واقعہ سے متعلق مزید یہ اطلاع ہے کہ صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری اور وزیراعلیٰ پنجاب نے قوم کی بیٹوں کی تین سرکاری اہلکاروں سمیت پانچ افراد کے ہاتھوں اجتماعی زیادتی کا فوری نوٹس لیتے ہوئے اِس واقعہ میں ملوث شیطان صفت ملزمان کی فوری گرفتاری کا حکم دے دیا ہے جبکہ واقعہ کے مرد گواہ آصف عمران کے مطابق اِس کے سسر کے بھائی اور قریبی رشتہ دار خواتین گڑیا بی بی، شمع بی بی، عالیہ، صائمہ اور صنم بی بی ڈیرہ غازی خان سے ہمارے پاس آئے اور وہ اِنہیں سیر و تفریح کے لئے فورٹ منرو لے جا رہا تھا کہ بارڈر ملٹری پولیس کے اہلکاروں سوار محمد ظفر، سوار امجد علی اور سوار نوید احمد نے انہیں روکا اور کار کی تلاشی لینے کے بعد

مزید پوچھ گچھ کی اِس دوران تلخ کلامی بھی ہوئی جس پر تینوں اہلکاروں نے
اِنہیں یرغمال بنالیا اور مارپیٹ بھی کی مدعی کے مطابق ملزمان نے خواتین کو بار بار
زیادتی کا نشانہ بنایا اور اِس کے ساتھ ساتھ اِن ملزمان نے خواتین کی عریاں حالت
میں وڈیو بھی بنائی مدعی کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِن اہلکاروں نے گن پوائنٹ پر ہم سب سے
سفید کاغذات پر دستخط بھی کرائے اور ہمیں جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہوئے
یہ بھی کہا کہ کسی سے زیادتی کا ذکر نہ کرنا۔
مدعی آصف عمران کے دردناک انکشاف کے بعد تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ سرکاری
اہلکاروں کے رکوانے اور تلاشی لینے اور مزید پوچھ گچھ کے دوران جو تلخ کلامی ہوئی یہ
اُسی کا ہی خمیازہ ہے کہ سرکاری اہلکاروں سمیت پانچ زانیوں نے قوم کی معصوم بیٹیوں کی
عزت کو تار تار کر دیا اور اِس کے بعد وہ فرار بھی ہوگئے یہ شیطان کے چیلے تو اپنی
گھناؤنی کارروائی اور غلیظ کھیل کے بعد تو فرار ہوگئے مگر اُن معصوم اور پاک سیرت قوم
کی معصوم بچیوں کے ساتھ جو کچھ کر گئے کیا کوئی ہے..؟ جو اِس کا ازالہ کر پائے گا..؟
ہے کوئی جو اِن معصوم بچیوں کے ذہنوں سے اُس قرب اور اذیت کے نقش مٹا سکے گا جو
رات بھر اِن شیطان کے چیلوں نے اپنے عمل سے اِن کے ذہنوں پر نقش کر دیئے
ہیں..؟ جبکہ اطلاع یہ ہے کہ اِس دردناک واقع میں ملوث ملزمان کے خلاف انتہائی
فرض شناس کمانڈنٹ بی ایم ایس نے واقعے کا سخت نوٹس لیتے ہوئے فورٹ منرو تھانے کا
تمام عملہ

معطل اور پانچ اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔اگرچہ واقعہ کے بعد متاثرہ لڑکیوں کا میڈیکل کرانے کے بعد اِنہیں دارالامان منتقل کردیا گیا ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی اطلاع ہے کہ لڑکیاں اپنے گھروں کو جانا چاہتی ہیں یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ ابھی اِس واقعہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات جاری ہے اور جس کے بعد ہی اصل حقائق مزید سامنے آئیں گے کہ قوم کی اِن معصوم بیٹیوں کی عزت کو تار تار کرنے والوں نے ایسا کیوں کیا..؟مگر قوم صدر، وزیرِاعظم ، جنرل کیانی اور چیف جسٹس سے ملزمان کو سخت ترین سزا کا مطالبہ ضرور کرتی ہے اور اُمید کرتی ہے کہ متاثرین کو انصاف ملے گا۔

اُوہو ! ! ملک میں بجٹوں کے بعد احتجاجوں کا موسم رقص کر رہا ہے

کیاواقعی بجٹ 2012-13 ملک میں مثبت تبدیلیاں لانے اور بحرانوں کے خاتمے کا ضامن ثابت ہوگا..؟

ہم الحمداللہ مسلمان ہیں اور قرآن اور احادیث کی کتابوں یعنی خدا کی کتاب اور رسول ﷺ کی حدیث میں واضح طور پر ہدایات ہیں کہ دولت اور سرمایہ صرف امیر اور دولت مند لوگوں میں چکرنہ لگاتا رہے ،ایسانظام اپنایاجائے کہ دولت سے تمام شہری فائدہ اٹھاسکیں یعنی یہ ٹھیک ہے کہ دولت اچھی چیز ہے اِس لئے منصفانہ طور پر سب کے نصیب میں آنی چاہئے ایسی منصفانہ تقسیم جس سے متعلق کہاجاتاہے کہ معاشرے کے ہر طبقے کے حصے میں اتنی دولت آجائے کہ وہ اپنے معاملات زندگی بہتر طور پر خوش و خرم انداز سے گزارسکے اور ایسی بھی تقسیم نہ ہو جس سے متعلق آسکر وائلڈ کہتا ہے کہ زمانہ ٔ قدیم میں امیروں نے غریبوں کی بغاوت روکنے کا یہ موثر طریقہ ایجاد کیا تھا کہ غریبوں کے پیسے کی کمائی کا تھوڑاسا حصہ اِنہیں خیرات کی صورت میں واپس دے دیا کرتے تھے" جس سے غریبوں میں امیروں سے متعلق پیداہونی والی منفی سوچ زائل ہوجاکرتی تھی اور غریب اپنے حصے میں آنے والی اِس رقم سے متعلق سوچ سوچ کر خود ہی خوش ہوتے اور خود ہی تھک ہار کر سوجاتے اور اپنے معمولات زندگی میں مگن رہتے اُن کا

امیروں کی جانب خیال ہی نہیں جاتا تھا کہ امیر کن کن عیاشیوں میں لگے ہوئے ہیں کیوں کہ اُس زمانے کے غریب یہ سمجھتے تھے کہ امیروں نے ہمارا حصہ تو ہمیں دے ہی دیا ہے اَب یہ اپنی دولت کا کچھ بھی کریں اِس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے اور اُس زمانے کے امیروں کا بھی یہی خیال تھا کہ غریبوں کو تھوڑا بہت دیا جائے جس سے یہ خوش ہو جائیں اور ہماری جانب نہ دیکھیں کہ ہم قومی دولت کا کیا کر رہے ہیں...؟

یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آج ہمارے معاشرے میں زمانہء قدیم کے امیروں والا طریقہ ہی رائج ہے ہم معذرت کے ساتھ کہیں کہ اُس زمانے کے امیر اپنے زمانے کے غریبوں کو کچھ تو دے بھی دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارا آج کا امیر طبقہ جو ہم پر حکمرانوں کی صورت میں مسلط ہے یہ اپنے غریبوں کو کچھ بھی نہیں دیتا ہے اور اُلٹا یہ امیر طبقہ ہر سال بجٹ کے نام پر ملک کے غریبوں کے خون پسینے سے کمائی گئی رقم پر قابض ہو جاتا ہے جو قومی خزانے میں جمع ہوتی ہے یہی حکمران بجٹ میں لفظوں کی ہیر پھیر اور گورکھ دھند سے اِس دولت کو کاغذوں میں تو غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں مگر بظاہر پورے سال اِس رقم کے ثمرات غریبوں میں کہیں بھی نظر نہیں آتے ہیں یہ روش کئی سالوں سے جاری ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں اِن دنوں بجٹوں کے بعد احتجاجوں کا موسم جاری ہے حکمرانوں اور برسراقتدار جماعت کے لئے تو یہ بجٹوں کی بہار باعث تسکین ہے

مگر دوسری جانب اپوزیشن اور عوام کے لئے یہ موسم احتجاجوں کا رنگ لئے ہوئے ہے جدھر دیکھو پُر تشدد احتجاجوں کا سلسلہ اپنے پورے زور روشور سے جاری ہے اِن احتجاجوں میں حصہ لینے والوں کا کہنا ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے دورِ اقتدار کا آخری خساروں کا بجٹ بھی جس طرح پیش کیا ہے یہ بھی سب کے سامنے ہے اور اِس کے بعد ایوانوں اور سڑکوں پر حکومت اور بجٹ مخالف احتجاج کرنے والوں نے جو حشر برپا کیا ہوا ہے آج اِس سے بھی کون ہے جو واقف نہیں ہے ...؟ مگر اتنا کچھ ہونے کے باوجود دوسری طرف حکمرانوں کا دعوٰی ہے کہ اِن کا یہ بجٹ ہر لحاظ سے ایک منفرد اور ایسا بجٹ ہے جو ملک کی تعمیر وترقی میں سنگِ میل ثابت ہوگا حکمرانوں کے انگنت دعوٰں کے بعد اَب ایک سوال یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی بجٹ 2012-13 ملک میں مثبت تبدیلیاں لانے اور بحرانوں کے خاتمے کا بھی ضامن ثابت ہوگا کہ نہیں.؟

اُدھر وفاقی بجٹ کے آنے کے بعد یکے بعد دیگرے ہماری چاروں صوبائی حکومتوں خیبر پختونخواہ، پنجاب، بلوچستان اور سندھ حکومت نے بھی اپنے اپنے بجٹ پیش کر دیئے ہیں اور اَب وفاق کی طرح ہر صوبائی حکومت نے اپنے تئیں یہ دعوٰی کیا ہے کہ اِس کا بجٹ ملکی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گا اور اِس بجٹ میں ملک کی تعمیر وترقی اور غریب عوام کی مفلوک الحالی کے خاتمے کے لئے خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے جبکہ اِن تمام حکومتوں دعوٰں کے برعکس غیر

جانبدار اقتصادی ماہرین اور عوام کا خام خیال یہ ہے کہ وفاق سمیت کسی بھی صوبائی حکومت کا بجٹ عوام کے لئے تسلی بخش نہیں ہے اگرچہ حکمران لاکھ دعوے کرتے رہیں کہ اِن کے پیش کردہ بجٹ ملک میں خوشگوار تبدیلیوں کے باعث بنیں گے تو یہ سب محض سیراب اور عوام کو سبز باغ دکھانے کے کچھ نہیں ہیں۔

آج ہم سندھ کے بجٹ سے متعلق بات کریں گے جس کے بارے میں وفاق اور وسندھ کی انتظامیہ کا یہ کھلا دعویٰ ہے کہ یہ سندھ کی تاریخ کا ایک ایسا بجٹ ہے جو اِس سے پہلے کبھی بھی پیش نہیں کیا گیا ہے یعنی گزشتہ دنوں سندھ کا 5 کھرب 78 ارب خسارے کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اِس میں تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کے ساتھ ساتھ 20 ہزار ملازمتیں دینے کا اعلان بھی کردیا گیا ہے یہاں ہم اِس بجٹ کی مختصراً تفصیل پیش کرنا چاہیں گے وہ یہ ہے کہ مالی سال 2012-13ء کے لئے سندھ کا 5 کھرب 77ارب کروڑ 39 لاکھ روپے کے خسارے کا بجٹ جسے صوبائی وزیر خزانہ سید مراد علی شاہ نے 98 انتہائی تحمل اور یکسوئی سے پیش کرتے ہوئے بجٹ میں زرعی شعبے کے لئے دل کھول کر سبسڈیز کا بھی اعلان کیا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا ہے کہ اِس بجٹ یں وفاق کی طرح سندھ حکومت نے بھی سرکاری ملازمین کے لئے بنیادی تنخواہوں اور پنشنرز کے لئے 20 فیصد ایڈہاک ریلیف الاونس، 20 ہزار نئی ملازمتیں جبکہ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا 5 فیصد سے بڑھا کر 25 فیصد کردیا گیا ہے اور اِسی طرح اُنہوں نے بتایا کہ وفاق سندھ کو تین

کھرب روپے کا ٹیکس وصول کرکے دے گا اور امن وامان پر اخراجات میں 131 فیصد اضافہ،39.30 ارب مختص ، ترقیاتی اخراجات اور تعلیم کے فنڈز میں 50 فیصد اضافہ اورِاسی طرح گورنر سندھ کے صوابدیدی فنڈ کے لئے ایک ارب جبکہ وزیرِاعلیٰ کے لئے تین ارب روپے بھی مختص کئے گئے ہیں اور اِس بجٹ میں ارکان سندھ اسمبلی کا صوابدیدی فنڈ بڑھا کر چھ کروڑ روپے کردیا گیا ہے اور وسیلہ حق پروگرام کے ذریعے 30 ہزار نوجوانوں کو تین لاکھ فی کس دیئے جائیں گے، (یہاں ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ یہ سہولت صرف پارٹی کے جیالوں کو ہے یا یہ مراعات سب کے لئے ہے) چھوٹے قرضوں کے لئے دو ارب مختص ، کراچی سرکلر ریلوے ، گریٹر واٹر سپلائی اور سیوریج اسکیموں کے لئے بھی فنڈز، زرعی شعبے کے لئے چار ارب سبسڈی مختص، پینے کے صاف پانی کی فراہمی پر آٹھ ارب خرچ ہوں گے ضلعی حکومتوں کی ترقی کے لئے 20 ارب روپے ملیں گے. فی ٹریکٹر 2 لاکھ سبسڈی بھی کیا واقعی ہر فرد کو بالا رنگ و نسل اور زبان ومذہب اور سیاست وتعصب سے پاک دی جائے گی اگر ایسا ہے تو ٹھیک ورنہ سب بیکار ہے یہ وہ طائرانہ جائزہ ہے جو ہم نے اپنے قارئین کے لئے یہاں پیش کیا ہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس بجٹ میں جن شعبوں کے لئے جتنی بھی رقم مختص کی گئی ہے یہ اِن شعبوں میں تقسیم ہوگی بھی کہ نہیں یا یوں ہی خبروں اور میڈیا کی زینت بن کر رہ جائے گی اور یہ کہیں کی کہیں ہوجائے گی...؟؟ اور اِسی طرح ملازمتیں بھی صرف حکمران جماعت سے وابستہ عہدیداروں، کارکنوں اور اِن کے جیالوں کو ہی دی جائیں گی یا مجھ جیسے ایسے

پاکستانیوں کو بھی ہماری یہ موجودہ حکومت نوکریاں دے گی جن کا کسی پارٹی سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور جس کے تین بھائی بے روزگار ہیں اور کم آمدنی سے اپنا گزر بسر کر رہے ہیں اِن کے لئے بھی کوئی سوراخ ہے یا سب ملازمتیں اُن لوگوں کے لئے ہیں جو اِن کی پارٹی یا اِن کے اتحادیوں سے جوڑے ہوئے ہیں یہ سب ملازمتیں اِن ہی کے لئے ہیں اور جن کی میری طرح کوئی پارٹی نہیں ہے وہ در در کی ٹھوکریں ہی کھاتا رہے گا۔
جیساکہ ہم اُوپر بیان کرچکے ہیں کہ ہمارے آج کے دور کے امیر حکمرانوں نے زمانہ ٔ قدیم کے دولت مندوں کی طرح غریبوں کی خون پسینے سے کمائی گئی قومی دولت پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے لئے بجٹ کی آڑ میں وہ حربہ ڈھونڈ نکالا ہے جس پر کسی غریب کو اعتراض کرنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے اَب چونکہ وفاق سمیت چاروں صوبائی حکومتوں نے بھی اپنے بجٹ پیش کر دیئے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ حکومتیں بجٹ میں کئے گئے اپنے دعوؤں اور وعدوں کو کتنا عملی جامہ پہنا پاتی ہیں ہمیں اُمید ہے کہ اِن کا کوئی ایک بھی دعوی پورے سال میں کہیں بھی عملی طور پر پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔اور ملک کے غریب عوام بجٹوں میں دکھائے گئے سبز باغات اور سیراب کے حصول کے خاطر ملک کی سڑکوں اور اپوزیشن والے کبھی ایوانوں اور کبھی اپنی سیاست چمکانے، تو کبھی اپنا سیاسی قداُونچا کرنے اور اگلے انتخابات میں اپنا ووٹ بینک بڑھانے کے خاطر اِن ہی

غریبوں کی احتجاجی تحریکوں، ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں میں شامل ہوں گے اور یہ بتانے اور جتانے کی کوششوں میں لگے رہیں گے کہ ہم تن، من، دھن سے غریبوں کے ساتھ ہیں جیساکہ گزشتہ دنوں مسلم لیگ (ن) والوں نے ایوان صدر کی جانب ایک منی مارچ کیااور ایوان صدر میں زبردستی گھسنے کی کوشش میں پولیس والوں کی لاٹھیاں اور ڈنڈے بھی کھائے مگر یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کرتے رہے کہ ہم غریبوں کے ساتھ ہیں۔

اور اَب اِسی کے ساتھ ہی آخر میں ہم یہ کہہ کر اجازت چاہیں گے کہ دنیاکی تاریخ گواہ ہے کہ بے ہنر کوئی ایک فرد ہو یا ہمارے موجودہ مصالحت پسند مگر نااہل حکمرانوں کی طرح کئی افراد ہوں دولت حاصل نہیں کر سکتے اور بدانتظام کے پاس دولت ٹک نہیں سکتی چاہئے وہ جتنے بھی جتن کیوں نہ کرلے ...ایسے میں بھلائی اِسی میں ہے کہ خداکی کتاب اور رسول ﷺ کی حدیث کے مطابق دولت کی منصفانہ تقسیم ہی معاشرے میں فلاح و بہبود کی راہیں کھول سکتی ہے ورنہ معاشروں میں غریبوں کے امیراور امیروں کے غریب ہونے کا یہی ایک راز ہے کہ بھوک اِنہیں دولت جمع کرنا سکھاتی ہے اور امیری اِنہیں برباد کرنے کے طریقے بتاتی ہے۔

امریکی فرمائش پاکستان کڑوا گھونٹ پیئے

ایک دھمکی یا التجا اور پاکستان نیٹو سپلائی بحال کردے۔۔۔
اَب یہ کیسے ممکن ہے۔۔؟؟ پاکستان ہر معاملے میں کڑوے گھونٹ اور امریکا جوس اور شربت ہی پیتا رہے۔۔۔؟؟
امریکا نے دہشت گردی کے خلاف اپنی جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والے پاکستان پر ایک بار پھر دباؤ بڑھانے کی نیت سے کھلے لفظوں میں دھمکی دی ہے کہ پاکستان کڑوا گھونٹ پیئے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے پاکستان نیٹو سپلائی بحال کردے جو مستقبل قریب میں اِس کے لئے بہتر ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ ہی بہتری کی باعث ہوگی ایسے میں اَب یہ اشار نظر آنے لگے ہیں کہ جیسے امریکا نے پاکستان سے دوستی کا ہاتھ کھینچنا شروع کردیا ہے اور اَب یہ پاکستان سے کھلی دشمنی کے لئے اپنے پر پھیلا رہا ہے اور دنیا کے سامنے کچھ ایسے جواز بھی پیش کرنے چاہ رہا ہے کہ دنیا جان جائے کہ پاکستان کے خلاف اِس کی جارحیت کی کیا وجہ ہے۔۔۔؟
واشنگٹن سے ایک امریکی اہلکار کے حوالے سے یہ خبر ہے جس میں اِس نے غیر

ملکی خبر راساں ادارے سے گفتگو کے دوران اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی بنیاد پر کہا ہے کہ پاکستان کی سویلین حکومت کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے نیٹو سپلائی بحال کر دے کیوں کہ پاکستان کی سویلین حکومت کا کڑوا گھونٹ پینے اور نیٹو سپلائی کی بحالی کے عمل سے پاک امریکا بڑھتی ہوئی کشیدہ صورتِ حال ختم ہو گی اور اِسی کے ساتھ ہی اگلے ہی لمحے اِس امریکی اہلکار نے انتہائی معنی خیز لہجے میں پاکستان کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ بصورتِ دیگر امریکی اپنی حکومت سے پاکستان کے خلاف سخت ترین اقدامات کرنے پر زور دیں گے اِس کا کہنا تھا کہ امریکا افغانستان سے نکلنے سے پہلے اور بعد میں خطے میں طویل مدتی مفادات جیسے اِس خطے سے وابستہ دوسرے ممالک کی جوہری صلاحتوں کو جاننا اور انسداد دہشت گردی سمیت افغانستان میں مصالحتی کوششوں کا خواہشمند ہے۔

جبکہ اِس پس منظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا اگر دیدہ ور ہے اور اِس کی 26 نومبر 2011 کی شب مہمند ایجنسی میں پیش آنے والے سانحہ کے بعد آنکھیں کھلی ہوئیں ہیں اور اگر یہ بند نہیں ہوئیں ہیں تو اِسے یہ ضرور پتہ ہونا چاہئے کہ پاکستان کے اقدامات یکدم درست ہیں اور یہ حق پر ہے...اِسے یہی کچھ بہت پہلے ہی کر لینا چاہئے تھا جب دس گیارہ سالوں سے امریکی اور نیٹو افواج افغانستان سے پاکستانی علاقوں میں ڈرون حملوں سے معصوم شہریوں کو مار رہے تھے چلو جب بھی پاکستان کو احساس ہوا اور اِس نے اپنی خود مختاری اور سالمیت کا

احساس کرتے ہوئے نیٹو سپلائی بند کردی تاکہ امریکیوں اور اتحادیوں کو پتہ چلے کے پاکستان کا اِن کی جنگ میں کیا اور کتنا اہم مقام ہے۔۔۔؟ اور اَب ہمیں اِس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ پاکستان کے اِس اقدام سے امریکا کو ضرور معلوم ہوگیا ہوگا کہ پاکستان کا اِس کی جنگ میں کتنا اہم مقام ہے یہ اور بات ہے کہ امریکی اور اِس کے اتحادی اِس بات کو تسلیم کرنے سے کنجوسی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ جنگ تو امریکا کی ہے اور امریکا ہمیں ہی بار بار دھمکیاں دیتا رہتا ہے کہ پاکستان ہی ہر بار کڑوا گھونٹ پیئے ایسے میں سوچنے کی بات یہ ہے کہ جنگ تو امریکا کی ہے اور کڑوے گھونٹ پاکستان ہی کیوں پیتا رہے۔۔۔؟؟ مگر اَب یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔؟ کہ پاکستان ہر معاملے میں تو کڑوے گھونٹ اور افغانستان میں اپنی موت کا سامان کرنے والا امریکا پاکستان کو اپنی جنگ میں جھونک کر ہر لمحہ جوس اور شربت ہی پیتا رہے۔

دنیا کی مشہور کہاوت ہے کہ" مر کر بھی وہی جیتے ہیں جو جینے کے قابل ہوں "مگر آج یہ حقیقت ہے کہ سانحہ نائن الیون کے بعد انتقام کی آگ میں بھسم ہونے والا امریکا اپنے اتحادیوں کے ہمراہ افغانستان میں آکر مر رہا ہے آج اِس میں اتنی بھی سکت باقی نہیں رہی ہے کہ یہ مر کر بھی جینے کے قابل رہے اَب اِسے یہ بات اچھی طرح تسلیم کرلینی چاہئے کہ افغانستان کی سرزمین دنیا کی

سُپر طاقتوں کے لئے موت کی ایک ایسی وادی ثابت ہو رہی ہے جسے فتح کرنے کی نیت سے آنے والی سُپر طاقتیں اپنے وجود کا شیرازہ بکھیر دیتی ہیں آج جس کی ایک مثال روس کی شکل میں موجود ہے۔

سانحہ نائن الیون کے بعد افغانستان میں بزورِ طاقت گھسنے اور اِس پر اپنا قبضہ جمانے اور اِسے اپنے زیر تسلط رکھنے کے بعد جنوبی ایشیاء کے ایٹمی ممالک بالخصوص چین اور پاکستان اور مستقبل قریب میں ایٹمی طاقت کا اعلان کرنے والے ملک ایران کی مانیٹرنگ کے لئے اپنی سرگرمیاں شروع کرنے والے امریکا کو اَب شدت سے اِس بات کا احساس ہونے لگا ہے کہ سانحہ نائن الیون کی انتقام کی آگ میں افغانستان میں گھسنے کا اِس کا جذباتی فیصلہ آج اِس کی پسپائی اور ندامت کا باعث بنتا جا رہا ہے جسے سوچ سوچ کر یہ پریشان ہو رہا ہے اور دس گیارہ سالوں میں نیٹو افواج کے ہمراہ یہاں اپنا بارود پھونک ڈالنے کے بعد بھی اِسے وہ کامیابیاں حاصل نہیں ہو سکی ہیں جن کا خواب لے کر یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوا تھا۔

اگرچہ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس کی اِس جنگ میں امریکا اور اِس کے یورپی اتحادیوں کا اتنا نقصان نہیں ہوا ہے جتنا معاشی، سیاسی، اخلاقی اور دیگر لحاظ سے اِس کی جنگ میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والے ملک پاکستان

کا ہوا ہے مگر اِس کے باوجود بھی امریکا اور اِس کا ہم پلہ اور ہم نوالہ برطانیہ ہے کہ جو اِس بات کو تسلیم کئے بغیر پاکستان پر دباو ڈالے ہوئے ہے کہ پاکستان امریکا اور برطانیہ سمیت نیٹو افواج کے خطے میں ہمارے طویل مدتی مفادات جیسے جوہری صلاحیت، انسداد دہشت گردی اور افغانستان میں مصالحتی کوششیں شامل ہیں اِن کی تکمیل تک ہم سے ہر صورت میں اپنا تعاون جاری رکھے جس کے لئے بالخصوص امریکا پاکستان کو دھمکیاں دینے اور اِسے عبرت ناک جیسے انجام سے ڈرانے سے بھی دریغ نہیں کررہا ہے جبکہ برطانیہ ہے کہ جس نے مصالحت پسندانہ رویہ اپنا رکھا ہے غرض کہ دونوں ہی کے پاکستان اور افغانستان سے اپنے اپنے مفادات ہیں جن کے حصول کے خاطر ایک نے پاکستان کے ساتھ گرم اور دوسرے نے نرم رویہ رکھا ہوا ہے مگر ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور عوام کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن میں ضرور رکھنی چاہئے کہ امریکا، برطانیہ اور نیٹو افواج کی شکل میں شامل دیگر ممالک اپنے اپنے مفادات کے لئے پاکستان کو سامنے رکھے ہوئے ہیں اور اِسے قربانی کا بکرا بنا رہے ہیں جس میں پاکستان کے حصے میں سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کچھ بھی نہیں آرہا ہے اور اَب ہمارے حکمرانوں نے اپنی سلامتی اور خودمختاری اور سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے نیٹو سپلائی کی بندش کا جو راستہ اختیار کر رکھا ہے یہ امریکی، برطانوی اور نیٹو افواج میں شامل ممالک کے کسی دباوٴ میں آئے بغیر اِس پر قائم رہیں اور بتادیں کہ ہمارے ماضی کے حکمرانوں نے اِن کے دباوٴ میں

آ کر ملک کی سلامتی ، خود مختاری اور سالمیت کا سودا کرڈالا تھا
مگر اَب اِن کے ہوتے ہوئے کوئی کسی کے دباؤ میں ملکی خودمختاری، سلامتی اور یگانگت کا سودا نہیں کرے گا اور نہ ہی چند ڈالروں کے عوض ملک کو مفاد پرست دوست (امریکا اوراِس کے اتحادیوں) کے ہاتھوں گروہی رکھے گا۔
چلتے چلتے ہم اپنے قارئین کو یہ بتادینا چاہیں گے کہ صدر مملکت آصف علی زرادی نے بھی دوٹوک الفاظ میں امریکا پر واضح کیا ہے کہ وہ کسی بھی صورت یں ملکی سلامتی اور خودمختاری پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے امریکا کو بھی اپنے اقدامات میں پاکستانی عوام کے جذبات سامنے رکھنا ہوںگے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہہ دیاہے کہ پاک امریکا تعلقات پارلیمانی سفارشات کے تحت ہی آگے بڑھیں گے اَب صدر کے اِن خیالات کے بعد قوم کا اپنے حکمرانوں پر اعتماد بحال ہوناشروع ہوگیاہے جبکہ یہ اور بات ہوگی کہ بعد میں ہمارے حکمران امریکی یااِس کے اتحادیوں کے ناجائز دباؤ میں آکر اپنے جائز مطالبے سے پیچھے ہٹ جائیں۔

کیا لڑنا جھگڑنا اور الزام لگانا ہی جمہوریت کا حُسن ہے

حکمران، سیاستدان اور میڈیا اپنے اور کسی کے خلط ملط مفروضوں سے عدلیہ کا وقار مجروح نہ ہونے دیں...

آج جسے ہمارے حکمران، سیاستدان ، عوام ، میڈیا اور بہت سے دوسرے جمہوریت کہہ رہے ہیں کیا یہی جمہوریت اور اِس کا حُسن ہے..؟کہ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر حکمران، سیاستدان ، عوام ، میڈیااور ادارے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں اور اپنی ظاہر و باطن زبانی اور عملی پُرتشدد کارروائیوں سے ملکی معیشت اور امن وامان کا ستیاناس کرکے اپنی اپنی سطح پر یہ دعوے بھی کرتے رہیں کہ یہ اِس طرح ملک اور قوم کی خدمت کررہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں اور دعویٰ کریں کہ یہی تو جمہوریت کا حُسن ہے کہ اپنی بات منوانے اور ثابت کرنے یا کرانے کے خاطر ایسے طریقے اپنائے جائیں کہ جس سے جمہوریت پھوٹ پھوٹ کر ٹپکے اور اتنا ٹپکے کہ خون کی ندیاں تک بہہ جائیں مگر جمہوریت اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی متزلزل نہ ہونے پائے ...اَب اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ اگر یہی جمہوریت کا حُسن ہے تو ہم باز آئے ایسی جمہوریت اور اِس کے ایسے حُسن سے جس میں حکمران، سیاستدان، عوام اور میڈیا غنڈہ گردی اور بدمعاشی پر اُتر آئیں اور اپنے اپنے خلط ملط مفروضات کے پرچار کے خاطر گروپوں میں بٹ جائیں

اور ملک کو محض جمہوریت کی آبیاری کی پاداش میں مفلوج کردیں جیسے اِن دنوں جمہوریت کی آڑ میں ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں، میڈیا اور عوام کے درمیان دنگل لگا ہوا ہے جسے دیکھ کر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کے سب خلط ملط کرکے بھی جمہوریت کی خدمت کررہے ہیں یہ اِن کی ایسی کون سی خدمت ہے..؟ جو یہ لوگ ضد اور انا کے خاطر آپس میں دست گریبان ہوکر کررہے ہیں اور اُن تمام حدود کو عبور کررہے ہیں جس کی مثال ہماری تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔ جبکہ اِس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ گزشتہ 64 سالوں میں جو بھی حکمران (خواہ سول یا آمر) کسی بھی شکل میں ہم پر مُلسط ہوا اِس نے قوم و ملک کو دیوار سے لگانے میں اپنی جتنی توانائی صرف کی ہے اِس کے بر عکس مثبت حوالوں سے اُس نے خود کو کسی جھمیلے میں نہیں اُلجھایا ہے اور آج کی جمہوریت اور اِس جمہوری حکومت کے تو کیا کہنے...؟ جو تمام جمہوری تقاضوں سے ماروا دکھائی دیتی ہے جس کا اندازہ آپ کو بھی ہے اور ملت کے ہر اُس فرد کو بھی جو ذرا سا بھی سیاسی شعور رکھا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج سُپر طاقتیں پاکستان سمیت دنیا بھر میں جمہوریت کو اُمور مملکت چلانے کے لئے ایک ایسی کُنجی تصور کرنے اور کرانے لگے ہیں کہ اِن کے نزدیک جمہوریت کے بغیر حکومتیں چلائی ہی نہیں جاسکتی ہیں حالانکہ جمہوریت کے علاوہ بھی تو اور بہت سے ایسے طریقے موجودہ ہیں جنھیں اپنا کر یا اُن پر چل کر امور مملکت اِس سے بھی کئی گناہ زیادہ بہتر طریقے سے چلایا جاسکتا ہے مگر پھر بھی بہت سے ممالک ایسے ہیں جو اِن کے

بہکاوے میں ہیں اور جنھوں نے اپنی قدیم روایات کے برخلاف جمہوریت کو ہی اُمور مملکت کے لئے بہتر جان لیا ہے حالانکہ اُن کے قدیم طریقے صدیوں سے اُن کے یہاں رائج رہے ہیں جو اِس سے بہتر نتائج دے گئے ہیں اور دے رہے ہیں۔اِس کے برخلاف کے جمہوریت کا راگ لاپنے والے خود اپنے یہاں جمہوریت کے قائل نہیں ہیں آج اِس کی مثال امریکا اور بہت سے دوسرے ہیں جو دنیا بھر میں خاص طور پر پاکستان اور مسلم ممالک ہیں جمہوریت کو اِن کی ترقی اور کامرانی کا زینہ تو ضرور بنا کر پیش کر رہے ہیں مگر اپنے یہاں جمہوریت کو رائج کرنے اور کرانے سے دیدہ ودانستہ طور پر قاصر نظر آتے ہیں جبکہ آج دنیا کے بیشتر ممالک میں جمہوری نظامِ حکومت کو رائج کرانے کے خاطر امریکا اور دیگر سُپر طاقتوں نے اِن کے قدیم اور مورثی طریقہ حکومت کو اُلٹ پلٹ کرکے رکھ دیا ہے اور وہاں کی عوام کو ایسی قوت عطا کردی ہے کہ عوام سڑکوں پر نکل پڑے ہیں اور اپنی حکومتوں کے خلاف پُر تشدد کارروائی میں مصروف ہیں جسے امریکا اور برطانیہ انقلاب کا نام دے رہے ہیں اور الزام دے رہے ہیں کہ آج جن ممالک میں جمہوری انقلاب پروان چڑھ رہا ہے اُن ممالک کے عوام اپنے قدیم اور مورثی طرز حکومتوں جن میں بادشاہت اور خاندانی تھا اُن سے بیزار ہوگئے ہیں جس کا نتیجہ آج یہ ہوا ہے کہ اِن ممالک ہیں عوام جمہوری نظام کے نفاذ کے خاطر سڑکوں پر نکل پڑے ہیں یہاں ہمارے لئے حیرت زدہ ہونے کی بات یہ ہے کہ آج پاکستان سمیت دنیا کے جتنے بھی مسلم ممالک میں جو تبدیلیاں لمحہ بہ لمحہ رونما ہو رہی ہیں

اِن سب ہی کے پیچھے یقینی طور پر امریکا، برطانیہ اور دیگر کا ہاتھ کار فرما ہے جو یہ نہیں چاہتے ہیں کہ اِن ممالک میں استحکام آئے اور یہاں کی معیشت پروان چڑھے اور اِن ممالک میں خوشحالی آئے اَب اِس پس منظر میں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ حالیہ دنوں میں ٹھیکدار ریاض ملک کی جانب سے عدلیہ کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے جو سازش سامنے آئی ہے اِس کے پس پردہ بھی امریکا کا خفیہ ہاتھ کار فرما ہوگا۔اَب جیسا کہ چیف جسٹس آف پاکستان عزت مآب مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری بھی کہہ چکے ہیں کہ عدلیہ کے خلاف سازش بے نقاب ہو گئی ہے اور اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس میں کون کون ملوث ہے اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بظاہر ملک کی خیر خواہی کے سیکڑوں دعوے کرنے والوں نے اغیار کی سازش کا حصہ بن کر عدلیہ کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے اپنا جو کردار ادا کیا ہے ہمارے ایک نجی ٹی وی چینل کے ٹاک شو اینکرز اور عدلیہ کے خلاف سازش میں مین کردار ادا کرنے والے ملک ریاض کی آف ایئر ہونے والے تمام گفتگو سامنے آجانے سے یہ بات پوری طرح سے ثابت ہو گئی ہے کہ ملک میں جمہوریت کی آڑ میں کیسے کیسے مفاد پرست اور ذاتی فوائد حاصل کرنے والے عدلیہ اور ملک دشمن عناصر ہمارے یہاں موجود ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو ایک طرف تو بظاہر اپنی دولت اور چرب زبانی سے ملک اور قوم کے بڑے خیر خواہ بنتے ہیں مگر درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جو ملک کے دشمن ہیں جو یہاں رہ کر امریکی مفادات کی جنگ میں اِس کے سپاہی بن کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں آج جنہوں نے امریکی خوشنودی کے خاطر

اور حکمرانوں کی خوشامد سے اپنے مزید ذاتی فوائد حاصل کرنے اور اپنے جاری پر جیکٹوں کو ترقی دینے کے لئے عدلیہ کی خلاف کام کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہم آخر میں یہ کہیں گے کہ حکمران، سیاستدان اور میڈیا کسی کے خلط ملط مفروضوں سے عدلیہ کا وقار مجروح نہ ہونے دیں۔ (ختم شد

صدر کے لاڈلے گیلانی تو گئے

صدر کے لاڈلے گیلانی تو گئے، کیا نو منتخب وزیر اعظم شہاب الدین بھی گیلانی جیسے ہو جائیں گے...؟

سُپریم کورٹ کا تاریخ ساز فیصلہ اور نااہل یوسف رضا گیلانی...

ملک کو بحرانوں میں دھکیلنے والے گیلانی نااہل ہو کر چلے گئے...؟اچھا ہوا اور بہت اچھا ہوا....

اطلاعات یہ ہیں کہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے مخدوم شہاب الدین کو ملک کا نیا وزیر اعظم بنانے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے ملک کے بننے والے نئے وزیر اعظم مخدوم شہاب الدین بھی گیلانی کے راستوں پر چلتے ہوئے اُن جیسے ہو جائیں گے اور ملک اور قوم کو نت نئے بحرانوں میں جکڑے رکھنے کے بعد اپنے پیش رو کی طرح جانا پسند کریں گے یا اپنے دورے وزراتِ عظمیٰ میں عوام سے داد تحسین جمع کرتے ہوئے اتنا کچھ اچھا کر جائیں گے کہ گیلانی کے ہاتھوں عوام کے جسموں پر لگے زخموں سے رستا خون بند ہو جائے گا اور عوام اِن کے حق میں تعاروفی کلمات ادا کرتے نہیں تھکیں گے بہر حال یہ تو مخدوم شہاب الدین کی اپنی قابلیت ہو گی کہ یہ عوام کے کتنے خیر خواہ ثابت ہوں گے اور اپنی ذات سے ملک اور قوم کے لئے کیا کچھ اچھا کر گزریں

گے ویسے ایک بات یہ ضرور ہے کہ صدر کے لاڈلے گیلانی اپنے چار سال عوام پر اذیتوں کے پہاڑ نازل کرنے کے بعد سپریم کورٹ سے نا اہل قرار دیئے جانے کے بعد چلے گئے ہیں اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ چلو اچھا ہی ہوا کہ وہ یوسف رضا گیلانی جو اِس غرور اور گھمنڈ میں مبتلا تھے کہ کوئی اِن سے اِن کا اقتدار نہیں چھین سکتا اور یہ ہمیشہ اقتدار میں رہنے کے لئے آئے ہیں یہ جس طرح چاہیں اداروں کو گھما سکتے ہیں اور اِن کی حکومت نے عوام اور ملک کے علاوہ صدر زرداری کی ذات کے خاطر اتنے کام کر ڈالیں ہیں کہ عوام اِن سے خوش ہوں یا نہ ہوں مگر انہیں اِس بات کا بھی سو فیصد یہ یقین ضرور تھا کہ صدر اِن سے ضرور خوش ہیں اور یہ اِن پر پورا اعتماد کرتے ہیں اور بالآخر اتنی ڈھیر ساری خوش فہمیوں میں مبتلا رہنے والے گیلانی بھی رخصت ہو ہی گئے یہ کس طرح گئے ہیں یہ بھی پاکستانی عوام اور دنیا خوب جانتی ہے کہ اِن کی رخصتی کا پروانہ سپریم کورٹ نے اسپیکر رولنگ کیس میں تاریخی فیصلہ سُناتے ہوئے جس انداز سے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو نا اہل قرار دے کر جاری کر دیا ہے یہ بھی اہل وطن کے لئے قابلِ تحسین کارنامہ ہے نہ صرف یہ بلکہ سپریم کورٹ ہی کے فیصلے کی روشنی میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بھی تُرنت یعنی فوراً ہی مسٹر سید یوسف رضا گیلانی کی حلقہ این اے 151 ملتان کی نشست خالی قرار دیتے ہوئے وزیراعظم کی نا اہلی کا نوٹیفکیشن بھی جاری کر کے ایک اور تاریخ رقم کر دی ہے۔

جہاں سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے کے بعد حکمران جماعت والوں میں غم وغصہ پھیل گیا تو وہیں یہ کسی زخمی شیر کے مانند اِدھر اُدھر اپنا سر پیٹتے ہوئے بھی نظرآئے اور احتجاجاً مشتعل ہو کر لاڑکانہ، خیرپور، نوابشاہ، دادو، پڈعیدن و دیگر شہروں میں ہوائی فائرنگ اور مظاہرے بھی کرنے لگے تو اُدھر ہی پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کو جمہوریت کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے کہاکہ عدالتی حکم پر تحفظات ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اِن کے تحفظات محض اِن کی ضد اور اداروں سے ٹکراؤ کی پالیسی کے مترادف ہے اور بس ....

اگرچہ دوسری جانب پہلے ہی روز سے عہدہ صدارت پر اپنے قدمِ مبارک رنجافرمانے والے ہمارے فہم وفراست سے لبریز اور بے پناہ سیاسی تدبر کا مظاہرہ کرنے والے صدرِ مملکت آصف علی زرداری اپنے لاڈلے سید یوسف رضاگیلانی کی وزارتِ عظمی سے رخصتی کے بعد یقینی طور پر سخت ذہنی دباؤ میں ہیں اور اِس شش وپنچ میں اُلجھی ہیں کہ کیا آئندہ دنوں میں اِنہیں اپنی ہی پارٹی سے کوئی ایسا بندہ مل پائے گاجو اِن کی محبت میں مبتلارہ کر سوئس حکومت کو گیلانی جیسے پیارے کی طرح خط نہیں لکھے گااور ایسا ہی فرمانبردار ثابت ہوگا جیسے سابق وزیر اعظم سید یوسف رضاگیلانی اپنے قول اور فعل سے ایک ایسا رنگ جما گئے کہ

سپریم کورٹ کو ہی اِنہیں نااہل قرار دے کر رخصت کرنا پڑا اور نہ تو صدر اور اِن کی پارٹی کو گیلانی سے کبھی کوئی شکایت نہیں تھی اَب یہ اور بات تھی کہ گیلانی نے بحیثیت وزیرِاعظم ملک کو کئی بحرانوں میں دھکیلا ہے جس میں توانائی کی شکل میں بجلی کا بحران سرفہرست ہے۔

گیلانی کو سپریم کورٹ سے نااہل قرار دیئے جانے کے بعد ایک وقت ایسا بھی ضرور تھا کہ جب صدر آصف علی زرداری اتحادیوں سے مل کر بھی گیلانی جیسے کسی نئے گیلانی کا حتمی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے جس کی تلاش کے لئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اِن کی پریشانی بھی بڑھتی ہی جا رہی تھی کہ یکایک اِن کی نظر گیلانی جیسے کئی نئے لڈن پپوں پر جم کر رہ گئی اور اُنھوں نے اِن لڈن پپیوں میں سے ایک نیا گیلانی مخدوم شہاب الدین کی شکل میں ڈھونڈ ہی نکلا اور اپنا اگلا عاشق اِنہیں بنانے کے لئے وزارتِ عظمی کے لئے نامزد کر دیا جسے متفقہ طور پر منظور بھی کر لیا گیا ہے۔ مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ 22 جون کو نئے گیلانی کی صورت میں مخدوم شہاب الدین ہی ہمارے نئے وزیرِاعظم قرار پائیں گے یا کوئی اور ہوگا یا نئے وزیرِاعظم کی صورت میں امریکا نظریات اور فکر کی پرچار کرنے والی محترمہ حنا ربانی کھر بھی ہو سکتی ہیں یا اِن کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے جو صدر زرداری کے معیار پر پورا اُترے گا۔

اَب یہ تو 22 جون کو ہی پتہ چلے گا کہ ہماراوزیر اعظم کون ہوگا مگر اتنا ضرور ہے کہ بند دروازوں کے پیچھے اِس عہدے کے حصول کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی عہدیداروں کے درمیان بڑے۔بڑے پاپڑ ضرور بیلے جارہے ہیں اور سب ایک سے بڑھ کر ایک صدر پر اپنا سیاسی کیریئر قربان کرنے کے دعویدار بھی سامنے آرہے ہیں مگراِس صورت حال سے دوچار رہنے والے ہمارے عزت مآب صدر آصف علی زرداری کی فہم وفراست کا بھی سخت امتحان شروع ہوچکاہے کہ یہ مخدوم شہاب الدین کے علاوہ کیا کسی اور کو بھی وزارتِ عظمیٰ پر فائز کرسکتے ہیں...؟؟جو گیلانی کی طرح سوئس حکومت کو خط نہ لکھنے پر ڈٹارہے گا اور اپنا سب کچھ اِن پر قربان کردے گا۔اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ہمارا آئندہ کوئی بھی وزیر اعظم ہو مگراِس پر لازم ہے کہ وہ خود کو ملک اور قوم کی خدمات کے لئے وقف کردے ناکہ صرف صدر کی ذات اور مفادات کے لئے کام کرے اِن کے کارناموں اور سوچوں کی ملکی اور عالمی سطح پر پروان چڑھاتا رہے۔

اُدھر اہل وطن نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے ہی یوسف رضا گیلانی کا وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے سپریم کورٹ کانااہل قرار دیاجانا تھاکہ ن لیگ اور تحریک انصاف والوں پر جیسے ساون کا چڑھ دوڑا ہواور اُنھوں نے سخت گرمی اور طویل ترین لوڈشیڈنگ کے عذاب کو بھلا کر ملتان اور لاہور سمیت ملک کے بیشتر شہروں میں جشن منایااور مٹھائیاں تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے غم اپنے دل سے

نکال پھینکا اور ڈھول کی تھاپ پر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بھنگڑے ڈالے اور آتشبازی کرنے کے ساتھ ساتھ کئی علاقوں میں ہوائی فائرنگ بھی کی اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی اطلاع ہے کہ دونوں جماعتوں کے کچھ کارکنوں نے ملکی اداروں کے استحکام اور سالمیت کو داؤ پر لگانے والے سابق وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو اسپیکر رولنگ کیس میں نااہل قرار دیئے جانے والے سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے پر شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے اور ہمیں یقین ہے کہ اِس موقع پر اِنھوں نے یقیناً اللہ کے حضور ملک میں آئندہ کسی ایسے شخص کی وزارتِ عظمٰی پر فائز نہ کئے جانے کی دعا بھی کی ہوگی جیسے نااہل یوسف رضا گیلانی تھے ویسے ہم یہاں اپنے دل کی ایک بات ضرور کہنا چاہیں گے کہ صدر اپنے اور اپنی پارٹی مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مخدوم شہاب الدین کو وزارتِ عظمٰی کے عہدے پر فائز کریں یا نہ کریں مگر خدا کے واسطے چوہدری احمد مختار کو بھی اِس اہم عہدے کی ذمہ داری نہ سونپیں کیوں کہ جب یہ وزیردفاع تھے تو تب بھی یہ اپنی وزارت کی اہمیت کے اعتبار سے اِس معیار پر پورے نہیں اُتر پائے تھے اور آج کل جب یہ وزیر پانی و بجلی ہیں تو تب بھی ملک میں بجلی کا کیا حال ہے یہ بھی سب کے سامنے ہے یعنی اِن کو وزیر پانی و بجلی بنانے کے ساتھ ہی ملک بھر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ بڑھ گئی ہے جس کی مثال پنجاب ہے جہاں لوڈشیڈنگ کے ستائے ہوئے لوگوں نے پنجاب میں تباہی مچار کھی ہے اَب اندازہ کرلیں کہ احمد مختار اپنی وزارتوں میں کتنے خود مختار رہے ہیں اور اگر یہ

وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر فائز ہو گئے تو پھر کتنے خود مختار رہیں گے.... ؟؟اِس کا اندازہ بھی ابھی سے ہو جانا چاہیئے... کہ احمد مختار ملک کے وزیرا عظم بن گئے تو پھر سوچو ملک کا چھ سات ماہ میں کیا حال ہوگا...؟

لوراجہ پرویز اشرف تووزیر اعظم بن گئے کیا عوامی مسائل بھی حل ہوں گے

صدر زرداری + وزیر اعظم پرویز اشرف + سوئس خط + عدلیہ اور عوام کے مخمصے ...
لوچلو راجہ پرویز اشرف 211 ووٹ لے کر ملک کے 25 ویں وزیر اعظم تو بن گئے مگر اِن کے یوں اچانک وزیر اعظم بننے کے ساتھ ہی عوام کے دلوں میں طرح طرح کے مخمصے بھی جنم لے رہے ہیں اور عوام کہہ رہے ہیں کیا یہ وہی راجہ پرویز اشرف ہیں جو اِسی حکومت میں وفاقی وزیر پانی و بجلی بھی کبھی ہوا کرتے تھے اِن کی ماضی کی کارکردگی تو کوئی اتنی خاص نہیں تھی کہ صدر نے اِنہیں وزارتِ عظمی کے منصب پر فائز کرکے عوام سے کس گناہ کی سزالینے کی ٹھان رکھی ہے شاید اِسی کو کہتے ہیں قسمت کی دیوی کا مہربان ہونا آج جس طرح قسمت کی دیوی راجہ پرویز اشرف پر مہربان ہوئی ہے ہماری دعا ہے قسمت کی یہ دیوی اَب آئندہ کسی پر بھی مہربان نہ ہو قسمت کی دیوی کا راجہ پرویز اشرف پر مہربان ہونے کی جو وجہ بنی وہ کچھ یوں ہے کہ اطلاعات کے مطابق جب انسداد منشیات کی مقامی عدالت نے ممنوعہ کیمیکل ایفیڈرین کوٹہ کیس میں اینٹی نارکوٹکس فورس کے تفتیشی افسران کی رپورٹ پر پیپلزپارٹی کے وزارت عظمی کے نامزد اُمیدوار مخدوم شہاب الدین کے ناقابل ضمانت ورانٹ جاری کئے تواِس کے بعد مخدوم شہاب

الدین جنھوں نے کے وزارتِ عظمی کے لئے اپنے کاغذات جمع کرائے تھے وہ واپس لے لئے پھراس کے بعد ہمارے انتہائی ذہن اور بے پناہ سیاسی بصیرت اور آگاہی رکھنے والے صدر مملکت آصف علی زرداری نے راجہ پرویز اشرف کو ملک کا نیا وزیر اعظم بنانے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے ملک کے نئے بننے والے وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف بھی گیلانی کے راستوں پر چلتے ہوئے اُن جیسے ہوجائیں گے اور ملک اور قوم کو نت نئے بحرانوں میں جکڑے رکھنے کے بعد اپنے پیش رو کی طرح جانا پسند کریں گے یا اپنے دورے وزراتِ عظمی میں عوام سے داد تحسین جمع کرتے ہوئے اتنا کچھ اچھا کر جائیں گے کہ گیلانی کے ہاتھوں عوام کے جسموں پر لگے زخموں سے رستا خون بند ہوجائے گا اور عوام اِن کے حق میں تعاروفی کلمات ادا کرتے نہیں تھکیں گے۔

بہر حال یہ تو راجہ پرویز اشرف کی اپنی قابلیت ہوگی کہ یہ عوام کے کتنے خیر خواہ ثابت ہوں گے اور اپنی ذات سے ملک اور قوم کے لئے کیا کچھ اچھا کر گزریں گے ویسے ایک بات یہ ضرور ہے کہ صدر کے لاڈلے گیلانی اپنے چار سال عوام پر اذیتوں کے پہاڑ نازل کرنے کے بعد سپریم کورٹ سے نااہل قرار دیئے جانے کے بعد چلے گئے ہیں اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ چلواچھاہی ہواکہ وہ یوسف رضا گیلانی جو اِس غرور اور گھمنڈ میں مبتلا تھے کہ کوئی اِن سے اِن کا اقتدار نہیں چھین سکتااور یہ ہمیشہ اقتدار میں رہنے کے لئے آئے ہیں یہ جس

طرح چاہیں اداروں کو گھوما سکتے ہیں اور اِن کی حکومت نے عوام اور ملک کے علاوہ صدر زرداری کی ذات کے خاطر اتنے کام کرڈالیں ہیں کہ عوام اِن سے خوش ہوں یا نہ ہوں مگر اِنہیں اِس بات کا بھی سوفیصد یہ یقین ضرور تھا کہ صدر اِن سے ضرور خوش ہیں اور یہ اِن پر پورا اعتماد کرتے ہیں اور بالآخر اتنی ڈھیر ساری خوش فہمیوں میں مبتلا رہنے والے گیلانی بھی رخصت ہو ہی گئے یہ کس طرح گئے ہیں یہ بھی پاکستانی عوام اور دنیا خوب جانتی ہے کہ اِن کی رخصتی کا پروانہ سپریم کورٹ نے اسپیکر رولنگ کیس میں تاریخی فیصلہ سُناتے ہوئے جس انداز سے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کو نا اہل قرار دے کر جاری کردیا ہے یہ بھی اہل وطن کے لئے قابلِ تحسین کارنامہ ہے نہ صرف یہ بلکہ سپریم کورٹ ہی کے فیصلے کی روشنی میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بھی تُرنت یعنی فوراََ ہی مسٹر سید یوسف رضا گیلانی کی حلقہ این اے 151 ملتان کی نشست خالی قرار دیتے ہوئے وزیر اعظم کی نا اہلی کا نوٹیفکیشن بھی جاری کرکے ایک اور تاریخ رقم کردی ہے۔ یہاں ہم یہ کہیں گے کہ یوسف رضا گیلانی جیسے انتہائی شاطر سیاست دان کے لئے پانچ سال تک انتخابات میں حصہ نہ لینے والی سزا بھی بہت کم ہے بلکہ ہمارا ایک مشورہ یہ ہے کہ ایسے اشخاص جو توہین عدالت یا کرپشن میں ملوث پائے جائیں تو ایسے افراد کے لئے پانچ سال نہیں بلکہ پانچ انتخابات تک حصہ نہ لینے کی سزا دی جانی چاہئے تاکہ اِنہیں اپنے کئے گئے جرائم کا احساس ہو اور وہ آئندہ پھر کبھی ایسا کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں جس کی پاداش

ہیں اِنہیں یہ ایسی سزا ملی ہے۔

جہاں سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے کے بعد حکمران جماعت والوں میں غم وغصہ پھیل گیا تو وہیں یہ کسی زخمی شیر کے مانند اِدھر اُدھر اپنا سر پیٹتے ہوئے بھی نظر آئے اور احتجاجاً مشتعل ہو کر لاڑکانہ، خیرپور، نوابشاہ، دادو، پڈعیدن و دیگر شہروں میں ہوائی فائرنگ اور مظاہرے بھی کرنے لگے تو اُدھر ہی پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کو جمہوریت کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ عدالتی حکم پر تحفظات ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اِن کے تحفظات محض اِن کی ضد اور اداروں سے ٹکراؤ کی پالیسی کے مترادف ہے اور بس ....

اگرچہ دوسری جانب پہلے ہی روز سے عہدہ صدارت پر اپنے قدم مبارک رنجا فرمانے والے ہمارے فہم وفراست سے لبریز اور بے پناہ سیاسی تدبر کا مظاہرہ کرنے والے صدرِ مملکت آصف علی زرداری اپنے لاڈلے سید یوسف رضا گیلانی کی وزارتِ عظمی سے رخصتی کے بعد یقینی طور پر سخت ذہنی دباؤ میں رہے اور اِس شش وپنج ہیں بھی مبتلا رہے کہ کیا آئندہ دنوں میں اِنہیں اپنی ہی پارٹی سے کوئی ایسا بندہ مل پائے گا جو اِن کی محبت ہیں مبتلا رہ کر سوئس حکومت کو گیلانی جیسے عشق کی طرح خط نہیں لکھے گا اور ایسا ہی فرمانبردار ثابت ہو گا جیسے سابق

وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی اپنے قول اور فعل سے ایک ایسا رنگ جما گئے کہ سپریم کورٹ کو ہی انہیں نااہل قرار دے کر رخصت کرنا پڑا اور نہ تو صدر اور اِن کی پارٹی کو گیلانی سے کبھی کوئی شکایت نہیں تھی اَب یہ اور بات تھی کہ گیلانی نے بحیثیت وزیراعظم ملک کو کئی بحرانوں میں دھکیلا ہے جس میں توانائی کی شکل میں بجلی کا بحران سرفہرست ہے۔

گیلانی کو سپریم کورٹ سے نااہل قرار دیئے جانے کے بعد ایک وقت ایسا بھی ضرور تھا کہ جب صدر آصف علی زرداری اتحادیوں سے مل کر بھی گیلانی جیسے کسی نئے گیلانی کا حتمی فیصلہ نہیں کرپارہے تھے جس کی تلاش کے لئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اِن کی پریشانی بھی بڑھتی ہی جارہی تھی کہ یکایک اِن کی نظر گیلانی جیسے کئی نئے لڈن پپوں پر جم کر رہ گئی اور اُنہوں نے اِن لڈن پپیوں میں سے ایک نیا گیلانی راجہ پرویز اشرف کی شکل میں ڈھونڈ ہی نکالا اور اپنا اگلا عاشق اِنہیں بنانے کے لئے وزارتِ عظمی کے لئے نامزد کردیا جسے متفقہ طور پر منظور بھی کرلیا گیا ہے۔ مگراَب دیکھنا یہ ہے کہ 22 جون کو نئے گیلانی کی صورت میں راجہ پرویز اشرف ہی ہمارے نئے وزیراعظم قرار پائیں گے اگراِن کا اِس حکومت میں ماضی کا ریکارڈ دیکھیں تو اِن کی آج تک کی کارکردگی یہ بتاتی ہے کہ راجہ پرویز اشرف نے عوام کے لئے تو اتنا کچھ نہیں کیا جتنا اِنہوں نے کچھ نہ کرکے اور

اپنے قول و فعل سے صدر زرداری کا خود پر اعتماد بحال کرکے اِن کے معیار پر پورا اُترے ہیں۔

یہاں یہ امر قرار واقع ہے کہ گزشتہ چار دنوں سے ایوان صدر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور اتحادی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں کا جو سیاسی بازار گرم تھا وہ 22 جون کو وزراتِ عظمی کے ہونے انتخاب کے بعد بڑی حدتک ضرور ٹھنڈاپڑ گیاہے ورنہ تو دیکھنے والوں نے یہ تک دیکھا کہ ایوانِ صدر کے کمروں کے بند دروازوں کے پیچھے وزارتِ عظمی کے عہدے کے حصول کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی عہدیداروں کے درمیان بڑے بڑے پاپڑ ضرور بیلے جاتے رہے ہیں اور یہاں تک کہ ایک سے بڑھ کر ایک صدر پر اپنا سیاسی کیریئر قربان کرنے کے دعویدار بنارہا مگر یہاں ہم یہ بھی اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ اِس پریشان کن کیفیت سے دوچار رہنے والے ہمارے عزت مآب صدر آصف علی زرداری کی فہم و فراست کا بھی سخت امتحان تھا جس سے یہ الحمداللہ انتہائی خیر وعافیت نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور صدر نے گیلانی کا جانشین راجہ پرویز اشرف کو بحیثیت وزیر اعظم بنا کر اپنی حکومت کو آکسیجن عطا کردی ہے جو گیلانی کی طرح سوئس حکومت کو خط نہ لکھنے پر ڈٹے رہیں گے اور اپنا سب کچھ صدر پر قربان کردیں گے۔اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ ہمارے وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف پر لازم ہے کہ وہ خود کو ملک اور قوم کی خدمات کے لئے وقف کردیں یہ مانا کہ

ماضی کا اِن کا ریکارڈ بحیثیت وزیر پانی و بجلی ناقص اور خراب ہے مگر اَب عوام اِن سے یہ ضرور اُمید رکھتے ہیں کہ وزیراعظم راجہ پرویز اشرف اپنے اِس جملے پر قائم رہیں گے کہ " ہم اداروں میں تصادم نہیں چاہتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ سچ کا ساتھ دیا ہے جمہوریت کی مضبوطی ملکی ترقی واستحکام کی ضمانت ہے اور ہمارے قائدین سمیت میں نے بھی ہمیشہ جمہوری نظام کی مضبوطی کے لئے اچھے فیصلے کئے ہیں " عوام اِس مخمصے میں مبتلا ہیں کہ راجہ پرویز اشرف وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونے کے بعد اپنے مندرجہ بالا ادا کئے گئے جملوں کو بھول کر اپنی تمام تر صلاحتیں صرف صدر کی ذات اور مفادات کے لئے کام کرنے اوراِن کے کارناموں اور سوچوں کی ملکی اور عالمی سطح پر پروان چڑھانے اور سوئس حکومت کو خط نہ لکھنے کے بہانوں اور سیاسی حربوں میں ہی نہ ضائع کردیں۔

اُدھر اہل وطن نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے ہی یوسف رضاگیلانی کا وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے سپریم کورٹ کا نااہل قرار دیا جانا تھا کہ ن لیگ اور تحریک انصاف والوں پر جیسے ساون چڑھ دوڑا ہو اور اُنھوں نے سخت گرمی اور طویل ترین لوڈشیڈنگ کے عذاب کو بھلا کر ملتان اور لاہور سمیت ملک کے بیشتر شہروں میں جشن منایا اور مٹھائیاں تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے غم اپنے دل سے نکال پھینکا اور ڈھول کی تھاپ پر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر

بھنگڑے ڈالے اور آتشبازی کرنے کے ساتھ ساتھ کئی علاقوں میں ہوائی فائرنگ بھی کی اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی اطلاع ہے کہ دونوں جماعتوں کے کچھ کارکنوں نے ملکی اداروں کے استحکام اور سالمیت کو داؤ پر لگانے والے سابق وزیراعظم سید یوسف رضاگیلانی کو اسپیکر رولنگ کیس میں نااہل قرار دیئے جانے والے سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے پر شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے اور ہمیں یقین ہے کہ اِس موقع پر اِنہوں نے یقیناً اللہ کے حضور ملک میں آئندہ کسی ایسے شخص کی وزارتِ عظمی پر فائز نہ کئے جانے سے متعلق بھی ضرور دعا کی ہوگی جیسے نااہل یوسف رضاگیلانی تھے۔

ویسے ہم یہاں اپنے دل کی ایک بات ضرور کہنا چاہیں گے وہ یہ کہ صدر نے اپنے اور اپنی پارٹی مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے راجہ پرویز اشرف کو تو وزارتِ عظمی کے عہدے پر ضرور فائز کردیا ہے مگر ہماری صدر اور نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویز اشرف سے یہ التجاضرور ہے کہ اپنے اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ کر خداکے واسطے ملک میں قانون کی بالادستی اور استحکام کے لئے حقیقی معنوں میں اداروں سے تصادم کی راہ پر چلنے سے گریز کریں اوراِس کے ساتھ ہی اِنہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ گزشتہ چار سالوں کے دوران اپنے پارٹی کا گرتا وقار بحال کرنے اور کرانے کے لئے اللہ نے ترس کھا کر اِنہیں چھ ، سات ماہ کا جو عرصہ خیرات میں دے دیا ہے اِس دوران صدر زرداری اور وزیراعظم راجہ پرویز

اشرف اپنی اپنی اصلاح بھی کریں اور ملک میں نااہل گیلانی کی طرف سے پیدا ہونے والے بجلی گیس اور دیگر بحرانوں کے فوری خاتمے کے لئے بھی اپنی کوششیں کریں اور ملک سے حقیقی معنوں میں مہنگائی اور بیروزگاری سمیت کرپشن کے خاتمے کے لئے بھی اقدامات کریں اور اِس کے ساتھ ہی ہم آخر میں یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ ہمارے نومولود وزیراعظم راجہ اشرف، حقیقی معنوں میں ایک باوقار وزیراعظم بن گئے تو ٹھیک ہے ورنہ اپنی خود مختاری کسی اور (صدر) کے ہاتھ ییں دے کر لڈن پپو بنے رہے تو پھر سوچو ملک کا چھ سات ماہ میں کیا حال ہوگا...؟شاہد جس کا گمان بھی نہ کیا جاسکے کیوں کہ گیلانی کو درپردہ چلانے والے ہمارے یہی صدرِ مملکت ہی تو تھے جو وقتاً فوقتاً اپنی ساری سیاسی فہم وفراست گیلانی میں اُنڈیلتے رہے اور گیلانی اِس کی روشنی میں اپنا کام کرتے رہے جس کا نتیجہ آج یہ ہوا کہ گیلانی تو نکل لئے مگر صدر رہ گئے کہیں ایسانہ ہوجائے کہ کچھ دنوں کے بعد راجہ بھی نکل جائیں مگر صدر پھر رہ جائیں۔

اَب اِنتظار کرو راجہ کا راج کیا کیا رنگ دکھاتا ہے۔۔۔۔؟

وعدہ خلافی اور جھوٹ و فریب کا شہنشاہ راجہ رینٹل ملک کا وزیر اعظم بن گیا ہے۔۔!

بقولِ شاعر کہ یہ حقیقت ہے کہ

تخت کا خواب بھی دیکھا نہ تھا جن لوگوں نے

بخت سے آج سکندر وہ بنے بیٹھے ہیں

بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا جِن کو

قوم کا آج مقدر وہ بنے بیٹھے ہیں

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مندرجہ بالا اشعار کے معنی اور مفہوم کی روشنی میں دیکھا جائے تو گزشتہ کئی سالوں سے ہمارا ملک اِسی معیار پر پورا اُتر رہا ہے جس جانب شاعر نے اپنے شعر میں اشارہ دیا ہے اور پچھلے دنوں تو اِس میں اُس وقت اور حقیقت نظر آئی جب اچانک راجہ پرویز اشرفِ اپنے پیش روگیلانی سے 100 ووٹ کم یعنی 211 ووٹ لے کر ملک کے 25 ویں وزیر اعظم منتخب ہوگئے یہاں اِس کا ذکر کرنا بھی لازمی ہے کہ سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کی نااہلی کے بعد ملک میں وزارتِ عظمی کے حصول کے خاطر ایوانِ صدر جس طرح

سیاسی سرگرمیوں کا بازار بنا رہا اس سے کون ہوگا جو واقف نہ ہو مگر چوں کہ موجودہ جمہوری حکومت کے انتہائی فہم و فراست اور سیاسی داؤ پیچ کے ماہر ہمارے صدر مملکت عزت مآب آصف علی زرداری نے اِس صورت حال پر جس طرح قابو پایا اور سابق وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف المعروف راجہ رینٹل کو ملک کو نیا وزیراعظم بنا کر اپنی آئی سی یو میں پڑی جمہوری حکومت کو راجہ اشرف کا ٹیکہ اور جمہوریت کو آکسیجن لگا کر اِسے اپنی گاڑی مزید آٹھ ماہ تک گھسیٹنے کی مہلت دے کر بظاہر تو بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے مگر سیاسی ماہرین اور تبصرہ نگاروں کے نزدیک اپنی حکومت اور جمہوریت کو بچانے کے خاطر صدر کی جانب سے کئے جانے والے سارے اقدامات اور انتظامات اُس وقت تک بے مقصد اور بے سود ہی ثابت رہیں گے جب تک نئے وزیراعظم عدلیہ کے حکم کی روشنی میں سوئس احکام کو خط نہیں لکھ دیتے۔

جمعہ 22 جون 2012 کو نئے وزیراعظم کے انتخاب کے لئے پولنگ کا عمل قومی اسمبلی ہال میں ہوا جہاں ڈویژن کی بنیاد پر کُل 342 کے ایوان میں 300 اراکین نے ووٹ کا حق استعمال کیا اور راجہ پرویز اشرف کو قوم کا باجا بجانے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی، فاٹا اور مسلم لیگ فنکشنل کے اراکین نے ووٹ دیئے اور پھر یوں راجہ پرویز اشرف ملک کے نئے وزیراعظم بن گئے بعد ازاں نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویز اشرف اور اِن کی

کابینہ کے (پرانے اور کچھ نئے) 27 وزراءاور 11 وزرائے مملکت نے ایوانِ صدر میں حلف اُٹھالیا اور اپنے اُن ہی جذبوں اور ولولوں کے ساتھ ملک میں جمہوریت کی آبیاری کرنے کا عزم کرلیا جس طرح یہ پہلے جمہوریت کو پروان چڑھانے میں پیش پیش رہے تھے مگر یکایک کچھ دنوں کے لئے جمہوریت کا چلتا پہیہ رکتا ہو محسوس ہوا مگر جو اَب پھر چل پڑاہے ہم سمجھتے ہیں کہ سابق وزیر اعظم گیلانی اگر عدالتی حکم مان جاتے اور سوئس حکومت کو خط لکھ دیتے تو شاید اِن کی جانے کی کوئی وجہ بھی نہ بنتی مگر چوں کہ اُنہوں نے عدلیہ کی حکم عدولی کی جس کی پاداش میں اِنہیں وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے بھی اپنے ہاتھ دھونے پڑے اَب اگر ہمارے نومنتخب وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے بھی اپنے پیش روگیلانی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سوئس حکومت کو خط نہ لکھا تو عین ممکن ہے کہ اِنہیں بھی ایسی ہی کسی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑجائے جس سے گیلانی گزر کر سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں پانچ سال کے لئے نااہل قرار پائے ہیں بہرحال یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آج بھی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ اِسی حکومت کے ماضی کے وفاقی وزیر پانی و بجلی جو اپنی وعدہ خلافی ، جھوٹ اور فریب میں شہنشاہ کا درجہ رکھتے تھے آج یہی شہنشاہ المعروف راجہ رینٹل ہمارے وزیر اعظم بن گئے ہیں جن کے آنے سے بقولِ شاعر:

بساطِ نو بچھی ہے جو سیاست گاہِ ہستی میں
نئے شاطر بھی آئے ہیں نئے مہرے بھی آئے ہیں

سیاست میں، قیادت میں، وزارت میں حکومت میں
پُرانی صورتیں بھی ہیں نئے چہرے بھی آئے ہیں

یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے مگر قوم کو اِس موقع پر یہ بھی ضرور ذہین نشیں رکھنا چاہئے کہ راجہ پرویز اشرف کی پاکستان پیپلز پارٹی سے دلی وابستگی کی بنا پر صدر مملکت آصف علی زرداری نے وزارتِ عظمٰی کے لئے نامزد تو کیا ہی تھا مگر اِس میں راجہ پرویز اشرف کی اپنی وہ خوشامدانہ صلاحتیں بھی شامل ہیں جن کی بنیاد پر یہ وزارتِ عظمٰی کے اعلیٰ ترین منصب تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں اِن کی اِن تمام خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اِب ہمیں اِس کا بھی انتظار کرنا ہوگا کہ راجہ کا راج آٹھ ماہ میں کیا کیا رنگ دکھاتا ہے اور قوم کو کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے کیوں کہ بقولِ شاعر :

اِن دنوں محفل میں دستورِ زباں بندی نہیں
دوستو طے ہوگیا ہے مسئلہ دستور کا
کر خوشامد ہر گھڑی صدر کا منشا ہے یہ..؟
جی حضوری کر یہی ہے فیصلہ جمہور کا

بس بس بہت ہو گئی اَب راجہ پر تنقیدوں کا سلسلہ بند کیا جائے

قوم راجہ کا باجانہ بجائے، وزیرِاعظم کو کام کرنے دیا جائے...

جیساکہ ہمارے نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویزاشرف نے کہاہے کہ اخبارات اور ٹی وی چینلز پر مجھے کھلم کھلا تنقیدوں کا نشانہ بنایا جارہاہے اِس طرح مجھے مایوس کیا جارہاہے کہ میں وہ کام نہ کرسکوں جس کا میں عزم لے کر آیا ہوں ہاں البتہ ... !اُنھوں نے اتناضرور کہاہے کہ مجھ میں اور یوسف رضاگیلانی میں فرق نہیں ہے سوئس حکومت کو خط لکھنے کے موقف واضح کرچکے ہیں،اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہناہے کہ ہم ہر کام آئین اور قانون کی مطابق کریں گے ملک میں تمام مسائل کا حقیقی حل جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بالادستی میں ہے ہم کسی بھی صورت میں اداروں کے درمیان ٹکراؤکی بجائے آئین اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں اگر واقعی ایساہی ہے جیساوزیراعظم نے فرمایاہے تو پھر ہمیں بھی سوچناچاہئے کہ ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہم اور ہمارے حزب اختلاف کے سیاستدان وزیراعظم کو کچھ مہلت دے دیں کہ یہ کیاکچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ویسے یہ اِس بات کے علاوہ ہے کہ یہ دوٹوک الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ مجھ میں اور یوسف رضاگیلانی میں کوئی فرق نہیں ہے ۔اِس

پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ آپ اور یوسف رضا گیلانی میں کیا اور کتنا فرق ہے...آپ بھی سوئس حکومت کو خط لکھتے ہیں کہ نہیں.... مگر پھر بھی ہم اپنے لکھاری بھائیوں اور اینکر پرسنز سمیت تبصرہ اور تجزیہ نگاروں سے یہ ضرور کہیں گے کہ بس بس بہت ہو گئی اَب راجہ پر تنقیدوں کا سلسلہ بند بھی کیا جائے اور قوم راجہ کا بطور راجہ رینٹل ماضی بھولا کر اِن کا باجا نہ بجائے اور راجہ کو بحیثیت وزیر اعظم تسلیم کرکے راجہ پرویز اشرف کو کام کرنے کا بھرپور موقع فراہم کرے کیوں کہ آج راجہ نے بحیثیت وزیر اعظم خود کو بدلنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ازل سے ہی دنیا کے اِنسانوں کا کلیہ یہ رہا ہے کہ اچھا بننا مشکل اور بُرا بننا آسان ہوتا ہے مگر ہمیں اَج یہ لگتا ہے کہ ہمارے نو منتخب وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے صدیوں پرانے اِس اِنسانی مفروضے اور کلیے کو اپنے لئے چیلینج سمجھتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کے لئے اِس کے برعکس کام کرنے کا عزم و حوصلہ کر رکھا ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی ماضی کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا ازالہ کرنے کے لئے اپنے آٹھ ماہ کے عہدہ وزارتِ عظمٰی میں اتنا کچھ اچھا کر دکھانے کا عزم مصمم کئے ہوئے ہیں کہ یہ اپنے اِسی عزم سے یہ ثابت کردیں گے کہ جہاں اِنسان کا بُرا بننا آسان ہوتا ہے تو وہیں اگر کوئی شخص اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا احتساب کرلے تو اِسے بُرا بننے سے زیادہ آسان

اچھابننا بھی ہوتا ہے۔

ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف اَب کر بھی دکھائیں گے اور اہلِ وطن اور دنیا کو اپنی صلاحیتوں سے یہ بھی ثابت کر دیں گے یہ پہلے کیا تھے اور اَب کیا ہو گئے ہیں ...؟ ہاں وزیر اعظم کی شکل میں یہ وہی راجہ رینٹل ہیں جنہیں وزیر اعظم کا منصب سنبھالنے کے بعد سے آج تک ہر طرف سے شدید تنقیدوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے...اوراِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی راجہ رینٹل ہیں مگر جو اَب ایوان سے 211 ووٹ لے کر ہمارے 25 ویں وزیر اعظم بن گئے ہیں اور آج یہ اپنے ارادوں اور حوصلوں سے ملک اور قوم کی تقدیر بدلنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

اگرچہ یہاں یہ امر قرار واقع ہے کہ قوم کو راجہ پرویز اشرف کو بحیثیت وزیر اعظم تسلیم کر لینا چاہئے اور ایسے میں ہم اپنے بھائیوں اپوزیشن کے رہنماؤں، صحافیوں ، اینکر پرسنز اور تبصرہ اور تجزیہ نگاروں سے بھی یہ کہیں گے کہ بس اَب قوم راجہ پر تنقیدوں اور اِن کا بیجا باجا بجانے کا سلسلہ بھی بند کر دے اور راجہ کو دو چار ماہ کی مہلت دے اور راجہ کو بحیثیت وزیر اعظم کام کرنے کا موقع بھی فراہم کرے..اور اگراِس دوران بھی راجہ اپنی پرانی والی روش پر قائم رہ کر ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی اچھا نہ کر سکیں تو پھر قوم پر

لازم ہے کہ قوم احتجاجوں کے لئے سڑکوں پر نکل پڑے اور راجہ کا باجا بجاڈالے مگر ابھی ایسا کرنا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے ویسے بھی دانا کہتے ہیں کہ اگر روشنی اور توانائی مل جائے تو بُرائی میں سے بھی اچھائی پیدا ہو جاتی ہے جس طرح گلاب کی قلم کے کچھ کانٹے چشموں کی صورت میں پھوٹ پڑتے ہیں ایسے ہی آج نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویز اشرف المعروف راجہ رینٹل سے بھی اچھی اُمیدیں وابستہ کی جائیں ملک کے 25 ویں وزیراعظم کی حیثیت سے راجہ پرویز اشرف کا وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالتے ہی اِن کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک گیر سطح پر جشن منانے اور مٹھائیاں باٹنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے تو دوسری جانب نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے بھی عوام کا خود پر اعتماد بحال کرانے کے لئے وزیراعظم ہاؤس میں شام پانچ سے سات بجے تک " اوپن ڈے " کی ایک نئی اور اچھی اور تاریخی عوامی روایت قائم کر دی ہے اِس دوران ہزاروں کارکن ملنے آئے اگرچہ رش اور دھکم پیل کی وجہ سے نومنتخب وزیراعظم فرداً فرداً تو نہ مل سکے مگر اِس سے انکار کرنا بھی ممکن نہیں کہ وزیراعظم نے اوپن ڈے کی جو روایت ڈالی ہے جس سے آنے والے دنوں میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوگی ہیں اِس پر ہم یہ کہیں گے ٹھیک ہے اِس موقع پر بدنظمی بھی نذر آئی مگر اِسے جواز بنا کر اِس اوپن ڈے کے سلسلے کو بند نہ کیا جائے۔

اُدھر ماضی کی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کے خاطر ہمارے

نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے ملک میں بڑھتے ہوئے توانائی بحران کو قابو کرنے اور ایسے عام انتخابات سے قبل ختم کرنے کے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زیر صدارت ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ نیشنل گرڈ سسٹم میں 1200 میگاواٹ کا اضافہ کرنے کے لئے وزارتِ پیٹرولیم و قدرتی وسائل روزانہ پاور سیکٹر کو ٹن ایندھن کی فراہمی یقینی بنائے اور اِس کا بھی فیصلہ کیا کہ اِس مقصد کے لئے 28000 صنعتی اور سی این جی سیکٹر کو مزید ایک دن گیس کی فراہمی بند کردی جائے اور شہر کراچی کو روشن کرنے اور یہاں کی صنعتوں کے رک جانے والے پہیوں کو چلانے کے لئے کے ای ایس سی کو 300 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے 100 ایم ایم سی فٹ گیس فراہم کی جائے اِن کا کہنا تھا کہ اِن فیصلوں سے یقینی طور پر ملک میں جاری بجلی کے بحران میں کمی واقع ہوگی اور اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہمارا ملک پھر روشن ہونا شروع ہوجائے گا۔

جبکہ اِس موقع پر وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے اِس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ ہم اپنے اتحادیوں کی مدد سے توانائی بحران پر قابو پالیں گے اور یقینی طور پر ہم نے اپنے اِن فیصلوں اور اقدامات سے توانائی کے بحران کا حل تلاش کرلیا ہے۔ نومنتخب وزیراعظم نے حلف اٹھانے کے بعد جس طرح بجلی بحران کے حل کے لئے اپنی زیر صددات پہلا ہنگامی اجلاس طلب کیا اور اِس میں چند دیرپا فیصلے بھی کئے جن پر عملی اقدامات کئے جانے کے بعد ہی کچھ قوی اُمید کی جاسکتی ہے کہ

ملک سے بجلی کا بحران ضرور کسی حد تک ختم نہیں تو کم ضرور ہو جائے گا اَب اِس پس منظر میں ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے نو منتخب وزیر اعظم سے یہ بھی اُمید ہے کہ ہمارا ملک توانائی کی شکل میں بجلی اور گیس کے بحرانوں کے علاوہ اِس وقت جن سنگین مسائل اور مشکلات کا شکار ہے اِن کے حل کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر اقدامات اور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یقینی طور پر اپنی مثبت صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے مگر ضروری ہے کہ اِس کے لئے وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف کو کام کرنے کی مہلت دی جائے۔ تاکہ نو منتخب وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف اپنی ماضی کی اُن کوتاہیوں اور خامیوں کا ٹھیک طرح ازالہ کر سکیں جن کی وجہ سے یہ راجہ رینٹل کہلائے اور جس کی وجہ سے آج اِنہیں ہر سطح پر تنقیدوں کا سامنا ہے۔

کراچی کو نیشنل گرڈ سے 700 میگاواٹ بجلی بند کرنے کی تجویز کیوں

وفاقی حکومت کا 700 میگاواٹ بجلی بند کرنے کا فیصلہ کراچی والوں کے لئے نا قابلِ برداشت ہے۔ . .

اگر واقعی ایسا ہوگیا . . ؟ جیسا کہا جارہا ہے تو پھر کیا ہوگا . . . ؟؟ جس کی وفاقی حکومت کو تجویز دی گئی ہے کہ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کو نیشنل گرڈ سے 700 میگاواٹ بجلی کی فراہمی بند کردی جائے اور یہ بجلی پنجاب کو دے کر یہاں پیدا ہونے والا بجلی کا بحران ختم کیا جائے تو ایسے میں پھر سوچیں میرے شہر کراچی کا کیا حال ہوگا . . . ؟ آج میں جس کا تصور کرکے بھی چکرا کر رہ گیا ہوں . . . شائد وہی کچھ یہاں بھی ہو جو بجلی کے ستائے لاہور میں اپنے ہاتھوں کر رہے ہیں کیوں کہ لاہور میں بجلی کے ستائے جو کچھ بھی بُرا کر رہے ہیں وہ کسی بھی طور مہذب قوم کا عکاس نہیں ہے اور اگر پہلے سے اندھیرے میں ڈوبے میرے شہر کراچی کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہوگیا جس پر غور خوص کیا جارہا ہے تو پھر میرے شہر کا کیا حال ہوگا۔ کیا کراچی کے تاجر، طالبعلم، صنعت کار اور عام شہری وفاقی حکومت کے اِس فیصلے کو برداشت کرلیں گے کہ جس کی روشنی میں کسی صوبے کو روشن اور سندھ و کراچی کو اندھیرے میں ڈبو دیا جائے گا۔ اس پس منظر میں ہم اپنے اصل موضوع کی طرف جانے سے قبل ہم ذکر کرنا چاہئے ہیں اُس تاریخی

لمحے اوراِس موقع پراپنے نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویزاشرف کی اُس گفتگو کاجب پچھلے دنوں وزیراعظم راجہ پرویزاشرف وزارت عظمی کے لئے حمایت پرایم کیوایم کوخراج تحسین پیش کرنے متحدہ قومی موومنٹ کراچی (پاکستان) کے مرکز نائن زیروآئے تھے تویہاں اِن کاپُرتپاک استقبال کیاگیاتھانائن زیروپراپنےپُرتپاک خیرمقدم کرنے پرایم کیو ایم کاشکریہ ادکرتے ہوئے ہمارے نومنتخب وزیراعظم راجہ پرویزاشرف نے کہاکہ باہمی مشاورت سے کراچی کاامن بحال کرائیں گے اور شہرمیں امن وامان کی بحالی کے لئے کوئی کسرنہیں چھوڑیں گے اور بجلی کے بحران اور کراچی میں امن وامان جیسے مسائل کا حل مل کرتلاش کریں گے اور میں پاکستان کے عوام اوراتحادیوں کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچنے دوں گااوراِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہاکہ آج ایم کیوایم کے قائد الطاف حُسین سے ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی اور اُنہوں نے خاص طورپر دومسائل کے حل پر زور دیاایک تویقیناً بجلی کا بحران ہے اور دوسراکراچی میں امن وامان کی صورتحال . . تو ہم نے یہ بھی دیکھاکہ اِس موقع پر وزیراعظم نے یقین دلایاکہ ہم کراچی میں بدامنی اور بجلی کے بحران کا حل تلاش کریں گے اِس کے لئے جتنے بھی اقدامات کرنے ہوں گے ہم کریں گے ۔اگرچہ ابھی وزیراعظم کی اِس گفتگو کی بازگشت جاری ہی تھی کہ اگلے ہی زور سے میرے شہرکراچی میں پہلے سے جاری قتل وغارت گری کا سلسلہ اورزور پکڑ گیااور دوسری جانب روشنیوں کے شہر کراچی کو اندھیروں میں دھکیلنے سے متعلق ایک خبر یہ آئی

کو نیشنل گرڈ سے ملنے (KESC) کہ" وفاقی حکومت کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن والی 700 میگاواٹ بجلی کی فراہمی بند کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے جس پر وزارتِ پیٹرولیم کے ذمہ دار ذرائع کا یہ کہنا ہے کہ 2005ء سے کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کو روزانہ اوسطاً 700 میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ سے فراہم کی جارہی ہے اور اِس پر یہ بھی جواز پیش کیا گیا چوں کہ کراچی میں موسم متعدل ہے جبکہ ملک کے دیگر حصوں میں خصوصاً بلوچستان اور پنجاب میں گرمی کی شدت بہت زیادہ ہے اِس بنا پر کراچی کو بجلی کی فراہمی کے لئے صنعتی شعبہ اور سی این جی کو گیس کی لوڈشیڈنگ میں ایک دن کا اضافہ کرکے بچ جانے والی 90 ایم ایم سی ایف ڈی گیس کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کو بجلی کی پیدوار کے لئے فراہم کی جائے جبکہ اضافی فرنس آئل کی فراہمی سے 130 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے اِس موقع پر ہم یعنی یہ کہنا چاہیں گے کہ وفاقی حکومت اپنی جلد بازی یا نادانی سے ایسے اقدامات کرنا چاہ رہی ہے کہ ایک طرف شہر کراچی میں اندھیروں کا راج قائم رہے تو دوسری جانب نجی ادارہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ اپنی ضرورتوں کو صنعتی شعبہ اور سی این جی کی گیس کی لوڈشیڈنگ سے ملنے والی ایم ایم سی ایف ڈی گیس سے پوری کرسکے تو کرے ورنہ اپنی کمی کو فرنس آئل سے 90 پوری کرے اور چاہئے تو خود سے بجلی کے نرخ میں بھی اضافہ کرتی رہے اِس میں سرکار کا کو نیشنل گرڈ سے 700 میگاواٹ کی بجلی کی فراہمی کی KESC کوئی عمل دخل نہیں ہوگا مگر بندش کرکے پنجاب کو اِس کے حصے کی پوری بجلی پنجاب دی

جائے گی۔اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ شہر کراچی جو کبھی روشنیوں کا شہر کہلاتا تھااور اِس کے چرچے سارے پاکستان میں تھے اُس وقت بھی محکمہ کے ای ایس سی تھا جس نے شہر کراچی کو روشن کئے رکھا تھااور آج بھی یہی ادارہ ہے مگر آج فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے میرے اِس شہر کراچی کو روشن رکھنے والا یہ ادارہ سرکاری تحویل میں تھااور آج یہ ادارہ نجی تحویل میں ہے اَب جس کی انتظامیہ کو اِس سے کوئی سروکار نہیں کہ روشنیوں کا شہر کہلانے والا میرا کراچی اِن کی ناقص کارکردگی کے باعث اپنا وقار کھوڈالے مگر ضروری ہے کہ اندھیروں میں ڈوبا رہے مگر اِنہیں تو طویل ترین لوڈشیڈنگ کرنے سے مطلب ہے جس سے اِس کی بچتیں ہورہی ہیں اور یہ رقمیں کمارہی ہے آج جب میں یہ سطور تحریر کررہاہوں اِس وقت بھی شہر کراچی کے مختلف علاقوں میں لوڈشیڈنگ کے علاوہ گھنٹوں بجلی کا تعطل جاری ہے کیوں کہ ادارہ تانبے کی تاروں کی جگہہ سلور کے تار لگارہاہے جس کی وجہ سے آئے روز مین لائینوں میں فالٹس کا ہونا معمول بن گیا ہے صارفیں ایک طرف بڑے عرصے سے لوڈشیڈنگ کا عذاب جھیل رہے ہیں تو دوسری طرف انتظامیہ کی جانب سے لگائے جانے والے سلور کے تاروں میں پیدا ہونے والے فالٹس کی وجہ سے بجلی کا تعطل ہونے سے بھی پریشان ہیں یہاں یہ سب بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کو نیشنل گرڈ سے 700 میگاواٹ بجلی مل رہی ہے تو شہر کراچی کا یہ حال ہے کہ محکمہ کے ای ایس سی میرے شہر کو اندھیروں میں ڈبونے میں مہارت حاصل کرگیاہے اور

کو نیشنل گرڈ سے ملنے والی 700 میگاواٹ بجلی کی فراہمی KESC اگر وفاقی حکومت نے بند کرنے کی تجویز پر عمل کرلیا تو پھر سوچیں کہ ایک طرف ہمارے مرکزی صنعتی حب شہر کراچی میں سی این جی اسٹیشن اور گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صنعتوں کے دو روز تک بند رہنے کی وجہ سے جو پیچیدہ صورت حال پیدا ہوگی اِس کا تدارک کس طرح کیا جائے گا۔ (ختم شد)

امریکا ہمارا پیچھا کب چھوڑے گا

امریکا ہمارا پیچھا کب چھوڑے گا، ہم امریکا سے جان کیسے چھوڑائیں گے۔؟
قوم اپنے حکمرانوں سے یہ پوچھ رہی ہے کہ ہم امریکا سے اپنی جان کیسے چھوڑائیں گے...؟یا امریکا ہمارا پیچھا کب چھوڑے گا...؟اور کب ہم خود کو حقیقی معنوں میں ایک آزاد ملک کا آزاد باسی سمجھ سکیں گے...؟؟آج قوم کے ہر فرد کے ذہن میں اِیسے اور کئی سوالات کا جنم لینا ایک فطری عمل ہو کر رہ گیا ہے جن کا نہ کوئی جواب ہے اور نہ ہی کوئی عوام کے لبوں پر آنے والے ایسے کسی سوال کا تسلی بخش جواب دے سکتا ہے کیوں کہ آج ہمیں امریکی تسلط میں رہتے ہوئے ایک بڑا عرصہ گزر چکا ہے اور ہم اِس کے عادی ہو چکے ہیں اور شائد یہی وجہ ہے کہ اَب ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہمارے اِن سوالات کے جوابات نہ تو ہمارے حکمرانوں کے ہی پاس ہیں اور نہ ہی ہم بے حسوں کے پاس ہی کوئی ایسا جواب رہ گیا ہے کہ ہمیں یہ احساس ہو کہ ہم بھی اَب کبھی آزاد ہو پائیں گے اور صحیح معنوں میں کسی آزاد ملک کی آزاد فضاؤں میں سانس لے پائیں گے کیوں کہ اگر آج ہم زمینی حقائق کو دیکھیں تو ہمیں واضح طور پر یہ نہ صرف محسوس ہو گا بلکہ نظر بھی یہ ہی آئے گا کہ ہم سے اپنی مفادات کی اُوٹ میں ہماری خود مختاری

اور سالمیت کا بیڑا غرق کرنے والے امریکا کی ہماری سرزمینِ پاک اور ہمارے ایٹمی اثاثوں پر رال ٹپک رہی ہے اور وہ یہ اَب کبھی نہیں چاہئے گا کہ جب اِس کے حلوے کھانے کے دن قریب آ گئے ہیں تو وہ ہمیں تنہا چھوڑ کر چلا جائے۔

یہاں یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ آج ہمارے بلوچستان، خیبر پختونخوا سمیت ملک کے دیگر حصوں میں جتنی بھی دہشت گردی یا قتل وغارت گری ہو رہی ہے ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اِن سب کے پیچھے کوئی اور نہیں صرف امریکا ہی ملوث ہے شاید حکمران طبقہ یا ہمارے یہاں مٹھی بھر موجود امریکا نواز وہ ٹولہ جو ہمارے درمیان رہ کر امریکا کے لئے کام کررہاہے یہ ہماری باتوں سے اتفاق نہ کرے مگر یہ حقیقت ہے کہ امریکا ہم سے ایک طرف تو منافقت کا لبادہ اُڑھ کر دوستی کا ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے تو دوسری جانب یہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل ہونے تک ہمارے وجود کو روئے زمین پر برداشت کرنا بھی نہیں چاہتاہے۔

پاکستان کے عوام کی اپنی سرزمین سے محبت اور والہانہ عقیدت سے خائف اور پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سے خوفزدہ رہنے والا امریکا یہ کبھی نہیں چاہتاہے کہ پاکستان معاشی، سیاسی، اقتصادی اور دیگر حوالوں سے مستحکم ہو اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر اپنی بقا و سالمیت کا فیصلہ خود کرنے کے قابل ہو اور خطے کے دوسرے ممالک (جن میں سرِ فہرست بھارت شامل ہے) کو اپنا زیرِ

تسلط کرکے اپنااثرورسوخ دنیاکے دوسرے ممالک تک پھیلائے اور اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنا ایک مضبوط اور دیرپا اسلامی بلاک بناکراِس کی ناک میں دم کئے رکھے اور اِسی اسلامی بلاک کے ایک انتہائی طاقتوریں ملک کی حیثیت سے اُبھر کر دنیاکو اپنے اشاروں پر چلانے والا ملک بن جائے یہاں ہم یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ ہمارے ملک سے متعلق ایسے اندیشوں اور خدشات میں جکڑے رہنے والے امریکا نے ہر زمانے میں پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کا منصوبہ بنانے رکھا اور آج بھی یہ اِس پر یکسوئی کے ساتھ قائم ہے اور یہ اپنے اِن منصوبوں کو ہر دم سود مند بنانے کے لئے اُس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں سے اِسے یہ تسکین ملی کہ یہ اپنے کام میں کامیابیاں حاصل کرنے کے قریب تر ہوتا جارہاہے۔ ہمیں اِس کا اندازتب ہواجب گزشتہ دنوں پاکستان سے جڑے ناپاک امریکی عزائم کی حد کی جھلک ایک خبر میں کئے گئے اُس دعویٰ میں نظر آئی جس میں واضح طورپر پاکستان سے منسلک امریکی سوچوں اور عزائم کی عکاسی ہو گئی ہے وہ یہ کہ " امریکی صدر بارک اوبامانے 2011 میں اپنے انتہائی اعتماد والے عملے سے کہا تھا کہ یہ پاکستان کو قومی سلامتی کے لئے سب سے بڑی تشویش قرار دیتے ہیں اور پاکستان ٹوٹ سکتاہے اور اِس کے جوہری ہتھیاروں کے حصول کی دوڑ شروع ہو سکتی ہے "خاکم بدہن یہ وہ دعویٰ ہے جیسے نیویارک ٹائمز کے واشنگٹن میں نمائندے ڈیوڈای سنگر نے اپنی کتاب " کنفرنٹ اینڈ کنسیل : اوبامازسیکرٹ وار اینڈ سرپرائزنگ یوزآف امریکن پاور " میں اپناسینہ ٹھونک کر وثوق کے

ساتھ کیا ہے آگے چل کر خبر میں ہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق امریکی میڈیا نے پچھلے ماہ شائع ہونے والی اِس کتاب کے اقتباسات شائع کئے جس کے بارے میں یہ کہاجاتاہے کہ اِس معاملے کو اہمیت حقیقی معنوں میں اُس وقت ملی جب امریکی حکام نے پاکستانی سفارتکاروں، امریکاکے دورے پر جانے والے حکام ، قانون سازوں اور یہاں تک کہ صحافیوں کو بھی اِس کتاب کے مطالعے کو کہاگیاتھاتاکہ اِس کے ظاہر و باطن زاویوں پر بحث کی جاسکے رپورٹ یں‌یہ بھی ہے کہ کتاب میں اُوباماکے اپنے سینیئر معاونین سے کہے گئے یہ الفاظ بھی جلی حروف میں رقم ہیں کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں سے لیس اِس ملک کو ممکنہ طور پر ٹوٹنے سے بچانے کے لئے بہت کم طاقت رکھتے ہیں اور وہ پاکستان ٹوٹنے کے بعد اِس کے جوہری ہتھیاروں کی چھینا جھپٹی کی دوڑ کو قابو نہیں کر سکیں گے“۔اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہم یہاں آگے مزید کچھ تحریر کرنے سے قبل یہ کہنا چاہیں گے کہ خاکم بدہن آج امریکا نے اپنے تئیں ہمارے پیارے ملک پاکستان سے متعلق جو ناپاک منصوبہ مرتب کر رکھاہے اِس سے کھلم کھلا صرف اِس شیطان کے ہی عزائم کی عکاسی ہورہی ہے جو یہ ہم سے دوستی کا ہاتھ بڑھاکر حاصل کرناچاہ رہاہے اَب ایسے میں ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، محب وطن عسکری قیادت اور غیور پاکستانی عوام کو یہ ضرور سوچنا ہوگاکہ آج ہم امریکاکے اتنے قریب بھی نہ ہوں کہ یہ اپنے عزائم کے خاطر ہمیں اپنی دونوں ہتیلیوں کے بیچ میں رکھ کر مسل کر رکھ دے اور اپنے دونوں ہاتھ صاف کرتے ہوئے ہمارا وجود اپنے پیروں

تلے کچل کر ہمیں نیست ونابود کرکے رکھ دے اور ہم فنا ہو کر بھی بظاہر نظر آنے والی اِس کی دوستی کے آڑ میں اِس کا منافقانہ وہ ہاتھ اور وہ مکروہ چہرہ بھی نہ دیکھ سکیں جو یہ ایک عرصے تک ہم سے چھپا کر ملتا رہا ہے اور ہم اپنی نادانی اور ناسمجھی کی بنا پر اِس سے دوستی قائم کئے رہے اور بالآخر وہ ہم سے اپنا کام تو نکال لے گیا اور ہم اِس کی محبت میں شمع کے پروانے کے مانند فنا ہو گئے اور ہم اپنے مندرجہ بالا ایسے کئی سوالات کے جوابات کی خواہش لئے قبر کی آغوش میں چلے گئے۔اور یہ دہشت گردِ اعظم امریکا اپنی اِس کامیابی پر جشن بناتے ہوئے ہم کو دنیا کی سب سے بڑی بے وقوف قوم کہہ کر ہماری قبروں کے نشانات بھی مٹادے ڈور اِس وقت سے۔ (ختم شد)

ایف بی آر نے ایک دن میں 35 ارب اکٹھے کرلئے

ایف بی آر نے ایک دن میں 35 ارب اکٹھے کرلئے.. قابلِ تحسین اقدام ہے
نجی پاور کمپنیز کا حکومت کو عندیہ یا دھمکی 61 ارب ادائیگی تک 100 فیصد بجلی کی پیداوار سے قطعاً انکار....

یقینا ہمارا ملک سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے آج جن بحرانوں میں پھنسا ہوا ہے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے اِن موجودہ بحرانوں اور ملک میں آئندہ آنے والی کسی بھی قسم کی مشکلات اور پریشانیوں سے بھی نجات حاصل نہ کرسکیں مگر اِس کے لئے لازمی ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنی قوم میں ٹیکس کلچر کو متعارف کرانا ہوگا ایسا کئے بغیر ہم اپنے ملک کو بحرانوں کی دلدل سے نہیں نکال سکتے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ ہر سطح پر عوام میں ٹیکس کی اہمیت اور اِس کی افادیت کو اجاگر کیا جائے جس کے لئے قوم کے ہر باشعور شخص کو اپنے حصے کا کام کرنا ہوگا اور قوم کو ٹیکس کی ادائیگی کے ظاہر و باطن فوائد سے بھی آگاہی حاصل کرنا اور کرانا لازمی ہوگی۔

جبکہ آج پہلی بار یہ امر یقینی طور پر ہماری قوم کے لئے اِنتہائی حوصلہ

افزا ہے کہ چیئرمین ایف بی آر ممتاز حیدر رضوی کے مطابق ملک بیں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں نے مالی سال کے آخری دن یعنی 30 جون 2012ء کو اپنی حکمت عملی اور دانش کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے 35 ارب 9 کروڑ 67 لاکھ روپے اکٹھے کئے ہیں اِن کا کہنا ہے کہ جن کی وجہ سے ایف بی آر میں مالی سال میں 19 ارب 5 کروڑ روپے اکٹھے ہوئے جب کہ ہدف 19 ارب 52 کروڑ رکھا گیا تھا اِنھوں نے بتایا کہ ہم نے 19 کھرب سے زیادہ اکٹھے کئے ہیں اِن میں 21 ارب روپے سندھ ریونیو بورڈ سے سروسز پر جنرل سیلز ٹیکس کی مد میں وصول کئے گئے ہیں جبکہ اِس موقع پر اِن کا فخریہ انداز سے یہ بھی کہنا تھا کہ ملک میں امن و امان اور توانائی بحران کو مدِ نظر رکھا جائے تو ایف بی آر کی یہ کوشش یقینی طور پر بہت کامیاب رہی ہے اور اِس کے علاوہ اِن کا مزید یہ بھی کہنا تھا ہمیں پوری اُمید ہے کہ ہم آئندہ 10 سے 15 ارب روپے مزید اکٹھے کر سکتے ہیں جس سے ایف بی آر کو مجموعی طور پر 19 کھرب 15 ارب سے 19 کھرب 20 ارب کی وصولی بھی ہو سکتی ہے اور اُنھوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ 30 جون 2012ء ایف بی آر کی تاریخ میں تاریخی دن ہے کہ ایک ہی دن میں 35 ارب سے زائد وصولیاں ہوئیں اِس موقع پر ہمیں یہ شعر یاد آگیا کہ :

مدت کے بعد آئی ہے موجِ نسیمِ گُل

مدّت کے بعد دور اندھیرا ہوا تو ہے

صد شکر میرے باغ میں پُھوٹی ہیں کونپلیں

صد شکر گُلستاں میں سویرا ہوا تو ہے

اِس موقع پر اَب ہم یہ کہنے میں فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہم اگر اپنے ملک اور قوم کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کے خاطر متحدہ ہو جائیں اور ٹیکس چوری کے رجحان کو خیر باد کہہ دیں اور ٹیکس کی ایمانداری سے ادائیگی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ بقول شاعر:

ہم ہر اک بُت کو توڑ سکتے ہیں

دل محبت سے جوڑ سکتے ہیں

اپنے جذبوں سے عزم وہمت سے

رُخ حوادث کا موڑ سکتے ہیں

ایسے میں اگر ہم گزشتہ سال کا ایک جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ پچھلے مالی سال میں ایف بی آر نے 18 کھرب 84 ارب روپے اکٹھے کئے ہیں اِن میں 21 ارب سندھ ریونیو بورڈ کی طرف سے آئے تھے اگرچہ ایک خبر کے مطابق یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ چیئرمین ایف بی آر نے خواہش کردہ ہدف 19 کھرب 52 ارب کے مقابلے میں کم ریونیو پر مستعفی ہونے کا اعلان بھی کر رکھا تھا یوں اِس سال ایف بی آر کی تاریخ میں ایک ہی دن میں 35 ارب 9 کروڑ 67 لاکھ روپے کا اکٹھا کیا جانا یقیناً اِس بات کا غماز ہے کہ قوم میں کچھ نہیں تو تھوڑا بہت ٹیکس کی

ادائیگی کا رجحان ضرور پروان چڑھا ہے اور اِسے یہ احساس بھی ہونے لگا ہے کہ اگر ملک کو توانائی کی شکل میں بجلی اور بحرانوں سے نکالنا ہے تو ٹیکس کی ادائیگی کرنی ہوگی مگر پھر بھی اِس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ضروری ہے کہ قوم میں پیدا ہونے والے ٹیکس کی ادائیگی کے رجحان کو مزید پروان چڑھایا جائے تاکہ آئندہ سالوں میں ایف بی آر کو سو فیصد ٹیکس کی وصولیاں ہوں اور ہم اِس سے اپنے ملک کو کئی بحرانوں اور مشکلات سے بچاسکیں یکدم ایسے ہی جیسے دنیا کے جن ممالک میں سوفیصد ٹیکس کی ادائیگی کا رجحان موجود ہے اُن ممالک میں کبھی کوئی ایسا ویسا کوئی بحران یا مشکلات پیدا نہیں ہو پاتیں ہیں جن کی وجہ سے یہ ممالک اور اِن کے عوام بحرانوں اور مشکلات کا شکار ہو کر اپنی معیشت اور اقتصادیات کا ستیاناس کر دیں جیسا کہ ہم نے اپنے حصے کا ٹیکس چوری کر کے آج اپنے ملک کا کر رکھا ہے۔

اِسی کے ساتھ ہی ایک خبر حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور عوام کو پریشان کر دینے کے لئے یہ بھی ہے کہ ہمارے یہاں ملکی ضروریات کے مطابق بجلی پیدا کرنے والی نجی پاور کمپنیز نے حکومت کو عندیہ دینے کے ساتھ ساتھ اِن نجی پاور کمپنیز نے 61 ارب روپیہ کے واجبات کی ادائیگی تک اپنی 100 فیصد پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی کی پیداوار سے انکار کرتے ہوئے ایک کڑی دھمکی یہ بھی دے دی ہے کہ یہ 61ارب کی حکومت سے وصولی تک سوفیصد بجلی

پیدانہیں کریں گیں جبکہ اِس عندیہ اور دھمکی میں شامل 7 نجی پاور کمپنیز کا اپنا اٹل موقف یہ ہے کہ وہ پہلے ہی واجبات کی عدم ادائیگی پر بینکوں اور مالیاتی اداروں کی نادہندہ ہیں اِن پاور کمپنیز کا یہ بھی موقف ہے کہ حکومت جب اِنہیں 100 فیصد پیداواری صلاحیت پر مجبور کررہی ہے تو اِسے یہ بھی چاہئے کہ یہ پہلے ہمیں 61 ارب روپیہ کی ادائیگی کو یقینی بنائے تو پھر دیکھے کہ ہم حکومت کو 100 فیصد پیداوار کیسے نہیں دیتے ہیں اَب اِس موقع پر یہ بات تو پوری طرح واضح ہو گئی ہے کہ ہمارے یہاں توانائی کی شکل میں بجلی کا کوئی بحران نہیں ہے اور جو ہے وہ بھی مصنوعی ہے ایک طرف حکمران نجی پاور کمپنیز کی ادائیگیاں روکے ہوئے ہیں تو دوسری طرف اِن پر بے جایہ دباو بھی ڈال رہے ہیں کہ یہ اِنہیں ملکی ضروریات کو پورکرنے کے لئے کسی بھی طرح سے سوفیصد بجلی کی پیداوار بھی دیں ایسے میں ہمارا اپنے حکمران کو یہ مشورہ ہے کہ اَب جب کہ ٹیکس کی وصولیابی کی مد میں ایف بی آر نے اپنی مثبت کارکردگی کا مظاہرہ کرنا بھ شروع کردیا ہے اور اِمسال ایف بی آر نے ایک ہی دن میں تاریخی کامیابی حاصل کرلی ہے اور اِسی طرح اُمید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ بھی ایف بی آر سے حوصلہ افزاء نتائج سامنے آئیں گے تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت ٹیکس کی وصولیابی کی مد میں جمع کی جانے والی قومی دولت کو اپنے اللے تللے میں اُڑانے کے بجائے اِس قومی دولت کو اِن نجی پاور کمپنیز کو دے آج جنہیں اِس کی اشد ضرورت ہے تاکہ یہ اِس رقم کی وصولی سے بینکوں کو اپنی ادائیگیاں

کرسکیں اور ملک اور قوم کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے اپنی 100 فیصد بجلی کی پیداوار یقینی بناسکیں۔

لوسُنو..! مسٹر عمران خان العمروف سونامی کیا فرمارہے ہیں

ملک میں سونامی جیسی پہچان رکھنے والے تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان جواِن دنوں نہ حکومت میں ہیں اور نہ ہی اپوزیشن میں اِن کی حیثیت ایسی ہے جو اُگلنے میں ہے نہ نگلنے میں.. مگرپھر بھی اِنہیں ہی یہ اعجاز حاصل ہے کہ یہ اپنے بھرپور حوصلے اور جرات سے خود کو سونامی کی پہچان کرانے میں کچھ اِس طرح کامیاب دکھائی دیتے ہیں کہ آج کسی بھی (اچھے یا بُرے) حوالے سے جہاں کہیں بھی اِن کا یا اِن کی پارٹی کا نام لیاجاتا ہے تو وہیں اِن کے نام عمران خان کے ساتھ المعروف سونامی خان کا لفظ ضرور نتھی کردیاجاتاہے ایسے میں گوئی اِنہیں کچھ بھی کہے مگر ہم یہاں اتنا ضرور کہناچاہیں گے کہ اِن پر تنقیدوں کے پہاڑ کھڑے کرنے والے ضرور تنقیدیں کریں یہ اِن کا حق ہے اور ساتھ ہی اِن تنقیدوں کو.برداشت کرنااِن کا ظرف ہوناچاہئے مگرپھر بھی عمران خان المعروف سونامی خان یا مجموعی طورپر اِن کی پارٹی پر تنقیدیں کرنے والے یہ بات اپنے اپنے ذہنوں میں ضرور رکھیں کے تنقیدیں اِس زاویئے سے کی جائیں کہ اِن کی دل آزاری بھی نہ ہو اور جو بات وہ کہناچاہتے ہیں وہ کہہ بھی دیں اور اِن کی سمجھ میں بھی آسانی سے آجائے مگراپنی بات سونامی خان کو سمجھانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی ایساراستہ اپناجائے کہ اچھی بات بھی ناگوار گزرے اور دونوں

جانب سے اخلاقیات کی تمام دیواریں گرادی جائیں اور ایک ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ سارا ماحول ہی آلودہ ہو جائے مگر اس لازمی ہے کہ خود پر ہونے والی تنقیدوں سے بچنے کے لئے تحریکِ انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان بھی اپنے لہن اور زبان کو سلیقے سے استعمال کریں اور اِنہیں قابو میں رکھیں اِس طرح اپنی زبان اور لبوں کا استعمال ہرگز نہ کریں جس طرح اِنہوں نے گزشتہ دنوں ساہیوال کے ضلعی صدر شکیل خان نیازی، سیکرٹری جنرل عمران ابراہیم، نائب صدر نبیلہ خان ایڈوکیٹ اور ملک اورنگزیب سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے نواز اور زرداری کی شخصیات کو کھلی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ نواز شریف اور آصف علی زرداری منافقت اور کرپشن کی سیاست کرتے ہیں دونوں سیاسی لیڈر نہیں بلکہ قوم کے مجرم ہیں اور آئندہ انتخابات میں اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے عمران خان المعروف سونامی خان کا اِس موقع پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہنا تھا کہ وفاق میں پیپلز پارٹی اور پنجاب میں ن لیگ نے کرپشن کی لوٹ سیل لگا رکھی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی اِنہوں نے نواز شریف کے بھائی وزیرِ اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اِن کے بارے میں یہ کہا کہ مینارِ پاکستان پر شہباز شریف سیاسی شعبدہ بازی کر رہے ہیں وہ بتائیں ساڑھے چار سال تک کہاں تھے شہباز شریف کا اِس انداز سے تذکرہ کرنے کے بعد عمران خان المعروف سونامی خان نے اپنی خوش فہمی کا بھی اظہار کچھ اِس طرح سے کر دیا کہ جسے پڑھنے کے بعد

ہمیں یقین ہے کہ ایک لمحے کے لئے آپ بھی ہماری طرح اپنے لبوں پر مسکراہٹ لے آئیں گے اُنہوں نے کہاکہ تحریک انصاف کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کی وجہ سے ن لیگ نے لیپ ٹاپ اور دیگرا سکیمیں شروع کیں سونامی خان نے اِس یقین کا بھی اظہار کیا کہ پیپلزپارٹی اور ن لیگ نے اقتدار میں آکر ہمیشہ پاکستانی خزانے اور عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹاہے اور آج بھی مرکزاور پنجاب میں کرپشن کی لوٹ کی سیل پورے زورو شور سے لگی ہوئی ہے اُنہوں نے کہاکہ پیپلزپارٹی اور ن لیگ سمیت ملک کی اکثر بڑی چھوٹی سیاسی جماعتیں تحریک انصاف کی مقبولیت سے خائف ہیں جس کی وضاحت کرتے ہوئے عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان کا کہنا تھاکیوں کہ آج ملک میں صرف ایک تحریک انصاف پاکستان ہی ہے جو پاکستان میں آزاد اور خودمختار عدلیہ کے تحفظ کے لئے سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑی ہے اور اگر ضرورت پڑی توہم ایک نہیں بلکہ عدلیہ کی آزادی کے لئے سو لانگ مارچ کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان نے ملاقات کے لئے آئے ہوئے وفد میں شامل افراد کواِس بات کا بھی پورا یقین دلاتے ہوئے کہاکہ آئندہ انتخابات میں ہم ایسی تمام جماعتوں کو شکست دے کر ملک میں حقیقی معنوں میں جمہوری اور عوامی حکومت بنائیں گے جواِن دونوں معیار پر پورااُتریں گیں،اور ملک کو صحیح معنوں میں جمہوری راہ پرڈال کر ملکی اور عوامی ترقی اور خوشحالی کی ایسی راہیں کھولیں گے کہ ملک میں ایک مثبت اور تعمیری تبدیلی واضح طور پر نظر آئے گی۔

اگرچہ تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان اپنے عزم و ہمت کے سہارے۔بڑے حوصلے اور جرائتمندی سے ملک میں مثبت اور تعمیری ترقی اور خوشحالی کا خواب ضرور دیکھ رہے ہیں جس کے لئے یہ اَب تک اِس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں مگراِس خواب کی تعبیر کے حصول کے لئے اِنہیں اپنی ذات میں بھی بے پناہ تبدیلیاں لانی ہوں گے جس کے لئے لازمی ہے کہ یہ سب سے پہلے اپنے اور اپنی پارٹی کے ہر عہدے دار اور کارکن کے اندر سے عدم۔برداشت کا مادہ ختم کریں اور ۔برداشت کی ایک ایسی مثال قائم کریں اور کرائیں جس کی دنیا صدیوں تک مثالیں دیتے نہ تھک سکے اور ہر معاملے میں نواز، زرداری اور شہباز شریف کا تذکرہ نہ کریں جس سے اِن لوگوں کی پبلبٹی ہو اور اِنہیں بیٹھے بیٹھائے شہرت ملے اور اِسی کے ساتھ ہی ہم عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان سے یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ آپ کا مقابلہ نہ نواز وزرداری سے ہے اور نہ شہباز سے ہے آپ کی جماعت آئندہ انتخابات میں کسی جماعت سے الحاق کرنے سے قبل اِس کا سیاسی جائزہ ضرور لے لے کہ اِس کی سیاسی اور اقتداری حیثیت کیا ہے اور یہ ملک کی 65 سالہ تاریخ یں تنہایا اتحادی کی صورت میں کتنی مرتبہ اقتدار میں رہ کر ملک اور عوام کی کیاکیا خدمات انجام دینے میں کامیاب ہوسکی اور اگر یہ اِن میں کسی بھی حوالے سے شامل نہیں ہوپائی تو پھراِس سے الحاق نہ کریں کیوں کہ راقم الحرف کے نزدیک تحریک

انصاف پاکستان جیسی جماعت جس کا آج یہ دعویٰ ہے کہ اِس کے ساتھ ملک کے 70 فیصد نوجوان ہیں جو ملک میں مثبت تبدیلی لانے کے خواہشمند ہیں تو نوجوانوں کی ایسی پارٹی کے چیئرمین عمران خان اور دوسرے کرتا دھرتاؤں کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ملک میں آئندہ ہونے والے انتخابات میں تنہاہ حصہ لیں اور اپنی ایک علیحدہ حیثیت سے منفرد پہچان بنائیں۔ (ختم شد)

رب تعالیٰ کی بے شمار انوار و تجلیات سے لبریز ماہِ شعبان کی پندرھویں شبِ

رب تعالیٰ کی بے شمار انوار و تجلیات سے لبریز ماہِ شعبان کی پندرھویں
شبِ............ (شبِ برات)
اللہ کی جانب سے رحمتوں، برکتوں اور نارِ جہنم سے نجات والی رات
اللہ کی بے شمار رحمتوں، برکتوں، عظمتوں اور بخشیشوں والی شبِ برات

ربِ کائنات اللہ ربِ العزت نے بعض کو بعض پر فضیلت و انفرادیت بخشی ہے یعنی یہ کہ انبیاؑ میں پیارے آقا حضورپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے زیادہ فضیلت عطافرمائی ہے اِسی طرح سے تمام آسمانی کتب میں سب سے زیادہ عظمت اور توقیر قرآن مجید فرقانِ حمید کودی ہے اور بعض راتوں اور ایام کو بھی رب تعالیٰ سبحانہ نے فضیلت کا ذریعہ قرار دیاہے فضیلت کی راتوں میں شبِ قدر، شبِ برات، شبِ معراج اور شبِ عید کو اللہ تبارک تعالیٰ نے بہت پسند فرمایاہے اللہ تعالیٰ کااِن راتوں کو پسند فرمانا بیشک ! اُمتِ مصطفیٰ ﷺ پر احسانِ عظیم ہے اور دنوں میں عاشورہ کے ایام باعثِ فضیلت ہیں اِن ایام میں زیادہ سے زیادہ یادالٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔
ماہِ شعبانِ المعظم کی پندرھویں شب کو جِسے شبِ برات بھی کہاجاتاہے اِس شب

کو ربِ کائنات اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت کے سبب بے شمار گناہ گار بندوں کی مغفرت فرماتا ہے اِس شب کی فضیلت اور عظمت سے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔"اِس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت و الاکام" اور یوں اِس ماہِ مبارکہ اور اِس کی پندرہویں شب کی احادیث مبارکہ میں بھی بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ماہِ شعبانِ المعظم بہت ہی برگزیدہ مہینہ ہے اور اِس ماہِ مبارک کی عبادت کا بے حد ثواب ہے"۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے "ش، ع، ب، ا، اور ن، کا پھر اِن حرفوں کی وہ تشریح اِس طرح سے فرماتے ہیں کہ "لفظ شعبان میں حرف "ش" سے مراد ہے شرفِ قبولیت اعمال کے، حرف "ع" عزت ع عظمت دین ودنیا دونوں میں حاصل ہونا، حرف "ب" سے مراد انہوں نے برکتوں کا تمام اہل محمدیہ ﷺ پر نزول لیا ہے تو اِسی طرح حرف "الف" سے مراد انہوں نے دامن و امان کا بکثرت نازل ہونا اور اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر الفت و انوار کی زیادتی کرنا اور اِسی طرح علمائے کرام نے لفظ شعبان کے آخری حرف " ن" سے مراد نجاتِ نار یعنی جہنم سے نجات کا راستہ کھلنا لیا ہے اور برات کا پورا مطلب بھی انہوں نے نجات والی رات لی ہے۔اِس رات کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس رات میں اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو اپنی خصوصی رحمت سے توازتا ہے اِس رات ہر امر کا

فیصلہ ہوتا ہے اور یہ رات بڑی مبارک اور اہم ہے اِس رات میں خالقِ کائنات اللہ رب العزت مخلوق میں تقسیم رزق فرماتا ہے اور سال بھر میں ہونے والے واقعات و حوادث کو لکھ دیتا ہے اور پورے سال میں انسانوں سے سرزد ہونے والے اعمال اور پیش آنے والے واقعات سے بھی اپنے فرشتوں کو باخبر کر دیتا ہے۔

پیشِ رب سر کو جھکاؤ آ گئی شبِ برات
بگڑیاں اپنی بناؤ آ گئی شبِ برات

یعنی کہ دوسرے لفظوں میں آپ اِسے یوں سمجھ لیں کہ شبِ برات کو صحیح معنوں میں بجٹ والی رات بھی کہہ سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا" اٹھو شعبان کے مہینے کی پندرہویں رات کو اِس لئے کہ بالیقین یہ رات مبارک ہے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اِس رات کو کہ ہے کوئی ایسا جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے تاکہ بخش دوں اور تندرستی مانگے تو تندرستی دوں اور ہے کوئی محتاج کہ آسودہ حالی چاہتا ہو تاکہ اُس کو آسودہ کر دوں چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا ہے۔

گڑگڑا کرائے ! مسلمانوں یقیں کے ساتھ اَب
جو بھی مانگو رب سے پاؤ آ گئی شبِ برات

میرے پیارے حضورِ پُرنور محمد مصطفیٰ ﷺ نے اِس ماہِ مبارکہ شعبانِ المعظم کی

پندرہویں رات (شبِ برات) کی بے انتہا برکتیں بیان کی ہیں جن سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش ہیں۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نبی آخری الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریب ترین آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور " مشرک، دل میں کینہ رکھنے والے اور رشتہ داریوں کو منقطع کرنے اور بدکار عورت کے (سوا، تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے " (غنیتہ الطعالبین

تُوبہ کرلو سر جھکاؤ پیشِ رب العالمین

خود کو دوزخ سے بچاؤ آ گئی شبِ برات

حضرت انسؓ کا قول ہے کہ رسول خدا ﷺ سے افضل روزے دریافت کئے گئے تو آپ ﷺ " نے جواب دیا کہ رمضان کی تعظیم میں شعبان کے روزے رکھنا ہے

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب کو میں نے حضور اکرم ﷺ کو نہ پایا تو میں تلاش کے لئے نکلی آپ بقیع (قبرستان مدینہ) میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا! کہ اے عائشہ! میرے پاس جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے اِس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بال ہیں (قبائل عرب میں اِس قبیلے کی بکریاں سب

سے زیادہ ہوتی تھیں) مگر چند بد نصیب افراد کی طرف اِس رات بھی اللہ تعالی کی نظرِ عنایت نہ ہوگی یعنی کہ! مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والا، پاجامے یا تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب نوش اور تصویر بنانے والا"

ہے یہ بہتر پیشِ داور آنسوؤں سے آج تم
اپنے دامن کو سجاؤ آ گئی شبِ برات
تم سے ہیں ناراض گر اچھا یہ موقع آ گیا
باپ اور ماں کو مناؤ آ گئی شبِ برات

اسی طرح حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ! تم جانتی ہو یہ کیسی رات ہے..؟ یعنی نصف شعبان کی رات، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اِس رات میں کیا ہوتا ہے..؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اولادِ آدم میں سے اِس سال میں جو بچہ پیدا ہونے والا ہوتا ہے اِس کا نام لکھ دیا جاتا ہے اور سال بھر میں جتنے انسان مرنے والے ہوتے ہیں اُن کا بھی نام اِس شب میں لکھ دیا جاتا ہے اور اِس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اِس شب کو بندوں کے رزق بڑھائے اور نازل بھی کئے جاتے ہیں۔

ابو نصر نے بالاسناد مردہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پہ نہیں پایا میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) گھر سے نکلی، تو یہ دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع کے قبرستان میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا ہوا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا؟ تمہیں اِس بات کا اندیشہ ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا گمان تو یہی تھا کہ آپ ﷺ کسی بی بی کے یہاں تشریف لے گئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نصف شعبان کی رات میں دنیا کے آسمان پر جلوہ فرماتا ہے اور 300 رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ گویا شبِ برات میں بڑی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور بالخصوص اِس رات کے آخری پہر حصے) میں جبکہ اکثر لوگ غفلت میں رہ کر اِن رحمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ایک) اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ روف الرحیم کا فرمان عظیم ہے کہ " جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اِس میں قیام (یعنی عبادت) کرو اور دن میں روزہ رکھو بے شک اللہ تعالی غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ مل کر ہیں نوافل جتنے بھی

خود پڑھو سب کو پڑھاؤ آ گئی شبِ برات

اِسی طرح شیخ ابو نصر نے بالاسناد میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہؓ ! یہ کون سی رات ہے ؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہی بخوبی واقف ہیں تو حضور نے فرمایا کہ ! یہ نصف شعبان کی رات ہے اِس رات میں دنیا کے تمام بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں (اُن کی پیشی بارگاہِ رب العزت میں ہوتی ہے) اور اللہ تعالی اِس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے تو کیا تم آج کی رات مجھے عبادت کی آزادی دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا ضرور ! پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور قیام میں تخفیف کی ، سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت پڑھی پھر آدھی رات تک آپ ﷺ سجدے میں رہے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی اور پہلی رکعت کی طرح اِس میں قرآت فرمائی (چھوٹی سورت پڑھی) اور پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے یہ سجدہ فجر تک رہا میں دیکھتی رہی اور مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کی روح مبارک قبض فرمالی ہے اور پھر جب میرا انتظار طویل ہوا (بہت دیر ہو گئی) تو میں آپ ﷺ کے قریب پہنچی اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے تلوؤں کو چھوا تو حضور ﷺ نے حرکت فرمائی، میں نے خود سُنا کہ حضور ﷺ سجدے کی حالت میں یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے۔

الہی میں تیرے عذاب سے تیری عفو اور بخشش کی پناہ میں آتا ہوں تیرے قہر سے "

تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں تجھ سے ہی پناہ چاہتا ہوں تیری ذات بزرگ والی ہے
"میں تیری شایانِ شان ثنا بیان نہیں کر سکتا تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں
پھر صبح کو میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ سجدے میں ایسے کلمات ادا فرما رہے تھے کہ
ویسے کلمات میں نے آپ ﷺ کو کہتے کبھی نہیں سُنا تو حضور ﷺ نے دریافت
فرمایا ! کیا تم نے یاد کر لیے ہیں میں نے عرض کی جی ہاں ! آپ ﷺ نے فرمایا !
تو انہیں خود بھی یاد کر لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ جبرائیل امینؑ نے مجھے سجدے
"میں اُن کلمات کو ادا کرنے کا حکم دیا تھا

بخش دے گا پھر خدا تم کو یہ رکھنا سب یقین
گھر کو جنت میں بناؤ آ گئی شبِ برات

ویسے تو ماہِ شعبانِ المعظم کے تمام دن ہی رحمت اور برکت کے ہیں مگر اِس ماہِ مبارکہ کی پندرہویں شب جِسے شبِ برات بھی کہا جاتا ہے اِس شب میں بیشک عبادت کرنے پر اللہ تعالی کی جانب سے بے حساب انعام واکرام کی نوازشیں ہوتی ہیں اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں اِس شب (شبِ برات) میں آسمان سے برس رہی ہوتی ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اِس رات کو شیطانی خرافات اور دنیاوی لذتوں میں پڑ کر اِسے یوں ہی ضائع نہ کریں خدا جانے اگلے سال ہمیں یہ شب نصیب ہو کہ

نہ ہو ہمیں چاہیۓ کہ ہم اِس عظمت اور بابرکت والی شب کو خالقِ کائنات کے حضور سجدہ ریز ہو کراس کی عبادت میں گزاریں اور اگر ہم کسی وجہ سے اب تک نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کی پابندی نہیں کر سکے ہیں تو اِس شب کو خود کو اِن کی ادائیگی کا پابند بنانے کا عہد کریں اور اپنے سابقہ گناہوں سے ربِ کائنات اللہ رب العزت کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کریں اِس یقین کے ساتھ کہ وہ ہمیں ضرور بخش دے گا۔اور اِس رات میں اللہ کی عبادت کریں اور نوافل کثرت سے پڑھیں تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہیں قبرستان میں جاکر اہل قُبور کی مغفرت کی خصوصی دعائیں کریں اور اِس رات آتش بازی جیسے شیطانی اور جہنمی کھیل سے بھی قطعاً اجتناب برتیں اور اُن لوگوں کو بھی شفقت اور محبت سے سمجھائیں کے جو اِس عمل میں اپنی کم علمی کی وجہ سے آتش بازی جیسے خلاف اسلام فعل میں مصروف ہیں انہیں ایسا کرنے سے بھی منع کریں۔

قرض ہے تم پر یہ اعظم آج گمراہوں کو تم

راستہ حق کا دکھاؤ آ گئی شبِ برات

اے مومنو! حضرت عطا بن یسارؓ سے مروی ہے کہ شبِ برات جب آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اُس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے کہ جو اِس شبِ برات سے آئندہ شبِ برات تک مرنے والا ہوتا ہے آدمی بہت سے اپنے مستقبل کی منصوبہ بندیاں کرتا ہے ۔حالانکہ ! اُس کا نام مردوں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہوتا ہے بس اِس

عرصے میں ملک الموت اِس انتظار میں ہوتا ہے کہ اِسے کب حکم ہو اور وہ اِس کی روح قبض کرلے علمائے حق فرماتے ہیں کہ شبِ براءت کی عبادت پورے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے لہٰذا اِس شب کو (یعنی 14 ویں شعبان کو عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت سے ٹھیرا جائے تاکہ جب 15 ویں شعبان کی شب ربِ کائنات کے حضور ہمارے اعمال نامے پیش کئے جائیں تو ہم حالتِ اعتکاف ہی میں ہوں اور اِس شب میں جس قدر ممکن ہوسکے وقت ضائع کئے بغیر اللہ کی عبادت کی جائے اور دعا اور استغفار مصروف رہا جائے۔

:- نوافلِ شبِ براءت

ماہِ شعبان المعظم کی پندرہویں شب یعنی شبِ براءت میں جو نماز (سلف سے منقول اور) وارد ہے اِس میں 100 رکعتیں ہیں ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص کے ساتھ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ھواللہُ اَحد پڑھی جائے اِس نماز کا نام " صلوہ الخیر " ہے اِس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور اِس شب میں قرآن مجید فرقانِ حمید، درود شریف، صلوۃ التسبیح و دیگر نوافل کے علاوہ آٹھ رکعت نفل اِس طرح سے پڑھیں کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص 25 بار پڑھیں اور پندرہویں شعبان کا روزہ رکھیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمتہ المنان اپنی اسلامی زندگی میں فرماتے

ہیں کہ ماہِ شعبانِ المعظم کی پندرہویں (شبِ برات) رات کو بیری (یعنی کہ بیر کے
درخت) کے سات پتے پانی میں جوش دے کر جب کوئی غسل کرے تو انشاللہ عزوجل
وہ شخص پورے سال جادو ٹونے اثر سے محفوظ رہے گا اور 15 ویں شعبانِ المعظم کی شب
کو بعد نمازِ مغرب کے چھ رکعتیں دو دو رکعت کرکے پڑھیں کہ دو رکعت نفل درازی عمر
بالخیر ہونے کی نیت سے اور دو رکعت نفل بلائیں دفع ہونے کی نیت سے اور دو رکعت
نفل مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھیں اور ہر نمازِ دوگانہ کے بعد سورہ یاسین
ایک بار یا سورہ اخلاص 21 بار اور اِس کے بعد دعائے نصف شعبانِ المعظم پڑھے۔ ہماری
دعا ہے اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں تمام
(مسلمانوں کو خلوص کے ساتھ اِس شب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین
سب مسلمانوں کی بخشش کی دعائیں مانگنا
خود کو بھی بخشواؤ آ گئی شبِ برات

آہ، آہ ۔۔امریکا نے معافی اور پاکستان نے اِمداد مانگ لی۔۔۔ !!لو ختم کہانی ہو گئی

کیانیٹو سپلائی بند کرناایک ڈرامہ تھا؟۔۔۔۔نیٹوسپلائی کھل گئی اور ختم ڈرامہ ہوگیا آہ،آہ۔۔امریکانے معافی اور پاکستان نے اِمداد مانگ لی ہے اوراِسی کے ساتھ ہی لونیٹوسپلائی کی ختم کہانی بھی ہو گئی ہے جیساکہ امریکانے 26نومبر2011 کو سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو کے فضائی حملے میں 24پاکستانی فوجیوں کی شہادت پر غلطی تسلیم کرتے ہوئے معذرت کرلی ہے اگرچہ امریکا نے ایک بڑے عرصے کے انتظار کے بعد اپنی غلطی بڑے سوچ بچار اور حیل ہجت بعد تسلیم کرلی ہے اوراِس بارے میں یہ بھی اطلاعات ہیں کہ ہمارے حکمرانوں نے امریکا کی جانب سے غلطی تسلیم کرنے اور معذرت کرنے کے ساتھ ہی اپنے 24فوجیوں کے جنازے بھلا کراور آج بھی سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹوافواج کی بربریت سے زخمی ہونے والے کئی زخمی فوجی جوانوں کے زخموں سے رستے خون کی تکالیف کو ایک طرف رکھتے ہوئے نیٹوسپلائی روٹس بحال کرنے کا تزک واحتشام سے منصوبہ بندی کرتے ہوئے پاکستان کی جانب سے رسد کی بحالی کے بدلے میں کسی قسم کی ٹرانزٹ فیس تک نہ لینے کا اعلان بھی کردیاہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ آنے والی دنوں میں پاک امریکاتعلقات میں کتنی بہتری آتی ہے اور امریکیوں کا بھارت سے زیادہ پاکستانی حکمرانوں

پر کتنا اعتماد بحال ہوتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اِس بیں کون کتنا کامیاب ہوا ہے...؟کس کو کیا ملا ہے..؟کیا پاکستان کو کیری لوگر بل کی مد میں رکی ہوئی رقم مل جائے گی...؟اور کولوشن سپورٹ فنڈ کی مد میں رکی ہوئے رقم بھی مل پائے گی...؟کیا پاکستان عالمی منڈی میں ٹریڈ میں اپنا نمایاں مقام بنا پائے گا...؟یا حسبِ عادت ٹریڈ سے خالی رہ کر عالمی امداد کے سہارے ہی ڈولتا رہے گا...؟کیا امریکا ہمارے علاقوں میں بلااشتعال اپنے ڈرون حملے جاری رکھے گا یا بند کردے گا اور ہمارے معصوم شہری اِس کے ڈرون حملوں کی زد میں آ کر یوں ہی مرتے رہیں گے..؟مگر نیٹو سپلائی کی بحالی کے بعد یہ ضرور محسوس کیا جارہا ہے کہ نیٹو سپلائی کی بحالی سے امریکیوں کے سینوں میں خوشیاں لوٹ پوٹ رہی ہیں اور ہمارے حاکموں کے چہرے بھی خوشیوں سے چمک اٹھے ہیں۔

شائد یہ بہت کم لوگ جانتے ہوں کہ نیٹو سپلائی کھولنے کا فیصلہ منگل 3 جولائی 2012 کی شام وزیراعظم راجہ پرویز اشرف کی زیر صدارت ہونے والے دفاعی کابینہ کمیٹی کے اجلاس میں امریکی 236 ویں یوم آزادی سے ایک روز قبل کیا گیا ہے یعنی امریکا ہر سال 4 جولائی کو اپنا یوم آزادی مناتا ہے یہاں ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ امریکا چار جولائی کو اپنا یوم آزادی اِس لئے مناتا ہے کہ 4 جولائی 1776 کو اِسے برطانیہ سے آزادی نصیب ہوئی تھی یوں ہمارے نومنتخب

وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے آٹھ ماہ تک بند رہنے والی نیٹو سپلائی کی بحالی کا اعلان کرکے امریکیوں کو اِن کے 236 ویں یوم آزادی کا عظیم تحفہ دے کر اِن کی خوشیوں کو دبالا کردیا ہے اوراِس موقع پر نیٹو سپلائی کی بحالی کا اعلان کرتے ہوئے ہمارے وزیر اعظم شدت جذبات سے بے قابو ہوئے جارہے تھے جبکہ اِنہوں نے اپنے خطاب میں عالمی برداری کو التجایہ لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی برادری کو ہماری سلامتی اور خود مختاری کا احترام کرنا ہوگا جبکہ ہم نے عالمی برادری سے تعاون کی بھاری قیمت ادا کی ہے اور شائد وہ یہ کہنا بھول گئے کہ اپنے اِس فیصلے کے بعد اپوزیشن اور عوامی سطح پر ملک میں پیدا ہونے والے ردِ عمل سے ہمیں آئندہ بھی مشکلات اوراِسی قسم کی قربانیاں بھی برداشت کرنی پڑیں بہرحال ..! وزیر اعظم نے اپنی پارٹی کا اگلا اقتدار بھی پکا کرنے کے لئے پاک امریکا تعلقات کی مضبوطی لانے کے خاطر پارلیمنٹ کی قرار دادوں کو ردی کی ٹوکری کی نظر کرتے ہوئے نیٹو سپلائی تو بحال کردی ہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ امریکا ہمارے حکمرانوں کے اِس خوشامدانہ روئے پر کیا کیا نوازشیں برساتا ہے۔

اگرچہ کوئی کچھ بھی کہے مگراس سے بھی انکار نہیں ہے کہ یہ حقیقت سے قریب تر ہے کہ اگر ہمیں پرانی تنخواہ پر ہی کام کرنا تھاتو پھر کیا یہ سمجھ لیاجائے کہ نیٹو سپلائی بند کرنا بھی ایک ڈرامہ تھاجسے پاک امریکا سربراہاں نے

خود تحریر کیا اور اِس معاملے میں ایک دوسرے کی خود ہی معاونت بھی کی ہے اِس طرح نیٹوسپلائی کو بحال ہونا ہی تھی آج نہیں تو کل مگر اتنا عرصہ جو گزرگیا یہ بھی اِسی ڈرامے اور دورانیے کا حصہ ہے.. لگتاہے کہ امریکانے جیسا کہاویسا ہمارے حکمرانوں نے کیا حتیٰ کہ امریکانے پارلیمنٹ کی قراردادوں سے متعلق بھی ہمارے حکمرانوں کو کہا ہوگا کہ اِسے بھی ایک طرف رکھ دو اور اَب جیسا میں کہہ رہا ہوں اور چاہ رہا ہوں تم بھی ویسا ہی کرو...اِس کے علاوہ اب ہمارے پاس برداشت کی کوئی حد نہیں ہے اور ساتھ ہی اِس نے یہ بھی کہا ہوگا کہ میں چند لفظ سلالہ چیک پوسٹ کے حوالے سے معذرت خواہانہ کہوں گا اور باقی تم اِس کو میری جانب سے معذرت اور غلطی تسلیم کئے جانے کی راگ لاپتے ہوئے میری معذرت کا بھرپور پروپیگنڈا کردو اور اپنی قوم کو اِس بات کا شدت سے احساس دلادو کہ امریکانے ہماری خواہشات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِس کے سامنے اپنا سر خم کردیا ہے اور 26 نومبر سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے معذرت کرلی ہے اور کہہ دو اپنی قوم اور اپوزیشن والوں کو اَب جب امریکا نے اپنی غلطی تسلیم کرلی ہے اور ہم سے معذرت کرلی ہے تو پھر کوئی جواز نہیں کہ ہم سپر طاقت امریکا کے وقار کو مجروح کریں اور اِس کی سوری کے باوجود نیٹوسپلائی کی بحالی نہ کریں۔

اُدھر پاکستانی حکمرانوں نے اپنا ہاتھ کشکول سمیت امریکا کے آگے بڑھاتے ہوئے

نیٹو سپلائی کی غیر مشروط سپلائی پر امداد مانگ لی ہے اور امریکیوں سے کہا ہے کہ ہم نیٹو سپلائی روٹس بغیر ٹرانزٹ کے بحال تو کر رہے ہیں مگر دوسری جانب سے ہمارے لئے امدادوں کی مد میں دی جانے والی رقم میں تواتر کے ساتھ اضافہ بھی کیا جائے کیوں کہ امریکا کی جانب سے ملنے والی امداد ہی اَب پاکستان کے مفاد میں ہے اگر ہماری اِس کشادہ دلی کے مظاہرے کے باوجود بھی امریکا نے پاکستان کو امداد کی مد میں کٹوتی جاری رکھی تو اِس سے ہمارے ہی ملک میں ہماری سُبکی ہوگی اور یوں امریکی حکم اور دھمکیوں میں آنے کے بعد ہمارے حکمرانوں نے آٹھ ماہ تک بند رہنے والی نیٹو سپلائی ترنت کھلنے کا فیصلہ کرلیااور یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ نیٹو سپلائی کی بحالی کے بعد ملک میں آئندہ ہونے والے انتخابات میں ہمیں سیاسی اور معاشی فائدہ جو ہوگاوہ ہوگاہی مگر ہمارے اِس فیصلے سے ہمیں اقتداری فائدہ سب سے زیادہ مقدم ہوگا۔

بہرکیف..! نیٹو سپلائی کے فیصلے کے بعد اپوزیشن اور مذہبی جماعتوں نے امریکا کی جانب سے سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی بند کمرے میں ہونے والے اجلاس کے دوران پیش کی جانے والی معذرت کو مسترد کرتے ہوئے پارلیمنٹ کی قرار دادوں کے خلاف نیٹو سپلائی کی بحالی پر ملک گیر احتجاجوں کے نہ رکنے والے سلسلوں کا اعلان کر رکھا ہے جس میں یہ اپنے محب وطنی ہونے کا بھرپور ثبوت دیں گیں اور اپنے ہم وطنوں میں یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کریں گیں کہ یہی محب وطن اور

پاک فوج کے احترام کرنے والے لوگ اور جماعتیں ہیں جو اپنے قول و فعل سے قوم کے ساتھ ساتھ ہیں اور قوم کو یہ بھی بتانے کی ہر ممکن کوشش کریں گیں کہ ملک کی خود مختاری اور سالمیت کے خاطر کسی سپر طاقت کے دباؤ کو مسترد کرنے والی یہ ہی محب وطن جماعتیں ہیں جو آج حکمرانوں کے نیٹو سپلائی کی بحالی کے فیصلے کے خلاف سڑکوں پر ہیں اور حکمرانوں کے اِس دعویٰ کو جھوٹا ثابت کریں گیں کہ امریکی وزیر خارجہ نے لچک دکھائی اور باقاعدہ معافی مانگی ہے جس کے بعد حکمرانوں نے نیٹو سپلائی کھولنے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی قوم کو بتائیں گیں کہ نیٹو سپلائی کی بحالی کے لئے ہمارے حکمران پہلے ہی بیتاب تھے۔

بولو تم کیا کیا نہیں صرف آٹا ہی خریدوگے..؟

وزیراعلی سندھ کا ڈھائی ارب کا رمضان پیکیج کا اعلان، بولو تم کیا کیا نہیں صرف آٹا ہی خریدوگے..؟

بھارتی حکمرانوں کا اپنے عوام کو مفت دوائیاں فراہم کرنے کا فیصلہ...پاکستان میں سوائے موت کے کچھ مفت نہیں ملتا

شعبان المعظم گزرنے کو ہے اور ماہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے ہر طرف اِس رحمتوں اور برکتوں سے لبریز ماہِ مبارکہ کو خوش آمدید کہنے کو اہلِ ایمان کی بے چینی دیدنی ہے تو وہیں زائد منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کی نیندیں بھی ہیں جو اِن کی آنکھوں سے اُڑ چکی ہیں تو اِنہیں زائد منافع کی جستجو کے ساتھ ملاوٹ شدہ اشیاء خوردونوش کی فروخت کے لئے حربے دریافت کرنے کی فکر بھی کھائی جارہی ہے ایسے میں سندھ کے عوام کو زائد منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں سے بچانے کے لئے گزشتہ دنوں وزیراعلی سندھ سید قائم علی شاہ کی زیر صدارت بولو جی تم کیا کیا نہیں.. صرف آٹا خریدوگے صدائیں لگاتے ایک اعلیٰ سطح کا اجلاس منعقد ہوا جس میں حکومت سندھ نے ڈھائی ارب روپے کے "رمضان پیکیج" کا اعلان کیا۔

البتہ یہاں افسوس کا مقام یہ ہے کہ اِس اجلاس کے تحت صوبے میں رمضان المبارک کے دوران اور کوئی ضروری اجناس جیسے چینی، دال، چاول، چائے کی پتی وغیرہ تو خیر شامل نہیں اِس اجلاس میں اجناس کی مد میں صرف آٹا ہی واحد ہوگا جسے سندھ میں 23 روپے فی کلوگرام کے حساب سے فروخت کئے جانے کا فیصلہ کیا گیااور اِسی اجلاس میں محکمہ خوراک ، زراعت اور خزانہ پر مشتمل کیمٹی بھی تشکیل دے دی گئی جس کا کام صوبے کے کونے کونے میں صرف آٹا پیکیج کی تقسیم کے انتظامات کو حتمی شکل دے کر اِس کی منظور کردہ قیمت پر فروخت کو یقینی بناہے۔

اگرچہ خبروں کے مطابق یہ تفصیل بھی سامنے آئی ہے کہ اِس حوالے سے اجلاس میں حکومت سندھ نے بلند وبانگ دعوے کرتے ہوئے کہاہے کہ رمضان پیکیج اور غریب لوگوں کے لئے سبسڈی کے معاملات پر ہر زاویئے سے غور کیا گیااور پھر ترنت یہ فیصلہ بھی کیا گیاچونکہ یہ انتخابات کا سال ہے اِس لئے غریب لوگوں سے ووٹ لینے کے لئے حکومت سندھ رمضان پیکیج کے لئے ڈھائی ارب روپے مہیا کرگی اوراِس ضمن میں صوبائی محکمہ خوراک عوام کو ریلیف دینے کے لئے 2 لاکھ میٹرک ٹن گندم فراہم کرے گااوراِس گندم سے دس دس کلوگرام آٹے کے تھیلے بناکر صوبے کے مستحق اور غریب افراد کو انتہائی سستے نرخ پر فراہم کئے جائیں گے غریبوں کی مشکلات اور پریشانیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حکومت سندھ کی جانب سے اجلاس میں رمضان پیکیج 2012 کے حوالے سے متعدد تجاویز پیش کی گئیں اوراِن تجاویز کو

سامنے رکھتے ہوئے غریب پرور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے 25 بلین روپے کے رمضان پیکیج کی منظوری دی اور اپنے اختیارات کو بھرپور استعمال کرتے ہوئے غریب پرور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے سندھ میں دیگر اجناس کے علاوہ صرف آٹا سستے داموں 23 روپے فی کلو گرام کے حساب سے فراہم کرنے کی اجازت بھی دے دی۔

جبکہ پنجاب میں اپنے ہم منصب کی جانب سے اپنے عوام کے لئے سستی روٹی کی فراہمی اِن کے پیٹوں میں پیڑ پیدا کر رہی ہے... اور آج یہ خود اپنے یہاں رمضان پیکیج کے نام سے 23 روپے کلو گرام سے سستا آٹا فروخت کرنے کے دعوے کے ساتھ خود سامنے آنے کو پر تول رہے ہیں جبکہ اِس موقع پر یہ ذرا یہ بھی بتادیں کے اِس میں کتنی بچت ہے اور کس کس کا کتنا وہ.... ہے؟ ایسے میں ہم یہاں یہ کہنا چاہیں گے کہ اگر سندھ کے غریب پرور وزیراعلیٰ کو اپنے صوبے کے غریب عوام کی اتنی ہی فکر ہے تو یہ اپنے صوبے میں صرف آٹا ہی کیوں سستا کر رہے ہیں.... اِنہیں سوچنا چاہئے کہ دیگر اجناس بھی ہیں جسے غریب لوگ رمضان میں استعمال کرتے ہیں... دیگر اشیا کون غریب کی پہنچ تک لائے گا....؟ اِنہیں تو یہ چاہئے تھا کہ یہ اپنے صوبے کے غریب لوگوں کا خیال کرتے ہوئے رمضان پیکیج کے نام پر دس دس کلو گرام کے آٹے کے تھیلے مفت تقسیم کرنے کا حکم دیتے... یا دیگر اجناس بھی سستے داموں فراہم کرنے کے انتظامات اور اقدامات کر دیتے تو بات

بنتی اور یہ اپنے ہم منصب وزیرِاعلیٰ پنجاب سے سو قدم آگے بھی نکل جاتے اور اِن کے اِس اقدام سے غریب عوام اِن کی حکومت کے چار سالہ دکھ درد بھول جاتے اور اِن کے واری... واری جاتے۔

ایسے میں یہاں یہ کہنا شائد غلط ہو کہ ہماری حکومت نے ملک کے لگ بھگ 19 کروڑ عوام کی پریشانیاں دور کرنے اور مشکلات ختم کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا ہے اگر دیکھا جائے تو کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی نے کچھ نہ کچھ تو ضرور کیا ہے.. ہم یہاں یہ بات اظہارِ طنزاً ومزاح کے طور پر کہہ رہے ہیں کیوں کہ حکمرانوں کی دانستہ غلطیوں اور فرسودہ اقدامات وانتظامات اور مسائل اور بحرانوں کی چکی میں پستے ہوئے عوام کی حالتِ زار کو دیکھتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج کون ایسا زندہ پاکستانی ہوگا جو یہ نہیں جانتا ہوگا کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے ساڑھے چار سالہ دورِ جمہور میں عوام سے زیادہ اپنے مسائل کے حل کی فکر کی ہے اور قومی خزانے کا خوب بیڑا غرق کیا ہے اور اِیسے میں یہ اپنے پورے عزم وہمت کے ساتھ اِس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ قومی خزانے پر عوام سے کہیں زیادہ اِنہی کا حق ہے کیوں کہ اِنہوں نے ملک میں دورِ جمہوریت کے لئے جو قربانیاں دی ہیں یہ اِن کے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا تھا اور اِن کے نزدیک جہاں تک بات ہے عوامی مسائل اور مشکلات کے حل کی تو اِن کا دوٹوک الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ ہم پہلے اپنی دی گئیں قربانیوں کا تو

ازالہ کرلیں پھر سوچیں گے کہ ہم عوام کے لئے کیا کیا کر سکتے ہیں۔

بہرحال موجودہ حالات میں ہمارے وزراء کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر عوام نے ملک سے مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری، بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ کے روک تھام اور خاتمے، قانون کی بالادستی اور سوئس حکام کو خط نہ لکھنے کی پالیسی پر قائم رہ کر طاقتور ترین جمہوری صدر کے وقار پر ضرب نہ آنے دینے والی حکمتِ عملی سمیت اور دیگر معاملات میں ہماری موجودہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ہم سے اپنی خدمت کرنے کے بہانے ہمیں آئندہ انتخابات میں پھر پانچ سال تک اقتدار میں آنے کی دعوت دے کر ہمیں اپنی خدمت خود کرنے کا موقع فراہم کیا تو ممکن ہے کہ ہم مسائل اور طرح طرح کے بحرانوں اور مشکلات میں گھیرے عوام کو اِن سے نجات دلاسکیں اور اگر انہوں نے نواز، عمران، قاضی یا کسی ایرا غیرا کے بہکاوے میں آکر ہمیں اقتدار میں نہ لائے تو پھر عوام کو سمجھ لینا چاہئے کہ عوام کو بحرانوں، مشکلات اور پریشانیوں سے ہمارے علاوہ کوئی نجات نہیں دلاسکتا ہے یہ سب مفاد پرست ہیں اور اگر یہ سب مل کر اقتدار میں آگئے تو یہ عوام کے مسائل سلجھانے کے بجائے اِنہیں اور مشکلات اور مسائل میں جکڑ دیں گے اِس لئے عوام کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اگر آئندہ انتخابات کے نتیجے میں دوبارہ اقتدار میں آگئے تو ہم اپنی عوام سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے عوام کے لئے کچھ نہیں چھوڑیں گے اور باقی کے سالوں میں عوام رہ گئے تو

ہم اِن کے مسائل حل کرنے اور اِنہیں بحرانوں سے نکالنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کرکے دکھائیں گے۔

جبکہ یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ دوسری طرف ہمارا پڑوسی ملک بھارت بھی ہے جو آبادی اور رقبے کے لحاظ سے ہم سے کئی گنا زیادہ بڑا ملک ہے یہاں سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ بھارتی حکومت نے اپنے غریب عوام کو ریلیف دینے کے لئے عوام کو مفت دوائیں فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اپنے ہر سطح کے ڈاکٹروں کو اِس کا سختی سے پابند کیا ہے کہ وہ صرف جینرک دوائیں ہی تجویز کریں ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق مفت دواؤں کی فراہمی کے لئے بھارتی حکومت نے 54 ارب ڈالر رکھے گئے ہیں بھارتی حکومت کے اِس فیصلے سے یقینی طور پر ملک کے کروڑوں افراد کو فائدہ پہنچے گا جس کی رو سے شہر کے اسپتالوں سے لے کر چھوٹے دیہی کلینک سمیت بھارت کے تمام سرکاری دواخانوں کے ڈاکٹرز جلد ہی تمام مریضوں کے لئے مفت جینرک دوائیں تجویز کرنے لگیں گے بھارتی حکومت نے اپنے اِس فیصلے کے بعد اس منصوبے کے لئے فوری طور پر ابتدائی رقم بھی فوری طور پر جاری کر دی ہے جبکہ منصوبے کے تحت ڈاکٹروں کو سختی سے پابند کردیا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں صرف جینرک دوائیں ہی تجویز کریں گے اور اگر کوئی اِس کے برعکس گیا اور برانڈڈ دوائیں تجویز کیں تو اِس کو سزا کا سامنا کرنا بھی پڑ سکتا ہے۔اَب اِس پس منظر میں یہ بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ پاک بھارت دونوں ممالک میں

سے کس ملک کے حکمران اپنے عوام کو ریلیف پہنچانے کے لئے مخلوص ہیں اور کس ملک
کے نہیں ہیں ہمارے سندھ کے غریب پرور وزیراعلیٰ نے عوام کو ریلیف دینے کے جذبے
کے تحت رمضان پیکیج میں صرف آٹا سستا کرنے کی نیت سے دس کلو گرام آٹے کے تھیلے
کی قیمت 23 روپے فی کلو گرام مقرر کرکے بڑا تیر چلایا ہے اور غریب لوگوں پر احسان
بھی کردیا ہے کہ ہم نے اِنہیں رمضان میں ریلیف دینے کے لئے یہ قدم اٹھایا ہے جس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنے عوام کے کتنے خیر خواہ ہیں اور عوام کی اَب ذمہ داری ہے
کہ یہ ہمیں آئندہ انتخابات میں ووٹ دے کر ہمیں دوبارہ اقتدار کی مسند پر بیٹھائے
جبکہ بھارتی حکمرانوں کا یہ کہنا ہے کہ اِنھوں نے اپنے عوام کو مفت دوائیں فراہم کرنے
کے فیصلے کے باوجود بھی کوئی احسان نہیں کیا ہے یہ عوام کا حق ہے جواِن کے بھگوان نے
اِن کے ہاتھوں ادا کرایا دیا ہے بھارت میں تو حکمرانوں نے اپنے عوام کو مفت
دوائیں دینے کا فیصلہ کرلیا ہے ایسے میں کیا کوئی پاکستانی سوچ کر بتا سکتا ہے کہ پاکستان
میں حکمران عوام کو سوائے موت کے کیا مفت فراہم کررہے ہیں......؟؟

قوم فوجی حکمرانوں کو خوش آمدید کہنے کو بیتاب ہے

سول حکمرانوں سے بیزار قوم ، قوم فوجی حکمرانوں کو خوش آمدید کہنے کو بیتاب ہے
کیا عدلیہ اور حکومت کی جنگ میں وقت آمریت پھر لوٹ کر آنے والا
ہے...؟؟ جمہوریت سے مایوس عوام کی دعا قبول ہونے کو ہے
اگرچہ آج اِس حقیقت سے انکار کرنا نا ممکن ہے کہ آزادی کے 65 سالوں کے دوران ایک لمبے عرصے تک آمر حکمرانوں کے زیر تسلط سانس لینے والی ہماری پاکستانی قوم موجودہ حالات میں نظریہ ضرورت کے ہی تحت صحیح مگر یہ اپنے موجودہ جمہوری حکمرانوں کے بے حس رویوں اور اِن کی ناقص کارستانیوں کی وجہ سے اِن سے بیزار آچکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ فوجی حکمرانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے شدت سے بیتاب نظر آتی ہے اور اِن لمحات میں جب موجودہ حکمرانوں نے قوم کو بجلی و توانائی کے بحرانوں اور دیگر مسائل میں جکڑ کر اِن کے ارمانوں کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا ہے تو ایسے میں ہماری قوم کا ہر ایک فرد ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اور اپنی جھولیاں پھیلا پھیلا کر اللہ کے حضور دعا گو ہے کہ " اے ہمارے رب اور ہمارے پالن ہار... ! ہماری حالتِ زار پر رحم فرما، اور ہمیں اپنے اِن بے حس حکمرانوں سے جلد نجات دلوا، جن کے نزدیک جمہوریت تو ہم سے زیادہ

مقدم ہے، مگراِن کی نظر میں ہماری حیثیت رائی کے دانے جتنی بھی نہیں ہے،اور جو اپنے اقتدار کے ساڑھے چار سالوں میں جمہوریت کی غوطہ زنی میں غرق رہ کر اپنے کروڑ بے چارے لاغر اور مفلوک الحال عوام کو بھی بھول چکے ہیں ،اوراے ہمارے 19 رب . . . ! ! اَب اِن (بے حس حکمرانوں) کے ہاتھوں ہمیں اپنی مزید بے توقیری .برداشت نہیں رہی ہے ،اور آج ہم تجھ سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں کہ اَب جس قدر جلد ممکن ہوسکے اپنے عوام کے مسائل سے غافل رہنے والے ہمارے اِن سِول حکمرانوں کو نکیل ڈالنے اور اِنہیں راہ راست پر لانے کے لئے ہماری قوم ہی میں سے فوجی حکمرانوں کواقتدار کی مسندِ اعلیٰ سونپ دے، تاکہ آمر حکمران اپنے عوام کے ساتھ اِنصاف اور اِن بے حس رہنے والے سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی سبق سِکھاسکے۔ اے ہمارے رب . . . ! جیساکہ تو پہلے بھی (ہم پر آمر حکمران مسلط کرکے) کرتا رہاہے اور آج بھی ہم اپنے اِن سِول حکمرانوں سے تنگ ہیں اور ہم ملک کے غریب عوام تجھ سے ہی دعا کرتے ہیں کہ تونے اگر ہماری یہ دعا قبول ومقبول کرلی جو ہم ابھی تجھ سے کر رہے ہیں، تو ہم اپنے فوجی حکمرانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اِن کی راہوں یں پھول توکیا اپنی پلکیں بھی بچھادیں گے ، اَب تو خود اندازہ کرلے کہ ہم اپنے موجودہ حکمرانوں سے کتنے پریشان ہیں ، بس آج ایک بار پھر تو ہماری یہ دعا قبول کرلے اور ہماری جانیں سِول حکمرانوں سے چھوڑا کر فوجی حکمران ہم پر مسلط کردے تو ہم اور ہمارے ملک کی بقاء و سالمیت کے لئے اچھاہو۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جمہوریت کی اُوٹ میں اپنے اقتدار کو طول دینے والے اپنے سِول حکمرانوں کی کارکردگی سے مایوس ہونے والے پاکستانیوں کے ہاتھ فوجی حکمران کے اقتدار کے لئے دعا کے لئے ابھی اُٹھے ہی تھے کہ گزشتہ دنوں ایک امریکی جریدے ٹائم نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں برملااِس بات کا انکشاف کرتے ہوئے یہ دعویٰ کردیاہے کہ" پاکستان میں پچھلے کئی مہینوں سے عدلیہ اور سویلین حکومت کے درمیان جاری محاذآرائی کی وجہ سے ملک ہر لحاظ سے بُری طرح سے مفلوج ہو کر رہ گیاہے اور اِس صورتِ حال میں ایک بار پھر یہ خطرہ درپیش ہے کہ اگر دونوں جانب سے جاری اِس محاذآرائی اور منفی رویوں کا مثبت طریقوں سے تدارک نہ کیاگیا اور حکومت نے عدلیہ کا درست حکم پھر ٹال دیاتوپاکستان میں جاری جمہوری حکومت کی بساط لپیٹی جاسکتی ہے اور جواِس طرح پاکستان میں فوجی حکومت کے قیام کا سبب بھی بن سکتی ہے ایسے میں یہ امر پاکستانی عوام کے لئے حوصلہ افزاء ہے کہ ایک ایسااِنکشاف جس کااظہار امریکی جریدے ٹائم نے عدلیہ اور حکومت کے درمیان سوئس مقدمات کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں تفصیل سے کردیاہے یقینی طور پر اپنے سِول حکمرانوں سے پریشان حال پاکستانی قوم کی دعاؤں کی قبولیت کی جانب ایک واضح اشارہ دے رہاہے جو عنقریب قبول ہونے والی ہے۔

عوامی مسائل بالخصوص ملک میں توانائی کے سنگین ہوتے بحران کے حل کے لئے سِول حکمرانوں کی طرف سے بظاہر تمام یقین دہانیوں اور توقعات کے باوجود دن گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی بہتری نہیں آسکی ہے ملک میں توانائی کا بحران دن بدن بڑھتا ہی جارہاہے ملک میں بجلی کے بحران کی شکل میں عوام کی زندگی کو اجیران کردینے والے مسئلے نے قوم کے ہر فرد کو نفسیاتی مریض بنادیاہے تو دوسری جانب مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری کے واقعات نے بھی ملک کو مفلوج کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے۔

مگر یہاں افسوسناک امر یہ ہے کہ ایسے میں ہمارے مصلحت پسند سِول حکمران اپنی جمہوری دیوی کے قدم بوسی سے ہی باز نہیں آرہے ہیں اَب اِس منظر اور پس منظر میں ملک کے 19 کروڑ عوام اپنے مسائل کے حل کی جانب توجہ نہ دینے والے سِول اور جمہوری حکمرانوں سے مایوس ہوکر فوجی آمر حکمران کے اقتدار کے لئے دعا نہ کریں تو پھر سوچیں یہ بیچارے اور کیا کریں...؟ اِنہیں آمر کی حکمرانی کے لئے دعا کرنے کے لئے ہمارے اِن ہی سِول اور جمہوری حکمرانوں اور سیاستدانوں ہی نے تو اپنے رویوں اور اپنے قول و فعل سے مجبور کیاہے کہ آج ملک کا ہر محب وطن پاکستانی اپنے موجودہ سِول حکمرانوں کی مایوس کُن کارکردگی سے نااُمید ہوکر ملک میں آمر حکمران کے اقتدار کے لئے ..ربِ کائنات کے حضور رو رو کر دعائیں مانگ رہاہے اور کہہ رہاہے کہ

اے ہمارے رب۔۔۔! اقتدار میں آنے کے بعد ہمارے موجودہ سِول اور جمہوری " حکمرانوں نے ہمارے مسائل حل کرنے کے بجائے اُلٹا اپنے مسائل حل کئے اور اپنے بینک بیلینس بڑھائے ہیں اور جمہوری دیوی کی پوجاپاٹ میں خود کو اتنا مصروف رکھاہے کہ یہ ہم عوام کو بھی بھول گئے ہیں اور قومی خزانے سے اپنی عیاشیوں میں اِس طرح مگن ہیں جس طرح شہید کے چھتے سے چمٹ کر شہید کی مکھیاں شہید بنانے میں مصروف رہتی ہیں اور ایسے میں آج جب حکمران قومی خزانے سے چمٹے ہوئے ہیں تو پریشان حال پاکستانی قوم کی اللہ سے یہی ایک دعاہے کہ ملک پر وقت آمریت پھر لوٹ آئے اور ایسا آمر حکمران ہم پر قابض ہوجائے جو غریبوں کی دادرسی کرے اور موجودہ سِول وجمہوری مگر ظالم حکمرانوں کا احتساب کرکے اِن کو ضرور سبق سِکھائے جیساپہلے ہوتارہاہے۔ (ختم شد)

کیمرون منٹر نے عمران اور نواز پر پڑھا منتر

کیمرون منٹر نے عمران اور نواز پر پڑھا منتر....!! نواز وعمران کی حقیقت کھل گئ
کیمرون منٹر نے نواز و عمران کی امریکا مخالفت طرم خانی کی پول کھول دی
لیجئے پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے ایک برطانوی ادارے کو دیئے
گئے انٹرویو میں پاکستان کے نیٹو سپلائی کھولنے کے فیصلے اور اِس کے بعد عمران خان
المعروف سونامی خان اور نواز شریف المعروف قائدین یا کاغذی الشیر کے ردعمل پر
اپنا منتر پڑھتے ہوئے کچھ اِس طرح سے اظہار خیال کیاکے ایک لمحے کے لئے کیمرون
منٹر کے منہ مبارک سے نکلے اِن الفاظ پر ہمیں بھی یقین نہیں آیا مگر بعد میں ہم یہ
سوچ کر خود ہی یقین کر بیٹھے کے کچھ بھی ہے امریکی کسی سے متعلق یوں ہی بدگمانیاں
پیدا نہیں کیا کرتے اِن کے کہے میں کچھ تو حقیقت ہوتی ہے تب ہی یہ کسی کی ذات سے
منسلک کرکے کچھ کہنے کی جرات کرتے ہیں اور ہم میں اِن کے کہے کو جھوٹ ثابت
کرنے کی ہمت ہوتی ہے تو پھر اِس کو جھوٹ ثابت کردیتے ہیں ورنہ اِدھر اُدھر بغلیں ہی
جھانکتے رہتے ہیں ایسا کئی مرتبہ ہمارے یہاں ہوتا آیا ہے اور ہمارے یہاں آئے ہوئے
امریکی دباوٴ کو دیکھتے ہوئے ہمیں تو یہی لگتا ہے کہ شائد اِس بار بھی ہمارے یہ دونوں
حضرات

مسٹر عمران خان المعروف سونامی خان اور نواز شریف المعروف الشیرِ قالینی یا کاغذی ایسا ہی کریں گے۔

بہرحال . . ! ہوا کچھ یوں ہے کہ پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے اپنے ایک انٹرویو میں آٹھ ماہ بعد پاکستان کی جانب سے نیٹو سپلائی کھولے جانے پر اِس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اِسے ناکافی قرار دیتے ہوئے برملا یہ کہا ہے کہ "افغانستان میں تعینات نیٹو افواج کے لئے پاکستان کا نیٹو سپلائی کھولنے کا اقدام ناکافی ہے، پاکستان کو ابھی بہت کچھ کرنا ہے، کیمرون منٹر نے کہا ہے کہ پاکستان کو اپنی سرزمین پر موجود دہشتگردوں سے نمٹنے کے لئے افغان دوستوں کے ساتھ مل کر ہر صورت میں کام کرنا پڑے گا،اس حوالے سے کیمرون نے زور دے کر کہا کہ پاکستان کو حل کا حصہ بننے کی ضرورت ہے مسئلے کا نہیں،اور منٹر کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہم مانتے ہیں کہ پاکستان کی خودمختاری کو بڑے ناقابلِ تلافی خطرات لاحق ہیں مگر میں (کیمرون منٹر) یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی دہشتگرد کرتے ہیں،جبکہ اپنے اِسی انٹرویو میں پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر (ہر وقت پاکستان پر منتر پڑھتے رہتے ہیں) نے موجودہ پاکستانی سیاست میں تہلکہ مچادینے والی ملک کی ایک پرانی اور دوسری اُبھرتی ہوئی سیاسی جماعتوں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف پاکستان کے سربراہوں نواز شریف اور عمران خان کا بھی تذکرہ

کچھ اِس انداز وفکر سے کیا کہ جیسے کیمرون منٹر یہ بتانا چاہ رہے ہوں کہ پاکستان کے یہ دونوں سیاسی جماعتوں کے رہنماء اپنے جلسے اور جلوسوں سمیت دیگر پلیٹ فارمز پر امریکا مخالف بہت سی باتیں کرتے ہیں مگر درپردہ ایسا نہیں ہے۔
جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ہی شخصیات اصل میں پکے اور کٹر امریکی حامی ہیں جس کا برملا اظہار کیمرون منٹر نے اپنے اِسی برطانوی ادارے کو دیئے گئے انٹرویو میں یہ کہتے ہوئے کیا ہے کہ "نواز شریف اور عمران خان دونوں نے یقین دلایا ہے کہ وہ امریکا کے حامی ہیں" یعنی کیمرون منٹر نے نواز وعمران کی امریکا مخالف طرم خانی کی پول اپنے اِس ذراسے جملے میں کھول دی ہے اَب ایسے میں دیکھنا یہ ہے کہ ہماری دونوں سیاسی اور عوامی جماعتوں کے سربراہان پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مسٹر نواز شریف اور تحریک انصاف پاکستان کے مسٹر عمران خان پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر کے اِس جادوئی منتر کا توڑ کس طرح کرتے ہیں اور منٹر کے اِس منتر کا جواب کس انداز سے دیتے ہیں کہ یہ اپنے اِس کہے پر پشیماں ہوجائیں اور پھر کبھی نواز اور عمران کے خلاف ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جس سے عوام میں اِن کی بنی بنائی سیاسی ساکھ اور وقار کو نقصان پہنچے جیساکہ کیمرون منٹر کے اِن الفاظ کے بعد عوام میں نواز اور عمران کی سیاسی ساکھ اور وقار کا شیرازہ بھی بکھیر کر

... دکھ دیا ہے

اور اِن تمام باتوں کے علاوہ اپنے اِسی انٹرویو میں پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے پیدا ہونے والے بجلی کے بحران پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ "کون کہتا ہے کہ پاکستان میں بجلی کی کمی ہے میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں بجلی کی کمی ہر گز نہیں ہے، میرے نزدیک پاکستان میں موجودہ بجلی کے بحران کا واحد حل یہ ہے کہ صرف اچھے انتظام، اصطلاحات اور نئے نرخوں کی ضرورت ہے "میں ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے منٹر جی یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اِن کی اِن ساری باتوں پر عمل کرلیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان میں بجلی کا بحران ختم نہ ہو جائے مگر شرط صرف یہ ہے کہ اِن کی اِس تجویز پر عمل کیا جائے ... مگر ایسا ہر گز نہیں ہے کیوں کہ کیمرون منٹر کی پاکستان میں بجلی بحران کے خاتمے سے متعلق پیش کی گئی مندرجہ بالا تجویز پر عمل کیا جائے اِس پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ مسٹر کیمرون منٹر کی یہ تجویز کوئی اتنی خاص بھی نہیں ہے جس پر عمل کرنے کے بعد پاکستان میں بجلی کا بحران کم تو کیا ختم ہی کیا جاسکے بات دراصل یہ ہے کہ کیمرون منٹر نے پاکستان میں بجلی کے بحران سے متعلق اپنی جو تجویز پیش کی ہے اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکا یہ قطعاً نہیں چاہتا ہے کہ پاکستان میں بجلی کا بحران نئے توانائی کے پلانٹس کی تعمیر سے ختم ہوسکے

مسٹر کیمرون منسٹر نے پاکستان میں بجلی کے میگا پاور پلانٹس کی تعمیر کو روکنے کے لئے پاکستان کے پرانے بجلی کے پاور پلانٹس سے متعلق اپنی ماہرانہ رائے دے کر یہ واضح کردیاہے کہ پاکستان کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ ایران یا چین کے اشتراک سے اپنے یہاں بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نئے پاور پلانٹس بنائے اور اپنے یہاں اِن ممالک کی مداخلت ہونے دے بلکہ پاکستان کو چاہئے کہ پاکستان اپنے پرانے پاور پلانٹس میں اصطلاحات لائے اور بجلی کے نظام کو ٹھیک کرنے کے لئے جس طرح یہ اِس کے نرخ ابھی بڑھارہاہے اِسی طرح روزانہ کی بنیادوں پر لوڈشیڈنگ جاری رکھے اور بجلی کے نرخوں میں بھی اندھادھنداضافہ کرتارہے جبکہ ہم اِس حال میں اِسے اپنا کوئی پاور پلانٹ پاکستان میں لگانے کا وعدہ بھی نہیں کریں گے کیوں کہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان میں بجلی کا بحران کم یا ختم بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے سر سے یہ بحران کبھی بھی نہ ٹلے اور پاکستان اِس بجلی کے بحران میں جکڑارہے اور امریکاسمیت ہمارے ہر دلعزیز اور اپنے پڑوسی ملک بھارت کا بجلی اور دیگر حوالوں سے محتاج بنارہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی لگتاہے کہ کیمرون منسٹر کا پاکستان میں بجلی کے بحران کے حوالے سے ایک انٹرویو میں یہ کچھ کہنا مناسب نہیں لگاکہ جب پچھلے ہی دنوں ایران سے ایک خبر یہ آئی تھی کہ ایران نے ایک مرتبہ پھر پاکستان کو توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر ایک ہزار میگاواٹ کا پاور پلانٹ لگانے اور 25 میگاواٹ کے

کئی چھوٹے پاورپلانٹس فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے اور اِس کے ساتھ ہی ایران نے یہ اُمید بھی ظاہر کردی تھی کہ اِن منصوبوں کے حوالوں سے پاک ایران جلد معاہدہ ہونے کی صورت میں ایران کی یہ ترجیح ہوگی کہ یہ پاکستان کو بجلی کے بحران سے جلد نجات دلانے کے خاطر اِن منصوبوں پر ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کردے گا مگر لگتاہے کہ پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر کو پاکستان کو یہ ایرانی پیشکش کچھ اچھی نہ لگی ہے اِسی وجہ سے کیمرون منٹر نے اپنا منتر پڑھتے ہوئے .برطانوی ادارے کو اپنے انٹرویو میں حکومت پاکستان کو یہ مشورہ دے ڈالا کہ پاکستان میں بجلی کا نہ تو کوئی بحران ہے اور نہ بجلی کی کوئی کمی وغیرہ ہے بس اِس بحران سے نجات کا حل یہ ہے کہ بجلی کے نرخوں میں ہر گھنٹے، ہر دن، ہر ہفتے، ہر پندرہ دن بعد، ہر ماہ اور ہر سالوں سیکڑوں فیصد اضافہ کردیا جائے تو پاکستان میں بجلی کا بحران ختم ہو سکتاہے جس پر لگتاہے کہ ہمارے موجودہ حکمران بغیر سوچے سمجھے عمل بھی کر رہے ہیں مگراِس کے باوجود بھی ملک سے بجلی کے بحران کم توکیا ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہاہے۔

اوراِسی کے ساتھ ہی اِدھر ہمارے ملک کے حکمرانوں کا یہ حال ہے کہ یہ امریکیوں کو اپنا آقا سمجھتے ہیں اوراِن کے ہر ڈکٹیشن پر عمل کرنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں جیسے امریکی آشیرباد سے وزراتِ عظمیٰ سنبھالنے والے

ہمارے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی تھے جو اپنی حکومت بچانے میں اتنے آگے نکل چکے تھے کہ اچھے۔برے کی تمیز ہی ختم کر بیٹھے تھے اور آج نو منتخب وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف اپنے پیش رو گیلانی اور اِنہی کی طرح نئے وفاقی وزیر پانی و بجلی احمد مختار بھی اپنے سینیئر راجہ پرویز اشرف اور نوید قمر کے نقشِ قدم پر چل پڑے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ اپنے اپنے منصب اعلیٰ پر۔براہ جمارہ کر یہ جس طرح چاہیں امریکی آشیر باد کے خاطر اپنے عوام کو وعدوں کی لولی پاپ دے کر بہلا سکتے ہیں یعنی جب چاہیں عوام سے وعدہ خلافی کرکے اپنا الو سیدھا کرکے عوام کو بے وقوف بنا سکتے ہیں جیسا کہ وفاقی وزیر پانی و بجلی احمد مختار کی ایک اور جھوٹ نما کوشش یہ سامنے آئی ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں رمضان میں پورے ملک میں لوڈشیڈنگ نہ ہو خصوصاً سحری اور افطار کے اوقات میں بجلی کی فراہمی قطعاً متاثر نہ ہو جس سے لوڈشیڈنگ کا اندیشہ پیدا ہوا ایسے میں یہاں یہ امر توجہ طلب ہے کہ کیا واقعی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ہمارے وزیر موصوف احمد مختار جی فرما رہے ہیں یا اِس کے۔برعکس اتنا کچھ ہو جائے گا جس کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

نہ بجلی، نہ پانی، نہ روٹی اور نہ گھر کوئی کیسے جیئے شان سے

رہنے کو ہے گھر نہیں سارا جہاں ہمارا... غریبوں کا عجب نعرہ

آج ملک پر قابض مفاد پرست طبقہ اپنے وقار کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے ہاتھ میں تیز دھار آلہ لئے قانون کے چہرے پر جس طرح چیرے لگا کر اِس کا حلیہ بگاڑ رہا ہے آج اِس کی اِس ضد اور غیر اخلاقی و غیر قانونی حرکت پر ہر محب وطن پاکستانی شرم سے اپنے سر نیچے کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر پا رہا ہے اور جو ذرا سا طاقتور وہ اپنے تئیں اِس طبقے کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہونے کی کوشش ضرور کر رہا ہے مگر ہم پر قابض یہ مفاد پرست طبقہ اپنے عزائم کے ساتھ اتنا پاور فل ہے کہ یہ اپنے عزائم کی راہ میں حائل تمام دیواروں اور رکاوٹوں کو گراتے ہوئے بس اپنے عزائم کی تکمیل چاہ رہا ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے اِن ہی عزائم کا فائدہ اُٹھا کر یہی مفاد پرست ٹولہ جو ہم پر حکمران بنا بیٹھا ہے قانون کی دھجیاں بکھیرنے میں یکتا ہوا گیا ہے جس کی مثال ملکی تاریخ میں نہیں ملتی ہے آج سے ساڑھے چار سال قبل جب یہی مفاد پرست طبقہ ہم پر قابض ہوا تھا تو تب اِس کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ اپنے عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا بندوبست کرے گا مگر آج جب اِس نے

: اقتدار پر اپنا قبضہ مضبوط کرلیا ہے تو یہ اِس کے یکدم اُلٹ ہوگیا ہے بقول شاعر

جس کا دعویٰ تھا کہ غربت کو کریں گے نابود
آج وہ لوگ بنے بیٹھے ہیں یارب معبود
خدمتِ قوم ووطن خاک کریں گے وہ لوگ
جن کا مقصود ہو صرف اپنی فلاح و بہبود

پچھلے دِنوں جب دنیاکے بیشتر ممالک کی طرح ہمارے ایٹمی مگر ترقی پذیر ملکِ پاکستان میں بھی عالمی آبادی کے حوالے سے دن منایا جارہا تھا تو اُس ہی دن ہمارے ملک پاکستان سے متعلق ایک رپورٹ یہ آئی کہ جس کے پڑھنے کے بعد ہم اپنا سر پکڑ کر رہ گئے اور کئی گھنٹے تک یہ سوچتے رہے کہ ہم بنیادی سہولتوں سے محروم رہنے کے باوجود بھی زندہ کیسے ہیں...؟اور اگر ہم نے اب بھی خود کو نہ سنوارا خود پر قابض رہنے والے مفاد پرست ٹولے سے اپنی جان نہ چھڑائی تو تو ہمیں کوئی ہماری تباہی اور بربادی سے نہیں بچاسکے گا یہاں ہم اپنی موجودہ بگڑتی ہوئی صورتِ حال پر اتنا ضرور کہنا چاہیں گے کہ یقینی طور پر ہم ہی دنیاکے اُس واحد ملک کے لوگ ہیں جنہیں نہ بجلی میسر ہے نہ پانی، نہ کھانے کو روٹی ملتی ہے اور نہ ہماری آبادی کے تناسب سے ہمارے لوگوں کے پاس رہنے کو گھر ہے مگر پھر بھی ہمارے لوگ جیو شان کے جذبے کے تحت زندہ ہیں اور خوش

وخرم زندگی گزار رہے ہیں یہی نہیں بلکہ ہم بنیادی سہولیات زندگی سے محروم رہ کر بھی گاہے بگاہے یہ نعرہ بھی لگاتے رہتے ہیں کہ " رہنے کو ہے گھر نہیں سارا جہاں ہمارا۔۔۔"

آج ہمارے ملک کے غریبوں کا یہ وہ عجب نعرہ ہے جو اپنے حکمرانوں کو تو متوجہ نہ کرسکا مگر دنیا کے امیر ممالک کے امیروں کو کسی حد تک اپنی جانب ایک نظر ڈلوانے میں ضرور کامیاب ہوگیا ہے جس سے ہم میں زندگی کی اُمید پیدا ہوئی ہے۔

بہر کیف۔۔۔!! عالمی یوم آبادی کے موقع پر جب دنیا یہ دن اپنے اپنے لحاظ سے منا رہی تھی تو عین اُسی دن ہمارے ملک پاکستان سے متعلق یہ رپورٹ سامنے آئی کی اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان کی 40 فیصد آبادی غربت کی زندگی گزار رہی ہے اور اِسی ملک کے حیرت انگیز طور پر ساڑھے چھ کروڑ افراد ایک کمرے کے گھر میں رہتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ اِس ہی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں اکثر افراد اپنی آمدنی کا پچاس فیصد صرف مہنگی خوراک کے حُصول پر خرچ کرتے ہیں اور ہمارے ملک میں اوسط 1222 افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر دستیاب ہے اور ڈاکٹر ز ہیں کہ اپنے ہر ناجائز مطالبے کی بنیاد پر آئے روز ہڑتالوں پر چلے جاتے ہیں جبکہ رپورٹ میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی میں روزانہ ساڑھے گیارہ ہزار افراد کا بھی اضافہ ہو رہا ہے اور سب سے زیادہ حیران کُن یہ اعداد وشمار

ہیں کہ ہمارے یہاں ساڑھے چھ کروڑ آبادی کے پاس صاف پانی کی سہولت تک میسر نہیں ہے اور اِسی طرح ہماری آبادی کا ایک بڑا طبقہ علاج ومعالجہ ، تعلیم اور سفری سہولیات سے بھی یکسر محروم ہے مگر یہاں توجہ طلب امر یہ ہے کہ اِن تمام بنیادی سہولتوں سے محروم رہنے کے بعد بھی ہمارے عوام کس طرح جیو شان کے جذبے سے جی رہے ہیں یقیناً یہ طرہ امتیاز ہمارے پاکستانیوں کا ہی ہے جو اپنی ہر بنیادی سہولت سے محروم رہ کر بھی دنیاکے ترقی یافتہ مما لک سے مقابلہ کرنے اور اِنہیں اپنی ہمت اور بلند حوصلے سے پست کرنے کا بھی عزم کئے ہوئے ہیں جبکہ ہمارے حکمران ہیں کہ اِنہیں اپنے عوام کی تنزلی اور تباہی کا نہ تو کوئی خیال اور نہ ہی اِنہیں کسی بات کا احساس ہے کہ اِن کی لڑائی میں قوم کا کیا ہو رہا ہے یہ ہیں کہ اپنے اقتدار کی ہوس میں اتنے پاگل ہو گئے ہیں کہ یہ روزانہ نت نئے سیاسی حربوں سے قومی اداروں سے الجھنے اور قوم کے دیرینہ مسائل کو پسِ پست ڈالنے کے بہانے ڈھونڈ کر نہ صرف قوم کا ستیاناس کر رہے ہیں بلکہ قومی اداروں کے وقار کو بھی مجروح کرنے کا سبب بن رہے ہیں اِن کے نزدیک بس یہی سب سے یازدہ اہم ہے کہ کسی بھی طرح دنیاکے سامنے یہ ثابت کر دیا جائے کہ بس ہماری ایسی واحد حکمرانی تھی جس نے اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش کے باوجود اپنی حکومتی مدت پوری کی اور ملک میں جمہوریت کی آبیاری اپنے خون سے کی جبکہ ایسا قطعاً نہیں ہے کیوں کہ قومی اداروں سے محاذ آرائی کر کے یہ تو ملک میں مارشل لا کی راہ ہموار کر رہے ہیں ایسے میں ہمیں یہ شعر یاد آ گیا کہ

:-

راہنما، بر سرِ پیکار نظر آتے ہیں
منصب و جاہ کے بیمار نظر آتے ہیں
کیسا اندازِ سیاست ہے یہ ماشاء اللہ
مارشل لاء کے تو آثار نظر آتے ہیں

آئی ایم ایف نے امداد کا دروازہ بند کردیا ہے کیوں.. ؟؟

امریکا نے نیٹو سپلائی کا دروازہ کھلوالیا،آئی ایم ایف نے امداد کا دروازہ بند کردیا ہے کیوں.. ؟؟

سُنو سُنو سُنو...گیلانی اور راجہ کے بعد کس کس کو وزیراعظم بننا ہے..؟؟لائین بنائے اور ٹکٹ کٹائے....

آج حکمرانوں نے تو قوم کے دیرینہ مسائل سے پشت موڑ کر اِسے بلوں، قراردادوں اور طرح طرح کے صدارتی آرڈیننسوں میں جکڑ دیا ہے تو وہیں اِن ہی حکمرانوں اور اِن کی جماعت کے کرتادھرتاؤں نے سارے پاکستان میں یہ منادی بھی پھیرر کھی ہے کہ " سُنو سُنو سُنو...شاہی فرمان ہے کہ ہے کوئی جو عدلیہ اور حکومت کے درمیان جاری کشمکش میں عنقریب دوسرے غیر متوقعہ طور پر جانے والے وزیراعظم راجہ پرویز اشرف المعروف راجہ رینٹل کے بعد تیسرا وزیراعظم بننے کا خواہشمند...اور جو حکمرانِ الوقت سے اپنی وفاداری دکھاتے ہوئے سوئس حکام کو خط نہ لکھنے کا وعدہ کرے اور وزیراعظم بن جائے...تو ایسے میں وزیراعظم بننے کے اُمیدواروں کو چاہئے کہ وہ آئیں اور لائین بنائیں اور تیسرے وزیراعظم کے لئے ٹکٹ کٹائیں..."

اَب ایسے میں ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ ہمارے یہاں آج امریکی اشاروں پر وہ کچھ ہو رہا ہے جس کی ماضی میں شائد ہی کہیں کوئی مثال موجود ہو مگر ہمیں اِس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ موجودہ ضدی حکمرانوں کے جانے کے بعد جب کوئی نیا حکمران خواہ سول ہو یا آمر آجائے تو اِس طرح شاید آئندہ آنے والے ، دنوں، ہفتوں ، مہینوں ، سالوں اور صدیوں میں کبھی ایسا کچھ نہ ہو جو آج ہمارے یہاں

ہو رہا ہے اور ہمارے حکمرانوں نے اپنی عوام کو بلوں، قراردادوں اور اپنے مفاد و مطلب کے صدارتی آرڈیننسوں کے سوا کچھ نہیں دیا ہے پچھلے ساڑھے چار سالوں سے عوامی مسائل جوں کہ توں ہیں اور عوام اپنے مسائل کے حل نہ ہونے کی وجہ سے بلبلا کر رہ گئے ہیں مگر ایسے میں آج جب ہم اپنے موجودہ حکمرانوں کی ضد اور اِن کی عدلیہ کے ساتھ زور پکڑتی ہوئی محاذ آرائی کو دیکھتے ہیں تو یہ خیال آتا ہے کہ موجودہ حالت میں جو کچھ بھی ہمارے ملک میں ہو رہا ہے اِن سب کے پیچھے امریکی ہاتھ کارفرما ہے کیونکہ ہمارے ماضی کے حکمرانوں کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے کبھی بھی امریکی مرضی و منشا کے بغیر کچھ نہیں کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم سمیت آج کروڑوں ایسے بھی پاکستانی ضرور موجود ہیں جن کا خام خیال یہ ہے کہ موجودہ ایام میں عدلیہ سے محاذ آرائی کے پس پردہ حکمرانوں کی پیٹھ پر بھی امریکا کا ہی ہاتھ ہے جس کی بنیاد پر ہمارے حکمران اپنے ہر ناجائز عمل کو نہ دل سے بُرا مان رہے ہیں اور نہ زبان سے اپنے کسی بھی غلط کام کی معذرت کر رہے ہیں اور وہ جو

کچھ بھی کر رہے ہیں اِس کے کرنے کا حکم بھی اِنہیں امریکا ہی دے رہا ہے مگر پھر بھی اِنہیں اِس بات کی قوی اُمید ہے کہ یہ امریکی خوشنودی کے خاطر جو چاہیں کرلیں اور جتنا چاہے ملک اور قوم کے لئے بُرا کرلیں اور چاہیں تو عوام کو اپنے ظلم و ستم سے زندہ ہی درگور کیوں نہ کرلیں مگر آئندہ بھی اِن ہی کو حکمرانی ملنی ہے یکدم ایسے ہی جیسے امریکا نے اپنی خوشنودی کے خاطر جب چاہا ہمارے حکمرانوں کا کان پکڑ کر اِن سے نیٹوسپلائی کھلوالی اور یہ سات ،آٹھ ماہ بعد اِس کی محض ایک چھوٹے سے لفظ" سوری " کہنے کے عوض نیٹوسپلائی کھولنے پر ایسے راضی ہوگئے جیسے یہ خود بھی اِس بات کے شدت سے منتظر بیٹھے تھے کہ بس ایک بار ہی بھلے سے جھوٹے منہ ہی امریکا لفظ "سوری" کہہ دے تو ہم نیٹوسپلائی کھول دیں گے اور جب امریکا نے بھی اِن کی بیتابی اور تڑپ دیکھی تو اِس نے بھی لب دبا کر دھیمے سے سُو..سُو...سُوری" کہہ کر ہمارے حکمرانوں کی بیتابی اور تڑپ ختم کردی اور اِن سے وہ کچھ کروالیا جو یہ چاہتا تھا۔

اگرچہ نیٹوسپلائی کھلوانے کے بعد امریکا نے تو اپنا مقصد پورا کرلیا مگر دوسری جانب اِس امریکی کامیابی پر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر عالمی مالیاتی ادارے آئی ایم ایف نے پلٹا کھایا اور بہانہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی اصلیت دکھادی اور دوٹوک الفاظ میں ہمارے امداد کے منتظر حکمرانوں کو ٹکا

ساجواب دیتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ" سابقہ معاہدے کی اصلاحات پر عدم عملدرآمد کے باعث پاکستان کے ساتھ کسی بھی صُورت میں قلیل مدتی قرضے کے معاہدے کااَب کوئی امکان نہیں ...ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق آئی ایم ایف کی جانب سے اپنی اصلیت دکھانے اور ہمارے مصلحت پسند حکمرانوں کے ارمانوں پر پانی پھیرنے والے اِن خیالات کا اظہار (پاکستان کو 11.3 ارب ڈالر بیل آؤٹ پروگرام پر پوسٹ ای ویلیوایشن ڈرافٹ رپورٹ میں) کھل کر دیا ہے جس میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں نیٹو سپلائی کھولے جانے اور کئی اصلاحاتی منصوبوں کے عوض امداد کی خوش فہمی میں مبتلا پاکستانی حکمرانوں کو مخاطب کرکے کہہ دیا گیاہے کہ پاکستان اصلاحات کے پروگرام پر عملدرآمد کرانے سے قاصر رہا ہے اِس بنا پر آئی ایم ایف نے 3.4 ارب ڈالر کی آخری دوقسطیں روک لی تھیں اگرچہ یہ ضرورت تھا کہ پاکستان اور آئی ایم ایف کے مابین اکتوبر 2008 میں 25 ماہ کے لئے معاہدہ ضرور طے پایا تھا تاہم اسٹینڈ بائی پروگرام کے تحت پاکستان کو آخری قسط مئی 2010 میں ادا کردی گئی تھی مگر پروگرام میں نو ماہ کی توسیع کے باوجود بھی پاکستان اصلاحات پر عملدرآمد نہ کراسکا۔

جبکہ ہماری نظر میں یہاں افسوس ناک بات یہ ہے کہ پاکستان نے اپنی اِمدادوں اور قرضوں کی بندش کے سبب پیدا ہونے والی مجبوریوں اور امریکی پریشانیوں کے باعث اِس کے بیجا دباؤ میں آتے ہوئے پچھلے دنوں نیٹو سپلائی توکھول دی ہے

مگر چونکہ اَب اِس کے بعد امریکا کو کسی نہ کسی بہانے پاکستان کو پریشان کرنا اور اِس کے لئے مشکلات کھڑی کرنا مقصود ہوتا ہے تو اِس کے لئے اِس نے یقینی طور پر آئی ایم ایف کو ضرور یہ کہا ہو گا کہ میں نے تو اپنا کام ایک سوری کہہ کر نکال لیا ہے اور اَب جس کسی بہانے سے تم پاکستان کو دی جانے والی اپنی اِمداد روکنا چاہو تو ضرور روک سکتے ہو کیوں کہ میرا کام تو نکل گیا ہے مگر میں اَب یہ قطعاً نہیں چاہوں گا کہ پاکستان کے مسائل کا حل تم سے اِسے ملنے والی کسی قسم کی اِمداد سے نکل سکے میری پرواہ کئے بغیر اور اَب جیسا تم چاہو پاکستان کے ساتھ کرو مگر گاڈ کے واسطے پاکستان سے اپنے نئے معاہدے کئے بغیر اسے اِمداد مت دینا... آئی ایم ایف کے اِس رویئے اور سوچ کو دیکھتے ہوئے ہمیں معذرت کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے تو اِس بنیاد اور سوچ پر سات آٹھ ماہ بعد نیٹو سپلائی بحال کی تھی کہ اِن کے اِس عمل سے پاک امریکا تعلق اور مضبوط ہو جائیں گے اور اِس طرح دونوں کا کام چل پڑے گا...یوں امریکی ضرورتوں کے مطابق نیٹو سپلائی بحال ہو جائے گی اور اِس کے بعد ہماری امریکا سمیت عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے رُکی ہوئی امداد بھی کھول دی جائے گی مگر یہ کیا ہوا ہمارے حکمرانوں نے صرف ایک امریکی سوری کے عوض نیٹو سپلائی تو کھول دی مگر امریکا اور عالمی مالیاتی ادارے ابھی تک پاکستان کی اِمداد بحال کرنے کے معاملے میں ہچر مچر کے مظاہرے کر رہے ہیں اور ایک ایسے وقت میں یہ پاکستان کی رُکی ہوئی اِمداد اور قرضوں کی

بحالی میں مخمصوں میں مبتلاہیں جب پاکستانی معیشت اور اِس کا سارا اقتصادی ڈھانچہ تنزلی کا شکار ہے اور پاکستان کے تجارتی خسارے کی وجہ سے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی تیزی سے کمی واقع ہورہی ہے اِس صورتِ حال میں امریکاسمیت عالمی مالیاتی اداروں کا پاکستان کے ساتھ تعاون سے منہ موڑنااور اِس کے ساتھ دوستی کے بڑھے ہاتھ کو پیچھے کھینچنااِن کے ناپاک عزائم کی عکاسی کررہاہے۔

اَب اِس پس منظر میں امریکی ڈکٹیشن پر آئی ایم ایف اور دیگر عالمی اداروں کا پاکستان کے قرضوں کی ادائیگی اور اِمداد کی بحالی کے حوالوں سے سرد مہری کا مظاہرہ کرناپاکستانی معیشت کومزید کمزور کرنے اور اِس کا ستیاناس کرکے پاکستان کوامریکی مداخلت کے دستِ کرم پر چھوڑنے کے مترادف ہوگا جس میں پاکستان سے متعلق گھناؤنے امریکی عزائم کا واضح اشارہ موجود ہے اَب ضرورت تواِس امر کی ہے کہ آئی ایم ایف اوراِس جیسے دیگر عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے پاکستان کے ساتھ اپنے تعاون کے حوالے سے مخمصوں کا شکار ہونا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ پاکستان امریکااور عالمی برداری سمیت عالمی مالیاتی اداروں کے ہر ناجائز حکم پر عمل کررہاہے اور آئندہ بھی اپنے عوام کی مخالفت لے کراِن کے ہر کہئے پر کام کرنے کو تیار ہے توایسے میں ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، قومی اداروں اور محب وطن پاکستانیوں کو ضرور یہ

سوچنا ہوگا کہ ایک طرف ہمارا رویہ امریکا کے ساتھ دوستانہ ہے تو دوسری طرف امریکا اور اِس کے اشاروں پر کام کرنے والی عالمی مالیاتی اداروں کا پاکستان سے متعلق دشمنانہ رویہ ہمیں یہ جھنجھوڑ رہا ہے کہ اَب بھی وقت ہے کہ ہم امریکا سے اپنا بڑھایا ہوا دوستی کا ہاتھ کھینچ لیں کیونکہ یہ قطعاً نہیں چاہتا ہے کہ پاکستان اپنے مسائل سے نکل سکے اور ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوسکے۔

بھارت اور پاکستان کشمیر سمیت اپنے تنازعات خود حل کریں

اوباما نے کہہ دیا، بھارت اور پاکستان کشمیر سمیت اپنے تنازعات خود حل کریں...

؟؟

بھارت کی امریکی چاپلوسیوں، نازبرداریوں اور خوشامدی رویوں کا کیا ہوگا....؟

کافی عرصے سے امریکی مداخلت کے ذریعے کشمیر کو ہتیانے کے چکر میں مصروف بھارت کواُس وقت دن میں تارے نظر آگئے جب امریکی صدر مسٹر بارک اوباما نے ایک بھارتی خبر رساں ادارے کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں جیسے صاف صاف یہ کہہ دیا ہے کہ ہم بھارتیوں کی چاپلوسیوں اور چمچہ گیری کو خوب سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ خطے کے حوالے سے بھارت بڑھ بڑھ کر ہمارے مفادات کے لئے اتنی آوازیں کس لئے بلند کرتا ہے اور ہر لمحے ہماری نازبرداریوں اور ہمارے نخرے اٹھانے میں کیوں متحرک رہتا ہے...؟اِس پر اِن کا کہنا تھا کہ یہ کچھ بھی کرلے مگر ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ بھارت یہ سب کچھ کس لئے کررہاہےاِس کے بعد اپنے اِسی انٹرویو میں امریکی صدر مسٹر بارک اُوباما نے مسئلہ کشمیر کے لئے کسی بھی بیرونی حل کی نفی کرتے ہوئے کہاہے کہ" اِس تنازعہ سمیت اور دیگر تنازعات کو صرف اور صرف بھارت اور پاکستان کو خود ہی حل کرنے ہوں گے اِس معاملے میں امریکاسمیت کوئی بھی تیسرا ملک مداخلت

نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اِس تنازعہ کے حوالے سے کوئی حل دونوں ممالک پر تھوپ سکتا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ مسٹر اوباما نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ضروری ہے کہ دونوں ممالک کو ہر حالت میں مل کر خطے میں امن و سکون اور اپنی اپنی معیشت کو پروان چڑھانے میں اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالنی ہوں گی مگر یہاں یہ امر قابلِ ذکر ضرور ہے کہ اِس موقع پر امریکی صدر بارک اوباما نے پاکستان کا خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم تمام ممالک ایک مستحکم ، خوشحال اور جمہوری پاکستان میں دلچسپی رکھتے ہیں اور یہ تمام خوبیاں پاکستان میں اُس وقت ہی پیدا ہو سکتی ہیں جب پاکستان میں پائیدار امن قائم ہو اور یہاں کی معیشت میں استحکام آئے پاکستان میں اِن تمام خوبیوں کو پیدا کرنے اور اِنہیں پروان چڑھانے میں امریکا سمیت تمام دوست ممالک کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہو گا کیوں کہ امریکا یہ بات اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ خطے میں استحکام اور دیرپا امن کے لئے ایک جمہوری اور مستحکم پاکستان ضروری ہے۔
اگرچہ دنیا کی سُپر طاقت کہلانے والے ملک امریکا کے صدر مسٹر بارک اوباما نے بھی بھارت اور پاکستان کے قدیم تنازعہ کشمیر کے حل پر زور دیتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ خطے میں قیامِ امن اور 2014 میں افغانستان سے امریکی افواج کے انخلاء کے بعد افغانیوں کی مدد کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خطے کی

دونوں ایٹمی طاقتیں بھارت اور پاکستان کے درمیان تنازعات کا حل نکلا جائے تو خطے میں خود بخود امن قائم ہوجائے گا۔اِس حوالے سے اُنھوں نے امریکا سمیت کسی تیسرے ملک کی مداخلت کو بھی مسترد دیا ہے جبکہ اُنھوں نے پاکستان کے صدر آصف علی زرداری کے دورہ بھارت کو خطے میں قیام امن اور دونوں ممالک کی معیشت میں استحکام لانے کے لئے مثبت پیش رفت قرار دیتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کے عوام کے مابین رابطے اور تجارت کے فروغ کے لئے تمام راستے یقینی طور پر اِن ممالک کی خوشحالی کی جانب کُھلتے ہیں،اور اِسی طرح مسٹر بارک اوباما نے آئندہ دنوں میں بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ کا متوقع دورہ پاکستان پر کو خطے میں قیام امن کے لئے اچھی پیش رفت قرار دیتے ہوئے اِس پر اچھی اُمید ظاہر کی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ضرور ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے پاکستان کی یہ کوشش رہی ہے کہ خطے میں قیام امن کے لئے پاکستان اور بھارت بغیر کسی دوسرے یا تیسرے ملک کی مداخلت کے بغیر خود ہی سے تنازعہ کشمیر کا حل کشمیریوں کی خواہش اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق نکال ہیں مگر بھارتی حکمران اِس بات کے منتظر نظر آئے کہ اگر ایسا ہوگیا جس کا مطالبہ پاکستان کی جانب سے کیا جارہا ہے تو بھارت کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی نہیں آئے گا اِس لئے بھارت کی کافی عرصے (نصف صدی) سے ایک یہی کوشش رہی ہے کہ مسئلہ کشمیر

کے حل کے لئے بس سُپر طاقت امریکا کا دامن تھام لیا جائے تو اِس کا یہ مسئلہ اِس کی خواہش کے مطابق حل ہوجائے گا اور باقی سب خیر ہے یوں اپنی اِسی سوچ کی وجہ سے بھارتی حکمرانوں نے امریکی خوشامد، چاپلوسی اور نازبرداریوں کو اپنا دین دھرم سمجھ کر نبھایا اور کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ کہہ کر اِس کا اتنا ویلا کردیا کہ یہ اِسے پہلے لئے ہی مقدم جاننے لگے اور اِس حد تک پہنچ گئے کہ جہاں اِنہیں اِس بات کا یقین ہوگیا کہ بس تنازعہ کشمیر ان کی خواہش اور فرمائش کے مطابق حل ہوجائے گا مگر امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کے تنازعہ کشمیر کے حل کے حوالے سے دوٹوک الفاظ کے بعد اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھارتی حکمران اِس پر کیا پیش رفت کرتے ہیں اور آنے والے دنوں میں جب بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ جی پاکستان اپنے متوقع دورے پر آتے ہیں تو دیکھئے کیا خوشخبری لاتے ہیں . . . ؟ اگر اِس کے بعد بھی بھارت کی جانب سے کوئی مثبت پوائنٹ سامنے نہ آیا تو پھر کیا یہ سمجھ لیا جائے گا کہ بھارت اپنی مرضی اور کسی دوسرے یا تیسرے ملک کی مداخلت سے تنازعہ کشمیر کا حل چاہتا ہے جس کے لئے یہ ابھی ضد پر قائم رہ کر اِسی کوشش میں لگا رہے گا کہ کشمیر کا حل اِس کی خواہشات اور ضرورتوں کو مدِ نظر رکھ کا نکالا جائے چاہئے اِس میں کشمیریوں کے جتنے بھی حقوق غضب ہوتے ہیں تو ہوجائیں مگر تنازعہ کشمیر کا حل نہ پاکستان کے مطالبات کی روشنی میں نکالا جائے اور نہ کشمیریوں کی رائے اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق حل کیا جائے بس تنازعہ کشمیر کا حل

بھارت کی مرضی اوراِس کی منشا کو سامنے رکھ کر نکالا جائے جس کے لئے بھارت نے امریکا جیسی سُپر طاقت کی نصف صدی سے بھی زائد عرصے تک چاپلوسی، نازبرداری اور خوشامد میں اپناسب کچھ لُٹا اور بھلا کراِس کی جی حضوری کی ہے اورآج جب امریکی صدر اُوباما نے بھارتیوں کو تنازعہ کشمیر کا عندیہ کچھ اِس انداز سے دے دیا ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ امریکا بھارت کو یہ سمجھانا چاہ رہا ہے کہ بھارت مسئلہ کشمیر کو کشمیریوں اور پاکستان کے مطالبات اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق ہی حل کرنے میں اپنا ایسا مثبت اور تعمیر کردار ادا کرے کہ خطے ییں امن اور استحکام قائم ہو اور پاک (بھارت کے سائے میں افغانستان بھی ترقی کرے۔ (ختم شد

اسلام کے نام پر بنا ملک، پاکستان مختلف لابیز میں کیوں بٹ گیا ہے

آج سے 65 سال قبل خالصتاً اسلام کے نام پر بننے والا ملکِ پاکستان جو اپنے قیام کے اول روز ہی سے ایک مضبوط اسلامی ریاست کے حوالے سے اپنی منفرد پہنچان رکھتا تھا کیا کسی نے کبھی اِس جانب سوچنا گوراہ کیا ہے کہ یہ اسلامی ریاست آج اِس مختصر ترین عرصے میں مختلف لابیز میں کیوں بٹ کر رہ گئی ہے..؟ مگر شائد نہیں کیوں کہ آج دنیا کی تیز رفتار ترقی کی دوڑ میں ہم میں سے کسی کو اِس جانب غور و فکر اور سوچنے کی مہلت ہی نہیں مل سکی ہے کہ ہم اِس سارے عرصے میں ذرا سی دیر کے لئے پلٹ کر اپنے ماضی اور اپنے قیام کے مقصد پر ہی نظر ڈال لیتے ...اور یہ بھی سوچنے کی زحمت گوراہ کر لیتے کہ ہم نے اپنے اِس ملکِ پاکستان کی آزادی اور اِس میں اسلامی اصولوں کے قیام اور اِن سے کن مقاصد کے حصول کے لئے لاکھوں قربانیاں کیوں دیں تھیں ...؟ اور ہماری اِن جدوجہد اور قربانیوں کا کیا مقصد تھا...؟ جن کی بنیاد پر ہمیں ہمارا یہ عظیم ملک پاکستان حاصل ہوا تھا اِس پر ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ یقین جانئے کہ ہم آج اپنے مقصد سے بھٹک چکے ہیں تب ہی تو ہم میں نہ تو ایک پاکستانی اور مسلمان ہونے کا جذبہ باقی رہ گیا ہے اور نہ اَب ہم یہ بن کر سوچنا ہی چاہتے ہیں کیوں کہ ہماری قربانیوں کے بعد اغیار کی جن طاقتوں نے ہندوستان سے ہمیں آزادی دلوائی تھی اُن ہی طاقتوں نے

ہمارے نیک جذبوں کو بھانپ کر ہمارے قیام کے چند ہی عرصے بعد ہمیں توڑ ڈالا اور ہمارے ہی ایک وجود کا نام بنگلہ دیش رکھ دیا اور جب اِس کے بعد بھی اِنہیں ہمارے پاکستانی ہونے سے خوف آتا رہا تو اِنہوں نے ہمیں لسانی و تعصبی، علاقائی اور فرقوں میں باٹنا کر مختلف لابیز میں تقسیم کرنے کا عمل بھی تیز کر دیا اور بالآخر ہم اِن کے آلہ ءکار بن کر وہ کچھ کر گزرنے پر تیار ہو گئے ہیں آج جس پر عمل کرکے ہمیں ندامت کرنے کے بجائے فخر محسوس ہوتا ہے اور اِس طرح اغیار سے ڈالرز وصول کرکے ہم اپنی حب الوطنی اور اسلامی تعلیمات کو ایک طرف رکھ کر وہ کچھ کرنے لگے ہیں جس سے ہمارے دشمنوں امریکا، برطانیہ، بھارت اور دیگر)کے عزائم کی تکمیل ہو رہی ہے۔)

جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آج بھی ہمارے درمیان ایسے بھی محب وطن اہلِ دانش ضرور موجود ہیں جو ہمیں اپنی کاوشوں، اپنے قول و فعل سے ہمیں ہمارے وجود اور قیام کا مقصد یاد دلاتے رہتے ہیں اور ہمارے ذہنوں کو جھنجھوڑنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں... مگر ایک ہم ہیں کہ اِس کے باوجود بھی ہم اِن کی سُنی اَن سُنی کرکے اُسی ڈگر پر چل پڑتے ہیں جہاں محب الوطنی کے جذبات کو محض لفظوں کی حد پر رکھ کر محود کر دیا جاتا ہے اور اپنی اصل ترقی کا زینہ جائز ناجائز طریقوں سے کمائی گئی دولت کو سمجھا جاتا ہے۔اَب ایسے میں ہمیں یہاں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر دیکھا جائے تو یہ حققیت سامنے آ جائے

گی کہ ہم نے اپنے ملک کو اِس کے قیام سے آج تک کچھ بھی نہیں دیا ہے اُلٹا ہم نے اِس سے اپنے مفادات وصول کئے ہیں اور جب ہمیں موقع ملا ہے ہم نے اِس کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر بھی نہیں چھوڑی ہے۔

اِس صورتِ حال میں ہم یہاں اپنے قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ان دنوں ساری دنیا میں مختلف نوعیت کے مسائل اور فتنے جن میں مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری ،اور فرقہ واریت وغیرہ شامل ہیں یہ ضرور سر اُٹھارہے ہیں آج یہ سارے مسائل دنیاوالوں کے لئے تو نئے ہوں مگراَب ہمارے لئے یہ تمام مسائل پرانے ہوچکے ہیں جن کے تدارک کے لئے ہم نے تو 65 سالوں میں کچھ نہیں کیا . . اور شائد اغیار کی سازشوں کے ہی شکار رہے اور مختلف لابیز میں بٹے رہے تو ہم آئندہ بھی کچھ نہ کرسکیں مگر ہمیں اُمید ہے کہ جن ممالک میں یہ مسائل اَب جنم لے رہے ہیں وہ اِن پر جلد قابو بھی پالیں گے اور اِن کا خاتمہ بھی جلد کرلیں گے اِس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اِن ممالک کے نہ تو حکمران نااہل ہیں ، نہ اپوزیشن والے اپوزیشن برائے اپوزیشن کرتے ہیں اِن کے یہاں اپوزیشن بھی برائے مقصد اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے کی جاتی ہے ہمارے یہاں کی طرح نہیں کہ جب اپنا الو سیدھا کرنا ہو تو لانگ مارچ ،دھرنا، ریلی، اور جلسے جلوسوں سمیت احتجاجی تحریکوں والی سیاست شروع کردی جائیں اور جب اپنا مقصد پورا ہوجائے تو خاموشی اختیار کرکے

بیٹھ جایا جائے، وہاں کے عوام بھی بے حس نہیں ہیں. وہاں کا ایک ایک فرد باشعور ہے اور اپنے اچھے بُرے کی خُوب تمیز کرنا جانتا ہے... ہماری طرح کوئی بے حس اور شعور کی منزلوں سے عاری نہیں ہے جیسے ہم آج ہوگئے ہیں، وہاں سب ایک قرینے سے ایک حب الوطنی کی لڑی ہیں پروئے ہوئے ہیں ہمارے طرح کوئی اپنی حب الوطنی اور اپنے دین دھرم کا سودا چند ڈالروں کے عوض نہیں کرتا ہے اور وہاں کوئی ہماری طرح اغیار کی سازش کا شکار ہو کر اپنے ملک اور دین کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتا ہے جیسے ہم کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی اپنے مفادات کے حصول کے خاطر طرح طرح کی لائیز میں بٹا دِکھائی دیتا ہے جیسے ہم اپنے اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد اور مفادات کے حصول کے خاطر مختلف لائیز میں بٹ کر اپنے ملک اور دین کے نقصان پہنچا رہے ہیں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ انتھک جدوجہد اور لاکھوں قربانیوں کے بعد ایک مکمل اسلامی ریاست کے نام پر دنیا کے نقشے پر اپنا منفرد مقام اور پہچان بنانے والے ملکِ پاکستان کے 19 کروڑ عوام اپنے قیام اور وجود کے اصل مقصد سے آج پوری طرح بھٹک چکے ہیں،اور اغیار کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنے ملک اور دین اسلام کو خود ہی نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے ہیں آج اِس قوم سے حب الوطنی اور اسلامی تعلیمات کے حسین جذبات ختم ہو چکے ہیں آج حب الوطنی اور اسلامی تعلیمات اور اُصولوں کی لڑی اور گلدستے میں بجی یہ قوم لسانی تعصبی، زبان ، رنگ و نسل اور فرقہ و روایت اور اپنے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے ، خاطر مختلف لائیز میں بٹ کر اپنے اپنے فعل

شنیع سے ملک اور دین اسلام کو نقصان پہنچانے میں فخر محسوس کر رہی ہے آج ہر فرد
اقتدار کی لابی، حزب اختلاف کی لابی، افسر شاہی کی لابی، نوکر شاہی کی لابی، اغیار کی
خوشامد اور چاپلوسی کرنے والی لابی، اور اغیار سے ڈالرز لے کر ملک کی بنیادوں کو
کمزور کرنے والی لابی، اور پیٹرولیم کی لابیز میں بٹ کر ملک کو بحرانوں میں جکڑ کر اس
عظیم ملک اور قوم کا شیزارہ بکھیرنے میں اپنا اپنا حصہ ڈال کر خوش ہو رہا ہے کیا کسی نے یہ
سوچا کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ (ختم شد)

صدر نے کہہ دیا ہے

صدر نے کہہ دیا ہے،الیکشن سے قبل لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کردیا جائے گا... بعد میں کیا ہوگا...؟؟

صدرزرداری ملتان کے ضمنی الیکشن این اے151کے کانٹے دار نتائج سے عوام میں اپنی جماعت کی مقبولیت اورآئندہ الیکشن میں اپنے حشر کا اندازہ کرلیں...

ملک کے ایک مُوقّر روزنامے کے صفحہ اوّل پر صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری کی جانب سے عام انتخابات سے قبل ملک سے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کی یقین دہانی کرانے کے حوالے سے زینت بننے والی ایک خبر جب ہماری نظر سے گزری تو ہم سے رہا نہ گیااور ہمیں شاعر کا یہ شعریاد آگیا۔

بدلا ہے خردمندوں نے بھی اپنی روش کو
کچھ اہلِ جنوں کا بھی جنوں ٹوٹ رہا ہے
مٹنے کو ہے خوبانِ قیادت کی رعُونت
پیرانِ سیاست کا فسوں ٹوٹ رہا ہے

یعنی یہ کہ جب صدر صاحب نے اقتدار کے مزے لوٹ لئے اور عوام کو مسائل کی چکی میں پیس کر سُرما بنادیا ہے تو اِنہیں اپنے دوبارہ اقتدار کی ہوس مجبور کررہی

ہے کہ یہ لوڈشیڈنگ جیسے عوامی مسئلہ کو حل کریں جس کے لئے اِنھوں نے یقین دہانی بھی کرادی ہے اور انتظامات واقدامات کو بھی حتمی شکل دے دی ہے۔

ہاں تو قارئین حضرات..! صدر سے منسوب ملک میں لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے حوالے سے وہ خبر کچھ یوں ہے کہ جس میں صدرزرداری نے تو صاف صاف یہ کہنے کی اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ عوام بجلی کی لوڈشیڈنگ کا عذاب چھ سات ماہ یا اِس سے زیادہ اور برداشت کرلے کیوں کہ (طنزاً) ہمارے ہر دلعزیز اور بے پناہ فہم وفراست سے لبریز اور سیاسی اُکھاڑ پچھاڑ میں ماہر صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے وفاقی وزراء اور پیپلزپارٹی کے اراکین پارلیمنٹ کو سختی کے ساتھ اِس بات کا یقین دلاتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ "جب وہ آئندہ انتخابات کے موقع پر عوام کا سامنا کرنے اور اِن کی دہلیز پر ووٹ لینے جائیں گے تو اِس سے قبل ہی ملک بھر سے لوڈشیڈنگ کا مکمل خاتمہ اِس طرح سے کردیا جائے گا کہ عوام بھول جائیں گے کہ پاکستان میں بھی کبھی لوڈشیڈنگ ہوا کرتی تھی۔

اِس حوالے سے آج صدر مملکت کا یہ کہنا ہے کہ ملک سے بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے اِنھوں (صدر) نے وزیراعظم راجہ پرویزاشرف اور وفاقی وزیرپانی وبجلی احمد مختار کے ساتھ مل کر ایک ایسی جامع اور مربود حکمتِ عملی تیار کرلی ہے

کہ ملک سے عام انتخابات سے قبل لوڈشیڈنگ کیسے ختم کی جائے گی...؟اور اپنے عوام کو کیسے ریلیف دیا جائے گا...؟اور اِسی کے ساتھ ہی خبر میں یہ بھی ہے کہ صدر نے ملک میں بے لگام ہوتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے حوالے سے پریشان حال اپنے وفاقی وزراء اور اپنی پارٹی کے اراکین پارلیمنٹ کو تسلی دیتے ہوئے اِن کی پریشانیوں کا ازالہ یہ کہہ کر کردیا کہ "تم فکر مت کرو لوڈشیڈنگ کے خاتمے کا فارمولا میرے پاس ہے اور میں ہی اِس کا مکمل خاتمہ کروں گا اور عوام کو اِس سے نجات دلا کر خود گنگا نہالوں گا اور اِس کے بعد پھر تم یہ دیکھنا کہ ہماری معصوم عوام ہمیں ہی ووٹ دے گی اور ہم پھر اقتدار میں آئیں گے کیوں کہ میں عام انتخابات سے قبل لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کردوں گا خبر میں ہے کہ اِس میگا پروجیکٹ کے حوالے سے وفاقی وزیر پانی و بجلی نے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کو حتمی شکل دینی شروع کردی ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ ہم عام انتخابات میں عوام کی دہلیز پر ووٹ لینے جانے سے قبل اِنہیں لوڈشیڈنگ کے خاتمے کا پروگرام دیں گے اور عام انتخابات میں اِسی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کو بنیاد بنا کر عوام سے ووٹ لیں گے یہاں تک تو صدر، وزیر اعظم اور وفاقی وزیر پانی و بجلی نے عوام کو اپنا پروگرام دے دیا ہے مگر عام انتخابات میں عوام سے ووٹ بٹورنے کے بعد کا نہ تو کوئی وعدہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا پروگرام ہی دیا ہے کہ جس سے عوام کو اِس بات کا یقین ہو جائے کہ عام انتخابات کے بعد اگر خدانخواستہ یہ دوبارہ اقتدار آ گئے تو لوڈشیڈنگ کا

کیابنے گا...؟یہ بند ہی رہے گی...؟یا اِسی طرح جاری رہے گی جیسے موجودہ حالات میں جاری ہے...؟

اِس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ صدر، وزیراعظم اور وفاقی وزیر پانی و بجلی اگراِس کا بھی عوام کو یقین دلادیتے کہ بعد میں لوڈشیڈنگ کا کیا بنے گا..؟ تو کتنا اچھا ہوتا...تاکہ عوام بھی سوچتی کے اِنہیں اپنی دہلیز پر آنے دیا جائے یا دور ہی سے....دکھا کراِنہیں لوٹ جانے پر مجبور کردیا جائے...اوراِسی کے ساتھ ہی اِس موقع پر ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب...! لوڈشیڈنگ کے خاتمے جیسے نیک کام کو کرنے کے لئے عام انتخابات کے قریب آنے کا انتظار اور سہارا کیوں لے رہے ہیں اگرآپ واقعی ملک سے لوڈشیڈنگ کے مکمل خاتمے اوراِس کا یہ گھناؤنا عمل پھر شروع نہ کرنے کاارادہ ہی رکھتے ہیں تو یہ اچھا عمل آج ہی سے کیوں شروع نہیں کردیتے ہیں عوام کو کیوں مزید سات آٹھ ماہ لوڈشیڈنگ کے عذاب میں مبتلا کرکے اِس کے صبر کا امتحان کیوں لے رہے ہیں...؟اِس سے آپ کو کیا ملے گا...؟اور ہاں اِس معاملے کو عام انتخابات تک ٹالنے سے پہلے صدرِ محترم آپ ملتان کے ضمنی الیکشن این اے151کے کانٹے دار نتائج سے اخذ کریں،اور اندازہ کرلیں کہ آئندہ عام انتخابات میں عوام اور ملک کی تمام سیاسی جماعتیں مل کر آپ کے اُمیدوار اور آپ کی جماعت کا کیا حشر کریں گے اِس کے ذمہ دار بھی

آپ ہی ہوں گے کیوں کہ آج لوڈشیڈنگ پر سیاست چمکانے کی وجہ سے آپ کی جماعت کے اُمیدوار اور سابق وزیراعظم کے صاحبزادے کی عوام میں کیا مقبولیت رہی اِس سے بھی آپ کی آنکھیں نہ کھلیں تو پھر کیا ہوگا جبکہ الیکشن 2008 میں اِسی حلقے سے یوسف رضا گیلانی 70/75 ہزار ووٹ لے کر کامیاب ہوئے تھے اور آج اِسی حلقے میں اِن کے صاحبزادے نے کتنے ووٹ لئے یہ بھی آپ کے سامنے ہے آپ مان جائیں اِس میں بھی آپ ہی کی عام انتخابات تک لوڈشیڈنگ کے مسلے کو ٹالنے کی حکمتِ عملی کا عمل دخل ہے

۔

ہماری مانیں تو اگر آپ یہ نیک کام آج اور ابھی سے ہی صحیح معنوں میں کرنے کا اعلان کردیں تو یقین جانیئے آپ کو اُس وقت (عام انتخابات سے قبل) سے اچھا رزلٹ آج ہی سے ملنا شروع ہوجائے گا.. کیوں کہ جو لوگ آج آپ اور آپ کی حکومت سے نالاں ہیں وہ خوش ہوجائیں گے اور آپ کے حق میں نعرے بلند کرتے ہوئے سڑکوں پر آجائیں گے جو اِس بات کا یقین ہوگا کہ عوام آپ کو پھر اقتدار میں دیکھنا چاہتی ہے اور باقی آپ کی مرضی ہمارا کام تو سمجھانا تھا تو سو ہم نے سمجھادیا ہے۔

ویسے ایک بات تو ہماری سمجھ آئی کہ ملک میں آج جو بجلی کا بحران آیا ہوا ہے لگتا ہے کہ یہ بھی آپ کے اُن نیک اشاروں پر ہی جاری ہے جسے آپ نے الیکشن کے

دن کے آنے تک رکھ چھوڑا ہے اور پھر جیسے ہی عام انتخابات کے دن قریب آئیں گے آپ خود ہی اپنے دستِ.... اِسے خود ہی ختم بھی کردیں گے جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں واہ واہ تو یہ ہے عوام کو بے وقوف بنانے اور ملک کو اندھیرے میں ڈوبونے کی آپ کی حکمت اور سیاست ... قسم سے داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

بہر حال آج ہمارا ملکِ پاکستان بجلی اور گیس کی کمی کی صورت میں توانائی کے جس بحران میں دھنس چکا ہے یقیناً اِس سے ہماری ترقی اور خوشحالی کا پہیہ رک گیا ہے اور جس سے ہماری صنعتیں زوال پذیر ہورہی ہیں اور ایک عام پاکستانی کئی حوالوں سے خود کو مایوسیوں اور محرومیوں کے دلدل میں غرق ہوتا محسوس کرنے لگا ہے جبکہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے ہمارے حکمرانوں کی جانب سے ملک میں دانستہ یا ارادی طور پر بجلی اور گیس کی صورت میں آئے ہوئے توانائی کے بحران نے جو سنگین شکل اختیار کرلی ہے اِس کے حل کی طرف ہر محب وطن پاکستانی نے گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ آج ملک میں آئے ہوئے توانائی کے اِس بحران اور موجودہ حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل نہ کیا گیا تو وہ دن کوئی دور نہیں جب ہم ترقی و خوشحالی کی منزل سے نکل کر پستی اور گمنامی کی اُس گہری کھائی میں جا گریں گے جہاں سے نکلنا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوجائے گا سواِس حوالے سے ضروری ہے کہ ملک کے ایوانوں سے لے کر کسی جھونپڑی میں رہنے والے ہر محب وطن پاکستانی کو بھی

اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہوگی۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ملک کو توانائی کے موجودہ بحران سے نکالنے اور اِسے تابناک مستقبل کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے ہمارے ملک کے مایہء ناز ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر ثمر مبارک مند کا یہ کہنا ہے کہ حکومت اگر ایک ارب روپے فراہم کرے تو آئندہ 30 برسوں تک 10 ہزار میگاواٹ بجلی تھر کول پاور پروجیکٹ سے فی یونٹ چار روپے لاگت سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے تو پھر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے صدر مملکت آصف علی زرداری وزیراعظم راجہ پرویز اشرف اور وفاقی وزیر بجلی و پانی احمد مختار ڈاکٹر ثمر مبارک کو یہ رقم کیوں نہیں دے رہے ہیں ...؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اِس بحران کے حل کے لئے یہ رقم کچھ بھی نہیں ہے اگر ہمارے حکمران ایک ارب روپے ڈاکٹر ثمر مبارک مند کو دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور جبکہ ہمارے حکمران قومی خزانے سے اِس سے زیادہ رقم اپنے للے تللے میں تو خرچ کر ہی رہے ہیں مگر ڈاکٹر ثمر مبارک کو تھر کول پاور پروجیکٹ سے بجلی پیدا کرنے کے لئے یہ رقم نہ دے کرکے قوم کو اندھیروں اور ملک کو پستی میں دھکیلنے کا سامان کیوں کر رہے ہیں ...؟ اور قوم کے ہاتھوں میں بیچارگی کا کشکول تھما کر اپنی حکمران کے دعوے تو بہت کر رہے ہیں مگر قوم کو روشنیوں اور ملک کو ترقی سے محروم کرکے خوشی سے جھوم رہے ہیں۔

اِدھر ملک سے توانائی کے بحران کے خاتمے کے لئے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر ثمر مبارک مند کا پُرامید لہجے میں یہ کہنا ہے کہ اگر آج حکومت ایک ارب روپے فراہم کرے تو آئندہ تیس سالوں تک دس ہزار میگاواٹ بجلی تھر کول پاور پروجیکٹ سے پیدا کی جاسکتی ہے اِن کہنا ہے کہ تھر کول پاور پروجیکٹ سے بجلی کی فی یونٹ لاگت چار روپے ہوگی جو رینٹل ، تھرمل اور فرنس آئل سے کئی گنا سستی ہوگی جبکہ اِن ذرائع سے بجلی اوسطاً 20 روپے فی یونٹ لاگت کے حساب سے حاصل کی جارہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ تھر کول کے ذخائر سے روزانہ پچاس ہزار میگاواٹ بجلی یقینی طور پر بنائی جاسکتی ہے اور یہ کوئلے کے ذریعے سستی ترین بجلی فراہم کرنے کے اپنے دعوے سے پُرامید ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ اگر حکومت مطلوبہ رقم فراہم کردے تو تھر کول پاور پروجیکٹ سے سستی ترین بجلی پیدا کرکے اپنے ملک کو دے سکتے ہیں اور ملک کے ہر گھر کے آنگن کو روشن اور ملک کی ترقی صنعتوں کے رکے ہوئے پہیوں کو تیز رفتاری سے چلا کر ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرسکتے ہیں۔

اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے اپنی قوم کا درد محسوس کرتے ہوئے ایک محب وطن پاکستانی ہونے کا اپنا حق ادا کردیا ہے اور قوم کو توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے حکومت سے جھولی پھیلا کر تھر کول پاور پروجیکٹ سے دس ہزار میگاواٹ چار روپے فی یونٹ کی لاگت سے بجلی پیدا کرنے کے

لئے زیادہ نہیں صرف ایک ارب روپے تو مانگے ہیں اِس پر بھی ستم یہ ہے کہ ہمارے صدر مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری جن کی فہم وفراست اور تدبر کے چرچے چار دانگِ عالم میں مشور ہیں وہ یہ رقم ڈاکٹر ثمر مبارک مند کو دیکھنے سے کترا رہے ہیں اِن کے اِس عمل سے تو ایسا ہی لگتا ہے کہ جیسے صدر صاحب شائد یہ نہیں چاہتے کہ ملک سے بجلی اور گیس کی کمی صورت میں نازل ہونے والا توانائی کا بحران ڈاکٹر ثمر مبارک مند کے تھر کول پاور پروجیکٹ سے سستی بجلی اور گیس پیدا ہونے سے ختم ہوجائے جس سے قوم کو روشنی اور ملک کو ترقی نصیب ہو۔

اِن تمام باتوں کے علاوہ کہ حکمرانوں نے عام انتخابات میں اپنی سبقت کو یقینی بنانے کے لئے ملک میں بجلی کا مصنوعی بحران پیدا کرکے لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اور آج جس کا اظہار کرتے ہوئے صدر نے بھی انتخابات سے قبل ملک بھر سے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کی یقین دہانی کرادی ہے اَب یہ کام تو حکومت کرے گی ہی مگر پھر بھی ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت کو یہ چاہئے کہ تھر کول پاور پروجیکٹ سے چار روپے فی یونٹ کی لاگت سے سستی بجلی پیدا کرنے کے لئے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر ثمر مبارک مند کو بغیر کسی سیاسی مصالحت پسندی کا شکار ہوئے اِنہیں مطلوبہ رقم ایک ارب روپے دے تاکہ یہ ملک میں کبھی حقیقی معنوں میں بجلی اور گیس کے آنے والے بحرانوں سے ملک اور قوم کو

تھر کول پاور پروجیکٹ سے پیدا ہونے والی بجلی اور گیس سے بچا سکیں۔

دیر آید درست آید

دیر آید درست آید..پاکستان کا30 لاکھ افغان پناہ گزینوں کو نکالنے کا اَحسن فیصلہ.....!!

تیس لاکھ افغان پناہ گزین...پاکستان و دہشت گردی اور سُہراب گوٹھ میں بھتہ خوری و فائرنگ کا واقعہ

.برطانوی میڈیا کے پیٹ میں اُس وقت شدت کے بل پڑنے لگے اور اِس کی راتوں کی نیدیں حرام ہوگئیں جب پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کے اُمور کے انچارج حبیب اللہ خان نے ایک موقع پر کہا کہ پاکستان نے 30 لاکھ پناہ گزینوں کو بے دخل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اِس لئے کہ افغان مہاجرین ہمارے لئے امن وامان ، تحفظ، معیشت اور ہماری مقامی ثقافت کے لئے خطرہ بن چکے ہیں اِس پر.برطانوی میڈیا سب سے پہلے یوں چیخ پڑا جیسے پاکستان کے اِس فیصلے کا.براہ راست اثر افغانیوں کے بجائے.برطانیوں پر پڑے گا اور.برطانوی میڈیا نے پاکستان کے اِس فیصلے کو توڑمڑور کر اور اِس پر مرچ مسالہ لگا کر دنیا کے سامنے کچھ اِس انداز سے پیش کرنا شروع کردیا کہ اِس سے پاکستان کا وقار دنیا کے سامنے مجروح ہو حالانکہ پاکستان کا اِس حوالے سے اپنا موقف سو فیصد درست ہے کیوں کہ آج اگر کوئی حق و سچ کا عینک لگا کر دیکھے تو اِس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے

موجودہ حالات میں اِن حوالوں سے پاکستان کو کن مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا ہے مگر جب کوئی مصالحت پسندی کا شکار ہو کر اور اپنے مفادات اور مقاصد کے تحفظ کے لئے اِس کا انکار کرے تو پھر ہم اِسے اِس کے پاگل پن اور دیوانہ ہونے کی تصدیق کردیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اِس میں حق و سچ کی تمیز ختم ہو گئی ہے اور یہ تصور کریں گے کے یہ وہ پاگل ہے جو ہمیں پاگل سمجھ کر اپنا کام نکلوانا چاہ رہاہے مگر ایسے میں ہمیں بھی اپنے موقف پر ڈٹ کر اِس پاگل کے ہر وار کا مقابلہ کرنا ہوگا جیسے ایک مینٹل برطانوی اخبار گارجین نے پاکستان سے 30 لاکھ پناہ گزینوں کو بے دخل کئے جانے والے فیصلے پر واویلا کرتے ہوئے لکھاہے کہ " پاکستان رواں برس کے اختتام تک افغان باشندوں کے پناہ گزینی کی حیثیت (اسٹیٹس) کو منسوخ کرنے کا منصوبہ بنارہاہے اخبار کے مطابق دنیاکا سب سے بڑاافغان مہاجرین کا حامل ملک پاکستان آج اپنے یہاں 30 لاکھ افغان پناہ گزینوں کو بے دخل کرنے جارہاہے جبکہ اخبار نے پاکستان کی دگرگوں ہوتی معیشت،اور یہاں (تین دہائیوں سے بھی زائد عرصے تک اِن تیس لاکھ پناہ گزینوں کی ہی وجہ سے) روزآفزوں ہوتی ہوئی دہشت گردی، تیزی سے پھلتا پھولتا منشیات کا استعمال اور اسلحہ کلچرل کے بڑھتے ہوئے رجحانات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے افغان حکومت سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے لکھاہے کہ اگر پاکستان نے اپنے یہاں سے اتنی بڑی تعداد میں پناہ گزین افغان مہاجرین کو واپس افغانستان بھیج دیاتو یقینی طور پر افغانستان مزید بحران کا شکار ہو جائے

گا جو پہلے ہی عسکریت پسندی اور منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے تباہ حل ہے.. حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اِن تیس لاکھ افغان پناہ گزینوں کی وجہ سے آج پاکستان اپنی تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے جس کے بارے میں دنیا کو کوئی پرواہ نہیں ہے اور اِس کے بارے میں کسی برطانوی اخبار یا کسی ریورپی میڈیا نے کبھی اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کچھ نہیں لکھا... کیوں کیا اتنی بڑی تعداد میں افغان پناہ گزینوں کو اپنے یہاں پناہ دینے کی وجہ سے پاکستان مسائل کی کھائی میں نہیں گرا.... ہاں عالمی برادری اور دنیا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے تھا کہ جس وقت یہ پاکستان میں تیس لاکھ افغان مہاجرین کو پناہ دلوارہی تھی تو یہ وہی پاکستان ہے جو اپنے قیام کے روز ہی سے مسائل میں گھرا ہوا ہے اور تب سے ہی یہ اپنے حقیقی شہریوں کو تواِن کے بنیادی حقوق دے نہیں پارہا ہے یہ اِن تیس لاکھ افغان پناہ گزینوں کو کیسے اِن کے حقوق دے پائے گا...؟ مگراُن حالات میں یہ ایک مظلوم پاکستان ہی تھا کہ جو اُس وقت عالمی برادری کے دکھائے گئے سبز باغ میں آگیا اور یوں اِس کے اخلاقی و سیاسی دباو میں آکر 1978-79 میں روس افغان جنگ کے مارے کھدیرے (بے کس و مجبور ‌ ‌ ‌ مار بھگائے) افغانیوں کو اپنے دامن میں چھپانے اور پناہ دینے میں مجبور ہوگیا اور اِسی طرح آج ایک بار پھر افغانستان میں دنیا کی ایک اور سُپر طاقت امریکا (افغان دوست اور ہمدرد کی شکل میں) اپنے مذموم عزائم کو لئے نیٹو افواج کے ساتھ اپنی کارروائیوں میں مصروف ہے اِس کے پیچھے بھی افغانیوں

کی فلاح و بہبود سے زیادہ امریکا، برطانیہ اور نیٹو افواج کے اپنے اپنے مقاصد اور مفادات کارفرما ہیں اِس میں بھی اِن طاقتوں نے پاکستان کو فرنٹ لائن کا کردار ادا کرواکراِس کی معیشت اوراِس کی سیاسی و اخلاقی اورمذہبی ورایات کو شیرازہ بکھیر کرر کھ دیاہے مگراِس کے باوجود بھی پاکستان ہی کو مجبور کیا جارہاہے کہ یہ اِن کے مقاصد کا حصہ رہ کران کے عزائم کی تکمیل تک اِن کے ساتھ رہے اور اپنے یہاں رہنے والے تیس لاکھ افغان پناہ گزینوں کو اُسی طرح تمام بنیادی سہولتیں مہیا کرے جس طرح یہ اپنے شہریوں کو فراہم کرتا ہے۔

جبکہ اخبار کے مطابق پاکستان کے اِس فیصلے پر مغربی ممالک اِس پالیسی پر نظرثانی کے لئے پاکستان پر طرح طرح سے دباؤڈال رہے ہیں اور کھلم کھلا پاکستان سے کہہ رہے ہیں کہ اِس پالیسی سے پاکستان کے تعلقات اقوام متحدہ اور دیگر عالمی شراکت داروں سے بگڑ سکتے ہیں اخبار نے اپنے تئیں عالمی برادری اور افغان حکومت کی جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے لکھاہے کہ پاکستان سے تیس لاکھ افغان پناہ گزینوں کی واپسی کے عمل سے نمٹنے کے لئے نہ تو بین الاقوامی برادری اور نہ ہی افغان حکومت نے اپنی اپنی کوئی حکمت عملی تیار کی ہے کہ وہ خوش اسلوبی سے پاکستان کے اِس فیصلے کو قبول کرلیں اوراِسی کو بنیاد بناکر برطانوی میڈیا نے خود سے پاکستان پر دباؤ بڑھانے کے لئے اِس کے

اِس فیصلے کے خلاف منفی پروپیگنڈہ مہم بھی پوری زور و شور سے شروع کر رکھی ہے اور یہ خود سے عالمی برداری کا دماغ بنا رہا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے پاکستان کو اِس منصوبے سے روکا جائے اور اِسے مجبور کیا جائے کہ وہ اگر ایسا کرنے کا سوچ بھی رہا ہے تو اِسے اپنے اِس عمل کے برعکس عالمی برادری اور میڈیا کی جانب سے بھی منفی اثرات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

جبکہ اِس صورت حال میں اِدھر یہ امر حوصلہ افزاء اور قابلِ ستائش ہے کہ پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کے اُمور کے انچارج حبیب اللہ خان نے صاف اور دوٹوک الفاظ میں عالمی برداری اور برطانوی میڈیا کے سامنے اپنا حقائق پر مبنی موقف بیان کر دیا ہے کہ " اسلام آباد اِس پالیسی پر نظرثانی کے لئے کوئی نرمی نہیں دکھائے گا اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ افغان مہاجرین ہمارے لئے امن وامان ، تحفظ، معیشت اور ہماری مقامی ثقافت کے لئے خطرہ بن چکے ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی اُنھوں نے عالمی برادری کو مخاطب کر کے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر بین الاقوامی برادری کو پاکستان میں تیس سال سے بھی زائد عرصے سے رہنے والے افغان پناہ گزینوں سے اتنی ہی ہمدردی اور اِن کے مسئلے پر کچھ زیادہ ہی تشویش ہے تو وہ اِن افغان مہاجرین کے لئے فُوراً اپنے ممالک کے دروازے کھول دے مگر اَب ہم اِن کی بے شمار برائیوں کے بعد اِنہیں اپنے یہاں مزید پناہ دینے کے لئے کسی بھی صورت میں متحمل نہیں

ہو سکتے ہیں اِن کا کہنا ہے کہ افغان پناہ گزین یورپ، امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا جیسے ترقی یافتہ مما لک میں زیادہ خوش رہنا پسند کریں گے پاکستان نے تو تیس سال سے زیادہ عرصہ تک اِنہیں برداشت کیاہے اور اپنے دگرگوں حالات کے باوجود بھی اِن کی میزبانی کی ہے اور خود نہ کھاکر مگراِن کو کھلایاہے اوراِسی کے ساتھ ساتھ راقم الحرف بھی عالمی برداری سے یہ ضرور کہنا چاہے گا اگر واقعی یہ پاکستان میں مقیم 30 لاکھ افغان پناہ گزینوں کی اتنی ہی ہمدرد ہے تو اِسے اپنے اِن جذبات کا اظہار اپنے یہاں افغان مہاجرین کو پناہ دے کر ضرور کرنا چاہئے...تاکہ اِنہیں اپنے یہاں پناہ دینے کے بعد اِسے بھی احساس ہو کہ جن افغان پناہ گزینوں کی پاکستان نے تیس سال تک عالمی دباؤ میں رہ کر میزبانی کی ہے اِسے کن مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا رہاہے اور کن حالات میں پاکستان جیسے دنیاکے ایک غریب و ترقی پزیر ملک نے اپنی ثقافت سے یکدم مختلف تیس لاکھ افغان مہاجروں کی تیس سال تک میزبانی کی ہے۔

آج پاکستان نے تین ، ساڑھے تین دہائیوں بعد اپنے یہاں سے تیس لاکھ افغان مہاجرین کی واپسی کا جو فیصلہ کیا ہے یہ دیر آید درست آید کے مصداق ہے پاکستان میں آج جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اِس کے تمام ڈانڈے پاکستان میں قائم افغان کیمپوں اور افغان بستیوں سے ہی ملتے ہیں اَب جبکہ پاکستان نے اِس بات کا تہیہ کرلیاہے کہ اپنے یہاں سے تمام افغان مہاجرین کو نکالنا ہے

تو اَب اِس پر چاہئے جتنا بھی عالمی دباؤ کیوں نہ آجائے پاکستان کو چاہئے کہ وہ اپنے اِس فیصلے پر ڈٹا رہے اور اِس سے ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہو اور اپنے اِس موقف پر قائم رہ کر عالمی برادری کو مجبور کردے کے اگر افغان مہاجرین کے لئے اِسے اتنی ہی ہمدردی ہے تو یہ اِنہیں اپنے یہاں پناہ دے دے اور دیکھ لے کہ یہ اِن کے یہاں کچھ عرصہ رہ کر اِن کے ملک اور معاشرے اور اِن کی معیشت اور سیاست کا کیا حشر کرتے ہیں...؟ یہ پاکستان ہی کا دل گردہ تھا کہ اِس نے اپنے یہاں تین دہائیوں سے بھی زائد عرصہ تک 30 لاکھ افغان مہاجرین کو پناہ دے کر اپنا سیاسی، معاشی، اخلاقی اور ثقافتی لحاظ سے کتنا نقصان کیا ہے...؟

اِس حوالے سے یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ اِس کی ایک تازہ مثال گزشتہ دنوں کراچی میں سُہراب گوٹھ میں بھتہ نہ دینے پر دکانداروں پر بھتہ خوروں کی فائرنگ سے پانچ افراد کی ہلاکت اور کئی کے زخمی ہونے کا جو افسوس ناک واقعہ پیش آیا تھا اِس کے پس پردہ بھی ممکن ہے کہ اِس علاقے میں قائم افغان بستیوں کا وہ سرگرم بھتہ خور گروپ بھی ملوث ہو سکتا ہے جو عیدالضحٰی کے موقع پر یہاں خرید وفروخت کے لئے کئی سالوں سے قائم ہونے والی جانور منڈی سے بھی بھتہ وصول کررہا ہو اِس وقت ضرورت اِس امر کی ہے کہ سُہراب گوٹھ میں قائم افغان بستیوں میں متحرک رہنے والے ہر چھوٹے بڑے بھتہ خور اور جرائم پیشہ افراد کا قلع قمع کیا جائے کیونکہ دو ماہ بعد جب سُہراب

گوٹھ میں قربانی کے جانوروں کی خرید وفروخت کے لئے مرکزی جانور منڈی لگائے جائے تو خریدار اور بیوپاری بلا کسی خوف وخطر آزادانہ طور پر اپنے اپنے معاملات طے کرسکیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ابھی سندھ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سربراہان نے اِس جانب سرد مہری اور سست روی کا مظاہرہ کیاگیاتو عین ممکن ہے کہ عیدالضحیٰ کے ایام میں سُہراب گوٹھ میں قربانی کے جانوروں کی خرید وفروخت کی منڈی کا قیام کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔

!!. چھوڑی لپیٹو چھوڑی لپیٹو

وزیراعلیٰ سندھ کا دعویٰ بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ پر قابو پالیا ہے..!!
عوام کو معلوم ہو جائے، تمام بھتہ خوراور ٹارگٹ کلرز پکڑ لئے گئے ہیں، مہنگائی ختم اور ستائی کا راج قائم ہوگیا ہے...؟؟؟
جیسے جیسے موجودہ حکومت اپنی مدت پوری کرنے کے قریب تر ہوتی جارہی ہے ویسے ویسے اِس کے کارندوں کی چکری بھی گھومتی جارہی ہے اِن میں بوکھلاہٹ کا اثر نظر آنے لگاہے اور ایسا کیوں نہ ہوں...؟ کیوں کہ ایسا تو ہوتا ہی تھا ایسے کاموں میں کہ جب اِنہوں نے ساڑھے چار سالوں میں ملک اور عوام کے لئے کچھ کیا ہی نہیں ہے...؟تو اَب اگلے باقی رہ جانے والے چار آٹھ ماہ میں کیا بگاڑ لیں گے...؟اور ملک کو کس اُوج ثریا پر لے جائیں گے...؟جِسے کرنے کا یہ اَب اپنا منہ کھول کر اور سینہ ٹھونک ٹھونک کر عزم کرتے نہیں تھک رہے ہیں...اَب قوم اتنی بھی وقوف نہیں رہی ہے کہ یہ اِن کے سیاسی حربوں کو بھی نہ سمجھ سکے...؟اور اِن کے پھر کسی پُرفریب اور دلکش نعروں میں آئے جائے اور آنکھ بند کرکے ایسوں کو دوبارہ اقتدار سونپ دے اور پھر مسائل کی کھائی میں ایسے جا گرے کہ اِس سے نکلنا بھی اِس کے لئے محال ہو جائے...اللہ کرے کہ آئندہ ملک میں ہونے والے

عام انتخابات پہلے متفقہ اور ملک کے 23 ویں چیف الیکشن کمشنر فخرالدین جی ابراہیم المعروف فخرو بھیا) کی زیر نگرانی صاف وشفاف ہو جائیں تو پھر اِس بار دیکھیں گے کہ) ہمارے موجودہ بے حس حکمرانوں اور پینترے باز سیاستدانوں کا قوم کیا حشر کرتی ہے ...؟ قوم عام انتخابات میں موجودہ حکمرانوں اور اقتدار کے پوجاری سیاستدانوں کا وہ حشر کرے گی کہ یہ آئندہ اقتدار میں آنے کا خواب دیکھنا تو کیا...؟ سیاست کرنا بھی بھول جائیں گے... بس ذرا صبر کریں عام انتخابات تو ہو لینے دیں پھر دیکھیں قوم اپنے اِن موجودہ حکمرانوں اور اَدھر سے اُدھر کوئے کی طرح چیختے چلاتے اور پھدکتے ہوئے سیاستدانوں کا کیا حال کرتی ہے..؟ خیر ابھی تو اِن باتوں کو انتخابات تک کے لئے رہنے دیں یہ باتیں اور اِس جیسی بہت سے باتیں اُن ہی دنوں میں کریں گے .. جو تب ہی بھلی بھی لگیں گی مگر ابھی تو ہم بات کریں گے وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی سکھر ائیرپورٹ پر صحافیوں سے کی گئی اُس گفتگو کی جس میں اُنہوں نے بڑے اعتماد اور سکون کے ساتھ کچھ اِس قسم کے بہت سے دعوے کئے کہ جنہیں ٹی وی چینلز پر سُننے اور اخبارات کی زینت بننے والی خبروں کو پڑھنے کے بعد ہمارے منہ سے بے ساختہ یہ نکلا کہ "چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو" اور ہم ایک لمحے کے لئے برسوں بیتے اپنے اُس بچپن میں چلے گئے جب عمر کے اِس حصے میں ہماری طرح آپ کی زبان پر بھی یہ الفاظ اکثر آجاتے تھے یعنی یہ کہ "چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو" کا نعرہ ہم اپنے بچپن میں تب لگاتے تھے جب ہمارا کوئی ہمجھولی کسی معاملے میں

اپنا قداُونچا کرنے کے لئے بغیر سوچے سمجھے جھوٹ بولتا تھااور اسے لمبی لمبی چھوڑتا تھاتو اِس پر تب ہم اور ہمارے دوسرے ہم عمر "چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو" کا نعرہ باآوازِ بلند لگا کر ساری گلی کو سر پر اُٹھالیا کرتے تھے یکدم ایسے ہی ہمارے منہ سے یہ نعرہ بھی آج''چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو"... "چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو"نکل گیا گو کہ اَب اپنی سنجیدہ شخصیت اور عمر کو دیکھتے ہوئے ہم نے تُرنت اپنے منہ پر قابو پالیااور یہ سوچنے لگے کہ کاش سکھر ائیر پورٹ پر آج کے دور کے بچے موجود ہوتے تو یقیناوہ بھی شاہ جی.. کی ایسی باتیں سُن کر ضرور ہماری طرح یہ نعرلگادیتے کہ "چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو"..."چھوڑی لپیٹو.. چھوڑی لپیٹو....!!

بہر حال... قارئین حضرات بات کچھ یوں ہے کہ گزشتہ دنوں ہماری موجودہ جمہوری حکومت کے سندھ کے وزیرِاعلیٰ سید قائم علی شاہ کندھ کوٹ روانگی کے لئے جب سکھر ائیر پورٹ پہنچے تو وہاں اِنہوں نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ پر بڑی حدتک قابو پالیا گیا ہے یعنی بھتہ خور اور ٹارگٹ کلرز پکڑ لئے گئے ہیں، جبکہ اِس موقع پر اِن کا انتہائی تدبر کے ساتھ یہ کہنا بھی تھا کہ دو گرپوں کے درمیان مسلح تصادم ہو تو اِسے ٹارگٹ کلنگ نہیں کہنا چاہئے، اور ہماری چاک وچوبند پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے نوجوانوں نے اپنی چھاپہ مار کارروائیوں میں نہ صرف ٹارگٹ کلرز

پکڑ لئے ہیں بلکہ بھتہ خور بھی گرفتار کر لئے ہیں اور بھی اِسی طرح کی بہت ساری ایسی باتیں شاہ جی نے اِس موقع پر کہیں جن کا تذکرہ ہم اگلی سطور میں کریں گے جیسے اُنہوں نے کہا کہ "رمضان پیکج پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے اور ہم صرف لوگوں سستا آٹا کی فراہمی کے لئے ڈھائی ارب روپے کی کھلی سبسڈی دے رہے ہیں اور اِس کے علاوہ اِس موقع پر اُنہوں نے اپنی عوامی حکومت کا ایک اور بڑا کارنامہ جتاتے ہوئے بتایا کہ اِن کی حکومت میں یوٹیلیٹی اسٹورز پر (صبح سحری کے وقت سے دوپہر تک اور دوپہر سے افطار سے قبل تک اے لمبی لمبی قطاریں اور لائنیں لگانے کے بعد غریب و کم آمدنی اور قسمت والوں) لوگوں کو کم نرخوں پر اشیائے خورد نوش کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے اِس حوالے سے اِن کا یہ کہنا تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو رمضان المبارک میں حکومت مزید یوٹیلیٹی اسٹورز قائم کرے گی، ماہِ صیام میں ہم نے اول روز ہی سے منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھرپور کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

جبکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں نے اپنا اپنا کام دکھانا شروع کر دیا تھا اور مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی میں سبقت لے جانے میں شیطان کے حقیقی شاگرد ہونے کا ایسا حق ادا کر دیا تھا کہ اِنہیں لگام دینے کے لئے حکومت نے خالی بیانات اور خبروں کی حد تک ہر سطح پر بہت سے ایسے اقدامات کئے جس کی ایک مثال ہم

مندرجہ بالا سطور میں پیش کرچکے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی یہ نہ تو منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کو ہی سدھار سکی ہے اور نہ ہی یہ اَب تک کوئی ایسااقدام کر پائی ہے کہ جس سے عوام الناس کو یہ احساس ہوچلے کہ حکومت نے منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کوئی سخت قدم اٹھاتے ہوئے عوام کو ریلیف فراہم کرنے کا کوئی قابل ستائش کارنامہ انجام دے ڈالاہے جہاں تک بات ہے یوٹیلیٹی اسٹورز پر کم نرخوں پر اشیائے خودرنوش کی فراہمی کی توحکومت کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یوٹیلیٹی اسٹورز پر کتنے ایسے غریب اور کم آمدنی والے لوگ ہیں جو یہاں کی پابندیوں اور درپیش پریشانیوں کی وجہ سے حکومت کے قائم کردہ اِن یوٹیلیٹی اسٹورز سے خریداری کرنے سے اجتناب برتتے ہیں اور اپنی مطلوبہ اشیائے خودونوش مہنگے داموں ہی اپنی گلی کوچوں، محلے اور بازاروں کے پرچون فروشوں سے خریدنے میں اپنی عافیت جانتے ہیں اگر حکومت کو ماہِ صیام میں عوام کو حقیقی ریلیف ہی دینا مقصود ہے توپھر ضرورت اِس امر کی ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی پرچون فروشوں نے گرانی کا جو بازار گرام کررکھاہے اِنہیں لگام دینے اور اِن کو قابو کرنے کے لئے ایسے اقدامات کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جائیں جن سے عوام کو نہ صرف ماہ رمضان ہی میں نہیں بلکہ اِس کے بعد بھی روزمرہ استعمال کی اشیائے ضرورت پرچون فروشوں سے سستی داموں ملے کے حکومت کا عوام کو ریلیف کے مد میں صرف یوٹیلیٹی اسٹورز کی حدتک اقدامات کرنا سمجھ سے بالاتر ہے اور

اِس کے علاوہ گلیوں ، محلوں اور بازاروں میں چھوٹے بڑے دکانداروں کی جانب سے آنکھیں بند کرنا اور اِنہیں ناقص اور مہنگی اشیاء کی فروخت کے لئے فری ہینڈ دیا سراسر حکومتی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے۔

اور اَب ہم بات کریں گے سندھ کے وزیراعلی سید قائم علی شاہ کی کراچی میں ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خوروں کے قلع قمع کرنے کی اُس خوش فہمی کی جس کا اظہار اُنہوں نے بڑے وثوق کے ساتھ کیا تھا تو ہم یہاں یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ جناب شاہ جی صاحب... !! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ کراچی سے ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خوروں کا خاتمہ ہوگیاہے تو جناب آپ کی یہ بات یکدم غلط ہے.. ہم سمجھتے ہیں کہ اِن سطور کے رقم کرنے تک جس حساب سے آج بھی میرے اور آپ کے پیارے شہر کراچی میں لوگوں کو ٹارگٹ کرکے ماراگیاہے اور اِسی طرح گزشتہ کئی سالوں اور ماہ سے معصوم لوگوں کو مختلف بہانوں سے نشانہ بناکر قتل کیا جارہاہے ابھی تو اِس معاملے میں آپ کو آٹے میں نمک جتنی بھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی ہے صرف دو، چار، دس، بیس یا سو پچاس ٹارگٹ کلرز کو پکڑلینے سے آپ کا یہ کہنا کچھ مناسب نہیں لگا کہ شہر کراچی سے ٹارگٹ کلرز کا خاتمہ ہوگیاہے اور اِسی کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ شہر میں پھیلے ہوئے بھتہ خوروں کے نیٹ ورک کو بھی سبوتاژ کرنے میں بھی کامیابی حاصل ہوگئی ہے تو یہ بھی سوائے دل کے بہلاوے کے کچھ نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ شہر کراچی سے ٹارگٹ کلرز اور بھتہ

خوروں کے خاتمے اور اِن کے پھیلے ہوئے وسیع جال کو توڑنے کے لئے ابھی حکومت سندھ اور پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو دن رات انتھک محنت اور جدوجہد کرتے ہوئے اپنی بھرپور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا تب کہیں جا کر آپ اِس قابل ہو پائیں گے کہ آپ یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے اپنے شہر کراچی سے ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خوروں کو ختم کردیا ہے اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر ابھی آپ کا یہ کہنا کہ کراچی سے ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خوروں کا سندھ انتظامیہ نے خاتمہ کردیا ہے ایک مضحکہ خیز بات کے ساتھ ساتھ بہت سے سوالات کو بھی جنم دے رہی ہے۔

حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے درمیان لڑائی میں بیچارے پستے عوام

ایک عرصے سے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے درمیان جاری لڑائی میں بیچارے عوام ہی تو پس رہے ہیں ایسے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عوام کو مسائل کی رسی میں جکڑ کر یہ سب ملک اور قوم کی کیسی خدمت کر رہے ہیں...؟ یہ سمجھ سے بالاتر ہے.. اَب ایسے میں آج کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے کہ جو حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کی انا اور خود غرضی کی لڑائی اور عوامی مسائل سے واقف نہ ہو مگر اِسی کے ساتھ ہی یہاں ہمیں بڑے افسوس سے یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ ایسے میں ہمارے اِن ذمہ دارانِ وطن سے کوئی یہ پوچھ سکے کہ یہ اپنی مفادات کی جنگ میں ملک کے بیچارے 19 کروڑ مفلوک الحال عوام کو طرح طرح کے مسائل کی دلدل میں دھنسا کر اِن کو زندہ درگور کیوں کر رہے ہیں...؟ اور اگر ان حالات میں عوام کا دُکھ درد محسوس کرنے والا کوئی ہے..؟ تو وہ ہمارا میڈیا ہے جو اِنہیں (حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کو) سمجھانے اور اِنہیں عوام کے مسائل کے حل کی جانب توجہ دلانے کے لئے اپنی دن رات کوششوں میں مصروف ہے تو اِسے میں یہی لوگ اِسے بھی عوامی مفادات کا دشمن کہہ کر اِس پر خود کو بلیک میل کرنے کا الزام لگا کر ایک طرف کرنے کا اپنا فعل شنیع کر رہے ہیں یوں ایسے میں آج مسائل کی گٹھڑی کے بوجھ تلے دبے عوام کی شنوائی کہیں نہیں ہو پا رہی ہے اور عوام ہے کہ

اپنی دادرسی اور اپنے دُکھ کے مداوے کے لئے اپنے مسائل کی گٹھڑی کا بوجھ اٹھائے لڑکھڑاتے قدموں سے کبھی اِس دروازے تو کبھی اُس دروازے پر دستک دیتے پھر رہے ہیں مگر ہمارے حکمران، سیاستدان اور ادارے ہیں کہ ابھی اِن کی ایک نہیں سُن رہے ہیں اور سب اپنے اپنے مفادات کے چکر یں مگن رہ کر اپنی اپنی لڑائی میں منہمک ہیں اور عوام کی توجہ اپنی جانب سے ہٹانے کے لئے اِسے تواتُر کے ساتھ مہنگائی کے طوفان میں دھکیلنے اور اِسے کبھی کچھ دیر کے لئے اِس طوفان سے نکالنے اور اِس میں بھرپوری قوت سے دھکادینے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اَب جس کی وجہ سے عوام زندگی سے زیادہ موت کو گلے لگانے کو ترجیح دینے لگے ہیں ایسے میں عوام کے نزدیک اِنہیں مہنگائی، بھوک و افلاس، تنگدستی، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری، دہشت گردی، بجلی گیس کی صورت میں ملک آئے توانائی کے بحرانوں اور ملک کو لاقانونیت کی کھائی میں دھکیلنے والے حکمرانوں سے نجات کا صرف ایک راستہ رہ گیاہے اور وہ ہے آج، کل پرسوں، ایک ہفتے، پندرہ دن ،ایک ماہ، تین ماہ، چھ ماہ یا ایک سال بعد ہونے والے نئے انتخابات کا جوجب بھی ہوئے اِس میں عوام اپنے ووٹ کی طاقت سے اپنے حکمرانوں کا ستیاناس کرکے رکھ دے گی اور اِس کے نتیجے میں عوام کو اپنے اِن ظالم حکمرانوں سے تو ضرور چھٹکارامل ہی جائے گا۔

اگرچہ رواں ماہ میں پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں ہونے

والی کمی کے ثمرات ابھی عوام تک پہنچے ہی تھے کہ چند دنوں کے بعد ہی یکایک یہ اعلان بھی سامنے آگیاکہ پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں چند روپے کا اضافہ کردیاگیاہے اوراِس طرح عوام کی خوشیاں ماندہ پڑگئیں اور یوں ابھی عوام خود کو نئی قیمتوں میں ایڈجسٹ بھی نہیں کرپائے تھے کہ گزشتہ دنوں ایک نجی ٹی وی کی ذرائع کے حوالے سے یہ خبر بھی سامنے آگئی جس میں عندیہ دیاگیاکہ بجلی، پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں یںاضافے کا امکان ہے جس کی تفصیل بتاتے ہوئے بتایاکہ بجلی کی قیمتوں میں 26 پیسے فی یونٹ اضافہ کیاجائے گاجس کی حتمی منظوری جلد نیپرادے گی مگر جس کا اطلاق کے ای ایس سی پر نہیں ہوگا) کیوں کہ سینٹرل پاور پرچیزنگ ایجنسی نے) نیپرا کو درخواست دی ہے کہ گزشتہ ماہ ڈیزل پر تیار ہونے والی بجلی کی لاگت 20 روپے پیسے فی یونٹ اور فرنس آئل پر 16 روپے 49 پیسے فی یونٹ رہی اور 17 پیسے فی 33 یونٹ بجلی چوری کرلی گئی یوں بجلی کی قیمتوں میں یہ اضافہ جون کے مہینے کے لئے ہوگا جبکہ امکان ہے کہ اِسی طرح 31 جولائی تک طرح پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بتدریج 7 روپے تک اور سی این جی کی قیمتوں میں 4 روپے 10 پیسے سے 4 روپے 20 پیسے فی کلواضافے کیاجائے گایعنی یکم اگست 2012 کو اپنے 65 ویں یوم آزادی کے ماہ کے پہلے ہی روز عوام کواِس کے جشنِ آزادی کے موقع پر بجلی، پیٹرولیم کی مصنوعات اور سی این جی کی قیمتیں بڑھاکر حکومت مہنگائی کا ایسا تحفہ دے گی جس کے بوجھ تلے دب کر قوم اپنا 65 واں جشنِ آزادی منائے گی

۔مگر آج حقیقت یہ ہے کہ عوام اور ملک کی خدمت ایک ہمارا میڈیا ہی ہے جو حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قول و فعل میں پائے جانے والے تضادات اور اِن کی وجہ سے ملک میں ہونے والی بے ضابطگیوں کی نشاندہی کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھ کر ادا کر رہا ہے اور اِن سے عوام اور ملک کا مقدمہ ہر فورم پر لڑتا دکھائی دے رہا ہے اِس کے علاوہ اگر دکھا جائے تو موجودہ حکمرانوں کے دور میں نہ تو پارلیمنٹ میں عوامی مسائل کے حل کی جانب توجہ دلاؤ قرار دادیں پیش کی گئیں اور نہ ہی اِس حوالے سے ہماری اپوزیشن کی جانب سے کوئی ایسی بھرپور تحریک چلائی گئی ہے جس سے عوام میں یہ احساس پیدا ہوتا، کہ حکمرانوں تو نہ صحیح مگر ہماری حزبِ اختلاف کو تو عوامی مسائل کا احساس ہے اَب اِس صُورتِ حال میں عوام اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کو چھوڑ کر اپنے عوام دوست میڈیا کی جانب نہ دیکھیں تو پھر اور کیا کریں...؟اور آج یہی وجہ ہے کہ عوام کا اپنے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اعتماد مضبوطی سے بحال ہونا ایک لازمی امر ہے کیوں کہ عوام کو اِس بات کا قوی یقین ہے کہ آج میڈیا ہی ہے جو عوامی مسائل کے حل کے خاطر حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا ہے جو عوام کے مسائل کے حل کرنے کے لئے اِن پر اپنا اخلاقی دباؤ ڈالے ہوئے ہے اور آج عوام کے شابہ بشانہ کھڑا ہے مگر حکمران ہیں کہ میڈیا کے ہاتھوں اپنے کرتوتوں کا گریبان چاک ہوتا دیکھ کر بھی عوامی مسائل سے بے خبر ہیں اور این آر او کے ہاتھوں اپنے نیچے سے کِھسکتی

اپنی اقتدار کی کُرسی کو بچانے میں لگے ہوئے ہیں جو کہ اَب یقینی طور پر کھسکنے کو ہے جس کے بعد اِن کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا... اگر اُس وقت اِنہیں کوئی راستہ سجھائی دے گا تو وہ اپنے گناہوں کے ازالے اور دوبارہ اقتدار کے لئے ووٹ لینے کے لئے عوام کی دہلیز پر جانے کے بجائے کسی کونے میں بیٹھ کر اپنی کمائی ہوئی دولت سمیٹے گا(کارہ جائے گا۔(ختم شد

مگر صدر نے تو خط لکھ دیا....؟

جو خط گیلانی اور راجہ تو نہ لکھ سکے وہ خط صدر نے لکھ دیا...؟

جیسا کہ پچھلے کئی سالوں سے ہماری ملکی سیاست میں خط کا عمل دخل بڑے زور شور سے جاری ہے کہیں میموگیٹ کا تذکرہ ہے تو کہیں سوئس حکام کو خط لکھے جانے کے عدلیہ کے آرڈر کی حکم عدولی کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور جانے کب تک یہ میموگیٹ اور سوئس حکام کو خط لکھنے اور نہ لکھنے والی ہماری ملکی سیاست چلتی رہے..؟اِس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ آخر یہ سلسلہ کب اور کہاں جاکر رکے گا...؟ اور یہی وہ خط ہے جِسے لکھنے کے لئے جب ہماری عدلیہ نے ہمارے دو وزیراعظموں کو لاکھ کہاکہ وہ خط لکھیں، توانُہوں نے عدلیہ کے کہنے پر کسی ایسے خط کو لکھنے سے صاف انکار کردیا جس کے لکھے جانے سے اِن کی پارٹی کے چیئرمین اور ملک کے صدر کے مفادات کو نقصان پہنچے تواِسی کو بنیاد بناکر وہ اَب تک کوئی نہیں لکھ سکے ہیں اوراِس طرح عدالت کے واضح احکامات کی حکم عدولی کرتے چلے جارہے ہیں اوراِسی بناپر آگے پیچھے آنے والے ہماری دووزیراعظموں میں سے ایک تو پہلے ہی توہین عدالت کا مرتکب ہوا اور اگر دوسرا بھی اِسی طرح اپنی ضدپر اڑارہااوراِس نے بھی عدالتی حکم پر سوئس

حکام کو آئندہ خط نہ لکھا تو عنقریب اِس کا بھی حشر ایسا ہی ہو گا جیسا کہ پہلے والے کا ہوا تھا، یعنی پہلے والا تو صدر مملکت کی محبت میں ایسا گرفتار رہا کہ خط نہ لکھنے کی پاداش میں عدلیہ کے قہر و غضب کا شکار ہوا،اور تیس سیکنڈ جیسی معمولی سزا کے باعث اِس کی جگ ہنسائی ہوئی اور وہ اپنی کرنی کو پہنچا گیا تو اِسی ہی کی طرح اِن دنوں ہمارا دوسرا وزیر اعظم بھی اپنی خط نہ لکھنے والی ایسی ہی ضد پر قائم ہے اور اپنے انجام کو پہنچنے کو ہے،یکدم ایسے ہی جیسے شمع کی محبت میں گرفتار پروانہ اِس کے عشق میں مبتلا ہو کر اِس کی تپش کے گرد چکر لگاتے ہوئے جل کر فنا ہو جاتا ہے اور اِس طرح شمع سے اپنے عشق و محبت کی داستان رقم کرتا ہوا اپنی نسلیں بھی تباہ کر دیتا ہے اور ایسا ہی اِن دِنوں ہمارے ملک کے موجودہ صدر زرداری سے ایسی ہی عشق و محبت کی ایک مثال ہمارے وزیر اعظم بھی پیش کر رہے ہیں

۔

اگرچہ اِن دنوں عدلیہ کی حکم عدولی کرنے کے جس جرم کی پاداش میں ہمارا منصبِ وزارتِ عظمیٰ اپنے انجاموں کو پہنچ رہا ہے اِن دنوں اِسی توہین عدالت کے زمرے میں آنے والے آرٹیکلز کی تبدیلیوں کے لئے بھی پارلیمنٹ سے کئی ایسے بلوں کی منظوریوں کا سلسلہ زوروں پر ہے جس کی وجہ سے عدلیہ اور حکومت کے درمیان تناؤ کی سی کیفیت میں شدت آتی جاری ہے اَب اِس بابت آگے آگے دیکھئے ... ہوتا ہے کیا..؟مگر قوم کو یہ یقین ضرور رہے کہ عدلیہ جو بھی فیصلہ کرے گی وہ ملک

اور قوم کے تابناک مستقبل کے لئے ہی ہوگا۔

بہر حال... !اِن دِنوں عزت مآب صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے لکھے گئے اُس خط کا تذکرہ اہمیت اختیار کرتے ہوئے عام ہوچکا ہے جو جنوبی ایشیا کے دوممالک پاک بھارت کے علاوہ خطے کے اور دوسرے ممالک سمیت دنیا کے لئے بھی مثبت تبدیلیوں کا باعث بننے گا کیوں کہ وہ خط ہی کچھ ایسا ہے کہ جِسے صدر آصف علی زرداری نے اپنے ہاتھ سے خود لکھ کر دنیا کو حیران کردیا ہے کہ اِن کا یہ خط خطے میں قیام امن اور دوممالک (پاکستان اور بھارت)کے درمیان برسوں سے چلی آنے والی رنجشوں اور کدورتوں کے خاتمے اور دوطرفہ تعلقات کی بحالی کے لئے سوفیصدی سود مند ثابت ہوگا جس کے بارے میں ترجمان ایوان صدر فرحت اللہ بابر نے بھی ملکی اور عالمی میڈیا کو نوید دیتے ہوئے کہا کہ صدرِ مملکت عزت مآب جناب آصف علی زرداری نے پاکستان اور بھارت کو قریب لانے اور خطے میں قیام امن اور دوملکوں پاکستان اور بھارت کے عوام میں قربت بڑھانے اور دوستی اور محبت کے رشتوں کو مزید مضبوط کرنے سمیت بھارت کے ساتھ تعلقات کو اعتدال کی اُوج تک لے جانے کے خاطر بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کو دورہ پاکستان کی باقاعدہ دعوت دے دی ہے اور جس کی دوٹوک الفاظ میں تصدیق کرتے ہوئے اُنہوں نے پاکستانیوں اور بھارتیوں سمیت ساری دنیا کو بھی اِس بات کا یقین دِلادیا ہے کہ صدرزرداری کے اِس خط کے نتیجے میں بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کا دورہ

پاکستان ہر لحاظ سے منفرد اور پاک بھارت جیسے دنیا کی دوایتی طاقت والے ممالک کو برسوں سے درپیش مسائل کے حل کے لئے بھی عملی طور پر دیرپا اور پائیدار ثابت ہوگا تو وہیں دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو مستحکم کرنے اور عوام میں دوستی کے انمٹ جذبوں کو پروان چڑھانے میں بھی سنگ میل ثابت ہوگا اور اِسی طرح جہاں بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کا یہ دورہ پاکستان دوملکوں کے درمیان تعلقات کو استحکام بخشنے کے لئے مفید ثابت ہوگا تو وہیں مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد دینے کے لئے بھی کئی پیش رفتوں کے دریچے کھول دے گا اور اِسی طرح جب آئندہ برسوں میں افغانستان سے امریکا اور نیٹو افواج کا انخلا ہوگا تو یہاں بھی قیام امن کے لئے دونوں ممالک کے لئے نئی راہیں متعین کرے گا۔

اگرچہ یہاں یہ حقیقت ہے کہ صدرزرداری نے اپنے دورِ حکومت میں اپنی عوام کے لئے تو ایسا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا ہے کہ جس پر عوام اِن کی کارکردگی سے مطمئن ہوتے اور اِن کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہاں.. سوائے اِس کے کہ جب اِنہوں نے رواں سال اپنا بھارتی نجی دورہ کیا تو اُنہوں نے اِس دوران پاک بھارت تعلقات کی بحالی کی ایک ایسی بنیاد رکھ دی کہ جس سے پاک بھارت تعلقات کی بحالی اور مضبوطی کی ابتداء ہوگئی اور اِس کے بعد ہی اُنہوں نے وطن واپس آتے ہیں ایک اعلان ہیں جس طرح بھارت کو خطے کا پسندیدہ ملک قرار دے کر بھارت کے وقار میں اضافہ کیا جو اِس بات ثبوت ہے کہ صدر

زرداری اوراِن کی حکومت بھارت سے تعلقات کی بحالی کے لئے کس حد تک چلے گئے ہیں کہ جہاں پہنچ کر پاکستان کے بھارت کے ساتھ نیک جذبات اور خلوص میں شک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ کوئی پاکستان کے اُن جذبات پر شک یا مخمصے میں بتلا ہوسکے جو پاکستان بھارت کے لئے رکھتا ہے۔

یہاں یہ امر قابل تسکین ہے کہ صدر زرداری نے خطے میں قیام امن اور بھارت کے ساتھ اپنے دیرپا اور پائیدار بنیادوں پر تعلقات کی بحالی کے لئے پہلے خود بھارت کا اپنا نجی دورہ کیا اور پھر پاک بھارت تعلقات میں مزید بہتری لانے کے لئے بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کو بھی پاکستان کے دورے پر آنے کے لئے خط لکھ دیا اَب دیکھنا یہ ہے کہ بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ جب پاکستان کے دورے پر آئیں گے اور جب یہ اپنے آبائی گاؤں کا دورہ کریں گے تو یہ اِس دوران پاک بھارت تعلقات کے حوالوں اور مسئلہ کشمیر کے حل سمیت خطے یں قیام امن اور دونوں ممالک کے درمیان خوشگوار تبدیلیاں لانے کے لئے اپنے کس قسم کے مثبت اور تعمیری خیالات کا اظہار کرتے ہیں ..جس سے دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کے قریب آئیں اور برسوں سے جاری پاک بھارت کشیدگی میں نہ صرف کمی واقع ہو بلکہ اِن کے اِس دورہ پاکستان سے پاکستان اور بھارت میں ہر سطح پر پائی جانے والی ہر قسم کی رنجش اور کدورت کا بھی خاتمہ ہوجائے۔

اچھا ہے کہ دوزخ میں بجلی نہیں ہے..؟

دوزخ میں تو لوڈشیڈنگ سے نجات ملے گی ناں..!

عمران خان نے تو تسلیم کرلیا...پاکستان ہیں بڑی بڑی بدعنوانیاں وزیراعظم اور وزرا کرتے ہیں...

توانائی کی شکل میں بجلی اور گیس کے بحرانوں پر سیاست کرنے والے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اِنہوں نے قوم کو بجلی بحران میں مبتلا کرکے اِسے اِس دنیا میں اندھیروں میں رہنے، گرمی اور طرح طرح کی ذہنی و جسمانی اذیتیں اور مچھروں کے کاٹنے اور اِن کے ڈنگوں سے ہونی والی تکالیف کو برداشت کرنے کا جہاں عادی بنادیا ہے تو وہیں بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کی وجہ سے قوم کے مزاج میں گرمی بھردی ہے اور اِسے غصے کا عادی بناکر اِسے گالم گلوج کرنے والی قوم بدل کر اس کا ٹھکانہ دوزخ میں بھی بنانے کا بندوبست کردیا ہے یعنی آج ہمارے مشاہدے ہیں یہ بات باکثرت آئی ہے کہ آپ کسی بھی سطح کے پاکستانی ہوں جب بھی بجلی جاتی ہے... تو ملک کے 19 کروڑ افراد کے منہ سے یکدم سے پہلے حکمرانوں اور پھر محکمہ بجلی والوں کے لئے گالیاں نکل پڑتی ہیں یوں قوم کا ہر فرد حکمرانوں اور محکمہ بجلی والوں کو

گالیاں دے کر گناہگار ہوتا ہے اور یہ روزانہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانے کا خود سے انتظام کرلیتا ہے... ہماری بجلی کی عادی قوم کے لئے وہ تو اچھا ہے کہ دوزخ میں بجلی نہیں ہے اور اگر وہاں بھی ہماری قوم کو ایسا ہی بجلی کے کسی بحران اور لوڈشیڈنگ کا سامنا کرنا پڑتا تو سوچیئے اِس کا کیا حال ہوتا...؟ وہاں کا اندھیرا، وہاں کی گرمی اور وہاں کے مچھر ایسے نہیں ہوتے ہیں کہ جیسے ہمارے یہاں پائے جاتے ہیں....؟ ہماری قوم یہ سوچ کر خوش ہے کہ چلو ہم یہ بھی برداشت کر ہی لیں گے... مگر وہاں بجلی ہوتی ور ایسی ہی لوڈشیڈنگ ہوتی تو یہ ہمارے لئے تو ناقابلِ برداشت ہوتا... اور ہم وہاں بھی کیا ایسے ہی جلاؤ گھیراؤ والے پُرتشدد احتجاج کرکے دوزخ میں بھی نقصِ امن کا مسئلہ پیدا کردیتے جیسے ہم نے اِن دنوں پنجاب، خیبر پختونخواہ، سندھ و بلوچستان سمیت سارے ملک میں شروع کر رکھا ہے...؟ اچھا ہے کہ وہاں بجلی نہیں ہے...! یہاں (اپنے ملک میں) تو ہمیں بجلی کی لوڈشیڈنگ سے چھٹکارہ نہیں مل سکا ہے... مگر کم از کم دوزخ میں تو لوڈشیڈنگ سے نجات مل جائے گی ناں...! اَب یہ دیکھئے کہ آج ہماری قوم حکمرانوں کی ناقص کارکردگی اور اِن کی فرسودہ حکمتِ عملی کی وجہ سے ملک میں آئے ہوئے بجلی بحران کی وجہ سے کتنی پریشان ہے کہ یہ اِس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ دن میں کئی بار طویل لوڈشیڈنگ کے باعث یہ اپنے حکمرانوں اور محکمہ بجلی والوں کو گالیاں دے کر اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تو بنارہی ہے اور مگر اِس پر یہ خوش یوں ہے کہ وہاں ایک تو بجلی نہیں ہوگی... اور جب بجلی نہیں ہوگی

تو پھر اِسے وہاں لوڈشیڈنگ کا مسلہ بھی درپیش نہیں ہوگا اور جب لوڈشیڈنگ نہیں ہوگی تو یہ کسی کو بُرا بھلا کہنے سے بھی بچی رہے گی... اور قوم یہ بھی مانتی ہے کہ وہاں اِس پر جو عذاب ہوگا وہ محض اِس وجہ سے ہو رہا ہوگا کہ اِس نے دنیا میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اپنے حکمرانوں اور محکمہ بجلی والوں کو گالیاں دے دے کر یہاں تک پہنچنے کا ذریعہ بھی خود ہی بنایا تھا جس کا خمیازہ اِسے عذاب دوزخ کی شکل میں بھگتنا پڑ رہا ہے جبکہ قوم یہ بھی جانتی ہے کہ اِسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کیوں کہ ہمارے دینِ اسلام کی تعلیمات میں لازمی ہے کہ ہم ہر حالت میں خود کو ایسا انمول انسان بنا کر پیش کریں جس میں دنیاوی تکالیف کا صبر و برداشت، تحمل مزاجی اور عفوودرگزر سے مقابلہ کرنے کا جذبہ پنہاں ہو ایسا غصے والا انسان نہ ہو جو غصے میں غلط کام کر جائے اور گناہ گار ہو کر اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناڈالے.....

بہرحال... ! پہلے سے بجلی و گیس کے بحرانوں کی وجہ سے غیض و غضب میں مبتلا پاکستانی قوم پر اِس کے حکمرانوں کی جانب سے مہنگائی کا ایک اور ہولناک عذاب اِس وقت نازل کر دیا گیا جب کسی انقلاب کے لئے اِس کا صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو ہے اور ایسے میں ظلم یہ کہ جب عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں 1.11 ڈالر کی کمی ہوئی تو اُسی روز ہماری موجودہ جمہوری اور غریب پرور حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں اضافے کی

منظوری دی دے اور اِس طرح اِس عوام دوست جمہوری حکومت نے ملک کے 65 ویں جشنِ آزادی کے موقع پر اپنی مفلوک الحال اور لاغر قوم کو پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں بالترتیب پیٹرول 7.67 روپے، اور ہائی اسپیڈ ڈیزل 4.58 روپے مہنگا اور سی این جی کی قیمت میں 7.02 روپے اضافے کا بلند و بانگ اعلان کرکے ایسا تحفہ دیا کہ جسے سُننے کے بعد قوم کے اوسان خطا ہو گئے ہیں اور وہ بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو گئی ہے کیوں کہ آج اِس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے اضافے سے ہی ملک میں مہنگائی کا طوفان برپا ہو جاتا ہے یعنی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو اگر باب المہنگائی کہا جائے تو کوئی برا نہ ہوگا ہمارے یہاں ہر پندرہ روبعد پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے بتدریج اضافے کی وجہ سے مہنگائی بے لگام ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ملک کے غریب طبقے کو زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے مگر حکمرانوں کو اِس کی ذرا سی بھی پرواہ نہیں ہے اِنہیں تو اپنے منصب اور جلال کی فکر کھائی جارہی ہے اور یہ اِس چکر میں خود کو گھن چکر بنا بیٹھے ہیں کہ کسی بھی طرح سے اِن کے اقتدار کی پانچ سال کی مدت بس پوری ہو جائے اور جمہوری کا بول بالا ہو جائے اور یہ سینہ تان کر بول سکیں کے اِنھوں نے ملک میں آئے ہوئے طرح طرح کے بحرانوں کے باوجود بھی جمہوریت پر کوئی حرف نہ آنے دیا اور اطمینان و سکو ن کے ساتھ اِنھوں نے اپنے اقتدار کی پانچ سالہ مدت پوری کی... اور یہ جاننے کے باوجود بھی کہ ملک میں آیا ہوا بجلی

وگیس کا بحران شدت کے ساتھ سنگین تر بھی ہوتا گیا مگر پھر بھی یہ اِن کا ہی دل گردہ رہا
کہ اِنھوں نے اپنے عوام کو بہلا پھسلا کر اپنا اقتدار پورا کیا اور آج یہ مطمئن ہیں کہ
اِنھوں نے عوام کی خدمت کردی بھلے سے عملی نہ صحیح مگر زبانی وکلامی خدمات کے دعوو
ں میں اِنھوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی جبکہ یہ تو یہ بھی جانتے ہیں کہ وفاقی سیکریٹری ز
پیٹرولیم ڈاکٹر وقار مسعود نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے پیٹرولیم کے ساتھ ساتھ
صدر آصف علی زرداری کو بھی بتادیا گیا کہ ملک یں بجلی کا بحران شدت اختیار کرگیا ہے
اور اَب یہ سسٹم مزید نہیں چل سکتا ہے سبسڈی، نادہندگان اور صوبوں کے بقایاجات نہ
دینے سے یہ بحران آنے والے دنوں میں مزید سنگین تر ہوتا جائے گا مگر افسوس کی بات
تو یہ ہے کہ یہ ساری باتیں جانتے ہوئے بھیعوام کو بہلانے اور جھوٹی تسلی دینے سے
متعلق ہماری اِس جمہوری حکومت کے انتہائی فہم وفراست سے لبریز صدر عزت مآب
جناب آصف علی زرداری کا یہ فرمانِ عالی ہے کہ توانائی کا بحران عام انتخابات سے قبل
اور چند دنوں میں اِس کی سنگینی پر قابو پالیا جائے گا اور ملک کو اتنی بجلی فراہم کردی جائے
گی کہ قوم اندھیروں کو بھول جائے گی اور اُجالوں میں اپنے بہتر مستقبل کی راہیں تلاش
کرے گی اِس پر ہمارا یہ کہنا ہے کہ ابھی تک تو حکومت نے کچھ نہیں کیا جس پر قوم کہہ
سکے کہ ہمارے حکمرانوں نے زبانی دعوؤں کے بجائے ملک میں آئے ہوئے توانائی کے
بحران کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات بھی کئے ہیں سوائے اِس حوالے سے قومی
خزانے سے کثیر رقوم کے

بیجا استعمال کے... مگر نتیجہ پھر بھی وہی صفر کا صفر...بلکہ دیکھنے میں تو یہ آرہاہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بجلی بحران میں مزید شدت ہی آتی جارہی ہے اور اَب تو ایسا محسوس ہونے لگاہے کہ ہماری موجودہ حکومت اپنے اقتدار میں یہ مسئلہ حل نہیں کرپائی گے کیوں کہ بقول عمران خان موجودہ حکومت نااہلوں کا ٹولہ ہے جس کی وجہ سے ملک میں مسائل نے جنم لے کر ملک کی معیشت کا دیوالیہ اور عوام کا کچومر بنادیاہے اور اِسی کے ساتھ ہی تحریکِ انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان نے یہ بات بھی کھلے دل و دماغ سے تسلیم کرتے ہوئے اپنی پاکستانی قوم کو باور کردیاہے کہ "پاکستان میں بڑی بڑی بدعنوانیاں وزیرِاعظم اور وزراء کرتے ہیں"اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کا اپنا سینہ ٹھونک کر پورے وثوق کے ساتھ یہ بھی کہناہے کہ "وہ 90دنوں میں ملک سے کرپشن ختم کرسکتے ہیں اِس کے لئے بس اِنہیں سو ایماندار، باصلاحیت اور جذبہ جنون رکھنے والے ساتھیوں کی ضرورت ہے جو لوگ میرے دعویٰ کو درست نہیں مانتے کہ 90روز میں کرپشن ختم نہیں ہوسکتی اِنہیں چیلنج کرتاہوں کہ 90روز تو بعد کی بات ہے میں 9 روز میں بھی کرپشن میں مثالی کمی لاسکتاہوں" دیکھئے عمران خان نے ملک سے کرپشن کے خاتمے کا 90دنوں میں ذکر کرکے اِسے 9روز میں ختم کرنے کا قوم کو چیلنج دے کر وعدہ بھی کرلیا مگر اِنہوں نے کرپشن سے بھی کہیں زیادہ بجلی کے بحران اور لوڈشیڈنگ کے فوری خاتمے کا کوئی اعلان کیوں نہیں کیا ہم سمجھتے ہیں کہ عمران بھائی کو سب سے پہلے نہ 90روز اور نہ 9روز بلکہ 9 گھنٹوں میں بجلی کے

بحران کو ختم کرنے کی بات کرنی چاہیۓ کیوں کہ قوم آج سب سے زیادہ بجلی کے بحران کی وجہ سے 22,22 گھنٹے ہونے والی لوڈشیڈنگ سے زیادہ پریشان ہے ہمارا عمران خان بھائی کو یہ مشورہ ہے کہ خان صاحب اِس حوالے سے آپ سب سے پہلے آگے بڑھو تمہیں سوایماندار تو کیا سولاکھ ایماندار ملیں گے جو تمہارے ساتھ کھڑے ہوں گے مگر پہلے آپ بلا کسی تشدد کے ملک میں بجلی کے بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے اپنا پہلا قدم تو اٹھائیں پھر دیکھیں قوم آپ اور ہر اُس شخص کے شانہ بشانہ کیسے کھڑی ہوتی ہے جو ملک سے بجلی کا بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے امن اور سکون کا جھنڈا اٹھائے کوئی اقدام کرے گا... ویسے بھی قوم اَب یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا کر دل کو سمجھا چکی ہے کہ دوزخ میں بجلی نہیں ہوتی...تو وہاں بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کا تو کم از کم سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب وہاں لوڈشیڈنگ نہیں ہوگی تو پھر احتجاج کرنے کا کیا مطلب ہوگا...؟ اگر اِس نے وہاں بھی عادتاً کوئی احتجاج کیا تو کیا... ؟ اِسے وہاں سے نکال کر پھر یہاں پھینک دیا جائے گا جہاں لوڈشیڈنگ ہی سب سے بڑا عذاب بن گئی ہے۔

کے ای ایس سی کی نااہل انتظامیہ کی ناقص کارکردگی

کے ای ایس سی اور بیچارے صارفینِ بجلی

کے ای ایس سی کی انتظامیہ نے صارفین کو سونے کا انڈا دینے والی مرغی سمجھ لیا ہے...

ہفتہ 4 اگست کی رات سے اتوار 5 اگست کی دوپہر تک نصف کراچی میں ٹرانسمیشن لائن میں فنی خرابی کے باعث 18 گھنٹے تک بجلی کی سپلائی میں آنے والا تعطل اور اِسی طرح پیر 6 اگست کی رات دو بجے سے پانچ گھنٹے سے بھی زائد وقت تک شہر کراچی کے بعض علاقوں میں محکمہ کے ای ایس سی والوں نے اپنے صارفین کو بجلی سے محروم رکھ کر اپنی نااہلی کا جس طرح کا ثبوت دیا ہے اِس پر شہر کراچی کے مکین چیخ پڑے ہیں کہ محکمہ کے ای ایس سی کو سرکاری تحویل میں لیا جائے اور عوام کو اِس ادارے کی نجی انتظامیہ سے نجات دلوائی جائے جس کی نااہلی اور زائد منافع خوری اور ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے ایک طرف جہاں صارفینِ بجلی کی پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہیں کراچی کی رونقیں بھی ختم ہو رہی ہیں اور اِسی محکمہ کی وجہ سے آج شہر میں اندھیرے راج کر رہے ہیں۔

ہفتہ، اتوار اور پیر کو کراچی کے عوام پر محکمہ کے ای ایس سی نے بریک ڈاؤن کرکے جو عذاب نازل کیا یہ اہلیانِ کراچی کے لئے کوئی نیا نہیں تھا شہرِ کراچی کے مکینوں پر اس سے قبل یعنی پچھلے سال بھی ایسا ہی ایک عذاب گزرا تھا جب پورا کراچی 17 گھنٹے تک بجلی سے محروم رہا جبکہ اِس واقع پر ایک انکوائری کمیٹی تو ضرور تشکیل دی گئی تھی مگر وہ بھی سیاسی مصالحتوں کا شکار ہو کر خاموش ہو گئی اور اِس طرح آج جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماہِ رواں رمضان المبارک میں بھی ایسے ہی دو اور بریک ڈاؤن والے واقعے رونما ہو گئے ہیں جو دو روز تک جاری رہے جس پر کے ای ایس سی کی انتظامیہ اپنے صارفین سے سوائے معافی مانگ کر اپنی جان چھڑانے کے اور کچھ نہیں کر پا رہی ہے ...اور یہ اپنے صارفین کو یہ بھی بتانے سے قاصر دکھائی دے رہی ہے کہ آئندہ ایسا بریک ڈان نہیں ہوگا.. اَب اِس کے اِس روئے جس پر یہ معافی مانگنے پر تو آمادہ ہے مگر یہ بتانے سے کترا رہی ہے کہ آئندہ ایسا بریک ڈان ہوگا کہ نہیں ...؟ اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ نے "نمی کو جواز بنا کر ٹرانسمیشن لائن ٹرپ ہونے کا بہانہ تلاش کرکے کراچی شہر کو اندھیرے میں ڈبونے اور صارفین کو پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بچت کا ایک نیا دروازہ کھول لیا ہے ...حالانکہ محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کا گزشتہ سال یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے بریک ڈان کو ختم کرنے کے لئے خطیر رقم لگائی ہے جبکہ اِس کے اِس جھوٹ کی قلعی ہفتہ، اتوار اور پیر کے روز کے ای ایس سی کے ہی نا تجربہ کار

انجینئرز کی وجہ سے ہونے والے بجلی کے طویل بریک ڈاﺅن کی وجہ سے کھل گئی ہے اَب اِس صورتِ حال پر کوئی کچھ بھی کہئے مگر ہم تو یہ کہیں گے کہ شہرِ کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے کے ذمہ دار صرف اور صرف آمر جنرل (ر) پرویز مشرف ہیں کیوں کہ اِنہوں ہی نے محکمہ کے ای ایس سی کو سرکاری تحویل سے نکال کر شہرِ کراچی کو روشن رکھنے والے اِس ادارے کو نجی ملکیت میں دیا اور اہلیانِ کراچی کو اندھیرے کے عذاب میں غرق کرنے کا بندوبست کیا جبکہ یہ حقیقت ہے کہ جنرل (ر) پرویز مشرف جو ہماری ملکی تاریخ کے ایک ایسے آمر حکمران گزرے ہیں جنہوں نے ملک و قوم کے بہتر مستقبل کے خاطر اپنے اکثر فیصلے یقینی طور پر دماغ کا استعمال نہ کرتے ہوئے انتہائی جذباتی انداز میں کئے اور یہی وجہ ہے کہ آج اِن کے اُن ہی جذباتی فیصلوں کا خمیازہ ساری قوم کو ذہنی و جسمانی اور معاشی و اقتصادی اور سیاسی و اخلاقی اور دینی و سماجی طور پر اذیتیں برداشت کرکے بھگتنا پڑرہا ہے اِن کے کئی جذباتی فیصلے اپنی جگہ ... مگر اِس سے بھی انکار نہ ممکن ہے کہ شہر کراچی کو بجلی سپلائی کرنے والے سرکاری ادارے محکمہ کے ای ایس سی کو اِنہوں نے ہی نجی تحویل میں دے کر شہر کراچی کو اندھیرے میں ڈبونے اور اِس کی ترقی و خوش حالی کو گھن لگانے کا جو مکروہ فعل انجام دیا ہے اِسے شاید اہلیانِ کراچی کبھی بھی نہ بھول سکیں اور جب بھی محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ شہر کراچی میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کرے گی تو شہر کراچی کے

دو کروڑ سے زائد مکین آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کو ضرور بُرا بھلا کہیں گے جنہوں نے اپنے نعرے " پہلے پاکستان پھر اسلام کا نعرہ " بلند کرکے پاکستان اور اسلام دونوں کے وقار کو جس طرح ساری دنیا میں مجروح کرکے رکھ دیا یہ بھی سب جانتے ہیں پھر بھی اگر ہم جنرل پرویز مشرف کے اِس نعرے پہلے پاکستان کے لحاظ سے دیکھیں تو پرویز مشرف نے اربوں کھربوں کا اثاثہ رکھنے والے قومی ادارے کے ای ایس سی کو چند کروڑ کے عوض نجی تحویل میں دے کرکیا پاکستان کی خدمت کی آج اِس کی مثال دنیاکے سامنے ہے اور اِسی طرح آمر جنرل (ر) پرویز مشرف نے سانحہ لال مسجد میں اپنا جو کردار ادا کیا اِس سانحہ میں اپنا کلیدی رول ادا کرکے اسلام کی کونسی اور کیسی خدمت کی..؟ آج بھی اُن لمحات کو یاد کرکے پاکستانیوں کے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں یوں پاکستان کے بعد اسلام کا نعرہ لگانے والے آمر جنرل (ر) پرویز مشرف نے اپنی ذات سے نہ پاکستان کا بھلا کیا اور نہ ہی اسلام کی خدمت میں اپنا رائی کے دانے جتنا بھی حصہ ڈالا اگر دیکھا جائے تو پرویز مشرف نے اپنے دورِ حکومت میں شہر کراچی کی ترقی و خوشحالی کو روکنے کے خاطر محکمہ کے ای ایس سی کو نجی تحویل میں دے کر اہلیانِ کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے کا بندوبست کردیا اور اِسی طرح امریکی خوشامد میں لگے رہنے والے جنرل (ر) پرویز مشرف نے سانحہ لال مسجد کو جنم دے کر اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے اِسے بھی اُمتِ محمدی ﷺ کبھی نہیں بھول پائے گی۔

بہرحال . . ! یہ بات مان لینی چاہئے کہ آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں جیسے ہی محکمہ کے ای ایس سی نجی تحویل میں گیاہے تب ہی سے اِس کی انتظامیہ کے نزدیک ملکی مفادات سے زیادہ اپنے مفادات عزیز ہیں اگرآج یہ ادارہ واقعی صحیح معنوں یں ملک و قوم اور کراچی والوں کے لئے مخلص ہوتاتو یہ کبھی بھی تانبے کے تاروں کی جگہہ سلور کے تاروں کا استعمال نہیں کرتا جن کے بار بار گرنے اور ٹوٹنے کی وجہ سے بجلی کی سپلائی میں تعطل آنا ایک بڑامسئلہ بن چکی ہے اِس طرح بجلی کی سپلائی میں گھنٹوں ہونے والا تعطل لوڈشیڈنگ کے عذاب سے زیادہ اذیت ناک بن گیاہے یوں اپنے اِس فعلِ شنیع کی وجہ سے محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ نے شہر کراچی کے مکینوں، تاجروں ،اسپتالوں، کارخانوں اور صنعتوں کو اندھیروں یں ڈبونے کا مکروہ فعل اُس وقت سے ہی جاری کرر کھاہے جب سے اِس نے محکمہ کے ای ایس سی کو سرکاری تحویل سے اپنی ملکیت میں لیاہے مگرچوں کہ اِس ادارے کی انتظامیہ نے اِس بات کا تہیہ کرر کھاہے کہ ہمیں یہاں سے زیادہ سے زیاہ کمانا ہے اِس کے لئے اگر ہمیں پورا دن ورات اور دنوں ، ہفتوں اور مہینوں بھی بجلی کی سپلائی بند کرنی پڑے تواِس سے بھی ہم دریغ نہیں کریں گے تواِس طرح محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ نے (صارفینِ بجلی) اہلیانِ کراچی کو سونے کا انڈا دینے والی مرغی سمجھ لیاہے اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ صارفین کو بجلی دو یا نہ دو مگر قیمت

پوری وصول کرو اور اِنہیں مشکلات اور پریشانیوں میں جکڑے رکھو اور اپنا کام کیۓ جاؤ سواَب اِس لئے یہ وہ حربے استعمال کرنے پر تلی بیٹھی ہے جس میں اِس کے مفادات مقدم ہیں اور ہر بار کسی بڑے بریک ڈاؤن پر اپنا یہ عذر پیش کرتی ہے کہ ہوا میں نمی سے سرکٹس میں ٹرپنگ ہوئی ہے مگراِس مرتبہ ہفتہ اور اتوار کے روز ہونے والے بریک ڈاؤن پر اطلاعات یہ ہیں کہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ، انجینئرز و ماہرین نے تو حد ہی کردی ہے جنھوں نے اپنی نااہلی اور نا تجربہ کاری کے باعث بن قاسم بجلی گھر میں ہونے فنی خرابی پردہ ڈالنے کے انداز سے مدبرانہ طور پر ابتدائی لمحات میں یہ کہنا شروع کردیا کہ فنی خرابی کا تو جواز ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ممکن ہے کہ تخریب کاری اور ہائی ٹینشن وٹرانسمیشن لائنوں کی چوری ہو گئی ہو جس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوگیا ہے مگر ایسا نہیں تھا جس کا کے ای ایس سی انتظامیہ ، کمپنی کے انجینئرز اور ماہرین بے سوچے سمجھے ہوا میں تیر چلارہے تھے اور کے ای ایس سی ذمہ دار چوری کا بہانہ بنا کر اپنی نااہلی اور نا تجربہ کاری پر پھولوں کی چادر چڑھانا چاہ رہی تھی حالانکہ خرابی بن قاسم بجلی گھر میں ہی تھی جس کو ٹال مٹول کے بعد تلاش کیا گیا اور کئی گھنٹوں کی جدوجہد کے بعد اِسے ٹھیک کیا گیااور مرحلہ وار متاثرہ علاقوں کو بجلی کی سپلائی بحال گئی جو کے ای ایس سی کی انتظامیہ کی نااہلی اور نا تجربہ کاری کا منہ بولتا ثبوت ہے اِس پر بھی محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ اپنے صارفین کو آئندہ ایسا نہ ہونے کی کوئی یقین دہانی

کرانے کے بجائے اپنے صارفین سے صرف معافی مانگنے کو ہی غنیمت جان رہی ہے جو
اِس جانب واضح اشارہ ہے کہ ایسا آئندہ بھی ہو سکتا ہے جس کے لئے شہر کراچی کے بجلی
کے صارفین ذہنی اور جسمانی طور پر تیار رہیں اُس وقت بھی ہم سوائے اِسی طرح کی
معافی مانگنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں پھر نہ کوئی کہے کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔

حکومت کے آخری لمحات، حکمرانوں کی ملک میں لوٹ سیل

حکمرانوں کی فکر جمہوریت کو بچاؤ اِسے کچھ نہ ہو... !! غریب مریں یا جیئں حکمرانوں اور اراکین پارلیمنٹ کو اِس سے کوئی غرض نہیں...

فینلن کا کہنا ہے کہ " میں اپنی مادرِ وطن کو اپنے خاندان سے زیادہ چاہتا ہوں لیکن نسلِ انسانی کے لئے میری محبت اپنی مادرِ وطن سے بھی کہیں زیادہ ہے جس کو میں خود بھی ٹھیک طرح سے بیان نہیں کر سکتا ہوں کہ مجھے نسلِ انسانی سے اپنی مادرِ وطن سے بھی کہیں زیادہ شدید محبت کیوں ہے" یہ تو فینلن کا اپنا جذبہ تھا جو رہتی دنیا تک اُن انسانوں کے لئے مشعلِ راہ رہے گا جو بلا کسی رنگ و نسل اور زبان و مذہب انسانیت کے فلاح و بہبود کے لئے پیش پیش رہتے ہیں مگر کیا فینلن کا یہ قول ہمارے ملک کے اِن حکمرانوں اور سیاستدانوں کے نزدیک بھی کوئی حیثیت رکھتا ہے...؟ جو عوام کے ووٹوں کی بھیک سے مادرِ وطن اور اپنی عوام سے محبت کا جذبہ لے کر اقتدار کی کنجی تو سنبھالتے ہیں مگر یہ اِس کے بعد عوام کو بھول کر اپنے مفادات کے لئے آخری دم تک لڑتے مرتے ہی رہتے ہیں جیسے اِن دنوں حکمرانوں نے عدلیہ سے پنجہ آزمائی کر کے اپنے لئے ایک محاذ کھول لیا ہے اور ٹائم پاس کر رہے ہیں ایسے میں یہ اپنے عوام کو بھول

چکے ہیں اور سینہ زوری سے جمہوریت کو بچانے اور اِس کی پوجا میں لگے پڑے ہیں بھلے سے اِنہیں ووٹ دینے والے غریب مریں تو مریں اِس سے اِنہیں کوئی غرض نہیں ہے بس اِن کی کوشش یہ ہے کہ اِن کے رہتے ہوئے جمہوریت کو کچھ نہ ہو اور یہی تو وہ ہیں جو آج ایوانوں میں بیٹھ کر پارلیمنٹ کے اختیارات میں دراندازی قبول نہ کرنے جیسے بیانات داغ کر اپنی سیاسی دُکان چمکانے اور عدلیہ سے اُلجھنے کا سامان کر رہے ہیں جو اِن کے حق میں کسی بھی طور پر بہتر نہیں ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت ٹائم پاس کی پالیسی پر عمل پیرا رہ کر اداروں سے الجھنے میں مصروف ہے اور خود غرضی کے خول میں بند رہ کر اپنے اقتدار کے آخری لمحات سے گزر رہی ہے اور شائد یہی وجہ ہے کہ یہ جہاں خودساختہ خوش فہمیوں میں مبتلا ہے تو وہیں انگنت اُمور مملکت کے لحاظ سے بھی کئی معاملات میں بوکھلاہٹ کا شکار نظر آتی ہے آج اِن ہی ملی جلی کیفیات میں گرفتار رہ کر اِس نے ملک میں لوٹ کی سیل لگا دی ہے جہاں اِس سے منسلک ہر شعبہ اور ہر فرد اِس سے مستفید ہو رہا ہے یہ تو ہمارا خیال ہے ممکن ہے آپ بھی ہی ایسا سمجھ رہے ہوں یا نہیں بھی...؟ مگر پھر بھی ہم آپ کو مجبور تو نہیں کریں گے کہ آپ بھی ایسا ہی سوچیں یا خیال کریں...؟ جیسا ہم سوچ رہے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی ہم آپ کو اتنا ضرور کہیں گے کہ اگر آپ کو ذرا بھی وقت ملے تو

براہِ کرم اِس جانب ضرور توجہ دیجئے گا کہ ہمارا جو خیال ہے کیا وہ ٹھیک ہے ...؟اور اِن حالات میں آج اگر ہم یہ سوچ رہے ہیں تو آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ ہم یہ غلط سوچ رہے ہیں...؟ کہ ہماری موجودہ حکومت نے اپنے اختتام کے آخری لمحات میں لوٹ بازاری کا بازار گرم کرنے کے لئے ملک کے طول وارض میں لوٹ سیل لگادی ہے۔

ہمیں اِس بات کا پورا یقین ہے کہ آپ نے جب بھی وقت نکالا اور ہماری بات پر غور و خوص کیا تو یقیناً آپ بھی ہماری بات سے ضرور متفق ہو جائیں گے کہ "ہماری موجودہ حکومت نے اپنے آخری لمحات میں اپنے پرائے سب کو اپنے ساتھ ملانے اور اِنہیں خوش رکھنے کے لئے ملک کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ایسی لوٹ کی سیل لگادی ہے جس سے اِس سے بغلگیر ہونے والے ہی مستفید ہو رہے ہیں اور اپنی اپنی خواہشات کے عین مطابق ... اپنے اپنے من کی مرادیں پا رہے ہیں تو وہیں اپنے دامن بھی بھر رہے ہیں

آج عوام کے ووٹوں کی بھیک سے پارلیمنٹ کی دہلیز پہ قدم رکھ کر اِس کے ٹھنڈے ٹھنڈے کمرے کے فرش پر پڑے دبیز قالین اور اِس پر پڑی نرم ملائم کرسیوں پر بیٹھنے والے اراکینِ پارلیمنٹ، ایوان کو تو مقدم جان رہے ہیں مگر اُن لوگوں کی حیثیت کیڑے مکوڑوں جتنی بھی دینے کو قطعاً تیار دکھائی نہیں دے رہے ہیں

جن کے ووٹوں کی طاقت سے اِنھوں نے اپنے قدم ایوانوں میں رنجافرمائے ہیں اراکین پارلیمنٹ کے رویوں نے آج عوام کویقیناً یہ سوچنے اور سمجھنے پر مجبور کردیاہے کہ آئندہ عام انتخابات میں اِسے کیا کرناہے...؟ اور یہ اپنے حلقے کے اُمیدواروں کے ساتھ کیساسلوک برتے ...؟ کہ جس کے بعد اِسے پچھتاوے کا منہ نہ دیکھناپڑے جیساکہ اِن دنوں دیکھناپڑ رہاہے۔

شائد ایسے ہی وقت کے لئے کہاجاتاہے کہ جب اہلِ اقتدار اپنے لوگوں کو نظرانداز کردیتے ہیں اور اپنے اپنے مفادات میں پڑجاتے ہیں تو پھر معاشرے میں دُکھ، افلاس اور ظلم و جبر کا دوردورہ ہوجاتاہے ایساہی کچھ حال ہمارے ملک میں قائم ہر معاشرے کا ہوگیاہے جہاں ہر فرد قدیم زمانے کے انسانوں جیسی زندگی گزار رہاہے اور اپنی بنیادی سہولتوں سے محروم رہ کر مایوسیوں اور نامحرومیوں کے دلدل میں دھنستاچلاجارہاہے اِسے یہاں تک پہنچانے والے ہمارے حکمران، سیاستدان اور یہی اراکین پارلیمنٹ تو ہیں جو ایوانوں میں پہنچ کر عوام کو نظرانداز کردیتے ہیں اور اپنے اپنے مفادات کے لئے ایسی ایسی قانون سازی کرتے ہیں کہ جن کا فائدہ اِنہیں ہی پہنچتاہے جیساکہ اِن دنوں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے یہی اراکین پارلیمنٹ اور حکمران ایسی قانون سازی میں مصروفِ عمل ہیں جس کا فائدہ صرف اِنہیں ہی پہنچے گااور یہ اِسی طرح کو سرپر سجاکرسارے ملک میں گھومتے پھریں گے اور آئندہ عام انتخابات میں اِسے ہی

دِکھا کر عوام سے ووٹ لینے کی کوششیں کریں گے۔

اِس پر اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے عوام جو موجودہ حکمرانوں، سیاستدانوں اور اپوزیشن والوں کی نااہلی اور اِن کے سیاسی حربوں کی وجہ سے بجلی، گیس، پانی، خوراک، تعلیم، علاج ومعالجہ اور سفری سہولت سے محروم ہے مگر کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری اور اقربا پروی جیسے ناسور میں جکڑے جاچکے ہیں کیا یہ ملک میں آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں اِس پارٹی کے اُمیدواروں کو پھر ووٹ دے کر اِنہیں ایوانوں میں پہنچائیں گے جنھوں نے اِنہیں محرومیوں اور مایوسیوں کے سمندر میں دھکیل دیا ہے اور اِنہیں یہاں سے نکالنے کے بجائے قومی خزانے کو لوٹ رہے ہیں اور سارے ملک میں لوٹ کی سیل لگادی ہے اور اَب آخر میں ہم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اپنے عوام کے ساتھ روا رکھے گئے غیر اخلاقی اور اِن کے غیر ذمہ دارانہ رویوں پر عبدالستار ایدھی کے اِس قول کو بیان کرکے اجازت چاہیں گے کہ "اِنسانیت کے کی مددنہ کرنے والے انسان کہلانے کے مستحق نہیں" یعنی ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ انسانیت سے تعلق رکھے اور اپنے آپ کو جو لوگ انسانیت سے تعلق مضبوط رکھتے ہیں وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں یہ نہیں جیسے ہمارے حکمران اور موجودہ سیاستدان ہیں جنھوں نے اپنے مفادات کے خاطر اپنے فرائض سے منہ موڑ کر عوام کو مسائل چکی میں پیس کر ملک میں ہر شعبے میں لوٹ کی سیل لگادی ہے۔

گریبان کسی کا نظریں ہماری

گریبان کسی کا نظریں ہماری، کیا یہ اچھا نہ ہو کہ ہم اپنے گریبان میں بھی جھانکنا سیکھ لیں ۔؟

آج جس طرح ہماری ملکی سیاست میں گریباں گیر سیاست کا مزاج بن گیا ہے اگر پچھلی تین دہائیوں میں دیکھا جائے تو ایسی سیاست کا نہ تو کہیں تذکرہ ملتا ہے اور نہ ہی کوئی عمل دِکھائی دیتا ہے مگر معلوم نہیں اِن دِنوں ہماری ملکی سیاست میں ہمارے سیاستدانوں میں سیاسی میدان میں گودنے والے اپنے حریف سیاستدانوں کے گریبان پکڑنے اور اِن کے گریبانوں میں ہاتھ ڈالنے کا رجحان خدا جانے کہاں سے گھس آیا ہے کہ اِنہوں نے ایسا کرنا اپنے لئے ایک فیشن بنالیا ہے اور اِس جنون میں ہمارے جو سیاستدان مبتلا ہیں وہ بے محل ایسا کرنا اپنے لئے فخر سمجھنے لگے ہیں اور اکثر موقعوں پر تو یہ بھی دیکھنے اور سُننے میں آیا ہے کہ ہمارے فلاں نامی گرامی سیاستدان نے بے خطر اور بے حیائی کا بُرقع اپنے منہ پر ڈال کر اپنے سامنے والے مخالف سیاستدان کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اِسے نہ صرف زبانی کلامی بلکہ لتن مکن اتنا لتاڑا کے ایسا لگا کہ جیسے یہ اِس موقع کی برسوں سے تلاش میں تھا جو موقع آج اِس کے ہاتھ آگیا ہے اَب ایسے میں ایک طرف ہمارے ایوان ہیں کہ جو سیاستدانوں کے

اِنہی رویوں کی وجہ سے مچھلی بازار بن گئے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ہمارے منتخب نمائندے عوامی اور ملکی مسائل کو اہمیت دینے کے بجائے ہمارے یہی اراکین پارلیمنٹ اپنے ذاتی مسائل کے حل کے لئے آوازیں اُٹھانا اپنی عافیت سمجھنے لگے ہیں اور اگر اِنہیں اِس سے ذرا بھی فرصت ملتی ہے یا کوئی موقع ملتاہے تو یہ اپنے مخالف جماعتوں اپوزیشن سمیت دیگر پارٹیوں)کے رہنماؤں کی کردار کشی کرنے کا بھی کوئی لمحہ ہاتھ (سے نہیں جانے دیتے ہیں اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ایوان عوامی اور ملکی مسائل سے چھٹکاراگاہ بننے کے بجائے مچھلی بازار بن گئے ہیں جہاں سے ذاتی اور فروعی سیاست کا تعفن اٹھتامحسوس کیا جاسکتاہے۔

الزامات لگانے اور اِنہیں دھونے دھولانے اور مٹانے کا سلسلہ کب اور کس تہذیب میں نہیں ہورہاہے یہ تو ازل سے ہی جاری ہے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے اِنسان اپنی اِس روش سے نہیں نکل سکتے ہیں مگر اَب ایسا بھی نہیں ہوناچاہئے کہ کسی پر الزامات بھی لگائے جائیں اور جب کوئی اِس پر اپنی صفائی میں کچھ بولناچاہئے تو اِس کی سُنی بھی نہ جائے اور نہ صرف خود سُننے پر آمادہ ہوجائے بلکہ اگر کوئی اور بھی سُنناچاہئے تو اُسے بھی روک دیاجائے آج ایساہی بہت کچھ ہمارے یہاں ہونے لگاہے اِس پر ہم یہ کہئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ شائدابھی تک ہمیں دنیا میں جینے اور چلنے کا سلیقہ ہی نہیں آیاہے

اور آج بھی ہم ذرا ذرا سی بات کو برداشت کرنے کے بجائے اِسے رائی کا پہاڑ بناڈالنے کی جس قسم کی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہیں اگر آج ہم وقت کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اتنا ہی وقت کسی مثبت کام یا سوچ کے لئے وقف کر دیتے تو ممکن ہے کہ ہم اور ہمارا ملک بھی اُس اُوجِ ثریا پر پہنچ چکا ہوتا جہاں پہنچ کر دنیا کے دیگر ممالک کے لوگ ہمیں وہاں سے منہ چِڑھاچِڑھا کر ہماری بے حسی اور بے بسی کا مزاق اڑا رہے ہیں مگر ایک ہم ہیں کہ ہمیں اپنی اِس بے عزتی کا ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے اور ہم پھر بھی یہ نہیں سوچ رہے ہیں کہ ہم ایسا کیوں نہ کچھ اچھا کریں جو ہماری ذات اور ہمارے ملک کے حق میں بہتر ہو مگر ہم تو بس وہی کرنے پر بضد ہیں جیسا ہمارے سامنے والا کر رہا ہے بھلے سے وہ بُرا ہی کیوں نہ کر رہا ہو ہم اِس کی تمیز کئے بغیر ویسا ہی کرنے پر تلے بیٹھے ہیں جیسا ہمارے سامنے والا کر رہا ہے۔

اَب اِسے ہی دیکھ لیجئے کہ پچھلے دنوں مسلم لیگ (ن) کے سینئر رہنما اور پارلیمنٹ میں قائدِ حزبِ اختلاف کی اہم ذمہ داری نبھانے والے لیڈر چوہدری نثار علی خان شوکت خانم میموریل ہسپتال کے بانی اور تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان سے متعلق کس طرح لب کشائی کر رہے تھے اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اِنہیں کسی بھی طور زیب نہیں دیتا ہے کہ یہ اتنے بڑے اور پرانے ترین سیاستدان ہو کر سیاست میں نیا نیا قدم رکھنے والے ایک جذباتی عمران خان

جیسے نوجوان کی ایک پریس کانفرنس سے یوں آگ بگولہ ہوجائیں اور اِن کی سنگ باری کے جواب میں اُسی طرح کی دھول باری کریں جس سے خود اِن کی ذات بھی محفوظ نہ رہ سکے یہ ٹھیک ہے کہ عمران خان ذرا جذباتی واقع ہوئے ہیں جو ذرا بھر میں اضطراب میں آجاتے ہیں اِن کا یہ رویہ ہماری قوم کے لئے کوئی نیا نہیں ہونا چاہئے ایسا ہی کچھ یہ کھیل کے میدان میں بھی کیا کرتے تھے اور اَب ملکی سیاست میں قدم رکھنے کے بعد بھی اِن کی یہ عادت نہ گئی اور نہ ہی بدلی ہے جبکہ یہاں ہمارا اِنہیں یہ مشورہ ہے کہ عمران خان کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سیاست کا میدان ہے یہاں ہر سیاستدان اِس میدان کا کپتان ہے یہاں سب کو بڑے سنبھال کر اور اپنا ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہوتا ہے کہیں قدم یا زبان وبیان کی ذرا سی لغزش سے سارا سیاسی وقار کنارے بھی لگ جاتا ہے اور ذرا سی حکمتِ اور دانش سے سیاسی امیج میں چار چاند کا بھی اضافہ ہوجاتا ہے بس یہ بات ہے ہمارے ملک کے اِس سیاسی میدان ہیں قدم رکھنے والوں کی اپنی سوچ اور اپنے رویوں کی جو اِنہیں کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

اور اَب آخر میں یہاں ہم ایک بار پھر اُسی گریبان کا تذکرہ کریں گے جس کا ذکر ہم مندرجہ بالا سطور میں کر چکے ہیں یعنی یہ کہ ہمارے سیاستدانوں کو چاہئے کہ وہ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کے لئے ضرور پر تولیں مگر اپنے سیاسی واخلاقی اور تہذیبی رکھ رکھاؤ کے بدولت وہ انتخابی معرکہ آرائی میں کچھ

کر دکھانے کا جذبہ لے کر میدانِ سیاست میں کودیں کسی کے گریبان میں کم از کم اِس طرح تو اپنی نظریں نہ گڑائیں اور نہ ہاتھ بڑھائیں کہ کسی کی عزت تار تار ہو جائے اور یہ اِسے اپنا اپنا عظیم سیاسی معرکہ تصور کرتے ہوئے اِس خوش گمانی میں مبتلا رہیں کہ اِن کے اِس فعلِ شنیع سے عوام اِن کے ساتھ ہولیں گے اور آئندہ اقتدار اِنہی کا ہوگا حالانکہ ایسا کچھ ہرگز نہیں ہے کہ عوام اِن سیاستدانوں کے کسی ایسے عمل سے خوش ہیں یا ہوں گے جس میں یہ سیاستدان محض اپنی بات منوانے کے خاطر اپنے مخالف کے گریبان کی دھجیاں بکھیریں اور کیا یہ اچھا نہ ہو کہ ہمارے سیاستدان اور ہم کسی کے گریبان میں نظریں گڑانے اور ہاتھ بڑھانے کے بجائے اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی عادت بنالیں اور اپنی اپنی اصلاح خود کرنے کی کوشش کریں۔ (ختم شد)

تنازع عید کے چاند کا..!

کیا پشاور والے چاند خان کو دیکھ کر عید منالیتے ہیں یا حقیقی عید کے چاند کو.؟
آہ..آہ...ملک میں بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کے بعد اَب پہلی بار موبائلز سنگلز کی بھی لوڈشیڈنگ کا تحفہ.....!!

اِس سال تو ماہِ شوال کے چاند کے معاملے میں خیبر پختونخواہ والوں نے سعودی عرب کو بھی پیچھے چھوڑدیااور اِس سے بھی ایک روز پہلے عید مناکرایک نئی روایت قائم کرلی ہماری سمجھ ہیں تو یہ نہیں آرہا ہے کہ اِس سال ہمارے خیبر پختونخواہ کے بھائیوں نے چاند خان کو دیکھ کر اپنے یہاں سعودی عرب سے بھی ایک دن پہلے عیدالفطر منانے کا اعلان کردیایا واقعی اُس روز اِنہیں عید کا حقیقی چاند کہیں سے نظرآگیا تھا مگر ہماری سمجھ میں یہ بھی تو نہیں آرہاہے کہ یہ چاند صرف خیر پختونخواہ والوں کو ہی کیسے نظرآگیاجب کہ جدید سائنسی علوم سے آراستہ محکمہ موسمیات اور ماہرین فلکیات اِس چاند کو دیکھنے سے قاصر رہے اور یہ چاند کیسا تھا جو اپنی پیدائش سے پہلے ہی خیبر پختونخواہ والوں کو نظر آگیااور اُنہوں نے سعودی عرب سے بھی ایک روز پہلے عید مناکر اِسے بھی پیچھے چھوڑدیا...؟ ہمیں تو لگتاہے کہ خیبر پختونخواہ میں

جن لوگوں نے 18 اگست کو عید منائی اُنھوں نے یقیناً عید کے چاند کا الٹراساونڈ دیکھ لیا ہوگا اور اُسی کو دیکھ کر ہی عید منالی ۔۔۔ یا پھر اِن بھائیوں نے اُس لمبے ترین گنجے چاند خان کو دیکھ لیا ہوگا جو سال بھر تو پہاڑوں میں چھپا رہتا ہے اور سال میں صرف دو مرتبہ ہی پہاڑوں کی اُوٹ سے اپنا سر آہستہ آہستہ اوپر اُٹھاتا ہے یعنی ایک مرتبہ ماہ شعبان کی آخری تاریخوں میں رمضان کے چاند کی صورت میں اور دوسری مرتبہ عیدالفطر کے چاند کی شکل میں اور باقی مہینوں ییں یہ پہاڑ میں ہی سویا رہتا ہے یا پھر ہمارے خیبر پختونخواہ کے بھائیوں نے اپنی انگلی پر کاغذ کا چاند چپا کر یا اپنی انگلی پر کسی مصور سے چاند بنوا کر اُسے آسمان کی جانب اشارہ کرکے اُسے ہی دیکھ لیا ہوگا اور اِس طرح اِنھوں نے چاند نظر آگیا ۔۔۔ چاند نظر آگیا ۔۔۔۔ کا شعور مچا کر اپنا کام چلا لیا اور بس !!

بہر حال ۔۔ ! اِس میں کوئی شک نہیں کہ عیدالفطر کا شمار مسلم اُمہ کے اُس عظیم مذہبی تہوار میں ہوتا ہے جس کا نفس ہی چار دانگِ عالم میں اخوت و مساوات اور بھائی چارگی کا درس دینا اور عفو و درگزر کو اپنا شعائر بنا کر اِسے عام کرنا ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے یہاں ایسا ہوتا نظر نہیں آتا ہے اِس کی کیا وجہ ہے ۔۔۔ ؟ یہ کوئی نہ تو سمجھ پایا ہے ۔۔۔ اور نہ ہی بتانے کے موڈ میں نظر آتا ہے ۔۔۔ سوائے اِس ایک نقطہ کے کہ اِس تہوار کی آمد کی اطلاع دینے والے چاند کو ہی ہمارے

ایک صوبے پرانے سرحد اور موجودہ خیبر پختونخواہ کے لوگ تعصب کی نظر کرکے اِسے متنازعہ بنادیتے ہیں اور پھر اِس طرح اِس صوبے کے لوگ اپنے صوبے میں دو عیدیں کرکے اِس تہوار کی روح کو بھی مجروح کردیتے ہیں جو اِس کی اصل روح ہوتی ہے یوں اِس کے چاند کو متنازعہ بناکر اِس تہوار کو مسلم اُمہ سے ایک دو روز پہلے ہی اپنے اپنے لحاظ سے منانا یہاں کے لوگوں کی ایک عادت سی بن گئی ہے یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ ہمارے اِس صوبے میں عیدالفطر کے موقع پر کئی سالوں سے ایسا ہوتا چلا آرہا ہے اِس صوبے والے اِس تہوار کا مزاج کرکرا کرنے کے لئے ماہِ شعبان المکرم میں رمضان المبارک کا چاند دیکھنے سے ہی اپنی تیاریاں شروع کردیتے ہیں اور ماہِ رمضان المبارک میں جب ساری مسلم اُمہ اپنے 30/29 روزوں کی گنتی پوری کررہی ہوتی ہے تو ہمارے اِس صوبے کے لوگ اِن دنوں عید منارہے ہوتے ہیں اِس صوبے کے باسیوں کا تنازعہ رمضان اور عید کے علاوہ باقی کے دس اسلامی مہینوں کے چاندوں پر نہیں ہوتا...ایسے میں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس صوبے کے لوگوں کو اگر تنازعہ ہوتا ہے تو صرف اِن ہی دو مہینوں رمضان المبارک اور شوال کے چاندوں پر ہی اِن کا جھگڑا شدت کیوں اختیار کرجاتا ہے...؟اِس حوالے سے جب اِن سے پوچھا جاتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اِن کے نزدیک یہ ایسا محض اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ رمضان اور عید سعودی عرب کے ساتھ کرنے میں اپنے لئے فخرِ عظیم تصور کرتے ہیں...جس کا گزشتہ دنوں ثبوت اے این پی کے رہنما اور وفاقی وزیر برائے ریلوے غلام احمد بلور نے

دیتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ خیبر پختونخواہ والے ایسا اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے سُرخرو ہو جاتے ہیں کہ اِنھوں نے سعودی عرب کے ساتھ عید منائی ہے۔

افسوس ہے کہ ماہِ شوال کے چاند کے معاملے میں خیبر پختونخواہ والوں کا تنازعہ اِس سال تو اپنی حد کو پہنچ گیا جب اِس صوبے والوں نے بعض مقامات پر سعودی عرب سے بھی ایک دن قبل عید منا کر ایک نئی ریت قائم کر دی ہے جبکہ اِس کے بعد بھی اِس صوبے ہیں اگلے دو دنوں میں بھی مختلف مقامات پر نماز عید کا اہتمام کیا گیا اِس طرح اِس صوبے میں تین دن تک نماز عیدالفطر اہتمام کیا گیا جس پر وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات قمر زمان کائرہ نے بھی انتہائی محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے اظہارِ خیال کیا کہ عیدالفطر مسلمانوں کے اِن تہواروں ہیں سے ہے جو یکجہتی کی علامت ہے آج جب سائنسی علوم اپنے عروج پر پہنچے ہوئے ہیں مگر ہم پھر بھی فروعی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں اُنھوں نے واضح طور پر کہا کہ مگر اِس کے باوجود بھی ہمارے ملک میں ایک صوبے کے اندر کچھ لوگوں نے اِس معاملہ کو بھی متنازع بنا دیا ہے جو بڑی افسوسناک بات ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ جب محکمہ موسمیات اور ماہرین فلکیات واضح کر چکے تھے کہ پاکستان میں 19 اگست سے قبل ہلالِ عید نظر نہیں آئے تو پھر صوبے خیبر پختونخواہ والوں نے 18 اور 19 اگست کیسے عید منا ڈالی...؟ جس پر ملک کا ایک سنجیدہ اور باشعور طبقہ

یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا مرکزی رویت ہلال کے فیصلے سے اختلاف کرنے والے ملک میں فرقہ ورایت کو ہوا دینے والی کسی گھناؤنی سازش کا تو شکار نہیں ہوئے ہیں...؟ یا اگر اِس صوبے کے باسیوں کے نزدیک رمضان المبارک اور عید کا اہتمام سعودی عرب کے ساتھ کرنا باعث سعادت ہے تو پھر اِنہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ یہ سال کے باقی دس مہینے بھی سعودی عرب کے ساتھ کرنے کا اہتمام کریں اور اِسی طرح ماہ رمضان میں سحری اور افطاری کے اوقات کار بھی سعودی عرب کے ساتھ منتھی کرکے اِن کا اہتمام یہاں کیا کریں... مگر ایسا کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیں کہ یہ رہتے کھاتے پیتے، پہنتے اُڑھتے، سوتے جاگتے، کماتے اور خرچ کرتے، مرتے جیتے اور اپنے بچے، پیدا تو پاکستان میں کرتے ہیں اور پاکستان کے قوانین کی پاسداری کرتے ہیں مگر رمضان اور عید کے معاملے میں سعودی عرب کی طرف کیوں دیکھتے ہیں...؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ ایسا محض رویتِ ہلال کمیٹی اور مفتی منیب الرحمان سے کسی بغض کی وجہ سے کرتے ہیں...؟ اگر ایسا ہی ہے جیسی آج پاکستانیوں کی صوبے خیبر پختونخواہ والوں سے متعلق ایک سوچ اور فکر جنم لے چکی ہے تو پھر ہمارا اپنی حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ خیبر پختونخواہ والوں کے رمضان المبارک اور عیدالفطر سے متعلق جلد بازی میں دیکھے جانے والے چاندوں سے جنم لینے والے انتشار کو ختم کرنے کے لئے ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جائے جس سے خیبر پختونخواہ والے آئندہ سال ایسا کوئی عمل نہ دہرائیں جس سے صوبے میں پھر رمضان المبارک اور عیدالفطر کے چاند پر تنازعہ کھڑا ہو جائے اور

پھراس صوبے کے باسی تین عیدیں منائیں ملک میں ایسا دوبارہ ہونے سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اِنہیں مجبور کیا جائے کہ وہ ہر حال میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا فیصلہ حتمی تسلیم کریں اور اُسی روز رمضان المبارک کے روزے رکھیں اور اُسی دن عید منائیں جب مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے مفتی منیب الرحمان اعلان کریں۔

جیسی اِس مرتبہ رمضان المبارک کے چاند کے موقع پر حکومتی کوشش کامیاب نظر آئی اور جس کا حوصلہ افزا نتیجہ کچھ یوں سامنے آیا کہ ملک بھر میں رمضان المبارک ایک ساتھ (یعنی ایک ہی دن) شروع ہوئے جس کے بعد ہماری قوم میں یہ قوی اُمید پیدا ہو گئی تھی کہ انشاء اللہ العزیز اسی طرح عیدالفطر بھی سارے ملک میں ایک ساتھ منائی جائے گی جس سے ہم دنیا کو اپنا ایک یہ بھی پیغام چھوڑیں گے کہ خبردار ہم ایک قوم ہیں اور ایک اللہ ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن کے ماننے والے لوگ ہیں کسی نے ہماری جانب اپنی میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو ہم اِس کا جینا دوبھر کردیں گے اگرایسا ہو گیا تو یقینا ہماری اِس ملی یکجہتی اور اتحاد و یگانگت کے عظیم عملی مظاہرے کی کامیابی کا سہرا ہماری موجودہ جمہوری حکومت اور مرکزی رویتِ حلال کمیٹی کے ہی سر جائے گا مگر افسوس ہے کہ عید کے چاند پر ایسا نہ ہو سکا اَب آپ اِسے اپنی قوم کی بدقسمتی کہیں یا تباہی و بربادی کا ذریعہ کہ ہم نے عید کے چاند کو جس طرح متنازعہ بنا کر ساری دنیا

میں اپنی قوم اور شعائرِ اسلام کو مذاق بنا کر پیش کیا ہے آج یہ بھی سب کے سامنے ہے جس کی مثال کہیں نہیں ملتی ہے یعنی ہمارا ملک پاکستان کی جس کل آبادی کم وبیش 19 کروڑ کے قریب ہے اور یہ چار صوبوں سندھ، پنجاب، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان پر مشتمل ہے رکھتے اِس ملک میں اِس مرتبہ دو نہیں بلکہ تین دن علیحدہ علیحدہ نماز عید کے اجتماعات منعقد کرکے عید منائی گئی سب سے پہلے ایک صوبے خیبر پختونخواہ میں ہفتہ 18 اگست، اور پھر اُسی صوبے میں اکثر مقامات پر اتوار 19 اگست کو بھی عید کی نماز کے اجتماعات منعقد ہوئے جس ہیں صوبے کے وزیراعلیٰ نے نماز عید ادا کی جبکہ اِسی صوبے کے گورنر نے اِس روز روزہ رکھ کر اپنے تیس روزے پورے کئے اور اُنھوں نے پیر 20 اگست 2012 کو تین صوبوں سندھ، پنجاب اور بلوچستان سمیت ملک بھر میں منائی جانے والی عید کے ساتھ عید مناکر مکمل ملی یکجہتی اور اتحاد و یگانگت کا ثبوت دیا۔

ایک اور بات جو ہم کہنا چاہیں گے وہ یہ کہ اِس سے ہم نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جو نہ صرف دنیاوی معاملات میں ہی نہیں بلکہ شریعت کے اٹل اصولوں میں بھی ہم بے صبری کا مظاہرہ کرنے والے مسلمان بن گئے ہیں جبکہ ہم اپنے ملی اور دینی معاملات میں زبانی کلامی متحد ہو منظم ہونے کے دعوے تو بہت کرتے رہتے ہیں مگر اِس پر سوائے ایک آدھ بار ہی عملی مظاہرہ کرکے تھک جاتے ہیں اور پھر وہی مرغی کی

ایک ٹانگ والی ضد پر آڑ کر اور اپنا طرہ اُونچا رکھنے کی فکر میں اُس حد کو بھی پہنچ جاتے ہیں جس کی نہ تو شریعت ہی جازات دیتی ہے اور نہ ہی قانون ہی اپنے اندر کوئی گنجائش رکھتا ہے۔

اَب جاتے جاتے ہم یہ بھی کہتے چلیں کے امسال ہماری قوم نے تین عیدیں منا کر جہاں ساری دنیا میں اپنے ملک کو طنز اور استہزا کا نشانہ بنایا تو وہیں ہمارے وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے بھی اِن تین عیدوں کے موقع پر عوام سے پیشگی معافی چاہتے ہوئے اپنی بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کی ماری قوم کو پنجاب ، سندھ اور بلوچستان میں دہشت گردی کے خطرات کے پیشِ نظر موبائلز فون سروس بند کرکے ایسا تحفہ دیا کہ جسے قوم برسوں یاد رکھے گی کیوں کہ وفاقی وزیر داخلہ کے اِس اقدام سے قوم بلبلا اُٹھی اور چیخ پڑی کہ حکومت نے اپنے اِس اقدام سے بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کے شکنجوں میں جکڑنے کے بعد اَب بہانے بہانے سے موبائلز فون سروس کی لوڈشیڈنگ کی بھی شروعات کردی ہے جس سے متعلق عوام میں یہ خدشہ شدت اختیار کرتا جارہا ہے کہ آئندہ دنوں میں کہیں موبائلز فون سروس کی بارہ ، چودہ گھنٹوں کی اِس طرح کی لوڈشیڈنگ میں بھی مزید تیزی نہ آجائے اور عوام ایک نئی پریشانی میں مبتلا ہو جائیں عوام کو چاہئے کہ وہ ملک میں تین عیدیں منانے اور موبائلز فون سروس بند کرنے جیسے حکومتی اقدامات کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو اور حکومت سے مطالبہ کرے کہ وہ
خیبر پختونخواہ والوں کو

ہر حال میں مجبور کرے کہ وہ آئندہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ہر فیصلے کے پابند ہوں اور اِسی طرح حکومت بھی آئندہ عید اور دیگر مذہبی تہواروں کے مواقعوں پر موبائلز فون سروس بند کرنے سے اقدام سے بھی اجتناب برتے۔

بھارتی اخبارات نے پہلی بار مُسترد کردیا۔۔۔؟

انفارمیشن ٹیکنالوجی اور جدید سائنسی علوم و فنون کے بدولت دنیا سُکڑ کر گلوبل ویلج میں بدل چکی ہے اواَب رایسے میں جب لوگوں کو اطلاعات فراہم کرنے والے ادارے بھی اپنا مثبت رول اداکریں تو کوئی شک نہیں کہ دنیا میں بے شمار ایسی مثبت اور تعمیری تبدیلیوں کا ہونالازمی ہوجائے گا جس کی دنیا توقع بھی نہیں کرسکتی ہے تواِس پس منظر میں جہاں تک ہمارادماغ کام کررہاہے توایسے میں ہمارے مشاہدے کے مطابق شاید یہ پہلی مرتبہ ایسا ہواہے کہ بھارتی پرنٹ میڈیا نے اپنے یہاں بجرنگ دل اور دیگرانتہاپسند ہندو تنظیموں اوراِن کے دباؤمیں آئے ہوئے اپنے حکمرانوں کی جانب سے پاکستان سے متعلق پیدا ہونے والے کسی ابہام اور پروپیگنڈے کو پوری قوت سے مسترد کردیا ہے ورنہ تواِس سے قبل بھارتی میڈیا اپنی حکومت اور شدت پسند ہندو تنظیموں کے ساتھ مل کراپنے عوام میں پاکستان سے متعلق منفی پروپیگنڈاپھیلانے اور ابہام پیدا کرنے میں پیش پیش ہوا کرتا تھامگرآج پہلی مرتبہ ہمیں یہ جان کر خوشی ہورہے اوراَب ایسالگتاہے کہ جیسے بھارتی میڈیاکو ماضی میں کی گئیں اپنی غلطیوں کا احساس ہوگیاہے اور ایسے یہ بھی محسوس ہوگیاہے کہ خطے میں امن و امان نفرت سے نہیں محبت اور عفوودرگزسے ہی قائم ہوسکتاہےاِسی لئے تو بھارتی میڈیانے اپنےاِس قسم کے مثبت رویئے کا

اظہار کرکے یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ یہ بھی پاکستانی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی طرح خطے میں حقیقی امن و سلامتی کی آشا کا متلاشی ہے بھارتی پرنٹ میڈیا کی اِس مثبت کوشش کی خطے میں بسنے والی ہر فرد کو حوصلہ افزائی کرنی چاہئے اور اُمید کی اِس ننھی سی کرن کو بہت جان کر اِس کے سوتِ سے نکلنے والے مثبت پہلوؤں کو ہر سطح پر اُجاگر کرنا چاہئے یہ کام صرف پاکستان میں رہنے والوں کی ہی ذمہ داری نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کام کو خطے میں بھرپور طریقے سے تدوین و ترتیج کے لئے بھارتی میڈیا اور ہر بھارتی شہری کو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہئے۔

یہ بات بھارت میں بسنے والے ہر باشعور اور خطے میں امن و سلامتی کے متلاشی بھارتی کے لئے بھی انتہائی حوصلہ افزاء ہونی چاہئے کہ اِن کے ہی ایک موقر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے گزشتہ دنوں یہ انکشاف کردیا ہے کہ " بنگلور، ممبئی، پونا اور دیگر شہروں سے ہزاروں خوفزدہ شہریوں کے انخلاء کا سبب بننے والی افواہیں پھیلانے میں انتہا پسند اور خونی ہندوؤں پر مشتمل بجرنگ دل اور دیگر ہندو شدت پسند تنظیمیں ہی ملوث ہیں جنہوں نے جعلی تصاویر ویب سائٹس پر شائع کرکے اشتعال انگیز کیپشن لکھے اور بڑی تعداد میں بھارت بھر میں ایس ایم ایس بھیج کر پاکستان سے متعلق منفی پروپیگنڈے اور نفرت کی آگ کو پروان چڑھا کر خطے میں امن و سلامتی کی آشا کو نقصان پہنچانے کی گھناؤنی سازش تیار

کی ۔ اطلاع ہے کہ ٹائمز آف انڈیا کی طرح ایک اور بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس نے بھی اپنا یہ انکشاف کرکے اصل کہانی دنیا کے سامنے آشکار کردی کہ اِن افواہوں کو پھیلانے اور مذہبی منافرت پیدا کرنے کی کوشش میں بھارتی باشندے ملوث ہیں اِس طرح اِن بھارتی اخبارات نے اپنی صاف وشفاف تحقیقات کے بعد اپنے انکشافات میں اپنی حکومت کی جانب سے اِن واقعات کا الزام پاکستان پر عائد کرنے کی پول کھول دی ہے اوراِس طرح بھارتی اخبارات نے دنیا کے سامنے یہ بھی واضح کردیا کہ ایک طرف بھارتی حکومت پاکستان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کرنے کی خواہشمند ہے تو دوسری جانب پاکستان کے خلاف اپنے یہاں نفرتیں پھیلانے اور منفی پروپیگنڈوں سے بھی باز نہیں آرہی ہے خدشتہ ہے کہ اِس کا یہ دوغلہ پن کہیں پاکستان کو مجبور نہ کردے کہ وہ بھارت کے ساتھ اپنے اِس مثبت اور تعمیری مذاکراتی عمل کو بریک نہ لگادے ایسے میں اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ اگر بھارت چاہتاہے کہ پاکستان کے ساتھ مذاکراتی عمل جاری ہے تو اِس پر لازم ہے کہ وہ اپنے رویوں کا جائزہ لئے اور پاکستان سے فوری طور پر معذرت کرے۔

بھارتی اخبارات کے اِن انکشافات کے بعد اِدھر پاکستانیوں میں بھی بھارتی بے اعتباری کا رجحان بڑھتا جارہاہے جس پر پاکستانی حق بجانب ہیں کیوں کہ بھارتی موقر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے واضح کرتے ہوئے لکھاہے کہ ’’ویب سائٹس پر

پاکستان کی جانب سے مذہبی منافرت پھیلائے جانے کے الزام میں کایک بات نظرانداز کردی گی کہ بھارتی حکومت نے جو ویب پیجز بند کئے ہیں اِن میں کم از کم 20 فیصد مذہبی منافرت پھیلانے کے لئے ہندوانتہاپسندوں نے اَپ لوڈ کئے تھے اور اِسی کے ساتھ ہی اخبار یہ بھی لکھتاہے کہ بھارتی سیکریٹری خارجہ آر کے سنگھ نے الزام لگایاتھاکہ اشتعال انگیز افواہوں کا سلسلہ پاکستان سے شروع ہواتھاجبکہ بھارتی اخبارات ٹائمزآف انڈیااور انڈین ایکسپریس نے پہلی بار اپنی تحقیقاتی رپورٹوں میں اپنی حکومت کے پاکستان سے متعلق اشتعال انگیز اور منفی پروپیگنڈے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے اِسے غلط ثابت کرتے ہوئے اپنی حکومت کی جانب سے پاکستان پر لگائے جانے والے اِس الزام کو مسترد کردیااوراِن بھارتی اخبارات نے اپنی بات یہیں ختم نہیں کی بلکہ اِنہوں نے اپنی تحقیقات میں اِس بات کا بھی انکشاف کرتے ہوئے واضح کردیاہے کہ ہندو تنظیموں نے سوشل میڈیاکی سائٹس پر مسلمانوں کے ہاتھوں آسام کے بوڈو قبائل" کے ساتھ مبینہ زیادتیوں کی جعلی تصاویر شائع کرکے اِن کے ساتھ اشتعال انگیز کیپشن لگائے تھے جبکہ اِس پر یہ بھارتی اخبارات یہ بھی واضح طور پر لکھتے ہیں کہ اِس صورت حال میں مزید شدت لانے کے لئے کئی ویب پیجز پر تبتی لوگوں کی چین کے خلاف خودسوزی کی تصاویر لگاکراِس انداز میں پیش کیاگیاکہ جیسے یہ شمال مشرق میں رہنے والے مسلمانوں کے ہاتھوں آسامی ہندوؤں پر زیادتی کی تصاویر ہوں اوراِسی کی کے ساتھ یہ دونوں موقرترین بھارتی

اخبارات جن پر بھارتیوں اور بھارتی حکمرانوں کو اول روز سے ہی اعتبار ہے کہ یہ اخبارات اِن کے حامی اور حق و صداقت کے علمبردار ہیں اِن کے یہی اخبارات ٹائمز آف انڈیااور انڈین ایکسپریس اپنے تحقیقاتی اداروں اور اپنی تحقیقاتی رپورٹوں کی روشنی میں ہی لکھتے ہیں کہ بنگلور، ممبئی، پونااور دیگر شہروں سے ہزاروں خوفزدہ شہریوں کے انخلاء کا سبب بننے والی افواہیں پھیلانے ایس ایم ایس بہت بڑی تعدا میں ہندو تنظیموں نے ہی بھیجے تھے اِسی طرح اِن اخبارات نے اِس کا بھی انکشاف کیاکہ بنگلور میں جن تین خواتین کے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ یہ ایک ٹرین کو بم سے اڑانے کی سازش کررہی ہیں اِس کے پیچھے بھی بجرنگ دل کا ایک شدت پسند ہندو کارکن ملوث تھااور اِسی طرح اِن اخبارات نے یہ انکشاف بھی کیاکہ 15اگست (بھارت کے یوم آزادی) کے موقع پر بھارت کے حیدرآباد میں جو پاکستانی پرچم لہرانے کی وڈیو منظر عام پر آئی تھی وہ دراصل بھارتی حیدرآباد دکن کی نہیں بلکہ یہ اپ لوڈ کی گئی وڈیو حیدرآبا سندھ کی تھی بھارتی اخبارات نے ماضی میں بھی اِسی قسم پاکستان پر الزام تراشیوں کا حوالہ دیتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں انکشاف کیاہے کہ بھارتی حکومت اِس سے قبل بھی اپنے یہاں ہونے والے ہر سانحہ اور واقعہ کا سراپاکستان سے ترنت جوڑتے رہے ہیں جیسے سمجھوتہ ایکسپریس میں آگ، حیدرآباد دکن میں بم دھماکوں، سانحہ احمدآباد اور بہت سے ایسے سانحات اور واقعات جس پر فوراً بھارتی حکمرانوں کا دماغ کام نہیں کرسکااور اُنھوں نے اپنے سر پر لگنے والے ہر الزام کو

ترنت پاکستان کے کاندھے پر الزامات لگا کر اپنی جان چھڑائی اور اِس طرح بھارتیوں میں پاکستان سے متعلق نفرت کی آگ کو جنم دیتے رہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جب اصل حقائق سامنے آئے تو بھارت یں دہشت گردی کے پیش آنے والے ہر سانحہ کے پیچھے بھارت میں متحریک رہنے والی بجرنگ دل سمیت دیگر شدت پسند ہندو تنظیمیں ہیں ملوث پائیں گئیں اور ملزمان نے اپنی تمام کارروائیوں کا اعتراف بھی کیا۔

اَب ایسے میں حال ہی میں بھارتی حکمرانوں اور بھارت میں متحرک رہنے والی انتہا پسند بجرنگ دل اور دیگر شدت پسند ہندو تنظیموں کی جانب سے پاکستان سے متعلق بھارت سمیت ساری دنیا میں پھیلائے جانے والے منفی پروپیگنڈوں کو بھارتی پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے دو موقر اخبارات ٹائمز آف انڈیا اور انڈین ایکسپریس نے حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے اُن حقائق کا پردہ چاک کر دیا جس سے بھارت میں پاکستان کے خلاف نفرت کا اٹھتا ہوا لاوا بیٹھ گیا اور ایک عام بھارتی کو بھی یہ بات پتہ چل گئی کہ آج پاکستان سے متعلق جتنے بھی منفی پروپیگنڈے بھارت میں پھیلائے جاتے ہیں ان کے پیچھے بھارتی حکمران اور بھارت میں متحرک رہنے والی شدت پسند ہندو تنظیمیں اِس کے پس پردہ سرگرم ہوتی ہیں ایسے میں، میں بحثیت ایک کالم نگار بھارتی اخبارات کا شکریہ ادا کرنا اپنی صحافتی زمہ داریوں کے حوالے سے لازمی سمجھتا ہوں کہ بھارت کے اِن اخبارات نے

غیر جانبداری کا جس طرح ثبوت دیا اِس کے لئے یہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہمیں اُمید رکھنی چاہیے کہ آئندہ بھی بھارتی اخبارات ٹائمز آف انڈیا اور انڈین ایکسپریس اپنی تحقیقاتی رپورٹوں سے ایسا ہی قابل فخر کارنامہ انجام دیتے رہیں گے اور اِن کی تائید و تقلید کرتے ہوئے دوسرے بھارتی اخبارات بھی ایسا ہی کریں گے تاکہ بھارتی عوام کو اصل حقائق کا علم ہو اور اِن کے دلوں میں پاکستان سے متعلق محبت، اور بھائی چارگی کا جذبہ پروان چڑھے اور ہمارا خطہ امن و سلامتی کا ایک عظیم گہوارہ بن جائے۔

کیامیں بھی اتنا ہی پاکستانی ہوں جتنے وہ ہیں

بات ہے اپنی اپنی سمجھ کی

ایک سوال جو بڑے دنوں سے میرے دماغ میں گھر کئے بیٹھا تھا کہ میں خود سے بھی یہ جاننے کی کوشش کروں کہ کیامیں بھی اتنا ہی پاکستانی ہوں جتنے وہ ہیں...؟ میرا مطلب یہ ہے جیسے حکمران، سیاستدان، بیور کریٹس اور وہ لوگ جو ملک سے محبت کا دم بھرتے ہوئے خود کو پاکستانی ہونے کے تو بہت سے دعوے کرتے ہیں مگر قانون شکنی بھی یہی کررہے ہوتے ہیں اورجب کبھی ملک کے لئے کسی قربانی دینے کا وقت آتاہے کہ یہ کنی کٹا کرنکل بھاگنے کا موقع بھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہیں یوں سب کچھ اُلٹ پھیراورکیادھرااِن لوگوں کا ہوتاہے مگرقربانی کا بکرابنتی ہے غریب اور معصوم عوام جیسے اِن دنوں سارے مزے تو حکمران، سیاستدان اور بیوروکریٹس لوٹ رہے ہیں اور جب اِن کی پکڑ کا وقت آئے گا تو یہ ملک سے نکل بھاگیں گے مگردوسری طرف ملک کے 19 کروڑ اپنے بنیادی حقوق سے محروم عوام ہوں گے جوپھر بھی ملک سے حب الوطنی کا دم بھرتے پھررہیں گے اور مایوسیوں کا منہ دیکھنے کے باوجود بھی خود کو پاکستانی کہلانے میں فخر محسوس کریں گے اورآنے والے ہر مشکل چیلنج سے نبردآزماہونے کا بھی عزم کئے ہوئے ہوں گے اگراِس مرتبہ بھی ایساہی ہواجس کا خدشہ اور مخمصہ دلوں میں جنم لے

رہاہے تو یہ ہماری قوم کے لئے کوئی نیانہیں ہوگا کیوں کہ ایسا کرنے کا راستہ ہمارے اِنہی موجودہ حکمرانوں نے آمر (ر) جنرل پرویز مشرف کو دے کر خود تلاش کیاہے اور قوم کے حصے میں ایک بار پھر مایوسیوں کے سواکچھ نہیں آئے گا۔

اَب ایسے میں جب بھی کبھی مجھے میری اوقات سے بڑھ کر کچھ ملتاہے تو وہیں مجھے شدت سے یہ احساس بھی ہوتاہے کہ آج مجھے ربِ کائنات اللہ العزب کی جانب سے جو کچھ بھی عطاہواہے اِس میں اِس کا کرم اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ بھی شامل ہے ورنہ میری کیا اوقات ہے کے مجھے کوئی چیز مل جاتی... جو آج مجھے نصیب ہوئی ہے..؟ تب میں یہ سوچ کرجہاں اپنے رب کا شکرادا کرتا ہوں تو وہیں مجھے اکثر یہ خیال بھی آتاہے کہ رب تعالیٰ کی مجھ پر ہونے والی بے شمار کرم نواریوں اور عطا کردہ نعمتوں میں میری پاک دھرتی کا بھی تو مجھ پر احسان ہے اگر میرا یہ وطن نہ ہوتاتو کیا مجھے رب تعالیٰ کی یہ ساری نعمتیں نصیب ہوتیں...؟یوں مجھے اپنی اِس پیاری سرزمینِ پاکستان کا بھی شکرادا کرکے اپنے پاکستانی ہونے کا بھی حق اداکرناچاہئے... مگر پھر خداجانے کیوں...؟میں اپنی دھرتی کا شکرادا کرنے سے کتراجاتاہوں میری اِس کیفیت میں گزشتہ سالوں سے شدت آتی ہی جارہی تھی اور میں اپنی اِس کیفیت سے خود بھی پریشان سارہنے لگا تھا شائد یہی وجہ ہے کہ میری طبیعت میں بھی جھنجھلاہٹ پن پیداہوگیا تھااَب مجھے بھی جس کا احساس ہونے لگا تھااِس کی

کیاوجہ تھی ...اَب یہ بھی مجھے معلوم ہونے لگی تھی اور میں جان چکا تھا کہ میری طبیعت میں وطن سے محبت کا عنصر کیوں کر کم ہونے لگا ہے...؟اور میں اپنی دھرتی کا شکرادا کرنے سے کیوں کترانے لگاہوں ...؟مجھے یہ بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ میں بھی اپنے اندر اتناہی پاکستانی ہونے کا جذبہ رکھنے لگاہوں جتنا حکمران ، سیاستدان ، بیوروکریٹس جن کے پاس اِس ملک کا دیاسب کچھ ہے) اور وہ ایک عام پاکستانی رکھتا ہے جو توانائی) بجلی وگیس، صاف پانی، جدید تعلیم ، اچھی خوارک ،پُرآسائش سفری سہولتوں، بہترین علاان و معالج سے محروم اور دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار، کرپشن اور اقرباءپروری اور بے لگام مہنگائی کی وجہ سے اپنی مفلوک الحالی سے تنگ ہے ایسے میں اَب آپ خود سمجھ جائیں کہ اپنے بنیادی حقوق سے محروم ایک عام پاکستانی شہری کے دل میں اپنی دھرتی کے لئے کتنی محبت ہوسکتی ہے یہ آپ بھی خوب جانتے ہوں گے اگرآپ بھی میری طرح کسی ایسے پاکستانی سے ملے ہوں جواِس سرزمین پر رہتے ہوئے اپنے ماضی اور حال کے حکمرانوں کی نااہلی اوراِن کی ناقص کارکردگی اوراِن کی فرسودہ منصوبہ بندیوں کی وجہ سے اپنے اُن بنیادی حقوق سے محروم ہے جنہیں اپنے عوام کو مہیا کرناہر زمانے میں حکمرانوں کی اولین ذمہ داریاں ہواکرتی ہیں تویقیناآپ بھی اُن کی اور میری طرح اتنے ہی پاکستانی ہوں گے جتنے بنیادی حقوق سے محروم عام پاکستانی اور اُمور مملکت چلانے والے ہوتے ہیں۔

مگر میرے اللہ کا یہ مجھ پر اُس وقت بڑا کرم ہوا جب میں اِس سال رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی آزادی کا 65 واں جشن منا رہا تھا تو میں نے سوچا کہ میں اِس عظیم موقع پر کیوں ناں اپنے آپ کو ٹٹولوں کہ میں کتنا پاکستانی ہوں...؟اور اپنے دل میں اپنی دھرتی کے لئے کتنی محبت رکھتا ہوں..؟سوالات کی شکل میں مجھے یہ خیالات اُس وقت آئے جب میں اپنے گھر پر اپنے ملک کا عظیم سبز ہلالی پرچم لہرا رہا تھااِس دوران میرے دماغ میں یہ سوالات یوں آمڈآئے کہ جیسے یہ مجھ سے آج حق و سچ جانے بغیر میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور پھر میں جب اپنا یہ عظیم پرچم اپنے ملک کی آزاد فضاء میں لہلہاتا دیکھ رہا تھا تو تب میرے ذہن میں اپنے اُن تمام سوالات کے جوابات بھی آ گئے جن کا اظہار میں کئی سالوں سے نہیں کرپا رہا تھا مگر مجھے خوشی ہے کہ مجھے اپنے 65 ویں جشنِ آزادی کے موقع پر اِس کا پُر تپاک اظہار کرنے کا موقعہ ملا اور یوں سُرخرو ہوا۔

میں نے اپنے پرچم کے سائے تلے کھڑے ہو کر اپنے ماضی کے اور موجودہ حکمرانوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا تو مجھے گزشتہ 65 سالوں کے ابتدائی جن ایک سال نکال کر باقی کے سالوں میں مایوسیوں کے سوا کچھ سمجھ نہیں آیا اِس لحاظ سے آج بھی ہمارے موجودہ حکمرانوں کی کارکردگی سب کے سامنے ہے اِنہوں نے بھی نااہلی اور ناقص کارکردگی کے تمام ریکارڈ توڑ کر ایسے نئے اور نہ ٹوٹنے والے (اَنٹوٹ ایبل) ریکارڈ بنانے کی ٹھان رکھی ہے کہ جن کی مثال صدیوں تک اِس خطے کے کسی

بھی ملک میں نظر نہیں آئے گی مجھے اِس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ آج جب ہم پاکستانی اپنا 65 واں جشنِ آزادی منا چکنے کے بعد اپنے 66 ویں سال میں قدم رکھ رہے ہوں گے تو تب بھی ہماری قوم اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہے گی مگر اِس کے باوجود بھی یہ اپنے جگر پر پتھر رکھ کر آئندہ سال اپنا 66 واں جشنِ آزادی ضروری منائے گی کیوں کہ مجھے اِس بات کا بھی پکا یقین ہے کہ میری قوم ہر حال میں اپنا جشنِ آزادی اُس وقت تک مناتی رہے گی جب تک اِس کے دل میں اپنے ملک کی سرزمین اور اپنے اُن اکابرین سے محبت ہے جن کی محنت اور دن رات کی جدوجہد سے اِسے یہ وطنِ عزیز پاکستان ملا ہے اَب یہ اور بات ہے کہ ہماری ساری پاکستانی قوم (صدر، وزیر اعظم، اراکین پارلیمنٹ، سیاستدانوں، بیوروکریٹس، وکلا، اساتذہ اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں سے لے کر ایک عام پاکستانی شہری تک) میں قانون شکنی کا عنصر کچھ اِس طرح سرایت کر گیا ہے کہ اِسے اِس کا اندازہ ہی نہیں ہوتا ہے کہ کیا صحیح ہے ...؟ اور کیا غلط ہے..؟ کس عمل کو کرنے کا ہمارا قانون اجازت دیتا ہے اور کسے نہ کرنے کا حکم دیتا ہے..؟ مگر اِن تمام باتوں کی پرواہ کئے بغیر ایک طرف ہماری پاکستانی قوم ہے کہ اِس کی جو مرضی میں آتا ہے یہ کرتی ہی چلی جاتی ہے...؟ اور جب کوئی باشعور یا ذرا سی قانونی سمجھ رکھنے والا اِسے اچھے بُرے کی تمیز سکھانا بھی چاہتا ہے تو یہ اِس کی بھی سُننے کو تیار نہیں ہوتی ہے یہی اِس کی لاپرواہی ہے کہ آج ہماری قوم اُس نہج کو پہنچ چکی ہے کہ یہ خطے

کی اور دوسری قوموں کے مقابلے میں قانون شکنی میں یکتا ہو چکی ہے لگتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں سے لے کر ایک عام پاکستانی شہری بھی اپنے یہاں قانون کی بالادستی کا حقیقی معنوں ہیں قائل نظر نہیں آتا ہے اِس معاملے میں سب کے زبانی کلامی دعوے تو بہت سے مل جاتے ہیں مگر حقیقی معنوں میں کوئی بھی شخص کسی بھی شعبے میں ایسا نظر نہیں آتا ہے کہ جو سوائے کسی پر سٹیج کے اپنے ملک میں حقیقی معنوں ہیں قانون کی پاسداری کرتا ہوا دکھائی دے آج میری قوم کا ہر فرد اپنے ہی بنائے ہوئے قانون کی دھجیاں بکھیرنے ہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہا ہے خواہ اِس میں حکمران ہوں یا ایک عام پاکستانی شہری سب ہی اپنے اپنے حصے اور طاقت کے مطابق قانون کے کان اینٹھنے ہیں لگے ہوئے ہیں ایسے میں مجھے پھر یہ احساس ہوتا ہے کہ جی ہاں میں بھی اتنا ہی پاکستانی ہوں جتنا کہ آپ خود کو اپنے قول و فعل سے سامنے والے پر یہ جتانے اور ثابت کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں کہ آپ بھی اتنے ہی پاکستانی ہیں جتنا آپ کے سامنے والا اور ہمارے حکمران ہیں یعنی ایسے پاکستانی جو اپنے مفادات کو ہر حال میں مقدم جتنے ہیں اور اُن عام پاکستانی شہریوں کی طرح جو اپنا گھر تو صاف کر لیتے ہیں مگر اپنی چوکھٹ اور اپنی گلی صاف رکھنا اپنی توہین سمجھتے ہیں اور گھر کا سارا کوڑا کرکٹ گلی میں اِس لئے پھینک دیتے ہیں کہ آپ کے سامنے والا بھی ایسا ہی کرتا ہے کیوں کہ اپنے اِس عمل سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ پاکستانی ہے اور آپ بھی ایسا کر کے اُسے یہ بتا رہے ہوتے ہیں کہ آپ بھی پاکستانی ہیں اور اِس لحاظ سے اِس کی

دیکھا دیکھی آپ بھی اتنی ہی اپنے ملک سے محبت رکھتے ہیں جتنی کہ آپ کے گھر کا سامنے والا اور دائیں بائیں کے پڑوسی اپنے ملکِ پاکستان سے محبت رکھتے ہیں کیوں کہ ہم سب اپنے ملک سے صرف اتنی ہی محبت رکھتے ہیں جتنی ہم اپنے گھر کو صاف سُتھرا رکھنے کی حد تک رکھتے ہیں بھلے سے ہماری چوکھٹ سے لے کر گلی تک اور گلی سے لے کر محلے تک اور محلے سے لے کر شہر تک اور شہر سے لے کر سارے ہی ملک میں کیچڑے اور کوڑا کرکٹ کے انبار ہی کیوں نہ لگ جائے اور اِس سے تعفن اُٹھے تو ہماری بلا سے ہمیں اِس سے کوئی سروکار نہیں... ہمیں اگر کوئی غرض اور مطلب ہے تو صرف یہ ہے کہ ہمارا گھر تو صاف ہے بھلے سے ہماری چوکھٹ، گلی، محلہ، شہر اور پورا ملک گندگی اور غلاظت کے انبار میں دھنسا ہے تو اِس سے ہمارا کیا مطلب...؟ ہمیں تو صرف اپنا گھر صاف رکھنا مقصود ہے اور بس... کیوں کہ ہمیں آج اپنے ملک سے صرف اتنی ہی محبت رہ گئی ہے جتنی ہمیں اپنی ذات اور اپنے مفادات سے ہے... کیوں کہ ہم کیا کریں اُوپر سے نیچے تک سب کی سوچ ہی اتنی محدود ہو کر رہ گئی ہے آج کوئی اپنی ذات اور اپنے مفادات کے علاوہ اپنی قوم اور ملک کے لئے کچھ سوچ ہی نہیں رہا ہے تو پھر میں کیوں کسی کے لئے سوچوں تب ہی تو میں اپنے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد یہ اِس نتیجے پر پہنچنے کے بعد یہ سوچنے پہ مجبور ہو گیا ہوں کہ کیا میں بھی اتنا ہی پاکستانی ہوں جتنے وہ پاکستانی ہیں...؟ تو مجھے مبہم سا ہی جواب ملا... جس پر بھی میں خوش ہوا کہ چلو کچھ تو سامنے آیا اور اَب یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بات ہے اپنی اپنی

سمجھ کی اور اِس سوچ کو ختم کرنے کی جس میں پڑ کر ہم اپنی ذات ، اپنے مفادات اور
اپنے گھر تک محدود ہو گئے ہیں آج اگر ہم سب نے اپنی اِس سوچ اور فکر کو نہ ختم کیا گیا تو
ہم سب اپنے اپنے چکر میں پڑ کر اپنے اُس اتحاد اور ملی یکجہتی سے بھی محروم ہو جائیں گے
جس کا حقیقی خواب ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے دیکھا تھا۔

... حکومتیں، معاشرہ، الجھنیں اور برائیاں

پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں اضافہ، حکومتیں، معاشرہ، الجھنیں اور برائیاں...

ہمارے حکمرانوں نے عوامی تکالیف اور مفادات کا خون کرتے ہوئے ملک بھر میں ایک بار پھر یکم ستمبر سے پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں اضافہ کرتے ہوئے ملک کے 95 فیصد غریب عوام کو مہنگائی کی دودھاری چھری سے ذبح کر دیا ہے اور جو باقی بچے ہیں وہ بیچارے عوام حکومت کے اِس ظالمانہ اقدام سے زندہ در گور ہو گئے ہیں ایسے میں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں کو اگر اپنے عوام سے ذرا بھی محبت ہوتی تو شاید یہ ایسے اقدامات ہرگز نہ کرتے بلکہ عوامی مفادات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے پڑوسی ملک بھارت کے عوام دوست حکمرانوں کی طرح اپنے یہاں پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں اضافہ قطعاً نہیں کرتے مگر افسوس ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور اِن کے کاندھوں پر قائم حکومتی ڈھانچے اور اِن کی اوگرا نامی لونڈی کو اپنے عوام کی تکالیف اور اِس کے مفادات میں کئے جانے والے کسی بھی فیصلے سے کوئی غرض نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ یہ آئے روز ایسے اقدامات کرتے رہتے ہیں جس سے عوام جیتے جی مر رہے ہیں مگر ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے اور

ایسے میں اَب عوام میں اپنے حکمرانوں کے خلاف نفرت کا رجحان پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے اور اِن کا اپنے حکمرانوں کے خلاف احتجاجوں اور مظاہروں کے لئے سڑکوں پر نکلنا کیا یہ اِن کا حق نہیں ہے...؟ اور کیا یہ اَب اِس طرح اپنے احتجاجوں اور مظاہروں سے اپنی موجودگی اور اپنے اُوپر ہونے والے حکومتی ظلم کا بھی احساس نہ دلائیں...؟ اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس طرح ملک میں مہنگائی کو ہوا دینے والے حکومتی اقدامات سے ایک طرف تو ہمارے ملک اور معاشرے میں مسائل ضرور پیدا ہوں گے تو وہیں نقصِ امان کا بھی خدشہ یقیناً باقی رہے گا مگر یہاں اِس سارے پس منظر میں ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرلینی چاہئے کہ اِس قسم کے حکومتی اقدامات سے دنیا کے کسی بھی ملک اور معاشرے میں جتنی بھی اُلجھنیں اور بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں اِن کی ذمہ دار بھی خود حکومتیں ہی ہوا کرتی ہیں۔

کیوں کہ "من سی اس "ایک ایسا دانا گزرا ہے جس نے اپنے تجربات کی روشنی میں جہاں اور بہت سی باتیں کہیں ہیں تو اُن ہی بے شمار باتوں میں سے اِس نے ایک یہ بات بھی ٹھوک بجا کر کہہ دی ہے کہ "معاشرے کی اُلجھنیں اور برائیاں اِنسانوں کی بری فطرت کے باعث پیدا نہیں ہوتیں دراصل کسی بھی معاشرے میں جتنی بھی الجھنیں اور برائیاں پیدا ہوتیں ہیں اُن کی بڑی وجہ حکومتیں ہی ہوا کرتی ہیں" گو کہ یہ بات ہمارے لئے نئی اور اچھوتی ضرور ہے مگر حقیقت تو

یہی ہے جس کے بارے میں ایک دانا نے کہہ دیا ہے اور اَب من سی اس کے اِس قول کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ ہم بحیثیت اپنے معاشرے کے ایک رُکن اور اکائی ہونے کے اپنے ہی معاشرے کے کسی فرد کو کسی بھی بابت شک کی نگاہ سے دیکھیں اور اِس سے متعلق بد گمانی میں مبتلا ہو کر اِس کا دائرہ کار بڑھاتے جائیں اور پھر کسی فرد میں پائی جانے والی کسی برائی یا اُلجھن کے خلاف ہو جائیں جبکہ اَب ہمیں من سی اس کے اِس قول کے بعد اِس بات کا پورا یقین کر لینا چاہئے کہ ہمارے معاشرے میں جتنی بھی اُلجھنیں اور برائیاں جنم لیتی ہیں اِس کے ذمہ دار میں یا آپ نہیں ہوتے ہیں۔۔۔؟ بلکہ اِن کی جڑ حکومتیں ہی ہوا کرتی ہیں کیوں کہ اِس نے اپنے فرائض سے یقیناً غفلت برتی اور اپنی رِٹ قائم کرنے میں ناکام رہی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں اُلجھنیں اور برائیاں پیدا ہوئیں۔

یوں اَب ہمیں اِس بات پر متفق ہو جانا چاہئے کہ ہم جس معاشرے میں سانس لے رہے ہیں اِس میں پائی جانے والی ہر اُلجھن اور بُرائی کی ذمہ دار ہماری حکومتیں ہیں پھر اس کے بعد ہمیں خود سے اِس بات پر آمادہ کرنا ہوا کہ اپنے معاشرے کے کسی فرد میں پائی جانے والی کسی بُرائی کو دیکھ کر ہمیں اِس سے لڑنا جھگڑنا اور اُلجھنا نہیں چاہئے اور یہ سوچ کر خاموش رہ جانا چاہئے کہ آج جس فرد سے اِس کی کسی بُرائی یا اُلجھن کی وجہ سے ہم دستِ گریبان ہو رہے ہیں

اِس میں اِس کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اِس کی ذمہ دار تو ہماری حکومتیں ہیں جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی برتی اور معاشرے میں طرح طرح کی اُلجھنیں اور بُرائیاں پیدا ہوئیں جس کا شکار معاشرے کا ہر فرد ہے۔

بہرحال ...! اَب یہ اور بات ہے کہ آپ "من سی اس" کے اِس قول سے کتنے متفق ہوتے ہیں...؟ مگر کوئی ہم سے پوچھے تو ہم تو من سی اس" کے اِس قول سے سو فیصد متفق ہیں آج تب ہی تو ہم نے اِس کی حمایت اور آپ سمیت اپنے ملک کو سمجھانے کے لئے من سی اس کے اِس قول کے پرچار کے خاطر اپنا یہ کالم لکھ دیا ہے۔

اَب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ آج دنیا کے جن ممالک میں حکومتیں اپنی آنکھ، اور کان کھول کر اور دماغ کا استعمال کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہی ہیں اُن ممالک میں اُلجھنوں اور بُرائیوں کا تناسب ہمارے ملک پاکستان) سمیت دیگر ممالک کی اُن حکومتوں کے مقابلے میں قدرے کم بلکہ نہ ہونے) کے برابر ہیں جو عوامی مسائل سے اپنی آنکھ اور کان بند اور دماغ و عقل کا استعمال ترک کرکے اپنے مفادات کے لئے متحرک رہتی ہیں اگر آج ہم اپنے معاشرے میں پائی جانے والی کسی ایک بھی اُلجھن یا بُرائی کو اُٹھا کر دیکھ لیں تو یقیناً اِس کے ڈانڈے حکومت سے ہی جاملیں گے یعنی ہمارے ملک اور معاشرے میں لوڈشیڈنگ، توانائی کا بحران، آئے روز پیٹرولیم مصنوعات اور سی

این جی کی قیمتوں میں اضافہ، مہنگائی، ملک بھر میں بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی اور بھوک و افلاس سمیت دیگر حوالوں سے پیدا ہونے والی جتنی بھی اُلجھنیں اور بُرائیاں جنم لے چکی ہیں اِن سب کی ذمہ دار بھی ہماری ہی حکومت ہے۔اور ایسے میں جب ملک اور معاشرے میں حکومتی بے حسی اور نااہلی کی وجہ سے پہلے ہی بے شمار اُلجھنیں اور بُرائیاں جنم لے چکی ہیں تو اَب حکومت کا یکم ستمبر سے پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں کیا جانے والا اضافہ کیا ملک میں نئے انتشار اور مسائل کو جنم نہیں دے گا۔ (ختم شد)

ذرا تو سوچئے ... !

کیوں نہیں ہم فرقہ واریت اور صوبائیت کے جراثیم کا خاتمہ کردیں... ؟ذرا تو سوچئے ... !

ذرا سوچئے ... !آج ہم اپنی اپنی سیاست چمکانے والے حکمرانوں، سیاست دانوں، اور مٹھی بھر اغیار کے ٹولے کے ہاتھوں یرغمال بن کر صوبائیت اور فرقہ واریت کی دوڑ میں حصہ لے کر سبقت لے جانے اور اپنی فتح کا پرچم ہاتھ میں تھامے صوبائیت اور فرقہ واریت کو پروان چڑھانے کے چکر میں پڑکر اپنی عدم برداشت اور چھینا چھپٹی کی وجہ سے اُس سمت میں کیوں جارہے ہیں... ؟جہاں صرف جہالت اور تباہی و بربادی کے اندھیرے ہی اپنی باہیں پھیلا کر ہمارا استقبال کررہے ہیں مگر ہمیں اِن اندھیروں اور تباہی و بربادی کے ہاتھوں اپنے پُرتپاک استقبالئے پر کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کے بجائے اِس شرم ناک موقع پر ہمیں یہ ضرور جان لینا چاہئے کہ ہم اِس روش پر چل کر نہ اپنے دین کی آبیاری اور نہ ہی اپنے وطن کی حفاظت کے ضامن ثابت ہورہے ہیں اور نہ ہی ہم اِس طرح اپنے اُن دشمنوں پر جو ہماری تباہی و بربادی کے لئے سازشوں کے جال بُننے میں ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں اُن پر یہ ثابت کرنے کی کوشش ہی کررہے ہیں کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور ہماری ملی یکجہتی اور یگانگت ایک اکائی کی طرح ہے

ایسے میں ہمیں شاعر کا یہ شعر یاد آگیا جس میں وہ سب کچھ پوشیدہ ہے جسے کہنے کے لئے ہمیں کئی سطور اور پیر گراف لکھنے پڑتے ۔ بانٹ ڈالا، ہائے صوبوں کی عداوت نے ہمیں
ٹکڑے ٹکڑے کردیا، تفریق و نصرت نے ہمیں
پھونک ڈالا، باغبانوں کی حماقت نے ہمیں
مارڈالا، رہ نُماؤں کی سیاست نے ہمیں
توپھراَب آپ ذرا سوچئے کہ کیا ہم فرقہ واریت اور صوبائیت کے جراثیم کو ختم نہیں کر سکتے ہیں...؟اور کیا یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ نہیں ہے..؟ کہ بلوچستان میں کئی سالوں سے جاری انارگی اور بدامنی کے باعث یکم ستمبر کو کوئٹہ کے نواحی علاقے ہزارہ ٹاؤن کے رہائشیوں پر ہزار گنجی کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ٹارگٹ کلنگ کے دوواقعات میں سات افراد کو نشانہ بناکر قبر کی آغوش میں دھکیل دیا اِس طرح کوئٹہ اِن معصوم انسانوں کے خون سے لہولہان ہوگیا اور اِن سانحات کے بعد شہر بھر میں ہنگامے پھوٹ پڑے جن سے متعلق اطلاعات ہیں کہ اِس دوران احتجاج کرنے والے مظاہرین کی فائرنگ سے مزید دوشہری ہلاک اور پولیس اہلکار سمیت نو شہری بھی زخمی ہوگئے یہاں افسوس ناک بات یہ ہے کہ اِس قسم کی خبریں جو گزشتہ کئی ماہ و سال سے بلوچستان و کراچی سمیت ملک کے دیگر صوبوں اور شہروں سے آرہی ہیں یہ
یقیناہر محبِ وطن پاکستانی

پر بجلی بن کر ضرور گر رہی ہوں گی جبکہ یکم ستمبر کو کوئٹہ میں فرقہ ورانہ دہشت گردی میں
جان بحق اور زخمی ہونے والے افراد کے کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے طور پر ہزاہ قبائل
کے سربراہ، شیعہ کانفرنس اور تحفظ عزاداری کونسل نے اتوار دو ستمبر کو کوئٹہ
بیں شٹرڈان ہڑتال کا اعلان کیا اَب ایسے میں ہم سب کو سمجھنے کا مقام تو یہ ہے کہ ہم
کیوں کسی کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ گئے ہیں اور اپنے اللہ، رسول ﷺ اور قرآن کے
اِس عظیم پیغام اور اپنے قائدِ اعظم محمد علی جناح کے اُس قول کو بھی کیا بھول گئے ہیں
جس بیں ہماری اوصاف بن گی گئی ہے یعنی یہ کہ:
مسلماں بھائی بھائی ہیں وہ کالے ہوں کہ گورے ہوں
یہی توصیفِ ایماں ہے یہی قرآں کی تفسیریں
یہی رمزِ اخوت ہے، یہی رسمِ محبت ہے
لہو پنجاب کا ٹپکے اگر سرحد کا دل چیریں
جبکہ ہمارا اسلام تو ہمیں یہ درس بھی دیتا ہے کہ:۔
نہ ایرانی نہ افغانی نہ کوئی ترکمانی ہے
نہ کوئی مصری، ہندی نہ کوئی اصفہانی ہے
کیا قرآن نے ہے لاالٰہ سے متحد ہم کو
اِسی پیغام میں پنہاں حیاتِ جاودانی ہے

مگر یہاں افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہم اور ہمارے حکمران اور سیاستدان سب ہی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بحیثیت مسلمان ہمارا دین ہمیں کس عمل کی تعلیم دیتا ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہم اور یہ اپنی اپنی سیاست اور فرقہ واریت کی دکانیں چمکانے میں لگے پڑے ہیں اور طرح طرح کی مصالحت پسندی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بلوچستان کے حالات کے حوالے سے پیدا ہونے والی سنگینی پر سنجیدہ نہیں ہوسکے ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان میں انارگی اور دہشت گردی کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے جبکہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے بلوچستان و کراچی سمیت ملک کے دیگر صوبوں اور شہروں میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت اور دہشت گردی کے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اِسے ملک کے لئے خطرہ قرار دیا ہے اُنھوں نے کہا ہے کہ ہمارا یہ ملک جو لاکھوں انسانوں کی قربانیوں کے بعد بنا ہے ہمارا یہ ملک پاکستان داخلی وبیرونی خطرات میں گھرہوا ہے ہماری نااتفاقیوں سے دشمنان پاکستان فائدہ اٹھا سکتے ہیں اُنھوں نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اگر فوج اور حکومت نے جرائتمندی کا مظاہرہ نہ کیا تو پاکستان مٹ جائے گا اُنھوں نے التجایہ لہجے میں ساری پاکستانی قوم سے کہا ہے کہ ٹارگٹ کلنگ اِسی طرح جاری رہی تو ہر کوئی الگ ریاست مانگے گا۔
خدارا پاکستان کے لوگوں کو پاکستانی سمجھو،اِن لمحات میں مذہبی رواداری کی اہم ضرورت ہے۔اور اِسی کے ساتھ ہی ہم یہ شعر عرض کرکے

: اجازت چاہیں گے کہ

یہ پختون وہ مہاجر ہے یہ بلوچی وہ مکرانی

مٹادو امتیاز رنگ و خوں ہے درسِ اعرابی

مرے آقا ﷺ کی نظروں میں نگاہِ چشمِ یزداں میں

نہ کم تر کوئی سندھی ہے نہ برتر کوئی پنجابی

صدر زرداری کی سیاست کا حُسن

صدر زرداری کی سیاست کا حُسن ... ہر مسئلے کا ایک حل ... عام انتخابات سے قبل ... !!!

زرداری حکومت کے قول وفعل قوم کو صدیوں یاد رہیں گے ... !!

سر ہیرلڈ ولسن کا کہنا ہے کہ "سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے "جس میں کچھ بھی ہوسکتا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کیا کچھ ہو جائے جس کے پکے شواہد ہماری موجودہ ملکی سیاست موجود ہیں اور اگر ہم سیاست کی صاف سُتھری اور حقیقی تعریف دیکھنا چاہیں تو یہ بے نظیر بھٹو شہید کے اِن الفاظ ہیں ہمارے سامنے آتی ہے کہ "سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُور رس ذمہ داریاں ہوتی ہیں سیاست قوم کے وجود میں اِس کے حیا کی بنیاد ہوتی ہے" مگر افسوس ہے کہ ہمارے حکمران شاید محترمہ کے اِس قول کو سمجھ نہیں پائے ہیں تب ہی تواِنھوں نے سیاست کو کچھ اور رنگ میں ڈھال کر پیش کیا ہے اور ہم اگر سیاست کی مزید اور اچھی تعریف تلاش کریں تو ہمیں گوئٹے کا سیاست سے متعلق کہا گیا یہ جملہ بھی ملے گا کہ "سیاست اِنسان کی آسمانی سرگرمی ہے جس سے لاکھوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں وابستہ ہوتی ہیں" ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب اِس کے بعد سیاست کے طالبعلم کے لئے اِس سے آسان تعریف ہو ہی نہیں سکتی ہے جس طرح گوئٹے نے اپنے

اِس جملے یں سیاست اور اِنسان کا جو رشتہ اور وسیلہ بیان کردیا ہے وہ سمجھنے والوں کے لئے کافی ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہو رہا ہے اِس کی ایک وجہ جو ہم سمجھ پائے ہیں وہ سٹیونسن کے اِس قول سے واضح ہوجاتی ہے کہ" لگتا ہے کہ سیاست کو ایک ایسا پیشہ بنادیا گیا ہے کہ جس میں کسی قابلیت و مہارت کی ضرورت نہیں"بس جس کا جس طرح جی چاہئے وہ سیاست کی تمام اچھی تعریفوں سے مبرا ہو کر اِس میدان میں قدم رکھے اور اپنی سیاست شروع کردے۔

اَب جیسے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے ہر مسئلے کا ایک حل عام انتخابات سے قبل اپنے اُنھونے اقدامات کرنے جیسی حکمتِ عملی میں ڈھونڈ نکالنے میں ہی اپنی عافیت جان لی ہے یہ یقیناً اِن کی سیاسی بصیرت ہوگی جسے ایک عام اور خاص پاکستانی بھی سمجھنے سے قاصر ہے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ عام انتخابات سے قبل بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ، اور عام انتخابات ہی سے قبل بلدیاتی انتخابات کے انعقاد سے عوامی اور ملکی مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بہانے حکمرانوں نے عام انتخابات موخر کرنے کی کوئی نئی منصوبہ بندی تیار کرر رکھی ہے اَب جہاں اِن حکومتی اقدامات سے ایک عام پاکستانی کے ذہن میں کس قسم کے وسوسے اور خدشات جنم لے رہے ہیں اِن سے یقیناً ہمارے موجودہ حکمران بھی خوب واقف ہوں گے...؟

مگراس پر ہم یہاں کچھ باتیں ایسی ضرور کرنا چاہیں گے جن میں وہ تمام چیزیں پوشیدہ ہیں جنہیں اگر ہم یہاں لکھنے پہ آتے تو کئی صفحات کالے کر دیتے مگر پھر بھی ہماری تشنہ لبی باقی رہتی اور ہم اپنی بات اُس طرح نہیں کہہ پاتے جس طرح ہم اختصار کا سہارا لیتے ہوئے اگلی سطور میں بیان کرنے والے ہیں سو اپنے ارد گرد کے بے حس ماحول کو دیکھتے ہوئے اور حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے کے حوالے سے ہم یہاں اپنی بات کہنے اور آپ کو سمجھانے کے خاطر صرف یہ کہنے پر اکتفا کر رہے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ قوموں کی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ اِن میں ایسے افراد ہر زمانے میں موجود رہے ہیں جنہیں جب کچھ کہنا چاہیۓ وہ چپ رہتے ہیں اور جنہیں خاموش رہنا چاہیۓ وہ بے تول بے مول بولتے ہی رہتے ہیں اور اِنہی کی طرح خاص طور پر ہمارے یہاں تو ہمیشہ سے ہی ایسے ادارے بھی موجود رہے ہیں جنہیں جب کچھ کرنا چاہیۓ تو وہ طرح طرح کے مخمصوں کا شکار رہے اور مصالحت پسندی کے لبادے میں اپنا منہ ڈالے پڑے رہے ہیں اِس لئے اشخاص اور اداروں کے قول اور کردار کی وجہ سے قومیں تذبذب اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہیں جیسی اِن دنوں ہماری قوم بھی ہو چکی ہے یعنی ایسے میں اَب کہنے والے تو یہ تک بھی کہتے ہیں کہ وقت نکل جاتے ہیں مگر باتیں اور کارنامے رہ جاتے ہیں اِس پس منظر میں تو ہمارے معاشرے اور ماحول میں ایک یہ بات بھی باکثرت نظر آنے لگی ہے کہ جو لوگ کم سوچتے ہیں اتفاق سے وہ ہی سب سے زیادہ بولتے ہیں معاف کیجئے گا یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ

مندرجہ بالا تمام باتوں کا تجربہ ہمیں اِس حکومت ہی میں سب سے زیادہ ہوا ہے حضور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ " میں اپنی اُمت کے بارے میں اُن منافقوں سے بہت ڈرتا ہوں جو چالاک اور چرب زبان ہیں"۔

اَب ایسے میں یہاں ہم واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ ہم بلدیاتی انتخابات اور بجلی بحران سمیت لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے قطعاً مخالف تو نہیں ہیں مگر ہمیں گلہ تو اِس بات کا ہے کہ اگر حکومت کو بلدیاتی انتخابات اور لوڈشیڈنگ جیسے مسائل کرانے ہی تھے تو اِسے یہ عمل بہت پہلے ہی کر دینا چاہئے تھا اَب اِن قابلِ تعریف اور لائق تحسین اعمال کو اِس وقت کیوں پائیہ تکمیل تک پہنچانے کی منصوبہ بندی کی گئی جب ہماری یہ موجودہ حکومت اپنی مدت پوری کرنے کے قریب تر ہے بہر حال... !اَب دیکھنا یہ ہے کہ ضلعی حکومتی نظام آئندہ کے پانچ، چھ ماہ جو اِسے ملتے ہیں اپنے اِس مختصر عرصے میں کیا یہ اپنے اُن منصوبوں اور نئے شروع کئے گئے منصوبوں کو مکمل کرپائے گی جو پچھلے کئی سالوں سے التوا میں پڑے ہیں اِس حکومتی اقدم سے متعلق بھلے سے کوئی کچھ بھی کہے مگر ہم اِس حکومتی اقدم کی لاکھ مخالفت کے بعد بھی اتنا ضرور کہیں گے کہ چلو دیر آید درست آید... دیکھ لیتے ہیں مختصر عرصے میں یہ نظام کیا گل کھلائے گا... ؟اور اِسی طرح جنرل الیکشن سے پہلے لوڈشیڈنگ کا کتنا مسئلہ حل ہوتا ہے... ؟؟

مگرامیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حسن نے تو اسلام آباد ستارہ مارکیٹ کے سامنے
عید ملن پارٹی کے ہزاروں شرکاء سے اپنے خطاب کے دوران ساڑھے چار سال تک
مصالحت پسندی کے کنوئیں میں اُندھے منہ پڑے رہنے والے حکمرانوں کے اِس طرزِ عمل
اور اقدامات پر شدید تنقیدوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہاہے کہ حکومت نے بلدیاتی
انتخابات قومی انتخابات سے قبل کرانے کا اعلان کرکے اِن خدشات کو صحیح ثابت
کردیاہے اَب حکمران کسی بھی حال میں قومی انتخابات بروقت کرانے کا ارادہ نہیں اور
وہ لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں اِس پر ہماری ایک ادناسی رائے یہ ہے کہ ایسا کچھ
نہیں ہے جن سے متعلق عوام الناس میں خدشات پیدا کئے جارہے ہیں یا ہورہے
ہیں بلدیاتی انتخابات بھی ہوں گے اور عام انتخابات بھی اپنے وقتِ مقررہ پر ہی ہوں
گے اور جیساکہ ساڑھے چار سال تک بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کے ستائے عوام کے لئے
ہمارے موجودہ حکمران بالخصوص صدر زرداری کچھ نہیں کرسکے مگر اَب عام انتخابات
سے قبل اِن میں عوامی خدمت کا جذبہ جگاہے تو مان لیتے ہیں کہ اچھی بات ہے
اور جیساکہ اِنھوں نے فرمادیاہے کہ ملک میں بلدیاتی انتخابات جنرل الیکشن سے پہلے
ہونے چاہییں اور انھوں نے اِسی طرح عام انتخابات سے قبل لوڈشیڈنگ ختم کرنے کے
لئے بھی حکمت عملی تیار کی جانے کی بھی سخت ترین ہدایات جاری کردی ہیں تو پھر ہمیں
یہ سمجھ لیناچاہئے کہ سب کام اِسی طرح ہوجائیں گے جس طرح صدر زرداری

نے کرنے اور جلد از جلد نمٹانے کا حکم دیا ہے کیوں کہ یہی تو صدر زرداری ...زر اور زمین والی سیاست کا حُسن ہے جو ہمارے ملک میں اپنے دورِ اقتدار میں ایسے ایسے کام کرنے کی صلاحیت رکھتے والے یکتا صدر ثابت ہوئے ہیں جن کی مثال نہ ماضی میں کہیں ملتی ہے اور نہ ہی مستقبل میں دور دور تک کہیں نظر آئے گی اِسی لئے تو ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ایک ایسے صدر ثابت ہو رہے ہیں جن کے کئے گئے اقدامات اور قول ہمیں صدیوں یاد رہیں گے۔

اِمکان پلس اِمکانات

امریکا، یورپ اور اسرائیل مسلم اُمہ کو بھی اِنسان سمجھیں ,اِمکان پلس اِمکانات
!!...

مسلم اُمہ کے لئے حیات تنگ کرنے اوراِس کے خون کا پیاسہ رہنے والا امریکا، اسرائیل اور یورپ کے لوگوں کا ہجوم جو اپنے قول و فعل کے لحاظ سے آدم خور بھیڑیا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنی بے شمار.برائیوں کے باوجود بھی اِن مما لک کے لوگوں کا یہ ہجوم پھر بھی خود کواِنسان سمجھتا ہے ہم اِن لوگوں سے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ یہ صرف خود کواِنسان سمجھنے والی اپنی روش کو بدلیں اور مسلم اُمہ کو بھی اِنسان سمجھیں جو رب تعالی کی طرف سے تکمیل انسانیت کے بعد سب سے افضل دین کے ماننے والے سب سے افضل و اعلیٰ انسان ہیں بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ خالقِ کائنات نے اِنسان کو اپنی سب سے عظیم تخلیق قرار دیا ہے جس کو بنانے کے بعد میرے اللہ رب العزت نے ساری کائنات بنائی ہے اِس کے سامنے ہر اِنسان.برابر ہے مگر افسوس ہے کہ آج تمہارے اور دنیاکے دیگر ادیان کے نزدیک اِنسان کی تعریف ہمارے جذبہ ایمانی سے مختلف ہے وہ اِنسان کو وہ مقام اور درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں جو مقام اور مرتبہ ہم مسلمانوں کے نزدیک ہے دیگر ادیان کی اِسی ضد اور

اختلاف نے آج انسان کو انسان کے خون کا پیاسہ بنا دیا ہے اِس کے اِس تیور کی وجہ سے ہمیں یہ ڈر کھائے جا رہا ہے کہ اگر امریکا، اسرائیل اور یورپ نے اپنی اِس روش کو نہ بدلا تو کہیں آنے والے دنوں میں ایسا نہ ہو جائے کہ امریکا، اسرائیل، یورپ اور دیگر ادیان کے طاقتور اِنسانوں کا پسندیدہ مشروب اُمت مسلمہ کے اِنسانوں کا خون نہ بن جائے اور کمزور اور اکائیوں میں بٹا اِنسان طاقتور اور خونخوار اِنسانوں کے لئے اِس کے مشروب کا حصہ ثابت ہو جائے حضرت شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ " اگر تجھے دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہے تو تُو اِس قابل نہیں کہ تجھے اِنسان کہا جائے " اور دانا کہتے ہیں کہ خدا کے ساتھ محبت کا دعویٰ اُس وقت تک غلط رہتا ہے کہ جب تک آپ انسانوں کے ساتھ محبت کو اہم نہیں سمجھتے۔ یقیناً اِنسان کی شرافت اور قابلیت اِس کے لباس سے نہیں بلکہ اِس کے بہترین کردار اور فعل و گفتار سے ہوتی ہے اور پھر جب ہماری اِس فکر نے امکان سے نکل کر اِمکانات کی شکل اختیار کر لی تو ایک عرصے سے ہم میں اِنسان کی کوئی ایسی نئی تعریف دریافت کرنے کی جستجو اور بڑھ گئی جو دیگر ادیان کے پیروکاروں کے لئے قبل قبول ہو اور جس سے آج کے اِس خونی دور کے انسان پر اِنسان کی اصل حائق آشکار ہو جائیں اور اِسے یہ معلوم ہو جائے کہ اِنسان کو اِنسان کے لئے کیوں قابل احترام بنایا گیا ہے اور ہر اِنسان دوسرے اِنسان کے لئے کتنا اہم ہے مگر ہمیں ایسی کوئی تعریف نہیں مل پائی جو ہمیں مطمئن کر دیتی کہ اِنسان کیوں کر بنا اور آج کے اِس پُر آشوب دور میں انسان کی

صحیح تعریف کیا ہے۔۔؟ جس سے ہمارے بے قرار دل کو سکون مل جاتااور ہم دنیا کے دیگر ادیان کے ماننے والوں کو یہ بتادیتے کہ اِنسان کیا ہے جس کے یہ خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں بالآخر ہماری یہ جستجو ایک روز رنگ لے ہی آئی اور ہم اِنسان کی مختصر مگر کسی حد تک جامع تعریف ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو گئے جب ہم اِس نتیجے پر پہنچے کہ "اِس روئے زمین پر بہت زیادہ لوگ اور بہت کم اِنسان بستے ہیں" پھر ہمیں یہ احساس بھی ہواکہ ہمیں اصل میں اُن لوگوں کو ہی یہ بتانا ہے جو بہت زیادہ ہیں مگر انسان نہیں بلکہ لوگ ہیں یعنی ہمیں اِن لوگوں کو اِنسان کی مثبت تعریف بتا کر بہت کم اِنسان کی تعداد کو بڑھانا ہے تو ایسے میں ہمیں اِنسان کی ایسی بہت سی تعریفیں نظر آئیں جن کو یہاں ہم بیان کر رہے ہیں "آج دنیا میں سب سے بڑا اِنسان وہ ہے جس نے بلا رنگ و نسل مذہب و سرحد زبان و تہذیب خالصتاً اِنسانیت کی خدمت کی ہو اِس جذبے سے مزین انسان کا درحقیقت اِنسان بن جانا اِنسانیت کے لئے اِنسان کی فتح ہے اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تمہیں زندگی سے محبت ہے تو بس تم پر لازم ہے کہ تم انسانیت سے محبت کرو" ممکن ہے کہ آپ ہماری اِس بات سے متفق نہ ہوں مگر ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کوئی ضروری نہیں کہ آپ ہماری پیش کردہ اِن باتوں سے متفق ہوں۔

مگر ہم اہلِ یورپ بالخصوص امریکا، اسرائیل یورپ اور اُن ممالک کے لوگوں سے

یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ترقی کے بہت سے دعوی اپنی جگہہ ٹھیک ہوں مگر اِن ممالک کے رہنے والے اپنی مفاد پرستی اور موقع پرستی کے خود سے باہر نکلیں اور ضروری ہے کہ بحثیت اِنسان آپ کا رشتہ صرف خون کے رشتوں تک محدود نہ ہو اور آپ کا سانس جب تک آپ کے وجود میں قید رہے اور آپ خود کو ایک جیتا جاگتا اِنسان تصور کریں تو آپ پر لازمی ہے کہ آپ حقیقی معنوں میں رنگ و نسل، مذہب و سرحد اور زبان و تہذیب سے بالاتر ہو کر ایک ذی شعور انسان کی طرح انسانیت کی خدمت کریں اور وہ بھی بے لوث انسانیت کی معراج سمجھ کرتے رہیں۔

اَب ایسے میں آج افسوس کا مقام یہ ہے کہ دینِ اِسلام کے ماننے والوں کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی ادیان ہیں اور جو اپنے طور طریقوں اور اصولوں پر اپنے معاشرے اور تہذیبیں قائم کئے ہوئے ہیں اُن کے نزدیک اِنسان کی قدر کیڑے مکوڑوں سے بھی حقیر ہے وہ اپنے یہاں بظاہر تو کیڑے مکوڑوں کی زندگیوں کا تحفظ اور اِن کی بقا کا سامان مہیا کرتے تو بہت کرتے نظر آتے ہیں مگر درحقیقت آج یہی اپنے یہاں اِنسان کو جتنا نقصان پہنچانے اور اِس کی تباہی کے جتنے راستے تلاش کرنے میں متحرک ہیں اِس کی ایک مثال امریکا، یورپ ،اسرائیل اور اِن جیسے بہت سے ممالک میں بھی نظر آتی ہے جو دنیا میں اپنے بلیک واٹر کے دہشت گردوں ، خفیہ ایجنسیوں اور آدم خور قاتلوں کے ذریعے پہلے

خود دہشت گردی کروا رہے ہیں اور پھر اِن دہشت گردوں کے خلاف اُٹھنے والوں کو دہشت گرد گردان کر اِن پر اپنے جدید اور مہلک ہتھیاروں کا استعمال کر کے دنیا بالخصوص مسلم اُمہ پر اپنی بادشاہت کے قیام کا خواب دیکھ رہے ہیں اِن لوگوں سے متعلق مارکس نے کہا ہے کہ " بیل کی کھال والا انسان ہی غریب انسانوں کے مصائب سے بے پرواہو سکتا ہے اور صرف اپنی کھال کی فکر میں زندگی گزار سکتا ہے لیکن میرے جیسا حساس انسان اِنسانیت کی مسلسل چیخیں سُن کر خاموش نہیں بیٹھ سکتا"یعنی آج دنیا میں امریکا اور اسرائیل میں رہنے والا ہجوم جو خود کو انسان اور تہذیب یافتہ انسان کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے دراصل یہی انسانوں کے خول میں بند وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا اولین مقصد دنیا میں اسلام کے ماننے اور حقیقی امن کے متلاشی انسانوں کا خاتمہ کرنا رہ گیا ہے اِن مسلم دشمن قوتوں کے نزدیک مسلمانوں سے دوستی اور انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے۔

اور اَب ایسے میں ہم ایک بار پھر اپنی اِس بات کو دھرائیں گے کہ اگر امریکا، یورپ اور اسرائیل جیسے ممالک نے انسانیت اور بالخصوص اُمت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کے لئے ایٹمی ہتھیاروں اور جدید جنگی سامان بنانے اور اِنہیں دنیا بھر میں اپنی داداگیری قائم کرنے کے لئے استعمال کرنے کی روش نہ بدلی تو یہ امکان ضرور امکانات میں بدل جائے گا کہ دنیا کی کمزور طاقتیں بھی اپنی

بقاو سالمیت کے خاطر اکٹھا ہو کر ان ممالک کو ضرور سبق سکھانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوں گیں،اور یہ امریکا، یورپ اور اسرائیل جیسی خونخوار طاقتوں کو اِنسانیت کی قدر کرنا سکھادیں گیں اور بتادیں گیں کہ یہ بھی انسان ہیں۔

13ستمبر کی ہڑتال

ستمبر کی ہڑتال ...! تباہ حال ملکی معیشت ، قوم کا شکوہ اور حکومت کا جوابِ شکوہ 13
...!!

ستمبر کو ہڑتال کرنے والی ہماری محب وطن سیاسی جماعتیں جو اپنی کسی بھی وجہ سے 13 تباہ حال ملکی معیشت کو سہارا نہیں دے سکتی ہیں تو کم از کم وہ ایسا بھی تو نہ کریں کہ جس سے دگرگوں ہوتی ہماری ملکی معیشت مزید تنزلی کا شکار ہو جائے 13 ستمبر کو ہڑتال کرنے والے جہاں بلدیاتی نظام کی مخالفت کر رہے ہیں تو وہیں یہ جمہوری نظام کو بھی سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں یوں 13 ستمبر کی ہڑتال کرنے والی ہماری ملکی سیاسی جماعتوں کو ہڑتال کی کال دینے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا چاہئے تھا کہ یہ ہڑتال کیوں اور کس لئے کر رہی ہیں ...؟کیااِن کی ہڑتال سے وہ مسئلہ حل ہو جائے گا جس کے لئے اِنہوں نے ہڑتال کا راستہ چنا ہے..؟اور کیا اِس طرح یہ ملک میں امن و امان کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ نہیں بڑھ جائے گا..؟ اور اِس کے ساتھ ہی اِنہیں یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے تھا کہ جو قومیں مہذب ہوتی ہیں اور اُن اقوام میں حکومت یا حکمرانوں سے جب کسی بھی معاملے میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ قومیں فوراً تشدد کی راہ پر نہیں چل پڑتی ہیں پہلے یہ اپنی کوئی بھی بات حکمرانوں کے سامنے پیش کرنے

اور اِسے منوانے کے لئے امن اور سکون کے ساتھ جمہوری روایات کی پاسداری کرتے ہوئے جمہوری طریقے اختیار کرتی ہیں اور جب اِس سے بھی کوئی بات نہیں بنتی ہے تو پھر سوچتی ہیں کہ اَب کیا کریں..؟ یا ہڑتال اور جوابِ ہڑتال کا راستہ اختیار کریں اور حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں یا خود گھٹنے ٹیک دیں..؟

ایسے میں ہم اپنے پڑھنے والوں اور بالخصوص سیاست کے طالبعلموں کو یہ بتاتے چلیں کہ اردو لغت کی رو سے لفظ ہڑتال (ہَڑ۔تال) جو بظاہر } ہ۔ا۔ مونث) ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے اور مونث ہے مگر درحقیقت یہ لفظ جو ہڑتال ہے، ہٹ تال (ہٹ۔تال) } ہ۔ا۔ مونث) سے بنا ہے اور ہٹ تال بھی ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے اور مونث ہے اِس کے معنی ہٹ (بازار) تالی (قفل) دکان میں قفل لگانا، بازار بند کرنا، کام چھوڑ دینا کے ہیں یوں لفظ ہڑتال ہٹ تال سے نکلا ہے اوراِس طرح صدیوں سے لفظ ہڑتال سیاست کا حصہ بن گیا ہے اور آج دنیا بھر میں احتجاج کرنے والوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر ملکی معیشت کا ستیاناس کرنے اور حکمران الوقت کو بلیک میل کرنے کا بھی ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔

ہماری اِس بات سے آپ بھی یقینا متفق ہوں گے کہ چھوٹے لوگ جو خواہ کسی بھی لحاظ سے اِس زمرے میں آتے ہوں یہ لوگ شخصیات پر بحث کرتے ہیں جبکہ بڑے لوگ

جو زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں اگر یہ سماجی، اخلاقی، دینی اور سیاسی حوالے سے بڑے ہیں تو ایسے لوگ نظریات پر بحث کرتے ہیں یقیناً آپ ہمارا کہنے کا مقصد سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم کیا کہنا چاہ رہے ہیں تو پھر ہم یہاں ہربرٹ سپنسر کا ایک ایسا قول تحریر کرنا چاہیں گے جو ہماری بات کو مزید واضح کردے گا ہربرٹ سپنسر کا کہنا ہے کہ "اپنے سے مختلف خیالات رکھنے والے کو خوشگوار انداز کے ساتھ دلائل سے قائل کرو نہ کہ زور اور شور سے" یعنی جب ہمیں یہ محسوس ہو جائے کہ کوئی ہم سے مختلف خیالات رکھتا ہے تو اِسے اپنا ہم خیال بنانے کے لئے ہم پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ ہم اِسے خوشگوار انداز سے قائل کریں اور قائل کرنے کے لئے ایسے دلائل کا سہارا لیں جو آسانی سے اِس کی سمجھ میں آجائے اور یہ ہمارا ہم خیال بن جائے نہ کہ ہم زور اور شور کا مظاہرہ کریں اِس طرح نہ صرف ہم اپنے اُوپر بھی تشدد کریں گے بلکہ اپنے اِس رویئے سے ہم اپنا موقف بھی خود ہی کمزور کردیں گے۔

آج جب ایم کیو ایم اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان بلدیاتی آرڈیننس کے حوالے سے ایک طویل عرصے تک جاری رہنے والے باہمی مشاورتی عمل کے بعد بلدیاتی آرڈیننس کا نفاذ عمل میں لایا گیا تو اِس بلدیاتی آرڈیننس پر قوم پرست جماعتوں سمیت ملک کی بیشتر بڑی چھوٹی سیاسی پارٹیوں نے بھی اپنے تحفظات کا کھل کر اظہار کرتے ہوئے اِسے صوبے کی تقسیم کی سازش قرار دیا اور اِنتہائی

مختصر ترین عرصے ہیں اِن تمام جماعتوں نے مل کر اِس بلدیاتی آرڈیننس کے خلاف اپنے اپنے پلیٹ فارم سے ایسا منفی پروپیگنڈہ کیا کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کے اِس آرڈیننس کی مخالف جماعتوں نے حکومت پر اپنا پریشر بڑھانے کے لئے 13 ستمبر کو ہڑتال کی کال دے دی اور جب آپ یہ کالم پڑھ رہے ہوں گے تو جماعت اسلامی، مہاجر قومی موومنٹ، اے این پی، فنکشنل لیگ اور جسقم سمیت دیگر جماعتیں جو اپنے تئیں بلدیاتی آرڈیننس کو متنازع تصور کرنے میں پیش پیش ہیں اپنے اِس نظریئے کے پرچار کرنے کے خاطر بلدیاتی آرڈیننس کے خلاف پہیہ جام ہڑتال کرنے میں مصروفِ عمل ہیں جبکہ جس بلدیاتی آرڈیننس کے خلاف ہماری بہت سی سیاسی جماعتیں ہڑتال کرنے میں کمر بستہ ہے اِسی بلدیاتی آرڈیننس سے متعلق حکمران جماعت پاکستان پیپلزپارٹی اور اِس کی اتحادی جماعت پاکستان متحدہ قومی موومنٹ نے سندھ میں بلدیاتی نظام کے نفاذ کو جمہوریت کی روح قرار دیتے ہوئے اپنے اِس بھرپور موقف کا اظہار کیا ہے کہ جہاں اِس بلدیاتی نظام کے ذریعے سندھ کے عوام کے بنیادی مسائل حل ہوں گے تو وہیں یہ سسٹم امن و خوشحالی، ترقی اور جمہوریت کے استحکام کے لئے بھی معاون اور مددگار ثابت ہوگا اِس لحاظ سے اِنھوں نے بلدیاتی آرڈیننس کو عوام کے لئے ایک بڑا تحفہ بھی قرار دیا ہے مگر اِس کے باوجود بھی ہماری کچھ سیاسی جماعتیں اِس بلدیاتی آرڈیننس کی مخالفت میں دبلی ہوئی جارہی ہیں اِنہیں اپنے قول و فعل کا خود محاسبہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنے اِس عمل سے اپنی سیاسی ساکھ پر کیا اثر مرتب

کر رہی ہیں اور اَب جاتے ہوئے ہم ایک بار پھر یہ کہیں گے کہ اگر اِس بلدیاتی آرڈیننس سے کسی صوبے اور شہر کو فائدہ پہنچتا ہے تو اِس پر کسی کو اپنے تئیں تحفظات کو جنم دے کر اِس معاملے پر ہڑتال کرنے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا ہے بقول شاعر :

ہر ایک شخص کے لب پر سوال ہے کہ رئیس
نظامِ تازہ میں اقبال کی جگہہ کیا ہے
نظامِ تازہ میں اقبال کا اثر ہے یہی
کہ قوم شکوہ، حکومت جوابِ شکوہ ہے

اور اِسی کے ساتھ ہی ہمیں جاتے جاتے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری ملکی سیاسی جماعتوں نے ایک ذرا سے مسئلے کو بتنگڑ بنا کر ہڑتال کا راستہ ڈھونڈ نکالا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہماری یہ سیاسی جماعتیں حکومت کو اور حکومت اِن سیاسی جماعتوں کے کرتوتوں پر اِنہیں برا بھلا کہتی .. تیرا ستمبر کی ہڑتال میں شامل جماعتیں ہڑتال کے علاوہ اور کوئی بھی ایسا جمہوری اور مناسب راستہ اختیار کر لیتیں کہ اِنہیں جس میں عوام کی بھی بھرپور حمایت حاصل ہوتی اور ان کی بات بھی مان لی جاتی ... بہر حال ... !! ہم یہاں ہڑتال میں شامل جماعتوں پر دوٹوک الفاظ میں یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا تعلق نہ تو حکمران جماعت سے ہے اور نہ ہی اِس کی اُس اتحادی جماعت

سے جس کے اشتراک اور باہمی مشاورت کے بعد حکومت نے بلدیاتی آرڈیننس کا اعلان کیا ہے اگر کسی کو ہماری کوئی بات بری لگی ہو تو ہمیں یہ سمجھ کر معاف کر دے کہ یہ ایک محب وطن پاکستانی کے خیالات ہیں۔

زندگی سسکتی رہی آگ اُسے بھسم کرتی رہی

کب تک اداروں کی کرپشن اِسی طرح اِنسانوں کو حادثات میں جھونکتی رہے گی...؟
جہاں نائن الیون 2012 کو پاکستان سمیت دنیاکے دیگر ممالک کے حکمران گیارہ ستمبر 2000 کوامریکامیں پیش آنے والے واقعہ پر امریکیوں کے ساتھ مل کراِن کے غم کی یاد بنارہے تھے اور امریکی انتظامیہ کی خوشنودی کے خاطر اپنے اپنے غمزدہ پیغامات امریکا پہنچانے کی جلدی میں لگے پڑے تھے تواُسی روزدنیا اپنے معاملات زندگی چلانے میں بھی مصروف تھی جب لاہور میں جوتے بنانے والی ایک فیکٹری میں آتش زدگی کا واقعہ رونماہواجس کے نتیجے میں کئی محنت کش شہیداور بہت سے زخمی ہوئے ابھی قوم اِس سانحہ سے سنبھال بھی نہ پائی تھی کہ سانحہ بلدیہ ٹاؤن کراچی رونماہوگیابلدیہ ٹاؤن کراچی کی ایک فیکٹری میں آگ لگنے کی دوسری اطلاع سامنے آگئی جس کے نتیجے میں 300زائداِنسان لقمہ اجل بن گئے جبکہ آج اپنے تئیں اِس سانحہ کو پاکستانی قوم اپنا قومی سانحہ قرار دے کر غمزدہ ہے اور پوری قوم اِس سانحے میں شہیداور زخمی ہوجانے والوں کے لواحقین کے ساتھ اِن کے غم میں برابر کی شریک ہے یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ اِس واقعہ کے بعد ملک کی محب وطن پاکستان مسلم لیگ (ن)، عوامی نیشنل پارٹی،

جماعت اسلامی اور پاکستان تحریک انصاف دیگر سیاسی جماعتوں نے قوم پرست جماعتوں کی جانب سے بلدیاتی آرڈیننس کے خلاف تیرہ ستمبر کی سندھ میں ہونے والی ہڑتال سے علیحدگی کا اظہار کرکے قومی یکجہتی کا ثبوت دیا جو کہ ایک اچھا اور مثبت اقدام ہے بیشک آج سانحہ بلدیہ ٹاؤن پر ساری پاکستانی قوم غمزدہ ہے اور حکمرانوں سے پُرزور اپیل کررہی ہے کہ اِس سانحہ کی صاف وشفاف تحقیقات کی جائے اور اِس واقع میں ملوث ذمہ داراں کو عبرت ناک سزادی جائے۔

گزشتہ منگل کو جب سانحہ بلدیہ ٹاؤن کی شکل میں پاکستان میں نائن الیون کا واقعہ رونماہوا تو اِس روز پاکستان کے سب سے بڑے صنعتی و تجارتی شہر کراچی جسے معیشت کا حب بھی کہا جاتا اِس شہر کے علاقے بلدیہ ٹاؤن میں واقع علی انٹرپرائز نامی گارمنٹس کی فیکٹری میں بھی مشینیں اپنے چلانے والے کاریگروں کے اشاروں پر شور مچارہی تھیں اور اِن مشینوں کو چلانے والے ماہر کاریگر اِس جوش اور جذبے سے اِن مشینوں کو چلا کر اپنی صلاحیت دکھا کر فیکٹری مالکان کو اِن کی جیبیں بھرنے کے لئے پروڈکشن دے رہے تھے اور خوش تھے کہ جب شام ہوگی تو اِنہیں گزشتہ ماہ کی تنخواہ ملے گی ابھی شام ہونے میں دیر تھی اور اِن کو تنخواہ کی وصولی کی خوشیاں ملنے ہی والی تھی کہ اِن مشینوں کو چلانے والے ایک کاریگر کی موبائل کی گھنٹی بجی اِس نے جب کال ریسیو کی یہ اِس کی بیوی کی کال تھی وہ کہہ رہی تھی کہ "آجی سُنیں آج تنخواہ لے کر ذرا جلدی

گھر آئے گا...!! آپ کو یاد ہے ناں کہ آج اپنے منے کی تیسری سالگرہ ہے..! لیں اِس سے بھی بات کرلیں دیکھیں یہ کیا فرمائش کر رہا ہے... ؟جب ایک تین سالہ بچے نے اپنے ابو سے اپنی معصوم زبان سے فرمائش کی" ابو...ابو..ابو آج میری سالگرہ ہے..آپ شام میں جلدی گھر آنا...اور میرے لئے سالگرہ کا کیک اور کھلونے بھی لانا...میں آپ کا انتظار کر رہاہوں آپ نے کہا تھاناں کہ ہم شام کا کھانہ باہر کھائیں گے...اور اِس کے بعد آگ کے شعلوں نے فیکٹری پر قیامت صغری برپا کردی ہر طرف آگ کے شعلے تھے اور اِنسانوں کی چیخ وپکار تھی اِن چیخ و پکار میں موبائل پر اپنی معصوم فرمائشیں کرنے والے تین سالہ بچے کے ابو کی آواز بھی شامل تھیں جو اِن میں گم ہو کر رہ گئی تھی مگر زندگی سسکتی رہی مگر آگ کے بے رحم شعلوں نے اِسے بھسم کردیا۔

اُدھر شام ڈھلے سے رات گئے تک تین سالہ معصوم بچہ اپنے ابو کی آمد اور اپنی سالگرہ کا کیک کاٹنے اور کھلونے لینے کا انتظار کرتے کرتے سو گیا اِس کے ابو آج تین دن روز گزر جانے کے بعد بھی گھر نہ آسکے مگر اِس کے باوجود بھی اِس کی امی اور یہ ابھی تک اِس اُمید پر ہیں کہ اِس کے ابو ضرور گھر آئیں گے اور اِس کی سالگرہ کا کیک اپنے بیٹے کو اپنی گود میں لے کر کاٹیں گے اور اِس کو ڈھیر سارے کھلونے بھی دلائیں گے اور یہ باہر کھانہ بھی کھائیں گے۔مگر ایک وسوسہ ہے کہ جو اندر اندر سر اٹھا کر اِن سے بار بار یہ کہہ رہاہے کہ اِس کے

ابو کی فیکٹری میں لگنے والی آگ اتنی شدید ہے کہ اِس نے فیکٹری میں اِس روز کام کرنے والے کسی بھی محنت کش کی زندگی کو نہیں بخشا ہے300 سے زائد شہید ہونے والے فیکٹری کے محنت کشوں میں اِس معصوم کے ابو بھی شامل ہیں جن کی الم ناک شہادت سے یہ آج یتیم اور اِس کی امی بیوہ ہو گئیں ہیں اگر ایسا ہوگیا تو پھر اِس پہاڑ جیسی زندگی میں اَب اِس کی فرمائشیں پوری کرنے اور اِس کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہیں ہوگا... یہ وہ المیہ ہے جس کا ازالہ کیا ہمارا معاشرہ اور فیکٹری مالکان سمیت ہمارے اداروں کے وہ ذمہ داران کر سکیں گے جنھوں نے اِس فیکٹری کو آگ لگنے یا کسی اور ناگہانی حادثات کی صورت میں سیکورٹی انتظامات کے نہ ہونے کے باوجود سیفٹی سرٹیفکٹ کیوں جاری کئے...؟ اِس الم ناک سانحے سے اِس تین سالہ بچے کو یتیم ،اِس کی ماں کو بیوہ اور اِنہی کی طرح اِس فیکٹری میں کام کرنے والے تین سو سے زائد محنت کشوں کی شہادت کے بعد اِن کی ماؤں کو اپنے بیٹوں کی محبت اور تڑپ میں پاگل ، سیکڑوں بہوں کو اپنے بھائیوں اور بہنوں کے غم سے نڈھال اور سیکڑوں بیوؤں کو بیوہ کرنے کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور کب تک ہمارے ادارے اپنی نااہلی اور کرپشن کی وجہ سے اِسی طرح معصوم اِنسانوں کو حادثات میں جھونک کر قبر کی آغوش اور موت کی وادی میں دھکیلتے رہیں گے۔

اِس الم ناک سانحہ کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج بارہ سال گزر جانے کے

بعد بھی ہماری قوم کو امریکا میں پیش آنے والا سانحہ نائن الیون تو یاد ہے کیا ہمیں نائن الیون 2012 کو بلدیہ ٹاؤن کی علی انٹرپرائز نامی گارمنٹس فیکٹری میں لگنے والی آگ کے نتیجے میں 300 سے زائد انسانوں کی شہادت کا پیش آنے والا سانحہ بھی ہمیں یاد رہے گا جس میں زندگی سسکتی رہی مگر آگ کو ذرا بھی اِس پر رحم نہ آیا اور یہ اُسے بھسم کرتی رہی تین روز تک مسلسل جلنے والی یہ آگ جسے ملکی تاریخ میں لگنے والی سب سے بڑی آگ قرار دیا جارہا ہے جس میں اتنی بڑی تعداد میں اِنسان لقمہ اجل بنے مگر یہ آگ ایسی خطرناک درجے کی آگ تھی کہ جو تین روز تک تین سو سے زائد اِنسانی جانیں لے کر بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی آج تیرہ ستمبر ہے اور صبح کے ساڑھے نو بجے رہے ہیں اِن سطور کے رقم کرنے تک اطلاعات یہ ہیں کہ تین روز گزر جانے کے باوجود بھی علی انٹرپرائز گارمنٹس میں نائن الیون کو لگنے والی آگ ابھی تک اپنا غیض وغضب دیکھارہی ہے فیکٹری میں بچ جانے والے اِنسانوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جلا رہی ہے۔

کیاہمارے حکمران اِس سانحہ کو قومی سانحہ قرار دے کر اِس واقعے کی سنجیدگی سے صاف وشفاف تحقیقات کرائیں گے اور کیا اِس تحقیقاتی رپورٹ کو عوام کے سامنے پیش کرکے اِس کے ذمہ داروں کو بھی عبرت ناک سزا دے کر اِنہیں نشانِ عبرت بنادیں گے اور کیا یہ اِس بات کی بھی ذمہ داری لیں گے کہ آئندہ کراچی اور لاہور سمیت پورے ملک میں ایسے واقعات رونما نہیں ہوں گے اور اُن اداروں

کا ضرور احتساب کیا جائے گا جن کے افسران رشوت کے عوض علی انٹر پرائز گارمنٹس جیسی فیکٹریوں کو جو موت کے بنکر کی شکل میں موجود ہیں اِنہیں سیفٹی سرٹیفکٹ اور پرمنٹ دیتے ہیں۔

اسلام دشمن قوتیں باز آجائیں ورنہ۔۔؟

امریکا پاپی پوپ ٹیری جونز کو اُمت مسلمہ کے حوالے کرے،اسلام دشمن قوتیں باز آجائیں ورنہ۔۔؟

امریکا مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات بھڑکانے والے اپنے گستاخانہ عمل کو بند کردے۔۔۔!!

آج شاتم رسول پاپی پوپ ٹیری جونز ملعون کی اسلام مخالف فلم کے خلاف پاکستان سمیت دنیا بھر میں پُرتشدد احتجاج کا پھیل جانا یہ اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات کا بھر پور عکاس ہے یہاں ہم اُن اسلام دشمن طاقتوں جو خود کو زمین پر سُپر طاقت کہلانے اور مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو ہر لحہ بھڑکانے کے لئے سازشوں میں مصروفِ عمل رہتی ہیں اِن نام نہاد زمینی سُپر طاقتوں سے یہ کہنا چاہیں گے کہ اسلام مخالف فلم کے منظرے عام پر آجانے کے بعد ایسے میں اُمت مسلمہ کے ہر فرد کا اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا مشکل ہوگیاہے اور آج اسلام مخالف فلم کے خلاف جو کوئی اپنی انفرادی یا اجتماعی حثییت سے جوکچھ بھی کررہاہے یہ اِس کا حق ہے اِسے دہشت گردی سے تعبیر کرنے والوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ دہشت گردی اور چیز ہے اور ایسی فلم کے خلاف اپنے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچنے کے بعدپُرتشدد ردِ عمل کا سامنے آنا اور ہے اور اِن اسلام مخالف نام نہاد سُپر طاقتوں کو یہ بھی اپنے ذہنوں میں رکھنا چاہئے کہ دنیا

میں جہاں کہیں بھی اسلام دشمن (امریکا، برطانیہ اور اسرائیل سمیت) طاقتوں کے سفارت خانوں اور اِن کی املاک کو جو بھی نقصان پہنچ رہاہے ضروری نہیں ہے کہ اِنہیں جلانے یا نقصان پہنچانے کے پیچھے طالبان ہی ہوں کسی قسم کا شدید یا ہلکا سا بھی (امریکی ،برطانوی یا اسرائیلی املاک پر ایک پتھر مار کر) اپنا ردِ عمل ہر وہ مسلمان کرے گا جس کے دل میں اللہ اور نبی کریم ﷺ سے ذرا بھی الفت اور دین اسلام سے محبت ہو گی یعنی اللہ اور حضرت محمد ﷺ اور اسلام سے محبت کرنے والے صرف طالبان ہی نہیں ہوتے ہیں سب مسلمان اللہ اور اِس کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور دین اسلام اور اِس کی تعلیمات سے الفت اور محبت کرتے ہیں اور اَب ایسے میں امریکا، برطانیہ اور اسرائیل سمیت دیگر ممالک اپنے ہونے والے نقصانات طالبان کے سر تھونپ دیں اور پھر لیبیا، سعودی عرب، ایران ، یمن، مصر، فلسطین اور بنگلہ دیش سمیت دنیا بھر کے دوسرے اسلامی ممالک جہاں کہیں بھی گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج ہو رہے ہیں اِن میں امریکا، برطانیہ اور اسرائیل اپنی فوجیں اُتار دیں اور پھر ساری دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کریں کہ اِن ممالک میں اسلام مخالف فلم کے خلاف جتنے بھی پُر تشدد مظاہرے اور احتجاج ہوئے ہیں اور اِن مظاہروں اور احتجاجوں کے نتیجے میں ہمارے سفارت خانوں اور ہماری املاک کو جتنا بھی نقصان پہنچاہے اِن سب کے پس پردہ طالبان ملوث ہیں سواَب اِن ممالک میں طالبان کے وجود کے خاتمے کے لئے ہمیں لازم ہے کہ ہم اپنی فورسز کے ذریعے طالبان کا خاتمہ کردیں تو اِس پر

ہم یہ کہیں گے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اگراَب امریکا،برطانیہ اور اسرائیل نے طالبان کی آڑ میں مسلمانوں کو مارنے کا ارادہ کررکھاہے تو اَب ایسا سوچنااور اِس سازش پر عمل کرنااِنہیں بہت مہنگا بھی پڑسکتاہے۔

اَب ایسے میں ہم اِن نام نہاد زمینی سُپر طاقتوں امریکااور برطانیہ سے یہ کہیں گے کہ اِنہوں نے دیدہ و دانستہ طور پر پاپی پوپ شاتم رسول ٹیری جونز ملعون کے ذریعے ایسی اسلام مخالف فلم بنوانے میں اپنااہم کردار اداکیا ہے جس سے مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات بھڑک اُٹھیں ہیں اور عالم اسلام کے مسلمان مشتعل ہو کراِس کے خلاف مظاہرے اور احتجاج کررہے ہیں اسلام مخالف فلم کے منظرے عام پر آجانے کے بعد اِن کی یقیناًاَب یہ منصوبہ بندی ہوگی کہ یہ مسلم اُمہ کو دہشت گرد اور طالبان گردان کر اِس کے خلاف فیصلہ کن کروائی کریں اور دنیا کو صلیبی جنگ میں جھونک کرایک ایسا گھمسان کارن شروع کردیں جس کے بعد ساری دنیاپر اِن کی حکمرانی قائم ہوجائے تو ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسلام دشمن طاقتوں نے مسلم اُمہ کے جذبات بھڑکاکر آنے والے وقتوں میں کسی جدید صلیبی جنگ کی منصوبندی کررکھی ہے تو یہ اِن کی بھول ہوگی جس کا اِنہیں بہت نقصان اُٹھانا ہوگا یہ ٹھیک ہے کہ آج مسلم اُمہ اپنے فروعی اختلافات کی وجہ سے ٹولیوں اور دیگر اشکال میں ضرور بٹی ہوئی نظر آتی ہے مگر یہ بھی ایک مصمم حقیقت ہے کہ جب کبھی اِس کے جذبہ ایمانی پر اِن (امریکا ،

برطانیہ، اسرائیل) جیسا کوئی بھی ضرب لگاتا ہے تو یہ ایک مٹھ ہو کر خود کو ٹھیس پہنچانے والوں کے خلاف ایسے ہی اُٹھ کھڑی ہوتی ہے جیسے کہ یہ آج اسلام کا پرچم اٹھائے نکل پڑی ہے۔

اگرچہ ماضی میں بھی امریکا سمیت دنیا کے اُن ممالک میں جو اسلام سے ہمیشہ خائف اور مسلمانوں سے خوفزدہ رہتے ہیں اِن ممالک میں آزادی اظہارِ رائے کی بنیاد پر مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے گستاخانہ فلم اور اُمت مسلمہ کی مقدس ہستیوں کی گستاخی کرنے کا عمل جاری رہااور گزشتہ کئی سالوں بالخصوص سانحہ نائن الیون کے بعد یہود و ہنود کے کوڑھ زدہ ذہنی پسماندگی اور منفی سوچ اور اُمت مسلمہ سے تعصب اور نفرت کی وجہ سے اِس قسم کے گستاخانہ عمل میں روز آفزوں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے مگر یہاں افسوس ناک بات یہ ہے کہ اُمت مسلمہ ہر مرتبہ بھر احتجاج کرتی ہے اِس کے باوجود بھی اسلام دشمن طاقتوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے اور یہ اپنے اَن اسلام دشمن کوڑھ والی سوچ رکھنے والے لوگوں سے باز پرست تک نہیں کرتی ہیں جن کی وجہ سے مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچایا جاتا ہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ ساری مسلم اُمہ امریکی پاپی پوپ ٹیری جونز کی گستاخانہ فلم کے خلاف امریکا اور اِس جیسے دوسرے ممالک کے خلاف ایک بار پھر

سراپا احتجاج ہے جنھوں نے اِس گستاخانہ فلم بنانے والوں کی معاونت کی ہے اگرچہ ہماری پارلیمنٹ نے بھی امریکی پاپی پوپ ملعون ٹیری جونز کی گستاخانہ فلم کے خلاف متفقہ طور پر قرارداد مذمت منظور کی ہے اور دوسری جانب مسلمہ اُمہ نے بھی امریکا سمیت عالمی برداری سے کہا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضور پُرنور حضرت محمد ﷺ کی شانِ مبارک کی گستاخی پر مبنی فلم سے پاپی پوپ ٹیری جونز ملعون نے اُمت مسلمہ کے مذہبی جذبات کو جس طرح مجروح کیا گیا ہے اِس کا ازالہ صرف اِسی صورت میں ممکن ہے کہ امریکا اپنے اِس شیطان صفت پاپی پوپ ٹیری جونز ملعون کو مسلم اُمہ کے حوالے کردے تاکہ ہم ایسے ملعون کو اپنے اسلامی اصولوں اور قوانین کے مطابق سزادیں جس نے یہ گستاخی کی ہے اور ساتھ ہی مسلم اُمہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر امریکا نے ملعون ٹیری جونز کو ہمارے حوالے کردیا تو ٹھیک ہے تو اِس طرح امریکا سے تعلقات میں بہتری لائی جاسکتی ہے بصورتِ دیگر امریکا سے اُمت مسلمہ کا احتجاج جاری رہے گا۔

آج امریکا کے خلاف مسلم اُمہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہے تو پھر..؟

امریکااور اسرائیل جیسی اسلام دشمن طاقتوں کو لگام دینے کا وقت آگیا ہے...

گستاخانہ فلم بنانے والا سام بیسائل اسرائیلی یہودی ہے جو اپنا سینہ ٹھونک کر کہتا ہے کہ یہ کٹر سیاہ فام امریکی ہے اور اِس کی معاونت کرنے والا وہ پاپی پوپ ٹیری جونز جس نے اُمت مسلمہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے امریکی صدر بارک اُوباما اور اِس کی انتظامیہ کی آشرباد سے مسلم اُمہ کے جذبہ ایمانی کا ٹرائل لینے کی غرض سے یہ گستاخانہ فلم بنائی ہے جس کے منظرِ عام پر آنے کے ساتھ ہی مسلمہ اُمہ ہیں اِس فلم کے بنانے والوں اور اِس کے پسِ پردہ امریکی صدر بارک اوباما اور اِس کی انتظامیہ کے خفیہ ہاتھ کے خلاف پُر تشدد احتجاجی مظاہرے جاری ہیں اَب اِن مظاہروں کا دائرہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں تیزی سے بڑھتا جارہا ہے پچھلے دنوں یہ مظاہرے انڈونیشیا، آسٹریلیا اور سڈنی میں بھی ہوئے جہاں امریکی قونصل خانے کے باہر پولیس اور مظاہرین میں شدید جھڑپیں ہوئیں اطلاعات ہیں کہ جس کے نتیجے میں چھ پولیس افسران زخمی ہوئے جبکہ 8 مظاہرین کو گرفتار کرلیاگیا گستاخانہ فلم کے منظرِ عام پر آتے ہی مسلم اُمہ میں امریکااور اِس فلم کے بنانے والوں کے خلاف جس

طرح پُر تشدد مظاہروں اور احتجاجوں کی صُورت میں نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے اِس پر یورپی یونین نے ہاتھ جوڑ کر عرب اور اسلامی ممالک کے شہریوں سے احتجاج ختم کرنے اور پُرامن رہنے کی اپیل تو ضرور کی ہے مگر افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ امریکی صدر کے حکم پر امریکی پولیس نے آزادی اظہار کا فائدہ دیتے ہوئے ملعون فلمساز کو پولیس اسٹیشن میں سرسری تفتیش کے بعد اِس کی سیکورٹی بڑھانے جیسے اقدامات کرکے واپس بھیج دیااوراِس کے ساتھ ہی سیکورٹی کونسل نے اسلامی ممالک میں جاری احتجاجوں اور مظاہروں میں امریکی اور دیگر سفارتخانوں پر ہونے والے حملوں کو بلاجواز اور قابل مذمت قرار دیاہے اور امریکی صدر بارک اوباماجوآئندہ اپنے اقتدار کی توسیع کا منصوبہ رکھتاہے اِس نے اپنے اقتدار کے بڑھاوے کے خاطر مسلم اُمہ کے پُرتشدد احتجاجوں اور مظاہروں سے نمٹنے کے لئے مسلم ممالک میں امریکی اور نیٹوافواج کو ترنت بھیجنے کا فیصلہ کیاہے تاکہ امریکی افواج کو فری ہینڈ دے کر مسلم ممالک میں اپنے خلاف ہونے والےپُرتشدد مظاہروں اور احتجاجوں کو پوری قوت کے ساتھ جدید ہتھیاروں کے بیدریغ استعمال سے نہ صرف روکاجائے بلکہ امریکی اور دیگر سفارتخانوں کو بھی بچایاجاسکے جس کے لئے امریکی صدر بارک اوبامانے اپنے خصوصی حکم نامے اور دستخط کے ساتھ پینٹاگون کو تیار رہنے کا کہہ دیاہے۔

جبکہ اُدھر ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جانیں قربان دینے کے جذبے سے سرشار یمن اور سوڈان کے جرائتمند مسلمانوں نے امریکی صدر کے اِس دھمکی آمیز حکم جس کہاگیاہے کہ امریکااپنی املاک اور اپنے شہریوں کی حفاظت کے لئے مسلم ممالک میں اپنی فوجیں بھیجے گااِسے اپنے پیروں تلے مسل کرامریکی فوجیوں کی تعیناتی کو بھرپور قوت سے مسترد کردیاہے یہاں ہم بتاتیں چلیں کہ ہم نے اپنے پچھلے کالم میں اِس جانب واضح اشارہ دے دیا تھاکہ امریکااِس گستاخانہ فلم کے منظرِ عام پر آنے کے بعد مسلمانوں کے جذبانی کو تولے گااور جب مسلم اُمہ اِس کے خلاف سراپااحتجاج ہوگی تو یہ اِس کے خلاف اپنی قوت کااستعمال کرے گاجس کے لئے یہ جواز پیش کرے گاکہ مجھے اپنی املاک اور اپنے شہریوں کی حفاظت مقدم ہےاِس لئے یہ میراحق ہے کہ میں اِس کے لئے اُن ممالک میں فوج کشی کروں جہاں میں بہتر سمجھتاہوں اِس کے لئےاِس نے اپنی پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت اپنی فوج پہلے لیبیا، یمن اور سوڈان میں اُتارنے کافیصلہ کرکے اپنی سازش کو عملی جامہ پہنانے کاپروگرام بنارکھاہے یوں ہمارے خیال کے مطابق اِس نے وہ سب کچھ پوراکردیاہے جس جانب ہم پہلے کہہ چکے ہیں مگرہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اِس مرتبہ امریکااوراِس کے چیلے اِس سازش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

کیوں کہ آج مسلم اُمہ اسلام دشمن امریکا جیسی قوت کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی

ہے تو پھر اسے یہ بھی چاہئے کہ یہ امریکا اور اِس جیسی اور دوسری اسلام دشمن طاقتوں کی کسی بھی دھمکی میں نہ آئے اور جب یہ اِن سے ٹکر لینے کا سوچ ہی چکی ہے تو پھر اِس کے خلاف وہ کچھ کر دکھائے جس کا یہ عزم کر چکی ہے اور اَب اِس عزم کے سہارے آگے بڑھے اور اَب اپنے اُٹھتے قدم ایک انچ بھی پیچھے نہ کھسکھائے اَب حقیقی معنوں میں وہ وقت آگیا ہے کہ مسلمان اپنی قوت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے امریکا اور اِس جیسی دوسری اسلام دشمن طاقتوں کو ایسا سبق سکھادیں جو اسلام اور مسلمانوں سے خائف رہتی ہیں اور اگر پھر بھی مسلم اُمہ ابھی امریکا جیسی طاقت کی کسی دھونس دھمکی کی وجہ سے یا کسی مصلحت پسندی کا شکار ہو کر امریکا اور اِس جیسی دوسری نام نہاد زمینی سُپر طاقتوں کے لئے کچھ بھی نہ کر سکی تو کوئی بات نہیں ہے اَب تو ویسے بھی مسلم اُمہ کی ناک میں دم کئے رکھنے والی نام نہاد واحد زمینی سُپر طاقت امریکا جس کا ہمیشہ سے مسلم اُمہ سے متعلق ذہن مفلس اور دل قلاش رہتا ہے اِس کی قوت کا گھمنڈ 2016 میں یقینی طور پر ریزہ ریزہ ہو کر جلد نیست و نابود ہونے والا ہے اور پھر میرا رب جلیل اُمت مسلمہ کی وہ تمام دعائیں جو ایک عرصے سے یہ امریکا کی تباہی کے لئے کرتی رہی ہے امریکا کی خودفریبی پر کھڑا رہنے والا اِس کی طاقت کا شیرازہ بکھیر کر مسلمانوں کی دعاؤں کا ثمر دے دے گا۔

اِس میں کیا راز ہے اے ربِ جلیل
اے حقیقت کے ناظر و نقاش

وہ بنے ہیں جہاں کے اَن داتا
ذہن مفلس ہے جن کا دل قلاش

اُمتِ مسلمہ تو بس یوں ہی بدنام ہے اصل میں تو۔۔۔؟

دنیا کے دہشت گردِ اعظم اوباما، سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز ہیں۔۔۔!!
کیا امریکا جیسے دہشت گرد کا قلع قمع ضروری ہے۔۔؟
آج دنیا میں دہشت گردی کے حوالے سے اُمتِ مُسلمہ تو بس یوں ہی فضول کی بدنام ہے ویسے تو اصل میں دنیا کے دہشت گردِ اعظم امریکا کے ہر دور میں آنے والے صدور ہی رہے ہیں مگر بالخصوص موجودہ حالات میں تو یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ آج کے ہر لحاظ سے سب سے بڑے دہشت گرد اِس کے صدر بارک اوباما سمیت سام بیسائل اور وہ پاپی پوپ ٹیری جونز ہی ہیں جنہوں نے نائن الیون کے بعد ایسے حالات پیدا کردیئے ہیں کہ عیسائیت اور یہودیئت اُمت مسلمہ کے خلاف ہو گئی ہے اور ماہِ رواں کی گیارہ تاریخ یعنی نائن الیون 2012 کو جب امریکی اپنے یہاں پیش آنے والے واقعہ (نائن الیون 2000) کی گیارہویں یاد منا رہے تھے اور اِس واقعہ میں واصل جہنم ہوجانے والے اپنے ہم وطنوں کی چیتا کے مقام پر موم بتیاں جلا رہے تھے تو اِس موقع پر اسرائیلی یہودی اور سیاہ فارم امریکی سام بیسائل نے پاپی پوپ ٹیری جونز کی رہنمائی میں توہین رسالت پر مبنی متنازعہ فلم " انونس آف مسلمز" ریلیز کرکے مسلمہ اُمہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس

پہنچانے کا سامان پیدا کیا اِس طرح شاید اِن دونوں شیطانوں نے یہ سمجھ لیا تھا اِن کے اِس فعلِ شنیع سے امریکیوں کو تسکین ہوگی اور ملتِ اسلامیہ کی زیر اثر ہو جائے گی یوں اِن کی طاقت کا ڈنکا چار سونج اُٹھے گا اور یہ امریکیوں کے ہیروز قرار پائیں گے۔

مگر آج درحقیقت سب اِن کی سوچوں کے برعکس ہو رہا ہے.. جب آج ملت اسلامیہ کی طرح خود امریکا، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی اِس گستاخانہ فلم کے خلاف جاری احتجاجوں اور مظاہروں شدت آتی جارہی ہے اور آج اِس سے انکار ممکن نہیں ہے کہ سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز کی متنازعہ فلم نے مسلمہ اُمہ ہیں امریکا کے خلاف نفرت کا ایک ایسا لاوا بھر دیا ہے کہ جس کے شعلے ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک بھڑک رہے ہیں اور اِن ہیں ہر لمحہ تیزی ہی آتی جارہی ہے یوں آج اُمتِ مسلمہ اِس گستاخانہ فلم سے اپنے جذبہ ایمانی کو پہنچنے والی ضرب سے مشتعل ہے اور اَب کا غصہ دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ یہ اُس تک حالتِ غیض و غضب میں رہے گی جب تک یہ اِس فلم کے بنانے والوں کا قلع قمع نہیں کر دیتی ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج دنیا بھر میں متنازعہ فلم کے ریلیز ہونے کے ساتھ ہی مسلمہ اُمہ کے ہاتھوں امریکی املاک اور سفارت خانوں اور

اِس کے اسٹاف کو جتنا بھی نقصانات پہنچ رہاہے اِس کے ذمہ دار بھی خود امریکا، امریکی صدر، امریکی انتظامیہ، سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز ہی ہیں آج جو ایسی گستاخانہ فلم بنا کر یہ اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں خود ہی جل رہے ہیں کیوں کہ اصل میں چنگاری تو خود امریکیوں کی ہی لگائی ہوئی ہے مسلم اُمہ تو بس اِس کو ہوا دینے کا ایک ذریعہ ہی بن رہی ہے ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز نے جب اپنی یہ متنازعہ فلم بنانے کا ارادہ کیا تو کیا عالم اسلام کو آگ بگولہ بنانے والے اِن دونوں دہشت گردوں کو اِس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اِن کی اِس مذہبی دہشت گردی کے کیا نتائج مرتب ہوں گے...؟ جب مسلمہ اُمہ کا ناقابل برداشت ردِ عمل سامنے آئے گا تو امریکا کا کیا بنے گا..؟ اور جب اِن ناپاک عزائم کے متحمل شیطانوں سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز) کی فلم منظر عام پر آئے گی تو کیا مسلم اُمہ) امریکاکے خلاف جو اِس سے ہو سکے گا اپنا صائب ردِ عمل نہیں کرے گی...؟

اِس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز کی اِس ناپاک کارستانی کے پیچھے یقینا امریکی صدر بارک اوبام اور امریکی انتظامیہ سمیت امریکی خفیہ اداروں کا بھی برابر کا حصہ ہے جس نے فلم بنانے والے دونوں مذہبی دہشت گردوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور اِنہیں اپنے ہر قسم

کے تعاون کا وعدہ کرکے مسلمانوں کی مذہبی جذبات بھڑکانے والی گستاخانہ فلم کو منظرِ عام پر لانے میں مدد کی اَب اگراِن تمام باتوں کو جان لینے کے بعد ملتِ اسلامیہ کا کوئی سخت ردِ عمل سامنے آرہاہے تواِس پر امریکی شیطانوں کو جامے سے باہر نہیں ہونا چاہئے بلکہ صبر اور شکر کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گاڈ سے اپنے ہی ہاتھوں لگائی گئی مذہبی دہشت گردی کی اِس آگ کو ٹھنڈا ہونے کی دعا کرنے کے ساتھ عالمِ اسلام کے مذہبی جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس پر معافی مانگنے اور آئندہ ایسی غلطی نہ دہرانے کی بھی تدبیر کرنی چاہئے اوراِسی کے ساتھ ہی آئندہ مذہب اسلام سمیت دیگر ادیان کی مقدس ہستیوں کی شان عظمت میں گستاخی نہ کرنے کا بھی خود کو پابند بنانا چاہئے۔

آج اُمتِ مسلمہ مشتعل ضرور ہے مگراِس کے ساتھ ہی یہ اپنے جذبانی ایمانی کے تحت جو کچھ بھی کررہی ہے یہ حق بجانب ہے اِس کے کسی بھی ایسے فعل پر انگلی اُٹھانے والے پہلے اپنے گریبانوں میں ضرور جھانک لیں کہ اُنہوں نے جوکچھ بھی کیا ہے کیا وہ ٹھیک ہے..؟آج اگرگستاخانہ فلم بنانے والے اپنی غلطی پر کسی قسم کی ندامت محسوس نہیں کررہے ہیں تو پھر ہم مسلمان اپنے کسی ایسے عمل پر کیسے ندامت محسوس کرسکتے ہیں جو اپنے پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ کی نشان میں گستاخی کرنے والے کو سبق سکھانے کے خاطر ہم کررہے ہیں...؟امریکا جواپنے نام نہاد سُپر طاقت کے غرور میں غرق ہوکر مست ہاتھی بناہواہے اور بالخصوص مسلم اُمہ

پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے اِسے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیۓ کہ اِس کی معیشت کا سارا دار و مدار مسلم اُمہ کی دولت پر قائم ہے آج اگر اُمت مسلمہ اِس کے یہاں سے اپنی ساری دولت نکالے اور اِس سے اپنا اقتصادی اور معاشی رابطہ ختم کرلے تو اِس کی ساری معیشت زمین بوس ہو جائے گی اور اِس کا سارا گھمنڈ خاک میں مل جائے گا اگر امریکا نے ملتِ اسلامیہ کی مقدس ہستیوں کی گستاخی کرنے والی اپنی روش نہ بدلی تو پھر مسلمہ اُمہ کو اِس کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنی اِس منصوبہ بندی پر ضرور عمل کرکے دِکھانا ہوگا اَب بہتری اِسی میں ہے کہ امریکا اپنی حرکتوں سے باز آجائے اور آئندہ اقوام متحدہ اور او آئی سی کے باہمی صلہ و مشورے سے مسلم اُمہ کی مقدس ہستیوں سے متعلق تشکیل پانے والے بین الاقوامی قانون کی پاسداری اور پابندی کا خود کو ذمہ دار ٹھیرائے تو ٹھیک ورنہ اپنے انجام کے لئے تیار ہو جائے۔

یک نہ شُد دو شُد

امریکی گستاخانہ فلم اور فرانسیسی ہفت روزہ کے توہین آمیز خاکے بھی ..!یک نہ شُد دو شُد،

حکومت کا گستاخانہ فلم کے خلاف جمعہ کو عشق رسول ﷺ بنانے اور عام تعطیل کا فیصلہ ... !کتنامذہبی ہے کتناسیاسی ...؟؟

یک نہ شُد دوشُدا بھی ملتِ اسلامیہ گستاخانہ فلم " انونس آف مسلمز" پر ہی سراپااحتجاج ہے کہ پیرس سے اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات کو مزید بھڑکانے کے لئے یہ خبر بھی آگئی ہے کہ ایک فرانسیسی ہفت روزہ چارلی جبیڈو نے پچھلے دِنوں اِس کی تصدیق کردی ہے کہ اِس کے نئے ایڈیشن میں توہین آمیز خاکے شامل کئے گئے ہیں خبر ہے کہ مذکورہ شرانگیز ایڈیشن مارکیٹ میں آگیاہے جس کا بدبخت اور گنہگار ایڈیٹر ایک کارٹونسٹ ہے اِس جہنمی کا کہناہے کہ اِن خاکوں سے اُن لوگوں کو ہی دھچکالگے گاجو دھچکالگنے کے خواہشمند ہوں گے اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس قسم کی مذہبی دہشت گردی میں اسلام دشمن طاقتوں نے حد کردی ہے اُمت مسلمہ کے مذہبی جذبات بھڑکادینے والے سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز کے بعد ہفت روزہ چارلی جبیڈو کا جہنمی ایڈیٹر بھی ملتِ اسلامیہ کے ہاتھوں کسی بھی معافی کا حقدار نہیں ہے جس نے مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو

بھڑکانے کے لئے اپنے ہفت روزہ کے تازہ شمارے میں توہین آمیز خاکے شائع کرکے ملتِ اسلامیہ کو آگ بگولہ بنادیاہے جبکہ یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ حقوقِ انسانی کے علمبردار بننے والے امریکا، برطانیہ اور دیگر ممالک کی طرح فرانسیسی وزیراعظم جین مارک نے بھی اِس ہفت روزہ کے ایڈیٹر کو آزادی اظہار کا نام دیتے ہوئے اِس کے تحفظ کے اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر ہم ملتِ اسلامیہ سے یہ ضرور مطالبہ کریں گے کے یہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچانے کے بجائے اِن گستاخوں کا سر تن سے جدا کرنے کی منصوبہ بندی کریں جو توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج یوٹیوب پر گستاخانہ فلم" انونس آف مسلمز" کی ریلیز ہونے کے بعد اِس گستاخانہ فلم کے خلاف اُمت مسلمہ میں جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اگر اِس پر قابو نہ پایا گیا تو خدشہ ہے کہ یہ آگ امریکا سمیت اُن اسلام دشمن طاقتوں کو کہیں جلا کر راکھ نہ کردے جو آزادی اظہارِ رائے کی آڑ میں گاہے بگاہے مسلم اُمہ کی مقدس ہستیوں کے شان کا مزاق اُڑانے کی غرض سے کبھی گستاخانہ فلم بنالیتے ہیں تو کبھی توہین آمیز خاکے بناکر دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات بھڑکاتی ہیں اوران کا امتحان لیتی ہیں اورانہیں غصے کی حالت میں مبتلا کرکے اِن کا تماشہ دیکھ رہی ہوتی ہیں اَب

اِن کفرانِ اسلام کو مسلم اُمہ کے اِس غیض وغضب سے ضرور سبق لینا چاہیئے اگر ملتِ اسلامیہ نے اپنے جذبات کو بے قابو چھوڑ دیا تو ہو سکتا ہے کہ اِن (اسلام دشمنوں) کو اپنی جانیں بچانے کے لئے زمین کا ایک انچ ٹکڑا بھی نہ ملے۔

اِن ساری باتوں کے پس منظر میں یہاں ہم بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہیں گے کہ اگر اُمتِ مسلم متحد اور منظم ہو کر دو دہائی قبل توہین رسالت ﷺ کے مرتکب شخص سلمان رشدی اور اِس جیسی بنگلہ دیش کی بدبخت اور ناپاک عورت تسلیمہ نسرین کو واصل جہنم کر دیتی تو یقیناً آج کفر کی طاقتوں میں اتنی جرات کبھی پیدا نہ ہوتی آج اِن میں اتنی ہمت پیدا ہو گئی ہے کفر کی طاقتیں یہاں تک پہنچ گئیں ہیں کہ اِنہوں نے گستاخانہ فلم اور توہین آمیز خاکے بنانے شروع کر دیئے ہیں آج ہم اپنے جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس پر اپنے ہی املاک اور جانوں کو جو نقصان پہنچا رہے ہیں اِس سے کفر کی طاقتوں کا کچھ نہیں بگڑ رہا ہے اُلٹا ہم اپنی املاک اور جانوں کا نقصان پہنچا کر کفر کی طاقتوں کی اُس سازش کو تقویت دینے کا ذریعہ بن رہے ہیں جس کے لئے اُس نے اُمتِ مسلمہ کو مشتعل کیا ہے ہم اپنے ہم وطنوں اور اُمتِ مسلمہ سے یہ کہیں گے کہ گستاخانہ فلم ریلیز کرنے اور توہین آمیز خاکے تیار کرنے والوں کا سر تن سے جدا کرنے کی حکمتِ عملی تیار کریں نہ کہ جذبات کے ہاتھوں بہہ کر اپنی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچائیں۔

اِدھر انتہائی حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ہمارے حکمران بھی گستاخانہ فلم پر اپنے مذہبی جذبات قابو میں نہ رکھ سکے جس کا مظاہرہ اِنہوں نے اُس وقت کر دکھایا جب 19 ستمبر کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں پیش کئے جانے والے ایجنڈے کو موخر کرتے ہوئے ہمارے حکمرانوں نے اپنی تمام تر توجہ امریکا میں بنائی جانے والی گستاخانہ فلم" انونسس آف مسلمز" پر مرکوز کر دی اور یو ٹیوب پر اِس فلم کے اجرا کے بعد پاکستان سمیت اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والی اشتعال انگیز صورت حال کا جائزہ لیا اور اِس گستاخانہ فلمسے اُمت مسلمہ میں پائے جانے والے غم و غصے پر گہری تشویش کرتے ہوئے امریکی انتظامیہ سے اپنا بھر پور احتجاج ریکارڈ کرایا اور گستاخانہ فلم بنانے والوں پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے ور اِس گستاخانہ فلم کے خلاف جمعہ کو ملک بھر میں یوم عشقِ رسول ﷺ بنانے اور عام تعطیل کا بھی اعلان کیا (اگرچہ اِس میں سیاسی مقاصد زیادہ مگر مذہبی عنصر بھی کہیں کہیں ضرور موجود ہے) جو اِس بات کا غماز ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی بھی اِس گستاخانہ فلم سے دل آزاری ہوئی ہے اَب حکومت کے اِس فیصلے کے آ جانے کے بعد ہمارے میڈیا کو اپنے حکمرانوں کی شان میں ضرور ملے جلے (سیاسی اور مذہبی) قصیدے پڑھنے چاہئے جو کل تک یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے حکمران جو اُس ملک کے حکمران ہیں جس کی اساس اسلام ہے اِنہوں نے خالصتاً ایک مسلم ریاست کے حکمران ہونے کے

باوجود گستاخانہ فلم کے خلاف عالمی سطح پر کوئی آواز بلند نہیں کی ہے اور اِب جبکہ بحثیت ایک مسلم ریاست کے حکمران ہونے کے ناطے ہمارے وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے اپنی کابینہ کے اجلاس میں گستاخانہ فلم بنانے والوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ ایسی ناپاک جسارت کرنے والوں کو باز رکھنے اور اِن کا قلع قمع کرنے کے خاطر اُمت مسلمہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے جمعہ کو ملک بھر میں پُرامن طریقے سے یوم عشق رسول ﷺ بنانے اور عام تعطیل کا اعلان کردیا ہے جو کہ کسی حد تک ایک قابل تعریف اقدام کہا جاسکتا ہے۔

اَب اِس موقع پر ہمیں اپنے جذبات کو ہر حال میں قابو میں رکھ کر اسلام اور مسلمان دشمن طاقتوں کو ایسا سبق سِکھانا ہے کہ جس سے اِن کے کلیجوں پر سانپ لوٹ جائے اور اِن کی اُمتِ مسلمہ کو مشتعل کرکے تماشہ دیکھنے والی سازش دم توڑ جائے جس کے لئے ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ ہم پُرامن رہ کر اپنا احتجاج اُس وقت تک جاری رکھیں جب تک کفر کی طاقتوں کو اِس بات کا احساس نہ ہوجائے کہ اِنہوں نے ملتِ اسلامیہ کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کے بڑی غلطی کی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی جو اُمتِ مسلمہ ہے اِس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ یہ 56 اسلامی ممالک پر مشتمل خواب خرگوش میں پڑی رہنے والی اُوآئی سی کی تنظیم کے مردہ ضمیر کو بھی جھنجھوڑے اور اِسے مجبور کرے کے یہ اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر عالمی سطح پر ایسے افراد کو لگام دینے کے لئے ایسے قوانین بنائے جو اُمتِ

مسلمہ کی مقدس ہستیوں کی گستاخی کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عالم اسلام کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اَب یہ وقت آگیا ہے کہ اُو آئی سی اِس قسم کی سازش کرنے والوں کو قلع قمع کرنے کے لئے کچھ کر دکھائے تاکہ پھر کوئی مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات بھڑکانے کی سازش نہ کرسکے۔

ہڑتال اور 21 ستمبر کا یومِ عشق رسول ﷺ، امریکی گستاخانہ فلم اور توہین آمیز خاکے

حکومت کا یومِ عشق رسول ﷺ اور عام تعطیل کا اعلان... ! کتنا مذہبی رہا اور کتنا سیاسی... ؟؟

21 ستمبر کو حکومت کی جانب سے یومِ عشق رسول ﷺ منایا گیا تو وہیں پاکستان کے ساڑھے اٹھارہ کڑور عاشقانِ رسول ﷺ کی طرف سے گستاخانہ فلم اور خاکوں کے خلاف ملک گیر احتجاج کی شکل میں ہڑتال کی گئی اوراِس روز حکومت کی طرف سے عام تعطیل کا نوٹیفکیشن بھی جاری کیا گیا وزیراعظم نے اِس دن کی مناسبت سے عشقِ رسول ﷺ کانفرنس سے خطاب کیا جبکہ اِس موقع پر ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوئے اور ریلیاں نکالی گئیں اور پوری پاکستانی قوم نے توہین آمیز فلم اور خاکوں کے خلاف اپنے شدید غم وغصے اور ناراضگی کا بھرپور اظہار کیا اِس روز کسی بڑے حادثے کے خدشے کے پیشِ نظر حکومت نے 20اور21 ستمبر کی درمیانی رات سے ملک کے بڑے شہروں اور بیشتر علاقوں میں موبائل فون سروسز شام چھ بجے تک بند کردیں جس سے صارفین فون کو پریشانی کا سامنہ رہا اِس طرح 21 ستمبر کو پاکستان میں منائے جانے والے یومِ عشق رسول ﷺ اور مذہبی جماعتوں کی جانب سے دی گئی ہڑتال کی کال پر ملک بھر میں (اسلام آباد کے ریڈزون سمیت) اہم مقامات اور شاہراہوں پر قائم بالخصوص امریکی و برطانیہ اور فرانسیسی سفارت خانوں کی

حفاظت کے خاطر سخت ترین سیکورٹی کے انتظامات کئے گئے تھے جس پر امریکی صدر بارک اُوباما اور امریکی انتظامیہ نے حکومت پاکستان کا خصوصی شکریہ ادا کیا (جس پر ہمارے حکمران پھولے نہیں سمارہے ہیں اور ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرکے جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ چلو ہمارے پانچ سال اور پکے ہوگئے ہیں) مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اِس فلم کو منانے والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اَب اِس پر پاکستان سمیت اُمت مسلمہ گستاخانہ فلم اور خاکوں پر چاہئے جتنا بھی احتجاج کیوں نہ کرلے مگر ہم ایسی فلم اور خاکے بنانے اپنے مایہ ناز شہریوں کو حقوق انسانی اور آزادی اظہار رائے کی بنیاد پر اِن کو تحفظ فراہم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں اِس پر امریکا سمیت دنیا بھر میں اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات بھڑکاکے مذہبی دہشت گردی کو اُبھارنے والے مغرب کے انتشار پھیلانے والے ممالک کو اپنے رویوں کا احتساب کرنا چاہئے کہ وہ ملتِ اسلامیہ کی دل و جان اور اولاد سے بڑھ کر قابلِ احترام اور چاہی جانے والی مقدس ہستیوں کی شان میں اپنی گستاخانہ حرکتوں کو بند کردے ورنہ اُمتِ مسلمہ کا غم و غصہ امریکا سمیت اُن تمام اسلام دشمن قوتوں کو اُس طرح جلاکر بھسم کردے گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتیں ہیں لہذا امریکا بدبخت سمیت تمام کفر کی قوتوں کو اپنی غلطی کو تسلیم کرلینا چاہئے اور اِس غلطی کے مرتکب عناصر کو خود سزادیں یا اِنہیں سزا دینے کے لئے اُمتِ مسلمہ کے حوالے کردیں اِن کے اِس عمل سے امریکا سمیت دیگر ممالک کے ملتِ اسلامیہ سے تعلقات

مزید مضبوط ہوں گے اور امریکا کو مسلم اُمہ کے قریب آنے کا بھی موقع ملے گا اور اِس کے اِس عمل سے اُمتِ مسلمہ سے متعلق اِس کے دماغ کی رگوں میں جو خناس گھسا بیٹھا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا جب اِسے یہ معلوم ہو گا کہ ملتِ اسلامیہ تو دہشت گرد نہیں ہے بلکہ دنیا میں دہشت گردی پھیلانے والے اِس کے اپنے ہی شر پسند شہری ہیں جو اسرائیلی یہودیوں کے ساتھ مل کر دہشت گردی کو ہوا دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے آلہ کار بن کر دنیا کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور جب ملتِ اسلامیہ اپنے دفاع میں اُٹھ کھڑی ہوتی ہے وہ اُسے دہشت گرد گردانتے ہیں۔

ایک طرف عالم اسلام کفر کی طاقتوں کی طرف سے " انونسس آف مسلمز" نامی بنائی جانے والی گستاخانہ فلم کے خلاف سراپا احتجاج ہے تو اُدھر یک نہ شُد دو شُد پیرس سے اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات کو مزید بھڑکانے کے لئے یہ خبر بھی آ گئی ہے کہ ایک فرانسیسی ہفت روزہ چارلی جیبڈو نے پچھلے دِنوں اِس کی تصدیق کر دی ہے کہ اِس کے نئے ایڈیشن میں توہین آمیز خاکے شامل کئے گئے ہیں خبر ہے کہ مذکورہ شرانگیز ایڈیشن مارکیٹ میں آگیا ہے جس کا بدبخت اور گنہگار ایڈیٹر ایک کارٹونسٹ ہے اِس جہنمی کا کہنا ہے کہ اِن خاکوں سے اُن لوگوں کو ہی دھچکا لگے گا جو دھچکا لگنے کے خواہشمند ہوں گے اِس موقع پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس قسم کی مذہبی دہشت گردی میں اسلام دشمن طاقتوں نے حد کر دی ہے اُمت مسلمہ کے

مذہبی جذبات بھڑکا دینے والے سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز کے بعد ہفت روزہ چارلی جیبڈو کا جہنمی ایڈیٹر بھی ملتِ اسلامیہ کے ہاتھوں کسی بھی معافی کا حقدار نہیں ہے جس نے مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کے لئے اپنے ہفت روزہ کے تازہ شمارے میں توہین آمیز خاکے شائع کرکے ملتِ اسلامیہ کو آگ بگولہ بنا دیا ہے جبکہ یہاں افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ حقوقِ انسانی کے علمبردار بننے والے امریکا، برطانیہ اور دیگر ممالک کی طرح فرانسیسی وزیرِاعظم جین مارک نے بھی اِس ہفت روزہ کے ایڈیٹر کو آزادی اظہار کا نام دیتے ہوئے اِس کے تحفظ کے اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر ہم ملتِ اسلامیہ سے یہ ضرور مطالبہ کریں گے کہ یہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچانے کے بجائے اِن گستاخوں کا سر تن سے جدا کرنے کی منصوبہ بندی کریں جو توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج یوٹیوب پر گستاخانہ فلم " انونس آف مسلمز" کی ریلیز ہونے کے بعد اِس گستاخانہ فلم کے خلاف اُمت مسلمہ میں جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اگر اِس پر قابو نہ پایا گیا تو خدشہ ہے کہ یہ آگ امریکا سمیت اُن اسلام دشمن طاقتوں کو کہیں جلا کر راکھ نہ کر دے جو آزادی اظہارِ رائے کی آڑ میں گاہے بگاہے مسلم اُمہ کی مقدس ہستیوں کے شان کا مزاق اُڑانے کی غرض سے کبھی گستاخانہ فلم بنا لیتے ہیں تو کبھی توہین آمیز خاکے بنا کر دنیا

بھر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات بھڑکاتی ہیں اور اِن کا امتحان لیتی ہیں اور انہیں غصے کی حالت میں مبتلا کرکے اِن کا تماشہ دیکھ رہی ہوتی ہیں اَب اِن کفرانِ اسلام کو مسلم اُمہ کے اِس غیض وغضب سے ضرور سبق لینا چاہئے اگر ملتِ اسلامیہ نے اپنے جذبات کو بے قابو چھوڑ دیا تو ہو سکتا ہے کہ اِن (اسلام دشمنوں) کو اپنی جانیں بچانے کے لئے زمین کا ایک انچ ٹکڑا بھی نہ ملے۔

اِن ساری باتوں کے پس منظر میں یہاں ہم بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہیں گے کہ اگر اُمتِ مسلم متحد اور منظم ہو کر دو دہائی قبل توہین رسالت ﷺ کے مرتکب شخص سلمان رشدی اور اِس جیسی بنگلہ دیش کی بدبخت اور ناپاک عورت تسلیمہ نسرین کو واصل جہنم کردیتی تو یقیناً آج کفر کی طاقتوں میں اتنی جرات کبھی پیدا نہ ہوتی آج اِن میں اِتنی ہمت پیدا ہو گئی ہے کفر کی طاقتیں یہاں تک پہنچ گئیں ہیں کہ اِنھوں نے گستاخانہ فلم اور توہین آمیز خاکے بنانے شروع کر دیئے ہیں آج ہم اپنے جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس پر اپنے ہی املاک اور جانوں کو جو نقصان پہنچا رہے ہیں اِس سے کفر کی طاقتوں کا کچھ نہیں بگڑ رہا ہے اُلٹا ہم اپنی املاک اور جانوں کا نقصان پہنچا کر کفر کی طاقتوں کی اُس سازش کو تقویت دینے کا ذریعہ بن رہے ہیں جس کے لئے اُس نے اُمتِ مسلمہ کو مشتعل کیا ہے ہم اپنے ہم وطنوں اور اُمتِ مسلمہ سے یہ کہیں گے کہ گستاخانہ فلم ریلیز کرنے اور توہین آمیز خاکے تیار کرنے والوں کا سر تن سے جدا کرنے کی حکمتِ عملی تیار

کریں نہ کہ جذبات کے ہاتھوں بہہ کر اپنی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچائیں۔

اِدھر انتہائی حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ہمارے حکمران بھی گستاخانہ فلم پر اپنے مذہبی جذبات قابو میں نہ رکھ سکے جس کا مظاہرہ اِنھوں نے اُس وقت کر دکھایا جب 19 ستمبر کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں پیش کئے جانے والے ایجنڈے کو موخر کرتے ہوئے ہمارے حکمرانوں نے اپنی تمام تر توجہ امریکا میں بنائی جانے والی گستاخانہ فلم" انونس آف مسلمز" پر مرکوز کردی اور یو ٹیوب پر اِس فلم کے اجراکے بعد پاکستان سمیت اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والی اشتعال انگیز صورت حال کا جائزہ لیا اوراِس گستاخانہ فلمسے اُمت مسلمہ میں پائے جانے والے غم وغصے پر گہری تشویش کرتے ہوئے امریکی انتظامیہ سے اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کرایا اور گستاخانہ فلم بنانے والوں پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے وراِس گستاخانہ فلم کے خلاف جمعہ کو ملک بھر میں یوم عشقِ رسول ﷺ بنانے اور عام تعطیل کا بھی اعلان کیا (اگرچہ اِس میں سیاسی مقاصد زیادہ مگر مذہبی عنصر بھی کہیں کہیں ضرور موجود ہے) جو اِس بات کا غماز ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی بھی اِس گستاخانہ فلم سے دل آزاری ہوئی ہے اَب حکومت کے اِس فیصلے کے آجانے کے بعد ہمارے میڈیا کو اپنے حکمرانوں کی شان میں ضرور ملے جلے (سیاسی اور مذہبی) قصیدے پڑھنے

چاہئے جو کل تک یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے حکمران جو اُس ملک کے حکمران ہیں جس کی اساس اسلام ہے اِنہوں نے خالصتاً ایک مسلم ریاست کے حکمران ہونے کے باوجود گستاخانہ فلم کے خلاف عالمی سطح پر کوئی آواز بلند نہیں کی ہے اوراب جبکہ بحثیت ایک مسلم ریاست کے حکمران ہونے کے ناطے ہمارے وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے اپنی کابینہ کے اجلاس میں گستاخانہ فلم بنانے والوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ ایسی ناپاک جسارت کرنے والوں کو باز رکھنے اوراِن کا قلع قمع کرنے کے خاطر اُمت مسلمہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے جمعہ کو ملک بھر میں پُرامن طریقے سے یوم عشق رسول ﷺ بنانے اور عام تعطیل کا اعلان کردیا ہے جو کہ کسی حد تک ایک قابل تعریف اقدام کہا جاسکتا ہے۔

اَب اِس موقع پر ہمیں اپنے جذبات کو ہر حال میں قابو میں رکھ کر اسلام اور مسلمان دشمن طاقتوں کو ایسا سبق سیکھانا ہے کہ جس سے اِن کے کلیجوں پر سانپ لوٹ جائے اور اِن کی اُمتِ مسلمہ کو مشتعل کرکے تماشہ دیکھنے والی سازش دم توڑجائے جس کے لئے ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ ہم پُرامن رہ کر اپنا احتجاج اُس وقت تک جاری رکھیں جب تک کفر کی طاقتوں کو اِس بات کا احساس نہ ہوجائے کہ اِنہوں نے ملتِ اسلامیہ کے مذہبی جذبات کو بھڑکاکے بڑی غلطی کی ہے اوراِسی کے ساتھ ہی جو اُمتِ مسلمہ ہے اِس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ یہ 56 اسلامی ممالک پر مشتمل خواب خرگوش میں پڑی رہنے والی اُوآئی سی کی تنظیم کے مردہ

ضمیر کو بھی جھنجھوڑے اور اِسے مجبور کرے کے یہ اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر عالمی سطح پر ایسے افراد کو لگام دینے کے لئے ایسے قوانین بنائے جو اُمتِ مسلمہ کی مقدس ہستیوں کی گستاخی کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عالمِ اسلام کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اَب یہ وقت آگیا ہے کہ اُو آئی سی اِس قسم کی سازش کرنے والوں کو قلع قمع کرنے کے لئے کچھ کر دکھائے تاکہ پھر کوئی مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات بھڑکانے کی سازش نہ کر سکے۔

قوم ہوش سے کام لے

پُر تشدد واقعات میں 32 جان بحق اور سیکڑوں زخمی،امریکی املاک محفوظ ہماری خاکستر کیوں ہوئیں.؟

یومِ عشقِ رسول ﷺ وہڑتال پُر تشدد مظاہرے کیوں ہوئے..؟

امریکامیں پیغمبراسلام نبی آخری الزمان حضورپُر نور پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں بنائی گئی گستاخانہ فلم اور ڈھیٹ امریکی صدر اوراِس کی انتظامیہ کے خلاف پاکستان سمیت دنیا بھر میںپُر تشدد مظاہروں کا سلسلہ جاری ہےاِن مظاہروں میں اُمتِ مسلمہ کا امریکی انتظامیہ سےپُرزور مطالبہ یہ رہاکہ اِس فلم کو بنانے والوں کو سزادی جائے اور آئندہ ایسی ناپاک جرات نہ کی جائے جس سے مسلم اُمہ کے مذہبی جذبات کو دھچکالگے اور عالمی امن کو خطرات لاحق ہوں اور پیغمبر اسلام کے حوالے سے بنائی گئ اِس فلم کو فی الفور یوٹیوب سمیت اُن سائٹس سے ہٹادیاجائے جن کے ذریعے اِس کی تشہیر کی جارہی ہے۔

ہماراملک پاکستان اسلامی دنیاکا وہ واحد اسلامی ہے جس نے 21 ستمبر کوگستاخانہ فلم کے خلاف سرکاری طورپر عام تعطیل کااعلان کیا اوراِس دن

کو یومِ عشقِ رسول ﷺ کے طور پر منا کر عالمی برادری کے سامنے اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کرایا ہے اور حکومتِ پاکستان نے امریکی ناظم الامور رچرڈ ہوگلینڈ کو دفتر خارجہ طلب کرکے گستاخانہ امریکی فلم پر اپنا باضابطہ طور سخت ترین احتجاج ریکارڈ کرایااور پیغمبر اسلام ﷺ پر بنائی جانے والی گستاخانہ فلم کے خلاف حکومت اور پاکستان کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام کے جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس سے بھی آگاہ کیا اور ایک مراسلہ امریکی ناظم الامور رچرڈ ہوگلینڈ کے ہاتھ میں تھمادیا جس میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں درج تھا کہ گستاخانہ فلم کو جس قدر جلد ممکن ہوسکے یوٹیوب سے ہٹایاجائے، فلم عالمی امن کے خلاف منظم سازش اور بدنیتی پر مبنی ہے ،امریکی انتظامیہ اِس فلم کے مرتکب افراد ، ٹولے اور گروپس کے خلاف فوری کارروائی کرے اِس گستاخانہ فلم کو ریلیز کرنے والوں اسلام دشمن امریکیوں اور یہودیوں نے دنیامیں مذہبی دہشت گردی کو ہوادے کر عالمی امن کو سبوتاژ کردیاہے۔

جبکہ اِس گستاخانہ فلم کے مرتکب افراد سے متعلق امریکی صدر بارک اُباما، امریکی انتظامیہ اور امریکی ناظم الامور رچرڈ ہوگلینڈ کا یہ موقف ہے کہ پیغمبر اسلام کی گستاخی میں بنائی جانے والی فلم سے امریکی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے یہ اقدام فردِ واحد کا نفرت پھیلانے کے لئے اِنتہائی غیر ذمہ دارانہ فعل ہے جِسے ہم آزادی اظہارے رائے کی بناپر فائدہ دیتے ہوئے اِس کے

خلاف کوئی سخت اقدام کرنے سے قاصر ہیں اوراس پر امریکی انتظامیہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر ہم نے مسلمانوں کے دباو،یا تحفظات کی بنیاد پراس فلم کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی کردی تو ہماری عوام ہم سے بدظن ہوجائی گے اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے عوام میں ہماری حکومت سے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا ہواور ہمارے لوگ ہمارے ہی خلاف ہوجائیں اور اِسی کے ساتھ ہی امریکی انتظامیہ نے گستاخانہ فلم کو یوٹیوب اور دیگر جگھوں سے ہٹانے والے پاکستان سمیت ملتِ اسلامیہ کے اِس مطالبے کو بھی یکسر مسترد کردیاہے اور صاف طور پر یہ کہہ دیاہے کہ ہم ایسانہیں کرسکتے ہیں یوٹیوب کی انتظامیہ ہمارے ماتحت نہیں ہے۔

حالانکہ خبر یہ ہے کہ یوٹیوب امریکی ہے اور امریکی انتظامیہ کے ماتحت ہی چلتی ہے جبکہ یوٹیوب سے گستاخانہ فلم ہٹانے سے متعلق سوا کروڑ سے بھی زائد مسلمانان عالم نے اپنی رائے کا برملا اظہار کردیاہے مگر امریکی انتظامیہ ہے کہ یہ یوٹیوب سے گستاخانہ فلم نہ ہٹاکرمسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہے جس پر اُمت مسلمہ نے سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اِس فلم سے متعلق ناگواری کا اظہار کرنے کے باوجود بھی اِس فلم کو امریکی انتظامیہ ٹال مٹول سے کام لے کر یوٹیوب سے گستاخانہ فلم نہ ہٹاکر عالمی قوانین کی خلاف ورزی کررہی ہے جس پر ملتِ اسلامیہ کا یہ موقف ہے کہ

حالانکہ عالمی قوانین کے مطابق اِس پر عمل کرکے اِسے مکمل طور پر بند کیا جاسکتا ہے۔
امریکی اور اسرائیلی مذہبی دہشت گردی پھیلانے والے عالمی دہشت گردوں نے گستاخانہ فلم بناکر ملتِ اسلامیہ میں غم وغصے کی آگ بھر دی ہے آج کون ایسا ہوگا جو اِس سے واقف نہ ہو...؟ کہ اِس فلم کو بنانے والوں کی کیا سازش ہے..؟ اور اِس فلم کی ریلیز ہونے سے ملتِ اسلامیہ سے کیا ردِ عمل سامنے آئے گا۔
اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے جیساکہ امریکی انتظامیہ گستاخانہ فلم کے مرتکب افراد کو فرد واحد کا اقدام قرار دے کر اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہورہی ہے تو پھر ملتِ اسلامیہ کے حکمرانوں کو بھی اِس کے سامنے اپنی یہ آواز ضرور بلند کرنی چاہئے کہ اسامہ بن لادن جو امریکیوں کی نظر میں دہشت گرد تھا اور آج طالبان اِس کی بقاء وسالمیت کے بڑے دشمن ہیں تو امریکا کیوں اِن کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ کو دہشت گردی کے زمرے میں لاتا ہے...؟ آج اگر امریکا کے دشمن طالبان ہیں اور اسامہ بن لادن اِس کا دشمن تھا تو یہ اِن کو ہی اپنا دشمن سمجھے مسلمہ اُمہ کو دہشت گرد کیوں گرادنتا ہے...؟ اور اگر آج اِس کے نزدیک اِس بناپر ساری ملتِ اسلامیہ دہشت گرد ہے تو پھر گستاخانہ فلم

بنانے والوں کے ساتھ ساتھ پورا امریکا بھی اُمہ مسلمہ کی نظر میں سزاوار ہے۔
مگر آج اُمتِ مسلمہ میں اِس گستاخانہ فلم سے پیدا ہونے والی صورتِ حال پر ضرورت اِس امر کی ہے کہ ملتِ اسلامیہ جوش کے بجائے اَب ہوش سے کام لے کیوں کہ گزشتہ کئی دنوں سے اِس گستاخانہ فلم سے پاکستان اور ملتِ اسلامیہ میں امن و امان کی جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اِس کی اُمتِ مسلمہ ہرگز ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی ہے بیشک ہمارا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا ہے جب تک ہمارے دل اور دماغ میں اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنی دولت سے بڑھ کر پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت نہ ہو اور حرمتِ رسول ﷺ پر ہم اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ نہ رکھتے ہوں اُس وقت تک ہم مسلمان نہیں ہو سکتے مگر ہمیں اِس مقدس جذبے کا اظہار بھی یقیناً حضورِ پُر نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت اور اسوہ حسنہ کو اپنا کر ضرور کرنا چاہئے اور یہ محبت رسول اکرم ﷺ سے سرشار اُمتی کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں عشقِ رسول ﷺ سے محبت گستاخانہ فلم کے خلاف غصے کا اظہار بھی اپنے پیارے آقا ﷺ کی تعلیمات اور اُسوہ حسنہ کی روشنی میں کرنا چاہئے ہے ہمیں عشقِ رسول ﷺ میں اِس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے کسی کی دل آزاری بھی نہ ہو اور ہمارا عاشقِ رسول ﷺ ہونے کا اظہار بھی ہو جائے۔
مگر یہاں ہمیں اِنتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ 21 ستمبر کو یومِ

عشقِ رسول ﷺ اور ہڑتال کے موقع پر ہمارے جذباتی مسلمان پاکستانی بھائیوں نے اپنے عاشقِ سول ﷺ ہونے کا اظہار ہوش کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر کچھ اِس طرح سے کیا کہ ساری دنیا میں عالمِ اسلام کا وقار بڑی طرح سے مجروح ہوا ہم جو خود کو عاشقِ رسول ﷺ کے بڑے دعوے کرتے ہیں ہم نے 21 ستمبر کو اپنے اِس دعوے کو ایک طرف رکھ کر امریکی اور اسرائیلی مذہبی دہشت گردوں کے اُس عزائم کو تقویت دی جس کی اِس گستاخانہ فلم بنانے والے اِن دونوں ممالک کے مذہبی دہشت گرد پہلے ہی ہمارے ایسے ردِ عمل کے سامنے آنے کی صورت میں اپنی منصوبہ بندی کر چکے تھے اَب اِس پر ہم کیا آج اِس قابل ہیں کہ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر یہ دعویٰ کر سکیں کے ہم عاشقِ رسول ﷺ ہیں۔

امریکا میں بنائی جانے والی گستاخانہ فلم کے خلاف جمعہ 21 ستمبر کو جب پاکستانی قوم سرکاری سطح پر یوم عشقِ رسول ﷺ منا رہی تھی اور اِس روز ملک بھر میں گستاخانہ فلم کے خلاف مذہبی جماعتوں کی جانب سے ہڑتال کی کال بھی دی گئی تھی اِس روز پورے ملک میں معاملات زندگی مفلوج تھا سارے پاکستان میں احتجاجوں، ریلیوں اور مظاہروں کا سلسلہ بھی جاری تھا لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاجوں میں شریک تھے کہ شام ڈھلے ہی اچانک احتجاجوں میں تشدد کا عنصر پیدا ہو گیا اور یکایک اِن مظاہروں میں شامل شر پسند عناصر نے کراچی، اسلام آباد اور پشاور کو اپنی شرانگیزی سے میدان جنگ میں بدل دیا اور

اِس دوران ہونے والے پُرتشدد واقعات میں اہلکاروں سمیت 32 افراد ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوگئے نجی و سرکاری املاک جن میں 4 بینک، 8 سینما، 2 بکتر بند 4 موبائلیں، 8 گاڑیاں اور کئی پولیس چوکیوں سمیت دیگر املاک کو نذرآتش کردیا گیا اِس موقع پر عاشقانِ رسول ﷺ کے لبادے میں ملوث عناصر نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے ملک کا اربوں کھربوں کا جو نقصان کیا ہے اِس سے ہماری پہلے سے زبوحالی کا شکار معیشت کا ستیاناس ہوکر رہ گیا ہے یہاں ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ شرپسند عناصر نے ہماری ملکی نجی اور سرکاری املاک کو تباہ و برباد اور نذرآتش کرکے گستاخانہ فلم بنانے والے ملک امریکا اور دنیا بھر میں مذہبی دہشت گردی پھیلانے والے امریکی اور اسرائیلی دہشت گردوں (سام بیسائل اور پاپی پوپ ٹیری جونز) کا کیا نقصان کردیا اُلٹا ہماری آہستوں میں چھپے اِن شرپسند عناصر کی شرپسند کارروائیوں سے امریکی املاک اور سفارت خانے تو محفوظ رہے مگر احتجاجوں میں شامل شرپسند عناصر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے اپنی ہی ملکی املاک کو نقصان پہنچاتے رہے اَب حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اِن پُرتشدد واقعات میں ملوث شرپسند عناصر کو فی الفور گرفتار کرکے اِنہیں عبرت ناک سزادے تاکہ آئندہ پھر کوئی شرپسند عناصر اپنی شرپسندی سے نجی اور سرکاری املاک کو نقصان نہ پہنچاسکے۔

بلور توعاشقِ رسول ﷺ نکلے

بلور توعاشقِ رسول ﷺ نکلے ،غلام احمد بلور سیاستدان اور وزیرِ ریلوے کیسے ہیں یہ توسب جانتے ہیں؟

صدرزرداری کی جنرل اسمبلی میں گستاخانہ فلم کی پُرزورمذمت اور امریکی صدر کی ہٹ دھرمی.....!!

جنرل اسمبلی کے 67 ویں اجلاس سے خطاب میں صدرآصف علی زرداری نے اپنے جس طرح مسلمان ہونے کا ثبوت دیااِس سے اتنا ضرور واضح ہوگیاہے کہ اِن کا دورِ حکومت چاہئے جتنا بھی خراب ہے مگراِن کے دل کے کسی گوشے میں خوف خدااورِاس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق کا عظیم جذبہ ضرور پوشیدہ ہے جو اِن کی حکومت کے آخری ایام میں صدر سے کچھ ایسے اچھے کام ضرور کرادے گا جس سے یہ امر ہوجائیں گے یہاں ہمیں یہ ضرور کہنے دیجئے کہ یقیناً یہ ہمارے صدر زرداری کا جذبہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہی تو ہے جس نے ہمارے صدر آصف علی زرداری کو جنرل اسمبلی میں اپنی تقریر شروع کرنے سے قبل امریکا میں بنائی جانے والی گستاخانہ فلم کی پُرزورمذمت کراتے ہوئے اِن کی زبان سے یہ تاریخی جملے ادا کرئے جو روزِ محشر بحیثیت حکمران اپنے رعایا کو دی جانے والی تکالیف کا مداوا بھی ثابت ہوں گے تو وہیں اِنہیں جنت میں داخلے کے ضامن بھی بنیں گے

ورنہ پہلے توہمیں یہ ہی لگا کرتا تھا کہ ہمارے صدر صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں اپنی رعایا کو اتنا پریشان کیا ہے کہ ملک کی ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام نے اِنہیں دعائیں دینے کے بجائے یقیناً بددعائیں ہی دی ہوں گیں مگر صدر کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں گستاخانہ فلم کی پُرزور مذمت نے اِن کے سارے گناہ معاف کرانے کا ذریعہ بن کر اِنہیں جنت میں داخلے کی راہ کھول ضرور دی ہے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں صدر زرداری نے اپنے خطاب میں کہا کہ " دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف نفرت کو اُبھارنے اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان میں امریکا میں بننے والی گستاخانہ فلم کی پوری قوت سے مخالفت کرتا ہوں اُنہوں نے کہا ہے کہ گستاخانہ فلم پر بین الاقوامی برادری خاموش تماشائی نہ بنے بلکہ اقوام متحدہ گستاخانہ فلم جیسے عمل کو جرم قرار دے جس سے دنیا کا امن تباہ ہو اور آزادی اظہار کے غلط استعمال سے دنیا کی سلامتی خطرے میں پڑجائے " اپنے صدر کے جنرل اسمبلی کے 67 ویں اجلاس سے کئے جانے والے اِس خطاب کو ہم تاریخی یوں بھی قرار دے رہے ہیں کہ اِس خطاب میں صدر زرداری نے کوئی نئی بات تو نہیں کہی تھی ہاں البتہ.. !اپنی پرانی باتوں کو نئے انداز اور کچھ نئے زاویوں سے پیش کرکے اپنے خطاب کو بڑی حد تک تاریخی بنوانے میں بڑی مہارت دکھائی ہے۔

جبکہ اُدھر ہماری صدر زرداری کے تاریخی خطاب کے جواب میں امریکا کے پہلے

سیاہ فام صدر مسٹر بارک اُوبام نے جنرل اسمبلی کے اِسی اجلاس سے اپنے خطاب کے دوران اپنا ناگوار منہ سا بناتے ہوئے کہا کہ "مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین کرنے والوں کی مستقبل میں کوئی جگہہ نہیں ہے یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں جیسا کہ امریکی صدر بارک اوبام نے فرمایا کہ گستاخانہ فلم بنانے والوں کا امریکی مستقبل میں کوئی جگہہ نہیں ہے تو پھر انھوں نے اِس گستاخانہ فلم کے مرتکب عناصر کو امریکا سے بیدخل کرکے اِن کی امریکا میں داخلے پر پابندی کیوں نہ لگادی اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اُوپر سے امریکی صدر نے اپنے ملک میں بننے والی گستاخانہ فلم پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بیشک امریکا میں بننے والی گستاخانہ فلم اُمت مسلمہ اور لاکھوں امریکی مسلمانوں کے لئے" بھی باعثِ اشتعال ہے لیکن امریکی آئین کی وجہ سے گستاخانہ فلم پر پابندی نہیں لگا سکتے ہیں اور اِس پر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِسی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں اپنے خطاب میں یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ "،ہمیں سفارتخانوں پر حملوں اور پاکستان میں ہونے والی ہلاکتوں پر تشویش ہے جس کا کوئی جواز نہیں تھا"اَب اِس موقع پر ہم یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کررہے ہیں کہ امریکی صدر مسٹر بارک اُوبام بڑی ڈھٹائی سے اُمتِ مسلمہ کو بے وقوف بنانے اور گستاخانہ فلم بنانے کے مرتکب حرام زادوں کو تحفظ فراہم کرنے کا بھی اپنی پوری قوت سے مظاہرہ کررہے ہیں جن کی اِس دوغلی پالیسی سے ملتِ اسلامیہ واقف ہوچکی ہے یہ اور بات ہے کہ پھر بھی مسلمہ اُمہ اِن کی باتوں

میں آ رہی ہے اور مسلسل مصالحت پسندی کا مظاہرہ کئے جا رہی ہے یہ اِس کا پاگل پن ہے یا واقعی اِس کی بے وقوفی ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ اُمتِ مسلمہ نے گستاخانہ فلم بنانے والے ملک کے صدر سے کوئی گٹھ جوڑ کر لی ہے یا اِس ملک سے رابطہ ختم کرنے کا سوچ لیا ہے۔

صدر زرداری کا جنرل اسمبلی میں کیا جانے والا خطاب اپنی جگہہ پرانا مگر تاریخی ضرور تھا مگر آج یہ بھی تو سب ہی جانتے ہیں کہ امریکی آشیر باد سے تشکیل پانے والیہماری موجودہ حکومت جو اپنے اتحادیوں کے پیروں پر چلتے پھرتے اور گرتے پڑتے اپنی مدت پوری کرنے کے قریب تر ہے مگراس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اِس سارے عرصے میں اِس کی کسی بھی وزارت نے ایسا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ تو انجام نہیں دیا ہے کہ جس سے عوام کو کوئی ریلیف ملا ہو آج اگر ہم اِس حوالے سے کوئی ایک وزرات مثال کے طور پر بجلی وپانی، صحت و تعلیم، خارجہ، ریلوے، دفاع اور اِسی طرح دیگر وزراتوں کو اٹھا کر دیکھ لیں تو ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس حکومت کے تمام وفاقی وزراء کی کارکردگی کتنی ناقص ہے ...؟ آج یہ بھی ہم سب جانتے ہیں کہ ہماری اِس حکومت میں اِس کے وزراء اپنی وزارت کے لحاظ سے کتنے اہل اور نااہل ہیں ...؟

بہر حال ۔۔!! اِس حکومت کے دیگر وفاقی وزراء کو تو ایک طرف رکھ دیں آج اگر ہم سیاست اور وزارت کے اعتبار سے صرف غلام احمد بلور کو ہی دیکھ لیں تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیسے سیاستدان اور کتنے کامیاب وفاقی وزیر ریلوے ثابت ہوئے ہیں ۔۔۔؟ مگر یہاں ہم اِس بحث میں نہیں جانا چاہیں گے اور اِن تمام باتوں کو طاق میں رکھ کر دیکھیں تو غلام احمد بلور کا امریکا میں بننے والی گستاخانہ فلم کے خلاف جب اِن کا اپنی ذاتی حیثیت سے گستاخانہ فلم کے بنانے والے ملعون کا سر تن سے جدا کرنے والے کو ایک لاکھ ڈالر انعام دینے کا بیان سامنے آیا تو قوم اور مسلم اُمہ کو معلوم ہوا کہ غلام احمد بلور تو سچے اور پکے عاشقِ رسول ﷺ ہیں جن کے اِس ایک جملے نے ساری پاکستان قوم اور اُمت مسلمہ کے دل جیت لئے ہیں اور قوم نے اِن کی بحثیت وفاقی وزیر ریلوے تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کردیا ہے اور آج ان کے ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ ہونے کے سچے اور پکے جذبے پر ساری پاکستانی قوم اور اُمتِ مسلمہ انہیں سلام پیش کرتی ہے اور توقع کرتی ہے کہ غلام احمد بلور جب ریلوے کا بیڑا غرق کر کے مستعفی نہیں ہوئے تو حکومتی اور امریکی دباؤ میں آئے بغیر ابھی اپنی وزارت سے مستعفی نہیں ہوں گے۔

گستاخانہ فلم کے خلاف مفتی منیب الرحمان اور عاشقانِ رسول ﷺ کی پُرامن اور فقید المثال ریلی

29 ستمبر کی مفتی منیب الرحمان کی پُرامن ریلی مسلم اُمہ کے جذبات کی بھرپور عکاس تھی..

جب ستمبر کی 21 تاریخ کو ملک بھر میں ساری پاکستانی قوم امریکا میں بننے والی گستاخانہ فلم کے خلاف اپنے پوری مذہبی جوش و جذبے سے یومِ عشق رسول ﷺ بنارہی تھی تو اِسی روز پورے ملک میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ اپنے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کے اظہار کے سلسلے میں ملک بھر میں احتجاجی جلسے، جلوسوں اور ریلیوں کا اہتمام کررہے تھے یہاں ہمیں اِنتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہاہے کہ اِسی دوران اِن جلسے، جلوسوں اور ریلیوں میں موجود شرپسند عناصر اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی نجی و سرکاری املاک کو توڑپھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور پتھراؤ کرنے جیسے شیطانی عمل میں بھی مصروف دکھائی دیئے اِن کا یہ عمل کسی بھی حال میں تعلیمات اسلامی کا عکاس نہیں تھا اِن شرپسندوں نے اپنی شرانگیز کارروائیوں سے اسلام کا وقار مجروح کرکے ساری دنیا میں اسلام کا منفی رخ پیش کیا جس سے یہود وہنود کی سازشوں کو یقویت ملی اور دین اسلام اور اِس کے ماننے والوں کی درست روح فنا ہوئی ہے یقیناً اِس روز پورے پاکستان میں جہاں کہیں بھی شرپسندوں نے اپنی شر انگیزی

سے جتنی بھی اشتعال انگیز کارروائیاں کیں ہیں اِن کی اِس حرکت سے پاکستانی قوم اور اُمتِ مسلمہ کے سر شرم سے جھک گئے ہیں ایسے میں اہلِ ایمان ، علمائے حق، عاشقانِ رسول ﷺ اور محب وطن پاکستانیوں پر یہ لازم ہوگیا تھا کہ وہ 21 ستمبر کو ملک میں پیش آنے والی اشتعال انگیزی کی بھرپور مذمت کریں اور دنیا کو اسلام و اسلامی تعلیمات اور عاشقانِ رسول ﷺ کا صحیح رخ بتائیں کہ دین اسلام اور پاکستانی ایسے ہرگز نہیں ہیں جس کی عکاسی شرپسندوں نے 21 ستمبر کو پیش کرنے کی کوشش کی اور عالمی برادری کو یہ بھی بتادیں کہ دراصل دین اسلام ایک دین فطرت ہے جس میں ہر موقع (غم و غصے اور خوشی) کے اظہار کے لئے مثالی طریقے بھی موجود ہیں۔

دینِ اسلام کے اِس ہی رخ کو پیش کرنے کے لئے گستاخانہ فلم اور خاکوں کے خلاف شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کی اپنے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے محبت و عقیدت سے بھرپور اظہار کے لئے 29 ستمبر 2012 کو اہل سُنت جماعتوں، تنظیموں اور مدارس کی جانب سے موجودہ نورانی اور (پرانی نمائش) چورنگی سے تبت سینٹر تک لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ پر مشتمل پُرامن عظیم الشان ناموسِ رسالت ﷺ ریلی سُنی رہبر کونسل پاکستان کے سربراہ پروفیسر مفتی منیب الرحمان کی قیادت میں نکالی گئی جس میں ایک اندازے کے مطابق لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ موجود تھے جنھوں نے اِنتہائی پُرامن رہ کر درود و سلام اور نعتِ رسول ﷺ کی صداوٗں کے

ساتھ اپنے آقائے دوجہاں حضورپُر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار کرکے عالمی برداری کے سامنے اپنا احتجاج ریکارڈ کراکر یہ بتادیا ہے کہ اِسلام کے ماننے اور اُسوہ حسنہ پر چلنے والوں کا ایک مثبت رخ یہ بھی ہے جس میں عاشقانِ رسول ﷺ نے گستاخانہ فلم کے خلاف اپنے غم اور غصے کا اظہار اِس طرح بھی کیا کہ لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی اپنے آقائے دوجہاں حضورپُر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی جانیں قربان کرنے والوں نے اسلامی تعلیمات اور اُسوہ حسنہ پر اِس طرح عمل کیا کہ ایک پتھر بھی نہ مارا گیااور احتجاج بھی ریکارڈ ہوگیا۔

یقیناً 29 ستمبر 2012 کو مفتی منیب الرحمان اور دیگر علمائے حق کی رہنمائی میں منعقد ہونے والی لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ کی اِنتہائی پُرامن ریلی نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اسلام اور آقائے دوجہاں حضورپُر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرنے والوں کا صحیح رخ یہ ہے وہ نہیں ہے جو 21 ستمبر کو یومِ عشق رسول ﷺ منانے والوں کی آڑ میں شرپسندوں نے اپنی اشتعال انگیز کارروائیوں سے اسلامی تعلیمات اور عشاقِ رسول ﷺ کے چہروں کو مسخ کرکے رکھ دیا تھااسلامی تعلیمات اور عشاقِ رسول ﷺ کا اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت اور عقیدت کا صحیح رخ یہ ہے جو 29 ستمبر کی پُرامن ریلی میں عالمی برداری کو نظر آیا ہے۔ جبکہ شرکائے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی رویت ہلال کیمٹی پاکستان

کے چیئرمین اور سُنی رہبر کونسل پاکستان کے سربراہ پروفیسر مفتی منیب الرحمان نے کہاکہ بیشک آج کی اِس پُرامن اور عظیم الشان ریلی کی ہر سطح پر پذیرائی ہونی چاہیے اُنھوں نے کہاکہ لاکھوں کی تعداد میں اِس ریلی ہیں موجود عاشقانِ رسول ﷺ نے ثابت کردیاہے کہ وہ قانون ہاتھ ہیں لئے بغیر بھی اپنے جذبات کا اظہار کرسکتے ہیں اُنھوں نے کہاکہ ہم نے اسلام کا روشن اور پُرامن چہرہ دکھادیاہے اور اگر دنیاچاہتی ہے کہ اِس زمین سے فساد دفع ہوتواِسے پُرامن لوگوں کے جائز مطالبے پورے کرنے چاہئیں اُنھوں نے کہاکہ اُمتِ مسلمہ لکیر کے ایک جانب اور حکمراں دوسری جانب ہیں لہٰذااَب یہ طے کرنا ہوگاکہ ناموسِ رسالت ﷺ کے معاملے پر حکمران کس کے ساتھ ہیں اُنھوں نے کہاکہ ایسے واقعات روکنے کے لئے عالمی سطح پر فی الفور قانون بنایاجائے تاکہ آئندہ کسی کواِس طرح کی گستاخی کرنے کی جرات نہ ہو ریلی سے ثروت اعجاز قادری، شکیل قادری، شاہ اویس نورانی، الحاج حنیف طیب، خلیل الرحمان چشتی، ریحان امجد نعمانی، عامر لیاقت حُسین، طارق محبوب، مظفر شاہ اور دیگر علمائے حق اور رہنمائے اہلسُنت نے بھی اپنے خطابات میں دین اسلام اور عاشقانِ رسول ﷺ کی صفات بیان کیں اَب یہاں ہم یہ ضرور کہناچاہیں گے کہ عالمی برادری اور اُمت مسلمہ کے 56 ممالک پر مشتمل تنظیم "اُو آئی سی" کے مردہ ضمیر میں روح پڑجانی چاہئے کہ یہ یہود وہنود کے ہاتھوں بننے والی گستاخانہ فلم اور خاکوں کے واقعات کی روک تھام کے لئے دیرپااور پائیدار قانون سازی کرکے دنیا کو

کسی عالمی جنگ سے بچائے اگراس نے اِس جانب کوئی مثبت پیش قدمی نہ کی تو پھر کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ عالمی برادری اور اُو آئی سی دیدہ و دانستہ اِس معاملے سے روگردانی کرکے دنیا کو عالمی جنگ میں جھونکنا چاہتی ہیں۔ (ختم شد)

جب اپنے عقیدے کو ٹھیس پہنچی

جب اپنے عقیدے کو ٹھیس پہنچی ،جب اپنے دل پر چھری چلی تو پھر قانون بھی بن رہا ہے اَب کیوں .؟

جب اوپیرا میں عیسیٰ مسیح کی " غلط" شبیہ پیش کی گئی تو..؟روس میں مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کو جرم قرار،

ازل سے دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انسانوں کے درمیان جتنے بھی فسادات برپا ہوئے ہیں اِن سب کے پسِ پردہ الفاظ کی شرانگیزیاں ہیں جن کے ذمہ دار ہمیشہ اور ہر زمانے میں شر پسند عناصر اور شیطان کے وہ چیلے رہے ہیں جنھوں نے کبھی اپنی زبان تو کبھی اپنے قلم کے ذریعے الفاظ کی شرانگیزی کی اور دنیا کو فسادات کی بھٹی میں جھونک کر خوش ہوئے اگرچہ آج بھی دانا کے اِس قول میں کوئی لغو نہیں بلکہ دنیا اہلِ دانش کی اِس بات کو مان لے تو اِس پر یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ " دنیا کی بڑی بڑی شرارتیں الفاظ اور ادیان کی مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنے سے ہی جنم لیتی ہیں "اور آج دنیا کے ساڑھے چھ ارب یا اِس سے زائد انسان دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ 21 ویں صدی جسے جدید سائنسی صدی بھی کہا جاتا ہے افسوس ہے کہ آج اِس مشینی دور میں بھی شر پسند عناصر اپنی ناپاک زبان و قلم سے شرارتی الفاظ ادا کرکے اور اپنی اُلٹی

سیدھی حرکتوں اور ادیان کی مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں جن کی وجہ سے کسی مذہب اور فرقے کی دل آزاری ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں جتنے بھی فتنے جنم لے رہے ہیں اِن سب کے ذمہ دار یہی شرارتی الفاظ ادا کرنے والے اور مذاہب کی مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والے ملعون سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، پاپی پوپ ٹیری جونز اور سام بیسائل سمیت اور دیگر ملعون) ہی ہیں جنھوں نے دنیا کو جہنم بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

آج جب اُمتِ مسلمہ سانحہ نائن الیون کی مخالفت کرچکی ہے مگر امریکی اور اسرائیلی ہیں کہ وہ اپنی اِس سازش کو مسلمہ اُمہ کے سر تھونپ کر ابھی تک اِسے دہشت گرد گردانے کی سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں گیارہ ستمبر2012 کو امریکا میں ریلیز ہونے والی گستاخانہ فلم بھی امریکیوں اور اسرائیلیوں کی ہی گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہے کہ آج جس گستاخانہ فلم "انوسنٹ آف مسلمز" کے خلاف عالمِ اسلام سراپا احتجاج ہے تو اِس فلم کو ریلیز کرنے والے ملک امریکا کے صدر بارک اوباما اور اِس فلم کے مرتکب (پاپی پوپ ٹیری جونز اور سام بیسائل جیسے) ملعون فلم کی بندش نہ کرنے پر مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہیں یوں ایک طرف یہ اسلام دشمن عناصر اپنے اِس قسم کے رویوں سے عالم اسلام میں اشتعال پیدا کرنے کا باعث بنے ہوئے ہیں تو وہیں دنیا کو صلیبی جنگ میں دھکیلنے

کی بھی سازش کر رہے ہیں جبکہ اُمتِ مسلمہ اِس فلم کے ذمہ داروں امریکی انتظامیہ اور ملعون پاپی پوپ ٹیری جونز اور سام بیسائل جیسے شیطانوں کے خلاف احتجاجوں میں مصروف ہے ایسے میں احتجاج کرنا عالمِ اسلام کا حق ہے اِسے اِس کے اِس حق سے کوئی محروم نہیں کرسکتا اور اگر ایسے میں کوئی اُمتِ مسلمہ کو اِس کے اِس حق سے منع کرے تو پھر اِس سے بڑا کوئی بدمعاش نہیں ہے کہ یہ اپنی بدمعاشی اور دھونس و دھمکی سے مسلمہ اُمہ کو اپنے درست احتجاج کے حق سے محروم رکھنا چاہتا ہے ایسے میں ہم اپنے ڈیڑھ ارب مسلمان بھائیوں سے یہ کہیں گے کہ اِنہیں امریکا جیسے مکار اور عیار بدمعاش اور کمینے کی کسی دھمکی میں نہیں آنا چاہئے اور گستاخانہ فلم کے خلاف امریکا سمیت اِس کے مرتکب ملعون سے نفرت کے اظہار کے لئے اپنے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر فلم کی بندش اور ملعون ذمہ داروں کو نشانِ عبرت بننے تک اپنا احتجاج جاری رکھنا چاہئے اِس لئے کہ آج جب روسی پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں ڈوما میں شہریوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کو جرم قرار دینے کی تیاری کی جارہی ہے اِس لئے کہ اِس کے جنوبی شہر روستود جو صرف 10 لاکھ آبادی پر مشتمل ہے اِس کے ایک تھیٹر نے محض عیسٰی مسیح کی غلط شبیہ پیش کرنے پر عیسائیوں کے ایک فرقے کی جانب سے کئے جانے والے بھرپور احتجاج کے نتیجے میں ایکروسی کمپنی اینڈریولانڈ ویبر نے ڈرامے " یسوز کرائسٹ سوپر اسٹار" کی پروڈکشن روک دی ہے اِسے اِس قسم کا اقدام کرنے کی ضرورت کچھ اِس لئے پیش آئی کہ یہ کمپنی

ماہ اس راک اوپیرا کو تھیٹریں اسٹیج کرنے والی تھی احتجاج کرنے والوں کا کہنا ہے کہ اِس اوپیرا میں عیسیٰ مسیح کی غلط شبیہ پیش کی گئی ہے جس پر یہ سراپا احتجاج ہیں تو پھر دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کے پیارے آقا حضور پُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے ملک امریکا اور اِس کے ملعون ذمہ دار شہریوں پاپی پوپ ٹیری جونز اور سام بیسائل)کے خلاف اُمتِ مسلمہ احتجاجوں کی شکل میں) اپنے غم وغصے کا اظہار کررہی ہے تو اِس پر اسلام دشمن پہلے سیاہ فام امریکی صدر بارک اُوباما اور اِس کی شرارتی انتظامیہ کو بھی گستاخانہ فلم سے ڈیڑھ ارب سے بھی زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس کا خیال کرتے ہوئے حقوقِ اِنسانی کی بنیاد پر اس فلم کی پابندی اور اِس کے مرتکب ملعون کے خلاف ضرور سخت ترین کارروائی کرنے ہوگی ورنہ اُمتِ مسلمہ امریکا و اسرائیل اور دوسری اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف سراپا احتجاج رہے گی آج مسلم اُمہ مغرب کے اِس دہرے معیار، دوغلے پن اور کھلے تضاد جیسے رویوں پر بھی سراپا ماتم ہے کہ جب جنسی آزادی رکھنے والے برطانوی غلیط ترین معاشرے ہیں برطانوی شہزادی کی نازیبا تصاویر کی اشاعت پر برطانوی، امریکی اور اسرائیلی فرانسیسی جریدے کے خلاف کارروائی قتل کی دھمکی اور گستاخانہ فلم و خاکوں پر اسلام دشمن قوتوں کی کسی بھی کارروائی کرنے سے صاف انکار کرنا کیا یہ بدبخت اہلِ مغرب اور اسلام دشمن قوتوں کا دُہرا معیار، دوغلاپن اور کھلے تضاد جیسا رویہ نہیں

ہے۔۔؟اور کیا اِنہیں اپنا یہ رویہ بدلنا نہیں ہوگا۔۔؟جس طرح اِنہوں نے برطانوی شہزادی کی نازیبا تصاویر کی اشاعت پر فرانسیسی جریدے کے خلاف کارروائی قتل اور عبرت ناک جیسے انجام کی ٹھان رکھی ہے تو اِنہیں چاہئے کہ یہ پہلی فرصت میں یکدم اِسی طرح اُمتِ مسلمہ کی مقدس ہستیوں کے گستاخانہ خاکے اور فلم بنانے والوں کے خلاف بھی سخت ترین کارروائی کا سلسلہ شروع کریں اور اگر اِنہوں نے ایسا نہیں کیا تو پھر اُمتِ مسلمہ اپنی مقدس ہستیوں کے خلاف گستاخانہ خاکے اور فلم بنانے والوں کے خلاف احتجاج کا حق رکھتی ہے۔

اُدھر گستاخانہ خاکوں اور فلم پر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے والوں کا جواب دینے کے لئے مصر کا ایک اخبار اِنتہائی مہذب اور شائستہ طریقے سے میدان میں کود گیا ہے ایک خبر کے مطابق مصر کے ایک اخبار الوطن نے فرانسیسی جریدے کی طرف سے توہین آمیز خاکوں کے خلاف مہم شروع کی ہے اور خاکوں کا جواب خاکوں سے دیا ہے اطلاع ہے کہ مصر کے اخبار الوطن نے 13 خاکے شائع کئے ہیں جن کا عنوان تھا" فائٹ کارٹون ود کارٹون" یعنی خاکوں کا جواب خاکوں سے ۔۔ مصر کے اخبار الوطن نے جہاں بہت سے خاکے شائع کئے ہیں اُن میں سے چند خاکے ایسے ہیں جن میں "ایک میں عینک دکھائی گئی ہے جس کے شیشے میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی جلتی عمارت کا عکس دکھائی دے رہا ہے اور اِس کے نیچے یہ عبارت تحریر کی گئی

ہے کہ " اسلامی دنیاکے لئے مغربی عینک، ایک کارٹون میں ایک سفید فام شخص کو غصیلے، باریش شخص کو دہشت گرد کہتے ہوئے دکھایاگیاہے اورجب اِسے یہ معلوم ہوتاہے کہ یہ داڑھی والاغصیلا شخص اسرائیلی ہے تو وہ سفید فام شخص اِسے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتاہے اور کہتاہے کہ تم نے تو خود کو مسلمان کیوں بنار کھاہے...؟

اگر تم ایسے ہی رہے تو میری طرح ہر سفید فام کا تمہارے ساتھ رویہ ایساہی رہے گا جیسامیرا تھااور اگر تم چاہتے ہو کہ ہم مل کر مسلمانوں کو ذلیل کریں تو اسرائیلیوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کا مذہبی روپ رنگ نہ اپنائیں.." یہ وہ خاکے اور اِن خاکوں کے نیچے چند تحریریں ہیں جنہیں مصری اخبار الوطن نے شائع کرکے اسلام دشمن امریکا، اسرائیل اور اہلِ مغرب کی خصلت بیان کردی ہے جس سے امریکا، اسرائیل اور مغرب کے دل پر چھریاں ضرور چل رہی ہیں اور اگر اُمتِ مسلمہ یہ چاہتی ہے کہ امریکا، اسرائیل اور اہلِ مغرب کو نفسیاتی مار ماری جائے تو پھر اپنے میڈیا پر امریکا، اسرائیل اور اہلِ مغرب کے خلاف ایسے طریقے استعمال کئے جائیں کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے...یکدم ایسے ہی جیسے امریکا، اسرائیل اور اہلِ مغرب اُمتِ مسلمہ کے مذہبی جذبات بھڑکانے کے لئے کبھی گستاخانے خاکے بنادیتے ہیں تو کبھی "انونس آف مسلمز" جیسی فلموں کا اجراء کرکے مسلمانوں کو مشتعل کرکے ہماراتماشہ دیکھتے ہیں اور

ہم اِن کی لگائی ہوئی آگ میں اپنی ہی املاک کو جلا کر اور اپنے ہی معصوم لوگوں کو مار کر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ امریکا، اسرائیل اور اہلِ مغرب کے کولہوں میں درد اور اِن کے سوراخوں میں مرچیاں لگیں تو پھر ہمارے (اُمتِ مسلمہ کے) میڈیا کو بھی اِن کے خلاف ایسی مہم ضرور شروع کر دینی چاہیئے جیسی یہ ہمارے خلاف کئے ہوئے ہیں۔

عمران خان بسم اللہ پڑھ کر سمندر عبور کر گئے

اِسے کیا عمران کی سیاسی تجربہ یا نا تجربہ کاری کہا جائے
حاسدین تو عمران کو یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ کہہ کر ڈراتے رہے مگر عمران خان پُرعزم رہے۔۔۔!
اَب اِسے کوئی عمران خان کی سیاسی تجربہ یا نا تجربہ کاری کہے یا کچھ بھی کہتا پھرے مگر حقیقت یہ ہے کہ عمران خان نے ڈرون حملوں کو رکوانے کے خاطر وزیرستان جیسے موت کے سمندر کو عبور کرنے کے لئے اپنے ہزاروں ملکی اور غیر ملکی ساتھیوں سمیت بسم اللہ پڑھ کر چھلانگ لگادی اور الحمد للہ ۔۔! دنیا نے دیکھا کہ یہ اِس میں کامیاب بھی ہوگئے اِن کی اِس کامیابی پر ملکی سیاست کے بڑے بڑے عالم حکمران جماعت سمیت اپوزیشن والے بھی حیران اور ششدر رہ گئے ہیں کہ ایک کل کے سیاسی لڑکے نے ایسا کام کر دکھایا ہے کہ اس کا یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے جو عمران خان جیسے ایک جذباتی اور محب وطن سیاسی نوجوان نے کر دیا ہے اَب اِس پر ہم یہ کہیں گے کہ یقیناً عمران خان کا ڈرون حملوں کے خلاف عملی طور پر کیا جانے والا امن مارچ اِنہیں امر کر گیا ہے اور جس کے مستقبل قریب میں بہتر نتائج نکلنے کی قوی اُمیدیں بھی ضرور کی جا سکتی ہیں اور ہم یہ

بھی سمجھتے ہیں کہ اگر آج عمران خان کا امن مارچ ڈرون حملے رکوانے میں کامیاب ہوگیا تو پھر قوم کو اِس بات کا بھی پورا یقین کرلینا ہوگا کہ عمران خان ملک کی باگ ڈور بھی سنبھال سکتے ہیں،اور ملک میں ہونے والے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) ،پاکستان مسلم لیگ (ق) اور جمعیت علماء اسلام (ف) سمیت اے این پی دیگر کا بھی بوریا بستر گول ہو جائے گا۔

اگرچہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اَب تک عمران خان کے حصے میں آنے والی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے اِن کے تابناک سیاسی مستقبل سے سخت خوفزدہ رہنے والے اور عمران خان کی اِنہی کامیابی پر اِن کے مخالف بغلوں میں پناہ تلاش کرنے والے سیاسی شعبدہ بازوں نے عمران خان کے امن مارچ کو سیاسی شعبدہ بازی قرار دے کر اِن کے امن مارچ کو جنوبی وزیرستان جانے سے روکنے کے لئے جو اُوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے یہ عمران خان سے خوف کا بین ثبوت ہے اور جیسا کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے اطلاعات آئیں کہ پنجابی طالبان کی جانب سے کچھ ایسے پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں جن میں امن مارچ کے شرکاء کو دھمکی دی گئی تھی۔

اَب ایسے میں ہمیں یہ شک بھی ہوتا ہے کہ عمران خان سے خائف رہنے والے اِن ہی سیاسی شعبدہ بازوں نے ڈرون حملوں کے خلاف عمران خان کے امن مارچ کو رکوانے

کے لئے مبینہ طور پر پنجابی طالبان کے نام سے ایسے پمفلٹ تقسیم بھی کرائے ہوں گے جن میں عمران خان کو یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ اور امریکا کا دوست باور کرایا گیا تھا اور ساتھ ہی اِن پمفلٹ میں عمران خان کے امن مارچ کو سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش بھی قرار دیا گیا تھا بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی بلکہ ڈیرہ اسماعل خان میں عمران خان کی امن ریلی کے خلاف تقسیم کئے گئے پمفلٹ میں ریلی میں شریک ہونے والوں کو دھمکی بھی دی گئی تھی یقیناً یہ سارے حربے اُن سیاسی امریکی غلاموں اور گھوسٹوں کے ہوں گے جو یہ نہیں چاہتے کہ ملک میں ڈرون حملے بند ہوں اور اِن کے بند ہونے سے اِن کے امریکی آقا اِن سے ناراض ہو کر اِن کی اقتدار کی کُرسی اِن کے نیچے سے گھسیٹ لیں اور اِن کے اقتدار اور اِن کی سیاست کا بیڑا غرق ہو جائے اور پھر یہ کہیں اپنا منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہیں۔

جبکہ سیاسی شعبدہ بازوں کے اِس مضحکہ خیز جملے اور اِن کے اُوچھے ہتھکنڈوں کا جواب دیتے ہوئے عمران خان نے اپنے عزم کا اِس طرح اظہار کیا کہ تحریک انصاف پاکستان کی وہ پہلی سیاسی جماعت ہے جس نے ڈرون حملوں کے خلاف امن مارچ کا عملی اقدام کرکے ثابت کر دیا ہے کہ یہ حقیقی معنوں میں ڈرون حملوں کے خلاف ہے وطن کے متوالے ملک کی حفاظت کے خاطر اپنے خون کے آخری قطرے تک ہر وہ قدم اٹھائیں گے جس سے ملک کی بقا و سالمیت یقینی ہو گی اِن کا کہنا تھا

کہ عمران خان کی تحریک انصاف کا کام ڈرون حملوں کے خلاف صرف امن مارچ سے ہی ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ ہم وزیرستان سمیت پورے ملک کو ٹارگٹ کلنگ، فرقہ واریت، قتل و غارت گیری، اقرباء پروری، کرپشن اور لوٹ مار سے نجات دلا کر اسے امن و آشتی کا گہوارہ بنانے کے لئے ہر حد کو جانے کے لئے تیار ہیں۔

چھ ستمبر 2012 کو ڈرون حملوں کے خلاف تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کی ولولہ انگیز قیادت میں اسلام آباد کے مارگلہ ہوٹل سے شروع ہونے والا امن مارچ اپنی منزل جنوبی وزیرستان کی جانب آج سات ستمبر کو بھی رواں دواں ہے اِن سطور کے رقم کرتے وقت صبح کے ساڑھے دس بج رہے ہیں اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جب سے اِس امن مارچ کی ابتداء ہوئی ہے تب سے ہی یہ جہاں سے بھی گزرا اور گزر رہا ہے اِس میں قافلے شامل ہوتے جا رہے ہیں اور اِس مارچ کے شرکاء کا راستے بھر میں جگہ جگہ پُرتپاک استقبال کی روایت بھی قائم ہے اور قافلے کے شرکاء کے استقبال کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ امن مارچ جب اپنی حقیقی منزل پر پہنچے گا تو اِس کا اِسی طرح والہانہ استقبال کیا جائے گا جبکہ میر کارواں عمران خان کا اپنے کامیاب امن مارچ سے متعلق یہ کہنا ہے کہ اِن کے اِس امن مارچ سے وزیرستان میں جشن کا سماں ہو گا اِس علاقے میں امن قائم ہو گا اور یہاں کے باسیوں کی زندگیوں اور اِن کے اُداس چہروں پر خوشیاں دمک اُٹھیں گیں۔

یہاں ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ کرکٹ کے میدان میں بحثیت کپتان عمران خان کی ذات اور خصلت اپنے ساتھی کھلاڑیوں کے حوالے سے چاہئے جیسی بھی رہی ہو مگر آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے عمران خان کی شخصیت میں بہت سی مثبت اور تعمیری سوچ اور تبدیلیوں کے ساتھ ایک نئے انداز اور پکے اور سچے محب وطن پاکستانی کی روپ میں سامنے آئی ہے یہ ہماری اپنی ذاتی رائے اور سوچ ہے اور ہمیں یہ بھی اُمید ہے کہ ہماری اِس بات سے آپ بھی ضرور متفق ہوں گے ویسے ہم اپنے پڑھنے والوں کو ایک بات اور بتائیں کہ ہم اَب تک عمران خان سے ذاتی طور پر ملے تو نہیں ہیں مگر پھر بھی کبھی کبھی اِن کی باتوں ، اِن کے چہرے اور اِن کے ملک سے متعلق بنائے گئے منصوں سے ہمیں سے ایسا ضرور لگتا ہے کہ اگر قوم کی خوش قسمتی اور پرانے گھوسٹ سیاستدانوں کی کم بختی اور بدبختی سے ملک میں صیح معنوں میں صاف وشفاف انتخابات ہوگئے تو پھر اُمید کی جاسکتی ہے کہ اقتدار تحریک انصاف پاکستان کے ہاتھ آجائے گا اور ملک کی تقدیر کے فیصلے عمران خان اور اِن کی جماعت تحریک انصاف پاکستان اور اِس کے اقتدار میں شامل اتحادی جماعتیں کریں گیں اور ملک کو اُس مثبت اور تعمیری راہ پر لے چلیں گیں جس راہ کی ملک کو گزشتہ 65 سالوں سے تلاش تھی۔

آہ ملالہ تیری عظمت کو سلام، اللہ ملالہ کو لمبی عمر دے

آہ ملالہ تیری عظمت کو سلام، اللہ ملالہ کو لمبی عمر دے.. ! سانحہ ملالہ قوم کو غمزدہ کرگیا.. !

آج ساری پاکستانی قوم اپنے تئیں اسلام کے اصل وارث گردانتے اور اپنے ہی سخت ترین بنائے ہوئے قوانین کا پرچار کرنے والے انتہاپسندوں کے ہاتھوں گولی کا نشانہ بننے والی اپنی معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی کے لئے افسردہ ہے اور قوم کے ہر فرد کے ہاتھ اِن کے دھڑکتے دلوں کے ساتھ ربِ کائنات اللہ رب العزت کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں کہ خالقِ کائنات قوم کی معصوم بیٹی اور فخرِ پاکستان ملالہ یوسفزئی کو جلد صحتیاب کردے اور اللہ اپنی خاص کرم و عنایت سے اِسے طویل عمر عطا کردے تاکہ قوم کی یہ معصوم وجرائتمند بیٹی اپنی معصوم معصوم اداؤں سے ایک بار پھر اپنی بہادری اور دانش سے اسلام سے بھٹکے ہوئے انتہاپسندوں کا مقابلہ کرتی رہے اور اِن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملاتی رہے ور اِن کے چہروں کو بے نقاب کرتی رہے (آمین) ۔
متحدہ قومی موومنٹ سمیت مختلف سیاسی، سماجی و طلبہ تنظیموں کی جانب سے دعائیہ اجتماعات ہوئے اس سلسلے یں متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حُسین

کی خصوصی ہدایت پر کراچی میں ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو سے متصل لال قلعہ گراؤنڈ عزیز آباد میں ملالہ یوسفزئی سے اظہار یکجہتی کے لئے سب سے بڑا اجتماع منعقد ہوا جس میں خواتین نے خصوصی طور پر ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی اور اِسی طرح اطلاعات یہ ہیں کہ ملالہ کے لئے ملک کی ہر سیاسی و مذہبی اور سماجی جماعتوں اور تنظیموں نے ہر شہر میں دعائیہ اجتماعات منعقد کئے جن میں شمعیں بھی روشن کی گئیں اور یوں مساجد، گرجا گھروں اور مندروں میں بھی عالمِ انسانیت نے اپنے اپنے عقائد اور مذاہب کے لحاظ سے قومی کی معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی کی صحت یابی اور درازی عمر کے لئے خصوصی دعائی گئیں اور ساتھ ساتھ ملالہ پر حملے کی سخت مذمت بھی کی تو وہیں حکومت پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کیاگیا کہ واقعے میں ملوث ملزمان کو فوری گرفتار کرکے قرار واقعی سزادی جائے۔

بالآخر نام نہاد طالبان کے قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہونے والی قوم کی معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی کے لئے ساری پاکستانی قوم کے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ دل سے نکلی دعائیں بارگاہِ اللہ رب العزت میں قبول ہوئیں سینئر ڈاکٹروں نے پانچ گھنٹے سے زائد انتہائی پیچیدہ مگر کامیاب آپریشن کرکے ایوارڈ یافتہ طالبہ ملالہ یوسفزئی کے سر سے گولی نکالی جبکہ ڈاکٹروں کے مطابق ملالہ کو ہوش میں آنے میں تین دن لگ سکتے ہیں اِس پر ہم اپنی قوم سے یہ کہنا چاہیں گے

کہ ابھی قوم کو اپنی اِس ہونہار بیٹی ملالہ یوسفزئی کی مکمل صحتیابی تک مزید دعاؤں کی ضرورت ہے ہمیں اُمید ہے کہ ملالہ کے لئے ہمدردی رکھنے والا ہر فرد اپنی ہر سانس میں اِس کے لئے اور نام نہاد دہشت گرد نما طالبان کو دین اور انسانیت کی سمجھ کے لئے بھی ضرور دعائیں کرتا رہے گا۔

جبکہ اُدھر ملالہ یوسفزئی پر بھٹکے ہوئے انسانوں کے ہاتھوں حملے کے خلاف سُنی اتحاد کونسل پاکستان کے چیئرمین و رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم نے اعلان کیا ہے کہ سُنی اتحاد کونسل جمعہ 12 اکتوبر کو ملک گیر یومِ مذمت منائے گی اور پاکستان سمیت عالمی برادری میں بھی ملالہ یوسفزئی پر ہونے والے حملے کی مذمت کا سلسلہ بھی ابھی تک جاری ہے اِس حوالے سے امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے کہا ہے کہ ملالہ کی محنت اور جذبے کی قدر کرتے ہیں ہم اِس معصوم بیٹی کی جدوجہد کو سراہتے ہیں اور اِسی طرح اِن پر ہونے والے قاتلانہ حملے کی مذمت کرتے ہوئے امریکی وزارت خارجہ کی ترجمان وکٹوریہ نیولینڈ نے بھی کہا ہے کہ ہم ملالہ پر حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں ملالہ یوسفزئی جیسے قابلِ فخر بچوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنانا بزدلانہ کارروائی ہے جبکہ انسانی حقوق کے عالمی ادارے ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ یہ حملہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان میں حقوق کی آواز اٹھانے والوں بالخصوص عورتوں اور بچوں کو کن تکالیف سے گزرنا پڑتا ہے اِس کا بین ثبوت محض امن اور تعلیم کے لئے

آواز اٹھانے والی معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی ہے جبکہ آرمی چیف جنرل کیانی کا کہنا ہے کہ دہشت گردوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھی ملالہ یوسف زئی پر قاتلانہ حملے کے خلاف مذمتی قرار داد منظور کی گئی ہے اور اِس بات کا تہیہ کیا گیا کہ ملک میں دہشت گردی پھیلانے والے انتہاپسندوں کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی اور ملالہ یوسفزئی پر ہونے والا قاتلانہ حملہ پوری پاکستانی قوم اور قوم کے طالبعلوں پر حملہ تصور کیا جائے جس کی ہر سطح پر پُرزور مذمت کی جائے گی اگر قوم اِس واقعہ کے بعد بھی خواب خرگوش میں پڑی رہی تو اِس سے اِن نام نہاد طالبان کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ اپنی کارروائیوں کا دائرہ سارے ملک میں پھیلا کر اسلام اور اسلامی تعلیمات کا امن پسندی کا چہرہ مسخ کرتے رہیں گے جبکہ اِس پر قوم کو اِس بات کا بھی غالب گمان ہے کہ ملالہ یوسفزئی پر حملہ کرنے والے وہ طالبان نہیں ہو سکتے جن کی تعلیمات کبھی اسلام اور اسوہ حسنہ کے مطابق ہوا کرتی تھیں جنہوں کبھی اُمت مسلمہ کو تعلیم اور امن کے حصول کی جدوجہد سے نہیں روکا تھا یقیناً ملالہ یوسفزئی پر حملہ کرنے والا اسلامی طالبان کے روپ میں کوئی اور گروپ ہے جو اسلامی طالبان کا نام لے کر دہشت گردی کرکے دنیا کے سامنے اسلام کا امن پسندی کا چہرہ مسخ کرکے پیش کر رہا ہے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج جو ٹولہ خود کو پکا اور سچا مسلمان اور اسلام کا اصل

پاسبان کہلارہاہے اوراپنی نام نہاد شریعت کے نام پر ایک عرصے سے سوات اور اِس کے گردونواح میں تعلیمی اداروں کو تباہ کرتاآ رہاہے ایسے میں یہ سوال جنم لے رہاہے کہ تعلیمی اداروں کو تباہ کرنا اور تعلیم کے حصول سے مرد و عورت کو روکنا کیا یہی دین اسلام کی تعلیمات ہیں . . ؟اوراِس پس منظر میں جب اِن کے اِن کے ناپاک عزائم کے سامنے سوات ہی سے تعلق رکھنے والی قوم کی ایک ایسی معصوم بچی ملالہ یوسفزئی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہوئی اورجب اِس معصوم بچی نے اِن کی خود ساختہ شریعت کے خلاف امن و تعلیم کا پرچم اُٹھایااور اپنی معصوم آواز بلند کی تو اِس کی آواز بھی اِنہی اسلام کے ٹھیکداروں نے گولی سے دبانے کی کوشش کی اَب ایسے میں یہاں دوسرا سوال پیدا ہوتاہے کہ کیاخود کو دین اسلام کے سچے پیروکار کہلانے والوں نے اسکولوں کو تباہ اور ملالہ یوسفزئی پر گولی چلا کر اپنی اِس حرکت سے اِس وحی " اِقرَاءِ باسم ربکَ الذی خلق " کی نفی نہیں کردی ہے. . . ؟؟ جس پر دین اسلام کی اساس ہے اور ساراقرآن ہی اِس وحی کے بعد میرے پیارے حضورپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا گیا۔

وہ ماہِ رواں کی نوتاریخ تھی اور دن کے سوابارہ بجے تھے جبسوات میں امن و تعلیم کا پرچم ہاتھ میں تھامے سرگرم رہنے والی قومی امن ایوارڈ یافتہ طالبہ ملالہ یوسف زئی اسکول وین میں اپنی دواور ساتھیوں سمیت گھر جارہیں تھیں کہ

سوات کے مرکزی شہر مینگورہ شریف آباد میں علاقے گل کدہ کے قریب دو نامعلوم نقا
ب پوشوں نے گاڑی کو روک کر قوم کی قابلِ فخر بیٹی ملالہ یوسفزئی کا پوچھا اور بعد ازاں
ملالہ کے بلند حوصلوں سے خوفزدہ اسلام سے بھٹکے ہوئے اِن بد بختوں نے اِس پر فائر
کھول دیا جس کے نتیجے میں سر پر گولی لگنے سے فخر پاکستان قون کی معصوم بچی ملالہ
یوسفزئی شدید زخمی ہو گئی جبکہ اِس واقعہ میں قوم کی اِس ہونہار بچیکے ساتھ بیٹھی ہوئیں
دو بچیاں شازیہ اور کائنات بھی ہاتھ اور پاؤں پر گولیاں لگنے زخمی ہو گئیں جبکہ وین کے
ڈرائیور عثمان علی کا کہنا ہے کہ دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے انھیں راستے میں
رکنے کا اشارہ کیا اور سوالیہ انداز سے پوچھا کہ کیا یہ خوشحال پبلک اسکول کی وین ہے..؟
جس کے جواب میں ڈرائیور نے کہا کہ وہ اسکول جا کر پوچھیں اور وین کی رفتار تیز کر دی
اِسی اثنا میں فائرنگ کی آواز گونجنے لگی جس پر، وین میں بیٹھی لڑکیوں نے چیخنا شروع
کر دیا اور بتایا کہ ملالہ اور اِن کی ساتھی شازیہ کے جسموں سے خون بہہ رہا ہے
ڈرائیور عثمان علی کا کہنا ہے کہ اِس واقعہ کے بعد ہی یہ وین کو سیدھا اسپتال لے گیا۔
الحمدللہ... ! قوم کی دعاؤں سے ایوارڈ یافتہ ملالہ یوسفزئی کے سر میں لگنے والی گولی نکال
لی گئی ہے اور انشاء اللہ دو ایک روز میں ملالہ کو ہوش بھی آ جائے گا اور یہ جلد صحتیاب
بھی ہو جائیں گے اطلاع ہے کہ حکومت نے ملالہ پر حملہ

کرنے والوں کا پتہ چلالیا ہے اِس حوالے سے جلد قوم کو خوشخبری دی جائے گی اور امن و آشتی اور اُمید کی کرن ملالہ یوسفزئی پر حملہ کرنے والوں کو قرار واقعی سزا بھی دے کر اِنہیں نشانِ عبرت بنادیا جائے گا آج قوم معصوم ملالہ یوسفزئی کے حوصلے اور اِس کے عزم وہمت ہر سلام پیش کرتی ہے تو وہیں اِس کی جلد صحتیابی کے لئے بھی دعا گو ہے۔

ملالہ پر قاتلانہ حملہ جائز قرار دینے والوں کی اپنی کیسی شریعت ہے..؟

یقیناآپ ہماری اِس بات سے ضرور متفق ہوں گے کہ اِنسان زمانے قدیم اور ظہورِ اسلام سے قبل جہالت کے باعث جانوروں جیسی زندگی گزارتا تھااِس لئے آج بھی جن اِنسانوں کا شعور پست ہوتاہے اور جو اپنی خودپسندی یااور کسی وجہ سے اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بھٹک گئے ہیں اِن کے رویے اور رشتے بھی جانوروں جیسے ہوتے ہیں یعنی ایسے لوگوں کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بے کار ہے وہ اِنسان جس میں اِنسانیت نہ ہو تو وہیں ہم اِس یقین کے ساتھ یہ بھی کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جس شخص میں اِنسانیت نہیں اِس کا کوئی مذہب بھی نہیں ہوتاہے اور جس کا کوئی مذہب نہیں ہوتاہےاِس کا کوئی اعتبار بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ کب جانوروں جیساہوجائے اور جانوروں جیسی حرکت کرنے لگے اوروہ اپنے وجود سے روئے زمین پر خیر کے بجائے شر پھیلانے کا ضامن ہوجائے۔

آج قوم کی باحیااور باپردہ رہنے والی چودہ سالہ معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی جس کا جرم صرف یہ تھاکہ اِس نے سوات میں امن اور تعلیم کو پھیلانے کے لئے اپنی معصوم اور ننھی ننھی اداؤں اور تحریروں سے اپنا کردار اداکیا تھااور بس اتناہی اِس معصوم ملالہ کا جرم تھا..جس کی سزااِسے اسلام اور شریعت کے

نام نہاد ٹھیکیداروں نے یہ دی کہ اِس معصوم پھول جیسی بچی اوراِس کی ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا اور اپنے سینے پر تمغہ لگا بیٹھے کہ اِنہوں نے اپنے اور اپنی بنائی ہوئی شریعت کے خلاف بلند ہوتی ایک نہتی اور معصوم ملالہ کی آواز کو دبا دیا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ امن کی فاختہ اور علم کی متلاشی قوم کی معصوم بیٹی ملالہ یوسفزئی پر دہشت گردوں کے قاتلانہ حملے پر پاکستانی قوم سمیت عالمی.برادری بھی سراپا احتجاج ہے اور مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ ایوارڈیافتہ ملالہ یوسفزئی کی جلد صحتیابی کے لئے بھی اللہ تعالی کے حضور دعائیہ اجتماعات منعقد کرا رہی ہے تو وہیں ہمیں یہ بھی اُمید ہے کہ ملالہ، شازیہ اور کائنات کے لئے کی گئیں دعایں بارگاہِ اللہ رب العزت میں ضرور قبول ہوں گیں اور ملالہ یوسفزئی سمیت شازیہ اور کائنات جلد صحتیاب ہوں گیں اور سوات میں اسلام سے بھٹکے ہوؤں کی طرف سے.بزورطاقت اور بندوق و بارود تعلیم کے حصول سے روکنے کی مہم جوئی کے خلاف اپنی آواز بلند کرتی رہیں گیں۔

آج جب ایک طرف ساری پاکستانی قوم ملک کے چپے چپے مساجد، گرجاگھروں، مندروں، تعلیم اداروں، سرکاری و نجی اداروں اور دیگر کھلے مقامات میں ملالہ یوسفزئی شازیہ اور کائنات کی جلد صحتیابی کے لئے دعائیہ اجتماعات،

منعقد کر رہی ہے تو وہیں ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں نے ملالہ پر حملہ جائز قرار دے کر قوم میں پائے جانے والے غم وغصے کو مزید ہوا دے دی ہے۔

کیونکہ اُدھر آن لائن کی ایک افسوسناک خبر کے مطابق ایک کالعدم تنظیم والوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر سوات سے تعلق رکھنے والی امن ایوارڈ یافتہ اور پُرعزم حوصلے کی مالک امن کی فاختہ ملالہ یوسفزئی پر حملے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور ملالہ پر حملے کے بعد، دو تاریخی حوالوں سے مذکورہ حملے کو جائز قرار دیتے ہوئے جو وجوہات پیش کیں ہیں وہ علمائے حق اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء اکرام اور مشائخ عظام کے نزدیک ملالہ پر حملہ کرنے والوں کی یہ اپنی شریعت ہے جو انتہائی مضحکہ خیزی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

آن لائن کے مطابق کالعدم تنظیم کے مرکزی ترجمان نے ملالہ یوسفزئی پر کئے جانے والے قاتلانہ حملے اور اِس کے نتیجے میں دوسری بچیوں شازیہ اور کائنات کے زخمی کئے جانے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تاثر غلط ہے کہ طالبان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کی مخالف ہے ہم صرف سیکولر نظام تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں جو مسلمان بچوں اور بچیوں کو اسلام اور شریعت سے دور کررہی ہے جبکہ ملالہ یوسفزئی پر کئے جانے والے قاتلانہ حملے کے سوال پر اِن کا یہ کہنا تھا کہ ملالہ یوسفزئی پر حملہ اِس لئے کیا گیا کیوں کہ اِن کے خیالات

اسلام، شریعت اور مجاہدین کے خلاف تھے اور ملالہ اپنی فکر کا برملا اظہار بھی کرتی رہی ہیں لہٰذا اِن پر حملہ کیا گیا ہے اور جب اِن کو بتایا گیا کہ یہ تو صرف چودہ سالہ معصوم بچی ہے اور یہ تعلیم اور اپنے علاقے ہیں امن کی متلاشی ہے اسلام میں معصوم بچوں پر حملہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔۔؟ تو اِس پر کالعدم تنظیم کے ترجمان نے اپنی حجت درست منوانے کے خاطر اِس کا جواب دو تاریخی حوالے پیش کرتے ہوئے کچھ یوں دیا کہ "ایک بار حضرت خضر علیہ سلام اور حضرت موسیٰ علیہ سلام ایک ساتھ سفر کر رہے تھے اِسی دوران حضرت خضر علیہ سلام نے ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا جس پر حضرت موسیٰ علیہ سلام نے اِس کی توجیہی پوچھی تو حضرت خضر علیہ سلام نے جواب دیا کہ اِس بچے کے ماں باپ بہت نیک ہیں اور یہ بچہ بڑا ہو کر اِن کی بدنامی کا سبب بنتا اِس لئے میں نے اِسے قتل کر دیا جبکہ ملالہ پر حملہ جائز قرار دینے والے کالعدم تنظیم کے ترجمان نے دوسرا تاریخی واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ ایک اندھے صحابی نے ایک ایسی عورت کو قتل کر دیا تھا جو نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور اِس عورت کے قتل پر نبی کریم ﷺ نے اطمینان کا اظہار کیا تھا یوں اِن دونوں تاریخی حوالوں کو جواز بنانے والے کالعدم تنظیم کے ترجمان کا کہنا ہے کہ اِن کے اور اِن کی تنظیم کے نزدیک ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملہ جائز ہے۔

ملالہ یوسفزئی پر کیے جانے والے حملے کو درست ثابت کرنے کے لئے جب کالعدم

تنظیم کے ترجمان نے اِن دونوں تاریخی حوالوں کو پیش کیا اور اِن تاریخی حوالوں کو جواز بنانے کے بعد ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملہ جائز قرار دیا ہے تو اِس پر علمائے دین کا یہ کہنا ہے کہ کالعدم تنظیم کے ترجمان ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملے کو جائز قرار دینے کے لئے جو تاریخی حوالے پیش کر رہے ہیں یہ اِن کی اپنی بنائی ہوئی شریعت ہے جو انتہائی مضحکہ خیز ی کے سوا اور کچھ نہیں ہیں اِس پر علمائے دین اور دانشورانے اسلام کی اکثریت کا یہ بھی کہنا ہے کہ " آج کے دور کے کسی بھی عام بشر اور شخص کو اسلام اور شریعت کی رو سے بلا کسی شرعی عزر کے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی اِنسان کو قتل کرے یا قتل کرنے کا حکم کردے اور اگر کوئی ایسا کردے تو کوئی اِسے شخص کے اِس غیر شریعی فعل کو درست قرار دینے کے لئے یہ دعوی بھی کرے کہ کسی نے کسی کا قتل غیب کے علم کی وجہ سے کیا ہے تو ایسا شخص فتنہ ہے .. اور اِسی کے ساتھ ہی علمائے دین اور مذہبی اسکالرز کا یہ بھی کہنا ہے کہ نعوذ باللہ ..! آج کے دور میں کوئی پیغمبر یا ولی نہیں ہے کہ کسی کو ملالہ یوسفزئی سے متعلق غیبی عمل ہوگیا تھا کہ یہ معصوم بچی بڑی ہو کر کسی کے لئے نقصان یا بدنامی کی باعث بنے گی اور نہ ہی یہ امن اور تعلیم کی متلاشی معصوم ملالہ یوسفزئی خدانخواستہ گستاخ رسول تھی کہ کسی نے اِس پر قاتلانہ حملہ درست قرار دیا ہے ایسا کرنے والا اسلام اور شریعت کی رو سے واجب القتل ہے جس کو سزا دینا حاکم الوقت اور قانون نافذ کرنے والوں کی ذمہ داری ہے۔

جبکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ سانحہ ملالہ سے قبل تک ہمارے یہاں کا کوئی ایک بڑاطبقہ طالبان مجاہدین بھائیوں کا حامی رہاہو مگرآج ہم یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کے اِس گھناونے قول و فعل کے بعد سے ہی ساری پاکستانی قوم سمیت پوری دنیا بھی یہ بات اچھی طرح جان چکی ہے ملالہ پر حملہ کرنے والے یہ وہی لوگ ہیں جو روس افغان جنگ میں امریکا کی آنکھ کے تارے بنے رہے اور آج بھی یہی لوگ ہیں جو پاکستان ہیں امریکی اشاروں پر دہشت گردی کرنے اور پاکستان میں تباہی و بربادی پھیلانے کے خاطر امریکا کی آنکھ کے تارے بنے ہوئے ہیں پہلے بھی اِن ہی لوگوں نے امریکی ڈالرز کے عوض افغانستان میں روسی یلغار پر اسلام کو بچانے کے نام پر اپنا کردار اداکیا تھا اور آج بھی یہ امریکی ڈالرز کے عوض پاکستان میں اسلام کے نام پر اپنی خود ساختہ شریعت کے نفاذ کے لئے تعلیمی اداروں کو تباہ اور مردوں اور عورتوں اور بچوں اور بچیوں کو تعلیم کے حصول سے روکنے کے لئے اپنا گھناؤنا کردار اداکررہے ہیں۔

اَب اِن حالات کے پس منظر میں پاکستانی قوم بشمول علمائے دین ، اہل دانش ، سیاستدان اور حکمرانوں پر فیصلہ کن گھڑی آگئی ہے کہ یہ اپنی کوئی مثبت اور تعمیری راہ متعین کرنے کے لئے دوغلے امریکا کا ساتھ چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اِن

لوگوں کو بھی کیفر کردار تک پہنچادیں جو ہمارے ہی درمیان میں رہ کر اسلام کے نام پر ملک میں تعلیمی ادارے تباہ اور بچیوں اور عورتوں کو تعلیم کے حصول جیسے مذہبی فریضہ سے روکنے کے لئے انتہاپسندی کا سہارا لے کر اپنی مرضی کی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں یا ہمیں اپنی موجودہ پوزیشن برقرار رکھنے کے لئے دونوں (دوغلے امریکا اور کالعدم تنظیم والوں) سے مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ ہونا پڑے گا...؟؟

پی پی پی کا حیدرآباد کا جلسہ کیسا رہا....؟

فیصلہ تو عوام کریں گے آئندہ اقتدار کس جماعت کو ملے گا..!!

آج ہمیں یہ لگتاہے کہ اتحادیوں کی جھرمٹ میں ساڑھے چار یا پونے پانچ سال تک مسندِاقتدار سے چپکی رہنے والی ہماری حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوگیاہے اور آج جب اِسے اپنے عوام کے ساتھ روا رکھے گئے بے حس رویوں کی وجہ سے اپنے پرائے سب کی جانب سے طرح طرح کی تنقیدوں کا نشانہ بنایاگیا تو پھر عام انتخابات میں اِسے اپنی ناکامی کا بھی احساس ہوا ہے تو ایسے میں اِسے اپنی جیت یقینی بنانے کی فکر بھی لاحق ہو گئی ہے جس کے لئے اِس نے عملی طور پر عوام کے نزدیک جانے اور عوام کی دہلیز پر ووٹوں کی بھیک مانگنے کے لئے اپنا سر رگڑنے کی منصوبہ بندی کرلی ہے جس کی ابتداءاِس نے گزشتہ دنوں حیدرآباد کے جلسے عام سے کردی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ برسرِاقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی نے سندھ کی تقسیم کا پروپیگنڈا اور نواز شریف اور اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے سندھ فتح کرنے کے دعووں کو مسترد کرنے اور نئے بلدیاتی

نظام کی مکمل حمایت کا اعلان کرنے کے خاطر حیدرآباد میں جو اپنا جلسہ کیا ہے ہماری نظر میں یہ جلسہ سندھ کی تقسیم کا پروپیگنڈا ختم کرنے کے حوالوں سے تو انتہائی کامیاب رہا ہے جس پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پی پی پی کو اِس کے عنقریب اچھے اور حوصلہ افزاء نتائج بھی ملنے کی اُمید بندھ گئی ہے مگر نواز شریف اور اِن کی جماعت کی جانب سے سندھ فتح کرنے کے تاثر کو زائل کرنے میں پی پی پی کا حیدرآباد کا یہ جلسہ اُس طرح کامیابی حاصل نہیں کرسکا ہے جس کے بارے میں اِس کے کرتا دھرتا گمان کر رہے تھے اور اِس کے ساتھ ہی ہمیں اِس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ حکمران جماعت کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ اگر عام انتخابات سے قبل اِس نے سندھ میں دو چار ایسے بڑے جلسے اور منعقد کر دیئے یا کرادئے تو ہماری اِس حکومت کو اِس کی یہی بھوکی ننگی اور مہنگائی کی ماری عوام ایک مرتبہ پھر اقتدار سونپ کر خود کو زندہ درگور کرنے کا سامان اپنے ہی ہاتھوں ضرور کر لے گی اور اِس سے آگے ہم اپنی بد عقل اور بریانی کھا کر اپنا قیمتی ووٹ بیچ دینے والی عوام کے بارے میں اور کیا کہیں جو اپنے ووٹ کی طاقت اور قدر و قیمت کو جانے بغیر ایسے لوگوں کو ووٹ دے دیتی ہے جو اقتدار میں آنے کے بعد اپنے لئے تو بہت کچھ کرلیتے ہیں مگر اِس عوام کے لئے کچھ اچھا کرنے کا اِن کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا ہے جن کے ووٹوں کی بھیک سے یہ لوگ اقتدار کی مسند سے جالگتے ہیں.

اگرچہ برسرِ اقتدار جماعت پی پی کے اِس جلسے سے متعلق اہلِ سیاست کے خیالات مجموعی طور پر کچھ بھی ہوں مگر اَب تک اِن کی جانب سے جو چند ایک باتیں سامنے آئیں ہیں وہ کچھ یوں ضرور ہیں کہ ابھی پی پی کے اِس جلسے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ پی پی کا یہ جلسہ سوائے سندھ کی تقسیم کے پروپیگنڈے کو ختم کرنے کے کیسا رہا..؟اور اِس جلسے سے حکمران جماعت نے کتنی کامیابی حاصل کی اور کتنی نہیں ...؟مگر اتنا ضرور ہے کہ اِس جلسے میں حکمران جماعت سے تعلق رکھنے والے مقررین نے اپنے جوش خطابت میں کس کو کھل کر ہدف تنقید بنایا...؟اور کس کس کو لفظوں اور جملوں کا بیدریغ استعمال کرکے اِس کی سیاسی کردار کشی کی اور اُسے لفظوں اور جملوں کے کھلے بازار میں کس طرح گھسیٹا...اور کس کس کی پگڑی اُچھالی ... اور کس کی ٹوپی کس کے سر رکھی ...؟اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بات بھی لوگ جان گئے اور سب کے سامنے آگئی کہ جلسے کے اول تا آخر مقررین اور مزید کیا کچھ کہنا چاہتے تھے..؟ جو وقت کی کمی کے باعث نہ کہہ سکے۔

بہر حال ..! مخالفین اِس جلسے کے بارے میں برسرِ اقتدار جماعت اور اِس کے اتحادیوں سے متعلق کچھ بھی کہتے رہیں.. مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا حیدرآباد میں کیا جانے والا جلسہ سندھ کی تقسیم کے پروپیگنڈے کے خاتمے کے لحاظ سے کامیاب رہا اِس ایک خبر کے مطابق باوجود اِس

ہے کہ پیپلز پارٹی کے چیدہ چیدہ رہنماؤں جن میں گیلانی ، کائرہ اور امین فہیم شامل ہیں اِنھوں نے حیدرآباد میں پارٹی کی ریلی میں شرکت میں جانے کے لئے سرکاری طیارے استعمال کئے اِن رہنماؤں میں سے کوئی بھی قواعد کے تحت سرکاری طیاروں کے استعمال کا حقدار تو نہیں تھا مگر پھر بھی ہمارے پاس اِس جلسے کی کامیابی کی تعریف میں کہنے کے لئے الفاظ اور جملوں کے چناؤ میں بہت دقت درپیش ہو رہی ہے ایسے میں ہم حکمران جماعت کے اِس جلسے سے متعلق صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ نئے بلدیاتی نظام کے بعد اپوزیشن کی طرف سے سندھ کی تقسیم کا گھڑا گیا پروپیگنڈا ضرور زائل ہو گیا ہے جو حکمران جماعت کے اِس سو فیصد کامیاب جلسے کا نتیجہ ہے۔

حیدرآباد میں حکمران جماعت کے اِس کامیاب ترین جلسے میں نئے بلدیاتی نظام کے حق میں پیپلز لوکل ایکٹ 2012 کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کیا گیا جلسے سے خطاب کے دوران وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے اپنے مخصوص مگر والہانہ انداز خطاب میں کہا کہ بل کے مخالفین سندھ کے قوم پرستوں کو (ن) لیگ کی سرپرستی حاصل ہے خزانے کے منہ کھولنے کے باوجود سندھ کے عوام نے اِنہیں مسترد کر دیا ہے یہاں یہ انتہائی حوصلہ افزاء امر یہ رہا کہ اِس جلسے میں قوم پرستوں اور ن لیگ کی سازش کو خاک میں ملانے کے لئے جو قرار دادیں منظور کی گئیں وہ بھی تاریخ کا حصہ بن گئیں ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ نیا بلدیاتی

قانون سندھ کے عوام کے مفاد میں ہے جبکہ اپنی نوعیت کے اِس تاریخ ترین جلسے کے مقررین اور شرکاء نے صدرِ مملکت جنابِ عزت مآب آصف علی زرداری کی انتہائی اعلیٰ درجے کی سیاسی بصیرت اور تدبر کو زبردست انداز سے خراج تحسین بھی پیش کیا اور ساتھ ساتھ اِس عزم کا اظہار بھی کیا کہ ہمیں اپنے صدر پر بھرپور اعتماد ہے اور ہم اِن کی فہم وفراست کے سہارے آئندہ انتخابات میں بھی بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کرکے مزید پانچ سال کے لئے اقتدار کی کرسی پر بیٹھیں گے یعنی ہم آئندہ بھی اِسی طرح عوام کو بے وقوف بناتے اور اِن کی آنکھ میں دھول جھونکتے رہیں گے جس کے بارے میں پاکستان پیپلزپارٹی اپنی منصوبہ بندی کرکے میدانِ سیاست میں کود گئی ہے اور اِسے حال کی طرح مستقبل میں بھی کوئی ہمیں ہلکی پھلکی عوامی خدمت سے نہیں روک سکتا ورنہ۔؟ہم عوام کی اتنی بھی خدمت نہیں کریں گے جتنی ہم ابھی کررہے ہیں۔اَب چاہئے حکمران جماعت ن لیگ سے خوفزدہ ہوکر کچھ بھی کرلے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ فیصلہ تو عوام ہی کریں گے کہ آئندہ عام انتخابات میں عوام کس جماعت کو اپنے ووٹوں سے بھاری اکثریت سے کامیاب کرے گی اور اقتدار کسے سونپے گی۔۔۔؟؟

سپریم کورٹ کا تاریخ ساز فیصلہ

اسحٰق خان، مرزا اسلم بیگ اور اسد درانی..!

جرم ثابت ہونے پر قوم اسحٰق خان، مرزا اسلم بیگ اور اسد درانی کو اِن کے عہدوں کے بغیر پکارے..!!

بالآخر 16 سال بعد اصغر خان کیس کی سماعت مکمل ہونے پر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں قائم ایک 3 رکنی بینچ نے رواں ماہ)اکتوبر) کی 19 تاریخ بروز جمعہ 2012 کو 1990ء کے انتخابات میں دھاندلی اور سیاسی عمل کو اسٹیبلشمنٹ اوراُس وقت کے ایوانِ صدر کی سازشوں سے آلودہ کئے جانے کے فعل میں اپنی انفرادی حیثیت سے کردار ادا کرنے والے سابق آرمی چیف جنرل اسلم بیگ اور سابق ڈی جی آئی ایس آئی جنرل اسد درانی کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا حکم دیتے ہوئے اپنا مختصر اور ملکی تاریخ کا ایک اہم ترین فیصلہ سُنا دیا ہے یوں سپریم کورٹ کے اِس تاریخ ساز فیصلے سے قوم کو اِس بات کا بھی یقین ہوگیا کہ ملک میں قانون کی بالادستی ابھی قائم ہے۔

اگرچہ اصغر خان کیس کا فیصلہ آنے میں دیر ضرور ہوئی مگر سپریم کورٹ کی جانب

سے ایک اچھا فیصلہ سامنے آیا ہے جس سے قوم میں یہ اُمید پیدا ہو گئی ہے کہ بہر حال قانون کی گرفت سے کوئی آزاد نہیں .. حضرت بایذید بسطامیؒ کا قول ہے کہ " قانون وعدل کے بغیر ملک ویران اور اُجاڑ ہو جاتے ہیں " اور اِسی طرح دانا کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کسی بھی معاشرے میں قانون اور عدل مفقود ہو جائیں تو اِنسان مایوس ہو جاتے ہیں اور آبادیاں فساد سے بھر جاتی ہیں "یوں آج ہمارے معاشرے کے لئے یہ بہت اچھا ہوا کہ سپریم کورٹ نے سولہ سال بعد صحیح مگر اصغر خان کیس کا ایک حوصلہ افزا فیصلہ سُنا کر قوم میں یہ اُمید ضرور پیدا کر دی ہے کہ ملک کو ویران اور اُجڑنے اور آبادیوں کو فساد سے بچانا ہے تو ہر حال میں قانون کی بالادستی اور عدل کے قیام کو یقینی بنانا ہوگا۔

عزت مآب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے اصغر خان کیس کا فیصلہ سُناتے ہوئے جو تاریخی جملے کہیے یہ ہماری ملکی تاریخ کے باب میں اضافے کا باعث بنے ہیں اور اِن کے یہ جملے سُنہرے حروفوں میں درج ہو گئے ہیں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے کہا کہ " سابق صدر غلام اسحٰق خان نے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایوانِ صدر میں الیکشن سیل قائم کر کے انتخابی نتائج پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ،ایوانِ صدر اور آئی ایس آئی یہ ں ،اگر اِس وقت کوئی سیاسی سیل ہے تو اِسے فوری ختم کیا جائے اُنھوں نے کہا کہ فوج سیاست میں حصہ نہیں لے سکتی ، آئی ایس آئی اور ایم آئی کا سیاسی عدم استحکام میں کردار نہیں

ہو سکتا عدالت عظمی نے کہا کہ سابق آرمی چیف اور ڈی جی آئی ایس آئی کا انفرادی فعل فوج کے لئے بدنامی کا باعث بنا اور اِسی طرح چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے اپنے فیصلے میں یہ بھی کہا کہ 1990 میں جن سیاستدانوں پر رقوم کی وصولی کا الزام لگا ہے ایف آئی اے رقوم کی تقسیم کی تحقیقات کرکے اِن سے منافع سمیت وصول کرے اور یونس حبیب کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

جبکہ اصغر خان کیس کا سپریم کورٹ سے تاریخ ساز فیصلہ آنے کے بعد وزیراعظم راجہ پرویزاشرف نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں اصغر خان کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کو جمہوریت کی حقیقی فتح قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ فیصلہ دوررس نتائج کا حامل ہے معاملے کی شفاف وشفاف تحقیقات ہوگی اور سپریم کورٹ کے احکام پر عملدرآمد کیا جائے گا پیسے لینے والے قوم سے معافی مانگیں ذمہ داروں کو ہر صورت سزا ملے گی پائی پائی واپس لیں گے اور اِسی کے ساتھ ہی وزیراعظم نے اپنی اِسی پریس کانفرنس میں یہ بھی واضح کردیا کہ کوئی اِس گمان میں نہ رہے کہ ماضی کی طرح آج بھی ایوانِ صدر میں کوئی سیاسی سیل قائم ہے ایسا سوچنے والے احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں جبکہ ہم اِس موقع پر یہ کہنا چاہیں گے کہ بالفرض ابھی ہم مان بھی لیں کہ موجودہ ایوانِ صدر میں کوئی سیاسی سیل نہیں ہے مگر انتخابات کے دنوں ہیں،اگر کوئی سیاسی سیل ایوانِ صدر یا اِس سے متصل قائم ہوگیا تو پھر کیا بنانے گا.. مسٹر وزیراعظم راجہ

پرویز اشرف جی..؟

بہرحال ابھی تو قوم کو وزیراعظم کی اِس بات پر یقین کرلینا ہوگا کہ موجودہ ایوانِ صدر میں کوئی سیاسی سیل نہیں ہے مگر پھر بھی ہم پاکستانی عوام اور اپنے قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ کوئی کچھ بھی کہہ لے مگر یہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں اسٹیبلشمنٹ کا کردار ایوانِ صدر سے لے کر سیاستدانوں کے کچن تک ضرور رہاہے اور موجودہ حکومت میں بھی حکمرانوں سے زیادہ اسٹیبلشمنٹ پاور فل نظرآتی ہے اَب دیکھتے ہیں کہ اصغر خان کیس کا فیصلہ آجانے کے بعد اِس کا عام انتخابات میں مداخلت کا کیا انداز ہوتاہے۔

اگرچہ یہاں یہ امر ملک اور قوم کے لئے جہاں انتہائی قابل غور اور حوصلہ افزاء ہے کہ 1990کے انتخابات میں دھاندلی کے ناٹک میں ہیروز بننے اور پاکستانی سیاست میں بکاؤ سیاستدانوں ، انتخابات اوراِن کے نتائج کی تبدیلی کے حوالے سے، حکمرانوں کی حکمرانی سمیت ایوانِ صدر میں کھیلے جانے والے مکروہ ڈرامے میں اسٹیبلشمنٹ کے کٹھنی جیسے گھناونے کردار کو بے نقاب کرنے میں اصغر خان کیس نے ایک انتہائی اہم رول اداکیا ہے تووہیں سپریم کورٹ کاتاریخ ساز فیصلہ بھی اپنی جگہہ خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

بشرطیکہ آج سپریم کورٹ کے اِس فیصلے کے بعد ہمارے ادارے، موجودہ ایوانِ صدر اور جمہوری حکومت کے دعویدار 1990ء کے انتخابات میں اپنی انفرادی حیثیت سے دھاندلی کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کریں جیساکہ آج برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالے کہہ رہے ہیں کہ پی پی پی کی حکومت جنرل بیگ سے تمغہ جمہوریت چھین کیا نوچ بھی سکتی ہے اور اِن کا کورٹ مارشل کرنے کا مطالبہ بھی کرسکتی ہے۔

ایسے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایسا ہوگیا تو یقیناً مستقبل میں ملک میں جو دوررس تبدیلیاں آئیں گی اِن سے ملک اور قوم کو ایک ایماندار اور مخلص قیادت ملے گی جو دونوں کو ایک مثبت راہ پر گامزن کرنے میں کلیدی کردار ادا کرے گی اور اِسی کے ساتھ ہی ہم آخر میں جاتے جاتے اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان سے یہ مطالبہ بھی کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اصغر خان کیس کے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق کی گئی تحقیقات میں اگر سابق صدر غلام اسحٰق خان (مرحوم)، سابق آرمی چیف جنرل اسلم بیگ اور سابق ڈی جی آئی ایس آئی جنرل اسد درانی اِس میں ملوث پائے گئے تو قوم کو یہ چاہئے کہ اخلاقی طور پر صدر، آرمی چیف، ڈی جی آئی ایس آئی کے عہدوں اور منصب کا وقار بلند رکھنے اور اِن عہدوں کو کسی بدنامی اور بدگمانی سے بچانے کے لئے بطور احتجاج سابق صدر غلام اسحٰق خان (مرحوم) کے نام سے پہلے صدر لکھنے، پڑھنے اور

کہنے کے بجائے اِن کا نام صرف " غلام اسحٰق خان " لیا جائے حتی کہ اِن کی قبر کے کُتبے پر بھی لکھا لفظ " صدر " ہذف / ہٹا دیا جائے اور اِسی طرح آئندہ مرزا اسلم بیگ اور اسد درانی کا نام بھی اِن کے عہدوں کے بغیر استعمال کرنا ہوگا۔ اور اِسی طرح 1990 سے اَب تک جن سول اور اداروں میں ریٹائرمنٹ اور حاضر سروس فوجی تعینات ہیں اِنہیں اِن کے عہدوں سے فوری طور پر سبکدوش اور اِن کے محکموں میں واپس بھیج کر اِن کی جگہہ ملازمتیں سول افراد کو دی جائیں تاکہ سول ادارے یکسوئی کے ساتھ اپنا کام چلا سکیں کیوں کہ 1990 کے عام انتخابات کے بعد سے اَب تک اسٹبلشمنٹ کی مداخلت سے سول اداروں میں فوج کے ریٹائرڈ اور حاضر سروس ملازمین کی تیزی سے ہونے والی تعیناتی بھی سول اداروں کی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان بن گئی ہے جن کی وجہ سے ہمارے عام باصلاحیت اور پڑھے لکھے سول نوجوان بیروزگاری کا تناسب بھی بڑھ جا رہا ہے اور نوجوان ڈگریاں لینے کے باوجود نوکریوں کے حصول کے خاطر در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور بالآخر پیٹ کی خندق کو بھرنے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے خاطر بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں نوجوانوں کو اگر بے راہ روی سے بچانا ہے تو حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ سول اداروں میں ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجی افراد کی تعیناتی کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ سول نوجوانوں کو ملازمتیں دیں۔

عید الضحیٰ اور فلسفہ قربانی

عید الضحیٰ ایڈیشن

قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے وہاں سنتِ حبیب پروردگار ﷺ بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں دس سال قربانی کرتے رہے ایک اور روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے قربانی ذبح فرما کر ارشاد فرمایا جس نے یہ عمل کیا ہماری سنت کو پا لیا کہا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا تاریخ انسان نے سب سے پہلی قربانی انسانِ اوّل حضرت ابوالبشر سیدنا آدمؑ کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ ترجمہ "اور انہیں ادم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک پڑھ سنائیے ! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے (بہر حال ! یہاں اس واقع کی تفصیل میں جانا نہیں جاتا) واضح رہے کہ اسلام کا تصور قربانی سب سے عمدہ پاکیزہ اعلیٰ اور افضل ہے اس کے نزدیک قربانی کا مقصد عیش و طرب

اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل اور محض جانور کا خون بہانا نہیں بلکہ اسلام نے اپنے متعلقین و منسلکین کو قربانی کی صورت میں رضائے خداوخوشنودیِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حصول کا بہترین طریقہ اور نفیس ترین طریقہ سکھا دیا اور اسلام اور بانی اسلام پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا تن من دھن نثار کرنے کا بھی عمدہ ذریعہ بتا دیا جس کے واسطے سے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی عظمت اور حبیب خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے حلوص اور ایثار کا جذبہ موجزن ہوتا ہے مخلوق پروری بندہ نوازی غم گساری اور ہمدردی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا مقصد خدا کو منانا سنتِ نبوی ﷺ کو اپنانا طریقہ ابراہیمی کو بجا لانا اور شیطانی قوتوں کو خائب و خاسر بنانا ہے، قربانی کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ

ترجمہ : © ©ت ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو انہیں عنایت ہوئے ہیں” ایک اور جگہ قرانِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے البتہ تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے اس آیتِ مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کرکے ارشاد فرمادیا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ دیکھا جائے دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا بارگاہِ ربوبیت میں قربانی کا شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا لہٰذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کرو ترمذی میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو خدا کے

لئے تقویٰ کرے اور اپنے نفس کا حساب لیتا رہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول ہے۔بڑائی تقویٰ میں دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے اور حضرت امام حسینؓ کا قول ہے کہ دنائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے۔بڑی بد اخلاقی اور بداعمالی ہے۔اسلام ہیں حرمت والے چار مہینے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک ماہِ مبارکہ ذی الحجہ کا بھی ہے اور ذیالحجہ اسلامی سال کے مہینوں میں بارہویں مہینے کا نام ہے بے شک اس ماہِ مبارکہ میں عبادت و ذکر واذکار کا رب کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے اجر و ثواب کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس با۔برکت مہینے میں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے بالخصوص اس ماہِ مبارکہ کا شروع کا عشرہ پہلے دس دنوں) کی فضیلت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ رب کائنات نے ان ایام) کو قرآن مجید فرقانِ حمید میں "ایام معلومات" کہہ کر مخاطب کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں " حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا"اور دس راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کی راتیں مراد ہیں" حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے" اس شخص کے لئے ہلاکت ہے، جو ان دس دنوں کی بھلائی سے محروم رہااور نویں ذی الحجہ کے روزے کا خیال رکھو کہ اس میں اس قدر بھلائیاں ہیں جن کا شمار نہیں" ایک اور روایت ہے کہ حضورپرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس وقت عشرہِ ذی الحجہ داخل ہوجائے اور تم میں کوئی شخص

قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ بال اور جسم سے کسی چیز کو مس نہ کرے یعنی کہ بال نہ کتروائے اور نہ ناخن کٹوائے ! اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈوایا اور نہ ناخن ترشوائے " پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو اس لئے کہ قربانی کے جانور کی گردن سے جب" خون کا پہلا قطرہ گرگا تو اس کا عوض تمہارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے " آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے "جس شخص نے قربانی کرنے کی وسعت پائی پھر بھی قربانی نہیں کی بس وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے " حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں ، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین سے گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل کرلیتا ہے بس دل کی خوشی کے ساتھ قربانی کیا کرو "صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا شے ہے "۔تو پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے " اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا " تاجدار مدینہ سکونِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر بال کے عوض ایک نیکی " صحابہ نے پھر

عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ اگر مینڈھا ہو؟" پھر آپ ﷺ ارشاد فرمایا"تب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی" اسی طرح پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دل کی خوشی کے ساتھ اور طلبِ ثواب کے لئے قربانی کی وہ قربانی اسکے لئے دوزخ کی آگ سے آڑ ہوگی"۔ یوں یہ مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا ہے اس کا چاند (ہلال) نظر آتے ہی ہر قلب میں اس عظیم والشان قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جس کی مثال تاریخ انسانی آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے بے شک یہ ماہِ مبارکہ اصل میں اس جلیل و قدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصور تھی یہ جدالانبیا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ السلام ہیں آپ یہ اندازہ کریں کے وہ کون سا امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ (ابراہیمؑ) سے نہیں لیا مگر آپ کی ذاتِ والا صفات پر کسی میدان میں بھی پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی یہ بھی حقیقیت ہے کہ دو چیزیں دنیامیں انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں ایک اپنی جان اور دوسری اپنی اولاد مگر کروڑ روں ، اربوں اور کھربوں سلام ہوں حضرت ابراہیمؑ پر کہ آپ نے اس وقت بھی ثابت قدمی اور تقویٰ کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ جب نمرود کی جلائی ہوئی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت خلیل اللہؑ کو گوپیے میں ڈال کر ہلایا جارہاہے۔ منجنیق کے زریعے پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں کفر خوش ہے کہ آج کے بعد ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں ہوگا مخالف ہمیشہ کے لئے ختم ہوا

جاتا ہے تو ادھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے اللہ کے بندے پیارے خلیلؑ ! کوئی حکم کوئی حاجت ؟ اس کے جواب میں حضرت خلیل اللہ فرماتے ہیں اما الیک فلا ترجمہ "تیرے ساتھ کوئی حاجت نہیں" اور پھر جبرائیلؑ نے عرض کی اچھا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کیجئے کے مجھے آگ میں ڈالا جا رہا ہے"۔ آپ " خلیل اللہؑ نے فرمایا

جانتا ہے وہ میرا ربِ جلیل
آگ میں پڑتا ہے اس کا خلیل

اسے کیوں کہوں ؟ کیا وہ سمیع و بصیر نہیں ہے؟ یہاں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ عقل نے اس موقعے پر حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا ہوگا کہ ابراہیم جان بڑی عزیز شے ہے جو ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی اس کی حفاظت کرو

عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے
عشق بولا کے یار پر قربان ہے

حضرت علامہ اقبالؒ اس واقعے اور تقویٰ سے متعلق فرماتے ہیں

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا لبِ بام ابھی

اور حضرت ابراہیمؑ نے عقل کی دلیل کو یکسر رد کرتے ہوئے عشق الٰہی میں آگ میں چھلانگ لگا دی تب اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم کو دیا ترجمہ اے آگ ! میرے ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ہو جا" رب تعالیٰ کی جان کی آزمائش اور امتحان کے بعد ربِ کائنات کی جانب سے دوسرا بڑا اور سب سے کٹھن امتحان ہونے والا تھا اور وہ اولاد سے متعلق تھا اور یوں بھی جان کے بعد اولاد کا مقام آتا ہے انتہائی اختصار کے ساتھ رب کائنات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابراہیمؑ پر دوسرا امتحان شروع ہوا اور اس میں بھی وہ ثابت قدمی سے پورے اترے اور ایسے اترے کہ رتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا بے آب و گیاہ پہاڑوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور جہاں تک انسانی نظر کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ کا نام و نشان تک نہیں یہ اللہ کے پیارے خلیل اللہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو جو ابھی والدہ کی گود میں ہیں ان کی والدہ حضرت ہاجرہ سمیت اس وادی میں چھوڑ جا رہے ہیں حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضور یہ کس جرم کی سزا ہے آپ خلیل اللہؑ نے ان کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں دیا پھر کچھ دیر بعد حضرت ہاجرہ خود بولیں کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر اس پر خلیل اللہؑ نے فرمایا ہاں ہاجرہ یہ اللہ کا ہی حکم ہے اتنا سننے کے بعد حضرت ہاجرہ نے فرمایا تو پھر ہمیں کوئی غم نہیں اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا" کچھ دور جا کر حضرت خلیل اللہ نے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھائے اور عرض کی "اے میرے رب

میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب ! اسلئے کے وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور پھل کھانے کو دے تاکہ وہ احسان فرمائیں " حضرت خلیل اللہ نے یہ تین دعائیں کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی اہلیہ حضرت بی بی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو جب اس بے آب وگیاہ مقام پر اللہ تعالیٰ کے سپرد چھوڑے جارہے تھے تو وہ اس وقت چلتے چلتے پانی کا ایک مشکیزہ ان کے نزدیک رکھ گئے تھے اور یہ مختصر سا کھانا پانی آخر کب تک چلتا بالاخر ختم ہی ہوگیا تو حضرت بی بی ہاجرہ کو شدید تشویش ہوئی کہ ان کی گود میں معصوم پھول سا ننھا منا سا بچہ تھا وہ بچے کو پیارے سے دیکھتیں تو جی بھر آتا دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ان سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئ وہ شیر خوار بچے کو زمین پر لیٹا کر اس کے لئے پانی کی تلاش میں بے قرار ہو گئیں قریب ایک پہاڑی پر گئیں تاکہ انہیں کہیں سے پانی مل جائے مگر بے سود پانی کہیں نظر نہیں آیا اور پھر واپس بچے کے پاس آئیں تو بچے کا پیاس سے برا حال تھا پھر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی مقصد حاصل نہ ہوا یہ دونوں پہاڑیاں جنہیں صفا اور مروہ کہا جاتا ہے وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دورتی رہیں یوں وہ (ہاجرہ) ان کے درمیان سات مرتبہ دوڑیں۔ لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہ آیا اس دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے خلیل کی اہل خانہ کی بے تابی دیکھ کر جوش میں

آ گئی اور جب آخری مرتبہ حضرت بی بی ہاجرہ بچے کے پاس آئیں تو عجیب منظر دیکھا کہ شیر خوار حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام سے وہاں پر پانی کا ایک صاف چشمہ جاری ہے حضرت بی بی ہاجرہ کی اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور پھر خیال آیا کہ اب اس بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہئے چنانچہ بی بی ہاجرہ نے اس کے ارد گرد رکاوٹ بنائی پانی کو روکتے ہوئے حضرت بی بی ہاجرہؓ نے زم زم (یعنی ٹھہر جا) کہہ کر بے تحاشہ بہتے ہوئے پانی کے چشمے کو روک دیا۔ زم زم رک جانے کو کہتے مگر آج ہم زم زم اس پانی کو کہتے ہیں جسے دنیا کے کروڑوں لوگ بطور تبرک پیتے اور لے جاتے ہیں اگرچہ اسے آج بہتے ہوئے چار ہزار سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے یہ چشمہ پہلے روز کی طرح آج بھی جاری و ساری ہے اور اب تو اس پانی کو نکالنے کے لئے ٹیوب ویل جیسے جدید مشینری اور آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔ اس پانی کو پینے والوں کا اتنا ہجوم رہتا ہے کہ باری نہیں آتی مگر اس متبرک چشمے سے مبارک پانی کبھی ختم نہیں ہوا تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ پیارے حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ اس پانی کو زم زم نہ کہتی تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا یہی صفا و مروہ ہے جہاں حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہی طریقہ اختیار کریں جو حضرت

ہاجرہ نے کیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی سنت کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دیا اور پھر اس بے آب وگیاہ کے درمیان زندگی کے اثار نمودار ہوئے اور آج یہ وادی حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کی بدولت حسین و خوبصورت وادی میں تبدیل ہو گئی ہے آپ اندازہ کریں کہ آج سے تقریباً چار ہزار سال گزر چکے ہیں مگر یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی دعاوٴں کا ہی اثر ہے کہ جو فروٹ دنیا کے کسی بھی کونے میں نہیں ملتا وہ مکہ شریف میں موجود ہے قلب میں کھچے چلے آتے ہیں ۔ اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ بلوغت کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے آپ کی قربانی طلب فرمائی تین دن مسلسل خواب آتے رہے تیسری صبح آپ نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ میں اور بیٹا اسماعیلؑ ایک دعوت میں جا رہے ہیں ۔ للہذا آپ اسے تیار کردیں حضرت ہاجرہؓ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو بہت اچھا لباس پہنایا اور تیار کردیا آپ نے چھری اور رسی لی جنگل کی طرف چل دئے کعبہ شریف سے کچھ ہی دور پہنچے تو شیطان نے آپ کو اس قربانی سے روکنا چاہا سب سے پہلے بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ہاجرہؓ آپ کو علم ہے کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو کہاں لے گئے ہیں ؟ حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ اے ک دعوت پر گئے ہیں ۔
تب شیطان بولا نہیں ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں حضرت بی بی

ہاجرہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا ایک باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے شیطان نے کہا کہ ابراہیم کا خیال ہے کہ انہیں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ میری راہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کردو اس پر حضرت خلیل اللہ کی اہلیہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ حضرت بی بی ہاجرہ نے ابلیس کو جواب دیا کہ میرے پروردگار کا یہی حکم ہے تو میں کون ہوں جو اس قربانی کی راہ میں رکاوٹ بنوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ایک سو اسمٰعیل ہوں تو ایک ایک کرکے قربان کرتی چلی جاوں اور اس جواب کے بعد شیطان مایوس ہوگیا تو پھر اس نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ورغلانا چاہا انکے قریب جا کر کہنے لگا تجھے تیرے والد ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کیوں شیطان نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس پر حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالی میری جان کی قربانی قبول فرمائے تو میں یہی کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے شیطان نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت اسمٰعیلؑ کسی طرح سے اس قربانی سے رک جائیں مگر اللہ کے خلیلؑ کے عزم کے آگے بے بس ہوگیا اور ایک پہاڑ کے قریب لے جا کر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا "اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا مرضی ہے سعادت مند بیٹے نے جواب دیا اے ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے بلا

خوفِ خطر پورا فرمائے مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور پھر ابلیس نے کوشش شروع کی کہ حضرت ابراہیمؑ کو کہنے لگا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں اپنے خواب کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے اے ملعون مجھ پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ میرا خواب شیطانی نہیں رحمانی ہے نبی کا خواب وحیِ الہی ہوتا ہے میں اللہ کے حکم سے ہرگز منہ نہیں موڑوں گا شیطان نے ہر طرف سے مایوس ہو کر سر پیٹ لیا ہائے اب کیا ہوگا جب باپ اور بیٹا دونوں رضائے الہی سے راضی ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے بل لٹا دیا۔ قرآن کریم ارشاد کرتا ہے۔

ترجمہ "دونوں تیار ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا" چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے باپ کو کہا ابا جان میری تین باتیں قبول فرمائیں پہلی یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ تڑپنے سے کوئی خون کا چھینٹا آپ کے لباس پر نہ پڑے دوسری یہ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ میری محبت کی وجہ سے رک جائے اور تیسری بات یہ کہ میرا خون آلود کرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجئے وہ اسے دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرے گی باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی تسلیم و رضا کا یہ منظر آج تک چشمِ فلک نے نہیں دیکھا ہوگا تیز چھری حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر پہنچ کر کند ہو گئی۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ نے اسے ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دیئے ابراہیمؑ نے چھری سے کہا

تو نے پتھر جیسی سخت چیز کو دو ٹکڑ کردئے لیکن اسمٰعیل کا گلا ریشم سے بھی نرم تھا چھری نے کہا ترجمہ " خلیل اللہ کہتا ہے کاٹ مگر جلیل کہتا ہے خبردار جو اسمٰعیل کا بال بھی بیگا کیا۔

جب خلیل اللہ خود جلیل اللہ کا حکم مان کر لٹائے بیٹھا ہے تو میں کیسے انکار کر سکتی ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں قربان کرنے کے لئے اور میرا بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہے تو تو کیوں توکاوٹ بنتی ہے ابراہیمؑ نے پھر چھری اٹھائی چھری حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر پہنچنے سے پہلے پہلے حضرے جبرائیلؑ ایک مینڈھا لے آئے اس کو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اٹھا لیا مینڈھا ذبح ہوگیا تو آواز آئی ترجمہ "اور ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ ! تو نے خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیتے ہیں۔ ٗ بے شک یہ صاف آزمائش ہے ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کردیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا" ابراہیمؑ کی قربانی اللہ تعالی نے قبول فرمالی اور اسے قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اس یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے قربانی کی حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قربانی سے مقصود رضائے خداوندی کا حص ول ہے قربانی کے ان مقاصد اور مطالب کے پیش نظر کوئی مسلمان بھی قربانی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کر

سکتا اور آج اغیار کل مسلمانوں کے دلوں سے اسی جزبے قربانی کو نکلنا اور ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان کے دلوں سے جذبے قربانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ قربانی ختم کرنے کے لئے آزاد و روشن خیالی کا ایک ایسا پودا اگا دیا ہے کہ مسلمان آہستہ آہستہ حکم خداوندی اور سنتِ نبوی سے دور ہوتے جارہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے ہمیں آج یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم حکم خداوندی کہ احکامات کی پیروی نہ کرکے زندہ رہ سکیں گے۔

امریکی انتظامیہ گستاخانہ فلم بنانے والوں کو سزا دے ورنہ

پاک امریکا مشترکہ مفادات میں کیمرون منٹر کے منتر کے بعد رچرڈ اولسن کا کیا کردار ہوگا.؟

امریکی انتظامیہ گستاخانہ فلم بنانے والوں کو سزا دے ورنہ خدا کی طرف سے سینڈی جیسی مزید قدرتی آفات آتی رہیں گیں...!!

کیا پاکستانی سونامی عمران خان کو ٹورنٹو میں روک کر امریکا نے سمندری طوفان "سینڈی" کو خود اپنی تباہی کی دعوت دے ڈالی ہے..؟

آج دنیا کی خود کو سُپر طاقت تصور کرنے والے ملک امریکا کو اپنی تاریخ کے سب سے بڑے سمندری طوفان "سینڈی" سے ہونے والی تباہ کاری کا سامنہ ہے اور کئی کروڑ امریکیوں کو جائے پناہ کی تلاش ہے اور امریکی شہری اپنی موت کے خوف سے پاگل ہوئے جارہے ہیں اور ایسے میں یہ خود کو اِس انجام تک پہنچانے کا ذمہ دار اپنے جابر و فاسق حکمرانوں کو ڈھیرا رہے ہیں اور چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں آج امریکا میں جتنی بھی تباہ کاری ہو رہی ہے اِس کے سارے ذمہ دار صدر اوباما اور اِن کی انتظامیہ ہے جس نے اپنی ناقص حکمتِ عملی کی وجہ سے گستاخانہ فلم بنانے والوں کو دیدہ و دانستہ تحفظ فراہم کرکے امریکا کو قدرتی آفات تو کبھی طالبان کے خطرات سے دوچار کردیا ہے اور آج بھی اوباما اور اِس کی

انتظامیہ امریکااور امریکی شہریوں کو مزید خطرات سے دوچار کرنے کے لئے انتخابی عمل کے بعد دوبارہ عہدہ صدارت کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے جن کے نزدیک دنیا اور بالخصوص مسلم ممالک میں اپنے سفیروں اور اپنے نمائندوں کے ذریعے بدامنی پھیلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ امریکی مفادات کے حصول کے خاطراِن کی تعیناتی کا عمل بھی تیز کرنا ہے اِس طرح موجودہ امریکی صدر اوباما کا خام خیال یہ ہے کہ اِس عمل سے مسلم ممالک اور بالخصوص پاکستان سے ہر حال میں امریکی مفادات کو حصول یقینی بنایاجاسکے گا۔

اگرچہ آج اِسی امریکی ایجنڈے کو لے کر پاکستان کے لئے تعینات ہونے والے نئے امریکی سفیر رچرڈاولسن اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے پاکستان میں اپنے قدم رنجافرماچکے ہیں،اولسن ایک ایسے وقت میں اپنی ذمہ دارایاں نبھانے پاکستان آئے ہیں جب پاک امریکاتعلقات اپنی تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں ایسے میں اَب دیکھنایہ ہے کہ اِن کے یہ قدم پاک امریکا تعلقا ت میں بہتری آنے کے حوالے سے کتنے مبارک ثابت ہوں گے...؟؟ جس کے بارے میں دونوں جانب سے ڈھیروں مخمصے جنم لے رہے ہیں کیوں کہ خطے میں امن و امان کے قیام کے لئے پاکستان امریکا کے لئے اور امریکا پاکستان کے لئے خاصی اہمیت کاحامل ہیں یوں یہ دونوں ممالک اپنے اپنے مفادات کے خاطر ایک دوسرے کی ناراضگی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں جب ہی پاکستان اور امریکا کی یہی ہی کوشش

ہے کہ خطے میں زمینی حقائق کے پیش نظر ایک دوسرے کے مفادات کا خیال رکھتے ہوئے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ دونوں ممالک پاکستان اور امریکا تاریخ کے اِس نازک دور کے چیلنجز سے نبرد آزما ہو سکیں اور اپنے اپنے مفادات کے حصول کو یقینی بنا کر سُرخرو ہو جائیں۔

جبکہ امریکا اور پاکستان کے تعلقات میں بہتری لانے کے لئے پاکستان میں تعینات ہونے والے نئے امریکی سفیر رچرڈ اولسن کا اسلام آباد پہنچنے کے بعد امریکی سفارت خانے سے جاری اپنے پہلے بیان میں یہ کہنا ہے کہ "پاکستان امریکا کے لئے اہم ملک ہے، امریکا پاکستان سے مثبت اور دیرپا تعلقات چاہتا ہے، پاکستان کے ساتھ تعلقات باہمی احترام اور مشترکہ مفادات کی بنیاد پر استوار کئے جائیں گے اور اپنے اِسی بیان میں پاکستان میں اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے والے سفیر رچرڈ اولسن کا اپنا سینہ ٹھونک کر اور پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے اپنی سیاسی مدبرانہ اور مخصوص سوچ رکھنے کے باعث یہ بھی کہنا ہے کہ "میں اپنے قیام کے دوران پاکستان اور امریکا کے درمیان مضبوط تعلقات کے لئے اپنا ہر ممکن کردار ادا کروں گا جس کے لئے میں امریکا اور پاکستان کے تعلقات میں بہتری لانے کے خاطر بیتاب ہوں"۔

اگرچہ یہاں یہ امر قابل ذکر ضرور ہے کہ نئے امریکی سفیر کے یہ خیالات کسی حد

تک تو اپنی جگہ ٹھیک ہو سکتے ہیں مگر میرے نزدیک اولسن اپنی ذمہ داریاں اُس طرح انجام نہیں دے سکیں گے جس طرح کیمرون منٹر انجام دے گئے ہیں کیوں کہ اِن کے پیش رو کیمرون منٹر پاکستان میں ایک ایسے امریکی سفیر گزرے ہیں جنھوں نے بیشتر مواقعوں پر امریکی انتظامیہ سے پاکستان کے مفادات کا مقدمہ بھی لڑا ہے جن سے متعلق پاکستانیوں کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ کیمرون منٹر نے جہاں امریکی مفادات کا خیال کیا تو وہیں کیمرون نے امریکی حکومت سے پاکستانی مفادات کو منوانے اور امریکی انتظامیہ کے سامنے پاکستانی تحفظات کا بھی کھل کر اظہار کیا۔

جبکہ اَب دیکھنا یہ ہے کہ پاک امریکا تعلقات میں بہتری لانے کے حوالے سے پاکستان میں تعینات ہونے والے نئے امریکی سفیر مسٹر رچرڈ اولسن کیا امریکی مفادات کے ساتھ ساتھ پاکستانی مفادات اور تحفظات کا بھی خیال کریں گے یا پاکستانی مفادات کو ہوا میں اُڑاتے اور پاکستان کے تحفظات کو ملیامیٹ کرتے رہیں گے ایسے میں عام پاکستانی میں یہ سوچ جنم لے رہی ہے کہ پاکستان میں نئے امریکی سفیر رچرڈ اولسن کی تعیناتی خالصتاً امریکی مفادات کے لئے کی جارہی ہے یا پاکستان کے مفادات اور تحفظات کا بھی احترام کیا جائے گا...؟؟ بہر حال..! میں اُمید کرتا ہوں کہ نئے امریکی سفیر رچرڈ اولسن پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے اپنی مثبت اور تعمیری ذمہ داریاں ضرور نبھائیں

گے اور خطے کے مسائل حل کروائیں گے۔
اور اِسی کے ساتھ ہی میں یہاں امریکا میں آنے والے سمندری طوفان "سینڈی" سے متعلق اظہارِ مزاق یہ کہنا چاہوں گا کہ گزشتہ دنوں جب اُدھرامریکی امیگریشن کے اہلکاروں نے کینڈا کے شہر ٹورنٹو میں پاکستان تحریکِ انصاف کے سربراہ عمران خان المعروف سونامی کو کئی گھنٹے روک لیا تھااور اِس انٹر نیشنل شخصیت عمران خان المعروف سونامی سے ڈرون حملوں سے متعلق اِن کے موقف پر تفتیش کرنے کے خاطر ان تفحیک کرنی چاہی اور اِنہیں ڈی لوڈ کرنا چاہاتو یقیناً اُس وقت امریکیوں کے اِس رویے پر عمران خان المعروف سونامی بھائی کے منہ سے امریکیوں کے لئے بددعاضرور نکلی ہوگی جو یقینا قبول بھی ہوگئی ہے مگراِسی کے ساتھ ہی ہمارے عمران بھائی المعروف سونامی کی اعلیٰ فہم وفراست بھی کام آئی جس سے اُنھوں نے امریکیوں کی سازش کو ناکام بنایااوراِن کی سازش سے یہ بچ نکلنے یں جبھی کامیاب ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ باعزت طریقے سے امریکا میں اپنی سیاسی وانتخابی مہم جوئی کے سلسلے میں فنڈنگ میں بھی مصروف ہیں۔
مگر یہاں حوصلہ افزاءایک بات یہ ہوئی ہے کہ امریکی ٹورنٹو میں پاکستانی سونامی کو اپنی سازش سے روکنے میں توکامیاب نہ ہوئے اوراِنہیں منہ کی

کھانی پڑی آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان میں تعینات ہونے والے نئے امریکی سفیر رچرڈ اولسن کے ملک امریکا کو اُدھر اِن دنوں اپنی تاریخ کے سب سے بڑے سمندری طوفان و سونامی " سینڈی " کی تباہی کا سامنا ہے جس کی وجہ سے خدشہ ہے کہ چھ کروڑ یا اِس سے زائد امریکی شہری متاثر ہو سکتے ہیں ابتدائی اطلاعات کے مطابق امریکا میں آنے والے سمندری طوفان "سینڈی" کی وجہ سے امریکا میں نیشنل اور انٹر نیشنل ہزاروں پروازیں منسوخ، کئی درجن ریاستوں میں ایمرجینسی، ساحلی علاقوں سے لاکھوں افراد کا انخلا، اگلے ہفتے امریکا میں ہونے والے انتخابات کے حوالے سے اوباما اور رومنی کی انتخابی مہم معطل، روجینا، نیوجرسی اور کئی علاقوں میں پانی داخل، نیویارک سمیت کئی ریاستوں میں تعلیمی ادارے، ٹرانسپورٹ، ایٹمی ری ایکٹرز، آئل ریفائنریز بند، بجلی و ریلوے کا نظام درہم برہم، نائن الیون کے بعد پہلی بار امریکی اسٹاک ایکسچینج اور سرکاری ادارے بند ہونے کے باعث پیدا ہونے والی صورتِ حال پر امریکی اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ سینڈی طوفان سے نقصان کی مالیت 20 ارب ڈالر یا اِس سے بھی تجاوز کر سکتی ہے یوں آج زمین پر خدائی فوجداری کا دعویٰ اور اُمتِ مسلمہ کے لاکھ احتجاجوں کے باوجود گستاخ رسول کے مرتکب افراد (کتوں) سے بازپرس نہ کرنے والے امریکا کو اِس کی تاریخ کے جس بدترین سمندری طوفان "سینڈی" کا سامنا ہے اِس نے امریکا کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور امریکیوں کی ہنسی اُڑ گئی ہے اور ہر امریکی کا اپنی جدید سائنس اور اِنہیں تحفظ فراہم

کرنے والی مشینریز اور افواج پر سے اعتبار اُٹھ گیا ہے اور یہ سوچ رہے ہیں کہ اِن پر آج سینڈی کی شکل میں جو عذاب نازل ہوا ہے یقیناً یہ مسلم دنیا بالخصوص پاکستان کے اُن معصوم انسانوں کی بد دعاؤں کا نتیجہ ہے جن پر ہمارے (امریکی) حکمرانوں نے ڈرون حملوں کی صُورت میں ظلم ڈھائے ہیں اور ہمارے حکمرانوں نے پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخانہ فلم بنانے والوں کو جو تحفظ فراہم کیا ہے سینڈی کی صورتِ میں خدا کا عذاب اِن پر اِسی وجہ سے نازل ہوا ہے اگر اب بھی امریکیوں (بالخصوص اوباما انتظامیہ) نے اپنے کئے گئے دانستہ گناہوں کی خدا سے توبہ نہ کی تو ایسی مزید قدرتی آفات امریکا پر نازل ہوتی رہیں گیں حتیٰ کہ امریکا تباہ و برباد ہو جائے گا۔

مہنگائی کا ذمہ دار میں نہیں ہوں

مہنگائی کا ذمہ دار میں نہیں ہوں، وزیر خزانہ کا معنی خیز جملہ، تو پھر کون ہے..؟
جب وزراء کا سارا نزلہ وزارتِ خزانہ پر گرا...؟وزیر خزانہ کو نکلوں کی دلالی میں ہاتھ کالے نہ کریں...!!
موجودہ حکومت جسے ایک لمبی آمریت کے بعد ملک کی پہلی مکمل جمہوری حکومت ہونے پر بڑا ناز ہے اور آج یہی وہ حکومت ہے جو عوام کو مہنگائی، بھوک وافلاس کے کیچڑ میں لت پت کرنے اور بجلی، گیس اور توانائی کے بحرانوں کے کنویں میں دھکیلنے کے بعد جیسے تیسے یعنی اپنے پیر رگڑتے اپنی مدت پوری کرنے کو ہے مگرایسے میں اِسے پھر بھی یہ اُمید ہے کہ عوام اِس کے کارناموں (کرتوتوں) کو دیکھتے ہوئے اِسے ہی دوبارہ اقتدار سونپیں گے مگر مجھے یقین ہے کہ اگراِن گھمبیر حالات کے باوجود مستقبل میں ہمارے یہاں حقیقی معنوں میں صاف وشفاف انتخابات ہوئے جس کی حکمران جماعت کی طرف سے بازگشت (اُلٹ پلٹ کر) سُنائی دے رہی ہے تو پھر عوام کو یہ اُمید ضرور رکھنی چاہئے کہ جب آئندہ برس جنرل انتخابات مارچ یا مئی میں ہوں گے تواِن انتخابات کے بعد کوئی دوسری جماعت برسرِاقتدار آئے گی جو عوام کے مسائل بھی حل کرے گی اوراِن کے دُکھ

کا بھی مداوا کرے گی مگر بدقسمتی سے اگر یہی حکومت پھر آ گئی تو پھر یہ حسبِ معمول پہلے اپنے لئے سوچے گی اور اگر اِسے عوام کے مسائل اور دُکھ درد کا احساس ہوگیا تو پھر ذرا سا خیال اِس کی جانب بھی کرلے گی ورنہ جیسا ہے جہاں ہے سب ٹھیک ہے کی راگ الاپتے ہوئے اپنی مدت پوری ہونے پر عوام کے مسائل کی طرف توجہ دے گی اور ایک مرتبہ پھر آخری لمحات میں عوام کے ریلیف کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ لے کر اِس کے زخموں پر مرہم پٹی رکھے گی۔

آج مجھے یہ لگتا ہے کہ ہماری حکومت کو اپنے آخری لمحات میں عوامی مسائل کے حل کرنے کا خیال آ ہی گیا ہے اِس ہی لئے تو اِس نے عام انتخابات سے قبل عوام سے ووٹ مانگنے کے خاطر اپنے قدم اِس کی دہلیز پر رکھنے اور اِس کے سامنے اپنا سر جھکانے سے پہلے ہی اِس نے اپنے اندر عوام سے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرلیا ہے حکمران جماعت کی جانب سے عوام سے ہمدردی کا اظہار اُس وقت کُھل کر سامنے آیا جب ہماری موجودہ انوکھی اور ملک کی پہلی جمہوری حکومت کے اپنے قول و فعل کے حوالے سے منفرد اور انوکھے وزیراعظم راجہ پرویزاشرف نے گزشتہ دنوں وفاقی کابینہ کے اپنے زیر صدارت ہونے والے اجلاس سے خطاب کے دوران پہلی مرتبہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں، وزارتِ خزانہ قیمتوں پر قابو پانے کے لئے اقدامات کرے جبکہ اجلاس میں وفاقی وزراء نے اپنی کوتاہیوں اور نااہلی کے باعث عوام کو

پہنچنے والی تمام تکالیف اور خون نچوڑ دینے والی مہنگائی کا سارا نزلہ بھی وزارتِ خزانہ پر گرادیااور وزارتِ خزانہ حفیظ شیخ پر ایسے برسے ایسے برسے کہ وزراء کی تنقیدوں اور جملوں سے بچنا وزارتِ خزانہ حفیظ شیخ کو مشکل ہوگیا تھا اور وہ بے چارے چکرا کر رہ گئے تھے کیوں کہ جب وفاقی وزراء وزارتِ خزانہ کی جانب سے دی جانے والی بریفنگ اور معاشی پالیسی پر وزارتِ خزانہ کو سخت تنقید کا نشانہ بنا رہے تھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وزراء کریلے چبا کر آئے تھے اِس دوران اُنھوں نے وزارتِ خزانہ پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ یہ الزام بھی لگایا کہ معیشت سُدھارنے کے دعوے محض کتابی اور سیراب جیسے ہیں خبر ہے کہ اِس اجلاس میں وزارتِ خزانہ کو عام انتخابات سے قبل پارٹی کا وقار عوام ہیں ہر حال میں بلند کرنے اور عوام الناس میں حکمران جماعت کا اعتماد اور مورال کا گراف بڑھانے کے ساتھ ساتھ عوام سے زیادہ سے زیادہ ووٹ کے حصول کے خاطر اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں کمی لانے اور عوام کو دیگر معاملات میں ریلیف دینے کے لئے خصوصی ٹاسک دیا گیا ہے اور اِسی کے ساتھ ساتھ عوام سے ووٹ لینے کے لئے اشیاء خورد ونوش کی قیمتیں کم کرنے کے لئے کابینہ کا خصوصی اجلاس بلانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے جبکہ اجلاس میں جہاں وزیراعظم راجہ پرویز اشرف اور وفاقی وزراء نے اپنی کوتاہیوں اور نااہلی کا ملبہ وزارتِ خزانہ پر گرایا تو وہیں دھیمے لہجے اور مخصوص انداز سے گفتگو کرنے والے وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر حفیظ شیخ کا بھی درجہ حرارت اور بلڈ پریشر بڑھ رہا تھا اور جب

اُنھوں نے بھی اپنے .برداشت کی حدود پھلانگ کر اپنی زبان ہلائی اور ٹکہ ساجواب دیاتواچھے اچھوں کے ہاتھ کے طُوطے اور طُوطیاں اُڑگئیں اور سب اپنامنہ بناکر بغلیں جھانکنے لگے کیوں کہ جب وفاقی کابینہ کے اجلاس میں وزارتِ خزانہ کی طرف سے حکومت کی دی جانے والی معاشی پالیسی کی روشنی میں تیار کی گئی .بریفنگ پر وفاقی وزراء کڑوے گھونٹ پی پی کر تنقیدیں کررہے تھے اُس وقت وزیرخزانہ خاموش رہ کراپنے ساتھیوں کی طوطاچشمی دیکھ رہے تھے مگراَب جیسے ہی اِن کا بولنے کا وقت آیاتو وفاقی وزیرخزانہ نے کہاکہ مہنگائی کا ذمہ دار ایک میں ہی اکیلانہیں ہوں آپ سب اور حکومت بھی اِس میں .برابر کی شریک ہے حفیظ شیخ نے کہاکہ میری طرف دیکھ کر میری بات غور سے سُنیں یہ فیصلہ کس کا تھاکہ پہلے بلوچستان کو 40ارب روپے جاتے تھے اوراَب 110ارب روپے دے دیئے یہ فیصلہ آپ سب اور حکومت کا تھا جو مجھ پر آج تنقیدیں ہورہی ہیں میرا یہ فیصلہ قطعاً نہیں تھاساڑھے تین کروڑ لوگوں کو ہر ماہ ہزار ہزارروپے دے جارہے ہیں یہ بھی میرافیصلہ نہیں تھاآپ لوگوں کا ہی تھااور اِسی کے ساتھ ہی ڈاکٹر حفیظ شیخ نے اِس موقع پر یہ انکشاف بھی کرڈالاہے کہ آج صوبوں کو جو پیسے جارہے ہیں اِن کے استعمال سے متعلق ہم اِن سے پوچھ بھی نہیں سکتے ہیں اور کیا کوئی اِس بات اوراِس حقیقت سے بھی انکار کرسکتاہے کہ پنجاب کے وزیراعلیٰ کے پاس وزیراعظم سے زیادہ فنڈ ہیں جبکہ وزیرخزانہ کا یہ کہنا معنی خیز ہے کہ جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے پرائس کنٹرول صوبوں کا اختیار ہے

وفاق اِس پر کوئی مداخلت نہیں کر سکتا ہے تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے ڈاکٹر حفیظ شیخ جی جب آپ صوبوں سے پیسوں سے متعلق پوچھ نہیں سکتے ہیں اور پرائس کنٹرول بھی نہیں کر سکتے ہیں تو پھر صوبوں کو جھولیاں بھر بھر کر پیسے کیوں دیتے ہو جی ..؟اور کیوں وزیر خزانہ بن کر کوئلوں کی دلالی میں (منہ بھی کالا کپڑے بھی کالے) ہاتھ کالے کر رہے ہو..؟ چھوڑ دو وزارت... ورنہ میں سمجھوں گا کہ تم کو بھی کچھ فائدہ ہے. (ختم شد)

عمران خان تو درست مگر رچرڈ ہاگلینڈ غلط فرما رہے ہیں

امریکیوں کی تو جیسے پاکستان اور پاکستانیوں سے متعلق یہ خصلت ہی بن گئی ہے کہ پہلے اِن کے بارے میں الٹا سیدھا کچھ کردو..یا..بول دو..اور پھر جب اِن کی طرف سے کسی قسم کا سخت ردِ عمل سامنے آئے تو ہلکے پھلکے انداز سے یا تو معذرت کرڈالو..یا.. پھر ٹال مٹول سے کام لے کر آگے بڑھ جاؤ..اور جب اِس کے باوجود بھی کام نہ بنے تو پھر پاکستانیوں کو بلیک میل کرنے کے خاطر اِن کی دکھتی رگ جیسے اِن کی امداد بند کرنے اور دیگر معاملات میں دھمکیوں کا سلسلہ شروع کردو..اور جب اِن حربوں سے بھی کچھ نہ ہوسکے تو...پھر عالمی برادری (جو پہلے ہی امریکیوں کی ناک کے نیچے رہتی ہے) کو اپنا ہم خیال بنالو..اور ہر طرف سے اپنے الیکٹرانک میڈیا اور پریس کے ذریعے پاکستان اور پاکستانیوں کے خلاف ایسا منفی پروپیگنڈہ شروع کردو کے دنیا کو امریکی درست اور پاکستانی غلط لگنے لگیں...اور اگر اِس سے بھی کوئی مسئلہ حل نہ ہوپائے تو دو چارہ ماہ بعد کسی بند کمرے میں اشاروں سے ہاتھ جوڑ کر..یا.. سانس کی آواز سے آواز ملا کر اِنتہائی دھیمی آواز میں معذرت کا ایک لفظ جیسی امریکی اپنی زبان میں شاید "سوری" کہتے ہیں اِسے بول کر پاکستانیوں کا غصہ ٹھنڈہ کردو..(جیسا رویہ امریکیوں نے سانحہ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد کئی ماہ تک روا رکھا تھا اور جب

پاکستانیوں نے نیٹو سپلائی بند کردی تھی تو اِنہی شاطر اور عیار امریکیوں نے بحالت مجبوری اپنی زبان سے لفظ "سوری" کا لفظ استعمال کرکے پاکستانیوں کا غصہ ٹھنڈا کیا) اور جب اِس پر ہم (پاکستانی) ڈھیلے پڑ گئے اور معاملہ رفع دفع ہوگیا تو امریکی پاکستان سے متعلق پھر کسی ... نئی منصوبہ بندی اور سازش میں لگ گئے ہیں... جو آج نہیں تو کل ضرور سامنے آجائے گی اور ہم بلبلا کر رہ جائیں گے اِس موقع پر میرا خیال یہ ہے کہ اَب جیسے امریکیوں نے پاکستانیوں کو وقفے وقفے سے ہِس کرنے اور ہمیں چھیڑنے کی اپنی ایک ایسی عادت بنالی ہے کہ یہ اِس کے بغیر رہ نہیں سکتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اِن کے ہاتھوں باربار ذلت کی ریت چاٹنا اپنی مجبوری سمجھ بیٹھے ہیں اور اِن کے ہاتھوں لٹو کی طرح ناچنا اپنا مقدر جان کر وہ سب کچھ کر گزرنے کے عادی ہوگئے ہیں جیسا امریکا ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت، دانشوروں، اینکرپرسنز اور عوام سے چاہتا ہے۔

تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کے ساتھ ٹورنٹو میں امریکیوں نے جو سلوک اور ہتک آمیز رویہ رکھا اِس واقعہ کے بعد میری صرف بحیثیت پاکستانی تمام تر ہمدردیاں عمران خان کے ساتھ ہیں کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکیوں نے عمران خان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ سب دانستہ طور پر کیا گیا تھا وہ اِس لئے کہ امریکیوں کے نزدیک پاکستانیوں کا نہ تو کوئی معیار رہے اور نہ ہی

کوئی احترام ہے وہ پاکستان اور پاکستانیوں کو سوائے اپنی دہشت گردی کی جنگ میں اپنا اہم اتحادی کی اہمیت دینے کے اور کسی زاویئے میں دیکھنا پسند ہی نہیں کرتے ہیں اِن کے اصولوں اور ضابطوں میں پاکستان اور پاکستانی شہریوں (خواہ) کوئی بھی ہو اور کسی بھی اعلیٰ عہدے پر ہی کیوں نہ فائز ہو اِن کی اہمیت اور وقار یکساں ہی ہو مگر امریکی سب کو ایک ہی تشویش کی لاٹھی سے ہانکتے ہیں۔

جبکہ ٹورنٹو میں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ پر تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کا یہ کہنا ہے کہ امریکا میں اِنہیں ناجائز طور پر ایئرپورٹ پر روکا گیا ہے اِس واقعہ سے جہاں ایک امن پسند اور مہذب پاکستانی شہری کی توہین کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو وہیں امریکیوں نے دانستہ طور پر پاکستان کے وقار کو بھی مجروح کرنے کی سعی کی ہے عمران خان جب امریکا اور کینیڈا کا اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد وطن واپس آئے تو اُنہوں نے اسلام آباد ایئرپورٹ پر میڈیا پرسنز سے گفتگو کرتے ہوئے ٹورنٹو میں امریکیوں کے رویوں سے متعلق بتاتے ہوئے کہا کہ ڈرون حملوں کے خلاف آواز بلند کرنے پر اِنہیں امریکی امیگریشن حکام نے ایئرپورٹ پر روکا جس پر پاکستان اور ایک پاکستانی امن پسند شہری کی توہین ہوئی ہے عمران خان کا یہ کہنا ہے کہ پاکستانی قیادت کو ہر حال میں یہ چاہئے تھا کہ وہ سرکاری سطح پر احتجاج کرتی مگر ہماری قیادت تو

خاموش رہی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے جبکہ عمران خان کا کہنا ہے کہ امریکیوں نے ڈرون حملوں کے خلاف میری پالیسی کی وجہ سے پوچھ گچھ کی اِن کا کہنا ہے کہ میں ایک ملنگ آدمی ہوں اپنے معصوم لوگوں کو ڈرون حملوں سے بچانے کے لئے آواز بلند کرنے پر مجھے تین چار گھنٹے تو کیا اگر دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی بھی حوالے سے تین، چار سو گھنٹے بھی بیٹھنا پڑے تو میں اِس کے لئے بھی تیار ہوں مگر ڈرون حملوں کے خلاف اپنی پالیسی سے منحرف کبھی نہیں ہوں گا اِس لئے کہ مجھے اپنے ملک اپنی زمین اور اپنے لوگوں سے پیار ہے عمران خان کا کہنا ہے کہ انشاء اللہ اگلے سال نیا پاکستان بننے والا ہے ایک ایسا پاکستان جِسے ہم سب مل کر بنائیں گے اور اپنے اُن دوست نما دشمنوں کو اپنے ملک سے مار بھگائیں گے جو اپنی جنگ میں ہمیں گھسیٹ رہے ہیں اور ہمارے خون کے ایک ایک قطرے سے اپنی زندگیاں گل وگلزار کر رہے ہیں یعنی امریکیوں کو اپنے ملک سے نکال بھگائیں گے اُدھر عمران خان کی اِس گفتگو پر امریکی سفارت خانے کے ایک شاطر ڈپٹی چیف آف مشن رچرڈ ہاگلینڈ نے حقیراتی انداز سے اپنے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا ہے کہ "عمران خان کو ٹورنٹو میں طیارے سے نہیں اُتارا گیا بلکہ ہم نے تو اِنہیں صرف ایک طیارے سے اُترنے اور دوسرے میں سوار ہونے کے دوران ہی پوچھ گچھ کی ہے تاہم وہ سیاسی فائدے کے لئے واقعہ بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے ہیں جبکہ ہاگلینڈ کا ڈرون حملوں سے متعلق یہ کہنا ہے کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ سب ٹھیک ہے کیوں کہ ڈرون حملوں میں یقینی طور پر کوئی معصوم نہیں مر رہا ہے آئندہ امریکی

انتخابات میں اوباما برسر اقتدار رہیں یا رومنی جیت جائیں امریکی خارجہ پالیسی میں کسی بھی حال میں ڈرون حملوں سے متعلق کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اِس پر ہمیں ایسے لگا جیسے ہاگلینڈ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ ڈرون حملوں پر عمران خان یا کوئی اور اپنی کتنی سیاست چمکالیں پر امریکا ڈرون حملے جاری رہے گا عمران اور ہاگلینڈ کی گفتگو کو کوئی کچھ بھی کہئے مگر میرے نزدیک عمران خان درست اور ہاگلینڈ غلط فرمارہے ہیں کیوں کہ ڈرون حملوں میں مرنے والے سب معصوم ہیں امریکا سوچے۔ (ختم شد

لو کیا امریکی انتخابات میں گدھا پھر جیت جائے گا

لو کیا امریکی انتخابات میں گدھا پھر جیت جائے گا... اور ہاتھی ہار جائے گا..؟
میرے بیٹے کو جانوروں میں سب سے زیادہ گدھا پسند ہے پتہ نہیں کیوں ...؟ہم تو گدھے کو بدعقل تصور کرتے ہیں

امریکا میں 6 نومبر 2012 بروز منگل کو صدارتی انتخابات منعقد ہو رہے ہیں ماہِ رواں کی چھ تاریخ امریکی صدارتی الیکشن کے حوالے سے اِس لئے بھی خاصی اہمیت رکھتی ہے کہ امریکا کے انتخابی شیڈول میں یہ بات واضح ہے کہ ملک میں چار سال بعد جب بھی صدارتی انتخابات کا انعقاد کیا جائے گا وہ ماہِ نومبر کا پہلا منگل ہی ہوگا خواہ اِس روز تاریخ کچھ بھی ہو مگر دن ماہِ نومبر کے پہلے ہفتے کا پہلا منگل ہی ہوگا اِس مرتبہ بھی صدارتی انتخابات میں امریکا کی دو بڑی پارٹیاں جن میں ایک ڈیموکریٹک پارٹی ہے جس کی بنیاد روشن خیال، لبرل سوچ اور جمہوریت پسندی پر قائم ہے اور جس کے صدارتی اُمیدوار موجودہ امریکی صدر مسٹر بارک اوباما ہیں جن کا انتخاباتی نشان "گدھا" (ڈونکی) ہے جبکہ دوسری جانب اوباما کے مدمقابل مسٹر مٹ رومنی ہیں جن کا تعلق ری پبلکن پارٹی سے ہے جن کی پارٹی کے بارے میں امریکیوں اور دنیا بھر کے مبصرین کا ایک عام

اور مشترکہ خیال یہ ہے کہ رومنی کی پارٹی کے نظریات اور سوچ خالصتاقدامت پسندی اور راسخ العقیدہ بنیادوں پر قام ہے جن کا انتخابی نشان " ہاتھی " (ایلیفینڈ) ہے اِن دو پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے اُمیدوار اپنی اپنی عالمی شخصیت کے حوالے سے قدآور حیثیت رکھتے ہیں ابھی جب ہم یہ سطور رقم کررہے تو امریکا ہی سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ تازہ ترین سروے کے مطابق اوباما اور رومنی کی حمایت 48,48 فیصد ہو گئی ہے یوں راقم الحروف کی نظر میں امریکی انتخابات میں سخت ترین مقابلہ متوقع ہے۔

تاہم موجودہ امریکی صدر مسٹر بارک اوباما جن کا انتخابی نشان "گدھا" ہے اِن کے بارے میں مبصرین کا یہ کہنا ہے کہ گزشتہ چار سالوں میں بارک اوباما نے دنیا بھر میں امریکی وقار وخارجہ پالیسی اور معیشت کو جس دانشمندی سے روشناس کرایااور امریکی نوجوانوں کو اپنا گرویدہ بنایاہے یہ اِن ہی کا خاصہ ہے یوں اِس مرتبہ بھی اُمید ہے کہ اپنا انتخابی نشان " گدھا" پسند کرنے والے مسٹر بارک اوباما چھ نومبر کو ہونے والے امریکی صدارتی انتخابات میں کامیاب ہوجائیں گے اور اپنی فہم وفراست اور اعلیٰ حکمتِ عملی سے امریکا اور امریکی شہریوں کو طالبان سمیت اور دیگر شرپسند عناصر سے محفوظ رکھنے میں اپنی اہم ذمہ داریاں نبھایئںگے مگراس کے ساتھ ساتھ مبصرین کا یہ بھی کہناہے کہ " اگراِس بار اوباما پھر کامیاب ہوجاتے ہیں تو اِنہیں اپنی حکومت کے آئندہ چار

سالوں میں کئی اندورنی اور بیرونی چیلنجز کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے اگر اِن چیلنجز سے نبرد آزما ہونے میں اوباما اور اِن کی انتظامیہ ذرا بھی ڈھیلی ہوئی تو پھر آئندہ ڈیموکریٹک پارٹی کو انتخابات میں کامیابی حاصل کرنی مشکل ہوجائے گی یوں چھ نومبر 2012 کے انتخابات ڈیموکریٹک پارٹی کے کامیاب ہونے والے اُمیدوار مسٹر بارک اوباما کے لئے سخت امتحان ثابت ہوں گے جنہیں امتحان میں کامیابی کے لئے ضروری ہوگا کہ یہ اپنی خارجہ پالیسی بالخصوص پاکستان، افغانستان کی موجودہ صُورتحال سمیت مشرقِ وسطیٰ کے معاملات میں ذرا بھی لچک کا مظاہرہ نہیں کرنا ہوگا اور اگر اِنہوں نے اِن معاملات میں لچک دکھائی تو یہ اپنی مدت پوری کرنے سے قبل ہی اپنے ماتھے پر ناکامی کا ٹیکہ اور سینے پر نااہلی کا تمغہ لگالیں گے۔

اُدھر ریپبلکن پارٹی کے اُمیدوار مسٹر مٹ رومنی جن کا انتخابی نشان " ہاتھی" ہے اِن کی پوزیشن بھی بڑی حد تک مضبوط نظر آرہی ہے کیوں کہ رومنی نے کئی امریکی ریاستوں میں اپنے مباحثوں کے دوران موجودہ امریکی صدر بارک اوباما کی پالیسیوں پر جس طرح تنقیدیں کیں ہیں اِن کی اِن تنقیدوں نے کئی حوالوں سے اوباما کو لاجواب کردیا تھا اور یہ اپنی پیشانی پر آئے پسینے کے قطروں کو مارے گھبراہٹ کے صاف کرتے نظر آئے چوں کہ ہی وہ لمحہ تھا کہ جس نے امریکیوں کو مٹ رومنی کا گرویدہ بنایا اور اِن کے دلوں میں رومنی نے جگہہ

بنالی۔

بہرحال۔۔!امریکیوں سمیت عالمی سطح پر قوی خیال یہ بن گیاہے کہ مٹ رومنی خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ بن جائیں،مگران کی پارٹی جو قدامت پسندی اور راسخ العقیدہ رکھنے والی جماعت ہےاِس کی کامیابی ممکن نہیں،ہے کم ازکم اِس مرتبہ تو مشکل ہی ہے ہاں اگرآئندہ کبھی اِس نے اپنے منشور اور قدامت پسندی اور راسخ العقیدہ رویوں اور نظریئے کو تبدیل کیاتو ہوسکتاہے کہ امریکامیں آئندہ کبھی ہونے والے صدارتی انتخابات میں اِس پارٹی سے تعلق رکھنے والا کوئی اُمیدوار کامیاب ہوکر امریکی صدر بن جائے۔

مگر ہم قبل ازقت یہ پیشنگوئی کرتے چلیں کہ لوامریکی انتخابات میں ایک مرتبہ پھر گدھے کے نشان والا صدرجیت گیااور ہاتھی کے نشان والااُمیدوار ہار گیاوہ گدھاجسے ہم پاکستانیوں کی اکثریت بدعقل سمجھتی ہے آج ایک مرتبہ پھر ہم اور ہمارے پاکستانی حکمران، سیاستدان ، اور دانشورورانِ پاکستان گدھے کے انتخابی نشان والے کامیاب صدر بارک اوباما اوراِس کی انتظامیہ سے اپنے اُمور مملکت چلانے کے لئے رہنمائی لیں گے (اور گدھے کے ہی دیئے ہوئے) میرامطلب یہ ہے گدھے کے انتخابی نشان والے صدر کے مشوروں ، امدادوں، اور گائیڈلائینوں پر اپنی اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیں گے اور پوترہوتے جائیں

گے کبھی کبھی میں یہ سوچتاہوں کہ ہمارے حکمران آخرایسا کیوں نہ کریں..؟تو خود ہی جواب دے ڈالتاہوں کہ ارے بھئی..! اِنہیں اپنی دال دلیہ بھی توچلانی ہے جو امریکی صدر کی خوشامد کرنے ہی سے اِنہیں نصیب ہوتی ہے بھلے سے امریکی صدر کوئی گدھاہویااِس کا انتخابی نشان گدھاہو... اورارے ہاں..! ہمارے میڈیاکے توکیاکہنے صدارتی انتخابات توامریکامیں ہورہے ہیں مگراپنے پاکستانی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سرکاری و نجی ٹی وی چینلزاور اخبارات)کے انتظامات اور اہتمام جس میں اِنہوں نے) اپنے چار اور پانچ نومبر کو امریکی صدارتی انتخابات کے حوالے سے خصوصی پروگرام دکھائے اور اسپیشل صفحات نکالے ہمیں اِنہیں دیکھ کر ایسالگاکہ جیسے یہ انتخابات امریکاکے نہیں ہمارے اپنے انتخابات ہورہے ہیں جب اِس بات کاتذکرہ ہم نے اپنے سنئیر لکھاری دوست کالم نگار محمد احمد ترازی سے کیاتواُنہوں نے ترنت کہااِس میں بھی کیا کوئی شک ہے..؟یہ ہمارے ہی انتخابات تو ہیں کیوں کہ پاکستان ہیں جس طرح پچھلی کئی دہائیوں سے امریکیوں کی مداخلت بڑھ گئی ہے اِس سے توایساہی لگتاہے کہ جیسے ہماراملک پاکستان امریکی کالونی بن گیاہے یہ بات یکدم درست ہے کہ امریکی صدر خواہ کوئی بھی ہواِس کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو وہ اپنی کرسی سنبھالتے ہی امریکی خارجہ پالیسی ہیں پاکستان کو ترجیحی دیتاہے اور اپنی دانش سے ایسے اقدامات کرتاہے جس میں امریکی زیادہ مگر پاکستانیوں کے مفادات آٹے ہیں نمک جتنے بھی نہیں ہوتے ہیں۔

بہرکیف . . ! یہاں میں اپنے قارئین کو یہ بتاتا چلوں کہ گدھاایک ایسا جانور ہے جو ساری دنیامیں پایا جاتا ہے مگر بد قسمتی سے جسے بر صغیر پاک و ہند اور دنیاکے دیگر ترقی پزیرممالک میں احمق ، نادان اور ایک بیو قوف جانور سمجھا مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا کی سُپر طاقت گردانے والے ملک امریکا میں یہ عقل مندی اور محنت کش جانور کی حیثیت سے جانااور پہچانا جاتا ہے تب ہی تو امریکا میں زیاد عرصے تک حکمرانی کرنے والی ڈیمو کرٹیک پارٹی کا انتخابی نشان گدھا ہے اَب چوں کہ گدھے کی اہمیت اور اِس کے امریکی وقار اور احترام کی بات چل نکلی ہے تو یہاں میں اپنے بیٹے کا بھی تذکرہ کرناضروری سمجھتا ہوں گو کہ ابھی یہ ہے تو ساڑھے تین سال کا مگر مجھے جانوروں میں اِس کی پسندیدگی کے حوالے سے حیرانگی ہوتی ہے کیوں کہ اُسے سب جانوروں میں گدھا سب سے زیادہ پسند ہے گدھے سے اِس کی محبت اور عشق کا یہ عالم ہے کہ جب اِسے راہ چلتے ، اسکول جاتے ، بازار جاتے یا میرے ساتھ گاڑی میں سفر کرتے کہیں بھی گدھا نظر آ جائے تو یہ گاڑی رکوا کر اِس کے منہ پر ہاتھ لگا کر پیار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے اِس کا یہ معاملہ گدھے کی فوٹو سے بھی ہے جب تک یہ اُسے پیار نہیں کرلیتا ہے اِسے چین ہی نہیں آتا ہے کبھی کبھی تو گدھے سے اِس کی محبت اور تڑپ کا یہ عالم دیکھ مجھے اور اِس کی مما کو ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ امریکی بچہ ہے جو گدھے سے محبت کرتا ہے اور اِس پر فدا ہوتا ہے یہ پاکستان میں

پیدا ہو گیا ہے اگر امریکا میں ہوتا یا مستقبل میں کبھی امریکا گیا یا وہاں کا شہری بنا تو یہ ایک کامیاب امریکی شہری ہوگا کیوں کہ یہ گدھے سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اور اگر یہ بد قسمتی سے امریکا نہ جاسکا اور یہاں پاکستان ہی میں رہ گیا تو گدھا ہی رہے گا کیوں کہ ہمارے یہاں گدھے کو بیو قوف اور بد عقل سمجھا جاتا ہے ہاں تو میں بات کر رہا تھا امریکا کے صدارتی انتخابات کی مجھے اِس بات کا پورا یقین ہے کہ چھ نومبر کو امریکا میں ہونے والے صدارتی انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والے موجودہ امریکی صدر مسٹر بارک اوباما جن کا انتخابی نشان گدھا ہے دوبارہ صدر منتخب ہو جائیں گے اور اِس مرتبہ یہ پاکستان سے متعلق ایسی سخت ترین پالیسیاں مرتب کریں گے کہ ہم پاکستانیوں کے سر چکرا کر رہ جائیں گے اِس لئے ہمیں اوباما کی حمایت کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا ہوگا کہ اُنہوں نے اپنے اقتدار کے پہلے چار سالوں میں ہم پاکستانیوں کے لئے کیا کچھ اچھا کیا ہے...؟ اور آئندہ کیا کریں گے...؟ جس پر ہم اِن کی دوبارہ حمایت کریں۔

لو امریکی صدارتی انتخابات میں (گدھا) اوباما پھر کامیاب

اوباما کی کامیابی پر امریکی ریاستوں سمیت پاکستان بھی جشن کا سماں ہے
امریکا میں چھ نومبر کو 45ویں امریکی صدر کے چناؤ کے لئے ہونے والے صدارتی
انتخابات منعقد ہوئے جن کے بارے میں امریکی اور عالمی مبصرین کا یہ خیال ہے کہ اِس
بار یہ انتخابات امریکی تاریخ کے سب سے مہنگے الیکشن ثابت ہوئے ہیں اِن صدارتی
انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی کے نامزد اُمیدوار پہلے سیاہ فام مسٹر بارک اوباما جن کا
انتخابی نشان "گدھا" تھا اپنے مدمقابل ریپلکن پارٹی کے اُمیدوار میٹ رومنی کو بھاری
اکثریت سے شکست دے کر ایک مرتبہ پھر امریکی صدر منتخب ہو گئے ہیں جبکہ اِنہیں
جیت کے لئے 538 ارکان پر مشتمل الیکٹورل کالج کے 270 ووٹ درکار تھے مگر یہ 26
امریکی ریاستوں میں اِس سے بھی زائد 303 ووٹ لے کر فتح سے ہمکنار ہوئے گئے
ہیں جبکہ اِن کے مقابلے میں میٹ رومنی 24 ریاستوں سے صرف 203 ووٹ حاصل
کرپائے اس سارے عمل میں امریکی عوام نے بھی اپنے اور اپنے ملک کے لئے بہتر
رہنما کے چناؤ میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

یہاں ہم اپنے اُن پاکستانی ہم وطنو..! بھائیوں اور بہنوں کے لئے جو اپنی ذاتی انا پرستی اور کئی خودساختہ بنائی گئیں پابندیوں اور جاہلانہ رسم و رواج کی وجہ سے اپنے یہاں ہونے والے جنرل الیکشن یں اپنی ووٹ جیسی قومی ذمہ داری اداکرنے سے کتراتے ہیں اُنہیں سمجھانے اور سبق دینے کے خاطر شکاگو کی اُس اکیس سالہ امریکی خاتون گیشامیلن کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس نے زچگی کے لئے اسپتال جاتے ہوئے راستے میں صرار کرکے ایک پولنگ اسٹیشن پر رک کر اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ووٹ کاسٹ کرکے یہ بتادیاکہ اپنے ملک اور اپنی قوم سے اِسے کتنی محبت ہے کہ اِس نے اپنی اور اپنے ہونے والے بچے کی پرواہ کئے بغیر پہلے اپنے ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے اپناووٹ کاسٹ کیااور پھر یہ زچگی کے لئے اسپتال گئی یوں اِس خاتون جیسے کڑوروں امریکیوں کے ووٹ سے ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والے صدارتی اُمیدوار مسٹر بارک اوباما فتح سے ہمکنار ہوئے اور دوسری مرتبہ امریکی صدر منتخب ہوگئے کیا ہم نے کبھی ایساکیا جیساشگاگو کی اِس خاتون نے کیا ہے اِس کو کہتے ہیں احساسِ ذمہ داری اِس موقع پر میں یہ سمجھتاہوں کہ شائدایسی احساس ذمہ داری ہم نے نہیں ہے ہم میں ایسی احساس ذمہ داری پیداکرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے ووٹ کے درست استعمال سے اپنے اور اپنے ملک کے لئے بھی امریکیوں کی طرح اپنے اچھے حکمران کا چناؤ کرسکیں۔

اِس طرح امریکیوں کے تعاون اور اِن کی احساسِ ذمہ داری وجہ سے ڈیموکریٹک پارٹی کے اُمیدوار بارک اُوباما نے دوسری مرتبہ کامیابی حاصل کرلی جس کے بعد وائٹ ہاؤس کے باہر اپنی جیت کا جشن منانے کے لئے جمع ہونے والے اپنے حامیوں سے خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ " یہ سب کچھ آپ سب کی وجہ سے ممکن ہوا ہے ہم امریکا کو ترقی کی نئی بلندیوں تک لے جائیں گے اُنھوں نے کہا کہ میں آئندہ چار سالوں میں اپنے شہریوں سے کئے گئے تمام وعدے پورے کروں گا جن میں سرِفہرست شہریوں کے لئے یکساں روزگار کے مواقع فراہم کروں گا اور ملکی معیشت کو بغیر وقت کے ضیائع کے بہتر بناؤں گا، جمہوریت اور 30 کروڑ امریکیوں کو ایک ساتھ لے کر چلوں گا اِس موقع پر بارک اوباما نے اِس عزم کا اعادہ کیا کہ میں پہلے سے زیادہ سب کو ساتھ لے کر چلوں گا اور اپنے ملک جسے ہم اور دنیا سُپر طاقت کی حیثیت سے جانتی ہے اِسے ترقیوں کے سفر پر لے جاؤں گا اِس موقع پر صدر بارک اوباما نے اپنے خطاب میں مستقبل قریب میں اپنے ملک و شہریوں سمیت دنیا بھر میں بہتری لانے اور ساری دنیا کو دہشت گردی سے نجات دلا کر امن و آشتی کا گہوارہ بنانے بنانے کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ممالک کی امداد کرنے کا بھی برملا اعلان کیا۔ یوں آج سے اُوباما کا ایک ایسا کڑا امتحان شروع ہوگیا ہے جس میں کامیابی حاصل کرنا اَب اِن کے لئے بہت ضروری ہوگیا ہے یہ اور بات ہے کہ نو منتخب امریکی صدر نے اپنے پہلے غیر سرکاری عوامی خطاب میں اپنے عوام سے ملک کے مستقبل اور اپنے عوام سے متعلق کئے جانے والے اقدامات

کے بارے میں پھر کئی وعدے کرڈالے ہیں مگر وہ اپنے اِس خطاب میں شائد دیدہ ودانستہ پیغمبراسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے اپنے ملعون شہریوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا کوئی ذکر نہ کرکے امریکا میں آنے والے سینڈی طوفان کی طرح ایک اور طوفان "ٹونی" جو قدرت کا عذاب بن کر امریکا میں نازل ہونے کو ہے اِس کی دعوت دے چکے ہیں اَب دیکھنا یہ ہے کہ یہ طوفان امریکا میں کیا تباہی مچاتا ہے۔

بہرحال..! یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آج جہاں امریکی مسٹر بارک اوباما کو دوسری مرتبہ صدر منتخب ہونے پر خوشی کا اظہار کررہے ہیں اور سارے امریکا میں جشن کا سماں ہے تو وہیں بارک اوباما کو اگلی چار سالہ مدت کے لئے دوبارہ امریکی صدر منتخب ہونے پر پاکستان میں حکمران جماعت سمیت اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے کثر سیاستدانوں اوراِن کی حامی جماعتوں میں بھی خوشی اور مست وسُرور کا اظہار کیا جارہاہے جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ نومنتخب امریکی صدراُوباما نے اپنی پچھلی چار سالہ مدت کے دوران پاکستان کے لئے سوائے پریشانیاں پیدا کرنے اور ڈرون حملوں کے سلسلے کو بڑھانے کے کوئی ایسا خاطر خواہ اقدام نہیں کیا جسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ اِنہوں نے پاکستان اور اِس کے عوام کے لئے ایک بھی اچھا فیصلہ کیا ہے مگر پھر بھی معلوم نہیں کیوں ہمارے حکمران اور سیاستدان بارک اُوباما کو دوسری بار امریکی صدر بننے

پر اندر ہی اندر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے ہیں اپنے سیاستدانوں کی خوشی کا عالم دیکھ کر راقم الحرف اِس نتیجے پر پہنچ پایا ہے کہ کہیں یہ ایسا اِس لئے تو نہیں کر رہے ہیں کہ اُوباما کی دوبارہ کامیابی سے اگلے سال ہمارے یہاں ہونے والے جنرل الیکشن میں ہمارے سیاستدانوں اور موجودہ حکمران جماعت کو بھی فوائد حاصل ہوں گے اور اِن سب کو کہیں نہ کہیں سے امریکی صدر کی خوشنودی کی کرن نظرآئے گی جس سے فیضیاب ہو کر یہ عام انتخابات میں اپنے کرسی مضبوط کرنے کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔امریکیوں کی اپنے پہلے سیاہ فام صدر اُوباما کو دوسری بار صدر منتخب ہونے پر بے انتہا خوش ہونے اور خوش کا اظہار کے لئے امریکا بھر میں جشن کا سماں پیدا کرنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے مگر امریکی صدر کی جانب سے پاکستان سمیت افغانستان اور دیگر ممالک میں جہاں دہشت گردوں کے ٹھکانوں کا بہانہ بنا کراِن ترقی پذیر ممالک میں ہونے امریکی دہشت گردی کے حوالے سے امریکی خارجہ پالیسی کو ایک رتی برابر بھی تبدیل نہ کرنے کے عندیئے اور واضح اعلانات کے باوجود پاک افغان میں اُوباما کی کامیابی پر خوشی اور تسکین کا اظہار کرنا کم ازکم میری سمجھ سے تو بالاتر ہے۔

کراچی میں دہشت گردوں کا راج

کراچی میں دہشت گردوں کا راج، سندھ انتظامیہ کی بے حسی، ڈرے سہمے اہلیانِ کراچی..!!
شہر قائد کے عوام کو تحفظ دینے والی انتظامیہ، قانون اور قانون کے رکھ والے کہاں سوگئے ہیں..؟؟
آج گیارہ نومبر کو جب میں یہ سطور رقم کررہا ہوں اِس وقت بھی شہر قائد میں دہشت گرد اور ملک دشمن عناصر اپنے آقاؤں کے حکم کی تکمیل میں اِنسانی جانوں کو بیدردی سے گولیوں کا نشانہ بنانے میں مصروف ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ میرے شہر میں ہر گلی کوچے اور بازار میں دہشت گردوں کا راج ہے سندھ انتظامیہ اپنی تمام تر مشینری کے باوجود بھی بے بس اور بے حس ہو کر یکسر ناکام نظر آتی ہے، کیوں کہ شہر کے تھانوں کی نفری وی وی آئی پیز موومنٹ پر تو تعینات ہے مگر یہ شہر میں دندناتے دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے اور معصوم شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے سے غافل ہے آج حقیقت میں یہی وجہ ہے کہ شہر قائد کے اکثر تھانوں میں نفری کی کمی کے باعث علاقوں میں دہشت گرد عناصر آزادی سے اپنی گھناؤنی کارروائیوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں اور بلاروک ٹوک معصوم انسانوں کی ٹارگٹ کلنگ کرکے اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کررہے ہیں اور اِس صورت حال

سے بروقت نمٹنے کے لئے دوسری طرف سندھ انتظامیہ ہے کہ اِس نے گزشتہ کئی دنوں سے شہر قائد میں تیزی سے رونما ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے آج جہاں اور بہت سے اقدامات کئے ہیں اِن میں سندھ انتظامیہ نے اپنی ایک مرتبہ پھر اعلیٰ حکمتِ عملی اور بہترین دانش مندی سے دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے شہر میں دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کو کنٹرول کرنے کے لئے جو انتہائی سخت ترین اقدامات کئے ہیں اِن میں ٹرانسپورٹرز کو تو فائدہ پہنچانے اور شہر میں غریب عوام کو سوائے پریشان کرنے کے) خاطر) ایک قابل غور اقدام ڈبل سواری پر پابندی لگانے جیسا (طنزاً) انتہائی سخت ترین اقدام بھی کیا ہے جو سرفہرست ہے اور آج بھی سندھ انتظامیہ کا اپنے اِس اقدام سے متعلق یہ سخت موقف ہے کہ ڈبل سواری پر پابندی سے شہر میں دہشت گردی کی روک تھام کے لئے ماضی میں بھی خاصی مدد ملی ہے اور اِسی طرح آج بھی اِسے یہ اُمید لاحق ہے کہ اِس کے اِس سخت ترین اقدام سے شہر میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو ضرور کنٹرول کیا جاسکے گا۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج ماضی کی نسبت صورت حال بہت مختلف ہو گئی ہے کیوں کہ اِس بار (جب 10 نومبر 2012) کو سندھ انتظامیہ کی جانب سے شہر کراچی یں موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندی لگانے والا سخت ترین اقدام کا اعلان

کیا گیا تو یہ بھی اِس کے کچھ کام نہ آسکا اور پابندی کے پہلے ہی روز شہر میں دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں جاری رکھ کر ماضی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں یوں شہر قائد میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو قابو کرنے والا حکومت کا یہ اقدام بھی دھرا کا دھرارہ گیا اور شہر کراچی میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کا خون بہا کر اپنی دہشت طاری رکھنے والے شیطان کے چیلے اور اِس کے آدمخور دوست (دہشت گردوں) نے ڈبل سواری جیسے انتہائی سخت ترین حکومتی اقدامات سمیت دیگر منصوبوں کو بھی ہوا میں پُھر" سے اُڑادیا اور آزادی سے شہر قائد کی سڑکوں، محلوں، گلیوں اور بازاروں" ییں دندناتے رہے اور موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے ڈبل سواری پر پابندی کے باوجود ایک ہی دن میں شہر کے کئی علاقوں میں قتل وغارت اور اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں جاری رکھتے ہوئے 25 سے زائد افراد کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا کر انہیں قبر کی آغوش میں سُلانے اور قانون کے رکھوالوں کو چکمہ دینے والی اپنی کارروائیوں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنے گرو شیطان سے داد اور شاباش وصول کرکے خوش ہوتے رہے اور اگلے روز پھر اِسی شیطانی عمل کو دھرانے کا ناپاک ارادہ کرکے اپنی اپنی کمین گاہوں کو ہولئے ..!! اور اگلے روز 11 نومبر کو بھی جب شہر میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار اپنی عوامی خدمات کو بھول کر وی آئی پیز موومنٹ پر اپنی ڈیوٹی انجام دینے میں مصروف رہے تو اِس دوران ملک دشمن عناصر اِس سے فائدہ اٹھا کر تازہ دم ہو کر پھر اپنی گھناؤنی کارروائیوں

میں مصروف ہوگئے اور اِنہوں نے شہرِ قائد کو فرقہ وارانہ فسادات میں دھکیلنے کے لئے معصوم انسانوں کی ٹارگٹ کلنگ شروع کردی جس سے شہریوں میں خوف وہراس پیدا ہوگیااور کاروبارزندگی مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔

آج کراچی میں معصوم اور بے گناہ نہتے انسانوں کی شیطان صفت دہشت گردوں کے ہاتھوں کھیلی جانے والی خون کی ہولی پر کراچی سے تعلق رکھنے والا ہر فرد غم وغصے میں مبتلا اور سہما ہوا ہے اوراس کے ساتھ ہی ساتھ اِسے یہ بھی تشویش لاحق ہے کہ کراچی کے عوام کو دہشت گردوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر شہر کراچی میں قتل و غارت گری کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کو قابو کرنے اور شہر قائدکے عوام کو تحفظ دینے میں سندھ انتظامیہ ، قانون اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کیا ناکام ہوگئے ہیں اوراِس صورتحال میں قانون کے رکھوالے کراچی کے عوام کو دہشت گردوں کی گولیوں کے سامنے پھینک کر یہ سب اپنی ناکامی پر منہ چھپا کر کہاں سوگئے ہیں...؟؟

جبکہ آج پاکستان کے سب سے بڑے صنعتی تجارتی اور معاشی حب شہر قائدکے عوام کو قانون کے محافظوں اور اِنہیں تحفظ فراہم کرنے والے اداروں کی اشد ضرورت ہے ...؟ ایسے میں دہشت گردوں کو بے لگام چھوڑے رکھنے پر پولیس اور رینجرز کے اہلکاروں کا محدود کردار بھی عوام میں بہت سے سوالات کو جنم دے رہاہے...؟

اِن لمحات میں شہر قائد میں امن و امان قائم کرنے والے قانون کے اِن اداروں کا وقار جہاں مجروح ہو رہا ہے تو وہیں شہر قائد کے ڈرے سہمے شہریوں کا اِن اداروں پر سے اعتماد بھی ختم ہونا لازمی امر ہے۔۔۔!! آج اِن حالات میں کہ جب شہر میں دہشت گردی کے واقعات کا سلسلہ متواتر جاری ہے دہشت گردوں کے نشانوں سے مدرسے، بازار، اسکول وکالج، یونیورسٹی، گلی کوچے، محلے اور شاہراہیں بھی محفوظ نہیں ہیں اَب ایسے میں سندھ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پولیس اور رینجرز کے اعلی حکام اور اہلکاروں کو چاہئے کہ یہ شہر کو دہشت گردوں سے پاک کرنے اور ترجیحی بنیادوں پر شہر میں امن و امان قائم کرنے کے لئے اپنا فعل اور مثالی کردار ادا کریں تاکہ عوام میں تحفظ کا احساس پیدا ہو اور اِس کے ساتھ ساتھ آج شہر کراچی کے باسیوں کے ذہنوں میں اِن اداروں کی ذمہ داروں سے متعلق جو منفی سوالات جنم لے چکے ہیں وہ بھی ختم ہو سکیں اور اِس کے ساتھ ہی سندھ انتظامیہ ڈبل سواری پر پابندی لگانے جیسے اپنے سخت ترین اقدام سے کہ ہر گز یہ تصور نہ کرے کے اِس نے بلی کے سامنے آنکھیں بند کئے بیٹھے والے کبوتر کی طرح یہ سمجھ لیا ہے کہ اِس کے اِس عمل سے بلی اِسے نہیں دیکھے گی اور اِس کی جان بچ جائے گی جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے آنکھیں تو کبوتر نے بند کی ہوئیں ہیں بلی نے نہیں۔۔۔۔! بلی تو کبوتر کو اپنا نوالہ بنائے گی کیوں کہ بلی کا ٹارگٹ کبوتر ہے۔۔۔! بلی کبوتر کی ٹارگٹ نہیں ہے۔۔۔!! حکومت سندھ کو چاہئے کہ جب ڈبل سواری پر پابندی کے

باوجود بھی دہشت گردی کی وارداتوں میں کمی نہیں آئی ہے اور اُلٹااِس میں ماضی کی نسبت اورزیادہی اضافہ ہواہے تو موٹرسائیکل پر ڈبل سواری جیسے اپنے انتہائی سخت ترین اقدام کو عوامی مفادات میں فی الفوروا پس لے اور ایسے اقدامات کو یقینی بنائے جس سے شہر میں حقیقی معنوں میں امن وامان قائم ہو اور شہر میں دہشت گردوں کا قائم راج ختم ہو اوراِسی کے ساتھ ہی میں اپنی سندھ انتظامیہ سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اِس پر ایک یہ بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ شہر کے موجودہ حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِسے یہ بھی چاہئے کہ یہ محرم الحرام کا چاند نظر آنے سے قبل سندھ اور بالخصوص شہر قائد میں ملک دشمن عناصر کو کیفر کردار تک پہنچانے میں اپنی اہم ذمہ داریاں انجام دے تاکہ محرم الحرام جو صبر واستقامت اور مسلمانوں کو عفوودرگزراور بھائی چارہ اور آپسمیں محبت واُخوت اور ملی یکجہتی کا درسِ عظیم دینے والا ہمارے اسلامی سال کا پہلا انتہائی مقدس مہینہ ہے ویسے تواِس ماہ مبارکہ کا پورامہینہ ہے اُمت مسلمہ کے لئے قابلِ احترام ہے مگر ضروری ہے کہ زمینی حقائق کو دیکھتے ہوئے اِس مہینے کے ابتدائی دس ایام امن وآشتی گزریں جس کے لئے سندھ انتظامیہ اور تمام قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اپنا اپنا کردار انتہائی خندہ پیشانی اور تدبر سے ادا کرنا ضروری ہوگا۔

وزیراعلیٰ سندھ صاحب اَب ایسا بھی نہیں ہے جیسا آپ فرمارہے ہیں..؟

وزیراعلیٰ سندھ صاحب اَب ایسا بھی نہیں ہے جیسا آپ فرمارہے ہیں..؟

کراچی کی صُورتحال اتنی خراب نہیں ہے جتنی میڈیا پیش کررہاہے...وزیراعلیٰ سندھ کا انوکھادعویٰ

کیا کراچی قتلِ عام پر متحدہ نے قومی اسمبلی اور سینٹ سے واک آوٹ ایسے ہی کردیاہے...؟؟وزیراعلیٰ سندھ جواب دیں..

جس دن سے موجودہ حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے اُس وقت سے ہی اِس کے صدر ہوں یاسابقہ اور موجودہ وزیراعظم اور اِنہی کی طرح اِس حکومت کے وزراء ہوں کہ مشیریا سینٹ سمیت قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین ہوں یابرسرِ اقتدار جماعت کے ملک کے طولُ ارض میں پھیلے ہوئے جیالے ہی کیوں نہ ہوں اِن سب کے لہن سے کثرت سے یہ ایک ہی جملہ سُننے کو مل رہاہے کہ " جمہوریت بہترین انتقام ہے" یہاں بحیثیت ایک عام پاکستانی شہری ہونے کے ناطے میری سمجھ میں یہ بات توآج تک نہیں آسکی ہے کہ یہ سب لوگ " جمہوریت کو بہترین انتقام "کیوں کہہ رہے ہیں اورکس کے لئے یہ جمہوریت جیسے مثالی سسٹم کے ساتھ لفظ بہترین کا اضافہ کرنے کے بعداِس کے ساتھ لفظ انتقام نتھی کرکے جمہوریت کو بہترین

انتقام قرار دے رہے ہیں جبکہ میں نے اور شائدآپ نے بھی جب سے پڑھنا یکھاہوگا اور جب بھی میری طرح آپ نے بھی کہیں جمہوریت کی تعریف پڑھی یا کبھی یاد کی ہوگی یا اِس حکومت کے پونے پانچ سالہ دورِ اقتدار سے قبل کہیں پڑھا اور سُنا ہوگا تو جمہوریت سے متعلق یہی کہااور لکھاجاتارہاکہ "جمہوریت ایک بہترین نظام حکومت ہے مگرنامعلوم کیوں پی پی پی کی موجودہ جمہوری حکومت نے جب سے اقتدار کی مسندپر" اپنے قدم رنجافرمائے ہیں تب سے ہی اِس نے جمہوریت کی تعریف بھی بدل کررکھ دی ہے... میں اِس حکومت کے گزشتہ پونے پانچ سالہ اُمورِ مملکت کو دیکھتے ہوئے اِس نتیجے پر پہنچ پایا ہوں کہ کہیں ہماری اِس حکومت نے جمہوریت کی تعریف میں تبدیلی اِس لئے تونہیں کی ہے کہ اِس کے ہاتھ میں جو اقتدار آیا ہے وہ ایک آمر جبزل کی آمریت کے چھٹکارے کے نتیجے میں ملا ہے ایسے میں اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ برسرِ اقتدار حکومت اگرآمر جبزل سے انتقام کے لئے جمہوریت کو بہترین انتقام قرار دیتی ہے توپھر اِس نے اقتدار کی کرُسی سنبھالنے کے بعد اُس آمر جبزل (ر) پرویزمشرف سے انتقام کیوں نہ لیااور اِسے گارڈآف آنر پیش کرکے باعزت طریقے سے کیوں جانے دیا...؟؟کہیں ایساتونہیں کہ ہماری یہ موجودہ جمہوری حکومت اپنی اِس سُبکی آمرجبزل (ر) مشرف کی باعزت روانگی) کا انتقام اپنی معصوم اور نہتے اٹھارہ کروڑ) عوام سے اِن کو مہنگائی، بھوک وافلاس، کرپشن وقتل وغارت گری، بجلی وگیس کے بحرانوں میں جکڑکراور اِن کی خوشیاں چھین کرلے رہی ہے

؟اگر ایسا نہیں ہے تو پھر حکومت کو چاہئے کہ یہ جمہوریت کی تعریف اِس کی روح کے... مطابق کرے اپنے "انتقام" والے اُس عزم کے لحاظ سے مت کرے جو انتقام آمر سے لینے کے بجائے عوام کو طرح طرح کی پریشانیوں میں جکڑ کر لے رہی ہے۔

بہر حال...! گزشتہ کئی دنوں سے کراچی میں تشدد کی جو لہر جاری ہے وہ حکمران الوقت کے لئے یقیناً لمحہ فکریہ ہونی چاہے تھی مگر مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے ہمارے حکمرانوں کو اِس کی جیسے کوئی پرواہ ہی نہیں ہے عوام اِن نے فرسودہ انتظامات اور اقدامات سے مریں یا دہشت گرد عناصر ہاتھوں معصوم انسانوں کے مقدس خون سے کھیلی جانے والی ہولی سے شہر قائدکے شہری مریں تو مریں اِن کا مقصد صرف عوام کی لاشوں پر اپنا اقتدار سنبھالنااور حکومتی کُرسی پر ایلفی لگا کر چپکے رہنا ہے تب ہی تو یہاں ایک افسوس ناک بات یہ ہے کہ کراچی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں معصوم انسانوں کی ہونے والی قتل وغارت گری پر " پچھلے دنوں وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے سکھر ائیرپورٹ پر میڈیا پرسنز سے بات چیت کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کرنے کے بجائے انتہائی معصومیت اور اپنے سیاسی تدبر سے یہ تک کہہ دیا کہ "کراچی کی صُورتِ حال اتنی خراب نہیں جس قدر میڈیااور اخبارات میں پیش کی جارہی ہے اپنی اِسی بات کی وضاحت میں اُنہوں نے مزید کہاکہ کوئی اخبار مرنے والوں کی تعداد سات تو کوئی پانچ بتاتا ہے اور اِن کا کہنا تھا کہ کچھ قوتیں سندھ حکومت کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں جو

سندھ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے گڑبڑ کرا رہی ہیں.. "میرے نزدیک اَب ایسا بھی نہیں ہے جیسا آپ فرما رہے ہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ میڈیا آج جو کچھ بھی کہہ رہا ہے وہ من و عن سچ ہے جب سائیں آپ کے یہ جملے قابلِ مذمت ہیں ضرور ہیں کیوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ وزیراعلیٰ سندھ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے آپ حضرت عمر فاروقؓ کے اِس قول کو پڑھ لیتے کہ " میرے دورِ حکومت میں دریائے فرات کے کنارے ایک کُتا بھی پیاسہ مرجانے کا ذمہ دار میں ہوں " تو شاید سید صاحب ایسی بات نہ کرتے جیسی آپ نے سکھر ائیر پورٹ پر کی ہے اور ہاں یہ آپ ہی کا تو دورِ حکومت ہے کہ جنوری 2012 سے اِن سطور کے رقم کرنے تک 21565 افراد ہلاکت ہوچکے ہیں یعنی اگر رواں سال کے ساڑھے دس ماہ کا تناسب نکالا جائے تو روزانہ کے قریب افراد دہشت گردوں کے ہاتھوں موت کی وادی میں جاکر قبر کی آغوش 170 میں سو چکے ہیں اور اِس موقع پر میں وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کو یہ بھی باور کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بقول آپ کے اگر کراچی کی صُورتحال اتنی خراب نہیں ہے جتنی میڈیا پیش کر رہا ہے تو جناب آپ اِس بات کا بھی تو جواب دیں کہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں حکومت کی اتحادی جماعتوں ایم کیو ایم اور اے این پی نے کراچی میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صُورتحال اور ٹارگٹ کلنگ پر واک آوٹ کیوں کیا...؟اور شہر قائد کی واحد نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ نے حکومت کو حالات ٹھیک کرنے کے لئے 24 گھنٹے کا الٹی میٹم دیتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ کراچی میں

ایمرجنسی نافذ کی جائے ۔ حالات پر فی الفور قابو نہ پایا گیا تو پوری سیشن کا بائیکاٹ کیا جائے گا اور وزیراعظم کراچی جا کر بیٹھیں اور متعلقہ اداروں کو حرکت میں لائیں جبکہ عوامی نیشنل پارٹی نے شہر قائد میں فوجی آپریشن کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے حالات کی بہتری کے لئے فوجی آپریشن کے سوا کوئی حل نہیں ہے..." اگر اس کے باوجود بھی وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کراچی کے حالات اور صُورتحال ٹھیک ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ سندھ کو اپنے اِس غیر ذمہ دارانہ بیان پر شہر قائد کے ڈرے سہے معصوم عوام اور دہشت گردی کی نظر ہو جانے والے نہتے انسانوں کے لواحقین سے ضرور معذرت کرنی چاہئے اور کراچی کے حالات کو ٹھیک کرنے میں سنجیدگی سے حقیقی معنوں میں اپنا کردار ادا کرنا چاہے۔

جبکہ یہاں کراچی میں ایک ہفتے سے جاری قتل و غارت گری اور حالات کے حوالے سے کسی حد تک ایک حوصلہ افزا پیش رفت یہ سامنے آئی ہے کہ سیاسی مصالحت اور مخمصوں کی دیواریں گراتے ہوئے وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے بھی اسلام آباد میں ہونے والے ایک اہم اجلاس میں کراچی کے بگڑتے ہوئے حالات پر تشویش کا اظہار کر دیا ہے اِن کے چہرے پر چھائی اداسی اور اپنے حکومتی اتحادیوں ایم کیو ایم کی جانب سے دیئے جانے والے الٹی میٹم اور اے این پی کی طرف سے کئے جانے والے مطالبے سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ جیسے وزیراعظم تو کابینہ کے

اراکین کے اجلاسوں میں شہر قائد میں فرقہ واریت کو ہوادینے والے دہشت گردوں کے ہاتھوں ٹارگیٹ کلنگ کا نشانہ بننے والے معصوم انسانوں کی ہلاکتوں پر پریشان ہیں اور اِن کی یہ پریشانی یقیناشہر قائد کو دہشت گردوں سے پاک کرنے اور کراچی کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے میں ضرور کوئی اہم کردار ادا کرے گی۔

کراچی میں دہشت گردی اور ہر بیماری کا حل آپریشن نہیں ہے

کراچی میں دہشت گردی اور ہر بیماری کا حل آپریشن نہیں ہے!! بس کردو بس..؟
موجودہ حکومت اور برسرِاقتدار پارٹی جسے عوام کی نمائندہ جماعت ہونے کا ہمیشہ سے گھمنڈ رہاہے اور معاف کیجئے گاِان دنوں بھی یہ اِسی غروراور تکبر میں مبتلاہے جب کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس جماعت نے اپنے پونے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں عوامی خواہشات کا خون کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے اور کراچی سمیت ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کے روک تھام کے لئے کوئی قابلِ قدر کارنامہ بھی انجام نہیں دے سکی ہے مگراِس کے باوجود بھی آج جب کہ اِس کا اقتدار ختم ہونے میں صرف چند ماہ ہی باقی رہ گئے ہیں ایسے میں اِس کے ایک وفاقی وزیر مذہبی اُمور سید خورشیداحمد شاہ نے سکھر میں اخبارنویسوں سے کراچی میں ہونے والی بدامنی پر اپنی مدبرانہ گفتگوکے دوران یہ کہاہے کہ " کراچی میں دہشت گردوں کے خلاف ایسا آپریشن ہوناچاہئے جو لوگوں کو صدیوں تک یاد رہے نہ صرف یاد رہے بلکہ اِس موقع پراُنہوں نے ذراگھومادینے والے انداز سے یہ بھی کہہ دیا کہ "لیکن اِس سے قبل پیپلزپارٹی، متحدہ قومی موومنٹ اوراے این پی سمیت تمام جماعتوں کواعتماد میں

لیناچاہئے تاکہ پھر بعد میں کوئی شکوہ کرتے ہوئے یہ نہ کہتاپھرے کہ ہمارے لوگ مارے جارہے ہیں یا ہمارے کارکنوں کو نشانہ بنایاجارہاہے" یہ خورشید شاہ کے وہ فکرانگیز خیالات ہیں جو ہمارے ذہن میں اُس روز سے ہی کھٹک رہے ہیں جس روز سے ہم نے سُنئے ہیں ..

یعنی تب ہی سے ذہن میں کئی ایسے انگنت سوالات جنم لے رہے ہیں اگر جنہیں ہم لکھ دیں تو شائدان کے تسلی جوابات کم از کم ایک مرتبہ پھر برسراقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس ہوں اور نہ ہی خورشید احمد شاہ ہی کچھ کہہ سکیں... کیوں کہ یہ بات ایک کھلی حقیقت ہے کہ ماضی میں جب نصراللہ بابر کی زیرنگرانی کراچی میں دہشت گردی اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف جو فوجی آپریشن کیاگیااُسے دیدہ ودانستہ طور پر شہر کراچی کے امن پسند اور شہر قائد کے غیور شہریوں کی جانب موڑدیاگیاتھا جو دیکھتے ہی دیکھتے کراچی میں ایک خاص طبقے اور مخصوص سیاسی جماعت کے کارکنوں اور ہمدردوں کے خلاف ہوتاچلاگیاتھااور اِس آپریشن میں اِس جماعت کے کارکنوں اور ہمدرروں کو آپریشن کی آڑ میں کئی ہزار نوجوانوں کومار دیاگیاتھااِس آپریشن کی یاد آج کئی سال گزرجانے کے بعد بھی ابھی تک اہلیان کراچی کے دل اور ذہنوں میں تازہ ہیں اِس فوجی آپریشن سے کراچی والوں کو غموں ،آہوں سسکیوں اور اپنے پیاروں کی جدائی اوریادوں کے سوااور کیاملا...؟جو اَب ایک مرتبہ پھراِسی جماعت کے

ایک وفاقی وزیر یہ کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں دہشت گردوں کے خلاف ایسا آپریشن ہونا چاہئے جو لوگوں کو صدیوں تک یاد رہے... !آج اگر بات بلا رنگ و نسل اور زبان و سیاست اور تہذیبوں کی تفریق کے بغیر کسی آپریشن کی ہے تو کسی حد تک یہ بات درست کہی جاسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ ماضی میں ہوا ہے !! ... تو پھر یہ بات کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں ہے

کیوں کہ یہ بھی سب ہی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر بیماری اور کراچی میں ہونے والی دہشت گردی اور بدامنی کا حل کسی بھی صورت میں آپریشن میں پوشیدہ نہیں ہوسکتا ہے اور آج جو لوگ اپنی دانش میں کراچی میں آپریشن کی تجویز دے رہے ہیں اِنہیں یہ سوچنا چاہئے کہ کراچی کا مسئلہ کوئی ایک فرد واحد کی بیماری کا مسئلہ نہیں ہے کہ ڈاکٹرز کی طرح اِس مریض کا آپریشن کردیں... مریض کی زندگی ہوئی تو خیر...اور اگر بدقسمتی سے مریض مرگیا تو بس اللہ کو یہی منظور تھا..."کے لفظ کہہ کر ڈاکٹرز اپنی جان بچالیں آج کراچی میں جو لوگ آپریشن کی بات کر رہے ہیں اِنہیں سوچنا چاہئے کہ کراچی میں آپریشن سے قبل ملک کے اُن علاقوں میں ضرور آپریشن کیا جائے جہاں اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم ہیں اور جن علاقوں میں اسلحہ تیار کئے جاتے ہیں جہاں استعمال کے برتنوں سے زیادہ اور پہننے کے کپڑوں سے بھی کہیں زیادہ مرد کی شان اور آن کے نعرے کی وجہ سے ہر گھر میں مہلک ترین ہتھیار تیار موجودہ ہیں اور جن علاقوں کے لوگوں کا زریعہ

معاش ہی ناجائز اسلحے کی خرید وفروخت ہے اور جن علاقوں کے لوگ غیر قانونی طور پر کراچی میں اسلحے کی ترسیل کے اصل ذمہ دار ہیں پہلے ملک کے اُن علاقوں میں اسلحے سے پاک پاکستان کے نام پر آپریشن کیا جائے تو پھر بعد میں یہ سوچا جائے کہ اَب کہاں آپریشن کرنا ہے...؟

چونکہ کراچی ملک کا معاشی حب ہے اور اِس لحاظ سے یہ پاکستان کی شہ رگ بھی ہے ماضی کی طرح جلد بازی میں شروع کئے جانے والے پھر کسی آپریشن کی وجہ سے اِس معاشی حب کی کوئی ایک رگ دانستہ کاٹنے کا کوئی سامان کیا گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس بار اِس شہر کی حالت سنبھلنی مشکل ہو جائے اور وہ کچھ ہو جائے جس کا گمان بھی نہ کیا جاسکے لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ کراچی میں دہشت گردی اور بدامنی کا حل کسی آپریشن سے نکالنے کے بجائے افہام و تفہیم اور عفور درگزر سے نکالا جائے اور اگر پھر بھی کچھ لوگ آنکھوں پر تعصب کی عینک چڑھا کر کراچی کے مسئلے کا حل آپریشن سے نکالنے کے لئے بضد ہیں تو پھر اِن سے متعلق صرف یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ اِس شہر اور ملک کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔

آج اگر ہم حقیقت کی آنکھ سے دیکھیں تو ویسے بھی ہمارے یہاں اَب تک لگ بھگ کوئی تین سیاسی آپریشنز ہو چکے ہیں جن میں اول کراچی کا فوجی آپریشن، لال

مسجد آپریشن اور موجودہ حالات میں جاری رہنے والا سوات کا آپریشن ہے جن کے نتائج بھی آج ہم سب ہی کے سامنے ہیں کہ اِن تینوں آپریشنز میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایاہے... ؟اَب ویسے تو یہ بات کسی بھی پاکستانی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ اِن دنوں مجموعی طور پر میرے ملک میں دہشت گردوں کا راج ہے، جن کا لاقانونیت اور قتل وغارت گری کا آسیب سر چڑھ کر بول رہاہے، پورے ملک میں دہشت گردوں نے خودکش حملوں اور اپنی انسانیت سُوز کارروائیوں سے معصوم انسانوں کو موت کی وادی میں دھکیل کر قبر کی آغوش میں سُلانے کی اپنی ناپاک سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں، دہشت گرد اپنی سنگدلانہ کارروائیاں کرکے حکومت کو اپنی طاقت اور عزم کا اظہار کرکے اِسے منہ چڑھارہے ہیں اور دوسری طرح حکومت ہے کہ حکومتی رٹ کہیں نظر نہیں آرہی ہے اور ایسالگ رہاہے کہ جیسے قانون نافذ کرنے والے ادارے اور اِس کے اہلکار مصالحتوں اور مخمصوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مجسمہ بنے ہوئے ہیں،جن کی اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رہتی ہیں اِن کی خود اپنی سمجھ میں یہ نہیں آرہاہے کہ یہ مصالحتوں اور مخمصوں کے بنکرز سے کس طرح سے نکلیں اور دہشت گردی اور لاقانونیت کا چلہ کرنے والوں کا سر تن سے جدا کرکے ملک کو امن و آشتی کا گہوارہ بنادیں۔

بلدیاتی نظام کے خلاف 30 نومبر کی قوم پرست اور سیاسی جماعتوں کی ہڑتال

پچھلے دنوں میں بخار، نزلہ ،زکام اور کھانسی جیسی بیماریوں جو ہماری قومی بیماریوں کا درجہ رکھتی ہیں اِن میں مبتلا رہا جن کی وجہ سے میں اپنا کوئی کالم بھی نہ لکھ سکا اور یوں میرا رابطہ اپنے قارئین سے منقطع رہا اگرچہ اِس دوران موضوعات تو بے شمار آئے مگر میں کیا کرتا کہ اندر ہی سے طبیعت نہیں چاہ رہی تھی کہ میں کچھ لکھ پاتا ... مگر آج الحمدللہ..! طبیعت کچھ بہتر محسوس ہوئی ہے تو میں نے اپنا رابطہ اپنے قارئین سے اِس کالم سے ایک مرتبہ پھر جوڑ لیا ہے اَب دیکھتے ہیں کہ آپ میرے اِس کالم سے کتنے مطمئن ہوتے ہیں...؟؟ مگر اِس سے پہلے میں یہ بتاتا چلوں کہ کسی بھی مسئلے کا حل ہڑتال ، مظاہرے ، ریلیاں اور تشدد سے نہیں نکالا جاسکتا ہے اِس کی ایک مثال ہمارے سامنے سنگاپور کی موجود ہے جہاں گزشتہ دنوں 26 سالوں میں سنگاپور میں (سنگاپوری نہیں بلکہ) یہاں مقیم چینی بس ڈرائیورز کی جانب سے ہونے والی پہلی ہڑتال تھی جو افہام و تفہیم سے ختم ہو گئی اَب یہ فیصلہ میں نے اپنے پڑھنے والوں پر چھوڑا کہ 30 نومبر کی سندھ بچاؤ کمیٹی اور دیگر جماعتوں کی جانب سے کی جانے والی ہڑتال اور ہمارے ملک میں سی این جی سمیت دیگر مسائل اور بحرانوں کے حوالوں سے کی جانے والی ہڑتالیں ، مظاہرے، اور ریلیاں کیا ہمیں زیب دیتی ہیں کہ ہم اِن کو منعقد کرکے اپنے ہی

ہاتھوں اپنی ہی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچائیں۔
بہر حال ..!! پاکستان پیپلز پارٹی جو ملک کی موجودہ برسرِ اقتدار جماعت بھی ہے 30 نومبر کو جب ہماری یہ حکمران جماعت جس کا منشور ماضی میں تو روٹی ، کپڑا اور مکان کا تھا مگر پچھلے پونے پانچ سالوں کے دوران یہ باکثرت دیکھنے میں آیا کہ ہماری یہ پہلی مکمل جمہوری حکومت اپنے اِس منشور سے یکسر بھٹک سی گئی ہے آج اگر اِس کا روٹی ، کپڑا اور مکان کا کوئی ایسا نعرہ ہے تو بس حکمرانوں کے اپنے لئے ہو کر رہ گیا ہے ورنہ آج بھی یہ بات سب ہی جانتے اور مانتے ہیں کہ ماضی میں اِس حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا ہمیشہ سے ہی یہ منشور اور نعرہ اپنے سے زیادہ اپنے غریب اور مجبور اور مفلوک الحال عوام کے لئے ہوا کرتا تھا مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اپنی تمام تر اچھی روایات سے ہٹ کر جب ہماری یہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اپنا 46 واں یومِ تاسیس اور یومِ تجدید عہد روایتی جوش وخروش سے ملک بھر میں منا رہی تھی تو اِسی روز پاکستان مسلم لیگ فنگشنل کے سربراہ پیر پگارا اور سندھ بچاؤ کمیٹی میں شامل سیاسی و قوم پرست جماعتوں کی خصوصی اپیل پر سندھ میں بلدیاتی نظام کے خلاف ہڑتال کی کال بھی دے دی گئی۔
یہاں ہم اپنے قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ یہ وہی ہڑتال ہے جسے

ستمبر 2012 کو ہونی تھی مگر 11 ستمبر کو بلدیہ ٹاؤن میں علی گارمنٹس میں لگنے والی 13 آگ کے نتیجے میں 300 کے قریب قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر غمزدہ خاندانوں سے اظہار یکجہتی کے طور پر یہ ہڑتال مؤخر دی گئی تھی مگر جسے بعد میں 30 نومبر 2012 بروز جمعہ کو کراچی کے بعض علاقوں اور اندرون وسندھ کے کئی بڑے شہروں اور علاقوں یں پہلے سے کی گئیں منصوبہ بندیوں کے ساتھ پُرتشدد کارروائیاں کرکے عملی جامہ پہنادیاگیا۔

سندھ بچاؤ کمیٹی اور اِس میں شامل سیاسی و قوم پرست جماعتوں کی جانب سے تیس نومبر کودی گئی ہڑتال کو ہر صورت میں کامیاب منانے کے لئے تشدد کے روائتی طریقے اور کارروائیاں 29 نومبر کی شام سے رات گئے تک جاری رکھی گئیں یعنی یہ کہ جمعے کی ہڑتال کی کال پر شہر کے مختلف علاقوں میں ہڑتال سے قبل ہی جلاؤ گھیراؤ اور ہوائی فائرنگ کا سلسلہ شروع کردیاگیا اِس روز نامعلوم مسلح افراد (ملزمان) نے اپنے انداز سے دہشت گردی کرکے خوف وہراس پھیلانے کی غرض سے شہر کراچی کے معاملات زندگی کو مفلوج کرنے کے لئے چار سے چھ گاڑیوں کو آگ لگاکر اور ہوائی فائرنگ کرکے کاروبار زندگی بند کرانے میں اپنا اپنا کردار اداکیا اور اطلاعات کے مطابق گلستان جوہر یں روٹ نمبر G-7 کی منی بس ، گلشن اقبال سچل کے علاقے میں ایک شیراز کوچ، یں منی بس، نارتھ ناظم آباد یں ایک کار کو ہڑتال کی کال دینے والی سیاسی اور قوم پرست جماعتوں کے کارندوں نے

آگ لگادی جبکہ اِن جماعتوں کے تشدد پسند عناصر کی شہر کے مختلف علاقوں میں کی جانے والی ہوائی فائرنگ کی کارروائیاں اِس کے علاوہ ہیں اگرچہ کراچی میں سندھ بچاؤ کمیٹی کی ہڑتال جزوی رہی جبکہ اندرونِ سندھ یہ ہڑتال کسی حدتک کامیاب نظرآئی سندھ کے جن علاقوں میں ہڑتال کامیاب بنانے کے لئے مظاہروں اور ریلیایوں کے ذریعے پرتشدد کارروائیاں دیکھنے میں آئیں اُن میں حیدرآباد، کوہڑی، سکھر، جیکب آباد، سانگھڑ ہیں جہاں شاہ پور چاگر کے علاقے میں فنکشنل لیگ کی ایک ریلی پر مسلح افراد نے فائرنگ کرکے 12 سے زائد افراد کو زخمی کردیااِس ریلی پر فائرنگ کے نتیجے میں پیرپگاراکے خلیفہ غلام محمد انڑاوراِن کے بیٹے بھی زخمی ہوئے جنھیں طبی امداد کے لئے قریبی اسپتال پہنچایاگیااور حیدرآباد کو حیدرچوک کا علاقہ قابلِ ذکر ہے جہاں فنکشنل لیگ اور سندھ بچاؤ کی نکالی گئی ریلی کے شرکاءکے اپنی پُرتشدد کارروائیاں کرکے ہنگامہ آرائی کی اور یہ دعویٰ کیاکہ اِس طرح اِن کی آج بلدیاتی نظام کے خلاف کی گئی ہڑتال اور لاہورہائی کورٹ کے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف بنایاجانے والا یوم سیاہ کامیاب ہوگیاہے۔

یہاں ہم یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ سندھ میں بلدیاتی نظام کے خلاف مظاہرے اور ریلیاں نکالنے کے لئے سندھ بچاؤ کمیٹی کی طرف سے تمیں نومبر کو دی گئی ہڑتال کی کال میں جو سیاسی اور قوم پرست جماعتیں شامل تھیں اِن ہیں سرِفہرست

مسلم لیگ فنکشنل سمیت پاکستان مسلم لیگ (ن)، تحریک انصاف پاکستان، جمعیت علماء اسلام (ف)، جماعت اسلامی، پاکستان سُنی تحریک، عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) جمعیت علماء پاکستان اور دیگر کئی ایسی ہی سیاسی، مذہبی اور قوم پرست جماعتیں تھیں جنہوں نے بلدیاتی نظام کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق بنانے کے لئے ہڑتال کو پُر تشدد کرکے اِسے بامقصد بنانا چاہاتاکہ یہ ساری جماعتیں اِس طرح حکومت کو بلیک میل کرکے بلدیاتی نظام میں رخنہ ڈال سکیں۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں میرا (راقم الحرف کا) ایک ناقص خیال یہ ہے کہ آج جن سیاسی، مذہبی اور قوم پرست جماعتوں نے 30 نومبر کو بلدیاتی نظام کے خلاف سندھ بچاؤ نظرے کے تحت کہیں پُر تشدد تو کہیں پُرامن ہڑتال کی ہے یہ مسئلہ اتنا بڑا اور اتنا اہم بھی نہیں تھا جِسے اہمیت دے کر ان سیاسی و مذہبی اور قوم پرست جماعتوں نے ہڑتال کی... مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ یوں یہ ساری جماعتیں بلدیاتی نظام کو ایشو بنا کر عام انتخابات سے قبل اپنا اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرتیں... کیا یہ اپنے اِس مسئلے کو مہذب قوموں کی طرح افہام و تفہیم اور ٹیبل ٹاک اور بحث و مباحثوں سے حل نہیں کر سکتیں تھیں کیوں کہ جو ممالک اور قومیں تہذیب یافتہ اور امن پسند ہوتی ہیں وہ اپنے نظریئے اور تھیوری کا پرچار کرنے کے لئے تشدد اور ہڑتال کا راستہ اختیار نہیں کرتی ہیں اور اگر بالفرض یہ کوئی ایسا راستہ کبھی اختیار کرتی بھی

ہیں تو وہ اِس دوران تشدد کو نہیں اپناتی ہیں بلکہ امن وسکون سے اپنے مسائل حل کرلیتی ہیں مگر ہمارے یہاں تو ہر ہڑتال ، مظاہرے اور کسی بھی ریلی میں جب تک تشدد کا عنصر شامل نہ کرلیا جائے کوئی اِن کی کامیابی کی ضمانت لینے کو تیار ہی نہیں ہوتا ہے ہم ایسا کیوں کرتے ہیں . . . ؟کیا میرے اِس آسان سے سوال کا کسی کے پاس کوئی جواب ہے. . . ؟تو براہ مہربانی مجھے ضرور بتادے۔

سالوں سے جو کام ہم نہ کر سکے 65

65 سالوں سے جو کام ہم نہ کر سکے۔! پاکستان میں فرقہ واریت اور ایران کا انکشاف۔۔

کیا امریکی دباؤ پر پاک ایران گیس منصوبہ خاک میں ملا دیا گیا ہے۔۔؟ صدر صاحب بتائیں ایران کا دورہ زیادہ اہم تھا یا ملالہ کی عیادت۔؟

پاکستانی عوام طویل عرصے سے فرقہ واریت اور دہشت گردی کا شکار ہیں اور اِس سارے عرصے کے دوران انگنت انسان موت کی وادی میں پہنچ کر قبر کی آغوش میں جا چکے ہیں مگر یہاں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ 65 سالوں میں ہمارے یہاں ہونے والی ہر دہشت گردی کے بعد اِنسانی خون سے کھیلی جانے والی ہولی پر ہمارے ہر دور کے حکمران اپنے اپنے انداز وبیان سے فرقہ واریت اور دہشت گردی پر مذمتیں تو بہت سی کرتے رہے مگر یہ فرقہ واریت کی آڑ میں ہونے والی دہشت گردی اور انارکی پھیلانے والوں کے گریبانوں تک جانتے بوجھتے ہاتھ ڈالنے سے کتراتے رہے اور ہر بار ہمارے حکمران کسی تیسرے اور کبھی خفیہ ہاتھ کا بہانہ بنا کر اپنی جانیں بچاتے رہے اِس طرح ملک میں اندہولناک رونما ہونے والے واقعات میں ملوث عناصر بے نقاب بھی نہ ہو سکے جس سے فرقہ واریت کو ہوا دینے والوں کا حوصلہ اور بلند ہوتا رہا آج جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ فرقہ

واریت اور دہشت گردی کے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے ہم جس کا اندازہ اپنے قبرستانوں میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کا نشانہ بننے والے مرحومین کی قبروں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے کر سکتے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ آپ بھی ہماری اِس بات سے یقینا متفق ہوں گے کے ہمارے یہاں ایک طویل عرصے سے جاری رہنے والی عصاب شکن فرقہ واریت اور دہشت گردی نے ہمیں مفلوج کرکے رکھ دیا ہے مگر ہمارے حکمران ہیں کہ یہ ہر مرتبہ مصالحت پسندی کا شکار رہے ہیں اور اُس ٹولے کو بے نقاب نہ کرسکے جو فرقہ واریت اور دہشت گردی پھیلا کر معصوم انسانوں کو ابدی نیند سُلارہے ہیں۔

فرقہ واریت اور دہشت گردی کے حوالے سے جو بات ہمارے حکمران 65 سالوں سے اپنے حلق سے نہ اُگل سکے اتنی سی بات ایران نے اپنے ایک انکشاف میں کرکے جہاں امریکا کو چونکا دیا ہے تو وہیں ہمارے حکمرانوں کے چہروں پر بھی یقینا حیرانگی اور پریشانی کی خاک بھی ضرور پھیر دی ہوگی۔ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بات کچھ بھی نہیں ہے ...اور اگر دیکھا جائے تو بہت کچھ بھی ہے ...؟یہ تو اپنی دھرتی اور اپنے لوگوں سے محبت کرنے والوں کے لئے تو بہت اہم ہونی چاہئے جو ایران نے کہہ دی ہے..مگر ملک اور قوم سے محبت کرنے والے ایسے لوگ ہمارے یہاں ہوں تب تو کچھ بات بنے مگر افسوس تو اِس بات کا ہے کہ 65 سالوں سے

ہمارے یہاں ہونے والی فرقہ واریت اور دہشت گردی کے روک تھام کے لئے جنہیں کچھ کرنا چاہئے وہ توہمارے یہاں امریکی نوکر اوراِس کے ہی تنخواہ دار ہیں جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرپاتے ہیں۔

بہرحال..! ہاں تو وہ بات یہ ہے کہ جس کاانکشاف گزشتہ دنوں ایرانی مجلس شوریٰ کی پارلیمانی کیمٹی برائے قومی سلامتی اور خارجہ اُمورکے چیئرمین علاؤالدین بروجزوی نے انسٹیٹوٹ آف پارلیمنٹری سروسز میں سینیٹ کی دفاعی کمیٹی کے سیمنیار سے خطاب کے دوران کیااُنھوں نے کہاکہ " شعیہ سُنی اختلافات اسلامی تعلیمات سے انحراف اور امریکی وبرطانوی سازشوں کا نتیجہ ہیں اور اُنھوں نے پورے وثوق سے کہاکہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات میں سی آئی اے ملوث ہے"۔

اگرچہ ایرانی مجلس شوریٰ اور قومی سلامتی اور خارجہ اُمورکے چیئرمین علاؤالدین بروجزوی نے اپنے لہن سے یہ بات بڑی آسانی سے اداکردی ہے جو ہمارے حکمران 65 سالوں سے نہیں کہہ سکے ہیں اوراِسی کے ساتھ ہی بروجزوی کُھلے لفظوں میں پاک ایران موجودہ حکمرانوں کو یہ مشورہ بھی دے گئے ہیں کہ " ایران اور پاکستان کے لئے مواقع اور خطرات یکساں ہیں پاکستان اور ایران کو مل کرامریکاکے توسیع پسندانہ عزائم کاڈٹ کر مقابلہ کرناچاہئے جس کے لئے

انتہائی ضروری ہے کہ پاک ایران دونوں ممالک کے علماء اور عوام کے درمیان ہر حالت میں تعاون اور رابطے بڑھنے چاہئیں"۔

اَب اِس پس منظر میں ہم یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ ہمارے یہاں ہونے والی فرقہ واریت اور دہشت گردی کے حوالے سے ایران کے کئے جانے والے انکشاف کے بعد اَب اِس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ ہم اور ہمارے حکمران اِس بات کا سوفیصد یقین نہ کرلیں کے سرزمینِ پاکستان میں پھیلانے والی فرقہ واریت اور دہشت گردی کے پسِ پردہ امریکی سی آئی اے اور اِس جیسی بہت سے آدمخور ایجنسیاں ملوث ہیں اور اَب ہمارے حکمرانوں کو اپنے لب پر لگی ایلفی کُھرچ دینی چاہئے اور ہمت کرکے اِس بات کا برملا اظہار کردینا چاہئے کہ امریکی سی آئی اے کی نظر میں پاک ایران بڑھتے تعلقات ہمیشہ سے ہی کھٹک رہے ہیں یہ کبھی نہیں چاہتی کہ پاک ایران تعلقات استوار ہوں اور پاکستان اور ایران معاشی و اقتصادی لحاظ سے ایک دوسرے کی معاونت کریں اور سائنس و ٹیکنالوجی سمیت جوہری میدان میں ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے استفادہ حاصل کرلیں اِس لئے امریکی سی آئی اے پاکستان میں فرقہ واریت اور دہشت گردی پھیلا کر پاک ایران تعلقات کو توڑنے اور اِنہیں ختم کرنے کی سازشوں میں ہر زمانے سے مصروفِ عمل ہے اور اَب یہ بات ہمارے امریکی تنخواہ دار حکمرانوں ، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کو سوچنی چاہئے کہ اپنی محب الوطنی کا ثبوت دیں

اور عالمی سطح پر یک زبان ہو کر یہ آواز بلند کریں کے پاکستان یں آج جتنی بھی فرقہ واریت اور دہشت گردی ہو رہی ہے اِن سب کے پیچھے امریکا اور اِس کی سی آئی اے ہی ملوث ہے جو پاکستان میں فرقہ واریت اور دہشت گردی پھیلا کر جہاں پاکستان کو غیر مستحکم کر رہا ہے تو وہیں یہی وہ امریکا اور اِس کی سی آئی اے ہے جس نے پاک ایران گیس منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈال کر پچھلے دنوں صدر زرداری کا ایران کا دورہ منسوخ کرا کر انہیں لندن میں اپنی لاڈلی ملالہ یوسفزئی کی عیادت پر مجبور کر دیا اَب صدر زرداری بھی یہ بتائیں کہ ملالہ یوسفزئی زیادہ اہم ہے..؟ یا توانائی بحرانوں میں جکڑے پاکستان کو اِن بحرانوں سے نکالنے اور اِسے ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے پاک ایران گیس منصوبہ زیادہ اہم ہے...؟ جسے امریکی دباؤ میں آ کر آپ صدر زرداری نے خاک میں ملا دیا اور آپ خاموشی سے دبے پاؤں لندن جا کر ملالہ یوسفزئی سے فوٹو سیشن کراتے رہے اور پھر وہاں سے امریکی پروگرام کے عین مطابق دیگر ممالک کی راہ کیوں لے لی....؟

ننگی بھوکی پاکستانی قوم کو جمہوریت یا آمریت سے کیا لینا دینا

جمہوریت کا کیا رونا، دھونا..

ول ڈیوانٹ کا قول ہے کہ" جمہوریت سب سے مشکل نظامِ حکومت ہے کیونکہ اِس میں ذہانت وسیع پیمانہ پر درکار ہوتی ہے لیکن حکمرانی اور ذہانت کا بیر ہے اگرچہ آج دنیا میں تعلیم ضرور پھیل رہی ہے لیکن چونکہ احمق لوگوں کی افزائش نسل اور بار آوری کی صلاحیت ذہن اور عقل مند افراد کی نسبت بہت زیادہ ہےاِس لئے اجتماعی ذہانت اور عقل مندی میں مسلسل کمی ہورہی ہے کیونکہ دنیا میں عقل مندوں کی نسبت احمقوں کی تعداد میں بھی تیزی سے اضافہ ہورہاہےاِس لئے کسی نے کیا خوب کہاہے کہ" ہم جاہلوں کو محض اِس بناپر اقتدار دے دیں کہ اِن کی تعداد بہت زیادہ ہے..؟"مگر ہم نے توآج یہ ہی دیکھااور محسوس کیا ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے یہاں اقتدار اِن ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جوتعداد میں زیادہ ہیں تب ہی ملک اور قوم کا یہ حال ہوگیاہے کہ آج ہم اپناآپ بھی کھوچکے ہیں ہماری پہچان کیا تھی اور اَب کیا ہو گئی ہے..؟ یہ ہم خود بھی نہیں جانتے... کیوں کہ آج ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں ،بیوروکریٹس اور بعض اشخاص سمیت اداروں نے بھی جمہوریت جیسے مشکل نظام حکومت کو بھی موم

سے بھی نرم سمجھ کر آسان تر بنادیا ہے جس سے جمہوریت، جمہوریت نہیں رہی ہے۔آج کہیں ہمارے یہاں جمہوریت کی آڑ میں انتقامی رورائیاں ہورہی ہیں تو کہیں کسی کو ذاتیات کی بنیاد پر نشانہ بنایا جارہا ہے...اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد آواز بلند کی جارہی ہے کہ یہ جمہوریت کا حُسن ہے یہ کیسا حُسن ہے...؟جو ہمارے سمجھ سے تو بالاتر ہے۔

بہرحال..!آج مسائل اور پریشانیوں کی چکی میں پسی پاکستانی قوم کو جمہوریت یا آمریت سے کیا لینا دینا...؟اِسے تو بس دووقت کی روٹی اور سُکھ کے لئے اپنے بنیادی حقوق چاہئے جو ہمارے موجودہ جمہوری حکمران اِسے نہیں دے سکے ہیں ہم نے اپنے یہاں بس یہی دیکھا ہے کہ جمہوریت اور آمریت کا رونا تو بس سیاستدانوں، حکمرانوں بیورکریٹس اور اُن عناصر کا ہوتا ہے جو عوام کے سینے وں میں چھپے ارمانوں کو اپنے پیروں سے کُچل کر اوراِن کے سروں پر چڑھ کر اپنا قد اُونچا کرتے ہیں اور عوام کی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھا کر اپنا نام اور اپنی سیاست چمکانا چاہتے ہیں۔

معاف کیجئے گا..!آج بھی وطنِ عزیز میں رائج اِس انوکھے اور موجودہ جمہوری دور میں ہمارے یہاں مفادپرستوں کے کئی ایسے گروہ سرگرم عمل ہیں جو جمہور اور جمہوری ہونے کا بھرپور فائدہ اُٹھارہے ہیں اور اپنی بات زبردستی

منوانے کے لئے ایسے حربے استعمال کر رہے ہیں کہ جس کا کوئی بھی مہذب معاشرہ کبھی بھی اجازت نہیں دیتا ہے ...

مگر ہم کیا کریں کے ہمارے یہاں ایسا ہر گز نہیں ہوتا ہے جیسا دنیا کے مہذب معاشروں اور ترقی یافتہ ممالک میں نظر آتا ہے ... یہاں مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے یہاں اگر کچھ ہوتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنے مفادات کو مقدس جان کر وہ سب کچھ کر گزرو جس سے اپنی ٹانگ اور گردن اُونچی ہو جائے اِس مقصد کے حصول تک چاہے کسی (بالخصوص غریب اور ملک) کا جتنا بیڑا ق ہوتا ہے تو بھلے سے ہوتا رہے مگر اپنے مقاصد ہر حال میں حاصل ہو جائیں ...

اگرچہ دورِ آمریت میں یہ مفادپرست عناصر جن میں ہمارے حکمران ،سیاستدان ، بیوروکریٹس اور دیگر مدر پدر آزاد ہو کر اپنا تن من اور دھن کڑاہی میں ڈال کر اپنی من مانی جاری نہیں رکھ سکتے ہیں اِس دور میں تو جیسے اِن کے رامانوں پر اُوس پر جاتی ہے اور اِن کے سارے ارمان کسی صیاد کے ہاتھوں قید پنچھی جیسے ہو کر مر جاتے ہیں اور یہ دورِ آمریت میں ڈنڈوں اور جیلوں کے خوف سے کونوں کُدھروں میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں یوں اِس دوران اِن کا باہر نکل کر اور عوام کو جمع کر کے اِنہیں بیوقوف بنانے اور اپنی سیاست چمکانے کا حب الوطنی کا جذبہ اندر ہی اندر تلملا کر رہ جاتا ہے۔

مگر یہ امتیاز جمہوریت کو ہی حاصل ہے کہ اِس میں ہر فرد کو اپنے جائز و ناجائز مطالبات منوانے کے لئے ہڑتالوں ، احتجاجوں ، ریلیوں ، جلسوں اور جلوسوں کا موقع میسر آجاتاہے یہ جمہوریت ہی تو ہے کہ جس میں مسیحاؤں یعنی بلوچستان کے ڈاکٹروں نے دوماہ بعد ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کرکے اپنے موجودہ اورزندہ بچ جانے اورآئندہ بیمار ہونے والے مریضوں پر احسان العظیم کردیاہے۔

خبرکچھ یوں ہے کہ کوئٹہ سمیت بلوچستان بھرکے سرکاری ونجی اسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز نے اپنے ساتھیوں کے اغوااور سیکورٹی سمیت مختلف مطالبات کے حق میں 16 اکتوبر سے جو ہڑتال کی تھی یہ ہڑتال گزشتہ دنوں پی ایم اے بلوچستان اور سیکرٹری صحت اور دیگر حکام کے درمیان ہونے والے کامیاب مذاکرات کے بعد ختم کردی گئی ہے اور اَب اِن اسپتالوں میں تعینات بڑے چھوٹے ڈاکٹروں کی ہڑتال ختم ہوتے ہی صوبے کے تمام اسپتالوں میں 59 روز بعد کام شروع ہوگیاہے جس پر مریضوں نے سُکون کا سانس لیاہے کیوں کہ صوبہ بھرکے سرکاری اسپتالوں میں اُوپی ڈیز اورآپریشن تھیٹرز کھل گئے۔

معاف کیجئے گااِس سارے منظر اور پس منظر میں ، میں یہاں یہ کہناچاہوں گاکہ

آج جس طرح بلوچستان کے ڈاکٹرز نے دوماہ بعد اپنی ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کیا ہے کیا یہی کام دوماہ قبل نہیں کیا جاسکتا تھا ...؟اور آج جس مقام پر پہنچ کر پی ایم اے بلوچستان اور سیکرٹری صحت اور دیگر حکام نے اپنی مصروفیات میں سے ذراسا وقت نکال کر ڈاکٹرز کے مسائل بھی ضرور سُنے ہوں گے اور اِنہیں فوری طور پر حل کرنے اور کرانے کی بھی یقین دہانی ضرور کروائی ہوگی کیا یہی سب کچھ بہت پہلے نہیں کیا جاسکتا تھا...؟ یہ سب کچھ اُس وقت کیوں نہیں کیا گیا جب اُس ہڑتالی عرصے کے دوران مریضوں اور اِن کے لواحقین کو ذہنی اور جسمانی اذیتیوں کا سامنا تھا...؟ اور اِس موقع پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر یہی کچھ پہلے ہوجاتا تو یقیناً کوئٹہ سمیت بلوچستان کے سیکڑوں مریض مرنے سے تو بچ جاتے ...! مگر نہیں یہ سب کچھ اگر پہلے ہوجاتا تو دنیا کو کیسے پتہ چلتا کہ ہمارے یہاں مکمل جمہور اور جمہوریت رائج ہے جہاں ڈاکٹرز سمیت وکلاء جو خود کو انسانوں کے بڑے مسیحا گردانتے ہیں اِنہیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے غیر معینہ مدت تک ہڑتال اور احتجاج کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے اوراِس طرح حکمرانوں کو بھی یہ باور کرانے کا موقع مل گیا کہ یہ کسی مسئلے سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ کے باخبر ہیں یہ اور بات ہے کہ ڈاکٹرز کے مسائل سُننے اوراِن کی ہڑتال ختم کرانے کے لئے اِن کی توجہ ذرا سی دیر (بس یہی کوئی دوماہ) بعد ہوئی مگر چلو ہوئی تو ہے اور دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جب سرکاری مشینری حرکت میں آئی تو ڈاکٹرز کی ہڑتال بھی ختم ہوگئی

اور سرکاری و نجی اسپتالوں میں کام بھی شروع ہوگیااور جو بیمار ہیں اِن کے چہروں پر بھی شادابی آمڈ آئی ہے اوراس موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جو مریض دورانِ ہڑتال انتقال کرگئے ہیں کیا ہڑتالی ڈاکٹرز اور حکومتی اراکین نے اِن سے بھی متعلق کچھ سوچا ہے یاندامت کے دوآنسو بہا کر اِن کے اہلخانہ سے افسوس کے دو بول ،بول کر فاتحہ بھی کی ہے ...؟یاہڑتالی ڈاکٹرز کے ساتھ مذاکراتی عمل میں شامل جمہوری حکومت کے اراکین اپنی کامیابی پر اپنے اپنے کالرزاُونچا کرکے چلے گئے ہیں آج اگر ملک میں کسی آمر کی حکمرانی ہوتی تو کم ازکم ملک میں ڈاکٹرز جو انسانوں کے مسیحاکے روپ میں ہوتے ہیں یہ تو ہڑتال نہ کرتے اور کسی آمر کے ڈنڈے کے خوف سے خاموشی سے اپنے فرائض بھی نبھاتے اور انسانوں کو مرنے سے بھی بچاتے....

ہاں تو میں یہ کہنا چاہ رہاہوں کہ آج اگر ہم سب اپنی اِس موجودہ اور انوکھے صدر اور اِن کی منفرد اور سب سے جدا جمہوری حکومت کا جائزہ لیں تو اِس جمہوری حکومت کے سارے عرصے میں ایسی جمہوریت جابجا نظرآئے گی جس میں عوام کو کسی بھی معاملے میں ایک رتی کا بھی ریلیف ملتا نظر نہیں آئے گا جس کی مثال ملک کی تاریخ میں نہ تو ماضی میں کسی جمہوری حکومت میں نظر آئے گی اور نہ آئندہ ہمارے یہاں آنے والی کسی جمہوری حکومت میں دیکھی جاسکے گی گزشتہ پونے پانچ سالوں میں ہمارے یہاں مادہ پدرآزاد جس جمہوری نظام کا پرچار کیاگیاہے

اِس سے تو بہتر تھا کہ ملک میں کوئی دورِ آمریت ہوتا جس میں کم از کم ڈاکٹرز تو ہڑتال نہ کرتے اور عوام کو سُکھ تو نصیب ہوتا اور آج جمہوریت کو چاٹنے اور اِس کی پوجا کرنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں، بیوروکریٹس اور دیگر اداروں کے ہاتھوں ساری پاکستان قوم کھلونا تو نہ بن رہی ہوتی اور اپنے بنیادی حقوق اور اشیائے ضروریہ سمیت گیس پانی اور توانائی سے تو محروم نہ ہوتی کہ جیسی آج ہے۔

... موجودہ حکمران قوم کے ہمدرد نہیں

مسائل کی چکی میں پستے پاکستانی کس کس کو روئیں...؟

آئندہ انتخابات سے قبل یا بعد ییں منہاج القرآن، ایم کیوایم، تحریک انصاف یا فوج میں سے قوم کی نئی حکمران جماعت کون سی ہوگی...؟

عام انتخابات قریب تر ہیں مگر آج محنت کش غریب عوام سے ہمدردی کا دعویٰ کرنے والی برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوام کو اپنے بے رحمانہ اقدامات کی بھینٹ چڑھا کر اِس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا ہے آج ماضی کی ہر حال میں زندگی سے بھرپور رہنے والی پاکستانی قوم کے سامنے مسائل کے انبار تو ہیں مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اِس کی زبان پہ فریاد کرنے کو الفاظ اور آنکھوں میں رونے کو آنسو تک نہیں ہیں۔

جی ہاں..! قوم کی یہ حالت اِس ہی حکومت نے بنائی ہے جس نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران باکثرت روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ تو بہت لگایا (مگر غریبوں کے بجائے اپنے لئے)اور اِس طرح اِس نے قوم کو سوائے تکالیف دینے اور طرح طرح

کے بحرانوں میں جکڑنے کے کچھ نہیں کیا ہے۔۔۔؟اور آج یہی وجہ ہے کہ ساری پاکستانی قوم ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔

آج پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام مہنگائی، بے روزگاری، توانائی (بجلی و گیس)کے بحرانوں، فرقہ وارانہ فسادات ،ٹارگٹ کلنگ ،بم دھماکوں،دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار اور کرپشن سمیت کس کس کو روئیں۔۔۔؟ملک کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ایک مسئلہ حل نہیں ہوپاتاتو دوسرامسئلہ اپنی ہولناکی لئے سر اُٹھائے کھڑاہوجاتاہے اَب اِس کیفیت سے زیادہ تر قوم اُس وقت سے گزررہی ہے جب سے یہ عوامی اوراپنی نوعیت کے پہلی اور انوکھی پانچ سالہ اپنی مدت پوری کرتی جمہوری حکومت نے اقتدار سنبھالا ہے۔

ایسے میں میرا خیال یہ ہے کہ اِس جمہوری حکومت نے اول روز سے ہی قوم کے دامن سے اُجالے چھین کراِس میں اندھیرے بھر دیئے ہیں اور اِس پر بھی قوم کی پریشانیوں اوراِس کی خستہ حالی سے بے خبر حکمرانوں کا دعویٰ یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے اقتدار کے اِس سارے عرصے میں قوم کی خدمت کو اپنا شعار منانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے حالانکہ موجودہ حالات میں حکمرانوں کے نزدیک حکومتی معاملات اور ترجیحات میں ایک ایجنڈامصالحت پسندی اور باہمتی پالیسی سب سے زیادہ اہمیت اختیار کرگیاہے اور ہمارے فہم وفراست سے لبریز صدرِ

محترم عزت مآب آصف علی زرداری کی تو ترجیحات میں اِس ایجنڈے کے سِوااور کوئی ایجنڈارہ ہی نہیں گیاہے کیوں کہ اِنھوں نے تو اپنی اِسی مصالحت پسندی اور اپنے پرائے کی چاپلوسی کرنے کی بنیاد پر ہی اپنی حکومت کے پانچ سال گزار دیئے ہیں اور پھر بھی اِس پر یہ اُمید کئے بیٹھے ہیں کہ یہ آئندہ بھی اِسی بنیاد پر پھر اقتدار کی مسند پر اپنے قدم رنجافرمانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

جبکہ ایک طرف حوصلہ شکن امر یہ ہے کہ عوام مسائل کی وجہ سے پریشان ہیں تو دوسری طرف جمہوری حکومت کے صدر اوروزیراعظم کی خوش فہمی اور عوامی مسائل اور تکالیف سے لاپرواہی کا یہ عالم ہے کہ یہ اپنااحتساب کئے بغیر یہ دعویٰ کرتے نہیں تھک رہے ہیں کہ " الیکشن صاف وشفاف ہوئے تو اگلی حکومت بھی ہماری ہوگی، صدر آصف علی زرداری نے کہاہے کہ بجلی بحران کی وجہ سے صنعتوں کے درپیش مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں، ملک کو آمریت سے جمہوریت کی طرف لے جارہے ہیں، عوامی مسائل جمہوری حکومت میں ہی حل ہوتے ہیں، ملک کی ترقی کے لئے طویل المدت پالیسیاں تشکیل دینا ہوں گی ، معیشت کا استحکام حکومت کی اولین ترجیح ہے ہم نے مفاہمتی پالیسی اپنا کر 5 سال حکومت چلائی ہے جس سے ملک میں بہتری آئی ہے ہم آئندہ پانچ سال کے لئے بھی حکومت میں آکر معیشت کی بہتری کے لئے موثراقدامات کریں گے "۔ اور ایسے بہت سے ، انگنت دعوے ہیں جنہیں سُن

پڑھ اور دیکھ کر جہاں حیرانگی اور پریشانی کی انتہا نہیں رہتی ہے تو وہیں ہر پاکستانی یہ بھی
سوچے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ جن اقدامات کا جابجا تذکرہ ہمارے صدر، وزیراعظم اور
حکومتی وزرا اور اراکین پارلیمنٹ کرتے پھرتے ہیں آخر ایسے اقدامات ملک کے کس
کونے میں کئے گئے ہیں جس سے ملک میں ذرا سی بھی بہتری آئی ہو.... اور معیشت کا
تو کیا کہنے ...؟اِس کی جو حالت ہے آج یہ بھی سب کے سامنے ہے اَب اِسی سے ہی ملکی
معیشت کا اندازہ کرلیا جائے کہ ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی کرنسی کا کیا معیار
ہوگیا ہے...؟اگر یہی لوگ جنہوں نے ملک اور قوم اور معیشت کا بُرا حال کر دیا ہے
ذرا سوچو کہ اگر یہی عناصر پھر پانچ سال کے لئے برسرِ اقتدار آ گئے تو پھر کیا حال
ہوگا...؟مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔
اِن حالات میں کہ جب حکمران طبقہ اپنے مفادات کے خاطر عوامی ترجیحات کو خاک میں
ملا رہا ہے تو ایسے میں منہاج القرآن کے سربراہ علامہ ڈاکٹر طاہر القادری ملک میں آئندہ
ہونے والے انتخابات کے صاف وشفاف انعقاد کو ممکن بنانے کے لئے انتخابی نظام میں
جامع اصطلاحات اور ملک اور قوم کو مسائل کی دلدل اور پستی کے گھپ اندھیروں سے
نکالنے کے لئے ریاست بچاؤ.. لٹیرے بھگاؤ ایجنڈا لے کر مفلوک الحال پاکستانی قوم کے
حقیقی رہنما اور مخلص قیادت کے روپ میں نمودار ہوگئے ہیں جس کے لئے علامہ
طاہر القادری نے وطن عزیز پاکستان کو

گم نامی میں جانے اور قوم کو مسائل کی دلدل سے نکالنے اور پناہ کے لئے بھٹکتی پاکستانی قوم کو ایک نئی راہ دِکھانے کے لئے گزشتہ اتوار کو لاہور میں مینار پاکستان کے سائے یں ایک بڑا عوامی اجتماع منعقد کیا جس سے اُنہوں نے اپنے خطاب کے دوران موجودہ حکمرانوں کو مخاطب کرکے اِن کے کانوں کے پردوں سے حب الوطنی کے جذبات جس طرح ٹکرائے ہیں یقیناً اِس سے برسرِ اقتدار جماعت کے حکمرانوں کے چودہ طبق ضرور روشن ہوگئے ہوں گے اور اِس کے ساتھ ہی اِنہوں نے برسرِ اقتدار طبقے کو اپنی اصلاح کرنے اور عام انتخابات سے قبل انتخابی نظام کو درست کرنے کی تین ہفتے کی جو مہلت دی ہے مجھے یقین ہے اِن کے اِس ایجنڈے کی ایم کیوایم کی جانب سے کی جانے والی بھرپور حمایت کے بعد اِن پر لازمی طور پر لرزہ طاری ہوگیا ہوگا مگر اِس کے باوجود بھی اگر حکمران طبقہ اپنی کل سیدھی نہ کرسکا تو پھر علامہ نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ”14 چودہ جنوری 2013 کو چالیس لاکھ محب وطن پاکستانی خالصتاً ریاست بچاؤ.. لٹرے بھگاؤ“ جذبے سے سرشار ہو کر اسلام آباد پہنچیں گے اور پھر خود اپنے ہاتھ سے ملک اور قوم کا ستیاناس کرنے اور قومی دولت کو لوٹنے والوں کا اگلا پچھلا سارا حساب کتاب برابر کردیں گے۔

اِس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ (ابتدائی چند سالوں کے حکمرانوں کے سوا) 66 سالوں سے پاکستانی قوم پر جس کسی نے بھی حکمرانی کی اِس نے ملک اور قوم سے زیادہ

اپنی ذات اور اُن لوگوں کے بارے میں زیادہ سوچا جس نے اُسے اقتدار دلایا مگر اَب یہاں شاید ایسا نہیں ہوگا کیوں کہ 23 دسمبر کو علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کے نورانی چہرے میں ملک اور قوم کو ایک مخلص اور دیانتدار قیادت مل گئی ہے اور اگر سیاسی گِدوں نے اِنہیں اپنی سازشوں کا نشانہ بنایا اور اِن کے نیک عزائم کی تکمیل کے سامنے رکاوٹیں ڈالنے کے لئے پہاڑ کھڑے کئے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ ملک میں جمہوریت کے بجائے عزت مآب محترم المقام جناب آمر بھائی جان اپنی غیرت بھری آمریت کے ساتھ ملک پر قابض ہوجائیں (یہاں میں اپنے معزز قارئین کے لئے یہ واضح کرتا چلوں کہ ہماری ملکی 66 سالہ تاریخ میں آمر بھائی جان کی عمر لولی لنگڑی جمہوریت کے مقابلے میں قدرے بڑی ہے اور میری عادت یہ ہے کہ میں ہمیشہ بڑوں کی عزت کرتا ہوں سو اِس لئے میں نے آمر اور اِس کے نظامِ آمریت کو مندرجہ بالاالقابات نوازہ ہے) اور ایسے جمہوری طبقے کو کچل کر رکھ دے جو معصوم عوام کو دووقت کی روٹی سے بھی محروم رکھتا ہے اور (آمر بھائی جان) خود اقتدار پر اپنا جوتا رکھ کر اور ڈنڈا گاڑ کر اُس وقت تک حکمرانی کرے جب تک ملک کو مخلص اور دیانتدار جمہوری قیادت نہیں مل جاتی ہے کیوں کہ آج ساری پاکستانی قوم کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں ہے جو اِس کے دُکھ اور درد کا مداوا کرے (خواہ، ایسی قیادت منہاج القرآن، ایم کیو ایم، تحریک انصاف یا فوج سے آئے) اور اِسے اِن مسائل سے نجات دلائے جن میں موجودہ جمہوری حکمرانوں نے اِسے جکڑ رکھا ہے اور آج جس کی تکلیف بیان کرنے کو اِس کے

پاس الفاظ نہیں ہیں اور جب روئے تو آنکھوں سے آنسو بھی نہیں نکلتے ہیں۔

طاہر قادری کے سفر انقلاب

طاہر قادری کے سفر انقلاب اور اعلانِ چلہ واعتکاف سے خوفزدہ حکمران اوراپوزیشن کی جماعتیں...!!
عوام سمجھ گئے ہیں، کیوں آج مفادپرست حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کی جماعتیں ایک گھاٹ پر پانی پی رہی ہیں...؟؟
محمد سعید اعظم

آج تحریک منہاج القرآن کے سربراہ علامہ طاہرالقادری نے اپنے ایجنڈے" سیاست نہیں ...ریاست بچاؤ" کی بنیاد پر ملک میں انقلابی اصطلاحات اور اٹھارہ کروڑ عوام کو اِن کے غضب شدہ حقوق دلانے کے خاطر سفرِ انقلاب اور اسلام آباد میں چودہ جنوری کو چلہ اور اعکاف کا کیا اعلان کردیاہے گویاکہ اِس کے بعد سے ملک کے ایوانوں پر لرزہ طاری ہوگیاہے اور اِس سردترین موسم میں بھی صدر، وزیراعظم اور حکومتی وزراء اورارا کین پارلیمنٹ سمیت اپوزیشن والوں کے ماتھے پر پسینے آگئے ہیں اور اِنہیں آئندہ انتخابات میں اپنی کامیابی مشکل دکھائی دے رہی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور علامہ طاہرالقادری اور اِن کے حامیوں پر تنقیدوں کے نشترچلاتے ہوئے یہ کہاجارہاہے کہ" طاقت ، بندوق اور گولی کے ذریعے کسی تبدیلی کو نہیں مانتے، کینیڈاکے شہری

غیر قانونی اور غیر آئینی تبدیلی چاہتے ہیں، اصطلاحات کے لیکچر دینے والے اپنی اہلیت دِکھائیں "تو کہیں فرینڈلی اپوزیشن کا حق ادا کرنے والے کہہ رہے ہیں کہ" قوم کو درآمد شدہ سیاسی شعبدہ بازوں کی ضرورت نہیں" یوں آج عوام کو علامہ طاہر القادری کے سفرِ انقلاب و چلہ اور اعتکاف کے اعلان کے بعد سے ایسے بہت سے جملے پڑھنے اور سُننے کو مل رہے ہیں جس پر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیفیت حکمرانوں اور اپوزیشن والوں کی بوکھلاہٹ کا واضح ثبوت ہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج جو حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کی جماعتیں علامہ طاہر القادری کے سفرِ انقلاب کے خلاف متحد ہو کر ایک گھاٹ پر پانی پیتی اور اپنے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے تحفظ کرتی نظر آرہی ہیں اِنہیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ جس جمہوریت کے بچاؤ کے لئے یہ سب یک دل اور یک جان ہو گئیں ہیں کیا اِنھوں نے اپنے کسی بھی قسم کے جمہوری کردار و عمل سے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کو وہ کچھ دے دیا ہے جس کے یہ مستحق ہیں...؟

تو یقیناً جواب یہ آنا چاہئے کہ نہیں دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی ہماری حکومت اور اِس کے ہر عمل میں معاونت کرنے والی حزب اختلاف کی جماعتیں ہیں کہ وہ جمہوریت اور اپنے مفادات کے خاطر اُس انتہا کو پہنچ چکی ہیں جن کے قول و فعل پر ہر پاکستانی کو شک میں ڈال دیا ہے۔

آج ہمارے حکمرانوں اور اپوزیشن کے سیاستدانوں نے عوام کو اِن کے چھوٹے چھوٹے حقوق جو گیس، پانی، بجلی، علاج و معالجہ، خوراک او تعلیم کی شکل میں ہیں وہ اِنہیں نہیں دیئے اور اِنہوں نے اپنے مفادات اور جمہوریت کی کھچڑی پکاتے ہوئے عوام کو پونے پانچ سالوں میں اِن کے بنیادی حقوق سے محروم رکھااور آج جب اپنے اِن ہی حکمرانوں اور سیاستدانوں سے عوام کے یہی غضب شدہ حقوق دلانے اور جمہوری عمل کی درستگی اور انتخابی اصطلاحات کی اصلاح کے لئے مولاناطاہر القادری علمِ انقلاب تھامے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو اِن کے مخالفین (حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور اپوزیشن بالخصوص پاکستان مسلم لیگ (ن) اور دیگر جماعتوں نے) اِن کے عزمِ انقلاب کے آگے رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کردی ہے مگر دوسری جانب عزم وہمت کے سپہ سالار علامہ طاہر القادری ہیں کہ جو مفاد پرست حکمرانوں اور سیاستدانوں اور جمہوریت کے نام نہاد علمبرداروں کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہیں اور یہ اَب تک پُراُمید ہیں کہ مخالفیں اِن کے سامنے چاہے سازشوں کے جتنے جال بھی بُن ڈالیں مگر یہ اپنے ارادوں سے کسی بھی صُورت میں نہیں پھریں گے علامہ کا یہ ہی عزم ہے کہ وہ اپنی جدوجہد اور عملِ مسلسل سے موجودہ جمہوری عمل کو ٹھیک کرنے کے لئے 14 جنوری کے لانگ مارچ اور دھرنے کے بعد ملک کو جمہوریت کے نام پر لوٹ مار کرنے اور اپنی اپنی مفادات کی جنگ میں ملک کے غریبوں کو مسائل کی چکی میں پیسنے والوں کے تابوتوں میں آخری کیل ٹھونک دیں گے جس سے اِسی

روز جھرلو پارلیمنٹ معطل ہو جائے گی اور یہ ملک اور قوم کو جمہوریت کی اُس صاف سُتھری راہ پر ڈال دیں گے جس راستے کو ہمارے موجودہ حکمرانوں اور اپوزیشن کے سیاستدانوں نے چھپا کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ آج اِس تابوں میں بند ہونے والے حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والے حکمران اور سیاستدان جن کے ستارے بظاہر تو آپسمیں کبھی نہیں ملتے تھے مگر آج یہ سب کے سب علامہ طاہر القادری کے نعرہ انقلاب سے قبل از وقت خوفزدہ ہو کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور علامہ طاہر القادری کے سفر انقلاب کو مشکوک بنانے کے لئے اِن کی ذات و کردار کو بھی تنقیدوں کا نشانہ بنانا اپنے مفادات اور جمہوریت کے لئے نیک شگون تصور کر رہے ہیں۔ جبکہ اِن دنوں جو لوگ جمہوریت کے ٹھیکدار بنے ہوئے ہیں اور علامہ طاہر القادری کے سفرِ انقلاب کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اِنہیں اپنے ماضی کا بھی ضرور جائزہ لینا چاہئے کہ اِن کا کردار کیا ایسا نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے عوام میں سے علامہ طاہر القادری کی صُورت میں ایک ایسا مسیحا پیدا ہو گیا ہے جو ملک اور قوم کی ڈوبتی ناؤ کو نکال کر کنارے پر لگانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور اِس کے ساتھ حکمران جماعت اور حزبِ اختلاف کی جانب سے جمہوریت کے بننے والے بڑے علمبرداروں کو ارسطو کے اِس قول کو بھی سمجھنا چاہئے کہ " انقلاب چھوٹی چھوٹی باتوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں" یعنی

ہمارے حکمران اور اپوزیشن کے سیاستدان نے گزشتہ پانچ سالوں سے جن باتوں کو چھوٹی چھوٹی باتیں جان کر رد کیا آج یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہی تو ہیں جنہیں ملک میں انقلاب لانے کے لئے علامہ طاہر القادری کو متحرک کیا اور آج پاکستان کی اپنے موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ہاتھوں مسائل کی دلدل میں دھنستی مگر باشعور عوام علامہ طاہر القادری کے ساتھ ہے کیوں کہ علامہ نے اپنے قول و فعل سے یہ بتادیا ہے کہ انقلاب کے لُغوی اور حقیقی معنی تبدیلی اور دوررَس تبدیلی کے ہیں ایسی مثبت اور تعمیری تبدیلی جو تاریخی، روائتی، سماجی اور نظریاتی پس منظر کو یکسر بدل ڈالے اور معاشرے کے ہر خاص و عام افراد کی زندگی کو نئے قالب میں ڈھالنے کا موجب ہو آج ایسا ہی انقلاب علامہ طاہر القادری پاکستان میں بھی لانے کے لئے کمربستہ ہوگئے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ آج تک دنیا کے جن ممالک اور تہذیبوں میں جتنے بھی اِنقلاب برپا ہوئے ہیں یقیناً اِن سب انقلابوں کے پیچھے شروع میں صرف کسی ایک شخص کے دماغ کی سوچ ہوگی اور پھر جب وہی سوچ کسی دوسرے شخص کے ذہن میں پیدا ہوگی تو پھر انقلاب کی راہ ہموار ہو گئی ہوگی یکدم ایسے ہی جیسے علامہ طاہر القادری کی سوچ پر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین نے سب سے پہلے لبیک کہا اور اِن کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ق) کی قیادت نے علامہ کے سفرِ انقلاب میں اپنا کردار ادا کرنے کی حمایت کر دی ہے یوں آج علامہ طاہر القادری کے سفرِ

انقلاب کے کارواں ہیں قافلے بڑھ رہے ہیں اگرچہ ابھی علامہ کے سفرِ انقلاب کو اپنی منزل تک پہنچنے میں دس روز باقی رہ گئے ہیں مگر اُمید کی جانی چاہیئے کہ علامہ طاہرالقادری کے سفرِ انقلاب ہیں پاکستان کی محب وطن عوام کی طرح ملک و قوم اور حقیقی معنوں میں نئے اور صاف سُتھرے جمہوری نظام کی متلاشی سیاسی اور مذہبی جماعتیں بھی شامل ہوں گی اور 14 جنوری کو ملکی تاریخ ہیں عظیم انقلاب سے تعمیر کردیں گے۔

اگرچہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جوں جوں قادری صاحب کے سفرِانقلاب اور اسلام آباد میں کاٹے جانے والے چلے اور اعتکاف کی 14 تاریخ نزدیک آتی جارہی ہے ملک کی مفاد پرست حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور حزب اختلاف کی بڑی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اِسی طرح دیگر جماعتوں کے سیاستدانوں پر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار نمایاں ہوتے جارہے ہیں اِس پر میں اِن سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اِن لوگوں کو علامہ طاہرالقادری کے چودہ جنوری کے سفرِ انقلاب سے خوفزدہ ہونے اور خود پر لرزہ طاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ علامہ طاہرالقادری تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اِن کے سفرِ انقلاب ہیں ایک پتھر بھی نہیں چلے گا اور کوئی پتہ بھی اپنی ٹہنی سے نہیں ٹوٹے گا یعنی اِن کا یہ سفرِ انقلاب اپنی حامی اور منظم جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے ساتھ اپنی منزلِ مقصود تک انتہائی پُرامن طریقے سے جاری رہے گا

اور دنیا کو یہ بھی بتادے گا کہ انقلاب خون بہائے بغیر بھی لایا جا سکتا ہے اور کسی انقلاب کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ خون بہایا جائے اور ناقدین کو چاہئے کہ وہ انتظار کریں کیوں کہ 14 جنوری کا دن کوئی زیادہ دور نہیں جب دنیا یہ دیکھ لے گی کہ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہوگا جس میں خون بہائے بغیر بھی اِنقلاب آچکا ہوگا۔

عالمی اِنصاف کا تقاضہ؟ ایتھنز میں مسلمانوں کی کوئی مسجد نہیں

عالمی اِنصاف کا تقاضہ ۔؟ ایتھنز میں مسلمانوں کی کوئی مسجد نہیں ،آخر عیسائیوں کی تنگ نظری کب تک؟

لگتاایسے تھا کہ جیسے والٹئیر کو ہمیشہ ہی سے اِس بات سے چڑ تھی اور وہ اِس کا اکثر مواقعوں پر اظہار بھی کیا کرتا تھااِس کا کہنا تھا کہ" مجھے دنیا کی دو چیزوں سے سخت نفرت ہے ایک یہ کہ کسی جاہل سے دشمنی کرنااور دوسرے کسی اَن پڑھ سے بحث کرنا" وہ ایسااِس لئے کہا کرتا تھا کہ اِس کے نزدیک اِن دونوں فعل میں مبتلا رہنے والے شخص کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اِن کاموں کا بیڑااُٹھانے والا اپنے ہی ہاتھوں خود پاگل بننے کا بندوبست کرلے۔

یہاں میں اپنے متعلق آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ میں والٹئیر کے اِس قول سے پوری طرح متفق ہوں کیوں کہ میرے مشاہدے ہیں بھی یہ بات باکثرت آئی ہے کہ جو لوگ کسی جاہل سے دشمنی اور کسی اَن پڑھ سے بحث کرتے ہیں وہ اپنی ایسی بہت سی ظاہری و باطنی صلاحتیوں سے محروم ہوئے ہیں جو اِنہیں پیدائشی طور پر ربِ کائنات نے عطاکی ہوئیں تھیں مگر پھر بھی اِس موقع پر میں اتنا کہنا ضرور چاہوں گا کہ ضروری نہیں ہے کہ آپ والٹئیر اور میرے مشاہدے سے اتفاق کریں جبکہ آج

میرے نزدیک دنیا کے جتنے بھی معاشرے جہاں کہیں بھی موجود ہیں اور یہ اپنے اپنے نظریات پر قائم رہ کر جن طریقوں سے اپنا نظام چلارہے ہیں اور اُوج ثریا کو چھو رہے ہیں اور اِس پر یہ سب اپنے اپنے لحاظ سے خود کو درست بھی قرار دے رہے ہیں مگر اِن تمام باتوں کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے موجودہ حالات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو آج دنیا کے خطوں اور اِن کے معاشروں میں جتنی بھی اخلاقی ، سماجی ، سیاسی اور مذہبی سمیت دیگر حوالوں سے جو بھی خرابیاں اور برائیاں موجود ہیں اِن سب کے درپردہ یہی دو عناصر ہیں جن سے والٹئیر نے ہمیشہ نفرت کی تھی مگر مجھے یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ والٹئیر جس معاشرے کا فرد تھا وہ اپنے معاشرے کے لوگوں کو اپنے خیالات اور افکار سے اپنا قائل نہ کرسکا اگرچہ آج اِس کے معاشرے کا ہر فرد خود کو ترقی اور تہذیب یافتہ تو ضرور گردانتا ہے مگر یہ نرے جاہل کے جاہل ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ والٹئیر کے خطے یورپ اور اِس کی سوسائٹی سے تعلق رکھنے والا ہر جاہل دوسرے جاہل سے بحث و تکرار کو اپنی دانش کا ضامن اور دشمنی کے بڑھتے گراف کو اپنی مقبولیت اور کامیابی کا زینہ سمجھتا ہے۔

کیا یہ خود کو تہذیب یافتہ اور اِنسانی اقدار اور حقوقِ انسانی کا بڑا علمبردار کہلانے والے امریکا اور یورپ کے لوگوں کی ہٹ دھرمی کا عکاس نہیں ہے کہ پورے یورپ میں ایتھنز ہی ایک واحد دارالحکومت ہے جہاں مسلمانوں

کومذہبی آزادی حاصل نہیں ہے کیوں کہ یہاں کے مسلمانوں کی مذہبی عبادات کے لئے کوئی مسجد نہیں ہے جبکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ یہ موجودہ دنیا کے لئے انتہائی افسوسناک لمحہ فکریہ بھی تو نہیں ہے کہ ایتھنز کے مسلمان 180 سال یعنی دوصدی کے لگ بھگ کے عرصے سے ایتھنز میں مسجد کی تعمیر کے منتظر ہیں ایتھنز کے مسلمانوں سے یہ زیادتی والٹیئر جیسے فلسفی کے خطے اور معاشرے سے تعلق رکھنے والے جاہل افراد محض اپنی جہالت کی بِنا پر مسلمانوں سے ایسا قابل مذمت سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ اگرچہ آج ایتھنز کے مسلمانوں نے اپنی مذہبی عبادات اور نماز کی ادائیگی کے لئے شہر کے پاس فوج کے لئے مخصوص ایک غیر استعمال شدہ جگہہ کو اپنے تئیں 500 نمازیوں کے لئے پہلی مسجد کے طور پر ضرور منتخب کر رکھا ہے مگر اِس پر بھی عیسائیت کے پیروکاروں کا یہ کہنا ہے کہ اگر اس مقام پر مسلمانوں کی عبادات کے لئے باقاعدہ کوئی مسجد تعمیر ہوئی تو اِس کے دروازے کے پاس چرچ بھی ہوگا جس پر آنے جانے والوں کی نظر پڑ سکے گی۔

جبکہ اِس ساری صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے.برطانوی میڈیا کا یہ کہنا ہے کہ یونان اِس وقت مالی مشکلات سے دوچار ہے اور اِس کے لئے مسجد کی تعمیر کے لئے 13 لاکھ ڈالر کا اعلان کرنا کوئی اتنا آسان کام بھی تو نہیں ہوگا..؟ مگر اِن تمام باتوں کے باوجود ایک انتہائی خوش آئند امر یہ ہے کہ یونان کے ترقیاتی امور کی وزارت کے سیکریٹری سٹراتسوسموپولس نے کہا ہے کہ ایتھنز کے مسلمانوں کے

مسجد کی تعمیر کا 180 سالہ دیرینہ مطالبہ درست ہے جنہیں عنقریب اِن کی منزل مل جائے گی اور ممکن ہے کہ ہم ایتھنز کے مسلمانوں کے لئے آئندہ چندہ ماہ میں مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ عمل شروع کردیں اور اِس طرح دوسری جانب ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ اِس حوالے سے یونان کے مرکزی چرچ نے بھی ہچر مچر کے بعد مسجد کی تعمیر کے منصوبے کی حمایت تو ضرور کردی ہے مگر اس پر بھی بعض سینئر قدامت پسند مخالف ہیں جو اِس عمل میں رخنہ ڈالنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھ رہے ہیں اِس حوالے سے چرچ کے ایک سینئر قدامت پسند بشپ سیرافم نے اپنی پُرزور مذمتی فہم میں یہ موقف اختیار کر رکھا ہے کہ ترکی کے دورِ اقتدار میں یونان نے 5 صدیوں تک اسلامی ظلم برداشت کیا اور مسجد کی تعمیر سے اِن شہیدوں کی توہین ہو گی جنہوں نے ہمیں آزادی دلائی تھی اسی طرح ایک عیسائی طالب علم ماریو کا یہ کہنا ہے کہ "چونکہ یہ خالصتاً عیسائیوں کا ملک ہے اگر مسلمانوں کو اپنے مذہبی عبادات کے لئے کوئی مسجد چاہیے تو وہ فوری طور پر اپنے کسی مسلم ملک کو واپس چلے جائیں" اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں میرا خیال یہ ہے کہ عالمی انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ آج بین الاقوامی سطح پر یہ ایک مثبت اور تعمیری سوچ ضرور ہموار ہونی چاہئے کہ ایتھنز کے مسلمانوں کے لئے اِن کی مذہبی عبادات کے لئے ہر حال میں مساجد کی تعمیر ایسے ہی یقینی بنائی جائے جیسے کہ یونان سے نقل مکانی کرنے والے عیسائیوں نے بھی دنیا کے ہر خطے میں آباد ہونے کے بعد اپنی مذہبی عبادات کے لئے چرچ تعمیر کئے ہیں تو پھر

کیا وجہ ہے کہ ایتھنز کے سینئر قدامت پسند بشپ سیرافم اور ماریو جیسے تنگ نظر لوگ ایتھنز میں مسلمانوں کے اپنی عبادات کے لئے مسجد کی تعمیر کے 180 سال سے جاری مطالبے کی کیوں مخالفت کر رہے ہیں...؟؟ (ختم شد)

...کٹورے پہ کٹورا بیٹا باپ سے بھی گورا

کٹورے پہ کٹورا بیٹا باپ سے بھی گورا... !کہیں ایسا نہ ہو جائے...؟

یہ تو آپ نے بھی اکثر سُنا ہی ہو گا کہ "کٹورے پہ کٹورا بیٹا باپ سے بھی گورا..." مگر یقین جانیئے کہ اِس کا اندازہ مجھے 27 دسمبر کو اُس وقت ہوا جب پاکستان پیپلزپارٹی کے نومولود چیئرمین بلاول بھٹوزرداری شہید رانی بے نظیر بھٹو کی پانچویں برسی کے سلسلے میں گڑھی خدا بخش میں منعقدہ ایک سیاسی ہجوم سے خطاب کر رہے تھے تب مجھے اِس بات کا پکا یقین ہو گیا کہ سیانے اپنے تجربے کی بنیاد پر جو کہہ کہیں ہیں اِس میں کھوٹ ہو نہیں سکتا ہے معاف کیجئے گا مجھے یہاں یہ کہنے دیجئے کہ مجھے تو اِن کے خطاب کا مرکز و محور اِن کے والد کے خطابات کی طرح سوائے "مفاہمت" کے اور کچھ بھی محسوس نہیں ہوا کیوں کہ اِنھوں نے بھی اپنے خطاب کی ابتداء اپنے والد محترم صدر آصف علی زرداری کی طرح مفاہمت ہی سے کی اور اختتام بھی مفاہمتی الفاظ پر ہی کیا یعنی آج اگر آپ کھلی آنکھ سے بلاول بھٹوزرداری کے والد محترم صدرِ مملکت آصف علی زرداری کی پانچ سالہ حکمرانی کو ہی دیکھ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اِن کی حکمرانی کے سارے عرصے میں صدر بذاتِ خود اور اِن کی حکومت مفاہمت کی پالیسیوں سے آگے نہیں جا سکی

ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ پانچ سال تک ہمارے موجودہ حکمران اپنے سیاسی و ذاتی مفادات کے خاطر مفاہمت کا تو دامن تھامے رہے مگر درحقیقت یہ دیدہ ودانستہ عوامی مسائل سے منہ پھیرے رہے اور شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ ڈالے اپنی اِسی مفاہمتی پالیسی کو آگے بڑھاتے رہے یقیناً جس کا فائدہ اِنہیں ضرور ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ اِن کے اپنی ذات تک گھری مفاہمتی عمل کا عوام الناس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ موجودہ حکومت نے جس طرح مفاہمتی پالیسی کا راگ لاپتے ہوئے عوامی مسائل سے روگردانی کرکے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کو پستی اور گم نامی کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے اِس سے عوام کا حکمرانوں سے اعتبار بڑی حد تک ختم ہوگیا ہے اور عوام یہ سمجھنے لگے ہیں کہ جن کے نزدیک صرف مفاہمت ہی سب سے بڑا ہتھیار ہو تو پھر سوچیں ایسے لوگوں کی ماضی کی طرح آئندہ بھی کس بات اور کس فیصلے پر کوئی اعتبار کرے گا کیوں کہ جب حکمرانوں کی نظر میں اِن کا مفاہمتی عمل ہی مقدم ہوجائے اور یہ مفاہمت کو ہی یہ اپنا سب سے بڑا ہتھیار قرار دینے لگیں تو پھر عوام کا یہی حال ہوتا ہے جیسا موجودہ حالات میں ہر سو نظر آتا ہے اور آج ایک مرتبہ پھر مفاہمت کو اپنا سب سے بڑا ہتھیار کا اعتراف گزشتہ دنوں پاکستان پیپلز پارٹی کے 25 سالہ نئے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے بھی صوبہ سندھ کے ضلع لاڑکانہ کی تحصیل نوڈیرو میں اپنے نام

بھٹو سے منسوب اپنے نانا ذوالفقار علی بھٹو شہید کے بھٹو خاندان کے آبائی گاؤں گڑھی خدا بخش بھٹو میں اپنی والدہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی پانچویں برسی کے موقع پر ایک بڑے عوامی اجتماع سے اپنے ولولہ انگیز خطاب سے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کرتے ہوئے کر دیا ہے۔

اگرچہ اِس اجتماع سے صدرِ پاکستان آصف علی زرداری سمیت پارٹی کے سینیئر عہدیداروں نے بھی اپنی مرحومہ قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کی سیاسی اور ان کی ملک میں جمہوریت کے لئے پیش کی جانے والی خدمات اور جان کے نذرانے پر زبردست انداز سے خراج تحسین پیش کیا مگر یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اِس اجتماع سے جہاں اور بہت سے پارٹی کے پرانے جیالوں نے خطاب کیا تو وہیں اِن سب سے زیادہ متاثر کن خطاب پاکستان پیپلز پارٹی کے نئے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کا تھا جنہوں نے اپنے جوشِ خطابات ہیں اپنی پارٹی کی پانچ سالہ کارکردگی کا انتہائی نپے تلے مگر خوبصورت انداز سے ایک جائزہ تو ضرور پیش کیا اور اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کا بھی اعلان کیا مگر افسوس ہے کہ اُنھوں نے یہ اپنے پروگرام اور پہلے سے منصوبہ بندی کے مطابق اِس موقع پر عوام کو درپیش مہنگائی، بجلی وگیس جیسے مسائل کے بارے میں ایک لفظ بھی کہنا گوارا نہیں کیا۔

یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ پاکستان پیپلزپارٹی کے نئے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری نے بھی اپنے پہلے ہی خطاب میں اپنے نانااور والدہ کے نعرے " روٹی، کپڑااور مکان " کو فلک شگاف انداز سے بلند کیااور اِس نعرے کے ساتھ ہی عوام کو اپنے ساتھ ملاکر چلنے اور اِنہیں اپنا حق دلانے کا عزم کیااور کہاکہ ہم ہر حال میں ملک کے غریب عوام کو روٹی کپڑااور مکان مہیا کریں گے مگر یہ سب عوام کو تب ہی میسر ہوسکیں گے جب ملک میں ، جمہوریت مضبوط ہوگی اور جمہوریت کس طرح مضبوط ہوگی ...؟ یہ سب جانتے ہیں کہ جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے ایسی ہی قربانی دینی پڑتی ہے جیسی میرے ناناذوالفقار علی بھٹوشہیداور میری والدہ محترمہ بے نظیر بھٹوشہیدنے دی ہیں اور بلاول بھٹوزرداری نے اپنے سیاسی کیریئرکے ابتدائی خطاب میں یہ بھی کہاکہ اِن کی رگوں میں شہید بے نظیر بھٹوکا خون دوڑرہاہے میں اپنی ماں کا مشن پوراکرکے رہوں گا"اور ایسے انگنت جذباتی جملے کہئے جیسے اِن کے والد صدرآصف علی زرداری پچھلے پانچ سالوں سے اپنے خطابات یوں کہتے رہے ہیں مگر حقیقی معنوں میں اِن کا عمل کہیں نظرنہیں آتاہے۔

مگرپھر بھی میں اِن تمام باتوں کے باوجود پاکستان پیپلزپارٹی کے نئے اور جوشیلے نوجوان چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کی ذات اور قیادت سے پتہ نہیں کیوں پُراُمید ہوں کہ یہ نوجوان اپنی ذات اور قول و فعل اور کردار سے اپنے

نانااور اپنی والدہ کا ادھورا مشن ضرور پورا کرے گا جس کے لئے اِس کے ننھیال والوں نے اِس ملک کے وقار اور عوام کی خوشحالی اور ترقی کے خاطر قربانیاں دی ہیں مگر اِس موقع پر میں اِنہیں اپنا ایک مشورہ دیتے ہوئے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ مفاہمتی پالیسی اُس طرح نہ اپنائے جس طرح آج اِن کے والد محترم صدرِ مملکت عزت مآب آصف علی زرداری نے اپنا رکھی ہے کیوں کہ آج بلاول بھٹو زرداری کو اپنے مثبت کردار اور عمل سے یہ ضرور تبدیل کرنا ہوگا کہ "کٹورے پہ کٹورا بیٹا باپ سے بھی گورا۔۔۔!! یوں ہی نہیں ہوتا اِس میں بیٹے کی اپنی اچھی قسمت اور کردار بھی ہوتا ہے جس سے یہ اپنی پہنچان بناتا ہے۔ (ختم شد)

جب قانون غریبوں کے لئے ہاتھ میں لینے کا نہیں ہے تو

جب قانون غریبوں کے لئے ہاتھ میں لینے کا نہیں ہے تو اُمرا کے گلے کا ہار بھی تو نہیں ہونا چاہئے .. ؟

میں اپنا کالم شروع کرنے سے قبل اپنے قارئین کو یہ بتانا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے آج کے کالم کا عنوان یہ کیوں رکھا ہے ...؟ تو میں عرض کرتا چلوں کہ ہمارے ملک کے ایک معروف بزرگ کالم نگار ہیں جو میری دھرتی سندھ سے تعلق رکھتے ہیں گزشتہ دنوں اِن کا ایک کالم ملک کے ایک مُوقر روزنامے میں بعنوان" قانون ہاتھ میں لینے کا نہیں ہے" شائع ہوا اُنھوں نے اپنے اِس کالم کی ابتداء ایک غریب اور بوڑھے دکاندار کے ساتھ اِس کی دکان میں پیش آنے والے ڈکیتی کے المناک واقعہ سے کی ہے اُنہوں نے لکھا ہے کہ جس وقت ڈاکو اِس ضعیف دکاندار کو لوٹ کر جا رہے تھے تو اِسی دوران دکاندار کے نوجوان بیٹے نے پیچھے سے اپنی پستول سے اِن ڈاکوؤں کو نشانہ بنانا چاہ جس پر ضعیف دکاندار نے اپنے بیٹے کو روکتے اور اِسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ" قانون ہاتھ میں لینے کا نہیں ہے" یوں اِس واقعہ اور اِس ایک نقطے کی بنیاد پر اُنہوں نے اپنا کالم تحریر کیا اِس پر میرا خیال یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنے اِس کالم میں اپنے معاشرے کے صرف ایک مظلوم غریب طبقے کی نشاندہی کی ہے جو اکثریت میں

ہونے کے باوجود بھی بے بس ہے جبکہ اپنے معاشرے کے اُس طبقے اور عناصر کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جو قانون کو کچھ نہیں سمجھتا ہے مگر میں نے اپنے اِس کالم میں اُن دو عناصر کی جانب اشارہ کردیا ہے جن کی وجہ سے قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہو پاتی ہے۔

اَب اِس سارے پس منظر میں ایک بات جو میں اگلی سطور میں کہنا چاہتا ہوں اور میں اِسے صرف اپنی سرزمینِ پاکستان میں بسنے والوں کے لئے قید بھی نہیں کرنا چاہوں گا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ " قانون صرف امیروں کے لئے ہے اور سزا غریبوں کے لئے "بلکہ یوں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج بھی دنیا میں جہاں کہیں اِنسان بستے ہیں اور اِسی طرح جہاں کہیں بھی قانون رائج ہے اور اِس کی حکمرانی قائم ہے تو وہاں بھی ہر زمانے سے ہر معاشرے میں یہ جملہ باکثرت سُنا، پڑھا اور دُھرایا جاتا رہا ہے کہ "قانون کے سامنے سب برابر ہیں "مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ درحقیقت یہ جملہ ہر زمانے اور ہر سوسائٹی کے مکینوں کے لئے اتنا ہی مشکل رہا ہے جیسا موجودہ حالات میں یہ اتنا ہی گھمبیر ہے جتنا یہ کہنا کہ " سارے اِنسان باہم برابر ہیں " یوں صدیوں سے ہی ہر زمانے اور سوسائٹی میں قانون کو امیروں نے اپنے گلے کا تو ہار بنائے رکھا اور اِس کے طلسماتی اثر سے غریبوں کا چہرہ مسخ کیا یوں اِنہوں نے جب اور جیسے چاہا۔۔۔اِسے اپنی مرضی سے غریبوں پر بیدریغ استعمال کیا اور اِنہیں قانون کے شکنجوں میں جکڑ کر اِن

کی نسلوں کا خون نچوڑا آج بھی کچھ اِسی کیفیت سے دنیا کے اکثر ممالک اور معاشرے ضرور دوچار ہیں مگر اِن ممالک اور سوسائٹیز کی فہرست کا جائزہ لیا جائے تو میرا ملک پاکستان بھی نمبر شمار کے کسی درجے پر ضرور آتا ہے جہاں قانون صرف حکمرانوں اور امیروں کے لئے اِن کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے تو وہیں قانون جرائم پیشہ عناصر کے لئے چٹکی اور ہتھیلی پر رکھ کر اُڑا دینے والے سفوفی مشغلے جیسا ہے تو وہیں مندرجہ بالا دونوں طبقوں کے معاشرے میں بسنے والے غریب بھی ہیں جو اِن دونوں کے ہاتھوں پس رہے ہیں اور یہی غریب ہیں جو اکثریت میں ہونے کے باوجود بھی قانون شکنی کا سوچنا اپنے لئے ا چھوت جانتے ہیں اور آج بھی ہمارے معاشرے کے غریب ایسے ہیں جو اپنے اِس عقیدے اور یقین پر قائم ہیں کہ "قانون ہاتھ میں لینے کا نہیں ہے"۔ کیوں کہ شاید ہماری سرزمین پر بسنے والا ہر غریب یہ جانتا ہے کہ تحریری قانون مکڑی کے جالے کے مانند ہے جس میں صرف کمزور ہی پھنس جاتا ہے اور طاقت ور (جو حکمران، امیر اور قانون شکن ہے وہ اِسے) توڑ کر نکل جاتا ہے اِس موقع پر مجھے مارکس کا یہ جملہ یاد آگیا ہے اِس نے کبھی کہا تھا کہ "قانون حکمرانوں کے ہاتھوں میں جبر کا ایک ہتھیار ہوتا ہے" یعنی جس سے یہ اپنی رعایا کو قابو میں رکھتے ہیں اور اپنی حکمرانی کا سکہ چلاتے ہیں جبکہ اِس کے برعکس دانا کا خیال یہ ہے کہ کسی بھی ملک اور معاشرے میں قوانین کی کثرت یہ ظاہر کرتی ہے کہ یا تو حاکم بہت جابر ہیں یا عوام بے حد بے لگام، اور اِس پر اہلِ دانش یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کسی بھی ملک اور معاشرے کا دستور اور

قانون بظاہر کتنا ہی ارفع واعلیٰ کیوں نہ ہو اگر اس کے نافذ کرنے والے اچھے اخلاق کے مالک نہ ہوں تو اِس صورت میں دستور و قانون اپنی تمام خوبیوں کے باوجود اپنی افادیت کھو دیتا ہے اور اِسی طرح ایک جگہہ ول ڈیورنٹ کا قانون سے متعلق یہ کہنا ہے کہ " جانور ایک دوسرے کو بغیر کسی ہچکچاہٹ یا ضمیر کی خلش کے کھاجاتے ہیں اور مہذب معاشروں کے تہذیب کی اُونچائیوں کو چھوتے اِنسان ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے کے لئے قانون کا سہارا لیتے ہیں"۔

جبکہ اِسی طرح جیفرسن اور ون سٹینلی کا اِن تمام معاملات پر یہ کہنا ہے کہ "قوانین کی تشکیل سے کہیں زیادہ اہم کام اِن کی بہتر طریقوں سے تعمیل کروانا ہے" اور "ایسے تمام قوانین جن کے سہارے ظالم خواہ (حکمران، سیاستدان، فورسز اور جرائم پیشہ) طبقہ ہی کیوں نہ ہو لوگوں کو ستاتا ہے وہ منسوخ کر دیئے جائیں اور ایسے قوانین فی الفور نافذ کئے جائیں جن سے لوگوں کی آزادی کا تحفظ ہو سکے" مگر آج ہمارے ملک اور معاشرے میں ایسا کچھ نہیں ہو رہا ہے جس سے ملک کے ظالم طبقے سے غریبوں کو نجات ملے اور اِن کے اندر اپنی آزادی کا احساس پیدا ہو موجودہ حالات میں جب میں اپنے معاشرے کے ارد گرد اگر نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی کی طاقت کے خیال سے قانون کا پلڑا اِس کے حق میں جھک سا گیا ہے تو اِس پر مجھے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آج مسلم حکومت اور قیصر و کسریٰ کی حکومت میں کوئی فرق باقی نہیں رہ گیا ہے۔۔۔؟؟ ہمارے یہاں

قانون کے نفاذ کے معاملے میں یہ تضاد محض اِس لئے ہے کہ زمانے ماضی کی طرح آج بھی قانون ہمارے حکمرانوں اور ایک مخصوص امیر ٹولے اور قانون شکنوں کے ہاتھ میں کھلونا بن کر اِن کے گلے کا ہار کی شکل اختیار کرگیاہے جسے یہ جس طرح چاہ رہے ہیں اپنی مرضی اور منشا سے نمائش بھی کررہے ہیں تو وہیں یہ عناصر ملک کے غریبوں پر اِسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال بھی کررہے ہیں اور اپنی حکمرانی اور داداگیری کا بھرم بھی قائم کئے ہوئے ہیں اَب ایسے میں معاشرے میں افتراق اور انتشار اور دہشت گردی و ٹارگٹ کلنگ سمیت شاہ زیب قتل کیس جیسے واقعات کا پیدا ہونا لازمی ہوگیاہے۔ (ختم شد)

آہ ۔ ! ! خوش فہمیوں و خواہشات میں مبتلا حکمران

آہ ۔ ! ! خوش فہمیوں و خواہشات میں مبتلا حکمران ، مسائل کی دلدل میں دھنسا پاکستان اور عوام ۔ ۔ ۔

آہ ۔ ۔ ! آج مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ پچھلے پانچ سالوں سے عوام کو مسائل کی دلدل میں دھنسا دینے والے ہمارے موجودہ حکمران اپنے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق (بجلی، گیس ، پانی، خوراک ، صحت ، تعلیم ، علاج و معالجہ سمیت بے شمار سہولیات زندگی) سے محروم رکھ کر کن اقسام کی خواہشات اور خوش فہمیوں میں نہ صرف خود مبتلا ہیں بلکہ اپنے کارندوں اور جیالوں کے ذریعے عوام کو بھی اِس بات کی ترغیب دیتے نظر آرہے ہیں کہ وہ بھی اِن کی طرح خوش فہمیوں اور خواہشات کے سُہانے خواب دیکھیں اور دوسروں کو بھی عام انتخابات سے قبل اِس سحر میں جکڑنے کا اہتمام کریں تاکہ اِن کا ووٹ بینک بڑھے اور معصوم عوام کے ہاتھوں سے ووٹ کی خیرات نکل کر اِن کے کھاتوں میں چلی جائے اور یوں ایک مرتبہ پھر اگلے انتخابات کے بعد اِن کے ہاتھ اقتدار کا خزانہ لگ جائے تو اِن کی پانچوں اُنگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہو جائے اور یہ آئندہ بھی اپنے موجودہ دورِ اقتدار کی طرح عوام کو مسائل کی چکی میں پیس کر اِن کے زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔

کیوں کہ حکمرانوں کے بقول اِنھوں نے اپنی حکومت کے پہلے پانچ سال تو ملک سے آمریت کے اثر کو زائل کرنے اور کرانے اور جمہوریت کے حسین خوابوں کے سہارے اپنی خواہشات اور خوش فہمیوں کی مالا جپنے ، عوام کو ہر طرح کے مسائل اور محرومیوں میں جکڑ کر جمہوریت کے حُسن کو نکھارنے ، جمہوریت کے تمام دلکش اور دلفریب راگ الاپنے اور عوام کو اپنے جھوٹے وعدوں سے بے وقوف بنانے کا سلسلہ جاری رکھ کر پچھلے انتخابات میں جمہوریت کے حصول کے خاطر کی گئی اپنی اُس سرمایہ کاری کو (جو اِنھوں نے کی تھی اِسے) بڑھانے میں گزار دیئے ہیں۔

ہاں البتہ ... !اس پر بھی آج اِن کا یہ کہنا ہے کہ اگلے انتخابات میں عوام نے ہماری موجودہ حکومت کے ناقص کارناموں اور ہماری بے حسی کو بھلاتے ہوئے اگلے انتخابات میں ہم پر اعتماد کیا اور ہمیں دوبارہ اقتدار سونپا تو ہم عوام کے اُن تمام مسائل اور اُلجھنوں کا ضرور خاتمہ کردیں گے جنہیں ہم اپنی اِس حکومت میں نہیں کرسکے ہیں یوں آج اپنے حکمرانوں کی اِس سوچ اور حکمتِ عملی سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ اِسی بنیاد پر مزید پانچ سال کے لئے قابض رہنا چاہتے ہیں۔کچھ ایسے ہی خیالات کا اظہار میں اپنے گزشتہ کئی کالموں میں کرچکا ہوں جو اَب درست ہوتے ہوئے محسوس ہورہے ہیں مختصراً عرض یہ ہے کہ آج

اگر گزشتہ پانچ سالوں کا جائزہ لیا جائے تو ہماری قومی معیشت کی تباہی سب کے سامنے ہے اور اِسی طرح موجودہ حکومت نے قومی معیشت سمیت کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں چھوڑا ہے جو تباہی کے دہانے پر پہنچنے سے رہ گیا ہو غرض کے جس طرف بھی نظر ڈالیں تو تباہی اور بربادی کا منظر دِکھائی دیتا ہے بجلی ، گیس اور توانائی کے بحرانوں کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں کی پیداواری صلاحیت صفر ہو کر رہ گئی ہے ملک کے طول و ارض میں پھیلا ہوا صنعتوں اور کارخانوں کا جال تباہ ہوگیا ہے صنعتوں ، کارخانوں اور فیکٹریوں کی چمنیاں ٹھنڈی پڑ چکی ہیں ملک میں بے روزگاری کا گراف بڑھ گیا ہے آج محکمہ ریلوے، پی آئی اے، پاکستان اسٹیل ملز اور اِسی طرح دیگر حکومتی وفاقی اور صوبائی اداروں میں ہونے والی کرپشن کی وجہ سے اِن کی کارکردگی ایسے نہیں رہ گئی ہے کہ جس پر فخر کیا جاسکے یہ اِسی حکومت اور اِس کے کارندوں کا ہی کارنامہ ہے کہ ہمارا محکمہ ریلوے ڈی ریل ہوگیا ہے مگر اِس پر بھی ہمارے حکمران ہیں کہ وہ اِس ادارے کو مزید تباہی سے بچانے کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہیں اِن کی اِس بے فکری کا مطلب تو یہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حکمران اہلیت سے عاری ہیں۔

جبکہ دوسری طرف اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہنے والے ساڑھے اٹھارہ کروڑ پاکستانی ہیں کہ وہ سراپا احتجاج ہیں مگر حکمران ہیں کہ اِن پر پریشان حال عوام کا رونا، دھونا اور چیخ و پکار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے وہ تو بس

خوش فہمیوں اور اپنی طرح طرح کی خواہشات کے طلسم میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ اِنہوں نے اپنے مفاہمتی عمل اور سب کو ساتھ ملا کر چلنے والی پالیسی کی بدولت بس اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرکے جمہوریت کو مضبوط کیا ہے جس کے لئے اِنہوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور اِس پر اِنہیں یہ اُمید ہے کہ اگر ان کی یہی مفاہمتی عمل اور چاپلوسی کی پالیسیاں رنگ لے آئیں تو ایک دفعہ پھر ملک اور عوام پر اِن کی حکمرانی قائم ہوجائے گی اِن حالات میں کہ جب ہمارے موجودہ حکمرانوں اور اپوزیشن کی جماعتوں نے اپنے ظاہری و باطنی اور اپنے ذاتی و اجتماعی مفادات اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے خاطر عوام کے درینہ مسائل سے دیدہ ودانستہ روگردانی کرنے اور اپنی مطلب کی جمہوریت کی پوجاپاٹ میں اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرنے کے سوااور کیا ہی کیاہے..؟ تو ایسے میں کم از کم مسائل کی چکی میں پستے اور مفلوک الحال عوام کو تو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اگر اِس مرتبہ بھی اِنہوں نے ایک ایک مٹھی بریانی کھا کر یا گرما گرم چائے پی کر اپنے اِن ہی حکمرانوں اور بے حس اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے اُمیدواروں کو آئندہ انتخابات میں پھر سے ووٹ دے کر کامیاب کردیا تو پھر یہ سمجھ لیں کہ اِس مرتبہ زندہ درگور ہونا اِن کا مقدر بن جائے گا اور جو بچ جائیں گے اِن کے اِس فیصلے کو اِن کی آئندہ نسلیں صدیوں یاد رکھیں گیں کہ ہمارے پرکھوں نے ایک مرتبہ آزمائے ہوؤں کو دوبارہ کامیاب کرایا تھا آج جس کا خمیازہ اِنہیں بھگتنا پڑرہا ہے لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ میرے ملک کا

ہر ووٹر اپنی آنکھ کھولے اور یہ سوچ کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں اور اِن جیسے
سیاستدانوں نے قومی دولت سے اپنے علاوہ ملک اور قوم کی بہتری کے لئے کونسا اچھا کام
کیا ہے جس سے ملک میں بہتری آئے ہو اور عوام کو مہنگائی ، بھوک و افلاس، تنگدستی،
کرپشن، دہشت گردی، بجلی وگیس کے بحرانوں اور دیگر مسائل سے نجات ملے ہے جس کی
وجہ سے غریبوں کو سُکھ اور چین نصیب ہوا ہو کہ یہ غریب دوبارہ ووٹ دے کر انہیں
اقتدار دیں اور ہمارے موجودہ حکمران اپنی رہی سہی خواہشات کی تکمیل ہونے تک عوام
کو مسائل کی دلدل میں دھنسائے رکھیں اور اگر آئندہ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان سے
یکسر محروم کرنے کا سامان کرنے کے ساتھ ساتھ ہوا پر بھی ٹیکس لگا دیں تو معصوم عوام
(یقیناً قبر کی آغوش میں چلے جائیں گے ۔ (ختم شد

کوئٹہ میں گورنر راج

کوئٹہ میں گورنر راج، حکمرانوں کے نزدیک میرے مُلک میں اِنسانی خون اور پانی برابر ہیں... !!

گزشتہ کئی سالوں سے بلوچستان میں دہشت گردوں کے ہاتھوں کی جانے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کے نتیجے میں ہزارہ کمیونٹی سمیت سیکڑوں نہتے اِنسانوں کی شہادت اور اِن کا خون پانی کی طرح بہہ جانے کے بعد بالآخر آج کوئٹہ میں گورنر راج نافذ کردیا گیا ہے اِس پر میرا خیال یہ ہے کہ اِس حکومتی اقدام کی اصل وجہ ہزارہ کمیونٹی کی پانچ دن تک اپنے 86 پیاروں کی لاشوں کے ساتھ علمدرار روڈ کوئٹہ میں سخت سردی اور بارش میں دیا جانے والا وہ دھرنا ہے جس نے حکومت کو بلوچستان کے حالات پر سوچنے اور سنجیدگی سے کوئی قدم اُٹھانے پر مجبور کیا اور یوں بلوچستان میں گورنر راج کا نفاذ ممکن ہوا یہ اِن کی اِس جدوجہد اور محنت کا ہی ثمر ہے جس کے نتیجے میں اِنہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی اور اِسی کے ساتھ ہی یہاں میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر حکومت کی جانب سے یہ اقدام بہت پہلے کرلیا جاتا تو ممکن ہے کہ بلوچستان کے حالات اِس نہج پر کبھی نہ پہنچتے جہاں ابھی پہنچ چکے ہیں مگر میں پھر بھی یہ کہوں گا کہ دیر آید درست آید اِس حکومتی اقدام سے قبل سانحہ کوئٹہ کے خلاف بلوچستان

میں شٹر ڈاؤن ہوا، کوئٹہ میں 86 لاشوں کے ساتھ دھرنا پانچویں روز میں داخل ہوا اور مجلس وحدت مسلمین، شیعہ علما کونسل و دیگر تنظیموں کی جانب سے کراچی، حیدر آباد سمیت پشاور، فیصل آباد، سکھر، بدین سمیت ملک میں بھی احتجاج و ہڑتال اور سوگ، مظاہرے اور دھرنے کا سلسلہ جاری رہا جس سے ملک کا نظام دھرم بھرم ہو کر رہ گیا تھا بالآخر اتنے دن گزر جانے کے بعد ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں رینگ گئی اور حکومتی مشینری حرکت میں آئی اور دھرنیوں کے مطالبات کو مان لیا گیا۔

اگرچہ اپنے کچھ اتحادیوں کی شدید مخالفت کے بعد ہمارے منفرد المقام وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے علمدار روڈ پر 86 لاشوں سمیت 13 جنوری کو چار دنوں سے

دھرنا دینے والے ارکان سے ملاقات کی اور اِس دوران اُنہوں نے دھرنیوں کو بتایا کہ وفاقی حکومت نے کوئٹہ کے حالات سے پیدا ہونے والی صورت حال کے حوالے سے دن بھر اجلاسوں اور مشاورت کے بعد اپنے کلیجے پر چھری چلا دی ہے اور بلوچستان حکومت کو برطرف کر دیا ہے اور اعلان کیا کہ وفاقی حکومت نے بلوچستان بھر میں آرٹیکل 234 کے تحت دو ماہ کے لئے کوئٹہ میں گورنر راج نافذ کر دیا ہے اِس موقع پر وزیر اعظم نے کو ئٹہ میں دھرنے کے شرکا سے اظہار تعزیت اور ہزارہ برادری کے خلاف مقدمات بھی واپس لینے کا اعلان بھی کیا یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعظم کے اِس حکم کے تحت کور کمانڈر ایف سی کی

کارروائیوں کی براہ راست نگرانی کریں گے۔آئندہ صوبے کے حالات کے پیش نظرانتظامیہ فی الفور فوج طلب کرسکے گی اِسی طرح اپنے اِس اقدام کے حوالے سے وزیراعظم کا کہنا تھا کہ نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا ہے۔

جبکہ اِس موقع پر ہزارہ کمیونٹی کے دھرنیوں کا مطالبہ تھا کہ اَب ہم میں اپنے پیاروں کی لاشیں اٹھانے کی ہمت نہیں ہے اِن کا کہنا تھا کہ کم ازکم جس قدر جلد ممکن ہوسکے ہماری جان اور مال کی حفاظت کے لئے فوج تعینات کی جائے جس پر ہمارے وزیراعظم نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں دھرنیوں کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ ہمارے اِس اقدام کے تحت آئین کے مطابق انتظامیہ جب چاہیے گی اپنی مدد کے لئے فوج کو طلب کرسکے گی جس پر دھرنیوں نے وزیراعظم کو بھی اِس بات کا یقین دلایا کہ جیسے ہی ہم آپ کا جاری کردہ نوٹیفیکشن دیکھ لیں گے تو ترنت دھرنا ختم کردیں گے اور پھر ایسا ہی ہوا جیسا دونوں جانب سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اُدھر دوسری جانب حکومت کے اِس اقدام پر حکومتی اتحادی میں شامل ایک مذہبی جماعت جمیعت علمائے اسلام (ف) اور اِس کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن جو بسااوقات اپنی ضرورت سے زیادہ دانش سے آگے نکل کر سوچنے اور بہت کچھ کرنے کے عادی ہیں اُنہوں نے بلوچستان میں گورنرراج کے نفاذ اور فوج بلانے کی مخالفت کرتے ہوئے اپنا یہ موقف اختیار کیا کہ ہم کسی بھی صورت میں بلوچستان

میں فوج بلانے، ایمرجنسی لگانے اور گورنر راج لگانے کے حق میں قطعاً نہیں ہیں اِن کے نزدیک کوئٹہ میں انسانی خون کو پانی کی طرح بہائے جانے والے واقعات سے کہیں زیادہ مقدم جمہوریت اور جمہوری روایات کی پاسداری ہے جس کی وجہ سے اُنہوں نے کہاکہ بلوچستان میں لائی جانے والی کسی غیر آئینی اور غیر قانونی تبدیلی کی ہم حمایت نہیں کریں گے اِن کہنا تھا کہ اگر بلوچستان میں تبدیلی لانی ہے تو ان ہاوس تبدیلی لائی جائے تو اِس پر غور ضرور کیا جاسکتا ہے۔ میرے نزدیک اگر حکومت اِن کی اِس رائے پر عمل کرتی تو اِس کے لئے کئی دن لگ سکتے تھے اور جب تک حالات اور بگڑنے کے اندیشہ قائم رہتا مگر وہ تو اچھا ہوا کہ اِن کی نہیں چلی۔

مگر یہاں یہ امر حوصلہ افزاء ہے کہ ایک جمہوری حکومت کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے اور اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر آصف علی زرادی اور وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے اپنے اتحادیوں کو اعتماد میں لینے کے بعد بلوچستان میں گورنر راج کے نفاذ کا جو فیصلہ کیا ہے بلوچستان کے اِن حالات میں اِن کے اِس اقدام کی ہر محب وطن پاکستانی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے اور جس کے لئے ساری پاکستانی قوم متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر سینیٹر چوہدری شجاعت حُسین کی ضرور مشکور ہے کہ اِنہوں نے کوئٹہ کے موجودہ حالات پر صدر اور وزیر اعظم کو

اپنی تجاویز دیں کہ بلوچستان میں گورنر راج نافذ کریں اور وزیر اعلی اسلم رئیسانی فوراً ملک واپس آئیں اور مستعفی ہو جائیں کیوں کہ بلوچستان کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے فوج ناگزیر ہو چکی ہے جس پر صدر اور وزیر اعظم نے لبیک کہا اور بلوچستان میں فی الفور گورنر راج نافذ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

اَب اِس سارے حالات اور اِس منظر اور پس منظر کے حوالے سے میں اپنے دل کی ایک بات کہتا چلوں کہ اکثر مجھے اپنے ملک کے حاکموں کی نااہلی کی بنا پر عوامی مسائل اور اِن کے بروقت حل کے معاملے میں حکمرانوں کی روا رکھی جانے والی بے حسی اور اِسی بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے ملک کے طول و ارض میں پھیلی ہوئی اِن کی بدانتظامی اور پھر اِسی بد نظمی کی بنیاد پر ہونے والے عوامی احتجاجوں ، دھرنوں اور لانگ مارچ سے پیدا ہونے والی صورتِ حال اور اِس کے بعد پھر حکمرانوں اور اداروں کی جانب سے کئے جانے والے جز وقتی اقدامات اور انتظامات پر خلیل جبران کا یہ قول یاد آ جاتا ہے " قابل رحم ہے وہ قوم جس کی آواز ماتمی جلوس کے سوا کبھی سُنائی نہ دے، جو اپنے کھنڈروں پر فخر کرتی ہو اور صرف اُس وقت سنبھلنے اور اُبھرنے کی کوشش کرے جب اس کا سر تن سے جدا کرنے کے لئے تلوار اور لکڑی کے درمیان رکھا جا چکا ہو" ۔

خاموش کیا بُوٹوں پر پالش اور وردیوں پر کلف لگ چکا ہے؟

خاموش کیا بُوٹوں پر پالش اور وردیوں پر کلف لگ چکا ہے؟ جمہوریت پسندوں نے حلوہ تیار کرلیا ہے

کیا مُلک میں کچھ ہونے والا ہے۔ ؟مشرف کا کیانی کو اشارہ....

آج شیخ السلام کے لانگ مارچ اور دھرنے سے متعلق اقتدار کی ہوس میں مبتلا رہنے والے عناصر اپنے مستقبل کے خطرات سے خوفزدہ ہو کر کچھ بھی کہتے پھریں مگراِس حقیقت سے بھی تو کوئی محب وطن پاکستانی کم از کم انکار تو نہیں کر سکتا ہے کہ گزشتہ 65 سالوں سے مُلک کی ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام پر مختلف ادوار یں قابض رہنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں اور مخصوص خاندانوں نے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق خوارک، پانی وبجلی، توانائی، علاج ومعالجہ، سفری سہولیات اور دیگر آسائش زندگی سے محروم رکھ کر لوٹ مار کی اوراِس سرزمین پاکستان کا ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے اور آج اِن کے اِن گھناونے کرتوتوں ہی کی وجہ سے دنیا کی نظر میں میرا پاکستان بنانا (کیلا) اسٹیٹ کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھنے لگا ہے اَب ایسے میں دنیا والوں کا پاکستان کو بنانا اسٹیٹ گردانہ یوں بھی درست لگتا ہے کہ 65 سالوں سے ریاستِ پاکستان کو اِس پر قابض رہنے والے ظالم لٹیروں نے اِسے اپنے ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا کر خوب لوٹا ہے اور اِسے

کھو کھلا کر کے رکھ دیا ہے اور ایسے میں آج جب اِن ظالموں کے غضب ناک منصوبوں سے بچانے کے لئے تحریک منہاج القرآن کے سربراہ طاہر القادری اسلام آباد کو امن و سکون اور کسی تشدد کے بغیر تحریر اسکوئیر میں بدلنے کے خاطر اپنے سات (کچھ آئینی او رغیر آئینی) اور دیگر نکات کے ساتھ لانگ مارچ کیا جو اَب دھرنے کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اِسلام آباد میں اپنے ہزاروں اور لاکھوں عقیدت مندوں اور عام پاکستانی شہریوں (جن میں آج کچھ جوشیلے ڈانڈا بردار نوجوانوں، خواتین، بچوں اور عمر رسیدہ افراد کے علاوہ بوڑھے بھی شامل ہیں)کے ہمراہ شاہراہ دستور پر کھلے آسمان تلے سخت سردی میں چار روز سے ملک کی مظلوم عوام کو اِن کے جائز حقوق دلانے اور مثبت تبدیلی کی کرن پھوٹنے اور اپنے نکات کی تکمیل ہونے تک پڑاو ڈالے ہوئے ہیں تو ایسے میں حاکم الوقت اور اِس کے ظالم ٹولے نے شیخ السلام طاہر القادری کی ذات اور اِن کی مذہبی خدمات پر تنقیدیں شروع کر دی ہیں تو وہیں ملک کو جمہوریت کی آڑ میں لوٹنے والے اِن ہی گمراہ کُن حکمرانوں اور اِن کے حواریوں کی زبانیں ہیں کہ جو طاہر القادری کے قول و فعل کو نشانہ بنا رہی ہیں جو کہ اِس بات کی غماز ہیں کہ طاہر القادری کے دھرنے نے ملک پر ایک کے بعد دوسری قابض رہنے والی جماعتوں پی پی پی اور پی ایم یل (ن) کے حکمران ٹولوں اور سیاستدانوں میں ہلچل پیدا کر دی ہے۔

تو وہیں دوسری جانب ہمارے یہاں اِن لڑتی جھگڑتی جمہوری قوتوں سے ہٹ کر ایک طاقت ایسی بھی موجود ہے جس کی آنے کی ہر بار دعوت ہمارے جمہوریت پسند حکمرانوں نے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے خود دی ہے اور اِس طاقت کے لئے حلوہ بھی خود ہی تیار کرکے دیا ہے موجودہ حالات میں مجھے ایسے لگتا ہے کہ کہیں اِس بار بھی ایسا نہ ہوجائے اور جمہوریت کی بساط پلٹنے کے لئے وہی آمر طاقت ایک مرتبہ پھر جمہوریت پسندوں کی اَناپرستی کی آپسمیں جاری لڑائی کو دبانے ،پانچ سالوں سے جمہوریت کے نام پر اپنے اپنے مفادات کے حصول کے چکر میں مگن ٹولے کو مسلنے اور اِن کا تیار کردہ حلوہ کھانے کے لئے پھر آجائے میں یہ بات اِس لئے کہہ رہاہوں کہ اِس قوت کو جگانے کا اشارہ اِس طاقت سے تعلق رکھنے والی ہماری ماضی کی ایک شخصیت ایسی بھی ہے جس نے شیخ السلام کے لانگ مارچ اور دھرنے کی تعریف میں آسمان کے قصیدے ملادیئے ہیں اور اِس طاقتورترین ادارے کی سوئی ہوئی قوت کو جھنجھوڑدیا ہے کہ اَب اِسے کچھ کرنے کا وقت آگیاہے۔

کیوں کہ آج اِس شخصیت جسے ہم سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے نام سے جانتے ہیں اِس شخصیت نے طاہر القادری کے اول لانگ مارچ اور دوئم دھرنے کے حوالے سے ایک نجی ٹی وی سے گفتگو کے دوران اپنی زبان اور لب ہلاتے ہوئے تحریک مہناج القرآن کے سربراہ طاہر القادری کے لانگ مارچ اور دھرنے کو

کامیاب قرار دیا ہے اور اِس موقع پر اِس شخصیت کا یہ کہنا تھا کہ میری تمام تر
ہمدردیاں اور حمایت پہلے دن سے ہی اِن کو حاصل تھی اور اِسی کے ساتھ سابق آمر
جنرل (ر) پرویز مشرف نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر آج جنرل کیانی کی جگہ میں ہوتا تو کچھ
نہ کچھ تبدیلی ضرور آچکی ہوتی کیوں کہ آج موجودہ حکمران اپنی مقبولیت کھو چکے ہیں ایسے
ہیں اِن کو حکمرانی کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی وہ ملک چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اِس
موقع پر مشرف نے ن لیگ کو بھی آڑے ہاتھ لیتے ہوئے کہا کہ پاکستان مسلم (ن)
لیگ میں شامل اُوپر سے نیچے تک کسی ایک شخص میں بھی ملک کی باگ دوڑ سنبھالنے
اور اِسے بحرانوں اور مسائل سے نکالنے کی صلاحیت نہیں ہے مشرف کا کہنا تھا کہ ن لیگ
کے پاس محض خیالی دعوے ہیں ملک میں مثبت تبدیلی صرف اور صرف عوام ہی لا سکتے
ہیں "مشرف کے اِن خیالات کو سُننے کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کے جیسے آمر
مشرف یہ کہنا چاہ رہے ہوں کے لازمی ہے کہ عوام موجودہ حکمرانوں اور آئندہ پانچ
سال تک اقتدار کا خواب دیکھنے والے ن لیگ والوں کا عام انتخابات میں کڑا احتساب
کرے اور اِنہیں ایسی نکیل دے کہ یہ تلملا کر رہ جائیں اور اگر اِس مرتبہ بھی جمہوریت
کی آڑ میں موجودہ برسرِ اقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن)
نے کوئی گیم کھیلنا چاہ تو بہتر ہے کہ جمہوریت کی ایسی گھناونی بساط پلٹ دی جائے جس
کے ثمرات دو جماعتوں اور ملک پر قابض رہنے والے مخصوص خاندانوں کو تو حاصل
ہوں مگر ساڑھے اٹھارہ کروڑ پاکستانی اِس سے محروم رہے

اور فوجی قیادت ملک کی حکمرانی سنبھال لے تاکہ پاکستانی عوام کو اِن کے بنیادی حقوق نصیب ہوں اور غریب کو دو وقت کی روٹی، کپڑا اور مکان ملے۔

اُدھر تحریک منہاج القرآن کے سربراہ اور دھرنیوں کے سرپرست ڈاکٹر علامہ مولانا طاہر القادری نے چودہ، پندرہ جنوری کی درمیانی رات گئے لانگ مارچ اسلام آباد پہنچے پر (پہلے مگر مختصراً خطاب) میں اپنے جوشیلے اندازخطابت میں اعلان کیا کہ منگل 15 جنوری کی صبح 11 بجے تک وفاق سمیت چاروں صوبائی حکومتیں اور اسمبلیاں تحلیل کردی جائیں (جوتاحال نہیں کی جاسکیں ہیں) اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ آج کے اِس عوامی لانگ مارچ اور دھرنے میں شامل دس لاکھ محب وطن اور نہتے پاکستانی جو خالصتاً اپنے حقوق کے حصول اور ملک میں بہتر تبدیلی لانے کے لئے جمع ہوئے ہیں اِن کی اتنی بڑی تعداد کے بعد حکومت کا جاری رہنے کا کوئی اخلاقی اور آئینی جواز نہیں رہ جاتا ہے اور اگر مہلت ختم ہونے پر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر عوام خود فیصلہ کریں گے کہ آئندہ کیا کرنا ہے اِس سارے منظر اور پس منظر پر میرا یہ کہنا ہے کہ قبل اِس کے کہ جمہوریت پسندوں اور علامہ طاہر القادری کے ایجنڈوں پر شک کرنے والوں کی اَنا کی وجہ سے تیسری قوت حرکت میں آجائے تو کیوں نہ جمہوریت پسند عناصر طاہر القادری کے آئینہ میں اپنا اپنا چہرہ دیکھ لیں اور افہام و تفہیم سے ایسا ہی کرلیں جیسا علامہ طاہر القادری چاہ رہے ہیں کیوں کہ آج ہمارے

جمہوریت پسند حکمرانوں، سیاستدانوں (خواہ اپوزیشن میں ہوں یا حکومتی اتحادی ہوں)
سب کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ علامہ طاہر القادری کا یہ ایک ہی ایجنڈا سب سے بڑا ہے
کہ دھرنے میں شامل ملک کی دس لاکھ اوراس سے زائد عوام اور ساری پاکستانی قوم
ذہنی و جسمانی اور روحانی طور پر اِن کے ساتھ ہے اَب ایسے میں حاکم الوقت کو فوراً یہ
کرنا چاہئے کہ یہ طاہر القادری کے لائے ہوئے ایجنڈے پر من و عن عمل کریں اور
جیسا طاہر القادری چاہ رہے ہیں ویسا کریں ورنہ یہ یاد رکھیں کہ تیسری قوت کے لئے تو
جمہوریت پسندوں نے آپس کی لڑائی کی وجہ سے حلوہ تو پہلے ہی تیار کر رکھا ہے تو وہیں
اِس قوت نے بھی اپنے بوٹوں پر پالش اور وردیوں پر کلف بھی لگالیا ہے.....!! جس
کے اثرا نظر آنے لگے ہیں...اور آج ہر پاکستانی اتنا ضرور سوچ رہا ہے کہکیا ملک میں کچھ
ہونے والا ہے....؟یا جمہوریت کو دبوچنے کے لئے آمریت پھر آنے والی ہے....؟؟

ذرا سمجھ تو لو، لانگ مارچ اور دھرنے کا فائدہ کس کس کو ہوا....؟؟

معاہدہ اسلام آباد میں دھرنیوں اور پاکستانی عوام کے حصے میں تکالیف اور لولی پاپ کے سوا اور کیا آیا اور کیا آئندہ آئے گا....؟؟

سر ہیرلڈ ولسن کا کہنا ہے کہ "سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے" اور اِسی طرح سیاست میں ہر دن ایک نیا دن ہوتا ہے، سیاست میں نہ تو کوئی کسی کا دشمن ہوتا ہے اور نہ دوست کیوں کہ اِس میں سب اپنے اپنے مفادات میں مگن رہتے ہیں اکثر اِسی لئے سیاست میں کل کے دشمن آج دوست اور اِسی طرح آج کے دوست کل کے دشمن کے روپ یں آمنے سامنے بھی آ کھڑے ہوتے ہیں۔

اِس پر آج مجھے یقین ہے کہ اِن دونوں کیفیات کا اندازہ میری پاکستانی قوم کو پچھلے دنوں بخوبی ہوگیا ہوگا کہ سیاست میں اقتدار اور مفادات کے حصولوں کی جنگ یں سب کچھ جائز ہوجاتا ہے جیساکہ ہمارے یہاں بھی گزشتہ دنوں قوم کو دیکھنے کو ملا ہے اَب اِس کے بعد میں اپنی قوم سے یہ قوی اُمید رکھنا چاہوں گا کہ اَب یہ کسی کے جھانسے اور بہکاوے میں نہیں آئے گی اور کسی بھی سیاست دان اور رہنما کا پیچھے اِس کا دامن تھام کر نہیں چلی گی کیوں کہ سب کے اپنے

اپنے مفادات ہوتے ہیں جنھیں یہ معصوم عوام کو استعمال کر کے حاصل کر لیتے ہیں اور بیچاری عوام ہے کہ یہ ہر بار بے وقوف بن جاتی ہے مگر اِس بار عام انتخابات میں عوام کو بے وقوف بننے کا نہیں... بلکہ اقتدار کی ہوس میں مبتلا اقتدار کے پجاریوں کو بے وقوف بنانے کا وقت ہے۔

میری قوم کو ایسا کیوں کرنا ہے تو اِس کے لئے ذرا یہ تو سمجھ لو کہ ، لانگ مارچ اور دھرنے میں عوام کی دی گئیں قربانیوں کا فائدہ کس کس کو ہوا ہے..؟ تو غور سے سُنو..! تحریک منہاج القرآن کے سربراہ ڈاکٹر علامہ طاہر القادری نے اپنے لاکھوں مریدین اور محب وطن پاکستانیوں کے ہمراہ اچودہ جنوری سے (اسلام آباد) وفاقی دار لحکومت کے کاروباری علاقہ بلیوایریا میں انتخابی اصطلاحات اور ملک میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لئے جو دھرنا دیا تھا بالآخر وہ دھرنا 84 گھنٹے گزر جانے کے بعد سترہ جنوری کو علامہ طاہر القادری کے دیئے گئے چار نکاتی مذاکراتی عمل کی تکمیل کے بعد بخیر وعافیت اختتام پذیر تو ہو گیا ہے مگر کیا دھرنیوں نے یہ سوچا ہے کہ اِس دھرنے سے علامہ کو کتنا فائدہ پہنچا ہے تو لو سُنو...!! ڈاکٹر علامہ طاہر القادری مظلوم عوام کے کاندھوں پر کئے گئے دھرنے سے حکومتی اتحادی بن گئے ہیں اور ایسے اتحادی جو مشاورتِ کُل کا درجہ رکھتا ہے یعنی سمجھے کہ کاندھ عوام کا اور مزے رہنمائے دھرنا کے... تو اَب سمجھو کہ عوام تم کہاں ہوئے اور رہنمائے دھرنا کہاں پہنچ گئے ہیں...؟

مگر اَب یہ اور بات ہے کہ اِس مذاکراتی عمل کے ملک اور عوام پر مستقبل قریب میں کیااور کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا ہوں گے ..؟اِس کے بارے میں کم از کم معاہدے کی تاریخ گزرنے سے قبل کچھ کہنادرست نہیں ہوگا کہ اِس معاہدے پر کتنا عمل کیا گیاہے اور کتنانہیں ...؟یاحکومت کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد صرف انقلاب کے جوش میں اُبلتے شیخ الاسلام اوراِن کے دھرنے میں شامل اِن کے لاکھوں مریدین سمیت کڑوروں، مہنگائی، بھوک وافلاس، تنگدست ،روٹی، کپڑا، مکان ،بجلی و گیس، علاج ومعالجہ ، تعلیم، سفری سہولیات اور اپنی دیگربنیادی آسائش زندگی سے محروم پاکستانی عوام کو لولی پاپ دیناتھا...؟یا حقیقی معنوں میں اِس معاہدے کی روح جسے "اسلام آبادلانگ مارچ اعلامیہ کا نام "دیاگیاہے اِس معاہدے کے مطابق اِس کے تمام طے شدہ نکات پر وقتِ مقررہ پر من و عن عمل کرکے اِس کے ثمرات عوام تک پہنچا بھی تھا...؟۔

اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں مفلوک الحال اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم پاکستانی قوم کوآنے والے دنوں میں خوداِس بات کا تجزیہ کرنا ہوگا کہ اسلام آباد لانگ مارچ اعلامیہ کے نام پر کئے جانے والے معاہدے پر ہمارے موجودہ جمہوریت پسند حکمرانوں نے کتنا عمل کیا اوراِس کے کتنے ثمرات عوام تک پہنچے ہیں ...؟یں یہ سمجھتاہوں کہ اَب آئندہ ہونے والے انتخابات جس کی

تاریخ بھی چار، پانچ یا چھ مئی میں سے کوئی ایک حتمی قرار پائے گی وہ بھی حکومت نے دے دی ہے اَب اِس سے قبل یہ فیصلہ کرنا اِس عوام کا کام ہے جو کہ دھرنے میں شامل تھی اور اِس دھرنے کو اپنے مسائل کا نجات دھندہ تصور کرتی تھی اِسے عام انتخابات میں اپنا ووٹ کاسٹ کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچنا ہو گا کہ حکومت نے معاہدہ لانگ مارچ پر کتنا عمل کیا ہے اور کتنا نہیں ...؟ اور اِس کے عوام تک کتنے ثمرات پہنچتے نظر آئے ہیں کہ نہیں ...؟؟

بہرحال ..! یہاں یہ امر قابلِ ذکر ضرور ہے کہ علامہ طاہر القادری کی رہنمائی میں وفاقی دار لحکومت کے کاروباری علاقہ بلیو ایریا میں دیا جانے والا دھرنا جس میں لاکھوں افراد جن میں معصوم بچے، خواتین، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سمیت ضعیف عمر افراد کی بھی خاصی تعداد موجود تھی آج یہ لاکھوں کا دھرنا دنیا کی تاریخ کا حقیقی معنوں ہیں ایک ایسا پُر امن اور پُر سکون دھرنے کا درجہ حاصل کر چکا ہے جس نے روزِ اول سے ہی عالم کُل ہیں ایک ایسی تاریخ رقم کر دی ہے کہ بین الاقوامی سطح کے مبصرین اور تجزیہ نگار اَب تک حیران ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں چار روز تک اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہنے والے وہ پاکستانی جو دنیا بھر میں جذباتی مشہور ہیں اِنہوں نے اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے خاطر ایک ایسا دھرنا دیا جس کے دھرنیوں نے ایک پتھر تو کیا تشدد کا کوئی ہلکا پھلکا مظاہرہ بھی نہیں کیا جس سے یقیناً عالمی سطح پر پاکستانیوں کا ایک اچھا امیج

گیاہے کہ ساری پاکستانی قوم ایسی ہر گزنہیں ہے جیسی ساری دنیااُنہیں دہشت گرد اور جذباتی اور جنونی گردانتی ہے یہ ٹھیک کہ کچھ ایسے ہوں گے ..؟

مگر یہاں سوال یہ بھی تو پیدا ہوتا ہے ایسے لوگ دنیاکے کس ملک اور کس قوم میں کب موجود نہیں رہے ہیں اور جو یقیناآج بھی اِن میں موجود ہوں گے مگر مٹھی بھر بگڑے ہوؤں کی وجہ سے ساری دنیا کا آج پوری پاکستانی قوم کو دہشت گرد اور جنونی کہنایکسر غلط ہے اصل میں میرے پاکستانیوں کی اصل فطرت اور حقیقی چہرہ یہ ہے جو ساری دنیا نے لاکھوں کے پُرامن دھرنے میں دیکھاہے اَب اِس کے بعد دنیامیں بسنے والے کسی بھی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہوناچاہئے ہے کہ کوئی چند مٹھی بھر عناصر کی وجہ سے میرے پاکستانیوں کو دہشت گرد اور جنونی کہہ کراپنا اُلو سیدھا کرتا پھرے اور امن پسند اور پُرسکون رہنے والی پاکستانی قوم کودہشت گرداور جنونی گردان کراِس کی زندگی تنگ کرے اوراِس ترقی اور خوشحالی کی راہیں بند کرے۔

ہاں تواَب میں بات کرنے جارہاہوں دھرنے کے آخری دن کے آخری لمحات میں دھرنیوں کے سربراہ علامہ طاہر القادری کی جانب سے حکومت کو آخری بار دیئے جانے والے الٹی میٹم اورڈیڈلائن کی جس کے بعد علامہ اور حکومتی کارندوں کی جانب سے جتنالچک کا مظاہرہ کیاگیاجہاں اِس سے بہت سے سوالات جنم لے رہے

ہیں تو وہیں دونوں جانب سے کیا جانے والا نرم رویہ بھی قابلِ بحث ہے اِس ہیں کوئی شک نہیں کہ دونوں جانب سے نرمی اور لچک کے عمل سے اتنا تو ضرور ہو گیا ہے کہ سخت سردی اور بارش کے موسم میں لاکھوں خواتین، بچوں، بڑھوں اور نوجوان لڑکے لڑکیوں پر رحم کھایا گیا اور ایک ایسا مذاکراتی عمل شروع کیا گیا جس سے دھرنے کے نہتے اور معصوم پاکستانیوں کی جان کی خلاصی تو ہو گئی مگر اس معاہدے کے بعد علامہ کے معصوم دھرنیوں کے ہاتھوں سوائے گیس بجلی، خوراک، تعلیم، علاج و معالجہ اور دیگر سہولیات سے پہلے والی محرومی کے کچھ نہیں آیا ہے یعنی اِس دھرنے کے رہنما اور معاہدے میں شامل حکومتی کارندوں نے اپنے اپنے مفادات کے حصول کے لئے لچکدار کا جتنا بھی مظاہرہ کیا آج اِن کے پاس اِس کی تعریف میں کہنے کو شاید الفاظ تک نہیں ہیں۔
اگرچہ حکومت کی جانب سے مذاکرات کا عمل اُس وقت شروع کیا گیا جب دھرنے کے چوتھے روز ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی غصیلی اور غضب ناک آواز میں اپنے مخصوص انداز سے اسلام آباد کی سخت سردی اور دھرنے کی پہلی بارش کے ساتھ ہی حکومت کو اپنا آخری ڈیڑھ گھنٹے کا (ڈرامائی) الٹی میٹم دیا تو حکومتی ایوانوں ہیں ہلچل مچ گئی اور حکومتی مشینری حرکت میں آ گئی اور صدر زرداری کی وزیر اعظم کو دی جانے والی خصوصی ہدایات پر وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے طاہر القادری سے مذاکرات کے لئے فوری طور پر ایک دس رکنی مذاکراتی ٹیم تشکیل بھی دے دی

جس کی قیادت چوہدری شجاعت حسین کر رہے تھے جبکہ اِس ٹیم کے شرکاء میں فاروق ایچ نائیک ، مخدوم امین فہیم ، قمرزمان کائرہ، ڈاکٹر فاروق ستار، بابر غوری، مشاہد حسین سید، خورشید شاہ، عباس آفریدی اور افراسیاب خٹک شامل تھے جنھوں نے سخت حفاظتی انتظامات میں ڈاکٹر طاہر القادری کے ایک کنٹینر میں بنائے گئے بنکر نما کمرے میں پانچ گھنٹے مذاکرات کے بعد اِن کی جانب سے پیش کردہ بیش تر نکات مان لئے جس پر صدر آصف علی زرداری کی رضامندی کے بعد مذاکراتی ٹیم کے شرکاء سمیت طاہر القادری اور وزیراعظم راجہ پرویزاشرف کے بھی دستخط ہوئے جس کے بعد اِس معاہدے کو "اسلام آباد لانگ مارچ اعلامیہ کا نام "دیا گیاہے۔

اگرچہ دھرنا ختم ہوگیاہے اور ایک معاہدہ عمل میں بھی لایا جاچکاہے اِس پر میں پاکستانی قوم اور معاہدیوں سے یہ پوچھنا چاہتاہوں کہ کیا عوام کو یقین ہے کہ اِس معاہدے سے انتخابی اصطلاحات ہوجائیں گیں اور اِس کے مسائل حل ہوجائیں گے..؟ اور اِسے چین اور سکھ نصیب ہوجائے گا..؟ تو یہ عوام کی شاید بھول ہے کیوں کہ اِس سارے معاہدے کا فائدہ حکمران جماعت کو ہوگا اِس سے یہ بالخصوص پنجاب سمیت دیگر صوبوں میں اپنا وقار بحال کرے گی اور اپوزیشن کی اُن جماعتوں کو پست کرے گی جو اِس گمان میں ہیں کہ عام انتخابات سے قبل یہ جمہوریت کی آڑ میں الائنس بنالیں گیں اور جیت اِن کی ہوگی اور اقتدار اِن کے

ہاتھ ہو گا تو ایسا ہرگز نہیں ہے اِس معاہدے کی رو سے موجودہ برسرِ اقتدار جماعت آئندہ ایک مرتبہ پھر مسندِ اقتدار پر قدم رنجا فرما کر عوام کی گردنوں پر اپنی حکمرانی قائم کر لے گی اور بیچارے عوام پھر پانچ سال کے لئے اپنے بنیادی حقوق گیس و بجلی، خوراک، علاج و معالجہ، تعلیم، پانی اور دیگر آسائشِ زندگی سے محروم رہ کر دہشت گردی، قتل و غارت گری، کرپشن، لوٹ مار اور بہت سے خطرات میں گھر کر زندہ درگوں ہو جائیں گے۔

شیخ چلّی کا منصوبہ اور الیکشن، خدشات و تحفظات اور بدگمانیاں

میرے ملک میں چونکہ اِن دنوں انتخابات کی آمد آمد ہے اور اِس سُنہری موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اور میرے ملک کا وہ ٹولہ جو آج بر سرِ اقتدار ہے وہ ہوسِ اقتدار میں ایسا مبتلا ہو چکا ہے کہ یہ کسی کی اچھی بات اور مشورہ بھی سُننے کو روادار نہیں ہے آج اِس کی اِس بیگانگی پر میں مختصراََ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اَب یہ ٹولہ ہوسِ اقتدار میں اُس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ جہاں مُلک کے اٹھارہ کروڑ مظلوم عوام کی حیثیت بھی اِس کے نزدیک کیڑے مکوڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے اور دوسری جانب ایک وہ گروپ بھی ہے کہ جو اقتدار کی کُرسی موجودہ حکمرانوں سے زبردستی چھین کر حاصل کر لینے کا شدت سے خواہشمند ہے اور اپنے اِس مقصد کے لئے اَب یہ ہر وہ اخلاقی و سیاسی حدیں پھلانگ لینا چاہتا ہے جہاں اِنسانی اقدار بھی بے بس ہوتی نظر آتی ہیں سیاسی جماعتوں کا ایک دوسرے کے بندے توڑنے اور جوڑنے کا عمل تیزی سے جاری ہے سیاستدان صُورتیں بدل بدل کا آرہے ہیں اور اپنی قیمتی لگا اور بڑھا رہے ہیں اور الیکشن سے قبل ہی ملک میں ایک ایسی سیاسی بساط بچھی چکی ہے جس سے متعلق شاعر کا یہ کہنا ہے :

بساطِ نو بچھی ہے جو سیاست گاہِ ہستی میں نئے شاطر بھی آئے ہیں نئے مہرے بھی آئے ہیں

سیاست میں، قیادت میں، وزارت میں حکومت میں پُرانی صُورتیں بھی ہیں نئے چہرے بھی آئے ہیں

اوراِسی طرح خود غرضی میں مبتلا سیاستدانوں کے ملک کے طول وارض میں پھیلائے ہوئے سیاسی جال و چال اور عوام کو سبز باغ دِکھائے جانے والی حربے بازیوں پر شاعر کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

یہ تقاضائے سیاست ہے وطن میں آجکل ---- یہ الیکشن کا زمانہ ہے ہراِک سانچے میں ڈھل

کہہ رہے ہیں پیر پگارا لیگیوں کو ووٹ دو--- حکمِ زرداری ہے کہ پیپلزپارٹی کے ساتھ چل

مگر افسوس ہے کہ ایسی تمام برائیوں کے باوجود بھی کوئی اپنی اصلاح کرنے اور عوام سے متعلق کچھ اچھا کرنے کو تیار نہیں ہے اگراِن دونوں میں سے کوئی کچھ کرنا ہی چاہتاہے..؟تو بس اپنے لئے ہر وہ کام کرنے کو تیار نظرآتاہے جس میں اِس کے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات ہوں یوں آج میرے ملک میں دونوں جانب (حزبِ اقتداراور حزبِ اختلاف) سے ہوسِ اقتدار کی تڑپ دِکھائی دے رہی ہے اور دنوں جانب سے ایک دوسرے کے پوشیدہ کرتوتوں کے پنڈورابکس کھل رہے ہیں اورشاید یہ اُس وقت تک کھلتے رہیں گے جب تک انتخابات نہیں ہوجاتے ہیں۔یہاں فی الوقت میں اِس بحث میں تو جانانہیں چاہتامگر یہ عرض کرناضروری

سمجھتا ہوں کہ برِ صغیر پاک وہند کے ہر عمر کے ادنا و اعلیٰ لوگ شیخ چلّی اور علی بابا اور اِس کے چالیس چوروں کو اِن کے علیحدہ علیحدہ قول و فعل اور کرداروں کے حوالوں سے کن الفاظوں اور جملوں کے ساتھ جانتے ہیں یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے مگر پھر بھی میں وضاحت کے لئے یہ کہتا چلوں کہ اکثر ایسے مواقعوں پر جب کوئی خود سے ایسے منصوبے بنا رہا ہو جس میں بدگمانیاں پیدا ہونے کے احتمال بڑھ رہے ہوں تو پھر ایسے وقت میں اِس خطے کے باسیوں میں کثرت سے شیخ چلّی کا منصوبہ والی ضرب المثل کا استعمال بڑھ جاتا ہے اور علی بابا اور اِس کے چالیس چوروں کا تذکرہ زور پکڑ لیتا ہے۔ بہر حال آج مجھے اِن دونوں شخصیات سے متعلق دی جانے والی ضرب المثل اِس وقت شدت سے یاد آگئیں جب گزشتہ دنوں ملک کے بیشتر موقر روزناموں کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی دو اور تین کالمی خبریں میری نظر سے گزریں جو ہماری موجودہ جمہوری حکومت کے انتہائی فہم وفراست سے لبریز محترم المقام عزت مآب صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری اور اِن کے صاحبزادے بلاول بھٹو زرداری کے اُن خطابات سے متعلق تھیں جو اُنھوں نے کراچی میں صدراتی کیمپ آفس بلاول ہاؤس میں پارٹی اراکین اسمبلی اور رہنماؤں کے اجلاس سے کیا تھا اجلاس سے خطاب کے دوران ہمارے صدرِ محترم نے اپنے مخصوص لب و لہجہ میں کہا کہ "یہ ہماری دانشمندی اور اعلیٰ سیاسی اور مصالحت و مفاہمتی عمل اور پالیسی کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم نے عوام کے بھرپور تعاون سے جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے یہ ہمارا اور ہماری

پارٹی کے لیڈروں اور ہماری جمہوریت اور مصالحت پسند حکومت کا ہی امتیاز ہے کہ ہم نے جمہوریت کو ڈی ریل کرنے والوں کو گڑ دے زیر کردیا ہے اور آئندہ بھی ہم ایسا ہی کریں گے ہمارے اِس عمل پر چاہئے کوئی کچھ بھی کہے ہمیں اچھا کہے یا بُرامگر ہم ایسا ہی کریں گے جیسا ہم کرتے آئے ہیں اِس کے ساتھ ہی صدرِ مملکت نے یہ بھی کہا کہ یہ ہماری اِس جمہوری اور جمہوریت پسند حکومت کو ہی اعجاز حاصل ہوگا کہ یہ اپنی مدت پوری کرے گی اور انتخابات کی تاریخ کا اعلان آئین کے مطابق کیا جائے گا عام انتخابات قریب ہیں نگراں حکومتیں آئین کے مطابق تمام اتحادی، اپوزیشن اور سیاسی قوتوں کی مشاروت سے تشکیل دی جائیں گی اور ایسی بہت سی گول مول باتیں ہیں جن کا تذکرہ یں مزید نہیں کرنا چاہوں گا مگر سوائے ایک بات کے جو اِس موقع پر صدرِ محترم عزت مآب آصف علی زرداری کے خطاب کے بعد پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے اپنے خطاب میں کہی ہے اِن کے خطاب کا یہ ایک جملہ جس نے میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیں اور یں حیرت انگیز طور پر ایک زوردار قہقہ مار کر رہ گیا اِن کا وہ جملہ یہ تھا کہ " پارٹی کی انتخابی مہم میں خود چلاؤں گا اور صدر محترم نے اپنے خطاب یں کہا تھا کہ " پیپلز پارٹی تاریخ کے شفاف ترین انتخابات کرائے گی" یہ دونوں ایک بعد دوسرے وہ جملے تھے جنہیں پڑھنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب عمران خان اور دوسروںکے سر یقینا چکرا کر رہ گئے ہوں گے کہ وہ ایک عرصے سے صرف یہ رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ "صدر زرداری کے ہوتے ہوئے انتخابات صاف شفاف نہیں ہو سکتے اور

الیکشن کو صاف و شفاف ہونے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ہے "جبکہ اَب اِس پس منظر میں عمران خان جیسے دوسروں کے خدشات اور تحفظات جو بیشک درست ہوں مگر باوجود اِن سب کے صدر تو "شیخ چلی کا منصوبہ "بنا چکے ہیں اَب دیکھنا یہ ہے کہ یہ اِس میں کتنا کامیاب ہوتے ہیں اور دوسرے کیا کرتے ہیں .؟ (ختم شُ

نواز شریف کی ساری باتیں درست ہیں مگر....؟

اگرچہ موجودہ اسمبلیوں کو تحلیل ہونے ہیں،ابھی 40/45دن رہ گئے ہیں اور اِسی طرح الیکشن کو بھی چارماہ کے قریب کا عرصہ درکار ہے مگر حیرت انگیز طور پر میرے ملک میں اِن دنوں الیکشن کی فضاء درآئی ہے اور ہر سو الیکشن کی باتیں زوروں پر ہیں جہاں اِس حوالے سے کچھ نئے سیاستدان بھی ہیں جو ہماری ملکی سیاست میں اپنے نئے چہروں کے ساتھ سامنے آنے شروع ہوچکے ہیں تو وہیں یہ اپنے وجود کا احساس دلانے کے لئے الیکشن اور جمہوریت کے حوالے سے بہت سی ایسی اَنہونی بھڑکیاں بھی مار رہے ہیں جن کی نہ تو آئین میں کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی ہماری موجودہ بکھری ہوئی سیاسی بساط میں اتنا دم خم ہی باقی رہ گیا ہے کہ یہ اِنہیں برداشت کرلے تو ایسے میں اکثر ہمارے پرانے خرانٹ قسم کے سیاستدان بھی ہیں جو اِن نومولودوں کی بھڑکیوں اور اِن کی طرح طرح کی فرمائشوں کے بعد حالات کے نشیب وفراز کا مسلسل جائزہ لے رہے ہیں،اوراپنے تمام ذاتی و سیاسی اختلافات کو بھلاکر متحدو منظم ہوگئے ہیں اور اپنی دانش اور فہم سے اِن نومولودوں کو یہ سمجھانے کی بھی کوششیں کررہے ہیں کہ الیکشن اور جمہوریت کی صحیح تشریح یہ نہیں ہے جو یہ نئے جوشیلے سیاستدان کررہے ہیں،اِس پر، پرانوں کا یہ کہناہے کہ اگر الیکشن سے متعلق اِن کی پیش کردہ تھیوری اور مطالبات پر عمل کرلیاگیاتو پھر الیکشن

اور جمہوریت کے ایسے نتائج نہیں نکل پائیں گے کہ جیسے گزشتہ 65 یا 66 سالوں سے ہمارے یہاں سامنے آتے رہے ہیں اَب اتنی سی بات ہمارے ملک کے پرانے برسرِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کے سیاستدان اپنی ملکی سیاست میں قدم رنجا فرمانے والے نئے سیاستدانوں کو سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ ہمارے یہاں مدتوں سے (سیاستدانوں ، اُمیدواروں اور عوام اور ووٹر کے نزدیک) الیکشن کی تشریح اور تعریف بقول شاعر یہ ہے کہ :-

الیکشن نام ہے جس کا وہ خدمت ہے عبادت ہے ہمارا ووٹ کیا ہے ملک وملت کی امانت ہے

مگر جب جائزہ اِس کا لیا تو یہ ہوا ثابت الیکش قوم کی خدمت نہیں ہے اِک تجارت ہے

اور اِسی طرح بقولِ شاعر ہر بار عوام کی نظر میں الیکشن کی صرف اتنی ہی اہمیت رہی ہے کہ :

ووٹ دینے کا دِلانے کا زمانہ آگیا --- دعوتیں کھانے، کِھلانے کا زمانہ آگیا

ہر طرف پیسہ چلانے کا زمانہ آگیا --- کالے دھن کو اَب لُٹانے کا زمانہ آگیا

بہر حال .. ! چلیں چھوڑیں اِن باتوں کو اَب میں آتا ہوں اپنے اصل موضوع کی طرف

گزشتہ دنوں جب ایک طرف پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف بالا بائی پاس پر ساندان کے قریب جلسہ سے خطاب اور مسلم لیگ بلوچستان کے صدر چیف آف جھالاوان نواب ثناء زہری سے ٹیلی فون پر گفتگو کر رہے تھے تو اِس دوران اُنھوں نے جتنی بھی نئی پرانی اور رٹی رٹائی باتیں کیں آج اِن سے ساڑھے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کی (مجھ سمیت اِن کے مخالفین کے علاوہ) اکثریت ضرور متفق ہو گی۔

جبکہ اِن دونوں مواقعوں پر میاں نواز شریف کا کہنا تھا کہ "یہ حقیقت تو سب ہی جانتے ہیں کہ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے اور وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں جب ساڑھے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کی اِس ظالم حکومت سے جان چھوٹ جائے گی اور اِسی طرح اِن کا کہنا تھا کہ " الیکشن بھی سر پر ہیں اگر آئندہ الیکشن میں درست ٹھپہ لگا تو ملک کا مستقبل سنور جائے گا" یہ خواہش تو آج ہر محب وطن پاکستانی کی ہے کہ الیکشن صاف و شفاف ہوں اور ملک میں مخلص اور دیانت دار نئی قیادت آئے اور عوامی مسائل حل کرے اور ملک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرے تو کتنا اچھا ہو جائے اور نواز شریف نے کہا کہ " نگراں حکومتوں کے قیام میں کسی کو ٹک ٹکا نہیں کرنے دیں گے " یہی بات اور مطالبہ تو وہ لوگ بھی کر رہے ہیں جناب..! جنھیں آپ بیرونِ ملک سے آئے ہوئے مداری اور سرکس لگانے والے کہہ رہے ہیں میاں صاحب کا کہنا ہے کہ " چند ہزار لوگوں کو ساڑھے

اٹھارہ کروڑ عوام پر حاوی ہونے دیں گے اور نہ اِن کے ناجائز مطالبات مانیں گے" تو میاں صاحب جب آپ چندہزار افراد کو ملک کی ساڑھے اٹھارہ کڑور عوام پر حاوی ہونے پر تلملااُٹھے ہیں تو ذرا یہ بھی تو سوچیں،اور انصاف کریں کے بیچارے یہ معصوم غریب عوام ہیں کہ جنھوں نے ملک کے چند خاندانوں کے اُن چند سو افراد کو بھی تو 65/66 سالوں سے برداشت کیا ہوا ہے یہ سب کیا ہے..؟ جو ہمارے ایوانوں پر قابض ہیں،اور ملک کے ساڑھے اٹھارہ کڑور عوام کی قسمت کا فیصلہ یک مُشت کرکے اِنہیں مسائل کی چکی میں پیسنے کا بندوبست کردیتے ہیں اِس پر آپ کی کوئی مذمت کیوں نہیں آتی ہے اور آج آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم چندہزارافراد (دھرنیوں) کوملک کی ساڑھے اٹھارہ کڑور عوام پر حاوی نہیں ہونے دیں گے بھلا یہ کہاں کا تضاد ہے..؟کہ نصب صدی سے زائد عرصے سے ایوانوں پر قابض رہنے والے خاندانوں کے چند سوافراد اپنے فیصلوں سے کڑورں لوگوں کی زندگیوں کا ستیاناس تو کریں مگر جب بقول آپ کے چندہزار افراد اپنے حقوق کے حصول اور ملک کی حقیقی ترقی وترقی اور خوشحالی کے خاطر آواز بلند کررہے ہیں تواِس پر آپ سمیت دوسروں کے پیٹوں میں مڑوڑااٹھ رہے ہیں سوچیں اگر پچھلے 66/65 سے آپ اور آپ جیسے دوسروں نے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق گیس، پانی وبجلی، خوراک، تعلیم، علاج و معالجہ اور بہترین سفری سہولیات مہیا کی ہوتیں،اور اِنہیں دہشت گردی، مہنگائی، بھوک وافلاس، قتل وغارت گری، کرپشن اور اقرباء پروری سمیت بہت سی غیر اخلاقی بُرائیوں سے نجات دلائی ہوتی تو یقین پھر کوئی بھی

پاکستانی کسی بیرونِ مداری اور سرکس لگانے والے کے پیچھے ہرگز نہ چل پڑتا۔
مگر افسوس ہے کہ آپ اور آپ جیسوں نے عوام کو تو اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے خاطر سوائے استعمال کرنے اور اِنہیں بے وقوف بنانے کے کچھ کیا ہی کیا ہے..؟ میاں صاحب کا یہ سب کہنا بیشک درست ہے کہ کراچی میں روز لاشیں گر رہی ہیں اور حکومت کسی مجرم کو نہیں پکڑ رہی ہے حکومت نے مسائل کے دلدل میں دھنسے عوام کو پانچ سالوں میں مہنگائی، بیروزگاری اور قتل وغارت کے سوا کیا دیا ہے، سندھ میں نوکریاں اپنے جیالوں اور اپنے اتحادیوں کو تو دی جارہی ہیں مگر عام آدمی سے نوکری کے لئے رشوت لی جارہی ہے۔
اِس پر میرا خیال یہ ہے آج کم از کم نواز شریف کی اِن باتوں سے تو کوئی مجبور اور مفلوک الحال پاکستانی انکار نہیں کرے گا کہ ہماری اِس سر سے پیر تک جمہوری لبادے میں لپٹی حکومت میں ایسا ضرور ہو رہا ہے جیسا میاں محمد نواز شریف فرمارہے ہیں اَب اگر ایسا نہیں ہے تو حکومت کو چاہئے کہ وہ میاں صاحب کی اِس بات کا فوراً جواب دے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے پاس میاں صاحب کی اِن باتوں کا کوئی جواب نہیں ہوگا کیوں کہ یہ ایسا ہی کر رہی ہے جیسا میاں صاحب فرمارہے ہیں مگر اِن تمام باتوں کے باوجود مجھے میاں نواز شریف کی اِس بات سے کھلا اختلاف ہے کہ وہ یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ "انہیں اقتدار کا شوق نہیں ہے

جبکہ ملک کے سارے اٹھارہ کڑور عوام یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اِنہیں اقتدار کا) ایساہی شوق ہے جیسے ماہی بے آب کا سمندر میں جانے کے لئے ہوتاہے) اوراِن کایہ بھی کہناہے کہ "میں ملک کو مشکلات سے نکالناچاہتاہوں" تواِن کی اِس بات پر میں یہ عرض کرناچاہوں گاکہ یہی بات تو تحریک منہاج القرآن کے سربراہ ڈاکٹرطاہرالقادری بھی 23دسمبر2012 سے اپنے دھرنے کے آخری روزیعنی 17 جنوری 2013تک اپنے ہونے والے جوشیلے اور دھرنیوں کو گرمادینے والے خطابات اور مذاکراتی عمل اور معاہدے کی شرائط اور مطالبات میں بھی توکہتے رہے ہیں مگر آج علامہ کی اِس بات پر حکومت اورآپ کا یہ کیوں کہناہے کہ اگر طاہرالقادری ملک میں کوئی تبدیلی لانااور عوام کے مسائل حل کرناچاہتے ہیں تواِنہیں الیکشن میں حصہ لے کر ملکی سیاست اور اقتدار کی دوڑ میں شامل ہوناپڑے گاجب تک یہ ایسانہیں کرتے ہیں تواِنہیں کوئی حق نہیں کہ یہ ملک میں کسی تبدیلی اور عوام کے مسائل کے حل کی باتیں کریں میرے یہی آخری جملے آپ کے لئے بھی ہیں اگرآپ ملک اور قوم کے لئے واقعی کچھ کرناچاہتے ہیں توآپ کو بھی یہ چاہئے کہ آپ پہلے اپنے اِس مشورے پر خود عمل کریں جو آپ علامہ کو دے رہے ہیں۔

مشرف کا دعویٰ میرے دور میں صرف 4ڈرون حملے ہوئے۔؟

کیا یہ سچ ہے؟ مشرف کا دعویٰ میرے دور میں صرف 4ڈرون حملے ہوئے۔؟
پاکستان میں ڈرون حملوں کی بغیرچوں چراں کئے پیشگی اجازت دینے کے ذمہ دار اورسات سمندر پار خودساختہ جلاوطنی گزارنے والے سابق صدر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف جنھوں نے ہمیشہ امریکی آقاؤں کی چمچہ گری کو عبادت سمجھااوراسی طرح جنھوں نے امریکیوں کی خوشامد کو اپنی بقاو سالمیت کا درجہ جانااوران کی تلواگیری کو اپنی فاداری سے تعبیرکیااُنھوں نے نیویارک میں ایک جلسے سے خطاب کے دوران پاکستانی قوم کے لئے حیران کردینے والا انکشاف کیا ہے کہ میرے دورِ حکومت میں صرف چار ڈرون حملے ہوئے، میں نے اپنے ہوتے ہوئے آخری دن تک ڈرون حملوں کی تعداداِس سے زیادہ بڑھنے نہیں دی، یہ میری حب وطنی اور اپنے ہم وطنوں سے محبت کا ثبوت ہے کہ میں نے اپنے منشور "پہلے پاکستان پھر کوئی اور کی پاسداری" کی اور اپنی اعلیٰ حکمتِ عملی اور دانش مندی اوراپنی عسکری سوچ اور سمجھ کی بنیاد پر امریکیوں کو چار سے زیادہ ڈرون حملے نہیں کرنے دیئے اِن کا کہنا تھا جبکہ آج کی اِس جمہوری حکومت نے تو حد ہی کردی ہے آج روزانہ لاتعداد ڈرون حملے ایسے ہو رہے ہیں کہ جن کا شمار نہیں

کیا جاسکتا ہے اُنھوں نے مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہاکہ اِن ڈرون حملوں سے میرے ملک کے معصوم اور بے گناہ شہریوں پر بم ایسے گرائے جارہے ہیں جیسے آم کے درخت سے پکّے ہوئے آم گرتے ہیں اور جامن کے درخت سے جامن گرتے ہیں، آمر مسٹر مشرف نے یہ بھی انکشاف کیاکہ میں عام انتخابات سے ڈھائی ماہ قبل وطن واپس آؤں گا اور اپنے اُوپر قائم تمام مقدمات کا خندہ پیشانی سے سامنہ کروں گا، اِن کا اِس موقع پر یہ کہنا شاید میری طرح آپ کو بھی مذاق لگے کہ "میں پاکستان میں ہونے والے ڈرون حملوں کے خلاف ہوں" جبکہ میری یاداشت یہ بتارہی ہے کہ ہمارے یہاں ڈرون حملوں کی اجازت بھی اِنھوں نے ہی دی تھی" مگر کیا آج یہ مضحکہ خیز نہیں لگ رہاہے کہ آمر مشرف کہہ رہے ہیں کہ یہ ڈرون حملوں کے سخت خلاف ہیں، اگر آج مشرف اپنی زبانی اِس قسم کا دعویٰ اور انکشاف کررہے ہیں تو اِنھوں نے ظالم امریکیوں کو پہلے ڈرون حملوں کی اجازت کیوں دی تھی...؟ ایسے میں ایک سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ کہیں یہ آمر مشرف کی عام انتخابات سے قبل کوئی چال تو نہیں کہ یہ ایسے جذباتی جملے بول کر عوام کے دلوں پر براہم رکھنا چاہ رہے ہوں اور یہ بتانے کی کوشش کررہے ہوں کہ اِن سے ماضی میں جو غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں اِنھیں میرے پاکستانی معصوم شہری معاف کردیں اور جب میں پاکستان آکر عام انتخابات میں حصہ لوں تو مجھے ووٹ دے کر کامیاب کریں تاکہ میں اِن کے مسائل حل کروں کیوں کہ بقول اِن کے ملک میں تمام وسائل موجود ہیں لیکن اچھی قیادت نہیں ہے اِن کا کہنا تھا کہ اگر ملک میں تبدیلی نہ

آئی تو موجودہ اسٹیٹس مزید پانچ سال تک جاری رہے گا ہاں البتہ۔۔!اِس موقع پر پرویز مشرف نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں اتنا ضرور کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری اور عمران خان نے عوامی توقعات پر پورا اُترنے کی ضرور کوشش کی ہے"۔

اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جیسے سابق آمر جنرل (ر) پرویز مشرف قوم پر یہ باور کرانے کے لئے کسی مناسب حالات اور وقت کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ آئندہ انتخابات میں قوم نے اِن پر اعتماد کیا یا اِنہیں ووٹ دیا یا یہ کسی بھی ذرائع سے اِنہیں دوبارہ اقتدار مل گیا تو ملک اور عوام کی رہی سہی تقدیر یہ یوں بدل کر رکھ دیں گیں کہ قوم کو ہر مسئلے سے نجات مل جائے گی یعنی آج اگر قوم کو زندگی کی ذرا سی بھی آس یا اُمید کی کوئی کرن نظر آرہی ہے تو یہ اِس سے بھی قوم کو محروم کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑیں گے۔

اور کیا یہ بھی سچ ہے کہ اِن کے دورِ حکومت میں کیا صرف چار ہی ڈرون حملے ہوئے تھے۔۔۔؟جبکہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ اِنہوں نے امریکیوں کو ایک معاہدے کے تحت ڈرون حملوں کی پیشگی اجازت دے رکھی تھی۔اگر ایسا نہیں ہے تو مسٹر آمر جنرل (ر) پرویز مشرف جی۔۔۔!آپ کو سب سے پہلے عوام کی عدالت میں خود کو نہتا پیش کرنا ہوگا اور عوام کو اِس بات کا پورا یقین دلانا ہوگا کہ ڈرون

حملوں کی اجازت آپ یا آپ کی حکومت کے دور میں کس نے دی تھی ...؟ جبکہ گزشتہ دنوں اِس کا اعتراف خود امریکی بھی کر چکے ہیں کہ ڈرون حملوں کے لئے پرویز مشرف اور اِن کی حکومت کے اراکین کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا جس کی بنیاد پر امریکا کو اپنے قبائلی علاقوں میں حملوں کی باقاعدہ طور پر اجازت دی گئی تھی اور اِس معاہدے کی روسے کسی بھی وقت کسی بھی پاکستانی بالخصوص قبائلی علاقوں میں حملے کی صورت میں بار بار حکومتِ پاکستان یا صدرِ پاکستان سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی ایک ایسا بھی معاہدہ آمر پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں امریکیوں کے درمیان طے پایا تھا کیا اِس معاہدے کو بھی کبھی پرویز مشرف جھٹلا پائیں گے...؟؟

جبکہ میری نظر میں ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق سابق آمر صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے اِس سّچ کی قلی کھل جاتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں پاکستانی خودمختاری کے خلاف پہلا امریکی ڈرورن حملہ 2004 میں ہوا اور اِس کے بعد سے اَب تک آٹھ سالوں سے ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہیں یوں اِس سارے عرصے کے دوران 339 ڈرون حملے ہوچکے ہیں جن میں جہاں ممکن ہے کہ کئی شدت پسند ہلاک ہوئے ہوں تو وہیں دنیا کے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر کے باسیوں پر جدید جنگی ٹیکنالوجی کے ذریعے کئے جانے والے حملوں سے بے شمار نہتے اور معصوم انسان جن میں معصوم بچے، بوڑھے، مرد و خواتین بھی شامل ہیں

وہ شہید ہو چکے ہیں۔

مگر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اِن سانحات کی شدید مخالفت کے باوجود بھی پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والے امریکی ڈرون حملے اپنی پوری شدت سے جاری ہیں اور آٹھ سالوں سے اِن ڈرون حملوں کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے والے امریکیوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ یہ اِس سے باز ہی نہیں آرہے ہیں،جبکہ اِسی تحقیقاتی رپورٹ میں اِس کا بھی اِنکشاف کیاگیاہے کہ سب سے زیادہ ڈرون حملے موجودہ حکومت کے سال 2010 میں کئے گئے ہیں اور 122 حملوں میں 1128 افراد لقمہ اجل بنے سال 2012 میں 45 کے لگ بھگ ڈرون حملے ہوئے جن میں 336 افراد موت کی وادی میں جاسوئے اِس تحقیقاتی رپورٹ میں واضح طور پر یہ بھی بتادیاگیاہے کہ 2004 سے اب تک جو 339 ڈرون حملے ہوئے ہیں اِن میں 3400 افراد شہید ہوئے ہیں اوراِس رپورٹ میں وثوق کے ساتھ اِس کا بھی برملا اظہار کیاگیاہے کہ اعداد و شمار کہتے ہیں کہ اِن حملوں میں 176 معصوم بچے نشانہ بنے اور اِسی طرح اِس کا بھی انکشاف کیاگیاہے کہ ظالم کافر بش انتظامیہ کے دورِ اقتدار میں 52 جبکہ خود کو مسلمان کہنے والے آج کی دنیاکے سب سے بڑے دہشت گردِ اعظم اوبامہ کی صدارت میں پاکستانی مسلمانوں پر ریکارڈ توڑ 398 حملے ہوئے ہیں اوراِن پر پاکستانیوں کے احتجاج امریکی صدر اوبامہ اوراِس کی انتظامیہ کے نزدیک بے معنی ہیں۔

مفاد پرست سیاستدان و حکمران، سیاست میں جو بات جذبات میں

اقوامِ عالم کے گزرے وقتوں کے دانشوروں کے حکومت اور سیاست سے متعلق بہت سے اقوال موجود ہیں جو حکومت اور سیاست کے زور آزماؤں کے لئے مشعلِ راہ کا درجہ رکھتے ہیں تو وہیں الفرڈای سمتھ اور ورنز فنکٹ نامی دو ایسی شخصیات بھی گزری ہیں جنھوں نے اقوامِ عالم کے حکومت اور سیاست کے میدان ہیں قسمت آزمانے والوں کی بہتری کے لئے دونوں (سیاست اور حکومت) کی تعریفیں کچھ اِس طرح کردی ہیں کہ اِنہیں اپنا کر یہ اپنی درست سمت کا تعین کر سکتے ہیں اور اِن پر قائم رہ کر ملک و قوم کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں مگر آج سیاست اور حکومت کے زور آماؤں کو اِن تعریفوں پر عمل کرنا کہیں ضروری اور کہیں غیر ضروری سمجھا جانے لگا ہے الفرڈای سمتھ نے سیاست کی تعریف میں کہا ہے کہ " اگر انسان سیاسی میدان میں حقیقی معنوں میں کچھ کرنے کا خواہشمند ہے تو اِس کے اندر دوست بنانے اور اِنسانی فطرت کو سمجھنے کی صلاحیت موجود ہونی چاہئے" جبکہ ورنز فنکٹ کا حکومت سے متعلق یہ خیال ہے کہ "ہر آدمی حکومت کی میز پر بیٹھ کر کھانا تو ضرور کھانا چاہتا ہے لیکن پلیٹوں اور برتنوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتا"۔

مگر آج جب میں موجودہ دور میں دنیا کے جس ملک اور معاشرے میں سیاستدانوں کی

ذات،اِن کی سوچ، اوراِن کے قول و فعل کے ساتھ ساتھ اِن ممالک میں اقتدار کی ہوس کے پجاریوں کی سرگرمیوں کا بھی جائزہ لے رہاہوتاہوں تو مجھے اِن سب کی جستجو الفرڈای سمتھ اورورنر فنک کے اقوال کے بالکل برعکس نظرآتی ہے آج ایسے لوگوں میں ترقی یافتہ ممالک کے بھی افراد شامل ہیں تو وہیں بیشتر ترقی پذیر ریاستوں (بشمول پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک) کے سیاستدان اور حکومتی حواری بھی کسی سے پیچھے نظر نہیں آتے ہیں جواِس بات کا غماز ہے کہ اِن ممالک کے سیاستدان اور اقتدار کے مندر کے پنڈت الفرڈای سمتھ اور ورنر فنک کے اقوال کواپنے اپنے انداز سے اپنے پیروں کے نیچے کچھ کس طرح کچل رہے ہیں کہ یہ اپنے اِس عمل سے اپنی ذات کے لئے وہ سب کچھ حاصل کرلیں گے ...؟جو آج تک کسی اور کے حصے میں نہیں آیا ہے...؟مگر جب اِنہیں اپنے مقصد میں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوپاتی ہے تو بالآخر اِن سیاستدانوں اور اقتدار کے مندر کے پنڈتوں کے ہاتھوں میں سوائے بدنامی اور ذلت و رسوائی کے کچھ نہیں آتاہے اَب یہ بات میرے ملک کے سیاستدانوں اور ہوسِ اقتدار میں مبتلا مجنونوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے انجام سے ڈریں اور اپنا احتساب کریں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور سیاست اور حکومت کا مزہ (جذباتی باتوں اورعوام کو مسائل سے نجات دلانے جیسے سبز باغات دکھانے کے بجائے) اِس طرح سے لوٹیں جس کی طرف الفرڈای سمتھ اور ورنر فنک اشارہ کرگئے ہیں میری اِس بات سے شاید آپ انکارنہ کریں کہ آج مسائل کی چکی میں پسے پاکستانی عوام کو ہمارے سیاستدانوں اور

حکمرانوں نے اپنی سیاست کی گتھی میں الجھا کر اور لچھے دار نعروں میں دھنسا کر رکھ دیا ہے اور آج میرے ملک کے سیاستدان اور حکمران جس ڈگر پر چل پڑے ہیں اَب اِن کے قول و فعل سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ اِن کی نظر میں نہ تو ملک اور قوم کی کوئی اہمت باقی رہ گئی ہے اور نہ ہی اِن کا ضمیر ہی زندہ ہے کہ وہ اِن کے کسی بھی فعلِ شنیع پر اِنہیں جھنجھوڑے مگر انتہائی افسوس کی بات آج یہ ہے کہ اگر اِن مفادت پرستوں کے نزدیک کسی چیر کی اہمیت باقی رہ گئی ہے تو وہ صرف قومی خزانہ ہے اور اِن کا مفاہمتی عمل ہے جو اِن کی راحت اور تسکین کا واحد ذریعہ ہے۔

جبکہ میری دھرتی کے سیاستدانوں اور حکمرانوں میں ایسی سوچ اور فکر کا زور پکڑنا پاکستانی قوم کے لئے ایک المیہ ہے کیوں کہ میرے ملک میں قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک کوئی ایسی سیاسی قیادت اُبھر کر سامنے نہیں آسکی ہے جو ملک اور قوم کے ساتھ مخلص رہی ہو آج اگر کوئی بھی محب وطن پاکستانی اپنی سرزمینِ پاکستان کی 65 سالہ تاریخ پر نظریں دوڑائے تو اِسے اپنے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی طرف سے سوائے مایوسیوں اور اندھیروں کے کچھ بھی نہیں ملے گا کیوں کہ میری دھرتی کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد سول اور فوجی بیوروکریسی، صنعتکار، جاگیردار طبقے کے ساتھ ساتھ مذہبی حلقوں کی گٹھ جوڑ اور اِن سب کا آپس میں بغل گیر ہونے کی وجہ سے ملک میں کوئی ایسا نظام نہ

پنپ سکا جس سے ملک میں سیاسی، سماجی، معاشی اور اقتصادی لحاظ سے کوئی یکسوئی پیدا ہوتی یوں ایک لمبے عرصے تک ملک میں آئین سازی کا بحران رہا اور محلاتی سازشوں کے ذریعے ملک میں گھناؤنی سیاست کو پروان چڑھایا جاتا رہا اور شاید یہی وجہ بنی جس سے ملک میں فوجی آمریت مضبوط ہوئی اور امریکا کو اپنی مداخلت کا پورا پورا موقع ملا یوں تب سے آج تک میرے ملک میں قدم قدم پر امریکی مداخلت اور ہر معاملے میں فوجی آمریت کو جواز بنانے کر پیش کرنے کا ڈھونگ رچایا جاتا رہا ہے اور جمہوریت کا گلا گھونٹا گیا اور افسوس ہے کہ اِس عرصے کے دوران قوم کو ہوش سے زیادہ جذبات کے ماتحت کئے گئے فیصلوں اور نعروں یں بھی بہلایا اور پھسلایا جاتا رہا اور بغیر کسی سمت کا تعین کئے قوم کی ناؤ (کشتی) کو ایک انجان سمت پر چھوڑ دیا گیا جو آج بھی حالات کے نشیب وفراز میں مسائل اور بحرانوں کے طوفانوں میں ڈولتی ہوئی چلی جارہی ہے۔

آج مایوسیوں اور نااُمیدیوں سمندر میں ڈوبتی قوم اِن حالات میں کسی مخلص سیاسی قیادت اور دیانتدار حکمران کی تلاش میں سرگرداں ہے جو مسائل اور بحرانوں کے طوفانوں میں ڈولتی کشتی کی درست سمت کا تعین کریں اور قوم کو الفرڈ ای سمتھ اور ورنر فنک کے سیاسی اور حکومت کی تعریف میں بیان کردہ اقوال کی روشنی میں لے کر چلیں جس کے بعد ملک اور قوم کی حالتِ زار میں بہتری آئے اور میرا ملک اور میری قوم بھی دنیا کے اُس خطے میں شمار ہونے لگے

جہاں مسائل کم اور وسائل زیادہ ہیں اور میرے ملک کے سیاستدان اور حکمران اُن افراد میں شامل ہونے لگیں جو حکومت کی میز پر کھانا تو ضرور کھائیں لیکن اِنہیں پلیٹوں اور برتنوں (یعنی ملک اور قوم) سے بھی کوئی سروکار ہو " میرے ملک کے سیاستدان اور حکمران اِس سے یہ مطلب نہ لیں کے یہ حکومت کی میز پر کھانا تو کھائیں مگر پلیٹیں اور برتن بغلوں میں دبا کر لے بھاگیں ۔ (ختم شُد)

اَب انتخابات کیسے ہوں گے جب۔؟

سیاستدان وحکمران اور عوام کی کشمکش ،اعتماد یا عدم اعتماد کی جنگ؟
چلواَب ۔۔! بے شمار سیاسی دباؤ اور تنقیدوں کے بعد یہ اطلاعات آرہی ہیں کہ صدر نے نگران وزیراعظم کے لئے 4بنیادی معیار مقرر کردیئے ہیں ،اَب ایسے میں یہ لگتا ہے کہ جلد ہی اسمبلیاں تحلیل ہونے کو ہیں، اور انتخابات میں چند ہی دن باقی رہ گئے ہیں ،یوں ہر طرف انتخابات کے لئے صف بندی کی جارہی ہے، اپنے پرائے سب کی غلطیاں معاف کی جارہی ہیں، مصالحتی اور مفاہمتی عمل کے ساتھ ساتھ جوڑ توڑ کا سلسلہ بھی جاری ہے ،چمک اور لفافہ کلچر کوپَرلگ گئے ہیں، سیاسی خاندان ٹوٹ رہے ہیں ، باپ ، بیٹے ، بیٹاں اور قریبی رشتہ دار اپنی اپنی سیاسی فاداریاں تیزی سے بدل رہے ہیں، سیاسی اور مذہبی جماعتیں سکڑ اور پھیل رہی ہیں،اس عمل کے لئے ملک کی تمام چھوٹی بڑی سیاسی و مذہبی جماعتیں متحرک ہوگئیں ہیں،کچھ اپنے کارناموں پر نازاں ہیں تو کچھ نالاں ہیں،کچھ خوش فہمیوں میں مبتلا ہیں تو کچھ مایوسیوں کے اندھیروں میں غوطہ زن بھی ہیں، موجودہ اورآئندہ قیادت پر اعتماد اور عدم اعتماد کی جنگ جاری ہے ، گو کہ ایسے میں دوسری طرف ملک کے اٹھارہ ، اُنیس کروڑ عوام بھی ہیں، جنہیں انتخابات

یں اپنے ووٹوں سے نئی قیادت کا چناؤ کرنا ہے، موجودہ حالات میں عوام کو اپنی ذمہ داری خوب ٹھوک بجا کرادا کرنی ہے، جس کے لئے اِنہیں سنجیدگی سے اپنا
کردارادا کرنا ہے، اپنے اِس کردار کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے عوام کو خود ایسادانشمندانہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ مسائل، بھوک و افلاس اور محرومیوں کے سمندر سے نکل سکیں اور اپنی بقاوسالمیت کا خود سامان کریں، یعنی عوام کو ابھی سے اپنی بہتری کے لئے ضرور سوچنا ہوگا، آج اور ابھی ہی سے ایک لمحہ ضیاع کئے بغیر اپنی بہتری اور روشن مستقبل کی تلاش میں سر گرداں ہونا پڑے گا... گزشتہ دنوں جب اِس حوالے سے میری ملاقات چند سنجیدہ اور باشعور شہریوں (جن میں نوجوان، جوان، بوڑھے اور ہر عمر کے افراد شامل تھے) سے ہوئی تو اُنھوں نے میری اِن باتوں اور سوالات سے اتفاق تو ضرور کیا مگر وہیں اِنھوں نے ساتھ ہی اِن تمام باتوں پر ایک انجانے سے خدشے کا بھی اظہار کردیا ہے جو اِنہیں اندر ہی اندر ڈسے جارہا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہر بار کی طرح امسال بھی آئندہ انتخابات میں صرف چہرے بدل دیئے گئے اور نظام کو نہیں بدلا گیا تو اِن کا مستقبل ایسا ہی تاریک رہے گا جیسا اِن دنوں اِن کا حال ہے یا اِن کے لئے اِس سے بھی زیادہ بُرے حالات پیدا کردیئے جائیں اور اِس یہ کہا جائے کہ پچھلوں نے ہمارے لئے سوائے مسائل کے انبار کے چھوڑا ہی کیا ہے...؟ جو ہم ملک اور قوم کی بہتری کے لئے کچھ کرنے کا سوچیں..؟ قومی خزانہ خالی ہے، ملکی معیشت کا ستیاناس ہوگیا ہے، ملک سیاسی وسماجی اور اقتصادی طور پر تباہ ہوگیا ہے، ہم کس کس شعبے

کو ٹھیک کریں ..؟ایسے میں ہمارے پاس کوئی جادوی کی چھڑی نہیں ہے کہ ہم پلک جھپکتے ہیں سارے مسائل حل کردیں، عوام خاطر جمع رکھیں ہم کوشش کریں گے کہ اپنی حکومتی مدت کے پانچ سالوں کے دوران جو ہم سے ہوسکے گا ہم ملک اور عوام کو مسائل سے نجات دلانے کی کوشش کریں گے ،مگر ہم وعدہ نہیں کرتے کہ ہم ملک اور عوام کو مسائل سے نجات دلا کرہی دم لیں گے ، اور پھر یوں آئندہ انتخابات کے بعد جو نئی قیادت سامنے آئے گی وہ مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجافرمانے کے ساتھ ہی یہ کہناشروع کردے گی کی ہم مجبور ہیں کہ ہم فوراً ملک اور عوام کو مسائل کے انبار سے نہیں نکال سکیں گے اور پھر اٹھارہ، اُنیس کروڑ معصوم عوام اگلے پانچ سالوں کے لئے منتخب ہونے والے نئے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے کرتوتوں کی وجہ سے زندہ درگور ہوجائیں گے اِن خدشات اور وسوسوں کی وجہ سے کچھ کا کہنا تھاکہ ملک میں انقلاب آجائے جو سارانظام کسی مثبت اور تعمیری سمت کی جانب لے جائے عوام کے اِس جذبے پر کوئی شک نہیں کیاجاسکتاہے کہ عوام ملک میں بہتری کے لئے کسی حقیقی انقلاب کے انتظار میں ہیں اور اُمید کئے ہوئے ہیں ملک میں کوئی ایساضرور پیدا ہوگاجو کسی سُرخ یا سبز انقلاب کا عَلم تھامے نکل کھڑاہوگااور ملک کے فرسودہ نظام کو بدل کر رکھ دے گا عوام کے اِس جذبے پر شاعر کا کہناہے کہ :-

کسی کے لب پہ الیکشن کی انتخاب کی بات ---- کسی کے بزم طرب میں ہے احتساب کی بات

کوئی یہ کہتا ہے یارانِ ملک وملت سے --- یہ دورِ نو ہے کرو سُرخ انقلاب کی بات
اگرچہ اِن تمام باتوں اور خدشات پر میرا خیال یہ ہے کہ اگر ملک میں کوئی تبدیلی لائی جاسکتی ہے تو اِس کے لئے صاف و شفاف انتخابات کے انعقاد سے اچھا کوئی اور راستہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر تمام دعوؤں کے باوجود بھی انتخابات دھاندلیوں سے لبریز ہوئے توپھراس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ ملک میں کوئی اچھی اور مخلص قیادت سامنے آپائے گی۔

اُدھر صدرزرداری نے اپنی بے پناہ سیاسی فہم وفراست کی بنیادپر حکمران اتحادی سربراہی اجلاس میں نگران وزیراعظم کے لئے چاربنیادی معیار مقرر کرکے فیصلہ سُنادیاہے کہ نگران وزیراعظم غیرسیاسی ہوگا، غیرمتنازعہ ، غیرمعروف اور سول سوسائٹی میں اچھی شُہرت رکھنے والاہوگا،اِس پر سیاسی مبصرین اور عام شہریوں کا خیال یہ ہے کہ صدرنے نگران وزیراعظم کے لئے جن چاربنیادی معیار کو مقرر کیا ہے،کیاایسی کوئی ہستی ہمارے ملک میں پیداہوچکی ہے...؟اگر صدرکے اِس معیار پر ایسی کوئی شخصیت موجود ہے تو یہ ابھی تک پاکستانی عوام اور میڈیاسے کیوں چھپی ہوئی ہے...؟یااگر ایساکچھ نہیں ہے تو عوام کا خیال یہ ہے کہ صدرکے نگران وزیراعظم سے متعلق مندرجہ بالاچار نکات طلسماتی ہیں جن کا

حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے بس وقت گزاری کا ایک بہانہ ہے کیوں کہ نہ کوئی اِس معیار پر پورا اُترے گا اور نہ کوئی نگران سیٹ اَپ معرضِ وجود میں آ پائے گا جب ایسا نہیں ہو سکے گا تو لا محالہ وہی کچھ ہو گا جیسا صدر چاہتے ہیں... آج یہ بھی سب جانتے ہیں کہ صدر کیا چاہتے ہیں..؟ بہر حال..! کوئی کچھ بھی سمجھے اور کچھ بھی کرلے، لیکن ملک میں بھلائی اور حقیقی جمہوریت کو پہنچنے کا واحد ذریعہ صاف وشفاف انتخابات ہیں جو ملک اور عوام کو درپیش مسائل کے حل ہیں اِنقلاب کی نوید کی پہلی کرن ثابت ہوں گے پر اِس کے لئے ضروری ہے کہ انتخابات شفاف ہوں۔ (ختم شُد

کہیں بھی کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے... ؟

دنیا میں اِنقلاب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب بھی کسی ملک و معاشرے اور تہذیب میں سرمایہ داروں ،جاگیرداروں ظالموں اور فاسق و فاجروں نے غریبوں کو بولنے کی اجازت نہیں دی ہے تو غریبوں کی آوازیں بلند ہوئیں ہیں اور جب اِن ہی طاقتور طبقوں نے اِن کی اِن آوازوں کو بھی دبانے کی ڈھانی تو پھر غریبوں کی تلواریں بلند ہوئیں اور جب اِن کی تلواریں بلند ہوئیں تو دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ یہ تلواریں اپنا استحصال کرنے والوں کی گردنیں اُتار کر ہی میانوں میں واپس گئیں ہیں اور ایک ایساانقلاب آیا ہے کہ جو آج بھی استحصالی طبقوں کے لئے مشعلِ راہ ہے آج میرے ملک کے سرمایہ دار اور جاگیر دار بھی غریبوں کو بولنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں اور اِن کی آوازیں اِسی طرح دبا رہے ہیں یہ جیسے ماضی میں دبائی گئیں تھیں خدشہ ہے کہ اِن طاقتور طبقوں کے خلاف غریبوں کو اپنے ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر کہیں تلواریں نہ نکالنی پڑجائیں اور اِن تلواروں سے وہی کام دوبارہ لیناپڑجائے جیسایہ اپنا استحصال کرنے والوں کے خلاف پہلے کرچکے ہیں اَب دیکھنایہ ہے کہ میرے ملک کے غریب کب اِس جانب متوجہ ہوتے ہیں اور اپنا استحصال کرنے والوں سے انقلاب کے نام پر نبردآزماہونے کا سامان کرتے ہیں میراکام تو بس اِنہیں جھنجھوڑنا تھا سو میں نے اپناکام کردیااَب دیکھنایہ

ہے کہ میرے ملک کے غریب اِنقلاب کے لئے کب بیدار ہوتے ہیں۔

بہر حال . . ! اِس سے بھی شاید کسی کو انکار نہیں ہو کہ کہیں بھی کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے . . ؟ جیسا کہ آج ایک امریکی میگزین "ٹائم " نے بڑے معنی خیز انداز سے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ جس طرح آج امریکا کے ڈرون طیارے بیرون ملک دشمنوں کو نشانہ بنانے اور جاسوسی کرنے کے کام آتے ہیں ، اگر یہ جدید جنگی ٹیکنالوجی سے مزین امریکی طیارے امریکی سرزمین پر بے لگام ہو گئے تو پھر کیا ہوگا . . . ؟ میگزین نے انکشاف کیا ہے کہ جیسا کہ امریکا دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں بڑے پیانے پر ڈرون استعمال کیا جارہا ہے ، اگرچہ اِس میگزین نے اپنے انکشاف میں اِس جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ اگر شہریوں کو اِس کے استعمال کی اجازت ملی تو پھر پولیس اہلکار ، کسان ، بلڈرز حتیٰ کہ ہالی ووڈ والے بھی اِس جنگی مشین اور جدید ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھائیں گے ، لیکن اِس کے کیا اور کیسے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے . . ؟ اِس سے متعلق قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے سوائے اِس کے اگر امریکی شہریوں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد میں ڈرون کا استعمال بڑھ گیا تو خطرناک نتائج برآمد ہوں گے ، میگزین نے اِس خدشے کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ یہ کہنا بڑا مشکل ہے بلکہ غیر متوقع بھی ہے ، جب غیر ممکن طور پر امریکا میں ڈرون کا استعمال کسی عام استعمال کی شئے کی طرح بڑھ جائے تو یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ڈرون سرحد پار منشیات کی اسمگلنگ کے کام

آئے، یا پھر کسی بھی مشہور شخصیت (مرد و عورت) کی تمیز کئے بغیر ان کی برہنہ تصویر اُتارے یا پھر عام لوگوں کی جاسوسی کرے۔ امریکی میگزین نے اپنے اِس انکشاف میں امریکا میں ڈرون کا استعمال بڑھ جانے کی صورت میں دنیا کے سامنے آئندہ کے امریکا کا منظر بھی فاش کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جب آئی فون اور 50 ڈالر کے حامل کسی شخص کے پاس ایک چھوٹا سا ڈرون ہوگا اور جب امریکی انتظامیہ اپنے شہریوں کے دباؤ میں آ کر اپنے یہاں ڈرون کے استعمال اور حملوں کی اجازت دے دے گی جس سے اِس کی قانونی حیثیت بھی اِس وقت واضح ہو جائے گی، جب کوئی دوسرا ملک عالمی قوانین کے تحت اپنے دشمنوں کو امریکی سرزمین پر نشانہ بنانے کا مطالبہ کرے گا۔ اس پر میرا خیال یہ ہے کہ امریکی میگزین کے سارے خدشات اور انکشافات اپنی جگہ چاہئے جیسے بھی ہوں مگر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اِس میگزین نے صرف یہ ایک بات "جب کوئی دوسرا ملک عالمی قوانین کے تحت اپنے دشمنوں (جن میں امریکی انتظامیہ اور تھینک ٹیک والے شامل ہوں گے) کو امریکی سرزمین پر نشانہ بنانے کا مطالبہ کرے گا" اِسے کہنے کے لئے کئے خدشات کا اظہار کیا ہے ورنہ تو اِس امریکی میگزین "ٹائم" کے معنی خیز خدشات میں کوئی بھی ایسی بات نظر نہیں آ رہی ہے جو قابلِ بحث ہو ماسوائے اِس کے کہ " کہیں بھی کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے"۔

اُدھر اُمتِ مسلمہ کے خون کے پیاسے اور اپنے شہریوں کے لئے دنیا کو جہنم

بنانے والے سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اِن دنوں اپنے چہیتے 12 سالہ بارنی نامی کُتے کے مرنے پر غم سے نڈھال ہیں کیوں کہ اِن کا ایک چہیتا کتا کیا مرگیا ہے گویا کہ اِن کے لئے دنیا ہی اُجڑ گئی ہے آج کل اِن کا کسی کام میں دل نہیں لگ رہا ہے، راتوں کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں، اِن سے اِن دنوں اپنے کُتے کے مرنے کے غم میں نہ کچھ کھایا جارہا ہے اور نہ کچھ پیا جارہا ہے، کپڑے بدلنے اور نہانا دھونا بھی بھول گئے ہیں یعنی یہ اپنے ایک کُتے کے مرجانے کے غم میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے ہیں اِن کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا ہے،اِن کے نزدیک تو بس دنیا کے سارے غموں سے زیادہ غم اِن کے کُتے کے مرنے کا ہے، آج دنیا کے مسلمانوں کو اپنے ظالمانہ اور اِنسانیت سوز فیصلوں سے مارنے والے سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کو ٹیریر نسل کے اپنے 12 سالہ چہیتے کتے بارنی کے مرنے کے بعد شاید پہلی بار اِس بات کا احساس ہوا ہے کہ دنیامیں ہر چیز ممکن ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کچھ بھی ممکن نہیں ہے، یہ اِنسان کی کم عقلی ہے کہ وہ ہمیشہ یہ سمجھتا رہتا ہے کہ جو کام اِس نے کئے ، اور کر رہا ہے اور مستقبل میں کرے گا،اِس میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے ، کوئی طاقت ایسی ضرور ہے جو ہر ناممکن کو ممکن اور ہر ممکن کو ناممکن بنا سکتی ہے بش کو افسوس اِس بات کا ہے ، میں نے اپنے حکم اور فیصلوں سے دنیا کے انسانوں کو مارنے اور جنگیں برپا کرنے کے اعلانات کئے میں نے اپنے دورمیں خود کو کیا کچھ سمجھ لیا تھا مگر آج جب میرا چہیتا کُتا بارنی بارہ سال بعد مجھے

چھوڑ کر مر گیا اِسی طرح میں بھی اپنی طبّی موت یا کسی انتقامی کی کارروائی کا نشانہ بن کر سفاکی سے ہلاک ہو جاؤں گا، جسے میں ہمیشہ ناممکن سمجھتا رہا ہوں اَب یہ سب مجھے ممکن نظر آنے لگا ہے اور آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح بش کا چہیتا کُتا بارنی ، کُتے کی موت مار گیا ہے آنے والے وقتوں میں اگر امریکیوں نے دنیا کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم سے کنارہ کشی اختیار نہ کی اور تو ممکن ہے کہ امریکا میں ایسی تباہی پھیل جائے جس کا گمان بھی نہ ہو۔ (ختم شُد

ملک کے 98% غریبوں کی واحد نمائندہ جماعت

جس معاشرے میں ناانصافی عام ہو، اورجہاں اقرباء پروری اور کرپشن ثقافت اور تہذیب کا درجہ اختیار کرجائے،اور جس سرزمین پر دولت منداور جاہل حاکم ہو جائیں اور دانشورغلاموں سے بھی کم ترحیثیت میں تصور کئے جانے لگیں ،اور جس معاشرے میں تعلیم کو معیاروں میں بانٹ دیاجائے توبھلاایسی قوم اور معاشرے میں فلاح کہاں سے پنپ پائے گی،لامحالہ ایسا معاشرہ عدم توازن اور بگاڑ کا شکار ہوگااور ایسے معاشرے میں افراتفریح کاپروان چڑھنا یقینی ہوگا۔

افسوس ہے کہ آج کل کچھ ایسی ہی کیفیت میرے دیس کی بھی ہو گئی ہے جس میں ناانصافی، اقرباء پروری اور کرپشن عام ہو گئی ہے اورجہاں دولت منداور جاہل حاکم اور میرے دیس کے دانشوروں کی حیثیت غلاموں سے بھی کم ترجانی جانے لگی ہے، تعلیم کو امیری اور غریبی کے دوطبقوں کے لحاظ سے اردواور انگریزی میڈیمز اور سستی اور مہنگی تعلیم میں بانٹ دیاگیاہے،یوں میرے ملک کی امیروں اور غریبوں کی درسگاہوں سے اعلیٰ اور ادنیٰ (بیوکریٹس اور کلرک) پیدا ہورہے ہیں ۔جبکہ گزشتہ کئی دہائیوں سے میرے ملک میں تعلیم کودوحصوں بٹ جانے کی وجہ سے ایک بات جو واضح طورپر محسوس کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ امیرکے بچے تو اعلیٰ

تعلیم حاصل کرکے ملک کے اعلیٰ اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو رہے ہیں مگر غریب کا بچہ پیلے اور اردو میڈیم اسکول میں تعلیم حاصل کرکے کلرک کے نوکری سے آگے نہیں بڑھ پا رہا ہے، پچھلے 65 سالوں میں بہت سوں نے اِس فرق کو مٹانے کی زبانی اور تحریری کوششیں تو بہت کیں مگر کوئی بھی اِس کو عملی جامہ نہ پہنا سکا ہے۔

آج بھی میرے ملک میں انگنت دعوؤں اور وعدوں کے باجود دوطبقاتی نظامِ تعلیم اردو اور انگریزی میڈیمز جاری ہے اور اِس چکر میں پِس کر بہت سا ٹیلنٹ اپنے حق سے محروم ہو رہا ہے میرے قارئین حضرات...! تو سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ میرا اشارہ کس طبقے میں موجود ٹیلنٹ کی محرومی کی جانب ہے..؟جی ہاں...! بلکل درست میرا اشارہ غریبوں کے بچوں میں پائے جانے والے اُس ٹیلنٹ کی جانب ہے جو بے شمار خداداد صلاحیتوں سے مالامال ہونے کے باوجود بھی امیروں کے نظام کے ہاتھوں پِس کر اپنا حق حاصل نہیں کرپاتے ہیں اور کسی ادارے میں سوائے کلرکی اور بابوگیری کرنے کے ساری زندگی اُس مقام تک نہیں پہنچ پاتے جہاں ایک امیر کا بیٹا اپنے باپ ، دادا کی دولت اور تعلقات کی وجہ سے پہنچ جاتا ہے۔

حالانکہ اکثر ایسے مشاہدات بھی ہوئے ہیں کہ امیر باپ کا لختِ جگر اِس سیٹ اور عہدے کا اہل بھی نہیں ہوتا ہے مگر پھر بھی میرے ملک میں رائج امیروں کا یہ

ظالم نظام اوراِن کے معاشرے کے لوگ اُسے اُس مقام کا حقدار ٹھیرادیتے ہیں جس کا یہ اہل بھی نہیں ہوتاہے۔کیااب بھی میرے ملک کے 98 فیصد غریبوں کواِن 2 فیصد سرمایہ دار، جاگیردار، وڈیرے، چوہدری اور کرپٹ لوگوں کے سامنے ہاتھ باندھ کراور سرجھکا کر جینا ہوگا جواِن کا سرکچل کر ملک پر قابض ہیں اوراِن غریبوں کے سروں کا مینار بناکر آسمان کی بلندیوں کو چھونے کے آرزومند ہیں ، یاپھراِن تمام ظلم وستم کے باوجود میرے ملک کے اِن غریبوں کو اپنے حقوق کے حصول کے خاطر سڑکوں پرنکل کھڑانہیں ہوناچاہئے۔کیوں کہ میرے ملک میں صرف دوفیصد لوگوں نے 98 فیصد غریب طبقے سے تعلق رکھنے والوں کواِن کے حقوق سے محروم رکھاہواہے اوراِن ہی دوفیصدلوگوں نے اِن پر اپنی حکمرانی قائم رکھنے کے لئے ایسے حالات پیداکردیئے ہیں کہ آج میرے ملک کا ہر غریب آدمی طرح طرح کے مسائل کمیں دھنس کررہ گیاہے جس کی وجہ سے میراملک عدم توزان اور بگاڑکا بھی شکار ہوگیاہے۔

حالانکہ یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اُس وقت جب میرے ملک کا ہر غریب فردملک کے ظالم دوفیصد طبقے کو سبق سکھانے اوراِن سے اپنے حقوق چھیننے کے لئے علمِ انقلاب بلند کردے تب میرے ملک کے 98 فیصد غریبوں کواِن کا حق مل سکے گا۔ایسی تبدیلی جسے میں اورآپ انقلاب کا نام دیں گےاِس انقلاب کے لئے آئندہ ہونے والے عام انتخابات میرے ملک کے 98 فیصد غریبوں کو ایک موقع دے گے۔جس میں

ہر غریب اپنے ووٹ کا درست استعمال کرے اور اُس متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی جماعت (متحدہ قومی موومنٹ پاکستان) کے اُمیدوار کو ووٹ دے جو غریبوں کی اپنی جماعت ہے اور جس کے اُمیدوار ملک کے غریبوں اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے ہر افراد کے مسائل اور پریشانیوں سے خُوب واقف ہیں اور جن کا منشور ہے کہ وہ برسرِ اقتدار آ کر ملک میں ہر شعبے ہائے زندگی میں ازل سے رائج دو طبقاتی نظام (امیری اور غریبی کی لعنت) کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے، تو پھر اگر میرے ملک کے 98 فیصد غریب عوام سرمایہ داروں، جاگیرداروں، وڈیروں، چوہدریوں اور ملک پر قابض ٹولوں سے اپنا حق حاصل کرنا اور اِن سے جان چھڑانا چاہتے ہیں تو اِنہیں چاہئے کہ یہ اِس جماعت کو ووٹ دے کر کامیاب کریں جو اِن کی اپنی کمر سے پیدا ہوئی ہے تو میرے ملک کے اٹھانویں فیصد غریب اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ آج وہ جماعت صرف اور صرف متحدہ قومی موومنٹ پاکستان ہے۔

آج جیسے جیسے ملک میں عام انتخابات کی گھڑی قریب سے قریب تر آتی جارہی ہے ملک کے غریب عوام یہ نہ سمجھیں کہ صرف سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور برسرِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کی جماعتوں کا ہی امتحان شروع ہونے کو ہے بلکہ اِن سب سے زیادہ امتحانات میرے ملک کے اُن 98 فیصد غریب عوام کا بھی اصل امتحان ہے جو اپنے مسائل کے حل اور پریشانیوں سے نجات کے لئے اپنی پسند کے اُمیدوار

کو ووٹ دے دیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام اپنا ووٹ ایک قومی ذمہ داری اور ملک کی امانت سمجھ کر ادا کریں اور اُس جماعت کے اُمیدوار کو ووٹ دیں جس کو بہتر سمجھیں اور اِس بات کا بھی خیال رکھیں کے کسی آزمائی ہوئی جماعت کے اُمیدوار کو ہرگز ووٹ نہ دیں جس نے پچھلے پانچ سالوں میں اِن کے مسائل حل کرنے کے بجائے اِن میں اضافہ کیا ہے اِس طرح تو یہ اپنا ووٹ ضائع کر دیں گے... لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ میرے ملک کے 98 فیصد غریب ووٹر اپنا ووٹ اُس جماعت کو دیں جو اِن کی 98 فیصد خالصتاً نمائندہ جماعت ہے۔ (ختم شُد)

کام تو دونوں کا ہی ایک ہی ہے ؟

مخمل پر سُونے اور قالین پر چلنے والے بھلا کیا مارچ اور دھرنا دیں گے، کام تو دونوں کا ہی ایک ہی ہے ؟

میرے مُلک کی موجودہ اقتدار کی مسند پر قابض رہنے والی جماعت اور اِس کی پونے پانچ سالہ سوالیہ نشان والی کارکردگی کے خلاف اور الیکشن کمیشن سے اِظہار یکجہتی کے خاطر اپوزیشنز سے تعلق رکھنے والی جماعتوں کے رہنماؤں اور ان کے کارندوں نے تزک و احتشام سے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر جو دھرنا دیا (طنزاً دھرنی دی) اور الیکشن کمیشن کے دفتر تک مارچ (مارچی کی) کیا آج اِن کا یہ عمل اپنی ابتداء سے اختتام تک کئی سوالات کو جنم دے گیا ہے۔

اگرچہ اِن دونوں پروگراموں کا اعلان تو پاکستان مسلم لیگ (ن) نے کیا تھا مگر بعد میں اِن پروگراموں میں جماعت اسلامی، جمیعت علماء اسلام (ف)، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی اور دیگر جماعتوں نے بھی اپنی شرکت کو یقینی بنا کر اِن پروگراموں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے اور اِن سے اپنے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی تو بہت کوششیں کیں مگر وہ اِن میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اپنے پروگراموں اور اِن سے حاصل مقاصد میں کامیاب کیوں نہ کرسکیں...؟اِس کے بارے میں بہت کچھ کہا اور لکھا جاچکا ہے، لیکن اِس پر میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ " مخمل پر سُونے اور نرم گُداز قالینوں پر چلنے اور شیشے کے محلات میں رہنے والے بھلا کیا دھرنا اور مارچ کرتے ...؟اُمید ہے کہ آپ میرا مطلب خُوب سمجھ گئے ہوں ...؟یعنی یہ کہ مسٹر نواز شریف کا ٹولہ اور جناب طاہر القادری کیا..؟ایسے دھرنوں اور مارچوں سے ملک میں انقلاب برپا کریں گے...؟ تو یقیناً ملک کی اکثریت کی جانب سے اِس کا جواب نفی میں آئے گا وہ اِس لئے کہ قوم کی باشعور اکثریت یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ جیسا دھرنا اور مارچ قادری اور نواز و نثار والوں نے دیا اِس سے کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا ایسے دھرنوں اور مارچوں سے قادری اور نواز و نثار کو تو فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر ملک اور قوم کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا پاکستانی قوم یہ بھی خُوب سمجھتی ہے کہ وہ تو کوئی اور ہوتے ہیں جو اپنے مفادات اور ذاتیات سے بالاتر ہو کر اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے اپنی تمام ترترجیحات اور آسائشوں کا خون کرکے دھرنا دیتے ہیں اور مارچ کرتے ہیں اِن کی قیادت ایسی نہیں ہوتی ہے کہ وہ ابتدائی کلمات کہہ کر بارش کے دو ٹھنڈے بوند پڑتے اور سردی بڑھتے ہی بھاگ جائیں اور خود بنکر میں بند ہو کر عوام کو سردی اور بارش میں مرنے کے لئے چھوڑ دیں۔

کیوں کہ اُدھر اپوزیشن جماعتوں کی دھرنی سے قبل ایک دھرنے اور لانگ مارچ کا ڈرامہ رچانے والے ڈاکٹر طاہر القادری بھی تھے جنھوں نے گزشتہ ماہ سخت سردی میں لاہور سے اسلام آباد تک مارچ کیا اور یہاں پہنچ کر خود کو ایک کمرے نما بنکر میں قید کئے رکھا اور یہ بنکر میں گرمی کے باعث پسینے سے شرابور ہوتے رہے اور پاکستانیوں کو مئی کے گرم مہینے کی یاد دلاتے رہے جبکہ اِن کے تین روزہ دھرنے میں اسلام آباد کی سخت سردی اور بارش میں اِن کے ہزاروں (مگر بقول قادری کے پانچ سے دس لاکھ) مریدین بیابان نما کھلی سڑکوں پر پڑے رہے مگر ڈاکٹر صاحب ..! تو سردی اور بارش میں اپنے مریدین کو چھوڑ کر اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے چکر میں پڑ گئے اور اِس دھرنے سے کوئی پائیدار مقصد حاصل کئے بغیر ایک مذاکراتی ڈرامے پر اپنا دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر کے چلتے بنے ... ! اور پھر سارا دھرنا اور لانگ مارچ ٹائیں .. ٹائیں فش ہو گیا۔ کیا ایسے ہوتے ہیں ..؟ کسی ملک اور قوم کے سیاستدان جو اپنے ذاتی مقاصد اور آرام کے خاطر لوگوں کو سڑکوں پر لے آئیں اور جب اِن کا مقصد پورا ہو جائے اور اِنہیں اِن کی منزل مل جائے تو عوام کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ایوانوں کے مزے لوٹنے راہ لے لیں۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ خواہ اپوزیشن

جماعتوں کی کوئی دھرنی یا کوئی اسمال مارچی ہو یا اِسی طرح مسٹر طاہر القادری جی . . ! کا کوئی دھرنا یا لانگ مارچ ہو اِن دونوں کا کام ایک ہی ہے کہ عوام کو اپنے مقاصد کے لئے دھرنا، دھرنی اور لانگ مارچ یا اسمال مارچی کے لئے استعمال کیا جائے اور بس . . . ! مگر دونوں پھر بھی عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے ایک دوسرے کے کاموں (دھرنا، دھرنی اور لانگ و اسمال مارچوں) پر تنقیدوں کے پہاڑ کھڑے کرنے سے بھی باز نہیں آ رہے ہیں۔

اِس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ عوام اِن مفاد پرست سیاست دانوں اور سیاسی مولوی اور ملاؤں کی سازشوں کو سمجھیں اور ہوش کے ناخن لیں اگر عوام پہلے کی طرح ابھی اِن سیاسی مداریوں کے بہکاوے میں آ گئے اور اِن کے دھرنوں اور لانگ مارچوں میں شامل ہو کر اپنی جان مصیبتوں میں ڈالتے رہے تو یہ مفاد پر سیاستدان اور مولوی ملا سیاسی مداریوں کی طرح عوام کو اپنے اشارے پر نچاتے رہیں گے اور بیچارے عوام اِن سیاسی مداریوں کے ہاتھوں اُس وقت تک تماشہ بنتے رہیں گے جب تک یہ سیاستدان اور سیاسی مولوی ملا اقتدار کی مسند سے نہیں چمٹ جاتے ہیں۔

ایسے میں اَب عوام کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ اپنی اہمیت کو سمجھے اور سیاستدانوں اور سیاسی مولوی ملاؤں کے ہاتھوں کھلونا بننے سے بچے اور یہ تہیہ

کرلے کے اِنہیں اپنے مفادات کے خاطر استعمال کرنے والے سیاستدانوں اور سیاسی مولوی وملاؤں کے چہروں پر چڑھے مفادپرستی کے خول نوچ لے اور اِن کے اصل چہروں کو دنیاکے سامنے عیاں کرے جب تک عوام یہ کام نہیں کریں گے یہ عیار وچالاک سیاستدان اور سیاسی مولوی ملا اِسے استعمال کرتے رہیں گے ... کیوں کہ میں یہ بھی سمجھتا ہوں یہ سیاستدان اور مولوی ملا سب اقتدار کی ہوس میں مبتلا ہیں اِنہیں اِس تک پہنچنے کے لئے ساری ڈرامے بازی کرنی پڑرہی ہے اِسی لئے تو میں ایک مرتبہ پھر اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں کہ "مخمل پر سُونے اور نرم وگُداز قالینوں پر چلنے اور شیشے کے محلات میں رہنے والے بھلا کیا دھرنا اور لانگ مارچ کریں گے..؟ یہ سب کام کرنے کے لئے یورپ جیسا دل چاہئے جب کہ میرے ملک کے سیاستدانوں کے نزدیک ملک اور قوم سے زیادہ اپنے مقاصد عزیز ہیں۔

بہر حال... !! آج میرے ملک کے سیاست دان وحکمران اور سیاسی مولوی اور ملا کس معیار کے ہیں...؟ یہ تو آپ بھی خُوب جانتے ہیں، یہاں مجھے اِس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، بس میں اپنے سیاستدانوں، حکمرانوں اور سیاسی مولوی وملاؤں سے متعلق صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ عوام کے حقوق غضب کرنا، اور عوام کو مسائل میں جکڑ کر اپنی سیاست چمکانا اِن کی سیاست کا حصہ بن چکا ہے،اور اپنے ہم پلہ اور ہم نوالہ کو عوام کو پریشان کرنے پر اکسانا بھی اِن کا سیاسی اسٹیٹس بن گیا ہے۔

شاید ایسے ہی سیاستدانوں کے لئے پہلے وقتوں کے دانا یہ بات کہہ گئے ہیں کہ "اگر کسی قوم کو پرکھنا ہے تو پہلے اِس قوم کے سیاست دانوں کے کردار کو پرکھو" پھر دیکھ لوگے کہ قوم کیسی ہوگی . . ؟اور یہ معاملات زندگی کی انجام دہی میں کتنی قابلِ اعتبار ثابت ہوگی اور کتنی نہیں. . . ؟ یعنی اگر کوئی کسی ریاست یا قوم کا اچھا یا بُرا ہونے کا معیار جانچنا چاہئے تو پہلے اِسے چاہئے کہ یہ اِس قوم کے سیاست دانوں کا کردار اور اِن کے قول و فعل اور رکھ رکھاؤ کو پرکھے اور جب اِسے اِس بات کا یقین ہوجائے کہ یہ اچھائی کے معیار پر ٹھیک اور حق و سچ ثابت ہوئے ہیں تو اِس ریاست اور اِس قوم کے نظامِ زندگی کو معیاری اور تسلی بخش قرار دے ہے ورنہ نہیں . . . !!

اگلی سطور میں ، میں یہی بات اپنے قارئین کو مزید سہل انداز سے سمجھانا چاہوں گا کہ گزرے زمانے کے دانشور یہ بات صرف اپنے وقت کے لئے ہی نہیں کہہ گئے تھے بلکہ اِن کا یہ قول موجودہ حالات میں بھی حقیقت ثابت ہورہے ہیں اِن لمحات میں بھی جبکہ آج جدید سائنسی دور ہے اور ہر طرف مشینیں پھیلی ہوئیں ہیں آج کا اِنسان اپنے سے زیادہ مشینوں کی کارکردگی اور نتائج کو درست جانتا ہے مگر اِن باتوں کے باوجود بھی آج کا اِنسان اِس بات پر ضرور متفق ہے کہ آج کے اِس جدید دور میں بھی یقیناسیاست دان اور حکمران کسی ریاست اور قوم کے

آئینہ دار ہوتے ہیں اِن کا معیار پرکھنے والی اَب تک کوئی ایسی مشین ایجاد نہیں ہو سکی ہے جو یہ عیاں کردے کے اِن کی ماضی میں سوچ وفکر کیا تھی...؟ حال میں کیا ہے...؟اور مستقبل میں کیسی ہوگی...؟ سوائے اِس کے کہ اِن کے قول و فعل اور اِن کی سوچیں ریاستوں اور قوموں کے کردار کی عکاس ہوا کرتی ہیں یعنی اگر ان کی سوچیں اپنی ذات سے بالاترہیں اور اِن کے کرداراور قول ملک اور قوم کی فلاح اور بہبود سے متعلق ہیں تو پھر کوئی شک نہیں کہ اِن کی ریاست اور قوم بھی قابلِ اعتبار اور مثبت سوچ کی حامل ہوگی اور جب کسی قوم کے سیاست دانوں اور حکمرانوں کی نیتیں اور کرداراِس کے برخلاف ہوں تو جان لیں کہ ریاست اور قوم کیسی ہوگی...؟اِس سے خیر کی اُمید نہیں رکھی جائے اور جب کسی نے اِس کے اُلٹ کچھ کیا تو پھراپنے کیئے کا خود ذمہ دار ہوگا۔

جبکہ میری قوم دنیاکی بہترین قوم ہے مگرافسوس ہے کہ آج میرے ملک کے سیاستدانوں نے اپنے قول و فعل سے دنیاکے سامنے یہ ثابت کردیاہے کہ میری پاکستانی قوم ساری خُوبیوں کے باجود بھی کس معیار پر ہے...؟یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں آپ خود سمجھ جائیں۔

.....ہمیں ووٹ دو، بجلی اور گیس لو، قسم سے

اَب یہ کیسے ممکن ہے...؟
آخرکار اپنی اپنی خرمستیوں میں مگن اور قومی خزانے پر پھن پھولائے بیٹھے رہنے والے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو انتخابات کے دن قریب آتے ہی اپنے پریشان حال عوام پر رحم آہی گیاہے اور آخری لمحات میں عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے بلوں (ایوانوں) سے باہر نکل کھڑے ہوئے ہیں اور وقت نزع یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ ہم عوام کے مسائل سے پوری طرح سے آگاہ ہیں ، اگراِس مرتبہ پھر عوام نے ہمارا خیال کیا اور ہمیں اقتدار سونپ دیاتو پھر قوم دیکھے گی کہ ہم کیا گُل کھِلاتے ہیں ...؟ بس ہمیں ووٹ دو، بجلی اور گیس لو، قسم سے ، ہم اِس مرتبہ اپنا وعدہ ضرورپورا کریں گے، اِن کا کہناہے کہ موجودہ اقتدار میں ہم جتنا کرسکے ...؟ سو کرسکے ہیں اگر عوام نے اِس مرتبہ بھی ہمیں ووٹ دیاتو ہم اِس سے بھی بڑھ کر وہ کچھ کر دِکھائیں گے جس کا قوم سوچ بھی نہیں سکتی ہے کہ ہم (ملک اور قوم سے زیادہ اپنے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے) کیاکچھ نہیں کرگزریں گے...؟اُب یہ تو عوام کو سوچناہے کہ وہ ہمارے کارناموں سے کتنی پُراُمید ہے...؟

بہر حال . . . ! ویسے ایک بات ہے جو میں سمجھتا ہوں وہ حقیقت یہ ہے کہ اٹھارہ فروری
کے انتخابات کے بعد سے برسرِ اقتدار آنے والی جمہوری حکومت کے کارندوں 2008
نے آج تک جو کچھ بھی کیا ہے وہ یقیناً اِن کی اپنی ذات اور انا کی تسکین کے لئے
تو ہو سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس سارے عرصے میں اِنہوں نے ملک اور قوم
کو سوائے محرومیوں کا شکار بنانے اور مایوسیوں کے اندھیرے کنوئیں میں دھکیلنے کے کچھ
بھی تو نہیں کیا ہے، اور آج جب ایک مرتبہ پھر انتخابات سر پر آن پہنچے ہیں تو یہی
اقتدار کے پوجاری اپنی کرسی اور اِس سے حاصل ہونے والی تسکین کے خاطر بے چین
ہوئے جا رہے ہیں اور عوام کو پھر سے بیوقوف بنانے کے لئے بلند و بانگ دعوئے کرتے
پھر رہے ہیں کہ اِنہوں نے ملک اور قوم کی بہتری کے لئے بہت کچھ کر دیا ہے اور عوام
اِنہیں پھر ووٹ دے کر اقتدار کی مسند تک پہنچادے۔
جبکہ دوسری جانب آج بھی بیچارے اُنیس کروڑ مفلوک الحال عوام ہیں کہ جو اپنے مسائل
کے حل اور بجلی و گیس کے حصول کے خاطر کشکول ہاتھوں میں تھامے دربدر کی ٹھوکریں
کھاتے پھر رہے ہیں، جبکہ عوام کی اِس بے بسی اور لاچارگی پر ساکت رہنے والے میرے
جمہوری ملک کے حکمران اِس پر بھی نازاں ہیں، اور ایک طرف یہ اپنے سینے
پھولا، پھولا کر، گردنیں تان تان کر اور مکے لہرا لہرا کر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر یہ
کہتے پھر رہے ہیں کہ اِنہوں نے اپنے اِس موجودہ

دورِ حکومت میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اتنے کارنمایاں اور منصوبے تکمیل کو پہنچادیئے ہیں کہ آج جن کی وجہ سے مُلک میں ہر طرف خوشحال کا دور دورہ ہے، ترقیاتی کام اور ملکی معیشت جس مقام پر ہیں یہ اِن کی ہی حکومت کا کارنامہ ہے،مُلک سے بے نظیرانکم سپورٹ پروگرام اور دیگرفلاحی کاموں اور سلسلوں کی وجہ سے غربت ختم ہوگئی ہے، ملک میں غریب ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے ہیں، جس طرف نظراُٹھاؤ ہر سو خوشحالی ہی خوشحالی ہے، ملک کی اقتصادی صورتحال استحکام بخش ہے، تعلیم اور انصاف ہر گھر کی دہلیز اور آنگن تک پہنچ چکے ہیں، ملک کے ہر گاوں اور ہر شہر کے مکینوں کو پینے کا صاف پانی، اچھی خوراک ، علاج و معالجہ کی بہترین اور جدید معیار کی سہولتیں ہر شخص کو میسر ہیں، لوگوں کو آرام دہ اورپُرآسائش سفری سہولیات مل رہی ہیں، پی آئی اے، محکمہ ریلوے، اور پاکستان اسٹیل مل سمیت دیگرادارے ترقی کررہے ہیں ساری دنیا میں ملک کا نام روشن کررہے ہیں، ملک سے کرپشن ختم ہوگئی ہے، سارے ملک ایک صاف ستھرا سیاسی ماحول پروان چڑھ رہاہے، لوٹ ماراور اقرباپروری کی سیاست کاخاتمہ ہوگیاہے اور یہ کارنامہ ہماری ہی موجودہ حکومت کا ہے جس نے عوام کی پریشانیوں اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ملک سے توانائی (بجلی و گیس) کے بحرانوں کو ختم کردیاہے، اور آج مُلک کا ہرگاوں ہر شہر روشن ہے، اندھیرے ملک سے کوسوں دور جاچکے ہیں، اوراِس کے ساتھ ساتھ اِن کا یہ بھی کہناہے کہ قوم یاد کرے گی کہ ہماری موجودہ حکومت (پاکستان پیپلزپارٹی) کی اعلیٰ قیادت

نے ملک اور قوم کے لئے جو کارنامے اپنے اقتدار کے پچھلے چار سال اور گیارہ ماہ میں انجام دیئے ہیں یہ اِس بات کے غماز ہیں کہ (پاکستان پیپلزپارٹی اور پاکستان پیپلزپارٹی پارلیمنٹرین والے) حکومت کی موجودہ قیادت ملک اور قوم سے کتنی مخلص ہے اوراِس نے اپنے دورِ اقتدار میں ملک اور قوم کے لئے جو کیایقیناپاکستان کے عوام اِس کے اِن کارناموں کو تا قیامت نہیں بھلا سکیں گے جبکہ عوام یہ بھی سب جانتے ہیں کہ حقیقتاًیہ سب کچھ یکدم اِس کے اُلٹ ہے ایسا کچھ نہیں ہے جس کا ہمارے موجودہ حکمران اوراِن کی کابینہ کے اراکین دعویٰ کررہے ہیں کیوں کہ اِس جماعت (پاکستان پیپلزپارٹی اور پاکستان پیپلزپارٹی پارلیمنٹرین) کے کارندوں نے اٹھارہ فروری 2008 کے انتخابات سے قبل عوام سے جتنے بھی وعدے کئے وہ محض وعدے اور بن تعبیر کے خواب ہی رہ گئے ہیں۔ آج کیوں کہ ہمارے حکمران جماعت کے کارندوں نے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو وفا کرنے کا عملی مظاہرہ کہیں بھی کرکے نہیں دِکھایا ہے، یعنی اَب عوام سے یہ بات بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے، عوام بھی اِس بات پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ اِس حکومت کے عوام سے کئے گئے تمام دعوے اور وعدے بس خواب ہی ثابت ہوئے ہیں، آج موجودہ حکمرانوں نے عوام کو مہنگائی، دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغوابرائے تاوان، بجلی اور گیس کے بحرانوں، مایوسیوں، لاچارگی

مفلسی، بھوک و افلاس اور بم دھماکوں اور قتل و غارت گری جیسے ناسوروں میں مبتلا کرنے کے سوا دیا ہی کیا ہے اور اِس پر بھی جب گزشتہ دنوں لاہور کے بلاول ہاؤس میں وفاقی وزیر قانون فاروق ایچ نائیک اور وفاقی وزیر داخلہ مسٹر رحمٰن ملک نے صدرِ مملکت آصف علی زرداری سے ملاقاتیں کیں جن سے گفتگو کرتے ہوئے ملک کے پہلے طاقتور ترین جمہوری صدر (جو اپنی سیاسی فہم وفراست اور معاملہ فہمی میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں) عزت مآب آصف علی زرداری نے کہا کہ پیپلز پارٹی قوم سے.بروقت انتخابات سمیت دیگر مسائل کے حل کے لئے کئے گئے وعدے پورے کرے گی، کسی قو ت کو انتخابات التواء میں نہیں ڈالنے دیں گے، ہم ہی ملکی تاریخ میں شاید پہلی بار پُرامن انتقالِ اقتدار کو یقینی بنائیں گے،پی پی پی آئندہ انتخابات میں حیران کُن کارکردگی کا مظاہرہ کرے گی، صدر مملکت کے یہ الفاظ یقیناً مسائل کی چکی میں پستی عوام کے لئے مضحکہ خیز ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ پی پی پی عوام کا ستیاناس کرکے بھی آئندہ انتخابات میں حیران کُن کارکردگی کا مظاہرہ کرجائے گی..؟اگر ایسا ہوگیا تو پھر عوام کی کم بختی ہوگی۔(ختم شُد)

میاں نواز شریف وعدہ کریں مجھ سے ضرور رابطہ کریں گے

آج دنیا کے دیگر ادیان اور معاشروں کی طرح میرے مُلک اور معاشرے میں بھی اُسی اِنسان کو اہمیت دی جاتی ہے، جو رائی کو پہاڑ اور پہاڑ کو رائی گردانے کا فن جانتا ہے، اُس شخص کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی ہے ،جو ٹو دی پوائنٹ بولتا ہے اور جواب دیتا ہے، اِس بنیاد پر جس معاشرے اور سوسائٹی میں زبان درازی عام ہو جائے، لوگ اپنی کہی ہوئی غلط بات کو بھی درست ثابت کرنے لگیں،اور اِس حال میں انصاف کا ہر قدم پر گلا گھونٹا جانے لگے،،ظالم مظلوموں کو اپنی ملکیت تصور کرنے لگیں، اور جب وسائل رکھنے والے اِس گھمنڈ میں مبتلا ہو جائیں کے یہی نعوذ باللہ مالکِ کُل ہیں اور اِس پر نڈر ہو کر یہ سماجی زیادتیاں کرنا اپنے لئے قابلِ فخر جاننے لگیں تو پھر ایسے میں معاشرے اور سوسائٹی میں بے چین لوگوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے اور جب کہیں بھی ایسی کیفیت پیدا ہونے لگے تو پھر دنیا کے کسی بھی مُلک اور معاشرے اور سوسائٹی میں بگاڑ کا پیدا ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔اور جب اِس صُورتِ حال سے دوچار معاشرے کو اِس کی بگاڑ سے قبل کوئی رہنما میسر آجائے تو پھر قوم کو اِس پر اعتبار کرلینا چاہئے اور اِس کے دامن کو تھام کر اِسے اپنے لئے عافیت جان لینی چاہئے۔

بہر کیف . . . ! آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ میرے مُلک میں حکمرانوں نے مکاراور مکاری کی اُس روش کو اختیار کر رکھا ہے شاید جس کی مثال اگلی پچھلی صدیوں تک دنیاکے کسی بھی خطے یں نہ ملے سکے۔اَب اِن لمحات میں مجھے ملیکم ایس فوربس کاایک بڑاپیاراقول یاد آرہاہے کہ "مکاری ہمیشہ کے لئے غلبہ حاصل نہیں کر سکتی ہے" میں سمجھتاہوں کہ یقیناًیہ بات ملیکم ایس فوربس نے اُس زمانے کے اُن لوگوں کے لئے کہی ہوگی جو مکاری میں اُس مقام پر پہنچ چکے ہوں گے،انہیں جہاں دیکھ کرانسانیت بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتی ہوگی،اور یہ ضرور سوچتی ہوگی کہ ایک مکار اِنسان اپنی مکاری سے اِس مقام پر پہنچ گیاہے جہاں تک پہنچنے کے لئے اِس نے کئی اِنسانوں کا کئی لحاظ سے خون کیاہے ۔اَب اِس منظراور پس منظر میں ہمیں یہ خود دیکھناہوگا کہ ہمارے معاشرے اور سوسائٹی میں ایسے مکار اور عیار اشخاص کہاں ،اور کس مقام پر موجود ہیں اور اپنی مکاری سے معصوم اِنسانوں کو اپنے مفادات کے لئے کس طرح استعمال کرکے اِن کی خواہشات کا خون کررہے ہیں۔

اگرچہ اِن دنوں میرے ملک میں انتخابات کے چرچے عام ہیں، ہر طرف اقتدار کے حصول کے پجاری اپنی اپنی سیاسی دکانیں سجائے بیٹھے ہیں، کھینچاتانی اور سیاسی لوٹے بنانے اور جمع کرنے کا رجحان زور پر ہے، جس سے جو بن رہاہے وہ ، وہ کام کر رہاہے، کہیں ڈالر نچھاور کئے جارہے ہیں، تو کہیں من پسند افراد کے لئے

نوکریوں کی کانوں کے منہ کھولے جا رہے ہیں، کوئی اپنے پسند کے افسران کو اعلیٰ عہدوں پر ترقی دے رہا ہے، تو کہیں اپنے خلاف متحرک رہنے والے افسروں اور سرکاری اہلکاروں کے تبادلوں کے احکامات جاری کئے جا رہے ہیں، کہیں زیر التواء منصوبوں کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جا رہا ہے، تو کوئی پریشان حال عوام کے مسائل حل کرنے کے وعدے کر کے ہی اپنا کام چلانا چاہتا ہے۔

مگر اس موقع پر میں اپنے دل کی ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میرے نواز شریف اور اِن کی جماعت کے ساتھ لاکھ اختلافات صحیح... مگر پھر بھی آج یہ بھی حقیقت ہے کہ نواز شریف اُن لوگوں میں سے ہر گز نہیں ہیں جو اقتدار کے حصول کے بعد عوام سے کئے گئے اپنے وعدوں اور دعوؤں پر عمل نہ کر کے اِنہیں جھوٹی تسلیوں پر ٹرخادیں گے اور اقتدار کی مسند پر قدم جمانے کے بعد عوامی مسائل کے حل کے لئے کچھ نہیں کریں گے اَب ایسے میں میرا خیال یہ ہے کہ آج میرے ملک کی اکثریت اِس بات پر ضرور متفق نظر آتی ہے کہ آئندہ انتخابات کے بعد برسرِ اقتدار آنے کے بعد اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر قوم کی مسائل کے گرداب میں پھنسی کشتی کو میاں نواز شریف اور اِن کی جماعت ہی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے ساتھ مل کر نکال سکتی ہے

کیا میری اِس بات کا جواب دینے کے لئے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف وعدہ کریں گے کہ وہ مجھ سے رابطہ کریں گے...؟

یقیناً یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کی ہی عزم و ہمت ہے کہ اُنھوں نے نوڈیرو شہر جو پیپلز پارٹی کا قلعہ سمجھا جاتا ہے اِس شہر کا سینہ چیرتے ہوئے اِس شہر میں پہلی بار لاکھوں افراد کا مجمع جمع کرکے شہیدِ رانی وفاق کی نشانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے مزار اور ایوان صدر کے سائے تلے ایک ایسا عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس کی تاریخ اِس شہر میں ملنی مشکل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں جمہوری طریقے سے آنی والی مثبت تبدیلی کے خاطر نواز شریف کا یہ جلسہ عوام کی اُمنگوں کا آئینہ دار ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی اُمید کی جاسکتی ہے کہ یہ جلسہ سندھ کی سیاست میں مثبت تبدیلی کے لئے سنگِ میل ثابت ہوگا۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اِس موقع پر میاں نواز شریف نے اپنے خطاب میں جس عزم کا اِعادہ کیا وہ بھی قابلِ تعریف ہیں اُنھوں نے کہا کہ قوم کو معلوم ہوچکا ہے کہ کون ملک کا وفادار اور کون چور ہے، ہم قوم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اقتدار میں آکر سرکاری اور نجی ڈاکوؤں کا خاتمہ کریں گے، کراچی میں قتل وغارت گری، بھتہ خوری، لوٹ مار، دہشت گردی عام ہوچکی ہے، کراچی میں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے، شہر کی صُورتِ حال پر اِن کیمرہ بریفنگ کا کوئی فائدہ نہیں، اَب عوامی فیصلوں سے ہی کراچی کے حالات بہتر ہوں گے، نواز شریف نے

اپنے اِسی خطاب میں اِس کا بھی انکشاف کیا کہ 50 برسوں میں اتنا قرضہ نہیں لیا گیا جتنا گزشتہ پانچ برسوں میں لیا گیا ہے اُنھوں نے کہا کہ موجودہ حکمران توشاہی زندگی بسر کرنے کے لئے روزانہ اربوں ،کھربوں روپے پانی کی طرح بہا کر ضائع کررہے ہیں مگر عوام کو مسائل کی چکی میں پیس دیا گیا ہے، موجودہ حکمران دیدہ دانستہ عوام کو درپیش مسائل کے مداوے کے لئے یہ کچھ نہیں کررہے ہیں،اگر یہی حال رہا تو اگلے انتخابات میں تاریخ ساز تبدیلی ضرور آئے گی جب اقتدار کی کُرسی پر نواز شریف تشریف فرما ہوں گے اور عوام کو بجلی اور گیس جیسے بحرانوں اور مہنگائی ، بھوک وافلاس اور تنگدسی جیسے مسائل سے ضرور نجات ملے گی۔

اَب اِس موقع پر میاں نواز شریف کے لئے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ اِس بار نواز شریف مُلک و قوم سے کئے گئے وعدے نبھانے میں ضرور مخلص ہوں جائیں اور مُلک اور قوم کے ایک دیانتداراور مخلص رہنما کی صُورت میں سامنے آئیں اور اِسی طرح کراچی کے محب وطن شہریوں اور اِس شہر سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے ساتھ کسی کینہ پروری اور سیاسی انتقام کا مظاہرہ کئے بغیر خیر وعافیت سے شہر کراچی سمیت سارے پاکستان کی خدمت کریں اور ماضی میں شہر قائد کے شہریوں اور اِس شہر سے تعلق رکھنی والی بڑی سیاسی جماعت سے روا رکھے گئے رویوں کا بھی ازالہ کریں کیوں کہ کراچی کے عوام سمیت ملک کی اکثریت میاں صاحب...! آپ کی طرف ہی دیکھ رہی ہے مجھے اُمید ہے کہ آپ

اِنہیں اپنی سیاسی روش اور کسی انتقام کا نشانہ بنا کر مایوس نہیں کریں گے کیونکہ آج سیاسی حالات پہلے جیسے نہیں رہے ہیں آج سب کچھ بدل چکا ہے، اور آئندہ بھی مزید سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں رونما ہوں گیں، اَب یہ نواز شریف کا موجودہ مثالی سیاسی کردار ہی تو ہے کہ گزشتہ دنوں ایک ہی دن میں پی پی پی کے 8 ایم پی اے اور ق لیگ کے 2 اراکین ن لیگ میں شامل ہوگئے جو اِس بات کا غماز ہے کہ آئندہ اِقتدار میاں نواز شریف کا ہی ہوگا۔

آہ کوئٹہ کا سانحہ ہزارہ برادری، فوج اَب کس کا انتظار کر رہی ہے؟

کوئٹہ میں دس جنوری کو علمدار روڈ پر پیش آنے والے سانحہ کے بعد ملک بھر میں تین روز تک کئے جانے والے احتجاجوں اور مظاہروں میں شامل مظاہرین کے مطالبے پر بلوچستان میں جو گورنر راج نافذ کیا گیا تھا افسوس ہے کہ آج وہ گورنر راج بھی صوبہ بلوچستان میں دہشت گردی کو کنٹرول کرنے میں کار گر ثابت نہ ہو سکا اور آج ایک بار پھر دہشت گردوں نے سولہ فروری کو کوئٹہ کی ہزارہ منگول برادری پر ریموٹ کنٹرل دھماکہ کرکے قیامت صغریٰ برپا کردی ۔یوں آج جس کے نتیجے میں کئی خاندانوں میں صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے ۔اِس المناک واقعہ کے بعد سارا ملک غم وغصے میں مبتلا ہے ، اور آج ایک مرتبہ پھر کوئٹہ کی ہزارہ منگول برادری کے متاثرین 84 میتوں کے ساتھ سخت سردی میں کُھلے آسمان تلے ، بے یار ومددگار دھرنا دیئے بیٹھے ہیں ، دھرنے میں خواتین ، بچے ،بزرگ اور سب ہی شامل ہیں، ورثاء لاشوں کی تدفین سے انکار کر رہے ہیں، اور مطالبہ کررہے ہیں، فوج کی نگرانی میں ٹارگیڈ آپریشن کیا جائے ، ہزارہ منگول برادری کے متاثرین نے فوجی آپریشن اور ملزمان کی گرفتاری کے لئے 48 گھنٹوں کا الٹی میٹم دیا ہے ، تادم تحریر اِس الٹی میٹم کے اختتام کو چند گھنٹے ہی باقی رہ گئے ہیں، مگر افسوس ہے کہ اَب تک دہشت گردوں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے، جس پر ملک بھر میں سانحہ ہزارہ ٹاؤن کے

متاثرین کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لئے مجلسِ وحدت المسلمین کی اپیل پر متحدہ قومی موومنٹ پاکستان، سُنی تحریک، جے یو پی، جماعت اسلامی اور دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے علاوہ، تاجر برادری، کراچی بار اور ٹرانسپورٹرز نے بھی 17 فروری اور 18 فروری کو ملک بھر میں سوگ، دھرنے اور ہڑتال کا اعلان کیا۔

کوئٹہ میں چالیس دنوں میں دہشت گردی کے دو بڑے پیش آنے والے واقعات کے نتیجے میں سیکڑوں انسانوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے پر محب وطن پاکستانی بس یہی سوالات کرتا دکھائی دے رہاہے کہ اَب فوج کس کا انتظار کررہی ہے ...؟ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو کون کنٹرول کرے گا...؟حکمران اَب کب اپنے مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل کے لبادے سے باہر نکلیں گے...؟اوراَب کب عوام کو دہشت گردوں سے نجات دلائیںگے..؟آج قوم پوری طرح اِس بات پر متفق ہے اوراِس کا کہناہے کہ حکمران تو عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوچکے ہیں..اور آج ساری پاکستانی قوم اپنی اور ملک کی سالمیت کے خاطر اپنی فوج کی جانب حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہی ہے..اور اپنی فوج سے سوال کررہی ہے کہ اَب کون ساوقت آئے گاجب ہماری فوج عوام کی حفاظت کے لئے سامنے آئے گی..؟اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرکے ملک کو امن وسکون کامثالی گہوارہ بنائے گی ...؟اوراِسی کے ساتھ ہی ہر محب وطن پاکستانی عالمِ کل سے یہ سوالات بھی

کر رہا ہے کہ یہ کہاں کی انسانیت ہے...؟اور یہ کونسا مذہب ہے...؟جس کے پیروکار اپنے جنون اور پاگل پن کی تسکین کے خاطر معصوم اِنسانوں کا خون بہانا عبادت اور اپنے لئے راحت اور باعث سکون سمجھ رہے ہیں...! یہ کون سا دین ہے..؟کہ جس کے ماننے والے میرے ملک کے کمزور اور ناتواں اقلیت سے تعلق رکھنے والے طبقے اور معصوم لوگوں (عورتوں، بچوں، بزرگوں اور جوانوں) کو مارنے کے طرح طرح کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں... جبکہ عالمِ کُل کے ادیان کسی بھی انسان کا ناحق خون بہانے کو اپنے اپنے لحاظ سے ممنوع قرار دیتے ہیں، میں یہاں صرف اپنے افضل و اعلیٰ دین اسلام کی تو بات ہی نہیں کر رہا ہوں میرا دین اسلام تو سردارِ ادیان ہے اِس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور چلنے والے اور اِس کے ماننے والے کسی اِنسان کا خون کرنا اپنے لئے گناہِ عظیم سے بھی بڑھ کر گناہ تصور کرتے ہیں وہ اِس بنیاد پر کسی بھی مذہب و ملت اور رنگ و نسل اور زبان و سرحد سے تعلق رکھنے والے کو قتل ہی نہیں کر سکتے ہیں، یوں آج جو لوگ اپنی دہشت گردی سے میرے ملک میں معصوم انسانوں کو قبر کی آغوش میں دھکیل رہے ہیں یقیناً وہ انسانیت کے دائرہ کار سے خارج ہیں، اور وہ شیطان کے چیلے ہیں، اِن دہشت گردوں نے، جنہوں نے اپنے گروہ (شیطان) سے نائب خدا کو مارنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، اِن ہی خبیثوں نے ایک بار پھر وادی کوئٹہ کے امن پسند ہزارہ ٹاؤن کے مکینوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنا کر اِس علاقے کو آہوں اور سسکیوں کی نظر کر دیا ہے، ابھی کوئٹہ کے ہزارہ ٹاؤن کے نہتے مکین 10 جنوری کو اپنے

علاقے میں پیش آنے والے واقع اوراِس کے نتیجے میں شہیداور زخمی ہونے والے اپنے پیاروں کے غم سے نکلنے بھی نا پائے تھے کہ قریب ٹھیک چالیس روز بعد ہفتہ 16فروری کی شام بلوچستان کی اِسی امن و محبت باٹنے والی ہزارہ منگول۔برادری پر دہشت گردوں نے اپنی اَنااور ضد کی تسکین کے خاطر دہشت گردی کا نشانہ بناکراِس کے مکینوں پر قیامت صغریٰ برپا کردی،اِس بار دہشت گردوں نے اِس آبادی کے مکینوں پر800 سے ایک ہزار کلو گرام بارودی مواد سے بھرے پانی کے خالی ٹینکر کاپُر ہجوم مارکیٹ میں ریموٹ کنٹرول دھماکہ کیا،جس کے نتیجے میں 95 سے زائد معصوم انسان القمہ اجل بن گئے اور کئی سو زخمی ہوئے اِس دھماکے سے متاثر ہونے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے۔

سولہ فروری کو ہزارہ منگول۔برادری پر دہشت گردوں کے دھماکے سے متعلق سرکاری ذرائع کی ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق سولہ فروری کو کوئٹہ ہزارہ منگول برادری کی آبادی میں واقع مارکیٹ میں ہونے والادھماکہ 10 جنوری کو علمدار روڑ پر پیش آنے والے واقعہ سے کہیں زیادہ بڑااور تباہ کُن ثابت ہواجس کے نتیجے میں مارکیٹ کی کئی دکانیں اور قریب کے بہت سے مکانات مکمل اور جزوی طور پر تباہ ہو گئے ہیں جبکہ ہلاکتوں اور زخمیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

اگرچہ کوئٹہ کی تاریخ کے اِس المناک سانحہ پر گورنر بلوچستان نواب

ذوالفقار علی مگسی نے عوامی غم وغصے اوراِس کے ردِ عمل پراِس بات کو کُھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے کہاہے کہ سولہ فروری کو کوئٹہ میں ہونے والا دھماکہ یقینا سیکورٹی اورانٹیلی جنس ایجنسیوں کی ناکامی کا ہی نتیجہ ہے،اِس منظراور پس ہیں کوئی دورائے نہیں ہونی چاہیئے کہ اَب جبکہ گورنر بلوچستان بھی یہ بات تسلیم کرچکے ہیں کہ سولہ فروری کو ہونے والا دھماکہ سیکورٹی اورانٹیلی جنس ایجنسیوں کی ناکامی کا نتیجہ ہے تو پھر اَب سوال یہ پیداہوتاہے کہ جب یہ ادارے ہی عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوجائیں تو پھر عوام کو کون سیکورٹی فراہم کرے گا..؟توکیاپھر عوام یوں ہی دہشت گردوں کے رحم وکرم پر رہ کراپنی زندگیوں سے ہاتھ دھوتے رہیں گے اور شیطان کے چیلے یہ دہشت گرد معصوم انسانوں کا خون پی کراپنے جنون اور پاگل پن کی تسکین حاصل کرتے رہیں گے...میں ایک مرتبہ پھر فوج کو للکاررہاہوں کہ آخرفوج کب حرکت میں آئے گی...؟اورکب اپنے ملک کے معصوم انسانوں کی حفاظت کے لئے اپنافعال کردار اداکرے گی...؟اکیاتب یہ متحرک ہوگی جب پوراملک خانہ جنگی اور انارگی کا شکار ہوجائے گا...؟اور سارے ملک میں دہشت گردوں کا راج ہوگااور وہ دندناتے پھریں گے...؟کیاتب جب ملک کی سالمیت اور ایٹمی اثاثے خطرے میں ہوں گے....؟اورکیایہ دہشت گرد جواغیارکے آلہ کار ہیں جب یہ ہمارے سبز ہلالی پرچم کی توقیر ختم کردیں گے توکیاتب ہماری فوج اِن دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کو آئے گی ...؟میں سمجھتاہوں کہ نہیں ابھی وقت ہے ہماری فوج اپنی قوم اور ملک کو

دہشت گردوں سے بچانے کے لئے اپنا فعل کردار ادا کرے۔اور ملک اور قوم کو دہشت گردوں سے نجات دلانے کے لئے ہماری فوج کو آنا چاہئے مگر فوج کو یاد رہے کہ وہ عوام اور ملک کو تو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ضرور آئے مگر جمہوریت اور جمہوری بساط کو پلٹنے اور ملک میں مارشلاء لگانے کے لئے ن آئے۔

کہاں ہو پاکستانیوں..؟

اَب کیلیفورنیا میں بھی کاری ں چھیننے اور لوٹ مار کی وارداتیں زور پکڑ گئیں ہیں لو بھئی پاکستانیوں تم کہاں ہو..؟تو سُن لو کہ ،اپنے شہریوں سے لوٹ مار کرنے والے،اور اِنہیں دورانِ ڈکیتی سفاکیت سے قتل کردینے والے ایک تم ہی درندے نہیں ہو، تمہارے جیسے اِس گھناؤنے فعل میں امریکی بھی تم سے کم نہیں ہیں،اِس پر اَب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ تم امریکیوں کے استاد ہو یااِس فعل شنیع میں امریکی تمہارے گروہ اور استاد ہیں...؟بہر حال ..!کوئی کچھ بھی ہو...؟اَب تم خود ہی آپس میں فیصلہ کرلوکہ تم میں سے کون اِس کام میں زیادہ مہارت رکھتاہے اور کون استاد ہے...؟

کیوں کہ ابھی بھی کیلیفورنیا سے ایک تازہ ترین خبر یہ آئی ہے کہ امریکی کنگلوں میں بھی دنیاکے تیسرے درجے کے غریب ممالک کے کنگلوں کی طرح لوٹ مار اور ڈ کیتیوں کا رجحان بڑھنے لگاہے، جس کی وجہ سے (پاکستانیوں کی طرح اَب) امریکیوں میں بھی اپنے ہی ملک میں سخت خوف وہراس پایاجاتاہے،خبر کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اورنج کاؤنٹی کی شیرف کے ترجمان کے مطابق امریکی شہر جنوبی

کیلیفورنیا میں گزشتہ منگل کی صُبح ایک نامعلوم مُسلح شخص نے ایک عورت سے کار چھیننے کی کوشش کی اور مزاحمت پر فائرنگ کرکے خاتون کو ہلاک کردیا اِس طرح کار چھیننے کی پُر تشدد کارروائیوں میں چار افراد ہلاک ہوگئے خبر ہے کہ اِن مرنے والوں میں ایک لیٹرا بھی شامل ہے جبکہ فائرنگ سے ایک راہ گیر زخمی ہوگیا، ڈاکو کامیابی سے فرار ہوگیا خبر ہے کہ پولیس کو کچھ دیر بعد کار چھیننے کی ایک اور واردات کی اطلاع ملی جہاں لٹیرا ایک اور شخص کو قتل کرکے فرار ہوگیا پولیس تفتیش میں مصروف تھی کہ اِسی دوران ایک اور سنگین اطلاع ملی پولیس وہاں پہنچی تو کار لٹیرے کی فائرنگ کے باعث دوافراد زخمی حالت میں وہاں پڑے تھے اِس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے امریکی پولیس کا کہنا تھا کہ کار لٹیرے کی فائرنگ سے ایک تو موقع پر ہی چل بسا جبکہ دوسرے کو سخت زخمی حالت میں اسپتال منتقل کردیا گیا پولیس نے ملزم کا پتہ چلا کر اِس کا تعاقب شروع کیا اور جب اِس کو روکنے کی کوشش کی تو اِس (باغیرت ملزم نے یہ سوچ کر کہ اگر پولیس کے ہتھے چڑھ گیا اور اِسے جیل سے سزا مل گئی تو یہ دنیا کو اور اپنے گھر والوں کو کیا منہ دکھائے گا اِس) نے خود کو آسانی سے گولی مار کر ہلاک کردیا (پاکستانی لٹیروں تم میں اور امریکی لٹیروں میں صرف یہی تو ایک فرق ہے.. امریکی لٹیروں میں تھوڑی بہت غیرت ہے اور شاید تم میں یہ بھی نہیں ہے، تم تو اپنے بچاؤ میں قانون کے رکھوالوں پر بھی فائرنگ کرکے اِنہیں موت کے منہ میں دھکیلنے سے باز نہیں آتے ہو اور اِس طرح بچ نکلتے ہو) جبکہ اِس لٹیرے کی

اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت پر پولیس نے وثوق کے ساتھ امریکی شہریوں سے کہا کہ یہ امریکی باغیرت لٹیرا تھا جس نے پولیس اور قانون اور سزا کے خوف سے خود ہی مار لیا ہے یوں اِس کی ہلاکت سے علاقہ میں کوئی اور نشانہ باز موجود نہیں ہے اور اَب لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔

اَب امریکی شہر کیلیفورنیا سے اپنے پاکستانیوں کے لئے آنے والی اِس خبر کے تناظر میں اگر آج بھی کسی موقع پر کوئی بات امریکی عوام سے متعلق چل پڑے یا پاکستان و بھارت اور بنگلہ دیش جیسے دنیا کے کسی بھی تیسرے درجے سے تعلق رکھنے والے ممالک کے غریب اور مفلوک الحالی کا ماتھ چومتے اور اِس کے تلوے چاٹتے عوام کا تذکرہ چھڑ جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اِن ممالک کے عوام میں اکثریت ایسے لوگوں کی بھی موجود ہے جن کا طاقتور طبقے نے استحصال کیا ہے اور یہی وہ استحصال ہے جس کی وجہ سے اِن میں چھینا جھپٹی اور لوٹ مار کی ایک ایسی عادت پروان چڑھ رہی ہے جو اِن ممالک کے محروم عوام میں بڑی حد تک یکساں پائی جاتی ہے اگر آپ اِس سے بھی ذرا آگے جھانکنا چاہیں اور بہت کچھ جاننا چاہیں ..؟ تو آپ دنیا کے مختلف ممالک کے اِنسانوں کا قریب سے، مطالعہ کریں تو آپ کو یہ بھی لگ پتا جائے گا کہ "ذاتی ملکیت سے محروم اِنسان کے پاس اگر کچھ ہے تو وہ بھوک، بیماری، جرم، ذلت، غربت اور وہ تمام بُرائیاں ہیں جو اِنسانیت کی ضد ہیں" اور اِسی طرح "جب تک معاشی اُونچ نیچ اور استحصال

ختم نہ کیا جائے جدائی اور بیگانگی ختم نہیں کی جا سکتی ہے" یہ دونوں مارکس اور اینگلز کے اوّل و آخر ایسے اقوال ہیں جنھوں نے آج کے اِس جدید سائنسی دور کے اِنسان کی کسمپرسی کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے اور اِنسانوں پر حکمرانی کرنے والے اور اپنی زندگیوں میں مگن رہنے والے اِنسانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے کہ موجودہ دور میں بھی دنیا کے بیشتر معاشروں میں ایسے اِنسان باکثرت موجود ہیں جنھیں محرومیوں اور ناامیدوں نے اپنے شکنجوں میں ایسے جکڑ رکھا ہے کہ یہ اِنسان اِس سے خود کو آزاد بھی نہیں کرا سکتے ہیں اور آج یہ اپنی بقا اور خواہشات کے حصول کے خاطر اُن راہوں کے مسافر بن گئے ہیں جس کی منزل سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہیں ہے۔

یوں آج بات دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی ہو یا ترقی اور خوشحالی سے کوسوں دور کسمپرسی اور لاچارگی میں مبتلا رہنے والے غریب ممالک کی اقوام کا تذکرہ ہو آج بھی دنیا میں ایسے اِنسان کثریت سے موجود ہیں جو آسائشِ زندگی کے ہر معاملے میں ذاتی ملکیت سے محروم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج اِن میں وہ تمام اخلاقی بُرائیاں جنم لے چکی ہیں جو نہ صرف اِن کے لئے بلکہ اِن کے ملک کے لئے بھی باعثِ شرمندگی اور بدنامی کی باعث ہیں۔

، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب ہمارے اُن بھائیوں کو جو لوٹ مار، چھینا جھپٹی

اور قتل وغارت گری میں ملوث ہیں اِنہیں فوراََ اپنے اِن کاموں سے َ توبہ کرلینی چاہئے کیوں کہ اَب اِن بُرائیوں میں امریکی بھی کھلم کھلا حصہ لینے لگے ہیں (اگرچہ امریکی تو پہلے سے بھی اِن بُرائیوں میں ملوث ہیں مگر اَب اِن کے اِن کرتوتوں کی خبریں اِن کا میڈیا کھل کر دنیا کے سامنے لارہاہے) اَب جب کہ امریکی بھی اِن بُرایوں میں حصہ دار ہوگئے ہیں تو میں اپنی پاکستانی قوم کے اُن گمراہ سپوتوں سے لوٹ مار، قتل وغارت گری اور ٹارگیٹ کلنگ جیسے شیطانی کاموں میں مصروف ہیں اِن سے ایک بات یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ خدارا اَب آپ لوگوں کو یہ چاہئے کہ آپ اِن بُرائیوں سے توبہ کرلیں اور اُس نیک راہ پر چل پڑیں جس کی تاکید ہمیں ہمارا دین اسلام دیتا ہے کیوں کہ اَب تمہارا یہ کام امریکی تم سے اچھا کرلیں گے اور اپنے شہریوں کا وہ حشر کریں گے کہ تم بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگالوگے۔

65 سال اور پی پی پی کے وزیر اعظم کی خوش فہمی

65 سال اور پی پی پی کے وزیر اعظم کی خوش فہمی ،ایٹمی ملک کے مفلوک الحال عوام کی آہ و فغاں...!!

بے شک میرا ملک پاکستان دنیا کا خُوبصورت ترین مُلک ہے،اِس میں بے شمار قدرتی وسائل اور قدرت کے حقیقی حسین مناظر موجود ہیں، دنیا کے چاروں موسم میرے ملک کی دہلیز پر دستک دیتے ہوئے ،اپنی اپنی کار گزاری کا مظاہرہ کرتے اور اپنے خُوبصورت رنگ بکھیرتے گزر جاتے ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی یہ میری خوش قسمتی نہیں ہے تو اور کیا ہے...؟ کہ میں دنیا کے ایک ایسے ملک پاکستان کا شہری ہوں، جو دنیا کا حسین ترین ملک بھی ہے تو وہیں ایٹمی طاقت بھی ہے، مگر اِن تمام حقائق پر مبنی خُوبیوں اور خُصوصیات اور اپنی خوش بختی کے باوجود بھی میں اکثر اپنے مُقدر کا رونا، روتا رہتا ہوں کہ یہاں اور میری طرح میرے ملک کے شہری بے شمار قُدرتی وسائل اور ایٹمی صلاحیت رکھنے والے مُلک کے باسی ہونے کے باوجود بھی دنیا کے بیشتر (امیر و غریب اور ترقی یافتہ اور ترقی پزیر) ممالک کے شہریوں کے مقابلوں میں اپنے بُنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں تو وہیں اپنے دوسرے ہم وطنو کی طرح میری یہی احساسِ محرومی مجھے بھی اپنی مفلوک الحالی اور محرومیوں کا شدت سے احساس دلاتے ہوئے پریشان کئے رکھتی

ہیں،اور میں پریشان حال اپنے ہم وطنوں کی طرح آہ و فغاں کرتا رہتا ہوں۔

اَب اِس صُورتِ حال میں ، میں یہاں یہ کہتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کررہا ہوں کہ 65 سالوں میں دنیا کے میرے اِس حسین ترین مُلک کو میرے اپنوں اغیار کی آشیرباد پر حکمرانی قائم کرنے والے سول /آمر حکمرانوں، دوسروں کے) اشاروں پر اپنا اپنا سیاسی قدا اُونچا کرنے والے سیاستدانوں، اوراِسی طرح اِن سیاستدانوں اور حکمرانوں کو چلانے والے مفاد پرست بیوروکریٹس) بشمول موجودہ حکمرانوں نے بھی اِسے لوٹا اور اِس کا بیڑا غرق کیا ہے۔ جبکہ آج اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی خوش فہمی میں مُبتلا وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف کا کہنا ہے کہ : -"ہم اپنے پانچ سال کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں، چند روز ہمارے سمیت سب عوام کی عدالت میں ہوں گے، اور عوام احتساب کریں گے، اوراِن کا یقین کے ساتھ یہ کہنا بے شک مُضحکہ خیز ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہی وہ جماعت ہے ، جس نے پانچ سالوں میں جو کام کئے ہیں، وہ کام کسی نے گزشتہ 65 سالوں میں بھی نہیں کئے ہیں" :-

اگر آج میرے قارئین اور پاکستانی عوام کا حافظہ درست ہے اور اِن کی آنکھیں،اور کان کھلے ہیں، اور انتخابات کا وقت آنے تک مصالحت یا کسی اور وجہ سے اِن کی زبانیں بند ہیں تو کوئی بات نہیں... ؟مگر مجھے یقین ہے کہ پاکستان

کے مفلوک الحال عوام وقت آنے پر وزیر اعظم سمیت اِن کی جماعت کے دیگر جیالوں کو یہ بتادیں گے کہ وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف کی جماعت پی پی پی نے 5 سالوں میں عوام اور مُلک کی فلاح و بہبود کے خاطر کیا کیا ہے..؟اور کون سے کام کئے ہیں...؟اَب حکومت کے وقتِ نزع کسی کو طرح طرح کے دعوےٰ کرنے اور عوام کے سامنے اپنے کرتوتوں کو گنوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے...کیوں کہ عوام سب جانتے ہیں کہ موجودہ حکمرانوں نے عوام اور ملک کی بہتری کے نام پر اپنے مفادات کے خاطر قومی خزانے اور مُلک کا کتنا نقصان کیا ہے اور عوام کا کیا حال کیا ہے...؟اوراِس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔بیشک موجودہ حکومت نے اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں وہ کام کئے ہیں ، جو کام 65 سالوں میں کوئی نہیں کر سکا ہے,آج اِس حکومت کے کارناموں کی مثال باآسانی دیکھی جاسکتی ہے، کیوں کہ اِس دور کے حکمرانوں نے پاکستانی قوم کو کسمپرسی اور مفلوک الحالی کے اُس مقام پر پہنچادیا ہے، قوم کو جہاں سے واپس آنے میں کئی سال لگ سکتے ہیں، موجودہ حکومت نے قوم کو دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار، کرپشن اور اقربا پروری کا وہ ناسور دیا ہے ، حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی فرسودہ حکمتِ عملی اور ناقص کارکردگی کی وجہ سے ملک کا سارانظام اُلٹ پلٹ ہو کر رہ گیا ہے، قوم کے ہر فرد کے چہرے پر مایوسیوں نے اپنے ڈیرے ڈال لئے ہیں، غریب کے آنگن سے خوشیاں روٹھ کر صدیوں دور جاچکی ہیں، کھیت کھلیاں بنجرزمین کا نظارہ پیش کر رہے ہیں، آگ اُگلتی دھواں اُڑاتی کارخانوں اور صنعتوں کی چمنیاں ٹھنڈی پر

چکی ہیں، ملک سے ہر طرح کی (زرعی اور صنعتی) پیداواری صلاحیتیں ختم ہو کر رہ گئی ہے، توانائی کا بحران سرچڑہ چکا ہے، سارا ملک اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے،اِس حکومت کے وڈیرے نما وزراء آج بڑی ڈھٹائی سے ملک میں تعلیمی اداروں یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں کے قیام کی مخالفت کررہے ہیں، اور سرکاری و نجی تقریبات میں اِن کی مخالفت میں اداکئے گئے اپنے کرداروں کا برملاتذکرہ کرکے اِنہیں سراہے جانے کے لئے پنڈلوں میں تالیاں بجواکراپنی خوشی کا اِظہار کررہے ہیں۔توبھلاایسے میں پھر بھی وزیراعظم راجہ پرویزاشرف اِس خوش فہمی میں مُبتلاہیں کہ اِن کی جماعت پی پی پی نے اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں مُلک اور قوم کے لئے گراں قدرخدمات انجام دی ہیں،تواِس پر میں یہ سمجھتاہوں کہ یہ میرے ملک کے وزیراعظم راجہ پرویزاشرف کی سوائے خوش فہمی کے اور کچھ نہیں ہے اور جہاں تک اِن کا یہ کہناہے کہ ہم اپنے 5 سال کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں تو میری اِنہیں یہ رائے ہے کہ آپ اِس کے لئے فکرمند نہ ہوں، کیوں کہ قوم آپ اورآپ کی پارٹی سے حساب لینے کے لئے پہلے ہی تیار بیٹھی ہے بس ذراآپ اور اسٹیٹس قو) STATUS QUO (کے اِس سحر سے آپ کی جماعت میں شامل کچھ لوگ نکل جائیں جس کے لئے حالات خراب کئے جارہے ہیں اور ذراانتخابات تو ہولینے دیں آپ کی یہ خواہش بھی عوام کس طرح پوری کردیں گے کہ جس کا آپ کو گماں تک نہیں ہوگا..؟کہ قوم انتخابات میں آپ کی خواہش کے مطابق آپ اورآپ کی پارٹی کا ایسا احتساب کردے گی .؟کہ تب اقتدار کی چڑیاآپ کے ہاتھ سے

اُڑ کر کسی اور کے کاندھے پر جا بیٹھے گی اور آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے اور کہیں گے کہ کاش ہم نے اپنے اقتدار کے پانچ سالوں میں ذرا سی بھی توجہ عوام کی جانب دی ہوتی تو شاید سُبکی ہمارا مقدر نہ ہوتی۔۔۔ تو وزیراعظم صاحب، ابھی وقت ہے کہ۔۔۔؟؟ (ختم شد)

پاکستانیوں کی زبان پر تو امن کی آشا کی رٹ

پاکستانیوں کی زبان پر تو امن کی آشا کی رٹ، مگر بھارتیوں کی آنکھوں پر نفرت کے پردے کیوں..؟

پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان میں شدت سے ہونے والے فرقہ ورانہ فسادات اور بڑھتی ہوئی دہشت گردی سمیت سارے ملک میں طرح طرح کے پیش آنے والے بم دھماکوں کے واقعات اور اِن دھماکوں کے نتیجے میں معصوم انسانوں کی ہلاکتوں کے بعد پیدا ہونے والی صُورتِ حال سے کون ایسا شخص ہوگا جو واقف نہ ہو اور اِسی کے ساتھ ہی ملک کے طول ارض میں بسنے والا کوئی ایسا پاکستانی نہیں ہے جو آج یہ بھی نہ جانتا ہو کہ پاکستان میں ہونے والے فرقہ ورانہ فسادات اور دہشت گردی کے واقعات کے پس پست ہمسایہ ملک بھارت کی خفیہ ایجنسیوں کا ہاتھ ہے مگر پھر بھی یہ ہم پاکستانیوں کا ہی بے مثل ظرفِ عظیم ہے کہ ہم نے کبھی بھول کر بھی اِس مُلک اور اِس کے خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھ کا ذکر کہیں بھی نہیں کیا ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے یہاں قتل وغارت گری اور بہانے بہانے سے دہشت گردی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں ۔

جبکہ آج ہم پاکستانیوں کی اِس نقطے پر کوئی دورائے نہیں ہے اور کوئی بھی

پاکستانی اِس سے اِنکار نہیں کرسکتا ہے کہ ہمارے یہاں ہونے والی ہر چھوٹی بڑی دہشت گردی کے پیچھے بھارت اور اِس کی خُفیہ ایجنسیاں ملوث ہیں مگر ہم پاکستانی محض خطے میں امن کی آشا جیسے نیک اور پُرخلوص جذبوں کو پروان چڑھانے کے خاطر بھارت کا نام لینا تک گوارہ نہیں کرتے ہیں کہ کہیں بھارت ہماری اِن حقائق پر مبنی باتوں سے ناراض نہ ہوجائے اور اِس کے اِس روئے کی وجہ سے کہیں امن کی آشا کو ٹھیس نہ پہنچ جائے اور کہیں امن کی آشا کا نیک جذبہ یکطرفہ (صرف پاکستان کی جانب سے) ہی ہو کر نہ رہ جائے ہم چاہتے ہیں کہ اِس کارِ خیر میں بھارت بھی اُسی طرح اپنا حصہ ڈالے (اَب تک جو اپنے رویوں سے نہیں ڈال رہا ہے) جس طرح ہم پاکستانی نیک نیتی سے ڈال رہے ہیں۔ مگر پاکستانیوں کے اِن نیک جذبوں کے برعکس بھارتیوں کی جانب سے روا رکھے گئے روکھے پھیکے رویوں اور اِن کی عیاری و مکاری کی وجہ سے مجھے یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جیسے خطے میں امن کی آشا کی ضرورت صرف ہم پاکستانیوں کو ہی ہے اور پاکستان خطے میں امن کی آشا کے لئے کتنا فکر مند ہے ..؟اِس کا اندازہ ساری دنیا کو ہے مگر لگتا ہے کہ جیسے بھارتیوں کو اِس سے کوئی غرض نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ بھارتیوں کو پاکستان کی اِس سوچ و فکر میں ہماری کوئی کمزوری نظر آرہی ہے تب ہی اِنھوں نے بغیر کسی تحقیق کے گزشتہ دنوں بھارتی ریاست آندھراپردیش کے شہر حیدرآباد دکن میں ہونے والے بم

دھماکوں کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھیرادیا ہے اِس کی ایک مثال بھارتی جنتاپارٹی کے ایک جنونی انتہاپسند ہندولیڈر رایل کے ایڈوانی کی ہے اِس نے توپاکستان پر الزامات کی بارش کرنے کی حد ہی کردی ہے ایک موقع پر اِس نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بے سوچے سمجھے حیدرآباددکن بم دھماکوں کا الزام پاکستان پر عائد کردیااور اِس بھارتی جنونی ہندوایڈوانی نے نہ صرف یہ کہابلکہ موقع غنیمت جان کر جنونی ایڈوانی نے یہ بھی کہہ دیاکہ پاکستان بھارت کے خلاف درپردہ جنگ میں ملوث ہے اِس موقع پر ایڈوانی نے گزشتہ دہائیوں میں بھارت میں ہونے والی تمام دہشت گردی کے ڈانڈے پاکستان سے ملاتے ہوئے کہاکہ ہمسایہ ملک پاکستان پچھلی چند دہائیوں سے بھارت کے خلااف جنگ چھیڑنے میں کامیابی حاصل نہیں کرسکاتواِس لئے اَب اِس نے درپردہ اِس قسم کی جنگ شروع کردی ہے اور اِسی جنونی ہندو رہنماایل کے ایڈوانی جو یہ نہیں چاہتاکہ خطے میں پاکستان کی کوششوں سے امن کی آشاپروان چڑھے اِس نے اپنی ٹانگ اُونچی رکھتے ہوئے انتہائی مدبرانہ انداز سے یہ بھی کہہ دیاکہ ہمسایہ ملک بھارت کے لئے مشکلات پیداکرنے کے لئے دہشت گردی کا سہارالے رہاہے اور اِس ہی کے ساتھ ہی اِس انتہاپسند ہندورہنمانے اپنے بھارتیوں کو اُکسانے کے خاطر پورے وثوق سے یہ تک کہہ دیاکہ اِس میں کوئی شک کہ حیدرآباددکن دھماکوں میں ہمسایہ ملک کا ہاتھ ہے بات صرف یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ دوسری طرف نااہل اور پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈوں کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے

دینے والا بھارتی میڈیا بھی ہے جو حیدر آباد کے بم دھماکوں میں پیچھے نہیں رہا اس نے حسب روایت اِس مرتبہ بھی ایسا ہی کیا مگر اس مرتبہ تو بھارتی میڈیا نے بھی اپنی نا اہلی اور باخبری کی حد کردی اور اپنی نا اہلی کا ریکارڈ" 16 جنوری کو کراچی میں مبینہ طور پر کالعدم تحریک طالبان کے ہاتھوں قتل کئے جانے والے ایم کیو ایم کے رُکن سندھ اسمبلی مقتول منظر امام کو دہشت گرد قرار دے کر "خود ہی توڑ دیا ہے بھارتی میڈیا جو اپنے ملک کے جنونی اور انتہا پسند سیاستدانوں ، حکمرانوں اور عوام کی بھرپور عکاسی اور پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں اپنا ثانی آپ ہے جب اِس نے حیدر آباد دکن میں گزشتہ ہفتے ہونے والے دھماکوں کا ماسٹر مائنڈ ایم کیو ایم کے مقتول رُکن سندھ اسمبلی منظر امام کو قرار دے دیا تو اِس کی قابلیت اور باخبر ہونے کی قلعی بھی کھل گئی جو مقتول منظر امام کی تصویر دکھا دکھا کر اور چیخ چیخ کر اپنے جنونی ہندوؤں کو آگ بگولہ بناتا رہا اور اِنہیں یقین دلاتا رہا کہ آندھرا پردیش کے شہر حیدر آباد میں حالیہ بم دھماکوں کی منصوبہ بندی اِس منظر امام نامی شخص نے کی تھی جو بھارت کی کئی ریاستوں کی پولیس کو مطلوب ہے بھارتی ٹی وی کی نا اہلی اور اِس کا جنون یہیں ختم نہیں ہوا جبکہ اِس کم ظرف اور نا اہل بھارتی ٹی وی نے اِس کے ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ واقعے کے بعد ہماری بھارتی پولیس جو کارکردگی کے لحاظ سے امریکی اور برطانوی سمیت دنیا کی کسی بھی پولیس سے کم نہیں ہے اِس نے فُرنت منظر امام کی گرفتاری کے لئے کارروائیاں شروع کر دی ہیں

اور اِسی کے ساتھ ہی بھارتی ٹی وی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ریاست جھاڑ کھنڈ کی پولیس کے اعلیٰ افسران جو ملزمان کی فوری گرفتاری میں مہارت رکھتے دنیا بھر میں مشہور ہیں اُنھوں نے بھارتی حکمرانوں، میڈیا اور عوام سے کہا ہے کہ ہم 22 فروری کو حیدرآباد دکن میں ہونے والے بم دھماکوں کے ماسٹر مائنڈ منظر امام کو تُرنت گرفتار کرکے بھارتی قوانین کے مطابق سزا دلوائیں گے اور بھارتیوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے" بھارتی میڈیا کا مقتول منظر امام جو سولہ جنوری کو ناحق دہشت گردوں کی کارروائی کا نشانہ بنے اور جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اِنہیں حیدرآباد بم دھماکوں میں دہشت گرد ٹھیرائے جانے کا جھوٹا دعویٰ کیا بھارتی میڈیا کی نااہلی اور خطے میں پاکستان کی امن کی آشا کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش نہیں ہے...؟ اور کیا بھارتیوں کا پاکستان دشمنی میں اِس حد کو پہنچ جانا اِس قابل نہیں ہے کہ ہم بھی بھارتیوں کے اِس روئے کا جواب اِسی طرح دیں آج جس طرح بھارتی ہمارے نیک جذبوں کو اپنے پیروں تلے کچل کر دے رہے ہیں...؟ کیا ہم پاکستانیوں کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ایک ہم پاکستانی ہیں جو امن کی آشا کی رٹ لگا کر اپنی زبانیں گھس رہے ہیں...اور بھارت کی جانب سے مسلسل ناقابلِ برداشت لگائے جانے والے الزامات کے باوجود بھی ہم نے برداشت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے اور بھارت کو خطے کا پسندیدہ ملک قرار دینے کو بے قرار رہیں جبکہ دوسری طرف کینہ پروری کا مسلسل مظاہرہ کرنے والے بھارتی ہیں جو اپنی آنکھوں پر پاکستانیوں سے نفرت کا پردہ چڑھا کر اور

اپنی بغلوں ییں خنجر چھپا کر اور اپنے سینوں میں پاکستان سے متعلق نفرت کا لاوا ابھر کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی سوچ رکھے ہوئے ہیں آخر ہمیں کب یہ سوچنا ہو گا کہ ہم کب تک اپنی مصالحت پسندی اور مفاہمتی پالیسی کے سہارے بھارت کی جی حضوری کرتے رہیں گے اور بھارت ہماری اِسی جی حضوری کو ہماری کمزروی سمجھتے ہوئے ہمیں ساری دنیا میں ذلیل اور خوار کرتا رہے گا...؟اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں میری رائے تو یہ ہے کہ بھارتی جنونی ہندو رہنما ایل کے ایڈوانی اور بھارتی میڈیا کی حیدرآباد دکن کے بم دھماکوں میں پاکستان کو ملوث کرنے والے الزامات کے بعد کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ ہم بھارت سے امن کی آشا کی ڈوریں بڑھاییں اور بھارت کو خطے کا پسندیدہ ملک قرار دیں اگر پھر بھی ہم نے ایسا کیا تو پھر کیا ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ آج جو سوچیں اور رویئے جنونی بھارتی حکمران، سیاستدان، عوام اور بھارتی میڈیا ہمارے متعلق رکھتے ہیں وہ سب ٹھیک ہیں...؟

عالمی تھنک ٹینک کا دعویٰ

کیا امریکا نے سارے منفی کاموں کی منفی نمبرنگ پاکستان کے لئے رکھ چھوڑی ہے...؟
عالمی تھنک ٹینک کا دعویٰ، پاکستان دہشت گردی سے متاثرہ دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے...
کہا جاتا ہے کہ دنیا کے موقع پرست اِنسانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ذاتی یا سیاسی مفادات کے خاطر روئے زمین کے کسی بھی معاشرے اور تہذیب میں بسنے والوں کے لئے ہیجانی کیفیت پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب برتیں ،اور اگراِس کے باوجود بھی کچھ اقوام کے مفادپرست لوگ اپنی کسی بھی خوش فہمی اور ہٹ دھرمی کی بِنا پر دنیا کے کسی بھی ملک (خواہ اِس میں پاکستان ہی کیوں نہ شامل ہو) اور کسی بھی معاشرے کے لئے دانستہ طور پر ہیجانی کیفیت پیدا کرنی کی سازشیں بُنتے ہیں تو وہ اپنے اِس عمل سے نہ صرف اپنے مخالفین کی تعداد بڑھا لیتے ہیں بلکہ دنیا کے امن و سکون کی تباہی و بربادی کا بھی سامان پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔
اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ میرے مُلک پاکستان میں رہنے والا ہر شخص

اپنے یہاں دہشت گردی اور قتل وغارت گری کے بڑھتے ہوئے واقعات کی وجہ سے خود کو غیر محفوظ سمجھتاہے، اور ایسا کیوں ہے..؟ یہ بھی توسب ہی جانتے ہیں مگر پھر بھی آج تک میرے اِس سوال کا مجھے تسلی بخش جواب شاید کوئی بھی نہ دے سکاہے..مگراِسی کے ساتھ ہی آج یہ بھی حقیقت ہے کہ میرے اِس سوال کا تسلی بخش جواب کا ہر شخص خواہاںضرور ہے...کہ کوئی میری قوم کی اِس پریشانی اور ہیجانی کیفیت سے نجات دلائے تاکہ اِس کی طبیعت میں یکسوئی آجائے..اور میری قوم کا ہر فرد عالمِ بے فکری میں اپنی مذہبی ، سیاسی ، معاشی، اقتصادی ، اخلاقی اور تعلیمی سمیت دیگر ذمہ داریاں انجام دینے کے قابل ہوجائے مگراِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ سب سے پہلے میرے ملک کے لوگوں کواُن دوست نمادشمنوں کو پہچاننا ہوگا جنہوں نے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے خاطر میرے مُلک کے معصوم لوگوں کوانجانے خوف اور وسوسوں میں جکڑکرانہیں غرق کردیاہے ، اوراِن کے اندر مایوسیوں اور نااُمیدیوں کے اندھیرے بھردئے ہیں، آج اِن کے اندر یہ اندھیرے اپنوں اور اغیار نے بھریں ہیں، اور جومزید بھرتے چلے جارہے ہیں ،یہی وجہ ہے کہ میرے ہم وطنوکے دلوں میں مایوسیوں اور محرومیوں نے اپنا ٹھکانہ کرلیاہے اگراِن سب سے جلد چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے ہم متحدنہ ہوئے اور اپنی اپنی اَنااور مفادکے خول میں قیدرہے تو ہمارے یہ دوست نمادشمن اپنی دہشت گردی سے اور اپنی خودساختہ رپورٹوں اور سروؤں سے ہمارے لوگوں میں ہیجانی کیفیت پیداکرتے رہیں گے اوراِس طرح یہ ہمیں ختم کردیں گے ۔

یقیناآج یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ میرے مُلک کو دہشت گردی اور قتل وغارت گری کی وادی کن لوگوں نے بنائی ہےاِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اِس دلدل میں دھکیلنے والا دنیا کا دہشت گردِ اعظم امریکا اور اِس کے وہ حواری ہیں جو میرے ملک کی خوشحالی اور ترقی سے ہمیشہ خائف رہے ہیں میرے مُلک سے متعلق گھناؤنی سوچ اور سازشیں بُننے والے اِن ہی ناپاک ممالک کے دہشت گرد عناصر نے میری سرزمینِ پاک کو قتل کی وادی بنادیا ہے اور اِس پر بھی جب اِن کے کلیجوں میں ٹھنڈک نہیں پڑی تو اِنہوں نے میرے ہی دیس کے مفلوک الحال لوگوں کو اپنا زرخرید غلام بنالیا اور آج اپنے اِنہی غلاموں کو اپنے ہی مُلک (پاکستان)کے باسیوں کو قاتل کرنے کے اہداف سونپ دیئے ہیں اور میرے مُلک کے کرائے کے قاتل اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے آئے روز دہشت گردی کی ایسی کارروائیاں کررہے ہیں جن سے سیکڑوں معصوم اِنسان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھوکر قبر کی آغوش میں جاسوتے ہیں۔

یہ کتنی حیران کُن اور تشویشناک بات ہے کہ ایک طرف تو امریکا اور اِس کے حواری میرے ملک میں دہشت گردی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں تو دوسری جانب اِس پر مذمت کا عمل بھی جاری رکھا ہوا ہے، اور دنیا کے ہر پلیٹ پر میرے مُلک کی حالتِ زار پر بحث و مباحثہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں، آج اِن کی جانب سے جتنی

مذمت اور بحث و مباحثہ زور پکڑتے جارہے ہیں اُتنی ہی دہشت گردی اور تیز ہوتی جارہی ہے، جتنی دہشت گردی بڑھ رہی ہے، اُتنی ہی امریکا اور اِس کے اتحادیوں اور حواریوں کی میرے مُلک میں دہشت گردی اور قتل و گری کے رونما ہونے والے حالاتِ واقعات پر اِن کی منفی نمبرنگ کا گراف بھی تیزی سے بڑھتا جارہا ہے، ایسا اِس ہی لئے ہے کہ خُود امریکی یہ سب کچھ دانستہ طور پر کر رہے ہیں اور کروا رہے ہیں۔

خبر یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں گلوبل ٹیررازم انڈکس کی جانب سے ایک رپورٹ جاری کی گئی ہے جس میں دہشتگردی پر گہری نظر رکھنے والے امریکی اور عالمی تھنک ٹینک نے ایک حیران کُن انکشاف کرتے ہوئے پاکستان کو عراق کے بعد دہشتگردی کا شکار دنیا کا بڑا دوسرا مُلک قرار دیا ہے اور اِسی رپورٹ میں عالمی تھنک ٹینک کے کارندوں کا میرے عظیم مُلک پاکستان میں روز افزوں بڑھتی ہوئی دہشت گردی سے متعلق مزید یہ کہنا ہے کہ جنوبی ایشیاء پر اِس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں، رپورٹ میں پاکستان دشمن عالمی تھنک ٹینک کا کہنا ہے کہ 2011ء میں دہشتگردی اور دیگر پُرتشدد واقعات میں عراق میں 1800، پاکستان میں 1468، افغانستان میں 1293اور (امریکی اور یورپی لاڈلہ مُلک) بھارت میں صرف 402افراد ہلاک ہوئے جو کہ ناممکن ہے کہ بھارت میں ایسا ہوا ہو یہ عالمی تھنک ٹینک جو آج پاکستان کے خلاف گمراہ کُن رپورٹ جاری کر رہا ہے ،وہ اپنی اِس رپورٹ میں شاید یہ انکشاف

کرنادانستہ طورپر بھول گیاہے کہ آج پاکستان میں جو حالات خراب ہیں ،خاکم بدہن اور آئندہ جو ہوں گے اِس کا ذمہ دار بھی یہی ہے یعنی آج جوکچھ بھی میرے مُلک پاکستان میں ہورہاہے وہ اِن کے ہی پروگرام اور منصوبے کی مطابق ہورہاہے اور رپورٹ کی اگلی سطور میں اِسی عالمی تھنک ٹینک نے اپنا سینہ ٹھونک کر اور آسمان جتنی اپنی گردنیں تان کر یہ دعویٰ بھی کیاہے کہ جی ہاں..!! یہ ہماری اعلیٰ حکمتِ عملی اور منصوبہ بندی ہی تو ہے کہ آج تک امریکامیں سانحہ نائن الیون کے بعد دہشتگردی کا کوئی ایسابڑاواقعہ رونمانہیں ہواہے کہ جس سے امریکابڑے نقصان سے دوچار ہواہواور اِس کے کسی شہری کاخون کا کوئی ایک قطرہ بھی بہاہو۔اَب اِس منظر اور پس منظر میں، میں یہ سمجھتاہوں کہ2011 ء میں پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث 1468 افراد کی ہلاکت کو جواز بناکر عراق کے بعد دہشت گردی سے متاثرہ دوسرابڑاملک قراردینے والی عالمی تھنک ٹینک کی رپورٹ کو منظرِعام پر آجانے کے بعد میرے مُلک کے ہر شعبے سے تعلق کرنے والے ہر محب وطن پاکستانی کو یہ ضرور سوچناہوگاکہ آخرہم کب تک امریکیوں اور اِس کے حواریوں سے دوستی کا دامن تھامےرکھیں گے..؟اور اِنہیں اپنی زمین میں بساکراپنی بقاوسالمیت اور استحکام کو سوداکرتے رہیں گے..؟جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم اِن کی نظرمیں کھٹکتے ہیں اور یہ ہماری سلامتی کہ دشمن ہیں مگراس کے باوجود بھی ہم اِنہیں اپنادوست کیوں بنائے ہوئے ہیں..؟اَب یہ سوچناہوگا۔

کوئی طاقت ہے جس سے طاقتورترین حکمران بھی خُوفزدہ ہیں...؟

حکومتی لونڈی اوگرااور وزارتِ پیٹرولیم کی ہٹ دھرمی عروج پر... پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم نہ ہونا صدر، وزیراعظم کی ملی بھگت یا بے بسی

یہ زندگی کی بُہت بڑی اور اِنتہائی تلخ حقیقت ہے کہ بعض بے حس اور گھمنڈی لوگ (اِن میں خواہ کسی مُلک کے حکمران، وزراء یا عام شہری ہی شامل کیوں نہ ہوں) اپنی خُوشیوں کے لئے دوسروں کے ارمانوں کا خُون کردیتے ہیں اِن کا یہ عمل اور عادت اِن کی فطرت کا ایسا ہی حصہ ہوتی ہے جیسے بچھو کا ڈنگ مارنا اِس کی فطرت کا تقاضا ہے اور بے شک قیامت کے دن بدترین حالت ایسے ہی لوگوں کی ہوگی جنھوں نے اپنی دُنیا بنانے کے خاطر صرف دوسروں کو دُکھ دیئے بلکہ اِن میں نئے نئے زخم لگانے کے بعد اِن زخموں کو کُرید کرناسُور بھی خود ہی بنادیا اور اِن کی دنیا برباد کرڈالی۔

پچھلے دِنوں عوامی خدمت کا نعرہ لگانے والی حکومت نے اپنے بینک اکاؤنٹس بھرنے کے خاطر جاتے جاتے عوام پر مہنگائی کا بم، پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کرکے گرادیا جس سے عوام گھائل ہوگئے۔ اِن قیمتوں

کااطلاق یکم مارچ کی رات بارہ بجے سے ہوگیامگر جب اگلے ہی روز شدید عوامی ردِ عمل سامنے آیا،اور اپنے اِس عمل سے حکمرانوں کو اگلے عام انتخابات میں اپنی ہار نظر آئی تو وزیراعظم راجاپرویزاشرف نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ فوری طورپر واپس لینے کے احکامات جاری کئے جس کے بعد خیال کیاگیاکہ اوگرااور وزارتِ پیٹرولیم ، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا اُسی طرح فوراً نوٹیفیکیشن جاری کردے گی جس طرح اِس نے اضافے کا جاری کیاتھامگرافسوس کی بات یہ ہے کہ آج تین مارچ ہے اور دن کے دوبجے کا وقت ہے مگراَب تک تو حکومتی لونڈی اوگرا اوروزارتِ پیٹرولیم نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا کوئی نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیااور عوام سستی پیٹرولیم مصنوعات کے حصول کے خاطر دن بھر مکھی مچھر کی طرح کبھی ایک پیٹرول پمپ تو کبھی دوسرے پیٹرول کے چکرلگاتے خوار ہوتے رہے اور پمپس مالکان بھی شیطان کے شاگرد کا حق ادا کرتے ہوئے پمپس بند کرکے غائب ہوگئے۔

ہاں البتہ۔۔!! اِس کے اِس عمل نے یہ ضرور ثابت کردیاہے کہ اِس کی ہٹ دھرمی عروج پر ہے جبکہ وزارتِ پیٹرولیم جواِس سارے معاملے کی اصل ذمہ دار ہے وہ بھی بے حسی کا مظاہرہ کئے ہوئے ہے جس سے قوم یہ کہنے اور سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ ماضی کے راجہ رینٹل اور ہمارے موجودہ وزیراعظم راجاپرویزاشرف نے دومارچ کی دوپہر ایک بجے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا جو

اعلان کیا تھا وہ محض ملی بھگت اور سیاسی حربہ تھا جس سے یہ قوم کو بے وقوف بنارہے تھے اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کے اِس عمل سے یہ بھی واضح ہوگیاہے کہ حکمرانوں کی حیثیت حکومتی لونڈی اوگرا کی نظر میں کیا ہے...؟ بہرحال ...! یہ میرے ملک کا ایک مسئلہ ہے جو ایک دو، روز میں حل ہو ہی جائے گا(جو کہ تین مارچ کی شام کو اوگرا کے ایک حکمنامے کے بعد حل ہوگیاہے رات بارہ بجے سے اِس پر اطلاق کردیاگیا یوں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں 28 فروری کی پرانی حالت میں بحال ہو گئی ہیں) مگر پھر بھی کیاہی اچھا ہوتا کہ یہ بروقت حل کردیا جاتا، تو کیا ہی اچھا ہوتا...؟اور عوام کی جیبوں پر مہنگائی کا بوجھ نہ پڑتا.

مگر اُدھر دوسری جانب کوئی کچھ بھی کہئے مگر میرا اِس پر پورا یقین اور ایمان ہے کہ آج پاکستان کا دوسرا بڑا مسئلہ امریکا جیسے بچھو نما دوست کا ہے، جو اپنے مفادات کے خاطر ہم سے دوستی کا ڈھونگ بھی رچاتاہے تو وہیں ہمیں اپنی فطرت کے مطابق ڈنگ بھی مارتا ہے اوراندر ہی اندر ہماری سالمیت اور استحکام کو بھی نقصان پہنچارہاہے، اور یہی ہے جو ہماری ترقی اور خوشحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ بناہواہے یہ بات جو مجھ جیساایک عام پاکستانی بھی خُوب جانتاہے، مگرآج افسوس تواِس بات کا ہے کہ معلوم نہیں اتناسا نقطہ ہمارے حکمران سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں...؟ جبکہ امریکادوستی کی آڑ میں ہمیں تو اپنے مفادات کے لئے استعمال کررہاہے مگرجب ہم اپنے کسی معاملے میں اِس سے تعاون

کی بھیک مانگتے ہیں تو یہ بھارت کی جانب دیکھتا ہے اور پاکستان دشمنی میں بھارت جیسا مشورہ اِسے دیتا ہے یہ ویسا ہی اِس پر عمل کرتا ہے اور پاکستان کی تعاون کی درخواست پر اِسے انگوٹھا دِکھا کر آگے چل پڑتا ہے اور ہم اِس کی جانب سے ٹکا سا جواب ملنے پر بغلیں جھانکتے اور کھسیانی بلی کے مافق کھمبا بجاتے رہ جاتے ہیں، یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں پاکستان توانائی کے کس شدید بحران سے دوچار ہے،ایسے میں امریکا کو یہ چاہئے تھا کہ یہ اپنے دوست پاکستان کی ہر صورت میں مدد کرتا، کیوں کہ پاکستان سے اِس کے بھی مفادات وابستہ ہیں مگراِس نے اِس بحران سے نکالنے کے لئے کوئی مدد نہیں کی کیوں کہ اِسے بھارت نے نہیں کہا کہ وہ اِس معاملے کے حل کے لئے پاکستان کی مددر کرے۔

ایسے میں آج جب پاکستان اپنے یہاں پیدا ہونے والے توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے ایران سے مدد لینے کا خواہشمند ہے اور پاکستانی اور ایرانی صدور 7.5 ارب ڈالر مالیت کی گیس پائپ لائن کا افتتاح ماہِ رواں یعنی 11 مارچ کو کرنے جارہے ہیں تو اِس پاک ایران گیس منصوبے پر امریکی تحفظات کھل کر سامنے آگئے ہیں نہ صرف یہ بلکہ اِس منصوبے پر عمل درآمد کی صُورت میں امریکا نے پاکستان کو توانائی کے درپیش مسائل کو ایک طرف رکھ دیا ہے اور پاک ایران گیس منصوبے پر پاکستان کو پابندیوں کی بھی دھمکیاں دینے شروع کردی

ہیں، امریکی محکمہ خارجہ کے شاطر دماغ ترجمان پیٹرک وینٹرول نے تو یہاں تک کہہ
دیا ہے کہ پاکستان پابندی کے زد میں آنے والی سرگرمیاں کرنے کے بجائے توانائی کی
ضررویات پوری کرنے کے لئے دیگر آپشنز پر غور کرے اور پیٹروک کا کہنا ہے کہ
امریکا پاک ایران گیس منصوبے کا بغور جائزہ لے رہا ہے اور دھمکیاں دینے کے بعد ذرا یہ
سوچ کرکے کہیں پاکستان ضد میں نہ آجائے اور ایران سے حقیقی معنوں میں ایران سے
معاہدہ نہ کرلے وینٹرول نے دنیاد کھانے کے خاطر جان دبا کر پاکستان سے کہا کہ امریکا
پاکستان کو درپیش توانائی کا پورا بحران تو ختم نہیں کرسکتا ہے مگر امریکا اپنے تعاون سے
پاکستان کو صرف نو سو میگاواٹ بجلی دے سکتا ہے جس سے ساڑھے 19 کروڑ پاکستانیوں
کو تو نہیں ہاں صرف 20 لاکھ پاکستانی ہی اِس امریکی تعاون سے فائدہ حاصل کرسکیں گے۔
اِس سے قطع نظر امریکااور اایران کے اختلافات کچھ بھی ہوں مگر امریکا کو اپنی ایران کے
ساتھ جاری رہنے والی لڑائی میں پاکستان کو ہرگز ہرگز شامل نہیں کرنی چاہئے اور
ایران پر عالمی پابندی کی زد میں پاکستان کو نہیں گھسیٹنا چاہئے کیوں کہ پاکستان اور ایران
مذہبی اور سرحدی لحاظ سے قربت رکھتے ہیں اِن دونوں نقطہ نگاہ سے اِن کے اپنے اپنے
مفادات وابستہ ہیں دنوں ممالک کی تاریخ گواہ ہے کہ اِن دونوں ممالک نے
اکثر معاملات میں ایک دوسرے کی بڑھ چڑھ کر مدد کی ہے ایک گیس منصوبہ ہی کوئی
پہلا منصوبہ نہیں ہے پاکستان اور ایران نے ایک دوسرے کو درپیش دیگر مسائل کے حل
کے لئے بھی آپسمیں تعاون کیا ہے۔

جبکہ گزشتہ کئی ہفتوں کے دوران متعدد مرتبہ صدرِ مملکت آصف علی زرداری اور وزیراعظم سمیت حکومتی وزرائے مملکت بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ قوم سے شفاف انتخابات کا وعدہ پورا ہوگا، آئین کے مطابق عام انتخابات شفاف ہوں گے، آئین کی آرٹیکل 62 اور 63 پر عمل سے شفاف اُمیدوار سامنے آئیں گے، پاکستان دنیا کا ایک آزاد اورخُود مختار ملک ہے، دنیا کی کوئی طاقت پاک ایران گیس پائپ لائن کا منصوبہ نہیں روک سکتی ہے، جمہوریت قائم رہے گی، کوئی طاقت جمہوریت چھین سکتی ہے اور نہ ہی عام انتخابات میں تاخیر ہوگی" اِس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اِن سب نے یہ جملے بغیر کسی اندرونی یا بیرونی قوت اور خفیہ ہاتھ کا نام لیئے سیاسی استعارے کے طورپر تو ادا کردیئے ہیں مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے یہ لوگ بہادری اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے اور اُن طاقتوں کا بھی کسی موقع پر اظہار کردیتے جن کا یہ بار بار تذکرہ سیاسی استعارے کے طورپر استعمال کررہے ہیں ، ہمارے حکمران اور سیاستدان کھل کر اُن طاقتوں اور خفیہ ہاتھوں کا تذکرہ نہ بھی کریں تو ویسے بھی آج کوئی بات نہیں، پاکستانی عوام کو آزاد میڈیا نے اتنا باشعور ضرور بنادیا ہے کہ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارے حکمران ، وزراء اور سیاستدان مندرجہ معاملات اور بالخصوص پاک ایران گیس لائن منصوبے میں رکاوٹ ڈالنے والے ملک امریکا کا نام دیدہ دانستہ نہیں لینا چاہتے ہیں اور پاکستانی عوام یہ بھی خُوب جانتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں

نے کسی بھی معاملے میں امریکا کا نام اپنی زبان سے لے لیا تو یہ ناراض ہو جائے گا اور اِس طرح اِن کے اِس ذراسے عمل سے آئندہ انتخابات میں اِن کے لئے مشکلات بھی پیدا ہو سکتی ہیں ہمارے حکمران اور سیاستدان اِس وجہ سے امریکا کا نام اپنی زبان سے خُود لینا گوارہ نہیں سمجھتے ہیں، جبکہ امریکا کھل کر پاک ایران گیس منصوبے کی مخالفت کر رہا ہے اَب ایسے میں پاکستانی قوم کو ایسا لگتا ہے کہ جیسے میرے ملک کے حکمران ایک امریکا ہی سے کیا...؟ بلکہ اوگر اسے بھی ڈرتے اور اِس کے ہاتھوں بلیک میل ہوتے ہیں ۔ یہ تب ہی تو اِن کے اشاروں پر اُلٹے سیدھے اقدامات کرتے رہتے ہیں جو کہ اِنہیں نہیں کرنا چاہئے جس سے اِن کی اپنی قابلیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

سانحہ عباس ٹاؤن

سانحہ عباس ٹاؤن، کراچی ایک بار پھر لہو لہو اور شرمیلا فاروقی کی منگنی کی تقریب یادگار رہیں گے۔۔۔!!

آج سانحہ عباس ٹاؤن کے بعد میرا شہر کراچی ایک بار پھر لہو لہو ہے، اوراس واقعہ کے غم وغصے سے میرے شہر اور ملک کا ہر چہرہ اُداس ہے، کیوں کہ میرے شہر اور میرے مُلک ہیں فرقہ واریت اور انارگی پھیلانے والے پاکستان دُشمن دہشت گردوں نے اتوار تین مارچ کی شام بعد نمازِ مغرب سچل تھانے کی حدود ابوالحسن اصفہانی روڈ، اقراء سٹی اپارٹمنٹ اور رابعہ فلاور کے درمیان میں واقع عباس ٹاؤن کے داخلی دروازے کے قریب یکے بعد دیگرے دو زوردار دھماکے کرکے خواتین اور بچوں سمیت 53 سے زائد افراد کو جاں بحق اور 150 کے قریب کو زخمی کردیا، اِن خوفناک بم دھماکوں سے 200 فلیٹوں اور 150 دُکانوں میں آگ لگ گئی جس سے دو یا اِس سے زائد رہایشی عمارتیں مکمل اور جزوی طور پر تباہ ہوگئیں، دھماکے اِتنے شدید تھے کہ اِن دھماکوں نے 500 میٹر کے علاقے میں شدید تباہی مچادی اور متاثرہ علاقے میں قیامتِ صغریٰ برپا ہوگئی اطلاعات ہیں کہ اِن دھماکوں میں 150 یا اِس سے زائد کلو کا بارودی مواد استعمال ہوا، دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ اِس سے جائے حادثہ پر 5 فٹ گہرا، 8 فٹ چوڑا اور 10 فٹ

لمبا گڑھا پڑگیا، دھماکے کی آوازیں میلوں دور تک سُنی گئیں۔

عباس ٹاؤن ساڑھے تین ماہ بعد دوسری مرتبہ دہشت گردی کا نشانہ بنا ہے یوں تین مارچ کو سانحہ عباس ٹاؤن سے شہر کراچی ایک بار پھر لہو لہو ہوگیا،اس سانحہ کے بعد ہر طرف انسانی عضا بکھرے پڑے تھے، آہو فغاں سے قیامت کا منظر تھا، سارا علاقہ بجلی معطل ہوتے ہیں ، اندھیرے میں ڈوب چکا تھا، بارود اور اِنسانی مقدس لہو کی بُو پھیلی ہوئی تھی، علاقہ مکین اور امدادی ٹیموں کے رضاکار آگ و خون سے زخمیوں اور ہلاک ہوجانے والوں کو نکال رہے تھے، تاہم کچھ ہی دیر بعد عوام اور رضاکاروں کی مدد کے لئے لئے درجنوں ایمبولینسز بھی جائے واقعہ پر پہنچ گئیں جنھوں نے ابتدائی طور پر زخمیوں کو گلشن اقبال بلاک چار میں واقع پٹیل اسپتال پہنچایا بعدازاں ہلاک و زخمی ہونے والوں کو جناح اسپتال، آغاخان، لیاقت نیشنل اسپتال اور عباسی شہید ہسپتال منتقل کئے گئے ، مگر صوبے سندھ اور شہر کراچی میں قانون نافذ کرنے اور عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے والے ذمہ دار اداروں کے چاک چُوبند اور تندرست و توانا افراد جائے وقعہ سے گھنٹوں غائب رہے، کیوں کہ یہ اپنی ڈیوٹیاں سندھ حکومت کی ایک اہم ذمہ دار شرمیلا فاروقی کی منگنی کی تقریب میں آنے والے وی وی آئی پیز کو سلوٹ مارنے اور اِنہیں سیکورٹی فراہم میں انجانے دینے میں لگے ہوئے تھے، اور دوسری طرف سانحہ عباس ٹاؤن کے مکین اپنے اُوپر گزرنے والی قیامتِ صغریٰ کا

اکیلے ہی اپنی مدد آپ کے تحت مقابلہ کر رہے تھے۔

جبکہ سانحہ عباس ٹاؤن کے رونما ہوتے ہی شہر کراچی، صوبے سندھ اور ملک بھر کی تمام بڑی چھوٹی مذہبی و سیاسی جماعتوں سمیت، نجی اسکولز انتظامیہ، تاجر اتحاد اور آل کراچی ٹرانسپورٹ اتحاد نے متاثرین عباس ٹاؤن سے فُرنت اِظہار یکجہتی کرتے ہوئے اپنے جاری کردہ مذمتی بیانات میں اپنے کاروبار، پبلک ٹرانسپورٹ اور تعلیمی ادارے بند رکھنے اور پیر چار مارچ کو کراچی سمیت سندھ اور ملک بھر میں یوم سوگ اور ہڑتال کا اعلان کیا۔

مگر افسوس ہے کہ سانحہ عباس ٹاؤن کے کئے گھنٹے بعد ہماری حکومتی مشینری جن میں صدرِ محترم عزت مآب جناب آصف علی زرداری، وزیراعظم مسٹر راجا پرویز اشرف، وزرائے مملکت اور صوبائی حکومت حرکت میں آئی اور اِس مرتبہ بھی حسبِ روایت وہی ہوا جیسا ہمارے یہاں رونما ہونے والے واقعہ کے بعد ہوتا آیا ہے یعنی اِس مرتبہ بھی صدرِ زرداری نے کافی دیر بعد وزیر اعلیٰ سندھ کو ٹیلی فون کرکے ابوالحسن اصفہانی روڈ دھماکے کی تفصیلات طلب کیں، اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے صدر کا فون ریسیو کرتے ہی صدرِ محترم کو ایک لمبا چوڑا سلام کیا (سلوٹ مارا) اور سانحہ عباس ٹاؤن کے دھماکوں کے نتیجے میں ہلاک و زخمی ہونے والے اور شہر کی صُورت حال کی پُرزور مذمت کی اور سانحہ کے کوئی دو

ڈھائی گھنٹے بعد اِس واقعہ میں جان بحق ہونے والوں کے لواحقین سے ہمدردی کا اِظہار کرتے ہوئے جان بحق افراد کے لواحقین کے لئے 15, 15 لاکھ اور زخمیوں کے لئے 10,10 لاکھ روپے فی کس امداد دینے اور صوبے میں اگلے روز یعنی چار مارچ کو سرکاری سطح پر سوگ اور عام تعطیل کا اعلان کیا جبکہ اِن کے اِس اقدام سے قبل شہر کراچی اور صوبے اور ملک کی مختلف مذہبی ، سیاسی ، سماجی، تاجر، تعلیمی اور ٹرانسپورٹ تنظیمیں سانحہ عباس ٹاؤن پر یوم سوگ اور ہڑتال کا اعلان کرچکی تھیں۔

چوں کہ یہ واقعہ ایک عوامی اور جمہوری حکومت کے دور میں رونما ہوا ہے، اِس لئے عوامی حلقوں میں اِس حکومت کے کرتا دھرتاؤں پر کھل کر تنقیدیں کی جارہی ہیں اور حکمرانوں پر تنقیدیں کیوں نہ ہوں...؟ اِنہوں نے اپنی اِس نام نہاد جمہوری حکومت کے پانچ سال کے عرصے میں دہشت گردی کے خاتمے سمیت عوام کے ریلیف کے لئے کیا ہی کیا ہے...؟ کہ عوام اِن کی کسی ایک اچھائی کو سامنے رکھ کر ہی حکمرانوں پر تنقید نہ کریں، آج اِس حقیقت سے شاید کوئی محب وطن پاکستانی انکار نہ کرے کہ میرے ملک کے موجودہ حکمرانوں نے پانچ سال کے عرصے ییں سوائے عیش و طرب کے مزے لوٹنے کے عوام کے لئے کیا ہی کیا ہے...؟ چار مارچ کو جب سانحہ عباس ٹاؤن پیش آیا اُس وقت بھی میرے مُلک کے حکمران پورے صوبے اور شہر کی سیکورٹی اپنی بغل میں لئے بیٹھے شرمیلا فاروقی کی منگنی کی تقریب میں

شریک تھے اور شہر کراچی کے دو کروڑ معصوم انسانوں کو دہشت گردوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا سیکورٹی کوتاہی کا یہی فائدہ تو دہشت گردوں نے اُٹھایا اور شہر میں اپنی گھناؤنی کارروائی سے معصوم انسانوں کو قبر کی آغوش میں دھکیل دیا اور کئی انسانوں کو زخم کا روگ لگا کر زندگی بھر کے لئے اِنہیں مفلوج کر دیا ہے، چار مارچ کا سانحہ عباس ٹاؤن اور شرمیلا فاروقی کی منگنی کی تقریب کو اہلِ کراچی کبھی نہیں بھول پائیں گے یہاں راقم الحرف کا حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ کسی بھی ایسے سانحے میں جان بحق اور زخمی ہونے والے افراد کے لواحقین کے لئے حکومت 15,15 لاکھ روپے اور 10, 10 لاکھ روپے فی کس دینے کا جو اعلان کرتی ہے یہ رقم اُن متاثرہ خاندانوں کی دادرسی اور اِن کے پیاروں کی جدائی کا خلا کبھی بھی پُر نہیں کر سکتی ہے، اور میں یہ بھی حکمرانوں سے کہنا چاہوں گا کہ حکمران اپنے مردہ ضمیروں کو خود جھنجھوڑ کر اسے زندہ کرلیں کہ عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے والے ادارے اِن کہ وی وی آئی پیز ڈیوٹی پر موجود نہ رہا کریں بلکہ عوام کی خدمت کے لئے ہمہ وقت اِن کے درمیان موجود رہا کریں، اور ہاں ....!! اگر حکومت کے خزانے میں زیادہ رقم (جو حکمرانوں کی عیاشیوں اور شاخرچیوں سے بچ کر) موجود ہے تو اِنہیں چاہئے کہ یہ اِس رقم کو ملک کے اُن اداروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے خرچ کریں جو عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے ذمہ دار ہیں تاکہ یہ ادارے اِس رقم سے جدید مشینری خرید سکیں اور یہ ادارے اِن مشینری کی مدد سے بروقت دہشت گردی کے لئے استعمال ہونے والے

مواد کا پتہ لگائیں اور اِن مواد کو استعمال کرنے والے دہشت گردوں کا قلع قمع کر سکیں اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں اپنا فعل کردار ادا کر سکیں، اور حکومت عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں پر رقم خرچ کرنے کے بجائے، دہشت گردوں کی کارروائیوں کے نیتجے میں ہلاک اور زخمی ہونے والے افراد کے لواحقین کو پندرہ، پندرہ لاکھ اور دس، دس لاکھ روپے فی کس ادا کرکے اپنی جان مت چھڑالیا کرے، اور دہشت گردوں کو لگام دینے کے بجائے اِنہیں کھلانہ چھوڑا کرے، میں ایک بار پھر حکمرانوں سے یہ کہنا چاہوں گا کہ خدارا اِن رقموں سے مرحومین کے لواحقین اپنے پیاروں کی جدائی کا غم ساری زندگی برداشت نہیں کرپاتے ہیں، اِن کے لئے تو یہی اچھا ہوگا کہ حکمران ملک سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں کے خاتمے کے لئے موثر کردار ادا کریں تاکہ آئندہ ملک میں کوئی ایسا سانحہ رونما نہ ہو، جس میں اِن کے پیارے اِن سے جدا اور مفلوج ہوجائیں۔

قوم منتظر ہے، علمدار روڈ ہزارہ و عباس ٹاؤنز

قوم منتظر ہے، علمدار روڈ ہزارہ و عباس ٹاؤنز، چشتیہ مسجد اور بادامی باغ سانحات کی سازشیں کون بے نقاب کرے گا.؟

موجودہ حکومت کی مدت پوری ہونے میں چند ہی دن باقی رہ گئے ہیں،اور قومی خزانے میں غریبوں کے خون پسینے کی جمع پونجی کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرنے والی یہ نام نہاد جمہوری حکومت جیسے جیسے اپنے ایام پورے کرنے کے قریب تر ہے، یہ بوکھلاہٹ کا شکار ہے ،اِس لئے کہ یہ مُلک میں دیانتدار اشخاص پر مبنی نگران حکومت کے قیام سے سخت خُوفزدہ ہے،اِس کا خیال ہے کہ کہیں یہ نگران حکومت انتخابات سے قبل اِس حکومت کے ذمہ داروں کا احتساب نہ کرلے اور اِس کے بعداِس ہی نگران حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ یہ اپنی ذمہ داریوں کو خوش اَسلوبی سے نبھاتے ہوئے مئی کے اوّل عشرے کی کسی بھی تاریخ بیں مُلک میں عام انتخابات کاانعقاد بھی ممکن بنائے ، ایسے میں ایک میری ساری پاکستانی قوم ہی کیا...؟بلکہ پوری دنیا بھی یہ دیکھ اور محسوس کررہی ہے کہ پاکستان میں متواتر سے بم دھماکوں اور دہشت گردی کے واقعات سے ایسے حالات پیدا ہورہے ہیں یا کئے جارہے ہیں کہ جن کی وجہ سے پاکستان میں انتخابات کے بعد ہونے والی

کسی بھی مثبت تبدیلی کا کوئی بھی عمل اپنی تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔اَب اِس صورتِ حال میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وفاقی وزارتِ داخلہ کو مُلک میں ہونے والی دہشت گردی اور بم دھماکوں کی پیشگی اطلاعات اور معلومات ہوتی ہیں تو وہ کیا وجوہات ہیں کہ متعلقہ وزارت اور حکومتی مشینری مُلک میں تواتر سے ہونے والی دہشت گردی اور بم دھماکوں کو روکنے میں کیوں ناکام ہوئی ہے..؟اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ دوچار ماہ سے میری قوم کو سانحات نے گھیر رکھا ہے،اِس پرایک عام خیال یہ جاتاہے کہ اگرمُلک میں ممکنہ عام انتخابات نہ ہونے ،یا موجودہ سیٹ اَپ کو جاری رکھنے کی کوئی طاقت ضمانت دے دیتی یا کہیں سے دلادیتی ،تو ممکن ہوتاکہ میرے ملک میں عملدار روڈ، ہزارہ وعباس تاون نز، پشاور کی مسجدِ چشتیہ اور بادامی باغ جیسے فرقہ واریت اور انارگی پھیلانے والے المناک سانحات بھی رونمانہ ہوتے، اور اِن دِنوں کراچی سمیت مُلک کے بیشترشہروں میں بھتہ خوروی، ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ بازاری، کرپشن اوراقرباءپروی کی عفریت جو عام ہو گئی ہے یہ ناسور نمابُرائیاں بھی زور نہ پکڑتیں آج بے شک میرے مُلک میں جتنے بھی سانحات رونما ہوئے ہیں اِن تمام کے درپردہ یقیناکوئی نہ کوئی اندرونی یا بیرونی سازش ضرور کارفرماہے، جومُلک میں ہونے والے عام انتخابات کو رکوانے کے لئے ایسے حربے استعمال کررہی ہے،اَب عام انتخابات سے قبل ہر صورت میں ایسے سازشی عناصر کو بے نقاب ہونا لازمی ہوگیاہے۔

اگرچہ اِن سانحات نے ساری پاکستانی قوم کو غمزدہ کردیا ہے، اور آج محب وطن 19 کروڑ پاکستانی قوم کا ہر فرد اِن سانحات کے پیچھے پوشیدہ عناصر اور سازشوں کو بے نقاب کئے جانے کا منتظر ہے، مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُن سازشی عناصر کو بے نقاب کون کرے گا...؟ جنھوں نے مُلک کو اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر کئی ہولناک سانحات سے گزار کر قوم کو فرقہ واریت اور لسانی فسادات میں جھونکنے کی گھناؤنی سازشیں تیار کیں۔ جس طرح علمدار روڈ اور ہزارہ ٹاؤن کے بعد عباس ٹاؤن کے واقعات نے قوم کو عصاب کش لمحات سے دوچار کیا اور آج اِسی طرح ہفتہ نو مارچ کو، پشاور شہر کے مصروف ترین مینا بازار سے ملحقہ محلّہ باقرشاہ میں مسجد چشتیہ کی محراب کے اندر چھپائے گئے بم دھماکے کے نتیجے میں 6 نمازی شہید جبکہ 30 سے زاید زخمی ہونے والے اندہولناک واقعہ اور اِسی روز لاہور کے علاقہ بادامی باغ میں توہین رسالت کے مبینہ واقعہ کے خلاف مشتعل مظاہرین کے ہاتھوں کی جانے والی شدید ہنگامہ آرائی اور شرپسند عناصر کا مسیحی بستی جوزف کالونی پر ہلہ بولنا اور اِس دوران مسیحی برادری کے گھروں میں لوٹ مار کرنے کے بعد پوری بستی کو آگ لگائے جانے کے واقعہ میں کم و پیش دو سو مکانات، دکانوں، دو گرجا گھروں کی تباہی، اور مظاہرین کے ہاتھوں کئی رکشوں اور موٹرسائیکلوں کو نذرِ آتش کئے جانے، پر بھی پوری پاکستانی قوم یکدل اور یک جان ہو کر غم و غصے میں مبتلا ہے اور آج کئی دن

گزر جانے کے بعد بھی اِن سانحات کے درپردہ عناصر کو بے نقاب ہونے اور اِنہیں عبرتناک سزا سے دوچار ہونے تک ساری پاکستانی قوم سراپا احتجاج ہے اور اَب اِس منظر اور پس منظر میں سرزمینِ پاک پر بسنے والے باسیوں سمیت دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی پاکستانی آباد ہیں وہ جہاں عام انتخابات سے قبل مُلک میں پیدا ہونے والی اِس غیر یقینی صُورتحال سے خُوفزدہ ہیں تو وہیں اِنہیں یہ مخمصہ بھی کھائے جا رہا ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان یں وہ کون سے عناصر ہیں جو اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر دہشت گردی ٹارگٹ کلنگ ، اور بم دھماکوں سے معصوم انسانوں کا خون پانی کی طرح بہا کر پاکستان ، میں فرقہ واریت اور لسانیت کو ہوا دے کر انارگی پھیلانا چاہ رہے ہیں . . . ؟اور کیا وجہ ہے کہ اِن کے اِن عزائم کے سامنے روٹی ، کپڑا اور مکان کا نام نہاد نعرہ لگانے والی جمہوری حکومت کے ذمہ داران بھی بے بسی اور لاچارگی سے بھی بدترین پوزیشن میں ہیں نہ صرف اِن کی یہ حالات ہے بلکہ اور وہ کیا اسباب ہیں . . ؟ کہ اِنھوں نے پانچ سال کے عرصے میں اپنی مصالحت پسندی اور اپنے مفاہمتی عمل سے اُن (قانون نافذ کرنے والے) اداروں کو بھی اِن کا حق ادا نہیں کرنے دیا جو مُلک میں عوام کی جان و مال اور عزت و آبرو کی تحفظ کے رکھوالے ہیں اور اَب ایسے میں اِس یں کوئی شک نہیں کہ آج پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قول و فعل اور اِن کے سیاسی کرداروں سے بھی خُوب واقف ہے،اور سمجھتی ہے کہ اگر ہمارے حکمران اور سیاستدان چاہیں تو دنوں، مہینوں کیا بلکہ گھنٹوں یں یہ مُلک کے حالات

بہتر کر سکتے ہیں مگرچوں کہ آج یہ سب طرح طرح کی اپنی مصالحت پسندی اور اپنے مفاہمتی عمل کا شکار ہیں تو شاید یہ اِس لئے نہیں چاہتے کہ علمدار روڈ، ہزارہ وعباس ٹاؤنز پشاور کی مسجدِ چشتیہ بم دھماکہ اور بادامی باغ جیسے سانحات کی سازشیں بے نقاب ہوں اور حقائق سامنے لائے جایئں اور وہ سب واضح ہوجائے، جو یہ پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں بھلے سے قوم اِس کی منتظر رہے تو رہے کہ حقائق آشکار ہوجائیں مگر قوم کے سامنے ایسے حقائق نہیں لائے جائیں گے جس سے قوم میں بے چینی کا عنصر پیدا ہو اور وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کچھ سے کچھ سمجھ بیٹھے اور ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو اِن کی قابو سے باہر ہو جائیں۔ (ختم شُد)

پاک ایران گیس منصوبے کا افتتاح قوم کی تقدیر بدل دے گا

پاک ایران گیس منصوبے کا افتتاح قوم کی تقدیر بدل دے گا،کیا امریکی دباؤ زرداری نے مسترد کردیا؟

میرے مُلک کے ہر فرد کے لئے گیارہ مارچ کا دن مبارک ثابت ہوا ہے کیوں کہ اِس روز پاک ایران گیس منصوبے کے کام کا باقاعدہ آغاز اُس وقت ہوا جب لاکھ امریکی دباؤاور دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے صدر زرداری نے ایرانی ہم منصب محمود احمدی کے ہمراہ پاک ایران سرحدی علاقے چاہ بہار میں پاک ایران گیس منصوبے کا افتتاح کیااُمید ہے کہ یہ منصوبہ 2014 میں مکمل ہوجائے گا، جس کی تکمیل کے ساتھ ہی پاکستان کو یومیہ 75 کروڑ معکب فٹ گیس ملا کرے گی، جس سے پاکستان کے بجلی کے سسٹم میں 2ہزار میگاواٹ بجلی شامل ہوگی یقیناً اِس عمل سے پاکستان یں گیس اور بجلی کے جس بحران نے ہماری مُلکی معیشت کا ستیاناس کردیا تھااِس سے قوم کو چھٹکارہ نصیب ہوجائے گا،اگرچہ پاک ایران گیس منصوبے پر معاشی و سیاسی ماہرین اور تجزیہ اور تبصرہ نگاروں کا خام خیال یہ ہے کہ اِس منصوبے سے وہ امریکا جو ہمارابظاہر دوست نظرآتاہے ،اَب اِس منصوبے سے اِس کی ناراضگی اور ہٹ دھرمی بھی کھل کر سامنے آجائے گی، اور قوم کو پتہ چل جائے گاکہ امریکاہمارادوست نہیں ،بلکہ ہماراایسادشمن ہے ، جو ہمارادوست بن

کر ہماری ترقی اور خوشحالی کے راستوں کا سب سے بڑا پتھر ہے، جسے ہم پچھلے 66 سالوں سے بھگت رہے ہیں، اطلاعات ہیں کہ امریکا اِس منصوبے کی افتتاح کے ساتھ ہی ایران کے ساتھ ساتھ پاکستان پر بھی اقتصادی پابندیاں لگانے کی تیاریاں
کررہاہے،اِدھر ساری پاکستانی قوم اِس منصوبے کو ملک اور قوم کے لئے خوش آئند قرار دے رہی ہے، جس کے لئے پاکستان کی تمام سیاسی، مذہبی و سماجی جماعتیں اور تنظیمیں اِس بات پر متفق دکھائی دیتی ہیں کہ بیشک یہ ایک نااہل حکومت کا ایک قابلِ تعریف کارنامہ ہے، اور اَب سب کی ایک یہی دعاہے کہ یہ منصوبہ امریکا اور دیگر پڑوسی ممالک کی نظرِبد سے بچ کر پایہء تکمیل کو پہنچ جائے، جبکہ ایران کی اِس منصوبے کے حوالے سی نیک نیتی یہ سامنے آئی ہے کہ ایران نے اپنی حدود سے گزرنے والی گیس پائپ لائن منصوبے کا بیشتر کام مکمل کرلیاہے، اورگیارہ مارچ کو پاک ایران گیس پائپ لائن کی افتتاحی تقریب اِس لحاظ سے بھی قابلِ تعریف اور تاریخ کا حصہ بن گئی ہے کہ اِس تقریب سعید میں عرب ممالک کے نمائندے بھی کثیر تعداد میں شریک تھے، یہ پاک ایرن گیس منصوبہ ایران سے نوابشاہ تک 781 کلومیٹر کا اپنی نوعیت کا ایک انوکھا اور کامیاب منصوبہ ہے،اِس حوالے سے بیشک ساری پاکستانی قوم مبارک باد کی مستحق ہے کہ اِس کے امتحان اور آزمائشوں کے دن عنقریب ختم ہونے کو ہیں، بس قوم کو چاہئے کہ وہ اِس منصوبے کی تکمیل اوراِس کے بعد بھی یوں ہی ملی یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کرتی رہے آج جیسے میری قوم کے ہر فرد نے حب الوطنی کا

مظاہرہ کرکے اِس منصوبے کی تکمیل کے لئے حکمرانوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

اگر آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ موجودہ حکومت کے کرتادھرتاؤں نے اپنی حکومت کے پانچ سال کانوں میں روئی ٹھوس کر گزار دیئے۔ اِس دوران مسائل اور بحرانوں میں گھیرے عوام چیختے چلاتے رہے، مگر حکمران خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے میں مصروف رہے، اور اپنی مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل سے وہی کرتے رہے جو اِن کے دل بیں آتا رہا، اِس سارے عرصے میں اِن کی ذرا بھی توجہ اپنی مظلوم عوام کی دادرسی کی طرف نہ ہوئی، اِس دوران یہ تھے اور قومی خزانہ تھا، جس کا جو جی چاہتا وہ کرتا رہا، کیوں کہ یہ ملک کی ایک ایسی انوکھی اور منفرد جمہوری حکومت تھی ، جو بڑی قربانیوں کے بعد وجود میں آئی تھی ، اِس بناپر اِس کے پاس وہ سب کچھ کرنے کی سند تھی ، جس سے اِس حکومت کے کرتادھرتاوں کو تسکین ملتی، شاید یہی وجہ تھی کہ اِس حکومت کے ذمہ داروں نے سارے مُلک میں اپنی توقعات سے بھی بڑھ کر مخالفین کی تعداد میں اضافہ کیا، مگر دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اپنے کروڑوں مخالفین کی اربوں تنقیدوں کے باوجود بھی اِس حکومت نے اپنے پانچ سال بڑی ڈھٹائی اور سینہ زوری سے مکمل کئے، مگر اِسی کے ساتھ ایک اور بات جو اِس حکومت کے لئے اکثر کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اِس حکومت نے عوام کو کسی بھی حوالے سے ایک

رتی برابر بھی کوئی ریلیف نہیں دیا جو یقیناً اِس حکومت کے ذمہ داروں اور حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی کارکردگی کے حوالے سے سوالیہ نشان ہے۔

مگر اِن تمام باتوں کے باوجود بھی آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اِس حکومت کے دو کارنامے ایسے ہیں، جنہیں مُلک اور قوم کے لئے سنگِ میل کہا جا سکتا ہے جنہیں صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے انجام دے کر اپنی حکومت کی تمام سابقہ تاہیاں جن کی وجہ سے اِن کی حکومت اور اِن کی ذات کارکردگی کے لحاظ سے پانچ سالوں میں صفر ہو گئی تھی اِن سب کا ازالہ کر کے اپنی حکومت کا ایک مرتبہ پھر سے گراف بڑھا دیا ہے، اگرچہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ جاتے جاتے صدر زرداری کا اول کارنامہ یہ ہے کہ اِنھوں نے لاکھ امریکی دباؤ کے باوجود پاک ایران گیس منصوبے کا گیارہ مارچ کو افتتاح کر دیا اور دوسرا بڑا کارنامہ صدر زرداری اور اِن کی حکومت کا یہ ہے کہ اِنھوں نے گوادر پورٹ کو چین کے حوالے کر کے ملک اور قوم کی تقدیر بدلنے کی راہ ہموار کر دی ، یوں صدر زرداری اور اِن کی حکومت کے یہ دو ایسے تاریخی کارنامے ہیں جن کی وجہ سے حکومت کا قوم میں مورال کچھ بہتر ہو گیا ہے۔ اُمید ہے کہ مُلک میں ہونے والے آئندہ عام انتخابات میں خواہ کسی بھی جماعت کی حکومت تشکیل پائے وہ امریکی یا کسی بھی بیرونی طاقت کے دباؤ اور دھمکیوں میں آئے بغیر پاک ایران اِس گیس منصوبے پر ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے خاطر کوئی سودے بازی نہیں کرے گی، اور ثابت

قدم رہ کر امریکیوں کے ہر سخت سے سخت دباؤ اور دھمکی کو ہوائیں اُڑا دے گی ، اور اِس پاک ایران گیس منصوبے کو ہر حالت میں تکمیل تک پہنچا کر اِسے ملک و قوم کے خوابوں کے مطابق کارآمد بنائے گی، اور امریکا اور دیگر پڑوسی ملک دشمن طاقتوں کی ہر سازش کو خاک میں ملا کر اِن سب کا منہ کالا کردے گی، کیوں کہ صدر زرداری جو کام کر گئے ہیں وہ اِن جیسے صدر کے لئے آخری لمحات میں کلمہ پڑھ کر گناہ معاف کرانے اور عوام کی دادرسی کے لئے بہت ہے مگر آئندہ کے حکمرانوں کو پہلے دن سے ہی اچھا بننا ہوگا۔ ختم شد

حکومت تو گئی

حکومت تو گئی ، قوم سُن لے ہم پہلے اپنے لئے مخلص تھے، اَب عوام کے لئے ہوں گے اگر.؟
ختم ہونے والی حکومت کی پانچ سالہ کارکردگی تو صفر..مگر کیااگلی جیت بھی پی پی پی کی ہی ہوگی..؟
ایک تحقیقاتی ادارے کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق پچھلے دِنوں اپنی مدت پوری کرکے جانے والی پاکستان پیپلزپارٹی کی حکومت نے اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں قومی خزانے کو 180 کھرب روپے کا نقصان پہنچایاہےاِس حوالے سے ادارے کا دعویٰ ہے کہ ختم ہونے والی حکومت نے اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں کرپشن اور بدانتظامی میں مُلک کا65 سالہ ریکارڈ چکناچُور کرکے رکھ دیاہے جبکہ اپنی اختتام مدت پوری ہونے سے دوروز قبل حکمران جماعت پاکستان پیپلزپارٹی پارلیمنٹیرینز کے صدر مخدوم امین فہیم نے سابق وزیراعظم یوسف رضاگیلانی، وزیراطلاعات قمرزمان قائرہ ، وزیردفاع نوید قمر اوردیگر کی موجودگی میں ایک پریس کانفرنس میں اگلے انتخابات میں اپنی جیت کو یقینی بنانے کے لئے ایک مرتبہ پھر قوم کو سبز باغات کا تڑکا لگاکر مُلک سے غریب سمیت دیگر مسائل کے خاتمے سے متعلق سات نکاتی اپنے انتخابی منشور کا اعلان کیا جس میں اِنھوں نے

حسبِ روایت کہا کہ روٹی، کپڑا اور مکان کیساتھ مزدور کی کم از کم تنخواہ اٹھارہ ہزار روپے ماہانہ اور مزدوروں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی بھی ملے گی اور اُنھوں نے اِس موقع پر اپنی ختم ہونے والی حکومت کاذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے گزشتہ منشور پر 85 فیصد عمل کیا، جن میں سرِ فہرست صرف دو منصوبے ایک پاک ایران گیس منصوبہ اور دوسرا گوادر پورٹ کو چین جیسے اپنے مخلص دوست کے حوالے کرنے جیسے اقدامات شامل ہیں اور پھر اِس کے بعد یہ سب اقتدار کی کُرسی پر دوبارہ براجمان ہونے کی حسرت کے ساتھ اپنے کانپتے ہونٹ ،لرزتے ہاتھ اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

اگرچہ آج اگر کوئی حقیقت پسندی اور ضمیر کی آنکھ سے دیکھے اور ذراسا دماغ استعمال کرلے تو میری اِس بات سے تو شائد ختم ہونے والی حکومت کے اراکین بھی خود انکار نہ کرسکیں کہ عوامی مسائل اور گیس و بجلی کے بحرانوں کے خاتمے کے لحاظ سے اِن کی کارکردگی اور کئی حوالوں سے صفر رہی مگر اِس کے باوجود بھی یہ پُرامید ہیں کہ مُلک میں ہونے والے عام انتخابات میں اگلی جیت بھی اِن ہی کی ہوگی اور ایک بار پھر اقتدار کا ڈنڈا اِن کے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اِن کے ڈنڈے کی زد میں ایک مرتبہ پھر عوام کا سر اور اِس کا لاغر جسم ہوگا،اگرچہ اِس مرتبہ پاکستان پیپلزپارٹی والوں کا موقف یہ ہے کہ "قوم سُن لے کہ ہم اپنے پچھلے اقتدار یں جمہوریت بچانے کی اُوٹ میں صرف اپنے لئے مخلص تھے، اِسی

وجہ سے ہم قوم کی اُس طرح خدمت نہ کرسکے، جیسی قوم ہم سے اُمید رکھے ہوئے تھی، مگراَب اگر قوم نے ہمیں دوبارہ اقتدار کی مسند دلادی تو ہم قوم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اِس کی تقدیر بدل دیں گے، اور قوم کو دہشت گردی سمیت اِنہیں درپیش کئی گھمبیر مسائل سے بھی ضرور نجات دلائیں گے۔

جبکہ دوسری طرف آج باشعور پاکستانی قوم یہ بات خُوب جانتی ہے کہ پچھلے دنوں ختم ہونے والی حکومت نے گزشتہ پانچ سالوں میں قوم کو طرح طرح کے مسائل اور بجلی و گیس کے بحرانوں میں کس طرح جکڑ کر اِس کا کچومر بنادیا کہ یہ چیخ بھی نہ سکی اور زندہ درگور ہو کر رہ گئی اور اِس عرصے کے دوران اِن مسائل سے قوم کو نجات دلانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے، اور کس طرح قوم کو بے وقوف بنایا گیا، یہ تو پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے کرتادھرتااور اراکین ممبرانِ قومی و صوبائی اسمبلیز سمیت دیگر ایوانوں کے رُکن توخُوب ہی جانتے ہوں گے کہ اِنہوں نے قوم کو بے وقوف بنانے اور اِن کی آنکھوں میں حیلے بہانوں سے دھول جھونکنے کے کیا کیا ...؟اور کیسے کیسے حربے استعمال کئے،اور اِس حکومت نے اِس حال میں بھی اپنی مدت اِس طرح آسانی سے مکمل کرلی، کہ جیسے اِنہوں نے عوامی خدمت میں دن رات ایک کردیئے، اور پانچ سال کے عرصے میں قوم کے مسائل حل کئے اور اِن کے دُکھ درد کا مداوا کیا، مُلک کے ہر غریب کے گھر کے آنگن میں خوشیاں رقص کررہی ہیں، قوم کو پینے کا صاف پانی، اچھی خُوراک،

بہترین علاج و معالجہ کی سہولت ، جدید تعلیم ، اوپرُآسائش سفری سہولتیں بھی میسر ہیں اور آج بجلی اور گیس کے بحرانوں کا خاتمہ ہوگیاہے ، صنعتی ترقی اپنی مثال آپ ہے، مُلکی معیشت آسمان کی بلندیوں کو چھورہی ہے ، اقتصادی صُورتِ حال استحکام بخش ہے ،مُلک میں امن وامان کا بول بالا ہے ،مُلک میں کرپشن کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیاگیاہے،پانچ سالوں میں حکومت کے ہر رُکن نے رشوت اور کرپشن کو حکومت نے گناہِ عظیم جانا،اور یہی وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے مُلک یں پانچ سالوں میں ہونے والی بیرون سرکامایہ کاری سابقہ تمام ریکارڈ ٹوٹا اور ایسے انگنت کارنامے انجام دیئے کہ پچھلے 65 سالوں میں کوئی حکومت قوم کے لئے اتنا نہیں کر سکی ہے ، جتنااِس حکومت کے دور میں مُلک اور قوم کے روشن مستقبل کے لئے کردیاگیاہے ،اوراَب یقیناًاپنی نوعیت کے اِن انوکھے کارناموں پر آج میرے مُلک کے تمام اراکین پارلیمنٹ اور حکمران بھیخوش ہوں گے،اور یہ خُوش کیوں نہ ہو، کیوں کہ اِنھوں نے اپنی نااہلی کے باعث پانچ سال جو مکمل کرلئے ہیں، اگرچہ اِن میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو یہ جانتے ہیں کہ یہ اپنے جن کارناموں کا لہک لہک کر اور اکڑ اکڑ دعویٰ کررہے ہیں ،اِس میں سوفیصد لغو کا عنصر شامل ہے ، مگر پھر بھی یہ اپنی اِس کامیابی پر عالمِ جوش اور خوشی میں دھمال بھی ڈال رہے ہوں گے ، اور کچھ ایسے بھی ہوں گے ، جو یہ جانتے ہیں کہ اِنھوں نے اپنے علاوہ مُلک اور قوم کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کیا ، اوراِسی بناپر یہ انتخابات سے قبل یا بعد میں اپنے خلاف

ہونے والے احتسابی عمل سے بھی خوفزدہ ہوں گے، اور جو خوفزدہ ہوں گے، اِنہیں اِن ہی کے کچھ شاطر، بے ضمیر اور مفاد پرست ساتھی یہ سمجھانے کی سعی کر رہے ہوں گے، کہ خوفزدہ یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، عوام کو ہمارے پچھلے کارناموں کی کچھ خبر ہی نہیں ہے، اگر آج بھی ہم ڈٹ گئے، اور قوم کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گئے، تو کوئی شک نہیں کہ ہماری یہ روٹی، کپڑا اور مکان سے محروم قوم اگلے انتخابات میں ایک مرتبہ پھر ہمیں ہی اقتدار کی مسند تک پہنچا دے گی، اور ہماری ایک مرتبہ پھر پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہوگا، ہم گھی کھچڑی ہو کر ملک اور قوم کا بیڑا غرق کریں گے، جیسا ہم نے یکدل اور یک جان ہو کر پہلے کیا ہے۔

یہ حکومت جو اپنی مدت پوری کرنے کے بعد کھسک گئی ہے، اَب اِس کے ذمہ داران اپنے منہ چاہئے، جتنے بھی دعوے کرلیں، مگر اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس حکومت کی کارکردگی ہر لحاظ سے صفر تھی، آج کے بعد سے پاکستان پیپلز پارٹی جو ملک کے غریب عوام کی بڑی نمائندہ جماعت بنی پھرتی تھی اِس کے چیلوں کا سخت امتحان شروع ہو گیا ہے، عوام کے دروازوں پر دستک دینے اور قوم کی دہلیزوں تک پہنچنے سے قبل پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں کو سو بار سوچنا ہوگا کہ اُنہوں نے اپنے پہلے اقتدار میں ملک اور قوم کو کیا دے دیا جو اَب اگلی بار اقتدار میں آ کر دیں گے...؟ قوم کو بھی چاہئے کہ یہ اپنے ووٹ کا درست استعمال

کرے اور ایسی مخلص قیادت کا چناؤ کرے، جو مُلک اور قوم کے ساتھ مخلص ہو، اور جِسے اپنے مفادات سے زیادہ سرزمینِ پاک اور اِس کے باسیوں کے مفادات عزیز ہوں، ایسے نہ ہوں جیسے قوم نے پچھلے انتخابات میں اپنے حکمران چُنے جنہوں نے اپنی وجہ سے مُلک اور قوم کی کمر تختہ کردی۔

کنگلی پاکستانی قوم کو مبارک ہو۔؟

جمہوری حکومت کے پانچ سال مکمل ہوئے ۔۔
آج پی پی پی کی حکومت جیسے تیسے اپنی مدت پوری کرکے چلی گئی ہے، اور نگراں وزیراعظم کا انتخاب ابھی تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے ۔اِن سطور کے رقم کرنے تک اِس حوالے سے سابقہ حکمران جماعت اوراپوزیشن میں کھینچاتانی کا عمل جارہی ہے، اُمید ہے کہ ایک ، دو روز میں نگراں وزیراعظم کا انتخاب ہوجائے گا، بہرحال ،آج کنگلی پاکستانی قوم کو مبارک ہو ، کہ مُلک کی تاریخ میں پہلی بار عوام کو تنگ وپریشان کرنے والی کسی حکومت نے اپنے مصالحتی اور مفاہمتی عمل سے لڑکھڑاتے ، بل کھاتے، روتے، بلکتے سسکتے اور اپنے پرائے کو روٹھتے اور بناتے انداز سے اپنی مدت پوری کرلی ہے، اورآج اِس کے کارندے اپنی اِسی خُوبی کے سہارے ماضی کی اپنی ساری غلطیوں اور کوتاہیوں کو بھولا کر، سینہ پھولا کر ، گردنیں تان کر، سرزمینِ پاک پر ایسے اکڑ کر دندناتے پھر رہے ہیں کہ جیسے اِنہوں نے کوئی انوکھا کارنامہ انجام دے ڈالا ہے، اَب ا یسے میں ایک سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی عوام سے تو پوچھے، سابقہ حکومت کے کرتادھرتاؤں نے اپنی مدت پوری کرنے کی حسرت میں گزشتہ پانچ سالوں میں قوم کے کتنے ارمانوں کا خون کیا ہے ۔۔۔؟اوراِس عرصے کے دوران اِنہوں نے مُلک اور قوم

کا کتنا بیڑا غرق کیا ہے۔۔۔؟ اور کیا ہے کوئی جو عوام سے یہ پوچھ سکے کہ عوام نے پانچ سال کانٹوں پر کیسے گزارے۔۔۔؟ موجودہ حالات میں اپنی نااہلی پر خوشیاں منانے اور دھمال ڈالنے والے اتنا ضرور سوچ لیں کہ اگلے انتخابات بھی سر پر ہیں، ایسے میں قوم اِن کا کیا حشر کرے گی۔۔۔؟ اُس وقت قوم اِن سے پوچھے گی کہ اِنہوں نے اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرنے کے چکر میں قوم کا کیا حشر کیا۔۔۔؟ تو پھر یہ کیا جواب دیں گے۔۔۔؟ آج شاید کوئی بھی عوام کا ایسا ہمدرد نہیں ہے۔۔؟ جو عوام کی دہلیز پر جائے اور اِن کے زخموں پر مرہم رکھے۔۔۔ کیوں کہ جنہیں عوام سے بغل گیر ہونا چاہئے، وہ آج پھر ایسی ہی بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، جیسی یہ پہلے بھی کرتے رہے ہیں، اور پھر نئے انتخابات کو اپنا ٹارگٹ بنا کر قوم کو بے وقوف بنانے کے اہداف حاصل کرلینا چاہتے ہیں، اور ایک مرتبہ پھر اقتدار کی مسندِ مکروہ پر اپنا وجود جما کر، مُلک اور قوم کا کچومر نکالنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

حیرت ناک بات تو یہ ہے کہ ختم ہونے والی حکومت کے کرتا دھرتاؤں کو عوامی مسائل اور اِن کے حل سے کب دلچسپی تھی۔۔۔؟ وہ تو اپنے اول روز ہی سے اپنی مدت پوری کرنے کے خواہش مند تھے، جس کے لئے اِن کا سارا زور مُلکی معیشت اور عوام کی حالتِ زار بہتر بنانے کے بجائے، مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل پر ہی چلتا رہا، یعنی جیسی اِن کی نیت تھی ، ویسے ہی اِن کی خواہش بھی پوری

ہوئی، آج یہ بات کون نہیں جانتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت نے پانچ سالوں کے دوران قومی خزانے کا کیسا بیدریغ استعمال کیا ہے..؟مُلکی معیشت کو حقیقی معنوں میں سہارا دینے کے بجائے ،اِسے استحکام بخش ظاہر کرنے کے لئے کن مصنوعی ذرائع کا سہارا لیا گیا..؟مُلک میں توانائی کا بحران شدت اختیار کرتا گیااور حکمران ریت میں منہ چھپائے، اپنی نااہلی کا ثبوت دیتے رہے،اور کئی ایسے مسائل رہے کہ جن کا بار بار کا تذکرہ کرنا قوم کی پاگل پن کی دلیل لگنے لگا،مگر دوسری طرف ایسے لوگ بھی موجود رہے،، جن کی بے حسی اُس مقام پر پہنچ گئی ،جہاں اِن کے مفادات ہی نظر آئے۔ اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت عوام اور مُلک کے ساتھ کئی حوالوں سے کہیں کہیں ضرور مخلص بھی دکھائی دی ، مگراِس کے حاسدوں نے اِسے اول دن سے ہی سازشوں کے جال میں ایسے جکڑے رکھا کہ یہ اِس جال سے جتنا نکلنے کی کوشش کرتی اُلٹا اِس میں اور پھنستی ہی چلی گئی، اور سابقہ انتخابات کے نتیجے میں جب اِس کے حصے میں اقتدار کی سیج آئی تو اِس نے اپنے اقتدار کو اپنے مصالحتی اور مفاہمتی عمل سے ہی سجائے رکھنے میں اپنی عافیت جانی اور یوں یہ مُلک اور قوم کو بھول کر اِس میں ہی لگی رہی حتیٰ کہ یہ مُلک اور قوم کے لئے کچھ اچھا نہ کرسکی اور اپنی مدت پوری کرکے صفرپر آؤ ٹ ہو کر میدان چھوڑ کر واپس ہولی اَب ایسے میں مُلک میں آئندہ ہونے والے ع

انتخابات کے حوالے سے جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کا کڑا امتحان ہے تو وہیں 19 کروڑ ننگی بھوکی، تنگدست، اور مفلوک الحال پاکستانی قوم کی بھی آزمائش کا وقت ہے کہ وہ، آنکھیں کھول کر، دل کے بجائے، اپنے دماغ کا درست استعمال کرکے اپنے مُلک اور اپنی نسلوں کے تابناک مستقبل کے لئے ایسی قیادت کا چناؤ کرے کہ جو مُلک اور قوم سے مُخلص ہوں، اور اُن کے نزدیک اپنی حکومتی مدت پوری کرنے کے بجائے، مُلک اور قوم کی بہتری کا مقدس جذبہ مقدم ہو، جبکہ آج اکثر کا خیال یہ بھی ہے کہ اَب ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی جس کے سربراہ صدر زرداری اور اِن کے صاحبزادے بلاول بھٹو زرداری ہیں اِس میں سب ہی بُرے ہیں مگر افسوس تو اِس بات کا ہے کہ اِس میں جو اچھے ہیں اِن کی اہمیت اور حیثیت سوائے بارھویں کھلاڑی جتنی ہونے کے اور کچھ نہیں ہے، اور اِس میں جو ایسے ہیں جو کچھ نہیں جانتے وہ پارٹی میں مالکِ کُل کا درجہ رکھتے ہیں، اَب ایسے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پی پی پی میں جو مٹھی بھر اچھے اور مُلک اور قوم کے ساتھ ساتھ اپنے بانیان کے مشن کے ساتھ بھی مُخلص لوگ ہیں اِن پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اہمیت اور اپنی پارٹی کے بانیان کے مشن کی پاسداری کا احساس کریں اور کھل کر سامنے آئیں تاکہ آئندہ عام انتخابات میں، حکومتی کارکردگی کے لحاظ سے پارٹی پر لگے کئی سوالیہ نشانات کو دھویا جاسکے، اور ایک مرتبہ پھر عوام میں 2008 سے قبل والا پارٹی کا وقار بحال ہوسکے۔اور آج اِس حقیقت سے بھی کسی کو

انکار نہیں ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا اپنا ایک مضبوط ووٹ بینک ہے، جس کو آسانی سے لوٹنا بہت مشکل ہے، آج جو جماعتیں صدر زرداری کی جماعت پی پی پی کی سابقہ کارکردگی کو یہ دیکھتے ہوئے یہ اُمید لگائے بیٹھی ہیں، کہ پی پی پی حکومت کی سابقہ کارکردگی مُلک اور قوم کے لئے بدسے بدترین رہی ہے اور اِس وجہ سے یہ کامیاب ہوں گے تو اِن کے لئے مجھ ناچیز کا مشورہ یہ ہے کہ آج اگر اِنہیں پی پی پی اور زرداری کو شکست دینی ہے تو اِنہیں چاہئے کہ وہ زرداری کی طرح اِن کے اتحادیوں کی جانب خلوص کا ہاتھ بڑھائیں،اور یہ زرداری اور دیگر کی طرح اپنی ذات اور مفادات کے بجائے مُلک اور قوم کے خاطر مصالحتی اور مفاہمتی عمل کو ساتھ لے کر چلیں گے تو کامیابی اِن کے قدم چومے گی، ورنہ، ورنہ....؟؟

!!...لواچھاہوا..! نگران وزیراعظم کا فیصلہ ہاتھوں سے نکل گیا ناں

آ لوا چھاہی ہوا..! کہ حکومت اور اپوزیشن کی ضد اور ہٹ دھرمی اور اِن کی مفادات کی لڑائی کے باعث نگران وزیر اعظم کا فیصلہ اِن کے ہاتھوں سے نکل گیا ناں...! اور اَب نگران وزیر اعظم کا فیصلہ الیکشن کمیشن ہی کریگا، ایسے پہلے ہی دن یہ فریضہ خود ہی ادا کر دینا چاہئے تھا، جو ہوا اچھاہی ہوا..مگر پھر بھی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا..کہ نگران وزیر اعظم کے چناوٴ کا معاملہ الیکشن کمیشن کے ہاتھ نہ جاتا...اور قبل اِس کے کہ دونوں (حکومت اور اپوزیشن کی) جانب سے ذرا سی لچک کا مظاہرہ کیا جاتااور یہ جمہوری طریقے سے غیر متنازعہ نگران وزیر اعظم کا چناوٴ کر لیتے تو دنیا میں یہ تاثر ضرور جاتا کہ پانچ سال تک حکومت اور اپوزیشن والوں (بڑے چھوٹے بھائیوں زرداری اور نواز) نے اپنے جس جمہوری عمل کو جاری رکھنے کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پانچ سال تک قوم کو توانائی کے بحرانوں سمیت دیگر مسائل میں جکڑااور مُلک کی معیشت کا ستیاناس کیے رکھا،اور اِنھوں نے اِس دوران اپنی جس لولی لنگڑی جمہوریت کو مصالحتی اور مفاہمتی بیساکھیوں کے بل پر قائم رکھا،اِس جمہوری عمل کا اختتام بھی حکومت اور اپوزیشن والوں نے باہمی اتفاق اور اتحاد سے نگران وزیر اعظم کا معاملہ حل کرکے جمہوری حق بھی ادا کر دیا ہے۔ مگر آج افسوس تو اِس بات کا ہے کہ

حکومت کو ختم ہوئے کوئی ایک ہفتے سے بھی زاید کا وقت گزر چکا ہے مگر نگران وزیراعظم کا چناؤ عمل میں نہیں لایا جاسکا ہے۔اِس حوالے سے سابقہ حکومت اور اپوزیشن کے اراکین سر جوڑ کر تو بیٹھے رہے، مگر یہ اِس معاملے میں بھی اپنے اپنے سیاسی و نظریاتی اختلافات اور ذاتی مفادات کو نہ چھوڑ سکے، وہ حکومت کے خاتمے کے بعد بھی اِس روش کا شکار رہے کہ نگران وزیراعظم ایسا ہو جو مُلک و قوم سے زیادہ اِن کے مفادات اور نظریات کے طابع رہے، جیسا یہ چاہیں اور اُس سے کہیں وہ ویسا ہی کرتا رہے۔

بالآخر نگراں وزیراعظم پر اتفاق رائے کے لئے جو آٹھ رکنی پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی تھی اِس کا تین روز تک زور و شور سے جاری رہنے والا اجلاس مایوسیوں کے ساتھ بے نتیجہ ثابت ہو کر ختم ہوگیا اَب جس کے بعد نگراں وزیراعظم کا فیصلہ الیکشن کمیشن کرے گا اگرچہ پارلیمانی کمیٹی میں شامل اراکین اور سیاستدانوں نے نگراں وزیراعظم کے تقرری کے معاملے پر ناکامی کا اعتراف ضرور کرلیا ہے، ورنہ تو جب تک یہ حکومت میں رہے ہمیشہ اپنے مفادات اور ذاتی فوائد کے لئے نوراکشتی ہی کرتے رہے، اِنہوں نے اِس دوران اپنی ذاتی اور مفاداتی لڑائی میں مُلک اور قوم کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی، جب کہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نگراں وزیراعظم کے چناؤ کے معاملے میں اِن کی ناکامی کے اعتراف سے قوم کو یہ تو معلوم ہوگیا ہے کہ

حکومت اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے دونوں جماعتوں کے سیاستدانوں نے کسی بھی مُلکی معاملے میں پچھلے پانچ سالوں میں کوئی ایسا سچ بول نہیں بولا کہ اِس سے قوم کا اِن پر اعتماد بحال ہوتا، مگر نگراں وزیر اعظم کے معاملے میں اِن کا اپنی ناکامی کا اعتراف کرلینا یہ ضرور ظاہر کرتا ہے کہ اِنھوں نے اپنے اِس سچ سے قوم کو اعتماد میں لینے کی اپنے تئیں کوشش کی ہے، ورنہ تو یہ لوگ ہمیشہ جھوٹ ہی بولتے آئے ہیں۔اور پانچ سال تک حکومت اور اپوزیشن والے مُلک اور قوم کے مفادات کے حوالوں سے اپنے کئے جانے والے ہر فیصلے میں یوں ہی قوم کو بے وقوف بناتے رہے ہیں،اور دوسری جانب معصوم پاکستانی قوم اِس اُمید پر رہی کہ آج نہیں تو کل حکومت اِن کے مسائل کا مداوا کردے گی، مگر پانچ سال بعد قوم کو احساس ہوا کہ حکومت اور اپوزیشن والے توسِوائے اِسے پانچ سالوں میں جھوٹی تسلی اور تسکین دینے کے کچھ نہ کرسکے، اور آج یہ اپنی مدت پوری کرکے کھسک گئے ہیں۔اور اگلی بار پھر منتخب ہونے کے لئے قوم کو جھوٹ کے سہارے شیشے میں اُتارنے کے ڈھنگ لئے میدانِ سیاست میں کودپڑے ہیں۔

اگرچہ یہ توسب ہی جانتے ہیں کہ "سچ بولنا مشکل ضرور ہے مگراِس سے بہت سی آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں ،اور یہ بھی کہ سچائی کامیابی کا سبب اور جھوٹ رسوائی کا موجب ہے مگر پھر بھی آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ مجھ سمیت ہر اِنسان اور بالخصوص میرے مُلک کے ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام ایسے ہیں جو سچ

کہنے اور سُننے سے کتراتے ہیں، اِس کی کیا وجہ ہے ..؟اِس بحث میں گئے تو بات کہیں کی کہیں نکل جائے گی، اور میں اپنے موضوع سے ہٹ جاوٗں گا بہر حال اتنا کہہ دیناہی کافی ہے کہ ہر چیز کا زیور خُوب صورتی ہے لیکن دل کا زیور سچائی ہے اور سچا شخص اگر کسی مصلحت کے تحت جھوٹ بھی بولے تو لوگ اِس کو سچ سمجھیں گے اور جھوٹا اگر سچ بھی بولے تو لوگ اِس کو جھوٹ سمجھیں گے۔ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ وفاق سمیت صوبوں میں نگران حکومتوں کے قیام کے معاملے میں حکومت اور اپوزیشن والوں کو محتاط انداز اپنا چاہئے تھا، جس کے لئے یہ کہیں بہت زیادہ محتاط اور کہیں اپنے مفادات کا خیال کرتے نظر آئے، یہی وجہ ہے کہ جن دوصوبوں میں نگران وزرائے اعلیٰ کا چناوٗ عمل میں لایاجاچکاہے اِن میں حق و سچ کا گلاگھونٹ کر اپنے اپنے سیاسی مفادات اور نظریات کا خیال رکھاگیاہے،اور ایسے لوگوں کو وزرائے اعلیٰ کے لئے منتخب کیا گیاہے، جو بظاہر تو کسی جماعت سے سیاسی وابستگی تو نہیں رکھتے مگر انہوں نے اپنی انفرادی حیثیت سے کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی معاملے میں جو بھی کام کئے ہیں، اِن کے دل میں حکومت کے لئے نرم گوشہ ضرور رہاہے،اِن کے اِس ہی نرم گوشے پر نظر رکھنے والے سیاستدانوں نے اِن کے وزرائے اعلیٰ کے انتخابات کو رائی کا پہاڑ بناکر اِن کی انفرادی حیثیت کو بھی جانبداری کا مظہر سمجھ کر متنازعہ بنادیاہے،اگر واقعی ایسا کچھ ہے تو پھر الیکشن کمیشن کو اِس معاملے میں بھی ضرور کچھ کرنا چاہئے، تاکہ مُلک میں وفاق کی طرح صوبائی وزرائے

اعلیٰ کا انتخاب بھی صاف وشفاف اور غیر متنازعہ شخصیات کے حوالے سے ہوجائے، اور
وفاق سمیت صوبوں میں غیر متنازعہ حکومتوں کا قیام ہو، اور اِن غیر متنازعہ حکومت کے
زیرِ نگرانی ہونے والے انتخابات کے بعد مستحکم حکومت کا قیام ہو۔۔ ختم شُد

11 مئی 2013 کے متوقع انتخابات اور ڈرے سہمے ووٹرز

آج بعض کا یہ خیال ہے کہ سابق صدر (ر) جنرل پرویز مشرف کی گرفتاری اورانہیں ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کئے جانے والے معاملے نے انتخابی گھما گھمی کو کسی حدتک ضرور گہنادیا ہے مگراِس کے باوجود بھی ملک میں عوامی ووٹوں سے تبدیلی کی اُمیدیں رکھنے والی جوشیلی جماعتیں اپنے سُرخ ، اور لال نیلے اور پیلے اِنقلابی نعروں کے ساتھ اپنی اپنی انتخابی سرگرمیوں میں مصروف دکھائی دیتی ہیں،جہاں ملک کی بیشتر سیاسی اور مذہبی جماعتیں اپنے گرماگرم منشوروں کے ساتھ سیاست کے میدان میں انتخابی اُفق پر نمودار ہوئیں ہیں تو وہیں ہمارے قومی ادارے الیکشن کمیشن اورنادرا بھی گیارہ مئی کو ملک میں ہونے والے انتخابات کو صفاف وشفاف اور کسی بھی شک و شبہ سے بالاتربنانے کے لئے اپنی اپنی انتخابی ذمہ داریاں پوری طرح سے نبھاتے دکھائی دے رہے ہیں نادرا سے متعلق یہ خبریقیناحوصلہ افزااور حیران کُن ہے کہ " نادرانے 21 ہزار900کلومیٹر طویل حتمی انتخابی فہرست چھاپ کرنیا ریکارڈ قائم کردیا ہے"نادراکی اِس تاریخ ساز کارکردگی سے انتخابات میں حصہ لینے والی جماعتوں اور انتخابات کے منعقدہونے یا نہ ہونے سے متعلق مخمصے میں مبتلاعوام میں پائے جانے والے اُس تاثر کی یقینا کسی حدتک ضرور نفی ہوگئی ہوگی جو ملکی حالات اور بعض عناصر کی جانب سے مُلک کی تین بڑی

جماعتوں پی پی پی ، ایم کیو ایم اور اے این پی کو دی جانے والی دھمکیوں کے بعد یہ سمجھ رہے تھے کہ ممکن ہے کہ انتخابات کچھ مدت تک کے لئے ملتوی کر دئے جائیں
مگر نادرا اور الیکشن کمیشن اور ملک کے سیکورٹی کے اداروں کی حکمت عملی کے باعث اَب یہ تاثر بڑی حد تک انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی و مذہبی جماعتوں اور الیکشن کے روز ووٹ کاسٹ کرنے والے عوام میں ضرور ختم ہوگیا ہے کہ حالات کیسے بھی ہوں ، ملک کو اگر مسائل سے نکالنا ہے ، اور اِسے کسی مثبت تبدیلی کی جانب پُرامن انقلابی راہ پر لے جانا ہے تو اِس کے لئے انتخابات ہی وہ واحد راستہ ہیں جن سے مُلک میں مثبت اور تعمیری تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں جس کے لئے انتخابات کا ہونا لازمی ہے اور اِس کے لئے ضروری ہے کہ ملک کا ہر شہری قومی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ٹھوک بجا کر اپنے حلقے کے ایسے اُمیدوار کو ووٹ دے جس کا ظاہر و باطن صاف ہو۔اور وہ مُلک و قوم کے ساتھ مخلص ہو ، اِس کا دل و دماغ حرص و ہوس ، لالچ اور دھوکہ دہی اور جھوٹ وفریب اور اقربا پروری سے پاک ہو۔ایسی قیادت کے چناؤ کے لئے پاکستان کا ہر شہری الیکشن والے روز اپنے گھروں سے نکلے اور اپنا قیمتی ووٹ کاسٹ کرکے مُلک میں تبدیلی کی راہ ہموار کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ انتخابات کے حوالے سے قومی اداروں کی جانب سے سیکورٹی سمیت دیگر انتظامات بڑی حد تک قابلِ تعریف ضرور کہے جاسکتے ہیں مگر

اِس کے باوجود بھی عوام کا ایک بڑا حلقہ 11 مئی 2013 کے متوقعہ انتخابات کے حوالے سے ڈرا سہا ضرور ہے ایسے میں عوام میں پائے جانے والے اِس ڈر کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ الیکشن کمیشن اور سیکورٹی کے اداروں کو مزید ایسے اقدامات کرنے چاہیں جس سے عوام کا اعتماد بحال ہو اور عوام بلا خوف خطر الیکشن والے روز اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے لئے اپنے گھروں سے نکلیں اور اپنا ووٹ کاسٹ کرکے قومی فریضہ ادا کریں اور انتخابی عمل کو صحیح معنوں میں صاف وشفاف بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔یہاں یہ امر قابل ذکر اور حوصلہ افزا ضرور ہے کہ اتوار اکیس اپریل سے باقاعدہ طور پر انتخابات میں حصہ لینے والی ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے اپنے انتخابی مہم تیز کردی ہیں یوں اَب لگنے لگا ہے کہ میرے مُلک میں بلا خوف وخطر کسی مثبت اور اچھی تبدیلی کے لئے انتخابات ہونے کو ہیں اور اِسی کے ساتھ ساتھ ایسا بھی لگ رہا ہے کہ اِس مرتبہ عوام پہلے سے کہیں زیادہ باشعور اور سمجھدار ہوگئے ہیں کوئی سیاسی یا مذہبی جماعت انہیں ایک مٹھی بریانی کِھلا کر یا ایک کپ چائے یا ٹھنڈا ٹھنڈا شربت یا کولڈ رنگ پلا کر ووٹ نہیں لے سکے گی سیاسی جماعتوں کے اُمیدوار جب اپنے انتخابی جلسوں ، جلوسوں ، کارنر میٹنگز اور عوامی اجتماعات میں بقول شاعر :

کسی کے لب پہ الیکشن کی انتخاب کی بات
کسی کی بزمِ طرب میں ہے اِحتساب کی بات

کوئی یہ کہتا ہے یارانِ ملک وملت سے
یہ دورِ نو ہے کرو سُرخ اِنقلاب کی بات

آج ایسی باتیں کریں تو پھر اِن پر یہ بھی لازمی ہوگا کہ وہ اپنی اِن باتوں اور دعوؤں پر بعد میں بھی حقیقی معنوں میں عمل کرکے دکھائیں ورنہ ورنہ اِس مرتبہ عوام کا ہاتھ ہوگا اور اِن کا گریبان ہوگا... بہر حال... ! یہ اچھی بات ہے کہ پچھلے کئی دِنوں سے جاری لڑکھڑاتی ،ڈگمگاتی ، بل کھاتی انتخابی مہم کا یہ تاثر تو ختم ہوا اور اکیس اپریل سے مرجھائی ہوئی انتخابی مہم میں جو تیزی اور گھما گھمی پیدا ہوگئی ہے کے پیش نظر شاعر عرض کرتا ہے کہ

بساطِ نو بچھی ہے جو سیاست گاہِ ہستی میں
نئے شاطر بھی آئے ہیں نئے مہرے بھی آئے ہیں
سیاست میں، قیادت میں، وزارت میں حکومت میں
پُرانی صُورتیں بھی ہیں نئے چہرے بھی آئے ہیں

اور آخر میں اِس دعا کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا اے ربِ کائنات ہم تیرے نادان اور کمزور، ناتواں بندے ہیں، ہماری حالاتِ زار پر رحم فرما اور ہمیں مزید آزمائش میں مدڈال،اَب ہم پر ایسے حاکم مسلط فرما، جو ہمارے خیر خواہ ہوں،اور ہمارے لئے بہتر ہوں، ہم اپنے سابقہ گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگتے ہیں، 11 مئی کے انتخابات سے ہمیں ایسی قیادت دے جو ملک سے مخلص

(ہوں)اور عالم کفر کو مکا دکھا سکیں۔ (ختم شد

وہی کچھ کرنے کا اِنہیں بھی تو موقع ملنا چاہئے، اِن کا بھی تو پاکستان ہے

کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے..؟ ہاں اگر انتخابات ہوئے تو...؟ آخر اِن اُمیدواروں کو بھی موقع ملنا چاہئے، جنھوں نے اپنے بہتر مستقبل کے حسین خواب دیکھ کر اپنے کاغذاتِ نامزدگی جمع کرائیں ہیں، کیونکہ یہ اِن کا بھی تو پاکستان ہے، اِس میں یہ بھی وہی کچھ کریں گے جیسا 2008 کے انتخابات میں اِن جیسوں نے اِسے ایوانوں تک آنے کے لئے سیڑھی کا کام لیا اور ایسے ہی انتخابی راستے سے گزر کر وہ لوگ ایوانوں میں آئے تھے، اور گزشتہ پانچ سال کے عرصے میں وہ بغیر کسی ندامت اور افسوس کے مُلک اور قوم کو مسائل کی دلدل میں دھکیل کر اتنا کچھ بُرا کرکے گزر گئے، آج جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بہرکیف...! میں بات کررہا ہوں 11 مئی 2013 کے ہونے والے اُن انتخابات کی جن کے انعقاد سے متعلق بڑی اُمیدیں ہیں کہ اِن کے ہونے سے ملک میں بڑی تبدیلیاں آئیں گیں، اور مُلک کو مسائل سے نجات ملے گی اور عوام کے درد کا مداوا ہوگا، آج اِس اُمید کے ساتھ سب کی ربِ کائنات سے دعا ہے کہ اللہ کرے کہ اُمیدیں برآئیں، جن کے لئے یہ انتخابات ہورہے ہیں، اور میرے ملک میں حقیقی معنوں میں خوشحالی آئے، اور عوام کے چہروں پر خوشیاں لوٹ آئیں، مگر پھر بھی لگتا نہیں

ہے، کہ انتخابات ہوں گے. ایک انجانہ ساخوف ہے، جو متواتر سر اُٹھا کر اپنے احساس کا یقین دلا کر پھر یکدم سے خاموشی سے کہیں دبک کر بیٹھ جاتا ہے، اور پھر یکدم سے اُٹھتا ہے اور ڈنگ مار کر چھپ جاتا ہے۔ اَب جبکہ انتخابی اُمیدواروں کی طرف سے جمع کرائے گئے (کاغذات نامزگی) برائے قومی اسمبلی کے اُمیدواروں کی حتمی فہرست جاری کردی گئی ہے، اِس حوالے سے اِس فہرست میں کئی ایسے حیران کُن اور دلچسپ انکشافات سامنے آئے ہیں کہ جن سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ ایسے لوگ کیا واقعی مُلک اور قوم کی تقدیر کا بہتر فیصلہ کرپائیں گے...؟ یاایوانوں میں پہنچنے کے بعد یہ بھی اپنے پیش رو کی طرح وہی کچھ کریں گے جیساوہ کرکے گزرگئے ہیں...؟

خبر یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے اُمیدواروں کی حتمی فہرست جاری ہوجانے کے بعد اَب قومی اسمبلی کے سجنے والے انتخابی میدان میں چار ہزار ایک سو آٹھ اُمیدوار رہ گئے ہیں، مرتب کی گئی فہرست اور رپورٹ کے مطابق قومی اسمبلی کے انتخابی دنگل یں شریک ایک ہزار 226 اُمیدواروں کو اپنا پیشہ ظاہر کرنے میں شرمندگی محسوس ہوئی جس پر اُنھوں نے کاغذاتِ نامزدگی میں اِسے لکھنا مناسب ہی نہ سمجھا جبکہ رپورٹ میں ہے کہ اُمیدوار زراعت سے وابستہ ہیں، 777 اُمیدواروں کا ذاتی کاروبار ہے اور 786307 اُمیدوار وکیل ہیں، اِسی طرح 276 اُمیدوار زمیندار ہیں اور 131 ملازمت پیشہ ہیں، 71 ڈاکٹر ہیں تو وہیں 48 کے

قریب پیش امام یا عالم بھی ہیں، اور تو اور پراپرٹی ڈیلر بھی اِس انتخابی معرکہ آرائی میں پیچھے نہیں رہے ہیں، جن کی تعداد 30 کے قریب ہے،ایوانوں میں آنے کے بعد اِن کی تعداد میں کئی گنا اضافہ بھی ممکن ہے کیوں کہ ممکن ہے کہ مندرجہ بالا اور ذیل کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے بیشتر اُمیدوار مُلک اور قوم کے استحکام کو فروخت کرنے میں شامل ہو جائیں اور اِس طرح پراپرٹی ڈیلرز کی تعداد بڑھ جائے، خیر اللہ مالک ہے ہاں تو میں بات کر رہا ہوں قومی اسمبلی کی حتمی فہرست کی جس کے مطابق گیارہ مئی کے متوقعہ انتخابات میں 29 اُمیدوار ریٹائرڈ ملازم اور 28 مزدور سمیت 22 صحافی بھی انتخابی عمل میں شریک ہیں بات یہیں ختم نہیں ہو گئی ہے فہرست میں 14 اُمیدوار طالب علم بھی ہیں جبکہ 23 بیروزگار اور 78 ایسے بھی اُمیدوار شامل ہیں جن کا سوائے سیاست کرنے کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے اَب ایسے میں ووٹرز اور پاکستانی قوم کو دیکھنا یہ ہے کہ انتخابی میدان میں کامیابی کے بعد یہ لوگ اپنی صلاحیتوں کا کس طرح استعمال کرتے ہیں اور مُلک و قوم کو کس ڈگر کر لے جاتے ہیں۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ایشائی ممالک میں شاید پاکستان ایک ایسا ملک ہے، جہاں اِس کے قیام کے 65/66 سالوں کے دوران جب بھی الیکشن ہوئے اور اِن انتخابات کے نتیجے میں جتنی بھی حکومتیں تشکیل پائیں ماسوائے چند ایک کے ایسی بہت کم ہی حکومتیں گزری ہیں جو اپنی مدت پوری پائیں ہیں ،ایک مثال گزشتہ ماہ کی

تیرہ چودہ کی درمیانی رات میں ختم ہونے والی پی پی پی کی حکومت کی موجودہ ہے جو اپنی مدت پوری کرکے ختم ہوئی۔
اگرچہ آج اِس کی پانچ سالہ کارکردگی کا جائزہ لیاجائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجائے گی کہ اِس مفاہمت پرست اور چاپلوس حکومت نے اپنی مدت کس طرح پوری کی اوراِس دوران اِس حکومت کے کارندوں نے اپنے مفاہمتی عمل اور مفاہمتی پالیسیوں سے ملک اور قوم کے مفادات کو کس طرح بالائے طاق رکھ کراِنہیں بجلی اور گیس کے بحرانوں، مہنگائی، کرپشن، اقرباپروری، لوٹ مار، بھتہ خوری، قتل وغارت گری، دہشت گردی، فرقہ واریت، بم دھماکوں میں جکڑ کر دیوار سے لگایااِس سے کون ایسامحب وطن پاکستانی ہوگاجو واقف نہ ہو، مگرپھر بھی آج یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اِس سابقہ حکمران جماعت پاکستان پیپلزپارٹی سے تعلق رکھنے والے اُمیدوار ناجانے کس خوش فہمی میں مبتلاہیں اورآج ایک مرتبہ پھریہی لوگ 2013کے انتخابات میں پھر اپنا سینہ ٹھونک کراور گردنیں تان کرانتخابی عمل میں اِس اُمید پر گودپڑیں ہیں کہ عوام اِن کے ساتھ ہے، کیوں کہ اِنہوں نے ملک اور قوم کے لئے اتنااچھاکردیاہے کہ ماضی میں اتنااچھاکوئی بھی حکومت یاکوئی بھی حکمران جماعت مُلک اور عوام کے لئے نہیں کرسکی ہے،جب کہ یہ سب جانتے ہیں کہ ختم ہونے والی حکومت نے ملک اور قوم کے لئے کیاکیاہے...؟اِس پر آج ہوناتو یہ چاہئے تھاکہ سابقہ حکمران جماعت

والے اپنے گریبانوں میں خود جھانک لیتے اور انتخابات میں حصہ لینے سے قبل اپنا محاسبہ خود کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا... بہر حال... !آج اگر یہ لوگ اپنی مصروفیاتی روش کی وجہ سے کسی خوش فہمی کی بنا پر ایسا نہیں کر سکے ہیں تو کوئی بات نہیں گیارہ مئی کو عوام خود اِن کا احتساب کردے گی، اور اِنہیں شکست فاش سے دوچار کرکے اِن کی خوش فہیوں کے بت چکنا چور کر دینے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑیں گے، بس ذرا گیارہ مئی تو آ لینے دو.. اور اِس روز الیکشن تو ہونے لینے دو... پھر دیکھیں گے، کتنوں کے تاج اُچھالے جائیں گے، اور کس کس کے بت گرائے جائیں گے، کوئی کچھ بھی کہئے مگر حقیقت یہی ہے کہ آج سابقہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی پانچ سالہ کارکردگی کے باعث اِس جماعت کی حیثیت عوام کی نظر میں اُس بوسیدہ قبر کی طرح ہو کر رہ گئی ہے جو بُری طرح سے منہدم ہو گئی ہے اِس کا نام ونشان مٹ گیا ہے اگر آج اِس کی کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے تو صرف اِس قبر کا کتبہ ہے، جس کی وجہ سے شاید عوام اِس کو پہچان کر یا ترس کھا کر ووٹ دے دیں ورنہ تو پی پی میں اَب ایسی بات کہاں.. جو اِس قابل بھی ہو۔

دھمکیاں، دہشت گردیاں اور انتخابات، انتظامات اور خدشات

آج اپنی مفادات کی جنگ میں انسان کو مارنا اتنا آسان ہو گیا ہے، جتنا پہلے کبھی نہیں تھا، اَب اِسی کو ہی دیکھ لیں کہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں منگل کی شام ایک سے دو گھنٹے کے دوران ہونے والے چار سے پانچ بم دھماکوں اور اِن دھماکوں کے نتیجے میں آٹھ معصوم افراد کی ہلاکت سمیت 48 افراد کے زخمی ہونے کے سانحات نے قوم کو پہلے ہی سہادیا تھا کہ اِسی روز کراچی کے علاقے بفرزون میں پیپلزچورنگی پر ایم کیو ایم کے الیکشن کیمپ کے نزدیک ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں چار افراد جان بحق اور بیس سے زائد زخمی بھی ہو گئے جس کے بعد متحدہ قومی موومنٹ کے قائد اور رابطہ کمیٹی کے اراکین نے لندن اور کراچی سے جاری اپنے ایک احتجاجی بیان میں اِس المناک سانحہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ، اے این پی اور پیپلز پارٹی کو انتخابی عمل سے دور رکھنے کے لئے دہشت گرد عناصر دھمکیاں دے رہے ہیں اِن حالات میں کون ذی شعور ووٹ دینے نکل سکتا ہے اور اِس موقع پر اِنھوں نے اپنے کارکنوں اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کو احتجاجاً ایم کیو ایم کے انتخابی دفاتر بند کرنے کی ہدایت کی، جبکہ بدھ کو سندھ بھر میں سوگ، کاروبار اور ٹرانسپورٹ بند رکھنے کی بھی اپیل کی، اور یوں بدھ کو کراچی سمیت سندھ بھر میں ایم کیو ایم کی اپیل پر یوم سوگ

منایا گیا، کراچی میں تمام کاروباری مراکز اور چھوٹی بڑی مارکیٹیں جہاں بند رہیں تو وہیں سارا معاملات زندگی بھی بُری طرح سے مفلوج ہو کر رہ گیا، اگرچہ شام چار بجے بند مارکیٹیں اور ٹرانسپورٹ سمیت پیٹرول پمپس اور سی این جی اسٹیشنز تو کھل گئے مگر افسوس تو اِس بات کا رہا کہ روزانہ دہاڑی پر جانے والے لاکھوں افراد کے گھروں کے چولھے ضرور ٹھنڈے پڑے رہے تھے، اول تو بحیثیت مسلمان دہشت گردی کے واقعات ہونا ہی نہیں چاہیے، مگر ہمارے معاشرے میں انسانوں کے روپ میں موجود کچھ بھٹکے ہوئے دہشت گرد عناصر پر شیطانیت غالب ہو ہی جاتی ہے تو... کسی کا نہیں تو کم از کم دہشت گرد عناصر کو کسی کو اپنی کارروائیوں کا نشانہ بنانے سے پہلے اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ اِن کی اِس درندگی سے جہاں کوئی معصوم اِنسان دائرے زندگی سے نکل کر قبر کی آغوش میں جاسکتا ہے تو وہیں اِس کے چاہنے والوں کے ردِعمل کے طور پر کئے جانے والے احتجاجوں سے میرے ملک اور شہر کا نظام زندگی بھی متاثر ہو جاتا ہے اور روزانہ اُجرت پر کام کرنے والے لاکھوں افراد کے گھروں کے چولھے ٹھنڈے پر جاتے ہیں، اور اِن کے بچے بھوکے، پیاسے سو جاتے ہیں۔

اَب ایسے میں اِن المناک سانحات کے بعد یہ حقیقت یقینا سامنے آچکی ہے کہ دہشت گرد عناصر یہ نہیں چاہتے کہ انتخابات کا انعقاد پُرامن طور پر ممکن ہوسکے، یہ منصوبہ بندی کے تحت انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں مگر

دوسری طرف یہ امر بھی انتہائی حوصلہ افزاء ہے کہ جیسے جیسے اِنتخابات کی تاریخ گیارہ مئی قریب سے قریب تر آتی جارہی ہے، تو ویسے ویسے دوسری جانب انتخابی سرگرمیاں بھی تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہی اور اِسی کے ساتھ جمہوریت کو اپنی سیاست کی بنیاد اور کُل کائنات سمجھنے والے نئے پرانے سیاسی پنچھیوں کی پروازیں بھی جہاں بلند ہوتی جارہی ہیں تو کسی کی جانب سے اپنے مدمقابل کو مناظرے اور ٹاکرے کی کھلم کھلا دعوتیں بھی دی جارہی ہیں جہاں یہ سب کچھ کیا جارہا ہے تو وہیں کچھ سیاسی مینڈکوں کی پھدکنے کی صلاحیتوں میں بھی نمایاں اضافہ محسوس کیا جانے لگا ہے۔ جبکہ دوسری طرف مُلک کی دو، تین بڑی سیاسی جماعتوں (یعنی ماضی کی حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی سمیت) متحدہ قومی موومنٹ اور عوامی نیشنل پارٹی کے عہدے داروں ، کارکنوں اور اُمیدواروں کو ٹارگٹ کرکے قتل کرنے اور اِن کے اِنتخابی دفاتر کو نشانہ بنانے کے سلسلے میں بھی تیزی آتی جارہی ہے، یوں اِن مندرجہ بالا دونوں کیفیات سے مُلک میں انتخابی فہم جاری ہے جس سے متعلق خیال یہ کیا جارہا ہے کہ یہ انتخابی فہم نو مئی کی شب بارہ بجتے ہی بخیروعافیت سے اختتام پذیر ہوجائے گی ، ایسے میں راقم الحرف کی دعا یہ ہے کہ اللہ کرے۔۔۔! کہ میرے مُلک میں گیارہ مئی 2013 کو ہونے والے انتخابی عمل سے بغیر کسی خون خرابے اور پُرتشدت واقعات کے وہ تبدیلی ضرور آجائے ،آج جس کی اُمید لئے میرے ملک کا ہر فرد اپنا ووٹ کاسٹ کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔

اِن حالات میں مُلک بھر میں جمہوریت کے پجاری اپنے اپنے لحاظ سے اِس کی پوجاپاٹ میں مصروف ہیں تو وہیں دہشت گرد عناصر بھی اپنے عزائم کا شیطانی عمل جاری رکھے ہوئے ہیں جبکہ انتخابات کے انعقاد کو صرف 14/15 دن ہی رہ گئے ہیں، ایسے میں پی پی پی ، ایم کیوایم اور اے این پی سے وابستہ اشخاص پر ٹارگٹڈ حملوں کا مقصدیقینا یہ ظاہر کرتاہے کہ دہشت گرد عناصر کسی غیر کے اشارے پر ایساکچھ کر رہے ہیں، تاکہ یہ جماعتیں انتخابی عمل سے دور رہیں،اور یہ بند کمرے میں قید ہو کر دیوار سے لگ کر رہ جائیں، اوراِس طرح اِنہیں شکست کا سامنہ کرناپڑے جائے، یوں اِن دہشت گردوں کے نزدیک آئندہ اُن جماعتوں کی حکومت تشکیل پاجائے، جو کئی حوالوں سے اِن کی حامی اور جانبدار ہیں، اور ایسالگتاہے کہ جیسے اِن دونوں نے اِس حوالے سے کوئی خفیہ معاہدہ کر رکھاہے ، اوراِس معاہدے اور عہد وپیماں کی پاداش میں یہ جماعتیں اِن دہشت گرد عناصر کے ہر فعلِ شنیع کو نظرانداز کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی اِسی بنیاد پر یہ ایساہی کرتی رہیں گیں۔

اگرچہ آج یہ بات کسی سے بھی شاید ڈھکی چھپی نہ ہو کہ آج جو جماعتیں مُلک بھر میں اپنی آزادانہ انتخابی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں ، اور پورے مُلک میں روزانہ کی بنیادپر ، بلاخوف وخطر تین سے چار اپنے بڑے بڑے اِنتخابی جلسے

جلوس اور کارنر میٹنگز کے انعقاد سمیت ریلیوں کا اہتمام بھی کر رہی ہیں اور اپنی اِن سرگرمیوں پر اپنے ہم خیال ووٹرز سے دادِ تحسین بھی حاصل کر رہی ہیں اِس پر ایک عام تاثر یہ ہے کہ اِن کی اِن انتخابی سرگرمیوں کے پس پردہ کہیں نہ کہیں سے اُن عناصر کی پشت پناہی ضرور حاصل ہے جو پی پی پی ، ایم کیو ایم اور اے این پی جیسی بڑی سیاسی جماعتوں کو اِن کی انتخابی مہم پر حملے کرنے اور دیگر خطرناک نتائج کی دھمکیاں دے چکے ہیں۔ ایسے میں قومی اداروں پر قومی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دہشت گردی سے متاثرہ تینوں بڑی جماعتوں کے تحفظات کو فوری طور پر دور کریں تاکہ اقدامات کے مطابق انتخابات منعقد ہو سکیں اور مُلک کی ہر جماعت بغیر کسی ڈر و خوف کے پُرامن طریقے سے اِن انتخابات میں حصہ لے سکے۔اِس کے لئے لازمی ہے کہ الیکشن کمیشن اور سیکورٹی فراہم کرنے والے ادارے متحرک ہو جائیں۔

اِن حالات میں، لگتا تو نہیں ہے....!! کیا واقعی الیکشن ہوں گے..؟

جہاں گزشتہ ہفتے مُلک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں شدت پسندوں کی جانب سے ایم کیو ایم، اے این پی اور پی پی پی کے انتخابی دفاتر پر مسلسل ہونے والے دہشت گردی کے واقعات نے سارے مُلک کو خوفزدہ کردیا تھا تو وہیں اتوار کے روز اِس دہشت گردی کا دائرہ خیبر پختونخواہ تک پھیل گیا اور ان واقعات میں کئی معصوم انسانی جانیں القمہ جل بنیں اور کئی زخمی ہو کر مفلوج ہوگئے، جن کا بعد میں شاید کوئی بھی پرسانِ حال نہ ہو، اَب اِن حالات میں کون ہوگا جو گیارہ مئی کو ووٹ ڈالنے نکلے گا...؟ اور مُلک میں کسی مثبت تبدیلی کے آنے کا خواب دیکھ پائے گا...؟

اگرچہ آج میں بھی آپ ہی کی طرح الیکشن کے التواء یا ملتوی کئے جانے کا حامی تو نہیں ہوں...! مگر جب ایک مخصوص گروپ کی جانب سے اپنی شریعت اور اپنے قوانین کے نفاذ کے خاطر ضد میں علی الاعلان دہشت گردی کی جارہی ہو اور جوں جوں انتخابات کی تاریخ قریب آتی جارہی ہے اِس میں کمی آنے کے بجائے مُلک میں دہشت گردی بڑھتی ہی جائے، اور حکومتی رٹ کو چیلنج کردیا جائے، اور مُلک کی تین بڑی جماعتوں پی پی پی، ایم کیو ایم اور اے این پی کے اُمیدواروں،

کارکنوں اور اِن جماعتوں کے انتخابی دفاتر اور جلسے، جلوسوں اور ریلیوں پر منصوبہ بندی کے تحت حملے کئے جائیں تو پھر یقیناً اُن اداروں جو عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے ذمہ دار ہیں اِنہیں یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اِن حالات میں گیارہ مئی کو ووٹرز کیسے ووٹ کاسٹ کرنے نکلیں گے...؟ جب ایسے میں الیکشن کمیشن اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی حکمتِ عملی خواب میں بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی ہو، اور اَب جبکہ دہشت گردی سارے مُلک میں پھیل چکی ہے تو پھر تو اِس صورتحال میں یقیناً ایسا نہیں لگتا ہے کہ انتخابات کا انعقاد اُس طرح کیسے ممکن ہوسکے گا...؟ جس طرح اِن کے پُرامن انعقاد کا

تصور کیا جارہا ہے، ابھی بھی وقت ہے ہمارے قومی اداروں کے پاس دس، گیارہ روز ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ گیارہ مئی کے انتخابات پُرامن طریقے سے ہوجائیں تو اِن کو جنگی بنیادوں پر ایسا کچھ ضرور کرنا چاہئے کہ آج مُلک کے تینوں صوبوں سندھ، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان ہیں ایک یا کئی مخصوص گروپوں کی جانب سے دہشت گردی کا جو بازار گرم کیا گیا ہے، اور اِنہوں نے حکومتی رٹ کو علی الاعلان چیلنج کرتے ہوئے کوہاٹ، پشاور اور کراچی میں دھماکوں کی ذمہ دار قبول کرلی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہم پاکستان مسلم لیگ (ن) جمیعت علمائے اسلام (ف) جماعت اسلامی اور تحریک اِنصاف پاکستان کو نشانہ نہیں بنائیں گے جبکہ سابق حکمران جماعت سمیت اِس کی دو اتحادی جماعتوں کو نشانہ بنانے کی اِن کی شوریٰ منظوری دے چکی ہے، لہٰذا اِس گروپ کے ذمہ دار کی جانب سے اِس بیان کے آنے کے

بعد ضرورت اِس امر کی ہے کہ جیسے الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بعض سیاسی جماعتوں کے رہنماوٴں کی جانب سے کیں گئیں تقاریر میں دوسری جماعتوں کے رہنماوٴں کے ذاتی قول وفعل کی کردار کشی کا سختی سے نوٹس لے لیا ہے یکدم اِسی طرح الیکشن کمیشن اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ذمہ داران کوملک میں کھلم کھلادہشت گردی کرنے والے ٹولوں اور عناصر کو قابو کرنے اوراِنہیں نکیل ڈالنےکے لئے یہ چاہئے کہ اِن کے تحفظات دور کریں اور افہام و تفہیم کی راہ نکال کراِنہیں مذاکرات کی دعوت دیں اور اِن کے کسی وجہ سے پیدا ہونے والے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایسے اقدامات کریں کہ دہشت گردی کے واقعات نہ ہوں،اور مُلک میں گیارہ مئی کو انتخابات کا انعقادپُرامن طورپر ہوسکے اوراِس طرح وہ تبدیلی آجائے جس کے لئے اچھے اور بُرے سب ہی منتظر ہیں۔

مگرذراٹھیرئیے..! میں مزید کچھ کہنے سے قبل یہاں اپنے قارئین کو یہ بتاتاچلوں کہ میرا تعلق نہ تو سابق حکمران جماعت پی پی پی سے ہے اور نہ ہی اِس کی اُن دو، تین بڑی اتحادی جماعتوں (ایم کیو ایم، اے این پی ، پی ایم ایل (ق) اور نہ دیگر) سے ہے جو آج دہشت گردی کے نشانے پر ہیں اور نہ ہی میرا تعلق آج اِن جماعتوں سے ہے جنہیں مخصوص گروپ نے نشانہ نہ بنانے کی چھوٹ دینے کا وعدہ کرر کھاہے۔ہاں میں تو بس ایک عام ساپاکستانی ہوں اوراکثراِس ناطے میں اپنے کالموں میں اپنے خیالات کا اظہار کرتارہتاہوں ، مندرجہ بالایا

ذیل کی سطور میں میری کسی بات سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں کسی کا جانبدار ہوں تو براہ کرم اپنی تصحیح کرلے میرا تعلق کسی جماعت یا گروپ سے نہیں ہے یہاں ایک بار پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھنا چاہوں گا کہ میں تو بس ایک پاکستانی ہوں اور اپنے مُلک کی بھلائی اور ہر پاکستانی کی سلامتی کے لئے جو سوچتا ہوں وہ لکھتا ہوں۔

بہر کیف ..! جب میں نے سولہ مارچ کو سعودی عرب سے عمرے کی سعادت حاصل کرنے اور وہاں بیس روز گزارنے کے بعد اپنے وطن عزیز پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو میں نے سوچا کہ میں اپنے قارئین کے لئے سب سے پہلے حرم شریف اور مسجدِ نبوی ﷺ میں گزارے اپنے حسین اور پُر کیف لمحات قلم بند کروں گا جبکہ افسوس کہ میں اَب تک ایسا نہیں کرسکا ہوں اِس کی یہ وجہ ہے کہ میرے مُلک اور شہر میں ہونے والے متواتر بڑھتے ہوئے بم دھماکوں اور ٹارگٹ کلنگ کے واقعات نے مجھے پریشان کردیا اور میں سب کچھ بھول کر اِس تشویش میں مبتلا ہوگیا کہ کیا ہم ابھی تک ظہورِ اسلام سے قبل والے دورِ جہالت میں ہیں..؟ جب کفار گھوڑا آگے بڑھانے، پانی پلانے، حق کو دبانے، ضد کو بڑھانے، سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے لڑنے جھگڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے ڈھونڈا کرتے تھے، معاف کیجئے گا...! افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج ہم اُسوہ حسنہ ﷺ کی پیروی کا ڈھنڈورا تو بہت پیٹ رہے ہیں حتی کہ اَب تو اپنے کرتوتوں کو دیکھ کر ایسا لگنے

لگا ہے کہ جیسے کہ ہم اپنا یہ ڈھنڈورا پیٹ ، پیٹ کر تھک گئے ہیں، تب ہی تو بھٹک بھی گئے ہیں، اور یہی وہ المیہ ہے کہ ہم چودہ سو سال بعد بھی ظہورِ اسلام سے پہلے والی حالتِ جہالت کا وہی نمونہ پیش کر رہے ہیں، جب اُس وقت کے اِنسان آپس میں بلاوجہ لڑنے اور ایک دوسرے کا خون بہانے کا بہانہ تلاش کیا کرتے تھے ، ایسے ہی اور اِس سے بھی بدترین کیفیت سے آج بھی ہم دوچار ہیں ، جبکہ آج ہمیں تو اُسوہ حسنہ ﷺ اور قرآن وسُنت پر عمل کرنے والا ایسا مسلمان ہونا چاہئے تھا کہ ساری دنیا کے لئے ہم نمونہ ہوتے اور چار سو ہمارے قول وفعل کی اچھی مثالیں دی جاتیں، مگر افسوس کہ ہم اپنے دین اسلام کی تعلیمات، قرآن وسُنت کے احکامات کی اُس طرح پیروی نہ کر کے جیسی ہمیں کرنی چاہئے تھی، موجودہ حالات میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے آج ہم نے دینِ اِسلام کی تعلیمات کو ایک طرف رکھ کر اِن سے اپنی مرضی سے مفاہم اخذ کر لیئے ہیں اور یوں ہر شخص خود کو اسلام اور قرآن وسُنت کا سب سے بڑا علمدار تصور کر کے اپنی مرضی کے گروپ تشکیل دے کر اپنی مرضی اور منشا کی سُنت بزورِ طاقت اور ڈنڈا دوسروں پر لاگو کرنا چاہتا ہے، میں چوں کہ پچھلی سطور میں کہہ چکا ہوں کہ لگتا ہے کہ جیسے ہم اصل اسلامی تعلیمات سے ہٹ کر اپنی مرضی سے وضع کئے گئے اُصولوں اور ضابطوں کے مطابق خود بھی چلنا چاہ رہے ہیں اور دوسروں کو بھی چاہ رہے ہیں کہ وہ بھی ہماری مرضی اور قوانین کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں ،اَب جبکہ ہر شخص خود کو اِس طرح کا مسلمان ہونے کا لبادہ اُوڑھ کر اور اپنی مرضی کی

۔تعلیمات کو لے کر پیش ہوگا تو پھر شاید یہی کچھ ہوتا رہے گا جو آج ہو رہا ہے

اَب اِس گرداب اور حالتِ جہالت سے نکلنے اور دینِ اسلام کی اصل تعلیمات پر چلنے کے لئے لازمی ہے کہ ہمیں خندہ پیشانی اور صبر وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے کیوں کہ ہمارے دینِ اسلام کی اصل روح ہی صبر وبرداشت اور عفوودر گزر رہے، اورجب ہم اِس سے روگردانی کریں گے توپھر یہ یاد رہے کہ ہم دینِ اسلام کی تعلیمات کو پروان چڑھانے کے بجائے ، صبر وبرداشت اور عفوودر گزرکا دامن چھوڑ کر لامحالہ اپنی مرضی اور منشا کی شریعت اور قوانین کا اطلاق چاہ رہے ہیں، جو کہ ہمارے جیسے معاشرے اور مُلک کے لئے یقیناً بگاڑ کا سبب ہے، یہ بات ہمارے اُن ڈنڈابردار اسلامی اور مسلمان بھائیوں کو سوچنا چاہئے جو بم دھماکوں، دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کرکے یہ عزم کئے ہوئے ہیں کہ یہ اِس طرح دینِ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور ربِ کائنات کی عظیم تخلیق اِنسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کو بموں سے اُڑا کر اپنا ٹھکانہ جنت میں ڈھونڈ رہے ہیں، جب کہ ایسے لوگ، اور گروپ صریح غلطی پر ہیں کیونکہ اِن کے اِس عمل سے نہ تو دینِ اسلام کی کوئی تبلیغ ہورہی ہے اور نہ ہی معصوم مسلمانوں کو دہشت گردی اوربم حملوں کا نشانہ بنا کر اِنہیں جنت ملے گی۔

اِن حالات میں کہ جب مُلک میں ایک ناراض گروپ کی جانب سے اپنا آپ منوانے کے

لئے دہشت گردی بڑھتی ہی جارہی ہے تو ایسے میں قانون نافذ کرنے اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے والے بڑے ذمہ دار اداروں پر یہ لازم آتا ہے کہ یہ اپنے اُن ناراض بھائیوں کو جو کسی وجہ سے بھٹک گئے ہیں اِنہیں منانے کے لئے لچک کا مظاہرہ کریں اور اِن کے قریب جاکراِن کی بات سُنیں اوراِنہیں سمجھانے کے لئے مذاکرات کی دعوت دیں اوراِنہیں قائل کریں کہ یہ ایسانہ کریں جس سے مُلک کے معصوم شہری القمہ اجل بن رہے ہیں، انتخابات کے انعقاد کوپُرامن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اُس گروپ کی بھی ضرور سُنی جائے جو خود سے یا کسی کے بہکاوے کی وجہ سے اُس راہ پر چل پڑا ہے جہاں پہنچ کراِنسانیت بھی کانوں کو ہاتھ لگاتی ہے۔

!...اللہ کرے 11 مئی کے انتخابات کا انعقاد پُرامن طور پر ہو جائے

اَب جبکہ انتخابات کو چند ہی روز رہ گئے ہیں ایسے میں بم دھماکوں اور دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات نے مُلک میں تبدیلی کا خواب دیکھنے والوں کو مایوس کر دیا ہے جبکہ اِس امر کے قطع نظر آج میں بھی آپ ہی کی طرح کا ایک ادنی پاکستانی ہونے کے ناطے اپنے مُلک کے ہر فرد سے ایسی ہی محبت رکھتا ہوں، جیسے آپ رکھتے ہیں، اور مجھے بھی آپ ہی کی طرح اپنے سبز ہلالی پرچم اور اپنی سرزمین پاک کے ہر ہر گوشے سے محبت اور اُلفت ہے،اور ذرا ٹھیریئے یہ بھی سُنتے جایئے...! کہ میں بھی گیارہ مئی کے انتخابات سے مُلک میں مثبت تبدیلی کا خواہ ہوں، اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ مُلک کو لٹیروں، وڈیروں، جاگیرداروں اور بہت سے ایسے لوگوں سے جو مُلک کو اپنے مفادات کے حصول کا زینہ بنا کر 65 سالوں سے اِس کا بیڑا غرق کر رہے ہیں اِن سے نجات دلائی جائے اور اِس کے ساتھ ساتھ میں بھی آپ ہی کی طرح یہ چاہتا ہوں کہ یہ تبدیلی جلد میرے مُلک میں آجائے، تو پھر اِس کے لئے کیوں نہ ہم اپنے فروعی اور کئی دوسرے اختلافات کو گیارہ مئی تک بالائے طاق رکھ دیں اور گیارہ مئی کے انتخابات کا انعقاد پُرامن بنائیں اور اِس موقع کو ربِ کائنات کی طرف سے اپنے لئے ایک عظیم تحفہ جان کر اِس سے مستفید ہوں اور اپنے وہ تمام مقاصد

حاصل کرلیں جن کے حصول کے خاطر ہم کئی برسوں سے بیقرار ہیں سو ایسے میں ہمیں اِس موقع کو کسی بھی طور پر ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے، اور اِس موقع کو اپنی بقاو سا لمیت کا ضامن جان کر اِس میں اپنی تقدیر بدلنے کا فیصلہ کرلینا چاہئے، اور اِس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہم اگر اِس دن بھی لڑتے جھگڑتے اور دہشت گردی کو ہی ہوا دیتے رہے تو پھر ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم یہ سُنہیرا موقع گنوا کر اپنی تباہی اور بربادی کے خود ہی ذمہ دار ہوں گے۔

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ مُلک میں تبدیلی لانے والے انتخابات کے انعقاد کو صرف چار یا پانچ روز ہی رہ گئے ہیں تو وہیں ہمارے ماضی کے آمر اور سول حکمرانوں کی کسی بات پر ناراض ہمارے بعض بھائیوں کی جانب سے ہمارے تین صوبوں سندھ، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کے شہروں میں (سابق حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور اِس کی دو اہم اتحادی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور عوامی نیشنل پارٹی کے انتخاباتی دفاتر پر ٹارگٹیڈ حملوں سے) کی جانے والی دہشت گردی کے واقعات کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں نے ووٹرز کو عدم تحفظ کے خُوف میں مبتلا کر دیا ہے، اور اِنہیں اِس مخمصے میں ڈال کر یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کہیں مُلک کے تین صوبوں میں دہشت گردی کے واقعات کو ہوا دے کر عالمی قوتوں کی پاکستان میں عام انتخابات ملتوی کرانے کی کوئی سازش تو نہیں ہے۔اِس صُورت حال میں ایک عام پاکستانی کے نزدیک یہ ضروری

ہوگیاہے کہ ہمارے ناراض اور ذرا ضدی بھائی اور ہمارے حکمران اِس سازش کو بے نقاب کریں اور اصل حقائق قوم کے سامنے عیاں کریں اور اپنے ہر معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کریں۔

جبکہ اِسی اندرونی اور بیرونی صُورتِ حال اور سازشوں کے تناظر ہی میں گزشتہ دِنوں ہمارے نگران وزیرِ اعظم میر ہزار خان کھوسو نے قوم سے اپنے پہلے خطاب میں اِس بات کا دوٹوک انداز میں یہ اعلان کر دیاہے کہ ہماری اولین ترجیح یہ ہے کہ ہم گیارہ مئی کو پُرامن، آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور غیر جانبدارانہ انتخابات کے انعقاد کو ہر صُورت میں یقینی بنائیں،اور انتخابات کے بعد نو منتخب نمائندوں کو بغیر کسی حیل حجت کے اقتدار منتقل کردیں، جبکہ اِن سے قبل یومِ شہداء کی تقریب سے خطاب کے دوران چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی بھی ایسے ہی عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہہ چکے ہیں کہ انتخابات گیارہ مئی کو ہی ہوں گے، جمہوریت اور آمریت کا کھیل جزاوسزا سے ختم نہیں ہوسکتاہے، پاک فوج اپنی آئینی حدود میں رہتے ہوئے انتخابات کے صاف، شفاف اور پُرامن انعقاد میں بھرپور معاونت کرے گی، جمہوریت کی اصل اساس عوام کی تحفظ اور اُن کی فلاح وبہبود ہے" یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نگران وزیرِ اعظم اور آرمی چیف کے خطابات کے بعد عوام کے ذہنوں میں چھپا بیٹھا یہ خناس ضرور ختم ہوگیا کہ عالمی طاقتیں ہمارے بعض اندرونی ناراض بھائیوں کو اپنے ساتھ

ملا کرانہیں استعمال کر رہی ہیں اور 2014 تک گیارہ مئی کے انتخابات کو ملتوی کرانے کی سازشیں کر رہی ہیں اور اگر بالفرض ایسا ہے بھی تو نگران وزیر اعظم اور آرمی چیف کے عزم و ہمت کے سامنے اُن عناصر کی حکمتِ عملی ریت کا ڈھیر ثابت ہوں گیں اور ہم انشاء اللہ گیارہ مئی کو اپنے مُلک میں انتخابات کے انعقاد کو پُرامن بنا کر دنیا کو یہ بتا دیں گے کہ ہم ایک متحد اور منظم قوم ہیں اور اپنے مُلک اور قوم کے خلاف کی جانے والی اپنے پرائے سب کی سازشوں کو خاک میں ملانے کا عزم رکھتے ہیں اِس بات سے شائد کسی کو بھی انکار نہ ہو کہ اِس وقت میرے مُلک کے تین صوبوں میں انتخابی گھما گھی کو گہن لگا ہوا ہے، اور اِن صوبوں میں موت اور خُوف کے سائے پھیلے ہوئے ہیں، اِن صوبوں سے تعلق رکھنے والے محب وطن پاکستانی ڈرے سہمے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی یہ میرے اِن ہم وطنو کا حوصلہ ہے کہ یہ مُلک میں گیارہ مئی کو اپنے ووٹ سے مثبت تبدیلی لانے کے خواہشمند ہیں، اَب ایسے میں میری اپنے اُن ناراض بھائیوں سے التجا ہے ہے جو اپنی ناراضگی کا اظہار بم دھماکوں اور اپنے معصوم بھائیوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر کر رہے ہیں وہ بھی ابھی اپنی ناراضگی اور ضد کو ایک طرف رکھیں، قوم و مُلک میں مثبت تبدیلی لانے اور مُلک میں عدل و انصاف اور خوشحالی اور ترقی اور بالخصوص اسلامی نظام کو لانے کے لئے گیارہ مئی کو ووٹرز کو بلاخوف وخطر پولنگ اسٹیشنز تک آنے دیں اور خود بھی اپنے اختلافات کو بھول کر قومی دھارے میں شامل ہو جائیں اور اپنے قول و فعل سے ایسا ثابت

کردیں کہ آپ بھی دوسروں کی طرح سرزمین پاکستان کے حامی ہیں اور آپ بھی اِس سرزمین پاکستان سے ایسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسے دوسرے رکھتے ہیں مگر خدا کے واسطے خود کو قومی دھارے میں ضرور شامل کریں، ایسا نہ کریں کہ آپ مُلک کی تین جماعتوں کے لئے توڈنڈا استعمال کریں اور تین کو اپنے سینے سے لگائیں تو آپ کے اِس عمل سے بعد میں حالات ٹھیک نہیں بلکہ اور خراب ہوں گے اور آپ کی حیثیت اور وقار بھی مجروح ہوگا جو کہ شائد آپ بھی یہ خود نہیں چاہیں گے۔ ذرا سوچ لیں ....!! (ختم شُد

کچھ نہیں یا سب کچھ..!

آج انتخابات سے چہروں اور نظام کی تبدیلی کی خواہ قوم کو کیا ملے گا..؟
آج بھلے سے کوئی میرے اِس کالم کو لفاظی کہیے یا اِسے کوئی اور نام دے کر مجھے بھی کیسے پکارے..؟مگر حقیقت یہی ہے کہ جو میں اگلی سطور میں کہنے جارہاہوں وہ یہ اَب دیکھنا یہ ہوگا کہ گیارہ مئی کے مجموعی طورپرپُرامن انعقاد ہونے والے عام اِنتخابات کیا چہرے بدل کر اقتدار کی مسند پر اپنے قدم رنجافرمانے والے نئے پرانے سیاسی کھلاڑی، مداری اور بہروپیے 19 کروڑ پاکستانیوں کی قسمت بدل دیں گے...؟جس کے بدلنے کا یہ سب کے سب اپنے انتخابی جلسوں، جلوسوں ،کارنر میٹنگوں ، ریلیوں اور میڈیا کے بیانات میں تذکرہ کیا کرتے تھے یا سب کچھ جہاں ہے جیسا ہے کی بنیاد پر چلتا رہے گا..؟اور میرے مُلک کے سیاستدانوں کے جذباتی نعروں میں بہہ جانے والے بدعقل عوام پانچ سالوں کے لئے پھر مسائل کی چکی میں پستے رہیں گے..؟یہ وہ سوال ہے جو آج مجھ جیسے سیکڑوں محب وطن ہم وطنوکے دماغ کے کسی نہ کسی خانے میں چھپا بیٹھاہے اور دل کو اِسی طرح کے بے شمار مخمصوں کی آماجگاہ بنارہاہے..
اگرچہ گیارہ مئی کے عام انتخابات کے بعد ایک عام اور خام خیال یہ بھی ہوگا کہ یہ تو

ٹھیک ہے کہ اِنتخابات اچھے یا بُرے، صاف و شفاف یا دھاندلی سے لبریز جیسے تیسے ہو ہی گئے ہیں.. اور اِس کے بعد کچھ عرصے میں یقینا کوئی نہ کوئی حکومت بھی تشکیل پائے گی، اَب یہ اور بات ہے کہ وہ کثیر الجماعتی اتحادیوں پر مشتمل ہو یا پہلے کی طرح پھر کسی ٹریکا کوئی تین نئی جماعتوں)کا اتحاد پانچ سال تک وجود میں آئے اور وہ مُلک کو اپنے حساب) سے چلائے،اور مُلک کے غریب عوام کو لٹو کی طرح اپنی انگلیوں کی اشاروں پر نچائے اور پھر مفاہمت اور افہام و تفہیم کی پالیسیوں کو اپنے سینوں سے لگا کر اپنی مدت پوری کرجائے۔

بہرحال.. !کچھ بھی ہو مگر قوم کو اِس بات کا گمان رہنا چاہئے کہ اِن انتخابات میں سوائے چہروں کے بدلنے کے اور کچھ نہیں بدلنے والا ہے.. یہ میں اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ اِس بار بھی ہم نے اُمیدواروں کی شخصیات، کردار اور صلاحیت کے بجائے،اِن کی یا اِن کی جماعتوں کی جانب سے لگائے گئے، جذباتی نعروں کی وجہ سے اپنی جذباتیات کو ملحوظ خاطر رکھ کر انہیں کامیاب کرانے کا عزم عظیم کر رکھا تھا یعنی پہلے کی طرح اِس مرتبہ بھی ہم نے اپنی تقدیر کا فیصلہ سیاسی کھلاڑیوں، مداریوں اور بہروپیوں کے جذباتی نعروں کی وجہ سے اِنہیں اپنا ووٹ دے کر ایوانوں کی دہلیز کے دروازے اِن کے لئے کھولنے کا سامان کیا، جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں نہیں کرنا چاہئے تھا،اَب اگر ایسا ہو ہی گیا ہے تو پھر ہمیں پانچ سال تک اُن ہی لوڈشیڈنگ، مہنگائی، بھوک و افلاس، بیروزگاری، تنگ دستی، اقرباء پروری، لوٹ مار، قتل و غارت گری، اپنی اندرونی و بیرونی دہشت گردی، خودکش

بم دھماکوں سمیت ڈرون حملوں اور بہت سے ایسے انگنت مسائل کی دلدل میں ہی غرق رہنا ہوگا ہم جن سے خلاصی کی گیارہ مئی سے قبل اُمید لگائے بیٹھے تھے۔

اگرچہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ میری طرح اوروں کا بھی گیارہ مئی سے قبل یہ خیال رہا ہو کہ قوم اِس بار جذباتی نعروں اور کسی کی مظلومیت کے ہاتھوں بلیک میل ہونے کے بجائے، اپنی کھلی آنکھوں اور اپنے وسیع دماغ کا استعمال کرتے ہوئے حقائق کو مدِ نظر رکھ کر ضرور کوئی ایسا فیصلہ کرلے گی جس سے مُلک کو ایسی نئی قیادت ملے گی جو مُلک اور قوم کے ساتھ مخلص ہوگی اور اِس کی اور مُلک کی تقدیر اِن کے حسین خوابوں میں تبدیل کردے گی مگر افسوس ہے کہ قوم ایسا نہیں ہو سکی، یوں اکثر گیارہ مئی سے پہلے یہ بھی سوچا کرتا تھا کہ آج پاکستانی قوم کو اپنے طرح طرح کے تجربات اور مسائل کی بھٹی میں جھونک کر اِسے کُندن بنانے والے سیاستدانوں کو یہ بات اچھی طرح اپنے ذہنوں میں رکھ لینی چاہئے کہ یہ قوم باشعور ہو چکی ہے، اور آج یہ اِس قابل ہے کہ یہ اپنے اچھے بُرے اور اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کر سکتی ہے، اور قوم یہ بھی جانتی ہے کہ مُلک اور قوم کے حالات صرف چہروں کے بدلنے سے ہر گز نہیں سُدھر سکتے ہیں، اور آج اگر ہمیں واقعی مُلک اور قوم کی ناؤ کو کسی مثبت سمت پر لے جانا ہے تو اِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ چہروں کے ساتھ ساتھ نظام کو بھی تبدیل کر دیا جائے، کیوں کہ قوم نے 65 سالوں میں آمریت اور جمہوریت کا بہت تجربہ کرلیا، اور اِس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اِن سے مُلک اور قوم کو کیا مِلا اور آئندہ بھی اِن کے حصے میں کیا آئے گا...؟

اِس عرصے میں حالات کے نشیب

وفرار سے گزرنے کے بعد بدلو پاکستان کا نعرہ لئے قوم اِس پر متفق دکھائی دیتی ہے جس کے لئے شاعر نے کہا ہے کہ:۔

مغرب کے لوگ دیتے ہیں جمہوریت پہ جان اُن کی نظر میں ووٹ ہے طاقت عوام کی
اسلام میں ہے حاکمِ اعلیٰ خدا کی ذات بنیاد ہے اِسی پہ وفا کے نظام کی

یہاں مجھے اِنتہائی مایوسی کے ساتھ پھر یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ مگر افسوس ہے کہ قوم ایسا نہیں کر سکی ہے، آج اِس نے ایک بار پھر جمہوریت کی چاپلوسی کی ڈوری کو چوم کر اپنی تباہی و بربادی کا گڑھا کھود لیا ہے، اور اَب اِس بات کی منتظر ہے کہ سیاستدان کب اِس میں اِسے دھکا دیں گے، مگر اِس کے باوجود بھی یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ میری قوم خوش ہے اور قوم کی اِس ناسمجھی پر بھی کوئی اُمیدوار ناکام ہوگیا تو پھر مجھے اِس بات کا یقین ہے کہ بقول شاعر:۔

میں نجومی تو نہیں پر پیش گوئی ہے مری
سامنے دِیوار پر لکھ دیں یہ الفاظِ جلی
جیتنے والا کہے گا یہ الیکشن تھے فیئر
ہارنے والا یہ گرجے گا ہوئی ہے دھاندلی

اور اگر کسی حلقے کے اُمیدوار کو ووٹر اِسے نظر انداز کر گئے اور اِتفاق سے جناب سابقہ وزیر بھی رہے ہوں تو پھر بقول شاعر:۔

کہہ رہا تھا ہار پر یہ اک وزیرِ ارجمند
یہ کبھی سوچا نہ تھا جینا گراں ہو جائے گا
ایک مدّت سے جو ہم پر مہرباں تھا آسماں
دیکھتے ہی دیکھتے نامہرباں ہو جائے گا

مگر اس بات سے قطع نظر افسوس ہے کہ میری قوم نے گیارہ مئی کو سیاستدانوں کے جذباتی نعروں میں بہہ کر ایک بار پھر وہی غلطی کر کے خود کو زندہ درگور کر لیا جیسی یہ 20082013 کے انتخابات کے بعد سے آج تک ہوتی چلی آ رہی ہے۔یعنی گیارہ مئی کے انتخابات کے بعد بھی میری قوم کی قسمت نہیں بدل سکے گی اور یہ مزید پانچ سالوں تک کہیں کٹتی مرتی تو کہیں زندہ درگور ہوتی رہے گی۔

اے مسٹر سُنیئے ۔۔ سُنیئے انتخابات تو ہوگئے کیا زرداری ابھی صدر رہیں گے تو

کیا زرداری کے ہوتے ہوئے نئے حکمرانوں کا امتحان اور قوم کی آزمائشیں پھر شروع ہوجائیں گئیں۔۔؟

گیارہ مئی 2013 کو پاکستان میں ہونے والے عام انتخابات کے حوالے سے۔برطانوی میڈیاکا یہ کہناہے کہ پاکستان میں عام انتخابات میں انتخابی مہم پر خرچ کی جانے والی رقم سے 35 ہزار اسکول بنائے جاسکتے تھے۔برطانوی میڈیاکا کہناہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق ایک طرف تو پاکستان ہیں اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد کے لحاظ سے یہ دنیاکا دوسرا بڑا ملک بن چکاہے اور انتخابی اشتہارات پر اتنا پیسہ خرچ کیاگیاہے کہ جن سے 35ہزار اسکول بنائے جاسکتے تھے اَب پاکستانی قوم اندازہ لگائے کہ گیارہ مئی 2013کے عام انتخابات میں الیکشن کمیشن نے انتخابی مہم کے لئے قومی اسمبلی کے جو 4671 اُمیدواروں اور اِسی طرح صوبائی اسمبلی کے 10958اُمیدواروں میں سے ہر اُمیدوار کو 15لاکھ روپے خرچ کرنے کی اجازت دی تھی اِس طرح قومی اور صوبائی اسمبلی کے اُمیدوار مجموعی طورپر18ارب روپے خرچ کرنے کے اہل قرارپائے اَب ایسے میں جبکہ انتخابات کا مرحلہ الحمدللہ تکمیل پاچکاہے اور غیر سرکاری اور حتمی نتائج بھی سامنے آچکے ہیں اتنی بڑی رقم خرچ ہونے کے بعد بھی اگر کسی کو انتخابات کی شفافیت اور

الیکشن کمیشن کی غیر جانبداری پر شک ہو تو پھر ایسے لوگوں کو قوم کیا کہے گی یہ اختیار میں اپنے پڑھنے والوں پر چھوڑتا ہوں۔

اِس صُورت حال میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب بھلے سے کوئی انتخابی نتائج کو اپنی نگاہ سے مشکوک بنانے کے لئے وائٹ پیپر جاری کرے یا کوئی گیارہ مئی کو ملکی تاریخ میں منعقد ہونے والے انتخابات پر دھاندلی کا ڈھنڈورا اور اپنا سر پیٹتا پھرے، وہ کم از کم اِس حقیقت سے تو انکار کر ہی نہیں سکتا ہے کہ امریکا، برطانیہ، بھارت اور بانکی مون سمیت ہمارے کئی عرب دوست ممالک کے رہنما جو گیارہ مئی سے بھی پہلے ہی سے ہمارے اِن انتخابات کی شفافیت اور اِس سے اخذ ہونے والے نتائج پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے اور آج اُنھوں نے اِن انتخابات میں واضح اکثریت لے جانے والی جماعت پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کو آئندہ حکومت بنانے اور اِنہیں اگلے پانچ سالوں کے لئے تیسری بار وزارت عظمٰی کے لئے نامزد کئے جانے پر مبارک بادیاں دے دیئں ہیں جو اِس جانب واضح اشارہ ہے کہ عالمی سطح پر گیارہ مئی کے انتخابات کو سراہا گیا ہے اور اِن انتخابات سے جو نتائج سامنے آئے ہیں اِنہیں بھی پاکستان ایک مستحکم اور پائیدار حکومت کی تشکیل کے لئے خوش آئندہ قرار دیا جارہا ہے یوں میرے نزدیک جب عالمی سطح پر گیارہ مئی 2013 کے عام انتخابات کو صاف وشفاف قرار دے دیا گیا ہے اور اِس کے نتائج کو بھی درست سمجھا جارہا ہے تو پھر کوئی بات نہیں ہے..؟ کہ بھلے سے کچھ حلقوں سے ہارنے والے انتخابات کو مشکوک بنانے کے لئے اپنے اپنے اعتراضات پیش کریں تو کرتے رہیں کیوں

کہ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ صرف ہمارے ہی یہاں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بھی ہارنے والے ایسا ہی کیا کرتے ہیں جیسا آج ہارنے والے ہمارے یہاں کر رہے ہیں۔

بہر حال..! آج جس بات نے مجھے اپنا یہ کالم لکھنے پر متحرک کیا وہ بات یہ تھی کہ جس روز گیارہ مئی کو انتخابات ہو رہے تھے اُس روز میں کراچی کے ایک علاقے اورنگی ٹاؤن کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا تو اِس وقت کئی بزرگوں کا ایک ٹولہ (جو غالباً ووٹ کاسٹ کرکے جارہا تھا) میرے قریب آیا اور مجھے رکنے کا اشارہ کیا پہلے تو میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ کون لوگ ہیں مگر اگلے ہی لمحے میری پریشانی کو بھانپتے ہوئے ایک دانا بزرگ نے لب کُشائی کی اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے "گھبرائیے نہیں ہم وہ نہیں ہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں... مگر ہمیں یقین ہے کہ آپ وہ ہیں جو ہم آپ کو سمجھ رہے ہیں یعنی کیا آپ میڈیا پرسن ہیں..؟ میں نے جواب دیا "جی فرمایئے "تو اُنہوں نے سوالیہ انداز سے مجھ سے پوچھا کہ "اے مسٹر سُنیئے..! کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ زرداری ابھی صدرِ مملکت رہیں گے..؟ اگر یہ صدر رہیں گے تو... پھر....؟ اِس سے پہلے کہ یہ مزید کچھ کہتے میں اِن کے تذبذب سے اِن کی ہر بات اور اِن کے ذہن میں پیدا ہونے والے آئندہ کے خدشات کو سمجھ گیا اور میں نے مختصراً جواب دیا کہ "جی ہاں زرداری ابھی صدرِ مملکت رہیں گے" اور میرے خاموش ہوتے ہی اِن میں سے ایک دوسرے بزرگ نے اپنا جملہ مکمل کیا... "تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ کیا نئے حکمرانوں کا کڑا امتحان اور قوم کی آزمائشیں پھر شروع ہونے کو ہیں...؟ مگر اِس سے پہلے کہ میں اِس کی صفائی میں مزید کچھ کہتا اور اِن کے خدشات کو

دور کرتا۔۔۔بزرگوں کا یہ ٹولہ اپنے پیر پٹختے ہوئے آگے بڑھ گیا اور میں یہ سوچتا ہوا کہ صدر زرداری نے پانچ سالوں ہیں اپنی مفاد پرستانہ پالیسیوں اور معنی خیز اپنے مفاہمتی عمل سے اپنا سیاسی قد تو بڑھائے رکھا مگر اتنے عرصے میں اُنھوں نے عوامی مسائل حل کرنے کی جانب کوئی توجہ نہ دے کر قوم کو اتنا مایوس کر دیا ہے کہ آج قوم اِن کا نام اور اِن کے وجود کو بھی برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہے" اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔

آج جب کہ گیارہ مئی 2013 کے مُلک میں ہونے والے عام انتخابات کے غیر سرکاری اور غیر حتمی نتائج آگئے ہیں اور یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ وفاق اور صوبوں میں کس کس کی حکومت بننے جارہی ہے یہ عمل اگلے دو چار روز میں سرکاری نتائج کے آتے ہی تکمیل کو پہنچ جائے گا اور قوم کو لگ پتہ جائے گا کہ مُلک میں وفاق سمیت کس صوبے میں مخلوط تو کہیں ون پارٹی حکومتیں تشکیل پانے کو ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی قوم کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مُلک اُس مثبت تبدیلی کے ساتھ اُس راہ پر گامزن ہو جائے گا جس کے خاطر ساڑھے اٹھارہ کروڑ عوام نے گیارہ مئی 2013 کو منعقد ہونے والے عام انتخابات میں اپنا حقِ رائے دہی استعمال کیا تھا۔

یہاں یہ امر قابلِ ستائش ہے کہ پاکستانی قوم نے گیارہ مئی کے عام انتخابات کے روز دہشت گردوں کی جانب سے دی جانے والی خطرناک دھمکیوں اور اِن کے آگ و خون کے کھیلے

جانے والے کھیل کی پرواہ کئے بغیر اپنے بہتر مستقبل کے خاطر بڑی تعداد میں گھروں سے نکل کر اپنا حق ادا کیا اور اپنی سمجھ اور نیک جذبوں کے ساتھ ایک ایسی قیادت کو چن لیا ہے جو مُلک کو توانائی بجلی و گیس کے بحرانوں سے نکالنے سمیت مہنگائی، دہشت گردی اور دیگر مسائل کے حل کی جانب بھی توجہ دے گی،اَب اِس حوالے سے نگراں حکومت پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کسی کا آلہ ءکار بنے بغیر اور کسی حیل حجت اور چون وچرا کئے نومنتخب قیادت کو اقتدار منتقل کردے گی اور اِس کے بعد وفاق میں سب سے بڑی پارٹی ہونے کے باعث پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی بھی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ یہ اپنے مینڈیٹ کا خاص خیال رکھے اور اپنے انتخابی جلسوں، جلوسوں، ریلیوں اور میڈیا پر جاری بیانات کے مطابق عوام سے کئے گئے وعدوں اور ایجنڈوں پر فوری عمل کرکے دکھائے اور مُلک کو بجلی اور گیس کی صُورت میں درپیش مسائل کے فوری حل اور بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ جیسے مسئلے کو کم کرنے سمیت ملکی معیشت کو سہرا دینے کے ساتھ ساتھ کے ترجیحی بنیادوں پر ایسے اقدامات کرے کے اُس سے یہ معلوم ہو کہ نومنتخب حکومت نے عوامی شعور اور بالغ نظری کو تقویت بخشنے کا سامان کیا ہے جس کی بنیاد پر عوام نے اِسے پی پی پی سے اقتدار چھین کر تیسری بار مسندِ اقتدار پر بیٹھایا ہے اور اگر یہ بھی اپنے پیش روکے نقشِ قدم پر چلیں گے تو پھر اگلے انتخابات میں اِن کا بھی قوم وہی حشر کرے گی جیسا آج سابقہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا کردیا ہے سو اپنے اِس عبرت ناک انجام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پی ایم ایل ن) کو ایسا کچھ اچھا کرنا ہوگا کہ قوم اگلے انتخابات میں اِسے پھر اقتدار کی سیج پر) بیٹھادے۔

نواز شریف توانائی کا بحران جون میں ہی حل کرلیں ورنہ سیلاب آ جائے گا..؟

اُمید ہے کہ نواز شریف اپنے وعدوں اور دعوؤں کے مطابق مُلک میں اگلا مون سون موسمِ برسات اور سیلابوں کے کسی نئے سلسلے کو آنے سے قبل ہی قوم کو توانائی کے بحران اور لوڈشیڈنگ جیسے مسائل سے نکالنے اور اِن سے حقیقی معنوں میں نجات دلانے سے مایوس نہیں کریں گے...اور وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالتے ہی اپنے وعدوں اور قول کے مطابق بالارنگ و نسل ،زبان ومذہب اور سرحد کے قوم کی خدمت کو اپنا شعائر بنائیں گے،اور اِس کے ساتھ ساتھ ایشیاکے بارھویں اور مُلک کے سب سے بڑے معاشی حب کا درجہ رکھنے والے شہر کراچی کو اپنے پچھلے دواقتداروں کی طرح دیدہ و دانستہ نذر انداز کئے بغیر کم از کم اِس مرتبہ تواِس کی ترقی وخوشحال اور اِسے بجلی جیسے مسائل کی حل کی جانب بھی خصوصی توجہ دیں گے۔

جبکہ یہاں یقیناًیہ امر حوصلہ افزاء ضرور ہے کہ گزشتہ دنوں گیارہ مئی کومُلک میں ہونے والے اپنی نوعیت کے انتہائی صاف وشفاف انتخابات کے نتیجے میں حکومت بنانے کے لئے واضح اکثریت حاصل کرلینے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اورمُلک کے متوقع تیسرے وزیراعظم نواز شریف سے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے ماڈل ٹاؤن لاہور میں شہباز شریف کی رہائش

گاہ پر ملاقات کی ہے اِس سے متعلق جہاں یہ اطلاعات ہیں کہ آرمی چیف سرکاری پروٹوکول کے بغیر اور نجی گاڑی میں آتے تھے ،اُنہوں نے اِس دوران مُلک میں امن و امان کی مجموعی اور انتخابات کے بعد کی صُورت حال، دہشت گردی کے خلاف جنگ، طالبان سے مذاکرات ، خطے کی صورت حال ، چینی وزیراعظم کے دورہ پاکستان ، سیکورٹی کے معاملات اور دیگر اہم اُمور پر بات چیت کی تو وہیں آرمی چیف اور نواز میں مسائل کے حل کے لئے مل کر چلنے پر بھی اتفاق کیا گیا جو اِس بات کی جانب واضح اشارہ ہیں کہ آنے والے وقتوں میں مُلک کے سیاسی حالات چاہئے جیسے بھی ہوں، مگر حکومت کو اِنہیں خود حل کرنے ہوں گے ،ماضی کی طرح اِس بابت آئندہ بھی فوج کی کوئی مداخلت نہیں ہوگی ، اگر واقعی اِس بار بھی پاک فوج کا یہی عمل رہا تو یقیناً یہ مُلک میں جمہوریت کو پنپنے کے لئے کار آمد ہوگا۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ گیارہ مئی کے انتخابات میں لوڈشیڈنگ ، مہنگائی ، بھوک و افلاس اور دہشت گردی کی دلدل میں دھنسی پاکستانی قوم نے اپنا حق رائے دہی کا استعمال کرتے ہوئے ،بڑی آس اور اُمیدوں کے ساتھ نواز شریف کو تیسری بار اقتدار کی مسند پر بیٹھانے کا بندوبست کردیا ہے،اِس پر میرا خیال یہ ہے کہ یقیناً عوام کے اِس عمل سے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران بات بے بات پر مفاہمتی عمل اور مفاداتی پالیسیوں کے باعث قوم کی آنکھوں میں دھول اور مرچیں جھونکنے والی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا بیڑا غرق

ہو گیا ہے۔اور آج عوام کی نظریں نواز شریف کی جانب ہیں ، اور موجودہ حالات میں ساری قوم نواز شریف کو اپنا مسیحا مجھ رہی ہے ، اور اِن سے قوی اُمید وابستہ کئے ہوئے ہے کہ یہ توانائی کے بحران کو جون میں ہی حل کرنے کے لئے ایسے دیرپا اقدامات کرلیں گے ،اِن کی توجہ بعد میں مُلک کو درپیش دیگر مسائل کی حل کی جانب مرکوز ہوجائیں ، کیوں کہ قوم کا ایک خام خیال یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے جب بھی ہمارے یہاں مون سون بارشیوں کا موسم آتا ہے کہ مُلک کے کسی نہ کسی صوبے میں سیلاب کی صُورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے، جس سے حکومتوں کی توجہ مُلک کے درینہ مسائل کے حل سے ہٹ جاتی ہے اور وفاق سمیت صوبائی حکومتیں سیلاب جیسی ناگہانی آفت سے نمٹنے میں لگ جاتی ہیں،اور پھر یہ مسئلہ سال بھر بھی حل نہیں ہو پاتا ہے کہ اگلا مون سون پھر منہ اٹھا کر چلا آتا ہے اور سیلاب کا سلسلہ سالوں جاری رہتا ہے ، اِس کی زندہ مثال آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ سابق حکومت نے اپنے دورِ اقتدار میں مُلک اور قوم کو درپیش مسائل کی حل کی جانب توجہ دینے کے بجائے ،اپنی ضرورتوں کو مقدم جانا اوراِن سے ہی متعلق اقدامات کو ہی اپنی بقاء اور اپنی آئندہ کی کامیابی کا ضامن جانا ، اور آج یہی وجہ ہے کہ قوم نے گیارہ مئی کے عام انتخابات ہیں اِسے وفاق اور تین صوبوں سے سمیٹ کر ایک صوبے تک محدود کردیا ہے، جو اِس بات کی

جانب واضح اشارہ ہے کہ عوام باشعور اور اپنے اچھے بُرے کی تمیز کرنے کے قابل ہوگئے ہیں، اور اَب ماضی کی طرح اِسے لولی پاپ دے کر نہیں بہلایا جاسکتا ہے، گیارہ مئی کے عام انتخابات میں شکست سے دوچار ہونے والی مُلک کی سابقہ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ سے ادنا قیادت کو اِس جانب ضرور توجہ دیتے ہوئے اپنا احتساب کرنا چاہئے کہ اِن سے ضرور کوتاہیاں سرزد ہوئیں ہیں تب ہی ووٹر نے اِن کا یہ حشر کردیا ہے کہ اِن کی توقعات سے بھی کم نشتیں اِنہیں ملی ہیں اور یہ وفاق اور تین صوبوں سے سمٹ کر صرف اپنے آبائی صوبے تک محدود ہو گئی ہے، ایسا کیوں ہوا ہے..؟یقیناً اگر آج یہ اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو اِنہیں اِس کا جواب خود یہ مل جائے گا کہ اِنھوں نے اپنے اقتدار کے پانچ سالوں میں قوم کو سوائے جھوٹے دعوؤں اور وعدوں کے کچھ نہیں دیا ہے۔

آج انتخابات کو ہوئے کئی دن گزر چکے ہیں مگر میری قوم کے لئے کیا یہ جگ ہنسائی کا باعث نہیں ہے کہ ہارنے والے تو ہارنے والے جو جیت گئے ہیں وہ بھی فلگ شگاف انداز سے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ گیارہ مئی کے انتخابات کو سرکاری مشینری اور عالم قوتیں جنہیں صاف و شفاف کہہ رہی ہیں وہ دراصل ایسے نہیں ہیں جیسا اِنہیں نظر آرہا ہے بلکہ یہ دھاندلی سے ایسے ہی لبریز ہیں جیسے جھلکتے جام کا پیالہ .... آج مُلک کی اِن سیاسی جماعتوں کے اِس رویئے پر

قوم جتنا افسوس کرے وہ بھی کم ہے، جبکہ اِن کی اِن حرکات و سکنات پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ انتخابات کے بعد ہارنے اور جیتنے والے ہمارے ضدی سیاستدان خودساختہ دھاندلی جیسے فضول کے چکر میں پڑتے اور اِسے اپنی اپنی ناک اور انا کا مسئلہ بناتے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ اکثریت حاصل کرنے والی جماعت کے باہم تعاون اور مشوروں سے وفاق اور صوبوں میں حکومت سازی کرنے سمیت مُلک عوام کو بجلی کے بحران سے نجات دلانے میں بھی اپنا کردار ادا کرتے اور یوں یہ لوگ وقت ضائع کئے بغیر آپسمیں مل کر مُلک کو اگلا مون سون آنے سے قبل (جو اپنے ساتھ ہر سال سیلاب لاتا ہے) بجلی کا بحران حل کر لیتے مگر افسوس ہے کہ اِنہیں آج ایک دوسرے پر الزام لگانے اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے ہی سے فرصت نہیں ہے۔

قوم میاں صاحبان وچیف صاحب کی باتوں پر یقین کرلے

قوم میاں صاحبان وچیف صاحب کی باتوں پر یقین کرلے،ہمیں آپس میں لڑنا نہیں ہے ہاں..!!

قوم اطمینان رکھے کہ آنے والے دِنوں میں مُلک میں مثبت اور تعمیری تبدیلی کے آثار دِکھائی دینے شروع ہوجائیں گے . بس اِس کے لئے لازمی ہے کہ مُلک کی تمام سیاسی جماعتوں کو متحد اور منظم ہوکر ایک قومی ایجنڈے کو لے کر آگے کی جانب بڑھنا ہوگامُلک اور قومی ضروتوں کو پورا کرنے کے لئے اغیار کے کاندھوں کی طرف فقیروں کی طرح ہاتھ میں کشکول لیئے دیکھنے کے بجائے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اُن تمام اقدامات کو حقیقی رنگ دینا ہوگا جن سے ہمارامُلک اور مسائل کی دلدل میں دھنسی قوم کو ریلیف حاصل ہواور مُلک میں ترقی و خوشحالی کا دوردورہ ہواور اِسی کے ساتھ ہی سابقہ دورِ حکومت میں حکمرانوں ، وزیروں ، مشیروں اور اُن کے جیالوں کی عیاشیوں سے خالی ہوجانے والا قومی خزانہ پھر سے بھرسکے۔

اَب جیساکہ نواز شریف نے یہ ٹھیک ہی کہاہے کہ " خزانہ خالی ہوچکاہے، قرض اُتاریں یا بجلی کی عدم فراہمی اور بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ سے بدحال قوم کی

حالاتِ زندگی بہتر کرنے کے لئے بجلی کے نظام کو ہی درست کریں،اِس پر میں یہ سمجھتاہوں کہ اَب قومی خزانہ کیوں نہ خالی ہو...؟اگر سابقہ حکومت کے پانچ سالوں کی کارکردگی اوراِس دوران اِس کے لئے گئے قرضوں پر ہی نظر ڈالیں تو قرضوں کی جو رقم سامنے آئے گی یقیناًاِس سے ہر پاکستانی کا دل دہل جائے گا مگر ابھی ہم اِس کے پانچ سالوں میں لئے گئے قرضوں میں جانے کے بجائے ایک خبر کے مطابق صرف ایک سال اور نگراں حکومت کے صرف چند ماہ کے دوران لئے گئے قرضوں کا ہی جائزہ لیں تو اِس حوالے سے اِس المناک انکشاف سے ذہن سُن اور دل کی دھڑکنیں بند ہو جائیں گیں کہ رواں مالی سال میں 10 ماہ کے دوران حکومت نے بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لئے 988 ارب روپے قرضہ لیا جبکہ نگراں حکومت نے صرف ایک ہفتے میں اسٹیٹ بینک سے 216ارب روپے لئے تفصیلات کے مطابق اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ رپورٹ یہ بتارہی ہے کہ یکم جولائی سے 3 مئی 2013تک حکومت نے بجٹ سپورٹ کے لئے 987 ارب 80 کروڑ روپے قرضہ لیا، تاہم ایک ہفتے کے دوران نگران حکومت نے کمرشل بینکوں کو131 روپے واپس بھی کردیئے جو وصولی کی شرح کی نسبت ادائیگی کی شرح سے قدرے کم ہے۔ جبکہ رپورٹ میں ہے کہ اِسی نگران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے 216روپے قرضہ لیا رواں مالی سال دس ماہ کے دوران نجی شعبے کے قرضے 16 فیصد سے بڑھ کر142ارب روپے پہنچ گئے جو اِس بات کا غماز ہے کہ سابقہ اور موجودہ نگراں حکومت دونوں ہی نااہلیت کے اُس درجے پر ہیں کہ جنہوں نے مُلک کو قرضوں میں جکڑ کر اِس کی معیشت کو تباہ کردیاہے

بہرحال اَب جبکہ عنقریب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف تیسری بار وزارتِ عظمٰی منصب پر فائز ہونے والے ہیں یقیناًاِس میں اِن کی سیاسی تدبراور صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ربِ کائنات کا خاص فضل وکرم بھی شامل ہے،اور اَب یوں یہ 16ہزارارب روپے کے مقروض مُلک کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے بھر پور استعمال سے جلد ہی اِس قابل کردیں گے کہ مُلک سے تمام قرض اُترجائے گااور مُلک اپنی پیروں پر کھڑاہوکرایک پائیداراور مستحکم معیشت کے ساتھ اِس قابل بھی ہوجائے گاکہ یہ اپنے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے تمام موجودہ مسائل سے جھٹکارہ حاصل کرلے گااور اِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے الحمراء میں (ن) لیگ کی پارلیمانی پارٹی کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جو یہ کہا ہے کہ مُلک کو دہشت گردی اور بم دھماکوں سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ اِسے مثبت سمت میں لے جانے کے لئے طالبان سے مذاکرات بہترین آپشن ہیں ، مذاکرات کی پیشکش کو سنجیدہ
لیاجاناچاہئے،شہباز جوش خطابت میں جو کہہ جاتے ہیں میں نہیں کروں گا، بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم ہونے کا وقت نہیں دے سکتا لیکن پہلے 30 دنوں میں عوام کو حکومت کی کارکردگی نظرآئے گی، بجلی بحران حل کرنے کے لئے فوری طورپر 500ارب روپے کے سرکلرڈیٹ قرضے اُتارنے ہوں گے اوراِن سب سے بڑھ کراِس موقع پر نواز شریف نے جو یہ بات کہی اِس سے یقیناًملکی سیاست پر مثبت آثارات مرتب ہونے کی قوی اُمید کی جاسکتی ہے اُنہوں نے کہاکہ حکومتی اخراجات میں 30 فیصد کمی ہوگی، ہماری کسی سے کوئی

ذاتی دشمنی نہیں ہے، ہم گیارہ مئی کے عام انتخابات میں تمام کامیاب جماعتوں کے مینڈیٹ کو کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں،آئیں ہم سب مل کرمُلک اور قوم کی خدمت کریں ،اِس موقع پر میاں نواز شریف نے کُشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہاکہ یقینا پانچ سال (ن) لیگ کے لئے بھی کڑاامتحان ہوں گے، پیپلزپارٹی اور ایم کیوایم کراچی کے حالات جلد ٹھیک کریں مرکزہر طرح کی مدد کو تیار ہےاِس پر مجھے قوی اُمید ہے کہ کراچی کے حالات کے حوالے سے میاں نواز شریف کے اِس پُراثراور جامع بیان اورپیشکش سے سندھ سے تعلق رکھنے والی دونوں بڑی جماعتوں کی جانب سے ضرور اچھی پیشرفت سامنے آئے گی اوراِس سے یقینا کراچی کے حالات میں بہتری آئے گی۔اوراِسی کے ساتھ ہی آج یہ بات بھی روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ گیارہ مئی 2013کے عام انتخابات میں پی ایم ایل (ن) نے وفاق میں اپنی حکومت بنانے کے لئے واضح اکثریت حاصل کرلی ہے،اوراِس کی آئندہ دوہفتے کے اندر قائم ہونے والی نئی حکومت کویقینامُلکی اندرونی اور بیرونی لحاظ سے بے شار سنگین مسائل کا بھی سامنہ ہوگامگرمجھے اُمید ہے کہ نئی حکومت ماضی کے تجربات سے سبق لیتے ہوئے اِن مسائل سے گھبرائے بغیراپنے مسائل کے فوری حل کی جانب توجہ دے گی اور توانائی سمیت دیگرمسائل کے دلدل سے مُلک کو نکالنے میں کامیاب ہوجائے گی۔اَب قوم میاں صاحبان اور چیف صاحب کی باتوں پر یقین کرلے کہ آج اگر ہمیں اپنے ماضی کی ناکامیوں،اور کوتاہیوں سے حاصل ہونے والے تلخ تجربوں کی روشنی میں اپنے مُلک

کی کوئی نئی سمت متعین کرنی ہے اور اِسے مستحکم بنیادوں پر ترقی و خوشحالی کی مثبت سمت کی جانب لے جانا ہے تو ہمیں آپس میں لڑنا نہیں ہے ہاں..!! کیوں کہ قوم نے دہشتگردی کے خطرے کے باوجود دیگر گمراہ کن اقلیت کو شکست دے دی ہے اور اَب اِس موقع پر قوم کو صبر و برداشت اور عفوودر گزر کا ایسا مثالی مظاہرہ کرنا چاہئے کہ لوگ ساری دنیا میں ہماری مثالیں دیں اور آج ہمارا ملک اور ہماری قوم جن نازک لمحات سے دوچار ہیں اِن سے گزر کر سُرخرو ہوجائیں اور دنیا کے سامنے ایک مستحکم پاکستان اور ہم صبر و برداشت کی پیکر قوم کی صُورت میں نمودار ہوں۔ (ختم شُد

میاں صاحب یہ بھی تو کرپشن ہے..؟

میاں صاحب یہ بھی تو کرپشن ہے..؟نواز شریف کا اداروں کے سربراہان کو تبدیل کرنے کا احسن اقدام..!

آج اللہ تعالیٰ نے میاں نواز شریف کو تیسری مرتبہ مُلک کا وزیراعظم اور امیرالمومنین بننے کا موقع دے ہی دیاہے تو پھر اِس مرتبہ دنیا کو میاں نواز شریف حقیقی معنوں میں امیرالمومنین بن کر ہی دکھادیں اور یہ ثابت کردیں گے کہ یہ موجودہ دور کے امیرالمومنین ہیں، یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونے سے قبل نواز شریف کے مُلک کو درپیش مسائل جن میں سرفہرست بجلی کی لوڈشیڈنگ، دہشت گردی اور معیشت کی بدحالی شامل ہیں اِن سے نبرد آزما ہونے سے متعلق اِن کے اَب تک کئے گئے اقدامات سے مجھے لگتاہے کہ میاں نواز شریف امیرالمومنین بننے کے ساتھ ہی ایسا کریں گے جیسامیں اِنہیں ابھی مشورہ دے چکاہوں، اوراِس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اِس مرتبہ میاں صاحب مُلک اور قوم کے لئے کچھ بہتری کرکے جائیں گے اور تاریخ کے اوراق پر اپنا نام اُن اِنمٹ سُنہرے حروفوں میں درج کرواجائیں گے، جنہیں کسی بھی سازش کے تحت کوئی کُھرچ نہیں پائے گا، اوراِن کے کئے گئے کام اوراِن

کا نام ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حقیقی معنوں میں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔
اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج میرااور آپ کا یہ مُلک پاکستان جن پریشان کُن اور انتہائی گھمبیر مسائل سے دوچار ہے اِن میں دہشت گردی ، توانائی کا بحران اور معاشی بدحالی کے علاوہ کئی ایسے مسائل بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے مُلک یں ہر طرح کا بگاڑ پیدا ہوگیاہے، گزشتہ ادوار میں حکمرانوں نے اِن کے حل کی جانب توجہ کیوں نہ دی . . ؟ یہ ایک طویل ضرور مگرایسی بھی بحث نہیں ہے کہ اِس سے اِن مسائل کا حل نہیں نکل سکتا تھا، مگرافسوس کہ اِس سے دیدہ و دانستہ پہلو تہی کی گئی اور وہ بھی محض اِس لئے کہ یہ اِن کا حل نہیں نکالنا چاہتے تھے اگر یہ اپنے مسائل کا خود سے حل نکال لیتے تو اِن سے اِن کے امریکی آقا ناراض ہوجاتے اور اِن کا دال دلیہ بن ہوجاتا سواِس بنا پر اِنھوں نے اِن مسائل کے حل کی جانب توجہ نہ دی ،اور یوں بالخصوص مُلک میں دہشت گردی ہوتی رہی ،توانائی کا بحران سرچڑھتا رہااور مُلک معاشی بدحالی کا شکار ہوکر ہر اُس مسئلے میں دھنستا چلاگیا آج جن سے اِسے نکلنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں ہے، اگر سابقہ حکمرانوں کے دلوں میں مُلک کی خود مختاری اور سالمیت مقدم ہوتی تو وہ اغیار کی سازشوں کا شکار ہونے کے بجائے اپنے مُلک کی بقاء و خوش حالی کے لئے

ضروراقدامات کرتے اور ملک سے دہشت گردی کے ناسور سمیت توانائی کے بحرانوں کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ملک کو معاشی بدحالی سے نکالنے کے لئے بھی پائیدار اور دیرپا منصوبے مرتب کرتے اور طویل و قلیل مدتی حکمتِ عملی تیار کرتے اور اگر اِسی کے ساتھ ہی ہمارے حکمران اقرباء پروری اور سیاسی وابستگیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف اِتناہی کردیتے کہ یہ قومی وخودمختار اور سرکاری اداروں میں میرٹ کی بنیادپر سربراہان کی تقرری کرتے تو ہمارے اداروں کا یہ حل نہیں ہوتا جیساآج ہوگیاہے۔

بہرحال ...! جو کام 65 سالوں میں کوئی حکمران نہیں کرسکا ہے آج وہ کام گیارہ مئی کے عام انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرلینے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور متوقعہ وزیراعظم اور امیرالمومنین میاں نواز شریف کرنے جارہے ہیں اُنھوں نے جس کا اظہار لاہور میں بجٹ اور توانائی بحران کے حل سے متعلق اجلاسوں میں خطابات کے دوران کیااِس موقع پر اُنھوں نے دوٹوک انداز سے کہاکہ ن) لیگ بہترانداز میں معیشت اور توانائی بحران کا حل کرنے کی کوشش کرے گی،) دہشت گردی، توانائی بحرانوں اور معیشت کوبدحالی سے نکالنے کے لئے جامع منصوبہ بندی کررہے ہیں، لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کئے جائیں گے، پی آئی اے، ریلوے، اسٹیل ملز کو عالمی اداروں کے مقابل لاکھڑاکریں گے، خودمختاراور سرکاری اداروں میں میرٹ کی بنیادوں پر

نیک اور ایماندار نئے سربراہوں کا تقرر کریں گے اور مُلک سے بیروزگاری کے خاتمے کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کو حقیقی معنوں میں عملی جامع پہنایا جائے گا۔اِس دوران میاں نواز شریف نے اور ایسے بہت سے اقدامات کرنے کا تذکرہ کیا جن کے کرنے سے مُلک میں بہتری کے مواقع میسر آسکیں گے۔

اَب اِس موقع پر میں مُلک متوقع وزیراعظم اور امیرالمومنین میاں نواز شریف کے قومی اور خود مختار اور سرکاری اداروں کے سربراہوں کی میرٹ اور نیک نیتی کی بنیاد پر تقرری کئے جانے والے اقدام کو احسن قرار دیتے ہوئے میاں نواز شریف صاحب کو یہ مشورہ بھی دینا چاہوں گا کہ اگر آپ حقیقی معنوں میں سیاسی وابستگیوں اور اقرباء پروری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایسا کوئی اسٹیپ اُٹھانا ہی چاہ رہے ہیں تو برائے کرام آپ کا یہ اقدام خالصتاً مُلک اور قوم کی فلاح وبہود کے لئے ہی ہونا چاہئے ،اوران اداروں میں اہم عہدوں پر فائز حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی افسران کو بھی برطرف کریں تاکہ ایک اچھا چیک اینڈ بیلنس قائم ہوسکے ،اور ایسا نہ ہو کہ ماضی کی طرح یہ سربراہاں اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کریں اور اپنے اداروں کے ملازمین کی مراعات بند کرکے اِنہیں معاشی بدحالی کا شکار بنادیں اور اِنہیں ملازمتوں سے نکالنے کے لئے ایسے ذرائع اور کالے قوانین کا سہارا ڈھونڈیں جن سے ملازمین اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں،ان کے اِن اقدامات سے جہاں مُلک میں بیروزگاری کی شرح میں اضافہ

ہوگاتو وہیں مُلک میں جرائم کے واقعات بھی بڑھیں گے۔ لازم ہے کہ آپ کے نئے دورِ حکومت میں قومی ، خود مختار اور سرکاری اداروں میں تعینات ہونے والے سربراہان اِس قسم کے اقدامات سے اجتناب برتیں گے جس سے اداروں کے ملازمین اور اداروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ پیداہواور اِسی کے ساتھ ہی میرامیاں نواز شریف صاحب کو ایک صائب مشورہ یہ بھی ہے کہ میاں صاحب... !اگر واقعی آپ نے قومی وخود مختار اور سرکاری اداروں میں ماضی میں کی جانے والی کرپشن کو کنٹرول کرنے کے لئے نئے سربراہوں کی تقرری کی حکمت عملی تیار کرہی لی ہے تو پھر میاں صاحب.. !آپ یہ بھی حقیقی معنوں میں کریں کہ اِن اداروں میں گریڈ16 سے 22تک جتنے بھی افسران ہیں اور لاکھوں میں تنخواہیں لے لینے کے علاوہ اداروں نے اِنہیں ایک یا زائد گاڑیاں بھی دیں ہوئیں ہیں اور یہ گاڑیاں اِن کے استعمال میں بھی ہیں توآپ اپنے ایک آرڈر سے اِن سے فوری طور پر یہ گاڑیاں واپس لیں اور اگر کوئی گاڑیاں نہ دینا چاہئے تو پھر اِس پر یہ لازم قرار دیا جائے کہ یہ اپنی گاڑی کا پیٹرول اور اِس کی مینٹیننس سمیت ڈرائیور کا خرچ اپنی تنخواہ سے پورا کرے اِسے استعمال کے لئے پیٹرول اور مینٹیننس کا خرچ ادارہ نہیں دے گا، اور اِسی طرح اِن اداروں کے گریڈ16 سے 22 گریڈ تک کے افسران سے اِن کا یوٹیلیٹیز بل جو بجلی ، گیس ، ٹیلی فون اور پانی کے استعمال کی مد میں ادارہ اِنہیں دیتاہے اور اِس مد میں آنے والا خرچ بھی ادارہ ہی برداشت کرتا ہے وہ بھی فوری طور پر بند کردیا جائے اور اِنہیں

اِس بات کا پابند کیا جائے کہ یہ یوٹیلیٹیز بل اپنی تنخواہوں سے ادا کریں اِس سے بھی قومی خزانے اور اداروں پر پڑنے والا اضافی بوجھ بڑی حد تک کم ہوسکے گا اور ہاں ایک اور بات وہ یہ ہے کہ اِن اداروں کے گریڈ 16 تا 22 گریڈ کے افسران کو ماہانہ ایک سے زائد بچوں کی تعلیم کے لئے جو رقم دی جاتی ہے یہ سلسلہ بھی بند کیا جائے اِس سے بھی اداروں کے اخراجات بڑھتے ہیں میاں نواز شریف صاحب ...! آپ امیرالمومنین بننے جارہے ہیں ذرا سوچیں ...!! کیا یہ بھی ہمارے معاشرے اور مُلک میں کرپشن کی بنیاد نہیں ہے، ایک طرف تو اِسی ادارے کے افسران طرح طرح کی مراعات لے کر قومی خزانے اور اداروں کو کھوکھلا کر رہے ہیں تو دوسری طرف اِسی ادارے میں کام کرنے والا ایک مزدور جو سات ہزار، دس ہزار، اور پندرہ ہزار ماہانہ تنخواہ لے کر اپنا آٹھ دس افراد پر مشتمل سارا کنبہ چلارہاہے، اور اِسی تنخواہ سے وہ گھر کا کرایہ بھی ادا کر رہا ہے تو کہیں یہی مزدور بجلی، گیس، ٹیلی فون اور پانی کا بل بھی دے رہا ہوتا ہے اور اِسی ادارے سے ملنے والی قلیل تنخواہ سے اپنے بچوں کو بھی پڑھا رہا ہے میاں صاحب ...! اَب یہ آپ کی ذمہ داری کے ہے کہ آپ جہاں اداروں میں نئے سربراہان کی تقرری یقینی بنانے کا اقدام کریں تو خدارا وہیں آپ اِن اداروں کے افسران کو بیجا ملنے والی مراعات کو بھی فوری طور پر کنٹرول کریں میں پھر یہ کہوں گا کیوں کہ یہ بھی مُلک میں کرپشن اور اقربا پروری کی ایک ناسور نما بنیاد ہے جو ہمارے مُلک، معاشرے اور ہمارے قومی اداروں کو 65 سالوں سے تباہ کر رہی ہے اور مُلک میں

بگاڑ کا بھی بڑا سبب ہے اُمید ہے کہ میاں نواز شریف وفاق اور عمران خان خیبر پختونخواہ میں ، میرے دے ہوئے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کو ایک ایسا مثالی ملک بنا دیں گے جس کے لئے قائداعظم نے خواب دیکھا تھا۔

اُف کہیں اِس متعصبانہ اقدام سے کراچی کی 650 میگاواٹ بجلی نہ بند کردی جائے

نواز شریف محکمہ کے ای ایس سی کو قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ کریں....کے ای ایس سی نے کراچی کواندھیروں میں ڈبودیاہے
نواز وشہباز شریف اپنے قول و فعل سے پی ایم ایل (ن) کو نون غنہ ہونے سے بچائیں....!

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان جیسے دنیاکے آٹھویں اور اسلامی دنیا کی پہلے ایٹمی مُلک میں پچھلے کئی برسوں سے بجلی کا بحران جس طرح شدید ترین شکل اختیار کرگیاہے،اِس سے توصاف یہی ظاہر ہوتاہے کہ جیسے پاکستان میں بجلی کے اِس بحران کو اِس نہج تک پہنچانے میں اپنے اور پرائے (ہمارے سابقہ حکمرانوں اور اِن کے امریکی آقاؤں) سب ہی کی سازش کارفرمارہی ہے، کیوں کہ ہمارے سب ہی سابقہ حکمرانوں نے اپنے دورِ حکومتوں میں رہنگتے ہوئے اِس بجلی کے بحران کی جانب کوئی توجہ نہیں تھی اور نہ ہی اِنہیں مسندِ اقتدار پر بیٹھانے والی عالمی طاقتوں اور امریکی آقاؤں نے اِنہیں اِس رہنگتے ہوئے توانائی کے بحران کی جانب کوئی توجہ دلائی ہوگی جب کہ ہمارے حکمرانوں کے امریکی آقاؤں کی نظریں توپاکستان کے ایک ایک ذرے کی حرکت پر ضروررہی ہوگی مگر ہمارے سراُٹھاتے اِس بجلی کے بحران جوآج دیو کی شکل اختیار کرگیاہے

ہمارے ہر دور کے ہر حکمران کو اُن کے اِن ہی امریکی آقاؤں نے اُنہیں مستقبل میں آنے والے بجلی بحران کے اِس مسئلے کی ہولناکی سے بے خبر رکھا اور آج یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں بجلی کا بحران کنٹرول سے باہر ہوگیا ہے اِس سے متعلق اخباری اور دیگر ذرائع سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق مُلک میں گرمی کی شدت برقرار ہونے کے ساتھ ہی بجلی کا شارٹ فال 9ہزار میگاواٹ سے بھی تجاوز کرگیا ہے۔ جبکہ ایسے میں کراچی سمیت مُلک بھر میں غضبناک گرمی میں طویل اور بدترین لوڈشیڈنگ نے پہلے ہی مفلوک الحال عوام کا جینا دوبھر کر رکھا تھا اور اِس پر اِس شعلے برساتی گرمی میں محکمہ بجلی کی حکمتِ عملی اور اِس کی جارحانہ کارکردگی کے باعث غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا روزانیہ شہروں میں 18تا20 گھنٹے جبکہ دیہات میں 22 گھنٹے سے بھی زیادہ ہوگیا ہے اِس طرح کی بے لگام ہوتی لوڈشیڈنگ سے مُلک کے مختلف علاقوں میں درجنوں افراد کی ہلاکت اور بے شمار کے بیہوش ہونے کی بھی خبریں ہیں، اَب ایسے میں اپنے جائز مطالبات کے حق میں بجلی اور پانی سے محروم پریشان حال عوام کا سڑکوں پر آکر واپڈا اور کے ای ایس سی کے دفاتر کا گھیراؤ کرنا، گھنٹوں سڑک بلاک کرنا کسی بھی لحاظ سے درست تو نہیں ہے مگر اِس موقع پر اِس طرح بجلی اور پانی سے محروم مشتعل افراد اپنی پریشانی کا اظہار نہ کریں تو پھر کیا کریں اور اِن حالات میں اِن کے

ہاتھوں پر تشدت واقعات کا رونما ہونا یقیناً کسی بھی حال میں درست فعال تو نہیں ہے مگر اِن کے اِس غم وغصے کا بروقت تدارک کرنا بھی تو اربات اقتدار اور اختیار کا ہی کام ہے جس کے لئے اِنہیں ترجیحی بنیادوں پر ایسے اقدامات کو حقیقی معنوں میں عملی شکل دینی ہوگی جس سے پریشان حال عوام کو یہ احساس ہو کہ اِن کے اِن درینہ مسائل کے فوری حل کی جانب ارباب اقتدار اور اختیار نے سنجیدگی سے غور وفکر کرنا شروع کر دیا ہے جیسا کہ اِن دنوں ہمارے متوقعہ وزیراعظم اور دورِ جدید کے امیر المومنین میاں نواز شریف بجلی کے بحران کے خاتمے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کر رہے ہیں اور اِن کے اِس طرح کے عمل سے قوم پُر اُمید ضرور ہے کہ آئندہ چند دنوں ، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں اِن کے بجلی بحران سمیت اور کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔

یہاں مُلک میں آئے ہوئے بجلی کے بحران کے حل سے متعلق یہ امر قابلِ غور ضرور ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اربات اقتدار اور اختیار وقتی طور پر ایسی کسی پالیسی کا سہارا لیں جس سے مسائل حل ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ جائیں اور کسی صوبے یا شہر کے لوگوں میں اِس بات کا احساس پیدا ہو جائے کہ ارباب اقتدار اور اختیار نے کسی صوبے اور شہر کے عوام کو نوازنے کے لئے کسی صوبے اور شہر کے لوگوں کا حق مار رہے جیسے کہ اِن دنوں مُلک کے ایوانوں میں کی جانے والی بحث وتکرار کے حوالوں سے مُلکی ، اخبارات اور دیگر ذرائع سے ایسی

خبریں سامنے آ رہی ہیں کہ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے پانی و بجلی نے شہر کراچی جو مُلک کی صنعتی ، تجارتی اور کاروباری سرگرمیوں کا واحد مرکز ہی نہیں بلکہ یہ شہر جہاں ایک طرح کا مُلکی ضروریات کو پورا کرنے والا تجارتی حب بھی ہے تو وہیں یہی وہ شہرِ کراچی ہے جو مُلک کو 70 فیصد سے بھی زائد ریوینیو دیتا ہے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کا اِس اتنی بڑی اہمیت کے حامل شہرِ کراچی کو دیدہ و دانستہ 650 میگاواٹ بجلی نہ دینے کا کیا جانے والا مطالبہ کیا ایک کھلا متعصبانہ عمل ہے...؟ میرا خیال یہ ہے کہ قائمہ کمیٹی کا یہ مطالبہ یقیناایک متعصبانہ عمل ہے... جس کی بجلی و پانی سے محروم شہرِ کراچی کے عوام اور یہاں کے منتخب نمائندے بھی ہر سطح پر بھرپور مذمت کریں گے، جو اِن کا قانونی اور اخلاقی حق ہے، جیساکہ اخباری خبروں اور دیگر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات میں یہ کہا جارہاہے آئندہ دنوں میں کراچی کو ملنے والی 650 میگاواٹ بجلی بند کردی جائے گی اور اگر ایسا ہوگیا...؟ تو پھر خدشتہ اِس بات کا ہے کہ کراچی کی صنعتوں اور کارخانوں کی رہی سہی پیداواری صلاحتیوں اور مُلکی معیشت کا ایسا بیڑا غرق ہوجائے گا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتاہے سو میرا مُلک کے نئے متوقعہ وزیراعظم اور دورِ جدید کے امیر المومنین کا درجہ پانے والے میاں نواز شریف اور اِن کے جذباتی بھائی میاں شہباز شریف سے یہ مطالبہ ہے وہ کسی ایک صوبے پنجاب کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اُن اقدامات سے قطعاً اجتناب برتیں جس سے اِس بات کا احتمال پیدا ہو کہ وہ پاکستان مسلم

لیگ (ن) جو بجلی کے بحران کو حل کرنے کے لئے متحرک ہے آج یہی مسلم لیگ (ن) صرف اپنے صوبے پنجاب کے عوام کے بجلی جیسے مسئلے کے حل کے خاطر کراچی جیسے مُلک کے بڑے صنعتی و تجارتی شہر کو 650 میگاواٹ بجلی سے محروم کر رہی ہے،اور بالفرض اگر ایسے کسی اقدام کی حمایت کرتے ہوئے جس سے کراچی کی صنعتوں اور کارخانوں کے بند ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر قوم کو اِس بات کا پورا یقین کرلینا چاہئے کہ وہ مسلم لیگ ن) جو انتخابات سے قبل مُلک اور عوام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے نیک نیتی کی) بنیاد پر مخلص نظر آتی تھی انتخابات میں کامیابی حاصل کرتے ہی اِس کی نیت میں کھوٹ آ گئی ہے یعنی وہ جماعت جو انتخابات سے قبل پاکستان مسلم لیگ (ن) تھی آج یہی جماعت اقتدار کے نشے ہیں مست ہو کر کہیں پاکستان مسلم لیگ (نون غنہ) ناں ہو جائے وہ ایک ایسی جماعت نہ بن جائے کہ لوگ اِس کا نام زبان سے چیخ چیخ کر لینے کے بجائے، وہ اِس کا نام لینااور صاف طور پر پڑھنا ہی بھول جاہیں جیسے نون غنہ پڑھااور بولا جاتا ہے۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ میاں نواز شریف اور بالخصوص اِن کے جذباتی بھائی میاں شہباز شریف اپنی زبان اور قول و فعل سے یہ ثابت کردیں کہ یہ کراچی سمیت کسی شہر اور صوبے کا کوئی حق مارے بغیر مُلک کو بجلی بحران سمیت دیگر بحرانوں سے بھی نجات دلانے اور مُلک کو درپیش سنگین مسائل کے فوری حل

میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑیں گے اور مُلک و قوم کو اُس راہ پر گامزن کردیں گے جس کے لئے اللہ نے اِنہیں موقع فراہم کیا ہے اور عوام نے اِنہیں تاریخ ساز مینڈیٹ دیا ہے کیوں کہ پاکستانی قوم یہ سمجھتی ہے کہ ابھی مسلم لیگ (ن) جسے کئی بڑے اندرونی اور بیرونی مسائل اور چیلنجز سے نبرد آزما ہونا ہے،اسے بغیر کسی بغض اور سیاسی حسد کے ایسے اقدامات کو ہر صورت میں یقینی بنانا چاہئے کہ جس سے عوام میں یہ قوی احساس پیدا ہو کہ مُلک کے مسائل حل کرنے کا بیڑا اٹھانے والی واحد جماعت صرف مسلم لیگ (ن) ہی ہے جو اپنے کارناموں اور اقدامات سمیت تاریخ ساز منصوبوں سے مُلک کو) بجلی کے بحران سمیت دیگر بحرانوں اور مسائل سے نجات دلائے گی۔

گیارہ مئی کے انتخابات نے مُلک کی سیاست کی شکل ہی تبدیل کردی ہے، اور قوم نے اِن انتخابات میں تاریخ ساز کردار ادا کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ سابقہ حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی عیاشیوں کی وجہ سے مُلک میں آنے والے بجلی کے بحران نے مُلک کو تباہ اور قوم کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرکے اِس کی صلاحیتوں کو زنگ آلود کردیا ہے مگر اِس کے باوجود بھی سلام ہے میری پاکستانی قوم کو اِس نے گیارہ مئی کے انتخابات میں باہر نکل کر اپنا جو رول ادا کیا ہے اِس سے یقیناً مُلک میں وہ مثبت تبدیلی ضرور آجائے گی جس کے خاطر قوم باہر نکلی اور اقتدار کی سیج پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ہاتھوں میں سونپ دی ہے اَب امتحان

....تو پی ایم نون کا ہے کہ وہ اِس امتحان یں کتنی کامیاب ہوتی ہے اور کتنی نہیں
بہرحال ...! قوم اور عالمی طاقتوں کو اِس بات کی قوی اُمید ہے کہ پاکستان مسلم لیگ
ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف تیسری مرتبہ وزیرِاعظم پاکستان کا منصب جلیلہ)
تزک احتشام سے سنبھال کر پاکستان کی سیاسی اور اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے اپنی
صلاحیتوں کا استعمال کریں گے اور پاکستان کو اُوجِ ثریا کی اُس منزل پر لے جائیں گے،
جس کا خواب قائدِاعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبالؒ نے دیکھا تھا اور اِسی طرح سابقہ
حکمرانوں کی عیاشیوں کی وجہ سے خالی ہوجانے والے قومی خزانے کو بھرنے کے لئے کئی
سمیت نجی تحویلKESC معاشی اسکیموں پر ضرور عمل کریں گے ،اور قومی تحویل سے
میں چلے جانے والے ناقص کارکردگی کے حامل اداروں کو دوبارہ قومی تحویل میں لیں
گے جس کا یہ قوم سے پہلے ہی وعدہ کرچکے ہیں ،آج اِسی بنیاد پر نواز شریف نے قوم سے
کئے گئے وعدوں کو حقیقی معنوں میں عملی شکل دینے کے لئے قومی اداروں میں چیک اینڈ
بیلنس کا نظام متعارف کرانے کے لئے اِن اداروں میں نیک اور اچھی شہرت کی حامل
اشخاص کی تعیناتی کا عمل شروع کردیاہے جو کہ نوازشریف کا ایک احسن اقدام ہے اَب
اِس موقع پر میرامیاں نواز وشہباز شریف کو ایک مشورہ یہ ہے کہ بے شک میاں
صاحبان اداروں میں اچھی شہرت کی حامل شخصیات کی تعیناتی کا عمل

کریں مگر اِن اشخاص کو اداروں کی جانب سے دی جانے والی بیجا مراعات کو بھی کنٹرول کریں کیوں کہ یہ بھی ہمارے یہاں کرپشن کی ایک ناسور نما شکل ہے اور اِسی کے ساتھ ہی میرا میاں صاحبان کو ایک مصائب مشورہ یہ بھی ہے کہ دورِ مشرف ہیں اندورن سندھ میں گھاروسے لے کر بلوچستان میں تحصیل بیلہ ،ویندر، لسبیلہ اور حب صنعتی علاقے تک 6500 مربع کلومیٹر پر محیط 20 ملین صارفین کو بجلی فراہم کرنے والے KESC ادارے کو جو کوڑیوں کے دام ابراج کمپنی کو فروخت کرکے اِس قومی ادارے کو نجی تحویل میں دے دیا گیا تھا اِسے فی الفوری دوبارہ قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ کریں اور اِس کا بگڑا ہوا قبلہ درست کرکے شہر کراچی کو اندھیروں میں ڈوبنے اور کراچی اور حب کی صنعتوں اور کارخانوں کو بند ہونے اور گھروں کو ویرانوں اور بھوت بنگلوں میں تبدیل ہونے سے بچائیں کیوں کہ محکمہ کے ای ایس سی کی نجی انتظامیہ نے اپنے صارفین KESC کی مشکلات میں دن دگنی اور رات چگنی اضافہ کردیاہے، محکمہ نج کاری کے بعد جب سے ہی یہ ادارہ نجی کمپنی ابراج کی تحویل میں گیاہے اِس ادارے کی کارکردگی صفر ہو کر رہ گئی ہے اور گزشتہ پانچ سالوں میں طویل لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی بجلی چوری کو بنیاد بناکر گھریلو اور کمرشل صارفین سے زائد بلنگ کی مد میں ہفتہ وار اربوں کمانے والے اِس ادارے نے معاہدے کے مطابق آج تک ایک یونٹ بھی بجلی خود سے پیدا نہیں کی ہے اور دورِ مشرف سے دورِ زرداری تک اِس ادارے نے اپنے صارفین کی مشکلات ہیں اضافہ کرکے اتنا کمایا ہے کہ اِس سے اِس شہر میں

کئی ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے والے کئی پلانٹ لگائے جا سکتے ہیں، مگر اس ادارے کی انتظامیہ نے اِس جانب کوئی توجہ نہ دی اور اُلٹا اِس ادارے کی انتظامیہ نے بجلی بچانے اور وولٹیج میں دانستہ کمی لانے کے لئے تانبے کے تاروں کی جگہہ سلور کے تاروں کا بے تحاشہ استعمال کرکے ملک کا سارا سرمایہ بیرونِ ملک منتقل کیا ہے اور اِس طرح اِس کی انتظامیہ ہماری معیشت کو نقصان پہنچا رہی ہے۔

آج کراچی سمیت مُلک کا ہر شہری اپنا مسیحا نواز شریف کو سمجھ رہا ہے اور آج اگر نواز شریف نے بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح مصالحت پسندی اور مفاہمتی پالیسیوں سے خود کو نتھی کئے رکھا اور بجلی، پانی اور دیگر بنیادی سہولیات زندگی سے محروم رہنے والی پریشان حال اپنی قوم کی آہ و فغاں پر کوئی کان نہ دھرا تو ممکن ہے کہ میاں نواز شریف اپنی حکومت کے پانچ سال تو کیا پانچ ماہ بھی ٹھیک سے نہ گزار سکیں گے سو اِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ نواز شریف اقتدار سنبھالنے کے بعد بالا کسی بغض و کینہ کے کراچی سمیت سارے مُلک کو درپیش بجلی بحران کے ساتھ ساتھ دیگر مسائل کا بھی حل تلاش کریں گے۔

قوم کے بجلی بحران

قوم کے بجلی بحران ، ڈرون حملے اور دہشت گردی میں گزرے مایوسیوں کے پانچ سال . . !

کیا قوم کو اگلے پانچ سال بھی بجلی بحران، ڈرون حملوں اور دہشت گردی میں ہی گزارنے ہوں گے . . . ؟

الحمدللہ . . !ملک میں عام انتخابات کا عمل مکمل ہوگیا ہے، اور آہستہ آہستہ یہ بھی واضح ہوتا جارہا ہے کہ وفاق اور صوبوں میں کس کس کی حکومتیں تشکیل پانے کو ہیں، قوم خاطر جمع رکھے کہ عنقریب یہ عمل بھی بفضلِ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچ ہی جائے گا، آج اِن حالات میں جب میں عام انتخابات کے بعد مجموعی طور پر اپنی قوم پر گزرے گزشتہ پانچ سالوں کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے اِس بات کا شدد سے احساس ہوتا ہے کہ پچھلی حکومت کے بے حس حکمرانوں نے اپنے دورِ اقتدار کے پانچ سالوں میں قوم کو تاریخ کے انتہائی ہولناک اور دردناک لمحات سے گزرا اور اُن حالات میں قوم نے مایوسیوں کے سمندر میں غوطہ زن رہ کر ایسی ایسی المناک داستانیں رقم کیں کہ جنہیں قوم کبھی بھی نہیں بھول پائے گی . . . !! اور آج بھی جب یہ اپنے گزرے ہوئے پانچ سالوں کے ماضی کو یاد کرتی ہے تو اِس پر لرزہ سا طاری ہوجاتا ہے مگر اَب جب کہ قوم میں گیارہ مئی کے عام

انتخابات کے بعد وطنِ عزیز کی تاریخ میں پہلی بار وزارتِ عظمیٰ کا منصب تیسری مرتبہ سنبھالنے والے (بقول اُن کے) دورِ جدید کے امیر المومنین اور متوقعہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کی ذات سے اپنے بہتر اور تابناک مستقبل کی قوی اُمیدیں پیدا ہو گئی ہیں، تو مُلک کی نومنتخب قیادت کو قوم کی اِس اُمید کو چکنا چور کرنے سے ہر صورت میں اجتناب برتنا ہوگا،اور مُلک کی نئی قیادت کو عوام میں اگلے پانچ سالوں میں پیدا ہونے والے کسی بھی احساس محرومی سے بچانا ہے تو اِسے پھونک پھونک کر نہ صرف خود قدم اٹھانا ہوں گے بلکہ اپنی کابینہ کے ہر وزیر اور مشیر کو بھی اِس کا پابند کرنا ہوگا کہ وہ بھی لب کشائی کرنے سے پہلے ایک ایک لفظ اور ہر جملے کو تول کر اور خوب ٹٹول کر ادا کریں کیوں کہ اِن کی ذرا سی غلطی اور لفظوں کی زمبش اِن کی پکڑ کرواسکتی ہے اور میڈیا اور
میڈیا پر سنز اِن کی کسی بھی غلطی کو اُچھال کر اِن کی حکومت اور سیاست کا امیج خراب کر سکتے ہیں جیسا کہ یہ اِن لوگوں کا ایک مثبت اور بے مثل وطیرہ ہے جس سے میرے مُلک کے سیاست دانوں ، حکمرانوں اور اداروں کے کرتا دھرتاؤں پر کبھی گھبراہٹ تو کبھی اطمینان طاری ہو جاتا ہے تو وہیں میڈیا کے اِس کردار پر عوام میں خوشگوار اور مثبت تاثر کے آثار بھی پیدا ہوتے ہیں ایسے میں عوام کا خیال یہ ہے کہ میڈیا اور لہنکر پرسنز کو اپنے اِس عمل کو اپنا طرہ امتیاز بنالینا چاہئے اور یہ کسی بھی دباؤ کے بغیر دورِ جدید کے امیر المومنین اور متوقعہ وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت میں بھی اپنا یہ عمل

ہر صورت میں جاری رکھیں اِس سے ایک اچھا چیک اینڈ بیلنس کا عمل چلتا رہے گا۔
بہر حال...!!اِس میں کسی قسم کی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے کہ گیارہ مئی 2013 کے عام انتخابات میں پی ایم ایل ن) سادہ اکثریت سے وفاق میں حکومت بنانے میں توضرور کامیاب ہو گئی ہے، مگراِسی کے ساتھ ہی اِس کا سخت ترین امتحان بھی شروع ہوگیاہے، اَب دیکھنایہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف مُلک کے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب سنبھالنے کے بعد کیا یہ بجلی کے بحران کے جن سے نمٹ سکیں گے جس نے مُلک کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھاہے...؟اور کیا میاں صاحب اوراِن کی جماعت کے لوگ عوام سے کئے گئے وعدوں کے مطابق ڈرون حملے رکواسکیں گے...؟آج قوم کے ذہنوں میں ایسے بہت سے سوالات اور مخمصے جنم لے رہیں ہیں جن کا تسلیم بخش جواب دینامُلک کی نومنتخب قیادت پر ضروری ہوگیاہے اور ویسے بھی میاں نواز وشہباز شریف اوراِن کی جماعت کے جیالوں نے اپنی الیکشن مہم کے دوران عوامی اجتماعات اورمیڈیاکو دیئے جانے والے اپنے بیانات میں اقتدارکے حصول کے بعد اپنے ہر وعدے اور دعوؤں کو پورا کرنے کا بھی کہاتھاآج قوم کا ہر فرد موجودہ حالات میں متوقع وزیراعظم اور دورِجدیدکے امیرالمومنین میاں نواز شریف اوراِن کی جماعت کے ہر فرد سے اُن کے وعدوں کی تکمیل کی اُمیدرکھتاہے اورتوقع رکھتا ہے کہ میاں نواز شریف اوراِن کی جماعت پی ایم ایل (ن) کے جاںنثار

جیالے مُلک سے بلاکسی تفریق اور سیاسی بغض و کینہ کے کراچی سمیت مُلک بھر سے بجلی بحران کو ختم کرنے اور اِسی طرح جلد مُلک میں ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے بھی کوئی ایسی پائیدار خارجہ پالیسی اور آئندہ کا لائحہ عمل ضرور مرتب کریں گے کہ جس کی بنیاد پر ڈرون حملے رک جائیں گے اور بجلی کا بحران بھی ختم ہو جائے گا جبکہ مُلک کے موجودہ حالات میں امریکی صدر بارک اوباما کی ڈرون حملوں کے حوالے سے نئی پالیسی آجانے کے بعد ڈرون حملوں کو رکوانے کے معاملے میں نو منتخب اور متوقعہ وزیرا عظم نواز شریف کی قبل از خاموش اِس جانب واضح اشارہ دے رہی ہے کہ یہ ڈرون حملے رکوانے میں ناکانام ثابت ہوں گے ۔اِن کی جانب سے پیدا ہونے والے اِس قسم کے خدشات پر تب ہی چیئرمین پاکستان تحریک انصاف عمران خان نے دوٹوک الفاظ میں متوقعہ وزیراعظم نواز شریف سے کہہ دیا ہے کہ نواز شریف جرات کا مظاہرہ کریں اور ڈرون حملے فی الفور رکوائیں ، نواز شریف ڈرون حملوں کے خلاف پالیسی بنائیں تو ساتھ بھی دیں گے تو ہر ممکن قدم بھی اٹھائیں گے ،اُنھوں نے واضح الفاظ میں کہاہے کہ ہم ہر فورم پر ڈرون حملوں کو صدی کا سفاکانہ عمل قرار دیتے ہیں، ہم اپنے معصوم پاکستانیوں ، جن میں بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں اِن سب معصوموں کا قتل دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے ہیں اُنھوں نے کہاکہ حکمران اپنی کانپتی ٹانگیں کنٹرول میں رکھیں اور ڈرون حملوں کے خلاف ڈٹ جائیں ہم اِن کے شانہ بشانہ ہوں گے، عمران خان کا ڈرون حملوں کے خلاف یہ بھی کہنا ہے کہ قوم نے گیارہ مئی

کے انتخابات میں ڈرون حملوں کی مخالفت کرنے والی جماعتوں کو ووٹ دیا ہے،اَب حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ عوام کے اعتماد پر پورا اُتریں اور عوام کو ڈرون حملوں سے جلد از جلد نجات دلوائیں۔

جبکہ آج ڈرون حملوں کے حوالے سے ہمارے یہاں عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ گیارہ مئی 2013 کو پاکستان میں ہونے والے عام انتخابات کے بعد سادہ اکثریت سے حکومت بنانے والی جماعت کی پوزیشن واضح ہوتے ہی امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اوباما کی ڈرون حملوں کے بارے میں بھی نئی پالیسی سامنے آ گئی ہے جس کی روشنی میں پاکستان کے قبائلی علاقوں میں امریکی ڈرون حملوں میں تیزی آنے کا بھی قوی امکان پیدا ہوگیا ہے۔

اگرچہ اِس صورتِ حال کے منظر اور پس منظر میں مجھے اپنے نومنتخب حکمرانوں سے قوم کی بجلی بحران کے خاتمے اور ڈرون حملے رکوانے کی اُمیدیں محض اُمیدیں و حسرت اور مطالبات اور اپیلوں کے سوا کچھ نہیں لگتا ہے، یہ بات میں اِس لئے کہہ رہا ہوں کیوں کہ امریکی صدر کی ڈرون حملوں سے متعلق نئی پالیسی کے اعلان کے ساتھ ہی ہمارے آئندہ آنے والے حکمران اور ایوانِ نمائندگان بھی امریکی دباؤ اور مصالحتوں اور مفاہمتوں کے ساتھ ساتھ تذبذب کا بھی شکار ہوتے نظر آ رہے ہیں،اِن کی یہی پریشانی اور اِن کا یہی اضطراب پن ہے کہ جو یہ

بتارہاہے کہ ہمارے نومولود حکمران کی یہی پریشانی اور بوکھلاہٹ مُلک میں ڈرون حملوں کو نہ رکوانے کی وجہ بنے گی اور اِس بنیاد پر یہ نہ توڈرون حملے بند کرواسکیں گے اور نہ ہی یہ مُلک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو کم ہی کیا ...؟ختم کروانے میں بھی کامیاب نہیں ہوپائیں گے یہاں اگراجازت ہوتو میں یہ عرض کرتاچلوں کہ اگر ہمارے نومنتخب حکمرانوں نے ڈرون حملوں، دہشت گردی اور بجلی کے بحران کے جن کو کنٹرول کرنے سے متعلق اپنی کوئی واضح پالیسیاں نہ مرتب کیں توپھر کیاقوم کواگلے پانچ سال بھی بجلی بحران، ڈرون حملوں اور دہشت گردی میں ہی گزارنے ہوں گے...؟یہ وہ سوال ہے جس کا تسلی بخش جواب دینے کے لئے ابھی ہی سے ہماری نومنتخب قیادت کو متحرک ہوناپڑے گاتاکہ اگلے الیکشن دو یاایک سال یاپھر قسمت سے پانچ سال بعد ہوں تو ہماری نومنتخب قیادت عوام کی دہلیز پر اعتماد اور اطمینان کے ساتھ جائے...! ورنہ ورنہ...اِن کے مقدر میں بھی سابقہ حکمران جماعت کی طرح سوائے ذلت و خواری کے کچھ نہیں آئے گا۔

کرپشن کروں گا نہ کرنے دوں گا، کیا یہ ٹھیک کہا نواز شریف نے۔۔؟

مُلک و قوم کی حقیقی تعمیری و ترقی کے لئے ہمیں خود کو سُدھارنے کی اشد ضرورت ہے۔۔!

اچھا بُرا وقت تو قوموں پر آتا ہی ہے اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے اپنی دانشمندی، ہمت اور بہادری کے ساتھ خود پر نازل ہوئے بُرے حالات اور بُرے وقت کا مقابلہ کیا تو آج وہی قومیں امر ہوئیں ہیں،اور جن قوموں نے وقت کے تھپیڑوں کے آگے اپنی مجبوری ظاہر کردی اور آپسمیں (ہماری طرح) لڑنے جھگڑنے کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا اور اپنی دانش مندی، ہمت اور بہادری کو ایک طرف رکھ کر بُرے وقت اور بُرے حالات کا مقابلہ نہ کیا تو آج دنیا سے اُن قوموں کا نام ونشان بھی مٹ گیا ہے۔

آج یہ لمحہ فکریہ ہے کہ میرے مُلکِ عزیز پاکستان کو بھی توانائی بحران، دہشت گردی، ڈرون حملوں، روزافزوں بڑھتی بے روزگاری، کرپشن اور دیگر مسائل نے (ماضی کے بُرے وقت اور حالات کی شکل میں) اِسے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے،ایسے میں اگرہمیں اگلے وقتوں میں اپنی اگلی نسلوں کے سامنے خود کو

سُرخرو کرنا ہے تو ہمیں اِن حالات میں ایک قوم کی حیثیت سے باہم متحد و منظم رہ کراپنی دانشمندی، ہمت اور بہادری کے ساتھ اِن سب معاشی ، اخلاقی اور سیاسی بُرائیوں کا مقابلہ کرنا ہے ، اور اگر ہم نے ابھی ایک دوسرے کی بُرائیوں پر نظررکھی اور ہم ایک دوسرے کی ذات و کردار اور قول و فعل کو ہدف تنقید بناتے رہے اور خود کو یکجا کرنے کا یہ وقت لڑنے جھگڑنے میں یوں ہی گزار دیا تو پھر یہ یاد رہے کہ خاکم بدہن ماضی کی جھگڑالو قوموں کی طرح ہمارا نام ونشان بھی کہیں نہ مٹ جائے۔

یکم جون 2013 کو قومی اسمبلی کے نومنتخب ارکان نے حلف اُٹھایا اور اِس کا 14 واں تاریخ ساز اجلاس ہوااور اِسی روز پنجاب اور بلوچستان اسمبلیوں کے ارکان نے بھی قومی اوراپنی اپنی زبانوں میں حلف اُٹھایا،اِس روز گیارہ مئی 2013 کے عام انتخابات ہیں،اکثریتی پارٹی کی حیثیت سے مرکز میں حکومت بنانے والی پارٹی پاکستان مسلم لیگ ن) کے صدر اور متوقعہ وزیراعظم اور دورِ جدید کے امیرالمومنین میاں)

محمد نواز شریف (جو 12 اکتوبر 1999 کواپنی دوسری حکومت کو ماضی کے ایک آمر جنرل ر) پرویز مشرف کے ڈسے جانے سے ختم ہونے کے بعد) 13 سال 8 ماہ کے بعد)

تجربات کی بھٹی میں کندن بن کر ایک مرتبہ پھر تُزک اختشام سے پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے تواِن کا فقیدالمثال استقبال کیاگیااور اِن کی جماعت کے کارکنوں سمیت اِن کے حمایتیوں نے بھی اِن کی شان میں نعروں کی صُورت میں

قصیدہ خوانی کرکے پارلیمنٹ کی درودیوار ہلادیئے۔نواز شریف نے پارٹی کے پارلیمانی اجلاس سے بھی خطاب کیا اور اِسی اجلاس میں قائدِ ایوان کے لئے نواز شریف کا نام چوہدری نثار نے پیش کیا جس کی پارلیمانی پارٹی نے منظوری بھی دے دی،اس موقع پر نامزد وزیراعظم اور دورِ جدید کے المومنین میاں نواز شریف نے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کے دوران جن فکرانگیز خیالات کا اظہار کیا وہ یقیناتاریخ کے سُنہرے باب کا حصہ بن گئے ہیں،دیکھا یہ کہ ہے یہ اِن پر آئندہ کتنا عمل کرتے اور کراتے ہیں۔

بہرحال ..! جیساکہ میاں نواز شریف نے کیاخُوب کہا ہے کہ "نہ خود کرپشن کروں گا نہ کسی کو کرنے دوں گا،مُلکی خزانہ لوٹنے والوں کا کڑااحتساب کرناہوگا، اور اِسی طرح اُنھوں نے اپنے تجربات کی روشنی میں یہ بھی خوب کہا ہے کہ " اللہ نے ہمیں ماضی اور کسی کی طرح سمجھوتوں والی حکومت سے بچایا جو میرے اللہ کابڑااحسان ہے موجودہ حالات میں سمجھوتوں پر مبنی حکومت بنانے کے بجائے باہر بیٹھنے کوترجیح دیتے، غربت، بیروزگاری اور دہشت گردی کی بنیادی وجہ خراب معاشی صورتِ حال ہے، اوراس موقع پر اُنھوں نے برملااپنے اِس عزم وہمت کو بھی دہرایاکہ "ہم کسی قسم کی انتقامی سیاست تو نہیں کریں گے تاہم قومی خزانہ لوٹنے والوں کو ہرگزہرز معاف نہیں کیاجائے گا،مُلک کی تعمیر وترقی اور مسائل میں گھیرے وطن عزیز کوآگے لے جانے کے لئے ٹیکس وصولی کا

نظام ہر حال میں بہتر بنائیں گے، اور ہماری اولین ترجیح یہ ہے کہ لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے 550ارب روپے کی ضرورت کو پورا کریں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مُلک کے نامزد وزیرا عظم اور اِس جدید صدی کے امیرالمومنین میاں نواز شریف نے اپنے اِس انتہائی افکرانگیز خطاب میں اِس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ "دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارے چالیس ہزار سے زیادہ لوگ شہید ہوگئے، اربوں کے نقصانات سے دوچار ہوئے، ہمیں اپنے معاملات کی درستگی کے لئے اپنے رویے میں ہر حال میں سنجیدگی لانا ہوگی اور ایک بار پھر نامزد وزیرا عظم میاں محمد نواز شریف نے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں 160 سے زائد ارکان سے خطاب کے دوران قوم کو اِس بات کا بھی عندیہ دیا کہ "انتخابی وعدوں کی تکمیل کے لئے مجھ سمیت میری جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھے گی" اور اِس موقع پر نامزد وزیرا عظم میاں محمد نواز شریف اپنے تاریخ ساز خطاب میں اپنی حکومت کے آئندہ کئے جانے والے ایسے بہت سے اقدامات اور منصوبوں کا بھی تذکرہ کیا اگر جنہیں مستقبل قریب میں حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنا دیا گیا تو یقینا مُلک میں اُس مثبت و تعمیری تبدیلی کے اثرات ضرور نظر آنے شروع ہوجائیں گے جن کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام نے گیارہ مئی 2013کے عام انتخابات میں اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان موجودہ حالات یں جس نازک دور سے

گزر رہا ہے اِس سے نبرد آزما ہونے کے لئے ساری پاکستانی قوم کو پہلے خود کو سُدھارنے کی اَشد ضرورت ہوگی اور اپنے تمام فروعی ، ذاتی، سیاسی اور مفاداتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یکجا ہونا ہوگا۔اوراِسی طرح اپوزیشن بینچوں پر بیٹھنے والی سیاسی جماعتوں کو ایوانوں میں حکومتی اُمور میں ٹانگیں اور روڑے اٹکانے کے بجائے نومنتخب اور نامزد وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی ذات و کردار اور اِن کی جماعت کے قول و فعل اور منصوبوں اور اقدامات پر تنقید برائے تنقید کرنے کے بجائے اِن کے ہر معاملے میں اصلاح کی راہ ڈھونڈنی ہوگی ۔ چلتے چلتے میں ربِ کائنات کے حضور دعاگو ہوں کہ اللہ نواز شریف کو ہمت دے کہ وہ اپنے ذہن کا درست استعمال کرتے ہوئے مُلک کی خدمت کریں اور وہ سب کچھ سچ کر دکھائیں جس کا یہ قوم سے وعدہ اور عزم کر چکے ہیں۔

نواز شریف کو تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب مبارک ہو

نواز شریف کو تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب مبارک ہو۔نواز شریف عوامی توقعات پر پورا اُتریں

نواز شریف قوم تم سے اچھے کی اُمید رکھتی ہے ، نواز شریف صاحب ننگی بھوکی قوم تو66 سالوں سے اپنا خالی پیٹ بھرنے کے لئے ناچ رہی ہے . . .

لو بھئی.. ! 5جون 2013 کواقتدار کی منتقلی کا عمل بھی مکمل ہوگیااور گیارہ مئی کے عام انتخابات میں سادہ واضح اکثریت رکھنے والی جماعت (ن) لیگ کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے مُلک کے 24ویں وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اُٹھالیا ہے اور قوم کی تقدیر بدلنے اور مُلک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر لے جانے کا عزم بھی کرلیا ہے ،تو ایسے میں قوم نومنتخب وزیر اعظم نواز شریف کے قومی فلاح و بہبود کے جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے اور اِن کے آئندہ توانائی کے بحرانوں کے خاتمے سمیت دہشت گردی اور ڈرون حملوں کے تدارک کے ساتھ ساتھ مُلک کو تعمیر وترقی اور قوم کی خوشحالی کے لئے کئے جانے والے منصوبوں کو بھی خوش آئندہ قرار دے رہی ہے۔

اَب اِس تاریخی موقع پر میں اپنے مُلکِ پاکستان کے تاریخ کے طالب علموں کو یہ بتاتا چلوں کہ ہماری 66 سالہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہمارے مُلکِ پاکستان کی سرزمین 27 سال تک وزیرِاعظم سے محروم رہی ہے اِس کی بہت سی وجوہات ہیں بہرحال..! اُن کی تفصیل میں، میں ابھی جانا نہیں چاہتا بس اتنا ضرور یاد رہے کہ ہمارے مُلک میں 27 سال تک کوئی وزیرِاعظم نہیں رہا تھا۔

آج یقیناً 5 جون 2013 کا دن جمعرات پاکستان جیسے دنیا کے ایٹمی مُلک اور اُس کے 19 کروڑ عوام کے لئے خوش بختی اور تبدیلی کا دن اِس لئے تصور کیا جائے گا کہ اِس دن پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے 13 سال اور 8 ماہ بعد 342 کے ایوان میں 244 ووٹ حاصل کئے اور یوں اِنہوں نے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا حلف اٹھایا اور پاکستان کے 24 ویں منتخب وزیرِاعظم کا منصب سنبھال کر تاریخ رقم کردی ہے،اِس دن نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ دنیا نے بھی یہ خود دیکھ لیا کہ 5 جون کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اقتدار ہنسی خوشی ایک جمہوری حکومت سے دوسری بااقتدار منتخب جمہوری حکومت کو منتقل ہوا تو وہیں یہ بات بھی نہ صرف ساری پاکستانی قوم بلکہ نواز شریف بھی خُوب جانتے ہیں کہ جن حالات میں اِنہیں اقتدار سونپا گیا ہے اُن حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے اِن کا بھی کڑا امتحان شروع ہو چکا ہے ۔

اگرچہ آج بجلی بحران، دہشت گردی، کمزور معیشت،امریکی ڈرون حملوں، عسکریت پسندی اور خطے میں بھارت جیسے جنگی عزائم رکھنے والے پڑوسی کی سازشوں سے پیدا ہونے والے حالات اور واقعات کے باعث درپیش چیلنجز میں پریشان حال پاکستانی قوم اپنی بے شماراُمنگوں اور اُمیدوں سے لبریز دل کی گہرائیوں کے ساتھ نواز شریف کو تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب سنبھالنے پر مبارک تو ضرور پیش کر رہی ہے مگر دوسری طرف اِسے یہ اندیشہ بھی کھائے جارہاہے کہ کہیں میاں صاحب بھی ویسے ہی نہ بن جائیں جیسے پچھلے دور کے وہ حکمران رہے تھے جنھوں نے روٹی، کپڑااور مکان کانعرہ تو غریبوں کے لئے لگایا تھامگراِن کا انتہائی افسوسناک عمل یہ رہاکہ وہ اپنے دورِ اقتدار کے پانچ سالوں میں قومی خزانے سے سارے اقدامات اور منصوبے اپنی عیاشیوں اور کمزوریوں کو چھپانے اور اپنے پلر نما (اتحادیوں کے) ناز نخرے اُٹھانے اور اِنہیں منانے میں ہی کر کے گزر گئے، اور قوم کے حصے میں ہمیشہ کی طرح اِس کا خالی دامن اور صرف خالی ہاتھ ہی آیا، مگراِن ساری باتوں کے باوجود یہاں یہ امر قابلِ تحسین ضرور ہے کہ قوم کے ذہنوں میں طرح طرح کے جنم لینے والے وسوسوں اور مخمصوں کے باوجود بھی ساری پاکستانی قوم کواپنے نومنتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے بہت سی اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں،آج یہی وجہ ہے کہ قوم کی نظر میں نومنتخب وزیراعظم اور دورِجدید کے امیرالمومنین میاں محمد نواز شریف آنے والے دنوں میں ایک ایسے مسیحاثابت ہوں گے جواِسے بجلی بحران، دہشت گردی، ڈرون

حملوں ، کرپشن ، بے روزگاری، اقرباء پروری اور خراب ہوتی مُلکی معیشت سے نجات دلوا کر جلد ہی اِسے وہ تمام راحتیں اور سکون نصیب کرادیں گے ، جن کے لئے یہ برسوں سے بیقرار ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نو منتخب وزیرا عظم میاں محمد نواز شریف اپنے دو گزشتہ ادوار کے مقابلے میں اِس مرتبہ کافی منجھے ہوئے اور تجربہ کار وزیر اعظم کی حیثیت سے وزارتِ عظمٰی کے منصب پر فائز ہوئے ہیں آج قوم کو اِن میں وہ تمام خُوبیاں نظر آ رہی ہیں جو بانئ پاکستان حضرت قائدا عظم محمد علی جناحؒ اور لیاقت علی خانؒ میں موجود تھیں،اور آج پاکستانی قوم یہ بھی محسوس کر رہی ہے کہ نواز شریف اور اِن کی حکومت کسی اندورونی اور بیرونی سازش کا شکار نہ ہوئی اور اپنی مدت پوری کر گئی تو پھر یقیناوزیرا عظم میاں محمد نواز شریف پاکستان کو علامہ اقبالؒ کے خوابوں اور قائدا عظم محمد علی جناحؒ اور لیاقت علی خان کے پاکیزہ خیالات اور افکار والا پاکستان ضرور بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جبکہ یہاں یقینا یہ امر ہماری غیرت اور خود مختاری اور ہماری سالمیت کا ضرور غماز رہا کہ 5 جون کو مُلک کے 24 ویں منتخب وزیرا عظم کا حلف اٹھانے کے بعد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے پہلے خطاب میں جس طرح اور جن خیالات

کا اظہار کرتے ہوئے مسائل کے چیلنجز کو قبول کرنے کا عزم کیا وہ بھی قابلِ تعریف ہے اور اِن کا یہ پہلا خطاب ہماری مُلکی تاریخ کے عظیم حصے کا درجہ رکھتا ہے،اِس خطاب کی اہم بات اور سب سے اہم نقطہ جو رہا وہ یہ تھا کہ اُنہوں نے اپنے مخصوص اور مدبرانہ مگر ساتھ ہی انتہائی معصومانہ انداز سے امریکا کو جیسے للکارتے ہوئے کہا ہے کہ "اَب ڈرون حملوں کا باب بند ہونا چاہئے،اِس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اَب امریکا کو اِن وزیراعظم نواز شریف)کے اِس لب و لہجے کو سمجھنا چاہئے کہ وہ اِس کا کیا مطلب (اَخذ کرتا ہے...؟ اور نواز شریف کے اِس لب و لہجے کو اپنی نصیحت کے لئے بہت کچھ سمجھتا ہے یا پھر ڈرون حملوں کو روکنے کے لئے وزیراعظم میاں نواز شریف سے اور کسی لہجے اور ڈرون گرانے جیسے سخت ترین اقدام کی توقع رکھتا ہے۔

آج پی ایم ایل (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کو وزیراعظم منتخب ہونے پر اِن سے پاکستان کی ننگی بھوکی 19 کروڑ عوام کو بہت سی اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں اور پاکستانی قوم کو اِس بات کی قوی اُمید ہے کہ کبھی آمر تو کبھی سول حکمرانوں کے آگے پیچھے پچھلے 66 سالوں سے خالی پیٹ ناچنے والی قوم کے دن پھرنے اور نواز شریف کو تیسری مرتبہ وزیراعظم منتخب ہونے پر مُلک کی گلی کوچوں، بازاروں اور سڑکوں پر ناچنے اور بھنگڑے ڈالنے والی قوم کے پیٹ بھرنے کو ہیں کیوں کہ اِسے آس ہے کہ نواز شریف ہی اِس کے دُکھ

درد کا مداوا کریں گے اور اِسے خیالی جنت سے نکال کر حقیقی جنت میں لے جانے کا ضرور سامان کریں گے اور کراچی یہں ماضی کی طرح کسی انتقامی سیاست کا دروازہ کھولے بغیر اِسے حقیقی معنوں میں اِس کی روایات کے عین مطابق روشنیوں اور امن و آشتی کا گہوارہ بنانے اور ملکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے شہر کراچی سے ٹارگٹ کلنگ اور اغوا کرنے کے بعد قتل کئے جانے کے سلسلے کو بند کرانے کا بھی اقدام کرکے اِس شہر کو پھر سے صنعتی شہر بنانے میں بھی اپنا اہم کردار ادا کریں گے۔

سیاستدان دنیاوی مزے کے خاطر اپنی آخرت تو خراب نہ کریں

زرداری ، نواز شریف ، الطاف حُسین اور مولانا فضل الرحمان کی غیبت اور بہتان لگانے کی وجہ سے عمران خان کو چوٹ لگی ہے...!!

کہا جاتا ہے کہ اِنسان کی اوائلِ عمر میں جو اچھی یا بُری عادات اِس کی ذات میں پنپ اٹھتی ہیں وہی عمر کے باقی حصوں میں بھی نظر آتی ہیں اور اِسی طرح ذہنِ انسانی پر ماحول، صحبت، تعلیم وتربیت سے جو نقوش ثبت ہو جاتے ہیں اور جس طرح کے اچھے یا بُرے خیالات قائم ہو جاتے ہیں وہی بعد میں بھی اِس کی ذات کا حصہ رہتے ہیں سو اِسی لئے تو دانا کہہ گئے ہیں کہ ہر معاملے میں اعتدال اور اعتدال پسندی کو ہی اپنایا جانا چاہئے تاکہ نسلِ انسانی کی ٹھیک تربیت ہوتی رہے، اور اِنسان کو ہر حال میں اپنی ذات کو اِس بات کا بھی پابند بنانا چاہئے کہ اِس کی عمر کے ہر حصے میں بُرائیوں کے بجائے اچھائیاں زیادہ پروان چڑھیں۔

مگر یہاں بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج میں اور آپ جس معاشرے میں بس رہے ہیں اِس میں ہمیں اِنسانوں کی پیدائش بڑھانے سے تو غرض ہے مگر اِس کی ٹھیک تربیت کا خیال اور اِس کی شخصیت بنانے کی جانب کوئی

توجہ دینے والا نہیں ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے مگر یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ ہم اِس اہم نقطے سے غافل ہیں اور ہم نے قوم کی تعلیم وتربیت کا بیڑا اُن لوگوں کے سُپرد کردیا ہے جو جائز و ناجائز مال وزر میں تو توانگر ہیں مگر خود تربیت سے عاری اور قابلِ رحم ہیں یعنی آج ہم اپنے کاندھوں پر پڑی اِس ذمہ داری کا بوجھ سیاستدانوں کے سروں پر رکھ کر اپنی جانیں چُرا رہے ہیں۔

آج ہماری مُلکی سیاست کے میدان میں جو کھلاڑی اپنا فنِ مہارت دکھا رہے ہیں اِن جیسوں کے لئے بہت پہلے ہی سٹیونسن نے ایک انکشاف کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ لگتا ہے کہ سیاست کو ایک ایسا پیشہ بنادیا گیا ہے کہ جس میں کسی قابلیت ومہارت کی ضرورت نہیں" اور آج حقیقت بھی یہی ہے کہ ہمارے مُلکِ عظیم پاکستان میں سیاست کے میدان میں گودنے سے پہلے کسی تربیت یا اخلاقی نشست کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بس اِس میدان میں گودنے کے لئے ضروری ہے کہ اِس کے آباؤاجداد کی چھوڑی ہوئی دولت ہو یا اِس کے اپنے مُلکی اور بیرون مُلک بینک کھاتوں میں (اندھے، کالے دھندے سے کمائی ہوئی) اتنی دولت پڑی ہو، جس سے یہ سیاسی میدان میں اپنا وجود برقرار رکھ سکے، تو بس وہ پاکستان میں سیاست کرنے کا حقدار اور ماہر تصور کیا جائے گا۔

جبکہ گوئٹے جیسے ایک عظیم دانشور نے سیاست کی تعریف کچھ اِس انداز سے کی

ہے کہ اِس کے بعد ہمارے یہاں ایسے لوگوں کا سیاست میں رہنے اور اپنے کندھے چوڑے کرکے سیاسی میدان میں گودنے کا کوئی حق نہیں رہ جاتا ہے جو صرف دولت کے بدولت سیاست کے میدان میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کر رہے ہیں گوئٹے کا سیاست سے متعلق کہنا ہے کہ "سیاست اِنسان کی آسمانی سرگرمی ہے جس سے لاکھوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں وابستہ ہوتی ہیں"۔

مگراِس موقع پر مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑرہا ہے کہ پچھلے کئی انتخابات سے ہم ہر الیکشن میں ایسے سیاستدانوں کو مینڈیٹ کے نام پر اپنا حکمران بنارہے ہیں جو سیاست کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں اور شائد یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایوانوں میں پہنچ کر سیاست کی آسمانی روح کو سمجھے بغیر کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کو بگاڑنے اور اِن کی تقدیروں کو مسخ کرنے کا بیڑااُٹھالیتے ہیں اور اپنی سیاسی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اِسے اقدامات کر گزرتے ہیں کہ اِس سے مُلک کی بقاو سالمیت اور خودمختاری داؤپر لگ جاتی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر بڑی حدتک قابلِ غوراور باعثِ افسوس ہے کہ ہمارے مُلک میں گزشتہ سے پیوستہ ہونے والے انتخابات میں یہ بات بھی باکثرت نظرآئی ہے کہ اِن انتخابات میں جیتنے اور ہارنے والے سیاستدانوں نے ایک دوسرے کی ذات اور

کردار کو جس طرح نشانہ بنایا اِن کے قول و فعل سے اِن سب کی اصلیت کھل کر عوام کے سامنے آ گئی ہے، جہاں اِس طرح الیکشن جیتنے اور اپنی دنیا بنانے کے چکر میں اپنے اِس فعلِ شنیع سے ہمارے سیاستدانوں اور حقِ حکمرانی کے پوجاریوں نے ایک دوسرے کی غیبت کی اور ایک دوسرے پر بہتان لگایا ہے اِس طرح اِنھوں نے اپنے اِس عمل سے قوم کی نظر میں اپنا اعتبار تو ختم کر ہی لیا ہے تو وہیں اِس سے اپنی آخرت بھی تباہ کر ڈالی ہے۔

اَب میں اِس موقع پر اپنی اِس بات کی مزید وضاحت کے لئے یہاں سفرِ معراج النبی ﷺ کے موقع پر حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہونے والے بعض مشاہدات میں سے ایک مشاہدے کا حوالہ دیتے ہوئے ایک حدیث مبارکہ پیش کرنا چاہوں گا "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں... ؟اُنھوں نے جواب دیا کہ "یارسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی اُن کی غیبت کرتے ہیں)اور اُن کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں" (سنن ابوداود)۔

یہاں اگر ہم غیبت کا لغوی معنی دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ غیبت کا مطلب یہ

ہے کہ دوسرے کے سامنے کسی کی برائیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کیا جائے، جسے وہ بُرا سمجھے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے، اور غیبت کی مزید وضاحت صحیح مسلم کی اِس حدیث سے بھی ہو جاتی ہے "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے ..؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اوراِس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اِس طرح کرنا کہ وہ اِسے ناگوار گزرے" لوگوں نے کہا: اگر وہ برائی اِس ہیں موجود ہو تو..؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اِس کے اندر وہ برائی موجود ہو تو تم نے اِس کی غیبت کی اور اگر وہ برائی اِس کے اندر موجود نہ ہو تو تم نے اِس پر بہتان باندھا"۔ آج یہ ٹھیک ہے کہ نو منتخب وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف مُلک کے 24 ویں وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اٹھا کر اپنی ذمہ داریاں گرمجوشی سے ادا کر رہے ہیں اور مُلک کو بجلی کے بحران سمیت ڈرون حملوں کے ناسور سے نجات دلانے کے لئے بھی سخت اقدامات کر رہے ہیں اور یہ ایک، دو روز میں شکرانے کے طور پر عمرے کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب بھی جانے والے ہیں اِنہیں میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ دوران عمرہ غلافِ کعبہ پکڑ کر اللہ سے اپنے اُن گناہوں کی معافی ضرور مانگیں جو اِنھوں نے اپنی الیکشن مہم کے دوران سابقہ حکمران جماعت پی پی پی اور صدر زرداری کی عوامی جلسوں، جلوسوں میں اور اِسی طرح میڈیا پر غیبت اور بہتان لگا کر کئے تھے مجھے یقین ہے کہ ہمارے نو منتخب وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف میری بات پر عمل کر کے رب تعالیٰ کو بھی راضی

کریں گے اور ملک کو درپیش مسائل کے فوری حل سمیت اپنی حکمرانی کی درازیٔ عمر کے لئے بھی اپنے محسن سعودی شیخوں کو بھی منالیں گے اوراس موقع پر میراایسا ہی ایک صائب مشورہ تحریک انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کے لئے بھی ہے کہ جناب آپ نے بھی اپنی الیکشن مہم کے دوران سرفہرست نومنتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سمیت صدرزرداری اور شہباز شریف اور مولانا فضل الرحمان کی بھی خُوب غیبت کی اوراِن سب پر طرح طرح کے بہتان لگائے ہیں آپ بھی اپنے اِن دانستہ کردہ گناہوں کی توبہ اوراپنی جلد صحتیابی کے لئے عمرے پر جائیں اور غلافِ کعبہ تھام کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تو مجھے یقین ہے کہ میرااور آپ کا رب تعالیٰ آپ کے گناہ معاف اور صحتیاب بھی کردے گا بس آپ عمران خان بھی اور وزیراعظم میاں محمد نواز شریف دونوں ایک ساتھ عمرے پر جائیں اور گناہوں سے پاک صاف ہو کر آئیں اور اپنی حکومتیں چلائیں۔

ب سے بجلی ب سے بجٹ

ب سے بجلی ب سے بجٹ ،بجٹ 2013-14 ایسا جو "ن لیگ" کی ہر دلعزیز حکومت نے قوم کو دیا..!

بجٹ خسارہ اور صدر، وزیر اعظم ،وزراء و مشیرانِ مملکت اور اراکین پارلیمنٹ صرف ایک سال تک تنخواہیں اور دیگر مراعات نہ لیں تو...

لو بھئی ..!ہماری نو منتخب حکومت بجلی اور لوڈشیڈنگ سے پریشان حال اپنی عوام کو "ب سے بجلی تو نہ دے سکی مگر اس نے حسبِ خصلت اپنی عوام کو "ب" سے بجٹ 2013-14 جو تین سو ارب خسارے کا بجٹ ہے اِسے ضرور دے دیا ہے اور یہ بجٹ بھی ایسا ہے کہ جس میں مُلک کی غریب عوام کو بجلی ، پانی ، گیس اور دیگر اشیائے ضروریہ کی مد میں ریلیف کم مگر مسائل اور پریشانیاں زیادہ ملنے کا عندیہ دیا گیا ہے جو ہمارے نو مولود وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے ایوان میں اپنے مخصوص انداز سے آنکھیں مٹکا مٹکا کر اور اپنے کندھے اُچکا اُچکا کر پیش کر دیا ہے۔

ویسے آج میرا ادارہ تو اپنا کالم کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے جاری سلسلے اور

گزشتہ پیر کے روز پولیس اہلکار سمیت 14 افراد کے ٹارگٹ کلنگ کی بھینٹ چڑھ جانے سمیت لیاری میں مورچہ بند فائرنگ اور بم حملوں میں خواتین و بچوں سمیت 30 سے زائد زخمی افراد کے بعد لیاری کے دونوں فریقین کے درمیان ڈی سی ساؤتھ، ڈی آئی جی ساؤتھ سمیت دیگر افسران اور رہنماؤں کی موجودگی میں ایک بار پھر جنگ بندی کے قابلِ تعریف عمل پر خراج تحسین پیش کرنے اوراِسی طرح بدترین بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ستائے ہوئے لاہور اور فیصل آباد کے اُن متاثرین سے اظہارِیکجہتی کے طور پر لکھنے کا تھا جو بجلی کی لوڈشیڈنگ پر احتجاج کی پاداش میں لاہور انتظامیہ کے مخصوص حکم پر پولیس کی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہوئے اور ہماری شیر سے زیادہ بہادر اور برق سے زیادہ تیز رفتار پولیس نے جس طرح لاہور میں چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرکے اپنی فرض شناسی کی مثال قائم کی ہے اِسے دیکھ کر مجھے لاہور کی پولیس کی بہادری پر جہاں سوالیہ نشان...؟ نظر آیا تو وہیں یہ بھی محسوس ہوا ہے کہ نواز حکومت شاید اپنی حکمت سے کراچی سمیت مُلک بھر سے بجلی بحران تو ختم نہ کرکے مگر اگلے پانچ سالوں میں یقیناً متاثرین لوڈشیڈنگ کو اِس دنیا سے اُس دنیا میں پہنچانے کا ضرور بندوبست کرتی رہے گی بہرکیف...! میں اِن سطور میں ابھی تو بجلی اور لوڈشیڈنگ کے مارے غریب اور محب وطن لاہوریوں جن میں (عورتیں، بچے اور بچیاں) شامل ہیں اِن کی پولیس کے ہاتھوں مار پر سوائے تھو تھو کرنے کے کچھ نہ کرسکوں... مگر لاہور کی انتظامیہ سے اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ پولیس لوڈشیڈنگ کے

خلاف سڑکوں پر نکلے مشتعل افراد کی گرفتاری کے لئے چادر اور چار دیواری کا تقدس اِس طرح پامال کردے جس سے پولیس کی اپنی شہریوں پر دہشت گردوں سے زیادہ دہشت گردی کا گمان غالب ہوجائے لاہور کی انتظامیہ کو اِس واقعہ کا نہ صرف سخت ترین نوٹس لینا چاہئے بلکہ اِس ریاستی دہشت گردی میں پولیس کی وردی میں ملوث اہلکاروں کو سزائیں دینے کے ساتھ ساتھ اِنہیں نوکریوں سے برخاست کرنے کے بھی احکامات صادر فرمانے چاہئے تاکہ اِس طرح مُلک میں چیک اینڈ بیلنس کی ایسی مثال قائم کردی جائے جو دوسرے صوبوں کی انتظامیہ کے لئے بھی مشعلِ راہ ہو۔ بہر حال....! آج کراچی اور لاہور میں پیش آنے والے واقعات پر اپنا کالم لکھنے کے اِس ارادے کو اگلے روز کے لئے رکھتا ہوں اور میں ابھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ہر دلعزیز حکومت کے اِس پہلے بجٹ 2013-14 کے بارے میں لکھنے لگا ہوں جس سے متعلق اِس عوامی حکومت کے وزیر اعظم اور دورِ جدید امیر المومنین میاں محمد نواز شریف نے انتخابات سے قبل اور بعد میں عوام سے بہت سے وعدے اور دعوے کئے تھے کہ اِن کی حکومت کا پہلا بجٹ عوامی اُمنگوں اور خواہشات کا آئینہ دار ہوگا اور عوام کو اِس میں ہر شعبے میں زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے گا۔

جبکہ آج تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالنے والے "ن لیگ" کے سربراہ اور دورِ جدید کے امیر المومنین کا خطاب پانے والے میاں محمد نواز

د شریف کی ہر دلعزیز حکومت نے اپنا ایسا پہلا بجٹ پیش کر دیا ہے جس کے اچھے اور بُرے اثرات آئندہ چندہ ماہ میں عوام کے سامنے آ جائیں گے۔ جس سے عوام یا تو بلبلا اُٹھیں گے یا ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ اِس بجٹ سے قبل میرے خدشات یہ تھے کہ جن حالات میں نو منتخب حکومت بجٹ پیش کرے گی اِس میں عوام کو زیادہ ریلیف ملنے کے امکانات کچھ کم ہی ہوں گے اور افسوس ہے کہ موجودہ حالات میں میرے خدشات درست ثابت ہوئے ہیں یعنی آج جب 12 جون کو وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے اپنی حکومت کا پہلا بجٹ پیش کیا اور اِس میں نت نئے ٹیکسوں کے اجرا سمیت بجلی کی قیمت میں چھ روپے فی یونٹ بڑھانے کے ساتھ ساتھ روزمرہ کی استعمال کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرنے کا اعلان کرکے مہنگائی کو بے لگام رکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کر دیا تو اِس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتے ہی یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ خود کو ہر سطح پر ہر دلعزیز کہلانی والی ن لیگ کی حکومت کے دل میں اپنی (مالی سال 2012-13 کے مطابق 18 کروڑ 43 لاکھ 50 ہزار) عوام کے لئے کتنا درد ہے اور یہ اِس کے ساتھ کتنی مخلص اور دیانتدار ہے اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ بجٹ 2013-14 پیش کرنے سے ایک روز قبل اسلام آباد میں قومی اقتصادی سروے کے اجراء کے موقع پر وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے اپنی حکومت کی معاشی پالیسی کا جس طرح ولوالہ انگیزی کا سہارا لیتے ہوئے خلاصہ بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ 500 ارب کے گردشی قرضے 60 روز میں ختم کر دیں گے اِس پر میرا خیال یہ ہے اگر نواز

حکومت کے وزیر خزانہ نے اپنی حکمتِ عملی اور مہارانہ دانش سے مقررہ ایام میں اِس اقدام کو حقیقی معنوں میں رنگ بھر دیا تو یہ اِس حکومت کا ایک لائق تحسین اقدام ہوگا ورنہ کچھ نہیں۔۔۔آج میری پریشان حال پاکستانی قوم یہ خُوب جانتی ہے کہ بجلی، گیس، پانی سے محروم رہنے اور مہنگائی کے جن کے شکنجے میں رہنے کے باعث اِس کی زندگی کے ایام کس طرح گزر رہے ہیں جو نہ جینے میں ہے اور نہ مرنے میں اور اگر ہمارے حکمرانوں کی بے حسی اِسی طرح جاری رہی تو اگلے پانچ سال بھی کس طرح گزریں گے اِس خوف سے بھی قوم کی نیندیں اُڑ چکی ہیں۔

اِس بجٹ سے متعلق میں اپنے اگلے کالم میں مزید کچھ کہوں گا مگر بہر حال ۔۔!ابھی میں اجازت چاہنے سے قبل اتنا ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ "اگر واقعی ہمارے موجودہ حکمران بشمول وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کی کابینہ کے وزراء و مشیرانِ حکومت اور اراکین پارلیمنٹ مُلک اور قوم سے مخلص ہیں تو اِن سب پر یہ بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ سب بجٹ خسارے کو کم کرنے سمیت مُلک سے توانائی بحران کو ختم کرنے کے لئے قومی خزانے سے ملنے والی کم از کم اپنی ایک سال کی تنخواہیں اور دیگر ملنے والی مراعات جن میں اِن کا ٹی اے ڈی اے اور اِسی طرح بہت کچھ شامل ہے اِسے نہ لیں اور اگر پھر بھی بجٹ خسارہ کم نہ ہوا تو اِس میں مزید ایک سال کے لئے خود سے توسیع

کردیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اِن مُلک اور قوم سے محبت کرنے والے مخلص
نمائندوں کے اِس عمل سے قوم میں اِن کا احترام اور وقار بلند ہوگا اور اِن کے اِس
چھوٹے سے قابلِ تعریف عمل سے دنیا بھر میں یہ ایک اچھا تاثر اُبھر کر سامنے آئے گا کہ
اَب پاکستانی قوم اپنے مسائل اور نازک حالات سے نبرد آزما ہونے کا عزم کر چکی ہے
اور اِس کی ارادے اور ہمت پہاڑوں سے بلند اور اِن کی چٹانوں سے بھی زیادہ مضبوط
ہیں تو پھر کیا خیال ہے...؟ وزیراعظم اور دورِ جدید کے امیرالمومنین میاں نواز شریف
اور اِن کی حکومت میں شامل افراد اور اراکین پارلیمنٹ ایسا کرکے قوم کو دکھائیں گے یا
اپنے پیش روکی طرح قوم کو مسائل اور خراب معیشت کی دلدل میں دھنسا کر خود قومی
خزانے سے مزے لوٹتے رہیں گے...؟ اور اپنے پچھلوں کی طرح اگلے انتخابات میں منہ
لٹکاکے بیٹھ جائیں گے۔

کیا ساری کڑوی گولیاں عوام کو ہی نگلنی ہیں.؟

کیا ساری کڑوی گولیاں عوام کو ہی نگلنی ہیں.؟وزیر اعظم اور وزیر خزانہ کیا کریں گے..؟
مسلم لیگ ن کی حکومت کے پہلے بجٹ میں عوام کو ٹھینگے اور ٹیکسوں کی بھرمار کے سِوا کیاملا ہے....؟
مسلم لیگ (ن) کے وفاقی وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے وفاقی بجٹ ہیں ٹیکسوں کی معمولی ایڈجسٹمنٹس کی آڑ میں یہ کیسا بجٹ پیش کیا ہے..؟کہ بجٹ منظوری کا عمل تکمیل کو پہنچنے سے پہلے ہی جی ایس ٹی کی شرح ہیں سولہ سے سترہ یعنی صرف ایک فیصد اضافے کے اطلاق کے ساتھ ہی وزارتِ پیٹرولیم نے فوری طوری پر پیٹرولیم مصنوعات اور سی این جی کی قیمتوں میں خودساختہ اضافے کا نوٹیفیکیشین بھی جاری کردیاہے اور عوام پر مہنگائی کا بم گرادیایوں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا حکم نامہ کیا صادر ہواگویاکہ اگلے ہی روز سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بتدریج پیٹرول 86 اورڈیزل کی قیمتوں میں 60 پیسے فی لیٹر اضافہ کردیاگیاہے اوراِس طرح پٹرول 99.77روپے فی لیٹر سے بڑھ کر100.63روپے فی لیٹر، ڈیزل کی قیمت 104.60روپے فی لیٹر سے بڑھ کر105.50روپے فی لیٹر، مٹی کے تیل کی قیمت 80پیسے فی لیٹراضافے کے

بعد 93.79 روپے سے بڑھ کر 94.49 روپے فی لیٹر ہو گئی اور اِسی طرح لائٹ ڈیزل کی قیمت 77 پیسے فی لیٹر بڑھ کر 89.90 روپے فی لیٹر پر آ کر فیکسڈ ہو گئی ہے اور اُدھر ہی سی این جی کی قیمتوں میں مختلف ریجنوں کے حساب سے بھی اضافہ ہوگیاہے اور سونے پہ سُہاگہ یہ کہ اِس حکومتی اقدام سے اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں بھی خود بخود اضافہ ہوگیاہے اور مہنگائی کا اژدھا بے قابو ہو کر عوام کو کھانے لگاہے تو وہیں مُلک میں پہلے سے مہنگائی کے ڈسے عوام پر وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کا پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس میں ظلم ڈھانے اور برق گرانے جیسا یہ جملہ بھی یقیناً عوام کی مشکلات اور پریشانیوں میں مزید اضافے کا باعث بن گیاہے کہ "معاشی حالات صحیح کرنے کے لئے ہمیں کچھ مشکلات کا سامنا ہوگااور قربانیاں بھی دینا پڑیں گی، عوام کو ہماری حکومت کو مضبوط کرنے اور ہماری پالیسیوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ایک دو نہیں بلکہ کلو، منوں اور ٹنوں کے حساب سے کڑوی گولیاں بھی نگلنا ہوں گی، عوام کی اِس قربانی اور جذبے کی بنیاد پر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیاگیاہے، اِن کا کہنا ہے کہ آئندہ سالوں میں افراطِ زر ایک ہندسے میں لانے تک سرکاری ملازمین اور مُلک کے محب وطن عوام کو کڑوی گولیاں نگلنے جیسی بہت سی قربانیاں دینے ہوں گی۔"

جبکہ اِس پر میرا یہ کہناہے کہ اسحاق ڈار جی... ! کیا آپ کی حکومت کے اِس

پہلے بجٹ کی ساری کڑوی گولیاں بیچاری ننگی بھوکی اور مفلس اور مفلوک الحال عوام ہی نگلیں گے ...؟یا ایک آدھ کڑوی گولی آپ اور ہمارے وزیراعظم نواز شریف اوراِن کی حکومت کے وزراء، مشیر اور اراکین سینٹ اور پارلیمنٹ بھی ایک سال تک قومی خزانے سے ملنے والی اپنی ماہانہ تنخواہوں ، ٹی اے ڈی اے،اور اپنے یوٹیلیٹیز بلز سمیت دیگر مراعات کو نہ لے کر آپ لوگ بھی قربانیاں دیں گے...؟اِس بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرکے آپ اِس سے توکڑوی گولی نگلنے کا کہہ رہے ہیں ذراپہلے آپ اور ہمارے وزیراعظم میاں نواز شریف اوراِن کی کابینہ اوراراکین ، پارلیمنٹ توعوام کو بتائیں کہ اِنھوں نے مُلک کو مشکلات سے نکالنے اوراِس کی معیشت کو سہارادینے کے لئے اپنی جیب اوراپنے اندرونِ اور بیرونِ بینک کھاتوں سے کتنی قربانی دینے کا منصوبہ بنایا ہے...؟پہلے عوام کے سامنے آکر میرے دیئے ہوئے مشوروں کے مطابق اِن پر عمل کرکے خودکڑوی گولیاں کھاکر دکھائیں توپھر عوام سے کہیں کہ وہ مُلک کو مشکل حالات سے نکالنے کے لئے کڑوی گولی کھائے...؟ارے جناب اسحاق ڈار جی...؟عوام نے توگیارہ مئی کو عام انتخابات کے دن بھی کڑوی گولی کھائی ہے، جس روزاِس نے دہشت گردی کے باوجود بھی اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر یہ اپنے گھروں سے نکلی اورآپ جیسے کڑوی گولی کھلانے والوں کو ووٹ دے کر اقتدار کی مسندپر بیٹھایااور ایک آپ ہی کہ جوآج بھی خود قومی خزانے سے ہر مراعات لے رہے ہیں اورآئندہ بھی جھولیاں پھیلاپھیلاکراوراپنے

بریف کیس بھر بھر کر لیتے رہیں گے اور اِس پر آپ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرکے، قوم کو مشورہ دے رہے ہیں کہ یہ مہنگائی اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے دب کر کڑوی گولیاں بھی کھائے، ذرا سوچیں اسحاق ڈار جی...؟کیا یہ آپ اور آپ کی حکومت کا کُھلا تضاد نہیں ہے..؟ابھی عوام بجٹ 2013-14 کی مایوسیوں اور پریشانیوں کے دلدل دھنسے عوام اِس سے نکل کر سنبھالنے بھی نہ پائے تھے کہ نواز حکومت کے قوم کی پریشانی اور بے حسی پر مگرمچھ کے آنسو بہانے والے محترم المقام وزیرخزانہ مسٹر اسحاق ڈار نے ایک پری پوسٹ بجٹ کانفرنس میں آئندہ بھی مہنگائی کو طوفان کو بے قابو رکھنے اور اِسی طرح آئندہ بھی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا عندیہ سُنا کر مہنگائی کا بم بار بار گرانے رشبوت دے دیا ہے۔

اگرچہ اسحاق ڈار نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بجٹ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں سے نہیں بنایا گیا ہے مگر اس پر میرا خیال یہ ہے کہ موجودہ بجٹ اِن اداروں کے صلاح مشوروں اور معاشی نکات کو سامنے رکھ کر ہی بنایا گیا ہے کیوں کہ اِس کے گوردھندے سے لگتا ہے کہ بجٹ اِن اداروں نے ہی بنا کر دیا ہے اور ایسا اس لئے بھی محسوس ہورہا ہے کہ اِس بجٹ کے اقدامات بتا رہے ہیں کہ بجٹ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے بنایا ہے صرف پیش نواز حکومت اور پڑھا وفاقی وزیر داخلہ اسحاق ڈار نے ہے کیوں کہ ہماری حکومت کے نزدیک عوام سے زیادہ آئی

ایم ایف اور ورلڈ بینک کے عوام دشمن اقدامات زیادہ عزیز ہیں۔

ہاں البتہ ... ! وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے اِن تمام باتوں کے بعد بجٹ میں تنخواہیں نہ بڑھنے پر مایوس سرکاری ملازمین کو شائد جھوٹی تسلی دیتے ہوئے اتنا ضرور کہہ دیا ہے کہ "اِس بجٹ میں تنخواہیں نہ بڑھنے پر مایوسی کا منہ دیکھنے والے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اگلے سال اضافہ کرکے اِن کی تلافی ضرور کردی جائے گی" مگر اِنہوں نے اپنی اِس یقین دہانی اور جھوٹی تسلی میں یہ نہیں بتایا ہے کہ "اگلے سال تنخواہوں میں جو اضافہ کیا جائے گا وہ کتنے فیصد ہوگا" ... ؟ بس اسحاق ڈار نے اتنا کہہ کر "اگلے سال تنخواہوں میں اضافہ کردیا جائے گا" اپنی اور اپنی حکومت کی جان چھڑانے میں ہی عافیت جانی ہے تاکہ وفاقی بجٹ میں تنخواہوں میں اضافہ نہ ہونے کے خلاف سڑکوں پر نکلے ہوئے مظلوم و بے بس اور بیچارہ مُلک کا انتہائی کمزرو تنخواہ دار سفید پوش طبقہ احتجاج نہ کرے اور اپنے اپنے کاموں پر واپس چلا جائے۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں راقم الحرف کو ایسا لگتا ہے کہ اگر اِس کے بعد بھی کسی سرکاری ملازمین نے تنخواہ میں اضافہ نہ ہونے پر حکومت کے خلاف احتجاج کیا یا نعرے بازی کی تو پھر اِس کو اپنی نوکری سے ہاتھ بھی دھونا پڑ سکتا ہے، جیسا کہ اِس "ن" لیگ کی حکومت نے ماضی میں کیا تھا اور یہ طریقہ

صرف اِس حکومت کے تاجر اور بزنس میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کا ہی ہے، کہ اُنھوں نے اپنی پچھلی حکومتوں میں بھی عوام کو نوکریوں سے نکلا تھا، اور اُنھوں نے ہی اپنے پہلے اور دوسرے دورِ اقتدار میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مشوروں سے مُلک میں گولڈن شیک ہنڈ اور ڈاؤن سائزنگ کا عمل متعارف کرواکر مُلک کے مالیاتی اداروں سے لاکھوں ملازمین کو نکالا تھااور کئی اداروں کی نج کاری کرکے اُن اداروں کی ساکھ کا بیڑا غرق کیا تھا، شائد اِس مرتبہ بھی اِن کی حکومت ایسا ہی کچھ کرے، تب ہی اِن کی حکومت نے اپنے پہلے ہی بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ایک کوڑی کا بھی اضافہ نہ کرکے اپنے آئندہ کے منصوبوں اور لائحہ عمل کا واضح اشارہ دے دیاہے، جبکہ بجٹ کی منظوری کے بغیر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 14 جون کی شب سے ہونے والے اضافے کا چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری از خود نوٹس لے چکے ہیں اور اِس سے متعلق حکام کو نوٹس بھی جاری کرچکے ہیں اور اَب اِس کیس کی سماعت بھی ایک تین رکنی بینچ کررہاہے اُمید ہے کہ اِس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے اور اِس کے ثمرات جلد مہنگائی کے مارے عوام تک پہنچیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ مسلم لیگ "ن" کی حکومت کے پہلے بجٹ میں عوام کو ٹھینگے اور ٹیکسوں کی بھر مار کے سِوا ملاہی کیا ہے...؟جی ہاں..! یہ وہی پاکستان مسلم لیگ ن اور اِس کے رہنماء ہیں جنھوں نے انتخابات سے قبل اپنی انتخابی مہم کے

دوران اپنے بڑے بڑے عوامی اجتماعات، جلسے، جلوسوں، ریلیوں اور میڈیا میں بحث و مباحثوں کے پروگراموں میں سابقہ حکومت کی مُلک میں بڑھتی ہوئی غربت اور بے روزگاری اور عوام دُشمن اقدامات سے متعلق کردار کشی کرنے میں اپنے گلے پھاڑے اور اپنی عوام کے ساتھ محبت اور اُلفت کا جو ڈھونگ رچایا آج" ن" لیگ کے پہلے ہی بجٹ میں موجودہ حکومت کے سیاسی بہروپیوں کے اصل چہرے کھل کر عوام کے سامنے آ گئے ہیں آج جس سے عوام میں شیر کے نشان والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) سے نفرت اور بیزاری کا عنصر تیزی سے بڑھنے لگا ہے اور عوام میں موجودہ حکومت کا وقار بری طرح سے مجروح ہو رہا ہے قبل اِس کے کہ عوام کے نزدیک اِس شیر کے نشان والی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا گراف ختم ہو جائے اِسے بجٹ میں عوام دشمن کئے گئے اقدامات کو فی الفور واپس لینے کے اقدامات کو یقینی بنانا ہوگا تاکہ عوام کا حکومت اور اپنے ہر دلعزیز وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کی حکومت پر اعتماد بحال ہو۔

کوئٹہ کے تین المناک سانحات، غمزدہ قوم وہمارے حکمران..اور بھارت وامریکا

آج بلوچستان کے دار لحکومت کوئٹہ میں، راکٹوں اور خود کش بم حملوں کے نتیجے میں قائدا عظم ریزیڈنسی، ویمن یونیورسٹی اور بولان میڈیکل کمپلیکس میں پیش آنے والے واقعات نے ساری پاکستانی قوم کو غمزدہ کردیاہے تو وہیں میری قوم کے اِس جذبے کو بھی ضرور بیدار کردیاہے کہ آج اگراِسے اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی بقاو سالیمت چاہئے تواِسے اپنے تمام فروعی، ذاتی و سیاسی اور رنگ ومذہب کے اختلافات کو بھولا کر ہر صورت میں یک دل اوریک جان ہوناپڑے گااوراپنی آستینوں میں چھپے اور اپنے اردگرد موجود اُن دہشت گردوں اور اغیارکے ڈالر خرید قاتلوں اور سرکشوں کا ضرورپتالگاناہوگاجو اپنی انسانیت سُوزاور گھناؤنی کارروائیاں کرکے میرے جنت نظیر وطن کو تباہ اوراِس کے باسیوں کو مار کر اپنے آقاؤں کی خوشنودیاں حاصل کرکے اِن کے عزائم کی تکمیل کررہے ہیں اور جواَب ہمیں بھی مجبور کررہے ہیں کہ اِنہیں باتوں کے بجائے لاتوں سے سمجھایاجائے جن کے بارے ہیں شاعر نے کیاخُوب کہاہے کہ:-

تعریف غاصبَانِ زمانہ کی ہے یہی
اِنصاف کو، وفا کو، وہ پہچانتے نہیں

اِن سَسرکشوں کا دَہر میں زنداں علاج ہے
لاتوں کے بُھوت، بات کبھی مانتے نہیں

جبکہ یہاں یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ موجودہ حالات میں میرے مُلک پر عذاب بن کر پھیلے ہوئے سَسرکشوں نے اپنی ناپاک کارروائی سے بلوچستان کے علاقے زیارت میں میرے بابائے قوم قائدِاعظم محمد علی جناح کی رہائش گاہ قائدِاعظم ریذیڈنسی کو بھی نہیں چھوڑا، لکڑی کی بنی ہوئی اِس خُوبصورت عمارت جس میں قائدِاعظم کے نوادرات موجود تھے اِس بنا پر یہ عمارت ہماری قومی ورثے کا درجہ رکھتی تھی اِس قومی عمارت پر مُلک دشمن دہشت گردوں نے جمعے اور ہفتے کی درمیانی رات ایک بج کر سترہ منٹ پر پانچ بموں سے حملے کئے۔ حملے سے کانسٹیبل محمد طاہر شہید اور عمارت مکمل طور پر تباہ ہوگئی، یہ ہماری وہی تاریخی عمارت تھی جس بیں بانیٔ پاکستان حضرت قائدِاعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگی کے انتہائی اہم اور آخری ایام گزرے تھے، لکڑی سے بنی اِس خوبصورت عمارت کے کئی کمروں میں قائدِاعظم محمد علی جناح کے آخری ایاّم میں زیرِ استعمال رہنے والی اشیاء کے علاوہ ایسی کئی نادر تصاویر آویزاں تھیں جو بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے اپنی بہن، بلوچستان کے قبائلی عمائدین اور اِس وقت کی کئی سیاسی و سماجی سرکردہ شخصیات کے ساتھ کھنچوائی تھیں، ہمارے اس تاریخی ورثے کو قائدِاعظم اور اِن کے پاکستان سے شاید نفرت کرنے والوں

نے راکٹ حملوں سے اِس عمارت اور اِس میں موجود قومی ورثے کو جلا کر خاکستر کر دیا، ابھی میری ساری پاکستانی قوم بلا رنگ و نسل، سرحد و مذہب کے اپنی ملی یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اِس عمارت کے خاکستر ہوجانے اور اپنے قومی ورثے کو کھوجانے کے غم میں سراپا احتجاج تھی اور اپنے قائد کی اِس یادگار اور قومی ورثے کی تباہی پر حکمرانوں سے یہ مطالبہ کررہی ہے کہ اِس میں ملوث عناصر کو جلد گرفتار کرکے نشانِ عبرت بنادیا جائے کہ یہ اطلاعات آئیں کہ قائدِ اعظم ریزیڈنسی پر حملے کی ذمہ داری بلوچ لبریشن آرمی نے قبول کرلی ہے، جبکہ یہ خبر بھی سامنے آئی کہ یہ 1892ء میں تعمیر ہونے والی اِس خوبصورت اور پُروقار عمارت کی تباہی کے بعد حملہ آوروں نے اِس عمارت سے پاکستان کا جھنڈا اُتارا اور بلوچستان لبریشن آرمی (بی ایل اے) کا جھنڈا لگادیا جبکہ حکومتی سطح پر اِس واقع سے متعلق تحقیقات کی جارہی ہے اور اُمید کی جارہی کہ اِس واقع میں ملوث عناصر تک پہنچ کر آئین پاکستان کے حد سخت ترین سزا تجویز کی جائے گی۔

ابھی قوم زیارت میں قائدِ اعظم کی ریزیڈنسی کے تباہی کے سانحہ سے نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ اِسی روز بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں دہشت گردوں نے شہر میں دو دھماکے کرکے شہر کو لرزادیا اور کئی معصوم انسانوں کی زندگیاں چھین لیں، جبکہ ایک روز بعد کوئٹہ انتظامیہ اور پولیس کی تحقیقات کے مطابق

پہلا دھماکہ بروری روڈ پر واقع سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کی طالبات کی بس میں طالبہ کے لباس ہیں ایک عائشہ نامی خاتون نے خود کو اُڑا کر کیا اِس دھماکے کو کوئٹہ انتظامیہ اور پولیس ذرائع نے خودکش دھماکہ قرار دیا جس کے نتیجے 15 طالبات ہلاک اور کئی زخمی ہو گئیں ابھی بولان میڈیکل کمپلیکس میں بس حادثے میں زخمی ہو جانے والی طالبات کو طبّی امداد دی جا رہی تھی کہ اِسی دوران شعبہ حادثات میں ایک اور دھماکہ ہو گیا جسے کوئٹہ انتظامیہ اور پولیس زرائع ریموٹ کنٹرول کے ذریعے خودکش بم دھماکہ قرار دے رہے ہیں بولان میڈیکل اسپتال میں ہونے والے دوسرے دھماکے اور فائرنگ کے نتیجے ہیں ابتدائی رپورٹ کے مطابق ڈپٹی کمشنر کوئٹہ، ایک نرس، اہلکار، 2 راہ گیر اور ڈاکٹر سمیت 32 افراد شہید ہوئے اور دہشت گردوں نے بولان 4 میڈیکل کالج کی ایمرجنسی ہیں ڈاکٹروں اور دیگر لوگوں کو جس طرح یرغمال بنا کر گولیاں برسائیں اور دہشت گردی کی اِس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ بلوچستان میں دہشت گردوں نے بلوچستان کی تباہی اور اِنسانوں کو موت کی وادی میں دھکیلنے کا ٹھیکہ دے لیا ہے، اگرچہ دہشت گردوں کے اِس وحشیانہ حملے پر فورسز کی جوابی کارروائی کے نتیجے میں چار حملہ آور اغیار کے پٹھو اور ڈالر خرید قائل واصلِ جہنم ہوئے اور ایک ٹلکٹ دشمن شیطان زندہ گرفتار کر لیا گیا جبکہ بس بم دھماکے اور اسپتال پر حملے کی ذمہ داری کالعدم شدت پسند تنظیم لشکر جھنگوی نے دیدہ دلیر اور اپنی بدمعاشی سے ایسے قبول کر لی ہے جیسے یہ حکومت کو چیلنج کر رہی ہے کہ

ہمیں ہماری دہشت گردی کے عزائم سے یہ روک سکتی ہے تو روک لے۔اِس پر راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ حکومت کو اپنی رٹ ہر حالت میں قائم کرنے کے لئے ہر وہ اقدام ضرور اُٹھانا چاہئے جس سے دہشت گردوں کا قلع قمع ہو سکے گا۔

اَب خواہ اِس میں بی ایل اے اور کالعدم شدت پسند تنظیم لشکر جھنگوی سمیت کسی اور مُلک دشمن گروہ کے ہی دہشت گرد کیوں نہ شامل ہوں اِن سب کا سر تن سے ضرور علیحدہ کرنا ہوگا۔اور ہمیں اپنے وطن کے مرجھائے ہوئے پھولوں اور خشک باغات میں دوبارہ سے تازگی لانی ہوگی ہمارا یہ مُلک جس کے ماضی اور حال کے بارے میں شاعر نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ اِس طرح سے کیا ہے۔

وہ گُل کدہ پاک، مہکتے تھے جہاں پھول
سُوکھی ہُوئی شاخوں کے نشاں دیکھ رہاہُوں
ہر شاخ و شجر پر، جہاں جنّت کا گماں تھا
مُرجھائے ہُوئے پُھول وہاں دیکھ رہاہُوں

اللہ تعالی نے میرے مُلک پاکستان کو کیا کچھ نہیں دیا ہے، ہم اپنے اللہ کی اِس رحمت پر اِس کا جتنا شکرادا کریں وہ بھی کم ہے۔اَب یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں اور نااہلی کی وجہ سے اپنے صوبوں سندھ، بلوچستان، پنجاب اور

خیبر پختونخواہ کی زمینوں میں چھپے قدرتی وسائل کا استعمال نہیں کرپارہے ہیں، اور طرح طرح کے مسائل اور مشکلات کا شکار ہیں، مگر جن دُشمنوں کی میرے مُلک کی زمینوں میں چھپی معدنیات اور قدرتی وسائل پر گندی نظریں جمی ہوئیں ہیں وہ اپنی طرح طرح کی سازشوں سے اِن پر قبضہ کرنے کی چالیں چل رہے ہیں،اور بلوچستان کو ہم سے علیحدہ کرانے کے لئے ہمارے ہی لوگوں کو اِن میں احساس محرومی بھر کر اس سے اپنے لئے ہر وہ کام کرا رہے ہیں جس میرے وطن کے اِنسانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور جس سے اِن مُلک دُشمن عناصر کی سازشوں کو تقویت مل رہی ہے اِس صورت حال میں راقم الحرف کا قوی یقین یہ ہے کہ آج میرے مُلک میں کسی بھی تنظیم کے نام پر دہشت گردی کی جتنی بھی کارروائیاں ہو رہی ہیں اِن سب کے پیچھے ہمارے دوست نماپڑوسی اور سات سمندر پار کے وہ ممالک شامل ہیں جو ہماری ترقی اور خوشحالی سے خائف ہیں اور جو میرے مُلک کی سالمیت اور بقا کبھی نہیں چاہتے ہیں اور جو ایک دوسرے کے کاندھے پر چڑھ کر خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرکے ہمیں اپنے اشاروں پر ناچنے والا لٹو بنانا چاہتے ہیں اور اِسی طرح ہماری ایٹمی صلاحیتوں کو ہوا میں اُڑا کر ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں جبکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکے گا جیسا یہ چاہتے ہیں، ہماری خاموشی کو زرخرید قاتل مجبوری نہ سمجھیں،مُلک کا ایک ایک بچہ اِن اغیار کے اِن زرخرید دہشت گردوں کو واصلِ جہنم کے لئے حکومت کا ساتھ دے گا۔

جی ایس ٹی کا نفاذ غیر قانونی ہے یا قانونی....؟

اَب یہ بحث ختم ہونی چاہئے.....!
مُلک کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے کیا آپ کو بھی میری طرح ایسا نہیں لگتا ہے..؟ کہ آج سرزمینِ پاکستان سیاستدانوں اور دہشت گردوں کے ناجائز اقدامات اور عزائم کے لئے اکھاڑہ نہیں بن گئی ہے...؟ سیاستدانوں کا جب جی چاہتا ہے یہ آپس میں لڑ لیتے ہیں اور دہشت گردوں کو بھی میرے دیس میں اتنی آزادی حاصل ہے کہ یہ بھی جہاں چاہیں اور جب چاہیں بم دھماکوں، ٹارگٹ کلنگ، اور خودکش حملوں سے اِنسانی خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیتے ہیں اور اپنے مزید عزائم کی تکمیل کے خاطر پہلے سے کہیں منظم اور مربوط ہو کر سرگرم رہتے ہیں، اِس میں قصور کس کا ہے...؟ آج تک کوئی اِس کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکا ہے، کہ صرف میرے ہی دیس میں یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے...؟ آج جسے دیکھ کر انسانیت بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے لگتی ہے اور چھپنے کو کونا تلاش کرتی ہے۔
میرے مُلک میں الزام لگانا سانس لینے سے بھی کہیں زیادہ آسان ہو گیا ہے، جس کو دیکھو سب ایک دوسرے پر الزام لگانے میں اِس طرح مصروف رہتے ہیں کہ جیسے یہ

اِن کا کوئی قومی فریضہ ہے، جو دوسرے پر جتنا زیادہ الزام اور بہتان لگائے گا وہ اتنا ہی معتبر اور محترم ہوگا،ہماری سابقہ حکومت اور اِس سے بھی پچھلی جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں اِن سب کا بس یہی ایک کام تھا کہ اپنے پچھلوں پر الزامات کی بھرمار کرنااور اپنی حکومتی مدت جیسے تیسے کرکے گزر جانا ہوتا تھا۔

مگرآج بد قسمتی سے گیارہ مئی کے عام انتخابات سے جو حکومت وجود میں آئی ہے،اِس کے لچھن بھی کچھ اپنے پچھلوں سے مختلف نہیں ہیں،اِس نے بھی آتے ہی اُس ہی روش پر چلنے کی ٹھان لی ہے جس پراِس کے پچھلے چلا کرتے تھے یعنی اِس نے بھی قومی خزانہ خالی ہونے کا نعرہ لگایاہے اور غریبوں کی خون پسینے کی کمائی پر ٹیکس عائد کرکے اِسے بھرنے کا ڈھونگ رچانا شروع کردیاہے اِس حوالے سے موجودہ حکومت نے حالیہ بجٹ میں جنرل سیلز ٹیکس کی مد میں ایک فیصد اضافہ کرکے غریبوں کو مہنگائی کے بوجھ تلے دبانا چاہاتھا مگر وہ تو اللہ بھلا کرے ہمارے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری صاحب کا جنھوں نے اِس پر فوراً نوٹس لیا اور یوں گزشتہ جمعے کو سُپریم کورٹ نے بارہ جون کو پیش کئے جانے والے وفاقی بجٹ 2013-14 میں جی ایس ٹی میں ایک فیصد اضافے کو کالعدم قراردے دیاہے اور اَب اِس کے بعد یہ بحث بھی ختم ہوجانی چاہئے کہ جی ایس ٹی کا نفاذ قانونی تھا یا غیر قانونی...اَب کیوں کہ سپریم کورٹ کے فیصلے نے یہ اچھی طرح سے واضح کردیاہے کہ پارلیمنٹ سے بجٹ کی منظوری کے بغیر جی ایس ٹی

کا نفاذ غیر آئینی ہے ،اور حکومت پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر کوئی ٹیکس وصول نہیں کر سکتی ہے، تو پھر وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار کا کیا یہ کہنا مضحکہ خیز نہیں ہے کہ " جی ایس ٹی کا نفاذ قانونی تھا، عوام نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے مجھے کوئی معیشت سے متعلق کچھ نہ سمجھائے، ملک کو ٹھیک کرنے کے لئے تکلیف دہ فیصلے کرنے ہوں گے اور (امیروں کو بچا کر غریبوں پر ٹیکسوں کی بھرمار کرکے) ٹیکسوں کے ذریعے ہی پیسے جمع کئے جائیں گے البتہ . . !اِن کا یہ سب کچھ کہہ لینے کے بعد یہ بھی کہنا تھا کہ " سُپریم کورٹ کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں" جبکہ اِن کے برعکس اپوزیشن کی جماعتیں پی پی، تحریک انصاف، متحدہ قومی موومنٹ اور جماعت اسلامی کا کہنا ہے کہ حکومت کو ہر حال میں سُپریم کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہوگا کیوں کہ جی ایس ٹی کا نفاذ غیر آئینی تھا " آج یقیناسپریم کورٹ کے فیصلے سے مُلک کے غریب عوام کی فتح ہوئی ہے اور سُپریم کورٹ کے اِس فیصلے سے اِن میں جینے کی اُمید پیدا ہو گئی ہے ۔

سُپریم کورٹ کا فیصلہ یقیناایک تاریخی اہمت کا حامل فیصلہ ہے جہاں اِس کے مستقبل قریب میں دور رس نتائج برآمد ہوں گے ،تو وہیں عوام میں یہ عنصر بھی یقیناپروان چڑھے گا کہ آج مُلک میں عدلیہ آزاد ہے اور ہر غریب کے لئے بھی انصاف کے دروازے کھلے ہیں جو ماضی ہیں غریبوں کے لئے شائد بند کر دیئے گئے تھے مگراِس کے باوجود بھی میں اکثر یہ سوچتا ہوں کہ میرے مُلک کے حکمران جو

غریبوں کے ہی ووٹ سے آتے ہیں، اقتدار کی مسند پر قدم رکھتے ہی اِن کی ذات میں منافقت اور جھوٹ وفریب اور مفادات کا عنصر کہاں سے غالب آ جاتا ہے ...؟ کہ یہ اُن لوگوں کے لئے ہی کیوں جلاد بن جاتے ہیں جو اِنہیں ووٹ دے کر اقتدار کی سیج تک پہنچاتے ہیں...؟ یہ اور میری طرح آپ کے ذہن میں بھی ایسے کئی سوالات ضرور پیدا ہوتے ہوں گے مگر اِن کا کوئی جواب نہیں دے پاتا ہے کیوں کہ ہم جن سے اپنے سوالات کا جواب چاہتے ہیں اُن کے پاس ہمارے اِن سوالات کے جوابات نہیں ہوتے ہیں یا وہ دانستہ طور پر دینا ہی نہیں چاہتے ہیں۔

جبکہ آج یہ حقیقت ہے کہ میرے مُلک کا ہر سیاستدان اور حکمران نیا پاکستان بنانے اور ایک نئی دنیا پیدا کرنے کا عزم تو بہت کرتا ہے مگر وہ اپنے اِس عزم میں اُن غریبوں کو بھول جاتا ہے، جو اِسے اِس کے خوابوں کی تعبیر کے لئے تیار کرتے ہیں اور جو اِس کے ایک اشارے پر اپنا تن من اور دھن اور وہ سب کچھ جو اِن کی ذات سے منتھی ہوتے ہیں اُنہیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی اِن غریبوں کے حصے میں احساسِ محرومی اور ٹھوکروں کے سوا کچھ نہیں آتا ہے۔

دانا کہتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے میں زندگی کے اثار اور ترقی کی رفتار کا اندازہ لوگوں کے طرز زندگی اور معیشت سے لگایا جاسکتا ہے، مگر افسوس ہے کہ

گزشتہ کئی سالوں سے میرے ملک میں نہ کوئی ایسا معاشرہ موجود ہے جسے دیکھ کر یہ انداز لگایا جائے کہ یہاں کون سی تہذیب پنپ رہی ہے اور اِس میں کس انداز کی زندگی رواں دواں ہے اور اِسی طرح اِس کی معیشت کا کیا معیار ہے...؟ یہ سب کچھ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اغیار کی جنگ میں خود کو جھونک کر اپنا معاشرہ، اپنی تہذیب، اپنی طرزِ زندگی اور اپنی معیشت کا بھی بیڑا غرق کر دیا ہے، مگر ابھی وقت ہے کہ اگر ہم آج بھی اغیار کی جنگ سے نکل جائیں تو ہمارے دہشت گردی سمیت اور بہت سے اندرونی او ربیرونی مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہمارا ملک بھی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو کر اُوجِ ثُریا کی اُن بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے، جس سے اغیار ہمیں روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور چند کروڑ ڈالرز کی بھیک دے کر ہمیں اپنی جنگ میں دھکیل کر مزہ لوٹ رہے ہیں۔

نسوار خریدنے اور بیچنے والے کو 5 کوڑوں کی سزا

پوپ فرانسس کا پیغام و دُعا،ایک کالم بلاعنوان...!!
ایک خبر جو برطانوی نیوز ویب سائٹ سے گھومتے گھوماتے اور پشاور خیبر ایجنسی سے ہوتی ہوئی آئی ہے کہ خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں کالعدم تنظیم لشکرِ اسلام نے نسوار خریدنے اور بیچنے پر پابندی عائد کردی ہے اور ایسا کرنے والے کو 5 کوڑوں کی سزا دینے کا بھی اعلان کردیا ہے،ویب سائٹ کے مطابق نسوار پر پابندی لگانے کا اعلان لشکرِ اسلام کے متحرک امیر منگل باغ نے کیا ہے،اِس خبر سے یقینا خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے وہ نسوار کے عادی پختون بھائی حیران اور پریشان ہوگئے ہوں گے جو صبح اٹھتے ہی نسوار کی ایک چٹکی لگا کر دن بھر کے اپنے معاملاتِ زندگی کا آغاز کرتے ہیں اور اِسی طرح دن بھر محنت مشقت کرکے گھر آنے کے بعد رات میں بستر پر جانے سے پہلے ہی ایک چٹکی اپنے منہ میں رکھ لیتے ہیں اور ساری رات اِس چٹکی کے مزے لوٹنے اور حسین و جمیل خواب دیکھنے میں ہی گزار دیتے ہیں۔
اَب اِس پابندی سے اِن کا کیا بنے گا..؟جو نسوار کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور

نسوار اِن کے لئے بنائی جاتی ہے،، ذرا ٹھیریئے... ! بات صرف پابندی پر ہی ختم نہیں ہو گئی ہے، اِسی خبر میں یہ بھی ہے کہ " امیر منگل باغ نے کہا ہے کہ نسوار کھانا اور سگریٹ نوشی کرنا غیر اسلامی اور غیر شرعی فعل ہے اور شریعت کی رو سے حرام ہے، اِسے لئے خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں جو بھی نسوار خریدتے یا بیچتے پایا گیا اُسے 5 کوڑوں کی سزا ملے گی، اور اپنے خطاب میں منگل باغ نے تحصیل باڑہ کے تمام قبائل سے کہا ہے کہ یکم رمضان سے نسوار اور سگریٹ سمیت دیگر نشہ آور اشیا کے استعمال پر سختی سے پابندی ہو گی اور اِسی کے ساتھ ہی خبر میں یہ بھی ہے کہ لگے ہاتھوں منگل باغ نے خواتین کے پہاڑی علاقوں سے لکڑیاں اور گھاس وغیرلانے پر بھی پابندی لگادی ہے"۔ بظاہر تو اِس خبر سے یہ لگتا ہے کہ تحصیل باڑہ میں منگل باغ کی طرف سے جو نسوار کی خرید و فروخت اور استعمال کرنے پر کوڑے مارنے اور خواتین پر پہاڑ سے لکڑی اور گھاس لانے پر جو پابندیاں عائد کی گئیں ہیں ، اِن سب کے پیچھے امریکی،،برطانوی اور فرانسیسی ہو سکتے ہیں ، کیوں کہ اِس قسم کی پابندیوں کا مطلب صاف طور پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ نسوار پر پابندی اور کوڑے مارنے کی سخت سزا کا اعلان پختون بھائیوں کی صدیوں پرانی ثقافت پر ایک حملہ ہے، یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پشاور اور تحصیل باڑہ سمیت دیگر علاقوں کے لوگ کوئی آج سے تو نسوار کا استعمال نہیں کر رہے ہیں، اِن کی کئی نسلیں ، اِس کا استعمال کرتے گزر گئیں ہیں، اور آج منگل باغ نے یہ انکشاف کر دیا ہے کہ نسوار کا استعمال غیر اسلامی

اور غیر شرعی ہے، (البتہ سگریٹ کا استعمال تو غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے) مگر نسوار کا استعمال بھلا کیسے غیر اسلامی اور غیر شرعی ہو سکتا ہے....؟اور آج منگل باغ کے فتویٰ کے مطابق نسوار غیر اسلامی اور غیر شرعی ہو گیا ہے، تو اُن کا اپنے پُرکھوں کے بارے میں کیا خیال ہے...؟ جو نسوار کا استعمال کرتے کرتے دنیا سے کوچ کر گئے، آج منگل باغ کے نزدیک اُن کے اِس عمل کے بعد اُن کی حیثیت کیا ہو گی...؟ منگل باغ ذرا یہ بھی واضح کر دیں تو اچھا ہو گا۔

ارے بھئی...! منگل باغ صاحب کی انوکھی اور پریشان کُن ساری باتیں اپنی جگہہ ... مگر یہ بھی تو یاد رہے کہ نسوار پختون بھائیوں کی ثقافت اور پہنچان کا ایک تاریخی ورثہ ہے، اِن کے یہاں کسی علاقے میں شائد یہ بھی قدیم روایات موجود ہو کہ پیدا ہونے والے بچے کی کان میں اذان کے بعد جو سب سے اچھا عمل کیا جاتا ہے، وہ شائد گھوٹی کے طور پر شہید یا کسی اور میٹھی چیز کو بچے کی زبان پر رکھنے کے بجائے سب سے پہلے نسوار کی ایک چھوٹی سی چٹکی رکھی جاتی ہو اور اِن کا یہ عمل اِس بات کا غماز ہو کہ اَب بچہ مسلمان ہونے کے بعد پکا پختون بھی بن گیا ہے، اَب ایسے میں بھلا اِس ثقافت کو منگل باغ اپنے ایک اعلان سے کیا ختم کر پائیں گے...؟ یقیناً نہیں...! شائد منگل باغ کو اپنے سے منسوب اِس خطاب اور بیان کے بارے میں خود بھی پتہ نہ ہو جو برطانوی نیوز ویب سائٹ نے چلا دیا ہے، راقم الحرف یہ سمجھتا ہے کہ اِس طرح کے اقدام سے منگل باغ

کا اثر اپنے علاقوں میں ختم ہوگا، اور اُن علاقوں میں اِن کے خلاف نفرت اور بغاوت کا جذبہ اُبھرے گا۔اَب ایک بار پھر راقم الحرف اپنے اِس خدشے کا اظہار رکرنا چاہے گا کہ " منگل باغ سے منسوب کرکے.برطانوی نیوز ویب سائٹ نے یہ خبر خود چلاکر منگل باغ کے خلاف لوگوں میں نفرت اور بغاوت کا عنصر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، کیوں کہ لگتاہے کہ اَب امریکا اور برطانیہ کے نزدیک منگل باغ کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے اِنہیں اِس سے (منگل باغ) سے جو کام لینا تھالے لیا ہے اِس لئے اُنہوں نے اِس کے خلاف ایک سازش کے تحت ایسے اقدامات کرنے شروع کردیئے ہیں کہ جس سے منگل باغ کے خلاف لوگوں کو اُکسایا جائے،اور اِس طرح اِسے اپنے راستے سے ہٹاکر اپنا اُلوسیدھا کرلیاجائے، نسوار سے نفرت اور سگریٹ سے محبت.برطانوی،امریکی اور دیگریورپی ممالک کے لوگوں کو تو ہوسکتی ہے مگر کسی پختون بھائی کو نسوار سے نفرت کبھی نہیں ہوسکتی ہے، یہ بات منگل باغ اور دوسروں کو ضرور سمجھنی چاہئے۔

****

اُمتِ مسلمہ کا ایمان ہے کہ ساری کائنات کا ازل سے ابدتک صرف ایک ہی خداہے ،اور جو ہر چیزپر قادرِ مطلق ہے ، یہی تو ہے جو رب العالمین ہے ،اوروہ ظاہر و باطن سب کا سب کچھ جاننے والاہے، سب کی دعائیں اور حاجتیں سُنتاہے، اور سب کو اِس کی حیثیت کے مطابق نوازتاہے، عزت ولذت سب اُس کی طرف سے عطا کردہ

ہیں، کائنات کا ہر ذرہ اِس کے تابع ہے، اور اُس کی مرضی کے بغیر کوئی ایک ذرہ اور پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتاہے، کائنات کی ہر شے میں اِس ہی کے جلوے اور رنگ پنہاں ہیں، بس اِس کو دیکھنے اور پہنچانے والی آنکھ چاہئے، وہ اِنسانوں کی شہ رگ سے بھی قریب ہے، اِس سے مانگوں تو وہ دیتاہے، اور نہ بھی مانگو تو بھی میرا ربِ کریم اللہ رب العزت سب کو سب کچھ دیتاہے، کیوں کہ یہی وہ رب العالمین ہے، جو ساری کائنات کو ازل سے چلارہاہے اورابد تک قائم ودائم رہے گا، مان لو کہ دُعا راقم الحرف مانگے یا مسٹر پوپ فرانسس مانگیں ،سب کی دُعائیں میرا ربِ کریم اللہ تعالیٰ ہی سُنتاہے اور اِنہیں پوری کرتاہے، مگر کیا ہی اچھا ہو کہ دُعامانگنے والے کا دل بغض و کینہ سے پاک ہو، اور وہ حق و صداقت اور انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ،دُعائیں مانگیں تووہ بارگاہِ ربِ کریم میں فوراً قبول ومقبول ہوں گیں... مگرایسی بھی دُعانہ ہو کہ جیسی... مسٹرپوپ فرانسس نے پاکستان میں امریکی اوراِس کے دوست ممالک کے کرداروں پردہ پوشی کرتے ہوئے پاکستانیوں کوظالم گردانہ اور اِن کی اصلاح کے لئے اپنے ایک ہم وطن کے ہاتھوں پیغام بھی بھجوایاہے تو دُعا بھی کی ہے۔

پاکستان میں ارجنٹائن کے سفیر رڈولفومارٹن کے توسط سے کیتھولک عیسائیوں کے مذہبی پیشواپوپ فرانسس نے اپنے ایک دیئے گئے پیغام میں خالصتاًاِنسانی

ہمدردی کی بنیاد پر پاکستانیوں پر زرو دیا ہے کہ " وہ آپس میں امن و ہم آہنگی سے رہیں " یہ اپنا پیغام جو مسٹر پوپ فرانسس نے اپنی مصروفیات میں سے ذرا سا وقت نکال کر پاکستانیوں کو دیا ہے اِن کا یہ پیغام صریحاً وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے، وہ اِس لئے کہ... کیا ہی اچھا ہوتا کہ مسٹر پوپ فرانسس اپنا کوئی پہلا اور آخری پیغام امریکا اور اِس کے حواریوں کو دے دیتے اور امریکیوں اور اِس کے حواریوں کو اپنے اُس پیغام میں اِس بات پر زور دیتے ہوئے کہتے کہ "گزشتہ کئی سالوں سے امریکا اپنے حواریوں کے ساتھ اپنے مفادات کے حصول کے خاطر جو جنگ پاکستان میں لڑ رہا ہے، اور اپنی اِس مفاداتی جنگ میں پاکستان کو اِس میں جھونک کر پاکستان کی سالمیت اور اِس کی خودمختاری کا ستیاناس کئے جا رہا ہے، اِس سے امریکا کو کچھ حاصل نہیں ہوگا، اُلٹا اِس کا افغانستان میں اپنی جاری جنگ میں پاکستان کو نشانہ بنانے کا ہر ہر عمل امریکا کو مہنگا پڑ سکتا ہے، اِس سے امریکا کو ہر صورت میں باز رہنا ہوگا، اور کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ امریکا افغانستان سے نکلنے سے پہلے ہی اپنی ملکی معیشت کا بیڑا غرق کر بیٹھے، اور امریکا کا دیوالیہ ہو جائے، اور اِس طرح زمینی خدا کے دعویدار امریکا کے حصے میں سوائے کشکول کے کچھ بھی نہ آئے،" مسٹر پوپ فرانسس کو اور ایسے بہت سے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے، اپنا ایک پیغام امریکا کو بھی بھجوا دینا چاہئے تھا تو کتنا اچھا ہوتا....؟ اِس طرح ممکن ہے کہ امریکی کیتھولک عیسائیوں کے مذہبی پیشوا مسٹر پوپ فرانسس کی بات بھی مان

جاتے،اور پاکستان میں امریکی اور اِس کے حواریوں (یعنی دوست ممالک پر مشتمل بلیک واٹر، امریکی سی آئی اے، موساد اور راکے ایجنٹوں کی کارروائیوں) نے جو دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے وہ بھی کم از کم ختم نہیں تو رُک ضرور جاتا... مگر مسٹر پوپ فرانسس نے اپنا پیغام پاکستانیوں کے نام کرکے دنیا کو یہ باور کرانے کی پوری کوشش کی ہے کہ اِن کے نزدیک آج پاکستان میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ معصوم پاکستانیوں کی آپس کی لڑائی جھگڑوں کا نتیجہ ہے،اِس ہیں کسی دوسرے کی مداخلت نہیں ہے ،اور اَب پاکستانیوں پر لازم ہے کہ وہ اِن کی بات اور پیغام کی لاج رکھیں اور " وہ آپس میں امن و ہم آہنگی سے رہیں" بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ پاکستان میں ارجنٹائن کے سفیر ڈولفومارٹن کا کہنا ہے کہ اِنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ پوپ سے روم میں اِن کی خصوصی عبادت گاہ ہیں ملاقات کی تھی اِس موقع اپنے پیغام میں مسٹر پوپ فرانسس نے پاکستان اور یہاں کے لوگوں کے لئے دُعا بھی کی اور اِن سے دورانِ گفتگو اِن خیالات کا بھی اظہار کیا کہ " وہ پاکستان کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورت حال سے آگاہیں اور ساتھ ہی پاکستان کے حالات کے بارے ہیں بھی پریشان ہیں" بہرحال..! مسٹر پوپ فرانسس کی انسانیت کے ناطے پاکستان کی موجودہ خراب ہوتی صورت حال پر تشویش اپنی جگمہ ، مگر مسٹر پوپ فرانسس کواِس بات کی بھی آگاہی ہونی چاہئے تھی کہ آج پاکستان میں جیسے بھی حالات ہیں اِن سب کے ذمہ دار امریکا، برطانیہ، فرانس، بھارت اور

اسرائیل سمیت افغانسان بھی ہے، پوپ فرانس کو اپنے ہم وطن (پاکستان میں
ارجنٹائن کے سفیر ڈولفو مارٹن) کو پاکستان سے متعلق پیغام دینے سے پہلے ایک پیغام اور
ایک دعا اُن ممالک کے لئے کر دینی چاہیئے تھی جو پاکستان میں قتل و غارت گری کے
اصل ذمہ دار ہیں۔

کوئی بتائے کہ پہلی بارش سے کراچی کیوں اور کیسے ڈوبا...؟

شہر کراچی بارش کے دو بالٹی پانی میں ہی ڈوب گیا...! بلدیاتی انتخابات ہو جاتے تو کراچی نہ ڈوبتا...

کراچی میں ہفتے کی صبح سے شروع ہونے والی مون سون کی پہلی موسلا دھار بارش نے شہر قائد میں نظام زندگی مفلوج کر کے رکھ دیا ہے، سڑکیں، گلیاں اور شاہراہیں ندی نالوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، انڈر پاسز تلاب بن گئے ہیں، گٹر اُبل پڑے ہیں، سڑکوں پر کچرے کے انبار لگ گئے ہیں، یوں دونوں (ہفتے اور اتوار) کی بارشوں کے دوران شہر کے مختلف مقامات پر کرنٹ لگنے، ڈوبنے اور مکانات کی چھتیں گرنے کے واقعات میں بچوں اور خواتین سمیت 30 افراد جاں بحق ہو گئے ہیں، ملیر ندی اور لیاری ندی میں شدید طغیانی کے باعث اطراف میں قائم مکانات کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں، کورنگی کراسنگ ندی میں شدید طغیانی کے باعث کورنگی اور لانڈھی کو صدر سے ملانے والی سڑک بند کر دی گئی ہے، جس کی وجہ کورنگی اور لانڈھی کا صدر سے رابطہ منقطع ہو گیا ہے، شہر میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے، ایڈمنسٹریٹر برطرف، شہر کا انتظام فوج نے سنبھال لیا ہے، کے ای ایس سی کے کم و بیش 500 فیڈر بند ہونے سے کراچی میں اندھیروں کا راج قائم ہو گیا، اس صورتحال میں شہر کراچی کا ہر باسی ذہنی و جسمانی اذیت میں مبتلا ہے، یوں مون

سون کی پہلی موسلادھار بارش نے سندھ حکومت کے انتظامات اور اقدامات کی قلعی کھول دی ہے، کہ آج اِس کے پاس عوام کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی جواب نہیں ہے کہ وہ پریشان حال عوام کا سامنا ہی کرسکے۔آج کیوں کہ سندھ میں جس جماعت کی حکومت ہے اِس نے اپنے پچھلے دورِ حکومت میں بلدیاتی نظام پر اپنی سیاست چمکائے رکھی، یوں اِس حکومت نے کراچی سمیت سندھ بھر میں بلدیاتی انتخابات نہ ہونے دیا اور تاحال ایسا محسوس ہورہاہے کہ اپنے دوسرے دورِحکومت میں بھی کراچی اور سندھ) میں شائد بلدیاتی انتخابات پر سیاست جاری رکھے اور یہ معاملہ اگلے پانچ سال تک بھی گھٹائی میں پڑا رہے)، یہی وہ حکومت ہے جو اپنے پہلے دورِ حکومت میں شہر کراچی سے تعلق رکھنے والی اپنی ساتھی جماعت کو بلدیاتی انتخابات کرانے اور پھر نہ کرانے کا جھانسہ دے کر اپنی مدت پوری کرکے گزر گئی، اگر موجودہ سندھ حکومت اپنے پہلے دورِ اقتدار میں کسی کے بہکاوے میں نہیں آتی اور اپنی اتحادی جماعت ایم کیو ایم کے مشوروں اور اِس کے دیئے گئے نکات پر عمل کرتے ہوئے کراچی اور سندھ میں باہمی صلاح ومشوروں سے اپنی مرضی ومنشا کے عین مطابق بلدیاتی انتخابات کروادیتی تو شائد سندھ ، حیدرآباد اور کراچی میں یہ صورتحال تو پیدا نہ ہوتی جیسی اِن دنوں سندھ ، حیدرآباد اور کراچی میں ہونے والی مون سون کی پہلی موسلادھار باش کے دوبالٹی پانی گرنے کے بعد انتہائی گھمبیر صورت حال پیدا ہو گئی ہے، آج جو اِس کے بس میں بھی نہیں ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ شہر کراچی میں گزشتہ ہفتے کے روز سے شروع ہونے والی دو روزہ موسلادھار بارش کے دو بالٹی پانی نے نصب سے زائد شہر کراچی کو ڈبو کر رکھ دیا ہے اور اِسی بارش کے ہی بہانے محکمہ کے ای ایس سی کے پانچ سو سے زائد فیڈر بند ہونے سے اندھیروں نے بھی شہر کراچی کو پریشانیوں اور مسائل کی آغوش میں ایسے دبوچ لے لیا ہے کہ اِس شہر کے گرمی اور بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کے ستائے شہری جو اللہ سے بارش کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے آج یہی بارش کو رکنے کی دعائیں کرتے نہیں تھک رہے ہیں، کیوں کہ آج شہر کراچی کے باسیوں کے لئے بارش رحمت کے بجائے زحمت بن گئے ہے۔

شہر کراچی جو دنیا کا بارھواں بڑا انٹر نیشنل اور پاکستان میں مرکزی صنعت و تجارت اور اقتصادی و معاشی حب کا درجہ رکھتاہے ،اِس شہر میں پہلے روز صرف چند گھنٹوں کی ہونے والی موسلادھار بارش کے دو بالٹی پانی نے شہر کا نصف سے زائد حصہ ڈوب دیا اوراِس کا نظامِ زندگی بری طرح مفلوج ہو کر رکھ دیا ہے اگرچہ وزیراعظم نواز شریف شہر کراچی سمیت مُلک بھر میں ہونے والی بارشوں اور سیلاب کی صورت حال سے پل پل باخبر ہیں، اور وفاق اور صوبائی سطح پر حکومتوں سے مسلسل رابطے میں ہیں اور بارشوں اور سیلابوں سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لئے بروقت اقدامات اور انتظامات کے لئے احکامات بھی جاری کر رہے ہیں، جو کہ وزیراعظم نواز شریف کا قابل تعریف اقدام ہے ،جہاں کراچی سمیت مُلک بھر

میں فوج اور سماجی تنظیموں کے رضاکار اور صوبائی حکومتیں اپنی مشینری کے ساتھ ہنگامی بنیادوں پر بارش اور سیلاب کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے تو متحرک ہیں مگر میں بالخصوص کراچی، حیدرآباد اور سندھ کے حوالے سے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج سندھ ، حیدرآباد اور کراچی میں مون سون کی پہلی بارش کے بعد جیسی گھمبیر صورت حال پیدا ہو گئی ہے، کہ آج اِس سے بروقت نمٹنا سندھ حکومت اور حیدرآباد اور کراچی کی انتظامیہ کو مشکل ہوگیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ ماضی میں کراچی اور سندھ میں یونیز کی سطح کے بلدیاتی انتخابات کرادیئے جاتے تو کم از کم اِس طرح کراچی، حیدرآباد اور سندھ کی انتظامیہ بھی ٹھیک طرح سے کام کر رہی ہوتی اور یہ کچھ بھی نہ ہوتا جیسا آج ہوگیا ہے۔ مگر ابھی وقت نہیں گزرا ہے موجودہ حکومت یونیز کی سطح پر یا جیسا بھی چاہئے جلد از جلد سندھ، حیدرآباد اور کراچی میں بلدیاتی انتخابات کردے تاکہ آئندہ سال مون سون کے آنے سے قبل بلدیاتی اداروں کا کوئی سیٹ اَپ سامنے آجائے تاکہ وہ آنے مون سون سے متحرک ہو کر نمٹ سکیں۔

بہر حال آج یقیناً یہ سیاسی بازی گروں کے لئے منہ چھپانے اور بغلیں جھانکنے کا مقام ہی تو ہے کہ اِن کی سیاسی چکمہ گیری کی وجہ سے دنیا کا بارھواں انٹرنیشنل اور پاکستان میں اقتصادی اور معاشی حب کا درجہ رکھنے والا شہر کراچی صرف دونوں کی چند گھنٹوں کی بارش سے دو قطرے پانی میں نصب سے زیادہ ڈوب

گیاہے، وہ بارش جو اللہ کی خاص نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھی جاتی ہے، مگر آج یہی بارش میرے شہر کراچی میں رحمت کے بجائے اِس سال اپنی خصوصیات کے اُلٹ ثابت ہوئی ہے، (ماضی میں جب یونیز کی سطح کا بلدیاتی نظام قائم تھا اور کراچی کے ناظم مصطفیٰ کمال تھے تو ایسا نہیں ہوا تھا کہ کبھی شدید ترین بارشوں میں بھی شہر کراچی ڈوب گیا ہو) وہ شہر کراچی جو اپنے نام اور مقام کے لحاظ سے بین الاقوامی سطح پر اپنا ایک منفرد پہچان رکھتا ہے۔

آج یہ شہر جس خستہ حالی اور تباہی کا منظر پیش کر رہا اس کے ذمہ دار حکومت، انتظامیہ اور وہ شہری ادارے ہیں جنھوں نے اِس شہر کی بہتر کی جانب توجہ دینے کے بجائے، اِس شہر کے بلدیاتی اداروں کے فنڈز کو روکنے اور جو ملا اسے کسی دوسرے مصرف کے لئے استعمال کیا اور وہ وزراء ہیں جنھوں نے شہر اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں روکنے اور اِنہیں پریشانی کرنے کو تو اپنی شان اور آن کا حصہ بنائے رکھا مگر اداروں کی بہتری اور مزدوروں کی خوشحالی کی جانب سنجیدگی سے اقدامات نہیں کئے یہی وجہ ہے کہ اِس سال مون سون کی پہلی ہی چند گھنٹوں کی موسلادھار بارش کے دوبالٹی پانی میں شہر کراچی سمیت حیدرآباد بھی ڈوب گیا ہے۔

مظفر گڑھ کے زمیندار نے چار سالہ بچی پر کُتے چھوڑ دیئے، شہباز شریف کا نوٹس

..

آج دنیا وی دولت کا پجاری اِنسان کیا اتنا ظالم بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی دولت اور طاقت کے نشے میں مبتلا ہو کر اپنے غصے کو بھی قابو نہ رکھ کے اِس ہی وجہ سے ایک غریب مزدور کی چار سالہ بچی کے ہاتھوں اپنے کھیت سے صرف ایک پیاز توڑے جانے پر اِس پر اپنے خونخوار کُتے بھی چھوڑ سکتا ہے...؟ ایسا تو کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا ہے کہ کسی دور کے دولت منداتنے ظالم بھی رہے ہوں گے کے جیسے مظفر گڑھ کا زمیندار جاوید جوئیہ ہے اِس واقعہ پر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ ضرور ہے کہ آج دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے میں جتنی بھی تہذیبیں اور اِن تہذیبوں میں جتنی بھی سوسائیاں آباد ہیں اِن سب تہیذیبوں اور سوسائیوں میں دو طبقات پائے جاتے ہیں ایک لوگوں کا وہ طبقہ ہے جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اِن کے پاس دولت اور سامان خورونوش کی وافر مقدار تو موجود ہوتی ہے مگر انہیں بھوک کم لگتی ہے اور دوسرا طبقہ اُن لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کے پاس دولت بھی نہیں ہوتی ہے تو اُن کے پاس سامان خورونوش بھی کم ہوتا ہے مگر اِسے بھوک امیروں سے زیادہ لگتی ہے اِس طبقے کے لوگ امیروں جیسے خواب تو بہت دیکھتے ہیں مگر اپنی غربت کے خاتمے کے لئے تدابیر کرنے سے بھی کتراتے ہیں اِن کی اِس نااہلی اور سوچ پر کسی دانا نے خُوب کہا ہے کہ بھوک غربت کا سب سے خُوف ناک اور

ظالم تحفہ ہے اور بھوک جہاں اور جس معاشرے میں بھی آتی ہے وہ اپنے ساتھ بے شمار سماجی، اخلاقی اور ذہنی بیماریاں لے کر ہی آتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ دانشوروں کا یہ بھی خیال ہے کہ اتنے لوگ جنگلوں میں نہیں مرے جتنے غذائی قلّت کا شکار ہو کر اِس ہری بھری اور چکا چوندہ دنیا سے راہِ عدم کو سِدھار گئے ہیں اور ہمارے شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ نے تو غربت کو "غربت ام الخبائث" تک قرار دے دیا ہے اور غربت سے متعلق ایسے بہت سے محاروے اور ضرب المثل بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں جیسے یہ کہ "غریب اِس دنیا میں بے بس اور بے کس ہے" یوں یہ ساری باتیں تو بچپن سے ہی سُنتا چلا آ رہا تھا۔

آج مگر مجھے اِس کا تجربہ ہو گیا اور مجھے بڑا رنج پہنچا ہے کہ غریب اِس دنیا میں بے بس اور بے کس صرف اپنی نااہلی کی وجہ سے غربت اور افلاس میں مبتلا ہے مگر اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ آ گئی ہے کہ آج ہمارے اِس معاشرے میں جس میں، میں اور آپ سانس لے رہے ہیں اِس میں " غربت ام الخبائث ہے اور بھوک و افلاس کے معنی اتنے وسیع ہیں کہ اِس کا احاطہ لفظوں و جملوں اور احساسات سے بھی نہیں کیا جا سکتا ہے یعنی بھوک و افلاس صرف محرومی اور مصیبت کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اِس کے معنی توہین اور غم کے سمندر سے بھی کہیں زیادہ گہرے ہیں،اِس پر آج مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں غربت و بھوک اور افلاس کے ہاتھوں پریشان حال انسانوں کی زندگی کا کیسا نقشہ

کھینچ پاتا ہوں مگر مجھے اِس بات کا پورا یقین ہے کہ آج دنیا میں جتنے بھی انسان موجود ہیں اِن میں اکثریت کی تعداد اُن لوگوں پر ضرور مشتمل ہے جن کی زندگیوں کا زیادہ تر حصہ غربت اور افلاس کی آغوش میں گزرا ہے مگر ان کی جہد مسلسل نے اِنہیں اِس قابل کر دیا ہے کہ آج اِن کے آنگن سے غربت اور بھوک و افلاس روٹھ کر میلوں دور چلی گئی ہے یوں آج اِن کے آنگن میں بھوک وافلاس کی جگہہ خوشیاں اور آسائشوں کا رقص جاری ہے یعنی آج بھی میرے معاشرے کے غریب لوگ اپنے اندر غربت سے لڑنے اور اِس سے ہر حال میں نبرد آزما ہونے کا عزم کرلیں تو کوئی ممکن نہیں ہے کہ میرے مُلک کا ہر غریب شخص اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہ صرف اپنے گھر، اپنے محلے، اپنے شہر بلکہ سارے مُلک سے بھی غربت ختم کر سکتا ہے بس ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ میرے مُلک کا ہر شخص اپنی کاہلی اوراحساسِ محرومی کا لبادہ اُکھاڑ پھینکے اور ایک ایسے روشن ستارے کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے جو دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن کر اپنے مُلک سے غربت کا خاتمہ کردے۔

مگر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج میرے معاشرے میں جسے اللہ نے اپنی ہر قسم کی نعمتیں عطا کی ہوئیں ہیں وہ اللہ کی زمین پر اپنی دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں متبلا ہو کر فرعون اور ایسا ظالم اِنسان بن بیٹھا ہے کہ اِس کے گھناؤنے کرتوتوں کو دیکھ کر انسانیت بھی رو رہی ہے میں یہ بات اِس لئے کہہ

رہاہوں کہ میرے وطنِ عزیز پاکستان ایک علاقے مظفرگڑھ کی تحصیل جتوئی کے علاقے لنڈی پتافی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ جس سے مجھے یہ لگ پتاگیاکہ غربت ہی معاشروں میں احساسِ محرومی اور فساد کو جنم دینے کی اصل وجہ ہے واقعہ کچھ یوں ہے کہ "مظفرگڑھ کی تحصیل جتوئی کے علاقے لنڈی پتافی ہے جہاں کھیتی باڑی کرنے والے غریب گھرانے کی ایک چار سال کی زبیدہ نامی معصوم بچی نے بغیراجازت کھیت سے پیاز کیاتوڑی اِس پر دولت اور اپنی زمینداری کے گھمنڈ میں مست زمیندار جاوید جوئیہ نے غصہ میں آکر مبینہ طور پر اپنے خونخوار اور آدم خور کُتے چھوڑ دیئے، یوں خدا کی زمین پر دنیاکی شیطانی دولت کے غرور میں غرق زمیندار جاوید جوئیہ کے کُتوں نے چار سالہ معصوم بچی زبیدہ کی ناک کو کاٹ کھایا،جب خونخوار کُتے اِس معصوم بچی کی ناک کھارہے تھے شیطان کاچیلااور دولت کا پجاری زمیندار جاوید جوئیہ کھڑاتماشہ دیکھ رہاتھااور چار سالہ معصوم زبیدہ کا نازک اور پھول ساجسم خونخوارکُتوں کے پنجوں اور ان کے منہ میں تھااور کُتے اپنے مالک کے اگلے اشارے تک اِس کو بھنبوڑرہے تھے، پچھلے دِنوں ہی خبر آئی ہے کہ پندہ دن تک بچی کی مرہم پٹی مقامی ڈاکٹرہی کرتارہامگرناک کازخم ٹھیک نہ ہوا کیوں ٹھیک نہ ہوا...؟اِس لئے کہ یہ ایک غریب کی بچی تھی اور وہ غریب جو روٹی کھاتااور اپنی اِس زخمی بچی کو کھلاتایااِس کا مہنگاعلاج کرواتا، بس اِس کی جو روزانہ کی آمدنی تھی اُس میں وہ اپنی بچی کا علاج کرواتارہااور روکھی سوکھی کھاکر خود بھی

سوجاتااور اپنی زخمی بچی کو بھی سُلادیتایوں پندرہ دن گزر جانے کے باوجود بھی کُتوں کا کاٹا گہرا زخم ٹھیک نہ ہوااور دن گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ المناک واقعہ جوایک غریب مزدور کی چار سالہ بچی پر زمیندار جاوید جوئیہ کے ظلم کی وجہ سے پیش آیا تھا۔اِس کی خبر جب وزیرِاعلیٰ پنجاب میاں محمد شہاد شریف تک پہنچی تو اُنہوں نے معصوم زیبدہ کو نشتر ہسپتال منتقل کرنے کا حکم دیا اور اِس چار سالہ معصوم بچی زیبدہ پر زمیندار جاوید جوئیہ کے ڈھائے جانے والے انسانیت سوز ظلم کا فوری طور پر نوٹس لیا اور اِس واقعہ کی رپورٹ طلب کرکے اِس واقعہ میں ملوث شیطان کے چیلے اور ظالم زمیندار جاوید جوئیہ کے خلاف کارروائی کا حکم دیا جبکہ اطلاعات یہ ہیں کہ بیٹ میر ہزار پولیس نے مقدمہ درج کرکے ملزمان کے خلاف کارروائی شروع کردی ہے وزیرِاعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنے عہدے اور انسانیت کی لاج رکھتے ہوئے ملزمان کے خلاف نوٹس لے لیا ہے مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری پولیس اِس ملزمان کے خلاف کیا کارروائی کرتی ہے، وہ اِس زمیندار کو اِس کے کئے کی سزا دلواتی ہے یا اپنی مجبوریوں کا رونا روتے ہوئے، اِس کی رہائی کے عوض کچھ لے کر اپنی غربت کی آگ ٹھنڈی کرلیتی ہے کیوں کہ یہ بھی غریب ہے۔**

لیاری بم دھماکہ، سُنیئے جنابِ عالی، کیا آپ کے پاس ذرا سی اِنسانیت ہو گی؟

مرے مسلک میں عصبیت نہیں ہے......!

پچھلے دِنوں ایک بار پھر اغیار کے یار اور زر خرید دہشت گردوں نے میرے مُلک کے 46 اور 100 کے لگ بھگ لوگوں کو پشاور، کوئٹہ وزیرستان اور کراچی کے ایک تاریخ اہمت کے حامل علاقے لیاری میں فٹبال میچ کے اختتام پر فاتح ٹیم کے کھلاڑی بچوں کو اپنی دہشتگردی کا نشانہ بنا کر خون کی ہولی کھیلی اور اِس پر اپنے آقاؤں سے انعام واکرام سے اپنی جھولیاں بھی بھریں، تو وہیں اِس طرح اُنہوں نے اپنے منہ بھی کالے کرڈالے ،یقیناًاِن کے اِس ناپاک عمل سے اِنسانیت تڑپ اُٹھی ہو گی، اور زمین بھی تھرا گئی ہوگی تو وہیں قیامت سے پہلے زمین پر یہ قیامت کا منظر دیکھ کر آسمان بھی حیرت زدہ ہوگیاہوگا،اور یہ ضرور سوچ رہاہوگا، کہ آج کے پاکستان میں سانس لینے والے آدمیوں میں انسان اور انسانیت کا ایک رتی برابر بھی عنصر نہیں ہے کہ آج یہ اِس حد تک گر گئے ہیں کہ اِنہوں نے اغیار کی ڈالرز کی لالچ کے عوض اپنے ہی بھائی کا خون بہانہ اپنے لئے اعزاز تصور کرلیاہے، یہ کیسا پاکستانی آدمی ہے...؟جو کہیں تعصب، تو کہیں فرقہ واریت کی بنیادپر مسجدوں، امام بارگاہوں، مندروں، گرجاگھروں، بازاروں، درس گاہوں، پبلک مقام اور جنازوں میں خود کش حملے اور دہشت گردی کرکے لوگوں

کو موت کے منہ میں دھکیل کر قبر کی آغوش میں سُلا رہا ہے، تو کہیں یہی آدمی ہے کہ جو سیاسی وسماجی حوالوں سے پسند اور ناپسند کی بنیاد پر ٹارگٹ کلنگ اور قتل وغارت گری سے آدمیوں کا خون بہا کر خوش ہو رہا ہے،یوں یہ اپنے ہی مُلک میں ذاتی وسیاسی اور تعصب اور فرقہ واریت کو پھیلانے کا باعث بن رہا ہے تو وہیں ڈالرز کی لالچ میں اغیار کی سازشوں کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ بھی بن گیا ہے،اِس کے باوجود بھی یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ پاکستانی آدمی خود کو مسلمان بھی کہہ رہا ہے مگر اِس میں مسلمانوں والی ایسی کوئی چیز تو نہیں ہے کہ یہ خود کو آسانی سے کہہ سکے کہ وہ مسلمان ہے، کیوں کہ جو مسلمان ہیں اُن کے یہاں تو بقول شاعر:

مُسلماں کا مُسلماں خوں بہائے یہ دینِ حق کی تربیت نہیں ہے

کتابِ دیں وفا کی ہے پیامی کتابِ دیں میں عصبیت نہیں ہے

مگر آج افسوس یہ ہے کہ پاکستانی آدمی کے پاس مُسلمانوں والی ایسی خصوصیات بھی نہیں ہے پھر بھی یہ خود کو کس منہ سے مُسلمان کہتا ہے...؟ یہ ایک سوالیہ نشان ضرور ہے،آج جس کا جواب دیناسب پر لازم ہے۔

بہر حال مجھے معاف کیجئے گا...! آج میں آدمیوں کے جس ریوڑ نما معاشرے میں سانس لے رہا ہوں، افسوس ہے کہ یہاں مجھ سمیت کسی بھی آدمی میں ذرا سی بھی

اِنسانیت نظر نہیں آتی ہے مُسلمان اور مُسلمانی تو بہت دور کی بات ہے ، پہلے ہم اِنسان بن کر اپنے اندر اِنسانیت کو پیدا کریں مگر ہم مُسلمان بھی ہو جائیں گے ۔ ایک عرصے سے مجھے خود کو حقیقی معنوں میں پہچاننے کے لئے کسی اِنسان اور اِنسانیت کی شدد سے تلاش ہے ، اور میں جب کسی بھلے مانس کو دیکھتا ہوں تو فوراً لپک کر اِس کے قریب جاتا ہوں اور اِسے مخاطب ہوتا ہوں کہ سُنیئے جنابِ عالی .. ! کیا آپ کے پاس ذرا سی اِنسانیت ہوگی ... ؟ اگر ہے تو براہِ کرم ... ! میں ہاتھ جوڑ کر آپ سے اِس کی بھیک مانگتا ہوں ، میری مدد کیجئے ، اور مجھے اپنے سینے سے لگا کر تھوڑا موقع مجھے بھی اِنسان بننے کا فراہم کر دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ، اور ذرا سی اِنسانیت مجھے بھی عطا فرما دیں تاکہ میں بھی اُس عظیم المرتبت مقام کو حاصل کر لوں جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں , میرا یہ جملہ سُننے کے بعد جناب تو مجھے ایسے گھور کر دیکھتے ہیں کہ جیسے یہ مجھے کچا ہی چپا جائیں گے ... اور جب کسی سے مجھے اپنے سوال کا جواب نہیں ملتا ہے تو پھر اگلے ہی لمحے مجھے خود ہی اِس بات کا احساس ڈسنے لگتا ہے ، کہ آدمی تو پیدا ہوتا ہے مگر اِنسان تہذیبی عمل سے بنتا ہے،اور جب اِنسان پر تہذیبی عمل دخل بڑھنے لگتا ہے تو پھر اِنسانیت بھی خود بخود جنم لے لیتی ہے۔

مگر یہاں مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنے دیجئے ... ! کہ میں بھی کتنا پاگل ہوں کہ

اُن آدمیوں کے ریوڑ میں اِنسان اور اِنسانیت کو تلاش کرتا ہوں ، جنہوں نے کسی تہذیب کو دیکھا ہی نہیں ہے۔آج لگتا ہے کہ میرا دیس پاکستان جواِس وقت آبادی کے لحاظ سے دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے اور آج اِس کی آبادی20 کروڑنفوس سے بھی تجاوز کر گئی ہے، اور آج میرے مُلک کی یہ آبادی جو20 کروڑ سے بھی اُوپر نکل چکی ہے یہ ایک اندازے کے مطابق یومیہ تقریبا50 کروڑ، ماہانہ15ارب اور سالانہ ایک کھرب ارب صرف روٹیاں کھاجاتی ہے، (یہاں دیگراجناس کا حساب علیحدہ ہے) یعنی یہ کہ80 موجودہ حالات میں جہاں آدمی آدمی کا دُشمن ہوگیاہے، میرے دیس کی زمین کی پیاس کوآدمی ،آدمی کے مقدس خون سے بجھارہاہے،اور بڑے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑرہاہے کہ میرے دیس کے یہ درندے نماآدمی جوایک سال میں اتنی روٹیاں کھاجاتے ہیں اِن کی اپنی کوئی تہذیب جو کبھی رہاکرتی تھی ،آج وہ قتل وغارت گری کے گرم ہوتے بازار میں کہیں کھوکر ختم ہوگئی ہے، اور اَب اِن کی سوائے قتل وغارت گری اور دہشت گردی کے کوئی اور تہذیب ہی نہیں ہے، اور شاید یہی وجہ ہے کہ اَب میرے معاشرے کا وہ آدمی جو ضد اور ہٹ دھرمی کے ناسور میں مبتلاہوگیاہے وہ کسی بھی تہذیب کا حصہ بھی بننا نہیں چاہتاہے،اِن بگڑے ہوئے آدمیوں نے میرے معاشرے کے آدمیوں کو نہ اِنسان بننے کاموقع فراہم کررہے ہیں اور نہ ہی اِنہیں انسانیت کی کسی تہذیب کا حصہ بننے دے رہے ہیں، یوں میرے آدمیوں کے ریوڑ نمامعاشرے میں سانس لینے والے اِنسان اور اِنسانیت کے لقب اور مقام سے

بھی محروم ہیں، ایسے میں مسلمانی کا دعویٰ کرنا مضحکہ خیزی کے سوا اور کچھ نہیں ہے، ہاں البتہ . . . ! اِنسان و انسانیت اور مسلمانی کا ہر دعویٰ اُس وقت درست معلوم دے گا بقول

: شاعرجب

کوششِ پیہم سے مِلت کو منظم کیجئے ---- عِشق کی تکریم سے دِیں کو مکرم کیجئے
کیجئے یہ چاک اپنا کافرانہ پیرہن ---- ورنہ اپنی نامُسلمانی کا ماتم کیجئے

آج مُلک میں تواتر سے ہونے والے قتل وغارت گری اور دہشت گردی کے واقعات نے اُن لوگوں کو جو اِنسان اور اِنسانیت کے بارے کچھ سوچ رکھتے ہیں اُنھیں یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ ہم لوگ جو آدمی سے اِنسان اور اِنسانیت کی جانب اپنا عمل جاری رکھنے کے خواہش مند ہیں اُنھیں چاہئے کہ وہ وقت ضائع کئے بغیر میدانِ عمل میں اُتریں اور اپنے قول و فعل سے وہ کردکھائیں جس کے کرنے سے میرے معاشرے کے آدمیوں میں اِنسانیت غالب آجائے، یعنی یہ کہ مُلک سے فرقہ واریت اور تعصبیت کے عنصر کو ختم کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ، ہم ایک دوسرے کے قریب آئیں اور ایک دوسرے کے فرقے کا خیال رکھیں، اور ایک دوسرے کے فرقے کے مخصوص ایام میں شامل اور شریک ہوکر یہ درس عام کریں کے ہم ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں یعنی سُنی شیعوں کے ایام میں اور شیعہ، سُنیوں کے

مخصوص ایام میں تُزک و احتشام سے شریک ہوں تو اِس طرح ہم یہ ثابت کردیں گے
اَب ہمارا آپسمیں کوئی جھگڑا نہیں ہے اور اَب ہم ایک دوسرے کے فرقے کا احترام،
کریں گے اور ایک دوسرے کے لئے مشعلِ راہ بن کر اپنے مُلک اور معاشرے کو گُل
و گلزار بنائیں گے کیوں کہ بقول شاعر:

تعصب کی ہر اِک شمع بُجھادو علاقائی فصیلوں کو گرادو
دیارِ پاک کے ہر بام و در کو محبت کے گلابوں سے سَجادو

اور ایک دوسرے کو گلے لگا کر یہ کہہ دیں کہ:

نہیں رغبت مجھے قومیتوں سے مرے مسلک میں عصبیت نہیں ہے
مرا منشور ہے مہر و محبت مرے دستور میں نفرت نہیں ہے

مظفر کی دلخراش چیخیں، کیا" مظفر" کو مظفر کی غفلت نے ڈبودیا...؟

" خدا کے واسطے میرے بیٹے کو بچالو... بچالو، بچالو.... میری نشانی میرے بیٹے کو بچالو... جلدی کرو، ہم ڈوب رہے ہیں ، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ہم مر جائیں اور میرے ساتھ میرا یہ ڈیڑھ سال کا میرالاڈلا بیٹاعبیر خان بھی مر جائے..." یہ وہ دلخراش جملے اور چیخیں تھیں جو مظفر سلیم خاں نے آخری بار اپنی زبان سے ادا کئے تھے ، وہ مظفر سلیم جس کی گاڑی گزشتہ ہفتے ہونے والی بارش کے دوران گلبرک کے بی آر سوسائٹی کے نالے میں گر گئی تھی اور پھر چند ہی منٹوں میں .برساتی نالے کے شور مچاتے آنے والے ریلے میں مظفر سلیم کی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گھو گئی اور گاڑی دیکھتے ہی دیکھتے.برساتی نالے میں ڈوب گئی جب یہ دلخراش منظر اِس کی مدد کے لئے اِدھر اِدھر دوڑ لگاتے نوجوانوں اور وہاں موجود اِس کی مدد کو آگے .بڑھتے ہر عمر کے لوگوں نے دیکھاتو اِن کی ہمت بھی جواب دے گئی اور سب مایوس ہو کر کفِ افسوس ملتے رہ گئے اور اپنی ناچارگی اور بے کسی پر حکمرانوں سے شکوہ کرتے رہ گئے کہ کاش ہمارے حکمرانوں نے ایسی کسی ہنگامی صورتِ حال سے دوچار افراد کی .بر وقت مدد فراہم کرنے کے لئے ایسے اقدامات کئے ہوتے تو آج مظفر، اِس کی بیوی اور اِس کا ڈیڑھ سالہ بیٹاعبیر خاں یوں آناً فاناً موت کی آغوش میں نہیں چلے جاتے... !

اگرچہ جن لوگوں نے مظفر کو ڈوبتے دیکھااوراِس کے دلخراش جملے سُنے اِنھوں نے مظفر اوراِس کے بیوی اور بچے کو بچانے اوراِنہیں فوری مدد فراہم کرنے کے لئے رسیوں اور چادروں اور ڈوپٹوں کو جوڑجوڑ کر کئی رسیوں کا انتظام کیا مگر شائد خدا کو یہی منظور تھا، کسی کی کوئی ترکیب کارگرثابت نہ ہوسکی اور مظفر اپنی بیوی اور بیٹے سمیت (اپنے بیٹے کو بچانے اور دنیامیں اِسے زندہ رہنے اوراِسے عظیم انسان بنانے کی خواہش کو اپنے سینے میں ہی لے کر اپنے معصوم بیٹے عبیر اور بیوی یاسمین کے ساتھ) اِس دنیا سے منہ موڑگیااور اپنے پیچھے یہ سوال چھوڑگیاکہ کیا مظفر کو مظفر کی غفلت نے ڈبودیاہے یعنی کیا مظفر کو وزیربلدیات اویس مظفر کی غفلت نے ڈویاہے...؟جنہیں یہ معلوم تھاکہ اِس سال مون سون کی بارشیں زیادہ ہوں گیں توکیا وزیربلدیات مظفر کو بارشوں کی تباہ کاری اوراِس کے نقصانات سے بچاؤکے لئے اقدامات نہیں کرنے چاہئے تھے...؟ابھی وقت ہے کہ وزیربلدیات اویس مظفر ماہِ رواں کے آخری ہفتے سے ستمبر کے تیسرے ہفتے تک ہونے والی مون سون کی شدید بارشوں سے نمٹنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کریں اور برساتی نالوں اورگٹروں کی صفائی سُتھرائی کے ساتھ ساتھ اُن پستوں کی بھی مرمت فوری طورپر مکمل کرالیں جوکسی وجہ سے کمزور ہوگئے ہیں اور ٹوٹنے کے درپر ہیں اور پھر کسی بڑی تباہی کے لئے تیار ہیں ایسے میں وزیربلدیات کی ذراسی توجہ بڑے نقصان سے انسانوں کو بچاسکتی ہے

یوں وزیر موصوف کے اقدامات سے آئندہ ہونے والی مزید شدید بارشوں سے پھر کوئی مظفر کسی حادثے کی وجہ سے موت کو گلے لگانے اور قبر کی آغوش یںجانے سے بھی بچ سکتا ہے اوراس طرح پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ پھر کسی مظفر کو مظفر کی غفلت اور لاپرواہی اور سیاسی شعبدہ بازی نے مار ڈالا ہے۔

اگرچہ میرے دیس میں ایک وہ بھی وقت تھا کہ جب بارش جھگی نشینوں اور کچے مکانوں کے غریب و لاغر مکینوں کے لئے زحمت بن جایا کرتی تھی ، اور کہیں یہی بارش پکے مکانوں اور بنگلے والوں کے لئے اللہ کی عظیم رحمت کا درجہ رکھتی تھی غریبوں اور امیروں کی اِسی کیفیت کو شاعر نے اپنے شعر میں کچھ یوں بیان کیا ہے کہ:

میں مانتا ہوں کہ بارش خدا کی رحمت ہے
یہ اُس کا لُطف و کرم ہے بڑی عنایت ہے
مگر یہ کہتے ہیں جُھگی نشیں رو رو کر
ہمارے واسطے رحمت بھی ایک "زحمت" ہے

یہاں میرے خیال میں یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے اوراِس سے بھی انکار نہیں کہ ایک زمانے سے مشاہدے میں یہی آیا ہے کہ بارش جھگی نشینوں اور کچے مکانوں کے مکینوں کے لئے زحمت ہوا کرتی ہوگی مگرآج میں شاعر کے اِس شعر سے متفق نہیں

ہوں کیوں کہ میں نے دیکھا کہ گزشتہ دنوں شہر قائد کراچی میں رواں مون سون کی ہونے والی پہلی موسلادھار بارش نے جو تباہی مچائی ہے اِس مرتبہ اِس کی زد میں جھگی نشین اور کچے مکانوں کے مکیں بھی ضرور آئے ہوں گے مگراِس بار مشاہدے میں یہ آیا کہ میرے شہر کراچی میں حالیہ بارش کی تباہ کاری کا زیادہ تر نوالہ بنگلے اور پکے مکانوں کے مکین بنے ہیں، جنہیں خدا یاد آگیا اور اِنہیں احساس ہوگیا کہ اِانسانوں کی خوش فہمی اِنہیں غرور و تکبر میں مبتلا کر دیتی ہے اور یہی وہ عنصر ہے جو خدا کو پسند نہیں ہے اور کبھی کبھی اِنسان اپنی اِسی خوش فہمی اور تکبر کی وجہ سے ایسے ہی ناگہانی آفات کا شکار ہوتا ہے اور پھر یہ اپنے گناہوں اور غرور و تکبر سے توبہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔

بہر حال... !حالیہ صرف چند گھنٹوں کی بارش کے دوران پیش آنے والے واقعات نے جتنی انسانی جانوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر اِنہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبر کی آغوش میں جا دیا ہے آج اِن واقعات نے شہر کراچی کے ہر فرد کو شدید ذہنی قرب اور اذیت سے دوچار کر دیا ہے آج یقینی طور پر بارش کی اِس تباہ کاری کو اہل کراچی مدتوں نہیں بھول پائیں گے۔

جہاں ہفتے کی صبح شروع ہونے والی چند گھنٹوں کی مون سون کی پہلی موسلادھار

بارش نے اپنے غیض و غضب سے شہر کراچی کے سیکڑوں بنگلے والوں اور پکے مکانوں کے مکینوں سے سُکھ چھینا تو وہیں اِس بارش نے کراچی کے علاقے شفیق موڑ میں گاڑی نالے میں گرنے کے ناگہانی حادثے میں حیدرآباد لطیف آباد کے مستقبل رہائشی اور 2000ء میں داؤد انجینئرنگ کالج سے کیمیکل ڈپارٹمنٹ سے پاس آؤٹ ہونے والے 36 سالہ جاں بحق ہونے والے مظفر سلیم اور اِن کی بیوی یاسمین مظفر اور اِن کے ڈیڑھ سالہ بیٹے عبیر خاں کی موت نے بھی شہر قائد کے ہر فرد کو افسردہ کردیا ہے۔

جبکہ خبر یہ ہے کہ تاحال گلبرک کے پی آر سوسائٹی کے نالے میں کار سمیت ڈوب کر جاں بحق ہونے والے مظفر کی لاش نیوی کے غوطہ خوروں کی مدد سے تلاش کی جارہی ہے تاہم اِن کے ساتھ ڈوبنے والی مظفر کی بیوی یاسمین مظفر اور اِن کے بیٹے عبیر خاں کو نارتھ کراچی کے قبرستان میں سُپردِ خاک کردیا گیا ہے اِس موقع پر انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے ہیں، مظفر سلیم کی والدہ نے حکومت سے فریاد کی ہے کہ مجھ بڑھیا نے اپنی بہو اور پوتا تو کھودیا، اَب خدا کے واسطے میرا بیٹا میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا سکون ، میرے بڑھاپے کا سہارا میرا بیٹا مظفر ہی ڈھونڈ دیا جائے، میرے بیٹے مظفر نے تو چاند رات پر اپنی بہنوں سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ چاند رات ہی نہیں آئی اور اِنہی کے ساتھ مظفر کی بہنوں نے بھی اپنے انتہائی دلخراش لہجے میں حکمرانوں سے مطالبہ

کیا ہے کہ میرے بھائی کو کہیں سے بھی ڈھونڈ کرلایا جائے، ہم اپنا ایک بھائی تو پہلے ہی کھو چکے ہیں دوسرے کے کھونے کا صبر کہاں سے لائیں۔

حکمرانوں اپنے گریبانوں میں تو جھانک لو اور اپنی سیاسی بازی گری کے چکر میں بہنوں کو بھائیوں سے اور ماؤں کو اپنے بیٹوں سے جدا کرنے کا عمل بند کردو اور جلد از جلد مون سون کا اگلا بارشوں کا نیا سسٹم آنے سے قبل صوبے سندھ اور شہر کراچی سمیت سارے مُلک میں طوفانی بارشوں سے تحفظ کے لئے حفاظتی اقدامات کریں تو ٹھیک ورنہ کسی بھی ناگہانی حادثے کے بعد متاثرین سے بددعائیں بٹورنے کے لئے تیار ہوجائیں۔

گولڈوین کا کہنا ہے کہ" جو شخص محنتی، ذہن، ایمان دار اور پُرجوش ہے اُسے زندگی سے خُوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے "اور جن اشخاص ور لوگوں میں اِن خصوصیات کی کمی ہوتی ہے کہ وہ ڈر اور خوف میں مبتلا رہتے ہیں اور اِسی عالمِ گھبراہٹ ہیں ہر کام غلط کرکے بھی شرمندگی کا احساس نہیں کرتے ہیں،ایسے ہی لوگوں اور اشخاص کو زمانے نے بُرے ناموں سے یاد کیا ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی دانا کہتے ہیں کہ زندگی کے بس دو ہی پہلو ہیں ایک زندہ دلی اور دوسرا المناک جو پہلو ہے وہ اِس کا مردہ دلی ہونا ہے جو اپنے اندر

بڑے گہرے معنی رکھتا ہے اُن لوگوں کے لئے جو اول پہلو سے بہرامندہ ہیں اُن کے نزدیک دوسرا پہلو بے معنی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کا اول و آخر اور اصل مقصد ہی زندہ دلی ہے۔ جو زندگی میں کچھ کرنے کا خواہشمند ہو اُسے ہر صورت میں اپنی زندگی میں زندہ دلی کے معنی و مفہوم کو سمجھنا ہوگا اور اُس ہی کی روشنی اور متعین کئے گئے اُصولوں اور ضابطوں کے مطابق اپنی زندگی کو گزارنا ہوگا۔ دانا کہتے ہیں کہ زندگی ایک ایسے قیمتی کے مانده لباس ہے جسے ایک بار ہی پہنا جا سکتا ہے اگر اِنسان کے عزائم مردہ نہ ہو چکے ہوں تو زندگی کے اِس لباس کو زیب تن کرکے بہت کچھ کر سکتا ہے کوئی بھی انسان اپنے دورِ زندگی میں یقینی طور پر اِسے نایاب وچمک دار ہیرا بھی بنا سکتا ہے اور بے
نور نوکدار کانچ کا ایک ایسا ٹکڑا بھی بنا سکتا ہے جو راہ میں رہ کر انسانوں کو زخمی کرتا ہے اور اگر یہ چاہئے تو یہ بارش کا وہ قطرہ بھی بن سکتا ہے جو سیپ میں بند رہنے سے آب دار موتی بن کر نکلتا ہے، اور اگر یہی دلدل میں گر جائے تو کیچڑ کا حصہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت

خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت، ہندوستان نے امن کی آشا کا بلدکار کردیا ہے...!

اَنیائے...! اَنیائے...!، جنگی جنون میں مبتلا ہندوؤں کے دیس ہندوستان نے اچھی بھلی پاکستانی امن کی آشا کا بلدکار کردیا ہے، وہ امن کی آشا جس کا پرچار پاکستان دل و جان سے کرتا آیا ہے،اور اِسی طرح ہمیشہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے آج جب ایک عرصے بعد پاکستانی امن کی یہ آشا ہندوؤں کی نظر میں نہ جچی تو ہندوستان کے جنگی جنون میں مبتلا ہندوؤں نے امن کی آشا کا بلدکار کردیا ہے، آج ہندوستان نے امن کی آشا کا بلدکار ایک ایسے وقت میں کیا جب پاکستان خطے میں اپنے پڑوسی مُلک ہندوستان سے روابط مستحکم کرکے امن کو استحکام بخشنے کا ارادہ رکھتا ہے، اوریوں پاکستان اپنے اِسی جذبے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے خطے میں ہندوستان سے بامقصد و بامعنی اور دیرپا و مستحکم امن کے قیام کے لئے مذاکرات کا خواہشمند بھی ہے،اور یہی چاہتا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان باہم مل کر خطے میں قیامِ امن کے لئے وہ کچھ کردیں جس سے خطے میں دیرپا اور مستحکم امن قائم ہوجائے۔

مگر جیسے جیسے پاکستان اپنی خواہش کے مطابق ہندوستان سے بامقصد مذاکرات کی شروعات کے لئے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھاتے ہوئے ہندوستان کے قریب آنے لگا ہے ، تو ویسے ویسے ہندوستان کے ہندوؤں میں مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کی سازش بھی روز پکڑتی گئی اور پھر بالآخر وہ دن بھی ہندوستان کے ہاتھ لگ گیا جس دن ہندوستان نے پاکستان پر یہ الزام بھی لگادیا کہ "پاک فوج نے کنٹرول لائن عبور کر کے ہمارے 5 فوجی ہلاک کر دیئے "اور ہندوستان نے اپنی اِس سازشی الزام کا کچھ ایسا پروپیگنڈہ کیا ، کہ ہندوستان کی افواج تو افواج اِس کے شہری بھی اِس منفی پروپیگنڈے کے جادو میں کچھ ایسے گرفتار ہوئے کہ اِنھوں نے اپنے جنگی جنون کو پروان چڑھانے اور پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔

پہلے تو ہندوستان کی قیادت نے اِس واقعہ کی نفی کی پھر اگلے ہی لمحے سیاسی دباؤ کی شکار ہندوستان کی حکومت کے وزیر دفاع اے کے انتھونی نے اپنی فطرت اور خصلت کے مطابق ایسا یوٹرن لیا کہ دنیا ششدر رہ گئی اور سارا الزام پاکستان کے سر دے مارا کہ پاکستان اِس کے فوجیوں کی ہلاکتوں میں ملوث ہے" جبکہ ہندوستان کے وزیر دفاع نے اپنی ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں یہ تک کہہ دیا کہ " واضح ہوچکا ہے کہ واقعے میں ، پاک فوج کے خصوصی دستے ہی ملوث ہیں

اِس واقعے سے پاکستان کے ساتھ تعلقات متاثر ہوں گے"۔
جبکہ پاکستان کے دفترِ خارجہ کی طرف سے جاری بیان میں ہندوستانی الزام کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ پاکستان، ہندوستان کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں دراندازی اور 5 ہندوستانی فوجیوں کی ہلاکت کا الزام مسترد کر دیا ہے، پاکستان خطے میں پائیدار قیام امن کے لئے ہندوستان سے تعمیری، نتیجہ خیز تعلقات اور جلد از جلد پُر امن مذاکرات کی بحالی چاہتا ہے، پاکستان پونچھ کے علاقے میں (باڑ لگنے کے باوجود) سرحد پار کرکے جا ہی نہیں سکتا ہے تو حملہ کرنا بہت دور کی بات ہے، لہٰذا پاکستان حملہ کرکے پانچ ہندوستانی فوجیوں کو ہلاک کرنے کے الزامات کو سختی سے رد کرتا ہے اور بلا جھجک کہتا ہے کہ یہ ہندوستانی الزامات بے بنیاد ہیں، اور اِس کے ساتھ ہی پاکستانی دفترِ خارجہ کا یہ بھی کہنا ہندوستانی الزامات کو مسترد کرنے کے لئے کافی ہے کہ " پاکستانی فوجی حکام نے اِس بات کی تصدیق کی ہے کہ سرحد پر فائرنگ کا کوئی تبادلہ نہیں ہوا ہے جس کے نتیجے میں یہ واقعہ پیش آیا ہے، پاکستان 2003 میں کیے گئے جنگ بندی کے معاہدے کی پاسداری کرتا رہا ہے" ۔ پاکستان کی جانب سے دی جانے والی اِس وضاحت کے بعد ہندوستانیوں کو خاموش ہو جانا چاہئے تھا۔
مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کی حکومت اور افواج ہندوستان و عوام نے پاکستان کے

دفتر خارجہ کی اِس وضاحت کو مضحکہ خیز جانا اور جنگی جنون میں مبتلا ہندوستانی آرمی چیف نے پاکستان کو دھمکی دیتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ " ہندوستان اور افواج ہندوستان کی صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، منہ توڑ جواب دینے کا وقت آگیا ہے، ہندوستان جلد بدلہ لے گا۔" اور پھر ساری دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ کنٹرول لائن پر بھارتی فوجیوں کی مبینہ ہلاکت کا بدلہ لینے کے لئے ہندوستانی افواج کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی دھمکی کے بعد ہندوستانی حکمران جماعت کانگریس کے یوتھ ونگ کے جنگی جنونی ہندوؤں کے مشتعل کارکنوں نے نئی دہلی میں پاکستانی ہائی کمیشن پر دھاوا بول دیا، سیکڑوں جنگی جنون میں مبتلا حکمران ہندوستانی جماعت کانگریس کے یوتھ ونگ کے مشتعل ہندوؤں نے پاکستانی ہائی کمیشن کے سامنے لگی رکاوٹوں کو ہٹا کر اندر گھسنے کی کوشش کرتے ہوئے ،اِس کے اندر داخل ہوئے اور پاکستان کے خلاف نعرے بازی کرتے ہوئے ،اِسے نقصان پہنچاتے رہے ، اور پاکستانی پرچم جلادیا،اِس دوران ہندوستانی فورسز کے دستے ہاتھ باندھے ایک دوسرے کا منہ تکتے رہے، اور متعصب اور مشتعل ہندوستانی ، پاکستانی ہائی کمیشن کی اینٹ سے اینٹ بجاتے رہے،جب یوتھ ونگ کے جنونی کارکن پاکستانی ہائی کمیشن کو اچھی طرح سے نقصان پہنچا چکے تو پھر اُوپر سے آنے والی کسی ایک فون کال کے بعد ہندوستانی پولیس کے اہلکاروں نے پہلے سے منتشر ہوتے مشتعل افراد پر ہلکی پھلکی آنسو گیس کی شیلنگ اور لاٹھی چارج کیا تاکہ پاکستان سمیت دنیا کو یہ باور کرایا جاسکے کہ اِس سارے معاملے

سے ہندوستانی حکومت اور فورسز لا تعلق ہیں۔
جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے، جسے ثابت کرنے کی ہندوستانی حکمران جماعت اور ہندوستانی افواج کرنا چاہ رہی ہے، ابھی حکومت پاکستان دہلی میں اپنے ہائی کمیشن پر ہونے والے حملوں کی مذمت کر بھی نہ پائی تھی کہ ہندوستانی انتہا پسند ہندو تنظیموں کے جنگی جنون میں مبتلا ہندوؤں نے یکے بعد دیگر دوستی بس سروس ٹرمینل پر احتجاجوں کے دوران حملے اور ہنگائی آرائی کردی، اور اِسی طرح ایک ہی دن میں دوبار ہندوستانی فوج نے سیالکوٹ اور لائن آف کنٹرول کے نکیال سیکٹر کے کوٹری کے مقام پر بلااشتعال فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا جس کے نتیجے میں ایک مقام سے تو کسی نقصان کی اطلاع نہیں ہے جبکہ ہندوستانی فوجیوں کی جانب سے دوسرے مقام ہونے والی بلااشتعال فائرنگ کے نتیجے میں ایک پاکستانی فوجی کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔
ہندوستانی افواج کی طرف سے اِس قسم کی بلااشتعال حرکتیں اِس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ہندوستانی حکومت اور افواج ہندوستان سمیت اِن کا میڈیا اور ادارے ہندوستانی عوام میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت جنگی جنون پیدا کررہے ہیں اور یہ سب کے سب ہندوستانی پاگل ہاتھی کی طرح پاکستان سے زبردستی کی جنگ چھیڑنا چاہ رہے ہیں۔

اَب کیوں کہ اِس خبر کے بعد یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا کہ تعطیل کے باوجود ہفتے کے روز بھارتی وزیرِاعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ نے تینوں بھارتی مسلح افواج کے سربراہوں کے ساتھ پرائم منسٹر آفس (ساوتھ بلاک) میں ایک ہنگامی میٹنگ کی ہے، اِس ایمرجنسی میٹنگ سے متعلق بھارتی بھارتی میڈیا نے بلاجھجک یہ دعویٰ کیا ہے کہ اِس میٹنگ میں بھارتی افواج کے سربراہاں نے اپنی قیادت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بھارتی افواج کا مورال بلند رکھنے کے خاطر ہر حالت میں پاکستان کے ساتھ سخت رویہ اپنائے اور اِس کے ساتھ ہی جنگی جنون میں مبتلا ہندوستانی افواج کے سربراہان نے اپنے وزیرِاعظم من موہن سنگھ جی کی اجازت سے کشمیر کی تمام ایل ای سی پر سٹیل شیٹس لگانے اور برقی سسٹم کو جدید کرنے کی اجازت، راجپوتانہ رائفل اور آسام رائفلز سمیت چھ دیگر رجمنٹوں کے جوانوں کو کشمیر سائڈ ٹرنت لگانے کی تیاریاں، بھارتی فضائیہ کو ہائی الرٹ کا سگنل، کشمیر پونچھ سرحدی علاقے کا دورہ، تینوں افواج کو فائر سگنل کے لئے تیار رہنے کا حکم دینے سمیت پٹھان کوٹ کے بیس کو بھی ہائی الرٹ کا سگنل دے کر دیگر جنگی تیاریاں بھی شروع کر دیں ہیں۔

اگرچہ موجودہ حالات میں ہندوستانی جنگی جنون سے متعلق دونوں جانب سے ہر خاص و عام میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ اِس ہندوستانی جنگی جنون کے پسِ پردہ

امریکی عزائم کارفرما ہیں، جو جنوبی ایشیاء کی دونوں ایٹمی طاقتوں کو جنگ میں جھونک کر اپنی چودھراہٹ قائم کرچاہتاہے ، یہ بات ہندوستانی جنگی جنونیوں کو سمجھنی چاہئے کہ اِن کی امن کی آشا کو سبوتاژ کرنے کی ایک ذرا سی غلطی خطے کو آگ و خون کی ایک ایسی وادی میں دھکیل سکتی ہے، جس کی ہولناکی سے پیدا ہونے والی صورتحال کو دنیا قیامت کے دن تک یاد کرتی رہے گی، اور ایسے میں کسی سے ادھار لئے گئے جنگی جنون میں مبتلا رہنے والے ہندوستانی حکمران، افواج اور عوام یہ نہ سمجھیں کہ پاکستان کی امن پسندی اِس کے کسی کمزور پہلو کو اجاگر کررہی ہے، آج جو پاکستان کی امن پسندی اور افہام و تفہیم کی پالیسی کو یہ سمجھ رہے ہیں کہ پاکستان ہندوستان کے لئے ترنوالہ ثابت ہوگا تو یہ ہندوستانیوں کی بھول ہے، اگر ہندوستانی یہ بھول گئے ہیں کہ ہاتھی ایک چیونٹی سے مرجاتاہے تو آج میں بھی ہندوستانیوں کو یہ بتادینا چاہتاہوں کہ پاکستان کو جنگی جنون میں مبتلا ہندوستانی حکمران، افواج اور عوام چیونٹی اور خود کو ہاتھی سمجھ کر حملہ کرکے دیکھ لیں، لگ پتا جائے گا کہ یہ چیونٹی ہاتھی کا کیا حشر کرتاہے...؟ قبل اِس کے کہ چیونٹی ہاتھی کو زیر کرڈالے ، ہاتھی کو اپنا احتساب کرلینا چاہئے ، اگر اگلے سال اپنے یہاں ہونے والے انتخابات میں اپنے عوام کے سامنے اپنی پوزیشن واضح کرنے کے لئے جنگی جنون کا سہارا لینے کے بجائے خطے میں قیام امن کے لئے پاکستان کی امن کی آشا کو پروان چڑھانا چاہئے، اگر ہندوستانی میڈیا نے امن کی آشا سے متعلق اپنے عوام کو

اُس طرح متحرک کیا ہوتا تو ہندوستانیوں میں ایسا جنگی جنون ہر گزپیدا نہ ہوا ہوتا جیسا آج ہو گیا ہے جبکہ آج حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی میڈیا نے اپنے عوام کا مائنڈ سیٹ اَپ ایسا بنا رکھا ہے کہ ہر پاکستانی ہندوستان سے امن کی آشا کا خواہشمند دکھائی دیتا ہے، جبکہ ہندوستانیوں میں امن کی آشا سے متعلق دور دور تک سوجھ بوجھ کا عنصر محسوس نہیں ہوتا ہے۔

اَب چلتے چلتے آخر میں راقم الحرف اپنی پاکستانی حکومت ، افواج اور اپنے معصوم اور اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی ہندوستانیوں سے محبتوں کے متلاشی عوام سے یہ کہنا ضرور چاہئے گا کہ ہندوستان سے امن کی آشا کی بات ضرور کی جائے، مگر ہندوستانیوں کی دھوکہ دینے اور پلٹ کر وار کرنے والی خصلت کو بھی مدِ نظر رکھ کر جنگی جنون میں مبتلا ہندوستانیوں کی ہر حرکت سے بھی ضرور باخبر رہا جائے، کیوں کہ بقول شاعر:۔

تشویش ہمارے لئے بھارت کی روش ہے---- کہتے ہیں شب و روز یہی ایٹمی خطرات
"ہے قوتِ وسطوت میں نہاں رازِ بقا کا---- "ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات
اور اِسی کے ساتھ ہی میں اجازت چاہنے سے قبل یہ شعر عرض کرنا چاہوں گا کہ:۔
زندہ رہنا ہے اگر اقوامِ عالم میں ہمیں--- آشنا ہونا پڑے گا ایٹمی ذرات سے
بحریہ کو اپنے شاہینوں کو.بری فوج کو--- لیس ہونا چاہئے سب تازہ ایجادات

حـ

ہاں صرف ایک مچھر نے۔۔۔! اسلام آباد کو 5 گھنٹے تک یرغمال بنائے رکھا

نفسیاتی مسلح دہشت گرد سکندر یا کسی بھی مسلح گروپس کی مرضی سے مُلک میں کوئی دوسرا نظام نافذ نہیں ہوسکتا ہے۔

ہاں صرف ایک مچھر، کار سوار نفسیاتی ملزم سکندر نے پندرہ اگست کی شام چھ بجے سے رات ساڑھے گیارہ بجے تک ہمارے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کو ساڑھے پانچ گھنٹے تک یرغمال بنائے رکھا، اِس کار سوار سکندر نامی مسلح دہشت گرد نے اپنی بیوی بچوں سمیت اسلام آباد میں جس قسم کی دہشت گردی کی اِس کی اِس دہشت گردی نے تو ہمارے سیکورٹی اداروں کی ریڈالرٹ کے سارے اقدامات کو دھول میں اڑا کر سب کی قلعی کھول دی ہے،اِس میں کوئی شک نہیں کی نیم پاگل سکندر نامی مسلح شخص کی دہشت گردی نے وفاقی پولیس کی جرات وبہادری اور اس کی استعداد کا بھانڈا پھوڑا بیچ اِس طرح سے پھوڑا کہ ساری دنیا نے دیکھ لیا کے ہمارے دارالحکومت اسلام آباد کی پولیس کے ریڈالرٹ کا کیا معیار ہے۔۔۔؟ کہ سکندر جیسا ایک مچھر بھی مسلح ہو کر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ریڈزون میں گھس جائے تو اسلام آباد کی پولیس کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں،اسلام آباد میں پیش آئے اِس واقعے پر اپنی پولیس پر اتنی تنقید بہت ہے،

ورنہ۔۔۔۔ورنہ۔۔۔؟اگر یہ کسی موقعے پر آپے سے باہر ہو گئی تو پھر اِسے قابو کرنا مشکل ہو جائے گا۔

بہر حال ... ! جمعرات پندرہ اگست کی شام چھ بجے کے قریب ملزم سکندر جو ایک کالے رنگ کی کرائے کی کار میں اپنی بیوی کنول، دو بچوں (بیٹی فروا اور بیٹے عبداللہ) کے ہمراہ سوار تھا، ملزم سکندر نے اپنی گاڑی او جی ڈی سی ایل ہیڈ کوارٹرز کے قریب گرین بیلٹ پر چڑھادی ،اِس سے قبل اسلام آباد کی پولیس کی گاڑیاں ملزم سکندر کی گاڑی کا پیچھا کر رہی تھیں، مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ملزم نے پولیس کے سامنے پہلے ہی خود کو مشکوک ظاہر کر دیا تھا تب ہی تو پولیس ملزم سکندر کے پیچھے لگ گئی تھی،اور جب پولیس اِس کا تعاقب کرنے لگی تو ملزم سکندر نے اپنی پہلے سے کی گئی منصوبہ بندی کے تحت اپنی گاڑی کا رخ اِس مقام کی جانب کر لیا جو اِس کے پلان کا حصہ تھا،اور جیسے ہی ملزم سکندر اپنے ڈرامے کے مقام پر پہنچ گیا تو ملزم سکندر اپنی پہلے سے پلاننگ کے تحت ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اور ایک ہاتھ میں سب مشین گن لے کر باہر آیا اور ہوائی اور اسٹیٹ فائرنگ شروع کر دی، جس سے خوش قسمتی سے کوئی زخمی اور جانی نقصان تو نہیں ہوا، البتہ.. ! ملزم سکندر کے عزائم کو بھانپتے ہوئے پولیس نے فوری طور پر جائے وقعہ کا محاصرہ کیا اور ملزم سکندر کو زندہ گرفتار کرنے کے لئے بکتر بند گاڑیاں طلب کر لیں، جیسے جیسے پولیس اپنے اقدامات کو حتمی شکل دیتی جارہی تھی،اِس دوران ملزم سکندر بھی وقفے وقفے سے فائرنگ کے سلسلے بیں تیزی پیدا کرتا جا رہا تھا، چونکہ پولیس کی شروع ہی سے اولین حکمتِ عملی یہ رہی تھی کہ کسی بھی طرح سے

ملزم سکندر اور اِس کے اہلِ خانہ کو نقصان پہنچائے بغیر زندہ سلامت گرفتار کیا جائے، تاکہ اِس دہشت گردی میں ملوث پس پردہ دیگر عناصر تک بھی پہنچا جا سکے۔ اِس بنا پر پولیس اپنی اِس حکمتِ عملی پر کاربند رہ کر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی پولیس پانچ گھنٹے تک میڈیا اور عوام کی جانب سے خود پر ہونے والی تنقیدیں تو برداشت کرتی رہی مگر بالآخر یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی، اور پانچ گھنٹے بعد ملزم سکندر کو معمولی زخمی کرنے کے بعد اسے زندہ سلامت گرفتار کر لیا۔

جب ملزم سکندر دہشت گردی کے جوہر دکھا رہا تھا، اس دوران ایس ایس پی آپریشنز ڈاکٹر رضوان اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد پولیس کے دیگر حکام سمیت رینجرز کے تازہ دم دستے بھی سب کام چھوڑ چھاڑ کر جناح ایونیو پہنچ گئے، اور مسلح ملزم سکندر کی بیوی کنول کے ذریعے مسلح دہشت گرد کے ساتھ مذاکرات کا عمل شروع کیا مگر ملزم سکندر جو اپنے مطالبات پر قائم رہا، اِس نے خود کو سرنڈر کرنے سے انکار کر دیا، تاہم لاکھ کوششوں کے باوجود بھی کوئی بھی ملزم سکندر سے باتوں اور مذاکرات میں اُلجھا کر گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

جبکہ ایس ایس پی آپریشنز ڈاکٹر رضوان نے نہتے ہو کر مسلح دہشت گرد جس نے ہمارے انتہائی ہائی الرٹ اسلام آباد کو ساڑھے پانچ گھنٹے تک یرغمال بنائے رکھا تین

بار مذاکرات کیئے ،اور اِسی طرح ایم کیوایم کے رکن قومی اسمبلی نبیل گبول بھی مسلح دہشت گرد سکندر سے مذاکرات کے لئے آگے آئے مگر یہ ڈھیٹ دہشت گرد تھا کہ اِس نے کسی کے بھی سامنے سرنڈر ہونے سے انکار کردیااور یوں ہر بار مذاکرات ناکامی پر ختم ہوئے۔آخرکار جب مُلک کی گھڑیوں نے رات کے گیارہ بجے کا آلارم بجادیا تو اُسی لمحے ہماری سابقہ حکومت اور آج کی اپوزیشن کے ایک جیالے محترم المقام عزت مآب جناب زمرد خان کے اندر حب الوطنی کے جذبے نے کروٹ لی اور وہ اِسی جذبے کے سہارے ہمت کرکے ملزم کے معصوم بچوں کو پیار کرنے اور اِن کے سر پر اپنی شفقت اور محبت کا ہاتھ پھیرنے کے بہانے مسلح دہشت گرد سکندر کے قریب گئے اور جیسے ہی پی پی پی کا یہ بہادر جیالا سکندر کے قریب پہنچا اِس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اِس جیالے نے مسلح دہشت گرد سکندر کو دبوچنے کی کوشش کی، تو یہ سلپ ہوگئے ، اور سکندر نے اِن پر فائرنگ بھی کردی تاہم اللہ کے فضل وکرم سے (پی پی پی کا جیالہ) زمرد خان محفوظ رہے، اِن کی اِس بہادری اور کوشش کے بعد پھر ہماری چاق وچوبند فورسز کے دستوں نے تُرنت سکندر کے پاؤں پر فائرنگ کے کر اسے زخمی کیااور اِس کو زندہ گرفتار کرکے اپنے کاندھوں پر ترقی کے پھول لگانے اور سجانے کے خواب دیکھنے شروع کردیئے ہیں۔

اگرچہ زخمی سکندر اور اِس کی زخمی بیوی کنول جو اِس ہی کی گولی کا نشانہ بنی تھی دونوں کو ،مقامی اسپتال ہیں داخل کردیا گیا جہاں دونوں کا علاج جاری ہے

اطلاعات یہ ہیں کہ اَب سکندر اور اِس کی بیوی کی حالت خطرے سے باہر ہے، وزیر اعظم میاں نواز شریف نے بھی اِس واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کیمٹی تشکیل دینے کا حکم دے دیا ہے، اور اِس کمیٹی کی پل پل کی پیش رفت سے خود کو آگاہ کرنے کا سختی سے بھی حکم دے رکھا ہے۔

جبکہ ادھر اپوزیشن جماعتوں نے بھی اسمبلی میں اِس واقعے پر حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپوزیشن جماعتوں کو حکومت پر تنقید کرنے اور اِسے بدنام کرنے کا ایک موقع ہاتھ آگیا ہے، اَب حکومت کو چاہئے کہ ایسے میں مضبوط بنیادوں پر ایسے شواہد پیش کرے کہ جس سے یہ واضح ہو جائے کہ اِس سارے ڈرامے کے ڈانڈے کہاں سے ملتے ہیں تاکہ اپوزیشن جماعتوں کے کھلے منہ اور تیز تیز چلتی زبانوں کو بھی بند کیا جاسکے۔

یہ نفسیاتی مریض ملزم سکندر کی کھلی دہشت گردی نہیں تھی...؟ تو اور کیا تھی...؟ کہ ملزم پولیس اور رینجرز کی موجودگی میں بھی کلاشنکوف اور مشین گن ہاتھوں میں اُٹھائے، کبھی ہوائی تو کبھی اسٹیٹ فائر کرتا رہا، اور ٹھاٹ کے ساتھ اپنی کرائے کی کالے رنگ کی جعلی نمبر پلیٹ والی کار میں بیٹھ کر سگریٹ اور کولڈ ڈرنکس اور پانی بھی پیتا رہا، اور اِس کے ساتھ ہی دیدہ دلیری اور سینہ جوڑی سے اپنی دہشت گردی اور اسلام آباد کی پولیس کو ناک چنے چبوانے کی

داستان بھی مختلف ٹی وی چینلز کو فون پر بتاتا رہا، اور ٹی وی چینلز کو اپنے مطالبات ریکارڈ کرتا رہا، اِس کا مطالبہ تھا کہ " ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے، اور شرعی تقاضوں کے مطابق الیکشن دوبارہ کرائے جائیں، مسلمان فوج نہ اٹھی تو رسوائی کا ٹیکہ لگنے والا ہے، مجھے کوئی نقصان پہنچا تو میں خود تو مروں گا اور سب کو ساتھ لے کر مروں گا، اس موقع پر اِس نفسیاتی مریض دہشت گرد ملزم سکندر کی معاون بیوی کنول کا بھی یہ کہنا تھا کہ " ہاں ہم مسائل سے تب نکلیں گے جب ہم مسلمان اکٹھے ہوں گے، ایس ایس پی سے بات ہوئی ہے اور ہم نے مطالبات لکھ کر دیئے ہیں، جن میں مُلک میں دین کا نفاذ اور اسلامی طریقے سے دوبارہ الیکشن کرانا شامل ہیں۔

آج کچھ لوگ ایسے بھی میرے دیس میں ضرور موجود ہوں گے، جو نفسیاتی مریض دہشت گرد سکندر کے اِس عمل کو احتجاج ریکارڈ کرانے کا کوئی اچھا عمل تصور کر رہے ہوں گے، مگر ایسے لوگوں کے لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج جن کا خیال یہ ہے کہ دہشت گرد سکندر نے جو کیا وہ ٹھیک ہے تو یہ خیال کرنے والے بھی سکندر کی طرح نفسیاتی مریض ہیں جو اِس قسم کا عمل کرکے یہ چاہتے ہیں کہ یہ اکیلے ہی ریاست کا نظام تبدیل کردیں گے یا مسلح ہو کر یہ نکلیں گے تو مُلک میں نظام تبدیل ہوجائے گا تو یہ ایسے لوگوں کی بھول ہے، اِس طرح دنیا کے کسی بھی مُلک کا کوئی بھی شخص نظام تبدیل نہیں کراسکتا ہے، ایسے لوگوں یا

گروہ جو بھی مسلح ہو کر مُلک کا نظام تبدیل کرنے یا کرانے کے لئے نکلیں، اِنہیں سخت ترین سزا دی جائے، چاہئے سکندر ہو یا طالبان کی شکل میں کوئی طاقتور دہشت گردوں کا ٹولہ ہی کیوں نہ ہوں، اِن سب کا قلع قمع کرنے کے لئے ساری قوم کو یکدل اور یک جان ہو کر نکلنا ہوگا،اگر ہم سب نے باہم متحد ہو منظم ہو کر سکندر اور اِس جیسے دوسرے وہ گروہ جو خود کو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلحے کے زور پر طاقتور ترین لوگ ہیں یہ جو چاہئے اپنی مرضی کا نظام رائج کرا سکتے ہیں، اِن سب کو حکومت اور افواج پاک کے ساتھ مل کر پہلے مذاکرات کی دعوت دینی ہوگی، اور اگر پھر بھی یہ نہ مانیں تو پھر ان سب کو راہ راست پر لانے کے لئے حکومت اور افواج پاک کے ساتھ مل کر ساری پاکستانی قوم کو لڑنا ہوگا، اور اپنے مُلک اور قوم کی بقا کے خاطر ان سب سے مُلک کو پاک کرنا ہوگا جو مسلح ہو کر مُلک کو اپنی مرضی کے نظام کے طابع لانا چاہتے ہیں، کوئی مُلک میں اسلامی نظام کے رائج کا مخالف نہیں ہے، مگر یہ نظام اِس طرح تو کسی ایک کی مرضی سے نافذ نہیں ہو سکتا، جس طرح سکندر اور اِس کی بیوی اور مُلک میں موجود دوسرے مسلح گروپس چاہ رہے ہیں۔

.. مصر میں مسلمانوں کی نسل کشی میں اسلام دشمن امریکاملوث ہے

عالمی عدالت جنرل سیسی پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلائے...

مصر میں مسلمانوں کی نسل کشی میں اسلام دشمن امریکاملوث ہے، اوران دِنوں مصر میں جو کچھ بھی ہو رہا ہےاِس کا ذمہ دار کوئی اور نہیں صرف امریکا ہے، عالمی عدالت امریکی پٹھو جنرل سیسی پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلائے، اگر عالمی عدالت نے ایسانہ کیا، تو یہ سمجھاجائے گاکہ عالمی عدالت امریکی رکھیل ہے، جوجب اور جس طرح چاہتاہے،اِس اپنی رکھیل عالمی عدالت کا بلدکار کر دیتاہے، ایسے میں عالمی عدالت جو چاہئے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے مطالبے پر فوری طور پر عمل کرے اور جنرل سیسی اور امریکاپر جنگی جرائم کا مقدمہ چلائے،اگر عالمی عدالت نے ایسانہ کیاآج جسکا مطالبہ اُمتِ مسلمہ کر رہی ہے، تو عالم اسلام عالمی عدالت کے خلاف بھی سراپااحتجاج بن جائیں گے۔

دنیاکا دہشت گردِاعظم وہ امریکاجِسے دوسروں کے دامن پر لگے داغ توخُوب دکھائی دیتے ہیں مگراپنی آنکھ کا تنکا نظرنہیں آتاہے قبل اِس کے کہ میں مزید کچھ عرض کروں یہاں یہ کہناچاہوں گاکہ اگرمیں یہ کہوں تو شاید کوئی

بُرا نہ ہو کہ اِس روئے زمین پر بسنے والے بیشتر انسانوں کی اپنی ایک فطرت ہے، اپنی ایک سوچ ہے، اپنی خصلت ہے اور اپنا ایک نظریہ ہے، یوں یہ اپنی موت سے بے خبر ہو کر زندگی گزار رہے ہیں، اور آج کے انسان میں اِن تمام باتوں کے علاوہ بھی جو واحد خصلتی نقطہ مشترک ہے وہ یہ ہے کہ یہ اپنی اصلاح کرنے کے بجائے دوسروں کی عیب بینی کرنا اپنے لئے بڑا فخر محسوس کرتا ہے ،اور جب اِسے کوئی عیب مل جاتا ہے تو پھر اس عیب کو سچا کر دکھانے کے لئے یہ اُس حد کو بھی پہنچ جاتا ہے، جہاں پہنچ کر یہ دنیا کا امن وسکون داؤ پر لگا دیتا ہے یعنی اِس کا یہی وہ واحد خصلتی نقطہ ہے جو اِسے دوسرے انسان سے جہاں مماثل کرتا ہے ،تو وہیں اِس کی ذات پر کئی سوالیہ نشان بھی لگوا دیتا ہے ،اِس خصلت میں مبتلا انسان خواہ کسی مُلک کا حکمران ہو یا عام شہری اِس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر صورت میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو، اِس کے لئے خواہ اِسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑ جائے، اور کسی بھی حد کو کیوں نہ پھلانگنا پڑے، مگر اِس کا مشن ہر حال میں کامیاب ہو جائے، آج ایسے فعلِ شنیع میں مبتلا لوگ ہی ہیں جو دنیا کو آگ و خون کی جنگ کی جانب تیزی سے دھکیل رہے ہیں ،دورِ جدید کے اِنسانوں کو اپنی آنکھ میں چھبا ہوا تنکا تو نظر نہیں آتا ہے، مگر اِنہیں اپنے سامنے والے کے دامن پر لگا داغ ضرور صاف دکھائی دے رہا ہوتا ہے ۔

،آج کا اِنسان دوسرے کی برائیوں میں لفظوں اور جملوں کے تالاب تو بہا دیتا ہے

مگراپنے گریبان میں جھانکنا گوارہ نہیں کرتا ہے کہ اپنے گریبان کے نیچے چھپے ہوئے سینے کو بھی ذرا دیکھ لے کہ اِس سے میل اور غلاظت کی کتنی موٹی تہہ چمٹی ہوئی ہے۔ اگرآج یہ ایسا کرلے تو دنیا میں اِمن و آشتی کے قیام کی تھوڑی سے اُمید ضرور پیدا ہو جائے مگر شاید اِسے اپنی یہ میل کچیل نظر نہیں آتی ہے۔یا یہ اپنے چہرے پر سجی اپنی انا دار ناک کے دائیں بائیں کھلتی بند ہوتی ، اور ماتھے کے ذرا نیچے لگی اپنی چمکدار آنکھوں سے اپنے عیبوں کو دیکھنا ہی نہیں چاہتا ہے۔

آج کا مصروف انسان زندگی کے کینوس کو سمجھے بغیر اِسے کسی ریگستان میں اُڑتی ریت کی طرح گزار رہا ہے۔ جبکہ زندگی وہ نعمت ہے، جو موت کی امانت ہے۔اِس کی سانس کی ڈوری ٹوٹتے ہی اِس سے موت اپنی امانت لے لیتی ہے۔ اور انسان زمین پر ایک گوشت کے لوتھڑے کے مانند پڑا رہتا ہے۔پھر عزیز واقارب اپنے اپنے مذہبی رسومات کی ادائیگیوں کے بعد اِسے اپنی نظروں سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ یوں اِس اِنسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کوئی آج ہی نہیں بلکہ ازل سے ہوتا چلاآ رہا ہے ،جو جب تک زندہ رہااس نے اپنی اصطلاح کرنے کے بجائے، دوسروں کے دامن پر لگے داغ دھبوں اور دوسروں کی برائیوں کو دنیا والوں کے سامنے اُجاگر کرنا اپنا اعزاز جانااور دنیا میں فتنے فساد کو جنم دینے میں رول ادا کرتا رہا۔ اور یوں بالآخر اِس پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب یہ انسان اپنے

ایسے ہی اعمال کے ساتھ دنیا چھوڑ گیا۔

دانا کہتے ہیں کہ "انسانی زندگی کا ہر ایک دن اِس کی تاریخ کا ورق ہے، اِنسانی کی زندگی ایک بڑے کینوس کے مانند ہے، اِنسان اپنے اِس کینوس پر جتنے بھی رنگ بکھیرنا چاہئے، بکھیر سکتا ہے، خواہ وہ رنگ جیسے بھی ہوں، اور جتنے بھی حسین اور جتنے بھی بدنما کیوں نہ ہوں، بس اِنسان اِن کا خود ذمہ دار ہے۔

ایمرسن کا انسان اور انسانی زندگی کے بارے میں کہنا ہے کہ "زندگی اتنی بھی چھوٹی نہیں ہوتی ہے کہ اِنسان کو اچھے کام کرنے کا موقع نہ دے" انسان کی جتنی بھی زندگی ہوتی ہے، اِسے اپنی زندگی کے عرصے کے دوران زیادہ تر یہ کوشش جاری رکھنی چاہئے کہ وہ اچھے کام کرتا رہے، معلوم نہیں اِس کی زندگی اگلے لمحے اِس کا ساتھ دے یا ساتھ چھوڑ جائے، یعنی یہ کہ اِنسان کو ربِ کائنات اللہ رب العزت نے اِسے جو زندگی دی ہے، وہ صرف اِس مقصد کے لئے دی ہے کہ اِس کا ہر بندہ جب اِس کے پاس واپس جائے تو وہ اپنے ساتھ اچھے اور تعمیری کاموں کی ایک لمبی فہرست لے کا حاضر ہو، مگر ایسا نہیں ہے، آج کے انسان نے اِن تمام باتوں کو فراموش کر دیا ہے، وہ خدا کی زمین پر خدا ہونے کا دعویدار بن گیا ہے، وہ یہ بھول گیا ہے، کہ اِس کی عنقریب فنا ہے، مگر پھر بھی وہ ایسے

کاموں میں مصروف ہے، جو اِسے اللہ کے کسی عذاب کی پکڑ سے نہیں بچا سکتے ہیں، اور عنقریب وہ دن ضرور آنے والا ہے، جب خدا کی جانب سے عذاب نازل ہوگا، اور امریکا جیسا دہشت گرد مُلک جلد تباہ ہو جائے گا۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج امریکا دنیا کا وہ واحد ظالم جابر و فاسق اور دہشت گردِ اعظم مُلک ہے، جس کے اِنسان نما مگر بھیڑیے حکمرانوں کو اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی مہلت نہیں مل رہی ہے، کہ اِنہیں یہ احساس ہو کہ یہ لوگ دنیا کے کتنے بڑے دہشت گرد ہیں اور اُمت مُسلمہ کے لئے ڈریکولا نما اِنسان ہیں جنھیں دوسروں کے دامن پر لگے دہشت گردی کے) داغ دھبے تو دکھائی دے رہیں، مگر انہیں اپنی (بقا و سالمیت کی آڑ) میں جاری) دہشت گردی، اور اِنسانیت سوز مظالم نظر نہیں آ رہے ہیں، جو اِن امریکیوں نے اپنی زندگیوں کو طویل کرنے کے خاطر مسلم اُمہ میں شروع کر رکھے ہیں یعنی آج امریکی کہیں جمہوریت کو پروان چڑھانے کے خاطر اِنسانوں کو انسانوں کے خلاف بھڑکا کر شیطانیت اور انارگی پھیلانے کی جانب راغب کر رہے ہیں، تو کہیں یہی امریکی ہیں جو دنیا کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پاک رکھنے کے خاطر ڈرون حملے اور خود کش حملے کروا کر اِنسانوں کا گوشت چبا رہے ہیں، شاید بہت عرصے قبل یزد نے اِن ہی امریکیوں کے کچھن دیکھ کر اِن کے لئے یہ کہہ دیا تھا کہ " اے آدم کے بیٹو..! اپنے بھائیوں کو اپنے ہاتھوں سے ذلیل و خوار نہ کرو، کیوں کہ

میں نے دیکھا ہے کہ پاگل کُتے بھی اپنا گوشت خود نہیں چباتے"۔

آج دنیا نے امریکیوں کی دوغلی اور منافقانہ پالیسی بھی دیکھ لی ہے کہ اِنہوں نے مصر میں 30 جون 2012 کو (اخوان المسلموں کے بہادر سپوت اور امریکیوں کو نکیل ڈالنے والے) محمد مُرسی کی آنے والی جمہوری حکومت کے پچھلے دِنوں کس طرح پڑ خچے اُڑائے ہیں اور مصر پر آمریت کا ڈانڈا کس انداز سے اپنے پٹھو جنرل کے ہاتھوں لہرایا ہے یہ بھی اِن امریکیوں کا ہی کارنامہ ہے، جو جب اور جہاں چاہیں، کسی کے دامن پر لگے کسی بھی داغ کو ہَوا بنا کر قیامت بر پا کر سکتے ہیں، آج امریکیوں نے مصر میں جو کچھ کیا ہے، یہ امریکی داداگیری اور اِس کی غنڈہ گردی کے متر داف ہے، اِس نے مصر میں جو گھناو نا کھیل کھیلا ہے، اَب اِس سے یہ ضرور واضح ہوگیا ہے کہ یہ دنیا میں اسلام اور اسلامی ت تعلیمات کو پلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا ہے، مسلم اُمہ سے تعلق رکھنے والی کسی بھی شخصیت نے اِس کے نظریئے، اِس کی فطرت اور اِس کی خصلت کے خلاف سر اُٹھایا یا زبان کھولی تو یہ اِس کے دامن پر لگے کسی بھی داغ کو جواز بنا کر اِس کا ایسا ہی حشر کردے گا جیسا اِس نے اخوان المسلموں کے بہادر سپوت اپنے آگے اسلامی نظریات کے پرچار کرنے والے مصری صدر محمد مُرسی کا کردیا ہے، جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ضرور ہے کہ آج مسلم اُمہ یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ مُرسی ایک کٹر پکے اور سچے مسلمان مصری حکمران تھے، امریکا نے ایک سازش کے تحت

اِن کے ساتھ جو کیا وہ سب غلط ہے مگر افسوس ہے کہ اپنے اپنے اقتدار سے چمٹے مسلم ممالک بالخصوص سعودی عرب ، پاکستان ، ایران اورانڈونیشیاکے حکمران امریکاکے سامنے سینہ سپر ہونے سے یوں ہی ڈر رہے ہیں کہ کہیں امریکا کواِن کے دامن پر لگا کوئی داغ نظر نہ آجائے اور یہ اِن کا حشر بھی محمد مُرسی جیسانہ کردے..تواِن کے لئے عرض ہے کہ یہ ہمت کریں اور مصر کی موجودہ حالات میں مسلمانوں کی نسل کشی کو رکوانے کے لئے آگے بڑھیں توامریکااِن کے اِس اتحاداور یکجہتی کو دیکھ کرہی ہواس باختہ ہوجائے گا، اور اپنے پٹھو جنرل سیسی کو مصر میں مسلمانوں کی نسل کشی کرنے سے روک دے گا، اور چیخ پڑے گا کہ بھاگو....بھاگو جلدی بھاگو اَب اُمتِ مسلمہ جاگ اٹھی ہے۔اور اَب ہماری خیر نہیں ہے۔

ہندوستانیوں پر ہندو بنیے حکمران مہربان ہوگئے ہیں

لو80 کروڑ غریب ہندوستانیوں عیش کرو، ہندوستانیوں پر ہندو بنیے حکمران مہربان ہوگئے ہیں...!!

یوں تو جنوبی ایشیامیں صرف پاکستان اور بھارت ہی دوایسے ممالک موجودہیں جہاں سیاسی اور انتخابی حوالوں سے بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے تو وہیں اِن دونوں ممالک میں بس اتنافرق بھی ضرور پایاجاتاہے کہ ایک طرف جب پاکستان میں انتخابات کے دن قریب آتے ہیں تو حکمران جماعت آخری لمحات میں (یعنی وقت نزع) قومی خزانے کو بھرنے کے خاطر اپنے غریب عوام پر مہنگائی کا عذاب نازل کرکے کچھ ایسے اقدامات کر دیتی ہے، کہ عوام بلبلااٹھتے ہیں اور پھر حکمران جماعت انتخابات ہونے تک اپنی اِس سیاسی بازی گری میں قوم کو اُلجھائے رکھتی ہے، (اَب جیساکہ 22 اگست 2013کے ضمنی انتخابات سے دو، چارروز قبل بھی بجلی کے نرخ میں اضافے کا اعلان کردیاگیاہے) اور قوم کو ایک، دو سبز باغ ہی کیابلکہ بے شمار باغات یہ کہہ کردکھاتے رہتی ہے کہ اگریہ عام انتخابات میں جیت کر دوبارہ مسندِ اقتدار پر قابض ہوگئی تو پھر یہ تُرنت مہنگائی کو کم ہی کیابلکہ اِسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہی مُلک سے ختم کردے گی

اور جلد ہی مہنگائی کے بوجھ تلے دبے اپنے غریب عوام کو اِس عذاب سے نجات دلادے گی، اور اگر قوم نے اِسے کامیاب نہ کیا تو آنے والی حکومت مُلک میں مزید مہنگائی کے در کھول دے گی، اور مُلک میں مہنگائی بے لگام رہے گی،اور پھر قوم مہنگائی کے دلدل میں دھنستی چلی جائے گی ، ہمارے یہاں ایسا بد قسمتی سے گزشتہ 66 سالوں سے ہی ہوتا آیا ہے،اور اللہ ہی جانے ایسا کب تک ہوتا رہے گا، یہ تو کوئی نہیں جانتا مگر اتنا ضرور ہے کہ جب تک قوم سوئی رہے گی، اور میرے دیس کے عیار و مکار سیاستدان قوم کو بے وقوف بنا کر اِسے اپنی حکمرانی کے جوتی تلے روندتے رہیں گے، تو میرے دیس کا ہر محب وطن باسی مفلوک الحالی، اور لاچارگی کے دلدل میں زندہ دفن ہوتا رہے گا،اور اِسی طرح میرے دیس میں پروان چڑھنے والی کئی نسلیں بھی مفلسی اور کسمپرسی کی حالت میں غرق ہوتی رہے گی، اَب ایسے میں یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ آج میرے دیس کے ہر فرد کو اپنی بند آنکھیں کھولنی ہوں گیں، اور اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ وطنِ عزیز کے سیاستدان، زمیندار، جاگیردار، وڈیرے، چوہدری، ساہوکار، سرمایہ دار، زرداری اور نواز سمیت جتنے بھی حکمران ہیں سب ہی اپنے اپنے مفادات اور اقتدار کے خاطر مُلک کے بیس کروڑ غریب عوام کو مہنگائی کے بوجھ تلے دبا کر غریبوں کی غربت کا سامان پیدا کرتے رہیں گے اور اپنے مفادات اور اقتدار کا حصول چاہتے رہیں گے۔

جبکہ دوسری طرف ہمارا پڑوسی اور ازلی حریف ملک ہندوستان بھی تو ہے، جس کے حکمران ہندو بنیئے ضرور ہیں، مگران کی انتخابی تاریخ اور اِن کی سیاسی روش یہ بتاتی ہے کہ ہندوستانی حکمرانوں کو ہر دور میں اپنے غریب اور مفلوک الحال قوم کی حالتِ زندگی بہتر کرنے کی فکر رہی اور وہ گاہے بگاہے اپنی قوم کی حالتِ ٹھیک کرنے کے خاطر سنجیدگی سے اقدامات کرتے رہے، اگرچہ پھر بھی ہندوستان میں غربت کے چرچے عام ہیں ، آج بھی ہندوستان کے عوام کی اچھی خاصی تعداد دووقت کی روٹی ، کپڑے، علاج ومعالجہ کی بہتر سہولت، اداویات دیگرآسائش زندگی سے بھی محروم ہے، مگرہندوستان کے حکمران مسلسل اپنی قوم کی حالتِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے متحرک رہتے ہیں۔

اگرچہ آج ہندوستان میں عام انتخابات ہونے والے ہیں ، کچھ کا خیال یہ ہے کہ ہندوستان کے عام انتخابات میں ایک سال یا چندماہ کا عرصہ ہی باقی رہ گیاہے،

اُدھر ایسے میں گزشتہ منگل کو دہلی میں ہندوستان کی حکمران جماعت کانگریس کی سربراہ سونیاگاندھی نے قومی خزانے کامنہ یومیہ آمدنی 23روپے سے بھی کم آمدنی والی اپنی ننگی بھوکی اور سسکتی بلکتی عوام کے لئے کھول دیاہے اور یوں قومی خزانے سے 24 ارب ڈالرکے منصوبے سے 80 کروڑ غریب ہندوستانیوں کے لئے سستے داموں چاول، گندم اور دیگراناج کی فراہمی کا منصوبہ شروع کردیاہے جس کے لئے سونیاگاندھی جی نے ہُرنت بنیادوں پر ہندوستان میں غریب طبقے سے تعلق

رکھنے والی غریب خواتین میں سستے داموں چاول، گندم اور دیگر روزہ مرہ استعمال کے اناج کی وصولی کے لئے خصوصی کارڈ تقسیم کئے۔ اِس منصوبے کے تحت مستحق افراد کو اناج ایک سے تین روپے فی کلو گرام پر فیئر پرائس شاپس سے دیا جائے گا، معیشت دانوں اور ماہرین اکانومکس کے مطابق سونیاگاندھی کے اِس اقدام سے ہندوستان بھر کی دوتہائی غریب آبادی سے تعلق رکھنے والے افراد کو ہر ممکن فائدہ پہنچ سکے گا، اور اِس کا فائدہ حکمران جماعت کو انتخابات کے نتائج میں نظر آئے گا، جس سے متعلق حکمران جماعت پُرامید ہے کہ اِس کے اِس قابلِ تعریف اقدام سے ہندوستان کے غریبوں میں زندگی کی اُمنگ پیدا ہو گئی ہے، اور اِن 80 کروڑ غریبوں کی خواہش ہے کہ یہ آئندہ انتخابات میں سونیاگاندھی کی جماعت کو ہی پرشاد سمجھ کر ووٹ دیں اور سونیاگاندھی کی پارٹی کو دوبارہ اقتدار کی مسند پر ایلفی لگا کر بیٹھادیں، تاکہ سونیاگاندھی کی جماعت کی حکمرانی ہندوستان بھر میں قائم رہے، اور ہندوستان کے غریب عوام کی حالتِ زندگی بہتر ہوسکے، جبکہ اِس موقع پر سونیاگاندھی کا خطاب کے دوران کہنا تھا کہ یہ جانتی ہیں کہ اِن کے دیس ہندوستان میں ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ضرور موجود ہے جنہیں دو، ایک کیا بلکہ تینوں وقت کا کھانا نہیں ملتاہے، اِن کے مُلک کے بچے غذائی قلت کا
شکار ہیں، گزشتہ پانچ سالوں میں شائع ہونے والی رپورٹیں یہ بتاتیں ہیں کہ ہندوستان میں چھوٹے بچوں میں نصف غزائی کمی کا شکار ہیں، جس کی وجہ سے بچوں میں شرح اموات بڑھ گیاہے، سونیاگاندھی نے عوام

کو اعتماد دلاتے ہوئے اِس کا اعادہ کیا کہ ہمیں اپنے مُلک سے ہر صورت میں غربت کا خاتمہ کرنا ہوگا جس کے لئے ہمیں غریبوں کی انمول زندگی کا ذمہ دار بننا ہوگا، پاکستانی عوام نے یہ واضح فرق ہندوستانی اور پاکستانی حکمرانوں میں محسوس کیا ہے، پاکستانی حکمران انتخابات سے قبل قومی خزانے کو بھرنے کے لئے اپنے صرف 20 کروڑ عوام کا مہنگائی کی چھری سے گلے یوں کاٹتے ہیں کہ اِنہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں قومی خزانے کو اپنی عیاشیوں کے لئے خالی کر دیا ہوتا ہے جبکہ ہندوستانی حکمران اپنے قومی خزانے کو اپنے عوام کو ریلیف دینے کے لئے کھول دیتے ہیں تاکہ اِن کی عوام کو یہ محسوس نہ ہوسکے کہ اِن کے حکمرانوں نے اپنے عوام کو اپنے دورِ اقتدار کے دوران کوئی ریلیف نہیں دیا، اَب یہ اور بات ہے کہ ہندوستانی حکمران انتخابات سے قبل اپنے عوام کو ریلیف دیتے ہیں مگر دیتے تو ہیں، جبکہ ہمارے پاکستانی حکمران نہ اپنے دورِ اقتدار میں ہی عوام کو کسی معاملے میں ریلیف دیتے ہیں اور نہ ہی انتخابات سے قبل کسی معاملے میں عوام کے کاندھوں پر پڑے مہنگائی کا بوجھ ہلکا کرنے کا ارادہ رکرتے ہیں بلکہ یہ تو انتخابات سے قبل مُلک میں مہنگائی بڑھانے کے ایسے حربے استعمال کرتے ہیں کہ عوام اِس سے تِلملا اٹھتے ہیں، اور پھر اپنے لئے کسی نئے مسیحا کو تلاش کر لیتے ہیں، اور پھر وہ بھی بعد میں اِنہیں ٹرخا جاتا ہے، اور اِس طرح پاکستانی عوام کے حصے میں، مہنگائی، غربت، بے روزگار، کسمپرسی، مفلسی اور خودکشی کے سوا کچھ نہیں آپاتا ہے جبکہ ہندوستانی

حکمرانوں کے دلوں میں اپنے عوام کے ساتھ ہمدردی کا ایک ایسا رشتہ برقرار ہے جس کا اندازہ ہم اور آپ سونیاگاندھی کے اپنے عوام کے لئے کئے گئے اقدامات سے لگا سکتے ہیں، کہ ہندوستانی حکمران کم از کم اپنے سارے دورِ اقتدار کے دوران نہ صحیح تو انتخابات سے قبل تو اپنے عوام کے لئے کچھ بہتر کر جاتے ہیں، جبکہ ہمارے یہاں.....؟؟؟

یقیناً یہ کام تو کوئی عورت ہی کر سکتی ہے....!

یقیناً یہ کام تو کوئی عورت ہی کر سکتی ہے....!بریڈلے میں تو بنیادی طور پر عورت ہوں..؟
وکی لیکس کو خفیہ معلومات دینے والا امریکی فوجی مرد نہیں، عورت بننے کا خواہشمند ہے،بریڈلے جو جنس کی تبدیلی کا خواہاں...
آج دنیا بھر میں امریکی افواج کے جنگی جرائم اور جنگی دہشت گردی کے حوالوں سے خفیہ معلومات پر مبنی وکی لیکس کے انکشافات نے جو تہلکہ مچا رکھا ہے، حقائق پر مبنی اتنا بڑا یہ کام اکیلا وکی لیکس تو نہیں کر سکتا ہے،اِس کے پس پردہ یقیناً کسی اور کا بھی ہاتھ ہوگا، اور یہ بات پچھلے دنوں اُس وقت واضح ہو گئی جب امریکی افواج میں شامل ایک مرد نما مگر عورت خصلت کے حامل بریڈلے چلیسیا نامی ایک فوجی کو وکی لیکس کو امریکی افواج کے خفیہ منصوبوں اور معلومات کی فراہمی پر 25 سال کی سزا دی گئی تو تب دنیا کو معلوم ہوا کہ امریکی افواج کی مخبری کا یہ کام کوئی امریکی مرد فوجی تو شاید نہیں کر سکتا تھا واقعی یہ کام تو صرف کوئی عورت ہی کر سکتی ہے...!اور ایک ایسی عورت جو بظاہر اپنی فطرت کے برخلاف مرتو د نظر آئے،مگر اندر سے وہ عورت ہو، تو پھر ایسی مرد نما عورت سے یہی توقع رکھنی چاہئے ، کہ یہ وہی کام کرے گی، جو ایک عورت

کرتی ہے۔آپ شاید میری اِس بات سے متفق ہوں کہ دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کبھی کبھی عورت ایسے کام کر گئی ہے، جس نے دنیا کو ششدر کر دیا ہے۔

چیخوف کا کہنا ہے کہ " عورت مرد سے زیادہ محنتی، سمجھ دار اور نیک ہے، بھلائی کے کام اس سے اِس طرح سرزد ہوتے ہیں جیسے آسمان سے بارش برستی ہے۔"آج چیخوف کے اِس قول کے بعد مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اگر عورت اپنے پر آ جائے تو مرد سے زیادہ محنتی، سمجھ دار اور خود کو نیک ثابت کر دیتی ہے، اور بعض مرتبہ عورت اپنے علاوہ کسی اور کے لئے بھلائی کے کام اِس طرح سرزد کرتی ہے کہ واقعی اندازہ لگانا تو دور کی بات ہے، اِس کی بھلائی کے کام حقیقی معنوں میں آسمان سے بارش برستے جیسے نظر بھی آتے ہیں، جیسے وکی لیکس پر امریکی فوج میں شامل بظاہر مرد مگر بائی نیچر ایک عورت نے امریکی افواج کی منصوبہ بندیوں سے متعلق وکی لیکس کو ایسی ایسی خفیہ معلومات دے کراتنی مہربانیاں کیں کہ وکی لیکس جو زیرو تھا اِسے دنیا بھر میں ہیرو بنا کر کیا سے کیا بنا دیا ہے،اوراس موقع پر مجھے برناڈ شا کا یہ قول یاد آگیا ہے وہ کہتا ہے کہ " بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو آدمی کو بے وقوف بناتی ہیں او بہت سی ایسی ہیں جو بے وقوف کو آدمی بناتی ہیں،"اَب قارئین حضرات ...! یہ فیصلہ آپ ہی کریں کہ اِس عورت جس کا میں اگلی سطور میں تواتر کے ساتھ تذکرہ کروں گا،اِس نے جو کیا، کیا وہ ٹھیک تھا، اور جو آپ کرنے والی ہے، وہ سب کیا ہے...؟کیااِسے اپنی نیچر ظاہر

کرنی چاہئے تھی...؟یا اِسے ایسی کسی خواہش کا اظہار کرنا چاہئے تھا...؟جس کا اظہاراس نے کردیاہے...؟یا اپنے مقاصد کے حصول تک اِسے امریکی افواج میں شامل رہ کر اپنے مشن کو جاری رکھنا چاہئے تھا....؟اور اقوام عالم کی بھلائی سے متعلق امریکی افواج کے خطرناک اور خفیہ منصوبہ بندیوں کو خاموشی سے آشکار کرتے رہنا چاہئے تھا...؟

بہرحال...!بی بی سی کے مطابق گزشتہ دنوں این بی سی ٹی وی پر ایک پروگرام میں کئی سالوں تک وکی لیکس کو امریکی فوجی منصوبہ بندیوں سے متعلق خفیہ معلومات فراہم کرنے پر 35 سال کی سزاپانے والے امریکی فوجی بریڈلے میننگ نے ہارمون تھراپی کے ذریعے جنس کی تبدیلی کی خواہش کا اظہار کردیاہے،اِس کا کہنا ہے کہ میں بنیادی طورپر ایک عورت ہی ہوں اور میرانام چیلیسامننگ ہے،اِس بظاہر مرد کا کہنا ہے کہ بچپن سے اپنے خیالات میں نسوانی عنصر محسوس کرتا تھا، میں چاہتاہوں کہ مجھے آئندہ ایک عورت کے طورپر پہنچاناجائے اور مجھے چیلیسا میننگ کے نام سے ہی لکھااور پکاراجائے،تودوسری طرف بریڈلے کے وکیل ڈیوڈکومبس نے بھی کہاہے کہ اِن کا موکل اپنی جنس کی فوری طورپر تبدیلی چاہتاہے ،اوراِس کے ساتھ ہی ڈیوڈکومبس کا یہ بھی کہنا تھاکہ اِن کے موکل کی اپنی جنس کی تبدیلی کے پیچھے کوئی پوشیدہ عوامل ہرگزنہیں ہیں،اِن کے موکل بریڈلے کی توصرف ایک یہ ہی خواہش ہے کہ بس اِن کی جنس اِن

کی خواہش کے عین مطابق ہو جائے، تاکہ یہ اپنی فطرت کے مطابق اپنی بقیہ زندگی عورتوں کے رہن سہن کے مطابق گزار سکیں۔ بریڈلے کے وکیل ڈیوڈ کومبس کا کہنا تھا کہ اگر بریڈلے کو ہارمون تھراپی کی اجازت نہ دی گئی تو وہ اپنی اِس خواہش کی تکمیل کے خاطر امریکی قوانین کے مطابق قانونی چارہ جوئی کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ امریکی مرد نما عورت فطرت رکھنے والے فوجی بریڈلے کے وکیل ڈیوڈ کومبس نے امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر بارک اوباما سے بھی اپنے موکل بریڈلے کی معافی کی اپیل بھی کی اور ساتھ ہی یہ موقف بھی اپنایا کہ اِن کا موکل ایک بہادر امریکی ہے جو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اپنی جنس کی حقیقی تبدیلی کے معاملے پر کسی بھی صورت میں خاموش نہیں رہنا چاہتا ہے۔

آج امریکی فوج میں شامل بریڈلے نے مرد بن کر عورتوں والا جو کام کیا ہے، اِس سے ایک طرف جہاں دنیا بھر میں امریکی جنگی جرائم اور جنگی دہشت گردی کے حوالوں سے امریکی کردار داغ دار ہوا ہے، تو وہیں امریکی افواج کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے، جو پہلے ہی اقوامِ عالم میں دبی بیٹھی تھی، آج بریڈلے کی اپنی امریکی افواج کی جنگی جرائم اور دنیا بھر میں نفرت پھیلانے اور مختلف زاویوں سے دہشت گردی سے متعلق بنائے گئے منصوبوں کی معلومات وکی لیکس کو فراہمی کے بعد جو حالات پیدا ہو گئے ہیں، اِس کے منفی اثرات مستقبل قریب

میں امریکی تباہی اوراِس کی معیشت وافواج کے گھمنڈ کو زمین بوس ہونے کی صورت میں ضرور نظرآئے گی۔ اوراَب وہ دن کوئی دور نہیں ہے کہ جب دنیا یہ دیکھ لے گی کہ طاقت اور گھمنڈ کے نشے میں مست ہاتھی بنے امریکاکا.بریڈلے اور وکی لیکس جیسے امریکی نیک نام لوگوں نے دنیاکے سامنے امریکی افواج کے جنگی جرائم کو آشکار کرکے کیسابیڑاغرق کیا ہے کہ امریکی افواج اور موجودہ امریکی انتظامیہ سمیت آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کے دوران کوئی بھی نئی امریکی انتظامیہ آئے گی،تو وہ بھی بریڈلے اور وکی لیکس کے انکشافات کو جھوٹاثابت نہیں کرسکے گی۔

آج دنیامیں امریکی افواج اور امریکی انتظامیہ جتنے بھی جنگی جرائم اور طرح طرح کی جتنی بھی جنگی دہشت گردی میں ملوث ہے،یقیناًاِن سب کا منصوبہ امریکی افواج اور امریکی انتظامیہ نے اپنے پہلے سے طے شدہ منصوبوں کے تحت شروع کررکھاہے، جن کا انکشاف بریڈلے نے وکی لیکس کو فراہم کیااور وکی لیکس نے اِنہیں دنیا کی بھلائی اوراِسے آگاہ کرنے کے لئے دنیاکے سامنے نیک نیتی کی بنیادپر ایک دستاویز کی شکل میں آشکار کیاہے،دنیا کو بریڈلے کی رہائی اوراِس کی معافی کے لئے امریکی انتظامیہ سے ضرور سفارش کرنی چاہئے کہ بریڈلے نے جو کیااِس نے ایک عورت فطرت کی وجہ سے کیا، کیوں کہ اگربریڈلے واقعی مرد ہوتاتویہ ایسانہ کرتا...! جیسااِس نے کیا ہے،اور جوکچھ اِس نے کیا

ہے۔۔!کیا واقعی بریڈلے اور وکی لیکس کسی سزا کے مستحق ہیں۔۔۔؟امریکی انتظامیہ معصوم بریڈلے اور وکی لیکس کو مشکوک بنانے کے بجائے اِن کے کارناموں پر فخر کرے، ناکہ اِنہیں کسی سزا کا حقدار ٹھیرائے۔۔۔؟

کراچی میں فوج بلائی جائے اور ضرور بلائی جائے، کسی کا کیا حرج ہے..؟

سیاسی جماعتوں کو کراچی سے الیکشن جیتنے ہوں تو فوج بلائی جائے اور جب انسان مر رہے ہوں تو...؟

سائیں سب سے پہلے تو میں یہ واضح کرتا چلوں کہ میرا تعلق متحدہ سمیت کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے نہیں ہے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میں کسی سیاسی یا مذہبی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں ہیں بھی آپ سب کی طرح شہر قائد کا ایک ایسا شہری ہوں جو کراچی کے حالات کے ہاتھوں ذہنی اذیتوں میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہوں اور اَب تو اِن حالات میں کبھی کبھی یہ محسوس کرنے لگتا ہوں کہ کیا واقعی میرے شہر میں حکومت اور قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے..؟اگر حکومت یا قانون کا کوئی وجود میرے شہر کراچی میں کہیں ہوتا تو یقیناً دہشت گرد عناصر یوں اتنی آزادی سے روزانہ اتنے (درجنوں کے حساب سے) بے گناہ افراد کا قتل کر کے نہ گھوم رہے ہوتے ...!اِن کی کوئی نہ کوئی ضرور پکڑ کرتا،اَب تو روزانہ معصوم انسانوں کے قاتلوں، بھتہ خوروں، اغواکاروں، دہشت گردوں اور قتل و غارت گری میں ملوث عناصر کو ہر واردات کے بعد کسی کے پکڑ میں نہ آنے والی خبروں کو پڑھ اور سُن کر یہ احساس شدت سے ہونے لگتا ہے کہ کیا ہماری پولیس

اور رینجرز اور شہر میں موجود دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے اور فورسز کراچی میں لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے اور شہر میں امن وامان کے قیام میں ناکام ہوگئے ہیں..؟اگر واقعی ایسا ہوگیا ہے تو پھر اِس شہر کا والی وارث کون ہوگا...؟ کون اِس شہر کراچی کے معصوم انسانوں کی زندگیوں ، اِن کے کاروباری معاملات اور اِس شہر میں قیام امن کا ضامن ہوگا..؟یا اِس شہر کے شہری دہشت گردوں اور تخریبی عناصر کے رحم وکرم پر رہ کر یوں ہی مرتے رہیں گے..؟آج ایسے میں اِس شہر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مینڈیٹ رکھنے والی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ نے سندھ حکومت ، پولیس اور رینجرز کی قیام امن کے لئے جانے والی کوششوں میں ناکامی کے بعد اگر کراچی کے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے شہر میں فوج کو بلانے کا آئین کے تحت مطالبہ کرکے کراچی کے شہریوں کی دلی آرزو پوری کردی ہے تو کیا حرج ہے..؟ کیوں ہماری سیاسی جماعتیں متحدہ کے اِس مطالبے کی کیوں مخالفت کررہی ہیں..؟عام زندگیوں میں یہ بات تو سب ہی جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں کہ جب بیماری بڑھ جائے تو اِس کا آخری چارہ آپریشن ہوتا ہے، اور یہ آپریشن کوئی ماہر سرجن کرے تو اچھا ہوتا ہے، اِس سے مریض کو نئی زندگی ملنے کا موقع مل جاتا ہے ،اِسی طرح اَب وقت آگیا ہے کہ کراچی کے حالات درست کرنے کے لئے فوج کو بلایا جائے، جو یہاں آکر اِس کے حالات ٹھیک کرے ، اور کسی سرجن کی طرح دہشت گردوں کا آپریشن کرکے امن کے متلاشی شہر کراچی کے باسیوں (امن کے مریضوں) کو نئی

زندگی دے کر واپس چلی جائے، بس فوج کا اتنا ہی تو کام ہے،یہی مطالبہ تو ایم کیوایم بھی کررہی ہے، اَب اِس پر کسی کو مخالفت کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے..؟

جبکہ آج اِس حقیقت سے تو شاید کوئی بھی انکار نہ کرسکے کہ ہماری سیاسی جماعتوں کو جب کراچی سے الیکشن جیتنے ہوتے ہیں تو انہیں ایم کیوایم کو ہارنے والے خواب بھی نظر آنے لگتے ہیں تو ایسے میں یہ کراچی میں فوج بلانے کا مطالبہ کرتے لگ جاتی ہیں اور اپنا یہ مطالبہ کرتے نہیں تھکتی ہیں اور یہاں جب اِنسان کیڑے مکوڑوں کی طرح مررہے ہیں اور جب شہر کی ایم کیوایم جیسی بڑی نمائندہ جماعت کراچی میں فوج بلانے کی بات کرتی ہے تو پھر ہماری یہی ساری سیاسی جماعتیں مل کر اِس کی پوری قوت سے مخالفت کرتی ہیں، اور اِسی مخالفت کہ شہر قائد کا ہر شہری ششدر رہ جائے، یہ کہاں کی سیاست ہے..؟اور یہ کیسی سیاست ہے..؟کہ جب شہر کراچی میں اپنے اقتدار کے لئے انتخابات کرانے ہوں اور اپنے اقتدار کی کرسی کو تحفظ دلانا ہو تو ہماری (ن لیگ، پی پی پی ٹی آئی،اے این پی اور اِسی طرح دیگر) سیاسی ومذہبی جماعتیں صاف وشفاف الیکشن کے لئے کراچی میں فوج کی تعیناتی کا مطالبہ یکدل ویکجان ہو کر جھوم جھوم کر کورس کی شکل میں کچھ ایسے کررہی ہوتی ہیں کہ جیسے اِن کا سیاسی دین ودھرم ہی اِسی پر قائم ہے اور آج جب کراچی کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورتحال کے حوالے سے کراچی میں قیام امن اور کراچی کے شہریوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی

حفاظت کے لئے کراچی کی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ کراچی میں فوج بلانے کا مطالبہ کررہی ہے تو ہماری ساری تیز و چالاک اور لومڑی سے کہیں ہوشیاراور عیار و مکار اور اپنے مفادات میں بے انتہا عقل مند سیاسی جماعتیں متحدہ قومی موومنٹ کے اِس مطالبے کو اپنی انا اور ناک کا مسلہ بناکرایسے مخالفت کررہی ہیں کہ جیسے اگر ایم کیو ایم کے مطالبے پر کراچی میں فوج آ گئی تو اِن سب کا سیاسی وقار چکنا چور ہو کر زمین بوس ہو کر رہ جائے گا، اور اِن سب سیاسی جماعتوں کے کرتادھرتاو ¿ں کا قدآ ور امیج ریزہ ریزہ ہوہ جائے گااور مُلک میں اِن کی نام نہاد بچھائی ہوئی جمہوریت کی بساط بکھر کر رہ جائے گی، جب کہ اِنہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آج ایسا کچھ نہیں ہوگا جیساکہ ہماری سیاسی جماعتیں اور اِن کے گرواور اِن کے چیلے سوچ رہے ہیں، آج ایم کیو ایم نے کراچی میں فوج بلانے کا جو مطالبہ کیا ہے، ارے بھئی . . ! یہ ہماری اپنی پاکستانی فوج ہے، آج متحدہ نے کوئی غیر ملکی فوج کراچی میں بلانے کا مطالبہ نہیں کردیا ہے، جس کے لئے ہماری سیاسی جماعتوں کے کرتادھرتاو ¿ں اور اِن کے چیلوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔
جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ضرور ہے کہ جب گزشتہ منگل کو ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی میں کراچی بدامنی کی بڑھتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے آئین کے آرٹیکل 245 کے تحت کراچی میں فوج کی تعیناتی کا

مطالبہ کیاتواِس کے بعد ہی سے ہماری سکوت پذیر ملکی سیاسی میں ایک ایسی ہلچل پیدا ہو گئی کہ کئی چھوٹی اور بڑی برسرِ اقتدار اور اپوزیشن (جن میں ن لیگ ، پی پی ، پی ٹی آئی اور اے این پی جیسی) سوئی ہوئیں سیاسی جماعتیں شامل ہیں یہ سب کی سب آنکھیں ملتے ہوئے جاگیں اور سب یک زبان ہو کر ایم کیو ایم کے اِس مطالبے کی مخالفت کرنے لگیں اور یہ سب کی سب اپنی اپنی مخالفت میں یہ سب کچھ بھی بھول بھال کر اُس حد تک پہنچ گئیں کہ جہاں سے اِن سب کا واپس آنا مشکل ہو گیا ہے ۔

یہاں میں ایک بار پھر یہ ہی کہنا چاہوں گا کہ آج یہ کتنے افسوس

اور تھو... تھو.. تھو... ! کرنے والی بات ہے کہ جب کراچی سے اِن ہی سیاسی جماعتوں کو الیکشن جیتنے ہوتے ہیں اور اقتدار میں آنے کے لئے اپنی اپنی کرسیاں محفوظ بنانی ہیں تو ہماری یہ ساری اچھی بری ، تیزو چالاک اور لومڑی جیسی عقل رکھنے اور پینترے بدلنے والی سیاسی جماعتیں اور اِن کے چھوٹے بڑے غرض کے ہر قسم کے گرو اور چیلے کراچی میں فوج کی تعیناتی کا مطالبہ محض اِس لئے کرتے ہیں کہ انتخابات صاف وشفاف

ہوں اور پھراِس طرح اِن کے ہاتھ اقتدار کی کرسی لگ جائے ۔

مگر آج جب کراچی کی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ کراچی کے عوام کو بلا تفریق تحفظ فراہم کرنے اوراِس شہر میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری اور دن

دگئے رات چگنے انداز سے پروان چڑھتے بھتہ کلچرل کی روک تھام کے لئے متحدہ قومی موومنٹ، شہر قائد اور ملک کے سب سے بڑے صنعتی و تجارتی حب کراچی میں امن واما ن کی خراب ہوتی ہوئی صورتِ حال کو قابو کرنے اور یہاں قیام امن کے خاطر کراچی میں آئین کے آرٹیکل 149اور 245کے تحت فوج بلانے اور کراچی کو فوج کے حوالے کئے جانے کا مطالبہ کررہی ہے تو پھر ...؟الیکشن میں فوج بلانے کا مطالبہ کرنے والی ن لیگ، پی پی پی، تحریک انصاف اور اے این پی اور اِن جیسی کئی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے کرتادھرتاوں کے پیٹ میں کیوں بل پڑرہے ہیں...؟اورہماری سیاسی جماعتیں ایم کیوایم کے اِس مطالبے کی کیوں مخالفت کررہی ہیں..؟حالانکہ کراچی میں فوج بلانے کی مخالفت کرنے والی ہماری یہ ساری سیاسی جماعتیں بھی یہ بات خوب اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ آج جن حالات سے شہر قائد کراچی گزررہاہےاِس میں قیام امن کے لئے نہ تو پولیس اور رینجرز کی کاوشیں کارگرثابت ہوں گیں اور نہ فوج کے علاوہ کسی اور فورس کی کوئی حکمتِ عملی کوئی مثبت نتیجہ دے پائے گی اوراَب نہ سیاسی مکالمہ بازی، ٹیبل ٹاک سمیت گول یا چکور میز کانفرنسز ہی کوئی کارگرہوں گیں، کیوں کہ اَب اِن سب حربوں کا وقت نکل چکاہے، اَب دہشت گردوں کو لاتوں سے قابو کرنے کے لئے فوج آئے اور اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے دہشت گردوں کو کفرِ کردار تک پہنچائے۔

آج موجودہ حالات میں اگر شہر قائد کراچی سے تعلق رکھنے والی سب سے بڑی نمائندہ جماعت متحدہ قومی موومنٹ ہرزاویئے سے اپنا ہوم ورک مکمل کرنے کے بعد جب شہر کراچی میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت کو کنٹرول کرانے اور اپنے شہر کراچی کے ہر شہری کو بلارنگ و نسل،زبان ومذہب تحفظ فراہم کرنے کے خاطر کراچی میں فوج بلانے کامطالبہ کررہی ہے تو کسی کا کیا حرج ہے...؟ مخالفت کی بھی حد ہوتی ہے یار.. !آج ایم کیوایم کے مطالبے کے بعد مخالفین کی سوچوں اوراِن کے رویوں پر بھی افسوس ہوتا ہے کیایار یہ مخالفین کو نظر نہیں آتاہے کہ آج صرف 6 دونوں میں کراچی میں روزانہ دس، افراد کی ہلاکت کی اوسط سے 60افراد ہلاک ہوچکے ہیں آج اگر کسی تہذیب یافتہ قوم میں صرف چھ دنوں کے دوران 60 یا کم وبیش افراد کی ہلاکت ہوئی ہوتی تو وہ قوم سراپااحتجاج ہوچکی ہوتی، اور سڑکوں پر کیڑے مکوڑوں کی طرح نکل کر اپنے مُلک کے ایوانوں کی اینٹ سے اینٹ بجاڈالتی، اور اپنے حکمرانوں سے استعفیٰ دلاکر ہی دم لیتی مگرآج تک ہم میں سے کسی نے ایسانہیں کیا، اَب آپ اِسے ہماری پاکستانی قوم کا المیہ، کہیں یاکم عقل یا ذہنی پسماندگی کہ گزشتہ کئی سالوں سے میرے مُلک کی سرزمین پر کہیں فرقرواریت ، لسانیت ، تعصبات ، ٹارگٹ کلنگ ، بم دھماکوں اور دیگر نت نئے انداز سے ہونے والی دہشت گردی سے ہم اپنے ہزاروں معصوم لوگوں کی ہلاکتوں کے بعد بھی ابھی تک کسی تہذیب یافتہ قوم کے باشعورانسانوں کی طرح احتجاج کرنے کے بھی قابل نہیں ہوپائے ہیں، اورآج ہمارے حکمرانوں‌اور ہر

درجے کے سیاست دانوں کا یہ عالم ہے کہ اِنہوں نے اپنے معصوم انسانوں کی لاشوں پر سیاست چمکانے کا جیسا رنگ ڈھنگ اپنا رکھا ہے یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا ہے، کہ ہمارے حکمران اور سیاست دان معصوم لاشوں پر کس طرح سیاست کرتے ہیں،آج جب ایم کیو ایم لوگوں کو مرنے سے بچانے کے لئے کراچی میں فوج کی تعیناتی یا کراچی میں فوج بلانے کا مطالبہ کر رہی ہے تو اِسے انا کا مسلہ بنا کر اس کی مخالفت کی جا رہی ہے، کراچی کے عوام کا بھی مطالبہ ہے کہ فوج بلائی جائے اور ضرور بلائی جائے اِس میں کسی کا حرج ہی کیا ہے..؟

سب ٹھیک ہو سکتا ہے، بشرطیکہ ہم خود اچھے ہو جائیں...؟

زندگی آزادی ہے، اور آزادی زندگی ہے، ماضی سرمایہ ہے، اور حال انمول اثاثہ ہے، اوراِسی طرح مستقبل ایک ایسا خواب ہے، جس کی تعبیر زندگی و آزادی اور ماضی و حال کے بغیر کبھی بھی حاصل نہیں کی جاسکتی ہے،اِنسانی تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ ہر زمانے میں دنیاکی جن اقوام نے عزم واستقلال پر قائم رہ کر زندگی اور آزادی کی قدر اور تعریف کو یاد رکھاساری دنیا میں اُنھوں نے ہی اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے جھنڈے گاڑے ہیں اور جن قوموں نے اِن کی قدر نہ کی وہ ہمیشہ پستی اور زوال کا ہی شکار رہی ہیں۔

موجودہ حالات میں ہمیں اپنا محاسبہ خود کرنا ہوگا کہ ہم کس زمرے میں آتے ہیں..؟کیا ہم نے عزم واستقلال اور زندگی اور آزادی کا معنی اور مفہوم اُس طرح سمجھ لیاہے جن پر قائم رہ کر اقوامِ عالم نے خود کو منوایااور وہ اپنی کارکردگی اور اپنے کارناموں سے آنے والوں کے لئے مشعلِ راہ بنا،یا آج تک ہماراشماراُن اقوام میں ہی ہوتاہے، جو زندگی اور آزادی کا صحیح معنی اور مفہوم سمجھے بغیر جنگل میں رہنے والے جانوروں کی طرح بس خود کو کھینچے

جا رہے ہیں، یعنی جیسے جنگل میں رہنے والے جانور جن میں چھوٹے بڑے، خونخوار اور اِسی طرح اِن میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کا تعلق خونخواری اور چیڑ پھاڑ سے نہیں ہوتا ہے مگر ہوتے تو یہ بھی جانور ہی ہیں ناں... کبھی یہ ڈرتے ڈرتے اپنے سے چھوٹے جانور کا شکار کرکے کسی کو اپنی خوراک بناتے ہیں تو کبھی کوئی طاقتور بڑا خونخوار درندہ اِن کمزور جانوروں کو بھی ہڑپ کرجاتا ہے، یکدم ایسے ہی اِن دنوں ہمارے معاشرے میں بھی یہی جنگل کا قانون رائج ہوچکا ہے، جس میں طاقتور غریبوں مسکینوں، مفلسیوں، لاچاروں، اور کمزوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاکر اِنہیں کہیں ستا تو کہیں مار رہا ہے، ہمارے معاشرے میں اِس بے راہ روی اور جنگل کے قانون کے رائج ہونے کی ایک بڑی وجہ تو یہ سمجھ آتی ہے کہ ہم میں شائد یہ حس اور سمجھ ختم ہو گئی ہے کہ ہم انسان ہیں اور اشرف المخلوقات کا درجہ رکھتے ہیں، تب ہی ہم نے خود کو جانوروں کے ماحول میں ڈھال لیا ہے، اور اِن کا ہی قانون اپنے معاشرے میں رائج کر رکھا ہے، اور ہم اِن ہی جیسی زندگی گزارنے پر فخر محسوس کر رہے ہیں، آج ہمارا یہی فخر ہماری تباہی اور بربادی کا باعث بن چکا ہے۔

حالانکہ اَب ہم ایسے بھی بُرے نہیں ہیں کہ ہم اپنے پرکھوں کے قابلِ تعریف کارناموں اور اِن کے ماضی کو ہی بھول جائیں اور گزشتہ کئی دہائیوں میں خود سے سرزد ہونے والی سنگین غلطیوں سے سبق بھی نہ سیکھ سکیں، بس ذرا اِن دنوں ہم

اغیار کے بہکاوے میں آ کر کچھ ایسی مخفی سرگرمیوں میں اتنے مصروف ہو گئے ہیں کہ ہمیں وقت اور فرصت ہی نہیں مل رہی ہے کہ ہم اپنے ماضی کو کھنگھال سکیں اور اِس میں کی گئیں غلطیوں کو یاد کر کے اپنی اصلاح کریں، میں اپنے ہی ہاتھوں اپنے مُلک اور اِس کے صوبوں اور شہروں میں جاری شورش سے مایوس نہیں ہوں ،آج بھی اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی میں اپنے ماضی ، حال اور مستقبل سے ہر گز بھی نااُمید نہیں ہوا ہوں ، مجھے یقین ہے کہ جس دن اور جس لمحے بھی ہمیں اپنے پرکھوں کا اُوج ثریا والا سُنہیرا ماضی یاد آئے گا تو ہم اِسے اپنے کلیجے سے لگا کر خود کو ایسا سنبھال لیں گے کہ دنیا ہماری اِس صلاحیت پر دنگ رہ جائے گی،اور سوچنے لگے گی کہ کیا یہ وہی قوم ہے جو وقت بے وقت ذرا ذرا سی بات پر لڑ جایا کرتی تھی،اور اپنے ہی علاقوں، بازاروں، کھیت و کھلیانوں ، درس گاہوں کو آگ لگا دیا کرتی تھی اور اپنے ہی لوگوں کو فرقہ واریت لسانیت ، تعصبیت اور مذہب و ملت میں بانٹ کر اِنہیں گولیوں اور بموں سے بھون ، کر قبر کی آغوش میں دھکیل دیا کرتی تھی ،اَب ایسے ہیں آپ بھی میری طرح اِس حقیقت کے قائل ہوں یا یہ نہیں جانتے تو میں بتاتا چلوں کہ دنیا میں جن لوگوں کے ذہنوں میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے اچھے اور نیک خیالات آباد ہوتے ہیں وہ کبھی بھی دنیا میں تنہا نہیں ہوتے ہیں، آج بھی میرے اِس پُرآشوب معاشرے کا کوئی انسان بشرطیکہ اچھا اور نیک بننا چاہتا ہے تو اِس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ خود کو اِس سانچے میں نہ ڈھال سکے، بس اِس کے لئے اِسے اتنا ہی کرنا ہو گا کہ وہ

اپنے خیالات کو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے بدلے تو اِس طرح اِس کی اپنی زندگی بھی بہتر بن سکے گی، اور اِس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ جس کے لئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ جس اِنسان کے دماغ میں اچھے خیالات آئیں وہ کوشش کرے کے تُرنت اِنہیں عملی جامہ بھی پہنائے محض اچھے خیالات سے کچھ نہیں بنتا ہے، اِس کے لئے اُسے انفرادی اور اجتماعی کوششیں بھی کرنی چاہئے۔

کارنیگی کا یہ خیال ہے کہ "اِس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ خیالات ہی کو اِنسان کا نام دیا جاتا ہے، بُرے خیالات کا حامل بُرا اِنسان اور نیک خیالات کا حامل نیک اِنسان کہلاتا ہے" اور اِسی طرح الیگزنڈر ڈوما کا یہ کہنا ہے کہ "جس اِنسان کے خیالات جتنے بلند ہوں گے وہ اِسی قدر ایمان دار، سچا، ہوشیار اور باہمت ہوجائے گا، اِس کا لازمی نتیجہ یہ بھی برآمد ہوگا کہ اِس شخص کا ہر قول و فعل قابلِ یقین اور قابلِ تعریف ہوجائے گا اور یہی ایمانداری، سچائی، ہوشیاری اور بلند ہمتی اِسے کامیابی کی سب سے بڑی منزل پر پہنچادے گی" اور اِسی کے ساتھ ہی اَب آخر میں ، میں اپنے قارئین حضرات کے لئے اِن کے سوچنے اور سمجھنے کے لئے جتنے نکات چھوڑے جا رہا ہوں وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے دماغ سے اتنا ضرور سوچیں کہ آج اگر ہم واقعی صحیح معنوں میں اپنے اعمال اور خیالات ٹھیک کرلیں تو ہم بے شمار اپنی ہی پیدا کردہ بُرائیوں کو ختم کرسکتے ہیں اور ہم دنیا کی ایک ایسی مثالی قوم بن کر اُبھر کرسکتے ہیں جس

سے متعلق شاعر کہتا ہے کہ:

قوم کی تاریخ بنتی ہے فقط افعال سے
آدمی پاتا ہے جنت نامہء اعمال سے
ہر قدم پر کامرانی چومتی ہے اُن کے قدم
کام لیتی ہیں جو قومیں عزم واستقلال سے

(ختم شُد)

پھر پیٹرولیم مصنوعات مہنگی اور ڈرون حمل

آج ایک مرتبہ پھر حکومت نے ایک طرف پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے قوم کو مارنے کا بندوبست کرلیاہے تو دوسری طرف امریکا کو خوش رکھنے کے لئے اِس کی جانب سے آزادی سے کئے جانے والے ڈرون حملوں پر اپنی آنکھیں بند رکھ کراپنی حکومت چلانے کا بھی اچھا بہانہ ڈھونڈھ رکھاہے، قبل اِس کے کہ میں مزید آگے بڑھوں، میں یہ بات حلفیہ بیان کرتا چلوں کہ میں نوازحکومت کا مخالف تو نہیں ہوں، مگرجہاں حکومت کے مُلک اور قوم کے لئے کئے گئے اچھے اور قابل تحسین احکامات اور اقدامات کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرنا میرے قلم کا خاصہ ہے تو وہیں ،مُلک اور قوم کوتکلیف اور پریشان کردینے والے حکومتی کاموں ، احکامات اور اقدامات پر بلادوٹوک تنقید کرنا بھی میرے قلم کا حق ہے ، کوئی میری کسی اصلاحی تنقید سے ناراض نہ ہو، کیوں کہ جب میں حکومت کی تعریف میں قصیدے اور تعریفوں کے پل باندھ سکتاہوں تو وہیں اِس پر تنقید کرنا بھی میری عادت اور قلم کا حصہ ہے۔

بہرحال ... اِان دنوں اپنے اندرونی اور بیرونی معاملات اور اُمور مملکت کے حوالوں سے بھی ہماری سو دن پورے کرنے والی حکومت کے حکمرانوں کی بے حسی

عروج پر دکھائی دیتی ہے، اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج عوامی چاہتوں اور اُمنگوں سے مسندِ اقتدار پر (کسی کے لئے اپنے پاک تو کسی کے لئے ناپاک) قدم ر نجافرمانے والی ن لیگ (یعنی المعروف نواز لیگ) کی حکومت نے بھی وہی کچھ کرنا شروع کردیاہے، جو روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی پی پی پی کے (عنقریب ہونے والے سابق) صدر زرداری کی حکومت نے کیا تھا، آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز لیگ کی حکومت، زرداری حکومت کے چھوڑے ہوئے، اُن تمام کاموں کولے کر چل پڑی ہے جو کام زرداری حکومت ادھورے چھوڑ چکی تھی، عوام بے وقوف ہیں، جو حکمرانوں کے دکھاہوئے سبز باغات میں پھنس کر ڈھیروں اُمید لگالیتے ہیں اور کسی خوشگوار تبدیلی اور اپنے روشن وتابناک مستقبل کی گٹھڑی اپنے سروں پر اُٹھائے پھرتے رہتے ہیں اور یہ اُمید کرتے ہیں کہ جلد ہی اِن سبز باغات کے سوفیصد ثمرات اِنہیں بھی حاصل ہوجائیں گے، مگر پھر جیسے جیسے نومولود حکومت چلنے پھرنے کے قابل ہوجاتی ہے اور اپنے قدم ایوانوں اور اداروں پر گاڑ لیتی ہے تو چند دنوں بعد ہی عوام کے ہاتھ سوائے رونے دھونے، اپناسینہ چاک کرنے، اور اِس کے دامن میں غموں مصیبتوں، تکالیف و مسائل کے کچھ نہیں آتاہے، ایسے میں جب مہنگائی اور ڈرون حملوں کی زد میں مرنے اور دبنے والے عوام کی آنکھیں کھلتی ہیں تو اِنہیں سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی سُوجھائی نہیں دیتاہے۔

آج گیارہ مئی 2013کے عام انتخابات کے بعد سرزمین پاکستان پر بننے والی نواز

لیگ کی نئی حکومت نے سو دن مکمل کرلئے ہیں اگراس حکومت کے ابتدائی سو دنوں کا جائزہ لیاجائے تواس میں وزیراعظم نوازشریف کے خطاب سے لے کر ابھی تک کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جو عوام اور مُلک کے لئے نئی ہو، اور آئندہ کے لئے یہ اُمید پیدا کی جاسکے کہ اگلے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں نوازحکومت مُلک اور قوم کے لئے کچھ بہتراقدامات اورانتظامات کرپائے گی۔

اَب اِس پر میں یہ کہوں گاکہ عوام کیا پہلے ہی مہنگائی اور ڈرون حملوں، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، لوٹ مار، بم دھماکوں، خودکش حملوں، کرپشن اور اقرباءپروی کے ناسوروں سے کم پریشان تھے ؟کہ وفاقی حکومت نے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں کا بہانہ اور جوازبناکر بلاجوازمُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اندھادھنداضافہ کرکے قوم کو مہنگائی کے ایک اور سینہ زور، منہ توڑ طوفان میں غرق کرنے اوراِسے زندہ درگور کرنے کاانتظام کردیاہے،اِس پر میں اور کیاکچھ کہوں..؟میرے پاس تو اخلاقی طورپراِس سے زیادہ کہنے کو الفاظ نہیں ہیں، کہ میں حکومت کے عوام دشمن اقدام پر مزید کچھ مذمتی کلمات اداکرسکوں،یہ بات تو ہمارے اِن حکمرانوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ عوامی تکالیف کا احساس کریں اور قومی خزانے کامنہ عوام کو مہنگائی سے ریلیف دلانے کے لئے کھول دیں،تاکہ عوام کااِن پر اعتماد بحال ہو،اور عوام اِنہیں اپنامسیحا جانے اور مانے لگیں، اگراِنکی روش یہی رہی توپھراِنہیں یہ

بات بھی ذہن نشین رکھ لینی چاہئے کہ عوام ایک حد تک تو حکومتی مظالم برداشت کریں گے، مگر جب پانی سر سے اُونچا ہو جائے گا تو پھر عوام سڑکوں پر نکل کر وہ کچھ کر گزرنے پر مجبور ہوں گے جس کا حکمران گمان بھی نہیں کرسکے گی، قبل اِس کے کہ عوام کی برداشت کی حدالارمنگ لائن تک پہنچے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ حقیقی معنوں میں اپنے ہاتھ، زبان اور قومی خزانہ عوام کی خدمت کے لئے استعمال کریں۔

یہ ہماری ابھی سو دن پورے کرنے والی نئی نوازلیگ حکومت کا عوام پر ظلم نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے..؟ کہ اِس نے مُلک بھر میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 2.31 روپے فی لیٹر سے 10 روپے فی لیٹر تک اضافہ کرکے اپنی بے حسی اور عوام کو مہنگائی کے بوجھ تلے دبا کر مارنے کی دہشت گردی کا مظاہرہ کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ اِسے عوام کی خوشحالی اور ترقی سے کوئی غرض نہیں ہے، اگر اِسے کوئی مطلب ہے تو بس یہ ہے کہ عوام کو غربت کے دلدل میں دھنسائے رکھو، اور اِن کے خون پسینے سے قومی خزانے کو بھرا رہنے دو، بھلے سے عوام مریں تو مریں، مگر کسی بھی صورت میں قومی خزانہ خالی نہ ہونے پائے، کیوں کہ عوام کی خوشحالی مُلکی ترقی کی ضامن نہیں ہے، بلکہ قومی خزانہ بھرا رہنا ہی مُلک کی ترقی اور خوشحالی کا عظیم ضامن بھی ہے تو وہیں اِن (حکمرانوں) کی تسکین و خوشحالی کا بھی باعث ہے، اور جہاں تک ڈرون حملوں کی حکمتِ عملی سے متعلق

حکمرانوں کی مفاہمتی پالیسی کا سوال ہے تو اِس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ اگر حکمران حقیقی معنوں میں امریکا کے سامنے ڈرون حملوں کو رکوانے اور ختم کروانے کے بارے میں بات کریں گے تو امریکا اِن سے ناراض ہو جائے گا، اور ممکن ہے کہ اگر امریکا ناراض ہو گیا تو پھر اقتدار کی چڑیا اِن کے ہاتھ سے اُڑ جائے گی اور اِسی طرح سونے کا انڈہ دینے والی اِن کی اقتدار کی مرغی بھی اِن کے ہاتھ سے چھین کر امریکا ذبح کر دے گا، یوں اِس لئے ہمارے حکمران نہ امریکا سے ڈرون حملوں کے سلسلوں کو رکوانے کے لئے منہ کھول کا اپنی زبان ہلاتے ہیں اور نہ ہی اپنے حلق سے باآوازِ بلند احتجاجی جملے ادا کرتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے حکمران دیدہ و دانستہ اپنی قوم کو ایک طرف مہنگائی اور دوسری طرف ڈرون حملوں سے مارنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، تاکہ اِن کی حکومت بھی چلتی رہے اور ڈرون حملوں کی آزادی پر امریکا اِن کی دال دلیہ کا بھی انتظام کرتا رہے۔

رینجرز و پولیس کا اُمید افزا مشترکہ کراچی آپریشن...؟

دہشتگردی کے خلاف 9 ستمبر کی آل پارٹیز کانفرنس...؟

کراچی کے تمام اسٹیک ہولڈرز کی رضامندی کے بعد وزیراعظم میاں نواز شریف کے احکامات سے بائیس سال سے کراچی میں مقیم رینجرز نے پولیس کے تعاون سے کراچی میں بھرپور آپریشن شروع کردیا ہے، دہشت گردوں کی کمین گاہوں کی جانب رینجرز کی پیش قدمی جاری ہے اور اَب پولیس بھی سینہ چوڑا کرکے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ عناصر کے ٹھکانوں پر کارروائیوں میں مصروف ہے، جیسا آج ہماری رینجرز اور پولیس کررہی ہے اگر ایسا ہی یہ پہلے سے کررہی ہوتی تو دہشت گردی بلوں سے ہی باہر نہ نکلتے، اور اہلیانِ کراچی سمیت کراچی کے تمام اسٹیک ہولڈرز کا بھی رینجرز اور پولیس پر اعتماد بحال رہتا اور شہرِ قائدؒ امن وامان کا گہوارہ بنا رہتا ہے، بہرکیف... ! دیرآید درست آید... مگر پھر بھی عوام کی ابھی خواہش یہی ہے کہ شہرِ قائدؒ کو دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد سے پاک کرنے کے لئے اگر فوج، رینجرز اور پولیس سب ہی مل کر کارروائیاں کرتیں تو اور بہتر نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔

مئی کے عام انتخابات کے بعد نواز حکومت جب سے .بر سرِ اقتدار آئی ہے وہ 12 شہر قائد کراچی میں .بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنی کوششوں میں مصروف دکھائی دی اور اِسے اِس بات کا شدت سے احساس رہاکہ کراچی شہر میں حقیقی معنوں میں امن وامان کے حوالے سے غیر معمولی اقدامات کئے بغیر کراچی میں امن قائم نہیں کیا جاسکتاہے اور بالخصوص پچھلے کچھ دنوں سے تو وزیراعظم میاں نواز شریف کی اہم ترین ترجیحات میں کراچی میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال اور یہاں .بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے خاتمے سے متعلق ناگزیر اقدامات شامل تھے ،اِن اقدامات اور احکامات کو عملی شکل دینے کے لئے ہی وزیراعظم میاں نوازشریف نے شہر کراچی کو بیس بائیس سال سے درپیش مسائل کے حل کے لئے کراچی میں بیس گھنٹے جس طرح گزارے ،اِس دوران اِن کی یہ مصروفیات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی کہ وہ شہر قائد کوامن وامان اور سُکھ اور چین کا گہوارہ بنانے کے لئے کتنے بیتاب رہے اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج یہ سہرا بھی میاں نواز شریف کے ہی سر جاتاہے کہ اُنھوں نے اپنی دانش سے اہلیان کراچی کے بیس سال سے درپیش مسائل کو بیس گھنٹے کراچی میں سنجیدگی سے مصروف رہ کرسب کواعتماد میں لے کراورسب کے باہم مشورے اوراعتماد سے کراچی کے مسائل کا حل بھی رینجرزاورپولیس کے مشترکہ آپریشن کی اجازت دے کر نکال دیاہے اوراِسی کے ساتھ ہی نواز حکومت کا دہشت گردی کے خلاف ستمبر کو بلائی جانے والی آل پارٹیز کانفرنس بھی کراچی سمیت مُلک بھر 9

میں دہشت گردی اور بھتہ خوری، ٹارگیٹ کلنگ اور اغوا برائے تاوان کی عفریت کے
خاتمے کے لئے بھی سنگِ میل ثابت ہوگی۔
اگرچہ یہ بات بھی سب ہی جانتے ہیں کہ میاں نواز شریف نے دودنوں کے دوران شہر
کراچی میں اپنے جو بیس گھنٹے گزارے، اور اِن بیس گھنٹوں میں بس وزیراعظم میاں
نواز شریف کی یہی ایک ترجیح رہی کہ کسی بھی طرح سے جلداز جلد کراچی میں دہشت
گردی، لوٹ مار، قتل وغارت گری، بھتہ خوری، ٹارگیٹ کلنگ اور جرائم پیشہ عناصر کے
خلاف ایسی مربوط کارروائی عمل میں لانے کے لئے سنجیدگی سے دیرپا اور پائیدار بنیادوں
پر ایسے اقدامات کئے جائیں جن پر کسی کو اعتراضات کیا...؟اعتراض کرنے کا بھی موقع
نہ ملے، اور تمام اسٹیک ہولڈرز کی باہمی مشاورت سے ایسا کچھ کردیا جائے کہ
شہر قائد اور پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی و معاشی ومعاشرتی اور صنعتی حب کراچی
میں مکمل طور پر امن وامان کی صورتِ حال بہتر ہوجائے، غیر ملکی سرمایہ کار یہاں آئیں
سرمایہ کاری کریں، اور شہر قائد کے بے روزگار نوجوانوں کو اچھا روزگار مہیا کریں، اور،
شہر قائد میں خوشحالی آئے، شہریوں کے چہرے خوشیوں اور مسرتوں سے جگمگا اُٹھیں اور
یہاں کے شہریوں کو سُکھ اور چین نصیب ہوا، دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ وزیراعظم
میاں نواز شریف نے اپنے اِن نیک اور پُرخلوص جذبوں کی بنا پر اپنی ہر اُس حکمتِ عملی
میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی جو اہلیانِ کراچی کی مدتوں سے دلی خواہش

اور آرزو تھی۔

آج وزیراعظم میاں نواز شریف نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ کراچی کے بعض معاملات دوھاری تلوار سے بھی زیادہ خطرناک ہیں مگراُنھوں نے اِس کے باوجود بھی ہر معاملے پر تمام اسٹیک ہولڈرز کو ایسے اعتماد میں لیا کہ آج کسی کو کسی بات پر اعتراض کرنے کا جواز نہ ہو کہ اِن کا یہ اقدام ایسا ہے تو ویسا ہے ...؟ کیوں کہ وزیراعظم پہلے ہی تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے چکے ہیں، اگراِس کے بعد بھی اِن سے کوئی غلطی ہو گئی ہو، تو اعتراض کرنے والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اِن سے اختلاف کریں ، کیونکہ اختلاف ہی جمہوریت کا حسن ہے،ایسی بھی کوئی بات نہیں جس کی اصلاح نہ کی جاسکے ، کیوں کہ جس طرح رب کائنات کے دروازے ہر دعا کرنے اور توبہ کرنے والے کے لئے قبولیت کے لئے کھلے رہتے ہیں اِسی طرح اللہ کے ہر بندے کو اپنی اصلاح کے لئے ہر لمحہ خود کو تیار رکھنا چاہئے، اصلاح کے لئے عمر ، عہدے اور مقام کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہئے ، اگر کسی بھی لمحے کسی کی بھی جانب سے اصلاح کا کوئی پہلو ہاتھ لگے تو اِنسان کو اپنی اصلاح کرلینی چاہئے۔

بہر حال... ! کراچی کو درپیش مسائل کے فوری حل کے لئے جس ہمہ گیر حکمتِ عملی کی ضرورت تھی ، وہ فوج کے بغیر ممکن نہیں ہے، اگر وزیراعظم میاں نواز شریف نے

تمام اسٹیک ہولڈرز کے باہم مشورے سے رینجرز اور پولیس کی معاونت سے کراچی میں امن وامان کی بہتری کے لئے اقدامات کرلئے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومتیں رینجرز اور پولیس کو مکمل اختیارات بھی دیں تو یقینا جلد کوئی مثبت و تعمیر تبدیلی کے اثرات نمایاں ہوں گے۔اور وزیراعلیٰ سندھ کی قیادت میں جو چار کیمٹیاں بنائی گئیں ہیں ، وہ بھی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اپنی کارکردگی دکھائیں اور شہر قائد کو اُن 450 یااِس سے زائد جرائم پیشہ افراد سے پاک کرنے تک سب کو اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوں گیں جو شہر قائد اور وطنِ عزیز کے ساتھ مخلص ہیں، رینجرز و پولیس تو اپنے کام نیک نیتی سے ضرور کررہی ہوں گیں، مگرسیاسی اثرورسوخ کی بنیاد یا پھر مصالحتوں کا سہارا لیتے ہوئے پکڑے گئے جرائم پیشہ افراد کو ترس کھاکر چھوڑدیاگیاتواِس کا خمیازہ پھر معصوم شہریوں کو پہلے سے کہیں زیادہ بُرے اور خطرناک انداز سے بھگتناہوا۔۔۔؟یعنی کرے کوئی اور بھرے کوئی۔۔۔۔؟

جبکہ آخرمیں ، میں چلتے چلتے یہ عرض کرناچاہوں گاکہ اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اہلیانِ کراچی کے امن پسند شہریوں کوامن وامان کی صورتِ حال کے حوالے سے بیس سال سے درپیش مسائل کادیرپاحل کسی بھی صورت میں وزیراعظم میاں نوازشریف کے کراچی میں گزارے گئے بیس گھنٹوں میں تو نہیں نکالاجاسکتاتھامگراہلیانِ کراچی پھر بھی پُرامید ضرور ہیں کہ وزیراعظم میاں

نواز شریف کی یہ ایک اچھی کوشش تھی جو ضرور کارگر ثابت ہوگی اوراِس کے مستقبل قریب میں کسی حد تک بہتر نتائج بھی برآمد ہونے کی اُمید کی جا سکتی ہے، مگر پھر بھی وزیرِاعظم میاں نواز شریف یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اِن کے کراچی میں گزارے بیس گھنٹے شہر کے حالات بہتر کرنے کے لئے بہت ہیں اِنہیں چاہئے کہ وہ ہر پندرہ دن بعد ایک دو روز کراچی میں گزاریں اگرایسا نہیں تو ہر مہینے کے شروع یا آخر کے چار روز کراچی میں ضرور گزاریں اور یہاں کے حالات اور رینجرز و پولیس کے ہاتھوں ہونے والے مشترکہ ٹارگٹڈ آپریشن کی خود نگرانی کریں تواِس کے نتائج مزید بہتر آنے اور نکلنے کی اُمید کی جاسکتی ہے اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیرِاعظم میاں نواز شریف کی مثال ٹھیرے ہوئے پانی میں طلاطم پیدا کرنے والے اُس پتھراور بارش کے اُس پہلے قطرے کی طرح ہے جس کے بعد پانی میں ہلچل اور زمین پر ڈھیر ساری مثبت تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں،یکدم ایسی طرح وزیرِاعظم میاں نواز شریف نے بالخصوص کراچی اور سارے مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اقدامات کو یقینی بنا کر ثابت کردیا ہے کہ وہ مُلک اور قوم کے لئے مسیحا ہیں ، بشرطیکہ اُن کا دل، اُن کا دماغ اور اُن کی سیاست بغض و کینہ اور انتقام کے جذبے کے ساتھ ساتھ تعصب اور لسانیت کے زہر سے پاک ہو۔

!...اور ممنون آگئے ہیں

آہ چلو..!ایوانِ صدر سے صدر زرداری تو سبکدوش ہوئے.. اور ممنون آگئے ہیں...!

صدر زرداری مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل کی گٹھڑی اُٹھائے ایوان صدر سے رخصت ہوگئے..!!

صدر زرداری کو گارڈآف آنر پیش کرکے ایوانِ صدر سے رخصت کردیا گیا ہے اور نو ستمبر کو نئے منتخب صدر عزت مآب ممنون حُسین بطور صدر حلف اُٹھانے کے بعد صدر ممنون حُسین کو ایسا ہی پُرتپاک گارڈ آف آنر پیش کرکے ایوانِ صدر کی رونقوں سے نوازدیا جائے گا۔

اگرچہ آج ہمارے مُلک کے عہدے صدارت سے باعزت سبکدوش ہونے والے صدر زرداری اور اِن کی پارٹی سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں اور موجودہ حکمران جماعت سے وابستہ وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف سمیت حکومتی وزراء اور اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ ساتھ ہمارے مُلک میں ایک مخصوص طبقے ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے نزدیک بھی جمہوریت کو اچھا انتقام قرار دینے والے

صدر آصف علی زرداری اپنا پانچ سالہ کامیاب ترین دورِ صدارت گزارنے کے بعد مُلک میں جمہوریت کو پروان چڑھا کر سبکدوش ہوگئے ہیں یوں یہ مُلک کے دوسرے اور کسی جمہوری حکومت کے پہلے صدر ہیں جو اپنی مدت صدارت مکمل کر کے سبکدوش ہوئے ہیں جنھیں ایوانِ صدر میں گارڈ آف آنر پیش کر کے رخصت کیا گیا ہے، تو اُدھر ہی صدر بھی ایوانِ صدر سے اپنے اِس تاریخی جملے "آئندہ صدر بنوں گا نہ وزیر اعظم" یہ کہہ کر رخصت ہوگئے ہیں، مگر آج دوسری طرف حیران کُن بات یہ ہے کہ 63 فیصد پاکستانیوں کا خام خیال یہ ہے کہ صدر زرراری کی بحثیت صدر کارکردگی خراب رہی ہے، مندرجہ بالا سطور میں درج دونوں جملوں سے یہ نقطہ واضح طور پر ضرور محسوس کیا جا سکتا ہے کہ پاکستانی قوم رخصت ہونے والے صدر کی کارکردگی پر دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔

جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سابقہ جمہوری حکومت کے مُلک کے انتہائی طاقتور ترین مگر ہماری مُلکی تاریخ میں مصالحت پسند اور مفاہمتی عمل کی گٹھڑی کے بوجھ تلے دبے رہنے والے صدر محترم المقام عزت مآب سید آصف علی زرداری اپنے عہدے صدارت کے پانچ سال پورے کر کے سبکدوش تو ہوگئے ہیں، مگر یہ اپنے پیچھے مُلک و قوم کے سوچنے کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں ، جن کا جواب قوم کو بڑی دید بعد ملے گا، جبکہ یہاں ایک امر قابلِ ذکر ضرور ہے کہ رخصت ہونے والے صدر نے ایک نجی ٹی وی چینل کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں بظاہر تو کہیں بھی اپنے

عہدے صدارت چھوڑے جانے پر افسوس یا کسی پچھتاوے کا اظہار نہیں کیا،
مگر اتنا ضرور ہے کہ اُلٹا اُنھوں نے اپنے اِس عزم کا ارادہ ضرور ظہار کیا کہ "آئندہ
صدر بنوں گا نہ وزیراعظم "وزارتِ عظمی سے زیادہ اہم پارٹی چلانا ہے،اوراِس کے
ساتھ ہی اپنے اِس انٹرویو میں سبکدوش ہونے والے صدر نے اِس بات کا احساس کرتے
ہوئے یہ بھی اظہار ضرور کردیا کہ "میرے دورِ صدارت یں مزید اچھے کام کئے ہو سکتے
تھے، جو نہیں ہوسکے ہیں "اگراِس حوالے سے دیکھا جائے تو اِن کے پانچ سالہ دورِ
صدارت میں اِن کی کارکردگی، فیصلوں، اقدامات اور بعض اندرونی اور بیرونی احساس
اور غیر معمولی امورِ مملکت کے حوالوں سے اِن کا قول و کردار کتنا قابلِ اعتبار اور بعض
معاملات پر کتنا غیر اطمینان بخش رہا ہے،آج اِن کے ظاہر و باطن ہر قول و فعل کے بارے
میں کسی کو کچھ بتانے اور یاد دلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ تو سب ہی جانتے ہیں
کہ ہمارے سبکدوش ہونے والے صدر آصف علی زرداری ہماری مُلکی تاریخ میں سب
سے زیادہ طاقتورترین جمہوری صدر تو ضرور تھے،اگر جو اپنے اختیارات کا استعمال کرتے
تو یہ مُلک و قوم کے لئے کئی حوالوں سے ایسے قابلِ تعریف احکامات جاری کرکے ایسے
اقدامات کر سکتے تھے، جن کے ثمرات مُلک اور قوم کو مدتوں مل سکتے تھے، مگر وہ اپنی
مدتِ صدارت میں ایسا کچھ عمل نہیں کرسکے، جواِنہیں کرنا چاہئے تھا،اُنھوں نے جس کا
اظہار بھی کیا اور اِس بات کو بھی تسلیم کیا کہ وہ بہت سے کام نہیں کرسکے جو اِنہیں
کردینا چاہئے تھے، کیوں کہ اِن کے سر اور

کاندھوں پر مصالحت پسندی اور مفاہمتی پالیسی اور طرح طرح کے مفاہتمی عمل کی اتنی بھاری گٹھڑی کا بوجھ پڑا تھا کہ وہ اِس کے بوجھ تلے ہی دبے رہے، اور ایسے دبے رہے کہ اِن کا ہلنا جھلنا بھی مشکل رہا اور شاید اِن کی کارکردگی کا گراف نیچے گرانے میں بڑی حد تک یہی وجہ بنی رہی۔

اِس میں شاید دورائے نہ ہو کہ سبکدوش ہونے والے سابق صدر آصف علی زرداری نے اپنے دورِ صدارت میں مُلک کو درپیش توانائی بحران، بیروزگاری، کرپشن، دہشت گردی، لوٹ مار، ڈرون حملوں کی روک تھام، کراچی میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری وبھتہ خوری کے خاتمے سمیت بلوچستان کے سُلگتے مسائل کے حل کے لئے اقدامات تو کیا ایک بھی اقدام نہیں کیا اگر یہ کسی بھی ایک معاملے کو سنجیدگی سے لیتے اور کوئی بھی ایک قابل قدر اقدام اٹھالیتے تو ممکن تھا کہ کوئی ایک مسئلہ ضرور حل ہو جاتا مگر اِنہوں نے کسی بھی مسئلے کے حل کی جانب کوئی توجہ نہ دی، یہ تو اپنے سارے عہدے صدارت میں جمہوریت کو ہی پروان چڑھاتے رہے، اور اپنے پرائے روٹھے ہووئں کو مانتے اور سمجھاتے ہی رہے، اور جب اِن سے ذرا سی فرصت ملتی بیرونِ ممالک کبھی سرکاری تو کبھی نجی دوروں پر سیر سپاٹے کے لئے نکل پڑتے، یوں ہمارے سبکدوش ہونے والے صدر اپنے عہدے صدارت کے پانچ سال ملکی معاملات کے حل کے حوالوں سے غیر سنجیدہ رہ کر گزار گئے ہیں۔

اَب جبکہ صدر زرداری مُلک کے صدر نہیں رہے ہیں، آج یہ ایک عام پاکستانی شہری کی حیثیت سے پاکستان میں مقیم ہیں، اِنہیں عہدے صدارت میں حاصل کی استسنیٰ کا بھی خاتمہ ہوچکاہے، اَب دیکھنایہ ہے کہ اِس کے بعد صدر زرداری پاکستان میں رہ کر خود پر بنائے گئے کتنے مقدمات کا سامنہ کرتے ہیں، اور یہ کتنے عرصے پاکستان یں رہ کر اپنی پارٹی کا نظام چلاتے ہیں، یہ تو آنے والے دنوں میں لگ پتاجائے گا، کہ سبکدوش ہونے والے صدر اپنے پارٹی اُمور کو پاکستان میں رہ کر چلاتے ہیں یااگلے انتخابات تک کسی بیرونِ ملک میں قیام پذیر رہ کراپنی ذمہ داریاں اور مُلکی سیاست میں حصہ لیں گے..؟ نو ستمبر کو نو منتخب صدر ممنون حُسین اُٹھائیں گے اور اِس کے بعد عہدے صدارت اِن کے ہاتھ لگ جائے گا، اَب دیکھنایہ ہے کہ نئے منتخب صدر ممنون حُسین سبکدوش ہونے والے صدر زرداری کی طرح یہ بھی کسی مصالحت پسندی، مفاہمتی پالیسی اور مفاہمتی عمل کی گٹھڑی کو اپنے سر اور کاندھوں پر اُٹھاکراِس کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں یا دانستہ طور پر کوئی اِنہیں اِس کے بوجھ تلے دبادیتاہے یا یہ اپنی حکمت اور دانش سے اِس گٹھڑی کو نذرِ آتش کرکے مُلک اور قوم کو درپیش بحرانوں اور مسائل سے نکالنے کا بھی سامان کرتے ہیں..؟اور خود کومُلک اور قوم کا ممنون بناکر پیش کرتے ہوئے اِن کے مسائل بھی حل کرتے ہیں، اَب یہ ذمہ داری نو منتخب صدر ممنون حُسین کے کاندھوں پر ہے کہ یہ

ملک اور قوم کے سامنے سبکدوش ہونے والے صدر زرداری کی طرح بن کر پیش ہوتے ہیں یا قوم اور ملک کو درپیش مسائل کے حل کے لئے اپنے عہدے صدارت کی فکر کئے بغیر ڈٹ جاتے ہیں..؟

کراچی میں بدامنی کی نئی لہر، دہشت گرداور دہشت گردی بے لگام کیوں..؟

آخر کب تک کراچی میں قاتلوں، بھتہ خوروں اور دہشت گردوں کا راج رہے گا..؟
آج شہر کراچی میں پھر امن وامان کی صورتحال بگڑچکی ہے اَب ایسے میں مجھ سمیت کراچی شہر کے کڑوڑوں امن پسند شہریوں کی یہ بات حکومت مانے یا نہ مانے مگرایک حقیقت یہی ہے کہ شہر کراچی میں حقیقی امن اُسی وقت قائم ہوسکتاہے کہ جب شہر کراچی میں فوج کی زیرنگرانی بلاتفریق اور بغیر کسی بغض وکینہ کے فوجی آپریشن شروع کرادیاجائے، اور حکومت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے حقائق پر مبنی مطالبے "کراچی میں امن وامان کے قیام ، لوٹ مار، قتل وغارت گری، بھتہ خوری، دہشت گردوں اور دہشت گردی سے فوری نجات کے لئے فوج کے حوالے کردیاجائے" کو من وعن تسلیم کرتے ہوئے، سارے شہر کو فوج کے حوالے کردے، اور جلدازجلد شہر میں فوج کی قیادت میں فوجی آپریشن کی اجازت دے دے، پھر تو دیکھناکہ یقیناً میرے ، آپ کے اور ہم سب کے معاشی وتجارتی حب اور صنعتی شہر کراچی میں امن وامان کی صورتحال کیسے نہیں بہتر ہوتی ہے..؟
آج میرے شہر کراچی میں ایک دوروز سکون کے بعد پھر سے شہرِ قائد میں دہشت گرد

اور دہشت گردی بے لگام ہو گئی ہے اور شہر کراچی میں ایک بار پھر بدامنی کی تازدہ لہرنے شہرِ قائد کے امن پسند مکینوں کو یہ سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کردیا ہے کہ کیاوہ تمام اقدامات اور فیصلے ریت کے ڈھیر ثابت ہوگئے ہیں ...؟جو گزشتہ ہفتے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنی خصوصی آمد پر کراچی کے حالات کو ٹھیک کرنے سے متعلق کئے تھے۔ جبکہ رواں ہفتے کا پیر کا دن اہلیانِ کراچی کے لئے تاریخی دن ثابت ہوا تھا،اِس روز شہر کراچی کے امن پسند اور حکومت کو سب سے زیادہ ٹیکس اداکرکے ملکی معیشت کو سہارادینے والے شہریوں نے سُکھ کا سانس لیا تھا کہ چلو..!وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی کراچی کے حالات ٹھیک کرنے کے حوالے سے اِن کے شہر قائد میں گزرے بیں گھنٹے کار گر توثابت ہوئے اوراِسی کے ساتھ ہی اہلیانِ کراچی کی جانب سے یہ اُمید بھی باندھی گئی کہ آنے والے دنوں میں اِس کے مزیداچھے نتائج برآمد ہوں گے جہاں کراچی کے امن کے حوالے سے کراچی والوں نے چین کا ساتھ لیا تھا۔ تواُدھر ہی کراچی کے اِس ایک دوروزہ امن کو حکومتی سطح پر بھی سراہاگیااور اگلے منگل کے روز حکومتی ذمہ داران اور وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار کی جانب سے اخبارات کے صفحہ اول پر شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبریں بھی چھپیں کہ " کئی ماہ بعد کراچی پُرسکون رہا، کراچی میں پیر کو ایک بھی لاش نہیں گری "اوراِس پر اعتماد اور سُکھ کا سانس لیتے ہوئے اِس پر اعتماد کیاگیا کہ

یقیناًاِس تاریخ ساز کراچی کے امن کے پیچھے وزیراعظم پاکستان نواز شریف کی صدارت میں امن وامان کے حوالے سے چندروز قبل گورنرہاؤس میں منعقدہ اجلاس میں رینجرز کو ٹارگیٹڈ آپریشن کے لئے فری ہینڈ دیے جانے کے بعد شہر میں قتل وغارت گری کی وارداتوں میں ایسی نمایاں کمی آئی ہے کہ کئی ماہ بعد کراچی میں پیر کا دن مکمل طور پرامن اور سکون سے گزرااِس روز کراچی میں ایک بھی لاش نہیں گری اوراِس کے ساتھ ہی حکومتی اراکین نے یہ بھی اُمیدظاہر کردی کہ ایسی نمایاں کمی آنے والے دنوں میں مزیدآتی رہے گی۔

اورآج بدھ کا دن ہے جب میں یہ سطور تحریر کررہاہوں تو میرے سامنے میری میزپر اخبارات کا ڈھیرپڑاہواہے، اورہر اخبار کے صفحہء اول پر دوخبریں چیخ چیخ کر میری توجہ اپنی جانب مبذول کروارہی ہیں، اِنہیں پڑھنے کے بعد ایسامحسوس ہواکہ جیسے کہ یہ دونوں خبریں مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ سب کچھ چھوڑوپہلے یہ سوچو اور دیکھوکہ آج ایک مرتبہ پھر تمہارے شہرمیں یہ کیا ہوگیاہے..؟دیکھودہشت گردوں نے تمہارے شہر کے معصوم شہریوں کوایک بار پھر خون میں نہلاکر سارے شہر کو غمزدہ کردیاہے... کون اِس کاپتہ لگائے گاکہ کون ہے جو تمہارےاِس امن پسند شہر قائد کوآگ وخون میں نہلارہاہے..؟اوراِن خبروں کو بغورپڑھنے کے بعدمجھے ایسالگاکہ جیسے کہ یہ دونوں خبریں میرے بے حس حکمرانوں اوراُن لوگوں کے اِس دعوے کا بھی مذاق اڑارہی ہیں کہ آج جن کا

یہ کہنا ہے کہ " فاٹا میں فوج بھیجنے سے مُلک میں آگ لگی ، رینجرز کے آپریشن سے کراچی میں صورتحال بہتر ہوئی ہے، کراچی میں ٹونٹی 20 نہیں ٹیسٹ میچ ہے ،وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر کئے گئے اقدامات کے بعد کراچی میں گزشتہ دن ایک بھی قتل نہیں ہوا،اور ایسے بہت سے دعوے کئے گئے جس سے اِن کا اعتماد ظاہر ہو رہا تھا"مگر شاید میرے شہرِ قائدکے امن کے دشمنوں کو میرے شہر کا امن اور سکون پسند نہیں آیا اور دہشت گر شہرِ قائد میں قائم امن کے حکومتی دعویداروں کے غروراور گھمنڈ کو خاک میں ملانے کے لئے اپنی کمین گاہوں سے باہر نکل آئے اور ایک ہی دن میں اپنی وحشیانہ کارروائیوں سے شہر کے 12 سے زائد معصوم افراد کو قتل وزخمی کرکے ایک بار پھر میرے شہر کا امن تباہ کردیا ہے، جبکہ دوسری خبر یہ تھی کہ "کراچی میں پھر بدامنی کی لہر، فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں باپ بیٹے ،پولیس اہلکاروں اور سیاسی جماعت کے کارکن سمیت 12 سے زائدافراد ہلاک اورزخمی، جبکہ شہر کے مختلف علاقوں میں کراچی میں بائیس سال سے مقیم رہنے والی رینجرز وزیراعظم کی جانب سے ملنے والے فری ہینڈ اختیارات کے بعد پولیس کی معاونت سے بلاتفریق تابڑ توڑ ٹارگیٹڈ آپریشن میں مصروف ہے ،اور شہر کراچی میں تاریخ ساز قیامِ امن کے لئے کامیابیوں کی منزلیں طے کرتی جارہی ہے۔
،جبکہ ایسا نہیں ہے، جن کے حکومتی سطح پر طرح طرح کے دعوے کئے جارہے ہیں

رینجرز اور پولیس ابھی اپنی صلاحیتوں کا استعمال (کسی کے دباؤ اور مصالحت کی وجہ سے) سب پر اِس طرح نہیں کرپارہی ہے جس طرح اِسے کرنا چاہئے۔ لگتا ہے کہ جیسے حکومتی دعویدوں کے مطابق شہر کراچی میں رینجرز اور پولیس جس ٹارگیٹڈ آپریشن میں مصروف ہے وہ شہر قائد سے تعلق رکھنے والی ایک جماعت کے ہی خلاف ہے، اور اِس جماعت کے ہی زیر اثر علاقوں کو ٹارگیٹڈ آپریشن کی نظر کیا جارہاہے، جس سے شہر یں احتجاج کا سلسلہ شروع ہونے کا احتمال پیدا ہو سکتاہے۔ اِس جانب حکومت کو خصوصی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے تاکہ عوام میں پیدا ہونے والے ایسے ہر قسم کے تاثر کو زائل کیا جاسکے اور کراچی کی مخصوص یا سب سیاسی جماعتوں میں کراچی آپریشن کے حوالے سے پیدا ہونے والے تحفظات کو دور کیا جاسکے۔ جس سے کراچی والوں کو یہ احساس پیدا ہو رہاہے کہ رینجرز اور پولیس ایک مخصوص جماعت اور ایک خاص زبان اور تہذیب وفکر رکھنے والے لوگوں کے خلاف آپریشن میں مصروف ہے۔ اِس تاثر اور تحفظات کو ختم کئے بغیر کراچی ٹارگیٹڈ آپریشن کے بہتر نتائج برآمد ہونے میں بڑا وقت بھی لگ سکتاہے، حکومت کو چاہئے کہ وقت ضائع ہونے سے بچائے اور کم سے کم وقت میں فوج سے کراچی کو فوج کے حوالے کردے اور کراچی آپریشن کرواکر زیادہ سے زیادہ بہتر نتائج برآمد کرے۔

محکمہ KESC ؟..کی سینچری اور کراچی کے اندھیرے

کراچی کو روشنی دے کر اندھیروں میں ڈبونے والے ادارے KESC کے 100 سال...؟

شہر کراچی جو نہ صرف وطنِ عزیز پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں بھی کئی حوالوں سے اپنا ایک منفرد مقام اور حیثیت رکھتا ہے، یہ شہر کسی زمانے میں عرس البلاد اور منی پاکستان جیسے القابات سے بھی نوازا گیا اور آج بھی اکثریت اِسے اِن ہی القابات سے پکارنا اور یاد کرنا اپنے لئے باعث اطمینان سمجھتی ہے، مگر اِن دنوں شاید اِس شہر میں وہ چیزیں اور وہ باتیں باقی نہیں رہی ہیں جن کی بنیاد پر اِسے اِن خوبصورت القابات سے نوازا گیا، مگر پھر بھی اہلیانِ کراچی اپنے شہر کے حالات سے مایوس نہیں ہوئے ہیں اور آج بھی یہ پُراُمید ہیں کہ عنقریب اِن کے شہر میں امن و سلامتی اور سکھ و چین کا بول بالا ہوگا اور اِن کا شہر ایک مرتبہ پھر اپنی تمام تر اچھائیوں اور خصوصیات کے ساتھ ایک نئے جوش اور جذبے کی بیداری کو لئے مُلک و قوم اور دنیا اُبھرے گا، اور اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ساری دنیا پر چھا جائے گا، اور اپنے القابات عرس البلاد اور منی پاکستان کی پاسداری اور اِس کے تحفظ کے لئے اُس حد کو چھولے

گا، جس کا کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا ہے، آئیں ہم سب اپنے شہر کراچی ، جسے میں اور آپ "منی پاکستان" اور "عرس البلاد" جیسے خوبصورت القابات سے یاد کرتے ہیں ، اِسے پھر سے امن وشانتی اور محبت واُخوت اور اتحاد ویکجہتی کا گہوارہ بنانے کے لئے اپنا اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کریں، اور اپنے اِس شہر کراچی کو ہم سب مل کر ایک مرتبہ پھر اُس مقام پر پہنچادیں، جس مقام کو چندہ نادیدہ قوتیں اپنی سازشوں سے اِس سے چھین چکے ہیں۔

بہرحال خبر یہ ہے کہ " کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کے نام سے ایک چھوٹے سے ساحلی قصبے میں بجلی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے 13 ستمبر 1913 میں ادارہ کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کا قیام عمل میں لایاگیااور 13 ستمبر 2013 کو اِس ادارے نے اپنے 100 سال مکمل کرکے اپنے قیام کی سینچری پوری کرلی ہے۔" یقیناً اِس کی موجودہ نجی انتظامیہ نے اِس پر جشن اور خوشیاں بھی منائی ہوں گیں،اور اِس موقع پر اِس کی انتظامیہ نے اپنے ادارے کے ملازمین کے ساتھ ساتھ صارفین بجلی یعنی عوام کو بھی سبز باغ اور سُنہرے خواب دیکھانے جیسے طرح طرح کے خوش اور غمزدہ کردینے والے عزم اور عزائم بھی دھرائے ہوں گے،اور یہ بھی کہا ہوگا کہ ادارہ کراچی کو روشنیوں کا شہر بنانے اور عوام کو بلاتعطل بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل ہے، جلد ہی شہر کو پھر سے روشنیوں کا شہر بنادیا جائے گا، ہر گھر میں درست بلنگ کا بل بھیج کر اسے روشنیوں سے

منور کردیا جائے گا، مگر یہ سب کچھ فوراً نہیں ہوسکے گا۔اِس کے لئے ملازمین کو اپنی تنخواہیں بڑھانے اور ملنے والی دیگر مراعات کی کٹوتی پر کسی قسم کا بے جامطالبہ اور مطالبات نہ کرنے کی قربانی دینے ہوگی، اور عوام کو چوری کی بجلی سے اجتناب برتنے کے ساتھ ساتھ کئی کئی گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی اضافی بجلی کے بلوں کی ادائیگیوں کا بوجھ بھی برداشت نا کرہوگا تاکہ اِس عمل سے محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کو ہفتہ ، پندرہ روزہ اور ماہوار ملنے والے اربوں کا منافع بڑھے، یوں ملازمین اور صارفین بجلی کی اِن قربانیوں سے ارادہ اور اِس کی انتظامیہ مضبوط اور مستحکم ہوگی۔ اَب یہ اور بات ہے کہ اِس کی نجی انتظامیہ نے محکمہ کے ای ایس سی کے سو سال کا جشن کیوں بنالیا، جبکہ اِس کی نجی انتظامیہ کو تواِس ادارے کو اپنی تحویل میں لئے صرف آٹھ یا دس سال ہی ہوئے ہیں، اگر دیکھا جائے تواِس کی نجی انتظامیہ نے شہر کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے کا جو کارنامہ سرانجام دیاہے، ایساکام کو اِس ادارے نے اُس وقت بھی نہیں کیا تھا، جب یہ ادارہ قومی تحویل میں تھا، یعنی جب یہ ادارہ قومی تحویل میں تھا تو تب اِس ادارے نے شہر کراچی کو روشنیوں کا شہر بنائے رکھا تھا، مگر یہ ادارہ نامعلوم کیوں دورِ آمر (پرویزمشرف کی حکومت میں) گورکھ دھندکے ذریعے نجی تحویل بیں چلاگیا..؟تو تب ہی سے اِس ادارے نے شہر کراچی کو اندھیرے میں ڈبو کراس سے اِس کے لقب

عرس البلاد" سے محروم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔"

اگرچہ متذکرہ خبر میں اہلیانِ کراچی والوں کے لئے خوشی سے زیادہ مایوس کن عنصر زیادہ غالب رہاکہ محکمہ کے ای ایس سی کی سینچری کے سوسال میں سے اُن نوے سالوں کو نکال دیاجائے جب یہ ادارہ قومی تحویل میں تھااوراِس عرصے کے دوران اِس نے اپنے نام "کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی" کی لاج رکھتے ہوئے اپنے شہر کراچی کو صحیح معنوں میں روشنیوں کا شہر بنائے گا، مگرآج جب کہ یہ ادارہ نجی تحویل میں چلاگیاہے، اِس ادارے کی انتظامیہ نے شہر کراچی کو روشنیوں کا شہر بنانے کے بجائے اندھیروں اور وحشتوں کاشہر بنانے میں زیادہ مہارت کا مظاہرکیاہے، آٹھ ، دس سالوں میں اِس کی نجی انتظامیہ کے ای ایس سی کو کوڑیوں کے دام خرید کر بھی ایک یونٹ اضافی بجلی بھی خود سے پیدانہیں کر سکی ہے، اوراِس کے باوجود بھی اِس کی نجی انتظامیہ ہے کہ اِس کا عوام کوزائد بلنگ دے کر بھی پیٹ نہیں بھر رہاہے، یعنی یہ وہ ادارہ ہے جس کی نجی تحویل میں جانے کے بعد کارکردگی صفر ہو کر رہ گئی ہے،اِس نے اپنے صارف کو مختلف بہانے بناکر تنگ کرنے اور دوسری جانب حکومت کو بھی بے وقوف بناکر اربوں اور کھربوں بٹورنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیاہے۔آج اِس کی نجی انتظامیہ دیدہ دانستہ اہلیانِ کراچی کو کہیں بجلی چوری کے نام پرزیادہ بلنگ سے لوٹارہی ہے ، توکہیں بوگس بلنگ سے اورزیادہ تر توطویل لوڈشیڈنگ کرکے بھی

زائد بلنگ سے رقم بٹورنے کا نہ روکنے والا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔
آج جب کہ محکمہ کے ای ایس سی اپنے قیام کے سو سال مکمل کر چکا ہے تو اِس کی موجودہ انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ اپنی موجودہ کارکردگی کا محاسبہ کرے اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو ٹھیک کرکے شہر کراچی اور عوام کو ٹھیک طرح خدمت کرنے اور شہر کو کم سے کم بجلی سے زیادہ سے زیادہ روشن رکھنے اور ہر صارف کے آنگن کو منور کرنے کے اقدامات کا بھی عہد کرے۔ ورنہ حکومت سے عوام کا یہ مطالبہ ہوگا کہ حکومت محکمہ کے ای ایس سی کی نجی انتظامیہ کو لات مارے اور اِس سے محکمہ کے ای ایس سی کو اپنی تحویل میں لے وہ خود شہر کراچی کو پھر سے روشنیوں کا شہر بنانے کے انتظامات کرے اور اِس شہر کا کھویا ہوا لقب "عرس البلاد" واپس دلائے۔
اگرچہ ہماری نئی حکومت نے اپنے سو دن مکمل کرلئے ہیں مگر پھر بھی میں اپنی اِس حکومت کو نو مولود حکومت ہی کہوں گا، کیوں کہ آج کل ہماری حکومت کئی نئے تجربات کے مراحل سے گزر رہی ہے، اِن میں سرِ فہرست کراچی سمیت مُلک بھر سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے اور مُلک کو درپیش توانائی، مہنگائی، کرپشن اور بے روزگاری جیسے مسائل اور اِن کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے تجربات شامل ہیں جبکہ اِن تمام باتوں کے باوجود دوسری طرف اِن دنوں ہماری

نومولود وفاقی حکومت اور ہمارے کاروباری دماغ رکھنے والے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی ایک یہی کوشش ہے کہ مُلک میں خسارے میں چلنے والے سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں کی جلداز جلد کارکردگی کو متحرک اور فعال بخش بناناکراِنہیں منافع بخش اور سونے کے انڈے دینے والے ادارے بنادیئے جائیں اور اگر یہ اِس سے بھی حکومت کے متعین کردہ پروفٹس اور گولڈن ایگس (منافع اور سونے کے انڈے) دینے کے اہداف کو نہ پہنچ سکیں تو پھر اِنہیں بلاکسی دوٹوک اور حیل وحجت کے نجی اور پرائیویٹ سیکٹرز کے حوالے کردیاجائے،اِس سلسلے میں اِن دنوں وزیراعظم میاں نواز شریف کی حکومت سنجیدگی سے منصوبہ بندی کرتی ہوئی متحرک دکھائی دے رہی ہے، اگرچہ یہ ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم کے نزدیک کسی حدتک مفید عمل تو ہوسکتاہے ،اوراِس طرح اِن کی نظر میں اِس عمل سے بہتر نتائج بھی نکلیں گے ، مگر میں یہ سمجھتاہوں کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو یہ سب کچھ کرنے سے قبل اُن محکمہ کے ای ایس سی سمیت دیگر نجی اداروں کی موجودہ کارکردگی کا بھی ضرور جائزہ لے لینااور موازانہ کرلیناچاہئے جو قومی تحویل سے نجی سیکٹر میں چلے گئے ہیں کہ اِن دنوں اِن اداروں کی کارکردگی اِس وقت کیا اور کیسی ہے اوراُس وقت کیا اور کیسی تھی. . ؟جب یہ قومی تحویل میں تھے، اور اَب جب کہ یہ ادارے نجی تحویل میں ہیں تواِن کی کارکردگی عوام اور خواص کی نظر میں کیا اور کیسی ہے. . ؟آج مُلک میں محکمہ کے ای ایس سی جیسے کچھ ایسے ادارے موجود ہیں ، اگراِن کی کارکردگی کو دیکھاجائے تواِن کی

کارکردگی نجی اداروں میں چلے جانے کے باوجود بھی غیر اطمینان بخش ہے۔یعنی آج بھی اگراِن اداروں کی کارکردگی کا موازنہ کیاجائے تواِن کی کارکردگی (جب یہ ادارے قومی تحویل میں تھے) اُس وقت سے بھی کئی گنازیادہ غیر اطمینان بخش ہی کیا بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔لہٰذاوزیراعظم میاں محمد نوازشریف کو کسی قومی ادارے کو نجی تحویل میں دینے سے پہلے یہ ضرور سوچناہوگاکہ اِن کے جلد بازی میں کئے گئے فیصلے سے ادارے کی ساکھ اور عوام کو کتنا نقصان پہنچ سکتاہے،کہ آیایہ ادارہ نجی تحویل میں جانے کے بعد کیا اُس معیار کی خدمات دے پائے گا، جس کی اِس سے توقع کرکے اِسے نجی تحویل میں دیاجارہاہے، یہ صرف منافع کمانے اور سونے کا انڈہ دینے والی مرغی ہی بنارہے گا..؟جیسے اِن دنوں کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی نجی تحویل میں جانے کے بعد مالکان کو منافع اور سونے کے انڈے دینے والاادارہ بن گیاہے، جبکہ حقیقی معنوں میں اِس کی کارکردگی صفرہے۔

پاکستان میں " دہشت گردی اُم المسائل کا استِعارہ " بن گئی ہے

اُوس چاٹِ پیاس تو نہیں بجھا کرتی، مگر تسکیین ضرور مل جاتی ہے۔۔۔ !

اَب کوئی میری یہ مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں " دہشت گردی اُم المسائل کا استِعارہ " بن گئی اور اَب جِسے جڑ سے اُکھاڑے بغیر ہماری ترقی اور خوشحالی کسی بھی صُورت ممکن نہیں اوراِس کے ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ کسی پیاسے کی اُوس چاٹِ پیاس تو نہیں بجھا کرتی ہے مگراِسے تسکیین تو ضرور مل جاتی ہے،آج ہماری موجودہ حکومت نے مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے جتنااور جوکچھ بھی کیاہے،آج اِس کی مثال اُس پیاسے کی طرح ہے ، جو کئی دنوں سے پیاساہے،اور یہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں سر گرداں ہے، مگراِسے اِس کی پیاس بجھانے کے لئے پانی تو نہیں ملاہے،البتہ ۔۔۔اِس نے اُوس چاٹ کر تسکیین ضرور حاصل کرلی۔

اور ایساہی کچھ مُلک میں امن و سکون کی پیاسی ہماری حکومت کے ساتھ بھی ہواہے جب گزشتہ دنوں مُلک میں ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کی شکل میں اِسے

اُوس ضرور مل گئی ہے، جسے چاٹ کر اِس نے اپنی پیاس بجھانے کی کوشش بھی ضرور کی ہے، اور اس نے اِسی کے سہارے مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے اور مُلک میں دائمی امن و سکون اور بھائی چارگی کے قیام کے لئے اپنی جدوجہد کی بھی شروعات کردی اور اِس کانفرنس کے مشترکہ نکات کی روشنی میں مُلک میں امن و چین کی تلاش میں اپنے قدم آگے بڑھانے کی پیشقدمی بھی کرنی چاہی اور اپنی امن کی پیاس بجھانے کی بھی کوشش کی، جسے مُلکی اور عالمی سطح پر بھی بے حد سراہایا گیا۔

مگر شاید مُلک میں امن کے دشمنوں اور معصوم انسانوں کے قاتلوں اور اِن کے مقدس خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والوں کو حکومت کی یہ امن کی پیشکش پسند نہیں آئی اور اُنھوں نے حکومت کی جانب سے بھائی چارگی اور اُخوت و مساوات کی بنیادوں پر کئے جانے والے ہر مثبت اقدام کو اپنے پیروں تلے کچل کر رکھ دیا اور اپنی اُسی مرغی کی ایک ٹانگ والی ضد پر آڑ کر اتنا کچھ کردیا کہ آج میرے مُلک کا ہر فرد یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ "بھلا یہ کون سے لوگ ہیں اور یہ کس مٹی اور کس ہڈی کے بنے ہوئے ہیں ...؟ کہ جو کسی بھی حوالے سے کسی کی بات سُننے اور اپنی ضد سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار ہی نہیں ہیں اور یہ غلط رہ کر بھی خود کو درست اور صحیح العقل گردانتے ہیں، اور حکومت کی ہر اچھی اور مثبت پیشکش کو بھی ٹھکرا کر بس اپنی ہی ضد پر آڑے ہوئے ہیں اور قتل

وغارت گری کا بازار گرم رکھے ہوئے ہیں "اَب ایسے میں آج میرے مُلک کے ہر فرد کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ حکومت کی طالبان سے مذاکرات کے ذریعے مُلک میں امن و سکون کی پیشکش کو تحریک طالبان کس کے اشارے پر مسترد کر رہے ہیں اور کیوں یہ کہہ رہے ہیں ... ؟ کہ "جنگ حکومت نے شروع کی وہی اِسے ختم کرے گی، ابھی مذاکرات شروع نہیں ہوئے، فوج پر حملے جاری رکھیں گے۔" تحریک طالبان کو اپنے رویوں میں تبدیلی لانی ہوگی اور ماضی کی اپنی اور دوسروں کی غلطیوں کو بھلاتے ہوئے اِس سرزمینِ پاکستان کی بقاوسلامتی کے خاطر ایک دوسرے کو معاف کرنا ہوگا، کیوں کہ آج دشمن ہمیں آپس میں لڑوا کر ہمارا شیرازہ بکھیر دینا چاہتا ہے، اور ہم کو کمزور کرکے ہمیں ایک ایک کرکے نیست و نابود کر دینا چاہتا ہے، آج ہمیں اپنی غلطیوں کو بھلا کر ایک ہونا ہوگا، اور امن و سکون کی متلاشی اپنی دھرتی کو گلُ وگلزار بنانا ہوگا، بس ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو معاف کرنا ہوگا۔ اور دشمن کی ہر سازش کو ناکام بنانا ہوگا،اَب جس کے لئے گیند تحریک طالبان کے کوٹ میں ہے۔

اَب ایسے میں آج میرے مُلک پاکستان کے زمینِ حقائق کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ میرا مُلک اپنوں کی نادانی اور پرائے کی چالاکی سے دہشت گردی کی لگائی گئی آگ میں جس طرح سے جھلس رہا ہے، اِس تکلیف نے میرے مُلک کے ہر فرد کو سیاست کے رموز سکھادیئے ہیں گو کہ آج جن حالات سے میرا مُلک گزر رہا ہے،

اِس نے ہر شخص کو سیاستدان بنادیا ہے، کیوں کہ میرا تعلق بھی اِن لوگوں میں سے ہے، جو موجودہ حالات سے گزر رہے ہیں ،اِس لئے میں بھی خود کو سیاست کا ادنی ساہی صحیح مگر آپ ہی کی طرح کا ایک اناڑی سا کھلاڑی ضرور سمجھنے لگا ہوں، اگرچہ سیاست کی باتیں کرنا اور بات ہے اور سیاست پر لکھنا انتہائی ذمہ داری کا کام ہے، مگر میرے لئے سیاست پر باتیں کرنا آسان کم مگر اِس پر لکھنا قدرے آسان ہوگیا ہے، تب ہی میرے کالم کے اکثر عنوانات حالاتِ حاضر کے تناظر میں ہی ہوتے ہیں، اور میرے کالم کا عنوان ہی " تمثیلِ سیاست " ہے۔

جبکہ موجودہ حالات میں جب کبھی میں مایوس ہوتا ہوں تو مجھے اکثر اگلے ہی لمحے یہ احساس زندہ رہنے کی تمنا بڑھادیتا ہے کہ دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان میں ہوں، وہ اِس لئے کہ مجھ میں اِنسانوں سے ہمدردی اور محبت کا جذبہ زندہ ہے مگر میرے اِس ہی معاشرے میں بہت سے ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو اِنسانوں کے سب سے بڑے دشمن کے روپ میں سرگرمِ عمل ہیں، کیوں کہ آج اِن کے نزدیک اِن کے عزائم کی تکمیل اور ضد پر آڑے رہنے کی وجہ سے اِنسان کی حیثیت کیڑے مکوڑے سے بھی کم ہو کر رہ گئی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے اِنسان کو مارنے اور اِس کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کا مشغلہ ڈھونڈ لیا ہے، اور آج اِن کا یہی مشغلہ میرے اور آپ کے معاشرے میں فساد الفلارض کی وجہ بن رہا ہے، ایسے لوگ جو اِنسانوں کا زمینِ خدا پر ناحق خون بہا کر خود کو شیطان کا چیلا ثابت کر رہے

ہیں اور اِنسانوں کا خون پی کر اپنی احساسِ محرومی کی پیاس بجھا رہے ہیں، اور بے مقصد کی ضد کی تسکین چاہ رہے ہیں... کیا ایسے لوگوں کے لئے زمینِ خدا کو تنگ کر دینے والا کوئی نہیں ہے...؟ نہیں ایسی بات نہیں ہے، آج بھی میرے معاشرے میں کڑوروں ایسے اچھے اِنسان موجود ہیں جو شیطان کے چیلوں اور مٹھی بھر قاتلوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچانے کے لئے بے چین ہیں، مگر اَب وقت آگیا ہے کہ اَب اچھے اِنسانوں کو یک مٹھ ہو کر باہر نکلنا ہوگا اور ایسے لوگوں سے زمینِ خدا کو پاک کر کے اِن سے اپنا زندہ رہنے کا حق چھین لینا ہوگا، جو اپنی ضد پر آڑ کر سرزمینِ پاکستان میں فساد برپا کر رہے ہیں، اَب دیکھئے وہ وقت کب آتا ہے جب ہم میں سے اچھے لوگوں کا گروہ نکلے گا، اور زمینِ خدا پر شیطان کے چیلوں اور معصوم اِنسانوں کے مقدس خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو واصلِ جہنم کر کے اپنی سرزمینِ پاک کو اِن فساد الفلارض سے پاک کر دے گا۔ اَب ایسے میں ہمیں اپنے معاشرے کے اُن اچھے لوگوں کی ہر حال میں حوصلہ افزائی کرنی ہوگی جو ہم سب کی بھلائی کے لئے باہر نکل کر اچھائی اور اُمید کی کرن کو ڈھونڈنے کے لئے بیقرار ہیں۔

بہرحال..! آج میرا ملک پاکستان جن سنگین مسائل سے دوچار ہے، اِن میں دہشت گردی سرِ فہرست ہے، آج جسے میں اُم المسائل کہوں تو کوئی بُرا نہیں ہوگا، یعنی ہمارے سارے مسائل کی ماں دہشت گردی ہے، آج جس کی وجہ سے ہم ہر طرح کے

مسائل سے دوچار ہیں، موجودہ حکومت کو اِس بات کا شدت سے احساس ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِس نے مُلک سے دہشت گردی جیسی ڈائن جس کے لئے میں نے مُلک میں پہلی بار" اُم المسائل "کا استعِارہ استعمال کیا ہے اِس سے جان چھڑانے کے لئے یہ حقیقی معنوں میں سرگرمِ عمل ہے۔

اگرچہ اَب تک حکومت کی جانب سے مُلک سے ہر طرح کی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کی گئیں کوششوں پر قوم کو اعتماد کا اظہار کرنا چاہئے اور آج اُمید رکھنا چاہئے کہ موجودہ حکومت مُلک سے ہر طرح کی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے جتنے بھی نرم و سخت اقدامات کر رہی ہے اِس کے بہتر نتائج ضرور نکلیں گے۔

وزیراعظم نے جوانوں کا مستقبل تو سنوار دیا ہے مگر۔؟

وزیراعظم نے جوانوں کا مستقبل تو سنوار دیا ہے مگر۔؟20ارب سے 6اسکیمیں شروع کردیں ہیں۔۔۔

کیاوزیراعظم کے اعلان سے میرے تین بے روزگار بھائی بھی فیضیاب ہوسکیں گے یانہیں۔۔؟نوازشریف توجہ دیں۔

واہ، واہ۔۔وزیراعظم میاں محمد نوازشریف نے اپنے مُلک کے مدّتوں سے مایوس نوجوانوں کا مستقبل تابناک بنانے کے لئے 20ارب سے 6مختلف اسکیمیں شروع کرنے کا اعلان کرکے اپنے کاروبار کو وسعت دینے والے نوجوانوں سمیت لاکھوں بے روزگاراور مہنگائی کے ستائے نوجوانوں کے حوصلے بڑھادیئے ہیں اوراِن میں زندہ رہنے کی ایک ایسی اُمنگ پیداکردی ہے کہ جس نے اِن میں ایک نئی روح پھونک دی ہے ،اِس موقع پر مجھے شاعرکا یہ شعریادآگیاہے کہ:

مدّت کے بعدآئی ہے موج نسیم گُل --- مدّت کے بعددوراندھیراہواتوہے

صدشکرمیرے باغ میں پُھوٹی ہیں کونپلیں --- صدشکرگُلستاں میں سویراہواتوہے

کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ مایوسیوں کے بھنور میں غوطہ زن رہنے والوں کے لئے اِن کی نزدیک صرف بہتر مستقبل کا ایک راستہ اُمید تو ہوتی ہے جس کے سہارے یہ بُرے حالات کا مقابلہ کرتے ہیں یعنی یہ کہ اِن کی نظر میں اُمید زندگی کا ایک ایسا لنگر ہے، جسے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے اِس سہارے کو بھی چھوڑ دیا تو پھر ان کے بہتر مستقبل کی ساری کوششیں کسی گندے اور گہرے پانی کے بڑے سمندر میں ڈوب جائیں گیں،اور جو لوگ زندگی میں بُرے حالات کا مقابلہ خندہ پیشانی اور یکسوئی سے کرتے ہیں یقین جانیئے کہ اِن کی زندگی کی جدوجہد کے سفر میں اگر اُمید کے پھول نہ ہوں تو اِن کی زندگی بے معنی اور بے مقصد سی ہو کر رہ جاتی ہے، ایک اُمید ہی تو ہوتی ہے جو پریشان حال اِنسان کی زندگی کے دُکھوں کی تاریکی میں کبھی نہ کبھی چاند کی مانند روشن ہو کر نمودار ہوتی ہے،اور یوں اِن کے تمام دکھ درد کا مداوا ہو جاتا ہے،اور آج اِسی طرح ایک طویل عرصے سے اپنے مستقبل سے مایوس رہنے والے میرے مُلک کے لاکھوں نوجوانوں میں مدّتوں بعد اُمید کی ایک کرن اُس وقت پیدا ہوئی جب ہماری نو مولود حکومت کے 100 دن مکمل ہونے پر ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنی حکومت کے سو دن کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ پیش والوں کے منہ بندھ کرنے کے لئے اپنی ایک خصوصی تقریر میں انتہائی محتاط انداز سے یہ اقرار کرتے ہوئے قوم کو اِس بات کا احساس دلادیا کہ اِنہیں بھی اپنے مُلک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور بے لگام ہوتی مہنگائی کا پورا پورا احساس ہے اور اِس بات

کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابھی تو اِن کی حکومت کو آئے صرف سو ہی دن تو ہوئے ہیں مگراِس کے باجود بھی اِس کی دن رات یہ سعی ہے کہ کسی بھی طرح سے مُلک اور قوم کو دہشت گردی ، بے روزگاری، اور توانائی کے بحرانوں سمیت دیگر گھمبیر مسائل سے جلدازجلد نجات دلائی جائے ، جس کے لئے حکومت کوششوں میں مصروف ہے ، مگراِن تمام باتوں کے باوجود بھی وزیراعظم کا اپنے کھلے دل سے احساس کرتے ہوئے اِس بات کا اعتراف اِن کی اعلیٰ ظرفی کی بہترین مثال ہے کہ مُلک میں مہنگائی بڑھی ہے اور بے روزگاری میں بھی بڑی حدتک کا ضافہ ہوا ہےاِس ہی لئے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مُلک کے لاکھوں نوجوانوں کو بے روزگاری سے بچانے اور اِن میں مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی ہمت باندھانے کے لئے اپنی دوسری (قومی نشریاتی) تقریر میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مُلک لاکھوں نوجوانوں کو ریلیف دینے کے لئے" فوری طور پر 20 ارب سے 6 اسکیمیں شروع کرنے کا اعلان کیا اور اُنہوں نے اِس موقع پر اپنے اِس عزم کو دہراتے ہوئے نوجوانوں کو اِس بات کا بھی پکا یقین دلایا کہ اِن اسکیموں سے مُلک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے لیپ ٹاپ، بلاسوداور کاروبار کے لئے 5 سے 20 لاکھ تک رعایتی قرض اسکیم سمیت چھ مختلف اسکیموں کا جو اعلان کیا جارہا ہے اِن اسکیموں سے اپنے مستقبل سے مایوس نوجوانوں میں زندہ رہنے ، آگے بڑھنے، اور، اِن میں مُلک کو قوم کے بہتر مستقبل کی دوڑ میں اپنی خداداد صلاحیتیں دکھانے کا بھرپور موقع فراہم کرکے اِن میں یہ احساس

بیدار ہوگا کہ وہ مایوسیوں کے سمندر سے نکلیں، اور اپنی صلاحیتیں وطن عزیز اور قوم کے روشن مستقبل کے لئے وقف کریں، کیوں کہ آج اللہ نے اِنہیں وزیر اعظم پاکستان کی شکل میں اِن کا بھائی میاں نواز شریف دے دیا ہے، جو اپنے مُلک کے ہر نوجوان کے مسائل حل کرنے کے لئے اِن کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگا، کیوں کہ نواز شریف سمجھتے ہیں کہ نوجوان کسی بھی قوم کی تعمیر وترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور جن اقوام نے اپنے نوجوانوں کی قدر نہ کی اور اِن کے مسائل پر توجہ نہ دی تو وہ قومیں دنیا میں پستی کی نظر ہو گئی ہیں۔

آج یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مُلک کے نوجوانوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے اور اِن کے تابناک مستقبل کے خاطر صرف اِن کے ہی لئے اپنی ایک خصوصی تقریر میں 20 ارب کی کثیر رقم سے چھ مختلف اسکیموں کا اعلان کردیا ہے جس کے تحت "نوجوانوں کو کاروبار کرنے کے لئے 20 لاکھ تک رعایتی قرضے ملیں گے" اپنے اِس اعلان کے بعد نوجوانوں میں ہر دلعزیز قرار پانے والے مُلک کے پہلے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے یقیناًمُلک کے نوجوانوں کے دلوں میں اپنا ایک اعلیٰ مقام بنالیا ہے، نوجوانوں نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے اِن اقدامات کی تعریف کی جس کا اُنھوں نے اعلان کیا ہے کہ "50 فیصد قرضے خواتین کے لئے مختص، شرح سود صرف 8 فیصد ہوگی، ڈھائی لاکھ افراد کو مارک اپ کے

بغیر چھوٹے قرضے دیئے جائیں گے، 50ہزار گریجویٹس کو تربیت اور 10ہزار روپے ماہانہ وظیفہ دینے کا بھی فیصلہ، 25 سال کے لڑکوں اور لڑکیوں کو ہنر سکھانے اور ایک لاکھ طلباء میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے،اِس کا اطلاق پورے مُلک پر کرنے کا بھی وعدہ کرلیاہے"۔مگروزیراعظم نواز شریف کی نوجوانون سے متعلق اِس کشادہ دلی کے باوجود بھی میں یہ کہناچاہتاہوں کہ وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب..!خداکے واسطے اپنی اِن تمام اسکیموں کو بلارنگ ونسل، زبان ومذہب، اور صوبائیت کے تعصب سے پاک صاف بنائیں، اور میرے مُلک کے ہر بے روزگار اور ضرورتمند نوجوان کی خواہش کے مطابق اِن کے مسائل صاف وشفاف انداز سے حل کریں۔

جناب عالی..!آخر میں ، میں یہ کہتاچلوں کہ میرے بھی بے روزگار تین بھائی اور ایک بھانجاہے اِنہیں بھی اپنے پیروپر کھڑاہونے کے لئے اپناکوئی چھوٹا موٹاکاروبار کرناہے، یاایک بھائی کو اپنے چھوٹے سے جنرل اسٹور کو وسعت دینے کے لئے کیااِسے آپ کی اِن چھ اسکیموں میں سے کسی اسکیم سے فیضیاب ہونے کا موقع میسرآسکے گا...؟، یااِس سمیت میرے دوسرے بھائی یوں ہی دربدر ہوتے رہیں گے...؟یااِن کی اور میری طرح بہت سے وہ نوجوان جن کا سرزمین پاکستان پر اللہ کے سِوا کوئی یارومددگار نہیں ہے، وہ آپ کی حکومت اور آپ کی اعلان کردہ چھ اسکیموں سے فیضیاب ہوئے بغیرایڑیاں رگڑرگڑ کر کمسپرسی زندگی

گزارتے رہیں گے،اور آپ کے وزراء، مشیرانِ مملکت اور آپ کی حکومت میں شامل آپ کے اتحادی جماعتوں کے اراکین اپنے اثرورسوخ سے اپنے قریبی رشتے داروں اور چاہنے والوں اور ن لیگ کے جیالوں کو ہی نواز کرآپ سے یہ اعلان کرادیں گے، یا مُلک بھر میں یہ کہتے پھریں گے کہ وزیراعظم میاں نواز شریف نے مُلک کے بے روزگاراور اپناکاروبار کرنے کے خواشمند لاکھوں ضرروتمند نوجوانوں کی ضرورتیں پوری کرکے قوم کے نوجوانوں کی خدمت کردی ہے اور ضرروتمند نوجوان اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے ہیں۔

اگر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب... !آپ کی مُلک کے ضرورت مند نوجوانوں کے لئے اعلان کردہ قرضے دینے اوراِن کی مدد کرنے کی چھ اسکیمیں واقعی صاف وشفاف ہیں تو پھر دیکھتے ہیں کہ آپ یاآپ کی حکومت کا کوئی ذمہ دار شہر کراچی سے تعلق رکھنے والے میرے بھائیوں اور ایک اکلوتے بھانجے کی مدد کرنے کے لئے مجھ سے میری اِس اور میرے سیل نمبرپر رابطہ کرتا بھیazamazimazam@gmail.com ای میل ہے کہ نہیں....؟اَب یہ دیکھ لیتے ہیں۔

اُلجھ رہی ہے انسانیت کیوں..؟اُن سے کوئی یہ تو پوچھ لے

بھارت اور امریکاکے یاروں نے مسیحی.برادری پر قیامت سے پہلے قیامت ڈھادی... !

اَب پشاورکے چرچ میں رونماہونے والے دہشت گردی کے واقع کے بعد قوم اور حکومت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ 22 ستمبر 2013 کو پشاور کوہاٹی گیٹ کے قریب آل سینٹس چرچ میں ہونے والی دہشت گردی کے واقع کے پس پردہ امریکااوربھارت (یعنی امریکی بلیک واٹراوربھارتی ایجنسیوں میں شامل وہ امریکی آئی ایس آئی اوربھارتی دہشت گردطالبان) ملوث ہو سکتے ہیں جو دنیا بھر میں پاکستان کا امیج خراب کرناچاہتے ہیں اِس سے قبل بھی پاکستان میں مسلمانوں کی عبادات گاہوں اور اجتماعات میں جتنے بھی دہشت گردی کے واقعات رونماہوئے ہیں اِن میں متذکرہ عناصر ہی کارفرمارہے ہوں گے،یہ اور بات ہے کہ ہمارے کرتادھرتااِن کانام لینے سے کتراتے رہے ہیں،مگرساری پاکستانی قوم یہ جانتی ہے کہ ہمارے یہاں اِس قسم کی ہونے والی ہر دہشت گردی کے پیچھے امریکا،اسرائیل اوربھارت کے زرخرید دہشت گرد ملوث رہے ہیں۔

آج اگر ہم پشاور کے چرچ میں ہونے والے واقع کے وقت اور لمحات کا تعین کرتے ہوئے جائزہ لیں تو یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جائے گی کہ پشاور چرچ میں مُلک دشمن عناصر نے اُس وقت اپنی وحشیانہ کارروائیوں کو عملی شکل دی جب اِسی روز وزیراعظم میاں محمد نواز شریف ایک مختصر وفد کے ساتھ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 68 ویں سالانہ اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے اپنے ایک ہفتے کے دورے پر نیویارک کے لئے روانہ ہوئے، اور یہ 23 ستمبر کو نیویارک پہنچ گئے ،جہاں اِنہیں 24 ستمبر کو امریکی صدر اوباما کا جنرل اسمبلی سے خطاب سُننا تھااور امریکی صدر کی جانب سے سربراہانِ مملکت و حکومت کے لئے دیئے گئے استقبالیہ میں بھی شرکت کرنے تھی اور اِس ملاقات کی ایک اور خاص بات وہ یہ تھی کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف امریکی صدر بارک اوباما سے ملاقات کے دوران پاکستان میں ڈرون حملوں کو رکوانے اور اِس سے پیدا ہونے والی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے اِن قائل کریں گے کہ وہ پاکستان میں ڈرون حملوں کے جاری سلسلوں کو فی الفور رکوائیں اور گزشتہ دنوں پاکستان میں ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں طالبان سے پُرامن مذاکرات کی پیشکش کی حوصلہ افزائی کریں اور اِسی طرح پاکستان کی جانب سے طالبان سے پُرامن مذاکرات کی پیشکش کو آگے بڑھانے کے لئے ڈرون حملے روکیں، اور اِس کے ساتھ ساتھ وزیراعظم نواز شریف کو امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کو اِس کے لئے آمادہ کرنا تھا۔ اور 27 ستمبر کو نیویارک میں ہونے والی اقوام متحدہ کی جنرل

اسمبلی کے 68 ویں اجلاس سے خطاب بھی کرنا ہے اوراِس کے علاوہ نیویارک میں قیام کے دوران اپنے پروگرام کے مطابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو جن عالمی شخصیات سے دوطرفہ ملکی اُمورپر گفتگو کرنی ہے اُن میں نمایاں اور اہم شخصیات میں بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ ہیں یہ ملاقات 29 ستمبر کو متوقعہ ہےاِس ملاقات سے متعلق ہمارے یہاں ایک خام خیال یہی کیا جارہاہے کہ اِس ملاقات کے دوران پاک بھارت وزرائے اعظم کئی اہم نکانات پر نتیجہ خیز باتیں اور فیصلے کریں جن سے مستقبل قریب میں پاک بھارت خوشگوار ماحول پیدا ہونے کی قوی اُمیدیں ہیں،

اِس میں کوئی شک نہیں کہ پشاور کے چرچ میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے بھارت ملوث ہوسکتاہے، کیوں کہ اگر دیکھاجائے تو معلوم ہوگا کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے رواں سال جون میں جب چین کا دورہ کیا تھا،اُس کے چند روز قبل دہشت گرد عناصر نے دیامر میں چینی باشندوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بناکرپاک چین تعلقات کو خراب کرنا چاہا تھا، مگراِس سازش کو ہمارے مخلص دوست چینی بھی سمجھتے ہیں ،اِس واقع کے پیچھے بھارت کے ایجنٹ اور بھارتی ایجنسیاں شامل ہیں جو یہ نہیں چاہتیں کہ پاک چین تعلقات میں مضبوطی آئے، اور اِسی طرح آج جب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 68 ویں سالانہ اجلاس سے خطاب کرنے والے ہیں جہاں کہ دہشت گردی سے متاثرہ

پاکستان کا مقدمہ پیش کریں گے۔اور عالمی برادری کو پاکستان کو درپیش اندرونی اور بیرونی خطرات سے آگاہ کرکے اپناہم خیال بنائیں گے۔تو بھارتی دہشت گردوں نے پشاور کے چرچ کا واقع رونما کرکے ساری دنیا میں پاکستان کا امیج خراب کرنے کی سازش تیار کی۔

اوریوں اِدھر پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے دُشمن امریکی بلیک واٹراور بھارتی ایجنسیوں میں شامل طالبان دہشت گردوں نے پشاور کوہاٹی گیٹ کے قریب آل سینٹس چرچ میں 2 خودکش دھماکے کرکے 83افراد کو جان بحق اور 150کے قریب افراد کو زخمی کردیا، یوں امریکی اور بھارتی ایجنسیوں میں شامل طالبان نے اپنی یہ وحشیانہ کارروائی عین اُس وقت کی جب کوہاٹی گیٹ چرچ میں دعائیہ تقریب کے بعد مسیحی برداری کے لوگ جن میں خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد تھی چرچ سے باہر نکل رہے تھے، اُس وقت ایک حملہ آور نے فائرنگ کرکے خود کواُڑالیا،اور پہلے دھماکے کے بعد حواس باختہ افراد خود کو سنبھال بھی نہ پائے تھے کہ دوسرے بمبارنے خود کوٗاُڑالیا، یہ دھماکہ اِس قدر شدید تھا کہ اِس سے انسانی اعضاء دور تک بکھر گئے،جس کے نتیجے میں 83افراد جان بحق اور 150کے لگ بھگ زخمی ہوئے، اطلاعات ہیں کہ ابتدائی تحقیقات کے مطابق دونوں دھماکوں میں سولہ کلو گرام بارود استعمال کیا گیاہے،اِس واقع کے بعد وفاقی سمیت صوبائی حکومتوں نے بھی تین روزہ سوگ کا اعلان کردیاتو وہیں مُلک بھرکے چرچ اور مشنری تعلیمی

ادارے بھی تین دن تک بند کر دیئے گئے اور مُلک بھر میں قیامت سے پہلے قیامت کی نظر ہو جانے والی غم سے نڈھال مسیحی برادری کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے طور پر اِن کے غم اور احتجاجوں کے جاری سلسلے میں سارا پاکستان شامل ہوا۔

آج 23 ستمبر ہے ابھی دن کے تین بج رہے ہیں ،اِن گزرتے لمحات میں میں جب اپنا یہ کالم تحریر کر رہا ہوں ، ابھی مُلک بھر سے بس یہی اطلاعات آ رہی ہیں ، کہ مسیحی برادری کا احتجاج جاری ہے،اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے، احتجاج میں شدت آتی جا رہی ہے،اِس میں کوئی شک نہیں کہ مسیحی برادری کا اِس واقع میں بڑا جانی نقصان ہوا ہے، مگر اَب اِس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ احتجاج کو پُرتشدت بنا دیا جائے اور نجی و سرکاری املاک کو نقصان پہنچا کر یا معصوم شہریوں کو پریشان اور مار کر یا زخمی کرکے اپنے جانی نقصان کا ازالہ کیا جائے ،لگتا ہے کہ جیسے اِن احتجاجوں کی آڑ میں مُلک دشمن عناصر پاکستان میں انارگی پھیلانا چاہتی ہیں ، اَب ہم سب پاکستانیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اغیار کی اِن سازشوں کو سمجھیں اور اِنہیں کامیاب نہ ہونے دیں، اور اپنی صفحوں میں ملی یکجہتی برقرار رکھتے ہوئے،اِن کی ہر اُس ناپاک سازش کا ناکام بنا دیں جس کی آڑ میں ہماری صفحوں میں موجود مُلک دشمن عناصر اپنے گھناونے عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں۔

آج فروعی ، لسانی، سیاسی، اور نظریاتی اکائیوں میں بٹ کر اور اُلجھ کر انسانیت اتنی بے رحم اور سنگدل ہو گئی ہے، کہ اَب دنیا کو اِس کا احساس امریکا کے بعد میرے دیس پاکستا ن میں بھی ہماری آستینوں میں چھپے امریکا جیسے وحشی اُن اِنسان دشمن سانپوں کی وحشیانہ کارروائیوں سے بھی ہونے لگا ہے جو کئی عرصے سے ہمارے ہی دودھ پر پل رہے ہیں ،اور اَب یہ تندرست وتوانا ہو گئے ہیں، جب ہی تو اِنھوں نے خود کو منوانے کے لئے ایک دہائی سے میرے مُلک میں اپنی اِنسانیت سُوز کارروائیوں میں مصروف کرلیا ہے،

اوراَب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ جیسے اِنھوں نے اِسلام اور قرآن و حدیث کی اصل تعلیما ت کو بالائے طاق رکھ دیا ہے مگر افسوس تو اِس بات کا ہے کہ اَب اُنھوں نے اسلام کا لبادہ اُرھ کر صرف اپنی خودساختہ تعلیمات کے پرچار کے خاطر مسجد، مدرسہ ، مندر، امام بارگاہ،مزار،چرچ ، جنازے، تعلیمی ادارے اور مذہبی اجتماعات سمیت دیگر ادیانِ کُل کی عبادت گاہوں کو بھی نشانہ بنا شروع کردیا ہے اپنی اِن وحشیانہ کارروائیوں میں معصوم انسانوں (بچوں ، خواتین، بوڑھے، جوان اور ہر عمر کے لوگوں)کے مقدس خون سے ہولی کھیل کر اپنے عزائم کی تکمیل اور اپنے وجود کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

اَب وقت آگیا ہے کہ قوم اور حکومت کو دیر سے صحیح مگر اپنی بقااور سالمیت کے خاطر یہ فیصلہ ضرور کرنا ہوگا، کہ مُلک کو ہر صورت میں اغیار کے یاراور اِن

کے ایجنڈوں سے پاک کرنا ہوگا، یاد رکھو اگر ابھی ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر یہ ملک دشمن
عناصر ہمیں یوں ہی مارتے رہیں گے اور ایک ایک کرکے ہم یوں ہی مرتے رہیں گے۔

ملکی سیاست میں خواہ مخواہ کی مصلحت پسندی وہمارے حکمران ۔۔۔ !

بالخصوص گزشتہ کئی سالوں اور بالعموم پچھلے کئی دنوں، ہفتوں اور مہینوں سے ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، اپوزیشن رہنماؤں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی ملکی اور عالمی حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں خواہ مخواہ کی مصلحت پسندی کی وجہ بہت سے دیرپا اور پائیدار فیصلے نہ ہونے کے باعث مُلک اور قوم کو جہاں ناقابلِ تلافی نقصانات کا سامنا کرناپڑرہاہے تو وہیں اِن سب کی اِس خواہ مخواہ کی مصلحت پسندی اور عجلت پسندی کی وجہ سے میری طبیعت میں بھی بیزاری سی کیفیت پیداہو گئی ہے ، وجہ صاف ظاہر ہے، کہ میری اِس بیزاری کے پسِ پردہ متذکرہ عوامل سمیت اور کئی تفکرات کارفرماہیں، جن کا میں اگلی سطور میں تذکرہ کروں گا، اَب ایسے میں میری اور آپ کی طرح کون ایسامحب وطن پاکستانی ہوگا۔۔۔؟جو اپنی سرزمینِ پاکستان میں ہونے والے قتال پر غمزدہ نہ ہو، اور درندوں کے ہاتھوں اپنی قوم کی معصوم اور پھول جیسی بیٹیوں کی عصمت دری پر کون ایسالکھاپڑھااور میری طرح لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل بھی خون کے آنسو پی کر نہ رہ گیاہو، اَب اِن دونوں صورتِ حال میں بیزاری کی کیفیات سے دوچار ہوناہر ذی شعور کا لازمی جز ہے۔

اور اِس صورتِ حال میں تو اپنے آپ پر قابو پانا اور مشکل کام ہو جاتا ہے، کہ جب میری اور آپ کی طرح کوئی ذی شعور شخص شعور رکھنے کے باوجود بھی اپنے مُلک اور معاشرے سے بُرائی کے خاتمے کے لئے ایک بے جان سا ہو کر رہ جائے، اور ایسے میں اِسے اِس بات کا احساس اندر ہی اندر زہریلے نیزے مارے جائے اور کلیجے کو چھلنی کرتا رہے، کے اے شعور کی کڑہائی کے شیرہ میں غوطہ زن اِنسان تیرا وجود تیرے معاشرے اور مُلک میں تو بس خواہ مخواہ کی حیثیت کا حامل ہے، تُو، تو خواہ مخواہ بس اپنے اِس ہی غرور میں غرق ہے کہ تو بڑا شعور رکھتا ہے، مگر شاید تو یہ بھول جاتا ہے کہ تو اور تیرے جیسے اور بہت سے ذی شعور اور صاحبانِ اختیار اور اقتدار سب ہی طرح طرح کی مصلحتوں اور عجلتوں کے شکار ہیں، جو اپنے لئے تو بہت کچھ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں مگر دوسروں کے لئے اِن کے ہاتھ بندھ جاتے ہیں، اِن کی زبانیں بن ہو جاتی ہیں، آنکھوں کی روشنی محدود ہو جاتی ہے، کان کم سُنتے ہیں، قدم رک جاتے ہیں اور حلق خشک ہو جاتے ہیں، اِن کا یہی دوغلا پن ہی تو ہے جس کی وجہ سے میرے مُلک میں قاتل، دہشت گرد، بھتہ خور، اور مُلک دُشمن عناصر آزاد فضا میں گھوم رہے ہیں اور میرے معاشرے میں قوم کی معصوم بیٹیوں کی عصمت کا جنازہ نکالنے والے درندہ صفت اِنسان نما کُتے سرزمینِ خدا پر اپنی درندگی پھیلاتے دندناتے پھر رہے ہیں، اور مصلحتوں کی زنجیروں میں جکڑے ہمارے کرتا دھرتا اِن کا قلع قمع کرنے کے بجائے، بس خواہ مخواہ خاموش ہیں۔

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرے مُلک اور معاشرے کا ہر ذ شعور اِنسان اپنی ذاتی اور فروعی لحاظ سے بے شمار مصلحتوں کا شکار ہے، جو طاقت اور ہمت رکھنے کے باوجود بھی اپنے اندر اتنی بھی ہمت اور طاقت اور منہ میں زبان اور حلق میں آواز بھی نہیں رکھتا ہے کہ وہ کسی بُرائی کو بُرا کہہ سکے، اور اِس کے آگے بند ھ ہی باندھ سکے، تو کیا ایسے میں ہماری ہمت وطاقت اور ہمارے شعور کی حیثیت ہمارے مُلک اور معاشرے کے لئے خواہ مخواہ نہیں لگتی ہے....؟

اَب کوئی میری اِس بات سے متفق ہو یا نہ ہو مگر آج یہ حقیقت بھی ساری پاکستانی قوم پر پوری طرح سے عیاں ہو چکی ہے کہ ہماری مُلکی سیاست میں خواہ مخواہ کی مصلحت پسندی کا عنصر کچھ ایسا غالب آ چکا ہے کہ اِس کا جادو ہر سطح پر چل رہا ہے، جس کو دیکھو وہ پل میں کچھ تو پلک جھپکتے ہی کچھ ہوتا ہے، کہیں گرم تو کہیں ایسا ٹھنڈا کہ لگتا ہی نہیں ہے کہ ابھی جو برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہے وہ کبھی ایک ہزار فارن ہائٹ سے بھی زیادہ گرم تھا اِس وقت مجھے شہید بے نظیر بھٹو کا یہ قول یاد آ گیا ہے کہ " سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُوررَس ذمہ داریاں ہوتی ہیں، سیاست قوم کے وجود میں اِس کے احیا کی بنیاد ہوتی ہے" یہاں میرا خیال یہ ہے کہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمارے سیاستدانوں کو شہید بے

نظیر بھٹو کے اِس قول کو سمجھتے ہوئے، اپنے اندر اُس احساس کو بیدار کرنا چاہئے جس کی جانب اُنھوں نے اشارہ کیا ہے اور سیاست اُس انداز سے کرنی چاہئے کہ قوم کے وجود کی احیا باقی رہے۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ میرے مُلک اور معاشرے میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے، اور جو ہر سطح اور ہر ادارے میں بھی موجود ہیں، جن کا کام صرف اتنا ہے کہ یہ اپنی ناک سے آگے دیکھنا پسند ہی نہیں کرتے ہیں، اور اِن کا یہی وہ عمل ہے، جس کی وجہ سے میرے مُلک اور معاشرے میں بھونچال پیدا ہوتا ہے، یعنی یہ لوگ ہیں جو صاحبانِ اقتدار بھی ہیں تو صاحبانِ اختیار بھی ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو سیاست میں بھی ہیں تو اپوزیشن میں بھی ہیں، یہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں بھی پائے جاتے ہیں، اور یہی میرے مُلک اور معاشرے میں پایا جانے والا ایسے اشخاص کا وہ ٹولہ ہے، جو مصلحت پسندی کا شکار ہے، جو جس طرح اور جب چاہتا ہے، قوم کا کان پکڑ کر موڑ دیتا ہے اور اِسے اپنی مرضی کے فیصلوں کی روشنی میں چلنے پر مجبور کر دیتا ہے، آج اِن لوگوں کی عجلت پسندی و مصلحت پسندی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی نتیجہ ہے کہ قوم بد نصیبی کا منہ دیکھ رہی ہے اور آج بیشک مصلحت پسندی کی زنجیروں میں جکڑے ہمارے حکمران کیسے بھی فیصلے کرلیں مگر پھر بھی یہ اپنے خواہ مخواہ کے فیصلوں اور اقدامات سے قوم کو ہر گز بے وقوف نہیں بنا سکتے ہیں کیوں کہ آج قوم اِس انگریزی کہاوت سے خوب

واقف ہے کہ خواہ مخواہ " کئی بے وقوف ایک عقل مند (قوم) کو بے وقوف بننے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں" تو پھر اَب ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو چاہئے کہ وہ قوم کو خواہ مخواہ بے وقوف بنانے کا سلسلہ بند کر دیں، اور خواہ مخواہ کے فیصلوں اور اقدامات سے خواہ مخواہ قوم کا وقت ضائع مت کریں اور وہ کچھ کریں جو حقیقت پسندی اور عملیت پسندی پر منحصر ہو۔ (ختم شُد

بھارتی حکمرانوں کے رویوں سے پاک بھارت عوام پریشان . . . !

بھارتی حکمران اسٹارپلس کے ڈراموں کی طرح سسپنس پہ سسپنس پیدا کرنے کے عادی ہیں

لو بھئی . . . ! نصب صدی سے زائد عرصے سے بھارتی اور پاکستانی عوام میں یکساں مقبول ہونے اور اِن کے کانوں میں اپنی سُریلی آواز کا رس کھولنے اور اِن کے دلوں پر راج کرنے والی بھارتی گلوکارہ لتامنگیشکر 84 سال کی ہوگئیں ہیں لگتاہے کہ جیسے بھارتی حکمرانوں نے یہ تہیہ کررکھاہے کہ لتامنگیشکر کی زندگی میں نہ کشمیریوں کو آزادی نصیب ہوگی اور نہ بھارتی حکمران اِن کے جیتے جی خطے میں پاکستان کی کوششوں سے امن قائم ہونے دیں گے اور نہ ہی خطے میں معاشی اور سیاسی طور پر استحکام آنے دیں گے اور یوں بیچاری بھارتی گلوکارہ لتامنگیشکر جی بھی بہت سے بھارتیوں کی طرح اپنے دل میں پاک بھارت امن کی دیرپادوستی کی خواہش کو دل ہی میں لئے اِس جہانِ فانی سے کوچ کرجائیں گیں، اور اِن کی آتماتڑپتی رہے گی اور یہ اپنے حکمرانوں سے شکوہ کرتی رہے گی کہ اِنھوں نے اپنے سیاسی مفادات کے آگے اِس کی خواہش کا ذرا بھی احترام نہ کیااور اس طرح یہ اپنی زندگی میں بھارت اور پاکستان کے درمیان

دیرپا دوستی اور امن کی خواہش کو لے کر دنیا سے چلی گئیں ہیں۔

بہرحال...! جبکہ یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے ہر خاص و عام (بھارتیوں اور پاکستانیوں) کے مشاہدات میں یہ آیا ہے کہ پاکستان کی جانب سے خالصتاً نیک نیتی کی بنیاد پر خطے میں دیرپا اور پائیدار قیام امن سمیت خطے میں اِس کے معاشی و سیاسی استحکام کے حوالوں سے شروع کئے جانے والے جتنے بھی مذاکرات ہوئے ہیں اور یہ مذاکرات جیسے ہی کسی نتیجے اور مثبت و تعمیری موڑ پر آنے والے ہوتے ہیں اِس سے قبل ہی بھارتی حکمران پاکستان کی امن و امان کی اِن کوششوں پر اسٹار پلس کے ڈراموں کی طرح سسپنس پیدا کردیتے ہیں اور اَب تو خود بھارتی عوام بھی اپنے حکمرانوں کے اِن رویوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھنے لگے ہیں اور اِنہیں بھی پاکستانیوں کی طرح یہ لگنے لگا ہے کہ جیسے بھارتی حکمران دیدہ ودانستہ اور کسی کے خاص اشارے پر ایسا کرنے کے عادی ہوگئے ہیں اور اِنہیں سوفیصد یقین ہوگیا ہے کہ یہ خود بھی نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان کی امن کی کوششوں سے خطے میں پائیدار امن قائم ہوجائے، حالانکہ کہ اِن کی ایک ارب پچیس کروڑ عوام کی دلی خواہش یہ ہے کہ بھارتی حکمران اپنے دلوں میں پیدا ہونے والے شیطانی وسوسوں اور دماغوں پر چڑھے جنگی جنون کے جادوئی اثر سے نکلیں اور پاکستان کی جانب سے شروع کی جانے والی امن کی ہر قسم کی کوششوں کو کامیاب بناکر خطے میں دیرپا اور پائیدار امن وامان کے

قیام کو یقینی بنا کر خطے میں ترقی و خوشحالی کی نئی راہوں کو کھویں مگر آج ایسا لگتا ہے کہ بھارتی بنیئے حکمرانوں کو اپنی عوام کی اِس خواہش کا خیال نہیں ہے اور اپنی عوام کے اِس جذبے کو اپنے پیروں تلے کچل کر رکھ دینا چاہتے ہیں اور یہ خود نہیں چاہتے کہ خطے میں پاکستان کی کوششوں سے پاک بھارت عوام کی خواہشات کی مطابق خطے میں امن قائم اومعیشت میں استحکام آجائے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نواز، منموہن ملاقات میں بھارتی وزیراعظم اپنے مخصوص لب ولہجے اور رنپے تلے انداز کے ساتھ گفتگو کرتے رہے جو اِن کے شاطرانہ انداز کا بھرپور مظاہرہ تھا وہ اپنے پہلے سے تیار کردہ ہوم ورک پر ہی قائم رہے اور اپنی اُلٹی سیدھی بات ہمارے وزیراعظم نواز شریف سے منوانے کی کوششوں میں لگے رہے کیوں کہ منموہن کا یہ رویہ اِس کی اپوزیشن جماعت کی جانب سے اِن پر آنے والا دباؤ کا عکاس تھا۔

جبکہ اِن تمام باتوں کے علاوہ آج جب بھارت پاکستان کے ساتھ واقعی تمام مسائل مذاکرات سے ہی حل کرنا چاہتاہے تو بھارت کو اپنی اپوزیشن کے بیجا دباؤ میں آئے بغیر کشمیر کو اٹوٹ انگ کہنے کی رٹ ختم کرنی ہوگی اور کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرتے ہوئے کشمیر سے اپنی ساڑھے سات لاکھ سے زائد ظالم وجابر افواج کو فی الفور نکال کر کشمیریوں کو آزادی

دینی ہوگی اور پاکستان پر دہشت گردی کے لگائے جانے والے اپنی الزامات کے سلسلوں کو بھی جلد از جلد بند کرنا ہوگا،اور بھارتی حکمرانوں اپنے اسٹار پلس کے ڈراموں کی طرح سسپنس پیدا کرنے والے اپنے رویوں کو تبدیل کرنا ہوگاآج بھارتی حکمرانوں کے اِس ہی رویئے کی وجہ سے خطے میں امن اور استحکام کے متلاشی پاکستان اِس نتیجے پر پہنچاکہ اِس نے بھارت کو پسندیدہ ترین مُلک کا درجہ دینے کا اپنا فیصلہ موخر کردیاہے،پاکستان کے اِس فیصلے کی نزاکت کو بھارت کو سمجھناہوگاکہ آخرکار پاکستان جیسا خطے میں امن کا متلاشی مُلک بھی بھارتی حکمرانوں کے رویوں کی وجہ سے مجبور ہوگیاہے کہ وہ بھارت کو پسندیدہ مُلک قرار دینے کے اپنے فیصلے میں تبدیلی لے آیاہے۔

آج خام خیال یہ کیاجارہاہے کہ بھارتی حکمران اگرخطے میں سنجیدگی سے خطے میں امن کے قیام اور معیشت کو استحکام دینے کے لئے پاکستان کی خواہشات کا احترام کریں اور خطے میں دیرپاامن اور معیشت کو استحکام بخش بنادیں توجہاں پاکستان کا مجموعی قرضہ 60 ارب ڈالر ہے پاک بھارت امن پروگرام سے 89ارب ڈالر کی خام بچت ہوگی اور جیسے جیسے امن کی آشاپروان چڑھتی جائے گی اِس میں مزید بہتری بھی آتی جائے گی،اِس سے جہاں ساڑھے 19 کروڑ پاکستان کے دن پھر جائیں گے تو وہیں ایک ارب پچیس کروڑ ننگے بھوکے اور ندی نالوں ، فٹ پاتھوں اور کھلے میدانوں میں پڑے دن رات گزارتے اور دووقت کی روٹی کوترستے بھارتیوں کو

بھی سُکھ نصیب ہو جائے گا اور اِن کی زندگیوں میں بھی خوشحالی آ جائے گی۔
اگرچہ آج اِس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ خطے میں طاقت کا توازن
برقرار رکھنے کی پاکستان نے اپنی ہر ممکن کوششیں جاری رکھی ہوئیں ہیں اور آخری دم
تک پاکستان کی یہ کوشش جاری رہے گی مگر دوسری طرف بھارتی حکمران ہیں کہ جو کسی
خوش فہمی میں مبتلا رہنے کی وجہ سے پاکستان کی اِن کوششوں کو ہوا میں اُڑا دیتے
ہیں،انہیں چاہئے کہ یہ اپنے غیر سنجیدہ رویوں میں تبدیلی لائیں اور خطے میں پاکستان کی
امن کی کوششوں کو سراہیں کیوں کہ اِس کے بغیر خطے میں دیرپا امن قائم نہیں
ہو سکتا ہے جبکہ بھارتی حکمرانوں کے غیر سنجیدہ رویوں کی وجہ سے خطے میں جنگ وجدل
کے بادل منڈلاتے رہیں گے۔

بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات مہنگی آئی ایم ایف کی پٹھو حکومت نے عوام کو مار دیا

کیا پھر عوام حکمرانوں کی تبدیلی کا لائحہ عمل تیار کرے..؟

آج یکم اکتوبر ہے اور خود کو عوامی ہر دلعزیز کا نعرہ بلند کرنے والی ہماری نواز حکومت نے مُلک میں بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کر دیا ہے، (جس کا اطلاق بھی فوری طور پر ہو گیا ہے) یوں مُلکی معیشت کو سہارا دینے کے لئے کئے گئے اقدامات کی وجہ سے ہماری 125 دنوں کی نواز حکومت کے ابتدائی ایاّم میں ہی مُلک میں بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اندھادھند اضافے سے مہنگائی کا جو طوفان آیا ہے،اِس پر عوام کو حیران اور پریشان ہونے اور چیخنے چلاّنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (بلکہ اَب وقت آگیا ہے کہ ایک بار پھر عوام حکمرانوں کی تبدیلی کا اپنا لائحہ عمل تیار کرے) ۔

بہر کیف... !آج جو کچھ ہوا ہے ایسا تو پاکستان میں ہر نئی حکومت اور نئے حکمران نے اپنی قوم کے ساتھ کیا ہے، آج اگر نواز شریف بھی ایسا ہی کر رہے ہیں تو یہ کوئی نیا نہیں ہے، بس فرق صرف اتنا ہے کہ اِنہوں نے اپنی سو یا ایک سو پچیس دنوں کی حکومت میں عوامی توقعات کے برخلاف اتنا کچھ کر دیا ہے کہ جو دوسرے

شاید دو چار ماہ یا مجموعی طور پر ایک دو سال بعد کیا کرتے تھے، مگر آج نو مولود نواز حکومت نے تو مُلک میں تبدیلی کے نام پر اتنا کر دیا ہے کہ قوم بلبلا اُٹھی ہے اور آج نواز حکومت کا ایک یہی کارنامہ نہیں ہے کہ اِس نے اپنی 125 دنوں کی حکمرانی میں مُلک میں تبدیلی لانے اور مہنگائی کی اُوٹ سے وطنِ عزیز سے غربت کے بجائے غریبوں کو ختم کرنے کا طریقہ ڈھونڈ رکھا ہے، بلکہ اِس نواز حکومت نے اپنے اِس قبیح فعل سے آئی ایم ایف کے عوام دشمن فیصلوں اور اقدامات سے وہ کچھ کرنے کا بھی ارادہ کر رکھا ہے کہ جس سے اِسے آئی ایم ایف کے آقاوٴں کی خوشنودی حاصل ہو، حکومت کے نزدیک یہ بات مقدم ہے کہ آئی ایم ایف کی خوشنودی سے بھلے سے قوم کے گلے پر مہنگائی کی چھری چلتی ہے تو چلتی رہے، مگر حکومت کبھی یہ نہیں چاہئے گی کہ آئی ایم ایف اِس سے خفا ہو، کیوں کہ آج حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اگر آئی ایم ایف ناراض ہو گئی تو پھر حکمرانی بھی ہاتھ سے گئی ،یوں ہماری 125 دنوں کی آئی ایم ایف کی پٹھو نواز حکومت نے عوام کو مہنگائی کے ہاتھوں مارنے کا عزمِ صمیم کر رکھا ہے، اور اِس کے ساتھ ہی یہ ارادہ بھی کر لیا ہے، کہ جب تک حکومت قائم رہے گی، یہ آئی ایم ایف کے ہر اُس فیصلے کو من و عن تسلیم کرے گی، جس سے مُلک میں مہنگائی بڑھے اور اِس سے غریبوں کی زندگیاں تنگ ہو۔

ہماری نواز شریف حکومت میں موجود تمام کاروباری ذہانت رکھنے والے شریفوں نے

اپنی پہلے سے مفلوک الحال عوام پر بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے مہنگائی کا ایسا بم گرادیا ہے کہ عوام مرنے کے قریب ہوگئے ہیں۔اِس حوالے سے حکومت نے بجلی 40 سے 100 فیصد مہنگی کردی ہے، 200 سے 30 0 یونٹ استعمال کرنے والے صارفین کے 5.89 روپے اضافے کے ساتھ فی یونٹ 14 روپے کا ہوجائے گا، بجلی کی مد میں حکومتی اعلان کے مطابق 200 یونٹ تک بجلی استعمال کرنے والے صارفین اضافے سے مستثنیٰ ہوں گے، جبکہ 201 سے 300 یونٹ تک ریٹ سے بڑھاکر 14 روپے یونٹ کردیاگیا،اور اِسی طرح 301 سے 700 یونٹ تک 8.11 کے لئے 3.67 روپے کا اضافہ اور 700 یونٹ سے زائد استعمال پر بجلی صرف 2.93 روپے فی یونٹ مہنگی ہوگی،یوں اِس طرح ملکی آبادی کا مجموعی طورپر عوام کا وہ بڑا غریب طبقہ جو 201 سے 300 یونٹ تک ماہانہ بجلی استعمال کرتاہے، یہ طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوگا، اور مہنگائی کا سب سے زیادہ بوجھ بھی اِس کمر برداشت کرے گی بجلی کے اِس زوردار جھٹکے سے ابھی عوام ٹھیک طرح سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ہماری آئی ایم ایف کی پٹھو حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بھی فی لیٹر 4.12 روپے کا اضافہ کردیا،اِس طرح نئی قیمت 113.25 ہوگئی، ڈیزل 116.95 روپے اور لائٹ ڈیزل کی قیمت 101.24 فی لیٹر مقرر کرکے عوام کو مہنگائی کی آگ میں جلانے کے لئے اِس پر پیٹرول چھڑک دیاہے باقی کام عوام خود کرلے گی۔

اگرچہ یہی کام ماضی میں کرنے والی ہماری سابقہ حکومت (جو ابھی اپوزیشن میں

ہے اِس) نے آئی ایم ایف کی پٹھو نواز حکومت کے اِس فعل کو عوام دشمنی گردانتے ہوئے مسترد کردیا ہے اور ساتھ ہی اِس عزم کا بھی دعویٰ کیا ہے کہ اپوزیشن جماعتوں کی کوشش ہو گی کہ یہ سب متحد و منظم ہو کر حکومت کو مجبور کریں گیں کہ حکومت بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے غریبوں کی اِس کمر توڑ اضافے کو واپس لے اور عوام کو زیادہ سے ریلیف دے۔ مگر اَب دیکھتے ہیں کہ ہماری اپوزیشن جماعتیں اپنے اِس منصوبے میں کتنی کامیاب ہوتی ہیں یا یہ بھی نواز حکومت کی جمہوریت بچانے اور اپنا اپنا اُلو سیدھا کرنے کے چکر میں پڑ جائیں گیں اور عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دب کر زندہ در گور ہوتے جائیں گے۔

بہر حال ... ! کچھ بھی ہو مگر اَب وقت آگیا ہے کہ عوام اپنا آج آنے والے کل سے بہتر بنانے اور اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے فیصلے خود کرنے کا کوئی لائحہ عمل تیار کرے، تو اِس میں اِس کی ہی بہتری ہے ورنہ یہ کبھی حکمران اور کبھی اپوزیشن جماعتوں کے اشاروں پر ہی لٹو کی طرح ناچتے رہے تو پھر اِسے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ در در کی ٹھوکریں اور مفلوک الحالی ہی اِس کا مقدر بنی رہیں گی، اور پاکستانی عوام اِس ہی میں پڑی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتی رہے گی اور اِسی کے ساتھ ہی اَب آخر میں ، میں اپنے مُلک کے اپنی طرح غریب اور غربت کی چکی میں پستے اور سرمہ بنتے عوام سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج

ہماری نومولود حکومت نے عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو جواز بناکر اپنے یہاں بھی اِس میں اضافہ کرکے مہنگائی کا طوفان برپا کر دیا ہے اِس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عالمی منڈی میں یہ اضافہ پاکستان میں ہی پیٹرولیم کی قیمت میں اضافے کے لئے کیا جاتا ہے...؟ یااِس کا اطلاق پاکستان یا ہمارے پڑوسی مُلک ہندوستان اور اِس جیسے دوسرے غریب ممالک سمیت ساری دنیاپر بھی یکساں ہوتا ہے..؟ جبکہ ہمارے پڑوسی مُلک ہندوستان میں اِس کی حقیقی معنوں میں عوام دوست حکومت کے حکمرانوں نے عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے ہر قسم کے اضافے کو مسترد کرتے ہوئے ہندوستان میں پیٹرول کی قیمت میں یکم اکتوبر 2013 سے 3 روپے 66 پیسے کمی کا اعلان کرکے اپنے یہاں پیٹرول سستا کر دیا ہے ،اِس پر میں اور مجھ سے کروڑوں پاکستانی ہوں گے جو یہ سمجھتے ہوں گے کہ اِس کی ایک وجہ شائد یہ ہے کہ ہندوستان میں آئی ایم ایف جیسی عوام دشمن کٹنی کا اتنا عمل دخل نہیں ہے جتنی اِس کٹنی نے ہمارے حکمرانوں کی رکھیل بن کر پاکستانی عوام کے ساتھ دشمنی کر رکھی ہے اور اِن سے اپنی مرضی کے ایسے عوام دشمن فیصلے کرائیں ہیں کہ عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے ہیں اور یہ اِن کی بربادی پر مزے لے رہی ہے اور ہمارے حکمران آئی ایم ایف کے مشوروں پر چل کر اپنے ہی عوام کو مار رہے ہیں اور خوشیوں کے بھنگڑے ڈال رہے ہیں ، اَب یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر کب تک ایسا ہوتا رہے گا...؟ کبھی نہ کبھی تو سب کچھ

اُلٹا ہو کر ٹھیک ہو جائے گا۔

حکومت کے لچھن ڈھول جھونک کر سروں کے پہاڑ کھڑے کرڈالو

حکمرانو خدارا چین سے مرنے تودو عوام کو..؟

آج جہاں ہمارے بزنس مین وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی دوماہ کی مختصر ترین ظالم حکومت نے سپریم کورٹ کے حکم پر بجلی کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو واپس لیا تو وہیں اِن کی اِس ظالم حکومت نے تُرنت الیکٹرانک کے سامان سمیت، گیس کی ہر اقسام کی مصنوعات، پینٹ، آٹو پارٹس اور نائیلون کی خاص وعام روزمرہ کی استعمال کی اشیاء شامل ہیں اِن پر دوفیصدزائد ٹیکس کا نفاذ بھی کردیامگراِس حکومتی اقدام کے کوئی بھی محرکات ہوں بہرحال ... ! اِس کا خمیازہ بلواسطہ یا بلاواسطہ مُلک کے 19 کروڑغریب اور مفلوک الحال عوام کو ہی بھگتناہے اوراِس سے قبل 31 قومی اداروں میں مناسب اصطلاحات لائے بغیر(کسی اورکے اشاروں پر) اِن اہم قومی اداروں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرکے اِنہیں نجی تحویل میں دیئے جانے کاجو اعلان کیا ہے اِس پر ہر محبِ وطن پاکستانی کی طرح مجھے بھی سخت تشویش لاحق ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج مجھے حکومت کے اِس طرح کے عوام دشمن اقدامات کے لچھن دیکھ کر یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہورہی ہے کہ میرے مُلک کے حکمرانوکے عزائم قومی خزانے کو بھرنے کے لئے تو

بہت ہیں مگر عوام کو کسی بھی معاملے میں ریلیف دینے کے لئے اِن کے ہاتھ خالی اور اِن کے دل ودماغ کاروباری حربوں سے بھرے ہوئے ہیں،اَب اِن کے یہ انداز دیکھ کر یہ اندازہ لگا کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ جیسے میرے مُلک کے حکمرانوں کو اپنی اِس کاروباری حکمت عملی اور منصوبوں کی آڑ میں عوام کو مہنگائی کے ہاتھوں زندہ درگور کرنے اوراِنہیں خوب بے وقوف بنانے کا ڈھنگ آگیاہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج میرے دیس کے حکمران عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کران کے سروں کے پہاڑ کھڑے کر ڈالو کے کلیئے پر کاربند نظرآتے ہیں، یہ اپنے اِس مشن میں اِس قدر منہمک ہیں کہ اِس کی مثال کم ازکم مُلکی تاریخ میں کہیں نظرنہیں آتی ہے۔

اگرچہ آج ساری پاکستانی قوم اِس نقطے پربغیر کسی شک و شبہ کے متفق ہے کہ میرے دیس کے حکمران اپنے عوام کو بے وقوف بنانے اوراِنہیں مہنگائی سمیت دیگر مسائل کے دلدل میں دھکیلنے میں اتنے شاطراور چالاک ہیں کہ یہ عوام کو مہنگائی اور ٹیکس کی ادائیگیوں کے دلدل میں (اپنے دامن بچاکر) اِس طرح دھکیل دیتے ہیں کہ قوم اِس سے نکلنے بھی نہیں پاتی ہے اور یہ دور کھڑے اِس کا تماشہ دیکھ رہے ہوتے ہیں، ہمارے حکمران، سیاست دان اور قومی اداروں کو کھوکھلا کرنے والے بیورکریٹس قوم کو پریشانیوں میں اِس طرح جکڑرہے ہیں کہ آج قوم کے سامنے اپنی بقاء وسلامتی کی کوئی سبیل دِکھائی نہیں دے رہی ہے۔

لگتاہے کہ جیسے حکمران، سیاستدان اور بیورکریٹس نے آپس میں مل کراِس بات کا تہیہ کررکھاہے کہ مُلک کے 19 کروڑ عوام کو مسائل اور پریشانیوں کے شکنجے میں اِس طرح جکڑے رکھو کہ یہ کم بخت چین سے مر بھی نہ سکیں، جبکہ اِن تینوں کے ہاتھوں پریشان حال عوام کی یہ دُہائی ہے کہ "حکمرانو خدارا عوام کو چین سے مرنے تو دو.." مگر آج میرے دیس کے 19 کروڑ غریب عوام پر ایساوقت بھی آگیاہے کہ یہ بیچارے اپنے حکمرانو، سیاستدانوں اور قومی اداروں یں تعینات وہ پالیسی ساز بیورکریٹس جو حکمرانوں اور سیاستدانوں کو عوام کو تنگ اور پریشان کرنے کے منصوبے بناکردیتے ہیں،اِن سب کے سامنے ہاتھ اُٹھاکراور اپنے دامن پھیلاپھیلا کر التجائیں کررہے ہیں کہ اللہ کے واسطے غریبوں کی دادرسی کرو،اِن پر رحم کھاو،اوراُس وقت سے ڈرو جب اللہ کاغضب تم سب پر نازل ہو،اور تم ملیامیٹ ہوجاؤ، جب تمہیں کہیں بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملے، مگرافسوس ہے کہ آج میرے دیس میں عوام کی اِن التجاؤں پر کان دھرنے والا کوئی نہیں ہے، آج جیسے جیسے عوام التجائیں کرتے جارہے ہیں ، اُلٹا حکمران، سیاستدان اور قومی اداروں کو لوٹ کھانے والے پالیسی ساز بیوروکریٹس اِن پر حیات تنگ کردینے والے اقدامات اور فیصلوں میں تیزی لاتے جارہے ہیں،اگرچہ آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ مُلک میں تبدیلی کا نعرہ بلند کرکے اقتدار کی مسندپر اپنے قدم رنجافرمانے والی حکومت نے اپنے عوام کی

آنکھوں میں دھول جھونک کرانہیں مہنگائی کے خونخوار شکنجوں میں جکڑ کران کے سروں کے مینار بلند کرنے کی ڈھان رکھی ہے، عوام کو اِس سے ایسے عوام دُشمن اقدامات کی قطعاً کوئی توقع نہیں تھی، عوام توگیارہ مئی کے انتخابات میں (ن) لیگ کے تبدیلی کے نعرے کے پیچھے اِس لئے ہولئے تھے کہ یہ عوام کو مسائل اور بحرانوں کے دلدل سے نجات دلائے گی،اور اِس کے دُکھ درد دور کرے گی، مگر عوام کے اِن ارمانوں اور اُمیدوں پر اُوس اُس وقت پڑنے لگی جب تاجر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی دوماہ کی حکومت نے عوام پر ٹیکسوں کے نفاذ کی بھرمار اور مہنگائی کے طوفان برپا کرکے عوام سے سُکھ سے مرنے کا حق بھی چھین لیاہے، عوام سے اِن کے آنگن میں رقص کرتیں خوشیوں کی جگہ ویرانے بھر دیئے ہیں، حکومت نے مہنگائی کو غریب پر بے لگام چھوڑ کر غریبوں کے چولہے ٹھنڈے کر دیئے ہیں، آج مہنگائی کے بوجھ تلے دب کر ملک کے 19 کروڑ غریب عوام کی کمر دہری ہو گئی ہے،اِن کی قوت برداشت ختم ہو گئی ہے، ٹیکسوں کی بھرماراور امر بیل کی طرح بڑھتی مہنگائی نے غریبوں سے اِن کا جینے اور چین سے مرنے کا حق بھی چھین لیاہے، تووہیں میرے دیس میں حکمرانو، سیاستدانوں اور قومی اداروں اور قومی خزانے کو لوٹ کھانے والے افسرشاہی طبقے سمیت منظورِ نظر مراعات یافتہ ٹولہ جو خود کو ٹیکسوں کی ادائیگیوں سے مستثنیٰ سمجھتاہے اور جنہیں برسوں سے پاکستان میں ٹیکسوں کی ادائیگی کی عادت نہیں ہے اِس طرح اِن سب نے مل کر قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹاہے اور بیرونِ ملک اپنے

بینک کھاتوں کو بڑھانے کا بھی اچھا طریقہ ڈھونڈر کھا ہے، یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ قبل اِس کے کہ غریب عوام کے ہاتھ اِن کے گریبانوں تک جائے، یہ اِنسان کے بچے بن جائیں، حکمران ، سیاستدان اور بیوروکریٹس خاموشی سے قومی خزانے سے لوٹی گئ قومی دولت مُلک میں واپس لائیں ،اور مُلک کے غریب اور مفلوک الحال عوام پر ترس کھائیں اور اِن کی خلاف مہنگائی برپا کردینے والے طوفان کی سازشیں بُننے سے باز رہیں اور عوام کو تنگ وپریشان کرنے والی مہنگائی اور ٹیکسوں کے نفاذ جیسے اعلانات کو فی الفور واپس لیں۔

....اللہ قوم کو نواز حکومت کے ظالمانہ اقدامات سے بچائے

نواز شریف اور وزیر پانی و بجلی پنجاب کے لئے کراچی سے 650 میگاواٹ بجلی تو نہ چھینیں..؟

ہمارے یہاں رواں سال مئی کے گرم موسم میں جہاں گیارہ مئی کے ہونے والے عام انتخابات کی انتخابی مہم جوئی نے سیاست کو گرمائے رکھا تو ہیں، سیاسی بازگروں کو بھی یہ سوچنے اور لائحہ عمل تیار کرنے پر تیار کیا کہ اقتدار میں آنے کے بعد قوم کی گرم مزاجی اور عدم برداشت کا امتحان کس طرح لیا جائے اور اِس میں کس طرح اضافہ کیا جائے آج اپنی اِس سوچ پر کاربند حکمران اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لارہے ہیں اور قوم کی گرم مزاجی اور اِس کی عدم برداشت کا امتحان بھی مہنگائی کے طوفان برپا کرکے لینے میں مصروف ہیں اگرچہ آج جب میں اپنا یہ کالم رقم کررہاہوں ،اکتوبر کا پہلا ہفتہ شروع ہوچکا ہے اور اِن لمحات میں موسمِ گرما کی جاتی ہوئی گرمی کے انتہائی گرم ترین دن چل رہے ہیں، کسانوں کے لئے اکتوبر کی یہ گرمی دھان کی پکائی کے لئے مفید ہے تو وہیں حکمرانوں کے لئے بھی یہ گرم ترین دن قوم کی گرم مزاجی اور اِس کے عدم برداشت کے عنصر کو مزید بھڑکانے اور اِن میں آگ بھرنے کے لئے بڑی اہمیت کے

حامل ہیں اور اِن گرم دنوں میں نواز حکومت نے اپنے ایک سو پچیس دن کس طرح
عوام کو تنگ اور پریشان کرکے پورے کئے ہیں آج یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی
نہیں ہے ،

اگرچہ اِس میں آج کوئی شک نہیں ہے کہ قوم نے گیارہ مئی کے عام انتخابات میں جن بے شمار چاہتوں ، محبتوں اور اُمیدوں کے ساتھ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اِس کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کی شخصیت کو ووٹ دے کر انہیں جس خلوص سے اقتدار کی مسند پر بیٹھایا تھا آج نہ تو نواز شریف اُس طرح عوام کے معیار پر پورا اُترسکے ہیں اور نہ اِن کی حکومت ہی نے مسائل اور پریشانیوں کے ہاتھوں گھائل ہونے والے عوام کے جسموں پر لگی چوٹوں اور اِن چوٹوں سے اُٹھنے والی ٹیسوں کی پرواہ کرتے ہوئے اِنہیں ریلیف دینے کے خاطر کسی بھی معاملے کا حل نکال کر اِن کے جسموں پر لگے زخموں پر ذراسا مرہم رکھاہے آج اُلٹا نواز حکومت نے عوام کے ناجانے کس کئے کا بدلہ بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کرکے لیا ہے کہ اِس نے عوام پر مہنگائی کی درندگی اور سفاکیت کو بے لگام چھوڑ کر جو مثال قائم کردی ہے جو 66 سالہ ملکی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے یعنی نواز حکومت نے اپنے صرف ایک سو پچیس دنوں ہی میں قوم کی کمر پر ایسا چھرا گھونپا ہے کہ قوم کا وجود جگہہ جگہہ سے زخموں سے چورچور ہوگیاہے،اور اِس بھی سونے پہ سُہاگہ یہ کہ پہلے سے بے لگام اور

روندہ صفت مہنگائی کے ہاتھوں لب دم عوام سے یہ کہا جارہا ہے کہ عوام کو ملکی معیشت کو سہارادینے اور حکمرانوں کی عیاشیوں کے خاطر کڑوی گولی نگلنی ہوگی۔اِن کی اِس قربانی سے جہاں ملکی معیشت کسی حدتک سنورے گی تووہیں حکمرانوں کے دامن بھی خوشیوں سے بھرجائیں گے، سوملکی معیشت اور قومی خزانے سے حکمرانوں کی عیاشیوں کے لئے پاکستانی قوم کوکڑوی گولیاں نگل کر ضرورقربانی دینی ہوگی جس کی ابتداء بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ ہونے والے اضافے سے کردی گئی ہے اور آئندہ بھی ایسے یااِس سے بھی زیادہ اضافوں کے لئے قوم کو تیار رہناپڑے گا، کیوں کہ قوم اِس حوالے سے جتنی بھی قربانی دے گی اِس سے قومی خزانے بھرے گااور حکمران خوشحال ہوں گے۔

جبکہ یہاں امرانتہائی افسوسناک ہے کہ حالیہ دنوں میں نوازحکومت نے بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کس طرح اضافہ کیااِس کے اِس فعل سے اِس کے آئندہ کے عوام دُشمن اقدامات کااندازہ لگایاجاسکتاہے کہ اگر یہ حکومت ایک دوسال قائم رہ گئی تو یہ عوام دُشمنی میں کس حدتک جاسکتی ہے،اَب اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے ،ماضی میں زرداری حکومت پر لعن تعن کرنی والی یہی ن لیگ تھی مگرآج جب یہ خوداقتدارپر قابض ہوگئی ہے توآج اِسے بھی اپنے گریبان میں جھانکناچاہئے کہ یہ اقتدار میں آنے کے بعد خودکیاکررہی ہے،آج اِس کااندازہ اِسے ہویانہ ہومگراِس کے مظالم عوام جانتے ہیں جواِس کی زد

میں آ رہے ہیں اور جب تک یہ حکومت رہے گی یہ اِس کے مظالم سہتی رہے گی، کیوں کہ یہ پاگل عوام ہی تو ہے جس نے اِس کی سبز باتوں اور سُنہیرے خوابوں میں آ کر اِسے اپنے ووٹوں سے اقتدار کی مسندِ پر بیٹھایا ہے، اَب یہ اپنے کئے کو خود سزا بھگتے۔ آج عوام کے ہاتھ میں اللہ سے سوائے اِس دعا کے کچھ نہیں ہے کہ ''اللہ قوم کو نواز حکومت اور وزیر خزانہ کے ظالمانہ اقدامات سے بچائے''۔اور قوم اِن ظالم حکمرانوں سے نجات دلانے کے لئے ایک طرف اللہ سے دعائیں کر رہے ہے تو دوسری طرف فوج کے کسی اچھے اقدام کی جانب سے اُمیدوں سے دیکھ رہی ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز حکومت قومی خزانہ بھرنے اور بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی آڑ میں قومی اداروں کی بے لگام نج کاری سے پاکستانی عوام کو ایسٹ انڈیا کی کمپنییوں کی طرز پر دوبارہ غلام بنانا چاہ رہی ہے، موجودہ حالات میں اِس کے عزائم سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِس کے پاس قومی اداروں کو بیچنے اور اغیار کے ناپاک قدم پاکستان میں جمانے اور قوم کی 66 سالہ آزادی کو سلف کرکے اِسے پھر سے غیروں کا غلام بنانے کے سوااور کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے،اِس کا اندازہ اِس سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دنوں کابینہ کی کمیٹی برائے نجکاری نے پی آئی اے، اسٹیل ملز، یوبی ایل اور پاور کمپنیوں سمیت 31 سرکاری اداروں کی نجکاری کا فیصلہ کرکے مُلک اور قوم کو ایسٹ انڈیا کمپنیوں کی طرز پر غلام بنانے کا جو تہیہ کر رکھا ہے اِس سے اِس کے

آئندہ کے منصوبوں کی عکاسی ہوتی ہے،اَب اِس کے اِن عزائم کے آگے بند باندھنے کے لئے ساری پاکستانی قوم اور ہر محب وطن سیاسی و مذہبی جماعتوں کو متحد ہونا ہوگااور کاروباری ذہانت رکھنے والے اپنے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کے بیوپار وزراء سے پوچھنا ہوگااور اِن کے قومی اداروں کی نجی کاری کے لئے تیزی سے اُٹھتے قدم روکنے اور ہر اُس اقدام کے آگے بند باندھنا ہوگا جس سے مُلک اور قوم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، جبکہ ہوناتو یہ چاہئے تھاکہ پہلے کسی بھی قومی ادارے کو نجی تحویل میں دینے سے قبل حکومت کواِس میں خود سے ایسی اصطلاحات کرنی چاہئے تھیں کہ اجن سے یہ ادارہ کارآمد ہوجائے اور اگراِس کے بعد بھی اِس میں کوئی بہتری نظرنہ آتی تو پھر کوئی نجی کاری کے لئے ایساقدم اٹھاتی جس کامُلک اور قوم کو فائدہ پہنچتا ناکہ آج نواز حکومت جذبات میں بغیر سوچ سمجھے ایسے قدم اُٹھائے کہ جس کا پچھتاوا ساری زندگی آنے والی نسلوں کو اُٹھاناپڑے۔

آج قوم اور حکومت کے پچھتاوے کی ایک مثال کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن ہے، اِس لئے کہ جب یہ ادارہ قومی تحویل میں تھاتواِس کی سو سالہ کارکردگی بتاتی ہے کہ اِس ادارے نے شہر قائد کراچی کو روشنیوں کا شہر بنائے رکھااور اپنے وسائل اور وفاق کی معاونت سے اتناکچھ کیاکہ شہر کراچی ساری دنیامیں روشنیوں کے لقب سے پہچاناجانے لگامگر پچھلے آٹھ نو سالوں میں جب سے یہ

ادارہ نجی تحویل میں گیاہے اِس کی کارکردگی صفر سے بھی بدتر ہو گئی ہے، اِس کی انتظامیہ نے اپنی نااہلی اور زیادہ کمانے کے چکر میں اِس شہر قائد کو اندھیروں کا شہر بنادیاہے، اور شہر کراچی سے کا روشنیوں کے شہر کا لقب چھین کر اِسے اُس مقام پر لاکھڑاکیاہے کہ آج جس میں مسلسل رہنے والے اندھیروں کی وجہ سے وحشت اور خوف محسوس ہونے لگاہے، اور وزیراعظم میاں نواز شریف جی.. !اِس پر ظلم یہ کہ مُلکی معیشت کو سہارادینے اور مُلک کو سب سے زیادہ کما کردینے والے اِس شہر کراچی کی تباہی اور اندھیروں کاآپ کو ذرا بھی احساس نہیں ہے، آپ نے کے ای ایس سی کی نااہل انتظامیہ کے کرتوتوں کے بارے میں کوئی پوچھ گچھ نہیں کی کہ آپ یہ ہی پوچھ لیتے کہ تم لوگوں نے شہر کراچی کو کیوں اندھیروں میں دھکیل دیاہے..؟اور اِس بنیادپر اِس سے اِس کی ذمہ داری واپس لینے کا ہی کوئی حکم صادر فرمایا دیتے کہ کیوں اِس کی انتظامیہ معاہدے کے مطابق ادارے کے اپنی تحویل میں لینے کے بعد اپنی صلاحیتوں سے ایک یونٹ بھی بجلی پیدانہیں کرپائی ہے..؟ کیوں اِدھر اُدھر (پنجاب اور دیگر ذرائع) سے بجلی مانگ کا اپنی دُکان چمکائی جارہی ہے...؟اور کراچی کے (گھریلواور کمرشل) صارفین کو چوری اور بوگس بلنگ کی مد میں زائد بلنگ سے ماہانہ اربوں اور کھربوں کمارہی ہے...؟مگر ادارے پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کررہی ہے...؟اِن تمام باتوں کے باوجود بھی آپ نے اور آپ کی حکومت کے وفاقی وزراء پانی و بجلی اور خزانہ نے کراچی کو پنجاب سے ملنی والی 650 میگاواٹ بجلی بھی

بند کرکے محکمہ کے ای الیس سی کے کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے والے عزائم کی تکمیل میں اپنا بھی حصہ ڈال دیاہے، یہ ٹھیک ہے کہ پنجاب سے کراچی کو 650 میگاواٹ بجلی دی جارہی تھی، اِس سے کراچی شہر روشن تھااور اِس کے کارخانے اور صنعتیں چل رہیں تھیں، مگروزیراعظم نوازشریف جی..! یہ عمل کوئی نیاتو نہیں تھا، یہ توپراناہی طریقہ کار تھاجو ایک معاہدے کے تحت ہوتارہا، مگرآج ایک ایسے وقت میں کہ جب محکمہ کے ای ایس سی کی نااہل اور کمرشل ذہانت کی نجی انتظامیہ پہلے ہی شہر قائد کے لئے جنجال بنی ہوئی ہے اوراِس نے اِس روشنیوں کے شہر کو اندھیروں میں دھکیل کرملک کے اِس معاشی حب کا ستیاناس کررکھاہے اِس پراُوپر سے آپ کی حکومت نے کراچی سے کسی کنیہ پروری کی بنیادپراِس کی 650 میگاواٹ بجلی بھی بند کردی ہے جس سے شہر کراچی میں سیاہ ترین اندھیرے لمبے ہوچکے ہیں اوراِس شہر کی صنعتوں اور کارخانوں کی چمنیوں سے نکلنے والے دھویں بند ہوکرملکی معیشت کے پہیوں کو بھی روک رہے ہیں۔

سواِس بنیادپر وزیراعظم نوازشریف جی...! فوری نوٹس لیں اور کراچی کو پنجاب سے ملنی والی 650 میگاواٹ بجلی جو بند کردی گئی ہے یا کرنے کاارادہ ہےاِسے بندنہ کریں اور کسی بھی ادارے کو محض جذبات میں آکرنجی تحویل میں نہ دیں کیوں کہ ہر نجی تحویل کی انتظامیہ بعد میں ایساہی کرے گی آج جیساکہ محکمہ کے ای ایس سی کی نجی انتظامیہ کررہی ہے، کیوں کہ حکومت جب بھی کسی معاملے

میں اِسے بلاتی ہے تواِس کی انتظامیہ اِسے لٹ کر یہ جواب دیتی ہے کہ ہم حکومت کو کسی بات کا جواب دینے کے اہل نہیں ہیں ، ہم سے کسی بھی کام کے بارے میں ہمارے مالکان پوچھ سکتے ہیں ، حکومت نہیں اور پھریوں اِس کے اِس جواب کے بعد حکومت منہ لٹکا کر اور تلملا کر رہ جاتی ہے۔ قبل اِس کے کہ قومی اداروں کو نجی تحویل میں دیئے جانے کے بعداِن کی انتظامیہ کا رویہ بھی حکومت کے ساتھ ایسا ہوجائے جیساکہ محکمہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کا ہے نواز حکومت کو چاہئے کہ وہ قومی اداروں کو محض قومی خزانہ بھرنے اور قرضوں کی ادائیگیوں کے لئے نجی تحویل میں نہ دے ،اِس کام کے لئے اپنے اور دیگر وسائل بروئے کار لائے ، اور حکومتی اخراجات اور وزراء واراکین پارلیمنٹ کو ملنے والی مراعات اور عیاشیوں کو کنٹرول کرے تو بہت کچھ بہتر ہوسکتا ہے اوراگرحکومت نے ایسا نہ کیاتو پھرپاکستانی قوم اللہ سے صرف یہ ہی دعا کرے گی کہ ”اللہ قوم کو نواز حکومت کے ظالمانہ اقدامات سے بچائے“۔

! ..یہ کیسے طالبان ہیں..؟جو بُرائی کو بچائیں اور اچھائی کو بموں سے اُڑادیں

اِس روئے زمین پر بسنے والا ہر انسان یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دنیا گول ہے، یوں اِس زمین پر ہم نے جو کچھ اچھا یا بُرا (اور کسی کے ساتھ دھوکہ یا فریب) کیا ہوتا ہے وہ ہماری زندگی میں پلٹ کر سامنے ضرور آتا ہے، اور اگر ہماری زندگی یوں ہی ایسا نہیں آتا ہے تو ہماری نسلوں کا اِس سے ضرور واسطہ پڑتا ہے،اَب اِس سے قطع نظر کہ ہم نے افغان روس جنگ میں امریکا کے کہنے پر افغنستان میں روس کی پسپائی اور اِسے شکست سے دوچار کرنے کے لئے امریکا کا خفیہ ساتھ دیا اور اِسے مذہب وملت کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے اور عرب مجاہدین کے ساتھ (آج امریکا جنہیں طالبان کا نام دے رہا ہے اور اِنہیں اپنے اور دنیا کے لئے خطرناک ترین دہشت گرد طالبان کہہ کر لکھ اور پکار رہا ہے اِنہیں) افغنستان تک جانے میں راہ داری دی اور اِس جنگ میں اپنا کردار ادا کیا آج وہی کچھ امریکا ہمارے ساتھ بھی کر رہا ہے، اور اپنے پٹھوؤں سے ویسی ہی مگر غیر اعلانیہ جنگ ہمارے یہاں لڑ رہا ہے۔

بہر حال... ! یہ ایک طویل تاریخ ہے مجھے اِسے یہاں دہرانے کی ضرورت تو نہیں تھی مگر پھر بھی میں نے اپنے قارئین کی سمجھ کے لئے اُوپری سطور میں

اشارتاً تحریر کردیا ہے،آج امریکا جن مسلم مجاہدین کو طالبان کا نام دے کرانہیں اپنے اور دنیاکے لئے بڑا خطرہ قرار دے رہاہے ایسایہ اِس لئے کر رہاہے کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتاہے کہ وہی مجاہدین نے جنھوں نے افغان روس جنگ میں مذہبِ اسلام اور اُمتِ مسلمہ کی بقاء و سالمیت کے خاطر روس جیسی سُپیر طاقت سے ٹکر لی اور بالاآخر اِن کے اِسی جذبہء جہاد اور اسلام و اُمتِ مسلمہ کی محبت سے سرشار جذبوں نے افغنستان میں روس کو شکست سے دوچار کیا اور اِسے افغانستان سے بھاگنے پر مجبور کیا،اور یہی وجہ ہے کہ آج امریکا یہ بات بھی خوب جانتاہے کہ اگراِن اسلام پسند دلیر مجاہدین کا کسی بھی حوالے سے خاتمہ نہ کیاگیاتو یہ کبھی نہ کبھی امریکا جیسی سُپیر طاقت کا بھی شیرازہ بکھیر سکتے ہیں،آج اپنے اِن ہی خوف اور خدشات کے باعث امریکا ساری دنیامیں پھیلے ہوئے اِن امن پسنداور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے مسلم مجاہدین اوراصل پاسبانِ اسلام کے دلیر سپاہیوں کو دہشت گرد گردان کراِن کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔
جبکہ آج موجودہ گزرتے ہوئے ہر لمحے میں امریکااِس بات کا تہیہ کرچکاہے کہ ساری دنیا یہں حقیقی اسلام پسند مسلم مجاہدین طالبان کو دہشت گردوں کے روپ میں پیش کیاجائے، اور ساری دنیامیں جہاں کہیں جیسی بھی دہشت گردی ہو،اِس کا سارا ملبہ اِن کے سرمار کر یہ ظاہر کیاجائے کہ ہر دہشت گردی کے پیچھے

حقیقی اسلام پسند طالبان ہی ملوث ہیں ، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے، آج جیسا امریکا طالبان کو دہشت گرد بنا کر پیش کر رہا ہے، اَب ایسے میں دوسری طرف مسلم دنیا کو سوچنا چاہئے کہ پاکستان سمیت دنیا میں جہاں کہیں بھی جیسے بھی دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں ہر دہشت گردی کے پیچھے اسلام پسند طالبان ملوث نہیں ہوتے ہیں، جیسا کہ کئی مواقعوں پر ہوا بھی ہے، اور تحریک طالبان نے اکثر واقعات کی مخالفت میں اپنی وضاحات بھی پیش کرتے ہوئے اِن کی مخالفت بھی کیں ہیں۔

بہر کیف . . !ایک روز میرے موبائل کی بیل بجی تو دیکھا کہ اِس پر مجلسِ درس پاکستان کے سربراہ الحاج محمد سعید خان صابری بھائی کی کال آرہی تھی ، کال اٹینڈ کی تو حضرت نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں پہلے تو میری طبیعت دریافت اور پھر اُس روز شائع ہونے والے میرے کالم پر کافی دیر تک تنقیدی اور تعریفی کلمات ادا کرتے رہے اِسی دوران اُنہوں نے مُلک میں ہونے والی دہشت گردی اور مُلک کو درپیش دیگر خارجی و داخلی معاملات پر بھی اظہارِ خیال کیا جہاں اور بہت سے معاملات زیرِ بحث آئے تو وہیں یہ بات بھی موضوعِ گفتگو رہی کہ "یار یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے ہمارے یہاں مساجد، مدرسوں، جنازوں، امام بارگاہوں، مزاروں، گرجا گھروں ، مندروں، بازاروں، اسکولوں، تعلیمی درسگاہوں، بسوں اور دیگر مقامات سمیت خواتین بچے اور بچیوں پر جتنے

بھی دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں،اور اِن واقعات میں ہزاروں معصوم انسانوں کی زندگیاں لقمہ اجل بنی اور اتنے ہی انسان زخمی ہو کر مفلوج زندگیاں گزار رہے ہیں کیا اِن سب واقعات کے پیچھے واقعی طالبان ملوث ہو سکتے ہیں...؟اور وہ طالبان جو قرآن وسُنت اور اسلامی تعلیمات کا پرچار اسوہ حسنہ ﷺ کے مطابق کرنا چاہتے ہیں...؟وہ بھلااِس کے برخلاف معصوم انسانوں کے خون کی ہولی کھیل کر ایسے غیر شرعی فعل کے مرتکب کیسے ہو سکتے ہیں...؟اور افسوس تواِس بات کا ہے کہ اگر بالفرض کم عقل شدد پسندوں کے کچھ گروپ کسی وجہ سے شیطان کے بہکاوے میں آکر معصوم انسانوں کے خون کی ہولی بھی کھیل رہے ہیں تو وہ صرف مساجد، مدرسوں، جنازوں، امام بارگاہوں، مزاروں، گرجاگھروں ، مندروں، بازاروں، اسکولوں، بسوں اور دیگر مقامات سمیت خواتین بچے اور بچیوں کو ہی نشانہ کیوں بنارہے ہیں..؟اگر اِنہیں اِن مقامات پر موجود معصوم انسانوں کو ہی نشانہ بنانے سے اپنے عزائم کی تکمیل کے سلسلے میں کوئی سکون وراحت ملتی ہے تو وہ شراب خانوں، ڈانس کلبوں، زناخانوں ، سینماحالوں اور دیگر بُرائیاں پھیلانے والی جگہوں کو نشانہ کیوں نہیں..؟یقیناًیہ ایسااِس لئے نہیں کرتے ہیں کہ یہ وہ اسلام پسند طالبان نہیں ہیں جواِن ناپاک مقامات کو بُرا سمجھتیں ہیں بلکہ یہ تو وہ طالبان نمادہشت گرد ہیں جنہیں امریکانے اپنے یہاں جنم دے کراِنہیں پاکستان سمیت ساری دنیا میں پھیلادیا ہے جن کا کام ہی بس صرف یہ ہے کہ شراب خانوں، ڈانس کلبوں، زناخانوں ، سینماحالوں اور

دیگر بُرائیاں پھیلانے والی اپنی پسندیدہ جگہوں کو محفوظ بناؤ اور امن و سلامتی محبت و بھائی چارگی پھیلانے والی مساجد، مدرسوں، جنازوں، امام بارگاہوں، مزاروں، گرجا گھروں، مندروں، بازاروں، اسکولوں، بسوں، خواتین و بچے اور بچیوں کی تعلیمی درسگاہوں اور دیگر مقامات کو ہی نشانہ بناؤ تاکہ ساری دنیا میں مسلم طالبان کا امیج مجروح ہو، یہ دہشت گرد اور دہشت گردی کے پہچان بن جائیں اور ساری دنیا اِن کے خلاف ہو کر اُٹھ کھڑی ہو۔

مگر اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حقیقی اسلام پسند اور قرآن و سُنت پر عمل کرنے والے امن پسند طالبان مسلم مجاہدین اِس امریکی سازش کو سمجھیں اور ساری دنیا کے سامنے اپنا ایسا کردار پیش کریں جس کی اِنہیں قرآن و اسلام تعلیمات دیتا ہے، اور بتادیں کہ ادیان کل کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا اور معصوم انسانوں کا ناحق خون بہانا اِن کا کام نہیں ہے، آج ساری دنیا میں اِن کی آڑ میں جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اِس کے پیچھے یقیناً امریکا کے عزائم کی تکمیل کرنے اور اسلام اور مجاہدین اسلام کو بدنام کرنے والے امریکی پٹھو یہود و ہنود دہشت گرد ہیں جو طالبان کا روپ اپنا کر دنیا میں ہونے والی دہشت گردی میں ملوث ہیں۔اور اِس کے ساتھ ہی حقیقی اسلام پسند طالبان کو یہ بھی ثابت کر دینا چاہئے کہ اسلام نہ تو تلوار کی زور پر پھیلا تھا اور نہ آج بندوق کی زور پر یہ کسی کو زیر کرے گا بلکہ آج

بھی حقیقی اسلام پسند طالبان پُر امن مذاکرات اور دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ہی دین اسلام کی ساری دنیا میں تبلیغ و تدوین کے لئے گوشاں ہیں اور اِس بات کا عزم کئے ہوئے ہیں کہ اسلام کی اساس احترامِ انسانیت اور ادیان کل کا احترام ہے۔

خبردار کُتے کو جو کُتا یا کُتے کا بچہ کہا، چلو کُتے میرے شہر کے عزت دار ہو گئے.. !

آج کسی کو کُتے کا بچہ کہو تو وہ ہنستا ہوا چلا جاتا ہے مگر جب کُتے کو کُتے کا بچہ بولو تو...؟ خبردار آج کے بعد کسی نے کُتے کو جو کُتا یا کُتے کا بچہ کہا...! کیوں کہ آج میرے شہر کے کُتے عزت دار اور غیرت مند ہو گئے ہیں، آج اِنہیں انسانوں کی زبان سے حقارت سے "کُتے، کُتا یا کُتے کا بچہ" کہا جانے والا یہ جملہ سخت ناگوار محسوس ہونے لگا ہے، اَب ایسے میں کسی بھی لفظ یا جملے کو ہر خاص و عام (یعنی گلی کوچوں، بازاروں، میدانوں، جنگلوں اور ویرانوں میں پائے جانے والے آوارہ کُتے اور بعض پوش علاقوں کے بنگلوں اور کوٹھیوں میں عیش وطرب سے پلنے اور چوروں پر بھوکنے والے) کُتے بھی اپنی عزت پر حملہ تصور کرتے ہیں، اور اِس کی حفاظت میں اُس حد کو پہنچ جاتے ہیں جہاں اگلے کی تو ایسی کی تیسی ہو جاتی ہے، اور کُتے اپنا احتجاج ریکارڈ کرا کر اپنی زبان میں بھونکتے اور بڑبڑاتے ہوئے انتہائی فخریہ انداز سے اپنی دُم تان کر اپنی اپنی کمین گاہوں میں چلے جاتے ہیں، اور اِنہیں غصے یا ناراضگی سے کُتا یا کُتے کا بچہ کہنے والا انسان (سگ گزیدگی) اِن کے کاٹنے یا اِن کے پنجوں سے زخمی ہونے کے بعد اسپتالوں سے مخصوص انجکشنوں کا کورس مکمل کراتا رہتا ہے،، تو بھائی ہماری

خیر اِس ہی میں ہے کہ ہم اپنے شہر کے کسی بھی علاقے کے کسی بھی کُتے کو حقارت سے نہ تو کُتا کہیں اور نہ کُتے کا بچہ کہہ مخاطب کرنا تو دور کی بات ہے اِسے ایسے ویسے اشارے بھی نہ کریں، جو اِسے ناگوار گزرے، ورنہ یقین جانیئے کہ یہ آپ کا حشر ایسا کریں گے کہ آپ کی چکری گھوم جائے گی (اِس کی تفصیل میں اپنی آپ بیتی کی صورت میں اگلی سطور میں دعویٰ کے ساتھ بیان کروں گا) تو بات آگے بڑھانے سے پہلے ایک اور بات جو بڑے پتے کی ہے بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے یہاں کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، مگر آج ایک واقع کے بعد میرا مشاہدہ مجھے یہ بتاتا ہے کہ " اے مسٹر چلو میرے شہر کے کُتے تو غیرت منداور عزت دار ہو گئے ہیں" اَب کوئی دوسرا عزت کا ٹھیکیدار سامنے آئے یا نہ آئے مگر یہ حقیقت ہم سب کو تسلیم کرنی پڑے گی کہ میرے اور آپ کے شہر کے کُتوں کو غیرت آ گئی ہے، اَب کوئی انہیں غصے یا ناراضگی سے "کُتا یا کُتے کا بچہ " بول کر تو دیکھے یہ اُسے چھٹی کو دودھ یاد نہ دِلادیں تو کہنا" یہ بات میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں اور آپ کو یاد دِلاتا چلوں کہ کہاں ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ جب ہمارے معاشرے میں، چولہوں (آنگیٹھیوں) میں آگ بھڑکانے کے لئے خواتین بھونکنی سے بھونک مار کر آنچ تیز کیا کرتی تھی یہ لوہے کی ایک خالی نالی ہوا کرتی تھی جسے خواتین اپنے ہونٹوں سے لگا کر چولہوں کی مدہم آگ کو بھڑکانے کے لئے بھونک مارتیں تھیں تو آگ حسبِ ضرورت بھڑک اُٹھتی تھی اُس زمانے کے اہلِ مثل ومحاورہ نے اِس بھونکنی کو کُتوں کی ٹیڑھی دُم کو سیدھا کرنے کے لئے سو سال تک رکھنے کا

محاورہ ایجاد کیا مگر کُتے کی دُم بھی ایسی ڈھیٹ کہ یہ سو سال بعد بھی جب اِس سیدھی لوہے کی بھونکنی سے باہر نکالی تھی تو یہ پھر بھی پہلے کی طرح ٹیڑھی ہی رہتی تھی۔ اِس پر انسان جب یہ کہتا کہ دھت تیری کی کُتے کی دُم سو سال بھونکنی میں رہنے کے بعد بھی ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہے" اِس پر بھی کُتوں کو بڑی ندامت کا سامنا کرنا پڑتا وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے تھے۔ اُس زمانے کے کچھ عقل مند کُتوں نے یہ سوچا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ اِنسان جس کی اُونٹ کی طرح اپنی کوئی کل خود سیدھی نہیں ہے اِن اِنسانوں نے ہماری دُم کو مزاق بنا رکھا ہے، اور اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اَب ہم اور ہماری آئندہ کی نسل کے جتنے بھی کُتے پیدا ہوں گے وہ بغیر دُم کے ہوں گے یہ ہمارا اِنسانوں کے معاشرے میں انسانوں سے بھرپور احتجاج ہوگا اور یہ اِنے دیکھا کہ اِس کے بعد ایسا بھی ہوا کئی برسوں تک جتنے بھی کُتے پیدا ہوئے اِن کی پیدائشی دم نہیں تھی اور اگر اتفاق سے کوئی کُتا دُم والا پیدا ہو گیا تو بڑے غیر تمند کُتوں نے اِس کی دُم خود کاٹ دی اور وہ بغیر دم کا ہو گیا اور جب زمانے نے ترقی کی تو ہمارے گھروں سے بھی بھونکنی کا دور ختم ہو گیا آج نہ وہ بھونکنی ہی رہی ہے اور نہ کُتوں کی ایسی مڑی ہوئی اور ٹیڑھی دُم ہی مجھے کہیں نظر آتی ہے، یہ کُتوں کی وہ غیرت نما خصوصیات ہیں جو کُتوں میں اِن کی وفاداری کے بعد اِن کی خاصیت کا حصہ بن گئی ہے۔

اگرچہ آج کا میرا یہ کالم خلافِ توقع مُلکی سیاست اور مُلکی داخلی و خارجی حالاتِ حاضرہ سے ذراہٹ کر ہے،اِس کی وجہ کیا ہے..؟آپ یہ توپڑھنے کے بعد خود جان جائیں گے مگر آج میں یہ بھی چاہتاہوں کہ میرے قارئین ذرااپناذائقہ چینج کرلیں اور مجھے بتائیں کہ اِنہیں میری یہ کوشش کیسی لگی..؟، میں اِن کے مزاج کے ذوق پر کیسااُتراہوں..؟اور اپنی اِس کوشش میں کتناکامیاب رہاہوں ..؟،اَب میں اِس کا فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑتاہوں۔

بہرحال..!میں عرض کرتاچلوں کہ آج میرے شہر کے کُتے تہذیب یافتہ ضرور ہوگئے ہیں اَب یہ اور بات ہے کہ ہم بحیثیت انسان اِس صدی میں جس میں اقوامِ کُل نے اپنی تہذیبوں کا تعین کرلیاہے اور وہ کسی درست سمت میں اپنی منزلوں کی تلاش میں ہیں مگر افسوس ہے کہ ہم ابھی تک نہ توتہذیب کی ہجے درست کرسکے ہیں اور نہ ہی اِس کا درست تلفظ ہی اداکرپائیں ہیں...توآب ایسے میں بھلاہم اپنی کس تہذیب کا تعین کیوں کر کرپائیں گے...؟اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہم ابھی تک اندھیروں میں ہی بھٹک رہے ہیں،اور نہ توہم کسی تہذیب کواپناسکے ہیں اور نہ ہی تہذیب یافتہ بن پائیں ہیں، ہم آج بھی جانوروں جیسی بے فکری اور لاپرواہی والی زندگی گزار رہے ہیں، اور اپنے ذاتی وفروعی اختلافات اور سیاسی رنجشوں میں پڑکرایک دوسرے کے دُشمن بن گئے ہیں،اورآج ہم اِس دُشمنی میں اُس حد کو پہنچ گئے ہیں کہ جہاں پہنچ کر انسانیت بھی تھراجاتی ہے اور یہ سوچنے

لگتی ہے کہ انسانیت اتنی بھی گر سکتی ہے جتنی آج گر کر کرچی کرچی ہو گئی ہے جبکہ جانوروں میں اِنسانوں کے بیچ رہ کر اپنے اچھے بُرے کی تہذیب آتی جا رہی ہے، اور آج ایک ہم اِنسان ہیں کہ خود میں جانوروں والی خصلت پا کر بھی اِس چھٹکارہ نہیں پا رہے ہیں۔

ہاں تو جناب . . . ! میں بات کر رہا تھا کُتے اور اِس کی وفاداری اور اِس کی غیرت و عزت کی باتوں ہی باتوں میں بات کہاں سے کہاں چلی گئی اور میں اپنے نقطے سے بھٹک گیا، چلیں پھر آتے ہیں اُن محرکات کی جانب جن کی وجہ سے میں اپنا یہ کالم لکھ رہا ہوں، بات دراصل یہ ہے کہ پچھلے دنوں کی بات ہے مجھے ایک سرکاری آفس میں جانے کا اتفاق ہوا، جن صاحب سے ملاقات کرنی تھی، اِن کی شخصیت کئی اعتبار سے قابلِ تعریف ہے، اگرچہ اِن جیسے اور بھی آفیسرز ہیں جو اپنی اپنی قابلیت اور ذاتی رکھ رکھاؤ کے لحاظ سے انتہائی ملنسار اور خوش اخلاق اور اپنے اپنے شعبوں میں اپنی مہارت کے لحاظ سے ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں، جب میں اِن کے آفس کے مین گیٹ پر پہنچا تو میں حیران و پریشان ہوا کہ اتنی بڑی شخصیت اور یہ عالم کہ جناب اپنے آفس میں اتنے آرام اور بے فکری کے عالم میں ایسے بیٹھے ہیں کہ جیسے سارے عالم دہشت گردی اور جرائم پیشہ افراد کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا ہے، اِن کے آفس کے سامنے نہ حفاظتی گارڈز نہ ایسی کوئی حفاظتی تدابیر نظر آئی کہ جس سے یہ اندازہ ہوتا کہ جناب سے ملاقات سے پہلے

ملاقاتی کو سیکورٹی پیپرز کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بڑے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور ہمارے سرکاری آفسز میں کسی کام کے لئے آنے والے افراد کا سارا وقت اِسی چکر میں برباد ہو جاتا ہے، خیر میں نے جناب کے آفس کے باہر دیکھا کہ ایک کُتا (جسے ہم عام زبان میں آوارہ کُتا کہتے ہیں) وہ باہر بیٹھا ہے، اور جناب اپنے آفس میں آرام وسکون سے بیٹھے اپنے معاملات نمٹا رہے ہیں، ذرا سی دیر کو جناب نے اپنی نظریں اٹھائیں تو اُنھوں نے مجھے دیکھتے ہی اپنے آفس میں آنے کا کہا مگر قبل اِس کے کہ میں اِن کے آفس میں جاتا میں نے بصد احترام عرض کیا کہ " جناب عالی.. ! میں اندر کیسے
آؤں . . .؟ پلیز سر پہلے اِس کُتے کو تو (جو دروازے کے دونوں باٹوں کے درمیان اپنی چاروں ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا) اپنے آفس کے دروازے سے تو ہٹائیں، مگر وہ بضد تھے کہ سائیں اندر آجاؤ یہ کچھ نہیں کرے گا مگر میری چھٹی حس نے کہا کہ تم اِسے
بغیر ہٹائے اندر نہیں جانا اور میں نے جناب سے کہا کہ " سر جب تک آپ اِس کُتے کے بچے کو دروازے سے نہیں ہٹاتے ہیں میں اندر نہیں آؤں گا آج بھلے سے میں آپ سے بغیر ملے اور اپنا کام بغیر کئے ہی واپس چلا جاؤں مگر آپ اپنے آفس کے دروازے سے اِس کُتے کو (میں نے ذرا غصے اور حقارت سے اِسے کُتے کا بچہ بھی کہہ دیا) کو بھگائیں تو میں اندر آؤں " ابھی مکالمے جاری ہی تھے کہ اِس کُتے نے مجھ پر بھونکتے ہوئے حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کہ خوف کی وجہ سے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور یہ کُتا مجھے شیر لگنے لگا مگر پھر بھی میں ڈرا نہیں میں نے

اپنے بچاؤ میں اپنی مزاحمت جاری رکھی ،ذرا سنبھلا تو لوگوں نے بتایا کہ اِس کُتے نے اِس سے پہلے تو کسی کے ساتھ ایسا نہیں کیا تھا جتنے بھی لوگ آتے ہیں یہ سب کے پیچھے دم ہلاتے اور اپنی وفاداری دکھاتے ہوئے چل پڑتا ہے ، اور اگر اپنی جگہ سے نہیں بھی اُٹھتا تو لوگوں اپنی ٹانگوں سے ہی اِسے چمکارتے ہوئے آتے جاتے رہتے ہیں مگر میں نے اِسے ایسا کیا کہہ دیا یا کچھ کر دیا... ؟کہ اِس نے مجھ پر حملہ ہی کر دیا،اور حملہ بھی ایسا کہ اِس نے بھونکتے ہوئے اپنے دانتوں میں دبوچ کر میری قمیض کا دامن ہی پھاڑ دیا اور اِسے یہ منظر وہاں موجود ایک میرے جاننے والے عبدالحق بھائی نے دیکھا تو وہ فوراً میری مدد کو لپکے اور یوں کی مدد سے میری جان بخشی ہوئی اور وہ بھونکتا ہوا میری قمیض کا دامن اپنے منہ میں دبا کر بھاگ گیا اگر میرا دوست اُس وقت میری مدد کو نہیں آتا تو یہ کُتے کا بچہ خدا نے میرا کیا حشر کرتا، وہ تو اللہ کا بڑا کرم ہوا کہ اِس کُتے (جسے آج تک میں غصے سے کُتے کا بچہ ہی کہہ رہا ہوں)اِس نے مجھے کاٹا نہیں مگر میرا وہ حشر ضرور کر دیا کہ مجھے اُس وقت خوف کی وجہ سے یہ کتے کا بچہ شیر نظر آ رہا تھا اور میں انتہائی بہادری اور چابکدستی سے اِس سے خود کو بچانے کی کوششوں میں مصروف رہا میرے دوست عبدالحق نے بتایا کہ سائیں کوئی بھی تمہاری مدد کو آگے نہیں آیا اور جناب عالی تو حالاتِ آفسری اور مزاج آفسری کے رنگ میں رنگے رہنے کی وجہ سے دور کھڑے قہقہ مار مار کر تمہاری بے توقیری اور چالاچارگی کے مناظر سے الفت اندوز ہوتے رہے تھے اور کُتا اپنے خونخوار

دانتوں اور پنجوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور تھا، وہ تو اللہ کے حکم سے میرے دوست عبدالحق نے مدد کی ورنہ تو میرا کیا حشر ہوتا یہ تو میں بھی نہیں جانتا مگر آج میں سگ گزیدگی کے بعد کے انجکشنز لگانے کے لئے اسپتالوں کے چکر لگا رہا ہوتا اور سرکاری افسروں کی طرح کسی سرکاری اسپتال کے ڈاکٹرز کے رحم و کرم پر انجکشنوں کے کورس مکمل کرانے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا اور اپنے آپ کو ہی کوستا رہتا کہ کاش میں اُس کُتے کو حقارت سے کُتا اور کُتے کا بچہ نہ کہتا تو میرا یہ حشر بھی نہ ہوتا آج جو ہونے سے بچ گیا ہے مگر آج یہاں اور میری قمیض بے دامن کی تو ضرور ہو گئی ہے مگر اللہ کا کرم ہے کہ میں کسی بڑی مصیب سے بچ گیا ہوں تو قارئین حضرات براہ کرم ..! آپ کی کُتوں کے معاملے میں برتی جانے والی ذرا سی احتیاط کسی بڑی مصیب سے بچا سکتی ہے، اَب یہ اور بات ہے کہ اپنے جیسے کسی کو کُتے کا بچہ کہو تو وہ ہنستا ہوا چلا جاتا ہے مگر جب کسی کُتے کو کُتے کا بچہ بولو تو اِس کی غیرت جوش مار جاتی ہے اور وہ حملہ آور ہو جاتا ہے، آج ہم میں اور اِس میں یہ بڑا فرق رہ گیا ہے بس....!!

جب اِنسان اپنی اُوقات وحیثیت سے غافل ہو جائے تو... ؟

راقم کو ہمیشہ اپنی اُوقات اور حیثیت کا علم رہتا ہے، اور اِس کی اپنے تئیں بس ایک یہی کوشش ہوتی ہے کہ یہ اپنی اُوقات اور حیثیت سے تجاوز نہ کرنے پائے، اور جس کا اِسے ساری زندگی خمیازہ بھگتنا پڑے گا، یوں اِس وجہ سے ہی یہ اپنے قدم انتہائی احتیاط کے ساتھ پھونک پھونک کر رکھتا ہے اِس لئے کہ راقم یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہے کہ جس طرح وقت تیزی سے بدلتا ہے، یکدم اِسی طرح زمانے اور تقدیر کے لکھے کے ساتھ ساتھ اِنسانوں کی اُوقات اور حیثیت بھی بدلتی رہتی ہے، یہ اُوقات ہی تو ہے جو کسی کو بادشاہ تو کسی کو فقیر بنادیتی ہے، اگرچہ آج کا اِنسان اپنی دنیاوی اور دیگر مصروفیات کے باعث اپنی اُوقات کو بھول جاتا ہے،اور اپنے رویوں سے اتنا کچھ کر گزرتا ہے کہ جس کا بعد میں جب اِسے احساس ہوتا ہے تو اِس کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس اور پچھتاوے کے کچھ نہیں آتا ہے۔

اگرچہ ممکن ہے کہ اُوقات اور حیثیت کے حوالے سے میری طرح آپ کو بھی مشاہدہ یا مشاہدات ہوں کہ آج کے اِنسان کا جہاں دیگر دنیاوی معاملات میں وقت وحالات کڑاامتحان لیتے ہیں تو وہیں اُوقات اور حیثیت کے زمرے میں بھی آنے

والی کئی باتوں کا امتحان لیاجاتاہے،آپ اِس کا مشاہدہ اپنے معاشرے اور دنیاکے دیگر ممالک میں جابجا کر سکتے ہیں اور یہاں اُوقات اور حیثیت کی فوری اُتار چڑھاؤ اور اِن کے بننے اور بگڑنے کا عمل ہوتاہوا بھی دیکھا جاسکتاہے،اِس عمل کا زیادہ تر اثر حکمرانوں، سیاستدانوں اپوزیشن رہنماؤں اور سرکاری افسر شاہی ٹولے اور طبقوں پر ہوتا ہوا نظر آتاہے، جہاں انتخابات کے بعد سب کو سب کی اوقات معلوم ہو جاتی ہے، یعنی یہ کہ جو پہلے حکومت میں ہوتے ہیں وہ اپوزیشن میں چلے جاتے ہیں اور جو اپوزیشن میں ہوتے ہیں وہ حکومتی مسند پر براجما ہو جانے کے بعد یہ بھول جاتے ہیں کہ پہلے اِن کی اوقات اور حیثیت کیا تھی اور اَب کیا ہو گئی ہے ...؟یعنی جب اِنسان اپنی اُوقات وحیثیت سے غافل ہو جائے تو پھر یہی ہوتاہے آج جو ہمارے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے ساتھ ہو رہاہے اور آگے آگے مزید دیکھئے کہ کیا ہوتاہے، مگر جس دن اِنہیں اپنی دُرست اُوقات و حیثیت کا احساس ہوگیااور ربِ کائنات کے حضور توبہ کی اور اِن کی یہ توبہ قبول ہو گئی تو پھر یہ ایسے باہر آ جائیں گے ،جیسے دودھ میں سے مکھی باہر نکل جاتی ہے۔

بہر کیف..! اَب یہ اُوقات ہی تو ہے کہ جو کسی کے کبھی کے دن بڑے کر دیتی ہے تو کبھی کسی کی راتیں ... بہر حال.... !تب ہی تو اِس طرح اوقات اور حیثیت کے معاملے میں تیزی سے بدلتی کیفیات پر اہل علم کہہ گئے ہیں کہ اِنسان کو اپنی

اوقات اور حیثیت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے اور یہ کبھی نہیں بھولنی چاہئے ، کہ آج اللہ نے اِسے جو مرتبہ اور رتبہ بخش دیاہے، اِس کا ذراسا غرور اور گھمنڈ اِسے آسمان سے زمین پر پٹخ سکتاہے اور جو لوگ اپنی ترقی اور خوشحالی کے گھیروں میں گھر کر خود کو بہت کچھ سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے ماضی کی اُوقات اور حیثیت کو بھول جاتے ہیں، وہ ہی اِدھر اُدھر نکل کر بھٹک جاتے ہیں،اورزمانے کے ہر معاشرے اور تہذیب میں اِن ہی کی سخت پکڑ ہوتی ہے، جیسے اِن دنوں ہمارے مُلک اور معاشرے میں اِس کی ایک زندہ مثال ہمارے ماضی کے (ر) جنرل اور سابق صدر پرویز مشرف کی موجود ہے، کیونکہ جب یہ وردی میں تھے تو اِن کی اوقات کچھ تھی اور آج جب یہ بغیر وردی کے ہیں تو اِن کی کیا اوقات اور حیثیت ہو گئی ہے، اَب یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں رہی ہے،آج یہ ایک خاص اشارہ ہے اُن صاحبانِ عقل وحرفت کے لئے جو کسی مقام پر پہنچ کر خود کو بہت کچھ (حتیٰ کہ خود کو زمینی خدا) سمجھنے لگتے ہیں،اوراپنی اُوقات و حیثیت بھول جاتے ہیں جیساکہ ایک وقت میں ہمارے سابق صدر (ر) جنرل پرویز مشرف اپنے عہدے اور طاقت کے گھمنڈ میں سب کچھ بھول چکے تھے،اور خود کو اللہ جانے کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے، اُنہوں نے اِس دوران بزورطاقت مسندِ اقتدار پر کس طرح اپنے قدم رکھے اور مُلکی آئین و قانون کو اپنے پیروں کے تلے کس طرح روندھا تھا یہ بھی سب جانتے ہیں اَب یہ اور بات ہے یہ اِنہیں یاد ہو کہ نہ ہو مگر سارے جہاں کو تو معلوم ہے، مگر دوسری طرف یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے

کہ یہ جیسے تیسے جتنے بھی عرصے اقتدار میں رہے،اِن کا دورِ اقتدار بھی مُلکی تاریخ میں اپنا ایک منفرد دور کہاجاسکتاہے، اُنہوں نے بطورآمر جو حکومت چلائی ہے ، اِس کا بھی اپنا ایک دلکش انداز تھا، مُلکی آج سے بہتر ترقی کر رہاتھا، ڈالر اتنا آگے نہیں بڑھاتھا کہ آج یہ جتنی حد عبور کرگیاہے ، گو کہ حالیہ اور موجودہ جمہوری صدور سے بہتر جنرل (ر) پرویز مشرف کاآمر دورِ حکومت تھا،اُنہوں نے اِس دوران اپنی اُوقات اور حیثیت سے بڑھ کرمُلک کے لئے جہاں کئی قابلِ قدر کارنامے سرانجام دیئے تو وہیں اِن کا 12اکتوبر 1999 والے غیر آئینی وغیر قانونی اقدام سمیت لال مسجد حملہ اور اِس جیسے بہت سے اسلام ومُلک کو نقصان پہنچانے والے فیصلوں نے بھی اِن کی اُوقات اور حیثیت کو ملیامیٹ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ آج یہی وجہ ہے کہ مشرف کچھ بُرا کرکے اپنے سب اچھے کئے کی سزااِس طرح بھگت رہے ہیں۔

آج اپنی اُوقات اور حیثیت میں رہتے ہوئے وفاقی وزیرداخلہ مسٹر چوہدری نثار علی خان نے ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی واضح کیا ہے کہ پروزیر مشرف کے خلاف غداری کے مقدمے کی قانونی کارروائی مکمل کرنے کے لئے ایف آئی اے کو چھ ہفتے کی مہلت دیدی گئی ہے اوراِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عدالتی حکم کے

بغیرپرویز مشرف کا نام ای سی ایل (ایگزٹ کنٹرول لسٹ) سے خارج نہیں کیاجائے گااور وہ بیرون مُلک نہیں جاسکتے،اگرچہ اِن ساری باتوں کے

باوجود بھی اُنھوں نے اپنی حیثیت اور اُوقات کے مطابق یہ تک کہہ دیا ہے کہ پرویز مشرف کو حکومت کی جانب سے محفوظ راستہ دینے کی باتیں مضحکہ خیز اور "بکواس" ہیں،اِن کا کہنا ہے کہ پرویز مشرف کے ساتھ ساتھ اُن کے ساتھی اور اُس وقت کے آرمی آفیسرز سے بھی تفتیش کی جائیگی" اور مشرف سے متعلق ایسی بہت سی باتیں ہیں جن سے متعلق چوہدری نثار علی خان نے کھل کر اظہارِ خیال کیا اور عوام کو اِس بات کا پورا یقین دلانے کی کوشش کی کہ حکومت کسی بھی حال میں (جس میں کوئی اندرونی یا بیرونی طاقت کا دباؤ کارفرما ہے اِس سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور کہا کہ) پرویز مشرف کو محفوظ راستہ نہیں دیں گے۔اَب دیکھتے ہیں کہ آج چوہدری نثار علی خان نے اپنی اُوقات اور حیثیت سے بڑھ کر جتنی بھی باتیں کہیں ہیں کیا یہ سب اگلے آنے والے دنوں میں سچ ثابت ہوتی ہیں یا یہ بھی ریت کا ڈھیر بن جائیں گی۔اور ہم ایک بار پھر یہ سوچنے اور غور کرنے مجبور ہو کر حق بجانب ہوں گے کہ اپنی اُوقات اور حیثیت سے بڑھ کر یا گر کر دعوے اِنسان کو کتنا نقصان پہنچاتے ہیں،اِس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

آج ہم میں زندہ کون ہے..؟پائندہ کون ہے..؟

کیاہم پر ہیں مہربان حکمران، حکمران...
آج مُلک میں بے لگام مہنگائی نے عوام کی کمرڈُہری کردی ہے،یقیناًاِس میں قصور صرف اور صرف عوام ہی کا ہے، جس نے 11 مئی کو آزمائے ہوئے اور سبز باغ وسُنہرے خواب دِکھانے والواور چرب زبانی کرنے والے سیاستدانوں کو ووٹ دیئے اورانہیں اپنی بربادی کا سامان کرنے کے لئے خوداپنے ہی ہاتھوں مسندِ اقتدار پر بیٹھایااوراَب یوں عوام سر پھوڑاور سینہ زور مہنگائی سمیت اور دیگرپریشانیوں پھنس گئے ہیں۔ موجود حالات میں پاکستانی قوم کس طرح جی رہی ہے اور کس اذیت سے سانسیں لے رہی ہے ،اِس کا حال تو صرف یہی جانتی ہے مگرآج اتناضرور ہے کہ ایسے میں پاکستانی عوام خود یہ کہہ رہے ہیں کہ "آج ہم میں زندہ کون ہے..؟پائندہ کون ہے..؟کیاہم پر ہیں مہربان یہ حکمران ، یہ حکمران، یہ حکمران....؟" آج یہ وہ سوال ہے جو ہر مہنگائی کا مارامحب وطن پاکستانی شہری نہ صرف خودبلکہ چیخ چیخ کر ساری پاکستانی قوم سے کررہاہے کہ آج کوئی یہ بتادے کہ ہم میں کون ہے جو زندہ دلی کے ساتھ زندگی گزاررہاہے..؟اور کون ہے جس کے ہر خواب کی تعبیر پوری ہو گئی ہے..؟یقیناًاِن چیزوں سے عوام کو

یکسر محروم رکھنے والے صرف اور صرف میرے مُلک کے سول اور جمہوریت کی دیوی کی پوجا کرنے والے وہ حکمران ہیں، جنہوں نے اپنے مفادات اور فائدوں کے آگے عوام کو ہی کچلاہے، اور عوام کے ہی سروں سے اپنی ذاتی ترقی و خوشحالی کے ایسے ایسے مینار کھڑے کردیئے ہیں کہ اِس سے اِنہیں تو بے شمار فائدے اور مفادات حاصل ہوئے ہیں اور آئندہ بھی مزید مفادات اور فائدے حاصل ہوں گے۔ مگرآج افسوس ہے کہ ہمارے یہ اور سابقہ حکمران مُلک و قوم کے لئے کچھ نہ کرسکے اورآج خود عوام یہ دیکھ رہے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ ہمارے یہ موجودہ حکمران اور سیاستدان اگلے پانچ سال توکیا..؟اگریہ قسمت سے دوایک سال بھی رہ گئے تواِن کی ایسی کوئی حکمتِ عملی نہیں ہے کہ یہ عوام کو کسی بھی معاملے اورمُلک کو بحرانوں سے نکالنے میں کوئی کرداراداکرپائیں گے،اِن کے نزدیک بھی اپنے پیش روکی طرح اپنی ذات اوراِس سے منسلک مفادات اور قومی خزانے سے حاصل ہونے والے فائدے ہی ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف جو ایک بزنس مائنڈ شخصیت سے مالامال ہیں اور اتفاق سے ہی یہ ہمارے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ پر فائز ہونے والے وہ خوش نصیب اِنسان ہیں آج جو مُلکی تاریخ میں تین مرتبہ وزیراعظم بننے کا اعزاز بھی حاصل کرچکے ہیں،اِن کی پچھلی دوحکومتیں بھی مُلکی معاملات پریوں اِن کے بزنس مائنڈاقدامات اور احکامات کے باعث ٹائیں

ٹائیں فش (ختم) ہوئیں، اور آج بھییہ ماضی میں اپنی حکومت میں کی گئیں غلطیوں سے
کوئی سبق نہیں سیکھ پائے ہیں اور اَب تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی لگتاہے کہ اِن کی یہ
موجودہ حکومت بھی پھر ایک دوسالوں میں مُلکی معاملات میں اِسے ہی بہت سارے
کاروباری احکامات اور اقدامات اور قومی اداروں کی بے سوچے سمجھے نج کاری اور آئی
ایم ایف کے مشوروں سے بجلی کے ٹیرف اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے لگام
اضافے کی وجہ سے ختم ہوگی، جس کے تیورابھی سے ہی نظرآنے شروع ہوگئے ہیں۔
جبکہ یہاں یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ یہ ہی ن لیگ والے تھے جو انتخابات سے
قبل یہ کہا کرتے تھے کہ ہم مُلک کو آئی ایم ایف اور دیگر سُود خور عالمی مالیاتی اداروں کے
قرضوں سے نجات دلائیں گے، ہم وہ کشکول توڑدیں گے جس میں یہ قرضوں کی شکل
میں بھیک ڈالتے ہیں، کبھی ہمیں مُلک کا اقتدار ملاتو ہم بتادیں گے کہ ترقی کیسے اور کب اور
کیوں کی جاتی ہے..؟ ہم بغیر کسی بیرونی امداد اور قرضوں کے مُلک کو ترقی و خوشحالی کی
اُس سمت لے جائیں گے جس کا پاکستانی قوم تصور بھی نہیں کرسکتی ہے، بس ذرا قوم اپنے
بھائی میاں نواز شریف پر اعتماد کرے اور اِسے اقتدار سونپ دے تو یہ آپ کا بھائی
دیکھناآپ کی قسمت کے سارے درایسے کھول دے گا، جیسے کبھی کسی بھی بند ہی نہیں
ہوئے تھے ،آپ کا بھائی اور دوست میاں محمد نواز شریف آپ کے لئے مسیحاثابت ہوگا
اور ایک

ایسا مسیحا جو مُلکی تاریخ میں کوئی بھی حکمران عوام کے لئے نہیں بن سکا ہے ۔اِن کا دعویٰ تھا کہ ، عوام کو گول کے علاوہ ہر سائز اور ہر شکل میں سستی روٹی ملے گی۔مُلک سے لوڈشیڈنگ ختم کردیں گے عوام بھول جائیں گے کہ اِن کے مُلک میں لوڈشیڈنگ بھی کبھی ہوا کرتی تھی، ہر گھر کے آنگن میں اُجالے اور خوشیاں رقص کیا کریں گے۔ تعلیم ہر غریب کے بچے کا مقدر ہوگی، بے گھر افراد کے لئے ہم گھر بنا کردیں گے،مُلک میں غریب بیماروں کے مفت علاج و معالجہ کے مراکز قائم کئے جائیں گے، ننگے بھوک لوگوں کی دادرسی کریں گے، مُلکی ترقی اور خوشحالی کے لئے سارے مُلک میں صنعتوں اور کارخانوں کے جال بچھا دیئے جائیں گے۔بے روزگار نواجوں کو بغیر کسی سفارش کے میرٹ پر نوکریاں ملیں گیں،کاروبار کرنے کے خواہشمند غریب نوجوانوں اور ہنرمند (لڑکے ، لڑکیوں) کو بلاتفریق قرضے دیئے جائیں گے، یہ آپ کے بھائی نواز شریف کا ہر پاکستانی سے وعدہ ہے ، مگرافسوس ہے کہ آج نواز شریف اوراِن کی حکومت کو اقتدار میں آئے چارماہ سے زائد کا عرصہ گزرچکاہے نہ توخود نوازشریف نے اور نہ ہی اِن کی حکومت میں شامل کسی وزیرو مشیراور اراکین پارلیمنٹ نے عوام کے حق میں کسی قسم کا کوئی ریلیف دینے کے لئے کوئی آواز اُٹھائی ہے اور نہ کسی نے عوام کے بیچ آکر مہنگائی کے اژدھے کی گرفت میں جکڑے عوام کواِس سے نجات دلانے اور دیگر مسائل سے چھٹکارے کے بارے میں کوئی بات کی ہے آج اقتدار میں آنے کے بعد اِنہوں نے عوام کے لئے اتنے ہولناک اور دردناک حالت پیدا کردیئے ہیں کہ آج

عوام کے لئے جینے سے زیادہ مرنا آسان ہوگیا ہے اور منہ میں کھانے کے لئے روٹی سے زیادہ سستا اور آسانی سے ملنے والا زہر ہوگیا ہے۔ آج عوام کو بے وقوف بنا کر اور اِن کی آنکھوں میں دھول جھونک کاروباری دماغ رکھنے والے نواز شریف اور تیسری بار ہمارے وزیر اعظم بننے والے میاں محمد نواز شریف کو اقتدار مل گیا ہے تو اِنہوں نے صرف چار ہی ماہ میں اپنی آنکھیں سر پر رکھ لی ہیں آج یقیناً یہ کارنامہ نواز حکومت ہی کر سکتی ہے، جس کا اہم ایجنڈا بس یہی ہے کہ حکومت کرو چاہئے عوام مرتے ہیں تو مرتے ہی رہیں مگر مہنگائی کرکے حکومت کرو بس۔ (ختم شُد)

عید الضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے وہاں سنتِ حبیب پروردگار ﷺ بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ مدینے میں دس سال قربانی کرتے رہے ایک اور روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے قربانی ذبح فرما کر ارشاد فرمایا جس نے یہ عمل کیا ہماری سنت کو پا لیا کہا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا تاریخ انسان نے سب سے پہلی قربانی انسانِ اوّل حضرت ابوالبشر سیدنا آدمؑ کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ ترجمہ "اور انہیں ادم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک پڑھ سنایئے ! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے (بہر حال ! میں یہاں اس واقع کی تفصیل میں جانا نہیں جاتا) واضح رہے کہ اسلام کا تصور قربانی سب سے عمدہ پاکیزہ اعلیٰ اور افضل ہے اس کے نزدیک قربانی کا مقصد عیش و طرب اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل اور محض جانور کا خون بہانا نہیں بلکہ اسلام نے اپنے متعلقین و منسلکین کو قربانی کی صورت میں رضائے

خداوخوشنودیِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حصول کا بہترین طریقہ اور نفیس ترین طریقہ سکھادیا اور اسلام اور بانیٔ اسلام پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا تن من دھن نثار کرنے کا بھی عمدہ ذیعہ بتادیا جس کے واسطے سے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی عظمت اور حبیب خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے حلوص اور ایثار کا جذبہ موجزن ہوتا ہے مخلوق پروری بندہ نوازی غم گساری اور ہمدردی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا مقصد خدا کو منانا سنتِ نبوی ﷺ کو اپنانا طریقہَ ابراہیمی کو بجالانا اور شیطانی قوتوں کو خائب وخاسر بنانا ہے، قربانی کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ

ترجمہ: ۔''ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان جانوروں کواللہ کا نام لے کر ذبح کریں جوانہیں عنایت ہوئے ہیں'' ایک اور جگہ قرانِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے البتہ تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے اس آیتِ مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کرکے ارشادفرمادیا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ دیکھا جائے دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا بارگاہِ ربوبیت میں قربانی کا شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا لہٰذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کروترمذی میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو خداکے لئے تقویٰ کرے اور اپنے نفس کا حساب لیتارہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول ہے.بڑائی تقویٰ میں دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے اور حضرت امام حسین

کا قول ہے کہ دنائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی بد اخلاقی اور بداعمالی ہے۔ اسلام میں حرمت والے چار مہینے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک ماہِ مبارکہ ذی الحجہ کا بھی ہے اور ذیالحجہ اسلامی سال کے مہینوں میں بارہویں مہینے کا نام ہے بے شک اس ماہِ مبارکہ میں عبادت و ذکر و اذکار کا رب کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے اجر و ثواب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس بابرکت مہینے میں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے بالخصوص اس ماہِ مبارکہ کا شروع کا عشرہ (پہلے دس دنوں) کی فضیلت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ رب کائنات نے ان ایام کو قرآن مجید فرقانِ حمید میں ''ایام معلومات'' کہہ کر مخاطب کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں'' حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اور دس راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کی راتیں مراد ہیں'' حضور نبی کریم ﷺ کا'' ارشاد مبارکہ ہے'' اس شخص کے لئے ہلاکت ہے، جو ان دس دنوں کی بھلائی سے محروم رہا اور نویں ذی الحجہ کے روزے کا خیال رکھو کہ اس میں اس قدر بھلائیاں ہیں جن کا شمار نہیں'' ایک اور روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جس وقت عشرہِ ذی الحجہ داخل ہو جائے اور تم میں کوئی شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ بال اور جسم سے کسی چیز کو مس نہ کرے یعنی کہ بال نہ کتروائے اور نہ ناخن کٹوائے ! اسی طرح ایک اور روایت

میں آیا ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈوایا اور نہ ناخن ترشوائے'' پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا''قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو اس لئے کہ قربانی کے جانور کی گردن سے جب خون کا پہلا قطرہ گرگا تو اس کا عوض تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے'' آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے''جس شخص نے قربانی کرنے کی وسعت پائی پھر بھی قربانی نہیں کی بس وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے'' حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں'' قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں ، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین سے گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل کرلیتا ہے بس دل کی خوشی کے ساتھ قربانی کیا کرو''صحابہ کرامؓ نے عرض کیا''یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا شے ہے''۔تو پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے'' اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا'' یا رسول اللہ ﷺ تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا'' تاجدار مدینہ سکونِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا''ہر بال کے عوض ایک نیکی'' صحابہ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مینڈھا ہو؟'' پھر آپ ﷺ ارشاد فرمایا''تب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی'' اسی طرح پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جس شخص نے دل کی خوشی کے ساتھ اور طلبِ ثواب کے لئے قربانی کی وہ قربانی" اسکے لئے دوزخ کی آگ سے آڑ ہوگی"۔ یوں یہ مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا ہے اس کا چاند (ہلال) نظر آتے ہی ہر قلب میں اس عظیم والشان قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جس کی مثال تاریخ انسانی آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے بے شک یہ ماہِ مبارکہ اصل میں اس جلیل و قدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصور تھی یہ جدالانبیا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ السلام ہیں آپ یہ اندازہ کریں کے وہ کون سا امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ (ابراہیمؑ) سے نہیں لیا مگر آپ کی ذاتِ والا صفات پر کسی میدان میں بھی پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی یہ بھی حقیقیت ہے کہ دو چیزیں دنیامیں انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں ایک اپنی جان اور دوسری اپنی اولاد مگر کروڑروں ، اربوں اور کھربوں سلام ہوں حضرت ابراہیمؑ پر کہ آپ نے اس وقت بھی ثابت قدمی اور تقویٰ کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ جب نمرود کی جلائی ہوئی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کررہے تھے اور حضرت خلیل اللہؑ کو گوپیے میں ڈال کرہلایا جارہا ہے۔ منجنیق کے زریعے پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں کفر خوش ہے کہ آج کے بعد ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں ہوگا مخالف ہمیشہ کے لئے ختم ہوا جاتا ہے تو ادھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے اللہ کے بندے پیارے خلیلؑ ! کوئی حکم کوئی حاجت ؟ اس کے جواب میں حضر ت خلیل اللہ فرماتے ہیں اما الیک فلا

ترجمہ ''تیرے ساتھ کوئی حاجت نہیں'' اور پھر جبرائیلؑ نے عرض کی اچھا تو اللہ کی '' بارگاہ میں عرض کیجئے کے مجھے آگ میں ڈالا جا رہا ہے''۔آپ خلیل اللہؑ نے فرمایا

جانتا ہے وہ میرا ربِ جلیل

آگ میں پڑتا ہے اس کا خلیل

اسے کیوں کہوں ؟ کیا وہ سمیع و بصیر نہیں ہے؟ یہاں یہ بھی سوچنا ہو گا کہ عقل نے اس موقعے پر حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا ہو گا کہ ابراہیم جان بڑی عزیز شے ہے جو ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی اس کی حفاظت کرو

عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے ۔

عشق بولا کے یار پر قربان ہے

حضرت علامہ اقبالؒ اس واقعے اور تقویٰ سے متعلق فرماتے ہیں

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشا لبِ بام ابھی

اور حضر ابراہیمؑ نے عقل کی دلیل کو یکسر رد کرتے ہوئے عشق الہی میں آگ میں چھلانگ لگا دی تب اللہ تعالی نے اللہ تعالی نے آگ کو حکم کو دیا ترجمہ اے آگ ! میرے ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا واور سلامتی والی ہو جا'' رب تعالی کی

جان کی آزمائش اور امتحان کے بعد ربِ کائنات کی جانب سے دوسرا بڑا اور سب سے کٹھن امتحان ہونے والا تھا اور وہ اولاد سے متعلق تھا اور یوں بھی جان کے بعد اولاد کا مقام آتا ہے انتہائی اختصار کے ساتھ رب کائنات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابراہیمؑ پر دوسرا امتحان شروع ہوا اور اس میں بھی وہ ثابت قدمی سے پورے اترے اور ایسے اترے کہ رتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا بے آب و گیاہ پہاڑوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور جہاں تک انسانی نظر کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ کا نام و نشان تک نہیں یہ اللہ کے پیارے خلیل اللہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو جو ابھی والدہ کی گود میں ہیں ان کی والدہ حضرت ہاجرہ سمیت اس وادی میں چھوڑ جا رہے ہیں حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضور یہ کس جرم کی سزا ہے آپ خلیل اللہؑ نے ان کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں دیا پھر کچھ دیر بعد حضرت ہاجرہ خود بولیں کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر اس پر خلیل اللہؑ نے فرمایا ہاں ہاجرہ یہ اللہ کا ہی حکم ہے اتنا سننے کے بعد حضرت ہاجرہ نے فرمایا تو پھر ہمیں کوئی غم نہیں اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا''
کچھ دور جا کر حضرت خلیل اللہ نے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھائے اور عرض کی اَنے میرے رب میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں'' ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب ! اسلئے کے وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور پھل کھانے کو دے تاکہ وہ احسان فرمائیں'' حضرت خلیل اللہ نے یہ تین دعائیں کی روایت

میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی اہلیہ حضرت بی بی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو جب اس بے آب وگیاہ مقام پر اللہ تعالیٰ کے سپرد چھوڑے جا رہے تھے تو وہ اس وقت چلتے چلتے پانی کا ایک مشکیزہ ان کے نزدیک رکھ گئے تھے اور یہ مختصر سا کھانا پانی آخر کب تک چلتا بالاخر ختم ہی ہوگیا تو حضرت بی بی ہاجرہ کو شدید تشویش ہوئی کہ ان کی گود میں معصوم پھول سا ننھا منا سا بچہ تھا وہ بچے کو پیارے سے دیکھتیں تو جی بھر آتا دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ان سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئی وہ شیر خوار بچے کو زمین پر لیٹا کر اس کے لئے پانی کی تلاش میں بے قرار ہو گئیں قریب ایک پہاڑی پر گئیں تاکہ انہیں کہیں سے پانی مل جائے مگر بے سود پانی کہیں نظر نہیں آیا اور پھر واپس بچے کے پاس آئیں تو بچے کا پیاس سے برا حال تھا پھر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی مقصد حاصل نہ ہوا یہ دونوں پہاڑیاں جنہیں صفا اور مروہ کہا جاتا ہے وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں یوں وہ (ہاجرہ) ان کے درمیان سات مرتبہ دوڑیں۔ لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہ آیا اس دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے خلیل کی اہل خانہ کی بے تابی دیکھ کر جوش میں آ گئی اور جب آخری مرتبہ حضرت بی بی ہاجرہ بچے کے پاس آئیں تو عجیب منظر دیکھا کہ شیر خوار حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام سے وہاں پر پانی کا ایک صاف چشمہ جاری ہے حضرت بی بی ہاجرہ کی اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ فوراً

اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور پھر خیال آیا کہ اب اس بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہئے چنانچہ بی بی ہاجرہ نے اس کے ارد گرد رکاوٹ بنائی پانی کو روکتے ہوئے حضرت بی بی ہاجرہؓ نے زم زم (یعنی ٹھہر جا) کہہ کر بے تحاشہ بہتے ہوئے پانی کے چشمے کو روک دیا۔ زم زم رک جانے کو کہتے مگر آج ہم زم زم اس پانی کو کہتے ہیں جسے دنیا کے کڑوڑوں لوگ بطور تبرک پیتے اور لے جاتے ہیں اگرچہ اسے آج بہتے ہوئے چار ہزار سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے یہ چشمہ پہلے روز کی طرح آج بھی جاری و ساری ہے اور اب تو اس پانی کو نکالنے کے لئے ٹیوب ویل جیسے جدید مشینری اور آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔اس پانی کو پینے والوں کا اتنا ہجوم رہتا ہے کہ باری نہیں آتی مگر اس متبرک چشمے سے مبارک پانی کبھی ختم نہیں ہوا تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

پیارے حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ اس پانی کو زم زم نہ کہتی تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئےکافی ہوتا یہی صفا و مروہ ہے جہاں حاجیوں کے لئے ضروری ہیکہ وہی طریقہ اختیار کریں جو حضرت ہاجرہ نے کیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی سنت کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کو شعائر اللہ قرار دیا اور پھر اس بے آب و گیاہ کے درمیان زندگی کے اثار نمودار ہوئے اور آج یہ وادی حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کی بدولت حسین و خوبصورت وادی میں تبدیل ہو گئی ہے آپ اندازہ کریں

کہ آج سے تقریباً چار ہزار سال گزر چکے ہیں مگر یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی دعاؤں کا ہی اثر ہے کہ جو فروٹ دنیا کے کسی بھی کونے میں نہیں ملتا وہ مکہ شریف میں موجود ہے قلب میں کھچے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ بلوغت کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے آپ کی قربانی طلب فرمائی تین دن مسلسل خواب آتے رہے تیسری صبح آپ نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ میں اور بیٹا اسماعیلؑ ایک دعوت میں جا رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اسے تیار کردیں حضرت ہاجرہؓ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو بہت اچھا لباس پہنایا اور تیار کردیا آپ نے چھری اور رسی لی جنگل کی طرف چل دیئے کعبہ شریف سے کچھ ہی دور پہنچے تو شیطان نے آپ کو اس قربانی سے روکنا چاہا سب سے پہلے بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ہاجرہؓ آپ کو علم ہے کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو کہاں لے گئے ہیں؟ حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ ایک دعوت پر گئے ہیں۔

تب شیطان بولا نہیں ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں حضرت بی بی ہاجرہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا ایک باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے شیطان نے کہا کہ ابراہیم کا خیال ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری راہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کردو اس پر حضرت خلیل اللہ کی اہلیہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ حضرت بی بی ہاجرہ نے ابلیس کو جواب دیا

کہ میرے پروردگار کا یہی حکم ہے تو میں کون ہوں جو اس قربانی کی راہ میں رکاوٹ بنوں ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ایک سو اسمٰعیل ہوں تو ایک ایک کرکے قربان کرتی چلی جاؤں اور اس جواب کے بعد شیطان مایوس ہوگیا تو پھر اس نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ورغلانا چاہا انکے قریب جا کر کہنے لگا تجھے تیرے والد ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں ۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کیوں شیطان نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس پر حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری جان کی قربانی قبول فرمائے تو میں یہی کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے شیطان نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت اسمٰعیلؑ کسی طرح سے اس قربانی سے رک جائیں مگر اللہ کے خلیلؑ کے عزم کے آگے بے بس ہوگیا اور ایک پہاڑ کے قریب لے جا کر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا ''اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا مرضی ہے سعادت مند بیٹے نے جواب دیا اے ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے بلا خوفِ خطر پورا فرمایئے مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور پھر ابلیس نے کوشش شروع کی کہ حضرت ابراہیمؑ کو کہنے لگا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں اے خواب کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے اے ملعون مجھ پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ میرا خواب شیطانی نہیں رحمانی ہے نبی کا

خواب وحیِ الٰہی ہوتا ہے میں اللہ کے حکم سے ہر گز منہ نہیں موڑوں گا شیطان نے ہر طرف سے مایوس ہو کر سر پیٹ لیا ہائے اب کیا ہوگا جب باپ اور بیٹا دونوں رضائے الٰہی سے راضی ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے بل لٹا دیا۔ قرآن کریم ارشاد کرتا ہے۔

ترجمہ ''دونوں تیار ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا'' چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے باپ کو کہا ابا جان میری تین باتیں قبول فرمائیں پہلی یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ تڑپنے سے کوئی خون کا چھینٹا آپ کے لباس پر نہ پڑے دوسری یہ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ میری محبت کی وجہ سے رک جائے اور تیسری بات یہ کہ میرا خون آلود کرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجئے وہ اسے دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرے گی باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی تسلیم و رضا کا یہ منظر آج تک چشمِ فلک نے نہیں دیکھا ہوگا تیز چھری حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر پہنچ کر کند ہو گئی۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ نے اسے ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دیئے ابراہیمؑ نے چھری سے کہا تو نے پتھر جیسی سخت چیز کو دو ٹکڑ کر دیئے لیکن اسمٰعیل کا گلا ریشم سے بھی نرم تھا چھری نے کہا ترجمہ '' خلیل اللہ کہتا ہے کاٹ مگر جلیل کہتا ہے خبردار جو اسمٰعیل کا بال بھی بیگا کیا۔

جب خلیل اللہ خود جلیل اللہ کا حکم مان کر لٹائے بیٹھا ہے تو میں کیسے انکار کر سکتی ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں قربان کرنے کے لئے اور میرا بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہے تو تو کیوں توکاوٹ بنتی ہے ابراہیمؑ نے پھر چھری اٹھائی چھری حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر پہنچنے سے پہلے پہلے حضرے جبرائیلؑ ایک مینڈھا لے آئے اس کو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اٹھا لیا مینڈھا ذبح ہوگیا تو آواز آئی ترجمہ ''اور ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ ! تو نے خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیتے ہیں ۔ بیشک یہ صاف آزمائش ہے ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا'' ابراہیمؑ کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور اسے قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اس یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے قربانی کی حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قربانی سے مقصود رضائے خداوندی کا حص ول ہے قربانی کے ان مقاصد اور مطالب کے پیش نظر کوئی مسلمان بھی قربانی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور آج اغیار کل مسلمانوں کے دلوں سے اسی جزبے قربانی کو نکلنا اور ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان کے دلوں سے جذبے قربانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ قربانی ختم کرنے

کے لئے آزاد و روشن خیالی کا ایک ایسا پودا اگا دیا ہے کہ مسلمان آہستہ آہستہ حکم خداوندی اور سنتِ نبوی سے دور ہوتے جارہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے ہمیں آج یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم حکم خداوندی کہ احکامات کی پیروی نہ کرکے زندہ رہ سکیں گے۔

جواَب بلاول بھی..؟

کیا ہمارے مُلک میں پہلے ہی غیر سنجیدہ حکمرانو/سیاستدانوں کی کمی تھی..؟جواَب بلاول بھی..؟

بلاول کا بچکانہ پن مگر بھڑکیلی وغیر سنجیدہ تقریر..بلاول پہلے یہ بتائیں اِنہیں تقریر کس نے لکھ کر دی تھی...؟

کیا ہمارے مُلک میں پہلے ہی موروثی اور غیر سنجیدہ حکمرانو اور سیاستدانوں کی تعداد کچھ کم تھی..؟کہ جواَب ذوالفقار علی بھٹو شہید کے نواسے، مرتضیٰ علی بھٹو شہید کے بھانجے اور شہیدِ رانی پیار کی نشانی اور وفاق کی زنجیر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے اکلوتے بیٹے اور مسٹر ٹین پر سنٹ سے شہرت کی بلندیوں کو چھونے کے بعد صدرِ پاکستان سے سابق صدر کا لقب پانے والے مصالحتی اور مفاہمتی پالیسیوں کے رنگ میں رنگے رہنے والے آصف علی زرداری کے صاحبزادے اور موجودہ پاکستان پیپلزپارٹی کے نومولود چیئرمین اپنے معصوم سے چہرے کے ساتھ قومی زبان اردو کو توڑ مروڑ کر انگریزی لب و لہجے میں بولنے اور اپنے نانا اور اپنی امی کی تقریر کے طرزِ کواپنانے والے بلاول بھٹوزرداری بھی اُچھلتے کودتے اپنی غیر سنجیدہ (مگر حسبِ معمول کسی اور کی لکھی ہوئی غیر سنجیدہ تقریر کرنے کے بعد) قومی سیاست کے میدان میں کچھ ایسے اُترے

ہیں کہ اِن کی تقریر اور اِن کے لب و لہجے سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا کہ اگر بلاول بھٹوزرداری جیسے لوگ بھی قومی سیاست میں حصے لینے لگے تو پھر مُلکی سیاست اور قوم و مُلک کا تو اللہ ہی حافظ ہے اِنہیں سیاست میں آنے سے مُلکی سیاست ، معیشت ، وقار و بقاء و سالمیت اور پہلے سے دگرگوں ہوتی مُلکی خودمختاری کو خطروں سے دوچار ہونا سوفیصد ممکن ہوجائے گا اور آج جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ نواز و زرداری دونوں ایک ہوگئے ہیں۔

اگرچہ میں شہدائے کارساز کی چھٹی برسی کے موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے نومولود چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کا بچکانا پن مگر اِس ہیں اِن کی کی گئی بھڑکیلی و غیر سنجیدہ تقریر کا تذکرہ تو بعد ہیں پوائنٹ ٹو پوائنٹ کروں گا مگر اِس سے پہلے بلاول بھٹوزرداری یہ تو بتائیں کہ اِنہیں ایسی غیر سنجیدہ اور بے ہنگم تقریر اِن کی پارٹی کے کس سینئر جیالے اور عہدیدار نے لکھ کر دی تھی ، اِس تقریر میں جہاں بلاول بھٹوزرداری کا بچکانہ پن جھلک رہا تھا تو وہیں اِس تقریر کو لکھنے والے پی پی پی کے کسی بزرگ سیاستدان کے سینے میں اُبلنے والے لاوے کو بھی باہر نکالنے کا موقع ملا جو اِن کے سینے ہیں موجودہ حکمران جماعت (ن) لیگ ، اور اپنی سابق حکومت کی اتحادی جماعت ایم کیو ایم اور پل دو پل سونامی کی تڑی لگانے والی جماعت پی ٹی آئی سے متعلق خدا جانے کب سے پھٹنے کے انتظار میں تھا، آج بلاول بھٹوزرداری کے جس خطاب کو پی پی پی کی

قیادت جھوم جھوم کر حقائق پر مبنی اور اپنے آئندہ کے ایجنڈے سے تعبیر کر رہی ہے مگر آج در حقیقت پاکستانی قوم اور محب وطن سیاستدان بلاول بھٹو زرداری کے اِس خطاب کو پی پی پی کی احساس محرومی اور مایوسیوں کے اعتراف کا گمان تصور کر رہے ہیں اَب یہ اور بات ہے کہ عوام کی اِس اکثریت رائے کو پی پی پی والے کچھ اور رنگ دے کر اپنا دل بہلانے کے لئے کسی اور ڈرامے کی صورت میں پیش کریں مگر حقیقت تو یہی ہے کہ بلاول بھٹو زرداری کا خطاب غیر سنجیدہ اور حقائق کی توہین کرنے کے مترادف ہے آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں مُلک جن مسائل اور اندرونی اور بیرونی چیلنجز سے دوچار ہے ،اِن سے نبرد آزما ہونے کے لئے مُلک اور قوم کو صاف وشفاف انتخابات سے سنجیدہ اور مدبرانہ سوچ رکھنے والی ایسی قیادت اور حکمرانی کی ضرورت ہے جو اپنی اہلیت اور قابلیت سے مُلک اور قوم کو مسائل کے دلدل اور اپنے پرائے کی سازشوں سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کرے تو سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے ، جبکہ بلاول بھٹو زرداری کی طرح کسی غیر سنجیدہ موروثی سیاستدان یا حکمران کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو اپنے پرکھوں کے کارناموں پر اپنا سیاسی قد اُونچا کرے اور مُلک و قوم کی تقدیر سے کھیلے اور اِن کو زندہ در گو کر دے۔آج ساری پاکستان قوم یہ سوچ رہی ہے کہ جب تک پی پی پی اقتدار میں رہی وہ اپنے دورِ اقتدار میں تو سانحہ کارساز کے ماسٹر مائنڈ کا سراغ نہیں لگا سکی اور آج جب پی پی پی والوں کے ہاتھوں سے حکمرانی کی چڑیا نکل کر ن لیگ کے ہاتھ آ گئی ہے تو آج

سانحہ کارساز کی چھٹی برسی کے موقع پر پی پی پی والے اپنی سیاست چمکانے اور اپنی مظلومیت کارونا روتے ہوئے سانحہ کارساز کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے لکیر پیٹ رہے ہیں اِن کی یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے، اگرچہ آج شہدائے کارساز کی چھٹی برسی پر پاکستان پیپلز پارٹی کے نومولود چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کا کیا جانے والا غیر سنجیدہ خطاب اپنے اندر بے شمار خدشات اور مخمصوں کے ساتھ انگنت سوالات بھی لئے ہوئے ہے، جو آنے والے دنوں میں کھل کر سامنے آئیں گے اور شاید جب اِن کا جواب پی پی پی کے پاس بھی نہ ہواوراَب ذرابات ہوجائے پی پی پی کے نومولود چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کے اُس غیر سنجیدہ خطاب کی جس میں اُنہوں نے اپنی آستینیں چڑھاتے ہوئے اپنے مخصوص لب و لہجے کے ساتھ مذہب کے ٹھیکداروں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ "2018 کے عام انتخابات میں آصف علی زرداری جیالوں کی کمان اور میں (بلاول بھٹوزرداری) تیر بنوں گا، اِن کا اِس موقع پر یہ کہنا تھا کہ "یعنی ہم باپ بیٹے مل کر شیر کا شکار کریں گے جو غریبوں کے خون سے اپنا پیٹ بھرتا ہے، اور بلاول نے اپنے اِس خطاب میں خیبر پختونخواہ سے باکثرت اُٹھنے والی سونامی کی آواز کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم عوام کو سونامی سے بچائیں گے، اور اِسی کے ساتھ بلاول بھٹوزرداری نے ایک مخصوص انداز سے یہ بھی کہا کہ " پاکستان 1947 میں آزاد ہوالیکن کراچی آج بھی لندن کی کالونی بنا ہوا ہے، فون پر چلنے والی پتنگ کو کاٹ دیں گے" پی پی پی کے نومولود چیئرمین نے اپنے بچکانہ خطاب

میں ایسے بہت سے غیر سنجیدہ اور غیر ضروری الفاظ ادا کئے جو کسی بھی لحاظ سے پاکستان پیپلیز پارٹی جیسی ایک ملک گیر اور سنجیدہ پارٹی کے کسی چیئرمین کے معلوم نہیں دیتے ہیں کیوں کہ کچھ بھی ہے آج بھی پی پی پی اپنا ایک منفرد وقار اور مورال رکھتی ہے ، اگر آئندہ بھی بلاول بھٹوزرداری جیسے کسی نومولود چیئرمین کی جانب سے ایسے غیر سنجیدہ خطابات ہوتے رہے تو وہ دن کوئی دور نہیں جب پی پی پی کا اصولوں اور ضابطوں پر قائم برج زمین بوس جائے ۔ لہذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ پی پی پی کی انتہائی سنجیدہ قیادت جو اپنے کسی اندرونی اختلافات کی وجہ سے پس پردہ چلی گئی ہے وہ سامنے آئے اور پی پی پی کی قیادت سنبھالے اوراسے بچائے۔ کیوں کہ اگر مولویوں ، شیر والوں ، سونامی اور پتنگ والوں نے اِنکی تقریر کو سنجیدہ لے لیا تو بلاول سمیت پی پی پی والوں کو بھی جواب دنیا بھاری پڑجائے گا۔ (ختم شُد

!...جمہوریت حکمرانو اور سیاستدانوں کے لئے تو بھلی صحیح

مگر عوام کے لئے تو بس آمریت ہی..؟

بے شک میرے اِس مُلک میں جہاں میں اور آپ اپنی سانسیں گِن گِن کرلے رہے ہیں آج یہاں قدم قدم پر مسائل کے انبار لگے ہوئے ہیں اور آج جہاں انتہائی کسمپرسی کے عالم میں زندگیاں گزارنے والے مجبورو بیکس عوام کے منہ پر مکھیاں آتی جاتی ہیں، اور ایسے میں عوام لاچارگی کی علامت بنے پڑے ہیں جب عوام کے ایسے بُرے حالات ہیں جمہوریت بھی عوام کو درپیش مسائل حل کرنے سے قطعاً قاصر رہے اور یہ بھی عوام کو کسی معاملے میں ریلیف مہیا کرکے اِنہیں سُکھ اور چین نہ دے سکے تو پھر ایسی جمہوریت کا عوام کو کیا فائدہ ہے..؟ جو اِن کے لئے تو جی کا جنجال بنی رہے اور حکمرانو اور سیاستدانوں کے لئے بھلی بن کر اِنہیں ہی سارے فائدے پہنچاتی رہے تو پھر عوام کا ایسی جمہوریت کو چاٹنے اور سرپر بیٹھانے کا کچھ فائدہ نہیں ہے، موجودہ حالات میں عوام کو فوراً سے بیشتر اس کے خاتمے کے لئے کوششیں شروع کردینی چاہئے اور اُس قوت کے لئے راہ ہموار کردینی چاہئے جو جمہوریت کی آڑ میں اپنے ذاتی اور سیاسی فائدے اُٹھانے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو نکیل دینے کے لئے ہمارے یہاں آتی رہی ہے،

اور اِس کے آتے ہی جلیبی کی طرح ٹیڑھے سیاستدان ایسے سیدھے ہوتے رہے ہیں کہ جیسے یہ کبھی ٹیڑھے ہوئے ہی نہ تھے۔ جبکہ آج ایک مرتبہ پھر ہمارے حکمرانو اور سیاستدانوں نے عوامی مفادات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور جمہوریت کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اپنی کمر کس لی ہے اور جمہوریت کی بقاء وسالمیت کے خاطر اُس حد تک جانے سے بھی دریغ نہ کرنے کی ڈھان لی ہے، جہاں پہنچ کر اِن کی سیاست ہی دگرگوں کیوں نہ ہو جائے مگر انہیں تو ہر حال میں جمہوریت کی دیوی کو تحفظ فراہم کرنا ہے بس.....۔ پچھلے دِنوں امریکی صدر بارک اوباما سے ملاقات کے لئے امریکا روانگی سے قبل ایک گفتگو کے دوران وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ایک بار پھر یہ کہا ہے کہ پاکستان کی اصل طاقت جمہوریت ہے، اِس موقع پر مجھے ایسا لگا کہ جیسے کہ وزیراعظم نواز شریف یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ آج جو جمہوریت اِن کے ہاتھ لگی ہے اِسے حاصل کرنے کے لئے اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) سمیت مُلک کی تمام سیاسی جماعتو ں نے بے شمار قربانیاں دی ہیں جس کے بعد جمہوریت کا یہ ننھا سا پودا سرزمین پاکستان پر پھوٹا ہے، تو اَب اِس کی آبیاری اور نشو نما کرنا بھی سب جماعتوں کا اپنا اپنا اولین فریضہ ہے۔ ایک طرف حکمران اور سیاستدان جمہوریت کی دیوی کے پوجا پاٹ میں لگے ہیں تو دوسری طرف یہی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں بھی ایک دوسرے سے پیچھے نہیں ہیں، گویا کہ یہ جمہوریت کی اُوٹ میں ہی اپنا سیاسی قد بھی اُونچا کرنے میں مگن ہیں تو وہیں اِن سب کی یہ کوشش بھی ہے کہ جس طرح ہوسکے قوم کو کسی نہ کسی مسئلے میں

اُلجھائے رکھو مگر جمہوریت کو کوئی ٹھیس نہ پہنچنے دو۔ .آج اگر عوام کی حالتِ زار کا جائزہ لیاجائے تو معلوم یہ ہوگا کہ گزشتہ اور موجودہ جمہوری ادوار میں سِول حکمرانوں نے عوام کا اتنا بُرا ِحال کردیاہے کہ آج اِن کی .برداشت کی ہمت بھی دم توڑچکی ہے یعنی یہ کہ آج عوام ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں ،اِن کی سوچنے سمجھنے اور اپنا اچھابُرا پرکھنے کی بھی صلاحیتیں ختم ہوکر رہ گئیں ہیں۔

مگر آج اِس کے باوجود بھی ہمارے حکمران جمہوریت کے اتنے دلدادہ ہیں کہ اِن کی توجہ عوام کے مسائل سے ہٹ کر صرف اور صرف جمہوریت کو مُلک میں مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے مرکوز ہے، جبکہ ہوناتو یہ چاہئے کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان مُلک میں جمہوریت کی مورتی کے مندر قائم کرنے کے ساتھ ساتھ مہنگائی و بھوک وافلاس کے ہاتھوں پریشان حال عوام کے مسائل کے حل کی جانب بھی .بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کریں تاکہ عوام تک جمہوریت کے ثمرات ٹھیک طرح پہنچے اور عوام یہ تسلیم کرنے لگیں کے جمہوریت آمریت سے بھلی ہے، مگر آج موجودہ حالات سے دوچار عوام یہ تصور کرتے ہیں کہ جمہوریت توحکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے امرت دھاراہے مگر جمہوریت تو عوام کے لئے پریشانیاں اور مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہے،اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی عوام یہ سمجھتے ہیں ،اِن کے لئے جمہوریت سے زیادہ آمریت بھلی ہے ، جس میں اِن کی سُنی تو جاتی ہے، جہاں آمر

کے ڈنڈے تلے سیاستدان دبے رہتے ہیں تو وہیں مہنگائی بھی بے لگام ہو کر اور سر اُٹھا کر اِدھر اُدھر آوارہ گردی نہیں کرتی ہے، آٹے ، دال ، چاول، چینی اور غریبوں کی روزمرہ کی استعمال کی اشیاء کی بوریاں بھی عوام کو آسانی سے سستے داموں دستیاب ہوتیں ہیں اور اِس طرح اِن کی زندگیاں سکون سے گزرہی ہوتیں ہیں۔ جبکہ اِس کے بر عکس گزشتہ اور موجودہ جمہوری ادوار میں یہ مماثلت ہے کہ اِس میں عوام کو مہنگائی اور طرح طرح کے بحرانوں میں جکڑ دیا گیا اور آج عوام چیخ چیخ کر اِن سے نجات کی اپیلیں اور درخواستیں کرتے نہیں تھک رہے ہیں مگر جمہوریت کی دیوی کے پوجاری حکمرانوں اور سیاستدانوں کو عوام کی کوئی فکر نہیں ہے، یہ سب کے سب بس اپنے اُن مشاغل میں مشغول ہیں جن سے عوام کو ایک پائی کا بھی فائدہ نہیں ہے۔اِن کے نزدیک تو بس ایک یہی بات مقدم اور اہم ہے کہ جمہوریت کو کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے، اور اَب کوئی آمر پھر اِن کو تنگ وپریشان کرنے کے لئے اِن پر شب خون نہ مارنے پائے،آج بس میرے مُلک کے حکمران اور سیاستدان اِس ایک ایجنڈے پر ہی متفق دکھائی دیتے ہیں باقی کسی بھی ایک نقطے پر اِن کا اتفاق نہیں ہے، آج اِن سب کی بس ایک یہی کوشش ہے کہ پہلے جمہوریت کو بچانے کے لئے باہم متحد و منظم ہو کر آمریت کے راستے روکے جائیں پھر باقی عوامی اور مُلکی مسائل حل کرنے کی مہلت اور فرصت ملے تو اِس جانب بھی ذرا سی توجہ دے دی جائے ورنہ اِس کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ عوام اور مُلک کے اتنے مسائل ہیں کہ یہ سب کے سب یکدم سے یا

کسی جادو کی چھڑی سے فوراً حل نہیں ہو سکتے ہیں، لہٰذا عوامی اور مُلکی مسائل کو ایک طرف رکھ کر صرف جمہوریت کو تحفظ فراہم کیا جائے، کیوں کہ جب مُلک میں جمہوریت رہے گی تو اِن کی بھی سیاست چمکتی رہے گی اور اِن کی بھی دال دلیہ چلتی رہے گی اور جب جمہوریت نہیں رہے گی تو پھر اِن کا بھی وجود خطرے سے دوچار رہے گا، جبکہ عوام کے نزدیک جمہوریت سے اچھی وہ آمریت بھلی ہے جس میں عوام کو سستا آٹا اور سستی بجلی تو ملتی ہے۔ (ختم شُد)

کدو کا سوپ، بکرے بٹیر کے گوشت، زعفرانی چاول کے بدلے صرف خون..؟

کیری کا نواز کو عشائیہ،

آج یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ اِن دِنوں ہماری نو مولود حکومت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اپنے وفد کے ہمراہ امریکا یاترا کے لئے چار روزہ دورے پر ہیں،اور گزشتہ دِنوں امریکا پہنچنے پر امریکی وزیر خارجہ جان کیری کی جانب سے وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے وفد کے ارکان کو ایک عشائیہ بھی دیا گیا ہے اور اِس عشائیہ میں امریکیوں نے اپنے پاکستانی مہمانوں کو کدو کا سوپ، بکرے کے گوشت اور مینو کے مطابق بٹیر کے بھنے ہوئے گوشت ،زعفرانی چاول اور آئس کریم سے تواضع کی ہے اِس عشائیہ سے متعلق واشنگٹن سے آنے والی ایک خبر میں یہ بھی ہے کہ اِس عشائیہ میں امریکی انتظامیہ کے سینئر حکام بشمول وزیر دفاع چک ہیگل ، قومی سلامتی کی مشیر سوسن رائس ، سی آئی اے کے سربراہ جان برینن اور افغانستان پاکستان کے لئے خصوصی امریکی نمائندہ جیمز ڈوبنز نے بھی شرکت کی تھی ، عشائیہ کی ایک اور خاص بات یہ بھی تھی کہ اِس میں میزبان اور مہمان ایسے گھل مل گئے تھے کہ یہ بھی تاریخ کا ایک حصہ بن گیا ہے جبکہ یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ اِس موقع پر امریکی میزبانوں نے اپنے

پاکستانی مہمانوں کو اتنا کچھ کھیلانے پیلانے کے بعد اِس بات پر بھی ضرور راضی کرنے کی سر توڑ اور جان چھوڑ کوشش کی ہوگی کہ تم یہاں بھی اور وہاں (پاکستان میں) بھی جو چاہو اور جتنا چاہو ہمارا کھاؤ اور پیو مگر اِس کے بدلے میں ہمیں صرف ڈورن حملوں کی اجازت دے کر ہمیں (پاکستانی) اپنے معصوم اِنسانوں کے خون چوسنے اور اِن کے گوشت نوچنے سے گاڈ کے واسطے مت روکو کیوں کہ یہی ہماری مرغوب غذا و مشروب ہے اور آج یہی ہمارا پسندیدہ مشغلہ ہے ...اگر تم بضدر ہے اور تم نے ڈرون حملے بند کرا دیئے تو ہم تم سے ناراض ہو جائیں گے ہاں.... !اور اگر ہم تم سے ناراض ہو گئے تو پھر سمجھو تم اور تمہاری حکومت کا کیا ہوگا ....؟

بہر حال ... ! یہ تو محض میرا قیاس ہے اور اِس موقع پر امریکیوں نے اپنے پاکستانی مہمانوں سے کھلے اور دبے لفظوں اور جملوں سے اور کیا کیا کچھ نہیں کہا ہوگا ...؟ اور کیسے کیسے مطالبات نہیں کئے ہوں گے ..؟ ہمارے لوگوں نے امریکیوں کی کتنی مانی ہوگی یہ تو آنے والے دِنوں میں خود سامنے آجائے گا، مگر اِدھر وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف بھی اِس مرتبہ اپنے پورے ہوم ورک کے ساتھ امریکا گئے ہوئے ہیں اور اُنھوں نے وہاں پہنچ کر امریکیوں کے سامنے اُپنے اِس عزم اور ہمت کا بھی اِظہار کر دیا ہے کہ امریکا پاکستان کے تحفظات سمجھے ، امریکا عزت کرے اور کرائے ڈرون حملوں سے " پاکستان کو شدید نقصان ہوا ہے ، امریکا اِسے فوری طور پر بند کرے بس کے علاوہ پاکستان کا امریکیوں

سے اور کوئی اولین مطالبہ نہیں ہے "۔اور اگلے دِنوں میں نواز شریف امریکی صدر مسٹر بارک اوباما سے ملاقات کے دوران ڈرون حملوں سے متعلق پاکستان کے تحفظات اور اِس کی خود مختاری پر اُٹھنے والے خدشات کا بھی اظہار کرکے امریکا کو آمادہ کریں گے وہ ڈرون حملے بند کرے " اگرچہ وزیر اعظم نواز کے اِس دورے سے متعلق مُلک کے سیاسی اور بالخصوص حکومتی حلقوں اور حکومتی چاپلوسی میں بچھ بچھ جانے والے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے اپنا اپنا فریضہء اولین جانتے ہوئے وزیر اعظم کے اِس دورے کی شان میں ایسے ایسے قصیدے شروع کررکھے ہیں کہ جن سے یہ غالب گمان ہو چلاہے کہ جہاں وزیر اعظم کا یہ دورہ مُلک سے ڈرون حملے رکوانے اور بے شمار امدادوں کے بند دریچے کھلوانے کے لئے ایک طلسماتی دورہ ثابت ہوگا تو وہیں مُلک کی مردہ ہوتی معیشت اور توانائی سمیت دیگر بحرانوں میں جکڑی اور اپنے بنیادی حقوق اچھی خوراک ، علاج و معالجہ اور جدید سفری سہولتوں اور معیاری تعلیم سے محروم دم توڑتی قوم کے لئے بھی نئی زندگی کی روح پھونکنے میں امرت دھارا اور آبِ حیات ثابت ہوگا۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج چیخ چیخ کر حکومتی شان میں قصیدے پڑھنے اور عوام کے کانوں میں وزیر اعظم کے اِس دورے سے متعلق انگنت اچھے نتائج کے تاثر گھول گھول کر اُنڈیل نے والے ہمارے ٹی وی چینلز والوں کو اَب قوم سے حقائق پر پردہ ڈالنے اور چھپانے کے بجائے اُن ہولناک اور انتہائی دردناک حقائق کو بتادینا چاہئے جو یہ اَب تک قوم سے چھپارہے ہیں، بلکہ اِنہیں یہ سب کچھ اِس طرح بتادینا چاہئے کہ

امریکا جو زمین پر خود کو سُپر طاقت سمجھتا ہے، اور اِسے اِس بات کا گھمنڈ ہے کہ یہ اپنے ڈالرز کی چمک سے دنیا میں جہاں چاہئے اور جو چاہئے وہ سب کچھ آسانی سے اپنی مرضی سے کرواسکتا ہے جس کا کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا ہے، جیسا کہ اِس کی تاریخ گواہ ہے، اور ہمارے مُلک سے متعلق تو اِسے اچھا خاصہ تجربہ بھی حاصل ہے، یہ ہمیں قرضوں، امدادوں، عشائیوں کی مد میں کھلا پلا کر پہلے اپنے جال میں پھانستا ہے، اور پھر ہماری مجبوریوں کا فائدہ اُٹھا کر ہمیں بلیک میل کرتا ہے اور ہمیں اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتا ہے اور ہم خاموشی سے اِس کے ہر حکومت پر اپنا سر خم کئے فرمانبردار نوکروں کی طرح اِس کا ہر حکم بجالاتے ہیں، اور قوم کو یہ بھی بتایا جائے کہ ارے بھئی..! یہ امریکا ہے...امریکا ہے..اِسے ہم کیا کوئی بھی آسانی سے بے وقوف نہیں بنا سکتا ہے، اور ویسے بھی امریکا کو ہماری خصلت اور ہماری مجبوریوں کا پورا پورا اندازہ ہے، یہ ہمیں ہماری اُوقات سے آگے نہ سوچنے دیتا ہے، اور نہ ہم سے یہ توقع کرتا اور رکھتا ہے اور نہ کراتا ہے کہ ہم اِس کی اجازت کے بغیر اپنی اُوقات سے آگے سوچیں اور کچھ بولیں یا اِس سے یا کسی سے بھی اپنے لئے کچھ مانگیں..(اِس کی ایک تازہ مثال پاک ایران گیس معاہدہ ہے جو ہم نے اِس کے حکم کی خلاف وزری کرتے ہوئے کر تو لیا ہے مگر یہ ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ہم اِس کو ختم کردیں...اِس لئے کیوں کہ...؟ ہم نے اِس معاہدے سے پہلے اِسے اعتماد میں نہیں لیا تھا) اور آج ایسے بہت سے حقائق ہیں جن پر پردہ ڈالنے کے لئے

حکومتی چاپلوسی میں مبتلا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا دو دو ہاتھ آگے نکلنے کی رس میں مگن ہیں۔ آج جہاں حکومتی حلقے وزیر اعظم نواز شریف کے اِس دورے کو ملک اور قوم کی بہتری کے لئے سنگِ میل گردان رہے ہیں تو وہیں اپوزیشن جماعتوں سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کا یہ کہنا ہے کہ حسبِ روایت امریکا پاکستان کی کچھ نہیں مانے گا اور کچھ بھی نہیں دے گا، اِن کا کہنا ہے کہ جس طرح بھکاری کسی کے ساتھ دھڑلے سے بات نہیں کر سکتا ہے ،اِسی طرح ہم امریکی بھکاری ہیں اور ہم بھلا کیسے اپنی مرضی کی بھیک امریکا سے لے سکتے ہیں۔ (ختم شُد

. عوام کو کیا ملا ٹھینگا

امریکی دورے میں نواز شریف نے تو امریکا کو نواز دیا مگر امریکا نے اِنہیں نہیں نوازہ ، عوام کو کیا ملا ٹھینگا .

اوباما کا تو ڈاکٹر شکیل آفریدی کی رہائی کا مطالبہ مگر نواز شریف آپا عافیہ صدیقی کو بھول گئے جیسے کیوں ..؟ درد اپنے اپنوں کا ..!

چلو لو بھئی ..! ہماری نو مولود حکومت کے نئے (مگر اپنے امریکی آقاؤں کے پیروں کو چھو چھو کر اور اِن کی جوتیوں کو احتراماً اپنے سر پر رکھنے اور اِن سے الفت و محبت کا دم بھرنے کے بعد تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب سنبھالنے والے) وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اپنا چار روزہ امریکا کا جیسا تیسا دورہ ختم کر کے وطن واپس لوٹنے سے قبل لندن پہنچ گئے ہیں ،اور اِس کے بعد مُلک کی اپوزیشن جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں اور عوامی سطح پر یہ تاثر زیادہ شِدّت سے پیدا ہو رہا ہے کہ یقیناً اِس دورے کے دوران امریکا نے پاکستان سمیت خطے سے وابستہ اپنے مفادات کے خاطر نواز شریف کو اور نواز شریف نے اپنی حکومت کو طول دینے اور اِسے اپنی پانچ سالہ مدت تک قائم ودائم رکھنے کے لئے امریکا کو کھلے دل سے خوب نوازہ دیا ہوگا اور پھر یوں دونوں جانب سے صرف حکومتی سطح پر ایک دوسرے کو مزید نوازنے کے لئے نئے نئے عہدو پیاں بھی جنم دے دیئے گئے

ہوں،اور پھر ہمارے بیوپاری وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے وفد میں شامل اِن جیسی دیگر شخصیات کے بھی مزے آ گئے ہوں گے، کہ چلو اِن چار دنوں کے دوران اِن لوگوں نے امریکا تو گھوم لیا اور مزے بھی خوب کرلئے ہیں۔

اَب اِس دورے کے جو بھی نتائج نکلیں گے...؟ہم بعد میں دیکھ لیں گے..؟مگر اتنا تو ہوا کہ اِنہوں نے امریکا تو گھول لیا اور مزے بھی کرلئے ہیں،اور پھر اُن پر اِس دورے سے لٹکتی تلوار سے بھی جان چھوٹی جو اِن کے سر پر جھول رہی تھی اِنہوں نے وہاں اور کیا کچھ کیا ہے..؟اور اِس کے بعد بھی آئندہ جو ہوگا..؟آج اِس کا بھی اندازہ تو قوم کو ہو ہی گیا ہے کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف مُلک و قوم کے لئے امریکا میں کیا کرکے آئے ہیں، اور اپنے اِس دورے میں امریکا کو کیا کیا دے کرمُلک واپس لوٹے ہیں..؟

مگر آج کوئی کچھ بھی کہئے ...لیکن قوم اِس حقیقت کو تو ضرور جان چکی ہے کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نہ تو امریکا سے ڈرون حملے رکوانے میں کامیاب ہوسکے ہیں، اور نہ ہی یہ قوم کی غیور اور قابلِ فخر بیٹی اور بہن آپا عافیہ صدیقی کی رہائی کے مسئلہ پر بات کرسکے ہیں، اپنے اِس چار روزہ دورے میں وزیراعظم نواز شریف نہ جانے کن مسائل پر گفتگو کرتے رہے، اور اپنے چار روزہ امریکا میں قیام کے دوران وائٹ ہاؤس میں مزے کرنے اور اِس کے درودیوار کو

گھور گھور کر تکنے اور اِنہیں چھو چھو کر اپنی حسرت اور خواہش پر فخر کرتے رہنے کے علاوہ یہ تو بس امریکیوں کا شکر ہی ادا کرتے رہے ہوں گے کہ اُنھوں نے اِن پر مہربانی اور اِن کی امریکا کے وائٹ ہاؤس میں آنے اور اپنے یہاں عشائیہ کھانے کی خواہش بھی امریکیوں نے پوری کردی ہے ، جس کے لئے پاکستانی سیاستدانوں کی ایک بڑی تعداد بیتابی سے منتظر رہتی ہے اور جہاں آنے کے لئے پاکستانی ترستے ہیں مگر یہ اِن کی قسمت ہے کہ اِن کی خواہش پوری ہو گئی ہے۔

اگرچہ اَب آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے حالیہ چار روزہ امریکی دورے کے مُلک و قوم کے لئے جو بھی نتائج نکلیں گے ...؟ سو نکلیں مگر قوم کو اتنا یقین ضرور ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتی سطح پر پاک امریکا تعلقات تو مستحکم ہو گئے ہیں مگر پاکستان اور پاکستانی قوم کے لئے کسی ایسے ویسے اور ہولناک نتائج کے ساتھ ایک ایسے نئے باب کا ضرور اضافہ ہو گیا ہے، جس سے ہمیشہ کی طرح عوام کے حصے میں پھر ٹھینگا اور مسائل اور پریشانیوں کے انبار ہی آئیں گے ، اور حسبِ روایت اِس دورے کے نتائج ہمارے امریکی پِٹھو حکمران اور سیاستدان ہی کے لئے سود مند نکلیں گے، مگر بیچارے عوام پھر ڈرون حملوں اور امریکی قرضوں کی ادائیگیوں کے لئے ہی دن رات پستے رہیں گے اور اپنے خون پسینے کو بہاتے رہیں گے۔

مگر دوسری جانب یک قابلِ توجہ مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کے حالیہ امریکی دورے سے متعلق سینئر امریکی حکام کا دوٹوک الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ پاکستان کی نومولود حکومت کے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے وفد کے ہمراہ کئے گئے چار روزہ امریکی دورے میں امریکی صدر صدر بارک اوباما کے درمیان ہونے والے دوطرفہ مذاکرات کے دوران ایک آدھ بار کے علاوہ پھر کسی بھی لمحے پاکستانی وزیر اعظم اور اِن کے وفد میں شامل کسی بھی فرد نے دیدہ ودانستہ اپنی قوم کی بیٹی اور بہن آپا عافیہ صدیقی کے معاملے پر کوئی ایک بات تک نہیں کی ہے اِس پر امریکا نے یہ کہا کہ اَب اپنی قوم کی بیٹی اور اپنی بہن آپا عافیہ صدیقی سے متعلق کوئی بات نہیں کرے گا تو پھر سب کے سب پاکستانی جتنے بھی دن امریکا میں قیام پذیر رہے سب خاموش رہے کسی نے بھی عافیہ صدیقی کی رہائی کے بارے میں کچھ نہیں کہا لگتا ہے کہ جیسے امریکی حکام یہ سمجھتے رہے کہ اگر پاکستانیوں نے اپنی بہن آپا عافیہ صدیقی کے بارے میں کچھ زور دیتے تو امریکی اِن کی رہائی کے بارے میں بھی ضرور سوچتے.. مگر پاکستانیوں نے تو ایک امریکی ڈانٹ کے بعد ہی عافیہ صدیقی کے بارے میں مزید کچھ کہنے سے اپنے ہونٹ جیسے سی لیے تھے۔

جبکہ اِس کے بعد اَب راقم کو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے سینئر امریکی حکام یہ

کہناچاہ رہے ہیں کہ " یہ درد ہے اپنے اپنوں کا" سینئر امریکی حکام نے کہاکہ امریکانے پاکستانی وزیراعظم نوازشریف سے ہونے والی ملاقات کے دوران جہاں اپنے اور بہت سارے معاملات کو اُٹھایاہے تو وہیں امریکی صدر مسٹر بارک اُوبامانے اپنے اَن دیکھے دوست اور امریکی حکومت اور امریکیوں کے ساتھ نیک جذبات اور ہمدرریاں رکھنے والے اُس پاکستانی کے بارے میں بھی کھل کر بات چیت کی جس نے اُسامہ آپریشن میں امریکا کی مدد کی تھی جبکہ اِس موقع پر امریکی صدرنے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نوازشریف سے جیسے عملاََپاکستانی ڈاکٹرشکیل آفریدی کی فوری رہائی کازیربحث اُٹھایااوراِنہیں حکم دیتے ہوئے کہاہے کہ وہ ابھی اور اِسی وقت ہمارے دوست اور ہمدردپاکستانی ڈاکٹرشکیل آفریدی کو رہاکریں یاپاکستان واپس جاکراپنی اولین ترجیحات میں ہمارے بندے ڈاکٹرشکیل آفریدی کی رہائی کو ممکن بنائیں،اوراِس کے ساتھ ہی پاکستان پر بلاجھجک یہ بھی باورکرادیاہے کہ پاکستان کچھ بھی کرلے اورجتنابھی کہہ لے، ڈرون حملے توہرحال میں جاری رہیں گے،اِس کے جاری رہنے سے امریکاکی بقاءاورامریکی شہریوں کو تحفظ حاصل ہے، ڈرون حملوں کوتوبندکرنے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتاہے، سواَب پاکستان امریکاسے باربارڈرون حملوں کو بندکرنے کی بات نہ کرے۔اوراِس کے ساتھ ہی اپنے جگری دوست اور بھائی بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ جی کی خواہشات کااحترام کرتے ہوئے اِن ہی کے لب ولہجے میں امریکی صدرمسٹربارک اُوبامانے پاکستانی وزیراعظم اوراِن کے وفدسے بات چیت کرتے

ہوئے پاکستان پر زور دیا کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے جماعت الدعوۃ پر لگائے اور اِس موقع پر امریکیوں نے جماعت الدعوۃ اور حافظ سعید سے متعلق بھارت کی جانب سے امریکا کو پیش کئے گئے شواہد پاکستان سے شیئر کئے جتنی بھی دیر اُوباما اور نواز ملاقات جاری رہی خطے میں افغانستان سمیت دیگر حوالے سے امریکا اپنے مطالبات منواتا رہا اور اپنے خدشات اور تحفظات کا اظہار کرتا رہا۔

جبکہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں دیکھا جائے تو امریکیوں کی جانب سے ٹکا سا جواب ملنے کے باوجود بھی اِدھر ایک ہمارے وزیر اعظم میاں نواز شریف اور اِن کے وفد میں شامل افراد ہیں کہ یہ ابھی تک بس مسلسل ایک یہی رٹ لگائے جارہے ہیں کہ "

ہمارا امریکا کا یہ دورہ ملک و قوم کے لئے سنگِ میل ثابت ہوگا، اور ہم اپنے اِس دورے میں امریکا کو ڈرون حملے رکوانے میں قائل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں، قوم خاطر جمع رکھے، ڈرون حملوں کا سلسلہ بہت جلد بند ہوجائے گا، ہم نے اپنے گھر کو خود خواب کیا ہے پہلے ہمیں اِسے خود ٹھیک کرنا ہوگا اور پھر ملک و قوم کی بھلا کے لئے

سوچنا ہوگا اور وزیر اعظم نواز شریف نے قوم کو تسلی دینے اور خوش کرنے کے لئے ایسے بہت سے خوبصورت خواب دکھائے ہیں مگر اَب اِس منظر اور پس منظر میں آج اِنہیں یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ اَب قوم اتنی بھی بے وقوف نہیں ہے کہ اِن کی اِن لولی پاپ تھمانے جیسی باتوں پر یقین کرلے گی اور اِسے یہ یقین ہوچلے گا کہ وزیر اعظم جو اور

جیسا کہہ رہے ہیں وہ سب من و عن ٹھیک ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسا امریکی اور ہمارے بزرگ رہنما منور حسن اور پاکستانی عوام کہہ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ نواز شریف امریکا سے اُمید افزا جواب حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں، یہ تو امریکا اپنی حکومت کو بچانے اور آئندہ کی گائیڈ لائن لینے کے لئے گئے تھے،اور آئندہ امریکی اشاروں پر اپنا سر خم کرکے ہر امریکی حکم ماننے اور اِسے فوراً پورا کرنے کا وعدہ کرکے واپس لوٹے ہیں، یہ وہی کچھ کریں گے جیسا امریکا نے اِنہیں کہا ہے اور حکم دیا ہے اِنہیں اپنے پیش رو کی طرح ملکی مفادات اور عوامی مشکلات اور پریشانیوں سے کیا غرض ہے، آج اِنہیں تو بس ایک یہی فکر لاحق ہے کہ امریکا کہیں اِن سے ناراض نہ ہوجائے کہ اِن ہاتھوں سے حکومت ہی نکل جائے..!باقی باتیں اگلے کالم میں ہوں گیں، اَب تب تک کے لئے اجازت اللہ حافظ...!

اچھی بات ہے کوئی تو آگے بڑھا

اچھی بات ہے کوئی تو آگے بڑھا، پرویز خٹک نے ڈرون حملے رکوانے کے لئے کمر کس لی..

وزیراعظم کے چارہ روزہ دورہ امریکہ میں امریکی صدر سے ہمارے بیوپاری وزیراعظم نواز شریف کی 90 منٹ کی ملاقات کے دوران جو اور جیسے معاملات زیر بحث آئے اَب اِس کے ثمرات سامنے آنے میں یقیناً کچھ کیا..؟ بلکہ ایک بڑا وقت بھی درکار ہو سکتا ہے مگر آج تک جو باتیں معلوم ہوئیں ہیں وہ یہ ہے کہ امریکہ نے نواز شریف کو دوٹوک الفاظ میں ڈرون حملوں سے متعلق یہ ضرور کہہ دیا ہے کہ ڈرون حملے نہیں روکیں گے، اوراَب پاکستان ڈرون حملوں سمیت اپنی آپاڈاکٹر عافیہ صدیقی سے متعلق بھی ایک لفظ نہ کہے، جس کے بعد ہمارے موجودہ حکمرانوں نے چپ سادہ لی ہے، اور اِن دونوں معاملات پر اپنے ہونٹ ایسے سی لیئے ہیں، کہ جیسے یہ اِن معاملات سے واقف ہی نہیں ہیں۔

جبکہ وزیراعظم نواز شریف کے وطن واپسی کے بعد اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون نے بھی جیسے صریحاً امریکی موقف کی تائید وحمایت کرتے ہوئے

کہہ دیا ہے کہ "ڈرون حملے عالمی قوانین کے تحت ہی ہونے چاہئیں" اَب اِس کے بعد یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف کا چار روزہ امریکی دورہ بے سُود ثابت ہوا ہے، اور امریکی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہ کر اقوامِ متحدہ جیسے اداروں کو بھی کسی لالچ اور عیاری کے تحت اپنا ہم خیال بنا چکے ہیں، جس کے بعد اَب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ڈرون حملوں کے خلاف کسی سے مدد لینے کے بجائے، اپنی مدد آپ کے تحت ایسے سخت ترین اور فیصلہ کُن اقدامات کئے جائیں، جس سے ڈرون حملے نہ صرف رک جائیں بلکہ ہماری جوابی حکمتِ عملی اور طاقت و دھمکی سے امریکا ڈرون حملے روکنے پر مجبور ہو جائے۔

اگرچہ امریکی ہٹ دھرمی اور اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون کی ڈرون حملوں کی حمایت میں آنے والے بیان کے بعد یہ اچھی بات ہے کہ ہمارے یہاں سے ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے کوئی تو آگے بڑھا ہے، اور جس کے لئے وزیرِاعلیٰ خیبر پختونخواہ وپرویز خٹک نے اپنے مظلوم اور بے کس افراد کی ڈرون حملوں سے جان چھڑوانے کے لئے کمر کس لی ہے، آج اِس پر قوم دعا گو ہے کہ پاک پرودگار اللہ رب العزت اِنہیں اِس میں ثابت قدمی عطا فرمائے اور اِنہیں کسی اندرونی و بیرونی دباؤ میں آئے بغیر اپنے اِس نیک اور پُرخلوص مقصد میں اِس کے مقاصد حاصل ہونے تک کامیابی سے ہمکنار کرے آمین ثمہ آمین)آج امریکا کو افغانستان سے نکلنے کے لئے جن چیلنجز کا سامنا ہے، اِس)

پر

امریکابظاہر تونہیں مگر اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے پر ضرور مجبور ہوگیاہے، اور امریکا کو 2014 تک اپنے جنگی سازوسامان اور اپنی پیٹمپر لگی افواج کو افغانستان سے نکلنے کے لئے پاکستان ایک آرام دہ اورپُرسکون راستہ ہے، جس کے لئے امریکاپاکستان کو خالی خولی دباؤ میں رکھنے کی پالیسی پر کاربند ہے، اور بس یہی چاہتاہے کہ پاکستان روزِ اول کی طرح آخری دن (افغانستان سے پوری طرح نکلنے)تک اِس کے دباؤ میں رہے اوراِس کی جی حضوری کرتارہے، تاکہ دنیاکے سامنے اِس کی طاقت کاغرور قائم رہے۔
جبکہ آج پاکستانی قوم یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ امریکانے پاکستان کو ہمیشہ اپنے مفادات اور اپنے ہراقسام کے ناجائز مقاصدکے حصول کے لئے استعمال کیاہے، جس کے لئے اِس نے ایسی سازشیں تیارکیں کہ پاکستان اِن میں اُلجھتاہی چلاگیااور آج ایک بار پھر امریکانے پاکستان کے لئے ایسی گھناونی سازشیں بُن ڈالیں ہیں کہ جن سے پاکستان کونکلنانہ ممکن ہوگیاہے،اورآج جب امریکااپنے خوابوں کوچکناچور کرکے افغانستان سے گھسیانی بلی کی طرح نکل بھاگنے کی راہیں تلاش کررہاہے،اِس کی یہ کوشش ہے کہ یہ باعزت طورپر اپنی طاقت کاگھمنڈ برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کے راستے افغانستان سے اپنی دُم دباکر نکل جائے اَب ایک ایسے وقت میں کہ جب وزیراعظم نوازشریف اپناچارروزہ وہ امریکی دورہ جواِنھوں نے ڈرون حملوں کو رکوانے اورآپا
ڈاکٹرعافیہ

صدیقی کی رہائی کے لئے کیا تھا یہ اِس میں ناکام ہوئے گئے ہیں، تو اِدھر وزیر اعظم نواز شریف کی ناکامی پر وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ پرویز خٹک نے ڈوٹوک الفاظ میں امریکا کو للکارتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ ڈرون حملے نہ رکے تو نیٹو سپلائی بند کرنے کا فیصلہ کریں گے۔اُنھوں نے یہ بات گزشتہ ہفتے کی شام خیبر پختونخواہ ہاؤس میں صحافیوں سے ملاقات کے بعد غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے کہیں،اِس دوران خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک نے اِن سے پوچھے گئے اُن عوامی سوالات کا بھی تذکرہ کیا جو پبلک مقام اور عوامی سطح پر اِن سے کئے جاتے ہیں اُنھوں نے کہاکہ خیبر پختونخواہ کے عوام اِن سے اِس قسم کے سوالات پوچھتے ہیں کہ "اِن کے علاقوں میں امن کب قائم ہوگا..؟اور آپ ڈرون کب گرا رہے ہیں..؟ یہ اِس پر بس اتنا ہی کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ ڈرون گرانا ہمارا نہیں وفاقی حکومت کا کام ہے، تواِس پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خیبر پختونخواہ کے عوام اِن کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگ رہے ہیں، جبکہ اِن کا صوبے میں امن وامان سمیت اور دیگر معاملات میں یہ بھی کہنا ہے کہ فاٹااور قبائلی علاقوں میں امن وامان کی مخدوش صورتحال سے دیگر جرائم پیشہ افراد بھی بھرپور فائدہ اُٹھارہے ہیں،اور وہ جرائم کرکے وہاں نکل جاتے ہیں جہاں حکومت اور پولیس کی ایکسس ہی نہیں" آج قوم وفاقی حکومت کی ڈرون حملوں اور آپا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی سے متعلق روا رکھی گئی مصالحتی اور مفاہمتی پالیسیوں سے نااُمید ہو کر یقیناً خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک کے اِس

بیان کی بھرپور حمایت کرتی ہے۔اور اِن کی اِس آواز پر کہ "ڈرون حملے نہ رکے تو نیٹو سپلائی بند کرنے کے فیصلے پر عملدرآمد کی شدت سے منتظر ہے"اور اِن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے باہر نکلنے کے انتظار میں ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ اَب پی ٹی آئی سے تعلق رکھنے والے خیبر پختونخواہ کے بہادر وزیراعلیٰ پرویز خٹک ایک لمحہ بھی ضایع کئے بغیر جلد از جلد اپنے اِس فیصلے کو عملی جامہ پہنادیں تاکہ امریکا اور نیٹو افواج کو افغانستان سے پاکستان کے راستے نکلنے کا موقع نہ ملے اور وہ اِس طرح ڈرون حملے روکنے پر خود بخود مجبور ہو جائے گا۔اور امریکی اور نیٹو کی پیٹیمپر استعمال کرنے والی افواج پھنس کر رہ جائے گی۔ (ختم شُد

مہنگائی بے لگام قید عوام جن کا مرنا آسان جینا مشکل،

یہی تو ہے.. ! پاکستان جہاں حکمران عیاش، مہنگائی بے لگام قید عوام جن کا مرنا آسان
جینا مشکل..
آپ کو شائد یہ معلوم ہے کہ نہیں کہ دنیا کا ایک خطہ جنوبی ایشیا بھی ہے اور اِس خطے کا
ایک مُلک ایسا بھی ہے جہاں بسنے والے اِنسانوں کی حسرتوں اور خواہشات
کا طاقتور حکمران اور افسر شاہی طبقہ قدم قدم پر خون بہتا ہے اور چوستا بھی ہے، اور آج
بیچارے اِن اِنسانوں کی حالاتِ زار دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے کاتبِ تکبیر نے اِن کی
قسمت میں اِن کے اعمالوں اور کرتوں کی وجہ سے اِن کے حصے میں بم دھماکے، قتل
وغارت گری، لوٹ مار، کرپشن، اقرباء پروری، حق تلفی، دھوکہ اور ایسے شیطانی کام اِن
کے گلے میں ڈال دیئے ہیں کہ اَب اِن بُرائیوں کو گلے سے نکالنا مشکل ہوگیا ہے اور اِس
کے ساتھ ہی ساتھ اِس مُلک کے عوام پر ہر ناجائز کو جائز بنانے والوں کے ٹولوں اور
طبقوں سے تعلق رکھنے والے جابر و فاسق حکمران اور سیاستدان کو کامیاب کرکے اِنہیں
اِن پر کچھ ایسا مسلط کردیا گیا ہے کہ جن کی نااہلی اور ناقص فیصلوں کی وجہ سے اِس مُلک
کے معصوم شہریوں کو ہر پل زندہ درگو ہونا پڑ رہا ہے۔

جبکہ اِس مُلک کے حکمران اپنی عیاشیوں کی وجہ سے غریبوں کی خون پسینے سے قومی خزانے میں پڑی دولت کو لوٹ کھارہے ہیں اور پھراسے بھرنے کے لئے اُمرا کو ٹیکسوں کی ادائیگیوں سے بھی بچارہے ہیں اور اُلٹا غریبوں پر ہی ٹیکس لگارہے ہیں اور پھر غریبوں کے ٹیکسوں سے جمع ہونے والی رقوم کو اپنی عیاشیوں پر ہی خرچ کر رہے ہیں اور خزانہ خالی ہونے کا ڈھنڈوراپیٹ رہے ہیں اور اِس پر پھر غریبوں کو ہی کڑوی گولیاں نگلنے کا حکم بھی دے رہے ہیں۔

آج اِس مُلک کے ایوانوں اور بالخصوص سرکاری اداروں میں لوٹ کھسوٹ کا وہ بازار گرم ہے کہ شیاطین بھی کانوں کو ہاتھ لگاکر بھاگ رہے ہیں، اور اِس مُلک میں امیرامیرتراور غریب غریب ترہورہے ہیں، اور جہاں چار سواغوابرائے تاوان اور بھتہ پرچی کا دھنداعروج پر ہے، اِس مُلک میں حد تو یہ ہے کہ اِس مُلکِ پریشاں ہیں قانون نافذ کرنے اور عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنے والے ادارے بالخصوص پولیس سیاسی بھرتیوں اور مصالحتی پسندی اور مفاہمتی پالیسیوں کا لبادہ اُڑھے بے بس و مجبور ہوکر اُوندھے منہ پڑی ہے اور جبکہ طاقتوراور عیار غنڈے و قاتل سینہ چوڑاکرکے گلیوں، محلوں بازاروں اور شہر کی سڑکوں پر دندناتے پھر رہے ہیں، اور دوسری طرف اِس منظراور، پس منظر ہیں اِس مُلکِ پریشاں وحیراں میں عوام کو اپنی انگلیوں پر لٹو سے زیادہ تیزرفتار نچانے والے

چالاک وڈرامے باز سیاستدان اور حکمران خاموشی اختیار کئے بیٹھ گئے ہیں اور اُدھر مرتی کٹتی اور سسک سسک کر ایڑیاں رگڑتی اور اپنے منہ پر بھنبھناتی مکھیوں کو ہنکاتی مفلوک الحال عوام ہے جسے دیکھ کر بے ساختہ یہ جملہ نکل جاتا ہے کہ یہی تو ہے جنوبی ایشیاء کا وہ مُلکِ پاکستان جس کا ابھی اُوپری سطور میں حقائق سے قریب تراور دردناک نقشہ پیش کیا گیا ہے آج یقینا جہاں مہنگائی بے لگام ہے اور عوام قیداور مسائل کے انبار تلے دبے ہوئے ہیں ایسے میں آج اِس مُلک کے عوام کا یہاں مرنا تو آسان ہے مگر جینا تو کیا...؟ یہاں زندہ رہنے کا خواب دیکھنا اور سوچنا بھی اِنتہائی مشکل ہوگیا ہے۔ آج اِس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد مُلک سے مہنگائی، بے روزگاری سمیت توانائی کے بحران کے خاتمے سے متعلق ایک رتی کا بھی کام نہیں کیا ہے،اُلٹااِس کا توسارازورصرف اِس ایک نقطے پر ہی مرکوز ہے کہ جس قدجلد ممکن ہوسکے مُلک کے تمام سرکاری اداروں جن میں خسارے پر چلنے والے تو شامل ہیں ہی مگراُن اداروں کو بھی نجی تحویل میں دے دیاجائے، جو اپنے قیام کے اول روز سے ہی منافع بخش ادارے شمار کئے جاتے ہیں اِن سمیت تمام مُلکی اداروں کو فوراََ ایسی ویسی بولی لگانے والوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرڈالو...جن کی فروخت سے مُلک کا ستیاناس ہوجائے اور مُلک ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرزپر دوبارہ اغیار کی غلامی میں چلاجائے۔

میرے مُلک میں سابقہ ادوار سے لے کر آج تک جتنے بھی حکمران و سیاستدان گزرے ہیں اور موجودہ حالات میں جو گزر رہے ہیں اِن میں شاید دوایک ہی مُلک و قوم کے ساتھ مخلص رہے ہوں ورنہ تو باقی سب کے سب ہی اغیار کے پٹھواور اِس کے ایک حکم پر ناچنے والے غلام ہی بنتے رہے ہیں اِس میں خواہ ہمارے سِول حاکم ہوں یا وردی والے اِن سب ہوں نے اپنے آقاوں (امریکی صدور) کی جوتیوں کے تلوے دھوئے اور اِنہیں اپنے سروں پر اُٹھا کر توہم پر اپنی حکمرانی کے کبگیر گھومائے ہیں،اور ہمارا اور ہمارے مُلک کا ستیاناس کیا ہے۔

آج میرے مُلک میں جتنے بھی مسائل اور برائیاں جنم لے چکی ہیں یا جو مزید لیں گے اِن سب کے پس پردہ ہمارے سابقہ حکمرانوں، سیاستدانوں اور افسر شاہی سے تعلق رکھنے والے اُن مفاد پرستوں کی کارستانیاں یقیناً شاملِ حال ہیں جنھوں نے اپنے اُلٹے سیدھے مشوروں اور ناقص منصوبہ بندیوں سے ایک طرف تو مُلک کو دولخت کیا اور دوسری جانب اِسے مسائل اور بحرانوں کے دلدل میں کچھ ایسا جکڑا کہ اِن سے جان چھڑانی مشکل ہی نہیں بلکہ آج ناممکن بھی ہو گئی ہے۔

افسوس تو اِس بات کا ہے کہ سب کچھ بُرا ہونے کے باوجود بھی عوام ہیں کہ اَب تک سُورہے ہیں،اِن میں اپنے لٹیروں اور جابر وفاسق حکمرانوں اور سیاستدانوں

سے اپنے حقوق چھین لینے کی ہمت کیوں پیدا نہیں ہو رہی ہے، ہاں اُن لوگوں سے جنہوں نے ہمیشہ مُلک اور عوام کو دیدہ ودانستہ اغیار کے اشاروں پر اِن کے اپنے مفادات کے خاطر تباہ وبرباد کیا اور اگر یہی حکمران اور سیاستدان موجودہ رہے تو یہ آئندہ بھی ایسا کرتے رہیں گے ،اِن سے اپنے حقوق چھینے کے لئے عوام بیدار نہ ہوئے اور اِنہیں اِنسان کا پتر نہ بنایا تو عوام یاد رکھیں حکمرانوں کی شکل میں ہم پر قابض موروثی حکمران وسیاستدان، جاگیردار اور سرمایہ دار اور یہ تیز وچالاک لوگ عوام کو قبروں میں اُتار دیں گے،اور بالاآخر عوام اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور یوں ہمارے یہی لیٹرے، جاگیردار، سرمایہ دار اور چودھری اور وڈیرے حکمران و سیاستدان مُلک اور قومی خزانے پر عیاش کرتے رہیں گے اور مُلک کے غریب ولاچار عوام منوں مٹی تلے دب جائیں گے۔

بہرکیف.. !اَب آپ سے اجازت لینے سے قبل یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ آپ میری متذکرہ اِن تمام باتوں سے ضرور متفق ہوں گے اور مجھے اپنے خیالات سے بھی ضرور آگاہ کریں گے اور چلتے چلتے آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پاک پروردگار کے حضور اپنے مُلک اور اپنی بقاء وسالمیت اور استحکام کے لئے ضرور دعا کرتے رہا کریں کہ اللہ ہمیں اور ہمارے مُلک کو موجودہ بیوپاری وزیراعظم اور اِن کی حکومت کے ظالم و جابر اُن وزرا سے بھی بچائے جو مُلک

اور قومی اداروں کو بیچ ڈالنے کی اغیار کی گھناؤنی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں اور اُن سب سے بھی مُلک اور قوم کو بچا جو مُلک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ (آمین ثمہ آمین)

!اللہ حافظ ۔۔۔

----بچاؤ---- بچاؤ

میرے پاکستان اور پاکستانی قوم کو گِدھوں کے شکنجوں سے بچاؤ ...!
پیٹرول 48 پیسے سستا کرنا کُھلا مذاق ہے..!امریکی دباؤ میں پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبہ ختم کرنا ملک دُشمنی کے مترادف ہے۔
شام ڈھلتے ہی طبیعت نے اپنی خرابی کا الارم بجانا شروع کردیا تھا،اور اِس بات کا مجھے پورا پورا خدشہ تھا کہ رات سرچڑھنے سے پہلے ہی نزلہ اور بخار کا بسیرا میرے لاغر جسم پر ہو جائے گا اور پھر بالآخر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہی ہو گیا جس کا خدشہ تھا اور اَب میری طبیعت پوری طرح سے خراب ہو گئیہے اور میں اپنا منہ کمبل میں ڈالے
بستر پر پڑا ہوا ہوں،نزلہ ہے کہ ایسا بہہ رہا ہے کہ جیسے بلدیہ کی کوئی سیوریج لائن پھٹ گئی ہے، اور مجھ سے بخار بھی ایسے گرم جوشی سے بغل گیر ہو رہا ہے کہ جیسے میری ساری پسلیاں توڑ ڈالے گا اور میرے جسم کو نچوڑ ڈالے گا ابھی میں اِس عالم بے قراری میں پڑا ہی تھا کہ اچانک ٹی وی کے کسی چینل پر چلنے والی ایک بریکنگ نیوز نے میری ساری توجہ اپنی جانب کچھ اِس طرح سے مبذول کرائی کہ پھر کہاں گیا بخار اور کہاں گئی طبیعت...؟میرے جسم سے چپٹے

بخار اور بہتے ہوئے نالے جیسے نزلے کا احساس ہی نہیں ہوا مجھے کچھ پتہ نہیں چلا اور میں برق کی سی رفتار کے ساتھ اُٹھ بیٹھا اور کمبل کو اپنے وجود سے دو فٹ دور پھینک کر کھڑا ہو گیا اور اَب میرے منہ سے بے ساختہ یہ نکل رہا ہے کہ "بچاؤ... بچاؤ.. میرے مُلک پاکستان اور پاکستانی قوم کو گِدھوں کے شکنجوں سے بچاؤ...!" اور میں یہ جملہ بڑی دیر تک ادا کرتا رہا اور اِس کیفیت میں اُس وقت تک مبتلا رہا کہ جب تک مجھے اِس بات کا احساس نہیں ہو گیا کہ میں نیم پاگل پن سے نکل چکا ہوں، مجھے یقین ہے کہ یہ بریکنگ نیوز ہی کچھ ایسی تھی کہ جس نے مجھ جیسے اللہ جانے کتنوں کو اِسی کیفیت سے دوچار کر دیا ہوگا، وہ نیوز یہ تھی کہ "حکومتِ پاکستان ایران گیس پائپ لائن منصوبے سے پیچھے ہٹنے کی کوشش کر رہی ہے" اِس کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا کہ یقیناً اِس کے لئے حکومتِ پاکستان نے امریکی دباو ٔ میں آکر حیلے بہانے پہلے شروع کر دیئے ہوں گے اور اِس کے بعد اِس نے اپنی کوششوں میں تیزی پیدا کر دی ہو گی، کبھی حکومتِ پاکستان نے ایران سے کہا ہوگا کہ اِس منصوبے پر ضرورت سے زیادہ اخراجات آرہے ہوں تو کبھی یہ بہانہ بھی بنایا ہوگا کہ پاکستان ایران سے جو گیس لے گا وہ ضرورت سے زیادہ مہنگی ہوگی، اور یہ منصوبہ تعین کردہ عرصے تک تکمیل کو پہنچنا مشکل ہے، جبکہ پاکستان کو جلد گیس کی ضرورت ہے، اِس لئے اِس منصوبے سے پیچھے ہٹنا پاکستان کا بنیادی حق ہے اور پھر یہ پیچھے ہٹا جائے گا، ابھی میں اپنے اِن خیالات اور جملوں کے توڑ جوڑ میں ہی مگن تھا کہ ایک دوسری خبر نے تو جیسے میری سٹی ہی گھوما کر رکھ

دی تھی۔

یعنی قبل اِس کے کہ پاکستان ایران گیس پائپ لائن کا معاہدہ ختم کرنے میں پہل کرتا، جس سے ایران کی پاک ایران دوستی کو دھچکا لگتا،اُدھر ایرانی خبر رساں ایجنسی تہران سے یہ خبر داغ دی کہ اِس خبر رساں ایجنسی کے مطابق ایران کے وزیر تیل بیژن نامدار زنگنہ نے تہران میں منعقدہ گیس فورم کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہاہے کہ پاکستان کو گیس کی فراہمی کا معاہدہ منسوخ کیا جاسکتاہے اُنہوں نے کہاکہ یہ منصوبہ معطل کرنے پر غور جاری ہے ، جبکہ اِس ماہ کے شروع میں پاکستان کے وزیر پیٹرولیم شاہد قان خان عباسی نے پاکستانی سرزمین پر گیس لائن کی تعمیر کے لئے ایران سے 2ارب ڈالرمانگے تھے بیژن نامدار زنگنہ نے کہاکہ ہمارے پاس منصوبے کے لئے فنڈز دستیاب ہیں اور نہ ہی ہم نئی شرائط پر پاکستان کو گیس کی برآمد ممکن کر سکتے ہیں"اِس کے بعد مجھے ایسا محسوس ہواکہ جیسے ایران نے پاکستان کی جانب سے منصوبے کی معطلی سے پہلے ہی پاکستانیوں کے ہاتھوں اپنی ہونے والی بے عزتی سے قبل اپنا عزت بچالی اور یہ باور کردیاکہ ایران کو پاکستان کو گیس کی سپلائی کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی وہ تو بس پاکستان کو توانائی کے بحرانوں سے نکالنے اوراِس کی معیشت کو سہارادینے کے لئے ایک اچھی پڑوسی ہونے کے ناطے اِس کی مدد کے خاطر آگے بڑھاتھااور اَب اگر پاکستان اپنے امریکی آقاوزں کے بیجادباو ںز میں

آ کر ایران سے گیس پائپ لائن منصوبے کو ختم کرنا چاہتا ہے تو پاکستان یہ شوق بھی کر کے دیکھ لے کہ پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبے کے خاتمے کے بعد اِس کی ضرورت اِس کے امریکی آقا کیسے پورا کرتے ہیں ...؟ آج جن کی دھمکی اور بہکاوے میں آ کر پاکستان ایران گیس پائپ لائن منصوبے ختم کر کے اپنی ضرورتوں ، اپنی معیشت اور اپنے عوام کی خواہشات کا خون کر رہا ہے، اِس منظر اور پس منظر میں میرا خیال یہ ہے کہ آج ایران بھی پاکستانی حکمرانوں و سیاستدانوں کی امریکی چاپلوسی بھانپ کر خود بھی اِس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اِس نے بھی اپنے وقار پر آنچ نہ آنے کے لئے پاکستان سے گیس پائپ لائن معاہدہ ختم کرنے سے متعلق غور و خوص شروع کر دیا ہے اور اَب یہ دیکھتے ہیں کہ اِس منصوبے کے خاتمے کا مکمل اعلان پہلے ایران کرتا ہے یا پاکستان یہ تو آنے والے دنوں میں سامنے آ جائے گا۔ مگر مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں ہے مگر بحیثیت پاکستانی میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ہم امریکا سے بار بار دھوکہ کھانے کے باوجود بھی اِس کے مفادات کے لئے کیوں اِس کی مانتے ہیں اور اِس کے ہر ناجائز منصوبوں کا حصہ بن کر اپنا ہی نقصان کرے جا رہے ہیں...؟ آج پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبے کی معطلی میں جتنا سنجیدہ امریکا ہے کیا اِس نے کبھی ہمارے توانائی کے بحرانوں کو سمجھنے اور اِن سے پیدا ہونے والی مشکلات کو حل کرنے کی بھی کوششیں کیں ہیں..؟ یا آج اگر ہم اپنے یہاں پیدا ہونے والے توانائی بحران کو حل کرنے اور اپنے بند کارخانوں ، صنعتوں اور اپنے کاروباری معاملات کو چلانے کے لئے

ایران سے گیس پائپ لائن منصوبے کی صورت میں مدد مانگ کر اپنا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں تو امریکا کے پیٹ میں مڑور اُٹھ رہے ہیں اور ہمارے حکمران ہیں کہ یہ اِس امریکی مڑور کے حل کے لئے ایران سے گیس پائپ لائن منصوبے کے خاتمے کا پلان بنائے بیٹھے ہیں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ہمارے بیوپاری وزیراعظم میاں نواز شریف کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ جب سے اپنی چار روزہ امریکی یاترا سے واپس لوٹے ہیں اِن کی تو خصلت ہی بدل گئی ہے اور یہ ہر وہ کام کر رہے ہیں جن کے یہ پہلے کبھی حامی ہوا کرتے تھے، اَب اِسی ایران گیس پائپ لائن کو ہی لے لیں یہ اِس منصوبے کی تکمیل کے کٹر حامی تھے مگر امریکی زعفرانی چاولوں، اور کدو کے سُوپ اور امریکی آئس کریم اور بکرے کے گوشت کا اِن پر ایسا اثر ہوا کہ اِنہوں نے پاک ایران گیس منصوبے کو ختم کرنے کی منظوری کا اشارہ دے کر ملک کو بحرانوں میں جکڑنے اور ساری پاکستانی قوم کو بکرا بنا کر اِس کا گوشت نوچنے کے لئے امریکی گِدھوں کے سامنے ڈالنے کی تیاری کرلی ہے، یہ محض ایسا اِس لئے کر رہے ہیں کہ اِس سے امریکی آقا خوش ہوں گے اور نواز حکومت قائم رہے گی اور یوں اِس کا بھی دال دالیہ چلتا رہے گا اور اِس طرح امریکا کو اِس سے اپنے مفادات بھی حاصل ہوتے رہیں گے۔

جبکہ ہمارے اِن بیوپاری وزیراعظم نواز شریف جی ... ! کا ایران سے گیس پائپ لائن منصوبہ ختم کرنے کی منظوری سے متعلق سوچنا اور کارنامہ ہے تو نواز

حکومت کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اِن کی حکمرانی میں قوم کو مہنگائی کے دردناک عذاب میں جکڑا جا رہا ہے، ہمارے بزنس مین وزیراعظم کو تو اِس کا شائد احساس تک نہ ہو مگر قوم اِن کی سوا سوا سو دنوں کی حکومت میں ہی اِن سے اور اِن کے عوام دشمن اقدامات اور منصوبوں سے بیزار آچکی ہے، آج نواز حکومت نے مُلک اور قوم کو مہنگائی سمیت اور طرح طرح کے جن مسائل میں جکڑ دیا ہے اِس سے قوم میں ن لیگ اور بیوپاری وزیراعظم کے لئے نفرت پیدا ہو رہی ہے اگر انھوں نے مہنگائی اور دیگر مسائل کو حل کرکے عوام کو ریلیف نہ دیا تو مجھے یقین ہے کہ عوام میں یہ نفرت کم ہونے کے بجائے اور بڑھے گی اِس لئے ضروری ہے کہ پچھلے دنوں حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات میں 3 سے 5 روپے کا اضافہ کرکے جس طرح عوام پر مہنگائی کا بم گرایا تھا اِسے اُسی طرح واپس لے ، یہ نہ کرے کے زیادہ بڑھا کر صرف اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی کمی کرکے عوام کے ساتھ مذاق کرے اور اُلٹا اِس پر حکومت یہ دعوے بھی کرتی پھرے کہ اِس نے پیٹرولیم مصنوعات میں بالترتیب پیٹرول کی قیمت میں صرف 48 پیسے فی لیٹر کمی کے بعد نئی قیمت 112 روپے 76 پیسے فی لیٹر مقرر کردی ہے، ہائی اسپیڈ ڈیزل صرف 20 پیسے کمی سے 116 روپے 75 پیسے فی لیٹر ہوگیا ہے مٹی کا تیل 13 پیسے فی لیٹر کمی سے اَب 108 روپے لیٹر ہوگیا ہے ہائی اوکٹین 2 روپے 67 پیسے کمی سے 141 روپے 23 پیسے فی لیٹر کردیا گیا اور جے پی فور کی قیمت یں بھی مجموعی طور پر صرف 93 پیسے کمی کی گئی ہے جبکہ لائٹ ڈیزل کی قیمت برقرار رکھی گئی ہے ایسا ہم نے اِس لئے کیا ہے

کہ ہمیں اپنے عوام کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور ہم اپنے عوام کے مسائل سمجھتے ہیں اِس لئے ہم نے ترجیحی بنیادوں پر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں خاطر خواہ (پیسوں میں) کمی کرکے عوام کے مسائل کم کرنے کو کوشش کی ہے اِس عوام کو بہت زیادہ ریلیف ملے گا۔

تاہم ذرائع کے مطابق اِس مرتبہ ہر حکومت کی رکھیل اوگرا نے شائد پہلی مرتبہ پیٹرول 2.48 روپے فی لیٹر سستا کرنے کی سفارش کی تھی جبکہ نواز حکومت نے خلاف توقع اِس کی ایک نہ سُنی اور وزیرا عظم نواز شریف نے اپنے بیرون ممالک دوروں اور آئی ایم ایف سے لئے گئے قرض اُتارنے کے لئے پیٹرول کی فی لیٹر قیمت میں صرف 48 پیسے کم کرنے کا فیصلہ کے عوام پر ایک بڑا احسان کیا ہے ،اور اِسی طرح بیوپاری وزیرا عظم نواز شریف کی حکومت میں جے پی ون 7 پیسے، جے پی 8 بھی 7 پیسے اور ای ٹین فیول کے نرخوں میں 48 پیسے کی کمی کی گئی ہے، اَب اِس پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ہے کہ کیا یہ نواز حکومت کا کُھلا تضاد نہیں ہے... ؟ کہ آج ایک طرف عالمی سطح پر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں واضح طور پر ڈالروں میں کمی واقع ہو رہی ہے تو دوسری طرف ہمارے یہاں اِس یہ ں صرف پیسوں اور اعشاریوں میں کمی کرکے غریب عوام کے گلوں پر دودھاری چھری چلائی جارہی ہے جبکہ اُدھر ہم سے کئی گنا زیادہ آبادی والے پڑوسی ملک ہندوستان میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں ہم سے پہلے ہی کم تھیں آج عالمی سطح پر ہونے والی کمی کا بھی

ہندوستانی حکومت اپنے عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیسوں کے بجائے روپوں میں کمی کررہی ہے اور اپنے عوام کو ریلیف دے رہی ہے اور ہندوستانی حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں سوا روپے فی لیٹر کم کردی ہے۔ جبکہ آج ہمارے مقابلے یوں ہندوستان میں پیٹرول کی قیمت ہم سے بہت کم ہے اَب ہندوستانی حکمرانوں کے اِس اقدام پر اِن کے عوام خوش نہیں ہوں گے تو کیا ہم خوش ہوں گے، جنہیں ہمارے حکمرانوں نے اپنے اور امریکی مفادات کے خاطر امریکی گِدھوں اور اپنے خونخوار دانت رکھنے والے بیو کریٹس کے سامنے ڈال دیا ہے تو اَب ایسے میں عوام یہ دہائی نہ کریں کہ بچاؤ.. بچاؤ.. پاکستان اور پاکستانیوں کو اپنے پرائے گِدھوں سے بچاؤ......! تو سوچو پھر بیچارے اور کیا کریں...؟

سب کچھ سبوتاژ ہو گیا ہے، کیسے امن مذاکرات ..؟

سب کچھ سبوتاژ ہو گیا ہے، کیسے امن مذاکرات ..؟، یہ منہ اور مسُور کی دال، ایک اور ڈرون حملہ ..!

مان لو چوہدری جی .. ہمارا تمہارا اور سب کا دُشمن امریکا ہے بس امریکا، تو اَب امریکی تعلقات پر نظرِثانی

ڈرون حملوں کے معاملے میں پاکستان کے بار بار احتجاجوں اور منع کرنے کے باوجود بھی امریکا نے پاکستان کی ایک نہ سُنی، اور تھو تھو... ! آج امریکا نے جس طرح ڈرون حملہ کرکے تحریک طالبان کے سربراہ حکیم اللہ محسود اور اِن کے پانچ ساتھیوں کو نشانہ بنانے بعد پاکستان کے امن عمل کا بیڑا غرق کر دیا ہے، اَب اِس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ آج ہماری سلامتی اور خود مختاری کا اصل دشمن امریکا ہے اور اَب اِس ساری صُورت حال میں ہمارے سرکاری و نجی ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر پاکستان میں امریکی امن کی خواہشات سے متعلق بک بک کرنے اور چیخ چیخ کر یہ تاثر پیدا کرنے والوں (پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، افسر شاہی اور لاینکر پرسنز سر کو بھی یہ چاہئے کہ) یہ بھی اپنے منہ بند کرلیں جو کہ ٹی وی کے پروگراموں اور اخبارات میں بیانات دغ کر عوامی سطح پر یہ تاثر دینے کی کوششیں کرتے نہیں تھکتے ہیں

کہ "موجودہ حکومت کے تحریک طالبان پاکستان سے مذاکراتی امن عمل میں امریکا بھی طالبان سے مذاکرات کے عمل میں حصہ دار ہے یا حکومت کے اِس امن عمل میں اپنا حصہ شامل کرنے کا شدت سے خواہشمند ہے" جبکہ آج یہ سب نے دیکھ لیا ہے کہ پاکستان کے امن عمل کو ڈرون حملے سے تباہ کرکے امریکا نے اِس کا ثبوت دے دیا ہے کہ امریکا دومنہ والا وہ سانپ ہے جو باری باری اپنے دونوں ہی منہ سے پاکستان کو ڈستا رہتا ہے اور آج بھی اِس نے ایسا ہی کردیا ہے جو یہ اکثر بار ہمارے ساتھ کرتا رہا ہے۔

آج امریکا کے اِس گھناؤنے عمل سے یقیناً سب کچھ سبوتاژ ہوگیا ہے، اوراِس پر اَب تو ہمارے امریکی پٹھو حکمرانوں و سیاستدانوں کو اپنی امریکی دوستی میں بند آنکھیں کھول لینی چاہئیں، اوراَب اِنہیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ ہمارا تمہارا اور ہم سب کا سب سے بڑادُشمن بس امریکا ہے..امریکا..! جی وہ امریکا جو اپنے مکروہ چہرے کے ساتھ دنیا میں فسادات برپا کرکے خوش ہوتا ہے، وہ امریکا جس کی دوستی بھی دُشمنی سے خالی نہیں ہوتی ہے..اوروہ امریکا جس کی دُشمنی تو بس دُشمنی ہی ہے۔

آج کسی کو اِس سے انکار نہیں ہو کہ امریکا نے یہ جان لیا ہے کہ ہم (یہ منہ اور مسور کی دال جیسے) لوگوں کو کس طرح حالتِ ژولیدگی (حالتِ پریشانی) میں

رکھا جائے اور ہمیں اِس سے باہر نہ نکلنے دیا جائے، تو آج بھلا امریکیوں کے نزدیک یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا...؟ کہ گزشتہ دِنوں چار روزہ امریکی دورے پر جانے والے ہمارے حکمران امریکا میں زعفرانی چاول تو اُڑائیں اور وہاں بکرے کے گوشت بھی کھائیں اور بھنے بیٹروں اور کدو کے سوپ کے مزے بھی لوٹیں، مگر اتنی امریکی تواضع ہونے کے بعد بھی ہم امریکی اہداف حاصل ہونے سے پہلے ہی خود سے کچھ کرنے کے لئے چلے جائیں، یہ امریکیوں کو کیسے گوارہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی ٹی ٹی پی والوں (اِس کی نظر میں اِس کے سب سے بڑے دُشمنوں) سے پُرامن مذاکرات کرنے کے لئے اور یہ بھی کہ اِس سے اِس معاملے میں کوئی صلہ مشورہ بھی نہ کریں بلکہ اِسے صرف انفارم مطلع) کریں، تو سوچو یہ ایسا کیسے.. ؟اور کیوں ہونے دیتا... ؟کہ اِس کے ٹکروں اور) امدادوں پر پلنے والے ہم پاکستانی لوگ اپنے اور اپنے خطے کے لئے ایسا کچھ بہتر کریں جس سے ہمارے یہاں امن وسلامتی اور استحکام پیدا ہو، ہماری اِس سوچ اور منصوبوں کو ہی سبوتاژ کرنے کے لئے تو اِس نے وہ کچھ کر دیا جو یہ ہمارے ساتھ ماضی میں بھی ظاہر و باطنی انداز سے کرتا آیا ہے یعنی کہ پاکستان کے اِس دوست نما دشمن نے پھر وہی کیا جو اُسے کرنا چاہئے.. ؟آج مریکا نے پھر ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ ہم اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی یا اکثر کسی فقیر اور کم ظرفوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں، یقیناً آج امریکا ہمیں اپنی نظر میں فقیر یا کم ظرفوں جتنی ہی اہمیت دیتا ہے اور یہی جان کر یہ اکثر ہماری اُوقات سے بڑھ کر کئے جانے والے ہمارے مطالبوں اور

ہمارے بنائے جانے والے منصوبوں کو اِسی طرح سے سبوتاژ کر دیتا ہے یا بھارت جیسے اپنے کسی اور حواری مُلک کی مدد سے ستیاناس کرا کر ہماری خوشیوں کے رنگوں میں بھنگ ڈال دیتا ہے جیسا اِس نے پچھلے دِنوں تحریکِ طالبان پاکستان کے سربراہ حکیم اللہ محسود کو ڈرون حملے میں نشانہ بنا کر پاکستان کی پُرامن کوششوں کو سبوتاژ کیا ہے۔

جبکہ آج امریکا اِس پر کتنا خوش ہو رہا ہو گا کہ اِس نے پاکستان کے تحریکِ طالبان کے ساتھ پُرامن مذاکراتی عمل کو جاری ہونے سے پہلے ہی اپنے ایک ڈرون حملے سے اِسے ایسا سبوتاژ کر دیا ہے کہ اِس کے بعد تحریکِ طالبان کے سربراہ حکیم اللہ محسود اور اِن کے پانچ ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد طالبان کا احتجاجاً حکومتِ پاکستان کے ساتھ شروع ہونے والے مذاکرات معطل کرنے کے اعلان سے پاکستان کا پُرامن مذاکرات کا عمل محض ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔

اور اِسی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جب تک تحریکِ طالبان پاکستان والوں کو اِس بات کا احساس نہ ہوا تھا کہ حکومتِ پاکستان اِن سے مذاکرات کے لئے کتنی مخلص ہے تو اِنہوں نے حکومتی مذاکراتی عمل کا مثبت جواب نہ دیا مگر جب پاکستانی علما کرام کی ایک مخلصانہ اپیل پر تحریکِ طالبان پاکستان کی قیادت کو احساس ہوا اور جب اِنہیں اِس کا یقین ہو گیا کہ اَب واقعی کسی مثبت نقطے پر

پہنچنے کے لئے اور سرزمینِ پاکستان میں قیام امن اور اِسے امریکی تسلط سے نجات دلانی ہے تو حکومتِ پاکستان کے ساتھ پُرامن مذاکرات ہی اشد ضروری ہیں تو اِنھوں نے بھی حکومت سے مذاکراتی عمل کو جاری رکھنے کے لئے غیر مشروط مطالبات کے ساتھ امن عمل کی حامی بھرلی..اور امن عمل کو آگے بڑھانے کے لئے حکومت کی جانب ہاتھ بڑھایا،اور حکومت نے بھی اِس کا مثبت جواب دینے کے لئے پیش قدمی شروع کردی، اور اِس سلسلے میں پہلے حکومت نے ہفتہ 2 نومبر 2013 کی صبح مذاکرات کی دعوت دینے کے لئے شمالی وزیرستان جانے کے لئے اپنی 3 رکنی ثالثی ٹیم بھی تشکیل دی تھی جواَب یکم نومبر 2013 کو امریکی ڈرون حملے میں تحریک طالبان کے سربراہ حکیم اللہ محسود کی ہلاکت کے بعد شمالی وزیرستان جانے سے روک دی گئی ہے اور یوں حکومت کے تحریک ،طالبان پاکستان کے ساتھ فی الحال مذاکراتی عمل کو دھچکا لگا ہے

مگراَب بھی اِس منظر اور پس منظر میں وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان کا اپنی پریس کانفرنس میں یہ کہنا قوم کو انتہائی مضحکہ خیز لگتا ہے کہ" امریکا کے ساتھ تعلقات پر نظرثانی کی جائے گی" اِن کا کہنا ہے کہ امریکی ڈرون حملے سے حکیم اللہ محسود کا قتل پاکستان کی امن کوششوں کا قتل ہے"اِس پر راقم الحرف وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار سے بس یہ کہنا چاہتا ہے کہ "ارے نثار جی صاحب .. تعجب ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ امریکا ہماری اور تمہاری امن

کوششوں کا سب سے بڑا دُشمن ہے اور آج بھی آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکا کے ساتھ تعلقات پر نظرثانی کی جائے گی..." ذرا سُنیئے جناب آپ کی یہ بات قوم کو تو ایک لطیفہ لگتی ہے ارے جناب..! اَب سوچنے یا نظرثانی کرنے کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اَب اِس کا کوئی فائدہ ہوگا، میرا آپ کو بس ایک یہی مشورہ ہے کہ آج اور ابھی آپ بھی تحریکِ انصاف پاکستان کے سربراہ عمران خان کی طرح ہمت پکڑیں اور یہ کہہ دیں امریکا نے امن عمل کو سبوتاژ کیا ہے، ہماری حکومت جاتی ہے تو جائے مگر نیٹو سپلائی" بند کرکے دکھائیں گے" اور چوہدری جی..! آپ عمران خان کے اِس کہے میں بس اتنا اضافہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ "اَب امریکا سے دوستی کی آڑ میں دھوکہ کھا کھا کر ہماری برداشت کی حد ہو گئی ہے اَب اگر ہماری سرزمین پر امریکی ڈرون نظر آیا تو ہم ڈرون گرا کر دِکھائیں گے" تو پھر آپ کی ہر وہ خواہش ضرور پوری ہو سکتی ہے جو آپ چاہتے ہیں یعنی یہ کہ "حملے کے باوجود طالبان سے مذاکرات کی کوششیں جاری رہیں گیں، طالبان بھی صبر سے کام لیں گے اور اِس طرح پاکستان میں کوئی بھی امریکی پالیسی کامیاب نہیں ہوگی، قوم بھی ہر مشکل وقت میں برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صبر سے کام لے گی اور امن کا راستہ بھی کُھلا رہے گا۔

بہر کیف...! موجودہ حالات میں مُلک کو جن گھمبیر چیلنجز کا سامنا ہے اِس پر راقم الحروف کی اللہ رب عزت سے ایک یہی دعا ہے اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود

بھی حکومت اور ٹی ٹی دونوں جانب سے نرم گوشہ رکھا جائے اور مذاکرات کے دروازے ہر گز ہر گز بند نہ کئے جائیں کیوں کہ اِس ہی میں ہم سب کی بھلائی ہے اور یہی مذاکراتی عمل ہی ہمیں ایک دوسرے کے قریب لاسکتا ہے اور یہ ہی سرزمینِ پاکستان سے امریکی تسلط کے خاتمے کے لئے کار گر ثابت ہو سکتا ہے، تو آج ایسے میں صرف ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت امریکی آلہ کار بننے سے احتیاط برتے او تحریک رطالبان پاکستان والے بھی اپنے سربراہ حکیم اللہ محسود اور پانچ دیگر ساتھیوں کی ہلاکت پر جذبات میں کوئی ایسا فیصلہ نہ کریں جس سے اِن کا کردار مزید مشکوک ہو جائے اِنہیں چاہئے کہ یہ امریکی سازش کو سمجھتے ہوئے حکومتِ پاکستان کے ساتھ مخلص ہو کرمذاکراتی عمل کو جاری رکھنے میں اپنی پیش رفت جاری رکھیں اور یہ ثابت کردیں کہ یہ بھی سرزمینِ پاکستان کے ساتھ مخلص ہیں اور اِس کے استحکام اور سلامتی کے عظیم خوہاں ہیں۔

سیاسی جماعتوں کاڈرون حملے اور نیٹو سپلائی پر پالیسی موقف

حکیم اللہ کی ہلاکت اور پریشان امریکا

پاکستان پر امریکی دباؤاور طالبان کی بدلے کی دھمکیاں،نواز لیگ کا ڈرون حملہ اور نیٹو سپلائی کی بندش پر مخمصے میں مبتلا ہونا کیا ظاہر کرتا ہے..؟

آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ امریکا نے پاکستان کی امن کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے حکیم اللہ محسود کو دیدہ دانستہ ہلاک کیا اور چند دن وائٹ ہاؤس میں جشن منانے کے بعد امریکیوں کو جب ہوش آیا کہ یہ اِنہوں نے کیا کردیا ہے..؟تواُلٹااَب اِس کے بعد ایک طرف یہ خود ہی پاک امریکا تعلقات کے حوالے سے کشیدہ ہوتی صورتحال پر اپنی سُپرپاور ہونے کا غرور بھی دکھا رہاہے تو وہیں اپنادفاع بھی کرتا نظر آرہاہے،اِن دونوں کیفیات میں مبتلا امریکی وزیرخارجہ جان کیری نے سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں میڈیا اور واشنگٹن سے وزیراعظم نواز شریف سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے ایک موقع پر جس ڈھٹائی سے یہ کہاہے کہ "طالبان رہنماپر ڈرون حملہ جائز تھاتاہم پاکستان کے تحفظات کا احساس ہے،اور اِسی کے ساتھ ہی کیری کا یہ بھی کہنا تھاکہ یہ ٹھیک ہے کہ طالبان سے امن مذاکرات پاکستان کا اپنااندرونی معاملہ تھا،طالبان رہنما حکیم

اللہ محسود کی ہلاکت سے پاکستان سے تعلقات میں کشیدگی اور غلط فہمیاں ضرور پیدا ہوگئیں، مگر امریکا طالبان رہنما کے مرنے کی تصدیق یا اِس پر تبصرہ نہیں کرسکتا ہے، حکیم اللہ محسود کے ہاتھ کئی امریکیوں ، پاکستانیوں اور افغانوں کے خون سے رنگے ہوئے تھے "

یوں اَب جان کیری کے متذکرہ لگے بندھے جملوں سے یہ اندازہ لگانااور زیادہ آسان اور سلیس ہوگیاہے کہ امریکا کو ایک طرف اپنی اِس کامیابی پر فخر ہو رہا ہے تو دوسری جانب اِسے یہ خوف بھی کھائے جارہاہے کہ اِس نے طالبان رہنما کو نشانہ بناکر کہیں کوئی سنگین غلطی تونہیں کردی ہے . . ؟اور کہیں جس سے اِس کی سلامتی کو بھی مزید خطرات لاحق نہیں ہوجائیں گے . . ؟،اور وہ دس گیارہ سال کی محنت خاک میں نہ مل جائے جو اِس نے نائن الیون کے بعد شروع کی تھی اور یہ وہیں نائن الیون والی پوزیشن پر پھر نہ لوٹ جائے . . ؟اور کہیں اِس کے ہاتھ اتناکچھ کرکے بھی کچھ نہ آئے . . ؟یوں آج امریکا کا اِن ملی جُلی کیفیات میں مبتلا ہونا اِس کی بوکھلاہٹ اور پریشانی کا بھی ضرور ثبوت دے رہاہے، یعنی آج اِسے یہ اندیشہ بھی مارے جارہاہے کہ کہیں طالبان رہنما کی ہلاکت کا معاملہ اِس کے گلے میں پھنسی وہ ہڈی بھی بن سکتاہے ،جو اِس کی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔آج تب ہی امریکا اپنی اِس سُبکی کو مٹانے کے لئے کبھی کچھ تو کبھی کچھ کہہ رہاہے،اِس لئے کہ ایسا لگ رہاہے کہ جیسے امریکا تحریک

طالبان کو یہ بتانے اور جتانے کی بھی سر توڑ اور جان چھوڑ کوششیں کر رہا ہے کہ ،اور طالبان رہنما کی ہلاکت محض اتفاقیہ تھی، اَب جو ہوا سو ہوا، پاکستان چاہئے تو طالبان سے امن مذاکرات جاری رکھ سکتا ہے،اِس سے جہاں پاکستان میں قیام امن کو تقویت ملے گی تو وہیں امریکا اور امریکی شہریوں کی بھی جان بخشی ہوگی۔

اَب ایسے میں ذرا سوچیئے.. ! پہلے تو امریکا نے دیدہ دانستہ پاکستان کی امن کی کوششوں کو سبوتاژ کر ڈالا اور اَب جب چاروں جانب سے اِسے ہدفِ تنقید بنایا جارہا ہے تو امریکی اِس معاملے سے خود کو یوں نکالنا چاہ رہے ہیں کہ جیسے دودھ میں سے مکھی نکل جاتی ہے، اور یوں یہ اِس سارے معاملے میں قصوروار پاکستانیوں کو ٹھیرانا چاہتا ہے، جبکہ اِس امریکی دورخی کا شکار پاکستان ایک طرف امریکی اور دوسری جانب طالبان سے ملنے والی بدلے کی دھمکیوں پر شدید دباؤ کا شکار ہے۔

جبکہ آج یہی وجہ ہے کہ حکمران جماعت نواز لیگ کا ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کی بندش کے معاملات میں مخمصوں میں مبتلا ہونا صاف طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ کم از کم ن لیگ موجودہ حالات میں یہ نہیں چاہتی ہے کہ ڈرون حملے اور نیٹو سپلائی بند ہوں اور اِن میں کہیں سے بھی کوئی رکاوٹ پیدا کی جائے ، اِس

لئے مُلک میں پیدا ہونے والے موجودہ حالات اور واقعات کے پیش ن لیگ کے وفاقی وزیر پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ حکومت کے عالمی برادری کے ساتھ تعلقات وابستہ ہیں ایک واقعے کی وجہ سے ختم نہیں کر سکتے ہیں اِس لئے حکومت یہ کبھی نہیں چاہئے گی کہ نیٹوسپلائی بند ہواورڈرون گرانے کا فیصلہ نہیں کرے گی" حکومتی ذمہ دار کی جانب سے ایسابیان یقینا موجودہ حالات میں مُلکی سیاست میں ہلچل پیدا کرسکتاہے اور اندرونِ مُلک حکومت کے لئے اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے کئے جانے والے احتجاجوں اور مظاہروں کے باعث پریشانیاں بڑھانے کا بھی باعث بن سکتاہے۔

بہرکیف..! موجودہ منظراور پس منظر میں ن لیگ یہ ضرور سمجھتی ہے کہ ڈرون حملے بھی جاری رہیں اور نیٹوسپلائی کا عمل بھی برق رفتاری سے چلتارہے،اَب یہ ایسا کیوں چاہتی ہے..؟اِس لئے یوں لگتاہے کہ جیسے ن لیگ سے وابستہ ہماری نو مولود حکومت کے بیوپاری وزیراعظم میاں محمدنوازشریف اپنے چارروزہ امریکی دورے میں امریکیوں سے کہیں ایسے ویسے معاہدے تونہیں کرکے آگئے ہیں کہ چاہئے اِدھر کی دنیااُدھر کیوں نہ ہوجائے اور کوئی کتنابڑا بھی نقصان اور خواہ کتنی ہی جانیں ضیائع کیوں نہ ہوجائیں مگر ہمیں ہر حال میں امریکی خوشنودی عزیز ہے،اوراِس کی ہر خواہش کا احترام کرناہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے

اِس لئے بھی کہ ہمیں اپنی حکومت چلانے کے لئے یہ سب کچھ کرنا ضروری ہے کہ،
امریکی خوشنودی اوراِس کے ہماری سرزمینِ پاکستان کے ساتھ حاصل ہونے والے
مفادات کا ہر حال میں خیال رکھنامیں (وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف) اور
میری حکومت کے ایک ایک وزیراور اراکین پارلیمنٹ پر لازم ہے کہ ہم سب امریکی
مفادات کے حصول تک اپنی سرزمین کو امریکیوں کے لئے کھلار کھیں اوراِس کے ہر حکم
کی تعمیل میں بڑھ چڑھ کر اپنا اپنا حصہ ڈالیں اور ڈالتے رہیں۔
جبکہ مُلک کی اپوزیشن جماعتوں کا ڈرون گرانے اور نیٹوسپلائی بند کئے جانے پر علیحدہ علیحدہ
موقف ہے، کچھ کا خام خیال یہ ہے کہ امریکیوں کو سبق سکھانے اوراِنہیں اپنی خودمختاری
کا احساس دلانے کے لئے اِس سے اچھا کوئی موقع نہیں ہے کہ ہم اپنے امن مذاکرات کو
سبوتاژ کئے جانے پراِس کے ڈرون گرادیں اور نیٹوسپلائی فوری طورپر بند کردیں مگراِس
پر بھی بعض سیاسی جماعتوں کا یہ کہناہے کہ نہ ڈرون گرائے جائیں اور نہ نیٹوسپلائی بند کی
جائے بلکہ سارے معاملات یوں ہی جاری رہیں مگرمذاکراتی عمل بھی نہ رکنے پائیں آج
جو جماعتیں ڈرون گرانے اور نیٹوسپلائی کی بندش کی مخالفت کررہی ہیں یقینی طورپر یہ
جماعتیں حکومت کی بی جماعتیں ہیں اور امریکانواز ہیں مگر تحریک انصاف پاکستان اوراِس
جیسی جوجماعتیں ڈرون گرانے اور نیٹوسپلائی بند کرنے کا جو مطالبہ کررہی ہیں کیا یہ مُلک
اور قوم سے وفادار اور مخلص جماعتیں

ہیں۔۔۔؟تواِس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ بیشک یہی وہ جماعتیں ہیں جو مُلک اور قوم سے۔۔۔۔۔ ہیں۔

اِس سے انکار نہیں ہے کہ جب پاکستانی قوم شدت سے امن کی متلاشی تھی اور اِسے اپنی کوششوں سے امن کی ایک اُمیدِ دکھائی دی تھی ، ایسے وقت میں بس ایک امریکی ڈرون حملے نے قوم کو جس کڑے امتحان سے دوچار کردیا ہے،اور اَب اِس کے بعد یوں لگتا ہے کہ جیسے امن اِس سے روٹھ گیا ہے، اور قوم کی امن کی خواہشات چکنا چور ہو کر رہ گئی ہیں۔

دوگانہ وگلے شکوے اور نوازواُوباما ملاقات

دوگانہ وگلے شکوے اور نوازواُوباما ملاقات ....، تمہاری نظر کیوں خفا ہو گئی ,خطا بخش دو گر خطا ہو گئی

جب اُوباما نے نواز شریف کو کہا اِے جی... ،ملاقات پر اتنے مغرور کیوں ہو..؟ ہماری خوشامد پر مجبور کیوں ہو..؟

آج یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے کہ جب ہماری نو مولود حکومت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف وزارتِ عظمیٰ کا تیسری مرتبہ حلف لینے کے لئے آئے تھے تو اُنہوں نے اپنے خاندانی درزی سے اپنے لئے خصوصی طور پر جو شیراونی تیار کرائی تھی اُس کی قیمت اتنی تھی کہ اِس سے کئی غریب گھرانوں کی بچیوں کی ٹھیک ٹھاک طریقے سے شادی ہو سکتی تھیں، جو شادی کی عمر کو تو پہنچ چکی ہیں مگراِن کے والدین کے پاس کتنی رقم نہیں ہے کہ آج جتنی کسی لڑکی کی شادی کے لئے درکار ہوتی ہے۔

مگر چونکہ تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالنے کا اعزاز وشرف ہمارے نو مولود وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو حاصل ہے کہ یہ تیسری مرتبہ وزارتِ

عظمیٰ کا باضابطہ حلف اُٹھانے والے ہمارے وطنِ عزیز کے پہلے وزیرِاعظم ہیں اور وزیراعظم بھی ایسے کہ جو کئی کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد اِس مقام اور مرتبے تک پہنچے ہیں، تو ابھی اِس لئے قوم نے اِنہیں صرف حلف اُٹھانے پر اتنی مہنگی ترین شیروانی سلوانے اور پہننے پر معاف ضرور کردیا ہے مگر جیسے یہ اِن دنوں یعنی اپنی سویا سوا سو دِنوں کی حکمرانی میں قوم کے معیار پر پورا نہیں اُترسکے ہیں اگر یہ آئندہ بھی ایسے ہی رہے تو قوم اِن کا احتساب ضرور کرے گی اِنہیں جس کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کردینی چاہئے۔

بہرحال..! تب تک کے لئے تو قوم نے اِنہیں معاف کرر کھاہے ابھی وقت ہے کہ یہ اپنا اور اپنی حکومت کا قوم کی طرف سے قبلہ درست کرلیں اور اِس کے مفادات میں ایسے فیصلے کریں جس سے اِسے فائدے حاصل ہوں ورنہ قوم اگلے ایک دو سالوں یں اِن کاوہ حشر کرے گی کہ یہ حکمرانی تو دور کی بات ہے یہ سیاست کرنا بھی بھول جائیں گے خیر ابھی چھوڑیں اِن باتوں کو ایسی باہیں میں اگلے وقتوں میں اپنی کسی اور کالم میں لکھنے کے لئے رکھ چھوڑتا ہوں ، اور آگے بڑھتا ہوں ۔

ہاں...! تو میں بات کررہا تھا اپنے نو مولود اور اکلوتے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف جی کی جنہوں نے مُلک کے تیسری مرتبہ بطور وزیراعظم کا حلف اُٹھانے کے لئے مہنگی ترین شیروانی سلوائی اور اِسے انتہائی تُزک و احتشام کے ساتھ

زیب تن بھی کیایقینا جس کے قیمتی ہونے کا یہ اپنی قریبی حلقوں میں اقرار بھی کرچکے ہوں گے اور یوں یہ خود بھی کئی مرتبہ اپنے قریبی حلقوں میں یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ یہ خود کواس کا حقدار بھی سمجھتے ہیں،اور اکثر سرکاری و نجی تقریبات میں اِس کا اظہار بھی کُھلے اور دبے لفظوں میں کرچکے ہوں گے کہ یہ وطنِ عزیز پاکستان کی تاریخ کے ایسے وزیراعظم ہیں جنھوں نے تیسری مرتبہ اِس مقام اور مرتبے تک پہنچنے کے لئے کئی آگ و خون کے دریا عبور کئے ہیں،اور یوں اِس کے بعد یہ شرفِ عظیم اللہ رب العزت نے صرف اِنہیں ہی بخشا ہے،کہ یہ اپنی محنت اور اپنے پرائے کی چاپلوسیوں سے ہی تیسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کے مرتبے پر فائز ہونے والے ایک ایسے وزیراعظم ہیں جنہیں اِس مقام تک پہنچانے میں صرف اِن کی دانش اور وہ سیاسی حربے اور چالیں اور ایسی ایسی سیاسی حکمتِ عملیاں بھی شامل ہیں جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں ہیں۔

یوں اِس بِنا پر آج ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اِس گھمنڈ میں بھی مبتلا ہوگئے ہوں گے کہ یہ اپنی محنت اور جدوجہد سے ہی اِس مقام تک پہنچے ہیں،اِس لئے قوم نے اِن سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے اتنی مہنگی شیروانی کیوں اور کس لئے سلوائی ہے...؟ جبکہ ایک عام اور سستی سی شیروانی زیب تن کرکے بھی تو یہ تقریبِ حلف برداری میں شرکت کرکے حلف لے سکتے تھے...؟آج اِسی قسم کے اور بھی بہت سے ایسے سوالات ہیں، جو وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی

تقریب حلف.سرداری والی شیروانی سے متعلق قوم کے ذہنوں میں جنم لے چکے ہیں اِدھر اگر میں ابھی اِنہیں دہرانے بیٹھوں تو بات طول پکڑ جائے گی اور میں اپنے موضوع سے کہیں کا کہیں نکل جاؤں گا،اِسے میں پھر کسی اور کالم کے لئے چھوڑتا ہوں اور اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

بہر کیف . . ! اِس میں کوئی ابہام نہیں کہ نواز شریف ہمارے مُلک کے ایک ایسے وزیر اعظم ہیں جو تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے ہیں اور اَب اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اِنہیں یہ مقام و مرتبہ بھلے اپنے پرائے کی چاپلوسی سے ہی حاصل ہوا ہے مگر صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونے والے ہمارے اکلوتے وزیر اعظم ثابت ہوگئے ہیں، اور اِس کے ساتھ ہی اِنہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہ بطور وزیر اعظم پاکستان کے سب سے زیادہ امریکی صدور سے ملاقات کرنے والے ہمارے ایسے وزیر اعظم ہیں جنہیں امریکی صدور اکثر کبھی کُھلے تو کبھی دبے لفظوں میں ڈکٹیشنز بھی خوب دیتے رہے ہیں اور اِنہوں نے اِن ڈکٹیشنز پر آنکھیں بند کرکے عمل بھی خوب کیا ہے اور اپنی چاپلوسیوں سے امریکی صدور اور امریکی انتظامیہ کو یہ بھی باور کرایا ہے کہ یہ جس طرح اور جب اور جہاں چاہیں مجھ سے اور میری حکومت سے اپنے مفادات کے خاطر کام لے سکتے ہیں اور میں اِن کے ہر حکم کو اپنا سر تسلیم خم کرتے ہوئے تکمیل کرنے کا پابند رہوں گا۔

جبکہ یہاں امرِ واقع یہ ہے کہ آج بھی متذکر اقسام کے جذبات کو اپنے سینے میں چھپائے ہماری چھ ساڑھے چھ ماہ کی کچی اور نو مولود حکومت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف لگ بھگ اپنے تین درجن پر مشتمل جاں نثار اور قابلِ اعتبار و اعتماد افراد کے ساتھ جب چار روزہ امریکی یاترا (دورے) پر گئے تو اس کے لئے بھی اِنھوں نے انتہائی قیمتی اور امپورٹڈ سوٹ خریدے اور سلوائے زیب تن کئے ہیں آج جس کا اندازہ میری طرح قوم کو بھی وائٹ ہاؤس سے آنے والی خبروں اور سرکاری اور نجی ٹی وی چینلز اور ملکی و عالمی اخبارات میں شائع ہونے والی اُن تصاویر سے بھی ہوگیا ہوگا جو امریکا میں نواز شریف اور اِن کے وفود میں شامل افراد سے متعلق سامنے آئیں ہیں۔

ارے بھئی..! اَب ہمارے نو مولود وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کے وفد میں شامل افراد ایسا بھی نہ کرتے تو پھر بتاؤ ہمارے مُلک کے تیسری مرتبہ منتخب ہونے والے وزیر اعظم اور کیا کرتے..؟اِس مرتبہ امریکی دورے پر اِنھوں نے اور اِن کے رفقائے کار نے قومی خزانے کا جتنا بیڑا غرق کیا ہے آج اِس کا بھی کوئی پرسانِ حال نہیں ہے، اتنے قیمتی سوٹ زیب تن کرنے کے باوجود بھی اِنھوں نے مُلک اور قوم کی سلامتی و خود مختاری اور سالمیت کا سودا کرنے کے لئے امریکا سے جو وعدے اور معاہدے کئے اِس کی ایک جھلک تو قوم نے گزشتہ

دِنوں امریکی ڈرون حملے سے حکومت اور طالبان کے درمیان ہونے والے امن مذاکرات کے عمل کو سبوتاژ ہونے سے دیکھ ہی لی ہوگی اور ہمارے یہاں اور کیا کچھ ہونے والا ہے اِس کے لئے قوم کو ہر مرتبہ تھوڑی دیر کا انتظار کرنا پڑے گا، نواز اُوباما ملاقات میں جو وعدے اور معاہدے ہوئے ہیں اِن سب کا قوم کے سامنے آنا یقینی ہوگیا ہے۔

جبکہ اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں راقم الحرف کا خام خیال یہ ہے کہ آج امریکی ڈرون حملے میں ٹی ٹی پی کے ایک فرنٹ لائن رہنما کی ہلاکت کے بعد دونوں ممالک (پاک امریکا) کی جانب سے آنے والی جو خبروں ہیں اِن سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ جیسے بظاہر تو دونوں طرف کی صورتِ حال کشیدہ ہے مگر ایسا ہر گز نہیں ہے جیسا نظر آرہا ہے جبکہ اندرونِ خانہ بات کچھ اور ہے، آج جس کو یہ دونوں باری باری چھپانے اور اِس پر پردہ ڈالنے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں اور موجودہ حالات میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے نواز و اُوباما آپس میں دوگانے کی شکل میں کچھ اِس قسم کے گلے شکوہ اور شکایات کرتے محسوس ہو رہے ہیں اور جیسے حالیہ ڈرون حملے پر اُوباما نواز شریف کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ :-

تمہاری نظر کیوں خفا ہوگئی

خطا بخش دو گر خطا ہوگئی ۔

اور اِسی طرح جیسے کہ نواز شریف یہ کہہ رہے ہوں :-

ہمارا اِرادہ تو کچھ بھی نہ تھا

تمہاری خطا خود سزا ہو گئی۔

اور دوسری طرف نواز شریف کے جواب میں جیسے اُوباما نواز شریف کو سمجھانے کی

کوشش کرتے ہوئے کہہ رہے ہوں کہ : -

ملاقات پر اتنے مغرور کیوں ہو

ہماری خوشامد پر مجبور کیوں ہو۔

اور اَب جس پر نواز شریف اُوباما کو کچھ یوں جواب دے رہے ہیں۔

محبت کا اَب کچھ بھی انجام ہو

ملاقات کی ابتدا ہو گئی ۔

منور حُسین جی تو اچھے بھلے اِنسان تھے

منور حُسین جی تو اچھے بھلے اِنسان تھے، یہ مُنور حُسین کو کیا ہوگیا ہے۔۔۔؟
دومذہبی جماعتوں کے امیروں کے دماغ عقل سے غریب ہیں، فضل الرحمان اور
منور حُسین کے توجیسے دماغ ہی۔۔۔۔ ہوگئے ہیں؟
یقیناًمُنور حُسین کے اِس بیان" امریکا سے مل کرلڑنے والاپاکستانی فوجی شہید نہیں"
سے قبل امیر جماعتِ اسلامی محترم المقام مُنور حُسین صاحب کا شمار توہمارے سیاستدانوں
میں انتہائی سُلجھے اور قابلِ احترام سیاستدانوں میں ہوتا تھا، جن کی مذہبی اور سیاسی
خدمات اور کردار انتہائی صاف اور شفاف ہے مگرانہیں یہ اچانک کیا ہوگیا کہ یہ بھلے
اور چنگے انسان بھی اِدھر اُدھر بہک گئے کہ آج سرزمین پاک پر دہشت گردوں سے
لڑنے والی افواج پاک کو کچھ اِس طرح تنقید کانشانہ بناڈالا ہے کہ آج افواج پاک اور
پاکستانی عوام بھی اِن کے اُس بیانِ نازیباپر سخت خائف ہے،اوراِس مخمصے کا شکار ہے کہ
حضرت امیر جماعتِ اسلامی حضرت قبلہ مُنور حُسین جی کو ایساکیا ہوگیاکہ یہ بھلے اِنسان
بھی اپنے سیاسی وقار اور تدبر کی پٹری سے اُترگئے ہیں اوراپنا سب کچھ ایک طرف رکھ کر
پاک فوج کی دہشت گردوں کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کے

خلاف اپنا یہ بیان "امریکا سے مل کر لڑنے والا پاکستانی فوج شہید نہیں " داغ ڈالا کہ آج افواج پاک اور قوم انگشت دندان ہے، اور اِن کی دماغی حالت پر شک کرنے لگی ہے اگرچہ اِن سے قبل ایک دوسری مذہبی جماعت جے یو آئی (ف) کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے بھی امریکا سے شدید نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ " اگر امریکی ڈرون حملوں سے ہونے والی ہلاکتوں میں کوئی کُتا بھی ہلاک ہو تو وہ اِسے بھی شہید تصور کریں گے " اِن کے اِس جملے نے بھی ہنوز ملکی سیاست میں ایک نئی بحث کو ہوا دے کر ایک ہلچل پیدا کر رکھی ہے،اور ابھی اِس کا جواب مولانا فضل الرحمان سے بھی بن نہیں پا رہا تھا کہ امیر جماعتِ اسلامی مُنور حُسین جی نے بھی اپنا ایک قابلِ اعتراض بیان داغ دیا ہے کہ جس نے نہ صرف اِن کی شخصیت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے بلکہ اِن کے دماغی حالات پر بھی شک کے دریچے کھول دیئے ہیں، خیر مولانا فضل الرحمان کی تو بات ہی کچھ اور ہے اور اِن کی شان کا کیا کہنا ہے . . ؟ وہ کچھ بھی کہیں اور اِس سے قوم پر اتنا اثر نہیں پڑتا ہے، کیوں کہ وہ سنجیدہ اور غیر سنجیدہ مزاج رکھنے والے سیاست دان اور شخصیت ہیں مگر مُنور حُسین جو ایک انتہائی معتبر اور قابلِ احترام شخصیت ہیں اِن کا افواج پاک کی قربانیوں کے خلاف ایسا بیان آ نا یقینا قابل اعتراض اور قابلِ مذمت ہے۔اور آج شائد میری طرح بہت سے پاکستانیوں کے نزدیک جو اِنہیں ایک انتہائی معتبر اور سُلجھا ہوا ملک و قوم کے ساتھ مخلص سیاستدان سمجھتے تھے اِن کی نظر میں مُنور حُسین جی کا احترام ضرور کسی حد تک کم

ہوگیا ہوگا۔ اور یوں آج قوم اِس نقطے پر پہنچی ہے کہ دو مذہبی جماعتوں کے امیروں کے دماغ عقل سے غریب ہیں۔

بہر حال ... ! آج ایک طرف پاک فوج نے مُلک کے بزرگ سیاستدان اور جماعت اسلامی کے امیر مُنور حُسین کی جانب سے دہشت گردوں کو شہید قرار دینے کا نوٹس لے لیا ہے تو وہیں پاک فوج نے اِن کے اِس بیان کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں کو شہید قرار دے کر مُنور حُسین نے سپاہیوں اور ہزاروں شہیدوں کی توہین کی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی دوسری جانب پاکستانی قوم نے بھی دہشتگردی کے خلاف جانیں قربان کرنے والے شہداء کے لواحقین اور پاکستانی عوام کا امیر جماعتِ اسلامی سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کر دیا ہے جو اِس بات کا غماز ہے کہ قوم فوج کے ساتھ ہے اور وہ یہ بات اچھی طرح نہ صرف جانتی ہے بلکہ سمجھتی بھی ہے کہ آج صرف پاک فوج ہی ہے جو دہشتگردوں سے مُلک کو لاحق خطرات سے نبرد آزما ہے، اِس کے علاوہ (حکمرانوں اور سیاستدانوں سمیت) کسی میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ کوئی اِن حالات میں آگے بڑھے اور مُلک کو اپنے پرائے (یعنی اپنی آستینوں میں چھپے) دہشتگردوں اور اُن مُلک دُشمن عناصر سے مقابلہ کرے جو مُلک کو اپنے اور اغیار کے مذموم مقاصد کے لئے تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں، یقیناً آج اِن حالات میں کہ جب ہر طرف سے مُلک کی خود مختاری، سلامتی اور اِس کے استحکام کو نقصان پہنچانے کے لئے دُشمن ہر وہ حربہ استعمال کر رہا ہے، جس سے اِنسانیت

توکیا زمین و آسمان بھی تھرّا جاتے ہیں، ایسے میں سرزمینِ پاکستان پر فساد برپا کرنے والے دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے اور اِن سرکش گھوڑوں کو گولیاں مار کر موت کی وادی میں دھکیلنے کے بعد جس طرح اپنے مُلک کے معصوم انسانوں کو بچانے کا جو عظیم فریضہ ہماری فوج ادا کر رہی ہے وہ نہ صرف قابلِ تسائش ہے بلکہ پاک فوج کا یہ کارنامہ اور اِس فریضہء عظیم کی ادائیگی میں پاک فوج کے نوجوانوں، افسروں اور معصوم انسانوں کی دی جانے والی ہر قربانی اپنے ساتھ تاریخ کی کتاب کے اوراق میں ایک سُنہرے باب کا اضافہ کر رہی ہے، پاک فوج کی دہشت گردوں کے خلاف لڑی جانے والی اِس جنگ اِ میں افواجِ پاک کی دی جانے والے قربانیوں کو قوم کو تا قیامت فراموش نہیں کرنا چاہئے اور ہماری قوم کو پاک فوج کی قربانیوں پر فخر کرنا چاہئے کہ آج جس طرح ہماری افواجِ پاک کے بہادر سپوتوں نے اپنی آستینوں میں چھپے اغیار کے یار اور اپنے دُشمنوں کو ٹھکانے لگا کر قوم کے وقار اور مُلک کی سالمیت پر آنچ تک نہ آنے دی ہے، آج اِس پر ساری پاکستانی قوم پاک فوج اور اُن معصوم پاکستانیوں کو سلام پیش کرتی ہے جنہوں نے اپنی قوم اور اپنے مُلک کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کرنے کا عزمِ عظیم کر رکھا ہے، اور قوم ربِ کائنات پاک پروردگار کے حضور دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے اپنے مُلک کی سرزمین پر دہشت گردوں سے اِن کی دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں ہماری فوج کے ہر جوان اور اُن معصوم شہریوں کی پیش کی

جانے والی قربانیوں کو قبول فرمائے جو اِس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں اور ہماری فوج ، قوم اور ہمارے مُلک کی دہشت گردوں کی دہشت گردی سے حفاظت فرمائے۔ (آمین) ۔اگرچہ مُلک کی ہر باشعور شخصیت نے امیر جماعتِ اسلامی کو غیر ضروری قرار دیا ہے اور مُنور حُسین کے بیان پر آئی ایس پی آر اور قوم کے رد عمل کو قابلِ فہم اور جائز قرار دیتے ہوئے مُنور حُسین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اِس پر غیر مشروط معافی مانگیں، جس پر جماعتِ اسلامی کا یہ کہنا ہے کہ فوج اور قوم کے در عمل پر پالیسی بیان جاری کرے گی اَب آگے آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے..؟مُنور حُسین کی معافی مانگنے یہ نا مانگنے کے بعد مُلکی سیاست کس رخ میں جاتی ہے اَب یہ تو آنے والے دِنوں میں پتہ لگے گا..؟مگر اندیشہ یہ ہے کہ مُنور حُسین معافی نہیں مانگیں گے۔ (ختم شُد)

جناب آج اصل مسئلہ یہ ہے کہ..؟

ہم اپنے دوست و دُشمن میں تمیز کریں

یقیناعالمی سُپرطاقتیں پاکستان کومفلوج بناکراپناتابع رکھناچاہتی ہیں...! حکمران امریکی ڈالرز کی چمک میں مت آئیں۔

اَب کوئی میری یہ بات مانے یانہ مانے مگر جناب آج ہمارااصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اُن مسائل اورپریشانیوں کو سمجھ ہی نہیں پارہے ہیں جن کی وجہ سے ہم مسائل اور پریشانیوں کی دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں،اورآج اِس سے مبرا ہر فرداپنے ذاتی ، سیاسی اورفروعی اختلافات میں بٹ کر بس اپنے ہی فوائد کی باتیں کئے جارہاہے، جبکہ آج ہمیں جوسب سے بڑااور گھمبیر مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی نادانی اور نااہلی سے پیداکردہ اُن اسباب کو سمجھنے اوراِنہیں حل کرنے سے بھی عاری ہوچکے ہیں کہ جنھوں نے ہمیں مسائل کے گرداب میں دھکیل دیاہے۔اور دوسری طرف ہم اورہماری قوم اپنے دوست و دُشمن میں تمیز کرنے سے بھی بیزار ہے، جنھوں نے اپنی سازشی نمادوستی اوراِس کی آڑ میں اُن کی اِن چالوں کو بھی نہیں سمجھ پائے ہیں جس کی وجہ سے ہم تباہی کے دھانے پہ پہنچ چکے ہیں مجھے یقین ہے کہ جس دن بھی ہماری قیادت کواِس بات کا

احساس ہوگیاہمیں مسائل سے دوچار کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ہماری وہ سُپر طاقتیں ہیں جو ہماری ہمدرداور دوست بن کرہمیں دیدہ ودانستہ دہشت گردی، فرقہ واریت کی آگ میں دھکیل کر دیگر مسائل سے دوچار کررہی ہیں تو وہ دن کوئی دور نہیں کہ ہم دہشت گردی، فرقہ واریت سمیت کئی دیگر مسائل سے خود بخود نجات پالیں گے مگر شرط صرف یہ ہے کہ پہلے ہم وہ سب کچھ کرلیں جو ہم بھول کر بھٹک گئے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک وابہام باقی نہیں رہ جاتاہے کہ ہماری ساری قوم ایک دو نہیں بلکہ کئی حصوں میں بٹی محسوس ہوتی ہے،اگراِن لمحات میں دیکھاجائے تو یہ اندازہ لگانا بھی کوئی مشکل نہیں کہ آج ہماری اِس تقسیم کا فائدہ اُن مُلک دُشمن عناصر کو ہورہاہے جو ہماراشیرازہ بکھیرنے کے درپے تھے، مگر ہم نے خود کواِس طرح تقسیم کرکے اُن کا یہ کام آسان کردیاہے،اور اَب مُلک دُشمن عناصر اپنے مذموم عزائم کے لئے ہمیں جس طرح چاہ رہے ہیں استعمال کررہے ہیں۔اگرچہ اِس ساری صُورتِ حال سے جو منظر اور پس منظر نظرآرہاہے،اِس سے یہ اندازہ بھی ہوتاہے کہ ابھی وقت ہے کہ ہم اپنے ذاتی، سیاسی، فروعی اور فرقہ ورانہ اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں اور خالصتاً اپنے مُلک اور قوم کی بقاو سالمیت اوراِس کے استحکام کے لئے اپنے اندار مثبت اور تعمیری سوچیں پیداکرلیں تو کوئی شک نہیں کہ ہم پھر سے ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن

کراُبھر سکتے ہیں جس سے ہمارے دُشمنوں کی سازشیں دم توڑ جائیں اور اِنہیں ہمارے اتحاد واتفاق اور ملی یکجہتی اور ہماری اُخوت ومساوات کو دیکھنے سے ہی لرزہ طاری ہوجائے،اور وہ اِس طرح ہماری سرزمین پاک سے اپنے سرپیٹتے ہوئے اُلٹے پاوں بھاگ جائیں، جس طرح شیطان اپنی ناکامی پر بھاگا کرتا ہے۔مگرافسوس ہے کہ کسی بھی اپنے مُلکی اندرونی یا بیرونی معاملے کے حل کے خاطر یا کسی بھی وقت جب ہم کسی ایک نقطے پر متفق ہوتے ہیں تو ہماری خودمختاری اور ہماری سلامتی کو ستیاناس کردینے کے چکر میں پڑے اور ہم پر ہر لمحہ اپنی ساری آنکھیں کھول کراپنی نظریں جمائے رکھنے والے ہمارے دُشمنوں کو ہمارااتفاق واتحاد ایک لمحہ بھی برداشت نہیں ہوتاہے اور وہ اپنی پوری سازشی قوت سے ہم پر کچھ اِس طرح سے ظاہری وباطنی طورپر حملہ آوار ہوجاتے ہیں کہ ہم اِن کی سازشوں کو سمجھے بغیرآپس ہی میں لڑنے اور مرنے لگتے ہیں،یکدم ایسے ہی جیسے اِن دنوں ہمارے یہاں یہ بحث زوروپر ہے کہ کون شہید ہے اور کون شہید نہیں ہے،اِس کی بحث کی ابتداء بھی سُپر طاقت کے ایک ڈرون حملے سے پیداہونے والی صُورتِ حال کے بعد ہوئی ہے۔

جبکہ آج ہماری مُلکی قیادت اور سیاستدانوں ، علماءاکرام ، عسکری و سماجی اور بیوروکریٹس اشخاص سمیت ساری پاکستانی قوم کو سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ہمیں اپنے اُس دُشمن اوراِس کے حواریوں کو

سمجھنا ہوگا جو کئی سالوں سے ہمارا دوست بن کر ہمارے اتحاد واتفاق اور ملی یکجہتی کی صفوں کو کھوکھلا کررہا ہے۔ اِن کے بظاہر نظر آنے والے میٹھے میٹھے دوستی کے دو بول اور ہم آن پڑنے والی کسی بھی مصیبت کے وقت اِن کے ڈالرز کی چمک کی صورت میں دی جانے والی امداد اور اکثر و بیشتر اِن سے قرضوں کے مد میں ملنے والی رقوم اصل میں ہماری امداد نہیں ہوتیں ہیں بلکہ ہمارا دُشمن اور اِس کے ساتھی یہ سب کچھ محض اِس لئے کررہے ہوتے ہیں کہ یہ ہمیں اپنا مفلوج اور اپنا تابع بنائے رکھیں سوچو تو آج درحقیقت ہم ایسے ہی ہو کر رہ گئے ہیں ، ہم میں اَب اتنی بھی سکت باقی نہیں رہ گئی ہے کہ ہم اپنے اچھے یا بُرے کی کوئی تمیز کرسکیں آج ہمارا حال ایسا ہوگیا ہے کہ ہمیں اپنے ہر معاملے کے حل کے لئے اِن دوست نما عالمی سُپر طاقتوں کی جانب للچائی ہوئی نظروں سے ہی دیکھنا پڑتا ہے اور یہ ہماری ایک ہی نظر میں اپنے ڈالرز کی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں اور یہ اِس طرح ہمارے اتنے قریب آجاتے ہیں کہ نعوذ باللہ... ہم اپنا سب کچھ اور حاجت روا بھی اِنہی کو سمجھنے لگتے ہیں پھر یہ جو ہم سے کہتے ہیں ہم ویسا ہی کرنے لگ جاتے ہیں،اور اِن کے اشاروں اور احکامات کی تکمیل کرتے کرتے اُس حدتک بھی پہنچ جاتے ہیں کہ جس کا اِنہیں اور ہمیں بھی کوئی گمان نہیں ہوتا ہے۔آج اگر کسی کو بھی میری اِن باتوں پر اتفاق نہ ہو وہ ابھی خود سے اِس کا تجزیہ کرنے بیٹھ جائے اور جب کسی نقطے پر پہنچ جائے تو پھر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اِس کا اقرار کرے کہ کیا یہ سب ایسا نہیں ہے جیسا میں نے

مندرجہ بالا سطور میں رقم کیا ہے..؟

بہر حال..! آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کرنا ہوگا اگرچہ یہ فریضہ صرف عوام ہی ادا نہ کریں (اِنہیں تو ہر حال میں ایسا کرنا ہی پڑے گا) مگر اِس مقصد کے لئے ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں ، عسکری قیادت، مذہبی و سماجی اور تجارتی و بیوروکریٹس اشخاص کو بھی اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا کہ یہ لوگ بھی اپنے دل و دماغ کو اِس مقصد کے لئے آمادہ کریں کہ یہ آئندہ اپنے دوست نما کسی بھی سُپر طاقت کے ڈالرز کی چمک و امداد اور اپنی ذاتی ترقی و خوشحالی کے جھانسے میں آنے کے بجائے اِس کی اور اِس کے حواریوں کی اُن سازشوں کو سمجھیں گے جس کی وجہ سے دنیا کی سُپر طاقتیں ہم پر غلبہ پا رہی ہیں اور ہمیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہیں، اَب وقت یہ ہے کہ ہمیں خود کو مسائل سے نکالنے اور سنبھالنے کے لئے (امریکا سمیت دیگر ملک دُشمن طاقتوں کی سازشوں کو سمجھنا ہوگا۔ (ختم شُد

ہم آپ کی کالونی نہیں

ہائے رے کاش اَب ہمارے حکمران بھی امریکہ او.برطانیہ کو کبھی یہ کہہ دیں..ہم آپ کی کالونی نہیں..!!!

آج یہ بات توساری دنیا جانتی ہے کہ 2009کے مہینہ جنگی جرائم کے حوالوں سے سری لنکامیں اِنسانی حقوق کی جتنی بھی خلاف ورزیاں ہوئیں ہیں اِس کی تاریخ میں کہیں بھی کوئی مثال ملنی مشکل ہے مگراِسی کے ساتھ ہی ایک افسوس ناک امر یہ بھی ہے کہ 2009 میں اِنسانیت سوزوتاریخ سازبُرائیاں کرنے کے باوجود بھی سری لنکن اِس سے متعلق کچھ سُننے اور سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہیں اور دنیامیں اپنے جنگی جرائم پر اُٹھنے والے سوالات پر سیخ پاہوجاتے ہیں اورجب کوئی اِنہیں اِن کے جنگی جرائم سے متعلق کچھ کہنااور سمجھناچاہتاہے تو وہ غلط ہوکر بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ کوئی ہمیں نہ سمجھائے اور ہمیں نہ بتائے کیوں کہ " ہم آپ کی کالونی نہیں" اوریوں سری لنکن حکومت 2009 کے جنگی جرائم میں ملوث ہونے کے باوجود بھی خود کو پوتراور پاک صاف جانتی ہے اور یہ کس ڈھٹائی کے ساتھ اقوامِ کل کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کہہ رہی ہے کہ ہم نے جو کیا وہ سب ٹھیک ہے کوئی ہمیں بُرانہ کہے ،اَب یہ تو عالم ہے سری

لنکن حکومت کا جو غلط ہو کر بھی خود کو درست گردانے کے چکر میں ہے اور کسی سے اِس معاملے میں ڈکٹیشن بھی لینے کو تیار نہیں ہے اِس صُورتِ حال میں دنیا اِسے کس نام سے پکارے گی آپ اِس کا خود فیصلہ کریں۔

بہر کیف ... ! اَب دیکھیں ایک طرف تو سری لنکن حکومت کے 2009 کے اِنسانیت سوز جنگی جرائم سے بھری داستانیں ہیں تو دوسری طرف ایک ہمارا ملک پاکستان ہے اور اِس کے حکمران ہیں جنھوں نے پچھلے 66 سالوں سے سری لنکن حکومت کی طرح کبھی ایسا کچھ نہ کرکے بھی خود کو اغیار (ڈالرز دینے والے امریکا و برطانیہ اور اِن جیسے دنیا کے دیگر ممالک) کی گود اور جھولی میں ڈالے رکھا ہے کہ آج جس کو دیکھو وہ ہم پر اپنی دھونس و دھمکی اور اپنا حکم ایسے چلاتا ہے کہ جیسے ہم اِس کی کالونی یا اِس کے غلام ہیں۔

مگر آج کے بعد یقیناً ساری پاکستانی قوم بھی اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اہم قومی دفاعی و قانونی اداروں کے سربراہان اور اراکینِ پارلیمنٹ کی زبانوں سے (اپنے مُلکی معاملات میں جا بجا مداخلت کرنے والے)امریکی و برطانوی سمیت دنیا کے دیگر ممالک کے صدور اور اِن کی انتظامیہ کے لئے " ہم آپ کی کالونی نہیں" جیسے الفاظ سُننے کی منتظر ہے ، جس کی ابتداء گزشتہ دِنوں سری لنکن حکومت نے برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو " ہم آپ کی کالونی

نہیں" جیسا انتباہ سے لبریز جملہ کہہ کر کر دی ہے۔اور اَب اِس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے مُلک میں خدا جانے ایسا دن اور وہ لمحہ کب آئے گا کہ جب ہمارے مُلک کے کرتا دھرتاؤں کو بھی ہوش آئے گا اور وہ بھی سری لنکن حکومت کی طرح ہمت کرکے امریکی اور برطانوی سُپر طاقتوں کے صدور سے چیختے اور اپنے گلے پھاڑتے ہوئے کچھ اِس طرح کہہ دیں گے آج جیسے سری لنکا کی حکومت نے اپنی سرزمین پہ آئے ہوئے برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو متنبہ کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ "ہم ایک خود مختار مُلک ہیں اور ہم یہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ہماری سلامتی و سالمیت اور استحکام کے لئے کیا ضروری ہے..؟اور کیا نہیں ہے...؟ کسی کو بھی ہماری خود مختاری اور ہماری سالمیت سے متعلق فکر مند ہونے اور اپنی جانیں ہلکان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کس طرح کرنی ہے اور کس طرح نہیں کرنی ہے..؟ اور ہاں سُن لو..!اے برطانوی وزیر اعظم مسٹر جنابِ مسٹر ڈیوڈ کیمرون جی" ہم آپ کی کالونی نہیں " کہ ہم تمہارے مشوروں اور احکامات پر چلیں ہمارا جو جی چاہئے گا ہم وہ کریں گے اور جسے نہیں چاہئے گا ہم وہ قطعاً نہیں کریں گے، اور آج کے بعد بس تم اپنا کام کرو اور ہمیں ہمارا کام کرنے دو، اور ہاں خبردار...! یہ یاد رکھو کہ ابھی تو ہمارا رویہ اتنا ہی سخت تھا جتنا کہ تم برداشت بھی کرگئے مگر اَب جو تم نے یا تمہارے جیسے کسی اور مُلک کے صدر اُن کے کسی نمائندے نے ہماری فکر کو ملحوظِ خاطر رکھ کر کسی

بہانے ہماری جو فکر کی،اور ہمیں ڈکٹیشن دینے کی کوشش کو تو بہت بُرا ہوگا" اور پھر سری لنکن حکومت کے اِس انتباہ کے بعد۔برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون جی کا منہ لٹک گیااور وہ کسی۔بڑی کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچتے اور اِدھر اُدھر اپنی بغلیں جھانکتے نظرآئے۔

اگرچہ جن دِنوں ہیں سری لنکن حکومت نے ۔برطانوی وزیراعظم کو ٹکا سا جواب دیا تھاتو اُن دنوں ہیں ہر طانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون سمیت اور دیگر ممالک کے سر براہان دولت مشترکہ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے سری لنکن شہر کولمبو میں موجود تھے، یوں اُن دِنوں سری لنکن حکومت دولتِ مشترکہ کے اجلاس کی میزبانی کاشرفِ عظیم حاصل کررہی تھی،اِس موقع پر سری لنکن حکومت کو۔برطانوی وزیراعظم کی 2009 میں سری لنکن حکومت کے جنگی جرائم کے حوالے سے پوچھے جانے والے سوالات پر " ہم آپ کی کالونی نہیں" یوں ٹکاسا جواب دیتے ہوئے اِنہیں متنبہ تو نہیں کرنا چاہئے تھا مگر سری لنکن بھی بیچارے کیا کرتے ..؟ میزبانی اور مہمانی کے غلاف میں ہی لپٹے رہتے تو ۔برطانوی وزیراعظم اور اِن جیسے دوسروں کا بھی سری لنکن حکومت کے دیگر معاملات پر منہ کھلتا رہتااور وہ ہر بات پر سری لنکن کو ذلیل کرتے رہتے مگر اچھاہی ہواکہ سری لنکن نے (ہمارے پاکستانی حکمرانوں کی طرح) کسی مفاہمتی اور خوشامدی پالیسی کا سہارا لیئے بغیر ہی اپنے معاملات میں منہ کھول کر مداخلت کرنے والے۔برطانوی وزیراعظم

ڈیوڈ کیمرون کو اِن کی پہلی اور آخری غلطی پر ایسا دبوچ لیا کہ اِن کی زبان بتیس دانتوں کے بیچ ہی میں بل کھا کر رہ گئی اور ایک لمحے کو اِن کا دماغ بھی چکرا کر رہ گیا اور وہ خاموش ہو کر ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے اور سری لنکن حکومت کی اِس چوری اور سینہ جوڑی پر ششدر ہو کر رہ گئے، مگر اِس کے باوجود بھی اُنہوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ سری لنکن حکومت کو آج نہیں تو کل اِن کے اُن سوالات کا جواب تو ضرور دینا ہو گا آج جو اِنہوں نے پوچھا اور دنیا سری لنکن حکومت سے پوچھ رہی ہے۔ جبکہ یہ ٹھیک ہے کہ آج سری لنکن حکومت 2009 میں اپنے یہاں کئے جانے والے جنگی جرائم کے حوالے سے جس طرح کی پہچان رکھتی ہے اِس سے اِس کی ہٹ دھرمی و غنڈہ گردی اور بے شرمی کا عنصر نمایاں طور پر نظر آتا ہے، راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ آج اگر سری لنکن حکومت نے 2009 میں کئے گئے اپنے جنگی جرائم اور اپنی غلطیوں کو تسلیم نہ کیا تو یہ دنیا میں کسی بھی صُورت میں اپنا وقار بلند نہیں کر پائے گی۔*

سانحہ راولپنڈی پر ذہن ماؤف ہے، کیا لکھوں...؟

میرے معصوم لوگوں کے قاتل کون ہیں..؟

آج قوم کو فرقہ واریت اور نفرت واشتعال انگیزی سے بچانے کی اشد ضرورت ہے..!

ہر مکاتبِ فکر کے علماء اکرام مُلک کو فرقہ واریت و نفرتوں اور اشتعال انگیزی کی پھیلتی آگ سے بچائیں۔

آج ہماری آستینوں میں دودھ پیتے سانپوں کی طرح پلتے اور پُھولتے مُلک دُشمن ٹولے نے یومِ عاشورہ پر جس طرح اسلام اور ہم وطنیت کے درس اور تعلیماتِ قرآن وسُنت کو ایک طرف رکھ کر سانحہ راولپنڈی برپا کیااور جس طرح اِس ٹولے نے راولپنڈی میں قیامتِ صغریٰ رونما کی ہے آج بیشک اِس سے ساری پاکستانی قوم اور قدم قدم پر مسلمانیت اور اُسوہ حسنہ ﷺ اور نواسہ رسول ﷺ سے محبت کا درس رینے اور دم بھرنے والوں کے سر شرم سے جھک گئے ہیں، اور آج ایسے میں، میں بھی آپ کی طرح ایک محب وطن پاکستانی اور ایک مسلمان اور اِنسانیت کا احترام کرنے والاانسان ہوں،اور سانحہ راولپنڈی پر میرا ذہن بھی ماوٴف ہے ،اور میرا بھی دل بے قابو ہے، میرے بھی ہاتھ کانپ رہے ہیں، زبان خاموش ہے، آنکھ جیسے پتھرا سی گئی ہے، لکھنا بھی چاہ رہاہوں تو سوچ رہاہوں

کہ میں اِس پر کیا لکھوں۔۔۔؟کہاں سے شروع کروں، اور کہاں پہ ختم کروں۔۔؟اِس کشمکش کے بعد دل ہے کہ بار بار مجھے اُکسائے جارہا ہے کہ "مسٹر چاہیے کچھ بھی ہوجائے۔۔۔؟تم آج ضرور لکھوگے، تمہیں لکھنا ہوگا، اور کیا لکھنا ہوگا۔۔۔؟اِس کی کوشش بھی تمہیں خود ہی کرنی ہے، میرے لاکھ انکار کے باوجود بھی میرا دل مجھ سے بس یہی کہئے جارہا تھا کہ نہیں تمہیں لکھنا ہے اور ایسا لکھنا ہے کہ اِنسانیت کی کوکھ میں پلنے والے دہشت گردوں اور شیطان کے چیلوں پر لرزہ طاری ہوجائے اور اِن کے دل و دماغ پر چھائی منفی سوچ کا غبار صاف ہوجائے، اور اِن کے زنگ آلود دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہوجائے اور وہ اپنے گناہوں کی توبہ کریں ،اور خود کو قانون کے حوالے کردیں اور اِس طرح اپنے کیئے کی سزا پائیں اور مُلک کو فرقہ واریت و نفرت اور اشتعال انگیزی کی آگ میں دھکیل کر تماشہ دیکھنے والوں کو بے نقاب کریں اور اِنہیں عبرت ناک انجام تک پہنچانے کے لئے حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مدد کریں ،تو یوں قارئین حضرات۔۔!یہ سوچ کر میں نے اپنے دل کے سمجھانے پر سانحہ راولپنڈی پر اپنے جذبات کو آپس میں محبتیں باٹنے اور بھائی چارگی کے جذبات کو فروغ دینے والے ٹوٹے پھوٹے مگر اثرانگیز الفاظ اور جملوں کے ساتھ صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی کوشش کی ہے ،اگر کہیں کوئی بے جھوگی محسوس تو ہو معاف کیجئے گا۔

بہرحال۔۔!جس روز عالمِ انسانیت نواسہ رسول ﷺ اِمام عالی مقامؓ کی شہادت کی

یاد تازہ کررہی تھی اور اپنے ایمان کی آبیاری کرتے ہوئے تجدید عہد وفا کا دن بنا رہی تھی اُن لمحات میمیرے دیس کے معصوم مسلمانوں اور میرے ہم وطنوں کو بے دردی سے قتل کرنے والے قاتل کون تھے۔؟اور اُنھوں نے میرے معصوم لوگوں اور مسلمانوں کو کس جرم میں یہ سزادی۔۔؟کہ اُس مقدس دن میرے دیس میں یہ مرنے والے اپنی ہنستی مسکراتی زندگی سے محروم ہوگئے اور منوں مٹی تلے قبر کی آغوش میں جاسوئے ،اُس دن یقیناشیطانوں اور اِنسان نما خونخوار بھیڑیوں نے میرے معصوم قرآن پڑھتے مسلمان بچوں اور نہتے ہم وطنوں کے مقدس خون سے خون کی ہولی کھیلی اور یذیدیت کی تاریخ دہرائی۔۔۔؟اِنہیں عالمِ اِنسانیت کبھی بھی معاف نہیں کرے گی ،آج قوم کا بس ایک یہی مطالبہ ہے کہ حاکم الوقت اور حکومت سانحہ راولپنڈی کے ذمہ داروں کو عبرت ناک سزائیں دے کراِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچائے۔اور میرے مُلک کوفرقہ واریت کی آگ پھیلانے والوں سے پاک کرے۔

اگرچہ آج یومِ عاشور پر پیش آئے سانحہ راولپنڈی پر ساری پاکستانی قوم غم وغصے سے نڈھال ہے۔اوراِس فکرِ میں مبتلاہے کہ اگر سانحہ راولپنڈی میں ملوثدہشت گردوں اور مُلک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے اور معصوم اِنسانوں کے مقدس خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والے عناصر کوکڑی سزائیں نہ دی گئیں اور یہ آزادرہے تو پھرآئندہ بھی اِن کے عزائمِ مکروہ سے کوئی نہیں بچ پائے گا۔اور

میرے دیس کے معصوم لوگ یوں ہی قتل ہوتے رہیں گے، اوراِس دنیائے پُرآشوب سے اپنے چہروں کو کفن کی چادر سے چھپائے قبر کی آغوش میں جانے سے قبل عالمِ اِنسانیت کو منہ چڑھاتے ہوئے یہ سوال کرتے رہیں گے کہ " اے اِنسانیت ..! کے علمبرداروں کیا یہ ہی تمہارا حُسنِ ظرف ہے کہ تم اپنی اُس تعلیم کو بھی بھول گئے جس میں تمھیں اِنسانوں سے محبت اور بھائی چارگی کا درس دیا جاتا ہے، اور تمھیں تمہاری ماں کی آغوش سے قبر کی کوکھ میں جانے تک یہ سِکھایا اور سمجھایا جاتا ہے کہ خبردار..! اِنسان خدا کا نائب ہے، تمھیں ہر حال میں اِس کا احترام کرنا ہے، لاکھ ذاتی و فروعی اختلافات سہی مگر ہر معاملے میں عفوودرگزر اور برداشت کا مثالی مظاہرہ کرنا ہے، شیطانی سوچوں اور کاموں سے بچنا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان کسی ذاتی یا فروعی معاملے میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے اور تم پر جب کبھی شیطانیت غالب آنے لگے تو خبردار کسی اِنسان کو شیطان کا چیلہ بن کر قتل مت کرنا، کیوں کہ یاد رکھو ایک اِنسان کا قتلِ ناحق عالمِ اِنسانیت کے قتل کے برابر ہے، اگر تم نے شیطان کے بہکاوے میں آکر ایسا کر دیا تو تم یہ بھی یاد رکھو کہ روزِ محشر ربِ کائنات تمہارے اِس گناہِ عظیم کی سخت پکڑ کرے گا اور تمھیں اِس گناہ کے بدلے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے، جہاں تمھیں تمہارے اِس گناہ کے بدلے میں سخت ترین سزائیں دی جائیں گیں، مگر افسوس ہے کہ یہ سب کچھ بھولا کر یومِ عاشور پر چند مٹھی بھر شرپسندوں نے جو کیا اِس سے میرے مُلک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کی سازش تیار کی

گئی جسے میرے مُلک کے حکمرانوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بروقت حکمتِ عملی اپنا کر مُلک کو فرقہ واریت کی بڑھتی ہوئی آگ سے بچالیا ہے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان اور راولپنڈی کی مقامی انتظامیہ سمیت قانون نافذ کرنے والے اداروں کا بروقت اقدام یقیناً قابل ستائش ہے۔

جبکہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یوم عاشورہ پر راولپنڈی میں جو کچھ ہوا اِس کی ہر دور کی اِنسانیت ضرور مذمت کرتی ہے اور کرتی رہے گی، مگر آج صرف ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس واقعہ کے بعد پیدا ہونے والی صُورتِ حال میں ساری پاکستانی قوم ہر مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جوش کے بجائے ، ہوش سے کام لینا ہوگا، اور دُشمنوں کی اِن تمام سازشوں کو سمجھنا ہوگا کہ جس کے تحت ہمارے دُشمن ہمیں فرقہ واریت و نفرت اور اشتعال انگیزی کی آگ میں دھکیل کر ہمارے مُلک اور ہمیں مفلوج کرنا چاہتے ہیں ،اور ہمارے اتحاد اور یگانگت کا شیرازہ بکھیر کر ہم پر اپنی مرضی کا حکم چلانا چاہتے ہیں، آج ہمیں ہر حال میں اپنی صفوں میں اتحاد و یگانگت برقرار رکھنی ہے، جو ہوا یا جتنا بُرا کیا گیا یا کر کیا گیا ہمیں ایک لمحے کے لئے سب کچھ بھول کر مُلک و قوم کے خاطر ایک ہونا پڑے گا، اور ہمیں باہم اتحاد و ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنی ہوگی کہ ہم اپنے دُشمن کے ہر وار کا مقابلہ کر سکیں اور اِس طرح ہم اِسے یہ بتادیں اور سمجھادیں گے کہ ہم اِس

کی سازشوں کو سمجھ چکے ہیں اور اَب وہ ہمیں کمزور کرکے ہماری محبتوں میں دڑاریں نہیں ڈال سکتاہے، ہم سب ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے،آج ہم نے اپنے ذاتی وفروعی اختلافات کو بھولادیاہے، اور ہم اپنے مُلک اور قوم کی حفاظت اور ترقی و خوشحالی کے لئے یکدل اوریک جان ہوکر سوچتے، بولتے اور کرتے بھی ہیں۔

اور اَب اِسی کے ساتھ ہی آخرمیں چلتے ہوئے میری اپنے پاک پرودگاراللہ ربُ العزت سے بس ایک یہی دعاہے کہ میرااللہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میرے مُلک کو فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے اور مُلک دُشمن عناصر کی سازشوں سے محفوظ فرمائے اور ہم سب پاکستانیوں کو آزمائشی لمحات میں جوش کے بجائے ہوش سے کام لینے کی توفیق عطافرمائے اور ہمارے ہر مکاتبِ فکر کے علماء کرام کو بھی اسلام اور تعلیمات اسلامی کا صحیح درس دینے اور عوام الناس میں حب وطنی اور بھائی چارگی کا جذبہ بیدار کرنے ، اوراِنہیں فرقہ واریت اور نفرت واشتعال انگیزی سے بچانے کی بھی توفیق نصیب فرمادے۔ (آمین)۔

آپ منرل واٹر، کولڈرنگ یا پیٹرول میں سے کیا لینا پسند کریں گے

آپ منرل واٹر، کولڈرنگ یا پیٹرول میں سے کیا لینا پسند کریں گے؟ میزبان کا مہمان سے مکالمہ..

قوم کو وراثتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور آئی ایم ایف کے پٹھوؤں سے کب نجات ملے گی...؟

آج کا ہر پہلا اور دوسرا اِنسان کتنا مصروف ہے، یہ میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی شاید جانتے ہوں گے کہ موجودہ دور کا اِنسان دنیاوی معاملات میں کتنا احساس اور اسٹیٹس کے دور میں آگے نکل جانے ہیں ہر وقت مصروف رہتا ہے،اِس کا اندازہ تو مجھے اپنے روزمرہ پیش آنے والے حالات واقعات اور بہت سے معاملات سے ہوگیا ہے، کیوں کہ میں بھی آپ ہی کی طرح اِسی گردشِ ایام میں رات دن ایک کرتے معاشرے کی ایک اکائی ہوں، اور ایسی اکائی جو یہ خُوب جانتی ہے کہ یہ تن تنہا کچھ نہیں مگر بائی چانس جب کبھی معاشرے کی سب اکائیاں کسی نقطے پر باہم متفق اور متحد ہو جاتی ہیں تو اِن اکائیوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ معاشرے میں اِنقلاب برپا کر دیتی ہیں،آج یوں لگتا ہے کہ مجھ سمیت میرے معاشرے کی ہر اکائی اپنی تاریخ کے اُن تمام عظیم اِنقلابوں اور کارناموں سے یکسر غافل ہو چکی ہے، جو اِس کا کبھی طرہ امتیاز ہوا کرتے تھے،تب ہی اَب تک میرے معاشرے

کسی انقلابی تحریک اور انقلابی تبدیلی سے محروم ہیں، مگر مجھے اُمید ہے کہ جب کبھی بھی میرے معاشرے کی ہر ہر اکائی کو اپنے جابر و فاسق و فاجر حکمرانوں کے ہاتھوں ہونے والے استحصال کا احساس ہوگیا، تو میرے معاشرے کی ہر اکائی دوسری اکائی سے منتقی ہوتی چلی جائے گی، اور پھر یوں ساری اکائیاں مل کر ایک نہ ایک روز ضرور اپنے ظالم حکمرانوں سے اپنے ایک ایک ظلم کا بدلہ لے گی بھی لیں گیں تو قومی خزانے سے لوٹی گئی دولت بھی واپس لائیں گیں، اور پھر میرا معاشرہ اور میرا مُلک جاگیردار، وڈیرے، چوہدری، سائیں، اور خان کی شکل میں ہم پر مسلط ہونے والے وراثتی جابر و فاسق اور فاجر حکمرانوں سے نجات حاصل کرلے گا، اور میرے معاشرے اور میرے مُلک کو مہنگائی، بھوک وافلاس، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری، فرقہ واریت، لسانیت، اور معاشرتی ناہمواریوں سمیت کئی توانائی (بجلی و گیس اور پیٹرولیم مصنوعات) کے مصنوعی بحرانوں کی شکل میں آئے کئی مسائل سے بھی خود بخود چھٹکارا حاصل کرلے گا، کیوں کہ جب میرے معاشرے کی مجھ سمیت ہر اکائی یہ جان چکی ہوگی کہ اِس کے معاشرے اور مُلک میں جتنی بھی بُرائیاں ہیں وہ سب اِن ہی وراثتی سیاستدانوں، جاگیرداروں اور اِن جیسے دوسروں کی وجہ سے تھیں۔

بہرحال... !آج مہنگائی کے اِس دور میں جہاں میزبان کے لئے مہمان نوازی کرنا مشکل ہوگیا ہے تو وہیں کسی حدتک اِس میں آسانیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں، قبل

اِس کے کہ میں میزبان اور مہمان کے حوالے سے مزید کچھ عرض کروں ، یہاں میں یہ بتانا چاہتاہوں کہ بیشک مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں، یہ جس میزبان کی دہلیز پہ جاتے ہیں ، میزبان کے دروازے پر قدم رکھنے سے پہلے ہی اِس کے گھر میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوجاتی ہیں، اور میزبان جب مہمان کا منہ دیکھتاہے تووہ بس یہ چاہتاہے کہ اِس کی مہمان نوازی میں وہ کیاکچھ کرلے کہ مہمان اِس سے خوش ہوجائے، اوراِس کی میزبان نوازی پراِس کا رب ذوالجلال اِسے اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نواز دے،اِس سے انکارنہیں کہ 66 سالوں سے ہمارے مُلک میں ہونے والی مہنگائی کے ہر دور میں میزبان اپنے مہمان کو اپنے لئے اللہ کا انعام اوراِس کی رحمت سمجھتاتھامگرآج اِس دورِ جدید میں جیسے جیسے مہنگائی سرچڑھتی گئی اورانسانوں کی قوتِ خرید بھی اِس سے متاثر ہوئی تووہیں مہنگائی کے اِس دور میں میزبانوں کی اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں، مختصر یہ کہ آج اول میں توجب کسی کے گھرپہ جاؤتووہ ملتاہی نہیں ہے، اورجب کبھی اتفاق سے کوئی مل بھی جائے توبن بلائے مہمان کو دیکھتے ہی اِس کا چہرہ فق ہوجاتاہے،اوروہ مہمان کو دیکھ کراپنی بغلیں جھانکنے لگ جاتاہے،تب اِس کا بس نہیں چلتاہے کہ وہ مہمان کا گلادبادے یا خودمرجائے، میں نے یہ معاملہ غریب میزبان تومیزبان بلکہ اچھے بھلے کھاتے پیتے میزبانوں کے ساتھ بھی ہوتاہوا دیکھاہے ، کہ آج سب ہی اپنے گھرآئے مہمان کو دیکھ کراپنے گھرکے مین دروازے پر ہی

اپناایساناگوارسامنہ

بناتے ہیں کہ غیرت مند مہمان سمجھ جاتا ہے کہ یہ کنجوس میزبان اِس کی اچانک آمد پر کیا مہمان نوازی کرے گا، اور پھر مہمان باہر ہی سے ہاتھ ملا کر جانے میں اپنی عافیت سمجھتا ہے، اور چند ایک منٹ اِدھر اُدھر کی باتیں کر اپنی عافیت اِسی میں سمجھتا ہے کہ وہ اپنے گھر کا راستہ لے لے، اور میزبان اِس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور اپنے دیگر معاملات میں مگن ہو جاتا ہے۔

یہاں مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ میں اِس تجربے سے کئی بار گزرا ہوں، کبھی میں کسی کے لئے میزبان بنا تو کسی کے لئے مہمان کے روپ میں پیش ہو کر تجربات کی بھٹی میں پک کر کندن بنا، اور آج میں اِس مقام پر ہوں کہ میں اِس مہنگائی اور نفسا نفسی کے دور میں میزبان اور مہمان کی اہمیت اور ذمہ داریوں کو خوب جانتا ہوں، آج میں یہ چاہتا ہوں کہ اِس مہنگائی کے دور میں بھی جب کوئی مہمان میرے گھر کی دہلیز پر اپنے قدمِ مبارک رنجا فرمائے تو یوں حسبِ روایت اِس کی خدمت میں چائے بسکٹ یا کھانا پینا پیش کرنے کے علاوہ دورِ جدید کی ضرورتوں کے مطابق ایسا کچھ پیش کروں کہ میرے گھر آئے ہوئے مہمان کی تشفی ہو اور جب میں بھی کبھی اِس کے گھر حاضر ہوں تو وہ بھی اپنی میزبانی نوازی میں میرے ساتھ ایسا ہی کچھ کرے جیسا میں کرتا ہوں۔

لہٰذا آج میں اپنی بے انتہا مصروفیات اور قلیل آمدنی کے باوجود اِس جان لیوا

مہنگائی کے دور میں بھی اپنے گھر آئے مہمانوں کو اللہ کی رحمت سمجھتا ہوں اور اپنے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اِنہیں اپنے ڈرائنگ روم میں نرم وگداز صوفوں پر بیٹھانے کے بعد اِنتہائی باآدب لہجے میں مکالمانہ انداز سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ " جناب آپ مِنرل واٹر، پیٹرول یا کولڈرنگ میں سے کیا لینا پسند کریں گے...؟ (واضح رہے کہ میں مِنرل واٹر اور کولڈرنگ نہیں نوش کرنے کے لئے اور پیٹرول اِنہیں سواری کے لئے پیش کرنے کی دعوت دیتا ہوں) پھر وہ اپنی اپنی ضرورتوں کے مطابق میری اِس پیشکش میں سے کسی ایک چیز کو طلب کرلیتے ہیں، اور میں بھی ہنسی خوشی اِن کی یہ خواہش پوری کرنا اپنی لئے باعثِ اعزاز سمجھتا ہوں، ہاں چائے اور بسکٹ کی تواضع اِن کے علاوہ ہے، میں اپنے مہمانوں کی تواضع مِنرل واٹر، پیٹرول اور کولڈرنگ سے اِس لئے بھی کرنا بہتر سمجھتا ہوں کہ آج اِس مہنگائی کے دور میں میرے ظالم و جابر اور فاسق حکمرانوں نے آئی ایم ایف سے ملنے والی ہدایات پر عوام کے لئے مِنرل واٹر، پیٹرول اور کولڈرنگ کی قیمتیں ایک جیسی کردی ہیں، اِس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں بحیثیت میزبان اپنے مہمانوں کے لئے اِن کی ضرورت کی اشیاء پیش کروں اِس طرح میں اِن کی مدد بھی کردیتا ہوں اور یہ بھی خوش ہوجاتے ہیں، مگرایک بات ہے کہ میری پیشکش کے جواب میں اکثریت اُن مہمانوں کی ہوتی ہے جو مجھ سے ایک لیٹر پیٹرول کے طالب ہوتے ہیں، اور ایک مہینے میں کئی کئی مرتبہ میری مہمان نوازی کا شرف حاصل کرتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں بے وقوف ہوں حالانکہ

میں ایسا ہر گز نہیں ہوں جیسا وہ مجھے سمجھتے ہیں، میری کیفیت کو میرے گھر آئے مہمانوں کو سمجھنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ میں اپنے گھر کے مین گیٹ پر یہ لکھ کر لگادوں کہ کوئی شک نہیں کہ مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں، یہ میرے گھر آئیں ضرور آئیں" مگر خدا کے واسطے اِس مہنگائی کے دور میں اپنے ساتھ چائے، چینی پتی اور بسکٹ ساتھ لائیں، کیوں کہ گرانی کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے،اِس بہانے میں بھی چائے، بسکٹ چکھ لوں گا اور آپ کو دعائیں اور اپنے حکمرانوں کو بد دعائیں دوں گا، جنہوں نے مُلک میں مہنگائی کو بے لگام چھوڑ کر مجھے اپنی مہمان نوازی کی روایات ختم کرنے پر مجبور کردیا ہے" سو میرے گھر آئے مہمان کبھی میری ہلکی پھلکی میزبان نوازی پر ہی اکتفا کرلیا کریں۔اور کبھی بغیر پیٹرول و منرل واٹر اور کولڈ رنگ سے فیضیاب ہوئے ہی لوٹ جایا کریں، باقی باتیں اگلے کالم میں ہوں گیں،اور اَب اِسی کے ساتھ ہی اللہ حافظ ....!!

عمران بھائی وخان جی، اَب کی بار نیٹو سپلائی کی بندش فیصلہ کُن ہونی چاہئے

کہیں پھر نیٹوسپلائی کی بندش امریکیوں کے لئے سوجی کا حلوہ ثابت نہ ہوجائے...؟
ہفتہ 23 نومبر سے امریکا کو سبق سکھانے اور ڈرون حملے بند کرانے کے لئے پی ٹی آئی نے پشاور میں نیٹوسپلائی بند کرکے مُلک بھر میں احتجاجوں اور دھرنوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع کردیا ہے اور اِس کے بعد حکومتی حلقوں کی جانب سے اِس پر طرح طرح کی تنقیدوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے، اِس سلسلے میں امریکی حامی حکمران و اپوزیشن جماعتوں سمیت بہت ساری ایسی مُلکی شخصیات بھی شامل ہیں جن کے ڈانڈے کہں نہ کہیں سے امریکی نوازی سے ملتے ہیں یوں آج جنھوں نے عمران خان کے دھرنے کو مشکوک بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا امریکی فریضہ سمجھ لیا ہے، اِس پر راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ آج حکومت سمیت اِس کی حامی اور بظاہر دور دور رہنے والی اپوزیشن جماعتوں کے سربراہان کو عمران خان کے دھرنے پر تنقیدیں کرنے کے بجائے اُس وقت کا انتظار کرنا چاہئے جب تک یہ واضح نہ ہوجائے کہ عمران خان کو اپنے اِس مقصد میں کتنی کامیابی نصیب ہوئی ہے اور ناکامی نے کتنے اِن کے قدم روکے ہیں، حکومت اور اپوزیشن جماعتوں کو کم از کم قبل از وقت عمران خان کے دھرنوں پر سوالیہ نشان لگانے

اور قوم کو طرح طرح کے مخمصوں میں مبتلا کرنے سے قطعاً اجتناب برتنا چاہئے۔اور کسی کو یہ کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ کوئی عمران خان کے دھرنوں پر فضول کی تنقیدیں کرتا پھرے، کیوں کہ آنے والے دنوں میں یہ خود بخود واضح ہو جائے گا کہ عمران خان کے سر میں کتنے بال ہیں۔۔؟اِس کے بعد جس کا پھر جو جی چاہئے وہ کرے، مگر دوسری طرف خدشات یہی ہیں کہ اِس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا پچھلے مرتبہ ہوا تھا۔

بہرحال۔۔۔ !ملک میں روز روز ڈرون حملوں سے ہونے والی ہلاکتوں کو رکوانے اور گزشتہ کئی سالوں سے سرزمینِ پاکستان پر ڈرون حملوں کی شکل میں عالمی سطح کی ہونے والی امریکی دہشت گردی کے خلاف پشاور میں تحریک انصاف پاکستان والوں نے اپنے کارکنوں اور اپنے ہم خیال ہزاروں افراد کے ساتھ ایک بار پھر احتجاجی دھرنا دے مارا ہے، اَب اِس پر عوام کا پی ٹی آئی کی قیادت اور دھرنے و دھرنی اور دھرنوں میں شامل سیاسی و مذہبی جماعتوں کے کرتادھرتاؤں سے بس ایک یہی خاص و خام مطالبہ ہے کہ اِس بار خدارا تمام اندرونی و بیرونی دباؤ سے بالاتر ہو کر نیٹو سپلائی کی بندش فیصلہ کُن ہونی چاہئے، تاکہ عالمی دہشت گرد امریکا سمیت اپنے مصلحت پسند امریکی پٹھو حکمرانوں کے تابوت میں بھی آخری کیل ٹھونکی جاسکے اور دنیا کو یہ بتایا جاسکے کہ جب کوئی قوم امریکی مظالم پر برداشت کی حدود پار کرکے اِس کے سامنے سینہ سپر ہو جاتی ہے تو امریکا

اِس کے سامنے کیسے گھٹنے ٹیک دیتا ہے، اور آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ پی ٹی آئی پشاور سمیت مُلک بھر میں نیٹو سپلائی مکمل طور پر بند کرانے کا عزمِ عظیم کر چکی ہے، اور امریکا کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر اِسے ڈرون حملے بند کرانے کا بھی پروگرام ترتیب دے چکی ہے تو اَب اِسی کے ساتھ ہی اِس پر یہ بھی لازم ہو چکا ہے کہ وہ اپنے تمام اچھے یا بُرے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اِس پر ڈٹی رہے اور وہ کچھ کر گزرے جو آج تک ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمران نہیں کرسکے ہیں،آج یقیناً مُلک سے ڈرون حملوں کو رکوانے اور سرزمینِ پاک پر ہونے والی امریکی دہشت گردی کو ختم کرانے کے لئے شروع کئے گئے پی ٹی آئی کے اِس فیصلہ کُن اقدام پر ساری پاکستانی قوم اِس کے ساتھ ہے ،اور اگر اِس کے بعد بھی پی ٹی آئی نے عوام کے جذبات کا خیال نہ کیا وہ پھر پُھس ہو گئی تو قوم چیخ پڑے گی کہ پی ٹی آئی کا نیٹو سپلائی کی بندش کا دھرنا امریکا کے لئے ایک بار پھر گرما گرم سوجی کا مزیدار حلوہ ثابت ہوا ہے جسے امریکی کھا گئے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر قوم کا پی ٹی آئی پر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اعتماد و اعتبار ختم ہو جائے گا، لہٰذا پی ٹی آئی کو اِس بار ضرور کوفیصلہ کُن اقدامات کرنے ہوں گے ورنہ ..! یہ سمجھ جائے قوم اِس کا کیا حال کرے گی۔

آج اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کہ ساری پاکستانی قوم سمیت دنیا کا کونسا ایسا باشعور شخص ہوگا جو یہ نہیں جانتا ہوگا کہ امریکی ڈرون حملے پاکستان کی

خود مختاری کو چیلنج نہیں کرتے ہیں، مگراس کے باوجود بھی ہمارے (وفاق سمیت چاروں صوبائی حکومت کے) امریکی ڈالرز لینے والے حکمرانوں کی معنی خیز خاموش کیا یہ ظاہر نہیں کرتی ہے کہ ہمارے حکمران صرف امریکی خوشنودی کے لئے اِس پر عملی مزاحمت کرنے اور ڈرون گرانے سے بھی قاصر ہیں جبکہ گزشتہ بارہ سالوں میں پاکستان نے اپنے مفادات کو بالائے طاق رکھ کرامریکی مفادات کے خاطر شروع کی گئی جنگ میں فرنٹ لائین کا کرداراداکرتے ہوئے لگ بھگ اپنے پچاس ہزار فوجیوں اور لاکھوں معصوم شہریوں کی جانوں کواِس امریکی مفاداتی جنگ میں دھکیل کر اِس کے ہر حکم کی تکمیل کو مقدم جاناہے اوراِس امریکی جنگ میں اپنے اربوں اور کھربوں کے ہونے والے مادی نقصانات کو الگ برداشت کیامگرافسوس یہ ہے کہ آج بھی پاکستان امریکیوں پر اپنااتناکچھ قربان کرنے کے باوجود بھی امریکیوں کی نظرمیں وہ مقام حاصل نہیں کرسکاہے جس کی اِسے اُمید تھی، آج بھی امریکاپاکستان کو نائن الیون والی مشکوک نگاہ سے دیکھتاہے، تب ہی یہ اِسے ایک طرف اپنادوست بنائے رکھناچاہتاہے تو دوسری جانب یہ پاکستان پر ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری رکھ کر اپنے مفادات بھی حاصل کرناچاہتاہے۔

جبکہ یہاں ایک یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ پچھلے دنوں متحدہ قومی موومنٹ کے قائدالطاف حُسین نے بھی لندن سے اپنے ایک ہنگامی خطاب میں کہاہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملے بند کرواسکتی ہے نہ فوج کواِنہیں گرانے کا حکم دے سکتی

ہے،اوراِن کا یہ کہنا بھی سوفیصد درست ہے کہڈالروں کے بھیک مانگنے والوں میں
تحریکِ انصاف اور خیبر پختونخواہ کی حکومت آگے آگے ہے ،اوراِسی کے ساتھ ہی اُنھوں
نے یہ بھی کہاہے کہ وزیرِ اعظم، حکومت اور تمام جماعتیں جھوٹ کی سیاست ترک کرکے
قوم کو حقائق سے آگاہ کریں،اوراِن کا کہنا تھا کہ وزیرِ اعظم نواز شریف، وفاقی حکومت اور
تمام سیاسی جماعتیں کھل کراعلان کریں کہ طالبان اور اِن کے ہمنوااسلام ، پاکستان اور
اِنسانیت کے دُشمن ہیں طالبان نے انچولی دھماکوں کی ذمہ داری قبول کی لیکن
دھرنادینے والی طالبان کی ہمنواجماعتوں نے انچولی دھماکوں پر احتجاج تک نہیں کیا"
اِس پر راقم الحرف بھی ایم کیو ایم کے قائدالطاف حُسین سے متفق ہے اور مُلک میں
امریکی ڈرون حملوں کے خلاف دھرنا دینے والی جماعتوں کے سربراہان سے یہ پوچھنے کا
بھی حق رکھتا ہے کہ اُنھوں نے انچولی دھماکوں کے خلاف اپنے احتجاجوں اور مُلک
گیر مظاہروں کا اعلان کیوں نہیں کیاہے،اِس کا بھی دھرنا دینے والی سیاسی و مذہبی
جماعتوں کے کرتادھرتا مجھے متحدہ کے قائد الطاف حُسین کو ضرورجواب دیں۔
اگرچہ ابھی تک امریکاہمارے حکمرانوں کو ڈالرز دے کر اپناالّو سیدھا کرتارہاہے
اورہمارے متعلق آئندہ کی بھی اِس کی یہی پالیسی ہے، مگراس امریکی روتے کے خلاف
ہمارے وزیرِداخلہ چوہدری نثار علی خان چیخ پڑیں ہیں،اِن کے اِس طرح چیخنے سے ایسے
لگاہے کہ جیسے وہ یہ کہناچاہتے ہیں کہ ہمیں،امریکی دوغلی پالیسی کے

آگے اپنی پالیسی واضح کرنی ہوگی اِن کا کہنا تھا کہ ہمیں امریکی ڈالرز کے عوض اِس کی مفادات اور اپنی خود مختاری میں سے کسی ایک کو چُننا ہوگا یہاں وزیرِداخلہ کی یہ ساری باتیں درست ہیں مگر اُنہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ وقت کب آئے گا..؟جب یہ اوراِن کی حکومت فیصلہ کرے گی کہ اِنہیں امریکی ڈالرز کے عوض امریکی مفادات اور ملکی خود مختاری میں سے کسے چناہے، بہرکیف.. !اِنھوں نے اِس کا اظہار ضرور کردیاہے کہ اَب ہمیں امریکا کو دوٹوک انداز سے جواب دیناہوگا، جبکہ آج پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اپنے ہزاروں کارکنوں اور اپنے ہم خیالوں کے ساتھ امریکی مظالم اور ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے سڑکوں پر نکل پڑے ہیں دیکھتے ہیں کہ یہ اِس میں کتناکامیاب ہوتے ہیں اور اپنے پر تنقیدوں کے تیر اور تلواریں چلانے والوں کے منہ بند کرنے اور اِن کی زبانیں کاٹنے پر کتناکامیاب ہوتے ہیں۔

امریکا ایران معاہدہ اسلام کے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہے..؟

کیا عالمی طاقتوں کا ایران سے معاہدہ یہود اور مشرکین کی اسلام کے خلاف سازش ہے...؟

آج اگر زمینی حقائق کو مدِ نظر رکھ کر دیکھا جائے تو عالمی طاقتوں اور ایران کے درمیان جو جوہری معاہدہ ہوا ہے وہ ٹھیک بھی ہے اور بڑی حد تک درست نہیں بھی ہے اَب آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں وہ سب کچھ واضح ہو جائے گا آج جس کے بارے میں کہیں دبے تو کہیں کُھلے لفظوں میں اِظہار کیا جانے لگا ہے کہ اِس معاہدے سے کس کو کتنا فائدہ ہوگا اور کس کو کتنا نقصان اُٹھانا پڑے گا..؟

مگر یہ حقیقت ہے کہ جب سے ایرانی ایٹمی پروگرام کو محدود کرنے کے بارے میں عالمی طاقتوں اور ایران کے درمیان طے ہونے والے معاہدے کی خبر میری سماعت سے ٹکرائی ہے تب سے ہی میرے دماغ میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں اور کم از کم مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ایک طویل عرصے سے جوہری معاملات کو اپنی بقا اور اَنا کا مسئلہ بنائے رکھنے والے ایران نے عالمی چاپلوسی یا

کسی عالمی دباؤ کے تحت اپنا ایٹمی پروگرام محدود کرنے والے معاہدے پر دستخط کرکے کیوں اور کس خوف کی وجہ سے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں..؟ کیوں اور کس لئے ایران نے اپنے جوہری پروگرام پر کوئی ڈیل کرلی ہے...؟ کیوں اور کس لئے ایران نے اپنے ذراسے فائدے کے لئے اپنے ایٹمی پروگرام کو محدود کرکے خود کو عالمی طاقتوں کے لئے کھلونا بنانے کا سامان کرلیاہے...؟ اور کب عالمی طاقتوں نے ایرانی جوہری معاملات پر نرم گوشی کا مظاہرہ کیا تھا..؟ جو اَب کریں گی..؟ اور کب اِس پر ایٹمی پروگرام کی وجہ سے پابندی نہیں لگائی تھی..؟ جو اِس معاہدے کے بعد یکدم سے ختم ہوجائیں گی..؟ اور ایران نے کب اِن پابندیوں کا ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا تھا..؟ جو اَب نہیں کرے گا..؟ آج نئے ایرانی صدر نے وہ سب کچھ کرلیا ہے جو ایران سے عالمی طاقتیں کب سے کرانا چاہتی تھیں..؟ اور اگر ایران کو یہی سب کچھ کرنا تھا تو یہ بہت پہلے کرلیتا اپنے عوام کو اِن کے حقوق سے محروم تو نہ کرتا،اور عالمی سطح پر ہونے والی سازشوں کے باعث اپنے عوام کو امتحانات سے تو دوچار نہ کرتا...؟ اِس سارے معاملے کے پس پردہ میرا ایک خدشہ یہ بھی ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ عالمی طاقتوں نے ایران سے یہ معاہدہ ایران کو دیگر اسلامی طاقتوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے کیا ہے..؟ یا پچھلے وقتوں میں ایران پر جتنی سختیاں اور پابندیاں لگائیں تھی وہ سب محض دیکھاوا اور پہلے سے طے شدہ تھا کہ ہم ایسا کریں گے اور تم ویسا کرنا اِس کے بعد جیسا ہم کہیں گے تم وہ کرنا..؟ یہ وہ سوالات ہیں جو

میرے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے ہیں اور میرے دل کو بیقرار کئے ہوئے ہیں،اِن کے کسی کے پاس جوابات ہوں تو ضرور آگاہ کیجئے گا۔

بہرکیف..!اَب کچھ بھی ہے مگر میں موجودہ صُورتِ حال میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اِس میں بھی یقینا عالمی طاقتوں کی ایران کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش ہوگی یعنی یہ کہ جب یہود اور مشرکین مل کر بھی ایران کو بزورِ طاقت نہ دبا سکے تو اُنہوں نے اِس سے ہاتھ ملانے میں ہی عافیت جانی ہے ، اور اِس طرح اِس سے قربت بڑھا کر اپنی سازشوں کو کامیاب بنانے کی ڈھان لی ہے، اَب ایران کو اِن سے پہلے سے زیادہ چکنار ہنا پڑے گا، کیوں کہ عالمی طاقتیں اَب پہلے سے زیادہ ایران کے لئے خطرناک ثابت ہوں گی، اَب یہ ایران کو گلے لگا کر اور ہاتھ ملا کر اِس سے اِس کی اپنی اور عالمِ اسلام کی گردن مارنے کی تیاریاں کرکے آئیں گیں، کیوں کہ سورۃ مائدہ کی 82ویں آیت میں ہے کہ’’ تم اہلِ ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ یہود اور مشرکین کو پاؤگے‘‘اگر ایرانی واقعی مسلمان ہیں تو اَب یہ بات ایرانیوں کو سمجھنی چاہئے جن کے پاس قرآن اور قرآنی تعلیمات کسی بھی صُورت میں موجود ہے،اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے جو ہوا سو ہوا۔

بہرحال..!تہران ، پیرس ، نیویارک ، ریاض اور استنبول کی خبررساں ایجنسیوں

نے دنیا کو جھوم جھوم کر اور لہک لہک کر یہ اطلاع دی ہے کہ آخرکار ایک لمبے عرصے تک جاری رہنے والا عالمی اور ایرانی تنازعہ صرف ایک معاہدے سے ختم ہوگیا ہے اور عالمی طاقتوں سمیت ایران نے بھی باہمی رضامندی سے ہونے والے معاہدے پر، دستخط کر دیئے ہیں، جہاں اِس معاہدے کے بعد عالمی طاقتوں کے مئے کدوں میں برہنہ اور نیم برہنہ مردوزن کی جام و سُرور کی محفلیں سجائی جارہی ہیں تو وہیں ایران اور عالمی طاقتوں کے درمیان جوہری معاہدے کے بعد ایران میں مذاکرات کاروں کی واپسی پر ایران کے ایوانوں اور مکینوں میں بھی جشن کا سماں ہے، تہران کے مہرباد ہوائی اڈے پر وزیر خارجہ محمد جواد ظریف کا ایرانی پرچم اور منوں ٹنوں قسم قسم کے پھولوں کے ساتھ استقبال کیا گیا ہے اور ایرانی اپنے وزیر خارجہ محمد جواد ظریف کو اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر امن کا سفیر کہہ کر پکارتے اور جنگ، پابندیوں، جھکنے اور توہین کے خلاف سمیت طرح طرح کی نعرے بازی کرتے نہیں تھک رہے تھے اور کچھ تو اپنے سخت گیر سابق صدر کے لئے بھی دبے دبے الفاظ میں کچھ بڑبڑاتے رہے، جبکہ اِس موقع پر ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے بھی انتہائی جذباتی انداز اور اپنی آنکھوں میں خوشی کے آنسو لاتے ہوئے کہا کہ ایران اِس معاہدے کے لئے ہر ضروری اقدام لینے کے لئے تیار ہے"۔ تو وہیں نئے ایرانی صدر حسن روحانی جو ایک جید عالمِ دین بھی ہیں اُنھوں نے خود کو اور ایران کو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق چلانے کے لئے ایران کے ایٹمی پروگرام کو محدود کرکے یہ سمجھ لیا ہے کہ اِس معاہدے سے

عالمی سطح پر ایران کے تعلقات استوار ہوں گے اور ایران دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکے گا، حالانکہ عالمی طاقتیں ایسا نہیں چاہتی ہیں ۔ ایران اِن کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑا ہو یا قدم سے قدم ملا کر چلے وہ ایران کو ابھی اُس سطح پر رکھنا اور دیکھنا چاہتی ہیں آج جہاں پر جیسا ایران ہے۔

اگرچہ آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ عالمی طاقتوں نے ایرانی ایٹمی پروگرام کو محدود کرنے والے معاہدے کو عملی جامہ پہنا کر ایران کو زہر کے بجائے گُڑ دے کر مارنے اور فلسطین میں اسرائیلی عزائم کو پروان چڑھانے کی ڈھان لی ہے۔ یوں اِس منظر اور پس منظر میں ایک طرف ایران ہے کہ وہ عالمی طاقتوں کی سازشوں کو سمجھے بغیر اِن ہی کی گود میں جا بیٹھنے کو اپنے لئے مقدم جان رہا ہے، جبکہ آج ایران کو یہ بات بھی ضرور سوچنی چاہئے کہ اسرائیل جو بظاہر اِس معاہدے کا سب سے بڑا مخالف نظر آرہا ہے ۔ اِسے ہی سب سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا اور اَب وہ فلسطین سمیت ایران میں بھی آزادی کے ساتھ اپنی غنڈہ گردی جاری رکھ سکے گا، جبکہ راقم الحرف کا عالمی طاقتوں اور ایرانی جوہری پروگرام کے حوالے سے طے پانے والے معاہدے پر خام خیال یہ ہے کہ ابھی وقت ہے کہ ایران کو چاہئے کہ اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور اپنے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے جلد از جلد اِس معاہدے کو ختم کردے اگر اِس نے ایسا نہ کیا تو پھر ایران یہ سمجھ لے کہ آئندہ اِس کی بقاء اور سالمیت کے لئے خطرات بڑھ جائیں گے کیوں کہ پہلے تو

دُشمن دور رہ کر اِس پر حملے کی منصوبہ بندی کیا کرتے تھے مگر اَب اِس معاہدے کو عمل میں آنے کے بعد ساری عالمی طاقتیں اِس کی سرزمین میں گھس کر اِس کے خلاف اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنایا کریں گی اور اِس کی سرزمین پر بھی دیگر اسلامی ممالک کی طرح فرقہ واریت ، لسانیت اور قومیت کی آگ بھڑکا دی جائے گی اور یوں ایران بھی ہمیشہ انارکی کا شکار بن کر رہ جائے گا۔

آج کہو تو کہہ دوں..؟

آج کہو تو کہہ دوں..؟ذاتی پسند اور ناپسند نے مُلک میں ناہمواریاں پیدا کردی ہیں..

...

’’ایک عرصے سے کوئی خاص خُفیہ قوت ایسی ضرور ہے کہ جو مجھے بہت کچھ لکھنے اور کہنے سے روک دیتی ہے، ورنہ تو میرے پاس لکھنے اور کہنے کو اِتنا کچھ ہے، کہ آپ پڑھتے اور سُنتے سُنتے تھک جائیں گے مگر میں لکھتے لکھتے اور کہتے کہتے نہیں تھکوں گا،مگر اپنے سینے میں اتنا لاوا رکھنے کے باوجود بھی اکثر میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر میں نے وہ سب کچھ سچ لکھ دیا یا کہہ دیا تو مجھ سے خلقِ خدا ناراض ہو جائے گی ، اور اگر خلقِ خدا مجھ سے ناراض ہو گئی تو پھر میں کس کس کو مناتا پھروں گا اور اِس کے سامنے اپنے پاک دامنی کے لئے کیا کیا وضاحتیں پیش کرتا رہوں گا،اور پھر اِس پر بھی کیا یقین ہے کہ ناراض خلقِ خدا میری بات مان جائے گی اور اِس کا رویہ میرے ساتھ پہلے جیسا ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ میں کچھ لکھنے اور کہنے سے ڈرتا ہوں ،آج میں جس کشمکش اور اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہوں اِس میں ایک میں ہوں دوسرا میرا دماغ ہے اور تیسرا میرا دل ہے جو اپنے چاروں خانوں کے ساتھ اَنگنت گرم اور ٹھنڈے جذبات لئے شامل ہے، جبکہ دوسری طرف میرے ضمیر کی وہ خفیہ طاقت ہے جو مجھے

وہ سب کچھ کہنے اور لکھنے سے روکتی ہے، جو میں کرنا چاہتا ہوں، ورنہ تو میں کب کا وہ سب کچھ کہہ اور لکھ چکا ہوتا جسے لکھنے کے لئے میں کافی عرصے سے بیقرار ہوں، مگر آج جب میں اپنی اِس جنگی اضطرابی کیفیت سے نکلنا چاہ رہا ہوں اور وہ سب کچھ کہہ اور لکھ دینا چاہتوں ہوں تو ایسے میں مجھے آپ کی حمایت اور آپ کی جانب سے ملنے والے اُس حوصلے کی اشد ضرورت ہے، جو آپ نے بہت سے مواقع پر بہت سے لوگوں کو دیئے ہیں اِسلئے آج میں بھی آپ سے ہاتھ جوڑ کر اُن کی بھیک مانگتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ، آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے اور مجھے اپنی بھرپور حمایت اور حوصلے کی خیرات ضرور بخش دیں گے، اور آپ جب یہ دونوں چیزیں میری خالی جھولی میں ڈالنے کا ارادہ بھی کرلیں گے تو میں آپ سے اِپنی بات لکھنے اور کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ ''

کہو تو کہدوں...؟'' پھر یوں جب آپ مجھے کہو تو کہدوں کی اجازت دے دیں گے تو میں ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اپنے دل و دماغ پر چڑھے غبار کے خلاف کو اُتار پھیکوں گا..اور وہ سب کچھ جو ایک لمبے عرصے سے میں نے اپنے دل کے تمام خانوں میں سب سے چھپا کر رکھا ہے اور بہت کچھ یادوں کے بند دریچوں کے ساتھ اپنے دماغ کی رگوں میں ٹھوس کر رکھا ہوا ہے اُن سب کو آپ کے سامنے اُنڈیل دوں گا اور اس طرح تب میں خود کو گنگا آشنان کیا ہوا جان کر پوِتر سمجھنے لگوں گا''۔

یہ ایک خواہش ہے جو میرے دل و دماغ میں اُس وقت سے پنہاں ہے جب سے میں نے

معاشرے کی ناہمواریوں کا مشاہدہ کیا ہے، اور آج میری اِس بات سے شاید آپ بھی بڑی حدتک متفق ہوں گے کہ جس معاشرے میں آپ اور میں سانس لے رہے ہیں اِس میں حکمران اور دولت مند طبقے نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر کیسی کیسی ناہمواریاں پیدا کردی ہیں کہ میرٹ اور اِنصاف کا کھلے عام خون ہونا عام ہوگیاہے، اپنی اپنی پسند کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سفارشی اور جونیئرز سینئرز پر لاکر بیٹھائے جارہے ہیں، اور اِنہیں ترقیاں دے کراپنی اور اغیار کی مرضی کے کام کئے جارہے ہیں، مُلک میں کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں رہاہے جہاں پر حق دار کو اِس کا حق مل رہاہو بلکہ اِسے حق سے محروم رکھ کراپنی مرضی کے اُن لوگوں کو نوازہ جارہاہے، جو اُن کے پسندیدہ افراد ہیں اور اِس عمل سے گزرنے کے بعد اُوپر سے حکمران طبقہ یہ دعویٰ کرتے بھی نہیں تھک رہاہے کہ ہم حق و سچ اور میرٹ کے علمبردار ہیں ہم اور ہماری حکومت نے اِس کا تہیہ کرلیاہے کہ مُلک میں میرٹ کو عام کیاجائے گا، اور حقدار کو اِس کا حق ملے گا، مگرایسانہیں ہے

۔ جیساکہ موجودہ حکومت دعوے کررہی ہے اِس کے اِس دعوے کی ایک تازہ ترین مثال ہمارے سامنے موجود ہے جو موجودہ حکومت کے پہلے ابتدائی ایام میں مُلکی اہم ترین ادارے میں دی جانے والی ترقی کے عمل کے دوران سامنے آئی ہے، قوم نے دیکھاکہ ہمارے موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے صوابدیدی اختیارکا استعمال کرتے ہوئے اِسی ادارے کے دوسینئرز کو بائی پاس کرکے اپنی پسندکے ایک جونیئر کو ترقی دے کراس اہم قومی ادارے میں پائی

پاس کرنے کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔
جبکہ اپنے گزشتہ دو ادوارِ حکومتوں میں سے دوسرے دورِ حکومت میں ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اِس اہم ترین قومی ادارے میں اپنے پسند کی جونئیر ترین شخصیت کو ترقی دے کر اِس کے ہی ہاتھوں اپنی لولی لنگڑی ہی سہی مگر جمہوری حکومت گنوا چکے ہیں، اِس مرتبہ بھی وزیراعظم صاحب اِس اہم ترین قومی ادارے میں ترقی کے معاملے میں دو سنئیرز کو بائی پاس کرکے اپنی پسند کے جونئیر مگر اپنے پیشے میں انتہائی قابل اور باصلاحیت شخصیت کو ترقی دے چکے ہیں۔
اِس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعظم نے اِس قومی ادارے میں ترقی کے عمل کو جس انداز سے گزرا ہے اِس پر کوئی شک نہیں ہے کہ اُن کا انتخاب سو فیصد درست یا غلط ہو سکتا ہے مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ پہلے اِس ملکی اہم ترین ادارے میں دی جانے والی ترقی اُن سنئیرز کے حصے میں آتی جو ترقی پانے والے جونئیر سے بہت زیادہ سنئیرز تھے مگر اِس موقع پر یہ شائد زیادہ بہتر تو یہ ہوتا کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اپنی ذاتی، پسند اور ناپسند کو ایک طرف رکھ دیتے اور اپنے منصب اور ذاتی حیثیت سے سوچنے اور سمجھنے کے بجائے اور تدبر و بردباری کا مظاہرہ کرتے اور اِس اہم ترین قومی ادارے میں سینارٹی لسٹ کے

حوالے سے ہونے والی ترقیوں کے سلسلے کو ملحوظِ خاطر رکھتے توساری پاکستانی قوم سمیت پوری دنیامیں بھی یہ پیغام ضرورچلاجاتاکہ پاکستان کے پہلے دومرتبہ وزیراعظم بننے والے میاں محمدنوازشریف اَب تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعدسیاسی ولایت کے اُس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ آج اِن کے نزدیک ذاتی پسنداور ناپسندکوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے،آج پاکستان کے تیسری مرتبہ وزیراعظم بننے والے میاں محمدنوازشریف سیاسی روحانیت کو سمجھنے لگے ہیں اور یہ اِسی بنیادپر مُلک و قوم کے فلاح اور بہبوداوراِس کی ترقی کے لئے ایسے سوچتے ہیں اور ایسے اقدامات اور احکامات جاری کرتے ہیں کہ اِن کے ایک ایک قول و فعل سے حب الوطنی پھوٹتی ہے،جبکہ آج قوم کوایک مرتبہ پھرجہاں اپنے وزیراعظم میاں محمدنوازشریف کی جانب سے اہم قومی ادارے میں ہونے والی ترقی کے حوالے سے سینئرزکے ساتھ ہونے والی حق تلفی پر مایوسی ہوئی ہے تووہیں قوم اِن کے لئے بھی دعاگوہے کہ اِن کی حکومت قائم رہے،اور اِنکی حکومت کے ساتھ پھرکوئی ایساویسااور کیسانہ ہوجائے جیسااِن کے ساتھ ماضی میں ہوا۔یہ کون نہیں جانتاہے کہ اِن کی پسندیدشخصیت نے اِن ہی کی حکومت کواُلٹ پلٹ کرکے رکھ دیاتھا،بہرکیف..!آپ سمجھ چکے ہوں گے میں کیاکہناچاہتاہوں اوراِسی کے ساتھ ہی آپ سے میں ابھی یہ کہنے کی اجازت چاہوں گاکہ کہوتوکہدوں..(ختم شُد

عمران خان کو لگی چوٹ اور پہلی سردی

ہر بار دھرنا دینے اور احتجاج کرنے والے عمران خان ہی کا اسٹیج کمزور کیوں ہوتا ہے . . ؟

کم از کم یہ بات میری تو سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ ہر بار دھرنا، دھرنا اور دھرنا دینے اور احتجاج کرنے والی جماعت پی ٹی آئی کے ہی قائد عمران خان کے اسٹیج اتنے کمزور کیوں ہوتے ہیں . . ؟ کہ اِن کے پرستاروں کے بوجھ سے ہی وہ دھڑام سے ٹُوٹ جاتے ہیں یا پھر لرزنے لگتے ہیں ، خدانخواستہ میں یہ کوئی طنز یا مزاق نہیں کررہا بلکہ اُس حقیقت کو بیان کررہا ہوں آج جو سب کے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے، ابھی میں اِن کے ساتھ پیش آئے اُس پہلے واقعہ کی تفصیل میں تو جانا نہیں چاہتا کہ انتخابی مہم کے دوران ایک انتخابی جلسے کے سلسلے میں بنائے گئے اسٹیج پر جاتے ہوئے اِن کے ساتھ پہلا واقعہ کس طرح رونما ہوا تھا اور وہ اپنے ساتھ پیش آئے اِس حادثے میں کتنے شدید زخمی ہوگئے تھے کہ آج بھی کوئی سات آٹھ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اِن کے جسم پر لگی اُس چوٹ کے زخم ہرے ہیں اور اِنہیں اِس کا درد محسوس ہوتا ہے ۔

آج مُلک میں سردیوں کا موسم شروع ہوچکا ہے میرا پاکستان تحریک اِنصاف کے

سر براہ عمران خان کو یہ مشورہ ہے کہ وہ چوٹ لگنے کے بعد آنے والی اِس پہلی سردی سے ضرور بچیں، کیوں کہ سردیوں کا موسم اندرونی طور پر ہڈیوں پر لگنے والی چوٹ کے لئے تکالیف بھرا ہوتا ہے، پاکستان تحریکِ اِنصاف کے بانی چیئرمین عمران خان میرا مشورہ مانیں تو اس سردی میں یہ آرام کر لیں یا اپنی دن و رات کی سیاسی اور احتجاجی سرگرمیاں اور مصروفیات سو فیصد نہیں تو کم از کم نائنٹی فائیو فیصد ضرور کم کر لیں، میں اِن سے یہ تو نہیں کہہ رہا کہ یہ یکدم سے سیاسی منظر نامے سے ہی عملی طور پر غائب ہو جائیں مگر اتنا ضرور کہہ رہا ہوں کہ فی الحال اپنی طبیعت اور گردن اور کمر پر لگی چوٹ کی وجہ سے آرام ضرور کر لیں، اور جب موسم سرما ملک سے گزر جائے تو پھر اپنے سیاسی پروگراموں کو جاری رکھیں، اور ملک میں اگلی سردی آنے تک اپنی گرما گرم سیاست سے حکومت و عوام اور اپنے کارکنوں کو محظوظ کریں۔

اگر آج پاکستان تحریکِ اِنصاف کے سر براہ عمران خان نے (صرف کرکٹ کے حوالے سے) اپنے اِس حقیر فقیر بے توقیر مداح یعنی راقم الحرف کے اِس مشورے پر کان نہ دھرا اور عمل نہ کیا تو ممکن ہے کہ اِن کی بے آرامی کی وجہ سے یہ سردی (اور اِن کی طرح کبھی کُھلے اور کبھی ظاہر نہ ہونے والے امریکی آقاؤں کے اشاروں پر ہر حکم بجانے لانے والے حکمرانوں کی بے حسی کہیں) اِن کے لئے باعث تکلیف نہ بن جائے، اور پھر ڈاکٹرز انہیں طویل آرام کا مشورہ دے دیں تو اِس دوران

اِن کے ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کے خلاف مُلک بھر میں شروع کئے جانے والے دھرنوں اور مُلک میں مہنگائی کے خلاف شروع ہونے والے احتجاجوں کے سلسلے بھی بُری طرح سے متاثر ہوں گے اور پھر عوام و حکومت اِن کے دھرنوں اور احتجاجوں سے اُلفت اندوز اور محظوظ ہونے سے رہ جائیں گے۔

سو اِس لئے میرا اِنہیں بس ایک یہ مشورہ ہے کہ کسی بھی مُلکی اور عالمی معاملے میں فوراً فوراً ردِ عمل ظاہر کرنے سے قبل پاکستان تحریکِ اِنصاف کے چیئرمین عمران خان اپنی صحت کا بھی ضرور جائزہ لیں اور جب اِس سردی کے سردترین موسم میں اِن کی صحت اِنہیں ایسا ویسا کچھ کرنے کی اجازت دے تو پھر یہ اپنے احتجاجوں اور دھرنوں کے پروگراموں کی منصوبہ بندیوں کو عملی شکل دیں اور اپنی جماعت کے اِدھر اُدھر سے جمع کئے گئے بزرگ سیاستدانوں (سیاسی عہدیداروں) اور اپنے جوشیلے اور سردی کو پچھاڑ دینے والے سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں نوجوان کارکنوں کے ساتھ سڑکوں پر آئیں، اور اپنے ذو معنی جملوں سے بھری تقاریروں کے ساتھ مُلک کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں اور حکمرانوں کے وجود اور اِن کی سوچوں پر لرزہ طاری کر دیں۔

اَب میری یہ ساری باتیں پی ٹی آئی کے قائد عمران خان سمیت اِن کی جماعت کے سنئیرز عہدیداروں اور اپنے قائد کی اُلفت میں ہر لمحہ اِن کا دم بھر والے نوجوان

کارکنان کو سوچنی چاہئے کہ اِنہیں اپنے قائدکی صحت زیادہ عزیز ہے یاوہ سیاسی مقاصد جو اِنہیں فی الوقت تومل توجائیں گے مگراِن کی قائد کی طبیعت خراب ہو گئی تو وہ بستر سے جالگے گا،یوں اِنہیں اِس بات کا ضروراحساس کرناچاہئے کہ اِس سردی کے موسم میں اِن کے قائدکی چوٹ اِن کی پریشانیوں میں اضافہ کرجائے گی ،کیاپی ٹی آئی کا کوئی کارکن ایساہوگاجو اپنے قائدعمران خان سے روحانی محبت کرتاہوں اورکیا وہ یہ چاہئے گا..؟کہ اِس کے قائدکوتکلیف پہنچ کرسیاسی مقاصدحاصل کرلئے جائیں۔

بہرحال... لاہورسے پاکستان تحریک اِنصاف کے چیئرمین عمران خان اوراسٹیج ٹوٹنے سے ہی متعلق ایک اورتازہ ترین خبریہ آئی ہے کہ مقامی کلب میں پی ٹی آئی کے سربراہ اور کرکٹ کے قومی ہیرو عمران خان کے خطاب کے بعداِن کے پرستاروں نے اِن کے ساتھ اسٹیج پر گروپ فوٹوبنانے کی درخواست کی تواِسی دوران اِن کے مداحوں کاایک گروپ نظم وضبط اور صبر وبرداشت کی تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے اِسٹیج پرچڑھ گیااور اسٹیج لوگوں کا وزن برداشت نہ کرسکااور زمین بوس ہونے سے قبل جیسے ہی اِسٹیج نے جھٹکے لئے اور لرزناشروع کیاتو ایسا ہوتادیکھ کرعمران خان فوراًاسٹیج سے نیچے اُترگئے۔

جبکہ وہاں پر موجودلوگوں اور میڈیاکے نمائندوں اور کیمروں نے بھی یہ

منظر دیکھا اور اِسے تاریخ کا حصہ بنالیا کہ جیسے ہی عمران خان اسٹیج سے نیچے اُترے ہی تھے کہ دھڑام سے ہی یہ اسٹیج ٹوٹ گیا اور عمران خان ایک بار پھر اپنے ساتھ پیش آنے والے کسی بڑے حادثے سے بچ گئے، اطلاع ملنے پر اِن کی جماعت کے مرکزی اور مُلک بھر میں پھیلے ہوئے عہدیداروں اور کارکنان کی بڑی تعداد نے اپنے قائد کی خیریت ریافت کی اور اِن کی صحت وتندروستی اور درازی عمر کے لئے بھی دعائیں گیں۔

اگرچہ اِس واقعے کے بعد ایک سوال جو میرے ذہن میں لاوے کی طرح اُبل رہا ہے اور حلم وپائے کی مافق پک رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب دیکھوجب صرف پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کے لئے بنائے جانے والے اسٹیج ہی کیوں ٹوٹ جاتے ہیں..؟ یا ٹوٹنے سے پہلے لررنے لگتے ہیں..؟ کیا اِن کے جماعت کے عہدیداران وکارکنان اپنے قائد کے لئے اسٹیج بنانے کے فن وتکنیک سے ناواقف ہیں..؟ یا اِنہیں یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ کونسا اسٹیج کس طرح بنایا جائے اور وہ کس طرح کی میزوں اور لکڑی کا بنا ہوا ہو..؟ کہ جب لاکھوں پرستاروں کی دلوں کی دھڑکن بننے والااِن کا قائد اسٹیج پر اپنے پرستاروں کے ساتھ کھڑا ہو تو وہ اسٹیج اِن کے بوجھ سے نہ ٹوٹے اور اِن کے قائد کو بھی چوٹیں نہ لگیں اور اِن قائد محفوظ رہے، اور ایسا ہی محفوظ رہے جیسا پاکستان کو محفوظ بنانے کا ایک عظیم خواب اِن کا قائد رکھتا ہے مگر اَب کچھ بھی ہے اور کوئی مجھے کچھ بھی کہے مگر میں اِس

نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جب ابھی پی ٹی آئی کے عہدیداران وکارکنان سب مل کر بھی اپنے قائد کے لئے کوئی مضبوط اسٹیج نہیں بنا سکتے ہیں تو یہ موجودہ حالات میں بھلا مضبوط پاکستان کیسے بنا سکتے ہیں۔ بہر کیف.. ! پی ٹی آئی کے جیالوں کو سب سے پہلے یہ تہیہ کرلینا چاہئے کہ یہ پہلے اپنے قائد کے لئے مضبوط اسٹیج بنائیں گے پھر قوم کو مضبوط پاکستان بھی بنا کردیں گے۔

لب پہ تو ترقی کا نغمہ ہے، پر روٹی قوم کے پاس نہیں ... ؟

اَب کون بتلائے حکمراں کو قوم تو بھوکی پیاسی ہے ! منافع بخش قومی اداروں کی نج کاری مُلک کے ساتھ غداری کے مترادف ہے

آج مہنگائی نے تو قوم کا ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے، قوم اپنی زمین پر پیدا ہونے والی سبزیوں تک کو تو مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہے، اور مُلک کا ایک بڑا غریب طبقہ اِس مہنگائی کے ظالم دور میں اِن مہنگی ترین سبزیوں کو بھی خریدنے سے قاصر ہے، آج ٹماٹر کی قیمتوں کو جو جیسے پَر لگ گئے ہیں، یہ آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اُونچا اُڑ رہا ہے ،اور آلو، پیاز جو زمین کے اندر پیدا ہوتے ہیں زائد قیمت کے بوجھ سے وہ زمین سے بھی باہر نہیں آرہے ہیں، اِن کا مصنوعی بحران پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، تاکہ اِس حکومت کے چند مفادپرست اِس کے اِس بحران سے فائدہ اُٹھاسکیں، اور آلو پیاز کی ذخیرہ اندوزی کرکے مارکیٹ سے زائد منافع کماسکیں، بہرحال..! کسی وجہ سے مُلک میں آلو اور پیاز کا بحران پیدا ہونے سے رہ گیا اور اگر ایسا ہوجاتا تو یقیناً اُن لوگوں کو ہی فائدہ پہنچتا جو اِس کا مُلک میں مصنوعی بحران پیدا کرنا چاہ رہے تھے۔

اِن حالات میں اَب حکمرانوں کو کون یہ بتلائے کہ قوم تو بیچاری بھوکی پیاسی ہے اور یہ رُوکھی سُوکھی روٹی کو بھی ترس رہی ہے، آج اِس عالم میں اِس کا کوئی پرسانِ حال بھی نہیں ہے، یہ بیچاری تو بس جیسے تیسے ایڑیاں رگڑرگڑاور اپنے منہ سے مکھیاں ہکاں ہکاں کراپنے دن پورے کررہی ہے۔

مگراُدھر ہمارے حکمران ہیں کہ یہ اپنی مفلوک الحال قوم کی فکر کرنے اور اِس کی حالتِ زندگی سنوارنے کے بجائے اپنے لبوں پہ دنیادِ کھاوے کے لئے مُلکی ترقی اور عوامی خوشحالی کا ہی نغمہ سجائے قومی خزانے سے سرکاری خرچے پر کبھی اپنے وزراء تواکثراپنی فیملی ممبران کے ساتھ دیس دیس کے سیر سپاٹے کرتے ہی نہیں تھک رہے ہیں۔

حالانکہ گیارہ مئی کے عام انتخابات سے پہلے اپنی معرکہ آرا (معرکتہ الآرا یہ اِملا غلط العام ہے)انتخابی مہم جوئی کے دوران اور پھراِس کے بعد.برسرِ اقتدارآنے والی جماعت پاکستان مُسلم لیگ (ن) اوراِس کے سربراہ اور ہمارے موجودہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نوازشریف سمیت ن لیگ کے ہر رُکن نے قوم کو خوشحالی اور ترقی کے جیسے خواب دِکھلائے ،آج اگروہ سب کے سب پہلے ہی روز سے حقیقت میں سچ ثابت ہونا شروع ہوجاتے تویقیناًاِن پانچ سات مہینوں میں مُلک میں کچھ نہیں تو تھوڑی بہت ہی سہی ترقی ضرور نظرآتی اور عوام کے چہروں

پر برسوں سے اٹّی مایوسی اور نااُمیدی کی گرد بھی ضرور صاف ہوتی جاتی اور عوام کے چہرے خوشیوں سے ٹمٹما اُٹھتے۔

آج مگر افسوس ہے کہ اَب تک ایسا کچھ نہیں ہوا ہے جس کا ہماری موجودہ حکمران جماعت پی ایم ایل (ن) کے سربراہ اور وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنی معرکہ آرا انتخابی مہم جوئی کے دوران عوام سے کرنے کے وعدے اور دعوے کئے تھے،آج ن لیگ کو اقتدار سنبھالے اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی عوام کے حصے میں پہلے سے کہیں زیادہ نامرادی اور مایوسی ہی آئی ہے،اِس کی کیا کیا وجوہات ہیں..؟، مجھے اِن کی تفصیلات میں اپنے اِس محدود سے کالم میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جو میرے قارئین میرا یہ کالم پڑھ رہے یا پڑھیں گے وہ اُن تمام وجوہات کو خُوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے حکمران ایسا کچھ کیوں نہیں کر رہے ہیں کہ جس کے کرنے سے عوام کو مہنگائی سے نجات ملے، اور عوام کو اِس بات کا احساس ہو چلے کہ چلو کوئی تو ایسا حکمران پیدا ہوا ہے جسے عوامی مسائل اور پریشانیوں کا درد ہے،اور وہ عوام کو اِن کے مسائل اور پریشانیوں سے نجات دلانے کے لئے کمربستہ ہے۔

جبکہ دوسری طرف ہمارے حکمران ہیں کہ مایوسی اور نااُمیدی کے گہرے سمندر کی تہہ سے جالگنے والے اپنے عوام کو ترقی و خوشحالی کے ترانے تو سُناتے نہیں

تھک رہے ہیں، مگر یہ عوام کو مہنگائی سے نجات دلانے اور کسی بھی معاملے میں ریلیف دینے یا دلانے والے اقدامات و احکامات بھی تو جاری نہیں کر رہے ہیں آج اگر اِس صُورت حال میں بالفرض عوام یہ مان بھی جائیں کے مُلک میں مہنگائی اِس لئے بے لگام ہوچکی ہے کہ عالمی سطح پر ڈالرز کی قیمت بڑھ گئی ہے اِس وجہ سے بیرونِ ممالک سے جو روزمرہ استعمال کی اشیائے خوردونوش مُلک میں آتی ہیں حکومت کو وہ بین الاقوامی منڈی سے مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہیں اِس لئے اشیائے خوردونوش مہنگی ہوجاتی ہیں۔ مگر آج تو اِس عوام دوست ن لیگ حکومت کے دعویداروں نے تو اپنی ہٹ دھرمی اور بے حسی کی حد ہی کردی ہے، اِنھوں نے تو اپنے یہاں پیدا ہونے والی ہر غریب و امیر کی روزمرہ کھانے پینے والی استعمال کی اشیا جن میں ٹماٹر، آلو، پیاز اور چینی جیسی دیگر روزمرہ استعمال کی اشیا بھی شامل ہیں اِن کی بھی جو قیمتیں آسمانوں سے بھی زیادہ بلندترین سطح تک بڑھادی ہیں اور آئندہ بھی اِن کی قیمتیں بڑھنے کے خدشات ہیں یہ سب کس کے لئے اور کس کے کہنے پر کی گئی ہیں اور یہ کونسی ایسی اشیا ہیں کہ اِن پر براہ راست ڈالرز کے بڑھنے یا گھٹنے کا اثر ہوتا ہے یا یہ اشیا باہر سے منگوانی پڑتی ہیں.. ؟ہاں اِس حکومت میں واہگہ بارڈر کے راستے ہندوستان سے ٹماٹر، پیاز اور آلو اِس لئے منگوانے پڑتے ہیں کہ ہندوستان سے ٹریڈ اور تعلقات استوار ہوجائیں، موجودہ حکومت

ہندوستان سے سیاسی تعلقات بہتر کرنے کے لئے ٹماٹر، پیاز اور آلو وہاں سے منگوا رہی ہے، ورنہ تو اِس کی بھی کوئی خاص ایسی ضرورت تو نہیں تھی کہ ہندوستان سے یہ اشیا فضول میں منگوائی جائیں اور ہم ہندوستان اور ہندوستانی بیوپاریوں کے نخرے برداشت کریں، اور جب ہندوستانی ہم سے ناراض ہو جائیں تو وہ تُرنت ہمیں ٹماٹر، آلو اور پیاز دینا بند کر دیں تو ہمارے حکمران اِسے بہانہ بنا کر اپنے یہاں ٹماٹر، آلو اور پیاز کی قیمتیں بڑھا کر اِسے آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اُونچی کر دیں اور یوں عوام کو مہنگائی کے عذاب میں دھکیل دیں، کہ عوام مہنگائی کے جہنم میں ہی بھسم ہوتے رہیں، اور وہ مزے سے مُلک میں ترقی و خوشحالی کے نغمے ہی گاتے ہیں، جبکہ عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دب کر رُوکھی سُوکھی دو وقت کی روٹی سے بھی محروم رہیں۔

آج اِس سے بھی کوئی ذی شعور تو کیا کوئی عام سا ذہن رکھنے والا پاکستانی بھی ایسا نہیں ہوگا جو یہ نہ سوچتا اور سمجھتا ہو کہ جب سے ن لیگ کے سربراہ اور بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی حکومت آئی ہے تب ہی سے مُلک میں مہنگائی، بھوک و افلاس، تنگدستی، اقربا پروری، لوٹ مار، قتل و غارت گری، کرپشن، خود کشی کے رجحانات اور میرٹ کا قتل ہونا ایک عام سی بات ہو گئی ہے، اور آج نواز حکومت کا ایک یہ بھی کارنامہ ہے کہ تب سے نواز لیگ نے اقتدار سنبھالا ہے جب سے ہی مُلک میں توانائی کی شکل میں آئے بجلی، گیس اور

پیٹرولیم مصنوعات سمیت دیگر بحرانوں میں کمی آنے کے بجائے اِن بحران اور اِن بحران زدہ اشیا کی قیمتوں میں روزافزوں اضافہ ہونا بھی کوئی اچنبے/اچنبھے کی بات نہیں رہی ہے۔آج حکمران جماعت ن لیگ کے سربراہ اور وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیرخزانہ اسحاق ڈار سمیت سب حکومتی کارندوں کو یہ پڑی ہے کہ مُلک میں آئی ایم ایف کے گڑے پنجے کوئی نہ اُکھاڑے اور اِس کے یہ پنجے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید گڑتے اور پھیلتے جائیں، چاہئے عوام کو جتنی تکالیف اُٹھانی پڑیں تو وہ اُٹھائے، مگرمُلکی معیشت کے استحکام اور اقتصادی ڈھانچے کی مضبوطی کے لئے عوام کو کڑوی گولیاں مہنگائی کے زہر کے ساتھ ہر حال میں نگلنی ہوں گی، اَب اِسے عوام اپنے حکمرانوں کا حکم سمجھے ،التجایا مشورہ سمجھ کر ایسا کرے جیسااِنہیں عوام سے کرانے کے لئے آئی ایم ایف ،ورلڈبینک یا امریکا حکم دیتاہے اور یہ اِن سے حکم ملتے ہی فوراًاپنے عوام کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔

یہاں یہ امر باعث تشویش ضرور ہے کہ موجودہ حکومت کے آنے کے بعد مُلک کے غریب طبقے کا یہ حال ہے کہ وہ سبزی خرید کر کھانے کے بھی قابل نہیں رہاہے،آج مُلک کے غریب طبقے کا اتناحال بُراہوگیاہے تواِس سے زیادہ حکمران اِس سے اور کیاتوقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں، کیا حکمران یہ چاہتے ہیں کہ دووقت کی رُوکھی سُوکھی روٹی سے بھی محروم مُلک کاغریب طبقہ اِن کی حکومت چلانے کے

لئے اپنے جسم میں موجود خون اور روح کا بھی ٹیکس اِنہیں ادا کرے تو اِس سے حکمرانوں کی سیر سپاٹے کی گاڑی اور مُلک کی معیشت کا پہیہ چلے ...؟اور ہمارے بے حس حکمران اور اِن کے خاندان کا ہر فرد مزے کرے اگر حکمران قوم کے غریبوں سے یہ قربانی چاہتے ہیں تو پہلے یہ بھی ایسا کرکے دِکھائیں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف جو پاکستان سمیت ساری دنیا میں اپناکاروبار جمائے ہوئے ہیں اور اپنی آدھے پاکستان جتنی زمینیں اور جائیداد رکھتے ہیں وہ قومی خزانے کو ٹیکس کی مد میں 5000ہزار کیوں دیتے ہیں وہ اور اِن کی جماعت کے تمام کرتادھرتااور حکومتی اراکین سب کے سب اپنی پوری ایمانداری اور نیک نیتی سے پہلے صحیح ٹیکس اداکریں اور اپنی خرچیاں کم کریں تو پھر اپنی غریب قوم سے بھی کڑوی گولیاں نگلنے کو کہیں۔اِن لوگوں نے تومُلک کو سُونے کی مرغی سمجھ لیا ہے۔آج اِن لوگوں مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے بھی قومی خزانے میں کچھ نہیں چھوڑاہے آج یہ قومی اداروں میں اپنی پسند کی شخصیات کو تعینات کرکے مُلک میں اپنی من مانی چلاناچاہتے ہیں اور مُلک میں نج کاری کے عمل کی آڑ میں قومی منافع بخش اداروں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرناچاہتے ہیں جو قومی غداری کے مترادف ہوگااوراِس طرح رہمارے موجودہ بزنس مائنڈڈ حکمران ایسا کرکے مُلک سے سب ہی کچھ لوٹناچاہتے ہیں اور یہ اِس بناپر سب ہی کچھ اپنے سیر سپاٹے کے لئے لوٹ کرلے اُڑنے کے چکر میں پڑیں ہیں، اَب قوم کب جاگے گی۔اَب اِس کا فیصلہ اِسے خود کرنا ہوگا، کہ وہ یہ تو اپنے حکمرانوں سے پوچھے

کہ وہ منافع بخش قومی اداروں کو کیوں فروخت کر رہی ہے۔۔؟اور اِسے ایسا کرنے کو کون کس لئے اور اپنے کِن مقاصد کے حصول کے لئے کہہ رہا ہے۔؟آج اتنا تو قوم اپنے اِن بزنس مائنڈڈ حکمرانوں سے پوچھ سکتی ہے یا اِس کے لئے بھی کسی کے آنے کا انتظار کر رہی ہے کہ کوئی آئے گا تو وہ پوچھے گا۔۔۔؟

کون ہے جو کراچی کو مقتل گاہ بنارہا ہے۔؟

کون ہے جو کراچی کو مقتل گاہ بنارہا ہے۔؟ کراچی میں دہشت گردی بالغ اور اِنسانیت ختم ہو گئی ہے

کیا بانیانِ پاکستان کی اولادوں سے کراچی پر قبضے کی جنگ جاری ہے۔۔؟

پچھلے دِنوں ایک مرتبہ پھر کراچی میں قتل وغارت گری اور ٹارگٹڈ کلنگ کے فتنے نے اپنی کمین گاہ سے کچھ اِس طرح سے اپنا سر اور سیاہ منہ نکالا کہ اِس نے شہر کی سڑکوں پر مذہبی رہنما اور تبلیغی جماعت کے ارکان سمیت 15 کے قریب افراد کو جان بحق کردیا جس سے شہر میں خُوف وہراس کی فضا پیدا ہو گئی، اِس طرح شہر میں کشیدگی کے باعث کئی علاقوں میں ہوائی فائرنگ ، دکانیں اور کاروباری مراکز بند ہو گئے، اور شام ڈھلے ہی شہری اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے، شہر میں سُناٹا طاری ہوگیا جبکہ رات گئے تک شہر کی سڑکوں پر اور گلی کوچوں میں دہشت گردوں کا راج رہا، اور قانون نافذ کرنے اور جان بحق وزخمی ہوجانے والے افراد کو اسپتالوں اور مردہ خانے پہنچانے والے اداروں کی ایمبولینسوں کے ہٹرز کی آوازوں کی ہی بازگشت سنائی دیتی رہی، ایسا لگا کہ اِس روز میرے شہر میں دہشت گردی بالغ ہو گئی ہے جو بلا کسی خوفُ وخطر بڑی مہارت کے ساتھ معصوم

شہریوں کے وجود سے زندگی کی روح کھینچ رہی تھی اوران کے جسموں میں اپنے آگ اُگلتے اسلحے کی گولیوں کو پیوست کرکے اِنہیں دنیاوی پریشانیوں سے نجات دِلا رہی ہے اورایسالگا کہ جیسے میرے شہر میں اِنسانیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

اُدھرجب دہشت گرداپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے میرے شہرکے معصوم لوگوں کے مقدس خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہے تھے، تب میرے ذہن میں یہ سوال پیداہواکہ وہ کون اور کس کے لوگ ہیں..؟جو میرے شہر کراچی کو مقتل گاہ بنارہے ہیں ..؟جبکہ ایک طرف حکومت نے شہر کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لئے آپریشن بھی جاری رکھاہواہے مگراس کے باوجود بھی میرے شہر کراچی میں نہ تو دہشت گردہی ختم ہورہے ہیں اور نہ اِن کی دہشت گردی ہی کہیں تھمنے اور ختم ہونے کا نام لے رہی ہے..؟ایساسب کچھ کیوں ہورہاہے..؟آج یہ نقطہ آپ کی طرح میری بھی سمجھ میں نہیں آرہاہے..؟کہ گزشتہ کئی ماہ سے کراچی میں جاری آپریشن کے باوجود بھی شہر میں دہشت گرد کیسے دندناتے پھر رہے ہیں..؟اگران سوالات کے جوابات حکومت سمیت کسی کے پاس ہوں تو مجھے ضرور آگاہ کیجئے گااور اِسی کے ساتھ ہی ابھی میں اپنی بات آگے بڑھاناچاہوں گا۔

اَب اِس منظر میں مجھے یوں لگتاہے کہ جیسے کراچی کوامن وسکون اور اُخوت ومساوات اورملی یکجہتی کا مثالی گہوارہ بنانے والے تمام حکومتی دعوے، وعدے

احکامات اور قدامات بے سُود ثابت ہو گئے ہیں، موجودہ حالات میں حکومت جیسے جیسے
کراچی کو دہشت گردوں کی دہشت گردی اور قتل و غارت گری اور لوٹ مار اور بم
دھماکوں اور بھتہ خوری جیسے جرائم و کلچرل سے نجات دلانے کے لئے منصوبے مرتب
کرتی جا رہی ہے ویسے ویسے دہشت گرد بھی اپنے قول و فعل اور اپنے وجود کو
برقرار رکھنے کے لئے دہشت گردی کے نت نئے حربوں کے ساتھ میدانِ عمل میں.
سرگرم ہوتے نظر آ رہے ہیں۔

گو کہ اَب تو ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ جیسے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وفاقی
وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان کے خصوصی احکامات کے ساتھ کراچی میں دہشت
گردی اور دہشت گردوں کے خلاف شروع کیا گیا رینجرز و پولیس کا ٹارگٹڈ آپریشن بھی
اپنے تسلی بخش نتائج حاصل کئے بغیر ناکامی اور نامرادی کی چادر میں لپیٹ دیا جائے گا اور
اِس کا منہ سابقہ روایات کی طرح پھر نامکمل نتائج کی چادر سے ڈھانپ کر اِسے ختم
کر دیا جائے گا، اور اِس طرح ایک بار پھر میرے مُلک کے سب سے بڑے تجارتی اور
صنعتی حب کا درجہ رکھنے والے شہر کراچی کے باسیوں، تاجروں، گلی کوچوں محلوں،
بازاروں، شاہراہوں، مساجد، اِمام بارگاہوں، مزاروں، گرجا گھروں، مندروں، درس
گاہوں، دفتروں اور ہر مذہب و فرقے سے تعلق رکھنے والی معصوم عام و خاص شخصیات،
اساتذہ، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، دانشوروں، صحافیوں، کالم نگاروں، اداکاروں اور
دیگر شعبہ ہائے

زندگی سے وابستہ اہم شخصیات کو شہر کراچی میں (آگ اُگلتے ہتھیاروں کو اپنے کاندھوں پر اُٹھائے) دندناتے پھرتے شیاطین کے چیلوں اور دہشت گردوں کے ٹولوں کے سامنے کیڑے مکوڑوں اور کھلونے کے طور پر چھوڑ دیا جائے گا،اور دہشت گرد انہیں آزادی سے اپنی کارروائیوں کا نشانہ بنا کر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کرکے اپنے اور اپنے آقاؤں کی سازشوں کو تسکین پہنچانے کا سامان کرتے پھریں گے۔ اور شہر کراچی میں رہنے والی دیگر قوموں کے لوگ اور اِس شہر کے اصل مکین اور اِس شہر میں بسنے والی وہ بانیانِ پاکستان کی اولادیں (جنہیں مہاجر کہا جاتا ہے) جنھوں نے پاکستان بنانے میں اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کی قربانیاں سرزمینِ پاک پر بسنے والی دیگر اقوام سے زیادہ دیں ہیں، اِنہیں دہشت گرد قبر کی آغوش میں دھکیل کر جشن منائیں گے، اور بانیانِ پاکستان کی اولادیں اپنے پیاروں کی لاشیں دفن کرتے رہیں گے۔

جبکہ یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت کراچی میں شروع کئے گئے آپریشن کو بغیر مصالحت پسندی اور مفاہمتی پالیسی کی نظر کئے اِسے کارآمد بنائے اور شہر کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پوری طرح پاک کئے جانے تک آپریشن کے عمل کو صاف وشفاف انداز سے تیزی کے ساتھ جاری رکھے، آج اگر حکومت نے آپریشن کے نتائج حاصل کئے بغیر ہی اِسے ختم کردیا تو پھر میرے اور آپ کے شہر کراچی میں وہی کچھ ہوگا، جس کا میں افسوس کے ساتھ مندرجہ بالا سطور میں

اظہار کرچکا ہوں۔

بہر حال... ! اِس حقیقت سے انکار نہیں کہ پچھلے دِنوں شہر کراچی میں ایک گھنٹے کے اندر دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے جتنے معصوم لوگوں کو جان بحق کیا اِس سے شہریوں کو یہ لگا کہ جیسے شہر میں حکومت اور قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے، اور آپریشن وپریشن سب دِکھاوا ہے ،اِس شہر کو کچھ خُفیہ طاقتیں اپنے عالمی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہیں تب ہی اِن کے آلہ ء کار کراچی کے حالات دیدہ ودانستہ طورپر خراب کرنا چاہتے ہیں،اور کراچی کو اغیار کے اشاروں پر معاشی و اقتصادی طورپر غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے،اور اِسی طرح اِس شہر کراچی کو بانیانِ پاکستان کی اولادوں سے چھینے اور اِس پر قبضہ کرنے کی سازش کی آڑ میں شہر میں آگ وخون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اِس کا بھی حکومت کو سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے اور ہراُس معاملے کو افہام و تفہیم سے سُلجھانے کی حکمتِ عملی اختیار کرنی چاہئے جن معاملات سے شہر کے امن وسکون کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

نواز شریف کا بھارت کو عندیہ اور تردید

نواز شریف کا بھارت کو عندیہ اور تردید، بھارتی وزیرِاعظم کی پریشانی اور حیرت انگیز خواہش...!

ایک لوہار کی اور.....؟

آج کون ہے جو یہ نہیں جانتا ہے کہ ایک عرصے سے بلوچستان اور افغانستان کے راستے پاکستانی علاقوں میں کون دہشت گردی کر رہا ہے..؟ مگر یہ ہم پاکستانیوں اور ہمارے حکمرانوں کا ہی ظرفِ عظیم ہے کہ ہم یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے یہاں جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اور ہمارے شہروں میں جو مسلسل حالات خراب کئے جا رہے ہیں اِن سب کے پسِ پردہ ہندوستانی واسرائیلی اورامریکی ایجنسیاں اور اِس کے ہی دہشت گردوں کی دہشت گردانہ کارروائیاں کارفرما ہیں۔

مگرنہ توہم پاکستانیوں نے ہی اِس کا دنیاکے کسی فورم پر برملا اظہار کیا ہے اور اِسی طرح نہ ہی ہمارے حکمرانوں نے بھی اِس حوالے سے کبھی بھی ہندوستان کی مخالفت کی اور نہ ہی اِنہوں نے کبھی ایسی ہندوستان پر ایسی الزام تراشی کی ہے کہ ہندوستان ہمارے یہاں یہ کر رہا ہے...؟ کہ وہ کر رہا ہے..؟ ہاں سوائے

اِس کے کہ ہم اور ہمارے حکمران اتنا کہہ کر خاموش ہوجاتے ہیں کہ "ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے صوبے اور شہروں میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کے پیچھے کون سی بیرونی قوت کارفرماہے، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں ہونے والی ہر دہشت گردی کے پس پردہ کون سا مُلک اور اِس کے کارندے ملوث ہیں..؟ہم وقت آنے پر سب کچھ دنیا کو بتادیں گے اور اُس مُلک کا نام دنیا کے سامنے آشکار کردیں گے کہ جو ہمارے یہاں بدامنی پھیلارہاہے" اور بے شمار ایسے جملے ہیں جو پاکستانیوں کو اپنے حکمرانوں سے اکثر سُننے کو ملتے ہیں، اوراِس موقع پر میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کررہاہوں کہ آج تک ہمارے کسی بھی (سول یاآمر) حکمران نے کبھی بھی ہندوستان کا نام کسی بھی حوالے سے نہیں لیاہے، یقیناًیہ ہم پاکستانیوں اور ہمارے حکمرانوں کی اعلیٰ ظرفی نہیں ہے تو پھر کہواور کیاہے..؟جبکہ ہندوستانی حکمران اوراِس کے کرتے دھرتاؤں کا یہ عالم ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایک پٹاخہ بھی پھٹ جاتاہے تو ہندوستانی حکمران ، ہندوستانی آرمی چیف ، ہندوستانی عوام، ہندوستانی میڈیا اور ہندوستانی شدت پسند ہندوؤں سمیت سب کے سب اِس کاالزام پاکستان کے کاندھے پر ڈالتے ہوئے اِس کے سارے ڈانڈے پاکستان سے ملانے میں لگ جاتے ہیں اوراِس کام کو ہندوستانی اپنے دھرم کافریضہ سمجھ کر ایسے اداکررہے ہوتے ہیں کہ جیسے اِن کے اِس عمل سے اِن کے دیوداتااوراِن کے ہاتھوں سے تراشے ہوئے طرح طرح کے بھگوان اِن سے خوش ہوں گے،اوروہ پاکستان مخالفت کے باعث اِن کے

درجات بلند کریں گے۔

آج اگرچہ ایسا نہیں ہے جیسا گزشتہ دِنوں وزیراعظم پاکستان نواز شریف کے بیان کو بنا کر پیش کیا گیا ہے جس کی تردید بھی کر دی گئی ہے مگر پھر بھی اُس پر 81 سالہ بونس میں چلنے والے ہندوستانی وزیراعظم من موہن سنگھ نے اپنا کمزرو سا سینہ زور زور سے ٹھونک کر یہ تک کہہ دیا کہ "میری زندگی میں پاکستان بھارت سے جنگ نہیں جیت سکتا ہے دفاع ناقابلِ تسخیر ہے" بڑا مضحکہ خیز لگا ہے۔

چلو آج اگر بالفرض ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کشمیر پر بھارت کے ساتھ کسی چوتھی جنگ کی بات کہہ بھی دی ہے تو اِس پر بھارتی وزیراعظم اور بھارتی آرمی چیف اور عوام سمیت ہندوستانیوں کو پاکستان کے خلاف بھڑکانے والے ہندوستانی میڈیا کو اتنا بھی سیخ پا نہیں ہونا چاہئے کہ یہ سب کے سب پاجامے سے باہر ہو جائیں اور اِن کے سلگنے کی بو ساری دنیا میں پھیل جائے، ہندوستانیوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ جیسی چمڑے کی زبان اِن کے 32 دانتوں کو جُھل دے کر پاکستان کے بارے اکثر پھسل جاتی ہے ارے بھئی ..! اگر آج اِسی طرح وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی بھی زبان کشمیر کے معاملے میں پھسل کر کچھ سے کچھ کہہ گئی ہے.. تو اَب ہندوستانیوں کو اِس پر آگ بگولہ نہیں ہونا چاہئے ،ابھی میں ہندوستانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں

ہندوستانیوں ٹھیک ہے نہ کہ تمہاری روز روز کی ہماری ایک دن کی بس بہت ہے۔ تو کیا ہوگیا اگر وزیراعظم پاکستان نے کوئی ایسی ویسی کوئی بات کہہ دی جس کو تم بُرا مان گئے اور لڑنے مرنے کے لئے تیار ہوگئے ہو۔

بہرحال۔۔۔! وزیراعظم میاں محمد نواز شریف چونکہ بھارت سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے شدت سے خواہشمند ہیں اِس لئے اِنہوں نے فوراً اپنے اِس بیان کی تردید کرتی ہے کہ کہیں ہندوستانی اِن کے اِس بیان کو کسی اور زاویئے سے نہ دیکھنے لگیں اور وزیراعظم پاکستان یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ہم سے ناراض ہوں اور ہم دنیا میں محبت اور بھائی چارگی کا درس دیتے پھیریں، قبل اِس کے کہ ہندوستانیوں کو وزیراعظم میاں نواز شریف کے کسی بیان سے کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی، وزیراعظم پاکستان کے دفتر سے جاری ایک بیان میں اُس خبر کی سختی سے وضاحت کردی گئی کہ جس میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ " مسئلہ کشمیر پر پاک بھارت جنگ چھڑ سکتی ہے "جبکہ وزیراعظم آفس کے ترجمان نے وضاحتی بیان میں کہا کہ مسئلہ کشمیر پر وزیراعظم نے کہا تھا کہ اُنھوں نے اِس مسئلے کو ہمیشہ ایک اہم ذمہ داری سمجھا ہے اور یہ مسئلہ کشمیریوں کی خواہشات اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل ہونا چاہئے " پاکستان کے وزیراعظم کے دفتر سے جاری وضاحت کے باوجود بھی ہندوستانیوں کا پاکستان پر غصے اور اِن کے دلوں میں پائے جانے والے بغض و کینہ اور اِن کے

دماغوں میں بھرے خناس کا یہ عالم ہے کہ اُنھوں نے اپنے غصے اور بغض وکینہ کا اظہار کچھ اِس طرح کیا کہ آج اِس پر ہر پاکستانی حیران ہو کر رہ گیا ہے۔

جبکہ اُدھر گزشتہ دِنوں وزیراعظم نواز شریف کے بیان کو جواز بنا کر 81 سالہ بونس میں گِن گِن کر اپنی سانسیں لینے والے ضعیف ہندوستانی وزیراعظم من موہن سنگھ نے ہندوستانی بحریہ کے قومی دن کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے زور زور سے

اپنا کمزور سینہ پیٹا اور آپے سے باہر ہوتے ہوئے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں پاکستان بھارت کے خلاف جنگ کبھی نہیں جیت سکتا بھارت کا دفاع ناقابلِ تسخیر ہے" اور بہت سے ایسے جذباتی جملے کہے کہ جس سے ہندوستانیوں کو یہ یقین ہو گیا ہو گا کہ چلو جب تک من موہن جی زندہ نہیں پاکستان بھارت کے خلاف جنگ نہیں جیت سکتا ہے " مگر اَب ہندوستانی یہ ضرور سوچ رہے ہیں کہ جب من موہن جی زندہ ہیں تو تب تک پاکستان کچھ نہیں کرے گا مگر جب یہ مر گئے تو پھر تو پاکستان بھارت سے جنگ ضرور جیت جائے گا، اَب تب سے ہندوستانی اِس فکر میں دبلے ہوئے جا رہے ہیں کہ آج موہن جی اِن کے درمیان ہیں تو کچھ نہیں ہو گا مگر جب اِن کی آرتھی اُٹھ گئی تو پھر اِس کے بعد بھارت کا کیا بنے گا..؟ اِس پر میں ہندوستانیوں کو ایک پتے کی بات بتاؤں اور یہ بات سچ بھی ہے کہ ہندوستانی وزیراعظم من موہن جی نے اتنی بڑی بات کیوں اور کس لئے کہہ دی ہے، تو ہندوستانیوں اپنے کلیجے تھام کر سُنو...! دنیا کے کسی بھی مقام پر جب کبھی

بھی موجودہ ہندوستانی وزیراعظم من موہن سنگھ جی کی کسی بھی پاکستانی وزیراعظم یا کسی بھی اہم حکومت رُکن سے ملاقاتیں ہوئیں اِن ملاقاتوں میں ہندوستانی وزیراعظم نے بس اپنی ایک ہی خواہش کا اظہار کیا اور خواہش یہ تھی کہ بھگوان کے واسطے پاکستانیوں کم از کم میری زندگی میں تو ہندوستان سے جنگ مت کرنا تم میری اِس خواہش کا احترام کرو اِدھر ہندوستانیوں کو میں ٹھنڈا کئے رکھوں گا" اور آج ہندوستانی وزیراعظم اپنے عوام کے دلوں میں جگہہ بنانے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں حالانکہ یہ ایسی باتیں پہلے پاکستانیوں سے کرچکے ہیں کہ میری لاج رکھو ہندوستان سے میری زندگی میں جنگ مت کرنا کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ اگر جنگ ہو گئی تو یہ جنگ پاکستان ہی یہ جیتے گا۔

آج جس انداز سے ہندوستانی وزیراعظم من موہن سنگھ نے یہ بات کہی ہے کہ " اِن کی زندگی میں یہ نہیں ہوسکتا تو وہ نہیں ہوسکتا" تو اِس موقع پر مجھے ہندوستانی وزیراعظم کی ہی عمر کی اپنی 81سالہ وہ دادی یاد آگئیں جو بیشتر مواقعوں پر من موہن سنگھ کی طرح کہا کرتیں تھیں کہ " میری زندگی میں یہ نہیں ہوسکتا تو وہ نہیں ہوسکتا"اِسے ہم اِن کی عمر کا تقاضہ جان کر خاموش ہوجاکرتے تھے کہ چلو یار دادی کی تو یہ عادت ہے یہ یوں ہی کہتی رہتی ہیں مگر ہم اِن کے کہے کو ایک کان سے سُنتے اور دوسرے سے نکال دیتے تھے اور اپنا ہر وہ کام اور اپنا سارا مشن پورا کرلیا کرتے تھے جو ان کی خواہش کے برخلاف

ہوتا تھااور وہ تلملا کر رہ جاتیں تھیں مگرایک دن ایسا ہوا کہ دادی کی صبح آنکھ ہی نہ کھلی اور وہ انتقال کر گئیں ۔ آج مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کہیں کسی دن ہندوستانی وزیرا عظم من موہن جی کا بھی حشر ہماری دادی جیسا نہ ہو جائے اور اِن کی خواہش بھی اِن ہی کے ساتھ کہیں دنیا سے نہ رخصت ہو جائے اور جنگ ہو کر اُس میں جیت پاکستان کی ہو جائے۔

امریکی عدالت میں بن مانس کو اِنسان قرار دینے کی درخواست

امریکی عدالت میں بن مانس کو اِنسان قرار دینے کی درخواست۔ !کیا یہ جانوروں کی توہین نہیں ہے ؟

کیا بن مانس اِنسانی برادری میں شامل ہو کر اِنسانوں کی طرح مرنے کے خواہش مند ہیں ...؟ تو پھر ٹھیک ہے بن مانس اِنسان بن جائیں ..

آج اِس پُر آشوب دور میں روئے زمین پر بسنے والے کم و بیش ساڑھے چھ ارب اِنسانوں کے کیا پہلے ہی مسائل کچھ کم ہیں ..؟ یا آج اِنسانوں کے تمام حقوق اِنہیں مل گئے ہیں ..؟ یا کیا تیسری دنیا کے تمام غریب ممالک کے اِنسانوں کو اِن کی ساری بنیادی آسائش زندگی میسر آگئیں ہیں ..؟ آج جو اِس پریشان حال اِنسانی برادری میں شمولیت کے لئے نیویارک کی عدالت میں وہاں کی جانوروں کی ایک تنظیم نے انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ ایک انوکھے انداز سے یہ درخواست دائر کی ہے کہ امریکا میں موجود ایک ٹامی نامی بن مانس کو بھی اِنسان قرار دیا جائے،اِس تنظیم کا اپنی درخواست میں بن مانس سے متعلق یہ موقف ہے کیوں کہ بن مانس میں بعض اِنسانوں جیسی خصوصیات درجہ بدرجہ پائی جاتی ہیں اِس لئے بن مانس کو اِنسانی برادری میں شمولیت کا حکم نامہ صادر فرما دیا جائے، اور اِس حوالے سے جانوروں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے والی نان ہیومن رائٹس

پرجیکٹ نامی تنظیم کا یہ بھی کہنا ہے کہ صرف ایک عدالتی حکم سے ٹامی نامی بن مانس کو قانونی طور پر اِنسان قرار دے کر اِسے اپنے جسم کے استعمال کی بنیادی آزادی مل سکے گی اور اِس کے علاوہ تنظیم کا یہ بھی کہنا حیران کُن ہے کہ یہ تنظیم اِس ٹامی نامی بن مانس کو عدالتِ عالیہ سے اِنسان قرار دیئے جانے کے قانونی مراحل کے بعد اِس ٹامی نامی بن مانس کی طرح رواں ہفتے تین دیگر بن مانسوں کے لئے بھی ایسی ہی درخواست دائر کرنے والی ہے جبکہ اِس تنظیم کے کرتادھرتاؤں نے بڑی اُمیدوں کے ساتھ یہ دعویٰ بھی درخواست کے ساتھ داغ دیا ہے کہ عدالت میں دائر شدہ درخواست میں بن مانسوں کے بارے میں قدیم وجدید سائنسدانوں کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں اور چاروں بن مانسوں کی رہائی کی بھی خواہشمند ہے ،اَب اِس تنظیم کا یہ کہنا ہے کہ اِسے قوی اُمید ہے کہ عدالت بغیر کسی ہیل حجت کے چاروں بن مانسوں کو اِنسان قرار دے کر انہیں اِنسانوں کے معاشرے میں اِنسانوں جیسی زندگی گزارنے کی اجازت دے دے گی۔

اَب اِس پس منظر میں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ آج امریکا کا معاشرہ جو اِنسان اور اِنسانیت کے حقیقی احترام واخلاق اور صاف سُتھری اِنسانی تعلیمات اور زنا وبدکاری سے پاک زندگی گزانے کے اُصولوں اور ضابطوں سے بھی نابلد ہے اور اُس معاشرے میں جہاں مدرپدر سب کچھ پہلے ہی آزاد ہیں آج اُسی ہی

امریکی معاشرے سے جانوروں کے حقوق کے لئے سرگرم رہنے والی جس تنظیم نے نیویارک کی عدالت میں بن مانس کو قانونی طور پر اِنسان قرار دینے کے لئے درخواست دائر کی ہے یقیناً اِس نے یہ سوچا ہوگا کہ جہاں کسی عدالتی حکم سے بن مانس اِنسان قرار پائیں گے تو وہیں اِن بن مانسوں میں حقیقی معنوں میں اِنسانوں والی خوداعتمادی بھی پیدا ہوگی تو وہیں ہمارے اِنسانوں کے معاشرے میں جس طرح جنسی بے راہ روی عام ہے اِس میں جنسی بے راہ روی کا رجحان مزید پروان چڑھے گا اور دوسری طرف اِنسانوں میں پایا جانے والا وہ شیطانی عمل جس میں رنگ کر اِنسان اپنے جیسے اِنسانوں کو مار رہے ہیں اِن شیطانی جبلت میں بھی زیادہ نہیں تو کم از کم تھوڑی بہت تو کمی کا رجحان ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اور جب بیچارے بن مانس اِنسانوں کے روپ میں کرتوں کے اعتبار سے کسی اِنسان کی عادات واطوار سے واقف ہوں گے تو اِنہیں خود کو اِنسان قرار دیئے جانے پر یقیناً غصہ نہیں تو افسوس ضرور ہوگا اور وہ یہ سوچیں گے کہ اِن سے کیا ایسی غلطی سرزد ہو گئی تھی کہ تخلیقِ قدرت کے کارخانے نے امریکی اِنسانوں کے ذہن میں یہ ڈالا کہ وہ بن مانس کو اِنسان قرار دینے کے لئے اپنی عدالت میں درخواست دائر کر کے اِنہیں اِنسان قرار دلوا کر ان کا حال جانوروں سے بھی بدتر کر دیں۔آج امریکا کی تو بات ہی کیا ہے..؟وہاں مردوزن کی زندگی جنسی لحاظ سے جنگل میں پائے جانے والے ماحول سے بھی زیادہ خراب ہے، جہاں جنسی تشدد

کے یہ عالم ہے کہ اِس سے جنگل کے جانور بھی توبہ کرنے لگتے ہیں کیوں کہ جنگل کا بھی اپنا ایک اُصول اور ضابطہ ہے کہ جنگل کے جانور ایک مخصوص موسم اور ماحول میں جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں مگر امریکی معاشرے میں بسنے والے اِنسانوں کی جنسی آزادی کا یہ عالم ہے کہ امریکی معاشرے میں ہر منٹ بعد کھلے عام جنسی تشدد کا ہونا ایک ریکارڈ ہے، بن مانس اِنسان قرار دیئے جانے کے بعد جب امریکی معاشرے میں شمولیت اختیار کریں گے تو جنسی لحاظ سے مدر پدر آزاد ماحول دیکھ کر بن مانس بھی اپنے کانوں کو بار بار ہاتھ لگا کر یہ سوچنے اور غور کرنے پر ضرور مجبور ہو جائیں گے کے اِنہیں کس لئے اِنسان کا قرار دیا گیا ہے۔۔؟اور جب بن مانس اِنسان قرار پا کر انسانوں کے معاشرے میں بسنے کے لئے آ جائیں گے تو یہ خود بھی دیکھ لیں گے کہ خود کو مہذب کہلانے والا اِنسان کتنا اِنسان ہے اور کتنا جانور ہے۔۔؟تب بن مانس جان لیں گے کہ فرقوں، تہذیبوں، رنگ و نسل اور سیاست و مذہب میں بٹا اِنسان جانور سے بھی کہیں زیادہ حیوان ہے، جو خود کو تہذیب یافتہ کہلا کر بھی آپس کی لڑائی جھگڑوں میں پڑ کر ایک دوسرے کے خون کا ایسا پیاسا ہے کہ ایسے تو جنگل میں رہنے والے جانور بھی نہیں ہوتے ہیں،اور اِنسان قرار پانے والے بن مانسوں کو اِس اِنسانی جلن اور حسد کا بھی اندازہ ہونا چاہئے کہ جب بن مانس اِنسان قرار پائیں گے تو دنیا بھر کے اِنسان آپس کی لڑائی جھگڑوں اور فسادات سے نکل کر اُن بن مانسوں کو مارنے اور اِنہیں ختم کرنے میں لگ جائیں گے جو اَب تک جانور ہونے کی وجہ

سے جنگلوں یا پنجروں میں قید تھے اور اِنسانوں کی گرفت سے باہر تھے مگر انسان قرار پانے کے بعد حقیقی اِنسان اِنھیں اپنے حق پر ڈاکہ ڈالنے والا ڈاکو سمجھ کر مارنے لگ جائیں گے۔ اور پھر زمین پر حقیقی اِنسانوں اور بن مانسوں کے درمیان ایک نئی جنگ جنم لیے لے گی۔

تو اس طرح کیا اِنسانوں کے جانوروں کے ماحول سے بھی بدتر ماحول کے معاشرے میں بن مانس اِنسان بن کر اپنی توہین کرانے کو تیار ہیں تو پھر ٹھیک ہے وہ اِنسان بن کر جانوروں سے بھی کم تر حیثیت میں آ جائیں۔ چند دِنوں میں ہی بن مانسوں کو یہ احساس ہو جائے گا کہ اِنسان قرار پا کر اِنھوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ کیوں کہ جن حقیقی اِنسانوں کے معاشرے میں یہ بن مانس اِنسان بن کر شمولیت اختیار کریں گے اِن اِنسانوں کے معاشرے میں تو گرگٹ جیسے پل پل رنگ بدلتے اور اپنے مفادات کا سودا کرتے۔ دوسروں کی عزت لوٹتے، دوسروں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے، اور اِنسان اور اِنسانیت کو پامال کرتے، قدم قدم پر اپنے ضمیر کو فروخت کرتے اور اپنی ذاتی اورانا کی بنیاد پر فائدہ اٹھاتے اور کمزروں کے حق پر ڈاکے ڈالتے اور آستینوں میں پلتے سانپوں کی طرح ایسے اِنسان نما جانور پہلے سے ہی موجود ہیں جو پلک جھپکتے ہی اِنسانوں کو ڈس کر اپنا کام نکال لیتے ہیں اور حقدار کا حق مار کر انسانوں اور جانوروں کے حقوق کے علمبردار بھی بن جاتے ہیں، کیا ایسے اِنسانوں کے معاشرے میں بن مانس اپنے

جنگل کے ماحول کو چھوڑ کر رہنا پسند کریں گے، جو اِنسان تو کیا صحیح طرح جانور کہلانے کے بھی حق دار نہیں ہیں، بالفرض آج اگر امریکی عدالت نے بن مانسوں کو اِنسان قرار دے دیا تو پھر سوچیں اگلے وقتوں میں سارے جنگل کے جانور بھی آج کے ظالم اِنسانوں کے کرتوں کا موازنہ کرتے ہوئے خود کو اِنسانوں سے بہتر سمجھ کر اِسی امریکی عدالت میں اپنے لئے بھی اِنسان قرار دینے کی درخواستیں دائر کریں گے، تب آج کے اِن وحشی اور درندہ صفت اِنسانوں کی آنکھیں کھلیں گی کہ ارے اَب تو اِن کی درندگی کو جنگل کے جانور بھی چیلنج کرنے لگے ہیں، کیا تب موجودہ قاتل اور جابر و فاسق امریکا سمیت دنیا بھر کے اِنسانوں کے لئے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہوگا...؟

آج پاکستان میں لگتا ہے کہ جیسے بے حسی بھی بے حس ہو گئی ہے

آج پاکستان میں لگتا ہے کہ جیسے بے حسی بھی بے حس ہو گئی ہے.... !!!
حکمران اسلام پسندوں اور آزاد خیال گروپس کو ایک گھاٹ پر پانی پینے پر مجبور کر دیں..
اَب تک کی اطلاعات کے مطابق پاکستان جو دنیا کی مجموعی طور پر آٹھویں اور اسلامی ممالک کی پہلی ایٹمی طاقت ہے، اور ایک اندازے کے مطابق اِس کی مجموعی طور پر کُل آبادی ساڑھے 19 کروڑ کے لگ بھگ ہے، آج اتنی بڑی آبادی رکھنے والی دنیا کی ایٹمی طاقت کا یہ عالم ہے کہ اِس کے باشندوں کو بنیادی آسائشِ زندگی بھی ٹھیک طرح میسر نہیں ہیں، اور موجودہ حالات میں سرزمین پاکستان کے باشندوں کو دہشت گردی اور امن وامان کی دگرگوں صُورتِ حال کے باعث کئی ایسے گھمبیر مسائل کا بھی سامنا ہے جن کی زد میں کافی عرصے سے ہر پاکستانی آیا ہوا ہے۔
اگرچہ موجودہ حالات میں سرزمین پاکستان اور اِس پر بسنے والے افراد کو جن مسائل اور بحرانوں کا سامنا ہے اِن کی ایک لمبی فہرست ہے، ایسے ہیں کوئی ایک

خامی ہوتی تو اُسے نظرانداز کرکے درگزر کیا جاسکتا تھا مگر افسوس ہے کہ یہاں تو خامیوں اور مسائل کے انبار لگے ہوئے ہیں ۔ آج پاکستانیوں کو درپیش کئی خامیاں اور مسائل وبحران ایسے ہیں کہ اگر اِن کا جائزہ پیش کرنے یا لکھنے بیٹھیں تو دن ، ہفتے ، مہینے اور سال بھی گزرجائیں تواِن کا پورطرح احاطہ بھی نہ ہوسکے اور کئی سال یوں ہی گزرجائیں پھر ایسے میں اِن کے حل کے بارے میں کچھ سوچنا بھی محال ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اِس سرزمین کی خوش قسمتی تو یہ تھی کہ یہ اسلام کے نام پر ایک خود مختار اور آزاد ریاست کے طور پر معرضِ وجود میں آئی تھی مگر آج جب ہم اِس کا بھی جائزہ لیں تو ہمیں جابجا یہ محسوس ہوگا کہ جیسے اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اِس ریاست کی اُس خوش قسمتی کو اغیار کے یاروں نے دیدہ ودانستہ بدقسمتی میں کچھ ایسے بدل کررکھ دیا ہے کہ اِس ریاست میں اسلام اور اسلامی قوانین کا اطلاق برائے نام ہو کررہ گیا ہے، اور موجودہ حالات میں اسلام اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی قوانین سے خائف رہنے والوں کا حکم اور سکہ چلتا دِکھائی دیتا ہے، اور یقیناً آج یہی وجہ ہے، کہ ساڑھے 19 کروڑ کی آبادی رکھنے والی اسلامی ممالک کی پہلی اور دنیا کی آٹھویں ایٹمی طاقت اسلامی طرزِ معاشرت اور سیکولر و لبرل مائنڈ ڈرکھنے والے دو طبقوں میں بٹی نظر آتی ہے، ایک بڑا طبقہ مُلک میں اسلامی طرزِ زندگی اور اسلامی قوانین کے

مطابق سزاوجزا کے نفاذ کا خواہشمند ہے تو دوسرا ایسا گروہ بھی سرزمینِ پاکستان میں آباد ہے جو مُلک میں جدیدیت کی آڑ میں سیکولر و لبرل ازم کا اطلاق چاہتا ہے۔

یوں کئی دہائیوں سے دونوں ہی جانب سے اپنی اپنی طاقتوں کی زور آزمائی جاری ہے، اور اِس کشمکش میں اِس عظیم ریاست کا یہ حال ہوگیا ہے کہ اِس کی سرزمین کا کوئی دن ایسا نہیں جاتا ہے کہ یہاں معصوم اِنسانوں کے مقدس خون کی ہولی نہ کھیلی جاتی ہو، اور اِس پر بھی دونوں ہی جانب سے شہادت و ہلاکت کی بحث کو چھیڑ کر یہ دعوے باکثرت کئے جاتے ہیں کہ ہم امن پسند لوگ ہیں، معصوم اِنسانوں کے خون کا بدلہ لیا جائے گا، اِن کے قاتلوں کو کیفرِ کردار کر پہنچایا جائے گا، مُلک میں ہر حال میں امن قائم ہو کر رہے گا، ابھی دہشت گردی کے پیش آئے پہلے واقعے کے بعد اِس قسم کے دعوؤں اور وعدوں کی بازگشت ختم بھی نہیں ہونے پاتی ہے کہ پھر دوسرا اِس سے شدید دہشت گردی کا واقعہ رونما ہو جاتا ہے اور اگلے تمام دعوے ریت کا ڈھیر ثابت ہو جاتے ہیں، پھر اِسی قسم کے دل کے بہلاوے کے جملے بازیوں کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے نئے دعوے اور وعدے کئے جاتے ہیں، ابھی یہ دعوے اور وعدے بھی ختم نہیں ہونے پاتے ہیں کہ پھر کوئی بڑا دہشت گردی کا واقعہ گزر جاتا ہے، اور اِس کے نتیجے میں بھی سیکڑوں معصوم اِنسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں الغرض یہ کہ اِس قسم کی دہشت

گردی اور ہر دہشت گردی کے پیش آئے المناک واقعہ کے بعد بڑے بڑے دعوؤں اور وعدوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

ہم گزشتہ کئی سالوں سے یہی دیکھ رہے ہیں کہ سب یہی کچھ کہہ کر خاموش ہوجاتے ہیں، اور مُلک میں، فرقہ واریت، لسانیت کی چنگاری کو ہوا دے کر انارگی اور دہشت گردی کرنے والے عناصر (خواہ اسلام پسند ہوں یا اغیار کے دوست سیکولر اور آزاد خیال ٹولے) دو ایک روز رک کر پھر کچھ نہ کچھ ایسا کر دیتے ہیں کہ اِنسانیت بھی دھل جاتی ہے، اور پھر اِس صُورتِ حال کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے سرزمین پاکستان پر حکمرانی کے جھنڈے گاڑنے والے بھی اپنی رٹ قائم کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں۔

آج اِس منظر میں ہر پاکستانی اِس بات کا جائزہ لے تو اِسے یہ ضرور لگے گا کہ جیسے پاکستان کے بے حس حکمرانوں کی طرح بے حسی بھی بے حس ہو گئی ہے، اَب اِس کے اندر بھی پاکستانی حکمرانوں کی طرح حس نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، اور پاکستانی عوام سے حِس بھی بے حسوں کی طرح اپنا منہ موڑ کر چلی گئی ہے۔

اگرچہ آج بھی سرزمینِ پاکستان سے محبت کرنے والے کروڑوں پاکستانیوں کی یہ خواہش ہے کہ اِن کی سرزمین پر دائمی امن قائم ہو اور ہمارے حکمران ذاتی

پسند اور ناپسند کے خول سے باہر نکل کر مُلک و قوم کی بہتری کے لئے سوچیں اور اپنے اختیارات کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اسلام پسندوں اور آزاد خیال طبقے کو اپنی رِٹ سے اِس بات پر قائل کریں کے اِن کے نظریات اور خیالات اپنی اپنی جگہہ موجود رہیں مگر وہ اپنی اپنی جنگوں سے ریاست کے قوانین اور ضابطوں کو توچیلنج کرنے کا باعث نہ بنیں، اور نہ ہی مُلک کو اپنی اپنی اِس بلامقصد جنگ کا حصہ بنا کر مُلک و قوم کو اِس کا تر نوالہ سمجھیں، سرزمینِ پاکستان جو ایک آزاد اور خودمختار دنیا کی ایک عظیم ایٹمی طاقت ہے، اِس کی ترقی اور خوشحالی میں اپنا حصہ اِس طرح ڈالیں جس طرح دنیا کی دیگر اقوام اپنے لاکھ اختلافات کے باوجود بھی اپنی سرزمین کے لئے مثبت سوچیں رکھتی ہے اور اپنی کوششوں سے اپنی سرزمین کو چار چاند لگاتیں ہیں، کیا آج ہمارے حکمران اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی سرزمینِ پاکستان پر حکومت رِٹ قائم کرکے اسلام پسندوں اور آزاد خیال گروپس کو ایک گھاٹ پر پانی پینے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں، اِس ہی میں ہم سب کی بقا و سالمیت اور خودمختاری کا راز پوشیدہ ہے ورنہ ورنہ ہم ایک دوسرے سے لڑتے لڑتے ختم ہوجائیں گے اور دنیا ہماری موت کو نشانِ عبرت بنا کر پیش کرے گی۔

کیا زندوں میں کوئی زندہ دل بھی ہے..؟

کیا زندوں میں کوئی زندہ دل بھی ہے..؟لوگوں پریشانیوں کو شئیرز کرو تو مسائل حل ہوں..

کیا واقعی وزیرِاعظم نواز شریف کی کاروباری قرضہ اسکیم سفارش اور تعلقات سے پاک ہے...؟

آج ہمیں اپنے سابق حکمرانوں کے کرتوتوں کا کیا رونا دھونا...؟وہ تو لوٹ مار اور اقربا پروری کرنے کے لئے ہی آئے تھے اور یہی کچھ کرکے اپنے تابوتوں میں کیلیں ٹھکوا کر لوٹ گئے ہیں مگر آج افسوس تو اِس بات کا ہے کہ مئی 2012کے انتخابات کے بعد جمہوریت کا جھنڈا بلند کئے جو حکمران مسندِ حکمرانی پر قابض ہوئے ہیں آج اگر اِن کے سات ماہ کے ہی کارناموں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم یہ ہوگا کہ اِن کے کرتوت بھی اپنے پچھلوں سے کچھ مختلف نہیں ہیں، آج ایسے لگتا ہے کہ جیسے اِنہوں نے تو سب کو پیچھے چھوڑنے کی ٹھان رکھی ہے،مُلک میں مہنگائی اور معاشی ترقی کی بدحالی اور قومی اداروں کی نج کاری کی اُوٹ اور نوجوانوں کو قرض دینے کے ڈرامے میں سوارب کی رقم سے اپنے رشتے داروں اور پیاروں کو بہانے بہانے سے نوازنے کا جو بازار گرم ہے آج اِس پر ہر محب وطن

شخص اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہے، اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسا نہیں ہے جیسا میں نے بیان کیا ہے..؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیا آج میری طرح اور میرے دوست کی طرح کروڑوں پاکستانی ایسے نہیں ہیں، جو آج یہ سوچ رہے ہیں کہ کیا نوجوانوں کے سوا رب دی جانے والی رقم میں سے کچھ حصہ میرے بھائیوں اور اُن غریبوں کے بچوں کو بھی مل پائے گا جن کا اِس سرزمین پاکستان میں اُوپر اللہ اور نیچے وزیراعظم میاں نواز شریف اور اِن کے اِس قرضے پروگرام کی سربراہ وزیراعظم کی صاحبزادی مریم نواز کے سوا کوئی نہیں ہے، کیا وزیراعظم نواز شریف کی قرضہ اسکیم واقعی سفارش اور اقربا پروری سے پاک ہے..؟ اور اس معاملے میں وزیراعظم اور اِن کے وزراء کی سفارش نہیں چلے گی..؟ کیا واقعی میرٹ پر نوجوانون کو قرضے دیئے جائیں گے..؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور نوجوان قرضہ اسکیم کی انچارج مریم نواز کو میرے تین بھائیوں کے لئے بھی قرضے دینے ہوں گے یکدم ایسے ہی جیسے کہ یہ دوسروں کو اپنی ذاتی دلچسپی اور تعلقات کی بنا پر دیں گے۔

بہرحال ...؟ آج میں اِسی کو بیس بنا کر اپنے کالم میں اپنے ایک بزرگ اور شفیق دوست نظیر احمد کی طبیعت کا تذکرہ کر رہا ہوں جس سے یہ دوچار تھے بقول اِن کے کہ "پچھلے کئی دِنوں سے طبیعت میں کچھ عجیب و غریب قسم کی بیزاری ہے، سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ مجھ پر بیزاری اور اضطراب پن کی یہ کیفیات کیوں کر در آئی

ہے۔ ۔؟اِدھر اُدھر سر پیٹنے کے بعد بھی میں سمجھ نہیں پایا کہ مجھ پر بیقراری اور پاگل پن کا یہ عالم کیوں کر طاری ہوگیا ہے۔ ۔؟بس بیٹھے بیٹھے یوں ہی خیال آیا کہ اپنی اِس کیفیت کا اظہار اُس ایک شخص سے کر دیا جائے جو اکثر (مُلکی اور سیاسی حالات کے حوالوں سے) اِس کیفیت سے دوچار رہتا ہے، اور جیسے ہی میرے دل و دماغ میں اُس شخص کا نام آیا میں نے اُس کی گھر کی راہ لی اور اگلے ہی لمحے میں اُس شخص کے دروازے پر موجود تھا، یہ سوچ اور سمجھے بغیر کہ جس شخص کے پاس میں گیا ہوں وہ شخص مجھ سے کئی گنا زیادہ مصروف اور جان جوکھم کاموں میں لگا رہتا ہے ، یہ ماہِ رواں کے پہلے ہفتے کی کسی رات کے کوئی دس بجے کا وقت ہوگا، تب بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ جاری تھی میرے چار سو اندھیرا تھا، اور سناٹا ایسا کہ سوئی گرنے کی بھی آواز صاف سُنائی دے، اور میں اپنے ایک جاننے والے کے گھر کا مین دروازہ زور زور سے پیٹ رہا تھا، گھر کے اندر سے تو کوئی جواب نہ ملا البتہ ۔ ۔ ۔ ! محلے والے ضرور اپنے گھروں سے باہر نکل آئے تھے،اِسی دوران ایک صاحب میرے قریب آئے اور اُنھوں نے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ " ارے بڑے صاحب۔ ۔ !آپ جس گھر کا دروازہ بجا رہے ہیں۔ ۔اِن کی ساری فیملی اپنے کسی قریبی رشتے دار کی شادی کے سلسلے میں کہیں گئی ہوئی ہے، ہاں اخبار نویس صاحب رات گئے تک آئیں گے، اگر آپ کو اِن سے ہی ملنا ہے تو آپ کو ابھی مزید دو گھنٹے انتظار کرنا پڑے گا، اگر کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کل صبح تشریف لے آئیں ، " اتنا سُننا تھا کہ جیسے میرے جسم میں کسی نے آگ بھر دی ہو

اور میں غصے سے تپ کر رہ گیااور خاموش ہوگیا، وہ صاحب جو مجھے یہ بتا رہے تھے، وہ غالباً اِن کے پڑوسی تھے جن کے گھر میں آیا ہوا تھا، میں نے عافیت اِسی میں جانی کے کب کل کس نے دیکھی ہے، چلو آج اِن سے مل کر ہی جاؤں گا، اور پتہ نہیں میری کل تک کیا کیفیت ہوجائے، مجھے اپنے اِس پاگل پن سے نجات صرف یہی ایک شخص ہے جو دلاسکتا ہے، کوئی بات نہیں آج اگر میں اپنے اِس مسیحا کے لئے دو گھنٹے انتظار کرلوں تو اپنی جان پر کوئی ظلم نہیں کروں گا، اور یہ سوچ کر میں قریب ہی قائم ایک چائے خانے میں چلا گیا، اَب وہاں میں نے جس طرح اپنے محسن کے انتظار میں دو گھنٹے گزارے یہ تو میں ہی جانتا ہوں ،یا میرا خدا جانتا ہے کہ اِس دوران مجھے کیسے کیسے ...؟پریشان حال لوگوں اور طرح طرح کے مسائل سے دوچار افراد سے واسطہ پڑا، مجھے لگا کہ جیسے میرا مسئلہ تو کچھ بھی نہیں ہے، یہاں تو ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہیں ، جن کی پریشانیاں اور مسائل مجھ سے زیادہ پیچیدہ اور گھمبیر ہیں مگر یہ سب کے سب اپنے اتنے سارے مسائل اور پریشانیوں کی گٹھڑی اپنے سروں پر اُٹھائے ہوئے اپنی زندگیاں گھسیٹ رہے ہیں ، یوں جتنی بھی دیر میں چائے خانے میں رہااِس دوران میں نے لوگوں کی سرگوشیاں بھی سُنیں، سب ایک دوسرے کو اپنی اپنی پریشانیاں سُنا رہے تھے، الغرض یہ کہ یہاں پر ایک مجبور دوسرے مجبور کا حوصلہ بڑھا رہا تھا، اور دونوں خود کو اگلے مرحلے کے لئےپُرعزم بنا رہے تھے، چونکہ میں اِس چائے خانے میں اجنبی تھااِس لئے میں کسی کو اور کوئی مجھے ،اپنی بپتا نہیں بتا رہا تھا

یہاں مگر مجھے اکیلے رہ کر بھی اتنا حوصلہ ملا کہ میں اپنی اضطرابی کیفیت کو سمجھنے لگا تھا، اَب میں چائے خانے سے نکلنے سے قبل وہ پہلے والا نظیر احمد نہیں رہا تھا جیسا میں اِس چائے خانے میں آنے سے پہلے تھا، اَب کم از کم مجھ میں ایسی کوئی کیفیت باقی نہیں تھی، جیسی پچھلے کئی دِنوں سے مجھ پر طاری تھی، اَب میں اپنا محاسبہ کرنے لگا تھا، اور سوچنے لگا تھا کہ اِنسانوں کے جس معاشرے میں، میں زندہ ہوں اِس میں کوئی بھی زندہ دل نہیں ہے، ۔مجھے لگنے لگا تھا کہ سب کسی نہ کسی طرح زندہ رہ کر بھی افسردہ دل ہیں

سب کی اپنی اپنی پریشانیاں اور مسائل ہیں ، بس صرف ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم اپنے مسائل اور پریشانیاں ایک دوسرے سے شیئرز کریں تو اِس طرح آج ہمارے معاشرے میں وہ مسائل اور پریشانیاں جو ذہنی دباؤ اور عصاب شکن وجوہات کی بِنا پر جنم لیتی ہیں وہ بڑی حد تک کم اور ختم ضرور ہو سکتی ہیں ۔

اَب جب میں دو گھنٹے چائے خانے میں گزار کر باہر نکل رہا تھا، میں خود کو تازہ دم اور بڑی حد تک ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا، اگرچہ رات کے بارہ بج چکے تھے، اور علاقے میں بجلی بھی آ چکی تھی ، اتنی رات کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے زندگی رواں دواں ہے، سرد رات کی جسم کو چھوتی سردی بھی اپنا ایک الگ مزہ دے رہی تھی، اور میں اپنے دوست جو مجھ سے عمر میں بہت چھوٹا ہے مگر یہ دنیاوی

معاملات کے دیگر حوالوں سے ایک اچھا مشاہدہ رکھتا ہے۔اور اگلے ہی لمحے میں اُس کے گھر کے دروازے پر موجود تھا،اِس مرتبہ میں نے دروازہ پیٹنے کے بجائے، دروازے کے ساتھ ہی لگی بجلی کی بیل بجانے کی سہولت حاصل کی یوں ابھی میں نے ایک آدھ بیل ہی بجائی تھی کہ میرا دوست (یہ راقم الحرف) باہر آیااور اِس نے مجھ سے بغل گیر ہو کراتنی رات گئے تشریف لانے کی وجہ پوچھی تو میں نے اپنی ساری کیفیات سے اُسے آگاہ کیا اور اِسے بتایا کہ اُس سے ملاقات سے قبل جو میری کیفیت تھی،اِس سے مجھ پر پاگل پن کا اثر لگتا تھا مگر جتنی دیر میں اِس کے محلے کے چائے خانے میں بیٹھا رہا اور وہاں آنے جانے والے لوگوں کی باتیں اور پریشانیاں سُنی تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ میرے مسائل اور پریشانیاں تو کچھ بھی نہیں ہیں میں نے تو یوں ہی اِنہیں اپنے دماغ و دل پر سوار کرکے خود کو پاگل بنا رکھا ہے،اِس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جن کے مسائل اور پریشانیاں مجھ سے بھی زیادہ ہیں، میں اپنے مسائل اور پریشانیاں مسٹر محمد اعظم عظیم اعظم تم سے شیئرز کرنے آیا تھا کہ تم میری پرابلمز سُنوگے اور جب تم مجھ سے شیئرز کروگے اور میرے مسائل اور پریشانیوں کو اپنے کالمز کا حصہ بناؤگے تو میری اضطرابی کیفیت ختم ہوگی ،مگر یار جب تم نہیں ملے تو میں نے تمہارا انتظار سامنے والے چائے خانے میں بیٹھ کر کیا تو یار اِس دوران مجھے وہاں لوگوں کے مسائل اور پریشانیاں سُن کر یوں لگا کہ جیسے واقعی میری پریشانیاں اور مسائل تو کچھ بھی نہیں ہیں اِس دنیا میں تو ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہیں،

جن کے مسائل اور پریشانیاں بہت زیادہ گھمبیر اور لرزہ خیز ہیں، مگر یار ہم اِن سے مقابلہ شمشیر زکر کے ہی کر سکتے ہیں ورنہ تو سب بیکار ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اِس حکومت کے مہنگائی اور کرپشن کے موجودہ دورنے ہر اِنسان کو ذہنی مریض بنادیا ہے اور ایسے میں جب اِنسان کا دماغ مفلوج ہو جائے تو اِس کے پاس سوائے مایوسیوں اور نااُمیدوں کے کچھ نہیں رہ جاتا ہے، لہٰذا آج جن حالات میں ہم سب زندہ ہیں ہمیں آپ میں ایک دوسرے کے مسائل اور پریشانیاں ضرور سمجھنی چاہیں اور ایک دوسرے کے قریب ہو کر اس کے دُکھ درد کا ضرور مداوا کرنا چاہئے،اِس یقین کے ساتھ کہ ہم ایک مایوس قوم کے انتہائی مایوس فرزند تو ضرور ہیں مگر ہم میں زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کی آرزو بھی ضرور موجود ہے۔

پاکستانیوں کا المیہ

پاکستانیوں کا المیہ ، ہم پاکستانی تورائی کو پہاڑاور زخم کو ناسُور بنادیتے ہیں . . . . ! ! !
تُھوتُھو بنگلہ دیش ، بنگلہ دیشی حسینہ نے ایک پاکستانی عاشق عبدالقادر ملا کو پھانسی دے دی کیوں . . ؟
خطے یں جیسے پاکستان احتجاجوں ، مظاہروں اور ہنگاموں کی آماجگاہ بن گیاہے . . . . ! !
آپ بھی شاید میری اِس بات سے اِنکار نہ کریں کہ گزشتہ 66 سالوں سے پاکستانیوں کاسب سے بڑاالمیہ یہ ہے کہ یہ کسی مسئلے کو حل کرنے سے قبل اِسے اتناالجھادیتے ہیں کہ اِس کا اصل سِراہی گُھم ہو جاتاہے، اور یہ جب پھر اُس سِرے کو تلاش کرنے بیٹھتے ہیں تو یہ اِس کی تلاش میں بھی اتناوقت لگادیتے ہیں کہ اِسی دوران یہ کسی دوسرے سنگین مسئلے میں جکڑدیئے جاتے ہیں یوں پہلامسئلہ اپنی اہمیت ختم کرچکاہوتا ہے ، اور اِسے اگلامسئلہ ڈسنے لگتاہے اِس طرح جہاں پاکستانی مسائل کے شکنجوں میں جکڑدیئے جاتے ہیں تو وہیں یہ پریشانیوں کی دلدل میں بھی دھنستے چلے جاتے ہیں، اَب ایسے میں مجھے یہ لگتاہے کہ جیسے پاکستانی قوم کے ساتھ ایساہونااور ہوانا یا کرنا/کرانااِس کی خصلت کا حصہ بن چکاہے۔

آج اِن حالات میں کہ جب پاکستانی قوم کے ارد گرد خوشیاں کم ہیں مگر مسائل اور پریشانیوں کے اتنے گھنے اور اندھیرے غار ہیں کہ یہ اِن سے نکلنا بھی چاہے تو یہ اِن سے نہیں نکل سکتی ہے، ہاں البتہ ..! صرف اُس صورت میں اچھائی کی کوئی اُمید پیدا ہو سکتی ہے کہ جب یہ خود سے اِس بات کا تہیہ کرلے کہ یہ اپنے ہر مسئلے کو رائی کا پہاڑ اور کسی نقطے کو تنقیدی اہداف تک لے جانے اور کسی ایسے زخم کو جو ذرا سی توجہ سے ٹھیک ہو سکتا ہے اِسے ناسُور بنانے سے پہلے اِس کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھ لے اور کسی مہذب قوم کی طرح اپنے شعور کا استعمال کرے تو ممکن ہے کہ یہ اپنے مسائل آسانی سے حل کرلے، مگر یہ جذباتی اور عقل کے استعمال سے عاری قوم ایسا یوں نہیں کرے گی کہ یہ مشکل پسند اور نقطے کو پہاڑ اور زخم کو ناسُور بنا دینے والی قوم اِس آسان ترین کام کو آسانی سے کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہو گی۔

جبکہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ آج اگر پاکستانی قوم کو دنیا میں اپنا وقار بلند کرنا ہے تو ہر صُورت میں اِسے (جذباتی اور غصے والی پاکستانی قوم کو) ایسا ضرور کرنا ہو گا جس کی میں اور شاید آپ بھی اِس سے اُمید باندھے ہوئے ہیں ورنہ یہ یہیں کھڑی رہے گی جہاں پر جس حال میں ابھی کھڑی ہے۔ اور دنیا کی دیگر اقوام اپنی اپنی منزلوں کو پہنچ جائیں گیں مگر پاکستانی قوم دنیا کے

لئے نشانِ عبرت بنی رہے گی۔

بہرحال.. !ایک خبر جو بنگلہ دیش پر تُھو تُھو کرتی اور دنیا کو یہ بتانے کے لئے خود بنگلہ دیش سے ہی آئی ہے وہ یہ ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت نے 1971کے واقعات کو42 سال گزرنے کے باوجود بنگلہ دیشی جماعت اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملا کو محض اِس بناپر پھانسی دے دی ہے کہ اُنھوں نے 1971 میں پاکستان سے وفاداری اور یکجہتی نبھائی تھی ،آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ بنگلہ دیشی حکومت کے اِس غضب ناک کارنامے پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے، کیوں کہ بنگلہ دیش کی حکومت نے عبدالقادر ملا کو پاکستان سے محبت اور عشق کی بنیاد کو جواز بنا کر پھانسی دی یہ بنگلہ دیشی حکومت کی پاکستان محبت اور عشق کرنے والوں اور پاکستانیوں سے ایسا نفرت کا اِظہار ہے اَب جسے پاکستانیوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ بنگلہ دیش پاکستان اور پاکستانیوں سے کتنی نفرت رکھتا ہے، لہذا پاکستانی بھی بنگلہ دیش سے ایسا ہی رویہ اپنائیں جیسا کہ آج پاکستان سے بغض وکینہ رکھنے والی بنگلہ دیش کی سربراہ حسینہ نے پاکستان سے عشق کرنے والے جماعتِ اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملا سے روار کھا اِنہیں 42 سال بعد پاکستان سے محبت اور عشق کی وجہ سے پھانسی دی اور جنت الفردوس میں اِن کے درجات بلند کرادیئے ہیں ۔

مگر بنگلہ دیش میں پیش آئے اِس المناک واقعے پر مذمت کرتے وقت ساری پاکستانی قوم کو یہ بھی یاد رہے کہ اِس پر صرف افسوس اور افسوس بھی ایسا ہو کہ اِس افسوس سے تو مُلک کی نہ تو شاہراہئیں بلاک ہوں اور نہ ہی نجی و سرکاری املاک کو کوئی نقصان پہنچے احتجاج ایسا ہو جیسا ہمارے وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان نے کیا ہے نا کہ ایسا ہو جیسا اِن دنوں ہمارے یہاں جماعتِ اسلامی پاکستان والے کرتے پھر رہے ہیں ، بنگلہ دیش میں جماعتِ اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملا کی پھانسی کے سزا کے خلاف ہمارے وفاقی وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اِس واقعے پر تاسف اور شدید تشویش کا اظہار کچھ یوں کیا ہے کہ افسوس بھی ہوگیا ہے اور مہذب طریقے سے احتجاج بھی ریکارڈ ہوگیا ہے اُنھوں نے کہا ہے کہ " بنگلہ دیش میں عبدالقادر ملا کو پھانسی دینے جانے کا واقعہ افسوس ناک ہے ، اُنھوں نے کہا کہ درحقیقت جب بھی کوئی مُلک بد قسمتی سے خانہ جنگی کا شکار ہوتا ہے تو متحارب گروپ اور فریق تشدد کے مرتکب ہوتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ کتنا بہتر ہوتا اگر بنگلہ دیش کی حکومت بالغ النظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گڑے مردے اُکھاڑنے کے بجائے وسیع القلبی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتی "اِس موقع پر راقم الحرف کا وفاقی وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان سے پورا اتفاق ہے اور اِس کا بھی خام خیال یہ ہے کہ ہمارے وفاقی وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان نے بہترین انداز سے بنگلہ دیشی حکومت کے منہ پر ایک ایسا زوردار طمانچہ دے مارا ہے کہ اگر بنگلہ دیشی حکومت غیرت مند ہے تو اُسے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے

جماعتِ اسلامی کے رہنماؤں اور کارکنان سے فوراً معافی مانگنی چاہئے کہ اِس سے بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والی جماعتِ اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملاکو پھانسی دے کر بڑی غلطی ہوئی ہے،اور اپنی اِس غلطی پر بنگلہ دیشی حکومت دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعتِ اسلامی کے رہنماؤں اور کارکنان سے بھی معافی مانگتی ہے،اور اِس کے ساتھ ہی بنگلہ دیشی حکومت صدق دل سے دنیا کے سامنے اِس بات کا بھی اقرار کرے کہ اِس نے 1971 کے واقعات کے 42 سال بعد گڑے مردے اُکھاڑ کر دنیا کے سامنے کچھ اِس طرح اپنا منہ پیٹ لیا ہے کہ اَب اِس کی بازگشت بنگلہ دیش اور دنیا بھر میں مدتوں سُنائی دیتی رہے گی، اور اِس بات کو بھی بنگلہ دیشی حکومت تسلیم کرے کہ اِس نے یہ سنگین غلطی کرکے اپنے یہاں بھی خود کش بم دھماکوں ، قتل وغارت گری، لوٹ مار اور طرح طرح کی دہشت گردی کے جنم دینے کی ابتداء کرادی ہے،ایک ایسی دہشت گردی جس کے ڈانڈے بنگلہ دیش کونے کونے سے جاملیں گے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بنگلہ دیشی حکومت نے 42 سال بعد یہ اقدام کیوں اور کس کے کہنے پر اُٹھایا ہے..؟اَب اِس کا بھی پتہ لگانا ضروری ہوگیا ہے کیوں کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے بنگلہ دیش کے دشمنوں نے بنگلہ دیش کے امن کے سبوتاژ کرنے کے لئے بنگلہ دیشی حکومت کو ایسا کرنے کے لئے اُکسایا ہوگا،اور بنگلہ دیشی حکومت نے وہ کچھ کردیا جیسا اِس کے دشمن چاہتے تھے یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ غالباً جنوبی ایشیا بنگلہ دیش ہی ایک ایسا خطہ باقی تھا جو اَب تک خود کش بم دھماکوں اور دیگر دہشت گردانہ

واقعات سے بچا ہوا تھا، مگر اَب یہ لگتا ہے کہ جیسے بنگلہ دیش بھی جماعتِ اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملا کو پھانسی دینے کے بعد دہشت گردانہ کارروائیوں کا شکار ہو جائے گا، یکدم ایسے ہی آج جیسے اِس خطے کے دوسرے ممالک ہو رہے ہیں، کیوں کہ خطے کے جن ممالک میں شدت پسند دہشت گردانہ کارروائیاں کر رہے ہیں اُن ممالک میں اِس جماعت یا اِس کی طرح دوسرے مذہبی شدت پسندوں نے اپنی حکومتوں کے خلاف کسی انتقامی رویوں کے بدلے اپنے اپنے ممالک کے لئے بم دھماکے اور دہشت گردانہ کارروائیوں سے اِن ممالک کے حکمرانوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر اور انتہائی افسوس ناک ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعتِ اسلامی کے رہنما عبدالقادر ملا کو پھانسی لگی ہے مگر ملا کی پھانسی کے خلاف پاکستان بھر میں جماعتِ اسلامی مظاہرے اور احتجاج کر رہی ہے، اِس جماعت سے وابستہ افراد پاکستان میں ملا کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لئے شہروں کی اہم ترین شاہراہوں کو گھنٹوں گھنٹوں بلاک کر کے ٹریفک جام کا مسئلہ پیدا کر رہے ہیں اور حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبات کر بھی کر رہے ہیں کہ حکومتِ پاکستان جماعتِ اسلامی کے بنگلہ دیشی رہنما عبدالقادر ملا کی پاکستان سے محبت پر پھانسی کی سزا پر بنگلہ دیشی حکومت سے سخت احتجاج اور عالمی سطح پر آواز بلند کرے اور قومی اسمبلی سے متفقہ قرارداد مذمت کی منظوری دے کر بنگلہ

دیش سے اپنا بھرپور احتجاج ریکارڈ کرے، جبکہ آج جماعتِ اسلامی کے بنگلہ دیشی رہنما کی پھانسی کے خلاف پاکستان میں جماعت اسلامی والوں کے احتجاجوں سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے پاکستان خطے میں احتجاجوں، مظاہروں اور ہنگاموں والا ملک بن کر رہ گیا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے جس کا جماعت مطالبہ کر رہی ہے، کیوں کہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان ساڑھے 19 کروڑ پاکستانیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے بنگلہ دیش میں جماعتِ اسلامی بنگلہ دیشی رہنما عبدالقادر ملا کی پھانسی کے واقعے پر بہترین انداز سے اپنا احتجاج ریکارڈ کروا چکے ہیں تو پھر ہمارے یہاں جماعتِ اسلامی پاکستان کے کرتادھرتاؤں کو پاکستان میں بنگلہ دیشی واقعے کو جواز بنا کر اپنے شہروں کی سڑکوں کو گھنٹوں بلاک کرکے احتجاج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بنگلہ دیش کی ظالم حسینہ کے اِس المناک واقعے کو ایک سازش قرار دے کر عالمی سطح پر کچھ اِس طرح لے جایا جائے کہ اِس سے ساری دنیا میں احتجاج بھی ریکارڈ ہو جائے اور بنگلہ دیشی ڈائن حسینہ کا دل جو پہلے ہی پاکستان سے کالا تھا اِس کا منہ بھی کالا ہو جائے، مگر احتجاج ایسا نہ ہو کہ ہم اپنا ہی نقصان کریں۔

!!!... بھیک دینی ہے تو دے دو، مگر جھڑکنا نہیں

خیر سے کروڑپتی ہوں، پر مانگنا میری عادت ہے.. بول گاڑی کتنے کی ہے...؟

ہر زمانے میں دانا کا بس ایک یہی کہنا رہا ہے کہ اِنسان کی اصل دولت اِس کے دل ودماغ میں ہوتی ہے جیب میں نہیں، دل و دماغ کی دولت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکتا جبکہ جیب کی دولت اِنسانوں کے درمیان فتنہ پیدا کرنے کی سبب بنتی ہے، جو ایک ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلی جانے کو اپنی خصلت سے تعبیر کرتی ہے، اور یہی اِس کی خصلت اِنسانوں کو اپنا گرویدہ بنائے رکھتی ہے، کہنے والوں نے تو یہ تک کہہ دیا ہے کہ دنیا کی ہر شے دولت سے خریدی جاسکتی ہے، مگر عزت، پیار اور خُلوص اِس روئے زمین پر بسنے والے اِنسانوں کی تمام دنیاوی دولت سے عظیم تر ہیں جو دولت کے عوض بھی نہیں ملتے ہیں، اور جب عزت، پیار اور خُلوص ایک مرتبہ خراب ہو جائیں تو پھر انہیں دوبارہ نہیں بنایا جاسکتا ہے، آج دنیا میں بہت سے ایسے افراد ہیں جو دولت مند تو بہت ہیں مگر معاشرے میں اِن کی کوئی عزت و قدر نہیں ہے، یکدم اُس پیسے مانگتے شخص کی طرح (جس کا میں اگلی سطور میں تذکرہ کروں گا) جو کروڑپتی تو ہے مگر معاشرے

میں اُس کی کوئی عزت نہیں ہے، کیوں کہ اُس شخص بغیر محنت کیے دوسروں سے پیسے مانگ کر کروڑ تو جمع کرلیئے ہیں مگر یہ شخص محنت کرنے سے کتراتا ہے جبکہ دولت تو محنت سے حاصل ہوتی ہے، مانگنے اور چھیننے سے جمع تو ہوسکتی ہے مگر ایسی دولت کسی کام کی نہیں ہوتی ہے اور وہ شخص جس کا دل ودماغ ہی گداگر کا ہو وہ امیر بھی کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا ہے۔

اہلِ علم اپنے مشاہدے کے بعد ایک شخص کا تجربہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ایک کامیاب بزنس مین کا کہنا ہے کہ مجھے کروڑوں ڈالر کمانے میں اتنی تکلیف تمام عمر نہیں ہوئی جتنی پہلا ہزار ڈالر کمانے میں ہوئی، اِس کے بعد روپے کو روپیہ کھینچتا رہا" (اور اِنکا اِس موقع پر یہ بھی کہنا ہے کہ "لیکن دنیا میں ایسے اِن گنت لوگ بھی آباد ہیں جن کے پاس زندگی میں کئی بار ہزار ڈالر کے برابر یا اِس سے بھی زیادہ رقم آئی لیکن وہ کچھ نہ کرسکے" اِس میں اِن کی قسمت سے زیادہ اِس کی سمجھ اور نااہلی کا زیادہ عمل دخل ہے، وہ آئی ہوئی دولت کو قسمت کا کھیل سمجھتے رہے اور اِس کا بے دریغ استعمال کرکے کچھ نہ کرسکے، اگر یہ لوگ اِسے اپنی قسمت کے ساتھ ساتھ عقل کی کسوٹی سے بھی پرکھتے تو وہ بھی دولت کے دھنی کہلاتے مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا، دولت سے متعلق دانشمندوں کا خیال یہ ہے کہ دولت محنت سے حاصل ہوتی ہے، کفایت شعاری سے قائم رہتی ہے اور کوشش واستقلال سے بڑھتی ہے ،

اگرچہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ دولت وقت کی طرح بے وفا ہوتی ہے مگر ہر دور کا اِنسان ہے کہ اِس کے سحر میں گرفتار رہا ہے، گرفتار ہے اور گرفتار رہے گا اور اِسی طرح آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دنیا کا ہر فرد جس چیز کے پیچھے بھاگ رہا ہے وہ دولت ہے، اور اِس روئے زمین پر کچھ ایسے بھی لوگ بستے ہیں جو دولت کے حصول کے خاطر اپنا تن من اور دین دھرم اور وہ سب کچھ داؤ پر لگادیتے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جان چلی جائے مگر اِن کی حرمت پر کوئی آنچ نہ آئے، مگر افسوس ہے کہ آج کا اِنسان دولت جمع کرنے کے چکر میں پڑ کر اُس نہج پر پہنچ چکا ہے، جس پر اِنسانیت بھی شرماجاتی ہے، آج ایک اِنسان دولت کو اپنا خُدا سمجھتا ہے تو دوسرا اِس کے حصول کے چکر میں اپنا سب کچھ چمڑی) بھیفروغ کردینے کی منصوبہ بندیاں کرتا نہیں تھکتا ہے۔)

ایڈہاؤ کا کہنا ہے کہ " جب کسی کو یہ کہتے سُنیں کہ دولت سب کچھ کرسکتی ہے تو سمجھ جائیے کہ اِس آدمی کے قابو کبھی کوئی دولت نہیں آئی ہے " ایڈہاؤ کا یہ قول اپنی جگہ ٹھیک ضرور ہے مگر دوسری طرف اِس کے اِس قول پر پورا اُترنے والے اِنسانوں کی بھی کچھ کمی نہیں ہے جو کہ ایڈہاؤ کے اِس قول پر پورے نہ اُترتے ہوں، اور اِن لوگوں میں وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو دولت کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں مگر دولت اِن کے قابو میں نہیں آتی ہے۔

بہر حال . . !آج دنیا میں جہاں حقیقی ضرورت مندوں نے دولت کمانے کے لئے فقیری کا پیشہ اپنار کھاہے تو وہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو کچھ نہ کرکے بھی (صرف فقیری اور لوٹ مار و کرپشن کے ہی بل بوتے) دولت مند بننے کے خواب دیکھتے ہیں اوراِن میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے ،جو محنت سے جان چراتے ہیں، اوراِن کا پیشہ اور جرائم یہ ہے کہ یاتو یہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر پیسے مانگ کر اپنا گزربسر کرتے ہیں یا پھر یہ اسلحے کے زورپر دولت مندوں سے بھتہ خوری، ڈکیتی یالوٹ مار کرکے فوری دولت مند بننے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

اَب میں ذکر کررہاہوں اپنے شہر کی ایک معروف و مصروف ترین سڑک پر اپنے ساتھ ایک روز پیش آئے اُس واقعے کا آج جس نے مجھے اِس کالم کو لکھنے کے لئے متحرک کیا الغرض مختصراًعرض یہ ہے کہ میں ابھی جس کا ذکر کررہاہوں اِس پر جیسے ہی ٹریفک سگنل کی بتی سُرخ ہوتی تو اِس دوران گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگ جاتی اور اِن ہی قطاروں کے درمیان دوڑتا ہوا ایک فقیر چلاآتااورانتہائی احترام کے ساتھ ہاتھ پھیلائے پیسے مانگنے لگتا، پہلے تو یں اِسے ہٹاکٹا سمجھ کر جھڑک دیا کرتااوراِسے پیسے نہیں دیتا تھا(یہاں میں اپنے قارئین کے لئے واضح کرتاچلوں کہ میرے نزدیک بھیک کالفظ صرف حکمرانوں کے لئے مختص ہوگیاہے ،جو اپنی اور ملکی ضروریات کو اپنی محنت اور وسائل سے

پورا کرنے کے بجائے پاکستان سمیت دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اُن گداگروں کی طرح ہیں جو بغیر محنت کئے اغیار کے تلوے چاٹ کر اور اِن کی جی حضوری کر کے پیسے مانگتے ہیں اور اِن سے اپنی حکومتیں چلانے کے لئے مشورے بھی لیتے ہیں اور اِن بھی ڈرون حملوں کی صورت میں لب کشائی نہ کرنے کا بھی وعدہ شامل ہے، یعنی یہ کہ اغیار اپنے مقاصد کے لئے ڈرون سے اِن کے بندے مارے جائیں مگر ہمارے حکمران ملنے والے ڈالروں اور بھیک کے عوض بھی کچھ نہ کہیں حالانکہ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں مگر بغیر محنت کئے ملنے والی اغیار کی بھیک نے اِن کے ہونٹ سی دیئے ہیں ، اوران کی آنکھیں اور کان بند کر رکھے ہیں ، مگر ہاتھ کھلا اِس لئے رکھا ہوا ہے کہ یہ اغیار سے صرف کشکول اٹھا کر اور اِنہیں پھیلا کر ڈالروں کی بھیک مانگ سکیں جبکہ میں عام پاکستانیوں اور شہریوں سے شاہراہوں، بازاروں، گلی اور محلوں میں گھوم گھوم کر اپنی ضرورت کی اشیا اور کچھ مانگنے والوں کے لئے ضرروتمند کا لفظ استعمال کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں) سوایک روز مجھ سے پیسے کے طالب اِس شخص کو میں نے اِس کی اِس حرکت پر کچھ زیادہ ہی ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے اِسے جھڑک دیا کرتا تھا اور سگنل کھلنے کا انتظار کرنے لگا مجھے نہیں معلوم کہ میرے دونوں اطراف اور پیچھے کھڑی ہوئی گاڑیوں والوں نے اِس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا، مگر میں نے تو اُس روز بغیر کچھ دئے اُسے جھڑک دیا تھا، جس کا مجھے بعد بہت افسوس ہوا، اور میں نے ذہن بنالیا تھا کہ میں کل (یعنی اگلے روز) ضرور اِس کا ازالہ کردونگا،

اور اِسے دو دن کے پیسے ایک ساتھ ہی ادا کرکے اِس سے اپنے گزشتہ دن کے رویے کی معافی بھی مانگ لوں گا، خیر بات آئی گئی ہوگی اور میں اپنے معاملاتِ زندگی میں مصروف ہوگیا۔

حسبِ معمول اگلے روز جب میں اِس مقام پر پہنچا تو سُرخ بتی پر سگنل بند تھا گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاروں کے درمیان وہی پیسے کا طالب شخص پھر دوڑتا ہوا چلا آیا، مگر آج میں اِسے دیکھ کر قدرے حیران تھا اور مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ جیسے اِس شخص کو بھی مجھ سے گزشتہ روز پیش آئے واقعے کا بدلہ دینے کا شدت سے انتظار تھا، قبل اِس کے کہ میں اِس کے طلب کرنے پر پیسے دیتا اِس شخص نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ میں تھامے ایک سفید رنگ کی گتے کی ایک شیٹ کو میری جانب بڑھا دیا جس پر جلی حروفوں میں کچھ یوں درج تھا کہ " بھیک دینی ہے تو دے دو، مگر جھڑکنا نہیں، خیر سے میں کروڑپتی ہوں ,پر مانگنا میری مجبوری ہے، اور اِسی کے ساتھ ہی نیچے لکھا تھا اے گاڑیوں والوں بول تمہاری گاڑی کتنے کی ہے . . . ؟ میں سب خرید لوں گا، مگر اپنی عزتِ نفس پر کسی کو انگلی اُٹھانے نہیں ہرگز نہیں دوں گا" یہ پڑھتے ہی میں نے اِس کی جانب دیکھا اور مسکرا دیا، میرے مسکرانے پر اِس کے چہرے پر بھی اطمینان دکھائی دیا کہ اِس نے اپنی کل کی ہونے والی بے عزتی کا بدلہ لے لیا ہے، مگر پھر بھی یہ شخص مجھ سے دو روز کے پیسے لئے بغیر نہیں کھسکا۔

قارئین حضرات .. !اَب اِس واقعے کو پڑھنے کے بعد آپ کیا سوچ رہے ہیں وہ بتائیں اوراِس واقعے اوراِس سے ہی منسلک اپنے ساتھ پیش آئے ایک واقعے کے بعد جو میں سوچ رہاہوں اِس کا تذکرہ میں اپنے اگلے کالم میں کروں گاآپ اپناخیال ضرورر کھیں اور اپنی تمام تر اچھی سوچیں اپنے مُلک کی تعمیروترقی اوراِس کی خوشحالی سمیت اپنے بہترین مستقبل کی فکر میں صرف کریں تب تک کے لئے اللہ حافظ ...

ایک پاؤ مچھلی رج کے کھائی و کھِلائی اور بچ بھی گئی

اُف مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ ۔ ۔ ۔ ! ! !

جب ایک غریب نے زندہ مُرغا ڈیپ فریج کر دیا تو پھر کیا ہوا ۔ ۔ ۔ ؟

اُف مہنگائی کا میرے مُلک میں یہ عالم ہے کہ میرے دیس کے غریب لوگ اپنی ایک معمولی سے خواہش کی تکمیل کے لئے بھی مدتوں پریشان رہتے ہیں ، اور ایسے میں کہ جب مہنگائی بے لگام ہو جائے تو اِنسانیت پر لرزہ طاری کر دینے والے اندہولناک واقعات اور اِن سے بھی کہیں زیادہ افسوس ناک واقعات کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے، جن پر دماغ ماؤف اور دل کی دھڑکنیں بند ہونے لگ جاتی ہیں اور جب غریب لوگ غربت کا مقابلہ کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو اِن کے سامنے مایوسیوں اور محرومیوں سے نجات اور چھٹکارہ دلانے کا صرف ایک ہی سہرا خود کشی کرنا رہ جاتا ہے۔

اگرچہ ہمارے مُلک میں خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں خود کشی کا رجحان قدرے کم ہے ، مگر پھر بھی حکمرانوں کی نااہلی اور اِن کی ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے مُلک میں ہونے والی مہنگائی کی وجہ سے کچھ لوگ اِس فعل کے مرتکب

ہو ہی جاتے ہیں، مگر آج بھی جو چند ایک خود کشی کے واقعات رونما ہوتے ہیں اِن پر بھی ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ایسے واقعات ہمارے معاشرے میں کیوں ہو گئے ہیں اگرچہ اِن چند ایک واقعات کی بھی ایک بڑی خاص اور اہم وجہ یہ ہے کہ الحمداللہ ہم مسلمان ہیں اِس لئے بحیثیت مُسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ خود کشی کرنا حرام ہے، اِس عمل کو اللہ رب العزت نے ناپسند فرمایا ہے، اور مُسلمان کا تو یہ ایمان ہے کہ محض غربت اور مایوسی کی بنا پر خود کشی کرنا کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ کسی بھی حال میں ایک مسلمان کو کم از کم خود کشی نہیں کرنی چاہئے ۔اور اِسی کے ساتھ ہی آج اگر ہم دیکھیں تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے مُلک میں جو چیز تیزی سے بڑھ رہی ہے یا بڑھائی جارہی ہے وہ صرف اور صرف مہنگائی ہے ۔اِس کے علاوہ ہمارے یہاں کسی چیز میں اضافے کا ہونا اور بڑھنا فضول ہے۔

خیر ایک روز کا ذکر ہے کہ ہمارے جگری دوست عبدالحق بلوچ نے اپنے محلے کے ایک غریب شخص کا واقعہ کچھ اِس طرح سے سُنایا کہ اُس غریب کی کسمپرسی پر جہاں ہمیں افسوس ہوا تو وہیں حکمرانوں کی بے فکرانہ نااہلی پر بھی بڑا غصہ آیا۔

بہر حال . . ! وہ واقعہ جس کا میں ذکر کرنا چاہ رہا ہوں عبدالحق بلوچ کی زبانی کچھ

یوں ہے کہ اِن کے محلے کا ایک مہنگائی کا مارا شاہ جی نامی غریب شخص اپنی قلیل آمدنی میں سے کچھ گنجائش نکال کر مدتوں بعد آخرکار ایک روز ایک پاؤ مچھلی فرائی خرید ہی لایا، اور اِس ایک پاؤ مچھلی فرائی کو پہلے اِس نے رچ کے کھایا، پھر اِس کے بیوی اور بچوں نے بھی رچ کے کھایا، مہمان آئے تو اُنھوں نے بھی رچ کے کھایا اور پھر بھی یہ بچ گی تو اِس نے اگلے روز کے لئے بھی اِسے کھانے کو رکھ دی، اَب جس مُلک میں مہنگائی کا یہ عالم ہو کہ غریب ایک پاؤ مچھلی فرائی کی خواہش بھی مدتوں بعد پوری کریں اور اِسے اِس طرح کھائیں جیسے غریب شاہ جی اور اِس کی فیملی اور گھر آئے ہوئے مہمانوں نے بھی کھایا اور اِس کے بعد بھی اُس غریب کی ایک پاؤ مچھلی بچ بھی گئی تو پھر سوچیں اِس مُلک میں غریب اور غربت کس درجے پر ہوگی، اِس پر میں کچھ نہیں کہوں گا آپ خود سوچیں کہ ہمیں کیا کہنا اور کیا ہونا چاہئے...؟

اِسی طرح ہمارے دوست عبدالحق بلوچ نے ایک واقعہ یہ بھی سُنایا کہ اِن کے کسی جاننے والے کو کسی نے مشورہ دیا کہ وہ فلاں بیماری کے علاج کے طور پر زندہ دیسی مُرغا لائیں اور اِسے اپنے گھر پر ذبح کریں اور اِس کا گوشت کھائیں تو اِس سے اِنہیں آفاقہ ہوگا اِس غریب نے کئی ماہ بعد اِس مشورے پر عمل کیا اور ایک مہنگا (800 سو کا) مگر زندہ اور بڑا دیسی مُرغا خرید لایا، شام ہوچکی تھی اور رات سر پر تھی، یوں اِس غریب بیچارے نے مُرغا ذبح کرنے کا پروگرام اگلے

روز صبح پر رکھ دیا، اور مُرغے کی ایک ٹانگ اپنے پلنگ کے ساتھ باندھ کر سوگیا، مُرغااِس عالمِ قید میں رات بھر پھڑ پھڑاتااور چیخ وپکار کرتا رہا، جس سے اِس بیچارے بیمارکے آرام میں خلل واقع ہوا، پھر خدانے رات کے کس پہراِس بیمار بیچارے غریب کی نیند سے آنکھ کھلی اوراس نے مُرغے کو پکڑااور جھلاتے ہوئے اِسے ڈیپ فریجر میں بند کردیااور سکون سے جاکر بستر پر سوگیا، صبح جب اُٹھاتو برف لگے مرغے کو مسجد کے ملا کے پاس ذبح کرانے لے گیا مسجد کے مُلّانے اِسے بتاکہ یہ تو مرچکاہے، اِس کا گوشت استعمال نہیں کیاجاسکتاہے، اِس پر غریب شخص نے کہاکہ مگر مولاناصاحب یہ خراب تونہیں ہواہے، اِس کا گوشت کیوں نہیں کھا سکتے ہیں، مولانا صاحب نے اِس غریب کی اِس بے وقوفانہ بات کا مختصراً یہ جواب دیاکہ ارے میاں یہ مُرغا مرچکاہے، اور مرے ہوئے جانورکا گوشت کھانا مسلمان پر حرام ہے، اِس لئے اِس کا گوشت نہیں کھا سکتے،" بس اتنا سُننا تھاکہ بیچارے غریب نے اپناسر پیٹ لیااور اپنے پیر پٹختے ہوئے افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے اپنے گھرلوٹ آیااور پھر سوچنے لگاکہ غربت نے اِس کی عقل پر پردہ ڈال دیا تھاوہ اِسے بچانے اور سنبھالنے کے چکر میں فریج میں رکھ کراِس سے محروم ہوگیااور اَب پھر کب اِس کے پاس آٹھ سوروپے آئیں گے تو پھر یہ کوئی نیااور ہزاروں زندہ دیسی مُرغاخریدے گا۔آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرے دیس میں کڑوروں ایسے غریب ہوں گے جنہیں اپنے علاج کے غرض سے بھی مہنگے داموں بہت ساری دوائیاں ، اور کھانے کے لئے مہنگے داموں گائے، بکری

بھیڑ، مچھلی اور مُرغی اور مُرغے کا گوشت اور پھل فروٹ خریدنے پڑ رہے ہیں، اِن غربت کے ماروں کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے، کہ کوئی حکومتی ادارہ ہی ایسا ہو جو ایسے غریبوں کا علاج مفت کرے، جو خطِ غربت سے بھی نیچے زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں ایسے لوگوں کی کوئی حکومتی ادارہ اِن کی خوراک اور دوائیوں کی فراہمی کا مفت او ر آسانی سے انتظام کرے۔

آج مُلک کو مہنگائی کے عفریت نے اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے، اور ایسے میں چار سو آہ و فغان کرتے بیچارے عوام ہیں، مگر مہنگائی ہے کہ وہ دانت کھٹے کرکے توڑے جا رہی ہے، اور عوام کے پیٹ چاک کرکے بھی رکھ رہی ہے، مگر دوسری طرف ہمارے حکمران ہیں کہ یہ کے ٹو کی دھن میں مگن ہیں، اور اپنی پانچ ماہ کی حکومت میں 206ارب روپے کے اضافی نوٹ چھاپ کر بھی یہ دعوے کررہے ہیں کہ اِنھوں نے مُلک سے مہنگائی کے طوفان کو قابو کرکے اِسے ختم کردیا ہے، عوام کو مہنگائی سے نجات دلادی ہے، ہر غریب کے گھر کا چولہا جل اُٹھا ہے، مُلکی معیشت آسمان سے بھی اُونچی اُڑان اُڑ رہی ہے، بے روزگار نوجوانوں کو قرضہ اسکیم کے تحت انتہائی کم شرح سود پر سُود جیسی لعنت کا طوق اِن کے گلے میں لٹکادیا گیا ہے، اور نوجوان اِس طوق کو اپنے گلوں میں ڈال کر خوش ہیں اور حکومت کے اِس اقدام کی تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں، کراچی سمیت سارے مُلک میں حکومتی اقدامات کے باعث مثالی امن قائم ہوگیا ہے، امن پسند عوام کو گولی

اور دھماکوں کی آوازیں سُنئیں مہینوں گزر گئے ہیں، چوری، ڈکیتی، قتل وغارت گری کرپشن اور بھتہ خوری جڑ سے ختم ہوچکی ہے، تب ہی بیرونِ مُلک کے سرمایہ کار، پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے بے چین ہیں، مگر حکومت ہے کہ وہ اِنہیں ابھی اِس بات کی اجازت یوں نہیں دے رہی ہے کہ وہ اِن کی بے چینی اور بے تابی میں اضافہ کرکے اِن کا امتحان لے رہی ہے، اور جب یہ اِس میں پورا اُتر جائیں گے تو پھر حکومت اِنہیں پاکستان میں سرمایہ کاری کی فوراً اجازت دے دیگی ،اور مُلک معاشی طور پر اُوج ثریا کو چھولے گا،اور اِنفینیٹی ایسے ہی بہت سے دعوے ہیں جن کا آج حکومت اور بالخصوص ہمارے کمرشل اور کمرشل ازم کے دلدادہ وزیراعظم میاں نواز شریف کرتے نہیں تھک رہے ہیں ، آج اِن کا خام اور قوی خیال یہ ہے کہ قومی خزانے کو چھوڑ کر جتنے بھی منافع بخش سمیت خسارے میں چلنے والے خواہ جیسے بھی قومی ادارے ہیں اِن سب اداروں کو حکومتی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی بن بولے اور بن تولے فروخت کرکے نجی تحویل میں دے دیا جائے اِس معاملے میں آنکھ بند رکھی جائے اور یہ بھی نہ دکھااور سوچااور سمجھاجائے کہ قومی اداروں کو خریدنے والیاں (خواہ مُلکی نجی کمپنیاں ہوں یا اغیار کی یار بیرونی نجی سرمایہ کار کمپنیاں ہوں) بس قومی اداروں کو نجی تحویل میں دے دیا جائے، اور پھر اِس کے بعد جھولی پھیلا کر اور ہاتھ بڑھا کر ڈالرز بٹورے جائیں ، آج ہمارے حکمرانوں کی بس اتنی ہی سوچ بن چکی ہے، کہ قومی اداروں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرکے مُلکی ترقی کا بیڑا غرق کردیا جائے

اِس کے علاوہ اِن کا اپنی حکومت میں اور کچھ کرنے کا قطعاً کچھ بھی ارادہ نہیں ہے ،اپنے بزنس مائنڈ ور پورے کے پورے کمرشل وزیرِاعظم میاں نواز شریف کے مُلک کو کمرشل بنانے والے عزائم دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اُنہوں نے پہلے سے یہ سوچ رکھا ہے کہ آج مقدر سے پاک پروردگار نے اِنہیں تیسری مرتبہ مُلک کا وزیرِاعظم بنادیا ہے تو اِنہیں اپنے کاروبار اور اپنی کاروباری.برادری کے لئے اتنا کچھ اچھا کردینا چاہئے کہ اِن کے جانے کے بعد بھی اِس کے ثمرات اِنہیں اور اِن کی کاروباری.برداری کو نصیب ہوتے رہیں اور وہ سُکھ سے اپنا کاروبار چلا سکیں اور آئندہ پھر سے بھلے اِنہیں وزارتِ عظمیٰ کا منصب نہ ملے مگراس مرتبہ یہ اپنے اور اپنی کاروباری.برادری کو خوش کرجائیں، سوآج وزیرِاعظم میاں نواز شریف اور اِن کی حکومت میں شامل اِن کا ہر کارندہ یہ سوچ رکھتا ہے کہ وزیرِاعظم کی کمرشل ازم پالیسیوں کو مستحکم کیا جائے۔ اور قومی اداروں کو فروخت کرکے کمرشل سسٹم کو مُلک میں پروان چڑھایا جائے۔

جبکہ آج اِس حقیقت سے بھی کوئی ذی شعور مُحب وطن پاکستانی اِنکار نہیں کرسکتا ہے کہ نواز لیگ کی اِس حکومت نے اپنی پانچ ماہ کی مدت میں نہ تو مُلک کے لئے کچھ اچھا کرنا تو درکنا ہے اِس نے اچھے کرنے کے بارے میں سوچنا بھی شاید گوارا نہیں کیا ہے تو یہ حکومت اور اِس کے سربراہ میاں محمد نواز شریف اور اِن جیسے دوسرے بھلا اپنے مظلوم اور بیکس عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا

کچھ بہتر سوچیں گے۔۔۔؟اور کریں گے۔۔؟، جب اِنہیں اپنا ہی دامن بھرنے اور اپنی ہی خالی جیبوں کو جلدی جلدی بھرنے کی پڑی ہو۔اِس موقع پر مجھے شاعر کا یہ شعر یاد آگیا ہے کہ :۔

جس کا دعویٰ تھا کہ غربت کو کریں گے نابود
آج وہ لوگ بنے بیٹھے ہیں یاربِ معبود
خدمتِ قوم ووطن خاک کریں گے وہ لوگ
جن کا مقصود ہو صرف اپنی فلاح و بہبود

اِدھر مُلک میں منہ توڑ اور سر پھوڑ مہنگائی نے غریبوں کا بھرکس نکال دیا ہے، غریب روٹی کو ترس رہے ہیں ، مُلک میں آئی ایم ایف کے پٹھو حکمرانوں نے اِس کے تلوے چاٹنے کو اپنا دین دھرم اور اِس کی غلامی کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھ رکھا ہے اور اِس عمل کے عوض اِس (آئی ایم ایف) سے ملنے والے مشوروں کو عملی جامہ پہنا پہنا کر مُلک میں بجلی و گیس کی شکل میں توانائی کا مصنوعی بحران پیدا کر دیا ہے، حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے جس سے متعلق آئی ایم ایف نے ہمارے حکمرانوں کو انڈ سنڈ مشورے دے کر مُلک کو توانائی کے بحرانوں میں جکڑ دیا ہے، جبکہ مجھے یقین ہے کہ میرے دیس میں موجودہ گیس کے ذخائر مزید سو سالوں تک نہ تو ختم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی میرے مُلک میں اِس کے بعد بھی گیس کی کبھی قلت درپیش ہوگی ، مگر جب آئی ایم ایف کے ایسے اُلٹے سیدھے

مشوروں (جن میں اِس نے ہمارے حکمرانوں سے کہاہے کہ گیس کے ذخائر پاکستان میں
چندایک سال میں ختم ہوجائیں گے۔اِس کا استعمال احتیاط سے کیاجائے یااِس کے متبادل
کے طورپر دوسرے ذرائع تلاش کئے جائیں جب بِن سوچ سمجھے اور بغیر کسی تحقیق کے)
حکمران اِن پر عمل کریں گے تواِس سے ملک میں لامحالا مہنگائی بڑھے گی اور کئی ایسے
مسائل بھی پیداہوں گے جن فوراََ قابوپانا مشکل اور ناممکن بھی ہوجائے گا اور ملکی
معیشت کا اِسی طرح ستیاناس ہوتارہے گا، جیساکہ آج ہورہاہے۔

کہتا رہوں گا جھوٹ کہ سچ کی عادت نہیں مجھے

67 سال پہلے ایک مُسلم لیگ نے مُلک بنایا جبکہ آج ایک مُسلم لیگ مُلک بیچ رہی ہے کیوں...؟

جبکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اِنسان کی شرافت اور قابلیت اِس کے لباس اور دولت سے نہیں بلکہ اِس کے کردار اور فعل وگفتار سے ہوتی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سچا اِنسان سچائی کی وجہ سے اِس مقام ورُتبے تک پہنچ جاتا ہے جِسے جھوٹا مکروفریب سے نہیں پاسکتا ہے، اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سچائی کامیابی وکامرانی کا سبب ہے اور جھوٹ وفریب رسوائی کا موجب ہے، سچے انسان کا تعلق قلب اور ضمیر کی زندگی سے ہے اور جھوٹ کا اِن کی مرگِ ناگہاں سے ہے ، سچ کا ذائقہ کڑوا مگر اس کا اثر میٹھا ہوتا ہے، اور اِسی طرح میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگلے پچھلے دانائے بحرو سچ سے متعلق بے شمار ایسے اقوال زریں چھوڑ گئے ہیں کہ جنہیں اِنسان اپنی زندگی کا حصہ بنالے اور سچ کی کڑواہٹ برداشت کرلے تو ہر زمانے کے ہر معاشرے کے بہت سارے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِس معاشرے اور زمانے میں کون ایسا ہوگا جو جھوٹ کی آمیزش کی میٹھاس لگی اپنی زبان پر سچ کی کڑواہٹ برداشت کرکے اپنی

دنیاوی کامرانیوں کو بریک لگالے گا، اور اپنی گز بھر کی لمبی فتنہ برپا کر دینے والی چمڑے کی زبان کا ذائقہ سچ کی لیپ لگا کر خراب کر لے گا، مگر یہ حقیقت ہے کہ سچ چاہئے جتنا بھی کڑوا ہو آخر کار انسان کو اِسے کبھی نہ کبھی اپنی زبان کی نوک سے اپنے حلق کے نیچے اُتارنا ہی پڑتا ہے، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جب دل و دماغ میں سچائی کے دریچے کھلنے لگ جاتے ہیں تو اِنسان کردار کی اُس بلندی کو چھونے لگ جاتا ہے جو سچائی پر چلنے والے عظیم اِنسانوں کے حصے میں آتی ہے، اِسی لئے تو دانش مندوں کا یہ کہنا ہے کہ ہر چیز کا زیور خُوبصورتی ہے لیکن دل و زبان کا زیور صرف سچائی ہے اور صرف سچائی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً افسوسناک ہے کہ میں سچ سے متعلق اتنی اچھائیاں جانتے ہوئے بھی اپنی زندگی کو اِس جملے پر ڈھال چکا ہوں کہ " کہتا رہوں گا جھوٹ کہ سّچ کی عادت نہیں مجھے " ایسا میں نے کیوں ...؟اور کب سے کرنے لگا ہوں ...؟آج شاید یہ تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے، مگر مجھے شک پڑتا ہے کہ اِس کا اثر مجھے اپنے معاشرے، اپنے گھر، اپنے محلے، اپنے دوستوں عزیزوں اور اپنے استادوں اور حکمرانوں سے ضرور پڑا ہے، جنھوں نے اکثر اپنے اپنے مفادات کے خاطر سچ کا گلا گھونٹا اور جھوٹ کو سوسائٹی میں بے لگام کرنے کے لئے اِسے آزادی سے ہمکنار کئے رکھا اور ان سب کے سب نے اِس عزم پر قائم رہنے کا عہد کیا

کہ سچ کا گلا ہمیشہ دبایا جائے گا اور ہر سانس اور ہر لمحہ جھوٹ کو دین و دھرم کی طرح عام کیا جائے گا۔

جی ہاں۔۔!آج مجھے اپنے پیارے آقا حضورپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد ہے کہ " آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ سُنی سُنائی بات بغیر تحقیق کے آگے بیان کردے" میں خود کو اپنے آقا ﷺ اور حبیب ﷺ خدا کا غلام بھی کہتا ہوں مگر اِس کے باوجود بھی میں نبی آخری الزماں ﷺ کے اِس فرمان کو سمجھ کر بھی نہ سمجھ سکا ہوں اور دنیاوی عیش وطرب میں ایسا غرق ہوں کہ میں ہر سُنی سُنائی بات کو بغیر تحقیق کے (بریکنگ نیوز کا خُوبصورت کور چڑھاکر) سب سے پہلے آگے بڑھانے اور اپنے جیسے دوسرے جھوٹوں کے کانوں میں اُنڈیلنے کے لئے بیتاب رہتا ہوں، اور بات بات پر قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کے لئے منہمک رہتا ہوں، میں جو کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے اور جو سچ سامنے والا کہہ رہا ہے وہ سب کا سب جھوٹ ہے میں اپنے اِس مشن میں یہاں تک چلا جاتا ہوں کہ بعد میں مجھے بھی اِس بات کا یقین ہونے لگتا ہے کہ میں نے اپنی اِس حرکت سے سچ کا گلا دبا دیا ہے اور جھوٹ کا بول بالا کر دیا ہے، یوں آج ایسا کرنا میرا روزمرہ کا معمول اور میری دنیاوی ترقی کا سامان تو ضرور بن چکا ہے مگر میں اِس کے ساتھ ہی اپنا ٹھکانہ جہنم میں روز بناتا ہوں اور جہنم کے پلاٹوں میں اضافہ کرتا جاتا ہوں۔

جبکہ مجھے اپنے آقائے دوجہاں حضورِپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد ہے کہ" سب سے پاکیزہ کمائی اُن تاجروں کی ہے جو لین دین میں جھوٹ نہیں بولتے مگر پھر بھی میں روزانہ اپنی دُکان پر کئی کئی من پانی مِلادودھ اصلی بتاکر لوگوں کو" فخر وافتخار سے بیچ دیتاہوں،اور میں روزانہ اپنی دُکان پر گُڑکے شیرہ کو اصل شہد بتاکر فروخت کردیتاہوں جبکہ یہ شہد نہیں ہوتاہے، میں روزانہ چائے کی پتی میں چنے کے چھلکے مِلاکر منوں چائے کی پتی بھی بیچ ڈالتاہوں، کالی مرچ میں پپیتے کی بیچ مِلا کر اِسے ایسے فروخت کرتاہوں کہ کوئی یہ نہیں پہنچان سکتاہے کہ اِس میں پپتے کی بیج ملے ہوئے ہیں، اور میں مُردوں کے کم قیمت کفن بھی جھوٹ بول کر مہنگے داموں فروخت کردیتاہوں، میں شادی شدہ ہوکر بھی خود کو کنوارہ ظاہر کرتاہوں اوراِسی جھوٹ کی وجہ سے میں کئی محبوباؤں کو بھی محبت کا جھانسہ دے کر بے وقوف بناچکاہوں محلے کی کئی لڑکیاں میرادم بھرتی ہیں، میں اپنی بیوی بچوں کا بھی جھوٹ بول کر حق مارتاہوں، اور ہاں..! میں مریضوں کی زندگیوں سے بھی تو کھیلتاہوں کیوں کہ میں اِنہیں بڑی مہارت کے ساتھ جعلی ادویات کو اصلی اوراِمپورٹڈ بتاکرفروخت کرتاہوں اوراِنہیں کھانے پر مجبور کرکے چندہی دِنوں میں اِن مریضوں سے شہرِ خموشاں کو آباد کرادیتاہوں، غرض کہ میں اور کیاکیابتاؤں کہ میں جھوٹ کتنے پیارے اندازسے کس مہارت سے بولتاہوں کہ کوئی میرے جھوٹ کو پکڑ بھی نہیں پاتاہے، اور ہاں میں بتاؤں کہ میرے معاشرے کے بہت سارے ایسے جھوٹ اور مکروفریب کی دلدل میں

دھنسے لوگ بھی ہیں اور جو قومی اداروں میں اپنے جھوٹ اور مکروفریب کی ایسی ڈیوٹیاں نبھارہے ہیں کہ وہ بھی میری طرح جھوٹ اور فریب میں ماسٹر مائنڈ ہیں کیوں کہ وہ اپنی ذمہ داریاں کچھ اِس طرح نبھاتے ہیں کہ وہ بے گناہ کو مجرم بناکر زندگی بھر سلاخوں کے پیچھے ڈھکیل دیتے ہیں اور مجرم کو بے گناہ ظاہر کرکے اُسے عزت داروں کی صفحوں میں گھسیٹر دیتے ہیں اوریوں اِن کا زبردستی کا عزت داربنا مجرم مرتے دم تک عزت دار ہی بنا رہتاہے حالانکہ وہ اللہ اور معاشرے کا اصل مجرم ہوتاہے ... گو کہ آج جھوٹ اور فریب ہمارے خون میں ایسے گردش کرتاہے کہ جیسے ہماری روح بھی اِس کی محتاج ہو کر رہ گئی ہے، آج لگتاہے کہ اگرہمارے خون سے جھوٹ کو کھینچ کر نکالا گیاتوہماری روح بھی ہمارے جسم وجان سے پرواز کرجائے گی،اور ہم مٹی کے ڈھیڑمیں بدل کر ختم ہوجایئں گے، مگرہم نے جھوٹ کا دامن نہیں چھوڑناہے اور حق و سچ کو دبائے رکھناہے۔

اگرچہ آج (بالخصوص میرے مُلک پاکستان سمیت) دنیا کا کوئی بھی مُلک ایسانہیں ہے جس کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں جھوٹ نے پلاننگ کرکے اپنے پلازے نہ بنالئے ہوں اور پنجے نہ گاڑ دیئے ہوں ، فورایگزامپل دہشت گردی ہویا لاقانونیت، کرپشن ہویافراڈ، میرٹ ہویا نااہلی اقرباپروی ہی اقرباپروی اور جھوٹ ہی جھوٹ ہے،معیشت ہویاسیاست، طاقت ہویا صداقت، اقتدار ہویااپوزیشن، تعلیم ہویا مہارت، جمہوریت ہویاآمریت، عبادت ہویااخلاقیات ، تحقیق ہویا تشخیص ، صحافت

ہویا سخاوت ہر جگہہ اور ہر مقام اور ہر قدم پر جھوٹ سب سے پہلے اور آگے جھوٹ ملے گا اور سچ غائب رہے گا۔

اَب اِسی کو ہی لے لیجئے کہ آج آپ کو اپنے یہاں 67 سال بعد سچ اور جھوٹ نظر آجائے گا،جب ہم یکم جنوری 2014 میں قدم رکھیں گے تو ہم 67.برس پرانے وقت کا مشاہدہ کریں گے کہ 2014 کا کیلنڈر ہمیں 1947 میں لے جائے گا تب ہمیں اِس بات کا احساس ہوگا کہ 1947 میں جس پاکستان مسلم لیگ نے اِس سرزمینِ پاکستان کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اِس کے سربراہان سچے اور کھرے تھے اُنھوں نے حق و سچ کا علم تھام کر دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست پاکستان کا اضافہ کیا جبکہ آج ہم جب (20 13 کے چند روز گزارنے کے بعد) 2014 میں داخل ہو کر موجودہ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہان کا تقابلی جائزہ لینے بیٹھیں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آج کی پاکستان مسلم لیگ کے ذمہ داران نے اپنی سیاست کی بنیاد جھوٹ اور مکروفریب پر رکھی ہے، آج جن کا کوئی بھی عمل جھوٹ اور مکروفریب سے خالی نہیں ہے، کیوں کہ 1947 والی پاکستان مسلم لیگ نے پاکستان کو بنایا اور ہندووں اور انگریزوں کے قبضے سے آزادی حاصل کی اور آج کی پاکستان مسلم لیگ ہندووں سے تعلقات استوار کرکے دوستیاں بڑھانے میں پیش پیش ہے، اور اِسی طرح موجودہ پاکستان مسلم لیگ والے نج کاری کی آڑ میں منافع بخش اور ذرا خسارے میں چلنے والے قومی اداروں کو کوڑیوں کے دام غیر ملکیوں کو

فروخت کرکے دوبارہ ایسٹ انڈیا کی طرز پر غلامی کا طوق اپنے گلوں میں ڈالنے کی منصوبہ بندیاں کر رہی ہے، کیا جھوٹ اور مکر وفریب پر قائم رہنے والی پاکستان مسلم لیگ کا یہ عمل پاکستانی قوم کے لئے قابلِ قبول ہوگا، آج کیا کوئی ایسا محب وطن پاکستانی ایسا نہیں ہے جو قوم کو حق اور سچ سے آشنا کرے اور جھوٹ پر قائم ہونے والی اِس حکومت سے جلد از جلد نجات دلانے میں اپنا سچا اور کھرا کردار ادا کرے، اور مجھے بتائے کہ میں آئندہ اپنا کالم اِس عنوان سے لکھوں کہ" کہتا رہوں گا سچ کیوں کہ جھوٹ چھوڑ چکا ہوں میں"... چلتے چلتے میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ قارئین حضرات ... !اپنا خیال رکھیں اور اپنی تمام تر توانائیاں حق و سچ کے لئے صرف کریں اور اپنے تن من اور دھن سے اپنے مُلک پاکستان کی ترقی و خوشحالی میں اپنا مثبت و تعمیری کردار ادا کریں تو تب تک کے لئے اللہ حافظ....!!

کلاشنکوف کا مدجد آنجہانی میخائل کلاشنکوف تو مر گیا..!! آئیں کلاشنکوف کو بھی...؟؟

کیا آج اِنسانوں کی جنگی سازوسامان کی ایجادات دنیا میں امن برقرار رکھنے کے لئے ہیں یا..... ؟

ماسکو سے یہ خبر آئی ہے کہ مُصّورِ کائنات اللہ رب العزت کی سب سے پیاری تخلیق اِنسانوں کو دنیا بھر میں (کسی بھی اچھے یا بُرے مقاصد کے لئے) مارنے والا بدنامِ زمانہ ہتھیار کلاشنکوف کا ئدجد آنجہانی میخائل کلاشنکوف جو نومبر 1919 میں مغربی سائبیریا میں پیدا ہوا تھا وہ 94 سال کی عمر پانے کے بعد مر کر واصلِ جہنم ہوگیا ہے، وہ کئی دِنوں سے ماسکو کے اسپتال میں علیل پڑا ہوا تھا اور موت کے انتظار میں اپنی ایڑیاں رگڑ رہا تھا اِس دوران یہ موت کی اذیتوں کے سامنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر اپنی موت کی بھیک مانگ رہا تھا مگر موت تھی کہ وہ بھی اِس سے ایک ایک اِنسان کے قتل کا بدلہ لے رہی تھی، اور اِس سے چُن چُن کر اپنا حساب برابر کئے جارہی تھی یوں جب اِس نے اِس سے ایک ایک اِنسان کے خون کا بدلہ لے لیا تو موت نے بھی اِسے موت خیرات میں دے دی اور اِسے کھینچتے ہوئے اِس کے اصل ٹھکانے دوزخ تک لے گئی۔

جی ہاں..! یہ وہی آنجہانی میخائل کلاشنکوف ہے جس نے دوسری جنگِ عظیم کے

دوران سویت یونین کے لئے کلاشنکوف تیار کی تھی اِس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اِس نے کلاشنکوف ایجاد کی تھی تو اُس وقت اِس کی عمر صرف 26 سال تھی، اِس AK-47 رائفل سے دنیا بھر میں کسی بھی قسم کے استعمال ہونے والے کی ڈیزائن کردہ ہتھیار سے سب سے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں ہیں، یوں عالمِ انسانیت کو قتل کرنے والے ہتھیار کلاشنکوف کے مُوجد میخائل کلاشنکوف کا مرتے دم تک فخریہ انداز سے یہ کہنا تھا کہ اِسے کلاشنکوف کی تیاری پر کبھی بھی پشیمانی نہیں ہوئی ہے۔

ہاں اگرچہ عالمِ اِنسانیت کے قتل کے لئے بنائی جانی والی کلاشنکوف کے مُوجد کا یہ ضرور کہنا تھا کہ اِس کی ایجاد کلاشنکوف کے غلط استعمال اور خون ریزی کا الزام اِس کے بجائے اُن سیاستدانوں کے سر پر ہے جنہوں نے اِس کی اِس ایجاد کو جنگ کے علاوہ معصوم اِنسانوں کے قتلِ عام کے لئے استعمال کیا اور اِس کی دہشت گردوں تک رسائی ممکن بنائی ہے آج جس کی وجہ سے اِس کی اِس ایجاد کا غلط استعمال کیا جارہا ہے اور دنیا میں فسادات برپا کئے جارہے ہیں۔

جبکہ اِس موقع پر راقم الحرف کا میخائل کلاشنکوف کے بارے میں صرف اتنا کہنا ہے کہ اگرچہ اِس سے انکار نہیں ہے کہ جنگی ساز وسامان بنانے والے تو اِسے جنگ میں دُشمن کو زیر کرکے اپنی فتح کے لئے ایجاد کرتے ہیں مگر جب یہ جنگی

سازو سامان رکھنے والے ممالک کی جنگی عزائم کی حامل شخصیات اِن ہتھیاروں کا استعمال جنگ کے علاوہ کسی دوسرے انداز سے دوسرے ممالک میں کرتی ہیں یا کراتی ہیں تو دنیا میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ جنگی سازو سامان دہشت گردوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں تو اِس کا استعمال غلط لوگوں سے غلط موقعوں پر ہونے لگتا ہے، جس دنیا میں فسادات برپا ہوتے ہیں جیسا کہ موجودہ حالات میں دنیا بھر میں فسادات

برپا ہو رہے ہیں ، اِس پر میخائل کلاشنکوف ہی اصل میں ذمہ دار ہے اور اِس طرح یہی دنیا بھر میں قتل ہونے والے اِنسانوں کا قاتل بھی ہے، آج جس کی ہر زمانے کے ہر معاشرے کے اِنسان اور آدمی سب ہی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مگراِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج دنیا کے بیشتر طاقتور ممالک دنیا میں اپنی بادشاہت یا چوہدراہٹ قائم کرنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی اِس ہوس پرستانہ خواہشات کی تکمیل کے خاطر اُنھوں نے سائنس کی ترقی کی آڑ میں اپنے یہاں ایسے جدید ترین جنگی ہتھیاروں کی ایجادات کی کھلی چھوٹ دی رکھی ہے کہ جن کی جدت میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے ،دوسری طرف اِس کے نقصانات سے بے خبر یہ ممالک دنیا میں طاقتور کا توازن بگاڑنے کی بھی بڑی وجہ بن رہے ہیں تو وہیں اِن ہتھیاروں کے کبھی بیدریغ استعمال سے اِنسانیت پر ایک ایسا خوف اور دہشت طاری ہے کہ وہ اِس کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتی ہے، مگر جنگی

ہتھیاروں کی ایجادات کی دوڑ میں آگے نکل جانے والے ممالک کو اِس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ اِس سے دنیا پر کیا اور کیسے اثرات پڑرہے ہیں..؟ اِنہیں تو بس دنیا پر اپنی غنڈہ گردی کی صورت میں اپنی بادشاہت قائم کرنے کی پڑی ہوئی ہے، اور دوسری طرف وہ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا اِن سے جنگی سازوسامان خریدے اور اِن کے زیراثر رہے۔

جبکہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس حوالے سے عالمی سطح پر اگر کوئی ایسا قانون موجود ہے جو جنگی سازوسامان کو صرف جنگ کے دوران ہی استعمال کے لئے بناتا ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے اور دنیا بھر میں جو جنگی سازوسامان کسی بھی وجہ اور زرائع سے دہشت گردوں کے ہاتھوں لگ گئے ہیں اور دہشت گرد جن کے ذریعے دنیا میں فسادات برپا کررہے ہیں، اِن دہشت گردوں کا قلع قمع کرکے اِن سے جنگی سازوسامان چھین لئے جائیں تاکہ دنیا دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پاک ہوجائے۔

بہرکیف..! اُدھر دوسری طرف ہومر کا کہنا ہے کہ " اِنسانوں کے قتل پر فتح کے شادیانے بجانا اچھی بات نہیں" یعنی جو لوگ محض طاقت کے گھمنڈ میں غرق ہو کر بلامقصد کمزور ریاستوں اور ممالک پر جنگ مسلط کرتے ہیں اور اِن کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ اپنی حدود سے نکل کر دنیا کے دوسرے ممالک کی سرحدیں پار کریں

اور اِن کی زمینوں پر قابض ہونے کے لئے جنگ وجدل کا بازار گرم کرکے اِنسانوں کی کھوپریوں سے اپنی بہادری کے مینار کھڑے کرکے دنیا کو اپنے زیر تسلط کرنا چاہتے ہیں اور یہ اِس آڑ میں معصوم اِنسانوں کا قتلِ عام کرکے یہ سمجھتے ہیں اِس سے اِنہیں فتح ملی ہے تو یہ اِن کا پاگل پن ہے۔

اگرچہ آج اِن کا یہ گھناونا فعل اِنسانوں اور اِنسانیت کے چہرے پر زوردار طمانچہ ہے مگر دنیا کے اِن دہشت گرد ممالک کی اپنی ایک الگ دنیا اِس مفروضے پر قائم ہے کہ کمزور ممالک پر قبضہ کرکے اپنی سلطنت کا دائر وسیع کیا جائے ہاں ایسے ممالک کے نزدیک اُن لوگوں کی اہمیت سب سے زیادہ ہے جنھوں نے رہتی دنیا تک اِنسانوں کے قتلِ عام کے خاطر خطرناک ہتھیار ایجاد کئے ہیں اور اِسی طرح جو افراد آئندہ مزید ایجادات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ ممالک اِنہیں قدر کی نِگاہ سے دیکھتے ہیں کیوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ جنگی سازوسامان کی ایجادات کرتے ہیں وہ بھی اِن کی طرح زمینِ خدا پر فسادات برپا کرنے کی وجہ بنتے ہیں، صرف یہی زمین پر اِنسانوں کے مارنے کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اِن کے عزائم میں اُن لوگوں کی بھی معاونت ہے کہ جنھوں نے خطرناک ہتھیاروں کی ایجادات کی ہیں، آج اِن کا خیال یہ ہے کہ جب کبھی دنیا نے اِن کے جنگی جرائم کا محاسبہ کیا تو اِسے چاہئے کہ یہ پہلے اِن لوگوں کا بھی کڑا احتساب کرے جنھوں نے اِنسانوں کو مارنے اور دنیا میں قتلِ

عام کرنے کے لئے اپنی دماغی صلاحیتوں سے خطرناک ہتھیار ایجاد کئے ہیں پہلے اِنہیں سزا دی جائے پھر ہمیں سزا ملے جو صرف اِن خطرناک ہتھیاروں کے مُوجد ہیں۔ ایسے لوگوں کی اِس منفی سرگرمی پر انہیں سزا ملنی چاہئے جو جنگی فتح کے آڑ میں عالمِ انسانیت اور دنیا کی بقاء و سالمیت کے لئے خطرات پیدا کرتے ہیں، آئیں عہد کریں کہ جب کلاشنکوف کا مُوجد میخائل کلاشنکوف ہی مرگیا ہے تو پھر ہم بھی اِس کے تابوت پر کلاشنکوف کے فائر کرکے اِس کو اِسی کی ایجاد سے خراج عقیدت پیش کریں اور اِس کے ساتھ ہی ایک دوسرا تابوت کلاشنکوف کا بنائیں اور پھر کلاشنکوف کو بھی اِس کے مُوجد کے برابر میں دفن کردیں یا اگر اِس کا مُوجد جلایا جائے تو پھر رہتی دنیا تک کے لئے ہم بھی کلاشنکوف کو جلاڈالیں تاکہ دنیا میں امن قائم ہوجائے گا۔

...اَب بلاول کو بچہ کہنے اور سمجھنے والے سُن لیں کہ

اَب بلاول کو بچہ کہنے اور سمجھنے والے سُن لیں کہ...!! بلاول نونہال نہیں رہا..
کیا بلاول بھٹوزرداری مُلک کے آئندہ وزیراعظم ہوں گے..... ؟
میرا کام یہ کبھی نہیں رہاہے کہ میں کسی سُنی سُنائی بات پر یقین کروں اور اِسے بغیر کسی ثبوت کے آگے بڑھادوں، میری یہی عادت ہے جو مجھ کو خود سے مطمئن رکھتی ہے، اور آج بھی میں اِس یقین کے ساتھ ضرور کہہ سکتاہوں کہ آنے والے سالوں میں مُلک کا آئندہ وزیراعظم بلاول بھٹوزرداری ہوں گے، مگراِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے اَبا کی مفاہمتی پالیسیوں اور مصالحت پسندانہ سیاست کے بجائے اپنی ماں اور اپنے نانا کی سیاست کے بتائے اور بنائے ہوئے راستوں پر چلیں گے تو یہ مُلک میں اُصولوں کی سیاست کی خدمت کرسکیں اور سیاست کو مذہبی فریضہ سمجھ کر اداکرتے ہوئے کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے رہیں گے۔ ورنہ اِن کے حصے میں سِوائے مفاہتی پالیسیوں اور مصالحت پسندیوں کے کچھ بھی نہیں آئے گا، آج مجھ سمیت ساری پاکستانی قوم کو بلاول بھٹوزرداری سے منوں اُمیدیں وابستہ ہیں کہ وہ اگلے وقتوں میں مُلکی سیاست میں عملی طور قدم رکھ کر قوم کو کمرشل مائنڈوزیراعظم اوراِن کی تجارت پسندانہ سیاست سے

نجات دلوانے میں اپنا حقیقی کردار ضرور ادا کر پائیں گے۔

بہر کیف ... ! دانا یہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی بچے بھی بڑوں جیسی باتیں اور انکشافات کرکے بڑے ہو جاتے ہیں، اگر پھر بھی اِن کی حقیقت پسندانہ باتوں اور انکشافات کو کوئی نہ تسلیم کرے تو پھر ایسے لوگوں کے بارے میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ زندگی کے تجربات سے عاری ہیں جبکہ وہ بچہ جو اپنی عُمر سے زیادہ بڑی باتیں اور اِنکشافات کرے تو یقیناً ایسے بچے آنے والے وقتوں میں ایسے کارنامے انجام دینے کی صلاحیتوں سے مالامال ہوتے ہیں جنہیں اِن کے بڑے بروئے کار لانے میں اِن کی مدد اور درست طریقوں سے رہنمائی کریں تو یہ بچے مُلک و قوم کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری ابھی سیاست کے میدان میں کم عمر ضرور ہیں مگر آج اِن کی سیاسی اُڑان یہ ضرور ثابت کرتی ہے کہ آنے والے دِنوں میں سرزمینِ پاکستان میں اِن کی عمر کا اِن جیسا کوئی بھی سیاست دان ایسا نہیں ہوگا جو سیاست کے میدان کے ایک ایک ذرے اور خاکِ سیاست پر گرفت قائم رکھے پائے گا، اور سیاست کے میدان میں بچھی سیاسی بساط کو اپنی مرضی سے لپیٹنے اور بیچھانے کی صلاحیتیں سے بھی مالامال ہوگا، تب ایسی اور اِس جیسی بے شمار صلاحتیں صرف اور صرف بلاول

بھٹوزرداری کے پاس ہوں گیں ،اورجب یہی مُلک و قوم کی باگ ڈور سنبھالیں گے،
مُلک کے غریبوں کو روٹی ، کپڑااور مکان کا نعرہ دے کر عملی طور پر اِس نعرے کو اپنے
نانااور اپنی ماں کی طرح سچ کر دکھائیں گے۔
اگرچہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ گزشتہ دِنوں گڑھی خُدابخش میں پاکستان پیپلزپارٹی
کے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری نے اپنی ماں اور سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو شہید کی
چھٹی برسی کے موقع پر جس والہانہ انداز سے ولولہ انگیزخطاب کیااِن کا جوش خطابات
دیکھ کر کوئی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا کہ آج اِس کم عمر نوجوان نے اچھے اچھے مقررین کو
مات دے دی ہے، اور اِس کے ساتھ ہی اِس نوجوان بلاول بھٹوزرداری نےایک
عرصے بعد قوم میں یہ احساس بھی بیدار کردیاکہ شہیدرانی محترمہ بے نظیر بھٹواِن سے
جُدانہیں ہوئیں ہیں اِن کے اکلوتے بیٹے بلاول بھٹوزرداری کی صُورت میں اِن کی قائد
روحانی طورپراِن کے درمیان موجود ہیں اِس موقع پر، گڑھی خُدابخش میں مُلک بھر سے
آئے ہوئے نئے اور پرانے لاکھوں جیالے موجود تھے ، جنہوں نے اپنے قائد بلاول
بھٹوزرداری کا حقیقت پر مبنی اور انکشافات سے بھراخطاب اِنتہائی خاموشی اور محبت سے
سُن کر اہلیانِ وطن کو یہ بتادیاکہ اِن سب کا اپنے قائد بلاول بھٹوزرداری کی شخصیت پر
پورااعتماداور بھروسہ ہے اورآئندہ یہ اپنے قائد کو مُلک کا وزیراعظم بنادیکھناچاہتے
ہیں،اوراِسی کے ساتھ ہی گڑھی خُدابخش میں

موجود لاکھوں کے مجمع نے ساری پاکستانی قوم سمیت ایسے لوگ کو بھی جو اَبھی بلاول کو بچہ کہتے اور سمجھتے ہیں اِنہیں بھی یہ سمجھا اور بتادیا ہے کہ پی پی پی کا چیئرمین بلاول بھٹوزرداری بچہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ اَب سیاست یا سیاسی میدان میں کچا بچہ ہے، بلکہ آج یہ بڑے سے بڑے سیاست دان اور کسی بھی سیاسی کھلاڑی سے کم نہیں ہے، لہٰذا اَب کوئی بلاول بھٹوزرداری کو بچہ یا کچانہ سمجھے ....!! اگر ابھی کسی نے بلاول بھٹوزرداری کو بچہ سمجھاتو پھر قوم اِسے بھی بچہ اور کچا سمجھے گی جس نے بلاول بھٹوزرداری کو بچہ یا کچاجانا ....!!

جمعہ کو گڑھی خُدابخش میں اپنی ماں اور سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی چھٹی برسی کے موقع پر جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بلاول بھٹوزرداری نے جن باتوں کا اظہار کیا اور جس قسم کے حقیقت پسندانہ انکشافات کئے ہیں اگر آج بلاول بھٹوزرداری کی ساری باتوں کو مُلک کے تمام سیاستدان اور سیاسی کرتادھرتا اِسے اپنے لئے احتسابی عمل سمجھیں اور یہ تنہائی میں قدآورآئینے کے سامنے خود کو کھڑا کریں اور اپنے کُھلے دل و دماغ سے تسلیم کریں کہ بلاول بھٹوزرداری نے جو کچھ جس جس کے بارے میں اپنے خطاب میں جتنا بھی کہاہے یا انکشاف کیاہے وہ سب یکدم ٹھیک اور درست ہے، اور ہمیں اِس بچے کی باتیں مان کر اپنی اپنی اصلاح کرنی چاہئے جس میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

بلاول بھٹوزرداری نے اپنی ماں کی چھٹی برسی کے موقع پر جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ " بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بھی لاکھ درجے بہتر ہوتی ہے،""جمہوریت کو خطرہ ہواتونواز شریف کے ساتھ ہوں گے" (اِس پر راقم الحرف کا یہ کہنا ہے کہ ہاں..! ایساہی ساتھ دیں گے اجیسے نواز شریف نے پی پی پی دورِ حکومت میں اِس کو دھکادیا تھااور اَب آپ بھی نواز شریف کی ناکام حکومت کو پانچ سال تک ہتھیلی لگائیں گے جیساآپ کی حکومت کو عوام کو درپیش پریشانیوں اور مسائل کا علم ہوکر بھی یہ لاعلم بنی رہی تھی آج ایساہی عوام کے ساتھ نوازحکومت بھی دس ہاتھ آگے بڑھ کر کررہی ہے اِن حالات میں آپ نوازحکومت کا قرض نہیں اُتاریں گے توکیاآپ کا قرض اُتارنے فرشتے تونہیں آئیں گے) اوراِسی طرح بلاول بھٹوزرداری نے کہاکہ " عام انتخابات میں پیپلزپارٹی کو شکست دینے کے تمام حربے ناکام ہوئے تودھاندلی کی گئی، پنجابی اسٹیبلشمنٹ نے پاکستان کے خلاف سازش کرکے پیپلزپارٹی کے خلاف اتحاد قائم کیا، اسٹیبلشمنٹ چاہتی تھی کہ پیپلزپارٹی انتخابات میں کامیاب ہو،اِسی وجہ سے الیکشن ہارے،" (یہاں میراخیال یہ ہے کہ اُوھ بھائی...!! اپنی ناکامی کاالزام کسی کے سرڈالنے سے اچھاہے کہ اپنے گریبان میں بھی تھوڑاساجھانک لیاجائے کہ آپ کی حکومت نے عوام کو پانچ سالوں میں کیااور کتناریلیف دیاتھااور بلوبھائی (بلاول بھائی) یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ کسی کی ناکامی پر کسی کے حربے استعمال نہیں

ہوتے ہیں بلکہ عوام ہی کسی کی ناکامی اور کامیابی کی سب سے بڑی کسوٹی ہوتے ہیں سمجھے بھائی)اور بلاول نے کہا کہ "صدر زرداری کو ایوان صدر میں قیدی بنالیاگیا، پھانسی پر چڑھیں گے، گولیاں کھائیں گے، پاکستان پر آنچ نہیں آنے دیں گے، (میری دُعاہے کہ آپ کی، قیدی، پھانسی اور گولیاں کے سِوا ساری خواہشات اور دُعائیں قبول ہو جائیں آمین) سونامی کو پنجاب میں جیتنے نہیں دیاگیا، (کیا واقعی) دہشت گرد جنگلی جانور ہیں جوانسانوں کے خون کے پیاسے ہیں طالبان کے خلاف جہاد کریں گے، (اللہ آپ کو اِس پر ثابت قدم رکھے)بزدل خان حکیم اللہ محسود کے غم میں نیٹوسپلائی بند کر رہاہے، (یہ تو آپ کہہ رہے ہیں مگر وہ تو کچھ اور کہتے ہیں)اور اِسی طرح ایسالگاکہ جیسے بلاول اپنے خطاب میں یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ "شیر کو بھی ثابت کرنا ہوگاکہ وہ بدل کیوں گیاہے، پنجاب میں دہشت گردوں کو پناہ دینے کا سلسلہ بند ہوگیاتو شیر کا نعرہ لگاؤں گا،

شیر ملاعمر جیسا جعلی خلیفہ بنناچاہتا تھا، شیر وہی دودھ پی کر پلاہے جو دہشت گردوں نے پیا" (خبردارآپ اورآپ کی پارٹی والے اِس دودھ کے قریب بھی نہ جانا..پیناتودور کی بات ہے ورنہ آپ کو بھی کوئی ایساہی کہے گا....) اورآج ..! ایسے بہت سے انکشافات اور باتیں ہیں جن کا تذکرہ نوجوان بلاول بھٹوزرداری نے اپنے گڑھی خُدابخش کے خطاب میں کرکے اپنے اور پرائے سب سیاستدانوں کو حیرت زدہ کردیاہے اِن کے اِس حیرت انگیز خطاب پر اپنے اپنے تبصروں میں بعض سیاسی رہنماؤں جن میں پی ٹی آئی کی شیرین مزاری، نواز شریف

اور مشرف کے سابق جگری دوست اور سربراہ عوامی مسلم لیگ شیخ رشید احمد، اور پاکستان مسلم لیگ ن کے رہنمارانا ثناء اللہ اور تحریک انصاف کے ہی عمران اسماعیل سمیت دیگر شامل ہیں اِن سب کا یہ کہنا ہے کہ بلاول کنفیوژ نونہال ہے، ابھی سیاسی اِنٹرن شپ شروع ہوئی ہے، اور کچھ نے تو بلاول کے فادراور سابق صدرزرداری کو شکوہ بھرے انداز سے یہ مشورہ بھی دے دیا ہے کہ "زرداری بلاول بھٹوکے سیاسی کوچ کو تبدیل کریں کیوں کہ آج جیساانداز بلاول نے اپنایا ہے یہ باتیں آج کے دن سے بالکل مناسبت نہیں رکھتی"۔ جبکہ آج بلاول بھٹوزرداری کو ہدفِ تنقید بنانے والے لوگ یہ ضرور جان لیں کہ جب اِنہوں نے سیاست کے میدان میں خاک چھاننے کے لئے قدم رکھا ہوگا تواِن سے بھی بہت سی غلطیاں ہوئی ہوں گیں، کوئی بات نہیں بقول اِن کے بلاول بھٹوزرداری سے کچھ ایسا ویسا ہوگیا ہے ...؟ تو یہ اِسے درگزر کردیں اور پی پی کے چئیرمین بلاول بھٹوزرداری کی حوصلہ افزائی کریں اور اِسے آگے بڑھنے اورملک کا آئندہ وزیراعظم بننے کا موقع دیں یوں تھوڑی سی باتوں پر بلاول کو تنقید بنانے کا سلسلہ بن کردیں۔

2013 جو گزر گیا اور 2014 جو آگیا..

کیا 2014 میں بھی قوم اور دنیا مایوسیوں کے گرداب سے نہیں نکل سکے گی....؟
آج شاید اس سے کوئی اِنکار نہ کر سکے کہ 2013 جو گزر گیا ہے ،اِس نے جابجا دنیا کے
اِنسانوں کو اُداسیوں اور مایوسیوں سے دوچار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا ہے جن کے
بارے میں شاعر نے اپنے شعر کے پہلے حصے میں کچھ یوں کہتے ہوئے نئے سال کی
شروعات پر اُمیدوں کے ساتھ دُعا بھی کی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ :-

صبا اُداس تھی، حیراں چمن تھے گُل نالاں
گذشتہ سال کا ہر اک ورق تھا خُوں آلود
خُدا کرے کہ نئے سال کے جلو میں اَب
طرب نواز دقیقے ہوں ساعتیں مسعود

اور اِسی کے ساتھ ہی اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج زخموں سے چور دنیا کے
اِنسانوں کو بے شمار غموں اور خوشیوں کے ملے جُلے لمحات سے دوچار کرنے کے بعد
2013 بل کھاتا اور اِٹھلاتا ہوا رُخصت ہوگیا ہے اور آج بھی جب دنیا سالِ

گذشتہ کے چھوڑے ہوئے لمحات کو بھول بھی نہ پائی ہے کہ اِسی عالمِ بیتابی میں دنیا کے
اِنسانوں کو طرح طرح کے مسائل سے دوچار کرنے کے لئے 2014 بھی آن دھمکا ہے
:-جس سے متعلق شاعر کا بڑی آس و حسرت سے یہ کہنا ہے کہ

اے سالِ نو تجھے خوش آمدید کہتے ہیں
خُدا کرے کہ عطا قوم کو ہو جاہ و جلال
کوئی چمن میں الٰہی نہ پائمال رہے
خُدا کرے یہ ہو زخموں کے اِندمال کا سال

مگر دنیا ہے کہ جیسے اِس نے اپنے حالات پر کمپرومائز کرکے صبر و شکر کی ٹھان رکھی ہے،
اور اِس نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس سر پر ہتھوڑے برسانے کے لئے 2014
آ تو گیا ہے مگر اِس کے باوجود بھی دنیا کے امیر و غریب ممالک کے ہر طرح کے لوگوں نے
سالِ نو 2014 کو اچھی اُمیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ ناچ کر اور گا کر اور اربوں اور
کھربوں روپوں کی آتشبازی کرکے اپنے اپنے رسم ورواج کے مطابق خوش آمدید کہا ہے
ایسے ہیں اَب یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا کے اِنسانوں پر سایہ فگن ہونے والا نیا سال 2014 ،
اِن کے ساتھ کتنی وفادِکھاتا ہے اور اِن کی اُمیدوں اور آرزوؤں پر
کتنا پورا اُترتا ہے...؟ یہ اگلے دو چار دِنوں ، ہفتوں اور مہینوں میں سب کو پتہ لگ جائے
گا۔ بہرحال..! اَب کچھ بھی ہو..پُرانا سال گزر گیا ہے اور نیا سال 2014 دنیا کو اپنی
رنگینیاں دِکھانے اور اِسے اپنے

ڈھنگ سے چلانے کے لئے اپنی گرفت میں لے چکا ہے، اَب اِس سے جان نہیں چُھڑائی جا سکتی ہے، دنیا کے ہر اِنسان کو اِس کی گرفت میں اپنی جان دینی ہی پڑے گی، اَب اِس کا حشر سالِ نو کچھ بھی کرے، مگر آج اِس حقیقت سے اِنکار ممکن نہیں ہے کہ سالِ نو دنیا کے اِنسانوں کو بھوک و افلاس ، دہشت گردی، قتل و غارت گری، کرپشن اور مایوسیوں کے دلدل میں دھکیل کر ستیاناس کر کے رکھ دے گا اور دنیا کے اِنسانوں کو ایسا نچوڑے گا کہ اِن میں اپنی اِظہارِ بے بسی اور لاچارگی کے لئے بھی سکت باقی نہیں رہے گی۔ جبکہ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ضرور ہے کہ 2014 میں دنیا کے کئی ممالک میں جمہوریت کے پجاری اور آمریت کے پٹھوؤں کو اپنے اپنے مقاصد میں کامیابیوں کے منہ بھی دیکھنے کو ملیں گے، کہیں بادشاہت کو قصہءِ پارینہ بنادیا جائے گا تو کہیں کسی کو اِس شرف سے نواز دیا جائے گا غرض کے سیاست کے میدان میں بھی 2014 اپنے اندر بلا کی تلاطم خیزیاں لئے ہوئے گا،اور بقول شاعر کہیں ایسا بھی ہو گا کہ :-

دل کا یہ فرمان ماضی کی بُھلادے تلخیاں
آنکھ کہتی ہے کہ سالِ نو کا استقبال کر
سالِ نو لے کر یہ آیا ہے پیامِ جانفزا
آمرانہ دور کے ہر نقش کو پامال کر

آئیں آج ہم سالِ نو پر اِس بات کا عہد کریں کہ دنیا کے اِنسانوں یہں سالِ

نو 2014 کی پوشیدہ خوشیوں اور مُسرتوں کو ڈھونڈ نکالنے کا جذبہ بیدار کریں گے اور
اِنہیں اِن خوشیوں اور مُسرتوں سے ہمکنار کرنے کے لئے اِن کی درست سمت میں
رہنمائی کریں گے، دنیا سے دہشت گردی، فرقہ واریت ، کرپشن ، بھوک وافلاس کا خاتمہ
کریں گے ،اور نیا بھر کے اِنسانوں کو اِس نقطے پر آمادہ کریں گے کہ ہم بحیثیت ایک قوم
بن کر دنیا کے سارے اِنساانوں کو درپیش 2014 کے گھمبیر چیلنجز کا مقابلہ کریں گے اور
جب ایک سال بعد 2015 کی آمد ہو تو ہم اپنے سارے غم بھلا کر اِس کا گرم جوشی سے
استقبال کریں گے ، اور ایسا استقبال جس میں ہمیں مصیبتوں اور پریشانیوں اور دہشت
گردی کا کوئی ڈر وخُوف نہ ہو اور ہم عالمِ بے فکری سے دنیا کو حقیقی معنوں میں گل
وگلزار بنادیں گے۔

ہاں میں اِنسانوں کے ہی جنگل میں رہتا ہوں۔۔۔؟

اپنی اِسی سرزمینِ پاکستان پر میں اپنی زندگی کی ساڑھے چار دہایاں گزار چکا ہوں، مگر آج مجھے اِس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ میں اِنسان تو ضرور ہوں مگر اِنسانوں کے جنگل میں رہتا ہوں، اور جنگل میں کون ہوتے ہیں ،آپ یہ بھی جانتے ہیں، شاید مجھے یہ احساس کبھی بھی نہ ہوتا مگر پچھلے پیش آئے صرف ایک واقعے نے یہ احساس پیدا کردیا کہ تب مجھے خود پر اور اپنے گردونواں میں چلتے پھرتے اور اپنے مفادات کا خیال کرتے اِنسانوں پر بہت غصہ آیا۔

وہ واقعہ جس کا میں اگلی سطور میں تذکرہ کروں گا مگر اِسے اِنسانوں کے جنگل میں رہنے والے اِنسانوں کے سامنے بیان کرنے اور اِن کے کانوں میں اُنڈیلنے سے قبل یہ کہنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پہلے اپنے معاشرے اور سوسائٹی کے اِنسانوں کو اِن کا اصل چہرہ دِکھادوں تاکہ اِن کے چہروں پر چڑھا حیوانگی اور درندگی کا خول اُتر جائے یا اِس کے بعد اِنسانوں کے جنگل یں بسنے والے حیوان نما درندے اپنے چہروں پر چڑھے خول کو خود کُھرچ ڈالیں اِن اِنسانوں کے لئے عرض یہ ہے کہ "خُداکے ساتھ محبت کا دعویٰ اُس وقت تک غلط ہے جب تک آپ اِنسانوں کے ساتھ محبت کو اہم نہیں سمجھتے،اور اے اِنسانوں تمہاری شرافت

اور قابلیت تمہارے لباس سے نہیں بلکہ تمہارے کرداراور فعل وگفتار سے ہوتی ہے،اور اے اِنسانوں۔۔! تم یہ بھی سُنو کہ ہر زمانے کے ہر اِنسان کو اچھے ارادے اور بلند مقاصد سے بلندی عطا ہوئی ہے اور جسے یہ نصیب ہو گئی تو اُسے دنیا والے صدیوں تک یاد رکھتے ہیں۔

آج جس معاشرے میں میں زندہ ہوں ایسے بے حس معاشرے کے اِنسانوں سے ہی متعلق بہت پہلے ایک دانا۔نرد نے کہا تھا کہ " آدم کے بیٹو! اپنے بھائیوں کو اپنے ہاتھوں سے ذلیل و خوار نہ کرو کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ پاگل کُتے بھی اپنا گوشت خود نہیں چباتے۔۔۔" مگر افسوس ہے کہ میرے معاشرے کے اِنسان اِس سے بھی آگے نکل چکے ہیں، اور اَب ایسے میں اِنہیں خود سوچنا چاہئے کہ یہ فیصلہ کریں کہ اِنہیں اپنا مقام کیسے بلند کرنا ہے۔۔۔؟ کہ اِنسانوں کے جنگل میں بسنے والے اِنسانوں کو یہ محسوس ہونے لگے کے اِن پر اِنسانیت غالب آچکی ہے اور یہ اِنسانیت کے معراج کو پہنچ چکے ہیں، مجھے اُمید ہے کہ میرے اِنسانوں کے جنگل میں بسنے والے اِنسان میری بات پر ضرور غوروخوص کریں گے اور میرے بیان کردہ اِس واقعے میں خود کو رکھ کر تولیں گے اور اپنا اپنا احتساب بھی کریں گے۔

غرض یہ ہے کہ جب سے میرے شہر میں سردی اور اِس کی معاونت کے لئے چلنے والی

یخ بستہ ہواؤں نے اپناڈیرا ڈالا، تب ہی سے میرے شہر کے ہر خاص و عام نے سردی اور برف جیسی ٹھنڈ پھیلانے والی ہواؤں کا مقابلہ گرم کپڑے اور گرم مشروبات اور خشک وگرم میوے جات سے کرنے کی ٹھان لی ہے۔
مگر میرے ہی شہر میں آباد کچھ کچی اور غریب آبادیاں ایسی بھی ہیں کہ جس کے محنت کش غریب مکین میرے دیس سے مجھ سے اور آپ سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اور میرے دیس کی ترقی و خوشحالی میں اِن کا حصہ مجھ سے آپ سے بھی کہیں زیادہ ہے، جہاں مُلک کی تعمیر وترقی اور اِس کی خوشحالی کے لئے میرا پسینہ گرتا ہے تو وہاں اِن لوگوں کا خون گرتا ہے،۔
مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ جس دن میرے شہر میں یخ بستہ ہواؤں اور سردی کا راج زوروں پر ہے اُس روز سے ہی مجھے اپنے شہر کی غریب آبادی کے مکین مُلک میں ہونے والی منہ توڑ سینہ زور مہنگائی کی وجہ سے مہنگے تو کیا سستے اور لُنڈے کے گرم کپڑوں اور گرم مشروبات اور خشک وگرم میوے جات خریدنے سے بھی محروم نظر آئے ہیں۔
ایسے میں میرا ایک روز ایک بازار سے گزر ہوا، جہاں لوگ سردی اور یخ بستہ ہواؤں سے بچنے کے لئے دُکانوں اور ٹھیلے والوں سے گرم کپڑے اور خشک میوے جات

اور اللہ جانے کیا کیا کچھ خریدنے میں مصروف تھے ، خریداروں کا رش تھا اور دُکانیں اور ٹھیلے بھی کچھ کم نہ تھے، کہ بازار کے ماحول میں یکایک ایک شور برپا ہوا، اور ہر طرف چور...چور....اور پکڑو...پکڑو...کی صدائیں بلند ہوئیں، بازار میں بھگدڑ مچنے کی وجہ سے بازار کا سکوت غارت ہو چکا تھا، ہر فرد چور کو پکڑنے میں لگ چکا تھا، آخر کار چند منٹوں کی محنت کے بعد چور ہاتھ لگ گیا تھا... میں نے بھی چور کو قریب سے دِیکھا اور، مجھے اپنے معاشرے کے اِنسانوں کے منافقانہ روئے پر دُکھ ہوا کہ ٹھیلے کے مالک اور بازار میں موجود مجھ سمیت دیگر لوگوں نے ایک دس سال کے غریب معصوم بچے کو صرف اِس بنا پر چور بنادیا تھا کہ اِس نے ایک ٹھیلے سے صرف ایک مٹھی بادام کے ساتھ ساتھ دو چار دانے چلغوزے اُٹھالئے تھے۔

بس اِس وجہ سے ٹھیلے کے مالک نے اِس معصوم کو چور سمجھ لیا تھا اور سارے بازار کو چیخ چیخ کر سر پر اُٹھالیا تھا، مگر وہ شاید یہ بھول چکا تھا کہ اُس نے بازار کے جس راستے میں اپنا ٹھیلا کھڑا کیا ہوا ہے اِس یہاں کھڑا کرنے کے لئے اِس نے کتنوں کو رشوت دی ہوگی، اور اِسے بازار کے راستے میں ٹھیلا لگانے کی اجازت جس نے دی ہوگی ، اِس نے قانون کی کتنی چوری کی ہوگی، اور کب سے یہ اور اِس جیسے بہت سے ٹھیلے والے اِس غیر قانونی عمل میں شامل ہوئے ہوں گے، اِس نے کتنوں کو کس کس طرح سے لوٹا ہوگا، اپنا سامان کئی گنا مہنگے داموں

فروخت کرکے کتنی اخلاقی اور اسلامی تعلیمات کی چوری کی ہوگی، وہ یہ سب کچھ بھول چکا تھا، اگر اسے نظر آئی تو اُس غریب معصوم بچے کے مٹھی میں بند اس کے بادام اور چلغوزوں کے چند دانوں کی چوری ہی نظر آئی ،اور اِس پر یہ ظلم کہ باداموں اور چلغوزوں کے چند دانوں کی چوری کی پاداش میں ٹھیلے کے مالک نے دس سالہ بچے کو اتنا مارا کہ اِس کے چہرے اور جسم پر چوٹ کے گہرے نشانات نمایاں تھے، اور اِس پر یہ بھی کہ وہ باضد تھا کہ وہ جب تک اِس بچے کو پولیس کے حوالے نہیں کردیتا ہے اُس وقت تک اِسے چین نہیں ملے گا...جب تک میں نے دیکھا وہاں موجود لوگوں نے ٹھیلے کے مالک کو بہت سمجھانا چاہ وہ ایسا کچھ نہ کرے، جس سے غربت کا مارا بچہ آگے چل کر کوئی پیشہ ور چور بن جائے، مگر اُس نے کسی کی نہ سُنی .....اِس کے بعد پھر کیا ہوا..؟ یہ تو مجھے نہیں معلوم کیونکہ میں وہاں سے چلا گیا تھا...!مگر انسانوں کے جنگل کے اِس معاشرے میں جس میں ، میں رہ رہا ہوں اِس معاشرے کے اِس منافقانہ رویے پر مجھے بہت دُکھ ہوا، کہ ہم ایک مجبور و بیکس غریب معصوم بچے کو صرف چند بادام اور چلغوزوں کے دانوں کی چوری کے عوض تو چور بنا کر پیش کرکے اِس کی ایسی کی تیسی کردیتے ہیں اور اسے پولیس کے ہاتھوں میں دے کر اِسے قانون سے بھی سزا دلوانے کی ضد کرتے ہیں مگر اپنے ہی معاشرے میں جرائم پیشہ عناصر سمیت داداگری سے بھتہ خوری کرنے والوں، چوری ڈکیتی، قتل وغارت گری اور بم دھماکوں میں ملوث عناصر کی نشان دہی کے لئے قانون کے رکھوالے جب سے ہم سے رابطہ کرتے ہیں یا مدد مانگتے

ہیں تو ہم سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنے ہونٹ سی لیتے ہیں اور اپنے کان اور آنکھیں کیوں بند کر لیتے ہیں ۔ ۔ ؟اور تب ہم اِن جرائم پیشہ عناصر کو قانون کے ہاتھوں کیفرِ کردار تک پہنچانے میں قانون کی مدد کیوں نہیں کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ؟آج ہم سب کو اپنے اِس منافقانہ روئے کے بارے میں ضرور سوچنا ہوگا ورنہ ہم اپنے اِس روئے کی وجہ سے اپنے معاشرے کے ہر مجبور و بیکس اور غریب کو چور تو بنا سکتے ہیں مگر اپنے معاشرے کے بھتہ خوروں ، قتل و غارت اور کرپشن پھیلانے والوں کو قانون سے بچا کر اِن ناسوروں کو پلنے اور پھولنے کا موقعہ فراہم کرتے رہیں گے۔

بلاول کی سَواگز کی زبان خُوب چلنے لگی ہے..؟

بلاول کی سَواگز کی زبان خُوب چلنے لگی ہے..؟ بلاول کو یہ زیب نہیں دیتا..؟

بلاول + بلاول کی زبان اور مشرف + مشرف کی بیماری....؟؟؟

آج میں موضوع کے اعتبار سے اپنے کالم کی ابتدا اِس فقرے سے نہ کروں تو کالم کا حق ادا نہیں ہوگا اور وہ فقرہ یہ ہے کہ "جس تاجر کا بیٹا ملاوٹ، چور بازاری اور گراں فروشی نہیں کرتا وہ اپنے جیسوں میں نااہل اور بے وقوف سمجھا جاتا ہے" آج شاید یہی وجہ ہے کہ اِس فقرے پر عمل کرتے ہوئے سابق صدر آصف علی زرداری کے اکلوتے سپوت اور عالمی شہرت یافتہ سیاست دان محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کے صاحبزادے اور مُلک میں ایٹمی منصوبوں کے خالق سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو شہید کے نواسے اور پاکستان پیپلزپارٹی کے موجودہ جوان سال چیئرمین بلاول بھٹو زرداری (مگر درحقیقت زرداری + بھٹو) خود کو عقل مندوں کی فہرست میں شامل کرنے کی کوششوں میں اپنی سَواگز کی لمبی زبان کو کچھ یوں استعمال کررہے کہ بسا اوقات اِن کی زبان درازی سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِن کے منہ کے 32 دانتوں کے درمیان قید اسَواگز کی زبان بلاول کے قابو میں نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ آج کل خُوب چلنے لگی ہے۔

جبکہ یہاں میرا خیال یہ ہے کہ دو باتیں خلافِ عقل ہیں : اول یہ کہ بولنے کے وقت چپ رہنا اور دوئم یہ کہ چپ رہنے کے وقت بولنا" اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ زبان کا استعمال کیا جائے اور ضرور کیا جائے مگر موقعہ محل دیکھ کر ... اَب ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ کریلے چبا کر ایسے کڑوے جملے بولے جائیں کہ مُردے کو بھی کڑواہٹ محسوس ہونے لگے اور کبھی کہیں تو کبھی کہیں مرچیں بھی لگنی شروع ہو جائیں،اور وہ بھی چیختے چلاتے ہوئے دوڑیں لگانا شروع کردے، جیساکہ آج کل پی پی پی کے موجودہ جوان سال چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کررہے ہیں،اَب اِس سے آگے میں کچھ نہیں کہوں گا باقی باتیں آپ خود سمجھ جائیں کہ میں مزیداور کیا کہنا چاہتا ہوں۔

بہرحال... !اِن دِنوں باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مُلک کی دو نئی اور پرانی شخصیات کو زبردستی خبروں میں گھسیڑا جارہاہے اِن میں سے ایک بلاول بھٹوزرداری ہیں تو دوسرے سابق صدروآرمی چیف محترم المقام عزت مآب جناب پرویز مشرف ہیں، جنہیں وقفے وقفے سے خبروں کی زینت بناکراِن کی شخصیات کو کبھی بلند تو کبھی زمین بوس کیا جارہاہے ،مگراتنا ضرور ہے کہ میری دوسری شخصیت کا کوئی کچھ بھی نہیں بگاڑسکتاہے، کیونکہ کسی بھی معاملے میں یہ اکیلی نہیں تھی اِس کے پیچھے اور بھی بہت سی شخصیات موجود تھی مگرکیا وجہ ہے کہ سب کو

چھوڑ کر صرف اِسے ہی نشانہ بنایا جارہا ہے..؟ عالمی طاقتوں کے اِس کے دوست یاراِسے بچانے کے لئے حرکت میں آگئے ہیں یہ اِسے ہر معاملے سے ایسی.بری کرا کرلے جائیں گے ،کہ جیسے دودھ میں سے مکھی نکل جاتی ہے۔

اَب کوئی کچھ بھی کہے مگر یہ حقیقت ہے کہ آج کل مضحکہ خیزیاں ہماری سیاست اور میڈیا کا وطرہ بن گی ہے، چونکہ پرویز مشرف اِن دِنوں جیسے بھی بیمار ہیں ..؟مگرفی الحال یہ ضرور مان لیا جائے کہ وہ بیمارہیں اور یہی وجہ ہے کہ ابھی اِن کا کوئی فیصلہ نہیں ہوپایاہے سواِس بناپر میں اِنہیں سابق صدروآرمی چیف کی حیثیت سے ہی قابلِ احترام سمجھتا ہوں اور اِن کے لئے وہ سارے اچھے القابات کہتااور لکھتا رہوں گا جیسے میں موجودہ صدر، وزیرِاعظم اور آرمی چیف اور مُلکی اُمورچلانے والے دیگر اہم اداروں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز سر.براہان کے لئے استعمال کرتا ہوں،اور اِس موقع پر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے جوان سال چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کو سے صرف اتنا ہی کہہ کر آگے .بڑھنا چاہوں گا کہ " ارے بھائی ..!ابھی آپ کو مُلکی سیاست میں اپنے نانااور اپنی امی کی طرح مثبت اور تعمیری کرداراداکرنا ہے،آپ کو ابھی مُلکی سیاست میں .بڑا سنبھال کر قدم اُٹھاناہے،آپ سے قوم کی بہت ساری اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں،آپ کو ایسی باتیں .قطعاََزیب نہیں دیتی ہیں کہ آپ کا جس کی وجہ سے وقار مجروح ہو

میں اکثر سوچتا ہوں اور پریشان ہوتا ہوں کہ میرے مُلک کے نئے اور پرانے سیاستدان کب سنجیدہ ہوں گے ..؟کب اِن کی زبان بُرائیاں کرنے سے رکیں گی..؟کب اِنہیں اپنی آنکھ کا تنکا دِکھائی دے گا..؟کب اِنہیں دوسروں کے بجائے اپنے گریبان میں جھانکنے کا موقع ملے گا...؟کب میرے مُلک سے مفادپرستی اور مفاہمتی پالیسیوں سے لبریز سیاست کا خاتمہ ہوگا...؟اور کب میرے مُلک کے سیاستدانوں کے دل اور دماغ دوسروں کے احترام اور محبت کے لئے تڑپیں گے..؟اور مجھے موجودہ حالات میں اپنے سیاستدانوں کے اِس روئے سے بہت سے وسوسے اور سوالات پریشان کئے رکھتے ہیں، مگرآج تک اِن کا مجھے تسلی بخش جواب نہیں مل سکاہے، مگراس کے باوجود بھی میں نااُمید نہیں ہواہوں، مجھے اُمید ہے کہ ایک ناایک دن میرے اِن سوالات کے جوابات ضرور مل ہی جائیں گے۔

اگرچہ آج میرے مُلک کے ایک نوجوان سیاستدان نے جس طرح کے الفاظ اداکئے ہیں، یقیناًیہ اِنہیں زیب نہیں دیتاہے کہ وہ کسی سے متعلق ایسے جملے اداکریں، چونکہ یہ نوجوان اور لندن پلٹ ہیں،اِس وجہ سے اِن میں اخلاقی تربیت کا فقدان بھی ہوگا.. میں اِنہیں یہ سمجھ کر چھوڑے دیتاہوں ، مگر میں اِن سے یہ ضرور کہوں گاکہ یہ سیاست میں ہیں توابھی نومولوداور اپنی اِسی حالتِ نومولودگی میں یہ کچھ بھی کہہ لیں یاکوئی اِس سے کہلوالے توکہلوالے مگراِنہیں پھر بھی اچھے بُرے کی تمیز خود سے بھی کرنی ضرور چاہئے، ورنہ یہ

اپنا امیج یہی تک رکھ پائیں گے ، جہاں یہ ابھی ہیں ۔
جیساکہ پاکستان پیپلزپارٹی کے سرپرستِ اعلیٰ بلاول بھٹوزرداری نے سابق صدروآرمی چیف محترم المقام عزت مآب جناب پرویزمشرف سے متعلق اپنے قد سے کئی گنا نچلی سطح کی باتیں سوشل میڈیا (ٹوئٹر) پراپنے ایک پیغام میں کہی ہیں،"یقین نہیں آتا،بزدل شخص نے فوج کی وردی پہنی تھی"" پرویزمشرف کو لاحق تمام امراض کی تصدیق
غیرجانبدارمیڈیکل بورڈ سے کرائی جائے" غداری کیس سے فرار کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئے" ایسی باتیں اِنہیں زیب نہیں دیتی ہیں،آج پرویزمشرف سمیت کسی بھی شخصیت سے متعلق کچھ ایسی ویسی باتیں کہنے سے پہلے بلاول بھٹوزرداری کو اپنے کے ماضی میں بھی ضرور جھانک
لیناچاہئے پھر کسی بھی سیاست دان کے بارے میں اپنی سُوا گزلمبی زبان کو اپنے 32 دانتوں کے درمیان سے آزادی دینی چاہئے،اُمید ہے کہ بلاول بھٹوزرداری میرے اتنے کہے کو بہت جانیں گے، اور خود کواُس سانچے میں ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے جس سیاسی سانچے میں ڈھل کراِن کے نانا شہید ذوالفقار علی بھٹواور شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹوزرداری نے اپنا سیاسی روحانی قدنہ صرف پاکستان میں بلکہ ساری دنیا میں بھی تا قیامت تک کے لئے بلند کیاہے۔

... سیاستدانوں کے دل و دماغ کا معاملہ ہی اور ہوتا ہے

آج کے اپنے موضوع پر لکھنے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں پہلے بھی اپنے کالموں میں متعدد مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ میرا واسطہ کسی بھی سیاسی و مذہبی یا لسانی جماعت سے نہیں ہے،اور نہ کبھی رہا ہے اور اسی طرح آئندہ بھی نہ کبھی کسی سے ہوگا، بس ہیں تو ایک محبِ وطن پاکستانی ہوں، بس میں تو اتنا ہی کرتا ہوں، جو دیکھتا ہوں، جو سوچتا ہوں، وہ صفحہ ءِ قرطاس پر بکھیر کر لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں، اگر کبھی کوئی میرے لکھے پر ناراض ہو تو یہ سمجھ کر درگزر کردے کہ یہ کسی دیوانے کا خیال ہے مگر پھر بھی میں اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ میرے لکھے پر سوچے ضرور کہ ایک دیوانہ کیا سوچ رہا ہے..؟ اور یہ مُلک اور قوم کی بہتری کے لئے کیا چاہتا ہے...؟

بہر حال...! ویسے تو سارا پاکستان ہی محبتوں اور اخلاص کا خزینہ ہے مگر یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میرا تعلق سرزمینِ پاکستان کے صوبے سندھ سے ہے جی ہاں..! صوبہ سندھ وطنِ پاکستان کی وہ خوبصورت دھرتی ہے جہاں قدم قدم پر محبتیں نچھاوڑ کی جاتی ہیں، اوراِس سرزمین کی سب سے بڑی اور سب سے اچھی خُوبی یہ ہے کہ اِس سرزمین پر اپنے پرائے سب کے گلے شکوے بھلا کر سب کو گلے لگالیا

جاتا ہے، یہاں کی مہمان نوازی صدیوں سے اپنی مثال آپ ہے،ایسے میں، میں یہ چاہتاہوں کہ میری اِس دھرتی پر نفرتیں کبھی بھی اپناڈیرانہ جمانے پائیں،اور میری دھرتی میں محبتیں پروان چڑھتی رہیں،اور آنے والے دِنوں میں یہ ساراکام پاکستان پیپلزپارٹی کے جوان سال خُوبرو سربراہ بلاول بھٹوزرداری وزارت عظمیٰ کامنصب سنبھال کر بحیثیت وزیرِاعظم اپنے دستِ مبارک سے کریں، مگراِس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اِس سے قبل بلاول بھٹوزرداری اپنی پارٹی کی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے نبھاتے ہوئے سندھ کی دھرتی میں سبھوں کواِن کے حقوق دلاتے رہیں اور آپس میں محبتیں بانٹتے رہیں اور سندھ کی دھرتی کو اُوجِ ثریا سے بھی آگے لے جائیں (آمین)۔

اوراِسی کے ساتھ ہی اَب میں اپنے آج کے موضوع کی طرف آتاہوں کونیل کا کہنا ہے کہ ”جو بات اخلاقی طورپر غلط ہواِسے سیاسی طورپر درست قرار نہیں دیاجاسکتاہے“مگرآج توایسالگتاہے کہ جیسے ہمارے یہاں کے سیاستدان ہر غلط بات کو سیاسی زاویئے سے دیکھتے ہیں اوراِسے اخلاقی طورپر درست قرار دینے میں کولھوکا بیل بن جاتے ہیں۔

ایسے میں اَب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ سیاستدانوں کے قول و فعل کے تضادات کی طرح اِن کے دل ودماغ بھی مختلف ہوتے ہیں،جوجب اور جدھر جہاں اپنی اپنی

سمتوں میں چل پڑتے ہیں، پھر بھلے سے قوم کا بیڑا غرق ہو یا مُلک تباہ ہو جائے ،انہیں اِس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے کہ اِن کی اِس غلطی پر دنیا اِنہیں کیا کہے گی ...؟ یہ تو ساری قوم اچھی طرح سے جانتی ہے کہ ہمارے مُلک کے اکثر (واضح رہے کہ ابھی میں بیشتر کی بات نہیں کر رہا ہوں) سیاستدانوں کے ضمیروں کی کیا حالت ہے..؟ اور قوم اِن کے ضمیروں کو کس طرح کے مخرّب اخلاق القابات سے گاہے بگاہے یاد کرتی ہے...؟ یعنی یہ کہ اِن کے ضمیروں نے اِن سے جو کرانا ہوتا ہے، وہ اِن سے کروالیتا ہے، اور سیاستدان اِسے کرنے پر ایسے ہی آمادہ ہوتے ہیں ، جیسے مدتوں بعد ملاقات کے بعد کوئی محبوبہ اپنے عاشق کے ساتھ ڈیٹ پر چلی جاتی ہے، آپ سوچیں کہ تب اِس کے جذبات کی کیا کنڈیشن ہوتی ہے، جو شاید اِس کے بھی بیان سے باہر ہو، ہمارے سیاستدان بھی یکدم ایسی کیفیات سے دوچار ہوتے ہیں، اور اِنہیں بھی اپنے اُسی ضمیر کے مطابق وہ سارے کام کرنے ہوتے ہیں ابھی جس ضمیر کا میں مندرجہ بالا سطور میں تذکرہ کر چکا ہوں، سو جب ہمارے یہ سیاستدان اپنے ضمیر سے ملنے والے احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اِنہیں دوران کچھ سُوجھائی نہیں دیتا ہے کہ وہ جو کچھ کرنے جارہے ہیں وہ نہ صرف اِن کے لئے بلکہ مُلک و قوم کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے ، مگر بس اِنہیں تو اپنے ضمیر کے احکامات کی تکمیل کیجلدی پڑی ہوتی ہے گو یہ اِس بنا پر اپنا سارا سیاسی کئیریر داؤ پر لگا بیٹھتے ہیں اور وہ کچھ کر گزرتے ہیں جس کے بعد اِن کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور سر پر ہاتھ رکھ کر رونے اور ہاتھ ملنے

کے کچھ نہیں آتا ہے ۔اور شاید اسی لئے تو سر ہیرلڈ ولسن کا یہ کہنا ہے کہ " سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے "آج اگرچہ اِس سے انکار ممکن تو نہیں ہے، مگر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر مُلکی سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا بھی ہو،یوں اِس لئے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کم از کم پاکستان میں تو ایک ہفتہ بہت دور کی بات ہے ہمارے یہاں تو ہر ایک گھنٹے کے بات ہر اگلا گھنٹہ اہم ہو جاتا ہے،اِس کا اندازہ ہمیں اپنے سیاستدانوں کے دل اور دماغ کی تضادات سے بھری ہیجانی اور اضطرابی کیفیات سے ہوتا ہے، جو کسی کی تقریر اور بیان کو سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کر دیتے ہیں جو مُلک کے سیاسی و اخلاقی اور معاشی و فرقہ وارانہ ملی یکجہتی کے ماحول میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بھی بنتا ہے۔

جبکہ یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمارے سیاستدان موقعہ پرستی کی سیاست کو خیر باد کہیں اور حقیقت پسندانہ سیاست کی بنیاد رکھتے ہوئے خود کو اِس سانچے میں ڈھالیں جیسا اُصولی سیاست کا وطیرہ ہے،اور سیاستدان اپنے دل اور دماغ کو اپنے ضمیر کے تابع بنانے کے بجائے، ضمیر کو دماغ اور دل کے انڈر کنٹرول کریں،اور اپنی عقل کا بھر پور استعمال کرتے ہوئے اپنے مُردہ اور بے حس ضمیر پر محبت کی میٹھاس کا شیرہ لگائیں اور اِسے مُلک و قوم کی تعمیر و ترقی اور اِس کی خوشحالی جیسی سوچوں سے مزین کریں اور اِسے اِنسان اور عالمِ اِنسانیت کے لئے کارآمد بنائیں۔

نقطے + الفاظ + بات اور پھر بات سے بتنگڑ تک....؟

یہ ہر زمانے سے ہی ہوتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا،ایسا صرف ہمارے ہی یہاں نہیں بلکہ ساری دنیا بھی میں ہوتا ہے، یعنی کہ جو یہ بات جانتے ہیں کہ الفاظ میں بڑی طاقت ہوتی ہے، وہ ہر الفاظ کو ادا کرنے سے پہلے تولتے ہیں پھر بولتے ہیں ، ہمارے یہاں سِوائے چندایک سیاستدانوں کے یہ ہنر سب کو نہیں آتا ہے، اور جنہیں یہ ہنر آتا ہے وہ حقائق پر مبنی الفاظ ادا کرتے ہیں اور اِسے سمجھتے ہیں اور ایک منجھے ہوئے سیاسی کھلاڑی کے طور پر اپنے الفاظ سے کھیلتے ہیں کیونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ حق گوئی کا اظہار کرنے والے الفاظ اپنا اثر کبھی زائل نہیں ہونے دیتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہر الفاظ کو اِسی بنا پر بلاخوف وخطر استعمال بھی کرتے ہیں۔

جبکہ اِن کے برعکس جنہیں یہ فن نہیں آتا ہے تو وہ کسی کے الفاظ سُن کر اِسے بتنگڑ بنادیتے ہیں اور اپنی سمجھ و عقل کے مطابق ایسے ویسے اور کیسے کیسے...؟ الفاظ ادا کرتے ہیں اور پھر اپنے ہی ادا کئے گئے الفاظ میں خود ہی پھنستے ہی چلے جاتے ہیں،اَب یہاں میں ایسے لوگوں کے لئے ایک چینی کہاوت لکھ رہا ہوں جس کے مطابق " الفاظ کے پیچھے مت بھاگو بلکہ خیالات تلاش کرو،جب خیالات کا ہجوم

ہوگا تو الفاظ خود بخود سمجھ آ جائیں گے "کہا جاتا ہے کہ " الفاظ کی قوت کو پہچان کر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا "جنت اور زمین مٹ سکتے ہیں مگر میرے الفاظ امر ہیں "۔

راقم الحرف کا قوی نظریہ ، یہ ہے کہ "الفاظ کی بھی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے، الفاظ سانس لیتے ہیں، الفاظ وجود رکھتے ہیں، الفاظ حرکت کرتے ہیں، الفاظ بولتے ہیں، الفاظ احساسات رکھتے ہیں، الفاظ کو قید نہیں کیا جا سکتا ہے ، الفاظ انقلابیوں کے لئے ایٹم بم سے زیادہ قوت رکھتے ہیں، الفاظ سنگدل کو بھی نرم کر دیتے ہیں، یہ الفاظ ہی تو ہیں، جن سے دنیا کو اپنا گرویدہ بنایا جا سکتا ہے، اور یہ الفاظ ہی تو ہوتے ہیں جن سے دُشمنوں کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے یعنی یہ کہ الفاظ بس الفاظ ہی نہیں ہوتے ہیں، الفاظ کے پیچھے پوری ایک کائنات اور سمندر کے جھانک جتنی وسعت اور اِس کی گہرائی سے زیادہ گہرائیاں ہوتی ہیں، لہٰذا جو لوگ نقطے سے الفاظ اور الفاظ سے بات اور پھر بات سے بتنگڑ بناتے ہیں اِنہیں لفاظی بھی بڑی احتیاط سے کرنی چاہئے ورنہ اِن کی بتنگڑ پن کی عادت معاشروں اور سوسائٹیوں میں بگاڑ کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔

جیساکہ آج کل میرے مُلک میں سیاستدانوں اور بالخصوص ایک جماعت کے قائد کے ایک نقطے کو پکڑ کر الفاظ اور الفاظ سے بات اور پھر بات سے بتنگڑ بنانے کا کام

ہمارے سیاستدان اور ہمارا میڈیا خوب کرنے لگا ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے میڈیا نے یہ کرنا اپنی بقاء اور ترقی کا ضامن سمجھ لیا ہے، اگر یہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر اس کی دُکان نہ تو چمکے گی اور نہ ہی چل سکے گی، جیسا کہ گزشتہ دِنوں ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے مُلک کی تین بڑی شخصیات (پرویز مشرف، ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کے حیدرآباد اور کراچی کے جلسے عام کے خطابات اور پی پی کے جوان سال سربراہ بلاول بھٹو زرداری کے سوشل میڈیا کے پیغامات)کے معاملات کو اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی پالیسز کے تحت اتنا اُچھالا ہے کہ آج حیرت انگیز طور پر ایک گونگا بھی چیخ پڑا ہے کہ " اَب کوئی اور بات کرو، کیا ایک ہی بات کو رٹائے جا رہے ہو،" اور اِسی طرح جب ایک نابینا آنکھوں میں روشنی آجانے کے بعد) بھی ایک ہی خبر کو بار بار ٹی وی چینلز پر دیکھ دیکھ) کر بیزار آگیا تو وہ بھی چلّا اُٹھا کہ " کیا اِس ہی لئے بینائی کی دُعا کی تھی کہ سارے (نجی اور سرکاری) ٹی وی چینلز پر ایک ہی سین اور ایک ہی خبر دیکھتا رہوں،" ۔

جب ہمارے یہاں نقطے سے الفاظ اور الفاظ سے بات اور پھر بات سے بال اور بال کی کھال نکالنے کے لئے بتنگڑ فیکٹریاں ہمارا میڈیا لگا دے گا تو پھر یہی کچھ ہو گا جیسا ہمارے یہاں آج ہو رہا ہے، اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں سوائے بتنگڑ کے کچھ نہیں ہو رہا ہے،اور جب تک بتنگڑ فیکٹریاں چلتی رہیں

گیں، تو ہم یوں ہی ہر معاملے میں اُلجھتے چلے جائیں گے، جبکہ ہمارے میڈیا سمیت ہم سب بھی یہ خوب جانتے ہیں کہ " لفظوں کے نشتر قوموں کی زندگی میں انقلاب برپا کردیتے ہیں" تو پھر میڈیا سمیت کسی کو بھی یہ کسی بھی حال میں زیب نہیں دیتا ہے کہ جمہوریت کا فائدہ اٹھا کر کوئی کسی کے حقائق پر مبنی الفاظ کا بتنگڑ بنائے اور الفاظ کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے یا کرانے کے لئے کمربستہ ہو جائے، اور ملک میں اپنی اِس حرکت سے محبتوں کے بجائے انارگی اور نفرتوں کو پھیلائے، تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔

ن لیگ جو کرنے آئی ہے اِسے وہی کرنے دو

ن لیگ جو کرنے آئی ہے اِسے وہی کرنے دو... ؟کیا چھوڑدیں اِسے..!!
PIA کو بیچ دیا بیچ دیا ن لیگ نے پی آئی اے کو بیچ دیا...!!کیانوماہ کی حکومت میں نوازنے نوازیوں کو نوازکرکام چلایاہے...؟
عوام کو تبدیلی اوراس کی ترقی وخوشحالی کاخواب دِکھاکر ووٹوں کی بھیک مانگنے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے قومی اداروں کو فروخت کرکے ٹُلکٹ وقوم کو اغیار کی غلامی میں دینے کا اٹل فیصلہ کرلیاہے،اور حکومت نے ترجیحی بنیادوں پر اپنے اِس منصوبے کی تکمیل کی ابتداء کردی ہے،آج اِس سلسلے میں حکومت کے قائم کردہ نجکاری کمیشن کے بورڈآف ڈائریکٹرزنے ابتدائی طورپر تین قومی اداروں جن میں پی آئی اے ، ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس اور نیشنل پاورکنسٹرکشن کمپنی شامل ہیں اِنہیں فوری طورپر نجی تحویل میں دینے کی منظوری دے دی ہے۔
ایسے میں یہاں یہ سوالات پیداہوتے ہیں کہ کیاآئی ایم ایف کے قمیتی مشوروں سے پی آئی اے سمیت تین قومی اداروں کی نج کاری کا عمل شروع کرنے کی منظوری

اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے سے مُلک کی معیشت سنبھال جائے گی...؟کیااِن قومی اداروں پی آئی اے، ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس اور نیشنل پاور کنسٹرکشن کمپنی کو نجی ملکیت میں جانے سے مُلک سے غربت ختم ہوجائے گی..؟اور کیا سود خور آئی ایم ایف، ورلڈ بینک جیسے اداروں کے کہنے پر قومی اداروں کو بیچ ڈالنے سے مُلک میں حقیقی معنوں میں ترقی و خوشحالی کے بند باب کُھل جائیں گے ...؟اور کیا نواز حکومت کا اپنے مفادات کے خاطر قومی اداروں کو نجی تحویل میں دیئے جانے سے مُلک کے ہر غریب کے آنگن میں خوشیاں رقص کرنے لگیں گیں...؟ تواِس کا مجھ ناچیز کے پاس بس صرف ایک یہی جواب ہے کہ نہیں.. نہیں... نہیں.. نہیں...!! ایساکچھ نہیں ہوگاجسے سوچ کر حکومت ایسا کررہی ہے،حکومت کے اِس فعلِ شنیع سے مُلک میں غربت، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار، بھوک وافلاس اور تنگدستی اور بڑھے گی،اور ایسے بڑھے گی کہ کسی سے سنبھلے بھی نہیں سنبھلے گی،ہاں البتہ...!اِس سے اگر کسی کو فائدہ ہوگاتو وہ صرف حکومت اور کاروباری دماغ کے حامل ہمارے وزیر اعظم میاں نواز شریف ہیں، جنہیں حکومت میں رہتے ہوئے بھی اور حکومت کے بعد بھی ڈھیروں فائدے ملیں گے۔

اَب ایسے میں مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ خبردار...!آج کے بعداَب اگر کسی نے ن لیگ حکومت کے کسی بھی معاملے میں مداخلت کی یا اپنی فضول کی ٹانگیں آڑائیں تو اچھانہیں ہوگا...؟چھوڑدواِسے،مُلک پر اقتدار کی اُوٹ سے ن لیگ جس

طرح سے قابض ہوئی ہے۔۔۔؟اِس کے لچھن تو انتخابات سے قبل اوراول روز اقتدار سنبھالتے ہی سب کو دِکھائی دینے لگے تھے۔ مگرافسوس ہے کہ تب ہمارے اہلِ دانش خاموش تھے ،اورابھی یہ خاموشی کا روزہ رکھے ہوئے ہیں ،اِن کی ایسی حالتِ زار دیکھ کرایسا لگتاہے کہ جیسے اِنہوں نے ن لیگ کی آٹھ ، نو ماہ کی صفر سے بھی نیچی کارکردگی پردانستہ چپ سادھ رکھی ہے،اِس کی کیا وجہ ہے۔۔؟یہ توآپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی مگرہم بول یوں نہیں سکتے ہیں کہ ہماری سُننے گا بھی کون ۔۔؟اور جنہیں ہم سُنانا چاہتے ہیں۔۔؟وہ تو بیچارے پہلے ہی ن لیگ کے سربراہ نواز شریف کے نوازے ہوئے ہیں، یعنی جب کوئی کسی کو نوازدے تونوازے گئے کو ہر حالت میں اپنی زبان، اپنی آنکھ، اپنے کان،اپنی عقل و سوچ اور سمجھ کے دریچوں اور ہاتھ کو بھی بندرکھنا ہوتاہے، کیونکہ اِسی کاموں کے لئے تواِسے نوازہ گیاہوتاہے، اورجب نوازے والاخودنام کا بھی نواز ہوتوپھراِسے نوازکاکام نوازنے والے انداز سے کرکے انوازدیناہی اچھاہوتاہے، ورنہ نوازنے والااپنے نوازے گئے کا کیا حشر کرتاہے،اِس کا بیان کرنا بھی نوازکی نوازی سے ہی ممکن ہوتاہے۔

بہرحال ۔۔۔! آج آہستہ آہستہ نوازکے نوازے گئے لوگوں نے اپنے اپنے سراُٹھاکراِنہیں تاننے کی کوشش کرنی شروع کردی ہے، اور نواز کی نوازی کو ایک طرف کرکے نوازکے سامنے اپنی کمزورآوازوں اوراپنے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ پاو

ں جھانے کی سعی کرنے کی ابتدا بھی کردی ہے، اِنہیں ایسا کرنے کا وقت تو بہت پہلے ‌ز
تھاکہ اہلِ دانش یہ سب کچھ پہلے کرلیتے اور نواز شریف کے کاروباری عزائم کو قوم کے
سامنے کھول کر بیان کردیتے تو اِس کا نتیجہ کم از کم ایسا نہیں ہوتا جیساکہ آج ہے
مگر اَب تو جیسے پانی بھی سر سے اُونچا بلکہ بہت ہی اُونچا ہوچکا ہے، اَب ن لیگ کے سر براہ،
اور بزنس مائنڈڈ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے کاروباری عزائم کے آگے قوم اور
مُلک اپنی اپنی بقاء و سالمیت کی آخری سانسیں لے رہے ہیں، ایسے میں اہلِ دانش اور اہلِ
سیاست کا اپنی کمزور ہی سہی مگر نواز شریف کے قومی اداروں کی نجی تحویل میں فروخت
اور ملکیت میں دیئے جانے والے کاروباری عزائم کے آگے سینہ پھولا کر کھڑا ہونا بھی
اُمید افزا ہوسکتا ہے، بشرطیکہ ..! یہ ہسب لوگ بکاو ‌ز مال نہ ہیں اور یہ لوگ محب
الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے نواز شریف کے کاروباری عزائم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی
دیوار بن کر کھڑے رہیں، اور اپنی اپنی پوری قوت سے قومی اداروں پی آئی اے ، ہیوی
الیکٹریکل کمپلیکس اور نیشنل پاور کنسٹرکشن کمپنی سمیت مستقبل قریب میں دیگر منافع بخش
قومی اداروں کی نجی تحویل میں دیئے جانے کے خلاف بھرپُر مذمت کریں تو مُلک اور قوم
اغیار کی غلامی میں جانے سے بچ سکتے ہیں ورنہ قوم یہ جان لے کہ غلامی کا طوق اِس کے
گلے میں پڑنے کا منتظر ہے اور یہ کام ن لیگ کی حکومت بزنس مائنڈڈ ہمارے وزیر اعظم
میاں محمد نواز شریف اپنے کاروباری فائدوں کے خاطر کرکے جائیں گے۔

اسلم کو شہید کردیا گیا .. SPحکومتی اندھے پلاٹس باٹیں اپنے اپنوں کو.؟آہ

حکومت اور عوام CID-SP چوہدری اسلم شہید خدمات پر اِنہیں سلام پیش کرتے ہیں...

اُوھ یار... !آج تک تو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی ہے کہ ہمارے یہاں مسندِ اقتدار پر قدم رکھتے ہی حکمرانوں کی خرمستیاں قابو سے باہر کیوں ہوجاتی ہیں..؟یعنی اقتدار میں آنے کے بعدجب دیکھوجب اپنے مفادات کے لئے حکمرانوں سے ایسی ایسی انہونیاں ہونے لگتی ہیں جنہیں دیکھ کر ایسا لگنے لگتاہے کہ جیسے یہ حکمران ہی ایساویسااور کیساکرنے اوراِن کی تکمیل ہی کے لئے بنے ہیں اور ایسے میں بیچارے عوام تواپنے دانتوں تلے انگلیاں دبا کر ہی رہ جاتے ہیں، یوں اِن کے حصے میں تو سِوائے حیرانگی اور پریشانی کے کچھ بھی نہیں آتاہے۔ گوکہ ہمارے یہاں جو بھی شخص مسندِ حکمرانی پر قابض ہواہے،اِس نے سب سے پہلے آئین شکنی کی ہے یااپنے مفادات کے خاطرآئینی ترامیم کو اپنامشغلہ بنایااور جب یہ اپنے اِس مشن سے فارغ ہواتوپھراِس نے اِسی بنیاد پر مُلک اور قوم کو ایسے ایسے نقصانات سے دوچار کیا ہے کہ آج تک قوم اِس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔

میرے خیال میں ایسالگتاہے کہ ہمارے یہاں جو بھی (سِول یاآمر) حکمران جب بھی

اور جیسے بھی مسندِ اقتدار پر قابض ہوا ہے،اِس نے پہلے اپنے مفادات کا خیال کیا ہے اور اِس کے بعد جب اِسے کبھی مُلک و عوام کا خیال آیا تو اِس نے عوام کو آٹے میں نمک جتنی ریلیف دے کر یہ سمجھ لیا کہ اِس نے عوام کے لئے بہت کچھ کر دیا ہے، اور یوں اِس کی حکمرانی کا ادا ہو گیا ہے،اَب اِس کی لائین صاف ہے، اَب یہ جس طرح سے چاہئے ، اپنے مفادات کے لئے مُلک اور قوم کو نچوڑ کر رکھ سکتا ہے، اَب اِس کے نہ آگے کوئی بولنے والا ہے اور نہ ہی پیچھے کوئی چیخنے اورچلانے والا ہے، اَب سارے ہی حمام میں صرف ایک یہی ننگا ہے،اَب جس طرح سے یہ چاہئے حمام کو استعمال کرے۔

ایسے میں اَب یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ موجودہ ن لیگ کی حکومت بھی اِن دِنوں ایسا ہی کچھ کر رہی ہے، حالانکہ اِس حکومت نے ابھی نہ تو مُلک کی بہتری کے لئے کچھ کیا ہے اور نہ ہی عوام کو بجلی و گیس کے بحرانوں سمیت مہنگائی کے اژدھے سے نجات دلانے کے لئے کوئی دیرپا قدم اُٹھایا ہے مگر اِن ساری باتوں کے باوجود بھی ہماری موجودہ حکومت کے وزیر اعظم آفس کے اندھوں نے اپنے چاہیتے گریڈ 22 کے افسروں کو اَب تک 236 پلاٹس سیکٹر ڈی 12، جی 13 اور آئی ایٹ اسلام آباد میں انتہائی تزک و احتشام سے الاٹ کر چکے ہیں اور اِس بابت اطلاع یہ ہے کہ یہ اِن سارے الاٹمنٹ کا عمل فیڈرل گورنمنٹ ایمپلائز ہاوسنگ فاونڈیشن نے کیا ہے۔اِس سے کسی کو کوئی سروکار نہیں ہے کہ حکومت نے

گریڈ22کے اپنے چا ہیتے افسران کو پلاٹس کیوں دیئے ہیں مگر اپنے حکمرانوں سے عوام یہ تو پوچھ سکتے ہیں کہ صرف گریڈ 22کے افسران (جن کے پہلے ہی کئی کئی پلاٹس و بنگلے اور گھر ہوتے ہیں) ہی کے لئے اتنی مہربانیاں کیوں ہیں...؟کیا مُلک میں اور کوئی نچلے گریڈ کا حکومتی ملازم بے گھر نہیں ہے..؟یا حکومت نے اپنے سارے ملازمین کو پلاٹس الاٹ کردیئے ہیں..؟اور جواَب حکومت اپنے گریڈ 22کے چا ہیتے حکمرانوں کواسلام آباد کے مہنگے ترین علاقوں میں دو، دوپلاٹس الاٹ کررہے ہیں۔

جبکہ یہاں افسوس ناک امر یہ ہے کہ اطلاعات کے مطابق مُلک اور قوم کی قسمت بدلنے کی دعویدار جماعت پاکستان مُسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور مُلک کے موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اقتدار کے مسندپر اپنے قدم رنجا فرمانے کے فوراً بعد ہی واضح طور پر یہ اعلان کیا تھا کہ آمر جنرل (ر) پرویز مشرف کی حکومت کے سابق وزیراعظم شوکت عزیز کے دور میں 2006 میں گریڈ22کے افسروں کے لئے شروع کی گئی خصوصی پلاٹس اسکیم کو ختم کردیاگیاہے ، جس کے تحت اِنہیں اسلام آباد میں دوسرے رہائشی پلاٹ کا حقدار قرار دیاگیاہے، مگر آج وزیراعظم میاں نواز شریف کے اِس اعلان کے باوجود بھی جب وزیراعظم آفس نے اِس خصوصی اسکیم کو کرنے کے لئے کوئی باضابطہ حکم ابھی تک جاری نہیں کیا تو فاو نڈیشن نے یہ کام کیا، یعنی یہ اسکیم جوں کی توں ابھی بھی موجود ہے اور

وزیراعظم آفس نے اپنی یہ ذمہ داری اِنتہائی خوش اسلوبی سے انجام دے کر کئی افسروں کو نوازدیاہے، اور ایسالگتاہے کہ وزیراعظم آفس نے یہ بھی عزم کرلیاہوگااور آئندہ بھی یہ ایسے کارنامے انجام دیتارہے گا، ایسے میں ہمیں یہ اُمید ہے کہ وزیراعظم آفس جہاں گریڈ22کے افسروں کو پلاٹس کی باٹنے میں پیش پیش ہے کاش کہ وزیراعظم آفس اِسی طرح مُلک کے اُن غریبوں کے لئے بھی کسی پلاٹ کی الاٹمنٹ کااجراء کرادے جوایک عرصے سے ایک پلاٹ اوراپنی اِسی چند گز کی زمین پر اپنے ایک چھوٹے سے گھرکاخواب دیکھ رہے ہیں، وزیراعظم آفس ایسے غریبوں کے لئے بھی وزیراعظم کو قائل کرے کہ وزیراعظم اسلام آباد سمیت مُلک کے ہر کونے میں غریبوں کے لئے بھی زیادہ نہیں تو صرف ایک پلاٹ کااعلان کراکراِن غریبوں کو بھی جلداِن کے پلاٹ کی الاٹمنٹ جاری کرادے اوراِسی طرح گزشتہ دِنوں کراچی کے علاقے عیسٰی نگری کے قبرستان کے قریب چوہدری اسلم کو شہید کردیاگیا CID,SP ! .. میں پیش آئے دھماکے کے نتیجے میں آہ چوہدری اسلم شہید کو پیشہ وارانہ خدمات پر CID,SP اِس شہید ہونے والے بہادر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حکومت اور عوام اِنہیں سلام پیش کرتے ہیں اورعوام وزیراعظم میاں محمد نوازشریف سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اِن کے اہلِ خانہ کے لئے بھی اسلام آبادکے اِس ہی علاقے میں دوپلاٹس دیں جہاں وزیراعظم میاں محمد نوازشریف اور وزیراعظم آفس والے گریڈ22کے افسروں کو پلاٹس کی الاٹمنٹ جاری کررہے ہیں۔ (ختم شُد

...دہشت گردی سے نجات کا حل مذاکرات سے ممکن ہے

جس معاشرے میں اچھے بھی بُرے بن جائیں ،جب بُرے بھی اپنی بُرائیوں کو اچھا سمجھنے لگیں تو.؟

جس معاشرے میں اچھے تو اچھا بن کر بُرائیوں میں لگ جایں اور اسی طرح جب بُرے بھی خود کو اچھا ظاہر کرنے ، کہلوانے و سمجھنے اور زبردستی دھونس اور دھمکی سے پاک بازوں کو یہ سمجھانے لگیں کہ وہ بھی بُرے رہ کر اُن اچھوں کی طرح اچھا بن کر بُرے کام کریں گے ، جیساکہ گزشتہ 66 سالوں میں سول اور آمر حکمرانوں نے ایوانوں میں بیٹھ کر کئے ہیں سواِس لئے معاشرے کی باگ ڈوراِن کے بھی ہاتھ میں دے دی جائے،یوں وہ بھی مُلک اور معاشرے کو اپنی مرضی ومنشا سے چلائیں گے ، توپھر ایسے میں لامحالہ مُلک و قوم اور معاشرے اور معاشروں میں بگاڑ کا پیدا ہونا لازمی ہوجاتا ہے، جبکہ موجودہ حالات میں ایسا ہی بدقسمتی سے ہمارے مُلک و قوم اور معاشرے میں زوروں سے ہونے لگا ہے،اور ڈنکے کی چوٹ پر وہ سب کچھ ہو رہا ہے اور کیا جارہا ہے، جس کا کبھی گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

اَب ایسے میں کوئی میری یہ بات تسلیم کرنے یا نہ کرے مگر آج حقیقت تو یہی ہے

کہ میرے معاشرے میں اچھے تو اچھا بن کر اور بُرے بھی اچھا ظاہر کر کے حکومتی رٹ کو چیلنج کر رہے ہیں اور معاشرے میں دہشت گردی، قتل و غارت گری، بھتہ خوری، لوٹ مار، کرپشن اور ایسی بہت سی اخلاقی بُرائیوں کو جنم دینے اور پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں اَب کوئی ایسا ہے جو اِس سے انکار کر دے کہ ہمارے یہاں اچھوں کا ایک بڑا طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو اچھائی کا لبادہ اُوڑھ کر ایوانوں سے قانون اور آئین کی بالادستی اور احترام کی آڑ میں خود قانون کی دھجیاں بکھیر کر اتنا کچھ بُرا کر رہا ہے کہ ایک عام شہری کا اچھوں پر سے اعتماد و اعتبار ختم ہوگیا ہے۔ جبکہ معاشرے میں جو بُرے لوگ موجود ہیں وہ خود کو اچھا کہلوانے میں جنون کی حد تک پہنچ گئے ہیں، یوں بُروں نے اپنا آپ منوانے اور اپنے نظریات کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے شیطانیت کی اُس حد کو بھی عبور کر لیا ہے جسے عبور کرنے کے لئے شیطان بھی سو بار سوچتا ہے اور سوچتا ہوگا۔ مگر یہ اعزاز ہمارے مُلک و قوم اور معاشرے کے اُن بُروں کو حاصل ہے، جو خود کو تسلیم کرانے کے لئے لوگوں میں فرقہ واریت، لسانیت اور تعصب کی آگ بھڑکا کر انسانوں کا گوشت چبا رہے ہیں اور معصوم اِنسانوں کا خون پی کر اپنی تسکین حاصل کر رہے ہیں، جیسا کہ آج میرے مُلک و قوم اور معاشرے میں موجود اچھے تو اچھا بن کر اور بُرے لوگ بُرے بن کر انسانیت کے ساتھ کر رہے ہیں، یقیناً ایسا تو شیطان بھی نہیں کرتا ہوگا۔

آج مجھے یہ لگتاہے کہ جس مُلک و معاشرے میں ، میں رہ رہاہوں، اِس معاشرے کے ہر فردنے اپنے کرتوتوں، اپنے قول و فعل اور اپنے عمل سے شیطان کی شیطانیت کو بھی مات دے دی ہے، اور اِس نے شیطان سے دوٹوک انداز سے یہ کہتے ہوئے معاہدہ بھی کرلیاہے کہ استادِ شیطان المحترم مان لو کہ ہم تم سے بھی دوہاتھ آگے ہیں، تم ہمارے یہاں اپناوقت برباد مت کیا کرو، یہی وقت تم کسی اور معاشرے اور مُلک میں لگادو، تو تمہارے عزائم کو تقویت ملے گی، اور تمہاری شیطانیت کا دائرہ کار بھی بڑھے گا، لہذا . . ! تم ہمارے یہاں کسی بھی فرد کو بہکانے یا کسی بھی ایسے ویسے یاکیسے . . ؟ غلط کام کروانے کے لئے مت آیا کرو، اَب ہم خود یہ سارے کام تم سے اچھاکرنے لگے ہیں، اِس لئے تمہیں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمہیں اگر کسی معاملے میں ہم سے مشورہ لیناہوتو تم ہم سے کسی بھی وقت اور بغیر فیس کے لے لیا کرو۔

آج میرے مُلک اور معاشرے کے جن بُروں کے سر پر خود کو اچھا بننے اور اپنا تشدد پسند نظریہ عوام الناس کے دماغوں میں ٹھوسانے اور دل کے خانوں میں تہہ در تہہ لگاکر بیٹھانے کا بھوت سوار ہے، وہ اسلام اور اسلام پسندی کی آڑ میں معصوم اور نہتے انسانوں کو مارکراور اِن کے سروں کا مینار کھڑاکرکے اپنے وجود کا احساس دلانا چاہتے ہیں، اور جن سیکولر اور آزاد خیال اچھوں کا یہ

خیال یہ کہ وہ اپنی آزاد خیالی اور سیکولر پالیسیز کی بنیاد اور اغیار کی مدد اور تعاون سے اسلام پسندی کی اُوٹ میں شدد پسندوں اور دہشت گردوں کا قلع قمع کر دیں گے ، تو ایسے میں اِن دونوں ضدیوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ، اِس کی تاریخ گواہ ہے کہ جتنی بھی جنگیں اور معرکے ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوئے ہیں اِن سب کا نتیجہ طاقت سے نہیں نکلا ہے ، اور کسی کو ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر فتح حاصل نہیں ہوئی ہے ، بالآخر ضدیوں اور ہٹ دھرموں نے صاف و شفاف اور نیک نیتی کی بنیاد پر قائم مذاکراتی عمل سے پُرامن طریقے سے اپنی اپنی کامیابی اور کامرانی کے جھنڈے گاڑے ہیں ، لہٰذا آج بھی میرے مُلک اور معاشرے میں موجود سیکولر مائنڈڈ اور آزاد خیالی کے پرچم تلے جمع ہونے والے نام نہاد اچھوں اور اسلام پسندی کی آڑ میں شدد پسندی اور دہشت گردی سے معصوم اِنسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والے بُروں کو بھی یہ چاہیئے کہ وہ درست اسلامی تعلیمات کا پرچار کریں کہ جس سے آزاد خیال اور سیکولر مائنڈڈ لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیمات سے آگاہی حاصل ہو اور وہ اسلام کو سمجھنے لگیں اور پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں نہ کہ اسلام پسند خود اسلامی تعلیمات سے بھٹک کر شدد پسندی اور دہشت گردی کا سہارا لیں اور اسلام اور اسلام پسندی کا منفی تاثر پیدا کریں اور اسلام اور اسلامی تعلیمات پر آزاد خیال اور سیکولر مائنڈڈ طبقے کی طرف سے انگلیاں اٹھانے کا موقع دیں ، یوں میرے مُلک اور معاشرے میں ضد اور ہٹ دھرمی کا بازار گرم رہے اور میرے

ملک کے معصوم اِنسانوں کا خون بہتا رہے۔اِسے روکنے کے لئے آزاد خیالوں اور اسلام پسندوں کو اپنا احتساب کرنا ہوگا۔

بھارت نے خاتون سفارت کار کا بدلہ امریکی سفارت کار سے لے لیا

بھارت کا امریکا سے بدلہ ... ؟اِسے کہتے ہیں برابری، ہم پلہ اور ہم نوالہ .. ؟
گزشتہ 66 سالوں سے امریکی غلامی میں رہنے اور امریکیوں کے تلوے چاٹنے والے ہمارے حکمرانوں کو کم از کم بھارت سے ضرور سبق سیکھ لینا چاہئے اور اِنہیں بھارتی حکمرانوں کا امریکا کے ساتھ برابری کی سطح پر روا رکھی گئی (امریکا سے) بدلہ لینے کی پالیسی کا بھی اپنی کھلی آنکھوں سے ضرور جائزہ لینا چاہئے، تاکہ امریکی غلامی میں لت پت رہنے والے ہمارے حکمرانوں کے مردہ ضمیر جاگ جائیں اور اِن کی بند آنکھیں کھل جائیں اور یہ امریکی غلامی سے نکل کر ایک آزاد اور خود مختار ریاست کے حکمران کے طور پر سانس لیں اور اپنی ذمہ داریاں امریکی حکمرانوں کے ہر قسم کے ڈکٹیشنز اور احکامات سے آزاد ہو کر نبھائیں، اور اِس طرح یہ ملک اور قوم کو امریکیوں کے ظلم وستم اور ڈرون حملوں سے بھی بچائیں۔
بہر حال ... ؟ یہ تو ہر زمانے کا ہمیشہ سے ہی کلیہ رہا ہے کہ دنیا میں جن ممالک اور طاقتوں نے ایک دوسرے سے اپنے تعلقات استوار کئے ہیں اُنھوں نے اِس

کی بنیاد برابری کی سطح پر رکھی ہے اور ایک دوسرے کو اِس بات پر قائل کیا ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے تعلقات (باہمی احترام اور محبت وضرورت کے ساتھ ساتھ) رکھنے کے علاوہ ایک دوسرے کو برابری کی سطح پر بھی اہمیت دیں گے، یوں جب تک اِن کے تعلقات اِس نقطے پر قائم رہے یہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتے رہے مگرجب بھی کسی ایک نے کسی کو چکمہ دینے کی کوشش کی ہے اورجب کبھی کسی بھی معاملے میں غلطی بیانی کی یا کرنی چاہی تودوسرے نے اپنی راہ الگ کرلی، اور تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا اور اپنے اُمور مملکت میں مصروف ہوگیا۔

جبکہ یہاں مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ شاید ہماری فطرت اور خصلت اُن غیرت مندممالک سے بہت مختلف ہے، جو کسی ملک اور طاقت سے دھوکہ کھاکر فوراً علیحدہوجاتے ہیں اوراس سے اپناہر قسم کا رابطہ ختم کرلیتے ہیں،اوراپنی اپنی منزلیں علیحدہ کرلیتے ہیں مگرایک ہماراملک پاکستان ہے اور ہمارے حکمران ہیں کہ جنہوں نے 66 سالوں کے دوران ہربار (امریکا جیسی) دھوکے باز سُپرطاقت سے ہمیشہ ہی دھوکہ کھایاہے اورجنہوں نے اِس سے ہمیشہ دھوکہ کھانے کے بعد بھی اِس سے کمبل کی طرح چمٹے رہنے میں ہی اپنی عافیت جانی ہے، اور ہنوزیہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

ہمارے مشاہدے اور مشاہدات میں یہ بات باکثرت آئی ہے کہ ہمارے ہر دورکے

حکمران (خواہ وہ سول یا آمر حکمران ہی کیوں نہ ہوں سبھوں) نے ہی امریکا جیسی دھوکے باز سُپر طاقت کے تلوے چاٹے ہیں ، اور اِس کے مفادات کے خاطر اپنے مُلک و قوم کی سالمیت اور بقاء کو ہی گروی رکھا اور خود کو اِس کے سامنے اِس کے غلاموں کے طور پر پیش کئے رکھا اور اِسی روش میں وہاں تک چلے گئے ہیں کہ آج جہاں پہنچ کر ہمارے حکمران امریکی ڈرون حملوں سے اپنے ہی معصوم لوگوں کو مروا رہے ہیں ، مگر پھر بھی امریکا اِن سے خوش نہیں ہے۔اور اُلٹا یہ اِن سے ڈو مور کی رٹ لگائے ہوئے ہے،اور اِدھر ہمارے حکمران یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ امریکی خوشنودی کے خاطر اپنے ہی لوگوں کو مروا رہے ہیں مگر پھر بھی تعجب انگیز بات یہ ہے کہ یہ امریکا کے آگے جھوٹ موٹ کا احتجاج کرنے کے لئے بھی اپنے لب کھولنے اور اپنی زبانیں ہلانے سے ڈرتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ یہ بھی خُوب جانتے ہیں کہ امریکا اِن کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے،اور امریکا خطے میں چھیڑی گئی اپنی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے اہداف اِن کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا ہے، اور یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ آج اگر پاکستان امریکی جنگ سے نکل جائے تو افغانستان میں پیمپر لگا کر لڑنے والی سالی ڈرپوک امریکی اور نیٹو افواج کی کمر ہی ٹوٹ جائے۔

مگر یہاں رونے اور افسوس کرنے کا مقام تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران ہیں کہ جو امریکی مفادات میں اپنا سب کچھ لُٹا دینے کے بعد بھی امریکیوں کے آگے کسی

بھی جائزاور قانونی (ڈرون حملے رکوانے جیسے) معاملے میں بھی اپنا احتجاج کرنا اپنے لئے گناہِ کبیرہ سمجھتے ہیں جبکہ جس یہاں ہم ایک سُپر طاقت ہونے کے ناطے اپنی امریکی غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں،اِسی خطے کا ایک سُپر طاقت مگر غیرت مند مُلک بھارت بھی توہے، جو ہم سے کئی گنا زیادہ بڑا مُلک ہے،اِس کے یہاں بھی ہماری جیسی غربت ، بے روزگاری، کرپشن، لوٹ مار سمیت اور بہت سی ایسی ہی خرابیاں موجود ہیں، مگر یہ امریکا سے اپنے اِن ہی مسائل کے حل کے لئے برابری کی سطح پر آکر اپنے تعلقات استوار کئے ہوئے ہے، یہ بھی تو امریکی امدادوں اور قرضوں پر چلتا ہے، اور اِسے سے ملنے والی امدادوں اور قرضوں کے بدولت ہی یہ ہم سے اچھی ترقی کر رہا ہے،اِس کی معیشت ہم سے بہت اچھی ہے،اِس کے یہاں امریکی ڈالر کی سطح ہم سے بہت نیچے ہے، یہاں افغانستان میں کچھ نہ کرکے بھی امریکا کی نظر میں ہم سے زیادہ مستحکم پوزیشن میں ہے، بھارت افغانستان میں اپنا اثرورسوخ مستقل بنیادوں پر استوار کئے ہوئے ہے،اور بھارت خطے میں امریکی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا ایک پائی کا بھی کردارادانہ کرکے بھی ہر لحاظ سے امریکیوں کی آنکھ کا تارابنا ہوا ہے،اِس کی ایک خاص اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بھارت نے خود کو امریکی برابری کی سطح پر لاکر خطے میں پہلے اپنے مفادات حاصل کئے ہیں پھر امریکی مفادات کو کچھ خیال کیا ہے، بھارت نے پاکستان کی طرح نہیں کیا ہے کہ ہر بار امریکی مفادات کے عوض ہی اپنا نقصان نہیں کیا ہے،اور اَب یہی وجہ ہے کہ امریکی بھی یہ بات سمجھتے ہیں

کہ بھارت کسی بھی صورت پاکستان نہیں بن سکتا ہے، کہ اِسے پاکستان کی طرح ڈالرز کی چمک دکھا کر موم سمجھ کر نہ توجھکایا جاسکتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے اِدھر اُدھر موڑا ہی جاسکتا ہے، آج کیوں کہ بات بھارتی حکمرانوں نے امریکیوں کو سمجھادی ہے اور امریکی بھی سمجھ چکے ہیں۔

تب توآج یہی وجہ ہے کہ صرف ایک خاتون بھارتی سفارت کار دیویانی کھوبراگڑے کے ذراسے معاملے پر بھارت اور امریکاکے تعلقات میں نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بھارت اور امریکامیں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے، اِدھر امریکاسے بھارت واپس پہنچنے پر خاتون سفارتکار دیویانی کھوبراگڑنے ایئرپورٹ پر میڈیاسے گفتگو کرتے ہوئے کہاکہ میں رائٹ پر ہوں اور میں اپنی حمایت کرنے پر بھارتی حکومت اور عوام کی شکر گزار ہوں، اب میرے متعلق امریکیوں سے میری حکومت اور وکلامیرے لئے بولیں گے، مجھے اپنی صفائی میں جوکچھ بولنا تھامیں بول چکی ہوں، اور پھراِسی بنیادپر ادھرامریکا سے بدلہ لینے اوراِسے منہ توڑ جواب دینے کے خاطر بھارت نے بھی ایک امریکی سفارت کار کو اپنے یہاں سے 48 گھنٹے میں بھارت سے نکل جانے کا کہہ دیاہے، (جس پر یہ کالم کی اشاعت ہونے تک عمل ہوچکاہوگا) جبکہ اِس بھارتی ردِ عمل پر سلمان خورشید کا یہ کہناہے کہ یہ ایسا کرناہماری اپنی وجوہات ہیں اوراِس کے بارے میں ہم نے پہلے ہی امریکا کو آگاہ کردیاہے، جبکہ اِس بدلے کی پاداش میں امریکیو ںنے جیسے خوشامدانہ انداز

سے بھارت سے یہ کہا ہے کہ " بھارتی سفار تکار خاتون کو اَب امریکا میں کوئی استثنٰی حاصل نہیں ہے اور امریکا میں اِنہیں گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کیا جاسکتا ہے یہ امریکا آئیں تو گرفتار ہوں گیں، اور اِس پر بھارتی سلمان خورشید نے امریکیوں کی آنکھ میں جیسے آنکھ ڈالتے ہوئے اِنہیں ایک بار پھر باور کرایا ہے کہ "ہم اپنے بدلے کے بعد بھی امریکا سے رابطے میں ہیں ہم وہ کریں گے جو کرنا ضروری ہے، سلمان خورشید کے خیال میں بھارتی بدلے پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ، اِن کے نزدیک سفارتی سطح پر جاری تلخی میں سفار تکار کا معاملہ دوطرفہ تعلقات میں ایک چھوٹا سا ہی مسئلہ ہے، جو بھارت نے امریکا سے بدلہ لے کر برابر کرلیا ہے، مگر اِس کے باجود بھی دونوں ممالک کے تعلقات میں بہتری کے لئے مزید اقدامات کئے جائیں گے۔

ویسے اِس منظر اور پس منظر میں اگر مگر کے علاوہ بھی دیکھا جائے تو یہ بات ساری دنیا پر عیاں ہوچکی ہے کہ چاپلوس بھارت نے کبھی بھی اپنا بدلہ کسی پر معاف نہیں کیا ہے، اور یہ بھارت کی اچھی عادت ہے، کوئی کتنا بھی بڑا ہو اِس نے سب کو ایک حد میں رکھا ہے، کوئی بڑا ہوگا تو اپنے گھر کا ...آخر بھارت کی بھی اپنی کوئی عزت ہے، آج بھارت نے امریکا کے ساتھ پہلی مرتبہ ایسا نہیں کیا ہے، بھارت اِس سے قبل بھی کئی دفعہ امریکا کے ساتھ اور دوسرے معاملات میں ایسا کر (یعنی بدلہ لے) چکا ہے، نہ صرف امریکا بلکہ بھارت بدلے لینے کے معاملے

میں سعودی عرب جیسے ملک کو بھی نہیں چھوڑتا ہے، کئی مرتبہ بھارت نے سعودی عرب سے نکالے گئے یا وہاں سزا پانے والے لوگوں کا بدلہ بھارت نے ویسا کچھ اپنے یہاں سعودی باشندوں کے ساتھ کرکے بدلہ لے چکا ہے، جب ہی تو بھارت کی امریکا اور سعودی عرب سمیت دیگر ممالک میں عزت ہے مگراس موقع پر میں کے ساتھ ایک مرتبہ پھر یہی کہوں گا کہ ہم اور ہمارے حکمران خواہ امریکا ہو یا سعود عرب اور یا دنیا کے دیگر ممالک سب کے ساتھ اپنی بے عزتی کرواکراور اپنا ٹرے سے.ٹرا نقصان کرکے بھی سب کی دوستیاں نبھاتے رہتے ہیں، تب تو سب نے ہماری اِس کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور یہ ہمیں کھلے عام ذلیل کرتے رہتے ہیں اَب یہ بات تو ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو سوچنی چاہئے کہ وہ اِن ممالک کے ساتھ کس قسم کا اور کس سطح پر آکر تعلقات.برقرار رکھیں۔

شر آمر کی سیاہ رات سے خیر کی تلاش،آج جمہوری خیر سے شر کیوں ہے؟

کیوں آج عوام آمر کو خیر اور جمہوری حکمرانوں کو شر سمجھنے لگے ہیں...؟

آج یہ ٹھیک ہے کہ حکومتیں تو بدل گئی ہیں مگر گزشتہ سے پیوستہ حکومت سے عوام کو کچھ ریلیف مل سکا اور نہ ہی موجودہ حکومت سے بھی اب تک عوام کو کچھ مل سکا ہے اور عوام کو موجودہ حکومت سے نہ ہی آئندہ کچھ ملنے کی اُمید ہے، پچھلی جمہوری حکومت میں بھی عوام کے حصے میں کشتِ و خون اور بجلی و گیس کے بحران آئے اور مہنگائی کے طوفان نے عوام کو پریشان کئے رکھا اور اِسی طرح آج بھی موجودہ حکومت نے عوام کو اِنہی مسائل اور پریشانیوں سے دوچار کئے رکھا ہے شاید اِسی کیفیت سے دوچار رہنے کے بعد شاعر کا یہ کہنا ہے کہ:-

بدل گئی ہے حکومت مگر ستم یہ ہے
ہے سر پہ اپنے مُسلط وہی نظام ابھی
نہ دل ہی بدلے نہ ذہنوں میں انقلاب آیا
اِسی سبب سے پریشان ہیں عوام ابھی

جبکہ ایسے میں میرا اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے جمہوری نظام سے متعلق یہ خیال ہے کہ میں اپنے یہاں کسی بھی ایسے خوبصورت مگر بدبودار لبادے میں لپٹے جمہور اور جمہوری نظام کا قائل ہرگز نہیں ہوں جس میں سیاستدان اور سول حکمران محض اقتدار کے خاطر مُلک کے غریب عوام سے اِن کی تقدیر بدلنے اور اِن میں ترقی و خوشحالی کا انقلاب بپا کرنے کے لئے ووٹ تو مانگیں مگر وہ کچھ نہ کریں کیونکہ جب اِنہیں مُلک کے غریب عوام ووٹ دے دیں تو یہ مسندِ اقتدار پر قابض ہوجائیں اور جب یہ مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجافرمالیں تو یہ اُن غریبوں کو ہی بھول جائیں اِنہیں جنھوں نے ووٹ دیئے تھے، اور پھر یہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ اقتدار تو اِن کا مقدر ہی تھا غریب ووٹ نہ بھی دیتے تو یہ ویسے بھی اقتدار کے مالک بن ہی جاتے... جب ایسے لوگوں کی ایسی سوچ بن جائے تو پھر اِن کے نزدیک یہی ٹھیک ہوتا ہے کہ یہ سارے جمہور اور جمہوری عمل کو اپنی ذات اور اہلِ خانہ کے مفادات کے لئے بروئے کار لائیں اور مُلک و قوم کے مفادات کو بلائے طاق رکھ دیں، اِس طرح اِن کا حقِ حکمرانی بھی چلتا رہے اور اِن کا جمہور اور جمہوریت کی اُوٹ سے دال دلیہ کا بھی بندوبست ہوتا رہے، تو بھائی سُن لو...! ایسے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے کسی بھی ایسے نام نہاد جمہور اور جمہوری نظام عمل سے یقینی طور پر مُلک اور قوم کے لئے خیر کے بجائے شر ہی پیدا ہوگا جیسا کہ اِن دنوں پیدا ہورہا ہے۔

جبکہ حقیقت میں ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج میرے مُلک کے جمہور اور جمہوری حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ہاتھوں ہونے والے بجلی و گیس کے بحرانوں اور بے لگام ہونے والی مہنگائی سے گھائل اور کشت و خون کے خوف میں مبتلا ہر غریب و پریشان حال شخص شرِ آمر کی سیاہ رات سے بھی خیر کی تلاش کی قوی اُمید رکھتا ہے، کیونکہ آج بھی میرے مُلک کے غریبوں کے سامنے ایک مثال (سات سال قبل کے) آمر جنرل (ر) محترم المقام جنابِ عزت مآب پرویز مشرف کی حکومت کی موجود ہے، جن کے دورِ اقتدار میں ڈالر کے پَر کٹے ہوئے تھے ، مہنگائی بھی آسمانوں تک پہنچ کر غریبوں پر مہنگائی کے گولے بھی نہیں برسارہی تھی ، اور بجلی و گیس کے بحران بھی بے قابو نہیں ہوئے تھے اور اِسی طرح کشت و خون بھی عام نہیں ہوا تھا یقین جانیئے کہ وہ بھی ایک آمر کا ہی تو دورِ حکومت تھا، جب میرے مُلک کے ہر غریب کو سستا آٹا مل رہا تھا، سب کے چولہے دھک رہے تھے، روٹی ہر غریب کو میسر تھی ، سب غریب پیٹ بھر کر سویا کرتے تھے کارخانوں اور صنعتوں کی چمنیاں آگ اگلا کرتی تھیں اور اِن میں سے نکلتا، ہوا دھواں مُلکی پیداوار میں اضافے اور ترقی و خوشحالی کی ضمانت دیا کرتا تھا،اور آج سب کچھ اِس کے یکدم اُلٹ ہے ، اور یہی وجہ ہے کہ آج میرے مُلک کے غریب عوام یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ موجودہ جمہوری حکمران مال وزر ، حرص وہوس میں جنون کی حد تک مبتلا ہو چکے ہیں ، اور یہ اِس میں اُس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ آج یہ منافع بخش قومی اور حساس اداروں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرز کی نج کاری

کررہے ہیں اورایسے میں یہ مُلک و قوم کو بھی بھول چکے ہیں یوں جب حکمران عوام کو بھول کر اپنے ہی چکر میں پڑجائیں تو پھر غریبوں کا پرسانِ حال کون ہوگا...؟اَب ایسے میں لامحالہ عوام کی نظر کسی آمر کے آنے کی راہ نہیں تکے گی تو پھر اور کیا کرے گی...؟،جوآنے کے بعد کم ازکم اِن مال وزر، حرص وہوس میں جنون کی حدتک مبتلاہو جانے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی لگام دے گا تو وہیں اِن غریبوں کی بھی دادرسی کرے گا،جو جمہوری نظام کے حامی حکمرانوں کے ہاتھوں پریشان رہے ہیں، اور پھر کیا ایسے میں شاعر کا یہ جو کہنا ہے وہ بھی مُلک کے غریبوں کے دل سے نکلی ہوئی آواز معلوم نہیں دے گی کہ:۔

مال وزر، حرص و ہوس کا جو جنوں ہے آج کل
چشمِ اِنساں نے کبھی ایسا جنوں دیکھا نہ تھا
عہدِ جمہوری میں جتنا ہو رہا ہے کشت وخون
دورِ آمر میں بھی اتنا کشت وخوں دیکھا نہ تھا

!!..بینا بن کر بھی نابینا بننے والوں

حکمرانوں ٹٹول کرہی دیکھو ہمارااصل دُشمن کون ہے؟
کیاپاکستان کومسلسل دہشت گردی کانشانہ بنانادہشت گردوں کامشغلہ بن گیاہے...؟
طالبان صحافیوں سے اپنے اختلافات ختم کرکے حملے کرنابندکریں...
ابھی قوم پندرہ جنوری بدھ کے روزنواب شاہ میں پیش آئے بچوں کی اِسکول وین اور خونی ڈمپر ٹرک کے تصادم کے نتیجے میں 20 بچوں سمیت 22افرادکی ہلاکت اور15 سے زائدزخمی ہونے والے طالبعلموں کے غم سے نڈھال ہی تھی کہ پشاورمیں سولہ جنوری جمعرات کی شام تبلیغی مرکزکی مسجدمیں مغرب کی نمازکے دوران ایک ایسازوردار بم دھماکہ ہواکہ جس کے نتیجے ہیں ایک آٹھ سالہ معصوم بچے سمیت 9 نمازی شہیداور 60 سے زائددیگرشدیدزخمی ہوگئے، یہ ایک ایساالمناک واقعہ تھاکہ جس نے ساری پاکستانی قوم کوہلاکر رکھ دیااورآج قوم کاہرفرداِس سوچ میں غرق ہوکراِن سوالات کے جوابات کی تلاش میں سرگرداں ہے کہ" آج جب مُلک دُشمنوں اور انتہاپسندوں نے اللہ اوراُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کولوگوں تک

امن و سکون سے پہنچانے والے تبلیغی اجتماع کو نہیں چھوڑا تو پھر مُلک میں دہشت گردی
پھیلا کر لوگوں کو مارنے والے اِنتہا پسند کس اسلام کا پرچار کرنے والے لوگ
ہیں..؟ تبلیغی مراکز والے تو کسی بھی سیاسی، یا کسی بھی لسانی جماعت کے لوگ نہیں
ہوتے ہیں..؟ اور نہ ہی اِن لوگوں کا سیاست سے کوئی واسطہ ہوتا ہے اِن کا کام تو
صدیوں سے اسلام اور دین محمد ﷺ کی تعلیمات کی تدوین و ترویج کرنا ہے، یہ کہاں
کی انسانیت اور انتہا ہے کہ انتہاپسندوں نے تبلیغی مرکز والوں کو بھی نہیں
چھوڑا ہے...؟ آج قوم یہ سوچ رہی ہے کہ جو دہشت گرد خود کو اسلام کا اصل ٹھیکے
دار سمجھتے ہیں، اَب یہ تبلیغی مرکز پر حملہ کرکے اپنے کس دین کی تعلیمات اور اپنے کس نبی
کا پرچار کرنا چاہتے ہیں...؟ انتہا پسند ہی مُلک دُشمن ہیں، کیا ایسے میں اِن سے امن
مذاکرات ممکن ہیں ..؟ اور کیا پاکستان کو مسلسل دہشت گردی کا نشانہ بنانا دہشت
گردوں کا مشغلہ بن گیا ہے..؟ طالبان صحافیوں اور میڈیا پرسنز پر حملوں سے کیا ثابت
کرنا چاہتے ہیں..؟ طالبان اپنے اختلافات صحافیوں سے مذاکرات کرکے ختم کریں اور
صحافیوں پر حملے کرنا بند کریں...؟ آپ اپنا موقف بھی صحافیوں کے سامنے پیش کریں تو
وہ یہ بھی عوام الناس میں عام کریں گے...اَب ہے کوئی جو قوم کے اِن سوالات کے
درست اور تسلی بخش جوابات دے سکے۔
جبکہ پشاور میں تبلیغی مرکز پر ہونے والے بم دھماکے کے حوالے سے مستقبل قریب

میں حکومت اور کالعدم تحریکِ طالبان سے ہونے والے مذاکرات کے حوالے سے ایک خبر یہ بھی آئی ہے کہ کالعدم تحریکِ طالبان نے پشاور کے تبلیغی مرکز میں ہونے والے دھماکے کی مذمت کی ہے اور اِس سے اِظہارِ لاتعلقی کرکے یہ واضح کردیا ہے کہ اِس کا اِس واقعے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے، جبکہ افسوسناک امر یہاں یہ بھی ہے کہ گزشتہ دِنوں کراچی میں میٹرک بورڈ کے قریب ایکسپیریس نیوز وین پر پیش آئے فائرنگ کے واقعے کی اِسی کالعدم تحریکِ طالبان نے نجی ٹی وی چینل ایکسپریس نیوز کے تین صحافیوں کو فائرنگ کرکے شہید کئے جانے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے، اَب ایسے میں حکومت کو خود یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ خود اِس کا پتہ لگائے کہ ہمارے یہاں دہشت گردی میں کون سی خفیہ قوت یا قوتیں ملوث ہیں..؟اور جب حکومت ایسا کرے گی تو پھر یقیناوہ اِس نتیجے پر بھی ضرور پہنچے گی کہ مُلک میں ہونے والی ہر دہشت گردی کے پیچھے کون سے لوگ ملوث ہیں..؟اور کیوں ملوث ہیں..؟اِن کے کیا عزائم ہیں..؟اور اِن سے کس حدتک مذاکرات کئے جاسکتے ہیں...؟اور اگر بالفرض مذاکرات شروع بھی ہو کر ختم بھی ہوگئے تو دونوں جانب سے کیا ضمانت ہوگی کہ یہ قائم رہ سکیں گے...؟اور کیادونوں جانب کے لوگ اِس پر من وعن عمل بھی کریں گے...؟اِن ساری باتوں کا خیال کرتے ہوئے مذاکرات شروع کئے جانے چاہئیں، اور اِن کے ساتھ ہی یہ بھی ضرور دیکھنا ہوگا کہ کون سی عالمی طاقتیں ملوث ہیں جو حکومت اور کالعدم تحریکِ طالبان کے ساتھ شروع ہونے والے پُرامن مذاکرات میں دیدہ ودانستہ رخنہ ڈالنے کے لئے دہشت گردی کی

وارداتیں کروارہی ہیں، آج شاید یہ وہ خوفزدہ طاقتیں ہیں، جو یہ نہیں چاہتی ہیں کہ پاکستان امن و سلامتی کا گہوارہ بن کر دنیا کے نقشے پر حقیقی معنوں میں ایک خودمختار اور مستحکم مُلک بن کر اُبھرے اِسی وجہ سے پاکستان میں رہ کر اِس کی آستین کے سانپ بن کر کچھ طاقتیں اپنے مطالبات کے منوانے تک کسی کا آلہ کار بن کر پاکستان میں دہشت گردی کررہی ہیں اور پاکستان کو غیر مستحکم کرکے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل چاہتی ہیں۔

بہرکیف... !اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج میرے مُلک میں (تبلیغی مرکز، مساجد و اِمام بارگاہوں، جنازوں و مذہبی اجتماعات، جلسے وجلوسوں، مدرسوں، اسکولوں، کالجوں، جامعات، بازاروں مسافرگاڑیوں، اخبارات کے دفاتر، صحافیوں و میڈیا پرسنز اور فورسز کے اداروں سمیت گلی کوچوں میں بم دھماکے اور ٹارگٹ کلنگ جیسی) دہشت گردی کے جتنے بھی اَنہونے واقعات رونما ہورہے ہیں، اِن سب کے پسِ پردہ ہمارے حکمرانوں کی کم عقلی اور اِن کی مُلک و قوم سے عدم دلچسپی کا عنصر زیادہ غالب ہے، کیونکہ تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی کسی مُلک کے حکمران اور اُمورِ مملکت چلانے والے بینا اپنے مفادات کے لئے بینا بن کر بھی نابینا بن جائیں اور یہ اپنے دوست دُشمن کی تمیز کرنا بھول کر کسی اور کی جنگ کا حصہ بن جائیں اور اِس کی جنگ کو اپنی ہی جنگ بناڈالیں تو اُس مُلک و قوم کا ایسا ہی بُرا حشر ہوا ہے جیسا کہ آج ہمارے مُلک اور قوم

کا ہو رہا ہے اِس لئے کہ آج ایک طرف حکمران تو نابینا کا روپ دھارے بیٹھے ہیں اور دوسری طرف دہشت گرد عناصر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے انتقاماً جا بجا طور پر بُرا کر رہے ہیں۔

جبکہ موجودہ حالات میں مُلک اور قوم کو دہشت گردی جیسے جس ناسُور کا سامنہ ہے ،اِن حالات میں اِس سے نجات اور چھٹکارے کا ایک واحد حل صرف یہی ہے کہ اَب ہمارے حکمران و سیاستدان اور اِسی طرح ہمارے قومی اداروں کے کرتادھرتا اِس نقطے پر متفق ہو جائیں کے مُلک کو ہر صُورت میں دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پاک کرنا ہے تو اِن سے ہر سطح پر افہام و تفہیم اور فہم وفراست سے مذاکرات کی راہ ہموار کرنی ہے اور جو بھی دہشت گرد اِس مذاکراتی عمل کا حصہ بننا چاہیں اِن سے ماضی کی غلطیوں کو بھلا کر ہر حال میں مذاکرات کرنے ہوں گے ، اور اِنہیں اِس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ کچھ دو اور کچھ لو کی پالیسی پر کاربند رہ کر مذاکراتی عمل کو کامیاب بنائیں اور اَب یہ عمل ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر بہت جلد شروع کر دیا جائے، تاکہ آج جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حکومتی مذاکراتی عمل ابھی تک شروع ہی نہیں ہوا ہے ،تو پھر اِس میں بھلا تعطل کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے ...؟حکومت مذاکرات شروع کر کے اِن لوگوں کا منہ بند کر دے ،سُو حکومت ، سیاستدان اور قومی اداروں کے کرتادھرتا اَب جلد ایسا کچھ کریں کہ مذاکراتی عمل شروع ہو اور قوم کو بھی امن

اور سکون کی نوید سُنائی دے ، اور پھر اِس کے بعد ہمارے حکمران و سیاستدان اور قومی اداروں کے ذمہ داران اپنے دُشمنوں کو ٹٹول کر دیکھیں کہ اَب اُن کا اور میرا۔۔۔اور ہم سب کا اصل دُشمن کون ہے۔۔؟ کیوں کہ جب کوئی نابینا کسی چیز سے ٹکراتا ہے یا کوئی چیزاِس سے خود ٹکراتی ہے تو تب نابینا ٹٹول کراندازہ کرتاہے کہ اِس سے جو چیز ٹکرائی ہے وہ کیاچیز ہے۔۔؟اور کون ہے۔۔؟ قارئین حضرات مجھے اُمید ہے کہ آپ اور وہ لوگ جنہیں میں اپنی بات سمجھاناچاہ رہاہوں وہ میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور شاعر کے اِن اشعار اوراِس دعاکے ساتھ کہ اپنے ایمان اور اپنے مُلک اور قوم کاخیال رکھیں،اور اپنے حکمرانوں کو بینابن کرکچھ صحیح کرنے کی دعاکریں اور مجھے اگلے کالم تک کے لئے اجازت دیں ، اللہ حافظ :-

مُسلماں کا مُسلماں خُوں بَہائے

یہ دینِ حق کی تربیت نہیں ہے

کِتابِ دیں وفاکی ہے پیامی

کِتابِ دیں میں عصبیت نہیں ہے

اور اَب جلدی اُٹھواور پھر ایسا کردو

جیساکہ شاعرنے کہاہے کہ:-

تعصب کی ہر اِک شمع بُجھا دو

! علاقائی فصیلوں کو گِرا دو

دیارِ پاک کے ہر بام و دَر کو

مُحبّت کے گلابوں سے سَجا دو

آج تو جیسے پاکستان میں جانور بھی حیران ہیں

؟اَب اِدھر یا اُدھر تذبذب کا شکار حکومت فیصلہ کرے؟

آج بے مقصد کی ضد پر قائم دہشت گردوں نے آوازِ حق بلند کرنے والے صحافیوں کو شہید کرکے صحافتی برادری کو غم زدہ کردیاہے، شہید ہونے والے صحافیوں کا بس اتنا ہی قصور تھا کہ اُنہوں نے اپنے پیشے سے حق و سچ کا علم بلند رکھنے کا جو وعدہ کیا تھاوہ دورانِ ڈیوٹی اِسی وعدے کو نبھارہے تھے، اور اِن کے اِس وعدے سے خائف دہشت گردوں نے اِنہیں اپنے گھناشنے عزائم کی تکمیل میں بڑی رکاوٹ جان کر اِنہیں اپنی گولیوں کا نشانہ بناکراپنے راستے ہی سے ہٹادیااگرچہ دہشت گردوں نے سمجھاکہ اُنہوں نے جو کچھ بس اِس سے حق و سچ بلند کرنے والے ڈرجائیں گے مگر شائد وہ یہ بھول گئے کہ وہ اِس طرح کتنے حق و سچ کے علمبردار کو آغوشِ قبر میں دھکیلیں گے، دہشت گرد کتنے حق و سچ کے علمبرداروں کو ماریں گے ، دہشت گردوں کے اِس فعلِ حرام سے تو ہر قدم قدم پر حق و سچ کے علمبردار اور زیادہ ہی جنم لیں گے ، اور آج اِسی طرح اِس بات کو بھی دہشت گرد اچھی طرح اپنی بندوقوں کی نالیوں، گولیوں اور ٹریگرز سے باندھ لیں کہ ظلم و ستم سے یہ اپنے گھناشنے عزائم میں کامیاب نہیں ہوں گے

جیساکہ شاعر نے بھی اپنے شعر میں دہشت گردوں کو للکارتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ:۔

آوازِ حق ستم سے دبائی نہ جائے گی
فرمانِ حق ستم سے مٹایا نہ جائے گا
خُونِ وفا سے جس کو فروزاں کیا گیا
باطِل سے وہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

گزشتہ دِنوں دہشت گردوں نے حق و سچ کی آواز بلند کرنے والے خبر رساں ادارے سے وابستہ صحافیوں کو اپنی خونی گولیوں کا نشانہ بناکر سرزمینِ پاکستان کو تین نہتے صحافیوں کے مُقدس خُون سے رنگ دیا ہے، آج کراچی میں پیش آئے اِسی المناک سانحے پر نہ صرف صحافی برادری بلکہ مُلک کا ہر شہری غم وغصے میں مبتلا ہے اور اِس کے لب پہ بس یہی سوالات ہیں کہ آخر دہشت گرد حق و سچ کی آواز بلند کرنے والوں کا خُونِ مقدس بہا کر کیا چاہتے ہیں..؟وہ اپنا آپ منوانے کے لئے معصوم اِنسانوں کا خون بہا کر کیا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے..؟اور کیا وہ حکومتی رٹ کو چیلنج کرکے خود بھی سُکھ سے زندہ رہ سکیں گے ..؟ایک طرف عوام دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پریشان ہیں تو وہیں اور دوسری جانب حکومت ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں قدم قدم پر تذبذب کا شکار نظرآتی ہے.... سمجھ نہیں آرہاہے کہ حکومت دہشت گردوں کا مذاکرات یا قوت سے قلع قمع کرنے میں کیوں بغلیں جھانک رہی ہے..؟آج قوم حکومت سے یہ سوال

بھی کرتی ہے کہ صحافیوں، فورسز، طالبعلموں، ڈاکٹروں، وکیلوں، علماء اکرام، دانشوروں، تبلیغی نمائندوں، پولیو ورکرزاور اِسی طرح ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے محب وطن پاکستانی شہریوں کو دہشت گردی کانشانہ بناکر قبر کی آغوش میں دھکیلنے والے دہشت گردوں کے سامنے یہ کیوں بے بس ہے۔۔۔؟آج ساری پاکستان قوم حق وسچ کا پرچم بلند کرنے والی صحافی برادری کے ہر ادنی و اعلیٰ فرد اور ہر اُس پاکستانی شہری کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے، جو دہشت گردوں کی دہشت گردی کا نشانہ بن گئے ہیں، اوراِسی طرح آج ساری پاکستانی قوم اِس عزم کا بھی اِظہار کرتی نظرآتی ہے کہ مُلک سے دہشت گردوں کی دہشت گردی کے خاتمے تک یہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔

اگرچہ اِس سے انکارنہیں ہے کہ آج سرزمینِ پاکستان میں دہشت گردی اِن دِنوں اتنی عام ہو گئی ہے کہ اِس پر سرزمینِ پاکستان پر پائے جانے والے جانور بھی حیران ہیں اوہ و ہ بھی یقیناًیہ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا یہی اِنسان کی اِنسانیت ہے کہ سرزمینِ پاکستان پہ اِنسان ہی اِنسان کو ایسے قتل کررہاہے کہ کوئی جانور بھی اپنے دُشمن کو ایسے نہیں مارتاہے کہ آج جیسے سرزمینِ پاکستان کے اِنسان اِنسان کو مار کر کسی نہتے اِنسان کاخُون پانی کی طرح بہارہے ہیں جس پر جانوروں کی جانوری بھی حیران ہے،اور اَب توجانوروں کی اِس حیرانگی کو دیکھ کر مجھے بھی ایسالگتاہے کہ جیسے آج جانور اللہ سے شکرانے

کے طور پر یہ دُعا گو بھی ہوں گے کہ " اے تخلیق کائنات کے مالک اچھا ہے کہ تو نے ہمیں اِنسان نہیں بنایا ورنہ ہم اِنسان بن کر اِنسان کو مار کر جہنم اپنا مقدر ایسے ہی بنا لیتے جیسے کہ سرزمینِ پاکستان کے اِنسان دہشت گردی کرکے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا رہے ہیں یا اگر ہم جانور اِنسان ہوتے اور بدقسمتی سے اِسی بنیاد پر پاکستان میں بستے ہوتے تو ہم بھی کسی نہ کسی دن کسی دہشت گرد اِنسان کے ہاتھوں مار دیئے جاتے... تو ہمارے ناحق مرنے پر اِنسانیت یوں ہی رو رہی ہوتی جیسے کہ آج حق و سچ کی آواز بلند کرنے والے اِنسان اور کسی عالمِ دین کی شہادت پر اِنسانیت سوائے رونے دھونے کے کچھ نہیں کر پا رہی ہے، یکدم ایسے ہی ہمارے مرنے پر بھی اِنسانیت روتی اور کیا کرتی... پھر اگلی کسی دہشت گردی میں کوئی معصوم اِنسان مر جاتا... اے مالکِ کائنات.. اچھا ہوا کہ تو نے ہمیں جانور ہی رکھا ہے.. آج کم از کم ہم اپنی جانوروں والی زندگی گزار کر زندہ تو ہیں اور ہم اِنسانوں کی طرح مرنے سے تو بچ گئے ہیں ناں، اے ربِ کائنات..! تیرے، اِس احسان پر ہم جتنا بھی شکر بجالائیں وہ بھی کم ہیں کہ تو نے ہمیں جانور ہی رکھا ہے اِنسان نہیں بنایا ہے ورنہ.. ورنہ.. ہم بھی اِنسانوں کے ہاتھوں جانوروں سے بتر ہو کر مر رہے ہوتے..." بہرکیف.. اِن ساری باتوں کے قطع نظر یہ کہ ہماری سرزمین پر جتنے بھی قتل ہو رہے ہیں اِس میں ہمارے حکمران بھی اتنے ہی شاملِ حال ہیں جتنے کہ آج دہشت گرد ذمہ دار ہیں کیوں کہ حکمرانوں نے ماضی میں اِن ہی دہشت گردوں کو سر پر بیٹھایا اور اَب اِنہیں جب خُود ہی کھینچ

کھینچ کر نیچے گرا رہے ہیں تو دہشت گرد قوم کے دُشمن بن گئے ہیں تب ہی تو بقول شاعر نے یوں کہا ہے کہ:۔

مٹائے نقشِ حق حیلہ گروں نے
جلائے باغ اپنی نفرتوں نے
شہیدوں کی یہ لاشیں کہہ رہی ہیں
کیا ہے قتل ہم کو رہبروں نے

حکومت کو ٹال مٹول اور لیکی مار کے دیکھ کی پالیسز کو خیر باد کہنا ہوگا

بنوں چھاؤنی اور آر۔اے بازار بم دھماکے ۔دہشت گردوں کی دہشت گردی کی حد ۔ !
آج جہاں ضدی دہشت گردوں کی روز روز کی دہشت گردی نے قوم کے اوسان خطا کر دیئے ہیں، تو وہیں دہشت گردوں کی دہشت گردانہ کارروائیوں نے مُلک کے ہر فرد کو غمزدہ کرکے یہ سوچنے پر بھی مجبور کردیا ہے کہ کیا اَب مُلک اور قوم کی سیکیورٹی کی بھیک حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے بجائے دہشت گردوں سے مانگنی پڑے گی..؟اور آج یہی وجہ ہے کہ مُلک کے ہر عمر کے ہر فرد نے حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگادیا ہے...؟ایک طرف عوام ہیں کہ وہ حکمرانوں سے خائف ہیں تو دوسری جانب وہ ضدی اور اڑیل دہشت گرد ہیں جو اپنی ہر دہشت گردی کے بعد اپنا سینہ چوڑا کرکے اِس کی ذمہ داری کچھ یوں قبول کرلیتے ہیں کہ جیسے اِنہوں نے نعوذباللہ... قرآن و سُنت کے مطابق کام کرکے اپنے لئے تو جنت اور شہید ہونے والوں کے لئے خدانخواستہ کوئی دوسرا ٹھکانہ بنادیا ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دہشت عناصر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے اپنے لئے تو جہنم اور دہشت گردی سے شہید ہونے والوں کے لئے جنت میں درجات بلند کرانے کے باعث بنتے ہیں، مگر آج شائد وہ اپنی انتہاپسندی میں اُس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ انہیں اپناہر غلط فعل بھی درست لگتاہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اِس طرح وہ دین کی خدمت اور اپناٹھکانہ جنت میں بنارہے ہیں حالانکہ اِن کی ایسی سوچ بہت غلط ہے۔

اور 20 جنوری 2014 کو بالترتیب بنوں فوجی چھاونی رزمک گیٹ کے قریب 19 سیکیورٹی فورسز کے قافلے میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے 23 سیکیورٹی اہلکاروں کی شہادت ہو یا راولپنڈی کے آر۔اے بازار چوک کے قریب ہونے والے خودکش حملے کے نتیجے میں 17 معصوم افراد کی شہادت اور 24 کے زخمی ہونے جیسے المناک واقعات ہوں اِن سب کی ذمہ داری دہشت گردوں نے قبول کرلی ہے، جبکہ حکومت ملک میں دندناتے دہشت گردوں کے سامنے ہاتھ باندھے یوں کھڑی ہے کہ جیسے یہ خود اِن سے اپنی جان کی امان مانگ رہی ہے، اور دہشت گرد اِس کی درخواست کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی اگلی کارروائی اور زور سے کردیتے ہیں، اور اپنی حکومت اِن کے خلاف کچھ کرنے کی طاقت رکھ کر بھی پھر بغلیں جھانکتی رہ جاتی ہے، اور عوام کے ردِ عمل کے بعد دہشت گردوں سے مذاکراتی عمل کو آگے بڑھانے اور اِسے تسلی بخش نتائج کے ساتھ کارآمد بنانے جیسے بیانات دے کر آگے بڑھ

جاتی ہے۔

آج اِس قسم کے حکومتی رویئے پر مُلک کا ہر فرد یہ کہئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ" حد کردی ہے یار حد کردی ہے...! حکومت نے تو اپنی نااہلی کی وجہ سے دہشت گردوں کی منہ توڑاور سینہ زوردہشت گردی کے باوجود حکمرانوں نے اپنی چاپلوسانہ پالیسیوں اور مفاہمت پرستانہ رویوں میں حد کردی ہے...!!آج نہی حکمرانوں کی اِسی چاپلوسانہ اور مفاہمت پرستانہ پالیسیوں اور رویوں کی وجہ سے مُلک میں دہشت گرد آزاد ہیں اور وہ جب اور جہاں چاہیں اپنی آزادانہ کی جانے والی دہشت گردی سے لوگوں کو مار کر نکل جاتے ہیں، اور حکومت لکیر پیٹتے رہ جاتی ہے۔

حکمرانوں بس اَب بہت ہوگیاہے..؟اَب حکومت کو اپنی ٹال مٹول اور ڈھبکی مارکے دیکھ کی چاپلوسانہ اور مفادو مفاہمت پرستانہ پالیسز کو خیر باد کہنا ہوگا..؟اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے تدبر اور فہم وفراست کا قوی مظاہرہ کرنے کے لئے قوت یا شیرین زبانی کا سہارالے کرہر صُورت میں ایساکچھ کرنے یا کرانے کا فیصلہ کرنا ہوگا، جس سے مُلک میں دہشت گرداپنی دہشت گردی ختم کردیں یا یہ مُلک چھوڑ کرچلے جائیں، یا اگر یہ ایساکچھ نہیں کرتے ہیں تو پھر دہشت گرد خود کومُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے

کارآمد بنائیں اور دنیا کے سامنے اپنا مثبت کردار کچھ اِس انداز سے پیش کریں کہ یہ پاکستانی قوم سمیت ساری دنیا سے دادِ تحسین حاصل کریں۔اور قومی دھارے میں شامل ہو کر اُسی انداز سے اپنا مثبت کردارادا کریں جس طرح پاکستان کے دوسرے امن پسند شہری سرزمین پاکستان پر اپنا مثبت کردارادا کر رہے ہیں۔

اَب موجودہ حالات میں حکومتی ذمہ داران اور سربراہانِ ضدی دہشت گردوں کے کرتادھرتاؤں کو بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا،اور دونوں ہی جانب سے اُس لچک اور نرمی کا مظاہرہ بھی لازمی طور پر کرنا ہوگا، جس سے مُلک میں امن و سکون کی فضاء قائم ہواور مُلک میں ترقی و خوشحالی کی نئی راہیں کھلیں، اگرابھی ایسا نہ کیاگیاتو پھر دونوں جانب کے ذمہ داران کو یہ بات بھی ضروریادرکھنی چاہئے کہ اِن کی ضداور غیرلچکدارانہ رویوں کی وجہ سے نقصان تودونوں ہی جانب کا ہوگا، اور پھر بعد میں دونوں کے ہاتھ سوائے جانی اور مالی نقصان کے کچھ نہیں آئے گا،اوراَب ایسے میں اِنہیں یہ بھی یادرکھناچاہئے کہ اگراَب وقت نکل گیاتواِن کی ضداوراِن کے غیر منصفانہ اور غیرلچکدارانہ رویوں کا فائدہ دوسرے دہشت اُٹھائیں گے اوراِن دہشت گردوں کے ہاتھوں معصوم شہری یوں ہی لقمہ اجل بنتے رہیں گے، اور کب تک ہمارے حکومتی ذمہ داران اور دہشت گردوں کے سربراہان اغیارکی گود میں بیٹھ کراپنےاپنے نظریات کاتحفظ کرتے ہوئے اغیارکی عیاری اور مکاری سے بھرسازشوں پر عمل پیرارہ کران کی ماروں اور

مار جاؤ کی لولی پاپ چوستے رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف اپنے اپنے ہلکے بھاری ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مارتے رہیں گے۔اور دہشت گرد اپنی ہر دہشت گردی کے عوض انعامات کے طور پر اغیار سے ڈالرز اور انہی اغیار سے اپنی امداد کی بندش کے خُوف سے ہمارے حکمران اپنے ہی لوگوں کو کبھی ڈرون حملوں سے تو کبھی دہشت گردوں کے بم دھماکوں سے اپنے معصوم شہریوں کو مرواتے رہیں گے اور پھر ہمارے حکمران ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں اور ابکی مارکے دیکھ کی رٹ لگاتے ہوئے اپنا منہ بند رکھ کر اپنا حق حکمرانی ادا کرتے رہیں گے۔ (ختم شُد

سرزمینِ پاکستان اور دہشت گردوں کی دہشت گردی

سرزمینِ پاکستان اور دہشت گردوں کی دہشت گردی، آہ و فغاں کرتے حکمران و عوام...!

حکومت کا دہشتگردوں سے اِنہی کی زبان میں بات کرنے کا فیصلہ.. ! امریکا یہی تو چاہتا تھا، کیا امریکا اپنی سازش میں کامیاب ہوگیا ہے...؟؟

آج دہشت گردوں کی دہشت گردی نے ریاست کو سخت قدم اُٹھانے پر مجبور کردیا ہے اور ریاست نے اپنا نرم اور لچکدار لبادہ کچھ اِس طرح سے اُتار پھینکا ہے کہ ریاست کے اِس فیصلے کے بعد کہ "دہشگردوں سے اِنہی کی زبان میں بات کی جائے گی"اَب ایسا لگتا ہے کہ حکومت کے اِس رویئے سے دہشت گردوں کا قلع قمع کردیا جائے گا اور مُلک دہشت گردوں اور دہشت گردی سے پاک ہوجائے گا مگر پھر بھی میری اپنے اور آپ کے اور اُن دہشت گردوں کے اللہ سے بھی بس ایک یہی دُعا ہے کہ " اللہ کرے کہ اِس سے قبل ضدی دہشت گرد اپنی بے مقصد کی ضد چھوڑ دیں اور ایسی کوئی بیچ کی راہ نکل آئے کہ دونوں جانب سے جاری سخت رویوں میں بہتری آجائے اور میرا مُلک امن و آشتی کی راہ پر گامزن ہوجائے..."باقی اللہ مالک ہے دیکھتے رہیں کہ آگے آگے کیا ہوتا ہے...؟۔

مگر یہاں میں اپنے ہم وطنوں سے اتنا ضرور کہوں گا کہ اُوہ.. میرے بھائیوں... !اُو سُنواُوئے... !آج سب سے پہلے میری یہ بات اچھی طرح کان کھول کر اور دماغ کے بند دریچوں کو بھی کھول کر سُنواور سوچ کر سمجھ لو کہ قرآن صرف نمازوں میں پڑھنے اور مرنے والوں کی شفاعت وبخش اور مریضوں کی صحتیابی کے لئے ہی پڑھنے کے لئے تمھیں نہیں دیاگیا ہے ،اُوہ.. موٹی موٹی توندوں اور موٹی موٹی گردوں والوں اور اے میرے امیر وغریب بھائیوں... !آج اگر تم نے اِس کے علاوہ بھی قرآن مجید فرقانِ حمید کو سوچ سمجھ کر پڑھا ہوتا اور اِسی طرح اگر تم قرآن کو اپنی اپنی عملی زندگیوں اور اپنے روزمرہ کے معاملات میں پیش آئے مسائل کے حل کے لئے بھی پڑھ لیتے اور اِس سے رہنمائی حاصل کرلیتے تو یقیناآج تم اِس طرح فرقہ پرستی ولسانیت میں تقسیم ہو کر اپنی ایک ایک اینٹ کی مسجدیں تو بنا کر نہ بٹ چکے ہوتے... اور قرآن کو اپنی اپنی مرضی سے بغیر سوچے سمجھے پڑھ کر انسانوں کو انسان بن کر نہ مار رہے ہوتے... !اُوہ ... ! اللہ کے نیک بندوں ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے ، تمہارے ہر گھر یں قرآن مجید موجود ہے اِسے سمجھ کر پڑھو اور دیکھو کہ اِس میں کہاں لکھا ہے کہ تم ایک مسلمان بننے کے، بجائے کچھ اور بن جاؤ اور فرقہ پرستی میں ایسے بٹ جاو ٔ کہ زمینِ خدا پر فسادات برپا کرتے پھیرو...اور اِسے بن جاؤ کہ دنیا تمھیں اِنسانوں کی صف سے ہی نکال دے اور تمھیں تمہارے اصل ناموں سے پکارنے اور

پہنچانے کے بجائے تمہیں دہشت گرداور درندہ کہہ کر پکارے، اورجب کوئی تمہیں دہشت گرداور ررندہ کہئے تو پھراس پر بھی تم ایک نیا فساد برپا کرنے کے لئے بے گناہوں اور معصوموں کو مارنے اور اِن کے خون کی ہولی کھیلنے کے لئے خود کش بم دھماکے اور ٹارگٹ کلنگ کرو، اور تم اپنی اَناپرستی کی آگ میں بھسم ہو کر اپنی دہشت گردی کو اتنا بڑھادو کہ تم مساجد، امام بارگاہوں، تعلیمی اداروں، دفاتر، بازاروں، گلی کوچوں، علماء کرام ، دانشوروں، ڈاکٹروں، استادوں، پولیو ورکروں، فورسز کے اداروں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں پر حملے اور اِن کی ٹارگٹ کلنگ کرواوراِسی طرح تم محض اُن حق و سچ کا علم بلند کرنے والے صحافیوں اور صحافتی اداروں پر بھی حملے کرنے لگو جو حق و سچ کا پرچم بلند کرتے ہیں اور وہ تمہاری فرقہ پرستانہ جاہلت اور تمہاری دہشت گردی کی وجہ سے تمہیں کھل کر دہشت گرداور درندہ لکھیں اور کہیں تو تم اِن کے اِس حق و سچ پر خائف ہوجاؤاور اِنہیں جان سے ماردو، اوراِس پر اُوپر سے چوری اور سینہ جوڑی یہ کہ اپنے اِس فعلِ شنیع کو تسلیم بھی کرلو، اَب کیا یہ تمہاری کھلی بدمعاشی اور غنڈہ گردی نہیں ہے تو پھر بتاؤیہ اور کیا ہے...؟اَب اِس پر عالمِ اِنسانیت تمہیں پھر دہشت گرداور درندہ کہہ کر نہ پکارے تو کہو اور کیا کہئے ...؟تواُوہ اللہ کے نیک بندوں اور اسلام کے ٹھیکیداروں قرآن کو اچھی طرح سمجھ کرپڑھواور تفرقوں میں نہ بٹو تو پھر دیکھو کون تم کو مارتاہے..؟اور تم کس کو مارتے ہو..؟

آج ہمارے یہاں جتنی بھی بُرائیاں ہیں اِس کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یہی ہے کہ ہم نے قرآن وسُنت سے اپنی رہنمائی لینی چھوڑدی ہے، اِن حالات میں کہ جب ہم اِنسان اِنسانوں کے دُشمن بن گئے ہیں ہم نے ابھی بھی اپنے اِس مسئلے کے حل کے لئے بھی قرآن سے کوئی رہنمائی نہیں لی ہے اور اغیار کے مشوروں اور اِن کے ہی دیئے ہوئے ہتھیاروں کا ایک دوسرے پر بیدریغ استعمال کرکے یہ سمجھ رہے ہیں یہ ہمارے مسائل حل کردیں گے یادرکھو کہ یہ ہماری سخت بھول ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر اِنتہائی افسوسناک ہے کہ اتوار 19 جنوری کی صبح بنوں کی چھاؤنی میں فورسز کے قافلے میں دھماکے سے 20 اہلکاروں کی شہادت اور 25 کے زخمی اور راولپنڈی میں پیر 20 جنوری کو جی ایچ کیو کے قریب آر۔اے بازار میں دہشت گردوں کے خود کش حملے میں 7 فوجیوں سمیت 14 کی شہادت اور 21 جنوری منگل کو مستونگ سے تقریباً پندرہ کلومیٹر دور ایران سے آنے والے زائرین کی بس پر خود کش حملے میں 28 افراد کے جان بحق اور 40 سے زائد زخمی جیسے واقعات نے ساری ریاست اور عوام کو غم وغصے سے نڈھال اور پریشان کردیا ہے، آج قیامت صغریٰ بن کر برپا ہونے والے اِن واقعات کے خلاف مُلک بھر میں احتجاجوں ،دھرنوں اور ہڑتالوں کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے یعنی یہ کہ آج سرزمینِ پاکستان کا ذرہ ذرہ دہشت گردوں کی دہشت گردی سے بہنے والے خون ترہے، اور سرزمینِ پاکستان پر

معصوم اور نہتے اِنسانوں کے خون سے کھیلی جانے والی ہولی پر ہر محب وطن پاکستانی افسردہ ہے، حالیہ دِنوں میں دہشت گردوں کے ہاتھوں ہونے والی دہشت گردی کے باعث اِنسانوں کے مقدس خون کے بہنے پر مُلک کے طول وارض میں ہونے والے دھرنوں ، احتجاجوں اور ہڑتالوں میں اِنسانوں کی آہ و فغاں سے سارا مُلک گونج رہاہے، اور ایسے میں سب کے لبوں پر بس صرف ایک یہی جملہ نعرے کی شکل اختیار کرگیاہے کہ جنون کی حدتک پہنچ جانے والے فرقہ پرستوں اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرکے مُلک و قوم کو امن و آشتی کا گہوارہ بنایاجائے، اور اَب اِس کے لئے حکمرانوں کو اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اُس مقام تک جانا ہوگا، جس طرح دنیاکے طاقتور ممالک دہشت گردوں کا سر تن سے جُدا کرنے کے لئے اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں، سواَب پاکستان ن لیگ سے تعلق رکھنے والے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف کو آرمی چیف اور فورسز کو اعتماد میں لے کر جنگی بنیادوں پر اپنی قوت کا ایسا مظاہرہ کرنا ہوگا کہ اِس سے عام شہریوں کو تو تحفظ حاصل ہو مگر دہشت گرد واصلِ جہنم ہوں اوران کے ٹھکانے خاک و خون میں نہا صفحہ ٔ ہستی سے ختم ہوجائیں۔

جبکہ اِن تمام اقدامات کو عملی جامہ پہنانے سے قبل یہ بہت ضروری ہے کہ ریاست دہشت گردوں کے خلاف کسی ممکنہ آپریشن سے پہلے مُلک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں سمیت عوام کو بھی اعتماد میں لے اور جب متفقہ طور پر ایسا کوئی

نتیجہ سامنے آئے جس سے آپریشن ناگزیر ہو تو پھر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر وہ سب کچھ کر گزرے جو اِس کے بس میں ہے، مگر جب ایسا کچھ بھی نہ سامنے آئے جس کا میں پچھلی سطور میں تذکرہ کرچکا ہوں تو پھر ریاست مذاکرات کی راہ پر چل پڑے اور جب ریاست دہشت گردوں سے مذاکرات کی راہ اپنالے تو پھر اِس کے بعد کسی بھی حال میں طاقت کا استعمال ہر گز نہ کرے۔

بہر کیف..! موجودہ حالات میں یہ تمام باتیں ٹھیک ضرور ہیں، مگر یہاں ریاست اور عوام کو میری ایک یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ آج دہشت گردوں کی دہشت گردی میں جتنی بھی تیزی آئی ہے، اِن کے پیچھے کوئی اور نہیں صرف اور صرف امریکا، بھارت، اسرائیل اور روس شامل ہیں، اور میں یہ بات اِس یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے مُلک کی بقاو سالمیت اور استحکام کے جتنے بڑے دُشمن یہ ممالک ہیں کوئی اور نہیں ہو سکتا ہے، اِس موقع پر ریاست اور قوم کو میری یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ہماری ریاست اور قوم نے جب بھی دہشت گردوں سے مذاکراتی عمل کی شروعات کرنی چاہی امریکا نے تُرنت دہشت گردوں پر ڈرون حملے تیز کردیئے اور ریاست کے مذاکراتی عمل کو دیدہ ودانستہ سبوتاژ کرکے یہ تاثر دیا کہ اِس کے پیچھے ریاست کی مرضی بھی شامل تھی جبکہ ریاست اِس انکار کرتی ہے اور جب ریاست اور عوام نے ڈرون حملے کے خلاف احتجاج کیا تو پھر ہمارے دُشمن ممالک نے اپنے دہشت گردوں سے ہی ہمارے

یہاں دہشت گردی میں اضافہ کردیااور ڈرون حملوں کی مخالفت کرنے والی ہماری ریاست اور عوام کو مجبور کردیاکہ اَب وہ خود اپنے جنگی جہازوں سے دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنائے ، جیساکہ گزشتہ دِنوں ریاست کے حکم کے مطابق سیکیورٹی فورسز کے شمالی وزیرستان میں ٹارگٹڈآپریشن کے دوران رات بھر جیٹ طیاروں کی بمباری سے ہلاکتوں کی تعدادپچاس کے قریب پہنچ چکی ہے جبکہ ریاستی حلقوں نے اِس حملے میں دہشت گردوں کے اہم کمانڈر کی ہلاکت اوراِس کے بیوی ، بیٹااور بیٹی کوزخمی ہونے کا بھی دعویٰ کیاجبکہ جمعرات 23 جنوری کو وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی زیر صدارت ہونے والے اعلیٰ سطحی اجلاس ہیں مُلک کی سیاسی و عسکری قیادت نے مُلک میں جاری دہشت گردی کی حالیہ لہر کو روکنے کے لئے موثر حکمتِ عملی اختیار کرنے پر اتفاقِ کرتے ہوئے سیکیورٹی فورسز کو ہدایت جاری کی کہ دہشت گردوں کواِن ہی کی زبان میں بات کی جائے" یعنی یہ کہ امریکا یہی تو چاہتا تھا کہ اِس کے ڈرون حملوں کو رکوانے والی قوم کو دہشت گردی میں ایساجکڑ دیاجائے کہ یہ جذباتی قوم اِس کی دہشت گردی کی آڑ میں اپنے ہی لوگوں کو اپنی ہی فورسز سے مروائے اور یوں ہلدی لگے نہ پھٹکری امریکا کا بھی کام ہوجائے، باقی باتیں اگلے کالم میں تب تک کے لئے اجازت اللہ حافظ . . . اسلام علیکم ۔

ٹھو ٹھُو... ٹھو..!! امریکا میں تو طالبات اور عورتوں کی عزتیں بھی محفوظ نہیں ہیں

اِنسانی حقوق کا علمبردار بننے والا امریکا دنیا کا بڑا دہشت گرد و بد کردار اور زانی مُلک بھی بن گیا ہے...!!

اِس سے کون ہے.؟ جو دنیا بھر میں پھیلی امریکی دہشت گردی سے انکار کرے مگر وہیں ٹھو ٹھُو.. ٹھو آج یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں اِنسانوں اور جانوروں کے حقوق کا سب سے بڑا علمبردار بننے والا امریکا دراصل دنیا کا سب سے بڑا بد کردار اور زانی مُلک بھی بن گیا ہے، جہاں آج اِس کا اقرار پہلے امریکی سیاہ فام صدر مسٹر بارک اوباما نے امریکا اور اپنے امریکی معاشرے میں قائم کالجز میں طالبات کے ساتھ بڑھتے ہوئے جنسی زیادتی کے واقعات کو تسلیم کیا ہے تو وہیں اُنہوں نے جنسی زیادتی کے واقعات پر شائد پہلی مرتبہ تشویش کا اظہار بھی کچھ اِس طرح سے کیا ہے کہ اِن کے اقرار کے بعد ساری دنیا امریکا کو بد کردار اور امریکی تھینک ٹینک کے دانشوروں کو بھی زانی تصور کرنے لگی ہے تو وہیں دنیا والوں نے سُپر طاقت امریکا اور امریکی صدر اور امریکی تھینک ٹینک والوں کی کارکردگی پر سُرخ سوالیہ نشان بھی لگا دیا ہے اور اَب دنیا کے اِنسان امریکا سے متعلق یہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ کیا یہ بد کردار امریکا اور اِس کے تھینک ٹینک والے دنیا کو اپنی مرضی سے چلانے کے

اہل ہیں ۔ ۔ ۔ ؟ جو اپنی زمین پر اپنی عورتوں اور طالبات کی عزتوں کی حفاظت نہیں کر سکتے ہیں وہ کیا بھلا دنیا کی حفاظت کریں گے ۔ ۔ ۔ ؟ آج دنیا کے اِنسانوں کی طرف سے اُٹھائے جانے والے یہ سوالات یقیناامریکی صدر اور امریکی تھینک ٹینک والوں سمیت امریکی اُمور مملکت چلانے والوں اور امریکی عوام (مردوں اور عورتوں) کے منہ پر بھی زوردار طمانچے سے کوئی کم نہیں ہے، بشرطیکہ آج امریکی اپنا اور اپنے معاشرے کا موازنہ دنیا کے مسلم ممالک کے معاشروں سے کریں، جہاں عورتوں کے تقدس کا خیال اور عورتوں کا احترام کیا جانا ایمان کا لازمی جز ہے اور وہاں کی عورت کا باپردہ ہونا ہی اِس کے احترام کی بنیاد ہے، تو اِسے ہر قسم کی برائیوں سے بچاتا ہے، تو اِس کے بعد امریکیوں کو اپنی ننگی تہذیب کی وجہ سے ڈوب مرنے کے لئے سمندر بھی کم پڑجائیں گے راقم الحرف نے یہ بات اِس لئے کہی ہے کہ آج کیونکہ امریکی وائٹ ہاوز س کی جانب سے جاری کی جانے والی ایک رپورٹ میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکا میں ہر پانچ میں سے ایک عورت کے ساتھ زندگی میں ایک مرتبہ جنسی زیادتی کا واقعہ یقینی طور پر پیش آچکا ہے، اور اِس کی عزت کو تار تار کرنے والا امریکی مرد امریکی قوانین کے مطابق سزا سے مستثنیٰ رہا جس کا فائدہ اٹھا کر اِس نے دیگر عورتوں کی بھی عزتیں پامال کیں اور پھر یہی امریکی مردوں کا تفریح کے نام پر مشغلہ بن گیا ہے، آج جس کی وجہ سے امریکی معاشرہ گندی نالی سے بھی بدتر ہو گیا ہے۔ آج امریکا میں پیش آنے جنسی زیادتی کے واقعے سے پیدا ہونے والا بچہ یقینی طور پر

ناجائز اور حرام کاری کی جیتی جاگتی تصویر بن کر امریکا میں .برائیاں پھیلانے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ امریکی معاشرے میں عورت کو جنسی تسکین کا باعث سمجھا جاتا ہے اِس بنا پر وہاں کے مرد عورت کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنا کر اپنی جنسی تسکین تو حاصل کر لیتے ہیں مگر عورت کو ٹشو پیپر سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور اِس فعلِ شینع میں ملوث مرد یہ خیال کرتے ہیں کہجہاں اِنھوں نے عورت کے ساتھ جنسی زیادتی کرکے عورت کے وقار کو مجروح کیا ہے تو وہیں اِن مردوں نے امریکی ترقی اور خوشحالی اور دنیا بھر میں امریکی آزاد خیالی کے دیئے جانے والے تاثر میں دو قدم آگے .بڑھا دیئے ہیں۔

اگرچہ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکا میں جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی آدھی سے زیادہ متاثرہ خواتین کے ساتھ یہ شرمناک واقعہ 18 سال کی عمر سے بھی پہلے ہوا ہے، رپورٹ کے مطابق اگرچہ یہ واقعات تمام نسل کی خواتین کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں لیکن امریکا میں ایسے واقعات کچھ نسل کی خواتین (جن کی تفصیل نہیں بتائی گئ ہے) کے ساتھ زیادہ ہی پیش آتے ہیں اور اِسی طرح وائٹ ہاؤس سے نکلنے والی اِس رپورٹ میں انتہائی محتاط اندازے سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر 5 میں سے 1 طالبہ سے زیادتی کی جاتی ہے جبکہ بگڑے ہوئے امریکی معاشرے میں 8 میں سے صرف ایک طالبہ ہی اپنے ساتھ پیش آنے والی جنسی زیادتی کے واقعے کی رپورٹ درج کرواتی ہے، حالانکہ اگر زیادتی کا شکار ہر طالبہ رپورٹ درج کرائے

توامریکیوں کا دنیا بھر میں سر شرم سے جھک جائے، اور امریکی صدر اور امریکی تھینک ٹینک والوں کی عزت اور وقار کا جنازہ بھی نکل جائے۔ بہر حال... ! امریکی میں طالبات کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتی کے حوالے سے جاری رپورٹ میں وائٹ ہاؤس والے بغیرتوں نے اپنے سینے پھولا کر اور گردنیں دان کر اِس کا بھی انکشاف کیا ہے کہ 2 کروڑ 20 لاکھ امریکی خواتین میں 16 لاکھ ایسی بھی خواتین ہیں جنہیں کبھی نہ کبھی امریکی مردوں اور لڑکوں نے اپنی ہوس اور جنسی تسکین کا نشانہ بنایا ہے اور اِسی رپورٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی معاشرے کے دیگر شعبوں میں کام کرنے والی خواتین کو جس طرح جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا سو بنایا گیا مگر یہاں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امریکی معاشرے میں خواتین سب سے زیادہ جنسی زیادتی کا شکار جس شعبے میں ہوئی ہیں وہ امریکی معاشرے میں قائم تعلیمی ادارے ہیں جن میں اسکولز، کالجز اور جامعات شامل ہیں، جہاں پڑھنے جانے والی طالبات آزاد خیال امریکی معاشرے میں چلنے والے مخلوط نظامِ تعلیم اور درسگاہوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم کی وجہ سے سب سے جنسی زیادتی کا شکار ہوئی ہیں، اَب ایسے میں صدیوں کے بگڑے کب جلد سُدھرتے ہیں مگر امریکی صدر بارک اپنے معاشرے میں قائم کالجز میں زنا جیسی بڑھتی ہوئی لعنت انگیز برائی اور زیادتی کے واقعات کی روک تھام کے لئے ٹاسک فورس کے قیام کی بھی منظوری دے چکے ہیں، تو وہیں مسٹر بارک اوباما نے اپنے معاشرے کے نوجوانوں اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو سُدھرانے اور

اِنہیں اِس کا بات کا احساس دلانے کا تہیہ کرتے ہوئے.بڑے عزم سے اِس کا اعادہ بھی کیا ہے کہ اَب وہ امریکی معاشرے میں کسی بھی صورت میں کسی بھی سطح پر کسی بھی عورت کے ساتھ پیش آئے جنسی زیادتی کے واقعے کو.برداشت نہیں کریں گے.اَب اوباما کے اِس عزم اور اقدام پر دیکھتے ہیں کہ اوباما کو اِس میں کیا اور کتنی کامیابی حاصل ہوتی ہے .؟یہ تو بعد کی بات ہے اگرچہ یہ کام مشکل تو ضرور ہے مگراوباما نے اِس معاملے میں سوچا ہے، مگر پھر بھی اُمید رکھنی چاہئے کہ اُوباما اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے ،اور اوباما کے اِس اچھے کام کے لئے مسلم دنیا کا ہرفرد بھی دُعا گو ہے۔(ختم شُد

موجودہ حالات میں سیاسی کُلیاتِ جوازِیات بے مقصد ہیں

دہشت گردوں سے مذاکرات اورآپریشن جواز و بلاجواز کیوں میں..؟

دہشت گردوں سے مذاکرات اورآپریشن وٹارگیٹڈآپریشن پربٹی ریاست...!!!

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مُلک دہشت گردی سمیت کئی دیگر مسائل سے ضرور دوچار ہے مگراِس کا تویہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ ہمارے پاس اِن مسائل کا حل ہی موجود نہ ہواَب یہ اور بات ہے کہ ہم خود کسی مسئلے کا حل نہ نکالنا چاہیں تو...یقیناً مسئلہ گھمبیر ہوچلاجائے گااور کوئی مسئلہ ایسی صُورت اختیارجائے تواِس کے حل کے بجائے ریاستی عناصر محض اپنی جانیں چھڑانے کے لئے موجودہ سیاسی اور بڑھتی ہوئی دہشت گردی جیسے ماحول میں سیاسی کُلّیاتِ جوازِیات پیش کرتے پھریں تولامحالہ مسائل حل ہونے کے بجائے بڑھتے ہی چلے جائیں گے اوراِسی طرح دہشت گردوں کی دہشت گردی کو روکنے اور کم کرنے کے بجائے دہشت گردوں کی ہر دہشت گردی کے بعد اُلٹا ریاستی عناصر اور سیاستدان اور عوام دہشت گردوں سے مذاکرات وآپریشن کو جواز وبِلاجواز کی بحث میں بٹ کر رہ جائیں اور اپنے کسی مثبت فیصلے سے آنے والے کئی اچھے نتائج کے حصول سے رہ جائیں اور مُلک تباہی کے کنارنے پر پہنچ جائے، مگر قبل

اِس کے کہ کوئی بُرا وقت میرے مُلک اور عوام پر آئے ساری پاکستانی قوم کو متحد و منظم ہو کر اپنی قسمت کا فیصلہ جلد خود کرنا ہوگا۔

اگرچہ آج میں نے اپنے کالم میں جس مُوضوع کو اپنی تحریر کا حصہ بنایا ہے، یہ میرے پڑھنے والوں کو ادبی سا ضرور لگے گا کیونکہ یہ ذرا سیاست سے تو ہٹ کر ہے مگر پھر بھی میری کوشش یہ ہے کہ میں اِس میں کہیں نہ کہیں سے سیاست کا عنصر اِس میں ٹھونس ٹھانس کر لے ہی آوں، ارے سائیں ناراض مت ہوں اور خاطر جمع رکھیں آپ کو میں مایوس نہیں کروں گا، چلو بھئی..! آپ خوش ہوجائیں میں آپ کے لئے اپنے اِس کالم کو سیاست سے ہی لبریز کردوں گا، ہاں اَب تو ٹھیک ہے....، آپ ناراض نہ میں اپنے کالم کو سیاسی کالم ہی بنا رہا ہوں۔

تو پھر قارئین حضرات..! عرض یہ ہے کہ میں آپ کی آسانی کے لئے پہلے تو اپنے آج کے کالم کے عنوان کی صحیح تشریح بیان کرنا چاہوں گا سو اِس لئے اولذکر عرض یہ ہے کہ لفظِ " کُلّیات " دراصل (کُل۔لی۔یات) (ع۔ا۔مذکر و مونث) سے نکلا ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اِسم ہے، اور اِسی کے ساتھ ہی اِس لفظ کی ایک خُوبی یہ بھی ہے کہ یہ لفظ کُلّیات مذکر اور مونث دونوں ہی اصناف میں استعمال ہوتا ہے اور لغوی معنی کے لحاظ سے یہ لفظ " کُلّی کی جمع ہے، اِس لفظ کے مزید لغوی معنی اور مفہوم " ایک ہی شخص کی منظومات یا

تصنیفات کا مجموعہ" کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ یوں لفظ "کُلّیات" کے اردو لغت کی رو سے جو معنی اور مفہوم نکلا گیا ہے آج اِس پر اہلِ دانش پوری طرح متفق اور متحد نظر آتے ہیں کہ کُلّیات کا درست معنی و مفہوم یہی ہے جس کے معنی اردو لغت میں درج ہے، اور اِسی طرح ہماری روزمرہ کی زندگی میں بولنے اور لکھنے میں باکثرت استعمال ہونے والا ایک لفظ "جواز" بھی ہے جس کے اردو لغت میں "جواز" (جَ۔واز) ع۔ا۔مذکر) (۱) اِجازت (۲) جائز ہونا" جیسے معنوں میں آتا ہے، یہ لفظ بھی عربی) زبان کا لفظ ہے، اِسم ہے اور صرف مذکر ہے۔

اَب یہاں مجھے قوی اُمید ہے کہ میرے قارئین۔۔۔! میرے آج کے عنوان کا معنی اور مفہوم اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ یہاں مجھے اِنہیں یہ سمجھ کچھ سمجھانا یوں بھی مقصود تھا کہ ویسے بھی میرے قارئین کو اتنا کچھ معلوم تو ہو جائے کہ لفظ کُلّیات اور جواز و بلاجواز کو کس طرح اور کن مقامات پر استعمال کیا جاسکتا ہے، اِن کے اِس طرح کے استعمال کو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور ہونا بھی نہیں چاہئے کیوں کہ ہم عام اردو بول چال اور لکھت پڑھت میں پہلے ہی بہت سے لفظ استعمال کررہے ہیں جن پر آج تک کسی نے زبان ہلانی تو درکنار خاموش احتجاج کے طور پر اشارتاً انگلی اُٹھانی بھی گوارہ نہیں کی ہے، خیر چھوڑیں یہ ایک لگ بحث ہے، اِسے پھر کسی اگلے وقت کے لئے لگ چھوڑتے ہیں۔

بہرکیف۔۔۔! آج میرے مُلک میں دہشت گردوں کی دہشت گردی سے متعلق سیاستدانوں نے جو سیاست چمکائی ہوئی ہے اِن کی اِس سیاست میں سیاست سے زیادہ سیاہ کاری کا عنصر غالب ہے۔ اِس میں، میں زیادہ قصوروار سیاست دانوں کی "کُلّیاتِ جوازیات" کو ہی ٹھیرآونں گا کیوں کہ عوام کے سامنے سیاست دانوں نے جو کُلّیاتِ جوازیات رکھیں ہیں یہ سب کُلّیات سیاستدانوں کی اپنی اپنی سیاسی جمع خرچ پر مرتب کردہ ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں سیاست دانوں کے پیش کی جانے والے جواز جلد کُلّیات جوازیات میں بدل جاتے ہیں اور یوں ہمارے یہاں ریاستی جواز بھی کُلّیات جوازیات بن جایا کرتے ہیں آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج تک ہمارے سیاستدانوں اور ریاست کی کُلّیاتِ جوازیات کی "کوئی کل "اُس مثل والے "اُونٹ کی کل "کی طرح سیدھی نہیں ہوئی ہے، اور یہ سیدھی ہو بھی نہیں سکتی ہے کیوں کہ آج تک جو مثل والے اُونٹ کی کل درست نہیں ہو سکی ہے، آج میری دھرتی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں معصوم اور بے گناہ اِنسانوں کا جتنا بھی خون بہہ رہا ہے، اِس میں دہشت گردوں سے مذاکرات کو جائز اور ناجائز قرار دینے والے سیاستدانوں کا جواز و بلاجواز کی رٹ لگا کر قائم ہونے والے وہ ایجنڈے ہیں جن پر ہمارے سیاستدان واضح طور پر دو تو کیا۔۔؟ کئی حصوں میں بٹے ہوئے نظر آرہے ہیں، آج اِس بات کو نہ صرف پاکستانی عوام نے محسوس کیا ہے بلکہ ساری دنیا بھی اِس بات کو تسلیم کرنے لگی ہے کہ دہشت گردوں سے مذاکرات اور آپریشن اور ٹارگیٹڈ آپریشن کے معاملے میں پاکستان کے

حکمران، سیاستدان اور فورسز کے ادارے بھی مخمصے کا شکار ہیں،ایسا کیوں ہے..؟اِس کی ایک صاف وجہ یہ دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے کہ ہمارے ایوانوں اور اداروں اور سیاستدانوں اور عوام سے لے کر ہر سطح پر دو نظریات اور خیالات کے حامل لوگ پائے جارہے ہیں ایک اپنی پوری قوت سے دہشت گردوں سے مذاکرات کا قائل دِکھائی دیتاہے تو دوسرانہ مذاکرات اور ٹارگیٹڈ آپریشن پر راضی نہیں ہے بلکہ وہ دہشت گردوں کی دہشت گردی کے خلاف صرف اور صرف آپریشن کی حمایت کررہاہے ،اور وہ اپنے نزدیک یہ درست سمجھتا ہے کہ بس سرزمین پاکستان پر دہشت گردی پھیلانے والوں سے ریاست متحد ہو کرآپریشن کرے اوراِس طرح ریاست دہشت گردوں کا پاک سرزمین سے قلع قمع کرکے دم لے ، وہ اِس کے لئے یہ جواز پیش کررہاہے کہ دہشت گردوں نے مُلک میں بلاجواز دہشت گردی کرکے بہت نفرتیں پھیلادی ہیں، اِن دہشت گردوں سے نجات صرف فوجی آپریشن سے ہی حاصل ہوسکتاہے، جبکہ راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں بلاتفریق اور مکمل فوجی آپریشن توفی الحال ممکن نظرنہیں آتاہے مگرجواز بس یہی بنایاجائے کہ بلاتفریق آپریشن و ٹارگیٹڈآپریشن کے بجائے ،ہرصورت میں مذاکرات کی راہ کو جوازبناکرپیش کیاجائے، تو ممکن ہے کہ مُلک ضدی دہشت گردوں کی دہشت گردی سے بچ جائے، اور خود ضدی دہشت گردوں کی جانب سے مُلک میں کوئی مثبت اور تعمیری کرن نمودارہوجائے، مگر یہاں ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ ریاستی عناصر، سیاستدانوں عوام اور ضدی دہشت گردوں کی بھی جانب سے اپنی اپنی زبان سے

بلامقصد مرتب کی جانے والی کُلّیاتِ جوازِیات میں بھی فوری ترمیم کی جائے اور

بس!!.....

کب قوموں کی زندگیوں میں امتحانات اور آزمائشیں نہیں آئیں

یہاں مجھے بڑے افسوس اور دُکھ کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ آج میرے مُلک کے ہر شہری کوہرزمانے کے ہر قسم کے (آمر و سول) حکمرانوں کی عیاشیوں اوراِن کی نااہلی اورفرسودہ پالیسیوں کی وجہ سے بہترین خوراک ، اچھی تعلیم ، سستے علاج ومعالجہ ، پینے کے صاف پانی کی قلت، اورپُرآسائش سفری سہولتوں کے فقدان کے علاوہ گیس و بجلی کے بحرانوں سمیت مُلک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کی وجہ سے دہشت گردی کی شکل میں ہر لمحہ نازل ہونے والے امتحانات اور آزمائشوں کا جس طرح کا سامناہے،اِس کی مثال مُلک کی 66سالہ تاریخ میں نہیں ملتی ہے، مگرپھر بھی ہمارے جمہوریت پسند موجودہ حکمران ہیں کہ اِنہیں قوم کواِن آزمائشوں اورامتحانات سے نکالنے کی ذرابھی فکر نہیں ہے، موجودہ حالات میں یہ بھی اپنے بیشتر پچھلوں کی طرح قدم قدم پر مصلحتوں اور مفاہمتوں کے شکار نظرآتے ہیں۔

اَب ایسے میں مجھے ایسالگتاہے کہ جیسے ہمارے جمہوریت کو ہی اپنی دیوی اور دیوتا ماننے والے اِس کے پجاری حکمرانوں کی عقلوں پر پردے پڑگئے ہیں اوراِن کی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں ختم ہوگئی ہیں، وہ کچھ کرنے کے طاقت

اوراختیارات رکھنے کے باوجود بھی کمزوراور بے اختیاراور لاچار لگتے ہیں، ایسا کیوں ہے..؟اِس کا جواب تواِن کے پاس بھی نہیں ہے...یااِس کا یہ جواب دیناہی نہیں چاہتے ہیں..؟ نہیں ایسا بھی نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ اِس کا جواب بھی یہ مصلحت پسندی اور مفاہمتی پالیسیز کی وجہ سے نہیں دیناچاہتے ہیں، مگر وہ اتناضرور کہتے ہیں کہ کچھ خفیہ طاقتیں ہیں جواِنہیں کچھ کرنے سے روکتی ہیں۔

مگرافسوس ہے کہ ہمارے حکمران اُن خفیہ طاقتوں کا نام اپنے لبوں پر لاتے ہوئے بھی توڈرتے ہیں...یہ ایسا کیوں کرتے ہیں...؟اِس میں بھی صاف ظاہر ہے کہ اگراِنہوں نے خفیہ طاقتوں کو بے نقاب کردیاتو پھراِن کااقتدار ختم ہوجائے گا، اور پھر یہ بیچارے بھی سڑکوں پرپڑے ہوئے ہوں گے، پھراِن پر بھی اِن جیسے کسی اغیارکے پٹھو کی حکمران ہوگی، خیر ابھی تو چھوڑیں اِن باتوں کوابھی میں بات کررہاہوں کہ قوموں کی آزمائشوں اورامتحانات کی گھڑی میں متحدومنظم ہوکر تمام آفات و مسائل سے نبردآزماہونے والی عادات وروایات کی ....آج ہمیں دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ دنیامیں ایسی کوئی قوم نہیں ہے جوامتحانات اورآزمائشوں سے نہ گزری ہو یااِس کو امتحانات اورآزمائشوں نے کبھی نہ گھیراہومگروہیں دنیا کی تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ جو قومیں اپنی تاریخ اوراپنی آزمائشوں اورامتحانات کے گزرے لمحات کو

فراموش کر دیتی ہیں تو تاریخ اِنہیں بھی فراموش کر دیتی ہے، اہلِ دانش کہتے ہیں کہ " قوموں پر آئے امتحانات اور آزمائشیں اِنہیں سنبھالنے اور ترقی کی جانب کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور جو قومیں اِن سے ثابت قدم رہ کر گزر جاتی ہیں وہی دنیا میں اپنا نام و مقام روش کرپاتی ہیں اور ہماری طرح جو قومیں متزلزل ہوجاتی ہیں ، اور ہماری طرح (دہشت گردی اور سابق آمر جنرل پرویز مشرف اور مُلک کو درپیش بجلی و گیس اور دیگر) کسی ایک مسئلے کے حل پر بٹ جایا کرتی ہیں اُن ہی قوموں کے حصوں میں بدنامی اور گمنامی آتی ہیں اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پرویز مشرف کی رہائی یا مقدمہ اور مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے جیسے چھوٹے معاملات پر بھی ہماری قوم بٹ گئی ہے اور منتشرالخیال و منتشرالافکار ہو کر رہ گئی ہے، ایسے میں میرا قوی خیال یہ ہے کہ اگر اِن موجودہ حالات میں بھی ہم نے ایک اور متحد ہو کر (دہشت گردی اور مشرف جیسے) اِن دونوں معاملات سمیت دیگر مسائل کے فوری حل کے خاطر کوئی دیرپا یا مستحکم قدم نہ اُٹھایا تو پھر سمجھ لیں کہ پستی اور تباہی ہمارا مقدر بن جائے گی ۔

اگرچہ آج ہر سطح پر ہماری غیر منظم و منتشرالخیال اور منتشرالافکار قوم میں یہ سوالات پوری شِدّت سے زبانِ زدِ خاص و عام ہیں کہ "کیا قوموں کی زندگیوں میں امتحانات اور آزمائشیں آتی ہیں...؟" اور کیا دنیا کی قومیں اُن

امتحانات اور آزمائشوں سے اِسی طرح بنرد آزما ہوتیں ہیں جیسے کہ ہم آزمائشوں اور امتحانات سے نمٹ رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ؟ تو اِس پر میں یہ سوالات پوچھنے والی اپنی قوم سے بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ اہلِ دانش کا کہنا ہے کہ جو قومیں منظم اور ضابطے کی پابند ہوتی ہیں اِنہیں بہت کم مشکلات و امتحانات اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یعنی کہ جو قومیں منظم اور ضابطے کی پابند ہوتی ہیں یقیناً ایسی قومیں درس گاہوں میں پروان چڑھی ہیں اور جو قومیں غیر منظم و منتشرالخیال اور منتشرالافکار ہوتی ہیں اِن کی تباہی کے پسِ پردہ تباہ ہونے والی اِن کی درس گاہیں ہوتی ہیں ، آج یقیناً ہماری غیر منظم اور منتشرالخیال ہونے کی ایک بڑی وجہ ہماری اخلاقی اور تعلیمی طور پر تباہ شدہ درس گاہیں ہیں، جو بظاہر عمدہ عمارتوں پر تو کھڑی ہیں، مگر اِن کا معیارِ تعلیم اندر سے تاریکی کے اُس اندھیرے کنوئیں سے بھی زیادہ بدتر ہیں، جو اُوپر سے تو خوبصورت ہے مگر اپنے اندر تشنہ لبوں کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کا ایک قطرہ تک نہیں رکھتا ہے۔

بہرحال ۔ ۔ ۔ ! آج بھی دنیا میں ایسی بھی بے شمار اقوام موجود ہیں، جنہیں امتحان اور آزمائشوں کا سامنا ہے، مگر چونکہ اِن کی درس گاہیں تعلیمی لحاظ سے سلامت ہیں اور اِن کے ایوانوں میں ہماری طرح جدی پشتی جاہل اور جاگیردارانہ و سرمایہ دارانہ سیاسی مائنڈ رکھنے والے لوگ موجود نہیں ہیں، اِس لئے وہ

آزمائشوں اور کٹھن سے کٹھن امتحانات سے بھی آسانی سے کامیابی وکامرانی کے ساتھ گزرجاتی ہیں، اور ایسی ہی قومیں ہوتی ہیں جو جہاں بھر میں اِنسانیت کے لئے نفع بخش کام کرتی ہیں اور دنیا میں ترقی پاتی ہیں اور عزت و سلامتی اِن کا قدم قدم پر ماتھا چومتی ہیں سو ضروری ہے کہ قوم ہر آزمائش اور امتحان عقل سے مقابلہ کرے۔

بس حد ہو گئی..!!

قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد مذاکرات اِرادی طور پر کامیاب بنائے جائیں..!
اَب ٹامک ٹوئیاں کوئی نہ مارے...؟کیا کچھ طاقتیں حکومت اور شدت پسندوں کے
مذاکراتی عمل کو سُہانا خواب بنانا چاہتی ہیں...؟
بس حد ہو گئی...!اَب شدت پسندوں بہت ہو گیا ہے، بخش دو یار قوم کو اور خون
خرابے سے باز آجاؤ، جیسا کہ مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے اور شدت پسندوں سے
مذاکرات کے لئے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے چار رُکنی مذاکراتی کمیٹی کا اعلان
کر دیا ہے، تو ایسے میں ہر محب وطن پاکستانی کی ایک یہی التجا ہے کہ اَب تو اللہ کے
واسطے (حکومت اور شدت پسندوں) دونوں ہی جانب سے لچک اور نرمی کا مظاہرہ بھی
کیا جائے، اور اِسی کے ساتھ ہی آج اپنے پہلے اہم اجلاس کے بعد حکومتی مذاکراتی ٹیم
اپنے نیک جذبات کے ساتھ مُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے اور مُلک میں قیام
امن کے لئے دس قدم آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے ہوئے جس شان و عظمت اور تُزک
واحتشام سے یہ نکل کھڑی ہوئی ہے، تو ایسے میں اِسے حکومت اور شدت پسندوں کی
جانب سے بھی مایوس نہ کیا جائے، اور سب ہی (جن میں حکومت و حزب اختلاف،
قومی ادارے، عوام اور شدت پسند بھی شامل ہیں) کی جانب سے اِس

مذاکراتی ٹیم کو بھرپور طریقے سے خوش آمدید کہا جائے، ایک دوسرے کو گلے لگا کر دل سے دل ملا کر ایک دوسرے کی دل کی دھڑکنوں کو اِس طرح جوڑ دیا جائے کہ اَب یہ کبھی بھی جُدا نہ ہونے پائیں اور شدت پسند مذاکرات کے اختتام تک ایسے ہی وزیراعظم کی اعلان کردہ چار رُکنی کمیٹی کا خیر مقدم کریں جیسا کہ اُنھوں نے پہلے روز اِس چار رُکنی کمیٹی کو کھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے اِس کا اول روز خیر مقدم کیا ہے، اَب مذاکرات دونوں ہی جانب سے اِرادی طور پر کامیاب بنائے جائیں، اور اَب کسی بھی جانب سے اغیار کے بہکاوے میں آکر بہانے بازی یا ٹامک ٹوئیوں کا سلسلہ شروع کر کے مذاکرات کو ختم نہ کیا جائے۔

کیوں کہ آج میری دھرتی پر میرے پیاروں کا بہت خُون بہہ چکا ہے، ایسے میں سرزمینِ پاکستان کا کوئی ذرہ بھی ایسا نہیں ہے جو میرے پیاروں کے مقدس خُون سے تر نہ ہوا ہو، ایسے میں مزید خُون خرابے سے بچنے کے لئے مذاکرات ہی وہ واحد راستہ ہیں، جس سے میرے وطن کا ہر فرد دہشت گردی اور خُون خرابے سے بچ سکتا ہے اور مُلک امن کا گہوارہ بن ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہو سکتا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی یقیناً باعثِ مُسرت اور قوم کے لئے حوصلہ افزا ہے کہ گزشتہ دِنوں قومی اسمبلی میں پالیسی بیان دیتے ہوئے وزیراعظم میاں

محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ مُلک سے فوری طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لئے حکومت ایک واضح موقف اور حکمتِ عملی تک پہنچ چکی ہے،اِس موقع پر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے انتہائی عزم و ہمت سے یہ بھی کہا کہ آج پاکستان کے عوام اور ادارے دہشت گردی کی زد میں ہیں ، ہمارے معصوم بچے مر رہے ہیں، اِن لمحات میں دہشت گردی جیسے مسئلے کے خاتمے کے لئے تمام اسٹیک ہولڈرز سے مشاورت کرنے کے بعد حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جنگ کسی بھی مسئلے کا فوری حل کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتی ہے،اِس بنیادی نقطے پر قائم رہ کر ہی وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اداروں سیاستدانوں اور عوام کو اپنا ہم خیال بنایا کے بعد وزیراعظم نواز شریف نے شدت ، پسندوں سے مذاکرات کے لئے چار رکنی کمیٹی قائم کردی ہے ،اور وزیراعظم کمیٹی کے اعلان کے ساتھ ہی ایک بار پھر اپنے اِس عزم وہمت کو دھرایا کہ "شدت پسندوں کو مذاکرات کے لئے ایک اور موقع دیا جارہاہے۔

حالانکہ اِس موقع پر راقم الحرف کو وزیراعظم کے اِس بیان سے ایسا لگا کہ جیسے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف بھی شدت پسندوں سے مذاکرات کے لئے بنائی گئی اپنی چار رکنی کمیٹی کے چاروں اراکین جن میں (اپنے یعنی وزیراعظم کے نومولود خصوصی معاون) و سینئر کالم نگار عرفان صدیقی، رحیم اللہ یوسفزئی، میجر (ر) محمد عامر اور سابق سفیر رستم شاہ مہمند شامل ہیں اِن سے

پُرامید ہیں کہ یہ اِن کے اعتماد کو جِلا بخشیں گے اور یہ چاروں بااعتماد اور قابلِ بھروسہ اشخاص اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مُلک کو دہشت گردی سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

جبکہ آج یہ ٹھیک ہے کہ شدت پسندوں سے فوری مذاکرات کے لئے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے چار رُکنی کمیٹی بنا تو دی ہے مگر اِس غیر متنازعہ کمیٹی کو غیر متنازعہ بنائے رکھنے کی بھی ذمہ داری حکومت اور اداروں کی ہی ہونی چاہئے۔ اور حکومت اِس چار رُکنی کمیٹی کو ایسے ہی بااختیار بنائے، جیسے صاحبِ اختیار اپنے اختیار کے ساتھ اپنے فرائض میں بھی سخت ہوتا ہے، اَب حکومت یا ادارے اِس کا کاموں میں مداخلت نہ کریں جو اور جیسا کمیٹی کرے اِسے کرنے دیا جائے اور اِسے اپنی سے ہانکنے سے اجتناب کیا جانا بھی اشد ضروری ہے ورنہ ساری محنت اور کام پر ذرا سی دیر میں پانی پھر جائے گا۔

اگرچہ آج بھی وزیراعظم نواز شریف کی چار اشخاص پر مشتمل مذاکراتی کمیٹی پر کھلے اور دبے لفظوں میں مُلک کے اندار کچھ سیاسی و مذہبی لوگ اعتراضات کے پہاڑ کھڑے کررہے ہیں، مگر دوسری طرف دہشت گردی سے خُوفزدہ رہنے والے عوام الناس اِس نقطے پر بڑے پُرامید ہیں کہ ایک عرصے بعد دہشت گردی سے نجات کے لئے وزیراعظم کی بنائی گئی یہ چار رُکنی کمیٹی مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے

کے لئے ضرور اپنا مثبت و تعمیری کردار ادا کرے گی اور مُلک کو دہشت گردی سے نکال کر اُس جانب لے جائے گی جس کی برسوں سے قوم کو شدت سے آرزو تھی مگران تمام باتوں کے علاوہ آج بھی قوم کو ایک ڈر اور مخمصہ یہ کھائے جارہاہے کہ کیا اَب بھی کچھ اندرونی اور بیرونی طاقتیں حکومت اور شدت پسندوں کے درمیان مذاکرات کے لئے بنائی جانے والی چار رُکنی کمیٹی کو سُہانا خواب بنادینا چاہتی ہیں..؟ایسے میں دونوں جانب سے اِن خدشات اور سازشوں پر بھی کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

بہرحال اِس موقع پر مجھے جائس برورز کا یہ قول یاد آگیا وہ کہتاہے کہ " خلوص اور سچائی کی بنیاپر قائم کئے گئے تعلقات پیار محبت کا باعث بنتے ہیں" اور اَب وہ دن کوئی دور نہیں رہے ہیں کہ جب حکومت کی جانب سے شدت پسندوں سے پُرامن مذاکرات کے لئے بنائی جانے والی یہ چار رُکنی کمیٹی اپنے قول و فعل اور اپنی صلاحیتوں سے یہ ثابت کردے گی کہ اِس کا خلوص اور اِس کی سچائی شدت پسندوں سے محبت اور خلوص کے تعلقات قائم کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔

آج وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی چار رُکنی مذاکراتی کمیٹی پر جو کچھ مُلکی سیاستدان تنقیدیں کررہے ہیں اِنہیں اپنے ذہنوں اور عوامی سطح پر قبل از وقت مذاکراتی کمیٹی کی کارکردگی پر منفی سوچ نہیں پیدا کرنی چاہئے بلکہ

ایسا کچھ کرنے کے لئے اُس وقت کا ضرور خیال کرنا چاہئے جب خدانخواستہ مذاکراتی کمیٹی کسی معاملے میں ناکامی کا منہ دیکھ کر پلٹ جائے اور اِسی کے ساتھ ہی میں آخر میں چلتے چلتے وزیرِاعظم نواز شریف کی بنائی گئی چار رُکنی مذاکراتی کمیٹی سے متعلق اپنے مندرجہ بالا تمام تر نیک جذبات اور اُمید افزا ایک شگون رکھنے کے باوجود بھی میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے ابھی تک یہ بھی لگتا ہے کہ جیسے کہ وزیرِاعظم میاں نواز شریف کی جماعت کے کچھ لوگ مذاکراتی عمل کو لے کر چلنے میں غیر سنجیدہ ہیں مگر اِن کا یہ مقصد ہر گز نہیں ہے کہ وہ شدت پسندوں سے مذاکرات کے حامل نہیں ہیں بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں اور اِن کا ایک یہ بھی خیال ہے جو کہ بڑی حد تک درست بھی لگتا ہے کہ جس طرح حکومت اور ادارے شدت پسندوں سے مذاکرات کے لئے سنجیدہ ہیں تو ایسے ہی شدت پسندوں کو بھی یہ ضرور چاہئے کہ وہ بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کریں ورنہ ایسا نہیں ہوا تو پھر دہشت گردی اور شدت پسندی سے نجات پانے تک حکومت کے لئے طاقت کا استعمال ناگزیر سمجھا جائے گا۔

نوجوانو..کیا تین چھوٹی " ی " نہ ہوں تو چوتھی چھوٹی " ی " بھی بیکار ہے..؟

آج میں لکھنا تو کچھ اور چاہتا تھا مگر لکھنے کچھ اور بیٹھ گیا ہوں، اَب میں اِس اُمید کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ آج کا میرا یہ کالم بھی میرے پڑھنے والوں کو ضرور پسند آئے گا،اَب یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ "زندگی" پانچ حرفوں " ز، ن ، د ، گ، اور ی"کا ایک خُوبصورت اور حسین مرکب ہے اور جب ہم اِن پانچ حرفوں کو ملاتے ہیں تو روئے زمین پر ہر سانس لینے والی مخلوق کے لئے ایک انتہائی خُوبصورت اور حسین لفظ "زندگی" وجود میں آتا ہے، یہی وہ دلکش اور دلفریب لفظ زندگی ہے جس سے متعلق دنیا بھر کے ہر مذہب وملت اور ہر رنگ و تہذیب کے اہلِ دانش نے اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں ایسے اقوال زریں پیش کئے ہیں کہ اِنسانیت زندگی کو کچھ سمجھ پائی ہے اور کچھ سمجھنے سے بھی قاصر رہی ہے ، کیونکہ کچھ اہلِ دانش کے خیال میں زندگی مُسرتوں ، شادمانیوں کی حسین وادی ہے اور کچھ اِس بات پر بضد ہیں کہ زندگی آزمائشوں ، امتحانوں، اور مصائب وپریشانیوں کے سِوا کچھ نہیں ہے، مگراِن دونوں کے علاوہ دنیا میں کچھ اہلِ دانش ایسے بھی ہیں کہ جن کا خیال یہ ہے کہ زندگی خوشیوں اور مُسرتوں کے ساتھ ساتھ آزمائشوں اور امتحانات کے بغیرکچھ بھی نہیں ہے، میں یہاں دنیااُن تیسرے نمبر والے اہلِ دانش سے متفق ہوں جنھوں نے زندگی کو

خوشیوں اور غموں کے ملے جلے لمحات سے تعبیر کیا ہے تو یوں میں بھی یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ دراصل زندگی مُسرتوں اور غموں کے راستے کا ہی نام ہے،اور اِس کے ساتھ ہی لفظ زندگی سے متعلق یہ میری تھیوری اور میرا مشاہدہ ہے کہ لفظ زندگی کے پہلے حرف کا "ز" زن، زمین اور زر" کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور زندگی کا دوسرا حرف " ن" نادانی" کے زمرے میں آتا ہے، زندگی کا تیسرا حرف " د" درندگی" کا احاطہ کرتا ہے اور زندگی کا چوتھا حرف " گ" گندگی" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اِسی طرح زندگی کا پانچواں حرف "ی" ہمیں چیخ چیخ کر یہ بتاتا ہے کہ " یہ ہے پیارے زندگی "یوں میرے ذہن میں زندگی کے حرفی لحاظ سے حقیقت پر مبنی جو معنی اور مفہوم تھے وہ میں نے بیان کر دیئے ہیں ، اور اَب میں یہ بھی مانتا ہوں کہ ضروری نہیں ہے کہ آپ میری اِس تھیوری اور میرے مشاہدے سے متفق بھی ہوں ، آپ کا یہ حق ہے کہ آپ مجھ سے اختلاف کر سکتے ہیں اور آپ سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر زندگی سے متعلق آپ کے پاس اُوپری سطور میں میرے بیان کردہ معنی اور مفہوم کے علاوہ بھی کوئی اور خوبصورت تصور ہے تو مجھے ضرور بتائیں ورنہ میری بات پر تنقید برائے تنقید کرنے سے بھی ضرور اجتناب برتیں تو اچھا ہوگا۔

ایک مرتبہ سقراط سے کسی نے پوچھا کہ کیا اِنسانوں کے لئے موت سے بھی سخت تر کوئی چیز ہے..؟ تو پتہ ہے..؟ سقراط نے کیا جواب دیا..؟ اُس نے کہا کہ "ہاں موت

سے بھی سخت تر ایک چیز ہے اور وہ ہے "زندگی" لوگوں کو یہ سُن کر حیرانگی ہوئی تو سقراط نے کہا کہ " اِس میں حیران اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے آج میں تم کو بتاتا ہوں کہ زندگی موت سے زیادہ سخت کیوں ہے..؟ اُس نے کہا" کیونکہ ہر قسم کے رنج و آزار اور مصیبتیں زندگی میں ہی برداشت کرنی پڑتی ہیں اور موت اِن سے نجات دلاتی ہے"۔اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ زندگی ایک ایسا ہیرا ہے جسے تراشنا اِنسان کا کام ہے، اور اپنی زندگی اختصار سے ایسے گزارنی چاہئے کہ اِس کے مقاصد حاصل ہو جائیں نہ کہ بے کار رہ کر اِسے گزار کر گزر جائیں،نہ کہ ہم دنیا میں آنے کے بعد بے عمل زندگی گزاریں اور ہر لمحہ خود کو موت سے پہلے موت کے دہانے پر لے جائیں۔

بہر حال... !آج یہاں اپنے معاشرے کے جن زندہ اِنسانوں کے جھرمٹ میں رہ کر اپنی سانسیں لیتا ہوں ، اُن اِنسانوں کی زندگی اتنی مصروف ہے کہ اِنہیں دیکھ کر مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ سب کے سب زندگی کو سمجھے بغیر ایک تیز رفتار مشین کے کسی بے جان پُرزے کی طرح اِسے گزار رہے ہیں ، اِنہیں تو شاید یہ بھی نہیں معلوم کہ زندگی کے معنی اور مفہوم کیا ہیں..؟ وہ تو بس زندگی کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا میں زبردستی بھینک دیئے گئے ہیں ، مزا اور قصور اِن کے بڑوں کا تھا اَب دنیا میں آنے کے بعد سارا خمیازہ اِنہیں ہی بھگتنا پڑ رہا ہے، تب ہی یہ زندگی کے خُوبصورت اور حسین معنی و مفہوم سمجھے

بغیر اپنی زندگیوں کو عذاب سمجھ کر مادی ہوس میں یوں گزار رہے کہ اِنہیں اِس کے بغیر زندگی کا لفت حاصل ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

یوں آج کے اِنسان بالخصوص میرے نوجوانوں اور مردوں کے نزدیک لفظ زندگی کے آخری اور پانچویں حرف " ی" کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ آج کے معاشرے کے نوجوان اور مرد یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی زندگی کا محور اور مرکز تین چھوٹی " ی" ہیں اِس کے بغیر اِن کی زندگی بے کار اور بے معنی سی ہے، بالخصوص میرے معاشرے کے نوجوانوں اور مردوں کے ذہنوں میں زندگی کا ایک خُوبصورت تصور یہ ہے کہ سب سے پہلے زندگی گزارنے کے لئے "سرکاری نوکری' '"اچھی بیوی/اچھی چھوکری" اور "اچھی گاڑی "اور اگر اِن تین چھوٹی "ی "میں سے پہلے نمبر والی چھوٹی " ی " یعنی " سرکاری نوکری "کسی کے پاس ہے تو وہ قسمت کا دھنی ہے اور اِسے باقی کی دو چھوٹی " ی" میرا مطلب ہے کہ اچھی بیوی / لڑی ' چھوکری اور اچھی گاڑی "خودبخود مل جائیں گیں اور اگر اِس کے " پاس پہلی ہی والی چھوٹی "ی" یعنی سرکاری نوکری " نہیں ہے تو پھر اِسے باقی کی دو چھوٹی "ی" کا حصول محض خواب ہی رہے گا اور یوں اِسے اپنی زندگی کی چھوٹی " ی " بھی کاٹ کھانے کو دوڑے گی، اور وہ تنگدستی کی چھوٹی "ی" کی وجہ سے خودکشی کی چھوٹی " ی" کو گلے لگالے گا۔اَب ایسے میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ آج میرے معاشرے کے نوجوان اور مرد سرکاری نوکری کی چھوٹی "ی " کی تو جستجو میں یوں غرق ہو گئے

ہیں اِنہیں اِس کے سِوا کچھ نظر ہی نہیں آتا ہے مگر کیا وجہ ہے کہ یہ زندگی گزارنے کے لئے تو سرکاری نوکری کے لئے بیتاب ہیں مگر یہی لوگ سرکاری تعلیم، سرکاری علاج اور سرکاری دیگر سہولیات سے کیوں انکاری ہیں. ؟ میرے معاشرے کے اِنسانوں کو تین چھوٹی "ی" کے حصول کے حسین و دلفریب تصور سے نکل کر زندگی گزارنے کے لئے حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کے کلّیئے کو بھی اپنانا چاہئے اور یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ سرکاری نوکری کے بغیر بھی تو زندگی حسین گزاری جا سکتی ہے۔ (ختم شُد

پاکستان کا تھر کول بجلی منصوبہ اور پھر امریکی ہٹ دھرمی و تحفظات...؟

امریکا پاکستان اور پاکستانیوں کو اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتا ہے.... سب کا پالنے اور دینے والا اللہ ہے امریکا نہیں ہے...!!

تھر لگنائٹ مقامی اثاثہ ہے اور یہ ہمیں وافر مقدار میں دستیاب ہے یعنی کہ تھر میں پائے جانے والے کوئلے کے ذخائر کے بارے میں مُصدّقہ اطلاعات یہ ہیں کہ یہ دنیا کے ساتویں بڑے ذخائر ہیں جن میں پائے جانے والے کوئلے اندازے کے مطابق 175 بلین ٹن ہیں جن سے پاکستان اگلے 200 سال یعنی دو صدیوں تک 100,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور تھر کے کوئلے کے بارے میں خام و قوی خیال یہ بھی ہے کہ تھر کے کوئلے کے ذخائر مُلک میں بجلی کی پیداوار کے لئے نہایت موزوں ہیں، اِسی لئے تو تھر کول جیسی قدرت کی دی گئی اِس عظیم نعمت کو کارآمد بناکر تھر کول سے وسیع پیمانے پر پیداوار کے فوائد حاصل کرنے کے لئے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور سابق صدر آصف علی زرداری نے جمعتہ المبارک 31 جنوری 2014 کو تھر کول مائننگ اینڈ پاور پروجیکٹ کا افتتاح عین ایسے وقت میں کیا جب مُلک کو توانائی کے بہت بڑے اور سنگین بحران کا سامنا ہے۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ اِس منصوبے کو نیک نیّتی اور پُرخلوص جذبات کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچادیاگیاتو اِس منصوبے کی تکمیل کے ساتھ ہی پاکستان ترقی و خوشحالی کی اُوج ثریاکو چھولے گا، مگرایسالگ نہیں رہاہے کہ پاکستان اپنے تھرلگنائٹ مقامی اثاثے سے اپنے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا، کیوں کہ اِس کی افتتاحی تقریب کے ساتھ ہی دہشت گردِ اعظم اور ہمارا نام نہاد دوست امریکاکے پیٹ میں مروڑاُٹھنے شروع ہوگئے ہیں اوراِس نے تھرکول منصوبے پر اپنے تحفظات کا ایسے ہی اظہار کرناشروع کردیاہے جیسے امریکانے پاک ایران گیس منصوبے پر کئے تھے اور بالآخر امریکا ہمارے حکمرانوں پر دباؤ ڈال کر اور دھونس دھمکی سے ہم سے پاک ایران گیس منصوبے کو گھٹائی میں ڈلوانے میں بڑی حدتک کامیاب ہوتادکھائی دے رہاہے اور اَب ایک مرتبہ پھر امریکانے ہمارے تھرلگنائٹ منصوبے پر اپنے تحفظات کا اظہار کچھ یوں کیاہے کہ "کوئلے سے بجلی پیداکرناعالمی پالیسی کے منافی ہے" اِس پر ہمارے حکمران حیران ہوں کہ نہ ہوں مگراِس امریکی حربے پر عوام ضرورششدر ہیں اوراِس امریکی ہٹ دھرمی اور تحفظات کو پاکستان سے دُشمنی قراردے رہے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا بھر میں کوئلہ بھی قدرِ سستااور آسان توانائی پیداکرنے کا ذریعہ ہے،اورجب ہی تو دنیاکے بیشتر ایٹمی اور ترقی

یافتہ ممالک جن میں چین، امریکاسمیت بھارت اور جرمنی اور دیگر ممالک بھی شامل ہیں وہ کوئلے سے 80 فیصد سے زائد بجلی پیدا کرکے اِس ہی بجلی سے اپنی صنعتوں اور کارخانوں کی پیداواری صلاحیتوں کو بڑھا کر اپنی معیشت کو مستحکم بخش رہے ہیں ایک اندازے کے مطابق آسٹریلیا کوئلے سے 80 فیصد بجلی پیدا کرنے والا دنیا کا واحد مُلک قرار پا کر سرِ فہرست ہے اور اِسی طرح چین 78 فیصد، بھارت 53 فیصد، امریکا جو پاکستان کے تھر کول سے بجلی پیدا کرنے کو عالمی پالیسی کے منافی قرار دے رہا ہے یہ کم بخت خود بھی کوئلے سے 50 فیصد بجلی پیدا کرنے والا دنیا کا بڑا مُلک ہے اور دیکھو تو صحیح امریکا کی حرامی خوری یہ پاکستان کو کوئلے سے بجلی پیدا کرنے سے کیسے ڈرا اور دھمکا رہا ہے، جبکہ جرمنی 47 فیصد، برطانیہ 30 فیصد، عالمی اوسط 46 فیصد ہے جبکہ حیرت انگیز طور پر پاکستان جو دنیا کا ایٹمی مُلک ہے یہ کوئلے سے بجلی پیدا کرنے والا وہ واحد مُلک ہے جو کوئلے سے صرف 0.1 فیصد بجلی پیدا کرتا ہے، اور آج جب اِس نے اپنے تھر لگنائٹ کے مقامی اثاثے سے 200 سال تک 100,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے تھر کول پروجیکٹ کا افتتاح کیا ہے تو کیوں امریکا اِس پر اپنے طرح طرح کے تحفظات کے ساتھ چیخ پڑا ہے...؟

اگرچہ آج یہ بات تو واضح ہو گئی ہے اور جسے عوام تو سمجھتے ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران خواہ وہ سِول (جمہوری) ہوں یا فوجی آمر بس وہ ہی

یہ بات نہیں سمجھتے ہیں کہ امریکا ہمارا حقیقی دوست نہیں ہے..؟کیوں کہ کوئی بھی حقیقی دوست اپنے حقیقی دوست کی ترقی و خوشحال کاپر حسد نہیں کرتا ہے اور اپنے دوست کی کسی بھی اچھی چیزاوراِس کی ترقی اور خوشحالی کا قطعاً مخالف نہیں ہوتا ہے مگر پچھلے 67 سالوں کے دوران ساری پاکستانی قوم نے یہ دیکھ لیا ہے کہ امریکا ہماری ہر ترقی اور خوشحالی اور ہمارے ملکی استحکام بخش منصوبوں اور پرجیکٹس سے ہمیشہ خائف رہا ہے اور ہمیشہ سے ہی اِس نے ہماری ہراچھی پلاننگ میں اپنے تحفظات کے کیڑے نکالے ہیں،اور ہمیں دیدہ ودانستہ خودسے یااپنے مختلف ذرائع سے ہراُس کام کے کرنے سے روکا ہے جس کی تکمیل سے ہمارے وسیع ترملکی مفادات وابستہ رہے ہوں، امریکا کا ہمارے ہر اچھے اور دیرپامنصوبے پر فضول کے تحفظات کا اظہار کرنے کا مقصد یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ہمارے ہر منصوبے اور ہمارے دیرپامقاصدکے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے،اوراِسی طرح آج بھی جب پاکستان نے اپنے تھرکول (کوئلے سے) بجلی پیداکرنے والے منصوبے کی افتتاحی تقریب کی اوراِس منصوبے کی جلد تکمیل سے مُلک کو بجلی و گیس کے بحرانوں سے نکالنے کا عزمِ صمیم کیا ہے تواِس کے فوراََ ہی بعدامریکااپنے سخت ترین تحفظات لئے ہمیشہ کی طرح اِس مرتبہ بھی پاکستان کے سامنے آن کھڑاہواہے،آج امریکانے پاکستان کے تھرکول منصوبے پراپنے ایسے ایسے سخت ترین تحفظات کی بھرمارشروع کردی ہے کہ ایسالگ رہاہے کہ جیسے امریکی تحفظات کا سلسلہ جاری رہاتو مستقبل قریب میں امریکی دباؤمیں آکر

ہمارا یہ منصوبہ بھی پاک ایران گیس منصوبے کی طرح امریکی سازشوں اور امریکی مفادات کی نظر ہو کر سُرخ فائلوں میں بند کرکے غرق کر دیا جائے گا،اور امریکا اپنا یہ کام ہمارے اِن ہی اپنے پٹھو حکمرانوں سے کروائے گا جنھوں نے 31 جنوری 2014 کو تھر کول منصوبے کے وقت یہ کہا تھا کہ " سیاسی قیادت متحد ہے ہو سکتا ہے کسی کو ہمارا مل بیٹھنا اچھا نہ لگے "ہمارے حکمرانوں کی بندھی ہوئی زبان اور سِلے ہوئے لب کے کسی کونے سے اپنے لئے نکلے یہ جملے امریکیوں کے دل و دماغ پر ہتھوڑے بن کر برس رہے ہیں اور امریکیوں کے کانوں میں یہ جملے ایسے بیٹھ گئے ہیں کہ امریکیوں نے اِس کا علاج یہ نکالا ہے کہ امریکا تھر کول منصوبے کو یہ جملے کہنے والوں سے ہی اِس منصوبے کا خاتمہ اِن ہی کے ہاتھوں سے کرائے گا جس سے امریکا اپنی پاکستان نہ کھپے کی سازش کو تقویت بخش دے گا،یعنی یہ کہ امریکا ہمیں اپنی مفاد پرستانہ دوستی کی آڑ میں اپنی امدادوں اور سود سے بھرے قرضوں کے عوض ہمیں اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتا ہے، اور ہماری ہر اُس ترقی اور خوشحالی کے خلاف ہے جس کی تکمیل سے ہم اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتے ہیں۔

اَب یہ بات تو ہمارے اِن امریکی پٹھو حکمرانوں کو سمجھنی چاہئے کہ امریکا اِنہیں اقتدار کی بھیک دے کر اِن ہی کے ہاتھوں سے پاکستان سے وابستہ اپنے کیسے کیسے مفادات حاصل کر لیتا ہے، یہاں میرا منہ کھلا تو شائد بند نہ ہو مگر

سمجھانے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے حکمران اور ہم وہ ایسے امریکی وفادار جانور ہیں جو اپنے مالک سے ہر مرتبہ دھتکارے جانے کے بعد بھی اِسی کے در سے روٹی کھانے کو اپنی تسکین کا باعث سمجھتے ہیں۔

اگرچہ آج ہمارے حکمرانوں نے یہ کہہ تو دیا ہے کہ ہماری سیاسی قیادت متحد ہے اور ہمارا ملکی مفاد میں بل بیٹھنا کسی کو پسند نہیں آئے گا مگر دیکھنا پھر بھی یہی لوگ آئندہ چند دِنوں میں تھرکول بجلی منصوبے پر اپنی زبانوں کے ساتھ امریکیوں جیسا تحفظات کرتے نظر آئیں گے، آج اگر یہ خدا کی قسم اپنے مُلک اور قوم کے ساتھ مُخلص ہیں اور حقیقی معنوں میں اِس پاک دھرتی کے جیالے سپوت ہیں اور اپنے ماں باپ کی حقیقی اولادیں ہیں تو وہ امریکی ڈالروں کے عوض نہیں بکے گیں اور اَب نہ اِس منصوبے پر کسی امریکی دباؤمیں آکراس وسیع تر ملکی مفاداتی منصوبے کو بند کریں گے، بلکہ اَب ہمارے حکمرانوں کے لئے وقت آگیا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں یہ ثابت کردیں کہ واقعی ہماری سیاسی قیادت متحد ہے اور اپنے اِسی متحد ہونے سے دنیا کو یہ بھی بتادیں کہ ہمارا بل بیٹھنا جِسے پسند نہیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہ ہمارا مفادت پرست اور ہماری ترقی و خوشحالی سے جلنے والا ہمارا دوست امریکا ہے اور پھراِس کے بعد امریکا کے کان پکڑ کراس کی ٹانگیں توڑے کر اِسے مُلک سے ایسے باہر کردیں کہ یہ پھر ہمارے مُلک اور ہماری سرزمین پر دوبارہ نہ داخل ہونے پائے، بس

اِس کام کے لئے بھی ہمارے حکمرانوں کو ذرا سی ہمت کرنی پڑے گی،اور اِس بات پر اپنا یقین پکا کرنا پڑے گا کہ سب کا پالنے والا اللہ رب العزت ہے، امریکا نہیں ہے۔

پتہ لگاؤ۔۔!کیا مسائل کا حل جمہوریت میں ہے یا نفاذ آئینِ مصطفیٰ ﷺ میں۔۔؟

میں کافی دِنوں سے یہ سوچ رہا تھا کہ وہ بات اور اِس سے متعلق وہ سب کچھ کسی کالم میں کہہ دوں جو ابھی تک میں نہیں کہہ پایا ہوں سو اِس کے لئے پتہ نہیں کیوں۔۔۔؟آج میں نے ہمت کی ہے اور وہ سب کچھ کہنے کا اپنے اندر جذبہ پیدا کیا ہے آج جس کے لئے میں زیادہ تمہید نہیں باندھوں گا بس آج میں اپنے دل کی بات اِس شعر سے کہہ دینا چاہتا ہوں شاعر کہتا ہے کہ:۔

یک گونہ عِشق رکھتے ہیں جمہوریت سے ہم
آئینِ مصطفیٰ ﷺ پہ ہمیں اعتماد ہے
عِشق ویقین و نظم سے ہے آبروئے قوم
بنیادِ احتشامِ وطن اتحاد ہے

اَب آؤ کہ آج ہم سب مل کر یہ پتہ لگائیں کہ ہمارے مُلک میں جو مسائل اور بحرانوں سے بھرپور یہ جمہوری رسم ورواج والا نظام قائم ہے کیا ہمارے یہاں اِس کے بغیر (آمریت کے علاوہ) بھی کوئی ایسا دائمی نظام قائم نہیں ہوسکتا ہے کہ جس سے ہمیں مسائل سے نجات اور جھٹکارہ حاصل ہوجائے اور شدت پسندوں سمیت سب کو وہ نظام پسند بھی آجائے تو پھر کیوں نہ ہم مُلک میں اسلامی نظامِ

حکومت کے قیام اور نفاذِ آئین مصطفیٰ ﷺ کے لئے سب مل کر اپنی اپنی کوششیں تیز سے تیز تر کردیں، بس ہمارا شدت پسندوں سے اِسی ایک نقطے پر تو شدید اختلاف ہے تو پھر کیوں نہ اپنے مُلک میں مثالی امن و سکون کے لئے چلو حقیقی اسلامی حکومت اور مُلک میں مثالی نفاذ آئین مصطفیٰ ﷺ سلسلہ شروع کردیں اور ہی ہاتھوں سے ہم لوگ خود موجودہ جمہوری نظامِ حکومت کی دلکش اور دلفریب بچھائی گئی بساط کو لپیٹ دیں جس کا ہمارا حکمران طبقہ ناکام ہو کر بھی کامیابی کے گُن گاتے نہیں تھکتا ہے پتہ نہیں یہ ایسا کیوں کرتا ہے...؟اَب اِس کے پسِ پردہ وہ کون سے عوامل اور عناصر کارفرماں ہیں جو ہمارے لوگوں کواِن کی اصل دینی راہ اور اِن کی حقیقی نفاذِ آئینِ مصطفیٰ ﷺ کی روح سے بھٹکا کر اِنہیں جمہوریت جیسی کسی ناکام دنیاوی سمت کی طرف لے جارہے ہیں اوراِس کے ساتھ ہی آج ہم یہ بھی پتہ لگائیں کہ ہمارے لوگوں کو جمہوریت کی لولی پاپ کے مزے دینے والے کون سے لوگ ہیں...؟

بہرحال...!آج جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ 67 سال قبل اسلام کے نام پر جو ریاست پاکستان کے نام سے قائم ہوئی تھی،اِس کی اساس ہی آئین مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ تھا مگر افسوس کہ اول ہی روز سے اِس ریاست کے حاکموں نے کسی کے چسکے اور بہکاوے میں آکر آئینِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کو چھوڑ دیااور اُنھوں نے دیدہ ودانستہ جمہوریت کی دیوی کو اپنی بغلوں میں دبائے رکھا اور اِسے ایسے لئے

پھرتے رہے کہ جیسے اِن کی جان ہی جمہوریت کی دیوی میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج حکمران طبقہ جمہوریت کی دیوی کی پوجا پاٹ میں اُس حد تک پہنچ گیا ہے کہ آج اِس نے جمہوریت کو ہی اپنی تمام تر اُمیدوں اور آرزوؤں اور رانائیوں کا محور جان لیا ہے اور عوام کو بھول کر صرف جمہوریت اور جمہوری طریقوں کو ہی لے کر چلنے میں جمہوریت کو اپنی بقا و سالمیت کا ضامن سمجھ لیا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج ہمارے حکمران نے یہ بھی سمجھ لیا ہے کہ یہی جمہوریت تو ہے جو دنیاوی اور آخروی زندگیوں میں اِن کی نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی ۔یعنی یہ کہ آج حکمرانوں اور سیاستدانوں کی صورت میں مُلک اور عوام پر قابض رہنے والے یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے جمہوریت کے چٹکلوں سے عوام الناس کی آنکھوں میں کچھ اِس انداز سے دھول جھونکی ہے کہ اَب تو عوام کی آنکھوں میں چبھتی ہوئی یہ دھول بھی عوام کو تسکین کا باعث محسوس ہورہی ہے جبکہ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج تو عوام الناس کو اِس بے وقعت جمہوریت اور جمہوری عمل کے گزرتے ہوئے لمحات کے ساتھ ساتھ ہونے والے نقصانات نظر نہیں آرہے ہیں مگر در حقیقت اِس کے دنیاوی اور آخروی نقصانات بھی اپنی جگہ اٹل ہیں اَب یہ اور بات ہے کہ آج ہم عوام اِن جمہوری نقصانات کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔

حالانکہ موجودہ حالات میں میرے مُلک کا کوئی بھی ذی شعور اور پکا و سچا اسلام

کا پیروکار شخص اِس سے انکار نہیں کرسکتا ہے کہ آج بھی جمہوری اور آمر حکمرانوں کے پیدا کردہ مسائل اور طرح طرح کے مصنوعی بحرانوں سمیت دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار، بھتہ خوری، فرقہ واریت، لسانیت، کرپشن، فحاشی اور بے راہ روی کی شکار بیشتر پاکستانی قوم جس کے سینے میں ٹھاٹھے مارتا عشق مصطفیٰ ﷺ کا سمندر موجزن ہے اور یہ سمندر قوم کا سینے چیر کر باہر نکلنے کو ہے اور قوم مُلک کے اندر نفاذِ آئینِ مصطفیٰ ﷺ کے عمل دیکھنے کو بیتاب ہے تو آج ساری پاکستانی قوم اپنے اِسی جذبے کی بدولت یہ چاہتی ہے کہ موجودہ حالت میں تمام مسائل کا واحد حل مُلک میں نفاذِ آئینِ مصطفیٰ ﷺ میں ہے اور اِس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ مُلک کو مسائل اور دیگر بُرائیوں سے نجات مل سکے۔ اور ایسے میں یقینی طور پر سرزمینِ پاکستان میں بسنے والے ہر مسلمان کی دلی آرزو بس یہی ہے کہ جلد از جلد مُلک میں اسلامی نظام حکومت قائم ہوجائے اور سارے مُلک میں نفاذِ آئین مصطفیٰ ﷺ رائج ہوکر سارا مُلک امن و امان اور محبت و مساوات اور اتحاد و ملی یکجہتی اور حقیقی اسلامی ریاست کا نقشہ پیش کرنے لگے اگرچہ میرے اور بہت سوں کے مجھ جیسے یہ نیک خیالات وجذبات اپنی جگہہ درست ہیں مگر ہمارے یہاں برسوں سے جس جمہوریت کے پجاری ٹولے نے اپنے مفادات کے خاطر عوام کو اپنی طرح طرح کی چالوں سے ایسے بیوقوف بنا رکھا ہے کہ عوام اپنے مسائل کے حل کے لئے تو اِن کے پیچھے پاگلوں کی طرح دوڑے جارہے ہیں اور وہ عوام کو اپنے اشاروں سے نچارہے ہیں اور عوام کی بے حسی اور لاچارگی کا

تماشہ کرکے اِسے جمہوریت قرار دے رہے ہیں یہ ٹولہ شاید کبھی بھی نہ چاہئے گا کہ ملک
میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ قائم ہو۔اور اِس کا دال دلیہ بند ہو جائے مگر پھر بھی ہماری کوشش
جاری رہنی چاہئے۔

پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری وطالبان مذاکرات پر سیاسی بازی گروں کا چھچھورا پن

کیاپاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری ایک بار پھر بڑاالمیہ ہوگی...؟
عمران خان اور مولانافضل الرحمٰن کا طالبان کی پیشکش کو ٹھکراناکیاڈرامہ بازی ہے...؟
آج بات ہوجائے سیاست دانوں کی سیاسی بازی گری اور سیاست میں اِن کی بدزبانی اوراِن کے چھچھورے پن کی کہ سیاست دان اپنے مفادات کے خاطر سیاست کے وسیع و عریض میدان میں کیسے کودتے ہیں...؟ اور یہ کیسے اپنے مفادات کی جنگ لڑتے نظرآتے ہیں...؟ حالانکہ سیاست تواِنسانوں کی ایسی آسمانی سرگرمیاں ہوتی ہیں جس سے لاکھوں اور کروڑوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں بدلنے اور بننے سے وابستہ ہوتی ہیں مگراِس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اِن کی طبیعتوں میں سنجیدگی اور .بردباری کا عنصر غالب ہواور اگرایسانہیں ہے تو پھر سیاست کے نتائج کیسے خراب... اور کچھ ایسے ویسے ہوتے ہیں...؟ میرے لئے اِس سے زیادہ کچھ کہنا محال ہے۔
بہر حال..!ایک موقع پر سیاست سے متعلق محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے اپنے

سیاسی مشاہدات اور تجربات کے بعد یہ فرمایا تھا کہ " سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُوررَس ذمہ داریاں ہوتی ہیں، سیاست قوم کے وجود میں اِس کے احیا کی بنیاد ہوتی ہے "تو دوسری طرف سٹیونس کا بھی اپنی تجربات اور مشاہدات کے بعد سیاست سے متعلق یہ کہنا بڑی حدتک درست ہے کہ " لگتا ہے کہ سیاست کو ایک ایسا پیشہ بنادیا گیا ہے کہ جس میں کسی قابلیت و مہارت کی ضرورت نہیں " جبکہ ہماری ملکی موجودہ سیاسی حالات میں ایسا لگنے لگا ہے کہ جیسے سیاستدانوں نے محترمہ بینظیر بھٹو کے کہے کو بھولا کر خود کو سٹیونس کے قول میں ڈھال لیا ہے، اگرچہ اِس نقطے سے قطع نظر کہ سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے "مگر ہمارے سیاستدانوں نے تو تمام سیاسی رموز و آگاہی کی پرواہ کئے بغیر ہی سیاست کو ایسا ہی پیشہ بنالیا ہے جس سے متعلق سٹیونس نے کہا ہے۔

جبکہ اَب اِس میں کسی بھی صورت میں دورائے پیدا نہیں ہو سکتی ہے کہ آج ہماری موجودہ جمہوری حکومت کے حکمرانو اور سیاست دانوں نے ملکی سیاست کو کھلی تجارتی منڈی میں بدل دیا ہے اِس حوالے سے ابھی پہلے بات ہو جائے اِس خبر کی جو نجکاری کمیشن سے متعلق ہے خبر کے مطابق " نجکاری کمیشن کے بورڈ کا اجلاس 10 فروری کو ہونے کا امکان ہے اور اِس کے فوری بعد پہلے ہی مرحلے یں پاکستان اسٹیل ملز کی فروخت کرنے کا عمل شروع ہو جائے گا جس کے بارے میں حکومت نے سینہ ٹھونک کر اور چیخ چلا کر اِس عزم کو دُھرایا ہے کہ اداروں کی

نجکاری کے عمل پر اسٹیک ہولڈرز کی لاکھ مخالفت کے باوجود ہم اداروں کی فوری نجکاری کو ملکی معیشت اور مُلک کے استحکام کے لئے اِنتہائی اہم سمجھتے ہیں،اور قومی اداروں پاکستان اسٹیل ملز، فیصلہ آبادالیکٹرک سپلائی کمپنی (فیسکو) ، مظفرآباد میں تھرمل پاور اسٹیشن سمیت جون 2014تک مختلف سرکاری اداروں کی تیزرفتار III ٹی پی ایس) اور جینکو) ی سے ہونے والی نجکاری سے قومی خزانے میں 150ارب روپے کا اضافہ کرناحکومت کا ہدف ہے،"یوں آج مجھے اپنے سیاسی بازی گروں کے بزنس مائنڈڈ ہونے اوراِن کے مفادپرست اور خودغرض ہونے کا شک یقین میں بدل گیااور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیاکہ کیا ہمارے سیاسی بازی گرحکمران قومی اداروں کی آڑ میں دراصل مُلک کو جیسے تیسے کوڑیوں کے عوض بیچ دیناچاہتے ہیں...؟اوراِس کے علاوہ اِن کی نہ توکچھ سوچ ہے اور نہ ہی اِن کاآئندہ کا کوئی ایسا لائحہ عمل ہے کہ جس سے مُلک اور قوم کو فائدہ پہنچے اِن کے نزدیک تو بس اپنے تجارتی مقاصد ہی مقدم اور کارفرماہیں جس کے لئے یہ 10 فروری کو نجکاری کمیشن میں قومی اداروں کی فروخت سے متعلق اِنمٹ اور دیرپا فیصلے پاکستان PIA کریں گے،اگرچہ اطلاعات یہ ہیں کہ حکومت کے نجکاری کمیشن نے پاکستان ریلوے کی نجکاری کی مخالفت کی ہے،اِس پر راقمPRانٹرنیشنل ایئرلائین اور الحرف کا خیال یہ ہے کہ پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائین اور پاکستان ریلوے دراصل دوایسے ادارے ہیں جن کے اثاثہ جات یعنی ہوائی جہاز اورٹرینوں کی تصویریں صرف اشتہارات میں تو نظروں کو اچھی لگتی

ہیں مگراِن کی کارکردگی صفر صفر یا اِس سے بھی کم درجے کی ہے یوں اِن اداروں کی واقعی نجکاری کی جانی چاہئے تھی مگر حکومتی نجکاری کمیشن نے اِن دونوں اداروں کی نجکاری کرنے سے یوں انکار کردیا کہ اِن دونوں اداروں سے حکومتی اراکین اور وزراء کے اپنے ذاتی اور اِن کے خاندان والوں کے مفادات وابستہ ہیں ، یہ دونوں ادارے اول روز ہی سے خسارے میں چلتے رہے مگراس کے باوجود بھی ہر دورِ حکومت میں یہ دونوں ہی ادارے حکومتی اراکین اور وزراء سمیت اِن کے خاندان کے ہر فرد کو مفت اور سستی سفری سہولیات فراہم کرتے ہیں اور دونوں ادارے مالی اور فزیکلی اعتبار سے بھی اپنی اپنی تباہی کے دہانوں پر پہنچے کے باوجود بھی حکومتی اراکین ، ممبران اراکین پارلیمنٹ اور حکومتی وزراء سمیت اِن کے خاندان والوں کو ایسی ہی مفت اور سستی سفری سہولیات فراہم کررہے ہیں جیسی یہ پہلے روز سے کیا کرتے تھے اِس وجہ سے حکومتی نجکاری کمیشن پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن اور پاکستان ریلوے کی نجکاری کی مخالفت کردی ہے، جبکہ کہیں پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری کا فیصلہ اِس لئے تونہیں کیا جارہاہے کہ یہ سندھ میں قائم ہے اور شہید ذوالفقار علی بھٹوکے دورِ حکومت میں اِس کی بنیادرکھی گئی تھی اور ویسے بھی پاکستان اسٹیل ملز سے نہ توحکومتی اراکین اور وزراء سمیت اِن کے خاندان کے کسی فردکا کوئی مفادوابستہ ہے یہ توصرف اور صرف ایک پیداواری ادارہ ہے اور آج حکمرانوں کی نااہلی اور عدم توجہی کی وجہ سےاِس کی پیداواری صلاحیت بھی

ختم ہو کر رہ گئی ہے تو ایسے میں اِس وجہ سے اِس کی نجکاری بھی کی جا رہی ہے... ؟کیا اَب ایسے میں پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری ایک بار پھر قومی المیہ ہو گی ... ؟ قبل اِس کے کہ ایسا کچھ ہو حکومت اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور پاکستان اسٹیل ملز جیسے پیداواری ادارے کی پیداوار بڑھائے تاکہ اِسے اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے فروخت کر دے اگر حکومت نے ایسا کیا اور پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری کی تو اِس کے مُلک پر بڑے مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

آج ہم پر وفاق میں جمہوریت اور جمہوری عمل کی آبیاری کی آڑ میں قومی اداروں کو شفافیت کا جھانسہ دے کر فروخت کر دینے والے ایسے تجارتی مائنڈڈ حکمران مسلط ہیں تو وہیں وفاق کے علاوہ صوبائی سطح پر ایسے سیاسی بازی گر بھی ہیں جو ہمارے ارد گرد موجود ہیں اور ہم پر منڈلا رہے ہیں جنہیں ایک ایک صوبوں کی حکومت کے علاوہ کوئی زیادہ شرف حاصل نہیں ہے وہ بھی اپنے اپنے صوبوں میں اپنی اپنی داداگیری کے بازار گرم کئے ہوئے ہیں کہ اِن کے کارنامے دیکھ اور پڑھ اور سُن کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے، حالانکہ یہ اپوزیشن میں ہیں مگر دعوے اِن کے صاحبِ اقتدار کی طرح ہیں، میں بات کر رہا ہوں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان تحریک انصاف والوں کی جن کی حکومتیں اِن کے کرتوتوں کی وجہ سے وفاق میں تو نہیں بن پائی ہیں اگر اِن کے کرتوت ایسے ہی رہے تو ممکن ہے کہ اِن کی حکومتیں اگلے انتخابات میں صوبوں ییں بھی ختم ہو جائیں

وفاق میں حکومت بنانے کا دور کا معاملہ ہوگا مگر آج جہاں بھی اِن کی حکومتیں ہیں وہ اِنہیں بھی ٹھیک طرح چلانے کے قابل نہیں ہیں۔

اگرچہ اِس پر بھی قوم میں کوئی دوسری رائے نہیں پائی جاتی ہے مگر قوم یہ ضرور سمجھتی ہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی والے صوبہ سندھ میں اور پاکستان تحریک انصاف والے خیبر پختونخواہ میں حکومتی اُمور کی انجام دہی میں بُری طرح سے ناکام ہوگئے ہیں بہرکیف..! میں نے اِس موقع پر اِن دونوں صوبوں میں قائم حکومتی جماعتوں والوں سے متعلق جو اور جتنا بھی کہہ دیا ہے اِن یہ دونوں جماعتوں والوں کو اپنے لئے بہت سمجھنا چاہئے اور ضروری ہے کہ اَب یہ دونوں اپنا اپنا احتساب کریں اور اپنی اپنی حکومتی کارکردگیوں کا صاف شفاف جائزہ لیں اور جلد از جلد خود کو عوامی نمائندہ تصور کرکے قومی اور عوامی خدمات انجام دیں۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً کسی حدتک قوم اور خود پاکستانی سیاست میں سرگرم رہنے والے سیاسی بازی گروں کے لئے بھی پریشان اور حیران کُن ہے کہ پاکستان تحریک انصاف جو پہلے ہی اپنے صوبے خیبر پختونخواہ میں حکومت ہونے کے باوجود ناکام ثابت ہوئی ہے آج اگر مُلک میں مثالی اور دیرپا قیامِ امن کے عمل کے لئے تحریک طالبان والوں نے پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان

اور جمعیتِ علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کو امن مذاکرات کے لئے اپنی کمیٹی میں شامل ہونے کا اعلان کرکے دعوت دی تو کیوں فوراً ہی پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان اور جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے امن مذاکرات کے لئے طالبان کی نمائندگی کرنے سے انکار کردیا...؟اور ساری قوم کے سامنے پاکستان تحریک انصاف کی کور کمیٹی والوں نے کچھ اِن الفاظوں اور جملوں کے ساتھ زبان کھولی کہ "چیئرمین عمران خان طالبان کمیٹی کا کسی بھی حال میں حصہ نہیں بنیں گے جبکہ مذاکرات میں تعاون کریں گے اِس کے لئے ہمارے نمائندے رستم شاہ مہمند تو پہلے ہی کمیٹی میں شامل ہیں "جبکہ اِسی طرح جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن جو حال ہی میں حکومت میں زبردستی کے حصے دار بنتے ہیں اُنھوں نے بھی حسبِ روایت اپنی انتہائی احساس محرومی اور اپنی سیاسی بازی گری کا اظہار کرتے ہوئے طالبان پیشکش پر انکار کردیااور یہ کہاکہ" وزیراعظم نے اِس موضوع پر ہم سے مشاورت نہیں کی موقع پر نظرانداز کردیاگیاتاہم کمیٹیوں پر اعتماد ہے اِس حوالے سے اپنی پوزیشن واضح کررہے ہیں " یوں مولانا نے بھی حکومت اور طالبان کے درمیان ہونے والے اہم مذاکرات کا حصہ بننے سے صاف انکار کردیا" اَب یوں لگتاہے کہ جیسے عمران خان اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں ہی نے اپنے آپ کو ایک اچھے اور بامقصد مذاکراتی عمل سے دور رکھ کر صرف تماشہ دیکھنے والوں اور باہر سے شورشرابہ کرنے والوں کی صف میں رکھنے کو ترجیح دی۔ حالانکہ آج

وہ کون ہے ..؟جو یہ نہیں جانتا ہے کہ عمران خان اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں ہی مُلک میں ڈرون حملوں اور شدت پسندوں کے خلاف ریاستی طاقت کے استعمال کے بڑے سخت مخالف رہے ہیں اور شاید آج بھی یہ اِس پر قائم ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ اِن دونوں ہی سیاسی بازی گروں نے طالبان کی مذاکراتی کمیٹی کا حصہ بننے سے

انکار کردیا ہے... ؟آج قوم اِن کی اِس ڈرامے بازی پر اِن ہی سے خود جواب سُننے کی خواہش مند ہے کہ عمران اور فضل الرحمٰن نے ایسا کیوں کیا ہے... ؟کیا اِن دونوں پاکستان تحریکِ انصاف چیئرمین عمران خان اور جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کا طالبان مذاکراتی کمیٹی میں شامل ہونے کا انکار اِن کا مُلکی سیاست میں غیر سنجیدہ اور چھچھورا ہونے اور اِن کا سیاست میں چھچھورے پن کا اشارہ تو نہیں دے رہا ہے... ؟

کیا غرور اِنسانوں، زمانوں اور تہذیبوں کی تباہی کا پہلا زینہ ہے۔۔۔؟

کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ غرور انسانوں ،زمانوں اور تہذیبوں کی تباہی کا پہلا زینہ ہے۔۔؟ اگر آپ میری اِس بات سے متفق ہیں تو اِس پر ضرور غور کیجئے گا اور پھر آپ جس نتیجے پر بھی پہنچیں مجھے بھی ضرور بتایئے گا۔۔تاکہ میری نالج میں بھی اضافہ ہو اور میں اپنے اِس خیال کو مزید تقویت دے سکوں،اگرچہ آج میرا قوی خیال یہ بھی ہے کہ اقوامِ کُل میں جتنے بھی زمانے اور اِن زمانوں میں جتنے بھی معاشرے اور اِن معاشروں میں جتنے بھی مذاہب اور اِن مذاہب میں جتنے بھی اِنسان بستے ہیں اور اِن سب اِنسانوں میں جتنے بھی اہلِ دانش اور مفکرانِ قوم وملت موجود ہیں اُن سب کا بھی بس ایک یہی کہنا ہو گا کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے کی ہر تہذیب کے ہر انسان، کو غرور نے ہی تباہ کیا ہے اُن میں خواہ طاقت کا غرور ہو، یا قابلیت کا غرور ہو یا اپنی اپنی نیکی نامی کا یا دولت مند ہونے کا غرور ہو غرض کہ اُن سب ہی کی تباہی اور بربادی میں غرور ہی کارفرما رہا ہے اور آج بھی یہی غرور ہی تو ہے جس نے اِس صدی کے ہر معاشرے میں بسنے والے ہر اِنسان اور ہر تہذیب کو بھی تباہ وبرباد کر رہا ہے۔

یہاں مجھے آقائے دوجہاں ﷺ حبیبِ خدا ﷺ اور پیارے حضرت مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی یاد آگیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ " قیامت کے دن متکبر آدمی چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صُورت میں اٹھائے جائیں گے ہر طرف سے ذلت اِنہیں ڈھانپ لے گی اِنہیں جہنم کے اندر بولس نامی قید خانے کی طرف لے جایا جائے گا" یعنی کہ نبی آخری الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اِس فرمان کے بعد عالمِ انسانیت کو غرور سے توبہ کرلینی چاہئے اور اگر کوئی اِس کے بعد بھی غرور سے جھٹکارہ حاصل نہ کرے تو پھر ایسا اِنسان اپنے انجام کا خود ذمہ دار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آج روئے زمین پر جتنے بھی فسادات اور بُرائیاں پھیلی ہوئی ہیں یا جو بھی پھیل رہی ہیں اِن سب کا مرکز و محور انسانوں میں جنم لینے والی غرور کی وہ ظاہری و باطنی کینسر جیسی بیماری ہے جس نے اِنسانوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچادیا ہے، آج اِس اِنسانی تباہی پر اہلِ دانش کا یہ کہنا ہے کہ اگر اِنسان کسی کو مٹانا چاہتے ہیں تو وہ سب سے پہلے غرور اور تکبر کو مٹائیں جس کی وجہ سے ہر معاشرے کے ہر اِنسان بُرائی کے شکنجے میں جکڑتے چلے جارہے ہیں، آج جن اِنسانوں میں غرور کینسر کی طرح پھیل چکا ہے اِن ہی لوگوں سے متعلق شیطان کا دوٹوک یہ کہنا ہے کہ " غرور کے خمار میں مست و مگن رہنے والے دولت مند میرے اچھے دوستوں میں سے ہیں " یعنی شیطان نے اپنے جگری دوستوں کی فہرست میں اُن دولت مندوں کو بھی شامل کررکھا ہے جو دولت کے نشے کو غرور کا

تڑکا لگا دیتے ہیں، اور جب دولت پر غرور کا تڑکا لگ جائے تو پھر لامحالہ دولت مند معاشرے کے غریب طبقے پر اپنے غرور کا رعب ڈالے گا اور یہیں سے دیگر بُرائیوں کے در کُھلتے چلے جائیں گے اور جب جس معاشرے میں ایسا ہونے لگے تو پھر سمجھ لو کہ اِس معاشرے میں نیکی کے دروازے بند اور اچھائیاں ختم ہونے لگتی ہیں، کیوں کہ دولت کے نشے میں مست اِنسان شیطان کا دوست ہوتا ہے اور اِس بنا پر غرور کے رنگ میں رنگ کر دولت مند انسان ایک ایک کر کے سب سے نفرت کرتا جاتا ہے اور جب کسی معاشرے کے اِنسانوں کے درمیان محبتیں مسدود ہو جاتی ہیں اور پھر خود بخود نفرتیں بڑھنے لگتی ہیں اور جس معاشرے میں نفرتیں بڑھ جاتی ہیں تو پھر فسادات کا پھیلنا لازمی ہو جاتا ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ آج میرے مُلک میں فسادات سمیت جتنی بھی دیگر بُرائیاں موجود ہیں، اِن سب کے پسِ پردہ بھی ایک یہی غرور ہی کارفرما ہے اور اِس میں غرق وہ صاحب اقتدار اور حزبِ اختلاف و غیر ریاستی شدت پسند عناصر بھی شامل ہیں جنھوں نے اپنی کسی نہ کسی خوبی اور اپنی کسی نہ کسی خامی کو درست گردان کر اِس پر غرور کیا ہے اور پھر یہ سب کے سب اپنے اِسی غرور کی دلدل میں ایسے دھنستے چلے گئے ہیں کہ آج یہ اِس دلدل کی تہہ میں اپنے اپنے قدم جما کر اپنے قد اتنے اُونچے کر کے کھڑے ہو چکے ہیں کہ غرور کی یہ دلدل اِن کو چھوڑ ہی نہیں رہی ہے اور اَب تو نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ یہ بھی غرور کی دلدل سے خود نہیں

نکلنا چاہتے ہیں۔آج میرے وطن عزیز کو کئی دہائیوں سے دہشت گردی سمیت جن مسائل کا سامنا ہے اِن سب سے بے پرواہ ہمارے حاکموں کو جس خوش فہمی نما غرور نے مُلک کو یکے بعد دیگرے مسائل سے دوچار کیا وہ یہ تھا کہ یہ دہشت گردی سمیت ہر مسلے کا حل چٹکی بجاتے ہی نکال لیں گے مگر بد قسمتی سے اِن کے اِسی غروراور تکبر نے نہ صرف اِن کی اِس خوش فہمی کو خاک میں ملادیا بلکہ اِن کے اِس غروراور تکبر کی وجہ سے مُلک کو تباہی و بربادی کے اُس نہج تک پہنچ گیاہے کہ آج مُلک میں دہشت گردی اور مسائل کا تو راج ہے مگر بد قسمتی سے مُلک اپنی ترقی اور خوشحالی سے محروم ہو کر اپنے اچھے دنوں کو بھی ترس رہاہے، بیشک اِس سارے عمل میں ہمارے حکمرانوں اور حکومت کے لئے بھی یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ اَب ایسے میں یہ اپنے غرور کو توڑیں یا مُلک وملت کی بقا وسا لمیت کے لئے کچھ ایسے اقدامات کریں کہ جس سے مُلک میں مثالی امن وامان کی فضاء قائم ہواور مُلک ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ حکومت مُلک میں دہشت گردی کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کے لئے اپنا سر خم کرکے اپنا غرور توڑنا چاہ رہی ہے تو پھر اُدھر اسلحہ بردار شدت پسندوں اور حکومتی رٹ کے مخالفین کو بھی اپنی طاقت کا غرور توڑ کر اپنی گردنیں حکومت کے سامنے جھکا کر اپنا لچکدار رویہ دکھانا چاہئے اور آج اگر حکومت نے اپنا غرور توڑ کر اسلحہ بردار شدت پسند اپنے ناراض بھائیوں کو

منانے کے لئے انتہائی نیک نیتی کی بنیاد پر پُرامن مذاکراتی سلسلہ شروع کردیا ہے تو پھر ہمارے کسی وجہ سے ہم سے ناراض شدت پسند بھائیوں کو بھی یہ چاہئے کہ وہ بھی حکومتی مذاکراتی ٹیم کی باتیں اور نکات کو مانیں اور اپنے غیر مشروط نکات کے ساتھ مذاکراتی عمل کو ملک وملت کی سلامتی اور اِسے دہشت گردی اور خون خرابے سے پاک کرنے کے لئے اپنا غرور اور اَنا کا خودساختہ کھڑا کیا گیا پہاڑ ریزہ ریزہ کردیں اور مذاکرات کو کامیابی سے ہمکنار کردیں۔

،ارے حکمرانو.. تمہارے دعوے تو بہت ہیں

ارے حکمرانو.. تمہارے دعوے تو بہت ہیں، مگر اللہ کے بندوں پہلے ٹیکس تو ادا کردو..؟

حکمرانو اور ارکانِ پارلیمنٹ تمہارے مُلک کو آسمان پر لے جانے کے دعوے اپنی جگہہ مگر...؟؟

آج میری میز پر اخبارات کا ایک انبار لگا ہوا ہے اِن اخبارات میں ایسی چلبلی خبریں ہیں کہ ہر خبر اپنی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے ہمکلام ہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ میری پڑوسن (برابر والی خبر) پر نظر ڈالنے سے پہلے ایک مرتبہ مجھے بھی ضرور دیکھ لینا اگر میں تمہارے دماغ پر ہتھوڑے برسا کر تمہارے دل کو نہ جلا کر رکھ دوں اور تمہارے بے جان وبے زبان قلم میں حرکت پیدا نہ کردوں تو کہنا... ! خبروں کی اپنی فرمائشیں اور التجائیں اپنی جگہہ درست صحیح مگر میں کیا کروں۔

آج درحقیقت دل موجودہ حالات کی خبروں سے زراہٹ کر کچھ اور لکھنے کو چاہ رہا ہے سو اخبارات کی ورق گردانی کرنے کے بعد بالآخر اِس خبر پر نظر ٹک ہی گئی ہے اور یہ خبر ایک ایسی خبر ہے جو وفاقی حکومت سے اُڑتے اُڑاتے بذریعہ

ایک رونامہ مجھ تک پہنچی ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ ہمارے مُلک کے لگ بھگ 500ارکان پارلیمنٹ نے 6فروری تک سال 2013 کی آمدنی کے ٹیکس گوشوارے جمع نہیں کرائے ہیں حتی کہ قومی و صوبائی اسمبلیوں وسینٹ کے ارکان کے لئے سالانہ انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی آخری تاریخ 7فروری تھی یہ خبر پڑھ کر میں ششدر رہ گیااور سوچنے لگا کہ کیا یہی ہمارے آئیڈل حکمران اور ارکان پارلیمنٹ ہیں..؟ جو اپنا ٹیکس تو ادانہیں کرتے ہیں اور قوم سے کیسے کہتے ہیں کہ وہ ٹیکس باقاعدگی سے اداکرے، اِن کا یہ حال ہے کہ آخری تاریخ کے پلک جھپکتے گزر جانے کے باوجود بھی ارکان پارلیمنٹ جنہیں اپنی زبانی جمع خرچ پر بڑاناز ہے اور یہ مُلک کو آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ اُونچائی پر لے جانے کی بھی ضداور رٹ لگاتے نہیں تھکتے ہیں اِن کاہلوں اور نااہلوں اور کچھوے سے بھی زیادہ سست رفتار ارکان پارلیمنٹ کو سال 2013 کی اپنی آمدنی کے ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی توزحمت نہ ہوئی ہے اَب ایسے میں سوچو ذرا یہ بیچارے بھلا پھر کیسے مُلک اور قوم کو آسمانوں سے بھی اُونچی بلندیوں پر لے جا سکتے ہیں...؟

اگرچہ آج یہ بھی ٹھیک ہے کہ ہمارے حکمرانو اور اِن ارکانِ پارلیمنٹ کے ایسے بھی بہت سے دعوے ہیں مگر دوسری طرف یہ اپنی عادات سے بھی مجبور ہیں تو پھر ان سے متعلق میرا بھی اِس شاعر کی طرح یہ کہنا ٹھیک ہے کہ :۔

ہم مُسلمان ہیں، ہر لمحہ ہے دعویٰ اپنا

اِک خُدا، ایک نبی ﷺ ایک ہے کعبہ اپنا
ٹیکس سرکار کو دینا نہیں عادت اپنی
چوری بجلی کی یہ برسوں سے ہے شیوہ اپنا

ایک طرف ہمارے ارکانِ پارلیمنٹ کا یہ حال ہے تو دوسری طرف یہی لوگ قوم سے چیخ چیخ کر قومی خزانہ خالی ہونے کا بھی کہتے ہیں اور پھر خود کو بچاتے ہوئے قوم سے ہی اِسے بھرنے کو کہتے اور یہ فریادیں کرتے نہیں تھکتے ہیں کہ قوم کو قومی خزانہ بھرنے کے لئے ٹیکسوں کی ادائیگیوں کے لئے کڑوی گولی نکلنی ہوگی مگر یہ سب کچھ کرتے ہوئے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ آج قوم اِن کی یہ عیاری اور مکاری بھی جانتی ہے جیساکہ شاعر نے ہمارے ارکان پارلیمنٹ سے متعلق یہ کہا ہے کہ:۔

آپ کہتے ہیں کہ ہے اپنا خزانہ خالی
میری دانست میں ہے ایک بہانہ خالی
آ وزیروں کی ذرا فوج ظفر موج تو دیکھ
کون کہتا ہے کہ ہے اپنا خزانہ خالی

ایسے میں جب میرے مُلک پر ایسے عیار و مکار ارکان پارلیمنٹ کا قبضہ ہو اور اِن کی مفاد پرستانہ سوچیں ہوں تو پھر بھلا قوم بیچاری جتنے بھی ٹیکس ادا کرتی

رہے، قومی خزانہ بھر کر بھی خالی رہے گا کیوں کہ جب ہمارا قومی خزانہ قوم کے خون پسینے کی کمائی پر لگنے والے ٹیکسوں کی ادائیگیوں سے بھر جاتا ہے تو ہمارے یہی حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ قومی خزانے میں پڑی رقم کو اپنی عیاشیوں کے لئے آنکھ بند کرکے خرچ کرتے ہیں اور یوں پھر خزانہ خالی ہو جاتا ہے، اور قوم کے حصے میں سوائے غربت اور مایوسیوں کے کچھ نہیں آتا ہے مگر دوسری طرف حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ دھڑا دھڑا اپنے دامنوں میں خوشحالی اور مسرتیں سمیٹ لیتے ہیں اور پھر قوم کے سامنے یہ رونا پھر رونا شروع کر دیتے ہیں کہ مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی اُسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب قومی خزانہ بھرا ہوا ہو گا اَب جب میرے مُلک میں ایسے حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ ہوں گے تو یقیناً ایسا ہی کچھ ہوتا رہے گا کہ مُلک اور قوم غریب رہیں گے اور او حکمرانوں اور ارکانِ پارلیمنٹ قومی خزانے سے عیاشیاں کرتے رہیں گے مجھے اِن کے اِس بے حسانہ رویئے پر شاعر کا یہ شعر یاد آگیا ہے کہ :۔

یہاں خازن خیانت کر رہے ہیں

یہاں رہزن قیادت کر رہے ہیں

یہاں ہر عالم و فاضل ہے رسوا

یہاں جاہل امامت کر رہے ہیں

آج جب میرے مُلک کے حاکم اور ارکان پارلیمنٹ ایسے ہوں گے جو خود ٹیکس نہ دیں مگر اپنی غریب اور اُس قوم سے جو تن کی ننگی اور روٹی کو ترس رہی ہو اِس سے دہائیاں کرتے پھریں کہ قوم قومی خزانے کے لئے ٹیکس دے تو پھر میں اور آپ بھی اپنے حکمرانوں اور ارکانِ پارلیمنٹ کو اِس شاعر کی نظر سے دیکھنا اور اِس کی طرح سوچنے اور یہ کہنے پر یقیناً مجبور ہوں گے بقول شاعر کہ:۔

ارض وطن سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے آج ہر دردمند دل میں یہی اضطراب ہے

وہ حزبِ اختلاف ہو کہ حزبِ اِقتدار
سچ پوچھیئے تو دونوں کی نیت خراب ہے

آج اپنے حکمرانوں اور ارکانِ پارلیمنٹ کی عیاری ومکار کو دیکھ کر قوم میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور قوم اپنے حکمرانوں اور ارکانِ پارلیمنٹ کے یہ احساس رکھتی ہے کہ:۔

روتی ہے آنکھ اپنے ہی ادوار دیکھ کر
اطوار دیکھ کر کبھی کردار دیکھ کر
تاریخ بھی گواہ کہ یارانِ اِقتدار
"بک جاتے ہیں متاعِ خریدار دیکھ کر"

اور جب ہمارے حکمرانوں اور ارکانِ پارلیمنٹ کا یہ حال ہو اور اپنی دادی گیری کے نشے میں چور ہو کر یہ سمجھتے ہوں کہ یہ وڈیرے اور زمین دار ہیں صنعت کار ہیں اور ساہوکار ہیں بھلا یہ ٹیکس کی ادائیگی نہیں کریں اگر انہوں نے ایسا ویسا کچھ کر دیا تو پھر ان کے ہی ہاتھوں اِن کی موت واقع ہو جائے گی اِن کی اِس سوچ ارو مکاری و عیاری سے بھر پور روییئے پر شاعر کہتا ہے کہ :۔

جن وڈیروں کی حکومت ہے ہمارے مُلک پر
ٹیکس وہ دیں گے زراعت پر یہ کیسے مان لوں
دستخط کر دیں گے کیا وہ موت کے وارنٹ پر
"ایں خیال است و محال است و جنوں "

اور اَب آخر میں یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ جب تک ایمانداری اور خلوص کے ساتھ ٹیکس کی ادائیگی کو اپنا نصب العین نہیں بنالیتے تو کیا وہ اِس بات کا یقینی تصور کر سکتے ہیں کہ مُلک کی غریب قوم اِن کی عیاشیوں اور مکاریوں اور عیاریوں کے لئے اپنے خون پسینے کمائی گئی قلیل آمدنی سے بھلاکیسے ٹیکس ادا کر سکتی ہے،اِس کے لئے بہت ضروری ہے کہ پہلے ہمارے حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ اپنی آمدنی سے باقاعدگی سے ٹیکس کی

ادائیگی کو اپنا شیوہ بنائیں پھر ہمارے حکمران اور ارکانِ پارلیمنٹ جو مختلف کاروبار بھی کرتے ہیں مگر اِس پر یہ ٹیکس چور ہیں اَب وہ ایسا سب کچھ کرنا چھوڑ دیں اور اپنی اِس قوم کی طرف بھی دیکھیں جو روٹی کو ترس رہی ہے اور جن سے متعلق شاعر کا یہ کہنا ہے

کہ:۔

کوئی کرتا ہے لائسنسوں کا بزنس
کسی کا کام ہے ٹیکسوں کی چوری
کوئی محتاج ہے نانِ جویں کو
کوئی نوٹوں سے بھرتا ہے تجوری

جب دنیا میں ویلنٹائن ڈے بنایا جارہا تھا وہ مجھے بہت یاد آرہا تھا

ویلنٹائن ڈے پر پیش آنے والی حقائق پر مبنی تحریر

اِس کے یوں مرنے کا یقین نہیں آیا...!!

اِس سال 14 فروری 2014 کو جب میری قوم کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے باعزت والدین اور غیرت مند بھائیوں کو چکمہ دے کر اغیار کی تقلید کرتے ہوئے نامحروموں کے ساتھ محبت کے نام پر پارکوں، ریسٹورانٹوں اور گلی محلوں میں گھوم پھر کر باہوں میں باہیں ڈالے لمحات گزار کر پھولوں کے تحفے دے اور لے کر ویلنٹائن ڈے منا رہے ہیں تو ایسے میں مجھے اپنا وہ گُلفروش دوست وجیہہ الحسن شدت سے یاد آگیا ہے جو پچھلے ہی سال اچانک اِسی دن انتقال کر گیا اور جس کی تدفین اگلے روز 15 فروری کو مقامی قبرستان میں عمل میں لائی گئی تھی، میں جانتا ہوں کہ وجیہہ الحسن نے ہمیشہ نوکری کو غلامی سمجھا وہ کاروبار کرنا چاہتا تھا مگر اِس نے یہ کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ "وجیہہ الحسن سے وجیہہ الحسن گلفروش بن جائے گا" اور لوگ اِسے وجیہہ الحسن گلفروش کے نام سے جاننے اور پہنچاننے لگیں گے اِس کی کبھی بھی یہ خواہش نہ تھی کہ وہ اپنے

اَبا کا ہی چھوڑا ہوا گُلفروشی کا کاروبار کرے گا وہ تو کوئی اور کاروبار کرنا چاہتا تھا مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اِس نے گلفروشی کا کاروبار اپنی ہی ہٹ دھرمی و نالائقی اور ضد کی وجہ سے ہی چُن لیا تھا چونکہ اَب وہ اِس کے علاوہ کوئی اور کام کر بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اِس کاروبار کو کرنے پر کیوں مجبور ہوا..؟ اِس کی ایک بڑی لمبی داستان ہے اگر یہاں میں اِسے بیان کرنے بیٹھ گیا تو میں اپنے مُدعا سے کہیں کا کہیں نکل جاؤں گا بس سمجھانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اِس نے اِس لئے گلفروشی کا کاروبار شروع کیا تھا جب اِس کے اَبا حیات تھے اور وہ اپنی بیماری کے باعث دُکان پر نہ آسکے تو تب اِس کے اَبا نے اِسے دُکان پر بیٹھنے کو کہا تھا پہلے تو اِس نے انکار کیا مگر جب اَبا کا اصرار بڑھا تو یہ دل پر پتھر رکھ کا آخرکار ایک روز دُکان پر بیٹھ ہی گیا ویسے تو دُکان پر کاریگر بہت تھے سارا کام تو اُنہیں ہی کرنا تھا اِسے تو بس گلے پر ہی بیٹھنا تھا ایک دو روز تو اِسے عجیب سا لگا مگر تیسرے روز اِس کا دل دُکان پر ایسے لگا کہ پھر یہ آخری دم تک دُکان کا اور دُکان اِس کی جان سے چمٹی رہی وجہ اِس کی یہ تھی کہ جس روز سے اِس کا دُکان پر دل لگ گیا تھا وہ ویلنٹائن ڈے تھا اِس روز صبح سے رات گئے تک لڑکے اور لڑکیاں اِس کی دُکان سے پھول اور پھولوں کے بنے دوسرے سستے اور مہنگے داموں گلدستے خریدتے رہے اِسے دُکان داری میں بڑا مزہ آیا..مزہ جو آیا سو آیا.. اِس کے مزے کی ایک خاص وجہ وہ لڑکیاں تھیں جو اِس کی خُوبصورتی کی تعریفیں اپنی نظروں سے کرکے جا رہی تھیں

یہ ساری باتیں مجھے وجیہہ الحسن نے خود بتائیں تھیں۔

اَب معمول کے مطابق روز صبح دُکان کھولنا اور رات گئے بند کرنا اِس کی ذمہ داری ہو گئی تھی، اِس نے اَبا کو آرام کا کہہ کر گھر تک ہی کر دیا تھا ابھی ایک ویلنٹائن ڈے گزرا ہی تھا کہ اگلے ویلنٹائن ڈے کے آنے تک کئی خُوبصورت لڑکیاں اِس پر عاشق ہو کر مر مٹی تھیں خواہ وہ اِسکول کی لڑکیاں ہوں کالجز یا جامعات کی بس ہر لڑکی کی خواہش یہ تھی کہ کسی بھی طرح وہ اِس کا بن جائے لڑکیوں کے چکر میں پڑ کر وجیہہ الحسن نے اپنی پڑھائی کا سارا وقت دُکان پر دینا شروع کر دیا تھا اَب پڑھائی وڑاہی سب غرق ہو گئی تھی۔

بات مختصر یہ کہ وہ ایک اپنے سے زیادہ مالدار لڑکی کی محبت کے جھانسے میں آگیا تھا اور پھر چند ہی دِنوں میں اِس سے اُس کی شادی ہو گئی تھی، اِس کی شادی میں، میں بھی اِس کے سگے بھائیوں کی طرح شامل ہوا تھا، پہلی لڑکی کی پیدائش کے بعد دونوں میاں بیوی کی بس ایک خواہش یہ تھی کہ اِن کا ایک بیٹا ہو جائے اِس چکر میں لگاتار اُوپر نیچے چار بیٹاں ہو گئیں تھیں اور ہر بیٹی دوسرے سے خُوبصورت تھی، اولاد تو سب ہی کو پیاری ہوتیں ہیں خواہ ساری بیٹاں ہوں یا سارے ہی بیٹے ہوں مگر بس سب کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہی ہوں تو ساری خواہش پوری ہو جاتی ہے، وجیہہ الحسن اور بھابھی نزہت نے اپنی

بیٹیوں کو شہزادیوں کی طرح پلا تھا اِنہیں اچھی تعلیم تو دلوائی تھی مگر شاید دونوں میاں بیوی اپنی بیٹیوں کی کچھ اچھی تربیت نہ کر سکے تھے آج اگر وہ اِن کی اچھی تربیت کرتے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی زندہ رہتا... ! کیوں کہ ہمارے معاشرے میں والدین کی لمبی عمر کی ایک وجہ نیک اور صالح اولاد کا ہونا بھی ہے اور جن کی اولاد بے راہ روی میں پڑجاتی ہے وہ میرے دوست وجیہہ الحسن کی طرح جلد دنیائے فانی سے منہ موڑ کر کوچ کر جاتے ہیں۔

بہر حال... ! وجیہہ الحسن کا جس صدمے سے انتقال ہوا اِس کی بڑی وجہ ویلنٹائن ڈے اور اِس کی دُکان کے ہی وہ پھول اور گلدستے تھے جو اِس نے پچھلے سال 14 فروری 2013 کو اپنی دُکان سے ویلنٹائن ڈے کے موقعے پر نوجوان لڑکوں کو صبح سے شام تک فروخت کئے تھے مجھے یہ بات اِس کے انتقال کے چار روز گزر جانے کے بعد اِس کے ایک انتہائی قریبی رشتے دار اور اِس کے ایک سگے ماموں کی زبانی معلوم ہوئی تھی اِس پر وجیہہ الحسن کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو اِس نے اپنی موت سے سات دن پہلے مجھ سے کیں تھیں اِس نے بڑے فخر سے مجھے بتایا تھا کہ وہ اِس مرتبہ ویلنٹائن ڈے پر زیادہ رقم لگائے گا، اور اِس مرتبہ ویلنٹائن ڈے پر دیسی اور انگلش پھولوں کی ایسی ورائٹیاں متعارف کرائے گا کہ یہ سارے شہر ہی کیا بلکہ پورے مُلک میں یہ اِس کی پہچان بن جائیں گیں اور یہی پھول اور گلدستے اِس دن اِس کا اشتہار ہوں گے حقیقت ہے کہ اِس نے جیسا سوچا اُسے اُس ہی

رنگ میں پیش بھی کیا۔اس کی پھولوں کے گلدستے کی ورائٹی سے خود اس کی بیوی اور بچیاں بھی واقف نہیں تھیں کہ وجیہہ الحسن نے اِس ویلنٹائن ڈے پر پھولوں اور گلدستوں کی ورائیٹیز کے حوالے سے کیا پلاننگ کر رکھیں ہیں۔

مجھے یاد ہے میری ملاقات وجیہہ الحسن سے بیس سال قبل اُس وقت ہوئی جب وہ اور میں کراچی میں ایئرپورٹ کے قریب واقع علامہ اقبال کالج میں شام کی کلاسوں میں بی کام فرسٹ ائیر کے طالبعلم تھے اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کلاس کا ہی نہیں بلکہ کالج کا بھی سب سے ذہن اور اسمارٹ طالبعلم تھا،اِسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے قدرت نے ساری ذہانت اور خوبصورتی اِس ہی میں کوٹ کوٹ کر بھردی ہے،وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا اِس کے اَبا کی شہر کی مشہور پھولوں کی مارکیٹ میں ایک بڑی پھولوں کی دُکان تھی، اوراِس کے اَبا مارکیٹ میں تاجر برادری کی انجمن کے صدر بھی تھے،اور اِس حوالے سے یہ اپنا اچھا اثرورسوخ رکھتے تھے،اِنہیں اپنے اَبا کی چھوڑی ہوئی جائیداد سے بہت کچھ ملا تھا یوں اِن کے پاس دولت تو بہت تھی ، یہ اگر پھولوں کی مارکیٹ میں پھول کی دُکان نہ بھی کھلتے تو اِن کا زندگی بھر اچھا گزر بسر ہو سکتا تھا،مگر مارکیٹ میں پھولوں کی دُکان تو اُنھوں نے بس یوں ہی کھل لی تھی تاکہ اِن کا دل لگا رہے اور اِن کی پھولوں سے شغف بھی جاری رہے۔اِنہیں پھولوں کی دُکان سے جتنی بھی آمدنی حاصل ہوتی وہ سب کی سب اپنے بیٹے وجیہہ الحسن

کی اچھی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دیتے ،بیٹا جو تھا اِس ہی لئے تو اِس کے والدین نے اِس کے نازاُٹھائے وہ تو بس اِسے ایک قابل اِنسان بنانا چاہتے تھے ،اِنہیں یقین تھا کہ اِن کا اکلوتا بیٹا مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہو کر اعلیٰ افسر بنے گا۔ مگر والدین کے بیجا لاڈ نے تو اِسے نخرالو اور ضدی بنادیا تھا وجیہہ الحسن اپنے والدین سے اپنی مرضی کی ہر بات اپنی ضد سے بنوالیا کرتا تھا چونکہ وہ ضدی تھا اِس لئے اِس کے والدین اِس کے سامنے بے بس ہو جاتے اور اِس کی ہر اُلٹی سیدھی خواہش تُرنت پوری کرتے اِس کی اِسی عادت نے اِسے بگاڑ دیا تھا بھی نزہت سے شادی کے لئے بھی اِس نے ضد کی تھی اور ان سے شادی نہ ہونے کی صورت میں خود کشی کی بھی دھمکیاں دی تھی۔

اِس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ بعض اوقات قدرت بھی کچھ فیصلے فوراً دنیا ہی میں کر دیا کرتی ہے وجیہہ الحسن کے ساتھ بھی قانونِ قدرت نے ایسا ہی کچھ کیا چونکہ یہ مکافاتِ عمل تھا اِس کا یقینا کر لینا چاہئے کہ قدرت جو کرتی ہے وہ ٹھیک ہوتا ہے، ہمیں قدرت کے فیصلوں پر بولنا اور قیاس آرائیاں کرکے خود کو گناہ گار نہیں کرنا چاہئے۔ پچھلے سال 14فروری 2013 کو ویلنٹائن ڈے پر لاکھوں کے پھول فروخت کرنے والے گلفروش وجیہہ الحسن کے ساتھ جو ہوا ایسا تو اِس کے ساتھ ہونا ہی تھا کیوں کہ جب ہم ویلنٹائن ڈے پر اپنے کاروبار کو چمکانے اور ذرا سے منافع کے خاطر دوسروں کی بہن بیٹیوں کے لئے پھول فروخت کرکے معاشرے کے

نامحرموں کو محبت اور اُلفت کی آڑ میں فحاشی پھیلانے کا موقع فراہم کریں گے تو ہمارے گھر کی بہن بیٹیاں بھی بھلا کیسے کسی نامحرم کی نظر سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔۔۔؟
وجیہہ الحسن کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا گزشتہ سال جب یہ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر صبح سے رات گئے تک نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو اپنے بنے ہوئے گلدستے فروخت کرکے خُوب منافع کما کر ہنسی خوشی گھر لوٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اِس کی دُکان کے بنائے گئے بے شمار گلدستے اِس کے اپنے گھر پر اِس کے آنے سے پہلے ہی موجود تھے،اور اِس کی چار بیٹیوں ہیں سے دو بیٹیاں گھر میں موجود نہیں تھیں جب اِس نے اِن معاملات کا اپنی بیوی نزہت سے اِستفسار کیا تو اِس کا بس ایک ٹکا سا جواب یہ تھا۔۔۔کہ میں نے بھی تو تمہارے دل کے دروازے پر اِسی ویلنٹائن ڈے پر دستک دی تھی اور میں بھی تو تمہارا زندگی میں دن آئی تھی،اور آج تم کونسی عبادت کرکے آرہے ہوں۔۔۔؟
مسٹر وجیہہ الحسن صاحب۔۔! سارا دن تم قوم کے لڑکے اور لڑکیوں کو ویلنٹائن ڈے پر محبتوں کے نام پر بے حیائی کو پروان چڑھانے کے لئے گلدستے توفروخت کرتے رہے ہو۔۔۔؟آج جب تمہاری شہزادی جیسی حسین و جمیل بیٹیاں اِسی ویلنٹائن ڈے پر نامحرموں سے گلاستے لے آئیں ہیں اوران کے ساتھ رنگ ریلیاں منانے نکلی ہوئیں ہیں تو مسٹر وجیہہ الحسن تمہاری غیرت کو جوش آرہا ہے۔۔۔ تب تمہاری غیرت کہاں مرگئی تھی جب تم دن بھر

قوم کی بہن اور بیٹیوں کے لئے نامحرم مردوں اور لڑکوں کو گلدستے بیچ رہے تھے…؟اِس کی بیوی نزہت کے منہ میں جو آتا جارہا تھا وہ کہئے جارہی تھی… اور میرا دوست وجیہہ الحسن خاموشی سے اِس کی سُنتے جارہا تھا وہ حیران تھا کہ آج بیس سال بعد اِس کی بیوی نے اپنی اصلیت دکھادی تھی اِس کی باتوں کا اِسے بہت صدمہ ہوا اور وہ سینے پر ہاتھ رکھے آہستہ آہستہ زمین پر آتا جارہا تھا اور پھر یکدم سے وہ زمین پر آ گرا اور ایسا گرا کہ اِسے وہ رات اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی موت کی وادی میں دھکیل کر قبر کی آغوش میں جانے کا اعلان کرچکی تھی۔اِس کا دل کا دورہ اتنا شدید تھا کہ وہ اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کرگیا تھا۔

آج 15فروری 2014 ہے اور میرے دوست کو دنیا سے رخصت ہوئے ایک سال ہوگیا ہے میں اِس کی قبر پر اِس کے ہی دُکان کے پھول ڈالنے کے بعد فاتحہ پڑھ کر قبرستان سے واپس نکل رہا ہوں تو میرے سامنے تین اور جنازے قبرستان میں آرہے ہیں ، شاید اِن میں سے بھی کوئی ایک یا دو یا شاید تین کے تینوں جنازے کسی غیرت مند باپ، بھائی یا ماں کے ہوں جن کی بہن یا بیٹی نے 14فروری 2014 کو منائے جانے والے ویلنٹائن ڈے پر ایسا ہی کوئی گُل کِھلایا ہو اور وہ بھی اِسے گلفروش وجیہہ الحسن کی طرح برداشت نہ کرسکے ہوں اور دنیائے فانی سے منہ موڑ کر رخصت ہوگئے ہوں یہ ایک المیہ ہے ہمارے معاشرے کے اُن والدین کے لئے

جن کی لڑکے اور لڑکیوں پر مشتمل اولادیں ہیں وہ اپنی اپنی اولادوں پر کڑی نظر رکھیں صرف اچھی تعلیم دلادینے سے ہی وہ یہ نہ سمجھیں کہ اُنھوں نے اپنی اولادوں کو معاشرے کا اچھاانسان بنادیا ہے بلکہ والدین کو چاہئے کہ وہ اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی اولادوں کی اچھی تربیت بھی کریں اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب باپ صرف کما کر دینے کی ذمہ داریوں سے نکل کر اپنی اولادوں کی تربیت کی بھی فکر کریں اور اسی طرح میری قوم کی مائیں اپنے شوہروں کی کمائی کو بیجا خرچ کرنے کے بجائے اپنی اولادوں بیٹیوں اور بیٹوں کی اچھی تربیت کے لئے اپنا کردار ادا کریں کیوں کہ اماں کی گود ہی اِس کی اولاد کی پہلی درس گاہ ہے۔اور اِسی طرح میرے مُلک کے گلفروش بھائیوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی یہ تہیہ کرلیں کہ اگلے سال جب 14فروری 2015 کو ساری دنیاسمیت پاکستان میں بھی آزاد خیال اور ہمارا (لڑکے اور لڑکیوں پر مشتمل) نوجوان طبقہ ویلنٹائن ڈے منانے کی تیاریاں کررہاہو تو اُس روز میرے مُلک کی ساری گُلفروش منڈیاں معاشرے کو بے حیائی اور غیر اسلامی تہذیب کو پروان چڑھانے سے بچانے کے لئے احتجاجاً بن رکھی جاہیں اِس سے قوم کے نوجوانوں پر مثبت تاثر جائے گااور قوم کے نوجوان بے حیائی اور گمراہی سے بچ جائیں گے اور پھر کسی باپ ، ماں اور بھائی کی قبر 15فروری 2015 کو یوں نہ بن پائے گی جس طرح 15فروری 2013 کو گلفروش وجیہہ الحسن کی بنی تھی مجھے آج تک اپنے گلفروش دوست وجیہہ الحسن کے یوں مرنے کا یقین نہیں آرہاہے۔

مُلک میں جو ہورہا ہے وہ سب ٹھیک ہے اور جو ہونے والا ہے وہ۔۔۔؟

آج مُلک میں حکومت اور شدت پسندوں کے درمیان مذاکرات کے حوالے سے جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ ٹھیک ہے اور اِس کے بعد بھی یعنی کہ جو کچھ ایسا ویسا اور کیسا ہوگا وہ شاید کچھ ۔۔۔ ہو؟ بہر حال ۔۔! ہم کو اِس بارے میں اچھے یا بُرے نتائج سامنے آنے تک انتظار کرچاہئے اور جب کچھ سامنے آجائے تو پھر بعد ہی میں کچھ کہا سُنا جانا چاہئے تو یہ ہم سب کے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔ہاں البتہ ۔۔! ابھی سے کسی کو کسی آنے والے وقت اور اَن دیکھے حالات واقعات سے متعلق ہلکان ہونے اور اپنا ایک سُوتی بھر خُون جلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بس اُس وقت اور اُس گھڑی کا شدت سے انتظار کیا جائے کہ جب کچھ سامنے آجائے ۔۔۔ جو ابھی ایک بڑا سوالیہ نشان ہے ۔۔۔ ؟؟؟ اور جب کیا اور کیسے نتائج نکلیں گے ۔۔۔ ؟ تب کی تب دیکھی جائے گی ۔۔۔ ؟ بہر کیف ۔۔۔ ! ابھی تو بحیثیت مُسلمان دونوں ہی جانب سے خیر اور اچھائی کی ہی اُمید کی جانی چاہئے اور دونوں ہی جانب سے اُن عناصر پر بھی ضرور کڑی نگاہ رکھی جانی چاہئے جو حکومت اور شدت پسندوں کے درمیان ہونے والے اِس پُر امن اور نتیجہ خیز مزاکراتی عمل سے دور رہ کر اسے سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں اور اپنی اپنی ضد پر آڑ کر بس یہ چاہتے ہیں اِن سمیت اِن کی مُرغی کی بھی ایک ایک ٹانگ اُونچی رہیں۔

جبکہ آج یہاں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نائن الیون کے بعد ہمارے مُلک میں جتنے بھی بُرے حالات پیدا ہوئے یا کئے گئے ہیں اتنے توبُرے حالات اور واقعات کا سامنا اِس امریکا کو بھی کبھی نہیں کرناپڑا جس کی زمین پر نائن الیون کا المناک واقعہ رونما ہوا۔ اَب ایسے میں آج لاکھ امریکی یہ کہیں کہ نائن الیون کے واقعہ نے امریکی معیشت اور امریکیوں کے استحکام کو شدید دھچکا پہنچاہے تو آج تک میں اِس امریکی مفروضے سے کبھی بھی متفق نہیں ہواہوں اور نہ ہی آئندہ کبھی ہوں گا۔اِس لئے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ خود امریکیوں اور امریکا ہی میں آبادیہودیوں کی سازش کا نتیجہ ہے آج جس کا فائدہ کھلم کھلاطور پر امریکیوں اور یہودیوں کو ہی ہورہاہے، کیوں کہ میں یہ بھی سمجھتاہوں کہ جب امریکیوں اور یہودیوں نے مل کر مسلم اُمہ کو دہشت گردبناکر پیش کرنا چاہاتواُنھوں نے اپنے ہی تئیں نائن الیون کی منصوبہ بندی تیارکی اور پھراپنی اِس سازش کو کچھ اِس طرح سے عملی جامہ پہنایاکہ اِس کا ساراملبہ اُمتِ مسلمہ کے کاندھوں پر ڈال دیااور پھر خود ہی یہ جواز پیش کیاکہ نائن الیون کے دہشت گرد افغانستان میں روپوش ہیں اوراِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اپنایہ بھی پروپیگنڈہ شروع کردیاکہ یہیں افغانستان ہی سے نائن الیون کے دہشت گردوں کی

کمان کی گئی، پھر تب سے آج تک امریکی اور نیٹوافواج کے ناپاک قدم افغانستان میں
جمے ہوئے ہیں اِن کا یوں افغانستان میں گھسنادراصل ایک بہانہ تھاآج درحقیقت اِن کا
مقصدافغانستان سے پاکستان میں بدامنی کو ہوادیناثابت ہواہے پچھلے بارہ سالوں میں
امریکی اور نیٹوافواج افغانستان کے راستے پاکستان میں جوکچھ کررہی ہیں یہ بھی دنیاکے
سامنے ہے یعنی آج پاکستان میں جتنی بھی دہشت گردی اور انارگی پھیلی ہوئی ہے اِس
کے پس پردہ پہلے تو صرف امریکی اور اسرائیلی سازش اوراِن کے ہی مفادات کارفرماتھے
مگرافغانستان میں قیام کے بہانے خطے میں جیسے جیسے امریکی مداخلت بڑھتی گئی تو ویسے
ویسے بھارتیوں کی بھی خطے سے وابستہ مفادپرستانہ پالیسیاں سراُٹھاکراندرہی اندرجڑپکڑتی
گئیں اوراَب وہ وقت آگیاہے کہ اِس خطے سے امریکیوں کے چلے جانے کے بعد جس مُلک
کوسب سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگاآج وہ مُلک ہندوستان ہے،جی ہاں..! یہی
ہندوستان جس نے خطے میں بارہ سال تک امریکیوں کی دہشت گردی کے خلاف لڑی
جانے والی جاری جنگ میں اپنا ایک قطرہ خون نہ بہاکر بھی وہ سب کچھ حاصل کرلیاہے
جواَب تک امریکی جنگ میں فرنٹ لائن کاکردارادا کرکے اور اپناسب کچھ داؤپرلگادینے
والا پاکستان حاصل نہیں کرپایاہے اور شاید یہ اگلے سالوں میں توکیا..؟ایساکچھ کبھی
بھی حاصل نہیں کرپائے گاجس سے اِسے یہ احساس ہوکہ اتنے عرصے امریکی جنگ کا
حصہ بن کر یہ حاصل ہواتو وہ ملاہے چلومُلک میں کچھ تو بہتری آئی ہے مگرنہیں آج تو
جیسے پاکستان کے حصے میں

امریکی جنگ کے بعد پچھتاوے اور کفِ افسوس کے توکچھ بھی نہیں ہے، اَب یہ بات تو پاکستانی حکمرانوں سیاست دانوں اور عوام کو اچھی طرح سمجھنی چاہئے کہ اِس طرح تو امریکا پاکستان کو نہتا کرکے اِسے نیست ونابود کردینے کے درپہ ہے، مگر قبل اِس کے کہ افغانستان اور نیٹو افواج کا افغانستان سے اِنخلا مکمل ہو اور امریکا جاتے جاتے پاکستان کے قبائلی علاقوں پر اپنا ایک نیا محاذجنگ کھول جائے ہمیں اپنے اُن تمام ناراض اور ضدی شدت پسند بھائیوں کو جو بہت سی وجوہات کی بِنا پر آج ہم سے ناراض ہیں اِن کی جانب ہر صُورت میں دوستی کا ہاتھ بڑھانا ہوگااور اِن کے وہ تمام گلے اور شکوے ختم کرنے ہوں گے جس کی وجہ سے اِنہوں نے ہتھیار اُٹھائے ہوئے ہیں اور اپنوں سے ہی مارو اور مرجاؤ کی روش پر قائم رہ کر مُلک میں آگ وخُون کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اگرچہ آج حکومت اور شدت پسندوں کی طرف سے جاری مذاکراتی عمل میں اچھے اور اُمیدافزا نتائج جلد ہی سامنے آنے کو ہیں ایسے میں ضروری ہے کہ دونوں ہی جانب سے جاری کوششوں کو مزید تیز سے تیز تر کردیا جائے تاکہ اِس عمل کو سبوتاژ کرنے والی اندورنی اور بیرونی طاقتوں کو کم سے کم موقعہ میسر آجائے اور اِس مذاکراتی عمل کے جاری قلیل وقت میں قوم کو حکومت اور شدت پسندوں کی جانب سے جلد سیز فائر کی دائمی خوشخبری سُننے کو ملے، مگر جیسا کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کا یہ کہنا بھی بجا ہے کہ اِس مذاکراتی عمل کو جاری رکھنے اور

اِس سے حاصل ہونے والے مثبت نتائج کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ مُلک میں حالیہ دنوں میں پبلک مقامات پر ہونے والی دہشت گردی اور بم دھماکوں کے سلسلوں کو بھی رکنا چاہئے اوراِس کے لئے شدت پسندوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اُن گروپس کو سمجھائیں جواِن سے رابطے میں ہیں اور مُلک میں دہشت گردی اور بم دھماکے کرکے اِن واقعات کی بھی ذمہ داری قبول کر رہے ہیں،اِس طرح ممکن ہے کہ مذاکراتی عمل سبوتاژ ہوجائے اور ہم اِس اچھے عمل کو ختم کرکے دوبارہ اُس راہ پہ جانکلیں جس سے ہم رک چکے ہیں مگر ہمارادُشمن ہمیں پھر اُسی راستے پرڈالنا چاہتا ہے جہاں سوائے ہماری تباہی اور بربادی کے کچھ بھی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گالہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ دونوں ہی جانب سے مذاکرات کو آئین و قانون کے تحت جاری رکھ کر جلد دونوں جانب سے پائے جانے والے تمام خدشات کو ختم کیاجائے اور مذاکرات کوکامیابیوں سے ہمکنار کرکے دُشمنوں کی سازشوں کاجواب دیاجائے۔

!!... حد ہو گئی ہے یار

مذاکراتِ امن میں دہشت گردوں کی دہشت گردی ٹھیک نہیں ہے...؟

کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں اگر کسی بھلے اِنسان کو کوئی پاگل کُتا کاٹ لیتا تو اِس کا علاج لوہار کیا کرتا تھا اور پاگل کُتے کے کاٹے کا لوہار کے پاس سیدھا سادہ سا ایک طریقہ علاج یہ تھا کہ لوہار ایک لوہے کی سلاخ لیتا اور اِسے دہکتے ہوئے انگاروں پر رکھ دیتا اور جب سلاخ خُوب دہک کر بالکل لال سُرخ ہو جاتی تو اِس سے مریض کے زخم کو داغ دیتا مریض اگر سخت جان ہوتا تو بچ جاتا ورنہ عام طور سے تو یہی ہوتا کہ نہ مرض رہتا نہ مریض۔

اگرچہ ہمارے یہاں کچھ عرصے قبل تک حکومت بھی اُن لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتی تھی جو دہشت گردی میں ملوث ہوتے یا پائے جاتے تھے اگرچہ آج بھی دہشت گرد تعداد میں کچھ زیادہ ہیں اور یہ اپنی پوری شدت پسندی کے ساتھ سارے مُلک میں سوات سے لے کر کراچی تک موجود ہیں مگر آج حالات بالکل مختلف ہو گئے ہیں اَب دہشت گرد یہ مانیں یا نہ مانیں...؟

مگر حقیقت تو یہی ہے کہ آج حکومت نے اپنی تمام تر قوت (پرانے زمانے کے لوہار کی طرح انگارے اور لوہے کی سلاخ) رکھنے کے باوجود بھی (دہشت گردی جیسے مرض میں مبتلا مریضوں کے علاج کے لئے) اپنی کئی اندرونی اور بیرونی مصالحتوں کی بنا پر اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے اور اِن کا دیر پا علاج یہ ڈھونڈ نکلا ہے کہ فی الحال اِن سے لوہار بن کر نہیں بلکہ دانشمندوں کی طرح مذاکرات سے اِن کے مرض کا علاج کیا جائے ۔یوں اِس بنا پر جب حکومت نے پندرہ بیس روز قبل (جیسے پاگل کُتے کے کاٹے مرض میں مبتلا) شدت پسندوں سے مذاکرات شروع کئے تھے تو خود حکومت واپوزیشن سمیت عام شہریوں میں بھی یہ تصور اُبھر کر سامنے آنے لگا تھا کہ اَب شدت پسند (دہشت گرد عناصر) فائر بندی پر مائل ہوں گے اور امن کے خاطر اپنی دہشت گردی فوری طور پر ختم نہیں تو کم از کم اِسے کنٹرول تو ضرور ہی کرلیں گے مگر جیسے ہی مذاکرات کی گاڑی نے اپنے ٹریک پر چلنا شروع کیا تو اُدھر ہی دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردی میں بھی اضافہ کردیا اور آج تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ حکومت اور حکومتی مذاکراتی ٹیم تو پُرامن مذاکرات کی لولی پاپ کو مزے مزے سے چاٹنے میں ہی لگی ہوئی ہے تو اِسی دوران دوسری طرف دہشت گرد سانس لینے اور آرام کرنے کے بعد اپنی اُسی طرح کی دہشت گردی سے باز نہیں آرہے ہیں کہ جیسی یہ دہشت گردی مذاکرات سے پہلے کیا کرتے تھے۔

گزشتہ سولہ سترہ دِنوں میں دہشت گردوں کی جانب سے پندرہ بڑے حملے ہو چکے ہیں خواہ وزیرستان میں سیکیورٹی فورسز پر حملہ ہو یا پشاور میں پیش آئے تو دہشت گردی کے واقعات سمیت کراچی کے رزاق آباد میں پولیس بس اور موبائل پر ہونے والا پولیس کی تاریخ کا سب سے بڑا حملہ اِن سب واقعات کے ذمہ دار یہی لوگ یا اِن کے وہ ضدی گروپس ہیں جو مذاکرات کے جھولے میں تو سوار ہیں مگر دوسری جانب یہی لوگ اپنی دہشت گردی سے معصوم اور بے گناہ اِنسانوں کو موت کی وادی میں دھکیل کر اپنے دہشت گردانہ عزائم کی تکمیل بھی چاہ رہے ہیں اَب شدت پسندوں کی دہشت گردانہ کارروائیوں پر یہی کہا جاتا سکتا ہے کہ حد ہو گئی ہے یار ایک طرف شدت پسند مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر حکومت کو بلیک میل کر رہے ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی میں بھی مصروف ہیں۔آج دنیا یہ دیکھ بھی رہی ہے اور اچھی طرح سے سُن اور جان بھی رہی ہے کہ حکومت نے شدت پسندوں سے مذاکرات شروع کرکے مصالحتوں کے جس آسمان کو چھولیا ہے یہ اِس کی ہی ہمت اور اِس کا ہی ظرف ہے کہ اِس کے باوجوس بھی وہ شدت پسندی کے رنگ میں رنگے دہشت گردوں کو مذاکرات کی میز پر لا کر اِنہیں سیاسی دھارے میں شامل کرنا چاہتی ہے اور پُرامن طریقے سے ساتھ لے کر چلنا چاہتی ہے۔ مگر آج بہرحال ....! حکومتی حکمتِ عملی اور مذاکراتی عمل اپنی جگہہ کچھ بھی ہوں مگر دوسری جانب یہ بات اپنے اندر بے شمار سوالات لئے ہوئے ہے اور اِن

سوالات میں سے ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ مذاکراتِ امن میں دہشت گردوں کی دہشت گردی ٹھیک نہیں ہے...؟آج موجودہ حالات میں شدت پسند اپنی جس شدت پسندی کے سہارے یہ درسِ عام کرنا چاہ رہے ہیں کہ دینِ اسلام کے حقیقی ماننے والے یہی لوگ ہیں اور یہ ہر حال میں سرزمینِ پاکستان پر شریعت کے نام پر اپنی شدت پسندانہ شریعت کا نفاذ کرنا چاہتے ہیں تو اِن کی اِس خودپسندانہ شریعت کی ہر سطح پر مخالفت کی جائے گی کیوں کہ آج بالخصوص دین اسلام کے ماننے والے اور اِس کی تعلیمات پر چلنے والے سچے کلمہ گو مسلمان ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر ادیان کے پیروکار اور ذی شعور اِنسان بھی یہ بات اچھی طرح سے مانتے اور جانتے ہیں کہ اسلام زور اور جبر اور طاقت کے بدولت زبردستی نہیں پھیلا ہے یہ تو رہتی دنیا تک کا ایک ایسا دین ہے جس نے اخلاص و محبت سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا ہے اور اِن کے درمیان قرآن و سُنت کی ایسی عظیم کتابیں رکھ دیں ہیں جو تا قیامت بنی نوع اِنسان کے لئے رُشد وہدایت کا سرچشمہ ہیں ۔اَب یہ کیسے شدت پسند ہیں جو قرآن و سُنت کو بالائے طاق رکھ کر حکومتی رٹ کو چیلنج کررہے ہیں اور دھونس و دھمکی سے اپنی شدت پسندانہ شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں ۔ یقینا یہ خبر حکومت اور حکومتی مذاکراتی ٹیم سمیت اپوزیشن اور ساری پاکستانی قوم ہر ذی شعور انسان کے لئے بھی بڑی حیران اور پریشان کُن ہے کہ ” طالبان

نے چترال میں صدیوں سے آباد اسماعیل فرقے کے قبائل کے خلاف بھی کھلم کھلا مسلح جدوجہد کا اعلان کر دیا ہے طالبان نے اپنی ویب سائٹ پر جاری 50 منٹ کی وڈیو میں کیلاش کے قبائلی افراد کو جواِن کے خیال میں اَب تقریباً 3500 نفوس پر مشتمل ہیں اِن لوگوں سے کہا ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں یا مرنے کے لئے تیار ہو جائیں تاہم طالبان نے ایک دعویٰ یہ بھی کیا ہے کہ کیلاش کے لوگوں کی بڑی تعداد اسلام قبول کر چکی ہے اور جو اِس شرف سے رہ گئے ہیں وہ اسرائیل یا کسی اور کے ایجنڈہ بنیں یہی اِن کے حق میں بہتر ہوگا وہ اسلام قبول کرلیں ورنہ ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اِس کے ساتھ ہی طالبان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم مذاکراتی عمل بھی جاری رکھیں گے اور اپنی کارروائیاں بھی کرتے رہیں گے۔ جبکہ شدت پسندوں کی ایسی ہی دھمکیوں اور کارروائیوں کے خلاف حکومت بارہا کہہ چکی ہے کہ مذاکرات اور دہشت گردی ایک ساتھ نہیں چل سکتے ہیں، ہر حال میں دہشت گردوں کو اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں بند کرنی ہوں گیں اور اگر اُنھوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں بند نہ کیں تو پھر حکومت کا صبر کا پیانہ لبریز ہو جائے گا اور پھر کہیں وہی کچھ نہ ہو جائے جس کا ملک کے اندر اور باہر سے یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اگر شدت پسند دہشت گردوں اور اِن کے گروپس کی جانب سے دیدہ ودانستہ مذاکرات سبوتاژ کرنے کے لئے دہشت گردی کی کارروائیاں نہ رُکیں تو پھر حکومت اِن کے خلاف فوجی آپریشن کرنے میں حق بجانب ہوگی... !اَب ایسے میں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ حکومت

کے مذاکراتی عمل کو شدت پسند حکومتی کمزوری سمجھ رہے ہیں اور یہ دہشت گردی کی کارروائیوں سے باز بھی نہیں آرہے تو پھر آج حکومت کو بھی زمانہ قدیم والے لوہار کی طرح کُتّے کے کاٹے کا علاج دہکتی ہوئی لوہے کی سلاخ سے ہی کرنا ضروری ہوگا پھر اس طرح نہ مرض رہے گا اور نہ ہی مریض.....!!!!! (ختم شُد)

اَب امریکا اور ایران کی قرابتیں کیوں...؟

کیا امریکا اور ایران واقعی ماضی کے دُشمن تھے جو آج مثالی دوست بننے کو ہیں...؟
آج امریکا اور ایران کی قرابتیں کچھ یوں بڑھ رہی ہیں کہ جہاں اِن کے اِس عمل نے دنیا کو حیرت زدہ کرکے رکھ دیا ہے وہیں امریکا اور ایران کی یوں اچانک مضبوط ہوتیں دوستیاں اور قرابتیں دیکھ کر دنیا طرح طرح کے مخمصوں میں بھی مبتلا ہے اور بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو وہیں دنیا یہ بھی سوچنے اور کہنے پر مجبور نظر آتی ہے کہ ایسا تو ہونا ہی تھا اور آج وہ سب کچھ ویسا ہی ہو رہا ہے جیسا کہ یہ دونوں ممالک ایک خاص وقت گزار کر کرنا چاہتے تھے اور آج یہ دونوں اپنی اُس منصوبہ بندی میں کامیاب ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔
اگرچہ آج اِن دنوں ممالک کا یوں قریب آنے سے پہلے والے حالات اور واقعات کا جائزہ لیا جائے تو دنیا کو یہ سب کچھ ایک خواب لگے گا جب امریکا اور ایران جو کافی عرصے تک ایک دوسرے کے دُشمن رہے اور دُشمن بھی کوئی ایسے ویسے نہیں تھے بلکہ اِن کی دُشمنی اُس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ یہ ایک دوسرے کے وجود

کو بھی زمین پر برداشت کرنے کو تیار نہ تھے ... ؟ بلکہ دنیا نے سالوں یہ بھی دیکھا اور سُنا کہ دنیا کے کسی بھی فورم پر نہ تو امریکا جوہری ایران کا نام سُننے کو تیار تھا اور نہ ہی ایران امریکا جیسے اُس دہشت گردِ اعظم کو جس نے اِس پر طرح طرح کی پابندیاں لگا رکھیں تھیں اِسے کہیں برداشت کرنے کا قائل نظر آتا تھا۔

مگر پھر پچھلے سال ایران میں ہونے والے انتخابات کے بعد جیسے ہی احمدی نژاد کا دور ختم ہوا اور ایران میں نیا حکمران صدر حسن روحانی کی شکل میں آیا تو پھر یکا یک ایک ایسا ماجرا ہوگیا جس کا دنیا نے کبھی گمان تک نہ کیا تھا یعنی امریکا کے جوہری ایران میں نئی حکومت کے آتے ہی ایران اور امریکا کی قرابتیں اتنی بڑھیں ہیں کہ امریکا جوہری ایران کو بھول گیا اور اِس پر عائد آدھے سے زیادہ پابندیاں ختم کرنے کو بھی تیار ہوگیا ہے یوں آج دنیا امریکا اور ایران کی دُشمنی کو دوستی میں بدلتی دیکھ کر حیران اور ششدر ہو کر رہ گئی ہے اور اَب تو دنیا بھی ایران کی امریکا کے ساتھ روا رکھی گئی نرم گوئی اور امریکا پروری پر واری... واری جانے والے اندازوں سے بقول شاعر بشیر فاروق کے یہی سمجھنے لگی ہے کہ :۔

عراق و لجزائر، شام و سوڈان و ٹیونس میں حکومت تو عوامی ہے مگر حیلے ہیں پرویزی

وہ ہوں، مصر و مراکش ترکی و ایراں کہ لیبیا ہو لباسِ طرزِ جمہوری میں سب جیلے ہیں

پرویزی

اَب یہ بات پوری طرح سے عیاں ہوچکی ہے کہ آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں ایران اور امریکا کے تعلقات اور بڑھیں گے اور دونوں کی قرابتیں اتنی بڑھ جائیں گیں کہ دونوں کے دنیا کے دیگر ممالک سمیت بالخصوص پاکستان سے مفادات بھی ایک جیسے ہوجائیں گے اور پھر ایران اور امریکا ایک بن کر دنیا کو اپنے لئے ایسے استعمال کریں گے اور ایک وقت ایسا بھی ہوگا جب امریکا جنوبی ایشیا میں اپنے مفادات کے لئے ایران کو اتنا طاقتور بنادے گا آج جیسا کہ امریکا نے دنیا کے عرب ممالک سے اپنے مفادات حاصل کرنے اور اِنہیں اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے سرائیل کو ہر لحاظ سے طاقتورین مُلک بنا کر اِسے مشرقِ وسطیٰ کا چوہدری بنادیا ہے۔

آج اچانک امریکی سیاست میں ایران سے متعلق یوٹرن کا آنا اور ایران کا بھی امریکا کے لئے نرم رویہ رکھنا اپنے اندار ایک دوسرے کے لئے بے پناہ مفادات لئے ہوئے ہے یعنی ماضی میں اِن کا ایک لمبے عرصے تک ایک دوسرے کو اپنا دُشمن ظاہر کرنا بھی کسی نوارکُشتی سے کم نہیں ہے، اِس کا ندازہ اِس بات اور خبر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج ایران میں یہودی آبادی 25 ہزار تک پہنچ گئی

ہے ایک اندازے کے مطابق اتنی بڑی تعداد میں یہودیوں کا ایران میں رہنا یقینا امریکا ایران اور اسرائیل پر مشتمل ایک نئے بلاک کی تشکیل کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

خبر یہ ہے کہ تہران کے میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ایران میں یہودی آبادی کی تعداد 25 ہزار ہو گئی ہے اور یہ مشرقِ وسطیٰ میں یہودی آبادی کی اسرائیل کے باہر سب سے زیادہ تعداد ہے رپورٹ کے مطابق ایران کے صدر حسن روحانی نے اپنے مُلک میں یہودیوں کے واحد اسپتال کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار امریکی ڈالرز کا عطیہ بھی دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی تہران کے میڈیا نے بڑے وثوق کے ساتھ اپنا یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ نئے ایرانی صدر حسن روحانی کا اپنا عہدہ صدارت سنبھالنے کے بعد سے یہ اِن کا یہودیوں کے لئے دوسرا بڑا اور قابلِ قدر اقدام ہے جبکہ اِسی تہرانی میڈیا نے اپنی اِسی رپورٹ میں اِس کا بھی اِنکشاف کیا ہے کہ گزشتہ سال ایرانی صدر حُسن روحانی نے 1942ء میں تہران میں قائم ہونے والے ڈاکٹر ساپر چیریٹی اسپتال کو بھی اتنی ہی رقم عطیہ کی تھی''۔

ایسے میں یہاں یہ امر اُمتِ مُسلمہ کے یقینا قابلِ غور ہونا چاہئے کہ اِس خبر نے کیسے امریکا اور ایران کی قرابتیں آشکار کر دیں ہیں اور یہ بھی مُسلمہ اُمہ کے لئے غور طلب ہے کہ وہ اِس کو بھی مدِ نظر رکھے کہ ماضی میں امریکا

اور ایران کا جو رویہ رہا وہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کے ہی مترادف رہا اور آج اِن کا ایک دوسرے کے مفادات کے لئے ایک ہو کر اپنی قرابتیں مضبوط کرنا بھی مستقبل قریب میں اِن کے جنوبی ایشیا سے وابستہ اپنے اپنے وسیع تر مفادات میں ہوگا۔

مگرمذاکرات توپہلے ہی ٹیڑھی کھیر تھے۔۔۔؟

دونوں فریقین مذاکرات کو شکوک وشبہات سے پاک نہ رکھ سکے۔۔؟

کیامذاکرات اگر، مگر، چوں چراں اور لیکن کے بیجا استعمال سے خراب ہوئے ہیں۔۔۔؟

چلوکھیل ختم ہوااور پیسہ ہضم ہوا،اَب تونادیدہ قوتوں کو سکون مل گیاہوگاجو نہیں چاہتیں تھیں کہ پاکستان میں کسی بھی طرح امن اور سکون آئے،آج بالفرض ذراسی دیر کو یہ مان بھی لیاجائے کہ دنیاہی دکھاوے کے لئے جو دواچھی (حکومتی) اور بُری (کالعدم تحریک طالبان) طاقتیں آمنے سامنے بیٹھ کر مذاکرات سے کچھ بہتر کرنا بھی چاہتی تھیں اَب یہ وہ توکر نہ سکیں،مگرآج ساری پاکستانی قوم سمیت دنیا بھرکے باشعورانسانوں کو یہ ضرورماننا ہوگاکہ جس کام کو پہلے ہی دن سے ہی اپنے پرائے اور چندخُفیہ ہاتھ بگاڑنے میں لگے پڑے تھے،آج وہ اپنے مقصد میں ضرورکامیاب ہوتے دِکھائی دے رہے ہیں، وہ اِس طرح کہ حکومت نے ایف سی کے 23 مغوی اہلکاروں کی شہادت جو (اَب تک مبہم ہے کہ دوسری مذاکراتی فریق)کالعدم تحریک طالبان کے ہاتھوں ہوئی ہے اِس پر نہ صرف حکومتی مذاکراتی کمیٹی کے اراکین غصے سے سُرخ ہوگئے ہیں بلکہ اُنہوں نے مذاکراتی عمل کو فوری طور پر آگے بڑھانے سے یہ کہہ کر انکار بھی

کردیا ہے کہ جب تک کالعدم تحریک طالبان اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کو مکمل طور پر بند نہیں کردیتے حکومتی مذاکراتی کمیٹی مذاکراتی عمل کو لے کر نہیں چل سکتی ہے اور اِسی طرح وزیراعظم نواز شریف اور ہماری عسکری قیادت میں بھی اِس واقعے کے بعد تشویش اور برہمی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

جبکہ آج یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس واقعہ کے بعد مُلک کی وہ مذہبی و سیاسی جماعتیں جن کا ہمیشہ سے حکومت پر اِس نقطے کے لئے دباؤ تھا کہ حکومت کالعدم تحریک طالبان سے کسی بھی صورت میں مذاکرات کرے اور اِنہیں قائل کرے کہ وہ مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی میں شامل ہوکر اپنا بھی مثبت کردار ادا کریں حکومت اِن پر کسی بھی حال میں فوجی طاقت کے استعمال سے اجتناب برتے . . مگر آج جب خود کالعدم تحریک طالبان نے ایف سی کے 23 مغوی اہلکاروں کو شہید کرنے کا دعویٰ کردیا ہے تو مُلک کی طالبان حامی وہ مذہبی و سیاسی جماعتیں جو پہلے کالعدم تحریک طالبان کے لئے اپنے دلوں میں کہیں نرم گوشہ رکھتی تھیں اِن جماعتوں نے بھی اِس واقعہ پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور کالعدم تحریک طالبان کو فوجی قوت سے کچلنے کی بھی ڈھکے چھپنے انداز اور الفاظ کے ساتھ حکومت کی حمایت کرنی شروع کردی ہے، یوں آج مذہبی اور کچھ سیاسی جماعتوں کی جاری حمایت بھی کالعدم تحریک طالبان کے ساتھ یقینی طور پر ختم ہوتی محسوس کی جاسکتی ہے۔

اگرچہ یہ بات تو دونوں ہی جانب کے فریقین اول روز ہی سے اچھی طرح سے جانتے تھے کہ مذاکرات تو صرف ایک حجت ہیں، بس ایک دوسرے کو آخری بار سمجھانے اور راستے پر لانے یا ہٹا کے لئے۔۔۔ ورنہ ہونا تو وہی ہے جو یہ دونوں ہی چاہتے ہیں
مگر دوران مذاکرات دراصل دونوں ہی یہ چاہتے رہے کہ یہ کسی بھی طرح جنگ وجدل اور طاقت کا استعمال کئے بغیر ہی ایک دوسرے کو اپنے اپنے دعوؤں اور دلائل سے قائل کرلیں اور ایک دوسرے کو اپنے اپنے رنگ میں رنگ کر اپنے ساتھ ملالیں مگر ایسا نہ ہو سکا جیسا یہ چاہتے تھے، دونوں کی اپنی اپنی مرضی اور منشا کے مطابق یوں کچھ بہتر نہ ہو سکا کہ شاید دونوں ہی ایک دوسرے کے سامنے نہ جھکنے والی اپنی اپنی ضد پر قائم تھے اور دونوں ہی کہیں بھی لچک کا مثالی مظاہرہ کرنے کو تیار بھی نہیں تھے گو کہ دونوں ہی فریقین ایک دوسرے کی ذہنی کیفیات اور نفسیات سے بھی خُوب واقف تھے کیوں کہ دونوں ہی یہ بھی اچھی طرح سے جانتے تھے کہ ہم جو مذاکرات کر رہے ہیں یہ تو محض ایک بہانہ ہیں دنیا کے دکھاوے کا۔۔۔ اصل میں تو بس دونوں کی منزلیں تو اپنا اپنا وجود منوانے کے لئے طاقت کا استعمال ہے۔
جبکہ یہاں یہ امر افسوس ناک ہے کہ آج شدت پسندی کی گھٹی میں پلنے بڑھنے والے ایک ضدی فریق (کالعدم تحریک طالبان مہمند ایجنسی) نے اپنے سامنے والے

حکومتی فریق کو ایف سی کے 23 مغوی اہلکاروں کو قتل کرنے کا کھلے عام دعویٰ کر دیا اِس سے قبل بھی یہی کالعدم تحریک طالبان نے کراچی میں رزاق آباد میں بم دھماکے میں سندھ پولیس کے 13 شہید کئے جانے والے نوجوانوں کی بھی ذمہ داری قبول کرکے حکومت پر یہ باور کر دیا تھا کہ وہ پہلے ہی دن سے مذاکرات کو ٹیڑھی کھیر سمجھتے تھے ۔

اِسی لئے اُس نے دوران مذاکرات بھی اپنی پر تشدد کارروائیاں جاری رکھیں اور اِسی لئے اِس نے ہر معاملے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے باکثرت ” اگر، مگر، چوں چراں اور لیکن ویکن اور ایسا ویسا کا بیجا استعمال کئے رکھا اور آج کالعدم تحریک طالبان نے خود سے ہی حکومت کے سارے پُرامن مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کرکے رکھ دیا ہے۔

اگرچہ کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے اتنا کچھ بُرا اور نا قابلِ برداشت ہو جانے کے باوجود بھی حکومت کی یہ اعلیٰ ظرفی نہیں ہے تو کہو یہ پھر اور کیا ہے ...؟ کہ آج بھی حکومت یہ خیال کر رہی ہے کہ ٹھیک ہے اِس طرح ایف سی کے 23 مغی اہلکاروں کی شہادت کی خبر کالعدم تحریک طالبان سے منسوب کرکے اِس تک پہنچی ہے ممکن ہے کہ کسی ہمارے دُشمن نے ہمارے پُرامن مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے شرارتاً پھیلادی ہو اِس کا اِس پر بھی یہ کہنا ہے کہ ہم ابھی انتظار کر رہے ہیں کہ جب تک کالعدم تحریک طالبان باضابطہ طور پر خود اِس کو تسلیم نہیں کرلیتے کہ اُنہوں نے یا اِن کے کسی گروپس نے ایف سی کے

مغوی اہلکاروں کو شہید کیا ہے اُس وقت تک نہ تو مذاکرات ختم کئے جا سکتے ہیں اور 23 نہ کالعدم تحریک طالبان کی کمین گاہوں کو نیست و نابود کرنے اور شدت پسندوں کا قلع قمع کرنے کے لئے فوجی آپریشن یا حکومتی مشینری کا استعمال کیا جا سکتا ہے،اَب گیند کالعدم تحریک طالبان کے کوٹ میں ہے کہ وہ یہ اعلان کریں کہ وہ مذاکرات چاہتے ہیں یا جنگ....؟اَب اگر پھر بھی دوبارہ مذاکرات شروع ہو جائیں تو شک سے پاک ہوں ؟؟؟(ختم شُد)

21ویں صدی میں جو ہو جائے وہ کم ہے...؟

شیر نے اِنسان کو کھانے سے انکار کر دیا مگر آج اِنسان تو اِنسان کو ہی..؟

شیر، شیر میں بھی فرق ہے ایک وہ شیر تھے اور ایک ہمارا یہ کاغذی شیر ہے جو....؟

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری سرزمینِ پاکستان پر اِنسان تو اِنسان مگر دینِ اِسلام کے جو خود پکا و سچا مسلمان ہونے کے دعویدار وہ بھی معصوم اِنسانوں کے خون کے ایسے پیاسے بنے ہوئے ہیں کہ اِن کی اِس فعلِ شنیع سے جہاں زمین تھرا گئی ہے تو وہیں آسمان بھی مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا گلا کٹتے دیکھ کر ٹوٹنے کو ہے مگر مسلمان کہلوانے والے تو اپنے مسلمان بھائی کا گلا کاٹنے سے باز ہی نہیں آ رہے ہیں اور اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں میں ایسے مصروف ہیں کہ اِنہیں عورتوں، بچوں اور بڑھوں پر ذرا بھی رحم نہیں آ رہا ہے ہمارے یہاں تو جیسے مسلمان کہلانے والے اِنسانوں نے معصوم اِنسانوں کو بم دھماکوں سے اُڑا کر موت کی وادی میں دھکیل کر قبر کی آغوش میں پہنچا دینے کو اپنے دین کی خدمت سمجھ رکھا ہے۔

آج ایک طرف تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے اِنسانوں کے گلے کاٹنے والے موجود ہیں تو وہیں اِسی سرزمینِ خدا پر ایسے آدمخور درندے بھی موجود ہیں جن کی خصلت اور جبلت میں ہی اِنسان کا گوشت مرغوب غذا تصور کیا جاتا ہے بیجنگ سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ " شیر نے بیروزگار نوجوان کو کھانے سے انکار کر دیا" خبر کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ " ایک چینی اخبار چنگ ڈو بزنس ڈیلی کی رپورٹ کے مطابق چین کے جنوب مغربی صوبے سیچوان کے چنگ ڈو کے چڑیا گھر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک 27 سالہ بیروزگاری سے تنگ یانگ جن ہائی نامی نوجوان نے درخت پر چڑھ کر بنگال ٹائیگرز کے پنجرے میں چھلانگ لگا دی اور خود کو آدمخور شیروں کی جوڑی کے سامنے ڈال دیا، تاہم شیروں نے اِس کی حالتِ زار پر ترس کھایا اور اِن آدمخور شیروں کی جوڑی نے اِس بیروزگار نوجوان کو اپنا نوالہ بنانے سے بھی انکار دیا، جب شیروں نے اِسے کھانے سے انکار کر دیا تو اِس نوجوان نے ایسی بہت سی اُوٹ پٹانگ حرکتیں بھی کرنا شروع کر دیں کہ جن کے کرنے سے اِن آدمخور شیروں کو غصہ آجائے مگر بظاہر آدمخور مگر اندر سے گزرے وقتوں کے اچھے اِنسانوں کی طرح نرم دل رکھنے والے اِن خداترس شیروں کو اِس بیروزگار نوجوان کی حرکتوں پر ذرا بھی غصہ نہ آیا اور وہ ایک کونے میں بیٹھ کر اپنی زندگی سے تنگ اِس بیروزگار نوجوان کی حرکتوں سے محظوظ ہوتے رہے اور دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے آدمخور شیروں کی یہ جوڑی دنیا کے ظالم اِنسانوں (شدت پسندوں) اور ہمارے وزیرِاعظم میاں نواز شریف جن کی جماعت کا انتخابی نشان بھی شیر ہے

اِن سمیت سب کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ" خدا کے واسطے اِنسانوں تم اپنے جیسے انسانوں پر تو ترس کھاؤ۔۔۔تم کسی کے مقدس خون سے اپنے ہاتھ تو مت رنگوں۔۔۔اور اگر اِسی طرح تم کہیں کہ وزیر اعظم ہو اور تمہارا انتخابی نشان شیر ہے تو اللہ کے لئے لوگوں کو بیروزگار کرنے کے ایسے اقدامات تو نہ کرو اور اپنے قومی اداروں کی یوں کوڑیوں کے دام نج کاری کرکے لوگوں کے پیٹ پر تو لات مت مارو۔۔۔کہ وہ بیروزگار ہو جائیں اور پھر یہ بھی اِس بیروزگار نوجوان کی طرح اپنی زندگی سے تنگ ہو کر ہمارے سامنے ہوں اور اِن کی خواہش ہو کہ ہم اِن کے خون سے اپنے ہونٹ رنگیں تو یہ ہمیں گوارہ نہیں۔۔۔ہم کو دیکھو کہ زمانہ ہمیں شیر کہتا ہے ہم سے ڈرتا ہے مگر دیکھو کہ ہم بھی تم جیسے اِنسانوں کی طرح نہیں ہیں کہ ہم اپنے مفادات کے خاطر اِنسانوں کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھائیں اور اِن کے گوشت سے اپنا پیٹ بھریں۔۔۔اے اِنسانو۔۔۔! ہم بھی یہ خوب سمجھتے ہیں کہ آج اِنسان ہی اِنسان کے ہاتھوں پریشان ہے، کہیں کوئی اِنسان ،اِنسانوں کو اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر ذبح کر رہا ہے تو کہیں کوئی اِنسان کاغذی شیر بن کر قومی اداروں کو اپنے کاروباری مفادات اور فائدوں کے لئے کوڑیوں کے دام فروخت کرکے اِنسانوں کو بیروزگار کرنے پر تلا ہوا ہے"شیروں کی جوڑی نے اِس بیروزگار جوان کو نہ کھانا تھا اُنھوں نے نہ کھایا مگر آج کے اُن اِنسانوں کے منہ پر ایسا زوردار طمانچہ زور مار دیا ہے جو انسان اور مسلمان بن کر اِنسانوں کے ہی خون کے پیاسے

بنے ہوئے ہیں اور جو اقتدار میں آنے کے بعد لوگوں کو بیروزگار کرنے کی منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں۔

بہرکیف..! آج زمینِ خدا پر اِنسان کے ہاتھوں جو ہو جائے وہ بھی کم ہے کیوں کہ آج ہم جس انوکھے انداز اور وسعت پذیر سوچوں کے ساتھ 21 ویں صدی سے گزر رہے ہیں اِس میں جو ہو جائے وہ بھی کم ہے، گرچہ آج اِنسان کا دعویٰ ہے کہ اِس نے اپنے کارناموں سے 21 ویں صدی کو زیرِ پا کر رکھا ہے مگر حالات واقعات اِس بات کے گواہ ہیں کہ یہ بھی اِنسان کی محدود سے محدود تر سوچ ہے ،آج دراصل اِنسان اپنے جس دعوے پر غرور کر رہا ہے یہ بھی اکیسویں صدی کی ایک انوکھی مگر ضعیف سوچ ہے ،یہ سچ ہے کہ اِس صدی میں جو ہو جائے وہ کم ضرور ہے مگر اِسی کے ساتھ ہی آج کے اِنسان کو اِس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے کہ اِس صدی میں ہر لمحے جس انہونے اور انوکھے کرشمات اور واقعات کی پیشنگوئیاں کی گئیں ہیں ابھی تو یہ اِس کا عُشرِ عشیر ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا....؟

بہرحال..! یہ اکیسویں صدی کا ہی اعزاز ہے کہ اِس میں ایسا بھی ہوا ہے کہ ہماری حکومت نے شدت پسندوں سے نیک نیتی کی بنیاد پر مذاکرات شروع کئے مگر شدت پسندوں نے اِس کے خلوص کے پھول کو پیروں تلے مسل کر رکھ دیا یہ بھی موجودہ صدی کا ہی کمال ہے کہ حکومت نے طاقت رکھنے کے باوجود بھی بدنام

زمانہ شدت پسندوں سے مذاکرات شروع کئے مگر شدت پسندوں نے حکومتی پیشکش کو بھی ٹھکرادیااور اپنی ہی دہشت گردانہ روش پر قائم رہے۔

یوں آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حکومت نے مذاکراتی عمل کو روک دیاہے اور شدت پسندوں کے خلاف فضائی حملے شروع کر دیئے ہیں یقیناً اِس کے ذمہ دار بھی یہی شدت پسند عناصر ہیں جنہوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے سامنے حکومتی مذاکراتی عمل کو مذاق جانااور غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے رہے، مگرشاید حکومت اِس سارے عمل میں دوسو فیصد سنجیدہ تھی جسے سمجھے بغیر شدت پسند اپنی ضد پر ہی آڑے رہے شدت پسندوں کے ٹھکانوں پر حکومتی فضائی حملوں سے متعلق اطلاعات یہ ہیں کہ پہلی حکومتی فضائی کارروائی میں حکومت کو بڑی کامیابیاں ملی ہیں ،اور حکومت نے فضائی حملے میں کئی نامی گرامی ماسٹر مائنڈ شدت پسندوں کی کمین گاہوں کو نیست ونابود کردیاہے اِس پر حکومت کا یہ بھی کہناہے کہ اگر پھر بھی شدت پسندوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں جاری رکھیں تومزید شدت کے ساتھ کارروائیاں کی جائیں گیں۔

آج سب کچھ ممکن ہو سکتاہے طاقتوراگرسر خم کرے تو بھی یہ اِس صدی کا انوکھاواقعہ ہوگااور اِسی طرح اگر کوئی کم ظرف دہشت گردانہ کارروائیوں سے اِنسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے تو بھی یہ اِس صدی کا منفی اور انتہائی

عبرتناک اور قابلِ افسوس رخ ہوگااور اگر دہشت گردوں کے خلاف حکومتی مشینری حرکت میں آ جائے تو یہ بھی موجودہ صدی کا بڑاکارنامہ سمجھاجائے گاگوکہ اِس صدی میں جابجاجتنے بھی اَنہونے ہوجائیں ہونے دواور حقیقت کی آنکھ سے تسلیم کرو، کیونکہ موجودہ صدی میں اِنسان ہی اِنسان کے خون کا پیاسہ ہے اورآج ہم ایساہوتااپنی کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں،اِس پرکچھ کامذمت کرناہے توکچھ اپنے عزائم کی تکمیل کے خاطر معصوم اِنسانوں کاگلاکاٹنااپنے نقطہء نظرکی تسکیین سمجھ رہے ہیں۔
آج درحقیقت اکیسویں صدی کی خیر اور شر کی اِس جنگ میں یہ پتہ لگانابہت مشکل ہوگیاہے کہ اچھائی کے راستے پر کون چل رہاہے اوراِن دونوں کے درمیان سے اچھائی کوکہاں سے ڈھونڈنکالاجائے...؟تاکہ مُلک میں بھائی چارگی اور محبت وخلوص اور ملی یکجہتی واخوت ومساوات کی ایک نہ ختم ہونے والی فضاقائم ہوجائے یعنی مُلک میں ایسادیرپاامن دیکھنے کوملے کہ شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پرپانی پیتے دِکھائی دیں۔موجودہ حالات میں ہم اپنے مُلک کے لئے یہ دُعاکررہے مگر درحقیقت بیجنگ میں پیش آئے واقعے نے ہمارے معاشرے کے اُن اِنسانوں کے لئے بڑاسبق چھوڑاہے آج جومعصوم اِنسانوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں اور جواقتدارمیں آجانے کے بعد اپنے کاروباری مائنڈکی وجہ سے لوگوں کو بے روزگار کرنے کے حربے استعمال کررہے ہیں یعنی شیر، شیر میں بھی

فرق ہے ایک وہ حقیقی شیر تھے جو آدم خور ہو کر بھی مجبور اِنسان پر ترس کھا گئے اور ایک ہمارا یہ کاغذی شیر ہے جو وہ سب کچھ کر رہا ہے وہ اِسے نہیں کرنا چاہیئے تھا....؟

آج میری بٹی ہوئی قوم کو مزید بٹنے سے کون بچائے گا...؟؟؟

آج ناراض شدت پسندوں سے مذاکرات کا معاملہ ہو یا اِن کے خلاف کسی فوجی کارروائی کا فیصلہ ہو، اِس سمیت اور دیگر مُلک کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں مُلکی ایوانوں سے لے کر ایک عام پاکستانی شہری تک ہر فرد مخصوص اور مختلف زاویوں میں ہی بٹا ہوا دِکھائی دیتا ہے، کوئی مذاکرات کو ہی عقلِ کُل کی دلیل سمجھتا ہے تو اَب کسی کے نزدیک برداشت کی حد ختم ہو گئی ہے وہ شدت پسندوں سے مذاکرات کے بجائے اِن کے خلاف پوری قوت سے فوجی آپریشن کا نعرہ بلند کر رہا ہے تو وہیں ہمارے یہاں ایک ایسا بھی گروہ اور طبقہ موجود ہے جو کبھی شدت پسندوں سے مذاکرات کی طرف مائل ہوتا دِکھائی دیتا ہے تو کبھی فوجی آپریشن کی آوازیں نکالتا اُچھلتا کودتا نظر آتا ہے غرض کہ آج اِن حالات اور واقعات کی تناظر میں ساری پاکستانی قوم ہی شدت پسندوں سے مذاکرات کے ہونے اور نہ ہونے کے معاملے میں دو یا تین سے بھی زائد حصوں میں بٹ چکی ہے، اَب موجودہ حالات اور واقعات میں ہے کوئی ایسا جو میری بٹی ہوئی قوم کو مزید بٹنے سے بچالے...؟اور ساری پاکستانی قوم کو ہم خیال بنا کر اِسے ایک فعل پر متحد کر دے اور پھر ساری پاکستانی قوم یہ کہہ اُٹھے کہ" شدت پسندوں کے ساتھ مذاکرات کیئے جائیں ... یا یک زبان ہو کر کسی فوجی کارروائی سے شدت پسندوں کا قلع قمع کرنے کا نعرے لگائے" اِس کام کے کرنے کا وقت قوم کے

ہاتھ سے تیزی سے نکلتا جارہا ہے اَب موجودہ حالات میں قوم کو جلد کوئی ایسا دائی فیصلہ کرنا ہوگا جس کے دوررس نتائج نکلیں۔

جبکہ آج کھلے دل و دماغ سے ہر شخص کو یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ ہماری پاکستانی قوم بظاہر تو کئی نظریوں ، ثقافتوں، زبانوں، تہذیبوں اور معاشروں میں بٹ کر یقینی طور پر منتشرالخیال و افکار بن کر رہ گئی ہے،اَب اِن حالات میں کوئی تو مگر کہیں سے اُٹھ کر یہ دعویٰ کرے ، کہ ہم ایک سوچ اور ایک ثقافت اور تہذیب کی حامل قوم ہیں تو میں اِس کے اِس دعوے کو تسلیم کرنے کو قطعاً تیار نہیں ہوں گا، کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہم قوم نہیں بلکہ ہجوم اور ریوڑ بن کر جی رہے ہیں، آج کم از کم ہم میں ایک قوم اور ایک سوچ کا عنصر کہیں سے بھی نظر نہیں آرہا ہے ، معاف کیجئے گا مجھے یہاں یہ بھی کہنے دیجئے گا کہ جب کوئی قوم کئی قومیتوں میں بٹ جائے تو پھر لامحالہ وہ قوم کہلانے کے بجائے ہجوم اور ریوڑ کہلانے کی زیادہ حقدار ٹھیرتی ہے۔

اَب میں اپنی اسی بات کی وضاحت اقوامِ عالم کے اُن دانشورانِ کے زرین اقوال سے بھی کرنا چاہوں گا جو اُنھوں نے اپنے اپنے زمانوں میں اپنے تجربات و نظریات کے لحاظ سے قوموں کی تعریفیں کیں ہیں،ماؤزے تنگ نے قوم کی تعریف یہ کی ہے کہ " ہر قوم کے سامنے دوراستے ہوتے ہیں: "اول:۔ اُجالے کا راستہ "

دوئم :۔ تاریکی کا راستہ "اور پھر اِسی طرح دو امکانی تقدیریں بھی ہوتی ہیں: ۔ "نمبر 1:" اُجانے کی تقدیر" اور" نمبر 2: تاریکی کی تقدیر" یعنی جو قومیں شعور کی منزلوں کو چھولیتی ہیں تو وہ اولذکر خصوصیات کی حامل ہوجاتی ہیں اور جن قوموں میں شعور چھو کر بھی نہیں گزرتا ہے ایسی قومیں تاریکی کا راستہ اور تاریکی کی تقدیر کی گود میں خود کو دھنسالیتی ہیں اور پھر اس میں ہی دفن ہو کرمٹ جاتی ہیں وہ قومیں جومٹ جایا کرتی ہیں یقینی طور پر یہ قومیں اپنے بازوےں کے بجائے غیروں کے کاندھوں پر سر رکھ کر جینااور مرنا اپنے لئے باعث افتخار تو سمجھتی ہیں مگر درحقیقت یوں یہ اپنی ہی تباہی کا سامان کر رہی ہوتی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل افسوس ہے کہ آج بد قسمتی سے میری پاکستانی قوم نے بھی غیروں کے کاندھوں پر سر رکھنے کی روش اختیار کر رکھی ہے اور جو بغیر سوچے سمجھے غیروں کے بازوؤں کے سہارے اپناوجود برقرار رکھنے کو ہی اپنی عافیت سمجھ رہی ہے، مگرآج شائد یہ بھول چکی ہے کہ یہ خود کو رینگنے والے انداز سے تباہی کے ایسے دہانے کے قریب لے جارہی ہے جہاں سے بعد میں اِس کا پلٹاہی اِس کی دائمی موت کا باعث ثابت ہوگا۔

دانا کا کہناہے کہ دنیا کی جن قوموں نے اپنی اہمیت کو نا سمجھاوہ تباہ ہوئیں

ہیں اور جنھوں نے مسائل کے گرداب اور غلامی میں پھنس کر بھی اپنی اہمیت کو جان لیا تو اِنہیں مسائل سے بھی نجات ملی اور وہ غلامی کے طوق سے بھی آزاد ہو گئیں۔اِسی لئے تو کہنے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ "دنیا میں نہ ایسی کوئی نسل ہے جسے کاتبِ تقدیر نے صرف مالک بننے کے لئے اُتارا ہو یا نہ ایسی کوئی نسل ہی ہے جسے اوّل روز سے اَب تک کے لئے بھیجا گیا ہے اور اِسی طرح نہ موجودہ لحات میں کہیں بھی کوئی ایسی نسل موجود ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی کوئی ایسی نسل آئے گی جسے ہمیشہ غلامی کی لعنت کے لئے بھیجا جائے گا۔

بہر کیف..!آج میری پاکستانی قوم کے پاس قدرت کی دی ہوئی کیا چیز ایسی نہیں ہے جس سے میری قوم مالامال نہ ہو، بس اِس کے متحد ہونے اور ہم خیال ہونے کی خصوصیات اِس میں پیدا ہو جائیں تو یہ غیروں اور اغیار کی غلامی سے بھی نکل سکتی ہے اور صلاحیتوں سے ساری دنیا کو اپنے زیر پا لا سکتی ہے، بس آج میری قوم میں خود کو بدلنے کا جذبہ پروان چڑھ جائے تو اِس کی قسمت بھی اندھیرے کنویں سے نکل کر اُجالے میں سفر کر سکتی ہے اور ہم اپنے اچھے بُرے کا خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

آہ ۔ ! عارف جو سب کا یار اور آنکھوں کا تارا تھا ۔ ۔ ؟؟

شہر کراچی کا جاری آپریشن اور نتیجہ یہ ۔ ؟؟

آج شہر قائد میں بے لگام ہوتی لاقانونیت نے ایک اور معصوم اور نہتے جوانوں کی جان لے لئے ہے یہ کیسا آپریشن ہے جو چھ ماہ سے بھی جاری ہے مگر شہر پر طاری دہشت گردی اور لاقانونیت کے سائے چھٹنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں میں 22 فروری کو اپنے آفس میں معمول کے کام میں مصروف تھا کہ میری موبائل کی بیل بجی دیکھا تو وائف کی کال تھی میں نے فون اٹینڈ کیا تو اُنھوں نے روتے ہوئے انتہائی افسردگی سے بتایا کہ عارف کا انتقال ہوگیا ہے مجھے عارف کے یوں اچانک انتقال کی خبر ملی تو میرے پیروں تلے جیسی زمین نکل گئی اور میں کئی بار یہ پوچھتا رہا کہ کیا واقعی عارف کا انتقال ہوگیا ہے ۔ ۔ ۔ ؟ نہیں یار دیکھو پتہ لگاؤ کہیں کسی نے کوئی مذاق تو نہیں کیا ہے ۔ ۔ ۔ ؟ وائف نے کہا نہیں کوئی مذاق کیوں کرے گا ۔ ۔ ؟ مگر یار اِس کا یوں اچانک انتقال کیسے ہوگیا ہے ۔ ۔ ۔ ؟ وہ نہ تو کبھی ایسا بیمار ہوا اور نہ ہی اِسے کوئی ایسی بیمار کبھی لاحق رہی کہ جس کا نتیجہ موت کی صُورت میں سامنے آتا ۔ ۔ ؟ تو اِس پر مجھے یہ بتایا گیا کہ نہیں اِس کا انتقال گولی لگنے سے ہوا ہے (یعنی میرے شہر کی بڑھتی ہوئی لاقانونیت

نے عارف جیسے ایک اور معصوم اور خوشگفتار اور سب کا یار اور سب کی آنکھوں کا تارا
بنے رہنے والے نوجوان کو نگل لیا ہے) کسی نے صبح اِسے گولی ماردی ہے ۔ فی الحال ابھی
صرف یہی معلوم ہوسکا ہے کہ وہ سخی حسن کے قبرستان سے متصل اپنے گھر شارع
سے جیسی ہی آفس جانے کے لئے B-14 نورجہاں تھانے کی حدود شادمان ٹاؤن سیکٹر
گھر سے گاڑی میں نکلا تو اِسی دوران دونا معلوم موٹر سائیکل سواروں نے اِس سے اِس کا
موبائل فون اور بٹوہ (وائلیٹ) چھیننے کو کوشش کی اِس کے مزاحمت کرنے پر افسوس کے
شیطان کے چیلے ڈکیٹوں نے اِس کے گھر کے سامنے سڑک پر اِس کے سینے پر گولی ماررری
اور اُسے خون میں لت پت تڑپتا چھوڑ کر فرار ہوگئے" وہ زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے
استپال میں انتقال کرگیا ہے، مجھے اِس کے خالو اور ماموں نے بتایا کہ عارف خان کی عمر
سال تھی ،اِسے دنیا گھومنے کا جنون کی حدتک شوق تھا یہ اتنی سے عمر میں دنیا کے کئی 35
ممالک گھوم چکا تھا، وہ اپنے مُلک اور اپنے شہر کراچی کو جنت تصور کرتا تھا، وہ یہ بھی
جانتا تھا کہ اِس کے مُلک میں دہشت گردی اور لاقانونیت کا راج ہے مگر اِسے ساری دنیا
گھومنے کے بعد بھی اپنے مُلک پاکستان سے ہی محبت تھی، اور آج اِس کے اِسی شہر
لاقانونیت نے اِسے اَبدی نیند سُلادیا ہے ،آج اِسے اِپنے وطن اور اپنے شہر سے محبت کا یہ
صلہ ملا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر کے سامنے واقع سخی حسن کے قبرستان میں بنی لاکھوں
قبروں میں سے ایک چھوٹی سے قبر کی آغوش میں جاسویا ہے، مگر آج بھی اِس کے شہر
سے نہ تو لاقانونیت ختم ہوپائی ہے اور نہ

ہی دہشت گردی کو لگام دی جاسکی ہے، عارف خان کی روح اور اِس کی اپنے وطن سے محبت کیا حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے یہ سوال بھی نہیں کر سکتی ہے کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے شہر کراچی میں مثالی امن و امان کے لئے کب اپنا حقیقی کردار ادا کریں گے کہ پھر کوئی عارف کسی کی گولی کا نشانہ نہ بنے...؟؟؟

اگرچہ آج کراچی یں شروع ہوئے آپریشن کو چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، حکومتی اراکین اپنی کامیابیوں کے دعوے کرتے تھک نہیں رہے، مگر ایسے میں یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ آج جب چھ ماہ قبل شروع ہوئے آپریشن میں حکومت کو کامیابی حاصل ہو رہی ہے اور اِسی طرح اِسے یہ بھی اُمید ہے کہ یہ آنے والے دِنوں میں مزید کامیابیوں کے تمغے اپنے سینے پر سجالے گی... تو پھر حکومتی آسمانوں جتنے بلند و بانگ دعووں کے باوجود بھی شہر سے نہ کرائمز کم ہوئے ہیں اور نہ ہی دہشت گردوں کو لگام دی گئی ہے..؟یعنی جوں جوں دوا کی جارہی اُلٹا مرض بڑھتا ہی جارہا ہے

آج یہ حقیقت کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ تمام حکومتی دعوے تو اپنی جگہہ مگر دوسری طرف کھلی آنکھوں سے حکومت کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی شہر یں جرائم کی شرح جوں کی توں ہے ،ایسا کیوں..؟اور کس لئے ہے

?یقیناًاِس حوالے سے بھی حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو سنجیدگی..
سے اپنے کئے گئے اقدامات کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اَب تک کئے گئے آپریشن میں کہاں کوئی جھول ہے جسے دور کرکے یہ اپنے موجودہ دعووں اور وعدوں سے ہٹ کر حقیقی معنوں میں شہر کو جرائم پیشہ اور دہشت گردوں سے پاک کر سکتے ہیں۔

بہرحال..! قوم ابھی اپنے حکمرانوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی سے اتنی مایوس نہیں ہوئی ہے جتنی کہ اِسے چھ ماہ سے جاری کراچی آپریشن سے موجودہ حالات اور شہر میں مسلسل بڑھتی ہوئی ڈکیتیوں اور دہشت گردی کے بے لگام ہوجانے والے واقعات سے ہوجانا چاہئے، اگرچہ حکومت کا یہ اعلان بھی ہے کہ کراچی آپریشن آخری اور اپنے نتیجہ خیز مرحلے میں داخل ہوچکا ہے اِس سے اِسے لامحدود کامیابیاں ملنے کی قوی اُمید ہے، مگر آج بھی افسوس کے ساتھ شہر کراچی کا ہر شہری اِس مخمصے اور اُلجھن کا شکار ہے کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے پچھلے کئی ماہ سے کس کے خلاف آپریشن کر رہے ہیں..؟آج بھی شہر قائد میں سارے دہشت گرد اور جرائم پیشہ عناصر تو یوں ہی آزاد ہیں اور مکھی مچھر سے بھی کمتر حیثیت جان کر (بیچارے عارف اور اِس جیسے کئی) شہر کے معصوم اور بے گناہ افراد کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ (کہیں ٹارگٹ کلنگ تو کہیں ڈکیتی کے دوران مزاحمت کرنے پر) بنارہے ہیں آج شہر،

کراچی کی معروف سماجی شخصیت الحاج محمد شفیع خان کے نواسے ، شاہد محمود خان ،
راشد محمود خان کے بھانجے اور مذہبی و سماجی شخصیت قاضی نورالسلام شمس کے جوان
سال بھانجے محمد عارف خان والد یونس خان بھی شہر لاقانونیت میں موبائل فون اور بٹوہ
(والیٹ) چھیننے کے دوران مزاحمت کرنے پر اپنے ہی گھر کے باہر (سخی حسن کے قبرستان
کے ساتھ والی سڑک جیسے وہاں کے مکین شاہراہ ڈکیٹ کہتے ہیں اِس لئے کہ اِس
سڑک پر) سڑک پر گولی لگنے سے اِس شہر لاقانون سے منہ موڑ کر اپنے ہی گھر کے
سامنے واقع سخی حسن قبرستان ہیں قبروں کے درمیان اپنی ایک چھوٹی سے خبر میں
جاسویا ہے،اَب یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ آج میرے شہر ہیں واقع قبرستانوں میں کتنے
ہی ایسے عارف ہوں گے، جو ڈکیٹوں اور دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بن گھروں کو
ویران اور قبرستانوں کو آباد کرگئے ہوں گے ۔آج بھی اگر حکومت اِس بات کا صدق
دل سے تہہ کرلے کہ اُسے تمام سیاسی اور ذاتی مصالحتوں سے خالصتاپاک ہو کر پاکستان
کے سب سے بڑی تجارتی اور معاشی حب کو شہر کراچی کو چوروں ،ڈکیٹوں، بھتہ خوروں،
دہشت گردوں ،گینگ واروں اور دیگر جرائم پیشہ عناصر سے پاک کرنا ہے تو پھر کوئی
جتنابڑا بھی مائی کا لعل ہو وہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سامنے گھٹنے
ٹیکنے اور مُرغابننے پر مجبور ہوجائے گا، بشرطیکہ حکومت اپنے اِس کام کو کرنے کے لئے تمام
تعصبات اور زبان و نسل کی تفریق سے آزاد ہو اور پھر یہ ایسا ہی کرنے کا پابند قانون
نافذ کرنے والے اداروں کو بھی بنائے تو یقیننا نہ تو کسی

کو کوئی اِس میں شک ہوگا اور نہ پھر کہیں سے یہ انگلی اُٹھ سکے گی کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے جانبداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

ایسے میں جیئیں تو کیسے....؟

چند روز قبل میرا گزر ایک ایسی غریب بستی سے ہوا، جہاں چھوٹے چھوٹے پرانے بوسیدہ اینٹوں کے بنے ہوئے گھر تھے اور اِن گھروں میں بیشتر ایسے بھی تھے جن کے دو ایک کمرے بن چھت اور بن دروازوں کے تھے اور اکثر گھروں کے مین دروازے نہیں تھے اِن کی جگہہ پھٹے پرانے ٹاٹ کے پردے لٹک رہے تھے اور وہاں کی بغیر سڑک کی گلییوں میں کچی زمین پر بنی آڑی ترچھی گندی نالیاں، اور اِن نالیوں میں بہتا کالا اور ٹھیرا ہوا سیوریج کا بدبودار غلیظ پانی اور اِس پانی میں موجود رینگتے ہوئے کیڑے مکوڑے ،اِس بستی کے مکینوں کی کسمپری اور اِن کی اذیت ناک حالاتِ زندگی کی داستان بتا رہے تھے یقین جانیئے کہ جب تک میں اِس بستی میں رہا مجھے ہر قدم پر یہاں کے مکینوں کی حالتِ زار پر رونا آیا اور یہ احساس بھی بڑی شِدّت سے ہوتا رہا کہ یہاں کے لوگ کس بے کسی اور لاچارگی کی زندگی گزار رہے ہیں اِس بستی کے مکین کیسے زندہ رہتے ہوں گے..؟ اور میرے ذہن ہیں صرف ایک یہ ہی خیال آتا رہا کہ کیا غربت و لاچارگی اور مفلسی اِس غریب و بیکس بستی کے مکینوں کا ہی مقدر ہے...؟ کیا کبھی اِس بستی اور یہاں کے لوگوں پر کسی حکومتی رُکن یا کسی صاحبِ ثروت رحم دل اِنسان کی نظر نہیں پڑی جو اِس بستی کے مکینوں کی حالاتِ زندگی بدل دیتا یا اِس بستی کے لوگوں کے رہن سہن کے طریقوں کی تبدیلی ہی کے

خاطر کوئی معاونت کرتا..؟؟؟مگر پھر اگلے ہی لمحے مجھے اپنے اِس احساس اور سوال کا اپنے ہی دماغ سے یہ جواب مل گیا کہ اُوہ بھائی..!! چھوڑ اِس خیال کو کہ کوئی اِس بستی کے اِن غریب لوگوں کی حالاتِ زندگی بہتر بنانے کی سوچے گا..؟؟اُوئے..!اِن ہی اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہنے والے غریب و مفلس لوگوں کے نام پر تو ہمارے یہاں این جی اوز بنائی جاتی ہیں اور یہی تو میرے مُلک کی وہ بستیاں ہیں جہاں نومولود سیاسی کِھلاڑی آکر اپنی سیاسی تربیت لیتے ہیں، اور یہیں سے تو اُنہیں جھوٹ بولنا، مسائل میں گھرے غریبوں کو سبز باغ دِکھانا، اور جھوٹی تسلیوں کے بول بولنا سکھائے جاتے ہیں..پھر کون یہ چاہئے گا کہ کوئی اِن سیاسی تربیت گاہ کا درجہ رکھنے والی بستیوں کے غریبوں کی حالتِ زار ٹھیک کرے گا، اور اگر یہ بستیاں بھی شہر کے دیگر صاف سُتھرے علاقوں کی طرح بنادی جائیں گیں تو پھر اِن سیاسی کِھلاڑیوں کی تربیت کہاں سے ہوگی...؟اور انتخابات کے دِنوں میں اِن کی کارنرز میٹنگوں اور بڑے بڑے جلسوں جلوسوں اور ریلیوں میں کون آئے گا..؟اِن ہی غریب بستیوں کے رہائشی تو ہوتے ہیں جو انتخابات کے دِنوں میں اِن کے اجتماعات کو زینت بخشتے ہیں اور یہی تو وہ بستیاں اور اِن کے مکین ہیں تو جو این جی اوز کو بیرون ممالک سے امداد دلواتے ہیں، اگر اِن ہی بستیوں اور یہاں کے لوگوں کے تمام مسائل حل ہوگئے تو پھر اِن این جی اُوز کو کون امداد دے گا..؟اور امدادوں کے بغیر این جی اوز کیسے چلیں گیں..؟یعنی میرے شہر اور میرے مُلک میں بے شمار ایسی بستیاں موجود ہیں

جن پر سیاست دانوں اور این جی اوز کا گورکھ دھندا چال رہا ہے بقولِ شاعر:۔

رفتہ رفتہ راز یہ آخر کُھلا
دُور سے لگتا ہے یہ منظر بَھلا
آج بھی آدمیت کے نام پر
دھوکہ دیتے ہیں بازی گر کُھلا "

یقیناً میرے مُلک میں کبھی زندہ رہنا اتنا مشکل تو نہیں تھا کہ آج جتنا مشکل ہو گیا ہے..؟ یا بنا دیا گیا ہے..؟ جہاں ہر سانس کے بعد ہر گزرتے لمحے سانس لینا اور زندہ رہنا بھی دوبھر ہو گیا ہے ،اِس دورِ جدید میں ہمارے مسائل تو اپنی جگہہ جوں کے توں ہی ہیں مگر موجودہ حالات میں ہونے والی جدید دہشت گردی اور نت نئے طریقہ واردات نے بھی ساری پاکستانی قوم کو شدید ذہنی و جسمانی اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہے ، اَب اِن حالات میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیئیں تو کیسے ..؟۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً پاکستانی قوم کے ہر فرد کے لئے لمحہ فکر یہ ہوگا کہ ہماری موجودہ حکومت نے آٹھ دس ماہ میں کوئی ایسا قابلِ قدر اقدام نہیں کیا ہے کہ جس سے مُلک سے غربت کا خاتمہ ہو اور غریبوں کی حالتِ زندگی بہتر ہو جائے، ہمارے وزیراعظم جو کاروباری لحاظ سے اچھا خاصہ تجربہ رکھتے ہیں

فی الحال تواِن کی ساری صلاحیتیں دوررس نتائج کے حامل اپنے کاروباری معاملات نمٹانے پر مرکوز دکھائی دیتی ہیں ،آج اگر یہ جتناوقت بطوروزیراعظم کاروباری منصوبہ بندیوں پر صرف کررہے ہیں اگر تھوڑابہت وقت بھی براہ راست مُلک کی غریب بستیوں اوراِن بستیوں میں بسنے والے اپنے بنیادی حقوق سے محروم مکینوں کی حالتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے لگادیتے تومُلک کے غریب لوگوں میں بھی یہ اُمید ضرور پیدا ہوجاتی کہ اَب اِن کی بھی حالتِ زندگی بہتر ہوجائے گی، اوراِنہیں بھی وہ تمام جدید سہولیات زندگی میسر آجائیں گیں جیسے شہراورمُلک کے دیگرعلاقوں اور بستیوں کو حاصل ہیں، مگر افسوس کہ اِس حوالے سے ہمارے وزیراعظم میاں نوازشریف نے اِتمام حجت بھی ایسانہیں کیا ہے یوں ہماری موجودہ حکومت کی کارکردگی جو عوامی مسائل کے حل کی جانب سے پہلے ہی انتہائی سست ہے اَب صفرسے بھی نیچے جاتی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے۔

اگرچہ آج نوازحکومت لاکھ یہ دعوے کرلے کہ اِس نے اپنی حکومت کے آٹھ دس ماہ میں مُلک سے غربت اور غریبوں کی حالتِ زندگی بہتر بنانے میں مثالی کرداراداکیا ہے تو اِس حکومتی دعوے پر میرا تلملاکر صرف یہ ہی کہنا ہوگا کہ " وزیراعظم نوازشریف کی حکومت کا یہ دعویٰ صریحا جھوٹ ہے"میں اپنے پورے یقین سے یہ کہہ سکتاہوں کہ ابھی تک نوازحکومت نے مُلک سے غربت اور مہنگائی کے خاتمے کے لئے ایک رتی کا بھی کام نہیں کیا ہے، حالانکہ اِسے یہ کام شروع

کے ایک دوماہ ہی یہ کرلینا چاہئے تھا مگر اِس نے اِسے پسِ پشت ڈال دیا اور اُن کاموں اور منصوبہ بندیوں میں لگ گئی جس کے لئے پانچ سالہ مدت بھی کم ہے، جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہماری موجودہ حکومت سب سے پہلے ترجیحی بنیادوں پر مُلک سے غربت و مہنگائی اور بے روزگاری سمیت مُلک سے بڑھتے ہوئے توانائی اور دہشت گردی جیسے مسائل کو حل کرنے کے لئے اقدامات کرتی ... مگر ہماری اِس حکومت نے تو اِس جانب سنجیدگی سے کچھ سوچنا تو درکنار اِسے اپنے ایجنڈے سے ہی نکالے رکھا اور ہمارے وزیراعظم میاں نواز شریف سمیت دیگر اہم حکومتی ذمہ داران نے تو اپنی ساری توجہ بیرونِ ممالک کے کئی کئی دنوں، ہفتوں اور مہینوں کے دوروں پر ہی مرکوز رکھی اور اَب جبکہ حکومتی اراکین کے آٹھ دس ماہ دنیا بھر کی سیر سپاٹوں اور گھومنے پھرنے میں گزر گئے ہیں تو اَبھی اِنہیں مُلک سے غربت و بے روزگاری کے خاتمے سمیت توانائی کے بحرانوں سے نجات دلانے کا خیال نہیں آرہا ہے اگرچہ موسم سرما تو زائدمدتی بجلی کی لوڈشیڈنگ کے بغیر گزر گیا ہے مگر آنے والے دِن جب گرمیوں کے ہوں گے تو سوچو پھر لوڈشیڈنگ کا کیا حال ہوگا..؟ یہ سوچ کر بھی جسم میں تھرتھری سی طاری ہوجاتی ہے. اور جب اُن دِنوں سورج اپنے پورے آب وتاب کے ساتھ سرزمین پاکستان پر بسنے والی قوم پر آگ کے شعلے برسا رہا ہوگا اور ایسے میں تب بجلی طویل لوڈشیڈنگ ہوگی تو پھر سوچیں قوم کا کیا حال ہوگا..؟ اور حکومت کِدھر جائے گی...؟ تو لہٰذا آج ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ حکومت توانائی کے بحران سمیت دیگر عوامی مسائل

جن میں غربت اور بے روزگاری جیسے دیگر مسائل بھی شامل ہیں انہیں ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کے فوری اقدامات کرے اور اپنی سوچ اور ملک کے ترقیاتی منصوبوں میں تیزی لائے اور ملک سے جلد از جلد دہشت گردی کے ناسور کا خاتمہ کرنے کے لئے کسی کے دباؤ میں آئے بغیر ایسے دیرپا فیصلے کرے جس سے ملک سے مکمل طور پر دہشت گردی کا کینسر جیسا مرض ختم ہو جائے اور ملک میں ترقی و خوش حالی کا دور دورہ شروع ہو جائے اور ہر شخص کی زبان پر اس جملے " جیئیں تو کیسے...؟" کے بجائے یہ جملہ بے ساختہ نکل پڑے "جیو تو ایسے..! جیو تو ایسے...!!!"

بھارت نے اپنا دفاعی بجٹ 10 فیصد بڑھا دیا..؟

بھارت نے پاکستان کی امن کی آشا وشا ایک طرف رکھ دی...؟
خطے میں بھارت کے جنگی جنون اور اِس کی اسلحے کی دَوڑ میں آگے نکلنے کی روش پر شاعر کا کہنا ہے کہ :۔

تشویش ہمارے لئے بھارت کی روش ہے
کہتے ہیں شب و روز یہی ایٹمی خطرات
ہے قوتِ و سطوت میں نہاں رازِ بقاکا
"ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات"

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں بڑھتی ہوئی ایٹمی اسلحے کی دَوڑ اور اِس کے استعمال نے زمینِ خُدا کو کھنڈر بنادیا ہے، آبادیاں اُجڑ رہی ہیں اور قبرستان تیزی سے آباد ہو رہے ہیں، ترقی یافتہ ممالک اسلحے کی پیداوار میں آگے نکل رہے ہیں تو وہیں ترقی پذیر ممالک اسلحوں کی خریداری میں کہیں ریکارڈ توڑتے تو کہیں مناتے دِکھائی دے رہے ہیں یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ہی ممالک یہ سمجھ رہے ہیں کہ

اِن کی بقاو سالمیت کا دارومدار اسلحے کی ہی بدولت قائم ہے اور آئندہ بھی اِن کا بنایا اور جمع کیا گیا یہی اسلحہ ہی اِن کی سلامتی کا ضامن ہوگا یوں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی اسلحے کے سہارے دنیا کے غریب و بیکس اور کم ترقی یافتہ ممالک پر قبضے اور حکمرانی کی جنگ نے بھی چار سو بھوک و افلاس اور غربت و تنگدستی کو پروان چڑھایا ہے اور آج خاص طور پر جنوبی ایشیا جیسے خطے میں بادشاہت و بدمعاشی کرکے اور سارے خطے پر قبضے کی ہوس میں جو مُلک سب سے آگے نکل رہا ہے وہ مشہورِ زمانہ ہندوستان المعروف بھارت (یعنی کہ انڈیا) ہے آج جیسے کہ اِس نے خطے کے دوسرے ممالک کی امن و آشتی کی ساری کوششوں کو ٹھکرا کر رکھ دیا ہے اَب ایسے میں تو بس اِس کا ایک یہی گھمنڈ ہے کہ یہ جلد از جلد اسلحہ کے بیدریغ استعمال اور اپنی طاقت کے دم پر خطے ییں اپنی حاکمیت اور چوہدراہٹ قائم کرلے۔ بقول شاعر کہ:۔

آج دُنیا میں کیا اَمن کو غارت کس نے..؟

اسلحی دَوڑ نے، اِن ایٹمی ہتھیاروں نے

جبکہ یہاں اِس امر سے بھی کسی کو شاید انکار مشکل سے ہی ہو کہ خطہ جنوبی ایشیا میں پاکستان بھی تو ایک ایٹمی مُلک ہے مگر اِس کے باوجود بھی اِس نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا ہے کہ یہ اپنے پڑوسیوں سے حالات خراب رکھ کر ترقی کرے یا پڑوسیوں پر جنگ وجدل کے بال پھیلا کر اور دنیا بھر میں اِن کے خلاف

سازشوں کے جال بُن کر خود تو ترقی کرے مگر اپنے پڑوسیوں کو مسائل کی دلدل میں دھکیلتا رہے یکدم ایسے ہی جیسے بھارت اپنے پڑوسیوں بالخصوص پاکستان کے ساتھ کرتا آرہا ہے اور مسلسل کر رہا ہے بھارت کی اِسی حرکتوں پر پاکستانی سمیت خود بھارتی بھی سخت حیران و پریشان رہتے ہیں اور سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ خُدا جانے بھارت کو ایسی بھی کیا پڑی ہے کہ یہ خطے میں اپنی بدمعاشی قائم کرنے کے لئے وہ سارے کم ظرفانہ (کم ظرفی والے) حربے استعمال کرکے خطے میں اپنی ہٹ دھرمی کا راج قائم کرنا کیوں چاہ رہا ہے....؟

ہندوستان کی اِسی کم ظرفی کو ہی دیکھتے ہوئے اَب یہ لگتا ہے کہ جیسے بھارت نے پاکستان کی امن کی آشا وشا کو ایک طرف رکھ دیا ہے،اور اُسی ڈگر پر چلنے کی ٹھان رکھی ہے جس سے وہ گاہے بگاہے خطے کے امن کو خطرات سے دوچار کرتا رہتا ہے، اَب اِسی خبر کو دیکھ لیجئے کہ بھارت نے اپنے دفاعی بجٹ میں دس فیصد اضافہ کرکے پاکستان سمیت خطے کے دیگر اڑوس پڑوس کے ممالک کو کھلا عندیہ دے دیا ہے کہ بس اِسے تو خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنی ہے، اور اِس کی یہ دیرینہ خواہش طاقت کا مظاہرہ کئے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی ہے،اور طاقت اسلحے کے استعمال کے بغیر نظر نہیں آتی ہے، سو بھارت نے اپنی اِس گھناؤنی خواہش کی تکمیل کے خاطر ایسا کیا ہے اِس لئے بھارت کے وزیر خزانہ نے لوگ سبھا میں مالی سال 2014-15ء کا جو عبوری بجٹ پیش کیا ہے اِس میں بھارتی وزیر خزانہ نے

پاکستان و چین اور دیگر پڑوسی ممالک کی جانب سے بڑھتی ہوئی جارحیت کو جواز بنایا اور پھر اِس کے خلاف اپنے دفاع کی آڑ میں اپنی دفاعی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے اپنے دفاعی بجٹ میں 10 فیصد کا اضافہ کر دیا ہے اور اَب یوں بھارت کا دفاعی بجٹ کُلی طور پر دو ہزار دو سو چالیس ارب روپے تک پہنچ چکا ہے جہاں بھارتی حکومت نے اپنے دفاعی بجٹ کو یکدم سے اتنا بے لگام کرکے بڑھا دیا ہے تو وہیں اِس پر بھارتی حکمرانوں اور بنئے معیشت دانوں کا قوی اِمکان یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی سہ ماہی کے دوران بھارت کی معاشی شرح نمو کا ہدف پانچ اعشاریہ دو فیصد رہے گا جبکہ خسارے کا ہدف چار اعشاریہ ایک فیصد ہوگا اِس پر بھی بھارتی حکمرانوں نے اپنے عوام کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کے لئے خوراک اور ایندھن پر سبسڈی بھی بڑھا دی ہے، اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ بھارت جنگی جنون میں بے لگام حد تک بڑھ گیا ہے مگر ہمیں بھی اپنے دفاع سے کسی بھی صورت غافل نہیں رہنا چاہئے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی اپنا دفاعی بجٹ بڑھانا چاہئے مگر عوام کے ریلیف کو خاک میں ملا کر یا خوراک اور ایندھن پر سبسڈی ختم کرکے نہیں بلکہ عوام کو ہر صُورت میں ریلیف دے کر اور خوراک اور ایندھن پر بھارت کی طرح سبسڈی بڑھا کر تو بات ٹھیک ہوگی ورنہ ۔۔۔ ورنہ ۔۔۔؟ اور اَب اِسی کے ساتھ ہی میں آخر میں یہ شعر عرض کرکے اجازت چاہوں گا کہ :۔

وہ جن کے جرائم نے کیا خونِ شہیداں
کچھ ایسے عناصر کے جرائم پہ نظر بھی

یہ ایٹمی ہتھیار بھلا کس کے لئے ہیں
بھارت کے خطرناک عزائم پہ نظر بھی

دنیا کی دو حقیقتیں زندگی اور مُوت

پاکستان میں زندگی کم مگر موت زیادہ ہے کیوں...؟

پاکستان کا دنیا میں ایک اور منفی اعزاز...!!!

آج میرا مُلک پاکستان دنیا کا شاید وہ واحد ایٹمی مُلک ہے جہاں زندگی کم اور موت زیادہ ہے اور یہی وہ مُلک ہے جس نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ہر لحاظ سے اپنا سب سے منفرد اور جُدا مگر منفی اعزاز برقرار رکھا ہوا ہے اور آج تک جس نے اپنے اِس اعزاز کو ٹوٹنے نہیں دیا ہے یہ اِس کا ہی ریکارڈ ہے کہ اِس نے اپنا یہ ریکارڈ قائم رکھا ہوا ہے اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ آج ہی لندن سے ایک خبر یہ آئی ہے کہ دنیا میں سالانہ دس لاکھ بچے پیدائش کے 24 گھنٹے کے دوران ہی مرجاتے ہیں یہاں بھی یہ امر غور طلب اور ہم پاکستانیوں کے لئے یقیناً لمحہ فکریہ ہونی چاہئے کہ پیدائشی بچوں کی اموات کی شرح کے حوالے سے بھی پاکستان سرِ فہرست ہے اِس کا انکشاف بچوں کے لئے کام کرنے والی ایک برطانوی" سیو دی چلڈرن "نامی تنظیم نے کیا ہے اِس حوالے سے تنظیم کا کہنا ہے کہ گزشتہ برس دنیا میں 66 لاکھ بچے اپنی پانچویں سالگرہ سے پہلے ہی دنیا سے اپنا رشتہ

توڑ کر مُلکِ عدم کو سدھار گئے جن میں سے زیادہ تر کی اَموات ایسے امراض سے ہوئیں جن سے اِنہیں بچایا جا سکتا تھا جبکہ اِس خبر میں برطانوی تنظیم نے بڑے وثوق سے یہ بھی کہا ہے کہ مردہ بچہ پیدا ہونے اور پیدائش کے دن فوت ہو جانے والے بچوں کی تعداد کے حوالے سے دنیا کا آٹھواں ایٹمی مُلک پاکستان سرِ فہرست ہے، رپورٹ کے مطابق پاکستان کیسا ایٹمی مُلک ہے...؟ جس میں ایک ہزار بچوں میں سے 40.7 بچے یا تو مردہ پیدا ہوتے ہیں یا وہ پیدا ہونے کے دن ہی فوت ہو جاتے ہیں یہ اَموات دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے، ویسے زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ یہ بہتر جانتا ہے کہ کسے طویل زندگی دے کر خلقت میں زندہ رکھا جائے اور کسے موت دے..؟ مگر پھر بھی یہ خبر ہمارے حکمرانوں سیاستدانوں اور محکمہ صحت کے اداروں سمیت عوام کے لئے بھی قابلِ افسوس ہونی چاہیے کہ ہمارے یہاں نوزائیدہ بچوں کی موت کی شرح اتنی زیادہ کیوں ہے..؟ آج اِس حوالے سے عالمی تنظیموں نے ہمیں سرِ فہرست رکھا ہوا ہے اِس کا سدِباب کیا جائے کیوں کہ ہم ایک ایٹمی مُلک ہیں، اِس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ اِس کا ادراک کرتے ہوئے ایسے اقدامات کرے کہ صحتِ عامہ کے بجٹ میں بھی دفاعی بجٹ جتنا یا کم از کم اِس کے قریب قریب تو اضافہ کرے تاکہ ہمارے یہاں عوام الناس کو صحت عامہ اور علاج ومعالجہ کی بہتر سہولیات میسر آسکیں اور عوام الناس میں علاج و معالجہ سے متعلق ایسے پروگرام بھی شروع کرائے کہ جن سے عوام کو آگاہی حاصل ہو۔

بیشک اَزل سے زندگی اور مُوت کائنات کی دوایسی عظیم حقیقتیں ہیں کہ جنہیں ہرزمانے کے ہر معاشرے کے ہر اِنسان نے بغیرچوں وچراں کے تسلیم کیا ہے،اور آج کے تواِس جدید دور کے ہر مُلک، ہر سرحد، ہرعلاقے ، ہر زبان و نسل، ہرمذہب وملت اوراِن مذہب ومِلت میں بسنے والے ہر سطح کے (ہر امیراور ہر غریب) اِنسان نے تو جیسے زندگی کو ایک حسین آرٹ تصور کرلیاہے،اور وہ یہ سمجھتاہے کہ جیسے اِسے یہ زندگی جو ایک بار ملی ہے یہ جس طرح سے چاہئے گزارے، اور جس طرح سے چاہے نہ گزارے، تو بس اِس کی زندگی میں کسی کو مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کااِنسان کہیں زندگی سے ایسی محبت کرتادِکھائی دیتاہے کہ جیسے یہ زندگی کو کبھی خود سے جُدا ہی نہیں ہونے دے گا اور کہیں ایسی ماردھاڑ سے بھرپور زندگی گزارتاہے کہ اِسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتاہے کہ اِسے تو زندگی بے مقصد دے دی گئی ہے کیوں کہ اِس کے نزدیک زندگی کی اہمیت مُوت سے بڑھ کر نہیں ہے وہ زندگی جس سے متعلق شاعر راقم الحرف)کا کہنا ہے کہ :۔)

زندگی مُوت کی امانت تو ہے مگر..؟

اِس کی حفاظت بھی فرض سمجھو

یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ زندگی مُوت کی امانت ہے مگرپھر بھی کچھ لوگ اِس کی

خیانت کرتے ہیں ... اَب ایسے میں مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ آج کا اِنسانی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر انداز سے ایسے گزار رہاہے کہ جیسے اِس کی زندگی نہ تو اِس کے لئے ہی کسی اہمیت کی حامل ہے اور نہ ہی اِس کی نظر میں کسی دوسرے کی زندگی کا کوئی مقصد ہے،آج جیسے ہمارے یہاں موجود شدت پسند عناصر ہیں جنہیں نہ تو اپنی زندگی کی اہمیت کا کچھ پتہ ہے اور نہ ہی اِنہیں دوسرے کی زندگی کی اہمیت کا کچھ خیال ہے اِنہیں تو بس اپنی ضداور ہٹ دھرمی کے آگے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل ہونے تک معصوم اور نہتے اِنسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی پڑی ہوئی ہے۔

بہر حال..!آج ایسی بہت سی مکروہ روش اور ہٹ دھرمی کے اندھیرے کنوئیں میں پڑا اِس اکیسویں صدی کا اِنسان جہاں بہت عیار اور مکار ہے تو وہیں آج کا یہی اِنسان بڑا بے وقوف اور لڈن پپو (بدعقل بچہ جیسا) بھی بہت ہے۔جو اپنی ایک ایسی ضد میں غرق ہے جس سے اِسے اور اِس کی نسلوں کو سوائے نقصان کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

اَب ایسے میں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ زندگی کو سمجھ کر گزارنااور اِسے مُوت کی آغوش میں دینا بھی خوش نصیبوں والوں کا ہی کام ہے کا ئیگی کا کہنا ہے کہ آج یقینا ایسے لوگوں کی تعداد نسبتاً کم ہے جو زندگی کے حقیقی معنوں سے

واقف ہیں اور جو جینے کا جذبہ رکھتے ہیں اور اِسی طرح آج کی دنیا میں اکثریت ایسے لوگوں کی بھی موجود ہے جو نیم دل یا بہ امر مجبوری جی رہے ہیں۔ جبکہ کسی بھی زمانے کے کسی بھی معاشرے کے کسی بھی زبان و نسل اور مذہب و ملت کے کسی بھی اِنسان نے اِس حقیقت کو کبھی بھی جھٹلانے کی شائد ہی کوشش کی ہو کہ زندگی مُوت کی امانت اور موت ایسا قرض ہے جسے ہر زمانے کے ہر معاشرے کے ہر مذہب و ملت ہر انسان کو ہر صورت میں ادا کرنا پڑا ہے، اور یہی سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اگرچہ موت ایک اٹل حقیقت ہے مگر پھر بھی اِنسان اِس سے ڈرتا ہے سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیوں ایسا کرتا ہے۔۔۔؟ کہیں اِس لئے تو نہیں کہ زندگی اِنسان کو بہادر اور لڑنے کا حوصلہ اور مُوت اِسے ڈرپوک بنا کر بزدل کر دیتی ہے، اِسی دنیا میں ایسے بھی لوگ گزرے ہیں گزر رہے ہیں اور گزرتے رہیں گے جو مر کر بھی زندہ رہیں گے کیوں کہ اُنھوں نے اپنی زندگی نہ صرف اپنے بلکہ عالمِ اِنسانیت کے لئے بھی بامقصد گزاری ہے آج اِسی لئے تو وہ دنیا سے رُخصت ہو کر بھی بنی نوع اِنسان کے دل اور دماغ میں زندہ ہیں، جین ڈی لافونٹین کا قول ہے کہ " موت دانشمندوں کے لئے حیرانی کی چیز نہیں۔ وہ ہر وقت موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے لئے تیار رہتے ہیں" اور وہ یہ بات بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ موت کا ذائقہ ہر ذی شعور کو چکھنا ہے" اِس سے کوئی نہ تو انکار کرکے بچ

سکتا ہے اور نہ ہی اِسے چکمہ دے کر کسی اور کی جانب موڑ سکتا ہے یہی موت تو وہ حقیقت ہے جو آج تک کبھی بھی لیٹ نہیں ہوئی ہے، جبکہ زمینِ خدا پر خدائی فوجداری کے دعویدار اِنسان نے ہر چیز کو چکمہ دے دیا ہے، سمندروں کا رخ موڑ دیا ہے اور طوفانوں کی طاقت کو زیر کرکے رکھ دیا مگر آج بھی اِنسان کی عیاری اور اِس کی ساری مکاری کی اکڑ اور اِس کی تنی ہوئی گردن اِسی طرح کبھی خم نہ ہونے والی کمر کا سیدھا پن بھی صرف اور صرف موت نے ہی توڑ دیا ہے، یعنی آج کا اِنسان موت کے سامنے بے بس اور لاچار سا بن کر رہ گیا ہے اور یہ آج اُپنی اِسی ناکامی پر آنسو بہاتا دِکھائی دیتا ہے۔

ارے جاؤیار چھوڑو، پیٹرول کی قیمت کم ہوگئ یہ بھی کچھ کمی ہے...؟

کیا حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں کمی کرکے موچھیں کاٹ کر مردہ
ہلکا کر دیا ہے....؟؟؟
میرے دوست عبدالحق بلوچ نے خوش ہو کر کہا مجھ سے کہا کہ حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں 2.73 روپے کردی ہے ،اس کی اِس معصومیت پر مجھے ترس بھی بہت آیا اور غصہ بھی بہت آیا مگر چوں کہ یہ میرا جگری دوست ہے اِس لئے میں اِس سے اتنا ہی کہہ سکا کہ .. ارے جاؤیا چھوڑو...؟کیا یہ بھی کوئی کمی ہے..؟کرنا ہی تھا کہ پانچ یا دس روپے کم کرتی تو کوئی بات ہوتی ..؟دو روپے اور چند پیسے کم کرکے حکومت نے کوئی احسان تو نہیں کیا ہے...؟حکومت بڑھانے پہ آتی ہے تو پانچ سات روپے یکدم سے بڑھادیتی ہے اور اِسے جب کم کرنا مقصود ہو تو ہاتھ مسل کر کلیجہ تھام ہر صرف ایک یا دو روپے کم کرکے یہ سمجھتی ہے کہ اِس نے کوئی اتنا بڑا احسان کر دیا ہے کہ قوم اِس کے ہی گُن گاتی رہے بس ..در حقیقت حکومت نے جب بھی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کیا تو یہ سمجھ کر کیا ہے کہ "قوم بلبلا تو اُٹھے گی مگر دو چار دن بعد خود ہی عادی ہو جائے" اور جب حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کرنی ہوتی ہے تو بھی وہ یہ سمجھتی ہے کہ "قوم اِسے ہنس کر برداشت کرلے گی" جیسا کہ آج وفاقی حکومت نے پیٹرولیم

مصنوعات میں صرف پیٹرول کی قیمت میں 2 روپے 73 پیسے فی لیٹر کی کمی کرکے یہ سمجھ لیاہے کہ اِس نے پیٹرول کی قیمت میں اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی کمی کرکے جیسے موچھیں کاٹ کر مہنگائی کا مُردہ ہلکا کردیاہے..؟ جبکہ ہوناتو یہ چاہئے تھاکہ اِس نام نہاد عوامی تکالیف کا درد رکھنے والی عوام کے لئے بے سُود جمہوری حکومت کے مجبور و بے کس وزیراعظم میاں نوازشریف 28 فروری والی پیٹرول کی قیمت میں زیادہ نہیں تو کم ازکم فی لیٹرپانچ سے دس روپے کی کمی کا اعلان کرتے توپھر عوام کے دلوں میں نوازحکومت کے لئے یہ تاثرضرورپیداہوتاکہ چلو... ! اَب تک (آٹھ ، نو ماہ) کی بے سُود جمہوری حکومت کے کچھ توجمہوری ثمرات عوام کو اچھے انداز سے ملنے شروع ہوگئے ہیں، مگر یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے ، وفاقی حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں تو چٹکی برابر کمی کردی ہے مگر ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں برقراررکھ کر بھی بڑاظلم کیا ہے آج حکومت کو چاہئے تھاکہ جب اِس نے جان دباکر پیٹرول کی قیمت میں 2 روپے ، 73 پیسے کی کمی کی تھی تووہیں حکومت ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں بھی فوری کمی کا اعلان کردیتی تواِس کا کیا جاتا...؟اور اَب بھی اِس کا کیا جائے ..؟ جواِس نے پیٹرول کی قیمت میں آنکھ کے سرمہ جتنی کمی کی ہے..؟

جبکہ یہاں یہ امرانتہائی غورطلب ہے کہ پیٹرول کی قیمت میں کمی کے اعلان جیسے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بھی وزیراعظم محمد نوازشریف اور وزیرخزانہ

سینیٹر اسحاق ڈار کے درمیان گزشتہ جمعہ کو ایک ملاقات ہوئی جس میں دونوں حکومتی ذمہ داران اور قریبی رشتے داروں اور کاروباری مائنڈ رکھنے والے حضرات نے فیصلہ کیا کہ عوام کو زیادہ نہیں بس تھوڑا بہت ریلیف دینے کے خاطر ساری پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نہیں صرف پیٹرول کی قیمت میں صرف 2 روپے 73 فیصد کمی کا اعلان کرکے عوام پر یہ احسان جتایا جائے کہ حکومت نے عوام کی تکالیف دور کرنے اور اِنہیں بے لگام مہنگائی سے نجات دلانے کا تہیہ کرلیا ہے اور ابھی اِس حوالے سے صرف پیٹرول کی قیمت میں کمی کی جارہی ہے مگر دیگر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں برقرار رہیں گیں۔

یوں اطلاعات کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات کے نئے نرخ کا اطلاق یکم مارچ 2014 کی رات 12 بجے سے ہوگیا ہے، خبر ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ، مگر اعشاریوں میں کمی کرنے والی حکومت لونڈی اوگرا نے اپنی سفارشات میں یکم مارچ 2014 سے ایچ اُو بی سی کی قیمت میں 1.31 روپے، مٹی کے تیل کی قیمت میں روپے، ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمت میں 1.08 روپے اور لائٹ ڈیزل کی قیمت میں 0.49 روپے اضافہ جبکہ پیٹرول کی قیمت میں صرف 2.73 روپے فی لیٹر کمی کی 0.31 سفارش کی جبکہ ہمارے کاروباری مائنڈ رکھنے والے ہماری بے سُود جمہوری حکومت کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ملک میں قیمتوں میں استحکام کو برقرار رکھنے اور قومی خزانے کے خالی ہونے کے ڈر کی وجہ سے صرف پیٹرول کی

قیمت میں 2.73 روپے کی کرتے ہوئے دیگر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں موجودہ سطح پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کرکے یہ سمجھ لیا کہ اِنہوں نے اپنی مہنگائی سے ستائی بے کس اور مجبورالحال قوم پر کوئی بڑا احسان کردیا ہے حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا کہ نواز شریف سمجھ رہے کہ اوراِس پر سُونے پہ سُہاگہ یہ کہ جب وزیراعظم نواز شریف پیٹرول کی قیمت میں (نہ ہونے جتنی) کمی کا فیصلہ کررہے تھے تواِس موقع پر وزیرخزانہ سینیٹراسحاق ڈار وزیراعظم کو چیخ چیخ کر یہ جتارہے تھے کہ پیٹرول کی قیمت میں کمی کے اِس فیصلے کے نتیجہ میں مارچ کے مہینے میں وزارتِ خزانہ کو تقریباًایک ارب روپے کی سبسڈی دنیاہوگی، لہٰذااپنے اِس فیصلے پر ایک بارضرور نظرثانی کرلیں کہیں ایسانہ ہو کہ عوام کی عادت خراب ہوجائے اور عوام دوبارہ کمی کا مطالبہ کریں تو ہم سبسڈی دیتے دیتے تھک جائیں مگر عوام کے مطالبات کم نہ ہو، مگر وزیراعظم نواز شریف نے اِن کی ایک نہ سُنی اور اُنہوں نے سیاسی مصالحتوں کی بناپر کچھ دِنوں کے لئے پیٹرول کی قیمت میں صرف 2.73 روپے فی لیٹر کمی کا پھر بھی اعلان کردیاہے آج جس پر بے شک عوام تو نہ خوش ہیں مگراِنہیں اِس موقع پر پہلے ہی ذہنی طور پر تیار ہونا چاہئے کہ اگلے دنوں میں پیٹرول کی قیمت پھر پانچ روپے بڑھادی جائے گی لہٰذا عوام اِس کمی کو بھی بہت جان کر ہنس نہیں توکم ازکم مسکراتوضروردیں۔

آج کیاہماری یہ جمہوری حکومت کا قومی المیہ نہیں ہے ..؟کہ آج تک اِس جمہوری حکومت نے دہشت گردی اور مہنگائی جیسے معاملات سمیت کسی بھی معاملے میں قوم کو ایک رتی برابر بھی ریلیف نہیں دیاہے، کہنے کو تو یہ ایک جمہوری حکومت ہے...؟ مگر افسوس ہے کہ اِس جمہوری حکومت کا دل عوام کے درسے غافل ہے، موجودہ حالات میں ایسے لگتاہے کہ اگر عوامی معاملات میں حکومت کا یہی حال رہاتو پھر یہ حکومت اپنی پہلی سالگرہ منانے سے قبل یا اگلی سالگرہ سے پہلے ہی اپنا بوریابستر اسمیٹ کر وہیں چلی جائے گی جہاں اِس سے پہلے والی چلی گئی ہے اور ویسے بھی متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین کہہ چکے ہیں کہ " پاکستان کو دہشت گردی کی لعنت سے نجات دلانے اور مُلک کی سلامتی کے لئے وزیراعظم اور آرمی چیف کو ایک پیج پر آجانا چاہئے اگرحکومت اور فوج دہشت گردوں کے خلاف ایک پیج پر نہیں آتے توپھر فوج سے کہوں گاکہ وہ ریاست کی رٹ قائم کرنے ،مُلک کو دہشت گردی سے نجات دلانے اور مُلک کو بچانے کے لئے آگے بڑھے اور ٹیک اوور کرلے،اوراُنہوں نے یہ بھی کہاہے کہ آج مُلک کی سلامتی کو جس قسم کے خطرات لاحق ہیں توہمیں فیصلہ کرنا ہوگاکہ مُلک کو بچایاجائے یا جمہوریت کو ،مُلک ہوگاتو جمہوریت ہوگی، " آج ایم کیو ایم کے قائد کے کہیے ہوئے اِن جملوں کے بعد مہنگائی اور دہشت گردی کے ستائے عوام بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ ٹھیک ہے بے لگام ہوتی مہنگائی اور دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی فوری روک تھام کے لئے فوج جلدازجلد ٹیک اوور کرلے عوام فوج کو

خوش آمدید کہیں گے۔

طالبان کا ایک ماہ جنگ بندی کا اعلان

طالبان کا ایک ماہ جنگ بندی کا اعلان، کیا طالبان کا اعلان شک و شبہات سے بالاتر ہے۔؟؟
اَب آؤ سب مل کر ساتھ چلیں، حکومتی حلقوں اور اداروں سمیت خود طالبان بھی اپنی جنگ بند کی پیشکش کا مثبت جواب دیں۔۔۔!!
جیسا کہ گزشتہ دِنوں تحریک طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد اور عمر خراسانی نے اپنے بیان میں واضح کیا ہے ہم نے نیک مقاصد اور سنجیدگی کے ساتھ حکومت کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا ہے اِن کا کہنا ہے کہ ہماری ایک اُصولی جماعت ہے اور ہم ہر فیصلہ شوریٰ کے اتفاق اور امیر کی تائید کے ساتھ طے کرتے ہیں اُنہوں نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مذاکراتی عمل میں پیدا ہونے والے ڈیڈلاک کے خاتمے اور جنگ بندی ہماری طرف سے اپنی مذاکراتی کمیٹی کو دی گئی تجاویز کا حکومت کی طرف سے مثبت جواب دیا گیا ہے اور اِن تجاویز پر عملدرآمد کی پُراعتماد یقین دہانی کرائی جاچکی ہے لہٰذا اَب تحریک طالبان پاکستان علمائے کرام کی اپیل پر، طالبان کمیٹی کے احترام، اسلام اور مُلک کے بہتر مفاد میں ایک مہینے کے لئے جنگ بندی کا اعلان کرتی ہے"یقیناً ٹی ٹی پی کا یہ اعلان کا قوم خیر مقدم کرتی ہے مگر دوسری طرف تحریک طالبان پاکستان کی

جانب سے ایک ماہ کے لئے جنگ بندی کا اعلان کئے جانے کے بعد مُلک کے اندر اور مُلک سے باہر کے کچھ حلقے اِسے نواز حکومت اور اداروں کی کامیابی قرار دے رہے ہیں تو وہیں کچھ اندرونی اور بیرونی سیاسی اور مذہبی حلقے اِسے شک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اِسے تحریک طالبان پاکستان کی آرام طلب (ریسٹ ایبل) حکمتِ عملی سے بھی تعبیر کررہے ہیں ،اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کررہے ہیں کہ کچھ مدت جنگ بندی کے بعد سب ایسے ہی جاری رہے گا جیسا کہ طالبان کے گھناونے عزائم ہیں ،اَب موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں ایسی ساری باتوں کو ایک طرف رکھ کر اور "اگر، مگر، لیکن ویکن اور چوں وچراں "کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دراصل حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اِس بات کو دونوں ہی جانب کے حلقے ضرور تسلیم کریں گے کہ امن کی خواہش دونوں ہی طرف سے بڑی شدت کے ساتھ تھی ۔

اَب یہ اور بات ہے کہ کچھ اندرونی اور کچھ بیرونی عناصر یہ نہیں چاہتے تھے کہ اِن کے ہاتھ امن کا کوئی ایسا موقعہ لگے کہ یہ امن کے لئے کچھ کریں مگر آج اُن عناصر کو منہ کی کھانی پڑی ہے جب طالبان نے خود سے ہی ایک ماہ کے لئے جنگ بندی کا اعلان کردیا ہے اگرچہ آج اِس سے انکار تو ممکن نہیں ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ دونوں ہی (یعنی حکومت اور طالبان کی) جانب سے بھی امن کی خواہش تھی اِس میں جوں جوں دن، ہفتے، ماہ اور سال گزرتے جارہے تھے یہ

شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اَب اِسے پوری کرنے کے لئے خواہ مذاکراتی عمل کا سہارا لیا جاتا یا طاقت کا ہی بیدریغ اور اندھا استعمال کیا جاتا اسے تو ہر حال میں پورا ہونا تھا سو یہ پوری ہو گئی ہے۔

بہر حال... مُلک میں امن کا آنا مقصود ہے اور اَب اِس کی ابتداء طالبان کی جانب سے بھی کر دی گئی ہے چونکہ حکومت تو پہلے ہی یہ چاہتی تھی کہ کسی وجہ سے ناراض ہو جانے والے اپنے طالبان اور اسلام کے مجاہد بھائیوں سے مذاکرات کئے جائیں تو اِس نے پہل کی اور اَب جب کہ طالبان بھی اِس بات کو محسوس کرنے لگے ہیں کہ ضد اور طاقت کا اندھا استعمال کسی کام نہیں آئے گا تو پھر ہمارے طالبان بھائیوں نے بھی حکومتی امن کی پیشکش پر لبیک کہا اور ایک ماہ کے لئے جنگ بندی کا اعلان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ بھی پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہیں اور حکومتی رٹ کا احترام کرتے ہیں اور وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ مُلک میں امن قائم ہو اور مُلکی معیشت ترقی کرے اور عوام کے اُداس چہروں پر خوشحالی ظاہر ہو یوں اِنہی نیک اور پُر خلوص جذبات کی روشنی میں طالبان بھائیوں نے ایک ماہ کے لئے جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہے، آج اِن لمحات کو ساری پاکستانی قوم تاریخی قرار دے کر اپنے طالبان بھائیوں کے جنگ بندی کے اعلان کا والہانہ خیر مقدم کرتی ہے۔

آج یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امن اور سکون کی طلب دونوں ہی جانب سے شدت کے ساتھ تھی، اور حکومت سمیت طالبان بھی یہی چاہتے تھے کہ اَب خون خرابے کو بند کیا جائے اور مُلک میں دائمی امن و سکون قائم کیا جائے جس کے لئے دونوں ہی جانب سے اپنے اپنے انداز سے کوششیں جاری رہیں اور آج الحمدللہ.. ! طالبان کی جانب سے ایک ماہ کے لئے جنگ بندی کے اعلان کے ساتھ ہی یہ قومی اُمید ہو چلی ہے کہ اَب اِس دوران دونوں جانب کے نمائندگان براہ راست ایک دوسرے کے قریب آئیں گے اور دوبدو ہونے والی بیٹھکوں میں ماضی میں اپنے اور اغیار کی طرف سے اپنی اپنی پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کریں گے اور جلد ایک دوسرے کو درپیش مسائل حل کرنے اور آپس کے تعلقات کو مزید خوشگوار بنانے میں آنے والی تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو بھی دور کرکے شیر و شکر ہوجائیں گے ،اَب ایسے میں یہ بھی لازم ہے کہ حکومتی حلقوں اور اداروں سمیت خود طالبان کی جانب سے بھی ہر سطح پر جنگ بندی اور امن کی اِس پیشکش کا تمام تر شک و شبہات سے ہٹ کر مثبت اور تعمیری جواب دینا ہوگا تاکہ دونوں ہی جانب سے عوام الناس اور دنیا کو یہ تاثر جائے کہ اِس میں دونوں ہی جانب سے خالصتاً خلوص اور نیک جذبات شامل ہیں جن کے لئے ایک عرصے سے سب ہی متلاشی تھے۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی یقیناً قابلِ ذکر ہے کہ طالبان کی جانب سے ایک ماہ کے لئے

جنگ بندی کے اعلان سے یہ تو واضح ہوا کہ اِس میں نہ تو حکومت کی کوئی کامیابی ہے اور اِسی طرح نہ ہی طالبان کی کامیابی اور کوئی ریسٹ ایبل حکمتِ عملی ہے بلکہ درحقیقت اِس عمل میں دونوں (حکومت اور طالبان) ہی کی اپنی اپنی کامیابیوں کے راز پوشیدہ ہیں، اَب ماضی کو بھولا کر دونوں جانب سے اِس عمل کا بھرپور انداز سے خیر مقدم کیا جانا چاہئے اور کسی بھی غلط فہمی سے بچتے ہوئے انتہائی محتاط انداز سے اپنے اپنے مذاکراتی عمل کو جاری رکھنا چاہئے اور بس...اِس عزم کا بھی اِظہار کرنا چاہئے کہ آؤ سب مل کر ساتھ چلیں...!!(ختم شُد)

کرکٹ ٹیم کی فتح اور ملک ریاض حُسین کا شاہد آفریدی کو پلاٹ دینا..؟

آہ..کیا غربت اپنے جگر گوشوں کے لئے بھی دل پہ پتھر رکھوا دیتی ہے.؟
آج بھی روز کی طرح اخبارات کا انبار میری میز پر پڑا ہوا ہے اور ہر اخبار کی مین سُرخی اپنے اپنے انداز سے چیخ چیخ کر یہ بتا رہی ہے کہ " بنگلہ دیش کے شہر بنگلہ نیشنل اسٹیڈیم میں کھیلے جانے والے ایشیا کپ کے روایتی حریفوں کے درمیان اعصاب شکن معرکے میں پاکستانی کرکٹ ٹیم نے بھارتی لومڑ کرکٹروں کو ایشیا کپ میں شکست دے کر باہر کر دیا ہے کراچی ،لاہور، ملتان سمیت پاکستان بھر میں 'جشن منایا گیا لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور آتش بازی کی گئ، مٹھائیاں بھی تقسیم ہوئیں، بعض علاقوں خوشی سے مست پاکستانیوں نے ہوائی فائرنگ بھی کیں، سڑکوں پر منچلے نوجوانوں نے ڈھول کی تھاپ پر رقص کیا اور شاندار فتح پر پاکستانی کرکٹ ٹیم کو دل کھول کر داد بھی دی 'یقیناً آج موقعہ ہی کچھ ایسا ہے کہ دل خوشی سے جھوم جھوم جا رہا ہے، اَب ایسے میں ، میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایسا کیا کرلوں ...؟؟؟کہ میری خوشی کا کھُل کر اظہار بھی ہو جائے اور سب کو لگ پتہ جائے کہ میں کتنا خوش ہوں، دل چاہ رہا ہے کہ اِس خوشی کے موقعہ پر میں اپنی اِس قومی کرکٹ ٹیم ہر کھلاڑی کو ایسا کیا..؟اِنعام یا تحفہ پیش کردوں

؟کہ اِس سے اِنہیں حوصلہ ملے اور میری خوشی کو بھی تشفی حاصل ہو مگر پھر میں یہ...
سوچ کر خود ہی اپنی نظر میں حقیراور بے توقیر لگنے لگتا ہوں کہ " کہاں راجا بھوج کہاں
گنگوا تیلی "اَب میں اور میری قسمت بھی بحریہ ٹاؤن کے چیئرمین مَلک ریاض حسین کی
طرح تو ہے نہیں کہ میں بھارت کے خلاف ایشیاکپ کے میچ میں آخری اوور میں 2 چھکے
لگاتار لگا کر پاکستان کو فتح سے ہمکنار کرانے والے پاکستانی مایہ ناز بلے باز شاہد آفریدی
کو کوئی پلاٹ ولاٹ دوں آج جیسا کہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی تاریخ ساز فتح پر ملک
ریاض حُسین جی...نے اپنی طرف سے اپنے اہل خانہ اور بحریہ ٹاؤن کے 25
ہزار کارکنوں کی طرف سے نہ صرف دلی مبارک باد دی بلکہ مَلک ریاض حُسین جی...!
نے بڑے فخریہ انداز سے اپنی گردن تان کر اور سینہ پھولا کر پاکستانی ٹیم کے فاتح
کھلاڑی شاہد آفریدی کو یہ کہتے ہوئے کہ شاہد آفریدی نے ایشیاکپ سے بھارت کو
جس والہانہ انداز سے شکست سے دوچار کرکے بھارت کو ایشیاکپ سے باہر کیا ہے اِس پر
میں مُلک و قوم کے وقار میں اضافہ کرنے پر شاہد آفریدی کو ایک کنال رقبے کا پلاٹ
بحریہ ٹاؤن کراچی میں دینے کا اعلان کرتا ہوں "یقیناً آج قومی کرکٹ ٹیم کی فتح کا جشن تو
سارے پاکستان سمیت دنیاکے ہر کونے میں بھی منایا جارہاہے اور دنیا میں بسنے والے
سارے پاکستانیوں نے اپنے اپنے انداز سے جشنِ فتح کرکٹ سجا رکھا ہے، مگر اِس موقع پر
میری خوشی شاید بحریہ ٹاؤن کے چیئرمین محترم المقام عزت مآب جناب مُلک ریاض
حُسین اور لاہور کے اُس مِلک (دودھ)فروش

جیسی نہ ہو جنھوں نے اپنی اپنی خوشی کا اظہار شاہد آفریدی کو ایک کنال رقبے کا پلاٹ اور منوں دودھ کھاتے پیتے لوگوں میں مفت تقسیم کرکے کیا ہے ... (یہاں عرض یہ ہے کہ ملک جی اپنی پوری کرکٹ ٹیم کو پلاٹ دے دیتے تو اچھا ہوتا نہیں تو کم از کم شاہد آفریدی کی طرح ناٹ آوٹ کھلاڑی جنید خان کو بھی پلاٹ دینے کا اعلان کردیں)۔

بہر حال ... ! مگر بھائی میں نے تو اپنی ٹیم کی خوشی کا اظہار اپنے اہلِ خانہ اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کے لئے ہمیشہ فتح سے ہمکنار کرنے والی ربِ کائنات اللہ رب العزت کے حضور دُعاؤں اور ایک دو کلو میٹھائی کی تقسیم سے کیا اور اللہ کے حضور سر بسجود رہ کر یہ دعا کی کہ " اے میرے ربِ کائنات اللہ العزت ... ! مجھے اور میری قوم اور میری کرکٹ ٹیم کو ایسی ہزاروں کامیابیوں اور مسرتوں سے نوازے اور ہمیشہ میرے مُلک کا پرچم نہ صرف حالتِ کھیل میں ہونے والے مقابلوں بلکہ دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بھی سربلند رکھ۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ میری پاکستانی قوم کو ایک بڑے عرصے کے بعد کرکٹ کے میدان میں اپنے بھارت جیسے پڑوسی حریف مُلک سے جو کامیابی نصیب ہوئی ہے اِس پر بے شک جشن منایا جائے مگر جشن بھی ایسا کہ جو ایک حد میں رہ کر منایا جائے تو اور اچھا ہے اَب ایسا بھی نہ ہو کہ اپنی مفت کی پبلیسیٹی کے خاطر مُلک

ریاض حُسین تو شاہد آفریدی جیسے پہلے سے کئی کئی پلاٹوں کے مالکان کو پلاٹ بانٹیں اور لاہور کا ایک دودھ والا اپنی شہرت کے لئے امیروں اور کھاتے پیتے لوگوں کو مفت دودھ تقسیم کرے اور مجھ جیسے غریب اور بے توقیر کروڑوں پاکستانی شہری اِس خوشی کے موقع پر بھی سہمے سہمے انداز سے ہی خوشیاں منا کر رہ جائیں جبکہ اِس قومی خوشی کے موقع پر کیا ہی اچھا ہوتا۔۔۔؟؟ کہ مُلک ریاض حُسین اور لاہور کے دودھ فروش جیسے صاحبِ ثروت لوگ اپنی خوشی کا صحیح اظہار اُن غریبوں اور لاچاروں کی آبادی میں جاتے جو روٹی کو ترس رہے ہیں اِس خوشی کے موقعہ پر یہ اِنہیں دو ایک وقت کا کھانا تقسیم کرتے یا اِن غریبوں کے لئے ایک آدھ ماہ کا راش ہی بھروا دیتے تو اِس سے یقیناً اِن دونوں اور اِن کی طرح اُن لوگوں کی خوشیاں اور بڑھ جاتیں جنھوں نے ایشیاکپ میں بھارت کو شکست کے بعد باہر کئے جانے پر پاکستانی کرکٹ ٹیم کی فتح کا جشن مناتے ہوئے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں روپے بیدریغ خرچ کرکے جشن کے نام پر بیجا صرف کیا ہے۔

آج جن اخبارات میں فرنٹ پیج پر دائیں سے بائیں اور اُوپر سے نیچے تک ایشیاکپ سے متعلق اعصاب شکن معرکے میں پاکستان کرکٹ ٹیم کے مایہ ناز بلے باز شاہد آفریدی کے بارے میں لگاتار دو چھکے لگا کر اور اِن چھکوں کی بدولت بھارتیوں کے چھکے چھڑا کر پاکستان کو فتح سے ہمکنار کر دینے والی خبریں لگی

ہوئی ہیں، اُن ہی اخبارات کے اندورنی صفحات پر (کہیں ایک، دو اور تین کالمی) خبر اور
تصویر یہ بھی لگی ہے کہ " غربت سے تنگ ماں نے اپنی 4 بچیاں ایدھی
سینٹر بھجوادیں "اِس خبر کے پڑھنے کے بعد مجھ جیسے کئی ایسے بھی پاکستانی ضرور ہوں گے
جنھوں نے اِس فکر یہ انگیز خبر اور تصویر پر ضرور یہ سوچا ہو گا کہ " کیا غربت اتنی سخت اور
بے رحم ہوتی ہے کہ یہ اپنے جگر گوشوں کے لئے بھی آنکھ پر ٹھکڑی اور دل پہ
پتھر رکھوادیتی ہے "خبر یہ ہے کہ " اِسے غربت کہیں، بے حسی یا پھر ان معصوم بچیوں کی
قسمت کہ یہ ایسے دورِ جدید پر زمانہ قدیم کی بے رحمانہ روایات پر چلنے والے معاشرے
میں پیدا ہوئیں ہیں جہاں اِنہیں صنف نازک ہونے کی ایک ایسی بے رحمانہ اور اِنسانیت
سُوز سزادی گئی ہے کہ باپ نے خود کو نشے کی لت لگا کر بچیوں کو بے
یارو مددگار چھوڑ دیا تو وہیں تنگ دستی کی ماری ماں نے بھی اپنی ذمہ داری اٹھانے سے
انکار کر دیا اور وہ بھی اِنہیں چھوڑ کر کہیں چلی گئی اور جب اِن بچیوں کی ذمہ داری اِن کی
پھوپھی سے بھی نہ اُٹھائی گئی تو اِس نے چاروں بہنوں کو ایدھی سینٹر پہنچادیا
اِس خبر کو پڑھنے اور بچیوں کی تصویر دیکھنے کے بعد مجھے اپنے معاشرے کی اِس بے حس"
پن پر دُکھ ہوا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ہم کب اپنے سے نیچے لوگوں کا خیال
کریں گے۔۔؟ اور کب ہم میں اِنسانیت آئے گی ؟ اور کب ہم اپنے قومی اور مذہبی
تہواروں اور مواقعوں پر بیجا خرچ اور نمود و نمائش کرنے کے بجائے مُلک کے غریب
اور مجبور الحال اور مفلوک الحال اور بے کس لوگوں کی

مدد کرکے حقیقی خوشیوں سے ہمکنار ہوں گے... ؟یقیناآج یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے،اور اِسی کے ساتھ ہی یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ "اگر آج یا کبھی بھی امیرا یہ کالم بحریہ ٹاؤن کے چئیرمین ملک ریاض حُسین پڑھیں تو براہ کرم مجھ سے یا میرے اخبار سے ضرور رابطہ کریں"۔

آج نہ تو نواز اچھا اور نہ ہی زرداری اچھا

آج نہ تو نواز اچھا اور نہ ہی زرداری اچھا، اچھا تو بس سب سے وہ ڈنڈا اچھا۔۔۔؟
حکمران اور سیاستدان یہ خیال نہ کریں قوم تو پاگل ہے۔۔؟
آج دہشت گردی، لوٹ مار، قتل و غارت گری، کرپشن، اقرباء پروری، بے لگام ہوتی منہ توڑ اور سر پھوڑ مہنگائی، بھوک و افلاس سمیت توانائی کے بحرانوں جیسے جن مسائل سے پاکستانی قوم دوچار ہے یقیناً اِس پس منظر میں پاکستانیوں کی اکثریت کا بس ایک یہی خیال ہے کہ " آج نہ تو نواز اچھا ہے۔۔ اور نہ زرداری اچھا تھا۔۔اَب اگر کوئی اچھا ہوگا۔۔؟ تو بس وہ اچھا ہوگا۔۔؟ ہاتھ جس کے بس ڈنڈا ہوگا۔۔"آج جمہور اور جمہوری روایات اور جمہوریت کے پجاریوں نے تو قوم کا ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے۔اَب بس قوم کی تو یہی ایک دُعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسی جمہوریت و مہوریت سے نجات دلائے اور جلد حکمرانوں اور سیاست دانوں پر ڈنڈے چلانے والا آمر مسلط کردے جس ہمیں سکون نصیب ہو اور ہمارے سیاستدان اِدھر اُدھر منہ چھپاتے پھریں۔(آمین)

ایسے میں یقین جانیئے کہ موجودہ حالات میں سِول حکمران جمہوریت کو گودلے کر قوم
کو جتنالوٹ رہے ہیں اوراپنی نوراکشتی سے ایک کے بعد ایک مُلک اور قوم کو تباہ کر رہے
ہیں ،اِس کا اتنابُراحال تو کسی جابر و فاسق آمر نے بھی کبھی نہیں کیا تھا،اور نہ ہی
مستقبل قریب میں آنے والا کوئی باہمت آمر مُلک و قوم کا اِتنابُراحال کبھی کر سکتا ہے
جتنا کہ ہمارے موجودہ سِول حکمرانوں نے مُلک اور قوم کا چہرہ بگاڑدیا ہے اَب ہمارے یہ
حکمران جو کبھی جمہوریت کی گود میں بیٹھ کر.. تو کبھی جمہوریت کو گودلے کر... قوم
کو بے وقوف بناتے ہیں آج وہ یہ نہ سمجھیں کہ قوم تو پاگل ہے..؟ یہ اِسے جس طرح
اور جب چاہیں کان پکڑ کر اپنااُلو سیدھا کر سکتے ہیں تو یہ میرے جمہوریت کے پجاری اِن
سِول حکمرانوں کی بھول ہو گی ،آج اِنہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ قوم اِن کی چالیں اور
عیاریاں اور مکاریاں سمجھ چکی ہے، اور اَب یہ اِن کے کسی ایسے بہکاوے میں نہیں
آئے گی جیسے یہ پہلے کبھی اِسے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے پٹالیا کرتے تھے۔
جیسا کہ حسبِ عادت اور روایت گزشتہ دِنوں ایک بار پھر سماجی رابطوں کی ویب سائٹ
ٹویٹر پر پاکستان پیپلزپارٹی کے (جونیئر) سرپرست اعلیٰ بلاول بھٹوزرداری نے قوم کو
پٹانے اور بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی وثوق کے ساتھ یہ کہا ہے کہ
موجودہ حکمران بُزدل ہیں ، عوام کو کچھ نہیں"

دیاہے" اور جناب بلاول صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ (اِن کے اَبو جی اور مُلک سابق صدر) آصف علی زرداری نے تو اپنے دورِ اقتدار میں دہشت گردی کے خلاف آپریش شروع کیا اور اگر آج کے بُزدل حکمران کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو پھر خاموش رہیں، یہاں راقم الحرف کو ایسا لگا کہ جیسے بلاول یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ موجودہ حکمران طالبان کے معاملے سمیت مُلک کو درپیش توانائی اور دیگر مسائل کے حل پر ہونے والی اپنی ناکامی پر بھی بہانے بازی بند کریں" اِس موقع پر ایسا لگا کہ جیسے بلاول لہک لہک کر یہ بھی کہنا چاہ رہے تھے کہ "جب پیپلزپارٹی اقتدار میں تھی تو تب بھی اِس نے مُلک سے دہشت گردی سمیت دوسرے مسائل کے حل کے لئے اندرونی اور بیرونی طورپر انگنت کوششیں اور منصوبے تیار کئے تھے اور اَب بھی اِس کی یہی کوشش ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے مُلک سے دہشت گردی اور توانائی کے بحران ختم ہوں اِس کے لئے یہ اپوزیشن میں رہ کر بھی متحرک نظرآتی ہے جبکہ بلاول نے اپنے ٹوئٹر کے پیغام میں نواز شریف اور عمران خان پر یہ الزام لگاتے ہوئے کہاہے کہ جب پیپلزپارٹی اقتدار میں تھی تو تب بھی نواز شریف اور عمران خان نے بطوراپوزیشن کبھی دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کا مطالبہ نہیں کیالیکن یہ حکمتِ عملی آصف علی زرداری کی ہی تھی کہ اُنہوں نے آپریشن شروع کیا"اور راقم کو ایسا بھی لگا کہ جیسے بلاول یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ آج بھی اِن کے اَبو اور سابق صدر آصف علی زرداری دہشت گردوں سے مذاکرات کے بجائے دہشت گردوں کی دہشت گردی کے خلاف سخت ترین فوجی آپریشن کے

حامی ہیں۔

جبکہ یہاں راقم الحرف بلاول کے اِس کہے سے قطعاً متفق نہیں ہے کہ "اِن کے اَبو اور مُلک کے سابق صدر آصف علی زرداری نے اپنے دورِ اقتدار میں دہشت گردی کے خلاف آپریشن شروع کرنے کے علاوہ توانائی کے بحرانوں سمیت عوام کو درپیش دیگر مسائل حل کرنے میں خاص دلچسپی لی ،جب کہ یہ حقیقت آج جِسے شاید خود آصف علی زرداری سمیت پیپلزپارٹی والے خود بھی تسلیم کرلیں گے کہ اُنہوں نے اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں سارا وقت مصالحت اور مفاہمت پسندی اور اِدھر اُدھر کی چاپلوسی کرتے اور اپنے پرائے اور روٹھے ہوؤں کو منت سماجت سے مناتے اور قومی خزانے سے اِن پر دولت لُٹاتے ہوئے گزاردیا.. کہو کہ یہ سب جھوٹ ہے ایسانہیں ہے تو پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتاہے .کہ قوم تو پاگل ہے ..؟بس عقلِ کُل تو بس حکمران اور سیاست دان ہیں ....!!

بہرحال ...!!آج گزشتہ چند دہائیوں سے میری پاکستانی قوم دہشت گردی سمیت جن دیگر گھمبیر مسائل سے دوچار ہے ،یقیناً اِس سے قبل میری قوم نے اِیسے مسائل کا نہ تو کبھی سُنا تھااور نہ ہی کبھی اِن کے بارے میں سوچا تھا، مگر موجودہ حالات میں تو ایسے لگتاہے کہ جیسے اِس پر مسلط کئے جانے والے اِن (دہشت گردی اور توانائی بحران سمیت اوردوسرے) مسائل کے فوری حل کے بارے میں اُٹھتے

بیٹھتے سوتے جاگتے سُوچ سُوچ کر قوم کا بُراحال ہوگیا ہے ۔ یعنی جوں جوں اِس کی سُوچ وفکر میں شدت آتی جارہی ہے تو وہیں سارے معاشرے اور مُلک میں اِن مسائل کی جڑیں بھی تیزی کے ساتھ پھیل کر مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جارہی ہیں ،اور ایسے میں تو حکمرانو، سیاستدانوں اور عسکری قیادت سمیت مُلک میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بھی کوئی حکمت کارگر ثابت نہیں ہو پارہی ہے۔

اگرچہ آج سب کی بس ایک یہی کوشش ہے کہ کہیں سے بھی اُمید کی کوئی ایسی کرن سُجھائی دے جائے جس کی روشنی میں یہ سب باہم مل کر دہشت گردی سمیت دیگر مسائل سے چھٹکارہ حاصل کرلیں مگر افسوس ہے کہ آج تک قوم دہشت گردی اور توانائی جیسے دیگر بحرانوں کے جن اندھیروں میں بھٹک رہی ہے ایسے میں کسی کو کہیں سے بھی کوئی ایسی اُمید اور روشنی دِکھائی نہیں دے رہی ہے کہ جس پر یہ چل کر کوئی مثبت راہ نکال سکے۔

آج اگر پہلے وقتوں یعنی گزشتہ (دو یا تین دہائیوں) سے پیوستہ دہائیوں کا جائزہ لیا جائے تو میری قوم کو جو مسائل شدت کے ساتھ درپیش رہے اُن میں تو بس اچھی اور سستی خوراک ، اچھی و معیاری اور سستی تعلیم ، بہترین اور سستا علاج و معالجہ ،، جدید سفری سہولیات کے حُصول کے ساتھ ساتھ عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی سمیت سیوریج کے نظام کی درستگی جیسے مسائل تو شامل ہی

تھے آج مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ گزشتہ 67 سالوں میں ہمارے سول حکمران اِن مسائل کو تو حل نہ کر سکے بلکہ کچھ نے تو باہوش و حواس اور دیدہ و دانستہ طور پر اغیار کا آلہ کار بن کر ملک اور معاشرے میں دہشت گردی اور توانائی جیسے بحرانوں کو بھی پروان چڑھانے میں اپنے اپنے حصے کا کام بڑھ چڑھ کر کچھ یوں ادا کیا ہے کہ آج اِن سے یہ خود بھی محفوظ نہیں ہیں اِیسے میں عوام کو تو چھوڑیں یہ تو بیچاری پیدا ہی مرنے اور مصائب برداشت کرنے کے لئے رہ گئی ہے۔

ایک بہت ہی مختصر سی بات جھوٹ مسائل الاسباب،مذاکراتی عمل اور اندیشے

جب گزشتہ دِنوں تحریک طالبان کی جانب سے ایک ماہ کی جنگ بندی کا اعلان کیاگیاتو قوم کو یہ قوی اُمید ہوچلی تھی کہ اَب مُلک میں دہشت گردی اور خون خراب بند ہوجائے گامگر افسوس کہ ٹی ٹی پی کے اِس اعلان کے چند ہی گھنٹوں بعد مُلک میں دہشت گردی کے کئی ایسے واقعات رونماہوئے کہ جنھیں قوم کبھی بھی نہیں بھلاپائے گی اگرچہ اِن پیش آئے واقعات سے ٹی ٹی پی کی قیادت نے لاتعلقی کا اِظہار توکیا مگراَب جتنے چاہے جھوٹ بولے یا بہانے بازی کرے مگراِس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ آج تک مُلک کے سادہ اور عام شہریوں کی اکثریت یہی سمجھ رہی ہے کہ خود ٹی ٹی پی نے ہی یہ سارے دہشت گردی واقعات کروائے تھے اور اِس کی جانب سے کیاجانے والا ایک ماہ کی جنگ بندی کا اعلان محض دکھاوااور جھوٹ تھا،اَب ایسے میں قوم بٹ کر رہ گئی ہے آج واضح طور پر یہ محسوس کیا جاسکتاہے کہ ایک طبقہ یہ کہہ رہاہے کہ دونوں جانب (حکومت اور شدت پسندوں) سے مذاکرات سچ کی بنیاد پر کئے جائیں تو وہیں کچھ کا یہ بھی خیال ہے مذاکرات اورآپریشن ساتھ ساتھ کئے جائیں اوراِسی طرح ایک ٹولہ یہ بھی کہتا نظرآرہاہے کہ مذاکرات وذاکرات کے بجائے شدت پسندوں پر براہ راست آپریشن کیا جائے تاکہ باربار کے جھوٹی جنگ بندی اور جھوٹے امن سے ایک ہی

بار فوجی کارروائی کرکے قوم کی جان جھوٹوں اور شدت پسندوں سے چھڑادی جائے تاکہ مُلک میں دائمی امن وامان قائم ہوجائے۔

اَب ایسے میں ہمیں گزرے زمانے کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ پچھلے وقتوں میں جب کبھی اور کہیں بھی مذاکرات ہوئے اِن سب کا دارومدار سچ پر قائم رہاہے، تب تواِن مذاکرات کے مثبت اور تعمیری نتائج بھی نکلے ہیں توجب ہی دنیاکی ترقی اور اور خوشحالی کی راہ بھی ہموار ہوئی ہے، یوں دنیا کی جن اقوام نے سچ کو اپنالیا توترقی اور خوشحالی نے اِن کی قدم بوسی کی ہے اور جن قوموں نے سچ کو گڑھے میں پھینک دیااور جھوٹ کو گلے لگالیاتو پستی اور گمنامی اِن کا مقدر بنی ہے۔

آج جس انداز سے میرے دیس میں مذاکراتی سیاست کا عمل دخل ہورہاہے اَب ایسے میں جلد چھلنی سے یہ علیحدہ کیاجائے کہ اِس مذاکراتی سیاسی عمل میں کون کتنا سچاہے...؟اور کون کتنا جھوٹا...؟اور کس کا کتنا سچ جھوٹ پر حاوی رہے گا...؟اور آنے والے وقتوں میں کس کا کتنا جھوٹ سیاست کے میدان اور مُلکی معیشت سمیت دیگر مُلکی اُمور میں سرچڑھ کر بولے گا...؟بہرحال...!حکومت اور شدت پسندوں کی جانب سے مذاکراتی عمل پھر سے شروع ہوگیاہے،اَب ایک بار پھر ہمیں اچھی اور بھلی اور خدانخواستہ بُری اُمیدوں کے ساتھ اُس وقت کا اُس

بیقراری سے انتظار کیا جانا چاہئے کہ جس طرح ہم سب نے پہلے والے مذاکراتی مراحل کے آنے والے نتائج سے قبل انتظار کیا تھا۔

بہر کیف.. !ابھی میں ایک بہت ہی مختصراور سمجھ میں آنے والی یہ بات کرنا چاہوں گاکہ ازل سے ہی ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں جھوٹ کو مسائل الاسبات سمجھا گیاہے یعنی یہ کہ ہر دور کی ہر مذہب و نسل کے ہر انسان نے یہ بات تسلیم کر لی کہ جھوٹ مسائل پیدا کرنے کی پہلی اکائی ہے اور اِسی طرح آج بھی یقینی طور پر یہ بھی ماناجاتاہے کہ معاشروں میں جھوٹ کے پروان چڑھنے سے مسائل بڑھتے ہیں جس سے اِنسان کی زندگی قلیل ہوتی ہے، اور جب اِنسان کی زندگی قلیل ہوجاتی ہے تواِس سے جہاں اِنسان کے کاموں اور ذمہ داریوں کی ترتیب بگڑتی ہے تو وہیں وہ جلد بازی میں ایسے کام بھی کرناشروع کردیتاہے جو بسااوقات خوداِس کی اپنی عقل میں بھی نہیں آرہے ہوتے ہیں، مگرانسان اپنی ہی ڈگرپر چل رہاہوتاہے۔

ایک اور بہت اہم مگربہت ہی مشکل اور افسوس ناک بات یہ بھی ہے کہ جھوٹ سرچڑھ کر بولتاہے اور اچھے اچھوں کو اپنے جادوئی اثر میں جکڑلیتاہے،اَب یہاں ایک سوال یہ پیداہوتاہے کہ کیا کسی نے گزرے زمانے میں جھوٹ کو روکنے اور اِس کے بڑھتے ہوئے رجحان کو کم کرنے یااِسے بُراجان کر دوسروں کے نزدیک اِس کی

نقصان پہنچانے والی تصویر کھینچی ہے۔۔۔؟ تو اِس پر عرض یہ ہے کہ جھوٹ کو ہر زمانے کے ہر اِنسان نے غلط اور اِسے معاشروں کی تباہی کا زینہ جانا ہے۔
مگر آج پھر بھی انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ موجودہ حالات میں جھوٹ کو سچ سے زیادہ اہمیت دی جارہی ہے، اگرچہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جھوٹ کا سچ پر نمبر یا بازی لے جانا کسی بھی طور پر ممکن نہیں ہے، مگراِس کے باوجود بھی موجودہ صدی کے ہر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ہر ملک کا ہر شہری خواہ کسی مُلک کا بادشاہ ہو کہ صدر، فقیر ہو کہ بھیکاری سب ہی اپنے اپنے انداز سے جھوٹ بولتے اوراِس کے سہارے ملنے والی اپنی کامیابی اور کامرانی کے گُن گاتے اور ترانے پڑھتے دِکھائی دیتے ہیں۔
اَب یہاں میں خاص طور پر اپنے مُلک پاکستان کا تذکرہ افسوس (مگر طنزاً انداز سے ہر غلط کام کرنے کے بعد حسبِ عادت فخر)کے ساتھ کرنے جارہاہوں کہ میرے مُلک میں ہمارے ایوانوں سے لے کر مُلک کے دوردراز صحرامیں بنی کسی جھونپڑی تک میں سانس لیتاہوااِنسان بھی جھوٹ کے تمام رنگوں میں رنگ کر کچھ ایسی شکل اختیار کرگیاہے کہ اِس کا اپنا اصل چہرہ گم ہو کر رہ گیاہے،اِس کی زندگی سے سچ ایسے ہی نکل چکاہے کہ جیسے شیطان ایک سجدہ نہ کرکے اچھائیوں اور فلاح کے تمام دائروں سے نکل گیاہے۔

آج میرے مُلک اور میرے معاشرے میں اچھااِنسان کا ملنا مشکل ہوگیاہے، اگر کوئی اچھااِنسان ہے بھی تو وہ بھی جھوٹوں کے معاشرے میں اپنی عزت بچاکر کہیں چھپ کر بیٹھ ساگیاہے، معاف کیجئے گا...!اَب ایسے میں یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ آج میرے معاشرے میں سیاست کے میدان سے لے کر ہر شعبہ ہائے زندگی میں جھوٹ اور جھوٹوں کا راج ہے،آج میرے دیس میں کوئی اِنسان کتنے ہی اعلیٰ سرکاری و نجی منصب پر ہی فائز کیوں نہ ہو وہ بھی گردن تان کر سینہ پھولا کر جھوٹ بول رہاہے تو کہیں کوئی فٹ پاتھ پر بھیک مانگنے کے لئے جھوٹ کو گلے لگائے خوش ہورہاہے۔ غرض کہ آج ایسالگتاہے کہ جیسے میرے دیس کا ہر بندہ مدرشکم میں ہی رہ کر جھوٹ کے انداز سیکھ کر دنیا میں آتاہے،یوں دنیا میں آجانے کے بعد جھوٹوں سے بھرے مُلک اور معاشرے میں قدم رکھتے ہی ایسی ایسی حرکتیں کرنے لگتاہے کہ دوسرے جھوٹوں کے کان کاٹ دیتاہے۔

آج حکومت اور شدت پسندوں میں دوبارہ شروع ہونے والے مذاکراتی عمل کو ساری پاکستانی قوم خوش آمدید کہہ رہی ہے مگرساتھ ہی یہ بھی اُمید رکھتی ہے کہ اِس مرتبہ جھوٹ پر کوئی امن کا محل تعمیر نہیں کیا جائے گا اور قوم دونوں جانب کے (مگر خاص کر شدت پسندوں جیسے جھوٹوں کو یہ باور کرناضروری سمجھتی ہے کہ)" جھوٹااور مردہ یکساں میں، مردہ بولتانہیں اور جھوٹے کی کوئی

سُنتا نہیں" لہٰذا اَب دو اطراف سے سچ کی ہی بنیادوں پر مذاکرات کئے جائیں تاکہ مُلک
اور قوم کے لئے بہتر نتائج سامنے آسکیں۔

سائیں تھرپارکر کے عوام تو مر رہے ہیں بابا، تم مزے لوٹ رہے ہو سائیں، کیسی حکومت ہے..؟

واہ سائیں ملک ریاض حسین زندہ باد...!! تھرپارکر کے عوام کا واحد مسیحاملک ریاض حسین...
سندھ کے صحرائی علاقے تھرپارکر میں خشک سالی کے باعث خوراک کی قلت کی وجہ سے تھرپارکر کے باسیوں کے 150 سے زائد شیر خوار بچے زندگی کی بازی ہار چکے ہیں آج جہاں اِس خبر نے ساری پاکستانی قوم کو افسردہ کردیاہے تو وہیں قوم کو اپنے حکمرانوں کی بے حسی اور نااہلی کے بارے میں بھی سوچنے پر مجبور کر ہو گئی ہے،آج تھرپارکر کی شک سالی پر ساری پاکستانی قوم یہ کہہ رہی ہے کہ جو کچھ تھرپارکر میں ہواہے،اور ہورہاہے یقیناًیہ سب کاسب ایک دودن کا کام تو ہونہیں سکتاکہ ایساپلک جھپکتے ہی اچانک ہوگیاکہ آج جس کے بارے میں میڈیا نے بتایاتوہمارے حکمرانوں کو ہوش آیااوراَب اِنہیں دن میں بھی تارے نظر آنے لگے ہیں اوراَب یہ کسی کھسیانی بلی کے مافق اِدھراُدھر میڈیاسے اپنامنہ چھپائے پھر رہے ہیں اور کسی کونے کُھدرے میں سر پکڑے بیٹھے یہ سوچنے لگے ہیں کہ سائیں اِنہیں تو خبر ہی نہ ہوئی اور تھرپارکر میں خشک سالی نے ڈیرے ڈال لئے ہیں...؟؟؟اَب ایسے میں ایک سوال یہ پیداہوتاہے کہ کیا یہ حکومتِ سندھ اور وفاقی حکومت کے بھی ذمہ داروں کے منہ پر کسی زوردار طمانچے سے کم

نہیں ہے کہ دونوں نے ہی اِس معاملے سے دیدہ ودانستہ آنکھیں بندر کھیں... ؟اور اپنی اپنی حقِ حکمرانی کے کے مزے لوٹیں رہیں، جبکہ ہمارامیڈیاعوامی نمائندے کے طورپر اپنی ذمہ داری نبھانے میں مصروفِ عمل ہے اور وہ سب کچھ سامنے لاتاہے جس سے حکمران نظریں چراتے ہیں، اوریقینی طورپر ایساہی کچھ سندھ کے صحرائی علاقے تھرپارکر میں آنے والی خشک سالی سے متعلق ہواہے۔

آج اِس حوالے سے اطلاعات یہ ہیں کہ ایک ماہ قبل جب سندھ حکومت، سندھ ورثہ اور ثقافت کو روشناس کرانے کے لئے موہنجودڑو فیسٹول کی اُوٹ سے غرق شدہ موہنجودڑو کے مُردوں کو خوش کرنے کے لئے 450ملین روپے قومی خزانے سے خرچ کررہی تھی تواُس وقت بھی پاکستان پیپلزپارٹی سے محب کرنے والے تھرپارکرکے محب وطن مگرغریب باسی اپنے صحرائی علاقے میں پھیلی خشک سالی کی زردمیں تھے اورجب سندھ حکومت کے ٹھیکیدار450ملین روپے خرچ کرنے کے منصوبے بناچکے تھے توتب بھی سندھ حکومت کے ذمہ داروں اور عوامی خدمت کے دعویدار ٹھیکیداروں کی جانب سے تھرپارکرکے باشندوں کے لئے مختص گندم کے ڈھیر صوبائی محکمہ خوراک کے گوداموں میں پڑے پڑے سڑرہے تھے، مگرشاید پھر بھی کسی کو صحرائی علاقے کے خشک سالی زدہ لوگوں کا ذرا بھی خیال نہیں آیااور پھراِیسے میں اِن حکومتی ذمہ داران کی اِسی لاپرواہی اور نااہلی کی وجہ سے تھرپارکرکے باسیوں کے بچے خوراک کی شدید کمی سے مرنے لگے،اَب تک کی اطلاعات کے مطابق تھرپارکرکے خوراک

سے محروم باسیوں کے 150 بچے اور شیر خوار سرکاری اسپتالوں میں زندگی سے محروم ہو چکے ہیں جبکہ اِن 150 میں سے کچھ بچے صرف ایک ماہ میں ہی جاں بحق ہوئے ہیں۔ اَب اِس موقعہ پر مجھے کونیل کا یہ قول یاد آگیا ہے کہ" جو بات اخلاقی طور پر غلط ہو اِسے سیاسی طور پر قطعاً دُرست قرار نہیں دیا جاسکتا"یوں آج یہ بات بالخصوص سندھ حکومت کے ٹھیکیداروں، کرتادھرتاؤ سمیت سندھ کے عوامی خدمت پر معمور دیگراداروں اور بالعموم وفاقی حکومت کے بندآنکھوں والے ذمہ داران کو بھی تسلیم کرلینی چاہئے کہ یہ دونوں ہی حکومتیں تھرپارکر میں ہونے والی خشک سالی اور اِس کے باعث 150 سے زائد بچوں کی ہلاکت کی بھی ذمہ دار ہیں،اور اَب اِن کی عزت اِسی میں ہے کہ سندھ اور وفاق کی حکومت خود ہی اپنا احتساب کرتے ہوئے برملا اور بلاروک ٹوک اِس کا اعلان کریں کہ اِن سے حکومتی اُمور میں کوتاہی ہوئی اور اُنہوں نے اِس جانب ذرا بھی توجہ نہ دی بلکہ سندھ حکومت اپنے تئیں یہ بھی اعترافِ جرم تسلیم کرے کہ اِس سے یہ سنگین غلطی ہوئی ہے کہ اِس نے تھرپارکر میں خشک سالی کے معاملے میں دیدہ ودانستہ نظریں چرائی رکھیں اور سندھ ثقافت کو اُجاگر کرنے کو بنیاد بنا کر موہنجوڈرو فیسٹول کے نام پر ملین روپے تو قومی خزانے سے غرق شدہ موہنجوڈرو کی مردہ روحوں کو رقص و450 سرور کا مزا دینے کے لئے پانی کی طرح بہادیئے ہیں مگر تھرپارکر کے زندہ

اِنسانوں کو خشک سالی کے باعث آغوشِ قبر میں جانے سے نہ روک سکی ہے، اِس لئے ساری کی ساری سندھ حکومت مستعفی ہوتی ہے، مگر سندھ حکومت میں اتنی جرات کہاں کہ وہ ایسا کرے اگر ایسا کرنا ہوتا تو یہ کب کی ایسا کرچکی ہوتی...؟مگر یہ ایسا کبھی بھی نہیں کرے گے جیسا کہ ہم سوچ رہے ہیں کیوں کہ یہ تو آئی ہی عیاشیاں اور مزے لوٹنے کے لئے ہے۔

اگرچہ سندھ حکومت موہنجوڈرو کی قبروں اوراِن قبروں میں صدیوں سے سوئے ہوئے مردوں کے درمیان سندھ ثقافت اور سندھ ورثہ فیسٹول بناکرمُردوں کو خوش کرنے کی آڑ میں خود عیاشیاں نہ کرتی تو ہوسکتا تھا کہ 450 ملین روپے سے تھرپارکرکے عوام کے آنسو پوچھے جاسکتے تھے اور خشک سالی اور خوراک کی قلت کے باعث جو 150 سے زائد بچے اور جانور مرچکے ہیں اِنہیں سندھ حکومت مرنے سے بچاسکتی تھی مگرافسوس کہ تھرپارکرکی خشک سالی کا المیہ نہ سندھ حکومت کو ہی نظرآیااور نہ ہی وفاقی حکومت کے کرتادھرتاؤں نے اِس جانب کوئی توجہ دی ہے۔

آج اگر میڈیا تھرپارکرکی خشک سالی کواپنی بریکنگ نیوز اور اخبارات اپنی سُرخیوں کی زینت نہ بناتے تو ہمارے حکمرانوں کوتو تھرپارکرکی خشک سالی اوراِس آفت کے باعث 150سے زائد معصوم اور شیر خوار بچوں کی ہلاکت کا بھی پتہ نہ چلتا،اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیداہوتاہے کہ کیا حکمرانوں کی آنکھیں

کھولنے اور اِنہیں سر اچھے ، بُرے کاموں کی سُجھائی کی ذمہ داری صرف میڈیا کی رہ گئی ہے، تو پھر حکومتی ادارے اور اِس کے کارندے کس مرض کی دوا ہیں ...؟ اگر حکومت اپنے مُلک کے کسی علاقے میں خشک سالی اور قحط کے باعث مرنے والوں کے بارے میں بے خبر رہے... تو پھر ایسی حکومت کا حکمرانی کا بھی کوئی حق نہیں ہے کہ وہ قائم رہے ، موجودہ حالات میں بالخصوص سندھ اور وفاقی حکومت کے اُن ذمہ داروں کو جو دن رات اپنے اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر یہ چیختے پھرتے ہیں کہ اِنہوں نے عوامی خدمت کو اپنے ایمان کا حصہ تصور کر رکھا ہے، اِن کی حکومت میں کوئی غریب بھوکا نہیں سوتا ہے، آج اِن کی حکومت میں مُلک کے ہر غریب کے صحن میں خوشحالی جھوم جھوم کر رقص کر رہی ہے، اِنہوں نے اپنی حکومت میں غریبوں سے غربت چھین کر اِنہیں امیروں جیسی زندگی گزارنے کا موقعہ فراہم کر دیا ہے، یہ اِن کا ہی کارنامہِ عظیم ہے کہ اِن کی حکومت میں کوئی غریب بھوکا نہیں مرتا ہے، مُلک کے کھیت لہلاتی فصلوں کی مثال قائم کر رہے ہیں، یہ اِن کی ہی حکومت کا کمال ہے کہ اِنہوں نے کسانوں کو صاحب اختیار بنا دیا ہے اور کسانوں کو اِس قابل کر دیا ہے کہ یہ اپنی صلاحیتوں سے کھیتوں میں اناج کی دگنی فصلیں پیدا کر رہے ہیں، آج مُلک میں اناج کی کوئی کمی نہیں ہے ، ہر شہری کو ہر سطح پر اناج آسانی سے دستیاب ہے، یہ اِن کی حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ اِن کی حکومت میں مُلک میں پیدا ہونے والا اناج اپنی ضرورتوں کو پور کر رہا ہے اور اَب اِن کی حکومت اپنی اناج کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بیرونی ممالک بھی

بھیج رہی ہے جس سے مُلک میں زرِ مبادلہ آ رہا ہے اور مُلک معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مستحکم ہو رہا ہے اور وغیرہ وغیرہ ... یہ ایسے بہت سے جملے ہیں جنھیں ہم روزانہ میڈیا پر سُنتے اوراخبارات کی خبروں میں پڑھتے ہیں۔

مگر درحقیقت ایسا کچھ نہیں ہے جس کا حکمران میڈیا میں دعوے کرتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے اِن جھوٹے، عیار اور مکار حکمرانوں کے دورِ اقتدا میں سندھ کے صحرائی علاقے تھرپارکر میں خشک سالی نے تباہی مچارکھی ہے مگر ہمارے بے حس حکمرانوں کو اِس کی خبر تک نہ ہوئی، یہ تو کہیں سندھ ثقافت تو کہیں پنجاب یوتھ فیسٹول پر اپنی عیاشیوں کے بہانے ڈھونڈتے رہے اور قومی خزانے سے اربوں اور کھربوں لٹاتے رہیں اور مُلک کے غریب عوام روٹی سے محروم رہ کر ایڑیاں رگڑرگڑ کر مرتے رہے اور حکمران سب ٹھیک ہے کی چین کی بانسری بجاتے رہے۔

لہو کو رنگ، گلابوں کو خار کہتے ہیں
یہ کیسے لوگ خزاں کو بہار کہتے ہیں
میں کیسے اِن کو گُلستاں کا پاسباں سمجھوں
جو آندھیوں کو نسیمِ بہار کہتے ہیں

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اللہ صدا خوش رکھے بحریہ ٹاؤن کے چئیرمین محترم المقام عزت مآب جنابِ قبلہ حضرت سائیں مَلک ریاض حُسین صاحب کا کہ

جنھوں نے تھرپارکر کے خشک سالی سے بدحال اپنے غیوراور محب وطن پاکستانی بھائیوں کی تکالیف کا درد محسوس کیا اور اُنھوں نے فوراً ہی اللہ کی اپنے ذمہ دی ہوئی دولت سے 20 کروڑ کی کثیر رقم تھرپاکر کے بھائیوں کی مدد کے لئے دینے کا اعلان کرکے اپنے پاکستانی بھائیوں سے محبت کا ثبوت دیا ہے اور بتادیا ہے کہ اِن کے دل میں اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے اپنے حکمرانوں سے بڑھ کر محبت ہے جبکہ حکومت سندھ کے ذمہ داروں کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اُنھوں نے تھرپارکر کی خشک سالی سے متعلق میڈیاپر خبر آجانے کے بعد صرف ایک ہنگامی پریس کانفرنس کی اوراِس میں بھی میڈیاپر سنز کے سوالات پر برس پڑے اور اُنھوں نے ایسا کرکے یہ سمجھ لیا کہ اُنھوں نے تھرپارکر کے مصیبت زدہ بھائیوں کا مسئلہ حل کردیا ہے اور بس ....!! جبکہ اَب تک ہماری وفاقی حکومت کی جانب سے خالی بیانات جاری ہونے کے کچھ بھی ایسا نہ ہوسکا ہے جس سے تھرپاکر کے پریشان حال عوام کی دادرسی کی کوئی کرن دکھائی دے۔

سانحہ تھرپارکر حکمرانو کے لئے تو کچھ نہ ہو مگر..؟

تھر کے ہزاروں متاثرین پر تو قیامت گزر رہی ہے...!!
وزیراعلیٰ سندھ کا تھرپارکر کا سیاسی دورہ اور منوں، کوفتوں، مچھلی، بریانی اور مرغی کی دیگوں سے تواضع ...
خبر یہ ہے کہ جب پچھلے دِنوں صوبہ سندھ کے ضلع تھرپارکر میں آئی خشک سالی اور اِس قحط سالی کے باعث وہاں کے عوام پر ٹوٹنے والی قیامت سے بے خبری پر سندھ اور وفاقی حکومتوں کو شدید تنقیدوں کا نشانہ بنایا گیا تو سندھ اور وفاقی حکومتوں کے کانوں پر کچھ کچھ جوں تو رینگنی شروع ہوئی مگر اِس طرح یہ پھر بھی نہ رینگ سکی ہے جس کی توقع کی جارہی تھی۔
اگرچہ آج (یعنی اِن سطور کے رقم کرنے تک) بھی میڈیا مسلسل تھرپارکر کی صورتحال کو فوکس کیا ہوا ہے مگر پھر بھی حکمرانوں کی بے خبری کی بھی انتہا ہے کہ وہ اَب بھی اِس سے بے خبر ہی رہنے اور عوام کو بھی تھرپارکر کی صُورتحال پر بے خبر رکھنے کو ہی اپنی عافیت سمجھ رہے ہیں ، تھرپارکر کی سنگین ہوتی صورتحال پر سندھ کے ایک صوبائی وزیر برملا یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ تھرپارکر

کے سانحہ خشک سالی پر میڈیا جس قدر بچوں کی ہلاکت کی تعداد بڑھا چڑھا کر بتا کر ویلا کر رہا ہے آج در حقیقت بچوں کی اتنی بڑی تعداد بھوک اور گندم نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوئی ہے بلکہ بچوں کی زیادہ تر اموات سردی کی وجہ سے ہوئی ہے اور دوسری طرف جب میڈیا پر تھرپارکر کی خشک سالی اور 200 سے زاید بچوں کی ہلاکت سے متعلق خبر نشر ہوئی تو (طز اُٹرنت) چار روز گزر جانے کے بعد ہمارے سندھ کے انتہائی متحرک اور برق رفتار وزیر اعلیٰ سائیں سید قائم علی شاہ نے تھرپارکر کا سیاسی دورہ کیا اور جب یہ چند علاقوں اور دیہاتوں کا دورہ اور فوٹو سیشن کروا چکے تو اِن سمیت اِن کے ہمراہ آئے وزرا اور دیگر مہمانوں کے لئے سرکٹ ہاؤس آمد پر قومی خزانے سے منوں کوفتوں، مچھلی، بریانی، مرغی کی دیگوں سمیت دیگر کھانوں سے (کسی شاہی خاندان کی شادی جیسا) اہتمام کرکے سندھ کی تاریخ کا تاریخ ساز تواضع کا انتظام کیا گیا، یوں ہمارے وزیر اعلیٰ سندھ جنہیں عوامی دُکھ درد کا شدت سے ہر وقت احساس رہتا ہے، پتہ نہیں کیوں ...؟ اِس روز انہیں اپنی ایک وقت کی بھی بھوک برداشت نہ ہو سکی اور اُن سمیت اِن کے ہمراہ (تھرپارکر کے دورے پر) آئے مہمانوں نے اپنے اعزاز میں رکھے گئے کھانوں پر ایسے ہاتھ صاف کیا جیسے کہ یہ ہی تھرپارکر کے سب سے زیادہ متاثرین میں سے ہیں، اِن سب کو کھانا کھاتے دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ جیسے آج اگر انہیں کھانا نہ ملتا اور یہ کسی ننگے بھوکے کی طرح اِس کھانے پر ٹوٹ کر اِسے نہ کھاتے تو ممکن تھا کہ کچھ سے کچھ ہو جاتا..!!! مگر وہ تو اچھا ہی ہوا کہ

اِنھوں نے اپنے مہمانوں کے ہمراہ کوفتے، مچھلی، بریانی اور دیگر کھانے کھالیئے اور کئی اقسام کے ٹھنڈے مشروبات سے اپنی پیاس بجھائی تو اِن کی جان میں جان آئی ورنہ پتہ نہیں کیا ہوجاتا۔۔۔؟؟؟؟ جبکہ یہاں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کا یہ امر یقیناً قابلِ تسائش ہے کہ اُنھوں نے تھرپاکر فوری طور پر دورہ کیا اور تھرپارکر کی عوام اور علاقے کی ترقی و خوشحالی کے خاطر ایک ارب روپے کی امداد دینے کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ مصیبت زدہ تھرپاکرکے عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی طور پر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ایک لقمہ روٹی اور ایک دانہ چاول تک کھانا گوارہ نہ کیا اور یہ کہا کہ میرے تھرپارکرکے عوام بھوکے مر رہے ہیں اور میں قومی خزانے سے اپنے اور اپنے ہمراہ آئے ہوئے افراد کے لئے پکا ہوا کھانا کھالوں یہ تو میرے لئے ممکن ہی نہیں ہے" ایسے لگا کہ جیسے وزیراعظم اِس موقع پر یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ آج تو کھانا نہیں کھاؤں گا اور یہ کھاونا کیا ہے بس میرے اور میری حکومت کے لئے تو قومی اداروں کی نج کاری اور اِس سے ملنی والی آمدنی ہی سمجھو کہ ہماری حکومت کا کھانا ہے بس!!۔۔۔۔ بہر حال۔۔۔!آج حکمرانو کے لئے تو یہ کوئی بات نہ ہو۔۔۔؟مگر تھرپارکرکے بھوکے پیاسے عوام کے لئے تو موجودہ لمحات قیامت بن کر گزر رہے ہیں۔۔۔!! کوئی اُن سے پوچھے جن کے لختِ جگر بھوک کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مرچکے ہیں یا مرنے کے قریب

تر ہیں،آج اُن پر کیا گزر رہی ہے..؟مگر یہ درد وہ کیا جانیں گے...؟ جن (حکمران، وزراء اور بیورکریٹس) کی اولادیں منہ میں سُونے کا چچمہ لے کر پیدا ہوئی ہیں، ارے اِن حکرانو، سیاستدانوں، وزرااور امیرزادوں کی اولادیں تو اُولادیں اِن کے تو کُتے بھی غریبوں کے بچوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں۔
اَب یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اِن حکمرانوں، سیاستدانوں، وزراء اور امیرزادوں کو تو اپنے بنگلوں کی چوکیداری پر معمور کُتوں کے بھوکنے کی آوازیں تو بھلی لگتی ہیں کیوں کہ یہی کُتوں کی بھوکنے کی آوازیں اِنہیں چین کی نیندیں سُلانے کا ذریعہ جو بنتی ہیں مگر جب کوئی غریب تھرپار کر یا کسی اور جگہہ بھوک کی وجہ سے بلک بلک کر مرتا ہے تو ہمارے حکمرانوں کو اِس کی آہ وفغاں بھی زہر لگتی ہے۔
آج تھرپار کر کے حوالے سے میڈیا پر خبر نشر ہونے کے بعد جس طرح سندھ حکومت کے بے حس حکمرانوں میں ذرا سی حرکت پیدا ہو گئی ہے ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان میں یہی حرارت کچھ دن پہلے آچکی ہوتی....؟اِنہیں جب ماہرین خوراک بتا رہے تھے کہ سندھ کا صحرائی علاقہ تھرپار کر خشک سالی کا شکار ہونے کو ہے حکومت الوقت جلد اِس کے تدارک کے لئے حکمتِ عملی واضح کرلے....یوں اُس وقت ہی ہمارے یہی حکمران تھرپاکر کے غریب اور بھوکے عوام کا رونا سُن لیتے

توآج ممکن تھا کہ صوبہ سندھ کے ضلع تھرپارکر میں غذائی قلت کی وجہ سے تقریبا200 بچوں کی ہلاکت کا سانحہ نہیں گزرتا...اور آج جیسی سنگین صُورتِ حال تھرپارکر میں پیداہوگئی ہے کم از کم ایسی تو ہر گز نہ ہوتی ....؟؟مگر افسوس ہے کہ اُس وقت توہمارے بالخصوص صوبہ سندھ اور بالعموم وفاقی حکمران جیسے سب کے سب ہی اپنے اپنے حصےء اقتدار کی بھنگ پی کر اپنی اپنی مستیوں میں مست تھے، یعنی تب تو ہمارے حکمران کہیں پنجاب یوتھ فیسٹول تو کہیں سندھ ثقافت اور سندھ فیسٹول کی اجاگرگری کی آڑ میں قومی خزانے سے اربوں روپے خرچ کرکے صدیوں سے تباہ حال موہن جوڈروکے قبرستان کے مُردوں کو انگلش وسندھی اور قومی زبان میں گانے سُناسُنا کرِان کے آرام میں خلل ڈال رہے تھے تووہیں یہ خود بھی انگریزی گانوں کی بدمست دھنوں کے مزے لوٹ رہے تھے۔

جبکہ یہاں یہ امرافسوس ناک ہے کہ آج جوں جوں وقت گزرتا جارہاہے تھر میں حکومتی بدانتظامی اور بے حسی کے باعث خشک سالی کے شکارِانسانوں کی زندگیاں خطرے سے دوچار ہوتی جارہی ہےں ،اَب تک 2400 سے زائد دیہاتوں میں کوئی امدادی کارروائی شروع نہیں ہوسکی ہے،اِس وجہ سے بھی تھرمیں صُورتحال سنگین سے سنگین تر ہوتی جارہی ہے، لگ بھگ 3000 مریض اسپتال میں داخل ہیں،ان میں سے بیشترایسے بھی ہیں جو بھوک وافلاس کے باعث موت کی وادی میں جانے کے منتظر ہیں، صحرائی علاقے تھرپارکرکے خشک سالی سے بدحال... مگر موت سے بچ جانے والے

سیکڑوں دیہاتوں کے مکین نقل مکانی کرنے پر مجبور ہیں، ایسے میں حکومت کی زبانی جمع خرچ پر تھرپارکر میں سب اچھا ہے... اور... سب ٹھیک ہے...کی رٹ ختم تو کیا کم ہی ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔

آج افسوس تو اِس بات کا ہے کہ تھرپارکر کی خشک سالی پر بھی سندھ اور وفاقی حکومت میں سیاسی اسکورنگ اور نمبر آف گیم جاری ہے، سندھ حکومت نے تھرپارکر کے سانحہ خشک سالی پر کسی کھسیانی بلی کے مافق اپنی مظلومیت اور وفاقی حکومت کے عدم تعاون کا زور شور سے رونا شروع کردیا ہے، اور عوام الناس پر یہ تاثر پیدا کرنا شروع کردیا ہے کہ جیسے وفاقی حکومت سانحہ تھرپارکر پر سندھ حکومت کو ذمہ دار ٹھیرا کر اِس سے کسی قسم کا تعاون نہیں کررہی ہے،اور سندھ حکومت سے کسی بات کا انتقام لے رہی ہے جبکہ موجودہ حالات میں ہونا تو یہ چاہئے کہ صوبائی اور وفاقی حکومتیں اپنی اپنی سیاست چمکانے کے بجائے تھر کے متاثرین کی دادرسی کریں ابھی لڑنے اور سیاست کرنے کے لئے بہت سا وقت پڑا ہے ابھی تو بس صرف ضرورت اِس امر کی ہے کہ سندھ حکومت وفاق سے فوری مدد کی درخواست کرے اور وفاقی حکومت بھی وقت اور حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سندھ حکومت کی فوری مدد کرے ایسے میں وفاقی حکومت کو بھی کسی سیاسی گیم سے اجتناب برتنا چاہئے اور بس....!! کیوں کہ آج عوام کی نظر میں سانحہ تھرپار کی جتنی ذمہ داری سندھ حکومت پر عائد ہوتی ہے تو اُتنی ہی وفاقی حکومت بھی ذمہ داری

تھی کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری نبھاتی اورِاس جانب فوری توجہ دیتی توحالات کچھ اور ہوتے ...؟اَب یہ بات سندھ اور وفاقی حکومتوں کو خود بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ عوام سب سمجھتے ہیں کہ تھرپارکر کی خشک سالی اورِاس خشک سالی اور عوام الناس میں گندم کی تقسیم جیسے معاملے میں کون کتنا ذمہ دار ہے ....؟اور کتنا نہیں....؟؟؟؟؟؟

آہ... !! مسائل سے 80 فیصد جھلسی میری قوم کا پرسانِ حال کون...؟؟

بھلاڈبل رومیں چلنے والے سیاستدان وحکمران سنگل پیج پر کیوں اور کیسے آئیں گے...؟

ابھی ایک بات جو میں اگلی سطور میں کہنا چاہ رہاہوں آج یہ یقیناً کسی مہذب قوم کی طرح ہمارے بھی ایک مثبت سوچ کے حامل اور بھلے اِنسان کی اچھی بات لگتی ہے، جس سے قوم کو حوصلہ ملاہے اور قوم یہ سوچنے پر ضرور مجبور نظر آتی ہے کہ اگرایساہوجائے جس کے بارے میں ایک بھلے اِنسان نے کہاہے تو پھر یقیناً کچھ اچھاہوسکتاہے آج اُس بھلے اِنسان نے مسائل کے گرداب میں پھنسی اپنی قوم کواِن سے نکالنے کے لئے اپنے حکمرانوں وسیاستدانوں اور اِداروں کو اپنے باہمی سیاسی وذاتی اختلافات کو بھلانے اور اِنہیں ایک پیج پر آنے اور لانے سے متعلق اذان دے دی ہے اوراِس کے ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دے دیاہے کہ مُلک سے دہشت گردی اوراِس جیسے دیگر گھمبیر ہوتے مسائل کے بارے میں سب مل کر جنگی بنیادی پر ایسے اقدامات کریں کہ جن کے کرنے اور ہونے سے قوم کو دہشت گردی سمیت دیگر مسائل سے چھٹکارہ حاصل ہوجائے اور قوم دہشت گردی جیسے دوسرے مسائل سے پاک ہوکر ایک خوشحال اور ترقی یافتہ پاکستان کی جانب گامژن ہوجائے، مگراَب تک ایسانہیں ہوپایاہے اور پھر ویساہی ہوگیاہے جیساکہ ہمیشہ

سے ہی ہوتا چلا آیا ہے یعنی یہ کہ اِن دنوں بھی میرے مُلک میں ہر سطح پر ایک پیج کی بات بڑے زور شعور سے تو کی جارہی ہے، مگر کوئی ایک پیج پر آنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ اَب ایسے میں مجھے یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ جنہیں برسوں سے ہی ڈبل ٹریک اور دوطرفہ راستوں پر چلنے اور مُلکی تو کیا خود اپنے ذاتی معاملات میں بٹے رہنے کی عادت ہو، تو بھلا ایسے میں ہمارے منتشر الخیال اور ڈبل روپر چلنے والے حکمران وسیاستدان اور اِدارے سنگل پیج پر کیوں اور کیسے آسکتے ہیں اور یہ آئیں گے...؟

چلو پھر بھی یہ ایک اچھی بات تو ہے کہ کسی صاحب عقل وہمت نے تو صاحبان اقتدار و اختیار کو ایک پیج پر آنے اور لانے سے متعلق آواز بلند کرکے پہل کی اور ایسا سوچا تو صحیح..... مگر اِس سے پہلے تو کبھی بھی کسی کو کسی بھی معاملے میں ایک پیج پر آنے یالانے کا خیال ہی نہیں آیا، آج حکمرانوں وسیاستدانوں اور اداروں کو ایک پیج پر لانے اور آنے کی یہ کوشش بھی کرکے دیکھ لی جائے...؟یقیناآج اگراُس بھلے اِنسان کی ایک پیج پر آنے والی بات پر عمل کرتے ہوئے ہمارے حکمران وسیاستدان اور ادارے ایک پیج پر آجائیں اوراِس طرح مُلک میں سب کی کوششوں سے مثبت تبدیلی آجائے تو یہ ہمارے حکمرانوں و

سیاستدانوں اور اداروں کا ایک عظیم کارنامہ ہوگا، بشرطیکہ سب اِس معاملے پر سنجیدہ ہوں تو پھر یقینا ہمارا مُلک آج نہیں تو کل ضرور کسی مثبت و تعمیری انقلابی تبدیلی سے ہمکنار ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

بہرحال.. ! اَب ایسے میں یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ 66 سالوں سے جن حکمرانوں اور سیاستدانوں نے قوم میں انتشار پھیلائے رکھا اور قوم کو طرح طرح کے مسائل میں دیدہ و دانستہ اُلجھا کر اِسے ایک ایسے تباہی کے دہانے تک پہنچادیا ہے کہ اَب جہاں تباہی اِسے اپنی باہنوں میں لینے کی منتظر ہے، تو ایسے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو ایک پیج پر لانے کی فکر کرنے والے کو تو مجھ سمیت اور بہت سے لوگ ضرور سلام پہ سلام پیش کر رہے ہوں گے مگر اَب بھی اِن سیاستدانوں اور حکمرانوں کی ہٹ دھرمی بھی دیدنی ہے جو صاحبِ اختیار اور اقتدار ہونے کے باوجود بھی خود کو ذہنی و جسمانی طور پر کسی بھی لحاظ سے ایک پیج پر لانے کو تیار دکھائی نہیں دیتے ہیں۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی میرے مُلک کے بے حس حکمران اور سیاستدان ایک پیج پر آنے کو تیار ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں کہ کرپشن ، بھوک و افلاس ، قتل و غارت گری اقرباء پروی ، دہشت گردی سمیت بھتہ خوری جیسے مسائل میں گھری میری 80 ، فیصد جھلسی اور بہترین تعلیم ، بہترین خوراک اور بہترین صحت عامہ

کی سہولیات سے بھی محروم قوم کو مرنے سے بچایا جاسکتا ہے ورنہ... ؟اِس کا خاتمہ ہی مقدر ہوگا۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی یقیناً قابلِ غور ہے کہ اگر پھر بھی ہمارے حکمران و سیاستدان اور ادارے قوم کو دہشت گردی سمیت دیگر مسائل سے نجات دلانے کے لئے سنجیدہ نہ ہوئے تو پھر 80 فیصد دہشت گردی اور بہت سے دوسرے مسائل اور پریشانیوں سے جھلسی قوم کاازالہ ایسے کیا جائے کہ اِس کے تمام مسائل کا ذمہ دار گزشتہ 66 سالوں میں گزرے حکمرانوں وسیاستدانوں اور اداروں کو ٹھرایاجائے (اِن میں وہ بھی شامل ہوں جو مرکھپ گئے ہیں اور جو زندہ ہیں) یوں اِن سب کے خلاف پرچہ درج کرواکر قانونی چارہ جوئی کے بعد سزائیں دی جائیں اور سزا بھی ایسی دی جائیں کہ سب کے سب عالمِ برزخ کی بھی روحیں) ایک پیج پر آجائیں اور قوم کی دادرسی کا سوچنے لگیں،اور اِنہیں شدت سے یہ احساس ہو کہ اُنھوں نے مسائل سے 80 فیصد جھلسی اپنی قوم کے لئے کچھ اچھا نہیں کیا چلواَب اگر قوم میں سے کوئی ایک شخص حکمرانوں و سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان کو ایک پیج پر آنے اور دہشت گردی سمیت قوم کو درپیش دیگر سنگین مسائل سے جھٹکارے دلانے سے متعلق پیغام دے رہاہے تو پھر دیر نہیں کرنی چاہئے اور فوراََ ہی اِس پر عمل کردیناچاہئے تاکہ قوم میں یہ احساس بیدار ہوجائے کہ ہمارے حکمرانوں و سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان نے مُلک و

قوم کے بہتر مستقبل کے خاطر اپنے اندر مثبت سوچیں پیدا کردی ہیں اور یہ بہت جلد قوم وملک کو حقیقی معنوں میں دہشت گردی سمیت اور دوسرے مسائل سے نجات دلا کر (اُوج ثُریا سے بھی آگے ترقی وخوشحالی کی راہ پر لے جائیں گے۔ (ختم شُد

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے۔۔۔؟

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے۔۔۔؟مگر یہ میں کیوں چاہوں۔۔۔؟؟

شاعر لوگ بھی بڑے عجیب مزاج اور خصلت کے ہوتے ہیں یہ کبھی کبھار تو کیا۔۔۔؟بلکہ اکثر و بیشتر اپنی شاعری میں کچھ ایسی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں جو دراصل حقیقت و حقائق کے اتنے قریب تر ہوتی ہیں کہ اِنہیں بسااوقات جھٹلانا بھی مشکل ہوتا ہے تو اِنہیں قبول کرنااور ماننااِس سے بھی کہیں زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

اَب شاعر کی غزل کے اِس مطلع کو ہی دیکھ لیجئے کہ شاعر نے کس طرح اِس میں اپنی کیفیت و کیفیات اور اپنی ہمت و عزم کا اظہار کیا ہے کہ پڑھنے اور سُننے والے کو ہر مرتبہ ایسالگتاہے کہ جیسے شاعر نے اپنی غزل کا یہ مصرع اپنے لئے جو کہا سو کہا۔۔۔مگر یہ میرے اور ہم جیسے اُن سب لوگوں کے لئے بھی کہہ دیا ہے جوایسی خصلت کے حامل ہیں جس کاشاعر نے اپنی غزل میں کچھ یوں تذکرہ کیا ہے کہ :۔

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے

منزل کے لئے دوگام ہی چلوں اور منزل سامنے آجائے

اَب اگر میں شاعر کی اِسی غزل کے مطلع کو لوں اور اِسے اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان پر فٹ کرنے اور صادق لانے کی کوشش کروں تو کوئی بُرا نہ ہوگا،بلکہ سب نہ صرف یہ سمجھیں گے اُلٹا اسیپٹ (قبول) بھی کریں گے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ " ہمارے دلوں میں جذبہ تو بہت کچھ اچھا کرنے اور کرانے کا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ ہم اپنے دلی جذبہ اور جذبات کے آگے اپنے وسائل کی عدم فراہمی اور بہت سی اندرونی اور بیرونی مصالحتوں کے باعث وہ کچھ نہیں کرپاتے ہیں جنہیں کرنے اور کرانے کا ہم نے اپنے اندر جذبہ پیدا کیا ہوتا ہے اور ہم عزم کرچکے ہوتے ہیں مگر ہم مصالحتوں کے شکار ہو کر کچھ بھی نہیں کرپاتے ہیں حالانکہ ہم کرسب کچھ سکتے ہیں مگر پھر بھی کچھ نہیں کرپاتے ہیں اور پھر اپنے دل اور قوم کو سمجھانے کے خاطر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ :۔

....اے جذبہ دل گرمیں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے

بالفرض آج اگر ہمارے حکمران ، سیاستدان اور مُلک میں کرتا دھرتا قومی اداروں کے سربراہان ذرا سی اپنے اندر ہمت پیدا کرلیں اور اللہ توکل کی رسی کو مضبوطی

سے تھام لیں تو کوئی حرج نہیں کہ ہمارے سارے کام خوب بخود بنتے چلے جائیں گے اور ہمارا اغیار سے رشتہ ناطہ بھی خود بخود ٹوٹ کر ختم ہو جائے گا مگر افسوس تو اِسی بات کا ہے کہ نہ تو ہمارے حکمران و سیاستدان اور قومی اداروں کے سربراہان سمیت ہم خود بھی تو ایسا کرنا نہیں چاہ رہے ہیں کہ اپنے دلی جذبات کو حقیقت کا رنگ عملی طور پر دے دیں اور پھر ایسا ہی ہو جائے جیسا کہ شاعر نے اپنی غزل کے مطلع میں کہا ہے تو پھر ایسا ہی ہو جائے کہ :

اے جذبہء دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کے لئے دو گام ہی چلوں اور منزل سامنے آ جائے

اور پھر اِس طرح ہمارے حکمران و سیاستدان اور قومی اداروں کے سربراہان بَرملا طور پر سینہ پھولا کر اور اپنی اپنی گردنیں تان کر قوم کے سامنے یہ کہنے کے بھی صحیح معنوں میں حقدار ہوں گے کہ :۔

ہاں یاد تم مجھے کر لینا اور آواز مجھے تم دے لینا
اِس راہ محبت میں کوئی درپیش جو مشکل آ جائے

مگر اِس مقام تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلے ہمارے حکمرانوں سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان کو یقینی طور پر دل پہ پتھر رکھ کر ملک و قوم کی بہتری کے خاطر اپنے اندر حقیقی معنوں میں ایسے جذبات اور ہمت پیدا کرنے کے

ساتھ ساتھ وہ سب ہی کچھ کرنے کی بھی منصوبہ بندی کرنی ہوگی کہ جو مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے ساتھ ساتھ اِن کی خودمختاری اور استحکام کی بھی ضامن ہو۔

اور پھر دیکھنا کہ مُلک و قوم ترقی اور خوشحالی کی کن بلندیوں کو چھورہے ہوں گے بشرطیکہ ہمارے حکمران و سیاستدان اور قومی اداروں کے سربراہان اگر، مگر، لیکن ویکن، چوں وچراں اور ایسا ویسا کیسا....؟؟؟کی بحث مباحثوں سے نکل جائیں تو ہم سب اور مُلک و قوم کے لئے بہت اچھا ہوگا۔

سعودیہ کی 100 سالہ فقیرنی اور دس لاکھ ڈالرز

جب بھیک مانگنے کی عادت پڑ جائے تو کیا عزت کیا ذلت...؟؟
کہیں سعودی عرب نے پاکستان کو ڈیڑھ ارب ڈالرز کا عطیہ نوازا اور مشرف کی صلہ کے لئے تو.....؟

اَب عادت اچھی ہو کہ بُری دونوں ہی جان کا روگ بن جایا کرتی ہیں، اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ پاکستان کو اِس کی اقتصادی بحالی کے لئے سعودی عرب نے ڈیڑھ ارب ڈالرز عطیے کے طور پر جو دیئے ہیں، اِسے سعودی عرب نے یہ رقم کوئی یوں ہی تو نہیں دے دی ہے بلکہ یقیناً اتنی بڑی رقم خود پاکستان نے عطیے کی مدد میں مانگی ہوگی جس پر سعودی عرب نے دے دی ہے جس کا گزشتہ دنوں اظہار خود پاکستان نے بھی آئی ایم ایف سے کردیا ہے، اَب اِس پر کسی کو کوئی تشویش نہیں ہونی چاہئے مگر بس یہ سوچنا چاہئے کہ پاکستان دنیا کا ایک ایٹمی مُلک ہونے کے باوجود بھی امدادوں اور عطیوں پر ہی کیوں چل رہا ہے...؟ جبکہ بحیثیت ایک ایٹمی مُلک اِسے اپنی ضروریات خود پوری کرنی چاہئے تھیں، مگر اَب اگر یہ ابھی امدادوں اور عطیوں پر ہی پل رہا ہے تو پھر ایسا کرنا اور کرانا اِس کی ایک نہ چھٹنے والی عادت ہے اور اَب جو اِس کی مجبوری بن چکی ہے، اَب یہ

لاکھ کچھ بھی کرلے مگر اَب یہ اِس کی عادتاً ہی صحیح عطیات اور امداد مانگنا اور اِن پر چلنا پاکستان کی خصلت کا حصہ بن چکے ہیں۔

جبکہ ایک عام خیال یہی جارہاہے کہ سعودی عرب چونکہ ہمارا ایک اچھا دوست ہے اور ہمارا ایک بڑا اسلامی اور قابلِ احترام برادر ملک بھی ہے ،اِس نے ہمیشہ ہر بڑے وقت میں ہماری مدد کی ہے خواہ دورِ مشرف میں میاں نواز شریف کو بچانا ہو یا آج دورِ نواز میں پرویز مشرف کو بھی نواز شریف کی طرح سیف سائیڈ دلانا مقصود ہو، دونوں ہی صورتوں میں سعودی عرب کا ایک اہم کردار نظرآنا لازمی امر ہے کوئی لاکھ کچھ بھی کہے مگر درحقیقت یہی ممکن نظرآتا ہے کہ جیسے آج سعودی عرب نے پاکستان کو جو ڈیڑھ ارب ڈالرز کی مدد عطیے کی مد میں کی ہے اِس کے پسِ پردہ عوامل میں یہ بھی توہو سکتا ہے کہ جس طرح ماضی میں راتوں رات مشرف ہاتھوں نواز شریف کو بچایا گیا تھا آج اِسی طرح ایک مرتبہ پھر کہیں سعودی عرب نواز شریف کے ہاتھوں مشرف کو بھی تو بچاکر نہیں لے جانا چاہتاہے جس کے لئے سعودی عرب نے پاکستان کو عطیے کی مد میں ڈیڑھ ارب ڈالرز کی رقم دے دی ہے۔

بہر حال ...! دنیا کی اکثریت اِس پر متفق ہے کہ بد عادات اپنانا آسان ،نبھاہنا مشکل اور چھوڑنا ناممکن ہے ،ہر زمانے کے اہل دانش کا عادت سے متعلق

اپنے اپنے مشاہدات اور تجربات کے بعد کچھ ایسا ہی کہنا رہا جیسا کہ جانسن کا قول ہے کہ " عادت کی زنجیریں دیکھنے میں معمولی نظر آتی ہیں لیکن رفتہ رفتہ اتنی مضبوط ہوجاتی ہیں کہ تمام زندگی تُوڑے نہیں ٹوٹتیں "اور اِسی طرح سینٹ آگسٹائن کا بھی عادت کے بارے میں یہ کہنا بجا معلوم دیتا ہے کہ " عادت پر اگر کنٹرول نہ کیا جائے تو یہ بہت جلد ضرورت میں تبدیل ہوجاتی ہے "اور جس اِنسان نے غربت اُم الخبائث کے باعث بُری عادت اپنالی اِس کی نہ تو دنیا بچی اور نہ آخرت ہی ٹھیک رہے گی خواہ اِس عادت کے باعث وہ دنیا کا ارب پتی اور کھرب پتی اِنسان ہی کیوں نہ بن جائے مگر اِس کی بُری عادت اِس کے وجود کے ساتھ قبر کی آغوش میں جاکر بھی کبھی ختم نہیں ہوسکتی ہے اور ہمیشہ دنیا اِسے اِس کی عادت واطوار سے ہی جانے گی اور رہتی دنیا تک اِسے اِس کی بُری عادت سے پہنچانتی رہے گی۔

آج میں عادت کا تذکرہ کرتے ہوئے سعودی عرب کے شہر جدہ سے تعلق رکھنے والی ایشا نامی اُس 100 سالہ فقیرنی کا حوالہ دینا چاہوں گا جس نے سعودی عرب کے شہر جدہ کی سڑکوں، بازاروں، محلوں اور گلی کوچوں میں لگ بھگ کوئی 50 برس تک بھیک مانگی اور اِس سارے عرصے کے دوران اِس سو سالہ فقیرنی نے تقریباً دس لاکھ ڈالرز (تیس لاکھ ریال) جمع کیۓ اور ساتھ ہی دس لاکھ ریال مالیت کے زیورات اور سونے کے سکے چھوڑ کر انتقال کر گئی، اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ اِسے اتنی رقم رکھنے کے باوجود بھیک مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟ تو بات پھر وہی عادت کی آجاتی ہے کہ بھیک مانگنا اِس کی ضرورت نہیں بلکہ اِس کی عادت بن چکی تھی سو یہ مرتے دم تک اپنی عادت پر قائم رہی اور بھیک مانگتے مانگتے ہی دنیا سے مر گئی۔

سعودی عرب کے شہر جدہ سے خبر یہ آئی ہے کہ سعودی عرب کے شہر جدہ کے ایک علاقے البلد میں گزشتہ پچاس برس سے بھیک مانگ کر گزارہ کرنے والی ایک سو برس کی خاتون انتقال کر گئیں لیکن اِس خاتون کے مرنے کے بعد اِس خاتون کی اِس بات سے سعودی عرب کے بادشاہ و گدا اور عام شہری سمیت دنیا بھر کے بھی اِنسان محوِ حیرت ہیں کہ اِس بھیک مانگنے والی سو سالہ ایشا نامی خاتون نے اپنے مرنے کے بعد تقریباً دس لاکھ ڈالرز (تیس لاکھ ریال) اور دس لاکھ ریال مالیت کے زیوارت اور سونے کے سکے چھوڑے ہیں ،اِس کے ساتھ ہی خبر یہ بھی ہے کہ ایشا نامی سو برس خاتون اپنے ہی گھر کے غسل خانے میں مردہ پائی گئی تو اِس کے پڑوسیوں کو اِس کے بارے میں بھی کچھ پتہ نہ تھا کہ اِس کے پاس اتنی رقم ہو سکتی ہے وہ تو اِسے محض ایک فقیرنی سمجھتے تھے اور یہی سمجھ کر اِس سے ہمدردی بھی کیا کرتے تھے مگر جب اِنہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ تو پچاس برس سے جدہ کی گلی کوچوں میں بھیک مانگ مانگ کر اِن سے بھی زیادہ امیر ترین ہے تو وہ بھی حیران اور پریشان ہو کر خود کو اِس کے سامنے فقیر اور بے کس تصور کرکے

اپنی ہی نظر میں خود ہی گرتا ہوا محسوس کرنے لگے۔ایسے میں اَب جب ایشا کی بات چلے اور اِسے بچپن سے پہنچانے والے شخص احمد السعیدی کا تذکرہ نہ ہو تو بھی زیاتی ہوگی ، یہ احمد السعیدی نامی وہ شخص ہیں جو ایشا کو بچپن سے پہنچانتے ہیں اُنھوں نے صحافیوں کو بتایا کہ ایشا کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا، صرف ایک بہن اور ایک والدہ تھے جو بھیک مانگ کر ہی اپنا گزر بسر کرتے تھے،احمد السعیدی نے بتایا کہ ایشا کی ولدہ اور بہن کے انتقال کے بعد بھی ایشا نے بھیک مانگنے کا سلسلہ جاری رکھا اور اِنہیں بھیک دینے والوں کی اکثریت غیر ملکی افراد ہوا کرتے تھے،السعیدی اُن افراد میں سے ایک تھے جنہیں ایشا کی دولت کا علم تھا، صحافیوں نے جب السعیدی سے استفسار کیا کہ کیا اُنھوں نے اِس بارے میں ایشا سے ذکر کیا تھا تو اُنھوں نے کہا کہ متعدد مرتبہ اُنھوں نے خاتون کو سمجھانے کی بہت کوششیں کیں کہ اتنی دولت جمع ہونے کے بعد اَب وہ بھیک مانگنے کا سلسلہ بند کر دے لیکن ایشا نے اِن کی ایک نہ سُنی ...اور ایشا نے بھیک مانگنے کا سلسلہ جاری رکھا، بھیک مانگنا ایشا کی ضرورت نہیں عادت بن چکی تھی اُسے بھیک مانگ کر دلی اور دماغی سکون ملتا تھا،اَب اِسے کوئی سروکار نہ تھا کہ کون اِس کو بھیک دیتا ہے اور کون نہیں..اِس کا کام تو بس روزانہ ہر فرد کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگنا اور اپنے اِس عمل سے اپنی تسکین کرنا رہ گیا تھا ہاں البتہ ...!اِس کی یہ سوچ بن گئی تھی کہ بس وہ بھیک مانگ کر اپنے کسی مشکل اوقات کے لئے رقم جمع کرنا جاری رکھے گی ،اِس کے اِس مشن میں خواہ

اِس کی موت ہی کیوں نہ آجائے، مگراَب وہ بھیک مانگنا کبھی بھی نہیں چھوڑے گی اور یوں ایشا اپنی اِسی عادت جو بعد میں اِس کا مِشن بن چکی تھی اِسی حالت میں مر گئی، اَب ایسے میں ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ بھیک مانگنے کی عادت ایشا کی ہو یا پاکستان جیسے دنیا کے ایٹمی مُلک کی دونوں کے لئے ہی بھیک مانگنا باعث شرم ہے اِس عادت میں پڑنے والوں کو توبہ کرنی چاہئے اِس سے وقار مجروح ہوتا ہے۔

کب ہم پتھر کے دور سے نکلے ہی تھے...؟؟

امریکااور مشرف دونوں ہی بے وقوف تھے.....؟
کب ہم پتّھر کے دور سے نکلے ہی تھے..؟اَب جو دوبارہ پتّھر کے زمانے میں جانے سے ڈرتے ہیں..؟وہ توامریکا ہی بے وقوف تھاکہ جس نے سات سمندرپار رہ کر نائن الیون کے واقعے میں ملوث دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں ہمیں شامل کرنے کے لئے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر پاکستانیوں تم نے میری مدد نہ کی تو میں تمہیں پتّھر کے دور میں پہنچادوں گا، اور پھر اُس وقت کے ہمارے آمر صدر پرویز مشرف امریکا سے کہیں زیادہ ہی بے وقوف ثابت ہوئے اور وہ پتّھر کے دور میں رہ کر بھی پتّھر کے زمانے میں جانے سے ڈر گئے اور اُنہوں نے فوراً ہی اِس بے وقوفانہ امریکی دھمکی پر اپنی اور قوم کی پینٹ ڈھیلی کردی اور یوں وہ اُس وقت نہ صرف خود امریکاکے سامنے مُرغا بن گئے بلکہ آج تک ساری قوم کو امریکیوں کے سامنے مُرغا بنا کر کھیسک گئے،آج مُلک میں دہشت گردی اور بم دھماکوں کے باعث جتنا بھی بُرا ہورہایہ سب اِن کا کیادھرا ہے،یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی اِن دِنوں پرویز مشرف اسیری میں ہیں اور اپنی آزادی کی فکر میں دُبلے ہوئے جارہے ہیں،دیکھتے جایئے کہ آنے والے دِنوں میں اِن کی قسمت

کیا گُل کھلاتی ہے تب کی تب دیکھی جائے گی۔

ہاں تو ابھی میں بات کر رہا تھا پتّھر کے زمانے کی تو یقین جانیئے کہ ہم تو ابھی اُسی پتّھر کے ہی دور میں جی رہے ہیں، جب اِنسان اِنسان کے خون کا پیاسا تھا، چار سو جاہلت کا اندھیرا تھا، اور زندگی کی کوئی اُمید نہیں تھی، زندگی کا مقصد کوئی نہیں جانتا تھا، حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنا اِنسانوں کا طریقہ تھا، کہیں کوئی نظم وضبط نام کی کوئی چیز نہ تھی، غرض کے ساری بُرائیاں عام تھیں، اور آج بھی ہمارے یہاں وہ سب کچھ اُسی طرح موجود ہے جیسے کہ دورِ جاہلت میں تھا، گو کہ آج جس طرح میں سینہ ٹھونک یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم آج بھی اُسی پتّھر کے زمانے میں سانس لے رہے ہیں جیسے کہ ہم سے پہلے سے پہلے والے اور اِن سے بھی پہلے والے (یعنی کے ہمارے بُزرگ) پتّھر کے دور میں تھے آج بھی یکدم اُسی طرح ہم بھی اُسی زمانہ قدیم کے پتّھر والے وقت کی رسم رواج میں زندہ رہ کر خود کو ناکارہ بنا چکے ہیں۔

آج بھی ہمارے مُلک اور معاشرے میں زمانہ قدیم والے ظالم نظام کا تسلط ہے، جی ہاں اُسی ظالم نظام کا تسلط جس میں ایک جاہل پنچایت کا سرغنہ بن کر اپنا فیصلہ سُنا دیا کرتا تھا، اور مظلوم کو سزا مل جاتی تھی اور قاتل اور ظالم بری ہو جایا کرتا تھا، آج بھی ہمارے مُلک اور معاشرے میں اُسی زمانے کے ظالم

پنچایتی سربراہان کی باقیات موجود ہیں،اور آج اِس جدید اور سائنسی 21ویں صدی میں بھی دورِ جاہلت کی پنچایتی کمیٹیوں کے کارندوں نے اپنی بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے، آج اگر ہم سب نے اِن کے ظالمانہ اور اِنسانیت سوز پنچایتی فیصلوں کے خلاف آواز بلند نہ کی تو برادریوں کی سطح پر قائم یہ ظالم پنچایتی کمیٹیوں کے جاہل سرغنے آئین اور قانون کی رٹ کو یوں ہی چیلنج کرتے رہیں گے، اور اپنی پنچایتوں میں اُسی دورِ جاہلت کے اِنسانیت سُوز فیصلے سُنا کر بے قصور کو خطاوار اور خطاوار کو بے قصور گردان کر اِنصاف اور اِنسانیت کا گلا گھونٹتے رہیں گے۔آپ کو میرا کام تو آئینہ دکھانا تھا سو میں نے دِکھادیا ہے اور اَب آگے آپ کی اپنی مرضی ہے کہ آپ اپنے اندر پنچایتی کمیٹیوں کے خلاف کتنی آواز بلند کرنے کی سکت رکھتے ہیں اور میرے کالم سے متفق ہو کر میری آواز سے آواز ملا کر قدیم پنچایتی کمیٹیوں اور جرگوں میں اَنڈہ سنڈہ فیصلے کرنے والوں کا قلع قمع کرنے کے لئے متحرک ہوتے ہیں۔

اَب کیا چینوٹ میں پنچایت کا ہونے والا فیصلہ قانونی اور اِنسانی تقاضوں کے مطابق قرار دیا جاسکتا ہے..؟اور کیا آج یہ فیصلہ دورِ جاہلت اور اُس قدیم پتّھر کے دور کی تہذیب والا نہیں لگتا ہے کہ جب اِنسان اور خاص کر عورت کو جانور سے بھی حقیر اور کم تر سمجھا جاتا تھا...؟تو آج کیا ہم سب مل کر اس سمیت ایسے اور دیگر فیصلوں کے خلاف اپنی آواز بلند نہ کر سکتے ہیں..؟ چینوٹ میں جس

پنچایتی فیصلے نے ونی کی گئی (20 سالہ بلقیس نامی) لڑکی سے درخت کے ساتھ برہنہ باندھ کر اجتماعی زیادتی کی گئی، اور لاڑکانہ میں مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے غوث بخش مہر کی سربراہی میں جرگے نے شکارپور میں 2 لڑکیوں کو کاری قرار دے کر قتل کر دیا گیا جبکہ لڑکوں کو قتل سے بچنے کے لئے 4 لاکھ جرمانہ دے کر اِنہیں معاف کرنے کا اعلان کیا گیا اور خانیوال میں گھریلو رنجش کے سبب شوہر نے بیوی پر تیزاب پھینک دیا، اور کیا یہ دورِ جدید کا انسانیت سُوز ظلم نہیں ہے کہ مظفرگڑھ ایک معصوم آمنہ نامی فرسٹ ائیر کی طالبہ کے ساتھ بدکرداری کی گئی اور اِس کی عزت کو تارتار کیا گیا وہ 5 جنوری سے وسط مارچ تک اِنصاف کی بھیک مانگتی رہی مگر اِس ظالم سماج کی پتھر کے دور والی تہذیب اور روایات نے اِسے اِنصاف نہیں دلایا تو اِس نے خودسوزی کر کے اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر جب اِنصاف کی فریاد کی تو زمینی خداؤں کے مُردہ ضمیر میں حرکت آئی اور آج پتھر کے دور میں رہنے والے ہمارے زمینی حکمرانوں نے آمنہ کی خودکشی کا نوٹس لیا تو اِسے مرنے کے بعد زمین پر انصاف ملنے کی کچھ اُمید بندھ سی گئی ہے مگر قانونی ماہرین کا ابھی خیال یہ ہے کہ اِس معاملے میں علاقہ پولیس مجرموں کو تحفظ فراہم کرنے میں اِدھر اُدھر لگی پڑی ہے جس کی وجہ سے شاید آمنہ کے مجرموں کو اُس طرح سے سزا نہ مل سکے جس کے وہ حقدار ہیں۔ مندرجہ بالا سطور میں، میں نے ابھی جو زمانہ قدیم یعنی پتھر کے دور جیسے دردناک اور ہولناک پنچایتی کمیٹیوں اور جرگوں کے فیصلوں کے حوالوں سے جو واقعات قلم

بند کئے ہیں کیا کوئی اِس سے انکار کر سکتا ہے کہ آج ہم اِس 21 ویں صدی کے گلوبلائزیشن والے جدیداور سائنسی دور میں زندہ ہیں جہاں قانون کی پاسداری اور احترام لازمی ہے جہاں ترقی اور دریافت کی پوجا کی جارہی ہے ۔ اور زمانہ قدیم یعنی پتھر کے دور کی، تہذیبوں اور روایات کو بھی دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جارہا ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہورہاہے، ہم آج بھی اپنی بنائی گئیں ظالم پنچایت کمیٹیوں اور جرگوں کے فیصلوں کی ہی بھینٹ چڑھ رہے ہیں اور زمانہ قدیم پتھر کے دور کی یادیں تازہ کئے ہوئے ہیں،اوہ اللہ کے بندوں نکلواِس سوچ اور پتھر کے زمانے سے اور آگے بڑھ کر تھام کو اسلام کی تعلیمات اور جدید سائنسی علوم کو جس میں جابجاانسان اور اِنسانیت اور قانون کے احترام کا درس ملتاہے اور چھوڑ دواِس پتھر کی تہذیب کو جس میں غرق رہ کر ہم دنیا سے کٹ کر رہ گئے ہیں تو ایسے میں کیا یہ سوال پیدانہ ہو کہ ”کب ہم پتھر کے دور سے نکلے ہی تھے جو دوبارہ جانے سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں...“ ارے بھائی ہم تو ابھی پتھر کے ہی دور میں زندہ ہیں مگر دعویٰ کرتے ہیں کہ 21 ویں صدی کے دور میں سانس لے رہے ہیں جبکہ یہ غلط ہے۔

!!..کا بھید کھول دیا MH مگر روس نے ملائیشین طیارے 370

ملائیشین طیارہ بدستور لاپتہ..؟
ملائیشین طیارےMH 370 کی گمشدگی میں امریکا اپنی سازش میں
خود پھنستا جارہاہے .....؟
اَب اِسے سائنس اور جدید دنیا کی خوش فہمی کہیں یاپھراس کی کم عقلی مگر دراصل یہ حقیقت ہے کہ آج کی یہ جدیداور سائنسی دنیا جویہ دعویٰ کرتی نہیں تھکتی ہے کہ یہ دنیا کے اِس کونے سے اُس کونے تک ، زمین کی کئی کئی تہوں اور آسمانوں کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں میں چھپی اور قیامت کی رات سے کہیں زیادہ سیاہ اندھیرے میں پڑی سوئی توکیااِس سے بھی کہیں زیادہ باریک شے کو بھی پلک جھپکتے ہی ڈھونڈنکالانے میں مہارت رکھتی ہے مگرافسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ آج اِسی جدیداور سائنسی آلات اور مشینری سے لیس دنیاملائیشین جموجیٹ طیارے MH 370 کی تلاش میں ناکامی پر اپنی یوں ہوتی ہوئی سُبکی کے آگے بے بس ہو کر خود ہی شرمندہ ہوتی ہوئی محسوس ہورہی ہے کیوں کہ آج دوہفتے گزرجانے کے بعد بھی یہی سائنس اوراِس کے جدیدآلات کئی من وزنی ملائیشین ائرلائین کے طیارے MH 370 اوراِس میں سوار سیکڑوں قیمتی

اِنسانی جانوں کی تلاش میں بُری طرح سے ناکام نظر آتی ہے۔

جبکہ ملائیشیا میں حکام کا کہنا ہے کہ وہ دیگر ممالک کی جانب سے فراہم کردہ سٹیلائٹ اور یڈارڈیٹا کی مدد سے لاپتہ مسافر طیارے کی تلاش کا دائرہ محدود کرنے کی کوشش کررہے ہیں،ملائیشین وزیر حشام الدین حُسین نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ بحرِ ہند کے جزیرے مالدیپ میں ملائیشین طیارہ دیکھے جانے کی خبروں میں کوئی صداقت نہیں ،اِن کا کہنا تھا کہ اِس جزیرے کے کچھ رہائشیوں کی اطلاعات کے مطابق ایک جمبوجیٹ کو نچلی پرواز کرتے دیکھا تھا ابھی اِس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ جس طیارے کو دیکھا گیا وہ طیارہ ملائیشین ہی طیارہ تھا لیکن ملائیشیا نے اپنے طیارے کی تلاش کے لئے جن ممالک سے مدد مانگی ہے اِن میں پاکستان بھی شامل ہے تاہم پاکستانی سول ایوی ایشن کا کہنا ہے کہ طیارے کی پاکستانی حدود میں داخلے کا کوئی سُراغ نہیں ملا ہے۔

اگرچہ آج ملائیشین طیارے کو اپنے ٹریک سے غائب ہوئے لگ بھگ دوہفتوں سے بھی زیادہ کا وقت گزرچکا ہے مگر ابھی تک اِس کے بارے میں کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ طیارے کو آسمان کھاگیا ہے یا زمین نِگل گئی ہے مگر آج دنیا یہ ضرور تصور کرچکی ہے کہ ملائیشین طیارہ بدستور لاپتہ ہے..؟اَب ایسا کب تک رہے گا...؟یہ کسی کو کچھ نہیں معلوم ہے کہ اَب دنیااِس مخمصے میں کب تک

مبتلا رہے گی ... ؟مگرآج اتنا ضرور ہے کہ امریکا اپنی سازش میں خود ہی پھنستا جا رہا ہے، جی وہ امریکا جس نے اول روز سے ہی یہ چاہ کہ وہ ملائیشین طیارے کے لاپتہ ہونے کے ڈانڈے پاکستان سے ملادے اوراِس طرح پھر اپنی کوئی سازش پاکستان کے سر تھونپ کر پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دلواکراِس کی ترقی و خوشحالی اور بالخصوص پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ختم کرادے،وہ تو اچھا ہواکہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور ہمارے قومی اداروں کی بروقت حکمتِ عملی کام آئی اور اُنہوں نے اِس امریکی سازش کو ناکام بنانے میں اپنے اپنے لحاظ سے بھرپور کردارادا کیا اور کرنے کا عزم صمیم کیا تو امریکیوں کو دن میں تارے نظر آگئے ورنہ تو امریکا پہلے ہی دن سے ملائیشین کو چیخ چیخ کر یہی بتاتا رہا کہ" تمہارا طیارہ بحرہ عرب میں پاکستان اور افغانستان میں ہی کہیں غائب ہواہے" لگتاہے کہ اِس طرح امریکا کی بس ایک یہی کوشش رہی ہوگی کہ وہ کسی بھی طرح سے ملائیشین کواِس امریکی کہے پر یقین آجائے اور ملائیشین سمیت دنیا یقین کرلے کہ جو امریکا کہہ رہاہے بس وہی ٹھیک ہے اور پھر ساری دنیا پاکستان اور افغانستان کو ملائیشین طیارے کے غائب کرنے کا ذمہ دا ٹھیرا کران کے خلاف ہولے... اور امریکا پھر بچ نکلے ...آج مگرماسکو سے آنے والی اِس خبرنے سب کو حیران کردیاہے،اِس خبرکے بعد دنیاکو لگنے لگاہے کہ پاکستان اور افغانستان پر ملائیشین طیارے کی گمشدگی کا ملبہ گرانے والاامریکا اَب خود ہی اپنی سازش میں پھنستا جارہاہے اگر واقعی ایسا ہوا جس کے

بارے میں ماسکو سے خبر آئی ہے تو پھر کیا دنیا امریکا کے مکروہ چہرے سے آگاہ نہیں ہوجائے گی...؟اور جب دنیا کو یہ اچھی طرح سے معلوم چل جائے گا اور اِس بات کا پورا یقین ہوجائے گا کہ ملائیشین ائرلائین کے طیارے کو امریکا نے ہی اپنے نائن الیون کے طرز کے کسی نئی سازش کو عملی جامہ پہنانے اور اِس سے اپنے نئے گھناؤنے مقاصد کے حصول خاطر غائب کیا یا کرایا ہے...؟ تو کیا پھر دنیا خود یہ فیصلہ کرے گی کہ وہ امریکا کے ساتھ کیسا رویہ رکھے گی...؟

بہر حال...! ابھی اِس خبر پر نظر ڈال لیتے ہیں جو بذریعہ مانیٹرنگ ڈیسک ماسکو سے ہوتی ہوئی پاکستانیوں سمیت دنیا کے دیگر ممالک کے لوگوں تک بھی ضرور پہنچی ہوگی وہ خبر یہ ہے کہ " ملائیشین ائرلائین کے طیارے کو لاپتا ہوئے کئی دن گزر گئے ہیں اور اِس دوران جہاز کے بارے میں کئی مفروضے سامنے آئے ہیں جیسے بھارتی ماہر عملیات کا کہنا ہے کہ " تھائی لینڈ کے ریڈار پر ٹریکنگ کا شبہ ،جہاز کو ہائی جیک کرنے کے بعد ڈبو دیا گیا"لیکن گمشدہ ملائیشین طیارے سے متعلق اِن تمام مفروضوں اور طلسماتی کہانیوں کے علاوہ روس کی لکھاری سورچا فال نے کچھ واقعات کی ایسی کڑیاں ملا کر ایک حیران اور پریشان کردینے (مگر انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار بنے رہنے) والے امریکی چہرے کو بے نقاب کردینے کے لئے حقائق سے یوں پردہ اُٹھایا ہے کہ ملائشیا کے طیارے کی گمشدگی میں امریکا ملوث ہے"اِس نے لکھا ہے کہ "روسی ماہر کے مطابق پرواز MH 370 کے غائب

ہونے میں امریکا کا ہاتھ ہے امریکی نیوی سیلز نے ہی جہاز کا رُخ موڑا تھا جہاز میں امریکی نیوی کا کچھ مشکوک سامان موجود تھا جسے چین پہنچنے سے ہر حال میں روکنا تھا یہ سامان امریکی کنٹینر شپ کے ذریعے لایا گیا تھا اِس سامان کی حفاظت پر ماموردو امریکی اہلکار پراسرار طور پر مارے گئے، آٹھ مارچ کو یہ سامان MH 370 پر لوڈ کیا گیا پھر راستے میں ہی پائلٹ کی ملی بھگت سے ڈیگو گارشیا میں امریکی نیوی کے اڈے پر اُتار لیا گیا روسی قلمکار سورچا فال نے روسی جنرل اسٹاف آف آرمڈ فورسز جی آر یو کی رپورٹ کو بنیاد بنایا ہے رپورٹ کے مطابق کنٹرول ٹاور سے رابطہ منقطع ہونے کے بعد ریموٹ کنٹرول کے ذریعے جہاز کو ڈیگو گارشیا تک پہنچایا گیا اِسی روز چین کی موبائل کمپنیوں کی سروس بھی جیمرز لگا کر بند کی گئی تھی ، پائلٹ کی جانب سے جان بوجھ کر کنٹرول روم سے رابطہ منقطع کرنے کے اشارے پہلے ہی مل چکے ہیں، روسی قلمکار سورچا فال نے اپنی تحریر میں تجزیہ کاروں کے شبہ کی روشنی میں اِس بات کا بھی کُھلم کُھلا انکشاف کیا ہے کہ کہیں ایک اور نائن الیون کے واقعہ کی تیاریاں تو نہیں کی جا رہی ہیں ، ہو سکتا ہے کہ طیارہ کسی خفیہ مقام پر اُتار گیا ہو اور اِس کے بعد اِسے پھر نائن الیون طرز پر کسی مغربی ملک کی اہم ترین عمارت سے ٹکرانے کے لئے استعمال کیا جائے واضح رہے کہ 2001 میں نائن الیون واقعہ کے بعد ایسی رپورٹس بھی دنیا کے سامنے آئیں تھیں جن میں کہا گیا تھا کہ امریکا نے اسلامی ملکوں پر چڑھائی کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ خود رچایا، ممکن ہے کہ نائن الیون

کے واقعہ کے لئے بھی امریکانے ایسا ہی کیا ہو۔اُس وقت ایسی خبریں تو سامنے نہ آئیں مگر آج امریکا اپنی اُسی قسم کی سازش میں خود ہی پھنستا جارہاہے، اگرچہ اِس بارے میں حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے یہ نہیں... آج جس کے بارے میں روسی قلمکار سورچافال نے اپنی تحریر میں لکھا اور تجزیہ کاروں کی روشنی میں انکشاف کیا ہے مگر پھر بھی دنیا کو امریکا کے بارے میں اِیسی خبروں اور حقائق سے متعلق تیار رہنا چاہئے کیوں کہ آج امریکا دنیا اور بالخصوص اسلامی ممالک پر اپنی بدمعاشی اور اپنی داداگیری قائم کرنے کے لئے کچھ بھی کرسکتا ہے۔

جوانوں اپنی جوانی کو ناری (لڑکی) اور نار (سگریٹ کی آگ) سے بچاؤ

لڑکپن کھیل میں کھویا جوانی نیند بھر سُویا

بڑھاپا دیکھ کر رویا وہی قصہ پرانا ہے

ہر زمانے میں ہر معاشرے کے ہر دانا یعنی کہ صاحب عقل ودانش کا یہ کہنا رہا ہے کہ جوانی ایک ایسی دلفریب اور دلکش دولت ہے جو اِس دہلیز تک پہنچنے اور زندہ رہنے والے ہر اِنسان (مرد و عورت) کو ایک مرتبہ ضرور ملتی ہے اِس کا ملنا تو کوئی کمال نہیں ہے بلکہ اِسے عمر کے اِس حصے میں سنبھالنا خود کو آگ سے بچانے کے مترادف ہے یعنی یہ کہ جس نے اِسے جوانی کی آگ سے بچالیا تو سمجھو کہ وہ اپنی باقی زندگی سُکھ سے گزارے گا اور جس نے اپنی جوانی کو جوانی کی آگ کی نظر کرلیا تو پھر اِس کا زندگی بھر جلنا ہی مقدر ہوگا۔اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کام کرنے اور آگے بڑھنے کا دوسرا نام جوانی ہے، بس اِسے پانے والے نے خود کو ناری (لڑکی) اور نار (آگ) سے بچانا ہے تو دنیا کی کامیابیاں اِس کا ماتھا چوم لیں گیں۔

یہاں مجھے لانگ فیلو کا سمجھداروں کے لئے یہ بڑا خوبصورت قول یاد آگیا ہے کہ "

جوانی میں ہر عورت خود کو ہیروئن اور ہر مرد خود کو ہیرو سمجھتا ہے "مگر خود کو ہیروئن اور ہیرو سمجھنے والے جوان کسی ایسی خوش فہمی (شیشے کے محل) میں پھنس کا نہ رہ جائیں کہ وہ اِس سے نکل بھی نہ سکیں اور اِن کا خوشنما تصور انہیں زیر وبنادے، اور بعد میں وہ اپنی زندگی اِسی پچھتاوے میں گزار دیں کہ ہائے رے . . ! کاش کہ ہمیں جب کچھ کرنا تھا تو ہم خود کو ہیروئن اور ہیرو ہی سمجھتے رہے اور یوں خود کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ کرلیا اَب جس کا خمیازہ ساری عمر بھگتنا پڑے گا۔

اِسی لئے تو اہلِ دانش یہ کہتے ہیں کہ " ناعاقبت اندیشی اور خوشنما تصورات اور آئیڈیل بننے کی خواہش اور آئیڈیل کے حصول کے چکر میں پڑ کر غفلت میں گزری جوانی یقیناً زندگی کے باقی دنوں کے لئے غموں اور پشیمانیوں کا ہی پیش خیمہ ہوتی ہے۔

آج جو نوجوان لڑکے جوانی کی مستیوں میں پڑ کر خود کو ناریوں (لڑکیوں)کے چکر میں تباہ کر رہے ہیں دراصل وہ اپنی جوانی کو اپنے ہی ہاتھوں ناریوں کی کشش سے لگی نار آگ) سے خود کو جلا کر اپنی ہی صلاحیتوں کو بھسم کر رہے ہیں۔)

اگرچہ بقول ہومر یہ ٹھیک ہے کہ " جوانی اور شباب کے آگے عقل کا بس نہیں

چلتا"مگر یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ " اگر کوئی بھی جوان اِس دوران عقل سے ذرا بھی کام لے تو وہ ہومر کے اِس بقول کو چیلنج کر سکتا ہے مگر اِس کے لئے بس شرط صرف یہ ہے کہ وہ جوانی اور شباب کے تھپیڑوں سے خود کو سنبھالے تو یقینا وہ اپنے اِس طرح کے عمل سے ہومر کی روح کو تڑپا دے گا۔"

آج یقینا شیکسپئیر کا یہ مشہورِ زمانہ قول اکثر نوجوانوں اور جوانوں کا یاد رہتا ہے کہ " مُسرت، تازگی، جوش، پھرتی اور گرمی یہ جوانی ہے" مگر میرا اپنے آج کے نوجوانوں اور جوانوں (لڑکے اور لڑکیوں) سے یہ کہنا ضروری ہے کہ خدا کے واسطے یہ اپنی جوانی کے دنوں کو ایک دوسرے کی جنسی مگر طلسماتی کشش سے کچھ عرصہ ضرور بچالیں تو یقینا اِن کی ساری صلاحیتیں مُلک و ملت کے لئے کارآمد ہو سکتی ہیں اور یہ اپنی صلاحیتوں سے دنیا اور آخرت دونوں ہی میں اپنا منفرد اور اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں اور تا حیات خود کو جوان رکھ سکتے ہیں جیسا کہ رابرٹ شلر کا کہنا ہے کہ " جوان رہنے کا راز، ایمان داری سے زندگی گزارنے، آہستہ اور آرام سے کھانا کھانے اور عمر کے متعلق متفکر نہ ہونے اور خود کو ہر معاشرے کے ہر زمانے کی ہر بُری لت اور بُری صوبتوں سے بچانے میں ہی ہے"۔

یہاں میں اپنے مُلک و ملت کے نوجوانوں سے ایک بار پھر انتہائی ہمدردانہ

درخواست کرنا چاہوں گا کہ " اللہ کے واسطے نوجوانوں اپنی جوانی عاشقی معاشقی، ناری کے چکر میں سگریٹ کی نار (آگ) کے دھوئیں میں مت اُڑادو اور اے جوانوں اپنی جوانی کے خوبصورت اور حسین لمحات کو دن رات گلی محلوں کے نکڑوں، پارکوں نیٹ کیفوں موبائل فونز سے گھنٹوں گھنٹوں بیٹھے لڑکیوں سے باتیں کرنے اور اِن کی دلفریب اور دلکش اداؤں کے کسی ایسے ویسے فالتو چکروں میں پڑ کر غرق مت کرو کہ پھر بعد میں تمہیں پچھتاناپڑے اور تمہارے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی نہ آئے۔ پھر کہیں ایسانہ ہوجائے کہ جس لڑکی کے چکر میں تم نے اپنی جوانی برباد کرڈالی جب بڑھاپے کی کسی دہلیز میں تمہاری ملاقات اُس لڑکی سے ہوجائے تو وہ اپنے بچوں سے تمہاراتعرف یوں کرائے کہ" بیٹا یہ بھی تمہارے ماموں ہیں اِنہیں سلام کرو۔۔۔۔"اور تب تم کسی کھسیانی بل کے مافق کھمبا نوچتے نوچتے رہ جاؤگے کیوں کہ تب تمہارے ہاتھ میں اتنی بھی ہمت نہیں رہے گی کہ تم اپنی قوت سے کھمباہی نوچ سکو، کیوں کہ تم نے تواپنی جوانی اِن بچوں کی ماں کے چکر میں دن رات جاگ جاگ کراور سگریٹ پی پی کر تباہ کرلی تھی اور اَب بس تم اِس بڑھاپے میں اللہ اللہ کی تسبیح کرنے کے ساتھ ساتھ ا فسوس کے ساتھ یہ گانے کے ہی قبل رہ گئے ہو کہ :۔ سجن رے جھوٹ مت بولو خدا کے پاس جانا ہے

وہاں ہاتھی ہے نہ گھوڑا ہے وہاں پیدل ہی جانا ہے

لڑکپن کھیل میں کھویا جوانی نیند بھر سُویا
بڑھاپا دیکھ کر رویا وہی قصہ پرانا ہے
سجن رے جھوٹ مت بولو خُدا کے پاس جانا ہے

یوم پاکستان 23 مارچ کے موقع پر منوڑہ میں مشاعرے کا اہتمام

شاعری اِنسانی جذبات اور احساسات کی عکاس ہوتی ہے ۔رفیق خیال
اچھی شاعری ہر دور میں پسند کی گئی ہے ہرانسان فطری طورپر شاعر پیدا ہوا ہے۔شکیل احمد خان

یوم پاکستان 23 مارچ کے موقع پر منوڑہ میں معروف شاعروادیب اور محقق انجینئر شکیل احمد خان نے مشاعرے کا اہتمام کیا جس میں شعراء کرام نے اپنے تازہ کلام سُنائے۔

یوم پاکستان 23 مارچ کے موقع پر منوڑہ میں معروف شاعروادیب اور محقق شکیل احمد خان نے مشاعرے کا اہتمام کیا اِس موقع پر لاہور سے آئے ہوئے شاعر رفیق خیال نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شاعری اِنسانی جذبات اور احساسات کی عکاس ہوتی ہے اور ہر شاعر زمانے اور معاشرے کو جس نظر سے دیکھتا ہے اُنہیں ویسے ہی اپنے اشعار کی صورت میں ڈھال کر اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرتا ہے شاعر ہرزمانے ہر معاشرے اور ہر گزرتے لمحات میں سب سے زیادہ احساس اور دردمند اِنسان ہوتا ہے یہی شاعر اور اِس کی شاعری ہی تو ہے جو اِنسانوں میں انقلاب کی اُمنگ اور جینے کی آرزو پیدا کرتی ہے اِس موقع پر

معروف شاعروادیب اور محقق انجینئر شکیل احمد خان نے اپنے خطاب میں کہاکہ اچھی شاعری ہر دور میں پسند کی گئی ہے اور پسند کی جاتی رہے گی کیوں کہ اچھی شاعری ڈپریشن کو دور کرنے میں دوا سے زیادہ مفید ہے جس سے دل ودماغ کو راحت اور سکون نصیب ہوتا ہے اَب یہ شاعری پڑھنے کی حدتک ہویا کسی سُریلے گلوکار کی آواز میں غزل یا گانے کی صورت میں سماعت سے ٹکرائے بہر کیف یہ اپنااثر ضرور رکھتی ہے اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہر اِنسان فطری طور پر شاعر پیدا ہوا ہے مگر ضروری ہے کہ اِسے اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرنا بھی آتا ہو اِس سے زمانوں اور معاشروں میں اچھے شاعر اور اچھی شاعری پروان چڑھتی ہے اُنھوں نے کہاکہ آج کے نوجوانوں میں شاعری کا عنصر پایا جانا اِس بات کی دلیل ہے کہ مستقبل قریب میں مُلک میں بہت سے انقلابی اور اچھے شاعر سامنے آئیں گے جو اپنی شاعری سے اردو ادب کی خدمات کریں گے اور مُلک اور معاشرے کی مثبت سمتیں متعین کرنے میں اپنا نمایاں کردار ادا کریں گے اِس موقع پر جن شعراء کرام نے اپنے کلام پیش کئے اِن میں نقیب محفل رشید خان رشید، نوجوان شاعر محمد علی اشرف، اکمال نوید، گلِ انور، محمد علی گوہر، انجینئر جام مری، انجینئر واجد علی، صدرِ مشاعرہ رفیق خیال اور میزبان انجینئر شکیل احمد خان اور دیگر شامل تھے شعراء کرام کو اِن کے خُوبصورت کلام پیش کرنے پر سامعینِ محفل نے دل کھول کر داد دی اور اِن کی حُوصلہ افزائی کی قبلِ ازیں کالم نگار محمد اعظم عظیم اعظم نے خُطبہ استقبالیہ پیش کیا جبکہ کامران قریشی نے

کلام پاک کی تلاوت کی سعادت حاصل کی اور اختتامِ مشاعرہ میزبان انجینئر شکیل احمد خان نے شعراء کرام کو تحائف پیش کئے۔

جاری کردہ :۔ محمد سعید اعظم

یکم اپریل المعروف اپریل فُول یا جھوٹ بولنے اور ہولناکی کا عالمی دن ؟

ہماری روز فُول بننے والی پاکستانی قوم کو اَپریل فُول بنانے کی کیا ضرورت ہے..؟
اپریل فُول پر قمرالزماں کے ایک مذاق نے بیوی اور بچوں سے ماں چھین لیا...!!
ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے نصب صدی سے زائد کا عرصہ گزرچکاہے اور یہ کمال صرف پاکستان قوم کو ہی حاصل ہے کہ اِس عرصے میں ہماری قوم اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان کے حوالوں سے مسلسل بولے جانے والے جھوٹ (جھوٹے وعدوں اور جھوٹے دعووں) کی وجہ سے فُول بنتی آئی ہے اَب ایسی قوم جو اپنے قیام سے لے کر اَب تک روزانہ ہی کسی نہ کسی حوالے سے فول بننے میں کمال کی مہارت رکھتی ہے،ایسی اِپنی قوم سے متعلق راقم الحرف کا خام خیال یہ ہے کہ ہماری قوم جو پچھلے 67 سالوں سے فُول بنتی آئی ہے کیا ابھی اِسے کسی اَپریل فُول کی کیا ضرورت ہے... ؟جو صرف ایک دن کے لئے ہی فُول بنانے کے لئے مختص کیا گیا ہو، ارے..! میرے بھائی ہماری پاکستانی قوم تو گزشتہ 67 سالوں میں جس طرح فُول بنی ہے یہ اِس کا ہی ظرفِ عظیم ہے اور یار..! یہ اِس کی ہی ہمت ہے کہ یہ پلے درجے کی فُول قوم ہو کر

بھی ابھی تیار ہے کہ چند دِنوں بعد جو اپنے پرائے اور سب سے جھوٹ بول کر فُول بنانے کے لئے یکم اپریل المعروف اپریل فُول یا جھوٹ بولنے اور ہولناکی پھیلانے کا عالمی دن آرہاہے اِس میں بھی اپنے جھوٹے حکمرانوں، سیاستدانوں اور دیگر اشخاص کی جانب سے بولے جانے والے کسی جھوٹ پر پھر فُول بنے گی۔اَب ایسے میں ہم کیا یہ سمجھ لیں کہ یکم اپریل ہو یا سال کے 365 دن روز فُول بنامجھ سمیت میری قوم کا مقدر بن کر رہ گیاہے۔

بہرکیف . . ! یہاں ہمیں یہ ایک بات اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ بحثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت برستی ہے، مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ جھوٹ بولنا عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے افسوس ہے کہ جیسے ہم دیدہ ودانستہ جھوٹ بول کر اللہ کے عذاب کو چیلنج کررہے ہیں،اوراَب کیا یہ کسی عذاب سے کم ہے . . . ؟کہ اللہ نصب صدی سے ہم پر ایسے حاکم مسلط کررہاہے جو کہ اپنی نااہلی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث کسی بھی لحاظ سے کسی عذاب سے کم نہیں ہیں، آج اگر قوم کو ایسے حکمرانوں سے جھٹکارہ چاہئے تواِس پر یہ لازم آتاہے کہ یہ مُلک میں اگلے برسوں میں ہونے والے انتخابات سے قبل دیدہ ودانستہ جھوٹ بولنے اور جھوٹے وعدے اور دعوے کرنے والے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے جھوٹے سربراہان کے پیچھے دُم ہلا کر چلنے سے توبہ کرلے تو پھر قوم خُود یہ دیکھ لے گی کہ اِس پر اللہ ربِ کائنات اپنی

اگلے انتخابات میں کیسی مدد کرتا ہے اور پھر قوم کو خُود نظر آ جائے گا کہ اللہ اِس پر اِس کی مرضی کے مطابق اچھے نیک و صالح اور سچے وعدے اور سچے دعوے کرنے والے حکمران مسلط کر دے گا مگر اِس کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ قوم اپنا احتساب کرے اور یکم اپریل المعروف اپریل فُول تو کیا سال کے 365 دن فخریہ انداز سے جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور سچ بولنا شروع کر دے تو پھر اِسے ہر حال میں اللہ کی مدد سے وہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا یہ جس کے لئے نصب صدی سے منتظر ہے اور کیا یہی اچھا نہیں ہو گا کہ اِس کے نہ جھوٹ بولنے اللہ اِس پر حقیقی معنوں میں نیک اور متقی پرہیزگار حاکم مسلط کر دے جو موجودہ تمام مسائل سے جھٹکارے کا باعث بنے۔

مندرجہ بالا ساری باتوں کے علاوہ میں یہاں اپنے معاشرے سے تعلق رکھنے والے ایک فرد قمرالزماں کے ساتھ بیس سال قبل یکم اپریل یعنی اپریل فُول پر پیش آئے اُس واقعہ کا تذکرہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جس کے ایک جھوٹ نے اِس کی محبت کرنے والی بیوی کائنات جہاں اور اِس کی تین بیٹیوں اور اِس کے چند گھنٹوں کے نومولود بیٹے احمد زماں سے اِن کی شفیق ماں چھین لی تھی آج تک جس کا پچھتاوا قمرالزماں کو ہے اور اَب قمرالزماں کا یہ حال ہے کہ جب سے اِس کی زندگی میں یکم اپریل یا اپریل فُول کا دن آتا ہے تو اِس کی نظروں میں وہ سارے مناظر گھوم جاتے ہیں جو اِس کی زندگی میں بیس سال پہلے قیامت بن کر آئے

تھے۔بقول قمرالزماں واقعہ کچھ یوں ہے کہ اِس کے ماموں کی بڑی بیٹی جس کانام کائنات جہاں تھااِس کے ساتھ اِس کی شادی ہوئی یہ اِس سے دوسال چھوٹی تھی مگر خوبصورت تھی یوں دونوں کے والدین کی مرضی سے شادی ہو گئی ،شادی کے پہلے سال قمرالزماں ایک بیٹی کا باپ بن گیا، مگراِسے بیٹے کی شدد سے خواہش تھی دوسال بعد بیٹے کے چکر میں پھر بیٹی پیداہو گئی ، یوں بیٹے کی خواہش اور تڑپ اور پھر کوشش کی ایک اور بیٹی پیداہو گئی ،جب اُوپر تلے تین بیٹیاں ایک ساتھ پیداہو گئیں تواِس نے اپنی بیوی کائنات جہاں کو سخت لہجے میں وارننگ دے دی کہ اگراِس مرتبہ بیٹاپیدانہ ہواتووہ اِسے اسپتال ہی میں طلاق دے دے گا، یہ اُس زمانے کی بات ہے جب ہمارے یہاں میڈیکل میں بالخصوص مدرشغم میں پتہ لگانے والی یہ ٹیکنالوجی کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ لڑکی ہے یالڑکا یہ اتنی عام نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ایساکچھ تھاکہ الٹراساونڈ وغیرہ ہوتاتھابس ایک عام ساہی قدیم پیدائشی طریقہ رائج تھا،بہرحال ..!قصہ مختصر یہ کہ جس روز قمرالزماں کے چوتھے بچے کی پیدائشی اُس روز قمرالزماں صبح ہی سے اسپتال میں موجود تھااوراِس کاچوتھابچہ سیزر (یعنی کہ بڑے آپریشن سے ہواتھااِس کی بیوی کو ہوش نہیں آیاتھااُسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھاکہ آج اِس کے وجود سے جس جو بچے نے جنم لیاہے وہ لڑکاہی کہ لڑکی....؟مگرچوں کہ پیدائش ضروری تھی اِس لئے کائنات جہاں کو اِس عمل سے بھی ضرور گزرناتھااوروہ گزرگئی تھی) آج کائنات جہاں نے بیٹاجنم دے کراپنی کائنات مکمل کرلی تھی

ابھی کائنات جہاں عالمِ بے ہوشی ہی میں تھی کہ دوسری طرف لیبر روم سے باہر کوری ڈور میں قمرالزماں اور اِس کی چھوٹی تینوں بیٹیوں اور اِس کے تمام گھر والوں سمیت اِس کے سُسرالی بھی بہت خوش تھے اِسی دوران قمرالزماں کو ایک اچھوتا آئیڈیا آیا اور اِس نے سوچا کہ کیوں نہ یہ اپنی بیوی کائنات جہاں سے کوئی ایسا مذاق کرلے جو ساری زندگی کے لئے یادگار بن جائے اور آج تو ویسے بھی یکم اپریل ہے اور اپریل فُول ہے

چلو اچھا موقعہ ہے آج اِس خوشی کے موقعہ پر اپنی بیوی کائنات جہاں سے ہی مذاق کرکے اپریل فُول بنایا جائے اور اِس نے اپنی اِس اپریل فول والی پلاننگ میں سب کو شامل کیا اور سب کو بتادیا کہ کائنات جہاں کو جب ہوش آئے گا تو وہ سب سے پہلے غصے میں اِس کے سامنے جائے گا اور کہے گا کہ " کائنات اِس مرتبہ بھی تم نے چوتھی بیٹی پیدا کردی ہے اور میں اپنے کہئے ہوئے پر قائم ہو اور میں تمہیں آج اور ابھی اور اِسی وقت طلاق دیتا ہوں "کائنات جہاں کو جیسے ہی ہوش آیا اور اِسے لیبر روم سے وارڈ میں شفٹ کیا گیا تو قمرالزماں نے اپنی پلاننگ کے مطابق ویسا ہی کیا اور اِس نے اپنے سوچے ہوئے وہ سارے ہی جملے ہو بہو " کائنات اِس مرتبہ بھی تم نے چوتھی بیٹی پیدا کردی ہے اور میں اپنے کہئے ہوئے پر قائم ہو اور میں تمہیں آج اور ابھی اور اِسی وقت طلاق دیتا ہوں " کائنات جہاں کے سامنے اپنی گرجدار آواز میں اُنڈیل دیئے مگر قبل اِس کے کہ قمرالزماں اپنی صفائی میں مزید کچھ اور کہتا کہ اتنا سُننا ہی تھا کہ کائنات جہاں کو یہ سب کچھ سچ لگا اور وہ یہ صدمہ

.برداشت نہ کر سکی اُسے آناً فاناً ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ پلک جھپکتے ہی اللہ کو پیاری ہو گئی
چونکہ یہ ساری منصوبہ بندی خود قمر الزماں کی اپنی ہی کی ہوئی تھی آج تک اِس وجہ سے،
قمر الزماں خود کو قصوروار سمجھتا ہے اور اَب جب بھی اِس کی زندگی میں یکم اپریل کا دن
آتا ہے وہ اپنی بیوی سے جدائی کے غم میں تڑپ سا جاتا ہے اور آج اِس کے پاس سوائے
پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کچھ بھی نہیں ہے۔

سو میری قوم کے اِنسانوں تم خواہ میرے حکمران ہو یا سیاستدان یا پھر کسی ادارے کے
سربراہ ہو یا آج کفِ افسوس ملتے قمر الزماں جیسے عام شہری تمہیں قوم یا اپنے کسی بھی
پیارے کے ساتھ جھوٹ بول کر یا جھوٹے وعدے یا جھوٹے دعوے کرکے ایسا مذاق
نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے اِنسانوں کی دل آزاری ہو اور سب کو ہاتھ سوائے پچھتاوے
کے کچھ بھی نہ آئے۔

1.5 ارب ڈالر پر انٹی مار حکومت کا تنخواہ اور پنشن نہ بڑھانے کا اعلان۔؟

کیوں بھئی کیوں ..؟1.5ارب ڈالر ہضم اور اسحٰق ڈار کی ڈانٹ تنخواہوں اور پنشن میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا....!!

گزشتہ دِنوں ہماری حکومت کو سعودی عرب سے کسی خوشامد یا کسی خفیہ ڈیل کے باعث ملنے والے 1.5ارب ڈالر کا جو تحفہ ملا ہے اِس پر نہ صرف اپوزیشن کی جماعتوں میں چہ میگوئیاں عروج پر ہیں بلکہ مُلک کا ہر شہری بھی اِس مخمصے میں مبتلا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہوجائے اور کہیں ویسا نہ جائے...؟اور قوم پھر کسی دوستی اور چاپلوسی اور مصالحت پسندی و مفاہمتی پالیسی کا شکار ہو کر کسی آزمائش اور امتحان سے گزر کر اپنا ستیاناس نہ کر بیٹھے...اور ایسے بہت سے انگنت سوالات ہیں آج جو اُوپر سے لے کر نیچے تک ہر خاص وعام کے ذہن میں پیدا ہورہے ہیں ،آج قوم میں ہر سطح پر پائے جانے والے ایسے سوالات کا جواب دیتے ہوئے سعودی عرب کے 1.5ارب ڈالر پر انٹی مار حکومت کے وفاقی وزیرخزانہ سینیٹر اسحٰق ڈار نے قومی اسمبلی کو پچھلے دِنوں وقفہ سوالات اور پوائنٹ آف آرڈر کے دوران لہک لہک کر جوابات دیتے ہوئے اِسے ایسے بتایا کہ جیسے اِنہوں نے کوئی انوکھا کام کردیا ہے قومی اسمبلی کو بتایا گیا کہ حکومت کو ڈیڑھ ارب

ڈالر اسلامی مُلک کی طرف سے تحفے میں ملے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی قومی اسمبلی کو یہ بھی زور دے کر باور کر دیا گیا کہ اِس معاملے پر شک اور تنقید نہ کی جائے۔ڈالر کی قیمتیں کم ہونے کے اثرات اپریل سے واضح ہوں گے اور اِس کے ساتھ ساتھ 1.5 ڈالر کے سعودی عرب کے تحفے پر انٹی مار حکومت کے وزیر خزانہ سینیٹر اسحٰق ڈار نے وفاقی و سرکاری ملازمین کو ڈانٹتے ہوئے یہ عندیہ بھی دے دیا کہ خبر دار ... ! کسی کو چوں چراں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور وفاقی اور سرکاری اپنے کان کھول کر سُن لیں اور آنکھیں پھاڑ کر یہ خبر اچھی طرح پڑھ لیں کہ " اگلے بجٹ میں سرکاری ملازمین کوئی اُمید نہ رکھیں کہ اِن کی یہ حکومت اِن کے لئے کسی قسم کی مراعات کا اعلان کرے گی ، اُنھوں نے اپنے مخصوص انداز سے یہ کہا کہ "اگلے بجٹ میں وفاقی اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے" گو کہ ہمارے ہر دلعزیز اور بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں نواز شریف کے قریبی رشتے دار اور ہمارے وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحٰق ڈار نے وہ کام کر دیا جو وزیر اعظم میاں نواز شریف چاہتے تھے، اور وفاقی ملازمین کے کانوں میں قبل از وقت قیامت یہ عندیہ اُنڈیل دیا کہ خبر دار اِسی تنخواہ اور پنشن پر گزارا کرو، ہم سے یہ اُمید نہ رکھنا کہ اگلے بجٹ میں تمہاری تنخواہیں یا پنشن بڑھائی جائے گی اور اِس کے بعد جیسے تنخواہ دار وفاقی ملازمین اور پنشنرز پر قیامت گزر گئی ہے ۔ایسے کام نہیں چلے گا جیسے دھونس اور دھمکی سے حکومت کام چلانا چاہتی ہے حکومت کو ہر حال میں تنخواہوں

اور پنشن میں اضافہ کرنا ہوگا ورنہ مشکل ہو جائے گی۔

اگرچہ آج ہماری نواز حکومت کو اِس کی کسی خوشامد یا کسی خُفیہ ڈیل کی وجہ سے سعودی عرب کے شیخوں نے 1.5 ارب ڈالر جو تحفے میں دیئے ہیں یقیناً اس میں کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے جسے ہماری یہ بزنس مائنڈ حکومت مسلسل چھپانے میں لگی پڑی ہے بہرحال ...اگلے دِنوں میں لگ پتہ جائے گا کہ سر پر کتنے بال ہیں، مگر ہم اپنے قارئین کو یہ ضرور بتاتے چلیں کہ سعودی عرب سے ڈیڑھ ارب ڈالر کے مد میں جو تحفہ ملا ہے اِس سے متعلق خام خیال یہ ہے کہ " سعودی عرب نے ڈیڑھ ارب ڈالر کی جو رقم پاکستان کو تحفے میں دی ہے اِسے اگر تمام پاکستانیوں میں بانٹ دیا جائے تو فی پاکستانی روپے حصے میں آئیں گے اور مُلک کے ایک روزنامے کی رپورٹ کے مطابق 815 ڈیڑھ ارب ڈالر پاکستانی روپوں میں ایک کھرب 47 ارب روپے بنتے ہیں اور اگر اس رقم کو ایمانداری سے پاکستان کی 18 کروڑ آبادی میں تقسیم کردیں تو فی کس 815 روپے حصے میں آتے ہیں، اور سعودی حکومت کی طرف سے پاکستانی 1000 روپے کے چودہ کروڑ نوٹ پاکستان کو ملیں گے جس کی چوڑائی 175 ملی میٹر جبکہ لمبائی 73 ملی میٹر ہے اِس طرح ہزار روپے کے 14 کروڑ نوٹ اگر آپس میں جوڑ دیئے جائیں تو اِن کی لمبائی 25 ہزار کلومیٹر بنتی ہے جبکہ ہمیں بار بار اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھانے والے اعیار و مکار امریکی شہر واشنگٹن سے کراچی کی دوری 12 ہزار کلومیٹر ہے اِس طرح اگر آپ اِن نوٹوں پر چلتے ہوئے امریکا سے

ہو کر واپس بھی آ جائیں تو بھی نوٹ بچے ہوئے پائے جائیں گے۔اس رپورٹ کے حیرت انگیز انکشافات سامنے آ جانے کے بعد بھی ہماری حکومت نے سعودی عرب سے ملنے والے ڈیڑھ ارب ڈالر کا تحفے پر ایسے انٹی مار لی ہے کہ جیسے کسی کو اِس کے اِس عمل اور فعل کا علم ہی نہیں ہوگا اور اِس پر حیرت یہ ہے کہ مُلک میں ڈالر کی قدر مسلسل گر رہی ہے اور روپے کی قدر بڑھ رہی ہے مگر غریبوں کے لئے مہنگائی جوں کی توں ہے، بجلی کی قیمتوں میں فی یونٹ اضافے کی منظوری کے ساتھ ساتھ آٹے اور چینی سمیت دیگر اجناس ضروریہ کی قیمتوں میں بھی اضافے کا اعلان کیا جا رہا ہے،اور اِس پر سونے پر سُہاگہ یہ کہ اَب تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے وفاقی وزیر خزانہ اسحٰق ڈار نے وفاقی اور سرکاری ملازمین کو ڈانٹ کر یہ کہہ دیا ہے کہ سعودی عرب سے تحفے میں جو ڈیڑھ ارب ڈالر ملے ہیں اِس کے باوجود بھی اگلے بجٹ میں تنخواہوں اور پنشن میں کسی بھی صورت اضافہ نہیں کیا جائے گا، سرکاری ملازمین کو اِسی پرانی تنخواہ اور پنشن پر ہی گزارہ کرنا ہوگا اِنہیں یاد رہنا چاہئے کہ ہمارا ارادہ تو وفاقی اداروں کو کوڑیوں کے دام بیچ ڈالنے کا ہے اور اگر اِس کے باوجود بھی وفاقی اداروں کے سرکاری ملازمین نے ہماری کسی ایسی پالیسی جو اداروں کو فروخت کرنے سے متعلق ہے اِس ہلچل کی تو اِنہیں نہیں بخشا جائے گا وفاقی اور سرکاری ملازمین کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ اِن کے وزیر اعظم کا کیا یہ احسان کچھ کم ہے کہ اِنھوں نے اب تک اِنہیں برداشت کیا ہوا ہے اور اِنہیں قومی خزانے سے تنخواہ اور پنشن مل

رہی ہے ورنہ ہماری حکومت کی پالیسی تو یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے قومی اداروں کی نج کاری کرکے ملازمین کی پچکاری نکالی جائے اور قومی خزانے کو بھر کر قوم کو ترقی اور خوشحالی کے نام پر بے وقوف بنا کر خود مزے لوٹیں جائیں جیسے کہ پہلے والے کر گئے ہیں، لہٰذا ملازمین کو پرانی تنخواہ اور پنشن پر ہی گزارہ کرنا ہوگا۔

حکومت کا سندھ و پنجاب میں سی این جی کی بندش پر مذاق..؟

شاہد خاقان عباسی کا اعلان سی این جی صبح 10 سے شام 4 بجے تک ملے گی مذاق ہے...
قوم کو اُلّو سمجھنے والے حکمران ہوش کے ناخُن لیں.....!!

گزشتہ دِنوں لاہور کے مقامی ہوٹل میں آل پاکستان سی این جی ایسوسی ایشن کی جانب سے اپنے اعزاز میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی نے ایک ایسا اعلان کیا جس سے عوام کی پریشانیوں میں اضافہ کو گیاہے اور عوام حکومت کے اِس عوام دُشمن اقدام پر حیران ہے کہ اپنے مفادات کے خاطر حکومت نے یہ اعلان کرکے اپنی رہی سہی ساکھ بھی خراب کرڈالی ہے، وفاقی وزیر قدرتی وسائل شاہد خاقان عباس نے اعلان کیا کہ یکم اپریل سے تجرباتی بنیادوں پر سی این جی سیکٹر کو روزانہ 6 گھنٹے (صبح 10 بجے سے شام 4 بجے تک) گیس فراہم کی جائے گی جبکہ اتوار کو صبح 6 سے رات 12 بجے تک سی این جی ملے گی اِن کا ساتھ ہی یہ بھی کہنا تھاکہ اگر یہ تجربہ کامیاب رہااور گیس کا پریشر گھریلو سیکٹر کے لئے کم نہ ہواتواِسی طرح سی این جی سیکٹر کو گیس کی فراہمی کی جائے گی اطلاع ہے کہ اِس موقع پر چئیرمین اوگرا سعد خان، ایم ڈی سوئی نادرن عاف حمید، سی این جی ایسوسی ایشن کے مرکزی

سربراہ غیاث پراچہ سی این جی پنجاب کے صدر راجہ شجاع انور سمیت دیگر بھی موجود تھے
۔

یقیناً یہ پاکستان کی ہر دلعزیز ن لیگ کی حکومت کا ایک ایسا اقدام ہے جو سراسر عوام دُشمنی کے مترادف ہے کیوں کہ ایسے عوام دُشمن منصوبے متعارف کرانے کا طرہ امتیاز صرف ن لیگ کی ہر دلعزیز حکومت کا ہی رہا ہے یہ جب بھی اقتدار میں آئی ہے اِس نے سب سے ایسے عوام دُشمن اقدامات کرکے پہلے اپنے عوام کے ہی گلوں پر چھرے چلائے ہیں، یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی نے عوام کے مفادات اور تحفظات کا خیال رکھے بغیر کتنی آسانی سے یہ اعلان کردیا کہ ”سی این جی سیکٹر کو روزانہ 6 گھنٹے صبح 10 سے شام 4 بجے تک اور اتوار کو صبح 6 سے رات 12 بجے تک سی این جی ملے گی“کیا یہ اعلان کرتے ہوئے اِنہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ صبح 7 سے 8 بجے تک اسکول وکالجز اور یونیورسٹیز جانے والے طالبعلموں اور اِن کے حکومت اُمور کو چلانے والے دفاتر میں کام کرنے والے افراد اور مُلکی ترقی اور خوشحالی کے خاطر کارخانوں اور صنعتوں میں لگی چمنیوں کو جلانے والے مزدور صبح جلدی اپنے اپنے مقامات پر کیسے پہنچ پایئں گے اور جب صبح دس بجے سے شام چار بجے تک سی این جی ملے گی تو سوچیں کہ مُلک کیا خاک ترقی کرے گا...؟یقیناً اِس کا تو بیڑا غرق ہوجائے گا، وفاقی وزیر قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کے اِس اعلان کے بعد کیا عوام

اپنے کام کاج چھوڑ کر یا اپنی ڈیوٹی پلیس سے بھاگ کر صبح دس بجے سے شام چار بجے تک سی این جی اسٹیشنوں پر گاڑیوں کی لگی لمبی لمبی قطاروں میں سی این جی کے حصول کے لئے کھڑے رہیں گے یا اپنی ڈیوٹیاں دیں گے...؟یقیناًاِس حکومتی اعلان واقدام سے اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طالبعلموں کی غیر حاضری ہوگی، اور اِسی طرح جب دفاتر و، کارخانوں اور صنعتوں میں کام کرنے والے نہیں پہنچ پائیں گے تو مُلک کا سارا کام ٹھپ ہو کر رہ جائے گا وفاقی وزیر کا کیا ہے...اِن سمیت اِن کی فیملی کے استعمال میں آنے والی گاڑیوں کا پیٹرول کا کوٹہ تو حکومت دیتی ہے اور اگر حکومت نہ بھی دے تو یہ اتنے ارب پتی لوگ ہیں کہ یہ اپنی گاڑیوں کا پیٹرول کا خرچ خود بھی برداشت کر سکتے ہیں مگر مُلک کے وہ عوام کیا کریں جو اپنی سواریوں میں پیٹرول کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے آج اِن کا گزربسر بس سی این جی پر ہے اِن کے لئے تو شاہد خاقان عباسی نے پریشانی میں اضافہ کردیا ہے وفاقی وزیر صاحب... !آپ کا اور آپ کی حکومت کا یہ اقدام سراسر عوام دُشمنی اور عوام کا ٹھیک طرح سے بیڑا غرق کردینے کے مترادف ہے آپ کے اِس اقدام سے یہ تو لگ پتہ گیا ہے کہ آپ کی حکومت نہ عوام کے ساتھ مخلص ہے اور نہ ہی مُلک کے ساتھ ...آپ کو تو بس اپنے مفادات ہی عزیز ہیں بھلے سے مُلک اور قوم بھاڑ میں جائیں اور تو... اور یہاں افسوس کا مقام یہ بھی ہے کہ جب شاہد خاقان عباسی ایسا عوام دُشمن اعلان کر چکے تو وہاں پر تقریب میں موجود سی این جی ایسو سی ایشن کے مرکزی سربراہ

غیاث پراچہ سی این جی پنجاب کے صدر راجہ شجاع انور سمیت دیگر بھی کیوں خاموش رہے . . ؟کیا اِنہیں اِس حکومتی اعلان اور اقدام کے خلاف اپنی آواز بلند نہیں کرنی چاہئے تھی. . ؟اور وفاقی وزیر شاہد خاقان عباسی کو یہ نہیں بتانا چاہئے تھا کہ آپ نے جو اعلان کیا ہے ہم اِسے مسترد کرتے ہیں یہ عوام کے ساتھ ظلم ہے کیونکہ جن اوقات میں سی این جی کی سپلائی جاری رہے گی اِن اوقات میں مُلک کے ایسے کڑوڑوں ملازمین جوآفسز میں کام کرتے ہیں اِن کے لئے اپنی ڈیوٹیوں سے نکل کر سی این جی کا حصول مشکل ہوجائے گااور وہ روزانہ سی این جی کے حصول سے محروم رہ جائیں گے۔

آج اگر ٹھیک ہے حکومت کو ایک مخصوص ٹائم ہی میں سی این جی سیکٹرز کو گیس کی فراہمی یقینی بنانے کا کوئی منصوبہ ہے بھی تو بہتر یہ ہے کہ اِس کے اوقاتِ کار کو تبدیل کیاجائے اور یہ صبح 10 بجے سے شام 4 بجے کے بجائے اسے فی الفور تبدیل کرکے یوں کردیاجائے کہ سی این جی سیکٹرز کو روزانہ شام 4:30 سے رات 11:30 بجے تک گیس فراہم کی جائے گی اِس طرح کے حکومتی اعلان سے کسی کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوگی اور اِن اوقات میں عوام کو سی این جی کا حصول بھی ممکن ہوسکے گااور حکومت اپنی ساکھ بھی برقرار رکھ سکے گی اور اگر حکومت نے ایسانہ کیا تو پھر گیس عوام کے دماغ پر چڑھ جائے گی اور وہ ممکن ہے کہ سڑکوں پر نکل کر دمادم مست قلندر کرناشروع کردے۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت عوامی مشکلات اور پریشانیوں کو سمجھے اور اِس کے بروقت ازالے کے لئے ایسے اقدامات کرے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور اگر اِس کے باوجود بھی کوئی نہ سمجھے تو بھی اپنا خود ذمہ دار ہو۔

بہر حال . . ! اشاید حکمران اکثر و بیشتر یہ بھول جاتے ہیں کہ عوام زیادہ سمجھ رکھتے ہیں، طاقت رکھتے ہیں اور ہر کام کر گزرنے کی ہمت اور عزم وحوصلہ بھی رکھتے ہیں اور اِن کے ایسے جذبات کے بارے میں کیا کہنا . . . ؟؟؟ جسے کرنے سے متعلق یہ سوچ لے تو پھر کرہی گزرتے ہیں . . ایسے میں اِنہیں طاقت کے استعمال سے روکا جائے تو پھر انقلابی صورتحال پیدا ہونا لازمی امر ہو جاتی ہے، آج دنیا کی تاریخ کے صفحات ایسے حالات وو قعات سے بھرے پڑے ہیں جن میں موجود ہے کہ عوام اپنے حقوق کے خاطر جب نکلے ہیں تو پھر نہ گولی کام آئی ہے اور نہ توپوں کے گولے چل سکے ہیں، پھر گولیاں چلانے والے گولیاں چلانا بھول گئے اور توپوں کے گولوں کی گھن گرج خاموش ہو گئیں بس ایسا سب کچھ عوامی طاقت اور عزم وہمت سے ہی ممکن ہو سکا ہے آج یہ جانتے ہوئے بھی کہ عوام کا ایسی طاقت ہے جو سمندروں کا بھی سینہ چیر کر اس کا رُخ موڑ دیتی ہے . . . آج مگر پھر بھی نا جانے کیوں حکمراں عوام کو نا سمجھ، بد عقل، الّو اور کمزور سمجھتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھتے

ہیں کہ بس عقلِ کُل تو یہی (حکمران وسیاستدان اور بیوروکریٹس) ہیں اور پھر عوام کے ہی ووٹ کی قوت سے مسندِ اقتدار پر قدم رنجا فرمانے والے زمین پر وہ کچھ کر گزرتے ہیں کہ اِنسانیت بھی کانوں کو ہاتھ لگا دیتی ہے، بالخصوص آج تک سرزمینِ پاکستان میں جتنے بھی سول اور آمر حکمران آئے بدقسمتی سے سب نے ہی مُلک و قوم کے مفادات کو ایک طرف رکھا اور سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر اپنا اور اپنے اُن آقاؤں کے مفادات کا خیال رکھا جنھوں نے یہ مقام اور مرتبہ دلایا... یہاں مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ آج بھی میرے مُلک پر کچھ ایسے ہی مفاد پرستوں کا ٹولہ حکمرانی کی شکل میں قابض ہے جسے بس اپنے ہی ذاتی اور بعد از حکومت اپنے کاروباری مفادات عزیز ہیں، اِس سے قطع نظر کہ یہ طبقہ بعد میں (یعنی آئندہ کے پانچ سالوں تک) اور کیا کیا گل کھلائے گا..؟ مگر اِس کے لچھن تو ابھی سے ہی یہ دِکھائی دے رہے ہیں کہ یہ بھی اپنے پیش رو کی طرح (یا اُس سے بھی دو چار ہاتھ آگے ہی جائے گا اور) مُلک اور قوم کا اتنا کچھ ستیاناس کر جائے گا کہ بعد میں آنے والا سر پر ہاتھ رکھ کر روئے گا اور گلی گلی خاک چھانتا پھیرے گا۔

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نو دس ماہ کی ہماری حکومت کا یہ عجیب و غریب کارنامہ ہے کہ اِس نے اِس عرصے میں ہر کام اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے، ڈالر کی قدر گرنے کا معاملہ ہو یا روپے کو آسمانوں کی بلندی سے بھی اُونچا لے

جانے کا کوئی خواب ہو یہ سب کے سب محض دل کے بہلاوے اور حسین خواب جیسے ہی معلوم دیتے ہیں ،

آج کسی شک وشبہ میں پڑے بغیر یہ یقین کرلیا جائے کہ بزنس مائنڈر رکھنے والی ہماری موجودہ حکومت کا سارا زور قومی اداروں کی فروخت یا اِن کی نج کاری کرنے تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے، اِسے تو اپنے اقتدار کے پہلے روز سے ہی قومی اداروں کی نج کاری کے سوا اور کوئی معاملہ سُجھائی ہی نہیں دے رہا ہے ، موجودہ حالت میں حکومت کی حتیٰ الممکن کوشش بس یہی نظر آتی ہے کہ جس قدر جلد ہوسکے کم سے کم وقت میں قومی اداروں خواہ وہ منافع بخش ہوں یا خسارے میں چلنے والے ہوں ، بس اِن کی نج کاری کردی جائے اور اَب حکمرانوں اور بعض حکومتی ہم خیال سیاستدانوں کا یہ کہنا ہے کہ قومی اداروں کی نج کاری سے جہاں معیشت میں استحکام پیدا ہوگا تو وہیں ایسا کرنا بعدازحکومت حکمرانوں کے بزنس کے لئے دیرپا اور مستحکم حکمتِ عملی بھی ثابت ہوگی، یوں آج ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ قوم کی آنکھ میں دھول جھونک کر جتنے بھی مفادات حاصل کیے جاسکتے ہیں وہ لے لئے جائیں ، بھلے سے پھر حکومت رہے یا نہ رہے مگر ایسے کام کر لئے جائیں بس جس کا صرف اِنہیں ہی فائدہ ہو اور شائد یہی وہ کلیہ ء سیاست ہے آج جس پر ہمارے حکمران اور سیاستدان دیدہ ودانستہ کاربندِ دکھائی دیتے ہیں ۔

بہر کیف ... !اَب آخر میں چلتے چلتے میں دل کی یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کے اِس اعلان واقدام کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آج ہمارے حکمرانوں نے عوام کو کیا دیا ہے ..؟جو عوام کے صبر کا امتحان لے رہے ہیں،اَب حکمران عوام کو " چ" بنانا چھوڑدیں اور وہ کام کریں جواِنہیں کرنا چاہئے اوراِنہیں جسے کرنے کا عوام نے حق دیا ہے،وہ نہ کریں جس کے کرنے سے اُلٹا عوام ہی اِنہیں " چ" سمجھنے لگیں۔

.. بصیرت اور آگہی کی منبع شخصیت .... شہید ذوالفقار علی بھٹو

4اپریل ....برسی شہید ذوالفقار علی بھٹو ...ایڈیشن 2014

جمہوریت کا سائبان قائدِ عوام، شہید ذوالفقار علی بھٹو

ملک و قوم کی بقا کی عَلمبدار شخصیت..... شہید ذوالفقار علی بھٹو

اِس میں کوئی شک نہیں کہ بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے علاوہ اگر اِس سرزمینِ پاکستان میں کوئی عظیم ہستی گزری ہے تو وہ صاحبِ ادراک اور فہم و فراست کے انمول خزینوں سے لبریز اور بصیرت اور آگہی کی منبع اور ملک و قوم کی بقا کی عَلمبدار شخصیت پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو شہید کی تھی جو نہ صرف پاکستان کے لئے ہی سرمایۂ افتخار تھی بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی کسی گوہرِ نایاب سے کم نہ تھی کیونکہ اُنھوں نے نہ صرف پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہی اپنی تعمیری سوچ کا دائر محدود کیا بلکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پورے عالمِ اسلام کو بھی متحد اور منظم کرنے اور اِن کے وسائل کو درست سمت میں استعمال کرنے کے لئے بھی ایک ایسا جامع اور

مربوط منصوبہ اسلامی ممالک میں متعارف کروایا تھا کہ اگر اِس پر اُس وقت صحیح معنوں میں عملدرآمد ہوجاتا تو آج نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا مگر ہائے رے !افسوس کے اِن کے اِس منصوبے سے اسلام دشمن قوتوں میں ہلچل برپا ہو گئی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے کہ اگر اِن کے اِس منصوبے پر پوری طرح سے عمل درآمد ہوگیا تو یورپ میں قیامت آجائے گی اور اِس خوف سے ہی اِن کی نیدیں اُڑ چکی تھیں اور آج ہمارے یہاں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُن دنوں جب ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اپنا یہ پلان مسلم ممالک کے حکمرانوں کو متعارف کرایا تھا اُس وقت بالخصوص سفید ہاتھی ، دہشت گردِ اعظم اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور آج پاکستان کا بظاہر تو دوست نظر آنے والا مگر پس پردہ اِس دوست نما دشمن کے روپ میں امریکا نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کے منصوبے کی خبر لگتے ہی ایسی سازش کا جال بُنا کہ اُس نے اُس وقت اپنے چیلوں کے ساتھ مل کر انہیں یعنی شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہی ملک کی اُس وقت کی ایک متنازع عدلیہ کے بغض پرور جج کے فیصلے سے اِنہیں بغیر کسی جرم کے پھانسی دلوادی (جس کا اعتراف گزشتہ دنوں ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں اُس وقت کی اُس متنازع عدلیہ کے 4 فٹ اور 8 انچ کے اُس جج نے خود یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید سے متعلق میرا دیا گیا فیصلہ غلط تھا) تو شاید اِن کے زندہ رہنے سے بہت سے مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ بالخصوص پاکستان کی معیشت اور اقتصادیات کا ڈھانچہ بھی مستحکم ہوتا اور اِس

حوالے سے آج پاکستان کی معیشت اور اقتصادی صورت حال کا اتنا بُرا حشر تو ہر گز نہ ہوتا کہ جیسا کہ آج ہوگیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ آج پاکستان کے عوام جو انسانی بنیادی سہولتوں کے علاوہ اپنے ضروریات زندگی جن میں آٹے ، چینی ، گھی ، دال ، چاول ، علاج و معالجہ ، جدید تعلیم ، پینے کے صاف پانی ، بجلی اور گیس کے حصول سے بھی محروم ہیں وہ نہ ہوتے ...جی ہاں یہی وہ ذوالفقار علی بھٹو شہید ہیں جنہوں نے قائدا عظم کے اُس پاکستان کو جو اپنے قیام کے وقت خالی چاردیواری تھا اُسی پاکستان کو ایٹم بم دے کر قائدا عظم کے پاکستان کو رہتی دنیا تک کے لئے تحفظ فراہم کردیا اور قائدا عظم محمد علی جناحؒ کے پاکستان کی چاردیواری کو ایٹم بم دے کر جیسے اِس میں رہنے والوں کو دُشمن سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے کھڑی اور دروازے لگا دیئے ہیں اور ہمارے موجودہ وزیرا عظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے پچھلے دورِ حکومت میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں بنائے گئے ایٹم بم کا کامیاب تجربہ کرکے سرزمینِ پاکستان کو دنیا کے سامنے حقیقی معنوں میں ایک ایٹمی قوت کے رنگ وروپ میں پیش کردیا یقیناً یہ ہمارے حکمرانوں کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس پاکستانی قوم ہمیشہ فخر و ناز کرتی رہے گی۔
بہرحال ! روزِ روشن کی طرح ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اِن کے اُس انقلابی منصوبے اور اقدامات کی وجہ سے امریکا سمیت اِن سے ناراض

اور خائف رہنے والی قوتوں نے اِنہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے ایک ایسی سازش تیار کی کہ جو ان کے جان لے کر ہی پوری ہوئی۔اور آج نہ صرف اہلِ مغرب بلکہ ساری دنیا یہ بات اچھی طرح سے جان اور مان چکی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹوایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسی تحریک کانام تھا جو اپنے منصوبے سے ساری مسلم دنیا میں انقلاب.برپا کرکے رکھ سکتی تھی اور امریکاسمیت پورے یورپ کو امت مسلمہ کاغلام بنانے کی صلاحیت رکھتی تھی اِسی خوف اور اپنے عبرت ناک انجام کی وجہ سے اہلِ یورپ نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں انہیں پھانسی دلواکر نہ صرف خود کو مسلمانوں کی غلامی سے بچالیا بلکہ اُمتِ مسلمہ کو ایک ایسے رہبر اور رہنما سے بھی محروم کردیا جواِن میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا تھا اور یہ بھی ایک ایسا سچ ہے کہ شہیدذوالفقار علی بھٹونے اپنی سربراہِ میں پاکستان کواپنے قیام کے سال بعد یعنی 1973 میں ایک ایسا منظم اور مربوط دستور دیاکہ جوآج بھی پورے 25 پاکستان کی لاج ہے اور اِس کی روشنی میں ملک وملت کے ترقی وخوشحالی کی راہیں متعین کی جاتی ہیں اوراِسی دستور نے آج پورے پاکستان یعنی وفاق سمیت صوبوں کو بھی ایک اکائی سے جکڑے رکھاہے اوراِس کے ساتھ ساتھ شہیدذوالفقار علی بھٹوکا جودوسرااور بڑا عظیم کارنامہ تھا وہ یہ کہ انہوں نے پاکستان سے کئی گنابڑے اور جارحیت پسنداپنے پڑوسی ملک بھارت کو نکیل دینے کے لئے اپنی اولین ترجیحات سے پاکستان کوایک ایٹمی ملک بنانے کی

داغ بیل ڈالی اور بالآخر یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ہی منصوبہ تھا اور اِن کی ہی انتھک محنت کا ثمر تھا کہ پاکستان جس نے 1998 میں ایٹمی دھماکے کرکے خود کو ایک ایٹمی ملک کا درجہ دلوانے میں کامیاب کا اور بھارت کو یہ ثابت کردیا کہ خبردار اگر اُس نے پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو اِس کی آنکھیں نکال لی جائیں گیں۔اور یہی شہید ذوالفقار علی بھٹو تو تھے کہ جنھوں نے ملک میں پہلی بار شراب کی پابندی لگانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ملک میں جمعہ کے دن مکمل طور پر عام تعطیل کا اعلان بھی کیا یوں اِن کے اِن اقدامات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ ایک اللہ ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن کو ماننے والے پکے اور سچے مسلمان بھی تھے اور اُنہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام جب یہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جہاں یہ قید تھے اُس وقت تک پاکستان کی تاریخ پر ایسے واضح اور اَنمٹ اثرات مرتب کئے ہیں کہ آج تک پوری پاکستانی قوم اِن کے ثمرات سے مستفید ہورہی ہے اورتا قیامت ہوتی رہے گی۔

اوراِس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت کو اول روز سے ہی جو عوامی پذیرائی حاصل ہوئی تھی اور آج تک ہے وہ اِس ملک کے کسی بھی مرد سیاست دان یا کسی مرد وزیر اعظم کو نہیں مل سکی ہے ہاں البتہ ! میں یہاں یہ کہنے میں حق بجانب

ہوں کہ اگراِن کے بعد ہمارے ملک کے کسی سیاستدان یا وزیرِ اعظم کے حصے میں اُن جیسی عوامی پذیرائی آئی ہے تو وہ اِن ہی کی جھتی اور لاڈلی بیٹی ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور وفاق کی زنجیر و شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی ذاتِ عظیم ہیں جنہوں نے اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک میں جمہوریت کی آبیاری کی اور اپنے ملک کی غریب عوام کی خدمت کے صلے میں اپنے والد کی طرح آمر جنرل پرویز مشرف سے ٹکر لیتے ہوئے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے والد کی طرح امر ہو گئیں۔

اگرچہ یہ ایک حیرت انگیز اور قابلِ نفرت حقیقت ہے کہ مولوی مشتاق حُسین جنہوں نے 18 مارچ 1978 کو پاکستان کے منتخب وزیرِ اعظم قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا جو فیصلہ سنایااور اُس وقت کے امریکی چیلے آمر جنرل ضیأالحق جو اُس فیصلے پر 4اپریل 1979 کو عمل کرکے ایک عدالتی قتل کا مرتکب ہوااور جس نے اپنے اِس گھناؤنے عمل کے نتیجے میں عالمِ انسانیت کو ایک عظیم رہبر اور شخصیت سے محروم کردیا تھااُس ہی عظم ہستی ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ہم سے بچھڑے آج پورے 35برس گزر چکے ہیں اور آج پوری پاکستانی قوم سمیت دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا ہر پاکستانی اپنے اِس عظیم قائدِ عوام اور جمہوریت کے سائبان شہید ذوالفقار علی بھٹو کی برسی مناکراِن کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچارہاہے اور یہ عزم کر رہاہے کہ اَب

ملک میں اپنے قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جمہوریت میں لگایا گیا پودا جو اَب اِس حکومت میں ایک قدآ ور درخت بن چکا ہے اِس کی حفاظت کریں گے اور اَب ضیأالحق اور پرویز مشرف کی طرح کوئی بھی آمر اپنے ناپاک پنجے اِس ملک پر جمہوریت کو فنا کرنے کے لئے نہیں گاڑ سکے گا اور اَب اِسے جمہوریت پر شبِ خون نہیں مارنے دیا جائے گا اور اِس کے ساتھ ساتھ ہر محب وطن پاکستانی اپنے اِس عظیم قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی دعا کررہا ہے کہ جب بھی اِس ملک پر کوئی بھی آمر اپنے جادوئی اثر سے قابض ہوگا تو ہم اِس کو ناکوں چنے چبوادیں گے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی روح اِس کا تعاقب کرتی رہے گی اور اُس آمر کو ملک میں جمہوریت کو سبوتاژ نہیں کرنے دیگی۔

وزیراعظم کا اَحسن اقدام مگر..؟ ملازمتوں سے پابندی کا خاتمہ...؟؟

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اپنے ہر انتخابی جلسے میں یہ اعلان ضرور کیا کرتے تھے کہ ''روزگار سب کو ملے گا، اور کسی کو بے روزگار نہیں کیا جائے گا'' اور پھر اِس لالچ میں عوام نے نواز شریف کو وزیراعظم بنادیا، گو کہ آج میاں محمد نواز شریف کئی عزازات کے ساتھ مُلک کے وزیراعظم ہیں ،ابھی مجھے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے اعزازات گِنوانے کی تو ضرورت نہیں ہے مگر آپ کو سمجھانے کے لئے اتناہی لکھ دینا کافی ہے کہ ہمارے موجودہ وزیراعظم کئی حوالوں سے انوکھے اعزازات کے حامل ہیں۔ بہرحال..!آج یہ بات کس کو نہیں معلوم ہے..؟کہ ہماری موجودہ حکومت کس طرح وجود میں آئی ہے..؟اور اِسے اِس مقام تک پہنچنے کے لئے کیاکیا...؟اور کتنے پاپڑ نہیں بیلنے پڑے ہیں...؟یہاں اِس کی بھی تفصیل میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے...مگر قارئین حضرات ..کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اُن تمام محرکات کو ذہن میں رکھیں کہ پاکستان مسلم لیگ ''ن'' اور بالخصوص اِس پارٹی کے سربراہ اور ہمارے مُلک کے موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اقتدار کے حصول اور وزارتِ عظمی کا منصب سنبھالنے کے لئے کیاکیا جتن نہیں

کئے ہیں۔۔۔؟جب نواز شریف آمر مشرف کے چنگل سے آزاد ہوئے تو۔۔۔اُستاد زرداری
کی حکومت میں فرینڈلی اپوزیشن بنا کر دھوکے پہ دھوکہ کھاتے رہے،اِنہیں اِس دوران جو
سیاسی سبق ملا اِس نے اِن کا سیاسی کیرئیر بنا دیا اور یہی وہ عرصہ تھا جب ہمارے وزیراعظم
میاں محمد نواز شریف کی اچھی طرح سیاسی تربیت ہوئی اور آج اللہ کا بڑا فضل ہے کہ میاں
نواز شریف ایک منجھے ہوئے سیاسی کھلاڑی کی حیثیت سے میدانِ سیاست میں اپنا سکہ
منوانے کی بھرپور صلاحیتوں کو بروئے کارلاتے ہوئے طالع آزماؤں کے ساتھ
زورآزما ہیں اللہ اِنہیں ثابت قدم رکھے مگر اِسی کے ساتھ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ
اچھی بات ہے جس پر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف ڈٹ گئے ہیں مگر پھر بھی اِنہیں اُن
طالع آزماؤں کو جنھوں نے ہمیشہ جمہوریت اور جمہوری عمل کا ستیاناس کرنے کے لئے
اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا اِنہیں ایک موقع ضرور دینا چاہئے اور آمر مشرف کے
معاملے میں اپنے صوابدیدا ختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نرم رویہ اپنانا چاہئے اور
اِنہیں جانے کا راستہ دے کر ایک ایک برابر کر لینا چاہئے یکدم اُسی طرح جب طاقت رکھنے
کے باوجود بھی آمر پرویز مشرف نے اِنہیں اپنے دوست ممالک کے کہنے پر ایک رات کی
سُنہری صبح خصوصی طیارے میں جانے دیا تھا یوں میں اپنے وزیراعظم میاں
محمد نواز شریف سے بحیثیت ایک پاکستانی کے یہ درخواست ضرور کرنا چاہوں گا کہ اپنے
اِس عمل سے میاں نواز شریف ایک ایک کا عملی مظاہرہ کریں اور اگلے وقتوں کے لئے پھر
کسی آمر کی کسی ایسی حکمتِ عملی کو خاک میں ملانے کا بھرپور عزم

کرلیں کہ اِن کے اِس عمل کے بعد پھر کوئی آمر جمہوریت پر شب خون مارنے کی ہمت نہ کرے ،اور اگر میاں نواز شریف نے ایک ایک .سرا نہ کیا تو پھر ممکن ہے کہ پھر کسی آمر کی روح میں جان پڑ جائے اور وہ بھٹکتی ہوئی چلی آئے اور جمہوریت کا راتوں رات گلاد باڈالے اور جمہوریت پھر کسی آمر کی بھینڈ چڑھ کر دم توڑ جائے ۔

ہاں تو بات کا آغازوزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے انتخابی جلسے میں نوکری اور روزگار مہیا کرنے کے اعلانات سے چلی تھی میں پھر اپنی باتوں کے سلسلے کو وہیں سے جوڑتا ہوں اگرچہ آج اپنے اقتدار کے دس ماہ بعد وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مُلک کے کروڑوں بے روزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے کا وعدہ اِس اعلان کے ساتھ کردیاہے کہ ''وزیراعظم نے سرکاری اداروں میں عارضی ملازمین کی بھرتی پر عائد پابندی ختم کردی ہے ''یقیناًاپنے اِس اعلان سے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے نوجوانوں کے دل جیت لئے ہوں گے، مگراس پر یہ سوال ضرور اُٹھتاہے کہ کیا ہی اچھاہوتاکہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف یہ اعلان کرتے کہ ''وفاقی حکومت کا احسن اقدام مستقل بنیادوں پر ملازمین کی بھرتی پر عائد پابندی ختم'''' جہاں ضرورت ہو وہاں میرٹ مدِ نظر رکھتے ہوئے مستقل ملازمین بھرتی کئے جائیں، اور پچھلی حکومت میں جو ملازمین عارضی یا کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے تھے اور جنہیں اَب تک کنفرم نہیں کیاگیاہے یا جنہیں

ابھی تک کنفرمیشن لیٹرز نہیں ملے ہیں اُن سب کو مستقبل کیا جاتا ہے، معاشی بہتری کے فوائد عام آدمی تک پہنچائے جائیں" تو وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب، یقین جانیئے کہ عوامی سطح پر آپ کا گراف آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اُونچا پہنچ جاتا اور پھر آپ خود دیکھتے کہ قوم کے نوجوان آپ کو اپنے کاندھوں پر اُٹھائے اُٹھائے پھرتے اور آپ کے تالوں دھود ھو کر پیتے مگر آپ کے اِس اعلان نے کہ سرکاری اداروں میں عارضی ملازمین کی بھرتی پر عائد پابندی ختم کردی ہے" اِس سے جہاں بے روزگار اور باصلاحیت نوجوانوں میں اُمید کی کرن پیدا ہوئی ہے تو وہیں آپ کے اِس اعلان نے اِن پر عارضی روزگار کی تلوار بھی ساتھ میں لٹکادی ہے یہ عارضی ملازمت کی وہ لٹکتی ہوئی تلوار ہے جو آپ خود بھی کسی بوقت گرا سکتے ہیں، بس یہی تو ایک نمایاں فرق ہے آپ کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) اوراِس کی حکومت میں اور پاکستان پیپلز پارٹی اور اِس کی حکومت میں ..آپ کی جب بھی حکومت آئی آپ نے روزگاروں سے روزگار چھینااور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت جب بھی آئی اِس نے بلا رنگ ونسل زبان ومذہب مُلک کے ہر بے روزگار میں سرکاری نوکریاں بھر بھر کر بانٹیں ہیں اور آپ تو بس .....یوں ہی ہیں...؟؟؟؟

ابھی بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے پچھلے دِنوں جہاں اخبارات میں وزیراعظم کی عارضی ملازمین پر عائد پابندی سے متعلق خبر شائع ہوئی تھی تو اُن ہی

اخبارات میں ایک یہ خبر بھی نمایاں سرخیوں کے ساتھ زینت بنی تھی کہ نجکاری کمیشن کے بورڈ کا تیسرا اور اہم اجلاس گزشتہ دِنوں چیئرمین کمیٹی اور وزیر محنت محمد زبیر کی صدارت میں منعقد ہوا اِس خبر کے مطابق نجکاری کمیشن نے اِس موقع پر کہا کہ حکومت مُلک کی معاشی حالت کو جلد از جلد بہتر بنانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اور ہمارے ہر دلعزیز مگر بزنس مائنڈڈ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر خزانہ (جو وزیر اعظم کے انتہائی قریبی رشتے دار بھی ہیں یہ دونوں مل کر) 11 سرکاری اداروں کی جلد نجکاری چاہتے ہیں اور اِس سلسلے میں یہ دونوں حضرات تمام تر قانونی کارروائی کو مکمل کرنے کے شدت سے خواہاں ہیں۔اَب ایسے میں ہمارے وزیر اعظم سرکاری اداروں سے ملازمین پر عائد پابندی ختم کرنے کی بات بھی کر رہے ہیں تو دوسری طرف مُلک کے گیارہ سرکاری اداروں کی جلد نجکاری بھی چاہتے ہیں ...کیا اِس موقع پر قوم اور قوم کے بے روزگار نوجوان یہ نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ ''کیا اقتدار ملنے کے بعد ہمارے بزنس مائنڈڈ وزیر اعظم ملازمتیں باٹنے اور ملازمین کو نکالنے سمیت قومی اداروں کی نجکاری کے معاملے میں بوکھلاہٹ کے شکار نہیں ہو گئے ہیں..؟اور کیا یہ وزیر اعظم میاں نواز شریف اور اِن کی حکومت کا کھلا تضاد نہیں ہے کہ یہ ایک طرف تو بے روزگار نوجوانوں کو سرکاری اداروں میں عارضی ملازمتیں مہیا کر رہے ہیں تو دوسری طرف اِن ہی اداروں کی نجکاری بھی کرنا چاہتے ہیں تو پھر اللہ ہی بچائے ہمارے ایسے جمہوری وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی دس ماہ کی حکومت سے جس نے

!! ابھی تک اپنے ہی مفادات اور فائدوں کا سوچا ہے۔۔۔۔

پاکستانیوں کے ہاتھوں کی لکیروں میں آمریت زیادہ اور جمہوریت کم ہے..؟

ہم پاکستانی بھی بڑے عجیب لوگ ہیں ...؟جو پہلے درجے کے بے وقوف ہو کر بھی دوسروں کو بد عقل ، بد تمیز اور بے وقوف سمجھتے ہیں.. حالانکہ ایسی اور بھی بہت سی خامیاں ہم میں درجہ بدرجہ موجود ہیں، اگر ابھی جنہیں میں گنوانے بیٹھ جاؤں تو میرا سارا کالم ہی اِسی پر ختم ہو جائے اور میں وہ نہ لکھ سکوں آج جو میں لکھنا چاہتا ہوں۔
بہرحال ...! ہماری ایک سب سے بڑی خامی یہ بھی ہے کہ ہم اپنا احتساب کرنا نہیں چاہتے ہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے گریبان میں جھانکا گوارہ نہیں کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جتنا وقت ہم اپنے عیب تلاش کرنے میں لگادیں گے اُتنے ہی وقت میں ہم سامنے والے کے کئی عیبوں کو دوسروں تک پہنچادیں گے،اَب ایسے میں ذرا سوچو کہ جب ہماری ایسی منفی سوچ ہو جائے تو پھر بھلا کون ظالم ہوگا...؟جو اپنے ہی گریبان میں جھانکے اور خود ہی اپنے عیبوں کو دوسروں کے سامنے روشناس کرائے۔
سُو...! آج مجھ سمیت میری ساری پاکستانی قوم اِس راستے پر چل رہی ہے جس

پر چل کر ہم نہ تو خود کو سنبھال پا رہے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کو اچھائی کا موقعہ فراہم کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں ،بلکہ آج تو حد یہ ہے کہ ہم دیدہ ودانستہ اپنی اچھوتی اور غیر اخلاقی حرکتوں سے معاشرے کو منفی سوچ اور منفی راستوں کی جانب لے جا رہے ہیں،اَب ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم اپنی اصلاح نہیں کرنا چاہتے ...؟مگر کیا کریں...؟آج افسوس ہے کہ ہم مجبورہیں کیوں کہ ہم خود اپنی اصلاح کرنے سے قبل سامنے والے کو دیکھتے ہیں، اوراِس سے اپنا موازانہ کرتے ہیں ،اور کہتے ہیں کہ کیا میں نے معاشرے اور مُلک اور خود کو سنبھالنے کا کوئی ٹھیکہ تونہیں لے رکھا ہے ...؟کیا ایک میرے ٹھیک ہونے سے معاشرہ اور مُلک ٹھیک ہو جائے گا...؟اوراِس پر خود ہی یہ تاویلیں بھی پیش کرتے پھرتے ہیں کہ جب تک میرا سامنے والا ٹھیک نہیں ہو گا تو نہ میں ٹھیک ہوں گا اور نہ معاشرہ اور مُلک درست سمت میں گامزن ہو سکے گا اور پھر روزانہ یوں اور میری قوم کا ہر فرد یہ سوچ کر اُسی ڈگر پر چل پڑتے ہیں جو ہمیں پستی اور گمانی کی جانب لے جا رہا ہے۔

جبکہ اکثر میں سوچتا ہوں کہ آخر ہم کب تک ایسا کرتے رہیں گے..؟اور کب ہم پہلے خود کو سُدھرانے کے کلیے پر عمل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کریں گے..؟اور کب ہماری قوم میں ایسی مثبت اور تعمیری سوچ پیدا ہو گی کہ ہم عملی طور پر کسی مثبت سوچ و عمل کا مظاہرہ کرکے اپنے معاشرے اور مُلک کو دُرست سمت میں لے

جانے کا عزم کریں گے۔۔؟ مگر جب میں اپنے اور اپنے کسی دوسرے (خواہ حکمران ہوں، سیاستدان ہوں، قومی اداروں کے سربراہاں ہوں یا کوئی عام پاکستانی شہری ہو) کا ہاتھ اور اِس کے ہاتھ میں موجود آڑی ٹیڑھی ترچھی اُوپر سے نیچے اور نیچے سے اُوپر کی جانب آتی جاتی لکیروں کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے مجھ سمیت میری قوم کے ہاتھوں کی لکیروں میں عقل مندی، ہوش مندی، مثبت سوچ اور اجتماعیت کے فوائد والی لکیر ہی نہیں ہے، اور اگر ہے تو یہ کہیں گم ہو کر رہ گئی ہے تو ایسے میں مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دنیا کی دیگر قوموں کے ہاتھ میں پائی جانے والی اچھائیوں کی لکیروں کی جگہہ میری قوم کے ہاتھ میں "بے وقوفی، بدعقلی، مکاری، جھوٹ وفریب اور دھوکہ دہی، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری، دہشت گردی، اقرباء پروری اور مار کٹائی" کی لکیروں کا جنکشن موجود ہے، جو مجھ سمیت کسی کو اِن بدی اور گمانی کے راستوں سے نکلنے ہی نہیں دیتا ہے، ہم نکلنا بھی چاہیں تو گھوم پھر کر دوبارہ اُسی مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں سے فرار کا راستہ ڈھونڈھا تھا یا پھر خود یہ راستے ہمارا پیچھا کرتے ہوئے ہمارے دل ودماغ میں آن گھستے ہیں اور یوں ہم اپنی سوچ اور خواہشات کو بدی کے سانچے میں ڈھال کر اپنے معاشرے اور مُلک میں ہر قسم کی بدی اور بداخلاقی کا عملی مظاہرہ کرتے پھرتے ہیں۔

افلاطون کا کہنا ہے کہ ہر شخص عقل وفراست رکھتا ہے مگر ہر شخص عقل وفراست سے

کام لینا نہیں چاہتا" آج بد قسمتی سے میں اور میری قوم افلاطون کے کہے پر پورا اُتر رہے ہیں، حالانکہ ہم اپنی عقل وفراست کو بروئے کار لائیں تو اپنے تمام مسائل کا حل نکال سکتے ہیں، عقل اور فہم وفراست سے متعلق اہلِ علم کا یہ بھی کہنا ہے کہ لوہا صرف لڑائی کے وقت سونے سے بہتر سمجھا جاتا ہے مگر عقل ہر جگہہ اور ہر وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔ سو آج میرے مُلک کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہاں اور میری جذباتی قوم کے ہر فرد کو عقل وفراست کا استعمال کرتے ہوئے، آج بس ایک مرتبہ اپنے ہاتھ کی لکیروں کا بغور موازانہ کرنا ہوگا، اور اپنے ہاتھ میں موجود عقل وفراست کی لکیر کو تلاش کرنا ہوگا، آج اور ابھی ہم سب کو اپنے کسی ذاتی فائدے اور ذاتی انا کے خول سے نکلنا ہوگا اور اپنے اپنے جذبات کو ایک طرف رکھ کر پرویز مشرف کی رہائی سمیت مُلک کو دہشت گردی اور توانائی کے بحرانوں اور خارجہ پالیسی جیسے درپیش دیگر مسائل کے حل کے لئے مصالحتاً صحیح مگر اپنا اپنا کردار اپنی اپنی عقل وفراست سے ادا کرنا ہوگا، تاکہ ہم سے وہ کام ہوجائے جس سے مُلک میں جمہور اور جمہوری عمل پروان چڑھے اور مُلک ایک دُرست سمت میں ترقی کرے اور اِس کی معیشت مستحکم ہو، ورنہ یہ یاد رہے کہ آج ہماری بد عقلی، ہماری بے وقوفی اور ہمارا ذرا سا جذباتی فیصلہ اچھی بھلی جمہوری بساط کو پلٹ سکتا ہے اور حکمرانوں کے پچھلے دِنوں (مشرف سے متعلق) کئے جانے والے ایک فیصلے کی وجہ سے پھر کسی آمر کے ہاتھ میں چھپی آمریت کی لکیر اُبھر جائے اور وہ وقت کے کسی آمر کو

جمہور اور جمہوریت کے قتل کے لئے اُکسادے اور آمر مجبور ہو کر جمہور اور جمہوریت کو ایک طرف رکھ کر اپنی آمریت کا جھنڈا گاڑ دے تو سوچو ایسے وقت کو جب ایسا ہو جائے گا تو پھر کیا ہو گا. ؟ ویسے بھی ہماری 67 سالہ ملکی تاریخ اور قوم کے ہاتھوں کی لکیروں میں آمر کی آمریت زیادہ اور جمہوریت کی عمر کم ہے۔ (ختم شُد)

عابد شیر علی کا انتقامی اقدام کراچی کی 350 میگاواٹ بجلی روک دی؟؟؟

وفاق کی کراچی کو اندھیرے ڈبونے کی سازش 350 میگاواٹ بجلی بند کردی گئی ہے
کیوں...؟؟
اَب یہ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ جس طرح مشرف کے معاملے سمیت کراچی کے استعمال کے لئے کے الیکٹرک کو 350 میگاواٹ ملنے والی اضافی بجلی ن لیگ روکنا چاہ رہی ہے تو ہر پاکستانی ن لیگ کے اِس فیصلے سے متفق بھی ہو اور یہ بھی تو کوئی لازم نہیں ہے کہ جنرل (ر) پرویز مشرف کو بیرون ملک جانے سے روکنے والے ن لیگ کے سیاسی حربوں کو کوئی سمجھ نہیں رہاہے اور اِس پر ایسا بھی نہیں ہے کہ ن لیگ والوں کی اِس غیرانسانی اور غیر اخلاقی حرکت پر مشرف کے چاہنے والے اور اِسی طرح ن لیگ ہی کے ایک شیر میرا مطلب ہے کہ وزیر مملکت.برائے پانی و بجلی عابد شیر علی کی جانب سے کے الیکٹرک کو ملنے والی 350 میگاواٹ بجلی کی کٹوتی پر کوئی احتجاج بھی نہ کرے۔
اگرچہ آج وزیر مملکت.برائے پانی و بجلی عابد شیر علی جو ہمارے.بزنس مائنڈڈ صنعت کار وزیراعظم میاں نواز شریف کے قریبی رشتے دار بتائے جاتے ہیں اِن کی

سوچ بھی تاجروں جیسی بن گئی ہے یعنی یہ کہ جب سے وزیراعظم نے عابد شیر علی کو پانی وبجلی کا قلمدان سونپاہے تب ہی سے عابد شیر علی بھی تاجر بن گئے ہیں اوراپنی وزارت سے متعلق ایک ایک کوڑی کاحساب رکھتے ہیں اور ایک ایک پائی کو دانت سے پکڑنے لگے ہیں،اِس سے قطع نظرکہ آنے والے وقتوں میں عابدشیر علی کے ایسے کسی عمل سے عوام پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے حوالے سے کیااور کیساتاثراُبھرے گا...؟آج شایداِس کی تو عابد شیر علی کو کوئی پرواہ نہ ہو... مگرراقم الحرف کوایسالگتاہے کہ جیسے عابدشیر علی کو سیاسی وغیرسیاسی، اخلاقی وغیراخلاقی اور معاشی اور غیر معاشی طورپراُن اہداف تک پہنچناہے اِنہیں جس کا وزیراعظم نے ٹاسک دیاہے اور یہی وجہ ہے کہ آج پوری تن دہی سے عابدشیر علی اِس پر کاربند دکھائی دیتے ہیں۔

آج یقیناًیہ وزیر مملکت برائے پانی وبجلی کا ہی دل گردہ ہے کہ گزشتہ دِنوں جن جواز کی بنیادوں پر وزیراعظم میاں نواز شریف کے خاص الخاص وزیر مملکت برائے پانی وبجلی عابدشیر علی نے کے الیکٹرک کو ملنے والی اضافی 350 میگاواٹ بجلی روک دی ہےاِس سے یہ ظاہر ہوتاہے کہ مجموعی طورپر یہ نہ ن لیگ چاہتی ہے اور نہ ہی وزیر مملکت برائے پانی وبجلی عابدشیر علی ہی چاہتے ہیں کہ کراچی اور کراچی کے لوگ سکون سے رہیں اور مُلک کے اِس تجارتی حب میں ترقیاتی عمل جاری رہے، اور شایداِسی بنیادپراِنہوں نے سندھ حکومت پر 52ارب کی

نادہندگی کا الزام لگا کر کراچی کے لئے اضافی 350 میگاواٹ ملنے والی بجلی روک دی ہے، اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی ٹھونک ڈالا ہے کہ اِس کی وصولی کے لئے نوٹس بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔

جبکہ کے الیکٹرک نے وزیرِ مملکت برائے پانی و بجلی عابد شیر علی جو اِن دِنوں شیر کی طرح دہاڑیں مارنے میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اِن کی جانب سے لگانے جانے والے تمام الزامات کو گمراہ کن اور حقیقت کے برعکس قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ وزیر مملکت کی جانب سے ہمیشہ کے الیکٹرک کو غلط تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے کے الیکٹرک کے ترجمان نے سینہ ٹھونک کر میڈیا پرسنز سے کہا ہے کہ کراچی کو وفاق اضافی بجلی نہیں دے رہا ہے اور نہ ہی کے الیکٹرک نے کوئی اضافی بجلی استعمال کی ہے اِس پر ترجمان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وزیر مملکت کو اپنی اصلاح کرلینی چاہئے اور اِنہیں بیجا کے الیکٹرک کو غلط تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے ترجمان کے الیکٹرک کے مطابق کے ای ایس سی معاہدے کے تحت بجلی لے رہی ہے کوئی اضافی بجلی نہیں لے رہی ہے جو بجلی لے رہی ہے باقاعدگی سے اِس کا بل ادا کیا جاتا ہے"۔

اَب کے الیکٹرک کے ترجمان کی وضاحت کے بعد وزیرِ مملکت برائے پانی و بجلی عابد شیر علی جی کے پاس کوئی جواز نہیں رہ جاتا ہے کہ وہ دائمی معاہدے کے تحت

کے الیکٹرک کو ملنے والی 350 میگاواٹ کی بجلی روکیں یا کسی کو روکنے کے احکامات جاری کریں اور اپنے اختیارات کا بیجا استعمال کرتے ہوئے کے الیکٹرک کو معاہدے کے تحت ملنے والی بجلی کی کٹوتی کے لئے ڈرائیں یا دھمکائیں، اگر وہ پھر بھی ایسا کرتے ہیں تو کیا اِس سے یہ مطلب لیا جائے کہ وہ کراچی کو اندھیرے میں ڈبو کر اِسے شہرِ خموشاں بنانا چاہتے ہیں یا اِسے اِس کے عزاز" روشنیوں کے شہر" سے محروم رکھ کر اِس کے کارخانوں، صنعتوں ، بازاروں ، محلوں، گلی کوچوں اور گھروں کو بھوت بنگلوں میں تبدیل کردینا چاہتے ہیں، یا کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وزیر مملکت برائے پانی و بجلی مسٹر عابد شیر علی سندھ میں پی پی پی اور ایم کیو ایم کی کم ہوتی دوریوں سے خوفزدہ ہیں اور اِن کی پریشانیوں میں اضافہ کرنے کے لئے اپنا یہ حربہ استعمال کررہے ہیں تاکہ یہ مشکلات اور پریشانیوں کا شکار رہیں اور اِس طرح سندھ اور بالخصوص کراچی ترقی نہ کرپائے۔

یوں جب سے وزیر مملکت برائے پانی و بجلی عابد شیر علی کی جانب سے یہ اعلان ہوا ہے تب ہی سے کراچی کے بہت سے حصوں میں اعلانیہ اور غیر اعلانیہ تو شہر کے بعض علاقوں میں کہیں مینٹیننس تو کہیں فالٹ کا بہانہ بنا کر کے الیکٹرک کے ذمہ داروں نے طویل دورانئے کی لوڈشیڈنگ شروع کردی ہے آج 6 اپریل اتوار کا دن ہے اِس کے باوجود بھی کے الیکٹرک نے صبح 9:45 سے شام 6 بجے تک بغیر کسی پیشگی

اعلان واطلاع کے گرڈ اسٹیشن پر مینٹیننس کے بہانے گھریلو صارفین کی بجلی بند رکھی ہوئی ہے جس سے صارفین بجلی کو شدید ذہنی اور جسمانی اذیتیں اُٹھانی پڑیں ہیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ کے الیکٹرک اپنے اِس عمل سے اپنے صارفین پر یہ اثر چھوڑنا چاہ رہی ہے کہ ہم تو اپنے صارفین کے ساتھ مخلص ہیں مگر مرکزی حکومت یہ نہیں چاہتی ہیں کہ کراچی کے عوام کو پوری بجلی ملے اور کراچی ترقی کرے۔

بہرحال . . . ! موجودہ حالات میں ہم سب کو یہ بات مان لینی چاہئے کہ آج جو اور جیسا نظر آرہا ہے درپردہ اِس کے ذمہ دار ہم ہی تو ہیں . . ؟اور اَب ایسے میں اِس سے بھی اِنکار نہیں ہے کہ ہم خود کو سُدھارنا بھی نہیں چاہتے ہیں، جبکہ آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں، ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو اپنی بہتری کے لئے سنجیدگی سے سوچنا چاہئے تھا کہ ہم موجودہ حالات میں ایسا کیا کچھ اچھا کرجائیں جس کی وجہ سے ہم اپنے اور اغیار کے پیدا کردہ مسائل سے نجات پاءیں مگر آج افسوس یہ ہے کہ ہم سب دانستہ دانان بنے ہوئے ہیں اور سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی اپنی تباہی و بربادی کے اُس اندھیرے کنوئیں میں گرے ہوئے ہیں اگرجہاں سے نکلنے کی ہم سب اجتماعی کوششیں کریں تو ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم نکل نہ پاءیں مگر شاید ہمارے ہی درمیان موجود کچھ ہمارے اپنے اور کچھ اغیار کی گودوں میں لولی پاپ کے مزے لیتے اُن کے حواری یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہم اِس

اندھیرے کنوئیں سے نکلیں اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر اپنی خودی کو پہچانیں اور پھر ہم اِس طرح دنیا میں اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے جھنڈے گاڑیں، آج یہ بات تو ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے کرتا دھرتا سربراہوں کو سوچنے کی ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ ایسا کیوں سوچ نہیں رہے ہیں...؟

آرمی چیف کا زبردست ردِ عمل ایسا ہی ممکن تھا، حد ہو گئی تھی ...؟؟؟

بھلا کسی بھی چیز کی زیادتی اور کسی بھی رویئے کی کوئی حد ہوتی ہے..؟اور جب حد سے باہر ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ آرمی چیف کی جانب سے زبردست ردِ عمل سامنے آیا اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حالات میں جنرل راحیل کا جو ردِ عمل آیا ہے ایسا ہی ممکن تھا اور اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ موجودہ حکومت کے آج جس طرح دو وفاقی وزراء خواجہ آصف اور خواجہ سعد رفیق سمیت دیگر حکومتی اور اپوزیشن کے اراکین ہمارے سب سے زیادہ مقدس اور قابلِ بھروسہ ادارے افواج پاک کے حوالے سے ملکی ایوانوں میں بیٹھ کر اور پبلک مقامات اور ٹی وی چینلز پر پاک فوج سے متعلق جاری بحث ومباحثوں میں چیخ چیخ کر اپنی گفتگوؤں میں تنقیدوں کے نشتر چلا رہے ہیں وہ کسی بھی صورت میں درست قرار نہیں دیئے جا سکتے ہیں۔ اَب جبکہ اِس کے برعکس پاک فوج کی طرف سے جیسا ردِ عمل سامنے آیا ہے اِس کا ایسا آنا ہی ممکن تھا وہ تو دیر ہو گئی ہے ورنہ یہ سب کچھ تو بہت پہلے ہی ہو جانا چاہئے تھا، یعنی یہ کہ جب پہلی مرتبہ جمہوریت کے لبادھے میں لپٹے کسی بد عقل نے اپنی کسی انجانی قربانی میں مبتلا ہو کر اِتراتے ہوئے فوج کو ہدفِ تنقید بنانے کے لئے اپنی زبان ہلائی تھی اور اپنے لب کھولے تھے اگر اُسی وقت

ہی فوج ایسے اِنسان کو گُدی سے دبوچ لیتی تو یہ نوبت ہی نہیں آتی ... جیسی آج آگئی ہے اور سب کچھ ٹھیک طرح سے چل رہا ہوتا... مگر آج پاک فوج کی جانب سے جیسا سخت ردِ عمل سامنے آیا ہے موجودہ حالات میں ایسا ہی سب ممکن تھا..اور گزشتہ دنوں جنرل راحیل کی زیرِ صدارت کور کمانڈرز کانفرنس بھی ہوچکی ہے دیکھئے اِس میں کیا فیصلے کیے گئے ہیں اِن کے ثمرات بھی آنے والے دنوں میں سامنے آجائیں گے اور اَب اِس پر کسی ایوان کی جانب سے کسی ردِ عمل کا سامنے آنا یقیناآپس میں مزید دوریاں بڑھانے کے مترادف ہوگا۔

بہر حال ...! گزشتہ دِنوں غازی تربیلہ کے مقام پر اسپیشل سروسز گروپ (ایس ایس جی کمانڈوز)کے ہیڈ کواٹر کا ہنگامہ دورہ کرتے ہوئے پاک فوج کے سپہ سالارِ اعظم چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف نے ایس ایس جی کے افسروں اور جوانوں کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور دہشت گردوں کے خلاف کارروائیوں میں اُن کی کامیابیوں کو سراہا اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے بعض عناصر کی جانب سے دوسرے ممالک کی مثال اور سابق جنرل (ر) پرویز مشرف کے عدالتی کیس کو سامنے رکھتے ہوئے افواج پاک پر مسلسل کی جانے والی تنقیدوں پر سخت ردِ عمل کا بھی اظہار کیا ہے اور اِس موقع پر اُنہوں نے پاک فوج پر کی جانے والی تنقیدوں کو بھرپور انداز سے نہ صرف غیر ضروری قرار دیا بلکہ اِسے پوری قوت سے رد بھی کیا اور پاک فوج میں پائی جانے والی ہر قسم کی بے چینی

اور تحفظات کو بھی دور کرتے ہوئے جنرل راحیل شریف نے والہانہ انداز سے کہاکہ "موجودہ صُورتحال میں مُلک اندرونی اور بیرونی مشکلات سے دوچار ہے، پاک فوج تمام اداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اپنے ادارے کے وقار کا بھی ہر حال میں تحفظ کرے گی، فوج نے مادرِ وطن کے تحفظ اور سلامتی کے لئے قربانی دینے سے نہ کبھی دریغ کیااور نہ کرے گی اُنھوں نے کہاکہ پاک فوج مُلکی تعمیروترقی میں بھی نمایاں کرداراداکرتے رہے گی"یوں میں یہ سمجھتاہوں کہ افواج پاک کے اپنے حوالے سے پُرعزم موقف کے سامنے آتے ہی بہت سوں کے غباروں کی ہواخود نکل گئی ہوگی مگر اِس کے بعد بھی کوئی کسی خوش فہمی میں مبتلارہے تو پھر کیا یہ سمجھ لیاجائے کہ وہ نہ صرف اچھے بھلے چلنے والے سسٹم کا دُشمن ہے بلکہ وہ یہ بھی نہیں چاہتاہے کہ قوم کے مزاج میں ٹھیراؤآئے اور قوم اداروں کی لڑائیوں سے نکل کر اپنی ترقی اور خوشحالی کی کوئی راہ متعین کرنے میں آزاد ہو۔

اَب ایسے میں جہاں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو وہیں اِن سوالات کے آنے والے جوابات بھی بڑی اہمیت کے حامل ہوں گے کہ ہماری موجودہ دس ماہ کی حکومت سے تعلق رکھنے والے کچھ اراکین اور وزراء کس کے کہنے اور کس کے اُکسانے پر مسلسل افواج پاک کے پاک وپوتر کردار کو ہدفِ تنقید بنارہے ہیں..؟؟سب سے پہلے تواِس بات کا پتہ لگایاجائے اور پھر بالخصوص یہ بھی معلوم کیا جائے کہ

پچھلے کئی دِنوں سے وفاقی وزراء (بالخصوص صرف دوخواجگان) خواجہ محمد آصف اور خواجہ سعد رفیق نے جس طرح سابق آرمی چیف جنرل (ر) پرویز مشرف کے عدالتی کیس کے حوالے سے سخت لب و لہجہ اور زبان استعمال کی ہے اِس کی بھی کیا وجوہات ہیں اور وہ صرف ایک مشرف کی ذات کو تنقید کا نشانہ بناتے بناتے ساری فوج کے کردار کو کیوں تنقیدوں کے خنجر سے زخمی کر رہے ہیں..؟اور اِس طرح یہ اپنے کن اہداف کو حاصل کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہ رہے ہیں..؟اَب اِس پر یقیناآج پاک فوج کی جانب سے جیسا ردِ عمل سامنے آیا ہے کہ یہ سب ایک انتہائی صبر آزماامتحان کے بعد ہوا ہے۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے اپنے انتہائی فہم وفراست اور تدبر سے لبریز لب و لہجے میں جس طرح سے اپنے سخت ردِ عمل کا اظہار کیا ہے اَب آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے اِس ردِ عمل کو سمجھنا اور اِس سے مطالب عکس کرنا جہاں دونوں خواجگان خواجہ آصف اور خواجہ سعد رفیق) پر لازم آتا ہے تو وہیں اِن کے پارٹی کے دیگر اراکین) اور اِن کے پارٹی کے سربراہ اور مُلک کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو بھی یہ ضرور چاہئے کہ وہ آرمی چیف کے اِس ردِ عمل کو جمہوری حد متعین کرنے کے لئے بہت جائیں اور اپنے وزراء واراکین پارلیمنٹ اور اپنی حکومت میں شامل اتحادی جماعتوں کے اراکین کو بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھائیں کہ وہ افواجِ پاک پر بیجا کی جانے والی تنقیدوں کے سلسلے کو فوری

طور پر بند کردیں اور ماضی قریب میں جس جس نے پاک فوج پر تنقید کا کوئی ایک لفظ بھی کہا ہے یا آئندہ کچھ کہنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اِس پر معافی مانگیں ورنہ ... کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ جمہوری حامیوں کی مسلسل غلطیوں کی وجہ سے پھر وہ ہوجائے جس کا کوئی تصور بھی نہ کرسکے...؟؟؟؟ اور اچھی بھلی ہاتھ آئی جمہوری چڑیا موقع ملتے ہی پُھر کرکے اُڑجائے یا اِسے پھر کوئی آمر پکڑ کر ایسا قید کرلے کہ اِسے چھڑانے کے لئے جمہوری پجاری مدتوں اپنے اپنے بھجن گاتے رہیں مگراِس کا آمر پر کوئی اثر نہ ہو، تو موجودہ حالات میں بس ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ کوئی فوج کے کردار پر تنقید نہ کرے کیوں کہ ابھی جمہوریت اور جمہوری پجاریوں کے پنڈتوں کے کردار خود قابلِ اصلاح ہیں وہ اِس کے لئے جمہوری پجاری اپنا پورا ٹیکس ادا نہ کرکے خود قومی مجرم ہیں تو پھر وہ کس منہ سے مُلک کے سب سے بڑے اور قابلِ احترام ادارے کو تنقید کا نشانہ بنارہے ہیں۔

اَب کوئی یہ نہ کہے کیسے مان لوں۔۔۔؟؟؟

اَب حکومت وٹی ٹی پی پتہ لگائے دہشت گردی اور بم دھماکے کون کررہاہے۔۔؟؟
اَب یہ کوئی نہ کہے کہ یہ میں کیسے مان لوں ۔۔۔؟؟کہ حالیہ دِنوں میں میرے مُلک میں ہونے والی دہشت گردی اور بم دھماکوں میں یہ نہیں بلکہ کوئی اور ملوث ہے۔۔۔؟مگراَب بحیثیت مسلمان اور اپنے ایمان کی اساس کے تحت مجھ سمیت ہم سب کو یہ مان لیناچاہئے کہ آج جو لوگ دہشت گردی اور بم دھماکوں سے انکاری ہیں یہ ہوگئے ہیں یا ہورہے ہیں۔۔۔ وہ بھی مسلمان ہیں اور ایسے مسلمان جو ماضی میں بھولے بھٹکے کچھ کیابھی کرتے تھے تواِسے خود تسلیم بھی کرلیاکرتے تھے اور آج یہ ایک اچھی بات ہے کہ حالیہ دِنوں میں میرے مُلک میں پیش آئے دہشت گردی کے واقعات کی یہی لوگ کُھلم کُھلامخالفت بھی کررہے ہیں جو کہ ہر لحاظ سے قابل تعریف عمل ہے، اور اَب ایسے میں ہمیں بھی ہر قسم کے شک وشبہات سے پاک ہوکر یہ بات تسلیم کرلینی چاہئے کہ آج جو لوگ دہشت گردی کے انکاری ہیں یہی اِن کا وہ سچ ہے جسے مدتوں سے قوم اِن کے اپنے منہ سے سُننے کی خواہشمند تھی اور آج یہ سب سچ ہوگیاہے جب کالعدم تحریک طالبان

پاکستان کے مرکزی ترجمان شاہداللہ شاہد نے میڈیا کے لئے جاری کئے گئے اپنے ایک بیان میں پچھلے دِنوں سبی ریلوے اسٹیشن اور راولپنڈی اسلام آباد کے علاقے میں پیرودھائی سبزی وفروٹ منڈی میں ہونے والے بم دھماکوں اور حملوں کی شدید مذمت کی ہے اور اِن واقعات سے مکمل طور پر لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے بِلااِشتباہ اور بلااکراہ واجبار کہاہے کہ" ہم جنگ بندی کے اعلان پر قائم ہیں ، عوامی مقامات پر حملوں میں بے گناہ لوگوں کی اموات افسوسناک ہیں ، اسلام میں ایسے حملے ناجائز اور حرام ہیں، ایسے حملوں میں خفیہ ہاتھ کے ملوث ہونے کو نظرانداز نہیں کیاجاسکتاہے، ماضی میں بھی تحریک طالبان کے نام پر کئی شہروں میں دھماکے کئے گئے، پاکستان کے باشعور عوام کو واضح ادراک ہوناچاہئے کہ عوامی مقامات پر ہونے والے حملوں میں کون عناصر ملوث ہیں" اَب ایسے میں ٹی ٹی پی کی جانب سے آنے والے اِس وضاحتی بیان کے بعد ہر صُورت ہمیں بھی کھلے دل ودماغ سے یہ تسلیم کرلیناچاہئے کہ ہمارے یہاں حالیہ دِنوں میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے درپردہ یہ لوگ قطعاً ملوث نہیں ہوسکتے ہیں ،یقیناحالیہ واقعات کے پیچھے کوئی اور ملوث ہے اَب جن کا پتہ لگانابہت ضروری ہوگیاہے۔

جیساکہ گزشتہ چالیس دِنوں میں آٹھ دس حملوں کے علاوہ کوئی ایساواقعہ رونمانہیں ہواہے جِسے ٹی ٹی پی نے قبول کیا ہو، یوں آج الحمدللہ ...!! یہ

یقیناحکومت اور ٹی ٹی پی کے درمیان کامیاب ہوتے مذاکرات کے ہی ثمرات ہیں جن کے تحت میرے اور آپ کے دیس میں امن کے قیام کی کرنیں روشن ہونی شروع ہوگئیں ہیں،اَب اِس حوصلہ افزاپیش رفت سے یقینی طور پر حکومت وٹی ٹی پی اور قوم کو بھی یہ قوی اُمید پیدا ہو گئی ہے کہ اَب بہت جلد سب کی کوششوں سے مُلک میں دیرپاامن اور دائمی سکون پیدا ہوجائے گا،اور ہم سب کامُلک پاکستان بھی معاشی استحکام کے دور مکمل کرکے ترقی وخوشحالی کے راستوں پر چل نکلے گا، جس کی ہم سب کو مدتوں سے پیاس تھی۔

اگرچہ حالیہ دِنوں میں مُلک میں دہشت گردی کے پیش آئے دوالمناک واقعات نے حکومت وٹی ٹی پی اور قوم کوایک ایسے امتحان سے دوچار کردیاہے کہ جس کا حل فوری طور پر نکالناسب کی ذمہ داری ہے اوراَب اُن عناصر تک پہنچنابہت ضروری ہوگیاہے جو مُلک میں دہشت گردی کرکے ٹی ٹی پی کی امن پسندی اور مفاہمتی وقار کو مجروح کرناچاہتے ہیں اوراِس طرح یہ عناصر مُلک میں دہشت گردی اور انارگی پھیلاکر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں،اِن کا قلع قمع کرناجہاں حکومت اور قانون نافذکرنے والوں کی ذمہ داری ہے تو وہیں راقم الحرف کا خام خیال یہ ہے کہ اُن عناصر کا جو سبی ریلوے اسٹیشن اور راولپنڈی کی فروٹ وسبزی منڈی میں پیش آئے دہشت گردی اور بم دھماکوں میں ملوث ہیں کاپتہ لگانااَب ٹی ٹی پی کی بھی اولین ترجیحات میں شامل ہونا چاہئے تاکہ

ٹی ٹی پی دنیا کو یہ بتا سکے کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے درپردہ کون سے عناصر ملوث ہیں..؟ جو پاکستان میں ٹی ٹی پی کا نام لے کر دہشت گردی کر رہے ہیں،اَب موجودہ حالات میں ٹی ٹی پی کے ہاتھ بھی اچھا موقع آگیا ہے کہ وہ قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے کچھ کرلے اور اُن عناصر کا قلع قمع کروادے جو اِسے بدنام کرنے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتے ہیں۔

آج جہاں سبی ریلوے اسٹیشن اور اسلام آباد کے علاقے پیرودھائی سبزی منڈی کے یہاں دہشت گردی کے واقعات پر ساری قوم افسردہ ہے اور دہائی دے رہی ہے کہ اِن واقعات میں ملوث عناصر کا جلد سراغ لگا کران کی حیات تنگ کردی جائے تو وہیں مُلک کے سیاستدان اور دانشوانِ قوم وملت کے ساتھ ساتھ امریکا اور دنیا کے دیگر ممالک بھی پاکستان میں حالیہ ہونے والی دہشت گردی پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں، جبکہ اسلام آباد پولیس نے فروٹ منڈی بم دھماکے کا مقدمہ درج کرلیا ہے اور اپنی تحقیقات شروع کردی ہے ،اور اِسی طرح اُدھر حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بھی اپنے اِس عزم کو دہراتے ہوئے ایک مرتبہ پھر یہ اعلان کیا ہے کہ عوام کی جان و مال کا تحفظ ہر قیمت پر یقینی بنایا جائے گا، مگر افسوس ہے کہ دونوں (حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں) نے اِس کا کوئی ٹائم فریم نہیں دیا ہے کہ یہ ایسا کب تک ممکن کرسکیں گے..؟مگر بس اِن کا اِس موقع پر یہی کہنا ہے کہ یہ عوام کی جان و مال کا تحفظ اور

کریں گے؟؟؟؟۔ (ختم شُد.......)

کالے قانون تحفظِ پاکستان بل کی عجلت میں منظوری باعث تشویش ہے

کیا حکومت تحفظِ پاکستان آرڈیننس پر اپوزیشن کے تحفظات ختم کرپائے گی۔۔۔؟
آج بہت سوں کے نزدیک قومی اسمبلی سے تحفظِ پاکستان آرڈیننس کی منظوری کی بات کچھ بھی نہیں ہے اور کچھ کے خیال میں یہ بات بہت بڑی ہے، جن کی نظر میں یہ بات کچھ بھی نہیں ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کیوں کہ اُن کی حکومت ہے اور یہ جو اور جیسا چاہیں۔۔۔؟ کرتے پھریں اِنہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یوں یہ سوچ کر اُنہوں نے تحفظِ پاکستان آرڈیننس /بل پیش کیا اور اِسے اپنی مرضی سے خود ہی منظور بھی کروالیا اور جن کے نزدیک یہ بہت بڑا مسئلہ تھا آج اُن کا خیال یہ ہے اور اِسی طرح وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ بات بڑی حد تک باعث تشویش محض اِس لئے ہے کہ "تحفظِ پاکستان آرڈیننس یا بل جسے غیر قانونی اور غیر اِنسانی کالا قانون بھی کہا جارہا ہے اِسے حکمران جماعت نے اپنی سیف سائیڈ کرتے ہوئے بنایا ہے اور پھر اِس کی منظوری بھی انتہائی عجلت میں کرواکراس کی اہمیت بھی خود ہی ختم کرکے رکھ دی ہے اور یوں اِن کے نزدیک اِسے پیش کرنے والوں نے خود ہی بہت سوں کی نظر میں تحفظِ پاکستان آرڈیننس یا بل کو باعث تشویش بنادیا ہے"۔

اَب ایسے میں آج جب اِس پر ہر طرف سے سوالات اُٹھ رہے ہیں اور تنقیدیں ہورہی ہیں تو اِسے پیش کرنے والے شاید اپنی سیاسی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی کا جواب دینے کو ہی تیار نہیں ہیں اور ان سے جب کوئی تحفظِ پاکستان بل کے بارے میں اپنے تحفظات پیش کرتاہے اور اِس بل میں موجود ابہام سے متعلق آگاہی چاہتاہے تو بل پیش کرنے والے سائل کو مطمئن کرنے کے بجائے کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر اپنی بغلیں جھانکتے پھر رہے ہیں، حالانکہ اگر یہ تحفظِ پاکستان بل اتنا ہی بے داغ اور قوم وملت کے لئے باعثِ تقویت وتسکین ہے تو پھر اِسے پیش کرنے والوں کو مُلک کی تمام بڑی چھوٹی حزب اختلاف کی سیاسی ومذہبی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر پیش کرنا چاہئے تھا آج اگر ایسا ہو جاتا جس کا میں نے تذکرہ کیاہے تو پھر حزبِ اقتدار کو اپنے اِس انوکھے کارنامے پر کم از کم کسی کی تنقیدوں کا تو سامنا نہ کرنا پڑتا جیساکہ موجودہ حالات میں جن مسائل اور مشکلات کا سامنا تحفظِ پاکستان بل پیش کرنے والی جماعت اور حکومت کو ہے اِس سے تو اِس کی جان کی خلاصی ہوتی....اور آج اِس حقیقت سے قطعاً انکار ممکن نہیں ہے کہ حکمران جماعت نے اپنے تعین تحفظِ پاکستان بل جو پیش کیا ہے ،اِس کے بہت سے نکات میں قانونی سقم موجود ہیں اور یہی اپوزیشن جماعتوں کے تحفظات کی وجہ بنے ہیں ،اگرچہ اپوزیشن جماعتوں کا حکومت کے پیش و منظور کردہ تحفظِ پاکستان بل پر اپنے اپنے لحاظ سے تحفظات کا

اظہار کرنا ٹھیک ضرور ہے مگر حکمران جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ اپوزیشن کے تحفظات کو جلد دور کرے اور اپنے قومی اسمبلی میں پیش و منظور کردہ تحفظِ پاکستان بل کو حتمی کے لئے سینٹ میں لے جانے سے پہلے مُلک کی تمام اپوزیشن کی سیاسی و مذہبی جماعتوں میں پائے جانے والے شک وشبہات اور ابہام کو دور کرے اور اِسے قانونی دائرے میں لانے سے قبل سب کو اعتماد میں لے۔

جبکہ اِدھر سندھ سے تعلق رکھنے والی مُلک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں پی پی پی اور ایم کیو ایم کی جانب سے حکمران جماعت پی ایم ایل (ن) کے تحفظِ پاکستان بل پر شدید تحفظات ہیں اِن دونوں جماعتوں نے اِس پر اپنے اپنے سخت ترین تحفظات کا اظہار بھی کیا ہے موجودہ حکومت کی سب سے بڑی اپوزیشن جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کے سرپرست بلاول بھٹوزرداری نے پچھلے دِنوں سماجی رابطوں کی ویب سائٹ ٹویٹر پر اپنے ٹویٹ میں اُمید ظاہر کی ہے کہ سینیٹ بنیادی اِنسانی حقوق کے خلاف تحفظ پاکستان آرڈیننس بل مسترد کرکے صیح انداز میں اپنا کام کرے گی اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے اپنے ٹویٹ میں اِن خدشات کا بھی اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اور اگر تحفظِ پاکستان آرڈیننس اپنی موجودہ شکل میں ہی منظور ہوگیا تو یہ بہت بُرا ہوگا اور اِس طرح تو ایک دن وزیراعظم بھی گرفتار کئے جا سکتے ہیں بلاول بھٹوزرداری نے کہا ہے کہ توقع ہے کہ سینیٹ درست فیصلہ کرتے ہوئے اِس بنیادی اِنسانی حقوق کے خلاف تحفظِ پاکستان آرڈیننس کو

رد کردے گی اور اُدھر رابطہ کمیٹی لندن اور کراچی کے مشترکہ اجلاس سے ٹیلی فونک خطاب کرتے ہوئے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدالطاف حُسین نے بھی تحفظِ پاکستان آرڈیننس پر اپنے سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ ایم کیو ایم تحفظِ پاکستان بل 2014کے نام پر مسلط کئے جانے والے غیر قانونی اور غیر انسانی کالے قانون کو کسی قیمت پر تسلیم نہیں کرے گی اُنہوں نے کہاہے کہ جب تک ہماراایک بھی کارکن زندہ ہے اِس سیاہ قانون کے خلاف احتجاج جاری رہے گا۔اَب ایسے میں کہ جب تحفظِ پاکستان آرڈیننس کے حوالے سے مُلک کی دوبڑی سیاسی جماعتوں نے اپنے جن اقسام کے تحفظات کا اظہار کیا ہے اِس صورتِ حال میں جہاں اور بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو وہیں ایک یہ سوال بھی عوام الناس کے ذہنوں سے نکل کر حکمرانوں سے جواب چاہتاہے وہ سوال یہ ہے کہ "کیا حکمران جماعت قومی اسمبلی میں اپنی عددی اکثریت سے عجلت میں پیش ومنظور کردہ " تحفظِ پاکستان آرڈیننس جیسے غیر قانونی اور غیر انسانی کالے قانون پر اِن دوسیاسی جماعتوں سمیت مُلک کی دیگر سیاسی ، مذہبی اور سماجی تنظیموں اور جماعتوں کے تحفظات کو ختم کرپائے گی...؟اگر حکمران جماعت ایسانہیں کر سکتی ہے تو پھر اِس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اِس قانون سے پیداہونے والے دیگر مسائل میں پھنسنے سے پہلے اِسے واپس لے..؟؟یا پھر ایساکچھ کرے کہ تحفظِ پاکستان آرڈیننس کو بھاری اکثریت سے منظوری کے لئے مُلک کی تمام اپوزیشن جماعت کے تحفظات کو پہلے دور کرے اور پھر اِسے قابلِ اطلاق بنانے کے لئے

سینیٹ سے منظوری کروائے ورنہ ۔ ۔ ۔ ؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ حکمران جماعت غیر سنجیدگی کا
مظاہرہ کرے اور اِس کالے غیر اِنسانی قانون کو سینیٹ سے کسی گورکھ دھندے پاس
کرا کر ملک اور عوام کو مسائل و مشکلات کی دلدل سے بھرے نئے راستے پر ڈال کر
خود خاموشی سے کہیں کی کہیں نکل جائے اور عوام کے ہاتھ سوائے مسائل و مشکلات اور
پچھتاوے کے کچھ بھی نہ آئے۔ (ختم شُد)

مئی سے طاہر القادری کا حکومت مخالف تحریک کا اعلان ...؟؟11

جب حکمران کسی انجانی خوش فہمی میں مبتلا ہوں اور عوام کے حقوق نہ دے رہے ہوں ،ملک میں ڈالر کی قدر بھی گر رہی ہو، یا کسی منصوبہ بندی کے تحت مصنوعی طور پر ڈالر کی قیمت گرائی جارہی ہو، مگراِس کے باوجود بھی مہنگائی کم نہ ہو، اور عوام کو کوئی ریلیف بھی نہ مل رہاہو تو پھر ایسے میں عوام کو اپنے ظالم حکمرانوں سے اپنے حقوق چھین لینے کے لئے احتجاجی تحریک چلانے والے کے پیچھے نکلناہی پڑتاہے اور اپنے ظالم حکمرانوں کے قائم کردہ کرپٹ نظام کے خاتمے کے لئے اُس حد تک بھی جاناپڑتاہے جس کی آئین اور قانون بھی اجازت دیتاہے۔

آج ہماری موجودہ دس ، گیارہ ماہ کی حکومت کے خلاف بھی ایساوقت آن پہنچاہے کہ جب عوام ایک عرصے انتظارکے بعد سڑکوں پر نکلنے کے لئے دَم لگی دیگ کی طرح تیار بیٹھے ہیں،اورمذہبی اسکالرو انقلابی رہنمااور عوامی تحریک کے سربراہ مولاناطاہرالقادری کی قیادت میں حکومت مخالف احتجاجی تحریک کا حصہ بننے کے منتظرہیں یہ ایک ایسالمحہ ہے جس میں یہ احساس شدت اختیار کرتاجارہاہے کہ حکمرانوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے ..؟جو قومی اداروں کو کوڑیوں کے دام

فروخت کرکے قوم کا ستیاناس کرنے کے در پہ ہیں اور مُلک کے سسٹم میں کرپشن کو نئے زاویوں سے ڈالنا چاہتے ہیں اَب ایسے میں اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے باہر نکل کر کرپٹ حکمرانوں اور اِن کے قائم کردہ کرپٹ سسٹم سے چھٹکارہ پانے کی تحریک کا حصہ بننے کی تیاریاں شروع کردینی چاہئے۔

اگرچہ اِس مرتبہ مولانا طاہر القادری نے سردیوں کے بجائے چلچلاتی گرمی کی دھوپ میں 11 مئی سے حکومت مخالف تحریک شروع کرنے کا جو اعلان کیا ہے دیکھتے ہیں کہ اَب یہ اِس میں کتنے کامیاب ہوتے ہیں ...؟ اِس سے شاید کسی کو انکار نہ ہو کہ پچھلے مرتبہ مولانا کا ساتھ نہ تو موسم نے دیا تھا اور نہ اُس وقت کی کسی ایسی قدرآور سیاسی جماعت نے جو مُلکی سیاست میں اپنا اثر رکھتی تھی اُس کا ظاہر و باطن کوئی کردار رہا آج بھی اُس حوالے سے ناقدین کا یہ خیال ہے کہ اگر اُن دِنوں مولانا کے احتجاج میں مُلک کی کوئی بھی متحرک جماعت شامل ہوتی اور بھرپور طریقے سے مولانا کا ساتھ دیتی تو یقینی طور پر مولانا کی احتجاجی تحریک ایک دو روز ہی میں نتیجہ خیز ثابت ہوجاتی اور تب کچھ سے کچھ ضرور ہوجاتا... مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوسکا جس کے بارے میں سوچا رہا تھا اُس وقت ایسا لگتا رہا تھا کہ جیسے جیسے مولانا طاہر القادری کے احتجاج کے دن چڑھتے جارہے تھے ویسے ویسے اِن کا ساتھ اِن کے اپنے اوسان اور اپنے ساتھی بھی چھوڑتے جارہے تھے اِس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مولانا طاہر القادری کی

جانب سے پچھلی حکومت اور اُس کے رائج کردہ نظام کے خلاف تحریک چلانے کا جو وقت متعین کیا گیا تھا وہ غلط تھا اور وہ ایک ایسا وقت تھا جب اسلام آباد سمیت پورے مُلک کا موسم سرد تھا مگر اس کے باوجود بھی مولانا پُرعزم تھے کہ وہ اپنے احتجاج سے مُلک کے سرد موسم اور مُلک کی برف سے زیادہ ٹھنڈی پڑی سیاست کو بھی گرمادیں گے ، مگر ایسا تو نہ ہوسکا البتہ ... ! اُن دنوں اسلام آباد کا موسم سرد سے سرد تر ہوتا گیا، اورہاں ... ! ! اتنا ضرور ہوا تھا مولانا کے احتجاج سے مُلکی سیاست کا ماحول ذرا سا گرم ہوگیا تھا مگر سردی بڑھتی ہی جارہی تھی جبکہ ایسے میں طاہرالقادری کی اپنے احتجاج میں اپنے متعلق یہ حکمتِ عملی رہی تھی کہ یہ اسلام آباد کے سردی کے موسم اور اُوپر سے ہونے والی تیز بارش میں خود تو اپنے گرما گرم بنکر میں بند رہے اور پسینے سے شرابور ہو رہے تھے مگر مولانا طاہر القادری کے چاہنے والے (بقول مولانا اِن کی ایک آواز پر لاکھوں مریدین یا پیروکار جن میں کوئی 5 سے 7 لاکھ مرد و خواتین اور بچے بھی شامل تھے) لبیک کہتے ہوئے اسلام آباد کی شاہراہ ایونیو اور شاہراہ دستور کی چوڑی سڑکوں پر سخت سردی و یخ بستہ ہواؤں اور برسات میں ایک ہفتے تک بے یار و مددگار پڑے رہے اور پھر بعد میں جس کا نتیجہ روائتی مفاہمت اور مصالحت پر ہی ختم ہوا اور یوں مولانا کے حصے میں کیا کیا آیا ... ؟ آج یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اور مولانا کی یک آواز پر اُس وقت کے نظام کی تبدیلی کے لئے ایک ہفتے تک اپنا گھر بار چھوڑ کر اسلام آباد کی سڑکوں میں پڑے رہنے والوں کے

حصے میں بیماری ، پریشانی اور سُبکی کے سِوا کیا آیا تھا ۔ ۔ ۔ ؟ اِس سے بھی ساری دنیا خوب واقف ہے ۔

اَب ایسے میں یہاں یہ امر یقیناً قابل توجہ اور غور طلب ضرور ہے کہ آج ن لیگ کی موجودہ لولی لنگڑی اور مفاد پرست جمہوری حکومت کی بساط پلٹنے کے خاطر ایک مرتبہ پھر عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری نے موجودہ حکومت میں چلنے والے ہر سسٹم کو کرپٹ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اِس کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے 11 مئی سے حکومت کے خلاف پھر احتجاجی تحریک شروع کرنے کا اعلان کرتے ہیں ”

ایسا لگتا ہے کہ جیسے عوامی تحریک کے سربراہ نے انتہائی سوچ بچار اور ماضی کی حکومت مخالف تحریک سے سبق سیکھتے ہوئے اپنی اگلی تحریک کو سو فیصدی کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے فوری طور پر اپنی ہم خیال جماعتوں جن میں بالخصوص عوامی لیگ ، مجلس وحدت المسلمین اور سُنی تحریک سمیت موجودہ نظام سے تنگ اور تبدیلی کی شدت سے خواہاں دوسری جماعتیں بھی شامل ہیں اِن سے یقینی طور پر رابطے شروع کردیئے ہوں گے، جبکہ عوامی تحریک کے ترجمان غلام مصطفیٰ کے مطابق وفاقی حکومت کو ٹف دینے کا بھی فیصلہ کرلیا گیا ہے اِن کا کہنا ہے کہ ” سو سُنار کی، ایک لوہار کی اَب لوہاروں کو گرم لوہاری چوٹ کے ذریعے ہٹا کر انقلاب کی راہ ہموار کریں گے، اُنہوں نے بتایا کہ ہم مُلک کی اُن تمام جماعتوں سے رابطے کریں گے جو واقعتاً تبدیلی کی

خواہاں ہیں 11 مئی سے ملک بھر میں احتجاجی پروگرام ترتیب دیئے جارہے ہیں مرکزی پروگرام لاہور میں ہوگا،آج اِدھر حکومت مخالف تحریک شروع کرنے کے لئے قادری صاحب کمربستہ ہورہے ہیں تو اُدھر قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سید خورشید شاہ نے بھی فرینڈلی اپوزیشن کا حق ادا کرتے ہوئے ن لیگ کی حکومت کو حوصلہ دیا ہے کہ اگر جمہوریت کو خطرہ لاحق ہوا تو نواز شریف کا ساتھ دیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی باور کرادیا ہے کہ نواز شریف نے انتخابات کے دوران جو وعدے عوام سے کئے اِنہیں پورا نہیں کیا اُنہوں نے انکشاف کیا کہ یہی وجہ ہے کہ بدامنی، لوڈشیڈنگ، مہنگائی اور بیروزگاری عروج پر پہنچ چکی ہے،اور منافع بخش قومی اداروں کی خسارے کا بہانہ بنا کر نجکاری کی جارہی ہے، خورشید شاہ کے اِس انکشاف کے بعد اَب ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے اپوزیشن بھی منتظر ہے کہ کوئی حکومت مخالف تحریک شروع ہو تو وہ بھی موجودہ نام نہاد جمہوری بساط کو پلٹنے والوں کو خوش آمدید کہے اور درپردہ اِن کا ساتھ دے۔

حکمرانو..! کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن کے مکین پانی کو ترس رہے ہیں اور تم

نیاانکشاف 82 فیصد مُلکی آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں کیوں..؟
آج بھی اِس میں کوئی شک نہیں کہ اَزل سے ہی پانی جو اِنسان اور اِنسانیت کے لئے
جِلا بخشنے کا واحد سستااور آسانی سے ملنے والا قدرتی ذریعہ رہاہے مگر آج افسوس ہے کہ
ہمارے مُلک میں حکمرانوں اور اِن کے کارندوں سمیت ہائیڈرینٹ اور ٹینکر مافیا والوں
نے دیدہ دانستہ اِنسان کی پانی جیسی اِس اہم ترین ضرورت کا حصول بھی عوام کے لئے
مشکل سے مشکل تر بنادیاہے آج جس کے پاس پیسہ ہے تو وہ ہی اِسے بے دریغ خرید کر
پی اور استعمال کر سکتاہے مگر جس کے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے وہ پانی جیسی اِس قدرتی
دولت سے بھی محروم ہے آج یہ سلسلہ کراچی سمیت میرے سارے مُلک میں
ہنوز جاری ہے مگر اپنی نام نہاد جمہوریت بچانے والے حکمرانوں کو اتنی بھی فرصت نہیں
ہے کہ یہ عوام کے اِس درپیش مسئلے کے فوری حل کی جانب اپنی خصوصی توجہ ہی دے
دیں اور اِس معاملے کے فوری حل کے خاطر سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور اِس کا کوئی
دیرپا حل ہی نکال سکیں۔
آج یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک روز مجھے کراچی کے اورنگی ٹاؤن سے محی

الدین نامی ایک شخص کا فون آیا اور اِس نے مجھے بتایا کہ کافی عرصے سے ہمارے علاقے اورنگی ٹاؤن گیارہ اور ساڑھے گیارہ اقبال مارکیٹ سے متصل کئی علاقے کے مکین پانی کے حصول سے محروم ہیں پورے ہفتے میں صرف ایک گھنٹے کے لئے پانی آتا ہے اِس کے بعد پانی بند ہو جاتا ہے، ہمیں میٹھا پانی خرید کر پینا پڑ رہا ہے آج پچھلے کئی ماہ سے کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن کے کئی علاقوں کے مکین صاف اور پینے کے پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں کیا آج اِن کا پرسانِ حال کوئی نہیں ہے...؟؟ آج حکمرانوں کو اِس جانب بھی فوری توجہ دینے کی اَشد ضرورت ہے یہاں بسنے والے بھی تمہاری طرح کے اِنسان ہیں غریب ہیں تو کیا ہوا...؟ مگر یہ بھی تو تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ تمہارے ہاتھ یں اقتدار کا ڈنڈا ہے اور یہ اِس کے آگے بے بس ہیں.. حکمرانو..! تمہیں یہ بھی یاد رہے کہ اِنھوں نے ہی تمہیں ایوانوں تک پہنچایا ہے اور اپنے ووٹوں سے تمہارے سروں پر حکمرانی کا تاج سجایا ہے کیا تم اِنہیں پیاسا مرنے کے لئے چھوڑ دوگے...؟ یا پانی کی ایک آدھ بوند کو ترستے اورنگی ٹاؤن کے علاقوں کے مکینوں کے خشک حلق میں پانی کی دو چار بوندیں ہی ٹپکانے کا انتظام بھی کر دوگے...؟؟ آج اورنگی ٹاؤن کے مکین صدر ممنون حُسین، وزیراعظم نواز شریف، سابق صدر آصف علی زرداری، گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے اعلیٰ و ادنی حکام سے بھی پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اورنگی

ٹاؤن کراچی کے پانی کے ترسے مکینوں کو پانی مہیا کرکے اپنی جمہوریت سے پہلے مرتی ہوئی اِنسانیت کو بچائیں پھر دیگر اُمورِ مملکت پر توجہ دیں۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ کراچی کے اورنگی ٹاؤن سمیت میرے سارے مُلک کا ہی یہ حال ہے کہ میرے مُلک کے اکثر وبیشتر صوبوں اور اِن میں بسنے والے لوگ صاف پینے کے پانی سے بھی اَب تک محروم ہیں جس کا برملااعتراف گزشتہ دِنوں پانی کے حوالے سے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو دی جانے والے بریفنگ میں کرلیا گیا ہے اور اَب تواِس کے بعد سے توایسالگ رہاہے کہ جیسے ماضی اور حال کے میرے حکمرانوں کو اپنی حکمرانی کے سِوا عوامی مسائل اور مشکلات کا کبھی خیال ہی نہیں رہااور اگرآج بھی اِن کی ایسی ہی بے حسی رہی تو پھر میرے مُلک اور اِس کے لگ بھگ 20 کروڑ عوام کا تو اللہ ہی حافظ ہے، آج خالص دودھ اور ملاوٹ سے پاک خوراک ،اچھے و سستے علاج و معالجہ اور اچھی و سستی معیاری تعلیم اورپُرآشائش سفری سہولتوں سمیت بجلی و گیس کے حصول کارونارونے والی قوم کا یہ حال ہوگیاہے کہ آج میری پاکستانی قوم کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ ایسے میں میرے حکمرانوں کو (اپنی نام نہاد اور جعلی)ایک ایسی جمہوریت بچانے کی فکرلاحق ہے جس کا

اِنہیں تو فائدہ ہے مگر عوام کااِس سے ایک رتی کا بھی فائدہ نہیں ہے، آج افسوس اور حیرت کا مقام یہ ہے کہ اپنے کئے پر کسی آمر کے بوٹوں کی آواز سے خوفزدہ کو کر جس طرح میرے حکمران (نوازوزرداری عوام کے نزدیک نام نہاداور بے فائدہ) اپنی جمہوریت کو بچانے کے لئے گھنٹوں ملاقاتیں کررہے ہیں اور قومی خزانے سے مختلف اقسام کے پانی اور کھانے کھاپی رہے ہیں اگر یہی میرے ..... مند حکمران اِسی طرح مسائل میں گھری اور پینے کے صاف پانی سے محروم اپنی قوم کے لئے بھی اپنے سرجوڑ اور چھوڑ کر کسی لمحے بیٹھ جاتے تو میرے مُلک کے عوام کو کچھ نہیں تو کم از کم پینے کا صاف پانی تو ضرور میسرآجاتامگرآج تک میرے موجودہ اور پچھلے حکمرانوں نے سوائے اپنے فائدے کے مُلک اور عوام کے لئے کچھ نہیں سوچاہےآج جس کا نتیجہ یہ نکلاہے کہ کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن اور لانڈھی وکورنگی سے لے کر کشمورتک سرزمین پاکستان پر بسنے والے لوگوں کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے ایسے میں پاکستانیوں کے لئے دیگراِنسانی ضروریات کی اشیاء کا حصول تو دور کی بات ہے پاکستانیوں کو تو پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے ایسا کیوں ہے...؟ کیااِس کا جواب میرے بالخصوص موجودہ اور سابقہ حکمرانوں کے پاس ہے...؟؟؟؟جو سامنے آئیں اور عوام کو یہ بتاسکیں کہ اُنہوں نے قوم کو پینے کے صاف پانی تک سے کس لئے محروم رکھاہے...؟اور یہ ایسا کب تک کرتے رہیں گے..؟یقیناً میرے اِن سوالات کے جوابات میرے
اِن ..... مند حکمرانوں کے پاس نہیں ہوگااور کیوں

ہوگا...؟؟اِس لئے کہ اِنھوں نے کبھی چاہناتو درکنار اُنھوں نے عوام کو صاف پینے کے پانی کی سہولت باہم پہنچانے سے متعلق کبھی سوچاتک نہیں ہے۔

اَب ایسے میں کتری ہوئی پیاز پر لیمو نچوڑے ترش پن کی حقیقت کی طرح کوئی اِس سچ کو بھی جھٹلاسکتاہے تواِسے بھی جھٹلا کر دیکھائے کہ پچھلے دِنوں قائمہ کمیٹی کو دی جانے والی بریفنگ میں بتایاگیاہے کہ 82 فیصد مُلکی آبادی کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے اوراَب اِس کے بعد اِس سے بھی کسی کو انکار نہ ہو کہ دنیا میں ہر بیماری کی دواتو ممکن ہے لیکن جب کوئی مریض اپنے تمام تر وسائل کے ہوتے ہوئے بھی دیدہ ودانستہ تنگ دستی میں مبتلارہے اور اپنی اِسی حالتِ پریشانی میں مبتلارہ کر اپنے اُوپر سستی بھی غالب کرلے تو پھر یقینی طور پر کسی بھی مہلک مرض کی دواموت کے سِوااور کچھ نہیں ہے اور آج ہمیں خود کواِس مریض کے خانے میں رکھ کر یہ ضرور دیکھناچاہئے اگروہ مریض چاہتاتو اپنے وسائل کو استعمال کرتااور ہر قسم کے حالت سے مقابلہ کرتااور اپنی بیماری سے نجات حاصل کرلیتامگراِس نے ایسانہ کیا جیسااِسے کرناچاہئے تھااور باآخر سُستی اور کاہلی اِس کی موت کی سبب بنی اوراِس طرح وہ وہاں پہنچ گیااَب جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔

بریان پچھلے زمانے کاایک دانشور گزراہےاِس موقع پر مجھے اِس کاایک قول

یاد آگیا وہ کہتا ہے کہ " حقائق ایسی حقیقت ہوتے ہیں کہ اِنہیں تسلیم کرلیناہی دانش مندی ہوتی ہے " یوں آج میری پاکستانی قوم کو بھی یہ انکشاف من و عن تسلیم کرتے ہوئے اپنے موجودہ اور سابقہ حکمرانوں کے احتساب کے لئے کمربستہ ہوجانا چاہئے اور اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ اُنھوں نے قوم کو 66 سالوں سے کیا دیا ہے ...؟ آج اگر موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو ہمیں یہ صاف ظاہر ہوگا کہ ہمارے پچھلے اور موجودہ حکمرانوں نے قوم کے لئے کچھ بھی بہتر نہیں کیا ہے اور اگر یہی لوگ اُلٹ پلٹ کرہی آتے رہے تو اُمید ہے کہ شاید آگے بھی قوم کو پینے کے صاف پانی سمیت دیگر بنیادی ضروریات زندگی سے بھی محروم در محروم رکھیں گے کیوں کہ جس طرح ہمارے پچھلوں میں مُلک و قوم کو کچھ دینے کی صلاحیت تھی اور نہ ہی ہمارے موجودہ حکمرانوں کی بھی اتنی اہلیت ہے کہ وہ اپنے جیتے جی مُلک و قوم کو مسائل کی دلدل سے نکال کر اِسے اِس کے بنیادی حقوق دے سکیں اور اِسے ترقی و خوشحالی کی راہ پر ڈال دے۔

یقیناً یہ پچھلے دِنوں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کا ایک انتہائی اہم اجلاس کمیٹی کے چیئرمین چوہدری طارق بشیر چیمہ کی زیر صدارت پینے کے صاف پانی کے حوالے سے منعقد ہوا جس میں وفاقی وزیر زاہد حامد اور وفاقی سیکرٹری کامران عالی قریشی نے جس طرح پی سی آر ڈبلیو آر کی پینے کے پانی کے حوالے سے رپورٹس کے بارے میں بتایا یہ لمحہ تو ہمارے حکمرانوں

کے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا تھا مگر افسوس کے اِنھوں نے ایسا نہیں کیا جو کوئی غیرت مند چلو بھر پانی سے کیا کرتا ہے یہ یقیناً حکمرانوں سمیت ہم سب پاکستانیوں کے لئے بھی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا مُلک دنیا کا آٹھواں ایٹمی مُلک ہونے کے باوجود بھی اپنے عوام کو پینے کے صاف پانی جیسی قدرتی اور سستی ترین آسانی سے دستیاب ہو جانے والی انمول ضرورتِ زندگی سے بھی محروم رکھے ہوئے ہے قائمہ کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کو دورانِ بریفنگ بتایا گیا کہ " آج بھی مُلک کی 82 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے،مُلک میں پینے کے صاف پانی کے حوالے سے صُورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی ہے، منرل واٹر کا معیار بھی زیادہ اچھا نہیں ہے،مُلک میں متحرک رہنے والی 68 منرل واٹر کمپنیوں میں سے 17 برانڈز کا پانی انتہائی آلودہ پایا گیا ہے اِنہی رپورٹس کے حوالے ایک نئے انکشاف کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ "مُلک بھر کے 95 اضلاع سے پانی کے نمونے حاصل کرنے کے بعد جب اِن کا لیبارٹری ٹیسٹ کیا گیا تو پتہ یہ چلا کہ مجموعی طور پر مُلک کی صرف 18 فیصد آبادی کو ہی پینے کا صاف پانی میسر ہے، اور انکشافات کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صوبہ بلوچستان کی 99 فیصد آبادی آلودہ پانی استعمال کر رہی ہے ، خیبر پختونخواہ کی 93 فیصد، صوبہ سندھ کی 72 فیصد، پنجاب کی 79 فیصد جبکہ وفاقی دارالحکومت کی 59 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے اور اِسی طرح وفاقی وزیر نے انکشافات کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ ہمارے یہاں تو منرل واٹر کا معیار بھی زیادہ

اچھا نہیں ہے۔68 میں سے 17 برانڈز کا پانی آلودہ پایا گیا ہے، "اَب کیا ایسے میں یہ کہا جائے کہ میرے مُلک میں قوم کو پانی سمیت کچھ بھی میسر نہیں ہے جس پر یہ خدا کا شکر ادا کرسکے۔اور اَب کیا یہ میرے مُلک حکمرانوں کے لئے غیرت کا مقام نہیں ہے کہ یہ کچھ نہیں تو کم از کم قوم کو پینے کے صاف پانی کا ہی بندوبست کرکے دے دیں تاکہ کراچی (کے علاقوں اورنگی ٹاؤن سمیت لانڈھی و کورنگی اور کیماڑی و لیاری) سے لے کر کشمور تک ہر پانی کو جلد پینے کا صاف پانی میسر آسکے۔

اور پھر جیو نیوز اور حامد میر کا حملے میں آئی ایس آئی کو ملوث کرنا...؟

کیا ہماری تباہی کے ذمہ دار خدشے ،غلط اندازے، مفروضے ، توہمات اور وسوسے ہیں..؟

یقیناحامد میر کا شمار نہ صرف پاکستان بلکہ جنوبی ایشیاء میں اُن سینئر صحافیوں اور اینکرپرسنز میں ہوتاہے جو خطے کے ہر اچھے بُرے حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور حامد میر جیسے اپنے شعبے میں مایہ ءناز شخصیت کی ناصرف ہرپاکستانی عزت کرتاہے بلکہ اِن کی بیباک صحافت اور کھرے تبصروں اور تجزیوں کو ادارے بھی احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں،آج حامد میرپر ہونے والے قاتلانہ حملے پر صحافت کے حلقوں سمیت ساری پاکستانی قوم اور ادارے تشویش میں مبتلاہیں اوراِس کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے آج پاکستان کا ہر خاص و عام شہری حامد میر کی جلد صحت یابی کے لئے اللہ اور اُس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور دعا گو ہے مگراِسی کے ساتھ ہی افسوس ہے کہ آج سابق وزیرِاعظم بے نظیر بھٹوکے قتل کے بعد جیونیوز نے اپنے سنیئر صحافی اوراینکرپرسن حامد میرپر کراچی میں ہونے والے قاتلانہ حملے میں پاکستان کے سب سے بڑے اور قابلِ احترام ادارے آئی ایس آئی کوملوث کرکے مُلک دُشمن عناصر کے ناپاک عزائم کی توسیع کردی ہے جس پر عسکری ذرائع نے سخت ناراضگی

کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ جنگ گروپ کی جانب سے وطیرہ بنالیاگیاہے کہ جب بھی کوئی واقعہ ہوتاہے جس کا محور کوئی اہم شخصیت ہو تو الزامات کا رخ " آئی ایس آئی " کی جانب موڑ دیا جاتاہے اِن کا کہناہے کہ یہ قابلِ مذمت اور افسوسناک ہے تو وہیں اَب ایک بار پھر غلط اندازے، مفروضے ،توہمات اور وسوسے اور خدشے کی بنیاد پر جیونیوز اور حامد میر کی جانب سے ڈی جی آئی ایس آئی پر لگائے جانے والے الزامات کے بعد قوم کو بھی یہ سوچنے پر مجبور کردیاگیاہے کہ جیونیوز اپنے تعین اِس قسم کی بیباک صحافت کی اُوٹ سے مُلک اور قومی اداروں کی کونسی سے خدمت کرناچاہ رہاہے اَب جیونیوز کی اِس حرکت کے بعد جس میں جیونیوز اور حامد میر نے قومی ادارے کو کُھلم کُھلا ملوث کردیاہے اِس سے تو دنیابھر میں ہماری بقاوسالمیت اور مُلکی استحکام کی جنگ لڑنے والے حساس اداروں کی کارکردگی پر اغیار کو اور انگلیاں اُٹھانے اور اِنہیں بدنام کرنے کا موقعہ ہاتھ آجائے گا، جیونیوز اور حامد میر جیسے صحافی اور اینکر پرسنز کو غلط اندازے، مفروضے ،توہمات اور وسوسوں کے باعث اپنے قومی اداروں پر اِس قسم کے الزامات لگانے سے پہلے اچھی طرح سے سوچ لیناچاہیے تھاکہ وہ کیا کرنے جارہے ہیں...؟اِن کے اِس الزام سے شاید اِنہیں یااِن کے ادارے جیونیوز کو تو اغیار سے کچھ فوائد حاصل ہوں مگراِن کی جانب سے قومی اداروں پراِس قسم کے لگانے جانے والے الزامات سے مُلک و قوم اور قومی اداروں کا وقار ساری دنیامیں مجروح ہوگا، پھر جس کا خمیازہ ساری قوم کو صدیوں تک بھگتناپڑ سکتاہے۔

اگرچہ آج کا اِنسان مشینی دور میں داخل ہو کر بھی طرح طرح کے غلط اندازوں، مفروضوں وسوسوں اور تُوَہُّمات میں مبتلا ہے، اگر آج اِن بنیادوں پر دیکھا جائے تو ایسا معلوم دیتا ہے کہ جیسے جیو نیوز اور حامد میر بھی اِن ذہنی بیماریوں کے شکار لگتے ہیں، تب ہی اِنھوں نے فوراً اپنے پر ہونے والے حملے کا الزام قومی ادارے کو ٹھیرا دیا یہ ضروری نہیں ہے کہ جیو نیوز اور حامد میر ٹھیک ہی کہہ رہے ہوں یہ غلط بھی تو ہو سکتے ہیں کیوں کہ اِنسان تو ہے ہی خطا کا پتلا..... مگر آج جیو نیوز اور حامد میر قومی ادارے پر حملے کا الزام لگا کر جیسے سراپا خطا بن گئے ہیں۔

بہر حال ... ؟ایک جیو نیوز اور حامد میر ہی کیا بلکہ موجودہ حالات میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے آج تو میرے مُلک اور معاشرے کا ہر فرد ہی غلط اندازوں ، مفروضوں وسوسوں اور توہمات میں مبتلا نظر آتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ یہ اپنی ظاہری و باطنی بیماریوں اور پریشانیوں سے نجات کے لئے بد عقیدہ اور جعلی پیروں اور عاملوں کے چکروں میں پڑ کر اپنا سب کچھ غرق کر رہا ہے، اگر یہی کچھ کرنا تھا تو پھر اتنی ترقی کرنے کی کیا ضرورت تھی ... ؟ایسا تو گزرے زمانوں کے اِنسان بھی کیا کرتے تھے، موجودہ حالات میں بھی اِنسان ایسا ویسا کچھ کرکے کیا سمجھتا ہے کہ اِس نے جتنی ترقی کی ہے اِس سے اِس نے اپنے اندر کا اِنسان

اور فطرت تبدیل کرلی ہے تو جواب یہ ہے کہ نہیں آج بھی اِنسان وہیں کا وہیں کھڑا دِکھائی دیتا ہے جہاں سے یہ چلا تھا، توپھر یہ مان لیا جائے کہ آج کا اِنسان بھی اندازوں اور وسوسوں اور توہمات میں جکڑا ہوا ہے اِس کی ترقی اپنی جگہہ سہی مگر آج بھی اندازوں اور وسوسوں اور توہمات نے اِس کا پیچھا نہیں چھوڑا ہے۔

جبکہ آج کی دنیا کے اِنسانوں میں ذہنی بیماریوں کے بڑھنے کی ایک بڑی وجہ غلط اندازے اور وہ وسوسے اور توہمات ہیں جن میں مبتلا ہو کر بیشتر اِنسان نفسیاتی اور ذہنی بیماریوں کا تیزی سی شکار ہو رہے ہیں، یوں آج معاشرے میں بیمار جسم سے بیمار ذہن زیادہ خطرناک ہوگیا ہے۔

اگرچہ آج بھی معاشرے میں بڑھتے ہوئے وبائی ذہنی امراض اور نفسیاتی بیماریوں سے لوگوں کو بچایا جاسکتا ہے مگر آج جن کی یہ ذمہ داری ہے لگتا ہے کہ وہ خود بھی کسی نہ کسی نفسیاتی اور ذہنی بیماری کا شکار ہو گئے ہیں اَب ایسے میں کون ایسا ہوگا۔۔۔؟جو معاشرے کے لوگوں کو وبائی ذہنی امراض سے بچائے گا۔آج ایسے میں ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ ہمیں اپنے معاشرے ارد گرد کے ماحول کا تفصیلی جائزہ لینا ہوگا اور پھر ایک ایسی متحرک تحریک چلانی ہوگی جس میں ایسے افراد شامل ہوں جو اِنسان اور آدمی میں پائے جانے والے واضح فرق کو جانتے ہوں اور

اِسی طرح وہ اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد اِنہیں نبھانے کا فریضہ بھی ادا کریں۔اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج کے ایک دوسرے سے آگے نکل جانے والے زمانے کے اِنسانوں کے پاس اتنا بھی وقت نہیں ہے کہ یہ اپنے آپ پر بھی توجہ دے سکے آج اگرانہیں کوئی مگن ہے توبس یہ ہے کہ یہ کم سے کم وقت میں بہت کچھ حاصل کرلیں اور درجہ بدرجہ مادی ترقی کرتے ہی چلے جائیں ،یوں آج کے اِنسان کی اِس کوشش اور کشمکش نے اِسے کہیں کا بھی نہیں چھوڑاہے، یہ اپنی پیدائش سے لے کر قبر کی آغوش میں جانے تک اپنا مادی قداُونچا کرنے میں ہی لگا رہتاہے حتیٰ کہ یہ مرجاتاہے مگراِس کی خواہشات اُدھوری رہ جاتیں ہیں۔

آج کے جدید دور کا اِنسان جس طرح زندہ ہے، اَب اِسے سمجھنا خود اِس کے اختیار میں بھی نہیں رہاہے اِس کا مشینوں کی طرح کام کرنا اور ہر کام کا فوری نتیجہ حاصل کرنے والا رجحان یقیناً اِس کی ذہنی بیماریوں اور نفسیاتی امراض میں مبتلا ہونے کی گواہی کے لئے کافی ہے، اَب یہ اور بات ہے کہ آج یہ نفسیاتی مریض بن کر بھی یہ تسلیم نہیں کرتاہے کہ وہ ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہوگیاہے اور ایسے میں اِسے اپنے علاج کی اشد ضرورت ہے مگر یہ کیسا پاگل ہے...؟ کہ یہ خود پاگل ہو کر بھی دوسرے کو پاگل سمجھتااور کہتاہے کیا یہ المیہ نہیں ہے...؟ اُن اِنسانوں کے لئے جو مادہ پرستی اور دنیاوی ہوس کی ریس سے باہر ہیں۔

جبکہ موجودہ زمانے میں یہ نقطہ بھی اِنسانوں کے لئے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان بن گیاہے کہ آج کے زمانے کے اکثر اِنسان ذہنی و نفسیاتی امراض میں مبتلاہیں اور کہتے ہیں کہ اندازہ ہورہاہے کہ جیسے اِس پر اور... اُس پر.... کسی جن یا بھوت پریت کا سایہ ہوگیاہے اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ موجودہ سائنسٹفک دور میں اِنسان کا اعتماد اپنے مذاہب سے کم ہو کر اپنی ہی بنائی ہوئیں ایجادات اور اِن سے حاصل ہونے والے علم اور نتائج پر زیادہ ہوگیاہے، جو درپردہ اِس کی مذہبی اور ایمانی تباہی اور بربادی کی بھی بڑی وجہ ہے۔

آج ہم پاکستانیوں کا جو ایک سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے مُلک کا کوئی بھی شہری خواہ صدرِ پاکستان ہوں یا وزیراعظم پاکستان ہوں اُوپر سے لے کر نیچے تک سب کے سب توہمات ، اندازوں اور وسوسوں جیسی نفسیاتی اور ذہنی بیماریوں کا شکار ہو کر پاگلوں جیسے ہوگئے ہیں، آج اگر ہمیں اِس تباہی اور بربادی والی کیفیات سے نکلنا ہے تو پھر ہمیں ہر صورت میں اپنی حقیقی ترقی کے خاطر یہ کام ضرور کرنا ہوگا کہ ہم سب کو مل کر اپنے اپنے تعین توہمات اور اندازوں اور وسوسوں جیسی ذہنی بیماریوں سے خود ہی نکلنا ہوگااور توہمات کے اپنے ہی بنائے گئے بُتوں کو توڑڈالنا ہوگا جن کی وجہ سے ہم پاگلوں جیسے ہوگئے

ہیں اور ترقی نہیں کر پا رہے ہیں۔
چونکہ ابھی جنگ گروپ کے سینئر صحافی اور اینکر پرسن حامد میر پر ہونے والے قاتلانہ حملے کی تحقیقات ہونا باقی ہے سو نہ تو جیو نیوز اور خود حامد میر کو بھی یہ چاہئے کہ یہ قبل ازوقت محض کسی خدشے کی بنیاد پر کوئی ایسی بات کہیں کہ جس سے قومی اداروں کی ساکھ اور ملک کی خود مختاری کو نقصان پہنچے کا اندیشہ ہو اور اگر جذبات میں بے سوچے سمجھے ایسا کچھ کہہ گئے ہیں تو اِسے فوری طور پر واپس لیں اِس ہی میں قوم اور اداروں کی بھلائی ہے ورنہ ہمارا دُشمن جو تیسری طاقت بن کر کھیل کھیل رہا ہے اِسے فائدہ پہنچے گا اور ہم یوں ہی خدشات ، اندزوں ، وسوسوں، مفروضوں اور توہمات میں پڑ کر ایک دوسرے پر الزامات لگاتے لڑتے رہیں گے اور ایک دوسرے کو کمزور سے کمزور تر کرکے ایک ایک کرکے دُشمن کا نوالہ بنتے رہیں گے، کیوں کہ ہمارا دُشمن تو یہی چاہتا ہے کہ ہم اور ہمارے ادارے آپس میں لڑتے لڑتے خود ہی ختم ہو جائیں۔

کیا یہ اچھا ہے صرف 95 روپے سالانہ ہر پاکستانی کی صحت کے لئے...؟؟

آج یہ خود دیکھ لو کہ جس جمہوریت کو بچانے کے لئے نئے پرانے حکمران سر جوڑ کر بیٹھ رہے ہیں اِس جمہوری حکومت کے قوم تک کتنے ثمرات پہنچے ہیں ..؟ یا اگلے وقتوں میں پہنچ پائیں گے ..؟ تو بھائی ... ! اَب میری یہ بات مان لو کہ ایسی جمہوریت سے وہ آمریت بھلی جو غریبوں کے حقوق تو پورے دیتی ہے، ڈالرز کنٹرول میں رہتا ہے، آٹا ہر غریب کو میسر ہوتا ہے، غریب کی جھونپڑی سے لے کر امیر کے بنگلے تک بجلی بلا کسی تعطل کے پہنچ رہی ہوتی ہے، مُلک میں ہر طرف تھوڑی بہت تو خوشحالی نظر آتی ہے، مگر جمہوری حکومت میں یہ بھی چھین لی جاتی ہے، یقین نہ آئے تو آمر دورِ مشرف دیکھ لو کیا کیا تھا جو میسر نہ رہا ہو اور پھر پانچ سالہ جمہوری دورِ زرداری کے بعد موجودہ حکومت کے گیارہ ماہ کا خود موازنہ کرکے دیکھ لو ... کہ آج مُلک کی بیس کروڑ عوام کو کیا ملا ہے ... ؟ اور آئندہ کیا ملے گا ..؟، اَب عالمی ادارہ صحت (ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن) کی اِس رپورٹ کو ہی دیکھ لیں جس میں بتایا گیا ہے کہ " ہر پاکستانی کے لئے سالانہ صرف 95 روپے صحت کا بجٹ رکھا جاتا ہے (یہ بھی ہر پاکستانی کو نہیں پہنچ پاتے ہیں یعنی کہ پہلے ہی ہڑپ کر لئے جاتے ہیں)، جبکہ حکمرانوں اور بیوروکریسی کی غفلت نے غریبوں کے لئے مختص سستے اور آسانی سے رسائی

والے سرکاری علاج گاہوں کا نظام تباہ و برباد کردیا ہے" یہ وہ رپورٹ ہے جس نے حکمرانوں اور بیوروکریسی کے چہروں چڑھا (مُلک سے غربت کے خاتمے اور غریبوں کے مسائل حل کرنے والا) نقاب کھینچ و کُھرچ کر پھینک دیا ہے اور آج بتادیا ہے کہ پاکستان کا حکمران اور بیوروکریس طبقہ مُلک کی بیس کروڑ عوام کو کس طرح بے وقوف بناکر اپنا اُلو سیدھا کررہا ہے۔ جبکہ حالیہ انتخاب کے بعد برسرِ اقتدار آنے والی حکومت سے عوام کو بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں کہ یہ اقتدار کی کرسی پر اپنے قدم رنجا فرماتے ہی 20 کروڑ عوام کی حالتِ زندگی تُرنت بدل ڈالے گی یعنی جو خطِ غربت سے نیچے ہیں وہ اُوپر ہوجائیں گے اور جو اُوپر ہیں وہ اور ترقی پالیں گے اور جو پہلے سے ٹھاٹ باٹ کی زندگی گزار رہے ہیں اِن کی حالتِ زندگی بہت بہتر ہوجائے گی مگر ہائے رے افسوس ...! کہ اِس حکومت کو اقتدار میں آئے آج دس گیارہ ماہ تو گزرگئے ہیں مگر ہماری موجودہ حکومت عوام الناس کے لئے ایسا کچھ نہیں کرسکی ہے جس سے قوم میں یہ احساس آمڈ آئے کہ یہ حکومت ہمارے معیار پر پورا اُتری ہے، اور غریبوں کے لئے کچھ بہتر سوچ رہی ہے حالانکہ اَب تو روپے کی قدر بھی بہتر ہو گئی ہے اور ڈالر کی قیمت کم ہوگی ہے مگر پھر بھی اِس کے ثمرات غریبوں تک نہیں پہنچ رہے ہیں آج قوم کو یہ دیکھ کر افسوس ہورہاہے کہ موجودہ حکومت کو قوم کی حالتِ زندگی بہتر بنانے کے بجائے معیشت کی بہتری کی زیادہ فکر ہے لگتاہے کہ جیسے اِس کے نزدیک قوم کی بہتری سے زیادہ معیشت کی بہتری زیادہ مقدم ہے، حالانکہ موجودہ حکومت پہلے غربت

اور مہنگائی کی چکی میں پسی قوم کی حالتِ زندگی بہتر بنانے کو ترجیح دیتی تو اچھا ہوتا...اور پھر ملکی معیشت کے استحکام کا سلسلہ بھی شروع کر دیتی ...تو دونوں کام برابر چل رہے ہوتے ... مگر اِس نے ایسا نہیں کیا اور وہی کیا جو اِس کے من میں آیا..اَب موجودہ حالات میں یوں لگتا ہے کہ جیسے ہماری حکومت نے قوم کے درپیش مسائل کو ملکی معیشت کی بہتری اور استحکام سے منتھی کرکے رکھ دیا ہے اور یہ چاہتی ہے کہ پہلے ملکی معیشت بہتر ہو اور اِس میں استحکام آئے تو پھر قوم کی بہتری کے لئے بھی کچھ سوچا جائے ...اِس کام میں بھلے سے پانچ سال لگ جائیں مگر قوم کو کسی معاملے ہیں ریلیف دینے سے پہلے ملکی معیشت کو بہتر بنایا جائے، قوم کا تو بعد میں سوچ لیں گے ،یوبزنس مائنڈ حکمران اپنے چکر میں ہیں اور اَب مجھے اپنے حکمرانوں کی ایسی سوچ پر شاعر کا یہ شعر یاد آگیا ہے کہ:۔

لبوں پہ ہے فقط ذکرِ معیشت

کوئی تدبیر کی صُورت نہیں ہے

زباں پہ ہیں بڑے غربت کے چرچے

خیالِ کشتۂ غربت نہیں ہے

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حکمرانوں اور بیوروکریسی نے ملک ہیں غربت کے خاتمے کا جو پرچار شروع کر رکھا ہے وہ سب محض دِکھاوا اور جمہوری سیراب ہے

اور عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ میں یہ بھی ہے کہ وفاقی حکومت نے 2013-14 کے بجٹ میں صحت کے لئے 35 ارب 60 کروڑ روپے مختص کئے جس سے صحت کی 17 اسکیمیں جاری رکھنا تھا، پنجاب حکومت نے 82 ارب، کے پی کے نے 22 ارب، سندھ میں ملیریا، ڈنگی، ہیپاٹائٹس اور دیگر امراض کے سدباب اور شعبہ صحت کے دیگر اخراجات کے لئے 17 ارب 33 کروڑ روپے رکھے گئے یوں عالمی ادارہ صحت ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں آج بھی جی ڈی پی کا صرف 2 فیصد ہی شعبہ صحت پر استعمال ہو رہا ہے جو کہ کسی بھی حکومتی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اِنسانی حقوق کے قوانین کے مطابق درست نہیں ہے، بیس کروڑ عوام کے لئے اتنی رقم مختص کئے جانے کے باوجود بھی مُلک کے کسی بھی صوبے کے کسی بھی سرکاری اسپتال میں کسی بھی غریب تک اِس کے ثمرات پوری طرح سے نہیں پہنچ پارہے ہیں جو کہ پوری اِنسانیت اور اقوامِ عالم کے لئے لمحہ فکریہ اور ہمارے حکمرانوں اور بیورکریسی کے لئے سوچنے اور اپنی اپنی غیرت کو جھنجھوڑ کر یقیناڈوب مرنے کا مقام ہے اِس پر مجھ جیسے کروڑوں وہ غریب جو اپنی نئی حکومت سے اچھی اُمیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں اِن کی اِس اُمید پر شاعر کا کہنا ہے کہ: ۔

غریبِ شہر کو روزی اگر نہیں ملتی
وزارتوں کے بدلنے سے فائدہ کیا ہے
اگر سماج میں تبدیلی نہیں آتیں
حکومتوں کے بدلنے سے فائدہ کیا ہے

اور اِسی طرح یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ :۔

چاکِ غربت ہمیں بھی سینے دو
جامِ عشرت ہمیں بھی پینے دو (ختم شُد
زندہ رہنے کا حق ہمیں بھی دو
تُم جیو اور ہمیں بھی جینے دو

ایسا کیوں کہہ رہے ہو یار..؟؟میں محب وطن ہوں مگر وہ...؟؟

ادارے، اداروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں سے اجتناب کریں... کہو کہ سب محبِ وطن ہیں کوئی وہ....... نہیں ہے۔؟؟

آج مُلک کے سب سے بڑے میڈیا جیو نیوز کے اینکر پرسن و سینئر صحافی حامد میر پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے بعد جیو نیوز نے مُلک کے انتہائی احساس ادارے آئی ایس آئی اور اِس کے سربراہ کی تصویر لگا کر جس طرح احساس ادارے پر الزامات کی پھونچاڑ کی اور ادارے کے سربراہ کو بغیر کسی ثبوت کے مجرم بنا کر پیش کیا آج جیو نیوز کی اِس غیر ذمہ دارانہ صحافتی حرکت پر ہر پاکستانی جو دنیا کے کسی بھی خطے میں بستہ ہے وہ جیو نیوز کی اِس حرکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ اپیل بھی کرتا ہے کہ جو ہوا سو ہوا مگر موجودہ حالات میں ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ جیو نیوز سمیت مُلک کے تمام اداروں کو جذبات کے بجائے عفوودرگزر سے کام لینا ہوگا اور ہوش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی ایسے تماشے، ڈرامے اور سازش کا حصہ بننے سے بھی اجتناب کرنا ہوگا جس کی سازش اغیار نے تیار کی ہے آج مُلک کے تمام اداروں کو وقت و حالات کے تناظر میں ٹھنڈے دل سے اِس نقطے کو مدِ نظر رکھنا ہوگا اور دُشمن کی ہر سازش کو ناکام بنانے کے

لئے افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کرنا ہوگا کہ موجودہ حالات میں کسی ادارے کی کسی ادارے کے خلاف کی جانے والی انتقامی کارروائی مُلک میں نئے بحرانوں کو جنم دینے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے جس سے مُلک کو سوائے نقصان کے کسی کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور ہم اغیار کی سازشوں کے بچھائے گئے جال یں خود ہی پھنستے چلے جائیں گے اور بالآخر پھر آپس ہی میں لڑتے لڑتے کمزور سے کمزور تر ہو کر دُشمن کے لئے تر نوالہ ثابت ہو جائیں گے اُمید ہے کہ جیو نیوز سمیت مُلک کے تمام ادارے اِس جانب سنجیدگی سے غور و خوص کے بعد اپنا کوئی مثبت لائحہ عمل اختیار کریں گے اور مُلک میں اداروں کے درمیان تناؤ کی سی پیدا صورت حال کو ختم کرنے میں اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ وقت نکل جاتا ہے مگر بات رہ جاتی ہے، پچھلے دِنوں ایسا ہی کچھ ہمارے یہاں اُس وقت ہوا ہے، جب حامد میر پر قاتلانہ حملہ ہوا اور پھر آج مجھ جیسے صحافت و سیاست کے طالب علموں اور بہت سوں کے دماغ یں یہ بات اچھی طرح سے بیٹھ گئی ہے کہ واقعی " وقت نکل جاتا ہے مگر بات رہ جاتی ہے" وہ وقت بھی بلکل ایسا ہی تھا جو نکل تو ضرور گیا مگر وہ لمحہ نکلتے نکلتے اپنے پیچھے بہت سے سوالات اور جیو نیوز کی جانب سے کہی ہوئیں ایسی بہت سی باتیں ضرور چھوڑ گیا آج جو پاکستانی قوم اور اداروں کے لئے ایک چیلنج بن گئی ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو گزشتہ ہفتے 19 مارچ کی شام سوا پانچ بجے کے قریب

کراچی ائیرپورٹ سے براستہ سڑک جیو نیوز کے آفس جاتے ہوئے مُلک کے معروف سینئر صحافی تجزیہ نگار اور اینکرپرسن حامد میر کے ساتھ شاہراہِ فیصل پر پیش آئے قاتلانہ حملے جس میں اِنہیں اطلاعات کے مطابق چھ گولیاں لگیں) کے واقعہ کے بعد حامد میر کے) بھائی عامر میر اور اہل خانہ کے حوالے سے حامد میر کی وصیت کے مطابق اِن پر کئے گئے قاتلانہ حملوں کا ذمہ دار آئی ایس آئی کے سربراہ کو ٹھیرادیا گیااور پھر مُلک کے سب سے بڑے میڈیا چینل جیو نیوز سے مُلک کے سب سے بڑے اور قابلِ احترام ادارے آئی ایس آئی اور اِس کے سربراہ کی تصویر لگا کر مسلسل کردار کشی شروع کردی گئی آج یوں جیو نیوز کے اِس غیر ذمہ دارانہ صحافتی انداز نے مُلک کے اہم و احساس ترین اداروں سمیت مُلکی ایوانوں اور عوام میں بھی ہلچل پیدا کردی ہے جیو نیوز کی اِس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی ساری پاکستانی قوم پُرزور مذمت کرتی ہے۔

آج مُلک کے سب سے بڑے میڈیا جیو نیوز اور جنگ گروپ نے جو مُلک کے سب سے اہم و احساس ادارے اور اِس کے سربراہ کی کردار کشی کرکے جو غیر ذمہ دارانہ صحافتی رویہ اپنایا ہے یہ یقینا ہماری مُلکی تاریخ میں پہلی مرتبہ کھلم کھلا ہوا ہے، یقیناً یہ عمل بھی ہماری قوم اور سول و ملٹری اداروں کی تربیت اور برداشت کے حوالے سے اہمیت کا بھی حامل ہے مگر ایک ایسے وقت میں کہ جب ہر قسم کے اداروں سمیت ساری قوم تجرباتی اور تربیتی جمہوری عمل سے گزر رہی ہے، ایسے

میں کسی کو نہ بڑا اور نہ کسی کو جھوٹا تصور کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اِس چکر میں پڑ کر ہی اپنی اصلاح اور تربیت کا عمل ہی بھولا بیٹھیں اور اپنے اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُس ڈگر پر جا نکلیں جہاں ہمارے دُشمن ہمیں کب سے ہانکنا چاہ رہے ہیں ،آج ہمیں دست وگریبان ہونے سے قبل یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ ہم ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ میں تو محب وطن ہوں مگر وہ....ہے؟؟ایسے میں ہمیں چاہیئے کہ ہم موجودہ حالات میں کسی سے متعلق کوئی منفی رائے قائم کرنے سے پہلے اپنا احتساب ضرور کرلیں کہ ہم خود کتنے پانی میں ہیں ...؟اور اَب تک ہم نے اپنے مُلک اور اپنی قوم کے لئے کیا اچھا کیا ہے کہ جس پہ ہم یہ کہہ سکیں کہ ایک ہم ہی محب وطن ہیں اور فلاں....ہے. تو بس...!ایا رسب اپنی اپنی حدوں میں رہیں صحافی حضرات یہ نہ سمجھیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یا دکھارہے ہیں وہ سب کا سب سچ ہے،یوں اِن سے زیادہ کوئی نہ تو سچ بولتا ہے ، نہ دکھاتا ہے، اور نہ ہی سچ پڑھتا ہے ،اور نہ ہی سچ سمجھتا ہے صرف صحافی اور صحافتی ادارے ہی دراصل حق و سچ کے اصل علمبردار ہیں، سچ و حق کے حوالے سے مُلک کے باقی اداروں اور اِن کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے،اَب ایسا بھی نہیں ہے کہ باقی ادارے سچے اور کھرے نہیں ہیں اور حق و سچ کے علمبردار نہیں ہے اگر ایسا نہیں ہوتا تو شاید مُلک میں نظام پوری طرح سے تباہ ہوچکا ہوتا اور بُری طرح معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوگیا ہوتا...مُلک

میں صحافیوں سمیت کسی کو بھی جائے پناہ نہیں ملتی ... سوچو اگر واقعی ایسا ہو گیا ہوتا تو کیا صحافی حق و سچ کے علمبردار رہتے ...؟ قطعاً نہیں ... تو پھر ہمارے صحافتی ادارے ایسی کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ مُلک اِن کے ہی سچ اور دکھائے ہوئے حق کے بدولت چل رہا ہے، بلکہ اِنہیں یہ بات کھلے دل سے مان لینی چاہئے کہ اللہ اور اِس کے رسول ﷺ کے بعد سرزمین پاکستان پر کوئی اور بھی ہے جو مثبت راہ پر یکدم ٹھیک طریقے سے مُلک کو چلا رہا ہے اور حکمرانوں کے کارخانے اُمورِ مملکت کو چلانے میں معاونت کر رہا ہے اور یہ کام ہمارے سیکورٹی احساس ترین ادارے اور انجام دے رہے ہیں ورنہ کوئی اپنے کارخانے حکومت کو چلا کر تو دکھائے یوں میرے مُلک میں صحافتی اداروں اور مُلکی سیکورٹی پر معمور فورسز اور احساس ترین اداروں کے تعاون سے مُلک قائم ہے اور ترقی کی جانب گامزن ہے تو پھر بھائی آپس میں دست و گریبان ہونے اور ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی کرنے سے بہتر ہے کہ عفوودر گزر سے ہی کام لیا جائے اور اپنے اندر موجود اُن کالی بھیڑوں کا پتہ لگا کر جلد قلع قمع کیا جائے جو اداروں کو بدنام کرنے اور اِنہیں کمزور کرنے کا کام کر رہے ہیں۔

ہمارے افراد اور ادارے ضد چھوڑیں، لڑائی لڑائی معاف کریں...؟

افواج پاک اور آئی ایس آئی جیسے قابلِ اعتماد اداروں کا احترام سب پہ لازم ہے، ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے...؟؟

آج ہمارے مُلک میں جمہور اور جمہوریت کے خوبصورت لبادھے میں لپٹے نظام نے افراد اور اداروں میں اختلاف رائے کا جو رجحان پیدا کیا ہے دراصل اِسی ایک نقطے نے ہی افراد اور اداروں کو آئین اور قانون کی متعین کردہ حدوں سے بھی دور کردیا ہے، اور آج یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے اختلافِ رائے کی آوازیں تو بہت بلند ہو رہی ہیں مگر کسی ایک بھی نقطے پر کوئی بھی متحد و منظم ہونے کو تیار نظر نہیں آتا ہے، ایسی صورتِ حال میں ہمارے ہی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اِسے افراد اور اداروں کے درمیان تناؤ کی سی کیفیات سے تعبیر کر رہے ہیں تو کچھ اِسے ارتقائی مراحل طے کرکے بہتری کی جانب جاتے رجحان سے تعبیر کرکے تغیراتی انداز سے آگے بڑھنا زیادہ مقصود سمجھ رہے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہی جو افراد اور اداروں کے تناؤ میں مزید اضافہ کرنا اور ہر قسم کے جاری تناؤ پر تیل چھڑکنے کو اپنی سیاسی خدمات کہہ رہے ہیں اَب ایسے میں یہ فیصلہ کرنا آپ پر ہے کہ آپ خود یہ فیصلہ کریں کے بہت سے سیاست دان، اپوزیشن لیڈرز اور

اخبارات اور چینلز کے مالکان سمیت دیگر لوگ افراد اور اداروں کے درمیان تناؤ کی سی کیفیت میں کیا چاہتے ہیں ...؟ کیا ایک ایسے ماحول اور لمحات میں کہ جب افراد اور ادارے اپنے اپنے انداز سے قانون اور آئینی دائروں سے نکل کر کچھ سے کچھ کرنے کو سوچ رہے ہوں، اور اپنے ذاتی یا انفرادی فائدے یا صرف اپنے ہی ادارے کی روش سے متعلق ہی کچھ کرنا چاہ رہے ہوں تو کیا کچھ لوگوں کو ایسا کرنے

دینا چاہئے ..؟ یا افراد یا اداروں کو مُلک کو حفاظت پر معمور اداروں پر کھلم کھلا انفرادی یا اجتماعی لحاظ سے تنقید کرنی چاہئے ..؟ یا کسی ایک شخص کی غلطی کا بار بار ذکر کرکے اپنے احساس اور قومی اداراں کا مذاق اڑانا چاہئے ...؟ ایسے میں کوئی بھی محب وطن پاکستانی یہ کبھی نہیں چاہئے گا کہ کوئی وطن کے قومی اداروں کا کسی بھی حوالے سے مذاق اڑائے یا کسی کو کسی بھی لحاظ سے افراد یا اداروں کی جانب سے اپنے احساس اور قومی اداروں کا مذاق اڑانے دے.. سو ایسے میں ہر صُورت میں ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ کسی بھی وجہ سے ناراض افراد اور اداروں کو چاہئے کہ وہ اپنی روش بدلیں اور اپنے احساس اور قومی اداروں کا احترام خود پہ لازم کرلیں۔

اَب جیسے کہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے اپنی پارٹی کے 18 ویں یوم تاسیس کے موقع پر منعقدہ جلسے سے خطاب اور بی بی سی کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کئی نئے انکشافات و گھمبیر پوائنٹس کا تذکرہ اپنے دماغ

پر زور دیتے ہوئے انتہائی مشکل انداز کا سہارا لے کر تو کیا اور وہ سب کچھ اتنی آسانی سے کہہ گئے کہ جیسے یہ اِن پوائنٹس اور نکات کے حل کے بارے میں اپنا کوئی پروگرام لے کر آرہے ہیں مگر جب ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر وہ یہ سب کچھ کیوں کہہ گئے کہ " فوج اور آئی ایس آئی کے ساتھ 8 گھنٹے تک جو کیا گیا وہ دُشمن بھی نہیں کرتا، جیو نے بالکل غلط کیا، حکومت نے بھی ایک ایجنڈے کے تحت ایجنسی کو دنیا بھر میں بدنام کروایا، آزادی اظہار کے نام پر کمرشل مفادات کا تحفظ اور حامد میر کے نام پر کوئی اپنا ایجنڈا پورا نہیں کر سکتا، قومی مفاد میں نواز شریف کے ساتھ ایک ہی لائن لی ہے، 11 مئی سے دھاندلی کے خلاف تحریک چلے گی" اَب پی ٹی آئی کے چیئر مین عمران خان کی زبان سے نکلے اِن نکات کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے آج مُلک میں حکمرانوں، سیاستدانوں، اداروں اور عوام سب کو اپنی اپنی پڑی ہے عمران خان اور بہت سے سب مل کر نمبر اسکورنگ اور سیاسی قد اُونچا کرنے کے چکر میں پڑے ہیں کسی کو مُلک اور قوم کی بہتری کا تو کچھ خیال ہی نہیں آرہا ہے، جس کو دیکھو وہ اپنی اپنی ناک کی سیدہ اور کانوں کے درمیان اپنی اپنی ہانکتا اور کانپتا دوڑے ہی چلے جا رہا ہے، یعنی یوں کہ جیسے اِن سب کی نظروں میں اِن کی ہی اہمیت ہے اور مُلک اور قوم کچھ بھی نہیں ہیں، آج اداروں اور افراد کے درمیان جاری لڑائی میں جلتی پر تیل چھڑکنے والے تو بہت سے مل رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ اِن کی اِس لڑائی کو ختم کرانے کے لئے کوئی ایسا نہیں ہے جو مصالحت سے کام لے اور آگے بڑھے اور سب ضدیوں اور

اَناپرستوں میں صلاح صفائی کروادے ،اور مُلک اور قوم کو درپیش خطرناک چیلنجز سے نکالنے کی کوئی دوادارو ہی کردے، مگر موجودہ حالات میں ایسالگتاہے کہ جیسے سب کو تو اپنی ضد اور اَنا کے آگے مُلک اور قوم کی بہتری کا تو کوئی راستہ سُجھائی ہی نہیں دے رہاہے۔

آج جس طرح مُلک کے پانچوں ستونوں کے درمیان اپنی اپنی ضداور اَنا کی وجہ سے جو خاموش جنگ چھڑی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے ،اِس کا ادراک کرتے ہوئے سب کو افہام و تفہیم کی راہ اختیار کرتے ہوئے کوئی نہ کوئی بیچ کی راہ ضرور نکال لینی چاہئے کیوں کہ یقینی طورپرا بھی کسی کا کچھ بھی نہیں بگڑاہے اَب بھی وقت ہے کہ پچھلی تمام غلطیوں،اور ایک دوسرے کی کوتاہیوں کو کھلے دل اور دماغ سے معاف کرکے ایک نئے عزم وہمت کے ساتھ مُلک کو ترقی اور خوشحالی کی دائمی راہ پر لے جانے کا نعرہ بلند کیا جائے اور اپنے اپنے دردناک ماضی کی غلطیوں اور کمزوریوں کو بھلا کرسب کو ساتھ لے کر آگے بڑھنے اور ایک ترقی یافتہ پاکستان کے خواب کی تعبیر کے خاطر ایک ہونے کے لئے

افراد اور اداروں کو ضداور اَنا کی جاری اِس جنگ کو جو جانے یا انجانے میں شروع ہے اِسے فوراً سے بیشتر ختم کردی جائے ورنہ تواِس جنگ کے نتائج ایسے ہی بھیانک ہوں گے جس طرح دیمک لکڑی کو اندر ہی اندر کھا کربے کار اور تباہ کردیتی ہے یکدم اِسی طرح کچھ افراد اور اداروں کی ضداور اَنا بھی ہم پاکستانیوں کے بنائے ہوئے

معاشروں، تہذیبوں اور اداروں سمیت اِن کے حوصلوں اور اصولوں اور ضابطوں کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھنے کی بڑی وجہ بن سکتی ہیں۔

اگرچہ آج بھی دنیا کے جن ممالک اور معاشروں میں ضد اور اَنا پرستی کا کلچرل عام ہے دیکھ لو کہ اِن کا سماجی و معاشی، اخلاقی و مذہبی رجحان سوائے پستی کے بلندی کی جانب جاتا کبھی بھی دکھائی نہیں دے گا، آج بھی ایسے ممالک اور معاشروں کی مثال موجود ہے جہاں کے لوگوں نے اپنا سب کچھ اپنی ضد اور اَنا کی پاسداری پر لٹا دیا ہے تب ہی اِن کے حصے میں سوائے کفِ افسوس اور خالی دامن کے کچھ نہیں آیا ہے۔

آج بد قسمتی سے ہمارے یہاں بھی ایسا ہی کلچرل اور رجحان ہر خاص و عام میں پایا جاتا ہے، اِس کی کیا وجہ ہے..؟ آج اِس سے میں بھی واقف ہوں تو آپ بھی خُوب جانتے ہیں کہ وہ کون سے بنیادی عوامل رہے ہیں جنہوں نے ہمارے اندر ضد اور اَنا کے رجحانات کو پروان چڑھانے میں معاونت کی ہے اور آج اِس سے بھی شاید کسی کو انکار نہ ہو کہ اَب تو نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ ہمارے قومی اداروں سے لے کر ایک عام پاکستانی شہری تک طرح طرح کی بے مقصد کی ضد اور اَنا نے ہم سب کے اندر ایسا گھر کر لیا ہے کہ ہم اِس کے بغیر اپنی زندگی گزارنا اور اُمورِ مملکت چلانا بھی محال سمجھنے لگے ہیں آج ہمارے معاشرے کے جن

صاحب عقل ودانش میں ضد واَنا نہیں ہے وہ ہی معاشرے کے سب سے کمزور ترین فرد تصور کئے جاتے ہیں حالانکہ اگر وہ بھی ضدی بن کر اپنی نکٹی چپٹی ناک پر اَنا کا خول چڑھالیں تو کوئی اِن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے کیوں کہ ہمارا تو سارا کا سارا معاشرہ ہی بگڑا ہوا ہے اور ہر فرد اپنی بے مقصد کی ضد اور نام نہاد شیطانی اَنا کے گہرے سمندر میں غرق ہو چکا ہے، مگر اِس کے باوجود بھی میرے معاشرے کے کچھ اچھے افراد اور اچھے ادارے ایسے بھی ہیں جنھوں نے ضد اور اَنا کو اپنے قریب تک بھٹکنے نہیں دیا ہے اور آج بھی یہ یکسوئی کے ساتھ اپنے اپنے حصوں کا کام کرنے میں مگن ہیں، اور آج میرے مُلک اور معاشرے کے جن افراد اور اداروں میں ضد اور اَنا قدغن لگا کر گھس گئے ہیں اُنھوں نے تو اپنے اپنے تعین جیسے سارے مُلک اور معاشرے اور اپنے سمیت دوسروں کا بھی جینا تنگ کرکے رکھ دیا ہے،آج اِس کی مثال باآسانی (کھلی تو کھلی بلکہ بندآنکھوں سے بھی) دیکھی جا سکتی ہے کہ افراد اور ادارے اپنی اپنی ضد اور اَنا کی پاسداری میں کبھی دھیرے دھیرے تو کبھی تیز رفتاری سے کیسے لڑ رہے ہیں۔

بہر کیف... !آج موجودہ حالات میں کہ جب دُشمن گھات لگائے حملے کے لئے تیار بیٹھا ہے اور ہم آپس میں افواجِ پاک اور اپنے قابلِ اعتماد و بھروسہ آئی ایس آئی جیسے اداروں پر ضد اور اَنا پر بنا کسی ٹھوس ثبوت کے الزام تراشی کی جنگ میں پڑ کر خود کو تباہ کر رہے ہیں تو ایسے میں ہمیں یہ چاہئے کہ ہم ابھی سنبھل

جائیں کیوں کہ ابھی ہمارا کچھ نہیں بگڑا ہے.. اگر ہم دُشمن کی سازش کو نہ سمجھ کے اور لڑتے رہے تو پھر یہ جان لو کہ دُشمن ہم پر لپک پڑے گا اور ہمیں تر نوالہ بنا کر ہڑپ کر جائے گا۔

ایک باتونی کے مخالف ہزار مگر حامی کوئی نہیں ہے کیوں....؟

کیسے مان لوکے حامد میر کا کہا سب سچ ہے...؟؟؟تو کیا پھر میں اور تم بھی حامد میر ہیں......؟؟؟؟

آج ایک باتونی کی کسی بات کے مخالف تو ہزار ہوگئے ہیں...؟؟مگر کیا وجہ ہے کہ اِس کا حامی کوئی نظر نہیں آرہاہے....؟ حتی کہ آج اِس کی مخالفت میں خود اِس کے اپنے ہی شعبے کے ایسے بے شمار لوگ بھی شامل ہیں جو کبھی اِس کی شخصیت اور اہلیت کے قائل رہے ہیں اور شاید آج بھی یہ لوگ دبے دبے لفظوں یں کہیں نہ کہیں اِس کی تعریف بھی ضرور کرتے ہوں گے...؟ مگر آج ایک ایسے وقت میں کہ جب اِن کا اپنا ہی سینئر ساتھی اپنی زبان سے نکلے کچھ جملوں اور الفاظ کی وجہ پریشانی میں مبتلاہے یہ کیسے لوگ ہیں جو اپنے پیارے اور بہادر ساتھی کا ساتھ اِس حال میں چھوڑ کر کسی اور (اپنے مالکان کا کمرشل چلارہے ہیں اوران) کی خدمت کررہے ہیں یہ ایسا کیوں کررہے ہیں...؟؟ یہ بھی سب جانتے ہیں اُمید ہے کہ آپ میرااشارہ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کس کی بات پر.... کن کی مخالفت اور مذمت ومزاحمت کی بات کررہاہوں...؟آج کسی کی کسی بات پر جیسی صُورتِ حال میرے یہاں پیداہو گئی ہے، اَب تواِس سے اُسی وقت ہی نکلنا ممکن ہوسکے گاجب

صاف وشفاف تحقیقات کی جائے اور کسی مثبت نتیجے پر پہنچ کر قوم کے سامنے اُن تمام حقائق کو آشکار کردیا جائے جن کی بنیادوں پر کسی نے کسی کے لئے اپنے تعین تو سچ بولا مگر جن سے متعلق جو کچھ کہا گیا اُن سے متعلق ایسا کہنا کوئی زیب نہیں دیتا کہ کوئی بس یوں ہی اُن سے متعلق آسانی سے وہ سب کچھ کہہ جائے جن سے متعلق ہماری تاریخ گواہ ہے کہ کبھی بھی کسی نے بھی ایسا کچھ نہیں کہا جیسا کہ آج کہہ دیا گیا ہے۔

تو بہر حال..! اَب وہ دن بھی کوئی دور نہیں ہیں کہ کسی کے پیش آئے واقع کے بعد اُس کی زبان سے نکلے ہوئے کسی ایک جملے سے متعلق شروع ہونے والی تحقیقات میں بال کی کھال نکال کر دودھ کا دودھ پانی کا پانی جلد کردیا جائے گا اور قوم کے سامنے وہ سب کچھ آجائے گا آج جس کی وجہ سے قوم اور اداروں میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ " سچائی میں بڑی طاقت ہے اور وہ آپ دکھا کر رہتی ہے "اَب یہ دیکھنا آپ کا کام ہے کہ جس نے جب ...اور جہاں اور جس انداز سے سچ کہا ہے...؟ اِس کے سچ کی طاقت اپنا آپ کب دکھاتی ہے...؟ مگر یہ حقیقت ہے کہ سچ کی طاقت اپنا آپ کبھی نہ کبھی ضرور دکھاتی ہے...؟ بس آپ میں ...اور اُس میں ہمت ہونی چاہئے کہ تب آپ اپنے کہے پر ڈٹے رہیں اور وہ بھی آپ

کے سچ کی طاقت کا مقابلہ کرسکے۔۔ جس کے بارے میں آپ نے اپنے تعین کبھی سچ کہا تھا اور اِسی طرح سقراط کے بھی سچ سے متعلق کہے ہوئے یہ تاریخی اقوال ہر زمانے۔۔ اور ہر معاشرے کے ہر فرد کے لئے تاقیامت مشعلِ راہ ہیں اور ضرور رہیں گے وہ کہتا ہے کہ " دنیا میں کوئی ہستی نہیں جو مجھے خوف دلا کر سچ کہنے سے روک سکے میں سرِ تسلیم خم کرنے کے بجائے موت کو ترجیح دیتا ہوں اور دوسری جگہ سقراط کا یہ بھی کہنا ہے کہ " یاد رکھو فتح طاقت کی نہیں بلکہ سچ کی ہوتی ہے" اَب سقراط کے اِن کہے کو کون ایسا ہوگا۔۔؟ جو اِنہیں جھٹلائے مگر شرط صرف یہ ہے کہ دیکھنا یہ چاہئے کہ سچ کہنے والا خود کتنا سچا ہے۔۔۔؟ اور اِس کا ماضی اپنے سچ کے حوالوں سے کیا حیثیت رکھتا ہے۔۔۔؟

اگرچہ آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ دنیا کے جن معاشروں اور تہذیبوں نے اپنے افراد کے ہجوم کو ہر حالت میں سچائی کا عادی بنایا اور ان میں سچائی ہی کی تبلیغ کی ہے اصل میں سچ اور سچائی اور حق اِن ہی معاشروں اور تہذیبوں کا طرہ امتیاز بنے ہیں اور اِن معاشروں اور تہذیبوں ہی میں سچ اور سچائی ہی بڑی طاقت بنی ہیں اور اُن کے ہر شعبے ہائے زندگی میں حق اور سچ غالب رہے ہیں اور اِنہی کی بنیاد پر اُن معاشروں اور تہذیبوں نے ترقی و خوشحالی کی منزیں طے کیں ہیں۔

آج بے شک میرے دیس میں بھی سچ کی اہمیت اور عظمت کے سب ہی قائل ہیں مگر معلوم نہیں پھر بھی کیوں میرے اپنے لوگ حق و سچ بولنے والوں سے خائف رہتے ہیں جب کہ جو خائف رہتے ہیں وہ بھی اپنے کاموں اور ذمہ داریوں میں کھرے اور سچے ہیں اور جو دوسرے کسی وجہ سے سچ بولتے ہیں اُن کے سچ میں کہیں نہ کہیں تھوڑی بہت جھوٹ کی آمیزش ضرور شامل ہوتی ہے مگر چونکہ اِنہیں یہ ہی گھمنڈ مارے جاتا ہے کہ اِن کا شعبہ اِنہیں اپنا جھوٹ چھپانے اور دوسرے کے کردہ اور ناکردہ فعل کو جھوٹ کے ساتھ سچ کرکے سامنے لانے کی ذمہ داری سونپا ہے تو سو یہ جو چاہیں کریں اور جیسا چاہئے پیش کریں اِن سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، یہ ایک آزمودہ حقیقت ہے کہ ہر معاشرے اور ہر تہذیب میں "سچا شخص اگر کسی مصلحت کے تحت بھی جھوٹ بولے تو لوگ اِس کو سچ سمجھیں گے اور جھوٹا اگر سچ بھی بولے تو لوگ اِس کو جھوٹ سمجھیں گے" اَب یہ تو آپ کو پرکھنا ہے کہ کون، کیوں اور کیا کہہ رہا ہے...؟

اَب یہاں میں سچے اور جھوٹے کو جاننے کے لئے بابا خوش حال خان خٹک کے یہ دو اقوال نقل کر رہا ہوں ایک موقع پر بابا خوش حال خان خٹک کہتے ہیں کہ" سچے لوگوں کے چہروں پر بہادری کی سی تازگی اور جھوٹوں کے منہ پر خزاں کی سی پژمردگی چھائی ہوتی ہے"اور دوسری جگہ آپؒ فرماتے ہیں کہ" میرے سچ بولنے کی وجہ سے میرے گاؤں میں میرا کوئی خیر خواہ نہیں" آج جن لوگوں نے کسی بھی

وجہ سے سچ و حق کا علم

بلند کیا ہے اور اِسی وجہ سے یہ اپنے ہی گاؤں، شہر، ملک، شعبے اور اپنے ہی لوگوں میں تنہا محسوس کر رہے ہیں،انہیں یقین ہونا چاہئے کہ وہ نہ تو تنہا ہیں اور تنہا رہیں گے، آج اِن کے گاؤں، شہر، ملک اور شعبے والوں نے جو اِن کا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو ایسا نہیں ہے، وہ سب لوگ بھی اِن ہی کے ساتھ ہیں، بس..! آج یہ لوگ اِن کے کسی سچ کی مخالفت یوں کر رہے ہیں کہ یہ اپنے اپنے مالکان کے نوکر ہیں اور نوکری کر رہے ہیں یا اِن میں پروفیشنل جیلیسی بھی ہے یوں اِس طرح یہ اپنے ہی ساتھی کی مخالفت کرکے اپنے مالکان کے غلہ (نقدی رکھنے کا صندوقچہ) بھر رہے ہیں، کیوں کہ یہ ایسا نہیں کریں گے تو اِن کی دال دلیہ کیسے چلے گی..؟اپنے دال دلیہ چلانے اور اپنی نوکریاں بچانے کے لئے اپنے مالکان کے ایماں پر یہ اُچھل اُچھل کر اپنے ساتھی کی مخالفت اپنے شعبے کی خدمات سمجھ کر کر رہے ہیں حالانکہ وہ یہ بات بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آج جو سچ بولے یا حق کا علمبردار ہو، کیا وہی حامد میر ہے، اگر ایسا ہی ہے تو پھر وہ بھی اور میں بھی حامد میر ہوں، تو تم بھی حامد میر ہو، اور وہ بھی حامد میر ہے، آج جو کسی مصالحت پسندی یا ظاہری اور باطنی وجوہات کی بنا پر کسی دباؤ کا شکار ہے، اور آج وہ اپنے ساتھی حامد میر کے حق و سچ کو دبانے میں پیش پیش ہیں، مگر چونکہ یہ بھی وہ جانتے ہیں کہ سچ کا ذائقہ کڑوا مگر اثر میٹھا

ضرور ہوتا ہے، کبھی نہ کبھی حامد میر کی زبان سے نکلے ہوئے جملے اور الفاظ ضرور طاقت کے ساتھ سامنے آجائیں گے۔ ؟مگر پھر بھی راقم الحرف کا چلتے چلتے اتنا ضرور کہنا ہے کہ حامد میر کو اپنے ہی اداروں سے متعلق ایسا کھرا سچ یوں ہرگز نہیں بولنا چاہئے تھا کہ جس سے اپنے ہی قومی اداروں کا امیج خراب ہو اور ہم دنیا میں نہتے ہو کر رہ جائیں اور تب ہمارا سچ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ جائے۔ اَب صحافت اور سچ کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ سچ اپنے ہی اداروں اور اپنے ہی محسنوں کو نیچا دکھانے کے لئے بولا جائے، کبھی کبھی اپنوں کے معاملے میں خاموشی بھی اچھے ثمرات چھوڑ جاتی ہے،، حامد میر کو ہر حال میں خاموش رہنا چاہئے تھا اور اَب بھی کچھ نہیں ہوا ہے بہت وقت ہے حامد میر اپنے قومی اداروں سے متعلق کہے ہوئے جملے اور الفاظ واپس لیں اور ملک و قوم اور اداروں کو ہیجانی کیفیت سے چھٹکارہ دلادیں۔

دیکھ لو غیرت یہ ہوتی ہے اور مگر تم تو جیسے .... ہو؟؟

ایوانِ صدر اور وزیر اعظم ہاؤس تو بجلی کے بل دیتے نہیں...... ؟؟ مگر غریب بل دے کر بھی بجلی سے محروم ہیں کیوں ......؟

آج میں نے اپنے کالم کا موضوع پاکستان اور جنوبی کوریا کے وزرائے اعظموں کے حوالوں سے آنے والی دو خبروں کو بنایا ہے جس میں دونوں ممالک کے وزرائے اعظموں کی غیرت اور حمیّت کو سامنے لانے کی کوشش کروں گا، قبل اِس کے کہ میں اِس طرف جاؤں قارئین حضرات پہلے تو یہ سمجھ لیجئے کہ لفظ "غیرت "کے لغوی معنی کیا ہیں...؟ تو عرض یہ ہے کہ " غیرت " (جو غ،ی،ر،ت سے مل کر۔غے،رت، بنا ہے) اور [یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔اِسم ہے اور۔ مونث ہے] اِس کے لغوی معنی تو" حمیّت ،لحاظ، شرم اور حیا"کے ہیں ،اتنا تو سب ہی جانتے ہیں مگر اِس کے باوجود بھی اپنی زندگیوں میں اِس کا اظہار کوئی کوئی کسی کسی موقع پر ضرور کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ گزشتہ 67 سالوں میں ہمارے یہاں اِس لفظ کی اہمیت کا احساس نہ تو کسی حکمران کو ہوا ہے اور نہ ہی کسی وزیر نے اپنی وزرات کی ناکامی پر کبھی اِس کا عملی مظاہرہ اپنی وزارت سے مستعفی ہو کر دیکھایا ہے اور حکمرانوں کے حصے میں تو اِس کا اظہار کم تو کیا کبھی بھی

دیکھنے میں نہیں آیا ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے یہاں تو حکمران اِس کے عملی اظہار سے خوفزدہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں جبکہ حال ہی میں جنوبی کوریا کے وزیرِاعظم نے اپنی غیرت کا اظہار کرکے ہمارے حکمرانوں سمیت دنیا کے دیگر ممالک کے حکمرانوں کو ضرور سبق سکھادیا ہوگا اَب اگر اِس کے بعد بھی ہمارے حکمران بے حسی کا مظاہر کریں تو پھر ان کے اِس رویئے پر کیا کہا جائے گا...؟اَب یہ فیصلہ آپ خود کریں گے۔

بہرحال اَبھی تو میرا مقصد آپ کو یہ سب سمجھانے اور بتانے کا یہ ہے کہ میرے پڑھنے والوں کو میری تحریر اچھی طرح سمجھ آجائے اور پھر وہ خود یہ فیصلہ کریں کے ہمارے حکمران غیرت کے کس درجے پر ہیں..؟اور دنیا کے دیگر ممالک کے حکمران اپنی ناکامی اور عوامی معیار پر پورا نہ اُترنے کا احساس کرکے اپنے عہدوں سے مستعفی ہوکر اپنی خودداری اور غیرت کے معاملے میں کس مقام پر ہیں تو پھر اَب میں چلتا ہوں اپنے آج کے کالم کے اصل موزو کی طرف ....تو عرض یہ ہے کہ سیول سے خبر راساں ادارے اے ایف پی نے خبر دی ہے کہ جنوبی کوریا کا سیول نامی وہ مسافر بردار بحری جہاز جس میں افراد سوا تھے وہ ڈوب گیا اور اِس میں سوار 476 مسافروں میں سے صرف 476174 افراد ہی کو بچایا جاسکا ہے اور اَب تک 188 افراد کی لاشیں نکالی جاچکی ہیں جبکہ 144 افراد تاحال لاپتہ ہیں اِس جہاز کے ڈوبنے کے سانحے پر حکومت کی جانب سے غلفت برتنے کا اعتراف کرتے ہوئے.

جنوبی کوریا کے وزیراعظم چنگ ہانگ ون مستعفی ہو گئے ہیں، خبر ہے کہ جنوبی کوریا کے وزیراعظم کا کہنا ہے کہ بحری جہاز ڈوبنے پر حکومت کی غفلت کا معترف ہوں جبکہ اِنھوں نے جہاز ڈوبنے کی وجہ معاشرے میں پیوست بدعنوانی کو قرار دیا، جنوبی کوریا کے موجودہ زمانے کے غیرت مند وزیراعظم نے کہا کہ حادثے پر معذرت خواہاں ہوں اُصولاََ تو بطور وزیراعظم مجھے اِس سانحے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ہی مستعفی ہو جانا چاہیئے، اگرچہ ابھی اپنے مستعفی ہونے کے حوالے سے اعلان میں اُنھوں نے کہا کہ مجھے حادثے کے وقت ہی مستعفی ہونا چاہیئے تھا تاہم اِس وقت سانحے سے نمٹنا زیادہ اہم تھا مستعفی ہو کر جانے سے پہلے امدادی کام کروانا ذمہ دارانہ رویہ تھا،اِن کا کہنا تھا کہ حال ہی میں ڈوبنے والے بحری جہاز کے سانحے کے حوالے سے حکومتی اقدامات پر تنقید کے پیشِ نظر وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو رہے ہیں " اُن کی نظر میں عوام مقدم ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب عوام کو حکمرانوں کے رویوں اور اِن کی وجہ سے تکالیف پہنچے تو اِنہیں اپنی نااہلی اور غفلت کا اعتراف کرتے ہوئے فوراََ اپنا عہدہ چھوڑ دینا چاہیئے کہ ڈھیٹ بن کر صنعتِ حکمرانی میں لگائے گئے پیسیوں کو دگنا کرنے کے چکر میں ملک اور قوم کا ستیاناس ہی کر دیا جائے جیسا کہ ہمارے یہاں ماضی میں بھی نااہل و نفسیاتی حکمران اپنی حکمرانی کے پانچ سال پورے کر کے چلے گئے ہیں اور موجودہ حالات میں بھی کچھ ایسے ہی نااہل حکمران ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں جنہیں دو اور دو چار کے سوا کچھ نہیں آ رہا ہے اگرچہ جنوبی کوریا وزیراعظم چنگ

ہانگ ون کی اپنی نااہلی کے اعتراف کے بعد اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کے حوالے سے کی یہ خبر بڑی اہمیت کی حامل ہے جس میں ہمارے حکمرانوں سمیت دنیاکے بہت سے ممالک کے حکمرانوں کے لئے بھی ضرور سبق موجود ہے، مگر سبق لینے والوں کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ بھی جنوبی کوریاکے وزیر اعظم چنگ ہانگ ون کی طرح غیرت مند ہوں تو غیرت کا یہ سبق اُن کے لئے بھی بہتر ثابت ہوگا مگر جب کوئی .... غیرت ہی تو پھر اُس کے لئے یہ سبق بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

اور اَب میں بغیر کسی تمہید کے آتا ہوں اپنے مُلک کے اُس وزیر اعظم کی جانب جنہیں مُلک کی ترقی اور خوشحالی کی فکر دن رات کھائے جارہی ہے، اور یہ مُلک کو کرپشن اور چوری سے پاک کرنے کا عزم صمیم بھی خُوب رکھتے ہیں، اِن کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ قومی اور سرکاری اداروں سے کرپشن کو ختم کرکے ہی دم لیں گے، گو کہ یہ مُلک سے کرپشن کو جڑ ہی سے ختم کرنے کا اپنا پکاادارہ رکھتے ہیں، اور اِن کا ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہے کہ جب تک قومی اِداروں سے یہ کرپشن کو ختم نہیں کردیتے یہ سُکھ کا سانس نہیں لیں گے، اِسی کرپشن کو تو ختم کرنے کے لئے ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے قومی اداروں کی نج کاری کرنے کا اٹل فیصلہ بھی کر رکھاہے، جس کے لئے حکومتی سطح پر ترجیحی بنیادوں پر اقدامات بھی تیز سے تیز تر کئے جارہے ہیں،اور نہ صرف یہ بلکہ بہت

سے وفاقی اور قومی اداروں میں وزیراعظم اپنے من پسند افراد کی تقرری کے لئے بھی کمربستہ ہوگئے ہیں اور اَب تک بہت سے اداروں میں وزیراعظم نواز شریف اپنے پسند کے افراد کو اداروں کا سربراہ بناکر بھیج بھی چکے ہیں اور اِنہیں اداروں میں ڈاؤن سائزنگ اور نج کاری سے متعلق ڈکٹیشنز بھی دے چکے ہیں آج یقینی طور پر اس قسم کے وزیراعظم کے دعوؤں اور اقدامات سے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے عنقریب نہ تو ہمارے مُلک میں کرپشن رہی گی اور نہ ہی قومی ادارے سرکاری ملکیت میں رہیں گے، چونکہ ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں یوں تب ہی تو یہ اپنے وزراء اور مشیروں اور اداروں کے سربراہان کے ذریعے گاہے بگاہے عوام کے ذہنوں میں اپنی یہ بات بھی زبردستی کی ٹھوسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ مُلک کی ترقی اور خوشحالی کرپشن اور قومی اداروں سے پاک حکمتِ عملی میں پوشیدہ ہے، مگر عوام ہیں کہ ابھی تک اپنے وزیراعظم اور اِن کے وزراء کی اِس بات سے قطعاً متفق نظر نہیں آتے ہیں، اَب ایسے ہیں عوام کا اپنے وزیراعظم میاں نواز شریف اور اِن کے وزیروں کی کسی بھی ایسی بات سے متفق نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ وزیراعظم میاں نواز شریف مُلک سے کس طرح کرپشن کو جڑ سے ختم کرسکتے ہیں...؟ جبکہ اِن کی ناک کے نیچے ہی ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس اور پارلیمنٹ، سپریم کورٹ، الیکشن کمیشن، پی ڈبلیوڈی، سندھ ہاؤس، موٹروے پولیس، شہری ماحولیات، نادرا، سی ڈی اے، ،ایف ڈبلیواو، پنجاب جیل، ٹی ایم اومری

ٹی ایم او راولپنڈی، ٹی ایم او سرائے عالمگیر اور بلوچستان ہاؤس سمیت 18 حکومتی اور قومی اداروں میں بجلی کے واجبات ادا نہ کرنے پر کرپشن عروج پر ہو رہی ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً قابل افسوس ہے کہ آج ہمارے وزیراعظم میاں نواز شریف جو مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کا تو بہت پکا ارادہ کرتے ہیں مگر کیا اَب تک ہمارے وزیراعظم کو اپنی ایک سال کی مدت پوری کرنے والی حکومت میں یہ کبھی بھی نظر نہیں آیا کہ " ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس بجلی کے واجبات کی عدم ادائیگی کے بغیر کیسے روشن ہیں...؟ اَب کیا یہ وزیراعظم کی ذمہ دارانہ غفلت نہیں ہے...؟ اَب کیا یہ وزیراعظم نواز شریف کی غیرت اور حمیّت یہ تقاضہ نہیں کرتی ہے کہ یہ اپنی اِس غفلت کو تسلیم کریں اور مستعفی ہو جائیں...؟ وزیراعظم نواز شریف کی اِس غفلت اور لاپرواہی پر ایسے بہت سے سوالات ہیں جو عوام الناس کے ذہنوں میں پک رہے ہیں اور باہر نکل رہے ہیں کیا عوام کے اِن سوالات کے جوابات وزیراعظم نواز شریف دے پائیں گے اگر عوام کے سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے ہیں تو براہ کرم اپنی نااہلی اور غفلت کو تسلیم کرتے ہوئے تُرنت اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں اِس طرح اِن کا بھرم بھی قائم رہے گا اور آئندہ کا پھر کوئی حکمرانی چانس بھی بن جائے گا۔

پاکستانی عوام جانتے ہیں کہ آج اگر میڈیا آزاد نہ ہوتا تو عوام کو اِس کی بھی

خبر نہ ہوتی کہ مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے والے ہمارے وزیراعظم نواز شریف کا خود وزیراعظم ہاوس اور ایوان صدر کی بجلی واجبات کی عدم ادائیگیوں کے باعث کاٹ دی گئی ہے اور یہ بھی کسی حد تک خوش آئندہ امر ہے کہ پچھلے دِنوں اِس کا اقرار خود وزیر مملکت برائے پانی و بجلی عابد شیر علی نے اپنی پریس کانفرنس میں کرتے ہوئے کہاکہ بجلی کے واجبات کی عدم ادائیگیوں پر ایوانِ صدر، وزیراعظم ہاوس اور پارلیمنٹ سمیت سرکاری اداروں کی بجلی کاٹ دی گئی ہے اور چوروں کے خلاف سخت ترین کارروائی 18 عمل میں لائی جائے گی وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی کی یہ شیرائی اپنی جگہہ کسی حد تک ٹھیک ہو سکتی ہے مگر پھر بھی اِس پر پاکستانی قوم اور عوام اِس مخمصے میں مبتلاہیں کہ وزیراعظم میاں نواز شریف اور وزیر مملکت برائے پانی و بجلی عابد شیر علی کا یہ محض عوام کو کرپشن سے پاک مُلک بنانے کی لولی پاپ دے کر بے وقوف بنانے کا کوئی بہانہ ہو سکتاہے اور وہ اِس طرح عوام کو یہ بتانااور جتناچاہ رہے ہوں کہ عوام جان جائیں کہ جب بجلی کے واجبات کی عدم ادائیگی پر ایوانِ صدراور وزیراعظم ہاؤس، پارلیمنٹ سمیت سپریم کورٹ اور دیگر 18 سرکاری اداروں کی بجلی کٹ سکتی ہے تووہ عوام جو بجلی کے واجبات کی ادائیگیاں نہیں کرتے اِن کی بھی بجلی کاٹی جا سکتی ہے۔

،آج عوام یہ بات بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ ایوانِ صدر، وزیراعظم ہاؤس

پارلیمنٹ، سپریم کورٹ اور 18 دیگر سرکاری اداروں کی واجبات کی عدم ادائیگی پر بجلی کا کاٹنا تو محض ایک ڈرامہ ہے کوئی بجلی وجلی نہیں کاٹی گئی ہوگی، مگر یہ بتا کر حکومت کا اصل میں مقصد عوام اور صنعتوں اور کارخانوں کے مالکان کو ان کے واجبات کی عدم ادائیگی پر ڈرانا اور دھمکانا ہے تاکہ عوام اور فیکٹریوں کے مالکان 18 سے 20 اور 22 گھنٹوں کی بدترین بجلی کی لوڈشیڈنگ کی ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کرکے بھی باقاعدگی سے اپنے بڑھے ہوئے بجلی کے بل ادا کرتے رہیں مگر پھر بھی اِنہیں بجلی کی بدترین لوڈشیڈنگ کا سامنا رہے جبکہ اُدھر دوسری طرف ایوانِ صدر، وزیراعظم ہاؤس، پارلیمنٹ، سپریم کورٹ سمیت 18 دیگر سرکاری اداروں میں واجبات کی عدم ادائیگی کے باجود بھی اِنہیں نہ کبھی بجلی کی لوڈشیڈنگ کی اذیت برداشت کرنی پڑتی ہے اور نہ ہی یہ کبھی اندھیروں اور تاریکیوں کا منہ دیکھتے ہیں اور اُلٹا مزے کرتے ہیں۔

جبکہ یہ انتہائی افسوس اور حکمرانوں کے لئے اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کے ساتھ ساتھ فوراً ڈوب مرنے کا بھی مقام ہے کہ یہ عوام کو بدترین لوڈشیڈنگ کی اذیتیں بھی دے رہے ہیں تو بجلی نہ دے کر بڑھے ہوئے بل بھی بھیج رہے ہیں اور اُلٹا ڈرا اور دھمکا بھی رہے ہیں کہ عوام نے بجلی کے واجبات ادا نہیں کئے تو اِن کی بجلی کاٹ دی جائے گی اور بجلی چوروں سے سختی سے بھی نمٹا جائے گا جبکہ حکمرانوں کی یہ سینہ زوری بھی کسی بے غیرتی سے کیا کچھ کم ہے کہ یہ

خود تو بجلی کے واجبات ادا بھی نہ کر رہے ہیں اور بجلی بھی پوری کی پوری حاصل کر رہے ہیں....؟اَب کیا قوم اپنے حکمرانوں کے اِس بے حس روئے کو بغیرت پن سے بھی تعبیر نہ کرے تو کہو کہ پھر اور کیا کرے....؟آج عوام جو کر سکتے ہیں وہ یہ کر رہے ہیں اور جو ہمارے حکمران کر سکتے ہیں یہ وہ کر رہے ہیں...؟الغرض یہ کہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہہ پر شاید....غیرت ہو گئے ہیں...؟تو پھر ایسے میں میرا اور ہم سب کا اور مُلک کا اللہ ہی حافظ ہے...؟مگر پھر بھی میں ابھی نااُمید نہیں ہوا ہوں اور اپنے رب سے دُعا کرتا ہوں کہ شاید جنوبی کوریا کے وزیراعظم چنگ ہانگ ون کی طرح ہمارے حکمرانوں کو بھی اپنے اِس روئے پر غیرت آجائے اور وہ بھی غیرت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں، مگر یہ اپنے مستعفی ہونے سے پہلے اپنے عوام کو بجلی کی بدترین لوشیڈنگ سے نجات دلا جائیں اور بجلی کی فراہم کا عمل بلا تعطل بنا جانے کے اقدامات کر جائیں تو قوم اِنہیں سلام پیش کرے گی ورنہ تو ویسے بھی دنیا بھر میں حکمرانوں پر جوتا کاری عام ہو گئی ہے اِن پر بھی عوام جوتا کاری کریں گے پھر مت کوئی یہ کہے کہ یہ سب کیا...؟اور کیوں ہو رہا ہے...؟

سینئے چھیپا ایمرجنسی نمبر 1020 کی ڈھکوسلے بازیاں...؟؟

کیا اَب چھیپا جیسے فلاحی ادارے کی عوامی خدمت محض دکھاوا ہے...؟؟
آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے پاکستان کو لوٹنے والوں نے اِسے سونے کا انڈا دینے والی مُرغی سمجھ رکھا ہے، جس کا جہاں سے بس چل رہا ہے، بس.. وہ اِسے نوچ نوچ کر لوٹنے اور اپنے دامن بھرنے کے چکر میں غرق ہے، کسی کو کسی کا کچھ خیال ہی نہیں ہے،آج اگر کسی کو کچھ خیال ہے تو بس اُسے اپنی ہی جیبیں بھرنے اور اپنے ہی بینک اکاونٹس بڑھانے اور اپنی نام وری کی فکر ہے یہاں مجھے یہ کہتے ہوئے ذرا بھی عار محسوس نہیں ہورہی ہے کہ آج میرے مُلک کے حکمران ہوں کہ سیاستدان، بیوروکریٹس ہوں کہ قومی اداروں کے سربراہان غرض کہ اَب تو وہ گلی کوچوں، محلے بازاروں، شہر شہر اور کریہ کریہ میں قائم اِنسانیت کی خدمت میں لت پت رہنے والے فلاحی اداروں کے کارندے ہی کیوں نہ ہوں اِن سب کے نزدیک اپنے ہی مفادات عزیز ہیں، اَب موجودہ لحات میں مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑرہا ہے کہ آج اِنسانیت کی خدمت کا دم بھرنے والے ہمارے مُلک کے معروف فلاحی اداروں کی مفاد پرستی اور موقع پرستی بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے

یہ سب بھی زمانے کی بدلتی رُت کے ساتھ اپنے مفادات میں سب سے آگے ہیں یوں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آج اِن کی مفاد پرستی اور موقعہ پرستی بھی سب سے زیادہ عروج پر ہوتی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے اِس کی ایک تازہ مثال گزشتہ دِنوں میرے ساتھ پیش آئے اُس واقعے کی ہے جس نے مجھے میرے شہر میں اِنسانیت کی خدمت کا دعویٰ کرنے والے ایک چھیپا نامی فلاحی ادارے کی نام نہاد کارکردگی کے سارے بھید اُس وقت کھول دیئے جب مجھے اِس ادارے کی ایمرجنسی ایمبولنس سروس 1020 سے ایمبولنس کی خدمت درکار تھی مگر ادارے کی جانب سے تعاون کے بجائے ٹکے سے جواب کے بعد مجھے جو مایوسی ہوئی سو ہوئی مگر اِس ادارے سے بروقت ایمبولنس نہ ملنے کے باعث میری بھابھی کا جو انتقال ہوااور اِس کے انتقال سے اِس کے دو معصوم پھول جیسے بچے اپنی شفیق اور محبت کرنے والی ماں کے سائے سے محروم ہوگئے ہیں اِس کا بہت دُکھ ہے اگر چھیپا کی بروقت ایمبولنس مل جاتی اور مرحومہ کو اسپتال پہنچادیا جاتاتو ممکن تھاکہ مرحومہ کو نئی زندگی مل جاتی اور آج اِس کے بچے بھی اپنی ماں کی شفقت اور اِس کے سائے سے محروم نہ ہوتے ...آج اِس واقعہ کو بیان کرنے میں ، میں لغوی کا استعمال نہیں کروں گااور من وعن یوں ہی بیان کروں گا جیساکہ میرے ساتھ اُس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔

عرض یہ ہے کہ وہ دو مئی 2014 بروزجمعۃ المبارک کے صبح صادق کے پانچ بجکر

پچیس منٹ کا وقت تھا (یہاں واضح کرتا چلوں کہ اِس روز شہر میں ایک بڑی سیاسی جماعت کے کارکنوں کی ہلاکت کی وجہ سے اِس جماعت کی جانب سے دی جانے والے کال پر یوم سوگ بنایا جارہا تھا، اور یہ سلسلہ پچھلے روز جمعرات کی شام سے ہی جاری تھا جس کی وجہ سے شہر کے بیشتر علاقوں میں معاملات زندگی مفلوج ہو کر رہ گئے تھے، سڑکوں پر سناٹا تھا، پبلک ٹرانسپورٹ سڑکوں سے غائب تھیں،)اِن لمحات میں جب میرے تیسرے نمبر والے چھوٹے بھائی کی بیوئی اور میری سب سے اچھی اور شریف النفس بھابھی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی، اِن کی طبیعت کے یوں اچانک خراب ہونے پر گھر میں ایک کہرام بر پا تھا، ہر طرف بس یہی ایک شور تھا کہ جلدی سے ایمبولنس منگوائی جائے، اور اِنہیں قریبی کسی اسپتال لے جایا جائے تب راقم الحرف نے اپنے موبائل فون سے شہر کے معروف فلاحی ادارے چھیپا کی ایمرجنسی ایمبولنس سروس 1020 پر فوری رابطہ کیا (یہاں اپنے قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ چھیپا ایمبولنس سروس کا نمبر مجھے یوں بھی یاد ہے کہ اِس سروس کا موبائل نیوزالرٹ سے آنے والی نیوز کا دن میں کئی مرتبہ یہ پیغام چلتا ہے کہ شہر میں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں چھیپا1020 ایمبولنس سروس سے رابطہ کریں اور ایمبولنس کی فوری خدمات حاصل کریں یوں میں نے اِسے ترجیح دی)تب آپریٹر سے فوری طور پر اپنے پتے پر ایمبولنس کی روانگی کی درخواست کی مگر اُدھر سے آپریٹر نے مجھے فوراً ہی یہ ٹکا سا جواب دے دیا کہ " جناب ہم آپ کو فوری طور پر کسی بھی صورت میں دیئے گئے پتے پر ایمبولنس

روانہ نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ ابھی ہمارے کسی بھی پوائنٹس پر کوئی بھی ایمبولنس موجود نہیں ہے ،دن کے دس بجے تک اگر ایمبولنس پوائنٹس پر آئیں تو ہم آپ کے دیئے ہوئے پتے پر گاڑی روانہ کردیں گے تب تک کے لئے معذرت آپ کوئی اور انتظام کرلیں "اور پھر جب اِدھر اُدھر کافی دیر تک سر پھوڑنے کے بعد بھی کوئی سواری میسر نہ آئی تو اِسی اثنامیں قضائے الہیٰ سے میری بھابھی انتقال کر گئیں، آج اِنہیں وفات پائے چھٹا روز ہے آج بھی جب میں اُس لمحے کو یاد کررہاہوں تو مجھے بہت افسوس ہورہاہے اور میں یہ سوچ رہاہوں کہ کیااَب چھیپا جیسے فلاحی ادارے کی عوامی خدمت محض دکھاوا ہے...؟؟اور اِسی طرح کیا ہمارے چھیپا جیسے فلاحی ادارے کے سربراہ ٹی وی چینلز پر آکر جھولے میں پڑے لاوارث بچوں کو بن اولاد جوڑوں میں بانٹ کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ بس یہی اِن کی خدمت خلق ہے یا یہ ادارے شہر میں رونما ہونے والے کسی بڑے حادثے کی صورت میں ٹی وی چینلز کے کیمروں اور اخباری فوٹو گرافروں کے سامنے زخمیوں اور ہلاک شدگان کو اُٹھانے کے لئے لڑنے اور اپنا اسکور بڑھانے کے لئے ہی رہ گئے ہیں...؟؟؟اَب کیا اِن کے نزدیک گھر سے کسی مریض کو اسپتال لے جانا اِنسانیت کی خدمت اِس لئے نہیں رہاہے کہ گھر سے اسپتال لے جانے والے مریض کی کوریج کوئی ٹی وی چینل یا میڈیا کا نمائندہ نہیں کرے گا،اِس لئے کسی مریض کی خدمت سے چھیپا جیسے اور بہت سے ادارے بھی معذرت کرنے لگے ہیں، حالانکہ گھر سے کسی مریض یا کسی مرتے ہوئے اِنسان کی زندگی بچانے کے لئے اِسے اسپتال

پہنچانا بھی تو خدمت خلق کا اولین فریضہ ہے اپنے اِس عمل سے بھی تو چھیپا جیسے فلاحی ادارے اپنی نیک نامی میں اضافہ کر سکتے ہیں ، میرے ساتھ پیش آیا یہ واقعہ میرے لئے کوئی پہلا نہیں ہے اِس سے پہلے بھی میرے ایک جاننے والے مجھ سے چھیپا ایمبولنس سروس 1020 سے متعلق ایسی شکایت بیان کرتے ہوئے مجھے کالم لکھنے کا کہہ چکے تھے مگر تب میں اُن کی بات کو گول مول کر گیا تھا اور تب میں سوچا کرتا تھا کہ یہ ایسا ممکن نہیں ہو سکتا کہ جیسا یہ صاحب کہہ رہے ہیں کیوں کہ یہ ادارہ اپنی نیک نامی میں اپنی مثال آپ ہے مگر اَب چونکہ ایسا ہی سچا واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آ چکا ہے تو پھر میں نے یہ کالم لکھ کر وہ کر دیا جو بحیثیت ایک کالم نگار کے مجھے کرنا چاہئے ،آج یہ کالم لکھنے کا مقصد کسی کی ہتک کرنا مقصود تو نہیں ہے ہاں البتہ .. !اتنا ضرور ہے کہ ہمارے وہ فلاحی ادارے جو خدمت کے نام پر عوامی امداد سے چلتے ہیں اور جو ابھی سے ہی ماہ رمضان میں مُلک کے غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کی آڑ میں زکوۃ و فطرے اور چندے بٹورنے کے لئے اپنی نئی نئی منصوبہ بندیاں اور پروگرام ترتیب دے رہے ہیں اِن اداروں کو چاہئے کہ وہ اپنی اِنسانیت کی خدمات کو تمام ترشک وشبہات سے پاک کریں اور ایک اِنسان کی خدمت اِنسانیت کی خدمت سمجھ کریں ورنہ مجھ جیسے ابھی کتنے ہی ایسے ہوں گے جو اَب اِن کی نام نہاد اِنسانیت کی خدمت کی آڑ میں اِن کے مفادات اور موقع پرستی پر اپنے قلم سے اِن پر کاری ضرب لگائیں گے اور اِن کا چہرہ بے نقاب کریں گے ۔

نواز شریف اکیلا، کیا عمران اور قادری کا گٹھ جوڑ رنگ لائے گا..؟

11 مئی کو علامہ احتجاجی اور مسٹر سونامی ایک ساتھ..؟؟

جیساکہ سرہیرلڈ ولسن کا کہنا ہے کہ "سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے" اور یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے یہاں تویکدم ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ سیاست میں ہر ہفتہ ایک نیا اور اہم ہفتہ ہی ثابت ہوا ہے اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ کوئی دوماہ قبل وزیراعظم نواز شریف نے عمران سے اُن کے گھر خود جاکر ملاقات کی تو سیاسی حلقوں میں ایسا محسوس کیا جانے لگا کہ اَب جیسے نواز اور عمران ماضی کی غلطیوں کو بُھولا کر پوری طرح بغلگیر ہوگئے ہیں اور اَب اِن کے سینوں میں موجود دل ایک ساتھ دھڑکیں گے اور اِن کے قدم بھی ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے ایک ساتھ اُٹھیں گے، اور یہی عمران خان ہی تھے جنھوں نے اپنی اسلام آباد کی رہائش گاہ پر آئے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو یقین دلایا تھا کہ اِن سمیت اِن کی ایک سالہ مدت پوری کرتی حکومت کو کسی بھی راستے سے نقصان پہنچانے کی کوشش یا سازش کی گئی تو یہ نواز شریف کا ساتھ دیں گے مگر پچھلے دِنوں جیسے ہی مولانا طاہر القادری (مولانا احتجاجی) نے موجودہ ایک سالہ نواز حکومت کو نکیل ڈالنے اور اِسے بھٹکنے سے پہلے ہی راہ راست پر لانے

کے لئے 11 مئی سے حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان کیا تو تب سے آج تک سب سے پہلے علامہ کی آواز پر لبیک کہنے اور علامہ کی آواز سے آواز ملا کر اِن کا ساتھ دینے کا وعدہ کرنے والے بھی پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان ہی ہیں، ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ عمران خان کا کونسا ورِیہ تھا جب وزیراعظم نواز شریف سے جمہوریت کے خاطر ساتھ نبھانے اور ساتھ مرنے کا وعدہ کیا تھا...؟اور آج عمران خان علامہ کے ساتھ نواز حکومت مخالف تحریک میں ہراول دستے کا
کردار ادا کرکے یہ کیا کر رہے ہیں...؟ایسا لگ رہاہے کہ جیسے عمران خان کسی دیوانے کی سیاست کا حصہ بن کر ایسا ویسا کچھ کرنے جارہے ہیں...؟آج جسے یہ خود بھی نہیں سمجھ پارہے ہیں مگر مجھ سمیت بہت سوں کو یہ یقین ہے کہ جب اِن کی سمجھ میں آئے گا تو پانی اِن سمیت سب کی سمجھ سے بہت اُونچا ہوچکا ہوگا، بہر حال ... ! گیارہ مئی کا دن بھی کوئی زیادہ دور نہیں ہے، تب دیکھ لیں گے کہ کس کے سر پر کتنے بال ہوں گے...؟ابھی سے کسی کو کسی بھی لحاظ سے فکرمند ہونے یا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
آج اِس سے قطعاً انکار نہیں ہے کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی حکومت کس طرح اقتدار میں آئی ہے یہ بھی علامہ اور سونامی کے ساتھ ساتھ سب ہی جانتے ہیں اور آج نواز حکومت کو کارکردگی کے لحاظ سے کسی بھی طرح تسلی بخش قرار نہیں دیا جاسکتا ہے مگر اَب اِس کا یہ مطلب بھی نہ لیا جائے کہ حکومت خواب

خرگوش میں پڑی ہے۔آج حکومت کو مُلک میں توانائی اور دہشت گردی جیسے مسائل کے کنٹرول اور خاتمے کے لئے جتنے بھی وسائل درکار ہیں وہ اِنہیں ضرور بروئے کار لارہی ہے اور اَب تک اِس سے جو سکا وہ جیسے تیسے کچھ نہ کچھ کر بھی رہی ہے۔اوراَب تو یہ بڑی حدتک خوش آئندہ امر ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے لوڈشیڈنگ کی موجودہ صورتحال کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے واضح ہدایت جاری کی ہے کہ آئندہ چندروز میں شہری علاقوں میں لوڈشیڈنگ کم کرکے 6 گھنٹے اور دیہی علاقوں میں 7 گھنٹے کی سطح پر لائی جائے لوڈشیڈنگ کا حالیہ دورانیہ ناقابلِ برداشت و قبول ہے اِسے فوری طور پر کم کرنے کے اقدامات کئے جائیں اوراِس کے ساتھ ہی اپنی حکومت کے ایک سال بعد وزیراعظم نواز شریف نے یہ بھی فرمادیاہے کہ غیرفعال بجلی گھروں کو فوری دوبارہ فعال بنایاجائے جس کے لئے اُنھوں نے متعلقہ محکموں کو ہدایات بھی جاری کردیں ہیں،اورجہاں وزیراعظم نوازشریف نے یہ کچھ کہاہے تووہیں اُنھوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ لیکج، چوری اور بدعنوانی سے بچنے کے لئے بجلی گھروں کو ایندھن کی آسان فراہمی اور منتقلی ریلوے کے ذریعے کی جائے" اَب اپنی حکومت کے ایک سال بعد ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم نوازشریف اتناکچھ توکررہے ہیں مگر دھاندلی کا بہانہ بناکراِن کی حکومت کے خلاف مولانااحتجاجی (طاہرالقادری)اورکاغذی سونامی (عمران خان) پھر بھی گیارہ مئی سے سڑکوں پر نکل رہے ہیں ،اَب ایسا بھی نہیں ہے کہ علامہ طاہرالقادری اور عمران خان سمیت بہت سے حکومت مخالف لوگ خدانخواستہ کوئی

پاگل پوگل ہیں، بلکہ یہ اپنے اپنے شعبوں میں یقیناً قابلِ احترام شخصیات ہیں اگرچہ آج اِنھوں نے نواز حکومت کے خلاف گیارہ مئی سے احتجاج کرنے اور سڑکوں پر نکلنے کا کوئی پروگرام ترتیب دے رکھا ہے تواِسے میں جمہوری تقاضے تو یہی کہتے ہیں کہ نواز حکومت سیخ پا ہونے اور علامہ احتجاجی اور مسٹر سونامی سمیت اور دوسروں کے خلاف حکومتی میشنری اور طاقت کا استعمال کرنے کے بجائے اِنہیں اپنا احتجاج کرنے دے اور دیکھے کہ عوام حکومت کے ساتھ ہیں یا علامہ اور مسٹر سونامی عمران خان کے ساتھ ہیں اور اگر عوام اِن دونوں کے ساتھ ہیں تو پھر حکومت خاموشی سے خود اپنا اقتدار چھوڑ دے اور اگر حکومت (خدانخواستہ) یہ محسوس کرے کہ عوام اِس کے ساتھ اور اِس کے حق میں ہیں تو پھر وہ کرے جیسا قانون کہتا ہے اور پھر جمہوریت کو اِس طرح بچائے کہ مُلک کے غریب عوام کو مہنگائی سمیت اِسے درپیش دیگر مسائل سے نجات دلائے اور مُلک میں جمہوری اور جمہوریت کے پودے کو پروان چڑھائے... ورنہ حکومت

اتنا ضرور سوچ لے کہ اِس نے ایک سال کے عرصے میں غریب عوام کے لئے کچھ نہیں کیا ہے تب ہی تو عوام علامہ احتجاجی اور مسٹر سونامی کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے یہاں راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ آج اگر حکومت نے خالصتاً نیک نیتی سے ایک سال کے عرصے میں عوام کی فلاح و بہبود کے خاطر کچھ کیا ہوتا تو کوئی بھی غریب امریکا پلٹ علامہ اور خالی پیلی مسٹر سونامی کے پیچھے نہ ہو لیتے... بہر کیف.. ! اگر وزیر اعظم نواز شریف نے ابھی اپنا اور اپنی ایک سالہ حکومت کا خود سے

احتساب نہ کیا تو پھر یقیناً 11 مئی کو احتجاج روکنا نواز حکومت کو خطرے سے دوچار کر سکتا ہے، لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ نواز شریف علامہ احتجاجی اور سونامی کے احتجاج کو نہ روکیں...اور یہ حکمت اختیار کرتے ہوئے سرکاری اور نجی ملازمین تنخواہوں میں 50 سے 80 فیصد فوری اور حقیقی اضافے کا اعلان کر کے علامہ احتجاجی اور سونامی کے احتجاج کو ناکام بنادیں...ورنہ..ورنہ.... سمجھ لیں کے 11 مئی یا اِس کے (بعد حکومت وزیراعظم کے ہاتھ سے گئی۔) ختم شُد

اَب عمران خان یا عمران کان کا سونامی خطرات سے عاری ہوگیا ہے

ٹف ٹائم، ٹف ٹائم مگر اَب کس کا...؟؟؟؟ نظام کی تبدیلی علامہ طاہر القادری و عمران خان اور قوم کا شعور....

گیارہ مئی سے قبل پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان کے احتجاج سے متعلق جتنا شروع مچایا گیا تھا اُس سے تو یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ جیسے عمران خان اسلام آباد کے ڈی چوک پر ہونے والے اپنے کامیاب جلسے اور اِس میں اپنے کئے جانے والے خطاب کے بعد حکومت کو ٹف ٹائم دیں گے مگر گیارہ مئی کے جلسے اور خطاب کے بعد یوں لگ رہا ہے کہ اَب جیسے سب کچھ اُلٹا ہو گیا ہے، وہ عمران خان جو حکومت کو ٹف ٹائم دینے کے لئے نکلے تھے ،بقولِ حکومت ڈی چوک والے اُن کے اُوٹ پٹانگ خطاب اور بے ضبط جلسے کے بعد حکومت نے عمران خان کو ٹف ٹائم دے دیا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج کے بعد یہ بھی لگ رہا ہے کہ جیسے عمران خان کو آئندہ حکومت مخالف تحریک چلانے کے لئے اپنے اتنے کارندے جمع کرنا بھی دشوار سے دشوار تر ہو جائے گا،یعنی یہ کہ آج کے بعد عمران خان کو کسی خوش فہمی

میں مبتلا ہوئے بغیر فوری طور پر اپنا احتساب کرنا ہوگا اور اِسی کے ساتھ ہی جہاں عمران خان کو اپنے جلسے اور خطاب میں پائی جانے والی خامیوں کو بھی دور کرنے کی اشد ضرورت ہے تو وہیں عمران خان پر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ اَب عمران خان اپنا ایک لائن ایجنڈا دیں اور کسی کے کہے پر کان دھرنے کے بجائے اپنے ایجنڈے پر کاربند رہ کر باہر نکلیں تو سارے محب وطن پاکستانی اِن کے ساتھ ہوں گے۔

اگرچہ آج عمران خان نے علامہ طاہر القادری کے ایجنڈے پر لبیک کہتے ہوئے اِن کے پیغام پر نہ صرف خود عمل کیا بلکہ اپنے ساتھ اپنے لاکھوں کارندوں کو بھی لے کر حکومت مخالف تحریک چلا کر یہ ثابت کرنے میں متحرک رہے کہ اِن کے جلسے اور خطاب سے حکومت کا دھڑن تختہ کر دیا جائے گا، مگر ایسا تو نہیں ہو سکا ہے ہاں البتہ ..اَب یہ ضرور ہوگیا ہے کہ عمران خان نے اپنے اور اپنے کارکنوں کے لئے مشکلات ضرور پیدا کر دی ہے۔

اُدھر کینیڈا سے علامہ طاہر القادری نے بھی اپنے ٹیلی فونک خطاب میں مُلک میں انقلاب کے لئے ایک نئی اور ولولہ انگیز تحریک چلانے کا اعلان اپنے دس نکاتی ایجنڈے کے بعد کرکے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ اگر قوم میں مزید شعور بیدار ہو جائے تو بہت جلد مُلک میں انقلاب آجائے گا جیسا کہ آج کے جلسے اور

ریلیوں سے محسوس کیا جاسکتا ہے کہ پاکستانی قوم میں شعور کی منزلوں نے کروٹیں لینی شروع کردیں ہیں اور اَب وہ دن دور نہیں کہ مُلک میں نصف صدی سے زائد فرسودہ نظاموں کی تبدیلی کے لئے بھرپور انقلابی تحریک چلانا ضروری ہوگیا ہے۔اِس موقع پر علامہ طاہر القادری کا کہنا تھا کہ اگر قوم نے اِن کی آواز پر لبیک کہا تو جلد ہی وہ کینیڈا سے تیرہ گھنٹے کا سفر کرکے مُلک واپس آئیں گے اور مُلک میں رہ کر ہی موجودہ فرسودہ نظاموں کی تبدیلی کے لئے انقلاب کی کال دیں گے اور پھر یہ انقلاب کی کال اُس وقت تک واپس نہیں لی جائے گی جب تک مُلک میں رائج ایسے فرسودہ نظاموں اور اِن نظاموں کو پروان چڑھانے والے اداروں کی کایانہیں پلٹ دی جائے گی۔

اگرچہ اِن دنوں علامہ طاہر القادری جی تو کینیڈا میں ہی مقیم ہیں مگر اِن کی نظر مُلک میں پل پل رت بدلتی سیاست اور پلتے پھولتے عوام کا خون نچوڑتے فرسودہ نظاموں اور اِن نظاموں کو پروان چڑھانے اور اِنہیں مدد فراہم کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر بھی مرکوز ہے۔آج یہی وہ خاصیت ہے جو ہر محب وطن پاکستانی کی دل کی آواز بن کر اُبھر رہی ہے۔اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج مُلک میں رائج فرسودہ نظاموں کی وجہ سے مُلک کے غریبوں کو کسی بھی شعبے میں ایک رتی برابر بھی ریلیف نہیں مل رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج مُلک میں رائج فرسودہ نظاموں کی وجہ سے مُلک کا غریب تو غریب تر ہوتا جارہا ہے اور دوسری جانب

امیر آدمی امیر تر ہوگیا ہے،آج نظامِ حکومت چند خاندانوں کے ہاتھ کی چڑیا بن کر رہ گیا ہے، جس کے مزے صرف چند ہی لوگ لوٹ رہے ہیں، یہ جس طرح اپنی مرضی سے چاہتے ہیں حکمرانی کے تخت پر آن دھمکتے ہیں اور جب اِن کا جی بھر جاتا ہے یہ اقتدار کی مسند پر اپنے جیسے کسی نااہل اور کرپٹ کو بیٹھا کر نکل جاتے ہیں اقتدار کا یہ گورکھ دھندا کوئی نصب صدی سے ہی چل رہا ہے اور کبھی کبھی اقتدار کی بہتی گنگا میں ہمارے وردی والے بھائی بھی گنگا اشنان کرلیتے ہیں، غرض کے گزشتہ 67 سالوں سے اقتدار کی دوڑ میں سول اور وردی والے یہی اُلٹ پلٹ کر حصہ لیتے آرہے ہیں اقتدار کے اِس کھیل میں غریب کے حصے میں مایوسی آرہی ہے یہ ٹھیک ہے کہ آج اگر مُلک میں رائج فرسودہ نظاموں کو تبدیل کرنے کے لئے ہر لحاظ سے کوئی پوتر آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ مُلک میں رائج فرسودہ نظاموں کو تبدیل کرنے کے لئے قوم شعور سے بیدار ہو کر اِس کی کمر کے پیچھے، دائیں بائیں اور سامنے نہ کھڑی ہوجائے، تو بس آج ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ قوم کسی پوتر کا انتظار کئے بغیر خود بھی نظاموں کو تبدیل کرنے کے لئے باہر نکلے اور مُلک کو فرسودہ نظاموں اور اِن نظاموں کی معاونت کرنے والے اداروں کے خلاف تحریک چلائے اور فرسودہ نظاموں کو بدل کر رکھ دے۔

ہاں تو میں مندرجہ بالا سطور میں مسٹر سونامی عمران خان یا عمران کان کے جلسے اور اِس جلسے میں کئے جانے والے اِن کے خطاب کے بارے میں بات کر رہا تھا یہ

سلسلہ وہیں سے جوڑ رہا ہوں کہ اَب کوئی میری یہ بات مانے یہ نہ مانے مگر میں اپنے مشاہدات اور تجربے کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پاکستان تحریک انصاف کے چئیرمین مسٹر عمران خان یا عمران کان کا گیارہ مئی کا جلسہ حکومت اور مُلکی سیاست میں کسی تبدیلی کے لحاظ سے کسی بھی سونامی کے خطرات سے پوری طرح عاری تھا اِس میں کہیں بھی یہ نظر نہیں آیا کہ مسٹر عمران خان کا سونامی مُلکی سیاست یا نظاموں کی تبدیلی کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو گا بلکہ اول تا آخر بس یہی لگا کہ جیسے عمران خان کے جلسے اور اِن کے خطاب میں جابجا خامیاں ہی خامیاں ہیں، اور ایسی خامیاں جنہیں تحریر کرنے بیٹھوں تو ایسے بہت سے کالمز لکھ ڈالوں مگر عمران خان کے جلسے اور اِن کے خطاب کی خامیاں بیان نہ کی جا سکیں۔

بہرحال..! پھر بھی چلتے چلتے حکومت کو مخاطب کر کے اتنا ضرور کہنا چاہوں گا کہ عمران خان نے علامہ طاہر القادری کی آواز سے اپنی آواز ملا کر مُلک میں فرسودہ نظاموں اور اِن نظاموں کو مضبوط کرنے والے اداروں ماضی و حال اور مستقبل کے حکمرانوں کے خلاف باہر نکل کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ عوام میں شعور بیدار ہو چکا ہے اور اَب یہ عمران خان یا علامہ طاہر القادری یا کوئی اور حکمرانوں کے رائج کردہ نظاموں اور اِن نظاموں کو ہوا دینے والے اداروں کا دھڑن تختہ کر سکتا ہے لہٰذا اَب حکمران بھی اپنا قبلہ درست کر لیں ورنہ اپنے انجام کو

پہنچنے کے لئے تیار رہیں۔

گھٹن کے ماحول میں خُوفزدہ اِنسان

آج اِس گھٹن کے ماحول میں سانس لیتا ہوااِنسان اپنے ہی اعمال اور کرتوتوں کی وجہ سے خُوفزدہ ہے،اِس نے اپنایہ حال خود بنایاہے، اور آج یہی وجہ ہے کہ اِس پر ترس کھانے اوراِس گھٹن زدہ ماحول سے نکالنے والا بھی کوئی نہیں ہے، آج کیوں کہ سب ہی ایک جیسے ہیں اور ایک ہی جیسے ماحول اور رنگ میں رنگے ہوئے ہیں،اور سب ہی اپنے مفادات کا خیال رکھے ہوئے ہیں ،آج کے اِس بے کس وہ مجبوراِنسان کو ایک دوسرے کی جتنی مدد کی ضرورت گزرتے لمحات میں ہے ایسی پہلے کبھی نہ تھی،آج کا کوئی اِنسان خواہ وہ سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیداہواہواور دولت کی ریل پیل اِس کا مقدر بنی رہے یا کوئی ایسااِنسان جس نے اپنی پیدائش سے لے کر قبر کی آغوش تک غربت ہی دیکھی ہو وہ بھی اِنسانوں سے اِنسانیت اور آدمیت کا متلاشی رہاہے۔
اگرچہ دنیامیں پیداہونے والا ہر بچہ اِنسان پیداہوتاہے، مگراِس میں اِنسانیت مزاج اور ماحول کے مطابق پروان چڑھتی ہے، اورجوں جوں اِس میں اِنسانیت نمایاں ہوتی اور آگے بڑھتی جاتی ہے تواِس میں آدمیت کا عنصر بھی پیداہونالازمی امر ٹھیرتاہے،اگرچہ آج کا اِنسان بظاہر تو شعور کی بلندیوں کو

پہنچاہوامحسوس ہوتاہے مگریہ درحقیقت ابھی شعورکے اُس اعلیٰ معیار سے خالی اور عاری ہے، جوانسانیت اور آدمیت کے لئے لازم وملزم ہے موجودہ دورکااِنسان لاکھ ایسے دعوے کرلے کہ اِس نے شعوراور بیداری کے لحاظ سے اپنےپُرکھوں کو مات دے دی ہے تویقیناآج بھی اہلِ عقل و دانش دورِجدیدکے اِنسان کی اِس سوچ کو چیلنج کریں گے اور آج کے اِنسان کی اِس سوچ پر کفِ افسوس مل کر رہ جائیں گے اور یہ کہئے بغیرنہیں رہ سکیں گے کہ "آج کے دورِجدید میں رہنے والے افرادبظاہر توانسان ہیں مگرانسانیت سے پوری طرح خالی اور عاری ہیں" یہ حال نہ صرف پاکستان ہی کا ہے بلکہ ساری کائنات ہےں،جہاں کہیں بھی اِنسان بستے ہےں،اِن میں اکثریت ایسے اِنسانوں کی پائی جاتی ہے جواِنسانیت اورآدمیت سے خالی ہیں، آج یہی وہ لوگ ہیں جواِنسانوں کو اِنسانوں سے لڑاتے ہیں اوراِنسانیت کواِنسانیت کا دشمن بناتے ہیں اورمُلک اور معاشروں اور تہذیبوں میں فسادات اور انارگی پھیلاکرآدمیت کا گلاگھونٹتے ہیں اور آدمیت کا قتل کرتے اور کرواتے ہیں۔

میں اپنے معاشرے کے چندایسے اِنسانوں کو جانتاہوں جن میں اِنسانیت بھی نظرآتی ہے اوراِن میں آدمیت کی وہ ساری خوبیاں بھی موجودہیں جن کا معیاراِنسانیت اورآدمیت نے متعین کیاہے،آج کے اِس گھٹن زدہ ماحول میں بھی اِن شخصیات کی یہ کوشش رہتی ہے کہ یہ پریشان اور خُوفزدہ اِنسانوں کی

مدد کریں اور اپنے معاشرے کو اِس ماحول اور اندھیرے سے نکلیں جس کی وجہ سے
اِنسان مثالی اِنسانیت اور آدمیت سے عاری ہو چکے ہیں وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جب
اِنسان میں یہ احساس پیدا ہو جائے یا کر دیا جائے کہ ہر اِنسان کو ہمیشہ اِس امر کا احساس
رہے کہ اِس کا کوئی بھی نیک و صالح عمل کبھی ضائع نہیں جائے گا تو پھر یہ یقین
کر لیا جائے کہ اِنسان میں اِنسانیت اور آدمیت کا پیدا ہونا لازمی امر ہو گا اور جب اِنسان
میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر یہ بھی مان لیا جائے کہ اَب اِنسان کو اِنسانیت اور
آدمیت کی اُوج مل جائے گی۔

آج اِنسان و اِنسانیت اور آدمیت سے متعلق ایسی مثبت اور تعمیری سوچ رکھنے والے
میرے معاشرے کی یقیناً یہ وہ عظیم شخصیات ہیں اِن کے اِن نیک جذبات کو اِنسان اور
اِنسانیت کی عظمت سلام پیش کرتی ہے اور تا قیامت اِن کے اُصول اِنسان و اِنسانیت اور
آدمیت کے لئے مشعل راہ رہیں گے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مُلکوں، معاشروں اور تہذیبوں کی بربادی اور تباہی میں
اُن عناصر کا بہت زیادہ کردار ہوتا ہے جن میں عقل و شعور اور اِنسانیت و آدمیت نام کی
بھی نہیں ہوتی ہے، ایسے ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اجتماعیت میں زیادہ ہوتے ہیں اور
اپنی مرضی سے مُلکوں، معاشروں اور تہذیبوں کو ہانکنا چاہتے ہیں،اور جب کوئی
باشعور اور عاقل اِنسان مدِمقابل

اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو پھر جنگ و جدل کا بازار گرم ہو جاتا ہے مگر بالآخر جیت عقل وشعور رکھنے والے اِنسان ہی کی ہوتی ہے کیوں کہ حق ، حق ہوتا ہے اور جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے، آج بھی جن مُلکوں ، معاشروں اور تہذیبوں بد عقلوں اور بد معاشوں کے سامنے ہماری طرح کوئی بھی حق و سچ کا علمبر دار نہیں ہے وہ مُلک ، معاشرے اور تہذیبیں یوں ہی گمنامی اور پستی میں دھنسی ہوئی ہیں جیسے کہ آج ہم جہالت اور بدنامی کے اندھیرے کنوئیں میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَب اِس ماحول سے ہمیں کب چھٹکارہ ملے گا یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے، بس سب ایک دوسرے کا منہ تکنے میں لگے ہوئے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ پہلے آپ ... پہلے آپ ... اور اِسی پہلے آپ اور پہلے آپ کے چکر میں ہم گزشتہ 67 سالوں سے اِس گھٹن زدہ ماحول میں سانس لینے پر مجبور ہیں، اگر آج بھی میری قوم کو اِس گھٹن زدہ ماحول سے نجات حاصل کرنی ہے تو پھر یہ بہت ضروری ہے کہ ہر فرد کسی اور کا منہ تکنے اور کسی کا دامن تھام کر باہر نکلنے کے بجائے خود باہر نکلے اور بدل کر رکھ دے اِس گھٹن زدہ ماحول کو جس میں ہم نصب صدی سے زیادہ عرصے سے غرق ہو کر سانس لے رہے ہیں تو پھر آج میری قوم کے ہر فرد کو اِس گھٹن زدہ ماحول سے جھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے بارش کا وہ پہلا قطرہ بننا ہو گا جس کے بعد زمین پر سیلاب برپا ہوتا ہے اور زمین کی پیاس بجھ جاتی ہے اور زمین کا سارا رنگ ہی تبدیل ہو جاتا ہے، اَب ایسی ہی کسی تبدیلی کے لئے ہر فرد کو

اپنا اپنا کردار ادا کرنا لازمی ہو گیا ہے اور ملک میں ایسا تعمیری اور مثبت انقلاب برپا کر دینا ہو گا جس کے بعد کرپشن ، لوٹ مار، قتل و غارت گری، دھاندلی، اقرباء پروری، کلنگ آف میرٹ اور بہت سی ایسی برائیوں سے نجات مل جائے جس نے میرے ملک اور معاشرے کو جاٹ جاٹ کر تباہ کر دیا۔ (ختم شُد)

ہائے رے ہائے چھوٹا منہ بڑی بات، اور بڑا منہ وہی چھوٹی اور پرانی بات

ہائے رے ہائے ...!! آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے 21 ویں صدی میں سب کچھ اُلٹا ہونا ایک عام سی بات ہو گئی ہے، جس طرف نظریں اُٹھاؤ سب کچھ اُلٹا ہوتا دکھائی دیتا ہے، ہمارے یہاں کوئی ایک آدھ کام ہی سیدھا ہو رہا ہو تو اِس کا تذکرہ کروں، ہمارے یہاں تو موجودہ حالات میں جیسے ہر کام ہی اُلٹا ہوتا چلا جارہا ہے، اور کسی کو اِس کی فکر ہی نہیں ہے، اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ کسی زمانے میں چھوٹے منہ چھوٹی باتیں ہی کیا کرتے تھے، مگر اَب تو چھوٹا منہ ایسی ایسی بڑی بڑی باتیں کرجاتا ہے کہ تکنے والے اِسے تکتے ہی رہ جاتے ہیں اور چھوٹا منہ وہ سب کچھ وثوق سے کہہ جاتا ہے، جسے بڑا منہ کہنے سے پہلے دس مرتبہ سوچتا تھااور آج بھی بڑا منہ کوئی بات منہ سے نکالنے سے پہلے تولتا ہے، بس آج ماضی اور حال میں یہی ایک فرق رہ گیا ہے... مگر پھر بھی باحالاتِ مجبوری آج جب کبھی بڑے منہ کو کچھ کہنا مقصود بھی ہوتا ہے تو افسوس ہے کہ وہ حسبِ روایت وہی چھوٹی اور پرانی باتیں ہی کرتا ہے، اَب جسے برسوں سے سُن سُن کر ہمارے کان پک کر بہنے لگے ہیں۔

قارئین حضرات ...! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے مہینے کی ایک تاریخ کو شہر قائد میں

پیش آئے ایک واقعہ پر ایک بڑے مگر در حقیقت چھوٹے (یعنی کہ ملے جھلے) منہ نے اتنا کچھ کہہ دیا کہ کبھی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہمارے یہاں کوئی منہ کسی اہم اور محب وطن ادارے کے خلاف ایسا بھی کہہ سکتا ہے ....؟ جیسا کہ ہمارے ایک انتہائی احساس ادارے کے سر براہ پر ایک چھوٹے سے منہ نے بڑے بڑے الزامات لگا کر ساری دنیا کو حیران کر دیا ہے اور اپنے پڑوسی ممالک سمیت سمندر پار کی دنیا کے لوگوں کو بھی راہ دکھادی کہ وہ بھی ہمارے لوگوں کے خلاف ایسا ہی سوچیں کہ جیسا کہ اِس جیسے چھوٹے منہ والے سوچتے اور بولتے ہیں، پچھلے دِنوں ایک یہ چھوٹا منہ کیا کُھلا...؟ گویا کہ ہر طرف سے ایک دوسرے پر تنقیدوں کے نشتر چلنے شروع ہو گئے، ہنوز یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، اور لگتا ہے کہ کسی نتیجے پر پہنچنے تک یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا، اگرچہ اِس سلسلے کو رکنے کے آثار تو کہیں سے نظر نہیں آرہے ہیں مگر خاطر جمع رہے کہ عنقریب یہ سلسلہ کسی مثبت راہ اختیار کر کے اختتام پذیر ہونے اور چھوٹے بڑے منہ کو لگام دینے کے لئے کسی قانون سازی کے بعد رک ضرور جائے گا۔

جبکہ تمام اختلافات کو ایک طرف رکھ کر سوچیں تو یہ حقیقت ضرور عیاں ہو گی کہ ہم ابھی تک کسی بھی لحاظ سے کسی بھی مہذب یافتہ قوم کے معیار کے لوگ نہیں ہیں، ہم میں بے شمار ایسی خامیاں درجہ بدرجہ موجود ہیں جنہیں دنیا کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی معاشرے اور ملت کے لوگ ہر گز ہر گز برداشت نہیں کریں

گے۔تو ایسے میں عرض یہ ہے کہ براہ کرم ہمیں یعنی ہر فرد کو سب سے پہلے اپنی اصلاح خود سے کرنی چاہیئے پھر اچھے اور بُرے کا جو معیار بتادیا گیا ہے اِس کسوٹی پر خود کو پورا اُتارنا چاہیئے یہ کام ہمیں سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر اپنے محلے اپنے شہر اور اپنے مُلک سے شروع کرنا چاہیئے پھر ہم کیسے نہیں دیکھیں گے...؟ کہ میری ذات میرا گھر میرا محلّہ میرا شہر اور میرا مُلک دنیا کی تہذیب یافتہ قوموں اور معاشروں میں شمار نہیں ہوتے ہیں، ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ آج میں اپنی اصلاح تو نہ کروں، دنیا کی ساری برائیاں اور خامیاں مجھ میں ہوں اور میں دوسروں کی اصلاح کا ٹھیکہ اُٹھالوں تو سوچیں کیا ایسا کسی صورت ممکن ہو سکتا ہے...؟ بدقسمتی سے میرے دیس میں ایسا ہی ہو رہا ہے، تب ہی تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جابجا ہر شعبے میں بگاڑ کی سی کیفیت ہے، اُوپر سے نیچے تک سب ہی کچھ بگاڑا ہوا ہے، کہیں سے بہتری کی کوئی کرن سجھائی نہیں دے رہی ہے، جیسے اُمید کی آس لوگوں کے دلوں سے ختم ہو چکی ہے، ملت کا ہر فرد مایوسیوں اور نااُمیدوں کے ریگستان میں اُمید کی خاک چھان رہا ہے، اِنسانوں کے جنگل میں بڑے بڑے اِنسان نما حیوان خونخوار دانتوں کے ساتھ منہ کھولے لوگوں کو ہڑپ کرنے کے منتظر ہیں، مُلک میں قانون ہے نہ قانون کی پاسداری اخلاق ہے نہ اِنسانیت ہر طرف لوٹ مار اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے۔ اِنسانی تاریخ گواہ ہے کہ جب زمانوں کے اِنسان ایسے لمحات سے گزرتے ہیں تو اِن اِنسانوں میں تبدیلی کے خاطر اِنقلاب کی راہ ہموار ہوتی

ہے، ہمارے یہاں بھی وہ دن کوئی دور نہیں جب مُلک میں ہر شعبے میں سدھار کے لئے انقلاب کا برپا ہونا لازمی ہو جائے گا،اور جب ہم کسی لمحے کسی انقلابی عمل سے گزر رہے ہوں گے تو قوم کے ہر فرد کو اپنی اصلاح کرنی ضروری ہوگی،تاکہ ہر فرداِس عمل سے اپنا باطن اور ظاہر ٹھیک کرلے اور مُلک کو نئی راہ پر لے جانے کے لئے اپنا صاف وشفاف کردار ادا کرے اور اگر میری قوم کے افراد نے تب ایسا نہیں کیا گیا تو انقلاب بھی میری قوم کا کچھ نہیں کرسکے گا۔ قارئین حضرات۔۔!آئیں سب سے پہلے تو انقلاب کے معنی اور مفہوم سے آگاہی حاصل کریں، انقلاب کسی نظام میں یکدم سے تبدیلی یا اثرانداز ہونے کا نام نہیں ہے، انقلاب کسی تہذیب اور معاشرے میں پائی جانے والی بہت سے خامیوں اور برائیوں کو جانچنے کے بعد آہستہ آہستہ اِس کی اصلاح اور اصلاح کے بعد اِس کو افراد کی مدد سے رائج کرنے کا نام ہے دنیا میں جن اقوام نے اِس طرح اپنی خامیوں اور برائیوں کی نشاندہی کی اور اِن کی اصلاح کی وہی قومیں پائیدار انقلاب کی ضامن کہلائی ہیں،آج میری قوم کے لوگوں میں جو لوگ انقلاب کی روح پھونک رہے ہیں اِنہیں چاہئے کہ یہ لوگوں انقلاب کے معنی اور مفہوم سے آگاہ کریں اِس کی راہ میں آنے والے نقصانات اور قربانیوں سمیت اِس کی افادیت کو بھی بتائیں ،تو میری قوم کسی پائیدار انقلاب کے لئے تیار ہوگی ورنہ چھوٹے منہ بڑی بڑی انقلابی باتیں کرکے قصہء پارینہ بن کر رہ جائیں گے اور میرے مُلک میں انقلاب کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہوگا،تب میرے مُلک کے

مصالحت پسند بڑے منہ والے لوگ وہی چھوٹی اور پرانی بات اِس طرح اِس مثال کے ساتھ کہیں گے کہ "چھوٹا منہ اور بڑی بات...."

(ختم شُد)

ٹھیک کہا وزیر اعظم کراچی چلے گا تو ملک چلے گا

اَب تو...!!! اللہ کرے کراچی میں امن قائم ہوجائے...
گزشتہ دِنوں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کراچی میں قیام امن کے حوالے سے ایک اہم اجلاس میں اِس عزم کا اعادہ کرتے ہوئے یکدم ٹھیک کہا ہے کہ "کراچی چلے گا تو مُلک چلے گا" اور اِسی کے ساتھ ہی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کراچی میں جاری ٹارگٹڈ آپریشن کے حتمی مرحلے کی منظوری بھی دے دی ہے" وزیر اعظم کے اِن الفاظ کے بعد آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے اِس جملے ''جرائم پیشہ عناصر کے خاتمے اور امن کے قیام کے لئے مکمل تعاون کریں گے" کو بھی کراچی کے لوگ اچھے نتائج کے ساتھ اُمید اور حوصلہ قرار دے رہے ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی اَب تو...!!! اہلیانِ کراچی اور مُلک کے ہر محب وطن پاکستانی شہری کی بھی بس ایک یہی دُعا ہے کہ " اللہ کرے کہ شہر کراچی میں امن قائم ہوجائے اور اِس شہر کی ماند پڑیں سیاسی، سماجی، اقتصادی اور دیگر صحت و حوصلہ افزاء رونقیں پھر سے لوٹ آئیں اِس شہر کے باسی جن رونقوں کو برسوں سے ترس رہے ہیں۔

اگرچہ کوئی کچھ بھی کہے مگر یہ ایک مصمم حقیقت ہے کہ کراچی مُلک کا معاشی اور تجارتی حب ہے اوراس کی اِس اہمیت سے انکاری درحقیقت خود دیوانہ یا پاگل کہلانے کا مستحق ہوگا، آج ساری دنیایہ بات اچھی طرح سے جانتی ہے کہ کراچی پاکستان کا ایک بڑا اور دنیا کا بارھواں انٹر نیشنل شہر ہے اوراِس کا اپناایک جغرافیائی اور معاشی حدودرقبہ ہے جواِسے ساری دنیامیں منفردمقام کی حیثیت دلاتاہے، آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ایک عالمی سازش کے تحت پاکستان کے اِس تجارتی اور معاشی حب کا درجہ رکھنے والے شہرِ کراچی میں دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار، بھتہ خوری، چوری چکاری اور لسانی اور فرقہ ورانہ فسادات پھیلاکراِس کا امن وسکون اورمکڑی کے جالے جیسے پھیلے ہوئے تجارتی و معاشی نظام کو تباہ کیاجارہاہے، گزشتہ کئی دہائیوں سے جس کا ادراک ہمارے حکمرانوں کو بھی ہے تووہیں گزرے وقتوں میں کراچی کے تیزی سے دگرگوں ہوتے اور سنگین سے سنگین ترہوجانے والے حالات پر تشویش حکومتی اور اپوزیشن جماعتوں کو بھی ضروررہی ہے، مگرکسی نے اِس طرف سنجیدگی سے توجہ نہیں دی اور یوں ہی اپنا وقت گزار کر چلے گئے۔

اَب ایسے میں یہاں یہ سوالات ضرورپیداہورہے ہیں کہ پچھلے وقتوں کے حکمرانوں اور سیاسی ومذہبی قیادت نے اِس جانب یعنی کراچی کے حالات کو درست کرنے میں اپنا کیوںواجبی کرداراداکیا...؟اِنہیں اِس جانب سنجیدگی سے اپنا

کردارادا کرنے سے کس طاقت نے روکے رکھا تھا...؟کہ اِن کی عدم توجہ کے باعث پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی اور معاشی حب کے حالات دن بدن خراب سے خراب تر ہوتے گئے اور حد یہاں تک پہنچ گئی کہ اِس شہر میں قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں قائم ہونے والے کارخانے ، فیکٹریاں اور صنعتیں بند ہونے لگیں اور سرمایہ کاروں نے اپنا سرمایہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں منتقل کرنا شروع کردیااور یوں آہستہ آہستہ یہاں بے روزگاری میں جہاں اضافہ ہواتو وہیں جرائم پیشہ افراد کی تعداد بھی بڑھی تو وہیں غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر لوٹ مار اور بھتہ خوری جیسی سرگرمیاں بھی زور پکڑنے لگیں... ابھی مجھے اِس کی تفصیل میں جانے کی تو ضرورت نہیں ہے مگر پھر بھی اشارتاً عرض کرتا چلوں کہ ہمارے حکمرانوں ، سیاست دانوں ، اپوزیشن ومذہبی جماعتوں کے رہنماو ں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اول روز سے ہی اِس جانب توجہ دینی چاہئے تھی کہ شہر کراچی میں حالات کیوں اور کس کن عناصر کے اشارے پر خراب کئے جارہے ہیں...؟اور کراچی کے محب وطن باسیوں کا استحصال کون لوگ اور کیوں کررہے ہیں..؟کراچی کے ایک خاص طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کیوں..؟اِن کے حق سے محروم رکھاجارہاہے..؟افسوس ہے کہ اِس جانب کسی نے بھی نہ توجہ ہی دی اور نہ ہی کبھی یہاں کے لوگوں کے یہ مسائل حل کرنے کی کوشش ہی گئی۔

بہرحال...! یہ بڑی حد تک خوش آئنداور حوصلہ افزاء امر ہے کہ موجودہ حکومت

نے مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجافرمانے کے ساتھ ہی کراچی شہر کے حالات ٹھیک کرنے کی منصوبہ بندی کردی تھی یوں رواں حکومت نے شہر کراچی میں پائیدار قیام امن اور اِس تجارتی اور معاشی حب کے استحکام کے خاطر پچھلے سال سے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف جس آپریشن کی ابتداء کی تھی آج وہ حتمی اور مثبت نتائج کے ساتھ اپنے اختتام کی جانب بڑھتے ہوئے اپنی منزل کو پہنچنے کو ہے یعنی یہ کہ دیر آید درست آید کا معقولہ یہاں صادق آتا ہے۔

جبکہ آج جس طرح اپنے عزم اور ہمت و حوصلے کے ساتھ کراچی کے حالات ٹھیک کرنے کے حوالے سے سنجیدگی اور تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے اِس نقطے پر اتفاق کیا ہے کہ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن بلاامتیاز اور بغیر کسی دباؤ کے جاری رہے گا اور ملزمان کی سیاسی سرپرستی کرنے والے افراد اور جماعتوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی، لینڈ مافیا کا صفایا کیا جائے گا، فوج کا وقار اور مورال کم نہیں ہونے دیا جائے گا" اَب یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ شہر کراچی کے بگڑے حالات اور بھٹکے ہوئے جرائم پیشہ عناصر کا قلع قمع کرنے میں چند ہی دن لگیں گے اور شہر کراچی ہر قسم کے جرائم اور برائیوں سے صاف ہو کر پاک ہوجائے گا اور اِس شہر کی رونقیں پھر سے لوٹ آئیں گیں۔

مگر پھر بھی ایک مخمصہ یہ اندر ہی اندر یہ ضرور کچوکے مارے جارہاہے کہ آج وزیراعظم میاں نوازشریف نے کراچی میں قیام امن کے لئے جاری جرائم پیشہ افراد کے خلاف جس ٹارگیٹڈ آپریشن کی حتمی منظوری دی ہے کیااِس پر کراچی اور مُلک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں بھی حکومت اور عسکری قیادت کی طرح ایک پیج پر ہیں یاجب جرائم پیشہ افراد کے خلاف پوری قوت سے آپریشن شروع ہوااور اپنے نتائج کی جانب بڑھ رہاہوتوکوئی بھی سیاسی یامذہبی جماعت روتے پیٹے اور تحفظات کے ساتھ اُٹھ کر سامنے آجائے اور اچھابھلاآپریشن اپنی منزل اور مقاصدتک پہنچنے سے پہلے ہی کسی کی تنقیدکے اہداف میں پھنس کر رہ جائے

قبل اِس کے کہ ایسی کوئی نوبت پیداہوہماری سیاسی اور عسکری قیادت کوانتہائی فہم وفراست سے کام لیتے ہوئے مُلک اور شہر کراچی کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں ایک پیج پر ضرورلاناہوگاورنہ ۔۔مثبت نتائج حاصل نہیں ہوسکیں گے۔

...اُوہ یار...!!اور بھی غم ہیں زمانے میں

کیاواقعی ہماری قوم کے پاس اِس کے علاوہ کرنے کو کچھ نہیں ہے...؟
یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آج کیا چھوٹی چھوٹی باتوں کو اُچھال کر ماحول کو خراب کیا جارہاہے..... کیاواقعی ہماری قوم کے پاس کسی کی پگڑی اُچھالنے کے اور کچھ کام نہیں ہے...؟؟ جیساکہ پچھلے کئی دِنوں سے ہمارے یہاں یہ ہورہاہے کہ ایک ادارے اوراِس کے افراد کی جانب سے کوئی غلطی ہوگئی ہے یااِس غلطی کی وجہ سے لوگوں کے جذبات کو کوئی ٹھیس پہنچی ہے توسب ہی اُس کے پیچھے لٹھ لے کرپڑگئے ہیں جب کہ اُس ادارے اور افراد کی طرف سے معافی بھی مانگ لی گئی ہے مگراِس کے باوجود بھی ہم ہیں کہ پھر کیوں...؟اور کس لئے اُس ادارے اور افرادکے خلاف احتجاجوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں...؟؟؟
اگرچہ آج ہمیں یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ اگر کسی کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے اور وہ فوراً معافی مانگ لے تو ہمارامذہب بھی یہ کہتاہے کہ اُسے معاف کردواور عفوودر گزر سے کام لواگر کسی کی معافی تلافی کے بعد بھی ہم اپنے کسی بغض کی وجہ سے اِس کے خلاف پروپیگنڈاجاری رکھیں تو پھر ہم اپنے ہی

مذہب کی تعلیمات اور اخلاق کی دھجیاں خود ہی بکھیر رہے ہیں تو ایسے میں ،یہں ایک بار پھر یہ کہہ کر آگے بڑھوں گا کہ اُوہ یار ۔۔۔ ! چھوڑو اِن ساری باتوں کو اور بھی غم ہیں زمانے میں ایک یہی نہیں ہے کہ اِسی کو ہی سینے میں دبا کر بیٹھ جائیں اور اپنے سارے کام ٹھپ کر دیں۔

بہر حال ۔۔۔ !! آج ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہماری قوم کا ایک ایک فرد حکمرانوں سے لے کر ایک عام پاکستانی شہری تک سب ہی اپنی اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح نبھا چکے ہیں اور سب ہی اپنے تمام مسائل کا حل نکال کر ہر قسم کے جھمیلوں سے فارغ ہو چکے ہیں،اور یوں بھی لگتا ہے کہ جیسے میری قوم کے پاس اور کوئی کام ہی نہیں ہے، سوائے اِس کے کہ یہ کبھی کسی کے ۔۔؟ تو کبھی کسی کے ۔۔۔؟ مسلے مسائل کو اپنے سر لے کر اِسے رائی کا پہاڑ بناڈالتی ہے،اِس کام کے علاوہ میری قوم کے پاس اور کوئی کام ہی نہیں رہ گیا ہے ، ماضی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ روس افغان جنگ میں بھی میری قوم کے لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا اور کسی کی جنگ کو گود لے کر اپنی جنگ بنالی تھی، تب ہمارے ہی لوگوں نے مذہبی جذبات بھڑکا کر ساری دنیا میں ایسا واویلا کیا تھا کہ اُس وقت کے دنیا بھر کے جذباتی مذہبی انتہا پسند اپنا اپنا بوریا بستر اسمیٹ کر پاکستان کی جانب رخ کرکے چلتے بنے تھے اور یہ یہاں سے افغانستان میں گھس کر روس سے لڑتے رہے اور بالآخر اِنہوں نے بہادروں کی طرح لڑ کر روسیوں کو شکست دی اور روس کے

خاتمے کے بعد نوبت یہ آ گئی ہے کہ اَب یہ لوگ ہم سے ہی اپنی بقا کی جنگ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کی شکل میں لڑ رہے ہیں ،آج ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرلینی چاہئے کہ ہم ماضی میں امریکا کے کہنے پر روس افغان جنگ یں فضول میں کود گئے اور روس افغان جنگ کا حصہ بن گئے آج ہم موجودہ حالات وواقعات میں جن ہولناکیوں سے گزر رہے ہیں یہ یقینا ہمارے اُس وقت کے حکمرانوں سے سرزد ہونے والی وہ فاش غلطی تھی جس نے ہمیں تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا ہے اوراِسی کے ساتھ ہی اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ آج ہماری ساری قوم اُس غلطی کا خمیازہ اُن ہی شدت پسندوں کی طرف سے اپنی سرزمین پر ہونے والی دہشت گردی اور خون خراب میں نہتے اور معصوم اِنسانوں کے لاشیں اُٹھانے کی صورت میں بھگت رہی ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ ابھی ہماری پاکستانی قوم روس افغان جنگ کے بعد اپنے اُوپر مسلط ہونے والے افغان مہاجرین اوراِن کی شکل میں خودپر گزرنے والے عذاب سے نکل بھی نہیں پائی تھی کہ امریکا نے اپنی زمین پر نائن الیون کو دوطیاروں سے تباہ ہونے والی عمارتوں کاالزام بھی افغانستان اور پاکستان میں روپوش ہونے والے افغان اور طالبان انتہاپسندوں کے سر بھی دے مارااور امریکا نے ایک فون کال کے ذریعے ہمارے اُس وقت کے آمر جنرل کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر یہ کہتے ہوئے مجبور کردیا کہ اگر ہماری اِس مصیبت کے وقت پاکستان نے ہمارا ساتھ نہ

دیا تو پھر پاکستان کو قبلِ مسیح کے پتھر کے دور میں پہنچادیا جائے گا یوں ہمارے تیز مگر ہر لحاظ سے مصالحت سے کام لینے والے آمر جنرل جو اُس وقت پاکستان کے صدر بھی تھے اُنھوں نے بس ایک امریکی کال پر امریکا کا ساتھ دینے کی حامی بھر لی اور پھر یوں امریکا نے سات سمندر پار بیٹھ کر پاکستان کو زبردستی اپنی جنگ میں فرنٹ لائین کی ذمہ داریاں سونپ دیں۔

اِس طرح پاکستان آج تک ایک مرتبہ پھر امریکی سازش کا حصہ بن کر اپنا سب کچھ امریکا پر قربان کر رہا ہے مگر اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی پاکستان کے حصے میں کچھ نہیں آرہا ہے، آج بھی پاکستان جب کبھی پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو اِس کے پاس سوائے خالی ہاتھ اور کفِ افسوس کے کچھ نہیں دکھائی دیتا ہے، بات یہیں ختم نہیں ہوتی ہے، اِس کے علاوہ بھی پاکستانی قوم اور اِس کے حکمران بغیر سوچے سمجھے دوسروں کے معاملے میں چھلانگیں لگانے میں مہارت رکھتے ہیں۔

آج بھی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جب پاکستانی حکمران اور پاکستانی عوام دنیا کے کسی بھی خطے میں اِنسانوں پر ہونے والے مظالم اور زیادتیوں کے خلاف اپنا درد سمجھ کر چیخ پڑتے ہیں، اِن کے ایسے جذبات اور احساسات پر کبھی کبھی ایسا بھی لگتا ہے کہ یا تو پاکستانی بہت زیادہ حساس دل ہیں اور یہ عالمِ انسانیت سے بے پناہ محبت کرنے والے کروڑوں اِنسانوں کا وہ ٹولہ ہے جسے عالم

اِنسانیت سے بلا کسی غرض اور فائدے کی بے لوث محبت ہے اور یہ لگ بھگ بیس کروڑ اِنسانوں کا یہ ٹولہ عالمِ اِنسانیت کو درپیش مسائل اور اِن کی پریشانیوں اور اُلجھنوں کو اپنا محسوس کرکے فوری حل نکالنے کے لئے اپنا تن من اور دھن داؤ پر لگا دیتا ہے اور بیس کروڑ پاکستانیوں کا یہ ٹولہ دنیا کے کسی بھی مُلک کے اِنسانوں کا کیسا بھی معاملہ کیوں نہ ہو مگر بیس کروڑ پاکستانی کسی اور کے ایشوز کو بھی عالمی سطح پر ایسے اُجاگر کرتے ہیں کہ جیسے دنیا کے سارے مسئلے اور مسائل اور پریشانیاں اور اُلجھنیں اِن کی اپنی ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ضرور ہے کہ ہم پاکستانیوں کی اِس حساسیت اور جذباتیت کو دنیا پاگل پن سے جانتی ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا ہماری ایسی حرکات سکنات کو بھی پسند نہیں کرتی ہے اور اِسی وجہ سے دنیا ہمیں جذباتی اور جنونی کہہ کر بھی پکارتی ہے مگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ ہم پاکستانیوں کا ہی اعلیٰ ظرف ہے کہ ہم اِنسان و اِنسانیت اور مذہب و ملت کے حوالوں سے عالمِ اِنسانیت کا درد رکھتے ہیں ایک

ایسا درد جس سے دنیا کے بڑے بڑے امیر ترین اور ترقی یافتہ ممالک اور معاشرے کے لوگ بھی خالی ہیں مگر بحثیت مسلمان اور ایک اللہ عزوجل، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر یقین رکھنے کی وجہ سے ہم بیشک عالمِ انسانیت کا احترام کرتے ہیں ، ہمارا منشور اور ہمارا یہ یقین ہے کہ اِنسان زمین پر امن و آشتی ،اخوت و محبت ، اتحادو یکجہتی ، بھائی

چارگی اور یگانگت کے لئے پھیلائے گئے ہیں،اِس لئے بحیثیت مسلمان اور ایک پاکستانی کے ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمیں دنیاکے لوگ کچھ بھی کہیں مگرہم دنیاکو امن محبت اور بھائی چارگی کا گہوارِ عظیم بناکرہی دم لیں گے۔

ہمیں اِس سے بھی کوئی سروکار نہیں ہے کہ ہمارے کتنے مسائل ہیں اور ہم کب سے اور کب تک اپنے مسلے مسائل میں گھیرے ہیں اورپریشانیوں میں گھیرے رہیں گے ...؟ یہ توہم خود بھی نہیں جانتے ہیں مگربس ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے اندرعالمِ انسانیت سے بے لوث محبت ہے اور ہم ہرمذہب وملت اور فرقے کی تعلیمات اور رسم ورواج کا بھی احترام کرنااپنے دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق خودپرلازم سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم کسی بھی مذہب اور فرقے کے خلاف کچھ کہناگناہ تصور کرتے ہیں مگرپھر بھی اگرہماری آ ہستیوں میں چھپ کرکچھ ناسمجھ قسم کے عقل کے اندھے شیطان کے آلہ ءکار بن جائیں اور کچھ ایسی ویسی حرکت کر بیٹھیں تواِس سے نہ مسلمانوں کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی وہ پاکستانی کہلانے کے حقدار ہیں کیوں کہ ہم یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ مسلمان اور پاکستانی تو محبت اور بھائی چارگی کوآپس میں پروان چڑھانے والے ہوتے ہیں اِن کاکام لڑائی جھگڑے کرنااور انارگی پھیلانا نہیں ہے بلکہ محبتیں بانٹنااور ایک دوسرے اِنسان کی مدد کرناہے۔

!!. کیسی جمہوریت اور کہاں کی آمریت ..؟غریب کو تو روٹی چاہئے بس

اچھاحکمران وہ جو عوام کو تین وقت کی روٹی اور اِسکے حقوق دے بس...!!
آج مہنگائی سے بدحال پاکستانی عوام کو جمہوریت یا آمریت سے کچھ لینادینانہیں ہے،آج تو جیسے مہنگائی کے بوجھ تلے دبی اوراپنی کمر دُھری کرتی پاکستانی قوم یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ کیسی جمہوریت اور کہاں کی آمریت ... آج اِس کے نزدیک تو بس وہی دورِ حکمرانی بھلااور چنگاہے جو غریب کو تین وقت کی سُکھ سے سستی روٹی دے دے... تو بس ایساحاکم اوراِس کا اقتدار ہی اچھاہے، اَب وہ جمہوری ہو یا کوئی آمریت کا سینہ چیر کر نکلنے والا کوئی آمر ہی کیوں نہ ہو، عوام کواِس کے کسی فعلِ شنیع سے کوئی تعلق نہیں ہے... وہ تو بس یہ چاہتی ہے کہ حکمران کوئی بھی ہواور چاہئے جس طریقے سے ہی اقتدارپر کیوں نہ قابض ہوا ہو، اَب وہ حاکم خواہ آمر ہو یا جمہوری اِس سے غریبوں کو کوئی سروکار نہیں ہے، بس.. غریب عوام کی خواہش یہ ہے کہ اِس پر مسلط ہونے والے حاکم الوقت کے دل میں غریبوں سے ہمدردی کا عنصر موجود ہو تو وہی غریبوں کے سرتاج ہے، ورنہ اِسے عوام اپنے حقوق پر ڈاکہ

ڈال کر قومی خزانہ لوٹنے والا ڈاکو ہی تصور کرتے رہیں گے۔
آج یہ حقیقت بھی شاید کسی سے ڈھکی چھپی نہ ہو کہ جنتا یعنی کہ عوام اپنے جمہوری حکمرانوں کے رویوں کو تو دیکھ ہی رہی ہے کہ یہ جمہوریت کے لبادہ اُوڑھ کر کیسے اقتدار میں آئے ہیں ...؟ اگرچہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ آج اپنے موجودہ حکمرانوں کے اقتدار میں آنے کی حقیقت مسٹر سونامی یعنی مسٹر عمران خان اور مسیحانہ قوم وملت علامہ طاہر القادری صاحب اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر دنیا کو بتا رہے ہیں اَب کیا عوام اِن کے اِس طرح بتانے پر یہ یقین کرلے کہ ہمارے موجودہ جمہوری حکمران کس طرح سے اقتدار میں آئے ہیں...؟ اور اِن کے یوں اقتدار میں آنے کے اور کیا کیا مقاصد اور آئندہ کے کیسے اور کیا لائحہ عمل ہیں..؟ اور بقول عمران خان اگر موجودہ حکمران جمہوریت کے لبادھے میں اپنی حکمرانی کی مقررہ کردہ مدت یعنی کہ پانچ سال پورے کرگئے تو پھر مُلک اور سسٹم کا تو اللہ ہی حافظ ہے..؟ اور عمران خان خدا جانے موجودہ حکمرانوں سے متعلق کیا کچھ...؟ اور کیسے کیسے انکشافات کرنے میں لگے پڑے ہیں...؟ آج اتنا کچھ کہہ دینے کے باوجود بھی ابھی تک عمران خان کے جذبات ٹھنڈے نہیں پڑے ہیں اور ابھی اِن کا یہ عزم ہے کہ جب تک موجودہ حکمران اقتدار سے ہٹ نہیں جاتے ...یا عوام کے حقوق عوام کو نہیں دے دیتے ... یہ یعنی کہ عمران خان اپنا رویہ کسی بھی صورت میں تبدیل نہیں کریں گے اور یہ اپنی پوری

قوت کے ساتھ حکمرانوں سے متعلق آئندہ بھی اپنے ایسے بہت سے انکشافات اور تجزیوں کے ساتھ عوام الناس میں جاتے رہیں گے... عمران خان کے یہ جذبات دیکھ کر ایسالگتاہے کہ جیسے عمران خان عوام الناس کو یہ باور کرنا چاہتے ہیں اِن کے پاس مُلک و قوم کے بارے میں موجودہ حکمرانوں کے مستقبل کے منصوبوں اور پروگراموں کے حوالے سے جو انکشافات ہیں اگر یہ عوام الناس کے سامنے پیش کر دیئے جائیں تو عوام ایک لمحہ بھی اپنے اِن حکمرانوں کو اقتدار میں برداشت نہ کریں مگر بقول عمران خان کے یہ تو اِن کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ یہ یکدم سے ابھی ساری باتیں عوام الناس میں نہیں لانا چاہتے ہیں، بلکہ یہ آہستہ آہستہ اور وقت آنے پر وہ سب کچھ عوام کو بتادیں گے جو موجودہ حکمرانوں کے بارے میں اِنہیں معلوم ہے، پھر تب عوام خود یہ فیصلہ کریں گے کہ آیا جمہوریت کے حسین اور دلفریب لبادھے میں لپٹے حکمرانوں کو اقتدار میں رہنے دیا جائے...؟ یا اِن سے اقتدار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھین کر اِنہیں اِس سے محروم کر دیا جائے...تاکہ آئندہ یہ اور اِن جیسے جابر و فاسق افراد اقتدار پر قابض ہو کر مُلک کے غریب عوام کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ اگرچہ اِس سے بھی کوئی انکاری نہ ہو کہ پاکستانی عوام کو ہمیشہ سے ہی یہ فکر لاحق رہی ہے کہ اِسے سوائے آسانی سے روٹی کپڑا اور مکان ملے... اِسے نہ کبھی جمہوریت کی خواہش رہی ہے اور نہ ہی یہ کبھی، آمریت سے مرعوب ہوئی ہے،اِس کے نزدیک کبھی بھی نہ جمہوریت اہمیت کی حامل رہی ہے اور اِسی طرح نہ ہی یہ بھی کسی آمر کی آمریت

سے مطمئن ہوئی ہے پاکستانی عوام نے تو بس ہر زمانے اور ہر لمحے اپنے ہر جمہوری اور آمر حکمران سے یہ ہی التجا کی ہے کہ اِسے زندہ رہنے کو تین وقت کی روکھی سوکھی روٹی تن ڈھانپنے کو کپڑا اور سر چھپانے کو مکان دے دیا جائے، پھر یہ حکمران چاہئے کچھ بھی، کرتے رہیں اِن سے عوام نہیں پوچھیں گے مگر ضروری ہے کہ حکمران اِن کے بنیادی حقوق سے اِنہیں محروم نہ کریں مگر افسوس ہے کہ 67 سالوں سے جتنے بھی حکمران کسی بھی شکل میں بیچاری غربت کی ماری بے کس و مجبور پاکستانی عوام پر اقتدار کا ڈنڈا لے کر مسلط ہوئے اُنہوں نے تو سب سے پہلے عوام کے ہی حقوق پر ڈاکہ ڈالا اور عوام کے حقوق سے زیادہ اپنے ہی حقوق اور مفادات کے حصول کا امریکا، برطانیہ اور دیگر اغیار سے سودا کیا اور قومی خزانے کو اپنے باپ دادا کی چھوڑی ہوئی جاگیر سمجھ کر اِسے استعمال کیا اور اِس طرح اُنہوں نے عوام کو اِن کے بنیادی حقوق جیسے بہترین علاج و معالجہ کی سہولیات، پینے کا صاف پانی، پُرآسائش سفری سہولیات، اعلیٰ معیارِ تعلیم، خالص خوراک گیس و بجلی کی بلاتعطل فراہمی سے محروم رکھ کر عوام کو مسائل کی ایسی دلدل میں، دھنسا دیا ہے کہ آج تک پاکستانی عوام اِس سے نکل ہی نہیں پا رہی ہے، آج جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر اقتدار کی سیج پر قدم رنجا فرمانے والے بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف ہوں یا سابق صدر آصف علی زرداری ہی کیوں نہ ہوں یہ سب کے سب اپنی غریب عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے اور قومی خزانے سے مزے لوٹنے والے ہی حکمران ثابت ہوئے ہیں، جب عوام اپنی کھلی آنکھوں سے ہی

یہ دیکھ رہی ہو جب عوامی ووٹوں کی طاقت اور جمہوری طریقوں سے اقتدار پر نے قابض ہونے والے ہی عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر مزے لوٹ رہے ہوں تو پھر ایسے میں عوام کا جمہوریت اور اس کے پجاریوں پر کیسے اعتماد بحال ہو سکتا ہے، پھر عوام یہ کیوں نہ سوچیں اور کہیں کہ جمہوریت اور آمریت تو حکمرانوں اور سیاستدانوں کی چونچلے بازیاں ہیں مگر عوام کو تو روٹی چاہیے اور بس۔ (ختم شد

موقعہ پرستوں کی موقعہ پرستی اور مفاد پرستوں کی مفاد پرستی...!

جب تک مُلک پر موقعہ پرست اور مفاد پرست قابض رہیں گے...؟

آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے مُلک پر موقعہ پرستوں اور مفاد پرستوں کا قبضہ ہوگیا ہے، حکمرانوں کی نوسربازی ہو یا سیاستدانوں کے روپ میں اِدھر سے اُدھر چھلانگیں مارتے مفاد پرست بہروپوں کا ٹولہ ہو غرض کہ آج مُلک میں زندگی کے جس شعبے میں بھی اُوپر سے نیچے جہاں تک بھی نظر جاتی ہے تو ہر طرف ایسے ہی افراد سب سے زیادہ سرگرم دکھائی دیتے ہیں، جو اپنی ذات اور اپنے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے دوسروں کے گلوں پر چھری پھیر رہے ہیں آج اِن کے اِس گھناؤنے عمل ہی کی وجہ سے مُلک میں اکثریت رکھنے کے باوجود بھی اپنے حقوق سے محروم رہنے والا غریب افراد پر مشتمل ٹولہ مسلسل پستی میں گرتا چلا جارہا ہے، جبکہ یہ حقیقت ہے کہ آج کوئی بھی اِس ٹولے کی دادرسی کرنے والا نہیں ہے، آج اِس میں یہ بھی کوئی شک نہیں ہے کہ دراصل اپنے بنیادی حقوق سے محروم مُلک کا یہی وہ غریب طبقہ ہے جو ہر پریشانی اور کسمپرسی کے باوجود بھی مُلک سے محبت کرتا ہے، آج یہ طبقہ اِسی آس پہ زندہ ہے کہ کبھی نہ کبھی اِسے بھی سارے بنیادی حقوق میسر آئیں گے، اور اِس کی بھی زندگی میں

سُکھ نصیب ہوگا، مگر چند مٹھی بھر موقعہ پرستوں اور مفادپرستوں کے ہاتھوں 67 سالوں سے یرغمال بنے رہنے والا مُلک کا یہ مفلوک الحال طبقہ مُلک پر قابض رہنے والے موقعہ پرستوں اور مفادپرستوں کے لئے بس ایک یہی بدعا کرتا ہے کہ اللہ غریبوں کے حقوق غضب کرنے والے موقعہ پرستوں اور مفادپرستوں کو بھی اِس حال سے ضرور گزارے آج جن حالات اور پریشانیوں سے یہ محروم طبقہ گزرر ہاہے۔

اگرچہ اِس سے انکار ممکن نہیں کہ موقعہ پرست عناصر کسی بھی زمانے کے کسی بھی معاشرے میں بستے ہوں وہ اپنے مفادات کا سودا کرنے سے کبھی بھی باز نہیں آتے ہیں، اِنہیں جب بھی موقعہ ملتاہے، وہ اپناہاتھ صاف کرجاتے ہیں، معاف کیجئے گا..!! موقعہ پرست میں ہوں یا آپ...؟اِس خصلت میں مبتلا افراد ہرجگہہ اور ہر ماحول میں اپنی پہنچان الگ ہی رکھتے ہیں، اپنی اِن خصلتوں کے ہاتھوں موقعہ پرست اور مفادپرست ایسے مجبور ہوتے ہیں کہ یہ زمانے اور سماج کے دستوراور آئین کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں، اور جب کسی بھی زمانے اور کسی بھی معاشرے کی آہستینوں پلنے والے موقعہ پرست اور مفادپرست عناصر اپنے پر آجائیں تو پھر یہ ہرزمانے اور ہر سماج کی ہر دیواراور حدود کو ایسے پھلانگ لیتے ہیں جیسے کہ اِن کے اِس عمل سے کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا، حالانکہ موقعہ پرستوں کی موقعہ پرستی جیسے فعلِ شنیع سے جس کا نقصان ہوتاہے یہ

تووہیں جانتاہے مگر ایسے میں موقعہ پرستوں اور مفادپرستوں کا کیا ہے...؟ یہ تواِن کا مشغلہ ہے، جس کو اپناکر موقعہ پرست اور مفادپرست جب اور جس طرح سے چاہیں کچھ بھی کر سکتے ہیں ایسے لوگ اپنے مفادات اور اپنی موقعہ پرستی کی خصلت اور عادت کی وجہ سے اپنے دوست اور بھائی کو بھی دھوکہ دے دیتے ہیں خواہ اِن کے اِس عمل سے کسی کا کچھ بھی بگڑتاہے توبگڑجائے مگراِن کی ترجیحات بس یہی ہوتی ہیں کہ اِن کے اپنے مقاصد حاصل ہوجائیں۔

یہاں مجھے معاف کیجئے...! میں دل کی بات کہناچاہتاہوں کہ آج کل میرے مُلک میں کچھ ایسے موقعہ پرست اور مفادپرست عناصر اوراداروں سے وابستہ لوگ بھی ہیں جو اپنی ذات اور اپنے کاموں اور ذمہ داریوں کو جتانے اور دنیا کو بتانے اور دکھانے کے لئے موقعہ پرستی اور مفادپرستی کی خصلت میں ایسے دھنس چکے ہیں کہ اَب اگراِنہیں اِن کی اِن خصلتوں سے علیحدہ کیاگیاتووہ اپنی موت آپ مرجائیں گے،اَب تواِن کی اِس ذہنی پسماندگی اوراِن کے ایسے رویوں پر ترس آنے لگاہے واقعی موقعہ پرستی اور مفادپرستی کی خصلت نمادلدل میں غرق ایسے عناصر جن میں حکمران بھی ہیں توسیاستدان بھی شامل ہیں جہاں یہ لوگ ہیں تووہیں صحافی حضرات اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد بھی ہیں جوموقعہ پرستی اور مفادپرستی کی گھٹی چاٹ کراِس لت میں ایسے گھس چکے ہیں کہ اَب وہ اِس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتے ہیں۔

آج موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کی سیاست کے حوالے سے جن سیاستدانوں کا نام سرِ فہرست ہے اُن میں پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان ، پی ایم ایل (ن) کے وفاقی منسٹر ریلوے سعد رفیق، خواجہ آصف اور اِن ہی جیسے کچھ ایسے بھی سیاستدان ہیں جو دونوں جانب یعنی کہ وہ اقتدار میں بھی ہیں تو حزبِ اختلاف میں بھی شامل ہیں یہ ایسے سیاستدان ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے اپنی موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کی سیاست کررہے ہیں اوراِن حوالوں سے کوئی بھی لمحہ میسرآتاہے تو وہ موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کا فائدہ اُٹھالیتے ہیں۔

اگرچہ آج بظاہر تویہی نظرآرہاہے کہ پی ٹی آئی اور پی ایم ایل (ن) میں بڑے بڑے اختلافات ہیں اور یہ دونوں جماعتیں کبھی بھی کسی بھی لحاظ سے ایک گھاٹ پر پانی پیناگوارہ نہیں کریں گیں مگر دوسری جانب اِس حقیقت سے بھی انکارنہیں کیاجاسکتاہے کہ اِس کے باوجود بھی اِن دونوں جماعتوں میں موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کے حوالوں سے بڑی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

آج اگر حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن)اور حزبِ اختلاف کی جماعت پاکستان تحریک انصاف کی موجودہ حکومت کے دوران ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ لیں تو یہ بات پوری طرح عیاں ہوتی نظرآئے گی کہ اِن دونوں ہی جماعتوں نے ایک سال

کے عرصے میں کئی مواقعوں پر اپنے مفاد پرستی اور موقعہ پرستی سے بہت سے فائدے اُٹھائے ہیں اور اَب ایسا بھی لگتا اور محسوس ہوتا ہے کہ جیسے جیسے وقت آگے کی جانب بڑھتا جائے گا اِن دونوں جماعتوں کی موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کی خصلت میں پختگی آتی جائے گی۔ابھی پچھلے ہی مہینے 19 اپریل کی تو بات ہے کہ جب مُلک کے سینئر صحافی اور اینکر پرسن حامد میر نے اپنے اُوپر ہونے والے قاتلانہ حملے میں مُلک کے ایک انتہائی حساس ادارے کے سربراہ کو ملوث کرنے کی گردان کی تھی تو اُسی دوران حکمران جماعت پی ایم ایل (ن) کے سعد رفیق اور خواجہ آصف بھی موقعہ پرستی کی گنگا میں ایسے غوطہ زن ہوئے تھے کہ اِنہوں نے مُلک کو تحفظ فراہم کرنے والے حساس اداروں پر نہ صرف ایوانوں میں بلکہ میڈیا سمیت پبلک مقامات پر تنقیدیں کرنی شروع کردیں تھیں اور اِسی طرح عمران خان بھی ہیں آج جنہوں نے موقعہ پاتے ہیں انتخابات میں اپنی ہار کا الزام الیکشن کمیشن پر ڈالتے دیا اور کہنا شروع کردیا ہے کہ اگر الیکشن کمیشن صاف شفاف طریقوں سے انتخابات کا انعقاد یقینی بناتا اور دھاندلی نہیں ہوئی ہوتی اور مُلک کا ایک نجی ٹی وی چینل دھاندلی کی سپورٹ نہ کرتا تو یقیناجیت اِن کی تھی اور مُلک میں اِن کی اور اِن کی جماعت کی حکمرانی قائم ہوتی ...اور آج جب اندر باہر کی کسی سازش کی وجہ سے وہ نجی ٹی وی چینل گرداب میں پھنسا ہوا ہے تو مسٹر سونامی یعنی کہ عمران خان ہیں کہ اِنہوں نے اپنی موقعہ پرستی اور مفاد پرستی کی خصلت کی وجہ سے اِس نجی ٹی وی چینل کے خلاف محاذ

کھل لیاہے اوراِس طرح عمران خان یہ سمجھ رہے ہیں کہ " آج اگراِن کے یوں چیخنے چلانے سے یہ ٹی وی چینل بند کردیاگیاتواِن کا سیاسی قدأونچاہوجائے گا" اورآئندہ آنے والے دِنوں ، ہفتوں ، مہینوں اور سالوں میں مُلک میں جب کبھی بھی عام انتخابات ہوئے توپھرجیت اِن کی ہوگی اورمُلک میں اقتداراِن کا ہوگا"توخان صاحب یہ بات ابھی اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ صرف ایک ٹی وی چینل اِن کی ہار کی وجہ نہیں بنااور نہ ہی اِن کی موقعہ پرستی اور مفادپرستی کی وجہ سے چیخنے چلانے سے یہ ٹی وی چینل بندہوجائے گاتومُلک میں آئندہ اقتداراِن کا ہوگاتو یہ مسٹر سونامی یعنی کہ عمران خان یہ تمہاری بھول ہے بھائی ابھی اقتدارکے حصول کے لئے تمہیں مزیدسیاسی اور ذہنی پختگی کی ضرورت ہے اَبھی اور محنت کرواور موقعہ پرستی اور مفادپرستی کی سیاست چھوڑوتوپھر کہیں جاکر اقتدار تمہارے ہاتھ آئے گا، اگرایسے ہی رہے توپھرکچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا، اورآج جو ہاتھ میں ہے وہ بھی نکل جائے گاتوپھر سمجھ گئے ناں....!!کیا کرناہے...؟؟اور ہاں حکمرانوں، سیاستدانوں یہ بات بھی اچھی طرح سُن لوکہ قوم یہ سمجھ چکی ہے کہ جب تک مُلک پر موقعہ پرست اور مفادپرست قابض رہیں گے ...مُلک اور قوم ترقی نہیں کرسکیں گے۔

کیا وزیراعظم نواز شریف کو نریندر مودی کی حلف برداری میں ضرور جانا چاہئے

کیا ہم اکیلے رہ کر اپنے دُشمنوں کا مقابلہ کر پائیں گے...؟
آج ہندوستان میں پاکستان کے ازلی مخالف اور ہندوستان میں ہندو مسلمان فسادات کے سب سے بڑے سازشی کردار مسلم بلڈی (مسلمانوں کے خونی) مسٹر نریندر مودی کی حکومت بن چکی ہے اور پاکستان کے وزارتِ خارجہ کے مطابق ہندوستانی ہائی کیمشن کی جانب سے ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کی 26 مئی بروز پیر کو ہونے والی تقریب حلف برداری میں ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو شرکت کا دعوت نامہ بھی موصول ہوچکا ہے اور ترجمانِ وزارتِ خارجہ کے مطابق نرریندر مودی کی تقریب حلف برداری یں شرکت کے حوالے سے غوری جاری ہے، اَب ایسے میں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وزیراعظم نواز شریف کو پاکستان مخالف نریندر مودی کی تقریبِ حلف برداری یں جانا چاہیے کہ نہیں...؟اِس حوالے سے ہمارے یہاں مختلف اقسام کی آرا سامنے آرہی ہیں کسی کے نزدیک وزیراعظم کا جانا یوں ٹھیک نہیں ہے کہ ہمارے اِس طرح کے لچکدار رویئے سے نئے ہندوستانی وزیراعظم یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ پاکستان ہم سے دب رہاہے اور اَب اِسے مزید دبایا جائے اور اِس سوار رہاجائے مگر کچھ کا خیال یہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کو ہندوستان کے

نئے وزیراعظم مسلم بلڈی (مسلمانوں کے خونی) مسٹر نریندر مودی کی حلف برداری کی تقریب میں ضرور جانا چاہئے کیوں کہ ہندوستان نے دعوت دے کر پہلے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور ہمیں بھی اِس کا مثبت جواب دینا چاہئے آج اگر ہم نے انکار کیا تو پھر گیند ہندوستان کے کورٹ میں ہوگی اور یہ ساری دنیا میں ہمارے اِس رویئے کو منفی انداز سے پیش کرکے طرح طرح کے پروپیگنڈے کرتا رہے گا تو اَب راقم الحرف کا بھی اِس موقعہ پر وزیراعظم نواز شریف سے یہ کہنا اور اِنہیں یہ مشورہ دینا ہے کہ " مصالحت پسندی سے کام لیتے ہوئے ہمارے وزیراعظم نواز شریف کو مسٹر نریندر مودی کی حلف برداری کی تقریب میں دونوں ممالک کے باہمی تعاون سے خطے میں امن اور ترقی اور عوام خوشحالی کے لئے اپنے چند انتہائی اہم نکات کے ساتھ ضرور شرکت کے خاطر ہندوستان جانا چاہئے اور اِس تقریب میں اپنے ایجنڈے کے اہم نکات پیش کرکے ہندوستانی وزیراعظم مسٹر نریندر مودی کو قائل کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ مسٹر مودی جی۔۔۔ہم اور آپ خطے میں اپنی اپنی ایٹمی طاقتوں کے لحاظ سے اِنتہائی اہم ممالک ہیں اور ہندوستان کا خطے میں خواہ مخواہ جنگی جنون میں مبتلا رہنا نہ صرف خطے کی ترقی اور خوشحالی کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ ہے بلکہ ہندوستان کے ایک ارب سے بھی زائد اِنسانوں کو اِن کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنا ہے بھی ایک بڑا جرم ہے پہلے ہندوستان جنگی جنون سے باہر آئے اور اپنی عوام کو سہولیاتِ زندگی مہیا کرے تو پھر ہم بھی اپنی عوام کی بہتری کے لئے سوچیں گے۔

یقین جانیئے کہ ہمارے وزیراعظم نواز شریف کی ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کی تقریب حلف.برداری میں شرکت سے نئے ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی پر یہ تاثر ضرور جائے گا کہ میری خوشی کی ایک دعوت پر پاکستانی وزیراعظم چلے آئے اِس کا مطلب یہ ہواکہ پاکستان ہندوستان سے محبت اور بھائی چارگی کا متلاشی ہے مگراور نریندر مودی یہ بھی ضرور سوچیں گے کہ شاید ہم ہندوستانی ہی بُرے ہیں اور پھر یوں وزیراعظم نواز شریف کا ہندوستان جانے سے جہاں پاکستان میں 20 کروڑ اور ہندوستان کے تقریباً کروڑ سے زائد جو مسلمان ہیں اِن کا بھی امیج ہندوستان کے شدت پسند ہندو62/60 ں میں بلند ہوگااور وہ بھی یہ سوچنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ واقعی مسلمان ایک نٍ امن پسنداور محبتیں بانٹنے والے دین کے پیروکار ہیں اور یہی سوچ خطے میں یقیناایک مثبت تبدیلی کی ابتدا ہو گی۔

بہرحال ...!! آج کیاہم موجودہ حالات میں اپنے اندرونی اور بیرنی خطرات میں گِھر کر اپنے نئے اور پرانے دُشمنوں سے مقابلہ کر پائیں گے..؟ جبکہ آج ہمارے ایک طرف ہندوستان سے نریندر مودی دوسری طرف افغانستان سے عبداللہ عبداللہ جیسے پاکستان کے بارے میں کھلم کھلا مخالفت کرنے اور پاکستان سے متعلق جنگی عزائم رکھنے والے دُشمن.برسرِاقتدار آچکے ہیں تو وہیں ہماری تیسری طرف ایران ہے جی ہاں وہ ایران جس سے گزشتہ کئی ماہ سے ہمارے تعلقات

کا یہ حال ہے کہ یہ کبھی ٹھیک رہتے ہیں تو کبھی ہماری یا اُس کی طرف سے کوئی شیطان اپنی شیطانی کرکے تعلقات خراب کرادیتا ہے، اَب اور یہ بھی ہمیں وقتاً فوقتاً ہمیں اپنی آنکھیں دکھاکر گھورنے لگا ہے اَب ایسے میں جب کہ ہمارے تینوں اطراف دُشمن گھات لگائے بیٹھا ہو تو کیا اِن حالات میں ہمیں آپس کی چھوٹی چھوٹی رنجیشوں میں پڑکر اپنی ملی یکجہتی اور یگانگت کا شیرازہ بکھیر دینا چاہئے یا اِن حالات میں کہ جب دُشمن ہم پر موقعے کی تلاش میں ہو تو کیا ایسے میں ہمیں خود کو متحد کرکے دُشمنوں کی سازشوں اور آنے والے خطرات کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے...؟آج یہ وہ سوال ہے جس کے بارے ہرمحب وطن پاکستانی کو سنجیدگی سے سوچنا چاہئے اور آئندہ کے لئے ایسا لائحہ عمل
اختیار کرنا چاہئے کہ جس سے ہم اپنے دُشمنوں سے مقابلہ کرسکیں اور اِن کی اپنے خلاف بُنی گئیں سازشوں اور اِن کی جانب سے مستقبل میں آنے والے خطرات کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہندوستان کے متوقعہ وزیراعظم مسٹر نریندر مودی خصلتاً بھی شدت پسند ہندو ہیں اور اِن کا تیس سالہ سیاسی کیئر بھی اِس کا واضح ثبوت ہے کہ اِنہوں نے ہندوستان اور خطے میں جتنی بھی سیاست کی اُس کی بنیاد پاکستان مخالفت پہ ہی قائم ہے،آج مستقبل میں ہندوستان کے نئے متوقعہ وزیراعظم مسٹر نریندر مودی کو اِس کا کریڈٹ جاتا ہے کہ

خطے میں پاکستان مخالفت ہی اِنہیں ہندوستان کا متوقعہ وزیرِاعظم بنانے کی وجہ بنی ہے، ورنہ کہاں مسٹر نریندر مودی جیسا شدت پسند مردود اور کہاں ہندوستان کی وزارتِ عظمٰی کا منصب یہ دونوں ہی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ ہندوستان کی ایک ارب سے زائد آبادی نے مسٹر نریندر مودی کو اپنے مُلک کا مستقبل کا وزیرِاعظم چن لیا ہے، مختصر یہ کہ اَب نئے ہندوستانی وزیرِاعظم مسٹر نریندر مودی کو بھی اپنی شدت پسند سیاست کو خیر باد کہہ دنیا چاہئے اور خطے میں نئے انداز سے سیاسی شروعات کے لئے اپنی ایسی مثبت اور تعمیری سیاست کا آغاز کرنا چاہئے کہ جس سے خطے میں امن کی آشا کو فروغ حاصل ہو، اور پاکستان اور ہندوستان جو خطے میں اپنے اپنے لحاظ سے زبردست ایٹمی طاقتوں کے حوالے سے ایک مقام رکھتے ہیں اِن دونوں ممالک کے عوام کے مسائل حل ہوں، اور ایک لمبے عرصے سے خطے میں ہندوستانی جنگی جنون کی وجہ سے جو جنگی ماحول بنا ہوا ہے وہ بھی ختم ہو اور دونوں ممالک مثبت اور تعمیری حوالوں سے اپنے اپنے راستوں پر ترقی کریں اور اپنے عوام کو اِن کے غضب شدہ بنیادی حقوق دیں، اور اپنا سارا بجٹ دفاعی صلاحیتوں میں لگانے کے بجائے یہی بجٹ اپنے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کریں تو یقینا پاکستان اور ہندوستان نہ صرف خطے میں بلکہ ساری دنیا میں امن و آشتی کا ایک ایسا گہوارہ بن کر اُبھریں گے کہ اِس طرح یہ دونوں ممالک رہتی دنیا تک اپنی مثال قائم

کر دیں گے۔

آج دنیا اِس بات کی گواہ ہے کہ ہندوستان نے ہمیشہ پاکستان سے مخاصمت رکھی ہے اور اِس نے ہمیشہ اپنے قول و فعل سے خطے میں خود کو پاکستان کا ایک زبردست حاسد بنا کر پیش کیا ہے، اور یہ بھی کہ ہمیشہ ہندوستان نے خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے اور نمبرون بننے کی چاہ میں دنیا بھر میں پاکستان کی مخالفت کو اپنے دین دھرم کا حصہ بنائے رکھااور کسی بھی لمحے کوئی ایک بھی ایسا موقعہ اپنی زبان اور فعل سے نہیں جانے دیا کہ ہندوستان نے دنیاکے کسی بھی پلیٹ فارم سے پاکستان کی کھل کر مخالفت اور منفی پروپیگنڈے کو ہوانہ دی ہو۔مگر آج پاکستان سے متعلق ہندوستان کی اِس بُری خصلت کے باوجود بھی ہر پاکستانی جو ہندوستان کو اپنا ایک پڑوسی گردانتا ہے، اور اِس کے دُکھ اور سُکھ کو اپنا جانتا ہے، آج ہر پاکستانی کی بس یہ خواہش ہے کہ ہندوستان خطے میں امن و سکون اور ترقی اور خوشحالی کے خاطر پاکستان کی حیثیت اور اہمیت کو اتنی ہی جانے جتنی کہ ہندوستان اپنی اہمیت اور حیثیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اَب ہندوستانیوں اور ہندوستانی حکمرانوں کو خواہ وہ نریندر مودی ہوں یا کوئی اور اِنہیں یہ بات ضرور تسلیم کرلینی چاہئے کہ خطے میں امن و آشتی اور ترقی و خوشحالی کا خواب پاکستان کی تعبیر کے بغیر دیکھنا فضول ہے، جب تک ہندوستان اپنے ساتھ ساتھ پاکستان کی حیثیت اور اہمیت کو اولیت اور

ترجیح نہیں دیگا تب تک خطے میں امن اور ترقی اور خوشحالی نہیں آسکتی ہے۔

آج یہ کیا اور کیسا تاثر ہے....؟

آج کل ہمارے یہاں افراد اور لوگوں میں یہ کیا اور کیسا تاثر ہے پایا جارہاہے...؟کہ ہر فرد خود کو توپارسا مگر دوسرے کو گناہوں کی گٹھڑی سر پر اُٹھائے پھرنے والا غلیظ اِنسان سمجھتاہے..؟(یہاں پر میں نے لفظ غلیظ بھی انتہائی تفکر کے بعد محتاط انداز سے استعمال کیا ہے ورنہ جو لوگ دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں وہ تواِس سے بھی بُرے اور ناگوار الفاظ کے استعمال سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں) یقیناہمارے موجودہ زمانے کے ہر معاشرے اور ہر فرد کے ہر ذہن میں پیدا ہونے والا یہ تاثر بڑی حدتک غلط ہے.. اور سوسائٹیوں میں بگاڑ کا بڑا سبب بننے والے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ آج جس ماحول میں ہم سانس لے رہے ہیں اِس میں ہر فرد مکمل طور پر نہ توپارساہے اور نہ ہی ہر فرد اتنا غلیظ ہے کہ اِس سے شدت سے نفرت کی جائے اور نفرت کی اُس حد کو پہنچاجائے کہ کسی بھی حوالے سے بُرے فرد سے تعلقات ایسے توڑ لئے جائیں کہ اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے اِس فرد کا حقہ پانی ہی بند کردیاجائے،اوراِسے معاشرے کے لئے ناسور قرار دے کراِسے معاشرہ بدر ہی کردیاجائے(ہمارے یہاں اِن دِنوں ایساہی سلوک کچھ موقعہ پرست اور

مفاد پرست عناصر میڈیا کے ایک نجی ادارے کے ساتھ بھی کر رہے ہیں)آج ایسے ماحول اور معاشرے میں جو لوگ خود کو پارسا اور سامنے والے کو غلیظ تصور کر رہے ہیں وہ بھی تو ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لیں تو اِنہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ بھی اپنے اندر سے قانون شکنی، بداخلاقی، اور ربِ کائنات اللہ رب العزت کے احکامات اور رسول خداﷺ کی سُنتوں پر عمل نہ کرنے اور قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ نہ بنانے کی وجہ سے گناہوں کی کس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اِن کے سر پر بھی گناہوں کی غلاظت کے کتنے انبار موجود ہیں...؟اَب یہ اور بات ہے کہ آج دوسروں کی برائیوں کی تلاش میں لگے رہنے والے یہ خودساختہ اچھائی کے لبادھے میں لپٹے افراد اور ادارے اپنے گریبانوں میں نہیں جھانک رہے ہیں کیوں کہ موجودہ حالات میں اِنہیں اپنے عیبوں کو دیکھنے کا وقت اور موقعہ ہی نہیں مل رہاہے اور یہ اپنے گریبانوں میں اِس لئے بھی نہیں جھانک پارہے ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو پہلے ہی تمام اخلاقی، معاشرتی، مذہبی، سیاسی اور کاروباری برائیوں سے صاف وشفاف اور آبِ زم زم سے دھلے ہوئے ہیں اِنہیں اپنے عیب ڈھونڈنے اور گھرچ گھرچ کر نکالنے میں وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جتناوقت اپنے ہی عیبوں کی تلاش میں لگادیں گے اگر اتنا ہی وقت ہم دوسروں کی خامیاں اور عیب تلاش کرنے میں لگادیں تو اِس طرح پھر ہم کئی لوگوں کو اپنا زیر اثر بنا سکتے ہیں اور اِنہیں بلیک میل کرکے اپنے بہت سارے جائز و ناجائز کام نکلوا سکتے ہیں۔

اَب کوئی میری یہ مانے یہ نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ آج کا اِنسان پاکستان سمیت دنیا کے جس کسی بھی معاشرے یا سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہو وہ خود غرض مفاد پرست اور موقعہ پرست ہے، اپنے فائدے کے خاطر یہ دوسرے کی تضحیک اور اِس کے حقوق پر ڈاکے مارنے سے بھی نہیں ڈرتا ہے لگتا ہے کہ شاید اِسے یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ یہ تو اِنسان پیدا ہوا ہے مگر حیوان بن گیا ہے، ایسے ہی اِنسانوں کے لئے حضرت شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ "اگر تجھے دوسروں کی تکالیف کا احساس نہیں ہے تو تُو اِس قابل نہیں ہے کہ تجھے اِنسان کہا جائے" حضرت کا یہ قول سمجھنے والوں کے لئے بڑا معنی خیز ہے ورنہ حیوان جیسے اِنسانوں کے لئے یہ کچھ بھی نہیں ہے اپنے ذرا سے فائدے کے لئے دوسروں کو بڑے نقصانات سے دوچار کرنا بھی اِنسان اور اِنسانیت کے زمرے سے خارج ہے، خدا کے نزدیک اچھا اِنسان وہی ہے جو اُس کی دی ہوئی تمام نعمتوں کے باوجود بھی اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنا رہے اور اپنے رب کی نوازی گئیں تمام نعمتوں مقام و مرتبے اور عہدے کے باوجود بھی اللہ کے بنائے ہوئے ہر اچھے اور بُرے، امیر اور غریب، کالے اور گورے اِنسانوں سے محبت کرے اور اِن کے سامنے خود کو حقیر فقیر بے توقیر بنا کر پیش کرے تو اِس کے اِس عمل سے معاشروں میں خیر پھیلے گا اور معاشرے ترقی اور خوشحال کی راہ پر بھی گامزن ہوں گے اور اِنسانوں میں آپس میں محبت اور بھائی چارگی اور اخوت ومساوات کا جذبہ بیدار ہوگا، مگر جب کوئی

یہ سمجھنے لگیں کہ سارے مقام و مرتبے اور عہدے اور دنیا کی تمام آسائشیں اور سہولتیں جو اِسے میسر ہیں وہ اِس کی محنت اور زورِ بازو کی بدولت حاصل ہوئیں ہیں تو یہ رب کی شکر گزاری کیوں کرے..؟ یہ تمام چیزیں اِسے تو اِس کی محنت اور ذہانت سے ملی ہیں یہ اِسے اللہ نے تو نہیں دی ہیں تو پھر یہ اللہ کا شکر کیوں اور کس لئے ادا کرے یقیناایسے ہی وہ لوگ ہیں جو اپنے غروراور گھمنڈ کی غلیظ چادر اُوڑھے ہوئے ہیں اور خود کو دوسرے اِنسانوں سے افضل و اعلیٰ تصور کرکے معاشروں میں فسادات برپا کرتے اور کراتے ہیں، ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن میں اِنسانیت اور دوستی نام کی بھی نہیں ہوتی ہے۔آج میرے مُلک اور معاشرے میں جتنے بھی موقعہ پرست اور مفادپرست حکمران اور سیاست دان زمینِ خدا پر چیونٹیوں کی طرح رینگتے پھر رہے ہیں اور اپنی موقعہ پرستی اور مفادپرستی کی اُوٹ سے اپنے ہی معصوم اِنسانوں کو لڑواکر اپنا اپنا اُلو جو سیدھا کررہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں اپنے اندر تمام بُرائیاں رکھنے کے باوجود بھی خود کو پارسااور دوسرے کو گناہ گار جان کر اِسے غلیظ تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ خود اُن تمام برائیوں اور خامیوں کا ذخیرہ اپنے اندر لئے ہوئے ہیں جنہیں کسی بھی مذہب اور معاشرے میں کسی بھی لحاظ سے درست قرار نہیں دیا جاتا ہے، مگر لگتا ہے کہ جیسے آج میرے مُلک اور معاشرے کا نظام ہی شاید اُلٹا ہے کہ یہاں ہر اُس شخص کو عزت اور توقیر و احترام سے نوازہ جاتا ہے جو جتنا بڑا قانون شکن اور اپنے وجود میں تمام اخلاقی اور معاشرتی بُرائیوں کا آماجگاہ ہوتا ہے، اور آج یہی وجہ

ہے کہ ہم ترقی اور خوشحالی کے ثمرات سے عاری ہیں اور ایسا ہم اُس وقت تک کرتے رہیں گے کہ جب تک ہم پر موقعہ پرستوں اور مفاد پرستوں اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ کر حکمرانی کرنے والوں کا غلبہ رہے گا تب تک ہم نہ تہذیب یافتہ قوم بن پائیں گے اور نہ ہی دنیا کو اپنی صلاحیتوں سے مرغوب کرکے اُسے اپنا تابع کر سکیں گے توہمیں چاہیۓ کہ ہم اپنا احتساب کرنے کی عادت ڈالیں،اور موقعہ پرستوں اور مفاد پرستوں سے چھٹکارہ حاصل کریں۔ (ختم شُد)

.....پاکستان کے خلاف گیلپ انٹر نیشنل کی عالمی سازش

پاکستانی قوم کا شمار خوش رہنے والی اقوام میں 117 واں نمبر، حیران کُن ہے ....؟
آج واشنگٹن سے خبر یہ آئی ہے گیلپ انٹر نیشنل نے دنیا بھر میں خوش و خرم رہنے والے ممالک کی ایک مستند فہرست اِس دعویٰ کے ساتھ جاری کی ہے کہ اِس کے سروے میں جو بات سامنے آئی ہے وہ من و عن حقیقت پر مبنی ہے گیلپ انٹر نیشنل نے دنیا بھر میں 138 خوش وخرم رہنے والے ممالک کا سروے کیا اور اِس کے بعد اپنی جاری کردہ فہرست میں پیراگوائے کو پہلا نمبر جبکہ پاکستان جو دنیا کا آٹھواں ایٹمی مُلک ہے اِسے خوش رہنے والے ممالک میں 117 واں نمبر الاٹ کرکے نہ صرف ہم پاکستانیوں کو حیران کردیا بلکہ اِس نے دنیا کے اُن تمام ممالک کو بھی حیران کردیا ہے جو ایٹمی طاقت ہیں مگر اِن کی قوم کا معیار خوش اور خوشحالی کے لحاظ سے پاکستان کے مقابلے میں کئی گناہ بہتر ہے اَب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کا معیار اتنا بُرا ہے..؟ کہ گیلپ انٹر نیشنل نے اپنے سروے میں پاکستان کو 117 ویں نمبر پر رکھ دیا ہے اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ آج پاکستان توانائی سمیت دیگر بحرانوں میں پھنسا ہوا ہے مگر اَب ایسا بھی نہیں ہے

کہ اِن بحرانوں سے پاکستان نکلنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا ہے اور پاکستانی قوم خوشیوں سے محروم ہے ایسا بھی نہیں ہے مگر پھر بھی گیلپ انٹرنیشنل نے خوشی سے متعلق اپنے کئے گئے سروے میں پاکستان کو دنیا کے 138 ممالک کے مقابلے میں 117 ویں نمبر پر رکھ دیا ہے اَب ایسا بھی نہیں ہے کہ پاکستان اتنا بُرا ہے یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

بہر کیف..! گزشتہ ہفتے گیلپ انٹرنیشنل کی جاری کردہ فہرست میں حیران کُن طور پر پہلی 10 خوش رہنے والی اقوام میں سے 9 کا تعلق لاطینی امریکا سے ہے گیلپ انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ خوش رہنے والے ممالک کے لوگوں کی جاری اِس فہرست میں گزشتہ 2 سال سے .براجمان پیراگوائے اِس سال بھی پہلے نمبر پر ہے جبکہ اہل پاناما دوسرے اور گوئٹے مالا کے باسی تیسرے نمبر پر ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی گیلپ انٹرنیشنل کا یہ بھی کہنا اور دعویٰ ہے کہ اِس کی فہرست کے مطابق متحدہ عرب امارات کا 15 واں، کینیڈا کا 16 واں، آسٹریلیا کا 18 واں نمبر ہے اور دنیا میں سب سے خوش وخرم سمجھے جانے والے امریکیوں کا 24 واں اور چینیوں کا 31 واں نمبر ہے خبر ہے کہ دنیا میں سب سے کم خوش والی جو قوم ہے گیلپ انٹرنیشنل کے مطابق وہ قومِ شام ہے جہاں جاری کشیدگی نے اہل شام کی زندگی عذاب بنادی ہے گیلپ انٹرنیشنل نے یہ دعویٰ دھرایا ہے کہ اِس نے اپنی یہ سروے رپورٹ دنیا کے 138 ممالک کے صاف وشفاف سروے کے بعد تیار کی ہے اور اِس یہ کوشش کی گئی ہے کہ

اِس حوالے سے جو لکھا جائے وہ حقیقت پر مبنی ہو جبکہ میں اور مجھ جیسے کروڑوں ایسے بھی پاکستانی ہوں گے جو اپنے ملک پاکستان کے بارے میں پیش کی گئی گیلپ انٹر نیشنل کی اِس رپورٹ کو مسترد کریں گے اور گیلپ انٹر نیشنل کو مجبور کریں گے کہ وہ پاکستانی قوم کے بارے میں مفروضات پر مبنی ایسی سروے رپورٹ جاری کرکے اِنہیں مایوس اور اِن کے حوصلے پست کرنے کی سازش سے اجتناب برتے۔۔اور پاکستان بارے کسی سازش کا حصہ نہ بنے۔

اگرچہ آج دنیا کا کون سا ایسا اِنسان ہے جو خوشیوں کا متلاشی نہیں ہے، اور جو میری اِس بات سے انکاری ہے تو پھر ہمیں برملا اِس کی ذہنی کیفیات پر شک نہیں بلکہ یقینی طور پر یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ یہ اِنسان ایبنارمل یعنی کہ اِس کا دماغی توازن کچھ ٹھیک نہیں ہے، جو خوشیوں کو ٹھکرا رہا ہے ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔؟اَب معاشرے میں موجود ایسے افراد اور شخصیات سے جہاں ہمیں ہمدردی کرنی چاہئے تو وہیں اِن کے اُن مسائل اور اُلجھنوں کا بھی پتہ لگانے کے بعد اِن کے مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے اِن کی اِن پریشانیوں کا بھی ازالہ کرنا چاہئے کہ جن کی وجہ سے ایسے لوگوں کو خوشیوں سے نفرت ہو گئی ہے اور وہ مایوسیوں میں گھر کر خوشیوں سے دور بھاگنے لگے ہیں حتیکہ یہاں تک نوبت آ گئی ہے کہ اِن لوگوں نے خوشیوں کے حصول کی بھی اُمیدیں کرنی چھوڑ دی ہیں۔

جبکہ یہاں راقم الحرف بہت سے لوگوں کی اِس ذہنی اختِراع کہ ''خوشی ایک اَنمول دولت ہے جو بہت کم لوگوں کو ملتی ہے'' اِس سے اتفاق نہیں کرتاہے، کیوں کہ درحقیقت خوش رہنااور ہر لمحہ خوشی کا حصول ہر ذی شعورانسان کا پیدائشی حق ہے اور اگرکسی وجہ سے کسی فردیا شخص کی زندگی میں اِس کے حصے میں خوشی یا خوشیاں کم آئیں ہیں تو اِس میں قسمت سے زیادہ بندے کا اپنا دوش ہے، جبکہ تخلیقِ کائنات کے خالق و مالک اللہ رب العزت نے توسب اِنسانوں کو یکساں پیدا کیاہے اور سب کے حصے میں اِس کی صلاحیتوں کے لحاظ سے ذمہ داریاں بانٹیں ہیں مگر خوشیوں کے معاملے میں سب کو ترجیح دی ہے،آج اگر پھر بھی کوئی یہ کہے کہ میرے حصے میں خوشیاں کم اور پریشانیاں زیادہ آئیں ہیں ،توپھر ایسے شخص کے بارے میں میراخیال یہ ہے کہ وہ اپنے وسائل دیکھ کرکام کرے اور چادر دیکھ کراپنے پاؤں پھیلائے توایسے شخص کے دامن میں بھی خوشیاں بھر سکتی ہیں ورنہ تو یہ ساری زندگی ہی خوشیوں کو ترستارہے گااور محرومیوں کا شکار رہ کر دوسروں کی خوشیوں سے جلتااور کُڑھتارہے گااور اِس کی خوشیاں اِس سے کوسوں دورجاتی رہیں گیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اَزل سے اِنسانوں کو زندگی گزارنے کے لئے اپنی بنیادی ضروریات کے علاوہ بھی جس روحانی تسکین کی اشد ضرورت سب سے زیادہ رہی ہے وہ

صرف اور صرف خوشی ہے، یہ کئی حوالوں سے کئی طرح سے حاصل کی جاسکتی ہے اِس کے حصول کے لئے کبھی کبھی کوئی بڑا جتن کرنا پڑتا ہے تو کبھی کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا ہے بلکہ اکثر اوقات تو یہ کسی سے اخلاق سے پیش آنے اور کسی پریشان حال اِنسان کی مدد کردینے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے بس اِس کے حصول کے خاطر منہمک ہو نا ہی دراصل خوش کا نام ہے، یعنی یہ کہ ازل سے ہی خوشی اِنسانوں کی ایک ایسی نعمت رہی ہے جس کے حصول کے لئے سب اِنسانوں نے ہر زمانے ہر معاشرے اور ہر تہذیب وتمدن میں اپنی زندگی میں آرزو کی ہے اور آج بھی اِس کے حصول کے لئے اِنسان جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لے رہا ہے آج کے دور کا ایک خوش اِنسان اپنے خوش باش خاندان کی اکائی تصور کیا جاتا ہے اور ایک مایوس اور محرومیوں میں گھرا شخص اپنے مایوس اور محرومیوں کا شکار کنبے کی علامت جانا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ایک خوش باش خاندان دنیاوی جنت اور ایک مایوسیوں اور محرومیوں کا شکار خاندان دنیا میں دوزخ سے بھی بدتر ہے۔ بہر حال... ! میں کافی عرصے سے اِس گمان میں تھا کہ میں اور میرا ملک پاکستان تیسری دنیا کے بہت سے ممالک سے بہت بہتر ہیں مگر آج جب گیلپ انٹر نیشنل نے دنیا بھر میں خوش رہنے والے ممالک کی فہرست جاری کی تو اندازہ ہوا کہ میری قوم جس میں ، میں بھی شامل ہوں یہ خوش رہنے والی اقوام کی فہرست میں 117 ویں نمبر پر ہے اَب ایسے میں بحیثیت ایک پاکستانی قوم کے ہمیں یہ

ضرور غور و فکر کرنا چاہئے کہ ہم خوشی اور مایوسیوں کے کس درجے پر ہیں اور دنیا نے ہمیں کس مقام پر دیکھ کر یہ فہرست جاری کی ہے یہ ہمارے خلاف عالمی سطح پر کوئی سازش تو نہیں ہے ہمیں اِس موقع پر یہ ضرور معلوم کرنا چاہئے اور خوشی سمیت دیگر حوالوں سے ہمیں عالمی سازش کو بے نقاب کرنا چاہئے اور دنیا کو یہ بتانا چاہئے کہ ہم ایسے نہیں ہیں جیسے عالمی ادارے ایک سازش کے تحت ہمارے خلاف سرگرم عمل ہیں۔

!.... نواز شریف مین آف پیس" جب نواز اور مودی آمنے سامنے ہوئے

مودی جی..! خطے میں امن کے لئے تم بھی تو کچھ اچھا کر دیکھاؤ....

اپنے منہ دنیا کا سب سے بڑا سیکولر ملک کی گردان کرنے والے ہندوستان کے 15ویں نومنتخب وزیراعظم انتہاپسند نریندر مودی نے وزیراعظم کی حیثیت سے حلف اُٹھالیا ہے اِن کی یہ تقریبِ حلف.برداری ہندوستانی صدر کی سرکاری رہائش گاہ راشٹرپتی بھون میں منعقد ہوئی جہاں اِس ہندوستانی تقریب میں افغان صدر حامد کرزئی سری لنکا کے سر.براہ سمیت سارک کے دیگر مما لک کے تقریباً تین ہزار نمائندوں اور مہمانوں نے شرکت کی تو وہیں ہمارے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بھی خصوصی طور پر 15ویں نومنتخب وزیراعظم نریندر مودی کی حلف.برداری کی تقریب میں شرکت کی یہاں ہندوستان کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ ہندوستانیوں کی پہلی کوئی ایسی تقریب ہے جس میں پاکستان کے کسی وزیراعظم نے اپنے ہندوستانی ہم منصب کی تقریبِ حلف.برداری میں شرکت کی ہے۔

جبکہ یہ خطے کے دوایتی مما لک ہندوستان اور پاکستان کے لئے انتہائی خوش

آئندہ امر ہے کہ آج جہاں ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظم نواز شریف اور نریندر مودی آمنے سامنے ہوئے اور جب اِن وزرائے اعظموں نے ایک دوسرے کو قدیر کی نگاہ سے اپنی اپنی مسکراہٹوں سے دیکھا تو ہندوستان اور پاکستان کی عوام میں بھی خوشی اور ترقی کی اُمیدیں پیدا ہوئیں اور دونوں ممالک کی عوام میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ جب ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظم ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے تو ایسا لگا کہ جیسے وہ یہ بھی تسلیم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دونوں کی اپنی اپنی جگہ ایک حیثیت ہے تب ہی ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظموں نے ایک دوسرے سے پُرتاک انداز سے مصافحہ کیا اور ایک دوسرے کے اتنی قریب آگئے کہ یہ منظر دیکھ کر ہندوستان اور پاکستان کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تو وہیں اِن مناظر کے درپردہ ہندوستانی اور پاکستانی عوام میں یہ مخمصہ بھی تیزی سے سراُٹھانے لگا ہے کہ انتہا پسندوں سے گھیرا تعلق رکھنے والے نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی تو بطور وزیراعظم ہندوستان حلف اُٹھا چکے ہیں اَب کیا یہ خطے کو اپنے انتہاپسندانہ کرتوتوں اور عمل سے بھی سر پر اُٹھانے سے اجتناب برتیں گے...؟، یا یہ مستقبل قریب میں اپنے یہاں اپنے ہی جیسے انتہا پسندوں کی جانب سے کی جانے والی کسی شرارت یا اِن کی طرف سے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کو خراب کرانے کے لئے کسی ایسے ویسے سیاسی معاملے پر اپنے انتہاپسند ساتھیوں کے دباؤ میں آتے ہی نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم نریندر جی اپنے اندر پہلے سے موجود جنگی جنون کے

ہاتھوں مجبور ہو کر ذرا بھر میں اُبل جائیں گے اور خطے کو ایٹمی جنگ میں جھونکنے کی پہل کرڈالیں گے ۔ ۔ ؟آج ہندوستان کی غیور عوام اپنے نومنتخب وزیراعظم سے اپنے مخمصے اور سوال کا جواب چاہتی ہے۔

اگرچہ ماضی میں نریندر مودی جی کی سیاست جیسی بھی انتہاپسند رہی ہو مگراَب اِسے خطے میں پائیدارامن اور ہندوستان اور پاکستان کے درمیان دوستی اور تعلقات کے مثالی دورکے آغازکے خاطر نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم کو چھوڑنا ہوگاورنہ خطے میں کسی بھی طرح امن اور خوشحالی کا ہندوستان اور ہندوستانیوں کا خواب دیکھنا محال ہوگا۔

اِدھرپاکستانی عوام اپنے وزیراعظم نوازشریف کے نئی دہلی پہنچنے پر ہندوستانی ٹی وی کو دیئے گئے اِس انٹرویو کو بھی اہمیت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے جس میں وزیراعظم پاکستان نوازشریف نے واشگاف انداز سے کہا تھاکہ اِنہیں ہندوستان کے نومنتخب وزیراعظم نریندر مودی کے حوالے سے کوئی خدشات نہیں اور وہ ہندوستان کے ساتھ برابری کی بنیادپر تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں ، اوراِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ کیا خوب کہاکہ ہم ہندوستان سے بات چیت کا سلسلہ وہیں سے شروع کرنا چاہتے ہیں جہاں1999 میں اپنی سابق دورحکومت میں چھوڑاتھابھارت کے ساتھ تمام تصفیہ طلب مسائل کا حل چاہتے ہیں،اس موقع پر

ہمارے وزیراعظم نواز شریف نے یہ بھی کہاکہ پاکستان ہندوستان سے اچھے تعلقات کا
،خواہاں ہے اور وہ امن کا پیغام لے کر ہندوستان آئے ہیں

جبکہ 27 مئی کو جب وزیراعظم پاکستان نواز شریف کی نومنتخب وزیراعظم نریندر مودی سے 50 منٹ کی ملاقات ہوئی ، تو نومنتخب وزیراعظم نریندر مودی نے وزیراعظم پاکستان نواز شریف کو ’’ مین آف پیس ‘‘ قرار دیااور ساتھ ہی ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسبِ عادت اور اپنی روایت کے مطابق ہمارے وزیراعظم نواز شریف سے گڑے مردے ہی اُکھاڑتے رہے اوراس دوران ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کٹرہ کُٹرہ ماضی کے دہشت گردی اور دیگر واقعات کا ہی تذکرہ کرتے رہے اور ایسے ایسے زہریلے نشترچلائے کہ وزیراعظم پاکستان نواز شریف کے خوشگوار موڈ اور جذبہ خیر سگالی کو ہی گھائل کرکے رکھ دیا۔

مگر یہاں یہ امر بھی یقینا قابل خوصلہ افزارہاکہ اِس کے باوجود بھی وزیراعظم پاکستان نواز شریف اپنے عزم اور حوصلے کے ساتھ یہی دہراتے رہے کہ پاکستان ماضی کی طرح ہندوستان سے اچھے تعلقات کاخواہشمندہے، اور ہم ماضی کی تمام روایتی باتوں سے ہٹ کرنئے جذبوں اور نئے و مثبت خیالات اور عزم کے ساتھ خطے میں ہندوستان کے ساتھ مل کرمشالی امن اور خوشحالی کاادارہ رکھتے ہیں

اور ہم اِس پر ہندوستان سے بھی اُمید رکھتے ہیں کہ ہندوستان بھی پاکستان کی خطے میں ترقی اور خوشحالی کے خاطر جاری کوششوں میں اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرے گا، اُنھوں نے کہا کہ بحیثیت وزیر اعظم پاکستان دوستی اور محبت کا پیغام لایا ہوں، مودی کے حوالے سے کوئی خدشات نہیں، دونوں ممالک میں بہت سے کچھ مشترک ہے، خطے سے بداعتمادی خوف اور نفرت کو نکالے بغیر استحکام نہیں مل سکے گا" اَب دیکھنا یہ ہے وزیر اعظم پاکستان نواز شریف جنہیں ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی نے "مین آف پیس" قرار دیا ہے اَب ہندوستانی وزیر اعظم مستقبل قریب میں خطے میں امن وترقی کے لئے خود کیا پیش رفت کرتے ہیں...؟۔

ہندوستان میں انتہاپسند ہندوؤں کا اذانِ فجر پر پابندی کا مطالبہ

انتہاپسندی برداشت نہیں، امریکا کا دعویٰ اور اعلان، امریکی مفادات میں ڈرون حملے جاری رکھیں گے۔۔۔!!

کیا عالم اسلام، امریکا اور اقوامِ متحدہ ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کے خلاف بھی کسی کارروائی کا ادارہ رکھتاہے۔۔۔؟

نیویارک سے خبر آئی ہے کہ گزشتہ بدھ کو امریکی صدر مسٹر بارک اوباما نے ویسٹ پوائنٹ پر امریکی ملٹری اکیڈمی میں فوجی جوانوں سے خطاب کے دوران اپنی خارجہ پالیسی میں واضح تبدیلی کا اعلان کردیاہے اِس موقع پر امریکی صدر اوباما کا کہنا تھا چونکہ اَب افغانستان میں امریکی جنگ اپنے اختتام کے قریب ہے لہٰذا اَب دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نئے محاذ مشرق وسطی اور شمالی افریقا ہوں گے اُنھوں نے کہا کہ ہم نے ہر حال میں یہ تہیہ کررکھاہے کہ ہم امریکی سلامتی کے لئے فوجی کارروائی سے بھی گریز نہیں کریں گے اور کسی بھی قسم کی انتہاپسندی کو برداشت نہیں کیاجائے گا، اگرچہ اس خطاب میں امریکی صدر مسٹر بارک اوباما کے یہ تاریخ جملے بڑی اہمت کے حامل ہیں اُنھوں نے کہاکہ " امریکا اور دنیا کو اِس وقت سب سے زیادہ خطرہ عدم مرکزیت کے شکار شدت پسندوں سے ہے اور ہم دنیا سے ہر قسم کی انتہاپسندی اور دہشت گردی کے خاتمے تک ڈرون

حملے جاری رکھیں گے‘‘اَب دیکھنا یہ ہے کہ اباما کا یہ عزم ساری دنیا کے لئے ہے یا دنیا کی آڑ میں صرف امریکا تک ہی محدود رہے گا۔۔۔؟یا امریکا،اقوام متحدہ اور عالمِ اسلام ہندوستان کے انتہا پسند ہندوؤں کے خلاف بھی کسی قسم کی کرروائی کا ادارہ رکھتا ہے۔۔۔؟جی ہاں۔۔۔!!!! آج ہندوستان کی وہ انتہا پسند ہندو تنظیمیں جنہوں نے ہندوستان میں نمازِ فجر کی اذان کی پابندی کا مطالبہ کردیا ہے۔چونکہ ہندوستان کے انتہا پسند ہندوؤں کا نماز فجر کی اذان پر پابندی کا مطالبہ بھی انتہا پسندی کے ہی ضمرے میں آتا ہے یہاں اِس لئے میں اپنے کالم کے موضوع کے اعتبار سے ہندوستان کی اِن انتہا پسند ہندو تنظیموں سے وابستہ ہندوؤں کا تذکرہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے اور ہم اِس سے خوشگوار انداز سے تعلقات استوار کرنے کے خواہشمند بھی ہیں اور ہم یہ کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ سیاسی، سرحدی، اور اقتصادی سمیت ہندوستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر کسی بھی قسم کی پابندی کی آڑ میں ہمارے تعلقات خراب ہوں تو ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان ہم سے اور ہم اِس اپنے اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات قائم رکھیں مگر جب ہندوستان کے انتہا پسند ہندو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائیں گے تو اُن کے ایسے ہر اقدام کے خلاف بحیثیت مسلمان آواز بلند کرنا اور بھر پور مذمت کرنا جہاں اُمتِ

مسلمہ پر فرض ہے تو وہیں ہم پاکستانی مسلمان بھی کسی معاملے میں شاید پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

آج جہاں ہندوستان میں انتہاپسند ہندوؤں کی جماعت بھارتیہ جنتاپارٹی کی حکومت کو آئے ابھی چند گھنٹے اور دو چار دن ہی گزرے ہیں کہ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے تنگ نظر انتہاپسند ہندوؤں کی انگنت تنظیموں نے ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی عقائد اور رسم رواج کے خلاف شدت سے فتنے پیدا کرنے کے لئے شروع کر دیئے ہیں اور ہندوستان کے نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اِن اِنتہاپسند ہندو تنظیموں کا عالم اسلام کے مسلمانوں کو ٹھیس پہنچانے والا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی ہندوستان بھر میں مسلمانوں کی مساجد سے صبح ہونے والی اذانِ فجر پر پابندی لگائیں خبر ہے کہ ہندوستان کے شہر مینگور میں انگنت ہندوانتہاپسند تنظیم راشٹریا ہندوایندولن، جناجاگرونی، بھارت کرنتی سینا اور اِن جیسی دیگر تشدد پسند ہندو تنظیموں کی جانب سے ڈپٹی کمشنر آفس کے سامنے احتجاجی مظاہرے کے دوران مطالبہ کی گیا کہ ہندوستان بھر میں نماز فجر کی اذان پر پابندی گائی جائے'' ہندوستانی انتہاپسند ہندوٗ تنظیموں کا یہ مطالبہ ابھی تو شروعات ہے اگر اِس مطالبے کو انتہاپسند تنظیموں سے تعلق رکھنے والے نومنتخب ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی مان لیتے ہیں اور اپنے احکامات سے

ہندوستان بھر میں نمازِ فجر کی اذان پر پابندی کا اعلان کردیتے ہیں تو کیا نریندر مودی کے اِس اقدام کے خلاف اُمتِ مسلمہ، اور اقوام متحدہ سمیت امریکا بھی کسی قسم کی سخت مذمت کرے گا یا اِسے ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کا اندرونی معاملہ قرار دے کا خاموش ہو جائے گا..؟اِس موقع پر اِنسانی حقوق کے علمبردار بننے والے امریکا سمیت دیگر چیمپینوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آج اگر دنیا کے کسی مسلم ملک میں کسی اقلیت کے مذہبی عقائد پر پابندی لگائی جانے کا کوئی مطالبہ کیا جاتا تو ساری عالمی برادری اُس مسلم مُلک کے اِس اقدام کو اِنسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی قرار دے کر اِسے انتہاپسند اور دہشت گرد مُلک کہہ کر اِس کے خلاف محاذ جنگ کھول لیتی مگر آج جب ہندوستان کے انتہاپسند ہندو ہندوستان میں نمازِ فجر کی اذان پر پابندی کا مطالبہ کر رہے ہیں تو ایسے میں عالمِ اسلام سمیت امریکا اور اقوام متحدہ ہندوستان کے خلاف اپنے کسی سخت فیصلے سے پہلے بغلیں جھانک رہے ہیں۔

یہاں افسوس ناک امر یہ ہے کہ آج ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کی جانب سے جیسے ہی مسلمانوں کی نماز فجر کی اذان پر پابندی کے مطالبے کی خبر دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی تھی تو کم از کم سعودی عرب، ایران، پاکستان، لیبیا، ترکی، مراکش اور دیگر مسلم ممالک کے حکمرانوں کی جانب سے فوراََ ہی ہندوستان سے ہر قسم کے تعلقات کے منقطع کرنے کا اعلان بھی کر دیا جاتا... اور

اپنے ممالک سے ہندوستان کے ہندوؤں کو ڈی پورٹ کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کردینا چاہیئے تھا مگر افسوس ہے کہ شاید مصالحت پسندی کے لبادھے اور امریکی دباؤکے زیر اثر رہنے والے ہمارے مسلم ممالک کے حکمرانوں میں ہندوستان کے خلاف اِس حساس معاملے سمیت کسی بھی ہندوستانی اقدام پر کسی بھی قسم کا سخت ایکشن لینے کی ہمت ہی نہیں ہے کیوں کہ مسلم حکمران یہ سمجھتے ہیں چونکہ ہندوستان امریکا کا یار ہے اگر اِنہوں نے ہندوستان کے ایسے کسی اقدام کے خلاف کوئی سخت ایکش لیاتو امریکا ناراض ہوجائے گااور اگر امریکا ناراض ہوگیاتو پھر اِن کی حکمرانی کی دل دلیہ خطرے میں پڑسکتی ہے بہر حال ..! ابھی کچھ بھی ہے مگر اُمتِ مسلمہ کے لئے ایمان اور دین سے محبت کا اولین تقاضہ یہ ہے کہ ہر حال میں یکدل اور یک جان اور متحدہ ہو کر ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں اور ہندوستانی نومنتخب وزیر اعظم کو پہلااور آخری سبق سکھانے کے لئے اِس مطالبے کے خلاف سخت ایکش لینے کی اشد ضرورت ہے ایسے میں عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہئے کہ آج اگر ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں اور ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیاگیاتو ہندوستان کے انتہاپسند ہندو اپنے یہاں مسلمانوں کی مذہبی آزادی چھین لیں گے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی برماکے مسلمانوں کی طرح تنگ کردیں گے توکیا جب مسلم اُمہ کو ہوش آئے گاجب پانی سر سے اُونچااور بہت اُونچا گزرچکا ہوگا..؟جب ہم ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کو

نکیل ڈالنے کے لئے عالمی سطح پر احتجاجوں اور مظاہروں سے دباؤ بڑھائیں گے۔۔۔؟؟؟تب کیا فائدہ ہوگا۔۔؟اُمتِ مسلمہ یہ بھی ذرا سوچ لے۔۔؟؟

بجٹ میں عام آدمی کو تو ٹھینگا مگر نوازے ہوؤں کو مزید نواز دیا گیا

نواز حکومت کا دوسرے بجٹ میں عام کو کچھ نہیں ملا ہے...
جب عام آدمی کا ستیاناس کرنے کے لئے بجٹ روز آتا ہے تو پھر سالانہ بجٹ کی کیا ضرورت ہے...؟
آج یہ بات ہر عاقل بالغ اور باشعور پاکستانی خُوب جانتا ہے اور کوئی شک نہیں ہے کہ اِس سے ہماری مُلکی تاریخ بھری پڑی ہے کہ گزشتہ 68 سالوں میں جتنے بھی بجٹ آئے ہیں وہ عام آدمی کے لئے نہیں تھے بلکہ اِن میں جتنی مراعات کا تذکرہ کیا گیا وہ سب کی سب عام آدمی کے بجائے امراء اور پہلے سے مراعات یافتہ طبقے کو نوازنے کے لئے تھیں، ہمارے یہاں تو غریب تو بس غربت کی چکی میں پسنے کے لئے پیدا ہوا ہے سو بیچارہ غریب ہر سال وفاقی بجٹ کے ہر بڑے میزانیہ کے بعد آنے والے چھوٹے چھوٹے نشتر نما بجٹوں سے گھائل ہونے اور مرنے کے لئے تو رہ گیا ہے، آج نواز حکومت کا دوسرا 39 کھرب 90 ارب کا بجٹ بھی جس انداز سے پیش کیا گیا ہے اِس میں بھی غریبوں سے زیادہ امراء اور مراعات یافتہ اور مُلک کے ٹیکس چور طبقے کو جس انداز سے نوازہ گیا ہے اِس کی مثال ہی اور ہے۔ ایسے میں مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ جب میرے مُلک میں پچھلے 68 سالوں سے

غریب اور عام آدمی کا ستیاناس کرنے کے لئے روز ہی بجٹ آتا ہے تو پھر سالانہ بجٹ پیش کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے..؟

بہر حال..! وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار (مسٹر بجٹی) نے 3 جون کو نئے مالی سال 2014-15 کا 39 کھرب 90 ارب کا وفاقی بجٹ ایوان میں کچھ اِس انداز سے پیش کیا کہ جیسے اِس بجٹ میں عام آدمی کے لئے ریلیف کی بھر مار کردی گئی ہے مگر در حقیقت ایسا کچھ نہیں ہے،اِس بجٹ کے ایک ایک حرف اور ایک ایک ہندسے میں عام آدمی کو مایوسیوں اور محرومیوں میں دھکیلنے کا انتظام کیا گیا ہے اور آنے والے دِنوں میں قوم خود یہ دیکھ لے گی کہ رواں مالی سال کے دوران ملک یں اکثریت رکھنے والا غریب طبقہ مہنگائی کے شکنجے میں جکڑ کر محرومیوں اور مایوسیوں کے سمندر میں کس طرح غرق کردیا جائے گا۔

آج یہ بات بھی کون ایسا پاکستانی ہوگا..؟ کہ جو یہ نہ جانتا ہو کہ نواز حکومت نے جب بھی بجٹ پیش کیا اِس میں مُلک کے غریب عوام کو ٹیکسوں کے قید خانے میں پھینک دیا گیا اور اِسے مہنگائی اور مفلسی کے ایسے ویرانوں میں لے جایا گیا کہ مُلک کا غریب طبقہ اِس ہی میں گم ہو کر رہ گیا اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز شریف حکومت کا موجودہ بجٹ بھی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے اِس بجٹ میں بھی مُلک کے غریب طبقے کو مہنگائی اور ٹیکسوں کے

بوجھ تلے دبا کر رکھ دیا گیا ہے اور اِنہیں سبز باغات دیکھا کر وہ مقاصد حاصل کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے جس کے ثمرات مُلک کے امراء اور مراعات یافتہ طبقے کو تو حاصل ہوں گے مگر مُلک میں اکثریت رکھنے والے غریب طبقے کے حصے میں سوائے ٹھینگے اور خالی خولی لولی پاپ کے کچھ بھی نہیں آئے گا۔

اِس بجٹ میں غریبوں کی روزمرہ کے استعمال کی اشیاء اجناس خوردونوش پر ٹیکسوں کی مد میں اضافہ کرکے مہنگائی کو بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے گو کہ نواز شریف کی موجود حکومت میں غریبوں کو سوائے لفظی تسلی کے کچھ نہیں دیا گیا ہے،اَب اِسی کو ہی دیکھ لیں کے سرکاری اور نجی اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں یں اضافے کا پہلے تو اعلان ہی نہیں کیا گیا مگر جب اعلان ہوا بھی تو یہ اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنا اضافے کے مترادف ہے اور یہ اِس بات کا غمازہ ہے کہ نواز حکومت سرکاری اور نجی ملازمین اور پینشن یافتہ طبقے کے ساتھ کتنی مخلص ہے ،اِس بجٹ میں بیرونی ممالک سے سرمایہ کاری کے آڑ میں سرکاری اداروں کی کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کا اعلان کرکے حکومت نے مُلک کو ایسٹ انڈیا کے طرز پر لے جانے کا ارادہ بھی ظاہر کردیا ہے جس کی ہر سطح پر بھرپور طریقے سے مذمت کی جانی چاہئے اور حکومت کو قومی اداروں کی فروخت اور نج کاری روکنے کے لئے عوام کو خود قانونی اقدامات کرنے ہوں گے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز شریف حکومت کا موجود بجٹ صاف طور پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اِس بجٹ میں کاروباری طبقے کو نوازنا اور عام آدمی کو مسائل کی چکی میں پیسنا ہے، اگرچہ نواز شریف حکومت اِس عوام دُشمن بجٹ کے بعد دوسرے مالی سال میں داخل تو ہو رہی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ اِس بجٹ میں بھی نواز شریف کی حکومت مُلک کو قرضوں اور اِن قرضوں پر لگنے والے ٹیکسوں میں جکڑ کر رکھ دے گی، یوں یہ بجٹ کسی بھی صورت مُلک کے لئے منافع کا بجٹ ثابت نہیں ہوگا، یعنی یہ کہ نواز شریف حکومت کا دوسرا بجٹ بھی مُلک کو قرضوں اور قرضوں پر لگنے والے ٹیکسوں کی وجہ سے تباہی کے دہانے پر لے جائے گا۔

اگرچہ آج مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے وزیراعظم نواز شریف کی سربراہی میں اپنا دوسرا بجٹ پیش کر دیا ہے اَب اِس پر ساری پاکستانی قوم یہ سوچ رہی ہے کہ اقتصادی لحاظ سے کیا یہ بجٹ اقتصادی اور توانائی کے بحرانوں میں دھنسے مُلک اور مفلوک الحال قوم کی خوشحالی اور حقیقی معنوں میں مُلکی معیشت کو استحکام بخش بنا سکے گا...؟ جس میں اول تا آخر سوائے لفظوں کے خوش نما استعمال کے کچھ نہیں ہے اور اِسی کے ساتھ ہی قوم یہ بھی سوچ رہی ہے کہ وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کا بنایا ہوا ایسا بجٹ جس میں عام آدمی کو ایک رتی کا بھی ریلیف نہیں دیا گیا ہے کیا ایسا بجٹ مُلک کے غریب عوام کی تقدیر بدل دے گا...؟ اور کیا نواز شریف کی یہ حکومت جو نوجوانوں کے ووٹ سے اقتدار میں آئے ہے

کیا نواز حکومت کے اِس بجٹ میں مُلک کے کروڑوں نوجوانوں کے لئے بھی بہتری کا سبب ثابت ہوگا۔۔۔؟یا یہ بجٹ مُلک کے اِن اعلیٰ تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں میں مزید محرومی اور مایوسی پیدا کردے گا،اِس بجٹ میں غریبوں اور محتاجوں کی مدد کے لئے جن اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے کیا یہ عملی طور پر بھی ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔۔؟یا غریبوں کو سبز باغ دکھا کر سارے فنڈز نواز اور نواز کے نوازے ہوؤں پر ہی خرچ ہوں گے۔۔؟اور مُلک کا غریب طبقہ کفِ افسوس کے ہی رہ جائے گا جیسا کہ گزشتہ سالوں سے ہر بجٹ کے بعد ہوتا آیا ہے۔(ختم شُد68

....حکمرانوں خدارا عوام کو بخش دو

ایوان قومی خزانے سے چائے پینے کے لئے نہیں ہیں.. مرتے تو غریب ہی ہیں
ناں...!!

اَب کوئی میری اِس بات سے متفق ہو یا نہ ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ بجٹ میں مہنگائی اور ٹیکسوں کا بوجھ ہو یا گرم و سرد موسم کی شدت یا سیاست دانوں کا اپنا کوئی کھیل تماشہ ہو اِن سارے کاموں میں مرتے تو بیچارے غریب ہی ہیں ناں...!! اَب تک موجود حکومت کا کوئی ایک بھی ایسا قابلِ تعریف کارنامہ نہیں ہے جس میں عوام کو ریلیف ملا ہو، اپنی ایک سال اور چند ماہ اور کچھ دن کی مدت پوری کرنے والی نواز حکومت نے ابھی تک عوام کے لئے کچھ ایسا نہیں کیا ہے کہ جس سے عوام میں یہ اُمید اور اُمنگ پیدا ہو کہ نواز حکومت عوام دُوست ہے یا آئندہ سالوں میں یہ عوام کی ہمدرد حکومت کہلانے کے قابل ہو جائے گی، اَب آپ نواز حکومت کا یہ دوسرا بجٹ ہی دیکھ لیں جس میں عوام کو آنے والے دِنوں، ہفتوں اور مہینوں میں مہنگائی کے بوجھ تلے دبا کر زندہ درگور کرنے کے پورے پورے انتظامات کر لئے گئے ہیں مگر دوسری جانب بیچاری معصوم عوام ہے کہ اَب بھی اِسی اُمید اور حسرت میں جھولے جا رہی ہے کہ نواز شریف کی موجودہ حکومت اِن کے حق میں کچھ نہ کچھ بہتر ضرور کر جائے گی...؟ اگرچہ اِسی مظلوم عوام سے کچھ عقل

مندوں کا خام خیال یہ ہے کہ نواز حکومت عوام کے لئے کبھی بھی اچھی نہیں رہی ہے اور موجود بجٹ کے بعد اِس سے کسی قسم کی اچھائی کی اُمید رکھنا کسی خونخوار یا آدمخور درندے کے منہ میں جانے کے بعد یہ سوچنا اور اُمید رکھنا کہ وہ نہیں کھائے گا...!! سب سے بڑی بے وقوفی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نواز حکومت نے موجودہ بجٹ میں کم آمدنی والے سرکاری اور نجی ملازمین کی تنخواہوں اور پینشن میں جس حساب سے اضافے کا اعلان کیا ہے وہ آنے والے دِنوں میں ہونے والی مہنگائی کے تناسب سے بہت کم ہے،اَب ایسے میں سرکاری اور نجی اداروں کے غریب اور کم آمدنی والے ملازمین احتجاج نہ کریں تو پھر یہ اپنے حق کے لئے اور کیا کریں اور اِن پر حکومت کا ظلم یہ کہ وہ طاقت کے نشے میں اپنی حکومتی مشنیری کا اِن غریب اور بیکس لوگوں پر بیدریغ استعمال کرے یہ کہاں کا انصاف ہے یہ ٹھیک ہے کہ وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار یعنی کے جنابِ محترم بجٹی صاحب ملکی بجٹ بنانے کے ماہر ہیں اِس سے انکار نہیں مگر کیا اِن میں اتنی صلاحیت کے ہے کہ وہ کسی غریب کے گھر کا 12 ہزار کا ایک ماہ کا بہترین بجٹ بنا کر دے سکتے ہیں...؟ نہیں ہرگز نہیں... وہ ایسا نہیں کرسکتے کیوں کہ کسی غریب کے گھر کا 12 ہزار کا بجٹ اِن کی صلاحیتوں کے پول کھول کر رکھ دے گا اور وہ یقیناً ہاتھ جوڑ کر گھٹنے ٹیک دیں گے..اِس لئے کہ یہ اِن کے لئے ایک بڑا چیلنج ہوگا اور وہ اِس چیلنج

میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے اور کیوں کہ اِنہیں بارہ ہزار کا بجٹ بنانا ہی نہیں آتا ہے اِن کا دماغ اور ہاتھ تو کھربوں اور اربوں کے بجٹ پر صاف ہوتا ہے بھلا یہ کسی غریب کے گھر کا ایک ماہ کا بارہ ہزار کا بجٹ بنانا کیا جانیں...؟ مجھے یقین ہے کہ اگر جس روز بھی اِنہیں کسی غریب کے گھر کا 12 ہزار کا بجٹ بنانا آگیا تو ممکن ہے کہ اِنہیں غریبوں کی حالتِ زندگی اور اِن کی کسمپرسی کا بھی احساس ہو جائے اور وہ اگلے بجٹ میں غریبوں کی تنخواہ اور مراعات میں ایسا ہی اضافہ کریں جیسا کہ اِنہوں نے موجودہ صدر ممنون حسین کے لئے ایوانِ صدر کے بجٹ میں 7 کروڑ کا آنکھ بند کرکے اضافہ یہ سمجھ کر کردیا ہے کہ یہ بہت معمولی سا اضافہ ہے جبکہ ماہرین اقتصادیات کے مطابق یہ اضافہ سابق صدر آصف علی زاردی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے ایوانِ صدر کے بجٹ میں سات کروڑ کا ہونے والے اضافے سے متعلق ماہرین اقتصادیات کا یہ خیال ہے کہ پچھلے سال جب ایوانِ صدر میں آصف علی زرادی مقیم تھے تو اُس وقت ایوانِ صدر کا کُل بجٹ 68 کروڑ کا تھا مگر موجودہ بجٹ 2014-15 میں ایوانِ صدر کے بجٹ میں آنکھیں بند کرکے یکدم سے 7 کروڑ کا ہونے والا اضافہ عوام میں تشویش کا باعث بن رہا ہے اور آج ساری پاکستانی قوم یہ سوچ رہی ہے کہ غریبوں کے ووٹوں سے اقتدار سنبھالنے والی حکومت کا یہ رنگ بھی سامنے آگیا ہے کہ یہ ہمارے ہی ووٹوں سے اقتدار میں آئی ہے اور آج ہماری ہی خلاف ایسے امتیازی سلوک کرنے پر تلی بیٹھی ہے کہ جیسے ہم ہی اِس کی آنکھ کے سب سے بڑے شہتیر ہیں۔

جبکہ یہاں افسوسناک امر یہ بھی ہے کہ جہاں موجودہ بجٹ میں حکومت نے ایوان صدر کے بجٹ میں 7 کروڑ کا اضافہ کیا ہے اور کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد کا اضافے کا اعلان کرکے اپنے تعین مسرتوں کے جھنڈے گاڑے ہیں تو وہیں حکومت نے یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ وہ اراکین پارلیمنٹ کو چھوڑ دے اِس لگے ہاتھوں حکومت نے یہ غنیمت جانا کہ ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کردیا جائے سو کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کا منہ بند کرنے اور یہ بتانے کے لئے کہ ہم نے اپنے پارلیمنٹیرینز کے تنخواہوں میں بھی اتنا ہی اضافہ کیا ہے سو حکومت نے بڑی پلاننگ سے موجودہ بجٹ میں آؤدیکھا نہ تاؤ فوراََہی ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں بھی 10 فیصد کا اضافہ کردیا اور نہ صرف یہ بلکہ پارلیمنٹیرینز کے سیر سپارٹے کی مد میں ہونے والے اخراجات کے لئے 4 ارب 14 کروڑ بھی مختص کردیئے ہیں۔

اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو موجودہ بجٹ میں کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد اضافے کا اعلان کیا گیا ہے جنہیں اگلے ماہ کی تنخواہ صرف چند سو روپوں کے اضافے کے ساتھ ملے گی اور مہنگائی کا تناسب کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوگا مگر جب اگلے ماہ کی تنخواہ ارکان پارلیمنٹ وصول کریں گے تو اِن کی تنخواہ میں لاکھوں کا اضافہ

ہوگیاہوگااور دیگر اخراجات کی مد میں ملنے والی رقوم علیحدہ بڑھی ہوئی ملے گی۔۔ حکومت کو کم آمدنی اور ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں اضافہ سوچ سمجھ کرنا چاہیۓ اور ایوانِ صدر کا بجٹ قائدِ اعظم محمد علی جناح کے اُس فرمان کی روشنی میں رکھنا چاہیۓ کہ جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ یہ قوم کے نوکر ہیں قوم نے اِنہیں بڑی اہم ذمہ داری سونپی ہے اگر اِنہیں ایوانوں میں آنے سے پہلے چائے بھی اپنے گھروں سے پی کر آنا چاہیۓ گو کہ قائد کا یہ فرمانا تھا کہ ایوان قومی خزانے سے چائے پینے یا پلانے کی جگہہ نہیں ہے یہ تو مثالی ادارے ہیں جہاں سے مثبت تاثر جانا چاہیۓ۔ (ختم شُد)

عمران خان المعروف مسٹر سونامی کاسیالکوٹ کے جلسے میں انکشاف...؟

پچھلے دِنوں سیالکوٹ کے جلسے عام میں خطاب کرتے ہوئے پاکستان تحریکِ اِنصاف کے سر براہ مسٹر عمران خان المعروف مسٹر سونامی نے جس انداز سے یہ کہتے ہوئے انکشاف کیا کہ" 11 مئی کو الیکشن نہیں پاکستان کا سب سے بڑا فراڈ ہوا" جہاں عمران خان کے اِس جملے نے قوم کی آنکھیں کھولی دیں تو وہیں آج قوم یہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ عمران خان نے یہ کہنے میں ایک سال کا عرصہ کیوں لگادیا ہے...؟ اگر ایسا ہی کچھ تھا تو خان صاحب کو ابتدائی چند ایک ماہ میں ہی کہہ دینا چاہئے تھا اور اَب یہ ایک سال اور چند ماہ بعد یہ سب کچھ کیوں اور اِس کے اشارے پر کہہ رہے ہیں..؟ آج کہیں یہ ایسا کچھ اِس لئے تو نہیں کہہ رہے کہ پہلے اِنہوں نے حکومت کو ڈھیل دے کر کسی قسم کی ڈیل کرنے کی کوشش کی ہو گی مگر جب اِن کی دال نہیں گلی تو پھر یہ وہ سب کچھ کہے ڈال رہے ہیں جِسے یہ پہلے اپنے سینے میں دبائے رکھنا چاہ رہے تھے اور جب کچھ نہیں بنا تو اَب پھٹ پڑے ہیں اور اپنی ہر میٹنگ اور اپنی ہر پریس کانفرنس اور اپنے تمام بڑے چھوٹے جلسے جلوسوں کو اپنے ایک ہی ایجنڈے" الیکشن دھاندلی "سے آگے بڑھا کر اِنہیں کامیاب تصور کرنے کی ٹھان لی ہے آج ایسے میں قوم یہ سوچ رہی ہے کہ کیا عمران خان المعروف کو الیکشن دھاندلی کے ایجنڈے سے آگے بھی کچھ سوچنا چاہئے یا بس یہی اِن کی سیاست کا

محور ہے...؟

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ گزشتہ کئی انتخابات سے ہمارے یہاں یہی ہو رہا ہے کہ ایک مرتبہ پی پی پی والے حکومت کریں گے اور پھر دوسرے انتخابات میں کسی بھی طرح پی ایم ایل (ن) اقتدار میں آجائے گی،اور یوں یہ ایک دوسرے کا کاندھا تھپتپاتے اپنے اپنے اقتدار کی مدت پوری کریں گے اَب اتنا تو قوم بھی سمجھنے لگی ہے اور یہ بھی جانتی ہے کہ ایسا ہونا اِس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے،اَب اگر ایسے میں قوم مُلک میں کسی تبدیلی کے لئے عمران خان کی جانب بھی دیکھے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایسا عمران خان بھی اقتدار کی صف میں شامل ہو کر نہیں کریں گے..؟ جیساکہ آج پی پی پی اور پی ایم ایل ن) والے کر رہے ہیں۔)

بہرکیف..!پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ مسٹر عمران خان اپنی طبیعت کے مطابق کچھ جذباتی اور عدم برداشت کے خصلت سے لبریز پرانے اور نئے سیاستدانوں کے ہمراہ مُلک میں جس تبدیلی کے خواہاں ہیں آج اِس اور اِس ہی جیسی تبدیلی کا نعرہ تو ہر پاکستانی لگا رہا ہے مگر اِسے پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لئے مسٹر سونامی عمران خان کو اپنے سمیت اپنے اُن تمام ساتھیوں اور مُلک بھر میں پھیلے ہوئے اپنے تمام کارکنان کی بھی ٹھیک طرح سے اخلاقی اور سیاسی تربیت

ضرور کرنی ہوگی جن میں جذباتی خصلت اور عدم برداشت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور چونکہ بقول عمران خان مُلک کی کسی بھی مثبت اور تعمیری تبدیلی اور لوگوں میں اچھی سوچ پیدا کرنے کے لئے قوم کی نظریں اِن پر مرکوز ہیں تو پھر کیوں نہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی کو اپنے اندر اور اپنے ساتھیوں کے اندر اعتماد، بھروسہ اور مثبت اور حقیقی معنوں میں تعمیری سوچ والے اِنسانوں اور اپنے پُرکھوں جیسے سیاستدانوں والی سوچیں ضرور پیدا کرلینی چاہئں تاکہ قوم کو یہ محسوس ہوجائے کہ ہاں جس اعتماد، بھروسہ مثبت اور تعمیری سوچ والے اِنسان اور سیاستدان کی قوم کوتلاش ہے وہ مل گیا ہے۔

آج خواہ حکمران ہوں کہ سیاستدان، میڈیا پرسنز ہوں کہ عام پاکستانی گو کہ جس کو دیکھو سب ہی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے اور دست و گریبان ہوتے ایک دوسرے کا سر پھاڑتے نظر آرہے ہیں یعنی یہ کہ عدم برداشت اور جذباتیت کے گمراہ کُن گڑھے میں سب گرے ہوئے ہیں سب بے ہانک کی ہانکی سے ایک طرف کو بھاگے چلے جارہے ہیں ایسے میں کسی کو کچھ نہیں پتہ ہے کہ اِنہیں کون ..؟اور کیوں اور کدھر کو ہانکے جارہاہے ...؟سب ہی اپنے اپنے مفادات اور جز وقتی فوائد کے حصول کے خاطر ہر وہ کام کرنے پر تلے بیٹھے ہیں جس کا کوئی بھی مذہب اور کوئی بھی مہذب معاشرہ اجازات نہیں دیتا ہے ایسے میں آج سب ہی کی یہ کوشش ہے کہ ایک دوسرے پر کیچڑ پھینک کر اِسے ایسا گندا کردیا جائے کہ اِس کے سیاہ دھبے

مدتوں نظر آتے رہیں موجودہ حالات یہں میرے مُلک میں سیاستدانوں اور لشکر پر سبز یہں ایسی صورتحال وبائی امراض کی شکل اختیار کر گئی ہے۔اَب اِن حالات اور لمحات میں قوم یہ سوچ رہی ہے کہ کہاں ہیں اعتماد، بھروسہ ،مثبت اور تعمیری سوچ والے اِنسان اور وہ سیاستدان جو اپنے ایک اشارے پر قوم کی تقدیر اچھی یا بُری کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔مگر افسوس ہے کہ ایسے لمحات میں اُنھوں نے بھی مصلحت اور مفاہمت کی چادر اُوڑھ رکھی ہے جو کہ قابلِ مذمت ہے آج اِنہیں کھل کر قوم کو سیاسی اور اخلاقی بحرانوں نے نکالنے کے لئے فوراً سامنے آنا چاہئے۔

آج ویسے تو جو بھی اِنسان سانس لے رہاہے وہ زندہ اِنسان کہلارہاہے مگر پھر بھی آج کے اِس پُرآشوب دور میں اِس یقین کے ساتھ یہ کہنا محال ہے کہ جس کے جسم میں خون رواں دواں اور روح کی شکل میں جو سانس اُوپر نیچے آجارہی ہے ایسا ہر سانس لینے والااِنسانوں کے درمیان ایک اِنسان زندہ ضرور ہے مگر اہلِ فکرودانش کے نزدیک اخلاقی ادواراور معاشرتی طور طریقوں کے لحاظ سے زندہ وہ اِنسان ہے جس کی مثبت اور تعمیری سوچ ہواور اِس بنیادپر دوسرے لوگ اِس پر اعتماداور بھروسہ رکرتے ہوں دراصل ایساہی اِنسان ہر زمانے میں زندہ اور پائندہ تصورکیاجاتاہے جبکہ ایسااِنسان جو زندہ تو ہے مگر اِس کا دل اور دماغ مثبت اور تعمیری سوچ سے عاری ہو گیاہو وہ کسی بھی صورت یہں زندہ اِنسان

نہیں کہلایا جاسکتا ہے اہلِ دانش کی نظر میں زندہ اِنسان تو وہی کہلاتا ہے جس کا دل اور دماغ مثبت اور تعمیری سوچ کا منبع ہو اور اِس کی ذات سے اِنسانیت کے فلاح و بہبود کے سوتے پھوٹتے ہوں اور وہ اپنے قول و فعل اور کردار کے لحاظ سے قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد اور قابلِ عمل ہو تو ایسا ہی اِنسان اِنسان کہلانے کا حقدار ہے۔

اہلِ دانش کا خاص و عام اور قوی خیال یہ ہے کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے کی ہر تہذیب میں ایسے بہت کم ہی لوگ گزرے ہیں کہ جن کا یہ نظریہ رہا کہ غور و فکر کرنا اور معاشرے اور تہذیب میں مثبت تبدیلیوں کے خاطر مثبت اور تعمیری انداز سے سوچنا ہی زندگی کی علامت ہے آج اگر ہم اپنے زمانے اور معاشرے کے ارد گرد نظریں گھومائیں تو کیا ہم یہ نہیں سوچ سکتے ہیں ..؟ کہ ہمارے درمیان ایسے کتنے افراد ہوں گے جو زندگی کو یہ سمجھ کر گزار رہے ہیں کہ اِنہیں جو زندگی ربِ کائنات نے بخشی ہے وہ صرف اور صرف اِس مقصد کے لئے ہی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی مثبت اور تعمیری سوچ کے ساتھ اچھے اور اِنسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کریں اور اپنی ذات کو اِنسان اور اِنسانیت کی خدمت کے لئے وقف کریں۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حالات میں جو لوگ زندگی کو زندگی سمجھ

کر صرف اِنسانیت کی خدمت کے لئے ہی گزار رہے ہیں اِنہیں ہی لوگوں نے اپنی زندگی کے دامن میں ایسے انمول اور چمکیلے موتی جمع کر لئے ہیں جس کے بدولت اِنہوں نے اپنی دنیاوی اور آخروی زندگی کو گل وگلزار بنالیا ہے آج اگر پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی بھی مُلک سے کرپٹ نظام اور خاندانی حکمرانوں اور ورثہ دار سیاستدانوں کا خاتمہ کرکے حقیقی معنوں میں اپنے دامن میں انمول اور چمکیلے موتی جمع کرنا ہی چاہتے ہیں تو پھر عمران خان کو بلاوجہ دوسروں پر الزام تراشی کرنے اور اپنے پرائے یا کسی اور کے بہکاوے ہیں آکر کسی کی عزتیں کھلے عام بازاروں اُوچھالنے سے بھی باز آجانا چاہئے اور 11 مئی کے الیکشن کے بعد برسراقتدار جماعتوں کی برائیاں اپنے جلسے جلوسوں اور پریس کانفرنسز میں چیخ کہہ کر گنوا کر اِنہیں مظلوم بننے کا بھی موقع فراہم نہیں کرنا چاہئے اور سوچ لینا چاہئے کہ 11 مئی کو جو ہوا وہ ایک خواب تھا جس کی بُری تعبیرن لیگ کی حکمرانی کی شکل میں عذاب بن کر قوم کو مل رہی ہے اور عمران خان المعروف مسٹر سونامی سمیت مُلک کے دیگر سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کو سربراہان کو آئندہ کے لئے کوئی ایسالائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ اگلے انتخابات سے قبل ن لیگ اور پی پی پی کا مُلک سے ٹھیک طرح سے ڈبہ گول ہوجائے۔ (ختم شُد

کراچی ایئرپورٹ پر دہشت گردوں کا حملہ اور وزیر اعظم کا نریندر مودی کو خط...؟

مان لو پاکستان کی سلامتی کے دُشمن ہندوستان، امریکا، اسرائیل، افغانستان اور روس ہیں...!

آٹھ جون اتوار اور پیر کی درمیانی شب کراچی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ میں آٹھ دس دہشت گرد مہلک ترین بھاری ہتھیاروں اور اپنے ساتھ وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء کے ساتھ وی وی آئی پی کے راستے داخل ہوئے اور دہشت گردوں کے ہونے والے حملے فائرنگ اور بم حملوں کے نتیجے میں دہشت گردوں کی ہلاکت اور 12 اہلکاروں کی شہادت سمیت دوسرے روز جو تقریبا 28 گھنٹے بعد کراچی ایئرپورٹ کے کولڈ اسٹوریج سے جلی ہوئی 8 لاشیں برآمد ہوئیں... اور منگل کے روز بھی ایئرپورٹ پر جو ہوا یہ قابل مذمت ہے اوراس سانحے کے بعد سارا ملک غم وغصے سے نڈھال ہے اور یہ سوچ رہاہے کہ کیااِس المناک واقع نے ہمارے حکمرانوں اور سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں کے وعدے اور دعوؤں پر سوالیہ نشان نہیں لگادیاہے...؟جی ہاں..!! ہماری سیکورٹی پر معمور وہ ادارے جن پر قوم کے اربوں اور کھربوں روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں وہ ادارے دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کیا کررہے ہیں..؟آج یقیناساری پاکستانی قوم یہ سوچ رہی ہے کہ ہمارے

حکمران اور سیکورٹی مہیا کرنے والے ادارے کس مقام پر کھڑے ہیں..؟جب چاہتے ہیں چند مٹھی بھر دہشت گرد ہمارے اداروں اور اہم تنصیبات اور اشخاص پر حملے کرکے ہمارے مُلک کے سارے نظام کو مفلوج بنادیتے ہیں اور دہشت گردی کی عبرت ناک کارروائیاں کرکے خود بھی واصلِ جہنم ہوجاتے ہیں۔

اگرچہ آج کراچی ایئرپورٹ پر دہشت گردوں کے حملے سے متعلق ایسی بھی اطلاعات آئی ہیں کہ کراچی ایئرپورٹ پر ہونے والے حملے میں مارے جانے والے دہشت گردوں نے جو اسلحہ استعمال کیا تھاوہ سارا کاسارا ہندوستانی اسلحہ تھااَب اِن خبروں کے بعد ایساکچھ نہیں رہ جاتاہے کہ ہم اِس بات کا یقین نہ کرلیں کہ ہمارے یہاں جتنی بھی دہشت گردی کے واقعات رونماہورہے ہیں اِن کے درپردہ ہماراپڑوسی مُلک ہندوستان اور اِسے استعمال کرنے والے امریکاواسرائیل، افغانستان اور روس بھی ملوث ہیں جو ہمیں مسلسل مختلف بہانوں سے دہشت گردی کا نشانہ بنارہے ہیں اور ہماری بقاوسلامتی اور استحکام کو متزلزل کررہے ہیں۔

اَب آخرکب ہمارے حکمرانوں اور ہمارے منہ میں ایسی زبان ہوگی..؟ہم جس کے بروقت استعمال سے دنیا کواپنے دوست اور دُشمن کے بارے میں بتاسکیں گے..؟کہ ہمارادوست اور دُشمن کون ہے..؟آج کون ایساہوگا..؟جو یہ نہیں جانتاہے کہ امریکی نائن الیون کے بعد سرزمینِ پاکستان پر کراچی ایئرپورٹ سمیت نائن

الیون کے طرز کے دہشت گردی کے حملوں کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے یہ بات ہمارے حکمران بھی خُوب جانتے ہیں اور عوام بھی مگر موجودہ حالات میں افسوس تو اِس بات کا ہے کہ اِس کا اظہار کرنے اور کھل کر بولنے کی ہمت بھی کسی میں نہیں ہے اور اِس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ ہمارے وزیراعظم نواز شریف نے ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کو لولیٹر کی طرز پر ایک خط لکھ دیا جس میں وزیراعظم نواز شریف نے اپنے ہندوستان کے دورے کے دوران ہندوستانی وزیراعظم کی جانب سے جیسی تیسی کی جانے والی اپنی عزت افزائی کی تعریف کی اور محبت بڑھانے کے وعدے کے ساتھ شکریہ کے بھی جملے تحریر کیئے ہیں اور اَب اِس پر ہمارے وزیراعظم سُکھ کا لمبا سانس لے کر خوش ہو کر سو گئے ہیں جب کہ یہ وقت ایسا نہیں تھا کہ پاکستان کے وزیراعظم ہندوستانی وزیراعظم لولیٹر کی طرز پر کوئی خط لکھتے بلکہ یہ وقت تو ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کے دانت کھٹے کر دینے والے سخت جملے کے ساتھ ترش ترین خط لکھنے اور کراچی ایئرپورٹ پر دہشت گردوں کے ہاتھوں ہندوستانی اسلحہ استعمال ہونے سخت ترین عملی احتجاج کرنے کا وقت تھا مگر آج اُلٹا ہمارے وزیراعظم نواز شریف نے تو ہندوستانی وزیراعظم کو لولیٹر لکھ کر سارا کام ہی خود خراب کر دیا ہے اَب ایسے میں سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ ہمارے وزیراعظم نواز شریف کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ایسے کون سے خوشامدی لوگ ہیں جنھوں نے ایسے وقت میں جب دہشت گردوں نے کراچی ایئرپورٹ کو ہندوستانی اسلحہ استعمال کر کے تباہ کر دیا ایسے میں وزیراعظم نواز شریف سے

ہندوستانی وزیراعظم کو محبتوں بھرالولیٹر لکھوادیاافسوس کی بات ہے آج یہی ہماری سب سے بڑی کمزروی ہے جس کا فائدہ ہمارے دُشمن بھرپور طریقے سے اُٹھارہے ہیں اور ہمیں دہشت گردی کانشانہ بناکر ہماری ایسی کی تیسی کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔

آج ہمیں یہ بات مان لینی چاہئے کہ ہمارے دُشمن بہت زیادہ چالاک اور عیار ہیں ایسے میں ہمیں اپنی بقاو سلامتی کے لئے اِن کی چالیں سمجھنی چاہیں اور اِنہیں اِن کے ہی انداز میں سمجھاناچاہئے مگرآج ہمیں اِس بات کا بھی سخت افسوس ہے کہ ہم اِن کے سامنے اپنے لب ہلانے سے بھی مجبور ہیں اپنا سخت احتجاج کرناتوبہت دور کی بات ہے، ہم تواُلٹااپنے دُشمنوں سے دوستی کا ہاتھ بڑھاکراور اِنہیں لولیٹر لکھ کر خود ہی اپنی کمزوری دے رہے ہیں آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ نائن الیون کے بعد پاکستان میں جتنے بھی دہشت گردی کے واقعات رونماہوئے ہیں اِن واقعات کے پیچھے ہندوستان، امریکا، اسرائیل، افغانستان اور روس ہی ملوث رہے ہیں اور ہر واقع کے بعد یہی ہواہے جیساکہ آج ہماری حکومتی اور فوجی قیادت سرجوڑ کر بیٹھ گئی ہے اور دنیااور قوم کے دکھلاوے کے لئے ایسے لاکھ دعوے کئے جارہے ہیں کہ ” دہشگردوں کو سختی سے کچل دیاجائے گا مُلکی سلامتی و دفاع پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی، سیکورٹی فورسزمُلک کے تحفظ کے لئے ہمیشہ تیار ہیں،انٹیلی جنس شیئرنگ کے نظام

کومزید موثر بنایا جائے گا" اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ ہمارے لوگوں کے ایسے بہت سے حوصلہ بلند دعوے اپنی جگہہ درست صحیح ہیں مگر یہ سارے وعدے اور دعوے تسلی بخش اور اُمید افزاتب ثابت ہوں جب اِنہیں ہمارے حکمران اور ہماری فورسز عملی طور پر پورا کرکے بھی دکھائیں اور اَب وقت ضیائع کئے بغیر ضرورت بس اِس امر کی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اپنے ہندوستانی ہم منصب کو کسی قسم کا لولیٹر نما تعریفی خط لکھنے کے بجائے اِن سمیت اپنے تمام دوست نما دُشمنوں کو سخت ترین الفاظ کے ساتھ ایسا خط لکھیں کہ اَب اگر ہمارے یہاں دہشت گردی کا کوئی بھی واقعہ رونما ہوا تو اِن سے دوستی کے بجائے دشمنی کی زبان میں بات کی جائے گی اور اَب طالبان بھی خود سے مذاکرات کے لئے آتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ بھی ہمارے دُشمنوں کی صف میں شامل ہیں اَب یہ بھی باز آجائیں اِن سے بھی ہم نمٹنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ (ختم شُد

”ن“ سے ”نواز شریف“ اور ”ن“ سے ”نریندر مودی“... یہ کیسا اتفاق ہے...؟؟

”ب“ سے بھارت اور ”پ“ سے پاکستان...!
اَب اِسے دنیا محض اتفاق کہہ لے یا کچھ اور نام دے کر غور کرے مگر یہ حقیقت ہے کہ جنوبی ایشیاکے دوپڑوسی ممالک جن کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے بھی پڑوسی ہیں جیسے ”ب“ سے بھارت اور ”پ“ سے پاکستان ہیں اور اتفاق سے دونوں ہی ممالک اپنے خطے میں ایٹمی طاقت کا بھی درجہ رکھتے ہیں اوراَب تو یہ نقطہ بھی کسی عجیب اتفاق سے کچھ کم نہیں ہے کہ اِن دونوں پڑوسی ممالک کے وزرائے اعظموں کے نام کے پہلے حرف بھی حرفِ تہجی ایک جیسے حرف ”ن“ سے شروع ہوتے ہیں یعنی کہ بھارت کے وزیرِاعظم کا نام بھی ” ن“ سے ” نریندر مودی“ ہے توپاکستان کے وزیرِاعظم کا نام بھی نون سے ہی شروع ہوتاہے یعنی کہ ”ن“ سے ” نواز شریف “ہے۔
مگر یہاں یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ جنوبی ایشیاکے اِن دونوں پڑوسی ممالک کے درمیان جہاں اتنی مماثلت پائی جاتی ہے تووہیں یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ایک طرف ہمارے پاکستانی وزیرِاعظم نواز شریف ہیں جن کی خصلت میں نرم مزاجی اور

عفوودرگزراور ملنساری کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھراہواہے اور یہ خطے میں اپنی حکمرانی اور سیاسی تدبر اور فکر کے حوالے سے ایک سُلجھے ہوئے انتہائی شریف النفس وزیراعظم کا درجہ رکھتے ہیں تو وہیں دوسری جانب بھارتی وزیراعظم نریندر مودی ہیں جن کی جبلت میں پیدائشی طور پر جذباتیت اور تشددپسندی کا غلبہ ایسے موجود ہے کہ اِن پر اپنے مذہب وقوم کی طرف سے انتہاپسندی اور مسلم خونی ہونے کا دھبہ لگاہواہے۔

اگرچہ موجودہ حالات اور واقعات کے حوالوں سے دونوں ہی ممالک کے عوام کے لئے یہ ایک عجیب کیفیت ہے کہ دونوں ہی ممالک کے عوام اپنے بہتر مستقبل اور مسائل کے حوالوں سے ایک عجیب مِلگجی روشنی میں ہیں۔

جبکہ اُدھر دونوں ہی ممالک کے وزرائے اعظم خطے میں پائیدار قیام امن اور مستحکم معیشت کے لئے ایک دوسرے کو خطوں لکھ رہے ہیں،ایسے خطوں جنہیں مجھ سمیت دونوں ممالک کے بہت سے لکھاری لولیٹر سے تعبیر کررہے ہیں اور کُھلم کُھلا یہ قرار کررہے ہیں کہ دونوں ہی ممالک کے وزرائے اعظموں کی حدود صرف ایک دوسرے کو لولیٹر لکھنے تک ہی محدودہیں اور دونوں ہی ممالک کے وزرائے اعظم اپنی مرضی سے ایک قدم بھی اِس سے آگے نہ بڑھنے کے پابند ہیں کیوں کہ اِن پر اپنی جماعتوں کے اراکین اور اپنی اپوزیشنز کی طرف سے اتنے دباؤ ہیں کہ یہ

سوائے ایک دوسرے کو اُمید افزا اور محبت بھرے لو لیٹرز لکھنے کے اور کچھ کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

بہر حال . . . ! ہمارے وزیر اعظم نواز شریف کی جانب سے بھیجے گئے پہلے خط کے جواب میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے بھی یکدم ایسا ہی ایک لو لیٹر وزیر اعظم نواز شریف کے لئے بھی لکھ بھیجا ہے جس میں بھارتی وزیر اعظم نے وہی الفاظ جا بجا دہرائے ہیں جیسے کہ ہمارے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے خط میں خطے میں قیام امن سے متعلق اپنی بے شمار پیشکش بھارتی وزیر اعظم دی تھیں۔

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے وزیر اعظم نواز شریف کو جو جوابی خط تحریر کیا ہے اِس میں اِنہوں نے سب سے پہلے تو پاکستانی ہم منصب کی طرف سے خطے میں پائیدار قیام امن اور دونوں ممالک کی مستحکم معیشت کو مزید بہتر بنانے کی پیشکش پر مثبت تاثرات کے اظہار پر شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ بھارت بھی پاکستان کے ساتھ تشدد اور کشیدگی سے پاک دو طرفہ تعلقات چاہتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی بھارتی وزیر اعظم نے اپنے خط میں کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گردوں کے ہونے والے حملے کو بربریت قرار دے کر اِس کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے (ایسا لگتا ہے کہ جیسے بھارتی وزیر اعظم نے اپنی اِس مذمت سے اِس تاثر کو بھرپور طریقے سے زائل کرنے کی کوشش کی ہے

کہ کراچی ائیرپورٹ پر دہشت گردوں کے ہونے والے حملے سے بھارت کا کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ راقم الحرف کے نزدیک ایسا ہرگز نہیں ہے جس تاثر کی مذمت کر کے بھارتی وزیراعظم نے زائل کرنے کی کوشش کی ہے)۔

یہاں یہ امر بھی کسی حد تک حوصلہ افزا ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے خط میں یہ اُمید بھی ظاہر کی ہے کہ امن و دوستی اور تعاون سے عبارت پاک بھارت تعلقات سے نوجوانوں کے لئے بھی بے پناہ مواقع پیدا ہوں گے اور خطے میں ترقی کی رفتار مزید بہتر ہوگی جبکہ یہاں ایک غور طلب نقطہ یہ بھی ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے خط میں کوئی بھی ایک لفظ ایسا نہیں تھا جس پر ہم یہ کہہ سکیں کہ بھارتی وزیراعظم نے اپنے خط میں کوئی ایک نئی بات اور خطے میں قیام امن اور دونوں ممالک کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے نیا منصوبہ یا کوئی نیا جملہ لکھا ہو ایسی ساری باتیں ہمارے وزیراعظم نواز شریف تو پہلے ہی اپنے خط میں لکھ چکے ہیں اور نریندر مودی سے پہلے ہی وہ سب کچھ کہہ چکے ہیں کہ آج جس کا جواب بھارتی وزیراعظم نے اپنے خط میں مثبت انداز سے دیا ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے وزیراعظم نواز شریف کا جب بھی دورِ حکمرانی یا دورِ اقتدار آیا ہے ہمیشہ ہی وزیراعظم نواز شریف کی یہی کوشش رہی ہے کہ بھارت کے ساتھ ایک اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات قائم کئے جائیں اَب یہ

اور بات رہی کہ ہمیشہ بھارتی حکمرانوں نے وزیراعظم نواز شریف کے اِن نیک جذبات کی کبھی بھی قدر نہ کی اور ہر مرتبہ بھارتی حکمرانوں اور سیاستدانوں نے پاکستان کی جانب سے خطے میں پائیدار قیام امن اور دونوں ممالک کے درمیان بہتر معیشت اور دونوں طرف کے عوام کے درمیان مثالی دوستی کے عمل کو پروان چڑھانے جیسی حکمتِ عملی کی ہر اچھی پیشکش کو شک کی نگاہ سے دکھااور پاکستان کے ہر اچھے عمل کو دیدہ ودانستہ سبوتاژ کیامگر یہ ہمارے ہی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کا ہی اعلیٰ ظرف ہے کہ ہم اپنے اِس عمل سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے اور ہر مرتبہ ایک نئے جذبے کے ساتھ بھارت سے دوستی کا ہاتھ بڑھایااور بس۔۔!!مگر ہر بار بھارتی حکمرانوں کی طرف کوئی مثبت جواب نہیں دیاگیااور مرتبہ بھی وزیراعظم نواز شریف نے اپنے ہم منصب بھارتی وزیراعظم کو اچھے جذبات کے ساتھ خط لکھ کر پہل کی ہے اور اِن کے خط کے جواب میں بھارتی وزیراعظم کا بھی خط آگیاہے مگر اَب دیکھنایہ ہے کہ بھارتی وزیراعظم اپنے خط میں لکھے گئے ایک ایک لفظ اور ہر جملے پر کتناپورااُترتے ہیں اور خطے میں قیام امن کے لئے ہمارے وزیراعظم نواز شریف کی طرح کتنے کامیاب ہوتے ہیں۔(ختم شُد

حکمرانوں اور سیاستدانوں کا انوکھا انداز سیاست اور جمہوریت کا ڈھلکتا شیرازہ..؟

کیا شیخ رشید احمد کے خدشات ٹھیک ثابت ہوں گے...؟؟

وفاقی حکومت نے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے نکالنے سے متعلق سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا ہے اور اپیل دائر کی ہے کہ مشرف کو باہر جانے سے روکا جائے اَب حکومت کے اِس فیصلے کے بعد ایک مرتبہ پھر سیاسی حلقوں میں طرح طرح کی چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں ہیں اور اَب پھر سب کی نظر سول اور ملٹری تعلقات پر لگ گئی ہے اور مُلک کی اکثریت اِس مخمصے میں مبتلا ہوگئی ہے کہ آنے والے دنوں میں حکومت کا اُونٹ کس کروٹ بیٹھے گا یا لیٹے گا...؟اِن حالات میں قوم یہ ضرور سوچ رہی ہے کہ اَب کچھ بھی ہو..؟ایسے میں قوم حکومت سے یہ ضرور کہنا چاہتی ہے کہ حکومت کی مشرف کے معاملے میں سپریم کورٹ میں اپیل اپنی جگہہ... مگر پھر بھی حکومت کو چاہئے کہ وہ شیخ رشید احمد کے کہئے ہوئے اِن خدشات وانکشافات اور تجزے کو بھی ضرور اپنے ذہن میں رکھے اور کسی بھی ایسے وقت کے لئے پہلے ہی سے تیار رہے جن کی جانب شیخ رشید احمد نے اشارہ کیا ہے۔

بہر حال ...! جیسا کہ پچھلے دِنوں گوجرنوالہ میں میڈیا کے نمائندوں سے بات کے دوران عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے اپنی عقل و دانش اور اپنے سیاسی تجربے کا استعمال کرتے ہوئے حکمرانوں کو خبردار کیا ہے اور کہا ہے کہ حکومت مشرف کیس میں فوج سے لڑنے جارہی ہے اور لگتا ہے کہ جیسے نواز شریف دیدہ و دانستہ طور پر خود سے ہی حالات ایک مرتبہ پھر 12 اکتوبر کے طرز کے کسی ایکشن کی طرف لے جارہے ہیں جس کی حکومت خود ہی ذمہ دار ہوگی اور اِسی کے ساتھ ہی ہمارے عوامی مسلم لیگ کے اکلوتے سربراہ شیخ رشید احمد کا یہ بھی کہنا تھا کہ حکومت جس طرح سابق صدر پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالنے کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرکے سابق صدر پرویز مشرف کے خلاف انتہائی کارروائی پر تلی ہوئی ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے حکومت اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہوکر اعلانیہ طور پر فوج سے لڑنے جارہی ہے جس کے لئے اِس نے ٹائم فریم تیار کرلیا ہے اِس موقع پر اُنہوں اپنے مخصوص انداز سے نواز شریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اور فوج کو ایک پلیٹ فارم پر کہنے والے بیوقوف ہیں مشرف کو نہ جانے دیا گیا تو نواز شریف انجام سے باخبر رہیں''۔

اگرچہ موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں یقیناً سمجھنے والوں کے لئے شیخ رشید احمد کے یہ جملے اپنے اندر بڑے معنی اور گہرائی رکھتے ہیں مگر جب کسی کے عقل پر پردہ ہی پڑجائے اور وہ کسی کی بھی نہ سُنے تو پھر اپنے انجام کو

خود ہی پہنچ جاتا ہے یہ تو شیخ رشید احمد کا کہنا ہے مگر اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج ہر پاکستانی کی سوچ شیخ رشید احمد کی سوچ بن گئی ہے مگر نواز شریف ہیں کہ یہ کسی کی سُن ہی نہیں رہے ہیں اور مشرف سمیت اور دیگر معاملات میں اپنی اپنی ہی چلائے جا رہے ہیں یہ سمجھے بغیر کے انجام کیا ہوگا..؟ آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اِسی قسم کے انوکھے اور متلون مزاج اندازِ سیاست نے تو اچھی بھلی جمہوریت کے شیرازے کو بھی ڈھلکا دیا ہے اور اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے جمہوریت کا یہ ڈھلکتا شیرازہ کسی بھی وقت زمین بوس ہو جائے گا اور اگر اَیک مرتبہ ایسا ہو گیا تو پھر مُلک میں جمہوری کرچیاں سمیٹنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا یہ ٹھیک ہے کہ آج 12 اکتوبر کو پیش آئے واقعہ کے بعد جمہوریت کے مردہ وجود میں کسی نہ کسی طرح روح پھونک کر زندہ کر دیا گیا ہے مگر اِس مرتبہ سول حکمرانوں کے جذباتی پن اور عقل سے عاری سیاست کی وجہ سے جمہوریت کو کسی آمر یا کسی اور ذریعے سے کوئی نقصان پہنچا تو پھر مُلک سے جمہوریت کا نام ونشان تک مٹ کر رہ جائے گا۔

اَب اِسے میں برسرِ اقتدار جماعت کے حکمرانوں اور چند ناقص العقل اور ناعاقبت اندیش سیاستدان کی یہ متلون مزاجی نہیں ہے تو پھر یہ اور کیا ہے..؟ کہ یہ سب کے سب بے سوچے سمجھے ایک بار پھر سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال رہے کہ اگر سانپ نے ڈس لیا تو اِس بار ہم اپنے اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے چکر میں پڑ کر ٹکڑیوں

میں بٹ چکے ہیں کہ ہمارے پاس سانپ کے ڈسے کا علاج بھی نہیں ہے اور پھر ہمیں اپنی حالت پر خود بھی شاید ترس نہ آئے اور ہمیں ایک ہونے کا وقت تو بعد میں آئے گا جب تک ہم اپنے لئے بھی کچھ نہیں کر پائیں گے۔

بہر کیف..! یہاں سوچنے اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر جب سندھ ہائیکورٹ نے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کا نام ای سی ایل میں شامل کرنے سے متعلق 5 اپریل 2013 کا نوٹیفیکیشن کالعدم قرار دیتے ہوئے اِنہیں بیرون ملک جانے کی اجازت دیدی ہے تاہم جاری کردہ حکم نامے کو 15 دن کے لئے معطل کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ مذکورہ فیصلہ 15 دن کے بعد نافذ العمل ہوگا اِس دوران اگر کوئی فریق سپریم کورٹ سے رجوع کرنا چاہئے تو اپیل دائر کی جاسکتی ہے۔اگرچہ سندھ ہائی کورٹ کے اِس اہم ترین فیصلے کے بعد حکومت سمیت کسی بھی فریق کو اپنی وصوابدید کے مطابق خود یہ فیصلہ کرنے چاہئے تھا کہ اِسے اِس معاملے میں کہاں تک خود سے لچک کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ ہر عمل بہتر طریقے سے پائے تکمیل تک پہنچ جائے اور جمہوری عمل بھی متاثر نہ ہو اور مشرف سمیت اِن کے چاہنے والے بھی خوش ہوجائیں اور بقول شیخ جی..! حکومت فوج سے لڑنے جارہی ہے والا تاثر بھی ختم ہوجائے اور مُلک میں جمہورا ور جمہوری عمل بھی دُرست طریقے سے چلتا ہے اور سِول اور ملٹری تعلقات میں بھی مضبوطی اور بہتری آجائے۔ (ختم شُد)

آپریشن ضرب العضب "خوش آئند تو ہے مگر....؟؟

کیاحکومت نے آپریشن ضرب العضب سے پہلے امریکااور افغانستان کو اعتماد میں لیا ہے اگر نہیں تو پھر معاملہ کہیں کا کہیں بھی نکل سکتا ہے...

اَب بہت ہو چکاہے اگراَب ہم پھر مصلحت پسندی کا شکار ہوئے تو دہشت گرد ہمیں نہیں چھوڑیں گے...؟؟

یہ حقیقت ہے کہ ایک لمبے عرصے سے قوم کی آستینوں میں پلنے والے دہشت گردوں کے خلاف" آپریشن ضرب العضب" کو نہ صرف پاکستان میں بسنے والے پاکستانی بلکہ ساری دنیاکے اِنسان دوست اور اِنسانوں سے محبت کرنے والے افراد بھی آپریشن ضرب العضب کو خوش آئندہ قراردے رہے ہیں اور اَب اُمید رکھتے ہیں کہ وزیراعظم نوازشریف کے خصوصی احکامات سے افواج پاک نے شمالی وزیرستان میں جوزمینی آپریشن ضرب العضب بڑی آزمائشوں کے کڑے لمحات گزارنے کے بعد شروع کیا ہے اَب حکومت اور افواج پاک اِس آپریشن سے پیچھے نہ ہٹیں کیں چونکہ اَب بہت ہوچکاہے اگراَب پاکستانی حکمرانوں سیاستدانوں افواج پاک اور قومی اداروں کے سربراہان نے پھر مصلحت پسندی سے کام لیایا کسی بھی موڑ پر مصلحت

پسندی کا شکار کسی پچھتاوے میں پڑے پھر مذاکرات کی راہ اختیار کی تو پھر انہیں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اِس مرتبہ دہشت گرد ہمیں نہیں چھوڑیں گے سواس لئے آپریشن ضرب العضب کو دہشت گردوں کے خون کے آخری قطرے تک جاری رہنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔

گزشتہ روز قومی اسمبلی میں وزیراعظم نواز شریف نے شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف شروع کئے جانے آپریشن ضرب العضب (جسے مُلک سے دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک جاری رہنے والی فیصلہ کُن جنگ بھی کہا جارہاہے)کے سلسلے میں کئے جانے والے اپنے خطاب میں اراکین قومی اسمبلی اور قوم کو اعتماد میں لیااور اپنے خطاب کے دوران وزیراعظم نواز شریف نے تمام حقائق کر کھل کر تذکرہ کیا اور اِس موقع پر پالیسی بیان دیتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ آخری دہشت گرد کے خاتمے تک آپریشن جاری رہے گا اور مُلک کی بقاو سلامتی اور ترقی اِس ہی میں پنہاں ہے کہ مُلک سے دہشت گردی کا مکمل خاتمہ کردیا جائے اور مُلک کو ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کیا جائے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعظم نواز شریف نے اراکین قومی اسمبلی سے اپنے مختصر سے خطاب میں اتنا کچھ کہہ دیا کہ آج وزیراعظم نواز شریف کے کہئے ہوئے سارے کے سارے حرف، لفظ اور جملے اور پیراگراف یقیناتاریخ کا حصہ بن

گئے ہیں اور وزیراعظم نواز شریف کے یہ جملہ ''ہم نے مُلک کو امن و سلامتی کا گھوارہ بنانے کا تہیہ کرلیا ہے اور ہم مُلک امن اور سلامتی کا گھوارہ بنا کرہی دم لیں گے'' ہمیشہ سُنہرے حرفوں میں لکھے جائیں گے ،اور جب بھی ہماری قوم اور نسل اِس جملے کو پڑھے گی اور سُنے گی تو یقیناً یہ جملہ ہماری قوم اور ہماری نسل میں ایک نئی روح پھونک دے گا اور قوم کو جلا بخشے گا۔

آج یہ یقیناً ساری پاکستانی قوم کے لئے انتہائی حوصلہ افزا اور تسلی بخش امر ہے کہ حکومت سمیت اپوزیشن کی تمام جماعتیں بھی مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے حکومتی آپریشن ضرب العضب پر پوری طرح متفق ہیں اور اِن میں کوئی دورائے نہیں پائے جارہی ہے اور یہ بھی بڑی حد تک قابلِ تعریف امر ہے کہ قومی اسمبلی میں شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب العضب کے حوالے سے ایک قرارداد بھی بھرپور انداز سے منظور کرلی گئی ہے جو اِس بات کی غماز ہے کہ ساری پاکستانی قوم یکدل اور یک زبان ہو کر دہشت گردی کے خلاف شروع کئے گئے آپریشن ضرب العضب کی حمایت کر رہی ہے۔

اگرچہ آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہماری حکومت نے اپنی زمین پر دہشت گردوں کی جانب سے ہونے والی دہشت گردی کے متواتر واقعات کے بعد آپریشن ضرب العضب کا اعلان کردیا ہے اور اَب حکومت اور فوج اور پاکستانی قوم یہ چاہتی ہے کہ

اِس آپریشن میں بھرپور طریقے سے کامیابی حاصل ہو اور مُلک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو مگر ایسے میں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہماری حکومت کے اِس سارے عمل میں امریکا کی مرضی بھی شامل ہے..؟یا آپریشن ضرب العضب کا فیصلہ ہماری حکومت نے خود اکیلے ہی کرلیا ہے..؟اگر ایسا نہیں ہے اِس آپریشن میں امریکا،افغانستان اور بھارت کی مرضی شاملِ حال نہیں ہے تو پھر کیا یہ خدشہ برقرار رہے گا کہ آنے والے دِنوں میں امریکا،افغانستان اور بھارت سمیت نیٹو افواج کی جانب سے شمالی وزیرستان کے دہشت گردوں کی آہ و فغاں پر یہ عناصر دہشت گردوں کی مدد نہیں کریں گے..؟اور ہمارے خلاف دہشت گردوں کو نہیں اُکسائیں گے..؟اگر ایسا نہیں ہے تو پھر سب ٹھیک ہے ورنہ ورنہ....؟؟؟؟؟؟؟

بہرحال...!اَب کچھ بھی ہے مگر پھر بھی حکومت کو اپنا یہ فیصلہ کُن معرکہ سر کرنے سے قبل اپنے اِن دوست نما دُشمنوں کو بھی اعتماد کے بہانے ہی صحیح... مگر ایک بار ضرور ٹٹول لینا چاہئے تھا پھر جو فیصلہ کرنا تھا کرلیتی ...؟چلو اگر ابھی کچھ کرلیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے مگر چونکہ اَب جو فیصلہ حکومت نے کیا ہے اِس میں اِسے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیوں کہ اَب ایسے اندر اور باہر دونوں ہی طرف سے بے شمار خطرات کا سامنہ کرنا پڑ سکتا ہے اور معاملہ کہیں کا کہیں بھی نکل سکتا ہے اور ہمارے سارے دُشمن ہم پر حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں کیا تب ہم اپنے کئی دُشمنوں سے اکیلے نمٹ

سکیں گے ہمیں اِس کے لئے بھی تیار رہنا ہوگا اور دوران آپریشن اپنے دُشمنوں کی ہر چال پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ایک عرصے سے سرزمینِ پاکستان پر حکومتی رِٹ کو چیلنج کرنے اور دہشت گردی کے ذریعے اپنی نام نہاد شریعت اور خودساختہ اصولوں اور ضابطوں کے نفاذ کے چکر میں غرق رہنے والے ناسُور نما دہشت گردوں نے کئی معصوم اِنسانی جانوں کو القمہ اجل بنایا ہے آج کونسا ایسا باشعور اور خوفِ خدا رکھنے والا اِنسان نہیں ہے جو اِن دہشت گردوں اور بد بختوں کے اِنسانیت سوز مظالم سے واقف نہ ہو اور اِن ظالموں کے خلاف کس کس نے.. اور کب کب اپنے ہاتھ بددعا کے لئے نہ اُٹھائے ہوں۔

اور آخر کار.. آج مظلوموں کی بددعائیں رنگ لے آئیں اور ربِ کائنات نے لوگوں کی سُن لی ہے اور اللہ ہی نے ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، قومی اداروں کے سربراہان اور افواج پاک کے سپہ سالارِ اعظم کے دلوں میں یہ جذبہ بھر دیا ہے کہ ظالم کے خلاف تم صف آرا ہو تو دیکھو میری مدد تمہارے لئے کیسے حاضر ہوتی ہے اور آج الحمدللہ ..! ہمارے حکمران، سیاست اور افواج پاک نے نعرہ تکبیر کی بلند صداؤں کے ساتھ مُلک کو ناسُور نما دہشت گردوں سے نجات دلانے کے لئے دہشت گردوں کے خلاف بھر پور طریقے سے ''آپریشن ضرب العضب'' شروع کردیا ہے اور

اَب ایسے میں قوم کواِس بات کی بھی یقینی طورپر تسلی کرلینی چاہئے کہ حکمران ، سیاست دان اور قومی اداروں کے سربراہان سمیت پاکستان کاایک ایک بچہ بھی ایک پیج پرآچکا ہے اور آج ہر محب وطن پاکستانی کی بس ایک ہی آواز ہے کہ اَب دہشت گردوں اور دہشت گردی کے خاتمے تک آپریشن جاری رہنا چاہئے اور سرزمین پاکستان کو اغیار کے یاراور ہمارے دُشمنوں سے پاک کیاجائے اوراِسی کے ساتھ ہی اَب ساری پاکستانی قوم یہ اُمید بھی رکھتی ہے کہ جلدہی قوم کوآپریشن ضرب العضب'' کی کامیابی کے بعد مُلک سے دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر سے چھٹکارہ حاصل ہوجائے گااور ہمارا یہ خوبصورت وطن امن وسکون اور محبت وآشتی کا گہوارہ بن جائے گااور ہم ترقی و خوشحالی اور مستحکم معیشت کے ضمن میں وہ مقام حاصل کرلیں گے جنہیں ایک لمبے عرصے سے دہشت گردوں نے اپنی وحشیانہ دہشت گردی سے ہم سے چھین لیا تھا۔

آہ سانحہ لاہور۔ ۔ ! کیا واقعی آٹھ افراد کے قاتل خادمِ اعلی پنجاب ہیں۔ ؟

انصاف ہے تو سانحہ لاہور پر شہباز شریف، رانا ثناء، آئی جی پنجاب، اور پولیس کے مخبر گُلو بٹ کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے...

آج قوم کو بجٹ میں مہنگائی اور بے جا ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبا کر مار دینے والی نواز شریف حکومت میں اِن کے بھائی اور وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف المعروف خادمِ اعلیٰ نے بقول طاہر القادری کے اپنے ہی شہر کے علاقے ماڈل ٹاؤن میں پولیس کو ایک حکم دے کر کئی معصوم اِنسانوں کو گولیوں سے بھون دیا اور کئی کو زخمی کردیا ہے جب پولیس لوگوں پر بیدریغ گولیاں برسا رہی تھی تب لوگ ایسے گر رہے تھے کہ جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے گرتے ہیں اور پنجاب پولیس مرد و عورت اور بچے اور بوڑھے میں تمیز کئے بغیر مرنے اور زخمی ہونے والوں کو ایسے گھسیٹ گھسیٹ کر ایک طرف کررہی تھی معاف کیجئے گا... ! کہ جیسے بلدیاتی ادارے جب علاقوں میں کُتا مار مہم شروع کرتے ہیں تو مرنے والے کُتوں کو بیدردی سے گھسیٹ گھسیٹ ایک طرف کرتے ہیں اور پھر بعد میں اِنہیں اپنی گاڑیوں میں بھر کر لے جاتے ہیں اُس روز ماڈل ٹاؤن میں سیدھی پولیس فائرنگ کے بعد یکدم ایسا ہی منظر نظر آیا تھا اور پنجاب کی حکم کی غلام

مگر بہادر پولیس نے اپنے ہی لوگوں پر گولیاں برسا کر اپنی شجاعت کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے۔

اگرچہ۔۔! غالب گمان یہ کیا جا رہا ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف المعروف خادمِ اعلیٰ کے حکمِ خاص کے مطابق جو لاہور کے علاقے ماڈل ٹاؤن میں تجاوزات کے خلاف آپریشن کلین اَپ کیا گیا اور اِس کے بعد ماڈل ٹاؤن میں پولیس اور معصوم شہریوں کے درمیان لاٹھی ،ڈنڈوں اور پولیس کی جانب سے لوگوں پر شیلنگ اور گولیوں کا آزادانہ جیسا استعمال کیا گیا اور اِس سے پھر جو صورت حال پیدا ہوئی اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ آپریشن کلین اَپ کا خاص ٹارگیٹ صرف منہاج القرآن سیکریٹرٹ ہی تھا اور اَب پیش آئے حالات وواقعات کے منظر میں یہ بھی محسوس کیا جا سکتا ہے کہ جیسے خادمِ اعلیٰ پنجاب نے یہ آپریشن شروع ہی اِس لئے کروایا تھا کہ جب منہاج القرآن سیکریٹریٹ کے باہر موجود رکاوٹیں ہٹانے کی کوشش کی جائے گی تو لامحالہ اِس کی بھرپور مذمت کی جائے گی اور جب عوامی تحریک کے کارکنان کی جانب سے کسی قسم کا ہلکا سا بھی کوئی ردِ عمل سامنے آئے گا تو فوراََ ہی پولیس اِن پر آدم خور گدھ کے مفاق ٹوٹ پڑے گی اِس سے عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری اور دوسروں کے دلوں پر خوف بیٹھ جائے گا اور یوں یہ حکومت مخالف تحریک شروع کرنے سے رک جائیں گے اور حکومت کا کام چلتا رہے گا مگر خادمِ اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کی ساری پلاننگ دھری کی دھری

رہ گئی اور سب کچھ پنجاب کی وفادار اور خادمِ اعلیٰ کے ایک اشارے پر چلنے والی پولیس اور اِس کے بہادر اہلکاروں نے اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا اور منہاج القرآن سیکریٹریٹ پر عوامی تحریک کے کارکنان پر ہلہ بول کر تصادم کا ایسا رن جمایا کہ معصوم لوگوں پر سیدھی فائرنگ کرکے 8 یا اِس سے زائد اور 100 سے بھی کچھ اُوپر افراد کو زخمی کردیا۔

لاہور کے ماڈل ٹاؤن میں پنجاب پولیس کی بہادری کی یہ خبر ساری مُلک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ہر محب وطن پاکستانی خادمِ اعلیٰ پنجاب شہباز شریف، رانا ثناء اللہ، آئی جی پنجاب پولیس اور ن لیگ کے کارکن اور پولیس کے مخبر خاص گُلو بٹ کے کردار پر افسوس کا اظہار کرتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ ویسے تو وزیراعظم نواز شریف کے بھائی اور پنجاب کے وزیر اعلی شہباز شریف المعروف خادمِ اعلیٰ لوگوں کی مدد کرنے کو اپنا دین اور دھرم تصور کرتے ہیں مگر آج اپنی سیاست چمکانے کے لئے خادمِ اعلیٰ نے منہاج القرآن سیکریٹریٹ پر رکھی رکاوٹیں ہٹانے کے بہانے اپنی زیر کنٹرول پولیس کو لوگوں پر گولیاں برسانے کا حکم دے کر 8 سے زائد اور سو سے زیادہ افراد کو زخمی کرادیا ہے اِس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

اَب یہ کسی کو کیا پتہ تھا کہ 17 جون کو خادمِ اعلیٰ پنجاب کے حکم سے پنجاب

کی بہادر ترین پولیس آٹھ معصوم اِنسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دے گی اور سو سے زائد افراد کو اپنی گولیوں سے چھلنی کرکے زخمی کردے گی اور یوں اپنے ہی معصوم شہریوں کو مارنے کے بعد خادمِ اعلیٰ کا گردان کرنے والے اپنے وزیرِاعلی پنجاب شہباز شریف سے اپنے سینے پر بہادری کے انگنت تمغے سجالے گی کیوں کہ صوبہ پنجاب کی پولیس کا یہ تاریخی کارنامہ ہے کہ جب اِس نے طاہر القادری کے گھر کے باہر لگے بیریئر ہٹانے کے دوران پُرامن احتجاج کرنے والے مظاہرین پر جو خادمِ اعلی پنجاب شہباز شریف اور آئی جی پنجاب کے حکم پر سیدھی گولیاں برسائیں تھیں اِس کی گولیوں سے دوخواتین سمیت آٹھ افراد کی ہلاکت ہوئی تھی یہی تو پنجاب پولیس کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی اِسے جتنی بھی داد دی جائے وہ کم ہے کیوں کہ جیسے ہی اُوپر سے فائرنگ کا حکم ملا تو ہماری پنجاب کی فرمانبردار اور بہادر پولیس نے آؤدیکھا نہ تاؤ نہتے لوگوں پر اسٹیٹ فائرنگ کا ایک نہ رکنے والا ایسا سلسلہ شروع کردیا جو مظاہرین کے منتشر معاف کیجئے گا... آٹھ افراد کی ہلاکت اور سو سے زائد معصوم شہریوں کے زخمی ہونے تک جاری رہا یقیناً یہ پنجاب کی بہادر اور فرمانبردار پولیس کا وہ کارنامہ ہے جس کی نواز حکومت جتنی بھی تعریف کرلے وہ بھی کم ہے پنجاب پولیس نے اپنی سیدھی فائرنگ سے بہت سے گھروں کے واحد کفیلوں کو قبر کی آغوش میں دھکیل کر بچوں سے باپ، بہنوں سے بھائی، بیویوں سے سہاگ اور ماؤں سے لختِ جگر چھین لئے ہیں تو وہیں اَب بن باپ کے بچوں کو دنیا کی ٹھوکروں میں دردر کی

خاک چھاننے کے لئے بھی چھوڑ دیا ہے اور آج کے بعد پنجاب کی درندہ صف پولیس کے اہلکار اپنے اِس اِنسانیت سوز کارنامے پر سینہ پھولا کر دندناتے پھریں گے اور اپنی اِس بہادری پر وزیراعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف سمیت حکومتی حلقوں سے ڈھیروں انعامات اور تعریفی اسناد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اگلے گریڈوں میں ترقی بھی پالیں گے، کیوں کہ ہمارے یہاں تو ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور اِس مرتبہ بھی یکدم ایسے ہی یا اِس سے بھی بڑھ کر کچھ ہوگا۔

بہرحال... ! وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف المعروف خادم اعلیٰ نے ماڈل ٹاؤن میں اپنی ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران سانحہ منہاج القرآن سیکریٹریٹ کی عدالتی انکوائری کا حکم دے دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر کمیشن نے مجھے ذمہ دار قرار دیا تو ایک منٹ میں استعفیٰ دے کر خود کو عوامی عدالت میں پیش کردوں گا اور ساتھ ہی خادم اعلیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ معصوم اِنسانی جانوں کے ضیاع پر دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور شہباز شریف نے علامہ طاہر القادری کے سامنے اپنی یہ پیشکش بھی رکھ دی ہے کہ اگر طاہر القادری 8 افراد کی ہلاکت کا مقدمہ میرے خلاف درج کروانا چاہتے ہیں تو شوق پورا کرلیں جبکہ اِس موقع پر شہباز شریف نے یہ بھی برملا کہا کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ بیریئر ہٹانے کے لئے بہت بڑی بربریت کی گئی ہے'' اَب کیا سانحہ ماڈل ٹاؤن کے وہ متاثرین جو پولیس کی اندھی فائرنگ سے زخمی ہوئے ہیں یا جن

کے پیارے اِس فائرنگ کے واقعے میں ہلاک ہوگئے ہیں وہ شہباز شریف کی اِس پریس کانفرنس کے بعد خادمِ اعلیٰ پنجاب کو بے قصور تصور کریں...؟یا ابھی متاثرین کا یہ خیال ہے کہ گولی شہباز شریف کے حکم اور اشارے پر چلائی گئی ہے اَب جیساکہ عوامی تحریک کے سربراہ علامہ طاہر القادری کا کہنا ہے کہ منہاج القرآن سیکریٹریٹ اور اِن کے گھرے باہر پولیس کی فائرنگ سے شہید کارکنوں کی ایف آئی آر شریف برادران کی کابینہ کے خلاف درج کرائیں گے اور طاہرالقادری کا یہ بھی کہنا ہے کہ اَب حکومت کا

جانا ٹھیر گیااُنھوں نے کہاکہ ہمارا آپریشن ضرب العضب کے حوالے سے پاکستان فوج کے ساتھ کھڑا رہنے کا اعلان پر ہی ہم سے پنجاب حکومت اور شہباز شریف انتقام لے رہے ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب سانحہ ماڈل ٹاؤن پر مگرمچھ کے آنسو بہاکر ڈھونگ رچارہے ہیں جبکہ علامہ طاہر القادری نے شہداء کا قصاص اور حکومت کا خاتمے اور نوازاور

شہبازشریف پر قتل کاپرچہ کٹوانے کا اعلان کردیاہے اور یہ بنائے گئے جوڈیشل کمیشن کو بھی مسترد کردیاہے اور برملا یہ اعلان بھی کیاہے کہ شہبازشریف کے حکم کے بغیرایسی قیامت برپانہیں ہوسکتی اوراِس کے ساتھ ہی اپنے اِس عزم کو بھی دُہرادیاکہ ہماراانتقام اِب انقلاب ہی ہوگا" ایک طرف شمالی وزیرستان میں پاک فوج نے دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے آپریشن ضرب العضب بھرپور طریقے سے شروع کررکھاہے تودوسری جانب طالبان سے نرم گوشہ رکھنے والی نوازشریف حکومت میں بیٹھے بیٹھائے سانحہ ماڈل ٹاؤن برپا کردیاہے اَب دیکھتے ہیں کہ اِس سارے

عمل میں کون کون کس طرح اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے..؟

بہرکیف..! میں اَب آخر میں چلتے چلتے یہ عرض کرتا چلوں کہ لاہور کے علاقے ماڈل ٹاؤن میں جو ہوا وہ ہر لحاظ سے قابلِ مذمت ہے اور پنجاب حکومت نے منہاج القرآن سیکریٹریٹ پر لگے بیریئر کو ہٹانے کے بہانے خود حالات خراب کئے ورنہ ایسے بہت سے بیریئر تو خود پنجاب کے وزیراعلیٰ ہاؤس اور دیگر اداروں کے اطراف سمیت رائے ونڈ کے محلات کے باہر بھی تو موجود ہیں اگر وزیراعلیٰ پنجاب کو تجاوزات کا خاتمہ ہی کرنا ضروری تھا تو یہ سب سے اپنے وزیراعلیٰ ہاؤس اور دیگر اداروں کے اطراف سمیت اپنے رائے ونڈ کے محلات سے رکاوٹیں ہٹانے کی شروعات کرتے تو پھر بات تھی مگر خادمِ اعلی نے ایسا کرنا مناسب ہی نہ سمجھا بلکہ اُنھوں نے قوم کی توجہ آپریشن ضرب العضب سے ہٹانے اور طاہرالقادری کو حکومت مخالف تحریک روکنے کے لئے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر پولیس کے ذریعے قیامت برپا کی ہے اور اِس موقع پر راقم الحرف کا ایک خام خیال یہ بھی ہے کہ دنیا میں پہلے جتنے بھی انقلاب آئے اِنہیں لانے کے لئے غریب، بے کس و مجبور اور مفلوک الحال افراد نے اپنے خون کے نذرانے پیش کئے تو انقلاب آئے آج انقلاب کی تعریف بدل گئی ہے مگر اَب انقلاب کی اُمید اُس وقت ہی پیدا کی جاسکتی ہے جب اشرافیہ کی سوچ بدل جائے اور اِن کی سوچ اُس ہی وقت تبدیل ہوگی جب اشرافیہ کو انقلاب کی بازگشت میں اپنے مفادات نظر آئیں گے آج ہمارے

مُلک میں جو لوگ جلد یا دیر انقلاب کی بانگیں بلند کر رہے ہیں اِنہیں چاہئے کہ یہ غریبوں کو سڑکوں پر لا کر اِنہیں اپنی پرائی اُلٹی سیدھی گولیوں سے مروانے کے بجائے مُلکی اشرافیہ کے ذہن میں اپنے پسند کی انقلاب اور اِن کے مفادات کے انقلاب کا جذبہ بیدار کریں تو ممکن ہے کہ مُلک میں کوئی انقلاب آ جائے ورنہ تو یوں ہی غریبوں اور معصوموں کو مروانے سے کبھی بھی انقلاب نہیں آ سکے گا آج جو لوگ واقعی مُلک میں انقلاب کی باتیں دیر یا جلد آنے کی کر رہے ہیں وہ اپنی جذباتی تقاریروں اور لیٹریچرز کے ذریعے معصوم اِنسانوں کو بھی باہر سڑکوں پر لا کر مروانے کے بجائے معاشرے میں موجود ایلٹ کلاس لوگوں کو اِن کے مفادات کا جھانسہ دے کر باہر لائیں اور اِن سے انقلاب کی اُمید رکھیں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ لوگ غریبوں کو انقلاب کے نام پر مرنے یا مروانے سے اجتناب برتیں تو اچھا ہوگا۔

...پریشان نہ ہوں، قومیں تجربات ہی سے سیکھتی ہیں

آج ہمیں یہ حقیقت ماننی پڑے گی کہ قومیں ہر مشکل حالات میں اپنے تجربات سے ہی سیکھتی ہیں اور خود کو اتنا مضبوط کرتی ہیں کہ دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن جاتی ہیں اِس سے انکار نہیں کہ آج ہماری قوم اور ہم جن حالات وواقعات اور مشکل ترین لمحات سے گزر رہے ہیں اِس موقع پر ہمیں خود کو متزلزل کرنے کے بجائے صبر وبرداشت اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ یہ موقع ہمارے امتحان اور کڑی آزمائش کا ہے اور اِس موقع پر ہمیں جوش کے بجائے ہوش سے کام لینا چاہئے اور آج خود کو تجربات کی بھٹی میں پکا کر کندن بنالینے ہی میں ہم سب کی عافیت ہے۔زمانے کی تاریخ بتاتی ہے کہ ویسے تو عالمی سطح پر ہرپل حالات اور منصوبے بنتے اور بگڑتے ہی رہتے ہیں اور کچھ کو یہی حالات تباہی کے دہانے پر پہنچادیتے ہیں اور بہت سوں کو بگڑے حالات نئی منزل اور ترقی کا پتہ بھی دیتے ہیں اگرچہ اِن کے بُرے یا اچھے ثمرات صدیوں پر محیط ہوتے ہیں جن سے اقوام بنتی اور بگڑتی ہیں آج بدقسمتی سے میرا ملک پاکستان جو ابھی اپنی عمر کے لحاظ سے نصف صدی گزار کر چند سال اُوپر کا ہوگیا ہے اور اَب یہ آہستہ آہستہ ایک صدی پوری کرنے کی جانب رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے جبکہ آج اِس کی حالتِ زار دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ صدیوں پرانا ملک ہے

مگر آج جب ہم کسی سے اِس کی خستہ حالی اور تباہی سے متعلق پوچھتے ہیں تو کوئی ہمیں یہ بتانے کو ہر گز تیار نہیں ہے کہ کوئی ہمارے سامنے آئے اور ہمیں اُن حقائق کو بیان کرے جن کی وجہ سے میرے مُلک کا یہ بُرا حال ہوگیا ہے۔اگرچہ جب سے میرے مُلک کا قیام ہوا ہے تب ہی سے اِس پر شخصیت پرستوں کا ہی راج رہا ہے اور ہر شخص اپنی مرضی کا اطلاق چاہتا رہا اور پھر کچھ عرصے اپنی مرضی چلا کر نکل گیا اور دوسروں کو مسائل اور بحرانوں کی دلدل میں دھنسا گیا آج ہم جن بحرانوں اور مشکلات کا شکار ہیں بے شک ہمیں اِن سے دوچار کرنے والے ہمارے وہی اور یہی حکمران ہیں جن کے پاس نہ دوراندیشی ہی تھی اور اِنہیں نہ حکمران کا ڈھنگ ہی آتا تھا۔جس نے جیسا کہا اور اُنہوں نے جیسا سُنا ویسا ہی کردیا یہ جانتے کی زحمت ہی نہ کہ اِن کے اِس عمل سے قوم کو کن مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اِس کی کسی کو کبھی بھی کوئی پرواہ نہیں رہی ... جس کا جو جی میں آیا وہ اِس نے کیا ... اور جیسا دوسروں نے مشورہ دیا ویسا ہی کیا آج یہ ہمارے شخصیت پرست حکمرانوں کا ہی کیا دھرا ہے کہ جس کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے اور کسی کو کچھ نہیں پتہ کہ خدا جانے کب تک قوم کو آزمائشوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑے۔

مجھے یاد پڑ رہا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تب ہی سے میں یہ سُنتا اور پڑھتا آرہا ہوں کہ ’’ وطنِ عزیز کو اپنے اور پرائے سب ہی نے اپنے اپنے

مقاصد کے چکر میں کھو کھلا کر دیا ہے ہے اور حالات نازک سے نازک تر اور خطرے سے خطرناک حد تک پہنچ گئے ہیں، کوئی ایسا نہیں ہے کہ کوئی آگے بڑھے جو میرے وطن کو لوٹنے والوں .... اور حالات کو خراب کرنے اور ملکی معیشت کو تباہ کرنے والوں.... اور گلی گلی دہشت گردی، لوٹ مار، کرپشن بازی اور میرٹ کا کھلے عام قتل کرنے والوں سے بچائے..." آج کافی عرصے گزر جانے کے بعد بھی کچھ ترمیم اور نئے لفظوں اور جملوں کے اضافوں کے بعد ایسے ہی الفاظ بکثرت سُننے، پڑھنے اور دیکھنے کو مل رہے ہیں پہلے اور اَب میں فرق صرف یہ ہے کہ پچھلے زمانے میں چند ایک بزرگ افراد جب فارغ اوقات میں کہیں جمع ہوتے یا کسی تقریب میں ایک ساتھ ہوتے تو یہ گفتگو کرتے تو یہ سب کچھ کہا کرتے تھے مگر آج تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے سب ہی اپنی اپنی ذمہ داریوں سے فارغ کیا...؟ بلکہ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جس کو دیکھو یہی باتیں کرتا ہے، لگتا ہے کہ جیسے نااہل اور ناعاقبت اندیش حکمرانوں ساری قوم کو ہی توانائی بجلی اور گیس کے بحرانوں میں جکڑ دیا ہے اور قوم کو نفسیاتی مریض بنا کر رکھ دیا ہے، آج تو قوم اِس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اِس کی حالتِ زار دیکھ کر دوسرے اول درجے کے پاگل سمجھنے لگے ہیں کیوں کہ آج پاکستان میں بسنے والا ہر شخص مکمل طور پر پاگل ہو گیا ہے جس کی زبان پہ صبح و شام بس یہی دو جملے رہ گئے ہیں " بجلی آئی " اور "بجلی گئی" اور تیسرا جملہ یہ ہوتا ہے کہ " لو پھر گئی آئی ہی کتنی دیر تو تھی اگر پلک جھپکنے کو ہی آنا تھا تو یہ کل مُنی آئی ہی کیوں تھی"۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیشہ ہمارے حکمرانوں کی غلط حکمتِ عملی کے باعث مُلک کو قوم کو انگنت ایسے نقصانات اُٹھانے پڑے ہیں کہ اَب جن کا ازالہ بہت مشکل ہوگیاہے مگراِن ساری باتوں کے باوجود ہم ابھی پُراُمید ہیں اِس لئے کہ اقوام کی تاریخ گواہ ہے کہ قومیں تجربات ہی سے سیکھتی ہیں اور آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہم اور ہمارے حکمران اور رہمارے سیاستدان اور ہمارے ادارے اِن دِنوں تجربات سے سیکھنے کی پوری پوری کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں اور آج سب ایک پیج پر جمع ہیں جس کی تازہ ترین مثال آپریشن ضرب العضب ہے جس نے ساری قوم کی سوچ ایک کردی ہے اور سب میں اِن کی اور مُلک کی بقاو سلامتی کاجذبہ بیدار کردیاہے اور سب کواِس پر مجبور کردیاہے کہ جب تک مُلک سے دہشت گرد اور دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہوجاتاہے اُس وقت تک ہمارامُلک ٹھیک طرح سے ترقی اور خوشحالی کی منزلیں طے نہیں کرسکتاہے الحمدُللہ... !آج ساری قوم کے اِسی جذبے حب الوطنی نے ہر فرد کی ایک منزل اورایک مقصد متعین کردیاہے اورآج سب افواج پاک کے شانہ بشانہ ہیں اور ربِ کائنات سے دعاگو ہیں کہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اورآپ ﷺ کی آل کے صدقے ہماری افواج پاک کو آپریشن ضرب العضب میں ثابت قدمی عطافرمااور دہشت گردوں کے خون کے آخری قطرے کو ختم ہونے تک ہماری پاک اور بہادر فوج کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنارفرما..چونکہ اَب ہماری قوم نے اپنے ماضی

کے تجربات سے سیکھ لیا اور آج ہماری قوم افواجِ پاک کے ساتھ اپنے نئے اور تابناک مستقبل کی تلاش میں ہے۔ (ختم شُد)

آ دیکھیں ذرا کس میں کتنا ہے دم

آج قادری پاکستان آ رہے ہیں ....!! جمہوری حکومت آمرانہ اقدام سے گریز کرے...

آ دیکھیں ذرا کس میں کتنا ہے دم، جم کے رکھنا قدم اُوساقیا... قادری اور حکومت آمنے سامنے

حکومت طاہر القادری کو فری ہینڈ دے......

آج اسلام آباد میں علامہ طاہر القادری کی وطن واپسی پر حکومت نے تو اپنے لحاظ سے سیکورٹی کے انتظامات اور اقدامات کر لئے ہیں تو وہیں یہ بھی اطلاعات ہیں کہ تحریک منہاج القرآن اور عوامی تحریک کے کارکن بڑی تعداد میں لاہور، جہلم، اٹک، گجرات، گوجرنوالہ، پشاور، مری، آزاد کشمیر سے راولپنڈی پہنچ گئے ہیں جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں عوامی تحریک نے ڈنڈابردار فورس بھی تیار کر رکھی ہے تواُدھر ہی کسی بھی ممکنہ صورتحال سے بروقت نمٹنے کے لئے راولپنڈی پولیس کی چھٹیاں بھی منسوخ کردی گئی ہیں اور سیکورٹی فورسز کو ریڈالرٹ کردیاگیاہے اِس منظر اور پس منظر میں ایسالگتاہے کہ جیسے دونوں جانب سے اپنی اپنی تیاریاں مکمل ہیں اور دونوں طرف سے ایک دوسرے کی مزحمت کی صورت میں اقدامات کو آخری شکل دے دی گئی ہے اَب اِس موقع پر ایسے

لگ رہا ہے کہ جیسے حکومت اور عوامی تحریک کے کارکنان با کثرت یہ گنگنا رہے ہوں کہ آ دیکھیں ذرا کس میں کتنا ہے دم، جم کے رکھنا قدم اُو ساقیا۔۔۔''۔''

بہر کیف۔۔۔! خبروں کے مطابق پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے سربراہ و عالمِ اسلام کے معروف مذہبی اسکالر عزت مآب قبلہ حضرت علامہ طاہر القادری مدظلہ تعالیٰ ہفتے کو کینیڈا سے پاکستان آتے ہوئے لندن میں مختصر قیام کے بعد توقع ہے کہ 22 جون کی سہ پہر لندن سے اپنے وطنِ عزیز پاکستان آنے کے لئے روانہ ہوں گئے ہیں اور جب میرا یہ کالم آپ پڑھ رہے ہوں گے تو علامہ کا جہاز پاکستان کے لئے اپنا سفر جاری کر چکا ہو گا اور اِنشاء اللہ قوی اُمید ہے کہ حضرت کل یعنی کہ 23 جون کی صبح پاکستانی وقت کے مطابق 6 بجے اسلام آباد ائیرپورٹ پہنچ گئے ہوں گے جہاں عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کی بڑی تعداد اتوار پیر 22 جون کی درمیانی رات ہی سے موجود ہو گی اسلام آباد ائیرپورٹ پر کارکنان اپنے روحانی پیشوا اور مُلک میں آمرانہ طرزِ جمہوریت اور موجودہ پوری حکومت پر گُلو بٹ جیسے ظالم حکمرانوں کے کئیےجانے والے قبضے سے نجات دلانے کی تحریک کے خالق اور مُلک میں انقلاب کی صدا بلند کرنے کے داعی علامہ طاہر القادری کا پُر تپاک استقبال کریں گے اور یہاں سے عوامی تحریک کے کارکنان ریلی کی صورت میں اپنی سیکورٹی میں اپنے سربراہ کو اِن کی قیام گاہ تک لے جائیں گے۔

اگرچہ آج اِس سارے پس منظر میں ہماری جمہوری حکومت کے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی کی زیر صدارت اعلیٰ سطح اجلاس میں راولپنڈی اسلام آباد میں حفاظتی انتظامات ضرب عضب '' آپریشن کے اثرات اور طاہری القادری کی آمد پر سیکورٹی اقدامات کا '' جائزہ لینے کے بعد ہمارے وزارتِ داخلہ نے طاہر القادری کی آمد سے قبل جامع پلان مرتب کرتے ہوئے سیکورٹی کے مختلف خدشات کے باعث اسلام آباد میں ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی عائد کرنے کی ہدایت کردی ہے اور ساتھ ہی سیکورٹی اداروں کو عوامی تحریک کی ریلی کو مکمل سیکورٹی فراہم کرنے کی بھی خصوصی ہدایات جاری کردی ہیں۔

جبکہ اُدھر لندن سے وطن واپسی پر اپنے مختصر قیام کے دوران علامہ طاہر القادری نے اپنی پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہاکہ وہ ہر قیمت پر اسلام آباد پہنچیں گے، موجود حکومت اِنہیں روکنے اور ہراساں کرنے کے لئے چاہئے جتنے بھی اقدامات کرلیں، موجودہ حکومت اپنی موت قریب دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہوچکی ہے، مُلک میں خاندانی بادشاہت اور بدترین آمریت ہے اور ساتھی اُنہوں نے یہ بھی کہاکہ پوری حکومت گلوبٹ چلارہے ہیں پہلے الیکشن میں دھاندلی ہوئی تھی اَب توپوراالیکشن ہی خریداجاتاہے،ایسے میں اَب یہ دیکھتے ہیں کہ ایک طرف حکومت ہے تودوسری طرف علامہ طاہر القادری ہیں دونوں ہی اپنی

اپنی قوت کا مظاہر کرنے اور ایک دوسرے کو سیاسی واخلاقی میدان میں پچھاڑنے کا ارادہ رکھے ہوئے ہیں خدشہ ہے کہ 22 جون کی رات یا 23 جون کی صبح حکومتی مشینری اور عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کے درمیان پھر کوئی ایسا سانحہ نہ رونما ہوجائے جو بہت سے سوالات کے نہ ملنے والے جوابات کو جنم دے دے اور قوم اِن کے جوابات اور وجوہات کی تلاش میں برسوں سرگرداں رہے مگر اِسے پھر بھی کچھ حاصل نہ ہواور پھر کوئی سانحہ تاریخ کے اوراق پر ظالم حکمران اور مظلوم عوام کی داستان رقم کردے۔

بہرحال..!آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ جب تک حکومت کو آپریشن ضربِ العضب میں کامیابی حاصل نہیں ہوجاتی ہے اُس وقت تک مجموعی طور پر ہماری موجودہ جمہوری حکومت کو مُلک میں کسی بھی شخص یا گروپ کو دبانے کے خاطر آمرانہ اقدام یا اقدامات سے گریز کرنا چاہئے اُمید ہے کہ حکومت میرے اِس کہے کو سمجھ گئی ہوگی اور قادری کو فری ہینڈ دے گی کیوں کہ یہی ایک اچھی جمہوری حکومت کا تقاضہ ہے حکومت کو اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اِس اعتماد اور اُمید پر قائم رہنا چاہئے کہ ابھی اُسے اپنی مدت پوری کرنی ہے اور اگلے وقتوں میں اِسے بہت سے کام کرنے ہیں آج اگر وہ کسی شخصی معاملات یا کسی کی ایک مخصوص طرزِ سیاست اور انقلاب نما سوچ کو دبانے کے لئے اُلجھتی رہی تو پھراِس نے وہ کام کرلئے جواِسے آئندہ سالوں میں اپنے ذاتی مفادات اور مُلک اور قوم کے لئے آنے میں

نمک جتنے کرنے ہیں سوحکومت کو موجودہ حالات میں جوش کے بجائے ہوش سے کام لیناچاہئے اور طاہر القادری کواِن کے کام کرنے کے لئے فوری طور پر فری ہینڈ دے دیناچاہئے تاکہ قادری بھی اپناکام کرتے رہیں اوراِن پر حکومت کے کسی سخت اقدام سے مظلومیت کی چھاپ بھی نہ لگے اوراِس دوران حکومت بھی اپنے دیگرکاموں میں ٹھیک طرح سے مصروفِ عمل رہے تاکہ دنیا کو یہ بتاسکے کہ یہی اصل میں جمہوری اور جمہوریت کے تقاضے ہیں ہے۔

اگرچہ پچھلے کئی دنوں سے حکومت اور انقلابی تحریک والوں کی جانب سے ضداور اناکی رسی میں جکڑے کچھ عناصر نے مُلک میں ایسے حالات پیداکردیئے یا کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس سے اَب ایسالگتاہے کہ جیسے اگر کینیڈاسے قادری مُلک واپس آ گئے توخاکم بدہن مُلک میں پتہ نہیں کیاہوجائے گا...؟اور اگر وہ مُلک نہیں آسکے توخدانے کیاہوجائے گا..؟،اور اگر قادری مُلک پہنچ آگئے توپھر کیاہوگا..؟اِس لئے قادری کومُلک میں آنے سے روکاجائے اوراِنہیں سیاست سے دوررکھاجائے..؟حکومت اور عوامی تحریک کی جانب سے اِس قسم کے خدشات میں مبتلاافرادنے خواہ مخواہ ساری پاکستانی قوم کو پریشان کررکھاہے کچھ نہیں ہوگابس قادری زیادہ سے زیادہ یہی کریں گے کہ دوچار دن سانحہ لاہور پر سخت جملے کہیں گے، دوایک ہنگامی پریس کانفرنسز کریں گے اور روالپنڈی یا لاہور میں بڑے بڑے دوایک انقلابی جلسے کریں گے اوراِن سب مواقعوں پر شیر کے

دانت اور پنجے توڑ کر اِسے کسی زو (چڑیا گھر) کی طرح پنجڑے میں بے ضرر سا قیدی شیر بنانے کی باتیں کریں گے اور اِس سے زیادہ علامہ کیا کریں گے ..؟ ذرا سوچو کہ اِس سے پہلے کی حکومت میں بھی تو علامہ نے بڑی لن ترانی کی تھی مگر اِنہوں نے تب کیا کرلیا تھا...؟ ور اَب کیا کرلیں گے...؟ حکومت قادری کے معاملے میں سنجیدہ

ضرور رہے مگر اِنہیں اتنی اہمیت نہ دے جتنی اور دیگر معاملات میں دے رہی ہے مگر چلتے چلتے میں پھر بھی ایک بات حضرت قبلہ طاہری القادری سے ضرور کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جب قادری کو ایسا کوئی موقع ہاتھ لگ جائے جس کے لئے قادری مُلک تشریف لارہے ہیں تواِس مرتبہ قادری کو تمام سیاسی اور اپنی ذاتی مصالحت پسندی سے پاک ہونا ہوگا اور ہر صورت میں اپنے انقلابی عزم کو عملی جامہ پہنانا ہی ہوگا اَب ورنہ عوام قادری کے انقلاب کو ڈھونگ سمجھنے لگیں گے اور اگر علامہ طاہر القادری اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر اِنہیں مُلک پر قابض خاندانی حکمرانوں اور سیاستدانوں سمیت مُلک میں آمرانہ طرز جمہوریت کے خاتمے کے لئے لوگوں کو باہر سڑکوں پر لانے سے بھی اجتناب برتنا ہوگا اور ہر قسم کے پنگے بازی سے خود کو بچانا ہوگا یعنی یہ کہ آج موجودہ حالات میں قادری کے لئے بھی کڑا امتحان اور آزمائش کا وقت ہے کہ اَب وہ کس طرح اپنی مثبت سوچ سے مُلک میں نصف صدی سے زائد فرسودہ نظامِ جمہوریت اور ہر قسم کی برائیوں سے لبریز خاندانی حکمرانی اور کرپشن سے لت پت سسٹم کا خاتمہ کرتے ہیں اور حکمرانوں کی شکل میں قوم پر مسلط

خونخوار شیر کے دانت اور پنجے توڑ کر حقیقی معنوں میں قید کرکے اِسے اِنسان دوست شیر بناتے ہیں اور اپنے مثبت نعرہ انقلاب کو بلند کرکے بغیر کسی سُرخ انقلاب کے مُلک کو پُر امن انقلاب کا گہوارہ بناتے ہیں..؟

عمران خان کا حکومت کو الٹی میٹم

عمران خان کا حکومت کو الٹی میٹم ....!! کیا سونامی ایک ماہ بعد حکومت کو کھدیڑ دیں گے...؟

عمران خان کے چوتھے جلسے میں چار سوالات ،اور حکومت کے لئے چار ہفتے......

لگتا ہے کہ حکومت کو بھی شدت سے یہ احساس ہونے لگا ہے کہ اِس سے چودہ ماہ میں ایک یا دو نہیں بلکہ بے شمار ایسی غلطیاں ضرور سرزد ہو گئیں ہیں جن کا اِسے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا مگر اَب جب لگاتار اپوزیشن کی جماعتوں کی جانب سے حکومت کی تبدیلی کی تحاریک چل پڑی ہیں اور عوام کو سڑکوں پر لانے کی باتیں کی جارہی ہیں تو ایسے میں اِسے محسوس ہورہاہے کہ اِس سے غلطیاں ہوئی ہیں مگر اَب یہ اور بات ہے کہ حکومت اپنی غلطیوں سے انکاری رہے مگر ساتھ ہی یہ بھی تو حقیقت ہے کہ حکومت سے چودہ ماہ میں انگنت غلطیاں ہوئیں ہیں تب ہی تو کینیڈا سے انقلاب اور تبدیلی کا علم اُٹھائے طاہرالقادری بھی چلے آئے ہیں۔

اگرچہ آج یہ بڑی حد تک درست بھی ہے کہ ابھی پسِ پردہ اللہ اللہ کرکے حکومت نے انقلابی مین طاہرالقادری سے اپنی غلطیوں پر معافی تلافی کی ہے اور اِن کے گھر سے ہٹائے گئے بریئر دوبارہ لگادیئے گئے ہیں... اوراِس طرح حکومت نے قادری

کی آل پارٹی کانفرنس تک اپنی جان قادری کی انقلابی لنترانیوں سے کچھ عرصے کے لئے چھڑالی تھی اوریوں ابھی حکومت کو قادری کے سیاسی و انقلابی حربوں سے کچھ سُکھ کا سانس ہلا تھااور اِس نے یہ سوچاہی تھاکہ چلو رمضان المبارک تو قادری کے چپ رہنے سے چین سے گزرجائیں گے مگر دوسری طرف یہ کیا ہوگیا..؟کہ ماہِ رمضان کی آمدسے دوروز قبل ہی پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان (معاف کیجئے..المعروف مسٹر سونامی ڈاکٹرعمران خان القادری) نے اپنے جلسوں کے سلسلے کے چوتھے (اور آخری بہاولپور میں منعقد ہونے والے ایک بڑے) جلسے عام میں اپنے مخصوص اندازِ خطابات سے ذراہٹ کر ایک نئے اور اچھوتے انداز سے حکومت کو اپنے چار حیران وپریشان کُن سوالات کے ساتھ ایک ماہ کا اُلٹی میٹم دے دیااور کہاکہ حکومت اِن کے پوچھے گئے چار سوالات کے جوابات قوم کے سامنے پیش کرے تو ٹھیک اور اگرحکومت نے ایسانہیں کیا..؟توپھر 14اگست 2014 کو نام نہاد جمہوریت اور فراڈیئے حکمرانوں سے نجات دلانے کے لئے نئے پاکستان کی تعمیر کے لئے اسلام آبادتک لانگ مارچ کیا جائے گا۔

بہاولپورمیں پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان القادری نے ایک جلسے عام سے اپنے خطاب میں کہاکہ اگر حکومت نے ایک ماہ میں مطالبات تسلیم نہ کئے توہر حالات میں 14اگست کو سونامی 10لاکھ افراد کے ساتھ اسلام آباد میں داخل ہوجائے گاجبکہ اِس موقع پر عمران خان نے حیران

سُخن انداز سے پولیس والوں کو مخاطب کیا اور اِنہیں متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر پنجاب پولیس نے ہمارے کسی بھی کارکن کو روکنے کی کوشش کی یا پھر اس پر ڈنڈے چلائے یا گولی چلائی تو پھر ذمہ داروں کو میں کسی بھی صورت میں نہیں چھوڑوں گا اور میں خود پھانسی دوں گا اور اپنے اِسی خطاب میں عمران خان نے یہ بھی کہا کہ وہ کارکنوں کے نئے پاکستان کی تعمیر کے جنون کو سلام اور مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ اگر کارکنوں کا یہی جنون رہا تو وہ دن کوئی دور نہیں کہ جب ہم ایک نیا پاکستان بنائیں گے اور فراڈ یئے حکمرانوں اور برسوں سے مُلک میں رائج فرسودہ سسٹم سے چھٹکارہ پالیں گے جبکہ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان القادری نے اپنے جن سوالات کے جوابات حکومت سے مانگے ہیں اور جو حکومت کے لئے وجہ الٹی میٹم بھی بنے ہیں وہ سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

سوال نمبر 1:۔ بتایا جائے نواز شریف نے کس کے کہنے پر اپنی جیت کا اعلان کیا..؟ سوال نمبر 2:۔ الیکشن کمیشن کے نیچے ریٹرنگ آفیسر کیوں نہیں تھے..؟ سوال نمبر 3:۔ سابق چیف جسٹس افتخار چوہدری کا الیکشن میں کیا رول تھا..؟ سوال نمبر 4:۔ سابق چیف جسٹس بھی بتائیں کہ قوم نے آزاد عدلیہ کے لئے کتنی جدوجہد کی۔ جبکہ میں خود اِن بدقسمت لوگوں میں سے ہوں جس نے عدلیہ کی آزادی کی جدوجہد کے دوران جیل کاٹی لیکن کیا افتخار چوہدری کے ضمیر کی قیمت یہی تھی کہ

اُن کے بیٹے کو بلوچستان انویسمنٹ بورڈ کا وائس چیئرمین لگادیاگیا..؟عمران خان نے مطالبہ کیا کہ 35 حلقوں میں ووٹ مسترد کرنے کے حکم سے بھی آگاہ کیا جائے 35 پنکچروالے چیئرمین پی سی بی کا الیکشن میں کیارول تھا..؟ جبکہ فافین کی رپورٹ کے مطابق 90 حلقوں میں لسٹیں پہنچ چکی تھیں اور کس کے کہنے پراِن لسٹوں کو تبدیل کیا گیا..؟؟

اگرچہ... ! آج مسٹر سونامی کے یہ مندرجہ بالاچار سوالات اوراِن سوالات کے ذیلی نکات حکومت کے گلے میں پھنس ضرورگئے ہیں اور اَب ایسالگتاہے کہ جیسے یہ سوالات حکومت نے اُگلے تب بھی... اور نگلے جب بھی.. یعنی کہ دونوں ہی صورتوں میں حکومت کے لئے خطرات سے خالی نہیں ہوں گے مگراَب دیکھنایہ ہے کہ حکومت عمران خان المعروف مسٹرسونامی خان القادری کے اِس خطرناک ترین الٹی میٹم سے کیسے نمٹتی ہے..؟اور عمران خان کو کس طرح کسی دوسرے معاملات میں الجھاکر خودکوکنی کٹاکر نکلنے میں کامیاب ہوتی ہے...؟، مگریہاں اتناضرورہے کہ عمران خان نے اپنے چار سوالات سے حکومت کے لئے مشکلات ضرورکھڑی کردیں ہیں۔آج حکومت کو اندرونی اور بیرونی طورپر جن چیلنجز کا سامناہے اِس پس منظر میں دیکھا جائے تو یہی لگتاہے کہ عمران خان کے حکومت سے پوچھے گئے سوالات یقینا حکومت کے لئے پریشانیاں پیداکرنے کے سبب ہو سکتے ہیں اور یہ بھی لگتاہے کہ حکومت اِن سوالات کے ٹھیک طرح سے جوابات دینے میں ہچرمیچرکا

سہارا بھی ڈھونڈے مگر کچھ بھی ہے حکومت کو اپنی صفائی میں ضروری ہے کہ جوابات دے تاکہ آج عمران خان سمیت ساری قوم میں جو ابہام پیدا ہوگیا ہے وہ دور ہو اور کوئی بیچ کی راہ نکل سکے اور سارے معاملات خوش اسلوب سے طے ہو جائیں مگر آج کیا حکومت اِس پوزیشن میں ہے کہ وہ عمران خان کے اِن خطرناک ترین سوالات کے جوابات سے سکے گی..؟آج یقیناً عمران خان کے چار کامیاب ترین جلسوں اور چار سوالات سے حکومت بری طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی ہے اور اِس منظر اور پس منظر میں حکومت کو اپنے اقتدار کا سورج ڈوبتا ہوا نظر آنے لگا ہے۔

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کے سوالات ہر لحاظ سے حکومت کے لئے مشکل ترین سوالات ثابت ہو گئے ہیں جن کے جوابات حکومت کے اپنے پاس بھی نہیں ہیں مگر کیا ٹھیک جوابات نہ آنے کی صورت میں عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان القادری حکومت کو دی گئی الٹی میٹم کے بعد حکمرانوں کو مسندِ اقتدار سے کھدیڑدیں گے یا یہ بھی قادری کی طرح مصالحت کا شکار ہوجائیں گے اور اپنے سونامی کا رُخ کسی اور جانب موڑ کر حکومت سے دوستی کا ہاتھ بڑھا کر قوم کو بے وقوف بنائیں گے...؟؟اور قوم کسی خواب والے نئے پاکستان کی تعمیر کی تعبیر کی تلاش میں سرگرداں رہے گی۔

حکومت کا رمضان میں اشیاء صرف پر سبسڈی یا سبدیدی کا اعلان....؟

حکومت مُلک بھر میں منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھی ضرب العضب کے طرز کا آپریشن شروع کرے...

آج بھی حسب روایت میری میز پر اخبارات کا انبار موجود ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اِن اخبارات میں موجود خبریں اور خبروں کا متن تو ذرا ذرا سا مختلف ہے مگر ہر روزنامے کے فرنٹ پیج پر ایک اشتہار ایسا ہے جس کا سائز ایک سا ہے اور وہ اشتہار یہ ہے کہ ''حکومت پنجاب کا رمضان المبارک کے دوران سستے آٹے کی فراہمی کے لئے 5 ارب روپے کا تاریخی پیکج، 10 کلو گرام آٹے کا تھیلا 310 روپے میں، اور اِسی کے ساتھ ہی اِس اشتہار میں حکومت پنچاب کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِس سبسڈی سے پنجاب کے عوام کو 10 کلو گرام آٹے کے 1 کروڑ 40 لاکھ تھیلے اِن ارزاں نرخوں پر فراہم کئے جائیں گے، علاوہ ازیں حکومت پنجاب کی جانب سے دیئے جانے والے اشتہار میں یہ بھی جلی حرفوں میں تحریر ہے کہ تاجروں اور تیار کنندگان کے تعاون سے پنجاب بھر میں 340 سے زائد رمضان بازاروں میں* فی کلو گرام چینی 45 روپے، *فی درجن انڈے بازار سے 12 روپے کم قیمت پر، *فی گلو گرام گھی بازار سے 10 روپے کم قیمت پر، * پھل سبزیاں اور چکن مارکیٹ سے خاطر خواہ کم قیمت پر دستیاب ہوں گی *مگر معاف کیجئے گا...؟اِس اشتہار میں

غریب عوام کی سُہولت کے لئے یہ کہیں بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ ساری اشیا ایک نمبر ہوں گیں یا دو نمبر ...! میں یہ اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے یہاں ایسے موقعوں پر ایسا ہی ہوتا ہے، چلو اگر اِس کا تذکرہ حکومت پنجاب نے نہیں کیا تو کیا ہوا...؟ مگر عوام سمجھ گئے ہیں کہ دس کلو گرام آٹے کے 1 کروڑ 40 لاکھ تھیلوں میں کیسا آٹا ہوگا..؟ اور 340 سے زائد رمضان بازاروں میں 45 روپے کلو ملنے والی چینی کیسی ہوگی..؟ بازار سے 12 روپے کم قیمت پر فی درجن ملنے والے انڈے گندے ہوں گے یا اچھے...؟ عوام تو یہ بھی جانتے ہیں کہ 10 روپے فی کلو کم قیمت پر ملنے والا گھی کیسا ہوگا..؟ اور اِن سستے بازاروں میں جو پھل اور سبزیاں کم قیمت پر دستیاب ہوں گیں وہ اِنسان کے کھانے کے قابل ہوں گیں یا جنہیں بکرے اور بکریاں بھی نہیں کھائیں گیں...؟ بہر حال ...! حکومتِ پنجاب نے اپنے صوبے کے غریب لوگوں کا درد محسوس کیا اور اِن کیلئے جھوٹے منہ ہی کچھ کر دیکھایا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ دوسری جانب حکومتِ سندھ ہے جس نے اپنے صوبے کے غریب عوام کے لئے ماہِ رمضان المبارک میں اشیائے خوردنوش کی قیمتوں پر کسی بھی قسم کی سبسڈی کا کوئی اعلان تک نہیں کیا ہے، ایک عالم گواہ ہے کہ ہمارے مُلک پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک کے جو بھی ادیان ہیں اِن کی حکومتیں اپنے مذہبی ایام میں اپنے شہریوں کے لئے بلا تفریق روزمرہ کی استعمال کی

اشیاپر خصوصی رعایتی پیکیجز کا اہتمام کرتی ہیں مگر افسوس ہے کہ ہمارے یہاں تو سب کچھ لٹ لگتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماہِ رمضان میں شیطان کو قید کردیا جاتا ہے مگر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جیسے میرے دیس میں ہمارے حکمران اور صوبوں کی انتظامیہ دیدہ ودانستہ طور مُلک بھر میں ذخیرہ اندوزاور منافع خور کو من مانی کرنے کے لئے آزاد چھوڑدیتی ہیں یہ بے لگام منافع خور غریبوں کے گلے پر مہنگائی کی چھری پھیر کر غریبوں کو بیدردی سے ذبح کررہے ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہتا ہے اِسے روکنے اور کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ آج ہمارے حکمرانوں نے دنیاد کھاوے اور عوام کو بے وقوف بنانے کے خاطر ماہ رمضان المبارک میں وفاق سمیت چاروں صوبائی حکومتوں میں بہت سارے سستے بازار لگادیئے ہیں مگر ایسے سستے بازاروں کا کیا فائدہ ہے..؟جہاں سے عوام کو سستی چیزیں ملنے کے بجائے مہنگی اور ناقص اشیامل رہی ہو...؟

اگرچہ یہ ایک اچھی بات ہے کہ حکومت نے ماہ رمضان میں غریب عوام کے لئے مُلک بھر میں سستے بازار لگائے ہیں اور بہت ساری اشیاء پر سبسڈی بھی دی ہے مگردوسری طرف ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی ہے کہ سبسڈی دی ہے یا سبدیدی ہے...؟ پہلے توحکومت عوام کو یہ سمجھائے کہ یہ سبسڈی کیا بلاہے...؟ اور یہ سبدیدی وغیرہ کیا چیز ہے...؟'' ابھی میں یہ سوچ رہی رہا تھا کہ اچانک کسی نے

گھر کے مین گیٹ پر دستک دی اور بیل بجائی .... معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ چاچا نظیر احمد آئے ہوئے ہیں اور وہ شدت سے مجھ سے ملاقات کے متلاشی ہیں، خیر اِن سے جب آمنا سامنا ہوا اور ملاقات ہوئی تو حضرت سے دوران گفتگو معلوم ہوا کہ اِنہیں بھی حکومت کی جانب سے اشیائے خوردنوش پر دی جانے والی سبسڈی پر تحفظات ہیں اور یہ بھی خاصے غصے میں ہیں اُنھوں نے کہا کہ " ارے میاں اعظم عظیم صاحب ... ! یار حکومت عوام کو سبسڈی کا جھانسہ دے کر کیوں بے وقوف بنا رہی ہے ... ؟ کیا عوام پہلے ہی کچھ کم پریشان ہیں .. ؟ جو حکومت عوام پر سبسڈی کا بہانہ کرکے عوام پر مہنگائی کے مزید بوجھ ڈالے جارہی ہے، یہ کیا اور کسی سبسڈی ہے .. ؟ جس سے مہنگائی تو جوں کی توں ہے اوراس پر اُلٹا حکومت احسان جتاتی ہے کہ ہم نے غریبوں کے لئے اشیائے صرف پر اربوں کی سبسڈی دے دی ہے ... ارے حکمرانوں ہم غریبوں سے تو پوچھو کہ تمہاری سبسڈی کا غریبوں کو ایک رتی کا بھی فائدہ نہیں ہے ... تم نے یا کسی اور نے کچھ نہیں دیا ہے .. اللہ کی توبہ رمضان کے آتے ہیں بازاروں میں منافع خوروں نے مہنگائی کی آگ لگادی ہے اشیائے خوردنوش کی قیمتیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں، منافع خوروں سے کچھ بولو تو کہتے ہیں کہ یہ کیا کریں ... ؟ اِنہیں تو اُوپر سے ہی چیزیں مہنگی مل رہی ہیں بھلا یہ مہنگا خرید کر سستا کیوں فروخت کریں گے ... ؟ اَب کوئی اِن سے یہ پوچھے کہ یہ اُوپر سے کیا مراد ہے .. ؟ اور اُوپر والے کون سے لوگ ہیں ... ؟ کہیں اُوپر والوں کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہمارے حکمران اور صوبے

کی انتظامیہ خود مہنگائی کرنے والوں کو حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ تاجر برادری آزاد ہیں یہ جس طرح سے چاہیں مہنگائی کریں یہ اِنہیں کچھ نہیں کہیں گے..... ہونا تو یہ چاہئے کہ جیسے آج حکومت نے دہشت گردوں سے مُلک کو پاک کرنے کے لئے آپریشن ضرب عضب شروع کیا ہے ویساہی ایک بڑا آپریشن حکومت کو منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھی شروع کردینا چاہئے اگرچہ حکومت یہ کام ابھی نہ کرے مگر ضروری ہے کہ حکومت مُلک بھر میں اگلے سال رمضان المبارک کی آمد سے قبل ضرب العضب کی طرز کا ایک آپریشن کرے اور منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کا خاتمہ یقینی بنائے کیوں کہ یہ بھی مُلک اور عوام کے لئے دہشت گردوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں دہشت گرد بم دھماکوں اور گولیوں سے عوام کو مارتے ہیں مگر منافع خُور اور ذخیرہ اندوز عوام کو مہنگائی کے شکنجے میں جکڑ کر عوام کے جسم میں موجود خون کے آخری قطرے تک کو نچوڑ لیتے ہیں اِس لئے حکومت کو لازمی طور پر منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھی ایک بڑا اور سخت ترین آپریشن ضرور کرنا چاہئے تاکہ مُلک سے دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کا بھی خاتمہ یقینی ہوسکے...''یہ وہ جملے ہیں جو چاچا نظیر احمد نے مجھ سے ملاقات کے دوران ایک سانس میں کہے آج یہ مجھے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی گرم نظر آرہے تھے اِنہیں میں نے اتنا غصے میں پہلی بار دیکھا تھا شاید اِن کا روزے سے ہونا ایک وجہ تھی یا واقعی یہ حکومتی بے رحمی اور جھانسہ دینی والے سبسڈی پر قدرے غصے اور گرم مزاج تھے بہر

حال..!کچھ بھی ہے مگر آج چاچا نظیر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی تپے ہوئے تھے مگران کی کیفیت دیکھنے کے بعد مجھے بعد میں یقین ہوگیا تھا کہ چاچا کا غصے میں آنے اور چیخنے چلانے کی سب سے بڑی وجہ حکومت کی جانب سے ماہِ رمضان المبارک میں اشیائے خوردنوش پر آٹے میں نمک جتنی دی جانے والی وہ سبسڈی تھی آج جس کا ہونا اور نہ ہونا سب ہی برابر تھا کہ اَب اِس موقع پر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آج ایسے کتنے ہی چاچا نظیر احمد ہوں گے... ؟جو ماہِ رمضان المبارک میں اشیائے خوردنوش پر دی جانے والی بے مقصد سبسڈی پر ایسا ہی سوچ رہے ہوں گے..؟جیسا کہ چاچا نظیر احمد اور میں سوچ رہا ہوں ..مگر افسوس ہے کہ اِس پر ہمارے حکمران جیسے بہرے....سے ہوگئے ہیں۔

علامہ انقلابی اور مجنونِ سونامی کا ہوتا نیا اتحاد اور نیا انقلابی پاکستان

عمران و قادری کی حکومت کو ڈیڈلائنیں۔۔۔!!!!! کیا نواز حکومت اپنے احتساب کے لئے تیار ہے۔۔؟

علامہ انقلابی اور مجنونِ سُونامی کا اپنے اپنے ایجنڈوں پر ہوتا نیا اتحاد اوراِس اتحاد پر ایک نیا اِنقلابی اور خوشحال پاکستان کا اعلان اور اِس اعلان کے بعد عمران و قادری کی حکومت کو دی جانے والی ڈیڈلائنیں۔۔۔اوراِن ڈیڈلائنز کے بعد آنے والے دنوں میں جو بھی صُورتِ حال مُلک میں پیدا ہوگی ،کیا اُس صُورتِ حال میں ہماری موجودہ نواز حکومت اپنے احتساب کے لئے تیار ہوگی ۔۔؟؟یا اپنی پوری مشینری کے ساتھ انقلابیوں اور سُونامیوں کا مقابلہ کرے گی ۔۔؟یا یہ وقت و حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود کو آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں مظلوم ظاہر کرنے کے لئے طاہر القادری اور عمران خان کے ایجنڈوں اور احتجاجوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی ۔۔۔؟اور 15 ماہ کی اپنی کارکردگی پر خود کو قوم کے سامنے احتساب کے لئے پیش کردے گی۔۔۔؟؟آج علامہ طاہر القادری وعمران خان اور حکومت کے لئے امتحان کا کڑا وقت آن پڑا ہے ،اَب ایسے میں دیکھنا یہ ہے کہ علامہ انقلابی اپنے انقلابی پروگرام میں کتنا ثابت قدم رہتے ہیں۔۔۔؟ اوراِسی طرح مجنونِ سونامی اپنے سُونامی مارچ

کے طے کردہ منصوبے پر کب تک قائم رہتے ہیں..؟اور دونوں اپنے اپنے ایجنڈوں کو لے کر اپنے عزائم کی تکمیل پاتے ہیں یا نہیں....؟یا حکومتی شاطرانہ سیاست اور چالوں میں علامہ انقلابی کا انقلاب اور مجنونِ سُونامی کے سُونامی مارچ کازور ٹوٹ کر بکھر جائے گا...؟آج ایسے میں یقیناحکومت کے لئے بھی یہ کڑاامتحان ہے کہ حکومت قادری اور سُونامی کو کیسے زیر کرتی ہے...؟یا خود زیر ہو جاتی ہے...؟

مگراَب اِس پس منظر میں یہ خبر شاید حکومت کے لئے خوش آئند ہو کہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی (مجنونِ سُونامی) نے اپنے سونامی مارچ کو روکنے کے لئے ایک کڑی شرط رکھ دی ہے کہ اگر چیف جسٹس پندرہ دن میں الیکشن دھاندلی کی جانچ پڑتال کے لئے آزاداور خودمختار کمیشن بنادیتے ہیں تو 14 اگست کو 10 لاکھ افرادکے ساتھ اسلام آباد کی جانب بڑھنے والا سونامی مارچ روکاجاسکتاہے‘‘۔اَب عمران خان کی اِس شرط کے بعد دیکھنایہ ہے کہ حکومت کاکیااور کیساردِ عمل سامنے آتاہے..؟

بہر حال...!ویسے بھی قوم کو ایک ہی نظام اور ایک طریقے پر چلتے چلتے 67 سال گزر چکے ہیں مگراِس دوران یقینی طور پر قوم کے حصے میں سوائے مایوسیوں اور نامحرومیوں کے کچھ بھی نہیں آیا ہے اَب اِن تمام باتوں اور وسوں کے باوجود

یہ بات بڑی حد تک خوش آئندہ ضرور ہے کہ آج قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے مُلک
کےکئی حصوں سے دوچار اشخاص کو خیال آیا تو ہے اَب یہ اور بات ہے کہ کوئی اِن
اشخاص کی آواز پر بلاجھجک اور اپنے سیاسی و ذاتی مفادات کو ملحوظِ خاطر رکھے بغیر لبیک
کہے یا نہ کہے مگر آج اِس حقیقت سے تو یقیناکوئی بھی اِنکاری نہیں ہوگا کہ ہر زمانے اور
ہر تہذیب میں انقلاب کے لئے کبھی کسی کو یا کبھی ایک ساتھ بہت سوں کو اپنی سرزمین
پر رائج فرسودہ نظاموں کے خلاف آواز ضرور بلند کرنی پڑی ہے اور آج یہ
آواز بھرپور طریقے سے الطاف حُسین (المعروف الطاف بھائی)، مفکرِ اسلام علامہ طاہر
القادری (المعروف علامہ اِنقلابی)اور عمران خان المعروف مسٹر سونامی (مجنونِ
سونامی) مسلسل بلند کررہے ہیں اور آج موجودہ حالات واقعات میں کوئی شک نہیں ہے
کہ کوئی اِن اشخاص کی آواز پہ لبیک نہ کہے اور مُلک میں برسوں سے رائج جاگیردارانہ،
سرمایہ دارانہ، دھاندلیانہ اور ون مین شورانہ فرسودنظام کے خاتمے کے خلاف انقلاب کے
ساتھ ایک نئے اور خوشحال پاکستان کے لئے تبدیلی کا خواہ نہ ہو۔

آج مُلک میں انقلابی تبدیلی کے ساتھ ایک خوشحال پاکستان کے لئے پاکستان عوامی
تحریک کے سربراہ علامہ طاہرالقادری (علامہ اِنقلابی)اور پاکستان تحریک انصاف کے
چئیرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی (مجنونِ سُونامی) حکومت ہلاکھڑاکرنے اور
حکومت گرانے کے لئے اپنے اپنے ایجنڈوں کے

ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے باہر نکلنے کے لئے تیار ہیں اور نواز حکومت کو اپنے اپنے لحاظ سے ڈیڈ لائنیں دینے کی حتمی شکل ترتیب دے رہے ہیں اور عمران خان نے اپنے ایک ایجنڈے پر اپنے 14 اگست والی مقرر کردہ تاریخ کو اسلام آباد کے لئے سونامی مارچ میں شرکت کے لئے ملک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی و مذہبی جماعتوں سے رابطے شروع کر دیئے ہیں اور اِسی طرح اَب علامہ طاہر القادری نے بھی اپنی انقلابی تحریک کی تاریخ کا چند روز میں اعلان کرنے کا عندیہ دے دیا ہے اور قوی اُمید ہے کہ علامہ طاہر القادری اپنی انقلابی تحریک کا اعلان کسی بڑی منعقدہ افطار پارٹی میں کریں گے جس کے لئے بھی تیاریاں زور اور شور سے جاری ہیں۔

جبکہ آج علامہ انقلابی اور مجنونِ سُونامی کے نئے ہوتے اتحاد اور اِن دنوں کے حکومت کے خلاف تیزی سے بدلتے تیور پر حکومت کا بھی ماتھا ٹھنکا ہے اور یوں حکومت نے عمران خان اور علامہ طاہر القادری کے تحفظات کو فوری طور پر دور کرنے کی کوششیں کرتے ہوئے اپنے تعین عمران خان اور علامہ طاہر القادری کو مذاکرات کی دعوت دیدی ہے، اَب ایسے میں یقینی طور پر یہ لگتا ہے کہ جیسے حکومت بھی آنے والے دِنوں میں اپنے خلاف بننے والے اتحاد سے بُری طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار نظر آرہی ہے سیاسی تجزیہ نگاروں اور تبصرہ کاروں کے نزدیک حکومت کا ایسا محسوس کرنا ہی یقیناً اِس بات کا غماز ہے کہ حکومت اِس بات کا

پوری طرح سے اندازہ ہوگیا ہے کہ اَب اِس کی زندگی کا ٹمٹماتا چراغ بھی جلد گُل ہونے کو ہے اور اَب اِس سے مصنوعی نظامِ تنفس بھی جلد چھین لیا جائے گا اور رمضان المبارک اور عید کے اختتام کے بعد ہی علامہ طاہر القادری اور عمران خان حکومت ٹائیں ٹائیں فش کردیں گے اور یوں حکمران بھی اپنی حکمرانی کی دُکان سمیٹ کر سڑکوں پر آجائیں گے اور قوم کے سامنے نئے انداز سے پیش ہو کر اپنا حساب کتاب برابر کروا رہے ہوں گے اور پھر یہ قوم کے صوابدید پر ہوگا کہ تب قوم اِن سے اپنے خون پسینے کی کمائی کو بیدردی سے اُڑانے اور خرچ کرنے پر ایک ایک پائی کا کڑا حساب لے یا اِنہیں اِن کی معافی تلافی کے بعد ترس کھا کر چھوڑ دے ،اَب کچھ بھی ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ حکمرانوں کو قوم کے ہاتھوں اپنا کڑا ہوتا احتساب نظر آرہا ہے،اَب یہ اور بات ہے کہ وہ اِس کا اظہار نہیں کرپا رہے ہیں۔

''شیخ رشید احمد کا فرمان حکومت جانے والی ہے'' ''آمین''

آج جب میں نے یہ خبر پڑھی کہ '' حکومت جانے والی ہے ''تو میرے منہ سے بے ساختہ لفظ ''آمین '' کوئی ایک بار نہیں بلکہ تین مرتبہ نکل گیااور پھر میں نے خبر کی تفصیل جاننی چاہی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر شیخ رشید احمد سے منسوب ہے اور شیخ جی نے قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ خوبصورت اور حسین الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے ماہِ رمضان المبارک میں ادا کئے ہیں اور اِس پر میں نے بھی ماہِ رمضان المبارک کی بابرکت ومبارک اور قبولیت کی سعاتوں میں لفظ آمین کہاہے اَب اُمید ہے کہ بہت جلد لفظ آمین اپنااثر دِکھائے گا اور بقول شیخ رشید احمد حکومت چلی جائے گی مگراِس پر حکومت کو بھی اپنااحتساب کرناچاہئے کہ ایسا کیوں ہے ..؟

بہر کیف ...!اَب میں اِس خبر کی جانب جاتاہوں جس نے مجھے لفظ آمین کی ادائیگی کا شرفِ عظیم عطافرمایاتوبھائی وہ خبرکچھ یوں ہے کہ'' عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے نواز حکومت کے جانے سے متعلق اپنے ستاروں کے علم سیاست اوراپنے سیاسی مؤکلوں سے پتالگانے کے بعد کہاہے کہ ''حکومت جانے والی ہے، قوم 15 دن انتظار کرے'' پچھلے دِنوں شیخ رشید احمد نے اپنے اِس

انکشاف کا اظہار کراچی ایئر پورٹ پہنچنے پر میڈیا پر سنز سے گفتگو کرتے ہوئے کیا اِس موقع پر شیخ جی نے اپنے مخصوص انداز سے کہا کہ وہ دن دور نہیں کہ جب نواز سرکار 90 کے زاویئے سے گرے گی اور اپنی اِسی گفتگو کے دوران شیخ رشید احمد نے پورے وثوق کے ساتھ قوم کو یہ نوید بھی سُنادی کہ قوم کو حکومت کے رخصت ہونے کے لئے زیادہ دن انتظار نہیں کرنا پڑے گا یعنی یہ کہ اَب حکومت 15 دن کی مہمان ہے بس قوم انتظار کرے ’’ آمین ثمہ آمین‘‘ ۔آج یقیناً شیخ رشید احمد کے اِس نوید نما انکشاف سے میری طرح ایسے کروڑوں پاکستانی ہوں گے، جو خوش ہوگئے ہوں گے اور اِن کی زبان سے بھی لفظ ’’آمین ‘‘ نکل گیا ہوگا اور جنھوں نے اِس خبر پر سُکھ کا سانس بھی لیا ہوگا اور یہ بھی کہا ہوگا کہ چلواِن کی تکالیف 15 دن بعد حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوجائیں گیں اور پھر قوم کسی نئے مڈٹرم الیکشن میں مصروف ہوجائے گی اور اپنے لئے پھر کسی ایسے ویسے حکمران کی تلاش میں سرگرداں ہوجائے گی جو زرداری یا نواز کی طرح کا ہوگا اور پھر کوئی ایک ڈیڑھ سال بعد اُس کی حکومت کے خاتمے کے لئے بھی انکشاف کر رہا ہوگا۔

بہر حال... ! آج یہ تو حقیقت ہے کہ ہماری موجودہ نواز حکومت اپنے اقتدار کے ڈیڑھ سال میں بس اپنے کاروباری مقاصد اور مفادات کے حصول میں ہی پڑی رہی اور اِس سارے عرصے کے دوران نواز حکومت نے بجلی و گیس کے بحرانوں کے خاتمے اور

مہنگائی کے بے لگام گھوڑے کو قابو کرنے سمیت کسی بھی عوامی اور مُلکی معاملے پر ایک رتی کا بھی کام نہیں کیا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بزنس مین وزیراعظم نوازشریف کی حکومت نے اپنے اقتدار کے ڈیڑھ سال کے عرصے میں قوم کو مہنگائی کے طوفان میں جکڑ کر قوم کا کچومڑ نکال کر رکھ دیا ہے اور ایسے میں قوم بلبلا اُٹھی ہے اور آج اِن حالات میں کوئی بھی قوم کا پُرسانِ حال نہیں ہے اَب قوم شیخ رشید احمد کے اِس ''حکومت جانے والی ہے'' بیان اور خبر پر آمین نہ کہے تو پھر اور کیا کرے..؟

آج قوم کو شیخ رشید احمد کے اِس جملے پر بھی سوفیصد یقین ہے کہ ''موجودہ اسمبلیوں میں کچھ نہیں رکھا ہے، اور یہ قوم اور مُلک کے مفادات میں کچھ بہتر کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی ہیں، پاکستان کے مسائل کا واحد حل حکومت سے نجات حاصل کرنا ہے'' اور آج ساری پاکستانی قوم شیخ رشید احمد کے اِن الفاظ پر لبیک کہنے کو بھی تیار ہے کہ ''حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے قوم کا ہر فرد گھر سے نکلے گا'' اور آج قوم یہ بھی مانتی اور جانتی ہے کہ '' ملکی سیاست انتہائی نازک دوراہے پر ہے، مُلک کو اندرونی اور بیرونی سیکورٹی خدشات لاحق ہیں، حکومت عوام کے مسائل حل کرنے کے بجائے سیاسی پنگا بازیوں اور محاذ آرائیوں میں لگی ہوئی ہے اور اَب یقیناً حکومت کو یہی سیاسی پنگاریاں اور محاذ آرائیاں مہنگی پڑیں گیں اور یہی حکومت کے جلد خاتمے کا ذریعہ بھی ثابت

ہوں گیں۔

یہاں میں اپنے ایک کولیگ کا تذکرہ کرنا چاہوں گا کہ اِن کے ایک جاننے والے ہیں جن کی انتہائی قلیل آمدنی ہے وہ کرائے کے مکان میں رہتے ہیں جن کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹاہے پچھلے سال رمضان المبارک سے اِن کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اِنھوں نے اپنے دوست احباب سے اپنی مدد کی درخواست کرنی شروع کر دی ہے ورنہ تو اِس سے پہلے جیسے تیسے اِن کا گزارہ ہو جایا کرتا تھامگر جب سے نواز شریف کو اقتدار ملاہے اِن کی حکومت میں قوم کا جینادوبھر ہوگیاہے، مہنگائی بے لگا ہو گئی ہے، اور ایسے کروڑوں سفید پوش غریب ہیں جو آج بھیک بھی نہیں مانگ سکتے ہیں مگر اپنے گزارے کے خاطر اپنے عزیزواقارب سے اپنی مدد کی درخواست کرنے پر مجبور ہیں۔۔کیاآج اِن سفید پوش غریبوں کی آہ اور بددعا بھی حکومت کے خاتمے کے لئے نہیں نکلے گی۔۔۔؟آج ہم سوچیں اور دیکھیں توایسے ہمارے اردگردایسے بے شمار سفیدپوش غریب موجود ہوں گے جو حکومت کی بے حسی کے باعث مفلوک الحالی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ” اللہ حکمرانوں کے دلوں میں ہم غریبوں کی دادرسی کا جذبہ بھی مزین کردے تاکہ وہ اپنے مفادات کے ساتھ ساتھ ہماری ضرورتوں کو بھی پوراکرنے کا انتظام کریں اور بے لگام ہوتی مہنگائی اور بجلی وگیس کے بحرانوں کے اور اِن کے بڑھتے ہوئے نرخوں کے خاتمے کے لئے بھی حقیقی معنوں میں اقدامات کریں یا پھر

بقول شیخ رشید احمد کے حکومت جلد ختم ہو جائے'' آمین''اَب دیکھنا یہ ہے کہ بالخصوص
کاروباری دماغ رکھنے والے ہمارے وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے حکومتی اراکین شیخ
رشید احمد کے اِس انکشاف سے مرعوب ہوتے ہیں یا اپنی ڈگر پر قائم رہ کر وہی کچھ کرتے
رہیں گے جیسا کہ یہ پچھلے ڈیڑھ سال سے کرتے آرہے ہیں اور مہنگائی کے ہاتھوں پریشان
حال کروڑوں غریب اور سفید پوش پاکستانیوں کی آہ اور بدعائیں بٹورتے ہوئے
خود اپنے ہی کرتوتوں سے اپنی حکومت کے خاتمے کا بندوبست کریں گے...؟؟؟ (ختم شُد

آئی ایم ایف کی پِٹھو حکومت کا اعلان مینڈیٹ پر نقب نہ لگاؤ

لوٹلک کے غریبوں تیار ہو جاؤ،اَب حکومت بجلی پر مزید ڈیڑھ ارب روپے کی سبسڈی کم کرے گی....

لُو میرے مُلک کے غریبوں تیار ہو جاؤ، اَب حکومت آئی ایم ایف کے دباؤ میں آنے کے بعد بجلی پر مزید ڈیڑھ ارب روپے کی سبسڈی کم کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہے اور بقول آئی ایم ایف کہ اگر نواز حکومت ایسا نہیں کرے گی تو پھر اِس کا وجود بھی خطرات سے دوچار ہو سکتا ہے سو اِس طرح آئی ایم ایف نے ہماری حکومت اور مسلم لیگ ن کے ذمہ داران اور اپنے پِٹھوؤں پر زور دے کر کہا ہے کہ اگر یہ اپنی اور مُلکی معیشت کی فوری بھلائی چاہتے ہیں تو یہ اِس کے مشورے پر عمل کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنے یہاں بجلی پر مزید ڈیڑھ ارب روپے کی سبسڈی کم کریں تو اس اقدام سے حکومت میں بہتری اور مُلکی معیشت میں سو فیصد استحکام آجائے گا۔

اَب یہاں سوچنے اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جیسے ہی آئی ایم ایف نے ن لیگ کے ہمارے پِٹھو حکمرانوں کو یہ مشورہ دیا تو یہ جھوم جھوم گئے اور تُرنت اِس

کے مشورے پر عمل کرنے کا اعلان کیا اور آنے والے دِنوں میں قوم کو کڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے دیا ہے اور اَب یہ بجلی پر مزید ڈیڑھ ارب روپے کی سبسڈی کم کرنے کے لئے کمربستہ ہوگئے ہیں، جس سے قوم پر جلد ہی مہنگائی کا ایک نیا طوفان آمڈآئے گا اور پھر بجلی کے نرخوں میں ہونے والے اضافے کے بعد جو مہنگائی کا رقص شروع ہوگا پھر اُسے روکنے والا کوئی نہیں ہوگا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

خبر یہ ہے کہ حالیہ دِنوں میں واشنگٹن سے آئی ایم ایف کی شائع ہونے والی ایک جائزہ رپورٹ میں نواز شریف حکومت کو کہا گیا ہے کہ پاکستان اپنے یہاں بجلی پر ڈیڑھ ارب روپے کی سبسڈی کم کرے اور بغیر کسی حیل حجت کے 200 یونٹس سے زیادہ بجلی استعمال کرنے والوں کے لئے بھی بجلی مہنگی کرنے کے فوری اقدامات کرے جس سے بجلی کی پیداوار میں بہتری آئے گی اور بجلی کا نظام ٹھیک طرح سے کام کرے گا اور اِسی کے ساتھ ہی اپنی اِس رپورٹ میں آئی ایم ایف نے اپنی سمیت اغیار کی پٹھو مسلم لیگ ن کی حکومت اور حکمرانوں کو خبردار کیا ہے کہ اگراُنہوں نے ایسا نہیں کیا جیساکہ حکومتِ پاکستان کو مشورہ دیا جارہا ہے تو پھر حکومت اپنے دیگر اُمور سمیت بجلی کے بحرانوں میں پھنس کر رہ جائے گی ،آئی ایم ایف نے اپنے اِس مشورے کے بعد حکومتِ پاکستان کو یہ سبز باغ بھی دِکھایا ہے کہ گیس پر لیوی عائد ہونے سے محصولات حاصل کئے جائیں گے اور اِس

پر ہمارے حکمرانوں نے یہ تہیہ کرلیاہے کہ اَب بہت جلد آئی ایم ایف کے مشورے پر من وعن عمل کیاجائے گااور ہم آئی ایم ایف کو پوراپورا یقین دلاتے ہیں کہ ہماراآئی ایم ایف سے ہر حال میں تعاون جاری رہے گااور کوئی چاہئے لاکھ مخالفت کرے یاملک میں احتجاجوں کا سلسلہ شروع ہوجائے مگر ہم اِس کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے ہر حال میں گھریلواور صنعتی صارفین کے لئے بجلی کے نرخ بڑھائیں گے۔

جبکہ اُدھراِس سینہ زوری پر پچھلے دِنوں اسلام آباد میں وزیراعظم نواز شریف نے مسلم لیگ ن کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات سینیٹر مشاہداللہ خان،اووریز کے سیکرٹری جنرل شیخ قیصر محموداور مسلم لیگ ن جاپان کے وفد سے ملاقات کے دوران بات چیت کرتے ہوئے کہاکہ مسلم لیگ ن کو عوام نے پانچ سال کا مینڈیٹ دیاہے،اِس موقع پر جب وزیراعظم یہ بات کہہ رہے تھے تو ایسامحسوس ہورہاتھاکہ جیسے وہ یہ کہناچاہ رہے تھے کہ ہم یہ بہتر سمجھتے ہیں کہ عوام کی کن ضرورتوں کا کس طرح خیال رکھاجائے...؟اور اِنہیں کیاچیز کس طرح دی جائے..؟اور کیا چیزاِنہیں نہیں دی جائے...؟؟اور کیاچیز عوام کو پوری دی جائے اور کیا چیز کچھ کم کیازیادہ دی جائے...؟اور کس چیز کی قیمت بڑھائی جائے اور کتنی بڑھائی جائے اور کتنی کم کی جائے یہ ہماراکام ہے کسی کواِس میں مداخلت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا کرناہے اور

کیا نہیں کرنا ہے... ؟؟ اور اِسی طرح وزیر اعظم نے یہ بھی گزشتہ انتخابات میں ہم نے کھلے دل سے تمام جماعتوں کے مینڈیٹ کو تسلیم کیا ہمارے مینڈیٹ میں نقب لگانے کی کوشش کرنے والے ہمیں اور ہماری حکومت کو پریشان کئے بغیر اپنی باری کا انتظار کریں اور ہمیں ہمارا کام کرنے دیں، موجودہ حالات میں ہماری ٹانگیں کھینچنے والوں کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ آئندہ الیکشن میں جس کو ووٹ ملے گا وہی اقتدار میں آئے گا، تو سو ایسے میں سیاسی جماعتوں کو کسی بھی صورت میں ہماری ٹانگیں کھینچنے کا سلسلہ بند کر دینا چاہیئے اور حکومت اپنا کام اور اِنہیں اپنا کام کرنا چاہیئے وزیر اعظم نواز شریف کی یہ لن ترانی اپنی جگہہ مگر دوسری جانب ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ حکومت کو مُلک اور قوم سے زیادہ اپنی بقا اور مفادات زیادہ عزیز ہیں اَب اِسے یہ احساس شدت سے ہو چلا ہے کہ اِس کے اقتدار کے دن بہت تھوڑے ہی رہ گئے ہیں اِس لئے اِسے اپنی فکر زیادہ ہو گئی ہے اور وہ سب کچھ بھول کر اپنے ہی بارے میں سوچ جارہی ہے کہ جو موقعہ ہاتھ آئے اپنے مفادات کا سوچے اور چلتی بنے۔

اَب ایسے میں آج قوم کو بھی یہ احساس ہوگیا ہے کہ حکومت اپنے بارے میں کیا سوچ رہی ہے آج تب تو قوم یہ کہنے اور سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ ایک تو ہمارے وزیر اعظم کی مونچھیں نہیں ہیں مگر پھر بھی یہ بسا اوقات عادتاً ہی مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر ایسے دعوے کرجاتے ہیں کہ قوم حیران و دنگ رہ جاتی

ہے اور ہنس کر کہہ اُٹھتی ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کی مونچھیں نہیں ہیں تو یہ عالم ہے اور اگراِن کی مونچھیں ہوتیں تو یہ کیا کیا کچھ نہیں کر گزرتے....؟ وہ تو بھلا ہو کہ وزیر اعظم کی مونچھیں نہیں ہیں اگر واقعی اِن کی مونچھیں ہوتیں تو اِن کے ایک ہاتھ میں گنڈاسا ہوتا اور سامنے ساری قوم ہوتی اور یہ سب کو اپنی مرضی سے ہانک رہے ہوتے اور ساری قوم منہ نیچے کئے ایک جانب چل رہی ہوتی ... بہر حال.. !ابھی مونچھیں نہ رکھ کر بھی ہمارے وزیر اعظم کا یہ حال کہ یہ قوم کو اپنی مرضی سے ہانکنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں اور بس یہ چاہتے ہیں کہ قوم اِن کی مرضی کے مطابق چلے اور مُلک کے سارے قومی ادارے اِن کی اشاروں پر لَٹو کے مافق ناچتے رہیں نواز حکومت کا آئی ایم ایف کے مشورے پر عمل کرنے کا ارادہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اِسے مُلک اور قوم کے مفادات کا کوئی خیال نہیں ہے آج اگر اِسے کچھ کرنا ہے تو بس اپنے لئے اور اپنے مفادات کا خیال کرتے ہوئے اپنا وقت گزارنا ہے، سوچیں جب حکومتوں اور حکمرانوں کی ایسی سوچیں ہو جائیں تو پھر ایسے حکمرانوں اور حکومتوں کو نکلیل ڈالنے اور اِن سے اقتدار چھیننے کے لئے بھلا لوگ سڑکوں پر نہ آئیں تو پھر وہ کیا کریں...؟

اِن+قلاب+قُلابہ" اور پھر اِنقلاب "

آج ایک مرتبہ پھر پاکستان عوامی تحریک کے قائدڈاکٹرطاہرالقادری نے کہاہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 14 پیارے شہیدوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا قصاص دیناہوگابقول علامہ انقلابی اَب یومِ انقلاب کی تاریخ کو بدلنانا ممکن ہوگااورِاس کے ساتھ ہی محترم المقام علامہ انقلابی طاہر القادری نے قوم کو للکارتے ہوئے یہ بھی کہاہے کہ قوم انتظار کرے انقلاب کی تاریخ کا اعلان جلد ہوگا.اور جیسے ہی انقلاب کی تاریخ کا اعلان کیا جائے قوم کا بچہ بچہ انقلاب کے خاطر گھروں سے باہر نکل آئے اور اَب حکمران بھی یہ سُن لیں کہ اِن کے دن گنے جاچکے ہیں اور اِن کے اقتدار کی موت نوشتہ دیوارہے اَب یقینی طور پر انقلاب کی کال کے بعد لُٹیرے اقتدار کے ایوانوں سے باہر ہوں گے اور مُلک میں ایسا نظام رائج ہوگاجس میں سب کو انصاف اور سب کا حق ملے گا.اَب ایسے میں یہی لگتا ہے کہ جس انقلاب کی علامہ طاہر القادری باتیں کررہے ہیں بظاہر یہ ابھی توسیراب لگ رہاہے مگر درحقیقت اگر علامہ اپنے کہئے پر قائم رہ گئے تو پھر قوم کواِس بات کی قوی اُمید رکھنی چاہئے کہ اِنقلاب مُلک میں آیا ہی آیااور جلدانقلاب قوم کا مقدر بن جائے گا....اور اگر علامہ اتناکچھ کرکے بھی انقلاب نہ لاسکے تو پھراِس پر مُلک اور قوم کی سوائے بدقسمتی کے اور کچھ نہیں کہاجاسکے گا۔

آج ویسے بھی یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ پچھلے دِنوں علامہ طاہر القادری کینیڈا سے پاکستان میں کس طرح سے اِن ہوئے ہیں اِس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، مگر اتنا ضرور ہے کہ آج اُنھوں نے مُلک میں جن بلند و بانگ انداز سے اِنقلاب لانے کی صدائیں لگائیں ہیں اُن کی اِن صداؤں پر حکومت اور اِس کے اراکین کے شدید تحفظات بھی ہیں تو بہت سے خدشات اور وسوے بھی ہیں جہاں حکومت کی طرف سے یہ سب کچھ ظاہر کیا جارہاہے تو وہیں کھلاٹلا طور پر حزبِ اختلاف کی بیشتر جماعتیں بھی قادری انقلاب کو لبیک کہنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں اور اُس لمحے کی شدت سے منتظر ہیں کہ جب علامہ طاہر القادری مُلک میں نصف صدی سے زائد عرصے تک رائج رہنے والے موجودہ فرسودہ نظام کو انقلاب کے اُوٹ سے تبدیلی کا اشارہ کریں اور اِنقلاب کی تاریخ کا اعلان کریں تو یہ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ قادری انقلاب کے ساتھ ہولیں اَب یہ اور بات ہے کہ آج حزبِ اختلاف کی جماعتیں قادری کے ساتھ ڈیل کرکے بھی حکومت کا ساتھ دینے کی لولی پاپ حکومت کو دینے کے چکر میں لگی پڑی ہیں مگر درپردہ حقیقت یہ ہے کہ حزبِ اختلاف کی بیشتر جماعتیں قادری کی پیٹھ تھپ تھپا رہی ہیں اور قادری کو اِس کے انقلاب کے لئے راہ ہموار کرکے دی رہی ہیں اَب ایسے میں حکومت کو اپنی اریندلی اور فرینڈلی ریڈی منٹ اپوزیشن جماعتوں کے مکروہ کردار کو سمجھتے ہوئے خود ہی سے علامہ طاہر القادری کے اِنقلاب کے لئے آگے بڑھ کر آجانا چاہئے

اور آنے والے دِنوں میں قادری انقلاب کے بعد اپنے ہونے والے حشر و نشر سے خود کو بچالینے کے لئے یہ اچھا موقعہ ہے کہ حکومت قبل ازوقت انقلاب خود کو قادری کے رحم وکرم پر چھوڑ کر اپنے حشر سامان سے بچ جائے کیوں کہ آج ایسا کرنے ہی میں حکومت کی اپنی خیر ہے، ورنہ حکومت کو اپنا انجام یاد کرلینا ہوگا۔

بہرحال...!! علامہ طاہر القادری کا اِنقلاب کا نعرہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ ساری دنیامیں بھی پھیل چکاہے اور آج ساری دنیا کی نظریں قادری انقلاب کی جانب مرکوز ہیں اور اَب پاکستانی تجزیہ و تبصرہ نگاروں سمیت دنیابھر کے سیاسی مبصریں بھی اِس کے شدت سے منتظر دکھائی دیتے ہیں عیدالفطر کے بعد سرزمین پاکستان میں انقلاب کی شروعات کا کیا...؟ اور کیسارنگ چڑھتاہے اور یہ انقلابی رنگ کتنے دِنوں تک قائم و دائم رہ کر اپنا کیا اور کیسا اثر دِکھاتاہے..؟ ہم یہ سارے سوالات کے جوابات اور ایسے بہت سے وسوسوں کا حل بعد میں تلاش کریں گے۔ہاں..! ابھی بات ہورہی ہے قادری انقلاب اوراِس کی شروعات کے لئے راہ ہموار ہونے کی جس کی ابتداء حکومت الوقت نے سانحہ ماڈل ٹاؤن برپا کرکے خود ہی کردی ہے،اَب ایسالگتاہے کہ جس کی ابتداء حکومت نے کی ہے اِس کا اختتام علامہ طاہر القادری کے انقلاب پر ہی ہوگا۔

آج اگر میں موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں انقلاب کو تین حصوں میں توڑ کر پیش کروں تو اِس کی شکل کچھ یوں بنتی ہے ''اِن + قلاب + قُلابہ'' یعنی یہ کہ پہلے اِن ہو پھر کبھی قلابازیاں کھاؤاور پھر قُلابہ یعنی مچھلی پکڑنے کا کانٹا پھینک دواور جب معصوم عوام اِس کانٹے میں مچھلی کی طرح پھنس جائیں تو پھر انقلاب لے آؤاور آج یقینی طور علامہ طاہر القادری نے ایسی ہی حکمتِ عملی اختیار کرکے مُلک میں انقلاب کے لئے بلند و بانگ انداز سے صدائیں لگانی شروع کردی ہیں اوراَب دیکھنا یہ ہے کہ آنے والے دِنوں میں قادری اِنقلاب کا عزم کیا رخ اختیار کرتا ہے اور قادری کا انقلابی عمل کہاں جا کرُرکتا ہے۔

اُدھر موجودہ حالات میں حکومت قادری انقلاب سے خوفزدہ ہے اور وہ قادری انقلاب کے سامنے بندھ باندھنے کے لئے آئی ڈی پیز کی دیواریں کھڑی کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے اور دنیا بھر میں اپنی مظلومیت کا رونا شروع کرچکی ہے کہ ایک طرف شمالی وزیرستان میں ریاست کے باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے آپریشن ضرب العضب جاری ہے تو دوسری طرف اِس کے اِس اقدام کا ستیاناس کرنے کے لئے کینیڈیئن علامہ اور مسٹر سونامی المعروف سونامی خان حکومت کے خلاف 14 اگست سے احتجاجوں اور انقلاب کا سلسلہ شروع کرکے آپریشن کے عمل اور آئی ڈی پیز کی فلاح و بہبود کے پروگراموں کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں حکومت کا خیال یہ ہے کہ قادری اور سونامی اپنے اپنے انداز سے اِنقلاب کے معنی اور مفہوم کو سمجھے

بغیر قوم کو بہکا رہے ہیں اور حکومت کے لئے مشکلات پیش کر رہے ہیں۔ جبکہ اِس پر راقم الحرف کا خیال یہ ہے کہ آج وہ حکمران اور حکومت جو ہمیشہ ہی دہشت گردوں سے مذاکرات کے حامی رہے اور افواج پاک کی جانب سے کسی بھی قسم کے آپریشن کے مخالف رہے ہیں آج یہی دونوں قوم کو بے وقوف بنانے اور دنیا دکھاوے کے خاطر آپریشن ضرب العضب کے بعد آئی ڈی پیز پر مگرمچھ کے آنسو بہا کر قوم کی ہمدرردیاں حاصل کر رہے ہیں اور یوں یہ قادری کے انقلاب اور عمران کے سونامی کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں۔ (ختم شُد

واہ . واہ . ! عوام صرف بارش کے لئے ہی کیوں دُعا کریں گے ؟

واہ . واہ . ! عوام صرف بارش کے لئے ہی کیوں دُعا کریں گے ؟حکومت جانے کے لئے بھی تو . . .

اَب تو عوام مُلک میں نام نہاد جمہوریت کے خاتمے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بھی دُعا کریں گے . . .

پچھلے انتخابات میں بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کو کیش کرواکر مسندِ اقتدار سنبھالنے والی حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بھی بجلی بحران اور بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور آخرکار آج اسلام آباد میں وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف نے وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی اور وفاقی سیکرٹری نرگس سیٹھی کے ہمراہ ہونے والی اپنی ایک پریس کانفرنس میں اپنا بڑا مگر افسردہ سامنہ بناتے ہوئے جیسے مُلک میں ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ پر حکومتی نااہلی کا اعتراف کیا ہے اور اُنھوں نے اِس موقع پر قوم سے معافی مانگ لی ہے اور کہا ہے کہ بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے قوم کو ٹائم فریم نہیں دے سکتے ہیں اَب اِس پر قوم یہ سمجھ چکی ہے کہ آج وفاقی وزیر خواجہ آصف کا قوم سے یوں معافی مانگنے اور بارش کی صُورت میں اللہ سے مدد کے لئے کی جانے والی اپیل کا مطلب صاف طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وزارتِ

پانی و بجلی اور حکومت و حکمران سمیت سب ہی مُلک میں بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کو قابو کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں جو یقینی طور پر اِن سب کی ناکامی کو منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ ایک ایسا ثبوت ہے جس نے جہاں حکومت کے بہت سے جھوٹے دعوؤں اور وعدوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے تو وہیں یہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ حکومت اور اِس میں شامل بہت سے وزرااور مشیر سب کے سب نااہل ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی اِس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے چودہ ماہ میں حکومت نے مُلک میں بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے بھی کچھ نہیں کیا اور اگر اپنے اقتدار کے اول روز سے ہی مُلک میں بڑھتے ہوئے بجلی بحران اور بے قابو ہوتی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے حکومت نے کچھ نہ کچھ کیا ہوتا تو.....؟آج یقینی طور پر مُلک سے لوڈشیڈنگ کو کچھ نہ کچھ کم ضرور کیا جاسکتا تھا۔

مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران تو مسندِ اقتدار پر اپنے قدم ناپاک رنجافرمانے کے ساتھ ہی اپنے مفادات کی رسہ کشی میں لگ گئے اور اُنہوں نے پچھلے چودہ یا پندرہ ماہ کے دوران مُلک و قوم کے لئے کچھ کرنے سے زیادہ اپنے لئے ہی وہ سب کچھ کیا ہے جہاں سے سابقہ حکمران چھوڑ گئے تھے گو کہ جیسے پہلے والے تھے ویسے ہی یہ بھی نکلے یعنی کہ گزشتہ حکمرانوں نے بھی بجلی کے بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کیا تھااور وہ بھی قوم کواِس کے مفادات پر لولی پاپ اور خالی جھوٹے وعدوں اور دعوؤں سے ہی بہلاتے رہے اور

قوم کی آنکھ میں دھول جھونکتے رہے اور آج ایسا ہی نواز لیگ کی حکومت کے ذمہ داران بھی کر رہے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر واقعی قابل افسوس ہے کے اَب جب کہ لوڈشیڈنگ کا بحران سر سے بہت اُونچا ہوگیا ہے تو ہمارے بیچارے وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف نے طویل لوڈشیڈنگ پر قوم سے معافی مانگ لی اور عوام سے یہ اپیل بھی کرڈالی ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کی بابرکت اور قبولیت کی ساعتوں میں عوام اللہ رب العزت کے حضور گڑگڑا کر بارش کے لئے دُعا کریں، نہ صرف ہمارے وزیر پانی و بجلی نے عوام سے بارش کے لئے دُعا کی اپیل کی ہے بلکہ اُنھوں نے اپنی اِس اپیل میں یہ کہہ کر کہ ''پاکستان میں سارے کام اللہ کی مدد سے ہی چل رہے ہیں'' جیسے وزیرِ موصوف نے اِس بات کی بھی پوری طرح سے تصدیق کردی ہے کہ اللہ تو کب سے اِن کے منہ سے عوام سے بارش کی اپیل کروانا چاہ رہا تھا مگر ان سمیت بہت سے لوگ خود ہی اِس سے انکاری تھے۔

مگر اَب جب کہ اِنہیں یہ احساس ہوا ہے کہ یہ اللہ کے اِس حکم کو بھی نہیں مان رہے ہیں اور بس اپنی ہی مرضی چلائے جارہے ہیں تو آج آخرکار اُنھوں نے اُس سچ کو قبول کرلیا کہ بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ اِن کے کنٹرول سے باہر ہوگئی ہے اوراِس پر یہ اپنی ناکامی مانتے ہوئے اور اَب قوم سے اپیل کرتے ہیں کہ

قوم اللہ سے بارش کے لئے دُعا کرے تاکہ ایک دو روز میں باران رحمت برسنے سے باقی روزے اور عید اچھی گزر جائے۔

آج اگر ہر مرض کی دوا دُعا ہی ہے تو پھر حکومت ، حکمران ، ادارے اور دوسرے معاملاتِ زندگی میں دُعا کو ہی اہمیت دی جائے اور قوم دُعا کرکے ہاتھ پہ ہاتھ دھری بیٹھی رہے ،اِس نے کیوں کہ دُعا کردی ہے اور اَب ہر کام بیٹھے بیٹھے ہوجائے گااُوہ ... ! میرے بھائی اَب ایسا بھی نہیں ہے اللہ بھی کہتا ہے کہ پہلے ہاتھ پاؤں ہلا کر سبب پیدا کرو، تو پھر مجھ سے لو لگاؤ، تو دیکھو میں تمہاری کیسی مدد کرتا ہوں، تم خود کچھ بھی نہ کرو اور بس مجھ سے دُعا پہ دُعا کرتے رہو تو، ایسے تو کوئی بات نہیں بنے گی ناں... ! اللہ کہتا ہے کہ پہلے خود کچھ کرو اور پھر اِس سے دُعا کرو اور بہتری کی اُمید رکھو، پھر دیکھو اللہ تمہارے کام کیسے آسان کرتا ہے مگر اَب ایسا بھی کوئی نہ کرے جیسا کہ ہمارے وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف نے کردیا ہے جنھوں نے اپنے اقتدار کے چودہ پندرہ ماہ تو عیش و طرب کے مزے لوٹنے میں گزار دیئے ہیں اِس عرصے میں تو حکومت نے بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کیا اگر اِس دوران کچھ کرتی تو ضرور کچھ بہتری کے روشن امکانات نمودار ہونے کی اُمید ہوتی مگر حکومت نے تو کچھ نہیں کیا اور اَب وزیر پانی و بجلی بس قوم سے معافی مانگ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ قوم سے بارش کے لئے دُعا کی اپیل کر رہے ہیں اِس طرح تو کام نہیں چلے گا اگر ہر کام

دُعا ہی سے ہو جاتے ہیں تو پھر ...؟ آج دنیا کا سارا نظام ہی دُعاؤں پر چل رہا ہوتا اور کوئی کچھ نہ کرتا۔

جبکہ اُدھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوم بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ سے تنگ ہے اور آج قوم کا ہر فرد لوڈشیڈنگ سے بیزار آچکا ہے، نہ صرف لوڈشیڈنگ بلکہ موجودہ حکمرانوں، سیاستدانوں کے جھوٹے وعدوں اور دعوؤں سے بھی بدظن ہو چکا ہے، آج پوری قوم حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اِس جھوٹ پر سخت نالاں ہے کہ اُنھوں نے اپنے الیکشن کے جلسے اور جلوسوں میں یہ کیوں کہا تھا کہ یہ اقتدار میں آتے ہی چھ ماہ میں بجلی بحران اور لوڈشیدنگ کا خاتمہ کرکے مُلک کو روشن اور قوم کے مستقبل کو تابناک بنادیں گے ... مگر آج چودہ ماہ بعد پھر کس منہ سے حکمران اور وزراء اپنی نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے بجلی بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے قوم کو دُعا مانگنے کی ترغیب دے کر اپنی جانیں چھڑا رہے ہیں مگر قوم اِن حالات میں کہ جب یہ حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے بجلی بحران اور بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے شکنجوں میں جکڑی جاچکی ہے اَب یہ حکمرانوں کی جان اَن کی دُعا کی اپیل پر نہیں چھوڑے گی اور آج جب قوم مُلک میں بارش کے لئے دُعا کرنے کا اہتمام کرے گی تو تب قوم صرف اللہ سے بارش ہی کے لئے دُعا کیوں کرے گی اِس موقع پر یقیناً قوم اپنے ایسے نااہل حکمرانوں اور مفاد پرست سیاست دانوں سے جان چھڑانے اور مُلک کو صحیح معنوں میں اسلامی

ریاست بنانے اور اِس میں قرآن و سُنت کا قانون لانے اور مُلک کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کے لئے بھی ضرور دُعا کرے گی تاکہ مُلک سے نام نہاد جمہوریت کا خاتمہ ہو اور دنیا کے نقشے پر مُلک ایک صحیح اسلامی ریاست کے طور پر اُبھرے، جس میں جب حکمرانوں اور سیاستدانوں کی صُورت میں کوئی لٹیرا نہیں ہو گا پھر جہاں سب کو انصاف ملے گا تو پھر بہت سارے ایسے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے اور مُلک ایک دُرست اسلامی ریاست کے طور اپنا آپ منوائے گا اور ترقی و خوشحالی کی اُن بلندیوں کو چھو لے گا اَب تک یہ جس سے محروم رہا ہے یا ہمارے نام نہاد جمہوری حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنے اپنے اقتدار کے چکر میں اِسے محروم رکھا۔

....اِنقلابیوں، سونامیوں اور حکمرانوں کی دُعائیں اور پلاننگ

کیاواقعی بعداَز عید دھمادھم و دمادم مست قلندر ہوگا....؟؟؟عید سے قبل توکچھ نہیں...!!

آج بحالتِ مجبوری وفاقی وزیرپانی و بجلی خواجہ آصف کی عوام سے بارش کے لئے کی جانے والی اپیل کی بعدمُلک کے کئی حصوں میں بارانِ رحمت کانزول شروع ہوچکاہے،اَب اِن لمحات میں ایسالگتاہے کہ جیسے آج حکومت کی حزبِ اختلاف کی جماعتیں حکمران جماعت اور حکمرانوں سے ناراض ہیں یاآہستہ آہستہ ہورہی ہیں تواِس سے کوئی حرج نہیں پڑتاہےاِس لئے کہ آج پریشان حالت حکومت پر قدرت مہربان نظرآتی ہے،اَب یہ خود دیکھ لوناکہ جیسے ہی خواجہ آصف نے عوام سے بارش کے لئے دُعاکی اپیل کی اور عوام نے بھی وفاقی وزیرکے کہئے پر لبیک کہااور لگ گئے بارش کے لئے دُعاکااہتمام کرنے میں اور قدرت کو عوام پر رحم آیااور اُس نے بھی عوام کی بارش کے لئے کی جانے والی دُعاؤں کو قبول ومقبول فرمایااور سب کی مانگی مرادیں مل گئیں مگرابھی توفی الحال سندھ و بلوچستان کو چھوڑدومگرمُلک کے دوسرے صوبوں کودیکھوتواُن میں بارانِ رحمت کا سلسلہ جاری ہے اور ہمارے محکمہ موسمیات کے مطابق بارشوں کا یہ سلسلہ

آئندہ کئی روز تک جاری رہنے کا بھی امکان ہے، جہاں حالیہ دِنوں مُلک کے کچھ حصوں میں شروع ہونے والے بارشوں کے سلسلے سے گرمی کا زور ٹوٹے گا تو یقینا بجلی کی لوڈشیڈنگ کے بے لگام ہوتے گھوڑے کو بھی لگام لگادی جائے گی، یہ تو ٹھیک ہے کہ حکومت مُلک سے بجلی بحران کو کم کرنے اور اِسے بڑی حد تک کنٹرول کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو گئی ہے اگر دیکھا جائے تو یہ وہی گرم ایشو تھا جس پر عوام نے حکومت کو پچھلے الیکشن میں ووٹ دیئے تھے اور اِسے مسندِ اقتدار پر اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر بیٹھایا تھا مگر آج انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت اپنے اقتدار کے چودہ ماہ میں بھی مُلک سے بجلی کا بحران اور بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے سوائے عوام سے بارش کی دُعا کی اپیل کرنے کے کچھ بھی نہ کر سکی ہے، اور آج عوام کے بارش کے لئے دُعا کے پھیلے ہوئے ہاتھ میں ربِ کائنات نے بارش کے چند قدرے ڈال دیئے ہیں اور زمین پر پانی کے کچھ ڈرم گرا کر حکومت کی بھی لاج رکھ لی ہے تو وہیں عوام کو بھی چین نصیب ہوگیا ہے کہ خالقِ کائنات ابھی اِس سے ناراض نہیں ہے آج اگر قوم متحد ہو کر قومی مفادات میں مُلک و قوم کی بہتری کے لئے کچھ کرے تو یقیناالله کی رحمت قوم پر ضرور نازل ہوگی، خواہ حکومت کی جانب سے خواجہ آصف بحالتِ مجبوری دُعا کی اپیل کا کہیں یا علامہ ڈاکٹر طاہر القادری یا عمران خان المعروف مسٹر سونامی مُلک میں انقلاب کے لئے قوم کو متحد کرکے باہر نکلنے کا کہیں اور اپنی اپنی نیک دُعاؤں کے ساتھ قوم کو عید الفطر کے بعد چودہ اگست

کو اسلام آباد کی جانب سونامی مارچ یا انقلاب مارچ کے لئے لے کر چلیں تو اللہ کی فتح ونصرت بھی اِن کے ساتھ ضرور ہو گی،اِس مخمصے میں مبتلا حکومت عوام کو یہ زور دے رہی ہے کہ عوام انقلابیوں کے انقلاب اور سونامیوں کے سونامی کو بھی روکنے کے لئے حکومت کے ہمراہ دُعاؤں میں شامل رہے تاکہ بعد اَز عید حکومت کے لئے جو پریشانیاں اور مشکلات پیدا ہونے والی ہیں وہ رُک جائیں یا ختم ہو جائیں۔

بہر حال . . !آج جب میں اپنا یہ کالم لکھ رہا ہوں تو یہ رحمت کے عشرے کا آخری روزہ ہے اور جب آپ میرا یہ کالم پڑھ رہے ہوں گے تو تب بخشش کا عشرہ شروع ہو چکا ہو گا،اور ماہِ مبارکہ رمضان کے آخری دس ایام شروع ہو چکے ہوں گے،اِن ایام میں اللہ کے ہر نیک بندے کی بخشش ہو رہی ہو گی اور اِن لمحات میں سب اپنے رب کے سامنے اپنے گناہوں کی بخششوں کی دُعائیں کر رہے ہوں گے، تو وہیں علامہ ڈاکٹر الطاہر القادری والے اپنے اِنقلاب کی کامیابی اور عمران خان کے حامی اپنے سونامی مارچ کو بغیر مشتعل ہوئے اور بغیر کسی کو مشتعل کئے کامیابی کے لئے دُعائیں کر رہے ہوں گے تو ماہِ رمضان کی اِن مبارک اور قبولیت کی ساعتوں میں حکومت اور حکومتی اراکین بھی اپنی اپنی کُرسیاں بچانے اور اپنے اقتدار کی مدت پوری ہونے کے لئے بھی ربِ کائنات کے حضور گڑگڑا کر دُعائیں کر رہے ہوں گے، مگر جب سب اپنے اپنے مشنوں کے لئے دُعائیں کر رہے ہوں گے تو ایسے میں اللہ

تعالیٰ کی رحمت بھی یہ ضرور دیکھ رہی ہوگی کہ کس کی دُعا فوری قبول کرلی جائے اور کس کی دُعا کو اگلے کسی وقت کے لئے سنبھال کر رکھ دیا جائے اور ابھی فی الحال اِس کی دُعاؤں کا کچھ اور نعم البدل دے کر اِسے چلتا کیا جائے مگر مجھے اِس بات کا یقین ہے کہ میرا اللہ رب العزت اِس مرتبہ انقلابیوں اور سُونامیوں کی دُعائیں ضرور قبول کرے گا اور اِن کی لاج رکھے گا، کیوں کہ ابھی تو اللہ نے حکمرانوں کی بارش کی دُعا قبول فرمالی ہے اور اِنہیں بتادیا ہے کہ تم نے چودہ ماہ میں ہر کام اپنے زورِ بازو اور اغیار کے ڈکٹیشنز پر کیا تو تمہیں کیا ملا...؟ اگر تم ہر کام اپنے زورِ بازو پر کرنے کے بجائے اللہ سے مدد مانگ کر کرتے تو وہ تمہیں ہر میدان اور ہر شعبے میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ضرور ہمکنار کرتا رہتا اور تم اپنے اقتدار کے چودہ پندرہ مہینوں میں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ کر اُوجِ ثُریا کی اُن بلندیوں کو پہنچ چکے ہوتے جو پاکستان کی تاریخ میں کسی کے بھی حصے میں نہیں آئیں تھیں مگر افسوس کہ میرے مُلک کے موجودہ حکمرانوں تم نے اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنی عقل و ہمت اور اپنے زورِ بازو اور اپنے آقاؤں امریکا اور برطانیہ) کو ہی اہمیت دی اور اپنے اور اُن کے مشوروں پر وہ سب کچھ ہی) کرتے رہے جو تمہیں یوں نہیں کرنا چاہئے تھا..؟؟

بہر حال.! آج جہاں پاکستان میں موسم گرما ہے اور گرمی بھی اپنا پورا زور دکھا رہی ہے تو سورج بھی جیسے قیامت سے پہلے سوا نیزے پر آگیا ہے تو وہیں پاکستانی

سیاست کا ماحول بھی لاکھ ڈگری فارن ہائٹ سے زیادہ گرم ہے، اگرچہ اِس پس منظر میں خدشات تو یہی ظاہر کئے جا رہے ہیں کہ بعد اَز عید حکومت وانقلابیوں اور سونامیوں کے درمیان اسلام آباد میں زبردست رن شروع ہوگا دھما دھم یا دمادم مست

قلندر ہوگا پھر ایسے میں جو جیتے گا وہی سکندر کہلائے گا اور جو پست ہوگا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گمنامی میں چلا جائے گا مگر ابھی قبل اَز عید سوائے دُعائیں کرنے اور کرانے کے اور تو کچھ ایسا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا ہے کہ یہ کہا جاسکے کہ ابھی سے ہی کچھ ایسا ویسا اور کیسا ہو جائے گا۔؟ جس کا الزام سب ایک دوسرے پر دے رہے ہوں گے اور ایک کا ہاتھ دوسرے کے گریبان میں اور دوسرے کا ہاتھ اگلے کے گال پر اور ایک کا ہاتھ ایک کی پیٹ پر پڑ رہا ہوگا اور سب ایک دوسرے کو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اچھی بھلی یا لولی لنگڑی جمہوریت کے اصل دُشمن تم ہو تم ایسا ویسا کچھ نہ کرتے تو آج پھر آمر کی آمریت ہم پر یوں مُسلط نہ ہوتی۔۔!! اور کرو انقلاب اور سونامی کی باتیں۔۔! لو اَب تمہاری اُوٹ پٹانگ باتوں کی وجہ سے نام نہاد اور لولی لنگڑی جمہوریت کی دیوی بھی ہاتھ سے گئی، اچھا ہے کہ ایسا ہو جائے اور جمہوریت کے پجاریوں کو سبق مل جائے۔

(ختم شُد)

... جمعۃ الوداع عظیم بخشش و نجات اور خود اَحتسابی کا دن

ماہِ رمضان کی روانگی کی نوید.... جمعۃ الوداع

جمعۃ الوداع ماہِ رمضان کا آخری جمعہ

آج اسلامی سال سن 1435 ہجری کے نوے مہینے رمضان المبارک (کے آخری عشرے جہنم سے نجات) کی 26 ویں تاریخ ہے اور آج ماہِ رمضان کا آخری جمعہ یعنی کہ جمعۃ الوداع بھی ہے اور آج ہی کے دن بمطابق عیسوی سال 2014 کے سات ویں مہینے جولائی کی 25 تاریخ بھی ہے یوں آج کا یہ دن جمعۃ الوداع اہل ایمان کو اِس بات کی بھی نوید سنارہاہے کہ رب تعالی کا مہمان ماہ رمضان المبارک اب تم لوگوں کے درمیان سے کچھ ہی دنوں بعد رخصت ہونے کو ہے اور آج کے بعد جتنے بھی جمعے آئیں گے اِن جمعے کی افضیلت تو اپنی جگہ پر.برقرار رہے گی مگر اُن میں رمضان نہیں ہوں گے اے اہلِ ایمان آج اِس رخصت ہوتے اللہ کے مہمان رمضان المبارک کے اِس آخری جمعہ یعنی جمعۃ الوداع میں اپنا محاسبہ کرلو اور اِس پورے ایک ماہ کے دوران اگر تم سے اِس اللہ کے مہمان کی خدمت کرنے میں کوئی بُھول چُوک یا کوئی دانستہ یا غیر دانستہ ظاہر و باطن.بڑی یا چھوٹی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو اِس کی بھی اِس سے معافی-تلافی مانگ لو اور آئندہ کے چند

دنوں میں اِن غلطیوں اور کوتاہیوں کو پھر ہر گزمت دُہراؤ(مت ہونے دو) کہ یہ تم سے کہیں ناراض نہ ہوجائے بلکہ اللہ کا یہ مہمان رمضان المبارک جب تمہارے درمیان سے رخصت ہو تو وہ تم سے خوش ہو کر لوٹے اور جانے کے بعد اللہ رب العزت کے حضور پیش ہو کر وہ تمہاری خوب تعریفیں کرے اور تمہاری بخشش کے لئے اللہ سے دعائیں کرے اور اللہ سے تمہاری جہنم سے نجات کی بھی سفارش کرے۔اور ہاں !اب تم خود ہی دیکھ لو اے اہلِ ایمان یہ کام تمہارا ہے کہ تم آج کے دن اپنا احتساب خود کرو اور اپنے اعمال کو خود ہی ٹٹولو کہ تم نے ماہِ رمضان میں روزے رکھ کر بھی کیا اُس کی اُن تمام پابندیوں کو اپنے اُوپر لاگو کئے رکھا جو روزے کی روح تھیں اور آج تم یہ بھی خود سے ہی جاننے کی سعی کرو کہ اِس ماہِ مبارکہ میں تم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔۔؟

ویسے تو بیشک تمام دن اور تمام راتیں ہی اللہ رب العزت کے قانونِ قدرت میں ہیں مگر اِس کے باوجود بھی خود اِس پاک پروردگار اللہ عزوجل نے بعض دنوں کو دوسرے دنوں کے مقابلے میں خاصی فضیلت عطا فرمادی ہے تو اِسی طرح بعض راتوں کو بھی خود اِس تخلیقِ کائنات کے خالق اور مالک اللہ تعالیٰ نے دوسری راتوں پر فوقیت دے رکھی ہے مگر اِس کے ساتھ ہی ہفتے کے دیگر سات ایام میں سے جمعہ کے دن کو رب تعالی نے جو فضیلت دی ہے اور اِس دن کو بیشمار رحمتوں اور برکتوں سے نواز رکھا ہے تو وہیں اِس کی اہمیت اور افضیلت کے ثبوت کا اندازہ تو اہل

ایمان قرآن کریم فرقان حمید کی اِس ایک سورت سے بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ اِس دن کی فضیلت تو خود رب تعالی نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن مجید فرقان حمید کے 28 ویں پارے کی پوری ایک سورت کو سورۃ الجمعہ کے نام سے نازل کرکے اِس دن کی اہمیت کو اہل اسلام کے لئے رہتی دنیا تک یہ ارشاد فرماتے ہوئے

ترجمہ:- ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعے کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو، یہ تمھارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو''.بڑھادی ہے کہ اہلِ ایمان کو ہر صورت میں اِس پر عمل کرنا ضروری قرار دے دیا گیا ہے۔جمعے کے دن کی افضیلت کے حوالے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ'' جمعے کے دن ملائکہ مسجد میں آنے والے ہر شخص کا نام اِس کی آمد اور ترتیب کے اعتبار سے لکھتے جاتے ہیں اور جوں ہی امام خطبہ دینے لگتا ہے تو وہ نام لکھنے کا عمل بند کرکے خطبہ سننے میں محو ہو جاتے ہیں''۔یوں جمعے کے دن کو دین اسلام میں ایک خاص دن کی اہمیت حاصل ہے اِس دن یعنی کہ جمعے کے دن کو سیدالایام بھی کہا جاتا ہے یعنی کہ دنوں کا سردار اور ایک اور روایت میں ہے کہ جمعے کے دن کو اور دوسرے دنوں کی نسبت عید کا دن بھی کہا جاتا ہے اِس کے علاوہ بھی جمعے کے دن کے اور بھی بہت سے فضائل ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے پیارے

آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ ’’ جمعے کے دن خصوصاً مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو مجھ پر جو شخص ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اِس پر اللہ تعالیٰ اور اِس کے فرشتوں کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں‘‘ میری جان اُن پر قربان میرے پیارے آقا حضور پُر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ ’’ جمعے کو کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو جو ایسا کرے گا، قیامت کے دن میں اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا اور جمعے کے دن جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اُس کے 80 سال کے گناہ معاف ہوں گے اور جو جمعہ کے دن مجھ پر 100 مرتبہ درود بھیجے گا وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے بغیر نہیں مرے گا‘‘۔

اور اے ایمان والو ! ماہِ رمضان میں تو ہر نیک عمل کا اَجر ویسے بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور جب کوئی مومن مسلمان ماہِ رمضان المبارک کے جمعے کے دن کوئی بھی نیک عمل کرے تو پھر اندازہ کیجئے کہ اِس کے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا اور آج کا یہ ماہِ رمضان المبارک کا آخری جمعہ یعنی جمعۃ الوداع تو خود ہی چیخ چیخ کر اہلِ ایمان کو یہ نوید سنا رہا ہے کہ مانگ لو آج جو کچھ بھی اپنے رب سے تم مانگنا چاہو اللہ کی رحمت پوری طرح سے جوش میں ہے بس ہے کوئی جو اِس موقع کا فائدہ اٹھائے اور دنیاوی اور آخری زندگی کے لئے اللہ کی اِن بیشمار رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر مالامال ہوجائے جو آج آسمان سے زمین پر برس رہی ہے تو پھر کیوں نہ اے اہلِ ایمان ! تم آج کے دن کو ضائع

کئے بغیر امت مسلمہ کی کامیابی اور سُرخروئی کے ساتھ ساتھ قبلہ اول القدس کی آزادی کے لئے بھی ثابت قدم ہر کر اپنی جدوجہد کو تیز تر کرنے اور کفر کی طاقتوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے بھی اپنے رب سے خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اللہ مسلمانوں کو ایمانی قوت عطا فرمائے کہ مسلمان آج کے اِس 21 ویں صدی اور اِس دورِ جدید کے باطل پرستوں اور اسلام کے خلاف کھلم کھلا اٹھتی کفر کی طاقتوں کا مقابلہ کرکے انہیں شکست سے دوچار کرکے ساری دنیا پر دین اسلام کا پرچم لہرائیں اور اِس کے ساتھ ہی آج کا یہ دن پوری اُمت مسلمہ کو یہ پیغام بھی دے رہا ہے کہ آج کے دن ملت اسلامیہ کو اپنے اندر ملی یکجہتی اور یگانگت کا جذبہ بھی پروان چڑھانا ہوگا تاکہ ملت اسلامیہ اپنی بقاو سلامتی کے لئے باہم متحد اور منظم ہو کر کفر کی طاقتوں سے مقابلہ کرسکے۔

نزولِ قرآن اور عظمتوں والی رات.... شبِ قدر

27ویں رمضان شبِ قدر ایڈیشن کے لئے خصوصی تحریر....

لیلۃ القدر کو تلاش کرو رمضان کی طاق راتوں میں

ہدایات و بخشش والی رات... شبِ قدر

اللہ کی آسمان سے جھم جھم برستی رحمتوں اور برکتوں والی شب، شبِ قدر

بیشک رمضان المبارک بڑی بزرگی والا اور اللہ تعالی کی بیشمار رحمتوں، برکتوں، عظمتوں اور تلاوت قرآن پاک والا مہینہ ہے جس کے اول تا آخر ایام میں ربِ ذالجلال نے بڑی حکمتیں رکھی ہیں جس کا پہلا عشرہ رحمت دوسرا عشرہ مغفرت اور اِس ماہِ مبارکہ کے تیسرے اور سب سے آخری عشرے میں جہنم سے آزادی کی نوید سُنائی گئی ہے یوں اِن تمام خصوصیات کے حامل رمضان المبارک کا سارا مہینہ ہی خیر و برکت سے لبریز ہے اور اِس کے شام و سحر میں رب کائنات اللہ رب العزت اپنی بیشمار انوار و تجلیات آسمان سے زمین کی جانب نزول فرماتا ہے ویسے تو اِس ماہِ مبارکہ کی ہر گھڑی اور ہر ساعت اپنے اندر اہل ایمان کے لئے بیشمار برکتیں لیئے ہوئے ہوتی ہیں مگر اِس ماہِ مبارکہ کے آخری عشرہ کی طاق

راتوں میں تو اہل ایمان پر رحمتوں. برکتوں اور عظمتوں کا نزول اپنے عروج کو پہنچ چکا ہوتا ہے اِس لئے کہ اِس ماہِ مبارکہ آخری عشرے کی اِن پاک پانچ ۲۱،۲۳،۲۵،۲۷ اور ۲۹ طاق راتوں میں سے ایک عظیم رات جو شبِ قدر کہلاتی ہے اِن تاریخوں میں آتی ہے۔ اور اِسی رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے بیت المعمور پر اتارا گیا جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن کریم فرقانِ حمید میں پوری ایک سورت القدر نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ

"بے شک ! ہم نے قرآن کریم کو شبِ قدر میں اتارا ہے، اور تم نے کیا جانا ہے کہ شبِ قدر کیا ہے؟ لیلتہ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس شب میں فرشتے اور جبریل امین اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے لئے زمین پر اترتے ہیں ، شبِ قدر کی شب سلامتی ہی سلامتی ہے صبح چمکنے تک"

قرآن کریم کی اِس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو ایک رات میں اُتارا ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہم نے اِسے رمضان کے مہینے میں اُتارا ہے" اور تاریخ اور واقعات یہ بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام 23 سال کی مدت میں اِسے لاتے رہے اِس میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ لیلتہ القدر کو جو ماہِ رمضان المبارک میں ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم فرقان حمید کو لوح محفوظ سے بیت المعمور (آسمان دنیا پر ایک جگہ ہے) میں اُتارا اور پھر وہاں سے ہی حضرت جبریل علیہ السلام حضور

پر نور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں 23 سال تک لاتے رہے۔

کیوں کہ قرآن کریم اِسی ماہِ رمضان المبارک میں ہی اُتارا گیا ہے اِسی لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اِس بابرکت مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کی جائے اور وہ اِس لئے بھی کہ اِس کلامِ الٰہی کی تلاوت سے ہی قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے اور روح کو تسلی نصیب ہوتی ہے۔

جس کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے: " دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی ہوتا ہے" حضرت نعمانؓ سے روایت ہے کہ بنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "میری اُمت کی سب سے بڑی عبادت قرآن کریم کی تلاوت ہے" اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ " یہ مقدس رات اللہ تعالی نے فقط میری اُمت کو عطا فرمائی ہے سابقہ اُمتوں میں سے یہ شرف کسی کو نہیں ملا"

جس سے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو" حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا " اِس مبارک رات کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں 21 رمضان المبارک سے 29 رمضان المبارک تک کے درمیان تلاش کرو کیوں کہ اِس رات کی عبادت ہزار

مہینوں سے افضل ہے''اِس شب سے ہی متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے کہ '' جس شخص نے شبِ قدر میں اَجر وثواب کی اُمید سے عبادت کی ،اِس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں'' اِسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' جو شخص شبِ قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہااِس کے تمام گناہ معاف ہو گئے''۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ قدر کے معنی مرتبے کے ہیں چوں کہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف اور مرتبے کے لحاظ سے بلند تر ہےاِس لئے اِسے '' لیلتہ القدر'' کہاجاتاہے۔

تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے جمہوراِس پر متفق ہیں کہ رمضان المبارک کی 27 ویں شب ہی شبِ قدر ہے جو کہ شرف وبرکت والی رات ہے اوراِس شب میں اعمالِ صالحہ مقبول ہوتے ہیں اور بارگاہِ رب ذوالجلال میں اِس کی بڑی قدر ہےاِس لئے اِسے شب قدر کہتے ہیں۔یہ اُمت محمدی ﷺ پر اللہ تعالی کا کرم خاص ہے کہ اِس نے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کو ایک ایسی رات شبِ قدر عطا فرمائی ہے کہ جس کی ایک رات کی عبادت 83 سال چار ماہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ '' جس نے لیلتہ القدر کو شب بیداری کی،اِس رات میں دو رکعت نماز

پڑھی اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی بخشش کی دعا کی تو اللہ تبارک تعالیٰ اِس کے گناہ معاف فرمادے گا، گویا کہ اِس شخص نے اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگالیا۔ جبرئیل علیہ السلام اِسے اپنا پر لگائیں گے اور وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔'' مفسرین تحریر کرتے ہیں کہ شب قدر کی اہمیت کا اندازہ اِس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اِس شب میں عبادت کرنے والے انسان کو جس وقت روح الامین آکر سلام کرتے اور اِس سے مصافحہ کرتے ہیں تو اِس پر خشیت الٰہی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور اِس کے بدن کا رواں رواں کھڑا ہوجاتا ہے اور اِس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔

بس تو پھر آج یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ اُمت مسلمہ اِس رات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اِس کے تمام تقاضوں کو پورا کرے اور اِس شب میں چوں کہ قرآن مجید فرقان حمید کا نزول ہوا ہے اِس لئے بغیر کسی حیل و حجت کے اِس رات میں دنیاوی خرافات اور شیطانی وسوسوں اور چکروں میں پڑنے کے بجائے اِس مقدس شب کو کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے کیوں کہ ویسے تو پورے رمضان ہی قرآن کی تلاوت کا اپنا اَجر وثواب ہے مگر اِس شب کو خصوصیت کے ساتھ تلاوت قرآن کرنا، قرآن سننا اور اِس کا اہتمام کرنے کا بھی اپنا علیحدہ ہی اَجر وثواب ہے اور اِس شب میں نوافل، استغفار اور درود و سلام کی کثرت بھی اِس شب کی عبادات میں شامل ہیں یہ بھی خصوصی درجہ رکھتی ہیں۔

یوں تو یہ خوش نصیبی صرف امت محمدی ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ آج کی اِس شب ، شب قدر کی عبادت میں کھڑے انسان پر ربِ ذوالجلال کی خاص عنایتوں کا نزول ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اِن ہی رحمتوں ، برکتوں اور عنایتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے کے لئے اِس شب کا پورے سال بھر بڑی بے چینی اور بیتابی سے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ تاکہ اپنے رب ذوالجلال کی اِس شب، شبِ قدر کی بابرکت ساعتوں سے فیضیاب ہو سکے جو آج کی شب اللہ تعالی اپنے بندوں پر آسمان سے جھم جھم برسا رہا ہے۔

غزہ کی پُرآشوب صُورتِ حال اور۔۔؟؟؟

غزہ پر اُوآئی سی کا سوالیہ کرداراور اُمتِ مُسلمہ۔۔۔؟؟؟

کیازر، زمین اور زن کے نشے میں مست مسلم حکمران فلسطین کے لئے کچھ نہیں کریں گے۔۔۔؟

آج فلسطین میں اپنی جارحیت شروع کرنے کے خاطر سازشی اسرائیلی حکمرانوں نے امریکی معاونت سے اپنے پہلے سے منصوبے کے تحت اپنے چاریاآٹھ شہریوں کے قتل کا ایک ڈرامہ رچایا اوراِنہیں ہی اسرائیلی حکمرانوں نے اپنے شہریوں کے قتل کابہانہ بناکر اپنی خونخواراسرائیلی فوج کو غزہ پرچڑھائی کاحکم دے دیایوں کمبخت اسرائیل فوج سترہ روز سے جدیدترین کیمیائی ہتھیاروں سے غزہ پراپنی چڑھائی جاری رکھے ہوئے ہے اور آج بھی جب یہ کالم لکھاجارہاہے اسرائیلی فوج نے غزہ پرزمینی کارروائیوں کاسلسلہ شروع کررکھاہے اَب تک کی اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوجی طیاروں اور بحری جہازوں کی بمباری اورجدیدکیمیائی ہتھیاروں سے زمینی اور فضائی حملوں سے فلسطین کے معصوم بچوں اور خواتین سمیت آٹھ سوکے قریب نہتے فلسطینیوں کونشانہ بناکر شہید اور تین ہزار سے بھی زائد فلسطینیوں کوزخمی کیاجاچکاہے اتناکچھ ہوجانے کے

بعد بھی فلسطینیوں کے خون کی پیاسی اسرائیلی فوج فلسطینیوں کا خون پینے میں جوں کی توں مصروف ہے اُدھر اقوام متحدہ نے بھی اِس امر کی تصدیق کی ہے کہ صیہونی فوج کے حملوں میں 80 فیصد عام شہری شہید ہوئے حماس کی جانب سے اسرائیلی فوج کی کارروائیوں کا بھرپور جواب دیتے ہوئے 30 فوجی ہلاک کئے جاچکے ہیں جن میں 2 امریکی فوجی بھی شامل ہیں اَب اِس سے یہ بات تو پوری طرح سے عیاں ہوچکی ہے کہ چالیس بیالیس سالوں سے امریکی مدداور معاونت سے ہی اسرائیل فلسطین پر اپنی جارحیت جاری رکھے ہوئے ہے ورنہ اِس میں اتنی ہمت کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتی تھی اوراَب اِسی کے ساتھ ہی مسلم دنیا کو حماس کے ہاتھوں 30 صیہونی فوجیوں کی ہلاکت اوراِن واصل جہنم ہونے والے فوجیوں میں 2 امریکی فوجیوں کی ہلاکت یہ ثابت کرتی ہے کہ آج فلسطین میں جتنی بھی جارحیت ہورہی ہے اِس کے درپردہ یقینی طورپر دنیاکے دہشت گردِ اعظم امریکا بھی کارفرماہے جس کا خوداعتراف اسرائیلی وزیراعظم نے بھی کیا ہے کہ آج فلسطین پر جتنی بھی اسرائیلی جارحیت کی جارہی ہے اِس پر ہمیں مکمل حمایت امریکی حکومت اور واشنگٹن کی حاصل ہے یوں آج یا بعد میں جب کبھی بھی مسلم اُمہ کو اسرائیل کو سبق سکھانا مقصود ہوتواِسے یہ لازمی چاہئے ہوگا کہ یہ سب سے پہلے امریکا کی شیطانی رگ کو اسرائیل سے تیزدھاری چھری سے لگ کرے تو پھر اسرائیل کا قلع قمع کرنے کے لئے کمربستہ ہوجائے تو تب کہیں جاکر مسلم اُمہ کو بہترنتائج مل سکیں گے ورنہ سوالیہ نشان ہی ہاتھ آئے گا۔

جبکہ دوسری طرف اسرائیلی فوج کی جارحیت پر غلغلوں سے لیس اپنے دفاع میں مصروف فلسطینی ہیں کہ جوجذبہ ایمانی اور شہادت کے جذبے سے سرشار ہیں اور اسرائیلی فوج میں شامل امریکی افواج کی بربریت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہورہے ہیں مگر نہتے فلسطینیوں کے جذبے شہادت کے آگے اسرائیلی فوج بے بس دکھائی دے رہی ہے اور وہ اپنی سُبکی مٹانے کے خاطر امریکی معاونت سے فلسطینیوں پر حملے جاری رکھے ہوئے ہے اور فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھاکرایسی تاریخ رقم کررہی ہے کہ جس سے تاقیامت اِنسانیت تھراجائے گی تو وہیں اِس اسرائیل کے جنگ جرم پر ستم ظریفی یہ ہے کہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار بننے والاامریکا بھی درندہ صفت اسرائیلی فوجیوں کی جارحیت کی حمایت جاری رکھے ہوئے ہے اور اِس کا کھل کر اعتراف بھی کررہاہے کہ اسرائیل فلسطین پر اپنی چڑھائی جاری رکھے اِن کا گاڈ اِسرائیل کی مدد کرے گا کیوں کہ اسرائیلی حق پر ہیں اور اِن کے گاڈ کی مدد کے ساتھ ساتھ امریکا کی مدد بھی قدم قدم پر اسرائیلیوں کو حاصل رہے گی۔

اَب جب کہ اسرائیلی جارحیت سے فلسطین گھنڈراور غزہ کی گلی کا زرہ زرہ معصوم اور نہتے فلسطینیوں کے خون سے تر ہوگیاہے ایسے میں کیاامریکا، عالمی برادری یا مسلم ممالک کی تنظیم اُوآئی سی کو معصوم اور نہتے فلسطینیوں کی

حالتِ زار نظر نہیں آ رہی ہے کہ آج اسرائیل کے بغیرت حکمرانوں کے حکم پر فلسطینیوں کے خون کی پیاسی اسرائیلی فوج کس طرح فلسطینیوں کے گھروں ، بازاروں، اسپتالوں، مساجد اور تعلیمی اداروں کو جدید اور مہلک کیمیائی ہتھیاروں گولہ بارود سے نشانہ بنا کر لوگوں کو شہید اور ہزاروں کو زخمی کرکے زندگی بھر کا مفلوج بنا رہی ہے آج فلسطینیوں کی حالتِ زار پر شاعر کا یہ کہنا ہے کہ :۔

اِس فلسطینی مُجاہد کی مجھے یاد آئی ہے دُشمنوں کی گولیوں سے جو شہادت پاگیا

جس نے آزادی کی خاطر موت کو ترجیح دی رازِ دیں وہ پاگیا، رازِ حقیقت پاگیا

آج اُمتِ مسلمہ کے مسلم حکمران جو امریکا کے یار بن کر اِس کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اِس کے زر، زمین اور زن کے نوازے ہوئے ہیں اِن میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف امریکا کے آگے اتنی بھی زبان ہلا سکیں کہ وہ زیادہ نہیں تو بس۔۔!! امریکا سے اتنا ہی کہہ دیں کہ ’’ اپنے بغل بچے اسرائیل کو سمجھائیں کہ وہ فلسطینیوں پر اپنی بربریت اور جارحیت بند کردے اور فلسطینیوں کو اِن کی مرضی اور مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے دے ‘‘مگر دوسری طرف یہ حقیقت ہے کہ پاکستان سمیت مسلم ممالک کے عوام اسرائیل اور اسرائیلی فوج کی فلسطینیوں پر جاری بربریت اور جارحیت کے خلاف

سراپا احتجاج ہے اور اسرائیلی کو سبق سکھانے اور اِسے صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دینے
کے لئے بے چین ہے اور اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ مل کر خدائے.بزرگ
و برترکے آگے بقول شاعر اِس طرح دُعا گو ہے کہ :۔

پوچھتے ہیں یہ فلسطیں کے مسلماں یارب ہم غریبوں کے لئے کوئی مکاں ہے کہ نہیں
عرصہ دیر میں شداد بھی فرعون بھی ہیں کوئی موسیٰ بھی خداوندِ جہاں ہے کہ نہیں

اور اِسی طرح ساری اُمتِ محمدیہ ﷺ کی زبان پہ اپنے فلسطینی بھائیوں کے لئے یہ
دُعا بھی ہے کہ :۔

آج دُعا یہ سب کے لبوں پر ہے الٰہی دل کے گُلستاں کا پُھول کھِل جائے
نصیب ہم کو بھی یارب ہو صبحِ آزادی صلہ ہمیں بھی ہمارے لہو کا مل جائے

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان اور ترکی کے علاوہ مسلم ممالک کی تنظیم اُو
آئی سی بھی امریکا اور اسرائیل کے آگے بے بس اور لاچار دکھائی دیتی ہے اور بہت سے
مسلم ممالک حالیہ اسرائیلی جارحیت پر فلسطینیوں کی اربوں ڈالرز کی مدد کرنے کو تو تیار
ہیں مگر افسوس ہے کہ یہ متحد و منظم ہو کر امریکا اور اسرائیل کے آگے فلسطین کے معاملے
پر کھُل کر اپنے تحفظات کا اظہار کرنے اور اسرائیل و غزہ کے تنازع کو افہام و تفہیم سے
حل کرنے کا مشورہ

دینے سے بھی قاصر دکھائی دیتے ہیں آج یہ حقیقت ہے کہ اسرائیل کی حالیہ جارحیت پر حکومتِ پاکستان اور ترکی کی حکومت نے جس طرح اپنے تحفظات کا کھل کا اظہار کیا ہے وہ ہر لحاظ سے قابلِ تعریف ہے آج اگر ایسا ہی دبنگ موقف مسلم ممالک کی تنظیم اُو آئی سی اور دیگر مسلم ممالک بھی اختیار کرلیں تو ہو سکتا ہے کہ امریکا اور اسرائیل کو پسینہ آ جائے اور اِن کی پینٹیں یورین (پیشاب) سے گیلی ہو جائیں مگر ایسا کرنے کے لئے شرط صرف اتنی سی ہے کہ اُو آئی سی سمیت ساری مسلم اُمہ کو فلسطین کو اسرائیلی چنگل سے نکالنے اور فلسطین کو دائمی آزادی کے خاطر متحد ہو منظم ہو کر اسرائیل کے باپ امریکا اور امریکا کے بغل بچے اسرائیل پر پوری قوت سے اپنا دباؤ ڈالنا ہوگا اور اَب بھی ایسا نہیں کیا تو اُو آئی سی اور مسلم اُمہ یہ سمجھ لے کہ امریکا اور اِس کا بغل بچہ اسرائیل ایک ایک کر کے ساری مسلم ریاست کو نگل جائیں گے اور ہم سب صفحہ ہتی سے مٹ جائیں گے اور اِس میں بھی کوئی شک یا دورائے نہیں ہے کہ بقولِ شاعر:۔

وسوسے شیطان نے بخشے دلِ نادان کو جنگ کی ڈالی بنا ہابیل سے قابیل نے
مِلّتِ اِسلام کو اتنا زیاں پہنچا نہ تھا جتنا پہنچایا ہے نقصاں قومِ اسرائیل نے
آج ساری اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لئے یہ وقت کچھ سوچنے اور اپنی دفاع کے لئے کچھ

کرنے کا ہے کہ یہ موجودہ حالات میں امریکی اور اسرائیلی سازشوں سے اپنا دفاع کس طرح کرے اور غزہ میں جاری اسرائیلی اور درپردہ امریکی جارحیت اور بربریت سے اپنے فلسطینی بھائیوں کی مدد کیسے کرے اور اسرائیلی اور امریکی افواج کو کیسے سبق سکھائے کہ یہ دوبارہ فلسطین کی جانب آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور اگراسرائیلی پھر دوبارہ فلسطین کی طرف دیکھنے کے لئے بھی سوچیں تو اِن کی آنکھیں نکال کر اِن کے ہاتھوں میں رکھ دیں اور اَب آخر میں چلتے چلتے اسرائیلی و امریکی فوج کی جارحیت کے شکار اپنے فلسطینی بھائیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے سلام پیش کرتا ہوں اور اِن کی جرات اور بہادری پر یہ شعر عرض ہے کہ:۔

مردانِ حق کی ہے یہی پہچان دہر میں دیتے ہیں اپنی جانِ وفا دین کے لئے
وہ سرفروش زندہ پائندہ ہیں مدام قربان جو ہوئے ہیں فلسطین کے لئے

عیدالفطر مسلمانوں کی حقیقی مسرت و شادمانی کا عظیم دن

اُمتِ محمدی ﷺ کے لئے اللہ کی بیشمار انعامات اور نوازشوں کا دن عیدالفِطر

نماز عیدالفطر اور....... عید کا دن مسلمانوں کی ملی یکجہتی کا بے مثال نمونہ

ماہِ رمضان المبارک اپنی تمام تر رحمتیں ،،برکتیں اور اپنی تمام تر رعنائیاں اہلِ اسلام پر نچھاوڑ کرنے کے بعد ہم سے بخیر و عافیت رخصت ہوچکاہے اور آج پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر مسلم ممالک میں ماہِ شوال کی پہلی تاریخ ہے اور پاکستان کی طرح وہاں بھی عیدالفطر اپنے پورے جوش وجذبے کے ساتھ منائی جارہی ہے تو کہیں آج شوال کی دوسری تاریخ بھی ہوگی جہاں آج عید کا دوسرا دن بھی ہوگا وہاں کے مسلمان ہم سے ایک روز قبل نماز عیدالفطر کے اجتماعات منعقد کرکے پہلے ہی ملی یکجہتی کے ایسے بے مثال نمونے دنیاکے سامنے پیش کرچکے ہیں کہ جن کو کرنے کے لئے آج ہم سب بھی جارہے ہیں اور آج ہر مومن مسلمان کے قدم اپنے اللہ کا شکرادا کرنے کے لئے نئے اور اُجلے ہوئے کپڑوں اور نئی چپلوں جوتوں اور خوشبوؤں کے ساتھ " اللہ اَکبر اللہ اَکبر لااِلہ اَلا اللہ اَکبر اَللہ اَکبر وللہِ الحمد کی تکبیر بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نماز عیدالفطر کے

اجتماعات کی جانب بڑھ رہے ہیں اور تو پھر اسی طرح کہیں مزید ایک روز بعد یکم شوال آنے والی ہوگی اور اِس طرح یہ سارا سسٹم جاری رہے گا کیوں کہ یہ تو قدرت کا اپنا ایک ایسا اٹل نظام ہے کہ جو ازل سے ہی یوں چلتا آ رہا ہے اور جب تک یہ دنیا قائم رہی گی یہ چلتا رہے گا اور دنیا میں جہاں کہیں بھی اُمت محمدی ﷺ کے ماننے والے موجود ہوں گے وہ مسلمان ماہِ شوال کا چاند دیکھ کر اپنے اسلامی اصولوں اور اپنے طور طریقوں اور اپنے رہن سہن کے مطابق عید کی خوشیاں مناتے رہیں گے۔

آج دنیا میں جتنے بھی ادیان اور اقوام ہیں ہر کسی کا کوئی نہ کوئی خوشی اور مسرت کا دن ضرور ہوتا ہے اور یہ اُس دن کو اپنے مذہبی اور اخلاقی قیود سے آزاد ہو کر مناتی ہیں مگر الحمداللہ ! یہ اعجاز صرف دین اسلام کو ہی ہے کہ اِس کا دیگر ادیان اور اقوام کے نظریوں کے بلکل برعکس خوشی اور مسرت کے تہواروں اور ایام کے لئے اپنا ایک علیحدہ اور سب سے منفرد اور اعلی ضابطہَ اخلاق موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ بفضل تعالی دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے جب بھی کوئی خوشی اور مسرت کا تہوار اور دن آتا ہے تو اِن میں خود بخود وہ تمام کی تمام اخلاقی اور اسلامی قدریں اجاگر ہو جاتی ہیں کہ جو حکم ربی اور سنتِ رسول ﷺ ہیں اور انہیں دیکھ کر دیگر ادیان کے ماننے والے اور دوسری اقوام کے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اِس کی کیا وجہ ہے ؟ تو یہ بھی سن لیجیے

کہ ایسے ہی مواقع کے لئے میرے پیارے محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اسلام بے راہ روی اور لہو ولعب کی اجازت نہیں دیتا اور اسلام قلب میں روحانیت اور طبیعت میں شرافت و نیکی پیدا کرنا چاہتا ہے" تو پھر اِس فرمان محمد عربی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے بالخصوص آج کے دن اہل اسلام اپنے آپ کو اور آج کے اِس مبارک دن کی خوشیوں کو بے راہ روی اور لہو ولعب سے بچاتے ہیں اور اِسی طرح ایک آج کے (عید الفطر) دن اور دوسرا عیدِ قربان کے دنوں کو اپنے رب اللہ تعالیٰ کی کثرت سے حمد و ثنا کرنے میں گزار دیتے ہیں۔

اور اِس سے بھی انکار نہیں کہ بیشک یہ ماہِ مبارکہ (شوال المکرم اور بالخصوص اِس کی پہلی تاریخ اور اِس کے بعد کے ایام) ایک طرح سے رمضان المبارک کے مہینے کے نتیجے کی حیثیت رکھتا ہے اور اُمت محمدی ﷺ کو اِس ماہِ مبارکہ کا انتظار سال بھر رہتا ہے اور اِس کے چاند کی خوشی پورے اسلامی سال کے تمام مہینوں کے چاندوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور اِس عظیم المرتبت ماہِ مبارک کی ابتداً بھی دیگر اسلامی مہینوں کی طرح اِس کے چاند نظر آنے کے بعد سے ہی ہو جاتی ہے یہاں ہماری مسلم نوجوان نسل کو عید کے چاند کے معنی اور مفہوم کو بھی جان لینا ضروری ہے کہ جن کے لئے خاص طور پر ہم بیان کر رہے ہیں کہ اِس ماہِ مبارکہ شوال المکرم کے چاند کو عید کا چاند کیوں کہتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہے جو اکثر ہماری نوجوان نسل پوچھتی ہے اور وہ یہ جاننا چاہتی ہے۔

تو اِن کے لئے عرض ہے کہ ماہِ شوال کے چاند کو عید کا چاند اِس لئے کہتے ہیں کہ عید لفظ عُود سے مشتق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خوشی اور مسرت کا دن اور عُود کرنے والا دن یعنی کہ بار بار آنے والا دن اور ایک ایسے مسرتوں اور شادمانی والے دن کا ایک ایسا چاند کہ جس کے بار بار دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے کے معنوں کے ہیں اور اِس ماہ مبارکہ شوالِ المکرم کے چاند کو عموما ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی 29 تاریخ میں بھی بعد نماز مغرب آسمانِ کی مغرب کی جانب ہم مسلمان (جبکہ ہمارے ملک میں رویت ہلال کمیٹی یہ فریضہ جدید سائنسی آلات کے ذریعے اَحسن طریقے سے انجام دے رہی ہے) بڑی بے چینی اور بے تابی سے ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں کیوں کہ اِس تاریخ میں بھی اِس کے نظر آنے کے امکانات ہوتے ہیں اور اگر ماہِ شوال کا چاند 29 رمضان المبارک کو دِکھائی نہ دے سکے تو پھر ماہِ رمضان کے پورے 30 روزے رکھنے ہوتے ہیں اور یوں رمضان المبارک کی 30 تاریخ میں اِس کا نظر آنا یقینی ہو جاتا ہے اور اگر پھر بھی اِس تاریخ میں عید کا چاند بادلوں یا کسی اور وجہ سے بھی نظر نہ آ سکے تو پھر 30 رمضان المبارک کی تاریخ یعنی غروب آفتاب کے بعد ہی سے اسلامی اصولوں اور ضابطوں کے مطابق ماہِ شوال المکرم کی پہلی تاریخ شروع ہو جاتی ہے اور اِس رات کو اہل اسلام (چاند رات کے طور پر جانتے ہیں) کیوں کہ اِس رات میں اگلی صبح نماز عید الفطر کی ادائیگی کے لئے اِس کی تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اِس کے علاوہ بھی اکثر لوگ

اپنی اِدھر اُدھر کی دیگر فضول کی مصروفیات کے باعث اِس رات کو بغیر عبادت کے گزار دیتے ہیں حالانکہ اِس رات کی عبادت بھی بڑی فضیلت کی حامل ہے اور پھر اِس رات کے گزرنے کے بعد ہی اگلی صبح کو اہل اسلام عید الفطر کے عظیم الشان اور روح پرور اجتماعات منعقد کرکے اپنے رب اللہ رب العزت کا شکرادا کرتے ہیں کہ اُس نے آج کے دن اپنے بیشمار انعامات اور اپنی نوازِشیں اُمت محمدی ﷺ کو دیں اور یوں مسلسل ایک ماہ امتحان میں بیٹھنے یعنی رمضان المبارک کے پورے ایک ماہ کے روزے رکھنے اور نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نمازِ تراویح کی ادائیگیوں اور کثرت سے تلاوت قرآن مجید فرقانِ حمید کی سعاتوں کے بعد ہر اُمیدوار کو ایک ایسی ابدی کامیابی اور کامرانی سے بھی ہمکنار کیا کہ اِس کا احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں ہے اور جس کو کبھی فنا بھی نہیں ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ !" جس نے بھی تزکیہ کی کوشش کی کامیاب ہوا" اور مجھے یہ کہنے دیجئے کہ یہ تزکیہ کی کوشش کرنے والے کی ہی وہ عظیم کامیابی ہے جو خالقِ کائنات اللہ رب العزت کی طرف سے اُسے آج کے دن حقیقی خوشی کی صورت میں ملی ہے اور آج اللہ ہی نے یہ حقیقی خوشی فطرۃً اُسے دی ہے اور اِسی طرح اِس نے ہی ملت اسلامیہ کواِس خوشی اور مسرت کے دن کوایک عظیم تہوار یعنی عید کے طور پر مکمل بھائی چارگی اور باہمی اخوت و مساوات اور ملی یکجہتی کے طور پر منانے کا پیغام دیا ہے۔

اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عیدالفطر اُمت محمدی ﷺ کے لئے تمام فطری تقاضوں پر مکمل طور پر کامیابیوں کے ساتھ اِن پر قابو پانے کی خوشی اور مسرت کے اظہار کا ایک عظیم وسیلہ ہی نہیں بلکہ اِس حقیقی خوشی اور شادمانی کے موقع پر دوسروں کو بھی اِس میں اُسی طرح سے شامل کرنے کا بھی درس دیتا ہے جس کا اسلام میں حکم ہے جس کا جاننا بھی انتہائی ضروری ہے یعنی کہ عیدالفطر کی نماز کی ادائیگی سے قبل ضروری ہے کہ صدقۂ فطر ادا کردیا جائے جس کے ادا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عید کی اِن خوشیوں میں اُن لوگوں کو بھی شامل کیا جائے کہ جو اپنی غربت اور حکمرانوں کی عدم توجہ اور ملک میں دولت کی غلط تقسیم کی وجہ سے غربت اور تنگدستی کے باعث پریشان حال ہیں اور وہ اِس دن بھی جس کو اللہ نے خوشی کے دن کے طور پر منانے کا حکم دیا ہے یہ بیچارے آج بھی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوث ہیں اور روٹی سے بھی محروم ہیں وہ بھی ہماری اِس رقم سے اوروں کی طرح عید کی خوشیوں میں شامل ہو جائیں اور یوں معاشرے میں امیر اور غریب کا فرق ختم ہو جائے۔

کیوں کہ دین اسلام میں عید کا دن امیر اور غریب سب کے لئے یکساں ہے اور اِس دن ضرورت اِس امر کی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا سجدہ شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُن مفلوک الحال لوگوں کی بھی دادرسی کی جائے کہ جو آج کے دن خوشیوں سے محروم ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ماہِ رمضان المبارک ہمیں اپنے ایک ماہ کی

عبادت کے عوض نارِ جہنم سے نجات کی نوید دے کر تو رخصت ہو چکا ہے مگر اِس کے ساتھ ہی اُس ماہِ مبارک کہ رمضان المبارک نے جو ہمیں عفو در گزر اور بھائی چارے اور اتحاد و یگانگت کا درس دیا ہے اُسے اب ہمیں یاد کرتے رہنا ہوگا اور آج عید کے اِس مبارک اور خوشیوں اور مسرت والے دن کے موقع پر ماہِ رمضان المبارک سے اپنی تمام عبادات کے بدلے میں عہد وفا کرنا ہوگا کہ آئندہ سال اگر ہماری زندگی رہی تو ہم اِس پر قائم رہیں گے اور آئندہ سال اِس کے آنے تک اِس سے کہیں زیادہ اپنے ارادوں میں مستحکم رہتے ہوئے پریشان حال انسانیت کی خدمت کرنے کو اپنا نصب العین بنائے رہیں گے اور یہی انسانیت کی خدمت اور دوسروں کی تکالیف کا مداوا کرنے کا درس ماہِ رمضان المبارک کے روزے بھی اہلِ مسلمان کو دے گئے ہیں تو وہیں آج کا یہ عید سعید کا دن بھی یہ درسِ عظیم دے رہا ہے کہ ہم اپنی عید کی اِن بیشمار خوشیوں میں اپنے معاشرے میں موجود ایسے پریشان او مفلوک الحال لوگوں کو بھی شامل کرلیں جو عید کی اِن خوشیوں سے محروم ہیں اور ہمارا آج کا یہ ذرا سا نیک عمل ہمیں عید کی اصل خوشیاں سمیٹ کر ہمارے دامن میں بھر دے گا اور اِس طرح جس کی روحانیت سے ہم سال بھر بہرا مند ہوتے رہیں گے ۔

کے الیکٹرک نے بریک ڈاؤن کو مشغلہ بنالیا ہے۔۔۔؟؟؟

کے الیکٹرک کی نااہلی اور کراچی سمیت سندھ میں بجلی کا تیسرا بڑا بریک ڈاؤن۔۔۔۔۔؟
جمعتہ الوداع کی صبح ساڑھے چھ بجے سے افطاری کے بعد تک روشنیوں کا شہر کراچی ایک بڑے بریک ڈاؤن کی وجہ سے بجلی سے محروم رہاایسا کراچی میں پانچ سال کے عرصے میں تیسری مرتبہ ہواہے کہ کراچی سمیت سندھ کے کئی شہراور علاقے بجلی کے کسی بڑے اور اذیت ناک بریک ڈاؤن سے گزرے ہیں اِس مرتبہ بھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے سرتان کر اور سینہ پھولا کر اپنے معصوم و مظلوم صارفین کو اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے خاطر اپنا وہی پرانا راگ گایاہے کہ آپ کی خدمت میں دن رات ایک کردینے اور آپ کے شہر کراچی کو روشن رکھنے والے ادارے کے الیکٹرک کو نیشنل گرڈٹرانسمیشن سسٹم سے ملنے والی 650 میگاواٹ بجلی فنی خرابی کے باعث منقطع ہو گئی جس کے باعث کراچی میں بجلی کا نظام مکمل طور پر بیٹھ گیااور یوں کے الیکٹرک فوری طور پر اپنے پیداواری یونٹس کو بحال نہ کرسکا جس کی وجہ تمام شہر جمعے کی صبح سے شام تک بریک ڈاؤن کا شکار رہا، جبکہ اِس مرتبہ یہ ہوا کہ ماہِ رمضان کے سب سے مبارک اور بابرکت والے روز یعنی کہ جمعتہ الوداع اور شبِ قدر والی رات کے موقع پر کے الیکٹرک کی وجہ سے شہر

کراچی کو پانی کی سپلائی بند رہی ،اِس دوران روزے داروں اور مساجد میں اعتکاف میں بیٹھنے والوں کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے جہاں پریشانی کا سامنا رہا تو وہیں شہریوں نے کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کی وجہ سے شہر میں پانچ سال کے عرصے میں تیسری مرتبہ ہونے والے بڑے بریک ڈاؤن کو کے الیکٹرک کا اپنے صارفین کے ساتھ ایک ہولناک مشغلہ قرار دیا ہے تو وہیں صارفین نے یہ بھی کہا ہے کہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ انہیں پاگل سمجھ کر بجلی چوری کی مد میں زائد بلنگ کی وصولی سے بھی باز نہیں آئے گی اور اِسے بھی صارفینِ بجلی نے کے الیکٹرک کی انتظامیہ کا ظلم قرار دے کر کے الیکٹرک کی انتظامیہ پر شدید غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عید کے موقع پر شہر میں بڑا بریک ڈاؤن ہونے سے صنعتی اور تجارتی سرگرمیاں شدید متاثر رہیں اور اِس طرح کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کی وجہ سے ایک دن میں اربوں کا نقصان ہوا،اِس موقع پر شہر کراچی کے صارفینِ بجلی کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگرچہ 2010 میں بھی جب اِسی قسم کا طویل بریک ڈاؤن ہوا تھا تب بھی نیپرا نے سابقہ کے ای ایس سی کی انتظامیہ کو متنبہ کرنے کے لئے 5 لاکھ جرمانہ عائد کرتے ہوئے اِسے آئندہ ایسا نہ ہونے اور اِس کی کارکردگی کو درست کرنے اور اپنی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانے کا بھی پابند کیا تھا مگر اُس وقت کی کے ای ایس سی اور موجودہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے پھر بھی کچھ نہ کیا اور نیپرا کے احکامات ہوا میں اُڑا دیئے آج یہ کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کی ڈھیٹ پن کا ہی نتیجہ ہے کہ گزشتہ دِنوں

شہر کراچی ایک مرتبہ پھر بڑے بریک ڈاون سے چار ہوگیااور کراچی سمیت سندھ کے دوسرے شہر جن میں حیدرآباد، بدین، ٹھٹھ، عمرکوٹ، دادواوراِسی طرح سندھ کے متعدداضلاع بھی شامل ہیں صبح سے شام تک بجلی سے محروم رہے،کیااِس کی ازالہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کرے گی یا پھر سینہ پھولا کراور گردن تان کااپنی یہ تاویل پیش کردے گی کہ جو ہوا سو ہوا آئندہ کوشش کریں گے کہ ایسانہ ہومگر پھر ایساکچھ ہوگیاتو کے الیکٹرک کی انتظامیہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے بجائے پھریہی کرے گی جو یہ ابھی کررہی ہے۔

اگرچہ اِن دنوں نوازحکومت مُلک سے بجلی بحران کو جڑسے ختم کرنے کے لئے جہاں بہت سے تجربات کررہی ہے تو وہیں یہ اِس عمل پر بھی کاربند دکھائی دیتی ہے کہ مُلک سے بجلی بحران کو جلد ختم کرنے اور مُلک کو ترقی و خوشحالی اور مُلک کے ہر گھر کو روشن رکھنے کے خاطر جس قدر جلد ممکن ہوسکے مُلک کے بجلی کے تمام قومی اداروں کی نج کاری کردی جائے تواِس عمل سے بہت جلد مُلک کو بجلی بحران سے نجات دلائی جاسکتی ہے اور مُلک کو پلک جھپکتے ہی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر ڈال کرمُلک کے شہر شہراور گاؤں گاؤں کے ہر گھر کو روشن رکھاجاسکتاہے۔

بہرحال ..!اِس ضمن میں عرض یہ کرناہے کہ حکومت کو کے الیکٹرک سپلائی

کارپوریشن کی موجودہ کارکردگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے واپڈااور لیسکو سمیت دیگر اداروں کی نج کاری سے متعلق سوچنا چاہئے کہ آج اگر مُلک کے دوسرے صُوبوں بیں قائم بجلی سپلائی کرنے والے قومی ادارے بھی کے الیکٹرک کی طرح نجی تحویل میں چلے گئے تو پھر کیااِن اداروں کی نجی انتظامیہ مُلک میں پیداواری صلاحیت رکھنے والی صنعتوں،

کارخانوں اور گھریلو صارفین کو باقاعدگی سے بجلی کی سپلائی جاری رکھ سکے گی...؟ یا کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی طرح اپنی پیداواری صلاحیت اور ایک یونٹ بھی بجلی پیدانہ کرکے طویل لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی اپنے صارفین کو ڈرادھمکا کرزائد بلنگ کی وصولی کا عمل جاری رکھ کر صرف پیسہ ہی کماتی رہے گی...؟اور مُلک کا جیساتیساچلتا ہوانظام بھی بیٹھادی گی۔

اَب کوئی یہ بات مانے یا نہ مانے مگر کراچی والوں کو سابقہ کے ای ایس سی اور موجودہ کے الیکٹرک سپلائی والوں کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اِس ادارے نے اِنہیں عذابِ قبرکے ابتدائی مراحل کے پہلے اور سب سے زیادہ خوفناک عذاب یعنی کہ عذابِ قبرکے اندھیروں کا توعادی بنادیاہے گزشتہ کئی سالوں سے عرس البلاداور روشنیوں کا شہر کہلانے والے شہر کراچی میں جس حساب سے اعلانیہ و غیراعلانیہ اور کثرت کے ساتھ فنی خرابی کی صورت میں جتنی بھی طویل مدتی لوڈشیڈنگ کی جاتی ہے یقینی طور پر اِس دوران جہاں اہلیان کراچی ذہنی و

جسمانی اذیتیں جھیل رہے ہوتے ہیں تو وہیں یہ گرمی اور قبر کے اندھیرے سے بھی زیادہ اندھیرا برداشت کرنے کے اچھی طرح سے عادی ہو چکے ہیں، اَب کوئی اہلیانِ کراچی کو شاید قبر کی گرمی اور اِس کے خُوفناک اندھیروں سے تو نہ ڈراسکے گا، یہ کام بھی کے الیکٹرک والوں نے اپنے صارفین کی زندگی میں کرکے اپنا فریضہ ادا کردیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ عزم بھی ظاہر کیا ہے کہ جب تک یہ ادارہ نجی تحویل ہیں رہ کر جیسا تیسا اپنا کام کرتا رہے گا یہ اپنی موجودہ کارکردگی سے مزید بدتر خدمات اپنے صارفین کے لئے آئندہ بھی انجام دیتا رہے گا اور اپنی یہی کوشش جاری رکھے گا کہ اپنے صارفین کو دنیا میں ہی قبر کے اندھیروں اور دوسرے دردناک عذابوں کا عادی بنادے۔

ویسے تو آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لوڈشیڈنگ کے عذاب کا سامنا تو میرے مُلک کے دیگر صوبوں کے لوگوں کو بھی ہے مگر مُلک کے جس صوبے اور اِس کے جس شہر میں میرا قیام ہے اِسے اِس شہر کی بدقسمتی کہہ لیں کہ جب سے اِس شہر کو روشن رکھنے والے ادارے کی نج کاری ہوئی ہے ،اور اِس ادارے پر نااہل اور کچھ نہ کرکے بھی پیشہ کماؤ انتظامیہ کا قبضہ ہوا ہے تب ہی سے شہرِ کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے کا عمل دن بدن شروع کردیا گیا ہے،اور آج تو نوبت یہ ہو گئی ہے کہ روشنیوں کا شہر کہلانے والا" میرا شہرِ کراچی " زیادہ تر اندھیروں ہی میں ڈوبا رہتا ہے، یہ بھی اِدارے کے الیکٹرک کا ہی بے مثال خدمت اور کمال ہے

کہ اِس نے روشنیوں کے شہر کراچی سے یہ اعزاز بھی چھین لیا ہے۔

آج جن صاحب ثروت کے پاس دولت ہے اُن کے نزدیک کے الیکٹرک کے پیدا کردہ اندھیروں کا بھی توڑ ہے اُنھوں نے اپنے گھروں، بنگلوں اور اداروں کو روشن رکھنے کے لئے بڑے چھوٹے جنریٹرز اور یو پی ایس خرید لئے ہیں اور مجھ جیسے جن قلیل ماہوار آمدنی کمانے والے غریبوں اور ڈیلی اجرت والوں کے پاس یہ سہولیات میسر نہیں ہوتیں ہیں وہ ہی کماحقہ کے الیکٹرک کے اندھیروں اور موسمِ گرما کی آگ اُگلتی گرمی کا عذاب بھی برداشت کرتے ہیں،اور جب بات اِن کی برادشت کی حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو پھر وہ اِدھر اُدھر پھر کر دیکھتے ہیں کہ دور یا نزدیک کے کے الیکٹرک کے جن پولز میں بجلی موجود ہوتی ہے تو یہی گرمی کے ستائے بیچارے غریب لوگ " کے پی ایس " یعنی کہ حرفِ عام میں گنڈے کی سُہولت حاصل کر لیتے ہیں ،اِس طرح یہ اپنی پریشانی کا توڑ تو نکال لیتے ہیں مگر کے الیکٹرک اور با قاعدگی سے بجلی کے بلز ادا کرنے والے صارفین کے لئے بھی مشکلات پیدا کر دیتے ہیں، بسااوقات " کے پی ایس " کی سُہولت کے حصول کی کوششوں کے دوران کے الیکٹرک کے سلور کے لگے کمزور تاروں پر لوڈ بڑھ جاتا ہے اور وہ یکدم سے بریک ہوجاتے ہیں اِس طرح جن علاقوں میں بجلی کی سپلائی جاری رہتی ہے وہ بھی اندھیرے میں ڈوب جاتے ہیں،اور اِس پر بھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی چاندی ہو جاتی ہے، وہ اپنے صارفین کو بجلی نہ دے کر بھی بجلی چوری کا زائد

بل بھیج دیتی ہے جسے دیکھ کر صارف کو یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ یہ کے الیکٹرک کا ماہوار بل ہے کہ بل کی صورت میں کے الیکٹرک کی بھتہ پرچی ہے۔

شہر کراچی کو بار بار بڑے بریک ڈاؤن سے دوچار کرکے ملکی معیشت کا ایک روز میں اربوں کا نقصان کرنے اور مجموعی طور پر روزانہ اعلانیہ و غیر اعلانیہ اور آئے روز کثرت سے فنی خرابی وتار ٹوٹنے اور وولٹیج کی کمی بیشی کی وجہ ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ سے دوچار کرنے والے ادارے کے الیکٹرک کو حکومت اپنی تحویل میں لے کر اِس ادارے کی کارکردگی کو بہتر بنائے تاکہ شہر کراچی میں بجلی کی سپلائی کا نظام بہتر ہو تو وہیں بجلی کی چوری اور صارفین سے بلنگ کی وصولی کا سلسلہ بھی حوصلہ افزا حد تک ٹھیک ہو سکے گا جس سے یقینی طور پر کے الیکٹرک کی پیداواری صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا تو وہیں شہر کراچی اپنے اُوپر چھائے اندھیروں سے بھی نجات حاصل کرکے ۔کے الیکٹرک کی نااہلی انتظامیہ کی وجہ سے اپنا کھویا ہوا روشنیوں کا شہر کہلانے والا مقام بھی پھر سے حاصل کرلے گا۔

14؟؟؟.....اگست کا سونامی مارچ اور شیخ رشید احمد کے خدشات

سونامی کا کمزرو ہوتا زور....؟؟؟عمران وحکومتی اراکین کی ملاقاتیں کیارنگ لائیں گیں...؟؟؟

آج اپناکالم شروع کرنے سے پہلے تذکرہ کرناچاہوں گا عیدالفطرپر پیش آئے سانحہ کلفٹن سمیت کراچی کے دیگرمقامات ہاکس بے،سُنہرا پوائنٹ اور سی ویوپر نہاتے ہوئے ڈوب کر ہلاک ہونے والے اپنے اُن 40 سے زائد پاکستانیوں کا جو سمندر کی بے رحم لہروں کی نظر ہوگئے اور اِس پُرآشوب دنیاسے منہ موڑ کر ہم سے اچھی جگہ پر چلے گئے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ اِن کی ہلاکتوں میں بڑی حد تک سندھ حکومت کے ذیلی اداروں کے ذمہ داران کی بھی کوتاہیاں ہیں تو وہیں اِن مرحومین کی اپنی بھی لاپرواہی اور کسی کی نہ سُننے والی ضد کو بھی موردِ الزام ٹھیرانا درست ہوگا کہ ایسے موقعوں پر بہت سے لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور سمندر کی بے رحم لہروں کو پکڑنے کے چکر میں اِن کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور پھر کسی ناگہانی آفت کی نظر ہوکر اپنی موت کو خود ہی دعوت دے ڈالتے ہیں جیساکہ ایامِ عید پر سمندر کے نہانے والوں نے ایسا کیا ہوگااوریوں اِن کی ہلاکتوں نے سب کی عید کی خوشیاں ماند کردیں اور شہر کراچی سمیت سارے مُلک کی عید کی خوشیاں سوگ میں تبدیل کردیں ایسے میں دُعاہے کہ ہے کہ اللہ ہلاک ہونے

والوں کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور اِن کی لواحقین کو صبر جمیل پر
(اَجرِ عظیم دے (آمین

ہاں ۔۔ ! ! تو اَب میں آتا ہوں اپنے آج کے کالم کے اصل موضوع کی جانب ایک طرف پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان نے اپنے ایک انٹرویواور عید کے روز پارٹی کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے کہاہے کہ کارکنان 14 اگست کے آزادی مارچ کی بھرپور تیاریاں شروع کریں ہر صورت مارچ ہوگااور ملک میں حقیقی تبدیلی ضرور آئے گی، 14 اگست کا آزادی مارچ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا احتجاج ہوگااِس موقع پر عمران خان کا کہنا تھاکہ ہم 14 اگست کو بتائیں گے کہ عام انتخابات میں (ن) لیگ اور دیگر لوگوں نے کیسے دھاندلی کی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی مسٹر سُونامی نے اپنے اِس عزم کو دُھرایا کہ اِس روز ہم وہاں تب تک دھرنا ختم نہیں کریں گے جب تک ہم اپنے مطالبات نہ منوالیں اپنے کارکنان سے گفتگوکے دوران عمران خان اپنے فطری انداز سے ذراجذباتی ہوئے اور اپنی اِسی حالتِ جذبات میں یہ تک کہہ گئے کہ ہمارے تمام کے تمام مطالبات جمہوری اور آئین کے عین مطابق ہیں ہمارا کوئی ایک بھی مطالبہ اور نقطہ آئین کے باہر نہیں ہے اِن کا ساتھ میں یہ بھی کہنا تھاکہ ہمارا مطالبہ مڈٹرم الیکشن کا بھی نہیں ہوگا جس کا عمران خان نے یہ جواز پیش کیا کہ مڈٹرم اِس وقت ہوتاہے جب الیکشن ٹھیک ہوں اِن کا اپنی گفتگو میں یہ بھی کہنا تھاکہ

جس الیکشن سے موجودہ حکومت اقتدار کی مسند پر قابض ہے اور اپنے اُلٹے سیدھے اقدامات سے مُلک اور قوم کا نقصان کرکے دیوار سے لگا رہی ہے یہ تو سارا الیکشن ہی سراسر جعلی مینڈیٹ پر مبنی ہے، اِن کا اِس موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ اِس دھاندلی زدہ الیکشن پر مڈٹرم نہیں بلکہ ہم ری الیکشن کی قانونی اور آئینی بات کریں گے اور مسٹر عمران خان اپنے مخصوص انداز سے ن لیگ اور اِس کی حکومت کی موجودہ پوزیشن پر اپنے اِس الزام کو یقین کے ساتھ دُھرایا کہ "ن لیگ ایک فاشٹ جماعت ہے جو آمر کی نرسری میں پلی ہے، اُنھوں نے اپنے اِس الزام کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی کہا کہ "یہ اپنی اِس بات پر قائم ہیں اور یہ ثابت کریں گے کہ اِن کی جمہوریت صرف اپوزیشن میں ہی نظر آتی ہے، اُنھوں نے کہا کہ آج ہم دھاندلی اور حکمرانوں کے رویوں کے خلاف نکل رہے ہیں تو حکمران فوج کے پیچھے کیوں چھپ رہے ہیں..؟ کیوں کہتے پھر رہے ہیں کہ ہمیں نظر بند کردیں گے، انہیں اپنی دھاندلی سے آئی حکومت کے جانے کا خوف ہے اور یہ یہی چیز چھپا رہے ہیں عمران خان المعروف مسٹر سونامی نے کہا کہ یقیناً 14 اگست سے ن) لیگ کی حکومت کے خاتمے کے لئے اُلٹی گنتی شروع ہوجائے گی اور حکمرانوں کو) ہر صورت گھر جانا پڑے گا پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سُونامی خان نے اپنے کارکنان سے گفتگو کے دوران جہاں حکمران جماعت (ن) لیگ کو اپنے پروگرام اور عزائم سے آگاہ کیا تو وہیں مسٹر سونامی خان یعنی کے عمران خان نے اپنے تبدیلی کے خاطر شروع کئے جانے والے آزادی مارچ کے آمنے

سامنے ،آگے پیچھے اور دائیں بائیں بندھ باندھنے اوران پر حکومت سے مذاکرات کے لئے دباؤڈالنے کے لئے متحرک جدہ اور واشنگٹن کے حکومتی یاروں کو بھی کھلے مگر انتہائی دبے ہوئے انداز سے متنبہ کرتے ہوئے خبردار کیاہے کہ جدہ اور واشنگٹن والے پاکستانی سیاست سے دور رہیں،12 ماہ سے کوئی بات مان نہیں رہے تھے عوامی پریشر پڑا توسب کے ہوش ٹھکانے لگ گئے ہیں اور سب رابطے کرتے پھر رہے ہیں اُنہوں نے اپنے مخصو ص انداز سے مسکراتے ہوئے کہاکہ اگر یہ ایساپہلے کرلیتے توکیاکچھ نہیں
ہوجاتا...؟؟اور اَب شہباز شریف بھی پیغامات بھجوارہے ہیں مگراَب کسی بھی صورت ڈیل ہوگی اور نہ ہی ڈیل کا کوئی سوال پیدا ہوگااَب تو فیصلہ 14 اگست کے آزادی مارچ کا نتیجہ آنے پر ہی کچھ ہوگا''پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان نے اپنے کارکنان سے گفتگوکے دوران اور بہت سی باتیں کیں تھیں مگر یہاں راقم الحرف نے صرف اُن ہی باتوں کاذکرکیاہے جنہیں عمران خان بار بارڈُہرا کر حکمران اور حکومت پر اپنادباؤبڑھائے ہوئے ہیں، یہ اِس بھی ہی قائم ہیں کہ جب تک کچھ ہو نہیں جاتایہ اپنے یہی جملے جگہ جگہ دُہراتے رہیں گے۔
اگرچہ آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ عمران خان کے چودہ اگست کے آزادی وسونامی مارچ اور علامہ طاہر القادری کی انقلاب کی کال سے نواز شریف اوران کے ساتھی سخت دباؤمیں ہیں جیسے جیسے چودہ اگست کی تاریخ قریب آتی جارہی ہے

ویسے ویسے حکومت کی پریشانی بڑھتی ہی جارہی ہے، مگراِس کے باوجود بھی نواز شریف
اوراِن کے ساتھی نااُمید نہیں ہوئے ہیں، وزیراعظم نواز شریف نے عمران خان سے
پوچھاہے کہ اتناکچھ کرنے کے پیچھے عمران خان اپنااصل ایجنڈابھی تو قوم کو بتائیں یا یہ
سب کچھ ہوایا خواب ہی میں کرنے کا ادارہ کئے ہوئے ہیں مگرپھر بھی ایسالگتاہے کہ جیسے
نواز شریف اور حکومتی اراکین کا اَبھی یہ دعویٰ ہے کہ یہ عمران خان کو
بہلاپھسلاکر مسٹر سونامی خان کو ایسی لولی پاپ دے دیں گے کہ پی ٹی آئی کے چیئرمین
اپنے چودہ اگست کے آزادی و سونامی مارچ کے غبارے سے خود اپنے ہی ہاتھوں سے
ہوانکال دیں گے اور یہ نہ صرف ایسا کریں گے بلکہ عمران خان حکومت کے خلاف کہے
ہوئے اپنے وہ سارے الفاظ بھی واپس لے لیں گے جو ایک ماہ سے یہ نواز شریف اور
حکومت کے خلاف استعمال کرتے رہے ہیں کیوں کہ آج حکومتی اراکین اور وزیراعظم
نواز شریف کواِس بات کا پوراپورایقین ہے کہ یہ سب مل کراپنی چاپلوسیوں اور بول
بچن سے عمران خان سے ہونے والی چوتھی ملاقات میں عمران خان المعروف
مسٹر سونامی خان کے 14 اگست کے سونامی مارچ کے زور کو کمزور کرنے میں کامیاب
ہوجائیں گے اوراِس طرح عمران خان کا آزادی مارچ کے لئے شروع کیاجانے والا
سونامی مارچ دم توڑکر تبدیلی کے اُس اندھیرے کنوئیں کی نظر ہوجائے گا جس کا کبھی بھی
کوئی تذکرہ بھی نہیں کرے گا سب کچھ ایک خواب بن جائے گا دیکھتے ہیں کہ ایساہوتاہے
جیساکہ حکومتی اراکین سوچ رہے ہیں یا ویساہوتاہے جیساکہ مسٹر سونامی چاہتے

ہیں..؟۔

بہر کیف...! چودہ اگست کے آزادی مارچ کی کامیابی سے متعلق عمران خان کے بلند وبانگ دعوؤں اوراِس پر وزیر اعظم نواز شریف اور حکومتی اراکین کے دباؤ میں آنے کے بعد نواز شریف کے خاص ٹاسک پر حکومتی اراکین کی عمران خان سے جاری ملاقاتوں کے سلسلے سے آئندہ دِنوں میں آنے والے نتائج پر عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے قبل از وقت اِن خدشات کا اظہار کیا ہے کہ ”عمران مطالبات سے پیچھے ہٹے تو تحریک انصاف ختم ہوجائے گی“ شیخ رشید احمد نے اپنے اِن خدشات کا اظہار ایک ایسے وقت میں کیا ہے کہ جب عمران خان اپنے چودہ اگست کے آزادی مارچ کو حتمی شکل دے چکے ہیں تو وہیں حکومتی اراکین بھی عمران خان کو اِن کے راستے سے بھٹکانے اور ہٹانے کے لئے یہ راستہ دکھارہے ہیں کہ پارلیمنٹ ہی وہ واحد جگہ ہے جہاں سے تبدیلی لائی جاسکتی ہے سو عمران خان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی تبدیلی کو لانے کے لئے پارلیمنٹ کا سہارا لیں اور وہ اِس طرح جتنی بھی تبدیلی لانا چاہیں لا سکتے ہیں،اِس پر شیخ رشید احمد کا یہ کہنا ہے کہ ” عمران خان نے 14 اگست کو مطالبات کی منظوری کے بغیر آزادی مارچ ختم کیا تو تحریک انصاف ختم ہوجائے گی،اِن کا کہنا ہے کہ تحریک انصاف پہلی مرتبہ قومی امتحان میں شریک ہوئی ہے جو بھی اپوزیشن جماعت 14 اگست کے احتجاج سے پیچھے ہٹ گئی تو اِن کی سیاسی موت ہوجائے گی، شیخ جی نے اپنے ایک

انٹرویو میں یہ بھی کہادیا ہے کہ نواز شریف جمہوری نہیں آمر جیسی سیاست کر رہے ہیں اور عیدالضحیٰ سے پہلے قربانی ناگزیر ہے،اُنھوں نے رانا ثناء اللہ کے استعفیٰ پر جیسے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ ’’(ن) لیگ رانا ثناء اللہ خان کا صدقہ دے کراپنی حکومت نہیں بچاسکتی،اِن کا کہنا ہے کہ جہاں اپنے تئیں ن لیگ نے رانا کا صدقہ دیا ہے تو وہیں آج آصف علی زرداری بھی نواز حکومت کو بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور تن من دھن سے امریکاکے ساتھ مل کراین آر اُو ٹولے کی تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں مگر شیخ جی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی (ن) لیگ کی حکومت کو ختم ہونے سے دنیاکی کوئی طاقت نہیں بچاسکتی،انھوں نے کہاہے کہ پاکستان میں جمہوریت بچانے کے لئے ہر حال میں (ن) لیگ کوملک میں مڈٹرم انتخابات کا اعلان کرنا ہوگا‘‘ آج شیخ رشیداحمد نے عمران خان کو اپنے جن خدشات سے آگاہ کیا ہے کیا عمران خان اِسے سنجیدہ لیں گے...؟یا حکومتی اراکین سے ملاقات کے بعد ملنے والی لولی پاپ سے بہل جائیں گے اور اپنے سونامی اور آزادی مارچ کو سمیٹ کر ایک طرف کردیں گے اور پھر وہی کردیں گے آج جس کا اظہار عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشیداحمد نے کیا ہے...؟؟؟اَب دیکھتے ہیں کہ امتحان کی اِس کڑی گھڑی میں کون کون کس طرح اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے...؟آج اُس وقت کا انتظار آپ سب کی طرح مجھے بھی ہے...!!!!

اَب کیوں امریکا اپنے بعد افغانستان کی لگام بھارت کو دینے پر تیار ہے..؟

بھارتی نئے آرمی چیف جنرل دلبیر سنگھ سُہاگ، جنرل سُہاگ کا عہدہ سنبھالتے ہی سُہاگ رات پر پاکستان کو دھمکی آمیز پیغام.....؟؟؟

اَب یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ امریکا افغنستان سے جانے کے بعد افغانستان کی لگام بھارت کو دینے پر تیار دکھائی دیتا ہے...اَب اگر واقعی ایسا ہوگیا..؟ جیسا کہ خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے تو پھر اَب تک دہشت گردوں کے خلاف پاکستان کی امریکا کے ساتھ مل کر لڑی جانے والی جنگ میں دی جانے والی پاکستان کی قربانیاں اور وہ ساری اذیتیں وپریشانیاں اور مشکلات سب کی سب صفر ہو کر رہ جائیں گیں،اوراِس طرح پاکستان بھارت سمیت خطے کے دوسرے ممالک کی نظر میں اپنی اہمیت کھو بیٹھے گا کیااِسی دن کے لئے پاکستان نے امریکی جنگ میں اِس کا ساتھ دیا تھا...؟کہ جب امریکا اپنے مفادات حاصل کرلے تو پھر یہ اپنے سارے معاملات سے پاکستان کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال باہر پھینکے اور جاتے جاتے بھارت کو نواز جائے ،جی ہاں...!!اُس بھارت کو جس نے اول دن سے ہی امریکی جنگ سے خود کو کسی کنواری کنیا کی طرح بچائے رکھا تھا،اور اُس بھارت کو جس نے امریکی جنگ میں اپنی ایک انگلی تک نہیں کٹوائی ہے،اِس طرح اِس

بھارت کو افغانستان کی لگام تھما کر اُسے افغانستان کا جانشین بنا جائے گا یہ تو کبھی پاکستان نے سوچا بھی نہیں تھا کہ مطلبی امریکا اپنا کام نکل جانے اور اپنے مفادات حاصل کر لینے کے بعد ایسا بھی کر سکتا ہے....؟

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ توجہ ضرور ہے کہ آج اگر پاکستان امریکی جنگ کا حصہ نہیں بنا ہوتا تو اِس بات کا سو فیصد یقین ہے کہ امریکا کو افغانستان میں ایک فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور آج یہ جس منہ سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اِس نے افغانستان میں رہ کر اپنے مطلوبہ اہداف حاصل کر لیئے ہیں یہ قطعاً ایسے دعوے نہیں کرتا آج امریکا کو پاکستان کا احسان مند رہنا چاہئے کہ پاکستان نے انجانے میں خود کو امریکی جنگ کا حصہ بنا کر جو نقصان کیا ہے امریکا اِس کا ازالہ صدیوں میں بھی نہیں کر سکتا ہے، اور نہ ہی کبھی پاکستان نے یہ چاہا ہے کہ افغانستان جیسے سرپھرے لوگوں کی لگام اِس کے ہاتھ میں آئے یا افغانستان کی جانشینی پاکستان کو ملے مگر افسوس تو اِس بات کا ہے کہ امریکا نے اپنے رویوں سے کبھی بھی یہ ثابت کرنے یا بتانے سمیت پاکستان سے یہ بھی پوچھنے کی زحمت گوارہ نہ کی کہ وہ پاکستان سے اپنے کسی ایسے ویسے فیصلے کے بارے میں اِس کی مرضی بھی معلوم کر لیتا، پاکستان کو بیشتر مواقعوں اور امریکا کے بہت سے ایسے ویسے فیصلوں پر یہ احساس شدت سے ہوا کہ امریکا کام کے وقت تو ہمارے ہاتھ پاؤں پکڑتا ہے مگر جب اِس کا کام ہم سے نکل جاتا ہے تو یہ انعامات اور

جنگی سازوسامان کی مد میں مراعات کی بارش اور ڈالرز کی شکل میں اپنی نوازشیں بھارت پر نچھاور کردیتا ہے۔

یقینا گزشتہ دِنوں بھی امریکا نے ایسا ہی کیا ہے جب امریکی وزیرخارجہ جان کیری نے بھارتی گوڈو وزیراعظم نریندر مودی سے ایک گھنٹہ 40 منٹ طویل ملاقات کی۔اپنی اِس ملاقات کے دوران امریکی وزیرخارجہ جان کیری نے کہاکہ افغانستان میں بھارت کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے اپنے یہ تاریخ جملے کہے کہ'' افغانستان میں بھارت کا کردار بہت بڑا ہے اور ہم امریکی بھارت کے کردار کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جان کیری نے بھارت سے متعلق یہ الفاظ بھی کہے کہ'' امریکاافغانستان کے معاملے میں بھارت کے ساتھ ہے دونوں ممالک مل کر وہاں دہشت گردی کا مقابلہ کریں گے اور کوشش یہی رہے گی کہ امریکااور بھارت مل کر افغانستان میں امن کے قیام کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جبکہ اِس موقع پر امریکی وزیرخارجہ نے بھارتی گوڈووزیراعظم نریندر مودی کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے انتہائی محبت بھرے لہجے میں امریکی دورے کی دعوت دی جو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے شرماتے اور اپنی معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ قبول کرلی ۔اِس موقع پر مودی کے معنی خیز حجاب و قبول کو بھانپتے ہوئے امریکی وزیرخارجہ جان کیری نے اپنی جیسے سُبکی مٹاتے ہوئے نریندر مودی سے

یہ کہاکہ ”میری جان، میں صدقے میں واری، نریندر مودی جی۔۔۔!! آپ کے خلاف تو امریکی حکومت نے کبھی بھی کوئی پابندی نہیں لگائی اگر سابقہ حکومت نے اپنے طور ایسا کوئی فیصلہ کیا تھا تو میری جان۔۔! تو اِس کا موجودہ حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے، مودی جی آپ کا جب بھی امریکا آنے موڈ ہو آپ منہ اُٹھا کر امریکا آ سکتے ہیں اور امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے بھارتی گوڈو وزیر اعظم نریندر مودی کو اپنے سینے لگاتے ہوئے جان کہا اور اِنہیں دوبارہ سے امریکا آنے کی دعوت دے دی جیسے بھارتی وزیر اعظم نے قبول کرلی ،امریکا بھارت پر اپنی نوازشیں یوں نچھاوڑ کر رہا ہے تاکہ یہ بھارت کو اپنے مفادات کے حاصل ہونے تک خطے کا چوہدری بنادے اور پاکستان کو بھارت کے تابع رکھ سکے۔

اگرچہ آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ امریکا پاکستان کی طرح بھارت سے بھی قربتیں بڑھا رہا ہے اگر بھارتی کرتا دھرتاؤں نے امریکی چاپلوسیوں اور خوشامدی لہجے کو نہ سمجھا اور اِس کے جھانسے میں آتے گئے تو ایک نہ ایک دن امریکا بھارت کو بھی خطے میں اپنے مفادات کے خاطر استعمال کرنے کے بعد ایسی ہی بے قدری کردے گا کہ آج جیسی پاکستان کی کی ہے۔

اُدھر بھارت کے نئے آرمی چیف جنرل دلبیر سنگھ سُہاگ نے عہدہ سنبھالتے ہی جو کام سب سے پہلے کیا ہے وہ یہ ہے کہ بھارتی نئے جنرل سُہاگ نے اپنے عہدے کی

سُہاگ رات ہی کو بے سوچ سمجھے اور زمینی حقائق کا جائزہ لئے بغیر ہی گیڈر بھبکی مارتے ہوئے پاکستان کو وارننگ دے دی ہے کہ ''پاکستان کو اَب حدود سے تجاوز کرنا مہنگا پڑے گا اور اِس نے کہا کہ مستقبل میں اگر بھارتی فوجیوں کے سر کاٹنے جیسے واقعات کو دُہرایا گیا تو اِس کا فوری، سخت اور خطرناک طریقے سے بدلہ لیا جائے گا''ارے جنرل سہاگ تم نے تو اپنی پہلی ہی رات ایسی دھمکی دے ڈالی ارے یار کچھ تو صبر کرلیتے پھر کچھ کہتے سُنتے تو ٹھیک تھا ایسے کام نہیں چلے گا.اگر خطے میں واقعی تم کچھ بہتر کرنا ہی چاہتے ہو تو یار دھمکی نہیں بلکہ محبت کی زبان استعمال کرو.ہم نے بھی کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں ہم بھی تمہاری دھمکی کا جواب تم سے زیادہ خطرناک دھمکی کے لہجے میں دے سکتے ہیں مگر یہ ہماری روایات کے یکدسرخلاف ہے کہ ہم اپنے پڑوسیوں سے بات بے بات جھگڑتے رہیں اَب اچھا تو یہی ہے کہ اپنے یہ دھمکی آمیز الفاظ فوراََ واپس لو اور محبت کے بول بول کر دوستی کا ہاتھ.بڑھاؤتاکہ ہم دوستی اور محبت کے رشتے میں جڑکر خطے کو امن کا گہوارہ بنائیں۔

یہ کُشتی ہے یا نورا کُشتی ...؟؟؟

خیال رہے آزادی مارچ کہیں کوئیک مارچ یا قید مارچ میں نہ تبدیل ہوجائے ...؟؟؟؟

آج گرماگرم مُلکی سیاست میں لکھنے کو تو بہت کچھ ہے مگر کیا کروں ..؟طبیعت ہی کچھ سُسر میں نہیں ہے، بس عادتاً لکھنے کو بیٹھ گیا ہوں، کوشش کروں گا کہ کچھ مختصر لکھوں ،اور کم وقت میں اُس نُورا کُشتی کا احاطہ کروں ،آج جو میرے مُلک میں کھیلی جارہی ہے، جیساکہ میں اپنے کالموں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ایک عرصے سے میرے مُلک کے سیاستدانوں میں اقتدار کے لئے نورا کُشتی کا عنصر غالب ہے،اوراَب موجودہ حالات میں تواِس کا مشاہدہ باآسانی کیا جاسکتا ہے ،یعنی یہ کہ آج جو برسرِ اقتدار ہے ،اِس نے بھی ماضی میں ایسی ہی نورا کُشتی کا ڈھونگ رچایا تھاآج جس کا اِسے سامنا ہے اور آج جو حزبِ اختلاف میں بیٹھا ہے اُسے بھی کبھی ایسی ہی نورا کُشتی سے واسطہ پڑا تھا ،اِن حالات میں جس کے سہارے یہ اپنا سیاسی قداُونچا کرنے پر لگا ہوا ہے الغرض یہ کہ آج ہماری سیاست کے میدان اور اقتدار کی دوڑ میں نُورا کُشتی کا عنصر ایسا ہی لازم وملزوم ہوگیا ہے جیساکہ کسی جسم کے لئے خون اور اِنسانوں کے سانس لینے اوراِنہیں

زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے یکدم اِسی طرح ہماری سیاست اور اقتدار کی جنگ کے لئے نُورا کُشتی کی حیثیت ہو گئی ہے۔ بقولِ شاعر:۔

ارضِ وطن سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے
آج ہر دردمند دل میں یہی اِضطراب ہے
وہ حزبِ اختلاف ہو کہ حزبِ اقتدار
سچ پوچھیئے تو دونوں کی نیت خراب ہے

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں حکمرانوں اور سیاستدانوں کا کھیلا جانے والا نورا کشتی کا کھیل اُس عروج پر پہنچا ہوا دکھائی دے رہا ہے جہاں سے کوئی بھی خود نیچے گرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اِس کش مکش میں کسی نہ کسی کو تو ضرور ہی نیچے گرنا ہوگا، کیوں کہ اَب اِس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں رہ گیا ہے، درحقیقت اِس کے کہ جن مقاصد کے لئے یہ نورا کشتی کی جارہی ہے ،اِس سے بھی سب ہی واقف ہیں مگر کوئی بھی کھل کر اپنے عزائم کو آشکار کرنے کو تیاریوں نہیں ہے کہ اِن کے عزائم کے عیاں ہوتے ہی نورا کشتی کا مقصد خاک میں مل جائے گا اور سارے گیم کی بچھائی گئی بساط اُلٹ پلٹ ہو جائے گی، ایسا لگتا ہے کہ جیسے آزادی و لانگ مارچ اور انقلاب کا نعرہ بلند کرنے والوں کے پیچھے خود حکومت کا ہی ہاتھ ہے، کیوں کہ حکومت سوا سال میں یہ طرح سے سمجھ چکی ہے کہ اَب حکومت کرنا اِس کے بس میں نہیں

رہاہے، اور اِس نے عوام سے جو وعدے کئے تھے یہ اِنہیں بھی پورا کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو گئی ہے اَب ایسے میں حکومت کی بس ایک یہی کوشش ہے کہ خدا کرے کہ ایسا کوئی سیاسی عمل شروع ہو جائے کہ جو حکومت مخالف ہو اور آج اللہ کا شکر ہے کہ حکومت کی یہ دُعا قبول ہوئی اور اِن حالات میں کہ جب حکومت خود اقتدار چھوڑنے کے لئے آمادہ دکھائی دیتی ہے اِس کی مخالفت کے لئے عمران خان المعروف سونامی آزادی و لانگ مارچ اور دھرنے اور دوسری طرف علامہ طاہر القادری انقلاب کا جھنڈا اُٹھائے حکومت کے خاتمے کے لئے 14 اگست کو اسلام آباد کی جانب روانہ ہونے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں، آج ایسا بھی لگتا ہے کہ جیسے سب اپنے دیکھے اور اَن دیکھے مقاصد اور انجام کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اِن کی اِن ہی کیفیات پر شاعر کا کہنا ہے کہ:۔

نفرت کا بول بالا کہیں انتشار ہے
اِس غم میں آج قلب و نظر سوگوار ہے
میرے بہشتِ ارض میں فتنوں کا ہے نزول
میرے وطن میں کشمکشِ اقتدار ہے

یقیناآج آزادی اور لانگ مارچوں اور انقلابیوں کے انقلاب کی بازگشت نے حکمرانوں اور اِن کے ظاہر و باطن حامیوں کی نیندیں غائب کر دیں ہیں تو وہیں قوی امکان ہے کہ اِن سب کے اوسان بھی خطا ہو گئے ہوں گے مگر پھر بھی دنیا دکھاوے

کے لئے ہی صحیح گرماگرم سیاسی ماحول کو معمول پر لانے اور حالات کا کچھ نہ کچھ مقابلہ کرنے کے خاطر حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ ن سے تعلق رکھنے والے ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کی کچن کابینہ کے لوگ مُلک کی دیگر جماعتوں کے سربراہان سے رابطے جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی بھی طرح سے لانگ اور آزادی مارچ اور انقلاب کا نعرہ لگانے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی کمر مضبوط کی جائے۔

آج اگر موجودہ حکومت کی سواسالہ کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں کوئی ایک سوراخ بھی ایسا نظر آئے جس سے قوم کی بہتر اور اچھائی کی نوید کی کوئی ایک ننھی سی بھی کرن دکھائی دے آج شاید ایسے ہی حکمرانوں اور اِن کے حامی چیلے سیاست دانوں سے متعلق شاعر نے کیا خوب کہا ہے وہ کہتا ہے کہ :۔

وہ جن کی سیاست نے کیا مُلک کو غارت
اے قوم آج اُن کے عزائم پہ نظر بھی
وہ جن کی حماقت نے کیا خونِ اخوت
کچھ ایسے عناصر کے جرائم پہ نظر بھی

آج مُلک میں جیسے جیسے 68ویں یومِ آزادی کی تاریخ قریب آتی جارہی ہے

تو دوسری طرف لانگ مارچ اور آزادی مارچ سمیت انقلاب کی آواز بلند کرنے والوں کے عزائم سے نمٹنے کے لئے برسرِاقتدار جماعت کی پریشانیاں اور اِس کا بلڈ پریشر بھی بڑھتا ہی جارہا ہے، تو وہیں وزیرِاعظم نواز شریف نے بھی کمر کس لی ہے اور انہوں نے آنے والے وقت میں اپنی حکومت کے لئے پیدا ہونے والی مشکلات اور پریشانیوں سے نمٹنے کے لئے سیاسی قائدین سے زور اور شور سے مشاورتیں کرنی بھی شروع کردیں ہیں جہاں وزیرِاعظم اور اِن کے وزراء اپنی اپنی پیشانیوں پر آئے پسینوں کے ساتھ سیاسی قائدین سے رابطوں پہ رابطے جاری رکھے ہوئے ہیں تو وہیں فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کرنے والی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کے چیئرمین اور سابق صدر آصف علی زرداری نے بھی انتہائی محتاط انداز سے لانگ مارچ و آزادی مارچ کرنے والی جماعت تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان کو فون اور سراج الحق سے بھی رابطے کئے ہیں اور اخباری خبروں کے مطابق اِس دوران اُنہوں نے شفاف انتخابات کے لئے تحریک انصاف کی جدوجہد کی حمایت کا اعلان کیا اور خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ٹکراؤ کی صورتحال میں جمہوریت کو نقصان پہنچ سکتا ہے''یعنی موجودہ حالات میں کچھ ایسے بھی ہیں جو صاف چھپ بھی نہیں رہے ہیں اور سامنے بھی نہیں آرہے ہیں'' ایسے لوگوں سے حکمران جماعت اور مارچیوں اور انقلابیوں کو بھی ہوشیار رہنا چاہئے ایسے لوگ کسی کے لئے بھی کچھ بھی ثابت ہوسکتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے لئے شاعر یہ کہتا ہے کہ:۔

جس سے وقارِ وطن کا بُلند ہو

میرے وطن میں ایسی سیاست کا قحط ہے
بے داغ کہہ سکیں جسے بے لوث کہہ سکیں
میرے وطن میں ایسی قیادت کا قحط ہے

اَب آخر میں چلتے چلتے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت مخالف اور حکومت کے حامی عناصر کو موجودہ حالات میں حاضر دماغی اور ہوش مندی سے کام لینا ہوگا کسی کی ذرا سی بھی غلطی کوئی بڑا سیاسی حادثہ رونما کرا سکتی ہے جس کا خمیازہ ساری قوم کو مدتوں بھگتنا پڑ سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ آزادی مارچ کہیں کوئیک مارچ یا قید مارچ میں نہ تبدیل ہو جائے اور شاعر کے اِس شعر کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا کہ :۔

لڑتے ہیں آج منصب و کُرسی کے واسطے
مٹتے تھے کل جو جادۂ عشقِ جہاد میں
قوم و وطن کا آج کسی کو نہیں خیال
ڈوبی ہوئی ہے قوم سیاسی مفاد میں

... قوم کا وزیر اعظم نواز شریف کے نام کُھلا خط .... !! امتحان کی گھڑی

کیا واقعی عمران و قادری سچے اور نواز اور کابینہ کے وزراء جھوٹے ہیں .... ؟؟؟
آج یہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ جمہوری حکومت کے جمہوری وزیر اعظم نواز شریف کسی آمر سے بھی زیادہ گرے ہوئے اقدامات کر کے بھی خود کو جمہوری وزیر اعظم کہیں ... ؟تو یہ کسی بھی طور ممکن نہیں کہ آمرانہ اقدامات کر کے بھی نواز شریف خود کو جمہوری وزیر اعظم کہلائیں ... اگر وہ ایسا کہتے ہیں یا سمجھتے ہیں تو یقینی طور پر یہ موجودہ حکومت کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔
اَب لاکھ جتن کرنے کے بعد حکومت نے کس منہ سے اے پی سی پارٹی کانفرنس منعقد کی ہے اگر یہی سب کچھ کرنا تھا تو پہلے ہی کر لیتی مگر ریاستی طاقت کا مظاہرہ تو نہ کرتی اور عمران و طاہر القادری کے معاملات میں قوم کو ٹینشن میں تو مبتلا نہ کرتی اور ہر معاملے کو ٹیبل ٹاک اور افہام و تفہیم سے حل کر لیتی آخر یہی سب کچھ ابھی بھی تو کر رہی ہے نہ تو اُس وقت بھی کر لیتی جس کے بارے میں مُلک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین کہہ رہے تھے بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور جماعت

اسلامی سمیت دیگر جماعتیں حکومت کو مشورہ دے رہیں تھیں کہ وہ طاہر القادری اور عمران خان کے معاملے میں اپنی ضد اور اَنا کو چھوڑے اور جمہوری طریقے سے دونوں کو اپنے احتجاجات کرنے دے اور اگر کچھ کسی معاملے پہ تحفظات ہیں تو پھر مذاکرات سے حل کرے مگر حکومت نے کسی بھی نہ سُنی اور ریاستی طاقت کے ہی استعمال پر تلی رہی آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پنجاب سمیت سارا ملک انارگی اور فسادات کی نظر ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے اِس سے انکار نہیں ہے کہ سارے حالات کی ذمہ دار حکومت اور نواز شریف خود ہیں، جلد قوم اِن سے سب کا حساب لینے کے لئے بے چین ہے۔

اَب یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حالات میں ساری پاکستانی قوم یہ سوچ رہی ہے کہ کیا واقعی عمران خان اور علامہ طاہر القادری جن مقاصد کے لئے باہر نکلنا چاہ رہے ہیں یہ اِن میں سچے ہیں ...؟آج جن حکومت مخالف تحاریک پر ہمارے حکمرانوں نے جیسا رویہ عمران خان اور علامہ طاہر القادری کے خلاف روا رکھا ہوا ہے،اِس سے تو یہی لگتا ہے کہ جیسے عمران و قادری دونوں ہی سچے ہیں اور وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے اشتعال انگیز بیان بازی کرتے وزراء اور مشیر جھوٹے ہیں اور یہ خود جمہوریت کو ڈیل ریل کرنے کے لئے مشتعل ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں آج یہی وہ

عناصر ہیں جو جلیبی جیسے ہمارے سیدھے سادھے وزیراعظم نواز شریف کو بھی عمران اور قادری کے خلاف بھڑکانے اور انتہائی قدم اُٹھانے کا مشورہ بھی دے رہے ہیں تو دوسری طرف یہی وہ لوگ ہیں جو مسلسل وزیراعظم نواز شریف کو مجبور بھی کررہے ہیں کہ وہ عمران خان اور علامہ طاہر القادری سے کسی بھی صورت میں مفاہمتی عمل روانہ رکھیں۔

اَب ایسے میں لگتاہے کہ جیسے وزیراعظم کے ارد گرمنڈلاتے وزراء ہی وزیراعظم اور اِن کے اقتدار کے دُشمن ہیں، جو یہ ہرگز نہیں چاہتے ہیں کہ ہربار کی طرح تیسری مرتبہ بھی وزیراعظم نواز شریف اپنے اقتدار کی مدت پوری کرجائیں، اَب اپنی حکومت کو درپیش موجودہ حالات میں یہ بات تو ہمارے وزیراعظم نواز شریف کو ہی سمجھنی چاہئے کہ اِن کی حکومت کے لئے موجودہ نازک لمحات میں کون اِن کا دوست ہے اور کون آستین کا سانپ ہے۔

بہرحال..! ابھی کچھ نہیں بگڑاہے ،چودہ اگست کو آنے میں ابھی وقت ہے

اگر وزیراعظم نواز شریف اپنے وزراء اور اپنے ارد گرد منڈلاتے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار اور خوشامدیوں کو نہ سمجھ سکے اور آنکھیں بند کرکے اِن ہی پر اعتماد کرتے رہے اور اِن کے ہی مشوروں پر چلتے رہے تو یہ کوئی ممکن نہیں کہ عمران و قادری کے آزادی و لانگ مارچ اور انقلاب کے نعرے وزیراعظم نواز شریف

کا اقتدار روئی کے گالے کی طرح اُڑا ڈالیں اور پھر وزیرِاعظم نواز شریف کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی نہ آئے اور پھر اگلے ہی لمحے اِنہیں عمران اور قادری کے سامنے ڈٹے رہنے کا مشورہ دینے والے وزیرِاعظم کے وزراء اور اِن کے مشیرانِ خاص عمران و قادری کی گود میں جا بیٹھیں اور وہاں چین کی نیند سوتے اور جھولے جھلتے نظر آئیں۔

وزیرِاعظم نواز شریف صاحب...! سوچیں تب آپ کے لئے یہ کتنا اذیت ناک منظر ہوگا کہ جب آپ اپنی کھلی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آپ کے جن وزراء اور مشیرانِ خاص نے عمران و قادری کے سامنے نہ جھکنے اور دونوں کو پیروں تلے مسلنے کا مشورہ دیتے ہوئے انتہائی قدم اُٹھانے کا کہا تھا تب آپ کے یہی وزراء اور مشیرانِ خاص عمران خان اور طاہر القادری کی پیشانیوں پر بوسے دے رہے ہوں گے اور وزیرِاعظم صاحب یقین جانیئے کہ تب آپ کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہوگا اور شاید تب آپ کی آنکھوں میں دو قطرے آنسوں بھی نہ رہیں جو آپ کی بے بسی اور بیکسی پر آپ کا ساتھ بھی دے سکیں۔

تو وزیرِاعظم نواز شریف صاحب...! مُلک میں سیاسی طوفان اور سرزمینِ پاک کے طولُ ارض میں مچی اِس سیاسی ہلچل کا حل صرف آپ کے ہی پاس ہے، اور آپ عمران اور قادری کو اِن کے لحاظ اور پروگراموں کے مطابق احتجاج کرنے دیں، اِنہیں

جمہوری طریقے اور آئین کے مطابق ایک دائرے میں ہوتے ہوئے احتجاج کا جمہوری حق دیں اور اِنہیں ریاستی جبر و تشدد سے نہ روکیں اِس ہی میں آپ اور آپ کی حکومت کی بقاو سالمیت کا تقاضہ ہے،آج آپ نے اپنے تئیں اپنی بقاو سلامتی کے لئے توسب کچھ کرکے دیکھ لیاہے اور وہ سارے غیر جمہوری حربے بھی استعمال کرلئے اور مزید کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں مگر پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہواہے اور نہ ہوگا... جس کاخدشہ تھاوزیراعظم صاحب ... !اُس کی ابتداچودہ اگست سے پہلے ہی 8اگست کی شام پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان اور پولیس کے درمیان ہونے والے مقابلے سے شروع ہوگیاہے،وزیراعظم نواز شریف صاحب.. ! اُمید ہے کہ آپ نے وہ مناظر ٹی وی چینلز پر خود بھی دیکھ لئے ہوں گے ...؟یااِن کے بارے میں کسی سے سُن لیا ہوگا کہ منہاج القرآن کے مرکز پر لگیں روکاوٹیں منہاج القرآن کے جیالے کارکنان نے کیسے پلک جھپکتے ہی ہٹادیں اور اُنھوں نے صرف اپنی لاٹھیوں سے پنجاب کی وہ بہادراور اپنے سینوں پر بہادری کے تمغے سجانے والی پولیس کو کیسے کھدیڑدیااور آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ کیسے منہاج القراان والوں کے ہاتھوں پنجاب پولیس کو کافی گھنٹے تک پسپائی کا سامنا کرناپڑاتھا....؟

وزیراعظم نواز شریف صاحب...! اپیلیز ذراپئیے...!! قوم یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی اور جانتی ہے کہ آپ کی تربیت ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے ہوئی ہے

اور آپ آمریت اور جمہوریت کے نشیب وفراز اور تیز و تند نشتروں سے گزرتے ہوئے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے ہیں موجودہ حالات میں آپ کو اپنے کسی وزیر اور مشیر کے مشوروں کے بجائے اپنے اُن سیاسی تجربات سے فیصلے کرنے ہوں گے جن سے گزر کر آپ کندھن بنے ہیں، موجودہ حالات اتنا کچھ...بُرا کرکے بھی مجھ جیسے بہت سے پاکستانیوں کے نزدیک آپ کی شخصیت سیاسی تدبر کے لحاظ سے بہت پُراثر ہے مگر ضروری ہے کہ آپ قادری و عمران کے عزائم کو ذاتی لڑائی کے خول سے نکل کر سیاسی طور پر دیکھیں اور اگلے دِنوں میں آنے والی مشکلات کا مقابلہ اپنے وزرا اور مشیرانِ خاص کے مشوروں کے بجائے اپنی سیاسی عقل وتدبر سے کریں۔.

وزیراعظم صاحب.. !اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے تیسرے دورِ حکومت کے سواسال میں عوام کو کچھ نہیں ملا ہے اور نہ ہی اگلے وقتوں میں کچھ ملتا ہوا ہی نظر آرہا ہے مگر پھر یقین کیجئے کہ بھی مجھ سمیت اور ایسے کڑوروں پاکستانی ہوں گے جو آپ کی اِس لولی لنگڑی اور بادشاہت نما جمہوریت سے نااُمید نہیں ہوئے ہیں اور آج یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں ایک مضبوط آمریت سے بدترین جمہوریت لاکھ درجے بہتر ہوتی ہے مگر آج جب آپ کی اِس جمہوریت پر نظر جاتی ہے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آپ کی جمہوریت بدترین آمریت سے بھی بدتر اور بدبودار ہو گئی ہے آپ کو اپنی حکومت ، جمہوریت اور ذات پر لگے اِس کلنگ کے ٹیکے کو

بھی دھونا ہوگاتاکہ عوام میں آپ اور آپ کی حکومت اور آپ کی جمہوریت کی آڑ میں جاری رہنے والی بادشاہت کا اثر زائل ہوسکے۔

وزیرِاعظم نواز شریف صاحب..! علامہ طاہر القادری کے یوم شہداء اور نعرہ انقلاب کو اپنی اَنا اور ذاتی لڑائی کا مسئلہ نہ بنائیں جیساکہ آج لگتاہے کہ آپ نے عمران خان کے چودہ اگست کے آزادی مارچ و لانگ مارچ اور اسی طرح علامہ طاہر القادری کے یوم شہداء اور نعرہ انقلاب کو سیاست کے بجائے اپنی ذاتی لڑائی اور اَنا کا مسئلہ بنا کر مُلک میں سیاسی ہلچل پیدا کر دی ہے اور اِس پر یہ ظلم کہ آپ نے اپنے وزراء سعد رفیق پرویز رشید اور خواجہ آصف سمیت اپنے بھائی شہباز شریف اور پنجاب کے وزیر قانون، رانا مشہود کو بدزبانی کا فری ہینڈ دے کر خود اپنے ہی لئے مشکلات اور پریشانیوں کا جو دروازہ کھول رکھاہے اِسے بند کریں اور عمران و قادری کو اِن کے پروگرامز اور اِن کے لائحہ عمل کے مطابق وہ سب کچھ کرنے دیں جو وہ چاہتے ہیں تو اچھاہے ورنہ سمجھ لیں کہ وہ باز جیسی تیسری طاقتور ترین آنکھ جس میں آپ اور آپ کی حکومت پہلے دن سے ہی چبھ رہی ہے، وہ آپ اور آپ کے اِس سارے جمہوری ڈرامے پر آمریت کی ایسی آگ برسائے گی کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ آپ کی جمہوریت پلک جھپکتے ہی بھسم ہوجائے گی اور آپ کے وجود کو بھی شاید دوبارہ یہاں (مُلک میں) ہی کیا بلکہ کہیں اور بھی کوئی ٹھکانہ نہ ملے۔

بہر کیف . . ! ! وزیر اعظم نواز شریف صاحب امتحان کی اِس گھڑی میں جو خط میں نے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھا ہے اُمید ہے کہ آپ اِسے پڑھ کر سمجھ چکے ہوں گے اور اَب اِس پر خود سے ہمدردانہ غور و خوص کریں اور پھر قادری اور عمران کے آزادی مارچ اور لانگ مارچ سمیت انقلاب کے نعرے کو ٹھنڈے دل سے لیں اور جلد از جلد افہام و تفہیم کی راہ اختیار کرتے ہوئے جمہوری راستہ اپنائیں اور عمران و قادری کی راہ ہموار کریں اور خود سے آگے بڑھ کر دونوں کو خوش آمدید کہیں اور عمران و قادری کے پروگراموں میں اپنی کابینہ کے ہمراہ شامل ہو کر وہ کام کر جائیں جس کا یہ دونوں کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں . . . ؟ آپ پھر بھلے سے مائنس ون کے فارمولے پر عمل کرلیں اور وزارتِ عظمیٰ منصب سے علیحدہ ہو جائیں تو یقین جانیئے . . . ! وزیر اعظم نواز شریف صاحب آپ کے اِس اتنے سے عمل سے آپ کا اور آپ کی جماعت کا سیاسی قد اور وقار میں جو اضافہ ہوگا اِس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔

نواز حکومت سیاسی فقیر ہو گئی ہے....؟؟؟

حکومت نے خاموشی سے بجلی کی قیمتوں میں 5 روپے فی یونٹ کا اضافہ کردیا، کیااَب بھی حکومت نہیں جائے گی...؟؟؟؟

اَب اِس میں کوئی ابہام باقی نہیں ہے کہ لانگ مارچیوں اور انقلابیوں کے جائز وناجائز مطالبات کے سامنے نواز شریف کی حکومت سیاسی فقیر ہو گئی ہے،اِس کا اندازہ یوں لگایاجاسکتاہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنے اقتدار کے سواسال جن مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین کو کبھی سیاسی گھاس ڈالنا بھی گورانہ کیاآج یہ اُن کو فون پہ فون کرکے اُن ہی سے رابطہ کررہے ہیں،اوریہ اوراِن کے وزراء گڑگڑکرالتجائیں کررہے ہیں اورہر حربے استعمال کئے جارہے ہیں جن میں چمک دکھاکرتو کسی کو حکومت میں وزراتوں کالالچ دے کراپنے ساتھ ملانے کے وعدے اور دعوے کئے جارہے ہیں اور کھلے لفظوں کہاجارہاہے کہ آج بس ایک بار نواز شریف کی کمر مضبوط کردیں تو پھر سب کی تقدیربدل جائے گی اوراَب تو موجودہ حالات میں یہ بھی محسوس ہورہاہے کہ نواز حکومت والے اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے اِس حدتک سیاسی طورپر گرچکے ہیں کہ ایسالگتاہے کہ جیسے آج اگراِنہیں کسی گدھے کو بھی کاندھے پر اُٹھاناپڑے تو یہ اِس سے بھی گریز نہیں کریں گے،اُدھر یہ حقیقت ہے کہ موجودہ ساری سیاسی ہلچل کے ذمہ دار صرف

وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے وہ شاہانہ اقدامات اور آرڈیننس ہیں جواُنہوں نے اپنے مفادات کے لئے نفاذ کئے یا کروائے ہیں آج اگرواقعی مائنس نواز شریف فارمولے پر عمل کرلیاجائے اور مارچیوں اور انقلابیوں کے تمام مطالبات مان لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے کہ مارچ اور انقلاب والے اپنے اعلان کو واپس لے لیں اور اگست کو اسلام آبادجانے اور دھرنا بھرنا دینے کا پروگرام ترک کردیں شرط تو یہی 14 ہے مگر ایسا کرے گا کون ...؟آج اگر حکومت مارچیوں اور انقلابیوں کے مطالبات کو اَنااور ضدکامسئلہ نہ بنائے تو وہ سب کچھ ممکن ہوسکتاہے آج جسے سب ناممکن سمجھ رہے ہیں۔

کیااَبھی حکومت نہیں جائے گی..؟یہ کیسی حکومت ہے کہ جس پر لانگ مارچیوں اور انقلابیوں نے دودھاری چھری لٹکارکھی ہے مگر پھر بھی یہ ھیرا پھیری سے باز نہیں آئی ہے ایک طرف یہ لانگ مارچیوں اور انقلابیوں سے نمٹنے کے لئے محاذ کھلے ہوئے ہے تو دوسری طرف عوام پر مہنگائی کے بم گرانے سے بھی نہیں رہ رہی ہے، خبر ہے کہ پچھلے دِنوں حکومت نے اعلان کئے بغیر رات ہی رات چوروں کی طرح چپکے سے بجلی کی قیمتوں میں پانچ روپے فی یونٹ اضافہ کردیاجس کی وجہ سے رواں ماہ صارفین کو بھاری رقوم کے بل ہاتھ آئے ہیں خبر ہے کہ حکومت نے ایک سال قبل نیا ٹیرف متعارف کرواتے ہوئے پانچ سلیب ختم کرکے گھریلوصارفین کے لئے پیک آورز اور آف پیک آورز کے دوسلیب لاگوکردیئے جن کے نرخ پیک آورز میں

روپے اور آف پیک آورز میں 12 روپے فی یونٹ مقرر کئے گئے لیکن حکومت نے 18 جب یہ دیکھا کہ قوم انقلابیوں اور مارچیوں کے ساتھ ہونے کو ہے تو حکومت نے اپنے شاطر وزراء سے مشوروں کے بعد جون میں خاموشی سے ٹیرف میں تبدیلی کر دی اور گھریلو صارفین بجلی پر مہنگائی کا بم یوں گرا ہے کہ وہ صارفین جو آف پیک آورز کے تحت نرخ 12 روپے دیا کرتے تھے اَب وہ 17 روپے فی یونٹ ادا کیا کریں گے جس کے بعد پیک آورز اور آف پیک آورز کے درمیان فرق تقریباً ختم ہو گیا ہے اَب نئے فارمولے کے بعد رواں ماہ لیسکو میں بجلی کے صارفین کو 17 اور 18 روپے فی یونٹ کے حساب سے بل بھیجے گئے ہیں جیسے ہی یہ بل صارفین کے ہاتھ لگے اُن کے چودہ طبق روشن ہو گئے اور اِن کے ہوش اڑ گئے معلوم ہوا ہے کہ بغیر ایئر کنڈیشنر کے گھروں کو اِس ماہ اوسطاً 8 سے 10 ہزار روپے جبکہ ایک ایئر کنڈیشنر والے گھروں کو 15 سے 20 ہزار روپے کے بل نواز حکومت نے خاموشی سے بھیج دیئے ہیں اور اِس پر یہ دعویٰ بھی ہے کہ عوام کو مہنگائی سے نجات دلانا اور غریبوں کی حالاتِ زندگی بہتر کرنا نواز حکومت کا اولین اقدام ہے اگر اِس حکومت میں غریبوں کو ایسے ہی ریلیف دیا گیا تو پھر کیوں نہ مُلک کے مہنگائی کے مارے غریب لوگ اِس ظالم حکومت سے نجات اور جلد چھٹکارے کے خاطر عمران خان اور علامہ طاہر القادری کے پیچھے یوں نہ ہوں...؟؟ سوچیں جب جمہور اور جمہوریت کے لبادے میں لپٹی حکومت عوام سے زیادہ اپنے مفادات کا سوچ اور اپنے ہی لئے اقدامات کرتی رہے تو پھر مُلک کے غریب تو دوسروں کی جانب ہی دیکھیں گے اور کسی نہ کسی کو اپنے

دردکا مسیحامان کر اُس کے ہی پیچھے ہولے گی جیساکہ آج سواسالہ نواز حکومت کے غریب کُش اقدامات کے بعد قوم کی نظر عمران خان اور ڈاکٹر علامہ طاہرالقادری پر لگ گئی ہے اور قوم یہ سمجھ رہی ہے کہ اَب یہی دونوں اشخاص ہی مُلک کی غریب قوم کی تقدیر بدلیں گے اور مُلک کو صحیح معنوں میں انقلاب اور تبدیلی کی راہ سے گامزن کرکے غریبوں کو اِن کا حق دیں گے اور مُلک کو کاروباری نواز شریف خاندان سمیت زرداری فیملی اور جاگیرداروں ، وڈیروں اور ظالم چوہدریوں سے نجات دلوائیں گے،آج قوم عمران خان اور علامہ طاہرالقادری کے ساتھ ہے اور دُعاگوہے کہ اللہ اِن دونوں کو ثابت قدم رکھے اور اِنہیں اِن کے مقاصد میں کامیاب کرے۔اور مُلک کو نواز شریف کی سیاسی فقیر ہوتی حکومت سے جلد نجات دلواکر مُلک و قوم کو ترقی و خوشحالی سے ہمکنارے کرے ۔آمین۔

بہر حال ...آج گرماگرم مُلکی سیاست میں لکھنے کو تو بہت کچھ ہے مگر کیا کروں ..؟طبیعت ہی کچھ سُر میں نہیں ہے،بس عادتاً لکھنے کو بیٹھ گیاہوں، کوشش کروں گاکہ کچھ مختصر لکھوں ،اور کم وقت میں اُس نُوراکُشتی کا احاطہ کروں ،آج جو میرے مُلک میں کھیلی جارہی ہے، جیساکہ میں اپنے کالموں میں پہلے بھی کہہ چکاہوں کہ ایک عرصے سے میرے مُلک کے سیاستدانوں میں اقتدار کے لئے نوراکُشتی کا عنصر غالب ہے،اوراَب موجودہ حالات میں تواِس کا مشاہدہ باآسانی کیا جاسکتاہے ،یعنی یہ کہ آج جو برسرِاقتدار ہے ،اِس نے بھی ماضی میں ایسی ہی

نورا کُشتی کا ڈھونگ رچایا تھا آج جس کا اِسے سامنا ہے اور آج جو حزبِ اختلاف میں بیٹھا ہے اُسے بھی کبھی ایسی ہی نورا کُشتی سے واسطہ پڑا تھا،اِن حالات میں جس کے سہارے یہ اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے پر لگا ہوا ہے الغرض یہ کہ آج ہماری سیاست کے میدان اور اقتدار کی دوڑ میں نُورا کُشتی کا عنصر ایسا ہی لازم وملزوم ہو گیا ہے جیسا کہ کسی جسم کے لئے خون اور اِنسانوں کے سانس لینے اور اِنہیں زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے یکدم اِسی طرح ہماری سیاست اور اقتدار کی جنگ کے لئے نُورا کُشتی کی حیثیت ہو گئی ہے۔بقولِ شاعر:۔

ارضِ وطن سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے
آج ہر دردمند دل میں یہی اِضطراب ہے
وہ حزبِ اختلاف ہو کہ حزبِ اقتدار
سچ پوچھیئے تو دونوں کی نیت خراب ہے

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں حکمرانوں اور سیاستدانوں کا کھیلا جانے والا نورا کشتی کا کھیل اُس عروج پر پہنچا ہوا دکھائی دے رہا ہے جہاں سے کوئی بھی خود نیچے گرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اِس کش مکش میں کسی نہ کسی کو تو ضرور ہی نیچے گرنا ہوگا، کیوں کہ اَب اِس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں رہ گیا ہے، درحقیقت اِس کے کہ جن مقاصد کے لئے

یہ نورا کشتی کی جارہی ہے ،اِس سے بھی سب ہی واقف ہیں مگر کوئی بھی کھل کر اپنے عزائم کو آشکار کرنے کو تیاریوں نہیں ہے کہ اِن کے عزائم کے عیاں ہوتے ہی نورا کشتی کا مقصد خاک میں مل جائے گااور سارے گیم کی بچھائی گئی بساط اُلٹ پلٹ ہوجائے گی،ایسا لگتاہے کہ جیسے آزادی و لانگ مارچ اور انقلاب کا نعرہ بلند کرنے والوں کے پیچھے خودحکومت کا ہی ہاتھ ہے، کیوں کہ حکومت سواسال میں یہ اچھی طرح سے سمجھ چکی ہے کہ اَب حکومت کرنااِس کے بس میں نہیں رہاہے، اوراِس نے عوام سے جو وعدے کئے تھے یہ اِنہیں بھی پورا کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہوگئی ہے اَب ایسے میں حکومت کی بس ایک یہی کوشش ہے کہ خدا کرے کہ ایسا کوئی سیاسی عمل شروع ہوجائے کہ جو حکومت مخالف ہواور آج اللہ کا شکرہے کہ حکومت کی یہ دُعاقبول ہوئی اوراِن حالات میں کہ جب حکومت خوداقتدار چھوڑنے کے لئے آمادہ دکھائی دیتی ہے اِس کی مخالفت کے لئے عمران خان المعروف سونامی آزادی و لانگ مارچ اور دھرنے اور دوسری طرف علامہ طاہرالقادری انقلاب کا جھنڈااُٹھائے حکومت کے خاتمے کے لئے 14 اگست کو اسلام آباد کی جانب روانہ ہونے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں،آج ایسا بھی لگتاہے کہ جیسے سب اپنے دیکھے اوراَن دیکھے مقاصداور انجام کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اِن کی اِن ہی کیفیات پر شاعر کا کہناہے کہ:۔

نفرت کا بول بالا کہیں انتشار ہے
اِس غم میں آج قلب و نظر سوگوار ہے

میرے بہشتِ ارض میں فتنوں کا ہے نزول
میرے وطن میں کشمکشِ اقتدار ہے

یقیناآج آزادی اور لانگ مارچوں اور انقلابیوں کے انقلاب کی بازگشت نے حکمرانوں اور اِن کے ظاہر و باطن حامیوں کی نیندیں غائب کردیں ہیں تو وہیں قوی امکان ہے کہ اِن سب کے اوسان بھی خطا ہوگئے ہوں گے مگر پھر بھی دنیا دکھاوے کے لئے ہی صحیح گرماگرم سیاسی ماحول کو معمول پر لانے اور حالات کا کچھ نہ کچھ مقابلہ کرنے کے خاطر حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ ن سے تعلق رکھنے والے ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کی کچن کابینہ کے لوگ مُلک کی دیگر جماعتوں کے سربراہان سے رابطے جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی بھی طرح سے لانگ اور آزادی مارچ اور انقلاب کا نعرہ لگانے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی کمر مضبوط کی جائے۔

آج اگر موجودہ حکومت کی سواسالہ کارکردگی کا جائزہ لیاجائے تواِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں کوئی ایک سوراخ بھی ایسا نظرآئے جس سے قوم کی بہتر اور اچھائی کی نوید کی کوئی ایک ننھی سی بھی کرن دکھائی دے آج شاید ایسے ہی حکمرانوں اور اِن کے حامی چیلے سیاست دانوں سے متعلق شاعر نے کیا خوب کہا ہے وہ کہتا ہے کہ:۔

وہ جن کی سیاست نے کیا مُلک کو غارت
اے قوم آج اُن کے عزائم پہ نظر بھی
وہ جن کی حماقت نے کیا خونِ اخوت
کچھ ایسے عناصر کے جرائم پہ نظر بھی

آج مُلک میں جیسے جیسے 68 ویں یومِ آزادی کی تاریخ قریب آتی جا رہی ہے تو دوسری طرف لانگ مارچ اور آزادی مارچ سمیت انقلاب کی آواز بلند کرنے والوں کے عزائم سے نمٹنے کے لئے برسرِاقتدار جماعت کی پریشانیاں اور اِس کا بلڈپریشر بھی بڑھتا ہی جارہاہے، تو وہیں وزیر اعظم نواز شریف نے بھی کمر کس لی ہے اور اِنھوں نے آنے والے وقت میں اپنی حکومت کے لئے پیدا ہونے والی مشکلات اور پریشانیوں سے نمٹنے کے لئے سیاسی قائدین سے زور اور شور سے مشاورتیں کرنی بھی شروع کر دیں ہیں جہاں وزیر اعظم اور اِن کے وزراء اپنی اپنی پیشانیوں پر آئے پسینوں کے ساتھ سیاسی قائدین سے رابطوں پہ رابطے جاری رکھے ہوئے ہیں تو وہیں فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کرنے والی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کے چیئرمین اور سابق صدر آصف علی زرداری نے بھی انتہائی محتاط انداز سے لانگ مارچ و آزادی مارچ کرنے والی جماعت تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان کو فون اور سراج الحق سے بھی رابطے کئے ہیں اور اخبار ی خبروں کے مطابق اِس دوران اُنھوں نے شفاف انتخابات کے لئے تحریک انصاف کی جدوجہد کی حمایت کا اعلان کیا اور خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ٹکراؤ کی صورتحال میں جمہوریت کو نقصان

پہنچ سکتا ہے''یعنی موجودہ حالات میں کچھ ایسے بھی ہیں جو صاف چھپ بھی نہیں رہے ہیں اور سامنے بھی نہیں آرہے ہیں'' ایسے لوگوں سے حکمران جماعت اور مارچیوں اور انقلابیوں کو بھی ہوشیار رہنا چاہئے ایسے لوگ کسی کے لئے بھی کچھ بھی ثابت ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے لئے شاعر یہ کہتا ہے کہ:۔

جس سے وقارِ وطن کا بُلند ہو
میرے وطن میں ایسی سیاست کا قحط ہے
بے داغ کہہ سکیں جسے بے لوث کہہ سکیں
میرے وطن میں ایسی قیادت کا قحط ہے

اَب آخر میں چلتے چلتے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت مخالف اور حکومت کے حامی عناصر کو موجودہ حالات میں حاضر دماغی اور ہوش مندی سے کام لینا ہوگا کسی کی ذرا سی بھی غلطی کوئی بڑا سیاسی حادثہ رونما کرا سکتی ہے جس کا خمیازہ ساری قوم کو مدتوں بھگتنا پڑ سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ آزادی مارچ کہیں کو ئیک مارچ یا قید مارچ میں نہ تبدیل ہو جائے اور شاعر کے اِس شعر کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا کہ:۔

لڑتے ہیں آج منصب و کُرسی کے واسطے
مٹتے تھے کل جو جادۂ عشقِ جہاد میں
قوم و وطن کا آج کسی کو نہیں خیا

ل ڈوبی ہوئی ہے قوم سیاسی مفاد میں

سیاسی ہلچل میں حکومتی پریشانی کا ایک حل اپنے مارچ کا اعلان ..؟

کیا پھر وہی 1977 کی تاریخ دُھرائی جائے گی ..؟ جتنی چابی بھری ہے کھلونا تو اُتنا ہی چلے گا...!!

آج خدا جانے کیوں ..؟ انقلابی علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کے انقلاب مارچ کے اعلان کے بعد سے ہی مجھے پڑوسی ملک کی فلم " اندھا قانون " کا یہ گانا کثرت سے یاد آرہا ہے اور ابھی جب میں اپنا یہ کالم لکھ رہا ہوں تب بھی یہی گانا میرے لب پہ ہے :۔

ہنستے ہنستے رونا سیکھو اور روتے روتے ہنسنا
جتنی چابی بھری رام نے اتنا ہی چلے کھلونا

اَب اِس کے بعد دل تو بس یہی چاہ رہا ہے کہ آج اپنا یہ کالم یہی ختم کردوں مگر کیا کروں کہ میں بھی اپنی عادت سے مجبور ہوں جب تک کھل کر لکھ نہ لوں میں قلم کو نہیں چھوڑتا اور قلم مجھے.... بہرحال.. !مُلک کی موجودہ صورتِ حال میں سب ہی کو اِس بات کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ آج میرے مُلک میں وہی 1977 والی تاریخ پھر سے دُھرائی جارہی ہے، جب اُس وقت کی برسرِ اقتدار جماعت اور اقتدار کا مسند سنبھالنے کے قریب ہونے والی جماعت کے خلاف بھی ہماری کچھ

مذہبی و سیاسی جماعتوں کا اتحاد عمل میں لایا گیا یا یہ پھر کسی خودرو پودے کی طرح خود ہی پیدا ہو گیا تھا اُس وقت کی اتحادی جماعتوں نے بھی مُلک میں بہت بڑی بڑی مذہبی و سیاسی تبدیلیاں لانے اور مُلک کو کسی کروٹ بیٹھانے کے بہت سے وعدے کئے تھے مگر جب اِنہیں پس پردہ اسکرپٹ لکھ کر دینے اور ہدایات دینے والوں نے سمجھ لیا کہ اِنہیں اتحادیوں سے جتنا کام لینا تھا وہ اُنہوں نے لے لیا ہے تو اُن شاطر وعیار اور مکاروں نے اِنہیں سیاسی اسکرین سے ہٹا دیا اور اُس سارے سیاسی بھونچال کے رائٹر اور ڈائریکٹر خود ہی سامنے آ گئے اور یوں تب سے آج تک اُن ساری اتحادی جماعتوں کا نام ہمارے سیاسی تاریخ کے ابواب میں تو درج ہے مگر آج اِن کا وجود کہیں بھی نظر نہیں آتا ہے، یعنی یہ کہ اُس وقت کی ساری اتحادی جماعتیں بھی اندھے قانون، اندھے اسکرپٹ اور اندھے ڈائریکٹر کی سازشوں کا شکار ہوئیں اور اُس وقت کی اچھی بھلی حکومت کے سربراہ کے خلاف محاذ آرائی کی اور بعد میں اُس کا جو حشر کیا آج تک یہ بھی قوم نہیں بھول پائی ہے،یقیناً اُس وقت کے سربراہ سے بھی سیاسی تدبر سے ہٹ کر کچھ ذاتی اور جذباتی طور پر ایسی غلطیاں ضرور سرزد ہو گئی ہوں گیں جس کا خمیازہ اُسے اُس صورت میں بھگتنا پڑا ہے آج جیسے اِس کے حامی تو حامی اُس کے مخالف لوگ بھی حقیقی معنوں میں سیاسی شہید کہہ کر اُسے یاد کرتے ہیں اِن کا اِسے یوں تسلیم کر لینا بھی کافی ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں اور مان رہے ہیں کہ اِن لوگوں نے اُس کے خلاف اتحاد بنا کر کچھ اچھا نہیں کیا تھا اور اُسے کسی اور کے کہنے

پر وہاں پہنچادیا ہے جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا ہے ،آج مُلک میں جو سیاسی ہلچل مچی ہوئی ہے مجھے ایسالگتاہے کہ جیسے آج اِس ساری صورتِ حال میں پھر ویساہی اسکرپٹ لکھاگیاہے اور اِس کے ڈائریکٹر بھی ویہ ایسے لوگ ہیں جہاں کے پہلے تھے فرق صرف اتنا ہے کہ آج اداکاروں اور اسکرپٹ لکھنے اور ہدایات دینے والوں کی شکلیں بدل گئی ہیں اور موجودہ حالات میں مجھ سمیت کڑوروں پاکستانی ایسے ہیں جو یہ بات اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ آنے والے دِنوں ییں پھر میرے مُلک میں وہی کھیل کھیلا جارہاہے جو 1977 میں کھیلاگیاخاکم بدہن اگرواقعی ایساہے..؟جس کا گمان کیا جارہاہے تو پھر یقین جان لیجئے کہ اِس مرتبہ ہم شاید سنبھال بھی نہ پائیں اور ہماراشیرازہ ایسا بکھر کر رہ جائے گاجو پھر کبھی بھی درست نہ ہوپائے گا۔

بہرکیف..!راقم الحرف مزید کچھ کہنے سے قبل اپنے حکمرانوں سے یہی عرض کرناچاہئے گاکہ خداراجوش کے بجائے ہوش سے کام لیں جذباتی اور انقلابیوں سے مقابلہ کرنے اور جلتی پر تیل چھڑکنے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لیں اور انقلابیوں کی بھڑکتی یا بھڑکائی گئی آگ کو برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے انداز سے ڈیل کریں تو یہ نہ صرف اِن کے لئے بلکہ ساری قوم کے لئے بھی بہتر ہی کیا بلکہ بہت ہی بہت ہوگااَب ذرا تذکرہ ہوجائے اپنے جذباتی حکمرانوں اور انتقامی و ذاتی لڑائیوں میں پڑے اُن انقلابیوں کاجو اکٹھے ہوکر حکومت

کے خلاف 14 اگست سے آزادی و انقلاب مارچ شروع کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔
اگرچہ آج حکومت لاکھ انکار کرلے کہ عمران کے آزادی مارچ اور قادری کے انقلابی مارچ کے ملاپی عمل کے اعلان کے بعد یہ پریشان اور بوکھلاہٹ کا شکار نہیں ہوئی ہے تو یہ پاکستان کی تاریخ اور رواں صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہوگا،آج پاکستانی قوم باشعور ہوچکی ہے،اور ہر بات اچھی طرح سے سمجھنے اور سوچنے کے قابل بھی ہو گئی ہے کہ اِس کی اور حکمرانوں کی کیاذمہ داری ہے..؟اَب موجودہ حالات میں حکومت اپنی کیفیات عوام سے شئیر کرے اور حکمران کھل کر اپنے جذبات قوم کے سامنے بیان کریں تو اگلے دِنوں یں اِنہیں کسی بھی قسم کے فیصلے کرنے یں سُبکی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا،اگر ابھی حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ قوم یہ نہیں سمجھتی ہے کہ موجودہ حالات میں حکمرانوں کی کیا کیفیات ہیں تو یہ حکمرانوں کی اپنی بھول ہے ورنہ قوم تو وہ کچھ سمجھتی اور جانتی ہے جو کہ حکمران بھی نہیں جانتے ہیں۔
آج باالآخر پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹرعلامہ طاہرالقادری نے دس اگست کو ایک بڑے عرصے انتظار کی گھڑیاں گزارنے اور اپنے کارکنان کا صبر وبرداشت کا امتحان لینے کے بعد ادارے منہاج القرآن کے مرکزپر سانحہ ماڈل ٹاؤن اور ضرب عضب میں شہید ہونے والے شہداء کی یاد میں یوم شہداء کی سادہ

مگرپُرہجوم تقریب سے اپنے طویل خطاب کے بعداپنی جماعت پاکستان عوامی تحریک کا
اگست سے شروع ہونے والے ولولہ انگیز انقلاب کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ 14
اگرچہ علامہ طاہر القادری نے اپنے جذباتی خطاب میں انقلاب کا اعلان جس انداز سے
کیا وہ بھی قابلِ دید و قابلِ سماعت تھا،اِس موقع پراُنھوں نے کہاکہ مجھے شہید کرنے کا
منصوبہ بن چکاہے اگرمجھے قتل کردیاگیاتوکارکن شریف برادران سے بدلہ لیں اوراِن
کے خاندان کے کسی فرد کو نہ چھوڑیں،اوراُنھوں نے کہاکہ اَب وہ اُس کا اعلان کرنے
جارہے ہیں جس کے لئے کارکنان اور دنیا کو بڑے عرصے سے انتظار تھااُنھوں نے کہاکہ ”
اگست کو آزادی مارچ اور انقلاب مارچ ساتھ ساتھ چلیں گے اور علامہ نے اپنے 14
اِس فیصلہ کُن اعلانِ انقلاب کے بعد اپنے ہزاروں کی تعداد میں جمع پیروں کاروں اور
کارکنوں کو باربارمذہبی حوالے دے کراوراِن سے قسمیں دلوادلواکراِس بات کا عہدلیا
کہ اَب اِن کے اعلانِ انقلاب کے بعد سب کے سب اِن کے مارچ میں اِن کا ساتھ دیں
گے اوراِن کی اقامت گاہ ماڈل ٹاوزن میں ہی 3 دن تک رہیں گے اور کوئی ایک انچ بھی
باہر نہیں نکلے گااپنے اعلانِ انقلاب کے بعد علامہ نے جس طرح مذہبی و تاریخی
انقلابات میں حصہ لینے والوں کی داستانیں اور واقعات بیان کئے اِس کی بھی تاریخ میں
کوئی مثال نہیں ملتی ہے مگراَب اِس پر کوئی کچھ بھی کہئے مگر دوسری طرف یہ حقیقت ہے
کہ انقلابی علامہ ڈاکٹر طاہر القادری اپنے پیروں کاروں کو انقلاب

کے اچھے یا بُرے انجام تک پہنچنے اور انقلاب سے کیسے بھی نتائج حاصل ہونے تک اپنے چاہنے والوں کو اپنے ساتھ رکھنے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو اُدھر ہی علامہ کے ایک اشارے پہ اپنی جانیں نچھاوڑ کرنے والے پیروں کاروں کا جذبہ بھی دیکھنے والا ہے کہ اُنھوں نے اپنے مرُشد سے عہدو وفا کرکے اپنا سب کچھ علامہ کے حوالے کردیا ہے تو اگلے ہی لمحے سے حکومتی وفاقی چرب زبان وزراء پرویزرشید، احسن اقبال اور بالخصوص جن میں دوخواجگان خواجہ سعدرفیق ، خواجہ آصف بھی شامل ہیں اِن کے علاوہ پنجاب کے وزیر قانون رانا مشہود سمیت اور بہت سے صوبائی وزراء اوراراکین ن لیگ کی بے لگام بیان بازی بھی اپنے عروج پر پہنچی نظرآنے لگی ہے،اِن سب کااِن لمحات میں حالات اور واقعات کی نزاکت کو سمجھے بغیر بے تکی بیان بازی اپنے ہی ہاتھوں اپنی جمہوری حکومت کو ڈی ریل کرنے کی ذمہ دار ہو سکتی ہیں۔

جہاں پاکستان عوامی تحریک کا چودہ اگست کو انقلاب مارچ شروع کرنے کے اعلان کے بعد حکومتی وزراء بیان بازی میں بے لگام نظرآتے ہیں تو وہیں وزیراعظم نوازشریف نے اپنے بھائی وزیراعلیٰ پنجاب شہبازشریف سے 3 گھنٹے سے زائدتک ملاقات کی اوراِس دوران قادری کے انقلاب مارچ اور عمران کے آزادی مارچ سے پیداہونے والی ملکی صورت حال پر غوروخوص کے بعد دونوں بھائیوں نے اپنے اِس عزم کا اعادہ کیا کہ پاکستان کو اتحاداور یکجہتی کی ضرورت ہے، احتجاج

دھرنوں سے حکومت ختم نہیں ہوگی، انتشار اور فساد کی سیاست کرنے والے ملکی ترقی و خوشحالی کے دُشمن ہیں ہر صورت جمہوریت کا تحفظ کرنا اور اِس کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ناکام بنانا ہے، ملک میں ترقی و خوشحالی کا سفر ہر حال میں جاری رکھیں گے اور اِس موقع پر افسوس ناک بات یہ ہے کہ دونوں بھائیوں نواز شریف اور شہباز شریف نے بھی بغیر سیاسی تدبر اور حکمت سے کام لئے یہ جذباتی فیصلہ کرلیا کہ کچھ بھی ہوجائے اَب پی ٹی آئی کے لانگ مارچ سے سیاسی طور پر عوامی تحریک کے انقلاب سے انتظامی بنیادوں سے ہی نمٹا جائے گیا اور ساتھ ہی تین گھنٹے کی اِس ملاقات میں دونوں بھائیوں نے تحریک انصاف کے 14 اگست کے آزادی مارچ اور عمران خکان کی جانب سے مسلسل مذاکرات سے انکار اور قادری انقلاب کے حوالے سے پیدا ہونے والی صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد یہ عزم بھی کیا کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کوئی آسانی سے عوام کے ووٹوں سے اقتدار میں آنے والی منتخب جمہوری حکومت کو احتجاجوں اور دھرنوں سے ختم کردے گا تو ایسا کسی بھی صورت نہیں ہوگا، شہباز شریف نے کہا ہے کہ ہم سیاسی تدبر سے کام لیتے ہوئے آئین اور قانون کے مطابق ساری صورتحال کو جلد قابو کرلیں گے اور ہماری یہ کوشش ہوگی کہ فوجی مہم جوئی ہو اور نہ عوام نظام کو پٹری سے اُترنے دیں گے، سب کچھ افہام و تفہیم سے حل ہوجائے گا، جبکہ اُدھر ایک مرتبہ پھر پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے کہا ہے مارچ سے قبل حکومت کے ساتھ مذاکرات کی پیشکش مسترد کرتے ہیں اِن کا کہنا ہے کہ ہر صورت ہیں مارچ

کرنے کا حتمی فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ تحریک انصاف کے رہنماؤں جاوید ہاشمی اور شیرین مزاری کا کہنا ہے کہ ہمارے قائد عمران خان کی نظربندی، مارچ روکنے کی صورت میں شدید مزاحمت کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ کارکنان راستے میں حائل کنٹینرز ہٹانے کا سامان ساتھ لائیں، مارچ ہر صورت میں ہوگا اور اندھالی سے اقتدار میں آئے ہوئے ظالم اور ملک کو لوٹ کھانے والے بادشاہ بنے حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے اور اِن سے اقتدار کی مسند چھین کر اِن سے قوم کی ایک ایک پائی کا حساب لینے تک مارچ اور دھرنا جاری رہے گا۔ اور ایسے ہی حکمران مخالف عزائم قادری صاحب کے بھی ہیں اُنہوں نے بھی اپنے کارکنان سے وعدے لے لئے ہیں کہ انقلاب آنے تک کوئی بھی واپس نہ آئے اور عمران یا مجھے میں سے جو بھی انقلاب کی راہ سے پلٹے یا واپس آنے کی کوشش کرے تو کارکنان اُسے بھی مار ڈالیں۔

آج جب اِس طرح مُلک میں تبدیلی کے خواہاں افراد انقلاب کے لئے پُرعزم ہیں تو مُلک کو درپیش سیاسی ہلچل میں حکمران جماعت اور وزیراعظم نواز شریف کو بھی پریشان ہونے کوئی ضرورت نہیں ہے وہ بھی انقلابیوں سے چھٹکارے اور اِن سے نمٹنے کے لئے اپنا ایک "نجات مارچ" دودن میں ہی لانچ کریں اور بغیر کسی لاٹھی ڈنڈے کے استعمال سے وہ کام کر جائیں جیسا انقلابی اور مارچی دعوے کررہے ہیں کہ ان کے مارچ پُرامن اور ہر قسم کی تشدت سے پاک ہوں گے تو پھر دیر کس

بات کی ہے حکومت بھی اپنا ایسا ہی کوئی مارچ 14 اگست کو سامنے لے آئے اور
انقلابیوں اور مارچیوں کو اپنے مارچ کو کامیاب بنانے کی دعوت بھی دے ڈالے۔

لو بھئی گلو بٹ کے بعد ٹونی بٹ بھی آگیا، اَب اور کتنے گلو بٹ آئیں گے...؟

کیا عمران و قادری کے مارچوں کا مقابلہ ن لیگ کے بٹ کریں گے... ؟؟
بالآخر حکومت نے عزمِ عمران و قادری کے سامنے گھٹنے ٹیک ہی دیئے اور حکومت نے دونوں کے مارچوں کو ایک عرصے تک اپنی ضد اور اَنا کا مسئلہ بنائے رکھنے کے بعد آخرکار اپنے پرائے دباؤ میں آکر وہ کیا جو عمران و قادری چاہتے تھے، ایسے میں اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکومت کو یہی کچھ کرنا تھا تو پھر پہلے ہی کرلیتی ...؟اِسے اتنی ڈرامے بازی کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی ...؟اگر حکومت کو اِسی ہی تنخواہ پر ایسا ہی کام کرنا تھا تو پھر اِس نے اتنے نخرے ہی کیوں دکھائے تھے ...؟آخر اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی حکومت کو عمران و قادری کے لئے یہ فیصلہ کرنا ہی مقصود تھا تو پھر حکومت کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ خالی برتن کی طرح اِدھر اُدھر لولڑکتی پھری تھی اور عمران و قادری کے مارچوں سے نمٹنے کے لئے اپنی طرح طرح کی بے ہنگم آوازیں نکال رہی تھی اور پھر کیوں حکومت نے مُلک کے طول وارض میں سیاسی ہلچل پیدا کردی تھی ...؟
آج جبکہ عمران و قادری کو حکومت نے اسلام آباد جانے کے لئے راستہ دے دیا ہے

تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ حکومت نے کسی سیاسی تدبر کا مظاہرہ کیا ہے اِس سارے معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ عمران و قادری کے نیک عزائم اور اِن کی ثابت قدمی کو دیکھتے ہوئے حکومت نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اِن کے عزائم خاص اور عوامی قوت کے آگے حکمرانوں کی دال نہیں گلے گی تو تب کہیں جا کر حکومت کو اِس کا بھی شدت سے احساس ہوا کہ ہماری یہ حکومت جو خود کو ایک سالم جمہوری حکومت تصور کرتی ہے دراصل یہ) جمہوریت کی آڑ میں آمریت کا ایسا دھبہ ہے جو جمہوریت پر غالب ہے) یہ عمران و قادری کے مارچوں سے نمٹنے میں ناکام ہوجائے گی تو اِس نے سیاسی مصلحتوں کی اُوٹ لی اور اپنی سُبکی مٹانے کے خاطر تُرنت عمران و قادری کے مارچوں کو نہ روکنے کا اعلان کردیا اور پھر اِس نے جہاں اِن کے راستے میں حائل ساری رکاوٹیں ہٹانے اور بند راستوں کو فوری طور پر کھولنے کے لئے (پنجاب کی ڈرپوک مگر اپنے اشاروں پر نہتے لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنا کر سینوں پر بہادری کے تمغے سجانے والی) پولیس کو دبے دبے لفظوں میں حکم تو نہیں ہاں البتہ..اِسے اتنا کہا کہ وہ عمران و قادری کے لئے بند راستے کھول دے اور اگلے حکم کا انتظار کرے تو وہیں حکومتِ پنجاب نے گلو بٹ کے .برادری سے تعلق رکھنے والے بہت سے الوؤں، للوؤں اور گلولوں کو بھی بے لگام کردیا اور گوجرنوالہ میں عمران خان کے آزادی مارچ کے قافلے پر حملے کے بعد جیسی صورت حال پیدا ہوئی یہ حقیقت ہے کہ اگر اُس وقت عمران خان اپنی سیاسی بصیرت اور مدبرانہ سوچ سے کام نہ لیتے اور اپنے (ممی پاپا کلاس سے

تعلق رکھنے والے) نہتے کارکنوں کو صبر و برداشت کی تلقین نہ کرتے کچھ یقیناً گجرنوالہ کا علاقہ میدانِ جنگ بن جاتااور ن لیگ والے اپنی سازش میں کامیاب ہوجاتے وہ تو اچھاہواکہ عمران خان اور اِن کی سیاسی قیادت نے جوش کے بجائے ہوش سے کام لیا اور سیاسی حکمت اور تدبر کا مظاہر کرتے ہوئے خاموشی سے گجرنوالہ سے گزرگئے جب گجرنوالہ میں عمران خان کا پرامن اور نہتے قافلے پر ن لیگ کے گلوبٹوں (بدمعاشوں) نے حملہ کیا تو ایسالگ رہاتھاکہ جیسے یہاں پر ن لیگ والوں نے پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت اپنی جماعت کے بدمعاش گلوبٹوں کو جمع کررکھا تھااَب اِس افسوسناک واقعہ کے بعد یہ کہاجاسکتاہے کہ جیسے حکومت پنجاب نے عمران و قادری کے عزائم سے نمٹنے کے لئے گلوبٹ کے بعد اِسی کی برادری سے سول اور وردی والے ایک نہیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں گلوبٹ پیدا کردیئے ہوں اور ٹونی بٹ کی پیدائش تواُس وقت سامنے آئی کہ جب پندرہ اگست کو پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کا آزادی مارچ کا قافلہ جیسے ہی گجرنوالہ پہنچاتو وہاں کے ایم پی اے عمران خالد بٹ کا بھائی ٹونی بٹ اپنے پیش روگلوبٹ کے روپ میں ویسے ہی ایکشن کرتے دِکھائی دیا جیساکہ گلوبٹ نے منہاج القران پر پولیس کی یلغار کے وقت اپنا طلسماتی کردارادا کیا تھا۔اگرچہ ٹونی بٹ کی کارستانی ساری دنیانے دیکھی مگرافسوس تو یہ ہے کہ پنجاب کے وزیر قانون رانا مشہوداِس بات کو کسی بھی صورت ماننے کو تیارہی نہیں ہیں کہ ٹونی بٹ جو کہ گجرنوالہ کے ایم پی اے عمران خالد بٹ کا بھائی ہے وہ اپنی

سربراہی میں اپنے جیسے ن لیگ کے سیکڑوں گلواور ٹونی بٹوں کے ساتھ عمران خان کے
ممی پاپاوالے کارکنان کے قافلے پر حملہ بھی کرسکتاہے جب وہ یہ بات ماننے کو تیارنہیں
ہیں تو پھر حکومت پنجاب شاید ٹونی بٹ کے خلاف کوئی قانونی کارروائی بھی نہ کرے۔
اَب اِس واقعہ کے بعد قوم کو سوفیصد یہ یقین ہوگیاہے کہ عمران خان اور طاہرالقادری
مُلک و قوم کو ن لیگ کے گلوبٹوں اور بادشاہت نماجمہوریت کے حکمرانوں سے
جلدازجلد نجات دلانے کے لئے سچے دل سے مخلص ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ آج
عمران و قادری کے مارچوں میں اِن کے مداح اور چاہنے والوں کی تعدادبڑھتی ہی
جارہی ہے جسے دیکھ کر ن لیگ کے گلوبٹوں اور حکمرانوں پر بوکھلاہٹ طاری ہے اِن حالا
ت میں کہ جب سواسالہ ن لیگ کی حکومت میں اتنے گلوبٹ سامنے آگئے ہیں کہ آج
قوم کو خدشہ ہے کہ اگرن لیگ کی حکومت کو عمران خان اور علامہ طاہرالقادری نے
پانچ سالہ مدت پوری کرنے کے لئے چھوڑدیاتوڈرہے کہ کہیں ہمارے وزیراعظم
نوازشریف جنھوں نے ابھی سواسالہ اپنی دورِحکومت میں قوم کو مہنگائی سے ماراہے
اگراِن کی حکومت رہ گئی تو پھر کہیں یہ بھی گلونواز بٹ اور گلوشہباز بٹ بن کر اگلے پانچ
سالوں میں قوم کو گلواور ٹونی بٹوں کی طرح لاٹھیوں اورڈنڈوں سے بھی نہ
مارڈالیں۔۔؟؟؟اور کوئی اِن کا گلواور ٹونی بٹوں کی طرح کچھ بھی نہ بگاڑسکے۔۔۔؟؟اَب
ایسے میں اُن عناصر کو بہت جلد سامنے آجاناچاہئے جنھوں نے نوازشریف کو عہدے سے
ہٹانے اور حکومت کو ڈیل ریل کرنے کے لئے عمران و قادری کو آزادی مارچ اور
انقلاب مارچ

کاکردارادا کرنے کے لئے دونوں کو ہی ذرا ای تبدیلی کے بعد اسکرپٹ لکھ کر دیئے ہیں اور اِنہیں ہدایات دیتے رہے ہیں کیوں کہ اَب تو اتنے دِنوں میں سب کچھ سب کے سامنے آگیا ہے اور سب جاننے اور سمجھنے لگے ہیں کہ عمران اور قادری کے پیچھے کون ہے اور کہاں سے کس کا ہاتھ ہے اَب کسی سے کچھ نہیں چھپا ہے قوم بھی یہی چاہتی ہے (جیساوہ چاہتے ہیں۔ (ختم شُد

آزادی مارچ اور انقلاب والوں کا موسم برسات میں امتحان۔۔۔؟؟؟

کیا عمران و قادری کے مارچوں کا مقابلہ ن لیگ کے بٹ کریں گے۔۔۔ ؟؟

پاکستان تحریک انصاف کا آزادی مارچ کا قافلہ اور پاکستان عوامی تحریک کے انقلاب والے اسلام آباد پہنچ چکے ہیں عمران خان اور اِن کی سیاسی قیادت تو ایک خطاب کے بعد ہی آرام کے غرض سے بنی گالہ نکل گئی اور اسلام آباد کی طوفانی بارش میں عمران کے جیالے اکیلے رہ گئے اور وہ یہ سوچتے رہ گئے کہ کیا عمران خان اپنی جماعت کے سیاسی قائدین کے ساتھ نئے پاکستان کی تلاش میں نکل گئے ہیں یا اِن کا مارچ اور دھرنا یہیں تک کا تھا۔۔۔؟آج عمران خان کے یوں غائب ہونے پر بہت سے سوالات جنم لے چکے ہیں جن کے جوابات ہر صورت میں عمران خان کو دینے ہوں گے۔

جبکہ اُدھر پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ علامہ طاہر القادری اپنے مریدین کے ساتھ طبیعت کی خرابی کے باوجود بھی اسلام آباد میں موجود ہیں اور اپنی ہی گاڑی میں آرام فرمارہے ہے،اِس میں کوئی شک نہیں کہ آزادی مارچ اور انقلاب والوں کا کردار عوام کے سامنے ہے اَب عوام خود ہی فیصلہ کریں گے کہ اپنے

مُلک اپنے عوام اور اپنے شرکاء سے کون مخلص ہے، آزادی مارچ کی قیادت تو دو بالٹی بارش کے پانی سے ہی گھبرا کر دھرنے کا اعلان کرتے ہی آرام کے لئے نکل گئی مگر انقلاب کی قیادت ثابت قدم رہی اور اپنے ہی لوگوں کے درمیان موجود ہے۔
گزشتہ کئی دِنوں سے حکومت بھی یوں ڈر اور مخمصے میں مبتلا رہی اور خود کو سیاسی تماشہ بناتی رہی، اور کبھی گلو بٹ تو کبھی پومی بٹ اور نجانے کس کس کو استعمال کرنے پر تلی رہی مگر حکومت کو اَب یہ دیکھ اور سمجھ لینا چاہئے کہ حکومت کی مدد کوئی گلو بٹ یا پومی بٹ کیا کریں گے ..؟ اسلام آباد کا موسم برسات ہی آزادی مارچ اور دھرنے والوں کے لئے بھاری پڑ رہا ہے۔ اَب آگے آگے دیکھیئے اور کیا کچھ ہوتا ہے...؟ اِس امتحان کی گھڑی میں کون کتنا کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام ہو کر بھی کامیابی حاصل کرتا ہے۔
بہر کیف...!! بالآخر حکومت نے عزمِ عمران و قادری کے سامنے گھٹنے ٹیک ہی دیئے اور حکومت نے دونوں کے مارچوں کو ایک عرصے تک اپنی ضد اور اَنا کا مسئلہ بنائے رکھنے کے بعد آخر کار اپنے پرائے دباؤ میں آکر وہ کیا جو عمران و قادری چاہتے تھے، ایسے میں اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکومت کو یہی کچھ کرنا تھا تو پھر پہلے ہی کر لیتی ...؟ اِسے اتنی ڈرامے بازی کرنے کی بھی کیا

ضرورت تھی ...؟اگرحکومت کواِسی ہی تنخواہ پر ایساہی کام کرنا تھاتو پھراِس نے اتنے نخرے ہی کیوں دکھائے تھے ...؟آخراتناکچھ کرنے کے بعد بھی حکومت کو عمران و قادری کے لئے یہ فیصلہ کرناہی مقصود تھاتو پھر حکومت کوکیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ خالی برتن کی طرح اِدھر اُدھر لولڑکتی پھری تھی اور عمران و قادری کے مارچوں سے نمٹنے کے لئے اپنی طرح طرح کی بے ہنگم آوازیں نکال رہی تھی اور پھر کیوں حکومت نے مُلک کے طول وارض میں سیاسی ہلچل پیداکردی تھی ...؟

آج جبکہ عمران و قادری کو حکومت نے اسلام آباد جانے کے لئے راستہ دے دیاہے تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ حکومت نے کسی سیاسی تدبرکا مظاہرہ کیاہے اِس سارے معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ عمران و قادری کے نیک عزائم اوراِن کی ثابت قدمی کو دیکھتے ہوئے حکومت نے یہ سمجھ لیاتھاکہ اِن کے عزائمِ خاص اور عوامی قوت کے آگے حکمرانوں کی دال نہیں گلے گی تو تب کہیں جا کر حکومت کواِس کا بھی شدت سے احساس ہواکہ ہماری یہ حکومت جو خود کو ایک سالم جمہوری حکومت تصور کرتی ہے دراصل یہ (جمہوریت کی آڑ میں آمریت کا ایسادھبہ ہے جو جمہوریت پر غالب ہے) یہ عمران و قادری کے مارچوں سے نمٹنے میں ناکام ہوجائے گی تواِس نے سیاسی مصلحتوں کی اُوٹ لی اور اپنی سُبکی مٹانے کے خاطر تُرنت عمران و قادری کے مارچوں کو نہ روکنے کا اعلان کردیااور پھراِس نے جہاں اِن کے راستے میں حائل ساری رکاوٹیں ہٹانے اوربندراستوں کو فوری

طور پر کھولنے کے لئے (پنجاب کی ڈرپوک مگراپنے اشاروں پر نہتے لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنا کر سینوں پر بہادری کے تمغے سجانے والی) پولیس کو دبے دبے لفظوں میں حکم تو نہیں ہاں البتہ..اِسے اتنا کہاکہ وہ عمران و قادری کے لئے بند راستے کھول دے اور اگلے حکم کا انتظار کرے تو وہیں حکومتِ پنجاب نے گلوبٹ کی برادری سے تعلق رکھنے والے بہت سے الوؤں، للوؤں، کلوؤں اور گلولوں کو بھی بے لگام کردیااور گوجرانوالہ میں عمران خان کے آزادی مارچ کے قافلے پر حملے کے بعد جیسی صورت حال پیداہوئی تھی یہ حقیقت ہے کہ اگراُس وقت عمران خان اپنی سیاسی بصیرت اور مدبرانہ سوچ سے کام نہ لیتے اور اپنے (ممی پاپا کلاس سے تعلق رکھنے والے) نہتے کارکنوں کو صبر وبرداشت کی تلقین نہ کرتے تو یقیناگوجرانوالہ کا علاقہ میدانِ جنگ بن جاتااور ن لیگ والے اپنی سازش میں کامیاب ہوجاتے وہ تو اچھاہواکہ عمران خان اوراِن کی سیاسی قیادت نے جوش کے بجائے ہوش سے کام لیااور سیاسی حکمت اور تدبر کا مظاہر کرتے ہوئے خاموشی سے گجرنوالہ سے گزر گئے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ جب گوجرانوالہ میں عمران خان کے پرامن اور نہتے قافلے پر ن لیگ کے گلوبٹوں (بدمعاشوں) نے حملہ کیا تو دیکھتے ہوئے بس ایسا ہی لگ رہاتھاکہ جیسے یہاں پر ن لیگ والوں نے پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت اپنی جماعت کے بدمعاش گلوبٹوں کو جمع کررکھاتھااَب اِس افسوسناک واقعہ کے

بعد کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جیسے حکومت پنجاب نے عمران و قادری کے عزائم سے نمٹنے کے لئے گلو بٹ کے بعد اِسی کی برادری سے سول اور وردی والے ایک نہیں بلکہ اپنے سیکڑوں کی تعداد میں گلو بٹ پیدا کر دیئے ہوں اور پومی بٹ کی پیدائش تو اُس وقت سامنے آئی کہ جب پندرہ اگست کو پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کا آزادی مارچ کا قافلہ جیسے ہی گوجرانوالہ پہنچا تو (ایک نجی ٹی وی چینل اور اِس کے رپورٹر کے مطابق) وہاں کے ایم پی اے عمران خالد بٹ کا بھائی پومی بٹ اپنے پیش رو گلو بٹ کے روپ میں ویسے ہی ایکشن کرتے دِکھائی دیا جیسا کہ گلو بٹ نے منہاج القران پر پولیس کی یلغار کے وقت اپنا طلسماتی کردار ادا کیا تھا۔

اگرچہ پومی بٹ کی کارستانی ساری دنیا نے دیکھی مگر افسوس تو یہ ہے کہ پنجاب کے وزیر قانون رانا مشہود اِس بات کو کسی بھی صورت ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں کہ پومی بٹ جو کہ گوجرانوالہ کے ایم پی اے عمران خالد بٹ کا بھائی ہے وہ اپنی سربراہی میں اپنے جیسے ن لیگ کے سیکڑوں گلو اور پومی بٹوں کے ساتھ عمران خان کے ممی پاپا والے کارکنان کے قافلے پر حملہ بھی کر سکتا ہے اَب ایسے میں جب وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہیں تو پھر حکومت پنجاب شاید پومی بٹ کے خلاف کوئی قانونی کارروائی بھی نہ کرے۔

جبکہ کچھ دیر بعد وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے گوجرانوالہ کے سانحہ پر سنجیدگی سے نوٹس لیا اور سانحہ گوجرانوالہ کے مین کردار پومی بٹ اور حملہ آوروں کے خلاف سخت ترین قانونی کارروائی عمل میں لانے کا حکم دیا ہے اور ن لیگ کے تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز سمیت کارکنان کو آزادی اور انقلاب مارچ کے قافلوں کو گزر جانے تک ن لیگ کے دفاتر بند کرنے کا کہہ دیا ہے کاش کہ یہ سب اقدامات پہلے کرلئے جاتے تو شاید پومی بٹ اور اِس کے ساتھیوں کے ہاتھوں سانحہ گوجرانوالہ رونما نہ ہوتا اور عمران خان کا سونامی پُرامن طریقے سے گزر جاتا اور پھر کوئی نئی سیاسی ہلچل پیدا نہیں ہوتی اور سب ٹھیک ہوتا جاتا۔

بہرحال.. اَب اِس واقعہ کے بعد قوم کو سوفیصد یہ یقین ہوگیا ہوگا کہ عمران خان اور طاہرالقادری مُلک و قوم کو ن لیگ کے گلوبٹوں اور بادشاہت نما جمہوریت کے حکمرانوں سے جلدازجلد نجات دلانے کے لئے سچے دل سے مخلص ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ آج عمران و قادری کے مارچوں میں اِن کے مداحوں اور چاہنے والوں کی تعداد بڑھتی ہی جارہی ہے جسے دیکھ کر ن لیگ کے گلوبٹوں اور حکمرانوں پر بوکھلاہٹ طاری ہے اِن حالات میں کہ جب سوا سالہ ن لیگ کی حکومت میں اتنے گلوبٹ سامنے آگئے ہیں کہ آج قوم کو یہ خدشہ بھی ہے کہ اگر ن لیگ کی حکومت کو عمران خان اور علامہ طاہرالقادری نے پانچ سالہ مدت پوری کرنے کے

لئے چھوڑ دیا تو ڈر ہے کہ کہیں ہمارے وزیر اعظم نواز شریف جنہوں نے ابھی سوا سالہ اپنی دورِ حکومت میں قوم کو مہنگائی سے مارا ہے اگراِن کی حکومت رہ گئی تو پھر کہیں یہ بھی گلو نواز بٹ اور گلو شہباز بٹ بن کر اگلے پانچ سالوں میں قوم کو گلو اور ٹونی بٹوں کی طرح لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے بھی نہ مار ڈالیں۔۔؟؟؟اور کوئی اِن کا گلو اور ٹونی بٹوں کی طرح کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔۔۔؟؟اَب ایسے میں اُن عناصر کو بہت جلد سامنے آجانا چاہئے جنہوں نے نواز شریف کو عہدے سے ہٹانے اور حکومت کو ڈیل ریل کرنے کے لئے عمران و قادری کو آزادی مارچ اور انقلاب مارچ کا کردار ادا کرنے کے لئے دونوں کو ہی ذرا سی ذرا سی تبدیلی کے بعد اسکرپٹ لکھ کر دیئے ہیں اور اِنہیں ہدایات دیتے رہے ہیں کیوں کہ اَب تو اتنے دِنوں میں سب کچھ سب کے سامنے آگیا ہے اور سب جاننے اور سمجھنے لگے ہیں کہ عمران اور قادری کے پیچھے کون ہے اور کہاں سے کس کا ہاتھ ہے اَب کسی سے کچھ نہیں چھپا ہے قوم بھی یہی چاہتی ہے جیسا وہ چاہتے ہیں۔(ختم شُد)

!!!!!...ملک کا کیا بنے گا...؟؟؟عمران خان کا سِول نافرمانی کا اعلان

سِول نافرمانی کے بعد عمران خان قوم کو کیسا نیا پاکستان دیں گے... ؟؟
آج پاکستان کی موجودہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی سیاسی ہلچل بازی پر نہ صرف مُلکی بلکہ عالمی اداروں اور اپنے پرائے سب ہی ممالک کی نظریں جمی ہوئی ہیں، دارالحکومت میں ایک طرف پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اپنے کارکنان کے ساتھ دھرنا دیئے بیٹھے ہیں تو دوسری طرف پاکستان عوامی تحریک کے علامہ طاہرالقادری اپنے مریدین کے ہمراہ انقلاب آنے تک ڈیرا جمائے ہوئے ہیں جہاں علامہ طاہرالقادری کی ڈیڈلائین کی مدت 18اگست کو ختم ہو گئی ہے تو اُدھر ہی عمران خان کی وزیراعظم کو دی گئی 48 گھنٹوں کی مہلت ختم ہونے میں کچھ گھنٹے باقی ہیں،اس سیاسی صورتِ حال میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیاکے بیشتر ممالک کے سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگار ابھی تک یہ سمجھ نہیں پائے ہیں کہ عمران و قادری کے ایجنڈوں کے پسِ پردہ کون سے ہاتھ ہیں...؟اور وہ کون ہیں جواِن کی پست پناہی کررہے ہیں...؟

اگرچہ آج اِن دونوں کے مطالبات سے کچھ کچھ یہ اندازہ ضرور ہوچلاہے کہ عمران و قادری کی پیٹھ پر وہی عناصر اور ہاتھ کارفرماہیں جنھوں نے چار مرتبہ جمہوری حکومتوں پر شب خون مارااور جمہوریت کا دھڑن تختہ کرکے خودہی قابض ہوئے اِس مرتبہ اِن کی یقیناحکمتِ عملی کچھ یوں ہوئی ہے کہ اُنہوں نے ایک طرف سیاسی پارٹی کو حکومت کا مخالف بناکر پیش کیاہے تو دوسری طرف عوام میں سے ہی ایک گروپ کو پیش کردیاہے یعنی یہ کہ دو تیر سے ایک شکار جو بھی نشانے پہ بیٹھ جائے ، مقصد شکار کرناہے،اَب ایسے میں دیکھنایہ ہے کہ حکمران جماعت کی سیاسی یا اخلاقی جیت ہوتی ہے یااِن دونوں کی جو کسی کے اسکرپٹ پہ اپنی اپنی اداکاری کے جوہر دکھارہے ہیں اَب یہ آپ بھی سوچیں اور میں بھی سوچتاہوں کہ اگلے دِنوں میں کیا ہونے والاہے..؟؟

بہرکیف ..!آج آزادی مارچ لے کر اسلام آباد میں پڑاؤڈال کرنئے پاکستان کی تلاش میں نکلنے والے عمران خان نے سِول نافرمانی کا اعلان کردیاہے اَب اِس کے بعد مُلک کا کیابنے گا..؟؟قوم کا کیا ہوگا..؟؟معیشت کدھر جائے گی..؟؟کیاتعمیروترقی رک جائے گی..؟؟یا یہ سب کچھ خدشات و توقعات کے برخلاف پہلے سے بہتر ہوجائیں..؟؟یامزید تنزلی کا شکارہو کرپستی میں چلے جائیں گے ..؟آج یہ وہ سوالات ہیں جو ہر محبِ وطن پاکستانی کے دماغ میں جنم لے رہے ہیں اَب جن کے جوابات ہر پاکستانی شدت سے چاہتاہے اور ضروری ہے کہ قوم کے

دماغ میں پیدا ہونے والے مختلف اقسام کے سوالات کے جوابات عمران خان تسلی بخش دیں تاکہ قوم کو اِن کے سیاسی و ذاتی مفادات و عزائم اور مستقبل کے نئے پاکستان پر اعتماد بحال رہے ورنہ قوم کو یہ سب کچھ فضول ہی لگے گا جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے اور اگر عمران خان اپنے آزادی مارچ اور دھرنے سے کچھ بھی حاصل نہ کرسکے تو پھر آئندہ نہ صرف قوم کا بلکہ عمران خان کے اپنے کارکنان کا بھی اپنے قائد پر سے بھروسہ اُٹھ جائے گا۔

اتوار سترہ اگست کی شام قوم نے سُنا، دیکھا اور اگلے روز اخبارات میں بھی پڑھا کہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے اپنی زندگی کی سب اہم تقریر کرتے ہوئے عوامی مینڈیٹ سے وزیراعظم بننے والے مسٹر نواز شریف کو کس انداز سے مخاطب کیا اور اِن کے لئے جو الفاظ استعال کئے وہ بھی سب کو معلوم ہے اور عمران خان نے اپنے جذباتی انداز سے کس طرح وزیراعظم مسٹر جنابِ مسٹر نواز شریف کو مستعفی ہونے کے لئے 48 گھنٹے کی مہلت دی اور ایسا نہ کرنے پر عمران خان نے مُلک میں کھلم کھلا سِول نافرمانی کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا ہے عوام بجلی، گیس کے بل اور ٹیکس نہ دیں، تاکر جی ایس ٹی نہ دیں اُنہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے دونمبری سے پیسہ بنایا، میرا دل چاہتا ہے کہ وزیراعظم کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹوں اور پھینک دوں، دونمبری آدمی کا احتساب کریں پارلیمنٹ بھی جعلی ہے، نواز شریف نے الیکشن کمشن ، چیف جسٹس کو

خریدا، جمہوریت پسند ہوں نہیں چاہتاانتشار کی وجہ سے فوج آجائے،ملکی عدالتیں، سول بیوروکریسی اور سرکاری ملازمیں نواز شریف کی ملازمت سے خود کو آزاد کریں، میں دھاندلی سے آئے وزیراعظم کو دودن کی مہلت دیتا ہوں، وزیراعظم مستعفی نہ ہوئے توکارکن کنٹرول میں نہیں رہیں گے۔اوران کے اپنی اِس تاریخی تقریر میں عمران خان نے ایک نجی ٹی وی چینل کا کئی مرتبہ تذکرہ کرتے ہوئے اِس نواز شریف کا حواری اور موجودہ دونمبری وزیراعظم نواز شریف کے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب سنبھالنے تک کے عمل پر میچ فکسنگ کا الزام لگایا"۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان تحریکِ اِنصاف کے چیئرمین عمران خان دھرنے کی جس تقریر کو اپنے تئیں تاریخی تقریر قرار دے رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ تقریر اِن کے لئے تاریخی اہمیت کی حامل ہو مگر دراصل اِن کی اِس تقریر میں کوئی بھی ایک نقطہ سوائے سول نافرمانی کے اعلان اور نواز شریف کو 48 گھنٹے کی مہلت کے کچھ بھی نیا نہیں تھاسب کچھ وہی پرانے الفاظ اور جملے تھے جن کا تذکرہ عمران خان کئی مرتبہ کرچکے ہیں بہرحال.. !اِس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان نے اپنے خطاب میں نواز شریف سے متعلق جو کچھ وہ سب کا سب کسی حدتک ضرور سچ پر مبنی ہوسکتاہے اِس لئے کہ اگر آج ہم وزارتِ عظمٰی کے منصب پر فائز وزیراعظم مسٹر نواز شریف کے ٹیکس ادائیگیوں کے گوشوارے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ مسٹر نواز شریف نے 1994 ،1996،1995اور 1997میں صرف 477روپے ٹیکس جمع

کروائے ہیں،اَب اگرایک ایسا شخص جو خود ٹیکس کی ادائیگی میں ڈنڈی مارے اور مُلک کو پورا ٹیکس ادانہ کرے اور پھر بھی مُلک کے سب سے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے ، اور خود اپنے ہی منہ سے امیرالمومین کہلائے اور قوم کو کہے کہ وہ بجلی و گیس سے محروم رہ کر بھی بجلی کے اضافی بل باقاعدگی سے اداکرے، اور ٹیکس پوراجمع کرائے ،تو ایسے میں ذراسوچیں کہ کیا یہ قوم کے ساتھ ذیاتی نہیں ہوگی..؟کہ قوم کا وزیراعظم تواپنا ٹیکس بچائے اور قوم کوکڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے اور کہے کہ قوم ٹیکس پوراجمع کرائے،تو یہ کیسے ممکن ہوسکتاہے...؟

جبکہ یہاں یہ امر یقیناباعث تشویش ہے کہ عمران خان نے جس انداز سے اپنی تاریخی تقریر میں نوازشریف پر الزام تراشیوں کی بھوچھاڑ کی ہے وہ موقع محل کے لحاظ سے کچھ درست نہیں ہے، عمران خان کی تقریر سیاست سے زیادہ ذاتی لڑائی کے رنگ میں رنگی محسوس ہوئی آج اگر مسٹر سونامی عمران خان کونئے پاکستان کی تلاش کے لئے سول نافرمانی کی ہے تحریک چلانے کا اعلان کرنا مقصود تھاتو عمران خان جو اپنے ایک تقریر میں دانستہ یاغیر دانستہ طور پر ’’ میں وزیراعظم پاکستان‘‘ بھی کہہ چکے ہیں اِنہیں چاہئے تھاکہ وہ کم ازکم اپنی اِس تاریخی تقریر میں سول نافرمانی کا اعلان تو نہ کرتے اور ایساکچھ منہ سے نہ نکالتے ...آج جس کی وجہ سے پاکستان تحریک انصاف کے

سربراہ عمران خان کے لانگ مارچ اور دھرنے کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا اور اِن کی ذات اور اگلے وقتوں میں بننے والے کسی نئے پاکستان کے نظام اور سسٹم کی کارکردگی پر بھی ابھی سے لگانے والے سوالیہ نشان لگا دیتے،آج اِس میں کوئی دورائے اور ابہام باقی نہیں ہے کہ عمران خان جس مقصد کے لئے لانگ مارچ اور دھرنے کا پروگرام لے کر نکلے تھے وہ اِس میں اِنہیں اتنی کامیابی نہیں مل پائی ہے جس کا یہ تصور کرکے چلے تھے،اُدھر حکومت نے بھی تہیہ کر رکھاہے کہ سارے سیاسی بحران کا حل مذاکرات اور آئین میں رہتے ہوئے نکالا جائے گا،جس کے لئے کوشش جاری ہیں دیکھیں کیا رزلٹ آتاہے..؟؟

مُلک کا کیا بنے گا...؟

کیاعمران خان کا ریڈزون عبور کرنے اور سِول نافرمانی کرنے کا اعلان نیاپاکستان بناسکے گا...؟

ریڈزون اور سِول نافرمانی کے بعد عمران خان قوم کو کیسا نیاپاکستان دیں گے... ؟؟
اَب کیاعمران خان کا سِول نافرمانی اور ریڈزون عبور کرنے کا اعلان نیاپاکستان بناسکے گا...؟اوراِس کی کیاگارنٹی ہے کہ ریڈزون کو کراس کرنے کے بعد جمہوریت قائم رہ سکے گی..؟یاپھر وہی ہوجائے گا اور وہی لوگ مسندِ اقتدار پر قابض ہوجائیں گے...؟جن کے ہاتھوں جمہوری چڑیا قید ہوجائے گی..؟اور ہمارے یہی ضدی اور اَناپرست سیاستدان جو ابھی تو جمہوری شیر بنے ہوئے ہیں ڈر ہے کہ یہ کہیں کسی لمبے عرصے تک کے لئے گیدڑ نہ بن جائیں...؟اِس موقع پر سب کا ہی امتحان ہے وہ اپنی ضد واَنا کو بچاتے ہیں یا اپنی حکمت و دانشمندانہ سیاسی فیصلے کرکے جمہوریت کو بچالیتے ہیں اِب اِن حالات میں یہ فیصلہ کرنااِن حکمرانوں اور سیاستدانوں کام ہے آج جن کی وجہ سے جمہوریت سمیت اِنہیں بھی قید کرنے کی یہ ہولناک سیاسی بساط بچھادی گئی ہے۔

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کی موجودہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی سیاسی ہلچل بازی پر نہ صرف ملکی بلکہ عالمی اداروں اور اپنے پرائے سب ہی ممالک کی نظریں جمی ہوئی ہیں، دارالحکومت میں ایک طرف پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اپنے کارکنان کے ساتھ دھرنا دیئے بیٹھے ہیں تو دوسری طرف پاکستان عوامی تحریک کے علامہ طاہرالقادری اپنے مریدین کے ہمراہ انقلاب آنے تک ڈیرا جمائے ہوئے ہیں جہاں علامہ طاہرالقادری کی ڈیڈلائین کی مدت 18اگست کو ختم ہو گئی ہے جس کے بعد قادری صاحب نے 19اگست کی شام 5 بجے اپنے مریدین کی مرضی و منشاکے مطابق نئی اور حتمی حکمتِ عملی کا اعلان کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے جس میں یہ اپنی مرضی اور ارادوں کے بجائے اپنے مریدین اور انقلابی ادھرنے کے شرکاء سے پوچھ کر اپنا آئندہ کا لائحہ عمل کا اعلان کریں گے تو اُدھر ہی عمران خان کی وزیراعظم کو دی گئی 48 گھنٹوں کی مہلت ختم ہونے میں بھی کچھ گھنٹے باقی ہی تھے کہ عمران خان نے اپنے اراکین قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران سے بھی استعفے لے لئے ہیں اور اِسی کے ساتھ ہی عمران خان نے تمام حکومتی اقدامات اور خطرات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی اگست کو خود کو فرنٹ پر رکھتے ہوئے ریڈزون عبور کرنے کا بھی اعلان 19 کردیاہے، سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگاروں کا خام خیال یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں کہ جب دونوں (نواز و عمران) اطراف سے سیاست کے بجائے ذاتی لڑائی اور ضد

اور اَنا کا غلبہ ہے اِس موقع پر عمران خان کا عورتوں اور بچوں کو سامنے رکھ کر ریڈزون عبور کرنے کا اعلان کسی بھی لحاظ سے درست نہیں کہا جا سکتا ہے،اَب اس ساری سیاسی صورتِ حال میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک کے سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگار ابھی تک یہ سمجھ نہیں پائے ہیں کہ عمران و قادری کے ایجنڈوں کے پس پردہ کون سے ہاتھ ہیں...؟ اور وہ کون ہیں جو اِن کی پست پناہی کر رہے ہیں...؟

اگرچہ آج اِن دونوں کے مطالبات سے کچھ کچھ یہ اندازہ ضرور ہو چلا ہے کہ عمران و قادری کی پیٹھ پر وہی عناصر اور ہاتھ کارفرما ہیں جنہوں نے چار مرتبہ جمہوری حکومتوں پر شب خون مارا اور جمہوریت کا دھرن تختہ کرکے خود ہی قابض ہوئے اِس مرتبہ اِن کی یقیناً حکمتِ عملی کچھ یوں ہوئی ہے کہ اُنھوں نے ایک طرف سیاسی پارٹی کو حکومت کا مخالف بنا کر پیش کیا ہے تو دوسری طرف عوام میں سے ہی ایک گروپ کو پیش کر دیا ہے یعنی یہ کہ دو تیر سے ایک شکار جو بھی نشانے پہ بیٹھ جائے، مقصد شکار کرنا ہے،اَب ایسے میں دیکھنا یہ ہے کہ حکمران جماعت کی سیاسی یا اخلاقی جیت ہوتی ہے یا اِن دونوں کی جو کسی کے اسکرپٹ پہ اپنی اپنی اداکاری کے جوہر دکھا رہے ہیں اَب یہ آپ بھی سوچیں اور میں بھی سوچتا ہوں کہ اگلے دِنوں میں کیا ہونے والا ہے..؟؟

بہر کیف . . !آج آزادی مارچ لے کر اسلام آباد میں پڑاؤڈال کرنئے پاکستان کی تلاش میں نکلنے والے عمران خان نے سِول نافرمانی کا اعلان کر دیا ہے اَب اِس کے بعد مُلک کا کیا بنے گا . . ؟؟قوم کا کیا ہوگا . . ؟؟معیشت کدھر جائے گی . . ؟؟کیا تعمیر وترقی رک جائے گی . . ؟؟یا یہ سب کچھ خدشات و توقعات کے برخلاف پہلے سے بہتر

ہو جائیں . . ؟؟یامزید تنزلی کا شکار ہو کر پستی میں چلے جائیں گے . . ؟آج یہ وہ سوالات ہیں جو ہر محبِ وطن پاکستانی کے دماغ میں جنم لے رہے ہیں اَب جن کے جوابات ہر پاکستانی شدت سے چاہتاہے اور ضروری ہے کہ قوم کے دماغ میں پیدا ہونے والے مختلف اقسام کے سوالات کے جوابات عمران خان تسلی بخش دیں تاکہ قوم کو اِن کے سیاسی و ذاتی مفادات و عزائم اور مستقبل کے نئے پاکستان پر اعتماد بحال رہے ورنہ قوم کو یہ سب کچھ فضول ہی لگے گا جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہاہے اور اگر عمران خان اپنے آزادی مارچ اور دھرنے سے کچھ بھی حاصل نہ کرسکے تو پھر آئندہ نہ صرف قوم کا بلکہ عمران خان کے اپنے کارکنان کا بھی اپنے قائد پر سے بھروسہ اُٹھ جائے گا۔

اتوار سترہ اگست کی شام قوم نے سُنا، دیکھااور اگلے روز اخبارات میں بھی پڑھاکہ پاکستان تحریکِ انصاف کے سربراہ عمران خان نے اپنی زندگی کی سب اہم تقریر کرتے ہوئے عوامی مینڈیٹ سے وزیراعظم بننے والے مسٹر نواز شریف کو کس انداز سے مخاطب کیا اور اِن کے لئے جو الفاظ استعمال کئے وہ بھی سب کو

معلوم ہے اور عمران خان نے اپنے جذباتی انداز سے کس طرح وزیر اعظم مسٹر جنابِ مسٹر نواز شریف کو مستعفی ہونے کے لئے 48 گھنٹے کی مہلت دی اور ایسا نہ کرنے پر عمران خان نے مُلک میں کھلم کھلا سِول نافرمانی کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا ہے عوام بجلی، گیس کے بل اور ٹیکس نہ دیں، تاجر جی ایس ٹی نہ دیں اُنھوں نے کہا کہ وزیر اعظم نے دو نمبری سے پیسہ بنایا، میرا دل چاہتا ہے کہ وزیر اعظم کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹوں اور پھینک دوں، دو نمبری آدمی کا احتساب کریں پارلیمنٹ بھی جعلی ہے، نواز شریف نے الیکشن کمشن ، چیف جسٹس کو خریدا، جمہوریت پسند ہوں نہیں چاہتا انتشار کی وجہ سے فوج آجائے ،مُلکی عدالتیں، سِول بیوروکریسی اور سرکاری ملازمین نواز شریف کی ملازمت سے خود کو آزاد کریں، میں دھاندلی سے آئے وزیر اعظم کو دو دن کی مہلت دیتا ہوں، وزیر اعظم مستعفی نہ ہوئے تو کارکن کنٹرول میں نہیں رہیں گے ،اور اُنھوں نے اپنی اِس تاریخی تقریر میں عمران خان نے ایک نجی ٹی وی چینل کا کئی مرتبہ تذکرہ کرتے ہوئے اِس کا نواز شریف کا حواری ہوئے کے ساتھ ساتھ موجودہ دو نمبری وزیر اعظم نواز شریف کے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمٰی کا منصب سنبھالنے تک کے عمل پر میچ فکسنگ کا الزام لگایا“ ۔اور 18 اگست کی شام کو عمران خان نے دھرنے کے کارکنان سے پھر خطاب کیا جس میں عمران خان نے حکومتی کو دھمکی آمیز لہجے میں اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ 19 اگست کی شام خود کو سامنے رکھیں گے اور یہ ریڈزون میں داخل ہوں گے ،اِن کے جنونی کارکن اِن کے پیچھے اور اِن کے ہمراہ

اِن فیملی کی خواتین جن میں اِن کی بہنیں اوراِن کی خواتین کارکنان ہوں گیں اِس موقع پر اُنھوں نے واشگاف انداز سے یہ اُمید بھی ظاہر کی کہ پاکستان کی پولیس عمران خان پہ گولی کیا لاٹھی بھی نہیں چلائے گی اور عمران کے اِس دھمکی آمیز اعلان و عزائم کے بعد حکومتی سطح پر تشویش ناک حد تک چہ مگوئیاں شروع گئیں ہیں اور ریڈزون تک عمران خان اوراِن کے کارکنان کی رسائی روکنے کے لئے بھی حتی المکمن سخت تردین اقدامات شروع کردیئے گئے ہیں ابھی جب میں یہ سطور لکھ رہاہوں توآج ایک مرتبہ پھر عمران خان کے نئے اعلان و عزائم یعنی کہ ریڈزون عبور کرنے کی مُہلت ختم ہونے میں کچھ گھنٹے رہ گئے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان تحریک اِنصاف کے چئیرمین عمران خان دھرنے کی جس تقریر کو اپنے تئیں تاریخی تقریر قرار دے رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ تقریر اِن کے لئے تاریخی اہمیت کی حامل ہومگر دراصل اِن کی اِس تقریر میں کوئی بھی ایک نقطہ سوائے سول نافرمانی کے اعلان اور نواز شریف کو 48 گھنٹے کی مہلت کے کچھ بھی نیا نہیں تھا سب کچھ وہی پرانے الفاظ اور جملے تھے جن کا تذکرہ عمران خان کئی مرتبہ کرچکے ہیں بہرحال.. !اِس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان نے اپنے خطاب میں نوازشریف سے متعلق جو کچھ کہا وہ سب کا سب کسی حدتک ضرور سچ پر مبنی ہوسکتاہے اِس لئے کہ اگرآج ہم وزارتِ عظمٰی کے منصب پر فائزوزیراعظم مسٹر نوازشریف کے ٹیکس ادائیگیوں کے گوشوارے دیکھیں تو

معلوم ہوگا کہ مسٹر نواز شریف نے 1994 ،1995،1996اور 1997 میں صرف 477 روپے ٹیکس جمع کروائے ہیں،اَب اگرایک ایسا شخص جو خود ٹیکس کی ادائیگی میں ڈنڈی مارے اور مُلک کو پورا ٹیکس ادا نہ کرے اور پھر بھی مُلک کے سب سے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے، اور خود اپنے ہی منہ سے امیرالمومین کہلائے اور قوم کو کہے کہ وہ بجلی و گیس سے محروم رہ کر بھی بجلی کے اضافی بل باقاعدگی سے اداکرے، اور ٹیکس پوراجمع کرائے ،تو ایسے میں ذراسوچیں کہ کیا یہ قوم کے ساتھ ذیاتی نہیں ہوگی..؟کہ قوم کا وزیراعظم تو اپنا ٹیکس بچائے اور قوم کو کڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے اور کہے کہ قوم ٹیکس پوراجمع کرائے،تو یہ کیسے ممکن ہوسکتاہے...؟

جبکہ یہاں یہ امر یقیناباعث تشویش ہے کہ عمران خان نے جس انداز سے اپنی تاریخی تقریر میں نواز شریف پر الزام تراشیوں کی بھوچھاڑ کی ہے وہ موقع محل کے لحاظ سے کچھ درست نہیں ہے، عمران خان کی تقریر سیاست سے زیادہ ذاتی لڑائی کے رنگ میں رنگی محسوس ہوئی آج اگر مسٹر سونامی عمران خان کو نئے پاکستان کی تلاش کے لئے سول نافرمانی کی ہے تحریک چلانے کا اعلان کرنا مقصود تھاتو عمران خان جو اپنی ایک تقریر میں دانستہ یا غیر دانستہ طورپر ’’ میں وزیراعظم پاکستان‘‘ بھی کہہ چکے ہیں اِنہیں چاہئے تھاکہ وہ کم ازکم اپنی اِس تاریخی تقریر میں سول نافرمانی کا اعلان تو نہ کرتے اور

ایسا کچھ منہ سے نہ نکالتے ...آج جس کی وجہ سے پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کے لانگ مارچ اور دھرنے کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا اور اِن کی ذات اور اگلے وقتوں میں بننے والے کسی نئے پاکستان کے نظام اور سسٹم کی کارکردگی پر بھی ابھی سے لگانے والے سوالیہ نشان لگادیتے،آج اِس میں کوئی دورائے اور ابہام باقی نہیں ہے کہ عمران خان جس مقصد کے لئے لانگ مارچ اور دھرنے کاپروگرام لے کر نکلے تھے اِس میں اِنہیں اتنی کامیابی نہیں مل پائی ہے جس کا یہ تصور کرکے چلے تھے،اُدھر حکومت نے بھی تہیہ کررکھاہے کہ سارے سیاسی بحران کا حل مذاکرات اور آئین میں رہتے ہوئے نکالاجائے گا،جس کے لئے کوشش جاری ہیں دیکھیں کیا رزلٹ آتاہے..؟؟

اَب کیا پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کا دھرنا کوئی نئی تبدیلی لاسکے گا...؟؟

آج یہ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ عمران خان اور طاہر القادری اپنے انقلاب اور آزادی مارچوں کے ساتھ ریڈزون میں داخل ہوگئے ہیں اور دونوں اپنے دھرنے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے منتقل کرچکے ہیں اور یہ بھی سب نے دیکھا کہ عمران خان نے کس طرح سول نافرمانی کا اعلان کیااور پھر بعد میں یہ ریڈزون کی تمام رکاوٹوں کو ہٹاتے ہوئے ریڈزون میں داخل ہوگئے ہیں اور لانگ مارچوں کے شرکاء رکاوٹیں توڑ کر وہاں تک پہنچنے میں کامیاب نظرآئے اِنہیں جہاں تک پہنچنا تھا ابھی بظاہر توپُرامن طریقے سے دونوں ہی لانگ مارچوں کے شرکاء شاہراہ دستور پر آپس میں مل کر بیٹھے ہوئے ہیں مگر پھر بھی کسی بھی ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے ریڈزون کی حفاظت پر معمور سیکورٹی فورسز کے تازہ دم دستے موجود ہیں اور ریڈزون کی اہم و حساس عمارتوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور کسی بھی ہنگامی حالتِ کے پیش نظر اسلام آباد کے اسپتالوں میں بھی ایمرجنسی نافذہے اور سارے انتظامات مکمل کرلئے گئے ہیں آج جدھر یہ سب کچھ ہے تو وہیں پاکستان تحریک انصاف کے چئیرمین عمران خان نے اپنے جنونی کارکنان سے خطاب کے دوران دھمکی دی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کے استعفے کا انتظار کروں گااگر استعفیٰ نہ آیاتووزیراعظم ہاؤس میں گھس جائیں گے،اِس موقع

پر عمران خان کا کہنا تھا کہ اَب ہمیں پولیس روک سکتی ہے اور نہ پاک فوج اُنھوں نے کہا کہ نواز شریف تم اِنہیں روک سکتے ،اَب سامنے آوٴ میں آرہا ہوں'' جبکہ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ علامہ طاہر القادری نے اپنے انقلاب مارچ کے انقلابی کارکنان سے خطاب کے دوران یہ اعلان کیا کہ اسمبلیوں کی تحلیل تک دھرنا جاری رہے گا'' اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں حکومت کا جو اور جیسا رویہ رہا اور اِس نے دھرنیوں کو ریڈزون تک آنے کے لئے سیکورٹی فورسز کو کیا احکامات جاری کئے یقیناً اِس کا کریڈٹ حکومت کو جاتا ہے آج حکومت دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیکورٹی فورسز کو مظاہرین کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کا نہ کہتی تو حالات اِس کے یکدم اُلٹ ہوتے اور دھرنی اپنے اہداف تک پہنچنے کے بجائے کہیں کے کہیں نظرآتے اور مُلک کا سارا سسٹم اُلٹ پلٹ ہوچکا ہوتا اور سب ایک دوسرے کے بُرا بھلا کہتے ہوئے آہ و فغاں کررہے ہوتے اور اپنے چھپنے کے لئے کونے تلاش کرتے ہوئے نظرآتے ،حکومت کا دھرنیوں کو آسانی سے ریڈزون تک آنے کے لئے راہ ہموار کرنا ایک قابل ستائش امر ہے۔

اَب جبکہ انقلابی اور آزادی مارچوں کے دھرنی پارلیمنٹ ہاوٴس کے سامنے ایک انقلاب اور نئے پاکستان کی تلاش کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں تو آج اِن حالات میں یہ سوالات ہر پاکستانی کے دماغ سے نکل کر زبان پہ آرہے ہیں کہ کیا مذاکرات کی راہ کو چھوڑ کر دھرنے دینے سے مُلک میں کوئی انقلاب آپائے گا یا نیا پاکستان بن سکے گا...؟اور اِس کی بھی کیا گارنٹی ہے کہ ریڈزون کو کراس

کرنے کے بعد جمہوریت قائم رہ سکے گی..؟یاپھر وہی ہوجائے گااور وہی لوگ مسندِ اقتدار پر قابض ہوجائیں گے...؟جن کے ہاتھوں جمہوری چڑیا قید ہوجائے گی..؟اور ہمارے یہی ضدی اور اَناپرست سیاستدان جو ابھی تو جمہوری شیر بنے ہوئے ہیں ڈر ہے کہ یہ کہیں کسی لمبے عرصے تک کے لئے گیڈر نہ بن جائیں...؟اِس موقع پر سب کا ہی امتحان ہے وہ اپنی ضدو اَنا کو بچاتے ہیں یا اپنی حکمت و دانشمندانہ سیاسی فیصلے کرکے جمہوریت کو بچالیتے ہیں اَب اِن حالات میں یہ فیصلہ کرنااِن حکمرانوں اور سیاستدانوں کاکام ہے آج جن کی وجہ سے جمہوریت سمیت اِنہیں بھی قید کرنے کی یہ ہولناک سیاسی بساط بچھادی گئی ہے۔

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کی موجودہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی سیاسی ہلچل بازی پر نہ صرف مُلکی بلکہ عالمی اداروں اور اپنے پرائے سب ہی ممالک کی نظریں جمی ہوئی ہیں، دارالحکومت میں ایک طرف پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اپنے کارکنان کے ساتھ دھرنادیئے بیٹھے ہیں تو دوسری طرف پاکستان عوامی تحریک کے علامہ طاہرالقادری اپنے مریدین کے ہمراہ انقلاب آنے تک ڈیراجمائے ہوئے ہیں جہاں علامہ طاہرالقادری کی ڈیڈلائین کی مدت 18اگست کو ختم ہوگئی ہے جس کے بعد قادری صاحب نے 19اگست کی شام 5بجے اپنے مریدین کی مرضی و منشاکے مطابق نئی اور حتمی حکمتِ عملی کا اعلان کرنے کاارادہ ظاہر کیا ہے جس میں یہ اپنی مرضی اور ارادوں کے بجائے اپنے

مریدین اور انقلابی ادھرنے کے شرکاء سے پوچھ کر اپنا آئندہ کا لائحہ عمل کا اعلان کریں گے تو اُدھر ہی عمران خان کی وزیراعظم کو دی گئی 48 گھنٹوں کی مہلت ختم ہونے میں بھی کچھ گھنٹے باقی ہی تھے کہ عمران خان نے اپنے اراکین قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران سے بھی استعفے لے لئے تھے اور اِسی کے ساتھ ہی عمران خان نے تمام حکومتی اقدامات اور خطرات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی 19 اگست کو خود کو فرنٹ پر رکھتے ہوئے ریڈزون عبور کرنے کا بھی اعلان کردیا تھا، سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگاروں کا خام خیال یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں کہ جب دونوں (نواز و عمران) اطراف سے سیاست کے بجائے ذاتی لڑائی اور ضد اور اَنا کا غلبہ ہے اِس موقع پر عمران خان کا عورتوں اور بچوں کو سامنے رکھ کر ریڈزون عبور کرنے کا اعلان کسی بھی لحاظ سے درست نہیں کہا جاسکتا ہے، اَب اس ساری سیاسی صورتِ حال میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک کے سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگار ابھی تک یہ سمجھ نہیں پائے ہیں کہ عمران و قادری کے ایجنڈوں کے پس پردہ کون سے ہاتھ ہیں...؟ اور وہ کون ہیں جو اِن کی پست پناہی کررہے ہیں...؟ جبکہ اِن تمام خدشات کے باوجود عمران خان اور طاہر القادری اپنے اپنے کارکنان کے ساتھ ریڈزون میں پہنچ گئے ہیں اور اَب یہ اپنے عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں۔

اگرچہ آج اِن دونوں کے مطالبات سے کچھ کچھ یہ اندازہ ضرور ہوچلا ہے کہ عمران

و قادری کی پیٹھ پر وہی عناصر اور ہاتھ کارفرما ہیں جنہوں نے چار مرتبہ جمہوری حکومتوں پر شب خون مارااور جمہوریت کا دھرن تختہ کرکے خود ہی قابض ہوئے اِس مرتبہ اِن کی یقیناحکمتِ عملی کچھ یوں ہوئی ہے کہ اُنہوں نے ایک طرف سیاسی پارٹی کو حکومت کا مخالف بنا کر پیش کیاہے تو دوسری طرف عوام میں سے ہی ایک گروپ کو پیش کردیاہے یعنی یہ کہ دو تیر سے ایک شکار جو بھی نشانے پہ بیٹھ جائے ، مقصد شکار کرناہے،اَب ایسے میں دیکھنایہ ہے کہ حکمران جماعت کی سیاسی یا اخلاقی جیت ہوتی ہے یا اِن دونوں کی جو کسی کے اسکرپٹ پہ اپنی اپنی اداکاری کے جوہر دکھارہے ہیں اَب یہ آپ بھی سوچیں اور میں بھی سوچتاہوں کہ اگلے دِنوں میں کیا ہونے والاہے..؟؟

بہرکیف .. !آج آزادی مارچ لے کر اسلام آباد میں پڑاوٗڈال کرنئے پاکستان کی تلاش میں نکلنے والے عمران خان نے سِول نافرمانی کا اعلان کردیاہے اَب اِس کے بعد مُلک کا کیا بنے گا..؟؟قوم کا کیا ہوگا..؟؟معیشت کدھرجائے گی..؟؟کیاتعمیروترقی رک جائے گی..؟؟یا یہ سب کچھ خدشات و توقعات کے برخلاف پہلے سے بہتر

ہوجائیں ..؟؟یامزید تنزلی کا شکار ہوکر پستی میں چلے جائیں گے ..؟آج یہ وہ سوالات ہیں جو ہر محبِ وطن پاکستانی کے دماغ میں جنم لے رہے ہیں اَب جن کے جوابات ہر پاکستانی شدت سے چاہتاہے اور ضروری ہے کہ قوم کے دماغ میں پیدا ہونے والے مختلف اقسام کے سوالات کے جوابات عمران خان تسلی

بخش دیں تاکہ قوم کو اِن کے سیاسی و ذاتی مفادات و عزائم اور مستقبل کے نئے پاکستان پر اعتماد بحال رہے ورنہ قوم کو یہ سب کچھ فضول ہی لگے گا جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے اور اگر عمران خان اپنے آزادی مارچ اور دھرنے سے کچھ بھی حاصل نہ کرسکے تو پھر آئندہ نہ صرف قوم کا بلکہ عمران خان کے اپنے کارکنان کا بھی اپنے قائد پر سے بھروسہ اُٹھ جائے گا۔

اتوار سترہ اگست کی شام قوم نے سُنا، دیکھا اور اگلے روز اخبارات میں بھی پڑھا کہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے اپنی زندگی کی سب اہم تقریر کرتے ہوئے عوامی مینڈیٹ سے وزیراعظم بننے والے مسٹر نواز شریف کو کس انداز سے مخاطب کیا اور اِن کے لئے جو الفاظ استعمال کئے وہ بھی سب کو معلوم ہے اور عمران خان نے اپنے جذباتی انداز سے کس طرح وزیراعظم مسٹر جنابِ مسٹر نواز شریف کو مستعفی ہونے کے لئے 48 گھنٹے کی مہلت دی اور ایسا نہ کرنے پر عمران خان نے مُلک میں کھلم کھلا سِول نافرمانی کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا ہے عوام بجلی، گیس کے بل اور ٹیکس نہ دیں، تاجر جی ایس ٹی نہ دیں اُنہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے دو نمبری سے پیسہ بنایا، میرا دل چاہتا ہے کہ وزیراعظم کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹوں اور پھینک دوں، دو نمبری آدمی کا احتساب کریں پارلیمنٹ بھی جعلی ہے، نواز شریف نے الیکشن کمشن، چیف جسٹس کو خریدا، جمہوریت پسند ہوں نہیں چاہتا انتشار کی وجہ سے فوج آجائے، مُلکی

عدالتیں، سول بیوروکریسی اور سرکاری ملازمین نواز شریف کی ملازمت سے خود کو آزاد کریں، میں دھاندلی سے آئے وزیراعظم کو دو دن کی مہلت دیتا ہوں، وزیراعظم مستعفی نہ ہوئے تو کارکن کنٹرول میں نہیں رہیں گے۔اور اِنھوں نے اپنی اِس تاریخی تقریر میں عمران خان نے ایک نجی ٹی وی چینل کا کئی مرتبہ تذکرہ کرتے ہوئے اِس کا نواز شریف کا حواری ہوئے کے ساتھ ساتھ موجودہ دو نمبری وزیراعظم نواز شریف کے تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالنے تک کے عمل پر میچ فکسنگ کا الزام لگایا'' ۔اور 18 اگست کی شام کو عمران خان نے دھرنے کے کارکنان سے پھر خطاب کیا جس میں عمران خان نے حکومتی کو دھمکی آمیز لہجے میں اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ 19 اگست کی شام خود کو سامنے رکھیں گے اور یہ ریڈزون میں داخل ہوں گے۔اِن کے جنونی کارکن اِن کے پیچھے اور اِن کے ہمراہ اِن فیملی کی خواتین جن میں اِن کی بہنیں اور اِن کی خواتین کارکنان ہوں گیں اِس موقع پر اُنھوں نے واشگاف انداز سے یہ اُمید بھی ظاہر کی کہ پاکستان کی پولیس عمران خان پہ گولی کیا لاٹھی بھی نہیں چلائے گی اور عمران کے اِس دھمکی آمیز اعلان و عزائم کے بعد حکومتی سطح پر تشویش ناک حد تک چہ مگوئیاں شروع گئیں ہیں اور ریڈزون تک عمران خان اور اِن کے کارکنان کی رسائی روکنے کے لئے بھی حتی الممکن سخت تردین اقدامات شروع کردیئے گئے ہیں ابھی جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو آج ایک مرتبہ پھر عمران خان کے نئے اعلان و عزائم یعنی کہ ریڈزون عبور کرنے کی مُہلت ختم ہونے میں کچھ گھنٹے رہ گئے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان تحریکِ اِنصاف کے چئیرمین عمران خان دھرنے کی جس تقریر کو اپنے تئیں تاریخی تقریر قرار دے رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ تقریر ان کے لئے تاریخی اہمیت کی حامل ہو مگر دراصل اِن کی اِس تقریر میں کوئی بھی ایک نقطہ سوائے سول نافرمانی کے اعلان اور نواز شریف کو 48 گھنٹے کی مہلت کے کچھ بھی نیا نہیں تھا سب کچھ وہی پرانے الفاظ اور جملے تھے جن کا تذکرہ عمران خان کئی مرتبہ کر چکے ہیں بہرحال.. !اِس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان نے اپنے خطاب میں نواز شریف سے متعلق جو کچھ کہا وہ سب کا سب کسی حد تک ضرور سچ پر مبنی ہو سکتا ہے اِس لئے کہ اگر آج ہم وزارتِ عظمٰی کے منصب پر فائز وزیراعظم مسٹر نواز شریف کے ٹیکس ادائیگیوں کے گوشوارے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ مسٹر نواز شریف نے 1994 ،1995،1996اور 1997 میں صرف 477 روپے ٹیکس جمع کروائے ہیں،اَب اگر ایک ایسا شخص جو خود ٹیکس کی ادائیگی میں ڈنڈی مارے اور مُلک کو پورا ٹیکس ادا نہ کرے اور پھر بھی مُلک کے سب سے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے، اور خود اپنے ہی منہ سے امیرالمومین کہلائے اور قوم کو کہے کہ وہ بجلی و گیس سے محروم رہ کر بھی بجلی کے اضافی بل باقاعدگی سے ادا کرے، اور ٹیکس پورا جمع کرائے،تو ایسے میں ذرا سوچیں کہ کیا یہ قوم کے ساتھ زیاتی نہیں ہوگی..؟کہ قوم کا وزیراعظم تو اپنا ٹیکس بچائے اور قوم کو کڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے اور کہے کہ قوم ٹیکس پورا جمع کرائے،تو یہ کیسے ممکن

ہو سکتا ہے...؟

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً باعث تشویش ہے کہ عمران خان نے جس انداز سے اپنی تاریخی تقریر میں نواز شریف پر الزام تراشیوں کی بھوچھاڑ کی ہے وہ موقع محل کے لحاظ سے کچھ درست نہیں ہے، عمران خان کی تقریر سیاست سے زیادہ ذاتی لڑائی کے رنگ میں رنگی محسوس ہوئی آج اگر مسٹر سونامی عمران خان کو نئے پاکستان کی تلاش کے لئے سول نافرمانی کی ہے تحریک چلانے کا اعلان کرنا مقصود تھا تو عمران خان جو اپنی ایک تقریر میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر'' میں وزیراعظم پاکستان'' بھی کہہ چکے ہیں اِنہیں چاہئے تھا کہ وہ کم از کم اپنی اِس تاریخی تقریر میں سول نافرمانی کا اعلان تو نہ کرتے اور ایسا کچھ منہ سے نہ نکالتے ...آج جس کی وجہ سے پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کے لانگ مارچ اور دھرنے کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا اور اِن کی ذات اور اگلے وقتوں میں بنے والے کسی نئے پاکستان کے نظام اور سسٹم کی کارکردگی پر بھی ابھی سے لگانے والے سوالیہ نشان لگادیتے،آج اِس میں کوئی دورائے اور ابہام باقی نہیں ہے کہ عمران خان جس مقصد کے لئے لانگ مارچ اور دھرنے کا پروگرام لے کر نکلے تھے اِس میں اِنہیں اتنی کامیابی نہیں مل پائی ہے جس کا یہ تصور کرکے چلے تھے،اُدھر حکومت نے بھی تہیہ کررکھا ہے کہ سارے سیاسی بحران کا حل مذاکرات اور آئین میں رہتے ہوئے نکالا جائے گا،جس کے

لئے کوشش جاری ہیں دیکھیں کیا رزلٹ آتا ہے۔۔؟؟

نواز، عمران اور قادری بند گلیوں میں ، دھرنوں پہ تھرڈ امپائر کی شارپ نظر...؟؟

کیا عمران و قادری کے دھرنوں کے خلاف ن لیگ اور جے یو پی کے شروع دھرنے تھرڈ امپائر کو مجبور کردیں گے..؟؟

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کی پندرہ ، سولہ ماہ کی ناقص حکمتِ عملی اور عوام کو مہنگائی بھوک و افلاس ، دہشت گردی اور توانائی کے بحرانوں کے بروقت خاتمے سمیت دیگر معاملات میں خاطرخواہ ریلیف نہ دیئے جانے والے غیر مناسب رویوں اور منصوبہ بندیوں کی وجہ سے اسلام آباد کا ریڈزون دھرنوں ، انقلابوں اور لانگ مارچوں کی وجہ سے مچھلی بازار کا منظر پیش کرنے لگا ہے، یقیناً جس کی ذمہ دار نواز حکومت اور اِس کے وہ ضدی اور اَنا کے رنگ میں رنگے وزرااور مشیر ہیں جنھوں نے اپنے مشوروں سے وزیراعظم نواز شریف کو استعفی نہ دینے کا کہہ کہہ کر اِنہیں ایک ایسی بند گلی میں لا کھڑا کیا ہے کہ اَب جس سے واپس جانا جمہور و جمہوریت اور ذاتی اَنا کی دیوی کے بت کو پاش پاش کرنے کے مترادف ہوگا کیوں کہ یہ بات نواز شریف کے وزرااور مشیرانِ خاص نے وزیراعظم کو سمجھا دی ہے، اَب اِس لئے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ وزیراعظم چاہتے ہوئے بھی اپنے تئیں اور کچھ ایسا کرجائیں جو سب کے

خلاف ہو ، اور گزشتہ دنوں اُس وقت رہی سہی کسر پوری ہو گئی جب پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور سابق صدر آصف علی زرداری نے رائیونڈ میں وزیراعظم نواز شریف سے ملاقات کی جب آصف علی زرداری نے ہرن کے گوشت، فش کباب، چکن اچاری، ملائی بوٹی، مٹن بریانی، رس ملائی، رس گلے ودیگر سوئٹ ڈشز کے ذائقے اپنی زبان سے حلق کے راستے اپنی بڑی چھوٹی آنتوں کو بھرنے کے بعد مزے سے یہ تجویز دی کہ '' وزیراعظم کسی بھی صورت استعفیٰ نہ دیں، پارلیمنٹ مدت پوری کرے، جمہوری حکومت کو اسٹریٹ پاور سے چیلنج نہیں کرنا چاہئے، جمہوریت کا ہر صورت دفاع کریں گے، آئین پہ سمجھوتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، انتخابات وقت پر ہوں گے، اِن نکات پر دونوں رہنماؤں میں اتفاق ہوا'' گویا کہ ایک اور میثاقِ جمہوریت کا جنم ہوگیا ہے، اِس ملاقات کے لئے وزیراعظم نواز شریف کتنوں دِنوں سے بے چین تھے ، وہ اِن کے چہرے کے بدلتے رنگ اور آتی جاتی ہوائیاں بخوبی بتا رہیں تھیں، کہ وزیراعظم نواز شریف موجودہ سیاسی بحران سے کتنے پریشان ہیں اور آج جب وزیراعظم نواز شریف کی ملاقات مصالحت پسند سابق صدر آصف علی زرداری سے ہو گئی ہے تو نواز شریف کے چہرے پر بھی ذرا سی شادابی کے اثار نظر آنے لگے ہیں۔

اگرچہ آج بعض انتہائی معتبر سیاسی تجزیہ نگاروں اور مبصرین کا قوی خیال اور اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے سابق صدر آصف علی

زرداری سے ملاقات سے قبل خود کو اور اپنی حکومت کو موجودہ سیاسی بحران سے نکالنے کا حل اپنے استعفے سے نکال لیا تھامگر آج جب اِنہیں سابق صدر آصف علی زرداری نے یہ تجویددی کہ وزیراعظم کو استعفیٰ نہیں دیناچاہئے '' تو وزیراعظم نواز شریف نے اپنے استعفے سے مُلکی تاریخ میں سیاسی امر ہونے کاارادہ ترک کردیااور اَب یہ پوری طرح بندگلی میں پھنس کر بھی موجودہ سیاسی بحران کا حل کسی تھرڈامپائر کی مداخلت کے بغیرنہیں نکال سکیں گے،یعنی یہ کہ آج جو جماعتیں وزیراعظم نواز شریف کو استعفیٰ نہ دینے کا مشورہ دے رہی ہیں دراصل وہی جماعتیں چاہ رہی ہیں کہ وزیراعظم نہ صرف بندگلی بلکہ ایک ایسی بنداورتاریکی گلی میں پھنستے چلے جائیں جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہ ہواور سوائے اِس کے کہ مُلک میں ایسے حالات پیداہوجائیں کہ کوئی غیر سیاسی طاقت یا وہ جس کاتذکرہ موجودہ سیاسی بحران میں تھرڈامپائر کا استعارہ استعال کرکے کیاجارہاہے وہ کود کر کوئی راستہ نکالے اور سب (نواز، عمران ، قادری اور دیگر ڈھکے چھپے جمہوری حامیوں) کو گردنوں سے دبوچ کر بندگلی سے باہر کھینچ لے،ایسے میں وقت و حالات یہ تقاضہ کررہے ہیں کہ قبل اِس کے کہ ایسی کوئی نوبت آئے وزیراعظم نوازشریف کو فوری طورپر اپنے دل و دماغ اور ضمیر کی آواز سے مشورہ لینے کے بعد خودسے اپنے استعفے کا فیصلہ کرنازیادہ بہتر ہوگااور جہاں موجودہ حالات میں وزیراعظم کا یہ فیصلہ اِن کی سیاسی بصیرت اور آگاہی کازندہ ثبوت ہوگاتووہیں یقینی طورپر وزیراعظم نوازشریف

اور اِن کی جماعت کو سیاسی امر بنا کر زندہ رکھنے میں معاون ومددگار بھی ثابت ہو سکتا ہے
۔

بہر کیف۔۔ ! آج میں انقلابیوں اور لانگ مارچیوں کے طرز عمل اور سیاست سے بھی سخت نالاں ہو کہ اِنھوں نے اپنے جائز و ناجائز مطالبات کو منوانے کے لئے اسلام آباد کے انتہائی حساس علاقے ریڈزون میں پچھلے گیارہ، بارہ دِنوں سے گرمی اور بارش میں عورتوں، بچوں اور اپنے مریدوں اور جنونیوں کے ہمراہ کھلے آسمان تلے پڑاؤ ڈال کر جس طرح اسٹریٹ پاور کا مظاہرہ جاری رکھا ہوا ہے یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے، اِنہیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے ایسے راستے اپنانے چاہئے تھے جن سے کسی کو تکالیف کا سامنا نہ ہوتا اور مُلکی معیشت کو 500 ارب ڈالرز کا بھی نقصان نہ ہوتا اور سارے معاملات افہام و تفہیم سے نتیجہ خیز انداز سے حل ہوجاتے۔۔آج ریڈزون میں زبردستی کا پڑاؤ ڈالے اور کسی بھی لمحے جارحیت کا مظاہرہ کرنے پر تلے بیٹھے افراد کے جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے اِس بات کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ انقلابیوں لانگ مارچیوں اور دھرنیوں کے سربراہان اور ذمہ داران کے ارگرد منڈلاتے مایوس، سیاسی گھوڑوں اور احساس کمتری میں مبتلا سیاست دانوں نے عمران و قادری کو چڑھا کر دونوں کو ہی بند گلیوں میں دھکیل دیا ہے،آج کوئی شک نہیں ہے کہ عمران و قادری کے اردگرد منڈلاتے مفادت پرست یہی ہارے ہوئے سیاسی گھوڑے جو وزیراعظم نواز شریف

اور اِن کی حکومت سے بغض رکھتے ہیں اِنہی لوگوں نے عمران خان اور طاہر القادری کو اپنے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے اور آج دونوں کے ارد گرمنڈلاتے خوشامدیوں اور نواز شریف کی جمہوریت کے مخالف عناصر کی یہی کوشش ہے کہ کسی بھی طرح سے عمران و قادری کے درمیان جاری رہنے والا مذاکراتی عمل کامیاب نہ ہونے پائیں اور دنوں ہی اِسی بند گلی میں پھنسیں رہیں جہاں پر اِن لوگوں نے دونوں کو دھکیل کر پہنچادیا ہے، آج اگرایسا ہی رہااور مذاراتی عمل سے بھی کوئی حل نہ نکلاتو پھر یقینا کسی اَنہونے کی اُمید پیدا ہوجائے گی جس کا فائدہ نہ حکومت کو ہوگااور نہ عمران و قادری کے ہاتھ بھی سوائے کفِ افسوس کہ کچھ آپائے گا، آج دن بدن بگڑتی ہوئی صورت حال اور ریڈزون میں پڑے عمران و قادری کے دھرنوں اور مطالبات کے خلاف حکومت کے حامیوں ن لیگ مولانافضل الرحمان والوں کی مختلف شہروں میں ریلیاں نکلنے اور دھرنوں کا سلسلہ بھی شروع ہوچکاہے، جیساکہ موجودہ سیاسی بحران کومزید خراب کرنے کے لئے مولانافضل الرحمان پہلے ہی سخت انداز سے یہ عندیہ دے چکے ہیں کہ اگر ہم نے بھی عمران و قادری کے خلاف دھرنے دینے اور لانگ مارچوں کا سلسلہ شروع کردیاتو پھر بات کنٹرول سے باہر ہوجائے گی ، موجودہ سیاسی بحران میں فضل الرحمان کا دھمکی آمیز عندیہ حالات کومزید خراب کرنے اور نواز شریف کا ہمدرر د بن حکومت کو مشکل میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اَب جے یو پی کے کارکنان نے بھی کراچی و سکھر سمیت مُلک بھر میں ریلیوں اور دھرنوں کا سلسلہ

شروع کر دیا ہے موجودہ حالات میں ن لیگ اور فضل الرحمان والا کا جارحانہ طرز عمل
سے لبریز دھرنوں کے سلسلے کو نہ روکا گیا تو اِس کا قوی اِمکان موجود ہے کہ یہ کسی بھی
وقت حکومتی رِٹ کو تہس نہس کر کے رکھ سکتا ہے اور مُلک کو خانہ جنگی کی طرف لے
جاسکتا ہے۔

فوج کا احترام لازم ہے ،مان جاؤ جھوٹے حکمران ہار گئے

فوج کا احترام لازم ہے ،مان جاؤ جھوٹے حکمران ہار گئے ،مگر عمران و قادری کا حق و سچ جیت گیا..

نواز شریف کی الیکشن دھاندلی کے بعد مذاکراتی عمل اور ایف آئی آر میں بھی دھاندلیاں ....؟؟

آج پل پل بل کھاتی ، للچاتی ،اِٹھلاتی ،اور منہ چڑھاتی ڈرامائی صورتِ حال میں کالم لکھنااِنتہائی مشکل ہوگیاہے،اَب جب کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مُلک میں موجود اپنی نوعیت کے سب سے انوکھے سیاسی بحران کا اُونٹ کسی کروٹ بیٹھنے کا اشارہ دیتاہوا نظرآنا شروع ہوگیاہے تو پھراس پر کچھ لکھنا اور کہنا آسان لگنے لگاہے ورنہ تو لکھنے والوں کے لئے یہ بہت مشکل ہوگیا تھاکہ وہ کیا اور کس کے لئے لکھیں اور اپنی کوئی سوچ کسی کو دیں..؟؟

بہرکیف ...!آج معلوم ہواکہ ہمارے حکمران اور سیاستدان ضدی اور ناسمجھ بچوں کی طرح ہیں اِنہیں اپنی تربیت کرنے کے لئے کسی سمجھ دار سے ضرور رہنمائی لینی چاہئے اورآج میرے دل میں اپنی فوج کا احترام بڑھ گیاہے اور دعاہے کہ

ہماری فوج مُلک کو موجودہ سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے دھرنیوں اور مارچیوں کی خواہش کااحترام کرتے ہوئے کوئی مثبت اور تعمیری راستہ نکالے گی اور اُن جھوٹوں کو کھلے دل و دماغ سے ایسا سبق سکھائی گی کہ پھر کوئی ایسا جھوٹ نہیں بول پائے گا۔

آج جیساکہ نواز و نثار نے فوج کو ’’سہولت کار بننے کا کہہ کرثالثی بننے سے انکار کرکے‘‘ الفاظ کے گورکھ د دھندے سے پاک فوج کے وقار کو مجروح کرنے کی پوری کوشش کی ہے،اَب ایسے میں قوم کواپاک فوج کااُسی طرح احترام لازم ہے، جس طرح پہلے تھا،اوراَب اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری سیاسی قیادت مُلکی تاریخ کے سب سے انوکھے سیاسی بحران کو حل کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو گئی ہے، حکومتی اور اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے جتنے بھی مذاکراتی عمل کئے گئےاِس سارے عمل میں حکومت اپنے غیر مناسب رویوں اور لچک کا مظاہرہ نہ کرنے کے باعث خود ہی پھنستی چلی گئی ہے، اورجب اِس نے یہ دیکھاکہ پانی اِس کے سر سے اُونچاہونے کو ہے تو وزیرا عظم نوازشریف جنہیں یہ گمان تھاکہ سوائے ایک جماعت کے ساری جماعتیں اِن کے حق میں ہیں وہ کسی بھی صورت استعفیٰ نہیں دیں گے مگراس باوجود بھی اُنہوں نے میڈیاٹرائل کے طور پر ہی فوج کوثالثی بننے کا کہہ دیااورجب وزیرا عظم نوازشریف کواپنی جماعت اور اپوزیشن سے اپنے کئے گئے فیصلے کے بارے میں مخالفت شروع ہوتی ہوئی نظرآئی

تو وزیراعظم نواز شریف نے قومی اسمبلی میں خطاب اور چوہدری نثار خان نے اپنی پریس کانفرنس کے دوران یہ کہہ کر فوج اور قوم کو حیران کردیا کہ " ایک نہیں دس حکومتیں قربان کرسکتا ہوں فوج کو ہم نے ثالث نہیں بنایا، فوج نے ثالثی کا کردار مانگا نہ ہم نے اُس خواہش کا اظہار کیا، منصب اور حکومتیں آنی جانی ہیں، نظریئے اور اصولوں پہ سمجھوتہ نہیں کرونگا، آئین کے تحفظ کا حلف اُٹھایا ہے، ایک ایک حرف کی پاسداری کریں گے، عمران خان اور طاہر القادری کی خواہش پہ آرمی چیف سے ملاقات کی اجازت دی، سب جانتے ہیں مجمع اکٹھا کرنے والے سچ اور جھوٹ بولتے ہیں" اور پھر اِسی کے تسلسل میں چوہدری نثار علی خان نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں برملا کہہ دیا کہ "عمران اور قادری کا کسی ادارے پر اعتماد نہیں لہٰذا فوج کی خدمت بطور سہولت کار لی، اور نثار علی خان کا یہ بھی کہنا تھا کہ " آئی ایس پی آر کا بیان میری اور حکومت کی مشاورت سے جاری ہوا، (گویا کہ وہ جیسے یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ فوج اور حکومت ایک پیج پر ہے اور فوج نے جو بیان جاری کیا اِسے جاری کرنے سے پہلے فوج نے حکومت سے ڈکٹیشن لی تھی تو کیا قوم یہ سمجھے کہ فوج جو ایک خودمختار ادارہ ہے اور وہ جو بھی کرتا ہے کیا ہر معاملے میں حکومت سے منظوری لینی ضروری ہوتی ہے (۔

بہرحال... ! چوہدری نثار علی خان نے آگے چل کر اپنی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا کہ فوج کو سہولت کار کا دیا گیا اختیار آئینی ہے، اِسے بدنام نہ کیا جائے "

چوہدری نثار کا یہ کہنا بیشک اپنے اندار بے شمار معنی مطلب چھوڑ گیا ہے۔ ''
جبکہ اُدھر وزیراعظم نواز شریف اور وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کے الفاظ کے گورکھ دھندے پر پاک فوج نے اپنا یہ وضاحتی بیان جاری کیا کہ ''وزیراعظم ہاؤس میں ملاقات میں موجود تعطل کے حل کے لئے کردار ادا کرنے کی درخواست کی گئی ''فوج کی جانب سے وضاحتی بیان آنے کے بعد حکومت کا خود ہی اپنی ضد اور اَنا کے جال میں پھنسنا یقینی طور پر نظر آنے لگا ہے،اور اِس پہ ستم یہ کہ مُلک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال پر قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما خورشید شاہ اور محمود اچکزئی نے اپنے خطابات کے دوران کہا کہ '' موجودہ سیاسی بحران میں اگر حکومت کسی کے سامنے جھک بھی گئی تو پاکستان پیپلز پارٹی کسی صورت نہیں جھکے گی، وزیراعظم ڈٹ جائیں دھرنے والوں کو اسلام آباد جلانے دیں آئین کے ہر صفحے کی حفاظت کریں گے، ہم جمہوریت اور پارلیمنٹ کے ساتھ کھڑے ہیں'' موجودہ سیاسی بحران میں حکومتی اور اپوزیشن کی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے کچھ واعظ وزیراعظم کو اپنے زبانی کلامی تعاون کا یقین دلانے میں لگے پڑے ہیں جبکہ اِن کی حیثیت کسی بھی اقدام کے سامنے ایک ریت کے ٹلے جتنی بھی نہیں ہے اور مُلک کی موجودہ سیاسی صورت حال میں وہ بھی اندر سے یہ چاہ رہے ہیں کہ نواز حکومت کا جلد از جلد خاتمہ ہو اور یہ اپنی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی عبرتناک انجام کو

پہنچے اور تیسری مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کا حلف اُٹھانے والے وزیر اعظم نواز شریف کی اِس طرح حکومت جائے کہ آئندہ پھر کوئی اچھے لفظوں سے نہ نواز شریف کو یاد کرے اور نہ ہی اِن کی حکومت کو یاد رکھے جب بھی نواز شریف اور اِن کی تیسری حکومت کا تذکرہ چھڑے اور لوگ کانوں کو ہاتھ لگائیں۔

آج یہ بات نواز شریف اور اِن کے وزراء کو سوچنی چاہئے کہ آج کیا جو اپوزیشن کی جماعت کے جوشیلے واعظ اسمبلی میں خطاب کر رہے ہیں وہ کیا سب اندر سے بھی اتنے ہی مخلص ہیں یا اِن کا خلوص صرف زبان کی نوک اور حلق سے الفاظ نکالنے اور دوسروں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرانے تک ہی محدود ہے، آج یہ بھی سب جانتے ہیں کہ کیوں حکومت کے تحریک انصاف اور عوامی تحریک سے مذاکرات کس طرح اور کس موڑ پر ناکام ہوئے ہیں...؟مذاکراتی عمل میں ناکامی کی ذمہ دار بھی سو فیصد حکومت ہے، اِس نے کبھی بھی مذاکراتی عمل کو سنجیدگی سے نہیں لیا، اِس کی وجہ حکمرانوں کا وہ بادشاہانہ گھمنڈ اور تکبر ہے جو اِن میں اول دن سے ہی پروان چڑھا ہے، اُنہوں نے سمجھا کہ اَب اقتدار اِن کی مٹھی میں ہے، اور یہ جس طرح سے چاہیں اِس کا استعمال کریں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، مگر اَب جبکہ حکمران اپنے پندرہ سولہ ماہ کے اقتدار کے بعد اپنی کرنی اور کرتوتوں کے ہاتھوں کڑے سیاسی بحران میں پھنس کر آزمائشوں اور امتحانوں سے گزر رہے ہیں تو تب بھی اِن کا بادشاہانہ غرور اور تکبر ختم ہونے کو نہیں آرہا ہے اور یہ

اِسی گھمنڈ میں مبتلاہیں کہ یہ کسی دباؤ میں آکر استعفیٰ کیوں دیں..؟اوراس طرح اپنے جعلی مینڈیٹ کا قتل کیوں کریں..؟آج اگراِنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں اپنے مینڈیٹ کا خاتمہ کردیاتواِنہیں ایساپھر دوبارہ دھاندلی سے جعلی مینڈیٹ نہیں مل پائے گا، اوراَب شاید یہ آئندہ اقتدار میں بھی نہ آسکیں، لہذاکچھ بھی ہوجائے،اِنہیں استعفیٰ تو دیناہی نہیں ہے، بھلے سے آئین کا شیرازہ بکھرجائے، یاٗملک اُلٹ پلٹ ہوکررہ جائے،اِنہیں جمہوریت کی تحفظ کی آڑ میں اپنے اقتدار کو چھوڑنانہیں ہے،اوراپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہ کر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 14افراد کی شہادت پراپنے خلاف درست ایف آئی آر بھی نہیں کٹوانی ہے، کیونکہ اگرایساہوگیاتو پھر ہماری بدمعاشی کے ساتھ جاری بادشاہت کا کیا فائدہ ہوگا...؟اِس طرح یہ ختم ہوجائے گی۔

جبکہ اُدھر حکومت کی اِسی ہٹ دھرمی کے خلاف 30اگست سے عمران خان نے ٗملک کے چارشہروں کراچی، لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں بھی احتجاجی مظاہروں کا اعلان کردیاہے اورآزادی مارچ کوٗملک بھرمیں پھیلانے کا دعویٰ کرکے اپنے مظاہروں میں شدت پیداکردی ہے اور کہاہے کہ جب تک وزیراعظم جھوٹ بولنے پر معافی نہیں مانگیں گے اوراستعفی نہیں دیں گے ہمارے مظاہرے جاری رہیں گے اور علامہ طاہرالقادری نے بھی اپنی ڈیڈلائن میں توسیع کردی ہے اَب ،اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حکمرانوں کی ہٹ دھرمی اوراِن کی چالاکی اوراعیار

ی سے روا رکھا جانے والا غیر لچکدارانہ رویہ ہی موجودہ سیاسی بحران کے ڈیڈ لاک کو طول دینے اور آنے والے دِنوں میں حالات کو خراب کرنے کی ذمہ دار ہوگا۔

آج مُلک کو درپیش سیاسی بحران کے منظر اور پس منظر کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدالطاف حُسین نے بھی کہہ دیا ہے کہ ''مُلک گزشتہ 20 روز سے انتہائی نازک ترین صورتِ حال سے دوچار ہے، پاکستان ہے تو سب 15 کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے، اور اُنھوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے قومی اسمبلی کے فلور پر مسلح افواج کی ساکھ مجروح کی گئی ہے مسلح افواج کو چاہئے کہ وہ آئین میں رہتے ہوئے اپنی رٹ بحال کرے اور پاکستان کو بچانے کے لئے اُسے کڑوے اور ناپسندیدہ اقدامات بھی کرنا پڑیں تو کرے اِن کا کہنا ہے کہ وزیراعظم کی جگہ میں ہوتا تو استعفیٰ دے دیتا، بحران کے حل کے لئے قومی حکومت تشکیل دی جائے'' آج متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائدالطاف حُسین کا بیان ایک ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب مُلکی تاریخ کی سب سے بے حس حکومت اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کررہی ہے اور اِس نے پاک فوج کو بھی خود سے سیاسی بحران میں ملوث کرکے اِس کا بھی میڈیا ٹرائل کیا ہے حالانکہ پاک فوج موجودہ سیاسی بحران سے دور رہنا چاہتی تھی مگر نواز حکومت نے اِسے بھی شامل کرکے اپنے ساتھ اِس کا بھی مذاق بنادیا ہے تو ایسے میں یقیناً ایم کیوایم کے قائدالطاف حُسین کا یہ بیان آجانا پاک فوج کے ساتھ ملی یکجہتی اور اِس کی

رٹ قائم کرانے کے ساتھ ساتھ اِس کا وقار بحال کرنے کے مترادف ہے اور اَب راقم الحرف کا بھی یہی خیال ہے کہ پاک فوج مُلک کو سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے اور دھرنیوں اور مارچیوں کو اِن کی خواہشات کے عین مطابق انصاف دلائے۔

اَب یقینی طور پر حکومتی الفاظ کے گورکھ دھندے کے بعد مُلک کو سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے پاک فوج کوئی نہ کوئی کردار ضرور ادا کرنا پڑے گا آج اگر پاک فوج اپنا کوئی بھی کردار ادا نہ کیا اور قوم کو مایوسی ہوگی اور اگر موجودہ بادشاہت نما حکمران رہ گئے تو یہ قوم کے خون کا ایک ایک قطرہ بھی نچوڑ لیں گے اور مُلک کو بیچ کھائیں گے ،آج ساری پاکستانی قوم کی نظر فوج کی جانب لگی ہوئی ہے اور قوم کو یہ اُمید ہے کہ اَب حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ناکامی کے بعد صرف پاک فوج ہی ہے جو مُلک اور قوم کو اِس عصاب شکن سیاسی بحران سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کرکے اپنی رٹ قائم کر سکتی ہے ،اِس کے لئے چاہئے فوج کو ماضی میں حکومتیں ہٹانے والے طریقہ کار کو ہی اپنانا پڑے تو اِس پر بھی عمل کرکے مُلک کو سیاسی بحران سے نکالنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرے۔

مُلک کی موجودہ نازک سیاسی صورتِ حال میں راقم الحرف کا یہ بھی خیال ہے آج

اگر حکومت پاک فوج کو ثالثی، ضامن اور سہولت کار کا کردار ادا کرنے کی دعوت نہ بھی دیتی تو پھر بھی فوج کو ہی اپنا کردار ادا کرنا پڑتا مگر بس... تب صرف فرق یہ ہوتا کہ فوج حاکم الوقت کو اپنی سابقہ روایات کے مطابق راستے سے ہٹاتی تو صورتِ حال کچھ اور ہوتی اور آج جب فوج حاکم الوقت کی دعوت پر ثالثی کردار ادا کرکے کچھ کرے گی تو یہ صورت حال قابلِ دید اور لائقِ احترام تصور کی جائے گی آج یقیناً دھرنوں اور آزادی وانقلاب مارچ کے پیچھے چھپی ہوئی حکمتِ عملی سے حکمران بھی واقف تھے مگر لگتا ہے کہ جیسے یہ بھی دھرنیوں اور مارچیوں سے کھیل رہے تھے۔

بہرحال..! وزیراعظم نواز شریف کو پتہ تھا کہ اگر آج وہ فوج کو خود ثالث کا نہ کہتے تو آنے والے لمحات میں جو حشر ہوتا وہ 12 اکتوبر 1999 سے بھی زیادہ عبرت ناک ہوتا وہ تو اچھا ہوا کہ نواز شریف نے اپنی عزت خود اپنے ہی ہاتھ رکھ لی ورنہ تو وہ ہو جاتا جسے دنیا صدیوں یاد رکھتی، ثالث کی پیشکش پہ فوج کو بھی حیرانگی ہوئی ہوگی اور وہ اَب تک ششدر رہے کہ نواز شریف کو سیاسی سمجھ آ گئی ہے، اور جہاں تک عمران اور قادری کی بات ہے وہ تو پہلے ہی اُسی کے تھے جس نے یہ معاملہ حل کیا وہ سیاسی بحران کو اِس نہج تک لے آئے تھے کہ اِنہیں بس دمادم مست قلندر کرنے کی کال دینی تھی، اگرچہ فوج کے ثالثی کردار سے ملکی تاریخ کا سب سے بڑا اور سنگین سیاسی بحران ضرور حل ہو گیا ہے مگر اِس سارے عمل

کے دوران جو عناصر اور محرکات متحرک تھے اِن کا بھی پتہ لگانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔

حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ضد واَنا اور ہٹ دھرمی مُلک کو کہاں لے جائے گی

کیا حالات قابو سے باہر ہوگئے ہیں..؟حکومت مُلک کو انارگی سے بچانے کے لئے کوئی حل نکالے.....

آج مُلک اپنی تاریخ کے جس نزاک ترین سیاسی بحران سے گزررہاہے،اِس کی مثال نہ پچھلے ابواب میں موجود ہے اور نہ کبھی اگلے ابواب میں مل پائے گی،آج مُلک کو موجودہ سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس منعقدکیا جارہاہے اُمیدہے کہ یہ اجلاس مُلک کو سیاسی بحران سے مثبت سیاسی انداز سے نکالنے کے لئے معاون ومددگارثابت ہوگا۔

اگرچہ ہمارے یہاں سالِ گزشتہ ہونے والے انتخابات میں مسندِ اقتدار پہ قدم رنجافرمانے والوں نے اپنی حکمرانی کے پندرہ سولہ ماہ کے دوران سوائے زبانی جمع خرچ پر آئین و قانون اور جمہوریت کی دیوی کی لولی پاپ کو چاٹنے اور اپنے مفادات میں اِس کے مزے لینے کے کچھ نہیں کیااور آج جب اِن کی ناقص حکمتِ عملی اور پونے دوسال کی دھاندلی سے آنے والی فرسودہ حکمرانی کے خلاف دوجماعتیں انقلاب اور آزادی کے نعرے لگاتی اپنے کارکنان کے ساتھ نکل کھڑی

ہوئی ہیں تو حکمران جماعت کے سربراہ اور وزیرِاعظم نواز شریف اوراِن کے کارندوں نے عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرلیا ہے مگراِن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے کوئی بھی ساتھ دینے کو تیار نہیں ہے۔

آج حکمران اپنی ضدواَنااور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مُلک کو کہاں لے جائیں گے فی الحال ابھی کچھ نہیں کہاجاسکتاہے کہ اگلے لمحے اور آنے والے دِنوں میں اِس جمہوریت کا کیا ہوجائے جس کو بچانے کے لئے ہمارے ضدی حکمران اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹِ ہوئے ہیں اِنہیں اِس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اِن کی ضداور اَناکی وجہ سے مُلک اور قوم کا کیا بنے گااور اُس آئین اور قانون کاکیابنے گاجس کو سہارابناکر وہ حکمرانی کررہے ہیں آج اِن کے نزدیک تو بس اپنے ذاتی اور خاندانی مفادات عزیز ہیں اِنہیں اِس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ اِن کی ضدو اَنااور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مُلک و قوم کا چہرہ بگڑجائے گاوہ چاہتے ہیں کہ اِن کے مفادات کو تحفظ ملے بھلے سے مُلک و قوم کا چہرہ بگڑتاہے تو بگڑجائے مگران ضدی اور اَناپرست حکمرانوں کا اقتدار بچارہے اور یہ جب تک اقتدار میں رہیں قومی دولت کو لوٹتے رہیں اور قوم کواِس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھیں۔

آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حکمرانوں نے اپنے گھناؤنے عزائم پر قائم رہ

کرانقلاب اور تبدیلی کے نام پر نکلنے والے نہتے پاکستانیوں پر گولیاں برسا کر اپنی بدمعاشی نما حکمرانی و بادشاہت کی آڑ میں اپنی مکروہ جمہوریت کا سارا پول کھول دیا ہے جس پر قوم گو نواز گو۔ گو نواز گو کے نعرے لگانے پر مجبور نظر آتی ہے۔ 30 اور 31 اگست کی درمیانی رات اسلام آباد میں نہتے عوام پہ پنجاب پولیس نے جو قیامت برپا کی اُسے نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ عالمِ اِنسانیت تا قیامت نہیں بھول پائے گی،اور سسٹم میں پے در پے خرابی پیدا کرنے والے ہمارے موجودہ حکمرانوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کا یہ عالم ہے کہ اُلٹا اِنہوں نے انقلابیوں اور دھرنیوں کے خلاف ہی پرچہ کٹوادیا ہے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی بھی مُلک میں ایسا ہوتا ہے کہ مرنے والوں پہ ہی پرچہ درج کروادیا جائے۔۔؟اور اِسی طرح اگلے دِنوں میں حکمران جمہوریت ،آئین اور قانون کی آڑ لے کر سیاسی شہید بننے کے لئے جتنی بھی مشکلات پیدا کریں گے اِس کے یہ خود ذمہ دار ہوں گے، اور اَب کوئی شک نہیں ہے کہ اگلے وقتوں اور دِنوں میں جو کچھ ہوگا اور جتنی بھی اَنہونی تبدیلیاں رونما ہوگی اِس کے کھلم کھلا ذمہ دار وزیر اعظم نواز شریف، چوہدری نثار خان، خواجہ سعد رفیق، خواجہ آصف، ماروی میمن اور وہ ظاہر و باطن حکمران جماعت و اپوزیشن کے رہنما ہوں گے جنہوں نے ریڈزون کو میدان جنگ بنانے کے احکامات جاری کیئے۔

بہرحال ۔۔! آج دنیا کی ہر باشعور اور تہذیب یافتہ قوم کی طرح پاکستانی قوم کو

بھی پُرامن احتجاج کا بنیادی حق حاصل ہے، یہ ٹھیک ہے کہ دنیا کے ہر مُلک میں کوئی نہ کوئی مقام ایسا ضرور ہوتا ہے ، جسے ریڈزون قرار دیا جاتا ہے، مگر جب بھی کسی مُلک کی قوم اپنے بنیادی حق کا استعمال کرتے ہوئے اپنے مطالبات کے لئے مقررہ کردہ ریڈزون میں احتجاج کرنا چاہتی ہیں تو اُن ممالک کے حکمران قوم کے احتجاج کو اپنی اَنا کا مسئلہ نہیں بناتے اور نہ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ قوم کا ریڈزون میں احتجاج کرنے سے روکنا اِن کی ضد بن جاتا ہے، آج کیا اِس بات کے گواہ دنیا کی تاریخ کے ابواب نہیں ہیں ، جن میں جابجا موجود ہے کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے کے لوگوں نے اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے ایوانِ صدر، وزیراعظم ہاوس، سیکریٹریٹ کی بلڈنگز اور پارلیمنٹ کے سامنے احتجاج نہ کیا ہو اور مگر کسی بھی مُلک کی حکومتی مشنیری نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا جیسا کہ گزشتہ دِنوں وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب کو عمران و قادری کے اٹھارہ دنوں سے لاکھوں پُرامن (مگر لاٹھیوں، اور ڈنڈوں سے لیس) احتجاجیوں (جن میں عورتیں، بچے ، بوڑھے اور جوان شامل تھے) اِن پہ اُس وقت پنجاب پولیس نے شیلنگ اور ربڑ کی گولیوں سے یلغار کردی جب عمران خان اور طاہرالقادری کی طرف سے دھرنے وزیراعظم ہاؤس کے باہر منتقل کئے جانے کا اعلان کیا گیا تاہم جیسے ہی پاکستان تحریک اصاف اور عوامی تحریک کے انقلابیوں اور آزادی دھرنیوں (مظاہرین) نے لاٹھیوں، ڈنڈوں اور غلیلوں کے ہمراہ وزیراعظم ہاؤس کی طرف پیشقدمی شروع کی اِسی دوران شہباز و نواز کی نوازی

پنجاب پولیس (غالباً جس میں پولیس کے اہلکار کم مگر پنجاب پولیس کی وردی میں جرائم پیشہ کلو، اُلو، للو اور گلو بٹ زیادہ تھے) سے تصادم ہوگیا جس کی وجہ سے ریڈزون میدان جنگ بن گیا، اور پنجاب پولیس کی طرف سے مظاہرین پر لاٹھی چارج، اندھا دھن کیمیائی آنسو گیس کی شیلنگ اور ربڑ کی گولیوں کے نام پر اصل گولیاں چلانے اور پتھراؤ کے باعث خواتین، بچوں، میڈیا پرسنز اور پچاس پولیس اہلکار اور فورسز کے دیگر اداروں سمیت 400 سے زائد افراد زخمی اور 20 کے قریب لوگ ہلاک ہوگئے، اسلام آباد میں ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب پنجاب پولیس نے نہتے مظاہرین پر ظالم ڈھاکر جو تاریخ رقم کی ہے، اِس حکمران تو خوش ہوگئے مگر ہر محب وطن پاکستان پنجاب پولیس کی نہتے مظاہرین پر ظلم و بربریت کے مناظر دیکھ کر آبدیدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور پولیس گردی پر حکمرانوں کی اصلیت جان جانے کے بعد اِنہیں اقتدار سے جانے کا مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ سوچنے اور کہنے پر بھی مجبور ہوگیا کہ ’’اَب نواز شریف کو حکومت چلانے اور اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، نواز شریف کو نہتے عوام پر گولیاں چلوانے اور اسمبلی فلور پر پاک فوج کے کردار سے متعلق جھوٹ بولنے پر

اقتدار چھوڑ دینا چاہئے‘‘ ساری پاکستانی قوم اور مُلکی اداروں نے ساری صورتِ حال کا بغور جائزہ لیا اور حکمرانوں کی بے حسی اور بربریت پر افسوس کا اظہار کیا اور وفاقی دارالحکومت میں جاری سیاسی بحران میں پُرتشدد رجحانات پہ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف کی زیرِ صدارت پیر کو ہونے والی

کور کمانڈرز کانفرنس ہنگامی طور پر اتوار کو جنرل ہیڈ کوارٹر (جی ایچ کیو) میں منعقد کی جو ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی اِس کور کمانڈرز کانفرنس میں مُلک کی موجودہ سیاسی وفائی صورتِ حال پر تشویش کا اظہار کیاگیااور آئی ایس پی آر کی جانب سے جاری اعلامیہ میں کہاگیاکہ ''وقت ضائع کئے بغیر سیاسی بحران بغیر کسی تشدد کے سیاسی طور پر حل کیاجائے۔ بحران کے حل کے لئے تشدداور طاقت کا استعمال صورتِ حال کو مزید خراب کرے گا۔فوج جمہوریت کی حمایت کا عزم رکھتی ہے۔ فوج ریاست کی سلامتی کے لئے اپنا کرداراداکرنے کے لئےپُرعزم ہے۔ قومی اُمنگوں کو پوراکرنے کے لئے پیچھے نہیں رہے گی اورمُلک کی سیکورٹی اور قومی تقاضوں پہ پورااُترے گی۔اعلامیہ میں کہاگیاکہ کانفرنس می سیاسی بحران کی وجہ سے انسانی جانوں کے زیاں پر افسوس کا بھی اِظہارکیاگیا''اِس میں کوئی شک نہیں کہ جنرل راحیل شریف کی ہنگامی

کور کمانڈرز کانفرنس اِس بات کی غمازہے کہ پاک فوج سیاسی بحران کو سیاسی طور پر حل کرانے کی خواہاں ہے مگرافسوس تو یہ ہے کہ ہمارے جمہوریت کی آڑمیں بادشاہت کے علمبردار وزیراعظم نوازشریف اوراِن کے خوشامدی اور کچن کابینہ کے وزراء (پیادے) جو ضد اور اَناپر قائم ہیں اور یہ دیدہ و دانستہ طورپرسیاسی بحران کو سیاسی طورپر حل کرناہی نہیں چاہتے ۔آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے واضح اعلامیہ کے

باوجود حکمرانوں کے تیوربتارہے ہیں کہ جیسے یہ سیاسی بحران کو سیاسی طریقے سے حل کرناہی نہیں چاہتے ہیں، حالانکہ اگریہ حقیقی معنوں میں قانون، آئین اور جمہوریت کے

علمبر دار ہیں تو اِنہیں چاہیے کہ وہ سانحہ ماڈل ٹاؤن پر اپنے خلاف درست ایف آئی آر درج کروائیں اور مثال قائم کر دیں کہ ہم جو کہتے ہیں آئین ، قانون اور جمہوریت کی پاسداری میں وہ کرکے بھی دکھاتے ہیں اور علامہ طاہر القادری کے جو یہ مطالبات ہیں یہ سب کے سب جائز ہیں جن کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ ''نواز شریف اور شہباز شریف مستعفی ہو جائیں، اِنہیں اور پوری کابینہ کو گرفتار کرکے تحقیقات کی جائیں، موجودہ اسمبلیاں غیر قانونی ہیں، اِنہیں تحلیل کر دیا جائے اِن کے اراکین، آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے نہیں اُترتے، اکثریت ٹیکس چور ہے، اسمبلیوں کے خاتمے کے بعد قومی حکومت قائم کی جائے اور قومی اصلاحات کی جائیں، کرپشن میں ملوث ہر شخص کا سخت اور کڑا احتساب کیا جائے، قمی حکومت کے ذریعے حقوق سے محروم غریبوں کو حقوق اور ہر بے گھر شخص کو گھر دیا جائے اور پچیس سال کے لئے بلا سُود قرض فراہم کیا جائے، مُلک سے جہالت کے خاتمے کے لئے ہر بچے کو مفت تعلیم فراہم کی جائے، ہر فرد کو روٹی، کپڑا، مکان فراہم کیا جائے، کم آمدنی والے افراد کے پانی، بجلی اور گیس کے بلوں پر ٹیکس ختم کیا جائےیا ورا ن سے نصف بل لیا جائے'' بھی درست ہیں اور عمران خان بھی اپنے جو مطالبات لے کر نکلیں ہیں ''وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف استعفیٰ دیں، انتخابی اصطلاحات کی جائیں ، موجودہ الیکشن کمیشن توڑ کر نیا الیکشن کمیشن بنایا جائے، دھاندلی والے حلقوں میں دوبارہ انتخابات کروائے جائیں، اور دھاندلی مین ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے

اور آخر میں یہ مطالبہ ہے کہ دوبارہ انتخابات کروائے جائیں" یہ بھی درست ہیں۔
آج اِس میں بھی کوئی شک یا ابہام نہیں ہے کہ مُلک کے سیاسی بحران کو نکالنے کی کنجی ہمارے وزیرِاعظم نواز شریف کے ہاتھ میں ہے کہ آج اگر وہ واقعی مُلک و قوم اور اداروں کے تقدس اور آئین، قانون اور جمہوریت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور سسٹم میں بہتری لانے کے خواہاں ہیں تو برائے کرم جس قدر جلد ممکن ہو کے اپنے جعلی مینڈیٹ کو قربان کردیں اور اسمبلیاں تحلیل کر کے استعفیٰ دے دیں تو موجودہ سیاسی بحران بھی ٹل سکتا ہے اور اور مُلک و قوم اور اداروں کے تقدس کے ساتھ ساتھ آئین، قانون اور جمہوریت بھی بچ سکتے ہیں آج جو آکسیجن پر اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہے ہیں۔

جمہوریت ڈی ریل نہ ہونے کی تو فکر ہے مگر عوام جو مر رہے ہیں....؟؟

تہذیب یافتہ ممالک تو دھرنوں اور لانگ مارچوں سے تبدیلی کے قائل ہے
مگر میرا دیس.......؟؟
آج جس طرح لولی لنگڑی اور خاندانی جمہوریت کو ڈیل ریل کرنے اور آئین کا پھر سے شیرازہ بکھیرنے والوں کی معاونت کرنے والے انقلابیوں ودھرنیوں اور آزادی سے گاتے بجاتے اور رقص کرتے نیاپاکستان بنانے والے لشکریوں کے عزائم کے سامنے پارلیمان کے دونوں ایوانوں والے دوروز سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہیں اور خدا جانے یہ کب تک یہ ایسا کرتے رہیں گے اور پارلیمان کے اجلاسوں میں اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر گرما گرم تقریریں کرتے رہیں گے اِس کے بارے میں کم از کم ابھی تو کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کیوں کہ جیسے جیسے دِن بڑھتے جارہے ہیں دھرنی وزیراعظم سے استعفیٰ لئے بغیر نہ جانے والی ضدپر ڈٹتے ہی چلے جارہے ہیں اور دھرنی وزیراعظم سے استعفیٰ لئے بغیر جانے کو اپنی زندگی اور موت کا مسئلہ سمجھنے لگے ہیں اَب ایسے میں آج جو لوگ ایوانوں میں جمہوریت بچانے کے لئے لمبی لمبی تقریریں کررہے ہیں اور کیااِسی طرح یہ لوگ کبھی توانائی کے بحرانوں سمیت مہنگائی، کرپشن اور دہشت گردی اور قتل وغارت

گری جیسے سنگین مسائل میں گھرے پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے بھی کھڑے ہوئے ہیں اور اِسی طرح کیا کبھی پارلیمان والے مُلک اور عوام کو مسائل کی دلدل سے نکالنے کے لئے بھی اکٹھے ہوئے ہیں...؟آج جو یہ لوگ ایوانوں میں اپنی مفادپرستانہ اور اپنی انگلیوں پر ناچتی جمہوریت کو بچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں..؟یہ ہمارے پارلیمان کے دونوں ایوانوں کے اراکین کے لئے لمحہ فکریہ ہوناچاہئے کہ آج جب عمران وقادری نے لشکر کشی کے انداز میں اِن کے مفادات پر کاری ضربیں لگائی ہیں تو(سوائے چندایک جماعتوں کے مقررین کے) یہ سب کے سب اپنے مفادات کے لئے کیسے ایک ہوگئے ہیں اور مگرجب یہ ایوانوں میں بیٹھ کر عوامی مفادات کا گلاگھونٹ رہے ہوتے ہیں تب اِنہیں وہ جمہوریت یاد نہیں آتی جو جمہوریت کی اصل تعریف اوراِس کی اصل روح ہے۔

اُدھر عمران وقادری نے جو اور جیسادھرنادیاہے، آج اِن کے دھرنوں پہ قوم یہ ضرورسوچ رہی ہے کہ کیا کبھی علامہ طاہر القادری اور عمران خان نے مُلک اور قوم کو توانائی کے بحرانوں، دہشت گردی، کرپشن اور قتل وغارت گری سے نجات دلانے کے لئے بھی کسی قسم کا جلسہ یا کوئی جلوس منعقدکیا یا کوئی ریلی نکال کر احتجاج کیا ہے، اَب جواِن دونوں نے یکدم سے انقلاب وآزادی کی آڑلے کے نیاپاکستان بنانے اورعوام تک حقیقی جمہوریت کے ثمرات تک پہنچانے کے لئے ایک ماہ سے مُلک میں سیاسی ہلچل پیداکررکھی ہے اور اسلام آبادکے مقدس

ریڈزون کو اپنے کارکنان سے مچھلی بازار اور معصوم اِنسانوں عورتوں اور بچے اور بچیوں اور نوجوانوں کے لئے مقتل گاہ بنا کر رکھ دیا ہے، یہ وہ سوالات ہیں آج جن کے جوابات نہ دھرنیوں اور انقلابیوں اور مفادپرست حکمرانوں اور اپنی قائم کردہ مفادپرست جمہوریت سے صرف اپنے لئے فائدے اُٹھانے والے دے سکیں گے..؟اور نہ ہی کوئی ایسا ویسا پسِ پردہ عزائم رکھنے والا کوئی گروہ یا عناصر کوئی تسلی بخش جواب دے پائے گا۔ بہرحال...!! اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں مُلک کے موجودہ سیاسی بحران کے حل کے حوالے سے بلائے گئے پارلیمان کے دونوں ایوانوں کے گرماگرم مشترکہ اجلاس میں ایوان نے وزیراعظم نواز شریف کے حق میں حتمی فیصلہ سُناتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں اور ان کے قائدین اور مُلک کے دونوں ایوان جمہوریت اور آئین کے ساتھ ہیں اور ساتھ ہی جمہوریت کے تحفظ کے لئے حکومت کی مکمل حمایت کا اعادہ کرتے ہوئے یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ نواز شریف مستعفی نہ ہوں، تمام جماعتیں کھلے دل و دماغ کے ساتھ غیر مشروط طور پر جمہوریت اور آئین کے ساتھ ہیں،اِنشاء اللہ حکومت کا کچھ نہیں ہوگا، لشکر کشی کامیاب ہو گئی تو آئین اور جمہوریت کی دھجیاں اُڑ جائیں گیں اور بہت سے ایسے جذباتی جملے بہت سے واعظوں نے اپنے خطابات میں کہئے کہ جن پر مُلک کے مظلوم عوام ششسدر ہیں اور آج یہ سوچنے پہ مجبور ہیں کہ قومی

اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں جس طرح تقاریر کی گئیں ہیں اگرایسے خطابات اراکین پارلیمان پہلے کرتے رہتے اور خاندانی جمہوریت کے حکمرانِ الوقت وزیرِاعظم نوازشریف کے سوئے ہوئے ضمیر کو جھنجھوڑتے رہتے تو قوی اُمید تھی کہ آج ایسی نوبت ہی نہ آتی جیسی کہ موجودہ حالات میں سامنے ہے،اَب کوئی عمران اور قادری کو نظام کے خلاف باغی کہے یا اور کچھ... مگر یہ تو حقیقت ہے کہ اِس کے ذمہ دار وزیرِاعظم نوازشریف اوراِن کی خاندانی مفادپرستانہ جمہوریت اور حکمرانی کے وہ اراکین ہیں جنھوں نے وزیرِاعظم کو بادشاہ بننے کے لئے چڑھائے رکھااور اِنہیں اپنے اور اِن کے لئے بہت کچھ کرنے پراکسایااور عوام کو یکسر نظرانداز کرکے اپنے ذاتی مفادات کے لئے وہ سب کچھ کرنے کا مشورہ دیاآج جسے وزیرِاعظم نوازشریف نے کیااور یہ اپنے کئے ہوئے پر خود ہی اِس میں پھنستے اور دھنستے چلے گئے ہیں۔

اگرچہ موجودہ سیاسی بحران میں اتناکچھ ہوجانے کے بعد یہ بات تو وزیرِاعظم نوازشریف کو سوچنی چاہئے کہ آج یہ جس مینڈیٹ کی باتیں کرتے ہیں اِنہیں اوراِن کے خاندان والوں کو یہ مینڈیٹ عوام نے دیاہے اورآج اقتدارمیں آنے کے بعد وزیرِاعظم نوازشریف عوان کوہی بھول گئے ہیں اَب موجود سیاسی بحران کا جو بھی (اچھایابُرا) نتیجہ نکلے گااِس کا خمیازہ بھی وزیرِاعظم نوازشریف کو خود ہی بھگتناہوگا۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مُلک کی موجودہ سیاسی ہلچل بازیوں اور مُلکی تاریخ کے سب سے انوکھے اور فکر انگیز سیاسی بحران پر پارلیمنٹ میں جمہوریت بچانے کے لئے وہی لوگ سب سے زیادہ چیخ رہے ہیں جنھوں نے جمہوریت کے حقیقی ثمرات کو عوام الناس تک پہنچانے کے بجائے، عوام کے جمہوری حقوق پہ ڈاکہ ڈالا ہوا ہے، اور تمام جمہوری ثمرات اور حقوق اپنی ذات، اپنے خاندان اور اپنے لوگوں میں بانٹ کر یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے جمہوریت کے تمام حقوق کے یہی لوگ حقیقی وارث ہیں اور بس عوام کا کام تو یہ ہے کہ اِنہیں بدعقل اور مسائل میں گھری عوام ہر دو، چار یا پانچ سال بعد انتخابات میں ووٹ دے ،اور اِن جیسے جاگیرداروں، سرمایہ داروں، خانوں، چوہدریوں اور وڈیروں کو ایوانوں تک پہنچائے، ہمارے موجودہ جمہوریت پسند حکمرانوں، سیاستدانوں اور جمہوریت کی دیوی کے بڑے بڑے پنڈتیوں کا خیال یہ ہے کہ اِن کی اِس خودساختہ جمہوریت کی تعریف یہ ہے اِن کی جمہوریت میں عوام کا صرف اتنا ہی حق ہے کہ عوام ایک مٹھی بریانی کے چاول کھا کر اِنہیں ووٹ دے اور اِنہیں مُلکی ایوانوں تک پہنچادے ،اَب عوام کے ووٹوں سے ایوانوں میں جانے کے بعد اِن جاگیرداروں، سرمایہ داروں، خانوں، چوہدریوں اور وڈیروں کی مرضی ہے کہ یہ عوام کے لئے کچھ سوچیں یا نہ سوچیں...؟؟ کیوں کہ اِنھوں نے تو عوام کو ایک مٹھی بریانی کھلا کر اِن کی خدمت پہلے ہی کردی ہے مگر اَب اقتدار میں آنے کے بعد اِن پر

یہ لازم ہوگیاہے کہ یہ قومی خزانے پر قابض ہو کر اپنے لئے وہ سب کچھ اچھاسوچیں اور اچھاکریں،اِنھوں نے جس کے بارے میں سوچ رکھاہے اور منصوبے بناکر ایوانوں میں قدم رنجافرمایاہے۔ آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ ایسانہیں ہوتاہے درحقیقت یہی سچ ہے جو میں نے بیان کیاہے کیوں کہ ہماری ملکی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کم از کم ہمارے جمہوریت پسند سِول حکمرانوں نے ہمیشہ یہی کیاہے میں جو متذکرہ بالاسطور میں، میں لکھ چکاہوں۔

جبکہ یہاں افسوسناک امر یہ ہے کہ آج پارلیمان کے دونوں ایوانوں کے اراکین کو جمہوریت ڈی ریل ہونے کی فکر تو بہت ہے مگر کیا کسی نے سوچاکہ امریکہ اور کینڈا سے اسکرپٹ لکھواکر آنے والوں نے جمہوریت اور آئین کا جیساتیساچہرہ بگاڑنے کے لئے جو ڈرامہ اور جیساپتلی تماشہ اسلام آباد میں سجایاہواہے، اِس منظر اور پس منظر میں وہ حکمرانوں کو سمجھائیں کہ انقلابیوں اور دھرنیوں کو راستے سے ہٹانے کے لئے اِنہیں طاقت کے استعمال سے گریز کرناچاہئے اور مُلک بچانے اور آئین اور دستور کو درست حالت میں رکھنے کے لئے ہر صورت مذاکرات کاراستہ اپناناچاہئے، اور اِس کوشش کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑناچاہئے کہ موجودہ سارے سیاسی بحران کا حل مذاکرات ہیں اور مذاکرات ہی کی صورت میں وزیراعظم نواز شریف کاتاریخی و دائمی استعفیٰ ہی سب کچھ حل کرسکتاہے، اَب جب کہ امریکااور کینیڈاکے اسکرپٹ کے ساتھ انقلاب اور نیاپاکستان بنانے والوں

کے عزائم عیاں ہونے شروع ہوگئے ہیں تو مُلک کے اکثر سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگاروں نے کھلے اور ڈھکے چھپے الفاظ کے ساتھ وزیراعظم نواز شریف کو یہ مشورہ بھی دیناشروع کردیاہے کہ اغیار کی سازش کو کامیاب نہ ہونے کے لئے بہت ضروری ہے کہ وزیراعظم استعفیٰ دے دیں اور سیاسی شہید بن جائیں اِس طرح نہ جمہوریت ڈی ریل ہوگی اور نہ ہی آئین و پارلیمنٹ کا چہرہ کوئی مسخ کرپائے گا، مگرایسا کرنے پر کوئی یہ سمجھے کہ یہ وزیراعظم نواز شریف کی کمزوری ہے، تووہ سخت غلطی پر ہوگا کیوں کہ آج جن دھرنیوں نے وزیراعظم نواز شریف کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا ہواہے تو ایسی کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا انقلابی یا دھرنی اپنی اصلاح کرلیں کہ تہذیب یافتہ اور حقیقی جمہوریت کے حامل ممالک تو ایسے دھرنوں اور لانگ مارچوں کے زیرِطابع آسکتے ہیں مگر ابھی میرے دیس کے حکمرانوں اور باسیوں کو دھرنوں اور لانگ مارچوں سے انقلاب اور نظام کی تبدیلی کی روح کو سمجھنے میں صدیوں لگیں گے،آج یا کل یا کبھی بھی وزیراعظم نواز شریف نے اگرواقعی اپنا استعفیٰ دے بھی دیاتو کوئی یہ خیال نہ کرے کہ دھرنوں کی ریت پڑجائے گی اورآئندہ کسی بھی حکومت کے خلاف اِس طرح کے دوچارہزارافراددھرنادے کر کوئی بھی نظامِ حکومت تبدیل کر سکتے ہیں، توآج ایسی سوچ بھی رکھنے والے افراد اپنی اصلاح کرلیں اَب ایساہرگزنہیں ہوسکے گاجب تک کہ (اِن دھرنیوں کی طرح) کوئی کسی بیرونی قوت کے اشارے پراپنے ضمیر کا سودانہ کرلے آج جیساکہ کچھ کرچکے ہیں..اور مُلکی نظامِ حکومت کو اُلٹ پلٹ

کر دینا چاہتے ہیں، اَب آخر میں چلتے چلتے اپنے اِن حکمرانوں سے بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ خدارا جمہوریت کو اپنے مفادات اور اپنے خاندان کے فوائد حاصل کرنے کے لئے لونڈی بنا کر نہ رکھیں، اِس کے حقیقی ثمرات عوام الناس تک بھی پہنچائیں ،اور یہ بھی سمجھ لیں کہ آج عمران و قادری نے قوم کو حقیقی جمہوریت کے ثمرات اور فوائد سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور جمہوریت کی روحانی تعریف بھی یاد کروادی ہے، تواَب ہمارے حکمران قوم کو اپنی مرضی کی جمہوریت کی تعریف نہیں سمجھا پائیں گے بلکہ جمہوریت کے سارے حقیقی ثمرات عوام الناس تک بھی پہنچائیں اَب اگر ایسا نہ کیا تو پھر عوام خود اپنے حکمرانوں کا گریبان پکڑ کر اپنا حق چھین لیں گے۔

ایک سوال ..؟؟کیا ملکی ترقی آزادی اور انقلاب مارچ سے ہی ممکن ہے

یقینی طور پر حکمران جمہوریت کے حقیقی ثمرات عوام تک نہیں پہنچا کے ہیں.. ....
آج مُلک کے سیاسی بحران کی تیزی سے تبدیل ہوتی ہوئی صورت میں یہ محسوس ہونے لگاہے کہ جیسے سیاسی بحران کسی حل پر نکلنے سے پہلے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ذاتی لڑائی اور اَنا کی وجہ سے کسی اور سمت پر چل پڑاہے، ایوانوں میں حکمرانوں اور سیاستدانوں کی چپقلش کو آزادی اور انقلاب مارچ والے اپنی کامیابیوں سے تعبیر کررہے ہیں اور اِس پر ایوان والے آزادی اور انقلاب مارچ والوں کے دھرنوں کو بغاوت کہہ رہے ہیں اور اِنہیں خانہ بدوش اور لشکری کہہ کر مخاطب کررہے ہیں جو کہ غیر مناسب ہے ،اِس حکومتی رویئے پر جہاں انقلاب اور آزادی مارچ والے اپنی ہتک محسوس کررہے ہیں تو وہیں اِن کی اَنا کو بھی ٹھیس پہنچ رہی ہے، یہ کیسا تضاد ہے کہ ایک طرف حکمران دھرنیوں کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں تو دوسری جانب اِس سے مثبت مذاکرات بھی شروع کئے ہوئے ہیں اَب ایسے میں حکمرانوں کی طرف سے دھرنیوں کو غلط الفاظ سے مخاطب کئے جانے کی وجہ سے کسی کروٹ بیٹھتے مذاکراتی عمل کو بھی متاثر ہونے کا خدشہ موجودہ ہے ،حالانکہ اسلام آباد میں آزادی اور انقلاب مارچ والوں کا احتجاج

کسی نہ کسی حد تک تو جائز اور آئینی ضرور ہے جو اِن کا بنیادی حق بھی ہے، مگر پھر بھی پتہ نہیں کیوں ہمارے حکمران انقلاب اور آزادی مارچ والوں کے دھرنے اور احتجاج کو بُرا سمجھ رہے ہیں...؟؟ جبکہ احتجاجی اپنے مطالبات کی منظوری تک پُرامن ہیں اور پُرامن ہی رہنے کا عزم کئے ہوئے ہیں، آج ایسے میں ہر فرد کی زبان پہ بس صرف ایک ہی سوال ہے کہ ''کیا مُلکی ترقی آزادی اور انقلاب مارچ سے ہی ممکن ہے..؟'' تو اِن افراد کے سوال کا جواب اگلی سطور میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال...! مُلک کی موجودہ سیاسی و غیر یقینی صورتِ حال اور سیاسی بحران پر قبل اِس کے کہ میں مزید کچھ کہوں، لکھوں یا سمجھانے کی کوشش کروں، تو آپ سب سے پہلے آزادی اور انقلاب کے بارے میں یہ جان لیجئے کہ دنیا کا اِن سے متعلق کیا خیال ہے اور وہ کیا کہتے ہیں..؟ کرنل قذافی کا آزادی کے بارے میں یہ خیال ہے کہ "اِنسان کی آزادی اُس وقت تک بے کار ہے جب تک اِس کی ضروریات دوسرے کی تحویل میں ہیں." جی ہاں..! یقیناً آج جیسے ہماری ضروریات پر ہمارے حکمرانوں کا قبضہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ہم آج تک اپنی اُس آزادی سے محروم ہیں جس کے لئے ہم نے اپنا یہ آزاد وطن پاکستان حاصل کیا تھا، اِسی طرح دنیا کے اہلیان دانش کہتے کہ آزادی کا مطلب بہتر صورتِ حال حاصل کرنے کا جذبہ ہے، اور سارتر کا کہنا ہے کہ " اِنسان آزاد رہنے کے لئے پیدا ہوا ہے" جب کوئی اِنسان کو

اِس کے اِس بنیادی حق سے محروم رکھتا ہے تو یہی دیکھا گیا ہے کہ ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر اِنسان میں جب بھی اپنے اِس حق کے حصول کے لئے بیداری پیدا ہوتی ہے تو وہ انقلاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔اور جب بھی آزادی اور انقلاب کے مخالف آزادی کے حق میں کی گئی تقریروں اور باتوں کے جواب میں کوئی دلیل نہیں دے سکتے ہیں تو وہ گلے پھاڑ پھاڑ کر چیختے چلاتے ہیں اور جب اِس سے بھی کوئی کام نہیں چلتا ہے تو پھر آزادی اور انقلاب کے متلاشیوں پر گولیاں برساتے ہیں یکدم اِسی طرح کی گولیاں جیسے کہ 30 اگست کی رات ریڈزون کے ڈی چوک سے آگے کی جانب بڑھنے والے نہتے آزادی اور انقلاب مارچ والے دھرنیوں پر اسلام آباد میں موجود ملک کے طول وارض سے آئی ہوئی پولیس نے شیلنگ اور اندھادھند فائرنگ سے کئی نہتے پاکستانیوں کو ہلاک اور سیکڑوں کو زخمی کیا جن میں بچے، خواتین، بوڑھے اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پرسنز بھی شامل تھے۔

قارئین حضرات..!وقت و حالات یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ راقم الحرف انقلاب سے متعلق ارسطو کے کہے کو بیان کرکے بتانا چاہتا ہے کہ ''انقلاب چھوٹی چھوٹی باتوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں'' اور اِسی طرح آج اگر کوئی افلاطون کے اِس کہے کو مان لے جو اِس نے صدیوں پہلے انقلاب سے متعلق کہا تھا تو آج وہ یقینا میرے دیس پر پورا اُترتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور

اَب اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اطلاطون نے اِنقلاب سے متعلق جوتاریخی جملے کہے ہیں یہ اپنے اندر بڑی اہمیت کے حامل ہیں اِس کا کہنا ہے کہ "سماجی تغیرات افراد کی کاوشوں سے رونما ہوتے ہیں لہٰذا ہمیں اگر کوئی مردِ دانایا اِنسانی کامل دستیاب ہوجائے تو معاشرے کی سب خرابیاں دور ہو سکتی ہیں" آج اگر ہم افلاطون کے اِس کہے کی روشنی میں مُلک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال میں آزادی اور انقلاب مارچ کے دھرنوں کے حوالوں سے جائزہ لیں تو ہمیں یہ یقین ہوجاناچاہئے کہ آج ہمیں اپنی سماجی تغیرات کے لئے علامہ طاہرالقادری اور عمران خان کی شکل میں ایک نہیں بلکہ دومردِ دانااور معاشرے کی سب خرابیاں دور کرنے کے لئے اِنسانِ کامل مل چکے ہیں بشرطیکہ یہ کسی اور (میرامطلب ہے کہ اغیار جن میں کینیڈا،امریکا،برطانیہ اور اِنہیں کی طرح دوسرے ظاہر وباطنی طور پر شامل ہوں اُن)کے ایجنڈے اور اسکرپٹ پر عمل درآمدنہ کررہے ہوں تو ممکن ہے کہ ہمارے معاشرے میں بھی سماجی تغیراتی عمل اِن ہی (دونوں) افراد کی کاوشوں سے رونما ہوجائیں اور ہم بھی آزادی اور انقلاب سے
بہرامند ہوپائیں، جیساکہ دانانے کہاہے کہ کسی بھی زمانے کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی معاشرے میں کسی بھی طرح کاانقلاب شروع میں صرف کسی ایک شخص کے دماغ کی سوچ ہوتاہے پھر جب وہی سوچ کسی دوسرے شخص کی ذہن میں پیداہوجاتی ہے تواِنقلاب کی راہ ہموار ہوجاتی ہے،اَب یہ کوئی مانے یانہ مانے مگرآج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج میرے مُلکِ پاکستان میں اپنے ہی

لوگوں (مفادپرست حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ہاتھوں اپنے غصب شدہ بنیادی حقوق اوراپنی آزادی کے حصول اور معاشرتی تغیراتی تبدیلیوں کے لئے انقلاب اور آزادی مارچ کے ساتھ جو لوگ نکلے ہیں اور اسلام آباد کے انتہائی احساس علاقے ریڈزون میں جو افراددھرنے دے کر بیٹھے ہوئے ہیں آج یقینی طور پر دھرنیوں نے اپنے کارروان میں مُلک کے 19 کروڑ عوام کو بھی ذہنی طور پر شامل کرلیا ہے اوراَب اِس کے سب منتظر ہیں کہ اَب کب ہمارے مُلک میں بھی معاشرتی تغیرات کے بعد حقیقی معنوں میں انقلاب اور آزادی کی کرنیں نمودار ہوں گیں اور کب ہم بھی اپنے حکمرانوں کی مفادپرستانہ جمہوریت کی قید سے آزاد ہو کر حقیقی جمہوریت کے ثمرات سے فیضیاب ہوں گے اور کب ہم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نام نہاد جمہوریت کی آڑ لے کر اقتدار پر زبردستی قابض ہونے والی خاندانی بادشاہت سے جان چھڑاکرمُلک میں صاف و شفاف حکمرانی اور اقتدار کامنہ دیکھیں گے...؟

اَب تو کوئی نتیجہ نکلے ..؟؟احتجاجوں کو بہت دن گزر گئے مگر....؟؟

کیاعمران و قادری کے دھرنوں نے عالمی ریکارڈ توڑ دیئے.. ....؟؟
اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پاکستانی بھی بڑے ہی عجیب خصلت واقع ہوئے ہیں اپنے پہ آ جائیں تو وہ کچھ کر گزرتے ہیں کہ دنیاحیران رہ جاتی ہے اور اگر ہمیں کچھ نہ کرنا ہو تو کسی کے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی کچھ نہیں کرتے ہیں اَب عمران و قادری کے دھرنوں کو ہی دیکھ لیجئے کہ دونوں کے دھرنوں کو ایک ماہ سے بھی اُوپر کا عرصہ چکاہے مگر اَب تک دونوں کی توقعات کے مطابق کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا ہے، اَب یہ اور بات ہے کہ دھرنے والے ٹھیک ہیں یا غلط...؟ مگر آج اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتاہے کہ اپنے مطالبات اور اپنے لوگوں کے ساتھ دھرنیوں کا اپنے لئے یوں) گرمی اور بارش و طوفان میں) نکلنا اور ملک کے سب سے زیادہ احساس (سیاسی و حکومتی اعتبار سے مقدس کہے جانے والے علاقے) ریڈزون کو ایک ماہ تک اُلٹ پلٹ کر دینا ہی احبابِ اقتدار کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے تھا مگر...؟؟؟
اَب اِس سارے منظر اور پس منظر کے لحاظ سے افسوس ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی

ایسی ضد اور اَناکے بھی کیا کہنے کہ اَب تک جنھوں نے دھرنیوں اور اِن کے مطالبات کو اہمیت ہی نہیں دی ہے اور حکمران ٹائم پاس کے طور پر دھرنیوں کو سوائے مذاکرات کے بہلاوے کے کچھ نہیں دے پا رہے ہیں ،آج اگر اتنا طویل دھرنا دنیا کی کسی تہذیب یافتہ ملک میں دیا گیا ہوتا تو...؟؟ وہاں خدا جانے کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو چکی ہو تیں...؟؟ مگر افسوس ہے کہ سوچنے سمجھنے اور عوام کی دُکھ درد اور تکالیف کا احساس کرنے والی حس ہمارے حکمرانوں کے پاس نہیں ہے، مجھے یقین ہے کہ اگر آج بھی اِن میں سوچنے سمجھنے اور عوام کے دُکھ درد اور تکالیف کا احساس کرنے والی حس پیدا ہو جائے تو ممکن ہے کہ اگلے دِنوں میں وطنِ عزیز میں بھی بہت ساری کرپشن سے پاک مثبت و تعمیری تبدیلیاں رونما ہو جائیں مگر اِس کے لئے صرف شرطِ اولین بس یہی ہے کہ ہمارے حکمران و سیاستدان اپنی ضد و اَنا کے خول سے باہر نکلیں اور حقیقت پسندی و عملیت پسندی کی عینک لگا کر ذرا سوچیں، سمجھیں، اور اپنا احتساب کرتے ہوئے اِس بات کا حساس کریں کہ 30/35 دنوں سے جن لوگوں نے دھرنا دیا ہوا ہے اِنہیں ایسا کرنے پر ان (حکمرانوں) کی اپنی ناقص پالیساں ہی ہیں جن کی وجہ سے لوگ بھپرے ہوئے سمندر کی طرح باہر نکلے ہیں اور اِس طرح سے اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں ۔

جبکہ اُدھر دھرنی اپنے مطالبات اور وزیر اعظم نواز شریف سے استعفیٰ لئے اور

حکومت کے خاتمے کے بغیر ٹس سے مس ہونے کا ارداہ نہیں رکھتے ہیں گو کہ آج اگر ایسے میں یہ گمان کرلیا جائے تو کوئی بُرانہ ہوگا کہ دونوں ہی جانب سے ضداور اَناکا گھمسان کا رَن جاری ہے، اَب اِس میں دیکھتے ہیں کہ کس کی جیت ہوتی ہے اور کس کو پسپائی ملتی ہے ایک طرف حکمران ہیں کہ اُنہوں نے یہ ٹھان لی ہے کہ عمران و قادری کے دھرنوں اور مطالبات کے دباؤمیں اقتدار نہیں چھوڑنا ہے تو دوسری طرف اپنے مطالبات اور وزیر اعظم کے استعفے پہ ڈٹ جانے والے عمران و قادری کا یہ اٹل فیصلہ اور حکم ہے کہ یہ بھی وزیر اعظم کا استعفیٰ اور حکومت کے خاتمے تک (لاکھ جتنے بھی ریاستی مظالم ڈھادیئے جائیں یہ دونوں) اپنے دھرنے ختم نہیں کریں گے۔اَب حکومتی ضداور اَنااور عمران و قادری کے مطالبات اور دھرنوں کے سامنے ایسی کوئی بیچ کی راہ بھی سُجھائی نہیں دی رہی ہے کہ جس پر فوری عمل کرکے دونوں فریقین سے مفاہمتی راستہ ہی نکال لیاجائے دنیاکی سیاسی تاریخ سے کتابوں کے ابواب بھرے پڑے ہیں کہ اور جب ایسی کوئی پوزیشن پیدا ہوجائے جس میں مفاہمت کی کوئی لکیر نظر نہ آرہی ہو تو پھر سیاسی فریقین کو صبر وشکر کا دامن تھام کر فیصلہ وقت وحالات کے دھارے پر چھوڑ دیناہی فریقین کی عافیت ہوتی ہے ورنہ طاقت کا استعمال (آج جیساکہ حکومت عمران و قادری کے کارکنان کی گرفتاریاں کرکے) کررہی ہے تواِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے میں حالات کوئی اور رخ اختیار کرجائیں جو آنے والے دنوں میں فریقین بالخصوص حکومت کی پیشانی پہ کلنگ کا ٹیکہ ثابت ہو۔

اگرچہ یہ بھی ممکن ہو اور اِس سے بھی کسی کو انکار نہ ہو کہ آج اگر موجودہ حالات اور واقعات کو مدِ نظر رکھ کر دیا جائے تو عمران اور قادری کے دھرنوں نے طوالت کے اعتبار سے تمام عالمی ریکارڈ ضرور توڑ دیئے ہیں اور اگر جیسا کہ دونوں کے عزائم ہیں کہ اِن نے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو یہ دھرنے مزید طول بھی پکڑ سکتے ہیں تو خدشہ ہے کہ اِس سے مزید بین الاقوامی ریکارڈ قائم ہو جائیں گے، اَب ایسے میں حکمرانوں کو چاہئے کہ یہ تُرنت اپنے اُوپر چڑھے ضد اور اَنا کے موٹے خول کو اُتار پھینکے اور دھرنے میں شامل (موسمی اور ریاستی تکالیفیں برداشت کرتے) عوام کو ہی دیکھتے ہوئے عمران و قادری کے مطالبات من و عن تسلیم کرلیں اور دھرنوں کو مزید کوئی تاریخ رقم کرنے سے روکنے کے لئے اقدامات کریں اور اَب تو ویسے بھی خود حکمرانوں، اپوزیشن والوں سیاستدانوں، مذاکراتی جرگوں اور دھرنے والوں کے پاس بھی کہنے و سُننے اور سُنانے، کے لئے کچھ بھی نہیں رہا ہے اور بقولِ شاعر بھی کہ:۔

جس شوخیٔ مزاج پہ ناراں تھے اہلِ دل وہ شوخیٔ مزاج بھی باقی نہیں رہی
پہلے تو احتجاج پہ تھا انحصارِ زیست اَب تابِ احتجاج بھی باقی نہیں رہی

(ختم شُد)

آج ایسے سسٹم کے خاتمے کا نام ہی تو انقلاب اور نیا پاکستان کا نعرہ ہے....؟؟

جب بااثر زمیندا مالٹاتوڑنے پر بچے کی آنکھ ضائع کردے،جب سکھر میں پولیس افسر گدھاگاڑی والے پر تشدد کرے...؟؟؟

بے شک ہرانسان ایک ہی باوآدم علیہ السلام کی اولاد ہے اوراِس کی خصلت میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ نہ تو وحشی بنے اور نہ دیوتا، مگربس وہ اِس جستجو میں رہے کہ وہ اِنسان بن کراِنسانیت کی معراج کو پائے ،اور جب کوئی اِنسان ،خود کواِنسان تو فخریہ کہلائے مگراِس میں اِنسانیت تو کیا..؟اِنسانوں والی بھی کوئی خوبی موجودہ ہی نہ ہو..توپھر بھلا کوئی لاکھ دیوار سے سر ٹکراکر یقین دلاتارہے کہ وہ اِنسان ہے، ایسے اِنسان پہ قطعاً اعتبار نہ کیاجائے کہ اِس میں اِنسان یااِنسانوں والی خصوصیات ہیں اور اِنسانیت کا حامل ہے، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ”اگرتجھے دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہے توتُواس قابل نہیں کہ تجھے اِنسان کہاجائے“اور جواِنسان ،اِنسان ہو کر بھی حیوانوں جیسی زندگی بسر کرے، وہ مُلک و معاشرے میں بسنے والے اِنسانوں کے لئے خطربن جایاکرتاہے، اوراِسی طرح جب ایسااِنسان ،انسانیت کے لئے جنجال بن جائے تو ایسے اِنسان کا خاتمہ کردیناہی اِنسانیت کی فلاح اور خدمت

ہے، دانا کہتے ہیں کہ جب کسی بھی مُلک اور کسی بھی معاشرے کے اِنسانوں سے اِنسانیت ختم ہو جائے یا جب اِنسانیت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو دُکھ افلاس اور ظلم وجبر کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔

ابھی اگلے سطور میں، میں دو ایسی ہی خبروں کو بیان کرنا چاہوں گا جن سے ایسا ہی لگے گا کہ جیسے میرے مُلک میں بسنے والے اِنسانوں میں سے اِنسانیت ختم ہو گئی ہے، اور آج جب ہی میرے مُلک کی تہذیب اور معاشرے میں ظلم وجبر کا دور دورہ ہے آج ایسے ماحول اور ایسے سسٹم کے خاتمے کا نام ہی تو اِنقلاب اور نیا پاکستان ہے اور انقلابی تبدیلیوں کے ساتھ نئے پاکستان کا نعرہ ہے۔

پہلی خبر یہ ہے کہ ”گوجرانوالہ کی تحصیل وزیر آباد کے نواحی گاؤں سا روکی میں محنت کش کا 10 سالہ بیٹا خضر کھیلتے ہوئے چوہدری اکرام کے باغ میں چلا گیا اور مالٹا توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے چوہدری اور اِس کے ملازمین کی پکڑ میں آگیا جنہوں نے اِسے (بے فکری اور خود کو قانون کی گرفت سے آزاد تصور کرتے ہوئے) شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس سے بچے کی آنکھ ضائع ہو گئی، خضر کی ماں اپنے لختِ جگر کو طبّی امداد کے لئے احمد نگر کے قریبی ہسپتال لے آئی جہاں ڈاکٹروں نے بچے کی آنکھ ضائع ہونے کی تصدیق کردی اور بچے کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اسپتال ریفر کر دیا آئی جی پنجاب مشتاق سکھیرا نے صرف واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے

احمد نگر پولیس کو فوری طور پر بااثر ملزمان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے گرفتار کرنے کی ہدایت کردی (جبکہ ابھی تک اِس واقع سے متعلق ایسی کوئی اطلاع نہیں آئی ہے کہ اِس کے بعد ملزمان کے خلاف پولیس کی طرف سے مزید اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، بس قوی توقعہ یہی ہے کہ حسبِ معمول ایسا ہی ہوا ہوگا جیسا کہ میرے مُلک کے بااثر ملزمان کے بااثر معاشرے میں رائج سسٹم میں ہوتا آیا ہے کہ ملزمان اپنے تعلقات اور دولت کی بدولت آزاد گھوم پھر رہے ہوں گے اور محنت کش کا دس سالہ معصوم بچہ خضر اپنی ایک آنکھ سے اندھا ہو کر زندگی بھر اندھے کی لاٹھی کے سہارے زندگی کاٹنے پر آمادہ ہوگیا ہوگا،اور بااثر افراد قانون کی گرفت سے آزاد رہ کر پھر کسی غریب پر ظلم کے پہاڑ ڈھانے اور آئین و قانون کی دھجیاں بکھیرنے کی منصوبہ بندیوں میں مصروفِ عمل ہو گئے ہوں گے۔

جبکہ دوسری اسی طرح کی ظلم اور بربریت کی خبر سکھر سے بھی آئی ہے،جب پولیس کے ایک اعلی عہدے دار نے سکھر کی ایک سڑک پر وی وی آئی پی کی آمد پر سڑک سے راستہ صاف کرنے کے لئے کنارے کھڑے گدھا گاڑی والے کو ہٹانے کی کوشش کی اور ذرا سی بحث وتکرار کے بعد پولیس کے اعلیٰ عہدیدار نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ غریب گدھا گاڑی والے پر ایسا شدید تشدد کیا کہ گدھا گاڑی والا اور اِس کا گدھا دونوں ہی بری طرح سے زخمی ہو گئے،اُس وقت اِن (دونوں گدھا گاڑی والے اور گدھے) کی جان

چھوٹی جب عوام نے پولیس والوں کے ظلم وجبر اور تشدد سے دونوں کو آزاد کروایا“

ایسے واقعات تو میرے مُلک کے اِس باأثر افراد کے باأثر معاشرے میں غریبوں اور محنت کشوں کے ساتھ آئے روز ہی بے شمار پیش آتے ہیں یہ دوایک واقعات اِس لئے سامنے آگئے ہیں کہ میڈیا آزاد ہے اور یہ سب کچھ دیکھ بھی رہاہے اور کوشش کرتاہے کہ یہ وہ سب کچھ سب کو کھل کر دکھا بھی دے جو یہ دیکھ رہاہے مگر ایسا اِس کے لئے ممکن نہیں ہے بس جو یہ دیکھ رہاہے اور جو دکھارہے جان لیں کہ یہ سب کچھ سچ اور حقیقت پر مبنی ہوتاہے ، اور ساتھ بھی میڈیا یہ بھی بتارہاہے کہ ہمارے یہاں تو ایسا 68 سالوں سے ہی ہورہاہے ، مگر افسوس ہے کہ آج تک کسی نے بھی باأثر افراد اور باأثر ملزمان کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی ہے ،اَب تو قوم جاگ جائے اور 68 سالوں سے جمہوریت کی آڑلے کرمُلک پر قابض مٹھی بھر باأثرافراداور باأثرملزمان جو کبھی حکمران بن کر تو کبھی اپوزیشن میں رہ کر یا پھر کسی دوسرے روپ میں 19 کروڑافراد کا حق غضب کئے بیٹھے ہیں اَب بھی وقت ہے کہ قوم اِن کے خلاف نکلے تو اپنا حق لے کر عزت سے جی سکتی ہے ورنہ تو قوم باأثرفراداور بادشاہانہ طرزِ حکمرانی کرنے والے حکمرانوں کے ظلم وستم سے ایڑیاں رگڑرگڑ کر مرجائے گی۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انقلاب اور نیاپاکستان بنانے (دراصل موجودہ پاکستان کے جاگیردانہ، وڈیرانہ، ،چوہدارانہ ، سرمایہ

دارانہ، نوابزادانہ، خانصاحبانہ اور حکمرانوں کے بادشاہانہ طرزِ حکومت اور عوام سے کئے گئے ریلیف کے وعدوں کو پورا نہ کئے جانے پر اِن کی ایسی منافقت پر مبنی مکروہ حکمرانی کے سسٹم کے خاتمے)کے لئے عمران و قادری باہر نکلے ہوئے ہیں اور قومی اُمید ہے کہ یہ جیسا چاہتے ہیں اَب یہ اپنی جدوجہد سے معاشرے میں رائج امیر و غریب کے دُھرے نظام کا خاتمہ کرکے ہی دم لیں گے ، کیوں کہ یہ دونوں مُلک میں رائج ایک ایسے نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں کہ آج جس نظام میں '' جب کوئی غریب کا بچہ کسی زمیندار کی زمین پر لگے درخت سے مالٹا توڑے تو..... اِس غلطی پر زمیندار کا بچے پر وحشیانہ تشدد ہو،اور اِس سے بچے کی آنکھ ضائع ہو جائے، تو کوئی زمیندار کو کچھ نہ کہہ رہا ہو، بلکہ اُلٹا زمیندار کے تشدد سے آنکھ سے محروم ہو جانے والے بچے کے خلاف ہی پرچہ درج کیا جائے، اور بچے سمیت والدین کو بھی حوالات میں بند کردیا جائے، توجب ایسے مُلک کے ایسے معاشرے کے ایسے نظام کے خلاف کوئی بولنے والا نہ ہو اورجب زمیندار کے اِس ظلم کے خلاف بچے کے حق میں کوئی آواز اُٹھانے والا بھی کوئی نہ ہو ، اُلٹا ایسے نظام میں جب زمیندار کا مالٹا توڑنے پر غریب کے معصوم بچے پر تشدد سے آنکھ ضائع ہو جائے تو اِس بہادری پر زمیندار کو عزت و تکریم سے نوازہ جائے اورزمیندار کی عزت و تکریم اور شان وشوکت بڑھادی جائے اور ایسے نظام میں زمیندار ایم این اے یا ایم پی اےز کا الیکشن لڑکر ایوانوں میں پہنچ جائے اوراِس طرح اِسے عزت وتوقیر کے بلند درجات عطا کردیئے جائیں، اور سکھر کی سڑک کے کنارے وی وی آئی

پی کی آمد پر گدھا گاڑی والے پر تشدد کرنے والے پولیس افسر کو کبھی ترقی دے دی جائے'' تو کیا ایسے مُلک کے ایسے معاشرے کے ایسے نظام کے خلاف عمران و قادری کا انقلاب اور موجودہ پاکستان کے موجودہ فرسودہ سسٹم کو یکسر بدل کر نیا پاکستان بنانے کا نعرہ کوئی جرم تو نہیں ہے ... ؟آج جن (عمران اور قادری) کے خلاف ہمارے موجودہ حکمران (جنہوں نے اپنے سولہ ماہ کے اقتدار میں بادشاہانہ طرزِ حکمرانی کی ایسی مثالیں قائم کیں ہیں جن کی مُلکی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی ہے) اور اِن کی حکومت کی اپوزیشن والے صف آرا ہیں۔

تم لاکھ بولو گو نواز گو، گو نواز گو.... مگر ہم جانے والے نہیں....؟

ہاں مان لو کہ تبدیلی آئے گی نہیں بلکہ آ گئی ہے....!!!

.برسوں سے میری قوم کاایک یہی المیہ رہاہے کہ اِس نے اپنے حق کے لئے کبھی بھی آواز نہیں اُٹھائی ہے،اور آج جب یہ 68 سالوں بعد اپنا حق مانگ رہی ہے،اور جب یہ اپنے حقوق چھین لینے کے لئے ریڈزون میں پڑی سراپااحتجاج ہے، تو حکمرانوں، سیاستدانوں اور ہماری اشرافیہ کو قوم کا یہ نیا روپ کھٹک رہاہے،آج قوم کے بپھرے ہوئے نئے روپ کے سامنے اِسے کٹھ پتلی کی طرح نچانے والے سب لٹیرے مل گئے ہیں اور یہ یکدل اور یکجان ہو کر ایک ہو گئے ہیں، مگر دوسری طرف قوم ہے کہ یہ بھی اپنا حق چھین لینے اور کٹ مرنے سے بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہے،اِس لئے کہ قوم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اشرافیہ کامکروہ چہرہ پہچان چکی ہے،اَب ایسے میں عوام اپناحق چھیننے کی تڑپ لیئے عمران و قادری کے گو نواز گو، گو نواز گو کے نعرے کے ساتھ تبدیلی اور انقلاب کے لئے سمندر بن کراسلام آباد کے ایوانوں سے ٹکرا رہے ہیں اور اقتدارپر قابضین کے سامنے اپنے حقوق چھین لینے کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہیں،اور انقلاب اور تبدیلی کے لئے متحد و منظم ہو گئے ہیں۔

لانگ فیلو کا کہنا ہے کہ ’’ تبدیلی آتی رہنی چاہئے کچھ نیااور خوش کن یہی زندگی ہے‘‘آج میرے مُلک میں بھی تبدیلی اور اِنقلاب کی صدائیں چار سو گونج رہی ہیں ،اور تبدیلی اور انقلاب کے بعد خوش کُن زندگی کی بازگشت بھی حرکت کررہی ہے،اَب دیکھتے یہ ہیں کہ جن لوگوں نے قوم کو تبدیلی اور انقلاب کے لئے جھنجھوڑاہے،اور مُلک میں تبدیلی لانے کے لئے قوم میں حرکت کی جو روح پھونک دی ہے ،یہ حضرات اپنے اِس مشن میں کتنے کامیاب ہوتے ہیں اور اِن کے مخالفین کو کتنی بار اور کس کس طرح سے ناکامی کا منہ دیکھ کر اقتدار سے اپنے قابضین قدم اُکھاڑنے پڑیں گے...؟اِس کا فیصلہ تو میں وقت اور حالات پر چھوڑتا ہوں،کہ یہ کیااور کیسے نتائج سامنے لاتے ہیں...؟ بہرحال....!

تبدیلی اور انقلاب کے لئے قوم میں حرکت پیدا کرنے والوں نے تبدیلی اور انقلاب کا نعرہ دینے کے ساتھ ساتھ ’’ گونوازگو، گونوازگو‘‘ کا نعرہ دے کر اپنے انقلاب اور تبدیلی کا منصوبہ تیارہ کرر کھاہے،مگر اَب ایسے میں اُدھر اقتداراور ایوانوں پر قابضین کا یہ کہنا کہ ’’ہمیں قوم نے مینڈیٹ دیاہے ، تم لاکھ بولو گونواز، گونوازگو مگر ہم جانے والے نہیں ہم ... سُن ہوگئے ہیں‘‘ یعنی یہ کہ یوں ہم جانے والے نہیں ہیں ،اَب کوئی انقلاب کی لہر کو طوفان میں بدل دے یا اپنے طوفان سے ہمارے اقتدار کو ہلانے کی ضد بھی پوری کر دکھائے بھی تو.. ہم ایسے کاغذی طوفانوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں ہم انقلابیوں اور تبدیلی کا نعرہ

لگانے والوں کے طوفانوں کا ہر صورت 30 اور 31 اگست سے بھی زیادہ سخت انداز سے نمٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں اَب ایک طرف مُلک میں تبدیلی اور انقلاب لانے والے ساری کشتیاں جلا کر کھڑے ہیں تو کہیں اِن کے خلاف دھاندلی سے اقتدار کے قابضین مقابلے کے لئے اپنی ساری مشینری کے ساتھ مورچہ زن ہیں مقابلہ کی آگ دونوں جانب لگی ہوئی ہے، یعنی کہ ایک طرف تبدیلی اور انقلاب کے لئے حرکت ہے تو دوسری طرف قابضین اقتدار انقلابیوں اور دھرنیوں کو توڑنے کی سازشوں میں مصروف ہیں، موجودہ حالات میں یوں کہہ لیجئے کہ مُلک میں خیر اور شر کی جنگ جاری ہے۔ بہر حال... ! آج جو کچھ بھی میرے دیس میں ہو رہا ہے، اِس نے ہم سب کے قول اور فعل پر لنگ کا ٹیکہ اور سوالیہ نشان لگادیا ہے۔

اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں کیا آپ اِس معقولے سے متفق ہیں کہ حرکت میں برکت ہے ... ؟ اگر نہیں ہیں تو ہو جائیں کیوں کہ میری طرح اِس روئے زمین پر بسنے والے ایسے اگنت افراد موجود ہیں جن کا اِس پر یقین ہے کہ حرکت میں برکت ہے، اور عدمِ حرکت فنا کا دوسرا نام ہے، آج دنیا سے جتنے بھی اِنسان گزر گئے ہیں اِن کا بھی یہی خیال تھا کہ حرکت میں برکت ہوتی ہے اور عدمِ حرکت موت کی شکل ہے، ویسے تو ہر زندہ اِنسان کی زندگی میں تبدیلی کا عمل بتدریج جاری رہتا ہے اور اِسی تبدیلی کے عمل کو زندگی کا نام دیا گیا ہے، اور سانس لینے والے زندہ دل اِنسان اپنے تبدیلی کے عمل کو اپنی اور اپنے معاشرے اور

اپنے مُلک کی تبدیلی سے تعبیر کرتے ہیں، کیوں کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ جب تک حرکت نہیں ہوگی تو برکت بھی نہیں ہوگی اور جب تک برکت نہیں ہوگی تو پھر کچھ بھی نہیں ہوگااور تبدیلی بھی نہیں آسکے گی اور انقلاب بھی نہیں آئے گا۔آج 68 سال بعد موجودہ فرسودہ اور غاصبانہ نظام میں تبدیلی کے لئے عمران و قادری کے ریڈزون میں دیئے جانے والے دھرنوں کو چالیس روز سے بھی زیادہ کاعرصہ گزرچکاہے، مگرجس مقصدکے لئے یہ دھرنے دیئے گئے، بیشک بظاہر تو دونوں کے دھرنے اُتنے کامیاب ہوتے ہوئے محسوس تونہیں کئے جاسکتے ہیں مگر یہاں میں دونوں کے دھرنوں سے متعلق اپنی سوچ اور نقطہ نگاہ کے مطابق اپنی ایک بات نہ کہوں تو میرے قلم کا حق ادانہیں ہوگا،اور میری وہ بات یہ ہے کہ آج عمران و قادری کی حرکت اور ہمت نے قوم کے حوصلے بلند کردیئے ہیں اور قوم کو مخصوص خاندان پر مشتمل حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اشرافیہ سے اپنے حق چھین لینے کا طریقہ ضروربتادیاہے،اور یقیناًاِسی کا نام تبدیلی ہے، جیساکہ آج کل کہاجارہاہے کہ ’’ تبدیلی آئے گی نہیں ، آگئی ہے‘‘اَب اِس موقع پر میرااُن لوگوں سے یہ کہنا ہے کہ جو عمران و قادری کے مخالف ہیں اور یہ اپنی ذاتی یا سیاسی ناراضگی کی وجہ سے عمران و قادری کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں تو میرے بھائی آپ کی ناراضگی فضول ہے مگر میرے دوست ذرااپنے کلیجے پہ ہاتھ رکھ کراور اپنی آنکھیں کھول کراورسچے دل و دماغ سے سوچو اور اپنے اردگردکے ماحول کا جائزہ لواوراگرتم کسی وجہ سے کسی کے سامنے یہ نہ

کہہ سکو تو مجھے یقین ہے کہ تم تنہائی میں یہ بات ضرور کہے بغیر نہیں رہ سکو گے کہ ”ہاں تبدیلی آئے گی نہیں بلکہ آ گئی ہے“۔ (ختم شد)

!!!!.....امریکا میں 46 سال بعد گاڑی کا ملنا حیرت ہے

کیا کچھ پاکستان میں بھی کبھی ممکن ہو سکتا ہے....؟؟؟

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر آج بھی ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں،اشرافیہ اور قومی اداروں کے چیدہ چیدہ سربراہان اور عوام اپنے اندر اچھی سوچ اور وسعتِ نظری پیدا کرلیں اور بلارنگ و نسل، زبان ومذہب اور ہر طرح کی تعصب اور سیاست سے پاک مخلوقِ خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنالیں ..توپاکستان میں بھی سب کچھ ممکن ہوسکتاہے اور ہمارا شمار بھی دنیا کی بہت سی ایسی مہذب اور تہذیب یافتہ اقوام میں ہوسکتاہے ،جہاں اِنسان کو اِنسان سمجھا جاتاہے، اور ہر اِنسان کو پیدا ہوتے ہی اِس کے بنیادی حقوق برابری کی سطح پر دے دیئے جاتے ہیں،اور جہاں ہر شہری کے لئے اِنصاف کا حصول سانس لینے سے بھی زیادہ آسان ہوتاہے،یعنی یہ کہ جہاں امیر وغریب سب کو جینے کا برابر کا حق حاصل ہوتاہے،وہاں بلارنگ و نسل اورزبان و مہذب سب کو وہ سب کچھ حاصل ہوتاہے،جو شئے حاکم الوقت کو ملتی ہے وہی ایک عام شہری کو بھی حاصل ہوتی ہے، اوردونوں ہی ایک نمبر چیزیں اپنے اپنے لحاظ سے استعمال کرتے ہیں،اِسی لئے تووہاں دُہرامعیاری زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہے۔وہاں پر ایسا نہیں ہوتا...؟ جیساکہ ہمارے مُلک

خداداد میں ہوتا ہے کہ حکمرانوں، سیاستدانوں، اشرافیہ اور اداروں کے سربراہاں کو توِ اعلیٰ معیار کی چیزیں حتیٰ کہ جنہیں مرضی کا انصاف بھی مل جاتا ہے جبکہ ہمارے مُلک میں غریب عوام ہر چیز سے محروم ہے۔آج مُلک کے 19 کروڑ عوام کی قومی سوچ اور خام خیال یہ ہوگیا ہے کہ ہمارے یہاں غریبوں کے ساتھ یہ عمل قیامِ پاکستان سے لے کر ابھی تک جاری ہے، غریبوں کا کوئی بھی پرسانِ حال نہیں ہے۔آج میرے دیس کا ہر غریب یہ بھی سمجھتا ہے کہ جیسے مملکتِ پاکستان حکمرانوں، سیاستدانوں ،اشرافیہ اور قومی اداروں کے سربراہان کے لئے ہی بنا ہے ،اِس میں غریب تو بس یوں ہی زندہ باد کے نعرے لگانے کے لئے رہتے ہیں ،اِسی لئے تو ہم ابھی تک دنیا کی مہذب قوموں میں شمار نہیں کئے جاسکے ہیں ،اِسی دہرے معیار کی وجہ سے ہمارے گرین پاسپورٹ کو دنیا جس انداز و نظر سے دیکھتی ہے ،اِسے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

مگرافسوس ہے کہ ہمارے یہاں اچھی ممکنات کو اُلٹ پلٹ کر اقتدار میں آنے والوں نے 19 کروڑ عوام کے لئے ایک ڈراونا خواب بنادیا ہے، عوام 68 سالوں سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں، اور مُلک پر قابض چند مٹھی بھر خاندان اور مفادپرست عناصر اپنی تنگ نظری اور غاصبانہ سوچ کی وجہ سے عوام کے حقوق پر ڈاکے مار رہے ہیں وہ خود تو عیش وطرب کی زندگی بسر کررہے ہیں اور عوام کو خطِ غربت سے بھی نیچے رکھ کر انہیں روکھی سوکھی روٹی ،پینے کے صاف وشفاف پانی ، اچھی خوراک

سستاعلاج ،یکساں نظامِ تعلیم اور بہترین سفری سہولت سے بھی محروم کئے ہوئے ہیں، گو، کہ مُلکی خزانے پر زہریلے ناگ کی طرح قابض ہمارا حکمران ، سیاستدان ، اور اشرافیہ طبقہ قومی خزانے کو خود تو لوٹ رہا ہے مگراِس سے عوام کو ایک پائی کا بھی فیض پہنچانے کو تیار نہیں ہے،آج ایسالگتاہے کہ جیسے مُلک کے ہر شہری کو اِس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنااِن سب کا مشغلہ بن گیاہے۔

آج بھی تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں کہ دنیاکی کسی بھی تہذیب میں جب بھی مفادپرست ٹولے نے کسی بھی مُلک پر اقتدار کی صورت میں اپنی حکمرانی قائم کی اور عوام کے بنیادی حقوق کو غضب کیا تو عوام میں احساس محرومی پیداہوئی اور عوام اپنے حقوق کے حصول کے لئے سڑکوں پر نکلے، پھر کہیں سُرخ انقلاب آیا، تو کہیں ایسی تبدیلی آئی کہ جنہیں آج بھی دنیا اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے مشعلِ راہ تصور کرتی ہے اور اِنہی کے جذبوں کے سہارے آگے کی جانب بڑھتی ہے، ہم پر لازم ہے کہ آج اگر ہم بھی اپنے یہاں کوئی انقلاب اور تبدیلی لاناچاہتے ہیں تو اپنے اندرجرات وبہادری پیداکرتے ہوئے حق پرستوں کے قائدالطاف حسین اور انقلابیوں اور تبدیلی کا نعرہ لگانے والے عمران و قادری) کا ساتھ دیناہوگاتب کہیں جاکرہم اپنے حقوق پر قبضہ کرنے والے) مفادپرست (دوجماعتوں کے) حکمرانوں، سیاستدانوں اور مُلکی دولت کو لوٹ کھانے والے اشرافیہ اور چوہدریوں، وڈیروں اورجاگیرداروں سے چھٹکارہ پاسکیں گے

ورنہ نہیں۔

آج مجھے جس خبر نے اپنا یہ کالم لکھنے پر متحرک کیا وہ امریکا کے شہر واشنگٹن سے آنے والی یہ خبر ہے کہ " امریکا کے ایک شہری جس کا نام ایوان شائڈر ہے اور جو پیشے کے لحاظ وکیل ہے، جس کی 46 سال پہلے چوری ہونے والی کار کو بازیاب کرلیاگیاہے، خبر کے مطابق واقعہ کچھ یوں پیش آیا کہ ایوان شائڈر کی 1967 کے ماڈل کی کارکنور ٹیبل جیکوار کو یوایس کسٹم اینڈ ہارڈر پروٹیکشن ایجنٹس نے گارگو کے ذریعے ہالینڈ جاتے ہوئے بازیاب کرایا، جس کی تفصیل بتاتے ہوئے لوکوون نامی ایجنٹ نے کہا کہ جب اِنھوں نے کار کی برآمدگی کے حوالے سے شائڈر کو فون کیا تواُنھوں نے اُسے کوئی جعلسازی کا منصوبہ سمجھااور اِنہیں یقین ہی نہیں آرہاتھا کہ یوں اِن کی ہر دل عزیز کار 46 سال بعد بھی اِنہیں مل جائے گی" بظاہر تو یہ خبر چند سطور پر مشتمل ہے، مگراِس خبر نے امریکااور اِس جیسے دنیاکے بیشتر ممالک کے اداروں کی کارکردگی کا اظہار کردیاہے،اور دنیا کو بتادیاہے کہ یہ تہذیب یافتہ اور اِنسان کو اِنسان اور کسی کے دُکھ کو دُکھ سمجھنے والے لوگ ہیں، اگر لوکوون نامی ایجنٹ کار کے مالک ایوان شائڈر جس کی 46 سال پہلے کارچوری ہو گئی تھی،اِسے فون کرکے کار کی بازیابی کی اطلاع نہ بھی دیتاتوکیاہوتا..؟ ایوان شائڈر تو پہلے ہی مایوس ہوچکا تھا،اور اپنی کار کو بھول چکا تھا، مگرلوکوون نامی ایجنٹ نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیااور کار کے

مالک کو اِس کی کار ملنے سے متعلق مطلع کرکے اپنی ایک ایسی ذمہ داری ادا کی جو دنیا کو یہ احساس دلاتی رہے گی کہ اگر دنیاکے ہر انسان اپنی ذمہ داریاں ایمان داری اور خلوص اور بغیر کسی لالچ اور مک مکاکے نبھائیں تو 46 سال بعد بھی چوری ہونے والی ایک کار تو کیا 46 صدیوں بعد بھی چوری ہونے والی چیزیں بازیاب کی جاسکتی ہیں، مگر افسوس ہے کہ ہمارے مملکت خداداد پاکستان میں اُوپر سے نیچے تک شاید کو بھی اپنی ذمہ داریاں لوکوون نامی ایجنٹ کی طرح نبھانے کو تیار نہیں ہے، ہمارے مُلک میں تو کوئی بھی بغیر مک مکاکے کچھ کرنا ہی نہیں چاہتاہے، یہ تو 46 سال کی بات ہے، ہم تو 46 سیکنڈ، منٹ، 46 گھنٹے اور 46 دن بعد بھی کوئی چیز بازیاب نہیں کراتے ہیں جب تک کہ 46 ہماری یا ہمارے اُوپر والوں کی مٹھی گرم نہیں کی جاتی ہے۔

اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہم بھی اچھے نہیں بن سکتے ہیں مگر بات دراصل بس یہی ہے کہ ہم خود بھی اُوپر سے نیچے تک اچھابنناہی نہیں چاہتے ہیں،اِس کی تازہ مثال یہ ہے کہ جہاں میں رہتاہوں گزشتہ ایک ماہ سے میری گلی کے کچھ گھروں میں پینے کے پانی میں گٹر کا پانی میکس ہوکر آرہاہے، یقین جانیئے کہ مجھے اپنے علاقائی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے دفاتر میں چکر لگاتے ہوئے پورے ایک ماہ کا عرصہ گزرگیاہے مگر مسئلہ حل نہیں ہواہے، جب میرا مسئلہ واٹر بورڈ والوں کے سامنے پیش کیا گیاتواِن کا بس ایک ہی جواب تھا کہ آپ کی گلی کے کسی

گھر کی گٹر لائین پانی کی لائین سے مل گئی ہے جس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے سیوریج والوں کا مسئلہ ہے جب آپ کے گٹر صاف ہوں گے تو مسئلہ خود بخود ختم ہو جائے گا، حد تو یہ ہے کہ میری گلی والوں نے اپنی مدد آپ کے تحت گلی کے گٹر بھی صاف کروا کر دیکھ لئے مگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو دوبارہ واٹر بورڈ والوں سے رابطہ کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ گلی کے گٹر صاف کروانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا جب تک کہ سارے علاقے کے گٹر صاف نہ کئے جائیں تب تک یہ مسئلہ رہے گا، تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سارے علاقے کے گٹر صاف کرانے کی ذمہ داری عام شہریوں کی ہے...؟ یا محکمہ واٹر اینڈ سیوریج والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ عوامی مسائل حل کریں اور علاقے کے گٹر صاف کروائیں خیر... جب سیوریج والوں سے رابطہ کیا گیا تو اِن کا بھی ٹکا سا یہ جواب تھا بھائی...!! ہتھیلی پر سرسوں تو نہیں جمائی جا سکتی ہے دیکھ لیں گے ویسے یہ مسئلہ واٹر بورڈ والوں کا ہے، ہمارا نہیں ہے ہمیں جب ٹائم ملا تو ہم گٹر صاف کروا دیں گے، جب تک گلی والے یہی پانی استعمال کریں، آج واٹر بورڈ اینڈ سیوریج بورڈ کے دفاتر کے چکر لگاتے ایک ماہ گزر گئے ہیں خدا کی قسم کسی نے بھی پلٹ کر خبر تک نہیں لی ہے اَب میں انتہائی مجبور ہو کر اپنے اِس کالم کے ذریعے حکومتِ سندھ، وزیراعلیٰ سندھ،، گورنر سندھ، صوبائی وزیر بلدیات، لانڈھی کے ایم این اے، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے حق پرست قائد الطاف حسین اور مُلک میں انقلاب اور تبدیلی کے لئے نکلنے والے عمران خان اور طاہر القادری

اور واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے حکامِ بالا سے درخواست کرتا ہوں تاکہ یہ تمام حضرات میری گلی کے اِس مسئلے کے حل کے لئے کچھ کریں تو میری گلی کے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر ہو۔ جو ایک ماہ سے گٹر کے پانی کی آمیزش والا پانی استعمال کر کے جلدی اور دیگر بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں مگر واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کا عملہ مسلسل ایک دوسرے پر ڈال کر ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے، گلی والوں کو گٹر کا پانی پینے پر مجبور کئے ہوئے ہے اَب سوچیں کہ جب میرے مُلک کے ادارے کام ہی نہیں کرنا چاہیں تو پھر ہم کیا عوامی خدمت کریں گے..؟ اور کیا ترقی کریں گے..؟ اور کیسے کسی مذہب یا ترقی یافتہ قوم میں شامل ہو کر ترقی یافتہ کہلائیں گے...؟

آخر کب تک....؟دھاندلی سے حکومتیں بنتی رہیں گیں...؟؟

ڈنڈا بردار انقلاب کے سامنے اقتدار کے پجاری ایک پیج پر.....!!!!

عمران خان اپنے کراچی ، لاہور اور میانوالی کے بڑے اور کامیاب جلسوں کے بعد مسلسل آگے کی جانب بڑھ رہے ہیں اور ثابت کر رہے ہیں کہ مُلک کی اکثریت اِن کے ساتھ ہے اور اَب اِس میں کوئی شک نہیں ہے اور کوئی دورائے نہیں ہے کہ عمران خان کے کامیاب جلسوں سے حکمران جماعت کو اپنا گراف گرتا ہوا محسوس ہو رہا ہے، اِسی وجہ سے یہ بری طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی ہے، اَب ایسے میں جہاں حکمران جماعت مشکل میں نظر آرہی ہے تو وہیں اپوزیشن کی بعض جماعتیں بھی حکومت کا ساتھ چھوڑنے پر بغلیں جھانک رہی ہیں اور یہ بھی اپنے کسی نئے فیصلے کے لئے کسی وقت کے انتظار میں ہیں اور حکومت تو بیچاری پہلے ہی پریشان اور بوکھلاہٹ کا شکار ہے، اپوزیشن جماعتوں کا ساتھ چھوڑنے پر حکومت کا شیرازہ زمین بوس ہو جائے گا تو اِسی خدشے اور مخمصے کے پیشِ نظر تو حکومت اپنی بقاء کے لئے ہر حد تک جانے کو تیار دکھائی دیتی ہے۔آخر کار اس کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پچھلے دنوں سرگودھا کے علاقے شاہ پور میں متاثرین سیلاب میں امدادی رقوم کی تقسیم کے دوران میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیراعلیٰ

پنجاب میاں شہباز شریف۔برداشت کی تمام حدیں پھلانگتے ہوئے عمران و قادری کو سخت دھمکی آمیز لہجے میں یہ تک کہہ گئے کہ" خان صاحب جو کام کر رہے ہیں،اِس کا انجام بُرا ہوگا،اللہ کے شیر (اِس وقت اِن کا اشارہ دراصل ن لیگ کے جیالے شیروں کی جانب تھا) جاگ گئے تو سُرخی رہے گی نہ پاوڈر۔اُنہوں نے کہا کہ دھرنوں کی سیاست کرنے والوں نے کنٹینر سے اُتر کر عوام کی خدمت نہیں کی۔اللہ کے شیروں کو صبر و تحمل سے کام لینے کے لئے کہا ہے، گو گو کا نعرہ لگانے والوں کو پتہ نہیں کہ اللہ کے شیر جاگے تو پھر سُرخی رہے گی نہ پاوڈر،اِس موقع پر ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کہ وزیراعلیٰ پنجاب المعروف خادمِ اعلی)شہباز شریف نے دھرنے والوں (عمران و قادری) کو دھمکی) دیتے ہوئے کہا ہے کہ "ہمارے بھی لاکھوں کارکن ہیں "گو نواز گو" کے نعرے لگوا کر آپ اچھا نہیں کر رہے ہیں،اُنہوں نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ "اگر اللہ کے شیر جاگے تو پھر سُرخی رہے گی نہ پاوڈر۔" ایسے لگا کہ جیسے وہ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ اللہ کے وہ شیر جو ابھی اِن کے بے قابو میں ہیں،اگر یہ صبر و تحمل کے جنگلے کو توڑ کر بے قابو ہوگئے تو دھرنوں والوں کا جو ہوگا...؟وہ ساری دنیا حیرت زدہ ہو کر دیکھے گی ...!! لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے عمران و قادری اپنی اور اپنے جنونیوں اور مریدین کی زبانیں بند کروائیں اور اِنہیں گو نواز گو کے نعرے سے باز رکھیں...اور اِسی طرح ن لیگ کے بہت سے نئے اور پرانے عہدیداروں اور کارکنان کا بھی یہ کہنا ہے کہ "آج ریڈزون میں دھرنا دینے والے ڈنڈابردار جس

انقلاب اور تبدیلی کی باتیں کر رہے ہیں وہ ن لیگ کے ہوتے ہوئے کبھی بھی نہیں آ سکتے ہیں ،اور ڈنڈا بردار وں اور لندن سازشوں کی ہر چال کو ن لیگ والے اپنے اتحادیوں اور اپوزیشن کے ساتھ مل کر ناکام بنادیں گے جس کے لئے ہمارے ساتھ (یعنی کہ اِن اقتدار کے پجاریوں کے ہمراہ) سب ہی ایک پیج پر ہیں، کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے، ابھی تو ہم نے پچھلے انتخابات میں جتنی رقم لگائی تھی، ہمیں تو اٹھارہ ماہ کے اقتدار سے آدھی بھی وصول نہیں ہوئی ہے، ہم نے تو حکومتی مدت پوری ہونے تک اپنی رقوم کا پانچ سو گنازائد کمانے کا سوچ رکھا ہے، واہ بھئی واہ....!! ہم دھرنیوں کے دباؤ میں اپنے منصوبے کیوں ادھورے چھوڑ جائیں...؟؟ بھلا یہ بھی کوئی طریقہ ہے، پی پی پی والے اپنی حکومت پوری کر جائیں اور کما کر جائیں اور ہم کیوں اور کس کے لئے اپنا ہاتھ آیا ہوا اقتدار اٹھارہ ماہ ہی میں کسی کٹی پتنگ کی طرح چھوڑ جائیں اور مزے کوئی اور لے....!! ایسے بہت سے جملے اور خواہشات ہیں جو ن لیگ والے جب ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں ،مگر دھرنے والوں کو حق سچ جانتے ہوئے بھی اپنی ضد اور انا کے خاطر اقتدار چھوڑنے کو کسی صورت تیار نہیں ہیں۔

بہر حال ...!! آخر اَب کب تک اقتدار کے پجاری دھونس ، دھمکی اور دھاندلی سے ایک پیج پر رہے ہیں گے...؟ اور یہ اَب کب تک کُرسیءِ اقتدار سے چمٹے رہیں گے.. ؟ اور آخر کب تک ہمارے یہاں دھاندلی سے حکومتیں بنتی رہیں گیں..؟ اور مخصوص خاندان

والے جمہوریت کی آڑ میں قوم پر بادشاہت نما حکمرانی کرتے رہیں گے ..؟آج جبکہ ایسے میں گونواز گو کی آوازیں چار سو زمینوں آسمانوں اور سمندروں سے بھی آرہی ہے، یعنی یہ کہ ساری دنیا کے لوگوں کے گونواز گو کے نعروں سے بحروبر اور فلک بھی گونج رہے ہیں،اَب ایسے میں اپنی نام نہاد جمہوریت کے پجاری جو دھونس ، دھمکی اور دھاندلی سے اقتدار کی مسند پر قابض ہوئے ہیں اَب اِنہیں جلد یا دیر جانا یقینی ٹھیر گیا ہے۔ اَب مان لیجئے کہ دھرنے والوں کی عزم وہمت کے آگے ن لیگ والوں کی سیاسی حکمتِ عملی بری طرح بوکھلاہٹ کا شکار ہے ۔اِنہیں موجودہ سیاسی بحران میں کچھ سُجھائی نہیں دے رہا ہے کہ یہ اِس بڑے سیاسی بحران سے کس طرح نکل کر اپنی جان چھڑائیں اور اپنی عزتیں بچائیں اور سُرخرو ہوں ۔ن لیگ جو قومی اداروں کو اپنے من پسند افراد کو کوڑیوں کے دام فروخت کرنے میں اپنی مثال آپ ہے،آج اِسی ن لیگ نے وقتی طور پر مفاہمتی پالیسی اپنائی ہے اور اِس نے عوام میں گرتا ہوا اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کیلئے وفاقی اور قومی اداروں کی فروخت کا عمل روک دیا ہے، اور عوام میں دوبارہ اپنا گراف بڑھانے کے خاطر وفاقی اداروں میں میرٹ کا بہانہ بنا کر اپنے منحرف اور ناراض کارکنان کی بھرتیوں کے لئے ملازمتوں پر عائد پابندی کے خاتمے کا اعلان کرکے اپنے کارکنان کو ملازمتیں بٹانی شروع کردی ہیں،جب ن لیگ کے گلو بٹ جیسے کارکنان کو وفاقی اداروں میں

ملاز میں مل جائیں گیں تو پھر اِن اداروں پر بھی محکمہ پولیس کی طرح گلو بٹوں کا اثر ہو جائے گا اور اِن اداروں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی، میرٹ کا کھلے عام قتل ہو گا اور ن لیگ کے جیالے (گلو بٹ جیسے) کارکنان سارے مُلک میں پھیلے ہوئے قومی اداروں میں بھر جائیں گے اور پھر یہ ہوں گے اور قومی ادارے ہوں گے، ہمارے قومی ادارے کسی بھی لحاظ سے ایسے نہیں ہیں کہ ن لیگ سے تعلق رکھنے والے وزیرِاعظم نواز شریف اِنہیں کوڑیوں کے دام فروخت کرکے نجی تحویل میں دیں مگر یہ کیسی وزیرِاعظم کی سوچ ہے کہ یہ جب بھی اقتدار میں آئے ہیں اِن کی ساری توجہ قومی اداروں کی نج کاری اور ڈاؤن سائزنگ اور گولڈن ہینڈ شیگ کی طرف ہی رہی ہے مگر آج جبکہ وزیرِاعظم نواز شریف کی مزدور دشمن پالیسیز سمیت دیگر سیاسی و معاشی اعتبار سے عوام و مُلک پالیسیز کے خلاف عمران و قادری نکلے کھڑے ہوئے ہیں تو وزیرِاعظم نواز شریف کو عوام کو نوکریوں سمیت کچھ معاملات میں بھی ریلیف دینے کا خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے ورنہ تو ایسا کبھی ممکن ہی نہیں تھا، سوچیں ایسا آخر کب تک ہو گا..؟ نواز شریف اور اِن کی حکومت کو جانا ہو گا، اور بس جانا ہو گا آخر اَب یہ کب تک دھونس، دھمکی اور دھاندلی پر قائم رہ سکے گی۔؟؟ آج قوم جاگ گئی ہے، اور باشعور ہو گئی ہے، اَب مان جاؤ کہ آج یہی تو انقلاب اور تبدیلی ہے۔ (ختم شد)

!!!!!....اُف بلاول کل کا بچہ اور اتنی لمبی زبان

خصوصی کالم: ۔ تمثیل سیاست فون نمبر: 03312233463 صفحہ 2/1

بلاول کے پیچھے کون ہے..؟؟ اور بلاول کی بولی کے نیچے کیا......؟؟

آج چونکہ میرا کالم شہید بینظیر بھٹو کے صاحبزادے بلاول بھٹو کی گزشتہ دِنوں کی جانے والی جذباتی تقریر میں کہے گئے نشتر جیسے جملوں سے متعلق ہے تو آج میں اپنے کالم کی ابتداء بھی شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو کے اِس قول سے کرنا چاہوں گا کہ ’’ سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُور رس ذمہ داریاں ہوتی ہیں، سیاست قوم کے وجود میں اِس کے احیا کی بنیاد ہوتی ہے‘‘میں نے یہ قول بالخصوص پی پی پی کے برطانیہ پلٹ نومولود چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کی خدمت میں پیش کردیا ہے اور اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس سے یہ کیا معنی مطلب لیتے ہیں...؟ اور یہ اپنی کتنی اصلاح کرتے ہیں..؟ وہ تو اِن کی اگلی کسی تقریر میں نظر آجائے گا مگر سمجھے کے لئے یہی بہت ہے، میں بلاول بھٹو زرداری کے نشتر جیسے نفرت انگیز سیاسی بیان پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کو نیل کا کہنا ہے کہ’’ جو بات اخلاقی طور پر غلط ہو اُسے سیاسی طور پر دُرست قرار نہیں دیا جاسکتا ہے‘‘ مزید

کچھ کہنے سے پہلے میں پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی بھی پیش کرتا چلوں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ " میں اپنی اُمت کے بارے میں اُن منافقوں سے بہت ڈرتا ہوں جو چالاک اور چرب زبان ہیں" اَب یہ چرب زبانی ہم عام حالاتِ میں کریں یا کسی مخصوص اور اہم ذمہ داری ادا کرتے ہوئے کریں یا زندگی کے کسی بھی معاملے میں کریں بہر حال..! وہ چرب زبانی ہی ہوگی اِس سے بچنا چاہئے اور جو نہ بچے تو دنیا و آخرت میں تباہی اِس کا مقدر ہوگی۔

آج جہاں مُلکی سیاسی صورت حال میں بہت سے سیاسی بحران زہریلے پھن پھلائے کھڑے ہیں تو وہیں پی پی پی کے چئیرمین بلاول بھٹو زرداری کے نفرت انگیز سیاسی بیانات نے بھی نئے بحرانوں کو جنم دے دیا ہے جن کی ہر سطح پر مذمت کی جارہی ہے۔ جیسا کہ پچھلے کچھ دِنوں سے جس طرح پاکستان پیپلز پارٹی کے برطانیہ پلٹ نومولود چیئرمین مسٹر بلاول بھٹو زرداری اپنی چرب زبانی (تعصب اور نفرت انگیز سیاسی نشتر جیسے جملوں) کے باعث مُلکی اور عالمی میڈیا میں اِن ہیں اگرچہ اِنہیں یہ کسی بھی طرح سے زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ سینئر سیاست دانوں (نواز شریف، الطاف حُسین، عمران خان اور علامہ طاہر القادری) سے متعلق ایسی زبان استعمال کریں..؟ کہ مُلک کا ماحول سیاسی پر تشدت جملے بازیوں اور دیگر دوسری

کارروائیوں کا شکار ہوجائے ۔ ایسے میں اِنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مُلکی سیاست میں اِن کی حیثیت کل کے بچے جیسی ہے، اور آج یہ کیسے ..؟ کسی کے کہنے پر اپنی عمر سے کئی گنا زیادہ بڑے مُلکی سیاست دانوں (سیاسی جماعتوں کے قائدین) سے متعلق کیسی زبان استعمال کررہے ہیں...؟ جن کا لب ولہجہ کسی بھی طور پر کسی بھی جماعت سے وابستہ

عہدیداران وکارکنان اور محب وطن پاکستانیوں کے لئے بھی ناقابلِ برداشت ہے،ابھی پی پی پی کے برطانیہ پلٹ نومولود چیئرمین مسٹر بلاول بھٹوزرداری کو اپنی حیثیت جاننے اور خود کو اپنی زبان و جملوں کے ترازوں میں رکھ کر اپناوزن تولنے کی اشد ضرورت ہے ،اور جب یہ ایسا کرلیں تو پھر بلاول کو اپنے بڑوں اور احترامِ اِنسانیت کے خول میں رہتے ہوئے اپنے اردگرد منڈلاتے اُن سیاسی مایوس عناصر کا خود ضرور کھوج لگانا ہوگا جو اِن کے اُبھرتے ہوئے سیاسی کیرئر کو تباہ و برباد کردینا چاہتے ہیں اور یہی وہ عناصر ہیں جو ابھی سے ہی اِن کے قریب رہ کر اِن کے نانا شہید ذوالفقار علی بھٹو اور اِن کی امّی شہیدِ رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی کے خلاف سازشوں کے جال بچھارہے ہیں اور اِن کی اچھی بھلی شخصیت کو متنازع بناکر اِس پر سوالیہ نشان لگانے میں مصروف ہیں، اور اِنہیں اپنے مخالفین سے متعلق نفرت انگیز سیاسی چرب زبانی اور سیاسی نشتر جیسے جملوں پر اُکسا کر اپنے عزائم کی تکمیل چاہ رہے ہیں،چونکہ بلاول کا تعلق اُس سیاسی جماعت سے ہے ، جس نے مُلک میں جمہوریت کے لئے حقیقی معنوں

میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں، اوراِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ امتیاز صرف پی پی پی کو حاصل ہے کہ اِس نے مُلک میں جمہوریت کو پروان چڑھانے اور اِسی جمہوریت کے ناطے مُلک کو ترقی و خوشحالی کے لئے اپنے اکابرین کے خون کے ایک ایک قطرے سے مُلک کو سینچاہے اور مُلک کو دنیامیں وہ مقام دلایا ہے جو آج تک ن لیگ یا اِس جیسی کوئی اور سیاسی اور مذہبی جماعت بھی نہیں دلا سکی ہے،اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پی پی پی نے مُلک کو اُوجِ ثریاتک لے جانے میں بے حداقدامات کئے ہیں مگر اَب ایسا لگتاہے کہ اگر پی پی پی کے برطانیہ پلٹ نومولود چیئرمین مسٹر بلاول بھٹوزرداری کسی کا آلہ ء کاربنے رہے ہیں اور حلیفوں اور حریفوں کے بارے میں ایسی ہی زبانیں استعمال کرتے رہے جیسی کہ گزشتہ دِنوں اِنہوں نے نوازشریف ، الطاف حُسین، عمران خان اور علامہ طاہر القادری سے متعلق کھولی ہے تو کوئی شک نہیں ہے کہ اگلے انتخابات تک پی پی پی سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے بھی تنہارہ جائے گی ،اِس میں پھر کوئی شک نہیں رہ جائے گاکہ اِس کا شیرازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بکھر کررہ جائے گا،اَب پی پی پی کی سیاسی عمارت جو اپنی پچھلی حکومت کی کارکردگی اور اپنے رویوں کی وجہ سے پہلے ہی کھوکھلی ہوچکی ہے وہ اگلے انتخابات تک یقینی طور پر زمین بوس ہوجائے گی۔

آج اِن ساری باتوں اور خرابیوں کے باوجود بھی اگر برطانیہ پلٹ پی پی پی کے

نومولود چیئرمین مسٹر بلاول بھٹوزرداری یہ چاہتے ہیں کہ یہ مُلکی سیاست میں اپنے نانااور اُمی کی جماعت کے سہارے اپنا کوئی مقام حاصل کریں اور مُلک میں جمہوریت اور عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہر صورت میں سیاسی چرب زبانی اور سیاسی تشدانہ جملے بازیوں سے اجتناب برتیں اور مُلک کی اُن خطوط پر خدمت کریں جن پر اِن کے نانااور اُمی نے قائم رہ کر کی اور جنھوں نے سیاست کو آخری وقت تک اپنا دین ودھرم اور زندگی کا حصہ بنائے رکھااور اِن کے اِسی جذبے نے اِنہیں رہتی دنیاتک امر کردیا۔

آج پی پی پی کے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری کی اپنے سیاسی حلیفوں اور حریفوں سے متعلق چرب زبانی کے چرچے نہ صرف پاکستان میں ہی عام ہیں بلکہ دنیابھر میں بھی یہ بات بڑی حیرت سے محسوس کی جارہی ہے کہ ”اُف بلاول کل کابچہ اور اتنی لمبی زبان ...!!!اور اِسی کے ساتھ ہی پاکستانی قوم اور دنیاکے دانشور، سیاسی تبصرہ اور تجزیہ نگار بھی یہ سوچ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ سوال کرتے نظرآرہے ہیں کہ ”پتہ لگاؤکے بلاول کو اپنے سیاسی حلیفوں اور حریفوں سے متعلق نفرت انگیز اور نشتر جیسے جملے لکھ کردینے اور کہلوانے کے پیچھے کون ہیں..؟؟اور وہ اِس طرح بلاول سے ایسے جملے کہلواکر... بلاول کے سیاسی کیئیر کے لئے اور اِن کے نانا شہید ذوالفقار علی بھٹو،اُمی شہیدرانی محترمہ بینظیر بھٹواور (آج ہاتھ لگاکر) پی پی پی کواپنی جماعت کہلوانے والے

اِن کے اَبو سابق صدر آصف علی زرداری کے لئے کیا اور کیسی خدمات انجام دے رہے ہیں...؟؟

زرداری صاحب عمران تو پانی کا بلبلہ... !! مگر زرداری بتائیں بلاول کیا ہے..؟

ذرا سوچو تو سہی کہاں عمران اور کہاں بلاول......؟؟
سالِ گزشتہ مُلک میں ہونے والے عام انتخابات میں شکست کا ذائقہ چکھنے کے بعد اقتدار چھوڑنے والی پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین وسابق صدر آصف علی زرداری نے لاہور میں اپنے نئے پرانے اور خوش و ناراض کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص لب ولہجے میں اپنا وہی روائتی تکبرانہ اندازخطابت اپناتے ہوئے اپنا سینہ پھولا کراور گردن تان کر کہاہے کہ مُلک میں عام انتخابات کب ہوں گے ..؟اِس کا فیصلہ پیپلزپارٹی ہی کرے گی،واہ رے واہ ... ! دیکھوتو سہی رسی جل گئی پر بل نہیں گئے .....اور اُنہوں نے اپنے اِسی لب و لہجے اور اندازِ خطابت کے ساتھ عینک کے پیچھے سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھاڑتے ہوئے یہ بھی کہاہے کہ ’’
لاہور آیا تاکہ نواز شریف کو حوصلہ دوں کہ وہ جمہوری اداروں کو بچانے کے لئے ڈٹ جائیں‘‘۔ گویا کہ اَب زرداری نے سمجھالیا ہے کہ نواز بیچارہ عمران و قادری کا اکیلا مقابلہ نہیں کرسکتاہے،اِس لئے توزرداری نے نواز کی کمر کو مضبوط کرنے اوراِسے سہارادینے کے لئے اپنے اعلیٰ نسل کے 80 گھوڑوں کے ساتھ لاہور میں پڑاؤڈال لیاہے تاکہ یہ جمہوریت کی آڑ لے کر

مُلک میں اپنی مفاد پرستانہ سیاست کے تحفظ کے لئے قدم قدم پر ایک دوسرے کا ساتھ دے سکیں،اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر عوام کے کاندھوں پر سوار ہو کر باری باری اقتدار کی مسندِ اعلیٰ سنبھالتے رہیں اور قوم کے خون پسینے کی کمائی دیارِ غیر (باہر کے ممالک)کے بینکوں میں رکھ کر اپنی اپنی عیاشیوں کا سامان کرتے رہیں اور مسائل میں گھیری قوم کو جھوٹی تسلیوں پر ترخاتے رہیں ۔اپنے خطاب میں زرداری نے کہاکہ عالمی طاقتیں بھی فی الحال پاکستان میں تبدیلی نہیں چاہتیں۔''راقم الحرف کو سمجھ نہیں آیا کہ عالمی طاقتیں پاکستان سے کیا چاہتی ہیں اِنہیں پاکستان میں تبدیلی ہونے یا نہ ہونے سے کیا لینادینا...؟اور اِنہیں کیا فائدہ ہوگا...؟اور یہ سابق صدر زرداری نے کیوں کہاہے کہ عالمی طاقتیں فی الحال پاکستان میں تبدیلی نہیں چاہتیں ہیں...؟آج زرداری سے قوم سوال کرتی ہے کہ پاکستان آزاد مُلک ہے یا عالمی طاقتوں کے شکنجے میں پھنساہواہے..؟ اَب اِس سوال کا جواب دینا زرداری پر لازم ہوگیاہے وہ جواب دیں اور قوم کو مطمئین کریں،بہرکیف..!اپنے اِسی خطاب میں اُنہوں نے کہاہے کہ'' عمران خان پاکستان کی سیاست میں پانی کا بلبلہ ہے پانی کے بلبلے کو بنانے والا ہاتھ کوئی اور ہے عمران جیسے لوگ سیاست میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے''ہوسکتاہے کہ زرداری کے اِس جملے سے اِن کی جماعت کے جیالے اِس سے متفق ہوں مگر میں چونکہ ایک حقیقت پسنداور بلالپٹی چپڑی اور لگی لپٹی کہنے اور لکھنے والا ایک غیر جانبدار پاکستانی لکھاری ہوں تو میں

زرادری کے عمران خان اور اِن جیسے دوسرے لوگوں (سیاستدانوں) سے متعلق کہے ہوئے ایسے جملے اور پیش کئے گئے نظریئے سے متفق نہیں ہوں کہ عمران خان کی حیثیت پاکستانی سیاست میں پانی کے کسی بلبلے جیسی ہے...؟؟؟

اگر آج زرداری صاحب اور اِن کی جماعت والوں کے نزدیک پاکستانی سیاست میں عمران خان کی اہمیت اور حیثیت (خفیہ اور نظر نہ آنے والی قوتوں کا) پانی پر بنائے گئے بلبلے جتنی ہے تو زرداری صاحب...! یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج پھر یہ قوم کیسے تسلیم کرلے کہ آپ اور شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے صاحبزادے اور برطانیہ پلٹ پی پی پی کے نومولود چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کی حیثیت اور ذات مُلکی سیاست میں کوئی مقام کرتی ہے...؟جی زرداری صاحب..! وہ بلاول جنہیں ابھی اردو بھی ٹھیک طرح سے بولنی نہیں آتی ہے، اَب یہ بھلا قوم کیسے...؟؟ مان لے کہ بلاول 18 اکتوبر کو کراچی میں ایک جلسی کرکے پاکستان کی سیاست میں قدم رکھیں گے اور پھر یہ اپنی پارٹی اور مُلک میں کوئی بڑی تبدیلی لے آئیں گے...؟ اور یہ تُرنت مُلک و قوم کے دُکھ درد اور مسائل کا مداوا کریں گے...؟

یہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ جیسی مفاہمت پسند شخصیت بلاول کی سرپرست ہے مگر یہ بھی تو کوئی ضروری نہیں ہے کہ بلاول سیاست میں قدم رکھنے کے بعد اپنے دل و

دماغ کا استعمال نہ کرے اور ہمیشہ آپ کے ہی دیئے ہوئے مشوروں اور بنائے گئے طور طریقے پر ہی عمل کرتا رہے اور ہمیشہ آپ کے ہی اشارے پر چلتا رہے۔
بہر حال ... !زرداری صاحب آج جیسا آپ بلاول سے متعلق سوچ رہے ہیں ابھی اِس کی شخصیت میں ایسا کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے،اور زرداری صاحب ... !آج آپ کیسے چلیں ہیں ..؟ عمران خان کا مقابلہ بلاول سے کرنے .. !!زرداری صاحب ذرا سوچیں بلاول میں تو ایسا کیا ہے کہ آپ عمران کا مقابلہ بلاول سے کریں ..؟ کیوں کہ آج قوم بھی یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ کہاں عمران خان کی سیاسی اور سماجی خدمات اور کہاں بلاول کل کا بچہ ..؟؟ ابھی جِسے نہ تو ٹھیک طرح سے بولنا ہی آتا ہے اور نہ چلنا .... !! آج جِسے خود اپنی تربیت کی ضرورت ہے تو زرداری صاحب .. !آپ ابھی بلاول کو اپنی اور دوسروں کی طرح سیاست کی بھٹی میں پک کر کندن بننے دیں پھر سوچیں کے بلاول سے کیا اور کیسا کام لینا ہے ..؟ اور اِسے کس طرح سے استعمال، کرنا ہے مگر آج حیرت ہے کہ آپ اِس کے بغیر ہی پھر کیسے ...؟؟ بلاول کو موروثی سیاست کا ہار پہنا کر اِسے مُلک اور قوم کو چلانے کی باگ ڈور سونپ رہے ہیں ...؟
اگرچہ آج اِس میں کوئی شک اور کسی قسم کا کوئی ابہام بھی باقی نہیں ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنی بہت سی فرسودہ روایات اور دورِ گزشتہ کے ناقص

اقدامات کے باعث عوام الناس میں اپنا مقام اور اہمیت کھوچکی ہے، اَب ایسے میں یہ اور بات ہے کہ سابق صدر زرداری سمیت پی پی پی کے عہدیدران و کارکنان اپنے دل کی تسلی کے لئے لاکھ یہ کہتے پھریں کہ ”پی پی پی نہ کمزور ہوئی ہے اور نہ اِس کا گراف گرا ہے“تو

یہ اِن کی سوائے کم عقلی اور بے وقوفی کے کچھ نہیں ہے، کیوں کہ سیاست حقیقت پسندی اور عملی پسندی کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے، آج اِسے سمجھ کر دنیا کی سیاست میں جن جماعتوں اور اشخاص نے قدم رکھا وہی اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے اہداف تک پہنچے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو آج بھی سیاست کے اِسی کلیئے پر کاربند ہیں اور اپنی منزل کی جانب دھیرے دھیرے ہی سہی مگر جہدِ مسلسل سے آگے کی جانب بڑھ رہے ہیں مگرافسوس ہے کہ آج پاکستان پیپلزپارٹی سیاست کے میدان میں رہ کر بھی سیاست کے کلیہ حقیقی کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہوتی جارہی ہے اور ہر حقیقت کو جھٹلاکر سیرابی اور خوابی کیفیات میں جاتی ہوئی نظرآرہی ہے۔

اَب نواز شریف بھارت و امریکا سے التجایہ انداز بند کریں....؟

نواز مودی کو منہ توڑ جواب دینے میں نہ ہچکچائیں......؟؟

پچھلے کئی دِنوں سے بھارت کی جانب سے ورکنگ باؤنڈری پر جاری اشتعال انگیزی اور کنٹرول لائن پر مسلسل ہونے والی بھارتی گولہ باری نے امن پسند پاکستانی قوم کو جس تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے وہ بھی پاکستانیوں اور دنیاکے لئے باعثِ تشویش ہے،آج جہاں پاکستانی عوام کے دماغوں میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو اُن میں سے ایک سوال اپنے وزیرِاعظم نواز شریف کی ذات اور مُلکی خارجہ پالیسی سے متعلق یہ بھی جنم لے چکاہے کہ بس بس بس بہت ہو گئی ...؟اَب قوم یہ جاننا چاہتی ہے کہ نواز اور مودی میں کیا گٹھ جوڑ ہے...؟ اگر ایسانہیں ہے تو پھر نواز شریف کو بھارت اور امریکا سے التجایہ انداز بند کرنا ہوگا،اوراَب بھارت کی ہٹ دھرمی کا جواب لازما پتھر سے دینے کااعلان کرنا ہوگا۔

اَب ورنہ قوم یہ سمجھے گی کہ نواز کی شریف اپنے تجارتی مقاصد کے لئے مودی سے کسی قسم کامک مکا کرچکے ہیں تب ہی نواز شریف کا رویہ بھارت اور مودی حکومت کے ساتھ ہمدردانہ اور دوستانہ ہے،اور ایسادوستانہ انداز جس کا اظہار گزشتہ

پیر کو نواز شریف نے وزیراعظم ہاؤس میں امریکی سینیٹ کی آرمڈ کمیٹی کے ارکان سینیٹرز ٹم کین اور اینگس کنگ سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا ''اِس موقع پر ہمارے وزیراعظم نواز شریف کا انداز گفتگو انتہائی التجایہ اور عاجزانہ تھا ایسے جیسے کہ یہ کسی کمزور اور ناتواں مُلک کے وزیراعظم ہیں اور پڑوسی مُلک بھارت کی جارحیت پر امریکیوں سے مدد کی بھیک مانگ رہے ہیں اور امریکیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کررہے ہیں کہ امریکا بھارت کو ہم پر ظلم وستم سے باز رکھے اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے ہماری مدد کرے اُنھوں (وزیراعظم نواز شریف) نے امریکیوں سے روندھی ہوئی صورت بناتے ہوئے انتہائی التجایہ اور عاجزانہ لہجے کے ساتھ حسبِ عادت وروایات گوش گزار کراتے ہوئے کہا ہے کہ'' پاک بھارت تعلقات صرف مذاکرات کے ذریعے ہی آگے بڑھ سکتے ہیں، مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اقوام متحدہ اپنی قراردادوں کا احترام کرے، مسئلہ کشمیر کا وہی حل قابلِ قبول ہوگا جسے پاکستان، بھارت اور کشمیریوں سمیت تمام فریقین کی تائید حاصل ہوگی، بھارت کے ساتھ خارجہ سیکرٹری سطح کے مذاکرات کی معطلی پر مایوسی ہوئی ہے'' ہمارے وزیراعظم مسٹر جناب مسٹر نواز شریف صاحب کے اِن التجایہ اور عاجزانہ کلمات و جملے سُننے کے بعد اطلاع ہے کہ امریکی ارکانِ کانگریس کی جنرل راحیل شریف سے بھی ملاقات ہوئی جس میں دوطرفہ تعاون اور خطے میں سلامتی سے متعلق صورت حال پر بھی تبادلہ خیال ہوا،اِس موقع پر راقم الحرف کو پورا پورا یقین ہے کہ کم از کم جنرل راحیل نے دورانِ گفتگو اُس

قسم کا التجایہ اور عاجزانہ لب و لہجہ نہیں اپنایا ہوگا جس طرح کا لب و لہجہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنے اُوپر طاری کر رکھا تھا اِس بات کی بھی اطلاع ہے کہ جنرل راحیل کے بعد امریکی سینیٹرز سرتاج عزیز سے بھی ملے، اور مشیر برائے خارجہ امور نے بھی ورکنگ باؤنڈری پر بھارت کی جانب سے جاری اشتعال انگیزی اور کنٹرول لائن کی صورتِ حال پر وزیراعظم نواز شریف کا اندازِ گفتگو اپناتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا۔ آج یقیناً اِس سارے پس منظر میں حکومت کی جانب سے حالیہ بھارتی جارحیت پر بھارت اور عالمی سطح پر روا رکھا گیا التجایہ اور عاجزانہ لب و لہجہ اپنے اندر جہاں بے شمار تحفظات لئے ہوئے ہے تو وہیں پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں سے یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ بھارت میں مودی کی حکومت آنے کے بعد بھارتی افواج کی ورکنگ باؤنڈری اور کنٹرول لائن پر اشتعال انگیزی بڑھ رہی ہے، تو ایسے میں بھارت اور بھارتی افواج کے ساتھ زبان کی نوک سے بات کرنے اور مذاکرات کا کوئی نیا سلسلہ شروع کرنے یا کرانے کے بجائے بھارتی وزیراعظم مودی (مردودی) اور بھارت افواج کو جوتے اور جوتے کی نوک سے طاقت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے، اِن کے دماغ پر چڑھا جنگی جنون اُتارا جائے اور اِن کے ہوش ٹھکانے لگائے جائیں، کیوں کہ سو فیصد ہی ایسے لوگوں کے لئے آزمائی ہوئی یہ مثال موجود ہے کہ:۔ لاتوں کا بُھوت باتوں سے نہیں مانتا"۔

اور اَب تو بھارتی میڈیا نے بھی کھلم کھلا جنگی جنون میں مبتلا اپنے متعصب اور انتہا پسند وزیر اعظم نریندر مودی کو پاکستان کے ساتھ کشیدگی کا درجہ اول کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور مودی / مردودی پر سخت الفاظ میں تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ نریندر مودی اپنے متعصب اور انتہا پسندانہ و سیاسی مقاصد و ہداف حاصل کرنے کے لئے پاکستان پر کسی نہ کسی بہانے کاری وار کرنا چاہتے ہیں اگرچہ یہ بھارتی عوام کو پہلے ہی روز سے اندازہ ہوگیا تھا کہ مودی بھارت کے خیر خواہ ثابت نہیں ہوں گے بھارتی وزیر اعظم بننے کے بعد نریندر پاک بھارت تعلقات کا خراب ہونا لازمی ہو جائے گا، آج پچھلی بھارتی حکومتوں کی پاک بھارت تعلقات کے حوالوں سے بھارت نے معاشی و اقتصادی اور سیاسی و خارجہ پالیسیز کے لحاظ سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں اپنا جو اور جتنا مقام و امیج حاصل کرلیا ہے، مودی / مردودی کا بھارتی وزیر اعظم بننے کے بعد ہی بھارت کا سارا بنا بنایا امیج خاک میں ملنا شروع ہو جائے گا، آج یقیناً یہ مودی کی اِن انتہا پسندانہ پالیسیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ بھارتی عوام مودی حکومت ختم کے جلد خاتمے کی خواہشمند ہیں اور ایک سروے کے مطابق بھارت کے امن پسند ہندوؤں کی بڑی تعداد مندروں میں عبادت کے دوران بھگوان سے نریندر مودی کی حکومت کے جلد خاتمے کے لئے دُعائیں کر رہی ہے اور منتیں مانگتی نظر آرہی ہے، خطے میں بھارتی سلامتی اور امن کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ نریندر مودی کی حکومت کا فوری خاتمہ ہو جائے تو بھارت کی سالمیت

اور خود مختاری قائم رہ سکتی ہے ورنہ نریندر کے ہوتے ہوئے بہت مشکل ہوگا اور اِسی طرح بھارتی عوام کی اکثریت کا خام وقوی خیال یہ ہے نئے بھارتی وزیرا عظم مودی نے پاک بھارت تعلقات کو اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے خاطر خراب کرکے بھارت میں دیدہ ودانستہ غیر ملکی سرمایہ کاری اور بڑے منصوبوں کو خطرے میں ڈال کر بھارت اور بھارتی عوام کو امریکا کا غلام رکھنے کی ٹھان رکھی ہے ،اور اِسی کے ساتھ ہی بھارتیوں کا خیال یہ بھی ہے کہ امریکا کو اپنا ہمدرد بتا کر امریکا کے سہارے ترقی کا نعرہ لگا کر بھارتی عوام پر اقتدار کی دھونس جمانے والے نریندر مودی کا اصل چہرہ بھارتیوں کے سامنے آنے لگا ہے کہ نیا بھارتی وزیرا عظم اپنے چند ماہ کے اقتدار میں بھارت کے لئے پڑوسی ملک پاکستان سے اچھے تعلقات کے حوالوں سے کتنا مخلص ہے...؟ اور آج بھارت کے امن پسند عوام کی بڑی تعداد جنگی جنون میں مبتلا اپنے وزیرا عظم نریندر مودی کے اِس بیان پر بھی سخت خائف ہے اور اِن کا کہنا ہے کہ کس طرح نریندر مودی نے اپنی زبان سے یہ سخت اور ناپاک الفاظ ادا کئے ہیں کہ ” پاکستان کو سبق سکھا دیا اَب بولی نہیں گولی سے جواب دینے کا وقت ہے،اور بالخصوص بھارتی امن پسند وہ ہندؤ جو ابھی تک نریندر مودی کو اپنا وزیرا عظم تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں اِن کا کہنا ہے کہ نریندر مودی کو پاکستان کے بارے میں اپنے جارحانہ عزائم بدلنے ہوں گے اور کسی بھی طرح یہ بھارتی وزیرا عظم ہاؤس کو زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ پاکستان سے حالات خراب کرے اور ایسے پیغامات جاری کرے کہ ” پاکستان

کو گہرا اور شدید نقصان پہنچایا جائے'' اِن ساری باتوں کے علاوہ بھارتی عوام بالخصوص بھارتی ہندوؤں نے اپنے ہفتہ ہفتہ آٹھ روز کے وزیراعظم نریندر مودی کے اِس بیان جب بھارت کی جانب سے پاکستان پر ایک ہزار مارٹر گولے برس رہے تھے تو مودی'' نے کہا تھا کہ دُشمن چیخ وپکار کر رہا ہے اور بھارتی کمانڈروں کو مودی نے مزید طاقت کے استعمال کی ہدایت کی تھی'' کو پاک بھارت تعلقات خراب کرنے اور مستقبل قریب میں بھارت اور بھارتیوں کو اقتصادی وسیاسی اور سرحد پر پہنچنے والے نقصانات پر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے بھارت کے لئے پریشان کن قرار دیا ہے اور نریندر مودی کو بھارت کی جلد تباہی و بربادی کا ذمہ دار بھی قرار دیتے ہوئے اِنہیں بھارت کے لئے کینسر سے زیادہ مہلک ٹھیرادیا ہے۔

آج جبکہ بھارت کے اندر نریندر مودی کی اپنی ساکھ خراب ہو رہی ہے، بھارتی عوام پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے مودی کی پالیسیوں پر کھلے لفظوں سخت تنقیدیں کر رہے ہیں اور بھارتی میڈیا سے لے کر عوامی سطح تک (سوائے بھارتی خارجہ پالیسی کو چھوڑ کر) سب ہی مودی کے پاکستان کے ساتھ روا رکھی گئی جارحیت پر انگلیاں اُٹھا رہے ہیں تو پھر ایسے میں ہمارے وزیراعظم نواز شریف کو مودی سے اِس کی جارحیت پر التجایہ اور عاجزانہ رویہ اپنانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ مودی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کریں اور اپنے محب وطن عوام اور وطن پر جان نثار کردینے والی افواج پاک کے جذبہ ایمان اور حب الوطنی پر بھروسہ کرتے

ہوئے نواز مودی کو منہ توڑ جواب دینے میں نہ ہچکچائیں......؟؟اور نریندر مودی / مردودی کو ایسا سبق سکھائیں کے اِسے کہیں چھپنے کے لئے پناہ بھی نصیب نہ ہو اور اِس کا پاگل پن والا جنگی جنون اور اِس کی ہندو ذہانت والی شدت پسند کا بھی خاتمہ ہو اور دونوں جانب یعنی یہ کہ سرحد کے اِس پار اور اُس پار کے امن پسند عوام کو سکھ کا سانس نصیب ہو اور خطہ امن اور چین کا گہوارہ بن جائے۔

اکتوبر کا پی پی پی کا کراچی کا جلسہ؟

اکتوبر کا پی پی پی کا کراچی کا جلسہ ؟ اَب کیا پی پی پی اور ن لیگ کا سیاسی مستقبل تاریک ہے؟

ملتان کا ضمنی انتخاب اور پی ٹی آئی کا روشن سیاسی مستقبل.......

آخرکار یہ ٹھیک ہے کہ جیسے تیسے شاہراہ ایم اے جناح روڈ کو ایک ہفتے تک بلاک رکھنے کے بعد 18 اکتوبر کو کراچی میں پی پی پی کا جلسہ ہو ہی گیا ہے...؟ مگراَب یہ اور بات ہے کہ اِس کی کامیابی سے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتاہے کہ پی پی پی کے لئے یہ جلسہ کتنا ناکام ثابت ہوا ہے یا اُتنا کامیاب جس کی توقع کی جارہی تھی..؟ ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتاہے ،اِس مخمصے میں مبتلا ہونے کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اِسی مقام پر ماضی میں جس طرح دوسری جماعتوں (جن میں پاکستان پیپلزپارٹی بھی شامل ہے) کے ہونے والے جلسوں کی کامیابیوں سے متعلق دیکھتے ہی کہا جاتارہاہے کہ یہ کامیاب ہوگئے ہیں اور فقید المثال کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں جبکہ معاف کیجئے گا سائیں...!! آج ایسی کوئی بات پی پی پی کے جلسے میں نہ تو نظرآئی ہے اور نہ ہی محسوس کی گئی ہے بلکہ اَب تو ایسالگتاہے کہ جیسے اِس کا شدت سے احساس خود پی پی پی والوں کو بھی ہوگیا ہوگا کہ اِن کی محنت وہ رنگ نہیں دکھا سکی ہے جس کے لئے دن رات ایک کئے گئے تھے، اور حکومت

کے خزانے سے اربوں روپے لٹائے گئے تھے اور یہ بھی کہ اِن تمام باتوں کے باوجود جلسہ خود سیاسی اعتبار سے پی پی پی والوں کی نظرمیں حقیقی معنوں میں وہ مقاصد بھی حاصل نہیں کرسکا ہے جس کے لئے یہ سب ڈرامہ رچایا گیا تھا...؟ کیوں کہ بلاول بھٹو زرداری نے اپنی تقریر میں کچھ نیا نہیں کہا ہے، جو عوام سُننے آئے تھے،اِس لئے بلاول کی تقریر کو تاریخی خطاب کہنے اور سُننے والوں کو مایوسی ہوئی اور وہ یوں ہی لوٹ گئے۔

بہر حال...!! پھر بھی سُنوسُنو..!آج پی پی پی اور ن لیگ والے قومی خزانے سے اپنے نوازے ہوئے اُن لوگوں کو جنہیں میرٹ کا قتل کرکے نوکریاں دی گئیں ہیں اور جن پر دونوں نے اپنے ذاتی و سیاسی مقاصد کے لئے قومی خزانے کا منہ کھولا ہے (اور اِسی طرح سندھ اور پنجاب کے دوردراز گاؤں اور دیہات سے معصوم اور غریب ہاریوں کو صرف مٹھی بھر میٹھا چاول کھلا کر اور لسی کا ایک گلاس پلا کر اور گاڑیوں میں بھر کر اور اِنہیں میلوں کا سفر کرواکر پنڈال میں جمع کریں اور یوں یہ کراچی اور لاہور سمیت مُلک بھر میں) لاکھ جتنے بھی جلسے (جلسی) کرلیں مگر اَب اِس حقیقت کو تو کوئی نہیں جھٹلا سکتا ہے کہ اِس کے باوجود بھی ن لیگ اور پی پی کا سیاسی مستقبل جلد تاریک ہونے کو ہے، کیوں کہ اَب قوم جاگ چکی ہے اور اَب اِسے ملتان کے ضمنی انتخاب کے بعد یہ یقین بھی ہو چلا ہے کہ جہاں عمران و قادری کے گٹھ جوڑ سے دونوں کی سیاسی

پوزیشنیں مستحکم ہوئی ہیں تو وہیں اَب عوام کو پاکستان تحریک انصاف کا سیاسی مستقبل بھی روشن نظر آنے لگا ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عوام سیاسی طور پر بیدار ہو چکے ہیں اوران میں سیاسی شعور آگیا ہے، گو کہ پاکستان میں تبدیلی آ گئی ہے اور اَب وہ دن دور نہیں ہے کہ جب عوام مُلک کو لوٹنے والوں کا احتساب خود کریں گے اور ایک ایک ظالم فاجر و فاسق کا گریبان پکڑ کر اپنے اُوپر ڈھائے جانے والے ایک ایک ظلم وستم کا بدلہ لیں گے۔

آج یقیناً یہ پاکستانیوں کے لئے خوش آئندہ امر ہے کہ اَب عوام کو اپنا فیصلہ کرنا اور کے حلقہ این اے ۱۱اِسے منوانا بھی آگیا ہے،اَب یہی دیکھ لو کہ 16 اکتوبر کو ملتان ۔ میں ہونے والے ضمنی انتخاب کے غیر سرکاری اور غیر حتمی نتائج کے مطابق تحریک 149 انصاف کے حمایت یافتہ آزاد اُمیدوار ملک عامر ڈوگر 52321 ووٹ حاصل کر کے کس طرح کامیاب قرار پائے ہیں۔

بیشک یہ عوام کی تبدیل ہوتی سوچ اور جذبہ حب الوطنی اور جذبہ تبدیلی و نیا پاکستان کا ہی جوش و ولوالہ ہے کہ عوام نے اپنے سیاسی شعوراور بیداری سے ملتان میں تختِ لاہوریوں اور روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر 68 سالوں سے

اقتدار پر قابض ہونے والوں کی ضمانتیں ضبط کروادی ہیں اور اِن کا جو حشر کیا ہے..
؟آج وہ بھی دنیا کے سامنے ہے، اُمید ہے کہ عوام اپنے دل و دماغ کا استعمال کرتے ہوئے مُلک کو لوٹنے اور قومی خزانے کو خالی کردینے والوں کا اگلے عام انتخابات میں بھی اِسی طرح یا اِس سے بھی زیادہ بُرا حشر کریں گے...اور اپنے اکابرین کے موجودہ پاکستان کو نئے انداز سے بنانے کی بنیاد رکھ دیں گے۔

اَب کیا ہوگا...؟؟آج یہ وہ سوال ہے جو 16 اکتوبر کو ملتان کے ضمنی انتخاب میں شکست خوردہ (ن لیگ اور پی پی پی) کا ٹولہ آپس میں کرتا پھر رہاہے، کیوں کہ آج اِن کے جھوٹ اور فریب اور قوم کو بے وقوف بناکر مُلک کو لوٹ کھانے والے گھناؤنے عزائم کے سامنے عمران خان نیا پاکستان اور تبدیلی کا نعرہ لے کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہوگیا ہے۔

آج ایسے میں یقینی طور پر عمران خان کو اپنے سامنے یوں کھڑا پا کر دونوں (ن لیگ اور پی پی پی) کو اپنا سیاسی وجود خطرے سے دوچار ہوتا محسوس ہو رہاہے، اور یہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن ہیں کہ اَب یہ کیسے...اپنے جھوٹ وفریب پر کھڑے سیاسی اور اقتداری امیج کو سمیٹیں اور کس کونے کُھدرے سے نکل بھاگیں...؟

بیشک۔۔۔!آج یہ عمران خان کے ہر قسم کے کھوٹ سے پاک صاف وشفاف نظریہء تبدیلی اور نئے پاکستان کا عزم ہی تو ہے کہ جس نے عوام کو بیدار کیا اور اِس نے عوام میں سیاسی شعور پیدا کیا ہے کہ عوام اپنا فیصلہ خود کرنے لگے ہیں جس کی ایک بے نظیر مثال ملتان کا ضمنی انتخاب ہے جس میں عوام نے ن لیگ کے درپردہ حامی اُمیدوار جاوید ہاشمی (المعروف باغی) کو بُری طرح سے داغی کرکے اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ جہاں ملتان کے ضمنی انتخاب نے نواز لیگ کے ریت کے گھروندے مسمار کرکے اِس کی خیالوں میں بنی بلند پوزیشن کو زمین بوس کردیا ہے تو وہیں تحریک انصاف کے حمایت یافتہ عامر ڈوگر کی کامیابی نے ن لیگ اور پی پی پی کے رہنماو ¿ں کی ساری سیاسی بھرم بازی کی بھی قلعی کھول دی ہے اور آج جس طرح ن لیگ کے حامی جاوید ہاشمی کے 38373اور پیپلز پارٹی کے ڈاکٹر جاوید صدیقی کے 6326ووٹوں کے مقابلے میں تحریک انصاف کے حمایت یافتہ عامر ڈوگر52ہزار321ووٹ لے کر کامیاب ہوئے ہیں اِس سے ن لیگ کے سیاسی گلوبٹوں اور پی پی پی کے نئے پرانے جیالوں کے اعصاب پر ایسی کاری ضرب لگی ہے کہ وہ چکرا کر رہ گئے ہیں اِنہیں اپنا سیاسی مستقبل تاریک نظر آنے لگا ہے۔

اَب ایسے میں وزیراعظم نواز شریف اور سابق صدر آصف علی زرداری اور پی پی پی کے برطانیہ پلٹ نومولود چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اپنا چاہیں.

جتنا گلا پھاڑ لیں اور جتنی بار چاہیں ایک ایک پاکستانی کے کان میں اپنے یہ جملے اُنڈیلتے رہیں کہ "استعفیٰ نہیں دوں گا، استعفیٰ مانگنے والے اتنے لوگ تو لائیں، کروڑوں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں، (یہ کس طرح کے منتخب نمائندے ہیں سب جانتے ہیں۔۔۔؟) چند ہزار لوگوں کو لانے پر استعفیٰ کیوں دوں، منافق سیاستدان نہیں ہوں (یہ تو سب جانتے ہیں کہ آپ کتنے منافق سیاستدان ہیں اَب ایسا تو مت کہیں) جو آج کل سیاست کر رہے ہیں، قوم کا درد ہے تو ایئر کنڈیشنر کنٹینر میں نہ بیٹھو، نیا پاکستان کا دعویٰ کرنے والے پہلے خیبر پختونخواہ کو تو نیا خیبر پختونخواہ بنائیں، پاکستان منفی سیاست کا متحمل نہیں ہو سکتا، میں احتیاط سے بات کرتا ہوں (ہاں قوم نے اوباما سے ملاقات کے دوران دیکھ لیا کہ آپ کتنی احتیاط سے بات کرتے ہیں کہ آپ جو باتیں اُوباما سے کر رہے تھے وہ بھی پرچی پہ لکھی ہوئی تھیں۔۔۔ کیوں کہ آپ خود جو جعلی اور بوکس پرچیوں/ووٹوں سے مقامِ عظمیٰ تک پہنچے ہیں)، چھکے چوکے نہیں مارتا، (آپ اور آپ کے بھائی تو لوگوں کو جان سے جو مارتے ہیں بھلا آپ کو چھکے چوکے کیا اچھے لگیں گے جناب آپ لوگوں کو تو اِنسانوں کو مارنے سے فرصت ہو تو آپ کو چھکے چوکے بھلے، لگیں) کچھ لوگوں کی چوکا چھکا لگانے کی عمر نہیں، پھر بھی چھکا لگاتے ہیں اور کیچ ہو جاتے ہیں" اور اِسی طرح پی پی پی والے یہ کہتے نہیں تھکتے ہیں کہ "پاکستان پیپلز پارٹی عوام کے دل کی آواز ہے" (جناب پہلے کبھی ہوا کرتی تھی مگر اَب ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ لوگ فرماتے ہیں)۔

آج کراچی کے 18 اکتوبر کے جلسے نے بتادیا ہے کہ اَب پی پی پی صرف سندھ میں ہی چند مٹھی بھر لوگوں کے دل کی آواز بن کر رہ گئی ہے پورے پاکستان کی تو بات ہی چھوڑدیں اور اَب پی پی پی والوں کو اِس بات کا بھی یقین ہو جانا چاہئے کہ پی پی پی کا عوام کے دلوں کی دھڑکن بننے والا گھمنڈ بھی چکنا چور ہوگیا ہے اور اَب کوئی بھی اِن کی باتوں میں نہیں آئے گا، ملتان کے ضمنی انتخاب کا نتیجہ آنے کے بعد یہ بہت ضروری ہوگیا ہے کہ عوام اُٹھتے بیٹھتے ، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے بس یہی نعرے لگائیں کہ " گو نواز گو " گو نواز گو"اور" بس رہنے دو زرداریوں رہنے دو"" بس رہنے دو زرداریوں رہنے دو"" حکمرانوں قوم کو بے وقوف بنا چھوڑواور اپنا بوریا بسترا سمیٹو اور چلتے بنو"کیوں کہ اَب عمران خان آگیا ہے اور اَب نواز شریف کا اقتدار سے اور زرداریوں کا سیاست سے جانا ناگزیر ہوگیا ہے اور اَب اِسی میں ہی پاکستان اور قوم کی بھلائی اور بقاو سلامتی ہے۔ اَب آخر میں مجھے دانشور و مٹھن مری کا یہ تاریخی جملہ یاد آگیا ہے یہں چاہوں گا کہ اِسے اپنے پڑھنے والوں کے لئے پیش کروں اور اُن لوگوں کو سمجھاؤں اَب جو ایسا کر رہے ہیں جیسا کرنے کے لئے سائیں مٹھن مری نے منع فرمایا تھا سائیں مٹھن مری کے کہے کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ "اگر جو کر بن کر یا جو کروں جیسا لباس زیب تن

کرکے لوگوں کو ہنسانے والے عام زندگی میں بھی اپنایہی روپ دھارلیں تواِن کی سنجیدہ زندگی بھی معاشرے میں مذاق بن کررہ جائے گی”مگرآج افسوس ہے کہ جیسے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے خود کو جوکروں کے کردار میں ڈھال لیا ہے اوراسے اپنی حقیقی زندگیوں کا حصہ بنالیاہے آج یہی وجہ ہے کہ اِن کی عملی زندگیوں کا ہر ہر عمل اور اقدام بھی جوکروں کے قول وفعل جیسا ہوگیاہے، جن میں حقائق سے زیادہ بناوٹ اور جھوٹ وفریب غالب آچکاہے،اوراِنہوں نے ساری قوم کو جوکربنادیاہے کیونکہ آج یہ خود جوکربن کر سیاسی مسخرے بن گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ساری قوم اِن کی دی ہوئی تکالیف اور مسائل ہیں گھرکر بھی ہنستی رہے گی تو جنابِ محترم اَب ایسانہیں ہے کیوں کہ پاکستانی قوم اور پاکستان عوام سیاسی طور پر بیداراور باشعور ہوگئے ہیں اور آج عوام نے ن لیگ اور پی پی پی والوں کا دیاہوا جوکروں والا لباس اُتار پھینکاہے اور عوام اپنافیصلہ اپنے صرف دل سے نہیں بلکہ دماغ و دل کے مشورے سے کرنے لگے ہیں جس کی تازہ ترین مثال ملتان کے ضمنی انتخاب میں نظرآئی ہے۔

...آج یہ ہیں تو کل تم ہو گے.....؟؟جناب دنیا تو گول ہے

بستی کے سارے ہی لوگ آتش پرست تھے......
بیشک دنیا گول ہے،اِس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہے... انایار پھر بھی میرے مُلک میں اکثرایسے بھی سر پھرے لوگ موجود ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ دنیا گول نہیں ہے ،آج میرے دیس میں جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ دنیا گول نہیں ہے تواِن لوگوں میں اکثریت ایسے سیاستدانوں کی ہے ، جنہیں ابھی حقیقت اور سیاست کی الف ، ب کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے مگر بس وہ ہر حقیقت اور سیاسی فسانے سے مُبّرا ہو کر سیاست کے میدان میں اُتر گئے ہیں، اور سیاست کے آتش کدے میں خود بھی کود گئے ہیں اور اپنے ساتھ قوم کو بھی لے کر گر رہے ہیں اور آئندہ زیادہ قوت سے گرنے کا عزم صمیم بھی کئے ہوئے ہیں ،آج ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے کہیں اچھے بھلے بھی باغی بن بن کر...
داغی بن گئے ہیں اور اَب ایسالگتاہے کہ یہ سلسلہ جاری رہاتو شاید ہر کونے سے بہت سے سیاسی باغی پھر داغی بن کر نکلیں گے اور یوں سیاست جیسے مقدس شعبے کو غیر مقدس بنا دیا جائے گا۔

بہرکیف۔۔!! اِنسان اور اِنسانیت کی خدمت کرنے کا نام ہی سیاست ہے،اوراِسی طرح دنیاکے ہر مذہب معاشرے میں سیاست کی تعریف یوں بھی کی جاتی ہے کہ عوامی خدمت کے لئے خوب سوچ سمجھ کر منزل کا تعین کرنے اور پھر اپنی محنت اور جدوجہدِ مسلسل سے آگے بڑھنے کا نام بھی سیاست ہے۔

یہاں مجھے یاد آرہاہے کہ ایک موقع پر ہمارے مُلک کے درویش صفت دانش ور باباشفاق احمد نے کہاتھاکہ دنیاگول ہے، اورآج ہم دنیا میں اپنے اور دوسروں کے لئے جواچھایابُرا کریں گے ، وہ ہمیں زندگی کے کسی نہ کسی موڑپر پلٹ کر مل جاتاہے، باباشفاق احمد نے بالخصوص دھوکے بازوں کے لئے کہاتھاکہ دھوکہ کبھی بھی اپنے مالک کو دھوکہ نہیں دیتاہے، اوراِس سے بے وفائی نہیں کرتاہے، دھوکہ کبھی نہ کبھی اپنے مالک کے پاس ضرور پلٹ کرآتاہے، اورتب مالک کو ایسادھچکہ لگتاہے کہ وہ چکراکر رہ جاتاہے اور پھراُسے اپنے کئے کی سزاملتی ہے۔

آج میرے دھوکے باز معاشرے میں چرب زبانی سے دھوکے بازی کو جوطبقہ سب سے زیادہ پروان چڑھارہاہے وہ مُلکی سیاست میں حکمرانوں ، سیاستدانوں، بیوروکریٹ اور اشرافیہ کاطبقہ ہے ، جس نے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے خاطر ساری پاکستانی قوم کو دھوکے کی بھٹی میں جھونک دیاہے، اور میرے وطن کے

پلے درجے کے چرب زبان اور دھوکے باز حکمرانوں اور سیاستدانوں نے ساری پاکستانی قوم پر اپنی دھوکے بازی اور چرب زبانی کا گھولتا ہوا لاوا اُنڈیل کر پوری قوم کو بھسم کر دیا ہے۔

اَب ایسے میں خواہ بلاول زرداری کی بے مقصد اور بے سر پیر کی گھنٹوں گھنٹوں کی تقاریر ہوں کہ آصف زرداری کی مفاہمتی سیاست، اور نواز شریف کی کاروباری مفاداتی حکمرانی ہو یا نواز شریف کی ہی مخصوص سوچ کی حامل سیاسی منصوبہ بندیاں... اور تو اور قادری و عمران کا انقلاب اور تبدیلی و نیا پاکستان بنانے کے لئے دیا جانے

والا دھرنا ہو..... یا اِن سب کی ایسی ویسی اور کیسی سیاسی ڈرامہ بازیاں اور دھوکے بازیاں ہی کیوں نہ ہوں....؟؟ بس سب کے سب اپنے اپنے مفادات کی جنگ میں قوم کو دھوکہ دے کر اقتدار کے مزے لوٹنا چاہتے ہیں۔آج جن لوگوں نے اسلام آباد کے ریڈزون میں دو ماہ تک دھرنا جاری رکھا اور جب اِنہیں یہاں سے بظاہر کچھ نہ ملا... تو اَب اِنہوں نے اپنے دھرنے کو سارے مُلک میں پھیلانے کا منصوبہ بنالیا ہے، اُنہوں نے ابھی تک تو عوام کو اسلام باد میں بیٹھا کر اپنی قابلیت جھاڑ ے رکھی اگرچہ اِس سے مُلک میں فوری انقلاب تو نہ آیا مگر یہ حقیقت ہے کہ عوام پریشان ہوئی سوئی مگر دوسری جانب یہ بھی سچ ہے کہ اِس سے عوام میں اپنا حق لینے اور جابر و فاسق اور فاجر حکمرانوں اور سیاستدانوں اور مُلک کے اشرافیہ کے وی وی آئی پیز کلچر کے سامنے ڈٹ جانے

اور اپنے وجود کو پہچاننے اور دوسروں سے خود کو منوانے کا ڈھنگ ضرور آ گیا ہے۔
اکثر میں سوچتا ہوں کہ جس جمہوری اور آزاد معاشرے میں ، میں زندہ ہوں اور کئی بحرانوں میں جکڑے جانے کے بعد بھی سانس لے رہا ہوں، کیا یہی جمہوری اور آزاد معاشرہ ہے۔۔۔؟ جہاں نہ اپنا حق لینے کی آزادی ہے، نہ سچ بولنے، سُننے، لکھنے، اور پڑھنے کی آزادی ہے،اور اِسی طرح جہاں نہ رشوت دیئے اور لئے بغیر کچھ کام ہوتا ہے کیا ایسی ہوتی ہے جمہوریت اور آزادی۔۔۔۔؟ کہ جس میں حکمران طبقہ جمہوریت کے، سارے مزے لوٹے اور غریب طبقہ ہر آسائش اور مراعات کو ترستے ترستے قبر کی آغوش میں جا سوئے مگر پھر بھی مُلکی حکمرانوں اور اشرافیہ کے کانوں تک جوں بھی نہ رینگے۔اگر اِسی کا نام جمہوریت اور آزادی ہے ... ؟ جس میں قوم کا حق مارا جائے اور حکمران اور اشرافیہ طبقہ مل کر تو مزے لوٹیں اور غریب پس کر رکھ دیا جائے۔تو قوم کو یہ دونوں ہی نہیں چاہیے ۔
آج قوم کو جاگنے اور اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا وقت ہے، اپنے ہاتھ حرکت میں لا کر اپنے حقوق غضب کرنے والوں کے گریبان پکڑ کر انہیں سڑکوں پہ گھسیٹنے کا وقت ہے, آج قوم یاد رکھے یہ اگر ابھی نہ جاگی اور خوابِ خرگوش میں پڑی سوتی رہی تو پھر گمنامی اور پستی دونوں مقدر بن جائیں گے اور اِس کا پھر کوئی پرسانِ حال نہیں ہوگا،آج جو لوگ دھرنے کی مخالفت میں اپنی زبانیں بے لگام

کئے ہوئے ہیں اِنہیں سوچنا چاہیۓ کہ حالات نے پلٹا کھایا تو آج جہاں دھرنی ہیں تو کل یہ بھی ہوں گے کیوں کہ دنیا گول ہے، اور جب کوئی کسی کے ساتھ بُرا کرتا ہے تو کل اُس کا کیا ہوا خود اُس کے سامنے آ جاتا ہے۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ساری پاکستانی قوم اپنے بہتر مستقبل اور کل کو تابناک بنانے کے لئے متحد و منظم ہو جائے اور دنیا کی تہذیب یافتہ اقوام کی طرح اپنے اندر مثبت اور تعمیری سوچ پیدا کرے اور اپنے قول و فعل میں تبدیلی لائے بد عقیدگی اور بہکاوے کی سیاست کو خیر باد کہہ دے اور اپنی مثبت سمت کا خود تعین کرے اور اَب اِسی کے ساتھ ہی آخر میں، میں آپ کے سوچنے کے لئے شاعر کے اِس شعر کو پیش کرکے ''اجازت چاہوں گا کہ

بستی کے سارے ہی لوگ آتش پرست تھے
گھر جلتا رہا سمندر بھی قریب تھا

آہ.... آہ.... !! یہ کیا مذاق ہے...؟

آپ یقیناً میری بات سے متفق ہوں گے کہ جب سے وطنِ عزیز پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے اُس وقت سے لے کر آج تک ہمارے حکمران اور ہم اپنے سے زیادہ غیروں کے زورِ بازوؤں پر ہی بھروسہ کرتے آئے ہیں ،یہی وجہ ہے کہ ہم ابھی تک اپنے پیروں پر اُس طرح کھڑے نہیں ہوسکے ہیں آج جس طرح ہم سے بعد میں آزاد ہو کر معرضِ وجود میں آنے والی ریاستوں نے دنیا بھر میں اپنی کامیابی اور کامرانی کا لوہا منوالیا ہے ،آج جنہیں دنیا بھی مانتی ہے اور اِن کا احترام بھی کرتی ہے اِن کی اِس کامیابی وکامرانی کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اِنہوں نے ہمیشہ دوسروں سے زیادہ اپنے زورِ بازوؤں پر بھروسہ کیا اور آج اِنہیں اِسی اعتماد اور بھروسے نے کہاں سے کہاں پہنچادیا ہے کہ اِن کی قدر واہمیت کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی تسلیم کرتے ہیں۔

جبکہ ہم نے اپنے سے زیادہ دوسروں کے مشوروں اور بازوؤں پر بھروسہ کیا تو آج ہماری حالت پستی زدہ اقوام سے بھی بدتر ہو گئی ہے ، ہمیں اِس حال تک پہنچانے میں غیروں کے ساتھ ساتھ ہمارے اپنوں کا بھی کردار متحرک اور فعل رہا ہے جبکہ ہم اَب تک نصف صدی سے بھی زیادہ کا عرصہ حالتِ کسمپری میں گزار چکے ہیں

مگرآج بھی ایسالگتاہے کہ جیسے ہمارے حکمران، سیاستدان، بیوروکریٹس، شرافیہ اور ہمارے بہت سے (آمنے اور سامنے اور ظاہر و باطن رہنے والے)اہم اداروں کی بہت سی اہم عہدوں پر فائز شخصیات وافراد بھی غیروں کے ہی زورِ بازوؤں پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اور اُن ہی کے دیئے ہوئے مشوروں اور ڈکٹیشنز پر سختی سے عمل پیرا ہیں آج یوں مُلک پر مسلط غیروں کے دوست ساری پاکستانی قوم کو اپنی مرضی سے ہانک رہے ہیں اور قوم کو اِس کی درست راہ سے بھٹکا کر اسے اُدھر لے جارہے ہیں اِنہیں جدھر کا کہا جارہاہے... آج میری قوم کا یہ حال ہے کہ ذہن رکھنے کے باوجود بھی دماغ کے استعمال سے قاصر ہے، پچھلے کئی ماہ سے مُلک میں جاری رہنے والے سیاسی بحرانوں پر قوم کو جہاں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئے تھیں مگرافسوس ہے کہ اِنہیں یہ بند کئے ہوئے ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس کی خستہ اور زبو حالی اپنی اِنہی کوتاہیوں اور بد عقلی کا ہی نتیجہ ہے، کہ یہ اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہے مگر خداجانے کیوں...؟آج بھی یہ بار بارآزمائے ہوؤں کے پیچھے بھاگنے سے باز نہیں آرہی ہے،اور یہ اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، اشرافیہ اور بہت سے ظاہر و باطن اشخاص کے دیئے ہوئے پروگراموں اور منصوبوں کے پیچھے بھوکوں کی طرح دوڑے جارہی ہے۔

آہ...آہ...!!!آج یہ پاکستانی قوم کے ساتھ کیااور کیسامذاق ہے....؟ کہ دوماہ تک ریڈزون میں دھرنادے کر بیٹھنے والے راتوں رات خاموشی سے دھرناختم

کرکے چلے گئے ہیں، کیا اِس بات کا اِن سیاسی مداریوں کو احساس ہے کہ بغیر نتیجہ نکلے دھرنا ختم کرنے سے قوم کے جذبات اور احساسات پر کیا گزری ہوگی...؟ اور اُن ا نقلاب کے متوالوں کا کیا بنا ہوگا...؟؟ جو انقلاب کی تلاش میں ساری کشتیاں جلا کر اور اپنے پیاروں کو چھوڑ چھاڑ کر دو ماہ سے انقلابیوں کے ساتھ فائرنگ و شیلنگ اور لاٹھی، ڈنڈا کھا کر اور اسلام آباد کی گرمی و بارش کو برداشت کرکے بے یارومددگار پڑے ہوئے تھے... !!! دھرنے کے نام پر اپنی سیاست چمکانے والوں نے دھرنا ختم کرنے کا مضحکہ خیز اعلان کرکے قوم کی اُمیدوں پر اور ارمانوں پر اُوس کے ڈرمز گرا دیئے ہیں۔اَب اِس منظر میں مجھے برک کا یہ قول یاد آگیا ہے اِس کا کہنا ہے کہ "اقوام جن کی راہنمائی چھوٹے دماغوں، چھوٹے دلوں سے ہوتی ہے اِنہیں اپنے آپ کو صدموں، آفتوں اور خاتمے کے لئے تیار رکھنا چاہئے" اور آج لگتا ہے کہ جیسے میری قوم کے لوگوں کو بھی یہ احساس شدد سے ہونے لگا ہے کہ برک کا قول ہم اور ہمارے مُلک پر صادق ہونے جارہا ہے۔ بہرحال...! آج قوم کو اپنی راہ خود ہی متعین کرنے کے لئے اپنے اندر ہیجانی کیفیات ختم کرنی ہوں گیں، اور اپنی منزل کے تعین کے لئے اپنے جذبات اور کسی کے جذباتی نعروں اور تقاریر کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اپنے دل و دماغ سے مشورہ کرتے ہوئے اپنے اور اپنے دیس کے لئے سوچنا ہوگا اور اِس نقطے کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنا ہوگا کہ جن اقوام میں اپنے پرائے کی سازشوں اور مشوروں کو سمجھنے اور نظم و ضبط کا فقدان ہوتا ہے اُن اقوام کے لئے ترقی و

خوشحالی کے دن و لمحات کا حصول مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جاتا ہے جبکہ جو قومیں وقت کی قدر،اور غور وفکر کرتی ہیں اِن کی خصلت میں نظم و ضبط پیدا ہونا لازمی ہوتا ہے اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسی ہی قومیں تحقیق وانکشافات کے میدان میں اُوج ثُریا تک پہنچ جاتی ہیں اور دنیا میں اپنی عظمت و احترام کے جھنڈے گاڑتی ہیں۔

آئیں عہد کریں کہ اَب ہمیں اغیار کے زورِ بازوؤں پر بھروسہ کرنا چھوڑ کر اپنے بازوؤں پر اعتماد اور بھروسہ کرنا ہوگا اور دنیا کو یہ بتادینا ہوگا کہ ہم حقیقی معنوں میں ایک زندہ اور پائندہ قوم ہیں، اَب ہمیں کوئی ہمارے عزم وہمت سے بھٹکا نہیں سکتا ہے،اور اَب ہم اور ہمارے کسی بھی شعبے میں کوئی گلو بٹ نہیں ہوگا، جو اپنے ہی بھائیوں ، بہنوں ، بیویوں اور بیٹیوں پر کسی کے بہکاوے میں اِنسانیت سوز مظالم کے پہاڑ نہیں توڑے گا، اَب کوئی گلوبٹ قانون کی دھجیاں بھی نہیں بکھیرے گا، اور جب قانون جاگ جائے گا تو پھر اِس کی پکڑ میں آجانے کے بعد اپنی جان بچانے کے لئے یہ نہیں کہے گا کہ میں بدمعاش نہیں ہوں، جو کیا معافی کا طلب گار ہوں، جن پر میں نے ظلم کیا یقین جانو کہ ایک میرے والد اور دوسرا میرے ماموں کی طرح ہے...!!آج جو گلوبٹ یہ کہا ہے ذرا سوچیں کہ اُس نے بھی دوسروں کے زورِ بازوؤں پر بھروسہ کرکے نہتے لوگوں پر کیا کیا ظلم نہیں کئے تھے مگر اَب جب یہ قانون کی پکڑ میں آگیا ہے تو دیکھیں یہ

اپنی رہائی کے لئے کیسے کیسے جتن کر رہا ہے..؟آج ہم اور ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اشرافیہ کی مثال بھی گلوبٹ جیسی ہے جو دوسروں کے زورِ بازوؤں پر بھروسہ کرکے مُلک اور قوم کا تو بیڑا غرق اور ستیاناس تو کرہی رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ یہ معافی بھی نہیں مانگ رہے ہیں آہ..آہ...! ذرا سوچیں کہ یہ کیا مذاق ہے...؟؟؟(ختم شُد)

چین کا نیا ایشین بینک اور امریکا کی مخالفت...؟

اُمید ہے کہ چین میں 50 ارب ڈالر سے نئے ایشین بینک کے قیام سے جہاں امریکی عالمی مالیاتی اداروں ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے قرضوں کے بوجھ تلے دبے ایشیائی ممالک کی جان چھوٹ جائے گی تو وہیں اَب ایشیائی ممالک پر سے امریکی عالمی مالیاتی اور سود خوراداروں کی برسوں سے قائم غنڈہ گردی اور اجارہ داری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا،اور قوی اُمید یہ بھی ہے کہ ایشیائی ممالک کو اپنی ترقی وخوشحالی کے لئے نئی راہیں خود سے متعین کرنے کا موقعہ بھی ہاتھ لگ جائے گا، یقیناچین میں قائم ہونے والے ایشین بینک سے ایشیائی ممالک امریکی تسلط سے بھی آزاد ہوں گے اور اپنے فیصلے بھی خود کرنے لگیں گے۔

یہاں یہ امریقیناایشیائی ممالک کے لئے حوصلہ افزااور خوش آئندہ ہے کہ جہاں گزشتہ سال چین کے صدر شی جن پنگ نے ایشیائی ممالک میں بڑھتی ہوئی غربت اور ترقی وخوشحالی کے ختم اور مسدود ہوتے ذرائع اور وسائل کا احساس کرتے ہوئے نیاایشین بینک قائم کرنے کا تصورایشیاپیسفک اقوام کے اجلاس میں پیش کیا تو وہیں اُنھوں نے پچھلے ہی دِنوں اپنے اِس فقید المثال اور عظیم تصور کو چین کے دارالحکومت بیجنگ کے گریٹ ہال آف دلیپیل میں 21 ممالک کے نمائندوں کے

ہمراہ حقیقی رنگ دے کر 50 ارب ڈالر سے نیا ایشین بینک قائم کر دیا ہے۔ ایشیائی ممالک جن میں بالخصوص پاکستان اور بھارت سمیت 21 ممالک شامل ہیں اِنھوں نے چین کے قائم کردہ بینک میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے، اور اِن ممالک نے بڑھ چڑھ کر بغیر کسی ہیل حجت کے مفاہمتی یادداشت (ایم اُو یو) پر دستخط بھی کر دیئے ہیں اِس بینک کی جو سب سے زیادہ خاص بات یہ ہے کہ اِس میں سِنگاپور جیسے ترقی یافتہ ملک سے لے کر خود چین جو کئی لحاظ سے معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم مُلک ہے (اور بھارت بھی جس کی معیشت ابھی ایشیائی ممالک سے کچھ بہتری کی جانب رواں دواں ہے) مضبوط معاشی ممالک بھی شامل ہیں تو وہیں بہت سے ایسے ممالک جن میں ویت نام فلپائن، منگولیا، کمبوڈیا، عمان ، ازبکستان، تھائی لینڈ ، سری لنکا، قطر، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، برونائی ، قازقستان، کویت ، ملائیشیا ور میانمار بھی ہیں جن کے بارے میں خیال ہے کہ اِس فہرست میں ایسے ممالک بھی شامل ہیں جو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے بہت زیادہ مضبوط ہیں تو بہت سے کمزور ممالک بھی ہیں۔

تاہم چین کے صدر شی جن پنگ کے اِس آئیڈیل ایشیائی بینک میں جاپان، جنوبی کوریا، انڈونیشیا اور آسٹریلیا جیسے ممالک نے امریکی بلاک کا حصہ ہونے کی وجہ سے امریکی دباؤ کے باعث شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اِن کا ایک وقت میں خیال یہ تھا کہ چینی صدر کا یہ تصوراتی بینک ایک سال کے اندر عملی جامہ نہیں

پہن پائے گااور یہ سوچا کرتے تھے کہ چین اِن کی شمولیت کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکے گااور یوں اِس سوچ کی بنیاد پر جاپان، جنوبی کوریا، انڈونیشیا اور آسٹریلیا ایسے اور بہت سے مخمصوں میں مبتلا رہے اور پھر یوں یہ مما لک چینی صدر شی جن پنگ کے عظیم تصور میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں اُمید ہے کہ آئندہ سالوں میں چینی صدر کا یہ ایشین بینک جب ایشیائی مما لک میں بتدریج کامیابیوں کی منازل طے کرتا جائے گا تو تب اِن (جاپان، جنوبی کوریا، انڈونیشیا اور آسٹریلیا) مما لک کو اگلے وقتوں میں خود سے یہ گلہ اور شکوہ اور پچھتاوا ضرور رہے گا کہ ہم چینی صدر کے ایشین بینک کے قیام کا حصہ کیوں نہ بنے...؟ ہائے رے کاش ...کہ ہم ایشیائی مما لک کی قسمت بدلنے کے معاملے میں امریکی بہکاوے میں نہیں آتے ...؟؟ تو آج ہم بھی دنیا میں سر اُٹھاکر یہ کہہ سکتے کہ ایشیائی مما لک کی ترقی اور خوشحالی کی نئی راہیں متعین کرنے میں چین اور چینی صدر کی طرح ہمارا بھی حصہ اور ہماری بھی کوششیں ہیں

اگرچہ چین کے دارالحکومت بیجنگ میں نئے ایشین بینک کے قائم کے اعلان سے ہی امریکا کو ایشیائی مما لک میں اپنے عالمی مالیاتی اداروں کی اجارہ داری اور بدمعاشی ختم ہونے اور اِسی طرح ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کا دیوالیہ ہونے اور اِنہیں آئندہ سالوں میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے کئی نئے چیلنجز کا خدشہ بڑھانے کے باعث لرزہ طاری ہوگیا ہے اور آج یہی وجہ

ہے کہ امریکانے ابھی سے ہی چین میں 50ارب ڈالر سے قائم ہونے والے ایشین بینک کی زور وشور سے ہر سطح پر مخالفت شروع کردی ہے اور اِس کے خالف سیاسی اور معاشی واقتصادی حوالوں سے منفی پروپیگنڈوں کا ایک نہ روکنے والا سلسلہ بھی شروع کردیا ہے جو ایشیائی ممالک کے ساتھ اِن کی ترقی و خوشحالی کی دُشمنی کے مترادف ہے اور اِس کا یہ عمل اِن امریکی عزائم کی عکاس ہے کہ امریکا نہیں چاہتاہے کہ اِس کا اور اِس کے مالیاتی اداروں کی اجارہ داری ایشیائی ممالک پر سے بھی ختم ہویا کوئی اور اِس کی اور اِس کے مالیاتی ادروں کی بدمعاشی اور غنڈہ کردی ختم کرنے کے لئے سامنے آئے۔ جبکہ آج اِس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ چین نے ہمیشہ ایشیائی ممالک کے ساتھ اپنے ہر قسم کے تعاون کو نیک نیتی کی بنیادپر پیش کیاہے اور آج چینی صدر شی جن پنگ کا ایشیائی ممالک کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے والا یہ عمل بھی جس کی بنیادپر اُنہوں نے 50 ارب ڈالرسے (اے آئی آئی بی = ایشین انفراسٹرکچرانویسٹمنٹ بینک) (جسے کانامAIIB دیاگیاہے) کی بنیادرکھی ہے اِن کا یہ عظیم اورتاریخی کارنامہ یقینا ایشیائی ممالک میں سڑکوں، ریلوے، اور پاورپلانٹس جیسے منصوبوں کے لئے سرمایہ فراہم کرے گاجس سے اِن ممالک کی خستہ حالی دور ہوگی تووہیں یہ بینک ان پستی زدہ ممالک کوترقی اور خوشحالی کی جانب لے جانے کے لئے بھی سنگِ میل ثابت ہوگا۔اَب ضرورت بس اِس امر کی ہے کہ جن 21ممالک کی شمولیت سے چین میں جو ایشین بینک قائم ہواہے وہ امریکی اور اِس کے اتحادیوں

کے منفی پروپیگنڈوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے مثالی اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کریں اور اپنے اِس عظیم المرتبت کارنامے پر پوری طاقت کے ساتھ جمے رہیں کیوں کہ اَب امریکا اور اِس کے اتحادی آخری وقت تک اِس کی مخالفت کرتے رہیں گے مگر سب کو ہر حال میں ہمت سے کام لینا ہوگا اور ہر امریکی منفی پروپیگنڈے کا جواب دینا ہوگا۔

لکڑی کی ہے پٹری اور لوہے کی ہے ریل....؟

ہم پاکستانی بھی اپنے عزم اور عادت کے بڑے پکے ثابت ہوئے ہیں، جس راہ پر چل پڑیں تو بغیر کچھ سوچ سمجھے اپنا منہ نیچے کئے چلتے ہی رہتے ہیں پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے ہیں اور اِسی طرح جس کام میں لگ جائیں تو اُس کے انجام سے بے پرواہ ہو کر اُسے تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں یعنی یہ کہ اَب جیسے ہماری یہ خصلت بن گئی ہے کہ جب ہم اپنے پہ آ جائیں تو کوئی ہمیں ہمارے اچھے یا بُرے راستے سے بھٹکا نہیں سکتا ہے، اور جب کچھ نہ کرنے پہ آئیں تو بھی دنیا کے لاکھ جتن کرنے اور سمجھانے اور بُجھانے کے باوجود بھی ایک انچ بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اِس کے باوجود بھی ہماری یہ کوشش رہتی ہے کہ ہم اپنی زندگی کی ریل (جو پہاڑ جیسی ہے) اُسے لکڑی کی پٹری پر چلائیں اور اس پر یہ بھی کہ ہم ہر ضابطے اور قانون اور قاعدے کو بالائے طاق رکھ کر اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے دعوے بھی کریں...

آج شائد یہی وجہ ہے کہ میرے مُلک میں طاقت اور مزاج کا توازن بھی ہماری خصلت کے باعث ہمیشہ سے ہی غیر مستحکم رہا ہے اور ہماری طبیعتوں میں بھی ٹھیراؤ پیدا نہیں ہو سکا ہے اور اَب اُوپر سے نیچے تک یہ شکوہ وردِ زبان ہے کہ

ہم دنیاکے ہر میدان میں ناکام رہے ہیں ، اَب ایسے میں ذرا سوچیں کہ جب ہماری یہ حالت ہو تو پھر ہمارے معاشرے میں کوئی بھی نظام بھلاکیسے پنپ سکتاہے۔۔۔؟اور ایسے میں سارے نظام کا لامحالہ ڈی ریل ہونالازمی بھی ٹھیر سکتاہےاِس حوالے سے میرا یہ شعر حاضرِ خدمت ہے کہ :۔

لکڑی کی ہے پٹری اور لوہے کی ہے ریل
ہو سکتی ہے یک دن یہ ریل بھی ڈی ریل

آج یہ سب ہی جانتے ہیں کہ کس طرح پچھلے دوماہ سے حکومت اوراُن کی جانب سے بھی جو حکومت کے ساتھ دائیں ، بائیں ، آگے ، پیچھے ، اُوپر اور نیچے الغرض کے کہیں سے بھی چمٹے ہوئے ہیں اوراِن سب کے علاوہ کچھ ایسے بھی حکومتی ہم خیال کہلانے والے افراد اور اشرافیہ سے تعلق رکھنے والے طبقات اور چھوٹے اور بڑے لوگ ہیں جنھوں نے اسلام آباد کے ریڈزون کے دھرنوں سے متعلق زور اور شعور سے یہ کہناشروع کردیاکہ کسی خفیہ ہاتھ... یا کسی بیرونی قوت .....؟؟کے اشارے پر اسلام آباد میں دھرنادینے والے اچھی بھلی جمہوری حکومت کوڈیل ریل کرناچاہتے ہیں اور اُن جمہور دُشمن اور مُلک دُشمن طاقتوں کے عزائم کو تقویت بخشناچاہتے ہیں جو کبھی بھی مُلک میں جمہوریت کوپنپتانہیں دیکھ سکتے ہیں، آج اِسی لئے جمہوریت سے خائف قوتوں نے عمران اور قادری کا سہارالیااور اِنہیں اُکسا اور بھڑکا کر اسلام آباد تک لے آئے....اور تمیں اور

اکتیس اگست کو اسلام آباد میں جو ہوا۔۔۔؟کیا گیا۔۔۔؟ یا کروایا گیا اِسے جواز بنا کر نواز شریف کی جمہوری حکومت کا خاتمہ ہو سکے اور یوں پونے دو سال کی نواز شریف کی جمہوری حکومت کو ڈیل ریل کر دیا جائے۔۔اور اِس کا انجر پنجر کھول کر اِسے کباڑ خرانے میں پھینک دیا جائے۔۔۔ پاکستانیوں کو ایسے بہت سے الفاظ اور جملے پڑھنے، سُننے اور لکھنے کو ملے، اور اِس دوران ایسی بہت سی باتیں بھی کی گئیں اور کی جاتی رہیں کہ آج بوٹوں کی آوازیں آ جائیں گیں اور جمہوریت کا دھران تختہ ہو جائے گا۔۔۔؟مگر کچھ بھی نہ ہوا اور لگتا ہے کہ شائد اگلے دِنوں میں بھی کوئی نتیجہ نہ نکل سکے۔

مگر آج تک اُس حقیقت کو کوئی نہیں پا سکا ہے کہ عمران اور قادری کے ساٹھ دِنوں سے زائد عرصے تک جاری رہنے والے دھرنوں کے پسِ پردہ کون سی قوتیں اور کون سے عزائم والے ہاتھ موجود تھے۔۔۔؟ موجود ہیں اور دھرنے کے مقاصد حاصل ہونے تک موجود رہیں گے۔۔۔؟ بہر حال۔۔۔! آج عمران و قادری کے دھرنوں کو ایک معمہ قرار دینے والے عنقریب خود کسی معمہ میں ڈھلنے والے ہیں کیونکہ ابھی تجزیہ نگاروں اور تبصرہ نگاروں کے نزدیک ظاہر و باطن عناصر کے انکار کے باوجود بھی دھرنوں کی پُراسراریت برقرار ہے اور اَب بھی زمینوں، پہاڑوں، سمندروں کی تہوں اور خلا کے دوش سے بھی خبر تو خبر۔۔۔۔ خبر کے بال کی کھال نکال لینے والے میڈیا کے لوگ پریشان ہیں کہ قادری اور عمران کے جاری رکھنے والے دھرنوں کے

پیچھے کون سی طاقت ہے۔۔۔؟

تو یہاں میں بس صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ عمران اور قادری کے پیچھے وہ عوام ہے جس کا 68 سالوں سے استحصال کیا گیا ہے، آج عوام کو عمران و قادری کی شکل میں دو ایسے مسیحا ملے چکے ہیں جن پر عوام کو قائدِاعظم محمد علی جناحؒ، علامہ اقبالؒ اور شہید ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو شہید کی طرح اعتبار ہے کہ یہ عوام کے دُکھ درد کا مداوا کریں گے اور مُلک اور عوام کو مسائل سے نکال کر اِس کی اُس طرح آبیاری کریں گے جس طرح مندرجہ بالا شخصیات کرتی رہی ہیں۔

اگرچہ آج یہ ساری باتیں اپنی جگہہ بڑی حد تک درست بھی ہو سکتی ہیں، اور آج بھی ہمارے یہاں سب کچھ (دنیاکے دیگر ترقی یافتہ ممالک اور مہذب اقوام کی طرح) ٹھیک ہو سکتا ہے اَب بھی مجھے یہ یقین ہے کہ ہمارا کچھ نہیں بگڑا ہے مگر آج بس ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمارے حکمران، سیاستدان اور اشرافیہ کا وہ طبقہ جس نے ہمیشہ اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد اور مفادات کے خاطر عوام کے حقوق کو غضب کیا اور قومی دولت پر اللے تللے کیا اِن لوگوں کو یہ بات ہر حال میں سوچنی ہوگی اور اپنی اصلاح کرنی ہوگی کہ اِن سے انگنت غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں اور اِنھوں نے جمہوریت کی آڑ لے کر ہمیشہ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے آج جب اِن

کی اِسی غیرِانسانی، غیرِاخلاقی اور غیر سیاسی حرکتوں اور رویوں کے خلاف عمران اور قادری.برسوں سے مسائل میں پسی عوام کے ہمراہ نجات دہندہ بن کر نکلے کھڑے ہوئے ہیں تواِن مفادپرست حکمرانوں، سیاستدانوں اور اشرافیہ کے وجودپر لرزہ طاری ہوگیاہے اور آج اِن کے دل اور دماغ پر یہ خوف سوار ہوگیاہے کہ کہیں اِن کا دھاندلی سے حاصل کردہ وہ مینڈیٹ جس پر موجودہ جمہوریت کا مینار کھڑاہے اِسے عمران اور قادری گرانہ دیں اوراِن کی حکومت ختم نہ کردیں اِس لئے اِن مفادات پرستوں نے اپنے لبوں پہ اپنی جمہوریت (آج جسے عوام نام نہاد جمہوریت کہتے ہیں) ڈی ریل ہونے سے بچانے کے نعرے سجارکھے ہیں جب کہ آج حقیقت یہ ہے کہ اِن مفادپرستوں (حکمرانوں سیاستدانوں اوراشرافیہ) کی نام نہاد جمہوریت جس لکڑی کی پٹری پر ہے اَب وہ کسی بھی وقت خودبخود ڈی ریل ہو سکتی ہے۔ (ختم شُد)

پاکستان، حکمران، سیاستدان، بحران اور عوام....؟

کیااِس لئے پاکستان کا قیام عمل میں لایاگیاتھاکہ اِس پر ذاتی اور سیاسی مفادات کی گھٹی پی کر چند خاندان ہی حکمرانی کریں اور تمام مُلکی وسائل ھضم کرڈالیں....؟؟؟اوراِس پر ستم ظریفی یہ کہ وطنِ پاک پر وہ سیاستدان اپنی گرفت مضبوط کئے رکھیں جنہیں سیاست کی ٹھیک طرح سے تعریف بھی نہیں آتی ہے...؟؟؟اوریوں یہ دونوں اپنی گٹھ جوڑ سے.برسوں سے پاکستان کے وسائل پرایسے قابض رہے ہیں کہ جیسے پاکستان اِن کے باپ دادا کی چھوڑی ہوئی کوئی جاگیری ہو..؟؟؟اَب اِس پر صرف اِنہی کا حق ہے اور اِن کی ہی بادشاہت ہے اور باقی دوسرے (یعنی کہ غریب عوام) فراڈیئے اور چور ہیں ہے،آج اِن لوگوں کی اِسی سوچ نے ہی تو میرے پاکستان کو کہیں کا نہیں چھوڑاہے اِن لوگوں کی آپس کی نوراکُشتی کی وجہ سے پاکستان میں نہ تو جمہوریت ہی ٹھیک طرح سے پنپ سکی ہے اور نہ ہی یہ دنیاکے کسی میدان میں اپناکوئی مثالی مقام حاصل کرچکاہے۔

الغرض کہ پچھلے 68سالوں اور بالخصوص موجودہ دورحکومت میں پاکستان پر اُن نااہل اور ناکارہ لوگوں نے حکمرانی کے جھنڈے گاڑے ہیں جنہیں مُلکی اور عوامی مفادات سے زیادہ اپنے ذاتی اور کاروباری و سیاسی مفادات عزیز رہے ہیں

اور ہیں اور اِسی طرح پاکستان کے طول وارض میں اُن بہروپ لوگوں کی سیاست چلتی رہی اور چل رہی ہے جو پاکستان کو صرف اپنے ذاتی وخاندانی اورسیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے آئے ہیں، آج یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کا ہی حق ہے کہ یہ پاکستان کو جس طرح سے چاہیں اپنی مرضی سے چلائیں اور نہ چاہیں تو نہ چلائیں...اِنہیں یہ بڑا ناگوار گزرتا ہے اِن سے جب پاکستان کے اصل وارثین (عوام) میں سے کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ زبردستی کی حکمرانی قائم کرکے (آج پاکستان پر قابضین کا ٹولہ اپنی بدعقلی اور ناقص حکمتِ عملی اور فرسودہ منصوبوں سے پاکستان کو زوال اور پستی کی راہ پر ڈال کر) کِدھر سے کِدھر لے جارہاہے...؟اِس کوئی جواب دینے کے بجائے تویہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اِن سے کوئی یہ پوچھنے والا کون ہوتاہے کہ ہم پاکستان کو کِدھر لے جارہے ہیں...؟؟ہماری مرضی ہے کہ ہم کچھ بھی کریں کوئی ہم سے یہ نہ پوچھے کہ ہم پاکستان کے ساتھ مخلص ہیں کہ نہیں...؟بس ہم جو کررہے ہیں ہمیں کرنے دیاجائے ورنہ ہم سے پوچھنے اور ہمارا احتساب کرنے والے کا انجام بہت بُراہوگا...؟؟

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلی حکومتوں سے لے کر موجودہ حکومت تک یہی کچھ ہورہاہے کہ مسندِ حکمرانی پر(کبھی اقتدارتوکبھی حزب اختلاف کی شکل میں) قابض رہنے والے مخصوص خاندانوں کے بااثرافرادایساہی کررہے ہیں، یہ اپنے مفادات کے خاطر کبھی قوم کی ملی یکجہتی اور اتحادکا شیرازہ تعصب اور لسانی

نعرے لگا کر تباہ کر رہے ہیں تو کبھی یہ لوگ قوم کو روٹی، کپڑا اور مکان کا لالچ دے کر ایوانوں کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں اور کبھی اخلاقیات اور اِنسانیت کی تمام حدوں کو پھلانگ کر اس سے بھی آگے نکل جاتے ہیں جہاں اِنسانیت بھی تھرا جاتی ہے اور اِنسانیت انگشت دنداں ہو کر ششدر رہ جاتی ہے اور اِس کے اشرف مخلوقات ہونے پر شک کرتے ہوئے بہت سے سوالات جنم دے ڈالتی ہے۔۔۔؟؟ جیسا کا متذکرہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ہمارے حکمران اور سیاست کیا ہیں اِس پر شاعر کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں :۔

وہ جن کی سیاست نے کیا ملک کو غارت اے قوم آج اُن کے عزائم پہ نظر بھی
وہ جن کی حماقت نے کیا خونِ اَخوت کچھ ایسے عناصر کے جرائم پہ نظر بھی

****

جس سے ٹھیس لگے غیرت کو اِس منصب پہ تھوک آج ہے اِنسانوں کے من میں مال وزر کی بھوک
جئے مہاجر، جیوئے بھٹو، جیوے مسلم لیگ جیوے پاکستان کا نعرہ آج ہوا متروک

****

یہ غلط یکسر غلط محنت کشوں کا دور ہے یہ ہے خوش فہمی یہ دورِ عظمتِ مزدور ہے
یہ بھی نادانی یہ عہدِ شوکتِ جمہور ہے یہ سیاسی رشوتوں کا سازشوں کا دور ہے
آج میری قوم کے لوگوں کو حکمرانوں اور سیاستدانوں سے اپنا حق چھیننے کے لئے

اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گیں، اور اپنے اُن حکمرانوں کے بخیے اُدھیڑنے ہوں گے جنھوں نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر پچھلے 68 سالوں سے اِسے اپنا دم چھلہ سمجھا اور اِسے تختہ مشق بنائے رکھا اور اِسے جہاں اور جب چاہا خوش نما اور دلفریب نعرے دے کر اپنے مفادات کی بھٹی میں جھونک دیا اور مسندِ اقتدار پر قابض ہوگئے، اور یہ نعرہ لگایا کہ جمہوری دور قربانیوں سے ہی حاصل ہوتا ہے اِس میں نہ کوئی غریب ہوتا ہے اور نہ کوئی مزدور، سب کو برابری کے حقوق ملتے ہیں مگر افسوس ہے کہ آج تک میرے دیس میں جتنے بھی جمہوری دور آئے اِس میں عوام کو سوائے طرح طرح کے بحرانوں کے کوئی ایک رتی کا بھی ریلیف نہیں ملا ہے اور موجودہ نام نہاد جمہوری حکومت میں تو جیسے عوامی محرومیوں کے سارے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔ (ختم شُد)

سانحہ واہگہ بارڈر خودکُش حملہ اور پڑوسی ملک کا جنگی جنون.....؟

مُلک دُشمن اور دہشت گرد عناصر نے اتوار 2 نومبر کی شام واہگہ بارڈر پر خودکُش دھماکہ کرکے کئی معصوم اور نہتے اِنسانوں کو شہید کردیا آج جہاں اِس واقعے سے بہت سے سوالات نے جنم لیاہے تو وہیں پاکستانی سرحدی علاقوں میں بھارت کی جانب سے کئی ماہ سے ہونے والی مسلسل جارحیت پر پاکستان کیطرف سے اچھاپڑوسی ہونے کے ناطے صبر و تحمل اور برداشت اور امن کی آشاکے ہونے والے پرچار اور پاکستان کی بھارت سے متعلق روارکھی گئی خارجہ پالیسی پر بھی ڈھیروں سوالات پیدا کردیئے ہیں......؟؟؟؟؟

اگرچہ خبریہ بھی ہے کہ واہگہ بارڈر پر خودکش حملے کی ذمہ داری عالمی دہشت گرد تنظیموں کالعدم تحریک طالبان ، جماعت الاحرار اور جُنداللہ نے قبول کی ہے اور اِس پر یہ کہ بڑی بہادری اور ڈھٹائی کے ساتھ جماعت الاحرار کے سابق ترجمان احسان اللہ احسان نے میڈیا نمائندوں کو فون کیااور واہگہ بارڈر دھماکے کی ذمہ داری قبول کرلی جبکہ ابتدائی طور پر ملنے والی اطلاعات میں اِن کالعدم تنظیموں میں بھی واہگہ بارڈر حملے پر نمبر اسکورنگ ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی جاری لڑائی نظرآتی رہی ہے..... کیوں کہ دوسری جانب پہلے واہگہ بارڈر کی ذمہ داری کالعدم جُنداللہ نے قبول کی پھر کسی اور نے یہ

اطلاع دی کہ یہ اِنسانیت سوزاور شیطانی کارنامہ اِس نے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے کیاہے اَب ایسالگتاہے کہ جیسے کالعدم تنظمیوں کی ڈوری بھی کسی اور کے ہاتھ یں ہے اور اَب اِنہیں بھی کوئی ایسی عالمی قوت چلارہی ہے جواِنہیں استعمال کرکے خطے میں انارگی پھیلاکر اپنے گھناونے منصوبوں کی تکمیل چاہتی ہے اوراِن میں بھی موقعہ اور مفاد پرستی اور ایک دوسرے کو نیچادکھانے کی جنگ جاری ہے جبکہ یہ ساری باتیں اپنی جگہہ درست ہوسکتی ہیں مگر پھر بھی بعض تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں کا قومی خیال یہ بھی ہے کہ واہگہ بارڈرپر پیش آئے واقعے میں تحقیقات کے دوران بھارتی ایجنسیوں کی کاروائیوں کو بھی خارج ازالمکان قرارنہیں دیاجاسکتاہے۔

آج اِس حقیقت سے تو دنیاانکارکرہی نہیں سکتی ہے کہ پاک بھارت دونوں ممالک کے سرحدی علاقے واہگہ بارڈرپر شام کے وقت تزک احتشام سے پرچم اُتارنے کی یہ کوئی نئ تقریب نہیں تھی یہ سلسلہ تو دونوں پڑوسی ممالک سے متصل سرحدی علاقے میں برسوں سے ہی جاری ہے اوراِنشاء اللہ العزیزجب تک دونوں ممالک آپس میں محبتوں اور دوستیوںکوفروغ دیتے رہیں گے دونوں کے انٹر نیشنل سرحدی علاقوں میں اپنے اپنے عوام کے ساتھ گرم جوشی اورحب الوطنی کے ساتھ رسمِ پرچم اُترائی تاقیامت جاری رہے گی، مگر2 نومبرکی شام لاہور میں واہگہ بارڈرکے پر خودکُش دھماکے نے پاکستانی سرحدی علاقے میں قیامتِ صغریٰ

برپا کردی جس کے نتیجے میں تین رینجرز اہلکاروں سمیت 60 افراد شہید اور 175 سے زائد زخمی ہوئے تو وہیں یہ بھی اطلاع ہے کہ اِس دھماکے میں شہید ہونے والوں میں ایک ہی خاندان کے 8 اور دوسرے کے 5 اور 12 خواتین اور 7 بچے بھی شامل ہیں آج اِس قومی سانحہ کے موقعے پر یقینی طور ہر محب پاکستانی غم سے نڈھال ہے کیوں کہ یہ واقعہ جس جگمہ رونما ہوا ہے یہ انٹرنیشنل مقام اپنی احساسیت اور اہمیت کے اعتبار سے پاک بھارت سرحدی علاقہ تسلیم کیا جاتا ہے اِس لحاظ سے بھی واہگہ بارڈر پر رونما ہونے والا واقعہ انوکھی نوعیت کا ہے جس نے پوری پاکستانی قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

آج پاکستانی قوم اپنے قیام کے 68 ویں سال سے گزر رہی ہے، مگر افسوس ہے کہ اِس عرصے کے دوران اِسے اندر اور باہر سے بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہے، یعنی یہ کہ جیسے اِسے آزادی ملنے کے بعد بھی ویسی آزادی نصیب نہیں ہو سکی ہے، اِس قوم نے جس آزادی کا خواب دیکھا تھا آج بھی پاکستانی قوم کی حالت ایسی ہے کہ جیسے یہ اپنی آزادی اور اپنی خودمختاری اور سلامتی کے حصول کے خاطر اپنے اندرونی اور بیرونی دُشمنوں سے کئی محاذوں پر جنگ لڑنے میں مصروفِ عمل ہے۔

اِدھر واہگہ بارڈر پر پیش آئے خودکش حملے اور اِس کے نتیجے میں کئی قیمتی اِنسانوں کی شہادت پر میڈیا کو جاری ایک بیان میں قوم کو تحفظ فراہم کرنے کے

سب سے بڑے ذمہ دار وزارت کے ہمارے وزیرِ داخلہ عزت مآب محترم المقام جناب چوہدری نثار علی خان نے کہا ہے کہ وزارتِ داخلہ کی جانب سے واہگہ بارڈر پر ممکنہ خودکُش حملے کی وارننگ جاری کی گئی تھی لیکن اِس کے باوجود دہشت گردی کو روکنے کے لئے ٹھوس اقدامات کیوں نہیں کئے گئے اور اِسی طرح اِن کا بار بار بس ایک ہی کہنا ہے کہ واہگہ بارڈر پر ہونے والے خودکُش حملے سے متعلق پہلے سے ہی حکومت پنجاب کو آگاہ کیا گیا تھا مگر اِس ابتدائی وارننگ کے باوجود خودکش حملہ آور کو روکنے کے احکامات نہ کئے جانا ایک بڑا سوالیہ نشان ہے، اتنا بڑا سیکورٹی لیپس کیوں ہوا...؟ اِس کی تہہ تک جائیں گے اور اِس کی تحقیقات کی جائے گی، چلو یہاں کچھ دیر کو مان لیتے ہیں کہ وزارتِ داخلہ نے حکومتِ پنجاب کو حملے سے متعلق پہلے وارننگ دے دی تھی مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وزارتِ داخلہ کو واہگہ بارڈر کے بارے کسی حملے سے متعلق کوئی آگاہی تھی ...؟ تو اِس حملے کو روکنے کے لئے وزارتِ داخلہ نے حکومتِ پنجاب کے ساتھ کیا اور کتنی معاونت کی ...؟؟؟ یا اِس کا کام صرف حکومتِ پنجاب (اور متعلقہ اداروں کو) ابتدائی وارننگ اور آگاہی ، ہی دینا ہوتا ہے، یا اِس پر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ، متعلقہ صوبوں اور اداروں سے سنجیدگی سے عمل درآمد بھی کروانا ہوتا ہے...؟؟ کیا ہماری وزارتِ داخلہ کا کام یہ ہی رہ گیا ہے کہ کسی حادثے کے بعد اپنے میڈیائی بیان بھی یہ دعویٰ کرنا رہ گیا ہے کہ ہم نے تو ابتدائی وارننگ جاری کردی تھی ہماری دی گئی آگاہی پر

متاثرہ صوبائی حکومت یا اداروں نے کان کیوں نہ دھرا۔۔۔؟

آج اِس پر قوم یہ سمجھتی ہے کہ اگر وفاقی وزارتِ داخلہ اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں سنجیدہ ہوتی ۔۔؟ تو لامحالہ حکومتِ پنجاب بھی سنجیدگی سے کچھ کرتی ۔۔؟ آج جہاں واہگہ بارڈر پر سیکورٹی لیپس کی ذمہ دار حکومتِ پنجاب ہے تو وہیں وزارتِ داخلہ بھی اتنی ہی ذمہ دار ہے،اِس نے اپنی وارننگ اور آگاہی پر حکومتِ پنجاب پر سختی سے عملدرآمد کیوں نہیں کروایا۔۔؟ قوم حکمرانِ الوقت اور تحقیقات کرنے اور اِنصاف فراہم کرنے والے اداروں کے سربراہان سے اُمید رکھتی ہے کہ واہگہ بارڈر حملے کی تحقیقات میں وزارتِ داخلہ کو بھی شاملِ کیا جائے۔اور واہگہ بارڈر دھماکے کو قومی سانحہ قرار دے کر حکومت اور مسلح افواج دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کے خلاف آپریشن کا دائرہ سارے مُلک میں پھیلا دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کا قلع قمع کرے اِس پر ساری پاکستانی قوم حکومت اور اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ ہوگی کیوں کہ جب مُلک اور اِس کی خودمختاری اور سالمیت برقرار رہے گی تو حکمرانوں کی حکمرانی اور سیاستدانوں کی سیاست اور مُلکی معیشت اور اقتصادیات بھی جاری رہیں گی مگر یہ سب تب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ جب ہم اور ہمارے حکمران مل کر اپنے اندر اور باہر (سرحدوں کے اُس پار) کے دُشمنوں کو پہنچانیں اور اپنی مسلح افواج کے ساتھ سب مل کر اپنے دیس کو اِن دُشمن سے پاک کریں۔

ضعیف العمری) بھی کوئی ادارہ ہے ...؟؟(E.O.B.I. وزیراعظم صاحب

ادارہ E.O.B.I ضعیف العمری کی بھی دادرسی کی جائے.....

بے شک ... ! ! اِن دِنوں ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیراعظم میاں نوازشریف چین گئے ہوئے ہیں وزیراعظم کے چین کے دورے سے متعلق بڑی اُمیدوابستہ کی جارہی ہیں کہ وزیراعظم نوازشریف کا یہ دورہ چین اقتصادی تعاون کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگااور ساتھ ہی یہ بھی خیال کیاجارہاہے کہ جہاں وزیراعظم پاکستان اپنے چین کے دورے کے دوران چین کے ساتھ توانائی کے منصوبوں پر معاہدے کریں گے تو وہیں ایسے بہت سے معاہدے اور منصوبے بھی کئے جائیں گے جن سے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری سے پاکستانی عوام کو روزگار اور بہتر طرززندگی میسر ہوگی اور پاکستان ترقی کی راہ پر بھی برق رفتاری سے گامزن ہوسکے گا۔

آج یقینا وزیراعظم نوازشریف کا مُلک کو توانائی سمیت دیگر بحرانوں اور مسائل سے نکالنے کے لئے اپنے دوست اور بھائی جیسے پڑوسی مُلک چین جاکر منصوبوں کی جلد تکمیل کے خاطر معاہدے کرناخوش آئند ہے جس پر ساری پاکستانی قوم وزیراعظم

نواز شریف اور اِن کی حکومت کی کاوشوں کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتی ہے مگر اِس کے ساتھ ہی قوم یہ سوال بھی کرتی ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کے سارے ترقیاتی منصوبے اور معاہدے اپنی جگہہ یکدم ٹھیک ضرور ہو سکتے ہیں اور اِن سے مُلک ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کرتا ہوا اُوج ثریا کو بھی چھو لے گا، مگر کیا اِس سے قوم کو مہنگائی اور اداروں میں جاری کرپشن سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی...؟ یہ وہ سوال ہے آج جو ہر غریب پاکستانی کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس رہا ہے۔

کیا وزیر اعظم اپنے ترقیاتی منصوبوں اور معاہدوں کے ساتھ ساتھ مُلک سے مہنگائی اور کرپشن کے خاتمے کے لئے بھی سنجیدہ ہیں...؟ اگر واقعی ہیں تو پھر وزیر اعظم نواز شریف کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مُلک سے مہنگائی اور کرپشن کے خاتمے کے لئے بھی ضروری اقدامات کرنے چاہئے اور خصوص بالخصوص E.O.B.I. (ضعیف العمری) کے ادارے کی مُلک بھر کے پینشنرز کے ساتھ روا رکھے گئے رویوں کو اور حکومت کی جانب سے E.O.B.I. ادارے کو قومی بجٹ میں کثیر رقم مہیا کرنے کے اعلان پر بھی باقاعدگی سے عمل کراتے ہوئے ادارے اور پینشنرز کی حالتِ زار کو بھی بہتر بنانے کی جانب خصوصی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قوموں کی زندگیوں میں ترقی کا دارومدار مثبت و تعمیری اور

اصلاحی سوچ اور اِنسانوں کی فلاح کے لئے غور و فکر کرنے میں پنہاں ہے اور دنیا کی جن زندہ قوموں میں جتنا زیادہ مثبت سوچوں کا عمل دخل ہوگا وہ اُتنی ہی ترقی اور خوشحالی کی منزلیں طے کرتی جائیں گیں، مگر یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِس عمل سے میری قوم عاری ہے،آج میری قوم کے ایک ایک فرد (وہ خواہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہے یا کسی بھی ادنی و اعلیٰ عہدے پر ہی کیوں نہ فائز ہو اُس) نے دنیا کی ترقی یافتہ اقوام سے کچھ اچھائیاں سیکھنے کر آگے بڑھنے اور مُلک و قوم کی خدمت کرنے کی بجائے ،معاف کیجئے گا...!! آج اُلٹا اُس نے دنیا کی ہر اُس برائی میں کمالِ مہارت حاصل کرلی ہے جس پر دنیا کی تہذیب یافتہ اقوام بات کرنا تو درکنار...وہ اپنی نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی ہیں کیوں کہ وہ برائی کو برائی ہی نہیں بلکہ اِسے اِنسانی معاشروں میں بسنے والے ہر اِنسان کی تباہی اور ہلاکت کا باعث بھی سمجھتی ہیں۔

جبکہ معاف کیجئے گا...!! آج میری قوم کے بہت سے افراد کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی ظاہری تو ظاہری بلکہ باطنی برائیوں کو بھی فخریہ انداز سے دوسروں کے سامنے پیش کرکے خوش ہوتے ہیں، ایسے میں جب میرے مُلک اور معاشرے کے لوگوں کی ذہنی سطح یہ ہوجائے کہ یہ اپنی برائیوں کو خوش ہوکر لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اِن کی ذہنی سوچ اور فکر اِس حد تک گرجائے کہ اِنہیں عطر سے بدبو اور

گو بر سے خوشبو آتی محسوس ہونے لگے تو پھر بتائیں کیا ایسی قوم کی حالتِ زار پر سوائے کفِ افسوس کہ کچھ اور بھی کیا جاسکتا ہے.....؟؟؟ یہ باتیں ختم ہونے والی نہیں ہیں یہ تو چلتی ہی رہیں گیں۔

بہرحال... ! اَب آتے ہیں اپنے آج کے موضوع کی جانب جس سے متعلق کالم لکھنا ہے پچھلے دِنوں مجھے ڈی۔ایم۔اُو ایمپلائز اینڈ ورکرز یونین (سی۔بی۔اے) جی پی اُو کمپاؤنڈ کراچی کے مرکزی آفس سیکریٹری محمد کلام خان صاحب کا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں واضح اور جلی حرفوں میں وزیراعظم پاکستان نواز شریف، چیف جسٹس آف پاکستان وزیر خزانہ، اراکین قومی اسمبلی و ممبران سینٹ اور مُلک کی صوبائی اسمبلیوں کے اراکین، و چاروں صوبوں کے گورنرز اور وزیراعلیٰ سمیت مُلک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور اِن کے اکابرین و اراکین کو مخاطب کیا گیا ہے اور اِن سب کی توجہ سے پینشن کی مد میں قلیل رقم حاصل کرنے والے افراد کے ساتھ E.O.B.I. ادارہ ادارے کے اعلیٰ حکام کے نارو ہ ریوں اور سلوک کی جانب کراتے ہوئے انتہائی درمندانہ سے ضعیف العمری کے باعث قلیل E.O.B.I. اپیل کی گئی ہے کہ حکومتی ذمہ داران رقم حاصل کرنے والے افراد کو درپیش مسائل ترجیحی بنیادوں پر جلد حل کروائیں تاکہ ضعیف العمری کے باعث پینشن حاصل کرنے والے وہ افراد جنہوں نے اپنی ساری زندگی مُلک اور قوم کی خدمت میں وقف کردی اِن کا بُوڑھاپا بہتر طریقے سے گزر سکے

اور انہیں مرنے سے پہلے وہ سُکھ اور چین نصیب ہوسکے جس کا اِنہوں نے کبھی دورانِ ملازمت خواب دیکھا تھا۔

اگرچہ محمد کلام خان کے خط میں اتنا کچھ ہے کہ اِس کی ہر سطر میں ایک خبر اور ہر جملے پر بے شمار کالم لکھے جاسکتے ہیں ،فی الحال میں نے اپنی دیگر مصروفیات اور وقت کی کمی کے باعث خط کا تذکرہ ہی کیا ہے اِس میں بیان کردہ مسائل کو اگلے کسی کالم کے لئے رکھ دیا ہے۔

وزیراعظم نواز شریف صاحب جیسا کہ آج آئی ایم ایف نے پاکستان میں مہنگائی سے متعلق یہ عندیہ بھی دے دیا ہے کہ آپ کی حکومت میں پاکستان میں رواں سال مہنگائی کی شرح 8.6 فیصد تک جاسکتی ہے، جس سے لامحالہ مُلک میں مہنگائی کا ایک ہولناک طوفان آجائے گا اور یوں اِس کا سارا بوجھ ہر بار کی طرح مُلک کے غریب اور ضعیف العمری (E.O.B.I پینشنرز پر پڑے گا،اِس سے انکار نہیں ہے کہ آپ کی حکومت کو آئے) پونے دوسال کا عرصہ ہونے کو ہے مگر افسوس ہے کہ وزیراعظم نواز شریف صاحب...! اِس سارے عرصے کے دوران مُلک میں مہنگائی کو جتنا بے لگام کیا گیا ہے اِس کی مثال تو مُلکی تاریخ میں نہیں ملتی ہے،ذرا سوچیں کہ آپ کی حکومت نے اتنے سے عرصے میں مُلک کے غریبوں اور مزدور پیشہ طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو کہاں لا کھڑا کیا ہے...؟اور اگر

حالات نے ساتھ دیا تو عین ممکن ہے کہ آپ کی حکومت پانچ سال کی مدت پوری بھی کرجائے اگر ایسا ہوگیا۔۔۔؟ جیسا کہ ففٹی ففٹی نظر آرہا ہے تو پھر غریبوں اور E.O.B.I. سے قلیل رقم کی مد میں ضعیف العمری کی پینشن لینے والوں کا کیا بنے گا۔۔۔؟ یہ وہ سوال اور فکر ہے جو ملک کے غریبوں اور ضعیف العمر پینشنرز کا چین اور سکون برباد کئے ہوئے ہے اور خاص طور پر وہ افراد جو ضعیف العمری پینشن حاصل کرتے ہیں آپ کی حکومت میں یہ افراد روزافزوں بڑھنے والی مہنگائی علاج معالجہ سہولیات کی کمیابی اور دیگر سماجی مسائل کی وجہ سے زندہ درگور ہورہے ہیں جبکہ E.O.B.I. کا ادارہ جو محنت کش مزدور اور ملازمین کی عزت نفس اور ان کے سماجی تحفظ کو قائم رکھنے کے لئے یو۔این۔او کے تحت 1976 میں بنایا گیا تھا جس کا نصب العین اور کام ہی یہ تھا کہ یہ ادارہ قوموں کی برادریوں میں مظلوم و محروم اور معاشرے کے پسے ہوئے افراد اور طبقات کی فلاح اور بہبود کے لئے ہمہ وقت متحرک رہے گا مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ نہ تو آپ کی جانب سے 60 سال کی عمر میں ملازمت سے فارغ ہوجانے والے غیر سرکاری مزدور و ملازمین اور کارکنان کو E.O.B.I سے (ضعیف العمری) کے باعث ایک قلیل رقم بطور پینشن حاصل کرنے والے افراد کو خصوصی ریلیف دینے سے متعلق کچھ کیا گیا ہے اور نہ ہی آپ کی حکومت نے ضعیف العمری میں پینشن لینے والوں کی فلاح کے لئے ایسے اقدامات کئے ہیں کہ جن سے پینشنرز کو یہ یقین ہو کہ آپ اور آپ کی حکومت نے پینشنرز کے لئے کسی قسم کے فلاحی کارنامے انجام

ایک ایسا ادارہ تھا جو 60 سال کی عمر میں .E.O.B.I دیئے ہیں، وزیر اعظم صاحب ادارہ ملازمت سے فارغ ہوجانے والے غیر سرکار مزدور و ملازمین کی سماجی تحفظ کے حوالے سے ایک قلیل رقم بطور پینشن ادا کیا کرتا تھا مگر آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِس ادارے کو چلانے پر معمور افراد کو بعد میں " مادر پدر" آزاد چھوڑ دیا گیا اور حکومتی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے مطلق العنان افسروں نے ادارے کے اصل فرائض مظلوم و محروم طبقات کی سماجی تحفظ سے پہلو تہی کرتے ہوئے ادارے کے وسائل کو اپنے ذاتی اغراض و مقاصد میں استعمال کرنا شروع کردیا جس کی وجہ سے ادارے میں مالیاتی بے ضابطگیوں ہوئیں اور پھر یوں یہ ادارہ کھوکھلا کر دیا گیا، ایسا لگتا ہے کہ جیسے حد تو یہ بھی ہوئی کہ حکومتی اکابرین نے کبھی یہ بھی معلوم کرنا گوارہ نہیں کیا کہ پورے پاکستان میں سرکاری ملازمین اور پینشنرز کو مہنگائی کے حوالے سے جو اور جتنا ریلیف ہر سال بجٹ میں دیا جاتا ہے اُس سے .E.O.B.I اور ؟... کے پینشنرز کیوں اور کس وجہ سے محروم ہیں... وزیر اعظم صاحب...! جبکہ گزشتہ کی سالوں سے مظلوموں کی پینشن میں بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے اور اِس پر سُونے پہ سُہاگہ یہ ہے کہ حکومتی ذمہ داران پینشن کی اضافے کے سلسلے میں ادارے کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں اور خود مختار ادارہ قرار دے کر اس خالص غریب پینشنرز کے اِنسانی مسئلے سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور آج وزیر اعظم نواز شریف صاحب آپ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو اپنے سینے میں غریبوں کا درد رکھتا ہو اور غریب پینشنرز کے

حق میں اقدامات کرنے کی طاقت رکھتا ہو لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نواز شریف صاحب غریب اور مستحق پینشنرز آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ ترجیحی بنیادوں پر یہ مسئلہ حل کرکے ملک لاکھوں غریب اور مستحق پینشنرز کی اپنی اور اپنی حکومت کی طویل العمری کے لئے دُعائیں لیں۔

کیا میرے مُلک میں اِنسان اور ہیں اور اِنسانیت کسی اور چیز کا نام ہے....؟؟

اگرچہ آج دنیا میں بسنے والا ہر اِنسان اپنی شکل وصُورت، سوچ و سمجھ، رہن و سہن، تہذیب و ثقافت، بول وچال، رنگ و نسل، زبان و مذہب، علاقہ و سرحد اور اپنی جسمانی خدوخال کے لحاظ سے دوسرے اِنسان سے مختلف ضرور ہے مگر اِسے اِس سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ اِس کو تخلیق کرنے والی صرف اللہ رب العزت کی ہی ایک ذاتِ عظیم ہے جس نے اِسے تخلیق کیا اور دنیا میں بھیج دیا اَب یہ اور بات ہے کہ بحیثیت اِنسان کوئی یہ نہ مانے کہ وہ رب کائنات اللہ رب العزت کی تخلیق کردہ ہے اور ایک ہی باوا آدم علیہ السلام کی اُولاد ہے،اور یہ سب مان لینے اور جان لینے کے باوجود بھی اپنی اکڑ اور اپنی ضد اور اَنا کی بدولت اپنی پیدائش کی نسبت طرح طرح کے خودساختہ مفروضوں اور خیالات سے منسلک کرتا پھرے ،اور اپنی ساری عمر اپنے ہی خیالی اور تصوراتی مفروضوں کو سچ گردانے میں گزار کر خود بھی ایک دن دنیا سے ہی گزر جائے، اور پھر اس کا سارا کیا دھرا یہیں دنیا ہی میں رہ جائے اور اِس کا سارا غرور اور گھمنڈ خاک میں مل جائے پھر بھی وہ اِس سے انکاری رہے کہ اِس کا تخلیق کار کون ہے...؟ایسے اِنسانوں کو فنا ہونے سے قبل اتنی سی بات سچے دل سے مان لینی چاہئے کہ اِنسان کی جو ایک اٹل حقیقت ہے وہ بس یہی ہے کہ اِسے اللہ نے تخلیق کیا ہے اور اِس کے کارخانے قدرت میں یہ سلسلہ ازل سے

جاری ہے اور ابد تک چلتا رہے گا اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی اور اس روئے زمین کے جس خطے میں بھی اِنسان پیدا ہوتے رہیں گے سب اللہ کے ہی پیدا کئے ہوئے ہوں گے اور وہ ایک ہی باوا آدم علیہ السلام کی اولاد کہلائے جاتے رہیں گے۔

بہر حال.... ! آج میں جس معاشرے میں سانس لے رہا ہوں اِسے مایوسیوں کی سیاہ چادر نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، جدھر بھی نظر جاتی ہے سوائے طرح طرح کے مسائل اور بحرانوں کے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے، یا یوں کہہ لیجئے کہ جیسے میرے مُلک کے حکمرانوں اور کرتا دھرتاؤں نے اپنی ناقص حکمت اور نادانی سے مُلک اور معاشرے کے ہر عمر کے لوگوں کو نااُمیدی اور مایوسی کے گہرے اندھیرے کنوئیں میں ڈھکیل دیا ہے تب ہی میرا معاشرہ دو طبقات میں بٹ گیا ہے ایک وہ طبقہ ہے جو اپنی چاپلوسیوں اور خوشامد سے حکمرانوں سے نوازہ ہوا ہے تو دوسرا وہ غریب اور مفلوک الحال طبقہ ہے جِسے حکمران اِنسان ہی نہیں سمجھتے ہیں اَب ایسے میں مجھے اپنے اردگرد سوائے چند ایک کے سب ہی اِنسان ، اِنسانوں کے روپ میں بھیڑیئے نظر آتے ہیں ،اور لگتا ہے کہ جیسے میرے معاشرے میں بسنے والے اِنسانوں کا ایک دوسرے پر سے اعتبار اُٹھ سا گیا ہے، اَب اِن میں نہ تو کوئی اِنسان دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی میرے معاشرے میں کہیں اِنسانیت ہی نظر آتی ہے، مفاد پرستی، عیب جوئی، سیاسی واخلاقی اور سماجی برائیاں جیسے کرپشن، اقرباء پروری، قتل وغارت گری، لوٹ مار، ملاوٹ اور ایسی

ہی بہت سی دوسری برائیاں میرے معاشرے میں بسنے والے اِنسانوں کی رگوں میں رس بس گئیں ہیں،اور آج مجھے اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ میرے معاشرے میں ہرانسان کے منہ میں 32 دانتوں کے درمیان جو ایک گز بھر کی لمبی سی زبان ہے جسے اُس کا کام جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کرنے میں ہی گزر جاتا ہے، یہ بھی معاشرے میں فساد کی سب سے بڑی جڑ بن گئی ہے۔

یہاں مجھے حضرت سعدیؒ کی کتاب حکایاتِ گُلستانِ سعدیؒ کی ایک حکایت یاد آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسے اپنے پڑھنے والوں کے لئے بیان کروں حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک زمانے کی بات ہے کہ ایک بادشاہ نے کسی بے گناہ قیدی کے قتل کا حکم دیا زندگی سے مایوس ہو کر موت کی سزا پانے والا بادشاہ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا، بادشاہ نے اپنے وزیروں سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے، وزیروں میں سے ایک وزیر باتدبیر نے عرض کیا" جہاں پناہ یہ کہتا ہے کہ جو لوگ اپنے غصے کو مارتے ہیں اور آدمیوں کی خطا بخشتے ہیں وہی دونوں جہاں میں محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"اِس پر دوسرے وزیر نے جو پہلے وزیر سے دل میں کدورت اور بغض رکھتا تھااِس نے دو قدم آگے بڑھ کرچاپلوسی کے انداز میں کہا" جہاں پناہ...! بات ایسی نہیں ہے جیسی یہ میرے ساتھی وزیر بیان کررہے ہیں یہ آپ کا نمک کھاکرآپ سے جھوٹ بول رہے ہیں، موت کی سزا پانے والے نے توآپ کو بڑی گندی)گندی گالیاں دی ہیں"دوسرے وزیر کی بات سُن کر

بادشاہ حیران ہونے کے بجائے) اِس نے جواب دیا ”ہمیں اِس کا جھوٹ پسندِ خاطر ہے، وہ جھوٹ جس میں صلح اور اصلاح کی آمیزش ہو اس سچ سے بہتر ہے جو فساد برپا کرے، اِس قیدی نے جو کچھ کہا ہے اُس میں اِس کا کوئی قصور نہیں کہ زندگی سے مایوس ہو کر آدمی آگا پیچھا نہیں دیکھتا، جو زبان پر آئے کہہ دیتا ہے اور جو جی میں آئے کر گزرتا ہے“

معاف کیجئے گا. . . !آج میرے اِس مُلک اور معاشرے میں جہاں چند ہی اِنسان اور اِنسانیت کے معیار پر پورا اُترنے والے لوگ بستے ہیں اِنہیں اپنے مُلک اور معاشرے میں رہنے والے اِنسانوں کی صلح اور اصلاح کے لئے آگے آنے کی اَشد ضرورت ہے تاکہ میرا مُلک اور معاشرہ اِنسان اور اِنسانیت کا گہوارہ بن جائے پھر جہاں نہ فسنہ فساد ہوں اور نہ ہی کسی قسم کی ایسی سیاسی اور اخلاقی بُرائیاں جنم لینے پائیں جیسی کہ اِن دِنوں موجود ہیں، آج جب میں اپنے مُلک میں اِنسانوں کی سوچ و فکر اور اِن کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرے مُلک میں بسنے والے اِنسان کسی اور دنیا (یا دورِ جہالت یا ظہورِ اسلام سے قبل کے اِنسانوں) سے تعلق رکھنے والے افراد کے ہجوم پر مشتمل ہیں اِن نہ تو کوئی اِنسان ہے اور اِن میں نہ ہی کہیں سے اِنسانیت پائی جاتی ہے اَب ایسے میں میرے ذہن میں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اِنسان اور ہیں اور اِنسانیت کسی اور چیز کا نام

ہے...؟ قارئین حضرات ... ! میرا آپ سے یہ سوال ہے اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہے تو براہِ کرم مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ (ختم شُد)

بس عمران و قادری کا یہی تو شکوہ ہے....؟؟؟

آخر کب حکمران، سیاستدان اور عوام اپنے خودداری پیدا کریں گے....؟؟؟
پچھلے دِنوں اسلام آباد کے علاقے ریڈزون میں مُلک میں رائج موجودہ سسٹم کے خلاف طاہرالقادری اور عمران خان کا جو دھرنا ایک ساتھ شروع ہوا تھا پھر ساٹھ، ستر دن گزار کر طاہرالقادری کچھ سیاسی مصلحتوں اور حکمتوں کی بناپر اپنا دھرنا سمیٹ کر چلے گئے مگر آج پونے تین یا تین ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اپنے پہلے روز والے مقام پر عمران خان کا دھرنا جاری ہے،اور اَب تو عمران خان نے 30 نومبر کو دھرنے سے حکمران الوقت کے ساتھ آخری معرکہ کرنے اور اِس سے حتمی نتائج حاصل کرنے کے لئے بھی اپنی تیاریاں زور و شعو سے شروع کردی ہیں یہ ٹھیک ہے کہ اگر مقررہ تاریخ سے قبل حکومت نے کوئی سیاسی اور انتقامی شعبدے بازی نہ کی تو قوی اُمید ہے کہ تیس نومبر کو کوئی نہ کوئی تبدیلی....؟؟ یا حقیقی معنوں میں گو نواز، گو کے نعروں کے ساتھ ہی کسی نئے پاکستان کی جانب مُلک گامزن بھی ہوجائے گا۔
بہرحال...!آج آپ کی طرح مجھے بھی 30 نومبر کا شدت سے انتظار ہے، کہ مُلک میں

مقررہ تاریخ سے قبل یا بعد میں کیا کیا ہونے والا ہے....؟ خیر...!! اپنی اگلی باتیں کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ آج میں نہ تو عمران کا ہوں اور نہ ہی طاہر القادری کا حامی ہوں.... اور نہ ہی میں یا میرا قلم حکومت یا اِس کے کسی کارندے کے خریدے ہوئے ہیں... اِلیکن پھر بھی میں اتنا ضرور کہوں گا کہ آج اِن دونوں (عمران اور قادری) میں جو باتیں مشترک پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ اِنہوں نے میری طرح کڑوروں پاکستانیوں کے سامنے اپنے ماضی اور حال کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے مفادپرست چہروں اور رویوں بے نقاب کرکے رکھ دیا ہے اور آج قوم کو اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے متعلق بہت کچھ سوچنے اور اِنہیں سمجھنے پر ضرور مجبور کردیا ہے۔
جبکہ آج یہ بھی حقیقت ہے کہ عمران خان اور طاہر القادری کا حکمرانوں اور سیاستدانوں سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے بس عمران و قادری کا اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے ایک یہی تو شکوہ ہے کہ پہلے ہمارے حکمران اور سیاستدان اغیار کے ٹکڑوں پر ترقی کے دعوے کرنا چھوڑدیں اور اپنے اندر خودداری کا جذبہ بیدار کرلیں تو اِن کی پیچھے چلنی اور ہر معاملے میں دو قدم آگے بڑھ کر لبیک کہنے والی ہماری پاکستانی قوم میں بھی خودبخود خودداری اور خودمختاری کا جذبہ پیدا ہو کر بیدار ہو جائے گا اِس پر دونوں کا یہ کہنا ہے کہ مگر اِس کے اولین شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمارے حکمران اور سیاستدان اپنے اندار جذبہ خودداری

پیدا کریں اور اپنے زورِ بازوؤں پر اور اپنے مُلکی وسائل پر بھروسہ کریں ....اتو مُلک میں حقیقی معنوں میں ترقی وخوشحالی کا دوردورہ شروع ہوجائے گا، اور اِسی کے ساتھ ہی عمران اور قادری کا اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے یہ بھی سوال ہے کہ آخراَب کب تک ہمارے حکمران ، سیاستدان اور عوام امریکا، برطانیہ، چین اور سعودی عرب سمیت دیگر ممالک کی خوشامدیں کرکے اِمدادلے کر مُلک میں ترقی اور خوشحالی کے دعوے کرتے رہیں گے .... ؟کب تک ہم قرضوں کے بوجھ کے ناسور تلے دبے رہیں
گے ... ؟اوراَب کب ہمیں اِمداداور بخشی ہوئی بھیک سے نجات ملے گی.... ؟ اور اِسی کے ساتھ ہی اِن کا یہ کہنا بھی سوفیصدی درست ہے کہ مُلک کو اللہ تعالی نے تمام قدرتی معدنی وسائل سے مالا کیا ہوا ہے، مگر افسوس ہے کہ ہمارے حکمران، سیاستدان اور عوام اِنہیں بروئے کارلانے کے بجائے ، دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کبھی امداد تو کبھی بخشش اور اکثراوقات ڈبل سے زائد سود کی ادائیگیوں کے عوض ملنے والے قرضوں پر ہی گزارہ کرنا اپنی خوش بختی کی علامت سمجھنے لگے ہیں اور خود کو اغیار کے ہاتھوں کھلونا بنا کر پیش کرنے کو اپنی بھلائی گردانتے لگے ہیں۔
اَب ایسے میں ساری پاکستانی قوم کو عمران اورطاہرالقادری کے خیالات اور مطالبات سمجھنے چاہئیں اوراِن پر کسی بھی محبِ وطن پاکستانی کو (خواہ حکمران ہوں یا سیاستدان ، بیوروکریٹس ہوں کہ عوام) ناراض ہو کر آگ بگولہ

ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے بس عمران اور طاہرالقادری کی سیدھی اور صاف سُتھری سی تو بات ہے کہ پہلے اپنے ملکی وسائل کو استعمال میں لایا جائے اور اگر ضرورت پڑے تو پھر بحالتِ مجبوری قرضوں اور امدادوں کے لئے دوستوں اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے تو بات کچھ سمجھ میں آتی ہے اپنے ملکی وسائل کو استعمال میں لائے بغیر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا سوائے اپنی ناکامی اور فقیری اور مفلسی کے اور کچھ نہیں ہے۔

یہاں مجھے حاتم طائی کا ایک مشورہ واقعہ یاد آگیا ہے، جسے میں نے حضرت شیخ سعدیؒ کی کتاب حکایاتِ گُلستانِ سعدی میں پڑھا تھااِس واقعے کے ذہن میں آتے ہی مجھے ایسا لگا کہ آج اگر میں نے یہ واقعہ بیان کردیا تو ممکن ہے کہ ہمارے لوگوں (حکمرانوں، سیاستدانوں اور بہت سے اداروں کے سربراہان اور عوام) کی بھی آنکھیں کھل جائیں اور اِن میں خودداری کا جذبہ بیدار ہوجائے جو ہماری 68 سالہ ملکی تاریخ میں گزرنے والی حکومتوں اور ہمارے موجوہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی فطرت اور خصلت کو جھنجھوڑ کررکھ دے میں چاہتاہوں کہ اُسے اپنے پڑھنے والوں کے لئے قرطاس پر بیان کرتا چلوں واقعہ کچھ یوں ہے کہ کسی نے مشہورزمانہ سخی حاتم طائی سے پوچھا:۔

تم نے دُنیامیں اپنے آپ سے بھی زیادہ کسی کو سخی پایاہے" پہلے تو حاتم طائی بہت "ٹپٹایا پھر اِدھر اُدھر بغلیں جھانکتے ہوئے بولا...اورجواب دیا:۔

ہاں ایک لکڑہارے کو میں نے اپنے سے زیادہ سخی پایا ہے، ایک بار میں نے اپنے'' مہمانوں کے لئے چالیس اُونٹ ذبح کئے یہ ایک دعوتِ عام تھی ، جو آتا پیٹ بھر کے کھاتا جاتا تھا، اِسی روز میں کسی کام سے جنگل کی طرف گیا تو ایک لکڑہارے کو دِ کھا جو خشک لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا، میں نے اُس سے کہا کہ '' اے بھائی...!! تو آج یہ مشقت کیوں کر رہا ہے...؟ حاتم کے گھر چلے جاؤ، وہاں تمھیں کئی اقسام کے لذیز کھانے، کھانے کو ملیں گے، ''اِس کے بعد حاتم طائی کہتا ہے کہ ''لکڑہارے نے پہلے تو میری ساری باتیں بڑی غور و فکر کے ساتھ سُنیں اور پھر اِس کے بعد اِس نے بڑی بے پروائی سے جو جواب دیا'' وہ کچھ یوں ہے لکڑہارے نے کہا کہ ''جو شخص اپنی محنت سے روزی کما سکتا ہو وہ حاتم طائی کا ممنون کیوں ہو'' حاتم طائی کہتا ہے کہ میں اُس لکڑہارے کے جواب سے بہت کچھ سمجھ گیا اور مجھے اپنی سخاوت اور اپنی بادشاہت بھی کم معلوم دینے لگی۔

جبکہ اپنی اِس حکایت میں حضرت شیخ سعدیؒ نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اِنسان کو خود دار ہونا چاہئے اور جو شخص اپنی محنت مزدوری سے روزی کما سکتا ہے اور قدرت کے دیئے ہوئے وسائل سے اپنے زورِ بازو فائدہ اٹھا سکتا ہے تو اِسے کسی کی سخاوت سے سروکار نہیں ہونا چاہئے'' آج میرے مُلک کے نا سمجھوں (حکمرانوں، سیاستدانوں، بہت سے اہم اداروں کے سربراہان اور عوام) کو یہ بات سمجھنی چاہئے اور جو سمجھ گئے ہیں اُنہیں بھی چاہئے کہ یہ 30 نومبر آنے سے پہلے متحد و منظم

ہوجائیں اور نا سمجھوں کو اچھی طرح سے یہ نکتہ سمجھائیں کہ آج ہم سب کی بھلائی اِسی میں ہے کہ ہم لکڑہارے کی طرح اپنی محنت سے اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کریں ہمیں کسی کی سخاوت سے سروکار نہیں ہونا چاہئے'' اور اِس کے بعد اُن کو بھی دھرنوں والے یہ بات سمجھائیں کہ یہ خالی خولی اپنی ناکامی اور خصلت کا الزام دھرنوں والوں پہ یہ کہہ کر نہ ڈالیں کہ دھرنوں کی وجہ سے مُلکی معیشت کا ستیاناس ہوا ہے بلکہ ٹھنڈے دل سے یہ بات تسلیم کرلیں کہ 68 سالوں کے دوران جس کسی کی بھی مُلک پر حکمرانی رہی مُلکی معیشت کو ستیاناس کرنے کے بھی یہی لوگ ذمہ دار رہے ہیں اور آج اِن لوگوں کا یہ کہنا بڑا ہی مضحکہ خیز لگتا ہے کہ '' دھرنوں سے پاکستان کو جکڑنے کی کوشش ناکام ہوگئی''۔بلکہ اَب تو موجودہ حالات میں ایسے لوگوں کو یہ بات سمجھ آجانی چاہئے کہ دھرنوں نے ہی پیٹرولیم منصوعات کی قیمتیں کم کروانے میں اہم رول ادا کیا ہے اور یہی دھرنے تو ہیں جنھوں نے مُلکی معیشت کو قرضوں سے پاک کرکے استحکام بخشنے میں اہم رول ادا کیا ہے اگر آج خشکی اور پانی پر (جیساکہ پچھلے ہی دِنوں سمندر میں کیماڑی کراچی سے منوڑہ اور سمندر سے متصل علاقوں کو جانے والی پرائیویٹ لانچوں (کشتیوں) کے مالکان نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے اپنی کشتیوں سمیت کئی گھنٹوں تک سمندر میں دھرنا دیا جس سے سمندر میں کافی دیر تک آمدورفت بندرہی اور جب اِن کے مطالبات تسلیم کرلئے گئے تو دھرنا ختم کردیا گیا) اور اَب اِسی طرح ہمارے یہاں کسی بھی

ہوابازی کے ادارے کے ملازمین اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے کسی بھی دن اور وقت ہوامیں دھرنا دے دیں کیوں کہ اَب خشکی اور پانی پر دھرنوں کے بعد ہوامیں دھرنا دینا باقی رہ گیاہے میں یہ بات اِس لئے کہہ رہاہوں کہ آج ہمارے مُلک میں جیسی دھرنوں کی سیاست چل نکلنی ایساتو ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی بھی ہوابازی کاادارہ اپنے مطالبات منوانے کے لئے ہوامیں اپنے مزدوروں اور جہازوں کے ساتھ دھرنا دے ڈالے۔

اگرچہ ہمارے یہاں جیسی دھرنوں کی سیاست شروع ہوچکی ہے اگر یہ نہ شروع ہوئی ہوتی تو حکمرانوں ، سیاستدانوں اور دوسرے اداروں (بالخصوص وزارتِ پیٹرولیم اور وزراتِ پانی و بجلی کے محکموں) کی آنکھوں پر چڑھی سیاہ پٹی بھی نہ ہٹتی اورآج جیسامُلک ترقی اور خوشحالی کی جانب ذراسا کھِسک رہاہے وہ بھی نہ کھِسک پاتا..... ایسے میں دھرنوں کوبُرابھلااور دھرنے دینے والوں پر تنقیدیں کرنے والے پہلے اپنے اپنے کردادوں پر بھی نظریں ڈالیں پھر دھرنوں اور دھرنے والوں کو کچھ کہیں

آج سچ کہنے والی زبان اور سچ سُننے والے کان کہاں سے لاؤں....؟؟

حکمران، سیاستدان، میڈیا اور عوام سچ بولیں تو مُلک ترقی کرے مگر....؟؟؟
آج یہ جانتے ہوئے بھی کہ سچ کا تعلق اِنسان کے دل اور اِس کے ضمیر سے ہے جو اِسے کہیں بھی ناکام اور ذلیل نہیں ہونے دیتا ہے اور جھوٹ کا تعلق اِنسان کی مرگِ ناگہاں اور ذلت و خواری سے ہے مگر اافسوس ہے کہ اَب موجودہ دور میں بھی میری اور میرے دیس میں بسنے والے ہر پاکستانی کی یہ مجبوری بن گئی ہے کہ ہم سب کچھ جانتے بُوجھتے ہوئے بھی سچ بولنے ، سچ سُننے اور سچ لکھنے سے ڈرنے لگے ہیں ،آج میرے مُلک میں جھوٹا کامیاب اور سچا زمین پر رگڑ رگڑ کر چل رہا ہے ، ہمارے حکمرانوں کو ایوانوں میں اور حکمران پارٹی کو پبلک مقامات پر جھوٹ ملنے سے فرصت نہیں ہے،اور اپوزیشن والے (جو حکومت ہی کی بی ٹیم کا رول ادا کر رہے ہیں اِنہیں ایوانوں میں اپنا وجود برقرار اور زندہ رکھنے اور عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے) محض دکھاوے کے لئے ہی حکومتی کاموں میں جھوٹ بول کر ساتھ دینا پڑ رہا ہے،اور اگر ایسے میں نیا پاکستان بنانے اور مُلک میں انقلاب لانے والے (عمران اور قادری) سچ بھی بولیں تو قوم کو یہ بھی جھوٹ لگتا ہے، آخر یہ کب تک ہوتا رہے گا..؟ہم کب تک جھوٹ پہ جھوٹ بول کر ساری دنیا کے سامنے

جھوٹے کہلاتے رہیں گے۔۔؟آخر ہم کب اپنے اُوپر چڑھے جھوٹ کے خول کو اُتار پھینکیں گے۔۔؟کب ہم اِس کا حل نکالیں گے۔۔۔؟اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کا سامنا کس منہ سے کریں گے۔۔؟اَب میرے اِن خدشات نما سوالات کا جواب ڈھونڈنا کس کا کام ہے۔۔؟آپ کے لئے یہ نکتہ چھوڑے دیتا ہوں اور آگے بڑھتا ہوں۔ ٹھیک ہے کہ یہ قانونِ فطرت ہے کہ دنیا میں جتنے بھی اِنسان پیدا ہوئے ہیں اِن میں سے بیشتر ایسے افراد ہیں جو تمام اقسام کے ظاہری اور باطنی نقائص سے پاک پیدا ہوئے ہیں مگراِسی دنیا میں کچھ ایسے بھی اِنسان پیدا ہوئے ہیں جن میں ظاہری اور باطنی دونوں ہی اقسام کے نقائص پائے جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوئے ہیں جن میں صرف پوشیدہ نقائص رہے ورااِسی طرح بہت سے ایسے بھی پیدا ہوئے جن میں قدرت نے صرف ظاہری ہی نقص رکھااَب یہ بھید تخلیق کائنات کے کارخانے میں اِنسانوں کوپیدا کرنے والاہی جانتاہے کہ یہ کسے کن خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ پیدا کرے۔۔۔؟ اور کس کو ایک مکمل اور جامع اِنسان بناکر دنیامیں بھیجدے،الغرض کہ یہ بات صرف میرااللہ ہی جانتاہے کہ کس کو کس حال میں پیدا کرناہے اور کسے کیسے دنیامیں بھیجناہے، بے شک بے عیب تو صرف میرااللہ رب العزت ہی ہے اوراُسی کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں اور میرے اللہ کے بعد صرف اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں جو اِس کی تمام صفاتی خوبیوں سے مستفید ہوتے ہیں اوراللہ جنہیں ہر قسم (ظاہری اورباطنی) کی خامیوں اور برائیوں سے

پاک کر کے دنیا میں بھیجتا ہے تاکہ اللہ کے یہ نیک اور برگزیدہ بندے اپنے قول و فعل سے اللہ کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچائیں اوراِس طرح یہ ہر دوراور ہر زمانے میں آنے والے اِنسانوں کواللہ کی واحدانیت کی جانب راغب کریں تاکہ دنیا محبت اورامن وآشتی کا عظیم گہوارہ بنی رہے اور دنیا سے شیطانیت کا خاتمہ ہو۔

یہاں مجھے انتہائی دُکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ اگر آج اِس پُرآشوب دور میں بھی جب ہم اپنے اردگرد دیکھیں تو ہمارے درمیان اکثریت ایسے لوگوں اور افراد کی ضرور موجود نظر آئے گی ،جو اپنی بظاہر تو تمام ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے ایک قابلِ اعتبار اور بھروسہ والے اِنسان دکھائی دے رہے ہوں گے،مگر افسوس ہے کہ آج میرے مُلک اور معاشرے میں ایسے بہت سے افراد ہیں جو اپنی ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے تو بڑے معتبر اور پاکباز نظر آتے ہیں مگر اِن کا باطن سماجی واخلاقی اور سیاسی سُوجھ بُوجھ کے لحاظ سے داغدار ہوتا ہے کیونکہ اِن کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہوتی ہے جن کے منہ کے 32 دانتوں کے درمیان جوایک زبان ہوتی ہے وہ اِس سے سچ بولنے اور بلوانے سے کتراتے ہیں اور جب ایسے لوگوں کی زبان سے سچ نہیں نکلے گا تو ظاہر سی بات ہے کہ سامنے والے کے کان بھی جھوٹ ہی سُنیں گے اور پھر لا محالہ معاشرے میں چار سو منہ در منہ جھوٹ ہی بولا جائے گا،یعنی یہ کہ آج میرے مُلک اور معاشرے میں سچ کہنے والی زبان

اور سچ سُننے والے کان موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے یقیناً میرا مُلک اور معاشرہ بہت سی، سماجی، اخلاقی اور سیاسی برائیوں کا آماجگاہ بن گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ جب دنیا اتنی فاسٹ نہیں ہوئی تھی جتنی کہ آج ہو گئی ہے، میرے اِسی مُلک میں ہر سوچ و فکر اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر طبقے کے لوگ سچ بولا کرتے تھے تو مُلک اور معاشرے میں کبھی بھی اتنی برائیاں نہ سماجی اور نہ اخلاقی اور نہ ہی سیاسی حوالوں سے پھل پھول پائیں تھیں جیسی کہ اِس دورِ جدید میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد میں جھوٹ کی وجہ سے بُرائیاں رگوں میں گردش کرتے خون کی طرح دوڑ رہی ہیں اور شاید اِس جھوٹے سچے میڈیائی جدید دور میں میرے مُلک اور معاشرے کے لوگوں کو اِس سے بھی انکاری نہ ہوں کہ جھوٹ تمام گناہوں کی ماں اور سچ سب بُرائیوں کا علاج ہے۔

مگر معاف کیجئے گا کہ آج مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے دنیا اور میڈیا کے فاسٹ ہونے کے ساتھ ہی میرے مُلک میں بالخصوص سچ کا گلا گھونٹ کر جھوٹ کا بول بالا سب سے زیادہ کر دیا گیا ہے، آج یہی وجہ ہے کہ شہر اور گاؤں رہنے والوں سے لے کر حکمران الوقت اور اِسی طرح حاکم الوقت سے لے کر مُلک کے طول ارض پر پھیلے ہوئے جنگلوں اور ریگستانوں میں بنی جھونپڑیوں میں رکھنے والے افراد بھی جھوٹ ہی کے بل بوتے اپنی اپنی

زندگیوں کی گاڑیاں گھسیٹ رہے ہیں یعنی یہ کہ آج جیسے میرے دیس کے لوگوں کا جھوٹے سچے میڈیا اور قدم قدم پر جھوٹ بولتے ہمارے حکمران اور سیاستدان اور) ہمارے اداروں کے سربراہان نے) اِس بات پر ایمان بنادیا ہے کہ " جھوٹ زندگی کی ضمانت ہے اور سچ بولنا اور سُننا موت کی علامت ہے"۔

بہرحال کچھ بھی ہے اگر میری قوم کو دنیا میں ترقی اور خوشحالی کے ثمرات حاصل کرنے ہیں ...؟؟ تو اِسے ہر حال میں حق اور سچ کا نعرہ بلند کرنا ہوگا،اور نہ صرف خود سچ بولنا ہوگا بلکہ اَب اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان سمیت اپنے میڈیا سے بھی سچ بلوانا ہوگا اور لوگوں میں سچ برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنی اور کروانی ہوگی تب ہمارا ملک اور معاشرہ اور ہم اُوج ثریا کی قدم بوسی کرسکیں گے ورنہ نہیں۔

اگرچہ ہر دور اور ہر زمانے میں سچ بولنا مشکل ضرور رہا ہے مگر اِس حقیقت سے بھی تو انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آج بھی دنیا کی جن اقوام نے سچ کو اپنی کامیابی کا زینہ بنایا ہے آج بھی ترقی اور خوشحالی اُن اقوام کا ماتھا چوم رہی ہیں اور قدم کے بوسے لے رہی ہیں حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ " سچائی میں بڑی طاقت ہے اور وہ اپنا آپ دِکھا کر رہتی ہے" اور ہم میں یہ خوبی تب ہی پیدا ہوسکتی ہے کہ جب ہمیں سچ بولنے اور سچ کو سُننے اور سچ کو لکھنے کے ساتھ

ساتھ ہر سطح پر سچ کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جائے تو ہمارے ملک اور معاشرے کا ہر شخص سچا کلام کرے گا اور اس طرح ہمارے دل کے خانوں میں سچائی کا بسیرا ہو جائے گا اور ہمارے کانوں کے پردے بھی سچ کے میٹھے بول کے رس سے تر رہیں گے پھر میرے ملک اور قوم کو بھی ترقی اور خوشحالی نصیب ہو جائے گی۔

30نومبر....!! اچھائی کو بُرائی اور بڑائی کو بُرائی سے بچاؤ

حکومت اور عمران 30 نومبر کو اینٹ اور پتھر کے استعمال گریز کریں ....؟؟؟
اَب جیسے جیسے 30 نومبر کی تاریخ اور دن قریب آتے جارہے ہیں ہماری گرما گرم مُلکی سیاست میں رواں ہفتہ بھی خاصی اہمیت اختیار کرجارہاہے، کیوں کہ آج ایک طرف پی ٹی آئی والے اپنے 30 نومبر کے جلسے کو فیصلہ کُن اور معرکہ آرائی قراردے کر اپنی تیاریوں میں مصروف ہیں تو وہیں حکومت بھی پی ٹی آئی کے دیئے ہوئے عندیوں اور انتظامات کو دیکھتے ہوئے طرح طرح کے مخمصوں اور وسوسوں میں مبتلا ہوتی چلی جارہی ہے اور پی ٹی آئی کے 30 نومبر کے جلسے کو ریاستی طاقت کے استعمال سے روکنے کے لئے تیار بیٹھی ہے،ایسے میں حکومت کا ریڈزون کو کنٹینرز لگاکر سیل کرنے کا سلسلہ پورے زوروشور سے جاری ہے ،تواِس پر پی ٹی آئی کا یہ شور ہے کہ حکومت کا30 نومبر کے جلسے میں رغنہ ڈالنااِس کا جمہوری حق غضب کرنے کے مترادف ہےاِس کا کہناہے کہ 30 نومبر کے جلسے کو روکنے کے لئے حکومتی مشینری نے پی ٹی آئی والوں کی پکڑ ودھکڑ شروع کردی ہے گوکہ دونوں ہی جانب سے 30 نومبر کی آمد سے قبل ہی مقابلے کے لئے کمر کس لی گئی ہے،اور ایک دوسرے پر ذاتی وکرداری اور سیاسی و معاشی اور اخلاقی وسماجی طورپر کھلے لفظوں اور

ترش جملوں کے بیدریغ استعمال کے ساتھ ساتھ زبانی کلامی جنگ کا سلسلہ عروج کو پہنچا ہوا نظر آ رہا ہے لگتا ہے کہ جیسے جیسے 30 نومبر کی تاریخ اور دن قریب آتا جائے گا اسلام آباد سمیت سارے مُلک کا سیاسی منظر گرم سے گرم تر ہوتا جائے گا اور اِس بات کا دونوں طرف سے یہ عزمِ خاص الخاص بھی کرلیا گیا ہے کہ 30 نومبر کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا... پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا...؟؟

اَب اِس صورتِ حال میں ہم دیکھیں گے کہ یہ دونوں جانب سے گیڈر بھبگیاں ہیں یا واقعی 30 نومبر کو ایسا ویسا کچھ ہونے والا ہے...؟ جس سے مُلکی سیاست اور ایوانوں میں ناقابلِ یقین تبدیلیاں آ جائیں گیں اور مُلک کسی کی بھی طرف سے اینٹ چل جانے پر پتھر کے جواب سے اپنی سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی سمت تبدیل کرکے کسی اور نئی راہ پر گامزن ہو جائے گا...؟؟ اَب سوچیں کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کام تو بُرا ہو اور نتیجہ اچھا نکلے...؟؟

بہرحال...!! جیساکہ گزشتہ دِنوں گوجرانوالہ میں پاکستان تحریک انصاف کے چئیرمین عمران خان نے اپنے حسبِ روایت ایک اور فقیدالمثال جلسے عام میں خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص لب و لہجے والے انداز میں وزیراعظم نواز شریف اور وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کیا کہہ دیا کہ ’’ نواز شریف اور چوہدری نثار علی خان سُن لیں...! میرا صبر ختم ہو گیا، 30 نومبر

کو31 اگست کی طرح کارکنوں پر تشدد ہوا۔۔۔؟؟یا ہمیں روکا گیا۔۔۔۔؟؟تو مقابلہ کروں گا۔۔۔۔۔!!!۔۔۔؟؟؟، کرپٹ نظام رہے گا یا نیا پاکستان بنے گا، اَب فیصلہ 30 نومبر کو ہوجائے گا، تقدیر بدلنے کا موقع بار بار نہیں ملتا، قوم کھڑی نہ ہوئی تو ہمارے بچے بھی اِن کی غلامی کریں گے، ہمارے پاس دھاندلی کے ثبوت آ گئے ہیں،اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ عندیہ بھی دیا کہ میں اسی ہفتے پریس کانفرنس کرکے دھاندلی کے ثبوت عوام کے سامنے پیش کروں گا'' گویا کہ اَب جیسے اِس کے بعد توحکومت مارے غصے کے تلملا اُٹھی ہے ، حکومت عمران خان کے 30 نومبر کے جلسے کو رکوانے کے لئے اپنے منہ میں کریلا چبا کر ایسے ایسے سخت اقدامات کرنے پر اُتر آئی ہے کہ جس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ حکومت نے اپنے تعیں پاکستان تحریکِ اِنصاف کی جانب سے 30 نومبر کو اسلام آباد میں منعقدہ جلسے سے نمٹنے کے لئے آزاد کشمیر اور پنجاب کے مختلف اضلاع سے 30 ہزار اضافی نفری منگوانے کا فیصلہ کرلیا ہے ، جو اسلام آباد پولیس کے ہمراہ جلسے کی نگرانی کرے گی، اور ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ وزیرِ داخلہ چوہدری نثار علی خان نے میڈیا پرسنز سے گفتگو کے دوران بتایا کہ حکومت نے تیس نومبر کو اسلام آباد میں پاکستان تحریکِ اِنصاف کے چیئرمین عمران خان کی ریلی کے موقع پر غیر یقینی صورت حال سے نمٹنے کی تیاری مکمل کرلی، اُنہوں نے کہا کہ پُرتشدد اجتماع سے نمٹنے کے لئے اسلام

آباد پولیس کو دوواٹر کینن گاڑیاں دے دی گئی ہیں، 12ہزار سے زیادہ آنسو گیس شیل منگوائے گئے ہیں، اِس کے علاوہ ہزاروں ربڑ کی گولیاں بھی اسلام آباد پولیس کو دے دی گئیں ہیں جس پر لگ بھگ 3 کروڑ روپے اضافی اخراجات آئیں گے، اُنھوں نے کہا کہ پی ٹی آئی کو جلسے کی اجازت ہے دھاوا کی نہیں ،ریاستی طاقت کو کمزور نہ سمجھا جائے اور کوئی غلط فہمی میں نہ رہے، حکومت تشدد کا جواب قانون کی طاقت سے دے گی"۔

اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی ایسا ہوگیا...؟ جس کے لئے دونوں جانب سے عندیئے دیئے جارہے ہیں ،تو پھر کیا اسلام آباد کا ریڈزون 30اور 31اگست کی درمیانی شب کی طرح ایک مرتبہ پھر میدانِ جنگ بنادیا جائے گا...؟؟اور دونوں ہی جانب سے محب وطن پاکستانیوں کے مقدس خون سے سرزمینِ پاکستان کا ریڈزون کا علاقہ تر ہوجائے گا، یہاں پھر جس کے بعد محبتوں کے پھول کھلنے کے بجائے ببول کے کانٹے اُگنے لگیں گے۔

اَب کیااِس منظر اور پس منظر میں یہ امر باعثِ تشویش نہیں ہے کہ حکومت نے عمران خان کے 30نومبر کے جلسے کو روکنے کے لئے طاقت کے استعمال کا سہارا ڈھونڈ لیاہے...؟؟اَب کیا حکومت نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ یہ بھی کسی کی اینٹ کا جواب پتھر سے ہی دے گی..؟؟کیا حکومت ہر حال میں اسلام آباد کے

ریڈزون میں پی ٹی آئی کے جلسے کو روک کر ہی دم لے گی۔۔۔؟؟اور پی ٹی آئی والے پتھر سے گھائل ہو کر بھی اپنا جلسہ اسلام آباد کے ریڈزون میں ہی کریں گے۔۔۔؟اِس موقعہ پر میرا دونوں کو یہ صائب مشورہ ہے کہ یہ اپنی اپنی ضد اور اَنا کی وجہ سے اسلام آباد کے ریڈزون کو معصوم پاکستانیوں کے مقدس خون سے ہولی کا میدان بنانے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے یہ سوچیں اور سمجھیں کہ دونوں جانب سے لچک کا مظاہرہ کیا جائے، پی ٹی آئی والے مشتعل نہ ہوں اور اپنا جمہوری حق درست طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اپنا احتجاج کریں اور حکومت طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر۔۔۔۔یا کسی کے بہکاوے میں آ کر ایسا کچھ نہ کرے۔۔۔۔؟؟اِسے جس کے بعد سُبکی کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔۔کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ حکومتوں کے لئے کبھی کبھی طاقت کا بیجا استعمال بھی نا قابلِ تلافی نقصان کا باعث بن جاتا ہے،اِس لئے دونوں کو چاہیے کہ یہ اچھائی کو بُرائی اور بڑائی کو بُرائی سے بچائیں، جس میں حکومت اور عمران سمیت مُلک اور قوم کی بھی بہتری ہے۔

!! ..... بھارت خطے میں امن اور طاقت کا توازن بگاڑنے کا ذمہ دار ہے

بس پاکستان سے بھارت کی مذکرات سے منہ پھیری ہٹ دھرمی ہے ....
خبر یہ ہے کہ جب پچھلے دِنوں کھٹمنڈو میں سارک کانفرس کے دوران بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی پاکستانی صحافیوں کے ایک گروپ سے مڈبھیڑ ہوئی تو اِس موقعے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک پاکستانی صحافی نے مودی سے دورۂ پاکستان کے بارے میں یہ سوال کرڈالا کہ '' وہ پاکستان کب آرہے ہیں'' جس کا بھارتی وزیراعظم نے جواب دینے سے گریز کیا اور اپنے مخصوص (ہندوانہ) انداز سے ہاتھ جوڑتے ہوئے گزر گئے'' جب یہ خبر میری نظر سے گزری تو افسوس بھی ہوا اور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی کم ظرفی اور اِن کی ہندوانہ خصلت وخودسری کے ساتھ ساتھ ہٹ دھرمی پر ہنسی بھی آئی ، کہ ہمارے پڑوسی مُلک بھارت کا یہ کیساوزیراعظم ہے ...؟؟ کہ جو اپنے پڑوسی مُلک سے اچھے تعلقات رکھنے اور خطے میں امن ومحبت اور آشتی کو پروان چڑھانے کے لئے یہ بھی نہیں کرسکتاہے کہ یہ پاکستان کے بارے میں اپنے منہ سے کسی قسم کی نیک خواہشات اور دوچار اچھے اور محبت سے بھرے الفاظ یا جملے ہی اداکردے اور اپنے پڑوسی مُلک سے دوطرفہ تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے پاکستان کا دورہ ہی کرلے ،یقیناجس سے دونوں

ممالک کے تعلقات میں بھی بہتری آئے گی اور پچھلے کچھ ماہ سے بھارت کی جانب سے پر بلااشتعال جاری گولہ باری سے پاکستان کے سرحدی علاقوں میں ہونے والے LOC جانی اور مالی نقصانات کے باعث پیدا ہونے والی کشیدہ صورت حال میں بھی کمی آئے گی ایسے میں جہاں دونوں ممالک کے درمیان سیاسی ، سماجی اور اقتصادی معاملات اور رکھ رکھاؤ میں بھی بہتری پیدا ہو گی تو وہیں دیگر ظاہری اور باطنی سنجیدہ اور غیر سنجیدہ بہت سی ایسی اُلجھیں اور مسائل کا خاتمہ بھی ممکن ہو سکے گا اور بڑی حد تک دیرپا حل بھی نکل جائے گا ایسے کچھ مسائل اور اُلجھیں ضرور ہیں جن کی وجہ سے دونوں ممالک کے حکمران ، سیاستدان ، میڈیا اور عوام میں غلط فہمیاں پیدا ہو رہیں تھیں، مگر اَب شاید ایسا لگتا ہے کہ جیسے بھارتی وزیر اعظم مودی اپنے دورے حکومت میں پاکستان کے ساتھ کسی قسم کا خوشگوار سمبندھ رکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں جس کی وجہ سے مودی کا رویہ ایسا ہے۔

آج نریندر مودی کے اِس رویئے پر میرا ارادہ مختصر سے وقت میں پاکستان کی اپنے خطے اور دنیا میں امن کے لئے پیش کی جانے والی کاوشوں کو سراہنے اور خراج عقیدت پیش کرنے کا ہے اور اپنے پڑوسی مُلک بھارت کی خطے میں امن اور شانتی کے عمل کو سبوتاژ کرنے والی ظاہر و باطن سازشوں کو بے نقاب کرنے اور اِن حوالوں سے بھارتی حکمرانوں ، سیاستدانوں ، میڈیا اور عوام کے رویوں کے

بخیے اُڑانے کا ہے۔

آج یہ بات ساری دنیا اچھی طرح سے جانتی ہے کہ پاکستان نہ صرف خطے بلکہ ساری دنیامیں بھی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فرنٹ لائین کا کردار ادا کررہاہے اوراپنی اِن ہی کوششوں میں مگن ہے کہ کسی بھی طرح سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو اوراِس کی کوششوں اور قربانیوں سے خطہ اور دنیا امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے آج تک اپنے اِسی مقصدِ عظیم کے خاطر پاکستان نے جتنی قربانیاں پیش کیں اور آگے جتنی بھی مزید کرے گایقیناوہ خطے اور دنیاوالوں کے لئے قابلِ ستائش اور لائقِ احترام ہیں اور ہونی بھی چاہئیں آج یہ شرفِ عظیم صرف پاکستان کو ہی حاصل ہے،کہ یہ دنیاکا ایک غریب اور مسائل و بحرانوں میں گھیرا ملک ہونے کے باوجود بھی اپنے تمام تروسائل کو بروئے کارلاتے ہوئے اپنے خطے اور ساری دنیا کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے نجات دلانے کے لئے کمربستہ ہے،جس کی ایک عظیم اور فقیدالمثال کاوش آپریشن ضرب عضب ہے،آج اِس سے کسی بھی صورت انکارنہیں کہ پاکستان کا یہ عزم خالصتاًاِنسان اور اِنسانیت کے خدمت اور بنی نوع اِنسان کی بقااور سلامتی اور دنیاکوامن وآشتی کا گہوارہ بنانے کے لئے ہے مگراِس سارے منظراور پس منظر کی تمام ترخوبیوں کے باوجود بھی افسوس کے ساتھ کہ کہناپڑتاہے کہ پاکستان خطے اور دنیامیں امن کے خاطر اپنی جتنی بھی قربانیاں پیش کررہاہے اِس کی کاوشوں اور

قربانیوں کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والاایک مُلک صرف بھارت بھی ہے جو خطے میں
پاکستان کاایک پڑوسی مُلک ہے تو وہیں یہ پاکستان کی طرح ایٹمی طاقت بھی رکھتا ہے جو
پاکستان کی کاوشوں اور جذبوں کو سرہانے کے بجائے اِس کے خلاف سازشوں اور جنگی
جنون میں مبتلارہتاہے اور خطے کو آگ وخون کی وادی میں جھونکنے کے لئے دہشت
گردوں کی مدد کررہاہے آج جس کے ثبوت بھی سب کے سامنے ہیں۔اَب ایسے میں یہ
یقیناہماری ہی بد قسمتی ہے کہ پاکستان جیسے دنیاکے ایک عظیم ترین امن پسندمُلک کاپڑوسی
بھارت جیساوہ مُلک ہے جو خطے کو آگ اور خون میں نہلانے اور دنیاکے امن وسکون کو
تباہ وبرباد کرنے کے خاطر دہشت گردوں کی مددمیں پیش پیش ہے بس جس کی یہی
سازش ہے کہ بالخصوص پاکستان اور خطے میں انارگی پھیلی رہے اوراِس کا جنگی جنون بھی
قائم رہے آج یہی وجہ ہے کہ بھارت پاکستان سے مذاکرات سے نظریں چراتاہے کیوں
کہ اِس کے دل میں کھوٹ ہے اوراِس کے دماغ پر جنگی جنون سوارہے۔لامحالہ جس کی
وجہ سے خطے میں امن اور طاقت کاتوازن بگڑرہاہے، جس کا ذمہ دار بھارت ہے،
اگرآج بھی بھارت ہوش کے ناخن لے اور خطے اور دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے اور
امن وآشتی کے لئے پاکستان کی پیش کی گئیں کاوشوں اور قربانیوں کو تسلیم کرے اور
خطے میں دائمی امن وسلامتی اور خوشحالی کے خاطرطاقت کاتوازن برقراررکھنے کے لئے
جنگی جنون سے نکلے اورپاکستان کی خواہشات کے مطابق مذاکرات کے عمل کو خود سے
آگے بڑھانے میں پہل کرے اور ساتھ ہی ساتھ کشمیر سمیت تمام حل طلب

تنازعات کو ختم کرنے کے لئے مخلص ہو جائے تو پاکستان سمیت ساری دنیا میں بھارت سے متعلق پیدا ہونے والا یہ تاثر بھی خود بخود زائل ہو جائے گا کہ ”بس پاکستان سے حل طلب تنازعات پر بھارت کا مذاکرات سے منہ پھیری کا عمل ہٹ دھرمی ہے“۔ (ختم شُد)

!!! .... پیٹرولیم مصنوعات سستی عمران خان اور عوام کو مبارک ہو

جب اپوزیشن ہی پیکج پر کام کرنے لگے تو عوام کا ستیاناس ہو جاتا ہے ....؟؟
یقیناًملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کیۓ جانے کا سہرا عمران خان اور دھرنے کے تاریخی دباؤکے سر جاتا ہے جس کے لئے عمران خان اور عوام مبارک باد کے مستحق ہیں،ورنہ ایسا تو کبھی بھی ہمارے صنعت کاراور بزنس مین وزیرا عظم نواز شریف کے دورِ حکومت میں ممکن ہی نہیں ہوا تھا کہ اِن کی حکومت میں آسمان جتنی بلندی تک بڑھی ہوئی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں اتنی کم ہو کر زمین کی سطح سے ذرا اٹھ کر ٹھیر جاتیں جیسا کہ آج پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ہو گئیں ہیں۔
اگرچہ آج بھی پاکستان میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بھارت کے مقابلے میں زیادہ ہیں اِنہیں مزید کم ہونا چاہئے،آج اِس پر پاکستانیوں کی اچھی خاصی تعداد (بھلے سے وہ کسی بھی مذہب اور جماعت یا فرقے سے تعلق رکھتے ہوں حتی کہ آج جن کا تعلق حکمران جماعت سے بھی کیوں نہ ہو وہ بھی) یہ ضرور کہہ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ حکومت کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی

کئے جانے کے اعلان میں سب سے اہم کردار عمران خان کا ہے آج اِسی کے ساتھ ہی سارے پاکستانی یک زبان ہو کر یہ بھی کہہ رہے کہ اگر عمران خان حکومت پر اپنا دباؤ یوں ہی جاری رکھیں تو عین ممکن ہے کہ اگلے دِنوں، ہفتوں اور مہینوں میں مُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ترین سطح پر آکر پوری طرح زمین بوس بھی ہوجائیں جس سے مُلک میں بڑھی ہوئی مہنگائی کی کمر ٹوٹ جائے اور یوں برسوں سے منہ توڑ اور سینہ زور مہنگائی کے مارے پاکستانی عوام کو کم بخت مہنگائی سے نجات مل جائے اور ستائی کے وہ انمول اور حقیقی ثمرات عوام کی جھولیوں میں پڑنے شروع ہوجائیں جن سے مہنگائی کی چکی میں پیسے پاکستانی مدتوں سے محروم ہیں۔

اگرچہ آج عالمی سطح پر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں جس سطح پر آئیں ہیں ماضی میں بھی میرامطلب ہے کہ جب پی پی پی / زرداری کا دورحکومت تھا) عالمی منڈی میں پیٹرولیم) مصنوعات کی قیمتیں اِس سے بھی کم ترین سطح پر آگئیں تھیں مگرچوں کہ تب نواز شریف کی جماعت مسلم لیگ (ن) فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کر رہی تھی اوراِس زمانے میں نواز شریف کی جماعت مسلم لیگ (ن) حکمران جماعت سے پیکج پر کام کر رہی تھی، (جب اپوزیشن ہی پیکج پر کام کرنے لگے تو عوام کا ستیاناس ہوجاتاہے جیسا کہ ماضی میں ہواہے دُعاہے کہ اللہ عمران خان اوراِن کی جماعت پاکستان تحریک اِنصاف کو ن لیگ اور پی، پی پی جیسی پیکج پر

کام کرنے والی اپوزیشن جماعتوں کے رہنماؤں نواز شریف اور آصف علی زرداری جیسے کرداروں سے بچائے)جب اِس لئے ن لیگ والوں نے پاکستان پیپلز پارٹی (آصف علی زرداری) کی حکومت پر اپنا دباؤ نہیں ڈالا تھااور اِس نے صدر زرداری سے یہ تک کہنا گوارہ نہیں کیا تھاکہ جب عالمی سطح پر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں 60ڈالرفی بیرل ہو گئی ہے تو مُلک میں بھی موجودہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کی جائیں اور جس کے ثمرات عوام کو ملیں مگر چوں کہ اُس وقت (ہماری آج کی یہی حکمران جماعت) ن لیگ حکومت کی فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کر رہی تھی اِس لئے اِس نے یہ گوارہ ہی نہ کیا کہ یہ اِس حوالے سے اپنا ایسا کوئی دباؤ زرادری حکومت پر ڈالے جس سے اِس کی فرینڈلی اپوزیشن پر کوئی حرف آئے سو اُس وقت جیسی گاڑی چلتی رہی ن لیگ نے چلائی۔اور یوں اِس نے حکومت میں نہ رہ کر بھی حکومت کے مزید بھی لوٹے..... اور دنیاد کھاوے کے لئے فرینڈلی اپوزیشن بھی بنی رہی اور عوام کو بے وقوف بھی بناتی رہی کہ ہم اپوزیشن میں رہ کر ایسا کردار ادا کر رہے ہیں کہ جسے دنیا برسوں یاد رکھے گی۔

آج اِس منظر اور پس منظر کے برعکس جب نواز شریف اور ن لیگ کی حکومت ہے تو اِسے عمران خان جیسے اصول پسند اور نڈر وبیباک عوامی اور اپوزیشن لیڈر کا سامنا ہے تو اِس کے ماتھے پر اتنے پسینے آرہے ہیں کہ اِس پسینے کو جمع کرکے دن میں کئی کئی بالٹیاں بھر جا سکتی ہیں،آج یہ عمران خان اور دھرنے کا ہی

نتیجہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے خود دو مرتبہ عوامی اجتماعات میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے کا اعلان کیا ہے آج یقیناً ن لیگ کی حکومت کے وزیراعظم نواز شریف کو اپنے تیسرے دورِ اقتدار میں عمران خان کی شکل میں کوئی نڈر اور بیباک اپوزیشن لیڈر ٹکرایا ہے ورنہ تو پچھلے دو اقتداروں میں نواز شریف کا سامنا پھس پھسی ٹیم کا بھی B اپوزیشن اور حزبِ اختلاف کے رونماؤں سے رہا ہے۔ جو اِن کی حکومت میں کردار ادا کرتے رہے اور جنہوں نے اپوزیشن کا رول بھی نبھایا۔ جبکہ آج یہ حقیقت ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کو موجودہ تیسرے دورِ اقتدار میں عمران خان جیسے اُصول پسند اور عوام دوست لیڈر سے واسطہ پڑا ہے جس کے اُصولوں کے سامنے نواز شریف اور اِن کی حکومت نہ چاہتے ہوئے بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نظر آتی ہے۔

آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے ن لیگ کی حکومت مجبوری ہو گئی ہے کہ یہ عوام کو مسائل اور مہنگائی سے نجات دلانے والے اقدامات کرے آج اگر ہم نواز شریف کے پچھلی دو حکومتوں والے ادوار کا موازنہ کریں تو اِن سے موجودہ دور ذرا سا مختلف نظر آتا ہے جس کی وجہ صرف اور صرف عمران خان اور عمران کے دھرنے ہیں، جس کی وجہ سے ن لیگ کی موجودہ حکومت عوام کے لئے کچھ کرنے پر مجبوری ہے ورنہ تو نواز شریف کی ماضی کی حکومتوں پر یہ مثال صادق آتی رہی کہ ''یہ مُنھ اور مسُور کی دال''۔ کیوں کہ ماضی میں ن لیگ کا واسطہ ایسی کسی اپوزیشن سے نہیں

پڑا تھا جو حقیقی معنوں میں حکومت کے لئے اپوزیشن ثابت ہوتی اور حکومت سے عوام کے لئے کچھ اچھا کروانے کے لئے کمربستہ ہوتی۔

بہرحال... !آج وزیراعظم نوازشریف کے مُلک ومعیشت اور عوام کے لئے جتنے بھی کئے جانے والے اقدامات ہیں اِن کی تعریف نہ کرنا بھی ناانصافی ہوگی ،آج یقیناوزیراعظم نوازشریف مُلک اور قوم کے لئے جوکچھ بھی اچھا کررہے ہیں یہ جہاں اِن کا ظرفِ عظیم ہے تو وہیں عمران خان اوراِن کے دھرنے کا دباؤ بھی لائق احترام اور قابلِ ستائش ہے اگرعمران خان ایسانہ کرتے تو...؟؟پھر نوازشریف بھی یہ سب نہ کرتے.....!!جیساآج پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کرکے نوازشریف کررہے ہیں سے بھی اچھی توقعات وابستہ رکھنی"C" بہرحال...!عوام کوعمران خان کے پلان چاہئے۔(ختم شُد)

کیاملک اور قوم کو 68سال بعد اصلی جوہر مل گیا ہے..... ؟؟؟

نواز شریف کی حکومت اور زرداری کی خوش فہمیاں....؟؟

شاید میری بات سے وہ لوگ متفق نہ ہوں جو ملک کی بڑی سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے نظریاتی طور پر برسوں سے وابستہ ہیں اور وہ لوگ پاکستان تحریک انصاف کے چئیرمین عمران خان اوراِن کی دھرنوں والی سیاست سمیت عمران خان کے جلسوں اور دھرنوں میں عوامی خطابات میں استعمال کی جانے والی غیر شائشتہ زبان اور عمران کی تقریروں سے خفااور ناراض ہوں گے مگر آج پھر بھی وہ لوگ کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی کے سامنے یہ کہتے ضرور دیکھائی دے رہے ہیں اوراِسی طرح ابھی مزید یہ کہہ رہے ہوں گے کہ ملک کو 68 سال بعد جوہر اصلی عمران خان کی شکل میں مل ہی گیا ہے، آج ویسے تو خطااورخطاؤں سے پاک تو کوئی بھی اِنسان نہیں ہے، سب میں کچھ نہ کچھ خامیاں اوربُرائیاں اور خوبیاں اور اچھائیاں ضرور موجود ہیں ، کسی میں خامیاں کم ہیں تو کسی میں اچھائیاں زیادہ اور بہت زیادہ ہیں... مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسا ہم اِنسانوں میں پاک پوتر کوئی بھی نہیں ملے گا جو پوراکا پوراسراپا خیراور ہر لحاظ سے سراپااچھائیوں کا مجموعہ ہو چلو قوم کو 68 سال بعد ہی صحیح عمران خان کی صورت میں کوئی تو ملا ہے

آج جو مُلک اور قوم کا بھلا سوچ رہا ہے۔

آج اگر ان تمام باتوں سے ہٹ کر ذرا سا سوچیں تو یہ بات پوری طرح سے عیاں اور سچ محسوس ہو گی کہ آج 68 سالوں بعد مُلکِ پاکستان اور اِس کے غیور اور محبِ وطن عوام کو عمران خان کی شکل میں وہ نایاب جوہرِ اصلی مل ہی گیا ہے جس کی تلاش میں مملکتِ پاکستان کے عوام مدتوں سے سر گرداں تھے،آج مُلک کے ہر کونے میں بسنے والے پاکستانیوں کی نظریں عمران خان کی جانب لگی ہوئیں ہیں اور ہر پاکستانی عمران خان کے سیاسی قول و فعل میں مُلک و قوم کی خیر اور ترقی و خوشحالی کی اُمیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے،اور ساتھ ہی یہ توقع بھی کئے ہوئے ہے کہ عمران خان اپنے موجودہ سیاسی قول وفعل کا خود بھی احتساب کرتے رہیں گے اور ساتھ ساتھ اپنی غلطیوں کی بھی اصلاح کریں گے اور ایسی غلطیاں دوبارہ نہیں دُھرائیں گے کہ اِن کے مخالفین کو جن پر اُنگلیاں اُٹھانی پڑیں اور اِن کی ذات پر وہ کھلے عام منہ در منہ تنقیدیں کرتے پھیریں اور اِن کی سیاسی کردار کشی کریں اور اِن کے موجودہ سیاسی کردار اور عزمِ خاص کو مسخ کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کریں۔

جبکہ اِس موقعہ پر عمران خان کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنا خود احتسابی کا عمل جاری رکھیں اور دوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بناتے رہیں،اور آگے کی طرف.بڑھتے

رہیں، آج اگر اُنہوں نے یہ نہ کیا تو پھر یہ خود ہی دوسروں سے دوریاں پیدا کرنے کی وجہ بنیں گے اور اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی یہ اکیلے اور تنہا رہ جائیں گے۔

سو آج عمران خان اپنے جس مقصد اور عزم کو لے کر میدانِ عمل میں نکل کھڑے ہوئے ہیں، اِنہیں چاہئے کہ یہ اپنی چند قدم دور کامیابی تک پہنچنے کے لئے مُلک کی تمام بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے ناراض قائدین اور کارکنان کے قریب جائیں اور اِنہیں اپنے سیاسی قول و فعل سے مُلک میں تبدیلی اور نئے پاکستان کے عزمِ خاص الخاص کا پیغام پہنچائیں اور اپنے نیک مقصد کے لئے ہم خیال بنائیں اور سب کو ساتھ لے کر چلیں، یقیناً عمران خان کا یہ عمل موجودہ حالات میں بہت سی مثبت اور تعمیری تبدیلیاں لے کر آئے گا جس سے عمران خان اپنے مقصد اور عزم میں جلد کامیاب ہو جائیں گے۔ بس یہاں شرط صرف یہ ہے کہ اَب بھی عمران خان دوسروں کی طرح کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور اپنی جدوجہدِ مسلسل کو خندہ پیشانی سے جاری رکھیں اور یوں ہی اپنی منزلِ مقصود کی جانب یکسوئی سے چلتے رہیں تو یقیناً اِنہیں منزل مل جائے گی۔

آج اِس سے انکار نہیں... کہ بسا اوقات اِنسان اپنی ہی خوش فہمی سے نہ صرف خود دوچار ہوتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی خوش فہمی میں مبتلا کرتا ہے اور اِنہیں

جھوٹی تسلی دے کر کامیابیوں کی اُمیدیں بندھا دیتا ہے اور جب یکدم سے کوئی بُرا وقت سامنے آن پہنچتا ہے تو سب سے پہلے خوش فہمی میں مبتلا ہونے والوں کے ہی ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر نقصانات کے گہرے گڑھے میں گرپڑتے ہیں ، جنہیں خوش فہمی میں مبتلا شخص یا ٹولہ خوش کر رہا ہوتا ہے پھر اِنہیں تب ہوش آتا ہے جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے، پھر ان کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کچھ نہیں آتا ہے۔

سو یہاں میں مزید اور کچھ نہیں کہوں گا...اور بس اپنے قارئین کو سمجھانے اور انہیں بتانے کے لئے ایک مثال نمونے کے طور پر پیش کرنا چاہوں گا جس میں ایسی خوش فہمی کی آمیزش ہے کہ کہنے والے کی خوش فہمی کو سُن کر کانوں کو ہاتھ لگا کر بے ساختہ منہ سے یہ نکلا کہ ایسی ''خوش فہمی پر اللہ کی پناہ ...'' یہاں راقم الحرف کو ایسا محسوس ہوا کہ اگر خوش فہمی کا یہی حال رہا تو پھر ایسا کہنے والے اور جس کی سپورٹ میں یہ تکبرانہ اور خوش فہمی سے لبریز جملے کہے گئے ہیں اَب اِنہیں (اِن کے اقتدار کی کُرسی اور اِن کی اپوزیشن کی چڑیا کو ہاتھ سے نکلتے ہی) بڑے نقصانات سے کوئی نہیں بچاسکے گا اَب ایسے میں یہ لگ رہا ہے کہ کہیں نواز شریف کی حکومت کو زرداری کی خوش فہمیاں لے کر نہ ڈوب جائیں....؟؟؟اَب ویسے بھی یہ کام تو نواز شریف اور اِن کی جماعت کے عہدیداران اور کارکنان کا ہے کہ وہ زرداری کی باڈی لینگویج کو سمجھیں اور

اپنے مستقبل کو کسی عبرت ناک انجام سے بچائیں اور ویسا کریں جیسا کہ آج عمران خان کہہ رہے ہیں۔

بہر حال ...! قارئین حضرات.... مختصراً عرض یہ ہے کہ یہاں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین و سابق صدرِ پاکستان آصف علی زرداری کے لاہور میں پیپلز پارٹی کے 47 ویں یومِ تاسیس کے موقع پر بلاول ہاؤس میں کارکنوں سے کئے جانے والے خطاب سے اقتباس پیش کروں گا اور آگے بڑھوں گا،اِس موقع پر آصف علی زرداری نے اپنے خطاب کی ابتداء عمران خان کو براہ راست مخاطب کئے بغیر کیا اور کچھ یوں کہا کہ ''بھیڑیئے نے اسلام آباد میں پنجے گاڑے ہوئے ہیں، سیاستدانوں کو سنبھل سنبھل کر چلنا ہوگا، حکومت اُس وقت گرے گی جب ہم گرائیں گے،''اور پھر وہ کچھ ہی دیر بعد براہ راست پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران کو ہدف تنقید بناتے ہوئے بولے کہ ''کپتان کو باؤلنگ کرنے دو، جب وہ وکٹ سیدھی کرلے گا تو پھر ہم باؤلنگ کریں گے، پارٹی کے اندر اور باہر ہر بھیڑیئے پر نظر ہے، گو نواز گو کا نعرہ جمہوری طریقے سے لگائیں گے، امپائر کی اُنگلی سے لینا دینا نہیں، عمران خان کی سیاست امپائر کی اُنگلی پر چلتی ہے، آج کی سیاست میں بھولے بھٹکے بچے ہیں، الیکشن میں ہمارے ساتھ بھی ہاتھ ہوا، سازشی ڈراموں میں آکر حکومت گرائیں گے نہ جمہوریت کی کشتی ڈبوئیں گے،''اور اِسی کے ساتھ اُنہوں نے اپنے مخصوص اور خوش فہمی والے لہجے اور انداز

میں یہ تک بھی کہہ دیا کہ " اگر ہم بھی احتجاج میں شامل ہو جاتے تو میرے عزیز ہم وطنوں ہو چکا ہوتا" اور اِن کے من و زبان پہ جو اور جیسا آیا وہ کہتے رہے اور اِن کی جماعت کے جیالے مارے جذبات کے تالیاں بجاتے رہے اور آصف علی زرداری صاحب لہک لہک کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے اور پنڈال کو اپنے خوش فہمیانہ اندازِ خطابت سے محظوظ کرتے رہے،اور اپنی پارٹی کے جیالوں کو کھانے پینے کے لئے چھوڑ دیا اور اِدھر اُدھر کی اپنے تعین ایسی ایسی پھینکی کہ پارٹی کے جیالوں کے سر چکرا کر رہ گئے ہوں گے اور پھر زرداری صاحب خود ہی اپنی پارٹی کے یوم تاسیس پر کی گئی اپنی تقریر کو ہر لحاظ سے بھرپور تقریر قرار دے کر چلتے بنیں، حالانکہی پی پی کے شریک چیئرمین اور سابق صدرِ پاکستان آصف علی زرادری کی اپنی پارٹی کے 47 ویں یوم تاسیس پر کی گئی پوری کی پوری تقریر سوائے خوش فہمی پر مبنی ہونے کے کچھ نہیں تھی۔

آہ ..! اندھے بہرے قانون کے رکھوالوں کا نابینا مظاہرین پر تشدد . ؟؟

آزاد مُلک کی آزاد پولیس کا آزاد نابینا افراد پر آزادانہ لاٹھی چارج ....؟؟

جب ساری دنیا میں معذروں کا عالمی دن منایا جارہا تھا تو اُس دن میرے مُلکِ پاکستان کے صوبے پنجاب کے شہر لاہور میں پنجاب پولیس نابینا مظاہرین پر اپنے وحشیانہ تشدد سے دنیا کی تاریخ کی کتاب کے اوراق میں ایک بدترین باب کا اضافہ کررہی تھی اور ایک ایسی مثال رقم کررہی تھی ،اَب دنیا میں جہاں کہیں بھی جس کی مثال دی جائے گی تو سینوں میں اِنسان اور اِنسانیت کا درد رکھنے والے افراد اپنے جذبات کو قابو نہیں رکھ پائیں گے اور اِسے دنیا کی بدترین اور اندھولناک مثال قرار دیتے رہیں گے اور پھر اپنی زمین پر ہونے والی دہشت گردی سے بدحال ہمارے قرضوں میں ڈوبے اور توانائی سمیت دیگر بحرانوں میں جکڑے اور عوام کے بنیادی حقوق سے محروم غریب اور مسائلستان بنے مُلکِ پاکستان کے عیاش حکمرانوں کے وی وی آئی پی پروٹوکول کلچر کے خاطر وطنِ عزیز کی پولیس کے اِنسانیت سوز رویوں پر پولیس گردی کو لعن طعن کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔جی ہاں جناب...!! معذوروں کے عالمی دن کے موقع پر ہمارے اندھے بہرے قانون کے رکھوالوں (یعنی کہ پنجاب پولیس والوں) کا لاہور میں اپنے حقوق کے

لئے وزیراعلیٰ پنجاب ہاؤس کی طرف ریلی نکالنے والے نابینا مظاہرین پر بہیمانہ تشدد دنیا کا وہ بدترین واقعہ ہے جس کی مثال موجودہ دنیا کی کئی اگلی پچھلی صدیوں کی تاریخ کی کتابوں میں مشکل ہی سے ملے گی۔

یہاں مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ یہ کارنامہ بھی ہمارے مُلک کے سب سے متحرک اور بہادر صوبے پنجاب کی فرض شناس پولیس کے ہاتھوں ہی انجام پایا ہے، جیسا کہ ہمارے یہاں ایسے بہت سے واقعات پنجاب پولیس کے ہی ہاتھوں رونما ہوئے ہیں (یہاں وقت کی کمی اور کالم کی طوالت سے بچنے کے باعث پنجاب پولیس کے اُن بدنامِ زمانہ واقعات کی تفصیل میں جانے سے معذرت چاہوں گا بس سمجھنے کے لئے یہ ہی بہت ہے کہ پنجاب پولیس، اپنی پولیس گردی اور اپنے قول و فعل اور کردار کے حوالے سے بدنام ترین پولیس کا درجہ رکھنے لگی ہے)۔ بہرحال..!! میرے آزاد مُلک کی آزاد پولیس کا آزاد نابینا افراد کے مظاہرے پر آزادانہ لاٹھی چارج سے ساری دنیا میں یہ امیج ضرور چلا گیا ہے کہ پاکستان جو اپنے پرائے کی رائے اور مشوروں پر عمل کرکے تجربات کے مراحل سے گزر رہا ہے آج اِس میں دہشت گرد تو دہشت گرد قانون کے رکھوالے بھی اسلحہ تھام کر عام شہریوں اور نابینا جیسے معذروں پر ایسے تشدد کرتے ہیں کہ جیسے یہی نہتے اور معصوم معذور افراد ہی مُلک اور معاشرے میں ہر قسم کی دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں اور ہر بُرائی کے بڑی وجہ یہی لوگ ہیں۔ہاں...!! ویسے تو میرے دیس کے ہر

صوبے کی پولیس ہی بے لگام ہے مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب کی پولیس (جس کے اِنسانیت سوز کارنامے دیکھ، سُن اور پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پنجاب پولیس خالصتاً جرائم پیشہ افراد یا کرمنل ذہانت والے گلوبٹوں اور سیاسی بنیادوں پر بھرتی ہونے والے بدمعاشوں اور لٹیروں پر زیادہ تر مشتمل ہے جو اکثر اوقات وی وی آئی پی پروٹوکول پر اپنے تئیں خود ایسے اقدامات اور مکروہ کارنامے کرجاتی ہے جِسے بعد میں خود ہی جواب دینا مشکل پڑ جاتا ہے) کے ہاتھوں ہی ایسے انسانیت سوز واقعات رونما ہوتے ہیں جن سے دنیا کے سامنے پاکستان کا امیج مسخ ہو کر پیش ہو رہا ہے اِس حوالے سے پنجاب پولیس نہ صرف پنجاب بلکہ سارے مُلک میں بھی اپنے عام اور آزاد شہریوں پر وحشیانہ تشدد کی وجہ سے پولیس گردی کے حوالے سے بہت مشہور ہے بے شک گزشتہ دِنوں لاہور میں معذوروں کے عالمی دن پر بصارت سے محروم افراد پر لاہور پولیس نے آزادانہ لاٹھی چارج کیا اِس کے پس پردہ بھی صوبائی حکومت کے اہم ذمہ داران اور وزراء اور پنجاب پولیس کے اعلیٰ حکام بھی اپنے احکامات کے باعث ذمہ دار ہوں گے جن کی وجہ سے پنجاب پولیس نے نابیناافراد کی ریلی پر بہیمانہ تشدد کیا اور اپنے کردار کو ہر بار کی طرح پھر قابلِ اعتراض بنادیا،اِس کی بھی صاف وشفاف تحقیقات ہونی چاہئے اور اِس واقعے کے اصل ذمہ داروں کو اِنصاف کے کٹہرے میں لاکر قانون کے مطابق سزا دی جانی چاہئے ۔اَب اِس سے بھی اِنکار نہیں ہے کہ ہر ایک فرد کی رائے اِس کے ذاتی مشاہدات اور

تجربات کی روشنی کے مطابق ہوتی ہے اور ہر زمانے کے ہر معاشرے میں کچھ ایسے بھی افراد ہوتے ہیں جو بغیر کسی مشاہدے اور تجربے کے اقوامِ عالم میں اپنی رائے اور مشورے یوں بانٹ رہے ہوتے ہیں جیسے کہ موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں بے شک ایسے لوگوں کی رائے اور مشورے پر عمل کرنے والے ہی بڑا نقصان اُٹھاتے ہیں اور یوں اِن کے ہر کام میں ناکامی اور بدنامی اِن کا مقدر بن جایا کرتی ہے آج بد قسمتی سے میرے دیس پاکستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے،اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کب تک ہوتا رہے گا..؟اِس کا کیا اور کیسا نتیجہ نکلے گا... ؟؟ تو ان سوالات کا صاف اور سیدھا سا جواب یہ ہے کہ جب تک ہمارے حکمران خود دنیا کی مشاہدات اور تجربات کی بھٹی میں پک کر کُندن نہیں بن جاتے وطنِ عزیز میں وہ ساری خرابیاں ہوتی رہیں گیں جو 68 سالوں سے ابھی تک ہو رہی ہیں، جن کی وجہ سے ہم انتشار اور افتراق کا شکار ہیں اور اپنے ہی پیدا کردہ مسائل سے نکلنے کے بجائے اُلٹا مسائل در مسائل کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں ایسے میں مشکلات اور پریشانیوں سے جھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے شرط صرف یہی ہے کہ ہمارے حکمران نہ تجربہ کاروں اور بے وقوفوں کے مشوروں اور رائے پر اپنی آنکھیں بند کرکے عمل کرنا چھوڑ دیں تو یقینا ہمارے حکمران ، سیاستدان، اداروں کے سربراہان اور قوم ایک تجربہ کار اور کارآمد پرپرزے کے طور پر دنیا کے سامنے نمودار ہو کر اپنا آپ منوالے گی آج جس سے ہم سب محروم ہیں ورنہ ہم سب یوں ہی مسائل اور بحرانوں میں جکڑے رہیں گے

اور ہماری اِس حالت سے دوسرے عبرت پکڑتے رہیں گے۔ (ختم شُد

کیا امریکا میں گوروں کے لئے قانون اور ہے اور کالوں کے لئے اور ...؟

امریکی سیاہ فام قیدی ایرک گارنر کی ہلاکت، گرینڈ جیوری کا تعصبانہ فیصلہ اور نیویارک میں مظاہرے....؟؟

آج دنیا بھر میں اِنسانوں اور جانوروں کے حقوق کی پامالی پر اِنصاف اور حقوق کی آواز بلند کرنے والے امریکا کاوہ اصل چہرہ بھی بے نقاب ہوگیاہے جو اَب تک امریکانے دنیا سے چھپاکر رکھا تھا واشنگٹن سے آنے والی صرف اِس ایک خبر نے دنیا بھر میں وہ ساری امریکی ڈھکوسلے بازیاں عیاں کردی ہیں آج جن کے سہارے امریکااِنسانوں اور جانداروں کے حقوق کا سب سے بڑا علمبردار بنا پھرتا تھا۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج امریکا کا صدر بارک اوباما ہے جس کا تعلق بھی ایک سیاہ فام قبیلے سے ہے مگرآج اِس کے باوجود بھی یوں لگتاہے کہ جیسے امریکا کے پہلے سیاہ فام صدر بارک اوباما بھی اپنے امریکی گوروں کے معاشرے پر اپنا اثرروسوخ قائم رکھنے میں ناکام ہوئے ہیں اور اُس طرح اپنی کامیابی کا سکہ منواکر خود کوسیاہ فام طبقے کو تحفظ فراہم کرنے میں کامیاب ثابت نہیں کرسکے ہیں جتنا کہ اِنہیں اَب تک کامیاب ثابت کرلینا چاہئے تھااِس

پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اَب تک امریکی گوروں نے کسی سیاہ فام کو اپنا صدر تسلیم ہی نہیں کیا ہے، یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔

بہرحال..! گزشتہ دنوں امریکی ریاست میسوری کے بعد نیویارک میں بھی پولیس کے تشدد سے ایک سیاہ فام قیدی ایرک گارنر (جسے پولیس افسر ڈینئیل پینٹلیو نے 17 جولائی کو صرف اِس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا تھا کہ 43 سالہ آنجہانی ایرک گارنر بغیر ٹیکس سگریٹ فروخت کر رہا تھا) کی ہلاکت کے پیش آنے والے اندھولناک واقعے نے نیویارک میں ہزاروں افراد کو سڑکوں پر نکل کر مظاہرہ اور احتجاج کرنے پر ضرور مجبور دیا ہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں یہ حقیقت ہے کہ امریکا میں پیش آئے اِس واقعے کے بعد ساری دنیا میں امریکا سے متعلق یہ تاثر ضرور چلا گیا ہے کہ آج بھی امریکا میں گوروں کے لئے قانون اور اِنصاف کے تقاضے کچھ اور ہیں اور کالوں کے لئے قانون ایسا نہیں ہے جیسا کہ امریکی معاشرے میں قانون کی کتابوں میں درج ہے۔

آج امریکی پولیس کی حراست میں سیاہ فام ایرک گارنر کی ہلاکت نے امریکی قانون کی دھجیاں بکھیری کر رکھ دی ہیں، یوں یقیناً ساری دنیا میں امریکی

معاشرے میں روا رکھے گئے گورے کالے کے حقوق کے بھرم کا شیرازہ بھی کرچی کرچی ہو کر رہ گیا ہے اور دنیا کو یہ بھی پتہ لگ گیا ہے کہ آج امریکا جیسے دنیا کے سب سے .بڑے اور سُپر پاور مُلک ہونے کا درجہ حاصل ہے وہاں بھی گورے امریکیوں کے لئے حقوق کچھ اور ہیں تو وہیں سیاہ فام طبقے سے تعلق رکھنے والے امریکی شہریوں کے لئے امریکی قوانین کیا ہیں...؟ اور اِنہیں کتنے حقوق حاصل ہیں ..؟اور اِن کے لئے مریکی قانون میں اِنصاف اور حقوق کے لئے کتنی گنجائش ہے...؟آج دنیا کو وہ سب کچھ بھی معلوم ہوگیا ہے۔

واشنگٹن سے خبر راساں ادارے (اے ایف پی) نے خبر دی ہے کہ '' امریکی ریاست میسوری کے بعد نیویارک میں بھی گرینڈ جیوری نے ایک سیاہ فام قیدی ایرک گارنر کو ہلاک کرنے کے کیس میں ایک اور پولیس افسر پر مقدمہ نہ چلانے کا فیصلہ دے دیا، گرینڈ جیوری کے فیصلے کے خلاف نیویارک میں ہزاروں افراد سڑکوں پر آ گئے اور احتجاجی مظاہرے کئے جس پر پہلے سیاہ فام امریکی صدر بارک اُوباما نے مظاہرے اور احتجاج کرنے والے مشتعل افراد کو پُرسکون رہنے کی ہدایت کردی، جبکہ خبر راساں ادارے کا اپنی خبر میں وثوق کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ '' امریکا کی گرینڈ جیوری نے نیویارک میں سیاہ فام شہری ایرک گارنر کی موت کے کیس میں نیویارک پولیس کے اہلکار پر مقدمہ نہ چلانے کا فیصلہ دیا جس کے بعد مُلک میں پہلے سے جاری سیاہ فام آبادی کی جانب سے پُرتشدد مظاہروں میں

تیزی آ گئی اور پچھلے دِنوں ہزاروں افراد سڑکوں پر آ گئے۔ جبکہ مضافاتی علاقے اسٹیٹن میں بھی سیاہ فام افراد نے احتجاج کا سلسلہ پوری قوت سے شروع کر دیا، اِس پر آنجہانی گارنر کے اہلِ خانہ کے وکیل کا کہنا ہے کہ عدالت کے فیصلے سے حیرت ہوئی حالانکہ وڈیو میں صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ اہلکار نے گارنر کو گلے سے دبایا ہوا تھا جس کی وجہ سے اِس کی موت واقع ہوئی، جبکہ دوسری طرف اٹارنی جنرل ایرک ہولڈر نے اعلان کیا کہ شہری کی موت کے کیس کی تحقیقات کی جائے گی، تو اُدھر ہی ایرک گارنر کا طبّی معائنہ کرنے والے ڈاکٹرز کا دو ٹوک کہنا ہے کہ گارنر کی موت اُس کا گلا دبنے کے نتیجے میں ہوئی گارنر کے اہلِ خانہ کے وکیل جونا تھن مور کے مطابق اِنھیں اِنصاف کا قتل کر دینے والے، عدالتی فیصلے پر حیرت ہوئی ہے، متعصبانہ عدالتی فیصلے پر آنجہانی گارنر کے اہلِ خانہ اور وکیل جونا تھن مور کا موقف سامنے آ جانے کے بعد امریکا کے شہر نیویارک اور بہت سے مضافاتی علاقوں اور سیاہ فام بستیوں میں گرینڈ جیوری کے فیصلے کے خلاف شروع ہونے والے مظاہروں اور احتجاجوں پر سیاہ فام پہلے امریکی صدر بارک اُوباما نے اپنے شہریوں کو پُرسکون رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ گرینڈ جیوری کی جانب سے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے متعلق جو فیصلے آئے اِس سے مُلک میں بسنے والی اقلیتیں خود کو غیر محفوظ سمجھنے پر مجبور ہو رہی ہیں، اِس پر نیویارک کے میئر کا بھی یہ کہنا تھا کہ عوام کی اکثریت کے برخلاف جیوری کا فیصلہ آیا تاہم شہریوں سے اپیل ہے کہ وہ پُرامن رہیں جبکہ عوام کا

مشتعل ہونا یوں بجا ہے کہ عوام کے نزدیک وڈیو میں دِکھائی دے رہا ہے کہ پولیس افسر نے گارنر کو گرفتار کرکے ہتھکڑی پہنانی چاہی تو آنجہانی گارنر نے پہننے سے انکار کردیا جس پر پولیس افسر پینٹلیو نے گارنر کو گردن سے پکڑا تو وہ یہ کہہ رہا تھا کہ سانس نہیں لے پارہا اور وہ گر گیا مگر ظالم پولیس افسر نے ایک نہ سُنی جس کی وجہ سے ایرک گارنر کی موت واقع ہو گئی" آج جہاں اِس واقع نے امریکی معاشرے میں ٹیکس کے بغیر سگریٹ کی فروخت کرنے والے کی پکڑ کے قانون کی اچھائیوں کو دنیا میں روشناس کرایا ہے تو وہیں ایک سیاہ فام قیدی آنجہانی ایرک گارنر کے قاتل پولیس افسر ڈینئیل پینٹلیو کو بچانے کے لئے عدالتی تعصّبانہ فیصلے کو بھی بے نقاب کرکے رکھ دیا ہے اور ساری دنیا کو پتہ چل گیا ہے کہ امریکا میں گوروں کے لئے امریکی قوانین میں ڈھیر ساری لچک ہے تو کالے امریکیوں کے لئے کچھ نہیں ہے،آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایرک گارنر کی یوں ہلاکت پر گرینڈ جیوری کے فیصلہ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے اور آج ساری دنیا گرینڈ جیوری کے عدالتی فیصلے پر انگلی اُٹھارہی ہے اور ایسا اُس وقت ہوتا رہے گی جب تک گرینڈ جیوری گارنر کے قتل پر اپنا غلط فیصلہ پر امریکی شہریوں سے معافی نہیں مانگ لیتی ...اور آنجہانی ایرک گارنر کے اہلِ خانہ کو اِنصاف نہیں مل جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ اور پی ٹی آئی کے دو نوجوانوں ہلاکت...؟؟

فیصل آباد میں رانا ثناء اللہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تاریخ دُہرادی....؟؟
آٹھ دسمبر کو فیصل آباد میں پنجاب کے سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ کے دھمکی آمیز بیان کی روشنی میں پنجاب کے گلوبٹوں کی پی ٹی آئی کے کارکنان پر کی جانے والی فائرنگ سے دو نوجوانوں کی ہلاکت اور کئی کے زخمی جانے کے واقع پر ساری پاکستانی قوم صدمے سے دوچار ہے اور آج دنیا میں جہاں کہیں بھی پاکستانی بستے ہیں وہ یہ کہنے، سوچنے اور لکھنے پر مجبور ہی کہ فیصل آباد میں ایک مرتبہ بھی صرف رانا ثناء اللہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تاریخ دُہرادی ہے جس پر پاکستانی قوم کے سر شرم سے جھک گئے ہیں کیوں کہ دنیا کی تہذیب یافتہ جمہوری اقوام کی نظروں میں پاکستان کی جمہوریت اور جمہوری اقتدار کی دھجیاں جس طرح موجودہ جمہوری حکومت کے دور میں بکھیری جارہی ہیں اِس کی مثال دنیا کی کسی بھی جمہوریت میں نہیں ملتی ہے، آج ایک طرف تو حکمران جمہوریت کا راگ الاپتے نہیں تھک رہے اور مگر دوسرے جانب جب اپنے حق کے خاطر جمہوریت تقاضے پورے کرتے ہوئے کوئی بھی اپوزیشن جماعت احتجاج کرے تواِس کے نہتے لوگوں پر لاٹھیاں، ڈنڈے اور گولیاں برسادی جائیں اور اِس پر بھی حکمرانوں کی جانب

سے یہ کہاجائے کہ ہم نے عوام تک جمہوری حقوق منتقل کر دیئے ہیں ...اَب ایساکیسے ممکن ہو سکتاہے کہ ایک طرف اپنے جمہوری حق کا استعمال کرتے ہوئے اپوزیشن باہر نکل کر احتجاج کرے ....اور حکمران جماعت اِس کے احتجاج کو روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کرکے غیر جمہوری ہتھکنڈوں پر اُترآئے اور کہے کہ ہم جمہوریت کو مضبوط کررہے ہیں یہی ہمارے موجودہ جمہوری حکمرانوں کی وہ منافقت ہے آج جس نے ساری دنیامیں پاکستان کی جمہوریت اور جمہوری روایات پر بڑاسا سوالیہ نشان لگادیاہے۔

بہرحال ...!! تیس نومبر کے جلسے میں پاکستان تحریک انصاف کی چیئرمین عمران خان نے انتخابی دھاندلی کے خلاف حکومت پر سیاسی دباؤ بڑھانے کے لئے اپنے جس پُرامن پلان سی اعلان کیا تھااِس کی ابتداء آٹھ دسمبر کو فیصل آباد سے شٹرڈاؤن سے ہوئی مگرافسوس ہے کہ اِس مرتبہ عمران خان کو (اپنے سابقہ دوپُرامن پلانز A اورB کے برعکس) پلان C کی شروعاتحکومتی گلوبٹوں کی جانب سے پرتشدد کارروائیوں سے کرنی پڑی ہے کیوں کہ حکومت کے پیداکردہ خونخوار گلوبٹوں نے پہلے ہی روز پی ٹی آئی کے دو کارکنوں کو ہلاک کرکے پلان سی کو خون سے رنگ دیاہے آج جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے اور غم اور غصے کا اظہار کیاجائے وہ بھی کم ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے انتخابی دھاندلی کے خلاف حکومت پر دباؤ بڑھانے اور اِنصاف کے حصول کے خاطر فیصل آباد کے ناولٹی پل ، گھنٹہ گھر چوک ، الائیڈ چوک اور ملت چوک سمیت دیگر 9 مختلف مقامات پر احتجاج کیا جارہا تھا جس کے پہلے مرحلے میں پی ٹی آئی کے کارکنان ملت چوک میں جمع ہوئے جہاں اُنھوں نے پُرامن طریقے سے احتجاج ریکارڈ کرانے کے لئے ٹائر جلائے اور انتہائی پُرامن طور پر سڑک بلاک کردی تاہم اِس موقع پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی بھی بڑی تعداد پہنچ گئی اور پی ٹی آئی کے بینرز پھاڑ دیئے ،اور دونوں جماعتوں کے کارکنان کے درمیان تلخ کلامی اور ہاتھا پائی بھی ہوئی مگر دیکھتے ہی دیکھتے اِسی دوران ملت چوک میدان جنگ بن گیااور وہاں پہلے سے موجود حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے پاکستان تحریک انصاف کے کارکنوں پر حملہ کردیایوں عمران خان کے پلان سی میں شامل پی ٹی آئی کے کارکنوں کی پاکستان مسلم لیگ ن کے کارندوں سے مڈ بھیڑ ہوئی اِس دوران کارکنوں نے ایک دوسرے پر اندھا دھند پتھراؤکیا گیاتو آزادانہ لاٹھی چارج کا مظاہر بھی ہوااور انڈوں اور ٹماٹروں کی ہولی بھی کھیلی گئی اور جوتا باری کا دونوں ہی جانب سے زبردست مظاہرہ کیا گیا جبکہ اِس موقع پر پولیس کی بھاری نفری بھی موجود رہی... مگر حسبِ روایت یہ محض تماشائی بنے رہنے کی کچھ نہ کرسکی۔

البتہ...!! پی ٹی آئی والوں کا پولیس رویئے پر یہ کہنا ہے کہ ن لیگ کے کارکنوں اور سادہ اور وردی میں ملبوث سرکاری گلوبٹوں کی جانب سے ہونے والی فائرنگ کے نتیجے میں پی ٹی آئی کے دو نوجوانوں کی ہلاکت اور کئی کے زخمی ہونے سے فیصل آباد کی سرزمین اور عمران خان کا پلان سی خون آلود بن گیا ہے، اَب اِن کا عزم یہ ہے انتخابی دھاندلی کا پردہ چاک کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے شہید دوساتھیوں کے خون کا انصاف لینے تک دھرنے اور احتجاج جاری رہیں گے۔

اگرچہ پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا اور تصادم کے دوران ایک دوسرے کے کپڑے بھی پھاڑ دیئے جب کہ کشیدہ صورتِ حال کے پیش نظر مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے انتظامیہ نے واٹرکینن کا بھی استعمال کیا تاہم خبر یہ ہے کہ اِس موقع پر سادہ کپڑوں میں ملبوس (ن لیگ یا کسی سرکاری گلوبٹ) کی جانب سے فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں صرف پی ٹی آئی کے ہی تین کارکن زخمی ہوگئے جنھیں الائیڈ اسپتال (جس کا اسٹاف کسی بھی ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے پہلے ہی ہائی الرٹ تھا اِس کا ہائی الرٹ بھی گلوبٹ کی فائرنگ سے زخمی ہونے والے دو نوجوانوں کی زندگیاں بھی نہ بچاسکا) منتقل کیا گیا جہاں پہنچ کر 23 سالہ اصغر علی دورانِ علاج ہی دم توڑ گیا جب کہ ایک زخمی کی حالت بدستور تشویشناک ہے، یہ خبر فیصل آباد سمیت سارے مُلک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور دھرنے اور احتجاج والے شہر فیصل

آباد کی طرح جہاں کہیں بھی پی ٹی آئی کے کارکنان متحرک ہیں اُن میں شدید غم وغصے کی لہر دوڑ گئی اور مُلک بھر میں پی ٹی آئی کے اہم عہدیداران سمیت کارکنان فیصل آباد کے سانحہ پرپُرزور مذمت اور احتجاج کر رہے ہیں۔

جبکہ اپنے ساتھیوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے والے سانحہ کے خلاف پی ٹی آئی کی خواتین ورکرز نے الائیڈ چوک پر دھرنا دے کر احتجاج کیااور اپنے ساتھیوں کی ہلاکت پر ''گونواز گو'' اور اِنسان کے روپ میں بھیڑیئے نمارانا ثناء اللہ کی فوری گرفتاری کے لئے بھی فلک شگاف نعرے بازی بھی کی ،اِس دوران احتجاجی مگر مشتعل کارکنوں نے سمندری روڈ، عبداللہ پور چوک کو بھی بلاک کردیااور دھرنے دے کر بیٹھ گئے جہاں پہنچ کر ن لیگ کے گلوبٹ نماکارکنوں کی بھی بڑی تعداد پہنچ گئی پی ٹی آئی کے پُرامن کارکنوں کو ''رو عمران رو'' کے نعرے لگا کر ایک مرتبہ پھر مشتعل کرناچاہامگر پی ٹی آئی کے کارکنوں کی دانشمندی اورپُرامن رہنے کی حکمتِ عملی کے باعث ن لیگ کے خصلتِ شیطانی سے بھرے کارکنوں کو اپنے منصوبے کی ناکامی پر خاک چھانی پڑی اور یوں ن لیگ کے کارکنان کفِ افسوس کے اپنے ہاتھ ملتے اور اپنے دامنوں میں بھرے سازشی منصوبو ں کو جھاڑتے ہوئے اپنی ناکامی پر اپناہی منہ پیٹتے دیکھے گئے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے آٹھ دسمبر کو پاکستان تحریکِ اِنصاف کے

چئیرمین عمران خان نیازی کے فیصل آباد کے احتجاج کو ناکام بنانے کے لئے رانا ثناء اللہ کی بدمعاشی اور ن لیگ کے کارکنوں کی شکل میں سرکاری گلوبٹوں کا بھی اہم کردار رہا،آج جس سے حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی بدحواسی بھی کھل کر سامنے آ گئی ہے اور یہ بھی پتہ لگ گیا ہے کہ حکمران جماعت کی رٹ کہیں نہیں ہے،اِس واقع پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حکمران جماعت کو اِس کے اقتدار سے روزِ اول سے ہی گلوبٹوں نے یرغمال بنا رکھا ہے جیسا یہ چاہتے ہیں کرتے ہیں اور آج جن کے آگے وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف سمیت تمام وفاقی اور صوبائی وزراء بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہیں ،آٹھ دسمبر کو فیصل آباد کے ناولٹی چوک پر پی ٹی آئی کے کارکنوں پر رانا ثناء اللہ کے دھمکی آمیز بیان کی روشنی میں رانا ثناء اللہ کے داماد کے سیکورٹی گارڈ نے فائرنگ کرکے پی ٹی آئی کے دو کارکنوں کو شہید اور کئی کو زخمی کیا یقیناً یہ واقع حکومت کے منہ زوردار طمانچہ ہے اگر اِس پر بھی حکومت ہوش کے ناخن نہ لے اور رانا ثناء اللہ جیسے اِنسان نما بھیڑیوں کی غنڈہ گردی سامنے بے بس رہے اور اِن جیسے بدمعاشوں اور اِن کے کارندوں کو گرفتار کرکے سزا دلوا کر اپنی رٹ قائم نہ کرسکے تو ایسے حکمرانوں اور حکومتی کارندوں کو اپنے استعفے دے کر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے۔

واہ.. !! پاکستان میں صرف ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری اور 9 ارب بیرل تیل

اَب کاش حکمران سیاستدان اور اداروں کے سربراہان و افسران کمیشن اور سیاسی وذاتی مفادات سے ہٹ کر سوچیں....؟؟

یقیناپاکستانیوں کے لئے یہ اطلاع اُمیدافزاہو گی کہ" پاکستان میں صرف ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری سے 9 ارب بیرل تیل نکالاجاسکتاہے" مگر آج اِس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کاش کہ ہمارے حکمران، سیاستدان، قومی اداروں کے سربراہان و افسران اپنے ذاتی و سیاسی مفادات اور پی سے پرسنٹیج والے کمیشن سے ہٹ کر سوچیں تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ میرااور آپ کا یہ دیس دنیا جسے پاکستان کے نام سے جانتی اور پہنچانتی ہے یہ بھی تمام کائناتوں کے خالق اور مالک اللہ رب العزت کی بنائی اور بچھائی گئی اِس دھرتی پر آباد دنیاکے بہت سے ترقی یافتہ اور اپنے جیسے ترقی پذیر ممالک سے لاکھ درجے بہتر ہوجائے اور اُوج ثریا کی اُن بلندیوں کو بھی چھولے جس کے لئے یہ اپنے قیام کے روزِاول سے ہی بے چین رہاہے،آج بس میرے دیس کی خوش بختی اِسی میں ہوگی کہ اِس کے حکمران، سیاستدان، قومی اداروں کے سربراہان و افسران مُلک میں شروع ہونے والے ترقیاتی منصوبوں پر اپنے ذاتی وسیاسی مفادات سمیت پی سے پرسنٹیج والے کمیشن سے نکل جائیں تو پھر دیکھیں کون مُلک کو حقیقی ترقی اور خوشحالی سے

روک سکتا ہے۔۔۔؟

آج ہماری خوش بختی کے دریچے کھولتی بل کھاتی، للچاتی اور اٹھلاتی چلبلی سی ایک خبر ہے، جس نے مجھے ایک لمحہ ضایع کئے بغیر اپنا یہ کالم لکھنے پر متحرک کیا ابھی جب میں یہ خبر قرطاس پر بکھیروں گا تو میری پاکستانی قوم کے خوشی اور مُسرت کے جذبات کی جو کیفیت ہوگی یقیناً اِس کی تعریف بیان کرنے کے لئے بھی میرے ہم وطنوں کے پاس الفاظ کم پڑجائیں گے اور پھر میری قوم کا ہر فرد ''پاکستان زندہ باد'' اور '' پاکستان پائندہ باد''کے فلک شگاف نعرے بلند کرتا ہوا اللہ سے یہ دُعا کرے گا کہ '' اے ربِ کائناتوں کے مالک و خالق ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، قومی اداروں کے سربراہان و افسران کو ہوش کے ناخن دے اور اِن کے دل ذاتی اور سیاسی مفادات اور پرسنٹیج والے کمیشن سے پاک کرکے اِس منصوبے (اور اداروں کے بہت سارے منصوبوں اور جاب ورکز/ٹینڈروں) کو جلد عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطافرما دے تاکہ وطن عزیز پاکستان بھی توانائی کے بحرانوں سے نکل کراپنی حقیقی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر ٹھیک طرح سے گامزن ہوجائے'' آمین۔

ایک امریکی جریدے کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اگرپاکستان اپنے یہاں صرف ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرلے تواِسے یقینی طور پر اپنی سرزمین سے

توانائی کے بحرانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے 9 ارب بیرل تیل حاصل ہوسکتاہے، خبر کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ " امریکی جریدے کے مطابق پاکستان میں ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری سے 9 ارب بیرل تیل و گیس نکالا جاسکتاہے، جریدے نے اپنی اِس تحقیقاتی رپورٹ میں اامریکی انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن کا بھی حوالہ دیاہے اور اپنے انکشاف میں کہاہے کہ پاکستان میں شیل فیول کی شکل میں گیس کے ایک سو پانچ کھرب کیوبک فٹ اور تیل کے نوارب بیرل کے قریب ذخائر موجود ہیں،جریدے نے وثوق سے کہاہے اِن ذخائر کے حصول کے خاطر حکومتِ پاکستان کو صرف ڈیڑھ ارب ڈالری سرمایہ کاری کرنے پڑے گی،اِس کے ساتھ ہی جریدے نے ہر یقینی کیفیات اور اُمیدوں کے دامن تھام کو حکومتِ پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ حکومتِ پاکستان اِس طرف توجہ دے تو پھر چندہی سالوں میں پاکستان توانائی کی اپنی ہر قسم کی ضروریات میں خودکفیل ہوسکتاہے اور اپنے یہاں تیل و گیس کی کمی کے باعث پیدا ہونے والے توانائی کے بحرانوں سے نجات حاصل کرکے اپنی ترقی اور خوشحالی کی بند راہیں کھول سکتاہے۔

جبکہ خبر میں ہے کہ عالمی اداروں کے مطابق زیرزمین شیل فیول نکالنے کی لاگت پندرہ لاکھ ڈالر کی نچلی ترین سطح تک آچکی ہے اکنامسٹ کے مطابق اَب شیل فیول کی فی بیرل پیداواری لاگت صرف ستاون ڈالر ہے کیونکہ ڈرلنگ کمپنیوں نے جدید اور کم خرچ طریقے دریافت کرلئے ہیں، جریدے نے اپنی خبر میں یہ انکشاف بھی

داغ دیا ہے کہ شیل فیول کی پیداوار بڑھنے سے امریکا تیل کی پیداوار میں خود کفیل ہوچکا ہے۔

آج یہی وجہ بنی ہے کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمت ایک سو دس ڈالر سے کم ہو کر 70 ڈالر سے بھی نیچے آ گئی ہے اور اُمید کی جارہی ہے کہ آنے والے دِنوں میں یہ مزید کم بھی ہو سکتی ہے،جریدے کا اپنی رپورٹ میں انکشافانہ انداز سے یہ بھی کہنا ہے کہ امریکا میں گزشتہ چار سالوں میں لگ بھگ بیس ہزار کنویں شیل فیول نکالنے کے لئے کھودے گئے ہیں یہ امریکی توانائی کے لئے اُمیدافزاء ثابت ہوئے ہیں جن میں سے بیشتر سے امریکا کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے بڑی حد تک شیل فیول حاصل ہوچکا ہے اوراس طرح امریکا نے اپنی اِس کامیاب سے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ دنیا کے ممالک توانائی کے بحرانوں کے خاتمے اور اپنی کامیابیوں کے لئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کارلائیں تو کوئی ممکن نہیں ہے کہ اِن کی محنت اور لگن رنگ نہ لائے اور وہ توانائی کے بحرانوں کا خاتمہ نہ کردیں اِس کے لئے بس صرف شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے توانائی کے بحرانوں میں جکڑے ممالک کے حکمرانوں ، سیاستدانوں، قومی اداروں کے سربراہان و افسران اور عوام کو امریکی صدر، سیاستدان ، قومی اداروں کے سربراہان و افسران اور عوام کی طرح اپنے مُلک اور قوم کے ساتھ مخلص ہونا چاہئے اور ہر قسم کے سیاسی و ذاتی مفادات اور منصوبوں پر کمیشن لینے کی لالچ سے آزاد

ہو کر اپنے وسائل کو بروئے کار لانا چاہئے تو امریکا کی طرح کامیابیاں اور کامرانیاں اِن کے بھی قدم چومیں گیں یہ بھی اپنی ترقی اور خوشحالی کی منزلیں پالیں گے اَب بس پھر یہ بات ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، قومی اداروں کے سربراہان و افسران اور عوام کو بھی سمجھ آ جانی چاہئے کہ مُلک اور قوم کی ترقی کے لئے سب کو اپنے قومی اداروں سے سیاسی و ذاتی مفادات اور کمیشن والے جاب ورک (یعنی جیب ورک) سے ذراہٹ کر کچھ کرنا ہوگا تاکہ میرا اور آپ کا مُلک ترقی کرے جس کے لئے ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے گریڈ 16 سے اُوپر کے افسران اپنے اداروں سے نکلنے والے ترقیاتی منصوبوں کے وہ جاب ورک جو ٹینڈر کے بعد پارٹیوں کو دیئے جاتے ہیں یہ اُن جاب ورک (کو اپنا جیب ورک سمجھ کر اِن) پر کمیشن اور پی سے پرسنٹیج لینے کا سلسلہ بند کردیں۔

پہلے اپنے گریبانوں میں جھانکوں پھر...؟؟اَب بیٹھے بیٹھائے....؟؟؟

آپ نے یہ محاورہ تو سُنا ہی ہوگا کہ ’’آنکھوں کے آگے ناک، سُوجھے کیا خاک‘‘ اِس کا مطلب لغوی معنی اور مفہوم کے اعتبار کچھ یوں ہے کہ ’’چیز سامنے ہوتے ہوئے نظر نہ آنا، اپنا اور اپنے پیاروں کا عیب نہ دِکھائی دینا، بیوقوفی کے اِظہار کے لئے طنزاً کہا جاتا ہے، اور وغیرہ وغیرہ‘‘ مطالب میں یہ محاورہ زبانِ زدِ عام ہے ہیں ،آج میری دنیا اور میرے معاشرے میں موجود بیشتر لوگوں کی یہ عادت عام ہے کہ پہلے تو ایسے لوگوں کو اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی فرصت نہیں ہوتی یا وہ ایسا دانستہ کرنا ہی نہیں چاہتے ہیں مگر وہ بیٹھے بیٹھائے مخلوقِ خدا کو پریشان کرنے اور اِنہیں مسائل سے دوچار کرنے کے لئے وہ کام کرنے کا دوسروں کو مشورہ دیتے رہتے ہیں جن سے بنی نوع اِنسان پریشان ہوتے ہیں اَب اِسی کو دیکھ لیجئے کہ ہمارے یہاں پچھلے دِنوں باخبر ذرائع سے یہ اطلاع آئی ہے کہ ’’ہماری وفاقی حکومت اِس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ ٹیکس کے نظام کو زیادہ موثر بنانے کے لئے اور ٹیکس چوری کا تدارک کرنے کے لئے ٹیکس چھپانے کی سزامیں خاطر خواہ اضافہ کردیا جائے اور آئندہ ٹیکس چوروں پر صرف چھپائے گئے ٹیکس کے مساوی پنلٹی کی معمولی سزا کی بجائے امریکااور دوسرے مغربی ممالک کی طرح چودہ سے بیس سال تک قید بامشقت کی سزا دی جائے ،اِس پر وفاقی حکومت کا یہ

موقف ہے کہ '' امریکا میں ٹیکس چوروں کو 17 سال تک کی سزا دینا معمول ہے، جبکہ دوسرے یورپی ممالک میں بھی انتہائی سخت سزائے قید دی جارہی ہے۔'' یہاں خبر کے مطابق وفاقی حکومت نے جرمنی کی مثال کو بھی مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بھی غور کیا کہ '' جس طرح جرمنی میں ٹیکس چور گھر سے گرفتار کرکے جیل پہنچائے جانے کا منظر ٹی وی چینل پر براہِ راست دکھایا جاتا ہے تاکہ باقی ٹیکس چور عبرت پکڑیں یہ ساری سزائیں ہمارے یہاں بھی لاگوں کی جائیں'' یہ وہ خبر تھی جو گزشتہ دِنوں ہمارے قومی اخبارات کی زینت بنی اور ہمارے تمام ٹی وی چینلز پر نظر آئی ہے۔اس پر میرا خیال یہ ہے کہ اگر واقعی ہماری وفاقی حکومت نے ایسا کچھ کرنے کا فیصلہ کرہی لیا ہے یا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر اسے یہ بھی واضح کردینا چاہئے کہ یہ تمام سزائیں صرف اُن لوگوں ٹیکس چوروں) کے لئے ہوں گیں جو صرف عام پاکستانی ہوں گے...؟؟اِن پر ہی یہ) ساری سزائیں نافذالعمل ہوں گیں یا وفاقی حکومت نے اپنے وزراء ، میشرانِ خاص ا ور اراکین پارلیمنٹ سمیت اپنی اپوزیشن جماعتوں اور مُلک کی مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین اور کارکنان و عہدیداران کے لئے بھی یہ ساری سزائیں مختص کیں ہیں....؟ یا یہ ساری سزائیں مُلک کے اُن غریبوں اور بے کس سرکاری ملازمین، تاجروں اور صنعت کاروں کے لئے ہوں گیں جن کا تعلق مُلک سے محب الوطنی سے ہے اگر واقعی ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر وفاقی حکومت اِس کا اطلاق اپنے وزراء اور مشیران خاص اور اراکین پارلیمنٹ سمیت مُلک کی اُن اہم اشخاص

سے کرے جو ٹیکس چوری کے زمرے میں آئی ہیں یا آ تی رہی ہیں اور آئی ہوں گی.... ؟اگرہماری وفاقی حکومت نے میرے پوچھے گئے اِن سوالات کا جوابات عملی اقدامات کرکے دے دیئے تو پھر دیکھئے گا کہ میرے مُلک کا ہر بڑا با عزت اور معتبر نظرآنے والا شخص ٹیکس چور نکلے گا اور پھر نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ساری دنیا ٹی وی چینلز سے براہ راست یہ دیکھے گی کہ ٹیکس چوری کی وجہ سے کون کون کس طرح اپنے گھر سے گرفتار ہو کر جیل جا رہا ہے اور اِسے کتنی سال کی قید بامشقت مل رہی ہے..؟ اَب ایسے میں دُعا یہ ہے کہ اللہ ہماری وفاقی حکومت کو تمام سیاسی و ذاتی مصالحتوں سے پاک کردے اور اِس کے دل میں مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے ایسا کرنے کا جذبہ بیدار کردے تاکہ میرا مُلک بھی ٹیکس چوروں سے پاک ہوجائے اور یہ بھی ترقی اور خوشحالی کی جانب گامزن ہوجائے۔ آمین

اِسی طرح ایک خبر واشنگٹن سے امریکی تھنک ٹینک انٹیل سینٹر کے حوالے سے پاکستان کو دنیا کا آٹھواں خطرناک ترین مُلک قرار دیئے جانے سے متعلق بھی آئی ہے اِس خبر پر قبل اِس کے کہ میں کچھ کہوں پر اتنا ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ امریکا اور اِس بغل بچہ اسرائیل جو خود دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ممالک ہیں جبکہ اِس کے تھنک ٹینک انٹیل سینٹر نے اپنی رپورٹ میں پاکستان کو دنیا کا آٹھواں خطرناک ترین مُلک قرار دے دیا ہے، خبر ہے کہ امریکی انٹیلی جنس

اداروں کے لئے اعداد و شمار اکٹھا کرنے والے تھنک ٹینک انٹیل سینٹر نے اپنے تئیں دنیا کے خطرناک ترین ممالک کی ایک '' کنٹری تھریٹ انڈیکس نامی فہرست جاری کی ہے، اِس فہرست سے متعلق تھنک ٹینک کا کہنا ہے کہ اِس فہرست کو کسی بھی مُلک میں ہونے والی دہشت گردی اور اِس میں اِنسانی جانوں کے ضیاع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے، اِس رپورٹ میں دنیا کے خطرناک ممالک کی درجہ بندی کچھ یوں کی گئی ہے کہ آج دنیا کے سب سے خطرناک ترین ممالک میں عراق سب سے آگے ہے جب کہ نائیجیریا دوسرے، صومالیہ تیسرے اور افغانستان چوتھے نمبر پر ہے، اور رپورٹ میں امریکی تھنک ٹینک کا کہنا ہے کنٹری تھریٹ انڈیکس میں یمن کو پانچویں، شام کو چھٹے، لیبیا کو ساتویں، پاکستان کو آٹھویں، مصرنویں اور کینا کو دنیا کا دسواں خطرناک ترین مُلک قرار دیا گیا ہے، جبکہ صریحا جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی تھنک ٹینک نے اپنے بغلی بچے اسرائیل کی فسلطینیوں پر نصب صدی سے زائد عرصے سے جاری جارجیت اور اسرائیلی دہشت گردی کو نظرانداز کرتے ہوئے اِسے کسی بھی درجے پر نہ لاکر بہت بڑی زیادتی کی ہے اور صرف مسلم ممالک کو اپنی خود ساختہ بنائی گئی انڈیکس میں رکھ کر اپنے پہلے سے مشکوک قول و فعل کو مزید مشکوک بنادیا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکی تھنک ٹینک اپنی فہرست میں اسرائیل کو بھی خطرناک ممالک کی صف میں شامل کرتا اور اِسے بھی کسی نمبر پر رکھتا تو اِس کی فہرست قابلِ قبول ہوتی مگر اِس نے تو جیسے اسرائیل کو نظرانداز کرکے یہ

ثابت کردیا ہے کہ ’’آنکھوں کے آگے ناک، سُوجھے کیا خاک‘‘ کے محاورے کو اپنے
اُوپر سچ ثابت کردیا ہے۔آج ساری پاکستانی قوم اور مسلم دنیا کٹری تھریٹ انڈیکس کو
مسترد کرتی ہے اور احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کرتی ہے کہ اِس فہرست سے پاکستان کو
نکالا جائے اور اِس کی جگہہ اپنے بغل بچے اسرائیل کو شامل کرکے فہرست کو پاکستانی قوم
اور اُمتِ مسلمہ کی نظر میں قابلِ قبول بنائے ورنہ دنیا امریکی تھنک ٹینک کی مرتب کردہ
اِس فہرست کو رد کرتی ہے۔ (ختم شُد)

ہمارے یہاں سب بہت اچھے ہیں یا سب ہی بُرے

ہماراتوآ وے کاآ واہی بگڑاہواہے۔۔۔

آج میرا خیال یہ ہے کہ یقیناموجودہ حالات اور واقعات کے تناظر میں ہماری نئی نسل اِس قسم کے مخمصوں اور اندیشوں میں مبتلاہوچکی ہوگی کہ ’’کیا ہمارے یہاں سب ہی بہت اچھے ہیں۔۔۔۔؟یا پھر سب ہی بہت زیادہ بُرے۔۔۔؟اور اِس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچنے اور کہنے پہ مجبور ہوگئی ہوگی کہ ’’ ہمارے یہاں توآوے کاآ واہی بگڑاہواہے‘‘۔

جبکہ آج اِس میں یقیناکوئی شک نہیں ہے کہ اگرہم اپنے مُلک اور معاشرے میں موجود اردگردکے ماحول اور رکھ رکھاؤکاجائزہ لیں توہم یہ کہے بغیرنہیں رہ سکتے ہیں کہ ہماراتوآوے کاآواہی بگڑاہواہے، حکمران، سیاستدان، حکومتی وزراء و مشیرانِ خاص، پارلیمنٹ کے ممبران اورمذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین و عہدیداران اور کارکنان، قومی و نجی اداروں کے سربراہان و ملازمین اور عوام سب ہی اپنے مفادات اور اقرباء پروری کی لت میں یوں مبتلاہیں کہ یہ سب کے سب اپنے دین و دھرم کی دی گئیں تعلیمات اور اپنے اکابرین کے دیئے گئے سبق کو بھی بھول بھال کراُس ڈگرپرچل نکلے ہیں کہ اَب

جہاں سے واپسی یہ سب اپنی موت سمجھتے ہیں اور یہی وہ المیہ ہے جو میرے دیس اور معاشرے میں لاقانونیت و کرپشن اور غیر اخلاقی و سماجی بُرائیوں اور اقرباء پروری کو پروان چڑھانے کی بڑی وجہ ہے۔

اِن دِنوں میرے مُلک میں سیاسی اور سماجی حوالوں سے چار سو پھیلی خود غرضی اور مفاد پرستی کی ہلچل ہے، جس کسی کو دیکھو وہ اپنے ذاتی و سیاسی مفادات کے خاطر اپنا کوئی نہ کوئی دلفریب اور دلکش نعرہ لگاتااور اپنے پیچھے عوام کے جُھنڈ کے جُھنڈ اور ریوڑ لے کر چل رہاہے، اَب ایسے میں آگے اور پیچھے چلنے والوں کا صرف ایک یہی مقصد ہے کہ زندہ رہو، اور زندگی کے مزلے لوٹو، اِس کے لئے خواہ کچھ بھی کرناپڑے کرجاؤ، خواہ اپنی منزل اور مقصد کو پانے کے لئے مُلک اور قوم کو ہی داؤپر لگانے پڑے تواِس سے بھی دریغ نہ کرو، اپنی منزل اور عزمِ خاص تک پہنچنے کے لئے ایک اِنسان ہی کیا خواہ سیکڑوں ہزاروں، لاکھوں اور کڑورں بے گناہ اور معصوم اِنسانوں کی جانوں کا ندرانہ بھی دیناپڑے تو دے ڈالو مگر اپنی منزل اور مقصد کو حاصل کرلواور اِسے انقلاب اور تبدیلی کا نام دے کر اپنے کان اور آنکھیں بند کرلو،اوراگر کوئی تنقید یابحث وتکرار کرے تو پھر اِس پر بس زبان سے دولفظ یہ کہہ دوکہ ”انقلاب اور تبدیلی کے لئے یہ سب کچھ تو ہوتاہی ہے، اوراِس راہ میں جان نچھاوڑ کرنے والوں کے نام تاریخ میں سُنہرے حروفوں میں لکھے جائیں گے“

دامن جھٹک کر آگے بڑھ جاؤ۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں مجھے حضرت شیخ سعدیؒ کی کتاب ''حکایات گُلستان سعدیؒ میں پڑھی ہوئی ایک حکایت یاد آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ اِسے یہاں بیان کروں '' حضرت نے اپنی حکایت میں ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ '' ایک بادشاہ ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ شاہی حکیم کے پاس اِنسان کے پِتّے کے سوا کوئی علاج نہیں تھا، حکیم نے اِس اِنسان کی چند مخصوص نشانیاں بھی بتائیں، بادشاہ کے حکم سے ایسے اِنسان کی تلاش فی الفور شروع ہوئی، بالآخر ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک زمیندار کے لڑکے کو اِن نشانیوں کا حامل پایا گیا، بادشاہ کے کارندوں نے بہت سی دولت دے کر لڑکے کے ماں باپ کو راضی کر لیا اور قاضی نے بھی اِس کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا، کیوں کہ سلطنت چلانے اور بادشاہ کی سلامتی کے لئے ایسا کرنا ضروری قرار پایا تھا،اِس نقطے کے پیشِ نظر کسی ایک شخص کا خون جائز ہے،جب جلاد نے بھی نوجوان کو قتل کرنے کا ارادہ کر کے اپنی ساری تیاری مکمل کر لی تو اِنہی لمحات میں لڑکا آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑایا اور مسکرانے لگا''، حضرت شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ '' بادشاہ حیران ہوا کہ موت کو سامنے کھڑا دیکھ کر یہ لڑکا کیوں مسکرایا ہے۔۔؟اِس حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے۔۔؟بادشاہ نے لڑکے کو اپنے قریب بُلایا اور بے سبب ہنسنے کی وجہ معلوم کی۔لڑکے نے جواب دیا کہ: '' اولاد ماں باپ کی پیاری

ہوتی ہے اگر کوئی اُن کی اُولاد کی جان کے درپے ہو جائے تو وہ دعویٰ قاضی کے آگے لے جاتے ہیں اور بادشاہ سے اِنصاف چاہتے ہیں جبکہ مجھ بدنصیب کے ماں باپ دولت لے کر میرے خون پر راضی ہوگئے، قاضی نے بھی آپ کی سلطنت چلانے کے لئے آپ کی جان بچانے کے خاطر تُرنت میرے قتل کا فتویٰ بھی دے دیا اور آپ نے بھی اپنی صحت یابی میرے ہلاک ہونے میں دیکھی، اَب مجھے خدا ہی سے پناہ مل سکتی ہے''۔

آگے کروں کس کے جاکے تیری فریاد

مانگوں ہوں تیرے ظلم کی تجھ سے ہی داد

ایسے بے گناہ کے خون سے میرا مرجانا ہی بہتر ہے'' یہ کہہ کر بادشاہ نے اِس لڑکے کا '' ماتھا چوما اور بہت سا مال وزر دے کر اِسے رخصت کیا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ کرنے کے چند ہی دِنوں بعد بادشاہ کی بیماری بھی دور ہو گئ اور اِس نے شفا بھی پالی۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے اپنی اِس حکایت میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اپنی جان بچانے اور اپنے مفادات کے خاطر کسی کی جان لینا اور مُلک اور قوم کی سلامتی کو داؤ پر لگانا اِنسانیت نہیں

ایسا قاتل بادشاہ ہونے کی صورت میں دنیا کے قانون سے تو شاید بچ جائے، لیکن خدائی، قانون سے نہیں بچ سکتا ہے ایسا شخص ایک نہ ایک دن ضرور سزا پائے گا۔

اور اِسی کے ساتھ ہی آج میں اپنے کالم کا اختتام داناؤں کے اِن اقوال پر کرنا چاہوں گا کہ ’’ اے پاکستانیوں ! ہوش میں آؤ گناہ اور جرائم چھوڑو، نیکیوں میں لگو، خلوص کے ساتھ نیک عمل کرو اور نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاؤ تاکہ تمہیں دنیا میں عزت اور عظمت حاصل ہو اور تم دوزخ سے محفوظ ہو جاؤ‘‘ اور ’’ کتنا اچھا ہو کہ...!! ہم اچھا بننے کی کوشش اِس طرح کریں جس طرح خُوب صُورت بننے کے لئے کرتے ہیں‘‘ اور اِسی طرح بھرتری ہری کا کہنا ہے کہ ’’ سُورج خود بخود پھول کِھلا دیتا ہے، چندرما آپ ہی آپ پانی برسا دیتا ہے، یکدم اُسی طرح نیک اِنسان بھی بغیر کہے خود بخود دوسروں کی بھلائی کے کام کرتا ہے‘‘ تو پھر ہمیں بھی اپنے اندر خود بخود متحد ہو منظم ہونے کا جذبہ بیدار کرنا ہوگا اور اپنے مُلک اور معاشرے میں اپنا آوے کا آوا بگڑے رجحان کو ٹھیک کرنا ہوگا۔

عمران کی ثابت قدمی۔ ۔!! حکمرانوں کی گردن کا سریا پگھل رہاہے۔۔۔؟؟

خان صاحب سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ !! مگر میڈیا سے پنگے بازی برداشت نہیں ہوگی۔۔۔۔
اَب اِس میں کسی کو کسی بھی قسم کے ابہام میں مبتلا ہوئے بغیر یہ بات تسلیم کرلینی چاہئے کہ پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے کراچی میں جمعہ 12 دسمبر کو جس پلان سی کو عملی جامہ پہنانے کا اعلان کیا گیا تھا، شہر قائد میں اِس کی ابتداء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب سے ہی 29 مقامات پر اہم شاہراہوں پر دھرنا دے کر، ٹائر جلا کر اور شہر قائد کی سڑکوں پر بڑی چھوٹی اور ہر قسم کی گاڑیوں کی آمدورفت بند اور کاروبارِ زندگی ٹھپ کرواکر کچھ اِس طرح سے کی گئی کہ آناً فاناً شہر مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

اگرچہ یہ بھی سچ ہے کہ کراچی جیسے معاشی حب اور مصروف ترین شہر کو بند کروانے کے لئے (پی ٹی آئی والوں کی درپردہ مدد کراچی کی متحرک سیاسی جماعتوں نے بھی کی تھی) سب نے جس حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا تھا وہ بھی قابلِ تحسین اور لائقِ احترام ہے،اَب ایساہی مظاہرہ 15 دسمبر کو لاہور میں بھی ہونا چاہئے اور بغیر کسی خون خرابے کہ حکمران جماعت ن لیگ والوں اور اِن کے

گلوبٹوں پر لازم آتاہے کہ وہ جمہوری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پی ٹی آئی کے احتجاج اور مظاہرے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے اور کرانے کے لئے تشدد کی راہ سے گریز کریں اور پی پی پی اور ایم کیوایم کی طرح کھلے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے احتجاج کرنے والی جماعت پاکستان تحریک انصاف کے احتجاج میں اپنا جمہوری حصہ ڈالیں اور اپنے یہاں یعنی کہ لاہور میں 15 دسمبر کو ہونے والے 18 مقامات پر احتجاج اور مظاہرے کو اخلاقی اور جمہوری نکتہ نگاہ سے کامیاب کرنااور کرانا اپنے اُوپر لازم کرلیں۔

بہرحال ...!!آج عمران خان کی ثابت قدمی نے یہ ثابت کردیاہے کہ اَب ذرادیر سے ہی سہی مگر فی الحال حکمرانوں کی گردن میں پڑے سریئے پگھل رہے ہیں اور لگتاہے کہ اگریوں ہی عمران خان اپنے عزمِ خاص اور منزلِ مقصود کو پالینے کے لئے ڈٹِ رہے تواِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آنے والے دنوں میں سب کی گردنیں ڈھلک جائیں گیں (اوراِن کی اکڑ ختم ہوجائے گی اور وہ سب کے سب بندے دے پوتر بن جائیں گے اورآسمان کی جانب غروراور تکبر سے دیکھناچھوڑ کرزمین پر بسنے والے مفلوک الحال اور اپنے ہی ہاتھوں مسائل اورپریشانیوں میں گھیرے اپنے جیسے اِنسانوں کی دادرسی کریں گے) اور پھرمُلک میں بس حقیقی جمہوراور جمہوریت کاراج قائم ہوجائے گا، اوراِس طرح مُلک سے اُن لوگوں کا صفایا ہوجائے گاجو جمہوراور جمہوریت کی آڑلے کر مسندِ اقتدارپر قدم رنجافرماتے

ہی بڑے عرصے سے سرزمین پاکستان پر بسنے والوں پر اپنی خودساختہ بادشاہت قائم کئے ہوئے تھے۔

پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے جمعہ کو پلان سی کے مطابق کراچی میں کیاجانے والا احتجاج بہت سے حوالوں سے بہت زیادہ پُرامن اور کئی زاویوں سے انتہائی کامیاب ترین رہایہ ٹھیک ہے کہ پی ٹی آئی کی جانب سے شہر قائد میں لگ بھگ 29 سے زائد مقامات اور شاہراہوں پر احتجاجی دھرنے دیئے گئےاِن دھرنوں میں خواتین ،بچوں اور نوجوانوں کی بڑی تعداد شریک ہوئی جس کی وجہ سے معمولاتِ زندگی شدید متاثر ہوئی ، شہر میں ٹرانسپورٹ اور بیشتر کاروباری مراکز بند رہے، جو تعلیمی ادارے اور دفاتر کھلے بھی تھے تواُن میں حاضری کم رہی اور وہ بھی اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہی بند کردیئے گئے۔الغرض یہ کہ پی ٹی آئی کا12دسمبر کوشہر قائد میں کیا جانے والاپلان سی کا احتجاجی دھرنا خود پی ٹی آئی کی تاریخ میں کئے جانے والے تمام احتجاجوں اور دھرنوں سے پُرامن احتجاج قرار دیاجائے تو بیجانہ ہوگا کیوں کہ اِس دوران کہیں سے بھی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جس سے ایسالگتاکہ کہیں کوئی بدنظمی ہوئی یا کسی نے پی ٹی آئی کے احتجاج میں رغنہ ڈالنے کی کوشش کی یا پی ٹی آئی کے احتجاج کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی ہے، کیوں کہ شہر قائدپڑھے لکھے اور سیاسی ، اخلاقی اور مذہنی شعور رکھنے والوں کا شہر ہے اوراِس شہر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ

ہے کہ روزِ اول ہی سے جمہور اور جمہوری روایات کی پاسداری کرتا چلاآیا ہے ایک 12 دسمبر ہی کیا اگر ایسے سیکڑوں ، ہزاروں اور لاکھوں 12 دسمبر بھی آئیں تو یہ شہر اپنی زمین پر احتجاج اور دھرنے دینے والوں کو اُف تک نہیں کرے گا بلکہ اُلٹا اُن کی مدد اور معاونت کرے گا جیسا کہ اِس نے پچھلے دِنوں کیا ہے۔

اگرچہ جہاں پچھلے جمعہ کو پی ٹی آئی کے پلان سی کے مطابق شہر قائد میں ہونے والا پُر امن احتجاج اپنی جگہہ ٹھیک تھا تو وہیں اہلیان کراچی اور مجھ سمیت مُلک کے ہزاروں اور لاکھوں میڈیا پرسنز کو پی ٹی آئی کے کارکنوں کی جانب سے ایک بار پھر جیو کی ٹیم کو ہراساں کرنے اور خواتین رپورٹر پر حملہ اور بداخلاقی کئے جانے والے واقعے نے افسردہ کردیا ہے اور یہ کہنے پر مجبور کردیا ہے کہ ’’اَب خان صاحب میڈیا پرسنز سے پنگے بازی برداشت نہیں ہوگی ‘‘۔

ہاں تو 12 دسمبر کو پلان سی کے تحت شہر قائد کو مفلوج کرنے کے لئے پاکستان تحریک انصاف کے کارکنان نے جتنی محنت کی وہ بھی سب کے سامنے ہے مگر افسوس ہے کہ اُس روز جیسے ہی عمران خان کی تقریر ختم ہوئی اور وہ روانہ ہوئے اِس کے بعد جب پی ٹی آئی کے گلوبٹوں (کارکنان) کو اپنی محنت کے ثمرات ملنے کا وقت آیا تو وہاں پر موجود پی ٹی آئی کے گلوبٹ (کارکن) دانستہ طور پر مشتعل ہوگئے

اور اُنھوں نے جیو کے اینکر اور خواتین رپورٹر سے بد تمیزی کرکے، اِنہیں جوتے دکھا کر اور پتھر مار کر اپنے آپ پر یہ محاورہ صادق کر لیا کہ اُنھوں نے دن بھر جو ''دُودھ بھی دیا تو مینگنیوں بھرا'' اِن کی اِس حرکت سے پی ٹی آئی کے قائدین کی اپنے کارکنان کو دیئے جانے والی تربیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔
اَب پی ٹی آئی کے قائدین اور کارکنان کو اپنی اصلاح کرلینی چاہیئے کہ اگر اِنھوں نے میڈیا پرسنز کے ساتھ پھر اسی طرح کا رویہ برقرار رکھا یا بد تمیزی کی تو اِن کے اِس عمل سے مجھ جیسے بہت سے کالم نگار اور میڈیا پرسنز اپنی زبان اور اپنا قلم پی ٹی آئی کے لئے (اِس کاری ضرب سے چلائیں گے کہ پی ٹی آئی مزید مشکلات میں گھر جائے گی۔ (ختم شُد

عمران پہ سیاسی نزع کا عالم نہیں

عمران پہ سیاسی نزع کا عالم نہیں ،اسفندیار ولی صاحب یہ عالم تواِدھر اور اُدھر
ہے... !!
پی ٹی آئی کے فیصل آباد، کراچی اور لاہور کے احتجاجوں اور دھرنوں سے اے این پی کا مستقبل بھی....؟؟
آج ایسی سیاست توشائد دنیاکے کسی بھی مہذب اورترقی یافتہ ملک میں تو کیا ..؟ بلکہ اِس کائنات کے کسی بھی ترقی پذیر اور غریب ترین ملک میں بھی نہیں ہوتی ہوگی ...!! آج جیسی سیاست میرے مُلکِ پاکستان میں ہوتی ہے، آج میرے مُلک کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ذہنی سطح اتنی گر گئی ہے،ایساتو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ جو اِنہیں آئینہ دکھاتے ہیں اور اِنہیں غلطیاں اور خامیاں دور کرنے کا کہتے ہیں تو اِس کی جان کے میرے دیس کے حکمران اور سیاستدان دُشمن بن جاتے ہیں اور جہاں سیاستدان اپنی خامیاں اور کوتاہیاں بتانے اور اِن کی نشاندہی کرنے والوں کے لئے مرنے کی دُعائیں کرتے ہیں،اور جب اِن کے منافقانہ رویوں... اور اِن کے فعل شنیع سے لبریز کرتوتوں کی وجہ سے اِن لوگوں کی ایسی... ویسی ....اور کیسی.....
؟؟دُعائیں بے اثر ہوجاتیں ہیں تو پھر یہ اپنی خامیاں بتانے اور برائیوں کی نشاندہی کرنے والوں

کو مار وانے کی منصوبہ بندیاں کرتے پھرتے ہیں۔

آج کل بد قسمتی سے یہ لوگ اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سادہ اور وردی والے گلو بٹوں کی مدد حاصل کرتے ہیں اور پھر موقعہ پاتے ہی اپنے گلو بٹوں کو (کسی خونخوار اور شکاری جانور کی طرح) اپنے مخالف پر جھپٹنے کے لئے اِن کے پٹے کھول دیتے ہیں، پھر بس گلو بٹ ہوتا ہے اور اِن کا سیاسی مخالف ...اَب اِس دوران اِن کے سیاسی مخالف کی قسمت ہوئی... تو یہ گلو بٹ کے وار سے بچ نکلا...! ورنہ گلو بٹ نے تو قصہ ہی تمام کر دینا ہے، گو کہ آج کل ہمارے یہاں فسادات برپا کرنے والوں اور اِسی طرح کرائے کے قاتلوں کو اگر گلو بٹ کا نام دے دیا جائے تو کوئی بُرا نہ ہوگا، یعنی یہ کہ پہلے جو کام کرائے کے قاتل کیا کرتے تھے اَب آج کل ہمارے یہاں یہی کام گلو بٹ یا گلو بٹوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

بہر حال...!! آج جس بات نے مجھے اپنا کالم لکھنے پر متحرک کیا وہ اسفندیار ولی کا ایک بیان تھا جِسے پڑھنے کے بعد اسفندیار ولی کے سیاسی کیرئر اور سیاسی تجربات سے متعلق میرے ذہن میں یکدم سے ایسے کئی سوالات گردش کرنے لگے کہ ” کیا اسفندیار ولی کا سیاسی تجربہ سطحی ہے یا گہرائی بھی رکھتا ہے..؟اور اِسی طرح ذہن میں ایک سوال یہ بھی اُمڈ کر آیا کہ ” اسفندیار ولی کا سیاسی

کیرا اپنا ہے کیا پھر آ باؤاجد کا بخشا یا نوازا ہوا ہے۔۔۔؟؟ جو یہ ایسے بے ہنگم بیانات داغ رہے ہیں، پھر ایک خیال یہ بھی آیا کہ جب سیاستدانوں کے پاس اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا ہے تو وہ یوں ہی بیٹھے بیٹھائے ایسے ہی بے مقصد اور بے لگام بیانات جاری کر دیتے ہیں جس کا نہ کوئی سر ہوتا ہے اور نہ پیر۔۔۔۔ جیسا کہ پچھلے دِنوں ایک بیان عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ اسفندیار ولی خان نے پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان سے متعلق دیا تھا وہ بیان اخبارات میں چھپا اِس کی سُرخی کچھ یوں تھی کہ ''عمران خان پر نزع کا عالم ہے اِنہیں سیاسی شہید نہیں بننے دیں گے'' اسفندیار ولی کے اِس بیان کی تفصیل یوں ہے کہ ''عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ اسفندیار ولی نے ریلوے گراؤنڈ مردان میں ایک بہت بڑے تاریخی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ'' عمران خان پہ سیاسی نزع کا عالم ہے اور اِن کو سیاسی شہید نہیں بننے دیں گے، کپتان سب کچھ بن سکتا ہے، لیکن سیاست دان نہیں'' اِن کے اِس جلسے میں اِن کا یہ خطاب سُننے کے لئے ریلوے گراؤنڈ مردان میں اِن کی پارٹی کے ہزاروں مرد اور خواتین کارکنان نے شرکت کی تھی،اِس موقعے پر جس طرح اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی نے عمران خان کو مخاطب کیا سُننے والے یہ سمجھے کہ اسفندیار ولی عمران خان سے متعلق کوئی ایسی حیران کُن بات کہیں گے جو عمران خان کے موجودہ سیاسی کردار کو داغدار کر جائے گا اور عمران کی ذات اور کردار پر سوالیہ نشان لگادے مگر مگر جب اسفندیار ولی نے یہ کہا کہ'' عمران

خان کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوامیں کسی بھی حلقے کو کھولا جاسکتا ہے لیکن ہم کسی بھی صور ت میں حلقے کو نہیں کھولیں گے کیونکہ عمران خان سیاسی حالتِ نزع میں ہے اور ہم اِن کو سیاسی شہید بنائیں گے اور نہ بھاگنے دیں گے'' تو پنڈال میں موجود اِن کے سیکڑوں سیاسی شعور رکھنے والے کارکنان اور افراد ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے اور اسفندیار ولی کے اِس جملے کو مضحکہ خیز قرار دے کر اپنی توجہ اِن کے منہ سے نکلنے والے اگلے جملے کی جانب مبذول کرلی جو عمران خان ہی سے متعلق یوں تھا کہ '' عمران خان آج کی نوجوان نسل کو کس طرح کی تربیت دے رہے ہیں...؟؟ کیااِن کے نئے پاکستان کا مقصد یہی تھا...؟؟'' اُنھوں نے اپنی بات یہیں اَدھوری چھوڑ دی اور اگلہ جملہ یہ کہاکہ ''عمران خان پرانے پاکستان کی بنیادیں ہلارہے ہیں'' اِس پر وقت ضائع کئے بغیر میرا یہ کہناہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ لگے ہاتھوں اسفندیار ولی عملی مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی بتادیتے کہ عمران خان نوجوان نسل کو کیا اور کیسی تربیت دے رہے ہیں، اور تن تنہا بندہ خدا عمران خان بھلا پاکستان کی بنیادیں کیسے ہلارہاہے..؟؟

بہر کیف...!! اِس موقعے پر اسفندیار ولی نے اپنی ڈھیر ساری خوش فہمیوں میں مبتلا ہو کر یہ بھی کہہ ڈالا کہ '' آئندہ انتخابات میں پختون قوم کپتان کے بلے کو دریائے سندھ میں پھینک کر بنی گالہ پہنچادیں گے، اِس سلسلے میں آج کا

جلسہ بارش کا پہلا قطرہ ہے۔آج کے تاریخی جلسے سے مخالفین کی نیندیں اُڑ چکی ہیں" اور ایسے بہت سے خوش فہم جملے جلسے میں سُننے کو ملے۔ جنہیں سیاسی مبصرین اور پاکستانی قوم بس یہیں تک محدود رکھنے پر اتفاق رکھتی ہے۔

اگرچہ آج مُلک کا ایک سنجیدہ طبقہ پاکستان تحریک انصاف کے عمران خان کے پلان سی کے سلسلے میں فیصل آباد، کراچی اور لاہور کے احتجاجوں اور دھرنوں کی کامیابیوں کے بعد موجودہ حکمرانوں اور اِن سے چمٹے مفادات پرست سیاستدانوں کی بساط پلٹے جانے کی منتظر ہے تو وہیں مُلک کا ایک بڑا غیر سیاسی اور سنجیدہ عوامی طبقہ مُلک بھر میں پی ٹی آئی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی سیاسی ساکھ سے بڑی اُمیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے تو وہیں عوام کا یہ طبقہ خیبر پختونخوا میں اے این پی کے ماضی اور حال کے تناظر میں مستقبل پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے اور آج یہ طبقہ خیبر پختونخوا میں اے این پی کے سیاسی مستقبل کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکتی ہوئی محسوس کر رہا ہے اور آج یہ پُرعزم ہے کہ اگر پی ٹی آئی کا عوام میں گراف یوں ہی بڑھتا رہا تو یقیناً مُلک کے اگلے وزیراعظم پاکستان تحریک اِنصاف کے سربراہ عمران خان ہی ہوں گے اور آج پاکستانی عوام اے این پی کے سربراہ محترم المقام جناب اسفندیار ولی صاحب کو یہ بات بھی باور کراتے ہوئے اِنہیں اچھی طرح ذہن نشین کرانا چاہتی ہے کہ جنابِ محترم.....!! آج اپنی اصلاح کرلیں کہ " عمران خان پر نزع کا عالم نہیں ہے بلکہ مُلک کے موجودہ

حکمرانوں اوراِن سے چمٹی جماعتوں کے قائدین سمیت آپ اور آپ جماعت اے این پی
پر نزع کا عالم ہے یعنی عالمِ نزع کا غلبہ اِدھر (عمران خان پر بھلا کیسے ہو سکتا ہے
جناب...!!عمران خان تو مُلک میں دھاندلی سے اقتدار میں آئے موجودہ بادشاہ نما
کرپٹ حکمرانوں اور سیاسی منافقانہ رویوں اور غلاظت میں لپٹے سیاستدانوں کے لئے
روح قبض کرنے والے فرشتے کے روپ میں رونما ہوا ہے اِس پر نزع کا عالم) نہیں بلکہ
اُدھر ہے جہاں پر سیاسی و ذاتی مفادات میں لت پت کرپٹ حکمران اور آپ جیسے
سیاستدان ہیں تو پھر اَب کیا خیال ہے جناب.....؟؟؟

سانحہ پشاور، کانفرنسز، مذمت، مذمت، مذمت اور بس صرف مذمت وقرار دادیں... ؟؟

اَب حکمرانوں اور سیاستدانوں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے...

جی ہاں...!! وہی ماضی کے عالمی طاقتوں کے یاروں اور نائن الیون کے ذمہ داران جو میری پُرامن دھرتی سرزمینِ پاکستان کے بھی مخالف ہیں آج اِن کی نظر میں میرے پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور امن و سکون ایک آنکھ بھی نہیں بھارہا ہے، اِنہی مُلک دُشمن عناصر نے 16دسمبر کی صبح پشاور کے کینٹ ایریا میں ورسک روڈ پر واقع آرمی پبلک اسکول میں حملہ کرکے میرے مُلک کے معصوم پھول جیسے 132 بچوں سمیت 142 نہتے لوگوں کو شہید اور 124 سے زائد کو زخمی کردیا، پورا مُلک سُوگ میں ڈوب گیا، جس کی ذمہ داری کالعدم تنظیم طالبان نے قبول کرلی، پاک فوج کی بروقت کارروائی سے اسکول پر حملہ کرنے والے طالبان کے دہشت گرد پاک فوج کے ہاتھوں خود بھی واصلِ جہنم سِدھار گئے، آج کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم بٹے ہوئے ہیں ہم کمزور نہیں ہیں، ہم سانحات کو آزمائش سمجھتے ہیں، یہ تو میری اور میری قوم کا حوصلہ بڑھادیتے ہیں، آج ہم پہلے سے زیادہ متحد اور منظم ہیں، بس آج پاکستانی قوم کا ہر فرد اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان سے یہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے واسطے

اغیار کا ہاتھ چھوڑ دو اور اپنا سہارا خود بنو اور اپنا فیصلہ خود کرو۔

بہر کیف...!! آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ سانحہ پشاور جسے میرے مُلکِ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سانحہ قرار دیا جارہا ہے جس میں دہشت گردوں نے میرے دیس کے مستقبل اور میری قوم کے ہر افراد کے دل پر حملہ کرکے ہمارے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی ہے آج اِس المناک اور دل سوز سانحہ پر ساری پاکستانی قوم غم سے نڈھال اور افسردہ ضرور ہے، مگر آج پشاور میں قیامت صغریٰ برپا ہونے کے باوجود بھی مُلک میں دہشت گردی کے خلاف جاری پاک فوج کے آپریشن ضرب غضب پر قوم کا ہر فرد ایک پیج پر نظر آرہا ہے اور مُلک سے دہشت گردوں کی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے قوم کا ہر فرد تن من دھن سے پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑا ہے اور طاقت سے دہشت گردوں کو واصلِ جہنم کرنے کے لئے پاک فوج کے حوصلے بلند کرنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک پیش کرنے کے لئے تیار ہے،اَب قوم کے اِن نیک جذبات کو سمجھنا میرے مُلک کے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان سمیت اُن سب کی بھی ذمہ داری ہے جو مُلک کے کرتا دھرتا ہیں یہ لوگ قوم کے جذبات کو سمجھتے ہوئے آنے والے دِنوں، ہفتوں ، مہینوں اور سالوں میں ایسے اقدامات کریں کہ جنہیں کرنے سے مُلک سے دہشت گرد اور اِن کی دہشت گردی کا بھی خاتمہ ہوجائے اور مُلک امن آشتی کا گہوارہ بن کر ترقی اور خوشحالی کی راہ پر بھی گامزن ہوجائے۔

اگرچہ سانحہ پشاور برپا ہوا اور گزر گیا، اَب اقتدارانِ وقت کانفرنسز منعقد کررہے ہیں، تو اُدھر ہی اِس اندہولناک سانحہ پر میرے مُلک کے (ذاتی اور سیاسی مفادات کی گُھٹی پیئے مفاد پرست اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے بہروپیئے سیاستدان اُچھل اُچھل کر مذمت ، مذمت ، مذمت اور بس صرف مذمت . . ؟؟ کی رٹ لگاتے سرکاری و نجی اور غیر مُلکی ٹی وی چینلز پر نظر آرہے ہیں اور یہ سب مُلکی اور غیر مُلکی پرنٹ میڈیا پر ایسے طرح طرح کے بیانات داغ رہے ہیں کہ بس . . . ! اَب اِس سانحہ کے بعد کوئی (چھوٹا یا بڑا) سانحہ مُلک کی سرزمین پر رونما ہی نہیں ہوگا، کیوں کہ اِنہوں نے انتہائی سخت ترین الفاظ میں مذمت جو کردی ہے قوم خاطر جمع رکھے اور ہم دہشت گردی کے خلاف متحد اور منظم ہیں (جبکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ یہ کہتے ہیں کیوں کہ ایک طرف تو ہمارے یہاں سیاسی جماعتوں کے لیڈران ہیں جو مُلک سے دہشت گردی کا خاتمہ طاقت کے ذریعے چاہتے ہیں تو اُدھر ہی میرے مُلک کی مذہبی جماعتوں جن میں جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام (ف) والے ہیں جو سانحہ پشاور ہو جانے کے بعد بھی بضد ہیں کہ حکومت دہشت گردوں سے مذاکرات کی راہ اپنائے اِن سے طاقت کے استعمال سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جیسا کہ ابتک حکومت کو طاقت کے استعمال سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکا ہے یعنی کہ اِس حوالے سے بالخصوص جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کا یہ اٹل موقف ہے کہ ہمیں اب بھی دہشت گردوں سے مذاکرات کے راستے بند نہیں کرنے

چاہئیں اور اِنہیں طاقت کے استعمال سے رام نہیں کیا جاسکتا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میرے مُلک کی مذہبی جماعتوں خاص طور پر جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کے دل میں سانحہ پشاور برپا ہوجانے کے بعد بھی دہشت گردوں کے لئے کہیں نرم گوشہ ہے، جس پر راقم الحرف کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے مولانا فضل الرحمان شیش ناگ کو مارنے کے بجائے، اِس کے سامنے بین بجا کر مست کرکے اپنے قابو میں رکھنے کے زیادہ قائل نظر آتے ہیں، اگر اِس موقعے پر بھی مولانا فضل الرحمان کا شیش ناک کے بارے میں ایسا خیال ہے تو پھر یہ بہت غلط ہے کیونکہ شیش ناگ کو بین بجا کر قابو میں رکھنے سے تو بہتر یہی ہے کہ اِسے ڈنڈوں اور گولیوں سے ماردیا جائے، اِس کے لئے جب کبھی بھی شیش ناگ کو موقع ملے گا یہ پہلے اُسی کو ہی ڈس لے گا جس نے اِسے پِٹاری میں قید کیا تھا یہ بات مولانا فضل الرحمان سمیت جن جیسے دوسروں کو بھی سمجھ آجانی چاہئے

بہرحال....!)اور ہم نے مُلک سے دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے، ہمارے خون کے آخری قطرے تک دہشت گردوں سے جنگ جاری رہے گی وغیرہ وغیرہ ...اور یوں یہ لوگ ایسا دوچار روز تک کریں گے، جب یہ سانحہ بغیر عملی اقدامات کئے ذرا سا پرانا ہوجائے گا تو پھر میرے مُلک کے حکمران الوقت اور بڑے بڑے اور سخت ترین مذمتی بیانات دے کر قوم کو سبز باغات دِکھانے والے سیاستدان اور اداروں کے سربراہان وقت اُسی ڈگر پر اپنا اپنا سیاسی قداُونچا کرنے کے لئے چل پڑیں گے آج جس پر یہ سب چل کر قوم کو ایسے سانحاتی

المیے سے دوچار کروا رہے ہیں جس سے میرے مُلک کے معصوم بچوں کی درس گاہیں، مساجد، امام بارگاہیں، گرجا گھر، بازار، شاہراہیں اور پبلک مقامات پر بچے، خواتین اور نوجوان تک محفوظ نہیں ہیں۔

آج اگر سانحہ پشاور کے بعد میرے مُلک کے حاکم الوقت اور سیاستدان اقتدار کی لالچ سے ہٹ کرا ور اپنے سیاسی وذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مُلک سے حقیقی معنوں میں دہشت گردوں کے نیٹ ورک اور اِن کے ٹھکانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں تو پھر انہیں چاہئے کہ اِس سانحہ پر وفاق اور صوبے پر الزامات لگنے سے قطعاً اجتناب کریں اور اَب سانحہ پشاور کے بعد بلائی گئی کل جماعتی کانفرنس میں کئے جانے والے فیصلوں پر صحیح معنوں میں عمل کرکے بھی دکھائیں اور اپنی اُن کوتاہیوں اور خامیوں کو بھی دور کرنا ہوگا جن کی وجہ سے ہمیں یہ دن دیکھنے پڑرہے ہیں اور اپنی خارجہ پالیسیز کے حوالوں سے ماضی میں اپنے پرائے کے کئے گئے فیصلوں پر بھی نظرثانی کرنی ہوگی اور اِس تناظر میں اپنی نئے پالیسیاں بھی بنانی ہوں گیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کرمُلک کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پاک کردیں اور وزیراعظم نواز شریف نے جن عملی اقدامات کے لئے آل پارٹیز کانفرنس بلائی تھی اور اِس میں جو فیصلے کئے تھے اَب اِس حوالے سے وزیراعظم نواز شریف اور مُلک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین کو بھی چاہئے کہ وہ مُلک سے دہشت گردوں

اور اِن کی دہشت گردی کے خاتمے تک پاک فوج کو مکمل طور پر فری ہینڈ دے دیں، تاکہ مُلک سے حقیقی معنوں سے دہشت گردوں کا خاتمہ ہوسکے۔ اَب میرے مُلک کے حکمرانوں سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان کو سوچنا چاہئے کہ یہ اِنہیں خدانے آخری موقع دیاہے کہ وہ سانحہ پشاورکے بعد اپنی بقاء و سالمیت کی خاطر حقیقی معنوں میں اقدامات کریں اور مُلک سے دہشت گرد اور دہشت گردی کا خاتمہ کردیں اور اگراَب بھی میرے مُلک کے حاکم الوقت اور سیاستدانوں نے کبوتر کی طرح بلی کے سامنے آنکھیں بند کرلیں اور بیٹھے رہ گئے اور صرف مذمت، مذمت، مذمت کی ہی رٹ لگانے میں ہی اپنی عافیت جانی تواَب یہ ہم سب کی سب سے بڑی بھول اور غلطی ہوگی کیوں کہ اَب سانحہ پشاور کے بعد مُلک اور قوم کی بقاء کے خاطر غلطی اور مذمت کی کوئی گنجائش نہیں ہے بس۔

سانحہ پشاور...!! میری قوم کی آنکھوں سے اُمیدوں کی چمک کس نے اور کیوں چھینی... ؟؟

اَب حکمرانوں اور سیاستدانوں لہبکی مارکے دیکھ کا فارمولا نہیں چلے گا...؟؟؟
سولہ دسمبر 2014 کو جب میری پاکستانی قوم 1971 میں پیش آنے والے سانحے سقوط ڈھاکہ کے 48ویں یوم سیاہ کی یادیں تازہ کررہی تھی اوراپنی غلطیوں اور خامیوں پر کفِ افسوس تھی کہ اِسی روز ملک دُشمن عناصر اور ہماری آستینوں کے سانپوں (طالبان /ظالمان) نے اپنی وحشیانہ دہشت گردی سے میری پاکستانی قوم کو ایک اور ناقابلِ یقین سانحے سے دوچار کردیااِس روز دہشت گردوں نے پشاور کے ورسک روڈپر واقع آرمی پبلک اسکول پر حملہ کیااور میری قوم کے 132 پھول جیسے معصوم بچوں کو اپنی اندہولناک دہشت گردی کا نشانہ بناکر میری قوم کی سیکڑوں ماؤں کی گودیں اُجاڑدیں (اور 10 سے زائد اسکول اسٹاف جن میں پرنسپل و ٹیچرز اور دیگر عملہ بھی شامل تھااِنہیں بھی دہشت گردی کا نشانہ بناکران کے کئی بچوں کو اپنی ماؤں اور باپ کی شفقت سے بھی محروم کردیا اور اسکول کے بہت سے معصوم طالب علموں کو شدیدزخمی کردیا) تو وہیں اِن دہشت گردوں نے میری قوم کی آنکھوں سے اُمیدوں کی چمک بھی چھین لی اور میری قوم کو ایک ایساسیاہ ترین دن دے دیاکہ اَب میری قوم اور میری نوجوان نسل اِس بدترین دن کو

تا قیامت نہیں بھول پائے گی اور آج سانحہ پشاور پر میری پاکستانی قوم کے ہر فرد آنکھ اشکبار ہے جس پر میری قوم یہ سوال کر رہی ہے کہ اِس کی آنکھوں سے اُمیدوں کی چمک کس نے اور کیوں چھینی ہے...؟؟کیااِس کی جنگ اِن معصوم بچوں سے تھی...؟ جوآرمی پبلک اسکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے..؟اگر یہ دہشت گرداتنے ہی بہادر تھے تواِنہیں معصوم بچوں کو نشانہ بنانے کے بجائے اپنے برابر کی طاقت والے سے مقابلہ کرنا تھاپھرپتہ لگ جاتاکہ کیسے اِن خبیث دہشت گردوں کی بہادری خاک چاٹتی نظر آتی...جاؤ...جاؤ خبیثوں...جاؤآج تمہارے اِس کئے کا فیصلہ قوم اپنے خداپر چھوڑتی ہے اَب روز قیامت ہی خُدااِن دہشت گردوں سے پوچھے گاکہ اِن دہشت گردکُتوں نے میرے دیس کے پھول جیسے معصوم بچوں کو کیوں اپنی دہشت گردی کانشانہ بنایا...؟اور اِنہیں ماؤں کی گودوں سے چھین کر قبر کی آغوش میں دے کر قیامت تک کے لئے کیوں ابدی نیند سُلادیا..؟؟

بہرحال...!!آج جہاں سانحہ پشاور نے میری قوم کی آنکھوں سے اُمیدوں کی چمک چھین لی ہے تو وہیں میری قوم کے ہر فرد نے اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہ سے بھی ہاتھ جوڑ کراور اپنی جھولیاں پھیلا کر انتہائی مودبانہ انداز سے یہ درخواست واپیل کردی ہے کہ اَب سانحہ پشاور کے بعد قوم کسی بھی ایسے سیاہ ترین دن کی متحمل نہیں ہوسکتی ہے کہ جس سے میرے دیس کے معصوم اور نہتے اِنسانوں کے مقدس خون سے سرزمین پاکستان کا زرہ زرہ تر

ہو جائے اور میرے دیس کے لوگوں کے کاندھے اپنے پیاروں کے لاشوں کو کاندھا دیتے دیتے تھک کر چُور چُور ہو جائیں اور میری دیس کی ماؤں کی گودیں اُجڑ جائیں، بہنیں بھائیوں سے محروم ہو جائیں، میرے دیس کے معصوم بچے اپنے ماں اور باپ کی شفقت اور اِن کے سائے سے محروم ہو جائیں، میرے دیس کی بیویاں بیوہ ہو جائیں،

گھر اُجڑ جائیں اور قبرستان آباد ہو جائیں، دہشت گرد تو میرے گاؤں گاؤں اور میرے شہر شہر دہشت گرد دندناتے پھریں اور محب وطن پاکستانی جان کی امان کے خاطر ڈرے سہے رہیں اور کونوں کُدھروں میں چھپتے پھریں اور دہشت گردوں کی دہشت گردی سے میرے مُلک کی ترقی اور خوشحالی کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جائے، لہٰذا...اَب قوم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں سے کہتی ہے کہ براہ کرم ...!!اَب سانحہ پشاور کے بعد "لمبکی مار کے دیکھ کا فارمولا نہیں چلے گا"۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ آج سانحہ پشاور نے پچھلے چار ماہ سے بکھری ہوئی سیاسی قیادت کو متحد اور منظم کر دیا ہے اور ساری پاکستانی قوم مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ایک پیج پر نظر آرہی ہے، پشاور کے سانحے کے پیشِ نظر پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے بھی خود کو قابلِ اعتبار اور قابلِ بھروسہ رہنماء ثابت کرتے ہوئے فُرنت ہی اپنا چار ماہ کر دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر کے مُلکی تاریخ میں ایک مثبت اور تعمیری سیاست کی بنیاد

رکھ دی ہے اور ساتھ ہی اُنہوں نے مُلک سے دہشت گردی کے خلاف حکومت سے مکمل تعاون کا اعلان بھی کردیا اور یہ بھی حکومت اور قوم کے سامنے واضح کردیا ہے کہ اختلاف اپنی جگہہ مُلک کو اِس وقت اتحاد کی ضرورت ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ اپوزیشن نہ کی جائے آج یہی وہ لمحہ ہے ، جس نے قوم کو ایک نئی جِلا بخشی ہے اور اَب اِسے یہ احساس بھی ہوگیاہے کہ حکمرانوں اور سیاست دانوں کامُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ایک پوائنٹ ایجنڈے پر باہم متحد و منظّم ہونا اپنی نیم مُردہ قوم کو پھر زندہ کردے گا،اور جب قوم نے سانحہ پشاور پر اپنے حکمرانوں اور مُلک کی تمام پارلیمانی پارٹیز رہنماؤں کی کانفرنس میں اپنے کرتادھرتا کو ایک ساتھ بیٹھادیکھاتواِسے اطمینان ہواکہ اَب گڈ گورنرس میں بہتری آئے گا اور پھر نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ساری دنیا نے بھی سُنا، دیکھا اور پڑھا کہ وزیراعظم نواز شریف نے دہشت گردوں کے لئے سزائے موت پر عائد پابندی ختم کرنے کا اعلان کیا اور واضح کردیا کہ آج کے بعد سے اچھابُرا کوئی نہیں طالبان کے خلاف بلاامتیاز کارروائی یقینی ہوگی اور وزیراعظم کا قومی سیاسی قیادت کے اجلاس میں یہ کہنا تاریخی اہمیت اختیار کرگیاہے کہ ”دہشت گردی کے خلاف ایکشن پلان بنانے کا فیصلہ ہر حال میں کرناہے،دہشت گردوں کو پھانسیاں دیں گے، ہمیں اپنے ننھے بچوں کے گولیوں سے چھلنی چہروں کو سامنے رکھتے ہوئے جنگ جیتناہے،اور یوں وزیراعظم نواز شریف نے اپنی زیر صدارت منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس میں وزیرداخلہ کی سربراہی میں

تمام جماعتوں اور سیکیورٹی نمائندوں پر مشتمل کمیٹی بنانے کا بھی اعلان کیا جو مُلک سے دہشت گردی ختم کرنے کا ایک ایکشن پلان تیار کرے گی، جس کا پہلا ہنگامی اجلاس 19 دسمبر کو ہوگیا ہے اور اِس میں آل پارلیمانی پارٹیز کے پیش کردہ نمائندوں کے ناموں کو حتمی قرار دے دیا گیا ہے اور اَب جلد اجلاسوں کے سلسلے جاری ہو جائیں گے اور مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ایسے سخت ترین اقدامات اور قوانین وضع کئے جانے کی اُمید ہے جس سے مُلک جلد ہی دہشت گردی سے پاک ہو جائے گا اور اپنی ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو کر دنیا میں اپنا وہ مقام پالے گا جس کی اِسے مدتوں سے تلاش تھی۔

جبکہ یہ انتہائی خوش آئند امر ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے دہشت گردوں کے لئے زرداری دور میں سزائے موت پر عائد پابندی ختم کرنے اور ہمارے سپہ سالار اعظم آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے فوجی عدالت سے 6 خطرناک ترین مجرموں کو سُنائی گئی سزائے موت کے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط کرکے ساری پاکستانی قوم کی دلی آرزو پوری کردی ہے اور قوم کے نیم مُردہ جسم میں زندگی کی روح پھونک دی ہے، جس پر پاکستانی قوم پُراُمید ہے کہ وزیراعظم اور سیاسی جماعتوں کے رہنما سیاسی و ذاتی مصالحتوں سے پَرے ہٹ کر پاک فوج کو دہشت گردوں سے نمٹنے کا مکمل اختیار دیں گے تاکہ مُلک دہشت گردی سے آزاد ہو۔

"...آؤ کہ عہد کریں... ''اَب ہم اپنے ہاتھوں کی زنجیر سے دُشمن کا منہ توڑ دیں

کیا ہم مُردہ پرست ہونے کے ساتھ ساتھ سانحات پرست قوم بھی بن گئے ہیں...؟؟؟

چلو..!! آج ہم اپنی بات یہیں سے ہی شروع کئے دیتے ہیں آؤ کہ عہد کریں'' اَب ہم اپنے ہاتھوں کی زنجیر سے دُشمن کا منہ توڑ دیں''اور''اپنی جانب ہر میلی نظر سے اُٹھنے والی دُشمن کی آنکھیں نکال دیں'' ہماری پاکستانی قوم کے لئے یہ ایک حوصلہ افزا امر قرار پایا ہے کہ سانحہ پشاور کے بعد (بظاہر بہت سے حوالوں سے ہٹ) میری قوم کا ہر فرد اپنے مُلک سے دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک ایک پیج پر آگیا ہے اَب اِسے اپنی منزل پانے تک یوں ہی متحد اور منظم رہنا ہوگا،اَب موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں ایک سوال ہے جو میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''کیا ہم مُردہ پرست ہونے کے ساتھ ساتھ سانحات پرست قوم بھی بن گئے ہیں'' ہم جو مسائل مذاکرات سے حل نہیں کرپاتے ہیں اَب کیا ہم نے اُن مسائل کا حل سانحات سے نکال لیتے ہیں'' قارئین حضرات..! اگر آپ کے پاس میرے سوال کا جواب ہے تو مجھے ضرور بتایئے گا۔

بہر کیف...!! آج ہمارا دُشمن ہماری آپس کی لڑائیوں سے یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم

تفرقوں میں بٹ چکے ہیں حالانکہ ہم نفسِ انسانی کی مجبوریوں کے باعث لڑتے ضرور ہیں مگر ہماری یہ لڑائیاں ایسی بھی نہیں ہوتی ہیں کہ کوئی ہمیں بٹاہوامحسوس کرکے ہم پہ حملہ آور ہی ہوجائے۔ (جیساکہ سولہ دسمبر کو پیش آئے سانحہ پشاور میں ہمارے دُشمن نے کیا)اَب دُشمن کو یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ جہاں دوبرتن ہوتے ہیں وہ آپس میں ٹکراتے ضرور ہیں بس ہم پاکستانیوں کی بھی خصلت اُن دوبرتوں کی طرح ہے جوایک ساتھ تو رہتے ہیں مگروقتاً فوقتاً یوں ہی بیٹھے بیٹھائے ٹکراجاتے ہیں اور اپنے ٹکرانے سے خود ہی زوردار آواز بھی پیدا کرتے ہیں (جیساکہ ہم پچھلے چار ماہ سے ایک ذراسی بات وہ بھی یہ کہ ایک کہتاکہ ’’ الیکشن میں دھاندلی نہیں ہوئی جو ہواسب ٹھیک تھا‘‘اور دوسرابضد رہاکہ ’’ جوکچھ ہوااور کیاگیاوہ سب غلط اور دھاندلی سے ہواہے ‘‘جس کے لئے دوسرے نے مُلک بھر میں دھرنے دیئے اور سارے مُلک میں ریلیاں نکالیں اور بس یوں ہی آپس میں ہم لڑتے ہی رہے)اَب ہماری اِس خصلت کو کوئی ہماری کمزوری سمجھے تو یہ اِس کی بھول ہے۔اِنہیں سمجھنا چاہئے کہ ہم ایسے نہیں ہیں جیسے ہم دنیاکو نظرآتے ہیں آج یہ ٹھیک ہے کہ ہم آپس میں لڑتے تو ضرور ہیں مگر ہم بٹے ہوئے ہرگزنہیں ہیں کیوں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہماراقرآن کے اِس فرمان پہ یقین اور ایمان ہے کہ ’’ آپس میں نہ لڑوورنہ تم بزدل ہوجاؤگے اور تمہاری ہوااُکھرجائے گی‘‘یوں ہماری آپس کی لڑائیوں کو دیکھ کر کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ ہم بزدل ہوگئے ہیں اور وہ اِس کا فائدہ

اُٹھاتے ہوئے ہماری ہوا اُکھاڑ دے گا۔

آج میری پاکستانی قوم کو یہ بات بھی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ہر زمانے کے ہر قوم کے ہر معاشرے کے انسانوں کو ایک اتحاد ہی ہے جو عروج دیتا ہے اور عدم برداشت اور نفاق ہی ہیں جو اِنسانوں کے معاشرے میں پنپنے والی اِنسانیت کو گڑھے میں گرادیتا ہے۔اِس بات کی تو ہماری پاکستانی قوم کی تاریخ گواہ ہے کہ جب ہی مُلک کی خودمُختاری اور بقاو سالمیت پر دُشمن نے حملہ کیا تواِس آزمائش کی گھڑی میں ساری پاکستانی قوم اپنے آپس کے سیاسی و مذہبی ذاتی و اقتصادی اختلافات کو بھولا کر متحد و منظم ہو گئی اِس کی مثال دنیا نے 1965 کی جنگ، 8 اکتوبر 2005 کے شمالی علاقہ جات کے زلزلے اور مُلک میں گاہے بگاہے پیش آنے والے بے شمار ایسے چھوٹے بڑے سانحات کے وقت دیکھا کہ بظاہر لڑائی جھگڑوں میں مصروف رہنے والی پاکستانی قوم اپنے آپس کے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر مشکل وقت میں کیسے متحد اور منظم ہو جاتی ہے اور ہر مشکل گھڑی کا یکسوئی سے مقابلہ کرکے اُسے کیسے شکست سے دوچار کرکے فتح سے ہمکنار ہوتی ہے ، کیوں کہ میری پاکستانی قوم کو اپنے دین اور اپنے اکابرین سے ملنے والا یہ درس بھی خوب یاد ہے کہ ’’ چیونٹیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں ‘‘اور یہ بھی کہ ’ اتفاق و اتحاد سے کام آسانی کے ساتھ اور جلدی ہو جاتا ہے ‘‘۔

آج کیا اِس بات کی طرح کہ " ہم مُردہ پرست قوم تو پہلے ہی تھے" مگر اَب " ہم سانحات پرست قوم بھی ہوگئے ہیں" آج سے میری قوم اپنے سینے پہ سجے پہلے والی بات کے لیبل کے ساتھ دوسرے جملے کا بھی اضافہ کرکے یہ یقین کرلے کہ اَب ہاں .... "ہم سانحات پرست قوم بھی بن گئے ہیں" آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے چار ماہ سے میرے مُلک میں جس قسم کی سیاست کا بازار گرم تھا اگر سولہ دسمبر کو سانحہ پشاور رونمانہ ہوتا تو میرے مُلک کی بے ہنگم سیاسی گرم بازاری کی دھکتی آگ کے شعلوں میں وقت گزرنے ساتھ ساتھ مزید شدت آتی جاتی ... پھر نتیجہ کسی کی بے مقصد کی فتح اور کسی کی لاچارگی والی ہار پر آن کر ختم ہوتا ... پھر کچھ دِنوں کے لئے کسی نئے اُمورِ مملکت کی بنیاد رکھ دی جاتی ... کچھ عرصہ یہ ڈگمگاتا ... ہوا چلتا اور جب یہ ٹھیک طرح سے چلنے کے قابل ہوتا تو پھر کسی کی طرف سے کوئی نیا فتنہ کھڑا کردیا جاتا ... اور یہ سلسلہ یوں ہی اُس وقت تک بغیر روکے جاری رکھتا جب تک ... قوم کے سامنے کوئی سانحہ رونمانہ ہوجاتا

بہرحال .. !! سولہ دسمبر کو پشاور کے ورسک روڈ پر واقع آرمی پبلک اسکول میں دہشت گردی کے پیش آنے والے قومی سانحے نے میری پاکستانی قوم کے ایک ایک فرد کو متحد اور منظم کردیا ہے اور آج میری پاکستانی قوم حکمرانوں، سیاستدانوں

اور عسکری قیادت سمیت سرزمین پاکستان پر بسنے والے ہر مذہب و ملت ، ہر رنگ و نسل اور ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے فرد کو مُلک سے دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور اِسے مُلک سے جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے ایسا متحد و منظم کر دیا ہے کہ آج میری پاکستانی قوم کے ہر فرد کی بس ایک یہی آرزو اور دل سے نکلنے والی آواز ہے کہ ''آؤ کہ عہد کریں.. '' اَب ہم اپنے ہاتھوں کی زنجیر سے دُشمن کا منہ توڑ دیں''اور'' اپنی جانب میلی نظر سے اُٹھنے والی دُشمن کی آنکھیں نکال دیں''۔اِس لئے کہ آج میری پاکستانی قوم اپنے سب اختلافات کو بھولا کر یہ بات سمجھ چکی ہے کہ '' آج ہمارا مقابلہ اپنے ایک ایسے سفاک دُشمن سے ہے جو دین اسلام کے محبت اور آپس کے بھائی چارگی والے درس کو مسخ کرکے ہماری لاشوں اپنی خودساختہ شریعت کا نفاذ چاہتا ہے،آج اپنے دین اور اِنسانیت کے قاتل ایسے دُشمن سے ہماری فتح تب ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ جب ہم پوری طرح سے متحد اور منظم ہو جائیں اور اپنے دُشمن پر ایسی کاری ضرب لگائیں کے وہ ہمارے ایک ہی وار سے واصل جہنم ہو جائے اور یوں ہمارے متفق اور متحد ہونے سے اپنے مُلک سے دہشت گردوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے اور ہمارا مُلک جو ایک عرصے سے دہشت گردی کی آگ میں جل رہا ہے یہاں بھی محبتوں اور امن و آشتی کے پھول کھلنے لگیں۔

قوم متحد ہے، قصاص میں زندگی ہے

ایک مولانا سانحہ پشاور کے شہداء کو متنازعہ بنارہے ہیں کیوں...!!!
قوم کو سانحہ پشاور پہ متحد ہونا چاہئے ...فروعی اختلافات قوم کو پستی میں لے جارہے ہیں؟؟؟
آج مُلک میں چھ سال بعد سزائے موت کے مجرموں پر عائد پابندی کے خاتمے کا کیا اعلان ہوگیاہے گویاکہ عالمی برداری سمیت بہت سی بین الاقوامی اِنسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں اور مُلّا عبدالعزیز جیسے بہت سے دہشت گردوں کے یاروں کے پیٹوں میں بھی شدت سے مروڑ اُٹھنا شروع ہوگئے ہیں اَب یہ عناصر حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے طرح طرح کی اشتعال انگیزیوں کی دھمکیوں سے ڈرااور دھمکارہے ہیں، جبکہ اِس نقطے پر حکومت ، اور مُلک کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں ، عسکری قیادت اور قوم متفق و متحد ہے کہ قصاص میں زندگی ہے۔
بہرکیف ...!! گزشتہ اتوار کو جب اسلام آباد کے پنجاب ہاؤس میں وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان نے اپنی ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں یہ انکشاف کیا کہ ’’ دہشت گرد پشاور جیسی وحشیانہ کارروائی کی تیاری کررہے ہیں

تومیں ایک لمحے کے لئے حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور سوچنے لگا کہ آج ''
اگر خدا نخواستہ دہشت گرد پھر ایسی کوئی ناپاک حرکت کر جائیں جس کا وفاقی وزیر داخلہ انکشاف کر رہے ہیں تو پھر کیا یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ جب حکومت کو دہشت گردوں کی جانب سے سانحہ پشاور کی طرز کی کسی ایسی وحشیانہ کارروائی کا پہلے سے علم تھا تو حکومت نے اپنی رٹ قائم کیوں نہ کی ...؟؟ اور سیکورٹی کے ایسے سخت اقدامات کیوں نہ کئے جس سے مُلک اور قوم کو کسی اندہولناک واقعہ سے بچایا جاسکتا تھا..؟؟ اَب ایسے میں حکومت اور سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں پر کڑی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ دہشت گردوں کے کسی ایسے منصوبے یا منصوبوں کو ہر صورت ناکام بنائیں جس سے مُلک اور قوم کسی سانحے سے بچ جائیں اور دہشت گردوں کی کمر ٹوٹ
جائے ... بہرحال ...!! وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اپنی اِسی پریس کانفرنس میں یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ ''ہم حالت جنگ میں ہیں دُشمن باہر نہیں اندر ہے، قوم فوج کا ساتھ دے'' اور اِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ'' ممکنہ کارروائی سے بچنے کے لئے متحرک ہونا ہوگا، قوم کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ ہم حالتِ جنگ میں ہیں، پوری قوم پاک فوج کا ساتھ دے، دہشت گردوں کے خلاف بلا تفریق طاقت استعمال کی جائے گی ، دہشت گردی کے خلاف ہر شہری کو اپنا حصہ ڈالنا چاہئے، حکومت فوج اور سیاسی قیادت کی مشاورت سے قانون سازی کرے گی،مدارس کو بے جاہدف تنقید نہ بنائیں دہشت گردی میں مدرسوں کو تنہا کرکے نشانہ بنانے کی ضرورت ہے، جب تک

ضرب عضب جاری ہے روزانہ سرچ آپریشن ہونا چاہئے'' اِن کی یہ ساری باتیں اپنی جگہہ مگر پھر بھی حکومت اور مُلک میں قانون نافذ کرنے اور سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں کو بھی چاہئے کہ اَب یہ اپنے اقدامات اور انتظامات کے نفاذ کے لئے بھی سنجیدہ ہوجائیں اور ایسے مقامات اور اجتماعات کا بھی باریک بینی سے جائزہ لیں جہاں سے مُلک میں فرقہ واریت اور فروعی اختلافات کو ہوا دے کرمُلک میں دہشت گردی، قتل وغارت گری، اور انارگی کو پھیلایا جارہاہے ، حکومت بغیر کسی لیت و لعل کے ایسے مدارس اور درسگاہوں کی انتظامیہ اور اساتذہ کی بھی جانچ پڑتال کرے جنہوں نے ماضی میں قتال کی آڑ میں جہادی اور پھر دہشت گرد پیدا کئے ہیں ، مدارس اور درسگاہوں کے ایسے اساتذہ اور انتظامیہ کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیاجائے اور اِن کے احتساب کے لئے بھی ایسے قوانین وضع کئے جائیں کہ آئندہ کسی بھی مدرسے یا درسگاہ سے شدت پسندی کا درس دے کر انتہاپسند اور دہشت گرد پیدا نہ ہونے پائیں جیساکہ آج مُلک کے 90 فیصد نہ سہی مگر 10 فیصد جو مدارس اور درس گاہیں ہیں جن میں کچھ شدت پسند اساتذہ اپنی انتہاپسندی کے تجربات کی روشنی میں طالبعلوں کو شدت پسند بنا کرانہیں دہشت گرد ی راہ پر ڈال رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ اِس طرح وہ اور اِن کے بے لگام چھوڑے ہوئے کارندے اسلام اور اِنسانیت کی خدمت کررہے ہیں تو وہ بہت بڑی غلطی پر ہیں حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اپنی آستینوں میں چھپے ایسے دہشت گردوں اور اُن اندر کے دُشمنوں کو (جن کا وفاقی وزیر داخلہ

چوہدری نثار علی خان نے اپنی پریس کانفرنس میں تذکرہ کیا ہے) باہر نکال کر اِن کی ایک سانس بھی ضائع کئے بغیر فوراً اِنہیں پھانسی پر لٹکادیا جائے تو مُلک کچھ نہیں تو تھوڑا بہت تو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے پاک ہوجائے گا۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستانی قوم کا شمار دنیا کی سب سے عظیم اور باشعور قوموں میں ہوتا ہے، مگر اِس ساتھ ہی دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ یہ قوم اپنے فروعی اختلافات میں پڑ کر پستی اور گمنامی میں جارہی ہے، آج ویسے تو دنیا معاشی و اقتصادی حوالوں سے ہماری مدد کرنے کو تیار ہے مگر افسوس ہے کہ دنیا ہماری قوم کو فروعی اختلافات سے نکالنے میں بے بس نظر آتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِس نے یہ کام ہماری صوابدید پر چھوڑدیا ہے، اور ایک ہم ہیں کہ ہم خود بھی فروعی اختلافات کے ناسور سے نکلنا نہیں چاہتے ہیں، آج قوم کو اپنے تمام ظاہر وباطن، ماضی، حال اور مستقبل کے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر سانحہ پشاور پہ تو متحد ہونا چاہئے تھا، مگر افسوس ہے کہ انتہاپسندی اور دہشت گردی کو اپنے دامن میں سمیٹے اسلام آباد کی لال مسجد کے غیر سرکاری خطیب مولانا عبدالعزیز اپنے قول و فعل اور کرداراور بیانات سے سانحہ پشاور کے شہداء کو متنازعہ بنارہے ہیں اور اپنے سطحی علم کی بنیاد پر ایسے نازیباالفاظ اور جملے اداکررہے ہیں اور مُلک کو فرقہ واریت اورانارگی

میں جھونکنے کا ذریعہ بن رہے ہیں حکومت کو ایسے افراد کے سدِباب اور انجام کے لئے بھی قانون بنانے کی اشد ضرورت ہے یہ اور ایسے ہی وہ اندر کے دُشمن ہیں جو موقعے کی تاک میں رہتے ہیں کہ اِنہیں کہیں سے موقعہ ملے تو یہ اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل چاہیں لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت اور ساری پاکستانی قوم متحد اور منظّم اور یکجا ہو کر اپنے اندر موجود ایسے دُشمنوں کا بھی قلع قمع کریں جو حادثات اور سانحات کو اپنے عزائم کی تسکین اور مُلک میں فرقہ واریت پھیلانے کا باعث سمجھتے ہیں ایسے افراد اور ٹولے کو بھی قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ سانحہ پشاور کے بعد حکمرانوں سے لے کر قوم کا ہر فرد مُلک سے دہشت گردی کے ناسُور کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے ایک پیج پر متحد اور یکجا ہے اور وزیر اعظم نواز شریف کی جانب سے خطرناک مجرموں کو پھانسی دیئے جانے کے اعلان اور اِس اعلان پر سیکورٹی اداروں کی طرف سے تُرنت عمل درآمد کئے جانے کو خوش آئند قرار دیا جا رہا ہے جس پر قوم نے سُکھ کا سانس لیا ہے اور اِس پر قوم نے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے حکومت اور سیکورٹی اداروں سے کہا ہے کہ وہ دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کے خلاف مزید سخت ترین اقدامات کریں ساری پاکستانی قوم حکمرانوں، سیاستدانوں، اور قومی اداروں کے ساتھ ہیں اگرچہ ماضی کی طرح آج بھی یورپی ممالک سمیت

اِنسانی حقوق کی نام نہاد عالمی تنظیموں کی طرف سے حکومت پر پھانسی کی سزا پر پابندی اُٹھائے جانے پر بے حد دباؤ ڈالا جارہاہے، مگراَب یہ بات حکومت کو ہی سوچنی چاہئے کہ اِس کے حق میں کیا بہتر ہے...؟؟اِس حوالے سے بالخصوص وزیراعظم نوازشریف کو پچھلے دِنوں مُلک کے ایک بڑے اشاعتی ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی رپورٹ کا بھی جائزہ لیتے ہوئے اپنے اقدامات پر ثابت قدم رہتے ہوئے عالمی برادری کے اعتراضات کامنہ توڑ جواب دیناچاہے اور مجرموں کو پھانسی دیئے جانے والے اپنے اعلان اور اقدامات پر ڈٹ جاناچاہئے، اشاعتی ادارے کے ایک سروے کی روشنی میں جورپورٹ تیار کی گئی تھی اِس رپورٹ میں جو اعدادوشمار پیش کئے گئے تھے اِن اعدادوشمار کے مطابق گزشتہ چھ سالوں کے دوران پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت سے کم یعنی مجرموں کو پھانسی دی گئی جب کے اِس کے برعکس ایران نے 2032، سعودی172 عرب نے502، عراق نے425اور دنیابھر میں ایک طرف دہشت گردِ اعظم اور دوسری جانب اِنسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار بنا پھرنے والا امریکا نے بھی اپنے یہاں 279 ملزمان کو موت کے گھاٹ اُتاراہے،مُلک میں کل قیدیوں کا 10 فیصد سزائے موت کے قیدیوں پر مشتمل ہے، جنہیں سابق دورِ حکومت کے دوران اِنسانی حقوق کی خلاف ورزی کے باعث سزائے موت پر عمل درآمد روک دیاگیااور یہی وجہ ہے کہ 2008 سے2013تک صرف 37افراد کو پھانسی دی گئی
2011،2010،اور2013کے دوران کسی بھی مجرم کو پھانسی نہ دی جا سکی2009
جبکہ دوسری جانب عالمی سطح پر چین سمیت بیشتر ممالک میں

پھانسی دینے کا عمل متواتر جاری رہا یوں اِس دوران چین سمیت دیگر ممالک میں مرتکب افراد کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا جس کا اندازہ مندرجہ بالا اعدادوشمار سے لگایا جاسکتا ہے کہ چھ سالوں کے دوران صرف اپنے انتہائی قریب ترین دوست ملک چین میں ہی لاتعدار افراد کو پھانسی دے جاچکی ہے مگر افسوس ہے کہ آج جب ہم اپنے یہاں بے لگام دہشت گردوں کو لگام ڈالنے کے لئے دوبارہ پھانسی دینے کا عمل شروع کردیا ہے تو عالمی طاقتوں اور اِنسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں کو کیوں ناگوار گزر رہا ہے عالمی.برادری اور بدبخت اِنسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں اپنے یہاں مجرموں کو پھانسی دیں تو ٹھیک مگر ہم دیں تو اِنسانی حقوق کی پامالی کا الزام دے کر پروپیگنڈہ کیوں ....؟؟ وزیراعظم نوازشریف صاحب....!! اَب آپ ایسے بدبختوں اور اِنسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں اور سزائے موت کی بحالی سے اشتعال پیدا ہوگا'' کہنے والے عبدالعزیز جیسے لوگوں کو بتادیں کے قصاص میں زندگی ہے اور اَب ہمیں اپنے لوگوں کی زندگی.بڑھانے کے لئے قرآن و سُنت کے مطابق قاتلوں کو سزائے موت دینے کا عمل جاری رکھنا لازمی ہے کیوں کہ شریعت کی رو سے قصاص میں ہی زندگی ہے۔

اَب قوم کی منتشری ناقابلِ برداشت ہوگی! ! اَب کھلی آنکھیں کبھی بند نہ ہوں

سانحہ پشاور میں بھارتی ایجنسی ’’را‘‘ کا کردار بھی خارج از مکان نہیں،، دیر آید درست آید...!!!

آج جس طرح موجودہ حالات و واقعات کے تناظر میں مُلک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے حکومتی اور عسکری قیادت کے اعلیٰ سطحی ہونے والے اجلاسوں میں اقدامات کئے جارہے ہیں اِس پر بس یہی کہا جاسکتاہے کہ دیر آید درست آید...!! اور اَب قوم کی منتشری ناقابلِ برداشت ہوگی،اِن لمحات میں جب سانحہ پشاور نے قوم کی بند آنکھیں کھول دی ہیں تو اَب یہ کھلی آنکھیں سیاسی و ذاتی مفادات اور مصالحت و مفاہمت پسندی کی گھٹی کی مٹھاس سے بند نہ ہونے پائیں اگر پھر بھی یہ کسی وجہ سے پھر گئیں...؟؟ یا کسی وجہ سے بند ہوگئیں....؟؟ تو پھر اَب یہ اِس طرح کبھی بھی نہ کھل سکیں آج یہ جس طرح کھل گئیں ہیں اور قوم کے ایک ایک فرد کو مُلک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے ایک پیج پر متحد اور منظم دیکھ رہی ہیں۔

بہر کیف...!! آج جس طرح مُلک سے دہشت گردی کے لعنتی ناسُور کو ختم کرنے کے لئے میری سول اور عسکری قیادت کو فکرو پریشانی لاحق ہے اور مُلک کی تمام

سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے ذاتی و فروعی اختلافات کو بھولا کر ایک پیج پر جمع ہیں کاش کہ میری پاکستانی قوم اور دنیا کو ایسے مناظر سولہ دسمبر سانحہ پشاور سے قبل دیکھنے کو مل جاتے تو.... یہ میرا ایمان ہے کہ آج یقیناً میرے مُلک کی پاک سرزمین پر سانحہ پشاور کبھی بھی رونمانہ ہوا ہوتا...آج اتنی بڑی قیمت چکا کر قوم متحد ہوئی تو کیا ہوئی...؟، جیسا آج ہو رہا ہے کاش کہ یہی سب کچھ بہت پہلے ہی وہ جاتا تو شاید میری قوم پر پشاور میں ایسی قیامتِ صغریٰ کبھی بھی برپا نہ ہوتی...جس نے میری قوم کی ماؤں کی گودیں اُجاڑ کر رکھ دیں اور میری قوم کے بچے جو پھول سے بھی زیادہ خوبصورت اور نرم و نازک تھے جن کی معصومیت سے میرے دیس میں صبح ہوتی.... دن میں سوج چمکتا اور اپنی تابانیاں برساتا...اورجب شام ڈھلتی تو... رات میں چاند بھی اپنی کرنیں بکھیرتا تو اِن معصوموں کی مسکراہٹوں کے سامنے چاند کی چاندی بھی ماند پر کر شرماجاتی....یہی میری قوم کے 138 معصوم پھول اور کلی جیسے بچے آئندہ میرے مُلک کا روشن مستقبل ہوتے...آج جنہیں بدقسمتی سے اغیار کے یاروں لعنتی ناسُور دہشت گردوں نے ڈالروں کے عوض جنت خریدنے کے لئے دہشت گردی کر کے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر شہید کردیااور میری قوم کے معصوم پھول جیسے بچوں کو منوں مٹی تلے قبر کی آغوش میں تاقیامت تک سُلادیا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناًملک اور قوم کے لئے باعث اطمینان اور قابلِ تحسین ہے

کہ مُلک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے اعلیٰ سطحی اجلاسوں کا سلسلہ روز و شور سے جاری ہے اِس ہی سلسلے کا ایک اہم ترین اجلاس پچھلے دِنوں ہمارے سپہ سالارِ اعظم آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی زیر صدارت جی ایچ کیو میں منعقد ہوا اِس اعلیٰ سطحی اجلاس میں جنرل راحیل شریف نے فوج اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی کارروائیوں کا جائزہ لیا اُنھوں نے اپنے خطاب میں جس عزمِ عظیم اور حوصلے کا اعادہ کیا ہے یہ مُلکی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل وہ سُنہرے الفاظ اور جملے ہیں جن سے قوم کا اپنی عسکری قیادت اور اداروں پر اور زیادہ اعتماد بحال ہوگیا ہے اِس موقعے پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ”دہشت گردی اور انتہاپسندی کے خاتمے کے لئے قومی ایکشن پلان پر فوری اور موثر عمل کیا جائے،مُلک سے دہشت گردی اور انتہاپسندی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے،مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فوج پُرعزم ہے، قومی اتفاق رائے کو عملی اقدام میں بدل دیں گے، سیاسی قیادت کی جانب سے اصلاحات اور انتظامی اقدامات قابلِ تحسین ہیں، سیاسی قیادت نے ہم پر غیر متزلزل جذبے کا اظہار کیا، قوم کے اعتماد پر پورا اُتریں گے“ آج جہاں قوم مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور اداروں کے اقدامات سے مطمئن اور پُراُمید ہے تو وہیں یہ اللہ کے حضور دُعاگو بھی ہے کہ اَب میری قوم کی برسوں سے بند آنکھیں جو کُھل گئیں ہیں اللہ اِنھیں کبھی بھی بند نہ ہونے دے اور میری قوم کا ہر فرد

مُلک سے دہشت گردی کا جڑ سے خاتمے تک ملی یکجہتی اور اتحادویگانگت کی مثال قائم کردے جس سے مُلک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہوجائے اور مُلک ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوجائے۔

اگرچہ سولہ دسمبر کو پیش آئے سانحہ پشاور سے قبل پاکستانی قوم سیاسی اور فروعی اختلافات میں کس قدر بٹی ہوئی تھی کسی کے گمان میں بھی نہ ہوگا یہ یہی منتشرالخیال قوم اپنی وحدت اور بقاء و سلامتی کے خاطر یوں بھی یکجا اور متحد ہوسکتی ہے کہ آج اِس میں پیدا ہونے والا یکجہتی کا جذبہ دُشمن پہ لرزہ بھی طاری کرسکتا ہے ایسا تو کبھی دُشمن نے بھی نہیں سوچا ہوگا کہ اِس کی سولہ دسمبر کی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کے خلاف ساری پاکستانی قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہوجائے گی اور اپنی مُلکی اور قومی بقاء و سالمیت کے لئے یوں یکجا اور متحد ہوجائے گی ایسا تو شاید کبھی کسی نے بھی نہ سوچا ہوگا کہ آج پاکستانی قوم کا یہی اتحادویگانگت کا جذبہ مُلک سے نہ صرف دہشت گردی بلکہ دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے بھی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت کے حوصلے اُوج ثریا سے بھی آگے تک بڑھادے گا۔ ایسا تو شاید کبھی کسی نے بھی سوچا نہ ہوگا۔

بہرحال...!! سانحہ پشاور کے بعد میری پاکستانی قوم کا مُلک سے دہشت گردی کے

خاتمے اور اپنی دائمی بقاء و سالمیت کے خاطر ایک ایجنڈے پر متفق ہو کر متحد ہونا جانا حوصلہ افزا امر ہے آج یقیناً اِن حالات میں میری قوم کا ملک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے یکجا ہو جانے کا یہ عمل قابلِ ستائش اور لائق احترام و لاکھ سلام ضرور ہے مگر آج اِس کے ساتھ ہی قوم کو یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ اَب مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت و قومی اداروں اور قوم کے پاس غلطی اور کسی قسم کے لوزپن کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے سولہ دسمبر کو دہشت گردوں نے ہمارے مستقبل پر حملہ کرکے جس طرح سانحہ پشاور برپاکیا قوم اِس سانحہ کو تا قیامت نہیں بھول پائے گی، آج یہی وہ سانحہ ہے جس نے میری سیاسی اور فروعی اختلافات میں ٹکڑیوں میں بٹی قوم کے سوئے ہوئے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور قوم کو اپنی ہی آستینوں میں پلنے والے طالبان دہشت گردوں کا سر تن سے جُدا کرنے کے لئے ایک ہی پیج پر جمع کردیا ہے آج قوم کے اندر پیدا ہونے والے اتحاد اور ملی یکجہتی کا جذبہ نہ صرف مُلک کے اندر دہشت گردوں کے لئے نشانِ عبرت بنانے کا حوصلہ بلند کررہا ہے بلکہ اپنے پڑوسی مُلک بھارت کی پاکستان کے لئے کی جانے والی دہشت گردی اور سازشوں کا منہ توڑ جواب دینے اور بھارت کی ایسی کی تیسی کرنے کے لئے بھی بہت ہے۔

اگرچہ سانحہ پشاور سے بھارت اِس کی بدکردار ایجنسی ''را'' کے کردار کو بھی

خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ اَب ایسے میں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت و قومی اداروں کے سربراہان اور قوم کو چاہئے کہ آئندہ بھارت کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات استوار رکھنے سے پہلے بھارت اِس کی خفیہ ایجنسی را" کے سازشی کردار کو بھی مدِ نظر ضرور رکھنا ہوگا تا کہ مُلک سے دہشت گردی کو جڑ" سے اُکھاڑ پھینکنے میں مدد حاصل ہو سکے اور مُلک کو اندر اور باہر سے ہونے والی دہشت گردی سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اگر حکمران الوقت اور ہماری عسکری قیادت کو واقعی دہشت گردی سے پاک پاکستان بنانا ہے تو اِنہیں بھارت کو بھی بہر صورت نکیل دینے کے اقدامات ضرور کرنے چاہئیں ورنہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

بان کی مون کی انوکھی التجا....؟؟؟ وہ کریں تو ٹھیک ہم کریں تو ظلم..؟؟

امریکا اور عالمی برادری کی پاکستان میں سزائے موت کی بحالی پر تنقید کیوں....؟؟

آج جہاں ایک طرف پاکستان میں دہشت گردوں کو پھانسی دینے کا عمل تیزی سے شروع ہوچکاہے تو وہیں پاکستان مخالف (طالبان کی یار بعض عالمی و سازشی) طاقتیں پاکستان میں بحال کئے گئے پھانسی کی سزا کے قانون اوراِس پر فوراََ ہونے والے عملدرآمد کو مشکوک بنانے پر تُلی بیٹھی ہیں، آج یہ ٹھیک ہے کہ سولہ دسمبر کو پشاور میں پیش آئے سانحے نے ساری قوم کو بُری طرح سے جھنجھوڑ کر رکھ دیاہے، اور حکمران ، سیاستدان ، عسکری قیادت ، قومی ادارے اور ساری پاکستانی قوم اِس نقطے پر متحداور متفق ہیں کہ آج اگر مُلک سے دہشت گردی اور بڑھتے ہوئے جرائم کو کنٹرول کرناہے تو ہر صورت میں دہشت گردوں کو پھانسی کی سزا پر سختی سے عملدرآمد جاری رکھنا ہوگااور آج ایساہی ہورہاہے جبکہ ہمارے یہاں بعض مذہبی جماعتیں دہشت گردوں کو پھانسی دینے کے عمل کو (اِن سے جوڑے اپنے مفادات کے خاطر) ڈھکے چھپے الفاظ میں مخالفت کرتی محسوس ہورہی ہیں جبکہ اِنہیں اِس موقعے پر ایسانہیں کرناچاہئے کیوں کہ دہشت گردی کسی ایک کامسئلہ نہیں ہے ساری قوم کا مسئلہ بن چکاہے جس سے مُلک کی ترقی اور

خوشحالی متاثر ہو رہی ہے تو وہیں عالمی سطح پر مُلک کا وقار بھی مجروح ہو رہا ہے اور اِسی طرح مُلک کی بعض بڑی سیاسی پارٹیاں جن میں پاکستان پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور دیگر جماعتیں بھی شامل ہیں وہ بھی مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے اور بڑھتے ہوئے جرائم کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے فوجی عدالتوں کے قیام پر اپنے کئی تحفظات اور ایسے مخمصوں میں مبتلا ہیں کہ آج اگر جن کا فوری طور پر ازالہ نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ آگے چل کر فوجی عدالتوں کے قیام میں پیچیدگیاں بڑھ جائیں اور اچھا بھلا یہ عمل تکمیل کو پہنچنے سے پہلے ہی کہیں فائلوں کی نظر ہو کر رک جائے۔

لہذا.. !آج ضرورت اِس امر کی بھی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف فوری طور پر اِس تاثر کو زائل کریں کہ فوجی عدالتوں کا فوری قیام سیاسی مقاصد حاصل کرنے یا بقول سابق صدر آصف علی زرداری کہ ’’کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اور میاں صاحب دونوں اندر ہو جائیں‘‘ ایسا ہر گز نہیں ہے جیسا کہ کہا، سُنا اور لکھا جا رہا ہے بلکہ فوجی عدالتوں کا قیام تو خالصتاً مُلک سے دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے ہے اور اِس نقطے کے پیشِ نظر فوجی عدالتوں کے قیام کا مقصد کسی بھی لحاظ سے سیاسی مقاصد کے لئے نہیں ہے اور ایسا نہ ہی آئندہ کبھی ہوگا۔

بہرحال ۔ ۔ ۔ ! ہر زمانے میں وہی اِنسان اچھا کہلاتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرے ایسے انسان کو ہی دنیاقدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے مگر آج افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ سانحہ پشاورکے بعد جب ہمارے مُلک میں دہشت گردوں کو پھانسی دینے کا عمل شروع ہوگیاہے تواِس پر امریکااوریورپی ممالک سمیت اقوامِ متحدہ اور اِنسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کو بہت تکالیف ہورہی ہے یہ اپنے یہاں جس طرح سے چاہیں جرائم پیشہ عناصر کو عبرتناک سزائے موت دیں تو ٹھیک مگر ایساجب ہم لوگ کریں تو یہ اِن کے نزدیک اِنسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے، اَب اِسی کو ہی دیکھ لیں پچھلے ہی دِنوں یوں ہی بیٹھے بیٹھائے اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون نے وزیراعظم نوازشریف کو ایک فون کھڑکھڑادیاکہ ’’ پاکستان سزائے موت پر پابندی لگائے، حکومت اِنسانی حقوق پامال کرنے والا فیصلہ واپس لے ‘‘اُس وقت بانکی مون (ہانکی مون) کے اِس حکم یا التجاپر وزیراعظم نوازشریف نے جو ٹکہ ساجواب دیاوہ بھی قابلِ تعریف ہے اُنھوں نے بڑی ہمت کرکے جواب دیاکہ ’’دہشتگرد کسی رعایت کے مستحق نہیں پھانسی پر عملدرآمد نہیں روک سکتے‘‘ گویاکہ وزیراعظم نے کہہ دیاہے کہ اَب جس کا جو جی چاہے کرلے ہم اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اگر پھر بھی امریکا اور عالمی برادری یا عالمی اِنسانی حقوق کی تنظیمیں پاکستان میں سزائے موت اور پھانسی کی سزا کی بحالی پر پاکستان کو اپنی تنقیدوں کا نشانہ بنارہی ہیں تو اِنہیں پہلے اپنے گریبانوں میں جھانک لینا

چاہئے کہ وہ خود اپنے یہاں سزائے موت کے مجرموں کے معاملے میں کتنے اِنسانی حقوق کا خیال کرتی ہیں اور اِنھوں نے گوانتا موبائے جیل میں قید اِنسانوں کو کتنا اِنسانی حقوق دِلانا میں اپنا کردار ادا کیا ہے ، جو ہمیں درسِ انسانی دی رہی ہیں جبکہ یہ ہمارا دین بھی کہتا ہے کہ قاتل کو قتل کرو کیوں کہ قصاص میں اِنسانوں کی زندگیاں اور معاشرے کی بھلا ہے ۔

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ ازل سے ہی دنیا کا یہ اُصول رہا ہے کہ مجرم کو سزا اور خیر کو عطا ہے یہ وطیرہ ہر زمانے کی ہر تہذیب و تمدن اور ہر انسان کی زندگی کا حصہ رہا ہے کیوں کہ ایسے ہی اصولوں سے زمانے پنپے ہیں اور تہذیبیں پروان چڑھی ہیں آج بھی دنیا کے جن ممالک کے معاشرے اِن اُصولوں پر قائم و دائم ہیں اُن ہی ریاستوں کی سوسائٹیز میں چیک اینڈ بیلنس کا مثالی نظام بھی قائم ہے اور جن ممالک کے معاشرے میں مجرموں کو بچانے اور اِنہیں عطا کرنے اور بے گناہوں کو سزا کا رجان کر سزائیں دینے کا رواج ہے اُن ہی ممالک اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوا ہے ایسی ہی ایک زندہ مثال میرے دیس پاکستان میں بھی باآسانی دیکھی جا سکتی ہے جہاں برسوں سے حکمرانوں کے اشاروں پر مجرموں کو بہانے بہانے سے نوازہ گیا حتیٰ کہ سزائے موت کے مجرموں کی سزائیں بھی صدرِ پاکستان نے معاف کیں اور آج بھی یہ حق صدرِ پاکستان کو حاصل ہے کہ جو جہاں تو کسی بھی سنگین جرم میں سزائے موت کے حق دار کی ایک اپیل پر اُس کی سزائے

موت معطل کر سکتے ہیں اور اِن جیسوں کو بچانے کے لئے بہت سے معاملات میں اپنے مخالف بے گناہوں کو مجرم بنا کر پیش کیا گیا اور اِنہیں سزائیں دی گئیں یوں میرے دیس میں اصل مجرم بچ گیا اور بے گناہ کو سزا ہوئی....آج بھی یہ پریکٹس جاری ہے اور خدا جانے کب تک ایسا ہوتا رہے کہ صدر مملکت سزائے موت کے مجرموں کی سزائیں معاف کرتے ہیں اور میرے دیس میں معصوم لوگ مارے جاتے رہیں اور دہشت گرد اور مجرم آزاد فضاؤں میں سانس لیتے رہیں آج اِس پریکٹس کا قوم کو خمیازہ اَب تک مُلک میں ہونے والی دہشت گردی سے اپنے ہزاروں لوگوں اور سانحہ پشاور میں اپنے معصوم پھول جیسے بچوں کی شہادت اور 200 سے زائد کے زخمی ہونے کی صورت 138 میں بھگتناپڑا ہے ،آج بس ضرورت اِس امر کی ہے کہ پارلیمنٹ سے آئین میں فوری طور ترمیم کی جائے اور صدرِ مملکت سے یہ حق لیا جائے کہ وہ سنگین جرائم میں ملوث سزائے موت کے حقدار مجرموں کی ایک اپیل پر اِن کی سزا معاف نہ کر سکیں تاکہ اِنہیں فوری طور پر سزائے موت دی جاسکے اِس طرح مُلک سے دہشت گردی اور جرائم کے بڑھتے ہوئے تناسب کو کم اور روکا جاسکے۔

اگرچہ آج سانحہ پشاور کے بعد وزیر اعظم نواز شریف نے سنگین جرائم میں ملوث سزائے موت کے مجرموں پر عائد پھانسی کی پابندی کے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے اور اِس پر فوری طور پر عملدرآمد بھی شروع ہو چکا ہے آج وزیر اعظم نواز شریف کے اِس اقدام کو ساری پاکستانی قوم مُلک اور قوم کو دہشت گردی سے پاک کرنے

کے لئے احسن اقدام قرار دے رہی ہے اور اِس میں اپنی بقاء و سالمیت کی راہ تلاش کر رہی ہے تو وہیں یہ پُراُمید بھی ہے کہ اَب اِس قانون سے مُلک میں دہشت گردی اور بڑھتے ہوئے جرائم پر قابو پانے میں بھی خاصی پیش رفت ہو گی تو مُلک بھی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے گا۔

اَب اِسی کے ساتھ ہی آخر میں دُعا ہے کہ اللہ ہماری مُلکی قیادت کو ثابت قدم رکھے اور اِن کے دِلوں میں اپنا اور روزِ قیامت کا خوف پیدا کر دے جس روز اللہ اِن کی ذمہ داریوں کا حساب لے گا اور اِن سے یہ بھی ضرور پوچھے گا کہ تمہاری حکومت میں جب تم طاقتور تھے تو ہزاروں بے گناہ معصوم اِنسانوں کا خون کیوں اور کیسے ہوا...؟؟ہم نے تمہیں جو طاقت سونپی تھی تم نے اُس طاقت اور اپنے وسائل کا استعمال اپنے شہریوں کو دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر سے بچانے کے لئے کیوں نہیں کیا...؟اگر آج ہمارے حکمران بانکی مون (بانکی مون) یا امریکا سمیت عالمی برادری اور عالمی اِنسانی حقوق کی تنظیموں کے دباؤ میں آ کر دہشت گردوں اور مجرموں کو پھانسی کی سزا پر پھر پابندی عائد کر دیتے ہیں تو پھر یہ بھی اللہ اِن سے روزِ قیامت پوچھے گا کہ '' تم کو حکمرانی میں نے دی تھی یا اِن لوگوں نے جن کے دباؤ کی وجہ سے تم نے مجرموں کو پھانسی کی سزا سے معاف کر دیا تھا...؟؟؟؟ سوچیں حکمرانوں تب تم کو کون بچانے آئے گا....؟؟؟

حکومت کو چمکار کر مارنا بھی خوب آتا ہے

خصوصی کالم: ۔ تمثیلِ سیاست فون نمبر: 03312233463 صفحہ 1/1

پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کا اضافہ...؟؟

یکم جنوری کو حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں تو کم نہ کیں اُلٹا سیلز ٹیکس بڑھادیا....!!

آج یہ خبر یقیناپاکستانی عوام پر بجلی بن کر گری ہے کہ حکومت نے یکم جنوری 2015 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کرنے کے بجائے اُلٹا پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس 5 فیصد بڑھا کر 17 سے 22 فیصد کردیاہے،اَب عوام کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوجانی چاہئے کہ پیٹرول، ڈیزل، ہائی اوکٹین اور مٹی کے تیل پر 22 فیصد سیلز ٹیکس کا اطلاق یکم جنوری سے ہوگا، جس کے لئے فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے نوٹیفکیشن بھی جاری کردیاہے جس کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 22 فیصد کردی گئی ہے، اَب اِس شرح کا اطلاق یکم جنوری سے پیٹرول ، ڈیزل، لائٹ ڈیزل، ہائی اوکٹین اور مٹی کے پر یقینی طور پر ہوگا، یوں حکومت اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو سمیت اوگرا نے وہی کیا جس

کا خدشہ عوام الناس کو بہت پہلے سے تھا اور عوام اِس مخمصے میں پہلے ہی بتلا تھے کہ اور عوام اپنے بزنس مین وزیر اعظم نواز شریف کی تجارتی خصلت سے بھی خوب واقف تھے، جسے مدِ نظر رکھتے ہوئے عوام کو نواز حکومت کا بھی کوئی اعتبار نہیں تھا کہ کب یہ اپنے تجارتی مفادات کے خاطر عوام کے مفادات سے بھی آنکھ پھیرلیں اور ایسا ہی ہوا جس کا عوام کو ڈر تھا یعنی کہ جیسے ہی آج عمران خان نے حکومت پر سے اپنی سخت گرفت ذرا سی ڈھیلی کیا کی ...؟؟ گویا کہ نواز شریف وہی کچھ کرنے لگے ہیں اُنہوں نے جس کے لئے حکومت حاصل کی تھی۔

آج یہ عوام دوست حکومت کہلانے والی حکومت کا ہی کارنامہ ہے ...!! کہ جس نے اپنی لومڑی جیسی چالاکی سے پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس بڑھا کر قیمتیں متعین کردی ہیں آج عوام سمجھ چکے ہیں اور چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ”دیکھا حکومت کو چمکار کر مارنا بھی خُوب آتا ہے، یعنی یہ کہ حکومت نے پہلے تو خود ہی پیٹرولیم منصوعات کی قیمتیں بھی کم کیں مگر ایسا کرنے پر جب اِسے اپنا 60 سے 70 ارب کا سالانہ خسارہ نظر آیا تو پھر اس نے اِدھر اُدھر بغلیں جھانکنے کے بعد خود ہی فی لیٹر پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 22 فیصد کردی ہے، تب ہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ حکومت کو چمکار کر مارنا بھی خُوب آتا ہے، اور اَب ایسا ہی ہوگا، جیسا حکومت چاہئے گی اور اَب حکومت یہ ہی چاہے گی کہ کسی بھی صُورت عوام کے گلے پر تیز دھاری چُھری

پھیر کر اپنا سارا خسارہ پورا کیا جائے اور یوں حکومتی پٹھو اداروں فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور اوگرا سمیت دیگر نے جس کے لئے کمر کس لی ہے۔ جبکہ ماہ رواں میں حکومت اور اوگرا (حکومتی لونڈی) عوام الناس کو یہ عندیہ دے چکے تھے کہ نئے سال 2015 کو عوام کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مزید کمی کا اعلان کیا جائے گا یہ خوش خبری قوم کے لئے جہاں خوش آئند ثابت ہوگی تو وہیں حکومت اور حکومتی ادارے بھی اپنی کارگردگی دکھانے میں کامیاب ہو جائیں گے کیوں کہ حکومت اور اِس کے ادارے عوام کے درپیش مسائل سے آگاہ ہیں جس سے نمٹنے کے لئے حکومت نے مہنگائی کو کم کرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اصولی کمی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے گو کہ ابھی عوام حکومت کی جانب سے یکم جنوری 2015 کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کے ہی منتظر تھے کہ حکومت اور اِس کی لونڈی اوگرا اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے ملکر عوام پر پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 22 فیصد کرنے کا اعلان کر دیا اور اوگرا نے اپنی اِسی منصوبہ بندی کے تحت 31 دسمبر کو نئے سیلز ٹیکس کے حساب سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں طے کر کے عوام الناس پر مہنگائی کا بم گرا دیا ہے آج جس سے عوام بلبلا اُٹھے ہیں اور آج عوام ایک بار پھر یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جب تک عمران خان کا دھرنا تھا تو حکومت نے بھی اپنی ہٹ دھرمی کے تمام دروازے بند کر رکھے تھے اور اپنے جانے کے دن گن گن کر گزار رہی تھی، یہ یوں کبھی کبھی عوام کی خدمت کے جذبے سے بھی سرشار نظر آئی

مگر جیسے ہی عمران خان نے اپنا دھرنا ختم کرنے کا اعلان کیا ....؟؟ گویا کہ دورانِ....
دھرنا چار ماہ اور دس دن اپنی عدت گزارنے والی وزیراعظم نواز شریف کی ڈری سہمی حکومت میں جان پڑ گئی اور یہ پھر عوام دُشمن اقدامات کرنے پر آمادہ ہو گئی۔
آج حکومت نے یکم جنوری 2015 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 سے 22 فیصد بڑھا کر جو کام کیا ہے یہ حکومتی ہٹ دھرمی اور عوام دُشمن اقدام کے سوا اور کیا ہے جبکہ یہاں ہم اپنے قارئین کو اپنے ایک انتہائی موقر روزنامے میں شائع ہونے والے تیل کے پیداواری ممالک کے کارٹل اوپیک کے حقیقی رہنما سعودی وزیر تیل علی النعیمی وہ تاریخی الفاظ بتاتے چلیں جو اُنہوں نے ایک سروے میں کہے تھے "
اُنہوں نے کہا کہ اگر تیل کی قیمتیں 20 ڈالر فی بیرل ہو گئیں تب بھی پیداوار میں کمی نہیں کی جائے گی" یہ تاریخی جملے اُنہوں نے مڈل ایسٹ اکانومک سروے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہے اُنہوں نے کہا کہ " قیمت چاہے جتنی بھی ہو اپنی پیداوار کو گھٹانا اوپیک کے رُکن ممالک کے مفاد میں نہیں "اُنہوں نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ بھی کہا کہ " قیمت چاہے جتنی بھی 60 ڈالر،50،40،20 ڈالر کم ہو جائے" علی النعیمی کا کہنا کہ " اَب دنیا بھر میں کبھی بھی تیل کی قیمت 100 ڈالر فی بیرل پر کبھی نہ ہو پائے گی اور یوں دنیا کبھی بھی 100 ڈالر فی بیرل دیکھ پائے گی"، یہ الفاظ اِس شخص کے ہیں

جسے اکثر اوقات تیل صنعت کی سب سے زیادہ بارسوخ ترین شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے‘‘آج مگر افسوس ہے کہ اِس کے باوجود بھی ہماری حکومت کو پھر بھی اپنے عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں ریلیف دینے کا ذرا بھی خیال نہیں ہے جبکہ اُدھر حکومت کو گزشتہ چندماہ سے پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں عوام کو ملنے والے ریلیف سے اپنے سالانہ 60 سے 70 ارب خسارے کا بہت غم ہے جسے پورا کرنے کے لئے نواز حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح بڑھادی ہے حالانکہ جب حکومت کو 70 ارب کے خسارے کا سامنا نہیں بھی تھا تو حکومت نے کون سے مہنگائی ، بجلی و گیس بحران، اور صاف پانی و علاج و معالجہ جیسے عوامی مسائل حل کر گئے تھے اور اَب کو ان سے حل کرے گی..؟؟ (ختم شُد)

حکومت کا ظالمانہ اقدام صارفین کو ماہانہ 5 ارب روپے کے ریلیف سے محروم کردیا ہے

یکم جنوری کو حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں توکم نہ کیں اُلٹا سیلز ٹیکس بڑھادیا....!!
حکومت کو چمکار کرمارنا بھی خوب آتا ہے.... ؟؟پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کا اضافہ...؟؟
سُنو... سُنو... سُنو...!!عمران خان کا دھرنا ختم ہوتے ہی وزیرِاعظم نواز شریف کی حکومت کا ایک اور عوام دُشمن ظالمانہ اقدام... حکومت نے اپنے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، عوامی ریلیف کے باعث خالی ہونے والے قومی خزانے کو تُرنت بھرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات پر عائد جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں 5 فیصد اضافہ کرکے صارفین کو ماہانہ 5 ارب روپے کے ریلیف سے محروم کرکے جو کارنامہ انجام دیا ہے، قوم اِسے مدتوں یاد رکھے گی۔
آج یہ خبر یقیناپاکستانی عوام پر بجلی بن کر گری ہے کہ حکومت نے یکم جنوری 2015 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کرنے کے بجائے اُلٹا پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس 5 فیصد سے بڑھا کر 17 سے 22 فیصد کردیا ہے،یوں صارفین کو ماہانہ 5 ارب روپے کے ریلیف سے محروم کردیا ہے،اَب عوام کو یہ بات اچھی طرح

معلوم ہوجانی چاہئے کہ اَب اِس شرح کا اطلاق یکم جنوری سے پیٹرول، ڈیزل، لائٹ ڈیزل، ہائی اوکٹین اور مٹی کے تیل پر 22 فیصد سیلز ٹیکس کے حساب سے یقینی طور پر ہوگا، جس کے لئے فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے نوٹیفکیشن بھی جاری کردیا ہے جس کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھاکر 22 فیصد کردی گئی ہے، یوں حکومت اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو سمیت (حکومتی لونڈی) اوگرا نے وہی کیا جس کا خدشہ عوام الناس کو بہت پہلے ہی سے تھا اور عوام اِس مخمصے میں پہلے ہی مبتلا تھے کہ آج نہیں تو کل ایسا ہوگا کیوں کہ عوام اپنے بزنس مین وزیراعظم نواز شریف کی تجارتی خصلت سے بھی خوب واقف تھے، جِسے مدِ نظر رکھتے ہوئے عوام کو نواز حکومت کا بھی کوئی اعتبار نہیں تھا کہ کب یہ اپنے تجارتی مفادات کے خاطر عوام کے مفادات سے بھی آنکھ پھیرلیں اور ایسا ہی ہوا جس کا عوام کو ڈر تھا یعنی کہ جیسے ہی آج عمران خان نے حکومت پر سے اپنی سخت گرفت ذرا سی ڈھیلی کیا کی ...؟؟ گویا کہ نواز شریف وہی کچھ کرنے لگے ہیں اُنھوں نے جس کے لئے حکومت حاصل کی تھی۔

آج یہ عوام دوست حکومت کہلانے والی حکومت کا ہی کارنامہ ہے...!! کہ جس نے اپنی لومڑی جیسی چالاکی سے پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس بڑھاکر قیمتیں متعین کردی ہیں آج عوام سمجھ چکے ہیں اور چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ’’دیکھا حکومت کو چمکار کر مارنا بھی خُوب آتا ہے، یعنی یہ کہ حکومت نے پہلے

تو خود ہی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بھی کم کیں مگر ایسا کرنے پر جب اِسے اپنا 60 سے ارب کا سالانہ خسارہ نظر آیا تو پھر اس نے اِدھر اُدھر بغلیں جھانکنے کے بعد خود ہی فی 70 لیٹر پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 22 فیصد کر دی ہے۔ تب ہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ حکومت کو چمکار کر مارنا بھی خُوب آتا ہے، اور اَب ایسا ہی ہوگا، جیسا حکومت چاہئے گی اور اَب حکومت یہ ہی چاہے گی کہ کسی بھی صُورت عوام کے گلے پر تیز دھاری چُھری پھیر کر اپنا سارا خسارہ پورا کیا جائے اور یوں حکومتی پٹھو اداروں فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور اوگرا سمیت دیگر نے جس کے لئے کمر کس لی ہے۔ جبکہ ماہ رواں میں حکومت اور اوگرا (حکومتی لونڈی) عوام الناس کو یہ عندیہ دے چکے تھے کہ نئے سال 2015 کو عوام کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مزید کمی کا اعلان کیا جائے گا یہ خوش خبری قوم کے لئے جہاں خوش آئند ثابت ہوگی تو وہیں حکومت اور حکومتی ادارے بھی اپنی کارگردگی دکھانے میں کامیاب ہوجائیں گے کیوں کہ حکومت اور اِس کے ادارے عوام کے درپیش مسائل سے آگاہ ہیں جس سے نمٹنے کے لئے حکومت نے مہنگائی کو کم کرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اصولی کمی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے گو کہ ابھی عوام حکومت کی جانب سے یکم جنوری 2015 کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کے ہی منتظر تھے کہ حکومت اور اِس کی لونڈی اوگرا اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے ملکر عوام پر پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 22 فیصد کرنے کا اعلان

کردیااوراوگرانے اپنی اِسی منصوبہ بندی کے تحت 31 دسمبر کو نئے سیلز ٹیکس کے حساب سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں طے کرکے عوام الناس پر مہنگائی کا بم گرادیا ہے آج جس سے عوام بلبلا اُٹھے ہیں اور آج عوام ایک بار پھر یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ جب تک عمران خان کا دھرنا تھا توحکومت نے بھی اپنی ہٹ دھرمی کے تمام دروازے بند کررکھے تھے اور اپنے جانے کے دن گن گن کر گزار رہی تھی، یہ یوں کبھی کبھی عوام کی خدمت کے جذبے سے بھی سرشار نظرآئی .... مگر جیسے ہی عمران خان نے اپنادھرنا ختم کرنے کا اعلان کیا....؟؟ گویاکہ دورانِ دھرنا چارہ ماہ اور دس دن اپنی عدت گزارنے والی وزیرِاعظم نواز شریف کی ڈری سہمی حکومت میں جان پڑگئی اور یہ پھر عوام دُشمن اقدامات کرنے پر آمادہ ہوگئی۔

آج حکومت نے یکم جنوری 2015 سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 سے 22 فیصدبڑھا کر جو کام کیا ہے یہ حکومتی ہٹ دھرمی اور عوام دُشمن اقدام کے سوااور کیا ہے جبکہ یہاں ہم اپنے قارئین کو اپنے ایک انتہائی موقر روزنامے میں شائع ہونے والے تیل کے پیداواری ممالک کے کارٹل اوپیک کے حقیقی رہنما سعودی وزیر تیل علی النعیمی وہ تاریخی الفاظ بتاتے چلیں جواُنھوں نے ایک سروے میں کہے تھے ’’اُنھوں نے کہاکہ اگر تیل کی قیمتیں 20ڈالر فی بیرل ہوگئیں تب بھی پیداوار میں کمی نہیں کی جائے گی‘‘ یہ تاریخی جملے

اُنہوں نے مڈل ایسٹ اکانومک سروے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہے اُنہوں نے کہاکہ ”
قیمت چاہے جتنی بھی ہو اپنی پیداوار کو گھٹانا اوپیک کے رُکن ممالک کے مفاد میں نہیں
اُنہوں نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ بھی کہاکہ ” قیمت چاہے جتنی بھی 60 ڈالر،
20، 40، ڈالر کم ہوجائے“ علی النعیمی کا کہنا کہ ” اَب دنیا بھر میں کبھی بھی تیل کی 50
قیمت 100 ڈالر فی بیرل پر کبھی نہ ہوپائے گی اور یوں دنیا کبھی بھی 100 ڈالر فی بیرل
دیکھ پائے گی“، یہ الفاظ اِس شخص کے ہیں جسے اکثر اوقات تیل صنعت کی سب سے زیادہ
بارسوخ ترین شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے“آج مگر افسوس ہے کہ اِس کے باوجود
بھی ہماری حکومت کو پھر بھی اپنے عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں ریلیف دینے کا
ذرا بھی خیال نہیں ہے جبکہ اُدھر حکومت کو گزشتہ چندماہ سے پیٹرولیم مصنوعات کی
مد میں عوام کو ملنے والے ریلیف سے اپنے سالانہ 60 سے 70 ارب خسارے کا بہت غم
ہے جسے پورا کرنے کے لئے نواز حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح
بڑھادی ہے حالانکہ جب حکومت کو 70 ارب کے خسارے کا سامنا نہیں بھی تھا تو حکومت
نے کون سے مہنگائی ، بجلی و گیس بحران، اور صاف پانی و علاج و معالجہ جیسے عوامی
مسائل حل کئے تھے اور اَب کون سے حل کرے گی..؟؟ (ختم شُد)

....ویلڈن ویلڈن چیف صاحب... !! اَب بچ کر نہ کوئی جائے

قوم متحد ہوجائے دہشت گردوں کو ناک آوٹ کرنے کا وقت ہے....!!
خبردار لوگو...!! مان جاؤ کہیں جنوبی ایشیاء کا بھی کوئی کمال اتاترک پیدا نہ ہوجائے....

پچھلے دِنوں آل پارٹیز کانفرنس کے شرکاء کی باہمی رضامندی کے بعد خصوصی عدالتوں کے قیام کے لئے قومی اسمبلی میں آئین پاکستان میں 21ویں ترمیمی بل 2015 اور پاکستان آرمی ایکٹ 1952 میں ترمیم کے لئے پاکستان آرمی ایکٹ ترمیمی بل 2015 بھی پیش کردیا گیاہے جو کہ خوش آئند امر ہے یقیناجس سے مُلک سے دہشت گردی سمیت دیگر جرائم میں ملوث عناصر کا خاتمہ ہوگااور اِن دونوں ترمیمی بلوں کی منظوری سے آئین میں 21ویں ترمیم عمل میں آئے گی اور پھر یوں 21ویں ترمیم کے تحت آرمی ایکٹ کے تحت بننے والی خصوصی عدالتوں کو آئینی تحفظ دے دیا جائے گا،آج اِس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے سانحات کے حوالوں سے وطن عزیز پاکستان اپنی تاریخ کے جن کٹھن اور آزمائشی دور سے گزررہاہے ایسے میں ایسا ہوناایک لازمی امر تھااور اگر موجودہ حالات میں بھی یہ سب کچھ نہ ہوتاتو پھر کب ایسا ہوتا....؟؟یہ وہ سوال ہے جس نے ہر

پاکستان کو پریشان کر رکھا تھا اگرچہ جیسا... !! اَب جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب من و عن ٹھیک ہے.... لہٰذا... اَب ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اِس عمل کو جلد حقیقی معنوں میں پایہء تکمیل تک پہنچایا جائے، اور قوم کی برسوں کی آرزو کو حقیقی رنگ دے کر اِس کے ثمرات اِس تک پہنچائے جائیں ...اَب اگر ابھی کسی جانب سے ہچر مچر کا مظاہرہ کیا گیا تو پھر یاد رہے کہ تاریخ ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی، تب ہمارے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کہ کچھ نہیں آئے گا۔

اِدھر پاک فوج کے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف نے بھی دوٹوک الفاظ میں عزم و ہمت کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ ہم انتہاپسندی اور دہشت گردی کو ہر قیمت پر جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے ،دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ناکامی کا کوئی سوال نہیں، یہ جنگ جیتنے کے لئے پوری قوم کو کردار ادا کرنا ہوگا (بے شک ...!! جنرل صاحب آپ مطمئن رہیں ... سر... !! ساری قوم آپ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے، قوم متحدہ ہے اور سرجی... !! آپ کا حوصلہ قوم کے ساتھ .... اور قوم کی ہمت اور حوصلہ آپ کے ساتھ رہے تو مجھے پوری اُمید ہے کہ ہم دہشت گردوں کو ناک آوٹ کردیں گے... اور اِن کے ناپاک وجود سے سرزمینِ پاکستان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاک کردیں گے کیوں کہ اَب یہی وقت ہے کہ ہم متحد ہو کر دہشت گردوں کا قلع قمع کردیں اور مُلک و قوم کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کردیں) اَب معاشرے کے تمام طبقات کی مکمل شرکت سے ہی یہ کامیابی ممکن ہے

اور پوری قوم اپنا کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔

جبکہ یہاں اُن لوگوں کے لئے یہ امر بھی انتہائی حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہونا چاہئے جو سیاست دان، تاجر، الیکٹرک و پرنٹ میڈیا والے) یہ سمجھتے رہے کہ خصوصی عدالتوں کا) قیام ماضی کی طرح کہیں سیاست دانوں اور اُن کی جماعتوں اور تاجر و میڈیا والوں کے خلاف حرکت میں نہ آجائے آج اُن کے اِس تحفظ کو بھی وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اپنی پریس کانفرنس میں یہ اعلان کرکے ختم کردیا ہوگا کہ " فوجی عدالتیں سیاستدانوں، تاجروں اور میڈیا کے خلاف استعمال نہیں ہوگی، اُنھوں نے کہا کہ ملٹری کورٹس کے لئے فوج کا سیاستدانوں پر کوئی دباؤ نہیں " (اچھا ہوا کہ آپ نے یہ بھی واضح کردیا ورنہ تو بہت سے لوگوں میں کچھ اِسی قسم کے مخمصے جنم لے رہے تھے اور ہیں)

جوڈیشل سسٹم معمول کے مطابق کام کرتا رہے گا، مُلک میں دوسالہ نیشنل سکیورٹی ایمرجنسی نافذ کرنے کی تجویز دیدی، دہشت گردی میں ملوث مدارس کے خلاف کارروائی کی جائے گی، میڈیا شدت پسندوں کی تشہیر نہ کرنے کا پابند ہے، ورنہ کارروائی ہوگی، اُنھوں نے اِس حوالے سے جلد قانون لانے کا بھی اعلان کیا، اور چوہدری نثار علی خان نے اپنی اِس پریس کانفرنس میں جو سب سے بڑی اور اچھی بات کہی وہ یہ ہے کہ " افغان مہاجرین کو کیمپوں میں جانا ہوگا" آج حکومت جو یہ کہہ رہی ہے تو اَب کیا قوم بھی یہ توقع رکھے کہ اِس پر اور دوسرے اقدامات کی طرح جلد عمل

درآمد کرادیا جائے گا، کیوں کہ برسوں سے پاکستانی قوم یہ سمجھتی ہے کہ ہماری زمین پہ جب سے افغان مہاجرین نے قدم رکھا ہے تب ہی میرے جنت نظیر وطن پاکستان کو نظر لگ گئی ہے اور یہ کلاشنگوف و ہیروئن کلچر کی نظر ہو کر دیگر دوسری برائیوں میں پڑ کر جہنم کی آگ و خون کی کوئی وادی بن گیا ہے لہٰذا اَب اگر حکومت سرزمینِ پاکستان سے افغان مہاجرین کی واپسی کے بارے میں سوچ ہی رہی ہے تو پھر اِسے جلد اپنے اِس اقدام کو عملی شکل دے کر افغان مہاجرین کو اِن کے دیس واپس بھیج دینا چاہئے۔

بہرحال.....!!آج یقیناً میری طرح پوری پاکستانی قوم کو بھی سُکھ کا سانس نصیب ہو گیا ہوگا اور سب کے مرجھائے ہوئے مایوس چہروں پہ زندگی کی رمق آ گئی ہوگی، اور ہر پاکستانی کی زبان پہ بس ایک یہی نعرہ آگیا ہوگا کہ ’’ پاکستان کو بچانا ہے تو دہشت گردوں کو مار بھگانا‘‘ اور’’ ویلڈن ویلڈن چیف صاحب...!! اَب بچ کر نہ کوئی جائے‘‘ آج جنرل راحیل شریف صاحب.....!! پاکستانی قوم اُمید کرتی ہے کہ اَب آپ اپنی یقین دہانی کے مطابق تیز عدالتی کارروائی اور دہشت گردوں کے خلاف فوری کارروائی سے دہشت گردوں سے قوم کے معصوم بچوں اور ہر نہتے پاکستانی شہری کے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے اور اِنہیں ایسی نکیل ڈالیں گے کہ یہ سیدھے بندے دے پتر بن جائیں گے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ کئی دِنوں سے مُلک میں ہونے والی بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور مذہبی انتہاپسندوں کی جانب سے وطن عزیز کی بقاوسلامتی کو لاحق خطرات سے جیسی صورتحال پیداہو گئی تھی اَب اِس کے سیاہ بادل چھٹنے لگے ہیں اور آج قومی سلامتی کے خطرات سے نمٹنے کے لئے ہماری سیاسی و عسکری قیادت کا ایک پیج
پرآ جانا بھی ایک بڑاکارنامہ ہے یقیناجس کا سہراآرمی چیف جنرل راحیل شریف اور وزیراعظم نواز شریف کے سرجاتاہے اگرچہ اَب بھی بہت سے چیلنجز کا سامناہے اور آگے مزید ایسے چیلنجز مشکل ترین مراحل سامنے آئیں گے مگر پھر بھی اُمید ہے کہ ہم اِن چیلنجز آزمائش کی گھڑی سے کامیاب ہو کر سُرخرو ہوں گے۔

آج اگر ایسانہیں ہوتا جیسا کہ آج ہوگیاہے... یعنی یہ کہ جس طرح مُلک کے تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین دہشت گردی کے خاتمے کے لئے خصوصی عدالتوں کے قیام پر اپنے اپنے تحفظات لئے ڈرے سہمے انداز و لہجے کے ساتھ ہی سہی مگر اتفاق رائے سے ایک ہوگئے ہیں اچھی بات ہے ایسا ہونے سے پہلے مجھے اکثر و بیشتر یہ خیال اور خدشہ بہت زیادہ پریشان کئے دیتا تھا کہ کہیں جنوبی ایشیا کا بھی پھر کوئی کمال اتاترک پیدانہ ہوجائے جو مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنے عزم کی راہ میں حائل سیاستدانوں ، مذہبی رہنماؤں کو ویسا ہی نہ کردے جیسا کہ کبھی کمال اتاترک اپنے عزم کی راہ میں حائل افراد کے

ساتھ کیا تھا۔

....نے قوم کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا ہے 247+78=(325)

سیاستدانوں اور ملاوں کا اگر، مگر، چوں، چراں، اور ایسا، ویسا، کیسا کا جادو بھی کام نہ آسکا....!!

بیشک 21 ویں آئینی ترمیم ایک بڑی کامیابی ہے....!!!

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ چھ جنوری 2015 کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے 247 + 78 = (325)اراکین نے مُلک و قوم کو دہشت گردوں و دہشت گردی سے نجات دلانے اور قوم کی تقدیر بدلنے کے ساتھ ساتھ مُلک و قوم کو ترقی و خوشحالی سے ہمکنار کرنے کے خاطر فوجی عدالتوں کے قیام سے متعلق آئین اور آرمی ایکٹ میں ترمیم کے بل کی متفقہ طور پر منظوری دے دی ہے یوں مُلکی تاریخ میں ہونے والی 21 ترمیم کو ہمارے دونوں ایوانوں کے نمائندگان کی بڑی کامیابی قرار دی جاسکتی ہے جس سے مستقبل قریب میں بہتر نتائج نکلیں گے اور مُلک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہوسکے گا۔

اَب یہ اور بات ہے کہ ایسا اُنہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق بھی کیا ہے.؟یا نہیں کیا ہے...؟؟ یا اِنہیں ایسا کرنے پر کسی قوت کے خوف نے مجبور کیا...؟؟

بہرحال...!! اَب کچھ بھی ہو...؟؟مگر پھر بھی جو کچھ ہوا ہے..؟؟اور آگے چل

کر جو کچھ بھی ہوگا۔۔۔؟؟یقیناً وہ سب مُلک اور قوم کے لئے بہت اچھا اور حوصلہ افزا ہوگا۔۔!!اگرچہ ابھی تو بعض کے نزدیک یہ اِن کے ضمیر کے خلاف ہے۔۔۔مگرآج پھر بھی مجھ جیسے بہت سے کڑوروں پاکستانی ایسے بھی ہیں جو موجودہ حالات اور واقعات کے تناظر میں فوجی عدالتوں کے قیام کی ایوانوں سے منظوری کو مُلک اور قوم کی خوش بختی اور نیک شگون سے تعبیر کررہے ہیں اور ابھی جو لوگ فوجی عدالتوں کے قیام پر خدشات اور مختلف اقسام کے مخمصوں میں مبتلا ہوکر اپنے ناک اور منہ چڑھا رہے ہیں اُمید ہے کہ آنے والے دِنوں میں یہی فوجی عدالتوں کی تعریفوں کے پل باندھتے نظرآئیں گے۔

اگرچہ آج سرزمین پاکستان میں فوجی عدالتوں کے قیام کی کہیں ڈھکے چھپے تو کہیں کھلے ٹلے انداز سے مخالفت کرنے والے سیاستدانوں ،ملاؤں اور ایوانِ نمائندگان کا اگر، مگر، چوں چراں اور ایسا، ویسا، کیوں ،یوں، یوں، توں، تراں۔۔۔۔؟؟؟کا جادو بھی کام نہ آسکا اور وہی ہوا جو اُوپر والے یعنی کہ اُوپر سے ذرا نیچے والے اور ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر اپنی بات ڈنکے کی چوٹ پر منوانے والوں اور والے نے چاہااور پھر قوم نے یہ بھی خود ہی دیکھ لیا کہ پھر کیسے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے دوتہائی اکثریت سے منظوری قومی اسمبلی کے 247 + 78 سینیٹرز (325) سمیت کُل اراکین نے آرمی ایکٹ 1952ء اور ویں آئینی ترمیم کے بل کی متفقہ طور پر منظور دے کر فوجی عدالتوں کے 21

قیام کے لئے حامی بھر لی ہے۔

یوں اَب دہشت گردوں کے کسی بھی عدالت سے مقدمات ملٹری کورٹس بھجوائے جاسکیں گے اوراَب ایسے فیصلے کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں ہو سکے گیں، غیر معمولی صورت حال خصوصی اقدامات کی متقاضی ہے یہ آئینی ترمیم کے مندرجات ہیں آج یقیناً یہ ایک اچھی اور حوصلہ افزا جمہوری روایات کی عکاس ہے کہ دہشت گردی سے پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لئے میرے مُلک کے ادارے ایک پیج پر باہم متحد اور منظم ہیں اور ایسا ہونا کسی بھی جمہوری اور تہذیب یافتہ مُلک کی نشانی ہے کہ اَب میں بھی پُراُمید ہوں کہ آج میرے دیس میں بھی غیر معمولی اقدامات کا فیصلہ منتخب حکومت اور پارلیمنٹ سے ہوتا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ 6 جنوری 2015 بروز منگل کو دونوں ایوانوں میں پرویز رشید نے ترمیمی بل پیش کئے جو شق وار منظور بھی کرلئے گئے ہیں، کسی بھی رُکن نے موجود رہنے کے بعد بھی مخالفت میں ووٹ نہیں دیا (بھلے سے بعد میں کچھ نے آبدیدہ ہو کر یہ ضرور کہا کہ '' ضمیر کے خلاف ووٹ دیا ہے، جتنا شرمندہ آج ہوں پہلے کبھی نہ ہوا'' اور بہت سوں کی جانب سے ایسے بہت سے الفاظ اور جملے سُننے اور پڑھنے کو ملے مگر اَب کیا ہوتا ہے۔۔؟؟ جو اِنہیں کرنا تھا وہ تو کردیا ہے۔۔۔،اور اَب انہیں جنرل کو) جو کرنا ہے وہ کریں گے)

جنھوں نے اِن سے ایسے فیصلے کروائے اور 21 ویں ترمیم کے حق میں ووٹ ڈلوائے ہیں) اگرچہ اِس سے انکار نہیں ہے کہ اِس تاریخ ساز فیصلے کے وقت جے یو آئی ، جماعت اسلامی کا بائیکاٹ کرنا اور پاکستان تحریک انصاف کا غیر حاضری ہونا ...اِس لئے یقینی تھا کہ اِن کے لچھن پہلے ہی بتارہے تھے کہ یہ تینوں ایسا کچھ کریں گے کہ جن سے اسلام کے لبادے بھی لپٹے دہشت گرد عناصر ناراض بھی نہ ہوں اور اِن کے کسی ایسے عمل سے ایوانوں میں اِن کا جمہوری حق بھی جاری رہے جیسا کہ اِن تینوں جماعتوں نے اُس روز کیا ہے جس دن مُلک اور قوم کو نام نہاد شریعت کا نفاذ کرنے والے دہشت گردوں کو سزا دینے کے لئے مُلک کے دونوں ایوانوں سے فوجی عدالتوں کے قیام کے لئے آئین اور آرمی ایکٹ میں ترامیم متفقہ طور پر منظور کی جانی تھی عین اُسی روز اِن تینوں جماعتوں کا ایوان میں حاضر نہ ہونا ... مُلک کو درپیش موجودہ صورت حال میں اِن کے سیاسی کردار پر ایک بڑا سوالیہ نشان چھوڑ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اِن کے قول و کردار پہ آج ساری پاکستانی قوم میں جے یو آئی ، جماعت اسلامی اور پی ٹی آئی کی قیادت اور اِن کے پاکستان سے مخلص ہونے سے متعلق بہت سے ایسے سوالات جنم لے چکے ہیں اَب جن کے جوابات اِن سے قوم مانگ رہی ہے اَب کیا اِن تینوں جماعتوں کی اعلیٰ قیادت قوم کے سوالات کے جوابات دینے میں کامیاب ہوجائے گی یا پھر اپنے کئے پہ اِدھر اُدھر بغلیں جھانکتے ہوئے کنی کٹا کر گزرنے میں ہی عافیت جانے گی۔ (ختم شُد)

ناسُورِ دہشت گردی کا خاتمہ تو پہلے بھی ناگزیر تھا اور ابھی ناگزیر ہے مگر.....؟

ویسے تو آج مجھے اپناکالم قائدِ دھرنا مسٹر عمران خان کی دوسری شادی سے متعلق لکھنا تھامگر میں کیا کروں...؟؟ کہ ابھی تک دل و دماغ سے سانحہ پشاور کی المناکی بھولائی نہیں جاسکی ہے کیوں کہ اَبھی تک میں آرمی پبلک اسکول میں دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے اپنی قوم کے معصوم بچوں کی پھول سے زیادہ حسین و جمیل شکلیں نہیں بھول سکاہوں اوراَب تو ایسالگتاہے کہ جب تک میرے مُلک کے چپے چپے سے دہشت گرد اور دہشت گردی کا پوری طرح سے خاتمہ نہیں ہوجاتاہے،اور ایک ایک دہشت گرد کا سر تن سے جُدا کرکے اِسے عبرت ناک انجام تک نہیں پہنچادیاجاتاہے...اُس وقت تک پھول سے معصوم بچوں کی یاد دل سے نہیں جائے گی ۔

اَب یہ اور بات ہے کہ ابھی تو اپنے ہی صوبے اور شہر میں سولہ دسمبر کو پیش آئے سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے معصوم انسانوں کے کفن بھی میلے نہیں ہوئے تھے اوراِن کی قبرپرپڑے پھول بھی نہیں مرجھائے تھے کہ پی ٹی آئی کے چیئرمین اور مُلک میں تبدیلی لانے اور نیاپاکستان بنانے والے مسٹرعمران خان نے غمزدہ لوگوں کا غم ایک طرف رکھ دیااور اپنی دوسری شادی ریحام خان سے ہنسی خوشی رچالی .. ہم خان صاحب اور خان صاحبہ کی دوسری شادی کے مخالف تو

ہر گز نہیں ہیں۔۔ کہ اِن دونوں نے باہمی رضامندی سے شادی کرکے اپنا گھر بسالیامگر صرف افسوس اِس بات کا ہے کہ کیاہی اچھاہوتاکہ مسٹر دھرناعمران خان اور ریحام خان صاحبہ کی شادی سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے قوم کے پھولوں سے بھی زیادہ حسین اور زناک بچوں اور نہتے انسانوں کے چالیسویں کے بعد شادی چارئی جاتی تو مزادوبالاہوجاتا۔۔۔ بہرکیف۔۔ !جو ہواوہ سب ٹھیک ہے مگراَب اپنی اِس شادی پر مسٹر خان صاحب اور بی بی خان صاحبہ کو تھوڑی بہت عوامی تنقید بھی برداشت کرنی ہوگی۔ جبکہ یہاں یہ امر انتہائی حوصلہ افزاء ہے کہ آج مُلک کی سول اور عسکری قیادت کا دیس سے دہشت گردی کے خلاف متحد ہوکرایک پلیٹ فارم پرآ جانا یہ ظاہر کرتاہے کہ اَب مُلک سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کا خاتمہ ہر صورت ممکن ہو کر ہی رہے گاحالانکہ ناسورِ دہشت گردی کا خاتمہ توپہلے بھی ناگزیر تھا(جب ماضی میں دہشت گرد اِسی طرح بے لگام تھے اورآزادی سے سول اور عسکری علاقوں اور اہم مُلکی احساس تنصبات واداروں اور نجی مقامات کو اپنی کارروائیوں کانشانہ بنایاکرتے تھے تب توکوئی بھی دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کو تیار نہ ہواتھا۔۔۔ مگرچلواَب اگرمُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ہماری سول اور عسکری قیادت مصالحتوں کا شکار ہوئے بغیر باہم متحدومنظم ہو کرایک ہوگئی ہے تو یہ حوصلہ افزاامرہےاِس موقعے پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ

دیر آید درست آید") گو کہ اَب اگر دہشت گردی کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے ہماری "
سول اور عسکری قیادت کی سطح پر اقدامات کئے جارہے ہیں تو اَب اِسے کسی بھی جانب
سے مشکوک بنائے بغیر اُمیدافزاء نتائج حاصل ہونے تک تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے اور
اُس وقت کا انتظار کیا جائے جب مُلک میں فوجی عدالتوں کے قیام سے دہشت گردی کے
خاتمے سے متعلق بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

پچھلے دِنوں بحرین کے دارالحکومت منامہ میں پاکستانی کمیونٹی اور بحرین کے مسلح افواج کے
ہیڈ کواٹر کا دورہ کرتے ہوئے اِن مواقعوں پر وزیراعظم نواز شریف نے اظہار خیال
کرتے ہوئے مُلک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے عزم کو دُہراتے ہوئے
کہا کہ فوجی عدالتوں سے دہشتگردوں کو فوری سزا ملے گی ، شدت پسندوں کے لئے فوجی
عدالتیں بنائی ہیں تاکہ وہ کیفرِ کردار تک پہنچیں اگر جرم ہوتا ہے تو 15 سے 20 دن کے
دوران اُن لوگوں کو پھانسی کے پھندے پر لٹکانا چاہئے،اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پاس
دہشگردی کے خاتمے کے سوا کوئی آپشن نہیں، ہم مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے
لئے آخری حد تک جائیں گے، اگرچہ جب وزیراعظم نواز شریف یہ کہہ رہے تھے کہ فوجی
عدالتیں 10،15 سال پہلے بننا چاہئے تھیں تو اِس موقعے پر راقم الحرف کو ایسا لگا کہ جیسے
وزیراعظم کو اِس بات کا شدید صدمہ ہے کہ فوجی عدالتیں پہلے کیوں نہ بنائی

گئیں اگر پہلے بنادی جاتیں توآج صورت حال یہ نہ ہوتی جیسی آج ہے۔

بہرحال...!! بحرین میں پاکستانی کمیونٹی اور بحرین کے مسلح افواج کے ہیڈکواٹرکے دورے کے موقعے پر وزیراعظم نواز شریف نے اپنے خطاب میں حب الوطنی کے نیک جذبات سے سرشار ہوکر جس طرح یہ کہاکہ لوگوں کے گلے کاٹنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں، فوجی عدالتیں دس پندرہ سال پہلے بن جانی چاہئیں تھیں،ماضی کی حکومتیں دہشت گردوں کے ہاتھوں معصوم شہریوں کی شہادتوں کا احساس کرتیں تو بیشک آج حالات بہت مختلف ہوتے'' اِن کے اِس جملے میں وطن سے محبت اور اپنے شہریوں کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوااور ایسالگاکہ جیسے وزیراعظم نواز شریف کے دل میں اپنے وطن اور اپنے شہریوں سے والہانہ محبت اور اِن کے احترام و جان و مال کی حفاظت کا جذبہ مزین ہے۔

بیشک ماہِ رواں کی 7تاریخ اور بدھ کا دن سرزمین پاکستان سے دہشت گردوں اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مُلکی تاریخ کا ایک اہم ترین دن قرار دیا جاسکتا ہے جب صدرپاکستان عزت مآب ممنون حُسین کے دستخط کے ساتھ ہی 21ویں آئینی ترمیم دستورِ پاکستان کا باقاعدہ حصہ بن گئی اور مُلک میں دوسال کے لئے فوجی عدالتوں کے قیام کو حتمی شکل دینے کے لئے قانونی اجازت مل گئی ،اگرچہ آج بھی مُلک کی بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین پر مُلک میں فوجی عدالتوں

کے قیام پر تحفظات ہیں مگر کیا اِن کے نزدیک مُلک سے دہشت گردوں اور بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اِس کے علاوہ بھی کوئی اور حل ہے...؟؟اگر ایسا کچھ تھایا ہے...؟؟ تو فوجی عدالتوں کے قیام کی مخالف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے اکابرین ابھی تک کیوں خاموش تھے...؟؟یقیناً اِن کے پاس مُلک سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کے ناپاک عزائم کو روکنے اور اِن کے خاتمے کے لئے کوئی لائحہ عمل نہ پہلے تھا اور نہ ہی اَب ہے...؟؟مگر چونکہ یہ مخالفت برائے مخالفت کرنا اِن کی عادتوں کا حصہ ہے اِس لئے یہ مُلک میں دوسال کے لئے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے بنائی جانے والی فوجی عدالتوں کے قیام کی بھی مخالفت کرکے اپنا اپنا سیاسی قد اُونچا کرنا چاہتی ہیں،اِن کا ایک طرف یہ مقصد ہے تو لگتا ہے کہ جیسے دوسری جانب اِن مذہبی و سیاسی جماعتوں قائدین فوجی عدالتوں کے قیام کی مخالفت کرکے دہشت گردوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے ہیں اور درپردہ اِنہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اِن کے ہوتے ہوئے کوئی اِن کا بال بیگا نہیں کرسکتا ہے۔(ختم شُد)

کراچی کوچ اور آئل ٹینکر میں خوفناک تصادم اور 59 افراد جان بحق

کراچی سے شکارپور جانے والی بس کے مسافر موت کا شکار ہو گئے...

لانگ روٹ کی بسوں میں بسوں کا عملہ روانگی سے قبل مسافروں کو ہنگامی اخراج کے راستوں کے استعمال و آگاہی کی تربیت بھی دے۔

آج بلاشبہ کراچی میں بس اور آئل ٹینکر میں تصادم ایک قوم سانحہ ہے جس نے ساری پاکستانی قوم کو غمزدہ کردیا ہے اَب اِسے حاکم الوقت اور انتظامیہ کی نااہلی کہیں یا مُلک میں لاقانونیت کا راج ... کہ کراچی سے شکارپور جانے والی بس کے مسافر موت کا شکار ہو گئے اور آغوش قبر میں اَبدی نیند جا سوئے ہیں۔

آج اگر ہمارے یہاں قانون اور قانون کی بالادستی قائم رہتی تو ممکن تھا کہ سانحہ نیشنل ہائی وے سمیت کوئی بھی سانحہ رونما نہ ہوتا اور میرے دیس میں بھی دہشت گردی، قتل وغارت گری اور کرپشن جیسے بہت سے جرائم اُتنے نہ پنپ پاتے جتنے کہ آج یہ سر چڑھ کر بول رہے ہیں آج یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ میرے دیس میں کرپشن اور لاقانونیت کی مثال مُلک میں قانون سازی کرنے والے ایوانوں اور اداروں سے لے کر قبرستانوں تک میں موجود ہے، شائد یہی وجہ ہے کہ

میرے مُلک میں اِنسانوں کی اہمیت چوپایوں اور حشرات الارض بھی کم ہے کیوں کہ میرے دیس میں قانون کا عملی اطلاق کہیں بھی نظر نہیں آتا ہے،اَب قانون کا مساوی اطلاق کون کرے گا اور کب ہوگا...؟ یہ اور اِس جیسے بہت سے سوالات خواب اور صرف کتابی اور طسلماتی سے لگنے لگے ہیں،آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات میں میری نوجوان نسل اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، علماء کرام ، دانشوروں، قانون دانوں، صحافیوں اور اہلِ ہنر وفن کے دُہرے معیار سے مایوس ہے اَب ایسے میں سب کو چاہئے کہ وہ اپنی نوجوان نسل کے تحفظات کو دور کریں اور اپنا اپنا وہ کردار پیش کریں جواِن سب کا حقیقی کردار ہے ورنہ نوجوان نسل مخمصوں میں ہی پڑی رہے گی۔

بہر حال...!! دس جنوری ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب کراچی کے علاقے میمن گوٹھ سے متصل سُپر ہائی وے لنک روڈ پر شکارپور یا خیر پور جانے والی مسافر کوچ نمبر JB-1185 جس میں 60 سے 70 سے زائد افراد سوار تھے یہ بدقسمت بس مخالف سمت سے آنے والے ایک تیز رفتار آئل ٹینکر سے ٹکرا گئی جس کے بعد یہ اطلاعات آئیں کہ اِس خوفناک تصادم کے بعد دونوں گاڑیوں میں آگ بھڑک جانے کے نتیجے میں 59 افراد زندہ جل گئے جبکہ متعدد افراد زخمی ہوگئے ہلاک ہونے والوں میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے یوں آج ایک بار پھر سانحات اور دہشت گردی کے نتیجے میں اپنے پیاروں کی ہلاکتوں سے پہلے ہی سے غم سے نڈھال میرے شہر کراچی

کے محب وطن شہری اور میرے پیارے دیس پاکستان کے غیور عوام کے غموں میں اضافہ ہوگیاہے آج اِس سانحے پر ہر آنکھ اشکبار ہے اور حاکم الوقت اور اپنے کرتادھرتاؤں سے یہ سوالات کرتی ہے کہ آخر کب تک ہم کہیں دہشت گردی ، تو کہیں ٹارگٹ کلنگ ، تو کہیں انتظامیہ کی نااہلی و خود غرضی ،پولیس گردی اور سڑکوں پر ڈرائیوروں کی ڈرائیور گردی و بدمعاشی کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے اپنے پیاروں کے لاشے اپنے کاندھوں پہ اُٹھاتے رہیں گے ...؟؟ اور اِنہیں اپنے ہاتھوں سے قبر کی آغوش میں سُلاتے رہیں گے ..؟؟ اور زندگی بھر رونے کا روگ اپنے سینے سے لگائے بیٹھے رہیں گے ...؟؟ جبکہ حاکم الوقت اور حکومتی انتظامیہ ہر سانحے اور حادثے کے بعد اپنا الزام دوسرے کے سر تھونپ کر بچ نکلتی رہے گی...؟؟ اور میرے شہر اور مُلک کے محب وطن غریب پاکستانی شہری ہر سانحے اور حادثے پر اللہ کی رضاجان کر خاموش بیٹھ جایاکریں گے..؟؟ آج یہ وہ سوالات ہیں جن کے فوری جوابات کا طلب گار ہر محب وطن غریب پاکستانی ہے ،کیااِن سوالات کے جواب حاکم الوقت یا نااہل انتظامیہ کے کرتادھرتادے سکیں گے...؟؟

اگرچہ ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب کو اسٹیل ٹاؤن کے قریب لنک روڈپر رات گئے مسافر بس اور آئل ٹینکر میں 59افراد کے جان بحق اور متعدد کے زخمی ہونے کا سانحہ کوئی نیا واقعہ نہیں تھاایسے واقعات ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں،اب تک

جن میں بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہر حادثے کے بعد انتظامیہ کی جانب سے اپنا قصور چھپانے کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے، جو کئی دِنوں، ہفتوں اور ششماہی تک جاری رہتا ہے اور پھر یوں ہوتا ہے کہ فائلیں دبادی جاتی ہیں، کوئی حل نہیں نکلتا ہے اور سب ماضی کا حصہ بن جاتا ہے، مگر کسی بھی حادثے کے بعد اگلے سانحے سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا دیرپا اور مستقبل تدارک کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر سانحے کے بعد اگلے کسی خوفناک سانحے کا خدشہ موجود رہتا ہے اور پھر وہی ہو جاتا ہے جس کا ڈر رہتا ہے مگر حاکم الوقت اور صوبوں انتظامیہ ہیں لکہ اِن کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگتی ہے، قوم نے تو سوائے صبر کے کچھ نہیں کرنا ہوتا ہے یہ اِس بار بھی یہی کرلے گی اور اِسے اُمید ہے کہ ابھی یہی کچھ ہوگا، جیسا کہ حاکم الوقت اور ہر حادثے اور سانحے کے بعد صوبائی انتظامیہ کرتی آئی ہے۔

دس جنوری کو کراچی میں میمن گوٹھ تھانے کی حدود اسٹیل ٹاؤن سُپر ہائی وے سے متصل لنک روڈ پر مسافر بس شعیب کوچ اور مخالف سمت سے آنے والے تیز رفتار آئل ٹینکر کے درمیان خوفناک تصادم کے نتیجے میں لگنے والی آگ سے 59 ہلاکتیں ممکن ہے کہ نہ ہوتیں جتنی کہ ہو گئیں ہیں اگر اِس بس میں باہر نکلنے والے راستوں / دروازوں نہ لگا ہوتا... یہ ایک ایسا کمپیوٹرائز (HYDRAULIC SYSTEM) پر ہائی ڈرولگ سسٹم نظام ہے جو آٹو میٹک کمپیوٹرائز سسٹم کا غلام ہوتا ہے، جس

سوائے بس ڈرائیور یا بس کے عملے کے کوئی دوسرا استعمال نہیں کر سکتا ہے، چوں کہ کسی بھی حادثے کے وقت بس کا ڈرائیور یا تو ہلاک ہو چکا ہوتا ہے یا اگر کسی وجہ سے بس کا باقی عملہ بچ جاتا ہے تو وہ پہلے اپنی جان بچا کر بھاگنے میں ہی اپنی عافیت جانتا ہے یوں اکثر و بیشتر پیش آئے واقعات میں یہ بات مشاہدات میں آئی ہے اِس لئے ہمارے یہاں بد قسمتی سے جتنے بھی حادثات رونما ہوئے ہیں،اور اِن حادثات کے نتیجے ہیں جتنی ہلاکتیں ہوئیں ہیں،اِن کی ایک وجہ تصادم کے نتیجے میں بسوں میں نصب دروازے کھولنے والے سسٹم کا خراب ہوجانا یا نہ کھولے جانا بھی ہے، جس کی وجہ سے حادثے کے وقت بسوں کے پلٹے جانے سے بسوں میں قائم ون سائڈیٹ دروازوں کا بند ہو جانا اور مسافروں کا فوری طور پر باہر نہ نکلنا بھی ہے، یوں متاثرہ بسوں کے مسافر عالمِ گھبراہٹ اور دم گھٹنے کی وجہ سے بڑی تعداد میں لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور زخمی ہو جاتے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل توجہ اور غور طلب ہے کہ اگر حاکم الوقت اور صوبوں کی انتظامی اُمور چلانے والے ہائی ویز اور لنگ روٹوں کو چوڑا اور کشادہ نہیں کرتے ہیں اور اِس مد قومی خزانے سے نکالی جانے والی رقوم اور اخراجات کو اپنے اللے تللے اور عیاشیوں میں اُڑا دیتے ہیں تو کم از کم وہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ مُلک کے غریب اور محب وطن شہریوں پہ اتنا احسان کردیں کہ ایک شہر سے

دوسرے شہروں یا ایک صوبے سے دوسرے صوبوں کو جانی والی لانگ روٹ کی بسوں میں ہنگامی اخراج کے ایک سے زائد دروازے بنائے جانے کے قانون پاس کروادیں اور اِن بسوں میں جتنے بھی ایسے ہنگامی اخراج کے راستے موجود ہوں وہ سب کے سب مینولی ہوں یعنی یہ کہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں بسوں کے عملے کے علاوہ جنہیں سادہ طریقے کار کے استعمال سے فوری طور پر کوئی بھی مسافر کھول سکے)اور ایسے قوانین بھی بنائیں جائیں کہ کوچز اور بسوں کا عملہ روانگی سے قبل بس میں سوار مسافروں کو احتیاطی تدابیر سے بھی آگاہی دے کہ خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی حادثے کی صورت میں دائیں یا بائیں بس کے پلٹے جانے پر یہ دروازے بھی فوری طور پر کھولے جاسکتے ہیں تاکہ مسافر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہوجائیں آج ایسے قوانین اور اِس سے بہتر طریقے کار کو رائج کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہمارے اِس لاقانونیت والے دیس میں مختلف بہانوں سے مرنے والے معصوم و غیور حب الوطنی شہریوں کو بچایا جاسکے اور غریب زندہ رہ سکیں۔

آہ..!! بدقسمت کراچی کوچ کے 67 مسافروں کی ہلاکتیں کس کے سر ہے

.... انتظامیہ کی نااہلی اور ڈرائیوروں کی غفلت سے بس کا حادثہ رونما ہوا ہے
لانگ روٹ کی بسوں میں بسوں کا عملہ روانگی سے قبل مسافروں کو ہنگامی اخراج کے
راستوں کے استعمال و آگاہی کی تربیت بھی دے۔
ایسا لگتا ہے کہ جیسے سرزمینِ پاکستان کے شہریوں کی قسمت میں غم اُٹھانا لکھ دیا گیا ہے
اَب یہ اِن کی بد قسمتی نہیں ہے تو کہو پھر اور کیا ہے...؟؟ کہ میرے مُلک کے شہر کبھی،
دہشت گردی تو کبھی بسوں کے حادثات اور بعض دیگر حوادث کی صورت میں اپنے
پیاروں کی لاشیں اپنے کاندھوں پہ اُٹھاتے ہیں،اور رو پیٹنے کے بعد یہ سوچ کر خاموش
ہوجاتے ہیں کہ اَب کچھ ٹھیک ہوجائے گا مگر ہائے رے افسوس کہ کچھ بھی درست نہیں
ہوتا ہے..سب ایسا ہی رہتا ہے جیسا پہلے تھا اور پھر قوم کے حصے میں کوئی نیا حادثہ
آجاتا ہے،ابھی قوم سولہ دسمبر پشاور میں پیش آئے سانحہ سے بھی نہ سنبھل پائی تھی
کہ میرے مُلک میں دیگر دہشت گردی کے واقعات رونما ہوگئے آج بلاشبہ 10 جنوری
کو کراچی میں بس اور آئل ٹینکر میں ہونے والا تصادم بھی ایک بڑا قومی سانحہ ہے جس
نے ساری پاکستانی قوم کو غمزدہ کردیا ہے اَب اِسے حاکم الوقت اور انتظامیہ کی نااہلی
کہیں یا مُلک میں

لاقانونیت کا راج ... کہ کراچی سے شکارپور جانے والی بس کے مسافر موت کا شکار ہوگئے اور آغوشِ قبر میں اَبدی نیند جا سوئے ہیں مرحومین کی لاشوں کو ورثاء کے حوالے کرنے ٹیسٹ کئے جارہے ہیں اِس عمل کے دوران بھی کافی ٹائم لگ DNA کے لئے لواحقین کے ٹیسٹ کی مشین تک DNA رہا ہے اِس کی وجہ یہ ہے کراچی جیسے دنیا کے انٹرنیشنل شہر میں نہیں ہے یہاں بھی سندھ حکومت کی نااہلی ہی سامنے آرہی ہے کہ اَب تک اِس نے شہر ٹیسٹ مشین کا بندوبست ہی نہیں کیا ہوا ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ DNA میں میرے مُلک اور میرے شہروں جتنے بھی اور جس قسم کے بھی حادثات رونما ہوتے ہیں اِن میں یقیناً انتظامیہ کی نااہلی کا عنصر سرفہرست ہوتا ہے کراچی سے شکارپور جانے والی بس کے مسافروں کو پیش آئے واقعے میں بھی بڑی حد تک انتظامیہ کی نااہلی تھی جو حادثہ ہائی وے پر ڈرائیوروں کی غفلت سے رونما ہوا اور 67 مسافر القمہ اجل بن گئے۔
یہ ٹھیک ہے کہ آج اگر ہمارے یہاں قانون اور قانون کی بالادستی قائم رہتی تو ممکن تھا کہ سانحہ نیشنل ہائی وے سمیت کوئی بھی سانحہ رونما نہ ہوتا اور میرے دیس میں بھی دہشت گردی، قتل و غارت گری اور کرپشن جیسے بہت سے جرائم اُتنے نہ پنپ پاتے جتنے کہ آج یہ سرچڑھ کر بول رہے ہیں آج یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ میرے دیس میں کرپشن اور لاقانونیت کی مثال مُلک میں قانون سازی کرنے والے ایوانوں اور اداروں سے لے کر قبرستانوں تک میں موجود ہے، شاید یہی

وجہ ہے کہ میرے مُلک میں اِنسانوں کی اہمیت چوپایوں اور حشرات الارض سے بھی کم ہے کیوں کہ میرے دیس میں قانون کا عملی اطلاق کہیں بھی نظر نہیں آتا ہے ،اَب قانون کا مساوی اطلاق کون کرے گا اور کب ہوگا...؟ یہ اور اِس جیسے بہت سے سوالات خواب اور صرف کتابی اور طسلماتی سے لگنے لگے ہیں،آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات میں میری نوجوان نسل اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، علماء کرام ، دانشوروں، قانون دانوں، صحافیوں اور اہلِ ہنر وفن کے دُہرے معیار سے مایوس ہے اَب ایسے میں سب کو چاہئے کہ وہ اپنی نوجوان نسل کے تحفظات کو دور کریں اور اپنا اپنا وہ کردار پیش کریں جو اِن سب کا حقیقی کردار ہے ورنہ نوجوان نسل مخمصوں میں ہی پڑی رہے گی۔

بہر حال...!! دس جنوری ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب کراچی کے علاقے میمن گوٹھ سے متصل سُپر ہائی وے لنک روڈ پر شکارپور یا خیر پور جانے والی مسافر کوچ نمبر JB-1185 جس میں 60 سے 70 سے زائد افراد سوار تھے یہ بدقسمت بس مخالف سمت سے آنے والے ایک تیز رفتار آئل ٹینکر سے ٹکرا گئی جس کے بعد یہ اطلاعات آئیں کہ اِس خوفناک تصادم کے بعد دونوں گاڑیوں میں آگ بھڑک جانے کے نتیجے میں 67 افرادزندہ جل گئے جبکہ متعدد افراد زخمی ہوگئے ہلاک ہونے والوں میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے یوں آج ایک بار پھر سانحات اور دہشت گردی کے نتیجے میں اپنے پیاروں کی ہلاکتوں سے پہلے ہی سے غم سے نڈھال میرے شہر کراچی

کے محب وطن شہری اور میرے پیارے دیس پاکستان کے غیور عوام کے غموں میں اضافہ ہوگیا ہے آج اِس سانحے پر ہر آنکھ اشکبار ہے اور حاکم الوقت اور اپنے کرتادھرتاؤں سے یہ سوالات کرتی ہے کہ آخر کب تک ہم کہیں دہشت گردی، تو کہیں ٹارگیٹ کلنگ، تو کہیں انتظامیہ کی نااہلی و خود غرضی، پولیس گردی اور سڑکوں پر ڈرائیوروں کی ڈرائیور گردی و بدمعاشی کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے اپنے پیاروں کے لاشے اپنے کاندھوں پہ اُٹھاتے رہیں گے...؟؟ اور اِنہیں اپنے ہاتھوں سے قبر کی آغوش میں سُلاتے رہیں گے..؟؟ اور زندگی بھر رونے کا روگ اپنے سینے سے لگائے بیٹھے رہیں گے...؟؟ جبکہ حاکم الوقت اور حکومتی انتظامیہ ہر سانحے اور حادثے کے بعد اپنا الزام دوسرے کے سر تھونپ کر بچ نکلتی رہے گی...؟؟ اور میرے شہر اور مُلک کے محب وطن غریب پاکستانی شہری ہر سانحے اور حادثے پر اللہ کی رضا جان کر خاموش بیٹھ جایا کریں گے..؟؟ آج یہ وہ سوالات ہیں جن کے فوری جوابات کا طلب گار ہر محب وطن غریب پاکستانی ہے، کیا اِن سوالات کے جواب حاکم الوقت یا نااہل انتظامیہ کے کرتادھرتا دے سکیں گے...؟؟

اگرچہ ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب کو اسٹیل ٹاؤن کے قریب لنک روڈ پر رات گئے مسافر بس اور آئل ٹینکر میں 67 افراد کے جان بحق اور متعدد کے زخمی ہونے کا

سانحہ کوئی نیا واقعہ نہیں تھا ایسے واقعات ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں اب تک جن میں بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہر حادثے کے بعد انتظامیہ کی جانب سے اپنا قصور چھپانے کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے، جو کئی دِنوں، ہفتوں اور ششماہی تک جاری رہتا ہے اور پھر یوں ہوتا ہے کہ فائلیں دبا دی جاتی ہیں، کوئی حل نہیں نکلتا ہے اور سب ماضی کا حصہ بن جاتا ہے، مگر کسی بھی حادثے کے بعد اگلے سانحے سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا دیرپا اور مستقبل تدارک کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر سانحے کے بعد اگلے کسی خوفناک سانحے کا خدشہ موجود رہتا ہے اور پھر وہی ہو جاتا ہے جس کا ڈر رہتا ہے مگر حاکم الوقت اور صوبوں انتظامیہ ہیں کہ اِن کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگتی ہے، قوم نے تو سوائے صبر کے کچھ نہیں کرنا ہوتا ہے یہ اِس بار بھی یہی کرلے گی اور اِسے اُمید ہے کہ ابھی یہی کچھ ہوگا، جیسا کہ حاکم الوقت اور ہر حادثے اور سانحے کے بعد صوبائی انتظامیہ کرتی آئی ہے۔

دس جنوری کو کراچی میں میمن گوٹھ تھانے کی حدود اسٹیل ٹاؤن سُپر ہائی وے سے متصل لنک روڈ پر مسافر بس شعیب کوچ اور مخالف سمت سے آنے والے تیز رفتار آئل ٹینکر کے درمیان خوفناک تصادم کے نتیجے میں لگنے والی آگ سے 59 ہلاکتیں ممکن ہے کہ نہ ہوتیں جتنی کہ ہو گئیں ہیں اگر اِس بس میں باہر نکلنے والے راستوں / دروازوں نہ لگا ہوتا... یہ ایک (HYDRAULIC SYSTEM) پر ہائی ڈرولگ سسٹم

ایسا کمپیوٹرائز نظام ہے جو آٹو میٹک کمپیوٹرائز سسٹم کا غلام ہوتا ہے، جس سوائے بس ڈرائیور یا بس کے عملے کے کوئی دوسرا استعمال نہیں کر سکتا ہے، چوں کہ کسی بھی حادثے کے وقت بس کا ڈرائیور یا تو ہلاک ہو چکا ہوتا ہے یا اگر کسی وجہ سے بس کا باقی عملہ بچ جاتا ہے تو وہ پہلے اپنی جان بچا کر بھاگنے میں ہی اپنی عافیت جانتا ہے یوں اکثر و بیشتر پیش آئے واقعات میں یہ بات مشاہدات میں آئی ہے اِس لئے ہمارے یہاں بد قسمتی سے جتنے بھی حادثات رونما ہوئے ہیں، اور اِن حادثات کے نتیجے میں جتنی ہلاکتیں ہوئیں ہیں، اِن کی ایک وجہ تصادم کے نتیجے میں بسوں میں نصب دروازے کھولنے والے سسٹم کا خراب ہو جانا یا نہ کھولے جانا بھی ہے، جس کی وجہ سے حادثے کے وقت بسوں کے پلٹے جانے سے بسوں میں قائم ون سائڈیٹ دروازوں کا بند ہو جانا اور مسافروں کا فوری طور پر باہر نہ نکلنا بھی ہے، یوں متاثرہ بسوں کے مسافر عالمِ گھبراہٹ اور دم گھٹنے کی وجہ سے بڑی تعداد میں لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور زخمی ہو جاتے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل توجہ اور غور طلب ہے کہ اگر حاکم الوقت اور صوبوں کی انتظامی اُمور چلانے والے ہائی ویز اور لنگ روٹوں کو چوڑا اور کشادہ نہیں کرتے ہیں اور اِس مد قومی خزانے سے نکالی جانے والی رقوم اور اخراجات کو اپنے الللے تللے اور عیاشیوں میں اُڑا دیتے ہیں تو کم از کم وہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ مُلک کے غریب اور محب وطن شہریوں پہ اتنا احسان کر دیں کہ ایک شہر سے

دوسرے شہروں یا ایک صوبے سے دوسرے صوبوں کو جانی والی لانگ روٹ کی بسوں میں ہنگامی اخراج کے ایک سے زائد دروازے بنائے جانے کے قانون پاس کروادیں اور اِن بسوں میں جتنے بھی ایسے ہنگامی اخراج کے راستے موجود ہوں وہ سب کے سب مینولی ہوں یعنی یہ کہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں بسوں کے عملے کے علاوہ جنہیں سادہ طریقے کار کے استعمال سے فوری طور پر کوئی بھی مسافر کھول سکے)اور ایسے قوانین بھی بنائیں جائیں کہ کوچز اوربسوں کا عملہ روانگی سے قبل بس میں سوار مسافروں کو احتیاطی تدابیر سے بھی آگاہی دے کہ خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی حادثے کی صورت میں دائیں یا بائیں بس کے پلٹے جانے پر یہ دروازے بھی فوری طور پر کھولے جاسکتے ہیں تاکہ مسافراپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہوجائیں آج ایسے قوانین اوراِس سے بہتر طریقے کار کو رائج کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہمارے اِس لاقانونیت والے دیس میں مختلف بہانوں سے مرنے والے معصوم و غیور حب الوطنی شہریوں کو بچایاجاسکے اور غریب زندہ رہ سکیں۔

آج دنیا میں دہشت گرد نما شیطان آزار اور نہتے اِنسان قید ہیں کیوں۔ ۔ ؟

لو...اَب دہشت گرد دنیا کو بتائیں گے وہ راہِ راست پہ ہیں اور ہم بھٹکے ہوئے لوگ ہیں...؟؟؟

آج دنیا بھر میں مختلف سیاسی و مذہبی دہشت گردی کے شیدا عناصر (دہشت گردوں) نے اپنے مکروہ نظریات کا پرچار کرکے یہ تمیز ختم کردی ہے کہ کون راہِ راست پہ ہے اور کون بھٹکا ہواہے...؟؟اَب ایسے میں یہ بھٹکے ہوئے عناصر اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ طاقت کے بل پہ دنیا بھرکے اِنسانوں کو اپنا ہم خیال بنالیں گے اور دنیا اِن کے پیچھے ہولے گی...؟؟اور پھر یہ دعویٰ کریں گے کہ یہ اپنے سیاسی و مذہبی نظریاتی اعتبار سے درست تھے...؟؟درست ہیں...؟؟اور یہی ہمیشہ درست رہیں گے...؟؟تو یہ اِن کی صریح بھول ہوگی اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آج یہ دنیا میں بزورِ قتال اپنا وجود منوانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور اِنہوں نے دنیا کو فتح کرلیا ہے تواَب ایسے دہشت گرد عناصر جن کا تعلق خواہ کالعدم تنظیموں سے ہو یا اِن کا سرا کہیں سے دنیا میں سر اُٹھاتے نئے فتنے قتالِ داعش سے جاملتاہو وہ یہ جان لیں کہ یہ سب کے سب اِنسان کہلانے کے قطعاََ حقدار نہیں ہیں بلکہ ایسے عناصر دراصل دہشت گرد نما وہ شیطان ہیں آج جن کے شر سے دنیا جہنم بنتی جارہی ہے،آج دہشت

گردوں کے ہاتھوں دنیاکا وجوداور امن خطرے سے دوچار ہے،اِنسانیت کویر غمال بناکر اپنا خودساختہ سیاسی اور مذہبی نظریہ گولی اور بم سے رائج کرنے کا عمل جس طرح سے جاری ہے دہشت گردوں کا یہ عمل دنیاکو تباہ اور بربادی کا سبب ہے اَب تک جس کے تدارک کے لئے مذہب وملت کے اختلافات کو بھولا کرایک ایجنڈے پر باہم متحد اور منظم ہوجائے اورایسی منصوبہ بندی کی جائے کہ دنیا سے دہشت گرد اور دہشت گردی یقینی طور پر ختم ہوجائے مگر افسوس ہے کہ سنجیدگی سے ایسا نہیں کیاجارہاہے شائدآج بھی دنیاکے بیشتر ممالک دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرے سے ناواقف ہیں یا یہ سب کچھ جان کر بھی انجانے بنے ہوئے ہیں اوراِس گمان میں ہیں کہ اِن کا کوئی کچھ نہیں بگاڑسکتاہے یااِن کا یہ خیال ہو کہ عالمی دہشت گردی سے وہ ڈریں جنھوں نے دہشت گرد پیداکئے ہیں توایسے خوابِ خرگوش میں پڑے ممالک سے راقم الحرف بس یہ عرض کرناچاہے گا کہ آج دنیاکے دہشت گردوں کے نزدیک سب بھٹکے ہوئے ہیں بس اپنی سیاسی ومذہبی دہشت گردی کے خاطر جو یہ کررہے ہیں وہی ٹھیک اور راہ راست پہ ہیں اور دوسرے غلط ہیں۔

اگرچہ آج اِس سے بھی انکار نہیں کہ ہر زمانے کے ہر مذہب کے ماننے والوں کا ہمیشہ ہی سے یہ پکا عقیدہ رہاہے کہ خداکے ساتھ محبت کا دعویٰ اُس وقت تک غلط ہی ثابت ہوتاہے کہ آپ جب تک کائنات کے ادیان و رنگ و نسل اور سرحد سے

تعلق رکھنے والے اِنسانوں کے ساتھ محبت کو اہم نہیں سمجھتے ہیں تو آپ کسی بھی طور خدا کے ساتھ محبت کے حقیقی دعویدار نہیں ہو سکتے ہیں دورِ حاضر میں اِنسانوں کو اپنے سیاسی اور مذہبی عقائد کے خاطر دہشت گردی سے قتال کرنے والے دنیا میں سوائے قتال بازی پھیلانے کے اور کچھ نہیں کر رہے ہیں۔یوں اَب آپ یہ نکتہ بغیر چوں وچراں مان لیجئے کہ اِنسان کا اِنسانوں میں تقدس محبت واخلاق اور عفوودرگزر کے باہمی تعلقات کے رشتے استوار کرنے میں ہی پنہا ہے،اِس کے بغیر اِنسان اور اِنسانی معاشرے حیوان اور جنگل کے بدترین قانون میں ڈھل کر بدترین ماحول میں تبدیل ہوجاتے ہیں اِن دِنوں یکدم ایسی ہی ایک مثال ہمارے یہاں باآسانی دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے جہاں آدمیوں کا ہجوم تو موجود ہے مگر افسوس ہے کہ اِس ہجوم میں اِنسان اور اِنسانوں کا کثرت سے کال ہے۔

جبکہ آج کا مادہ پرستی میں جکڑا ہوااِنسان خواہ اِس کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطے سے ہو وہ اپنی حقیقت بھول چکاہے ، یہ اِنسان دنیا کی چکاچوند میں پڑ کر اُس راہ سے بھٹک گیا ہے اِسے جس راہ پر قائم رہ کر اپنے گوہر دکھانے تھے ،اور اپنے قول و کردار سے دنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ بنانا تھا،مگر ہائے رے صد افسوس...!! کہ آج کا اِنسان وہ نہیں رہاہے جس کے لئے خالقِ کائنات نے اِسے تخلیق کیا تھا،آج اِس پہ شیطانیت غالب آچکی ہے، اور آج کا اِنسان تو

سالوں پہلے ہی احترامِ انسانیت کا گلا دبا چکا ہے،اور اپنے ہی ہاتھوں سے منوں مٹی تلے اِنسانیت کو دفن کرچکا ہے،آج یہ کیسااِنسان ہے کہ جو مفاد پرستی ، کینہ پروری، کرپشن اورفرقہ واریت ، ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردی کو اپنی کامیابی سمجھنے لگا ہے ،اور ایسی ہی بہت سی شیطانی فطرت خصلت کو سینے سے لگائے پھر رہا ہے اور زمین خدا پہ فسادات .برپا کررہاہے، گو کہ آج جدھر بھی نظر جائے یا سماعت کے پردوں سے سے کچھ ٹکرائے تو بس دہشت گردی کی ہی آواز اور نہتے اِنسانوں کی ہلاکتوں کی ہی خبریں سُننے کو ملتی ہیں۔بے شک ...!!آج میرے دیس پاکستان میں بسنے والے تمام اِنسانوں سمیت ساری کائنات کے ادیان کے پیروکار کا ایک سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے اور وہ دہشت گردی جو بھٹکے ہوئے اِنسانوں سے ہی شروع ہوتی ہے اور معصوم و نہتے اِنسانوں کو قبر کی آغوش میں پہنچانے کے بعد ہی جاکر ختم ہوتی ہے،آج دنیا بھر میں دہشت گردی جیسے فعلِ شنیع کرنے والے اِنسان نما شیطان آزاد ہیں تو وہیں آج ہر زمانے کے ہر معاشرے کے ہر طبقے کے ہر طور طریقے سے تعلق رکھنے والے شرافت واِنسانیت کا عَلم بلند کرنے والے معصوم و نہتے اِنسان دہشت گردوں کی بے لگام دہشت گردی کے آگے خاموش قیدی بن کر زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں ،آج دنیا کے کسی بھی مُلک کو دیکھ لیں وہ دہشت گردی کے ناسُور میں ایسا جکڑ دیا گیا ہے کہ اُس کے یہاں اِنسان ڈرے سہمے اور شیطان آزاد ہیں جو اِنسانی معاشروں میں انارگی پھیلارہے ہیں اور اِنسانوں کے مقدس خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔ (ختم شُد)

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت اور فرانسیسی جریدے کی ہٹ دھرمی

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت اور فرانسیسی جریدے کی ہٹ دھرمی پراُو آئی سی اور عالمی برداری کی خاموشی.

فرانسیسی جریدہ مذہبی دہشت گردی کا مترکب ہوا ہے،فرانسیسی جریدہ گستاخانہ خاکوں سے باز آجائے ورنہ....؟؟

سب سے اُولیٰ ، واعلیٰ ہمارا نبی ،سب سے بالاو والاہمارا نبی ،اَب کیا گستاخانہ خاکوں کے خلاف اُمتِ مسلمہ احتجاج بھی نہ کرے...؟؟؟

بے شک ...!آج یہ آوازہر مسلمان کے دل کی صدابن چکی ہے جو تا قیامت جاری رہے گی،اور روزِ اول ہی سے یہ ہر مسلمان کا ایمانِ کامل ہے کہ:

سب سے اُولیٰ ،واعلیٰ ہمارا نبی ﷺ ،سب سے بالاو والاہمارا نبی ﷺ

اپنے مولیٰ کا پیاراہمارا نبی ﷺ، دونوں عالم کا دولھاہمارا نبی ﷺ

آج ایک بار پھر فرانسیسی جریرہ گستاخانہ خاکے شائع کرکے عالم اسلام کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاکر جس مذہبی دہشت گردی کا مترکب ہورہاہے اُمتِ مسلمہ اِس کے خلاف کمربستہ ہوچکی ہے، اَب موجودہ صورت حال

میں یہ بھی بہت ضروری ہوگیا ہے کہ دنیا کے امن کے خاطر اِس سلسلے کو فی الفور روکا جائے ورنہ... ورنہ دنیا پر اِس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے جس کا خمیازہ ساری دنیا کو بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

بہر حال...!! آج فرانسیسی جریدے کی ہٹ دھرمی پر اُو آئی سی اور عالمی برداری کی خاموشی بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ اِس معاملے پر اُو آئی سی اور عالمی برادری کیوں تماشائی بنی بیٹھی ہے...؟؟ اور اِسے لگام دینے کے بجائے اُلٹا اِس کا ساتھ دے رہی ہے تو کیا....؟ اَب فرانسیسی جریدے کی اِس دہٹ دھرمی پر اِس کی حمایت اور ساتھ دینے والے آسٹریلیا اور امریکا جیسے ممالک سمیت دیگر کفر کی طاقتوں کے سامنے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کے خلاف اُمتِ مسلمہ اپنے غم وغصے کا اظہار کرے اور احتجاج کرتے ہوئے اپنی یہ آواز بھی بلند نہ کرے کہ:

بتلا دو گستاخ نبی ﷺ کو غیرت مسلم زندہ ہے

اُن ﷺ پر مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آج جس طرح عالم کفر یکجا ہو کر اُمت مسلمہ کے خلاف سازشوں میں مبتلا ہے، اِس کا مقابلہ عالمِ اسلام کے مسلمان کر سکتے ہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسلمان کمزور ہیں یا اِن کی طاقت کم ہوگئی ہے آج کفر کی طاقتیں اپنی نادانی سے مسلمانوں

کے جتنے بھی مذہبی جذبات بھڑکائیں گیں عالمِ اسلام کا مسلمان اُتنا زیادہ ہی مضبوط اور مستحکم ہوگا،آج گستاخانہ خاکوں کے خلاف قلعہ اسلام پاکستان سے لے کر، فلپائن، ایران، ترکی، مصر، سعودی عرب سمیت سارے عالم اسلام کی معروف مذہبی تنظیموں کی جانب سے بھی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاجوں اور اظہارِ مذمت کا سلسلہ شروع ہوچکاہے اور اَب یہ اُس وقت تک جاری رہے گاجب تک گستاخانہ خاکے بنانے والے اپنی ناپاک حرکت سے باز نہیں آجاتے ہیں۔

جبکہ اُدھر گزشتہ دنوں جب فرانس کے دارالحکومت پیرس سے یہ خبر آئی تھی کہ 7 جنوری 2015 بروزبدھ پیرس میں گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے سیاسی جریدے ’’چارلی ہیبدو‘‘کے دفتر پر ہونے والے حملے میں 10 صحافیوں اور 2 پولیس اہلکاروں سمیت 14 افرادہلاک ہوگئے،اِن ہلاک شدگان میں پچھلے سالوں میں توہین آمیز کارٹونسٹ جریدے کے چیف ایڈیٹر اسٹیفین کاربوئیر اور دیگر تین کارٹونسٹ بھی شامل ہیں،اگرچہ تب یہ سمجھ نہیں آرہاتھاکہ اَب سانحہ فرانس پر کیاکیاجائے...؟؟ابھی بہت سے اِس شش وپنج میں ہی تھے کہ 11 جنوری 2015،بروزاتوار کو پیرس سے یہ خبر بھی آگئی کہ ’’فرانس میں توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے جریدے/اخبارشاغلے ایبدوپر حملے میں کم و بیش 17 افراد کی ہلاکتوں کے خلاف پیرس میں ملین مارچ ہواجس میں اِدھر اُدھرکے لگ بھگ 40 ممالک کے مسلم ، عیسائی،یہودی رہنماؤں اور سربراہان مملکت نے ریلی میں

شرکت کی اور سب نے لہک لہک کرہلاک شدگان کے لواحقین سے اظہار یکجہتی کیا ہے تو بہت افسوس ہوااور بے ساختہ یہ الفاظ زبان سے نکل گئے کہ عالمی.برادری کا یہی دوغلہ پن دنیا کی تباہی کا سبب بھی ہوسکتا ہے اِس معاملے میں عالمی.برادری کو غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا کیونکہ جب اُس وقت عالمی.برادری نے گستاخانہ خاکے شائع کرنے پر خاموش اختیار کرر کھی تھی تو آج بھی اِسے خاموش رہنا چاہئے تھا مگراِس نے قطعاً ایسانہیں کیاہے جبکہ ایک طرف یہی فرانس اور عالمی.برادری ہے کہ جس کی آزادی اظہاررائے کا پول اِس وقت کھل کرسامنے آگیاجب پیرس میں یہود مخالف فرانسیسی مزاح نگارڈیوڈون کو محض اِس لئے گرفتارکرکے ان پر مقدمے کا اعلان کردیاہے کہ اُنھوں نے اپنے ایک تبصرے میں مبینہ طورپر پیرس حملہ آوروں میں سے ایک کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کیا تھاپراسیکوٹر نے کامیڈین کے خلاف مقدمے کا آغازاس وقت کیاجب اُنھوں نے اپنے فیس بک پیج پر یہ تبصرہ کیاکہ آج وہ خودکو شاغلے کو لیبلی جیسامحسوس کررہے ہیں۔

خبرہے کہ یہ مرکزی ریلی جواُن گستاخانہ خاکے بنانے والے کم بختوں سے یکجہتی کے اظہارکے لئے نکالی گئی تھی اِس مرکزی ریلی میں فرانسیسی صدرفرانسوااولاند،برطانوی وزیراعظم ڈیوڈکیمرون، جرمن چانسلرانجیلامرکل، ترک وزیراعظم احمد داؤداوغلو، فلسطینی صدر محمودعباس، اسرائیلی وزیراعظم

بنیامین نیتن یاہو، اردن کے شاہ عبداللہ دوئم اور ملکہ رانیہ، روسی وزیر خارجہ سرگئی لاروف سمیت 40 ممالک کے رہنماؤں اور (ہمارے علاوہ) کئی ممالک کے وزرائے خارجہ نے بھی شرکت کی، اِن دنیا کی اپنی نویت کی اِس انوکھی اور عالمی ریلی کے شرکاء نے پیرس حملوں میں مارے جانے والے افراد کی یاد میں ایک منٹ کی خاموش اختیار کرکے یکجہتی کا توخُوب مظاہرہ کیا مگر افسوس ہے کہ اِس موقعے پر اِن عالمی رہنماؤں نے اپنی زبانوں سے کوئی ایک بھی لفظ ایسا ادا نہیں کیا اور عالمی سطح پر کسی نے بھی یہ تک کہنا گوارا نہیں کیا کہ ''اَب آزادی اظہار کے نام پر کوئی بھی ایسی مذہبی دہشت گردی نہ کرے، جس سے کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے اور منفی سوچ اور منفی جذبات اُبھریں اور انتقام کی آگ فرانسیسی جریدے کو پیش آئے سانحے تک لے جائے، اقوامِ عالم کو ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور آج دنیا کو امن و محبت اور اتحاد کا گھوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ احترامِ اِنسانیت کے ساتھ ساتھ احترامِ ادیان کا بھی خاص خیال رکھا جائے'' جبکہ یہاں قابلِ غور اور توجہ طلب امر یہ رہا کہ اِس موقع پر اُلٹا پیرس کی اہم شاہراہوں پر انسانوں کا سمندر امڈ آیا اور لاکھوں لوگ توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے فرانسیسی اخبار کے ہلاک ہونے والے کارٹونسٹ اور صحافیوں کو اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر باآوازِ بلند خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے شاغلے، شاغلے کے نعرے لگاتے رہے اور اِس موقع فائدہ اُٹھاتے ہوئے فرانسیسی صدر فرانسوا اولانڈ نے تو یہ تک کہا کہ آج ہمارے

لوگوں کی ہلاکت پر دنیا بھر سے آئی ہوئی اہم شخصیات نے حوصلے بڑھا دیئے ہیں دیکھو کہ پیرس دنیا کے دارالحکومت کا منظر پیش کر رہا ہے۔

جبکہ اُدھر اِس ریلی کو اپنی کامیابی اور عالمی سطح کے رہنماؤں کی مکمل یکجہتی تصور کرنے والے فرانسیسی جریدے نے اپنی ہٹ دھرمی میں رتی برابر بھی کمی نہیں کی ہے اور اپنے اُوپر قیامتِ صغریٰ ٹوٹ جانے کے بعد بھی فرانسیسی جریدہ مسلسل تیزی کے ساتھ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کر رہا ہے جس پر مسلم دنیا میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے اور آج بار پھر ساری اُمتِ مسلمہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر سراپا احتجاج ہے اور جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے ویسے ویسے مسلم دنیا میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف احتجاجوں ، ریلیوں اور مظاہروں کا سلسلہ زور پکڑتا جا رہا ہے، جہاں مسلم برادری گستاخانہ خاکوں کے خلاف سراپا احتجاج ہے تو وہیں جیسے آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف فرانسیسی جریدے نے اپنی مزید 50 لاکھ کاپیاں شائع کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہے جسے فرانسیسی قطار لگا کر جوق در جوق حاصل کر رہے ہیں،اِس سے عالمِ اسلام میں شدید غم وغصے کی لہر کا پیدا ہونا اِن کے ایمان کا تقاضہ ہے اب اس پر کسی دوغلی اُو آئی سی یا عالمی برادری کو تحفظات کا اظہار کرتے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج اِس نے اپنے رویوں سے خود دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا کردار ادا کیا ہے، گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر اُمتِ مسلمہ کے خلاف کسی قسم کے اقدامات کرنے

سے پہلے اُو آئی سی اور عالمی برداری کو اپنے گریبانوں میں بھی ضرور جھانکنا ہوگا، کیوں کہ آج حالات کی خرابی کی ساری ذمہ دار یہی دونوں ہیں۔

یورپ کے انتہاپسند اور مذہبی جنونی صحافیوں کا پوپ پر اسلام نوازی کا الزام

پوپ فرانسس : دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں سے نہ جوڑا جائے...
1967کے معاہدے کے تحت تو اسلام اور عیسائیت اِنسانیت سے پیارے کرنے والے مذاہب ہیں

آج ایک فرانسیسی ملعون جریدے کے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے بعد مسلم دنیا میں شدید غم وغصے کی لہر پیدا ہو گئی ہے عالم اسلام فرانسیسی جریدے کی اِس ناپاک حرکت کے خلاف سراپا احتجاج ہے،پاکستان میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف قومی اسمبلی میں مذمتی قرارداد منظور کی گئی اور ارکان نے احتجاج کیا ہے،آج گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے بعد اسلامی دنیاکے بیشتر ممالک میں پُرامن تو کہیں پُرتشدد احتجاجوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوچکاہے، جس کا مقصد فرانسیسی ملعون جریدے کوآزادی اظہار کی آڑ میں اِس کی ناپاک حرکت پر مسلم دنیاکے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کئے جانے پر اُمتِ مسلمہ سے معافی مانگوانا اور آئندہ آزادی اظہار کی آڑ لے کر اِسے اور کسی اور کو ایسی ناپاک حرکت کرنے سے بازرکھناہے،آج ساری مسلم دنیاکے مسلمان پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ اپنے پیارے آقا ﷺ، محسنِ اِنسانیت ﷺ ، معلم اِنسانیت ﷺ، نور مجسم ﷺ

حضورِ پُر نور ﷺ، امام الانبیا ﷺ نبی آخری الزماں ﷺ، ختم المرسلین ﷺ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق و محبت سے سرشار ہیں اور فرانسیسی جریدے کی گستاخانہ خاکوں کی شیطانیت کو پوری قوت کے ساتھ مسترکرنے کے لئے سڑکوں پہ ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ پچھلے دِنوں پوپ فرانسس نے بھی فرانسیسی ملعون جریدے کی گستاخانہ خاکوں کی چھپائی کو عیسائیت اور مسلم اُمہ کے خلاف سازش قرار دی ہے اور ایک موقع پر خود عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانسس نے گستاخانہ خاکوں کی مذمت کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ''آزادی اظہار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، کسی بھی مذہب کا مذاق اُڑانا درست نہیں۔۔۔اِس موقع پر اپنے مذمتی بیان میں اُنہوں نے بڑے کھلے دل ودماغ کا استعمال کیا اور اپنے کتوں اور سُوروں کا منہ چاٹنے والے پیروں کو سمجھاتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ کتوں اور سُوروں کو اپنے ساتھ رکھ کر اور اِن کا شوق سے گوشت کھاکر خود اِن جیسے حیوان نہ بن جائیں یہ اِنسان ہی خود کو حیوان نہ بنائیں اُنہوں نے کہاہے کہ اگر کوئی میری ماں کے خلاف نازیباں الفاظ استعمال کرتاہے تو اِسے میرا گھونسا کھانے کے لئے بھی تیار رہناچاہئے، پوپ فرانسس نے کہاکہ آزادی اظہار کی حد ہوتی ہے کسی بھی مذہب کی توہین نہیں کی جاسکتی ہے مزید برآں عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانسس نے کہاکہ لوگوں کو نہ ہی مذہب کے نام پر کسی دوسرے کے عقائد کی توہین اور نہ ہی مذہب کے نام پر کسی کو قتل کرناچاہئے ،اور دہشت

گردی کا تعلق اسلام یا مسلمانوں سے نہ جوڑا جائے''۔

جبکہ یہاں قابلِ غور امر یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانسس یہ ریماکس ایک اطالوی انتہاپسند مذہبی جنونی دہشت گرد صحافی انتونیو سوچی کو بڑے ناگوار گزرے اور اِس نے اپنے اخبار کرونا گا میں پوپ فرانسس کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے پوپ پر ہی اسلام نوازی کا الزام عائد کردیا ہے جس نے اپنے اخبار میں پوپ فرانسس سے متعلق مزید لکھا ہے کہ '' پوپ نے دعائیہ تقریب میں اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار نہ دے کر کھلم کھلا اسلام دوستی کی جو مثال قائم کی ہے وہ مذہب عیسائیت کی تعلیمات کے خلاف ہے پوپ کی اسلام نوازی کسی بھی طور مناسب نہیں ہے جس نے پوپ کی شخصیت کو عیسائیت میں مشکوک بنادیا ہے'' جبکہ آج اُمتِ مسلمہ یہ سمجھتی ہے کہ پوپ فرانسس نے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق جو ریماکس دیئے ہیں یہ حقائق پر مبنی ہیں اور ساتھ ہی مسلمہ اُمہ یہ بھی سمجھتی ہے کہ اگر واقعی پوپ کے یہ ریماکس خالصتاً نیک نیتی کی بنیاد پر ہیں تو ہم اِس کی قدر کرتے ہیں اور اگر اِن کے اِن ریماکس میں بھی اسلام دُشمنی پر مبنی ایسا کوئی سازشی عنصر چھپا ہوا ہے کہ ایک طرف سے چمکارے جاؤ اور دوسری جانب سے مارے جاؤ تو پھر یہ عیسائیت اور اسلام کے لئے سوائے ہولناکی کے سواکچھ نہیں ہوگا ہے جس کا سارا فائدہ یہودیت کو ہی ہوگا۔

بہر حال ...!! اُدھر ملعون دہشت گرد انتہا پسند مذہبی جنونی اطالوی صحافی انتونیو سوچی کے پوپ فرانسس کے خلاف لگائے گئے الزام کے جواب میں ویٹی گن سٹی سے پوپ کے ترجمان نے پوپ کے خلاف انتونیو سوچی کے الزام کو پروپیگنڈا قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ''پوپ فرانسس نے جو کہا وہ سب من و عن درست ہے، اسلام اور مسلمان دہشت گرد نہیں ہو سکتے ہیں، کیوں کہ جب عیسائیوں مذہبی تعلیمات میں دہشت گردی اور قتل وغارت گری ناپسندیدہ عمل ہے تو بھلا پھر محسنِ اِنسانیت ﷺ معلمِ اِنسانیت ﷺ نبی آخری الزماں ﷺ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشاق (مسلمانوں) جن کے عالمگیر دین اسلام کی بنیاد ہی محبت اور بھائی چارگی ،امن و آشتی پر قائم ہے وہ دہشت گردی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں اِس موقع پر پوپ کے ترجمان نے حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ'' 1976 میں عالمی سطح پر یہ طے ہوا تھا کہ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی اِنسانیت سے پیار کرنے والے مذاہب ہیں اور دونوں مذاہب ایک دوسرے کے قریب تر ہیں اِس لئے آج کے اِس نفسا نفسی کے دور میں اِن کے درمیان نفرت کو ختم کرنے اور اِنسانیت کی ترقی کے لئے یہ بنیادی اُصول بنایا گیا تھا'' مگر اَب شائد اسلام و مسلمانوں اور عیسائیت کے درمیان ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دوریاں پیدا کرنے اور ایک دوسرے کو لڑانے کے لئے مغرب کے بہت سے انتہا پسند اور مذہبی جنونیت میں مبتلا انتونیو سوچی جیسے صحافی اور فرانسیسی ملعون جریدے جیسے عناصر

گستاخانہ خاکوں سے اپنے عزائم کی تکمیل میں مصروفِ عمل ہیں جن کی ہر سطح پر مذمت کی جائے گی، جنھوں نے اپنی مذہبی جنونیت والی سوچوں اور انتہاپسندانہ کالموں سے عیسائیت کو اسلام کے خلاف بھڑکایا ہے اور عیسائیت میں سیکڑوں ایسے انتہاپسند اور مذہبی جنونی گروپ تیار کردیئے ہیں اَب جو ہر لمحہ عیسائیت کو اسلام اور مسلمانوں کے درمیان دستِ گریبان دیکھنا چاہتے ہیں آج جس پر یہ گروپ یہ سمجھتے کہ وہ اِس طرح عیسائیت کی خدمت کررہے اور عیسائیت کی بقاو سالمیت کو برقرار رکھ سکتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے اِس طرح تو عیسائیت کے یہ مذہبی جنونی گروپ دراصل اپنے وسائل کا بیجا استعمال کرکے عیسائیت کو دہشتگرد مذاہب قرار دلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

تاہم آج یورپ کے انتہاپسند اور مذہبی جنونیت میں مبتلا انتونیو سوچی جیسے صحافی اور فرانسیسی ملعون جریدے کا اتنا مضبوط اثرورسوخ سارے یورپ اور یورپی عوام پر قائم ہے کہ یہ جب چاہیں اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرلیتے ہیں اور جب یہ چاہیں عیسائیت اور اسلام کے خلاف جنگ وجدل اور آگ وخون کا رن کھلوا سکتے ہیں جیسا کہ اِنھوں نے پچھلے دِنوں کیا ہے۔

آج اہل یورپ کو عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانس کے اِس بیان کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچتے ہوئے یقیناً سمجھنا ہوگا کہ ’’آزادی اظہار کی حد ہوتی ہے، کسی

بھی مذہب کی توہین نہیں کی جاسکتی ہے'' اور امریکی صدر اور برطانوی وزیر اعظم کے اِس بیان کو عیسائیت اور مسلمانوں کے درمیان باعث تشویش جانناہوگا جیساکہ اُنھوں نے کہاہے کہ'' وہ کسی کو بھی آزادی اظہار رائے کو دبانے کی اجازت نہیں دیں گے'' گویا کہ امریکی اور برطانوی وزیر اعظم نے عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانسس کی مذمت کو بھی ہوامیں اُرادیاہے اور ہر حال میں آزادی اظہار کو مقدم جاناہے ،اَب کیااِن کا یہ عمل اور یہ سوچ دنیاکو امن کا گہوارہ بنائے گی ...؟؟یا آزادی اظہارِ کے نام پہ فرانسیسی جریدے اور انتونیو سوچی جیسے ملعون مذہبی جنونیت میں مبتلا صحافیوں کو پھر عیسائیت اور اسلام کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کے لئے اُکسائے گا...؟؟

جبکہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ اہل یورپ اپنے اردگرد ایسے عناصر کا خود احتساب کریں جو اِن میں اچھابن کر عیسائیت اور اسلام کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کررہے ہیں اور اپنے گھناؤنے قول وفعل سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاکر ایک طرف دنیاکے امن کو تباہ وبرباد کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں تو دوسری طرف اپنی ایسی مذہبی دہشت گردی اور انتہاپسندانہ جنونیت سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ عیسائیت کی خدمت کررہے ہیں ایسے عناصر کو اہل یورپ دہشت گرد گردان کرانہیں سزادے جو عیسائیت کا روپ دھار کر یسوح کی تعلیمات کو مسخ کررہے ہیں۔

پیٹرول کا بحران سنگین کیوں ہوا کوئی تو ذمہ دار ہوگا....؟؟؟

آج کیسے وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی اپنی نااہلی چھپانے میں لگے ہوئے ہیں...؟؟

اِن دِنوں سارا پاکستان ہی بجلی اور گیس کے بحرانوں کے بعد اَب پیٹرول بحران سے بھی دوچار ہوچکاہے اور حکومتی نااہلی کے باعث وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پیٹرول بحران میں خطرناک حدتک شدت آتی جارہی ہے، آج یہ نوبت کیوں اور کیسے آئی ہے...؟؟یقیناً یہ ایک الگ تشویشناک نقطہ ہے جبکہ آج یہ سوال ہر خاص و عام کی زبان پہ ہے کہ مُلک میں پیٹرول کا بحران سنگین کیوں ہواہے...؟؟ حالانکہ عوام کے پوچھے گئے اِس سوال کا جواب دیئے بغیر اوراِس معاملے کے درپردہ حقائق کو جانے بغیر ہی وزیراعظم نوزاشریف نے اپنے وزراء میں سب سے بڑے چاپلوس یعنی کہ وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل (معاف کیجئے گا...!!اِس وزارت کو خاقانِ اعظم کے ظالمانہ طرز سے چلانے والے) مسٹر شاہد خاقان عباسی کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے خاطر تُرنت اپنا ساراغصہ سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4اعلیٰ افسر معطل کرکے اُتاردیااور اپنے چاپلوس پسند وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کو بچالیاہے، وزیراعظم صاحب...!!یہ تو آپ اِنصاف نہ ہوا...؟؟وزیراعظم صاحب..!آپ کااِنصاف توتب ہوگاجب آپ پیٹرول بحران کے

اصل ذمہ دار وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی سے بھی استعفیٰ لیں اوراِن پہ نااہلی کی پکی مہر لگائیں تو عوام کو سُکھ ملے گا یوں وزیر کو بچاکر بچارے سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4اعلیٰ افسر کو معطل کرنے سے عوام کو پیٹرول بحران سے نجات نہیں ملے گی۔

اِس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ پیٹرول کا بحران وزارت اور محکمے کی صریحاً انتہائی ناقص کارکردگی اور خواب خرگوش میں پڑی رہنے والی حکمتِ عملی کے باعث ہوا ہے،اگروزارتِ قابل اور دوراندیش ہوتی تو یقیناً محکمے بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھتے...چونکہ آج یہ واضح ہوچکا ہے کہ جب وزارت ہی نااہل ہے تو پھر بھلا محکمے ہی کیا کرتے....؟؟ایسا تو ہونا ہی تھا..آج جیسا ہوگیا ہے۔

آج جس پیٹرول کرائسسز سے مُلک دوچار ہوا ہے اِس میں یقیناً وزیرخزانہ اسحاق ڈار اسحاق ڈالر) بھی اُتنے ہی ذمہ دار ہیں جتنے کے وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل) شاہد خاقان عباسی ہیں،ایک طرف وزیراعظم کے سمدھی وزیر خزانہ ہیں تو دوسری طرف وزیراعظم کے سب سے بڑے چاپلوس وفاقی وزیر شاہد خاقان عباسی ہیں جب ایسے لوگ وزیراعظم نوازشریف کی حکومت کا حصہ رہیں گے تو قوم خاطر جمع رکھے کہ مُلک میں پیٹرول کا بحران وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید سنگین تر ہوتا جائے گا،اور عنقریب سارا مُلک ہی اِس بحران کا شکار ہوجائے گا،اگرآج

وزیراعظم نواز شریف مُلک و قوم کے ساتھ مخلص ہیں اور یہ واقعی مُلک کو انرجی بحرانوں اور موجودہ پیٹرول بحران کو بڑھنے سے بچانا چاہتے ہیں تو وزیراعظم نواز شریف...!! کو اسحاق ڈالر جیسے وزراء کی رشتے داریوں اور چاپلوس و خوشامد پسند شاہد خاقان عباسی جیسے وزراء سے وزارتیں اور عہدے واپس لینے ہوں گے جب تک وزیراعظم نواز شریف ایسا نہیں کریں گے...نہ وزیراعظم نواز شریف کی حکومت میں استحکام آسکے گا...اور نہ ہی مُلک ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو پائے گا...؟؟

آج مُلک میں آئے پیٹرول بحران پر وزیراعظم نواز شریف وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل مسٹر شاہد خاقان عباسی کی اہلیت اور قابلیت کا اندازہ اِن کی اِس بات سے لگا سکتے ہیں کہ یہ اپنی وزارت کے اعتبار سے کتنے اہل ہیں ،وزیراعظم نواز شریف...!! دیکھیں کہ جب مُلک میں پیٹرول بحران بڑھا تو وزیر پیٹرول و قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے بڑی معصومیت سے یہ کہا کہ ”پیٹرول کی مانگ میں اچانک بے تحاشا اضافہ ہوا ہے جس کی مُلکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے ،یوں مُلک میں پیٹرول بحران کا جنم لینا لازمی امر ٹھیرا...“ آج قوم یہ بات اچھی طرح سمجھتی ہے کہ اِس طرح یہ کہہ کر شاہد خاقان عباسی اپنی ذمہ داری سے نہیں بچ سکیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ اچانک طلب بڑھ گئی جس کی وجہ سے پیٹرول بحران نے سراُٹھالیا ہے، ....تو مسٹر

اِس سے کام نہیں چلے گا آج قوم ایسے نااہل اور سوئے ہوئے وزیر کو ایک لمحہ بھی وزراتِ پیٹرول و قدرتی وسائل کی حیثیت سے دیکھنا بھی نہیں چاہتی ہے جس نے سی این جی کے بعد پیٹرول کے حصول کے لئے بھی کئی کئی کلومیٹرز لمبی قطاریں لگوادیں ہیں اور قوم ایک ہفتے سے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اِس برف جیسی سردی میں پیٹرول کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں۔

جبکہ یہی وزیر موصوف قوم پر اپنی اِس ستم پر دوسری طرف میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اپنا سینہ پھولا کر بڑے فخریہ انداز سے یہ کہتے ہیں کہ ''پیٹرول بحران میں میری نااہلی یا کرپشن کوئی بھی ثابت کردے تو اِسی روز گھر چلا جاؤں گا'' شاہد خاقان عباسی کے کیا کہنے جی ... ! یہ اپنی نااہلی پر بھی انتہائی نااہلی سے پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈھٹائی سے مزید کہتے ہیں کہ ''پیٹرول کے بحران کی وہ ایک وضاحت کررہے ہیں پھر بھی میری نااہلی لاپرواہی غفلت کوئی اپنا یا پرایا ثابت کردے تو وہ اپنا عہدہ رضاکارانہ طور پر چھوڑ دیں گے'' ۔

اِس پر راقم الحرف یہ عرض کرنا چاہے گا کہ واہ ... واہ ... ! ! وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل مسٹر شاہد خاقان عباسی قوم کو پیٹرول بحران سے دوچار کرکے بھی معصومیت اور نادانی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اِن کی نااہلی

لاپرواہی یا غفلت کوئی اپنایا پرایا ثابت کردے تو وہ خود وزارت چھوڑدیں گے'' ارے، جنابِ عالی۔۔۔!! کیا ابھی یہ ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہے کہ اِس پیٹرول بحران کے آپ ذمہ دار نہیں ہیں۔۔؟؟ جناب شاہد خاقان عباسی صاحب۔۔۔!! اَب تو کم از کم۔۔۔آپ ٹال مٹول۔۔۔یا وزیراعظم نواز شریف سے چاپلوسی والا لب ولہجہ تونہ اپنائیں۔۔۔!! بلکہ اپنی عزت بچائیں اور خود ہی اپنا عہدہ چھوڑجائیں۔۔۔تواِسی میں ہی بھلائی ہے۔۔۔ورنہ پیٹرول اور دیگر بحرانوں میں جکڑی قوم کا ساراغصہ۔۔۔ اَب تک آپ کے بچے بچائے دامن کو تارتار کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگائے گا۔۔۔!! اور ویسے بھی ابھی مُلک میں آئے پیٹرول بحران کے خاتمے میں مزید آٹھ سے دس روز لگیں گے، کیوں کہ 24 جنوری کو بحری جہاز کراچی کی بندرگاہ پر لنگرانداز ہوگا سوچیں جب تک توکہیں قوم واقعی ایسانہ کردے جو اَب تک نہیں کرسکی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف آپ کو کہتے ہیں کہ آپ مُلک کو بحرانوں سے نکالنے کے لئے دن رات محنت کررہے ہیں مگر یہ کیا۔۔۔؟؟ کہ آپ کی حکومت میں شامل آپ ہی کے کچھ نااہل رشتے دار اور خوشامدی وچاپلوس وزراء ہی آپ کی حکومت کو طرح طرح کے بحرانوں میں جکڑ کرناکام بنانے پہ تلے ہوئے ہیں۔

اَب وزیراعظم نواز شریف صاحب۔۔!! آج یہ بات توحکومت کو معلوم ہونی چاہئے تھی

کہ جب عوام کی طلب بڑھے گی تو پیٹرول کا انتظام بھی کیا جانا ضروری تھا مگر وزراتِ پیٹرولیم اور محکموں نے کوئی توجہ نہ دی، وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل کا معصومیت سے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے یہ کہہ کر کاندھ بچانا کہ عوام کی جانب سے پیٹرول کی طلب بڑھی ہے جس سے مُلک میں پیٹرول بحران پیدا ہوا ہے وزیرا موصوف کا یہ انتہائی ناقص اور فرسودہ موقف ہے اِن کی جانب سے ایسا موقف آنا ہی اِن کی کھلی نااہلی کا ثبوت ہے نہ صرف اِن کی بلکہ خود حکومت کی بھی نااہلی اور ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اِس نے ایسے وزیر رکھے ہوئے ہیں جنہوں نے حکومت کو ناکامیوں سے دوچار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف صاحب ... ! ! آج وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کی وجہ سے مُلک میں آئے پیٹرول بحران پر ہی تو وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان اور وفاقی وزیر ریلوے سعد رفیق نے بھی پیٹرول بحران کو حکومتی نااہلی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ پیٹرول بحران حکومت کی صریحاً نااہلی ہے اور بحران کی ذمہ دار حکومت ہے، اُنھوں نے کھلے دل سے یہ تسلیم کیا ہے کہ پیٹرول بحران نہیں ہونا چاہئے تھا، سڑکوں پر لوگوں کی قطاریں دیکھ کر مجھے شرمندگی ہوئی ہے، پہلے گیس کی لائنیں لگتی تھیں اور اَب حکومتی نااہلی کے باعث قوم کو پیٹرول کے حصول کے لئے بھی قطاریں لگانی پڑرہی ہیں چوہدری

نثار نے کہاکہ اگر پیشگی اقدامات کئے ہوتے تو یقینا موجودہ افسوسناک صورت حال سے بچاجاسکتا تھاانُہوں نے کہاکہ اِس سارے معاملے کی تحقیقات کرانے کی بھی اشد ضرورت ہے''۔

اَب دیکھتے ہیں کہ حکومتی وزراء کی اپیل کے بعد وزیراعظم نوازشریف صاحب...!!اِس معاملے کی تحقیقات کرانے میں کتنے مخلص ہیں...!!اور کیا وزیراعظم نوازشریف پیٹرل بحران کے درپردہ ذمہ داران اپنے سمدھی وفاقی وزیرخزانہ اسحاق ڈار کو سرکولر ڈیڈٹ کی ادائیگی میں ہچر مچر کرنے اور وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کی ناعاقبت اندیشی کے باعث مُلک میں پیٹرول بحران پیدا ہونے پر کیا دونوں کو استعفوں کا حکم دیں گے ...؟؟یا جیسا ہے...اور جو جہاں ہے.... اِنہیں سب ٹھیک ہے کہ بنیاد پر ہی کام کرنے دیں گے...؟؟اگرایسا ہی ہے....؟؟ تو پھر وزیراعظم نوازشریف صاحب....!!مُلک میں پیٹرول کا بحران سنگین ہوجانے پر معطل کئے گئے سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4اعلیٰ افسران کو بھی فوراً بحال کردیں تو بہت اچھا ہوگا....اگر ایسانہیں کیا تو پھر عوام گو نواز...گو....کے نعرے میں شدت لے آئے گی۔

پنجاب کے بعد کراچی میں بھی پیٹرول بحران

پنجاب کے بعد کراچی میں بھی پیٹرول بحران ، جھوٹے اور لاپرواہ وزراء کی ڈھٹائی
. سب ایک سے بڑھ کر ایک،
ن لیگ حکومت کا انوکھا طرزِ عمل قومی اداروں کا ستیاناس کروتا کہ نج کاری کا عمل
چلتا رہے . . . ؟؟
وزیر پیٹرولیم کی ڈھٹائی سے شرمندگی کا اعتراف مگر پیٹرول بحران ختم نہ ہوا اُلٹا بڑھ
گیا ہے . . . ؟؟
اَبھی پنجاب میں آئے پیٹرول بحران ہی سے جان نہیں چھوٹی تھی کہ اَب یہ بحران
گھومتا ہوا کراچی اور پشاور بھی چلا گیا ہے اَب دیکھتے جایئے کہ اگلے دِنوں تک یہ بحران
کِدھر کِدھر جاتا ہے،اور اِس بحران پر ہماری ن لیگ کی حکومت کے جھوٹے اور لاپرواہ
وزراء وزیرخزانہ اسحاق ڈار اور وزارت پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی کس ڈھٹائی سے اپنی
ذمہ داریوں سے کس کس طرح سے بری الذمہ ہوتے ہیں ، یعنی یہ کہ سب ایک سے
بڑھ کر ایک ہیں جھوٹ بولنے اور اپنی ذمہ داریوں سے دامن بچا کر بچ نکلنے کے ماسٹر
ہیں،آج اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی وزیراعظم نواز شریف مسلسل قوم کو بے وقوف
بنا رہے ہیں اور اپنے چہتے وزراء کو بجائے فی الفور سزائیں دینے کے بار بار یہی کہہ
رہے ہیں کہ " بحران نااہلی

کا ثبوت ہے، ذمہ دار سزا کے لئے تیار رہیں'' آج ایک بار پھر وزیر اعظم نے ذمہ داروں کے تعین کے لئے کمیٹی بنادی ہے جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ پیٹرول بحران کے اصل ذمہ داروں وزیر خزانہ اور وزیر پیٹرولیم کو بچائے گی اور پھر کسی سرکاری ادارے کے افسران پر پیٹرول بحران کی ذمہ داری ڈال کر اپنی ڈیوٹی پوری کردے گی اور یہ ایسا کرنے پر وزیر اعظم نواز شریف سے دادِ تحسین پائے گی اور اپنا ایسا ویسا کام کرکے چلتی بنے گی... پھر وہی وزیر خزانہ اور وزیر پیٹرولیم ہوں گے اور عوام کے سامنے پھر کوئی نیا بحران ہوگا۔

بہر حال.....! یہ تو ہمیشہ ہی سے ن لیگ کی حکومت کا وطیرہ رہا ہے کہ اِس نے عوام کو تنگ وپریشان کرنے کے لئے کبھی آٹا بحران تو کبھی کسی کا بحران پیدا کیا ہے اور اَب اِسی عوامی خدمت کا سب سے زیادہ دعویٰ کرنے والی نواز شریف حکومت نے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمت انتہائی نچلی ترین سطح پر آجانے کے ساتھ ہی ملک میں پیٹرول بحران پیدا کردیا ہے تاکہ یکم فروری سے پیٹرولیم مصنوعات میں 5 سے 11 روپے تک فی لیٹر ہونے والی کمی کو روکا جائے اور موجودہ پیٹرول بحران سے پریشان عوام کو یہ کہنے پر مجبور کردیا جائے کہ اَب حکومت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم نہ کرنے بلکہ ہمیں پیٹرول بلاتعطل جاری رکھے اگر پھر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مزید کمی کی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وزیر اعظم نواز شریف کے سمدھی وزیر خزانہ اسحاق ڈار اور جیتے و

چاپلوس وزیر پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی یہ نہ کہہ دیں کہ عوام کی ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے لہذا اَب مُلک میں پیٹرول کا نہ ختم ہونے والا بحران شروع ہوگیا ہے سو ہم پیٹرول بحران پہ شرمندہ ہیں مگر کیا کریں کہ ہم مُلک سے پیٹرول بحران ختم نہیں کر سکتے ہیں۔

آج ن لیگ کی حکومت ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت منافع بخش قومی اداروں کی کارکردگی کو متاثر کر رہی ہے تاکہ اِن اداروں کی نج کاری کے لئے راہ ہموار کی جاسکے اور پھر انہیں اپنے من پسند افراد کو کوڑیوں کے دام فروخت کردے اور پھر جس طرح چاہئے حکومت اور اِس کے نوازے ہوئے افراد قوم کو چلائیں اور قومی خزانے کو جس طرح سے چاہیں لوٹیں اور مزے کریں۔

آج مُلک میں آئے پیٹرول بحران سے بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے ن لیگ کی حکومت کے چہیتے وزراء نے پی ایس او کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگانے کے لئے پیٹرول بحران پیدا کیا ہے تاکہ اِس ادارے کا ستیاناس کردیا جائے اور پھر اِس ادارے کو مُلک کے دیگر منافع اداروں کی طرح نجی تحویل میں دے دیا جائے اور اپنے کاروباری حلقے کو وسعت دی جائے جیساکہ یہی نواز لیگ کی حکومت اپنے پچھلے دورِ حکومت میں کرتی آئی ہے یہ جب بھی اقتدار میں آئی ہے اِس نے قومی اداروں کا کسی نہ کسی طرح ستیاناس کیا ہے اور پھر اپنی پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت

قومی اداروں کو من پسند افراد کو کوڑیوں کے دام بیچ دیا ہے آج ایسا ہی '' پی ایس او''
کے ساتھ بھی کیا جائے گا اور مُلک میں آئے موجودہ پیٹرول بحران کو جواز بنا کر عنقریب
پی ایس او کو بھی نجی تحویل کے حوالے کردیا جائے گا، آج جس کے لئے ن لیگ کی
حکومت نے اپنا ہوم ورک تیار کر رکھا ہے۔

چونکہ اِن دِنوں سارا پاکستان ہی بجلی اور گیس کے بحرانوں کے بعد اَب پیٹرول بحران
سے بھی دوچار ہوچکا ہے اور حکومتی نااہلی کے باعث وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ
پیٹرول بحران میں خطرناک حدتک شدت آتی جارہی ہے، آج یہ نوبت کیوں اور کیسے
آئی ہے...؟؟یقیناً یہ ایک الگ تشویشناک نقطہ ہے جبکہ آج یہ سوال ہر خاص و عام کی
زبان پہ ہے کہ مُلک میں پیٹرول کا بحران سنگین کیوں ہوا ہے...؟؟ حالانکہ عوام کے
پوچھے گئے اِس سوال کا جواب دیئے بغیر اور اِس معاملے کے درپردہ حقائق کو جانے بغیر
ہی وزیراعظم نوزاشریف نے اپنے وزراء میں سب سے بڑے چاپلوس یعنی کہ وفاقی
وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل (معاف کیجئے گا...!!اِس وزارت کو خاقانِ اعظم کے
ظالمانہ طرز سے چلانے والے) مسٹر شاہد خاقان عباسی کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے خاطر
تُرنت اپنا سارا غصہ سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4اعلیٰ افسراں کو معطل کرکے اُتار دیا اور
اپنے سب بڑے چاپلوس پسند وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کو بچالیا ہے
اور ویسے بھی وزیراعظم صاحب...!!آپ خود بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ پیٹرول بحران،
پر عوام نے

جتنی ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کی ہیں اِن پر حکومت کو سُبکی ہوئی ہے تو پھر یہ تو آپ کا اِنصاف نہ ہوا...؟؟ وزیراعظم صاحب..! آپ وزارت خزانہ اور پیٹرولیم کو بچالیں بلکہ آپ کا اِنصاف تو تب ہوگا جب آپ پیٹرول بحران کے اصل ذمہ دار وفاقی وزیر خزانہ اور اپنے سمدھی مسٹر اسحاق ڈار (اسحاق ڈالر) اور وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی سے بھی استعفیٰ لیں اور اِن پہ نااہلی کی ایسی پکی مہر لگائیں کہ اِنہیں بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے تو عوام کو سُکھ ملے گا یوں وزیر کو بچاکر بچارے سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4 اعلیٰ افسراں کو معطل کرنے سے عوام کو پیٹرول بحران سے نجات نہیں ملے گی جناب وزیراعظم نواز شریف صاحب...!! اگر اگلی دفعہ پھر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ہوئیں اور پھر یہی وزراء حکومت میں رہے.... اور پھر پیٹرول بحران سنگین ہوا تو کیا آپ پھر کسی نئے سیکرٹری پیٹرولیم سمیت مزید اعلیٰ افسران کو معطل کریں گے...؟؟ اور اپنے چہیتے وزراء کو بچالیں گے...؟؟ ذرا سوچئے وزیراعظم نواز شریف صاحب...!! آپ یوں آخر کب تک قوم کو بے وقوف بناتے رہیں گے....؟؟

اِس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ پیٹرول کا بحران وزارت اور محکمے کی صریحا انتہائی ناقص کارکردگی اور خواب خرگوش میں پڑی رہنے والی حکمتِ عملی کے باعث ہوا ہے، اگر وزارتِ قابل اور دوراندیش ہوتی تو یقیناً محکمے بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھتے ...چونکہ آج یہ واضح ہوچکا ہے کہ جب وزارت ہی نااہل

ہے تو پھر بھلا محکمے ہی کیا کرتے ....؟؟ایسا تو ہونا ہی تھا..آج جیسا ہو گیا ہے۔

آج جس پیٹرول کرائسسز سے مُلک دوچار ہوا ہے اِس میں یقیناً وزیر خزانہ اسحاق ڈار اسحاق ڈالر) بھی اُتنے ہی ذمہ دار ہیں جتنے کے وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل) شاہد خاقان عباسی ہیں،ایک طرف وزیراعظم کے سمدھی وزیر خزانہ ہیں تو دوسری طرف وزیراعظم کے سب سے بڑے چاپلوس وفاقی وزیر شاہد خاقان عباسی ہیں جب ایسے لوگ وزیراعظم نوازشریف کی حکومت کا حصہ رہیں گے تو قوم خاطر جمع رکھے کہ مُلک میں پیٹرول کا بحران وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید سنگین تر ہوتا جائے گا،اور عنقریب سارا مُلک ہی اِس بحران کا شکار ہو جائے گا،اگرآج وزیراعظم نوازشریف مُلک و قوم کے ساتھ مخلص ہیں اور یہ واقعی مُلک کو انرجی بحرانوں اور موجودہ پیٹرول بحران کو بڑھنے سے بچانا چاہتے ہیں تو وزیراعظم نوازشریف...!! کو اسحاق ڈالر جیسے وزراء کی رشتے داریوں اور چاپلوس و خوشامد پسند شاہد خاقان عباسی جیسے وزراء سے وزارتیں اور عہدے واپس لینے ہوں گے جب تک وزیراعظم نوازشریف ایسا نہیں کریں گے...نہ وزیراعظم نوازشریف کی حکومت میں استحکام آسکے گا...اور نہ ہی مُلک ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو پائے گا...؟؟

آج مُلک میں آئے پیٹرول بحران پر وزیراعظم نوازشریف وفاقی وزیر پیٹرولیم و

قدرتی وسائل مسٹر شاہد خاقان عباسی کی اہلیت اور قابلیت کا اندازہ اِن کی اِس بات سے لگا سکتے ہیں کہ یہ اپنی وزارت کے اعتبار سے کتنے اہل ہیں ،وزیر اعظم نواز شریف...!! دیکھیں کہ جب مُلک میں پیٹرول بحران بڑھا تو اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سُوجھی اور وزیر پیٹرول و قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے بڑی معصومیت سے یہ کہا کہ ’’ پیٹرول کی مانگ میں اچانک بے تحاشا اضافہ ہوا ہے جس کی مُلکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے ،یوں مُلک میں پیٹرول بحران کا جنم لینا لازمی امر ٹھیرا...‘‘ آج قوم یہ بات اچھی طرح سمجھتی ہے کہ اِس طرح یہ کہہ کر شاہد خاقان عباسی اپنی ذمہ داری سے نہیں بچ سکیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ اچانک طلب بڑھ گئی جس کی وجہ سے پیٹرول بحران نے سر اُٹھالیاہے، تو مسٹر.... اِس سے کام نہیں چلے گا آج قوم ایسے نااہل اور سوئے ہوئے وزیر کو ایک لمحہ بھی وزراتِ پیٹرول و قدرتی وسائل کی حیثیت سے دیکھنا بھی نہیں چاہتی ہے جس نے سی این جی کے بعد پیٹرول کے حصول کے لئے بھی کئی کئی کلومیٹرز لمبی قطاریں لگوادیں ہیں اور قوم ایک ہفتے سے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اِس برف جیسی سردی میں پیٹرول کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں۔

جبکہ یہی وزیر موصوف قوم پر اپنی اِس ستم پر دوسری طرف میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اپنا سینہ پھولا کر بڑے فخریہ انداز سے یہ کہتے ہیں کہ ’’پیٹرول بحران

میں میری نااہلی یا کرپشن کوئی بھی ثابت کردے تو اِسی روز گھر چلا جاؤں گا" شاہد خاقان عباسی کے کیا کہنے جی ... ! یہ اپنی نااہلی پر بھی انتہائی نااہلی سے پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈھٹائی سے مزید کہتے ہیں کہ "پیٹرول کے بحران کی وہ ایک وضاحت کررہے ہیں پھر بھی میری نااہلی لاپرواہی غفلت کوئی اپنایاپرایا ثابت کردے تو وہ اپنا عہدہ رضاکارانہ طور پر چھوڑ دیں گے" ۔

اِس پر راقم الحرف یہ عرض کرنا چاہے گا کہ واہ ... واہ ... ! ! وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل مسٹر شاہد خاقان عباسی قوم کو پیٹرول بحران سے دوچار کرکے بھی معصومیت اور نادانی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگراِن کی نااہلی ، لاپرواہی یا غفلت کوئی اپنایاپرایا ثابت کردے تو وہ خود وزارت چھوڑدیں گے" ارے جنابِ عالی ... ! ! کیا ابھی یہ ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہے کہ اِس پیٹرول بحران کے آپ ذمہ دار نہیں ہیں .. ؟؟ جناب شاہد خاقان عباسی صاحب ... ! ! اَب تو کم ازکم ... آپ ٹال مٹول ... یا وزیراعظم نوازشریف سے چاپلوسی والا لب ولہجہ تو نہ اپنائیں ... ! ! بلکہ اپنی عزت بچائیں اور خود ہی اپنا عہدہ چھوڑ جائیں ... تو اِسی میں ہی بھلائی ہے... ورنہ پیٹرول اور دیگر بحرانوں میں جکڑی قوم کا سارا غصہ ... اَب تک آپ کے بچے بچائے دامن کو تارتار کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگائے گا... ! ! اور ویسے بھی ابھی مُلک میں آئے پیٹرول

بحران کے خاتمے میں مزید آٹھ سے دس روز لگیں گے ، کیوں کہ 24 جنوری کو بحری جہاز کراچی کی بندرگاہ پر لنگرانداز ہوگا سوچیں جب تک تو کہیں قوم واقعی ایسا نہ کردے جو اَب تک نہیں کر سکی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف آپ کو کہتے ہیں کہ آپ مُلک کو بحرانوں سے نکالنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں مگر یہ کیا...؟؟ کہ آپ کی حکومت میں شامل آپ ہی کے کچھ نااہل رشتے دار اور خوشامدی وچاپلوس وزراء ہی آپ کی حکومت کو طرح طرح کے بحرانوں میں جکڑ کرناکام بنانے پہ تلے ہوئے ہیں۔

اَب وزیراعظم نواز شریف صاحب..!! آج یہ بات تو حکومت کو معلوم ہونی چاہئے تھی کہ جب عوام کی طلب بڑھے گی تو پیٹرول کا انتظام بھی کیاجاناضروری تھامگر وزراتِ پیٹرولیم اور محکموں نے کوئی توجہ نہ دی، وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل کا معصومیت سے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے یہ کہہ کر کاندھ بچاناکہ عوام کی جانب سے پیٹرول کی طلب بڑھی ہے جس سے مُلک میں پیٹرول بحران پیدا ہوا ہے وزیراموصوف کا یہ انتہائی ناقص اور فرسودہ موقف ہے اِن کی جانب سے ایساموقف آناہی اِن کی کھلی نااہلی کا ثبوت ہے نہ صرف اِن کی بلکہ خودحکومت کی بھی نااہلی اور ناکامی کامنہ بولتاثبوت ہے کہ اِس نے ایسے وزیر رکھے ہوئے ہیں جنہوں نے حکومت کو ناکامیوں سے دوچار کرنے میں کوئی کسر

نہیں چھوڑی ہے۔
وزیراعظم نواز شریف صاحب...!!آج وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل شاہد خاقان عباسی کی وجہ سے مُلک میں آئے پیٹرول بحران پر ہی تو وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان اور وفاقی وزیر ریلوے سعد رفیق نے بھی پیٹرول بحران کو حکومتی نااہلی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ پیٹرول بحران حکومت کی صریحاََ نااہلی ہے اور بحران کی ذمہ دار حکومت ہے،اُنہوں نے کھلے دل سے یہ تسلیم کیا ہے کہ پیٹرول بحران نہیں ہونا چاہئے تھا، سڑکوں پر لوگوں کی قطاریں دیکھ کر مجھے شرمندگی ہوئی ہے،پہلے گیس کی لائنیں لگتی تھیں اور اَب حکومتی نااہلی کے باعث قوم کو پیٹرول کے حصول کے لئے بھی قطاریں لگانی پڑرہی ہیں چوہدری نثار نے کہاکہ اگر پیشگی اقدامات کئے ہوتے تو یقیناً موجودہ افسوسناک صورت حال سے بچاجاسکتا تھااُنہوں نے کہاکہ اِس سارے معاملے کی تحقیقات کرانے کی بھی اشد ضرورت ہے‘‘۔
اَب دیکھتے ہیں کہ حکومتی وزراء کی اپیل کے بعد وزیراعظم نواز شریف صاحب...!!اِس معاملے کی تحقیقات کرانے میں کتنے مخلص ہیں...!!اور کیا وزیراعظم نواز شریف پیٹرل بحران کے درپردہ ذمہ داران اپنے سمدھی وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو سرکولر ڈیڈٹ کی ادائیگی میں ہیر پھیر کرنے اور وفاقی وزیر پیٹرولیم و قدرتی

وسائل شاہد خاقان عباسی کی ناعاقبت اندیشی کے باعث مُلک میں پیٹرول بحران پیدا ہونے پر کیا دونوں کو استعفوں کا حکم دیں گے ...؟؟ جو کہ اِنہوں نے تمام حقائق سامنے آجانے کے بعد بھی نہیں دیا ہے اور اِنہوں نے جیسے یہ کہہ دیا ہے کہ جیسا ہے...اور جو جہاں ہے.... اِنہیں سب ٹھیک ہے کہ بنیاد پر ہی کام کرنے" دیں ...؟؟ اگر ایسا ہی ہے....؟؟ تو پھر وزیرِاعظم نواز شریف صاحب....!! مُلک میں پیٹرول کا بحران سنگین ہو جانے پر معطل کئے گئے سیکرٹری پیٹرولیم سمیت 4 اعلیٰ افسران کو بھی فوراً بحال کر دیں تو بہت اچھا ہوگا.... اگر ایسا نہیں کیا تو پھر عوام گو نواز... گو....کے نعرے میں شدت لے آئے گی۔

آج بھی قوم اگر اِن نااہل اور اپنی نااہلی سے بحرانوں میں جکڑنے والے حکمرانوں کے خلاف نہ اُٹھی تو پھر اِسے اپنے مقدر پر آنسو بہانے کی ضرورت نہیں ہے،اِسے خاموش ہو جانا چاہئے کہ یہی اِس کا نصیب ہے، کہ اِس پر ایسے نااہل حکمران مسلط کر دیئے گئے ہیں جو اِس پر بحرانوں کے عذاب ڈھا رہے ہیں اور یہ سوائے تلملانے اور پھڑ پھڑانے کے کچھ نہیں کر پا رہے ہیں جبکہ ایسے میں ہونا تو یہ چاہئے کہ تاکہ قوم اپنے حکمرانوں کو گریبانوں پکڑے اور اِن سے حقِ حکمرانی چھین لے مگر شاید قوم بھی مصالحتوں اور مفاہمتوں کی شکار ہو گئی ہے اور بحرانوں میں گھر کر پستی اور پریشانیوں میں رہنا ہی اپنا سامان سمجھتی ہے بہرحال...!! اَب فیصلہ کرنا قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں سے متعلق

کیا سوچتی ہے، کیوں کہ آج پیٹرول بحران کے ذمہ داران حکومتی وزراء نے تو صاف صاف کہہ دیا ہے کہ یہ اِن کی ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ پیٹرول بحران کی پیشگی منصوبہ بندی کرتے بلکہ یہ ذمہ داری تو کسی اور کی تھی جو اُنھوں نے پوری نہیں کی...اِس پر قوم اِن سے یہ پوچھے کہ یہ ذمہ داری کسی اور کی تھی تو اِن کی کیا ذمہ داری تھی...؟؟اگراِنھوں نے تسلی بخش جواب نہ دیا تو پھر اِس پر قوم سوچے کہ وہ اِن کے ساتھ کیا کرے....؟؟؟

!!!....کیا گِدھ اور فاختہ کی دوستی ممکن ہے...؟؟ مگر ہے جیسے کہ

آخر کب تک گِدھ (نما امریکا اور دیگر ممالک) اور مثلِ فاختہ (امن پسند پاکستان) کی دوستی قائم رہ سکتی ہے...؟؟

کہا جاتا ہے کہ پیٹ بھرے کمینے اور بھوکے ننگے شریف سے بچو، دونوں ہی اِنسان اور انسانیت کے لئے خطرہ ہوتے ہیں، پیٹ بھرا کمینہ اپنی کمینگی کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے اور بھوکا اپنی حدِ برداشت کے بعد وہ کچھ کرجاتا ہے، جِسے زمانے مدتوں یاد رکھتے ہیں، آج دورِ حاضر میں خود کو سُپر پاور کہلانے والا (مگر دراصل دنیا کا دہشت گردِ اعظم) پیٹ بھرا سب سے بڑا کمینہ امریکا ہے اور بھوکا ننگا شریف میرا دیس پاکستان ہے جو ایک طرف اپنی خواہشات کو مار کر پیٹ بھرے کمینے سے بھی جوڑا بیٹھا ہے تو دوسری طرف اپنی انگنت ضرورتوں کی گٹھڑی کو سر پہ اُٹھائے اِنہیں حاصل کرنے کی حسرتیں لئے امریکا جیسے پکے کمینے کے ساتھ نتھی ہے کہ کبھی نہ کبھی تو یہ پیٹ بھرا کمینا اِس کی حالاتِ زار پہ ترس کھائے گا اور اِس پر رحم کرے گا کہ اِس کی نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف شروع کی جانے والی جنگ میں جتنا نقصان پاکستان کا ہوا ہے اُتنا تو شاید خود امریکا اور اِس کے اتحادیوں (برطانیہ و دیگر) اور حواریوں (بھارت و اسرائیل اور دیگر) کا بھی نہیں ہوا ہوگا، مگر آج امریکی جنگ میں پاکستان کی

مثال غیر کی شادی میں عبداللہ دیوانے جیسی بھی نہیں ہے، کیا یہ امریکی کمینگی نہیں ہے کہ اس کی جنگ میں اپنا سب کچھ لوٹا دینے کے بعد بھی امریکیوں اور اِس کے اتحادیوں اور حواریوں کی طرف سے پاکستانیوں کے حصے میں چلّو بھر بھی نیک نامی نہیں آئی ہے۔ یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے گو کہ ایک طرف گِدھ (امریکااور اِس جیسے دوسرے ممالک ہیں) تو دوسری طرف فاختہ (یعنی کہ امن پسند) پاکستان ہے جو ہر حال میں دنیا بھر میں امن کا متلاشی ہے اور چاہتاہے کہ دنیاکے لوگ امن و آشتی اور بھائی چارگی سے رہیں اور اپنے اپنے طور طریقوں سے کارہائے نمایاں انجام دیتے رہیں ،اوریوں ہی دنیا کا چکہ گھومتارہے اور آگے بڑھتا رہے، مگرپھر بھی سب سے زیادہ غور طلب ایک نقطہ یہ ہے کہ کیا ایسے میں امریکا جیسے (گِدھ) اور پاکستان (مثلِ فاختہ) جیسے مُلک کی دوستی ممکن ہے....؟؟ مگرآپ حیران مت ہوں...!! یہ توآپ کو معلوم ہے کہ یہ21 ویں صدی ہےاِس میں امریکاجو چاہئے گا...؟؟وہ سب کچھ ممکن ہوسکتاہے....!! اوروہ اپنی مرضی کے مطابق سب کچھ کرواسکتاہے،اگر وہ چاہئے توشیر اور بکری کو بھی ایک کھاٹ پر پانی پلالے ...!!اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے کہ آج گِدھ نماامریکا نے فاختہ جیسے پاکستان کو اپنے مفادات کے حصول تک دوست بنار کھاہے اوراِس سے موقعہ پاتے ہیں اٹکھیلیاں کرتاہے اوراِسی میں ہی پاکستان کا نقصان کردیتاہے اور ہم

ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔

جیساکہ پچھلے دِنوں کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پہلے سیاہ فام امریکی صدر مسٹر بارک اُوبامانے کہاہے کہ وہ پاکستان میں پشاور اسکول پر حملے سے لے کر پیرس تک دہشت گردی کا شکار ہونے والے متاثرین کے ساتھ کھڑے ہیں،اور اِسی کے ساتھ ہی اُنہوں نے دنیا کو یہ بھی جتادیاہے کہ آج امریکا جو دنیاکی سُپر طاقت ہے یہ جہاں بھی خطرہ محسوس کرے گایہ وہاں تُرنت یکطرفہ کارروائی کرے گا،صریحاامریکی مفادات کے حامل یہ سارے خیالات اوباما اور امریکیوں کے لئے درست ہوں تو ہوں مگراِن میں بھی دنیاکویہ ضروردیکھناہوگاکہ ایساکرنے پراسے کس قسم کے نقصانات کا سامناکرناپڑسکتاہے۔

بہرحال...!! اِن نکات کے علاوہ اِس موقع پر مسٹر بارک اوبامانے جس گرم نقطے پر تیل جھڑکا وہ ہوٹ پوائنٹ یہ تھاکہ ’’ امریکاآزادی اظہار کی بھرپوری حمایت جاری رکھے گا‘‘ یعنی یہ کہ آج امریکانے اُمتِ مسلمہ کویہ واضح پیغام دے دیاہے کہ فرانسیسی جریدے کا گستاخانہ عمل آزادی اظہارکے حوالے سے درست ہے،آج عالمِ اسلام جس احتجاج کی راہ پر چل پڑاہے ،اِس پر مُسلم اُمہ کو احتجاج کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، کیونکہ امریکی اور یورپی دنیاکے نزدیک

آزادی اظہار میں ایسا سب کچھ جو نظر آئے اور بسا اوقات بظاہر نظر نہ بھی آئے وہ سب جائز ہے۔

کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے کیا جانے والا امریکی صدر اوباما کا یہ خطاب اور اِس خطاب کا ایک پوائنٹ جس میں سیاہ فام پہلے امریکی صدر نے کہا ہے کہ "امریکا آزادی اظہار کی بھرپوری حمایت جاری رکھے گا" اِس ایک نقطے کے ذریعے امریکی صدر نے دنیا کو دو حصوں میں بانٹنے اور اِسے کھلے عام صلیبی جنگ کی جانب دھکیلنے کا بھی واضح اشارہ اور پیغام دے رہا ہے، آج امریکی صدر اوباما کا کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے کیا جانے والا یہ خطاب اور اِس کا یہ ایک جملہ دنیا کو عالمی جنگ کی جانب بھی لے جا سکتا ہے جس کا ذمہ دار امریکا کا پہلا سیاہ فام صدر بارک اوباما ہوگا۔

اَب ایسے میں بھلا گِدھ نما امریکا کی پاکستان کے (مثلِ فاختہ) مسلمانوں سمیت پیغمبرِ اسلام رسول ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والی اُمتِ مسلمہ سے دوستی کیسے قائم رہ سکتی ہے..؟؟ یہ وہ ہوٹ پوائنٹ جس پر عالمِ اِسلام کے پُرامن مسلمانوں امریکا جیسے گِدھ نما دہشت گردِ اعظم کی شیطانیت اور عالمِ اسلام کے پُرامن مسلمانوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ اگرچہ پاکستان سمیت اُمتِ مسلمہ کے بیشتر ممالک کی امریکا سے دوستی شاید کبھی بھی ایسی قابلِ

اعتبار نہیں رہی ہے کہ اِنہیں امریکا نے اپنے مفادات کے بغیر کوئی فائدہ پہنچایا ہو مگر پھر بھی اپنی ظاہری اور باطنی مجبوریوں کی وجہ سے بعض اسلامی ممالک اور پاکستان نے ہمیشہ امریکی مفادات کے خاطر امریکا کا ساتھ دیا ہے اور ہر بار سوائے امداد اور قرضوں کے مد ملنے والے چند ڈالروں کے عوض اپنا ہی نقصان کیا ہے اور امریکی مفادات کا ہر حال میں تحفظ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یوں گِدھ اور فاختہ کی دوستی چل سکتی ہے مگر زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی ہے کیونکہ گِدھ نما امریکا اپنے مفادات کے خاطر فاختہ کو کبھی بھی ہڑپ کرنے کی طاقت رکھتا ہے سو فاختہ کی بقا کا سوال ..ہے۔ (ختم شُد

آج اُمتِ مسلمہ ایک اہم ستون سے محروم ہو گئی،شاہ عبداللہ انتقال کر گئے
!! .

اُمتِ مسلمہ اور پاکستان کے عوام سعودی عرب کے نئے بادشاہ سلمان بن العزیز سے بہت سی اچھی اُمیدیں رکھتے ہیں...

بیشک...!! موت کا ذائقہ ہر نفس کو چکھنا ہے''ازل ہی سے یہ قانونِ قدرت ہے کہ ہر نفس کو ایک محدود وقت تک دنیا میں رہنا ہے،اور اپنا وقت گزار کر واپس اُسی جانب لوٹ جانا ہے، جدھر سے یہ آیا تھا،اَب اِس بات سے یقین ہو جانا چاہئے کہ اِس دنیا پر ایک ایسی ہستی یعنی کہ ربِ کائنات اللہ رب العزت کی حکمرانی ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، جو قادرِ مطلق ہے اِس کے نظام میں یوں ہی اچھے اور بُرے اِنسان ایک ٹائم کے لئے آتے رہیں گے اور اپنا وقت گزار کر حکمِ ربی سے واپس اُسی کے پاس لوٹ جائیں گے جس نے اِنہیں دنیا میں بھیجا تھا،اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا لوگ آتے رہیں گے اور جاتے رہیں گے جب پرانے جائیں گے تو اِن کی جگہہ نئے لوگ آئیں گے اور وہ بھی دنیا میں اللہ کے دیئے ہوئے فرائض اور اپنے حصے کی سونپی ہوئی ذمہ داریاں نبھاکر واپس اپنے رب کی جانب چلے جائیں گے۔

جیساکہ جمعہ اور جمعرات کی درمیانی شب خدائے.بزرگ.برتر کی جانب سے عطاکردہ

اپنی زندگی کے 91 سال انتہائی تزک و احتشام اور اُمتِ مسلمہ کو ایک لڑی میں
پرو کر رکھنے اور اِسے (بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان جیسے اپنے برادر ملک پہ ہمیشہ)
اپنے دستِ شفقت کا سایہ مہیا کرنے والے خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن
عبدالعزیز السعود جو مختصر عرصے پھیپھڑوں کے عارضے میں مبتلا رہے بالآخران کا یہ
عارضہ اِن کے انتقال کا سبب بنااور آپ 23 جنوری 2015 بمطابق 2 ربیع الثانی 1436
ھ کو دارالحکومت ریاض میں انتقال کر گئے۔اناللہ وَانااِلیہِ راجعُون۔
شاہ عبداللہ 1924 میں ریاض میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شاہی محل میں ہی حاصل کی
کچھ سال صحرائی قبائل کے ساتھ رہے جنھوں نے عرب کی مخصوص اقدار اور روایات
سے اِنھیں روشناس کرایا۔ 1962 میں شاہ فیصل نے اِنھیں نیشنل گارڈ کی کمانڈ سونپی۔
میں نائب وزیراعظم دوم مقرر کئے گئے۔1982ء میں جب اِن کے سوتیلے 1975
بھائی شاہ فہد تخت نشین ہوئے تو شاہ عبداللہ کو ولی عہد نامزد کیا۔شاہ فہد کی وفات کے
بعد یکم اگست 2005 کو شاہ عبداللہ تخت نشین ہوئے۔ وہ سعودی عرب کے چھٹے
بادشاہ۔ زوراکی کونسل کے سربراہ اور نیشنل گارڈز کے کمانڈر بھی تھے۔شاہ عبداللہ کو
مذہب ،تاریخ اور عرب ثقافت کے موضوعات سے خاص دلچسپی تھی۔ اُنھوں نے اپنے
دور میں مملکت کی ترقی پر خصوصی توجہ دی اور تعلیم، صحت ،انفرااسٹرکچر اور معیشت کے
شعبوں میں کئی بڑے منصوبے شروع کئے۔شاہ عبداللہ

کے نمایاں کارناموں میں مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے منصوبے خاصی اہمیت کے حامل ہیں اِن کے علاوہ شاہ عبداللہ سعودی عرب کے لئے نمایاں کارنامے اور منصوبے ہیں اُن میں 4 اقتصادی شہروں کے قیام کا منصوبہ، شاہ عبداللہ یونی ورسٹی، پرنسس نورا یونی ورسٹی کا قیام اور کئی بڑے فلاحی منصوبے شامل ہیں، اُنھوں نے سعودی عدالتی نظام کی تاریخی تشکیل نو کی بھی منظوری دی، اِس سے انکار نہیں کہ شاہ عبداللہ نے عالمی سطح پر عالم اسلام کے وقار کو اجاگر کرنے کے لئے جو کردار ادا کیا ہے اِسے اُمتِ مسلمہ کا عظیم اثاثہ قرار دیا جاسکتا ہے آپ میں ایک فطری قائدانہ صلاحیت تھی، آپ ایک مدبر اور سچے وکھرے اِنسان تھے، آپ نے ہمیشہ عالمی امن و استحکام، عرب اور اسلامی دنیاکے دفاع کے لئے بین الاقوامی سفارت کاری کا ایک انمٹ کردار ادا کیا ہے جسے اسلامی دنیا صدیوں یاد رکھے گی۔

خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز السعود کے انتقال کی یہ خبر اسلامی جمہوریہ پاکستان و عالم اسلام سمیت ساری دنیا میں انتہائی دُکھ اور افسوس کے ساتھ سُنی گئی، جہاں شاہ عبداللہ کے انتقال پر سعودی عرب میں 3، مصر میں 7، اردن میں 40 تو وہیں سعودی عرب کے سب سے زیادہ چہیتے اور برادر ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی سوگ کا اعلان کیا گیا، شاہ عبداللہ کی نمازِ جنازہ جمعہ کے روز بعد نمازِ عصر ادا کی گئی جن کی نمازِ جنازہ میں

شاہی خاندان کے افراد کے علاوہ خصوصی طور پر پاکستان سے وزیر اعظم نواز شریف اور اِن بھائی شہباز شریف اور اسلامی و دیگر ملکوں کے سربراہان اور نمائندوں نے بھی شرکت کی جنھیں السعود قبرستان میں آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپردخاک کی گیا اِس موقعے پر پاکستان اور امریکا سمیت بہت سے ممالک کے صدور اور نمائندوں نے شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز السعود کے انتقال پر اظہار افسوس کے پیغامات میں اِن کے انتقال سے پیدا ہونے والے خلاء کو عظیم نقصان قرار دیا ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز السعود کے انتقال سے اُمتِ مسلمہ کو عظیم نقصان سے دوچار ہونا پڑا ہے اور آج یقیناً یہ ایک اپنے ایک اہم ترین ستون سے محروم ہو گئی ہے تو وہیں پاکستان بھی اپنے ایک انتہائی مخلص اور بھائی کی طرح محبت کرنے والے ایک عظیم دوست اور بھائی سے بھی محروم ہوگیا ہے، آپ کو پاکستان کے سیاسی و اقتصادی ماحول سے بھی خاص دلچسپی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ پاکستان کے سیاسی و اقتصادی صورت حال کی پل پل بدلتی کیفیات سے بھی خوب واقف تھے مرحوم شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز اپنے برادر ملک پاکستان کے لئے روایات سے ہٹ کر بڑا کام کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، مگر اِن کی زندگی نے ساتھ نہ دیا اور وہ اپنا یہ خواب دل میں لئے ہی اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے اور پاکستان سمیت دیگر اسلامی ملکوں کو

روتا چھوڑ گئے۔

اگرچہ آج اپنے سوتیلے بھائی شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد سعودی عرب کا تختِ بادشاہت سنبھالنے والے نئے شاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود کی پیدائش 31 دسمبر 1935 میں ہوئی ہے، سعودی عرب کے اَب نئے سعودی بادشاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود سات سدیری برادران میں شاہ فہد مرحوم کے بعد دسرے بااثر سدیری بن کر اُبھرے ہیں سدیری برادران میں شاہ فہد مرحوم (1920-2005)، سابق وزیر دفاع شہزادہ سلمان مرحوم، سابق نائب وزیر دافاع شہزادہ عبدالرحمٰن (پیدائش 1931)، سابق وزیر داخلہ شہزاد نائف مرحوم (1934-2012)، سابق نائب وزیر دفاع شہزادہ ترکی (پیدائش 1934) اور موجودہ شاہ اور سابق وزیر دفاع شاہ سلمان (پیدائش 1935) اور سابق وزیر داخلہ شہزادہ احمد (پیدائش 1942) شامل ہیں اِن سدیری برادران کی چا بہنیں شہزادی لولواہ (1928-2008)، شہزادی لطیفہ، شہزادی جوہرہ اور شہزادی جواہر ہیں ،اِس طرح شاہ عبدالعزیز کی حصہ بنت احمد السدیری سے 11 اولادیں ہوئیں، حصہ کے والد احمد بن محمد السدیری (1869-1936) اپنے سدیری قبیلے کے سردار تھے اور سعودی عرب فتح کرنے میں شاہ عبدالعزیز کے اولین ساتھیوں میں سے تھے جنھیں وشم ، سدیر، قسیم اور العلج صوبوں کا گورنر مقرر کیا گیا، شاہ عبدالعزیز کے برادران نسبتی ترکی، عبدالعزیز، خالد، محمد، عبدالرحمٰن اور مسید بھی گورنر رہے، جبکہ یہاں ایک سب سے اہم اور

دلچسپ امر یہ ہے کہ شاہ سلمان اپنے بقید حیات 6 بھائیوں مشعل (1926)، عبدالرحمٰن
مطیب (1931)، طلال (1931)، نواف (1933) اور ترکی (1934) (1931
میں سب سے چھوٹے ہیں، انہوں نے 5 بھائیوں شاہ سعود (1902-1969)، شاہ
فیصل (1906-1975)، شاہ خالد (1913-1982)، شاہ فہد (1920-2005)
اور شاہ عبداللہ (1924-2015) کو بادشاہ دیکھا ہے، شاہ عبدالعزیز سے متعلق خیال
کیا جاتا ہے کہ یہ 37 بیٹوں کے باپ تھے جبکہ دوسرے ذرائع اِن کے بیٹوں کی تعداد 43
بتاتے ہیں، سعودی عرب کے موجود شاہ جن کا نام بادشاہ سلمان ہے اِن کے بارے میں
ہے کہ یہ بانی سلطنت شاہ عبدالعزیز کے 25 ویں نمبر کے ہونہار بیٹے ہیں، یہ ایک لمبے
عرصے تک ریاض کے گورنر رہے یوں اِنہوں نے 57 برس ریاض کی تعمیر و ترقی میں
اہم کردار ادا کیا ہے۔
اگرچہ یہاں بعض یورپی ذرائع ابلاغ کا (اپنے تئیں) یہ تجزیہ ضرور ہے کہ جہاں شاہ
عبدالعزیز کے بیٹوں نے کاروبار میں دلچسپی لی اور اِس حوالے سے سعودی عرب سمیت
دنیا بھر میں اپنی ایک نمایاں ساکھ قائم کی تو وہیں سدیری برادران کی دلچسپی ملکی اور عالمی
سیاست سے بھی وابستہ رہی جب شاہد عبدالعزیز کا 1953 میں انتقال ہوا تو ان کے سب
سے بڑے بیٹے شاہ سعود نے جگہہ لی تاہم شاہ عبدالعزیز نے اپنے دوسرے بڑے بیٹے کو
ولی عہد مقرر کر دیا تھا اِس کے بعد سے آل سعود میں اقتدار بڑے سے اِس کے بعد کے
نمبر کے بھائی کو منتقل ہوتا رہا اور ابھی تک یہ بھائیوں میں ہی منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے، ابھی
شاہ عبدالعزیز کے پوتوں

کی باری نہیں آئی ہے۔وسیع تر آل سعود میں شہزادوں کی تعداد چھ ہزار بتائی جاتی ہے تاہم یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جو شہزادے عرب ماؤں سے نہیں ہیں انہیں زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے بتایا جاتا ہے کہ ابن سعود کے 5 بیٹے امریکی ماؤں سے ہیں سعودی عرب کا شاہی خاندان اِس کی اصلاح کرے کہ آیا کہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مغربی) ذرائع ابلاغ چیخ رہا ہے یا حقائق وہ نہیں ہیں جو یہ کہہ رہا ہے)آل سعود کا خفیہ حلقہ بادشاہ اور ولی عہد کا چناؤ کرتا ہیاور ایک موقع پر تو اِس نے 1964 میں شاہ سعود کو معزول بھی کیا، جبکہ 1992 میں شاہ فہد نے خود ہی اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

اَب مستقبل کے ولی عہد کی منظوری شاہی کمیشن دیتا ہے جو ابن سعود کے بیٹوں پر مشتمل ہے اختلاف رائے کی صورت میں بادشاہ وقت تین نام تجویز کرتے ہیں جن میں سے استصواب کے ذریعے ایک کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر اُمت مسلمہ اور عالمی برادری کے لئے خوش آئند اور حوصلہ افزا ہے کہ آج سعودی عرب کے نئے بادشاہ شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز السعود نے سلطنت کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں صاف اور واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ سعودی عرب کی سمت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی ، ملک موجودہ سمت میں ہی آگے .بڑھتا رہے گا، تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر رہنا چاہئے، ‘‘اُمید ہے کہ

سعودی عرب کے نئے بادشاہ سلمان بن عبدالعزیز اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے پیش رو مرحوم شاہ عبداللہ کی طرح نہ صرف سعودی عرب بلکہ اُمتِ مسلمہ کے لئے بھی اپنی خدمات انجام دیں گے اور خصوص بالخصوص اپنے برادر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بھی ہر مشکل گھڑی میں مدد اور معاونت فراہم کریں گے جیسے اِن سے پہلے والی شخصیات کسی بھی مشکل لمحے پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہوتی تھیں اور پاکستان پر اپنا دستِ شفقت رکھا کرتی تھیں اور یہ بھی اُمید ہے کہ شاہ سلمان بن عبدالعزیز اُمتِ مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل کے لئے مفاہمت اور مصالحت سے کام لینے کے بجائے اُمتِ مسلمہ کی بقاو سالمیت کے خاطر دوٹوک فیصلہ کریں گے۔

اُوباما کا بھارت کا دورہ اور امریکی نوازیاں

اُوباما کا بھارت کا دورہ اور امریکی نوازیاں، مودی کی جپھی اور اُوباما کو بنا کر چائے دینا.

...!!

اَب نریندر مودی کی اُوباما کو چاپلوسیاں بھارت کو کدھر لے جائیں گیں..؟؟، مودی کی چائے کی پیالی جنوبی ایشیا میں طوفان.برپا کر سکتی ہے...

پچھلے دِنوں جب پہلے سیاہ فام امریکی صدبارک اُوباما نام نہاد بھارتی یوم جمہوریہ پر تین روزہ دورے پر بھارت آئے تو وہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے چاپلوسیوں کے آگے ایسے لٹو ہوگئے کہ وہ یہ بھی بھول بیٹھے کہ اِنہیں جو شخص اپنے مفادات کے خاطر اربوں اور کھربوں ڈالر کی وصولی کے لئے جپھی مار رہاہے، اور آج جو شخص اِنہیں اپنے ہاتھ سے چاپلوسی کی چاشنی ڈال کر چائے بنا کر پیش کر رہاہے .اور آج جس کے ساتھ امریکی صدر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مزے مزے سے ٹہل کر ٹہل کر تنہائی میں سرگوشی کررہے ہیں،جو شخص بے تکلفی سے اِنہیں بار بار '' بارک'' کہہ کہہ پکار رہاہے اور جو شخص یعنی کہ بھارتی چاپلوس وزیراعظم نریندر مودی اِن کی بیوی مشیل کو 100 ساڑھیوں کا تحفہ دے رہاہے ،یہی وہ نریندر مودی ہے جِسے امریکی 2005 میں بھارت کے ہندو مسلم فسادات میں ہزاروں مسلمانوں کے قتل پر دنیا کا سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص قرار دیتے

تھے ۔ اور آج اِسی خوشامدی اور چاپلوس شخص نے امریکی صدر کو ایسا زیر کیا ہے کہ امریکی صدر اوباما سب کچھ بھول کر اِس پر عاشق ہوگئے ہیں کہ خود امریکی بھی حیران ہیں آج امریکی صدر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی ہاں... میں ہاں.... ایسے ملانے لگے ہیں کہ جیسے یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اور جس خواہش کا بھی اظہار کر رہے ہیں امریکا بھی یہی چاہتا ہے اور پھر واقعی نریندر مودی کا خوشامدانہ جادو امریکی صدر پر ایسا چلا کہ دنیانے دیکھا کہ امریکی صدر بارک اوباما اتوار کو اپنے دورہ بھارت کے پہلے ہی روز حیدر آباد ہاؤس میں بھارتی چاپلوس وزیراعظم نریندر مودی کے ہمراہ مشترکہ پریس کانفرنس میں ہندی بولنے کی ایسی تیاری کے ساتھ آئے کہ اُنھوں نے بھارتی عوام کو مخاطب ہوتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ ’’ میرا سب کو پیار بھرا نمسکار‘‘اور پھر امریکی صدر نے نریندر مودی کو اپنے لئے پروٹوکول توڑنے اور اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پلانے کا بھی بہت شکریہ ادا کیا اور مودی کی جانب کچھ اِس انداز سے گھورا کہ جیسے یہ اپنی نظر میں کہہ رہے ہوں کہ واہ...!! بھارتیوں خوشامد اور چاپلوسی میں تو تم نے ساری دنیا کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے،اور پھر اِس موقعے پر امریکی صدر بارک اُوباما نے جیسے بھارت پر امریکی نوازی کے سارے ہی بند دروازے کھول دیئے اور امریکی صدر نے اپنی پریس کانفرنس میں لہک لہک کر (جیسے یہ پاکستان کو تپانے اور جلانے کے لئے کر رہے ہوں) یہ اعلان بھی کردیا کہ ’’امریکا اور بھارت کے درمیان اربوں ڈالر کے سول ایٹمی معاہدے پر اختلافات ختم اور بھارتی

مطالبات تسلیم کر لئے گئے اور آج امریکا جوہری مواد کی نگرانی کے مطالبے سے دستبردار ہوگیا ہے، اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ افغانستان میں بھارت قابل اعتماد پارٹنر ہے ، جبکہ امریکی صدر اوباما نے سلامتی کونسل میں بھارت کی مستقل رکنیت کی حمایت کردی، دونوں ممالک میں دفاع، تجارت، ماحولیات اور دیگر شعبوں میں تعاون کے فروغ پر بڑھ چڑھ کر اتفاق ہوا جبکہ ڈرون ایئر کرافٹ کی مشترکہ پیداوار کی جائے گی، فوجی ٹرانسپورٹ طیاروں کے آلات اور قابل تجدید توانائی پر بھی معاہدے کئے گئے اور ساتھ ہی امریکی صدر نے بھارتی خارجہ پالیسی کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ’’نئی دہلی سے بہتر تعلقات خارجہ پالیسی میں سرفہرست ہیں‘‘ جبکہ اِس موقعے پر بھارتی چاپلوس وزیراعظم نریندر مودی نے پہلے امریکی صدر بارک اوباما کو فاتحانہ انداز سے دیکھااور دل ہی دل میں کہاکہ بس میری اتنی سی خوشامدو چاپلوسی یا میری تھوڑی سی ٹی ٹی بی ہی تمہیں ڈھیر کر گئی اور تم میرے اتنے سے عمل سے پہلے ہی روز اتنا کچھ دے گئے جو ہمارے گمان سے بھی زیادہ ہے ابھی تو دودن اور باقی ہیں، دیکھتے ہیں کہ ہماری خوشامداور چاپلوسی و ٹی ٹی بی کیاکیا رنگ لاتی ہے..؟اور پھر بھارتی وزیراعظم نے ایک لمحے کو اپناسر جھٹکا جس سے وہ حقیقی دنیامیں واپس آئے اور پھر بولے کہ ’’بھارت کے ساتھ امریکی تعاون ہندوستان کو نئی بلندیوں پر لے جائے گا،اِن امریکی نوازیوں کو بھارت کبھی بھی نہیں بھول پائے گا۔

اگرچہ خدشہ ہے کہ بھارتی انتہائی خوشامدی اور چاپلوس وزیراعظم نریندر مودی نے گارڈ آف آنر کے وقت راشٹرپتی بھون میں ایک آوارہ بھارتی کُتّے کے اچانک گھس آنے اور گارڈ آف آنر کا مزہ کرکرا کرنے پر امریکی صدر سے ہاتھ جوڑ کر معافی بھی مانگی ہوگی اور یہ بھی شائد کہہ دیا ہو کہ یہ ہمارے کسی پڑوسی ملک کی شرارت بھی ہوسکتی ہے، ہم اِس معاملے کو بعد میں خود دیکھ لیں گے مگر بارک میں کُتّے کی حرکت پر آپ سے معافی مانگتا ہوں آپ ایک لمحے کو یہ سمجھ لیں کہ ''میں ہی وہ ہوں جو گارڈ آف آنر کے وقت راشٹرپتی بھون میں گھس آیا تھا'' پھر مودی کے چاپلوسانہ رویئے کو دیکھتے ہوئے اِنہیں بارک اُوباما نے بھی معاف کردیا ہوگا۔

لو بھئی بھارتیوں...!! آج مان گئے تمہاری چاپلوسی میں بڑا جادو ہے، یہاں ہم نے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے جادوئی چاپلوسی کی داستان بھی بیان کردی ہے اور یہ بھی بتادیا ہے کہ سب سے پہلے تو بھارتی وزیراعظم مودی نے نئی دہلی ائیرپورٹ پر امریکی صدر بارک اوباما کا خود استقبال کرکے طے شدہ پروٹوکول کو کیوں توڑا...؟؟اور عالمی برادری سمیت ساری دنیا کو یہ میسج دے دیا کہ اِن کا یہ چاپلوسانہ عمل بھلے سے کسی کو ایک آنکھ بھی نہ بھائے مگر امریکی صدر کا بھارت کا یہ دورہ بھارت کے لئے کتنی اہمیت کا حامل ہے،اِس سے بھارت کو کیا

کیافائدے حاصل ہوں گے اور اِن فائدوں سے بھارت خطے میں کیا کیا طوفان برپا کرے گا...؟؟یہ تو آنے والے وقت میں بھارت کے پڑوسی ممالک بالخصوص پاکستان اور چین ہی بتائیں گے کہ بھارت اگلے وقتوں میں اِن کے لئے کتنا مشکل ترین پڑوسی ثابت ہوگا...؟؟۔

بہرحال...!!اَب ہم پاکستانیوں کو امریکی کی بھارت نوازی پر لکیر پیٹنے اور کفِ افسوس ملنے کے بجائے... یہ بات تسلیم کرلینی چاہئے کہ یقیناً ہماری سفارتی پالیسیوں میں بہت زیادہ نقائص موجود ہیں آج جن کی وجہ سے امریکا نے پاکستان کے مفادات کو نظرانداز کیا ہے اور ہم پر امریکانے دیدہ ودانستہ طور پر بھارت کو ترجیح دی ہے،ایسے میں مان لو پاکستانیوں...!!کہ ہماری خارجہ اور سفارتی پالیسی میں انگنت سُقم موجود ہیں ہم اِنہیں جب تک دور نہیں کرلیتے اُس وقت تک ہماری بے قدری امریکاکے نزدیک جاری رہے گی۔

اَب موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں لازم ہے کہ ہم اپنی خارجہ اور سفارتی پالیسیوں کا ازسرِ نوجائزہ لیں اور اِنہیں درست کرنے کی سعی کریں، اگر ہم ابھی ایسانہیں کرسکے اور یوں ہی خوابِ خرگوش میں پڑے رہے اور جیسے ہیں... جہاں ہیں.... کی بنیادپر امریکاکا دامن تھامے رہے اور اُمیدکے اِس دلدل میں دھنسے رہے کہ کبھی نہ کبھی تو امریکاہماری بھی قدر کرے گا...توجناب!!

یہ ہماری بھول ہوگی کیوں کہ امریکاایساطوطاچشم ہے کہ یہ کبھی بھی ہماری حالتِ زار اور ہماری کسمپرسی پر ترس نہیں کھائے گا یہ ہمیں یونہی ہمیشہ خطے سے وابستہ اپنے مفادات کے خاطر استعمال کرتارہے گا اور یوں ہی ہم ہر بار چندڈالروں کے عوض امریکی مفادات کے خاطر اِس سے چمٹے رہیں گے اور خود کو امریکی مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ذبح کرنے کے لئے بکرابناکر پیش کرتے رہیں گے مگرہم پھر بھی امریکیوں کی نظر میں اپنا وہ مقام نہیں بناسکے گیں، آج جو بھارت اپنی مضبوط اور ہر قسم کے سُقم سے پاک خارجہ و سفارتی پالیسیوں کی وجہ سے کچھ نہ کرکے بھی بناچکاہے اور امریکی نوازیوں کے سارے بند دروازے اپنے اُوپر کھلواچکاہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں تو ہمارے حکمرانوں کو کھلی آنکھوں کے ساتھ یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہماری فرسودہ خارجہ و سفارتی پالیسیوں کی وجہ سے امریکا کی نظر میں ہماری اہمیت اِس کے مفاداتی پُرزے جتنی ہے جسے یہ جب چاہتاہے اپنے مفادات کے خاطر استعمال کرلیتاہے پھر ٹشو پیپر کی طرح بیکار سمجھ کرایک طرف پھینک دیتاہے ،اور ہم مایوسیوں کے سمندر میں غرق ہوجاتے ہیں سواَب یہ نقطہ ہمارے حکمرانو، سیاستدانوں اور ہمارے اداروں کے سربراہان کو سمجھناچاہئے کہ ہماراامریکا سے یوں چمٹے رہنے کا کچھفائدہ نہیں ہے،جب ساری امریکی نوازیاں بھارت کے لئے ہیں تو امریکا اپنی دہشت گردی

کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کا ٹھیکہ بھی بھارت کو دے دے ہم اِس ٹھیکے سے
دستبردار ہوتے ہیں۔

ہمارے یہاں گدھے (چوپایہ) کی بے قدرتی کیوں ہے جبکہ دوسرے گدھے تو...؟؟

آج امریکا کی برسرِ اقتدار جماعت کا انتخابی نشان گدھا ہے...!! مگر آج تک ہم محنتی جانور گدھے کو گدھا ہی سمجھ رہے ہیں کیوں...؟؟
آج اِس سے دنیا کو کسی بھی صورت انکار نہیں کہ امریکا کی موجودہ برسرِ اقتدار جماعت کا انتخابی نشان گدھا ہے، اَب یہاں یقینی طور پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج اگر گدھا اتنا ہی احمق اور بدعقل جانور ہوتا...؟؟ تو دنیا میں سُپر طاقت کہلانے اور ساری دنیا میں اپنا سکہ چلانے والا امریکا کبھی بھی گدھے کو اتنی اور قدر نہ دیتا اور حد تو یہ ہے کہ امریکا میں کئی عشروں سے برسرِ اقتدار آنے والی جماعت کا انتخابی نشان کبھی بھی ''گدھا'' نہ ہوتا یہ وہ نقطہ ہے آج جسے ہم سب کو سمجھنا ہے اور پھر اپنی اصلاح بھی کرنی ہے تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ آخر امریکا میں گدھے کو اتنی اہمیت کیوں حاصل ہے...؟؟ جبکہ ہمارے یہاں سب سے معصوم اور محنتی جانور گدھے کو احمق، نادان، بے وقوف جان کر بیچارے کو گدھا ہی سمجھا جاتا ہے۔
بہرکیف...! یہاں قبل اِس کے کہ ہم مزید کچھ کہیں ایک بات بتا دیں کہ ہمارے

صاحبزادے کو تمام جانور میں ایک گدھاہی سب زیادہ پسند ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے یہاں چارٹانگوں والے گدھے کو احمق،نادان اور بدعقل سمجھاجاتاہے مگراِس کہ باوجود بھی ہمارے صاحبزادے کو گدھوں سے محبت اور اُلفت کیوں ہے...؟آج تک اِس کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آ سکی ہے حالانکہ یہ پڑھائی میں بھی اچھاہے اور اپنی گلاس میں ہمیشہ اول بھی آتاہے، اچھی ذہانت اور شارپ مائنڈ بھی ہے،اَب ایسے میں ہمیں تو کم ازکم کہیں سے بھی یہ احمق ، بدعقل، بے وقوف اور نادان نہیں لگتاہے مگر ہمیں تعجب تو بس...اِس بات کا ہے کہ اتنی ساری خوبیوں کے باوجود بھی یہ گدھے سے اُنسیت کیوں رکھتاہے آج تک ہم یہ نکتہ نہیں سمجھ پائے ہیں ایسے میں ہمیں کبھی کبھی یہ بھی امریکی لگتاہے کیوں کہ امریکی بھی گدھے سے ایسی ہی الفت اور اُنسیت رکھتے ہیں جیسی ہماراصاحبزادہ رکھتاہے۔

خیر معاف کیجئے گا...!!آج یہاں ہم اپنے مشاہدے اور دل کی ایک بات کہیں توکوئی بُرانہ مانے.... (آج ہمیں اُمید ہے کہ یہ بات ہماری طرح کروڑوں پاکستانیوں کے دل اور دماغ میں بھی ہوگی اور یہ ایسے مناظر بھی روزانہ ہی دیکھتے ہوں گے اور دل ہی دل میں یہ کہہ کر خاموش ہوجاتے ہوں گے کہ ایک طرف بیشتر قومی اداروں میں ایسے لوگ ہیں...؟؟اور دوسری طرف وہ گدھے ہیں جواپنی بساط سے بھر کر محنت بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی بے قدری اِن کا مقدر ہے)۔آج

ویسے ہی اگر ہم اپنے مُلک کے ہر صوبے ہر شہر اور ہر گاؤں کے بیشتر سرکاری اداروں کا طائرانہ جائزہ لیں تو اِنہیں چلانے اور دیگر اُمور انجانے دینے کے لئے خوشامد، چاپلوسی اور پرچی کے سہارے میرٹ کا قتل کرکے ایسے بے شمار احمق، بے وقوف اور نادان گدھے نظر آئیں گے آج جن کے ہاتھوں میں مُلک اور معاشرے اور اداروں کی باگ دوڑ ہے سواَب ذراسوچیں ...! کہ ایک طرف اِس شکل میں ہم گدھوں کو مقام و مرتبہ عطا کرتے ہیں اور اگر ہمیں دوسری طرف جانور کی صُورت میں جو گدھا نظر آئے اُسے بے وقوف، احمق اور نادان جان کر اِس کی بے قدری کرتے ہیں، اَب کیا یہ ہماری ذات اور سوچ کا تضاد نہیں ہے....؟؟ کہ ہم اور ہماری سوچ کیا اور کیسی ہو گئی ہے...؟تب ہی تو ہم اپنا وہ مقام حاصل نہیں کرپائے ہیں جو ہمارے ساتھ اور ہمارے بعد آزاد ہونے والی ریاستوں کو حاصل ہوگیا ہے۔

بہر حال ...!! چلیں ہم پہلے یہ بتائے دیتے ہیں کہ لغوی معنی میں لفظ ''گدھا'' کیا ہے اور یہ کس زبان کا لفظ ہے، تو جان لیجئے کہ گدھا (ہ۔ا۔مذکر) ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے اور مذکر ہے جس کے (اول) معنی ''خر'' (صف)، (دوئم) ''احمق''۔ ''نادان'' کے ہیں اور ہمارے یہاں اِنہی معنی اور مطلب کے اعتبار سے گدھے سے متعلق کہاوتیں اور محاورے بھی ایسے ہی عام ہیں اَب یہاں ہم جن کا تذکرہ کرنا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں تاکہ جو بات ہم آپ کو

سمجھانا چاہتے ہیں وہ آسانی سے سمجھا سکیں۔

ہمارے یہاں اردو لغت کے لحاظ سے گدھے سے متعلق جتنی مثالیں اور محاورے زبانِ زدِ عام ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ ''گدھاپن'' (مذکر) جس کے معنی ''بیوقوفی،، نادانی، حماقت'' کے ہیں اور ہم اِس مثل کا سہارا تب لیتے ہیں جب کوئی پلے درجے کی حماقت یا بے وقوفی یا نادانی کرتا ہے۔ دوسری مثل یہ ہے کہ '' گدھا گھوڑا ایک بھاؤ گدھا گھوڑا ایک برابر'' یہ مثل ہم تب دیتے ہیں جب ہم اپنے اردگرد بے انصافی ہوتی) دیکھتے ہیں تو قدرشناسی کے موقع پر یہ مثل بول کر انصاف کے تقاضے پورے کرانے یا کرنے کی سعی کرتے ہیں اور معاشرے کو یہ باور کرانے کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ '' کیا اچھے بُرے سب برابر ہیں''اور بدقسمتی سے ہمارے معاشرے یا سوسائٹی میں جب کوئی شخص فعل بد کا مرتکب ہوتا ہے تو اِسے '' گدھے پر چڑھانا'' یا '' گدھے پر چڑھانے کا مشورہ دے کر بات پوری کردیتے ہیں جیسا کہ یہ جملہ موقع محل اور معنی کے '' اعتبار سے مشورہ بھی ہے تو مثل بھی ہے یعنی کہ ہمارے یہاں گدھے پر چڑھانے کی سزا تجویز تب دی جاتی ہے جب کسی کو ''رسوا کرنا، بدنام کرنا، یا اُس کے اعمالِ بد کی سزا دینے کے لئے تشہر کرنا یا کرانا ہوتا ہے تو اِس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ خطاکار کو بطور مجرم گنجا کرکے گدھے پر چڑھاؤاور شہر میں گھماؤ وغیرہ وغیرہ... اور اِسی طرح ہمارے معاشرے کے بیشتر گھروں میں والدین اور گھر کے بڑے یا سرپرست ایسے بے

وقوف اور احمق بچوں کے لئے گدھے کی مثال دیتے ہیں اور محاورتاً کہتے ہیں جن کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا ہے یا جنہیں پڑھائی لکھائی سے دلچسپی نہیں ہوتی ہے تواُن کے لئے یہ ایک جملہ بطور مثل'' بولتے ہیں کہ ''گدھے پر کتابیں لادنا'' جس کے معنی اور مطلب یہ ہیں کہ '' بے وقوف کو علم پڑھانا'' یا ''لاکھ جتن کرلو یہ احمق پڑھ کر ہی نہیں دے گا'' اوراِسی طرح اکثر جب ہمارے معاشرے میں سیاسی طورپر پرچی یا سفارش کی بنیادپر کسی خوشامدی یا چاپلوس وکام چوریا کسی کندذہن یا احمق کو میرٹ کا قتل کرکے کسی لائق بنادیاجاتاہے توایسے فرد یا شخص کے لئے یہ مثل دی جاتی ہے کہ ''گدھے کو آدمی بنانا'' یعنی یہ کہ بے وقوف کوزبردستی کی اہم ذمہ داریاں سونپ دی گئی ہے اوراَب اِسے عقلمند بنادیاگیاہے۔

اَب جس معاشرے میں میرٹ کا قتل کیا جائے اوراِن بے وقوفوں کو اعلیٰ عہدہ دے کرانہیں سماج کی بھاگ ڈور سونپ دی جائے تواِس معاشرے میں ہر اہل شخص کو اپناکام چلانے کے لئے لامحالہ ''گدھے کو باپ بنانا'' ہی پڑتاہے جس کے معنی '' کام نکالنے کے لئے بے وقوف کی منت اور خوشامد کرنا'' کے ہیں۔اور آج کل تو ہمارے مُلک کے ہر صوبے ، ہر شہر اور ہرگاؤں میں حکومتی ایماپر ایسے احمقوں کو اداروں کو چلانے کے لئے بیٹھادیاگیاہے کہ جن پر اردولغت کا یہ محاورہ صادق آتاہے کہ '' گدھے (گدھوں) کے ہل چلانا'' جو مطلب کے اعتبار سے

کسی شہر یا جگہہ کو اُجڑوانا، برباد کرانا" کے معنوں میں لیا جاتا ہے،اِسی طرح ہمارے "
معاشرے میں جس کے پاس سفر کے لئے اچھی کار اور رہنے کے لئے کوٹھی بنگلہ ہے
ہمارا معاشرہ ایسے شخص کو کار اور کوٹھی بنگلے والا کہہ کر مخاطب کرتا ہے جبکہ جس کے پاس
گدھا" ہو تو ایسے شخص کو میرے معاشرے اور میری سوسائٹی میں "گدھے والا""
کہتے ہیں جس کے اول ذکر معنی کچھ یوں ہیں کہ "وہ شخص جو کرایہ کے لئے گدھے
رکھے"دوئم۔"وہ شخص جو گدھے پر چیزیں لادنے کا کام کرے" ایسے شخص
کو میرا معاشرہ "گدھے والا" کہا جاتا ہے اور آج جہاں میرے مُلک اور معاشرے میں
باکثرت گدھے کا مذکر موجودہ ہے تو وہیں اِس کی مونث یعنی کہ "گدھی" یا
گدھیا" بھی پائی جاتی ہے ہمارے معاشرے میں اِس کی اہمیت اور قدر ہمارے یہاں "
باکثرت پائے جانے والے گدھوں سے کچھ مختلف نہیں ہے، ہمارے معاشرے اور
ہماری سوسائٹی نے تو گدھے کی مونث کو بھی نہیں بخشا ہے اِسے بھی بے وقوفی اور
احمقوں کے میزان میں رکھ تول دیا ہے، اِس بیچاری کا قصور یہ ہے کہ یہ گدھے کی مونث
ہے بس اِس وجہ سے اِس کے حصے میں وہی کچھ آیا ہے جو گدھے کو حاصل ہے اور ویسی
ہمارے یہاں اردو لغت میں گدھی یا گدھیاکے جو معنی اور مطالب ہیں وہ بھی کچھ یوں
ہیں (اِسے بھی سمجھ لیجئے کہ) گدھی۔گدھیا (گ،د، ہ،ی.."اور" گ،دھی،
یا" (ہ۔ا۔ مونث) ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے اور مونث ہے، جس کے اردو لغت کے
اعتبار سے معنی "گدھا کی تانیث اور احمق عورت کے نکلتے ہیں۔

گو کہ اگر ہم گدھے کی اہمیت اور قدر کا تاریخی جائزہ لیں تو ہمیں ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر ماحول میں گدھے سے متعلق ایسی بے شمار مثالیں، قصے، کہانیاں اور کہاوتیں ملیں گیں جن میں کہیں گدھے کو تمام جانوروں میں سب سے زیادہ قابل رحم اور محنتی جانور تو بیان کیا گیا ہے مگر وہیں اِسے بہت زیادہ ہی احمق بھی دیکھا گیا ہے مگر آج ہمیں اپنے معاشرے کے اُن گدھوں کے ساتھ کھلے دل سے اظہارِ ہمدردی کا موقع ہاتھ لگا ہے جو محنتی بھی ہیں تو قابلِ رحم بھی ہیں مگر اِن کے حصے میں ہم اور ہمارا معاشرے نے سوائے بے قدری کے اور کچھ نہیں دیتا ہے جبکہ امریکا جیسے دنیا کے صفِ اول کے سُپر پاور مُلک میں گدھے کو جتنی اہمیت اور قدر حاصل ہے اِنہیں اُتنی تو شاید دنیا کے کسی بھی مُلک اور معاشرے میں حاصل نہیں ہے۔

گدھا تو گدھا ہی ہوتا ہے امریکی ہو یا پاکستانی مگر پھر بھی...؟؟

آج جیسا کہ ہمارے کالم کا عنوان ڈونکی ہے یہ موضوع سیاست کے روز مرہ کے معاملات سے ذراہٹ کر ہے مگرہماری کوشش ہوگی کہ اِس میں کہیں نہ کہیں سے سیاسی عنصر کی آمیزش شامل کردیں تاکہ آپ کامزاح بھی کرکرانہ ہو اور ہماراکام بھی ہو جائے ہم اگلی سطور میں مزید کچھ کہنے سے قبل ایک بات بتادیں کہ ہمارے صاحبزادے کو تمام جانور میں ڈونکی (ہمارے یہاں جسے گدھا کہتے ہیں) یہ سب سے زیادہ پسند ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے یہاں اِس چارٹانگوں والے گدھے کو احمق، نادان اور بدعقل سمجھا جاتا ہے (ہمارے مُلک اور معاشرے میں جودوٹانگوں والے ہر سطح پر باکثرت پائے جاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ چارٹانگوں والا گدھا ہوتا ہے مگر ہمارے دوٹانگوں والے گدھے ہوتے یں اُنہیں ہم کسی اور نظر سے دیکھتے ہیں جو جلدہی اپنی حرکتوں سے یہ ثابت کردیتے ہیں کہ اِن میں اور چارٹانگوں والے میں گدھے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے بس صرف اتنا ہے کہ یہ دوٹانگوں والے ہیں اور وہ چارٹانگوں والا ہوتا ہے خیر...) مگراِس کہ باوجود بھی ہمارے صاحبزادے کو گدھوں سے محبت اور اُلفت کیوں ہے...؟آج تک اِس کی گدھوں سے انتہادرجے کی پسندیدگی کی یہ وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آسکی ہے حالانکہ ہمارابیٹاپڑھائی میں بھی اچھاہے اوراپنی کلاس میں ہمیشہ اول بھی آتاہے، اچھی ذہانت اور

شارپ مائنڈ بھی ہے،اَب ایسے میں ہمیں تو کم از کم کہیں سے بھی یہ احمق ، بد عقل، بے وقوف اور نادان نہیں لگتاہے مگر ہمیں تعجب تو بس ... اِس بات کا ہے کہ اتنی ساری اعلیٰ صفاتی خوبیوں کے باوجود بھی یہ گدھے سے اُنسیت رکھتاہے کیوں ...؟؟ آج تک ہم یہ نکتہ نہیں سمجھ پائے ہیں... ہاں البتہ ...!!ایسے میں یہ ہمیں کبھی کبھی امریکی ضرور لگتاہے کیوں کہ امریکی بھی گدھے سے ایسی ہی الفت اور اُنسیت رکھتے ہیں جیسی پاکستان میں رہتے ہوئے ہماراصاحبزادہ رکھتاہے،ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اِس میں بھی اگلے وقتوں میں امریکیوں کی طرح دنیاکو دولتی مارنے اور دنیاپر فضول کی تنقید کے بہانے ڈھینچو..ڈھینچو... کرنے کی عادت نہ پیداہوجائے آج جس طرح امریکی دنیا اور ہم پر ڈھینچو...ڈھینچو کرتے نہیں دھکتے ہیں جوہمارے لئے بھی پریشانی کا باعث ہواور یہ بھی امریکی زبان بولنے لگے۔

بہرحال ....!!کچھ بھی ہے...؟؟مگرآج اِس حقیقت سے دنیاکو کسی بھی صورت انکارنہیں کہ امریکاکی موجودہ برسرِ اقتدارجماعت کا انتخابی نشان گدھاہے،اَب یہاں یقینی طورپر ایک سوال یہ پیداہوتاہے کہ آج اگر گدھااتناہی احمق اور بد عقل جانورہوتا...؟؟تو دنیامیں سُپرطاقت کہلانے اور ساری دنیامیں اپناسکہ چلانے والاامریکا کبھی بھی گدھے کو اتنی اہمیت اور قدرنہ دیتااور حدتو یہ ہے کہ امریکامیں کئی عشروں سے برسرِ اقتدار آنے والی جماعت

کا انتخابی نشان کبھی بھی "گدھا" نہ ہوتا...آج یہ وہ نقطہ ہے جسے ہم سب کو سمجھنا ہے اور پھر اپنی اصلاح بھی کرنی ہے تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ آخر امریکا میں گدھے کو اتنی اہمیت کیوں حاصل ہے...؟؟ جبکہ ہمارے یہاں سب سے معصوم اور محنتی جانور گدھے کو احمق ، نادان، بے وقوف جان کر بیچارے کو گدھا ہی سمجھا جاتا ہے اور ہم جا بجا اِس بیچارے چوپائے گدھے کی بے قدری کی انگنت مثالیں اپنے معاشرے اور سوسائٹی میں دیکھ سکتے ہیں جہاں گدھوں (اور اِس کی فیملی سے تعلق رکھنے والے دوسرے چوپایوں) کو احمق و نادان اور بد عقل جانتا ہے اور اِن کی بے قدری کرتا ہے۔

بہر کیف...!! معاف کیجئے گا...آج یہاں ہم اپنے مشاہدے اور دل کی ایک بات کہیں تو کوئی بُرا نہ مانے.... (آج ہمیں اُمید ہے کہ یہ بات ہماری طرح کروڑوں پاکستانیوں کے دل اور دماغ میں بھی ہوگی اور یہ ایسے مناظر بھی روزانہ ہی دیکھتے ہوں گے اور دل ہی دل میں یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہوں گے کہ ایک طرف بیشتر قومی اداروں میں ایسے لوگ ہیں...؟؟اور دوسری طرف وہ گدھے ہیں جو اپنی بساط سے بڑھ کر محنت بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی بے قدری اِن کا مقدر ہے)۔آج ویسے ہی اگر ہم اپنے مُلک کے ہر صوبے ہر شہر اور ہر گاوٴں کے بیشتر سرکاری اداروں کا طائرانہ جائزہ لیں تو اِنہیں چلانے اور دیگر اُمور انجانے دینے کے لئے خوشامد، چاپلوسی اور پرچی کے سہارے میرٹ کا قتل کرکے ایسے بے شمار

احمق، بے وقوف اور نادان گدھے نظر آئیں گے آج جن کے ہاتھوں میں مُلک اور معاشرے اور اداروں کی باگ ڈور ہے سواَب ذراسوچیں ...!کہ ایک طرف اِس شکل میں ہم گدھوں کو مقام و مرتبہ عطا کرتے ہیں اور اگر ہمیں دوسری طرف جانور کی صُورت میں جو گدھا نظر آئے تو ہم اُسے بے وقوف ، احمق اور نادان جان کر اِس کی بے قدری کرتے ہیں،اَب کیا یہ ہماری ذات اور سوچ کا تضاد نہیں ہے....؟؟کہ ہم اور ہماری سوچ کیا اور کیسی ہو گئی ہے...؟ہم تب ہی تو اپنا وہ مقام حاصل نہیں کرپائے ہیں جو ہمارے ساتھ اور ہمارے بعد آزاد ہونے والی ریاستوں کو حاصل ہوگیاہے۔

بہر حال ...!!چلیں ہم پہلے یہ بتائے دیتے ہیں کہ لغوی معنی میں لفظ " گدھا" کیا ہے اور یہ کس زبان کا لفظ ہے،تو جان لیجئے کہ گدھا (ہ۔ا۔مذکر) ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے اور مذکر ہے جس کے (اول) معنی ُخر" (صف)، (دوئم)"احمق"۔"نادان"کے ہیں اور ہمارے یہاں اِنہی معنی اور مطلب کے اعتبار سے گدھے سے متعلق کہاوتیں اور محاورے بھی ایسے ہی عام ہیں،اَب یہاں ہم جن کا تذکرہ کرنا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں تاکہ جو بات ہم آپ کو سمجھانا چاہتے ہیں وہ آسانی سے سمجھا سکیں۔

ہمارے یہاں اردو لغت کے لحاظ سے گدھے سے متعلق جتنی مثالیں اور محاورے زبانِ

زدِ عام ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ "گدھاپن" (مذکر) جس کے معنی "بیوقوفی،، نادانی، حماقت" کے ہیں اور ہم اِس مثل کا سہارا تب لیتے ہیں جب کوئی پلے درجے کی حماقت یا بے وقوفی یانادانی کرتاہے۔ دوسری مثل یہ ہے کہ " گدھاگھوڑاایک بھاو ؤ گدھاگھوڑاایک برابر" یہ مثل ہم تب بولتے ہیں جب ہم اپنے ارد گرد بے انصافی ہوتی دیکھتے ہیں تو قدرشناسی کے موقع پر یہ مثل پیش کرکے انصاف کے تقاضے پورے کرانے یا کرنے کی سعی کرتے ہیں اور معاشرے کو یہ بھی باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ " کیااچھے بُرے سب برابر ہیں "اور بد قسمتی سے ہمارے معاشرے یا سوسائٹی میں جب کوئی شخص فعل بد کا مرتکب ہوتاہے تو اِسے " گدھے پر چڑھانا" یا " گدھے پر چڑھانے " کا مشورہ دے کر بات پوری کردیتے ہیں جیساکہ یہ جملہ موقع محل اور معنی کے اعتبار سے مشورہ بھی ہے تو مثل بھی ہے یعنی کہ ہمارے یہاں گدھے پر چڑھانے کی سزا تجویذ تب کی جاتی ہے جب کسی کو "رسوا کرنا، بدنام کرنا، یا اُس کے اعمالِ بد کی سزا دینے کے لئے تشہر کرنایا کرانا ہوتاہے تو اِس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ خطاکار کو بطور مجرم گنجا کرکے گدھے پر چڑھاو ؤ اور شہر میں گھوماو ؤ وغیرہ وغیرہ... اور اِسی طرح ہمارے معاشرے کے بیشتر گھروں میں والدین اور گھر کے بڑے یا سرپرست ایسے بے وقوف اور احمق بچوں کے لئے گدھے کی مثال دیتے ہیں اور محاورتاً کہتے ہیں جن کا پڑھائی میں دل نہیں لگتاہے یا جنہیں پڑھائی لکھائی سے دلچپی نہیں ہوتی ہے تو اُن کے لئے یہ ایک جملہ بطور مثل" بولتے ہیں کہ " گدھے پر کتابیں

لادنا" جس کے معنی اور مطلب یہ ہیں کہ " بے وقوف کو علم پڑھانا "یا" لاکھ جتن کرلو یہ احمق پڑھ کر ہی نہیں دے گا" اور اسی طرح اکثر جب ہمارے معاشرے میں سیاسی طور پر پرچی یا سفارش کی بنیاد پر کسی خوشامدی یا چاپلوس وکام چور یا کسی کند ذہن یا احمق کو میرٹ کا قتل کرکے کسی لائق بنادیا جاتا ہے تو ایسے فرد یا شخص کے لئے یہ مثل دی جاتی ہے کہ "گدھے کو آدمی بنانا' یعنی یہ کے بے وقوف کو زبردستی کی اہم ذمہ داریاں سونپ دی گئی ہیں اور اَب اِسے عقلمند بنادیا گیا ہے۔

اَب جس معاشرے میں میرٹ کا قتل کیا جائے اور اِن بے وقوفوں کو اعلیٰ عہدے دے کر انہیں سماج کی بھاگ ڈور سونپ دی جائے تو اِس معاشرے میں ہر اہل شخص کو اپنا کام چلانے کے لئے لامحالہ "گدھے کو باپ بنانا" ہی پڑتا ہے جس کے معنی " کام نکالنے کے لئے بے وقوف کی منت اور خوشامد کرنا" کے ہیں۔اور آج کل تو ہمارے مُلک کے ہر صوبے ، ہر شہر اور ہر گاوٗں میں حکومتی ایماپر ایسے احمقوں کو اداروں کو چلانے کے لئے بیٹھادیا گیا ہے کہ جن پر اردو لغت کا یہ محاورہ صادق آتا ہے کہ " گدھے (گدھوں) کے ہل چلانا" جو مطلب کے اعتبار سے " کسی شہر یا جگہہ کو اُجڑوانا،برباد کرانا" کے معنوں میں لیا جاتا ہے،اِسی طرح ہمارے معاشرے میں جس کے پاس سفر کے لئے اچھی کار اور رہنے کے لئے کوٹھی بنگلہ ہے ہمارا معاشرہ ایسے شخص کو کار اور کوٹھی بنگلے والا کہہ کر مخاطب

کرتا ہے جبکہ جس کے پاس "گدھا" ہو تو ایسے شخص کو ہمارے معاشرے اور ہماری سوسائٹی میں " گدھے والا" کہتے ہیں جس کے اول ذکر معنی کچھ یوں ہیں کہ "وہ شخص جو کرایہ کے لئے گدھے رکھے "دوئم۔" وہ شخص جو گدھے پر چیزیں لادنے کا کام کرے" ایسے شخص کو ہمارا معاشرہ "گدھے والا" کہتا ہے اور آج جہاں ہمارے مُلک اور معاشرے میں باکثرت گدھے کا مذکر موجودہ ہے تو وہیں اِس کی مونث یعنی کہ " گدھی " یا گدھیا" گدھوں کی نسبت برابر ہی پائی جاتی ہیں ہمارے معاشرے میں اِن کی اہمیت" اور قدر سوسائٹی میں باکثرت پائے جانے والے گدھوں سے کچھ مختلف نہیں ہے،
ہمارے معاشرے اور ہماری سوسائٹی نے تو گدھے کی مونث کو بھی نہیں بخشا ہے اِسے بھی بے وقوفی اور احمقوں کے میزان میں رکھ کر تول دیا ہے، اِس بیچاری کا قصور یہ ہے کہ یہ گدھے کی مونث ہے بس ...اِس وجہ سے اِس کے حصے میں وہی کچھ آیا ہے جو گدھے کو حاصل ہے اور ویسے بھی ہمارے یہاں اردو لغت میں گدھی یا گدھیا کے جو معنی اور مطالب ہیں وہ بھی کچھ یوں ہیں (چلیں اِسے بھی سمجھ لیجئے کہ) گدھی۔ گدھیا گ،د، ھ، ی. . "اور" گ،دھی، یا" (ہ۔ا۔ مونث) ہندی زبان کا لفظ ہے اِسم ہے) اور مونث ہے، جس کے اردو لغت کے اعتبار سے معنی" گدھا کی تانیث اور احمق عورت کے نکلتے ہیں۔
گو کہ اگر ہم گدھے کی اہمیت اور قدر کا تاریخی جائزہ لیں تو ہمیں ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر ماحول میں گدھے سے متعلق ایسی بے شمار مثالیں

قصے ،کہانیاں اور کہاوتیں ملیں گیں جن میں کہیں گدھے کو تمام جانوروں میں سب، سے زیادہ قابل رحم اور محنتی جانور تو بیان کیا گیا ہے مگر وہیں اِسے بہت زیادہ ہی احمق بھی دیکھا گیا ہے مگر آج ہمیں اپنے معاشرے کے اُن گدھوں کے ساتھ کھلے دل سے اظہارِ ہمدردی کا موقع ہاتھ لگا ہے جو محنتی بھی ہیں تو قابلِ رحم بھی ہیں مگراِس کے باوجود بھی اِن کے حصے میں ہم اور ہمارے معاشرے نے سوائے بے قدری کے اور کچھ نہیں دیتا ہے جبکہ امریکا جیسے دنیا کے صفِ اول کے سُپرپاور مُلک میں گدھے کو جتنی اہمیت اور قدر حاصل ہے اِنہیں اُتنی تو شاید دنیا کے کسی بھی مُلک اور معاشرے میں گدھوں کو حاصل نہیں ہے۔

گلشن میں جمہور کے کیسا۔ ۔؟ بھنورا منڈلات امارشل لاء کا

آج اگر ہم نواز حکومت کی پونے دوسالہ مدت کا جائزہ لیں تو اِس سے وابستہ خدشات یقین میں بدلتے محسوس ہوں گے اور ہر خدشے کا یقین عوام الناس کو منہ چڑھاتااور یہ کہتا دکھائی دے گا کہ ’’ تم کتنے بدعقل اور احمق ہو کہ پھر آزمائے ہوؤں کے جھانسے میں آگئے۔۔۔ اور پھر وہی کردیاہے۔۔۔۔ جیسا پچھلی دومرتبہ تم نے کیا تھا۔۔۔۔۔ اِس بار بھی تم نے ن لیگ کی حکومت کو اقتدار کا تاج (اگرچہ اِس میں دھاندلی کی آمیزش کا عنصر اور دھاندلی کے نگینے بھی شامل ہیں اِن کے ساتھ ہی اپنے ووٹوں کے بیدریغ استعمال سے) سونپ دیاافسوس ہے کہ حسب روایات اِس مرتبہ بھی ن لیگ کی حکومت کو مُلکی اور عوامی مفادات سے زیادہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات عزیز ہیں۔ جبکہ آج یقینی طورپر دھاندلی کے سنگین الزامات کے ساتھ پونے دوسال کا عرصہ گزارنے والی ن لیگ کی حکومت نے مُلک کوتوانائی کے بحرانوں میں جکڑنے سمیت مُلک کا سیاسی ،معاشی، اور اقتصادی ڈھانچہ بھی تباہ وبرباد کرکے رکھ دیاہے کیا اب ن لیگ کے لچھن واضح طورپر یہ نہیں بتارہے ہیں کہ جلد ہی جمہور اور جمہوریت کا ترانہ رخصت ہونے کو ہے۔۔۔؟؟۔

جبکہ آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اندرونی اور عالمی حالات واقعات کے تناظر میں سیاسی مصالحتوں کا شکار رہنے والی ن لیگ کی حکومت کا اندرونی شیرازہ بکھیرنے کو ہے اگرچہ اِس کی بہت سی وجوہات ہیں ...؟ جوکچھ تو نظر بھی آرہی ہیں اور جو ابھی تک عوام الناس سے اوجھل ہیں اُنہیں اندرونِ خانہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت اور جماعت میں شامل چیدہ چیدہ وہ شخصیات خوب جانتی ہیں آج جو وزیراعظم نواز شریف کا ہر حال میں ساتھ دینے کا عہد کرچکی ہیں اور ساتھ نہ چھوڑنے کی ہزاروں قسمیں اُٹھاچکی ہیں کہ حالات بھلاکیسے بھی ہوں یہ بھاگ کر جانے والی نہیں ہیں اَب یقیناًاِن کے اِس میں بھی ذاتی اور سیاسی مفادات وابستہ ہوں گے ...؟تب ہی یہ حکومت کے ساتھ چمٹی ہوئی ہیں ،آج اِنہیں یہ بھی خوب معلوم ہے کہ موجودہ حالات میں نواز حکومت کن مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہے اور یہی وہ شخصیات ہیں جو بات بات پر میڈیا میں پریس کانفرنسز کرتی اور بریکنگ نیوز کی شکل میں بیانات دیتی دکھائی دیتی ہیں آج جن کی مثال دراصل گھسیانی بلی جتنی ہے کیونکہ موجودہ حالات اور واقعات میں یہ شخصیات جانتی ہیں کہ ایسا کرنا حکومت کو زندہ رکھنے کے لئے کتنا ضروری ہے...؟؟آج اگر ایسا نہ کیا گیاتو حکومت کا بھرم بھی قائم نہیں رکھاجاسکے گااِسی کے ساتھ ہی یہ شخصیات جانتی ہیں کہ ملکی اور عالمی حالات اور واقعات میں نواز شریف حکومت کا صرف ڈھول ہی بج رہاہے جس کی

آواز صرف اُن ہی لوگوں تک پہنچ رہی ہے جنہیں حکومت سے اور اِنہیں اُن سے ذاتی و سیاسی مقاصد وابستہ ہیں۔ایسے میں ہمیں شاعر کا یہ شعر یاد آگیا ہے کہ:۔

ہم بچاتے رہ گئے دیمک سے اپنا گھر مگر
کُرسیوں کے چند کیڑے مُلک سارا کھا گئے

بہرحال۔۔۔!!آج اِس نقطے سے بھی انکار نہیں ہے کہ اقتدار کی مسند سنبھالنے کے بعد نواز حکومت جن ذاتی سیاسی مقاصد کے حصول کے خاطر جس سمت کی جانب چل پڑی ہے اِس سے مُلکی مفادات ثانوی حیثیت اختیار کر گئے ہیں آج مُلکی اور عالمی سیاسی تناظر میں حکومت نے خطے کے دیگر ممالک کے نسبت مُلکی مفادات اور خودمختاری کو غیر سنجیدہ لیناہے جس کی ایک مثال ناقص خارجہ پالیسی کا ہونا بھی ہے، جبکہ اُسی وقت نواز حکومت کو ذاتی اور سیاسی مفادات حاصل ہوتے جب یہ مُلکی اور عالمی سیاسی تناظر میں ہر سطح پر مُلکی مفادات اور خودمختاری کو مقدم جانتی اوران کا ہر سطح پر تحفظ کرتی مگر آج افسوس ہے کہ جیسے نواز شریف حکومت کے تین درجن سے زائد عزیز رشتے داروں کا اہم وزراتوں اور شعبوں پر ہونے والے قبضے نے مُلک کے وقار اور استحکام کو بھی خطرات سے دوچار کردیاہے،آج یہی وجہ ہے کہ ماضی میں دوسروں کو علی بابا چالیس چور کہنے والی نواز شریف حکومت خود حقیقی معنوں میں علی بابا چالیس چور کی منہ بولتی مثال بن گئی ہے۔

تاہم ایسے میں جمہوریت کو بہترین انتقام قرار دینے والے بھی موجودہ حکومت کا ساتھ چھوڑنے کے بہانے تلاش کر رہے ہیں، کیوں کہ اَب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر موجودہ حالات میں ن لیگ کی حکومت کا مزید دیر تک ساتھ دیا تو کہیں اِن کی رہی سہی کسر کا بھی ستیاناس نہ ہوجائے۔

آج یہی وجہ ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس بڑھانے جیسے عوام دُشمن اقدامات سمیت دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کنجوسی کا مظاہرہ کرنے اور دیگر سخت اقدامات پر ہٹ جانے والی ن لیگ کا ساتھ چھوڑنے کے لئے (سوائے اقتدار کامزاج لوٹنے والے ایک مولانااوراِن کی جماعت کے) پی پی پی سمیت حکومت میں شامل بہت سی جماعتیں سوچ رہی ہے۔

جبکہ اَب تک ہمارے مُلک پر اقتدار کاقدم رنجافرمانے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ ن اور وزیراعظم نوازشریف سمیت اِن کی جماعت کے اراکین اور وزراء نے جمہوراور جمہوریت کے درست ثمرات عوام الناس تک نہیں پہنچائے اور اگر یہ ابھی اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات ہی میں دفن رہے اور سب کے سب اپنے تئیں جمہوراور جمہوریت کا ہی راگ الاپتے رہے، اور دیدہ و دانستہ مُلکی اور عوامی مفادات کو بالائے طاق ہی رکھتے رہے تو خدشہ ہے کہ آنے والے وقت میں

حکمرانوں کے حصے میں سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی نہ آئے اور باغِ جمہور کے خوبصورت دلکش اور دلنشیں پھول مرجھا جائیں ...اور راقم الحرف کا یہ شعر جو اپنے اندر خدشات اور سوالات لئے ہوئے ہے کہیں حقیقی رنگ کی شکل نہ اختیار کر جائے

کہ:۔

گُلشنِ میں جمہور کے کیسا..؟؟ بھنورا منڈلاتا مارشل لاء کا کیا جمہور کو چوس ہی لے گا..؟؟ بھنورا منڈلاتا مارشل لاء کا

!!....اَب تو مُہلت ہی نہ دو

مصالحت پسندی + مفاہمتی روئے ہی اہم فیصلوں اور قانون سازی میں رکاوٹ رہے ہیں...

آج دنیاکے جن ممالک اور معاشرے مصالحت پسندی اور مفاہمتی رویوں کے سہارے چل رہے ہیں ہم یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہر معاملے میں مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل اتناغالب ہوچکاہے کہ اَب اِنہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتاہے کہ جیسے اِن ممالک اور معاشروں کی بنیادہی مصالحت پسندی اور مفاہمتی رویوں پر قائم ہیں اوراَب وہاں ملکی ایوانوں سے لے کر ہر سطح پر جتنے بھی فیصلے کئے جاتے ہیں اُن میں یہی دونوں عناصر کی آمیزش کو شامل کرنااور کرانالازمی قراردے دیاگیاہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ اِن ممالک اور معاشروں میں بڑے چھوٹے اور اچھے بُرے ہر فیصلے مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل سے گزرنے کے بعد کئے جاتے ہیں جہاں ایساہوتاہے اَب وہاں نہ تاریخی فیصلے ہوپاتے ہیں اور نہ ہی کوئی دیرپا قانون سازی کا عمل وجودمیں آپاتاہے گوکہ اِن ممالک میں مصالحت پسندی اور مفاہمتی روئے اہم فیصلوں اور قانون سازی میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں

یہاں ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ...!! آج جہاں اِس حوالے سے دنیاکے بہت سے مما لک ہوں گے... تو وہیں ہمیں اِس بات کا پورا یقین ہے کہ مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل میں ہمارادیس پاکستان سو میں سے سوفیصد سب سے آگے اور اول درجے پہ ہوگا کیوں کہ آج ہماری 68 سالہ تاریخ چیخ چیخ کر بتارہی ہے کہ میرے دیس پاکستان کی زبوحالی اور میرے مُلک کے طول وارض میں پھیلی ہوئی آج جو لاقانونیت ہے اِس کی بڑی وجہ بھی یہی مصالحت پسندی اور مفاہمتی روئے ہیں جنہوں نے میرے دیس کو پنپنے ہی نہیں دیا ہے۔

کیوں کہ ہمارے دیس میں گزشتہ 68 سالوں میں جتنے بھی سِول یا فوجی حکمران آئے ہیں سب ہی نے جتنی بھی قانون سازی کی ہے یا کروائی ہے اور اِسی طرح اُنہوں نے اپنے دورِ حکمرانی میں جتنے بھی اقدامات کئے یا کرائے اِن سب ہی پر مصالحت پسندی اور مفاہمتی خول چڑھا رہا... جنہوں نے کہیں مصالحت پسندی اور مفاہمت سے کام لیا تو کہیں اپنی مرضی کی قانون سازی کرنے یا کرانے کے خاطر "نظریہ ضرورت" کا بھی ایسا کلیہ پیش کیا کہ اُنہوں نے اِس کے اُوٹ سے اپنی مرضی کے ہر ناجائز کو جائز بنا کر پیش کر دیا اور اُسے زبردستی کا قانونِ کُل جانا یعنی یہ کہ میرے دیس پاکستان میں جو بھی آیا اُس نے اپنے ذاتی، سیاسی اور کاروباری اور مسلکی فوائد کے لئے ہی قانون سازی کی اور کروائی کسی نے

کبھی بھی خالصتاً مُلک اور قوم کے ساتھ مخلص ہو کر مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل اور نظریہ ضرورت کو بالائے طاق رکھ کر کبھی قانون سازی نہیں کی ہے آج یہی وجہ ہے کہ جس کا خمیازہ ساری پاکستانی قوم کو دہشت گردی، کرپشن، اقربا پروری اور لاقانونیت کی صورت میں بھگتنا پڑ رہا ہے۔

اگرچہ آج بڑے عرصے بعد ایک زبردست ٹھوکر نے میرے دیس کے حکمرانوں، سیاستدانوں، عوام اور دیگر اداروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تو انہیں بھی ہوش آیا اور اَب سب اپنے اُوپر سے مصالحت پسندی اور مفاہمتی رویوں اور نظریہ ضرورت کے نقاب کو کھرچ کر پھینک چکے ہیں اور برسوں سے ہر اچھے بُرے کے ساتھ روا رکھی گئی مصالحت پسندی، مفاہمتی عمل اور نظریہ ضرورت کی اپنی پریکٹس سے باہر نکل آئے ہیں اور آج سب مُلک سے دہشت گردی، فرقہ واریت سمیت ہر برائی کے خاتمے کے لئے ایک نقطے پر باہم متحد اور منظم نظر آ رہے ہیں اور اَب ہر سطح پر اس بات کا برملا اظہار بھی کرنے لگے ہیں کہ مُلک سے دہشت گردی سمیت ہر برائی کے خاتمے کے لئے مصالحت پسندی اور مفاہمتی عمل کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سخت ترین اقدامات اور قانون سازی کرنے کے ساتھ پوری حکومتی مشینری سے کام لیتے ہوئے طاقت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے مُلک سے دہشت گردی اور دیگر بُرائیوں کا خاتمہ کرکے ہی دم لیں گے جس کے لئے خون کا آخری قطرہ بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔

آج ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت کو ملک سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر صورت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہئے (جیسا کہ ابھی تک یہ کر رہے ہیں اِنہیں بھی حوصلہ رکھنا چاہئے کہ ساری پاکستانی قوم اِن کے شانہ بشانہ کھڑی ہے)، اَب اِن سب سے پاکستانی قوم کے بچے بچے کی اُمیدیں وابستہ ہو چکی ہیں اور قوم کا ہر ذی شعور شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ اَب میرے دیس پاکستان سے بھی دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا اور میرا دیس بھی دنیا کے دوسرے پُرامن اور پُرسکون ممالک اور معاشروں کی طرح امن و آشتی کا عظیم گہوارہ بن جائے گا،جہاں دن و رات اور ہر لمحہ امن اور سکون کا بول بالا ہوگا اور میرے دیس کی ہر گلی ،ہر محلے، ہر بازار، ہر شاہراہ پر امن و سکون اور قانون کا راج ہوگا، میرے دیس کی درس گاہیں علم کی شمعیں روشن کریں گیں جن کی روشنی سے سارا عالم منور ہوگا اور یہ ساری دنیا میں علم پھیلانے کا مرکز ہوں گی، جہاں سے اِنسانیت کے احترام کے سوتِ پھوٹیں گے۔یقیناً یہ سب اچھائیاں تب ہی عملی شکل میں سامنے آئیں گیں جب میرے دیس سے دہشت گردی اور لاقانونیت کا خاتمہ ہوگا۔

آخر میں ہم اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اپنی بہادر عسکری قیادت کے سپہ سالارِ اعظم راحیل شریف سے ملتمس ہیں کہ سر.. !اَب آپ کی حکمت اور

دانشمندانہ فیصلے ہی قوم کو دہشت گردی کے ناسور سے نجات دلا سکتے ہیں جیسا کہ آج آپ مصالحت پسندی، ہر قسم کے مفاہمتی عمل اور نظریہ ضرورت کی ہر دیوار کو گرا کر اپنی بہادر فوج کے ساتھ دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں اور دہشت گردوں کو واصلِ جہنم کر رہے ہیں اِس پر قوم دعا گو ہے کہ آپ یوں ہی اپنے عزم وہمت کے ساتھ مُلک کو دہشت گردوں سے پاک کرنے اور کرانے پر عمل پیرا رہیں اور مُلک اور قوم کو دہشت گردی سے نجات دلا کر قیامت تک کے لئے امر ہو جائیں۔

آج ساری پاکستانی قوم پُراُمید ہے اور ذمہ داران قوم وملت سے درخواست کرتی ہے کہ کہ اَب دہشت گردوں اور ظالموں کو کسی بھی صورت اتنی مُہلت ہی نہ دو کہ وہ پھر وار کریں اور معصوم انسانوں پہ ظلم کرنے کے لئے دوبارہ سرگرم ہو جائیں یا ڈر اور خوف سے بھاگ کر پھر یہ حشرات الارض کی طرح سارے مُلک اور قوم کی آستینوں میں جا چھپیں اور پھر جب اِن کمینوں دہشت گردوں کو موقع ملے تو یہ پھر وہاں سے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے لئے اپنے بلوں اور اپنی کمین گاہوں سے نکلیں اور مُلک کا امن وسکون تباہ و برباد کردیں.....یاد رہے کہ اَب حکمرانِ قوم کے پاس مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مصالحت پسندی، مفاہمتی عمل اور نظریہ ضرورت جیسی غلطیوں کو دُہرانے کی کسی قسم کی مہلت کی گنجائش نہیں ہے۔

دہشت گردی ایک عالمی مسئلہ ہے تو مگر۔ ۔ ۔؟

دہشت گردی کا حل صرف طاقت کا استعمال ہے۔۔!!

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ساری دنیا میں جتنے بھی ادیان کے ماننے والے جہاں کہیں بھی موجود ہیں اِن سب کے نزدیک موجودہ حالات واقعات کے تناظر میں ایک سب سے اہم اور بڑامسئلہ دہشت گردوں اوراِن کی دہشت گردی کا ہے، یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ دہشت گرد عناصر کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے اَب ایسے میں دنیا کے دہشت گردی سے متاثرہ ممالک اور ریاستوں کودہشت گرد عناصر کا تعلق کسی ایک مذہب سے منتھی کرنا کسی بھی صورت ٹھیک نہیں ہے جیساکہ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذااَب دنیاکے مذاہب اور ادیان کے ماننے والوں کو دہشت گردعناصر کی تلاش پہلے اپنے مذہب میں کرنی چاہئے تو پھر کسی اور مذہب کے ماننے والوں کے دامن میں دہشت گردوں کا چہرہ دیکھناچاہئے تاکہ ہر مذہب سے دہشت گردعناصر کا خاتمہ ممکن ہوسکے گوکہ یہ بات بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ دنیاکے ہر مذہب اور اقوام میں دہشت گرد موجود ہیں اِنہیں کسی ایک مذہب سے جوڑ کران کے خلاف مشترکہ

کارروائی کرنا دنیا کو ضد اور انارگی کی دلدل میں دھکیلنے کے مترادف ہوگا۔
آج یہ ٹھیک ہے کہ دہشت گردی سے پریشان حال دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان کے پیروکاروں نے خود کو بلا رنگ و نسل اور زبان و مذہب دنیا سے دہشت گردی کے خاتمے اور ایک دوسرے کی بقاء و سالمیت کا سامان کرنے کے لئے باہم متحد و منظم ہو کر ایک ایسی مضبوط زنجیر میں جکڑ لیا ہے کہ اَب یہ دنیا سے دہشت گردی کے فوری خاتمے سے متعلق ایک جیسا سوچنے اور یکساں عمل کرنے کی دیرپا منصوبہ بندیاں کرنے لگے ہیں جس میں اِنہیں بڑی حد تک کامیابیاں بھی مل رہی ہیں۔
جبکہ یہاں یہ امر انتہائی حوصلہ افزا ہے کہ آج کم از کم اسلامی تعلیمات کے اِس ایک نقطے ایک اِنسان کا ناحق قتل ساری انسانیت کا قتل ہے'' سے تو دنیا کے مذاہب و ادیان کے '' ماننے والے متفق ہوئے ہیں تو وہیں ایسے میں ساری دنیا کے لوگ جن میں شاہ وگدا سب ہی شامل ہیں جو ہماری تعلیمات اسلامی کے اِس نقطے کو اِنسان اور اِنسانیت کے حقوق کی بنیاد تصور کرتے ہیں اور اَب یہ سب دنیا بھر سے دہشت گردوں کی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنی پوری قوت سے کمربستہ ہوتے دِکھائی دیتے ہیں۔
اگرچہ یہاں یہ سوچ اور اقدام قابلِ تحسین اور لائق تعریف ضرور ہے مگر پھر

بھی سب کو یہ دیکھنا لازمی ہو گا کہ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی کہیں کسی کی سوچ اور منصوبے میں کوئی کھوٹ تو نہیں ہے کہ اُس کے دل و دماغ میں ابھی دہشت گردوں کے بارے میں کوئی ضرورت سے زیادہ نرم گوشہ رہ گیا ہو اور جب ساری دنیا میں دہشت گردوں کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ کارروائیاں شروع کی جائیں تو پھر کوئی دہشت گردوں سے الفت نبھائے اور اُنہیں ساری منصوبہ بندی سے پہلے ہی آگاہ کر دے اور دہشت گرد اپنے ٹھکانے اور کمین گاہیں بدل ڈالیں یا یہ اپنی حکمتِ عملی تبدیل کر لیں اور اپنی دہشت گردانہ کارروائیاں کچھ عرصے کے لئے بند کر دیں اور جیسے ہی حالات معمول پر آئیں یہ پھر کوئی ایسی گھناؤنی حرکت کر بیٹھیں جس سے سیکڑوں معصوم اِنسان لقمہ اجل بن جائیں اور دہشت گرد عناصر اپنا دامن جھٹک کر دوبارہ اپنی کمین گاہوں میں جا چھپیں۔

بہر حال...!! آج دنیا کے ہر ملک کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لانے کی اشد ضرورت ہے، آج ہمارے دیس پاکستان میں جس نوجواں مردی سے پاک فوج نے دہشت گردی کے خلاف ''آپریشن ضرب عضب'' جاری رکھا ہوا ہے، اور فوجی عدالتوں کا قیام بھی اِسی حوالے سے لایا جا چکا ہے یقیناً اِس سے بھی مُلک میں دہشت گردی، انتہاپسندی اور فرقہ واریت کے خلاف کی جانی والی حکومتی اور عسکری قیادت کی کاوشوں سے جلد مثبت و تعمیری نتائج نکلیں گے اور ہمارا دیس پاکستان بھی انتہاپسندی، فرقہ واریت اور دہشت گردی

سے پاک ہوجائے گااور ہم بھی جلد وہی مقام حاصل کرلیں گے جو دنیامیں دہشت گردی اور دہشت گردوں سے پاک ممالک کو حاصل ہے اَب ہمیں اُمید رکھنی چاہئے کہ ہمارے مُلک میں بھی سیاسی اور معاشی استحکام کو تقویت ملے گی اور ہمارامُلک بھی بہت جلد امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ (آمین)

جبکہ یہاں ہم ساری دنیا میں پھیلی ہوئی دہشت گردی کے خلاف اورطالبان طرز کی داعش انتہاپسند تنظیم کے سراُٹھاتے فتنے کا سر قلم کرنے کے لئے اپنی پوری قوت سے کمربستہ ہونے والے اردرن کی مثال بھی پیش کرناچاہیں گے اردن اور دیگر ممالک سے آنے والی خبروں کے مطابق اردن نے داعش کی رکن خاتون کے ہاتھوں اپنے پائلٹ کی ہلاکت کا بدلہ لینے کا اعلان کیاہے یہاں واضح رہے کہ دولتِ اسلامیہ کی جانب سے پچھلے دِنوں انٹرنیٹ پر جاری کی گئی ویڈیو میں مغوی پائلٹ معاذالکساسبہ کو زندہ جلاتے ہوئے دکھایاگیاہے یہ وہ پائلٹ معاذالکساسبہ ہیں جنھیں دسمبر میں الرقہ کے علاقے سے اُس وقت پکڑاگیاتھا جب اِن کا جہاز دولتِ اسلامیہ کے زیر قبضہ علاقے میں گر کر تباہ ہوگیاتھا اور آج اِسی کو بنیاد بناکر اردن نے ساری دنیاکے سامنے کھلم کھلایہ کہتے ہوئے کہ ”داعش کا خاتمہ کرکے دم لیں گے“ داعش کو للکاردیاہے اور بلادوٹوک اپنے اِس عزم کو دُہرایاہے کہ ”ہم (اردن) نے داعش کے خلاف حملے تیز کردیئے ہیں، اَب ہم داعش کا خاتمہ کرکے ہی دم لیں گے اور ہم نے داعش کے خلاف حملوں کادائرہ

مزید وسیع کر دیا ہے، جبکہ اردن کے وزیر خارجہ ناصر جودہ کا کہنا ہے کہ موجودہ حملے تو صرف ہمارے انتقام کا آغاز ہیں، دراصل اَب یہ ہماری جنگ ہے، داعش کو نیست و نابود کرنے کے لئے جو کرنا پڑا کریں گے۔اور اِسی طرح اُنھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اردنی طیاروں نے عراق اور شام دونوں ممالک میں شدت پسندوں کے کچھ تربیتی مراکز اور اسلحہ خانوں کو نشانہ بنایا ہے، اور ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ اردن میں داعش کی دہشت گرد ڈائن خاتون کے ہاتھوں اردنی پائلٹ کی ہلاکت پر مقتول پائلٹ سے اظہارِ یکجہتی کے لئے عمان میں ہزاروں افراد کی جانب سے ایک فقیدالمثال ریلی نکالی گئی جس میں اردن کی ملکہ رانیہ نے بھی شرکت کی جس میں مظاہرین نے جنگجوؤں کے خلاف سخت انتقامی کارروائی کا مطالبہ کیا جبکہ اردن کے بادشاہ عبداللہ نے بھی اپنے عوام سے اِس شدت پسند تنظیم کے خلاف سخت جوابی کارروائی کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے کہا کہ معاذالکساسبہ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا"۔

ہم نے یہاں اردن کی مثال اِس لئے پیش کی ہے کہ آج جس طرح اردن نے اپنے ایک مغوی پائلٹ معاذالکساسبہ کا بدلہ لینے کے لئے اپنی طاقت کا استعمال کیا ہے اگراِسی طرح دنیاکے وہ ممالک بھی جو موجودہ حالت میں ایک بڑے عرصے سے بُری طرح سے دہشت گردی کے ناسُور میں جکڑے ہوئے ہیں اگراِن ممالک کے حکمران پہلے ہی روزاپنے کسی شہری کی دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاکت پر اپنی حکومتی مشینری

اور طاقت کا استعمال کرتے تو عین ممکن تھا کہ اِن ممالک میں نہ دہشت گرد اپنا ٹھکانہ بناتے اور نہ ہی دہشت گردی پنپ پاتی... چلیں دیر آید درست آید ...آج پاکستان سمیت دنیا کے جن ممالک میں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے طاقت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے جو کچھ بھی کیا جارہا ہے اِس سے بھی اچھی اُمیدیں وابستہ رکھنی چاہئیں کہ آنے والے وقتوں میں دنیا عالمی مسئلے دہشت گردی اور دہشت گردوں سے ضرور پاک ہوجائے گی۔

!!....جی بھارت ہی پاکستان اور خطے کے امن کا اصل دُشمن ہے

بیشک بھارت کنٹرول لائن پر خطرناک گیم کھیل رہاہے....
جب سے وہ وزیرِاعظم بنے تھے ، یہ کافی عرصے سے وہ کام نہیں کرسکے تھے جو ان کی پہچان اور وجہ شہرت بنا تھا،اُن کے ہاتھ میں بہت دِنوں سے خارش ہورہی تھی،جس نے اِنہیں بہت دِنوں سے تنگ اور پریشان کررکھا تھا اور اِنہیں تب اِس سے نجات ملی جب پچھلے دِنوں امریکی صدر بارک اوباما تین روزہ دورے پر بھارت تشریف لائے تو بھارتی وزیرِاعظم نریندر مودی نے امریکی صدر کو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پیش کی اور باالآخریوں امریکی صدر کو چائے بنانے کر دینے والے بھارتی وزیرِاعظم
نریندر مودی کی ہاتھ کی خارش ختم ہو گئی۔
اگرچہ آج اِس حقیقت سے خود بھارتیوں کو بھی انکار نہ ہو کہ ساری دنیانے دیکھاکہ جب بھارتی وزیرِاعظم امریکی صدر کو چائے بناکر دے رہے تھے تو نریندر کا چائے کی پیالی میں چمچہ ہلانے کا انداز بتا رہا تھاکہ یہ چائے بنانے اور پیالی میں چمچہ ہلانے کے ماہر ہیں جیسا بھارتی وزیرِاعظم چائے کی پیالی میں چمچہ ہلا رہے ہیں ایسا چمچہ تو کوئی چائے بنانے والا پیشہ ور ہی ہلا سکتاہے،اور

وہ بھی امریکی صدر کی چائے کی پیالی میں چمچہ ہلانا...جہاں بھارتی وزیراعظم کی بڑی چاپلوسیوں میں سے ایک چاپلوسانہ عمل تھاتو وہیں ایسا کرنااِن کے ماضی کے پیشے کی مجبوری بھی تھااگر مودی جی ایسانہیں کرتے تو لوگوں کو پتہ کیسے...؟؟ چلتاکہ چائے بنانااور پیالی میں چمچہ ہلاناآج اِن کا شوق ہی نہیں بلکہ یہ سب اور بہت کچھ کرنااِن کی مجبوری بھی ہے۔

بہر حال...!!اُس روز مودی کو ایسا کرتے دیکھ کر ہم یہ سوچ رہے تھے کہ آج بھارتی وزیراعظم کی ہاتھ کی خارش امریکی صدر کو چائے بناکر دینے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہے مگرافسوس ہے کہ ایساہرگزنہیں ہوا جیساہماراخیال تھادراصل اَب یہ لگتاہے کہ اِن کی یہ خارش بڑھ کراِن کے دماغ تک پھیل گئی ہے اور اَب یہ دماغ سے بھی آگے نکل کر کنٹرول لائن تک پہنچ گئی ہے تب ہی بھارتی وزیراعظم مودی نے پاک بھارت سرحدی لائن پر نہ روکنے والی بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری کا سلسلہ شروع کرر کھاہے اور پاکستان کے سرحدی علاقے میں جنگ کا ماحول پیدا کر دیاہے۔

آج یقیناجواِس بات کا غماز ہے کہ امریکی صدر کو اپنے ہاتھ کی بنی چائے بناکر پلانے کے بعد انگنت خوش فہمیوں میں مبتلا بھارتی وزیراعظم مسئلہ کشمیر سمیت خطے کو درپیش دیگر مسائل کا دیرپا حل پاکستان سے مستحکم اور جامع

مذاکرات سے نکالنے کے بجائے کسی اور زبان میں بات کرنے کے لئے پَر تول رہے ہیں ،اَب کسی بھی صورت بھارت کی جانب سے پاکستان پر بیجاطاقت کا استعمال نا قابلِ برداشت ہوگا اور بھارت کو اپنے کئے کی ہر حال میں سزا بھگتنی ہو گی۔

بیشک...!!آج بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے دیدہ دانستہ کنٹرول لائن پر اپنی بلااشتعال گولہ باری اور فائرنگ سے جنگ کا ساماحول پیدا کر رکھاہے موجودہ حالات واقعات میں خودساختہ طورپر بھارت کنٹرول لائن پر جس خطرناک گیم کو شروع کرچکاہے پاکستان کی کوشش ہوگی کہ یہ اُس گیم کا کبھی بھی حصہ نہ بنے مگر جب اِس کی برداشت کی حد ختم ہوجائے گی اور بھارتی ہٹ دھرمی کا جن سرچڑھ جائے گاتو پھر پاکستان کو بھی اپنے دفاع کے لئے بھارتی ہٹ دھرمی اوراِس کے جنگی عزائم کے جن کو بوتل میں قید کرنے کے لئے اپنی طاقت کا منترپڑھناہی پڑے گااور بھارت کو ایسا سبق سکھانا پڑے گاکہ اِس کے چودہ طبق روشن ہوجائیں اور پھر یہ صدیوں تک پاکستان کی جانب میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے کیوں کہ اَب اِس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

جبکہ بھارت کو امریکی صدر کی خواہش پر سلامتی کونسل کی رکنیت دلائے جانے کے اعلان پر وزیراعظم نوازشریف نے اپنے سخت ترین تحفظات کا اظہاراُس وقت کیا ہے جب گزشتہ دِنوں وزیراعظم نوازشریف اور امریکی صدر بارک اوباماکے مابین

ٹیلی فونک رابطہ ہوااِس موقع پر جہاں دونوں رہنماؤں نے خطے سے وابستہ دیگر مسائل پر گفتگو کی تو وہیں عالمی سطح کے مختلف امور پر بھی اظہار خیال کیااِس دوران وزیر اعظم نواز شریف نے کہاکہ بھارت اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی رُکنیت حاصل کرنے کا کسی بھی طرح اہل نہیں ہے کیونکہ مسئلہ کشمیر پر بھارت مسلسل اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزیاں کرتاآرہاہے''۔جس کے جواب میں امریکی صدر نے پاکستان کو نیوکلئیر سپلائر گروپ کا ممبر بنانے کی خواہش کا اظہار کیااور وزیر اعظم کو اپنے دورہ بھارت سے بھی آگاہ کیا۔

اَب ایسے میں آج اگر ہم یہ کہیں کہ جی بھارت ہی پاکستان اور خطے کے امن کا اصل دُشمن ہے تو کوئی بُرانہ ہوگا، کیوں کہ پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے دیگر ممالک کاامن بھی بھارتی جنگی جنون اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تباہ ہورہاہےاِس بات کا بھی گمان ہے کہ اگریوں ہی بھارت پر جنگی جنون اور خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم رکھنے کا پاگل پن سوار رہاتو عین ممکن ہے کہ خطے کا امن اگلے وقتوں میں مکمل طور پر تباہ ہوجائے گااَب اِس پر کسی کو ابہام کی گنجائش نہیں رہنی چاہئے کیوں کہ بھارت خطے میں اپنا اثر قائم کرنے کے لئے آگ اور خون کی ہولی کھیلناچاہتاہے لگتاہے کہ اِسی حوالے سے پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں کہہ دیاہے کہ فاٹااور بلوچستان میں ہونے والی بدامنی اور دہشت گردوں اور طالبان کے پیچھے بھارت ہے۔

نئی)

دہلی) کا ہاتھ ہے، اتنی بڑی فنڈنگ بیرونی امداد کے بغیر ممکن نہیں ، بھارت کنٹرول لائن پر خطرناک گیم کھیل رہاہے، خبردار کرتے ہیں انجام ٹھیک نہیں ہوگا''۔

آج اِن جملوں کو بھارت اپنے لئے ایک بھرپوری تنبیہ سمجھے اور خطے میں دیرپااور دائمی امن کے خاطر کنٹرول لائن پر اپنے شروع کئے گئے خطرناک گیم سمیت خطے میں پھیلائے گئے جنگی جنون اور اپنی ہٹ دھرمی کی سازشوں کو جلد سمیٹ لے کیوں کہ اَب اِسی میں بھارت کی اپنی بقاء وسالمیت اور بھلائی کا سوال ہے اِس طرح بھارت خود بھی محفوظ ملک بنے اور خطے کے دوسرے ممالک میں بھی قیامِ امن کے لئے اپنی شیطانی اور وحشیانہ سرگرمیوں سے باز آجائے۔

!!....پہلی بُرائی، چھوٹی ہو یا بڑی بُرائی بُرائی ہوتی ہے

بُرائی رائی کے دانے جتنی ہو یا پہاڑ کے برابر ہی کیوں نہ ہو، بُرائی بُرائی ہوتی ہے، خواہ کوئی بُرائی کو صدیوں مخمل میں لپیٹ کر رکھ دے اور پھر اُسے اِس اُمید پر نکالے کہ اَب یہ اچھائی میں تبدیل ہو چکی ہوگی تو ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا ہے کہ
جیسا سوچا ویسا ہو جائے.... کیوں کہ بُرائی کا اپنا ایک پکا اور اٹل رنگ ہے جو کبھی بھی اچھائی میں نہیں بدل سکتا ہے یہ بات اِس لئے بھی حقیقت ہے کہ بُرائی اور اچھائی ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ضد ہمیشہ قائم رہتی ہے، اور اِسی طرح پہاڑ جتنی بُرائی پر دنیا کے سارے امیر ترین لوگ مل کر اپنی ساری دولت خرچ کر دیں اور اِس پر سونا چڑھادیں پھر دنیا کو چیخ چیخ کر یہ بتاتے پھریں کہ آج اِنہوں نے اپنے اِس عمل سے پہاڑ کے برابر بُرائی کو درست کر دیا ہے اور بُرائی کو اچھائی میں بدل دیا ہے تو ایسا ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔
یہاں ہمیں اِس حوالے سے حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک حکایت یاد آ گئی ہم چاہتے ہیں کہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے اِسے بیان کردیں حضرت بیان کرتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ مشہور بادشاہ نوشیرواں عادل شکارگاہ میں تھا، شکار کئے ہوئے گوشت سے

مزیدار کباب تیار کیے جا رہے تھے، جن کی خوشبو سے شکار گاہ مہک رہا تھا کہ نمک ختم ہو گیا۔ شاہی باورچی نے ایک غلام سے کہا کہ قریبی بستی سے نمک لے آئے۔ اتفاق سے نوشیرواں نے یہ بات سُن لی اور غلام سے کہا کہ نمک کی قیمت ادا کیے بغیر ہرگز نہیں لانا.... نوشیرواں کی اِس حکیمیہ ہدایت پر غلام نے انتہائی احترام سے زمین ادب چومتے ہوئے عرض کیا کہ " عالم پناہ چٹکی بھر نمک کی کوئی بات نہیں، کسی سے مفت ہی لے لوں گا کیا فرق پڑے گا....؟؟" حضرت شیخ سعدیؒ اپنی حکایت میں کہتے ہیں کہ غلام کی اِس عرض کے جواب میں نوشیرواں عادل نے جو تاریخ ساز جملے ادا کیے وہ کچھ یوں ہیں اِس نے کہا کہ "بہت بڑا فرق پڑے گا، ابتداء میں ہر بُرائی معمولی دِکھائی دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے اتنی بڑی ہو جاتی ہے کہ اِسے مٹانا مشکل ہو جاتا ہے" نوشیرواں عادل کے اِس جواب کو حضرت شیخ سعدیؒ نے اپنی حکایت میں عالمِ انسانیت کے جو درس دیا ہے وہ یوں ہے کہ "کسی بھی پہلی بُرائی کو معمولی خیال نہیں کرنا چاہیے، معمولی بُرائی ہی زمانوں، تہذیبوں، ریاستوں اور معاشروں میں بڑھ اور پھیل کر اتنی غیر معمولی بُرائی بن جاتی ہے کہ اُسے مٹانا مشکل ہو جاتا ہے جس سے تہذیبیں اور زمانے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ہمیشہ سے ہی یہ کلیہ اور قانون رہا ہے کہ کسی بھی بُرائی کو مصنوعی طور پر درست کرنا دراصل

اپنے آپ اور اِنسانیت کو دھوکہ دینے اور نقصان پہنچانے کے مترادف ہے، دنیا کی کوئی بھی بُرائی اُس وقت تک صحیح معنوں میں درست یا ٹھیک نہیں ہو سکتی ہے جب تک اُسے جڑ سے ہی نہ ختم کردیاجائے اور جب اِس پر درست طریقے سے عمل کر دیا جائے تو پھر اِس بات کا بھی اطمینان رکھاجائے کہ ہاں... اَب یہ بُرائی بلکل ہی جڑ سے ختم ہو گئی ہے۔

مگر یہاں یہ سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں کہ بُرائی پیدا کیوں ہوتی ہے...؟اور اتنی جلدی اپنا اثر کیوں دکھاتی ہے..؟تواِن سوالات کے جوابات ہر زمانے کے ہر معاشرے کے اہل علم ودانش نے یہ نکالاہے کہ پہلی بُرائی خواہ کسی بھی شکل میں (چھوٹی ہو یابڑی) ہواِس کا ہراِنسان میں پیداہوناایک فطری عمل ہے اور یہ اِنسان کی اپنی کسی نہ کسی منفی سوچ کی وجہ سے پیداہوتی ہے،اگراِسے شروع ہی میں پنپنے اور پروان چڑھنے سے روک دیاجائے تو پھر کسی بھی اِنسان اور معاشرے میں دیگر بُرائیاں پیداہونے سے رُک جاتی ہیں ،اِس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہراِنسان اپنے اندر مثبت اور تعمیری سوچ پیدا کرے اور اپنے اخلاق کو اچھا کرے اور عالمِ اِنسانیت کی فلاح و بہبود کے خاطر خود کو متحرک رکھے آج کے اِنسان خاص طور پر اہل یورپ اِس جانب سنجیدگی سے توجہ دیں جس طرح یہ دیگر سائنسی اور دنیاوی معاملات پر توجہ دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کہ آج بھی اِن کی طرف سے ساری دنیامیں پھیلی ہوئیں بے شمار اخلاقی اور

معاشرتی بُرائیوں کو جڑ سے ختم کیا جاسکتا ہے اور سب دنیا کے اِنسان مل کر ساری بُرائیوں کو ختم کرنے میں ایک دوسرے سے مدد لے کر بڑی کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

اِس کے ساتھ ہی اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا یہ ایمانِ کامل ہے کہ ازل سے ابد تک کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ رب العزت ہی ہے اور اِسی کے حکم سے ہر کام ہوتا ہے یہ اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے یوں آج اُمتِ محمدی ﷺ کے اِس ایمان افروز نقطے پر ہر زمانے کے ہر معاشرے کے ہر مذہب وملت سے تعلق رکھنے والے ہر انسان اور عالمِ انسانیت کو بھی متفق ہو جانا چاہئے کہ بیشک . . ! تمام کائناتوں، زمینوں، آسمانوں، چاروں سمتوں (یعنی کے تمام کائناتوں کے جتنے بھی مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہیں) ، الغرض کہ تمام چاند وستاروں اور سورج اور ہر ظاہر و باطن کا اصل خالق و مالک صرف اللہ رب العزت ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہی ربِ کائنات اللہ رب العزت ہے جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت
محمد مصطفیٰ ﷺ کو معبوث فرما کر عالمِ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ادیانِ کُل کے شہنشاہ'' دینِ اسلام'' کی تکمیل بھی کر دی ہے اور یوں رہتی دنیا تک روئے زمین پہ پیدا ہونے والے اِنسانوں پر اپنا یہ عظیم راز بھی افشاں کر دیا ہے اَب جب تک دنیا قائم و دائم رہے گی ہر زمانے کے ہر معاشرے میں جتنے بھی اِنسان پیدا ہوتے رہیں گے وہ سب کے سب پیدائشی

طور پر دینِ اسلام کی فطرت کے ساتھ خیر اور بھلائی لئے ہوئے پیدا ہوں گے
الحمدللہ۔۔۔!! آج اُمت مسلمہ کے مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے بچے (خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکی) فطری اور عملی طور پر مسلمان ہی پیدا ہوتے ہیں جو تا حیات بُرائی اور شر کے خلاف کمربستہ رہتے ہیں اور زندگی بھر خیر و بھلائی کا بول بالا کرتے ہیں اور اِس پر ہمارا ایمان اور یقین ہونا چاہئے کہ یہ قبر کی آغوش میں جانے کے بعد بھی ایک اللہ ، ایک رسول ﷺ اور دینِ اسلام کو ماننے والے ہی ثابت ہوتے ہیں اور اپنے اعمالِ صالح کی بنیاد پر جنت الفردوس میں بلند درجات پر فائز ہوتے ہیں۔

جبکہ آج میرے عظیم دینِ اسلام کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی ادیان موجود ہیں اور اِن مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے یہاں جتنے بھی اِنسان پیدا ہوتے ہیں وہ اپنے والدین اور آباؤاجداد کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُنہی کے مذاہب و روایات اور طور طریقوں کو اپنا لیتے ہیں اور اِن طریقوں اور رسم رواج کو اپنی زندگی گزارنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور پھر جیسے جیسے یہ دنیاوی چکاچوند میں پڑتے جاتے ہیں بسا اوقات اِن میں سے بہت سوں کو دنیاوی چکاچوند اور اِن کی مدر پدر آزاد مذہبی روایات و رسومات اور دنیاوی حالات واقعات خیر کی راہ سے بھٹکا دیتے ہیں، یوں یہ اپنے انجام سے بے خبر بُرائی اور شر کی ایک ایسی منزل کی جانب چل پڑتے ہیں کہ جن سے یہ مرنے کے بعد بھی اپنا پیچھا نہیں چھوڑا پاتے

ہیں یوں اِسی حالت میں یہ واصلِ جہنم ہوجاتے ہیں مرنے سے پہلے یہ لوگ جب تک دنیامیں زندہ رہتے ہیں تو دنیاکے لئے بھی بوجھ بنے رہتے ہیں کیونکہ یہ اور اِن کی زندگیاں بُرائیوں کی ایسی گندگی نالیوں کی شکل اختیار کئے ہوتے ہیں، جن سے انگنت اخلاقی اور معاشرتی بُرائیوں کے جراثیم پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جن سے تعفن اُٹھتا رہتاہے اور یہ ہر اخلاقی اور معاشرتی برائی کے آماجگاہ بن چکے ہوتے ہیں اِس طرح جہاں اِن جیسوں سے بہت سی اخلاقی اور معاشرتی بُرائیاں پھلتی پھولتی ہیں تو وہیں ساری دنیااِن گندے اور ناپاک لوگوں کی وجہ سے کہیں قلم وقرطاس کی دہشت گردی تو کہیں اسلحہ بارود کی دہشت گردی اورتو کہیں یہ شیطان صف اِنسان اسلام جیسے دنیاکے امن پسند دین میں نفرتوں اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکاتے ہیں یوں دنیامیں فسادات برپا ہوجاتے ہیں جن سے آگ وخون کی ندیاں بہہ نکلتی ہیں یوں دنیااِنسانیت سوز مظالم اور انارگی وقتل وغارت گری کی نظر ہو کر گندگی اور غلاظت کا ڈھیر بن جاتی ہے، جیساکہ آج یہ منظر پیش کررہی ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کو بُرائی کی دلدل میں دھکیلنے والے دنیاکے دوسرے مذاہب کے انتہاپسندانہ عقائد رکھنے والے دہشت گرد ہیں جنھوں نے ایک طرف اپنی تواسلحہ بارود سے دہشت گردی جاری رکھی ہوئی ہے تو دوسری طرف یہ اور اِن کا سارامیڈیا قلم وقرطاس سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری طاقت سے منفی پروپیگنڈے میں مصروفِ عمل ہے اَب ایسے میں عالمِ اسلام پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دیگر مذاہب

سے تعلق رکھنے والے انتہاپسندوں اور دہشت گردوں کو لگام دینے کے لئے اپنی ایسی جامع حکمتِ عملی اختیار کرے کہ جلد اِن کا اور اِن کی پھیلائی ہوئی بُرائیوں کا قلع قمع ہو جائے۔

امریکا میں تین مسلمانوں کا قتل اور اُمتِ مُسلمہ ....؟؟

امریکامیں تین مسلمانوں کے قتل پر پاکستان سمیت مسلم اُمہ کی خاموشی کیوں ....؟؟
آج یقیناامریکی ریاست شمالی کیرولینا (چیپل ہل) میں تین مسلمان طلباء شادی براکات،
اِن کی اہلیہ یوسر محمد اور یوسر محمد کی بہن رازان کا اپنے مذہب مخالف پڑوسی کے ہاتھوں
لرزہ خیزاور بہیمانہ قتل کے پیش آئے واقعے نے سیکڑوں سوالات پیدا کردیئے ہیں اور
عالمِ اِنسانیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیاہے جہاں یہ کچھ ہواہے تو وہیں امریکامیں پیش آئے
تین نہتے مسلمانوں کے قتل نے امریکی صدر بارک اوباما اور دنیا بھر میں دہشت گردی
کے خلاف جنگ کی آڑ میں خود دہشت گردی کو پھیلانے والی امریکی انتظامیہ اور فوج
کے قول و فعل پر بھی نہ صرف سوالیہ نشان لگادیاہے بلکہ امریکامیں تین معصوم
مسلمانوں کے بہیمانہ قتل نے اُن سارے امریکیوں کے چہروں پر بھی سیاہی مل دی ہے
جو دنیا سے مذہبی نفرت اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے تو خواہاں ہیں مگرافسوس ہے
کہ آج ایک ایسا ہی دردناک واقعہ خود امریکی ریاست کیرولینامیں بھی پیش آگیاہے۔

اَب یہاں یہ سوال جنم لیتاہے کہ کیا امریکی صدراور امریکی انتظامیہ اپنے اِس قاتل شہری کے خلاف بھی ویسی ہی سزا منتخب کرے گی آج جیسی سزاامریکی انتظامیہ دنیاکے دیگرممالک کے دہشت گردوں کے خلاف کرنے اور کرانے کا اعلان کرتی آئی ہے...؟؟
یہاں ہم سمجھتے ہیں کہ دنیاکے کسی بھی کونے میں کسی بھی مذہب اور زبان وسرحداور رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے کسی بھی اِنسان کا قتل ہو...؟؟وہ عالمِ انسانیت کے لئے دُکھ کا باعث ہوتاہے...آج قاتل کے لئے سزائیں تجویز کرنے والوں (امریکیوں) کو مذہب اور سرحد کی قید نہیں کرنی چاہے... بس اِن میں اِنسان اور اِنسانیت کے احترام کا جذبہ مزین ہوناچاہئے...کیااَب ایسے میں اپنے یہاں ہونے والے تین معصوم مسلمانوں کے قتل کے خلاف امریکی انتظامیہ اور امریکی صدرنے کوئی نوٹس لیا ہے...؟؟اور اگرلیاہے اور اپنے قاتل شہری کے لئے کسی قسم کی سزاکا کوئی اعلان کیا ہے تو یہ اَب تک دنیاکے سامنے کیوں نہیں لایاگیاہے..؟؟اِس امریکی رویئے پر تشویش ہے۔
آج امریکامیں تین مسلمانوں کے قتل کے واقعے کو پیش آئے ایک ہفتہ گزر چکاہے مگر افسوس ہے کہ اِن سطورکے رقم کرنے تک ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکی صدر اور امریکی انتظامیہ کی جانب سے کچھ ایسا ہوتا ہوا سامنے نہیں آیا ہے کہ یہ

تسلی ہوسکے کہ امریکی انتظامیہ نے اِس معاملے میں غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے اور اپنے اُس امریکی شہری جس نے اپنے تین مسلمان پڑوسیوں کو محض اِس بنیاد پر قتل (شہید) کردیا ہے کہ وہ اللہ کا نام لیوا تھے دین اسلام کی تبلیغ کیا کرتے تھے جن کے اِس عمل سے قاتل کو تکلیف پہنچا کرتی تھی اور بالآخر ایک روز اِس دہشت گرد امریکی شہری نے اپنے تین مسلمان پڑوسیوں کو قاتل دیا۔

اگرچہ آج امریکی صدر بارک اوباما اور اِن کی انتظامیہ کی سر توڑ کوشش یہ ہے کہ اِس واقعے کی ہوا اُمتِ مسلمہ تک نہ پہنچنے پائے ورنہ امریکا کی بالخصوص اسلامی ممالک میں دہشت گردی کے خلاف چلائی جانے والی مہم جوئی متاثر ہوسکتی ہے اور سارے عالمِ اسلام کی تنقیدوں کا رخ امریکی انتظامیہ کی جانب موڑ دیا جائے گا سو اِس فکر میں امریکی انتظامیہ اور امریکی صدر مبتلا ہیں کہ اِس واقعے کو کسی بھی طرح دبا دیا جائے اور اگر پھر بھی کہیں سے کوئی دبا آئے تو اِس کے جواب میں اپنے شہری کو ذرا سی ہلکی پھلکی سزا دے کر اُمتِ مسلمہ کو خوش کردیا جائے مگر بھرپور کوشش یہی کی جائے کہ کسی بھی طرح اپنے شہری کو پھانسی کے پھندے سے بچایا جائے۔

جبکہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ امریکا میں پیش آئے اِس واقعے پر امریکی انتظامیہ کے ٹکروں پر پلنے اور عیش کرنے والی مُسلم اُمہ بھی بھنگ پی کر

ٹُن پڑی ہوئے ہے اِس جانب کسی بھی توجہ نہیں ہے جس میں ہمارے مُلک پاکستان کے حکمران اور ہماری بڑی چھوٹی مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے لیڈران بھی شامل ہیں اَب تک تو کسی نے بھی امریکا میں امریکی دہشت گرد شہری کے ہاتھوں تین مسلمانوں کے قتل شہادت) کے پیش آئے واقعے کے خلاف اپنے لب نہیں ہلائے اور اپنی زبان سے ایک) لفظ بھی مذمت اور تشویش کا نہیں نکلاہے حالانکہ آج اِس واقعے کی خبر سب کو ہے۔

ہاں البتہ۔۔۔!! دوحا سے خبر راساں ایجنسی اے ایف پی نے یہ اطلاع دی ہے کہ پچھلے دِنوں امریکی ریاست شمالی کیرولینا میں تین مسلمان طلباء کے بہیمانہ قتل کے خلاف قطرکے دارالحکومت دوحامیں سیکڑوں افرادنے احتجاجی ریلی نکالی،(یہ احتجاجی مارچ قطر میں بڑے مظاہروں میں سے ایک تھا) مظاہرین نے واقعہ کو دہشتگردی اقراردیا، اُنھوں نے بینرز اُٹھارکھے تھے جن پر نعرے درج تھے کہ'' نفرت کی بنیادپر ہونے والے جرائم کاخاتمہ کرو'' ہم سب کو نفرت سے پاک زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے'' اور وغیرہ وغیرہ قسم کے نعرے لکھے ہوئے تھے اور اِسی کے ساتھ ہی خبر یہ بھی ہے کہ احتجاجی مظاہرین میں قطر میں مقیم امریکی سفیر شیل اسمتھ نے بھی شرکت کی واضح رہے کہ قطر کی تاریخ کا یہ بڑااحتجاجی مظاہرہ امریکی ریاست شمالی کیرولینا (چیپل ہل) میں تین مسلمان طلباء شادی براکات،اِن کی اہلیہ یوسر محمداور یوسر محمد کی بہن رازان جنہیں

اِن کے مذہب مخالف پڑوسی نے بہیمانہ طور پر قتل (شہید) کردیا تھاکے خلاف تھا۔یہاں ہم ایک بار پھر امریکی انتظامیہ سمیت اپنے عالمِ اسلام کے مسلمان بھائیوں سے یہ سوال کرنا چاہیں گے کہ کیااِس واقعے میں ذمہ داروں اورامریکی قاتل کو قرار واقعی سزا ملے گی یا ہلکی پھلکی سزادے کر خاموشی اختیار کرلی جائے گی...؟؟اور امریکا میں پیش آئے اِس واقعے پر اُمتِ مسلمہ دنیابھر میں اپنا بھرپوراحتجاج کرنے کے بجائے امریکاسے امداداور بھیک کی صورت میں ڈالروصول کرکے خاموش بیٹھ کر اپنی عیاشیوں میں لگ جائے گی..؟؟یا ویساہی بھرپوراحتجاج کرے گی جیساکہ اکثروبیشتر امریکی صدراور امریکی انتظامیہ دنیاکے کسی بھی ملک کے کسی بھی کونے میں عیسائیوں اور یہودیوں کے قتل کے خلاف ذمہ دار ممالک کے حکمرانوں اوراِن کی انتظامیہ سے کرتے ہیں...؟؟اور بسااوقات امریکیوں کا مطالبہ اِس حدتک بڑھ جاتاہے کہ یہ اِس سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں کہ اِن کے عیسائی اور یہودی بھائیوں کے قاتلوں کو امریکاکے حوالے کیاجائے قاتل کواِس کے اِس جرم کی سزاامریکااپنے مُلکی قوانین کے مطابق خود دے گااَب یہاں حالات اُمتِ مسلمہ سے یہی تقاضہ کرتے ہیں کہ یہ بھی امریکی سرزمین پہ امریکی دہشت گردشہری کے ہاتھوں قتل کئے گئے اپنے تین مسلمانوں کے قاتل (اور ذمہ داران) کو اپنے حوالے کرنے اوراِسے دہشت گرد قاتل کو اسلامی قوانین کے مطابق سزادینے کا مطالبہ کرتی ہے یا نہیں...؟؟اَب یہ امتحان مُسلمہ اُمہ کا ہے دیکھتے ہیں کہ یہ اِس میں

کتنا پورا اترتی ہے..؟؟

ایک خبر اور ایک دعویٰ .....!!

یقیناً یہ بات میرے مُلک کے کسی ایک ادارے کی نہیں ہے بلکہ آج اگر دیکھا جائے تو میرے دیس کے ہر منافع بخش قومی ادارے کو دیدہ ودانستہ طور پر زبو حالی کی نظر کر دیا گیا ہے اور یوں آج میرے مُلک کے ایک قومی ادارے کی حالتِ زار دوسرے ادارے سے مختلف نہیں ہے ایسا کیوں اور کس لئے کیا جا رہا ہے...؟؟اَب قومی اداروں کی نج کاری کی حامی حکومت ہیں یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے یہ سمجھنے اور سمجھانے والوں کے لئے بہت ہے، کہ موجودہ حکومت میں قومی اداروں کے بارے میں اِن کی کارکردگی سے متعلق برسوں سے چھپے انکشافات اور دعوے کیوں عیاں کئے جا رہے ہیں اِس لئے کہ قومی اداروں کی کارکردگی پر زیادہ سے زیادہ سوالیہ نشان لگائے جائیں اور اِنہیں فروخت کر دیا جائے۔

قبل اِس کے کہ ہم مزید کچھ کہیں ہم یہاں اِس حوالے سے ایک خبر اور ایک دعوے کا تذکرہ کرنا چاہیں گے کہ " پچھلے دِنوں پارلیمانی کمیٹی میں سرکاری ٹی وی کے ایم ڈی محمد مالک نے جس انداز سے اپنے ادارے کی زبو حالی بیان کی ہے جہاں اِس سے بہت سے انکشافات سامنے آئے ہیں تو وہیں ادارے کی کارکردگی سے متعلق بہت سے سوالات بھی پیدا ہوئے ہیں اور ساتھ ہی قوم کے ذہنوں میں اِن خدشات نے

بھی جنم لینے میں دیر نہیں لگائی ہے کہ کیا اَب عنقریب سرکاری ٹی وی کی بھی نج کاری ہونے کو ہے...؟؟جس کے لئے ن لیگ کی حکومت میں سرکاری ٹی وی سے متعلق یہ بساط بچھائی گئی ہے اور یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔

بہر حال...!!خبر ہے کہ گزشتہ دِنوں پارلیمانی کمیٹی ہیں سرکاری ٹی وی کی زبوحالی بیان کرتے ہوئے ایم ڈی محمد مالک کا کہنا تھا کہ" سرکاری ٹی وی ہیں کام کرنے والا کوئی دُکھی نہیں مگر ادارہ بہت دُکھی ہے بجلی کے بلوں کے ذریعے سرکاری ٹی وی کو 6ارب روپے ملتے ہیں، سوا پانچ ارب روپے تنخواہوں اور 40 کروڑ میڈیکل بلوں میں چلے جاتے ہیں،60 کروڑ روپے کا سالانہ خسارہ ہے اُن کا کہنا تھا کہ حالات ٹھیک کرنے کے لئے 2 ارب کا قرضہ لے رہے ہیں ،اِس موقعے پر ایم ڈی پی ٹی وی محمد مالک کا یہ بھی کہنا تھا کہ سرکاری ٹی وی کی کئی بلڈنگز بینکوں کو رہن رکھی گئی ہیں،اِنہوں نے انکشاف کیا کہ 6 ہزار ملازمین ہیں سب کی سالانہ خفیہ رپورٹیں (ACR) "آوٹ سٹینڈنگ" ہیں، خبر ہے کہ یہاں ایم ڈی نے انتہائی معنی خیز اور سوالیہ انداز سے کہا کہ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ اگر 6ہزار ملازمین کی کارکردگی شاندار ہے تو پھر یہ ادارہ خسارے میں کیوں ہے..؟؟ہاں البتہ...!!اِس موقعے پر ایم ڈی پی ٹی وی نے ایک بات جو بڑے دعوے سے کہی وہ یہ ہے کہ "اگر میرے اختیار میں ہو تو 5ہزار میں سے 4990ملازمین کو فارغ کردوں، سرکاری ٹی وی کے افسران تو اپنی ای میل تک چیک کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے ہیں، سرکاری ٹی وی اللہ کے آسرے پر چل رہا ہے، ایک سینٹر میں

پروڈیوسرہیں اور 2 گھنٹے کے پروگرام ہوتے ہیں" ایم ڈی سرکاری نے یہ بھی 70 کہاکہ "سرکاری ٹی وی میں ایک مافیاکام کررہاہے، یہاں عجیب کلچر ہے جسے ترقی ملے وہ اور جسے نہ ملے وہ بھی عدالت ہیں چلے جاتے ہیں۔

اگرچہ۔۔!! یہاں پھر بھی ایم ڈی سرکاری ٹی وی محمد مالک نے اپنی 10/9 سالہ خدمات کے دوران سرکاری ٹی وی کے لئے پیش کی گہریں اپنی کارکردگی کو بھی فخریہ انداز سے بیان کیا اور کہاکہ اَب سرکاری ٹی وی پر سائے زبوحالی کے سیاہ بادل چھٹ رہے ہیں اور چیک اینڈ بیلنس کا اچھا نظام چل پڑاہے ،اوراَب حالات پہلے سے بہتر ہورہے ہیں، یہاں ہم اِن ساری باتوں سے قطعاََ نظر یہ کہنا چاہیں گے کہ ایک ایسے موقعے پر کہ جب حکومت قومی اداروں کی نج کاری کی پلاننگ میں مصروفِ عمل ہے تو اِن لمحات ہیں ایم ڈی سرکاری ٹی وی کو ایسے دعوے اور حیران کُن انکشافات کرنے کی کیا ضرورت تھی جس سے سرکاری ٹی وی کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگ جائے اور حکومت اِس کی نج کاری سے متعلق بھی منصوبہ بندی کو حتمی شکل دینے کے بارے میں سوچنے لگے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب سے میرے مُلک میں قومی اداروں کو نجی کاری کرنے کی وبا پھیلی ہے تب ہی سے حکمران جماعت نے قومی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر اپنے من پسند افراد کو تعینات کرنا شروع کیا آج بس جن کا کام صرف

اتنا ہے کہ یہ افراد دیدہ دانستہ قومی اداروں کی اچھی بھلی کارکردگی کو پہلے سے بنائی گئی
حکومتی منصوبہ بندی کے تحت خراب سے خراب تر کرتے چلے جاتے ہیں اور ایسے
جواز پیدا کردیئے جاتے ہیں کہ منافع بخش قومی اداروں کی کارکردگی صفر ہوجاتی ہے
ایسا سب کچھ اِس لئے کیاجاتا ہے کہ اِن اداروں کی آسانی سے نج کاری کی جاسکے اور منافع
بخش قومی ادارے کوڑیوں کے دام اپنے من پسند افراد کو فروخت کردیئے جائیں اور پھر
قوم کی خدمت کی آڑ میں اصل میں اپنے کاروباری طبقے کو نواز کران کی خدمت کی جائے
اور اِن بیں اپناسر اُونچا اور بہت اُونچا کیاجائے یہ تو ہمیشہ ہی سے موجودہ برسر
اقتدار جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کا وطیرہ رہا ہے یہ جب بھی اقتدار یں آئی ہے اِس
نے ہمیشہ قومی اداروں کو اُونے پونے داموں فروخت کرنے کا ہی سوچا ہے اور اپنے اِس
دورے حکومت میں بھی ن لیگ کی حکومت کی یہی کوشش ہے جس قدر جلد ممکن ہوسکے قومی
اداروں کو فروخت کردیا جائے۔آج اگر مُلک کی اپوزیشن جماعت پی پی پی اپنی دیگر
جماعتوں کے ہمراہ مُلک میں ہونے والی واپڈا اور پی آئی اے جیسے قومی اداروں کی نج
کاری کے خلاف ہے تو اِسے اپنا اپوزیشن کا حقیقی کردار ادا کرنا ہوگا ورنہ یہ نج کاری پر اپنے
کمیشن بڑھانے اور دنیا دیکھاوے کے لئے اپنی یہ سیاسی ڈھکوسلے بازیاں بند کردے۔

وزیر اعظم نواز شریف کا عزم و اعلان

ہم دہشتگردی کے خلاف جنگ ہر حال میں جیتیں گے،آمین . . ! !

ہر زمانے کے ہر معاشرے کی قوموں پر اچھے بُرے وقت آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور اِن سے وہی قومیں نبرد آزما ہو کر سُرخرو ہوتی ہیں، جو باہم متحد و منظم ہو کر ہر قسم کے حالات اور واقعات کا مقابلہ کرنے کا عزم کرتی ہیں اور جو ایسا نہیں کرتی ہیں تو زمانہ خود ہی اِنہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر نشانِ عبرت بنا دیتا ہے۔

اَب اِسے ہماری پاکستانی قوم کی بھی آزمائش کہہ لیں یا امتحان ہماری اِس قوم پر پچھلی کئی دہائیوں سے کڑی آزمائشیں آئیں اور یہ بھی دنیا کی دوسری قوموں کی طرح سخت ترین امتحانات سے گزری ہے یا یوں کہہ لیں کہ ابھی تک گزر رہی ہے،آج موجودہ اکیسیوں صدی کے زمانے کی ہر قسم کی سختیاں جھیلنے والی ہماری پاکستانی قوم نے اپنے باہمت ہونے کا ثبوت دے دیا ہے اور ہماری یہ قوم ابھی تک اپنے اتحاد اور ملی یگانگت کے جذبوں کو تھام کر اپنے دُشمنوں کے دانت کھٹے کئے ہوئے ہے اِس کے دُشمن جس سے عالمِ اضطراب میں مبتلا ہیں اور اپنی گھناؤنی سازشوں سے باز آنے کا نام نہیں لے رہے ہیں۔

حالانکہ آج پاکستان کے دُشمن اِس پر چاروں جانب سے مسلسل حملہ آور ہیں، مگر اِس پر اللہ کا یہ خاص کرم ہے کہ اَب تک اِس کے دُشمن اِس کا بال بیکا نہیں کر سکے ہیں، ہمیں اُمید ہے کہ یوں ہی پاکستانی قوم متحد اور یکجا رہی تو اِس پر آئندہ بھی دُشمنوں کی کوئی سازش اور بڑے سے بڑا وار بھی کارآمد ثابت نہیں ہونے پائے گا۔ (آمین)

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب سے پاکستان دنیا کے نقشے پر پہلی اسلامی ایٹمی طاقت کے طور پر اُبھرا ہے تب ہی سے اسلام دُشمن قوتوں نے پاکستان کو مختلف چالوں اور سازشوں سے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر نقصان پہنچانے کی ٹھان لی ہے،آج کوئی دوستی کا ہاتھ بڑھا کر بغل میں چھری لئے کھڑا ہے تو کوئی دوسرے طریقوں سے سرزمینِ پاکستان کے معاشی ، سیاسی، مذہبی اور اخلاقی طور طریقوں کو بگاڑنے سمیت دیگر حوالوں سے نقصان پہنچانے اور پاکستان کی داخلی اور خارجہ پالیسیوں میں کیڑے ڈال کر اِس کا دنیا سے رابطے کٹوانے اور ختم کرانے کی چالوں اور سازشوں میں سرگرمی سے مصروفِ عمل ہے۔

آج ہمیں اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ سرزمینِ پاکستان کی بقاء و سالمیت پر اغیار کی بُری نظریں جمی ہوئی ہیں، جو اِسے کسی بھی حال میں پنپنے نہیں دے

رہی ہیں۔اَب ایسے میں ساری پاکستانی قوم کے (اُوپر سے لے کر نیچے تک) ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کی حفاظت اور سُکھ سے اپنے جینے کے لئے اپنے دُشمن کی اُس میلی آنکھ کو اپنی جانب اُٹھنے سے پہلے ہی پھوڑ ڈالے جو اِس کی طرف گندی نظروں سے دیکھے سواَب جو اور جیسا بھی چاہئے اور ایسے میں پاکستانی قوم سے جتنا بھی بن سکتا ہے وہ اپنی بقاء و سالمیت اور استحکام کی حفاظت کرے اور دنیا کو بتادے کہ یہ اپنے اتحاداور ملی یکجہتی سے اپنے دُشمن یادُشمنوں کی ناپاک سازشوں اور اِن کے گھناؤنے عزائم کو خاک میں ملادینے کا عزم اور ہمت لئے ہوئے ہے اوراَب ساری پاکستانی قوم اپنی بقاء اور مُلکی استحکام کے خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے سے بھی دریغ نہیں کرے گی۔

آج یقیناً یہاں دہشت گردی سے بلاخوف وخطر بنردآزمارہنے والی پاکستانی قوم کے لئے یہ امر قابلِ ستائش اور لائق احترام و حوصلہ ہے کہ آرمی چیف جنرل راحیل شریف مُلک سے دہشت گردی کو جڑسے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے خاصی دلچسپی لے رہے ہیں اِس کا اندازہ قوم کواِس بات سے بھی ہوجاناچاہئے کہ پچھلے دِنوں وزیراعظم نوازشریف نے بھی بری افواج کے سربراہ اور سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کو دہشت گردی کے خلاف مُلک بھر میں خصوصی لڑاکادستوں کی تربیت اور تیاری میں ذاتی دلچسپی لینے پر نیک جذبوں کے ساتھ زبردست الفاظ میں

خراج تحسین پیش کیا ہے، تو پھر ایسے میں ہم اپنے مُلکی سیاستدانوں اور مذہبی رہنماؤں سے اتنا کہنا ضرور چاہیں گے کہ اِن کا تعلق خواہ کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے ماضی کے تمام سیاسی اور فروعی اختلافات کو بُھلا کر مُلک سے دہشت گردی اور فرقہ واریت کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے ایک ہو جائیں اور مُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے میں اپنا اپنا مثبت اور تعمیری قول و کردار ادا کریں۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی قابلِ تذکرہ ہے کہ آج خود ہمارے وزیراعظم نواز شریف بھی مُلک اور قوم کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے مکمل طور پر پاک کرنے کا عزم واعلان کر چکے ہیں جن کا واشگاف انداز سے کہنا ہے کہ '' انشاء اللہ...!! اب دہشت گردی کے خلاف جنگ ہر حال میں جیتیں گے''،آج ایسے ہی قابلِ حوصلہ اور آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اُونچے عزم واعلان کی قوم کو اشد ضرورت تھی جِسے وزیراعظم نواز شریف نے دُہرا کر قوم کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں ،اِن قابلِ حوصلہ اور لائقِ تحسین جملوں کا اظہار گزشتہ دِنوں کوئٹہ میں انسداد دہشت گردی فورس کی پاسنگ آوٹ پریڈ سے خطاب کے دوران وزیراعظم نواز شریف نے کچھ یوں کیا اُنھوں نے کہا کہ '' پاکستان دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے لیکن جس قوم کے پاس ایسے جانباز سپاہی ہوں اُسے کوئی نہیں ہرا سکتا ہے'' ،اُنھوں نے کہا کہ ''ہمیں کوئی طاقت آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ ہر حال میں

جیتیں گے،" بیشک ...!! وزیراعظم نواز شریف صاحب ..!! آج ہر لمحہ دہشت گردی سے ستائی ہماری قوم کے حوصلے بہت بلند ہیں اور اَب یہ ہر حال میں دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے اور اِنہیں پوری طاقت سے واصلِ جہنم کرنے کا ارادہ کرچکی ہے،اور آج اپنے اِس خواب کو پورا کرنے کے لئے ساری پاکستانی قوم اپنی پاک فوج کے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف اور اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے،اور کوئٹہ میں انسدادِ دہشت گردی فورس کی پاسنگ آوٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہاکہ" سرزمینِ پاکستان کے کسی بھی کونے میں انتہاپسندی کی کوئی گنجائش نہیں ،مُلک کے ہر حصے میں دہشت گردوں کا پیچھا کریں گے ہم نے تہیہ کر رکھاہے کہ اپنی سرزمین سے ہر قسم کے فتنوں اور خرابیوں کو ختم کرکے ہی دم لیں گے،اوراَب فتنوں اور خرابیوں کے خاتمے کا وقت آگیاہے، بیشک اِسے عملی شکل میں دیکھنے کے لئے ہمیں برداشت اور ہوش مندی سے کام لیناہوگا،ہمارے فوجی جوان جنگجوؤں کے خلاف جواں مردی سے برسرپیکار ہیں"۔آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے وزیراعظم نواز شریف بھی اپنی پوری حکومت کے ساتھ نیک نیتی کے انمول اور انمٹ جذبے لئے جنرل راحیل شریف کے ہمراہ کھڑے ہیں ایسے میں قوم بھی دُعاگوہے کہ ا"اَب ایسے میں اللہ رب العزت... !! ہماری پاکستانی قوم کو دہشت گردی کے خلاف جنگ ہر حال میں جیتنا نصیب فرمائے۔(آمین ثمہ آمین)

کیسے ایک میسج 5 جانیں لے گیا۔۔؟؟یہ شک کاانجام ہے یا۔۔؟؟

ایس ایم ایس اوراسلام آباد میں قتل کی لرزہ خیز واردات ،اصل محرکات کیاہیں۔ ۔؟؟
آج معاشرے میں بیجااور غلط بڑھتاہوا موبائل فونز کا استعمال معاشرتی بگاڑاور گھریلو جھگڑوں کاسبب بھی بننے لگاہے، پہلے تواِس پر ابہام پایاجاتا تھامگر اَب یقین ہوگیاہے کہ مُلک میں موبائل فونز کا بڑھتاہوا بیجااور غلط استعمال دہشت گردی سمیت بہت سی دیگر بُرائیوں کا باعث بھی بن گیاہے،آج جہاں اسلام آباد میں بیوی کے موبائل فون پر آنے والے ایک میسج پر شوہرکے شک نے 5اِنسانوں کے لرزہ خیز ہونے والے قتل نے قوم کو غم زدہ اور افسردہ کردیاہے تو وہیں اِس واقعے نے بہت سے سوالات بھی پیدا کردیئے ہیں،اور قوم کے ہر اُس فرد کو جھنجھوڑدیاہے جو اپنے موبائل کو غلط مقاصداور دوسروں کی اچھی بھلی زندگیوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اَب اِنہیں اندازہ ہوناچاہئے اِن کے ذراسے مذاق اور شغل سے خاندان کیسے تباہ ہوتے ہیں اِس کی ایک تازہ مثال اسلام آباد کے علاقے جی سکس میں پیش آنے والا یہ واقعہ بہت ہے جس میں ایک خاندان کے پانچ افراد کو قتل ہونے سے پوری نسل کو تباہ

کر دیا ہے، اَب اِس واقعے کے پیش آنے کے بعد اصل محرکات کا پتہ لگانا اور اِس سے قوم کو آگاہ کرنا بھی تحقیقات کرنے والے اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ صاف وشفاف طریقوں سے تحقیقات کریں اور قوم کو بتائیں کہ ایک ایس ایم ایس نے ایک ممتا کیسے اور کیوں دائن بنا دیا...؟؟۔

ایسا بھی نہیں کہ وہ کوئی جاہل یا کم پڑھے لکھے لوگ تھے، ایک پی ایچ ڈی تھا تو دوسرا ایم اے تک تعلیم حاصل کئے ہوئے تھا دونوں ہی اچھے تعلیم یافتہ تھے، اور پوری طرح باشعور اور زمانے اور معاشرے کے طور طریقوں میں اچھی طرح سے واقف اور اپنے اچھے بُرے کی تمیز کرنے والے تھے، مگر اَب اِس کا کیا کیا جائے ..؟؟جب اِنسانوں پر شیطانیت غالب ہو جائے...اور شک دِل اور دماغ میں گھر کر جائے ، تو پھر کسی بھی زمانے ، کسی بھی معاشرے، کسی بھی مذہب اور کسی بھی مُلک اور کسی بھی سرحد سے تعلق رکھنے والے اِنسانوں کے ساتھ بلا رنگ و نسل زبان و تہذیب یہی کچھ ہوتا آیا ہے جیسا کہ گزشتہ دِنوں ایک ہولناک واقعہ اسلام آباد کے تھانہ آبپارہ کے علاقے جی سکس میں پیش آیا کہ ایک موبائل میسج نے 5اِنسانوں کو موت کی وادی میں پہنچا کر انہیں ابدی نیند سونے کے لئے قبر کی آغوش میں دے دیا ہے۔

اِس سارے واقعے میں اِس مرتبہ بھی شک مرد کے ہی دل و دماغ میں پیدا ہوا مگر یہ

واقعہ ہمارے یہاں ماضی میں پیش آئے روائتی واقعات سے ذرا ہٹ کر رونما ہوا ہے کیوں کہ اِس واقعے میں فرق صرف اتنا تھا کہ اِس بار گولی چلانے والا مرد نہیں تھا بلکہ ایک عورت تھی جی وہ عورت جس کے دل میں ممتا ہوتی ہے اور یہ ہمارے مردوں کے معاشرے میں استحصالی اور سب سے زیادہ کمزور طبقہ تصور کیا جاتی ہے، مگر آج کیا وجہ بنی کہ اِسی استحصالی اور کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کوثر شاہدہ جس کے دل میں ممتا کے انمٹ اور نہ ختم ہونے والے جذبات تھے، اِس نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر وہ کر دیا جس سے دنیا کا ممتا پر سے اعتبار اُٹھ گیا ہے۔

یہاں ذرا سوچیں کہ اِس نے اپنا یہ انتہائی قدم کیوں اُٹھایا...؟؟اِس سارے واقعے میں کس کا قصور تھا...؟؟کیا اگر آج میرے مُلک اور معاشرے کے سارے مرد اِسی طرح اپنی بیوں کے موبائل پر آنے والے کسی بے ہودہ میسیج پر شک کرنے لگیں...؟؟اور کیا یہ اپنی مردانگی کا فائدہ اُٹھا کر یوں ہی اپنے گھروں کو جہنم بناتے رہیں گے...؟؟ایسے میں کبھی یہ اور کبھی گھروں کی عورتیں گولیاں چلاتی رہیں گیں..؟؟اور اِسی طرح کیا میرے معاشرے میں ہر گھر میں کسی ایسے ویسے ایک ایس ایم ایس کو بنیاد بنا کر گھریلو تنازعات پیدا ہوتے رہیں گے...؟؟ تو کیا ایسا یہی کچھ ہوتا رہتا رہے گا...؟؟ جیسا کہ پچھلے دِنوں اسلام آباد کے علاقے جی سکس میں ہوا ہے...؟؟

جبکہ یہاں مندرجہ بالا سوالات کے ساتھ ساتھ کیا ایسے سوالات بھی پیدا نہیں ہوں گے
کہ کیا کوثر شاہدہ کو ایسا کرنا چاہئے تھا جو اِس نے کیا ہے..؟؟ یا ممتا کے ہاتھوں
مجبور ہو کر وہ سب کچھ برداشت کرتی اور اپنی زندگی خاموشی سے گزار دیتی ....؟؟اور
اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیتی ... مگر ایسا نہ کرتی جیسا اُن نے کیا ہے ...؟؟اور کیا اِسی کے
ہاتھوں قتل ہونے والے اِس کے مقتول شوہر (فاروق خٹک) جو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور
کسی اچھے ادارے میں گریڈ 19 میں آئی ٹی ڈائریکٹر تھا اِسے اپنی بیوی کے موبائل فون پر
آئے ایس ایم ایس پر شک کرنا چاہئے تھا..؟؟اور اگر اِس نے شک کیا ہی تھا تو...اِس
پر اتنا شک کیوں کیا...؟؟ (SMS) نے اپنی بیوی کے موبائل پر آنے والے ایک میسج
اور بھی درگزر سے کام لیتا اور اپنی زندگی ہنسی خوشی گزارتا...؟ ملزمہ کے شوہر نے
اپنے شک کی بنیاد پر ملزمہ کو کیا کچھ بُرا بھلا کہا ہوگا...؟؟ جو مقتولہ کوثر شاہدہ کے دل کو
چھلنی کر گیا ہوگا...؟؟ یہ ایک علیحدہ غور اور تحقیقات طلب مسئلہ ہے جس پر پولیس کے
ذرائع کام کر رہے ہیں کہ ایسی نوبت کیوں پیدا ہوئی کہ جس نے ایک ممتا سے بھری ماں
کو اپنی تین بیٹیوں اور بیٹے سمیت اپنے شوہر پر بھی گولیاں چلانے پر مجبور کر دیا۔
بہر حال..!! حالات اور واقعات یہ ضرور بتا رہے ہیں کہ یقیناً اِس کے شوہر کی

زبان سے نکلے الفاظ اور تیز و تند جملے ایسے ہوں گے جو نہ صرف مقتولہ کوثر شاہدہ کی برداشت کی حد ختم کر گئے بلکہ اِس کے دل میں سمندر کی گہرائیوں سے بھی زیادہ گہرا اور آسمان کی بلندیوں سے بھی زیادہ بلند ممتا کے جذبات کو چکنا چور کر گئے ،اور اِس نے دنیا کے سارے رشتے ناطے حتیٰ کہ اپنی ممتا کو بھی ایک طرف پھینک کر خود پر ڈائن کا روپ دھار لیا اور گھر میں رکھی ہوئی پستول سے پہلے شک کرنے والے اپنے شوہر فاروق خٹک پر دو فائر کئے جس سے وہ ہلاک ہوا اور پھر اپنے بیٹے پر گولی چلائی خوش قسمتی سے وہ بچ گیا اور جب اِس سے بھی اِس کے غصہ اور بے عزتی کا بدلہ لینے کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور اِس پر چھائی حیوانیت کم نہ ہوئی تو پھر اِس ظالم ماں نے اپنی تین معصوم بیٹیوں 6،8 اور 10 سالہ ثمرہ، ردا اور رانیہ کو بھی سفاک گولی کا نشانہ بنانے کے بعد اِنہیں بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا اور خود بھی اپنی کنپٹی پر بستول سے فائر کرکے خودکشی کرلی اور مُلک اور معاشرے میں سفاکیت کی وہ داستان لکھ گئی جو صدیوں یاد رہے گی۔

کیا سیاست اور کرکٹ ٹیم کے تالاب میں ایک بھی مچھلی اچھی نہیں ہے...؟؟

اگر کرکٹ ٹیم کے شاہین برڈ فلو اور رانی کھیت جیسی بیماریوں میں مبتلا تھے تو ورلڈکپ کھیلنے کیوں بھیجا گیا..؟؟

آج شکرالحمد للہ..!! سرزمینِ پاکستان کے عوام اور پاکستانی قوم اپنی آزادی کے 68 سال مکمل کرنے کو ہیں اِنہوں نے اِس دوران کئی نشیب وفراز دیکھے ہیں ،اور ہر موقع پر بڑی جوانمردی سے ثابت کیا ہے کہ ہر موڑ پر ہر اقسام کی آزمائشوں اور امتحانوں سے مقابلہ کرنے کی ہمت اور حوصلہ رکھنے والی دنیا کی یہ ایک عظیم اور بہار قوم ہے جو ہر کڑے وقت سے گزر کر حالات اور واقعات سے نمٹنے اور تکالیف کو سہنے کی سکت رکھتی ہے، مگر موجودہ دورِ حکمرانی میں قوم کی ہمت جواب دے چکی ہے۔

کیوں کہ اَب اِسے اقتدار کی ہوس میں مبتلا حکمرانوں اور سیاستدانوں اور اِن کے اشاروں اور ڈکٹیشنز پر چلنے والے اداروں نے کہیں کا بھی نہیں رکھ چھوڑا ہے،اِس کی کمر مہنگائی ، کرپشن اور اقرباء پروری کے کلچر اور ماحول نے دُہری کردی ہے، اِس کے شادب چہرے پر اُداسی گھر کرچکی ہے، قوم کے ہر فرد کے

گھر کی دہلیز پر مایوسیوں کے ڈیرے پڑے ہوئے ہیں،اِسے اِس حال تک پہنچانے والے قوم کے وہ حکمران ہیں جنھوں نے ہمیشہ اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کا تو سوچا مگر افسوس ہے کہ گزشتہ 68 سالوں میں کسی نے بھی مُلک اور قوم کی بہتری کے لئے اتنا کچھ اچھا نہیں کیا جتنا کہ کیا جانا چاہئے تھا۔

اَب ایسے میں آج یقینی طور پر اپنے مُلک کے سیاست دانوں کے تیور دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے سیاسی تالاب میں کوئی ایک مچھلی بھی اچھی نہیں ہے،جس پر قوم کو اعتماد اور یہ اعتبار ہو کہ وہ مُلک اور قوم کے معیار پر پورا اُترے... گوکہ میرے دیس کا سیاسی تالاب اپنے اندر جتنی بھی بڑی چھوٹی سیاسی مچھلیاں سمیٹے ہوئے ہے وہ ساری کی ساری خراب اور اتنی خراب ہیں کہ اگر انہیں سڑی ہوئی زندہ مچھلیاں کہا جائے تو کوئی بُرا نہ ہوگا آج جن کے کرتوتوں سے ایوانوں سے لے کر مُلک کا ایک چپہ چپہ گندھا رہا ہے۔

آج جس طرح اپنی مفاد پرستانہ پالیسیوں اور کرتوتوں سے مُلک و قوم کو سیاست دانوں نے مایوسیوں اور گمنامیوں کے دلدل میں دھنسادیا،یکدم اِسی طرح پاکستان کرکٹ ٹیم کا بھی حال ہے،آج جس نے 2015 کے ورلڈ کپ میں اپنی صفر سے بھی زیادہ خراب سے خراب ترکارکردگی سے شائقین کرکٹ اور قوم کے دل اور جذبات کو چکنا چور کرکے رکھ دیا ہے،آج اگر ہم اپنی موجودہ کرکٹ ٹیم کی

کارکردگی اوراِس کی تیاریوں کا جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ہماری کرکٹ ٹیم نے 1975 سے جب بھی کرکٹ ورلڈکپ میں حصہ لینے کا سوچااِس نے ہمیشہ اپنی بھرپور طریقے سے تیار کی اور ہر ورلڈکپ میں انتہائی تزک واحتشام سے حصہ لیااور اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا یہ اور بات ہے کہ وہ اِس دوران کتنی مرتبہ ورلڈکپ کی فاتح ٹیم قرارپائی، کھیل میں ہارجیت کوئی معنی نہیں رکھتی جب دوٹیمیں میدان میں ہوتی ہیں تو کسی ایک کے حصے میں جیت اور دوسری کے حصے میں ہارآتی ہے اِس کادارومدار تیاریوں اور کوششوں پر منحصر ہے جس کی تیاراور منصوبہ بندی اچھی ہوگی یقینا میدان میں وہی ٹیم جیت کرسُرخروہوگی مگرجب کسی کی تیاری ہی نہ ہواور وہ بڑامقابلہ کرنے میدان میں اُترے توپھریہ کیسے ممکن ہوسکتاہے کہ وہ میدان میں اُترے اور جیت بھی جائے..؟؟۔

مگرافسوس ہے کہ اِس سال پاکستانی شاہینوں کے لقب پانے والی جو ٹیم تشکیل دی گئی ہے وہ پہلے ہی روز سے اپنے (اندرونی اور سلیکشن کرنے والوں کے درمیان) تنازعات کا ہی شکار نظرآئی،اِس کا اندازہ اوریقینا قوم اور دنیا کو تب ہی ہوگیاتھاجب یہ پہلااور دوسرا میچ کھیلنے میدان میں اُتری تھی اوراپنے دونوں میں میچوں ہاری گئی تھی،جب ہی اِس کے سارے ظاہراور باطن تنازعات کھل کر سامنے آگئے تھے،یوں پہلے اور دوسرے میچوں میں کرکٹ ٹیم کے اپنے شاہینوں کی جیت کے لئے دعائیں کرنے والی قوم اور شائقین کرکٹ کو جس

مایوسی کا سامنا کرنا پڑا اِس کا ازالہ تو نہیں کیا جا سکتا ہے مگر پھر بھی قوم اور شائقین کرکٹ نے خود ہی اپنی تسلی کا اظہار یوں نکلا کہ اِنھوں نے اللہ سے پھر گڑگڑا کر التجائیں اور دُعائیں کیں کہ اے اللہ...!! جو دُعائیں ہم نے اپنی کرکٹ ٹیم کے شاہینوں کی جیت کیلئے کیں ہیں وہ ساری دُعائیں اَب ہمارے محرومین کی مغرفت اور اِن کے جنت الفردوس میں درجات کی بلندی کے لئے بخش دے۔

بہرکیف...!! کچھ بھی ہے مگر یہ بھی ایک اٹل اور انمٹ حقیقت ہے کہ آج پاکستانی قوم اپنے کرکٹ ٹیم کے شاہینوں کی کارکردگی سے مایوس ہو چکی ہے مگر اس کے باوجود بھی یہ اپنے شاہینوں سے متعلق یہ سوچ رہی ہے کہ ہماری ٹیم اتنی بھی بُری نہیں کہ ورلڈکپ کے میچوں میں اِس کے مدمقابل ٹیم اِس کا بھرکس ہی نکال دے اِس کی بھی بہت سی وجوہات ہیں اَب جنھیں مُلک و قوم کے سامنے لانا ضروری ہے۔

ایسے میں آج یقیناً ہماری کرکٹ ٹیم جس کے کھلاڑیوں کا ''لقب شاہین'' ہے اور یہ شاہینوں ''پر مشتمل ہے گزشتہ دو میچوں میں شاہینوں کی صفر کارکردگی کو دیکھ کر قوم کو'' بخوبی یہ اندازہ ہوا کہ جیسے ہماری شاہینوں پر مشتمل کرکٹ ٹیم جہاں بے شمار تنازعات کا شکار ہے تو وہیں اِن شاہینوں کا مرجھایا ہوا اور

افسردہ چہرہ یہ بھی بتا رہا ہے کہ جیسے ہماری کرکٹ ٹیم کے شاہین جنہیں ہم نے ورلڈکپ جیتنے کے لئے بھیجا ہے ہمارے یہ شاہین دراصل ”برڈ فلو اور رانی کھیت“ جیسی 2015 بیماریوں میں بھی مبتلا ہیں تب ہی یہ شاہین اِن بیماریوں کی وجہ سے ورلڈکپ کے میچوں میں بھی اپنی کارکردگی کا مظاہرہ صفر سے آگے نہیں کرپارہے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔!!اَب تنازعات اور برڈ فلو اور رانی کھیت جیسی بیماریوں میں مبتلا پاکستانی شاہینوں پر مشتمل کرکٹ ٹیم سے قوم کو زیادہ اُمیدیں نہیں رکھنی چاہئیں، گزشتہ دِنوں ایسی ہی بات پاکستان کرکٹ بورڈ کے گورننگ بورڈ کے رُکن نجم سیٹھی (نجم سیٹھیائی) نے بھی کہی ہے اُنہوں نے کہاہے کہ قوم کو ورلڈکپ میں ٹیم سے زیادہ اُمیدیں نہیں رکھنی چاہیں“۔

تواَب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نجم سیٹھیانی جی۔۔۔!!اَب آپ ہی یہ بتادیں کہ شائقین کرکٹ اور قوم اپنے کرکٹ کے شاہینوں سے پھر کون سی اُمیدیں وابستہ کریں اور ورلڈکپ میں اچھا کھیل کر جتینے اور فاتح ٹیم کا اعزاز حاصل کرنے کی دُعائیں کرنے اور اُمیدیں رکھنے والے شائقین کرکٹ اور قوم اپنے کرکٹ کے شاہینوں سے یہ اُمیدیں بھی نہ رکھیں تو پھر کونسی سے رکھیں۔۔۔؟؟ لاہور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے یہ کیا بات کہہ دی ہے۔۔۔؟؟،

ایسالگتاہے کہ جیسے نجم سیٹھیانی ((اظہارِ مزاح ’’سیٹھیائے‘‘ ہوئے سے نکالا ہے ’’سیٹھیانی‘‘) نے یہ کہہ کر شائقین کرکٹ اور قوم سے اپنی کرکٹ ٹیم سے اچھی اُمیدوں کا حق بھی چھین لیا ہے۔

اَب کیا ایسے میں قوم یہ نہ کہے اور ایسا نہ سوچ کہ.....؟؟ کیا ہماری مُلکی سیاست اور کرکٹ ٹیم کے تالاب میں کوئی ایک بھی ایسی اچھی مچھلی نہیں ہے جو مخلص ہو کر سامنے آئے اور مُلک اور قوم کی منجدھار میں ڈوبتی نیا (کشتی) کو پار لگادے....؟؟۔

ہمارے ادارے تو سچ بولتے ہیں مگر حکمران اور سیاستدان....؟؟

گزشتہ دِن کے اخبار میں چھپنے والی ایک خبر نے ہمارے اوسان نہ صرف خطا کئے بلکہ ہمیں کچھ ہی دیر میں سنبھلنے کے بعد یہ سوچنے پر بھی مجبور کردیا کہ کیا ہمارے مُلک میں جب بھی جنرل انتخابات ہوئے ہر بار ہی اِس میں حصہ لینے والی سیاسی ومذہبی جماعتوں کے اُمیدواروں نے عوامی مسائل کو اپنی انتخابی مہم میں خاصی اہمیت دی ،اِنہوں نے ہمیشہ اپنے حلقے کے ووٹروں سے درپیش مسائل کے فوری حل کے لئے بڑے بڑے وعدے بھی کئے کہ یہ آپ کے قیمتی ووٹوں سے جیت کر ایوانوں میں جانے کے بعد سارے دیرینہ مسائل اور مشکلات کو فوری طور پر حل کرائیں گے جب تک یہ ایسا نہ کرلیں گے یہ اپنے باپ کی اولاد نہیں.....اور ایسے ہی بہت سی جذباتی باتوں اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں اپنے حلقے کے ووٹروں کو بے وقوف بناتے ہیں اور جب یہی لوگ اپنے حلقے کے ووٹروں کے ووٹوں سے انتخابات میں جیت کر ایوانوں میں پہنچ جاتے ہیں.... تو پھر یہ بعد میں عوامی مسائل کو ہی کیا...؟؟بلکہ اپنے حلقے میں جانا... اور اپنے ووٹروں سے ملنا جھلنا بھی بھول جاتے ہیں،یعنی کے یہ اپنے معاملات میں اتنے مصروف ہوجاتے ہیں کہ پھر اِنہیں وقت اور مہلت ہی نہیں ملتی ہے کہ یہ پلٹ کر اپنے اُس حلقے میں بھی ذرا سا وقت نکال کر چلے جائیں جہاں کے لوگوں نے اپنے مسائل کے حل کے خاطر

اِنہیں ووٹ دیئے تھے اور سمجھا تھا کہ جب ہم اِنہیں جیتادیں گے تو یہی اِن کے لئے مسیحاثابت ہوں گے...یوں اِس اُمید پر میرے دیس کے ہر حلقے کے معصوم اور بے کس و مجبور ووٹر اپنے اُمیدوار کو اپنے ووٹ دے کر اُسے جتوادیتے ہیں اور اپنے حلقے کے کرپشن سے پاک نیک و بہادر، بے لوث،خدائی خدمت کے دعویدار، شخص کو اپنے ووٹوں سے مزے مزے سے ایوانوں میں پہنچادیتے ہیں۔

مگر ہائے رے افسوس...!صدافسوس کہ جنہیں ووٹروں نے اپنے مسائل کے حل کے لئے کامیاب کیا ہوتاہے اَب اُن کے پاس اِن کی دادرسی کے لئے وقت بھی نہیں ہوتاہے...یہ ہمارے دیس کی کوئی آج ہی کی پریکٹس نہیں ہے بلکہ ایساتوہماری قوم کے ووٹروں کے ساتھ جتنے والااُمیدوار پچھلے 67سالوں سے ہی کررہاہے یعنی یہ کہ جیتنے والا الیکشن کے بعد ایوانوں میں پہنچ کر دوبارہ اپنے حلقے کارخ کرناگناہِ عظیم تصور کرنے لگتاہے یاپھر وہ یہ سمجھتاہے کہ اگریہ اگلے انتخابات سے قبل دوبارہ اپنے حلقے کے لوگوں کے پاس چلاگیاتو الف لیلوی داستانوں کی طرح کہیں پتھر کا ہی نہ بن جائے اور یوں اِس کی ساری عیاشیاں اورمزے ختم ہوجائیں بہرحال...!! ایساہی ہوتاہے یہاں جیساہم نے بیان کیاہے۔

ہاں البتہ...!! ایسا بھی ہوتاہے کہ جب کبھی کبھار حلقے کے ووٹر اپنے کامیاب

اُمیدوار کو کسی ٹی وی ٹاک شو میں اپنے حلقے کے بارے میں لنترانیاں ہانکتے دیکھتے ہیں یا اخبارات میں چھپنے والی خبریں پڑتے اور تصاویر دیکھتے ہیں تو اندازہ کرلیتے ہیں کہ اِن کا اُمیدوار اپنے حلقے میں نہ حل ہونے والے مسائل اور کہیں بھی نظر نہ آنے والے ترقیاتی منصوبوں پر کیسے کیسے ...؟؟ تسلی بخش بیانات داغ رہاہے.. تو تب یہ سوچتے ہیں کہ اِنہوں نے جس شخص کو اپنا مسیحا اور مددگار جان کر ووٹ دیئے اور جسے اپنے مسائل کے حل کے لئے ایوانوں میں پہنچایا یہ شخص تو بہت بڑا دھوکے باز اور جھوٹا ہے پھر وہ سوچتے اور آپس میں کہتے ہی کہ دیکھو اپنے حلقے کے لئے کچھ نہ کرکے بھی ٹی وی شوز میں کیسے کیسے جھوٹ بول رہاہے... ؟؟اور یہ بھی دیکھو کہ اپنے حلقے میں ایک پائی کا بھی کام نہ کرواکے اخبارات میں اپنے حلقے سے متعلق کتنے کتنے اور کیسے کیسے ...ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں بیانات اور تصاویر چھپوا رہاہے اِس کی یہ حرکتیں دیکھ کر تب حلقے کے ووٹر کفِ افسوس ملنے اور اُسے سوائے بُرا بھلا کہنے کے کچھ اور نہیں کرپاتے ہیں۔

آج یقینی طور پر جیسا ہمارے یہاں ہر انتخابات کے بعد ہوتا ہے ...؟؟ شاید ایسا تو دنیا میں کسی مُلک اور ریاست میں بھی نہیں ہوتا ہوگا،اَب ہم اِسے اپنی عادت سمجھیں یا مجبوری ...؟؟ کوئی کچھ بھی کہہ لے یا سمجھ لے مگر اِس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتاہے کہ اِس جانب ہم نے کبھی بھی توجہ ہی نہیں دی

ہے اور یہ بھی معلوم کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی ہے کہ آج جیسا انتخابات کے بعد کامیاب اُمیدوار اپنے حلقے کے ووٹروں کے ساتھ اپنا رویار کھتا ہے آج یقینا ایساتو اِس 21 ویں صدی میں دنیاکے کسی بھی مُلک اور ریاست میں نہیں ہوتاگا۔

ایک ادارے کی سچ اور حقائق پر مبنی ایک رپورٹ ہے جس کا ہم اگلی سطور میں تذکرہ کریں گے اِس سے ہماری پاکستانی قوم کو یہ اندازہ ہوجانا چاہئے کہ ''ہمارے ادارے تو سچ بولتے ہیں مگر حکمران اور سیاستدان جھوت بولنے کے ماہر ہیں...'' آج کچھ ایسا ہی ہمارے کالم کا عنوان بھی ہے کیوں کہ ہمیں بحیثیت قوم یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارے ادارے تو سچ بول کر قوم کو حکمرانوں اور سیاستدانوں کے جھوٹ سے آگاہ کرنے کی گاہے بگاہے اپنے تئیں بہت سعی کرتے ہیں مگر ہمارے جھوٹ اور فریب سے مسندِ اقتدار پر قدم رکھنے والے حکمران اور ایوانوں میں جانے والے مختلف جماعتوں سے وابستہ اُمیدوار اور سیاستدان اپنے کرتوتوں سے قوم کو بے وقوف بنانے کے سوااور کچھ نہیں کرتے ہیں۔

اگرچہ پچھلے انتخانات میں توبرسرِ اقتدار جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے مُلک کے طول وارض میں اپنی ہر الیکشن مہم کے سلسلے میں منعقد ہونے والے ہر بڑے جھوٹے عوامی اجتماعات کے دوران بجلی بحران کو چھ ماہ میں جڑسے ختم کرنے

کاجواور جتنے بھی وعدے کئے تھے آج یہ اپنے اقتدار کے پونے دوسال میں بھی اپنا یہ وعدہ سچ ثابت نہیں کر سکی ہے حالانکہ اِسی وعدے پر قوم نے ن لیگ کو مسندِ اقتدار سونپا تھا مگر یہ بھی مُلک سے بجلی بحران کو چھ ماہ میں ختم کرنے کا وعدہ کرکے مکر گئی ہے ۔

آج حقیقت یہ ہے کہ اَب تک کی حکمران جماعت ن لیگ کے مُلک سے بجلی بحران کے خاتمے کے لئے کی جانے والی حکمتِ عملیوں اور منصوبہ بندیوں کے عوض " بجلی اور توانائی کے شعبے کے ریگولیٹری ادارے نیپرا کی اسٹیٹ آف انڈسٹری رپورٹ 2014 میں صاف طور پر کہا گیاہے کہ " گزشتہ برس 480 ارب روپے کی ادائیگی کے باوجود عوام کو کوئی ریلیف نہیں ملا، 2020 تک بھی مُلک سے لوڈشیڈنگ ختم ہونے کا کوئی امکان نہیں ، نیپرا حکومت کے سستی بجلی پیدا کرنے کے اقدامات کو سپورٹ کرتا ہے اور رپورٹ میں یہ بھی دعویٰ کیاگیاہے کہ ''صنعتوں کو براہ راست بجلی فروخت کرنے'' کی جلد اجازت دے دی جائے گی'' گزشتہ دِنوں نیپرا کی اسٹیٹ انڈسٹری رپورٹ 2014 میں یہ سارے فکرانگیز نکات پیش کئے گئے ہیں یقینا یہ وہ سچ ہے جو ایک ادارے نے مُلک میں بجلی بحران کے خاتمے سے متعلق حکمران جماعت کی کارکردگی کے حوالے سے حکومت اور عوام الناس سمیت مُلک کے دوسرے اداروں کی آگاہی کے لئے مُلک سے لوڈشیڈنگ کے خاتمے سے متعلق 2020 سے قبل پائے جانے والے ابہام کو دور کرنے کے بارے میں پیش کردیئے ہیں ۔

جبکہ آج نیپرا کے اِس سچ کے جواب میں حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے وزارت پانی و بجلی نے نیپرا کی جانب سے اپنی رپورٹ میں 2020 سے قبل لوڈشیڈنگ ختم نہ ہونے کو گمراہ کُن قرار دیتے ہوئے کہاہے کہ ہم ”2017تک مُلک سے مکمل طور پر لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے اہداف حاصل کرلیں گے“۔

اَب یہاں کیا پاکستانی قوم یہ نہ سوچے اوراِس پر یقین نہ کرے کہ ہمارے ادارے تو سچ بولتے ہیں مگر حکمران اور سیاستدان ہر بار جھوٹ بول کر حقائق سے آنکھیں چراتے ہیں اوراپنے اِسی جھوٹ سچ کے کھلواڑ میں قوم کو بحرانوں سے دوچار کرتے چلے جاتے ہیں۔ آج ہمارے دیس کے حکمران اور سیاستدان ایسا کیوں کرتے ہیں...؟؟اور ہمارے ادارے سچ کیوں بولتے ہیں...؟؟اَب اِس کا اندازہ قوم کے ہر فرد کو اگلے انتخابات سے قبل بخوبی ہوجاناچاہئے تاکہ جب کبھی مُلک میں الیکشن ہوں تو قوم اپنے اُمیدوار کے کسی ایسے جھوٹ اور فریب میں نہ آئے جیساکہ پچھلے انتخابات میں حکمران جماعت ن لیگ کی جانب سے ”مُلک سے بجلی بحران چھ ماہ میں جڑسے ختم کرنے کے وعدے اور دعوے میں آکراِسے مسندِ اقتدارتو سونپ دیامگر آج تک یہ مُلک سے بجلی بحران ختم نہ کرسکی ، اَب تک مُلک اندھیروں

میں ہی ڈوبا ہوا ہے اور پونے دو سال گزر جانے کے بعد بھی ملک سے بجلی بحران ختم نہیں ہوا ہے۔

قوم توساری اللہ والی ہے، مگر یہ بات چور تو نہیں سمجھتے ناں....؟؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ سرزمینِ پاکستان پر جو قوم بستی ہے، اُسے دنیا پاکستانی قوم کے نام سے جانتی اور پہنچاتی ہے ،یقیناً میری یہی پاکستانی قوم دنیا کی وہ عظیم ترین اور بہادر قوم ہے جو آج دنیا کے دیگر ممالک اور اقوام کی جانب سے اپنے خلاف ہونے والے منفی پروپیگنڈوں اور سازشوں کے باوجود بھی احترامِ اِنسانیت کے لئے اپنے دلوں میں بے پناہ وسعت رکھتی ہے اور عالمِ اِنسانیت کی فلاح کا بلا تفریق ہر دم عزم کئے ہوئے ہے۔

ہاں البتہ...!! اتنے عظیم اور نیک جذبات رکھنے والی میری یہ قوم بظاہر تو غریب ضرور ہے مگر دراصل یہ دل کی بڑی امیر اور سخی ہے، جو دنیا کے کسی بھی کونے میں ہم مذہب اور ہم زبان سمیت کسی بھی رنگ و نسل، زبان ومذہب کے لوگوں پر کوئی بھی ظالم یا طاقتور مظالم ڈھارہا ہو تو دنیا کے دیگر مذاہب اور اقوام سے پہلے میری یہی پاکستانی قوم اپنے دل اور جسم پر زخم اور درد محسوس کرکے چیخ پڑتی ہے، اور ظالم کے خلاف اور مظلوموں کے حق میں اپنا دامن جھاڑ کر اور جھٹک کر اپنی آواز بلند کرنے کے لئے باہر سڑکوں پر نکل کھڑی ہوتی ہے۔

اَب ایسے میں جو قوم ظالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں نعرے لگائے، تو کیا دنیا اِس قوم کو اخلاقی اور اِنسانی قدروں کے حوالے سے غریب کہہ سکتی ہے...؟؟ اگر اِس کے باوجود بھی دنیا کی دوسری اقوام میری پاکستانی قوم کو غریب تصور کرے یا غریب کہے...؟؟ تو اِسے میں، میں دنیا کی اِن امیر اقوام کی اخلاقی غربت کہوں گا، اور اِس کے ساتھ ہی میں یہ بھی تصور کروں گا کہ دنیا کی اُن اقوام کو اپنے سوا ایسی کوئی بھی قوم یا اقوام نظر ہی نہیں آتی ہیں جو نہ صرف اپنا بلکہ دنیا میں بسنے والے ہر اِنسان کا درد اپنے دل اور جسم پر محسوس کرتی ہیں، اور ہر مظلوم کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتی ہیں، اور اِسے ظالم کے ظلم سے نجات دلانے سے لے کر اِنصاف کے حصول تک شانہ بشانہ کھڑی ہوتی ہیں۔

آج یقیناً دنیا کی ایسی اقوام اور قوم میں میری پاکستانی قوم سب سے آگے ملے گی، اَب یہی اچھی عادت میری قوم کی پہنچان بن گئی ہے، آج جس سے دنیا جلنے لگی ہے، دانا کہتے ہیں کہ جب لوگ تم سے جلنے لگیں تو تم سمجھ جاؤ کہ تم کامیاب ہوگئے ہو۔

یہاں مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہورہی ہے کہ میری ساری پاکستانی قوم تو اللہ والی ہے، جو عالمِ اِنسانیت پر ظالم کے ڈھائے جانے والے

مظالم پر اپنا درد محسوس کرکے چیخ پڑتی ہے مگر افسوس ہے کہ آج اِس کی یہ ذرا سی اچھی بات بھی دنیا کی اخلاقی اور مالِ غنیمت کی چور اقوام اور اِنسانوں کو سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

بہر حال ارے...!! اے دنیا والوں سُن لو کہ بیشک...!! میری پاکستانی قوم دنیا کی ایک عظیم ترین قوم ہے جِسے دنیا کی دوسری نام نہاد اِنسانی اخلاقی واقدار کا بھرم رکھنے والی اقوام دیدہ ودانستہ نظرانداز کرکے اِسے دبا رہی ہیں اور اِس کے ساتھ نااِنصافی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

دنیا والوں میری پاکستانی قوم کی مثال تو شیخ سعدیؒ کی ایک حکایت کے اُس اللہ والے جیسی ہے جس سے متعلق سعدیؒ اپنی حکایت میں کہتے ہیں کہ ''ایک چور ایک متقی پرہیزگار مگر غریب کے گھر میں گھس آیا، ہر چند وہاں چور نے بہت ڈھونڈا مگر کچھ نہ پایا''، حضرت سعدیؒ کہتے ہیں کہ ''چور بڑا پشیمان اور پریشان ہوا کہ اِس گھر میں تو چرانے کے لئے کچھ بھی نہیں خالی ہاتھ ہی جانا ہوگا'' حضرت کہتے ہیں کہ جہاں چور اپنی محنت پر پشیمان اور پریشان ہو رہا تھا تو وہیں متقی پرہیزگار نے بھی یہ ماجرا دیکھا تو اُن سے بھی چور کی یہ حالت نہ دیکھی گئی اُنہوں نے جلدی سے وہ کملی اُتار کر چور کے راستے میں ڈال دی جِسے وہ اڑھے ہوئے تھے، اِس واسطے کہ چور اِن کے گھر سے خالی ہاتھ نہ جائے، یہاں آنے

کااِسے کچھ فائدہ تو ہو'' حضرت شیخ سعدیؒ نے دراصل اِس حکایت میں یہ بات بتائی ہے کہ سچ ہے اللہ والوں کے دِلوں میں اپنے دُشمنوں کے لئے بھی خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے حُسن سلوک کا یہ بڑاارفع واعلیٰ درجہ ہے۔

یوں آج میں بھی اپنی قوم پر ناز اور فخر کرتے ہوئے یہ بات برملا کہہ سکتا ہوں کہ غربت کی ماری میری پاکستانی قوم کو عالمِ انسانیت کا جتنادرد ہے،اتناتو دنیا کی کوئی بھی قوم نہیں رکھتی ہے اوراِس کا یہی حُسنِ سلوک اور عمل اِسے دنیا کی دوسری اقوام سے ارفع واعلیٰ درجے پر فائز کراتا ہے آج اگر دنیا یہ بات مانے تو....!!

ارے واہ ۔۔!!کے الیکٹرک کا 6ماہ میں سو فیصد اضافی منافع۔۔۔۔؟؟

آج یقیناًیہ خبر کے الیکٹرک کی بجلی استعمال کرنے والے اہلیانِ کراچی کے گھریلواور کمرشل صارفین کے لئے حیران کُن ہوگی اوراِن پر یہ خبر بجلی بن کر گری ہوگی کہ معمول کی لوڈشیڈنگ کے علاوہ شہر کراچی کو گھنٹوں گھنٹوں اندھیروں میں ڈبونے والے ادارے ”کے الیکٹرک نے رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں 13ارب 88 کروڑ روپے منافع ظاہر کیاہے جو کہ گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں پورے 100 فیصد سے بھی زائد منافع ہے“۔

یہاں ہمیں اِس سے تب کوئی سروکار نہیں ہوتاجب کے الیکٹرک اپنے صارفین کو لوڈشیڈنگ کے علاوہ بھی بلاتعطل بجلی سپلائی کررہی ہوتی ...مگرافسوس ہے کہ آج کے الیکٹرک کی پہلی ششماہی میں جتنامنافع ہواہےاِس میں وہ بھی شامل ہے جوکے الیکٹرک نے تکنیکی اور فنی خرابی کے بہانے گھریلواور کمرشل صارفین کے علاقوں کو کئی گھنٹے (بعض ایریاز کو پورے پورے دن ہی) بجلی سے محروم رکھایوں اِس مد میں کے الیکٹرک کوفیول کی مد میں جو بچت ہوئی ہے یہ اِس کے زائد بلنگ اور دیگر حربوں کے علاوہ کا منافع بھی شاملِ حال ہے۔

اگرچہ کے الیکٹرک بجلی کے شعبے میں ملک کا وہ واحد ادارہ ہے جو دورِ مشرف سے قبل سرکار کی تحویل میں تھااور قیامِ پاکستان سے قبل سے ہی ''کے ای ایس سی'' کے نام سے شہر کراچی کو روشن کرتا تھامگراِسے دورِ مشرف میں دیدہ و دانستہ طور پر نجی تحویل میں دے دیاگیاتب سے اِس کی کارکردگی اپنامنافع بڑھانے کے لئے توبہت ہے مگر اپنی تکنیکی اور فنی صلاحیتں بڑھانے کے اعتبار سے یہ ادارہ ایسانہیں رہاہے جیساکہ یہ دورِ سرکار میں کبھی ہوا کرتا تھا۔

آج اِسے نجی تحویل میں گئے نو دس سال سے زائد عرصہ ہونے کو ہے مگر ایسی بہت سی خبریں بھی گردش میں ہیں کہ یہ ادارہ اپنی موجودہ قابلیت کے لحاظ سے خود سے ایک یونٹ بجلی بھی پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں کرسکاہے اوراِس حوالے سے کچھ ایسی بھی خبریں ہیں کہ موجودہ کے الیکٹرک کی پیداواری صلاحیت اتنی کی اتنی ہی ہے جب اِس کی موجودہ انتظامیہ نے اِسے سرکار سے خریدا تھابلکہ آج اگراِسے ایک معاہدے کے تحت حکومت سے 650 میگاواٹ بجلی نہ مل رہی ہوتی تواِسے اپناموجودہ نظام بھی چلانا مشکل ہوجاتا... منافع تو دور کی بات ہے یعنی کہ آج جس طرح اِس کی انتظامیہ حلوائی کی دُکان پر غیر کی داد کی فاتح کرکے منافع کمارہی ہے ایساہر گز نہ ہوتا...اور یہ کب کی اپناٹُوریابستراسمیٹ کر کنی کٹا کر نکل چکی ہوتی... ایسے میں شہریوں کا خام اور قوی خیال ہے کہ وہ تو ہماری موجودہ حکومت کی مہربانی اور وزیرِاعظم نوازشریف کااِس پر خاص کرم ہے

کہ یہ سلسلہ جاری ہے اور کے الیکٹرک کو واپڈا سے بلاتعطل 650 میگاواٹ بجلی مل رہی ہے جس پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ مزے سے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے شہر میں معمول کی لوڈشیڈنگ کے علاوہ بہت سے علاقوں میں فنی خرابی اور مینٹیننس کے بہانے پوراپورا دن بجلی بند کرکے منافع پہ منافع کمارہی ہے اور بس ...اِس کے علاوہ اور کیا...اِس کی صلاحیت ہے۔

بہرحال....!!ایک خبر کے مطابق گزشتہ دِنوں کے الیکٹرک نے مالی سال 2014- کی اپنی پہلی ششماہی کی جو مالیاتی رپورٹ جاری کی ہے اِس کے تحت ادارے کو اپنی 15 پہلی ششماہی میں 13ارب 88 کروڑ روپے کا خالص منافع حاصل ہوا ہے" جس پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ خوشیاں منارہی ہے اور مسرتوں کے ڈھول بجارہی ہے مگر ایسالگتاہے کہ جیسے اِس کے ساتھ ہی کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے یہ عزم بھی کرلیا ہوگا کہ آج جس روش یعنی کہ "گھریلو اور کمرشل صارفین پرچوری، لوڈریگولرائزیشن،ایریل، ایوریج اور دیگرمدات میں کی جانے والی اوسط بلنگ کے نام سے جتنے بھی سلسلے جاری ہیں اِن میں اورزیادہ مہارت سے تیزی لائی جائے گی تاکہ جب اگلی مالیاتی رپورٹ مرتب کی جائے تو ادارے کا منافع ڈبل یا تین گناہ تک بڑھ جائے" ۔

اُدھر گزشتہ مالی سال برائے 2013-14 کی سالانہ مالیاتی رپورٹ میں ہونے والا کے

الیکٹرک کا منافع 12 ارب روپے سے زائد تھا جبکہ خبر ہے کہ موجودہ رپورٹ پر ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ پچھلی چھ ماہ کے دوران کے الیکٹرک کے صارفین کی تعداد میں صرف دو فیصد اضافہ ہوا ہے، بجلی کے نرخ میں بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی بجلی کی پیداواری صلاحیت میں کوئی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے تاہم اِس کے باوجود بھی کے الیکٹرک کے منافع میں سو فیصد سے زائد اضافہ انتہائی غیر معمولی ہے جبکہ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کے الیکٹرک کی جانب سے بینک چارجز، سروس چارجز اور میٹر رینٹ کی وصولی کے خلاف نیپرا میں بے شمار درخواستیں پچھلے کئی سالوں سے زیر سماعت ہیں اور پہلی ششماہی کی رپورٹ میں 3 ارب روپے اضافی بلنگ کی مد میں وصول کیے گئے ہیں۔ جبکہ کے الیکٹرک سینہ ٹھونک کر اپنی گردن تان کر اور پوری قوت سے مکالہرا کر اپنے صارفین پر ایریل بلنگ، بجلی کی چوری، ڈیٹکشن اور دیگر مدوں میں اضافی بل بھی جاری کرتی ہے جسے مسلسل اہلیانِ کراچی کی جانب سے بلاجواز اور اضافی بلنگ
قرار دیا جاتا رہا ہے اِس پر نیپرا نے کراچی میں ایک خصوصی سماعت کا بھی اہتمام کیا تھا جس میں شہریوں نے کے الیکٹرک کی بوگس اور اضافی بلنگ کے خلاف نہ صرف اپنی شکایات بلکہ اپنے غصے کے انبار بھی لگا دیئے تھے تاہم ادارے کے الیکٹرک کی بے حس انتظامیہ کی جانب سے یہ سلسلہ تاحال جاری ہے جو جی میں آتا ہے کے الیکٹرک کی انتظامیہ ہر وہ جائز و ناجائز راستہ اپنے

صارفین سے منافع کمانے کے لئے اختیار کرلیتی ہے اور اپنے صارفین پر زائد بلنگ کا عذاب نازل کردیتی ہے شہریوں کا خیال ہے کہ یہ ایسا کہیں اِس لئے تو نہیں کرتی ہے کہ اِس پر حکومتی کرم فرماؤں کی خاص نظرِ کرم اور عنایات جاری ہیں حالانکہ یہ ایک نجی ادارہ ہے ایسے میں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس کے باوجود بھی سرکار کی کے الیکٹرک کی انتظامیہ پر اتنی مہربانیاں کیوں ہیں...؟؟

ایسے میں شہر کراچی کے باسیوں کا افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ آج شہرِ کراچی سے ''روشنیوں کا شہر کہلانے کا'' اعزاز چھیننے لینے والے ادارے کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو اتنا کمانے کے بعد ذرا بھی یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ اَب کچھ رقم اپنی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے اور خود سے اپنی بجلی پیدا کرنے اور ایک یونٹ خود سے بھی پیدا کرنے کے لئے لگادی جائے تو اچھا ہو... تاکہ یہ بھی اپنا ایک یونٹ ہی صحیح اپنی بجلی پیدا کرنے کے قابل ہو جائے مگر لگتا ہے کہ شاید ایسا کرنے کا ابھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے سوچا بھی نہیں ہے ،اِس کے نزدیک تو ابھی یہی عمل تسلی بخش ہے کہ حکومت اور اِدھر اُدھر سے بجلی لو اور جیسا ہے جہاں ہے کی بنیاد پر آگے سپلائی کرو اور صارف کے گلے اور جیب پر دودھاری تیز چھری پھیر کرچوری، لوڈریگولائزیشن ،ایریل، ایوریج اور دیگر مدات میں کی جانے والی اوسط بلنگ پر اپنا منافع بڑھائے جاؤ...اگر اپنی بجلی

پیدا کرنے کے چکر میں پڑ گئی تو ایک طرف ادارے کے اخراجات میں اضافہ ہوگا تو دوسری جانب ہاتھ آیا منافع بھی نکل جائے گا اور اس نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ ہمیں کیا ضرورت پڑی....؟؟ کہ ہم اپنی بجلی کا ایک یونٹ بھی خود سے پیدا کریں جب کام ایسے ہی چل رہا ہے اور منافع بھی سو فیصد حاصل ہو رہا ہے تو پھر کیوں ایسا کچھ کیا جائے جس سے کام تو بڑھے اور ہاتھ بھی کچھ نہ آئے۔

آخر میں ہماری کے الیکٹرک کی منافع پہ منافع کمانے والی انتظامیہ سے بس اتنی سی ہی التجا ہے کہ وہ بیشک اپنا منافع کمائے اور خوب کمائے مگر خدا کے واسطے اپنا منافع دو سو فیصد اور دو سو سے ایک ہزار فیصد تک بڑھانے کے چکر میں اپنے گھریلو اور کمرشل صارفین کو معمول کی لوڈشیڈنگ کے علاوہ تو کم از کم فنی و تکنیکی خرابی اور مینٹیننس کے بہانے تو کہیں شہر کراچی کے بہت سے ایریاز میں دیدہ و دانستہ طور پر پورے پورے دن فیڈرز اور پاور ہاؤسز سے اپنے عملے سے بجلی بند کرنے اور کرانے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اَب اِسے ختم کر دیا جائے اور ایماندارانہ طور پر صارفین کو بجلی کے بل دیئے جائیں تو اللہ بھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے حلال منافع میں خود ہی مزید اضافہ کر دے گا اور اِس میں برکت بھی ڈالے گا۔

اگرچہ آج اِس سے انکار نہیں کہ کے الیکٹرک کے اہلیانِ کراچی کے گھریلو اور

کمرشل صارفین جو بجلی چوری اور دیگر ناجائز اور غیر قانونی حرکتوں میں ملوث ہیں اِس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک طرف کے الیکٹرک کی ضدی انتظامیہ زائد منافع خوری کے چکر میں پڑ کر اپنی بچت کے مختلف حربے استعمال کرنے میں مصروفِ عمل ہے تو وہیں صارفین بھی مجبور ہیں کہ وہ بجلی چوری کرکے کے الیکٹرک کی زائد بلنگ کا توڑ کریں اور یہ اپنے اِس گناہ پر کے الیکٹرک کی طرف سے روز اپنے گھروں میں ہونے والے اندھیروں میں اللہ سے معافیاں مانگتے ہیں اور اگلے روز پھر محض کے الیکٹرک کی زائد منافع خوری کی وجہ سے بجلی چوری کی مد میں آنے والے زائد بلنگ کے خوف سے بجلی چوری کے مرتکب ہوجاتے ہیں ہنوز یہ سلسلہ دونوں جانب سے جاری ہے۔

اَب اِسے روکنا ہوگا جس کے لئے ہم کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہی اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرے اور زائد منافع خوری کے لئے زائد بلنگ، ایریل اور ایسے ویسے حربے استعمال نہ کرے جس سے معاشرے میں بجلی چوری کا کلچر پروان چڑھے اور قوم روز گناہگار ہوتی رہے، یہاں کے الیکٹرک کے منافع حاصل کرنے والی انتظامیہ کو یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ خدا روزِ قیامت مجبور اور خالی پیٹ اور خالی جیب سے زیادہ آسائشیں حاصل کرنے والوں کی پکڑ کرے گا اور آج سو فیصد منافع حاصل کرنے والی کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے پیٹ بھی بھرے ہوئے ہیں تو اِن کی جیبیں بھی بھری

ہوئی ہیں اورانہیں ساری آسائشیں بھی حاصل ہیں تو اَب کے الیکٹرک کی انتظامیہ ہی اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرلے اور اپنا قبلہ درست کرلے۔

. . اللہ کرے وزیرِاعظم کی کوششیں اور قوم کی خواہشیں جلد پوری ہوجائیں

آج کونسا ایسا پاکستانی نہیں ہوگا جس کی یہ اولین خواہش اور کوشش نہ ہو کہ سرزمینِ پاکستان ہر قسم کے فتنوں اور دہشت گردی سے پاک ہو کر دنیا کا عظیم ترین اور پُرامن مُلک اور ریاست نہ بن جائے اور یہاں بھی دائمی اُخوت ومساوات اور ملی یکجہتی اوراتحادویگانگت اور بھائی چارگی کا ماحول پروان چڑھے اوراِس طرح یہ ریاست بھی دنیا کی حقیقی معنوں میں ایک پُرامن وپُرسکون ریاست کا درجہ پالے یہاں بھی دنیاکے دوسرے ترقی یافتہ اور ترقی پزیر ممالک کے لوگ سیاحت اور کاروباری مقاصدکے غرض سے آئیں جس سے سرزمینِ پاکستان کی معیشت اوراقتصادیات کو استحکام ملے۔
اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ساری پاکستانی قوم کی بھی یہی خواہش ہے جسے وزیراعظم نوازشریف نے اپنے تیسرے دورِ اقتدارکے پونے دوسال میں برملااور دوٹوک اندازسے دُہرادیاہے جس کا اظہار گزشتہ دِنوں وزیراعظم نوازشریف نے ایکسپوپاکستان نمائش اور پاک فضائیہ میں قراقرم ایگل اواکس شامل کرنے کی تقریب سے خطابات کرتے ہوئے اپنے عزم وحوصلے کااعادہ کیااورمُلک میں روپوش دہشت گردعناصر کوللکارتے ہوئے کہاکہ ’’مُلک میں فتنہ پھیلانے والی تنظیموں کی کوئی گنجائش نہیں، ریاست کے سواکسی کے پاس بندوق

برداشت نہیں کریں گے'' یہ وہ تاریخی اور سُنہرے الفاظ اور جملے ہیں آج جو وزیرِاعظم نواز شریف کی زبان سے تو ادا ہوئے ہیں مگر درحقیقت پچھلی کئی دہائیوں سے یہ آواز اور جملے ہر محبِ وطن پاکستانی کی خواہش تھے اَب جسے حقیقی رنگ میں ڈھالنے کے لئے وزیرِاعظم نواز شریف نے جرائتمندانہ اعلان کرکے ساری پاکستانی قوم کی نمائندگی کردی ہے۔

جبکہ آج اِس سے انکار نہیں کہ موجودہ حالات میں پاکستان کو کئی حوالوں سے اندورنی اور بیرونی خطرات اور سنگین چیلنجز کا سامنا ہے، جن کی وجہ سے مُلکی اقتصادی صورتِ حال سنگین ابتری کا شکار ہے، ایسے وقت میں مُلک کو اپنی حالتِ زار بہتر بنانے کے لئے کسی قابلِ بھروسہ تنکے کا سہارا بھی درکار نہیں ہے، مُلک کو درپیش صورتِ حال میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے ساری دنیا نے ہمارا ساتھ چھوڑدیا ہے اوراَب ہمارا تماشہ دیکھنے کیلئے سب تماشائی بن گئے ہیں اور ہم کسی مداری کے بھوکے اور بے کس و مجبور جانور کی طرح اِس کے اشارے اور ڈگڈگی پر کرتب دِکھا رہے ہیں کبھی اِدھر جا کر امداد کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں تو کبھی اُدھر بھاگ کر اپنے دامن پسار رہے ہیں اور کبھی روندھی صورت بنا کر تو کبھی رو۔۔روکر آنسو بہا کر امداد اور قرضوں کے لئے بھیک مانگ رہے ہیں مگر ایسے میں سب ہی ہماری حالتِ زار پر ترس کھانے کے بجائے اُلٹا ہماری مجبوری اور بے کسی کا مزے لے لے کر تماشا دیکھ رہے ہیں اور خوشیاں منارہے

ہیں ۔اَب ایسے میں یقیناوزیر اعظم نواز شریف نے جو کہا... سب ٹھیک ہی کہا ہے کہ یہ ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا کرنے اور اپنی خود مختاری اور عزتِ نفس کو مزید مجروح ہونے سے بچانے کے لئے مشعلِ راہ اور سنگِ میل ثابت ہونے کے لئے سُنہرے الفاظ ہیں اُنہوں نے کہاکہ ”پاکستان کوپُرامن اور خوشحال بنانا حکومت کا دیرینہ خواب ہے جسے پورا کررہے ہیں۔مُلک میں فتنہ پھیلانے والی تنظیموں کی کوئی گنجائش نہیں ،ریاست کے سِوا کسی کے پاس بندوق بر داشت نہیں کریں گے“ اور اِسی طرح اُنہوں نے مزید کہاکہ ”پاکستان ایک پُرامن ملک ہے اور بین الاقوامی برادری خصوصاً اپنے ہمسایوں سے پُرامن تعلقات چاہتاہے تاہم ہم اپنے قومی مفادات کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی جارحیت کا مقابلہ کرناجانتے ہیں“ جبکہ اِس موقع پر وزیر اعظم نواز شریف نے آج کے پُرآشوب شہر کراچی کا حسرت سے تذکرہ کرتے ہوئے کہاکہ ”ایک زمانے میں شہر کراچی ایک پُرامن شہر تھا آج اِسے جانے کس کی نظر لگ گئی، شہر میں اغواء برائے تاوان اور جرائم کی وارداتیں نہیں ہونی چاہئیں“ ہاں البتہ ..!! اپنے اِن جملوں کے بعد وزیر اعظم نواز شریف نے انتہائی حوصلے اور ہمت سے اپنے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہاکہ ”کراچی آپریشن منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا،2018 تک کراچی کو امن کا گہوارہ بنائیں گے ،امن ہوگاتو معیشت بہتری کی طرف گامزن ہوجائے گی، کراچی کاروبار کے حوالے سے مرکزی اہمیت کا حامل ہے“۔

اللہ کرے کہ ہمارے وزیر اعظم نواز شریف کی مُلک اور شہرِ کراچی کو فتنوں اور دہشت گردی سے پاک کرنے کی ساری کوششیں اور خواہشات جلد پوری ہو جائیں اور میرا مُلک اور شہرِ کراچی حقیقی معنوں میں پُرامن اور معیشت اور اقتصادی حوالوں سے قابلِ استحکام اور لائقِ قدر ہو جائیں مگران مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف صاحب۔۔!!آپ کی اور ہر محب وطن پاکستانی کی یہ ساری خواہشات اور نیک مقاصد تب ہی حقیقی رنگ اور عمل میں نظرآئیں گے جب مُلک اور بالخصوص شہر کراچی میں کیاجانے والاآپریشن بلارنگ و نسل زبان و تہذیب اور سیاست ومذہب سب کے لئے یکساں کیا جائے ،آج کراچی آپریشن کو کسی ایک سیاسی جماعت کے کارکنان کے خلاف کرکے اِسے منطقی انجام تک نہیں پہنچایاجاسکتاہے اوراِس کے ساتھ ہی ایک یہ نقطہ بھی سامنے رہے کہ آج مُلک اور شہر کراچی کا امن تو واضح طور پرمذہبی شدت پسند و دہشت گرد اور فرقہ واریت کو ہوادینے والے عناصر ہی تباہ وبرباد کررہے ہیں اصل میں آپریشن اِن ہی کے خلاف پوری قوت سے کیاجائے جبکہ آپریشن کو سیاست سے علیحدہ کرکے سیاسی جماعتوں سے جمہوری عمل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سیاسی معاملات طے کئے جائیں تو بہت سے دیرپااور سیاسی مقاصد حاصل کرنے میں خاصی مدداور معاونت مل سکتی ہے۔(ختم شُد)

۔۔۔ بھارت کا جنگی جنون بے قابو 4 کھرب کا اضافی دفاعی بجٹ

بھارت اپنے جنگی جنون سے خطے کے امن کو تہس نہس کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔۔۔۔
جنوبی ایشیاکے امن پسند ممالک کے لئے یہ خبر یقینا باعث تشویش اور حیران کُن ہے کہ "بھارت (ہندوستان) کی نریندر مودی کی حکومت نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال کے چند ماہ میں اپنے جنگی جنون کو تقویت پہنچانے کے خاطر کھلم کھلا بھارتی جنگی جنون کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزشتہ سال کے مقابلے میں بھارتی دفاعی بجٹ میں 4ارب ڈالر (4کھرب روپے) کا اضافہ کردیاہے، اَب یوں بھارتی دفاع کے لئے مجموعی طور پر 40.07ارب ڈالر (40کھرب روپے سے زائد) خرچ کئے جائیں گے۔
بہرحال۔۔۔!!خبرہے کہ ہندوستان کے وزیر خزانہ ارون جیلی نے لوک سبھا میں یکم اپریل سے شروع ہونے والے مالی سال 2015-16ء کے لئے بجٹ پیش کیااُنہوں نے بھارتی فوجی بجٹ کا اعلان کرتے ہوئے اِس عزم کواپنے مخصوص انداز سے دُہرایا کہ بھارت کے ایک ایک انچ کا دفاع ہر چیز سے بالاتر ہے جس کے لئے ہمیں ہر جائز و ناجائز حربے بھی استعمال کرنے پڑیں تو ہم کرنے سے دریغ نہیں کریں گے بھارتی قوم ننگی بھوکی رہ لے گی جیسے پہلے تھی مگراس کے باوجود

بھی بھارتی وزیراعظم نریندر مودی سمیت بھارتی حکمرانوں کو ان کے اِس جنگی جنون سے کوئی نہیں نکال سکتا ہے۔

بیشک ..؟آج بھارت نے اپنے جنگی عزائم کے باعث اپنے دفاعی بجٹ میں چار کھرب کا اضافہ کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت اپنے جنگی جنون سے خطے کے امن کو تہس نہس کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے جو خطے میں پاکستان سمیت دوسرے امن پسند ممالک کے لئے بھی یقینی طور پر باعث تشویش ہے ،یوں بھارت کا اپنے دفاعی بجٹ میں 4 کھرب کا کیا جانے والا اضافہ بھارتی جنگی جنون یں مبتلا حکمرانوں اور سیاست دانوں کے لئے تو باعث اطمینان ہو سکتا ہے مگر آج درحقیقت بھارت نے اپنی ننگی بھوکی عوام کا حق مارا ہے اور اپنے کروڑوں ایسے بھارتیوں کے پیٹ پر لات مار کر جو ایک وقت کی روٹی سے بھی محروم ہیں اپنے دفاعی بجٹ میں 4 کھرب کا جو اضافہ کیا ہے کیا بھارت کا یہ اقدام اِس بات کا غماز نہیں ہے کہ موجودہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی، اور بھارتی حکمرانوں کو اپنے عوام اور بھارتی قوم کی فلاح و بہبود سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، آج اگر بھارتی حکمران یہی رقم بھارتی عوام کو روٹی ،کپڑا اور مکان کے لئے لگا دیتے تو ممکن ہے کہ کروڑوں بھارتیوں کو ایک وقت کی روٹی اور کپڑا میسر ہونے کا سامان ہو جاتا..... مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آج بھارتی حکمرانوں کو اگر کوئی مفاد عزیز ہے تو بس اِن کے نزدیک اِن کے یہی سیاسی اور ذاتی مفادات عزیز اور مقدم ہیں کہ بھارت کو

جنگ کے لئے تیار رکھا جائے اور خطے میں اپنی چوہدراہٹ اور تھانیداری قائم کرنے کے لئے جتنے بھی سخت اور بُرے اقدامات کئے جائیں اُن سب کو جلد عملی جامہ پہنایا جائے اَب اِس کے لئے خواہ جتنی بھی اندار اور باہر سے مخالفتیں ہوں اِن کی پروا کئے بغیر بس خطے میں جنگ کا ماحول پیدا کیا جائے اور امریکا کی طرز پر خطے میں اپنی چوہدراہٹ اور تھانے داری قائم کی جائے بس ....۔

آج ایک طرف بھارت پاکستان سمیت دیگر امن کے متلاشی پڑوسی ممالک کے دباو ٔ کے باعث خطے میں دیرپا امن کے قیام کی ڈرامہ بازی میں بھی مصروف ہے تو دوسری جانب یہی بھارت ہے جو بغل میں چھری اور منہ پر رام رام کی رٹ لگائے جنوبی ایشیا میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے خواب بھی دیکھ رہا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ بھارتیوں کا اِس مقصد کے لئے دیکھا جانے والا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا مگر اِس کے باوجود بھی کسی دیوانے کے خواب کو حقیقی رنگ بھرنے کے خاطر بھارت کا جنگی جنون بے قابو ہوتا جارہا ہے جس کے خاطر بھارت نے تمام حدیں پھلانگتے ہوئے اپنے دفاعی بجٹ میں یکمشت 4 کھرب کا اضافہ کردیا ہے۔

اَب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اِس طرح کے اقدامات کرنے سے بھارت خطے

میں قائم طاقت کے توازن کو بگاڑنے اور جنوبی ایشیا کی امن کی فضا کو خراب کرنے کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے۔۔۔؟؟آج بھارتی حکمرانوں نے اپنے جنگی جنون کی وجہ سے اپنے دفاعی بجٹ میں چار کھرب کا جو اضافہ کیا ہے یہ خطے کی ترقی اور خوشحالی کی جانب بڑھتے قدم روکنے اور اپنے کروڑوں ایک وقت کی روٹی اور کپڑے سے محروم ننگے بھوکے بھارتیوں کو دھول چاٹنے پر مجبور نہیں کر دے گا۔۔۔؟؟کیا بھارت کا دفاعی بجٹ میں چار کھرب کا ہونے والا اضافہ اِس کے مجموعی طور پر 40 کھرب روپے سے زائد خرچ کئے جانے والا اقدام خطے کے دوسرے ممالک کو تشویش میں مبتلا کرنے کا باعث بن کر اِنہیں بھارتی حکمرانوں کی خطے میں امن کے قیام کی نیتوں پر شک کرنے اور اِن کے قول و کردار پر انگلیاں اُٹھانے سے روک سکے گا۔۔۔؟؟اور کیا اَب خطے کے دیگر ممالک بھارت سے متعلق اپنے خیالات اور نظریات کو تبدیل نہیں کر دیں گے۔۔؟؟اِس طرح کیا اَب بھارت یا کسی اور ملک کی جانب سے خطے میں جنگ کے منڈلاتے بادلوں کو روکنے کے لئے کسی کی کوئی کوشش کبھی بھی کارآمد ثابت ہو سکے گی۔۔۔؟؟

اَب اِس منظر اور پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو آگے چل کر یہ بات سچ ثابت ہو جائے گی کہ جنگی جنون میں مبتلا بھارت اپنے دفاعی بجٹ میں 4 کھرب کا اضافہ کرنے کے بعد یقینی طور پر خطے کے حالات کو اُس نہج پر لے جانے کی بھی منصوبہ بندیاں کرے گا، جس سے خطے کے حالات خراب ہوں گے اور یہ یوں اپنے

مقاصد میں کامیاب ہونے کے بھی خود دعوے کرے گا کہ اِس وجہ سے بھارت نے اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ کیا تھا (یہاں ہم اپنے پڑھنے والوں کو یہ بتاتے چلیں کہ ہم اگر آج بھی زمینی حقائق کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر نظر آئے گی کہ امریکی ایماء پر افغانستان کے راستے پاکستان میں جتنے بھی دہشت گردی اور جرائم کے واقعات سمیت بلوچستان کے حالات خراب کرنے اور پاکستان کے بہت سے شہروں اور علاقوں میں فرقہ واریت و انارگی پھیلانے کے جتنے بھی واقعات رونما ہورہے ہیں آج اِن سب کا پر پچھلے کئی ماہ سے بلااشتعال ہونے والی LOC بھی ذمہ دار بھارت ہے اور اِسی طرح گولہ باری اور فائرنگ کے نہ رکنے والے سلسلے میں بھی بھارت کا جنگی جنون اور اِس کے دہشت گردانہ عزائم شامل ہیں)۔

جبکہ آج بھارت کا اپنے دفاعی بجٹ میں 4 کھرب کا اضافہ کئے جانے کے بعد اِس سے انکار نہیں ہے کہ اَب اگلے وقتوں میں خطے کے جتنے بھی حالات سنگین سے سنگین تر اور خراب سے خراب تر ہوں گے اُن سب کا بھی ذمہ دار خود بھارت ہی ہوگا ہے۔ آج بھارت نے خطے سے وابستہ اپنے گھناؤنے عزائم کی فوری تکمیل کے خاطر اپنے دفاعی بجٹ میں چار کھرب کا اضافہ کیا ہی اِس مقصد کے لئے ہے یہ خطے میں امر رہے اور خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرے۔

یہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ خطے کے وہ ممالک جو امن و آشتی کے متلاشی اور خطے کو معیشت اور ترقی کے لحاظ سے مستحکم دیکھنے کے خواہاں ہیں اِن ممالک کو چاہیئے کہ وہ خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت کی کسی بھی صورت میں بالادستی قائم نہ ہونے دیں یہ اپنا ایک ایسا مضبوط اور پائیدار بلاک بنالیں جس کے آگے بھارت کی ایک نہ چلے اور اِس کا جنگی جنون خود بخود دم توڑ جائے۔

.. ..نریندر مودی 29 روپے اور 4ارب ڈالر کا دفاعی بجٹ

آج ہندوستان کے ہندوؤں سمیت وہاں آباد بہت سی قوموں میں انتہائی متنازع رہنے والے ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے مُلکی دفاعی بجٹ میں یکمشت چار ارب ڈالر کا جس طرح سے اضافہ کیا ہے آج اِن کی حکومت کا یہ عمل کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہاہے کہ اُنہوں نے یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے کیا ہے..؟اور اِس کے ساتھ ہی خود ہندوستانی سمیت ساری دنیا بھی یہ اچھی طرح سے سمجھ رہی ہے کہ ایسا کرنا اِن کے جنگی جنون میں مبتلا رہنے کی علامت ہی نہیں بلکہ اَب اِن کی صاف طور پر خطے کو اگلے وقتوں میں جنگ اور آگ وخون کی وادی میں دھکیلنے کی بھی سازش نظر آ رہی ہے ۔سو...!!آج اِس طرح ہندوستان کے وزیراعظم نریندر مودی کو جو ذہنی سکون ملا ہے وہ بھی ناقابلِ بیان ہے۔

اگرچہ وہ اپنی اِس خوشی کا اظہار دنیاکے سامنے تو کھل کر نہ کرسکے مگر یہ اطلاعات ہیں کہ مودی اپنے قریبی حلقوں میں وہ یہ ضرور کہتے پھر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے جنگی جنون کو تقویت پہنچانے اور ہندوستان کو دُشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ قدم اُٹھایاہے..مگراِس کے ساتھ ہی جب اِنہیں یہ احساس بھی ہوا کہ ایسا کرنے پر اِن سے کہیں ہندوستانی عوام ناراض نہ ہوجائے یا اِن

کا کوئی سیاسی مخالف گروپ مخالفت میں نہ باہر نکل کھڑا ہو تو اُنھوں نے دنیا دکھاوے اور اپنے عوام کو یہ بتانے وجتانے اور بے وقوف بنانے کے خاطر کہ اِنہیں اپنی ننگی بھوکی دووقت کی روٹی سے محروم ہندوستانی عوام کو درپیش تکالیف کا بڑی شدت سے احساس ہے اِس لئے اُنھوں نے اپنے اِس جذبے کا اِظہار کچھ اِس طرح سے کیا کہ جس سے نہ صرف سارا ہندوستان... بلکہ پوری دنیا بھی حیران اور ششدر رہ گئی کہ ایک طرف جنوبی ایشیا کو آگ وخون کی وادی کا خواب دیکھنے والے جنگی جنون میں مبتلا نریندر مودی ہیں جنھوں نے اپنی چندماہ کی حکومت کے پہلے سالانہ بجٹ میں ہی ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں چار ارب ڈالر کا اضافہ کردیا تو دوسری طرف یہی نریندر مودی اپنے اِس رنگ میں بھی دکھائی دیئے کہ جب یہ پچھلے دِنوں نئی دہلی میں پارلیمنٹ ہاؤس کی کینٹین میں دوپہر کا کھانا کھانے پہنچے تو اُنھوں نے انتہائی کفایت شعاری کا مظاہرہ کیا اور اپنے کھانے کے لئے سبزیوں کی تھالی منگوائی جس کے لئے اُنھوں نے کیش کاؤنٹر پر جاکر طریقہ کار کے مطابق پہلے 29 روپے جمع کروائے جس کے بعد ویٹر نے دوسرے مہمانوں کی طرح مودی کے سامنے بھی تھالی پیش کی۔

خبر ہے کہ ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی جی... نے کینٹین اسٹاف کا اپنے مخصوص انداز سے شکریہ ادا کیا اور اُن کے ساتھ تصویریں بھی بنوائیں جبکہ نریندر جی.... نے اِس موقع پر وزیٹر بک میں اپنے ریمارکس میں لکھا کہ ”

کھانافراہم کرنے والے ہمیشہ خوش رہیں'' واضح رہے کہ ہندوستانی پارلیمنٹ کینٹین ایک ایسی جگمہ ہے جہاں پر ہندوستان پر قابض ڈیڑھ کروڑ خاندانوں کے کھرب پتی افراد الیکشن میں کامیاب ہو کر پارلیمنٹ آتے ہیں یہاں اِن کھرب پتی ہندوستانیوں کو کم سے کم قیمت 12 روپے اور زیادہ سے زیادہ 51 روپے میں کھانامل جاتاہے۔

جبکہ سارے ہندوستان میں یہی وہ جگمہ ہے جہاں امیروں کے لئے توستائی ہے مگر اِس سے باہر غریب ہندوستانیوں کے لئے مہنگائی کاایک طوفان کھڑارہتاہے یوں ہندوستان کے حاضروزیر اعظم نریندر مودی جی وہ پہلے ہندوستانی وزیر اعظم ہیں جنہوں نے ہندوستانی تاریخ میں پہلی مرتبہ کینٹین میں جاکر اپنے ملک کے امیروں کے ساتھ انتہائی ستا کھانا کھایاہے ہندوستانی عوام کو یہ بتانے اور جتانے کوشش کی کہ وہ بھی اپنے عوام کی طرح غریب ہیں وہ بھی زیادہ مہنگا کھانانہیں کھاتے ہیں بس ایسی ہی زندگی گزاررہے ہیں جیسی ہندوستانی عوام گزارتے ہیں۔

بہر حال۔۔ ۔!!اِس سے انکار نہیں کہ ہندوستان کے موجودہ وزیر اعظم
مسٹر نریندر مودی اپنی ذات میں کئی حوالوں سے یکتا ہیں اِنہیں خبروں میں رہنے کا فن بھی خوب آتاہے، یہ گاہے بگاہے اپنے پڑوسیوں بالخصوص پاکستان اور

پاکستانیوں کے خلاف تیز و تند بیانات داغ کر اپنی موجودگی کا احساس بھی دلاتے رہتے ہیں تو یہ کبھی اپنے دیس میں آئے مہمان کو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر بھی پیش کرتے ہیں اور عالمی خبروں کی زینت بن جاتے ہیں تو یہی ہندوستانی وزیراعظم مودی جی ہیں جو پچھلے کئی ماہ سے مسلسل پاکستان سے ملحقہ کنٹرول لائن پر ہندوستانی فوجیوں کو پاکستان کے شہروں اور شہریوں پر بلااشتعال گولہ باری اور فائرنگ کا آرڈر دے کر خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے ہیں تو کبھی یہ خطے میں جنگ کا ماحول اور اسلحہ خریدنے کی دوڑ میں آگے نکلنے کے چکر میں اپنے جنگی جنون کو تقویت دینے کے خاطر خواہ مخواہ ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں 4ارب ڈالر کا اضافہ کرادیتے ہیں اور عالمی خبروں کی سُرخیاں بن جاتے ہیں تو دوسری طرف اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی یہی نریندر مودی ہیں جو اپنے ننگی بھوکی عوام کو یہ بتانے اور جتانے کے خاطر کہ میں بھی تمہاری طرح ہوں دیکھو کہ میں
سلطنتِ ہندوستان کا وزیراعظم ہو کر بھی آدھا پیٹ کھانا کھاتا ہوں اور بھوکا
رہتا ہوں... کیوں کہ میری رعایا اور عوام بھی بھوکے رہتے ہیں... ہندوستانیوں میری نیت پر شک نہ کرو... بلکہ اِس پر یقین کرو کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور دیکھو کہ میں نے وزیراعظم کو ملنے والی تمام ترمراعات کو ٹھکرادیا کیوں کہ مجھے اپنے عوام کے دُکھ درد کا احساس ہے کہ یہ کیسے بھوکے رہتے ہیں..؟ اور یہ کیسے بے گھر کی زندگیاں گزار رہے ہیں..؟؟ آج ڈیڑھ پونے دوارب ہندوستانیوں میں سے صرف چندہی فیصد ایسے ہندوستانی ہیں جو خطے غربت سے

ذرا اُونچی زندگیاں گزار رہے ہیں ورنہ تو آج سارا ہندوستان ہی بنیادی سہولیاتِ زندگی سے بھی محروم ہے اور دو وقت کی روٹی کو بھی ترس رہا ہے۔ حتیٰ کہ آج بھی ہندوستان میں رہنے والے ایسے افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے جو اپنے گھروں میں ٹوائلٹ سے بھی محروم ہیں۔

اَب ایسے میں ہندوستان کی حکومت کا اپنے دفاعی بجٹ میں چار ارب ڈالر کا اضافہ فضول ہی ثابت ہوا ہے کہ جب عوام کو زندہ رہنے کے لئے بنیادی سہولیاتِ زندگی ہی میسر نہیں ہے تو پھر اِنہیں زبردستی زندہ رہنے کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔

آج ہندوستان میں مودی حکومت نے دفاعی بجٹ میں جو اضافہ کیا ہے اِس سے تو یہ اچھا تھا کہ حکومتِ ہندوستان بنیادی سہولیات زندگی سے مجبور اپنے بے کس عوام کو زندہ ہی درگور کردے یا پھر اِس بجٹ کو روک دے اور اِس سے اپنے عوام کی حالتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرلے یوں اِس کثیر رقم سے ہندوستانی عوام کے دُکھ درد کا بھی مداوا ہوجائے گا اور بھوکے ننگے ہندوستانیوں کے دل سے اپنے وزیراعظم نریندر مودی کی حکومت کے لئے بھی دُعائیں نکلیں گیں اور اِس طرح ہندوستانی عوام بھی زندگی کے کچھ حسین لمحات سُکھ وچین سے گزارلیں گے ...اور مودی حکومت کا بھی کچھ بھرم رہ جائے گا اور اِس کا کچھ کام بھی

نظر آتا۔

پاک بھارت مذاکرات نتیجہ خیز ہوں تو..... ؟؟

خطے میں امن و سلامتی کے ذمہ دار ہندوپاک حکمران اوراِن کے رویئے ہیں......

آج یہ حقیقت ہے کہ پاک بھارت مذاکرات اچانک ڈرامائی انداز سے کسی کے اشارے پر شروع ہوتے ہیں اور پھر پس پردہ ملنے والے کسی کے ڈکٹیشن یا حکم پر کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ہی اختتام پذیر ہوجاتے ہیں،یعنی کہ اچانک جو ہاتھ دونوں کو مذاکرات کے لئے قریب لاتے ہیں وہی دونوں کواِن کی مرضی کے نتائج تک پہنچنے سے پہلے ہی مذاکرات ختم کرنے کے اشارے دے دیتے ہیں یوں ہر بار یہی ہوتاہے کہ گرم جوشی سے شروع ہونے والے مذاکرات نتیجہ خیز ہوئے بغیرہی ختم ہوجاتے ہیں ۔آج کے بعدجب کبھی پھرپاک بھارت مذاکرات شروع ہوئے تواِس سلسلے کو جوڑنے کے لئے پھر اُن ہی خفیہ ہاتھوں کا اشارہ ہوگاجو ہربار مذاکرات شروع کرنے کاکہتے تو ضرور ہیں مگراِنہیں نتیجہ خیزاور کامیاب ہونے سے قبل ہی ختم کرنے کا اشارہ کرکے مذاکرات کی بساط کو تہس نہس کردیتے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر موجودہ صدی کے موجودہ حالات واقعات کی

روشنی میں پاک بھارت مذاکرات کامیاب ہوجائیں تو یہ پاک بھارت مذاکرات نہ صرف خطے کے امن و سلامتی کے لئے عظیم کارنامہ ہوثابت ہوں گے بلکہ اِن کی یہ کامیابی موجودہ صدی کی ایک ایسی انوکھی کامیابی بھی ہوگی جسے جنوبی ایشیا میں آئندہ آنے والی نسلیں صدیوں یاد کریں گیں اور تاحیات پاک بھارت کامیاب مذاکرات کے نتائج سے حاصل ہونے والے مقاصد کے قصیدے بھی پڑھتی رہیں گیں بشرطیکہ ...!! دونوں ممالک اُن بیرونی خفیہ ہاتھوں کے سحر سے آزاد ہوں اور اپنی مرضی ومنشا سے دلجمعی کے ساتھ خطے اور دونوں ممالک کی ترقی و خوشحالی کے خاطر تصفیہ طلب مسائل کے فوری حل کے لئے خود مذاکرات کے لئے پہل کریں اور دیرپا اور پائیدار امن کے لئے مذاکرات کی میز پر آئیں۔

بہرحال ...!! آج کل اسلام آباد میں پاک بھارت سیکریٹریز خارجہ کی ملاقاتوں کا سلسلہ تُزک واحتشام سے جاری ہے،اِن ملاقاتوں میں پاکستان اور بھارت نے سرحدی اور عالمی حالات واقعات کامل کر مقابلہ کرنے اور باہمی اتحاد ویکجہتی کے ساتھ کام کرنے کے عہدوپیاں کرنے سمیت سرحدی کشیدگی ختم اور باہمی اختلافات کم کرنے پر نہ صرف اتفاق کیا بلکہ یہاں یہ امر بھی قابلِ تعریف اور دونوں پڑوسی ممالک کے لئے حوصلہ افزاء ہے کہ بھارتی سیکریٹری خارجہ سبرامنم جے شنکر نے اسلام آباد میں وزیراعظم میاں نواز شریف، مشیر خارجہ سرتاج عزیز،وزیراعظم کے معاون خصوصی طارق فاطمی سے بھی ملاقاتیں کیں۔

جبکہ سیکریٹری خارجہ ملاقات کے اختتام پر سبرامنیم جے شنکر نے اپنی پریس بریفنگ میں بتایا کہ دونوں ملکوں نے اپنے تحفظات اور خدشات پر کھل کر بات چیت کی ہے، اُنہوں نے بتایا کہ ملاقات میں بھارت کی جانب سے ممبئی حملوں سمیت سرحد پار دہشت گردی کے معاملات پر بھارت کے دیرنیہ موقف کو جس طرح دُہرایا گیا اس پر ہم نے پاکستان سے کہا ہے کہ اِس ممبئی حملے کے معاملے کو منطقی انجام تک پہنچنا چاہئے ''جبکہ بھارتی سیکرٹری خارجہ کے پریس کانفرس میں پیش کئے گئے موقف کے جواب میں ہمارے اعزاز احمد چوہدری نے کہا ہے کہ بھارتی سیکریٹری خارجہ سے مسئلہ کشمیر، سیاچن، اور سرکریک سمیت تمام اہم امور پر بات چیت ہوئی ،ہم نے ملاقات کے دوران بلوچستان او رفاٹا میں بھارتی مداخلت ، سانحہ ، سمجھوتہ ایکسپریس اور سرحدی کشیدگی جیسے معاملات کو بھی اُٹھایا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ہم نے بلادوٹوک یہ بھی واضح کیا ہے کہ کنٹرول لائن اور وورکنگ باوٗنڈری پر بھارت کی جانب سے مسلسل فائرنگ کے واقعات پر بھی پاکستان کی انتہائی تشویش اور تحفظات کا اظہار کیا ہے۔تاہم دونوں ممالک کے سیکریٹریز خارجہ نے پاک بھارت سرحدی کشیدگی ختم اور سارک کو مزید فعال بنانے سمیت عوامی رابطے بڑھانے اور تمام تصفیہ طلب مسائل کے حل کا طریقہ وضع کرنے پر اتفاق کے ساتھ ساتھ دہشت گردی پر ایک دوسرے کو خدشات بھی بتائے اور ہر معاملے پر ایک دوسرے کے لئے تعاون کے لئے نیک خواہشات کا بھی

اظہار کیا گیا ہے۔ اَب اللہ کرے کے دونوں ممالک کے حکمران ، سیاستدان اور عوام خطے کے امن اور اپنی اہمیت کو سمجھ جائیں ۔

اگرچہ آج اِس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے کہ خطے میں دائمی امن اور دونوں ممالک کے غیوراور محنت کش عوام کی ترقی اور خوشحالی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ جب پاک بھارت تصفیہ طلب مسائل خندہ پیشانی اور کچھ دو..اور کچھ لو.. سمیت عفوودر گزرکے رویوں کو اپناتے ہوئے حل ہوجائیں تو پھر خطے سمیت دونوں ممالک اوراِن کے عوام کی ترقی اور خوشحالی سے دنیاکی کوئی طاقت نہیں روک سکتی ہے اَب آئیں اِس موقع پر ہم ہندوپاک کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو یہ باور کراتے چلیں کہ ایک بات جو پہلے سے ہی طے شدہ تھی مگرآج لندن کے ایک معروف جریدے اکانومسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق انمٹ ہو گئی ہے کہ ”پاکستان کا صنعتی اور تجارتی حب کہلانے والا دنیاکا بارھواں انٹر نیشنل شہر کراچی جو نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ دنیابھرمیں اپنی ایک منفرد خصوصیات اور مقام رکھتاہے آج یہی شہر کراچی 2015 میں دنیاکاسب سے سستاترین شہرقرارپایاہے،آئیں ہندوپاک کے عوام ساتھ مل کر خطے کوامن و سلامتی اور اُخوت وبھائی چارگی کاگھوارہ بنانے کے ساتھ ساتھ شہر کراچی کو عظیم سے عظیم ترشہربنانے میں اپناکرداراداکریں جی.. ایسااُسی صورت میں ممکن ہوسکتاہے کہ جب ہندوپاک کے حکمران ، سیاستدان اور عوام خلوص اورنیک نیتی

کے ساتھ پاک بھارت مذاکرات کو نتیجہ خیز بنائیں اور ہمیں لڑانے کی اغیار کی سازشوں
کو بے نقاب کردیں۔ (ختم شُد)

پنجاب اسمبلی کا قانون سازی میں ریکارڈ اور بے مقصد اپوزیشن کا واک آوٹ ..... ؟؟

بس پنجاب اسمبلی و حکومت اپنے صوبے کے عوام کے ساتھ مخلص ہے اور باقی صوبائی اسمبلیاں اور حکومتیں ...... ؟؟

آج ملک کی تین صوبائی اسمبلیاں اور حکومتیں پنجاب اسمبلی اور حکومتِ پنجاب سے متعلق کچھ بھی کہیں مگر اِس حقیقت سے انکار نہیں کہ آج پنجاب اسمبلی اور حکومتِ پنجاب کئی حوالوں سے اپنے صوبے کے عوام کے لئے خدمت میں پیش پیش ہیں یہ ہماری دیگر تین صوبائی اسمبلیوں اور حکومتوں کے مقابلے میں اپنے صوبے کے عوام کو بنیادی سہولیات زندگی پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں گزشتہ دِنوں پنجاب اسمبلی نے ایک ہی دن میں قانون سازی کا جو نیا ریکارڈ قائم کیا ہے وہ بھی اِس کا ایک عظیم اعزاز ہے جو اِسے دیگر تین صوبائی سمبلیوں اور حکومتوں سے ممتاز کرتا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج حکومت پنجاب اور پنجاب اسمبلی کے ممبران اپنے عوام کے ساتھ جتنے مخلص اور ہمدرد ہیں اتنا تو کوئی بھی نہیں ہے اِس کا اندازہ اِس خبر اور پنجاب اسمبلی کے اِس کارنامے خاص سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ

پچھلے دِنوں پنجاب اسمبلی نے ایک ہی روز میں قانون سازی کا نیا ریکارڈ قائم کرڈالا ہے.... یعنی یہ کہ پنجاب اسمبلی میں ایک ہی دن میں کم عمر میں شادی کے خلاف جرمانے اور سزائیں بڑھانے سمیت گیارہ بل منظور کرکے جو نیا ریکارڈ قائم کیا ہے بے شک یہ پنجاب اسمبلی کا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے ہماری تین اسمبلیاں مل کر بھی نہیں توڑ سکتی ہیں۔

یہاں ایک خاص بات یہ رہی کہ جب پنجاب اسمبلی میں بل منظور کئے جارہے تھے تو اپوزیشن اپنی عادت سے مجبور تھی اور اِس نے پنجاب اسمبلی کے اِس کارنامے میں رخنہ ڈالنے کے لئے ایوان سے واک آوٹ کیا مگر جوانمردی اور انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حکومت نے رولز معطل کرتے ہوئے ہوئے عوام الناس کے خدمت کے جذبے سے سرشار ہوکر ایک ہی روز میں جو قانون سازی کی اور ریکارڈ قائم کیا آج اِس پر نہ صرف پنجاب کے عوام بلکہ مجھ سمیت وطنِ عزیز پاکستان کے کروڑ عوام بھی پنجاب اسمبلی کے ممبران اور حکومتِ پنجاب کو سلام پیش کرتے ہیں 19 اور ملک کی دیگر تین صوبائی اسمبلیوں اور حکومتوں سے بھی یہ التجائیں کرتے ہیں کہ اسمبلیوں میں عوامی مسائل پر سیاست کرنے اور ایوانوں میں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے بجائے پنجاب اسمبلی اور حکومت پنجاب کی تقلید کرتے ہوئے اسمبلیوں میں عوامی مسائل کے فوری حل کے خاطر دائمی قانون سازی کریں جس سے عوامی مسائل حل ہوں تاکہ آنے

والے دِنوں میں ہماری یہ تینوں صوبائی اسمبلیاں بھی پنجاب اسمبلی کے سامنے سر اُٹھا کر اور سینہ تان کر جا سکیں اور یہ کہہ سکیں کہ صرف تم ہی اپنے عوام کی خدمت کے لئے متحرک نہیں بلکہ اِس معاملے میں ہم بھی کسی بھی پیچھے نہیں ہیں۔

آج اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ پنجاب اسمبلی اور حکومتِ پنجاب نے انتہائی نیک نیتی کی بنیادوں پر سارے پنجاب بھر میں عوامی مسائل کے فوری حل کے لئے جتنے بھی ترقیاتی منصوبے شروع کئے ہیں عنقریب اِن منصوبوں کی تکمیل کے ساتھ ہی اِن کے ثمرات عوام الناس کو ملنے شروع ہو جائیں گے، حکومتِ پنجاب کا میٹرو بس سروس کا منصوبہ مُلک کے دوسرے صوبوں کی حکومتوں اور اسمبلیوں کے لئے مشعلِ راہ ہونا چاہئے تھا مگر افسوس ہے کہ ہماری دیگر تین صوبائی اسمبلیاں اور حکومتیں بالخصوص حکومتِ سندھ اور سندھ اسمبلی میں اَب تک عوام کو سفری سُہولیاتِ زندگی کی فراہم کے لئے کوئی ایک بھی ایسا نیا منصوبہ سامنے نہیں لایا گیا جس سے سندھ اور خاص طور پر شہر کراچی جیسے صنعتی حب کہلانے والے شہر کے غریب عوام کو عمدہ اور پر آسائش وجدید سفری سہولت مہیا کی جاتی ...

ہاں البتہ ...!! یہاں ایک بات یہ ضرور ہے کہ اگر آج سندھ حکومت نے عوام کے لئے کسی قسم کی سفری سہولت کا کوئی انتظام کیا بھی ہے...؟؟ تو بس صرف اتنا کہ

پچھلی حکومت میں ختم ہونے والے گرین بس سروس کا وہی پرانا منصوبہ مرمت کے" بعد پھر ایک مخصوص شاہراہ اور مخصوص علاقے سے شروع کرکے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ سندھ حکومت نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے اور سندھ اسمبلی اور حکومتِ سندھ کا ایک یہ بھی کارنامہ ہے جسے یہ اپنی حکومت کا عظیم کارنامہ تصور کرتی ہیں وہ یہ کہ اِنھوں نے سندھ اور شہر کراچی کے عوام کو جدید سفری سہولیات باہم پہنچانے کے خاطر شہر کراچی کی اہم اور غیر معروف شاہراہوں پر چنگ چی رکشوں کو ریگولائز کر دیا ہے۔

آج جسے سندھ اسمبلی وحکومت سندھ اور وزیراعلیٰ سندھ اپنی بڑی کامیابی گردانتے ہیں اور میڈیا سمیت عوامی مقامات پر اپنا سینہ پھولا کر اور گردن تان کر فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ " ہماری حکومت نے سندھ اور کراچی کے عوام کا جدید پبلک ٹرانسپورٹ کا دیرینہ مطالبہ چنگ چی رکشوں کو شاہراہوں پر چلا کر بہت بڑا کام کر دیا ہے حالانکہ آج یہی چنگ چی رکشے شہر کراچی کی اہم معروف اور غیر معروف شاہراہوں پر ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ ڈالنے اور سنگین حادثات کا بھی سبب بن رہے ہیں آج یہ بات شائد حکومت سندھ اور سندھ اسمبلی کے اُن ممبران کو نظر نہیں آرہی ہے جنھوں نے شہر کراچی جیسے دنیا کے بارہویں انٹرنیشنل شہر کی سڑکوں پر چنگ چی رکشوں کو چلائے جانے کی منظوری دی ہے اور اِسے قانونی شکل دی ہے۔

جبکہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ شہر کراچی کی شاہراہوں پر چلنے والے چنگ چی رکشوں کو غیر قانونی قرار دے کر اِنہیں فوری طور پر بند کیا جائے اور شہر کراچی کی شاہراہوں پر بڑی اور کشادہ جدید میٹرو بس سروس شروع کی جائے جس طرح حکومت پنجاب نے پنجاب بھر میں پنجاب کے عوام کے لئے جدید سفری سہولت جدید میٹرو بس سروس کی شکل میں شروع کردی ہے۔

بہر حال...! پچھلے دِنوں پنجاب اسمبلی میں ایک ہی روز میں گیارہ بل منظور کرکے قانون سازی کا جو نیا ریکارڈ قائم کیا ہے اُن میں پانچ قوانین خواتین سے متعلق تھے جن میں کم سُنی شادی ممانعت، مالیہ اراضی، تقسیم غیر منقولہ جائیداد، فیملی کورٹس اور مسلم فیملی لاز شامل تھے خبر ہے کہ ترمیمی بل کے تحت اَب کم عمری کی شادی کرانے پر نکاح خواں، ولی یا سرپرست کو 50ہزار روپے جرمانہ اور چھ ماہ تک قید یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی،آج پنجاب اسمبلی میں اِس اہم ترین قانون کی منظوری کے اپوزیشن کا ایوان سے واک آوٹ کئے جانے کا مقصد ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کیا اِس روز ایوان سے واک آوٹ کئے جانے پر اراکین اپوزیشن تسلی بخش جواب دے پائیں گے...؟؟یا اپنی عادت اور فطرت کے عین مطابق جواب دیئے بغیر کنی کٹا کر نکل بھاگنے میں ہی اپنی عافیت جانیں گے....؟؟جبکہ پنجاب اسمبلی کے گیارہ بل کی منظوری میں چھ قوانین میں سیکورٹی، غیر محفوظ

ادارہ جات ،پنجاب، کریمنل پراسیکیوشن سروس، پنجاب آرمز، قیام امن عاملہ، ساؤنڈ سسٹم اور دیواروں پر اظہار رائے کی ممانعت جیسے قوانین بھی شامل ہیں۔

آج اِس میں ہمیں پنجاب اسمبلی اور حکومتِ پنجاب کی اِس کاوش پر نہ تو شک کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی بھی اچھے یا بُرے زاویوں سے تنقیدوں کے تیر چلانے چاہئیں بلکہ اِس کی اِس قانون سازی کے عمل کو مُلک و قوم کے لئے حوصلہ و اُمید افزا قرار دیتے ہوئے اِس پر عملدرآمد کرنے اور کرانے کے بعد آنے والے دِنوں میں بہت نتائج کے لئے بھی دُعائیں کرنی چاہئیں اور پنجاب اسمبلی اور حکومتِ پنجاب کے اِس عمل کو اپنے دیگر صوبوں میں کرانے کے لئے سرتوڑ اور سینہ زور کوششیں کرنی اور کرانی چاہئیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے یہاں اگر مقامی سطح پر اِس قسم کی قانون سازی کا عمل کیا جاتا رہے تو حکومتوں کو بہت سے عوامی مسائل حل ہونے میں خاصی مدد مل سکتی ہے اور ایسے منصوبے صوبوں کے عوام کو حکومتوں کے قریب لانے اور ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کا کے لئے بھی بہترین ذریع ثابت ہو سکتے ہیں۔

خواجہ آصف نے تو خبردار کردیا ہے مگر..... ؟؟

کیا اَب واقعی مُلک و قوم کا اللہ ہی حافظ ہے..؟؟
چلو..!!اَب اِنہیں کوئی کچھ نہ بولے...اِنہوں نے تو یہ کہہ کر اپنا حق ادا کیا اور اپنی جان چھڑالی ہے...اَب بھلے بعد میں کچھ بھی ہو...اِنہوں نے تو قوم کو خبردار کرکے اپنی وزارت اور اپنے کاندھوں پر پڑے فرائض کا بوجھ اُتار پھینکا ہے...اَب بھاڑ میں جائے قوم اِنہیں اِس سے کوئی سروکار نہیں... بس اِن کا جتنا حق تھا وہ تو اِنہوں نے یہ کہہ کرادا کردیا ہے کہ ''پاکستان میں پانی کے قحط کا خطرہ ہے بچنے کی کوئی تیاری نہیں کی گئی'' یہ وہ خوف ناک جملے ہیں جنہیں ہمارے اکلوتے وفاقی وزیرپانی و بجلی خواجہ محمدآصف نے اتنی آسانی سے کہہ کر یوں ادا کردیا ہے جیسے کہ دودھ سے مکھی اور دہی سے بال نکالا جاتا ہے۔
آج یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ہمارے وفاقی وزیرپانی و بجلی خواجہ محمدآصف سیاسی اکھاڑے کے میدانِ بیانات میں کیا اور کتنی اہمیت رکھتے ہیں..؟؟اور اِن کی جانب سے داغے گئے بیانات ہمارے سیاسی میدان اور چائے کی پیالی میں

کتنے زوروں کا طوفان برپا کر دیتے ہیں آج اِن کی اِن خصوصیات سے کون ایسا ہے جو واقف نہ ہو...؟؟ مگر اِس کے باوجود بھی ہمارے وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ محمد آصف جی...!! کا یہ بیان .....؟؟ آج جہاں اِن کی جماعت ن لیگ سے تعلق رکھنے والے حکمرانوں کے لئے کسی قسم کا عندیہ ہو تو ہو.... مگر اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ خواجہ محمد آصف کے اِس بیان نے قوم کو ضرور پریشان کر دیا ہے۔

بہر حال...!! خبر ہے کہ گزشتہ دِنوں لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں منعقدہ تقریب سے خطاب اور میڈیا پرسنز سے دورانِ گفتگو جس انداز سے اُنھوں نے اِن خیالات کا اظہار کیا... وہ صاف اور واضح طور پر یہ بتا رہا تھا کہ ابھی دورانِ گفتگو وزیر موصوف کتنے پریشان ہیں..؟؟ اور اپنے اِس داغِ گئے بیان کے بعد یہ کتنے آسودہ حال ہو جائیں گے ...؟؟ اِن کے یہ دونوں ہی انداز اپنے اندر لاکھ معنی مطلب چھپائے ہوئے ہیں جو ایک علیحدہ بحث و مباحثے کی راہ کھلیں گے۔

بہر کیف..!! مختصر یہ کہ اِس موقع پر ہمارے وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ محمد آصف نے کہا کہ " پاکستان میں پانی کے قحط کا خطرہ ہے جس سے بچنے کی کوئی تیاری نہیں کی گئی ، بھارت نے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کی تو معاملہ مناسب فورم پر اُٹھائیں گے،آبی ذخائر کا معاملہ سیاست کی بھینٹ چڑھانا قابلِ

افسوس ہے بجلی بحران پر تین سال میں قابو پالیں گے"....اور ساتھ ہی یہ بھی کہاکہ پانی بجلی اور دہشت گردی سمیت تمام مسائل کے حل کے لئے قومی اتفاقِ رائے "ناگزیر ہے"۔

یہاں یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ ہمارے وزیر موصوف اِس موقع پر اپنی دانش سے ایسے ہی بہت سے مبہم اور غیر مبہم ملکی معاملات پر اظہار خیالات تو کرتے رہے مگر افسوس ہے کہ اُنہوں نے کسی بھی معاملے کے دیرپا حل کے لئے حکومتی کاوشوں اور اقدامات کا کہیں بھی جوانمردی سے تذکرہ نہیں کیا سوائے قوم کو خبردار کرنے اور ڈرانے جیسے جملے ادا کرنے کے یہ کچھ نہ کرسکے۔

ہاں البتہ ..!! اُنہوں نے انتہائی حیرت زدہ ہو کر قوم کو خبردارانہ انداز سے ڈراتے ہوئے کہاکہ "ماضی کی بدانتظامی کے باعث پانی اور بجلی کی قلت کا سامنا ہے چند سال میں پاکستان میں پانی کا قحط ہوگا جِسے روکنے کے لئے قومی سطح پر اقدامات تو دور کی بات ہے کوئی ایک بھی ایسا اقدام نہیں کیاگیا ہے جس سے مستقبل میں پانی کے قحط سے بچاجاسکے اُنہوں نے کہاکہ پاکستان میں پانی کا ضیاع بہت زیادہ ہے اَب اگر اِسے بند نہ کیاگیا تو مستقبل میں پانی کے حوالے سے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں ہے یعنی یہ کہ قوم اگر آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں پانی کے قحط سے چھٹکارہ چاہتی ہے تو

اِسے ابھی سے ہی سوچنا ہوگا کہ وہ پانی کو ضیاع ہونے سے بچائے اور استعمال میں احتیاط برتے۔۔۔ تواِس پر ہم بس صرف اتناہی کہنا چاہیں گے کہ اگر یہ کام قوم ہی کو کرنا ہے تو جنابِ وزیر خواجہ محمد آصف صاحب۔۔!! پھر آپ اور آپ کی وزارت اورآج آپ کی جس پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مُلک پر حکومت ہے اِس کا ایسے میں کیا کام ہے۔۔؟؟ اور اِس کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔۔۔؟؟ کیا بس آپ اور آپ کی جماعت اور آپ کی وزرات کا اتناہی کام اور ذمہ داری ہے۔۔؟؟ کہ یہ سب بس یہ کہہ کراپنی جان چھڑالیں کہ ''پانی بجلی اور دہش گردی سمیت تمام مسائل کے حل کے لئے قومی قومی اتفاقِ رائے ناگزیر ہے'' ۔اورآپ ذرا یہ بھی تو بتادیں کہ اَب تک سوائے دہشت گردی کے معاملے میں فوجی عدالتوں کے قیام کے علاوہ اور کس قومی مسئلے پر قومی اتفاقِ رائے کا آپ اور آپ کی جماعت سمیت کس نے کھلے دل سے کوئی مظاہرہ کیاہے۔۔۔؟؟ جس سے قوم کو یہ اندازہ ہوکے ہمارے سیاستدان اور حکمران پانی ، بجلی اور گیس کے بحرانوں پر ایک ہوگئے ہیں آج بھی بجلی اور گیس کے بحرانوں پر حکمران اور سیاستدان بٹے ہوئے ہیں اور اِن پر سب اپنی اپنی سیاست چمکارہے ہیں اور اَب بجلی گیس اور پیٹرول کے بحرانوں کے بعد آپ نے آنے والے دِنوں میں مُلک میں پانی کے قحط اور بحران سے بھی خبر دار کردیاہے تو پھر ایسے میں مُلک اور قوم کا تو اللہ ہی حافظ ہوگا۔۔۔ وزیر موصوف خواجہ آصف صاحب۔۔۔!! یہاں ہم نے اُسی ''اللہ حافظ'' کا تذکرہ کیاہے جس کا ذکر مُلک کے سابق صدر آمر جنرل پرویز مشرف نے قوم سے

اپنے آخری خطاب میں اپنے مخصوص انداز سے یہ کہتے ہوئے کیا تھا کہ ”اَب مُلک اور قوم کا تو اللہ ہی حافظ ہے“۔

اَب یہاں ہم ایک اور بات کہنا چاہیں گے کہ جناب ...!! پاکستانی قوم کو جس کام کا منع کیا جائے یہ دنیا کی وہ واحد اور ضدی قوم ہے وہ اُس کام کو اور زیادہ کرتی ہے بھلے سے انجام جو بھی ہو اور پچھتاوے کے پہاڑ ہی سامنے کیوں نہ کھڑے ہو جائیں مگر ہماری یہ قوم وہ کام ضرور کرتی ہے جِسے کرنے سے منع کیا جائے اور اَب یہ مان لو...!! کہ میری قوم اپنے انجام سے باخبر ہو کر بھی بے خبر رہے گی اور پانی کا ضیاع بند نہیں کرے گی اور تو پھر ایسے میں میرے مُلک اور قوم کا کیوں نہ اللہ حافظ ہو ...!!

بلوچستان کا سیاسی بحران اور دہشت گردی کا حل تفکر وتدبر اور فراست میں ہے

...

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج دنیا کا ایسا کوئی بھی ظاہر اور باطن مسئلہ نہیں ہے جس کا وقتی اور دیرپا کوئی حل ممکن نہ ہو... مگر بس اِس کے لئے تفکر وتدبر اور فراست سے کام لیا جائے تو پھر ہر کٹھن کام اور مشکل سے مشکل مسائل بھی چٹکی بجاتے ہی حل ہو جاتے ہیں۔

یہاں ہم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی خدمت میں بلوچستان کے سیاسی بحران اور دہشت گردی سمیت اپنے مُلک میں در آئے دیگر مسائل اور بحرانوں کے حل کی جانب خصوصی توجہ دلانے کے خاطر انتہائی دردمندانہ انداز کے ساتھ شاعر کا یہ شعر عرض کرنا چاہیں گے کہ:۔

محبت کی، رفاقت کی تفکر کی ضرورت ہے
وطن کو ایک مرکز ایک محور کی ضرورت ہے
بلوچستان کے بحران کا ممکن ہے حل
لیکن اُخوت کی، فراست کی، تدبر کی ضرورت ہے

اَب ایسے میں ہمیں یہ ضرور سوچنا ہے کہ اگر آج بھی ہم نے بلوچستان کے سیاسی بحران پر اُس طرح توجہ نہ دی آج ہمیں جس طرح دینی چاہئے تو پھر یہ یاد رکھیں

کہ ہمیں قصہ پارینہ بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔
اگرچہ ماضی میں کسی نے اِس جانب سنجیدگی سے توجہ نہ دی یوں وقت اور حالات نے بلوچستان کے سیاسی بحران کو اِدھر تک پہنچادیا ہے آج جس کا حل دقت گزار تو ضرور ہے مگر خدانخواستہ یہ ناممکن ہرگز نہیں ہے مگر اَب ہمیں بلوچستان کے بحران کو حل کرنے کے لئے اپنی کوششوں اور کاوشوں کو ہر حال میں .بروئے کارلانا چاہئے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہئے۔

آنکھ کہتی ہے بلوچستان کا بحران دیکھ
دل کا یہ ارشاد پاکستان کا نقصان دیکھ
میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا قتل ہے
وہ یہ کہتے ہیں سرکار کا ہے فرمان دیکھ

یہاں ہمیں یہ بات بھی ضرور تسلیم کرنی ہوگی کہ ماضی کے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے کہیں نہ کہیں بلوچستان کے سیاسی معاملات میں کوتاہیاں ضرور سرزد ہوئی ہوں گی مگر آج اِس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہم اپنے ماضی کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ نہ کریں اور بلوچستان کے سیاسی بحران کو بغیر حل کئے چوں کا توں چھوڑدیں اور اپنے دوسرے معاملات کو فوقیت دیں۔

آج کوئی کچھ بھی کہے مگر اِس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتاہے کہ وزیراعظم نوازشریف نے اپنے تیسرے دورِ حکومت میں بلوچستان کے سیاسی بحران کو حل کرنے کا جس طرح سے عزم کررکھاہے وہ نہ صرف قابل تعریف ہے بلکہ لائق احترام اور قابلِ ستائش بھی ہے وزیراعظم نوازشریف اوراِن کی حکومت کے اراکین سمیت جنرل راحیل شریف بلوچستان کے سیاسی بحران کا حل تلاش کرنے میں جس انداز اور تفکروتدبراور فہم وفراست سے متحرک ہیں اَب اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عنقریب نوازشریف کے اِسی دورِحکومت میں بلوچستان کے سیاسی بحران کا حل نکل جائے گااور بہت
جلد بلوچستان اپنا مثبت و مضبوط سیاسی کردار اداکرنے کے لئے قومی دھارے میں شامل ہوجائے گااور ہمارایہ غیور صوبہ بلوچستان بھی اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے سمیت مُلک کی ترقی و خوشحالی میں اپنااہم رول اداکرے گاجیساکہ اَب اِن دِنوں بلوچستان کی سیاسی قیادت وفاق سمیت مُلک میں اپنامثبت اور تعمیری کرداراداکرنے کے لئے سنجیدہ دکھائی دے رہی ہے۔
بلوچستان کے موجودہ سیاسی بحران کے منظراور پس منظر میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکمران، سیاستدان اور عسکری قیادت بلوچستان کے سیاسی بحران اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ ہونے والی حق تلفیوں کا خندہ پیشانی سے ازالہ

کریں اَب اگر حکومت نے نیک نیتی کی بنیاد پر خلوص کے ساتھ بلوچستان کے سیاسی اکابرین اور عوام کو قومی دھارے میں شامل کرنے کا عزم کر ہی لیا ہے تو پھر بلوچستان کے سیاستدانوں اور عوام کو وفاق سمیت سارے مُلک میں وہی مقام اور مرتبہ دیا جائے جس طرح دیگر صوبوں کے سیاستدانوں اور عوام کو حاصل ہے،اور یہی وہ موقع ہے جب وزیراعظم نواز شریف اور ہماری عسکری قیادت بلوچستان کے عوام اور سیاستدانوں میں پایا جانے والا احساسِ محرومی اور انصافی کے عنصر کو ختم کردیں آخر میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کو بلوچستان کے سیاسی بحران سمیت مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئےپُرعزم رکھے اور اِن کی غیب سے مدد کرے کہ یہ مُلک کو ہر قسم کے بحرانوں سمیت دہشت گردی سے پاک کرنے میں کامیاب ہوجائیں تاکہ مُلک کی معیشت کو استحکام نصیب ہو اور وطنِ عزیز کے ہر گاؤں اور ہر شہر کے ہر مکان کی ہر دہلیز اور ہر آنگن میں خوشحالی اور مسرتیں رقص کریں اور مُلک کے ہر پریشان حال شہری کے چہرے پر شادابی آجائے اور مُلک امن و آشتی کا گہوارہ عظیم بن جائے۔(ختم شُد)

کراچی آپریشن اہداف ، مخمصے وکامیابیاں اور سوالات ..... ؟؟

آج کراچی ضرب عضب آپریشن کے حوالے سے مستقبل قریب میں نہ صرف کراچی بلکہ ملکی سیاست میں اچانک کئی لحاظ سے جو سیاسی اَپ سیٹ پیدا ہوگیا ہے آج اِس صُورتِ حال میں کچھ عرض کرنے سے قبل میں یہ واضح کردینا چاہوں گا کہ میرا تعلق کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت یا گروپ اور حکومتی حلقے سے قطعاً اور حلفیہاً نہیں ہے یوں میں اپنے کالم کی اگلے سطور میں جو لکھوں گا یا جو کہوں گا سائیں ...!! وہ ایک محب وطن پاکستانی کی رائے تو ضرور ہوسکتی ہے مگر کوئی میرا اور میری رائے کو کسی ایک گروہ یا جماعت یا حکومتی حلقے سے تعلق ہرگز نہ جوڑے ....

بہرکیف ..!! آج نائن زیرو پر ہونے والے آپریشن کے بعد سندھ و کراچی اور مُلک کے سیاسی میدان اور ایوانوں میں جو سیاسی ماحول بدل گیا ہے اور آنے والے دِنوں میں جتنا بدلے گا اِس کے لئے بھی دانشوران قوم وملت کو ضرور پیش بندیاں کرنی ہوں گی ورنہ کراچی میں جاری آپریشن ضرب عضب سے حاصل ہونے والے نتائج بہت سارے سوالیہ نشانات کے ساتھ مبہم ہی رہیں گے سوکراچی میں ضرب عضب آپریشن کی ہوا قبل ازوقت (سندھ اور کراچی کی ایک سیاسی جماعت کی) ایک جانب

چلانے کے بجائے آپریشن کی روح کے مطابق گھوم گھوما کر ہر طرف (مُلک کی دوسری سیاسی جماعتوں کی جانب بھی) چلائی جائے تو کراچی ضرب عضب آپریشن سے بہت سے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں کیوں کہ مسلح ونگ تو ہمارے مُلک کی ہر بڑی جھوٹی سیاسی و مذہبی جماعتوں میں بھی موجود ہیں۔

تو عرض ہے کہ ..آپریشن خواہ کیسا بھی ہو...؟؟ یہ ہوتا بڑا نازک اور فکرانگیز ہے اِسے کرنے والے کو اپنی کامیابیوں کے ہداف حاصل کرنے کے لئے خوب سنبھلنا پڑتا ہے اور جس کے لئے آپریشن کیا جارہا ہے اُسے بھی ذہنی اور جسمانی طور پر ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرنا اور کرانا بھی پڑتا ہے مگراِس سے انکار نہیں کہ آپریشن کرنے والے کو بسااوقات اِس کے ہونے سے قبل اور دورانِ آپریشن بھی یہ مخمصہ یقینی قائم رہتا ہے کہ اِسے اپنے مقاصد میں کتنی کامیابی حاصل ہوگی اور کتنی ناکامی ملے گی...؟؟ اور اگر دورانِ آپریشن کوئی آپریشن کرنے والا اپنے ہدف یا ہداف سے قبل کہیں کا کہیں نکل جائے یا کوئی حصہ زیادہ یا وقت سے پہلے کاٹ دے تو اکثر یہ بات بھی مشاہدات میں آئی ہے کہ آپریشن کے لینے کے دینے بھی پڑجایا کرتے ہیں ایسے میں پھرآپریشن کرنے والے کی صلاحیتوں پر بہت سے سوالیہ نشانات لگنے شروع ہوجاتے ہیں... کیوں کہ سوال اور شکوہ کرنے والوں کی زبان اور آپریشن کرنے والے کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگانے والوں کے ہاتھ کو کوئی نہیں روک سکتا ہے یوں جہاں تمام تر

صلاحیتیوں کے باوجود بھی ماہرین کو تنقیدوں کے تیز نشتروں کا سامنا کرناپڑتا ہے تو وہیں ایسے بہت سے حالات سے بھی گزرناپڑ جاتا ہے جس سے متعلق کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوتا ہے ایسے میں ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے سیکھنے کا نام ہی تجربہ اور زندگی ہے۔

آج اِس سے انکار نہیں کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان نہ صرف سندھ و کراچی بلکہ مُلک کی ایک منظم اور تیسری بڑی سیاسی جماعت ہے جس نے ہمیشہ بلارنگ و نسل اور زبان و مذہب مُلک و قوم کی بھلائی اور جمہور اور جمہوری اداروں سمیت ریاستی و عسکری اداروں کی طاقت کو مضبوط کرنے کی بھی بات کی ہے اور اِس جماعت کی دوسری سب سے اچھی اور بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ بانیانِ پاکستان کی پڑھی لکھی اور شہری طبقے سے تعلق رکھنے والی باشعور اولادوں کی جماعت ہے جو کل بھی محب وطن تھی اور آج ایسے وقت میں بھی جب شہر کراچی کو دہشت گردوں اور دیگر جرائم پیشہ عناصر سے پاک کرنے کے لئے آپریشن جاری ہے یہ جماعت محب وطن ہے اور یہ آنے والے دنوں اور سالوں میں پہلے سے زیادہ محب وطن بن کر سامنے آئے گی آج متحدہ پر پڑی امتحان و آزمائش کی اِن گھڑیوں میں کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ اِس طرح ایم کیو ایم ختم ہو گئی ہے یا ہو جائے گی...؟؟

سائیں...!! تو ایسا بھی نہیں ہے بلکہ اِس بات کا یقین کرنا چاہئے کہ اِس

جماعت کے لوگوں کا تعلق اُن لوگوں سے ہے سائیں۔۔۔!!جو قیامِ پاکستان سے ہی آزمائشوں اور امتحانات سے گزر کر کندن ہو چکے ہیں آج اِن پر کیا جانے والا یہ آپریشن بھی اِنہیں متزلزل نہیں کرسکے گا اور یہ نئے عزم وہمت کے ساتھ اپنے صوبے اپنے شہر اور اپنے مُلک کی سیاست میں حصہ لیتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے۔

بہرحال۔۔۔!!آج اِس بحث میں پڑے بغیر کے کراچی آپریشن کے آنے والے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں کیا اور کیسے نتائج سامنے آئیں گے۔۔۔؟؟اَب اِس سارے معاملے میں قبل ازوقت کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ آپریشن کرنے اور کرانے اور آپریشن کی حمایت کرنے والوں کی نیتوں میں کیا تھا۔۔۔؟؟اور اِسی طرح کراچی آپریشن سے کچھ لوگوں کو کیا اور کتنے سیاسی اور ذاتی فوائد حاصل ہوں گے۔۔۔؟؟یا ہو سکتے ہیں۔۔۔؟؟یا سندھ اور کراچی کی جن سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے کراچی آپریشن کی کھلے اور ڈھکے لفظوں حمایت کا اعلان کیا تھا تب اُن کی سوچ کیا تھی۔۔۔؟؟اور آج عزیزآباد میں دس گیارہ مارچ کی درمیانی شب متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے مرکز نائن زیرو پر ہونے والے آپریشن سے سندھ و کراچی اور مُلک کی سیاست کیا رُخ اختیار کرتی ہے۔۔؟؟ایسے میں اِن سوالات کے جوابات قبل ازوقت ڈھونڈنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ پچھلی کئی دہائیوں سے شہر کراچی میں معصوم اِنسانی جانوں کو فرقہ واریت، لسانیت، دہشت گردی، بم حملوں و دھماکوں اور زبان و مذہب کے نام پر موت کے منہ میں ڈھکیلا گیا اِس کا نہ صرف شہر کراچی بلکہ سارے مُلک پر کئی حوالوں سے منفی اثر پڑا ہے ایسے میں آج جس قسم کا آپریشن کراچی میں کیا جارہا ہے وہ سیاسی گروہوں اور جماعتوں سے زیادہ اُن شدت پسندوں اور طالبان نما عالمی دہشت گردوں کے خلاف ہونا چاہئے تھا جنہیں قلع قمع کرنے کے لئے یہ شروع کیا گیا تھا مگر آج شاید ایسا نہ ہو سکا بلکہ موجودہ حالات واقعات میں عالمی دہشت گردوں طالبان و داعش، ٹارگٹ کلرز، بھتہ خوروں، اغوا برائے تاوان اور ایسی دیگر غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں میں مبتلا عناصر کے خلاف شروع ہونے والے آپریشن کا رُخ مُلک کے سب سے بڑے صنعتی اور تجارتی حب کا درجہ رکھنے والے شہر، شہر کراچی کی ایک بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ سے تعلق رکھنے والے افراد کی جانب موڑ دیا گیا ہے۔

جس طرح گزشتہ دِنوں پاکستان رینجرز سندھ نے انٹیلیجنس اطلاعات پر دس گیارہ مارچ منگل بدھ کی درمیانی شب عزیز آباد مکا چوک کے قریب ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین کی رہائش گاہ و مرکز نائن زیرو کے اطراف چھاپہ مار کر ایم کیو ایم کے رہنما عامر خان سمیت بہت سوں کو گرفتار کرلیا اور اِنہیں اگلے روز جس انداز سے عدالت میں پیش کیا گیا وہ یقیناً اِنسان اور اِنسانیت کے حوالے سے ایک

قابلِ اعتراض نکتہ ضرور ہے اِس کی بھی اصلاح کرنی چاہئے تاکہ آئندہ ایسانہ ہو آج جس کے بعد ریاستی اداروں سمیت صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے ذمہ داران اور متحدہ کی قیادت کی جانب سے میڈیاپر اپنے اپنے انداز سے دعووں اور شکوؤں کا ایک نہ روکنے والا سلسلہ ہنوز جاری ہے جس پر نہ صرف اہلیان کراچی بلکہ ساراپاکستان ہی ایک ایسے مخمصے اور سوچ میں مبتلاہے کہ اِن حالات میں کون اپنے موقف میں درست ہے..؟؟اور کس کے دلائل اور وضاحتیں کمزورہیں۔

بہرکیف..!!ابھی یہ معاملہ دونوں جانب سے جوش میں تو ہی ہے مگر عدالت میں بھی جاچکاہے اَب اِس پر مزید کچھ کہناٹھیک نہیں ہوگا سوائے اِس کے کہ آہستہ آہستہ جب یہ معاملہ ٹھنڈاہوگاتو تمام ظاہر اور باطن حقائق خود بخود سامنے آتے چلے جائیں گے اور سب کچھ اچھی طرح سے واضح ہوجائے گا کہ اِس آپریشن میں کون کتناسچااور کھراتھا...؟؟اور کون کیسے کیسااور کیا دکھاناچاہتاتھا..؟؟اَب سوالات کی اِس گٹھڑی کو کھولنے اور اِس میں چھپے جوابات کو سامنے لانے کے لئے آنے والاوقت ہی سب کچھ عیاں کردے گا۔

21ویں صدی کا اِنسان ترقی وخوشحالی مگر.. ڈر.. ڈر..ڈر.. ؟؟

آج جس دور میں اِنسان زندہ ہیں اور سانس لے رہے ہیں اِس سے اِنکار نہیں کہ یہ 21ویں صدی کا جدید جنگی ہتھیاروں کا دور ہے اور ساتھ ہی ہر لمحے سائنسی ترقی کا زور و شور بھی ہے تو ایسے میں آج کا اِنسان اُوج ثریا پر کمند ڈالنے پر بھی کمربستہ دکھائی دیتا ہے اور اتنا کچھ ہونے پر دنیا کا ہر اِنسان ہر قدم اور ہر موڑ پر اپنی کامیابی اور ترقی و خوشحالی کے شادیانے بھی بجارہا ہے جہاں یہ کچھ ہے تو وہیں آج کی جدید اور سائنسی اکیسویں صدی میں رہنے والے اِنسان کے دل و دماغ میں ایک اجبنی سا ڈر اور خوف بھی سمٹا بیٹھا ہے جس کا یہ کہیں نہ کہیں... اور... کبھی نہ کبھی ... خواہ جلوت میں ہو یا خلوت میں ہو... اپنی اِس کیفیت کا برملا اور دبے لفظوں میں اظہار بھی کرتا ہوا نہ صرف محسوس ہوتا ہے بلکہ نظر بھی آتا ہے۔

اَب ایسا کیوں ہے..؟؟اِس کی وجہ بھی ہم خوب جانتے ہیں مگر آج ہم شاید ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور اپنے سامنے اور دائیں بائیں والے کو پیچھا چھوڑنے میں اتنے مگن ہوگئے ہیں کہ ہم نے یہ سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے کہ ہم جس ڈر اور خوف میں مبتلا ہیں اِس کی وجہ بھی ہم اور رہمارے رویئے ہیں۔

چلو۔۔۔!! یہ بھی کچھ دیر کو مان لیں کہ اگر آج ہم اِس کی وجہ نہیں ہیں۔۔۔۔ تو یہ ہمیں ضرور ماننا پڑے گا کہ یقیناً اِس معاملے کو سنگین بنانے میں ہمارے بڑوں اور پچھلوں سے ایسی غلطیاں اور کوتاہیاں ضرور سرزد ہوئیں ہیں آج جن کی وجہ سے ہم پر
ڈر۔۔ڈر۔۔ڈر۔۔۔اور خوف وہراس کا ماحول طاری ہے اَب جس کا ازالہ نہ صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی لگتا ہے۔اَب ایسے میں یہ ہے ناں۔۔۔ !! کیسی حیرت اور تعجب کی بات۔۔۔۔؟؟ کہ ہم جدید دور میں رہتے ہوئے بھی کیسے عجیب لوگ ہیں۔۔۔؟؟جو اپنے ہی ہاتھوں ڈھلے یا ڈھلائے گئے دہشت گردوں کی دہشت گردی اور اپنے اردگرد موجود فتنہ پرستوں کے فتوں سے ہی ڈرنے لگے ہیں۔حالانکہ ہمیں اپنے مُلک اور معاشرے میں اِن ناسُوروں کو سر اُٹھانے سے پہلے ہی اِنہیں کچل دینا چاہئے تھا مگر افسوس ہے کہ۔۔۔ تب نہ ہمارے بڑوں نے کچھ کیا۔۔۔؟؟اور آج نہ ہی ہم اِس حالت میں ہیں کہ اَب ہم ہی اِنہیں روکتے یا ختم کرنے کے لئے کچھ کرسکیں۔۔۔؟؟۔
اگرچہ۔۔۔!!زندگی کا نعم البدل کچھ نہیں ہے، مگر اُسی صورت زندگی کو خوشگوار اور بھرپور انداز سے گزارجاسکتاہے جب زندگی گزارنے کا ڈھنگ بھی آتا ہواور زندگی کو وہی بھرپوراورپُر لطف انداز سے گزارتے ہیں جن کے اندار زندگی کی اہمیت اور اِسے سمجھنے کی صلاحیت بھی ہو۔۔۔تو وہی لوگ زندگی کو بلاخوف وخطر گزارتے ہیں یوں وہ لوگ اپنی زندگی کواِس طرح گزار کر رہتی دنیاتک

امر ہو جاتے ہیں۔

آج اِس میں شک نہیں کہ دنیا کی تاریخ کی کتاب کے اوراق ایسے لوگوں اور اقوام سے بھرے پڑے ہے جنھوں نے پہلے زندگی کو خود سمجھا اور پھر دوسروں کو اِس کی اہمیت و قدر کو سمجھا کر گزر گئے ہیں بیشک...!! ایسے ہی لوگوں کی داستانوں سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے یعنی یہ کہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی حیاتی میں زندگی کو اپنی لونڈی اور وقت کو اپنا غلام بنا کر رکھا اور وہ لوگ اِن دونوں کے ساتھ ایسے کھیلتے .... جیسے کہ زندگی اِن سے پوچھ کر اور اِن کے اشاروں پر چلتی اور آگے بڑھتی ہو اور وقت کو بھی اپنی مٹھی میں ایسا قید رکھتے جیسے کہ کوئی طاقتور اپنی مٹھی یا ہتھیلی میں ریت کو دبوچ کر رکھتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے ریت کو اپنی مٹھی سے آہستہ آہستہ ڈھیلا کرکے گرا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دوبارہ مضبوطی سے دبوچ لیتا ہے یکدم اِسی طرح وہ لوگ وقت کو بھی اپنی مٹھی میں قید رکھا کرتے تھے، تب دنیا میں اتنی ترقی و خوشحالی تو نہ تھی مگر باوجود لاؤ لشکر رکھنے والوں کے دِلوں میں اِنسانوں سے زیادہ اپنے پیدا کرنے والے خالقِ کائنات اللہ رب العزت کا خوف ہوا کرتا تھا اور اِن کا ایمان اور یقین تھا کہ کسی ناحق اور نہتے معصوم اِنسان کا قتل قہرِ خدا کو دعوت دیتا ہے وہ طاقت رکھتے ہوئے بھی اپنے کو کمزور جانتے تھے اور اِنہیں اپنے زورِ بازو اور ہتھیاروں پر بھروسے سے زیادہ اللہ کی راضا

اور ناراضگی کا ڈر تھا جو اِنہیں فلاح اور احترامِ اِنسانیت کی جانب راغب کئے رکھتا تھا۔
مگر یہاں یہ امر جہاں قابلِ رشک ہے تو وہیں قابلِ صدافسوس بھی ہے کہ آج کی 21 ویں صدی میں اِنسانوں نے جہاں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنے لئے آسائشوں اور سُہولیات زندگی کا سامان پیدا کرلیا ہے اور اپنے دُشمن سے اپنے دفاع کے لئے جدید جنگی ہتھیار بناکر اپنی ترقی اور خوشحالی کے انگنت دعوے کرلیئے ہیں تو وہیں اِس بندے کے پوترکے دل سے نہ صرف خوف خدا ختم ہوگیا ہے بلکہ نعوذ باللہ... !!اِس کا اللہ پر سے بھروسہ ختم ہوگیا ہے اُلٹا اپنے ہی ہاتھوں بنائے گئے ہتھیاروں اور دیگر جنگی سازوسامان پر زیادہ بھروسہ ہوگیا ہے آج یہی وجہ ہے کہ اِنسان اپنے سائے اور پتے کی سرسراہٹ سے بھی ڈرنے لگا ہے جب کسی کے دل سے اپنے رب کا خوف ختم ہوجائے تو پھر وہ اپنے سائے اور اپنی تیز تیز چلتی سانسوں اور پتوں کی سرسراہٹ سے بھی ڈرنے لگتا ہے۔آج کی دنیاکے مادہ پرست اور ہمیشہ زندہ رہنے کے خواہشمند اِنسانوں کے دلوں اور دماغوں میں بیٹھا مرنے اور مارے جانے کا انجانا ڈر اور خوف اِنہیں بزدل سے بزدل بنا رہا ہے اگر آج اِن سے جنگی سازوسامان چھین لئے جائیں تو دورِ جدید کی ترقی و خوشحالی کے دعویدار دنیاکے آدھے اِنسان تو یوں ہی مرجائیں گے یہاں کہنے دیجئے..!! کہ آج کے دورکے اِنسانوں میں ترقی اور خوشحالی کے ساتھ ساتھ

ڈر... ڈر... ڈر کی کیفیات نے اُنھیں پریشان کر رکھا ہے جو اِن کی دماغی صلاحیتوں کو چاٹ چاٹ کر بھی ختم کر رہا ہے اور اگر دنیا میں ایسی ہی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی صُورتِ حال برقرار رہی تو عنقریب ساری دنیا کے لوگ ڈر اور خوف کی وجہ سے خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ ختم شد

کیادہشت گردی سے پاک کوئی مثبت سمت کا تعین ہونے کو ہے.. ؟؟

سولہ دسمبر سانحہ پشاور کے بعد دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے قومی سطح پر ہونے والے سنجیدہ اقدامات نے قوم کو یہ سوچنے پر یقینا مجبور کردیا ہے کہ سانحہ پشاور نے قوم کے قومی رہنماؤں کے ضمیروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، جس پر قوم کو اِس سوال کے ساتھ یہ اُمید بھی ہو چلی ہے کہ اَب کیا ایسے میں قوم یہ یقین کرلے کہ عنقریب مُلک سے دہشت گردی اور دہشت گردوں اور کرمنل عناصر سمیت بھتہ خور، اغواء برائے تاوان اور گلی کوچوں کے ٹُو کرائم و جرائم اور چھینا جھپٹی میں ملوث گروہوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کوئی مثبت سمت کا تعین ہونے کو ہے.. ؟؟؟۔آج خوش قسمتی سے وطن کے سارے ریاستی ادارے سرزمین پاکستان سے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے متحرک ہوگئے ہیں اور ساری حکومتی مشینری مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے بھی سرگرم عمل ہوچکی ہے اَب ایسے میں یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ غوراور یقینی طور پر توجہ طلب بھی ضرور ہونا چاہئے کہ " ایکشن سب کے لئے اور آپریشن سب کے لئے" ہو تو یہ اُمید یقینی ہے کہ آنے والے دِنوں میں کراچی سمیت سارے مُلک سے دہشت گرداور جرائم پیشہ عناصر کا خاتمہ ہوجائے گاورنہ سوالیہ نشان ہی رہے گا۔

پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی اور صنعتی حب کراچی آپریشن کا رخ کسی ایک پارٹی یا جماعت کی جانب کردینے سے آپریشن کے وہ نتائج کبھی بھی نہیں نکل سکیں گے جس کی اُمید رکھ کر حکومت اور ریاستی اداروں نے آپریشن شروع کررکھا ہے،آج قوم کے ساتھ مذاق کرنے اور قوم کو اندھیروں میں رکھنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ صوبوں سمیت مُلک کے تمام شہروں ، قصبوں اور دیہاتوں میں چھپے ہر قسم کے جرائم پیشہ عناصر اور مذہبی و سیاسی جماعتوں میں ظاہر اور باطن نظر آنے والے دہشت گردوں اور کرمنل عزائم رکھنے والے عناصر کا بھی بلا رنگ و نسل قلع قمع کیا جائے اور مُلک کو جرائم و کرائم اور دہشت گردی سے پاک کیا جائے۔اِس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے ہمارے اندر اور باہر سے ہونے والی دہشت گردی نے ہمیں اقتصادی و سیاسی اور سماجی حوالوں سے اندار اور باہر (عالمی سطح پر) بھی مفلوج کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے یوں آج ہم نے دہشت گردی سے اپنا جتنا نقصان کیا ہے اور اگر ابھی دہشت گردی اور دہشت گرد عناصر کا جڑ سے خاتمہ نہ کیا گیا تو عین ممکن ہے کہ ہمارے یہاں جاری دہشت گردی ہمیں مکمل طور پر تباہ و برباد کرکے ہی نہ رکھ دے اور تب ہمارے ہاتھ سوائے کفِ افسوس اور پچھتاوے کے کچھ بھی نہ آئے گا۔آج ہماری سیاست اور مذہب میں انتقامی کارروائیوں اور ذاتیات کا حد سے بڑھ جانے والا عنصر بھی بہت سی ایسی بُرائیوں کو جنم دینے کی وجہ بنا ہے جو مذہب اور سیاست میں نہیں ہونا چاہئے تھا کسی نے سیاست کو اِس طرح انتقامی اور

ذاتی کارروائیوں کی جانب دھکیلا تو کسی نے مذہب کا ٹھیکدار بن کر خود کو درست اور دوسرے کو غلط گردانا اور پھر خود ہی ہر کسی کو مذہب سے خارج کرنے دینے والے کفر کے فتوے جاری کرنے شروع کیئے تو اِس طرح اِس نے مذہب پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کرنے میں بھی دیر نہ کی یعنی یہ کہ سیاست اور مذہب میں اپنی اپنی انتقامی کارروائیوں اور ذاتی مفادات لینے والوں نے مُلک و قوم کو تو جیسے تباہ کرنے کی ہی ٹھان لی ہے آج اِس کا تدارک بھی کیا جانا اشد ضروری ہے۔

آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مُلک کو دہشت گردی اور دہشت گرد عناصر اور سنگین نوعیت کے جرائم و کرائم میں ملوث عناصر سے بھی پاک کرنے کا سہرا جنرل راحیل شریف کے سر جاتا ہے جنہوں نے مُلک کو دہشت گردی سے پاک اور امن سے لبریز ریاست بنانے کا عزمِ عظیم کر رکھا ہے اُنہوں نے جس کے لئے ہر قسم کی مصالحت پسندی کو خاطر میں نہ لانے کے ساتھ ساتھ ہر اقسام کے اندونی اور بیرونی دباؤ کو بھی ایک طرف رکھ دیا ہے یوں موجودہ حالات واقعات میں اِن کا یہی حوصلہ ہے جس نے اِنہیں مختلف چیلنجز سے نمٹ کر مُلک کو دہشت گردی سے پاک اور سرزمینِ پاکستان کو امن و چین کا گہوارہ بنانے کے لئے متحرک کر رکھا ہے۔اَب سانحہ پشاور ہو کہ سانحہ یوحنا لازم ہے کہ اِن سانحات کے درپردہ مُلک دُشمن عناصر کا جلد سراغ لگا کر اِنہیں بے نقاب کیا جائے اور اِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچادیا جائے اور مُلک بھر میں آپریشن ضرب عضب کا دائرہ

اتنا وسیع اور تیز تر کیا جائے کہ اَب کوئی بھی دہشت گرد اور جرائم و کرائم میں ملوث فرد یا ٹولہ بچ کر نہ جانے پائے یعنی یہ کہ آج لوہا جتنا گرم ہے پہلے تو اِتنا گرم کبھی نہیں ہوا تھا اَب اِس پر ایسی ضربیں لگائیں جائیں کہ جب یہ ٹھنڈا ہو کر سامنے آئے تو یہ آنکھوں اور دل کو دلکش اور دلنشین روپ میں ڈھلا ہوا دِکھائی دے کسی خوبصورت شو پیس کا روپ دھارلے اور ہر کوئی اِس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

سوایسے میں اِس بات کو بھی مدِ نظر رکھا جائے کہ آپریشن کا دائرہ مذہبی دہشت گردوں اور صرف جرائم و کرائم میں ملوث عناصر کی ہی جانب رکھا جائے اور اِسے کسی ایک سیاسی پارٹی یا سیاسی جماعت کی جانب کرنے کے بجائے اُن محرکات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ آنے والے دِنوں میں جن کی وجہ سے آپریشن ضربِ عضب یا اِس جیسے دیگر آپریشنز کی کامیابیوں پر کسی جانب سے سوالیہ نشان لگنے لگے اور ساری محنت خالی چلی جائے اور ہاتھ کچھ بھی نہ آئے اور آئندہ سالوں میں پھر کوئی آ کر یہ کہے کہ جرائم پیشہ عناصر کی اُوٹ سے صرف ایک پارٹی کے خلاف آپریشن کرنے کا عمل بڑی بھول اور غلطی تھا آج کر واقعی حکومت اور ریاستی عناصر مُلک کو دہشت گردی اور جرائم و کرائم پیشہ عناصر سے پاک کرنے کا خواب دیکھ ہی رہے ہیں اور اِس حوالے سے واقعی کسی مثبت سمت کا تعین کرنا چاہتے ہیں تو ایسا اُسی وقت ممکن ہے جب آپریشن اِدھر اور اِدھر تمام سیاسی و مذہبی

جماعتوں کی جانب بھی کیا جائے اور اِسے اِن کی آڑ میں چھپے دہشت گرد اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بھی کیا جائے تو ٹھیک ورنہ اِس کے بغیر مثبت و تعمیری سمت کا تعین کرنا مشکل ہوگا..؟؟ (ختم شُد)

حکومت کراچی آپریشن کو سوالیہ نشان سے بچائے تو...؟؟

کیا سب جلد ٹھیک ہو جائے گا.؟دہشت گردی اور قتل و غارت گری ختم ہو جائے گی.؟
پچھلے دِنوں وزیر اعظم نواز شریف نے سیالکوٹ میں ایوانِ صنعت و تجارت کی تقریب
اور وزیر دفاع خواجہ آصف کی رہائش گاہ پر مسلم لیگ (ن) کے ورکرز کنونشن سے
خطاب کرتے ہوئے جس عزم و ہمت کے ساتھ سیالکوٹ سے لاہور تک ایکسپریس وے
تعمیر کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کراچی آپریشن کو اُمید افزا نتائج سے آراستہ پیراستہ
کیا ہے اِس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اِن کے اِس عزم سے قوم کو بہت حوصلہ ملا تو
وہیں بہت سے مخمصوں نے بھی جنم لیا ہے اپنے خطاب میں وزیر اعظم نواز شریف نے
کہا کہ "کراچی آپریشن کے اچھے نتائج نکلے، کراچی آپریشن سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، گن
کلچر ختم کرکے دم لیں گے، حکیم شہید کی شہادت کے بعد بھی ہم نے اپنی سندھ حکومت
ختم کرکے گورنر راج لگایا تھا،اَب بھی سمجھوتہ نہیں ہوگا،آپریشن کو انجام تک پہنچائیں
گے اور عوام نے خرابیوں کے خاتمے کا مینڈیٹ دیا ہے (کیا وزیر اعظم صاحب..!
صرف کراچی سے ہی خرابیوں کے خاتمے کیلئے مینڈیٹ ملا ہے یا سارے پاکستان سے بھی
خرابیوں کے خاتمے کے لئے مینڈیٹ ملا ہے ذرا یہ بھی واضح کردیں اور اِس کے ساتھ یہ
بھی تو ذرا بتادیں کہ سانحہ

پوچھتا کہ اُن دہشت گردوں کو اَب تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا جنھوں نے دو زندہ مسلمانوں کو جلادیا کیا اِن کے خلاف بھی آپ یا آپ کی حکومت نے کوئی سخت ایکشن لیا ہے...؟؟ یا امریکی یا یورپی دباؤ کی وجہ سے آپ اور آپ کی حکومت کچھ نہیں کرسکی ہے کیوں...؟؟) اور اُنھوں نے کہا کہ ''شہر قائد میں ٹارگٹڈ آپریشن کسی سیاسی جماعت کے خلاف نہیں، (جبکہ ایسا نہیں لگ رہا ہے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں کراچی آپریشن کے موجودہ منظر اور پس منظر کے حوالے سے تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے کراچی آپریشن ایک سیاسی جماعت کے خلاف ہی ہو رہا ہے) اور اِسی کے ساتھ ہی وزیر اعظم نے یہ کہہ کر اپنی بات واضح کرنی چاہی کہ '' کراچی آپریشن جرائم پیشہ عناصر کے خلاف ہو رہا ہے جس کا فیصلہ سیاسی جماعتوں کی مشاورت سے کیا گیا تھا کراچی سمیت پورے مُلک سے دہشت گردی اور جرائم سے نجات دلانا ہماری ذمہ داری ہے جبکہ اِس موقع پر وزیر اعظم نواز شریف نے مُلک سے دہشت گردی سے نجات دلانے سمیت بجلی بحران اور لوڈ شیڈنگ جیسے مسائل سے جھٹکارہ پانے کے لئے بھی اپنی حکومت کے کئے جانے والے اقدامات کا تذکرہ بھی انتہائی حوصلے سے کرتے ہوئے کہا کہ ''2017 کے آخر تک لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کردیں گے''۔

اگرچہ سیالکوٹ میں کئے جانے والے اپنے خطاب میں وزیر اعظم نواز شریف نے جس عزم و ہمت اور ولولہ انگیز انداز سے مُلک سے دہشت گردی سمیت بجلی بحران اور

لوڈشیڈنگ کے خاتمیکا اعلان کیا اُس سے یہ اندازہ ہوا کہ وزیرِاعظم مُلک سے دہشت گردی اور دیگر مسائل سے نجات دلانے کے لئے سنجید گی سے اقدامات کر رہے ہیں جہاں اُنھوں نے مُلک سے دہشت گردی اور بجلی بحران کے خاتمے کے لئے اتنا کچھ کہا تو وہیں اِس موقعے پر وزیرِاعظم نواز شریف کی زبان سے نکلا یہ ایک جملہ کہ ''کراچی آپریشن سے اچھے نتائج نکلے ہیں'' اپنے پیچھے بہت سے ایسے جواب طلب سوالات چھوڑ گیا ہے جن کے وزیرِاعظم نواز شریف کی جانب سے فوری جوابات آنے بہت ضروری ہوگئے ہیں۔

آج اگر اِن حالات میں کہ جب کراچی آپریشن زور اور شور سے جاری ہے اِن سوالات کا جوابات نہ آئے تو آنے والے دِنوں میں اِس آپریشن اور حکومتی اقدامات سے متعلق بہت سے ایسے سوالات پیدا ہوں گے جیسے کہ .... ''کیا وزیرِاعظم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک سیاسی جماعت کے خلاف ہونے والے آپریشن سے ہی کراچی آپریشن کے سارے مقاصد حاصل ہوگئے ہیں...؟؟ کیا آج اِس طرح سارا کراچی دہشت گرد عناصر اور غیر قانونی اسلحے سے پاک ہوگیا ہے...؟؟ اور کیا کراچی سے جرائم و کرائم اور بھتہ خوری اور لوٹ مار کا کلچر اُس طرح سے مکمل طور پر ختم ہوگیا ہے..؟؟ جس خواب کی تعبیر کی تلاش میں کراچی آپریشن شروع کیا گیا تھا..؟؟ کیا کراچی آپریشن کی آڑ میں ایک جماعت کو دیوار سے لگنا مقصد تھا اور باقی جماعتوں کے لئے راہ ہموار کرنی تھی..؟؟ کیا حکومت نے کراچی کی ایک جماعت کے خلاف آپریشن کرنے

کے لئے آپریشن کی بساط بچھائی تھی۔۔؟؟کیا کراچی اور مُلک کی ایک بڑی سیاسی جماعت کو آپریشن ٹارگٹڈ کا حصہ بنا کر کراچی آپریشن ختم ہو گیا ہے۔۔۔؟؟یا ابھی کراچی آپریشن کراچی اور سندھ کی دیگر سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور اِن کے عسکری ونگز کے خلاف بھی بلا کسی رنگ و نسل اور مصالحت پسندی سے کام لئے بغیر اُسی طرح قوت کے ساتھ جاری رہے گا جس طرح سندھ اور کراچی کی ایک بڑی سیاسی جماعت کے خلاف جاری ہے۔۔۔؟؟آج ایسے اور بہت سے سوالات اہلیانِ کراچی اور دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے غیور پاکستانیوں اور لوورز آف کراچی کے دماغ جنم لے رہے ہیں جن کے موجودہ حالات واقعات میں جوابات نے لازمی ہو گئے ہیں۔

بہر حال۔۔!!اِن دنوں ایک جملہ ہے جو ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت، قومی اداروں کے سربراہان اور خاص وعام پاکستانیوں کے لب پہ ہے اور وہ جملہ یہ ہے کہ ''کیا اَب سب جلد ٹھیک ہو جائے گا،مُلک سے دہشت گردی اور قتل وغارت گری ختم ہو جائے گی۔۔!!اور مُلک میں امن و آشتی کے چرچے ہوں گے،فرقہ واریت، لسانیت، تعصّبات اور رنگ و نسل کا فرق و امتیاز کی ناسور نما گٹھڑی کو اُٹھا کر اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے گا اور اِس میں تیل جھڑک برائیوں کی گٹھڑی کو آگ لگا دی جائے گی اور اِس کا مُلک سے نام ونشان ختم کر دیا جائے گا۔۔۔تاکہ ہماری سرزمین سے اِس کا وجود ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے

اور پھر سرزمینِ پاکستان میں ایسا کوئی ناسور نہ پھیلنے پائے جس کی وجہ سے ماضی میں قوم کو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا گیا تھا اور اِسے کمزور کردیا تھا اور ساری ملی یکجہتی اور اتحاد کی طاقت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا تھا۔

آج لگتا ہے کہ جیسے اَب سب کچھ سچ ہونے کو ہے اور ہمیں ہمارے اُن حسین خوابوں کی تعبیر ملنے کو ہے جس کا ہمارے اکابرین نے خواب دیکھا تھا اور اِس خواب کی تعبیر کو سرزمینِ پاکستان کے غیور اور ملی اتحاد و یگانگت سے لبریز قوم سے حاصل کرنے کا ادارہ کیا تھا آج ہمارے بانیاں کے ایک آزاد اور خودمختار محبتوں اور امن کے پاکستان کے خوابوں کی تعبیر ساڑھے چھ دہائیوں کے بعد تو حاصل ہونے کو ہے آج قوم کو یہ قوی اُمید بھی ضرور ہوچکی ہے کہ جلد سب ٹھیک ہوجائے گا اور قوم اُس خزانے کو حاصل کرلے گی جس کی اِسے کئی عشروں سے آرزو تھی، بس حکومت کراچی آپریشن کو کسی ایک جماعت کی طرف کرکے یہ اُمید نہ رکھے کہ اِس نے کراچی آپریشن سے وہ سارے مقاصد حاصل کرلیئے ہیں جس کے لئے کراچی آپریشن شروع کیا گیا تھا یاد رہے کہ کراچی اور مُلک کا امن اور اقتصادی صورتِ حال اُسی صورت مستحکم ہوگی جب کراچی آپریشن کا دائرہ کراچی اور سندھ کی دوسری بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے جانب بھی پوری قوت سے موڑا جائے تو کراچی آپریشن سے بہتر نتائج برآمد ہوسکیں گے ورنہ آپریشن کے نتائج پر سوالیہ نشان ہی لگا رہے گا۔ (ختم شُد)

مہنگائی اور بحرانوں سے پریشان عوام اور حکمرانوں کی ریاکاریاں...؟؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ریاکاری کا ناسور ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے اِنسانوں کے لئے باعثِ ندامت اور سخت ذلت و رسوائی کا سبب بنا رہا ہے اور آج بھی اِس کی کیفیات کچھ مختلف تو نہیں ہے مگر بس..!! آج کے اِس مادہ پرست اِنسانوں کے دور میں فرق صرف اِتنا ہے کہ موجودہ لمحات میں ریاکاری کا احساس ذرا کچھ ختم ہوگیا ہے ورنہ آج بھی ریاکاری ہمارے معاشرے کے ہر اِنسان (جن میں خاص و عام سب ہی شامل ہیں) میں ایک سو ایک فیصد سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔

ویسے تو ہر دور میں ہی ریاکاری ایک ایسی اِنسانی اور معاشرتی بُرائی تصور کی گئی ہے جس کی وجہ سے اِنسان اور معاشرے دو واضح حصوں میں بٹ جاتے ہیں دنیا کے جن معاشروں اور اِن معاشروں کے جن اِنسانوں میں ریاکاری کا عنصر غالب ہو وہ ایک ایسی اخلاقی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں جس کا علاج مشکل ہی سے ہوتا ہے ریاکاری جیسی بیماری کا شکار ہر وہ اِنسان ہوتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی ریاکاری اور مکاری سے وہ تمام مقاصد حاصل کرلے گا اِس نے جن کے بارے میں پہلے سے منصوبہ بندی کر رکھی ہوتی ہے۔

آج ہمارے مُلک کے حکمران ، سیاستدان اور عوام سمیت مقدراداروں کے رہنماؤں میں ریاکاری اور مکاری کا عنصر کچھ زیادہ ہی غالب ہوچکاہے، جبکہ مُلکی حالات اور واقعات تو اِس کی اجازت نہیں دے رہے ہیں مگر وقت اور حالات واقعات کی ہر سنگین نزاکت سے بے نیاز ہمارے کرتادھرتابد قسمتی سے ریاکاری اور مکاری میں کچھ ایسے مگن ہیں کہ آج اِنہیں ہر معاملے میں اِس کے سوائے کچھ بھی سُجھائی نہیں دے رہاہے ایسے میں اِن سب کی ریاکاری کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے خاص طور پر عوام کو ریلیف دینے کے معاملے میں تو حکمرانوں ، سیاستدانوں اور ریلیف دینے والے اداروں کے سربراہان کی ریاکاری اور مکاری آسمانوں کی بلندیوں کو چھورہی ہے اوراِن کی ریاکاری اور مکاری اورخودفریبی پر مبنی یہ جملے کہ ’’ اپنے مختصر سے دورِ حکومت میں مُلکی مسائل اور عوام کو درپیش مشکلات پر قابوپالیاہے اور تمام مسائل کے فوری حل کے لئے قومی خزانے سے کثیر رقوم خرچ کی جارہی ہے آج اگر اتناکچھ کرنے کے بعد بھی کسی معاملے میں عوام کو ریلیف دیاگیاتو قومی خزانہ خالی ہوجائے گا ہم ایسانہیں کر سکتے ہیں قوم کو حالا ت کا مقابلہ کرنے کے لئے مہنگائی اور دیگر مسائل کا سامنا کرناپڑے گا اور تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے کڑوی گولیاں نگلنی ہوں گیں‘‘ یہ وہ فریب کُن الفاظ اور جملے ہیں جو کھلم کھلا حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو ریلیف دینے والے اداروں کے سربراہان کی ریاکاری اور مکاری کے عکاس ہیں۔

اَب ایسے میں یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ خواہ حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان کے ملکی معاملات ہو یا ذاتی لین دین کا کوئی مسئلہ ہر جگہہ اور ہر کام میں سب کی ریاکاری اور مکاری ایسی رچ بس گئی ہے کہ اَب کوئی بھی چاہئے کہ اِس کے سحر سے نکل جائے تو بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگا (ہاں اِس سے نجات کے لئے بس . . . ! صرف ایک صورت ہوسکتی ہے جس کا میں اگلی سطور میں تذکرہ کروں گا) اِس کی وجہ یہ ہے کہ اَب ریاکاری اور مکاری کا سلسلہ حکمرانوں، سیاستدانوں اور دیگر ذرائع سے ہوتا ہوا عوام الناس تک کچھ اِس انداز سے پہنچاہے کہ اَب کوئی بھی چاہتے ہوئے کہ اِس سے بچ جائے نہیں بس سکتاہے یعنی آج اگر ریاکاری اور مکاری کو منافقت کا نام بھی دے دیاجائے تو کوئی بُرانہ ہوگا۔

اِس سے انکار نہیں کہ آج میرے دیس پاکستان کو اندرونی اور بیرونی طور پر بہت سے معاملات میں بے شمار سنگین چیلنجز کا سامناہے ہاں ہم اِن سے تب ہی
نبردآزماہو کرسُرخرو ہو سکتے ہیں جب حکمرانوں ، سیاستدانوں، قومی اداروں کے
سربراہان اور قوم کے ہر فرد کوریاکاری سے پاک سچے اور نیک دلی جذبات اور کھلے دل ودماغ کے ساتھ آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا ہوگااِس کے بغیر ہم کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے یا بڑے سے بڑے چیلنج کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اور ریاکاری

اور مکاری و خودفریبی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے پہلے تو ہم سب کو اپنے آپ سے فرداً فرداً خود ہی جنگ لڑنی پڑے گی اور جب ہم یہ محسوس کرلیں گے کہ ہم نے خوداحتسابی کے عمل سے گزر کر اپنے اندر سے ریاکاری، مکاری اور خودفریبی کے جراثیم کو ختم کرلیا ہے تو پھر ہمیں کسی بھی سنگین چیلنج سے نمٹنے میں جتنی آسانیاں پیدا ہوں گیں وہ ناقابلِ بیان ہیں۔

اِس موقع پر مجھے شیخ سعدیؒ کی ایک حکایت یاد آرہی ہے چاہوں گا کہ میں اُسے اپنے قارئین کے لئے بیان کرتا چلوں ''ایک ریاکار درویش جس کی درویشی محض دکھاوے کو تھی ایک روز یہ بادشاہ کا مہمان بنا جب شاہی دستر خوان پر کھانا آیا تو اِس درویش نے سیر ہو کر نہ کھایا بس یہ بتانے اور جتانے کے لئے کہ اللہ والے زیادہ نہیں کھاتے تھوڑا بہت چکھا اور دستر خوان سے اُٹھ گیا اور جب نماز کا وقت ہوا تو بادشاہ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور اِس نے اتنی لمبی نماز پڑھی اور دکھاوے کے لئے.بڑے خصوع وخشوع کے ساتھ دُعا مانگتے ہوئے اِس قدر آنسوئے بہائے کہ جبہ دستار گیلی ہو گئی یہ سب کرکے ثابت یہ کرنا تھا کہ اللہ والے ایسے نماز پڑھتے ہیں جب یہ ریاکار درویش گھر آیا تو اِس نے آتے ہیں کھانا مانگا یہ دیکھ کر اِس کے باشعور بیٹے نے اِس سے کہا کہ ''آپ کو بادشاہ نے ضیافت میں مدعو کیا تھا کیا آپ نے وہاں کھانا نہیں کھایا..''اِس پر ریاکار درویشن نے کہا ''وہاں اِس لئے کھانا کم کھایا کہ بادشاہ کے دل میں اپنی

پرہیزگاری کی دھاک بیٹھانا مقصود تھا بس ایک دو نوالے کھا کر ہاتھ کھینچ لیا اِس لئے گھر آکے دوبارہ کھا رہا ہوں''اِس پر بیٹے نے جواب دیا'' پیرو مرشد! پھر تو آپ نماز بھی دوبارہ پڑھیں کہ وہ بھی آپ نے وہاں بادشاہ کے دل پر عبادات گزاری کی دھاک بٹھانے کے لئے پڑھی ہوگی خدا کے لئے نہیں''حضرت سعدیؒ نے اپنی اِس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ ریاکار اپنی ریاکاری اور عیاری سے لوگوں کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر اُس خدا کو نہیں . . جس کے سامنے روزِ آخرت حاضر ہونا ہے جب اِس کی ریاکاری سخت عذاب کا موجب ہوگی لہٰذا حکمرانوں، سیاستدانوں اور ہمارے ایسے قومی اداروں کے سربراہان جو عوام کو مہنگائی اور دیگر سہولیات زندگی کے معاملات میں ریلیف دینے سے کتراتے ہیں اور خسارے کا رونا رو کر ریاکاری و مکاری کا سہارا لیتے ہیں اور مکاری کرتے ہیں اِنہیں چاہئے کہ وہ ریاکاری اور مکاری کو ڈھونگ کرنا چھوڑ دیں اور عوام کو مہنگائی سے نجات دلانے اور اِن کے بنیادی حقوق کو ریاکاری سے پاک کرکے دلانے میں اپنا دینی اور اخلاقی فریضہ ادا کریں اور یہ یاد رکھیں کہ اِن کا عوامی خدمات سے منہ پھیرنے کا عمل روز قیامت خدا کے عذاب کی پکڑ میں لے جائے گا،اور اِن کا یہ جھوٹ بھی کہ اِنہوں نے اپنے مختصر دورِ حکومت میں عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے بہت سے ترقیاتی منصوبے تیار کرلئے ہیں اِن منصوبوں کی تکمیل کے ساتھ ہی عوام کو ریلیف ملنے شروع ہو جائیں گے یہ بھی ریاکاری اور مکاری کے مزرے میں آتا ہے جبکہ ابھی تک ایسا کچھ بھی نہیں ہوا ہے جس کا حکمران،

سیاستدان اور عوام کو ریلیف دینے والے اداروں کے سربراہان دعوے کرتے دکھائی دیتے ہیں اِن کا یہ عمل اور جھوٹ بھی شیخ سعدیؒ کے اُس ریاکار درویش کی طرح ہے جس کی درویشی محض دکھاوا اور جھوٹ اور فریب پر مبنی تھی ۔ (ختم شُد)

ہم ہی مداری ہیں اور ہم ہی تماش بین۔ ۔ ۔ ۔ ؟؟

”ایک اشتہار۔۔۔نوازشریف حکومت ۸ہ ﷺ ہد ۸ ےہہ ۶ ۸ہ
عزم۔۔۔۔“؟؟؟

ہماری میز پر اخبارات بکھرے پڑے ہیں۔۔اور ہر نیوز پیپر میں چھپنے والاایک حکومتی اشتہارمنہ چڑھاتے ہوئے جہاں ہمیں اپنی موجودگی کا احساس بھی دلارہاہے تو وہیں یہ اشتہاراپنی جانب ہماری خاصی توجہ بھی مبذول کرانا چاہ رہاہے پہلے ہم نے ایک اخباراُٹھایا۔۔پھر دوسرا۔۔ تیسرا۔۔۔چوتھا۔۔۔۔یوں ہم جب تک اخبارات دیکھتے رہے سب ہی اخبارات نے اپنے آخری یا بیک پیج پر وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کا گرین اور بلیو کلر میں یہ اشتہارشائع کیاہے جس کے جلی حرف کچھ یوں ہیں کہ ”عوام دوست پالیسیاں اور ضروریات زندگی تک ہر فرد کی رسائی کا عزم۔۔۔۔نواز شریف کا ہر دورِحکومت۔۔۔عوام کی خوشحالی کا آئینہ دار۔۔۔وزیراعظم محمد نواز شریف کے ہر دور حکومت کی اولین ترجیح مہنگائی کا خاتمہ اور عوام کی بنیادی سہولیات کی فراہمی رہے ہے۔۔۔ 1991ء میں نواز شریف کے دورِحکومت سے پہلے مہنگائی کی شرح12.7% تھی جو کم ہو کر9.8%رہ گئی۔۔۔دوسرے دورِحکومت سے پہلے مہنگائی کی شرح13.7 % تھی جو بعد میں کم ہو کر3.1%کی سطح پر آ گئی۔۔۔ موجودہ دورِ حکومت میں وزیراعظم

محمد نواز شریف کی عوام دوست اقتصادی پالیسیوں کی بدولت گزشتہ 10 سال میں پہلی مرتبہ مہنگائی کی شرح اپنی کم ترین سطح یعنی 3.2% پر آ گئی ہے... نواز شریف حکومت جب بھی آئی مہنگائی کی شرح کم سے کم ہوئی... یہ ہے صرف 20 ماہ کی کارکردگی...''
اوراِسی طرح یہ بھی کہ ''وزیراعظم محمد نواز شریف کی عوام دوست اقتصادی پالیسیاں... مہنگائی کے خاتمہ کا عزم..اشیائے صرف کی قیمتوں میں زبردست کمی..!!
اور اشیائے صرف کا 2013 کی قیمتوں کا موزانہ ڈگڈگی بجاتے ہوئے رواں سال کی قیمتوں سے جھوم جھوم کر کیا گیا... مختصر یہ کہ ہمیں یہ اشتہار دیکھنے کے بعد 2015 ایسالگاکہ جیسے وزیراعظم نواز شریف کواِس اشتہارکے ذریعے اپنی اہمیت اور خود کو عوام دوست گردانتے کا حوصلہ پیدا ہواہماراخیال ہے کہ ایسا کرنے کی ضرورت تو کسی بھی مُلک کے حکمران اور حکمران جماعت کو کرنی کی ضرورت تب ہی محسوس ہوتی ہے جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اِنہوں نے عوام کو ریلیف پہنچانے اور عوام کی خدمت کرنے میں کوتاہیوں اور لاپرواہیوں کا کھلا مظاہرہ کیا ہے تب حکومتوں اور حکمرانوں کو اپنے کارنامے گنوانے اور عوام کے دماغ اور دل میں اپنی تعریفیں ٹھوانے کے لئے اشتہارات کا سہارالیناپڑتاہے۔

یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ سائیں...!!آج نواز شریف حکومت کواِس بات کااحساس ہوگیاہے کہ اِس نے اپنے موجودہ 20 ماہ کے دورِاقتدار میں عوام کو مہنگائی سے نجات دلانے اور عوام کو خاطر خواہ ریلیف دلانے والے اقدامات قطعاً

نہیں کئے ہیں آج تب ہی اِسے اپنی تعریف خود کرانے کے لئے سرکاری اور نجی ٹی وی چینلجز پر قومی خزانے سے اربوں روپے خرچ کرکے اِس قسم کے اشتہارات چلانے اور شائع کرنے پڑرہے ہیں اَب یہاں ہمیں یہ بھی کہہ لینے دیجئے ....!! کہ ایسے میں ہمیں یہ احساس ہوناچاہئے اور اِسی کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی سمجھناچاہئے کہ " یہ کیساتماشہ ہے ...؟؟جس میں " ہم ہی مداری اور ہم ہی تماش بین ہیں"...؟؟؟

بہرحال ...!! آج جہاں دنیا میں بہت سارے عجائبات اور عجوبے موجود ہیں تو وہیں دنیامیں ایک ایساعجوبہ مُلک بھی ہے جسے شائداَب تک اپنے عجوبہ ہونے کا گمان تک نہیں ہواہے کہ یہ اپنے باسیوں کی انگنت صلاحیتوں کے باوجود بھی دنیاکے کتنے نمبر کا عجوبہ مُلک ہے اور اِسے اپنے اندر بے شمار قدرتی وسائل رکھنے اور اپنے باشندوں کی ہر شعبہ ہائے زندگی میں بے پناہ صلاحیتوں اور قابلیت سے مالامال ہونے کے باوجود بھی یہ دنیاکا کیسامُلک ہے..؟؟جسے اتنی خوبیاں رکھنے کے باوجود بھی دنیا والے کن عجیب وغریب نظروں سے دیکھتے ہیں اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جس مُلک کو اتنے قدرتی وسائل حاصل ہوں اور جس کے باشندے ہیرے جیسی انگنت صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک ہوں تواِس مُلک کو تو ساری دنیاپر اپنی حکمرانی اور اثر ورسوخ قائم کرلیناچاہئے تھامگرپھر خود ہی دنیاوالے افسوس کااظہار کرکے خاموش ہوجاتے

ہیں اور اِس کی قسمت پر رشک کرتے ہوئے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔

آئیں قارئین حضرات...!! یہاں اَب ہم آپ کو خوشی اور افسوس و مایوسیوں کے ملے جُھلے جذبات کے ساتھ یہ بتاتے ہیں کہ.. مندرجہ بالا سطور میں ہم نے دنیاوالوں کی زبان سے جس مُلک سے متعلق ادا کئے جانے والے خوبصورت اور حسین جملوں اور لفظوں کا تذکرہ کیا تھا تو معاف کیجئے گا...!! کہ آج دنیاوالے سرزمینِ خدا کے جس مُلک اور ریاست سے متعلق اپنے ایسے نیک جذبات رکھتے ہیں تو سُن لیجئے یہ کوئی اور نہیں بلکہ یہ میرا آپ کا یہ جنت نظیر دیس پاکستان ہی ہے جس کے بارے میں اقوامِ عالم اِس قسم کے سُنہرے لفظوں اور جملوں کے ساتھ نیک جذبات اور خیالات رکھتی ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ اقوامِ عالم میں پاکستانی ایک ایسی قوم ہے جس نے اپنے دگرگوں اور نامناسب حالات کے باوجود بھی اپنے اپنا کو دنیا کے سامنے منوالیاہے یہ وہ قوم ہے جو جس کام میں لگ جائے تو اُس کے اچھے یا بُرے انجام سے بے خبر ہو کر اُسے پایہء تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتی ہے یہ دنیا کی وہ قوم ہے جس کا شمار ایسے بھی ہوتا کہ یہ جس سے محبت کرتی ہے تو ٹوٹ کر تی ہے اور اپنی ساری اُلفت اور محبت نچھاوڑ کردیتی ہے لاکھ بُرائیوں کے باوجود بھی الفت و محبت اور وعدوں کو نبھاتی ہے مگر اِس خوبی کے برعکس

اِس میں ایک خامی یہ بھی ہے کہ جب یہ کسی سے نفرت کرتی ہے تواِس کی کیفیت بھی ایسی ہوتی ہے کہ جو اس سے نا قابل برداشت ہوجاتی ہے۔

اَب ایسے میں دنیاکو پاکستانیوں کی انگنت خوبیوں اور خامیوں سے بھری فطرت سے آگاہ ہوجاناچاہئے کہ یہ دوستی بھی خُوب نبھاناجانتے ہیں اور دوشمنی کو بھی قبر تک پہنچاکر چھوڑتے ہیں یعنی یہ کہ یہ واقعی دنیاکے بڑے عجوبے لوگ ہیں جب یہ جذبات کے ہاتھوں اندھے ہوجاتے ہیں تواِنہیں تب یہ بھی پتہ نہیں چلتاہے کہ وہ کیا کررہے ہیں..؟؟ابھی جو یہ کررہے ہیں..؟؟اِس سے اِن پر بعد میں کیااور کیسامنفی یا مثبت اثر پڑے گا...؟؟تب یہ کچھ نہیں جانتے...؟؟بس جذبات کے ہاتھوں بہے چلے جاتے ہیں مگر جب اِنہیں ہوش آتاہے تو اکثریہی ہواہے کہ اِن کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور افسوس کے کچھ بھی نہیں آیاہے۔

ہم اکثراپنی پاکستانی قوم سے متعلق یہ سوچتے اور خیال کرتے ہیں کہ ہماری مثال تو ایسی ہے جیسی کہ”ہم ہی مداری ہیں اور ہم ہی تماش بین..یہ ہمارا کیساتماشہ ہے...؟؟جسے آج تک ہم خود بھی نہیں سمجھ سکے ہیں..کہ ہم کیا ہیں...؟؟اور ہمیں دنیا میں کس طرح جیناچاہئے...؟؟اور کس طرح حکمرانوں، سیاستدانوں اور معصوم اِنسانوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرکے پھینک دینے والوں کے بہکاوے سے بچ کر اپنا حق چھین لیناچاہئے...؟؟اور اپنی ذات

اور خوبیوں سے دنیا کو کس طرح گل و گلزار بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے ...؟؟
بہر کیف...!! آج پاکستان کو آزاد ہوئے لگ بھگ 68 سال گزرنے کو ہیں مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج بھی ہم اور ہمارے سیاستدان، حکمران، قومی اداروں کے سربراہان اور اُمورِ مملکت چلانے والے ظاہر و باطن اشخاص ابھی تک شرارتی بچوں کی طرح آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے سے باز نہیں آرہے ہیں، کوئی کہیں سے اپنی ذات اور قول و فعل میں اُس طرح سے سنجیدہ ہی دکھائی نہیں دے رہا ہے کہ کوئی اقتدار کی مسند پر قدم رنجافرمائے اور سنجیدہ ہو کر اپنے عہدے کی ذمہ داریاں نبھائے اور کارخانے قدرت کے تعاونِ خاص سے مملکتِ خداداد پاکستان کا نظام اُس طرح چلائے آج جیسے ہمارے بعد آزاد اور معرض وجود میں آنے والی ریاستوں اور ترقی یافتہ و ترقی پذیر ممالک کے حکمران و سیاستدان اور اداروں کے سربراہان خوش اسلوبی سے اپنے سسٹم کو مثالی طور پر چلا رہے ہیں۔

ناصح کی جابجا نصیحتیں تو اپنی جگہ مگر۔۔۔۔ ؟؟

ناصح کی جابجا نصیحتیں تو اپنی جگہ مگر۔۔۔اِن کی اہمیت اور قدر سے کسی کو اِنکاری نہیں ہونا چاہئے مگر اَب یہ اور بات ہے۔۔۔؟؟ کہ ہم ناصح کی نصیحتوں اور اِس کی اچھی باتوں کی بے قدری کرتے ہوئے اپنی مرضی سے ہر وہ کام اور اُمور انجام دے ڈالتے ہیں جس کے بارے میں ہم نے پہلے ہی سے منصوبہ بندی کر رکھی ہوتی ہے مگر ناصح کی نصیحتوں کو ٹھکراکر ہمیں جتنا نقصان اُٹھاناپڑتا ہے اِس کا خمیازہ بھی ہمیں خود ہی بھگتناپڑتا ہے اور ندامت وافسوس کے آنسو بھی ہمیں ہی بہانے پڑتے ہیں جبکہ ہمیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ ہماراناصح خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو وہ ہمارابُرا کبھی نہیں چاہتاہے جبکہ دوسری طرف ہم ہی ہوتے ہیں جو اپنے مخلص ناصح کی ایک نہ سُن کر اُس کی بے قدری کررہے ہوتے ہیں اور اپناہی نقصان کر بیٹھتے ہیں اور افسوس وندامت اور پچھتاوے کے دلدل میں بھی خود ہی جاگرتے ہیں۔

آج بھی دنیا کی کسی بھی تہذیب و تمدن میں رہنے اور کوئی بھی زبان بولنے والا کونساایسا شخص ہوگا جس کا اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی شکل میں ناصح سے واسطہ نہ پڑاہواور جس نے اِسے جابجا نصیحتیں نہ کیں ہوں اور اِس

کی نصیحتوں سے اِسے بیزاری اور اُکتاہٹ کی کیفیات سے دوچار نہ ہونا پڑتا ہو اور اُسے ناصح کی نصیحتوں کو ایک طرف پھینک کر پھر اُسی ڈگر پر نہ چلنا پڑا ہو جس پر چلنے کا اِس نے پہلے سے اِرادہ کر رکھا ہو تو یقیناً ایسے میں ناصح کو بھی خود پر ندامت کے پہاڑ ٹوٹتے ہوئے نہ محسوس ہوئے ہوں گے پھر کیوں نہ...؟؟ ایسے میں ناصح پر یہ مثل صادق آئے کہ "نیکی کر دریا میں ڈال"۔

ہمارے یہاں ناصح تو بہت مل جاتے ہیں مگر افسوس ہے کہ یہ ہماری ہی بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے ناصح کی نصیحتوں کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں اور ناصح کی نصیحتوں کو ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکل دیتے ہیں اگر آج ہم یہ تہیہ کرلیں کہ ناصح کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ممکن ہے کہ ہم.برائیوں اور گمراہیوں کے شکار بھی نہ ہوں اور ہمارا ہر عمل بھی صالح ہوجائے اور یوں ہم اور ہمارا معاشرہ کئی ایسی.برائیوں سے بچ جائے جس کے دلدل میں ہم دھنس چکے ہیں اور اَب ہم دوسروں کی طرف ہاتھ .بڑھا کر اپنی مدد اور اپنے بچاؤ کے لئے چیخ رہے ہیں۔

اگرچہ آج بھی ناصح اپنی نصیحتوں سے ہمیں بدی کی راہوں سے نکالنے کے لئے اپنی کوششوں میں لگا پڑا ہے مگر یہ ہماری ہی بدبختی ہے کہ ہم ناصح کی ایک نہیں سُن رہے ہیں اور نہ ہی اِس کے سمجھانے اور رہنمائی کو اہمیت دے رہے

ہیں اِسے میں ہمارے ناصح کو مایوسی ہو رہی ہے اور وہ سوچ رہا ہے کہ کیا اِس کی ساری محنت اور محبت رائیگاں گئی... ؟؟کیا اِس نے سامنے والے پر اپنا وقت ضائع کیا...؟؟اِسے اپنے اِن سوالات کا جواب جب مثبت نہیں ملتا ہے تو تب اِسے یہ احساس کھائے جاتا ہے کہ ہاں اِسے سوائے افسوس کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے پھر یہ سوچتا ہے کہ کیا واقعی اِس نے نیکی کر کے دریا میں ڈال دی ہے''...؟؟۔

آج اِس جیسی بہت سی ایسی مثالوں اور محاوروں سے ہر روز ناصح اور بھلے اِنسانوں کا واسطہ پڑتا ہے جس سے یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ دورِ جدید میں نیکی کرنے والے کا عمل دریا میں ڈالنے جتنا ہی رہ گیا ہے..ایسے میں آخرکار نیکی کرنے والا اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ اِس نے نیکی کیوں کی ہے...؟؟اور کس کے لئے کی ہے...؟؟آج جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نیکی کرنے والے کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کچھ نہیں آیا ہے...

اَب ایسے میں کچھ بھی ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اکثر ناصح کی جا بجا کی نصیحتیں بھی بے مقصد اور بے اثر ثابت ہو جایا کرتی ہیں ایسا تب ہی ہوتا ہے جب ناصح اپنے تئیں سامنے والے کو جا بجا نصیحتیں کرنے لگتا ہے اور جس کے لئے ناصح نصیحتیں کرتا ہے وہ سُنی اَن سُنی کر دیتا ہے اور پھر سامنے والا وہی کرتا ہے اِسے جو کرنا ہوتا ہے تب یہ نظر آتا ہے کہ ناصح کی نصیحتیں بے مقصد اور بے معنی

ہو کر رہ گئیں ہیں تو ناصح کو بھی یہ چاہئے کہ وہ لٹھ لے کر نصیحتیں کرنے نہ بیٹھ جایا کرے بلکہ جب ضرورت بہت زیادہ محسوس کرنے لگے کہ اَب سامنے والے کو واقعی نصیحت کرنی ہے تو پھر نصیحت کرے جس سے اثر بھی ہوگااور محنت بھی رائیگاں نہیں جائے گی۔

بہرحال...!! یہاں ہم اپنے قارئین کے لئے نہ تو ناصح بن کر پیش ہورہے ہیں اور نہ ہی کسی ایسے بھلے اِنسان کو جو 21 ویں صدی میں زندہ ہے اور خود کو انتہائی سے زیادہ باشعوراور تیزوچالاک ہونے کا دعویٰ کرتاہے اور یہ کسی ناصح کی نصیحتوں کو خاطر میں لانے کاروادار بھی نہیں ہے تو بھلاایسے اِنسان کے سامنے ہم کون ہوتے ہیں..؟؟کہ بطورناصح پیش ہوں اوراُسے اپنی نصیحتیں دے کراپناہی سرکھپائیں ایسے میں ہم سے بڑاپاگل کون ہوگا...؟؟

خیر...!! چھوڑیں یہاں ہم بتادیتے ہیں کہ ناصح کی نصیحتیں اپنی جگہہ ہوں سو ہوں... مگر خداکی قسم نہ تو ہم ناصح ہیں اور نہ ہی کسی کو نصیحتیں کرنے کے قائل ہیں، ہم تو وہ ہیں جیساہمارامعاشرہ ہراِنسان کو دیکھناچاہتاہے اور ہم بتائیں کہ ہمارامعاشرہ... جیساآج بے حس ہے...ویساہی بے حس ہراِنسان کو بھی کردیناچاہتاہے...اور ہم بھی اِسی بے حس معاشرے کے بے حس اِنسانوں میں سے ایک اکائی کا درجہ رکھتے ہیں... مگرپھر بھی سلام ہے اُن عظیم اِنسانوں کی

عظمت کو جو بے حس معاشرے میں رہ کر بھی اپنے بگڑے ہوئے بے حس معاشرے کے ہر بے حس اِنسان کو ناصح بن کر نصیحتیں کررہے ہیں اور بے حسوں کے بے حس ضمیروں کو اپنی نصیحتوں سے جھنجھوڑرہے ہیں اور بے حس معاشرے کے بے حس افراد اور لوگوں کو نیکی کی دعوت دے رہے ہیں اور بگڑے ہوئے معاشرے کے بھٹکے ہوئے بے حس اِنسانوں کو سیدھی اور نیک راہ پر ڈال رہے ہیں یوں یقیناً ہمارے معاشرے کے وہ اِنسان قابلِ احترام اور لائق ستائش ہیں جو بطور ناصح اپنی نصیحتوں سے بے حس اِنسانوں کو نیک اِنسان بنانے میں اپنا فعل کردار ادا کررہے ہیں اِس سے انکار نہیں کہ ہمارے معاشرے میں جو اشخاص خود کو بطور ناصح پیش کررہے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ سامنے والا اِن کی ایک نہیں سُن رہاہے اور اِن کی نصیحتوں پر ایک رتی کا بھی عمل نہیں کررہاہے مگر اِس کے باوجود بھی وہ اپنے حصے کا کام کررہے ہیں یوں وہ ہم سے اور آپ سے لاکھ درجے بہتر ہیں اور ربِ کائنات کے عظیم ترنیک و برگزیدہ بندے اور آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے عشاق ہیں جو بلارنگ و نسل زبان و مذہب اپنے قول وفعل سے لوگوں کو نیک اعمال کرنے اور اِنہیں نیکی کی راہ کو اپنانے کے لئے بطور ناصح خود کو پیش کررہے ہیں اور آپ ﷺ کی سُنت کا پرچار کررہے ہیں۔

اَب اِس سارے منظر میں یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ... آج ہم جس دورِ جدید میں زندہ ہیں اور اِکیسویں صدی کے جس سائنسی اور جدید معاشرے میں اپنے معاملاتِ

زندگی انجام دے رہے ہیں یہ ناصح کے حوالے سے دو واضح حصوں میں تقسیم ہوتا نظر آرہا ہے ایک وہ طبقہ ہے جو ناصح کی بات کو سمجھتا ہے اور اِس عمل کرتا ہے اور اِس سے اپنے لئے نیکی اور بھلائی کی راہ نکالتا ہے آج اِن کی تعداد آٹے میں نمک جتنی ہی رہ گئی ہے جبکہ دوسرا وہ طبقہ ہے جو ناصح کو برداشت کرنے کا روادار ہی نہیں ہے تو وہ اِن کی نصیحتوں کو بھی بھلا کیا سُننے گا..؟؟اور کیا عمل کرے گا...؟؟بیشک...!!آج ایسے لوگوں کی تعداد ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کڑوروں تک جا پہنچی ہے یعنی یہ کہ آج ہمارے معاشرے میں اچھے لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ اِن کے برعکس بُرے لوگوں کی تعداد کڑوروں تک پہنچ چکی ہے۔

یمن و سعودی عرب کی لڑائی اور یورپ و اُمتِ مُسلمہ ؟؟حوثی باغیوں،طالبان اور داعش کا کردار.

مشرقِ وسطیٰ کی بگڑتی صُورتِ حال اورپاک سعودی دوستانہ وبرادرانہ تعلقات..پاکستان کی سعودی عرب کو خوش آئندپیشکش

آج جہاں یمن پر سعودی عرب کے درمیان انتہائی سے زیادہ کشیدہ ہونے والی صُورتِ حال نے دونوں کو آزمائش سے دوچار کردیاہے تو وہیں یقیناً عالمِ اسلام کی پہلی اسلامی ایٹمی ریاست پاکستان کو بھی خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ والے مُلک سعودی عرب سے اپنے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کی بناپر کڑی آزمائشوں اور امتحانات سے دوچار کردیاہے ایک طرف حکومتِ پاکستان سعودی عرب کو درپیش اِس مشکل میں اِس کے شانہ بشانہ کھڑی ہوکر اِس کی ہر قدم اور ہر سانس میں ہر قسم کی مدداو رتعاون کرنے کو تیار اور بیتاب دِکھائی دیتی ہے تووہیں حکومت حامی و مخالف کچھ سیاسی اور مذہبی جماعتیں مسلکی اور فقہی جذبات رکھنے کی وجہ سے حکومت کی اِس قابلِ تسائش و لائقِ احترام خواہش و خواہشات پر کہیں ...کھلے تو کہیں.... دبے لفظوں میں اپنے تحفظات کا اظہار کرتی ہوئی بھی نظر آرہی ہیں۔

گو کہ آج سعودی فرماں رواشاہ سلمان سے قریبی اور بھائیوں جیسے تعلقات رکھنے والے ہمارے وزیر اعظم نواز شریف موجودہ حالات میں سعودی عرب کی مدد کرنے کے لئے ہمہ وقت دل وجان سے تیار ہیں تو وہیں اِنہیں اپنے اِس اچھے اقدام پر اپنے یہاں اندر سے دبے اور کھلے لفظوں ہونے والی مخالفت سے بھی بہت سے اندشوں اور مخمصوں نے گھیر رکھا ہے جو اِنہیں کھل کر کوئی فیصلہ کرنے میں مشکل پیدا کر رہے ہیں ابھی وزیر اعظم نواز شریف اِس کش مکش میں مبتلاہی تھے کہ سعودی فرماں رواشاہ سلمان کا وزیر اعظم نواز شریف کو فون آیااور ہمارے وزیر اعظم نواز شریف نے مُلک کی اکثریتی اور پکی و سچی مسلم آبادی کی نمائندگی کرتے ہوئے سعودی فرماں رواشاہ سلمان کی خواہش پر لبیک کہتے ہوئے شاہ سلمان کواِس بات کا یقیندلادیاکہ ” سعودی عرب کی سالمیت کو خطرے کی صورت میں بھرپور دفاع کریں گے اور ہم اپنا بھرپور تعاون کریں گے نہ صرف یہ بلکہ ہم اپنی پوری فوجی طاقت کے ساتھ مشکل کی اِس گھڑی میں اپنے دوست اور برادر مُلک سعودی عرب کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔.

اِس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم نواز شریف نے شاہ سلمان کے فون پر اپنی پوری فوجی طاقت کے ساتھ حاضر ہونے کی جو پیشکش کی ہے یہ ایک بہترین اقدام تو ضرور ہے مگراِس پر ہم یہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ” کیا ہے اچھا ہوتا کہ ہمارے وزیر اعظم نواز شریف کی پہلے اِس بات کی کوشش ہوتی کہ وہ شاہ سلمان سے مسئلے

کو افہام و تفہیم اور امن و سکون سے حل کرانے کی کوششوں کا کہتے اور جب اِس سے کوئی مثبت پیش رفت سامنے نہ آتی تو پھر ہر معاملے کو اُسی طرح حل کرنے میں تعاون کرنے کی یقین دہانی کرادیتے جیساکہ برادر مُلک سعودی عرب چاہتا تھا''۔

بہر کیف ...!! دہشت گردی.... دہشت گردی ہی ہوتی ہے جو خواہ مذہب یا فرقہ واریت کے نام پر کی جائے... یا.... کسی بھی حوالے سے ہو اس فتنے کو جڑ سے ہی ختم کردینے میں بھلائی ہے اَب دہشت گرد طالبان کی شکل میں ہوں ...یا.... حوثی باغیوں کی صورت میں ہوں.... یا داعش جیسے دہشت گرد ناسور ہی کیوں نہ ہوں...اِن میں کسی کو بھی کوئی فرق نہیں کرنا چاہئے اور دہشت گردی کو دہشت گردی سے ہی گردانا چاہئے اور دہشت گردی جیسے ناسور کو بغیر کسی مسلکی و فقہی جذبات اور لگاؤ کے جلد قلع قمع کردینے ہی میں بھلائی اور آشتی کا عنصر غالب رہنا چاہئے۔

آج ہمارے یہاں جو سیاسی و مذہبی جماعتیں خواہ وہ حکومت کی اتحادی ہوں یا اپوزیشن کی حامی ہوں اِنہیں دہشت گردی کے معاملے میں مذہب اور مسلک کا سہارا لے کر دہشت گردوں کے خلاف سخت اقدام کرنے اور کرانے کے لئے ٹائم نہیں دینا چاہئے۔

بہرحال۔۔۔!! آج وزیراعظم نواز شریف نے حوثی باغیوں کے خلاف اتحادی فوج کی کارروائیوں کی حمایت کرکے مشکل کی گھڑی میں سعودی عرب کا ساتھ دینے کی جو پیشکش کی ہے آج وزیراعظم نواشریف کے اِس فیصلے کو پاکستان کے خالص مسلمان اسے خوش آئند قرار دیتے ہیں اور دُعاگو ہیں کہ اللہ اِس فیصلے پر اِنہیں ثابت قدم رکھے اور پاکستان اور اپنے اتحادیوں کی مدد سے سعودی عرب اِس مشکل گھڑی سے جلد نکل جائے اور حوثی باغیوں اور دہشت گردوں کو نشانِ عبرت بنادے۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ یمن کا مسئلہ پرانا یا گھمبیر نہیں ہے۔۔۔ یا آج کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ یہ یکدم سے پیدا ہو کر سامنے آگیا ہے۔۔آج جس طرح یمن میں خانہ جنگی ہورہی ہے اَب اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس کا منفی اثر مشرقی وسطیٰ سمیت دوسرے مسلم ممالک (بشمول پاکستان) میں بھی دیکھنے کو نہ ملے گا۔

اَب اِس ساری صُورتِ حال میں بس یہاں۔۔۔ ضرورت اِس بات کو سمجھنے اور سمجھانے کی ہے کہ عالمِ اسلام کو کسی کا آلہء کاربن کر آپس میں بٹ کر دست و گریباں ہو کراور اپنے جنگی ساز و سامان کے علاوہ اپنے دوستوں یا ہم خیال ممالک اور لوگوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر ہنگامی بنیادوں پر جنگی امداد لے

کریکٹ دوسرے پر اپنی بھرپور طاقت کا استعمال کرنے کے بجائے اور اپنے ہی بھائی کا سر پھوڑ کر اپنا تماشہ بنانے۔۔۔ اور اغیار کو خود پر ہنسنے اور مذاق اور طنز کرنے کا موقع فراہم کرنے کے بجائے یہاں ہمیں بس ایک بات اور ایک نقطہ یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ جس طرح یمن کا مسئلہ گھمبیر ہو کر بھی ابھی تک دبا رہا اِس فتنے کو ابھی اُسی طرح دبا دیا جائے یا پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے سینے چوڑے کریں اور سر جوڑ کر فوراً بیٹھ جائیں اور اِس مسئلے کا فوری اور دیرپا حل نکلیں ہم جو ابھی تک نہیں نکال سکے ہیں آج ہماری اِس کمزوری کا فائدہ ہمارے دُشمنوں نے دونوں کو اپنے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر استعمال کرکے نکالنا چاہ رہے ہیں۔

اَب چونکہ اِسی میں اُمتِ مسلمہ اور عالمِ اسلام کی بہتری اور اُمید کی کرن موجود ہے ہم اپنے موجودہ مسئلے کا حل خود نکالیں اور آئندہ وقتوں میں آنے گھمسان کے رن سے محفوظ رہیں اور اگر پھر بھی کسی بدگمانی اور خوش فہمی کی وجہ سے موجودہ حالات میں ہم نے آپس کے اِس مسئلے کا حل خود سے نہ نکلایا موجودہ ساری صُورتِ حال میں ہم افہام و تفہیم اور خندہ پیشانی سے کام لیتے ہوئے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائے تو پھر آج ہمیں اِس بات کا سو فیصد یقین کرلینا چاہیے کہ اَب اُمتِ مسلمہ کی ملی یکجہتی اور اتحاد و یگانگت کا وہ شیرازہ جس پر عالم اسلام کو فخر اور ناز تھا اِسے بکھیرنے سے کوئی نہیں روک پائے گا

موجودہ لمحات میں یمن کی تیزی سے بگڑی صُورتِ حال اِس جانب واضح اشارہ دے رہی ہے اور ہمیں اِس کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے کہ آج اگر ہم نے انتہائی ہوش مندی اور دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یمن کی بگڑی ہوئی صُورتِ حال اور وہاں پیدا ہونے والی خانہ جنگی کو طاقت کے بیجا استعمال کے بجائے مثبت ٹیبل ٹاک اور بامقصد مذاکرات سے نہ کنٹرول کیا تو بہت جلد یمن کی آگ مشرقِ وسطیٰ سے نکل کر پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور یوں جب ہم اپنا سب کچھ لٹا کر تباہ و برباد کر چکے ہوں گے تب ہمیں ہوش آئے گا تو اُس وقت ہمارے ہاتھ میں سوائے افسوس اور ندامت کہ کچھ نہیں ہوگا۔

اِس موقع پر ہمیں یہ ضرورت سوچنا اور غور کرنا چاہئے کہ آج یمن کی دبی ہوئی چنگاری کو جس طرح ہوا دے کر شعلہ بنا کر پیش کیا گیا ہے اور یمن کو خانہ جنگی کی دلدل میں دھکیلا گیا ہے اِس ساری صُورتِ حال سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا ہے کہ یمن کو خانہ جنگی کی نظر کرکے اسلام دُشمن قوتیں اُمتِ مُسلمہ کو پستی اور ندامت کے کس مقام پر پہنچا کر اِس کا کیسا حشر کرنا چاہتی ہیں آج ہمیں اِس نقطے پر بھی غور و فکر کرنا ہوگا۔

اَب جب کہ عالمی امن کو تباہ و برباد کر دینے والی عالمی سُپر طاقتیں یمن کے مسئلے کو اُبھار کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئی ہیں تو ایسے

میں بالخصوص یمن و سعودی عرب اور اُمتِ مُسلمہ کو جوش کے بجائے ہوش سے کام لینے اور یورپ و امریکااور اسرائیل و ایران کی اُس سازش کو سمجھنا چاہئے کہ یہ سب آپس میں گٹھ جوڑ کرکے کھلم کھلا اور واضح طور پر مُسلمہ اُمہ میں سُنی اور شیعہ دو علیحدہ علیحدہ اور مضبوط بلاکس تیار کرکے عالمِ اسلام کو فرقہ واریت کی ایک ایسی نہ ختم ہونے والی جنگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں جو گلی کوچوں سے نکل کراَب ساری دنیا میں دو مضبوط بلاکوں (سُنی اور شیعہ) کے درمیان لڑی جائے گی پھر یہی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بڑھتے بڑھتے عالمِ اسلام کی طاقت کو کمزور کردیں گی پھر جو بچے گا...اِسے یورپ و امریکااور اسرائیل اتحاد بنا کر اُس پر چڑھائی کردیں گے اور یوں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تیسری اور آخری عالمی جنگ یا صلیبی جنگ شروع ہوجائے گی اور ساری دنیا نیست نابود ہوجانے کے قریب ہوجائے گی قبل اِس کے کہ ایسی کوئی نوبت آئے ہمیں یورپ و امریکااور اسرائیل و ایران کے حوثی باغیوں، طالبان اور داعش اور اِن جیسے مزید آنے والے دہشت گردوں اور فتنوں اور سازشوں کو سمجھنا چاہئے اور اِن بد بختوں سے آنے والی دہشت گردی اور ہولناکیوں سے بچنے کا سامان کرنا چاہئے۔

یمن کے حوثی باغیوں کے عزائم و سعودی عرب کا اندازِ مذمت اور مشرقِ وسطٰی ....

یمن و سعودی عرب کی صُورتِ حال اور پاکستان و اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری...
آج وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یمن اور سعودی عرب کے درمیان جاری کشیدگی سنگین سے سنگین تر ہوتی جارہی ہے اور جیسے جیسے یمن کے حوثی باغیوں کی جارحانہ کارروائیوں میں تیزآتی جارہی ہے عالمی سطح پر بھی حوثی باغیوں کے عزائم اور مقاصددنیاکے سامنے عیاں ہوتے جارہے ہیں۔
یمن میں پھنسے502پاکستانی وطن پہنچ گئے ہیں اور اطلاع ہے پاک بحریہ کافریگیٹ بھی عدن روانہ ہوگیاہے یعنی یہ کہ یمن کے حوثی باغیوں نے پاکستانیوں کے لئے یمنی زمین تنگ کرنی شروع کردی ہے جس کاحکومت پاکستان کو شدت سے احساس ہواتواِس نے یمن سے پاکستانیوں کو نکالنے کے اقدامات کئے اور مزید کرنے کے لئے بھی تیارہے یمنیوں کاپاکستانیوں کے ساتھ ناروا سلوک اِن کی پاکستان سے نفرت کاواضح ثبوت ہے اگر یمنی حوثیوں کایہی رویہ رہاتواِس بات کابھی خدشہ ہے کہ پاکستان سے جو منفی اثرسامنے آئے گااِس کی زد میں خطے کے بہت سے ممالک بھی آسکتے ہیں۔

اگرچہ اَب اِس سارے منظر اور پس منظر میں نظر تو یہی آ رہا ہے کہ یمن کی موجودہ ساری خراب و سنگین صورتِ حال کے اصل ذمہ دار حوثی باغی ہیں جنھوں نے ایران کی سپورٹ لے کر یمن میں خانہ جنگی کا سا ماحول پیدا کر رکھا ہے اور اَب جس کے منفی اثرات یمن و سعودی عرب کے علاوہ مشرقِ وسطیٰ سمیت پاکستان پر بھی پڑ سکتے ہیں ایسے میں پاکستان سمیت اُمتِ مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ یمن اور سعودی عرب پر اپنا دباؤ بڑھا ئیں کہ طاقت کی بدولت مسائل کا حل نکلنا دیرپا نہیں ہوتا ہے دونوں ممالک اپنے مسائل افہام و تفہیم اور بامقصد مذاکرات سے نکالیں یوں یمن کا ایران کا آلہء کار بن کر خود کو جنگ وجدل کی وادی میں جھونکنا کسی بھی صورت نہ صرف یمن بلکہ مشرقِ وسطیٰ کے خطے کے لئے بھی کارآمد نہیں ہوگا۔

اگرچہ یمن اور سعودی عرب کے درمیان جاری جنگی صورتِ حال میں دنیا واضح طور پر شیعہ اور سُنی دھڑوں میں بٹی دکھائی دے رہی ہے اور اُمتِ مسلمہ کے بعض ممالک جن میں بالخصوص پاکستان بھی شامل ہے اِن ممالک کی حکومتوں اور اپوزیشن کی جماعتوں کے درمیان ظاہری و باطنی ایک ایسی کشمکش پیدا ہو چکی ہے اِن ممالک میں جن کے اثرات آنے والے وقتوں میں واضح ہوتے جائیں گے۔

اَب اِس سے انکار نہیں ہے کہ پاکستان جو دنیا کی ایک مکمل اور بااعتماد اسلامی اور پہلی ایٹمی ریاست ہے اِس میں سعودی عرب کے فرماں رواشاہ سلمان کی پاکستان سے ساتھ مانگنے کی خصوصی درخواست پر حکومت اور اپوزیشن جماعتوں میں کچھ تحفظات اور اندیشے پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے حکومتِ پاکستان واضح اور دوٹوک انداز سے یہ فیصلہ نہیں کرپارہی ہے کہ یمن اور سعودی عرب کی جاری جنگ میں سعودی فرماں رواکی پاکستان سے ساتھ مانگنے کی درخواست یاپریشر پر حکومتِ پاکستان کو کیااور کیساکردارادا کرناچاہئے....؟؟کہ سعودی عرب بھی ناراض نہ ہو اور اپوزیشن کی جماعت سے بھی نابگڑے۔

جہاں تک مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ صورتِ حال میں سعودی عرب کے فرماں رواشاہ سلمان کی پاکستان سے ساتھ مانگنے کی درخواست یاپریشر کی بات ہے تواِس پر تو حکومتِ پاکستان کاجواب جلدیادیر ہاں کی جانب آتا نظرِ دکھائی دے رہاہے مگر وہیں دوسری جانب جب حکومت اپنی اتحادی اور اپوزیشن جماعتوں کے اِس معاملے میں تحفظات اور خدشات کودیکھتی ہے تواپنی زبان سے ہاں کا لفظ ادا کرنے سے رک جاتی ہے۔

اُدھر ایک طرف حکومتی اتحادیوں اور اپوزیشن جماعتوں کا یمن اور سعودی عرب کے درمیان جاری جنگ میں سعودی فرماں رواکا پاکستان سے ساتھ مانگنے کی

درخواست پر موقف درست اور سمجھ میں آنے والا ہے کہ ” ماضی میں بھی امریکا سے آنی والی ایک فون کال کے دباؤ میں حکمرانوں نے تھوڑی سی امریکی مدد کی جو حامی بھری اور خود کو امریکی جنگ کا حصہ بنایا... تب سے ابتک امریکا کی اِس جنگ میں امریکا سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہی اُٹھاناپڑاہے اور آج ایک مرتبہ پھر حکومتِ پاکستان کو ایسی ہی کیفیت سے دوبارہ دوچار ہوناپڑرہاہے اَب ایسے میں یہاں حکومتِ پاکستان کو ایک بار پھر کسی کی جنگ میں فرنٹ لائن کا حصہ بننے سے پہلے سومرتبہ ضرور یہ سوچناچاہئے کہ اِس جنگ میں پاکستان کو خود کو بھسم کرنے سے کیا اور کیسے نقصانات کا سامنا کرناپڑسکتاہے...؟؟اورآئندہ دِنوں ، ہفتوں ، مہینوں ، سالوں اور صدیوں میں اِس کے پاکستان پر کیسے منفی اثرات مرتب ہوں گے...؟؟اگراِن تمام سوالات کے کہیں سے مثبت جوابات آئیں تو پھر حکومتِ پاکستان اور عسکری قیادت کو سعودی عرب کی جنگ میں خود کو جھونکنے اور بھسم کرنے کے لئے حامی بھرلینی چاہئے اور اگرجوابات پہلے کی جنگوں سے حاصل ہونے والے جانی اور مالی نقصانات جیسے آئیں تو پھر کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کسی کی ایک فون کال اور پریشر میں آکر ساتھ دینے کی حامی بھر کر اپنا ہی نقصان کئے جائیں اور پھر ہمارے ہاتھ ایک مرتبہ پھر سوائے کفِ افسوس کے کچھ بھی نہ آئے۔

سو..!!اَب ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور قومی اداروں کے

سربراہان اور متحرک پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سمیت سوشل میڈیا کو بھی سعودی عرب کی مدد کی درخواست کے حوالے سے عوامی سطح پر ایک راہ ہموار کرنی چاہئے کہ پھر جس سے جیسے مثبت اور منفی جوابات یا عوامی آرا سامنے آئے تو ہمارے حکمران ملکی مفادات واستحکام اور سالمیت اور خودمختاری کو سامنے رکھتے ہوئے اُن جوابات اور آرا کی روشنی میں فیصلے کریں تاکہ بعد کے اچھے یا بُرے نتائج آنے کی صورت میں سب ہی ذمہ دار ہوں۔

بہرحال ...!! آج یمن میں خود کو انصاراللہ اور زیدی کہنے والے حوثی باغیوں نے اپنے عزائم کی تکمیل اور اپنے مقاصد کے حصول تک یمن کو خانہ جنگی کی نظر کرنے کی ٹھان لی ہے اَب اِن حوثی باغیوں کے بارے میں جان لینا اور اِن سے متعلق معلومات حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہوگیا ہے کہ یہ حوثی کون ہیں...؟؟ اور اِن کے عزائم اور مقاصد کیا ہیں...؟؟ حوثی باغی ماضی میں خود کو انصاراللہ اور زیدی کیوں کہلاتے تھے..؟؟ اور بعد میں یہ حوثی کیوں اور کیسے بن گئے ...؟؟ جب ماضی میں یہ خود کو اِنصاراللہ اور زیدی کہلاتے تھے تو تب اِن کے کیا عزائم تھے...؟ اور اَب جب یہ خود کو حوثی کہلانے میں فخر محسوس کررہے ہیں اور یمن کو خانہ جنگی کی کیفیات سے دوچار کرنے پر کیوں تُلے بیٹھے ہیں.... تو ہم یہاں اپنے پڑھنے والوں کو اِن کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں تاکہ قارئین کی سمجھ میں وہ ساری باتیں آسانی سے آسکیں ہم جو اگلی سطور میں سمجھانا چاہتے

ہیں۔

نہ صرف یہ بلکہ جب اور جہاں کہیں بھی حوثیوں سے متعلق کچھ لکھا، پڑھا اور سُنایا جائے ہمارے قارئین کی سمجھ میں وہ ساری باتیں اور واقعات آجائیں جو عالمی سطح پر حوثیوں کے عزائم اور کارروائیوں کی وجہ سے سامنے آئیں گیں یا یمن اور سعودی عرب کے درمیان جاری جنگ سے رونما ہونے والی بُری و اچھی تبدیلیوں کے اثرات مرتب ہوں تو حوثیوں کے قول و فعل سامنے رہے۔

بہرحال...!! عالمی تحقیقاتی اداروں نے حوثیوں سے متعلق ایک رپورٹ مرتب کی ہے جو پچھلے دِنوں سامنے لائی گئی ہے، ہم یہاں یمن کے حوثی باغیوں سے متعلق تحقیقاتی اداروں کی رپورٹ کا خیر مقدم کرتے ہوئے بس اتنا ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ آج تحقیقاتی اداروں نے یمن کے حوثی باغیوں اور اِن کے عزائم کے بارے میں جو رپورٹ مرتب کی ہے بیشک وہ من و عن درست ہے اور آج جب کہ مشرقی وسطیٰ اور بالخصوص یمن اور سعودی عرب کے درمیان جاری کشیدگی کے باعث عالمی اور مشرقی وسطیٰ میں ہونے والی حالیہ تبدیلیوں اور تناؤ کی صورت حال کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئیے یہ ایک جامع اور مفصل رپورٹ ہے۔

یمن کے حوثی ماضی میں خود کو انصاراللہ اور زیدی کہلاتے تھے یہ اہل تشیع فرقہ

740ء1962ء تک شمالی یمن میں ایک تہائی اکثریت رکھتے تھے زیدی فرقے نے
میں اُس وقت کے سُنی خلیفہ کا تختہ اُلٹ کر اقتدار سنبھالا تھا یوں اِس نے ایک ہزار سال
تک حکومت کی اِس طرح حوثیوں نے 1962ء تک اپنے زورِ بازو شمالی یمن میں اپنی
حکومت قائم رکھی چونکہ یمن میں تیل کی دریافت 1980ء میں ہوئی اور 2001ء
میں اِس کی پیداوار 4 لاکھ 40 ہزار بیرل یومیہ تھی مگر گزشتہ کئی برسوں سے اِن کی آپس
کی مسلسل ٹینشن اور سیاسی کشمکش جاری رہنے اور امور مملکت میں عدم توجہ کے باعث تیل
کے نئے ذخائر کی دریافت پر توجہ نہ دی گئی اور 2014ء میں یہ گھٹ کر صرف ایک لاکھ
بیرل یومیہ تک رہ گئی آج یمن کے موجودہ حوثی ہیں اِس یمنی حوثی فرقے نے
خود کو حوثی کہلوانا اپنے لیڈر بدرالدین ال حوثی سے نسبت کے بعد شروع کیا جس نے اپنی
کارروائیاں 2004 میں مربوط و منظم انداز سے شروع کیں اِسی دوران حوثیوں کے
لیڈر بدرالدین ال حوثی یمنی فوجیوں کے درمیان جاری ایک جھڑپ میں مارا گیا اور یوں
یمن میں حوثی شدت پسند باغیوں کا سلسلہ زور پکڑتا گیا اور آج یہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی
ہے کہ یمن کے حوثی باغیوں نے اپنے عزائم کی تکمیل تک یمن کو شیعہ شدت پسند حوثی
باغیوں کے ہمراہ خانہ جنگی کی طرف دھکیل دیا ہے ہم یہاں اپنے پڑھنے والوں کو یہ بھی
بتاتے چلیں کہ یمن کے حوثی باغیوں کی ایران اپنی مکمل سپورٹ کر رہا ہے اور اِس کے
ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا بہتر سمجھتے ہیں کہ یمن اور سعودی عرب کی سرحدیں ایک دوسرے
کے ساتھ کافی طویل رقبے اور کلومیٹر تک پھیلی ہوئیں ہیں۔

یہاں ہم نے اپنے قارئین کی معلومات کے لئے یمن کے حوثی باغیوں سے متعلق چند چیدہ چیدہ پوائنٹس بیان کئے ہیں اَب جن کی روشنی میں پڑھنے والوں کو یمن اور سعودی عرب کے درمیان کشیدہ ہوتی صورتِ حال کو سمجھنے میں جہاں آسانی ہوگی تو وہیں عالمی سطح پر بدلنے والا سارا منظر نامہ بھی سمجھ آجائے گا

شرجیل میمن صاحب ذرا سُنیئے جناب اور نوٹس لیجے . . . !!

اور پکڑ یئے اُن لوگوں کو جو یہ کہتے ہیں ''بس . . ہم تو جانیں ایک بات ،کام ایک نہیں کرنا پر تسلیاں سب کے لئے. . . . ''
خدمت سیاست اور سیاست سے خدمت کرنا تو جیسے میرے دیس کے ہر خدمتگار اور سیاستدان پر لازم وملزوم ہوگیا ہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس میں کون کب اور کتنا کامیاب رہا ہے . . . ؟؟ تو ہمیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے یہاں کے جتنے بھی خدمتگار گزرے ہیں جب وہ سیاست میں آئے تو اِن کی خدمت تو لوگوں کو یاد رہیں مگر سیاست عوام کو جب کچھ نہ دے سکی تو لوگ اِنہیں بھول گئے اور جب سیاست کرنے سیاستدان میدان میں آئے تو سیاست کی اُوٹ سے کی جانے والی خدمت میں بھی سیاست کا عنصر غالب نظر آیا اور یوں پھر سیاست ، سیاست ہی رہی خدمت ختم ہو کر رہ گئی ایسا ہمارے یہاں تو پچھلے 67 سالوں سے ہو رہا ہے اور آگے کب تک ہوتا رہے گا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اتنا ہے کہ اَب بہت ہو چکی عوام باشعور ہو گئے ہیں اَب خدمتگاروں اور سیاستدانوں کو اپنے یہ روپ اور ڈھنگ بدلنے ہوں گے۔

بہرکیف جی ہاں بس ۔۔۔! ہم تو جانیں ایک بات کہ کام ایک نہیں کرنا پر تسلیاں دے کر ٹال مٹول سے ہی کام کرکے لوگوں سے اپنی تعریفیں کراتے رہنا اپنا تو کام ہے آج ایسے لوگ ہمارے اداروں اور گلی کوچوں اور بازاروں میں بہت مل جاتے ہیں ایسا کرکے اِن کا کام صرف لوگوں کو بے وقوف بنانا ہوتا ہے۔

خیر اَب آتے ہیں اپنے آج کے اصل موضوع کی جانب تو آج ہم اپنے اِس کالم کے ذریعے مخاطب ہیں اپنے صوبائی وزیر بلدیات سندھ جناب شرجیل میمن صاحب سے تو سرجی۔۔۔! عرض یہ ہے کہ بحیثیت صوبائی وزیر بلدیات سندھ جناب شرجیل میمن صاحب سندھ کی سیاست اور عوامی مسائل کے حل کے حوالے سے آپ کی شخصیت کسی تعریف کی محتاج تو نہیں ہے مگر اِس کے باوجود بھی جناب ذرا۔۔۔یہ بھی تو ٹھنڈے دل ودماغ سے سُن لیجئے کہ جناب۔۔۔!! آج سلام ہے آپ کو اور آپ کی اِس شہر کراچی کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے جاری اِس صفائی مہم کو۔۔۔آج جِسے بہت سے لوگ سب سے جُدا اور سب سے منفرد اور اعلیٰ وبالا" صفائی مہم "کہہ رہے ہیں مگر مجھے ایسے لوگوں کی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہے کہ وہ ایک ایسی صفائی مہم کی تعریفوں کے پل باندھنے سے نہیں تھک رہے ہیں جس کے زور وشور سے جاری رہنے کے باوجود بھی جگہہ جگہہ گٹر اُبلتے اور شہر کی گلی کوچوں میں قدِ آدمی سے بھی زیادہ کچرے کے اُونچے اُونچے انبار لگے نظر آرہے ہیں جنہیں دیکھ کر بے ساختہ منہ سے یہ نکل پڑتا ہے کہ بھلا یہ کیسی صفائی مہم ہے۔۔۔؟؟ جس میں جابجا صفائی

سے زیادہ گندگی اور غلاظت کے ہی ڈھیر دکھائی دے رہے ہیں ایسے میں ، ہم آپ کی اِس صفائی مہم کو بہترین و اعلیٰ صفائی مہم کہنے والو کو پاگل ہی کہیں گے وہ اِس لئے کہ ارے جناب... پچھلے ایک ماہ سے شہر کراچی کے علاقے لانڈھی سے تعلق رکھنے والے ہم سمیت بہت سے لوگ آپ کے بنائے گئے واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے شکایتی مرکز اور کمپلین آفس میں مسلسل فون پر فون کرکے یہ شکایت درج کروارہے رہیں اور اِنہیں انتہائی التجایہ انداز سے یہ بھی بتا رہے ہیں کہ " جناب اِس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور اِسے ترجیحی بنیادوں پر حل کروائیں یہ ایک انتہائی سنجیدہ اور فوری حل طلب مسئلہ ہے... کیوں کہ گزشتہ 60/50 دِنوں سے لانڈھی نمبر 1 ایریا 37/B کے علاقے میں گٹر کی مین لائینز/لائنیں بھری ہوئی ہیں جن کے بھر جانے کے باعث گٹر کا گندا اور کالا بدبودار پانی نل کے پینے کے صاف پانی میں مکس ہو کر آرہا ہے، جس سے علاقہ مکینوں میں بہت سی پیٹ کی بیماریاں اور جلدی امراض پیدا ہو رہے ہیں پلیز اس مسئلے کو جلد حل کروائیں" مگر افسوس ہے کہ جناب شرجیل میمن صاحب... !! آج یعنی کہ اِن سطور کے رقم کرنے تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو پایا ہے جبکہ لانڈھی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ آفس کے ذمہ داران روز ایک نہیں کہانی سُنا دیتے ہیں " کہ آج میشن نہیں ہے... تو کبھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ آج لیبر نہیں ہے، کبھی مشین ہوتی ہے... تو لیبر نہیں ہوتے اور جب لیبر ہوتے ہیں تو مشین نہیں ہوتی اور جب لیبر اور مشین دستیاب ہوتی ہے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ آج آپ کا کام نہیں ہو سکتا ہے کیوں کہ آج فلاں علاقے

کا نمبر ہے کیوں کہ اِس علاقے کی سڑکوں اور گلیوں میں گٹر کا پانی بہہ رہا ہے ہم پر اُوپر سے دباؤ ہے ہمارے پاس لیبر نہیں ہے اگر ہے تو بہت کم... مشین ایک ہے اور وہ بھی کبھی ٹھیک طرح سے کام کرتی ہے اور کبھی وہ بھی کام نہیں کرتی... اور اگر کسی روز مشین اور لیبر دونوں دستیاب ہوتے ہیں تو باآوازِ بلند یہ جواب دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے (حالانکہ یہ سب جھوٹ ہوتا ہے) کہ آج ہمارے علاقوں کے منتخب نمائندگان کی خصوصی ہدایات ہیں کہ آج سب کام چھوڑ کر پہلے اِن کی دی ہوئیں ہدایات /وی وی آئی پیز مقامات پر کام کیا جائے پھر کہیں اور جایا جائے اور اِسی چکر میں دن تمام ہو جاتا ہے اور ہمارا گٹر کا گندا پانی پینے اور استعمال کرنے کا مسئلہ دب کر رہ جاتا ہے الغرض یہ کہ ذمہ داران اِس قسم کے حربے استعمال کرکے علاقہ مکینوں کو گٹر کا گندا اور بدبودار پانی استعمال کرنے پر مجبور کئے ہوئے ہیں لانڈھی ایک غریب اور محنت کش ڈیلی مزدوری کرکے روز کمانے اور روز کھانے والوں کا علاقہ ہے آخر کب تک علاقہ مکین پانی جیسی آسانی سے مفت دستیاب شئے کو بھی خرید کر پیتے رہیں گے.برائے کرم شرجیل میمن صاحب...!! علاقہ مکینوں کے اِس مسئلے کو بلا کسی تعطل اور تعطیل کے جلد حل کروائیں معاف کیجئے گا ہمیں یہاں یہ کہنے دیجئے کہ آپ کی سندھ کی حکومت میں غریبوں کو کچھ ریلیف ملے یا نہ ملے مگر ارے جناب...!! آج آپ کی حکومت میں آپ کی ذرا سی توجہ اور محنت سے لانڈھی کے علاقے کے غریب رہائشیوں کو کم از کم پینے کا صاف پانی تو دستیاب ہو سکے۔

ہاں جناب شرجیل میمن صاحب...!!ایک کام اور کیجئے گا یہ مسئلہ حل کروانے کے بعد کم از کم اُن ذمہ داران سے یہ ضرور پوچھیئے گا کہ اِس کام کی تاخیر کی اصل وجہ کیا تھی...؟؟اور بہانے بازیوں اور ٹال مٹول سے کیوں اور کس لئے کام لیاگیا..؟؟آپ کی اِس طرح بازپُرس سے بہت سے مسائل جلد حل ہوجائیں گے اور پھر ہم جیسے کسی کالم نویس یا میڈیاپرسن کو کچھ لکھنے اور کچھ کہنے کی زحمت بھی نہیں ہوگی۔

بہرحال بس...ہم تو جانیں ایک بات... کام ایک نہیں کرناپر تسلیاں سب کے لئے..یہ ہمارے معاشرے کا سمبل بن گیاہے جبکہ اِس سے اِنکار نہیں کہ آج ہمارے معاشرے میں کسی کے دماغ میں اپنی اچھی بات کو ٹھوسنایا بیٹھانا یا اپنے سامنے والے کو کسی بھی طریقے سے کسی بھی منفی سوچ و عمل کی جانب راغب کرنا....یقیناً کسی سے پیسے مانگنے یااُس کی زندگی چھین لینے سے بھی زیادہ مشکل نہیں رہاہے ہمارے یہاں جو بھی جو کام کررہاہے اُسے وہ کام آسان لگتاہے خواہ اُس کا کام منفی نوعیت کا ہے یا مثبت سب ہی خوش ہیں۔آج ہمارااور آپ کا یہ معاشرہ جس میں ہم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کی ناقص کارکردگی کے باعث اپنے تمام بنیادی حقوق اور سہولیاتِ زندگی سے محروم ہیں تووہیں ہم گھٹ گھٹ کر سانس لے کر بھی کیسے زندہ ہیں..؟؟اِس پر ہم خود بھی حیران ہیں توآپ

ایسے میں یہ کیوں نا ثابت ہو کہ دنیا کا یہ وہ عجوبہ ہے جس پر دنیا بھی حیران و پریشان ہے کہ یہ کائنات کا کیسا عجیب و غریب مُلک اور معاشرہ ہے..؟؟جس کے لوگ اپنے بنیادی حقوق اور تمام تر جدید و بہترین سہولیات زندگی سے محروم رہ کر بھی کیسے زندہ ہیں...؟؟اور اِس پر عجب یہ بھی کہ ہمارے دیس کے لوگ تمام تر محرومیوں کے باوجود ... بھی دنیا میں انقلاب کی کمان سنبھالنے کو بھی بیتاب ہیں

اگرچہ...!!ہمارے معاشرے اور مُلک کے یہ لوگ جو اپنے تمام بنیادی اِنسانی حقوق اور زندگی گزارنے والی بہترین سہولیات زندگی سے محروم رہ کر بھی دنیائے عالم کے انقلاب کی کمان سنبھالنے کو بیتاب ہیں اور اِس پر اس سے بھی اِنکار نہیں کہ آج ان میں وہی لوگ سُکھ اور چین کی زندگی گزار رہے ہیں جنھیں چرب زبانی اور روپ بدلنے میں مہارت ہے ایسے ہی لوگ اور افراد ہمارے معاشرے میں کامیاب بلکہ کامیاب ترین لوگ تصور کئے جاتے ہیں کیوں کہ یہ لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے اپنا روپ ایسے بدلتے ہیں جیسے دنیا کے امراء روز اپنے پیروں کی چپل اور کپڑے بدلتے ہیں آج ایسے لوگوں اور گرہوں اور ٹولوں اور طبقوں کے نزدیک ہمارے معاشرے کا ہر مظلوم و بے کس اور مجبور شخص خواہ اِس کا تعلق کسی بھی جنس سے ہو اُس کا کاندھا اور سر ایسے لوگوں کی ترقی و خوشحالی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں جنھیں چرب زبانی اور مظلوموں کو سبز باغ دکھانے اور وعدے

کرکے مکر جانے کی عادت ہے اور اپناکام نکل جانے کے بعد یہی چرب زبان غریبوں اور مظلوموں کے مسائل حل نہ کرنے کے لئے خاطر ایساچپ کا روزہ رکھ لیتے ہیں کہ مظلوم دُھائی کرتے رہ جاتے ہیں مگر کوئی اِن کے مسائل حل کرنے والانہیں ہوتاہے۔

ہمارے دیس اور معاشرے میں ایسے چرب زبان اور بہروپے لوگوں کی مثال تو شیخ سعدیؒ کی حکایت کے اُس خوش اخلاق مصریِ فقیر جیسی ہے جس نے لوگوں کو چرب زبانی اور بہروپے کا رنگ ڈھنگ ڈھالنے کے بعد خود کویکدم دوسرے انداز سے پیش کیا اور اُس چرب زبان بہروپے خوش اخلاق مصری فقیر نے مصر میں ایک طویل عرصے تک چپ کا روزہ رکھ لیالوگ دور دراز سے فیض یاب ہونے کے لئے اِس کے پاس آتے اور اِس کے گرد ایسے جمگھٹالگ جاتا جیسے شمع کے گرد پروانے ہوتے ہیں بالاآخرایک روزاِس بہروپے کے دل میں یہ بات آئی کہ اِنسان دراصل اپنی زبان کے نیچے چھپاہواہے کیونکہ زبان کی خوش کلامی سے لوگوں کے دل جیتے جاسکتے ہیں اور اگر میں اِسی طرح چپ رہاتو کوئی کیاجانے گاکہ بڑادانشورہے جیسے ہی اِس بہروپے کے دل میں یہ خیال آیااور وہ جب بولاتواِس کا بھانڈابیچ چوراہے پھوٹ گیا،تب ہر کسی کو معلوم ہوگیاکہ وہ بہت بڑاجاہل ہےاِس کے عقیدت منداِس سے متنفرہوگئےاوراِس کی ہوااُکھڑ گئی لہٰذااِس نے وہاں سے سفر کرجانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی لیکن جاتے ہوئے مسجد کی محراب پر یہ بات

لکھ گیا کہ میں اگر آئینے میں اپنی شکل دیکھ لیتا تو منہ سے نقاب نہ اُٹھاتا یعنی بول کر اپنی جہالت ظاہر نہ کرتا میں نے نقاب اُسی زعم میں اُٹھا دیا کہ میں بڑا خوبصورت ہوں حالانکہ معاملہ اِس کے برعکس تھا یعنی مجھے خیال تھا کہ میں بڑا دانشور ہوں بولوں گا تو موتی رولوں گا پر ہوا یہ کہ بولا تو اپنی جہالت کا تھیلا کھولا'' .... مصری فقیر کو تو اپنی خاموشی کو توڑتے ہی یہ احساس ہو گیا کہ یہ لوگوں کو اپنی خاموشی سے تو بے وقوف بناتا رہا مگر جب اپنی اِس عادت سے خود ہی بیزار ہوا اور خود کو لوگوں کے سامنے دانشور بنا کر پیش کرنا چاہا تو پھر خود ہی ذلیل و خوار ہوا یہی بات حضرت شیخ سعدیؒ نے اپنی حکایت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ '' جاہل کے لئے خاموش رہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اِس سے اِس کی جہالت چھپی رہتی ہے''۔

آج اگر ہمارے چرب زبان اور بہروپئے حکمران، سیاستدان، قومی اداروں کے سربراہان اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر بیٹھے بہروپئے مگر خوش اخلاق جاہل لوگ اَب جس طرح سے بھی قوم کو بے وقوف بنانا چاہیں تو اَب قوم اِن کی کسی بھی چرب زبانی، روپ بدل بدل کر سامنے آنے والے کرداروں اور اِن کی بے وقوف بنانے والی خاموشی سے بھی اِن کے پیچھے نہیں بھاگیں گے اور نہ ہی اَب قوم اِیسے لوگوں کے گرد جمگھٹا لگا کر اِن کے گُن گائے گی بلکہ اَب بس ... ہم تو جانیں ایک بات .... وہ یہ کہ کام تو کرنا نہیں ہے تسلیاں سب کے لئے ہیں ایسے

میں قوم اپنے چرب زبان و بہروپے اور چپ کا روزہ رکھ کر اسے بے وقوف بنانے والے اپنے سیاستدانوں، حکمرانوں، قومی اداروں کے سربراہان اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر چہرے بدل بدل کر آنے والے مختلف فطرت اور مختلف اقسام اور ہر طرح کی بولیاں بولنے والے چرب زبانوں، بہروپیوں اور چپ کا روزہ رکھنے کے بعد اب کھولنے اور زبانیں ہلانے والے اپنے جاہلوں کو پہنچان چکی ہے۔اَب قوم اپنے مشاہدات کے بعد حاصل ہونے والے تجربات کا فیصلہ مُلک میں اگلے سالوں میں ہونے والے جنرل الیکشن میں کرکے سب کو حیران و پریشان کردے گی بس وقت اور اُس گھڑی کا انتظار ہے جب پاکستانی قوم اپنی پوری قوت سے کسی بھی شکل میں سامنے آنے والے چرب زبانوں بہروپیوں اور دیدہ ودانستہ چپ کا روزہ رکھ کر قوم کو بے وقوف بنانے والے ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ”بس... ہم تو جانیں ایک بات.....کام تو ایک نہیں کرنا پر تسلیاں سب کے لئے“ اِن لوگوں کا سیاسی کیریئر ختم کردے گی. (ختم شُد)

!! ... 246 کے ضمنی الیکشن اور اخلاقی وسیاسی تقاضے NA-کراچی

2013 کے عام انتخابات میں کراچی سینٹرل کے حلقہ N-246 سے ایم کیو ایم کے ٹکٹ سے کامیاب ہونے والے ایم این اے نبیل گبول کے (سولہ سترہ ماہ بعد ان کی ذاتی یا سیاسی وجوہات کی بنا پر دیئے جانے والے) استعفے کے بعد خالی ہونے والی سیٹ پر 23 اپریل 2015 کو کراچی سینٹرل میں ضمنی الیکشن ہونے کو ہے یوں اِن دِنوں اِس سیٹ کے لئے انتخاب میں حصہ لینے والے بالخصوص ایم کیوایم اور پی ٹی آئی کے اُمیدواروں کی انتخابی مہم کا سلسلہ دونوں ہی جانب سے زوراور شور سے جاری ہے اور دونوں اُمیدواروں اوراِن کے حامیوں کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف سیاسی اور ذاتی مخالفت میں جملوں اور نعرے بازیوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ بھی بام عروج پر پہنچا نظر آ رہا ہے۔

آج ایسے میں نہ صرف شہر کراچی اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی پاکستانی موجود ہیں اُن کی بھی اور یورپی یونین سمیت ساری دنیا کے مبصرین کی نظرین بھی این اے 246 کے ضمنی الیکشن پر گڑی ہوئیں ہیں اوراِس حلقے میں پچھلے کچھ دِنوں سے پل پل تبدیل ہونے والی کشیدہ صورتحال میں ہونے والے ضمنی الیکشن کے یقینی ہونے اور نہ ہونے ..؟؟اور ایسی طرح اور ہونے جانے کی

صورت میں ایم کیو ایم یا پی ٹی آئی کی کامیابی سے اگلے وقتوں میں مُلک میں جو سیاسی تبدیلی رونما ہوگی ...اِس پر بھی بولنے کے لئے اپنی اپنی زبانوں کو بغیر رکے اور تیز چلانے اور بولنے کے لئے گریس لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ سب کے سب ابھی سے ہی اپنے اپنے پروگراموں کو حتمی شکل دے چکے ہیں جس میں یہ این اے 246 کے ضمنی الیکشن کے بعد حاصل ہونے والے نتیجے کو مُلکی سیاست کے لئے کارآمد بنانے کے لئے اپنے مشورے دیں گے۔

اگرچہ ..!! این اے 246 کراچی کے ضمنی انتخاب میں جن جماعتوں کے اُمیدوران نے حصہ لیا ہے اِن پر کچھ سیاسی اور اخلاقی ضابطوں اور قوانین کا بھی اطلاق ہوتا ہے آج اگر الیکشن کمیشن کے وضع کردہ ضابطہ اخلاق اور قوانین پر اِن کی روح کے مطابق حصہ لینے والی سیاسی جماعتوں کے اُمیدوران اور اِن کے حامی عمل کرلیں تو کوئی شک نہیں کہ 23 اپریل کو حلقہ این اے 246 میں ہونے والے ضمنی الیکشن کا انعقاد پُرامن طریقے سے ... یقینی نہ بنایا جاسکے

مگر گزشتہ کچھ دِنوں سے این اے 246 میں پیش آنے والے واقعات اور اِن کے بعد حلقے میں پیدا ہونے والے خوف وہراس اور کشیدگی کے ماحول نے اِس حلقے کے ضمنی الیکشن کے انعقاد کو خطرات اور تشویش ناک حد تک سنگین سے سنگین تر بنا دیا ہے

اگرچہ ...!! ابھی 23 اپریل کو بہت وقت پڑا ہے آج اگر حکومتِ واقعی حلقہ این

اے 246 کے ضمنی الیکشن کو انعقاد کے لئے مخلص ہے تو پھر سندھ انتظامیہ اور شہر میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور الیکشن کمیشن پر یہ بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پھر یہ اُن محرکات کا ضرور کھوج لگائیں 3 اپریل کو کریم آباد پر تحریک انصاف کے انتخابی کیمپ سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کے اصل ذمہ دار کون سے عناصر ہیں موجودہ حالات میں پی ٹی آئی کی جانب سے لگانے جانے والے الزامات کی وجہ سے صرف ایم کیوایم '' کو موردِ الزام ٹھیرانا کسی بھی صورت ٹھیک نہیں ہوگا'' یہاں'' سندھ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے اور اِنصاف مہیا کرنے والے اداروں کے ذمہ داران کو اِس کا بھی باریک بینی سے ضرور جائزہ لینا ہوگا کہ ایم کیوایم اور پی ٹی آئی میں جاری کشیدگی کا فائدہ کوئی تیسری جماعت تو نہیں اُٹھا رہی ہے ممکن ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتی ہو کہ حلقے میں الیکشن ہوں اور جس کے لئے اُس نے ہی اپنے لوگوں کو بھیج کر پی ٹی آئی کا کیمپ اُکھاڑ پھینکا ہو۔

بہر حال۔۔۔اَب اِن تمام محرکات کو معلوم کرنا اور اُن کا سیاسی واخلاقی اور قانونی زاویوں سے صاف وشفاف تحقیقات کرکے فوری طورپر قلع قمع کرنا سندھ انتظامیہ، الیکشن کمیشن اور قانون نافذ کرنے والوں کی ذمہ داری ہے اور اُن عناصر کو عوام کے سامنے لایا جائے جن کی وجہ سے انتخابی مہم کی دوران ایسے کشیدہ حالات اور واقعات رونما ہوئے کہ انتخابی حلقے کا امن خراب ہونے کے

قریب پہنچ گیا۔

آج ایسے میں ایسا بھی لگ رہاہے کہ شاید کوئی نہ کوئی سیاسی قوت ایسی ضرور ہے جو قبل ازوقت اپنی جیت اور خوش فہمی میں مبتلاہے اور ایسے حالات پیدا کردینا چاہتی ہے کہ یاتوحلقے میں ضمنی الیکشن ہی نہ ہواور اگر باحالتِ مجبوری ہو بھی جائے تواِس کے ہونے اور نہ ہونے پر سوالیہ نشان لگ جائے یاپھر لگادیا جائے۔

جبکہ اُدھر 23اپریل کو کراچی سینٹرل کے حلقے 246میں ہونے والے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے والی مُلک کی دوبڑی جماعتوں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور پاکستان تحریک انصاف کے اُمیدواروں اور اِن کے حامیوں کے درمیان انتخابی مہم کے دوران پچھلے کچھ دِنوں سے جاری کشیدگی کسی بھی لمحے تھمنے کا نام نہیں لے رہی ہے اور دونوں ہی جماعتوں کے جذباتی حامیوں کی جانب سے ایسے حالات پیداکئے جارہے ہیں کہ حلقے میں پُرامن انعقادکے لئے وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار کو یہ بیان دیناپڑگیاہے کہ NA-246میں سخت کشیدگی کے باعث رینجرز لگا سکتے ہیں''۔

جبکہ اطلاع ہے کہ کراچی کے حلقہ NA-246 کے ضمنی الیکشن کی انتخابی مہم کے

سلسلے میں پاکستان تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان 9 اپریل کو عزیزآباد کا دورہ کریں گے اور اگلے دس دن بعد یعنی کہ 19 اپریل کو جناح گراؤنڈ یا حلقے کے کسی بھی کھلے مقام یا میدان میں جلسہ کرنے کا ادارہ رکھتے ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ عمران خان اور اِن کی پارٹی کے اُمیدوار انتخابی حلقے میں جلسہ نہ کریں ضرور کریں مگر اِن دونوں مواقع پر عمران خان اور اِن کی جماعت کے اُمیدوار پر کچھ ایسی اخلاقی اور سیاسی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کہ وہ الیکشن کمیشن کے وضع کردہ ضابطوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں اور اپنی زبان اور لب سے ایسے غیر اخلاقی اور غیر سیاسی اور کشیدہ انگیز جملے اور الفاظ قطعاً ادا نہ کریں جن کی وجہ سے کسی کو کوئی غلط فہیمی پیدا ہو جائے اور حالات کشیدہ تر ہو جائیں اور اِسی طرح دوسری جماعتیں خواہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان، پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن و ق وغیرہ) اور جماعتِ اسلامی ہی کیوں نہ ہوں اِنہیں بھی اپنی انتخابی مہم اور جلسے جلوسوں اور اجتماعات میں صبر و برداشت اور تحمل کے ساتھ خود بھی ایسے جملوں اور الفاظ ادا نہیں کرنا چاہئے کہ جو دوسروں کو بُرے لگیں اور اور ایسے نعروں سے بھی اجتناب برتنا چاہئے جن کسی کے سیاسی اور اخلاقی جذبات مجروح ہو اں ور حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ ضمنی الیکشن کھٹائی میں پڑتا محسوس ہونے لگے اور کوئی جماعت اپنی اچھی بھلی ہاتھ آئی ہوئی جیت اور کامیابی سے بھی محروم ہو جائے اور اِس کے ساتھ ہی کوئی مضبوط ترین حریف یعنی دوسری جماعت حالات واقعات کا فائدہ اُٹھائے اور وہ

ہار کر بھی... ہار اپنے گلے میں ڈال لے کہ اِس نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس نے شہید کے چھتے میں جو ہاتھ ڈالا ہے اِس کے اِس عمل میں نقصان تو اِسی کا ہی ہوگا مگر پھر بھی وہ اپنے اِس کارنامے پر خوش فہم رہے کہ اِس نے ایسا کرکے اِس حلقے کا تیس سالہ وہ جمود توڑ دیا ہے جو تیس سالوں میں کوئی دوسری جماعت نہیں توڑ سکی تھی۔

سو ایسے میں کسی کی اِس خوش فہمی کو اِس کی اِس خوش فہمی تک ہی محدود رکھنے کے لئے اِسے میں کسی کو اپنا سینہ چوڑا کرکے اپنے دل و دماغ کے تمام دریچے اور خانے بھی کھول لینے چاہیں اور اپنے حلقے کے ضمنی الیکشن میں حصہ لینے کے لئے آنے والی کسی سیاسی جماعت کو اِس کی انتخابی مہم کو جاری رکھنے کے لئے خوش آمدید کہتے ہوئے اِسے اجازت دی جائے اور بڑھ چڑھ کر اور آگے بڑھ کر اِسے گلے لگا کر اِسے اِس کی ہر قسم کی الیکشن مہم چلانے میں مدد بھی کی جائے یہاں ایسا کرنے والے میزبان کو یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ کوئی کچھ بھی کرلے اور اپنی جیت کے لئے چاہئے جتنے بھی حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرلے کامیابی تو اِن ہی کی ہوگی اِس حلقے سے جن کی پچھلے کئی سالوں سے کامیابیاں ہوتی چلی آئیں ہیں بس خیال رہے کہ اِن کی جانب سے الیکشن کمیشن کے وضع کردہ ضابطہ اخلاق اور قانون کا شیرازہ نہ بکھرنے پائے ورنہ کوئی مظلوم بن کر اپنی ہار پر ہار پہن لے گا اور پھر کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

.پاکستان. سعودی عرب اور یمن کی مفادات کی لڑائی میں خود کو نہ جھونکے !!...

یمن تنازعِ پہ حکومتِ پاکستان ہوش سے کام لے...!! کہیں یمن تنازع تیسری عالمی جنگ کی ابتداء تو نہیں ..؟؟

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر محبِ وطن پاکستانی کی یہ دلی خواہش ہے کہ سعودی عرب جیسے محترم المقام دوست اور اپنے بڑے مُسلم برادر ملک سعودی عرب کی مشکل کی اِس گھڑی میں ہر صورت میں بھرپور طریقے سے اُس کا ساتھ دیا جائے.... مگر قبل اِس کے کہ یمن تنازع کا حل ٹیبل ٹاک اور افہام و تفہیم سے ہی نکالا جائے اور جب اِس سے کام نہ بنے تو پھر ہلکی پھلکی ڈانٹ ڈپٹ اور تھوڑی سی طاقت کا استعمال کرکے بھی مسئلے کا جلد حل نکالنا ہی مشرقِ وسطٰی سمیت ساری دنیا کے امن و سکون کا ضامن ثابت ہو سکتا ہے ورنہ... یمن تنازع پر کسی بھی حال میں بھرپور طاقت کا استعمال دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی جانب لے جانے کی ابتداء بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

اَب اِس صورتِ حال میں حکومتِ پاکستان کو چاہئے کہ یہ سعودی عرب کی جانب سے یمن تنازع پر مدد مانگنے کی درخواست کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لے اور اپنا فوری طور پر ایک ایسا تھنک ٹینک تشکیل دے جو مشرقِ وسطٰی کے موجودہ

تنازع کے فوری حل سمیت عالمی سطح پر تبدیل ہونے والی صورتِ حال سے متعلق بھی بہتر فیصلے کرے۔

اگرچہ آج بہت سے عالمی سطح پر کئے جانے والے حکومتی فیصلوں اور اقدامات کے حوالوں سے پیش کئے جانے والے حکومتی نقطے نظر سے ہر پاکستانی خائف ہے اور ساتھ ہی وہ اِس سے بھی انکاری ہے کہ پاکستان میں کسی بھی قسم کی کوئی بڑی یا چھوٹی خارجہ پالیسی ہے اور اگر پھر بھی حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ پاکستان میں کوئی خارجہ پالیسی ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی کئی حوالوں سے بے حد کمزور ہے۔ معاف کیجئے گا یہاں ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے بد قسمتی سے پاکستان میں بہترین خارجہ پالیسیز بنانے والوں کے بجائے ہمارے یہاں خالص ناقص وخارج منفی پالیسی بنانے والوں کا عمل دخل کچھ زیادہ ہی نظر آیا ہے آج جس کی وجہ سے ہم کئی حوالوں سے عالمی سطح پر اپنا جائز موقف بیان کرنے سے بھی قاصر رہے ہیں ایسے میں جب ہم اپنا موقف ہی ٹھیک طرح سے بیان نہیں پائے... تو پھر ایسے میں بھلا ہم کسی سے اپنا جائز حق بھی کیسے حاصل کرپاتے...؟؟

اَب ایسے میں لازم ہے کہ ہمارے یہاں معاشی ، سیاسی ودفاعی لحاظ سے دنیا کے

سامنے اپنے جائز موقف کو وضع کرنے کے خاطر اپنی خارجہ پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے دوراندیش اور قابلِ عمل و بھروسہ اشخاص پر مبنی ایک ایسے تھنک ٹینک تشکیل دیا جائے جس کی موجودہ حالات میں اشد ضرورت ہے بس جس کا کام ہی صرف اپنے شعبے میں بہتری سے متعلق سوچنا اور ایسی قابلِ اعتماد و بھروسہ خارجہ پالیسی تشکیل دینا اور اِس پر حکمران الوقت، سیاستدانوں اور قومی عسکری اور سول اداروں کے سربراہان کو اُس پر سختی سے عمل درآمد کرنے سے ہی متعلق ہو تواِس سے یقیناً اگلے وقتوں میں عالمی سطح پر پاکستان کا مورال بلند ہوگا اور بہت سے ایسے مسائل حل ہو جائیں جو کبھی ماضی میں فردِ واحد (نائن الیون کے بعد سابق آمر جنرل پرویز مشرف) کے فیصلوں سے بگڑے... جس کا خمیازہ مُلک و قوم آج تک بھگت رہے ہیں اور آج ایک مرتبہ پھر یمن تنازعِ پر موجودہ حکومت میں فردِ واحد (وزیراعظم) کے فیصلے سے پاکستان سمیت خطے کے حالات پھر بگڑنے والے ہیں۔

بہرکیف...!! آج مشرقِ وسطیٰ کے علاقے یمن میں سعودی عرب اور یمن کی 19 مارچ 2015 سے ہونے والی مفاداتی لڑائی میں لگ بھگ 600 معصوم اِنسانی جانیں ہلاک اور 1800 سے زائد افراد زخمی ہو کر ساری زندگی کے لئے مفلوج ہو گئے ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں کے موجودہ حالات میں مشرقِ وسطیٰ میں جو گیم شروع

ہوچکا ہے اگر یہ کھیل اِسی طرح جاری رہا اور اِس کا بغیر جنگ وجدل اور قتل وغارت گری کے افہام و تفہیم اور مذاکرات سے کوئی دیرپا اور مستقل حل نہ نکالا گیا تو یمن اور سعودی عرب اور ایران کو اسلحہ فروخت کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا سازشی دہشت گردِ اعظم امریکا اور اِس کے اسرائیل جیسے حواری یورپی ممالک اِس جنگ سے وہ سارے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے یوں جن کے آسانی سے حصول کے خاطر اُنھوں نے (مُسلمہ اُمہ میں یمن تنازع کا بھونچال پیدا کرنے) کے لئے اپنی بساط کا جال بیچھایا ہے۔

بہرحال..!! آج یمن و سعودی عرب کو اغیار کی بیچھائی ہوئی اِس چال اور سازش کو سمجھنا بہت ضروری ہے کہ وہ ہوش کے بجائے جوش سے کام لے کر خطے کو کس کی کس جنگ کی جانب لے جارہے ہیں اور ایسے میں دنیائے اسلام کی پہلی (اور جدید ایٹمی دنیا کی آٹھویں) ایٹمی قوت پاکستان پر بھی سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے آج جو (جوش کی پٹی آنکھوں پہ چڑھائے اِس سے اندھے ہوجانے والے دونوں مسلم ممالک یمن و سعودی عرب کی لڑائی میں) کسی طاقتور بھولے بھالے لڈن پپو پہلوان کی طرح گود جانے کی کوششوں میں مصروف ہے یعنی کہ آج پاکستانی حکومت سعودی عرب کی درخواست پر یمن میں اپنی فوج، لڑاکا طیارے اور بحری جہازوں کے ساتھ حصہ لینے کے لئے اپنے پَر تول رہی ہے۔

اَب ایسے میں مشرقِ وسطیٰ میں یمن تنازع سے پیداہونے والی موجودہ صورتِ حال میں حکومتِ پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنا کوئی ایسا قدم اُٹھانے سے پہلے یہ ضرور سوچ لے کہ اِس کے ایسا کرنے سے مشرقِ وسطیٰ سمیت خود اِس کے ااپنے خطے کے بہت سے قریبی اور پڑوسی ممالک کے ساتھ ساتھ عالمِ کُل پر کیسا منفی اثر جائے گا...؟؟اور پاکستان کااپنی فوج اور جنگی سازروسامان کے ساتھ یمن و سعودی عرب کی مفاداتی لڑائی میں خود کو جھونک کر کتنا نقصان ہوگا...؟؟کیااِس کا بھی حکومتِ پاکستان نے کچھ سوچاہے..؟؟یا حکومتِ پاکستان نے کسی سے محبت اور اُلفت کی آڑ میں غیروں کی لڑائی میں خود کو جھونک کر پاکستان اور پاکستانیوں کو نئی نئی مصیبتوں اور مشکلات میں دھکیلنے کا تہیہ کرلیاہے...؟؟آج اگر ایسا کچھ ہے تو حکومت اپنا کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے قوم کو اعتماد میں لے.... ورنہ غیر کی لڑائی میں پاکستان اور پاکستانیوں کو مصیبتوں میں نہ ڈالے...!!

آج یقیناپاکستان میں یمن تنازِع پر فردِ واحد (وزیرِاعظم پاکسان) کی جانب سے کئے جانے والے فیصلے نہ صرف پاکستان اور پاکستانیوں بلکہ اُمتِ مُسلمہ کو بھی ایک ایسی نہ رکنے والی جنگ یالڑائی میں دھکیل سکتے ہیں جو سنگین سے سنگین صورت اختیار کرنے کے بعد دنیاکو واضح طور پر دوبلاکس میں تقسیم کردے گی اور پھر یہی جنگ مزید آگے چل کر صلیبی جنگ کی شکل بھی اختیار کرجائے گی

یہاں ہم ایک بار پھر اپنی حکومت اور اپنے سیاستدانوں کو متنبہ کرتے ہوئے یہی مشورہ دیں گے کہ خدارا حکومتِ پاکستان کو یمن تنازع پر اپنا کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے عالمی اور اپنے خطے کی سطح پر مستقبل قریب میں بدلنے والی صورتِ حال کا بھی ضرور جائزہ لینا ہوگا اور اپنا کوئی ایسا ویسا فیصلہ کرنے سے قبل مغرب کی طاقتوں کی اُن سازشوں کو بھی ضروری سمجھنا ہوگا جو یمن تنازع کی آگ کو ہوا دے کر مشرقِ وسطیٰ سے وابستہ اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

آج عرب سے بھاری قیمت چکانے کی باتیں ہیں، کل پتھر کے دور کی دھمکی دی تھی...؟؟

حکومتِ پاکستان یمن تنازعِ پر اپنے قول و فعل کا از سرِ نو جائزہ لے ...
حکومتِ پاکستان خیال کرے کہ آج عرب سے پاکستان کو سخت لہجے میں بھاری قیمت چکانے کی باتیں کیوں ہورہی ہیں...؟؟
آخر دنیا نے پاکستان اور پاکستانیوں کو سمجھ کیا رکھا ہے...؟؟ہمیں پہلے کوئی اپنی جنگ میں جھونکنے کے لئے فون پر پتھر کے دور میں بھیجنے کی دھمکی دیتا ہے اور ہم اِس کی ایک کال سے ڈر کر اِس کی جنگ میں فرنٹ لائن کا رول ادا کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور ہم تب سے ابتک اپنے پچاس ہزار افراد کو موت کے منہ میں دھکیل چکے ہیں مگر ہم اپنا اتنا کچھ تباہ و برباد کرنے کے بعد بھی کچھ حاصل نہ کرسکے اور اِس پر ہم سے پھر بھی ڈو مور کا کہہ دیا جاتا ہے اور ہم اپنا سب کچھ لُٹا کر بھی ڈو مور میں خود کو جھونک رہے ہیں اور آج مشرقِ وسطیٰ میں جاری یمن تنازع پر متحدہ عرب امارات پاکستان کو اپنا اتحادی نہ بننے پر بھاری قیمت چکانے کی باتیں کررہا ہے، اَب ایسے میں کیا حکومتِ پاکستان کو یمن تنازعِ پر اپنے قول و فعل کا از سرِ نو جائزہ لینا ضروری ہوگیا ہے..؟؟کیا متحدہ عرب امارات سے سخت لہجے میں بھاری قیمت چکانے والی بات پر حکومتِ پاکستان کو یہ

نہیں سوچنا ہوگا کہ کیا اِس کا یمن تنازعِ پر واقعی مبہم موقف عرب ممالک سے تعلقات کی بہتری میں مشکلات اور پریشانیاں بڑھانے اور مستقبل میں تعلقات کے حوالے سے پیچیدگیاں نہیں پیدا کردے گا...؟؟ یہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اَب اِن حالات اور واقعات کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان کو ایک مرتبہ پھر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس جلد بلواکر یمن تنازع اور مشرقِ وسطیٰ اپنے پچھلے کئے گئے فیصلوں پر نظرثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے اور دوبارہ ایسے فیصلے کئے جائیں جس سے متحدہ عرب امارات اور پاکستان کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی شک اور شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے پائے اور تعلقات پہلے سے زیادہ مضبوط اور دیرپا ہوجائیں۔

جبکہ یہاں واضح رہے کہ پہلے جس نے ہمیں اپنی جنگ کا حصہ بنانے کے لئے پتھر کے دور کی دھمکی دی تھی یہ وہی سات سمندر پار کی سُپر طاقت کہلانے والا ملک امریکا ہے ہمیں جس کے بارے میں ابھی تک یہ واضح نہیں ہوسکا ہے کہ یہ ہمارا دوست ہے..؟؟ یا دوست نما ایک ایسا دُشمن ہے جو ہماری مصیبت کے وقت تو کبھی کام نہ آیا... جس کی ایک زندہ مثال 1971 کی وہ جنگ ہے جس میں امریکا نے ہماری مدد کے خاطر اپنا ایک بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ تو کیا تھا... مگر اِس جنگ میں ہمارا بیڑا غرق ہونے تک بھی اِس کا وہ بحری بیڑا ہماری مدد کو نہ آیا... آج بھی بہت سے مواقعے پر یہی امریکا ہے جو ہماری مدد کے دعوے اور وعدے تو بہت سے

کرتاہے مگراِن سے یہ اپنی حسبِ عادت اور روایات بعد میں مکر جاتاہے اور ہم کفِ افسوس اور پچھتاوے کے کچھ نہیں کرپاتے ہیں یعنی کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ امریکاہمارامصیبت کے وقت کام آنے والادوست نہیں بلکہ ہماراایک ایسادشمن ہے جو ہمیں پریشانی میں اکیلاچھوڑکر دور کھڑاہماری تباہی کا تماشہ دکھتاہے اور جب مصیبت اور پریشانی کے سائے چھٹ جاتے ہیں تو اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے دوبارہ ہم سے اپنے مفادات کے خاطر دوستی کابڑھادیتاہے اور ہم الوکی طرح آنکھ بند کرکے اِس کی باتوں پر یقین کرکے اپنی دوستی نبھانے کے عہدِوفاکر بیٹھتے ہیں اور یہ ہمیں ہمیشہ استعمال کرکے خطے سے وابستہ اپنے مفادات حاصل کرلیتاہے۔آج بھی ہمارے خطے اور ہم سے امریکاکے عزائم اور مفادات وہی پہلے والے (جیسے 1971 میں تھے) ہیں۔

مگرپھر بھی ہمارے امریکی ڈالرزپر پلنے والے امریکی پٹھوغلام درغلام حکمرانوں ، سیاستدانوں ، قومی اداروں کے سربراہان اور (اِسی طرح خیرات میں ملنے والی امریکی گندم کھاکراُوچھل کود کرنے والے) عوام ہی کیوں نہ ہوں اِن سب کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ امریکاہمیں اپنے مفادات کے خاطر استعمال کرتاہے اور ہمیں استعمال کرنے کے بعد ٹیشوپیپر کی طرح پھینک دیتاہے ایساہی امریکانے نائن الیون کے بعد بھی کیا...تب بھی ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، عسکری قیادت اور عوام سب ہی نے یک زبان اور یک روح ویک جان بن کرایک

آواز بلند کی اور سانحہ نائن الیون کے بعد امریکی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی حامی بھرلی ...یوں تب سے اب تک چند امریکی ڈالرز کے عوض ہم ہی امریکی جنگ میں بھسم ہو رہے ہیں اور ہم خدا جانے کب تک امریکی جنگ کا حصہ بنے رہیں گے اور اپنی خود مختاری اور سالمیت کو امریکی مفادات کے ہاتھوں گروی رکھا کر اپنا سب کچھ تباہ و برباد کرتے رہیں گے...؟؟ اور امریکی دور بیٹھے ہماری اِس بے وقوفی پر ہماری بے کسی اور لاچارگی کے مزے لوٹ رہے ہیں اور ہم امریکی ڈالرز کے عاشق بن کر امریکی مفادات کے لئے اپنی ایسی جانیں نچھاور کرتے رہیں گے جیسے شمع پر پروانے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اَب یہ باتیں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں عسکری قیادت اور امریکی گندم کھاکر عیاشیاں کرنے والے عوام کو بھی سوچنا چاہئے کہ، اَب آئندہ اِنہیں امریکی مفادات کے خاطر کام کرنا چاہئے یا اپنی خود مختاری اور سالمیت کے خاطر ابھی امریکی جنگ سے علیحدہ ہو جانا چاہئے...؟؟۔

بہر حال...!! دوسری جانب مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال پر گزشتہ دِنوں ہماری حکومت نے یمن تنازع کے حوالے سے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ہونے والے فیصلوں اور پیش کی گئیں مشترکہ قراردادوں کے بعد اپنے موقف کو کچھ یوں واضح کیا کہ ” سعودی عرب کو خطرہ ہوا تواِس کا ساتھ دیں گے، یمن تنازعِ میں پاکستان غیر جانبدار رہے، یمن میں جاری جنگ فرقہ وارانہ نہیں تاہم اِس کے فرقہ وارانہ

تنازع میں تبدیل ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا ہے، حرمین شریفین کو خطرے پر دفاع کے لئے سب سے آگے ہوں گے، حکومت امن کے لئے فعال سفارتی کردار سے اقوام متحدہ او آئی سی کو متحرک کرے، پورا خطہ متاثر ہو سکتا ہے، فریقین مذاکرات سے اختلافات طے کریں'' یہاں ہم نے اُس قرارداد کا متن پیش کیا جِس کی روشنی میں ہماری حکومت نے سعودی عرب سمیت دنیا میں اپنے واضح موقف کا اظہار کیا۔

اگرچہ ...!! حکومتِ پاکستان نے یمن تنازع پر سعودی عرب کی مدد طلب کرنے کی درخواست پر اپنا یہ کام تو کر دیا مگر شائد ایسا کرتے وقت ہمارے ایوان والے اور حکومت اور بہت سے اداروں کے سربراہان یہ بھول گئے ہیں کہ اِس وقت ہم نے اپنے ایک ایسے دیرینہ دوست اور بڑے مسلم برادر ملک سعودی عرب کی اُمیدوں اور خواہشات پر پانی پھیر دیا ہے جس نے ہماری ہر مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں اُس وقت ہر قدم پر اپنے تن من اور دھن سے ہمارا ساتھ دیا جب امریکا بھی ہمارا دامن چھوڑ گیا تھا مگر ہمارے پیارے دوست امریکا نے بغیر کسی دباؤ اور ڈر کے اور ہمیں کسی بھی موقعے پر اتنہا نہیں ہونے دیا۔

مگر افسوس ہے کہ آج ہم کیسے سعودی عرب کے دوست اور برادر اسلامی ملک ہیں کہ جب ہمارے بڑے برادر ملک سعودی عرب پر (کسی بھی حوالے خواہ ذاتی و سیاسی یا

علاقے حوالوں سے اِس پر مصیبت اور پریشانی کی کوئی گھڑی آن پہنچی ہے تو ہم نے اِس کی مدد کرنے کے بجائے اپنے مختلف حیلے بہانوں سے اپنادامن بچانے میں سرگرم عمل ہیں)کیا سعودی عرب کی مصیبت اور پریشانی کی اِس گھڑی میں ہمیں ایساکچھ کرنا چاہئے تھا...؟ جیساگزشتہ دِنوں ہماری حکومت ہمارے اراکین پارلیمنٹ نے

کردکھایاہے...؟؟ صاف ظاہر ہے کہ ایسااُنہوں نے یوں کیاہے کہ اِن کے نزدیک سعودی عرب سے زیادہ امریکی مفادات عزیز ہیں اور امریکاکو سعودی عرب سے زیادہ ایران سے وابستہ مفادات پیارے ہیں اصل میں ایران کو ناراض نہ کرنے کی آڑ میں ہماری حکومت اور پارلیمنٹ کے اراکین نے امریکی ناراضگی کو مقدم جان کر سعودی عرب کی مدد کی درخواست پر یہ ساری ڈرامہ بازی کی ہے۔

آج جس پر متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ ڈاکٹرانور محمد قرقاش نے یمن کے تنازعِ میں غیر جانبدار رہنے کے فیصلے پر پاکستان کو خبردار کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیاہے کہ ’’ اُسے اِس اہم مسئلے پر متضاداور مبہم رائے کی بھاری قیمت چکاناپڑے گی‘‘ جہاں اُنہوں نے یہ کہاہے تو وہیں ڈاکٹرانور محمد قرقاش کو یہ بھی کہناپڑگیاہے کہ’’پاکستان کو خلیج تعاون کونسل کی ریاستوں کے ساتھ اپنے اسٹریٹیجک تعلقات کے حق میں واضح موقف اختیار کرناہوگااور اسلام آباد کا طرزِ عمل‘‘ کاہلی پر مبنی غیر جانبدارانہ موقف کے سواکچھ نہیں‘‘اُنہوں نے

کہاکہ ’’ اِسی طرح یمن تنازع پر ترکی اور ایران کا موقف بھی یکساں ہے جس کی مذمت کرتے ہیں‘‘اوراس ہی اُنھوں نے یہ خدشہ بھی ظاہر کردیاہے کہ ’’اسلام اور انقرہ کے لئے خلیجی ممالک کی بجائے تہران زیادہ اہم ہے‘‘ ۔

جبکہ حیرت انگیز طور پر متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ ڈاکٹرانور محمد قرقاش کے اِس بیان پر پاکستانی دفترخارجہ کی ترجمان تسنیم اسلم کا یہ کہناہے کہ پاکستان مصدقہ اطلاع تک اماراتی وزیرکے بیان پراپنا کوئی ایسادرِ عمل ظاہر نہیں کرے گاجس سے پاکستان کو اپنا موقف واضح کرنے میں دشواری کا سامنا کرناپڑے ۔

اَب یمن تنازعِ خواہ کسی مُلک کی ذاتی و مفاداتی لڑائی ہویا خواہ اپنی اپنی بادشاہت بچانے کے لئے مشرقِ وسطیٰ میں جنگ ہورہی ہوآج اگر موجودہ حالات اور واقعات کی وجوہات کی بناپر ہمارابڑااور قابلِ احترام اور لائق صدمحبت وخلوص والادوست اور برادر مُلک سعودی عرب درخواست کے ساتھ پاکستان سے افواج پاک اور سامانِ. حرب کی مدد کا شدت سے خواہشمند ہے توایسے میں حکومتِ پاکستان اور پارلیمنٹ کی تمام اپوزیشن کی سیاسی و مذہبی جماعتوں اور قومی عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی یہ چاہئے کہ سب سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور یمن تنازعِ پر اپنے قول وفعل کا جائزہ لیں کہ آج عرب سے ہمارے لئے سخت

زبان میں بھاری قیمت چکانے کی باتیں کیوں کی جارہی ہیں...؟؟اور پھر یہ ہمارے حکمرانوں سمیت ساری پاکستانی قوم سعودی عرب کی درخواست پر فوراً لبیک کہتے ہوئے ''سعودی عرب کی حکومت اور عوام کے ساتھ شانے سے شانہ ملاکر کھڑی ہونے کااعلان کردے''۔

یقیناً اِس طرح پاکستان، متحدہ عرب امارات کے وزیرخارجہ ڈاکٹرانور محمد قرقاش کواپنے اُس بیان کو جس میں اُنہوں نے کہاتھاکہ '' پاکستان کو یمن تنازع جیسے اہم مسئلے پراپنے متضاداور مبہم رائے کی بھاری قیمت چکاناپڑے گی'' واپس لینے پر مجبور کردے گااور یوں پچھلے چنددِنوں سے یمن تنازع کے باعث پاک عرب اور متحدہ عرب امارات کے درمیان کسی وجہ سے حائل ہوجانے والی غلط فہمیاں بھی دورہوجائیں گیں اور پاک عرب تعلقات میں پہلے سے بھی زیادہ بہتری اور مضبوطی کے امکانات روشن ہوجائیں گے۔

جب ایک انگلی دُوسرے کی جانب اُٹھے تو باقی کی تین انگلیاں۔۔۔ ۔۔؟؟

اپنے گریبانوں میں جھانکنے کا طریقہ سیکھو ورنہ۔۔۔!! سب ہی کے تو دامن داغدار ہیں پھر لڑائی جھگڑے کیوں۔۔؟؟

آج جہاں میں جتنے بھی اِنسان بستے ہیں سب ہی میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہے ایسا تو کوئی بھی اِنسان نہیں ہے کہ جس میں سب ہی اچھائیاں ہوں اور بُرائی ایک نہ ہو اور ایسا بھی کوئی نہیں ہوگا کہ جس میں سب ہی بُرائیاں ہوں اور ایک بھی اچھائی نہ ہو، یعنی کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے کی ہر تہذیب میں ایسے اِنسان گزرے ہیں جن کی ذات اچھائی اور بُرائی کا مجموعہ رہی ہے دنیا کی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ہر ازل سے زمینِ خدا پر آنے والے زمانے ایسے ہی اِنسانوں کے ساتھ گزر گئے ہیں اور آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے زمانے اپنے اندر بہت سے اِنسانوں اور اقوام کو اِن کی تعمیری اور مثبت سوچوں اور کارناموں کی وجہ سے امر کرتے اور بہت سوں کو اِن کے کرتوتوں کی وجہ سے نشانِ عبرت بناتے گزر رہے ہیں۔

اَب یہ اور بات ہے کہ آج اپنے اندر بے شمار بُرائیوں کا مجموعہ رکھنے

والاانسان خود کو دوسروں کے عیبوں کو ڈھونڈنے میں لگا رہتا ہے اور اپنے سامنے والے کی ذات کو کُرد کُرد کر ایسے ایسے عیب نکال لیتا ہے کہ ہر کوئی حیران رہ جاتا ہے اور یوں جب عیبوں کی گٹھڑی اُٹھائے ایک اِنسان دوسرے اِنسان کے عیبوں کی جانب اپنی ایک انگلی سے اشارے کرتا ہے تو وہ یہ کیوں بھول جاتا ہے...؟؟ کہ اُس کے اُسی ہاتھ کی تین انگلیاں خود اُس کے عیبوں کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہوتی ہیں الغرض یہ کہ اِنسان کو کسی دوسرے کے عیبوں کو گنوانے سے پہلے اپنے اندر موجود عیبوں کو بھی تلاش کر لینا چاہئے جس کی وجہ سے خود اُس کی ذات میں بھی سو چھید ہوتے ہیں مگر جو اُسے دِکھائی نہیں دیتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کے لئے بس یہی کہیں گے کہ اپنے گریبانوں میں جھانکنے کا طریقہ سیکھو ورنہ...!! کہیں دوسروں کے عیبوں کو گِنواتے گِنواتے خود ہی اپنے عیبوں کے دلدل میں ایسے نہ دھنس جاؤ کہ جب تمہیں کوئی نکالنے والا بھی نہ ہوگا... تب تم جتنا نکلنا چاہوگے .. معاشرے والے تمہیں اُتنا ہی دلدل میں دھکیلتے چلے جائیں گے کیوں کہ تمہارے اپنے اعمال ایسے ہیں کہ تمہارا مقدر یہ دلدل ہی ہونا چاہئے۔ اَب ایسے لوگوں کو یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ مجھ سمیت سب ہی کے تو دامن داغدار ہیں کوئی ایک بھی بچا ہوا نہیں ہے۔

بہرحال...!! آج ہر اِنسان اپنے اندر موجود معمولی بُرائی کو معمولی سمجھ کر نظرانداز کرنے کا سلسلہ ترک کردے کیوں کہ آگے چل کر یہی معمولی بُرائی اتنی

غیر معمولی بن جاتی ہے کہ اِسے مٹانا مشکل ہو جاتا ہے سو ہر اِنسان کو ہر وقت اور ہر لمحے اپنے عیبوں کا احتساب کرتے رہنا چاہئے اور خود کو اُس پیمانے پر لانے کی سعی ضرور کرنی چاہئے جس پر ایک کامل اِنسان ہوتا ہے۔ہائیں...!! آج یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے اور ہر تہذیب کی طرح ہمارے مُلک اور معاشرے میں بھی ہمارے ارد گرد رہنے والے خاص وعام ، گاؤدی، اعلی و اوسط درجے سے بھی کم کے گھامڑ انسانوں نے اپنے اندر تمام اخلاقی و سماجی اور سیاسی گند رہنے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے عیبوں کی تلاش میں تباہ و برباد کردیا ہے۔

جدھر دیکھو...!! ہر اِنسان دوسرے اِنسان کی عیب جوئی اور کرپشن میں لگا پڑا ہے اپنے اِس فعلِ شنیع سے کسی کو کوئی سروکار نہیں کہ اِس کے اِس عمل سے خود اِس کی اپنی ذات کا کتنا نقصان ہو رہا ہے،اور زندگی کے جن لمحات میں اِسے اپنی آخروی زندگی کے لئے اعمالِ صالح جمع کرنا چاہئے تھے اُن لمحات میں یہ دوسروں کے عیب اور کرپشن کرکے اپنی آخرت کی زندگی کو جہنم کا ایندھن بنانے کے سامان کر رہا ہے اور یہ اِس طرح دنیا میں اپنا قیمتی وقت ضیاع کرکے خود کو زندہ رکھ کر مُلک و قوم کا جو نقصان کر رہا ہے وہ الگ ایک مسئلہ ہے۔اَب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے لوگوں کی اخلاقی، سماجی اور سیاسی اصلاح کرنی چاہئے...؟؟ یا اِنہیں جہنم کا ایندھن بننے کے لئے اِن کے حال پر ہی

چھوڑ دینا چاہئے ..؟؟تو ایسے میں بہت سے درد مندوں کا جواب یہ آئے گا کہ نہیں...ایسے بد اخلاق اور اخلاق سے عاری مظوم لوگوں کی اصلاح کرنے کی ذمہ داری معاشرے میں موجود اُن اعمالِ صالح کا درس دینے والوں کو ضرور سنبھال لینی چاہئے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور قرآن و حدیث کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں...اور اپنی دنیاوی اور آخروی زندگیوں کو گل وگلزار بنا رہے اور اپنے اعمالِ صالح سے جنت کے حقدار ٹھیرائے جا رہے ہیں ایسے اللہ کے نیک بندوں کو آگے بڑھ کر اپنے معاشرے کے اُن اِنسانوں کی ضرور مدد کرنی چاہئے آج جو ابھی تک بھٹکے ہوئے ہیں اور اپنی اِسی حالات کو درست جان کر ہر قسم کی اخلاقی و سماجی اور سیاسی کرپشن میں مصروف ہیں اور جو دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہیں اور یوں وہ اپنی دنیا اور آخرت تباہ کر بیٹھتے ہیں۔

آج...اگر ہمیں اپنے مُلک اور معاشرے سے کرپشن کے ناسور سمیت اُن تمام عیبوں اور بُرائیوں کو ختم کرنا ہے تو بس ضرورت اِس امر کی ہے کہ اُوپر سے نیچے تک سب کو اپنی اصلاح کرنی ہوگی کسی کو کسی کی طرف اپنی ایک انگلی اُٹھانے سے پہلے اور اپنے اُس اخلاقی و سماجی اور سیاسی گندگی اور غلاظت سے بھرے گریبان میں بھی ضرور جھانکنا ہوگا جو خود اپنے اندر منوں گندگی چھپائے ہوئے ہے یوں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور قومی اداروں کے سربراہان سمیت عوام کو بھی ہر سطح پر اپنا احتساب خود سے کرنا ہوگا نہ صرف یہ کرنا ہوگا بلکہ

اُس سے حاصل ہونے والے دائمی نتیجے پر بھی عمل کرنا ہوگا جس سے کرپشن اور بہت سی
ایسی بُرائیوں سے بچا جائے جن کی وجہ سے ہم اخلاقی و سماجی اور سیاسی طور پر ٹوٹ
پھوٹ کا شکار ہوئے اور دنیا میں وہ مقام حاصل نہ کر سکے جو ہمیں حاصل کرنا چاہیئے تھا۔

(ختم شُد)

اِن خساروں پہ ماتم زدہ کب ہوگا زمانہ....؟؟

اَزل ہی اِنسانوں کے ذہنوں میں خسارے سے متعلق یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ ”کسی کاروبار میں منی اِنویسٹ کرنے یا لگانے کے بعد جو نقصان ہوتا ہے بس اُسے ہی خسارہ کہا جاتا ہے“ مگر ایسا حقیقی معنوں میں قطعاً ہوتا ہوگا اور بعض مرتبہ اکثر اِنسانوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اِنسانوں کے معاشرے میں ہمیشہ سے سوچا سمجھا اور خیال کیا جاتا رہا ہے دراصل خسارے کی اور بھی سیکڑوں اقسام ہیں جن کی جانب واضح اشارہ دیتے ہوئے قرآن کریم فرقانِ حمید کی ایک سورہ العصر جو مکہ میں نازل ہوئی جس میں میں اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ ” زمانے کی قسم ، اِنسان خسارے / گھاٹے میں ہے ، سوائے اِن کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے عمل کئے ، اور حق کی تاکید کی اور صبر کی تاکید کی“ یعنی یہ واضح ہوا کہ کاروبار کے علاوہ بھی بہت سے معاملاتِ زندگی میں اِنسان کو گھاٹے یا خسارے اُٹھانے پڑتے ہیں یا پڑ سکتے ہیں ۔

اِس سے انکار نہیں کہ ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر اِنسان کے ذہن میں خسارے کی تعریف صرف کاروباری معاملات میں کمی بیشی کے باعث ہونے والا نقصان یا گھاٹہ اور خسارہ کے ہے حالانکہ خسارہ تو یہ بھی ہے کہ ہم بطور

اِنسان اور مسلمان اللہ کے دیئے ہوئے خوبصورت جسم کے اعضاء کی شکل میں دی ہوئی یا عطا کی ہوئیں عظیم نعمتوں کو اللہ کی تعریف بیان کرنے اور اِنہیں نیک اعمال کرنے اور تبلیغ دین کرنے کے علاوہ اِنہیں منفی اور معاشرے میں فتنہ فساد کرنے اور کرانے کے لئے استعمال کریں تو یہ ربِ کائنات اللہ رب العزت کی دی ہوئیں نعمتوں کا خسارہ اور گھاٹہ ہوگا۔

جیسے کہ ہم اپنی زبان کو اللہ اور اُس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حمد و ثناء اور تعریف بیان کرنے اور تبلیغِ دین کرنے اور عالمِ انسانیت میں محبت و اخوت و بھائی چارگی کا درسِ عظیم عام کرنے کے بجائے اِسے بدگوئی، بدزبانی اور معاشرے میں بداخلاقی کو پھیلانے کے لئے استعمال کریں تو یہ زبان کا خسارہ ہوگا اور اگر اسی طرح ہم اپنی پیشانی پر لگی چمکتی ہوئیں دو آنکھوں کو دنیا کے حسین و جمیل مناظر کا نظارہ کرنے اور اللہ کی نعمتوں کی تعریفیں کرنے کے بجائے اِن آنکھوں کو غلط کاموں جیسے فحاش مناظر اور اخلاق سے گری ہوئی فلمیں اور عریاں تصاویر دیکھنے میں لگائے رکھیں تو یہ آنکھوں کا خسارہ ہوگا ہمیں جس کا روزِ قیامت ضرور حساب دینا ہوگا، اور اگر اپنے کانوں کو کلام الٰہی اور سیرتِ محمد ﷺ کو سُننے کے بجائے ہم اِنہیں ڈھول باجے اور ناچ گانے سُننے میں مصروف رکھیں تو یہ کانوں اور ہماری سماعت کا خسارہ ہوگا اور اسی طرح ہم اپنے ہاتھوں کو راہِ خدا میں جہاد کرنے اور اللہ کے لئے نیک

کاموں اور اِنسانوں کی فلاح و بہبود اور صدقہ وخیرات اور یتیموں کے سروں پر پھیرنے اور کسمپرسی اور بھوک وافلاس سے بدحال اِنسانوں کی دادرسی کرنے جیسے کاموں کے لئے استعمال کرنے کے بجائے اِنہیں معاشرے میں کرپشن ، قتل وغارت گری، لوٹ مار اور فتنہ فساد کرنے اور کرانے کے لئے استعمال کریں تو یہ ہاتھوں کا خسارہ ہے اور جب ہم اپنے پیروں کو راہ خدا پر نکالنے اور چلانے کے بجائے غلط کاموں اور بھٹکادینے والی راہ پر چلنے کے لئے اُٹھائیں تو یہ پاؤں کا خسارہ ہے اور اِسی طرح جب ہم اپنے دل کو اللہ اور اُس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے خالی رکھیں اور اسے دنیاوی عیش وطرب اور خواہشات کا مسکن بنالیں تو یہ دل کا خسارہ ہے اور جب ہم اپنے دماغ کو بحیثیت مسلمان اور اللہ کے بندے ہونے کے ناطے دینِ اسلام کی ترویج وتدوین کے بجائے اِسے دنیاوی خواہشات کے ساتھ ساتھ منفی سوچوں اور وسوسوں کا گھڑ بنالیں تو یہ دماغ کا خسارہ ہے یوں ہمارے جسم کے اندر دو گوشت کے لوتھڑے ایسے ہیں جو ''د/دال'' سے شروع ہوتے ہیں ویسے یہ ہیں تو بہت چھوٹے مگران کے کام بہت بڑے ہیں اگر ہم اِن کا استعمال درست طریقے سے کریں یعنی کہ اللہ اور اِس کے رسول ﷺ کی تعلیمات اور قرآنی احکامات کی روشنی میں خود کو ڈھال کر اپنی زندگی گزار کے لئے تیار کرلیں تو یقینی طور پر پر ہم اپنے جسم کے اعضاء کو بہت سے خساروں سے بچا سکتے ہیں کیوں کہ ہم نے نہ تو اپنے جسم کے اعضاء کے غلط استعمال اور غلط سوچوں اور وسوسوں سے دنیا اور اپنے مُلک اور اپنے معاشرے

میں پھیلنے والی بُرائیوں اور رویوں سے پیدا ہونے والے خساروں سے متعلق کبھی سوچا اور نہ ہی اپنے آپ کے ٹھیک کرنے کی کبھی خود سے کوشش کی ہے اور اِسی طرح نہ ہی ہم اپنے دل و دماغ کو منفی سوچوں اور کاموں کے لئے روکنے کے بارے میں کچھ دیر کے لئے خیال کرتے ہیں۔

اَب ایسے میں آج ہمیں اپنی دنیا اور اپنے مُلک اور اپنے معاشرے سے تعلق رکھنے والے ہر بھائی بہن سے یہ شکوہ اور سوال ہے کہ آخر ہم اِن خساروں پر کب غور وفکر یں گے جن کا ہم اُوپری سطور میں تذکرہ کرچکے ہیں....؟؟اور اپنے جیسے اپنی دنیا اور اپنے مُلک اور اپنے معاشرے کے لوگوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ”اِن خساروں پر ماتم زدہ کب ہو گا زمانہ....؟؟“۔ہمیں یقین ہے کہ آج بھی اگر ہم اپنا احتساب کرنا شروع کردیں اور اپنے دماغ کو اپنے دل ہاوی کرلیں اور اپنے دل کو اپنے دماغ کے ماتحت کردیں اور اپنے دل کو دنیاوی خواہشات سے خالی کرلیں اور اپنے دماغ کو مثبت و تعمیری سوچوں اور عالمِ اِنسانیت کی فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے تیار کرلیں تو ہم اپنے جسمانی اعضاء کے غلط استعمال سے ہونے والے بہت سے ایسے خساروں سے بچ سکتے ہیں ہمیں جن کا روزِ قیامت اللہ کے سامنے حساب دینا آسان ہو جائے گا اور ہم اپنے پیارے آقا حضورپُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعتِ خاص سے بہرامند ہوں گے آج بس ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمیں اور ہماری دنیا اور ہمارے مُلک اور ہمارے معاشرے کے

ہر اِنسان کو اِن خساروں پر ماتم کرنے اور غور و فکر کرنے کی عادت ہو جائے جن کی وجہ
سے ہمیں خساروں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ (ختم شُد)

محمد اعظم عظیم اعظم azamazimazam@gmail.com

معاف کیجئے گا حقیقی جمہوریت بھی ایسی ہے جیسے کہ.....؟؟

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہمیشہ سے ہی دنیا کے اہلِ دانش کا متفقہ طور پر یہ قوی خیال رہا ہے کہ جس زمانے کے جس مُلک کی جس تہذہب کے جس معاشرے میں جب بھی جمہوریت کے خاطر انتخابات کی صورت میں لوگوں کا چناؤ ہوا ہے وہاں جمہوریت اُسی صورت میں پنپی اور صحیح معنوں میں پروان چڑھی ہے جب جمہوریت کے خواہاں افراد ، گروہ اور طبقوں نے اپنے یہاں جمہوریت کو پالنے پوسنے اور سینچنے کے خاطر اِسے بنیادی طور پر دھاندلی سے پاک انتہائی صاف وشفاف انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنایا ہے آج بھی دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جن ممالک میں جمہوریت صحیح اور حقیقی معنوں میں رائج اور قائم ہے وہاں یقینی طور پر دھاندلی سے پاک صاف وشفاف انتخابات ہوئے ہیں تب ہی وہاں جمہور اور جمہوریت کی دیوی کی نسلیں بھی پروان چڑھ رہی ہیں ۔

بہر حال ...! ہم جمہوریت سے متعلق مزید کچھ کہنے سے قبل معافی چاہیں گے ...!! اور یہ عرض کریں گے کہ بیشک ...!! حقیقی جمہوریت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ حقیقی اولاد کے لئے حقیقی والدین کا ہونا لازمی ہوتا ہے ، اگر ایسا نہیں ...؟؟ تو پھر کچھ بھی حقیقی نہیں ہوتا ہے ...جب تک حقیقی اولاد کے دعویدار قانونی اور

جائز طریقوں سے خود حقیقی نہیں ہوں گے یکدم اِسی طرح اُن سے پیدا ہونے والی اولاد بھی حقیقی نہیں ہو سکتی ہے۔لہٰذا..!!اَب سو یہ واضح ہوا کہ پہلے حقیقی اولاد کے دعویداروں کو خود حقیقی ہونالازمی ہوگا پھراِن سے پیدا ہونے والی یا جنم لینے والی اولاد بھی حقیقی ہوگی۔

آج دنیاکے جن ممالک میں حقیقی جمہوریت رائج ہے..یقیناوہاں جمہوریت کی بنیاد حقیقی معنوں میں دھاندلی سے پاک صاف وشفاف انتخابات سے ہی پڑی ہوگی،اَب یہاں یہ بھی واضح ہواکہ جس طرح حقیقی اولادکے دعویداروں کو پہلے جائز اور قانونی طریقوں سے خود حقیقی بنناہوگاپھر یہ حقیقی اولادکے بھی حقیقی دعویدار ہوں گے۔

اَب ایساتو کبھی نہیں ہوسکتاہے کہ دو جسم (مائنس پلس اور پلس مائنس) ناجائزاور غیر قانونی طریقے سے ملیں اور پھر حقیقی اولادکے دعویدار بھی ہوں ..؟؟جیسے کہ ہمارے یہاں پچھلے دِنوں انتخابات ہوئے اوراِن انتخابات میں ہونے والی دھاندلی سے وجود میں آنے والی حکومت اوراِس کے وزراء اور اراکین پارلیمنٹ یہ کہتے پھریں کہ مُلک میں حقیقی جمہوریت رائج ہے....؟؟اور ہم اپنی صلاحیتوں سے مُلک میں جمہوریت کو مزید پروان چڑھائیں گے... ؟؟اور عوام کے مسائل کا فوری حل کا نکالیں گے... ؟؟اور مُلکی ترقی میں

چار چاند لگادیں گے ..؟؟ یہاں ہمیں ایک مرتبہ پھر معاف کیجئے گا...!! ہمیں یہ کہنے دیجئے گا کہ اِن کے یہ دعوے کچھ ایسے ہی ہیں جیسے کہ غیر حقیقی جوڑے یہ دعوا کریں کے اِن سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ اِن کی حقیقی اور جائز اولاد ہے...؟؟۔

آج بد قسمتی سے ہمارے یہاں جو حکومت وجود میں آئی ہے اِس کے متعلق 95 فیصد عوام کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ یہ گزشتہ انتخابات میں دھاندلی سے وجود میں آئی ہے جب یہ غیر شفافیت اور دھاندلی سے لبریز انتخابات کی وجہ سے قائم ہوئی ہے تو پھر بھلا یہ اُس طریقے سے قانونی اور جائز کہلانے کی بھی حق دار نہیں ہو سکتی ہے اور اَب تک اِس کا جو وجود قائم ہے یقیناوہ بھی اپنے اندر بہت سے شکوک و شبہات رکھے ہوئے ہے (ہم یہاں ..اپنے پڑھنے والوں کے لئے یہ عرض کرنا لازمی سمجھتے ہیں کہ خدا کی قسم ہمارا تعلق کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے تو نہیں ہے مگر جس کی جو بھی اچھی بات ہے اِس کی حوصلہ افزائی کرنا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے میں اُس کی مدد اور معاونت اپنے قلم سے کرنا ہم اپنا فرض ضرور سمجھتے ہیں سو اِس لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ) تب ہی ہمارے مُلک کی ایک جماعت یعنی کہ پی ٹی آئی بقول اِس کے کہ موجودہ حکومت دھاندلی سے وجود میں آئی ہے اِس بنیاد پر پی ٹی آئی حکومت کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی ہے اور اِس کے وجود پر نشتر سے دھاندلی اور غیر شفافیت کے

زخم پہ زخم لگائے لگائے جارہی ہے اور یوں پی ٹی آئی اپنا یہ کام آئندہ وقتوں کے لئے مُلک میں حقیقی جمہورت کو پروان چڑھانے اور سیاسی خدمت کے لئے ثوابِ دارین کے طور پر انجام دے رہی ہے جس کے نزدیک موجودہ حکومت دھاندلی سے آنے کے بعد اپنی نام نہاد جمہوریت کی اُوٹ سے مُلکی اور عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے اپنے ہی مفادات حاصل کرنے میں تلی ہوئی ہے آج بھی پی ٹی آئی کا موجودہ حکومت سے متعلق خیال یہ ہے کہ حکومت نے عوامی مسائل پسِ پست ڈال دیئے ہیں اور آج بھی اِس حکومت نے عوام کو صاف پانی کے حصول سمیت دیگر بنیادی حقوق سے محروم رکھ کر عوام کو سیوریج کے ناقص نظام جیسے مسائل میں اُلجھادیاہے اور حکمران دیدہ ودانستہ طور پر دورِجدید میں بھی عوام کو جدید سہولیاتِ زندگی سے یکسر محروم رکھ کرمُلک اور قوم کی کیاخدمت کررہے ہیں..؟؟ایسے میں پی ٹی آئی کے نزدیک ایک قوی خیال یہ بھی ہے کہ اگر 2013 کومُلک میں دھاندلی سے پاک صاف وشفاف انتخابات کا انعقاد ہوجاتاتو آج مُلک میں دھاندلی اور غیر شفافیت سے لبریز حکومت کا وجود بھی کبھی نہ ہوتا...یوں آج ایسے لوگ بھی بطور حکمران مسلط نہ ہوتے جن کا چناؤ(دھاندلی اور غیر شفافیت) سے ہواہے۔بقولِ شاعر:۔

محرُوم کیوں..؟عوام ہیں اپنے حقوق سے یہ صاحبانِ فِکر سے نظر سے سُوال ہے
جن کو چُننا نہیں ہے وہ مَسندِ نشیں ہیں آج جمہوریت کی کیایہی..؟اعلیٰ مثال ہے

اَب ایسے میں بس... میرے دیس کے ہر محبِ وطن پاکستانی کی ایک یہی دُعا ہے کہ میرے دیس میں دنیاکے دیگرترقی یافتہ اور دوسرے ممالک کی طرح دھاندلی سے پاک صاف وشفاف انتخابات ہوں اور اِن انتخابات کے نتیجے میں سرزمینِ پاکستان میں بھی حقیقی جمہوریت کا دوردورہ قائم ہوجائے اور ایسے افراداور ٹولوں اور جاگیرداروں اور سرمایہ داروں اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کرکے دھاندلی کاسہارالے کر مسندِاقتدار پر قابض ہونے والوں سے جلد نجات مل جائے آج جنہوں نے جمہوریت کے لبادھے میں مُلکی اور عوامی مفادات بالائے طاق رکھ دیاہے اور قومی خزانے کو اپنے مفادات اور عیاشیوں کے لئے استعمال کررہے ہیں اِن حالات اور واقعات میں قوم کی خواہش اور تمنایہ ہے کہ بس:۔

یارب دے میرے مُلک کو وہ رہبرِ دانا جو بندۂ مجبور کی توقیر بڑھادے
حقیقی جمہور کے پودوں کواِلٰہی ہرلب پہ دُعاہے اُنہیں پروان چڑھادے

لو دیکھ لو۔ ! پاک چین مضبوط ہوتی دوستی بھارت کو کیسے کھٹک رہی ہے۔ ؟

چینی صدر شی جن پنگ نے پاکستان کا دوروزہ تاریخ ساز دورہ کیا اور اَب وہ پاکستانیوں سے محبت اور خلوص اور دوستی کی چاشنی کی سُنہری یادوں کو سمیٹ کر اپنے دیس واپس چلے گئے ہیں یقیناپاکستان میں چینی صدر کے گزرے حسین لمحات پاکستانی قیامت تک نہیں بھول سکیں گے تو وہیں چینی بھی اپنے دوست اور بھائیوں جیسے مُلک پاکستان سے اپنی دوستی اور چاہتوں کے جذبات کو مزید پروان چڑھائیں گے۔

اگرچہ چینی صدر شی جن پنگ کے پاکستان کے دوروزہ تاریخ ساز دورے کے دوران پاکستان اور چین کے درمیان 46 ارب ڈالر کے سمجھوتے کئے گئے یقیناِان سمجھوتوں اور معاہدوں سے دونوں دوست اور بھائیوں جیسے ممالک کا مشترکہ تابناک مستقبل وابستہ ہے تو اُدھر ہی عالمی میڈیااور بین الاقوامی دنیانے بھی چینی صدر شی جن پنگ کا اپنے دوست ملک پاکستان کا کئے جانے والے دورے پر جس انداز میں لب کشائی کی ہے وہ بھی اپنے اندر بہت گہرائی رکھتی ہے۔

آج دنیا کے کچھ ممالک کے میڈیانے تو پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے سمجھوتوں کو پاکستان اور چین کی دوستی کے رشتوں کو مزید مضبوط اور دیرپا کرنے

سے تعبیر کیا ہے تو کچھ نے چینی صدر کے پاکستان کے دورے کے دوران ہونے والے سمجھوتوں اور معاہدوں کو نئی سپر ہائی وے کا نام دیا ہے تو وہیں خطے میں اپنے سب سے زیادہ مفادات رکھنے والا ٹلکٹ امریکا (جس کا مالی اور جوہری ہتھیاروں کی سپلائی جیسے ہر معاملے سمیت دیگر معاملات میں زیادہ تر فوائد بھارت کو پہنچانے کا جھکاؤ رہتا ہے) اِس کے میڈیا نے بھی چینی صدر کے پاکستان کے دورے اور معاہدوں کو گیم چینجر کہہ کر اپنی بات پوری کردی ہے اوراِس طرح اِس نے گیم چینجر کو سمجھنے اور سمجھانے والوں کے لئے ایک نئی بحث کا اضافہ کردیا ہے۔

آج جہاں امریکا سمیت عالمی زبان میں چینی صدر کا پاکستان میں کئے جانے والے دوروزہ کامیاب ترین دورے سے متعلق اِتنا کچھ کہا اور سُنا اور سمجھا جارہا ہے تو وہیں... ہائیں یہ کیا...؟؟ چینی صدر شی جن پنگ کے پاکستان کے دورے کے دوران ہونے والے سمجھوتوں اور معاہدوں نے بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور عوام کی نیندیں بھی حرام کردی ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ جیسے چینی صدر کے پاکستان کے دورے اوراِس دورے کے دوران ہونے والے سمجھوتوں اور معاہدوں سے پاکستان کی ہونے والی ترقی اور خوشحالی پر بھارتی حکمران اور میڈیا حرص وہوس کی آگ میں جل بھن کر بھسم ہورہے ہیں

اور کچھ دیوانے ہوئے جارہے ہیں اور اپنی ہندوستانی زبان میں کیا کیا...؟؟ اُوٹ پٹانگ بکے جارہے ہیں یعنی یہ کہ چینی صدر کے دورے اور پاک چین ہونے والے معاہدوں نے بھارتی حکمرانوں ، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور بھارتیوں کے دماغ کی گھنٹی بجادی ہے اور اَب تو یہ لگتاہے کہ جیسے اَب اِن کی دماغ کی ہی گھنٹی بجتی ہی رہے گی اور کہیں مندروں) کی گھنٹی بجنی نہ بند ہوجائے۔)

بہر حال...!! آج اگر خطے کے موجودہ حالات اور واقعات کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ بھارت ہے یہاں اِس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے بس سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے قیامِ سے لے کر اب تک پاکستان اِس لئے ترقی نہیں کرسکا ہے کہ بھارت نے اپنے مفادات کے خاطر پاکستان کے علاقوں میں اپنے دہشت گردوں اور اپنی خفیہ ایجنسیوں سے دہشت گردی کے بازار گرم کئے (اور یہ عمل ہنوز جاری ہے) اور پھر خود ہی دنیا بھر میں پاکستان کو ایک غیر محفوظ ریاست گردانے کے لئے پاکستان کے خلاف پوری قوت سے منفی اور بے معنی پروپیگنڈوں کی ایسی راہ ہموار کی ہے کہ دنیاکے سامنے پاکستان کا امیج منفی انداز سے گیاہے۔

حالانکہ پاکستان ایسانہیں ہے جیساکہ بھارت نے خطے سے وابستہ اپنے مفادات کے

لئے دنیاکے سامنے پاکستان کو بنا کر پیش کیا ہے یہ انتہائی تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ بھارت کے پاکستان مخالف انگنت منفی پروپیگنڈوں اور پاکستانی علاقوں میں اپنے دہشت گردوں اور خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں پھیلائی گئی دہشت گردی کے باوجود بھی......

آج بھارت پاکستان کا کسی بھی محاذ پر مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہے اور آج بھی بھارت کو ایشیامیں کسی مُلک سے اپنی بقاء و سالمیت اور استحکام کو کوئی خطرہ لاحق ہے یا اگر بھارت کو کسی جانب سے اپنی تباہی و بربادی کا کوئی ڈر ہے تو وہ صرف پاکستان ہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ بھارت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کا کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا ہے اور اِس کی ہمیشہ ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ یہ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا اپنا دین اور دھرم کا حصہ سمجھ کر پھیلائے... اَب بھارتی ہندو حکمرانوں ، سیاستدانوں اور میڈیاکے نزدیک تو جیسے پاکستان کے خلاف زہر اُگلنا اور پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں منفی پروپیگنڈا کرنا اِن کے ہندومذہب کا حصہ بن گیا ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ بھارت میں جب بھی انتخابات ہوئے ہیں اِن انتخابات میں حصہ لینے والی پارٹیوں نے اپنی انتخابی مہم میں پاکستان کے خلاف ایسے زہر اگلے اور ایسے من گھڑت اور منفی پروپیگنڈے کئے کہ اِن کی پاکستان کے خلاف یہی چرب زبانی ہی کام آئی اور اِنہیں بھارتی عوام نے مسندِ اقتدار تک پہنچادیا آج بھارت میں اِس عمل کی ایک تازہ ترین مثال

نریندر مودی کی حکومت ہے یہ بھی پاکستان مخالف ہرزہ سرائی کی وجہ سے ہی اقتدار میں آئی ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اَب تک پاکستان میں جتنے بھی انتخابات عمل میں آئے اِن انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے اُمیدواروں نے اپنی انتخابی مہم میں کبھی بھی بھارت کے خلاف ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیااور ہماری سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے اُمیدواروں نے توہمیشہ اپنی انتخابی مہم میں عوامی مسائل کو ہی اپنی انتخابی مہم کا حصہ بنایا اور مسندِ اقتدارپر حکمرانی کے حقدار قرارپائے جبکہ آج بھارت کا پاکستانی فوبیااِس حدتک نظرآتا ہے کہ بھارت میں ہندوؤں کے مندروں تک میں ہندوافراد اپنے عقائد اور اپنے دھرم کے مطابق جب تک پاکستان کے خلاف کچھ نہ کچھ نہ بول لیں تو یہ اپنی عبادت کو بھی مکمل اور کارآمد نہیں سمجھتے ہیں اِس سے انکار نہیں کہ بھارت میں پایاجانے والاپاکستانی فوبیا جلد بھارت کی سیاسی ، مذہبی ، معاشی و اقتصادی اور اخلاقی تباہی اور بربادی کا سبب بننے والاہے۔

کیوں اَب اِس میں کوئی شک نہیں کے اگلے سالوں میں پاکستان اپنے دوست مُلک چین کے تعاون سے ہر لحاظ سے ایشیاکا ٹائیگر بننے جارہاہے اور آج یہی وہ نقطہ ہے جس نے بھارتی حکمرانوں اورمیڈیا کی نیندیں اُڑادی ہیں۔

اَب ایسے میں ہماری اپنے رب سے بس ایک یہی دُعا ہے کہ بھارت کی یوں ہی نیندیں اُڑی اور اُجڑی رہیں اور پاکستان کی ترقی و خوشحالی کو دیکھ کر بھارت کے پیٹ میں مروڑ اُٹھتے رہیں کیوں کہ اِس نے ہی ہماری ترقی اور خوشحالی میں جتنے روڑے آٹکائے ہیں اَب یہی روڑے بھارت کی بے چینی اور اضطراب کا سبب بنتے بنتے اِسے پاگل قرار دلوانے تک اِس کے سر اور جسم پر پڑتے رہیں۔

یہاں بس ضرورت اور اہمیت اِس امر کی ہے کہ پاکستان اور چین کی دوستی اُن مقدم اور قابلِ احترام اور لائقِ ستائش رشتوں سے بھی زیادہ مضبوط اور آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ بلند اور سمندروں کی گہرائی سے بھی زیادہ گہری اور شہید سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی جائے اور پاک چین دوستی مشک و عبنر سے بھی زیادہ خوبصورت مہک کے ساتھ دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلتی جائے تو یوں ہی بھارتی ہندو حکمران بنیوں اور بھارتی میڈیا کی پیشانی پر بل پڑتے رہیں گے اور یہ یوں ہی اپنی ساری چکری بھولتے جائیں گے۔

کراچی 246 کے ضمنی انتخابات میں متحدہ کی جیت ،پی ٹی آئی کی عصاب شکن انتخابی مہم ... ؟

ایم کیوایم کی جیت اور شہرِ قائدکے عوام کا ایم کیو ایم پر اعتماد کا مظہر ہے...
بالآخر کراچی میں حلقہ این اے 246 کااہم ترین انتخابی معرکہ غیر سرکاری اور غیر حتمی نتائج کے مطابق ایم کیو ایم کے اُمیدوار کنور نوید جمیل کی کامیابی کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوگیایقیناًاِس حلقے کا انتخابی نتیجہ مُلک میں جمہوراور جمہوری روایات کی سمت متعین کرنے میں خاصی معاون ومددگارثابت ہوگاتووہیں شہر میں جاری کشیدگی اور غیر یقینی صورتحال کے خاتمے میں بھی اہم کرداراداکرے گاآج پی ٹی آئی اور جماعتِ اسلامی کی عصاب شکن انتخابی مہم کے بعد بھی خودان کی ناکامیوں اور ایم کیوایم کی فقیدالمثال کامیابی سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایم کیو ایم کی جیت دراصل شہرِ قائدکے عوام کا ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین اور ایم کیوایم پر اعتماد کا مظہر ہے۔
قارئین حضرات...!!یہاں ہم مزیدکچھ کہنے اور لکھنے سے قبل یہ واضح کرتے چلیں کہ ہمارا تعلق کسی بھی سیاسی ومذہبی جماعت سے نہ توپہلے کبھی تھااور نہ اَب ہے ہم تو بس ایک محب وطن پاکستانی اور اپنے مُلک کے تمام شہر وں اور

اِن کے لوگوں اور بالخصوص شہرِ کراچی اور اِس کے شہریوں سے سے محبت کرنے والے ایک عام سے شہری ہیں اگراس کے باوجود بھی کسی کو یہ لگے کہ ہمارا تعلق کسی سیاسی یا مذہبی جماعت سے ہے تو وہ ہمیں معاف کرے مگرآج کا ہمارا یہ کالم ضرور پڑھے۔

بہرحال...!! آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ کراچی کا حلقہ این اے 246 جہاں ایم کیو ایم کا مرکز نائن زیرو قائم ہے اور جِسے پاکستان سمیت ساری دنیا میں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کا گڑھ ماناجاتاہے اِس حلقے میں 23 اپریل کو ہونے والے ضمنی انتخاب کے غیر سرکاری اور غیر حتمی انتخابی نتائج نے ایم کیو ایم کو کامیاب قرار دے کر اہلیان کراچی اور سارے پاکستان سمیت دنیا کو بھی یہ واضح پیغام دے دیا ہے کہ نہ صرف حلقہ این اے 246 بلکہ پورے کراچی ہی میں ایم کیوایم کے چاہنے والے دیوانے پروانے اور اپنے قائدالطاف حُسین کے عشاق بستے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کے تمام مسائل کا حل اوراِن کے دُکھ درد کا مداواصرف قائدَ تحریک اور ایم کیو ایم کے پاس ہے۔

جبکہ یہاں یہ امریقیناقابلِ ذکرہے کہ پچھلے کئی دِنوں سے کراچی میں قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 246 پر ضمنی انتخاب کے لئے گھمسان کارن جاری رہاحلقہ این اے 246 کے ضمنی انتخاب کے لئے جو میدان سجاتھااِس میں 12 اُمیدواروں نے

حصہ لیا تاہم اصل مقابلہ ایم کیو ایم کے کنور نوید جمیل ، پاکستان تحریک انصاف کے عمران اسماعیل اور جماعتِ اسلامی کے راشد نسیم کے درمیان ہوا جنھوں نے اپنی انتخابی مہم میں کبھی صبر و برداشت تو کبھی بے صبری اور اکثر ایسا بھی محسوس ہوا کہ اِنھوں نے برداشت کی تمام حدیں پھلانگتے ہوئے وہ کچھ کر دیا جس کو نہ صرف اہلِ حلقہ و شہر بلکہ پورے پاکستان سمیت دنیا بھر میں دیکھا اور سمجھا گیا اِس حلقے میں 3 لاکھ 57801 ووٹرز تھے جن میں ایک لاکھ 96203 مرد اور 1 لاکھ 61571 خواتین ووٹرز تھیں اِس حلقے میں کُل پولنگ اسٹیشن 213 تھے جن میں خواتین اور مردوں کے لئے 15,15 جبکہ 183 مشترکہ پولنگ اسٹیشنز تھے مردوں کے 402 اور خواتین کے 367 پولنگ بوتھ قائم کئے گئے تھے، 211 مرد، 2 خواتین پریزائیڈنگ افسران اور 769 پولنگ افسران ڈیوٹی انجام دیں تو وہیں 23 اپریل کو حلقہ این اے 246 میں انتخاب کے پُرامن انعقاد کے لئے الیکشن کمیشن اور سندھ انتظامیہ نے پولنگ اسٹیشنز پر کیمروں کی تنصیب سمیت سیکورٹی کے سخت انتظامات بھی کئے گئے تھے تاہم سارا دن پُرامن گزارنے کے بعد انتخابی نتیجہ شروع ہوتے ہی کریم آباد کے قریب کچھ جذباتی نوجوانوں نے اپنی جیت کی خوشی میں ایک جماعت کے دفتر پر پتھراؤ وغیرہ کیا تو کچھ دیر کو حالات غیر ہوئے مگر پاکستان رینجرز کے بروقت اقدامات و انتظامات کے بعد حالات جلد ٹھیک ہوگئے۔

یوں گزشتہ دِنوں 23 اپریل 2015 کو پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی حب کا درجہ پانے والے شہر کراچی کے حلقہ این اے 246 کے ضمنی انتخابات کے سلسلے میں بالخصوص مُلک کی تین بڑی سیاسی جماعتوں ایم کیو ایم، پی ٹی آئی اور جماعت اسلامی کی عصاب شکن انتخابی مہم کا اختتامہ کراچی کی اصل مالک جماعت ایم کیو ایم کی پُر تپاک اور فقید المثال کامیابی کے اعلان کے ساتھ ہی اپنی انجام کو پہنچا اور اِس کے ساتھ ہی یہ ضرور واضح ہوا کہ کراچی کی اصل مالک جماعت صرف اور صرف ایم کیو ایم ہی ہے۔

چلیں...!! اللہ ... اللہ کرکے جیسے تیسے 23 اپریل کو کراچی کے حلقہ این اے 246 کا اہم انتخابی معرکہ مجموعی طور پر پُر امن طریقے سے اختتام پذیر ہوا اور ایسے بہت سے لوگ جو کراچی آپریشن کی وجہ سے یہ سمجھ رہے تھے کہ ایم کیو ایم کی عوامی مقبولیت ختم ہوگئی ہے اور اَب جس قدر جلد ممکن ہوسکے کسی بھی طرح ایم کیوایم کے ہاتھ سے کراچی کو چھین کر اپنی مٹھی میں قید کرلیا جائے تو سائیں ....!! آج بھی اُن لوگوں کے لئے اہلیانِ کراچی کا یہ پیغام ہے کہ کراچی کل بھی ایم کیو ایم کا تھا اور آج بھی یہ ایم کیو ایم کا ہے اور ہمیشہ ہی ایم کیو ایم کا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی شہرِ کراچی کے باسیوں نے کراچی کو فتح کرنے والوں کو یہ درس دے دیا ہے کہ براہ کرم ...!! کوئی بھی کسی بھی طرح سے کراچی کو فتح کرنے اور اِسے ایم کیو ایم کے ہاتھ سے چھین لینے کو کوشش نہ کرے،

اگر کسی کی کوئی ایسی ویسی اور کیسی نیت ہے تو وہ خدارا اَب اِس نیت سے کراچی میں آنے کا ارادہ نہ کرے... ہاں ہم سب پاکستانی ہیں یہ کراچی میں آئیں اور ضرور آئیں اور شہر کراچی کی ترقی و خوشحالی میں اپنا کردار ادا کریں مگر ایسا کرنے کے لئے اِنہیں دوستی، محبت اور بھائی چارگی کی فضاء کو ہمارے ساتھ مل کر ضرور قائم کرنا ہوگا،اور اگر کوئی ہم سے بغض و کینہ رکھ کر ہم سے لڑکر کراچی کو فتح کرنا چاہئے گا تو یہ ہم اہلیانِ کراچی کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے، ہم محبت اور امن کے متلاشی ہیں اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم سے محبت اور خلوص سے پیش آیا جائے اور اہلیانِ کراچی کو گلے لگا کر کراچی کو امن و آشتی کا گہوارہ بنادیا جائے۔

اَب جبکہ کراچی میں قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 246 میں وطن عزیز کی تاریخ کا انتہائی اہم ترین ضمنی انتخاب کراچی اور مُلکی سیاست کی سمت کے تعین کے لئے ایم کیوایم کے حق میں اپنا خوشگوار نتیجہ دے کر گزرچکاہے تواَب ایسے میں کامیاب ہونے والی جماعت ایم کیوایم کے قائدالطاف حُسین اور جان نثارانِ قائدو تحریک کو بھی اپنا محاسبہ اور احتساب خود بھی ضرور کرلیناہوگاکہ وہ کیا محرکات اور وجوہات تھیں کہ حلقہ این اے 246 کے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے والی دوسری جماعتوں کے اُمیدواروں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران کھلم کھلاشہر قائد کی سب سے بڑی اور کراچی کی اصل ملکیت اور حق رکھنے والی جماعت

ایم کیو ایم کے لئے کیا.. اور کیسی زبانیں استعمال کیں اور کیسے کیسے جملے ادا کئے...؟؟اِن کی کیا وجوہات تھیں..؟؟اور اِس کے ساتھ ہی اِنہیں یہ بھی ضرور پتہ لگانا ہوگا کہ گزشتہ تیس سالوں میں تو اتنے کھلے ٹلے انداز سے کوئی بھی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کو آئینہ نہ دکھا سکی... مگر حلقہ این اے 246 کے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے والی بالخصوص دو جماعتوں پی ٹی آئی اور جماعتِ اسلامی کے اُمیدواروں نے ایسی سخت زبانیں اور سخت جملے ایم کیو ایم کے خلاف کیوں استعمال کئے...؟؟کیا واقعی ایسا کچھ ہے..؟؟جس کی وجہ سے دو جماعتوں کے اُمیدواروں نے ایم کیو ایم کے خلاف سخت لہجہ اور سخت زبانیں استعمال کیں اَب اِس پر ایم کیو ایم کو خود اپنا احتساب محاسبہ کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو اُس معیار پر لانا ہوگا جس پر اَب آئندہ پھر کوئی ایسی زبان تو کیا...؟؟غلط نیت سے انگلی بھی نہ اُٹھائے... اور جس سے کراچی کے عوام کی ہر دلعزیز اور شہر قائد کے باسیوں کی سانسوں میں رہنے والی اِن کی اپنی جماعت ایم کیو ایم کی شان پر کوئی آنچ آئے۔(ختم شُد)

ٹھیک ہے حاکم وقت کی اگاڑی پچھاڑی سے بچنا چاہئے مگر ہمارے یہاں تو جیسے ..... ؟

ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے اہلِ دانش کا لوگوں کو ہمیشہ سے ہی یہ کہنا اور مشورہ رہا ہے کہ '' حاکم وقت کی اگاڑی پچھاڑی سے بچنا چاہئے'' یوں جس زمانے کی جس تہذیب کے جس مُلک اور معاشرے کے خاص وعام افراد نے دانشوروں کی اِس نصیحت پر عمل کیا اور اِسے تھامے رکھا وہی کامیاب رہے اور حاکم وقت کی طرف سے بہت سی ایسی پریشانیوں اور مشکلات سے بچے رہے جس کا حاکم وقت سارا الزام افراد پر ڈالتے ... جیسا کہ حاکم وقت کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بہت سے اقدامات اور منصوبوں کی ناکامی کا سارا الزام اپنے افراد، وزراء اور مشیران پر ڈالتے ...اور خود بچ نکلتے ہیں.. مگر لگتا ہے کہ جیسے ہمارے یہاں مشرقِ وسطیٰ کے موجودہ تنازع پر ایسا ہوا بھی .. اور نہیں بھی ہوا ہے .... یعنی پاکستانی سیاستدانوں، حکومتی وزراء اور مشیرانِ حکومت نے بھی اِس کا خیال کئے بغیر کہ حاکم وقت کی اگاڑی پچھاڑی سے بچنا چاہئے... مشرقِ وسطیٰ پر اپنے دل کی بات اپنی زبان سے یوں نکالی جیسی اُنہوں نے چاہی ...اور پھر یمن تنازع پر سعودی عرب کی پاکستان سے مدد کی درخواست کرنے کے باوجود سعودی عرب کی مدد نہ کرنے کی ٹھان کر نہ صرف سعودی عرب جیسے بڑے برادر مسلم مُلک کو مشکل کی گھڑی میں اتنہا چھوڑ دیا.....بلکہ وزیراعظم نواز شریف کے لاکھ یہ چاہنے کے باوجود کہ

ہمیں سعودی عرب کی ہر حال میں ہر قسم سے مدد کرنی چاہئے...'' کی خواہشات ''...
کا بھی گلا گھونٹ دیا...اور وزیر اعظم نواز شریف کو بھی دوست و بھائی برادر ملک
سعودی عرب کے سامنے شرمندہ ہونے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً قابلِ ذکر ضرور ہے کہ ہمارے سیاستدانوں اور اندورنِ خانہ بہت
سے حکومتی وزراء اور مشیرانِ خاص اور اراکین پارلیمنٹ کی مشترکہ حکمتِ عملی کے
باعث یمن تنازع پر سعودی عرب کی مدد نہ کرنے پر وزیر اعظم نواز شریف کو سعودی
عرب سے کس قدر سُبکی کا سامنا کرنا پڑا ہوگا...آج جس کا اندازہ تو صرف وزیر اعظم
نواز شریف کو ہی ہوگا... مگر راقم الحرف کو بھی اتنا اندازہ ضرور ہے کہ سعودی عرب کی
پاکستان سے مدد مانگنے پر انکار کرنے کے لئے وزیر اعظم نواشریف کو کتنی ہمت اور
حوصلے کا سہارا لینا پڑ ہوگا یقیناً ایسا کرنے کے لئے وزیر اعظم نواز شریف کو انکار کے الفاظ اپنی
زبان سے ادا کرنے کے لئے اپنے کاندھوں پر پہاڑوں کے وزن سے بھی زیادہ بھاری
محسوس کرنا پڑا ہوگا اور جب وزیر اعظم نواز شریف سعودی عرب کو اپنی امداد فراہم نہ
کرنے کے لئے کہہ رہے ہوں گے تو وہ خود کو دنیا کے پہاڑوں کے نیچے دبا ہوا محسوس
کر رہے ہوں گے۔

بہر حال...!!اَب ایسے میں ہمیں اپنے اراکین پارلیمنٹ اور دوسری سیاسی اور

مذہبی جماعتوں کی جانب سے بلائی جانے والی آل پارٹیز کانفرنسوں میں یمن تنازعِ پر سعودی عرب کی کسی بھی حوالے سے مدد نہ کرنے کی بات پر جہاں بہت افسوس ہوا اور ہم یہ سوچتے رہ گئے کہ کیا ہمارے اراکین پارلیمنٹ اور حکومتی وزراء اور مشیرانِ خاص میں سے کوئی بھی ایسا دانا نہیں...؟؟ جو یہ سمجھ کر دوسروں کو بھی یہ بتاتا اور سمجھا سکتا کہ ''ہمیں حاکم وقت کی اگاڑی پچھاڑی سے بچنا چاہئے'' اور حاکم وقت کے ظاہری و باطنی فیصلوں اور خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنے وزیراعظم نواز شریف کی یمن تنازع پر سعودی عرب کی مدد کرنے کی خواہش پر اپنا بھی ایسا ہی فیصلہ دینا چاہئے جیسا کہ وزیراعظم نواز شریف قلبی اور دماغی و سیاسی اور اُمتِ محمدیہ ﷺ کی بہتری کے لئے چاہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوا۔

اِس منظر میں ہمیں تاریخ کا یہ واقعہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ''بادشاہ نوشیرواں عادل کے وزیر ایک مہم میں مملکت کی بہتری کے لئے باہمی مشورہ کر رہے تھے اِس مجلس مشاورت میں بادشاہ خود بھی موجود تھا،بزرجمہر جو بادشاہ کا سب سے دانا وزیر تھا نے بادشاہ کی تدبیر کی تائید کی تو دوسرے وزیروں نے اِس سے کہا کہ عجیب بات ہے...؟؟تم نے بادشاہ کی معمولی سی بات کو بڑی ترجیح اور اہمیت دی جبکہ اِس میں غیر معمولی کوئی بات نہیں...ہماری بتائی ہوئی تدبیروں سے بادشاہ کی تدبیر بالکل وزنی نہیں...ہمیں حیرت ہے کہ تم نے

ایسا کیوں کیا...؟؟جس پر بزرجمہر نے یوں جواب دیا...کہ میں نے یہ اِس واسطے کیا ہے کہ انجام کار کسی کو معلوم نہیں... کون جانے کیا ہو...؟؟بہتری یہی ہے کہ بادشاہ کی تدبیر کو ہی ترجیح دی جائے...اِس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اگر بادشاہ کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو ناکامی کی ذمہ داری خود بادشاہ پر ہوگی، اور ہم میں سے کوئی بھی اِس کا موردِ الزام نہ ٹھہرے گا،دوسری صُورت میں اگرتدبیر کارگرثابت ہوئی ...توہم سب کو بادشاہ کی خوشنودی حاصل ہوگی... کہ ہم سب نے اِس کی رائے کی تائید کی...ہم سب یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ بادشاہ اپنی رائے کے خلاف کوئی بات سُن کر خوش نہیں ہوتے...اگرچہ بادشاہ کی رائے کے خلاف کچھ کہنا اپنے خون سے ہاتھ رنگناہے...''یہاں اِس تاریخی واقعے کو بیان کرنے کا مقصد یہ نکتہ سمجھانااور بتاناہے کہ ازل ہی سے اہلِ دانش اور داناکا یہ مشورہ رہاہے کہ حاکم وقت کی اکاڑی پچھاڑی سے بچنا چاہئے،صاحب اختیار حاکم کے سامنے دانش مندی اور دانائی کی زرہ پہن کرجاناچاہئے مگر افسوس ہے کہ جیسے ہمارے اراکین پارلیمنٹ نے یمن تنازعِ پر سعودی عرب کی مددمانگنے والی درخواست پر اپناسخت رویہ اپناکرایک طرف جہاں سعودی عرب کے احسانات اور امدادوں کا بھرم چکناچور کردیااُدھر ہی اپنے حاکم وقت کی سعودی عرب کی مددفراہم کرنے کی خواہشات کو بھی کرچی کرچی کرکے رکھ دیاہے بہرکیف ...!!یہ تو ایک معاملہ تھامگراَب ہمارے سیاستدانوں ،اراکین پارلیمنٹ اور اداروں کے سربراہان کوآئندہ کے لئے یہ نکتہ ضرورذہن نشین رکھناچاہئے کہ

کسی بھی معاملے میں اپنی رائے اور مشورہ دینے سے قبل حاکم وقت کی اکاڑی پچھاڑی سے بچنا بھی لازمی ہے''اور اِس کے ساتھ ہی وزیراعظم نواز شریف کو بھی یہ چاہئے تھا کہ وہ سب کی سُننے کے بعد اپنی صلاحیتوں اور سیاسی تدبر سے بھی کام لیتے اور اپنی صوابدید کے بعد سعودی عرب کی مدد کا فیصلہ دے دیتے..تو آج کم از کم اِنہیں سعودی عرب کے سامنے سُبکی تو نہ اُٹھانی پڑتی۔ (ختم شُد)

اوباما کی سی آئی اے کو پاکستان میں ڈرون حملوں کی کھلی چھوٹ

آج کیا ہم پاکستانیوں کے لئے یہ خبر باعث تشویش ہو سکتی ہے...؟؟ کہ جسے امریکی اخبار وال اسٹریٹ جرنل نے اپنے ایک انکشاف میں یوں عیاں کیا ہے کہ ”امریکی صدر اوباما نے اپنی سی آئی اے کے لئے پاکستان میں جاری ڈرون پروگرام کے قوانین میں خاموشی سے کئی ایسی ہولناک تبدیلیاں کر دی ہیں اَب جس کے بعد امریکی سی آئی اے کو اُن تمام ضروری احکامات اور قوانین سے آزاد کر دیا گیا ہے ماضی میں جن کی وجہ سے کبھی کبھی امریکی سی آئی اے کو پاکستان میں ڈرون حملے کرنے سے پہلے اور بعد میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اِن نئی تبدیلیوں سے اَب کیا ہم پاکستانی یہ سمجھ لیں کہ امریکی سی آئی اے اپنے کام اور مقاصد کے حصول کے لئے مکمل طور پر آزاد ہو گئی ہے اِس طرح کیا اوباما امریکی صدر ہونے کے دعویدار ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان پر بھی اپنی حقِ حکمرانی کے دعویدار ہونے والے ہیں...؟؟۔

بہر کیف...!! اَب کیا اِس منظر میں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں اور خود مختاری و سالمیت کے دعویدار پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور پاکستانیوں کو تحفظ فراہم کرنے والے قومی اداروں کے سربراہان کو کچھ کرنا ہوگا...؟؟ یا اَبھی یہ سب اپنی آنکھیں بند کرکے یوں ہی خاموش رہیں

گے۔۔۔؟؟اور کیا امریکااور امریکی سی آئی اے کو اپنی سرزمین پر فری ہینڈ دے دیں گے جیسے کہ پہلے والے حکمران، سیاستدان اور قومی اداروں کے سربراہان نے دی تھی۔۔؟؟آج امریکی صدراوباما کی جانب سے اِن تبدیلیوں کے بعد پاکستان میں ہونے والے ڈرون حملوں سے جو صورتِ حال جنم لے گی۔۔؟؟کیااِس کے بعد پاکستانیوں میں امریکاکے خلاف نفرت کی آگ میں اضافہ نہیں ہوگا۔۔۔؟؟اور کیا امریکا بھیک و امداداور دیگر حوالوں سے پاکستان کو دیئے جانے والے امریکی ڈالرز سے پاکستانیوں میں پیداہونے والی نفرت کو ختم کرپائے گا۔۔؟؟بہر حال ۔۔۔!!ایسے بہت سے سوالات اپنی جگہہ شدت سے قائم رہیں گے اِن میں کمی نہیں ہوسکتی ہے کیوں کہ اگرایسا ہوگیا جیساکہ وال اسٹریٹ جرنل نے انکشاف کیا ہے تو اَب امریکاپاکستان کے لئے چاہئے جتنے بھی ڈالرز بہادے مگر پاکستانیوں کے سینوں میں امریکی نفرت کو کسی طورپر بھی ختم نہیں کیا جاسکے گا۔

جیساکہ اُدھر امریکی اخبار وال اسٹریٹ جرنل نے انتہائی محتاط اندازسے مگراپنے پیشہ وارانہ فرائض کو نبھاتے ہوئے جس طرح سے اپنی ایک رپورٹ میں اپنے انکشاف کو پاکستانیوں سمیت دنیابھر میں بے نقاب کیا ہے یہ اپنے اندر بہت گہرائی اور سوچ و تفکر لئے ہوئے اَب اِسے سمجھنااور مستقبل قریب میں پاک امریکاتعلقات کا باریک بینی سے جائزہ لے کر اپنی خودمختاری اور استحکام و سالمیت سے متعلق کوئی راہ متعین کرناپاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری

قیادت، میڈیااور عوام پر لازم ہوگیاہے کہ یہ ایسے میں اپنی خودمختاری کا سوداکرلیتے ہیں یا امریکاکے سامنے سینہ پھولاکر کھڑے ہوجاتے ہیں اوراپنی بقاوسالمیت اور خودمختاری کو امریکی ناپاک عزائم اور مفادات سے محفوظ رکھتے ہیں۔

آج سب کو یہ معلوم ہوچکاہے کہ پچھلے دِنوں امریکی صدراوباما نے سی آئی اے کے پاکستان میں جاری ڈرون پروگرام کے قوانین میں خاموشی سے کئی تبدیلیاں کرکے اپنی سی آئی اے کو پاکستان میں ڈرون حملوں کی کھلی چھوٹ دے دی ہے اگرچہ ...!!

جہاں امریکی صدر اوباما کی جانب سے حالیہ ڈرون پروگرام کے قوانین میں کی جانے والی تبدیلیوں کا مقصدڈرون حملوں میں شہری ہلاکتوں کو کم ازکم رکھناہے تووہیں اِس تبدیلی کے قوانین میں اِس بات کو بھی پوری قوت سے یقینی بنانے کا کہاگیاہے کہ افغانستان سے انخلاتک سی آئی اے شناخت اور مصدقہ معلومات کے بغیرصرف شک کی بنیادپر بھی پاکستان میں اپنی پوری طاقت سے ڈرون حملہ کرسکتی ہے اور اِس کے ساتھ ہی امریکی صدراوباما نے افغانستان میں پیمپر پہن کر دہشت گردوں سے لڑنے والی اپنی (ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بہادر) سی آئی اے کو خاموشی سے یہ بھی کہہ دیاہے کہ اِسے یہ ثابت کرنے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ مجوزہ ہدف امریکاکے لئے خطرہ ہے... بس... اَب ایسالگتاہے کہ جیسے امریکی صدراوباما نے اپنی سی آئی اے کوڈرون حملوں کا

کام اِس کی صوابدید پر ٹھیکے پر دے دیا ہے اور اَب وہ آزاد ہے کہ یہ جس طرح سے چاہئے پاکستان میں جہاں بھی ڈرون حملے کرے اور اِسے اِن ڈرون حملوں کے لئے کسی سے اجازت طلب کرنے یا ڈرنے.. ورنے کی کوئی ضرورت نہیں ...یعنی یہ کہ آج کے بعد سے امریکی سی آئی اے کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ اِسے افغانستان میں رہنے کے لئے اپنی بقاء اور سالمیت سمیت خطے سے وابستہ امریکی مفادات کس طرح حاصل کرنے ہیں اَب یہ کام امریکی پیمپر پہنی سی آئی اے کو خود کرنا ہے ..جس کے لئے امریکی سی آئی اے یکدم ایسی ہی آزاد ہے جیسا کوئی آزاد پرندہ اپنی مرضی سے اُڑتا پھرتا ہے اور جہاں ...اِس کا جی چاہتا ہے وہ سرحدوں اور قوانین کی پرواہ کئے بغیر آتا جاتا..
کھاتا پیتا...اور لڑتا لڑاتا ہے اور ساری دنیا کا سفر کرتا ہے اور جسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہوتا ہے آج اِسی آزاد پرندے کی طرح امریکی صدر اوباما نے اپنی سی آئی اے کو پاکستان پر ڈرون حملے کرنے بھی آزادی دے دی ہے۔

اَب یہ بات پوری طرح سے واضح ہوچکی ہے کہ امریکا کے پاکستان سے انگنت مفادات وابستہ ہیں،اور یہ اِسی صورت ممکن ہے جب پاکستان غیر مستحکم رہے اور اِس کی ترقی و خوشحالی کے راستے بند رہیں اور پاکستان میں سرمایہ کاری نہ ہونے پائے ایسا تب ہی ممکن ہے جب امریکا اپنی سی آئی اے سے پاکستان کو کہیں ڈرون حملوں سے تو کہیں اپنے دہشت گردوں سے دہشت گردی کرواکر غیر محفوظ و غیر مستحکم

کرے اور پاکستان سے وابستہ اپنے مفادات کو ہر جائز وناجائز طریقے سے حاصل کرتا رہے خواہ اِسے مظالم کی اُس حدتک کیوں نہ جانا پڑے جہاں اِنسانیت تھرا اُٹھے، آسمان آنسو بہائے اور زمین بھی پھٹ جائے۔ (ختم شُد

آؤنگ مُکا کریں....!! اپنے شہر اپنے مُلک اور اپنی دنیا میں امن کے لئے

ہم نے اپنی زندگی میں اکثر مواقعوں پر بہت سے معاملاتِ زندگی میں اپنے اور دوسروں کے مفادات کے لئے ایسے بہت سے نک مُکا کئے ہوں گے جو چند افراد تک محدود رہے ہوں گے اور ہم نے ایسا کرنے یا کرانے کے لئے کبھی بلواسطہ تو کبھی بلاواسطہ اپنا کوئی نہ کوئی کردار بھی ضرور ادا کیا ہوگا۔

مگر آج چلو.. چلیں ...!! کہ ہم اپنے شہر اپنے مُلک اور اپنی دنیا کے امن و سُکون اور سلامتی کے خاطر بھی آپس میں کوئی ایسا نک مُکا کر ہی ڈالیں ہم جس سے اپنے شہر اپنے مُلک اور اپنی دنیا کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچائیں اور ہمیں اپنی کوشش پر بھی ناز ہو کہ ہم نے بھی اپنے شہر اپنے مُلک اور اپنی دنیا کے لوگوں کے خاطر امن و سکون اور بھائی چارگی کی دائمی فضا کے قیام کے لئے اپنی ذات سے ایک ایسا نک مُکاتی عمل کر ڈالا ہے کہ جس سے ہمارے شہر ہمارے مُلک اور ہماری دُنیا میں امن و سکون اور عفوو در گزر اور صبر و برداشت اور محبت کی ایسی چاشنی در آئے ہے اَب جو تا قیامت قائم رہے گی۔

اگرچہ...!! آج راقم الحرف سمیت دنیا کا ہر فرد اپنی روز مرہ کی زندگی میں کچھ

ایسا مصروف ہے کہ اِس نے اپنی اِس مصروف زندگی کو اپنی ذات اور اپنی فیملی کے مفادات تک ہی محدود کر رکھا ہے اور ایسا کرنے میں وہ ہر جائز اور ناجائز طریقے اپنانے پر تلا بیٹھا ہے جسے معاشرہ اور قانون کسی بھی طور درست قرار نہیں دیتا ہے مگر اس مادہ پرست دنیا میں کوئی بھی یہ سوچنے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اِس کی ذات اور فیملی تک محدود رہنے والے فوائد اِس وقت تک کارآمد اور مفید ثابت نہیں ہو سکتے جب کہ اُس کے شہر اُس کے مُلک اور اُس کی دنیا میں امن اور بھائی چارگی کا ماحول پیدا نہ ہو جائے۔

آج ہم خوش قسمتی سے دنیا کے جس بارہویں انٹر نیشنل شہر کے باسی ہیں وہ شہر کراچی کہلاتا ہے اور اِسے میرے دیس پاکستان میں معاشی حب کا درجہ حاصل ہے اور یہی دنیا کو وہ شہر ہے جس پر دنیا کی رال ٹپکتی ہے اور دنیا کی نظریں اِس کے خوبصورت ترین محلِ وقوع پر ٹکی ہوئیں ہیں آج جن کا اِس شہر پر کوئی بس نہیں چلتا ہے اور جنہیں اِس شہر کے محلِ وقوعِ کی افادیت سے متعلق جانکاری ہے ،وہ اِس شہر کو اپنے چیلوں اور اپنی خفیہ ایجنسیوں کے لوگوں سے کام لے کر ''شہرِ دہشت گرداں'' بنانے میں تلے بیٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اِس شہر میں کسی بھی صورت امن و سکون اور بھائی چارگی کی فضا قائم نہ ہونے پائے اور یہ شہر جو پاکستان جیسے دنیا کے ایک غریب ترین ایٹمی طاقت رکھنے والے مُلک کا معاشی حب ہے اگر اس میں امن سر چڑھ گیا تو پھر یہ شہر مسائل میں گھیرے مُلک

پاکستان کی قسمت بدلنے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے یوں دنیا کی کچھ نادیدہ قوتیں یہ چاہتی ہیں کہ اِس شہر کو کبھی بھی امن و سکون کا گہوارہ نہ بننے دیا جائے کیوں کہ وہ یہ نقطہ اچھی طرح سے سمجھتی ہیں کہ جس روز بھی اِس شہر کراچی میں امن و سکون قائم ہوگیا اور اِس کے بند کارخانوں اور صنعتوں کی چمنیوں سے دھواں نکلنا شروع ہوگیا تو سمجھ لو کہ اِس دن سے شہر کراچی میں امن قائم ہوگیا اور پاکستان کے مسائل حل ہوگئے اور پاکستان ترقی و خوشحالی کی اُس راہ پر گامزن ہوگیا جس پر چل کر پاکستان نہ صرف خطے بلکہ ساری دنیا میں وہ مقام حاصل کرلے گا جس کا شائد خود پاکستانیوں نے بھی تصور نہیں کیا ہوگا۔ تو پھر آؤ...!! شہر کراچی کے محبِ وطن باسیوں ہم اپنے شہر کو دنیا کی نادیدہ طاقتوں کے چنگل سے نکالنے کے لئے ہم اپنا ایک قدم آگے بڑھائیں اور ہم آپس کے ذاتی و سیاسی، اخلاقی و معاشرتی ،لسانی و تعصبی اور مذہبی و فروعی ،زبانی و رنگی، تہذیبی و ثقافتی،فرقہ واریت اور دوسرے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں اور آپس میں ایک ایسا دائمی ''ٹک مُکا'' کرلیں ہم آئندہ جس کی بنیاد پر آپس میں نہیں لڑیں گے اور ہم ایسا کوئی حرف، جملہ اور ایسی کوئی بات اپنی زبان سے نہیں نکالیں گے جس کی وجہ سے ہم دست و گریباں ہوں اور ہمارے اختلافات گلیوں اور محلوں سے نکل کر مُلک کی شاہراہوں تک پہنچیں اور دنیا ہماری اِسی کمزوری کا فائدہ اُٹھاکر ہماری سالمیت اور خود مختاری کو خطرے میں ڈال دے۔

جبکہ آج کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کوئی ہمارے شہر ہمارے مُلک اور ہماری دنیا کے امن اور بھائی چارگی کے جذبوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اپنے اختیارات اور حدود کا ناجائز استعمال کرے اور کسی کے خلاف ایسی زبان و جملے استعمال کرے جس سے نفرتیں تو پیدا ہوں مگر برداشت و عفوودرگزراور امن و بھائی چارگی کی قائم فضامکدر ہو جائے۔

پچھلے کچھ دِنوں سے ہمارے شہر ہمارے مُلک اور ہماری دنیامیں طاقتوروں کی طرف سے کمزروں کو نیچادکھانے اوراِنہیں اپنے زیر تسلُط رکھنے کا گیم جاری ہے اگرمسلسل طاقتوروں اور اختیارات رکھنے والوں کی جانب سے یہ بساط بچھائی جاتی رہی تو کوئی عجب نہیں کہ ہمارے شہر ہمارے مُلک اور ہماری دنیامیں کبھی بھی امن و سکون قائم نہیں ہوسکے گااور ہم ایک دوسرے کے چہروں پر طمانچے اور ٹھونسے مارتے مارتے خود خاک ہوجائیں گے مگر ہم اپنے اِس عمل سے کوئی ایسامثبت و تعمیری نتیجہ نہیں نکال سکیں گے جس پر ہمیں اور ہماری ذات کو تسکین ملتی۔

ہاں البتہ...!!آج اگر ہم اپنے حالاتِ اور واقعات کا جائزہ لیں اور اپنے اردگردکے ماحول اور لوگوں کی ذاتی و سماجی، سیاسی و مذہبی، اقتصادی و

کاروباری سرگرمیوں پر نظر رکھیں تو ہمیں خود یہ اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارے شہر ہمارے ملک اور ہماری دنیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہیں اور اپنے وجود کو دوسروں کے ہاتھوں گروی رکھ کر وہ کچھ کر رہے ہیں اور کروا رہے جسے کوئی بھی معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا ہے ہمیں ایسے ہی لوگوں اور افراد اور ٹولوں اور گروہوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ہی تو کوئی ایسا ٹک ٹکا کرنا ہو گا جس سے ہم اپنے شہر اپنے ملک اور اپنی دنیا کو امن و سکون کا عظیم گہوارہ بنا سکتے ہیں

(تو پھر آؤ ٹک ٹکا کریں۔۔۔؟؟۔) ختم شُد

بات تو سچ ہے، مگر کیا اَب امریکا ہندوستان کو بھی دہشت گرد مُلک کہے گا یا پھر....؟؟

بات تو سچّ ہے کہ ’’مودی کے آنے سے ہندوستان میں اقلیتوں پر حملے تیزی سے بڑھ گئے ہیں‘‘ مگر کیا اَب امریکا ہندوستان کو بھی دہشت گرد مُلک کہے گا..؟؟ یا اِدھر اُدھر بغلیں جھانک کر یہ سب کچھ بھلانے اور خاک میں مِلانے کی کوششوں میں لگ جائے گا...؟؟ اور خود کو لڈن پپو ظاہر کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کرے گا کہ ایسی کوئی خبر یا انکشاف کبھی بھی اِس کے کانوں سے نہیں ٹکرائی ہے اور نہ ہی اِس نوعیت کی کوئی خبر کبھی اِس کی آنکھوں کے سامنے سے گزری ہے کہ ’’ہندوستان/بھارت/انڈیا میں مودی کے آنے سے اقلیتوں پر حملے تیزی سے بڑھ گئے ہیں‘‘۔

جبکہ آج یہ حقیقت دنیا سے نہیں چھپائی جا سکتی ہے کہ ہندوستان میں بسنے والے اقلیتوں کے لئے ہندوستان کے انتہا پسند ہندوؤں نے اپنی سرزمین تنگ کردی ہے اور ہندوستان کو ہندوؤں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے لئے انتہائی خطرناک ترین مُلک بنادیا ہے آج یہ بات ہندوستان میں بسنے والی اقلیتوں کے لوگ بخوبی جانتے ہیں جن کی زندگی کا کوئی لمحہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں جب سے ایک انتہائی خطرناک ترین انتہا پسند ہندو نریندر مودی کی حکومت آئی ہے یقینی طور پر ایسا تب سے ہونا شروع ہوا ہے اور اَب جیسے جیسے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں سے تعلق رکھنے والے نریندر مودی کی حکومت مضبوط ہوتی جارہی ہے ہندوستان میں اقلیتوں پر ہونے والے حملوں کے واقعات میں بھی تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے گویاکہ آج اِس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے کہ ہندوستان اقلیتوں کے رہنے کے قابل نہیں رہاہے۔

گزشتہ دِنوں اِس حوالے سے امریکی کانگریس کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے اپنی ایک تازہ ترین رپورٹ میں کہا ہے کہ ”گزشتہ عام انتخابات کے بعد سے ہندوستان میں حکمراں جماعت بھارتیہ جنتاپارٹی کے ارکان مذہبی اقلیتوں کے خلاف ہتک آمیز اور اشتعال انگیز بیانات دیتے رہے ہیں اور رپورٹ میں وثوق کے ساتھ اِس انکشاف کا بھی اظہار کیاگیاہے کہ ہندوستان میں نریندر مودی کے آنے سے اقلیتوں پر حملے تیزی سے بڑھ گئے ہیں اقلیتوں کے خلاف حملوں اور راشٹریا سیوک سنگھ اور وشواہندوپریشد جیسی انتہا پسند تنظیموں کی طرف سے مذہب کی جبری تبدیلی کے واقعات ہوتے رہے ہیں“۔

جبکہ یہاں امریکی کانگریس کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے اپنی

رپورٹ میں حوالے کے طور پر ''گزشتہ سال دسمبر میں ہندو گروہوں کی جانب سے 4 ہزار مسیحی خاندانوں اور ایک ہزار مسلم گھرانوں کے افراد کو اترپردیش میں ''گھر واپسی'' کے نام سے چلائی جانے والی مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں نے اپنی اِس مہم کے دوران مسیحی خاندانوں اور مسلم گھرانوں کو ''جبری ہندو'' بنانے کا اعلان کیا تھا اور اَب تک اپنے اِس اعلان پر ہندوستان کے انتہاپسند ہندو عمل کرتے ہوئے کئی مسیحی خاندانوں اور مسلم گھرانوں کو جبری ہندو بنا چکے ہیں''۔

خبر ہے کہ رپورٹ میں طاقتور امریکی کانگریس کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے افسوس اور دُکھ کے ساتھ مزید کہا ہے کہ ''مگر باوجود دنیا کا ایک سیکولر جمہوری مُلک ہونے کے ہندوستان اقلیتوں کے تحفظ اور اِنصاف فراہم کرنے میں بُری طرح سے ناکام رہا ہے'' اور آج جسے اپنی رپورٹ میں بڑے رنج و غصے کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ '' ہندوستان نے اپنے نام نہاد سیکولر جمہوری نظام میں اقلیتوں کے خلاف ہونے والے جرائم کی ہر سطح پر کھل کر حوصلہ افزائی کی ہے''۔

جبکہ اُدھر امریکی کانگریس کے طاقتور ترین کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ہندوستان میں اقلیتوں کے حقوق کے خلاف انتہاپسند ہندوؤں کی

انتہاپسندانہ کارروائیوں پر پیش کی گئی رپورٹ پر شدید تنقید کرتے ہوئے ہندوستانی وزارتِ خارجہ کی ترجمان وکاس سروپ نے اپنے ردِ عمل کا اظہار کچھ یوں کیا ہے کہ رپورٹ سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے امریکی کانگریس کے طاقتورترین کمیشن.برائے'' بین الاقوامی مذہبی آزادی کو ہندوستانی آئین اور معاشرے کے بارے میں جانکاری اِس کی معلومات) محدود ہیں اِس بنیاد پر وہ اِس رپورٹ کو خام خیالی اور من گھڑت) تصور کرتے ہوئے خالصتاً جھوٹ کا پلندہ سمجھتی ہیں اور یوں یہ اِس رپورٹ کو قابلِ توجہ نہیں سمجھتی ہیں'' جبکہ ایسانہیں ہے جیساکہ وکاس سروپ اپنے انتہاپسند ہندوؤں کا دفاع کرتے ہوئے سمجھ رہی ہیں بلکہ حقیقت اور سچ یہ ہے جیساکہ رپورٹ میں کہاگیاہے۔ آج ہندوستان میں اقلیتوں کے حقوق کے غضب کئے جانے اوراِن پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف حقیقت پر مبنی امریکی کانگریس کے کمیشن.برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی رپورٹ پرایک ہندوستانی وزارتِ خارجہ کی ترجمان وکاس سروپ کی تنقید اور کسی ردِ عمل سے کیا ہوتاہے...؟؟ مگرآج دنیاکا ہر شخص کمیشن.برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی رپورٹ کو قابلِ اعتبار اور قابلِ اعتماد سمجھتاہے۔یوں آج دنیاکے ہر اِنسان جن کا تعلق کسی بھی مذہب وملت سے ہو وہ کھلم کھلاامریکااور عالمی طاقتوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندوستان کو اقلیتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سے بازرکھیں اورہندوستانی

انتہاپسند ہندوؤں کی اقلیتوں کے ساتھ انتہاپسندانہ کارروائیوں پر ہندوستان سے
پُرزور مذمت کریں اور جب اِس سے بھی کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلے تو پھر کیا امریکا اپنے
کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی رپورٹ پر ہندوستان کو بھی اپنے شہریوں
سمیت ہندوستان میں آباد دیگر اقلیتوں کے لئے دہشت گرد مُلک گردان کر ہندوستان کو
بھی اقلیتوں کے لئے خطرناک ترین مُلک ہونے کا سرٹیفیکٹ جاری کرے
گا.؟؟یا ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کے اِن انتہائی گھناؤنے جرائم پر خود ہی اپنی آنکھ
پر پٹی باندھ کر ہندوستان کے انتہاپسند ہندوؤں کی ہندوستان میں آباد اقلیتوں پر
(گھر واپسی" کے نام پر چلائی جانے والی ظالمانہ مہم پر اندھابن جائے گا..؟(ختم شُد"

اپنی زندگی میں زندگی کو دوسروں کی زندگیوں کے نام کرنے والے کتنے عظیم لوگ ہوتے ہیں

آج اِس پُرآشوب دور میں بے شک ...!! وہ کتنے عظیم لوگ ہوتے ہیں...؟؟ جو اپنی زندگی میں زندگی کو دوسروں کی زندگیوں کے نام کر دیتے ہیں، ویسے تو ایسے لوگ ہرزمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں آٹے میں نمک کے.برابر ہوتے ہیں مگر یہ جتنے بھی ہوتے ہیں وہ ہرزمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں درخشداں ستارے ہوتے ہیں اور جب یہ چمکتے ہیں تو تہذیبیں چمکتی ہیں، نسلیں ٹمٹماتی ہیں معاشرے جگمگاتے ہیں،ترقی کی شاہراہئیں روشن ہوتی ہیں اور مُلک اور قوموں کی قسمت ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوجاتی ہے۔

میرے مُلک میں بھی ایسے عظیم اور درخشداں لوگوں کی کمی نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہوسکتی ہے، خواہ دُشمنانِ قوم وملت اور اِنسانیت کی فلاح کے دُشمن چاہئے جتنے بھی ایسے بے باک ونڈر لوگوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنالیں مگر میرے دیس میں موجود اچھے اور عظیم لوگ اپنے جذبہ اِنسانیت اور خدمتِ انسانیت کے ساتھ جوق درجوق سامنے آتے رہیں گے اور وہ یوں ہی اپنی زندگی میں زندگی کو دوسروں کی زندگیوں کے نام وقوف کرکے اپنے حصے کا کام کرتے ہوئے گزرجائیں گے اَب اِس پر کوئی یہ ہرگزنہ سمجھے کہ میرے مُلک میری تہذیب اور

میرے معاشرے کے اچھے اور اِنسان دوست لوگ کسی کی گولی کا نشانہ بننے سے ڈر جائیں گے اور وہ کہیں جا کر چھپ جائیں گے اور اندھیرے میں اُجالے کے متلاشی اِنسانوں کو دربدر بھٹکنے کو چھوڑ دیں گے.... بلکہ ایسا نہیں ہے اَب جتنا دُشمنانِ قوم و ملت اِن پر گولیاں چلائیں گے میری تہذیب ، میرے مُلک اور میرے معاشرے کے اچھے اور قابل لوگ اپنے عزم و ہمت سے اُنتاہی عوام کی خدمت کی نیت سے فرنٹ پر آتے جائیں گے اور اپنے حصے کا کام کرتے جائیں گے یہ عظیم لوگ کسی ڈرپوک کی گولی کا نشانہ بننے سے نہیں ڈرتے ہیں بلکہ آج ڈرپوک اِنسان اپنے گھناؤنے عزائم کو پروان چڑھانے کے لئے اپنی گولی اور بھالے سے جتنا بھی اِنہیں ڈرائیں گے میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے کے یہ عظیم اِنسان اُتناہی سامنے آئیں گے اور اپنا سینہ پُھولاپُھولا کر خدمتِ اِنسانیت کرتے رہیں گے اور اپنی نئی نسل کے ہاتھوں علم و فن کے قمقمیں تھماتے رہیں گے۔

آج بے شک...!! میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے میں جامعہ کراچی T، شعبہ ابلاغِ عامہ کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر وحید الرحمان المعروف یاسر رضوی ہوں کی سربراہ سبین محمود ہوں، لانڈھی فائر بریگیڈ کے فائر آفیسر غلام فریدالدین ہوں 2F یاپروفیسر ڈاکٹر جاوید قاضی، پروفیسر تقی ہادی، مفتی مولانا مسعود، پروفیسر ڈاکٹر شکیل اُوج، پروفیسر سبطِ جعفر اور پرنسپل ڈاکٹر ڈیبرا لوبو اور دیگر (وہ عظیم شخصیات جن کے نام یہ سطور تحریر کرتے ہوئے

راقم الحرف کو یاد نہیں ہیں) ہوں یہ میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے کے وہ عظیم لوگ اور ہستیاں تھیں جنہیں میری دُشمنانِ قوم وملت نے محض اِس بنا پر اپنی ناپاک گولیوں کا نشانہ بنادیا کہ یہ عظیم لوگ اپنے اپنے شعبوں میں رہتے ہوئے اِنسان اور اِنسانیت کی خدمت کے لئے پیش پیش تھے۔

آج خواہ حکومت اِن کے قاتلوں کو اِس بنا پر گرفتار نہ کرسکے کہ شائد اِس کے نزدیک اِن لوگوں کا معاشرے میں ہونا یا نہ ہونا کوئی معنی نہ رکھتا ہو....!! مگر آج یہ حقیقت ہے کہ میرے مُلک کے اُن لوگوں کے لئے جو اِن عظیم ہستیوں سے اپنے مستقبل روشن اور تابناک بنارہے تھے اور اِن کے علم و فن سے معاشرے میں علم کے دیئے جلارہے تھے اور اِن کی عوام دوست خصلت اور خدمتِ انسانیت کے جذبوں کو اپنے اندر بھی اسٹور کرنے اور پھیلانے میں متحرک تھے آج میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے کی نئی نسل کے نوجوان اور علم کے طالب بچے اور بچیاں اِن عظیم لوگوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے اپنے اردگرد پیدا ہونے والا ایک ایسا خلا محسوس کررہے ہیں جسے یہ سمجھتے ہیں کہ اَب اِس خلا کو کوئی بھی تا قیامت پُر نہیں کرسکے گا اَب کیا علم کے حصول اور خدمتِ انسانیت کے جذبوں سے بیدار میری نئی نسل کی بیتابی حکمرانِ وقت اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے اور اِنصاف دینے والے اداروں کے سربراہان میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے کی اِن عظیم ہستیوں کو موت کی وادی میں دھکیل کر قبر کی آغوش

میں پہنچادینے والے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزائیں دلوانے کے لئے اپنا کوئی کردار ادا کریں گے ....؟؟ یا وقت اور حالات گزرنے کے ساتھ ساتھ سب کچھ بُھلا کر معاشرے کو اُسی لاقانونیت کی ڈگر پر چھوڑ دیں گے جس کے بعد دہشت گرد پھر کسی صاحبِ علم و فن کو اپنی گولی کا نشانہ بنادیں...اور معاشرے کا ہر فرد پھر حکومتی رِٹ نہ ہونے کا رونا شروع کردے۔

یہاں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ اگر آج میرے مُلک میں حکومتی رِٹ قائم ہوتی اور قاتلوں، دہشت گردوں اور دُشمنانِ قوم و مِلت کو قانون کے مطابق سخت سزائیں (جیسا کہ آج فوجی عدالتوں کے قیام کے بعد سلسلہ چل نکلا ہے ایسی ہی سزائیں پہلے بھی) دینے کا کوئی نظام رائج ہوتا تو یقیناآج میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے میں بھی دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح قانون کی بالادستی قائم رہتی اور بلا رنگ و نسل، مذہب و مِلت اور امیر و غریب کی تفریق کے بغیر اِنصاف کا بھی بول بالا ہوتا اور پھر نہ کوئی وحیدالرحمان جیسا پروفیسر اور سبین محمود جیسی نڈر سماجی رہنما اور غلام فریدالدین جیسا کوئی عوام دوست اور بہادر عوامی خدمت سے سرشار شخص کسی دہشت گرد کی گولی کا نشانہ بنتا اور نہ ہی دور کسی صحرا میں بنی جھونپڑی میں بیٹھا کوئی غریب کسی جابر فاسق و فاجر زمیندار، وڈیرے، جاگیردار اور سرمایہ دار کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر قبر کی آغوش میں جا سوتا....آج اگر میری تہذیب میرے مُلک اور میرے معاشرے

میں موجود اُن اچھے لوگوں کو جنہوں نے اپنی زندگی میں زندگی کو دوسروں کی زندگیوں کے نام وقوف کردیا ہے اِنہیں دُشمنانِ قوم وملت سے بچانا ہے تو حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوام کو تحفظ اور انصاف فراہم کرنے والے اداروں کے سربراہان کو ضرور اُن اچھے لوگوں کے قاتلوں کو عبرتناک سزائیں دینی ہوں گیں جنہوں نے قتل کئے ہیں۔ (ختم)

اے خدا۔۔!!اَب مُلک میں حقیقی حکمران آئیں تو حقیقی جمہوریت بھی آئے۔۔؟

جمہوریت، جمہوریت، جمہوریت بہت ہو گئی ایسی جمہوریت .... ؟؟؟
خبرہے کہ پاکستان کے پہلے شمسی بجلی گھر کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہاہے کہ "مُلکی تاریخ میں پہلی بار جمہوریت ڈیلیور کر رہی ہے، دہشتگردی ختم ہو گئی ہے اور مُلکی حالات اَب پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں،امن کی بحالی کے لئے سکیورٹی ادارے اہم ہیں، فوج شاباش کی مستحق ہے، کراچی سے بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ کاخاتمہ ہوچکا،اَب سیاسی حالات بہتر کرنے کی ضرورت ہے، کراچی ایک دفعہ پھر روشنیوں کا شہر بنے گا اور بہاولپور کی بنجر زمین پر دنیا کا سب سے بڑا شمسی منصوبہ لگے گا"۔ایسے میں ہم اپنے وزیراعظم نواز شریف کی خواہشات اور اُمید افزا جملوں پر" آمین "کہیں گے مگراِس کے ساتھ ہی ہمیں یہ خدشہ اور وسوسہ بھی کھائے جارہاہے کہ عمران خان کالٹھ لے کر انتخابی دھاندلی کے پیچھے پڑجانااوراِس کے بعد ن لیگ کی حکومت کے بارے میں آج جس طرح الیکشن ٹریبونل کے فیصلے آنے شروع ہوگئے ہیں ڈر ہے کہ کہیں وزیراعظم نواز شریف کی حکومت ہی ......نہ ہوجائے خیر... اللہ مالک ہے۔

بہر حال....!! ہمارے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے بہاولپور کے خطاب میں "ملکی تاریخ میں پہلی بار جمہوریت ڈیلیور کر رہی ہے، جیسے بہت سے اُمید افزاء اور انتہائی خوش کُن جملے ادا کئے کہ جنہیں سُننے اور پڑھنے کے بعد ہماری طرح بہت سے لوگوں کے دل باغ باغ ہوگئے اور دماغ کے بند دریچے بھی یکدم سے کھل گئے ہوں گے مگر پھر اگلے ہی لمحے ہماری طرح دوسروں کو بھی شاید ایسا کوئی خیال آگیا ہو کہ (معاف کیجئے گا) جس 2 نمبر جمہوریت میں ملکی تاریخ میں پہلی بار جمہوریت ڈیلیور کی بات وزیر اعظم نواز شریف کر رہے ہیں ...آج کیا اِس 2 نمبر جمہوریت میں واقعی ایسا سب کچھ ممکن ہوسکے گا...؟؟ آج جس کے دعوے ہمارے وزیر اعظم نواز شریف کر رہے ہیں...!! کیوں کہ الیکشن ٹریبونل کا خواجہ سعد رفیق کے حلقہ این اے 125 میں دوبارہ انتخاب کرائے جانے اور میاں نصیر کا انتخاب بھی کالعدم کئے جانے کے فیصلے کے بعد اَب کیا ایسا نہیں لگتا ہے کہ ہمارے وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت اپنی مدت پوری کرپائے گی...؟؟ اور اپنے خطاب میں جن خیالات کا اظہار وزیر اعظم نواز شریف نے کیا ہے وہ جلد عملی صورت میں قوم کے سامنے آئیں گے جبکہ ابھی تو اسپیکر قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی آنا ابھی باقی ہے.....

قوم نے تو پچھلے 68 سالوں میں یہی پڑھا، سُنا اور دیکھا ہے کہ ہمارے یہاں قوم کو بے وقوف بنانے اور اِسے پاگل کرنے کا فن وڈیروں، جاگیرداروں، چوہدریوں،

خانوں، سیاستدانوں ، حکمرانوں،اہم قومی اداروں کے سربراہان اور میڈیا (جن میں اینکر اور کالم نویسی سے وابستہ) لوگوں اور صنعت کاروں اور تاجروں کوخُوب آتا ہے آج تک اِن لوگوں نے مل کر قوم کو جتنا بے وقوف بنا کر مُلکی اور ذاتی معاملات میں اپنے ذاتی اور کاروباری مفادات حاصل کئے ہیں اِس کی مثال تو شاید خطے سے وابستہ کسی دوسرے مُلک یا ریاست میں مشکل ہی سے ملے۔

ہاں البتہ...!! یہاں یہ نقطہ یقیناً قابل رحم و توجہ طلب ضرور ہے کہ قوم کو جن پر تکیہ تھا اِسے اِنہی لوگوں نے بے وقوف بنایا اور لوٹا ہے...اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قوم کو بے وقوف بنانے والوں نے بے وقوف اور پاگل اِس لئے بنایا کہ یہ پہلے ہی سے بے وقوف یا پاگل تھی...؟؟ کہ اِس کے ساتھ اِس کے اپنوں وڈیروں، جاگیرداروں، چوہدریوں، خانوں، سیاستدانوں، حکمرانوں اور قومی اداروں) کے سربراہان اور صنعت کاروں اور تاجروں) نے اِسے بے وقوف سمجھا یا پاگل بنایا...؟؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ "نہیں قوم تو بے وقوف یا پاگل کبھی نہیں تھی بلکہ یہ معصوم قوم تو ہمیشہ ہی سے مصلحتاً بے وقوف یا پاگل یوں بنتی آئی ہے کہ چلو اِس طرح مُلک کا کارخانہ چلے تو صحیح... مگر یہ کیا کہ...اَب تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے وڈیروں، جاگیرداروں، چوہدریوں، خانوں، سیاستدانوں، حکمرانوں، قومی اداروں کے سربراہان، میڈیا پرسنز اور صنعت کاروں اور تاجروں نے قوم کو حقیقی معنوں میں

بے وقوف اور پاگل ہی سمجھ لیا ہے... جس کا جو جی چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور قوم جو جس طرح سے چاہتا ہے کان پکڑ کر موڑ ڈالتا ہے... اور ہماری یہ بیچاری قوم بچہ جمہورا کی طرح کبھی کسی کے اشارے پر تو کبھی کسی کے کچھ کہنے ...اور خوشحالی اور ترقی کے سبز باغات دکھائے جانے پر اپنا دامن جھاڑ کا پیچھے پیچھے ہو لیتی ہے.....اِس کی یہی معصوم ادا ہی تو ہے آج جس سے ہمارے وڈیرے، جاگیردار، چوہدری، خان، سیاستدان، حکمران، قومی اداروں کے سربراہ اور میڈیا پرسن فائدے اُٹھا رہے ہیں... اور قوم کو اُس طرف ہانک رہے ہیں جس میں مُلک و قوم کے فوائدوں کے بجائے اُن لوگوں کے اپنے ذاتی اور سیاسی اور کاروباری مفادات پوشیدہ ہیں۔

اگرچہ ..!! آج قوم کو بے وقوف اور پاگل سمجھنے والے دراصل خود بے وقوف اور پاگل ہیں جو قوم کے خلوص اور معصومیت سے بے وقوف اور پاگل بننے کو اِس کی بے وقوفی اور پاگل پن سمجھتے ہیں... اَب ایسے لوگوں کو جو قوم کی محبت، پیار اور خلوص کو ٹھکرا رہے ہیں ... اور اِس کی مصلحتاً بے وقوفی اور پاگل پن کو حقیقی سمجھتے ہیں، اِنہیں چاہئے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور قبل اِس کے کہ قوم اپنی خود ساختہ بے وقوفی اور اپنے پاگل پن کے خول کو کُھرچ پھینکے اور اپنے بارعب اور تدبر والے چہرے میں سامنے آئے اور اپنا حقیقی جمہوری حق اپنے اِن ہی وڈیروں، جاگیرداروں، چوہدریوں، ،خانوں، سیاستدانوں، حکمرانوں

اہم قومی اداروں کے سربراہان ،میڈیاپرسنزاور صنعت کاروں اورتاجروں سے خود چھین لے ... موجودہ حالات اور واقعات میں ایسے لوگوں کی عافیت اور خیراِسی میں ہے کہ وہ مُلک کو صحیح معنوں میں ترقی اور قوم کی خوشحالی کے خاطر سرزمینِ پاکستان میں اُس حقیقی جمہوریت کوپروان چڑھائیں اَب تک جِسے اِن لوگوں نے مُلک میں متعارف نہیں ہونے دیاہے جب ایساہواہی نہیں ہے تو پھر حقیقی جمہوریت کے ثمرات بھی قوم تک نہیں پہنچ پائے ہیں۔

اَب زمینداروں، چوہدریوں، وڈیروں ،سیاستدانوں، حکمرانوں ، قومی اداروں کے سربراہان، میڈیاپرسنز، صنعت کاروں اور تاجروں کی خودساختہ اور محض دکھاوے کی ایسی جمہوریت اوراِن سب کے

اپنے مفادات کے لئے بنائے گئے جمہوریت ، جمہوریت، جمہوریت کے ایسے نام نہاد جمہوری نعروں اور دعووں سے قوم بیزار آچکی ہے اوراَب قوم یہ چاہتی ہے کہ اِن لوگوں کے ایسے جمہوری نعروں سے جس سے مُلک اور قوم کو کبھی ایک ٹکے کا بھی فائدہ نہیں پہنچاہے اَب اِسے ختم ہوناچاہئے اوراَب مُلک اور قوم کے خاطر حقیقی معنوں میں اُس جمہوریت کی فصل کو پیداہوناچاہئے جس سے مُلک میں جمہوریت حقیقی معنوں میں پروان چڑھے اوراِس کے ثمرات امیروں سے غریبوں تک بھی پہنچیں ....ایسی کسی جمہوریت کا کوئی فائدہ نہیں ہے آج جس کے مُلک میں دعوے تو بہت ہیں مگراِس کے ثمرات سارے مُلک میں پھیلنے اور غریبوں کے خالی

دامن یوں پھٹنے کے بجائے چند مٹھی بھر مفاد پرستوں کے ہاتھوں قید ہیں اور ملک اور قوم کا ایک بہت بڑا طبقہ جس سے محروم ہے اور ملک میں 2 نمبر جمہوریت سے پاک خالص اور حقیقی جمہوریت کا ہر غریب بھیکاری اِس آس کے ساتھ یہ دُعا کر رہا ہے کہ ”اے خدا...!! اَب میرے ملک میں دھاندلی سے پاک ہونے والے انتخابات سے نیک اور مخلص حکمران آئیں تو میرے دیس اور سرزمین پاکستان میں حقیقی جمہوریت بھی آئے۔۔

کراچی میں پانی کا بحران اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ یا سعدیؒ کا لالچی سُوداگر

..... !!

کے الیکٹرک اور کراچی واٹر بورڈ کی انتظامیہ اپنے تنازعات میں شہریوں کو پانی سے محروم نہ کریں..؟

اِن دِنوں شہرِ کراچی کے محبِ وطن اور غیور باسیوں کا ایک نئے مسئلے سے سامنا ہے اور وہ ہے پانی کا مسئلہ... اگر جس کی ایک بوند مرتے ہوئے کو مل جائے تو اِس میں زندگی کی رمق لوٹ آتی ہے اور اگر یہی بوند نہ ملے تو موت بھی واقع ہو جاتی ہے گزشتہ کئی ماہ و سال سے شہرِ کراچی کے بہت سے علاقوں میں پانی کا جو مسئلہ پیدا ہوا ہے اہلیانِ کراچی سمیت کئی صوبائی اداروں کے سربراہان و سیاسی و مذہبی جماعتوں کا بھی یہی خیال ہے کہ آج شہرِ کراچی میں پانی کا جو اور جیسا بھی بحران پیدا ہوا ہے اِس کا ذمہ دار صرف کے الیکٹرک کا وہ ادارہ ہے جس نے اپنی آمدنی بڑھانے کے خاطر وہ تمام اخلاقی اور اِنسانی اقدار کی حدیں بھی پھلانگ ڈالی ہیں جس پر ملکوں، معاشروں اور اداروں کا وجود قائم رہتا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ آج بھی اگر کے الیکٹرک کی انتظامیہ کراچی واٹر بورڈ سے اپنے واجبات کی ادائیگیوں کے لئے ذراسی مصلحت اور افہام و تفہیم سے کام لے اور اپنی جانب سے خود نظریہ ضرورت کے تحت لچک کا مظاہرہ کرے تو اِس میں کوئی شک نہیں کے اِس پر اہلیانِ کراچی پر احسانِ العظیم ہوگا اور اِس کے اِس نرم

روپئے سے شہر کراچی کے باشندوں کو پانی کی اپنی وہ مطلوبہ مقدار میسر آجائے گی جو کراچی کے 5 پمپنگ اسٹیشنز پر 4 سے 8 گھنٹے کے علاوہ مرمت کے بہانے کئی کئی گھنٹوں کی جانی والی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے کراچی کے شہریوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔

خبر ہے کہ کراچی میں گرمی کے اضافے کے ساتھ ہی کراچی میں پانی کا بحران شدید ہوگیا ہے جس کے باعث شہری پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں جہاں شہر میں پانی بحران کی ایک بڑی وجہ شہر میں پانی چوری کرنے والے غیر قانون ہائیڈرنس ہیں تو وہیں شہر میں پانی کی چوری بحران کا اصل سبب ہے تو اِسی طرح ایک بڑی اور اصل وجہ واٹربورڈ اور کے الیکٹرک کی ضدی انتظامیہ بھی ہیں جن کے واجبات کی عدم ادائیگی پر جھگڑوں کا خمیازہ پچھلے کئی ماہ اور سال سے کراچی کے شہریوں کو ہی بھگتنا پڑ رہا ہے۔

یوں اِن دونوں اداروں میں سے ایک واجبات کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینے کا ماہر ہے تو دوسرا سُونار کی طرح ایک ایک سونے کے ذرے کی طرح بجلی کے ایک ایک یونٹ کی وصولی چاہتا ہے اِن دونوں ادروں کی آپس کی لڑائی اور اِن کی ضد کی وجہ سے کراچی کے شہری پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں جبکہ دوسری طرف کے الیکٹرک کی انتظامیہ ہے کہ جس نے کئی ماہ و سال سے اپنے سالانہ

منافع کو بڑھانے کے لئے واٹر بورڈ اور دوسرے اداروں سمیت گھریلو اور کمرشل صارفین سے کچھ ایسے حربے بھی استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں کہ جس سے بالخصوص واجبات بروقت ادا نہ کرنے والے ادارے واٹر بورڈ کراچی کے بڑے 5 پمپنگ اسٹیشنز پر 4 سے 8 گھنٹے کے علاوہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ اکثر اوقات میں دیدہ و دانستہ روزانہ مرمت کے بہانے کئی کئی گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کرتی ہے جس کے باعث شہر کو 175 ملین گیلن یومیہ پانی کی قلت کا سامنا ہے خبر ہے کہ کے الیکٹرک کے اِس اِنسانیت سوز ظلم پر ایم ڈی واٹر بورڈ نے کے الیکٹرک سے پمپنگ اسٹیشنز پر لوڈشیڈنگ نہ کرنے درخواست کی ہے۔

جبکہ پچھلے کئی ماہ و سال سے شہر میں بڑھتے ہوئے پانی کے بحران پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے گزشتہ دِنوں ایم کیو ایم کے ارکانِ سندھ اسمبلی کے ہمراہ دھابے جی پمپنگ اسٹیشن کے دورے کے موقع پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے رہنما اور سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف خواجہ اظہار الحسن نے کہا ہے کہ کراچی میں پانی کا بحران عوام کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے اِن کا کہنا ہے کہ کراچی میں پانی کے بحران کی اصل وجہ غیر منصفانہ تقسیم ہے اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شہر کراچی میں پانی کے بحران کے ذمہ دار کے الیکٹرک اور کراچی واٹر بورڈ کی انتظامیہ ہے دونوں ادارے اِس معاملے پر سیاست نہ کریں اِس موقع پر اُنہوں نے جیسے مشورہ

دیتے ہوئے کہاکہ اگر سیاست کا شوق ہے تو کے الیکٹرک اور کراچی واٹربورڈ کے سربراہان آئندہ انتخابات میں حصہ لے لیں اور اُنہوں نے کہاکہ ایم کیوایم کی انتظامیہ پانی کے بحران پر سیاست نہیں کرنا چاہتی ۔اُنہوں نے کہاکہ حکومت فوری طور پر کراچی ییں پانی ۔5پروجیکٹ " بھی جلد شروعK" کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے 4 منصوبے کے ساتھ کرے تاکہ کراچی کو 520 ملین گیلن اضافی پانی مل سکے اظہارِ الحسن نے کہاکہ آج کراچی کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور تقریباً تین کروڑ ہوچکی ہے اُنہوں نے کہاکہ منصوبہ 2006 میں منظور ہوا تھا لیکن ماضی کی حکومت کے ساتھ ساتھ موجودہ K 4 حکومت بھی اِس منصوبے کو شروع نہیں کر سکی ہے خواجہ اظہار الحسن نے وزیراعظم نواز شریف کہاکہ وزیراعظم اِس معاملے کا فوری نوٹس لیں اور وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سندھ کراچی میں پانی کے معاملے کو حل کرنے کے لئے سنجیدگی سے نوٹس لیں "۔

اگرچہ آج ایم کیوایم کے رہنماء خواجہ اظہار الحسن نے تو انتہائی سلیقے اور سکون کے ساتھ کے الیکٹرک اور کراچی واٹربورڈ کی انتظامیہ اور وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے سامنے کراچی کے عوام کا مقدمہ پیش کردیا ہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ کے الیکٹرک اور کراچی واٹربورڈ کی ضدی انتظامیہ سے پانی کی بوند بوند کو ترسے شہر کراچی کو ریگستان بننے سے کون بچاتا ہے..؟؟ اور کراچی کے محبِ وطن اور غیور شہریوں کو پانی کی

وافر مقدار میں پانی کی فراہمی کے بعد زندگی کی خوشیاں کون اور کیسے لٹاتا ہے...؟؟

بہر حال...!! اِس حوالے سے وزیر اطلاعات و بلدیات سندھ شرجیل انعام میمن بھی پیچھے نہیں رہے اُنہوں نے بھی شہر کراچی میں بڑھتے ہوئے پانی کے بحران پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کچھ یوں لب کُشائی کی اور اُنہوں نے "کے الیکٹرک کی جانب سے عدالت عالیہ کے واضح احکامات کے باوجود واٹر بورڈ کے پمپنگ اسٹیشنوں پر گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کو کراچی کے امن کو تباہ کرنے کی سازش قرار دی ہے" اُنہوں نے بھی اپنے بیان میں "کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو متنبہ کیا ہے" اور کہا ہے " کہ وہ عدالت کے احکامات کے برخلاف واٹر بورڈ کے پمپنگ اسٹیشنوں پر لوڈشیڈنگ کا فوری خاتمہ کرے بصورتِ دیگر کے الیکٹرک کے خلاف حکومت سخت اقدامات کرنے پر مجبور ہو گی"۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل ستائش ہے کہ جس روز سندھ میں شرجیل انعام میمن اور ایم کے وایم کے خواجہ اظہار الحسن نے کراچی میں پانی کے سنگین ہوتے بحران پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اُسی دن اسلام آباد میں ایم کیو ایم کے سینیٹرز نے بھی کراچی میں پانی کے بحران پر اپنی لب کُشائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی میں ٹینکر مافیا سرگرم ہے عام لوگوں کو پانی کے حصول میں دشواری کا

سامنا ہے چونکہ پانی اِنسان کا بنیادی حق ہے تمام حقوق لوگوں کو ملنے چاہئیں"اِس حوالے سے خبر یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں ایم کیو ایم کی سینیٹر نسرین جلیل اور طاہر حُسین مشہدی کی تحریکِ التواء پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے" نسرین جلیل، تاج حیدر، بیرسٹر سیف اور سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حُسین مشہدی نے کہا ہے کہ" کراچی کی آبادی اڑھائی کروڑ تک پہنچ گئی ہے اور پانی تقریباً 80 لاکھ افراد کے حساب سے مل رہا ہے اِس سلسلے میں انتظامی معاملات کو بہتر بنانا ہوگا"اور اُنہوں نے دوبارہ اِس نکتے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ" کراچی میں ٹینکر مافیا سرگرم ہے جس کی وجہ سے عام لوگوں کو پانی کے حصول میں دشواری ہے" جس پر سسی پلیجو نے سینٹ میں یقین دلاتے ہوئے کہا کہ" کے فور منصوبے کے 80 ملین روپے جلد سندھ حکومت جاری کردے گی"اور اُنہوں نے کہا" چونکہ کراچی سب کا شہر ہے اور شہریوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے"۔

چلو لو...!! اَب ایم کیو ایم کے رہنماء اظہار الحسن اور وزیر اطلاعات و بلدیات سندھ شرجیل انعام میمن اور اسلام آباد میں سینٹ میں ایم کیو ایم کے سینیٹرز نے بھی شہر کراچی میں سنگین ہوتے پانی بحران پر اپنے جس انداز سے تحفظات کا اظہار کیا اور جس کے بعد سسی پلیجو کی سندھ حکومت کی جانب سے کے فور منصوبے کے لئے 80 ملین روپے جاری کئے جانے کی یقین دہانی سے عوام الناس

کو ذرا سی اُمید پیدا ہو گئی ہے کہ شاید کے الیکٹرک کی منافع خور انتظامیہ کو کچھ نہیں تو تھوڑی سی ہی غیرت آجائے اور وہ اپنے منافع کمانے کے کھاتے سے شہر کے پمپنگ اسٹیشنوں کو نکال دے اور اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرکے شہر کے پمپنگ اسٹیشنوں کو بلاتعطل (اور بغیر مرمت کے بہانے بجلی گھنٹوں بند کرنے کی اپنی پالیسی ضرور تبدیل کرے گی اور) الیکٹرک کی سپلائی جاری رکھے گی اور شہر کراچی کے شہریوں کو پانی پینے اور جینے... اور اِسی طرح اِنہیں مرنے کے بعد غسل دینے کے لئے بھی پانی کی فراہمی یقینی بنانے میں کراچی واٹر بورڈ کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھے گی۔

آج اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ ضرور ہے کہ شہر کراچی میں پانی بحران کے حوالے سے ہر سطح پر یہ بات مشترکہ طور پر بڑی شدت سے محسوس کی جارہی ہے اور اِس ساری صُورتِ حال میں کراچی میں پانی بحران کو سنگین ہونے کی ذمہ دار کے الیکٹرک اور کراچی واٹر بورڈ کی انتظامیہ کو ہی قرار دیا جارہا ہے تو اِس سارے منظر میں ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کے الیکٹرک کی انتظامیہ بھی حضرت شیخ سعدیؒ کے اُس لالچی سُوداگر کی طرح ہے جس نے اپنے کاروبار کو دنیا بھر میں پھیلانے اور اِس سے جائز و ناجائز منافع کمانے کی تو بے شمار پلاننگ کر رکھی تھی مگر اس لالچی سُوداگر نے اپنے سفرِ آخرت کے لئے کچھ نہیں سوچا تھا اِس کی جتنی بھی منصوبہ بندی کی تھی وہ سب دنیا ہی میں اپنے کاروبار

کو پھیلانے اور اِس سے جائز و ناجائز منافع کمانے اور دولت بٹورنے کی تھی آج یکدم اِس شیخ سعدیؒ کے لالچی سُوداگر کی طرح ادارہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ بھی ہے جس نے اپنے صارفین سے جائز و ناجائز منافع کمانے اور اِسے سال ہا سال سو سے دو سو فیصد تک بڑھانے کی پہلے سے منصوبہ بندی کر رکھی ہے جبکہ وہ یہ بھول گئی ہے کہ اِسے لوگوں کو طرح طرح کے حربوں سے تنگ کرنے کے بعد "سفرِ آخرت" پر بھی روانہ ہونا ہے یہ جس سفر پر روانہ ہوگی اِس کے لئے نہ تو اُس کے کفن میں جیب ہوگی اور نہ ہی اِس نے جو کپڑا زیب تن کیا ہوگا کوئی ایسا خاص کپڑا ہوگا جسے پہن کر اِسے اپنا سفرِ آخرت پر جانا ہے تو پھر سفر آخرت پر جانے سے پہلے اِسے اتنا جائز و ناجائز منافع کمانے کی کیا ضرورت ہے...؟؟ جو اِس کے سفرِ آخرت میں بھی کام نہ آئے اور جب یہ سفرِ آخرت پر جائے تو اِس کے ہاتھ نہ دنیا میں کمائی ہوئی دولت ہو اور نہ ہی ایسے اچھے اعمال کہ وہ اللہ کے کسی رحم و کرم کی حق دار ٹھیرائی جائے تو پھر کے الیکٹرک کی انتظامیہ کیا خیال ہے....؟؟ اور کیا سوچا ہے اپنے "سفرِ آخرت" کے بارے میں....؟؟ سب یہیں دھرا رہ جائے گا جب روانہ ہوگے "سفرِ آخرت" پر.....!!!

اَب کیا این اے 122 بھی... .؟؟؟

لو حکومت نے آئی ایم ایف سے تیل و بجلی کی قیمت بڑھانے کا وعدہ کرلیا..!!
چلیں..! نادرا نے انتہائی باریک بینی سے چھان پھٹک کے بعد تُزک احتشام سے اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق کے حلقہ این اے 122 کے ووٹوں کی 781 صفحات پر مشتمل سربمہر فارنسک رپورٹ الیکشن ٹربیونل میں جمع کرادی ہے ابھی قبل از وقت اِس سے متعلق کچھ کہنا مشکل ہوگا کیوں کہ اَب یہ فیصلہ تو الیکشن ٹربیونل نے کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ 781 صفحات پر مشتمل رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد الیکشن ٹربیونل کس کے حق میں کیا..؟ اور کیسا فیصلہ کرتا ہے...؟؟ انتظار کیجئے ....!! کہ یہ سب کچھ آنے والے دِنوں میں لگ پتہ جائے گا کہ دعویداروں میں سے کس کے سر میں کتنے بال تھے...؟؟۔

بہر حال...!! خبر ہے کہ الیکشن ٹربیونل کی فارنسک رپورٹ کے مطابق حلقہ این اے 122 میں 93 ہزار 852 ووٹوں کی تصدیق نہیں ہوسکی، رپورٹ ڈپٹی ڈائریکٹر ٹیکنکل میجر (ر) محمد مقتدر نے پیش کی ،جج کاظم ملک نے سربمہر رپورٹ کی کاپیاں فریقین کے وکلا کے حوالے کردیں جِسے فریقین کی موجودگی میں کھولا گیا اور خبر کے مطابق ڈی جی نادرا کو بیان قلمبند کرانے کے لئے ہفتہ

مئی کو طلب کرلیاگیاہے اطلاع ہے کہ نادرا کو حلقے کے 284 پولنگ اسٹیشنز کا 16 ریکارڈ تصدیق کے لئے بھجوایا گیا تھا نادرا نے جس پر لگ بھگ دوماہ میں تحقیقات مکمل کیں جس کے مطابق نادرا کو بھیجے گئے ایک لاکھ 84 ہزار 151 ووٹوں میں سے 73 ہزار ووٹوں کی انگوٹھوں کے نشانات کے ذریعے تصدیق ہوگئی جبکہ رپورٹ میں واضح 478 اور جلی حروفوں میں درج ہے کہ ’’93 ہزار 852 ووٹ ایسے تھے جو تصدیق کے قابل ہی نہیں تھے جبکہ 6123 بیلٹ پیپرز پر شناختی کارڈ نمبر غلط نکلے، 370 کاؤنٹر فائلز پر شناختی کارڈ نمبر ہی درج نہیں تھے جبکہ 255 ووٹرز کے شناختی کارڈ نمبر کاؤنٹر فائل پر 2,2 مرتبہ درج پائے گئے اور اِسی طرح 1715 ووٹ ایسے بھی تھے جن کی کاؤنٹر فائلز پر انگوٹھوں کے نشانات ہی نہیں تھے، جبکہ اِس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ 570 ووٹ ایسے نکلے جو حلقے میں رجسٹرڈ ہی نہیں تھے، خبر ہے کہ نادرا نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا ہے کہ الیکٹورل رول سے جن ووٹوں کی تصدیق نہیں ہوسکی اِن کی تعداد ایک لاکھ ہے جبکہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اِس حلقے سے اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق 36 ہزار 379 ووٹ لے کر کامیاب ہوئے تھے جبکہ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان 9384 ہزار 517 ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر رہے‘‘ جس پر پی ٹی آئی نے سینہ ٹھونک کر یہ دعوی کردیا ہے کہ ’’ ہمارا موقف سچ نکلا...اسپیکر استعفی دیں‘‘ اِس طرح آج تحریک انصاف کی جانب سے دعوے کرنے اور حکومت کی طرف سے پی ٹی آئی کے ایسے بے مقصد دعوؤں کو جھٹلانے کا عمل تیزی سے جاری ہے اَب اِس ماحول میں

کچھ بھی ہے مگر دوسری جانب یہ بھی حقیقت نہیں جھٹلائی جاسکتی ہے کہ عوام کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہونے لگا ہے کہ " اَب کیا حکمران جماعت ن لیگ کے ہاتھ سے حلقہ این اے122 کی اہم ترین نشست بھی ..... ہونے والی ہے؟؟؟۔

اگرچہ اِن دِنوں مُلک کے طُولُ اَرض میں نادرا کی جانب سے حلقہ این اے122 کے ووٹوں سے متعلق 781 صفحات پر مشتمل سربمہر رپورٹ آ جانے کے بعد بحث و مباحثوں کا بازار گرم ہے... یہ ساری باتیں اپنی جگمہ مگر کسی کو اپنی بحث و تکرار میں اِس بات اور نکتے کو بھی ضرور ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا کہ ابھی حلقہ این اے 122 کا کیس الیکشن ٹربیونل میں ہے اِس لئے کسی بھی جانب سے کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا نکتہ اور کوئی ایسا جملہ سامنے نہ پائے جو الیکشن ٹربیونل کے کسی بھی فیصلے پر اثرانداز ہو...اِس لئے ہر جانب سے حلقہ این اے122 کے ووٹوں کے معاملے پر احتیاط برتنے کی اشد ضرورت ہے...تاکہ الیکشن ٹربیونل کسی بھی فریق کے حق میں اپنا فیصلہ صادر کرنے میں آزاد ہو اور پھر یہیں سے ہمارے مُلک اور معاشرے میں حقیقی جمہور اور جمہوریت کے سُنہرے دور کے آغاز کی اُمیدیں پیدا ہوں گیں، ہم سب جس کی تلاش میں 68 سالوں سے سرگرداں ہیں۔

سُو..!! اَب حکومت اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے افراد کو اُس وقت تک اپنے اندر صبر و برداشت کا بھرپور مظاہرہ کرنا ہوگا جب تک این اے 122 کے ووٹوں کا کوئی

فیصلہ الیکشن ٹریبونل کی جانب سے آنہیں جاتا ہے۔

آئیں اَب ہم جاتے ہیں آج اُس دوسری خبر کی جانب جس پر اگر حکومت نے اُسی طرح عمل کردیا جیسا کہ حکومت نے اپنا سینہ پُھلا کر اور گردن تان کر آئی ایم ایف سے کرنے کا خود سے وعدہ کرلیا ہے تو یقین جانیئے ... کہ اِس حکومتی فیصلے اور اعلان کے ساتھ ہی پاکستان کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک بہت بڑی تعداد مُلک میں آنے والے مہنگائی کے نئے طوفان میں غرق ہوجائے گی اور آئندہ آنے والی عیدالفطر میں عیدقرباں کے بکرے کی طرح مہنگائی کے ہاتھوں قربان ہوجائے گی۔

خبر یہ ہے کہ ... !! آج مُلک میں عوام دوست اور درجہ اول کی جمہوریت کی رٹ گردانئے والی ن لیگ کی (درحقیقت دو نمبر جمہوری) وفاقی حکومت نے آئندہ بجٹ 2015-16 میں مُلک میں تیل اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے کا فیصلہ کرلیا ہے، اطلاع ہے کہ پچھلے دِنوں دبئی میں پاکستان اور آئی ایم ایف حکام کے مابین جاری ساتویں جائزہ مذاکرات میں ہماری وفاقی حکومت کے نمائندگان نے اپنا سینہ پُھلا کر اور گردن آسمان جتنی تان کر آئی ایم ایف حکام کو یقین دہانی کروائی ہے ہم اپنے یہاں آئندہ بجٹ 2015-16 میں اپنے غریب عوام پر مہنگائی کا بوجھ بڑھانے اور اِن کے سر اور کاندھے زمین بوس کرنے کے لئے بجلی اور گیس کی

قیمتوں میں ویسا ہی اضافہ کریں گے جیسا ہمارے آقا آپ کہیں گے... اور ہم وہی کریں گے... جس میں آپ کی رضا اور خوشنودی ہوگی.... حضور...!! بھلے سے ہمارے عوام کا مہنگائی کے بوجھ تلے دب کر کچومر بنے تو بنے... مگر ہمارے آقا...!! بس آپ ہم سے اور ہماری حکومت سے ناراض مت ہوں.... اور پھر ملاقات کے اختتام پر بھی ہماری وفاقی حکومت کے نمائندگان نے اپنے آقا آئی ایم ایف کے چرنوں کو ہاتھ لگایا ہوگا یعنی کہ قدم بوسی کی ہوگی) اور پھر چلتے چلتے پلٹ کر یہ کہا ہوگا کہ... حضور...!! ہم) اقتدار کے پجاری غلام.... آپ کے حکم کی ہر صورت تکمیل کریں گے اور ہم وہی کریں گے جو حضور...!! آپ ہم سے کہیں گے..؟؟"۔

لو چلو... کہ اَب یقین کرلو... کہ یوں حکومت نے آئی ایم ایف کی خوشنودی کے خاطر اگلے بجٹ 2015-16 میں تیل اور بجلی کی قیمتیں بڑھانے کا فیصلہ کرکے مُلک کے غریب الحال عوام پر مہنگائی کا طوفان برپا کرنے کا انتظام کر رکھا ہے یقیناً اَب آئندہ جس کا خمیازہ مُلک کے غریب عوام کو ہی بھگتنا پڑے گا اور حکمران قومی خزانے پر مزیں کریں گے اَب کیا ایسے میں عوام اپنی دو نمبر جمہوری حکومت کے جانے کے لئے دُعا کریں کہ اِسے رہنے کی تمنا کریں گے... حکمرانوں کو اپنے عوام دُشمن رویوں پر ضرور نظرثانی کرنی ہوگی ورنہ تو عوام کے لبوں پر بس ایک یہی دُعا ہوگی کہ " اے پاک پرودگار اس عوام دُشمن حکومت سے جلد نجات دِلوا... کہ جس نے اقتدار پر قائم رہنے اور آئی ایم ایف کو خوش کرنے کے لئے

تیل اور بجلی کی قیمتیں بڑھانے کا وعدہ کرکے ہم پر مہنگائی کا طوفان نازل کرنے کا انتظام کرلیا ہے''۔

..ہر پاکستانی اشکبار ہے عصاب شکن مسائل اور بے حس حکمرانوں پر

پینے کے صاف پانی سے محروم پاکستانیوں نے ایٹم بم تو بنالیا مگر مسائل سے نہ نکل سکے کیوں ...؟؟

پچھلے 68 سالوں سے طرح طرح کے مسائل اور بحرانوں میں گھیرے پاکستان کا ہر شہری مسائل اور بحرانوں سے نکلنے کے لئے بیتاب ہے آج ہر پاکستانی بس یہی چاہتا ہے کہ اِسے جلد اِن مسائل اور بحرانوں سے نجات ملے اور وہ بھی اپنے بعد آزاد ہونے والی ریاستوں کے شہریوں کی طرح اپنے بنیادی حقوق حاصل کرے اور اُن جیسی سُکھ اور چین سے اپنی زندگی بھی گزارے جو اَب تک اِسے حاصل نہیں ہوئی ہے آج جس پر ہر پاکستانی اشکبار ہے اور یہی سوچتا ہے کہ آج پینے کے صاف پانی سے محروم پاکستانیوں نے اپنی بقاء وسالمیت کے لئے ایٹم بم تو بنالیا... مگر کیا وجہ ہے کہ یہ آج تک اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں اور یہ مسائل اور بحرانوں سے نہیں نکل سکے ہیں کیوں...؟؟۔

اِس میں حیرت کی بات نہیں ہے..؟؟ کیوں کہ یہ وہ حقیقت ہے کہ آج پاکستان کے عوام اپنے بنیادی حقوق حتیٰ کہ صاف پینے کے پانی کے حصول سے بھی محروم ہیں

اور اِن کے کسی دوسرے بنیادی حقوق کی حُصول کا خیال تو بہت دور کی بات ہے آج تک ہمارے مُلک میں آبادی کے ایک بڑے حصے کو پینے کا صاف پانی تک تو میسر نہیں ہوا ہے اور جہاں یہ سُہولت مہیا بھی تھی تو اِسے بھی سیاسی اور انتقامی طور پر وہاں کے شہریوں سے چھینا جارہا ہے آج جس کی ایک تازہ ترین مثال مُلکِ پاکستان کا تجارتی حب کہلانے والا شہر کراچی ہے آج جس کے بیشتر علاقے پانی جیسی قدرتی نعمت سے بھی محروم کئے جارہے ہیں یا ماضی کے حکمرانوں کی ناقص کارکردگی اور فرسودہ منصوبہ بندی کی وجہ سے شہر کراچی میں پانی کا بحران پیدا ہوگیا ہے اَب جِسے جھٹلانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔

اَب ایسے میں صدرِ پاکستان ممنون حُسین اور وزیر اعظم نواز شریف یا موجودہ حکومت کا کوئی وزیر یا اِن کا کوئی کارندہ یا کوئی نمائندہ یا کوئی اور لاکھ یہ کہے کہ ”پاکستان ترقی کررہا ہے، یہاں عوام کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں، کھیت وافر مقدار میں فصلیں پیدا کررہے ہیں، سارے مُلک میں اناج کی فراوانی ہے، جِسے ہم اپنے یہاں استعمال کرنے کے علاوہ دنیاکے دیگر ممالک کو بھی فروخت کررہے ہیں اور مُلک میں بیرونِ سرمایہ منگوا رہے ہیں، مُلک سے مہنگائی اور غربت مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے، ہمارے دریاروں میں پانی اتنا ہے کہ وہ ساحل سے چھلک چھلک کر ضائع ہو رہا ہے، مُلک میں پانی گیس بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات کا کوئی بحران اور مسئلہ ہی نہیں ہے، مُلک کے کارخانوں

صنعتوں اور انڈسٹریز کی چمنییوں سے دھویں ایسے نکل رہے ہیں کہ وہ نہ صرف آسمان کی بلندیوں کو چھورہے ہیں بلکہ اِن دھوؤں نے نیلے آسمان کو بھی سیاہ

کردیاہے،کارخانوں اور صنعتوں میں پیداواری صلاحتیں دنیاکے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک جتنی ہو گئی ہے بلکہ اِن سے بھی بڑھ گئی ہے مُلک می زرمبادلہ ساری دنیا سے یوں برس رہاہے جیسے کہ بارش ہوتی ہے یعنی کہ مُلکی معیشت اور اقتصادی ڈھانچہ مستحکم ہوگیاہے اور مُلک کے سب سے مسئلے دہشت گردی، قتل وغارت گری، لوٹ مار، کرپشن اور اقرباء پروی، بھتہ خوری، اغوابرائے تاوان کی وارداتیں سمیت ایسی اور بہت سی اخلاقی، معاشرتی اور سماجی و سیاسی بُرائیاں یکدم سے ختم ہو گئی ہیں، آج مُلک میں دھاندلی سے پاک انتخابات کے بعد آئی ہوئی موجودہ حکومت کے سائے میں جمہور اور جمہوری روایات میں ہر قسم کے فرقہ پرستی اور تعصبات سے پاک ہوکر ترقی اور خوشحالی کی اُس منزل کی جانب پوری طرح سے گامزن ہے جہاں مُلک کے ہر شہری کو تمام حقوق حاصل ہیں اِنصاف ہر پاکستانی کو اِس کی دہلیز پر تُرنت مل رہاہے یعنی کہ مُلک میں امیر غریب کے جرم وسزا اور دہرے قانون کا کوئی وجود ہی نہیں ہے، سارے مُلک میں یکساں نظامِ تعلیم، جدیدعلاج ومعالجہ کی سہولت، شہر شہر گاؤں گاؤں قریہ قریہ بستی بستی بلارنگ ونسل زبان ومذہب ہر شہری کو پینے کا صاف پانی اور خالص خوراک اور یکساں قیمت پر بغیرپانی ملادودھ ہر دُکان پر دستیاب ہے، ہر شہری کو جدید سفری سُہولت حاصل ہے جس سے دِنوں کا سفر اَب پلک جھپکتے ہی

گھنٹوں میں ہونے لگا ہے اِس پر کہنے والے یہ بھی کہیں کہ اگر ایسا ہی عمل جاری رہا اور حکومت کی اتنی ہی اچھی کارکردگی رہی تو اِس حکومت کی مدت ختم ہونے سے قبل ہی مُلک اُوجِ ثُریا کو بھی چھولے گا''تو یہ سب ایسا ہی جھوٹ اور فریب ہے کہ جیسے کوئی آج کی دنیا کا کوئی شخص اُٹھے اور یہ دعویٰ کرے کہ اِس نے چاند یا سورج کو اپنی مٹھی میں بند کرلیا ہے اور یہ اِس کے کنٹرول میں ہیں''.....؟؟تو کیا کوئی ذی شعور اِس شخص کی بات پر یقین کرے گا...؟؟نہیں یکدم نہیں اور سُو فیصد نہیں کرے گا...؟؟کیوں کہ وہ یہ جانتا ہے کہ جو یہ بول رہا ہے اور جس بات کا یہ دعویٰ کررہا ہے ایسا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے .. سو آج 68 سالوں سے مسائل میں گھیرے پاکستان کا اپنی آنکھیں اشکبار رکھنے والا پاکستانی موجودہ حکومت کے صدراور وزیراعظم یا اِن کے کسی بھی وزیر یا مشیر یا کسی بھی حکومتی کارندے کی مندرجہ بالا باتوں پر کیسے یقین کرلے گا کہ جو کہا گیا ہے...؟؟ یا کہا جائے گا...؟؟وہ سب کچھ سچ ہے اور ایسا ہی مُلک میں ہو رہا ہے جیسا کہ حکومت نے دعوے کئے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مُلک اور میرے دیس میں پچھلے 68 سالوں میں جتنی بھی سِول یا آمر حکومتیں اور حکمران آئے ہیں بشمول موجودہ حکومت کے سب ہی نے مُلک و قوم اور قومی خزانے سے اپنے ذاتی و سیاسی مفادات اور حاصل کئے ہیں کبھی بھی کسی نے بھی ایک لمحے کے لئے بھی مُلک و قوم کو درپیش مسائل کو حل

کرنے اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے سوچا ہوتا یا کوئی دیرپا منصوبہ بندی کبھی کی ہوتی ... تو آج میرے مُلک اور قوم کو کبھی بھی اپنی بنیادی حقوق اور پانی جیسی بنیادی سُہولت سے محروم نہ ہونا پڑتا... اور اِسی طرح عصاب شِکن خوراک اور توانائی جیسے بحرانوں میں گھر کر کسی بھی پاکستانی کو کبھی بھی اپنی آنکھیں یوں 68 سالوں سے اشکبار نہ کرنی پڑتیں جیسی کہ آج تک یہ اشکبار ہیں... آج ساری پاکستانی قوم اپنے اُوپر ہونے والے مظالم اور پریشانیوں کا ذمہ دار اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں، قومی اداروں کے سربراہان اور ہر حکومت میں نوازے ہوئے اُن نااہل افسر شاہی کو ٹھیراتے ہیں جنھوں نے مُلک و قوم کو مسائل اور بحرانوں سے دوچار کرنے میں شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بن کر اپنا کردار ادا کیا اور قوم کو بحرانوں میں جکڑ کر اشکبار رہنے پر مجبور کیا۔

..... پاکستان کی سلامتی وخودمختاری کی دُشمن ''را'' اور بھارتی مکاریاں

پاک چین بڑھتی دوستی اوراِسی دوستی کی بنیادپر چین کی جانب سے پاکستان کو اقتصادی طورپر خطے کا ایک عظیم مستحکم مُلک)ایشیائی ٹائیگر) بنانے کے عزم واعلان کے ساتھ ہی بھارتی حکمرانوں اور ایجنسیوں کی دُھوتیوں (لُنگیوں) میں لگی گیٹھانیں بھی ڈھیلی ہونی شروع ہوگئیں ہیں اَب بجائے اِس کے کہ وہ اپنی دُھتیاں (لُنگیاں) سنبھالتے.... یہ اُلٹا پاکستان کے خلاف دہشت گردانہ کارروائیوں میں مصروف ہوگئے ہیں اوراِن کے پیٹ میں اُٹھنے والے مروڑاِنہیں اتنا بھی سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ نہیں دے رہے ہیں کہ ''پاکستان بھی دنیاکی ایک عظیم ایٹمی ریاست ہے''' جس کی اپنی خودمختاری اور سلامتی ہے یہ جس پر کبھی بھی...اور کوئی بھی سمجھوتہ نہیں کرے گااور اپنی بقاء و سالمیت اور خودمختاری کی جانب ہر میلی آنکھ کو پھوڑڈالنے کی بڑاحوصلہ اورہمت وطاقت بھی رکھتاہے''ایسے میں بھارت کی پاکستان کے خلاف کی جانے والے سازشیں اور دہشت گردانہ کارروائیاں زیادہ دیرتک کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہیں اور اَب تو ویسے بھی سب کچھ سامنے آگیاہے۔

تب ہی توآج جس طرح ایک لمبے عرصے بعد پاکستان نے بھارت کو خبردار کرتے ہوئے

کہاہے کہ ”ہماری سرزمین پر ہونے والی دہشت گردی میں اِس کی خفیہ ایجنسی ” را“ ملو
ث ہے،اِس پر ساری پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ہمت کو سلوٹ پیش
کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اُمید رکھتی ہے کہ اَب ہماری غیوراور محب وطن سیاسی و
عسکری قیادت اپنے اِس موقف پر قائم رہے گی اور اپنی سرزمین کو بھارتی ایجنسی ”را“
اور دیگر ایجنسیوں سے محفوظ بنانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑے گی۔

جبکہ یہاں یہ امر یقینا قابلِ تعریف ہے کہ آج ہماری سیاستی اور عسکری قیادت نے تمام
ثبوتوں کے ساتھ یہ بھی واضح کردیاہے کہ ” نئی دہلی کو بارہاثبوت دے چکے، اوراِس
کے ساتھ ہی پاکستان نے اپنے اِس عزم کو بھی دُہرایاکہ ” ہم جواب دیناجانتے ہیں“
افغان سرزمین استعمال نہیں کرنے دیں گے“ ہمارے پاس بھارتی مداخلت کے واضح
ثبوت ہیں ،بھارت کو پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت سے بازرہناچاہئے، ”را“
پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے کے الئے افغان سرزمین کسی بھی صورت استعمال نہ
کرے“۔

ہائے رے کاش کہ.... اتناکچھ کہنے کے بعد ہماری جانب سے بس ذرا سی ہمت کرکے یہ
بھی کہہ دیاجاتاکہ

اَب بہت ہو گئی ہے اور ہماری برداشت کی حد ختم ہو گئی ہے اَب اگر بھارت خطے ...
میں اپنی بقاء و سلامتی اورامن چاہتاہے تو”بھارت اپنی ایجنسیوں کو

لگام دے''اور اگر اِس نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ ہمارے غصے کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائے''تو ہمیں پورا یقین ہے کہ اتنا سُنتے ،پڑھتے اور دیکھتے ہی بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور اِس کی چھپ کر پاکستان میں دہشت گردانہ کارروائیاں کرنے والی .... بھارتی ایجنسی ''را'' سمیت دیگر ایجنسیوں کا پیشاب /یورین خطانہ ہو جاتا تو کہتے بہر حال ...!!اَب پاکستان کو اپنے موقف پر پوری قوت سے ڈٹ جانا چاہئے اور کسی مصالحت پسندی کا شکار ہوئے بغیر دنیا کے تمام بڑے چھوٹے پلیٹ فارم سے بس یہی ایک آواز بلند کی جانی چاہئے کہ '' خطے میں پاکستان کی سلامتی کا دُشمن بھارت اور ''را'' ہے جس نے ہر بار پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے اور سانحہ صفوراگوٹھ سمیت پاکستان میں جتنے بھی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں اِس میں بھارت اور اِس کی ایجنسی ''را'' ملوث ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس بھارتی عیاری و مکاری کا پردہ چاک کیا جائے کہ '' افغانستان ''را'' کو اپنی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کرنے دے رہا ہے'' خطے کے موجودہ حالات میں پاکستان کا ایشیائی ٹائیگر بننے کی جانب بڑھتے قدم کو روکنے کے لئے افغانستان کا ''را'' کو پاکستان کی سلامتی اور خودمختاری اور اِس کے استحکام کے خلاف اپنی سرزمین استعمال کرنے کے لئے فری ہینڈ دینا... دراصل پاکستان کے اُن احسانات کو چکنا چور کرنا ہے جو پاکستان نے افغانستان پر کئے ہیں۔

آج افسوس ہے کہ ہمارے پڑوس میں دنیا کا ایک ایسا مکار اور انتہا سے زیادہ چالاک ٹلکٹ بھارت/ ہندوستان/ انڈیا آباد ہے جو نہ صرف خطے میں بلکہ دنیا بھر میں اپنی مکاریوں اور چالبازیوں کی وجہ سے جانا اور پہچانا جاتا ہے...اَب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے...؟؟ کہ بھارت پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کو پھلتا پھولتا دیکھ کر خوش ہو،اور خطے میں پاکستانی معیشت اور استحکام سے کبھی مطمئن ہو۔

اِس میں شک کی کوئی گنجائش موجود نہیں کہ خطے میں بالخصوص پاکستان سے متعلق ہمیشہ ہی سے بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں ، انتہاپسند ہندوؤ اور ہندوؤ تنظیموں و عوام سمیت بھارتی ایجنسی ''را'' کے گھناؤنے کارنامے اور سازشیں ایسی رہی ہیں جن کا مقصد صرف پاکستان کو شدید نقصان پہنچانا رہاہے اگرآج بھی ہم بھارتیوں کی ایسی کسی سازش کو نہ سمجھیں اور سب اچھاہے کی رٹ لگاتارہیں تو اِس میں ہماری ہی بھول اور بڑی غلطی ہوگی۔

اوراگر پھر بھی ہم یا ہمارے حکمران ، سیاستدان اور عوام اپنے کسی ذاتی یا کاروباری مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بھارتی مکاریوں ، چالبازیوں اور مکروہات کو جان بوجھ کر رد کریں اور محض خود سے یہ خیال کریں کہ ہمیں

اچھے پڑوسی ہونے کے ناطے بھارت سے اپنا خیر سگالی کا ہاتھ بڑھاناہے اور وہ ہر بار ہمارے اِس جذبے کو ٹھینگے پر مارے۔۔۔ تو آج ہماری مثال جان بوجھ کر مکھی نگلنے کی مترادف ہوگی۔۔اگرچہ بھارت نے پاکستان کی جانب سے اپنی سرزمین پر ''را'' کے کارندوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے تمام شواہد ثبوتوں کے ساتھ نئی دہلی سمیت دنیاکے سامنے واضح کئے جانے کے عمل واعلان کو مسترد کرتے ہوئے کہاہے کہ ''را'' دہشت گردی میں ملوث نہیں پاکستانی الزامات بے بنیاد ہیں'' آج جب پاکستان کی جانب سے تمام شواہد اور ثبوتوں کے ساتھ بھارت پر لگائے جانے والے الزامات کو بھی بھارت جھٹلارہاہے تو اِس سے زیادہ اور کیا بھارتی چالاکی اور مکاری ہوگی۔۔۔؟؟کہ یہ دہشت گردی کا ذمہ دار ہو کر بھی شیطان کی خالہ کا کردار ادا کرتے ہوئے پاکستان کو جھٹلانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔آج ہمیں اپنی بقاء و سلامتی کی حامل پالیسیز مرتب کرتے وقت بھارت کی اِن ہی مکاریوں اور مکروہات کو سمجھناہے۔۔۔ اور خود کو اِن سے بچاتے ہوئے خطے سے وابستہ اپنی بقاو سالمیت کا سامان بھی کرناہے۔(ختم شُد

..یہ توسو فیصد ٹھیک ہے، قوم غریب، باریاں لینے والے امیر ہو رہے ہیں

حکومت کا اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہیں 68 ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ 30 ہزار کرنے اور دیگر مراعات بڑھانے کا حتمی فیصلہ ...
کیا ابھی قوم موجودہ حکومت اور پی ٹی آئی کے قول و فعل میں تضادات سے متعلق کسی مخمصے میں مبتلا رہے گی ...؟؟ یا ایک ایک مٹھی بریانی اور میٹھے چاول کھا کر اور ٹھنڈی ٹھنڈی لسی کا ایک گلاس پی کر ن لیگ کے نواز شریف، ماضی کی پی پی پی کے زرداری اور کے پی کے میں عمران خان کی حکومتوں کی صفر کارکردگی کے ہی گن گاتے... نہیں تھکے گی... ؟؟
بہر کیف ...!! اَب کیا قوم کو عمران خان کے اِس کہے پر سو فیصد یقین نہیں کر لینا چاہئے کہ ''موجودہ حکومت میں قوم غریب ہو رہی ہے اور باریاں لینے والے (نواز و زرداری اور اِن کے چیلے) امیر ہو رہے ہیں'' یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ آج پاکستان تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان کہہ رہے ہیں اور اگر ابھی قوم نے ہوش کے ناخن نہ لیئے تو پھر وہ دن کوئی دور نہیں کہ جب مُلک کی سرزمین سے غریبوں کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا اور اِس پر سرزمین پر وہی لوگ

آبادرہیں گے جو حکمران ہوں گے ...یا جو اِس وقت کی طرح اُس وقت کے حکمرانوں کے کسی بھی شکل میں چیلے ہوں گے۔

بہرحال...!!خبر ہے کہ حکومت نے قوم کے غریبوں کے ووٹوں سے مسندِ اقتدار پر قدم....رنجافرمانے والے چیئرمین سینیٹ، اسپیکر، ارکان قومی اسمبلی، سینیٹرز کی تنخواہوں میں اضافے کا حتمی فیصلہ کرلیاہے جس کے لئے اگلے بجٹ میں ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہیں68ہزار سے بڑھاکرایک لاکھ30ہزار روپے کردی جائیں گی جبکہ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ اسپیکراور چیئرمین سینیٹ کی تنخواہوں میں جو بھی اضافہ کیاجائے گاوہ توقعات سے بڑھ کرہوگااور اِس کے ساتھ ساتھ حکومت نے یہ ارادہ بھی کرر کھاہے کہ اراکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا جائے گا وہ ڈیلی الاؤنس اور ٹی اے ڈی اے کی مد میں ہونے والے اضافے کے علاوہ ہے اگرچہ اِس کا ابھی صرف امکان ظاہر کیاجارہاہے مگر دوسری خبر یہ بھی ہے کہ اراکانِ پارلیمنٹ کی تنخواہوں او ردیگر مراعات کے علاوہ پروٹوکول میں اراکان پارلیمنٹ کووفاقی سیکرٹریز کے برابر پروٹوکول دینے کا بھی نوٹیفیکیشن جاری کیاجائے گاجس پر ملک کے وہ سرکاری ملازمین ششدررہیں حکومت نے اگلے بجٹ میں جن کی تنخواہیں صرف 10 سے 15 فیصدتک بڑھانے کا ابھی صرف عندیہ ہی دیاہے اور جس نے ساتھ ہی یہ بھی باور کردیاہے کہ اِس بات کا بھی حتمی فیصلہ کمیٹی کے فیصلے کی روشنی میں کیاجائے گاکہ سرکاری ملازمین

کی تنخواہوں میں یہ اضافہ کیا بھی جائے یا اِنہیں اُسی پرانی تنخواہوں پر ہی کام کرنے دیا جائے جس پر یہ ابھی کر رہے ہیں۔

جبکہ اِسی خبر میں ایک حیران کُن انکشاف یہ بھی کیا گیا ہے کہ "اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں فوری اضافے کے لئے اسپیکر سردار ایاز صادق کے ساتھ عمران خان کی پارٹی پاکستان تحریک انصاف سمیت تمام جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی رابطے قائم کئے تھے اور یوں تمام جماعتوں کے رہنماؤں کی خواہش و منشی پر ہی اسپیکر سردار ایاز صادق نے خصوصی کیمیٹی تشکیل دی جس نے اپنی سفارشات مرتب کرکے وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی خدمتِ عالی میں پیش کی .

یہاں راقم الحرف کا خیال جاتا ہے کہ " جسے وزیر خزانہ جناب عزت مآب اسحاق ڈار صاحب نے دو قدم آگے بڑھ کر وصول کی ہوگی... اور ایسے مقصد جان کر پہلے تو چوما ہوگا پھر اپنی آنکھوں سے بھی لگایا ہوگا اور پھر کچھ ہی لمحوں، گھنٹوں اور دِنوں بعد ہی اراکانِ پارلیمنٹ کو اِس بات کا یہ کہہ کر یقیناً دلایا ہوگا کہ " میں یعنی کہ (آپ کے وزیر خزانہ اسحاق ڈار) نے آپ (اراکان پارلیمنٹ) کی تنخواہوں ، ڈیلی الاؤنس اور ٹی اے ڈی اے سمیت پروٹوکول کی اضافی سہولیات کے حصول کے لئے پیش کی گئی تجاویز سے متعلق وزیراعظم سے تُرنت مشاورت کرلی ہے"یوں اَب وہ دن دور نہیں جب ہمارے اراکانِ پارلیمنٹ کی تنخواہیں 68 ہزار سے

یکمشت بڑھ کرایک لاکھ 30 ہزار سے بھی آگے بڑھ جائیں گی اور وہ اگلے بجٹ میں بڑھنے والی مہنگائی کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

جبکہ دوسری طرف ہمارے یہی اراکانِ پارلیمنٹ اور وزیرخزانہ مسٹراسحاق ڈاراور اِن کے سدھی ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف ہیں کہ جنہوں نے آنے والے بجٹ میں مُلک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں 10 سے 15 فیصد تک بڑھانے کا عندیہ کچھ یوں دیاہے کہ ابھی مُلکی معیشت اِس قابل نہیں ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اِس سے زیادہ کوئی اضافہ کیاجائے اِنہیں یہ بھی سمجھادیاکہ سرکاری ملازمین اور مُلک کی غریب قوم کو مُلکی معیشت اور مُلک کی تعمیر وترقی کے خاطر ابھی کڑوی گولیوں کی بوریاں کھانی اور ساتھ ہی ساتھ کڑوے زہریلے جیسے شربت کے ٹپ بھی پینے ہوں گے اور اِس کے ساتھ ہی اسحاق ڈاراور وزیراعظم نواز شریف نے یکدل اور یک زبان ہو کر مُلک کے سرکاری ملازمین کو یہ بھی یقین دلادیاکہ اگلے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس سے پندرہ فیصد تک کئے جانے والے اضافے سے متعلق ایک کمیٹی بنائی جائے گی جو قومی خزانے میں موجود رقم کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کرے گی کہ آیا موجودہ بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس سے پندرہ فیصد تک اضافہ کیا بھی جائے یا نہ کیاجائے....؟؟

یہاں سخت افسوس اور غم وغصے کے ساتھ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک طرف وزیرخزانہ اور وزیراعظم گریڈ18 سے 22 گریڈتک کے سرکاری افسران اور چیف جسٹس صاحبان کی تنخواہوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ دوپلاٹس دینے کی پابندی ختم کررہے ہیں تو وہیں اگلے بجٹ میں وزیرخزانہ اسحاق ڈاراور وزیراعظم نوازشریف باہمی صلاح مشوروں سے اراکانِ پارلیمنٹ کی تنخواہوں، دیلی الاؤنس وٹی اے ڈی اے سمیت اِنہیں فول پروف پروٹوکول کی سہولیات بھی باہم پہنچانے کے اعلانات اور اقدامات کرنے کے بھی ارادے کئے ہوئے ہیں جبکہ یہ کیسے خود کو حقیقی عوامی نمائندہ کہنے والے ہمارے وزیرخزانہ اسحاق ڈار اور وزیراعظم میاں نوازشریف ہیں...؟؟جوکہ اگلے آئی ایم ایف کے مشوروں سے مہنگائی سے لبریز بجٹ میں مُلک کے غریب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں صرف 10 سے 15 فیصداضافے کے بارے میں سو، سوبارسوچ رہے ہیں اور نہ صرف یہ ایسا کررہے ہیں بلکہ اِس بات کا بھی ارادہ کئے ہوئے ہیں کہ اگراگلے آنے والے بجٹ میں غریب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں یکدم سے 10 سے 15 فیصداضافہ ہوگیااورپینشنرزکی پینشن بڑھادی گئی اوراِسی طرح EOBIکی سہولیات لینے والے کو بھی اِس مدمیں اضافہ دے دیاگیاتو قومی خزانہ یکدم سے خالی ہوجائے گااورمُلکی معیشت کااقتصادی ڈھانچہ زمین بوس ہوجائے گااِس بناپر حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس سے پندرہ فیصداضافے کے بارے میں ابھی صرف سوچے گی اور پھر فیصلہ کرے گی کہ اگلے بجٹ میں اتنا بھی اضافہ کیاجائے یانہیں...؟؟مگردوسری

طرف یہی حکومت اور اِس کے وزیر خزانہ اور وزیر اعظم ہیں کہ جنہوں نے آئندہ بجٹ میں اراکانِ پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں سو فیصد سے زائد اضافے کا پروگرام پہلے سے ہی طے کر رکھا ہے جو کہ کیا اَب عمران خان کی اِس بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ ''موجودہ حکومت میں سو فیصد قوم غریب، باریاں لینے والے امیر ہو رہے ہیں'' جبکہ بعض کے نزدیک تو عمران خان کا مُلک کی غریب قوم کے ساتھ مخلص ہونا بھی ایک سوالیہ نشان ضرور ہے مگر پھر بھی اِس نے جو اور جتنا کہا وہ سب سو فیصد ٹھیک ضرور ہے کہ ''قوم غریب، باریاں لینے والے اور اِن کے چیلے امیر ہو رہے ہیں''۔ (ختم شُد)

...اَب بے حسی کو بے حس بن کر ختم نہیں کیا جاسکتا ہے

آج اپنے اور پرائے کے ہاتھوں بے راہ روی کے شکار بے حس اِنسانوں نے اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں اور اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے خاطر سرزمینِ پاکستان کو بلارنگ و نسل زبان ومذہب معصوم اور نہتے اِنسانوں کے لئے مقتل گاہ بنادیا ہے ایسے میں جہاں ضرورت اِس امر کی ہے کہ بے حس اور بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے طاقت کا استعمال کیاجائے تو وہیں مُلک اور معاشرے اور تہذیب میں پھیلے اِنسانیت سُوزکارروائیاں کرنے والے بے حس اور شیطانی راہ پر چلنے والے بھٹکے ہوؤں کو سُدھارنے کے لئے بے حس بن کر نہیں بلکہ اپنے اردگرد موجود ...اپنی آستینوں میں پلنے والے بے حس اِنسانوں کی بے حسی کو قابو کرنے کے لئے (اِن وحشی نما بے حسوں) کو حس کی ایسی چاشنی چٹائی جائے کہ بے حس اِنسان اِس کے جادو میں گرفتار ہوجائیں اور اِن پر سوار بے حسی اور دیوانگی کا جِن جل کر خاک ہوجائے۔
بہرکیف...!!آج مجھے اپنے معاشرے کے چارسو ایک دو نہیں بلکہ بے شمار ایسے بے حس اِنسان ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر مجھے اکثراوقات اِن کی اول درجے کی بے حسی پر رونا بھی آتا ہے تو کبھی کبھی اِن بے حس اِنسانوں کی جانوروں جیسی بے

حسی اور اِن کے حیوانوں والے رویوں پر ہنسی بھی آجاتی ہے،اور میں سوچتا رہ جاتا ہوں کہ ایسے اِنسان اپنے وجود سے میرے مُلک میرے معاشرے اور میری تہذیب کو کِدھر لے جارہے ہیں۔۔۔؟؟کیا اپنی تباہی اور بربادی کی راہ پر چلنے والے میری قوم کے اِن بھٹکے ہوؤں نے اِس راہ کا فیصلہ خود کیا ہے۔۔۔؟؟یا اِنہیں تباہی اور بربادی کی راہ پر کسی اور نے ڈال دیا ہے۔۔۔؟؟

الغرض یہ کہ آج میرے مُلک کے جس معاشرے میں جتنے بھی بے حس اِنسان پائے جاتے ہیں موجودہ دور میں دراصل وہی کامیاب ترین اِنسان تصور کیے جاتے ہیں یعنی یہ کہ آج کے دور میں جو جتنا بڑا بے حس ہے وہ اِتنا ہی بڑا کامیاب ترین اِنسان ہے اور اِسی غرور اور گھمنڈ میں مبتلا ایسے اِنسان جسے جب۔۔۔اور جہاں چاہیں ذلیل کردیں اور کسی بھی شریف النفس اِنسان پر جیسا بھی چاہیں الزام لگادیں اِن سے کوئی (یہاں مراد تینوں جیم ''ج'' ہے یعنی'' جسٹس''،''جنرل ''اور''جرنلسٹ'') بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔۔۔

بہرحال۔۔۔!!آج میرے مُلک کے میرے معاشرے اور میری تہذیب میں پلتے پھولتے بے حس اِنسان۔۔۔میرے مُلک کے میرے معاشرے اور میری تہذیب کے حساس اور نرم دل اور حس کے اعلیٰ درجات پر فائز خلقِ خدا کو حشرات الارض جتنی بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں ہیں،شاید وہ یہ بھول گئے ہیں کہ بے حس اور بے حسی مرجانے کے

لئے ہے اور حس اور حساسیت امر ہونے کے لئے ہے آج دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جس زمانے کے جس مُلک کے جس معاشرے کی جس تہذیب میں جتنے بھی بے حس اِنسان گزرے ہیں آج بھی دنیا کی تاریخ نے اِنہیں بُرے لفظوں اور جملوں کے ساتھ ناگواری سے پکارتی ہے اور جس زمانے کے جس مُلک کے جس معاشرے کی جس تہذیب میں آٹے میں نمک کی مقدار جتنے بھی اچھے اور حساس دل اِنسان گزرے ہیں اُنہیں موجودہ دور میں بھی معتبراور قابلِ احترام جان کران کی قدر کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔

جبکہ آج ایسا لگتا ہے کہ میرے مُلک کے میرے معاشرے اور میری تہذیب میں گلی گلی محلّہ محلّہ قریہ قریہ پھیلے بے حس اِنسانوں کا ایک ٹراٹولہ سرزمینِ پاکستان پر خدائی فوجداری کا دعویدار بنا پھر رہا ہے، جس نے اپنی دہشت گردانہ اور وحشیانہ کارروائیوں سے میرے مُلک میرے معاشرے اور میری تہذیب کے نظام میں ایک ایسا بگاڑ پیدا کردیا ہے آج جس کو ملی یکجہتی سے سنوارنا نہ تو مشکل ہے اور نہ ہی ناممکن ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ بے حسی کا سرِ عام رقص سرزمینِ پاکستان میں زندگی کے ہر شعبے میں آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے، ایک بے حس اِنسان دوسرے بے حس اِنسان سے دوقدم آگے نکل جانے کے چکر میں ہے ہر بے حس دوسرے کو چکمہ دے کر وہ سب کچھ

حاصل کرلینا چاہتا ہے اُس کے نزدیک جو ابھی تک کسی کو بھی حاصل نہیں ہوا ہے۔
ایک ایسے مُلک اور معاشرے اور تہذیب میں جہاں ہر دوسرا شخص بے حسی کی بلندیوں کو چھو کر فخر محسوس کر رہا ہے کیا ایسے مُلک اور ایسے معاشرے اور ایسی تہذیب کے بے حس اِنسانوں کو بے حس بن کر سُدھرا جاسکتا ہے...؟؟ اور کیا مُلک اور معاشرے اور تہذیب کے ہر اِنسان کے دل ودماغ میں گھر کر جانے والی بے حسی کو بے حس بن کر ختم کیا جاسکتا ہے...؟؟ یا بے حس مُلک و معاشرے کی بے حس تہذیب کے لوگوں کو حساس دل اِنسان بنانے کے لئے حساسیت کا ایسا درس دینا ہوگا جس سے بے حس مُلک و معاشرے اور بے حس تہذیب کے اِنسانوں کے دل اور دماغ حساسیت کی ایسی آمجگاہ بن جائیں... کہ پھر کوئی پلٹ کر بے حس اور بے حسی جیسی شیطانی و حیوانی خصلت کی طرف نہ جائے۔آج بے حس اور بے حسی کے پھیلے عنصر نے مُلک کے ہر فرد کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ اگر بے حسی اور بے حس پن کے پنپتے شیطانی و حیوانی عنصر اور راؤرنگ کو کنٹرول نہ کیا گیا تو عنقریب مُلک کے چپے چپے میں اِنسانیت کی بے قدری کی ایسی مثالیں جنم لیں گیں جسے دنیا تا قیامت نہیں بھلا سکے گی۔
ہاں کسی بے حس اِنسان کی بے حسی کو ہم بھی بے حس بن کر ختم نہیں کر سکتے ہیں ،اِس کے فوری اور دیرپا خاتمے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ میرے مُلک ، میرے

معاشرے اور میری تہذیب کے اُن حساس اور اِنسان اور اِنسانیت کا درد رکھنے والے
قابلِ قدر اِنسانوں کو اپنے مُلک اور اپنے معاشرے اور اپنی تہذیب کے بے حس اور بے
حسی کی دلدل میں دھنسے اِنسانوں کی اصلاح کرنے کے لئے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے آج
جن بھٹکے ہوؤں نے اپنی بے حسی سے مُلک اور معاشرے اور تہذیب کو فرقہ واریت
اورانارگی کی نظر کرڈالا ہے اور معصوم اِنسانوں کے خون سے ہولی کھیلنا اپنا مشغلہ بنالیا ہے
(ختم شُد۔)

....اچھے بھلے اِنسانوں کو

فینلن کا قول ہے کہ ’’ میں اپنی مادرِ وطن کو اپنے خاندان سے زیادہ چاہتا ہوں لیکن نسلِ انسانی کے لئے میری محبت اپنی مادرِ وطن سے بھی زیادہ شدید ہے‘‘ اور اِسی طرح اہلِ علم و فن کا کہنا ہے کہ ’’ آدمی پیدا ہوتا ہے اور اِنسان تہذیبی عمل سے بنتا ہے،

دنیا کے جن ممالک اور اِن کے معاشروں میں احساسِ محرومی یا غرور کی سطح جس قدر کم ہوگی اُن ممالک کے معاشرے اِنسانیت سے اِسی قدر قریب ہوں گے اور جن ممالک کے معاشروں میں یہ سب کچھ اُلٹ ہوں گے اُن ممالک کے معاشروں میں عدم توازن پیدا ہوگا اور وہ ہمیشہ بگاڑ کا ہی شکار رہیں گے۔

یوں یہ واضح ہوا کہ دنیا جن ممالک کے معاشروں میں مادہ پرستی کا عنصر غالب ہوگا یقیناً اُن ممالک اور معاشروں میں موجود ایک طبقے میں غرور اور دوسرے استحصالی طبقے میں احساس محرومی کا پیدا ہونا لازمی ہوگا ایسے میں اہلِ دانش کا خیال ہے کہ جب دنیا کے مُلکوں کے معاشروں اور تہذیبوں میں ایسی کیفیات پیدا ہوں تو اِنہیں کنٹرول کرنے میں سیاست سے کام لیا جائے کیونکہ سیاست کا وسیع و عریض میدان ہی ایسے مُلکوں معاشروں اور تہذیبوں کی اِنسانیت کی خدمات میں اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرتا ہے مگر اِس کے لئے شرط صرف یہ

ہے کہ سیاست کے میدان میں پنجہ آزمائی کرنے والے اپنی نیک نامی اور خلوص کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور اپنے قول و کردار اور عمل سے یہ ثابت کریں کہ اِنہیں مُلکوں معاشروں اور تہذیبوں کو بگاڑ سے بچانا ہے۔۔اور اپنی کوششوں سے اپنی تہذیب اپنے مُلک اور اپنے معاشرے کو اُدھر لے جانا ہے جہاں نہ مُلکوں اور معاشروں اور تہذیبوں کے اِنسانوں میں مادہ پرستی کا عنصر غالب ہوگا اور نہ کسی طبقے میں اِنسانوں کو بھٹکادینے والا غرور و تکبر پیدا ہوگا اور نہ ہی کسی محروم طبقے میں احساس محرومی کا لاوا بھڑکے گا۔ جبکہ یہاں یہ امر مسلمہ ہے کہ آج مادہ پرستی کی وباء دنیا کے مُلکوں معاشروں تہذیبوں اور سرحدوں کی پابندیوں سے آزاد ہو کر ہر اِنسان کے دماغ و دل میں کچھ اِس طرح سے پھیل چکی ہے کہ اَب اِس سے چھٹکارہ پانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگیا ہے۔ بہرکیف۔۔۔!! اِس سے انکار نہیں کہ آج اچھے بھلے اِنسان بھی اِس وباء میں کچھ اِس طرح مبتلا ہیں کہ جنہیں دیکھ کر اِس احساس میں شدت آجاتی ہے کہ ایسے لوگ جن کے بارے میں کبھی گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یہ لوگ بھی مادہ پرستی کے حرص و ہوس میں اِس طرح مبتلا ہوجائیں گے کہ جب دنیا کے سامنے اِن کی حقیقت کھلے گی اور اِن کے چہرے سامنے آئیں گے تو اِن کا وقار مجروح ہوجائے

گااور دنیاکے مُلکوں معاشروں اور تہذیبوں کے سامنے وہ یوں بے نقاب ہو جائیں گے کہ اَب یہ کسی نقاب کے اُوٹ میں چھپنا بھی پائیں تو نہ چُھپ سکیں گے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج اِس پُرآشوب دور میں اِنسان ہی اِنسان کا اصلی دُشمنِ بناہواہے اور اِنسانوں کے معاشروں میں موجود کچھ حیوان خصلت اِنسان نماحیوانوں نے اپنی حیوانگی سے شیطانی حربوں اور خونخوار حیوانوں کی حیوانگی کے معیار کو بھی چکناچور کرکے رکھ دیاہے یعنی یہ کہ آج دنیاکے مُلکوں کے معاشروں اور اِن معاشروں کی تہذیبوں میں اِنسان نے اپنی حیوانگی سے خونخوار جانوں کو بھی کوسوں میل پیچھے چھوڑدیاہے الغرض یہ کہ آج کے اِس پُرآشوب... مگر مادہ پرستانہ دور میں اِنسانوں نے اِنسانیت کا گلاگھونٹااور خود کو حیوان کے رنگ وروپ میں کچھ اِس طرح ڈھال کر پیش کیاہے کہ اِن کی حیوانگی کے سامنے حیوانگی اور درندگی بھی شرم محسوس کرنے لگی ہوگی اِس پر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ اِنسانوں کے معاشروں اور تہذیبوں میں حیوان بن جانے والے عناصر خود کو حیوان بن کر بھی اِنسان سے افضل تصور کرتے ہیں اور معصوم اِنسانوں کے مقدس خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کے بعد بھی مُلکوں معاشروں اور تہذیبوں میں دندناتے پھرتے ہیں اور قانونی تقاضوں اور قانونی پابندی کو اپنے پیروں تلے مسل کرحکومتی رِٹ کو چیلنج کرتے ہیں اور یہ اپنی درندگی کی بنیادپر کسی دہشت گردانہ کارروائی کے بعد وقتی طورپر خود کو قانونی گرفت سے

آزاد جان کر ۔ ۔ ۔ ۔ پھر اپنی اگلی کسی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی گھناونی منصوبہ بندی کے لئے پلاننگ کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ایک نہ ایک دن قانون کی گرفت میں ضرور آئیں گے ۔ ۔ یہ تو قانونِ قدرت ہے کہ ناحق خونِ اِنسان بہانے والا کسی نہ کسی روز اپنے انجام کو ضرور پہنچے گا ۔ ۔ کسی بھی مُلک و معاشرے اور تہذیب میں موجود ایسے حیوان و شیطان صفت اِنسان کسی بھی معافی کے لائق نہیں ہیں ایسے بظاہر اِنسان نما حیوانوں کو قانون کے شکنجے میں جکڑا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ اور اِنہیں نشانِ عبرت بنانے کے لئے چوراہے پر لٹکا کر پھانسی دینے سمیت ایسی سخت ترین سزائیں دی جائیں کہ اِن کی آنے والی نسلیں ۔ ۔ ۔ بھی تا قیامت اِن پر لعنت بھیجتی رہے ہیں۔

بہر حال ۔ ۔ ۔ ! ! آج دنیا کی آبادی اپنے ہی پیدا کردہ مسائل اور فتنوں میں دھنستی چلی جارہی ہے، یہ جانتی ہوئے بھی کہ اِس سارے عمل کی یہ خود ہی ذمہ دار ہے مگر افسوس ہے کہ ایسے میں کسی کو بھی اپنے کئے پر پچھتاوا نہیں ہے موجودہ ماحول میں تباہی و بربادی کی کیفیات سے دوچار دنیا کی آبادی کا ایک بڑا ڈھیٹ حصہ ایسا بھی ہے جو اپنے ہر بُرے رویئے کا ذمہ دار خود کو تو سمجھتا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس کے باوجود بھی یہ اِس سے نکلنے کی کئی کوشش نہیں کر رہا ہے ایسا کیوں اور کس لئے ہیں ۔ ۔ ۔ ؟ ؟ آج شاید اِس کا جواب کسی کے پاس بھی نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے دنیا کے بہت سے مُلکوں ، معاشروں اور بھات بھات کی تہذیبوں سے تعلق

رکھنے والی بہت بڑی آبادی خود ہی اپنی تباہی اور بربادی کا ذمہ دار ہے اور اسی پچھتاوے
میں مرجانا چاہتی ہے مگر اپنی اِس کیفیت سے نکلنا نہیں چاہتی ہے ایسے میں لازم ہے کہ
معاشرے اور تہذیب میں موجود اچھے بھلے اِنسانوں کو اپنی کوشش کر لینے میں کوئی
حرج نہیں ہے کہ کوئی اچھا بھلا انسان ... کسی دوسرے اچھے بھلے اِنسان کو مادہ پرستی،
(خود غرضی اور حرص وہوس کی بے راہ روی کے جہنم سے بچالے۔ (ختم شُد

بھارتیوں پاکستان کو بھی کانٹا نکالنا آتا ہے، بھارتی ہٹ دھرمی کھل کر سامنے آگئی

بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر کے اِس کہنے کے بعد کہ ’’دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے دیں گے ،کانٹا نکالنے کے لئے کانٹا استعمال کریں گے ‘‘اَب منوہر پاریکر کے خطے میں دہشت گردانہ عزائم کو تقویت دینے والے بیان کے بعد کسی بھی پاکستانی کی سوچ و فکر میں دورائے نہیں ہونی چاہئے کہ خطے میں بھارت ہی جنگی ،اقتصادی، اخلاقی معاشی اور معاشری ماحول میں عدم توازن پیدا کرنے کا اصل ذمہ دار ہے،اَب یقین کرلینا چاہئے کہ آنے والے دِنوں میں خطے کے ممالک بالخصوص پاکستان میں جیسے بھی غیر یقینی حالات پیدا ہوں گے اِن سب کے درپردہ بھارت کا ہی ہاتھ کارفرما ہوگا۔

جبکہ اِدھر ہمارے مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر کے اِس دہشت گردانہ بیان پر تحفظات کا اِظہار کرتے ہوئے اِنتہائی مہارت وسیاست کے ساتھ مصالحت پسندی کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہاکہ ’’بھارتی وزیر دفاع کا بیان بھارت کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ہمارے خدشات کی تصدیق ہے ‘‘یعنی کہ اَب بھی اِنہوں نے کھل کر یہ نہیں کہاکہ بھارت پاکستان سمیت خطے میں ہونے والی دہشت گردی کا ہی ذمہ دار ہے یہاں وہ اپنے بیان میں ’’ہمارے خدشات‘‘ کا

استعمال کرتے ہوئے ابھی بھارت کو ہی فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں منوہر پاریکر کے اِس بیان کے آجانے کے بعد تو مشیر خارجہ سرتاج عزیز کی جانب سے ایسا بیان آنا چاہئے تھا کہ جس میں خدشات کا لفظ استعمال ہی نہ ہوتا بلکہ سرتاج عزیز کا بیان یوں آتا کہ ''بھارتی وزیر دفاع کا بیان بھارت کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ہمارے یقین کی تصدیق ہے''تو یہ بات بھارتی حکمرانوں کے دل و دماغ پر گولی کی طرح لگتی مگر کیا کریں....؟؟کہ بھارت کی جانب سے پاکستان مخالف سب کچھ سامنے آجانے کے باوجود بھی پتہ نہیں کیوں...؟؟ ہمارے حکمران اور حکومتی ذمہ داران بھارت کے لئے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی نرم گوشہ رکھتے ہیں...؟؟

تاہم ہمارے وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید نے بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر کے بیان پر اپنے ردِ عمل کا جس انداز و فکر کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے وہ اپنے اندر خطے کے امن و سلامتی سے متعلق بڑے معنی رکھتا ہے اُنھوں نے کہا کہ ''بھارتی وزیر دفاع کی پراکسی وار دھمکی کی شدید مذمت کرتے ہیں عالمی قوتیں امن کے لئے کردار ادا کریں بھارتی وزیر دفاع کا بیان علاقائی امن کے حوالے سے خطرناک ہے اُنھوں نے عالمی طاقتوں پر زور دے کر کہا کہ'' اِس وقت دنیا کو امن اور خوشحالی کی ضرورت ہے ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور بھارت دہشت گردی پھیلانے کی باتیں کر رہا ہے''۔

اَب ایسے میں دیکھنا یہ ہے کہ عالمی طاقتیں بھارتی عزائم پر کیا سوچ رہی ہیں ...؟؟اور ہمارے وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید کے عالمی برادری سے اپیل اور مطالبے والے بیان کو کس انداز سے لیتی ہیں ..؟؟اِس حوالے پر پاکستان کو کس قسم کا مثبت جواب دیتی ہیں ...؟؟اور بھارت کے خطے میں دہشت گردانہ عزائم کے خلاف بھارت کے ساتھ کیسا سلوک برتی ہیں ...؟؟یا آنکھیں بند کرکے سوجاتی ہیں ..؟؟اور خطے میں بھارت کو اپنے دہشت گردانہ عزائم کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے فری ہنڈدے دیتی ہیں ...؟؟

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کا اصل دُشمن بھارت کی شکل میں ہمارے پڑوس ہی میں موجود ہے، اَب ہمیں اپنے اصلی دُشمن کو پہچان لینا چاہئے اور اِس کا سراُسی طرح کچل دینا چاہئے جس طرح شیش ناگ کا سر کچلا جاتا ہے۔ ایسے میں آج کسی بھی پاکستانی کو اِس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ بھارت ہی ہمارا وہ سب سے بڑا اور اصل دُشمن ہے جس نے ہمیں ہر موقعے اور موڑ پر ڈسا ہے جس کی وجہ سے ہماری ترقی و خوشحالی پر ہمیشہ سوالیہ نشان رہا ہے۔

آج ہمیں یہ جان لینے کے بعد بھی کہ بھارت ہمارے متعلق کس قسم کے عزائم رکھتا ہے اور اِس کی ہمارے بارے میں کیا اور کیسی منفی سوچیں ہیں ...؟؟ اَب اِس پر کوئی یہ کہئے کہ ہمیں بھارت کے ساتھ اچھے پڑوسیوں جیسا سلوک کرنا چاہئے ...اور اِس کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے اِس کے ساتھ دوستی، محبت اور بھائیوں کی طرح اخلاق سے پیش آنا چاہئے... آج اگر وہ جذبات میں ہمارے متعلق کوئی ایسی ویسی بات کہہ بھی دے تو ہمیں عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے اِس سے اپنے تعلقات بہتر رکھنے چاہئے ... تو ایسی سوچ کے حامل شخص یا افراد (اِن میں خواہ ہمارے صدر ممنون حُسین ہوں یا وزیراعظم نواز شریف یا اِن کے بھائی شہباز شریف یا اِن کی حکومتوں کے وزراء یا مشیرانِ خاص وعام یا اِن کی فیملیز کے ممبران ہی کیوں نہ ہوں ہمیں ایسے لوگوں) کی ذہنی کیفیات جان لینی چاہئیں اور یقین کرلینا چاہئے کہ اِن لوگوں کی ذہنی حالت کسی .... سے کم نہیں کہی جاسکتی ہے۔

بہرحال...!! غیر ملکی میڈیا کے مطابق خبر ہے کہ بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر نے ایک سیمنار کے دوران اپنے خصوص انداز سے دھمکی آمیز لہجے میں کہاہے کہ ”دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے ہی دیاجائے گا اُنہوں نے آنکھیں پھاڑتے اور چیختے ہوئے کہاکہ بھارت میں ممبئی طرز کا کوئی اور حملہ ہواتوجواب میں دہشت گردوں اور را“ کو استعمال کریں گے تاکہ بھارتی فوج کو“

یہ کام نہ کرنا پڑے جہاں منوہر پاریکر جی۔۔!! نے اتنا کچھ کہا تو وہیں منوہر جی ۔۔!! اپنے دہشت گردانہ عزم کو بھی تقویت دیتے ہوئے یہ بھی کہہ گئے کہ ''کانٹا نکالنے کے لئے کانٹا استعمال کریں گے'' اور اِس کے ساتھ ہی موقعے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے منوہر جی۔۔!! نے اپنا سینہ ٹھونکتے ہوئے یہ بھی کہہ ڈالا کہ ''ہم یہ کام کر سکتے ہیں'' اِن کا اپنے مخصوص دہشت گردانہ انداز سے یہ بھی کہنا تھا کہ ''دہشت گردوں کو دہشت گردوں کے ذریعے ہی ختم کیا جاسکتا ہے'' اور اِن کا کہنا تھا کہ ''ہم اپنے پتھر کے مورتی بھگوانوں کی کرپا سے اپنے دہشت گردانہ عزائم کے ساتھ ملکی دفاع کے لئے ہر حربہ استعمال کریں'' اگرچہ منوہر جی۔۔۔!! نے تو اِس موقعے پر بہت کچھ بکا۔۔۔۔ مگر اِن کے اتنے کہے کو ہی خبر کا حصہ بنایا گیا اور دنیا کے سامنے یہ بتادیا گیا کہ بھارت خطے میں دہشت گردانہ عزائم کو پروان چڑھانے میں کس قدر بڑھ چڑھ کر اپنا گھناؤنا قول و کردار ادا کر رہا ہے۔

یہاں ہمیں اِس سے کوئی سروکار نہیں کہ بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر کے خطے سے وابستہ امن سے متعلق اِس قسم کے بیان کے بعد بھارتی اپوزیشن جماعتوں کا کیسا ردِ عمل ہوگا مگر اتنا ضرور ہے کہ ''خطے میں دہشت گردی اور دہشت گردانہ عزائم کو تقویت دینے کے خاطر بھارتی ہٹ دھرمی اور منصوبہ بندی کُھل کر سامنے آ گئی ہے جس کے بعد خطے کے ممالک اور بالخصوص ایٹمی قوت رکھنے والی ریاست

پاکستان پر یہ بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اَب وہ بھارتی نقل و حمل اور اِس کے منہ سے بکے جانے والے ایک ایک جملے کے پیچھے پوشیدہ لفظوں اور اِن لفظوں کے اندر چھپے رازوں کو سمجھے اور اپنی بقاء و سلامتی اور خطے میں اپنے استحکام سے متعلق لائحہ عمل ترتیب دے اور خطے میں طاقت کے گھمنڈ میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت کو شیطان صفت خصلت سے نکال کر اِسے اچھے اِنسان کا پیتر بنانے کے لئے اپنی پوری قوت کا استعمال کرنا لازم قرار دے دے اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتادے کہ ''بھارتیوں کانٹا نکالنا پاکستان کو بھی آتا ہے''تم ایسا کانٹا نہ نکال سکو جس انداز سے پاکستان کانٹا نکالنے میں مہارت رکھتا ہے۔

...پہلے آہنی ہاتھوں کی باتیں طلسماتی لگتی تھیں مگر اَب ایسا نہیں ہے

مُلک میں بڑھتے ہوئے دہشت گردی کے واقعات اور اِن میں معصوم اِنسانی جانوں کے ضیائع پر حکومتی حلقوں کی جانب سے ہر بار آہنی ہاتھ سے نمٹنے کی باتوں کے بعد بھی کچھ نہ ہونے پر پھر کسی المناک دہشت گردی کے واقعے کے رونما ہونے جانے کے بعد..... آخرکار ایک روز ہمارے بیٹے نے ہم سے پوچھ ہی لیا کہ ''بابا..!! یہ آہنی ہاتھ کیا ہوتے ہیں..؟؟'' اگرآہنی ہاتھ دہشت گردی کی روک تھام کے لئے اتنا ہی کارآمد ہے تو اَب تک اِسے کیوں نہیں استعمال کیا گیا...؟؟کیا ہر بار کسی بڑے سے بڑے دہشت گردی کے سانحہ کا انتظار رہتا ہے...؟؟کیا حکومتی حلقوں نے اپنا یہ مائنڈ بنالیا ہے کہ جب تک مُلک میں کوئی بڑے سے بڑا دہشت گردی کا واقعہ پیش نہ آجائے ہمیں اُس وقت تک آہنی ہاتھ کو استعمال نہیں کرنا ہے...؟؟کیا ابھی کسی بڑے سے بڑے سانحہ کا انتظار ہے گزشتہ کئی دہائیوں سے ہمارے جو معصوم اور نہتے لوگ دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں کیا اُن کی جانیں قیمتی نہیں تھیں...؟؟کیا بابا...!!ہمیں ایٹم بم بنانے سے پہلے آہنی ہاتھ نہیں بنا نالینا چاہئے تھا ...؟؟اور کیا بابا....!!گزشتہ 68 سالوں میں ہمارے کسی بھی (سابقہ سِول یا آمر) حکمران کا آہنی ہاتھ بنانے کی طرف رتّی برابر بھی خیال نہیں گیا...؟؟کیا ہم اور ہمارے حکمران اتنے سالوں میں اِتنے مدہوش رہے کہ کسی کو کوئی خبر ہی نہ

ہوئی کہ ہم ایٹم بم بنانے سے قبل ایسا کوئی آہنی ہاتھ ہی بنالیتے جو آج ہماری بقاوسالمیت اور خودمختاری کی جانب بڑھتے ہوئے گندے اور غلط ہاتھ کو ہی توڑ ڈالتا... مجھے توبابا..!! آج آہنی ہاتھ کی باتیں محض طلسماتی لگتی ہیں...؟؟

یہ وہ سوالات ہیں جو پچھلے دِنوں ہمارے بیٹے نے ایک ہی سانس میں ہم سے کر ڈالے اور ہم ایک لمحے کو اِس کے اِن سوالات کے جوابات دینے کے بجائے اوراپنی اوراپنے حکمرانوں اور سیاست دانوں کی قابلیت کے بارے میں سوچتے رہے گئے کہ آج جب ایک بچے کے ذہن میں آہنی ہاتھوں سے متعلق اتنے سارے سوالات آگئے ہیں تو کیا کبھی ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور دیگردانش ورانِ قوم وملت کے ذہنوں میں ایسا کچھ نہیں آیاہوگا..؟؟کہ دنیاکے اُن ممالک اور اقوام کی طرح جو ایٹمی طاقتیں بھی ہیں اور اِن کی یہاں جرائم وکرائم اور دہشت گردی کی وارداتوں کا تناسب بھی ہم سے قدرے کم ہے اِنہیں اِس کی وجہ صاف طورپر یہی دکھائی دیتی کہ اُن ممالک اور اقوام نے اپنی ترقی اور خوشحالی کے حصول سے قبل یقینی طورپر ''ایسے آہنی ہاتھوں کو تیار کرلیاہوگاجو اُن کی ترقی اور خوشحالی کے ضامن قرارپائے ہوں گے''۔

'' مگرآج ہمیں افسوس ہے کہ ہمارایہ دیس جسے دنیا''اسلامی جمہوریہ پاکستان

اور دنیاکی آٹھویں بڑی اور عالمِ اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت کے حوالے سے جانتی ہے اِس نے اپنے یہاں ایٹم بم بنانے سے پہلے ایسا کوئی آہنی ہاتھ کیوں نہیں بنایا..جو اِس کی اور اِس کے ایٹم بم کی بھی حفاظت کرتا.... جبکہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے 68 سالوں میں ہمارے جتنے بھی سِول اور آمر حکمران اپنی جیسی تیسی حکومتوں کے ساتھ حقِ حکمرانی اداکرتے آئے..شاید کسی نے بھی ایسا کوئی آہنی ہاتھ نہیں بنایا...جو ہمارے اساس اور نظریات کے ساتھ ساتھ مُلک اور قوم کی بھی حقیقی معنوں میں حفاظت کرتااور ہمیں اندرونی اور بیرونی دُشمن عناصر کے ناپاک عزائم سے بھی محفوظ رکھتا...ایسالگتاہے کہ ہمارے یہاں 68 سالوں جو بھی آیااِس نے اِدھر اُدھر کے مزے لئے اور مُلک و قوم کو دہشت گردی اور دیگر بحرانوں میں جکڑ کر اپنی مدت پوری کرکے چلتابنا...اور قوم کو یہ سُناتاگیاکہ ''اِس کے تمام بحرانوں اور مسائل کے حل کے لئے آہنی ہاتھ بہت ضروری ہے'' مگرافسوس ہے کہ آج تک کسی نے بھی ''آہنی ہاتھ'' بنانے سے متعلق اپنے کسی ایسے پروگرام سے قوم کو آگاہ نہیں کیا۔

جبکہ یہاں یہ امر حقیقی معنوں میں قرار واقع ہے کہ ''آج مُلک کو دہشت گردی اور دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لئے وزیرِاعظم نوازشریف کی حکومت اورہمارے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کی پُرعزم قیادت میں ایک ایسامضبوط اور بااعتماد اور قابلِ حوصلہ آہنی ہاتھ مل گیاہے کہ اَب قوم کااِس آہنی ہاتھ

پر اعتماد اور بھروسہ قائم ہوگیا ہے اور اِسے یقین ہوگیا ہے کہ اَب یہ آہنی ہاتھ عنقریب سرزمینِ پاکستان سے ''آپریشن ضربِ عضب''کے ذریعے دہشت گردی اور دہشت گردوں کا خاتمہ کردے گا اور مُلک و قوم کو اُس کی اُس حقیقی منزل کی جانب گامزن کردے گا جس کی تلاش میں 68 سالوں سے ہمارے مُلک کا ایک ایک غیور پاکستانی متلاشی ہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی آج ہمیں بھی اپنے بیٹے کے ''آہنی ہاتھوں'' سے متعلق پوچھے گئے سوالات کے جوابات گزشتہ دِنوں وزیر اعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کی ہونے والی ملاقات کے بعد آنے والی خبروں سے مل گئے ہیں کیوں کہ خبر ہی کچھ یوں ہے کہ ''گزشتہ دِنوں آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کی ''جس میں مُلک کی داخلی و خارجی سلامتی سے متعلق اہم اُمور پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا''اِس دوران دونوں ہی محبِ وطن رہنماؤں نے مُلک کو ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک کرکے امن وامان کا گہوارِ عظیم بنانے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ''مُلکی امن وامان کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرنے والوں اور اِن کے معاونین سے آہنی ہاتھوں نمٹا جائے گا''اِس ملاقات کے دوران وزیر اعظم نواز شریف اور آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے آپریشن ضربِ عضب کراچی میں جاری آپریشن سمیت مُلکی سلامتی کی صورتحال پر بھی تفصیل کے ساتھ کھل کر تبادلہ خیال کیا اور اِس عزم کو بھی دُہرایا کہ '' دہشت گرد تنظیموں کے

خلاف کارروائیوں کو مزید موثر بنایا جائے گا'' جہاں یہ سب کچھ ہوا تو وہیں آرمی چیف نے وزیراعظم کو دہشت گردی کے خلاف جاری آپریشنز پر بریفنگ بھی دی اور یہ بھی خبر ہے کہ اِس ملاقات میں ''کراچی میں صفوراگوٹھ میں ملوث دہشت گرد ملزمان کی گرفتاری اور اِس حوالے سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر اطمینان کا بھی اظہار کیا گیا اور ملزموں کی گرفتاری کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سندھ پولیس کی کارکردگی کو بھی سراہا گیا۔''

آج یقیناً اِس حوصلہ افزا اور خوش آئند خبر نے مُلک اور قوم کو اُس آہنی ہاتھ کے وجود کی نوید سُنادی ہے جس کی تلاش میں 68 سالوں سے ہمارے مُلک ہمارے معاشرے اور ہماری تہذیب سے وابستہ ہر فرد سرگرداں تھا اَب اِس منظر میں ہمارے مُلک اور ہمارے معاشرے اور ہماری تہذیب کے ہر فرد اور ہر غیور پاکستانی کو اعتماد و اطمینان ہو گیا ہو گا کہ آج آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور وزیراعظم نواز شریف کے بلند حوصلوں اور عظیم مقاصد کے ساتھ مُلک و قوم کو دہشت گردوں اور دہشت گردی سے پاک کرنے کے عزم کی صُورت میں ایک ایسا آہنی ہاتھ مل گیا ہے اَب جو مُلک و قوم کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہمارے ایٹم بم کی بھی حفاظت کرے گا۔اَب ہمارے مُلک میں کسی بھی فرد کو آہنی ہاتھوں کی باتیں طلسماتی نہیں لگنی چاہئیں ٹھیک ہے پہلے طلسماتی لگتی ہوں گیں مگر اَب ایسا نہیں ہے .... جیسا ماضی میں کبھی تھا...؟؟

مذاکرات مسائل کا حل ہیں

☆ ایگزکٹ سکینڈل نے پاکستان کو پوری دنیا میں بدنام کیا ہے۔ خبر ایک بہت بڑے نجی ٹی وی نیٹ ورک چینل ''بول'' کے دس سالہ قدیم ایگزکٹ ادارے کو جعلی ڈگریز ایشو کرنے پر اس وقت تمام میڈیا سمیت حکومتی انوسٹی گیشن کا سامنا ہے۔ پوری دنیا کی بڑی یونیورسٹی کی ڈگری نقد ڈالر لیکر چند ہفتے میں ڈگری ایشو کرنے والا پوری دنیا کا فیک نیٹ ورک پاکستان سے آپریٹ ہو رہا تھا۔ پوری دنیا میں بڑی بڑی دو نمبریاں کرنیوالے تمام لوگ واقعی اپنی بیک پر بڑے بڑے بلیک میلر یا بلیک منی کی سپورٹ رکھتے ہیں۔ انہیں دنیا میں کسی پکڑ دھکڑ اور رسوائی کا نہ تو اندیشہ ہوتا ہے اور انہیں نہ ہی اپنے انجام کی کوئی فکر ہوتی ہے۔ اتنی بڑی جعلسازی کرنیوالے اور اندرون خانہ پاکستان کا سب سے بڑا میڈیا نیٹ ورک بنانے کا دعوے دار ادارہ واقعی راتوں رات امیر ہونے کے نہ صرف خواب دیکھ رہا تھا بلکہ اس نے بہت زیادہ پیسہ اکٹھا بھی کر لیا ہے۔ ایک اخبار کے مطابق یہ ادارہ جعلی ڈگری سے ایک لاکھ ڈالرز روزانہ کما رہا تھا۔ اس حرام پیسے کی کمائی سے سب سے بڑا ٹی وی نیٹ ورک اور آئی ٹی کا سب سے بڑا ادارہ بنانے کا عملی مظاہرہ کیا گیا اس کو آجکل ایف آئی اے کے شکنجے کا سامنا ہے۔ حکومت نے ایگزکٹ کے خلاف ثبوت ملنے پر وقتی ایکشن لیا یہ

ایک قابل ستائش فعل ہے ورنہ ان کے خلاف ثبوت ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔اس عمل سے سے نہ صرف فیک ڈگری ہولڈرز کا پول کھلے گا بلکہ دنیا میں اصلی ڈگری ہولڈرز کی حوصلہ افزائی ہوگی۔پاکستان میں تمام فیک تعلیمی اداروں کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ مستقبل قریب میں کوئی ایسا مذموم فعل نہ کرے۔اس طرح کے اداروں سے نوجوان نسل کا پیسہ، وقت اور کیرئر تباہ ہونیکا خطرہ ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کی پکڑ دھکڑ سے نوجوان نسل کا فیوچر محفوظ ہونے کا عملی ثبوت سامنے آئے گا۔

☆ سعودی عرب میں خودکش حملہ خبر

پوری دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے متحد ہونیکا وقت ہے۔ سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے جہاں ہم تمام مسلمانوں کے نہ صرف معتبر اور مقدس مقامات ہیں بلکہ ہم سب کے روحانی رشتے بھی سعودیہ سے ہی استوار ہیں۔ سعودی عرب میں جمعہ کی نماز پر خودکش حملہ ہونا دراصل ایک بہت ہی افسوسناک خبر ہے۔یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ سعودیہ میں تو فرقہ وارانہ سرگرمیوں اور سیاست پر بہت سختی ہے۔اس کے باوجود کسی تھرڈ پارٹی نے اس مقام پر خودکش حملہ کروا کے مسلمانوں میں بے چینی اور بدامنی پھیلانے کی بہت بڑی سازش کی ہے۔ ابتدائی طور پر داعش نے اس خودکش حملہ کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ سعودی عرب میں اس قسم کی دہشت گردی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت فی الفور پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک بہت

بڑے اتحاد کی سخت ضرورت ہے اور پوری دنیا کے علماء کو دنیا کے تمام مسلمانوں میں اتحاد و یگانت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینی ہو گی تاکہ مستقبل قریب میں اس قسم کا کوئی اور واقعہ پیش نہ آئے۔

سعودیہ میں دہشت گردی کرنیوالے دہشت گرد پوری دنیا میں ہو سکتے ہیں۔ہم سب مسلمان ملی یک جہتی سے ان دہشت گردوں کو اپنی گرفت میں لے سکتے ہیں اور ان تک رسائی حاصل کرکے ان کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔دنیا کا کوئی بھی حصہ ہو وہاں پاکستانیوں اور مسلمانوں کو اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے اسلام کا نام سر بلند کرنا ہوگا۔

☆ پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی واپسی خبر

یہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔ گزشتہ روز لاہور میں زمبابوے کے ساتھ پاکستان کا پہلا ٹی ٹونٹی میچ پاکستانیوں نے قذافی اسٹیڈیم میں نہایت جوش و خروش سے جاکے دیکھا۔ تماشائیوں کی ایک بہت تعداد گراؤنڈ میں آئی ۔علاوہ ازیں تماشائیوں نے پاکستان زمبابوے دونوں ٹیمز کو بڑی عقیدت سے نہ صرف سراہا بلکہ کھلے لفظوں میں زمبابوے کے پاکستان آنے کا شکریہ ادا بھی کیا۔دوسرا ٹی ٹونٹی میچ بھی پاکستان نے جیت لیا لیکن محنت کچھ زیادہ کرنا پڑی۔پہلے اور دوسرے میچ میں احمد مختار اور احمد شہزاد کی بیٹنگ قابل توجہ رہی۔دوسرا ٹی ٹونٹی

جتانے میں بلاول بھٹی کی بیٹنگ معاون رہی۔ پہلے اور دوسرے میچ میں گراؤنڈ نہ صرف تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا بلکہ تمام کھلاڑی بھی بہت پر جوش اور سپورٹس مین سپرٹ میں دکھائی دے رہے تھے۔اب جبکہ پاکستانی ٹیم اور پاکستانی کرکٹ پر برے دن دکھائی دے رہے تھے اس دوران زمبابوے کا پاکستان آکر کھیلنا اور پاکستانی تماشائیوں کا جوق در جوق آکر گراؤنڈ میں میچ دیکھنا دیدنی ہے۔اب قوی امید ہے کہ اس کے بعد کئی مزید ٹیمز پاکستان آکر میچ کھیلنا پسند کریں گی اور پاکستان کرکٹ سے گراؤنڈز میں رونق اور پاکستانی آمدن کا سلسلہ بھی چل نکلے گا۔امید ہے ہماری ٹیم بقیہ ون ڈے میچز میں بھی تھوڑی بہت غیرت دکھائے گی ورنہ ایک بھی میچ ہارنے کی صورت میں ایشیاکپ میں پاکستان کی شمولیت ناممکن ہے۔علاوہ ازیں ٹیم کی گرتی ہوئی پوزیشن سے اگلے ورلڈ کپ کے لئے کوالیفائنگ راؤنڈ والی بے عزتی کرانی ہو گی۔

☆ ڈسکہ فائرنگ سے صدر بار وکیل ساتھی سمیت قتل۔ خبر

کوئی انسان جب بھی آپے سے باہر ہوتا ہے تو حادثات جنم لیتے ہیں۔واقعہ کی انوسٹی گیشن شروع ہو چکی ہے اصل معاملہ تو بہر حال سب کے سامنے آ ہی جائے گا۔ابتدائی اطلاعات کے مطابق دونوں گروپس یعنی پولیس اور وکلاء کی غلطی نظر آتی ہے۔یہ حادثہ اس وقت پیش آیا جب بشارت نامی وکیل کی لڑائی ٹی ایم او آفس کے ملازم سے لڑائی ہوئی اور ٹی ایم او آفس والوں نے پولیس بلا لی۔پھر وکلاء

اور پولیس کی آپ میں لڑائی بڑھی تو ایس ایچ او نے فائر کھول دیا جس سے اموات واقع ہوئیں۔

جو کچھ ہوگیا غلط ہوگیا۔ تلخ کلامی کے بعد فائرنگ مسئلے کا حل نہیں تھا یہاں اگر ایس ایچ او برداشت دکھا جاتا تو یقینا سب کچھ بہتر رہتا۔ یہاں سب کی صلح ضروری تھی اور معاملات مذاکرات سے طے ہو سکتے تھے لیکن کسی گروپ نے بھی عقل مندی نہیں دکھائی۔ ٹی ایم او آفس، پولیس اور وکلاء تینوں گروپ برابر کے گناہگار ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہاں بھی وکلاء کی طرف سے ہی زیادتی دکھائی دی۔ باوردی ملازمین کا استحصال کیا گیا اور سیٹنگ ڈی ایس پی کا آفس ،اے سی کا گھر نذر آتش کیا گیا۔ یہاں وکلاء کو برداشت اور اپنی تعلیم کا ثبوت دینا چاہیئے تھا۔

ہم سب ہر واقعے کو حکومت اور پولیس پر ڈال دیتے ہیں ،کچھ چیزیں ہمارے اپنے بس میں بھی ہوتی ہیں۔ جب ہم ان چیزوں کو کنٹرول نہیں کرتے تب حادثات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ گلی ، محلے ، گراؤنڈ، دفتر، سیاسی لڑائیاں ،اموات اور حادثات کا سبب بنتی ہیں۔ ہم سب کو حتی الوسیع معاملات کو مل بیٹھ کر صلح صفائی سے حل کرنے ہونگے ورنہ اس عدم برداشت سے پورے ملک کے پورے معاشرے کو زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے۔

خطے میں قیامِ امن کے لئے بھارت خطرہ ہے لگام دی جائے یا پھر...؟؟

آج بھارت کو جنگی جنون میں مبتلادیکھ کر یہ بات پوری طرح سے سچ اور حقیقت ہوتی محسوس کی جاسکتی ہے کہ خطے میں قیامِ امن کے لئے بھارت خطرہ ہے اَب ایسے میں اِسے لگام دی جائے یا پھر اِس کا وجود ہی زمینِ خدا سے نیست ونابود کردیا جائے تاکہ نہ یہ رہے گااور نہ ہی رہتی دنیاتک کے لئے خطے کا امن کبھی خراب ہوگا۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج خطے کے ممالک بالخصوص پاکستان سمیت جہاں کہیں بھی دہشت گردی اور قتل غارت کے واقعات رونما ہورہے ہیں اِن سب کے پسِ پردہ بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را''سمیت دیگر ایجنسیاں اور بھارتی فوج، پیراملٹری فورس اور خطے کوآگ وخون کی ندی بنانے کا خواب دیکھنے والے بھارتی انتہاپسند جنونی ہندوؤں کی تنظیمیں ہی کارفرماہوتی ہیں۔

اِس سے انکار نہیں کہ 38،37 سال قبل خطے میں سب سے پہلے اپنی طاقت کا بھرم قائم رکھنے کے لئے مئی 1974 میں بھارت نے پکھران کے مقام پر ایٹمی دھماکہ کیا جسے بھارت نے مسکراتامہاتمابدھ (SMILING BUDHA)کے نام سے منسوب کیااور اِس خوش فہمی میں مبتلارہاکہ اَب یہ خطے میں جیسی چاہئے اپنی طاقت کا مظاہر

ہ کر سکتا ہے اور پاکستان سمیت خطے کے دیگر ممالک کو اپنے زیر تسلط رکھ کر اپنی
چوہدراہٹ قائم کرلے گا اِسی گھمنڈ اور غرور میں مبتلا طاقت سے نشے میں پاگل ہوتے
بھارت نے اپنے جنگی جنون میں مذید سبقت لے جانے کے لئے 11 اور 13 مئی 1998
کو اسی پکھران کے صحرا میں ایک مرتبہ پھر 5 ایٹمی تجربات کرکے یہ ثابت کرنا چاہا کہ
اَب مکمل طور پر خطے میں بھارت کی بالادستی قائم ہو گئی ہے اور اُس کے ٹٹو بھارتی
حکمرانوں نے پاکستان پر اپنی گِدھ جیسی چھوٹی چھوٹی آنکھیں زبردستی کی بڑی کرکے دکھانی
شروع کردی تھیں۔

مگر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ بھارت سوچ رہا تھا اور اپنے جنگی جنون میں مبتلا ہونے کے بعد
کر رہا تھا با لآخر 28 مئی 1998 کے مبارک دن پاکستان نے بھی اپنی بقاء و سالمیت اور
خودمختاری کے خاطر چاغی کے مقام پر اپنے کامیاب ایٹمی تجربات کے نتیجے میں وطن
عزیز پاکستان کا دفاع مضبوط اور ناقابلِ تسخیر بنا دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھارتی
حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت اور عوام کی دھوتیاں (لنگیاں) ڈھیلی کردی ہیں
اور اِسی کے ساتھ ہی بھارتیوں کا جنگی جنون بھی کہیں کا کہیں ہوگیا ہے... مگر اَب صرف
بھارتی اپنی سُبکی مٹانے کے خاطر ابھی اپنا جنگی جنون اُسی طرح قائم رکھے ہوئے ہیں جس
طرح یہ پاکستان کے ایٹمی تجربات سے پہلے رکھے ہوئے تھے۔

اگرچہ اِس سے بھی انکار نہیں کہ بھارت خطے میں اپنے اِسی جنگی جنون کے خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھارت دنیا سے جدید جنگی ہتھیار خرید بھی رہا ہے اور خود بھی بنا کر بیچ رہا ہے آج جس کا ثبوت اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے اپنی رپورٹ میں یوں دیا ہے کہ ''بھارت نے صرف 4برس میں 140 فیصد زیادہ ہتھیار درآمد کئے اِس کا کہنا ہے کہ 2010 سے 2014 کے درمیان بھارت نے ماضی کے مقابلے میں 140 فیصد زیادہ ہتھیار درآمد کئے، جس کے بعد بھارت
ہتھیار درآمد کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک بن چکا ہے، رپورٹ میں واضح اور بلا کسی شک و شبہ کی گنجائش کے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''دنیا بھر میں ہتھیاروں کی درآمد کا 15 فیصد حصہ بھارتی درآمدات پر مبنی ہے، جو یقینی طور پر چین کے مقابلے میں تین گنا زائد ہے'' اور رپورٹ میں حیرت انگیز طور پر اِس کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ '' 2005ء تا 2009ء اور 2010ء تا 2015ء چین کی ہتھیاروں کی درآمدات میں 42 فیصد واضح کمی آئی ہے، تاہم اِس عرصے میں بھارتی درآمدات کا نصف سے زائد حصہ لڑاکا طیاروں پر مبنی ہے جب کہ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بھارت میں اِس کے بعد جنگی بحری جہازوں اور میزائلوں کا نمبر آتا ہے جبکہ ایک اور عالمی تجزیاتی ادارے آئی ایچ ایس کے مطابق 2016ء کے موجودہ معاہدوں کے اعتبار سے بھارت کا نمبر دوسرا ہوگا۔
جبکہ یہاں یہ نقطہ بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ بھارت کو ہتھیار برآمد کرنے

والے ممالک میں روس سب سے آگے ہے، جو بھارتی درآمدات کا 70 فیصد مہیا کرتا ہے،
اِس کے بعد 12 فیصد کے ساتھ امریکا اور سات اعشاریہ کچھ فیصد کے ساتھ امریکی بغل
بچہ اسرائیل ہے جو خطے میں طاقت اور امن کے توازن کو بگاڑنے کے لئے بھارت سے
تعاون کرتے ہیں اور اِسی طرح فرانس اور جرمنی بھارتی عسکری درآمدات کا بالترتیب
ایک اعشاریہ دو فیصد اور صفر اعشاریہ سات فیصد مہیا کرتے ہیں رپورٹ کے مطابق
جرمنی جو بھارت کے ساتھ 2001ء سے کھلاٹھلا اسٹریٹیجک شراکت قائم کئے ہوئے ہے
یہ بھارتی آبدوزوں کے لئے ایک زیرآب پلیٹ فارم تیار کرے گا اِس پلیٹ فارم کا خیال
موجودہ انتہاپسند ہندو وزیراعظم نریندر مودی کی حکومت کی جانب سے پہلے ہی سال کے
شروع کے مہینوں میں پیش کیا گیا تھا جس کے تحت اطلاعات ہیں کہ بھارت ملکی طور پر
اپنے یہاں چھ آبدوزیں تیار کرے گا اطلاع ہے کہ اِس پلیٹ فارم کی تیاری کے لئے
آبدوزوں کے شپ یارڈ بنانے والے دنیا کے سب سے تجربہ کار جرمن ادارے "تھیسین
کرپ میرین سسٹم" کی خدمات لی جائیں گی"۔

اَب اِس طرح خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارتی عزائم کسی سے پوشیدہ کیسے رہ سکتے
ہیں...؟؟ اَب کیا یہ سوچا نہیں جاسکتا ہے کہ " بھارت اپنے جنگی جنون میں مبتلا رہنے
اور اتنے جنگی سازوسامان کے ساتھ خطے میں کیا کرنا چاہتا ہے...؟؟

جبکہ اُدھر بیٹھے بیٹھائے ایک مرتبہ پھر جنگی جنون میں مبتلا موجودہ بھارتی حکومت کے وزیرداخلہ راج ناتھ سنگھ نے پاکستان پر بھارت کے داخلی معاملات میں مداخلت کا الزام عائد کرتے ہوئے پاکستان کو دھمکی آمیز لہجے میں کہاہے کہ ''اگرپاکستان اپنی فلاح چاہتاہے تو دوسرے ملکوں خصوصاہمارے مُلک (بھارت)کے معاملات میں مداخلت کا سلسلہ ترک کردے'' تاہم اِس موقع پر انتہاکو پہنچے ہوئے جنگی جنون میں مبتلابھارتی وزیرداخلہ نے کہاکہ '' ہم نے ہمیشہ پاکستان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا(یہاں راقم الحرف اپنے پڑھنے والوں سے یہ عرض کرناچاہتاہے کہ ...راج ناتھ سنگھ جی...!! جوکچھ کہہ رہے ہیں ایساکبھی نہیں ہواہے خطے کی تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ بھارت نے کبھی بھی پاکستان سے دوستی نہیں ....بلکہ اِس نے ہمیشہ پاکستان کو دُشمنی کے نکتہ نگاہ سے اپنے بازودکھائے ہیں یہ جوکچھ بھی کہہ رہے ہیں سب جھوٹ پر مبنی ہے) اُنہوں نے کہاکہ ''مگر دوسری جانب پاکستان سے ہماری پیٹھ میں چُھراگھونپاگیا'' (اُوہ مسٹر..!ذراسُنو..!!یہ کام تم لوگ کرتے ہو اور ہمیشہ تم لوگوں نے پاکستان کے ساتھ یہی کیاہے..تمہاری تو یہ عادت ہے کہ تم ''بغل میں چھری اورمنہ میں رام..رام'' کرتے ہو یہ تمہاراہی کام ہے ہم پاکستانیوں کا ایساکوئی کام نہیں ہے کیوں کہ نہ تو ہم تمہاری طرح دھوکے باز ہیں اورنہ ہی تم بے دینوں کی طرح منافق ہیں)اُنھوں نے کہاکہ '' کشمیر میں پاکستان کے حق میں نعرے بازی اوراِس کا پرچم لہرایاجانابرداشت نہیں کرسکتے'' (ارے..!!بھارتیوں تم کوبرداشت

ہی کیا ہے۔۔۔؟؟اور تم کیا جانو۔۔۔کہ برداشت کیا ہے۔۔۔؟؟اگر تمھیں برداشت کے معنی اور مطلب ہی معلوم ہوتے تو تم ایسی بات ہی نہ کرتے۔۔۔ایسی بات کرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے اور سوچتے کہ کشمیر میں پاکستان کے حق میں نعرے بازی کیوں ہوئی۔۔۔؟؟اور پاکستان کا پرچم تزک واحتشام سے کیوں لہرایا گیا۔۔۔؟؟ابھی مان جاؤ کہ جس کشمیر کو تم اپنا اٹوٹ انگ کہتے ہو۔۔۔۔؟؟وہ تمہارا نہیں ہے یہ سارا کا سارا کشمیر پاکستان اور بس صرف پاکستان کا ہی کشمیر ہے۔۔اَب وہ دن کوئی دور نہیں ہے کہ جب تم بھارتیوں خود دیکھ لوگے کہ سارا کشمیر تم سے آزاد ہوگا اور سب کا سب کشمیر پاکستان کا ہوجائے گا۔۔۔اِنشاء اللہ۔۔۔)اِن خیالات کا اظہار بھارتی وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے جموں میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا اِس موقع پر اُنھوں نے اپنے مخصوص لہجے میں پاکستان کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ ’’اگر پاکستان اپنی فلاح چاہتا ہے تو اِسے دوسرے مُلکوں کے معاملات میں مداخلت کا سلسلہ اور بھارت کے حوالے سے اپنی مذموم سرگرمیاں ترک کردینی چاہئیں‘‘ اِن کا کہنا تھا کہ ’’بھارت اپنی سالمیت اور خودمختاری کو نقصان پہنچانے والوں کا منہ توڑ جواب دے گا‘‘ (اے مسٹر۔۔!!راج ناتھ سنگھ اپنی زبان کو لگام دو۔۔۔زبان سنبھال کر پاکستان سے متعلق ایسی ویسی کوئی بات اپنی چلتی ہوئی سانس کے سہارے اپنے منہ اور زبان سے نکالا کرو۔۔۔خطے میں فتنہ فساد تم لوگ پیدا کرتے ہو۔۔۔تم لوگوں نے اِس کام کے لئے اپنے مُلک بھارت کی ہی زمین کو نہیں چھوڑا ہے۔۔۔پہلے تو تمہارا منہ توڑا جائے۔۔۔اِس سے

تم بچو...تو پھر تم کسی اور کا منہ توڑنا... سمجھے مسٹر راج جی...!!یا تمہارا منہ اور (سر توڑ کر تمہیں سمجھانا پڑے گا...؟؟

الحمدُ للہ...!!آج پاکستان کا شمار دنیا کی اُن عظیم ایٹمی طاقتوں میں ہوتا ہے جس کا بھارت کبھی گمان بھی نہیں کر سکتا ہے...آج اگر پاکستان چاہئے تو ایک پل بھی نہ لگے کہ بھارت کا جنگی جنون اور اِس کی پاکستان کو دھمکانے والی ساری گیڈر بھبکیاں سب خاک ہو جائیں مگر پاکستان ایسا نہیں چاہتا ہے... جیسا کہ بھارت اپنے پاس چند پٹاخے آج جسے سارا بھارت ایٹم بم کہتا ہے) رکھ کر اِتراتا پھرتا ہے اور اپنی طاقت کا بھرم) دیکھاتا رہتا ہے...اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کے پاس جو ایٹمی صلاحیت ہے اِس کے سامنے تو بھارتی ایٹم بم کی حیثیت تو شبِ برات اور دیوالی میں چلائے جانے والے بچوں کے پٹاخوں جتنی ہے بھارت ، پاکستان کے ایٹم بم اور ایٹم صلاحیتوں کے سامنے دودھ پیتے بچے جتنا ہے جسے پاکستان جب چاہئے ایک ڈانٹ میں چپ کر سکتا ہے مگر پاکستان ایسا نہیں کرے گا چونکہ پاکستان اِس شرارتی مگر جنگی جنون میں مبتلا بچے کو چاہتا اور پیار جو کرتا ہے اِس لئے اِس کے ہر پاگل پن اور جنون کو بھی برداشت کئے ہوئے ہے مگر کب تک...؟؟۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اعلیٰ درجے کی ایٹمی صلاحیتوں سے مالامال

ہو کر بھی خطے میں محبت اور بھائی چارگی اور امن و سکون اور طاقت کے توازن کے دائمی
قیام کے خاطر بھارت کی سب کچھ برداشت کر رہاہے کیوں کہ پاکستان یہ بات اچھی
طرح سے سمجھتاہے کہ برداشت کے معنی اور مطلب کیاہیں...؟؟ اور اِس کا
جاناطاقتور پر بڑی ذمہ داری کے ساتھ فرض کی طرح عائد ہوجاتاہے کہ وہ کسی کمزور کی
لٹی سیدھی باتوں کو برداشت کرے... کسی جنگی جنون میں مبتلا کسی کو حد سے تجاوز
بھی نہ ہونے دے اگر کوئی پاگل یا مجنون پھر بھی حد پار کر جائے تو پھر اِس کو طاقت کے
استعمال سے سمجھایاجائے آج بھارت کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ
پاکستان نہ تو بھارت سے کسی معاملے میں کم ہے اور نہ ہی کسی میدان میں پیچھے ہے اگر
اِس کی برداشت کی حد جواب دے گئی تو بھارت کو خطے میں اپناوجود قائم رکھنا بھی
مشکل ہوجائے گا، کیوں کہ آج بھی لاکھ بھارتی دعوؤں کے باوجود بھارت اپنے جوہری
سازوسامان اور جنگی ہتھیاروں کے مقابلے میں پاکستان سے بہت پیچھے ہے کیوں کہ آج
ساری دنیا یہ بات اچھی طرح مانتی اور جانتی ہے کہ پاکستانی ایٹمی ہتھیار ایک بھارت پر
ہی نہیں بلکہ ساری دنیاکی سپر طاقتوں کے ایٹمی ہتھیاروں پر اپنی دھاک رکھتے
ہیں... تو پھر بھارت اپنے ایٹمی پٹاخوں پر غرور و گھمنڈمت کرے اور پاکستان سے دھمکی
آمیز لہجے میں اپنی بکواس کرنابند کردے جواِس کے ہی حق میں بہتر ہے
ورنہ... ورنہ...؟؟

....حکومت نے عوام پر مہنگائی کا بم گرادیا

حکومت کا پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان اور ۔ ۔ ۔؟؟
لیجئے۔۔۔!! جناب ہمارے حکمرانوں نے ماہِ رواں کی پانچ تاریخ کو بجٹ پیش کرنے سے چار روز قبل ہی مہنگائی کو بے لگام کرنے کا بندوبست کرلیا ہے یعنی یہ کہ حکمرانوں نے دیدہ ودانستہ مُلک کے ساڑھے اُنیس کروڑ غریب عوام کے لاغر جسموں کو زندہ درگو کرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں یکمشت 3 روپے 50 پیسے کا اضافہ کرکے مُلک کی پریشان حال عوام پر مہنگائی کا ایک ایسا بم گرادیا ہے جس سے مُلک کے غریب اور مفلوک الحال عوام تلملا کر رہ گئے ہیں، اَب اِن میں بجلی اور پانی کے بحرانوں سے لڑتے لڑتے اتنی بھی سکت باقی نہیں رہی ہے کہ یہ بیچارے اپنے مردہ ضمیر حکمرانوں کے سامنے اپنے اُوپر ہونے والے مظالم کے خلاف بھی آواز بلند کرسکیں اور اپنا دُکھ درد اپنے حکمرانوں کو سُنا کر اِن سے کسی ریلیف کا سوال ہی کرسکیں۔۔آج ایسے میں عوام یہ دھائی دیتے نظر آرہے ہیں کہ کوئی آئے اور ہمارے حکمرانوں کو بتائے کہ مُلک کی ترقی اور خوشحالی غریبوں کو مہنگائی اور پانی و بجلی کے بحرانوں میں جکڑنے سے نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی طرح عوام کو مہنگائی سے نجات

دلانے اور اِنہیں اِن کے بنیادی حقوق کے حصول سے پنہاں ہے۔
اَب ایسے میں ہمیں معاف کیجئے گا۔۔!آج ہمیں اپنے جیسے اِنسانوں اور اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان اور اپنے افسرشاہی سے یہ سوال کرنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہورہی ہے کہ ”آج کیا ہماری دنیا ہمارے مُلک ہمارے معاشرے اور ہماری تہذیب کے اِنسانوں کے لئے یہ حیرت انگیز اور عجیب بات نہیں ہوگی ۔۔۔؟؟کہ اِس پُرآشوب دُور میں ”ضمیر“کو ضمیر فروش ہی ایسے بھول گئے ہیں۔۔۔!!کہ جیسے اِن کا کبھی ضمیر سے واسطہ ہی نہیں پڑا ہو۔۔۔اور موجودہ زمانے میں حدتو یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں لوگوں نے اپنانام ”ضمیر“ رکھنا بھی چھوڑدیاہے۔۔۔یعنی یہ کہ آج جیسے ہمارے زمانے اور ہماری تہذیب کے لوگوں کے نزدیک ”ضمیر“اور ”ریلیف“کا لفظ کسی بُرائی یا گناہ جیسا ہوگیا ہے۔
اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج کی دُنیاکے اِنسانوں کے اندر سے ضمیر کا مرجاناہی اصل میں دنیاکی تباہی و بربادی کا سبب ہے کیوں کہ ہم نے اپنے مفادات کے حصول کے خاطر اپنے ہی ہاتھوں اپنے ضمیر کا خون کیا ہے اور اَب ہم ایسے بے حس ہوگئے ہیں کہ آج ہم نے اپنی زندگی کو زندگی جاناہے اور اِسے ہی اپنادین دھرم مان لیا ہے اور ہم نے اپنے زمانے اور اپنے معاشرے میں

اپنی ذات سے وابستہ افراد اور گرہوں کے مفادات کے لئے تمام اخلاقی ، معاشرتی اور قانونی حدیں توڑ ڈالی ہیں یوں اَب ہم اپنی بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مردہ ضمیری کے اُس درجے تک پہنچ گئے ہیں کہ جہاں اِنسان کو اِنسانیت کے درجات پر فائز کرتے ہوئے بھی شرم سی آنے لگی ہے۔

بہر حال..!! اَب کوئی لاکھ یہ کہے کہ اِس پُرآشوب دُور میں یہ اپنے مفادات سے زیادہ دُوسروں کی ضرورتوں اور حاجات کا خیال کرنے والا اِنسان ہے تو ایسے کسی بھی اِنسان کے کسی بھی ایسے عمل پر کم از کم ہم یقین نہیں کریں گے..وہ اِس لئے کہ ہماری موجودہ دنیاکے عظیم مُلک اور اِس مُلک کے منتشر الخیال معاشرے اور کئی تہذیبوں کو ملا کر ایک تہذیب بن جانے والے ماحول کے کسی بھی اِنسان میں گزرے زمانوں کے اچھے اِنسانوں والی صفات میں سے کسی بھی اچھی صفت کا موجود ہونا ...یقیناغیر یقینی کی بات ہے کیوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے اِنسان میں بغیر لالچ اور بغیر کسی مفاد کے کسی ضرورت منداِنسان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا...ہم سمیت دوسروں کے لئے عجیب سالگتاہے۔

بہر کیف ...!! آج حکومت کا بجٹ سے قبل مہنگائی کو بے لگام کرنے کے لئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اندھادھن کیاجانے والااضافہ عوام سے بے حسی اور اِن کے بے ضمیر ہونے کی علامت ہے اگر آج اِن میں ذرا بھی حس ہوتی اور

اِن کا ضمیر زندہ ہوتا... تواِن کے دلوں میں مہنگائی اور بجلی و پانی کے بحرانوں سے ستائے عوام کے دُکھ درد کا بھی احساس ہوتا... اور وہ یوں کبھی بھی مہنگائی کا طوفان برپا کرنے کے لئے گورکھ دھند بجٹ سے قبل پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ نہ کرتی اور اپنے عوام پر مہنگائی کا بم نہ گراتی... اور عوام کو مہنگائی تلے دبا دیکھ کر ہرگز یوں خوش نہ ہوتی... جیسی یہ ابھی خوش ہو رہی ہے۔

بجٹ 2015-16 کے آنے سے قبل حکومتی اقدامات اور دعوے.. ..؟؟

ماضی کی حکومتوں کی غیر مستحکم اور ڈانواں ڈول چھوڑی ہوئی مُلکی معیشت کے ساتھ بل کھاتے .... آج کے پاکستان نے موجودہ حکومت کے دوسالوں میں اپنے اقتصادی اور معاشی ڈھانچے کو سہارا دے دیا ہے اور آج سے چند دِنوں بعد وزیراعظم نواز شریف کی موجودہ حکومت نئے مالی سال 2015-16ء کا بجٹ پیش کرنے جارہی ہے جس کے بارے میں حکومتی حلقے ہر سطح پر یہ نویدیں دیتے پھر رہے ہیں کہ جہاں اِس بجٹ میں قوم کو کڑوی گولیاں نگلنی پڑیں گیں تو وہیں اِس کی راحت اور تسکین کے چند میٹھے گھونٹ بھی قوم کو پینے ہوں گے اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِن دونوں باتوں میں قوم کے حصے میں زیادہ کیا آتا ہے کڑوی گولیاں یا زندگی کو جِلا بخش دینے والے چند میٹھے گھونٹ... یا پھر وہ بھی نہیں۔

بہر حال... !! انتظار کیجئے..جو کچھ بھی ہوگا آنے والے دِنوں میں سب کچھ خود سامنے آجائے گا..مگر قوم حکومت سے زیادہ بہتری کی اُمید کم ہی رکھے تو خود اِس کے اپنے ہی حق میں ٹھیک ہوگا وہ اِس لئے کہ گزشتہ دنوں حکومت نے عالمی منڈی میں پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کو جواز بنا کر جس طرح مُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بجٹ اور رمضان سے قبل اضافہ کرکے عوام پر

مہنگائی کا بم گرانے کا بندوبست کیااِس سے آنے والی وفاقی بجٹ میں مہنگائی کے بڑھتے ہوئے تناسب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور یہ بھی سوچا جاسکتا ہے کہ جب حکومت نے بجٹ سے چند دن قبل مُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں یکمشت اتنا اضافہ کردیا ہے تو پھر بجٹ میں حکومت مہنگائی کے کیسے کیسے بم مزید گرائے گی...؟؟

اگرچہ یہ بات بڑی حدتک ٹھیک ہوسکتی ہے کہ حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات کی حالیہ قیمتوں میں اضافے کے بعد عوام کو سبسڈی دینے کا جو اعلان کیا ہے اِس سے عوام کو کچھ ریلیف ملے گا مگر یہاں عوام کو یہ سبسڈی نظر نہیں آئے گی... کیوں کہ عوام کو تو یہی دکھائی دے گا جو وہ ایک لیٹر پیٹرول کی بڑھی ہوئی قیمت ادا کرے گی حکومت کو اپنے اِس اقدام پر ضرور نظرثانی کرنی چاہئے اور قوم کو اِس بابت ریلیف دینا چاہئے حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اتنا ہی اضافہ کرنا چاہئے تھا جتنا کہ عوام باآسانی برداشت کرسکیں اور ویسے بھی اِسی ماہِ رواں میں رمضان المبارک کی بھی آمد ہے اِس میں بھی ہمارے یہاں مہنگائی کا تناسب آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے اِس لحاظ سے بھی حکومت کو پیٹرولیم مصنوعات کی حالیہ قیمتوں میں اضافے کے اعلان سے قبل اپنا ہوم ورک مکمل کرکے پیٹرولیم مصنوعات کی موجودہ قیمتوں کا تعین کرنا چاہئے تھا۔

بہر کیف...!!اِدھر اِن ساری باتوں کے باوجود بھی گزشتہ دِنوں وزیراعظم نواز شریف کی زیر صدارت قومی اقتصادی کونسل کے ہونے والے اجلاس میں بجٹ کے لئے 15 کھرب سے زائد ترقیاتی بجٹ کی منظوری دے دی گئی ہے اور 2015-16 ساتھ ہی صوبوں کے لئے 814ارب روپے کی منظوری بھی دی گئی جہاں مُلک و قوم کی ترقی وخوشحالی اور فلاح کے لئے اِن کی اقدامات کی منظوریاں دی گئیں تو وہیں خبر ہے کہ نئے مالی سال کے لئے 5.5 فیصدجی ڈی پی گروتھ ہدف مقرر کرنے کی بھی منظوری دی گئی اور اِس اجلاس میں وزیراعظم نواز شریف نے اپنی خصوصی دلچسپی کا اظہار کیااور اُنھوں نے مُلک میں عوامی صحت و معالجہ کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے صحت کے لئے ارب 10 کروڑ، بہبود آبادی کے لئے مجموعی طور پر 5ارب 20 کروڑ کے حجم پر اتفاق 11 کیااور شہر کراچی میں پانی کے بڑھتے ہوئے بحران کے فوری حل کے خاطر اپنی ذاتی 4کے لئے k-2دلچسپی لیتے ہوئے برسوں سے زیرالتواپڑے کراچی میں پانی کے منصوبے ارب روپے رکھے جانے کی بھی نوید دی ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ اطلاع یہ بھی ہے کہ بھارت کے سینے میں آگ بھرنے دینے والے پاک چین راہداری کے تحت مختلف منصوبوں کے لئے بھی 171ارب منظور کئے گئے ہیں جن میں لاہور تا عبدالحکیم سیکشن پر ملتان تاسکر 60.2اور سکھر تا حیدر آباد سڑک 10.5ارب روپے کے اخراجات، 20 شامل ہیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سارے منصوبے اور اقدامات مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی اور خطے میں پاکستان کو ایشیائی ٹائیگر بنانے کے لئے خوش آئند ہیں آج جس کی

بھارت کھل کر مخالفت کر رہاہے۔

اَب اِس سارے پس منظر میں پانی و بجلی سمیت دیگر کئی بحرانوں میں جکڑے پاکستانی عوام کا خیال یہ ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں دی جانے والی منظوریاں اور کراچی میں پانی بحران کے حل کے لئے وفاقی حکومت کی جانب سے آنے والی نوید بس صرف خوش فہمیاں ہی ہیں... ایسے میں عوام کا یہ کہناہے کہ اِن میں حقیقت کا رنگ تب آئے گاجب بجٹ میں یہ ساری منظوریاں عملی صورت میں نظر آئیں گی ابھی تو یہ ساری باتیں عوام کو محض سیراب لگ رہی ہیں۔

بہرحال...!! ابھی بجٹ آنے میں چند گھنٹے اور چند دن ہی باقی رہ گئے ہیں سب کو سب پتہ لگ جائے گاکہ آج حکومت نے عوامی ریلیف کے لئے جو..اور جتنے...؟؟ بھی اقدامات کرنے کے وعدے کئے ہیں اِن میں یہ کتنی مخلص تھی یوں قوم کو بھی معلوم ہوجائے گاکہ حکومت کے سر میں قوم کو پھسانے والے جتنے بال تھے وہ بھی سب سامنے آجائیں گے۔

جبکہ یہاں یہ امر خاصی توجہ کا حامل ہے کہ بجٹ سے قبل حکومتی حلقوں کی جانب سے قوم کو یہ نوید دی جارہی ہے کہ آنے والے مالی سال 205-16 کے بجٹ میں عوام

کو بے شمار ریلیف دیئے جانے کے امکانات موجود ہیں قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں جہاں مُلک اور قوم کی فلاح کے لئے بہت سے منصوبوں کی منظوریاں دی گئی تو وہیں ایک خبر وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار کی جانب سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے ٹیکس کی کٹوتی میں 50 فیصد تک کمی کے امکان اور پرانے پینشنروں کی پنشن میں وفاقی وزیر خزانہ کی طرف سے زیادہ شرح سے اضافہ کرنے کا جائزہ لینے سے متعلق بھی آئی ہے جس کے مطابق حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، مختلف الاوؤنسوں اور پنشنوں میں 10 سے 20 فیصد اضافے پر غور کر رہی ہے یہاں یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پیپلز پارٹی کے سابقہ دورِ حکومت میں وفاقی بجٹ پیش کرنے کے دوران تنخواہوں اور پنشنوں میں کم و بیش 20 فیصد اضافہ کیا جاتا رہا اور 2011-12ء میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں کھنے کو عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی عوام دوست حکومت کے صدر زرادی کے دور کے دوران 50 فیصد اضافہ بھی ہوا تھا جبکہ موجودہ حکومت کے وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار کا سینہ پھولا کر اور گردن تان کر یہ کہنا ہے کہ ہم بھی آنے والے نئے بجٹ میں سرکاری ملازمین کو تنخواہوں، پنشنوں میں معقول اضافے کا عظیم تحفہ دیں گے اور اِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اپنا یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ وفاق کی شرح سے صوبے بھی اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اتنا ہی اضافہ کریں گے اِس موقعے پر اُنھوں نے اپنی ایک تشویش کا اظہار یوں بھی کیا ہے کہ ”تنخواہ دار طبقے کی آمدنی چونکہ محدود اور

فکس ہوتی ہے اورانہیں اپنی تنخواہ میں سے.بزنس مینوں کے.برعکس کوئی اخراجات منہاکرنے کی بھی اجازت انکم ٹیکس آرڈیننس میں نہیں ہے لہٰذاہماری حکومت اِس امرپر غور کررہی ہے کہ تنخواہ دار طبقے کوریلف دینے کے خاطران کے ٹیکس کی سالانہ ذمہ داری میں 50 فیصدتک کمی کردی جائے تاکہ تنخواہ دار طبقہ بھی مہنگائی کا مقابلہ کرکے سُکھ کاسانس لے سکے''۔

جبکہ اِن ساری حکومتی دعوؤں اور وعدوں کی روشنی میں قوم کی اللہ سے یہ دُعاہے کہ اللہ ہمارے حکمرانوں کے دِلوں میں قوم کا صحیح معنوں میں دردپیداکرے اور وہ آنے والے بجٹ میں قوم کی بہتراور خوشحالی کے لئے ایسے اقدامات اور منصوبوں کا حقیقی معنوں میں اعلان کریں جس سے مُلک حقیقی معنوں میں ترقی کرے اور قوم کے مہنگائی کے ہاتھوں پریشان اور مرجھاہوئے چہروں پرشادابی اور خوشحالی آجائے۔

. . . پاکستان کے خلاف بھارتی عزائم وسازشوں کا پردہ چاک ہوچکا ہے

آج مسلسل بھارتی حکمرانوں کی زبانوں سے پاکستان میں انارگی ،دہشت گردی اور فرقہ واریت کو پھیلانے والی سازشوں اور پاکستانی معصوم شہریوں کو ’’را‘‘ اوراپنے دہشت گردوں کے ہاتھوں دہشت گردی کانشانہ بناکرانہیں قبر کی آغوش میں پہنچادینے والے عوامل میں ملوث ہونے اور پھر سینہ جوڑی سے اپنے دہشت گردانہ عزائم اور سازشوں کو برملا تسلیم کئے جانے کے اعلانات اور بیانات سے یہ واضح ہوگیاہے ہمارے یہاں پچھلے کئی سالوں سے جتنے بھی دہشت گردی کے المناک واقعات رونماہوئے ہیں اِن سب میں بھارت پوری طرح سے ملوث رہاہے۔

یوں آج اِس نقطے پر ہمارے سب ہی مقتدر حلقے پوری طرح سے متفق ہوگئے ہیں کہ ہمارا دُشمن سات سمندرپار کا کوئی اور ملک نہیں بلکہ آج خود بھارت کے اقرار سے یہ واضح ہوگیاہے کہ پاکستان کا اصل دُشمن تو ہمارے پڑوس میں ہی چھپا بیٹھاہے اور ہم 68 سالوں سے اپنا دُشمن سات سمندرپار کے ممالک میں تلاش کرتے رہے ہیں۔

اَب اِس پس منظر میں ایک خیال یہ بھی جاتاہے کہ ممکن ہے کہ سات سمندرپار کے

جس ملک کو ہم اپنا دُشمن تصور کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرتے ہیں وہ بھی ہمارے ہمسائے دُشمن مُلک بھارت کے ہی کہنے پر وہی سب کچھ کرتا رہا ہو اور کرتا ہے جیسا کہ بھارت اُس سے کہتا رہا ہے اور موجودہ زمینی حقائق کی روشنی میں کرنے کو کہتا ہے اَب اِس میں کسی کی دورائے ہونا اُس کبوتر کی طرح ہے جو بلی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کرکے بیٹھ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ جس طرح بلی کو نہ دیکھ کر محفوظ ہے اِسی طرح بلی بھی اِسے نہیں دیکھ رہی ہے جبکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ کبوتر کے اِس عمل کا بلی فائدہ اُٹھا کر اِس پر حملہ کرتی ہے اور اِسے اپنا ترنوالہ بنا کر چٹ کرجاتی ہے بھارت کی جانب سے پاکستان دُشمنی کی کھلم کھلا تمام حدیں پھلانگ لینے کے بعد اَب ہمیں کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے دُشمن کا ترنوالہ بننے سے بچنے کا سامان کرتے ہوئے اِسے ایسا منہ توڑ اور سر پھوڑ جواب دیتے ہوئے اِس کو ایسی شکست دینی چاہئے کہ اِس کے اوسان خطا ہو جائیں اور پھر یہ ہماری جانب کبھی بھی میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے۔

بہر حال ! پچھلی کئی دہائیوں سے بھارت کی ہمارے صوبوں، شہروں اور علاقوں میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہونے جیسے بہت سے معاملات میں ہچر مچر کا مظاہرہ کرنے والے ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، قومی اداروں ، عوام اور ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی بند آنکھیں اَب کھل چکی ہیں

جو کہ اچھی بات ہے یقیناً اِن کے اِس عمل سے خطے میں بھارت کی جانب سے مسلسل بڑھتا ہوا طاقت کا توازن اَب بہتر ہوگا اور اِس طرح مستقبل قریب میں پاکستان کو بھارت کو نکیل ڈالنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑے گا اَب یوں خطے کی موجودہ صورت حال میں پاکستان کی طرف سے خطے میں بھارتی سازشوں اور عزائم کو کنٹرول کی اُمید ہو چلی ہے۔

اِس کے ساتھ ہی اِس سے بھی انکار نہیں کہ گزشتہ دِنوں جس طرح بالوں میں سینڈُور بھری اور ماتھے پر تلک لگائی بھارتی خاتون وزیر خارجہ سشما سوراج نے پاک چین اقتصادی راہداری کی مخالفت میں بھارتی حکمرانوں کے کلیجے میں لگی پاکستان دُشمنی کی آگ کا اِظہار کیا ہے اِس سے یقیناً بھارتی حکمرانوں کے پاکستان کے خلاف چھپے عزائم اور سازشوں کا پردہ چاک ہو چکا ہے اگرچہ اِن سے قبل بھی کئی بھارتی اہم شخصیات پاک چین اقتصادی راہداری کی مخالفت سمیت پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کے بارے میں ایسے بیانات دی چکی ہیں مگر سشما سوراج نے پاک چین اقتصادی راہداری کی مخالفت میں جو اور جتنا کہا اِس نے تو حد ہی کردی ہے اُنہوں نے کہا کہ جب پچھلے دِنوں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی چین کے دورِ پر تھے اس دوران بھی ہمارے وزیر اعظم نریندر مودی جی نے چین پر واضح کیا تھا کہ بھارت پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے اقتصادی راہداری کے معاہدے اور منصوبے کے سخت خلاف ہے اور

بھارت کو اپنی معاشی ترقی اور خوشحالی کو برقرار رکھنے کے لئے یہ منصوبہ کسی بھی صورت قابل قبول نہیں ہے جبکہ اس موقعے پر بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج نے ایک ہندوستانی عورت ہونے کے ناطے بھارتی عوام کی بھی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ نہ صرف بھارتی حکمران بلکہ بھارتی عوام اور بھارتی انتہا پسند ہندو تنظیموں کے شدت پسند عناصر اور بھارتی خفیہ ایجنسیاں سمیت بھارتی فورسز اور بھارت کا سارا میڈیا بھی پاک چین اقتصادی راہداری کے منصوبے کی کھل کر مخالفت کرنے کے لئے اپنے تن من دھن کی بھی بازی لگانے سے باز نہیں آئے گا ایسے میں خطے کے ہمسایہ ممالک چین اور پاکستان کو اِس طرح کی بھارتی مخالفت کو سمجھنا چاہئے اور یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہئے کہ بھارت اِس مخالفت سے خطے میں اپنے کن مفادات کا تحفظ چاہتا ہے اُنھوں نے کہا کہ آج اگر بھارت نے اِس معاملے میں ذرا بھی ڈھیل دکھائی تو اِس منصوبے کی کامیابی کے بعد بھارت کا خطے میں کسی بھی لحاظ سے وہ مقام باقی نہیں رہے گا جیسا تیسا کہ آج ہے۔ جبکہ اِدھر ہمارے پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف نے بھی بھارتی حکمرانوں کی پاکستان مخالف دُشمنی اور سازشوں کا مقابلہ کرنے کے عزم کو دہراتے اور اپنے آئندہ کے لائحہ عمل پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مافق قائم رہنے کا اعلان کرتے ہوئے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ ""دُشمن کو اقتصادی راہداری منصوبہ

سبوتاژ نہیں کرنے دیں گے'' اُنہوں نے کہا ہے کہ ''اقتصادی راہداری منصوبے کی مخالفت سے بھارتی عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں، چین نے بھی بھارتی اعتراضات کو مسترد کردیا ہے، مُلک دُشمن عناصر پاکستان کو ترقی یافتہ اور خوشحال نہیں دیکھ سکتے ہیں، دُشمن قوم کو تقسیم کرنا چاہتا ہے، دُشمن کی پاکستان کے خلاف ہر گھناؤنی سازش کو ناکام بنادیں گے'' جس پر قوم اپنے وزیراعظم نواز شریف کو سلام پیش کرتی ہے اور اِنہیں یقین دلاتی ہے کہ پاک چین اقتصادی راہداری کے منصوبے اور مُلک کو دہشت گردی سے پاک حکومتی عزائم سمیت قوم ہر اُس منصوبے میں حکومت اور پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی رہے گی جس میں مُلک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کے عظیم گوہر پنہاں ہوں گے۔

اب پاکستانیوں کے لئے یہ بات بغیر کسی شک و شبہ کے حقیقت پر مبنی ہونی چاہئے کہ پاکستان کی ترقی، خوشحالی اور سلامتی کا اصل دُشمن بھارت ہے ایسے میں پاکستانیوں کو خطے میں اپنے خلاف ہونے والی بھارتی سازشوں اور بھارت کی جانب سے اپنے خلاف ہونے والے گھناؤ عزائم سے بھی چوکنا رہنا چاہئے اور اَب ضروری ہوگیا ہے کہ پاکستانی اپنی بقاء وسالمیت کے لئے بھارتی عزائم اور سازشوں کا مقابلہ بھارت کو اپنا ازلی دُشمن جان کر کریں تو خطے میں بھارتی سازشوں اور عزائم کو خاک میں ملانے کے ساتھ ساتھ طاقت کا توازن بھی برقرار رکھا جاسکتا ہے ورنہ کچھ بھی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔

دس نمبری بھارتیوں کا 10 نمبری مجرموں کا اول نمبر مجرم وزیر اعظم مودی

آج اِس میں شک نہیں کہ ہمیشہ ہی سے موجودہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اپنے جرائم و کرائم اور انسانیت سُوز مکروہ کرتوتوں کی وجہ سے خطے کے امن کو سبوتاژ کرنے والی متنازع شخصیت شمار کئے جاتے رہے ہیں مگراِن کی مخالفت میں کسی نے کبھی بھی اِس طرح سے منہ نہیں کھولا جس طرح آج لوگوں کا منہ نریندر مودی سے متعلق کھل گیا ہے۔

مگراس سے انکار نہیں ہے کہ پاکستان کی جانب سے ہمیشہ ہی ہر سطح پر نریندر مودی کو ناپسندیدہ شخص قرار دیا گیا اور گاہے بگاہے پاکستان تو دنیا کو ہر پلیٹ فارم سے موجودہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے اِنسانیت سوز جرائم و کرائم سے متعلق اپنے خدشات اور تحفظات سے آگاہ کرتا رہا ہے مگراس کی کسی نے ایک نہ سُنی اور اَب یہ بات اکیلے ہم نہیں کہتے بلکہ آج تو ساری دنیا ہی یہ کہنے لگی ہے کہ آج جرائم کی دنیا میں دس نمبری بھارتیوں کو 10 نمبری کرمنلز میں اول نمبری کرمنل وزیر اعظم نریندر مودی مل گیا ہے گزشتہ دِنوں ہماری اِس بات کی تصدیق خود نئی دہلی سے آنے والی خبر نے کر دی ہے جس کے مطابق سرچ انجن گوگل پر بھارت کے 10 بڑے مجرموں میں ہندوستان کے اِس صدی کے موجودہ متنازع وزیر اعظم نریندر مودی بھی اپنی فوٹو کے ساتھ سرِفہرست ہیں اَب یہ بات

بھارتی لاکھ جھٹلانا بھی چاہیں تو یہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں کہ کیوں کہ اِس خبر کے آجانے کے بعد اَب بھارتی جرائم کی دنیا کے شہنشاہ کہلانے والے اپنے وزیر اعظم کو لاکھ بار بھی گنگا اشنان کروالیں اور دنیا کو یقین دلائیں کے اِن کا وزیر اعظم ایک شریف النفس اور معصوم اِنسان ہے، جس کا جرائم و کرائم سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو دنیا بھارتیوں کی ایسی کسی بھی بات پر قطعاً یقین نہیں کرے گی آج جس کے جرائم اور کرائم کی سوشل میڈیا نے کھل کر تصدیق کرتے ہوئے درجہ بندی بھی کردی ہے۔

اگرچہ اَب یہ بات بھارتیوں کے ہاتھ سے نکل کر بہت دور تک چلی گئی ہے اور آج نئی دہلی سے آنے والی خبر کے ساتھ ہی خود بھارتی سوشل میڈیا (سمیت ساری دنیا کے ہر قسم کے جدید و قدیم سوشل میڈیا پر بھی) یہ بحث انتہائی گرم جوشی سے طوفانی شکل اختیار کرتی جارہی ہے کہ ''اگر گوگل پر اگر ٹاپ ٹین اِنڈین کرمنلز لکھ کر سرچ کیا جائے تو بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اپنے مکروچہرے کے ساتھ سب سے آگے دکھائی دیں گے یعنی یہ کہ آپ جیسے جیسے سرچ کرتے جائیں تو مودی کے بارے میں سب کچھ کھلتا چلا جائے گا جہاں دنیا کو مودی کے پوشیدہ کرتوتوں کا علم ہوگا تو وہیں ایسے میں بھارتیوں کے لئے بھی خود انتہائی حیران کُن نتائج سامنے آئیں گے اور ایک لمحے کو بھارتی ماتھے پر ہاتھ رکھ کر حیرت انگیز طور پر سوچوں کے سمندر میں مارے شرمندگی اور ندامت کے غوطہ زن ہوتے

جائیں گے اور اِن کی زبان سے یہ جملے تُرنت نکل پڑیں گے کہ ''رام ... رام رے ..!! اِن کا موجودہ وزیراعظم نریندر مودی جرائم و کرائم کی دنیا کا اتنا بڑا شہنشاہ ہے ... جس کا شمار ٹاپ ٹین کرمنلز میں ہوتا ہے اور یہ آپس میں سرگوشی کریں گے کہ ہم نے اِسے اپنا وزیراعظم چُنا ہے ہمیں پہلے پتہ ہوتا تو ہم اِس کے کرتوتوں کی وجہ سے اِسے اپنا وزیراعظم چُننے کے بجائے ''دیوار میں چُنا'' دیتے ''۔یوں جب گوگل سرچ کرکے جو نتائج دیتا ہے وہ کچھ اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ ''بھارت کے 10بڑے مجرموں میں سب سے پہلے اور اول درجے پر موجودہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اپنے جرائم و کرائم کے باعث اپنے مکروہ اور وحشیانہ چہرے کے ساتھ نظر آئیں گے''۔

اَب یقیناً اِس صورتِ حال میں بھارتیوں کو جتنی سُبکی ہورہی ہوگی یہ تو وہی جانتے ہیں جس کا وہ کھل کر اظہار بھی نہیں کرسکتے ہیں اور اَب جِسے وہ چھپانا بھی چاہیں تو چھپا نہیں سکتے ہیں کیوں کہ اَب اِن کے پاس اپنے وزیراعظم کے گھناؤنے کرتوتوں پر پردہ پوشی کرنے کے لئے کوئی الفاظ نہیں ہیں کہ اَب یہ اپنے وزیراعظم کے بارے میں تعریفوں کے قصیدے پڑھیں اور دنیا کو اپنے ایک نمبری کرمنل وزیراعظم نریندر مودی کو دنیا کے سامنے پَوتر ظاہر کرکے اِسے بے گناہ ثابت کرسکیں ایسے میں بھارت سمیت دنیا میں جہاں کہیں بھی بھارتی بستے ہیں اور وہ جیسا بھی سوشل میڈیا جس طرح بھی استعمال کرتے ہیں اِن

پر مودی حامی اور مخالفین میں ایک نہ رکنے والی بحث و تکرار شروع ہو چکی ہے جس میں مودی حامی اور مخالف گروپس اپنا اپنا جیسا تیسا موقف بیان کرکے مودی سے محبت اور نفرت کا کھل کر اظہار کررہے ہیں اور ایسے لگ رہاہے جیسے کہ بھارتی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور جیت کے جنون میں آپس میں لڑرہے ہیں اور ایک دوسرے کی دوھوتیوں میں لگی گانٹھیں کھل رہے ہیں۔

بہر حال !! یہ حقیقت ہے کہ کسی کا کیسا بھی جرم اور گناہ ہو وہ کبھی بھی کسی سے نہیں چُھپا ہے، اِنہیں جو جتنا چُھپاتا جاتا ہے یہ اُتنا ہی پھوٹ پھوٹ کر سامنے آتا ہے آج ایسا ہی بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے ساتھ بھی قدرت نے کیا ہے اَب کسی کو اِس سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ مجرم جتنا بھی اپنے جرم سے پردہ پوشی کرے گا نظامِ قدرت اُسے دنیا ہی میں ذلیل و خوار کرے گا۔

آج تک تو ہم پاکستانی خطے میں نریندر مودی کے جنگی جنون کو محض جنون سمجھ کر ہی مقابلہ کرنے کا سامان کرتے رہے ہیں مگر اَب بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی خصلت کے مطابق اِن کا شمار دنیا کے 10 بڑے مجرموں میں کئے جانے کے بعد ہمیں یہ یقین بھی کرلینا چاہئے کہ نریندر مودی بائی نیچر اور خصلت بھی مجرم پیدا ہوئے ہیں جس کی تسکین کے لئے یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں کیوں کہ مجرم کو تسکین ہی تب ملتی ہے جب وہ اپنا جرم کرلیتا ہے اور آج پاکستان سمیت خطے میں

جہاں کہیں بھی جیسی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے یقیناً اِس دہشت گردی میں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی کرمنلز سوچ اور خصلت کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔
اَب ایسے میں ہمیں بھی بھارت کے پڑوسی ہونے کے ناطے یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ اول نمبری کرمنل بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی موجودگی میں اپنے تعلقات اچھے پڑوسیوں جیسے رکھنے ہیں..؟؟ یا مودی کے ہوتے ہوئے بھارت سے تعلقات کسی ناپسندیدہ ملک کی حیثیت سے رکھنا ہے..؟اِس صورتِ حال میں ہمیں چکنا رہنا چاہئے کہ ہمارے پڑوس میں اول نمبری کرمنل شخص وزیراعظم ہے جس کی مکروہ کارستانیاں خطے کے امن و سلامتی کو کسی بھی لمحے جنگ وجدل میں بدل سکتی ہیں۔(ختم شُد)

اسحاق صاحب آپ کے لئے 90 روپے کی دہی پر 2 روپے ٹیکس کوئی بڑی بات نہ ہو مگر....؟

7.5 فیصد تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ اور مہنگائی کو بے قابو کردینے والا بجٹ عوام دوست کیسے ہو سکتا ہے...؟

چلیں۔! عمران خان کے طویل دھرنوں وریلیوں اور مظاہروں سے جیسے تیسے نجات پانے کے بعد خود کو اپنے منہ عوام دوست حکومت کہنے والی پاکستان ن لیگ کی حکومت اللہ اللہ کرکے ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی عوام کو حیران اورپریشان کردینے والا اپنا تیسرا 44 کھرب 51 ارب کا وفاقی بجٹ سامنے لے آئی ہے جسے ہفتہ پانچ مئی کو قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار نے پیش کیا دیکھنے اور سُننے والوں نے دیکھا اور سُنا کہ جس کے دوران وزیر موصوف کا سارا زور اراکین اسمبلی سے تالیاں بجانے پر رہا اور وہ بار بار یہی کہتے رہے کہ ”تالیاں بجاؤ..تالیاں بجاؤ..اور بجاؤ..زور سے بجاؤ..“کیوں کہ آج ہم ایک بار پھر آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور دیگر عالمی اداروں کے تعاون سے اپنا عوام دُشمن بجٹ پیش کررہے ہیں اور اِس گورکھ دھندے کھیل میں عوام کو سبز باغ دکھا کر اِسے مارنے کا سامان کررہے ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج اِس بجٹ کے بارے میں ماہرین معیشت اور حکومت کا

بھی خام خیال یہ ہے کہ یہ 16 کھرب 25 ارب کا خسارے کا بجٹ ہے جبکہ اِس بجٹ میں 200 ارب روپے کے نئے ٹیکس عائد کئے جانے کا عندیہ بھی دیا گیا تو وہیں مُلک کے دوفیصد مراعات یافتہ طبقے کو سب سے زیادہ نوازنے اور پرائیویٹ سیکریٹریز اور اسسٹنٹ سیکریٹریز کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافے کے بعد گردن تان کر سینہ پھلا کر مہنگائی کے آنے والے دورے کا مقابلہ کرنے کے لئے آٹے میں نمک اور اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں صرف 7.5 فیصد اضافے جبکہ میڈیکل الاؤنس میں 25 فیصد اضافہ ایڈہاک ریلف الاؤنس کے اعلان سمیت مُلک کی مہنگائی کے ہاتھوں پریشان حال غریب عوام کو سالِ رواں میں مہنگائی کے طوفان اور عذاب سے نجات دلانے کے لئے بہت سے حیران کُن دعوے اور وعدے بھی کئے گئے۔

یوں موجودہ بجٹ کو سوائے وزیراعظم نواز شریف اور وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار، حکومتی وزراء وراکین سمیت دوفیصد مراعات یافتہ طبقے اور وہ پرائیویٹ سیکریٹریز اور اسسٹنٹ سیکریٹریز جن کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہی لوگ بجٹ 16-2015 کو مُلکی تاریخ کا بے مثال اور اعلیٰ درجے کا غریب دوست بجٹ قرار دے رہے ہیں ورنہ تو حقیقت یہ ہے کہ اِس بجٹ میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے کہ کوئی بجٹ کو خاص اور مُلکی تاریخ کا مثالی بجٹ کہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ ن لیگ کے اِس تیسرے بجٹ کو مُلک کی تمام بڑی چھوٹی اپوزیشن کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے علاوہ بجٹ سے گھائل ہونے والے سرکاری ملازمین سمیت عام پاکستانی ن لیگ کے اِس بجٹ کو کُھلم کُھلا ''عوام دُشمن، غریب کُش، کسان دُشمن اور تنخواہ دار طبقے کے لئے اگلے دِنوں میں ہونے والی مہنگائی کے ہاتھ زندہ درگور ہونے والا بجٹ'' کہہ رہے ہیں آج ایسے میں صرف برسرِاقتدار جماعت ن لیگ کی جانب سے اپنے تیسرے بجٹ کو زبردستی عوام دوست بجٹ کہلائے جانے کی باتیں کچھ مضحکہ لگ رہی ہیں۔

ایسے میں یہ مان لیجئے..!! کہ مئی کی 5 تاریخ کو ن لیگ کی حکومت کے وفاقی وزیرخزانہ اسحاق ڈار (جو ہمارے بزنس مین و بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف کے سمدھی بھی ہیں بقول اپوزیشن جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور مُلک کے سابق صدر آصف علی زرداری کے موجودہ بجٹ حکومت کا مرتبہ کردہ نہیں ہے بلکہ اِسے حکومت کے نوازے گئے ایک اکاؤنٹنٹ نے بنایا ہے) پیش کیا جس میں ہر حال میں عوام کے بجائے جاگیرداروں، وڈیروں، بڑے بڑے سرمایہ داروں اور 2 فیصد مراعات یافتہ طبقے کے مفادات کا تحفظ یقینی بنایا گیا ہے۔

جبکہ موجودہ بجٹ پر اپوزیشن جماعتوں اور تنخواہوں میں صرف 7.5 فیصد اضافہ پانے والے سرکاری ملازمین اور مُلک کے مفلوک الحال غریب عوام کی جانب سے تنقیدوں

کے بعد حسب روایت پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس سے وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر مسٹر اسحاق ڈار نے کہاکہ ''وفاقی بجٹ امیر دوست نہیں ، غریب دوست بجٹ ہے، گھی اور کھانے کے تیل پر عائد ڈیوٹی کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، کاروباری برادری کی اپنی تجاویز کی روشنی میں ہول سیلرز پر 0.2 فیصد اور ڈسٹری بیوٹرز پر 0.5 فیصد ٹیکس کو اکٹھا کردیا ہے جبکہ ہائی اسپیڈ ڈیزل اور فرنس آئل پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے اِس موقعے پر اُنھوں نے اپنی فرینڈلی اپوزیشن جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں شروع کئے گئے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لئے اپنی حکومت میں بھی اِس کے فنڈز کو بڑھاکر 102 ارب روپے تک کرنے کا اعلان کرکے جیسے پی پی پی کی قیادت کو خوش کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور اِس موقعے پر لگے ہاتھوں اسحاق ڈار نے میڈیا کے کان کھینچنے کی بھی کوشش کرتے ہوئے اِسے متنبہ کیا کہ '' میڈیا ذمے دارانہ رپورٹنگ کرے'' ارے میڈیا تو اپنی ذمہ داری اچھی طرح سے پوری کررہا ہے اور وہی کچھ دکھا اور سُنا رہا ہے جو آپ اور اپوزیشن والے اِسے دیتے ہیں آج اگر کسی کی طرف سے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی جارہی ہے تو وہ کون ہیں..؟؟ یہ بھی میڈیا، اپوزیشن اور عوام سب ہی جانتے ہیں۔

اَب دیکھنا یہ ہے کہ پی پی پی کی قیادت اور اِس کے جیالے ن لیگ کے اِس حربے میں لٹو ہوجاتے ہیں یا یہ اِس عوام دُشمن بجٹ پر عوام کے لئے بجٹ کی مخالفت

میں لب کشائی کریں گے بہر حال۔!!اپنی پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے" سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں مجموعی طور پر 14 فیصد تک اضافہ ہوگا" اور دوسری طرف اِنھوں نے جیسے اِنہیں ہی مخاطب کرکے یہ بھی کہا کہ" روپے کی دہی پر 2 روپے ٹیکس کوئی بڑی بات نہیں"جس پر راقم الحرف یہ 90 کہنا چاہے گا کہ واہ..!! یہ کیسی ڈھٹائی ہے ایک طرف تو آپ نے پہلے روز سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 7.5 فیصد اضافے کا اعلان کیااور دوسرے روز آپ کہہ رہے ہیں کہ " 90روپے کی دہی پر 2 روپے ٹیکس کوئی بڑی بات نہیں" یعنی یہ کہ سو کے پیچھے ساڑھے سات روپے لینے والے 90روپے کی دہی پر 2 روپے ٹیکس بھی دیں جناب عالی،آپ کے لئے یہ دوروپے اہمیت کے حامل نہ ہوں مگر ایک غریب آدمی کے لئے دوروپے خاصی اہمیت رکھتے ہیں اور بڑے افسوس کی بات ہے ایک آپ ہیں کہ فیصد تنخواہ میں اضافہ پانے والے کو دوروپے ٹیکس کی ترغیب دے رہے 7.5 ہیں..ایسے میں یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے...؟؟کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں صرف ساڑھے سات فیصد اضافہ ہواور بجٹ بھی عوام دُوست ہو..غریب دُشمن اور غریب کُش بجٹ نہ ہو"۔

اِسی طرح پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری،ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین،پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان اور مُلک کی دیگر بڑی چھوٹی سیاسی ومذہبی جماعتوں اور 19 کروڑ غریب عوام نے موجود بجٹ کو عوام دُشمن اور

غریب کش بجٹ قرار دیتے ہوئے مسترد کردیا ہے جبکہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے 1514 ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ سے کراچی جیسے دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر اور ملک کے سب سے بڑے تجارتی حب کا درجہ پانے والے شہر کراچی کے لئے محض 16 ارب روپے کا ایک منصوبہ رکھے جانے کو ظلم قرار دیا ہے اور اسی طرح ملک کی تمام جماعتوں نے بجٹ کی بھرپور مخالفت کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سطح پر عوامی مظاہرے اور تنقیدوں کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا ہے اَب ایسے میں دیکھنا یہ ہے کہ حکومت عوام کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ملک میں مہنگائی کے در کھولنے والے بجٹ میں عوام کو ریلیف دینے کے اقدامات کرتی ہے یا ضد میں آ کر مزید سخت اور مہنگائی والے اقدامات کرے گی۔ (ختم شد)

!!... بھارت برما میں بھی مُسلمانوں کے قتلِ عام کا ذمہ دار ہے

پاک چین اقتصادی راہداری سے خوفزدہ بھارت.برما کے بدہشت دہشت گردوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے...

آج جس طرح بنگلہ دیش کے دورے کے دوران بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان توڑنے کی سازش کا اعتراف کیا ہے اِس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بھارت پاکستان کو ہر سطح پر نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہے اِسی طرح موجودہ حالات میں بھی بھارت پاکستان مخالف سازشوں میں مصروفِ عمل ہے آج اگر ہم نے اِن کا سنجیدگی سے تدارک نہ کیا تو ہمیں اِن کا سامنا نقصانات کی صورت میں کرنا پڑ سکتا ہے۔

مزید یہ کہ بنگلہ دیش کے دورے کے دوران بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے کہا ہے کہ ''بنگلہ دیش کا قیام ہر بھارتی کی خواہش تھی'' اوراِس موقع پر بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے.برملا اور سینہ ٹھونک کر اِس کا بھی اعتراف کیا کہ وہ 1971 میں مکتی باہنی کی حمایت میں ستیہ گرہ تحریک میں بطور نوجوان رضاکار شرکت کے لئے دہلی سے آئے تھے اِن کہنا تھا کہ ہماری فوج مکتی باہنی کے

ساتھ مل کر لڑی تب ہی بنگلہ دیش کو آزادی نصیب ہوئی اِس طرح آج بنگلہ دیش ایک آزاد ملک کی حیثیت سے قائم ہے ''یوں نریندر مودی کے اِس اعترافی بیان کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے کہ پاک چین اقتصادی راہدری کے منصوبوں اور معاہدوں کی ناکامی کے لئے بھی بھارت ہر وہ حربے استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا جن سے پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ سبوتاژ ہو اور بھارت کو سُکھ کا سانس نصیب ہوجائے۔

اِس منظر اور پس منظر میں ہمیں اِس سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئے کہ آج برما میں جس وحشیانہ طور سے مُسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے اِس کی نظیر کئی صدیوں میں نہیں ملتی ہے آج اِس میں شک نہیں کہ اِس میں بھی بھارت ملوث ہے ہم جس کا تجزیہ اگلی سطور میں کریں گے کہ بھارت برمی مسلمانوں کے قتلِ عام میں کیوں ،کیسے اور کس لئے ملوث ہے..؟اِس کے اِس عمل سے اِسے کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

بہرحال ! آج جس طرح برما میں مُسلمانوں کو بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید کیا جارہاہے اِس پر زمین بھی تھراگئی ہے اور آسمان بھی رورہاہے اور سنگدل سے سنگدل اِنسان کے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ہیں ہمیں یہاں برما کے مسلمانوں کی تاریخ میں جھانکنے اور اِسے ٹٹولنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں تو بس ابھی یہ

سوچنا ہے کہ برمی مسلمانوں کی اِس تاریخی نسل کشی پر اقوام متحدہ سمیت امریکا اور یورپ جیسے اِنسانی حقوق کے علمبردار بننے والے ممالک اور دنیا کی وہ این جی اُوز جو اِنسان تو اِنسان جانوروں کے حقوق کی بھی بڑی ٹھیکیدار بنی پھرتی ہیں وہ بھی برما میں بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی پر کیوں خاموش ہیں...؟؟ جو ایک ملالہ پر ہونے والے حملے پر تو اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر آسمان کو سر پر اُٹھالیتے ہیں مگر برمی مسلمانوں کے قتلِ عام پر اِن کی آنکھیں اندھی اور زبان کیوں چپ اور کان کیوں بہرے ہوگئے ہیں...؟؟ اور اِن کے ہاتھ کیوں بندھے ہوئے ہیں..؟؟ اور دنیا کی وہ (طالبان اور داعش ودیگر) کالعدم مسلم تنظیموں کے کارندے جو اپنی مرضی کی شریعت اور اپنی مرضی کے اسلام کے نفاذ کے لئے تو مساجد و امام بارگاہوں اور درسگاہوں میں حملے کرکے معصوم اِنسانوں کو مار رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں پر اپنا جابرانہ تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں کیا آج اِنہیں برما میں بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں معصوم اور نہتے مسلمانوں جن میں مرد و عورت بچے اور بچیاں سب ہی شامل ہیں نظر نہیں آرہے ہیں...؟؟ کیوں اب تک انھوں نے برمی مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو اور اسلام کی حفاظت کے لئے جہاد کا اعلان نہیں کیا ہے... ؟؟ کیا برما کے مسلمانوں کا اسلام کچھ اور ہے...؟؟ اور کالعدم تنظیموں کے خود کو مسلمان کہلانے والے کارندوں کا کوئی دوسرا اسلام ہے ..؟؟ کیا برمی مسلمانوں کا اللہ ،رسول ﷺ اور قرآن دوسرا ہے.. ؟؟ اور کالعدم

تنظیموں کے کارندوں کا جو خدا، رسول ﷺ اور قرآن ہے وہی اصل ہے..؟؟ارے بھئی۔!!برما کے مسلمانوں کا بھی وہی خدا وہی رسول ﷺ اور قرآن ہے جو تمہارا ہے اَب کیا ایسے میں یہ تم پر لازم نہیں ہے کہ تم عملی نہیں تو کم از کم زبانی ہی.برمی مسلمانوں کے حق میں دو بول ہی بول دو..جس سے بدہشت دہشت گردوں پر لرزہ طاری ہوجائے اور مصیبت زدہ پریشان حال.برمی مسلمان بھی خود کو آکیلانہ سمجھیں گے...!!کیا تم اِس انتظار میں ہو کہ ہمیشہ کی طرح اِس مرتبہ بھی تمہیں ایسا کچھ کرنے کے لئے امریکا اور یورپی ممالک تمہیں ڈالر کی فنڈنگ کریں گے تو پھر تم.برمی مسلمانوں کے لئے کچھ کروگے...؟؟تو آج ایسا نا ممکن ہے۔

ایسے میں اگر.برما کے زمینی حقائق کو مدِ نظر رکھ کر دیکھا جائے اور تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ روہنگیا مسلمانوں اور.برما کی ریاست رکھائین کے بدھ مت کے پیروکاروں کے درمیان جھگڑا اور تناؤ کی سی کیفیت کوئی ڈیڑھ صدی سے بھی زائد عرصے سے جاری ہے مگر جب پاک چین اقتصادی راہداری کا معاہدہ طے پایا ہے آج کیا وجہ ہے کہ پچھلے چند دِنوں سے اِس میں (.برما کے مسلمانوں پر) تشدد کا ایسا عنصر غالب آیا ہے کہ رکھائین کے بدھ مت کے پیروکاروں نے مسلمانوں کی نسل کشی شروع کردی ہے۔

تواَب یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ.برما میں (بدھ مت) بدہشت دہشت

گردوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی ہونے والی نسل کشی میں خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے والے ٹُلکٹ بھارت اور اِس کے جرائم کی دنیا میں شہنشاہ کا لقب پانے والے دس نمبری کرمنلز میں اول نمبری بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اپنے کرمنلز عزائم اور اپنی را‘‘اور دیگر ایجنسیوں کے ساتھ ملوث ہیں۔’’

آج اِس سے بھی انکار نہیں کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی بنگلہ دیش سمیت قریبی ممالک کے دورے پر ہیں یقیناًاِن کے دوروں کا مقصد برمی مُسلمانوں کو نہتا کرکے ان کی نسل کشی کے لئے راہ ہموار کرنا ہے تاکہ خطے اور عالم اسلام کے مسلمانوں اور بدہشت دہشت گردوں کے درمیان ایک نیا محاذ کھولا جاسکے اِس بھارتی ایجنڈے میں امریکااور اسرائیل سمیت اور کئی ایسے پوشیدہ یورپی ممالک بھی شامل ہو سکتے ہیں جو جنوبی ایشیا میں بھارتی تسلط کے قیام اور اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان کے مسلمانوں کو بدہشت دہشت گردوں سے لڑاکا خود بچ نکلنا چاہتے ہیں جس کے لئے اُنہوں نے سازشوں کا یہ جال بُننا ہے۔

یہاں ہم ایک بار پھر یہ کہیں گے کہ یقیناًبرمی مسلمانوں کی نسل کشی میں بھارت اور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کا اہم کرداراس لئے بھی ہے کہ جب سے پاک چین اقتصادی راہداری معاہدہ عملی شکل میں سامنے آیاہے تب ہی سے بھارتی حکمرانوں اور نریندر مودی پر غشی کے دورے پڑنے لگے ہیں اَب جن کا مقصداور

سارا زور پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ ناکام بنانے کا ہے جس کے لئے وہ ہر حربہ استعمال کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔برما میں مسلمانوں کی نسل کشی میں بھارتی ایجنسی ''را''اور انتہا پسند ہندو تنظیموں سمیت دیگر تشدد پسند بھارتی عناصر بھی بدھشت دہشت گردوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں تا کہ یہ مسلمانوں اور بدھشت کے درمیان ایک محاذ کھول سکیں اور پاکستان میں۔برما کے بدھشت کے خلاف پُر تشدد مظاہرے شروع ہو جائیں چونکہ۔برما میں اکثریت بدھ پرستوں کی ہے آج جب ۔برمی بدھشت مسلمانوں پر وحشیانہ تشدد اور قتل وغارت گری جاری رکھیں تو پاکستان جو خالصتاً ایک اسلامی ریاست ہے وہاں کے مسلمانوں میں۔برمی بدھ پرستوں کے خلاف مظاہرے بھڑک اُٹھیں گے ایسے میں سازشی بھارتیوں کا خام خیال یہ ہے کہ چونکہ چین میں بھی۔بڑی آبادی بدھ پرستوں پر مشتمل ہے جب پاکستان کے مسلمان۔برمی بدھ پرست دہشت گردوں کے خلاف پُر تشدد مظاہرے کریں گے تو چین کی بدھ پرست آبادی اپنی حکومت پر دباؤ۔بڑھائے گی کہ چین پاکستان کو اِس سے باز رہنے کا کہے گا اور جب چین سے پاکستان کے مسلمانوں کے خلاف ایسا کوئی ردِ عمل آئے گا تو اسلام پسند پاکستانی عوام اِسے خاطر میں نہیں لائیں گے پھر لا محالہ پاکستان اور چین کے درمیان تعلقات بگڑیں گے پھر ایسے بہت سے معاہدے خطرے میں پڑ جائیں گے جن سے مستقبل قریب میں پاک چین تعلقات بہتر ہوتے اور خطے میں پاکستان ایشیائی ٹائیگر بنتا ....ایسے میں ہمیں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے بنگلہ دیش کے دورے کے

موقع پر تقریب سے خطاب کے دوران کہے ہوئے اِس اعترافی بیان کو بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ''ہم پاکستان توڑنے کی سازش کا اعتراف کرتے ہیں بنگلہ دیش کا قیام ہر بھارتی خواہش تھی'' تو پھر سوچیں پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کو بھی ناکام بنانے کے لئے بھارت. برما میں بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی کروا کر پاک چین تعلقات میں بھی دوریاں پیدا کر سکتا ہے ہمیں جس کے لئے جوش کے بجائے ہوش سے کام لیتے ہوئے کسی ایسی بھارتی سازش کو ناکام بنانے کے لئے تیاری کرلینی چاہیئے جس سے ہم بھارتی عزائم کو خاک میں ملا سکیں۔

...مودی کے پاکستان بارے موذی عزائم...!! اَلحمدُللہ پاکستان میانمار نہیں

بہت خوب ..!! وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان صاحب.!! آج آپ نے جس طرح بھارتیوں کی گیدڑ بھبکیوں پر انہیں گدی سے پکڑا ہے اور بھارتیوں کو زمین کی خاک چٹائی ہے آج اِس پر آپ اور اپنی عسکری قیادت کو ساری پاکستانی قوم سلام پیش کرتی ہے،اور ساتھ ہی اِس پر فخر محسوس کرتی ہے کہ آپ حضرات نے جس طرح بھارتیوں کے کان مروڑ کر اِن کے کانوں میں یہ ٹھوس دیا ہے کہ ’’الحمدُللہ .!پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے یہ میانمار نہیں ہے کہ بھارت کچھ بھی کرلے اور ہم خاموش رہیں گے، بلکہ کبھی بھی بھارت نے میلی آنکھ سے پاکستان کی طرف دیکھا تو ہم بھارت کی میلی آنکھ پھوڑ دیں گے،اِسے اُس آنکھ سے ہی محروم کردیں گے، جس سے بھارت ہماری طرف دیکھتا رہا ہے یعنی یہ کہ ہماری جانب سے ہر بھارتی جارحیت کا منہ طور جواب دیا جائے گا اب بھارت پاکستان بارے مخاصمت اور گھناؤنے عزائم اور جارحانہ بیانات دینے سے باز آجائے، اور اَب بھارت پاکستان مخالف اپنی ظاہر و باطن جارحیت بند کردے اور بھارت پاکستان کے حوالے سے دن میں خواب دیکھنا چھوڑ دے تو یہ اِس کے اپنے ہی حق میں بہتر ہوگا ورنہ..؟‘‘ ۔

آج جس طرح ہمارے وفاقی وزیر داخلہ اور عسکری قیادت سمیت سیاستدانوں ، میڈیا

اور عوام کی طرف سے بھارت کی کینچی جیسی چلتی ہوئی زبان پر نوٹس لیتے ہوئے بھارتیوں کی زبان پر دہکتی ہوئی سلاخ لگائی ہے ہم اِس پر یہ سمجھتے ہیں کہ اَب ہماری سیاسی وعسکری قیادت اور ہمارے سیاستدان، عوام اور ہمارا میڈیا ملکی سلامتی اور خودمختاری پر ایک پیج پر ہیں اور ہمارے حکمرانوں اور اداروں کی طرف سے آنے والے بہادرانہ بیانات کے بعد بھارتی موذی وزیراعظم مودی اور خطے کو آگ وخون میں دھکیل دینے والے دوسرے شیطان صفت بھارتی حکمرانوں کو اپنی لنگیاں ٹھیک کرلینی چاہئے اور مقابلے کے لئے تیار ہوجانا چاہئے کہ اَب ہر اُس زبان اور کردار میں پاکستان بھی بھارتیوں کا جواب دے گا جس انداز سے بھارتی پیش آئیں گے کیوں کہ آج پاکستان نے یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لی ہے کہ اَب لاتوں کے بھوت کو باتوں سے نہیں سمجھایا جاسکتا ہے اور آج کے بعد سے لاتوں کے بھوت کو لاتوں سے ہی سمجھایا جائے گا اور اِس کی کمر پر کوڑوں کی ضربیں لگائی جائیں گی کیونکہ اَب بہت ہوچکی ہے بھوت تو سر ہی چڑھتا جارہا ہے یہ تو قابو میں ہی نہیں آرہا ہے اَب ایسے میں بھارتیوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اَب اگر دوبارہ ہماری طرف سے پاکستان کے بارے میں جارحیت بھرے زہریلے بیانات آئے تو پھر ہم اپنے حشر نشر کے خود ذمہ دار ہوں گے۔۔۔۔
کیوں کہ آج پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی سے متعلق جنگی جنون اور موذی عزائم میں مبتلا بھارتی موجودہ وزیراعظم نریندر مودی کے دھمکی آمیز خیالات

اور افکار پاکستانیوں سمیت ساری دنیا کے سامنے کھل کر آ گئے ہیں ایسے میں یہاں یہ سوال اور اس جیسے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ ”کیا ابھی ہماری موجودہ حکومت اِن حالات میں (یا مستقبل قریب میں مودی / موذی کے پاکستان بارے مکروہ اور موذی عزائم کے یوں عیاں ہونے کے بعد بھی) بھارت کو خطے کا پسندیدہ ملک قرار دینے کے بارے میں کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے.؟؟یا ہماری یہی حکومت جس نے پچھلے کچھ سالوں میں بھارت کو کئی حوالوں سے خطے کا پسندیدہ ملک گردانے کی اپنے تئیں جو مہم شروع کی اور ساری کوششیں کیں یہ اور بات ہے کہ اِس میں کامیاب نہ ہوئی اِسے اپنے اِس پروگرام پر شرمندگی کا احساس ہوگا.؟؟کہ ن لیگ کی حکومت پچھلے دِنوں دانستہ یا غیر دانستگی میں بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دلوا کر کتنا بڑا غلط کام کرنے جارہی تھی.؟؟آج اگر یہ اِس میں کامیاب ہوجاتی اور اپنے چند ذاتی و سیاسی مفادات کے حصول کے خاطر یہ کسی بھی طرح بھارت کو خطے کا پسندیدہ ملک قرار دلوادیتی... اور آج بھارتی حکمران یہی کچھ کرتے جیسا کہ یہ ابھی کر رہے ہیں پھر سوچیں کہ ہماری حکومت کا اپنے عوام اور بھارتی حکمرانوں اور بھارتیوں کی نظر میں کیا اہمیت رہ جاتی..؟؟اور آج یہ کدھر کھڑی ہوتی.؟؟آج کیا اِسے اپنی اِس غلطی کا احساس ہے.؟آج جس پر عمل کرنے سے اللہ نے بچالیا ہے.؟؟کیا ہمارے حکمران اِن سوالات کے تسلی بخش جواب دے پائیں گے یا پھر گول مول کردیں گے۔

بہرحال ! یہاں یہ امر نہ صرف پاکستانیوں بلکہ خطے کے دوسرے ممالک کے لئے بھی تسلی بخش اور قرار واقع ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی (موذی) سمیت دیگر تشدت پسند اور جنگی جنون میں مبتلا بھارتی حکمرانوں اور اہم شخصیات کی جانب سے خطے کی ایک بڑی ایٹمی طاقت پاکستان سے متعلق جارحانہ بیانات کے بعد پاکستان کے دفترخارجہ نے سخت نوٹس لیتے ہوئے کہہ دیاہے کہ آج جس طرح بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی نے مشرقی پاکستان میں 1971 کی جنگ میں مداخلت کا اعتراف کرلیاہے،اور پاکستان توڑنے میں اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کیں ہیں اَب بھارتی وزیراعظم کے اِس طرح کے برملااعتراف سے بھارت کا پاکستان کے خلاف منفی کردار کھل کر ثابت ہوگیاہے اِس پر ہمارے دفترخارجہ کا کہناہے کہ اَب عالمی برادری کو بھی غیرجانبدار رہ کر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اور دوسرے بھارتی رہنماؤں کے پاکستان مخالف بیانات کا سخت نوٹس لیناچاہئے کیوں کہ آج موذی نریندر مودی /مردودی کے اعترافی بیان سے کھلم کھلاپاکستان کے اُن تمام موقف کی تائید یقینی ہوتی ہے کہ بھارت پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کو خطرے میں ڈالنے کے لئے اپنے قول وفعل سے منفی کردارادا کررہاہے آج اگر پاکستان کی جانب سے عالمی برادری سے بھارتی حکمرانوں کے پاکستان مخالف، بیان پر سخت نوٹس لیئے جانے کی درخواست کے بعد بھی کوئی مثبت ردِ عمل سامنے نہ آیاتو پھرپاکستان کی طرف سے بھارت کو لگام دینے کے لئے اُٹھائے گئے کسی سخت اقدام پر بھی عالمی برادری کو بھارتیوں کے حق میں لب ہلانے اوراِس کی

لومڑی جیسی چالاکی پر اِس کا ساتھ دینے کی ضرورت نہیں.. کیوں کہ جب آج بھارتی پاکستان مخالف زبانی جارحیت پر عالمی برادری بالخصوص بھارتی یار امریکااور اِس کے حواری کوئی نوٹس نہیں لے رہے ہیں کل کو اگر پاکستان نے بھارت کو اپنی مدد آپ کے تحت لگام دینے کے لئے کچھ کیا؟تو پھر خطے میں جنگ کے لئے موذی ماحول پیدا کرنے والے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی امر دوودوں کے لئے بھی امریکا یا کوئی اور حمایتی (کھڑا نہ ہو۔ (ختم شُد

پاکستان کی امن پسندی کے برعکس، آج کیوں بھارتی ہٹ دھرمی عروج پر ہے..؟؟

بھارتی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کو جنگی ماحول پیدا کرنے کی سرکاری ہدایات کس لئے ہیں...... ؟؟

آج بھارت خطے میں پاکستان کی امن پسندی کے برعکس ہٹ دھرمی کا جیسا مظاہرہ کررہاہے یقیناًاِس کے پس پردہ بھارتی جنگی جنون و عزائم ہیں آج جنہیں حقیقی رنگ دینے کے لئے بھارت پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کو خطرات سے دوچار کرنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیاہے جس کی ایک تازہ ترین مثال یہ موجودہ ہے کہ....

ایک خبرکے مطابق بھارتی حکمراں جماعت کی اتحادی انتہاپسندجماعت راشٹریہ سیوک سنگھ (آرایس ایس) نے سینہ پھُولاکراپنے موذی وزیراعظم نریندرمودی سے کہہ دیاہے کہ وہ پاکستان کے خلاف طبلِ جنگ بجانے سے ہرگزنہ گھبرائیں کیوں کہ جب خطے میں پاک بھارت طبلِ جنگ بجے گاتو بھارتی حکمرانوں کے اِس عمل سے خطے میں بھارتی عوام کا مورال بڑھے گااور اِس کے ساتھ ہی بھارتی حکمرانوں اور سیاستدانوں اور بھارتی عسکری قیادت کی جانب سے پاکستان مخالف بیانات کے جاری سلسلے میں مزید تیزی لانے کی باتیں بھی بھارت میں روزافزروں زورپکڑتی

جارہی ہیں۔

اِس بھارتی ماحول میں انتہائی قابلِ اعتبار ذرائع سے ہوتی ہوئی یہ خبر بھی آئی ہے کہ گزشتہ جمعرات کے روز بھارتی انفارمیشن بیورو (آئی آئی بی) کی جانب سے تمام بھارتی میڈیااور بھارت میں بولی اور سمجھی جانے والی زبانوں کے سرکاری اور نجی ٹی وی چینلز کے بڑے چھوٹے اینکرپرسنز اور مختلف زبانوں میں چھپنے والے اخبارات کے لکھاریوں کے لئے خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے اِنہیں کہاگیاہے کہ خطے میں پاک چین راہداری معاہدے پر بھارتی تشویش اور اِس تشویش کے بعد پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے ایک بڑی بریفنگ کااہتمام کیاگیا جبکہ اِس بریفنگ کے حوالے سے اطلاعات یہ ہیں کہ بریفنگ میں پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا سے کہاگیاہے کہ وہ جلداز جلد بھارت بھر میں جنگی ماحول پیدا کریں اور پاکستان کے خلاف تیز و تند پروگرام کریں ایسے پروگراموں کوزیادہ وقت دیں جو پاک چین راہداری معاہدے کی مخالفت کریں اور اِس معاہدے کے منفی پہلوؤں کوزیادہ سے زیادہ اجاگر کریں اور ساتھ ساتھ ایسے پروگرام اور آگ اُگلتے مضامین بھارتی عوام کے لئے لکھے جائیں جن سے بھارتی عوام میں پاک چین راہداری معاہدے اور برماکے بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں مارے جانے والے مسلمانوں کی حمایت میں برمی بدہشت گردوں پاکستان سمیت چین کے مسلمانوں میں بھی اپنے بدہشت دہشت گردوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکے .. کہاجارہاہے کہ بھارتی

انفارمیشن بیورو (آئی آئی بی) کی طرح آر ایس ایس نے بھی اپنے موذی وزیراعظم نریندر مودی کو کھلم کھلا کہہ دیا ہے کہ اَب وہ پاکستان کے خلاف طبلِ جنگ بجانے سے ہر گز نہ گھبرائیں اِس سے جہاں خطے میں بھارتی عوام کا مورال بڑھے گا تو وہیں بی جے پی کو بھی ایسا تاریخی سیاسی فائدہ ہوگا کہ پارٹی نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا خبر ہے کہ ایسا کرنے کے لئے خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت کے موذی وزیراعظم نریندر مودی نے حامی بھرلی ہے جنہوں نے پچھلے دِنوں اِس حوالے تینوں بھارتی مسلح افواج کے سربراہوں سے ملاقات کا بھی فیصلہ کیا اور اِس ہی دوران خطے میں بھارت کی ہر حال میں بالادستی اور چوہدراہٹ قائم کرنے کے لئے ہر انسانی و اخلاقی اور عالمی قوانین و ضابطوں کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے خطے میں پاکستان کی امن پسندی کے درس کی دھجیاں بکھیرنے کی بھی پُرتپاک انداز سے منظوری دیئے جانے کا عندیہ بھی دے دیا ہے اور اِس نکتے پر پوری قوت سے زور دے کر کہا گیا ہے کہ ”بھارت میں ہر حال میں ہر سطح پر جنگی ماحول پیدا کیا جائے جس کے لئے بھارتی بجٹ کا نصف حصہ بھی خرچ کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔

آج بھارت سے آنے والی ایسی اشتعال انگیز خبروں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بھارت پاک چین راہداری منصوبے کو کس طرح اپنی اَنا اور بقا کا مسئلہ بناچکا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے موجودہ حالات میں پاک چین

راہداری کا منصوبہ ناکام بنانا بھارتیوں کی موت اور زندگی سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کرگیا ہے اَب جس کے لئے بھارتی کچھ بھی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے ایسے میں ہمیں بھارتیوں کی نقل و حمل پر کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے اور ہمیں قبل از وقت بھارت میں ہی بھارتیوں کو نکیل ڈالنے کی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔

جیساکہ برما میں بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں برمی مسلمان بچوں بچیوں عورتوں اور مردوں کے وحشیانہ قتلِ عام پر میں اپنے پچھلے کالم میں سب سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ برمی مسلمانوں کے قتلِ عام میں بھارت برمی بدہشت دہشت گردوں کی مدد کررہا ہے'' اور برمی بدہشت دہشت گرد بھارتی وزیرِاعظم نریندر مودی کے اشاروں اور ''را'' کے ساتھ مل کر اور بھارتی اِنتہا پسند دہشت گرد جنونی ہندوؤں کی تنظیموں کے کارندوں کی سربراہی میں برمی مسلمانوں کا قتلِ عام کررہے ہیں اور برما میں مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھاکر معصوم برمی مسلمانوں کے خون سے ایک ایسی تاریخ رقم کررہے ہیں جسے برمی تو برمی دنیا بھی تاقیامت نہیں بھول سکے گی۔

بھارت کا برمی مسلمانوں پر برمی بدہشت دہشت گردوں کو فرنٹ لائن پر رکھ کر قتل وغارت گری کا سلسلہ شروع کرنے کا اصل مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ کسی

بھی طرح پاک چین راہداری منصوبہ ناکام بنایا جاسکے اور برما میں بدہشت دہشت گردوں کے ہاتھوں برمی مسلمانوں کے قتل عام کی آگ کسی بھی طرح چین کے بدھ پرستوں اور چین کے مسلمانوں کی اشتعال انگیزی سے ہوتی ہوئی پاکستان اور چین کے بدہشت دہشت گردوں تک پہنچ جائے تو پھر کوئی طاقت پاک چین راہداری منصوبہ سبوتاژ ہونے سے نہیں روک سکتاہے۔

آج یقینی طور پر بھارت اپنے یاروں اسرائیل و امریکا کے ساتھ مل کر اپنی اِسی سازش کو عملی شکل دینے کی کوششوں میں لگاپڑاہے ایسے میں اَب ہمیں اِس کی اِس سازش کو کس طرح سے ناکام بنانا ہے یہ ہمیں سوچناہے کہ بھارت کی اِس دور کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے کیا کرناہے۔۔؟؟اور بھارت کی جانب سے مسلسل ہونے والی زبانی دہشت گردی اوراِس کے پاکستان مخالف اشتعال انگیز بیانات کے پس پردہ عزائم اور مقاصد کو بھی سمجھناہے اوراِس کا بھی تدارک کرناہے کہ ہمیں خطے کو ایٹمی جنگ سے بچاتے ہوئے کس طرح سے بھارت کی سازش کو خاک میں ملاناہے۔۔؟؟

اگرچہ بھارت نے اپنی خودساختہ اشتعال انگیزی اور پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈوں سے اپنی زمین پر جنگی ماحول پیدا کردیاہے مگر ہمیں طاقت رکھ کر بھی بھارت کو بغیر جنگ کئے شکست دینی ہے کیوں کہ آج جب ہم ایک مجنون اور

پاگل کا سر خود پاگل اور مجنون بن کر پھوڑیں گے۔۔؟ تو اِس میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا۔۔۔؟؟

سندھ بجٹ میں شہری علاقوں کی حق تلفی اور ایم کیو ایم کی ہڑتال...؟؟

وفاق وسندھ کراچی میں ہونے والی ہڑتالوں پر تنقیدیں کرنے سے پہلے وجوہات کا جائزہ لیں...

گزشتہ دِنوں جب وزیراعظم نواز شریف کراچی تشریف لائے تو اِسی دوران وزیراعظم نے بالخصوص گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان سے کہا کہ شہر میں ہڑتال نہیں ہونی چاہئے، کراچی میں مکھی بھی مرجائے تو ہڑتال ہوجاتی ہے ایسا نہیں ہوناچاہیے (مگر دوروز بعد ہی جب سندھ کا 7 کھرب 39 ارب کا خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا جسے ایم کیو ایم نے پوری قوت سے مسترد کیا، سندھ بجٹ پر ایم کیو ایم کا موقف جو کہ ٹھیک ہے کہ اِس میزانیہ میں صوبہ سندھ خصوصاً شہری علاقوں میں ترقیاتی امور، عوامی مسائل کے خاتمے اور روزگار کی فراہمی کے لئے قلیل المعیاد اور طویل المعیاد منصوبے نہ رکھے جانے پر صوبے میں شٹر ڈاؤن ہڑتال کا اعلان کیا یوں پھر ایک ہڑتال نے شہر کراچی میں اپنا ڈیرا جمالیا یوں پی ایم کی بات اور نصیحت ہوا میں اُڑ گئی یعنی کہ وزیراعظم نواز شریف کی مکھی بجٹ پر رکھ کر ماردی گئی اور شہر میں فل ڈے نہ صحیح ہاف ڈے دن ایک بجے تک ہی ہڑتال ہوگئی) جس کی وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے بھی مذمت کرتے کہا کہ ہر مسئلے پر ہڑتال کرنا فیشن بن چکا ہے حالانکہ اِنہیں ہڑتال کو فیشن سے منسوب

کرنے سے پہلے اُن نکات کا جائزہ لینا چاہئے تھا جن کی وجہ سے قلیل مدتی ہڑتال کی کال دی گئی تھی پھر چوہدری صاحب ہڑتال کی مذمت کرتے تو ٹھیک ہوتا..مجھے یقین ہے کہ اگر چوہدری صاحب ہڑتال کی مذمت کرنے سے پہلے سندھ بجٹ کا جائزہ لیتے ہوتے اِن پر یہ بات واضح ہوجاتی کہ حقیقتاً سندھ بجٹ میں شہری علاقوں کی ترقی کے لئے کچھ نہیں ہے اور اگر بالفرض جو رقم مختص بھی کی گئی ہے وہ بھی تبرکتاً اور آٹے میں نمک اور اُونٹ کے منہ میں زیرہ سے بھی کم ہے اَب ایسے میں ،میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ساری باتیں عیاں ہوجانے کے بعد تو کم از کم چوہدری نثار علی خان صاحب جیسا سلجھا اور منجھا ہوا سیاست دان سندھ میزانیہ پر ہونے والی ہڑتال کو کبھی بھی فیشن سے منسوب کرکے یوں مذمت نہ کرتا...

بہرکیف...!!اچھی بات ہے ایک شہر کراچی میں ہی کیا مُلک کے کسی بھی صوبے اور شہر میں بھی ہڑتالیں نہیں ہونی چاہئے، ہڑتالوں سے مُلکی معیشت اور ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے اور مُلک کو ایک روز میں اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے مگر کیا وزیراعظم نے گورنر سندھ کو اپنی یہ نصیحت کرنے سے پہلے اِس کا ادراک کیا..؟؟اور اُن عوامل کو جاننے کی کوشش کی ہے..؟؟جن کی وجہ سے اِن کے ٹارگیٹیڈ شہر کراچی میں ہڑتالیں کی جاتی ہیں...؟؟آج اگرانہیں اسباب و عوامل کا علم ہے تو پھر پی ایم کو ایسی بات کرنی ہی نہیں چاہئے تھی...؟؟اَب ایسے میں دوسرا سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر پی ایم صاحب اور وزیر داخلہ کو

شہر قائد میں ہونے والی ہڑتالوں اور ہڑتال کی وجہ اور وجوہات معلوم ہیں تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ہڑتالیں نہ کی جائیں اور ہر مسئلے پر ہڑتال فیشن بن گیا ہے نہ صرف بے معنی ہے بلکہ معنی خیز ہونے کے ساتھ ساتھ مضحکہ خیز بھی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ شہر کراچی میں پچھلے کچھ سالوں میں ہڑتالیں زیادہ ہوئی ہیں آج اگر میں کراچی کی ہڑتالوں کا مقابلہ شہر قائد میں ہونے والی بارشوں کے تناسب سے کروں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ گزشتہ سالوں کی نسبت شہر کراچی میں مون سون میں بارشوں کا سلسلہ اتنا جاری نہیں رہا جتنا کہ شہر قائد میں ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہے یہاں میں یہ بتاتا چلوں کہ کراچی کے عوام شہر میں کبھی قسمت سے ہوجانے والی بارش پر بھی انجوائے کرتے ہیں اور کاروبار بند اور آفسوں اور تعلیمی اداروں سے چھٹیاں کرکے موسم سے انجوائے کرتے ہیں بدقسمتی سے ماحولیاتی تبدیلی کے باعث پچھلے کچھ سالوں سے شہر کراچی میں بارشوں کا سلسلہ جیسے ختم ہو کر رہ گیا ہے اِس لئے کراچی کے عوام کو بارشوں کی چھٹیاں بھی نہیں مل رہی ہیں مگر جب کراچی میں بارشیں ہوا کرتی تھی تو اہلیانِ کراچی موسم برسات سے لطف اندوز ہونے کے لئے معاملات زندگی ایک طرف کرکے صرف موسم برسات سے مزے لوٹا کرتے تھے چونکہ اَب شہر میں بارشیں ہونا بند ہو گئی ہیں تو اِن کی جگہہ شہر کراچی میں ہڑتالوں نے لے لی ہے، اِس پر بھی اہلیانِ

کراچی اپنے تمام معاملات بند کرکے جہاں جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے اپنا حقِ احتجاج بلند کرتے ہیں تو وہیں چھٹی کا بھی انجوائے کرلیتے ہیں، ویسے بھی رات دن انتھک محنت کرکے مُلک کو سب سے زیادہ ریونیو دینے والے شہر کراچی کے باسی چھٹی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے موسم پُرلفت ہو توکاروبار بند کرکے موسم کا مزہ لیتے ہیں اور اگر کسی جانب سے حقِ جمہور ادا کرنے کے لئے ہڑتال کی کال آئے تو بھی
کاروباروارو بار بند کرکے احتجاج کرتے ہیں اور چھٹی کرتے ہیں آج اِس پر وزیراعظم کا یہ کہنا کہ کراچی میں ایک مکھی بھی مرجائے تو ہڑتال ہو جاتی ہے،یوں اِن کا بے سوچے سمجھے یہ کہنا اِنہیں کچھ زیب نہیں دیا ہے کہ وہ بطور پی ایم شہر قائد یا مُلک کے کسی اور صوبے اور شہر کے باسیوں کیلئے کبھی ایسی بات کہیں۔
بہرحال..!! یہ ٹھیک ہے 2013کے انتخابات میں ن لیگ کو کراچی سے ووٹ نہیں ملے مگر پی ایم نواز شریف صاحب... ! تو سارے پاکستان کے وزیراعظم ہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کو کراچی سے ووٹ نہیں ملاتو یہ کراچی کے پی ایم نہیں ہیں ،اِس لئے کراچی اور اہلیانِ کراچی سے متعلق جیسا (اچھایابُرا) ان کا جی چاہے گا یہ کریں گے اور جس طرح چاہیں گے یہ اہلیانِ کراچی کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے رہیں گے...؟؟، ایسا تو کسی بھی حال میں ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اِنہیں یہ زیب دیتا ہے۔

آج اگر پی ایم نواز شریف نے اہلیان کراچی کے لئے محاورتاً ہی ''مکھی'' کا لفظ استعمال کیا ہے تو یہاں یہ سوال شدت سے پیدا ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ایسا لفظ کیوں اور کس لئے استعمال کیا ہے..؟؟ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا آج اگر اِس پر اہلیان کراچی اپنے لئے لفظ مکھی استعمال کرنے پر اپنے پی ایم نواز شریف صاحب سے یہ الفاظ واپس لینے اور معافی مانگنے کا مطالبہ کر رہے ہیں تو اِسے پی ایم کو اَنا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعظم نے کراچی میں ہونے والی ہڑتالوں پر اہلیانِ کراچی کو مکھی سے تشبیہ دی ہے آج اگر پی ایم صاحب اپنا یہ الفاظ واپس لیتے ہیں اور اہلیان کراچی کی خواہش و مطالبے کے مطابق معافی مانگ لیتے ہیں تو اِس سے نہ تو اِن کے عہدے اور مقام میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی اِن کی سُبکی ہوگی بلکہ اِن کے معافی مانگنے کے ذرا سے عمل سے اِن کا مقام اور عہدہ اور اِن کی شخصیت اہلیان کراچی کی نظر اور دل میں معتبر ہو جائے گی یوں بہت سے ایسے سیاسی اور دیگر مفروضات کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

اِس منظر اور پس منظر میں ذرا سُنیئے پی ایم صاحب..!! ویسے بھی میرے اور آپ اور ہم سب کے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ ''اگر کسی سے عجز وانکساری اور عاجزی سے پیش آنے پر کسی کی عزت میں کمی آتی ہے

تو روزِ قیامت مجھ سے لے لے'' تو پھر وزیراعظم صاحب..!! دیر کس بات کی ہے اگر آپ کی معافی مانگنے اور اپنے مکھی والے الفاظ اور جملے کو واپس لینے سے کسی کی دلجوئی ہوجاتی ہے اور غلط فہمیاں ختم ہوجاتی ہیں تو معافی مانگنے اور مکھی کا لفظ واپس لینے میں کوئی حرج نہیں ہے نیک کام میں جلدی کریں ایسا نہ ہو کہ وقت نکل جائے اور لکیر ہی پیٹتے رہ جائیں اور ہاتھ سوائے پچھتاوے کہ کچھ نہ آئے۔

گزشتہ دِنوں وزیراعظم نواز شریف نے کراچی میں وفاق ایوان ہائے صنعت وتجارت کی تقریب اور حب میں گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے ملاقاتیں بھی کیں اِس دورانِ گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم کا کہنا تھاکہ حکومت ملکی سلامتی سے غافل نہیں، کراچی میں تمام مافیاز کا جڑ سے خاتمہ کیا جائے گا،اُن کی معاونت اور پست پناہی کرنے والوں کو بھی گرفت میں لایا جائے گا اور اِسی دوران اُنہوں نے باہوش وحواس یہ بھی کہاکہ ''کراچی میں مکھی بھی مرجائے تو شہر بند ہوجاتاہے'' (اِس پر ایم کیو ایم اور اِس کے لوورز اور اہلیان کراچی کی طرف سے اعتراضات سامنے آئے اور پی ایم سے معافی مانگنے جیسے مطالبات آنے لگے تو بہت سے حکومتی وزراء اور اراکین نے پی ایم کے موقف کی صفائی میں لب کشائی کیں جن کا کہنا تھاکہ ناراضگی کی بات نہیں پی ایم کو مکھی کا لفظ محاورتاً استعمال کیا ہے) بہر حال..! آج جہاں وزیراعظم

کے اِس جملے سے اہلیانِ کراچی کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو وہیں شہرِ کراچی کی بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی اعلیٰ قیادت نے تحفظات کا اظہار کیا۔

یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ اہلیانِ کراچی سے متعلق حکمرانوں و سیاست دانوں کی جانب سے نازیبا الفاظ و جملے استعمال کرنے کا رواج نیا نہیں ہے ماضی میں بھی شہید بینظیر بھٹو، سابق وزیر داخلہ سندھ ذوالفقار مرزا، پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان نے بھی اہلیان کراچی کے لئے اِیسے ہی نازیبا الفاظ استعمال کئے تھے اِن پر جب کراچی میں بھاری مینڈیٹ رکھنے والی سیاسی جماعت ایم کیو ایم اور اِس کے لوورز نے اپنا جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے اپنا جائز اور قانونی حق استعمال کیا اور احتجاج کیا تو اِنہیں اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس لینے پڑے یوں شہر کراچی کے حالات معمول پر آئے آج اگر پی ایم صاحب وچوہدری نثار علی خان اور دیگر بھی اہلیانِ کراچی سے متعلق کہے ہوئے اپنے الفاظ اور جملے واپس لیتے ہیں تو اچھی بات ہے ورنہ شہر میں ایک نفسیاتی تناؤ کی کیفیت طاری رہے گی جو کہ نہ صرف شہرِ کراچی بلکہ مُلکی معیشت اور ترقی و خوشحالی کیلئے بھی مشکلات کا باعث بنی رہے گی۔

.... اَب قوم کو سچ بتایا اور حق دکھایا جائے، جو پہلے کوئی نہیں کر رہا تھا

آج مُلک کو حقیقی معنوں میں ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہو گا ہے کہ اَب قوم سے کچھ نہ چھپایا جائے اور قوم کو سچ بتایا اور حق دکھایا جائے جو پہلے کوئی نہیں کر رہا تھا مگر موجودہ صُورتِ حال میں قوم پُر اُمید ہے کہ اَب پاک فوج اور قانون نافذ کرنے والے ادارے وہی کچھ کریں گے جس کی قوم کو اپنی پاک فوج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے برسوں سے خواہش تھی۔

یہ 21 ویں صدی کا جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے، اِس صدی کا کمال یہ ہے کہ اِس میں جلد یا دیر سب کے ظاہر اور باطن اچھے بُرے سارے اعمال سب عیاں ہو جاتے ہیں ، گویا کہ آج کسی کا کچھ نہیں چھپ سکتا ہے اور اگر ایسے میں ابھی کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اِس صدی میں عوام الناس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور میڈیا کو چکمہ دے میں جو کچھ بھی کر رہا ہے ،اِس کا علم صرف اُسے ہی ہے اور اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے،اَب یہ جو چاہئے کرلے ، اِسے کوئی پکڑنے والا نہیں اور تا قیامت کوئی اِسے پکڑ نہیں سکتا ہے، آج اِسی گمان میں مبتلا ہو کر وہ شخص ہر وہ کام کر رہا ہے، جو قانونی تو بس اتنا ہے، جتنا آٹے میں نمک اور اُونٹ کے منہ میں زیرہ .. مگر اتنے سے قانونی کام و عمل کی اُوٹ سے

وہ انگنت کام غیر قانونی اور ناجائز کر رہا ہے، جس کا فائدہ صرف اُسے اور مُلک کی مٹھی بھر اشرافیہ اور اِن اشرافیہ کی شکل میں موجود حکمرانوں، سیاستدانوں، بیوکریٹس اور ٹیکنو کریٹس کو ہو رہا ہے۔

اِس پس منظر میں جب مُلک کے طول وارض میں قانون کو پسِ پست ڈال کر غیر قانونی کاموں کو عروج حاصل ہو جائے اور سارا معاشرہ اور اُوپر سے نیچے تک ہر فرد دولت کمانے اور مُلک کو نقصان پہنچانے کے لئے دن رات ایک کر رہا ہو تو پھر ایسے مُلک، ایسے معاشرے، ایسی تہذیب اور ایسے اِنسانوں کی پکڑ ضروری ہو جاتی ہے۔

یکدم ایسی ہی پکڑ.. جیسی کہ آج صوبہ سندھ کے شہر کراچی میں قانون نافذ کرنے والے ادارے سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور شہر کراچی میں سرکاری زمینوں اور کھیل کے میدانوں کو اپنے ذاتی فائدوں کے لئے مختلف فلاحی اسکیموں، اداروں اور تجارتی و کمرشل پلاٹوں کا نام دے کر اپنے من پسند بلڈرز اور افراد کے ہاتھوں اُونے پونے داموں فروخت کرتے رہے اور اپنے ذاتی و سیاسی فائدے حاصل کرتے رہے، اور اپنے اِس فعلِ شنیع سے مُلک اور قوم کا اربوں اور کھربوں کا نقصان پہنچاتے رہے ہمارے قانون نافذ کرنے والے اِن عناصر کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں اور اِن کی گرفتاریاں عمل میں لا رہے ہیں۔

آج ساری پاکستانی قوم اور اہلیانِ کراچی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اِس عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور اپنے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے بالا رنگ و نسل اور زبان و مذہب اور علاقائی و تعصب کے سرکاری زمینوں اور میدانوں کو مختلف ناموں سے اُونے پونے داموں فروخت کرنے والوں کے خلاف اپنی کارروائیاں جاری رکھیں گے اور اِن عناصر کا جو اپنے عہدے اور اختیارات سے تجاوز کرکے سرکاری زمینوں ، کھیل کے میدانوں اور راستوں کو فروخت کرکے راتوں رات امیر ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں اِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچائیں گے۔اَب حکومت اور سیاست دان قوم سے سچ اور حق چھپا کر اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے ہیں، سو اَب اِن کے لئے یہ بہت ضروری ہوگیا ہے کہ یہ قوم کو سچ بتائیں اور حق دکھائیں ،تو اِن کا کام بھی آگے بڑھے گا، اور مُلک و قوم بھی ترقی و خوشحالی کی راہوں پر گامزن ہوں گے ، ورنہ نہیں ..

آج قوم کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ ہمارے موجودہ اور ماضی کے حکمرانوں نے ہمیشہ قوم کے سامنے سچ کو جھوٹ بنا کر پیش کیا اور قوم کے کانوں میں جھوٹ کا ایسا رس گھولا کے یہ بدمزاج لگ کر بھی سرور دینے لگا یوں قوم کے سامنے اپنے سیاہ کرتوتوں کو چھپانے کے لئے جھوٹ کی اتنی گردان کی کہ جھوٹ بھی سچ لگنے

لگا،ایسا انہوں نے صرف اپنے لئے کیا، کیونکہ اِس میں اِن کے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات پوشیدہ تھے اگر یہ ایسا نہیں کرتے، تو آج یہ جس مقام اور مرتبے پر ہیں یہ کب کے زمین بوس ہو کر کب کے قصہ پارینہ بن ہو چکے ہوتے
خیر یہ ابھی اپنے ایسے کاموں اور فعلِ شنیع سے تو زمین بوس ہونے اور قصہ)....
پارینہ بننے سے بچ نہیں سکتے) جنہوں نے معصوم قوم کو ہمیشہ دھوکے اور اندھیرے میں رکھااور قوم کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر اپنی تجوریاں بھریں اور اپنی قوم کو اندھیرے میں رکھ کر اس سے محض اِس لئے حق و سچ کو چھپایا کہ اگر اِس (حق و سچ) کا مُلک و معاشرے اور تہذیب و زمانے میں بول بالا ہو گیا تو پھر قوم اپنے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے شرافیہ سیاستدانوں، حکمرانوں، بیوروکریٹس اور ٹیکنیوکریٹس جیسے باطل پرستوں اور شارٹ، کٹ طریقوں اور راستوں سے مسندِ اقتدار و قومی اداروں اور ایوانوں پر اپنا پنجہ جمانے والوں کا کیا حشر کرے گی...؟؟آج یہ اپنے گرد تنگ ہوتے گھیرے اور اپنی گرفتاریوں کے خوف اور دہشت سے چھپتے پھر رہے ہیں اور مُلک سے باہر فرار ہونے کی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔
آج ساری پاکستانی قوم و صوبہ سندھ کے عوام اور اہلیانِ کراچی اپنے مُلک و قوم کے ساتھ مخلص قانون نافذ کرنے والے اداروں سے یہ قوی اُمید لگائے بیٹھے

ہیں کہ جس انداز سے مُلک کے طول وارض میں دہشت گردوں اور دہشت گردی کے
ٹھکانوں کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے آپریشن ضربِ عضب شروع کیاگیااورآج جس
طرح سے اِس میں ہماری مسلح افواج اور مُلک میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو
اُمیدافزاکامیابی ملی ہے اِسی طرح جنرل راحیل شریف وافواج پاکستان اور قانون
نافذ کرنے والے ادارے مُلک کے تمام وفاقی وصوبائی سرکاری اداروں میں بیٹھے اپنے
ذاتی اور سیاسی فوائد اور مفادات حاصل کرنے والے بیوروکریٹس اور ٹیکنیوکریٹس کے
خلاف بھی آپریشن کریں جو اپنے عہدے اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرکے قومی
دولت کو لوٹ رہے ہیں اور مُلک وقوم کو نقصان پہنچارہے ہیں۔ (ختم شُد

سیاستدانوں کا اپنا پارٹی نظریہ مقدم

سیاستدانوں کا اپنا پارٹی نظریہ مقدم ،کیا سیاستدان قومی نظریئے کو پس پشت ڈال رہے ہیں ..؟؟

آج یہ بات ہر محب وطن پاکستانی پوری شدت سے محسوس کررہاہے کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے مُلکِ پاکستان میں جتنی بھی (خواہ سول یا آمر) حکومتیں آئیں اور گئیں سب ہی نے اپنے ذاتی، سیاسی یا پارٹی نظریات اور افکار کو ہی مقدم جانا،اور اِسی کا ہی خوب پرچاکیا، یوں وہ اپنی جتنی مدت کی حکمرانی امریکی آقاؤں سے لکھواکرلائیں تھیں وہ جیسے تیسے گزار کر چلتی بنیں ،یعنی یہ کہ اِس دوران سب ہی نے اپنی پارٹی و ذاتی نظریہ کو تو متعارف کروایا مگر یہ دیدہ ودانستہ قومی نظریہ کو پس پشت ڈالتی رہیں بالفرض اگر کبھی کسی کو قومی نظریئے کا خیال بھی آیا، تو بس وہ بھی ہلکے پھلکے انداز سے آیا، مگر پھر یہ فوراً ہی کسی نہ کسی مسئلے یا بحران میں دبادیاگیا، یا خود ہی دب کررہ گیا اور یوں حکمران جماعت کی حکومتوں اور حامی سیاستدانوں کا پارٹی نظریہ تو زور پکڑتاگیامگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قومی نظریہ پس پشت جاتاچلاگیا۔

اَب اِس منظر میں قوم یہ کیوں ..؟ نہ سمجھے کہ برسرِ اقتدار جماعتوں اور سیاستدانوں کے نزدیک اپنی پارٹی و ذاتی نظریہ تو مقدم ہے مگر قومی نظریہ صرف ایوانوں ، دیوانوں اور قانون اور نصابی کُتب تک محدود ہو کر رہ گیا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور دوسرے حکومتی پٹھوؤں کے نزدیک یہ خیال قومی حیثیت سے معتبر ہوگیا ہے کہ قومی نظریئے کو بس یہیں (سرد خانے) تک ہی رکھا جائے اور اپنی اپنی پارٹیوں کا نظریہ عوام الناس اور دنیا میں پھیلایا جائے تاکہ اِن کی جماعتوں اور اِن کی ذاتوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

آج اگر کسی وجہ سے عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں سیکڑوں ڈالر فی بیرل بھی کم ہو جائیں تو اِس کمی کا اثر ہمارے یہاں بھی ذرا سا پڑ ہی جاتا ہے اور پاکستان میں بھی تیل کی قیمتیں اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی کم کردی جاتی ہیں جس کا کریڈٹ بھی ہمارے حکمران اپنی ذات اور اپنی پارٹی سے وابستہ وزراء و کارکنان اور اپنے حامی سیاستدان سے جوڑ دیتے ہیں پھر یہ سب میڈیا اور پبلک مقامات پر اُوچھل اُوچھل کر پاکستان سمیت دنیا بھر میں یہ باور کراتے پھرتے ہیں کہ ہم نے اپنے عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اِن کی خواہش و مرضی کے مطابق کمی کرکے ریلیف دیا ہے،اور ہماری کوشش ہے کہ مُلک سے مہنگائی اور غربت کا خاتمہ ہو اِنہیں اِسی جذبے حب الوطنی نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی

پر مجبور کیا ہے تاکہ اِن کی حکومت میں عوام کو سستی اشیائے ضروریہ میسر ہو اور عوام کے چہروں پر شادابی اور خوشیاں رقص کرنے لگیں۔

اور اِسی طرح اگر مُلک میں پہلے سے موجود بجلی بحران بڑھ جائے یا بڑھتا ہی چلا جائے، تو حکمران، وزراء اور سیاستدان قوم سے یہ کہتے ہیں کہ قوم بارش کی دُعائیں کرے، اِن کی اپیل پر جب بیچاری مفلوک الحال اور بجلی کے بحران سے پریشان حال معصوم قوم اللہ کے حضور پیش ہو کر اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اہلبیت کے صدقے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر بارش کے لئے دُعائیں کرنی شروع کر دیتی ہے، تو اِس کی دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں، اللہ کی رحمت بارش کی صورت میں نازل ہو جاتی ہے اور دریا اور ڈیم بھر جاتے ہیں تو اِس کا بھی حکمران جماعت، وزراء اور سیاستدان خود کریڈٹ لے لیتے ہیں اور اپنے سینے پھولا پھولا کر کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے قوم کو دعا کرنے کا مشورہ دیا تھا اگر ہم قوم کو مشورہ نہ دیتے تو قوم بھی دعا نہ کرتی اور جب قوم دعا نہ کرتی تو بارش بھی نہیں ہوتی اور جب بارش نہ ہوتی تو مُلک کے دریا اور ڈیم بھی نہ بھرتے جب ایسا نہیں ہوتا تو آبی مسئلہ بھی حل نہ ہوتا اور ہماری دعا کی اپیل پر قوم دعا نہ کرتی تو مُلک میں سیلاب بھی نہ آتا اور جب سیلاب نہ آتا تو پھر ہم بیرون ممالک سے امداد کی اپیل بھی نہ کرتے جب اپیل نہ کرتے تو مُلک میں ڈالرز بھی نہ آتے اور جب ڈالرز نہ آتے تو مُلکی معیشت اور اقتصادی صورت حال

میں بھی بہتری نہ آتی اور جب ایسانہ ہوتاتو مُلک میں زرِ مبادلہ بھی نہ بڑھتااور جب زرِ مبادلہ نہ بڑھتاتو مُلکی معیشت بھی عالمی منڈی میں مستحکم نہ ہوتی اور جب یہ سب کچھ نہ ہوتاتو مُلک بھی ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن بھی نہ ہوتا...

الغرض کے میرے مُلک کے معاشرے اور میری تہذیب کے ہر زمانے کے ہر فرد میں خودفریبی اور ذاتی نمودونمائش اور شخصی و پارٹی نظریات وافکار کرناضرورت بننے کے ساتھ ساتھ کچھ فیشن بھی بن گیاہے جو کہ ہماری ترقی و خوشحالی کے لئے بڑی روکاوٹ ہے آج دنیاکی تاریخ گواہ ہے کہ روئے زمین کے جس مُلک کے جس معاشرے اور جس تہذیب کے جس زمانے کے لوگوں میں یہ عنصر غالب رہاوہ اپنے قومی نظریہ سے بھٹک گئے اور اپنے ذاتی و سیاسی نظریہ میں لگے رہے تواِن کی ترقی اور خوشحالی رک گئی اور وہ دوسروں کے ہی رحم وکرم پر رہے اور جب مدتوں بعد یہ اپنے اِس خودفریبی کے عنصر سے نکلے اوراِن میں اپنے قومی نظریہ کی اہمیت اجاگر ہوئی تو اُنہوں نے چاردانگِ عالم اپنی ترقی و خوشحالی کے جھنڈے گاڑے اور خود کو منوایااور دنیاپر حکومت کی اور پھر ساری دنیامیں کامیابی کی منزلیں طے کرتے ہوئے ترقی و خوشحالی کی اُوج ثریاکی بلندیوں کو بھی چھواہے۔

موجودہ حالات میں میرااور آپ کا یہ جنت نظیر دیس پاکستان جس نازک اور کٹھن

دور سے گزر رہا ہے اِس صورتِ حال میں ہر پاکستانی پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم اِن حالات میں تو اپنے ذاتی و شخصی اور سیاسی نظریات سے مفادات اور فوائد کے لئے سوچنا چھوڑ دے اور اپنے اُوپر یہ فرض کر لے کہ اِسے اپنی ذات اور اپنی پارٹی سے مُلک کو ہر حال میں فائدہ پہنچانا ہے اِس مُلک کو جس نے اِسے پالا، پوسا، اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ،اِسے آج اپنے ذاتی ، شخصی اور سیاسی فائدے کے حصول کے خول سے باہر نکل کر اپنے مُلک اور اپنی قوم کے فائدے اور اِس کی ترقی و خوشحالی کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کرنا ہے اور مُلک کو مفاد پرست سیاستدانوں اور ذاتی خول میں رہ کر اشرافیہ اور دوسروں کے فائدے کے لئے مُلک کو نقصان پہنچانے والوں سے بچانے کے لئے پاک فوج کا ساتھ دینا ہے۔ (ختم شُد)

مصالحتوں کے دلدادہ زرداری کا بھڑکیلا خطاب اور حکمران جماعت کا کردار

کیا فوج مخالف بیان پر پی پی پی کی محاذ آرائی جمہوری سسٹم کو ڈی ریل کر سکتی ہے...؟؟
جیسا کہ گزشتہ دِنوں پاکستان پیپلز پارٹی فاٹا کے عہدیدران کی حلف.برداری کے موقع پر پی پی پی کے شریک چیئرمین و سابق صدر آصف علی زرداری کی پاک فوج کے خلاف کی جانے والی دھواں دار تقریر اوراِس کے بعد پی پی پی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی (سی ای سی) کی جانب سے بھی پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کے بیان کی توثیق کئے جانے اور اِنہیں حکومت کے ساتھ بات چیت کا اختیار بھی سُونپے جانے جیسے معاملے کے بعد مُلکی سیاست میں ایک ایسا تلاطم پیدا ہوگیا ہے،اَب جس پر تینوں یا دونوں کی جانب سے کچھ بھی ہو سکتا ہے..؟؟یہ تو آنے والے دن بتائیں گے مگر ضروری ہے کہ پہل کرنے والوں کی ہی جانب سے افہام و تفہیم کے ساتھ بیچ کی کوئی صلاح کی راہ نکالی جائے تو نہ صرف مُلک و قوم بلکہ جاری جمہوری نظام کے لئے بھی بہتر ہوگا ورنہ..زمانہ ایک مرتبہ پھر سب کے کرداروں پر سوالیہ نشان لگادے گا۔

آج مُلک میں سابق صدر زرداری کے خطاب کے بعد درآنے والی صورت حال پر تجزیہ نگاروں کا قوی خیال یہ ہے کہ زرداری کا بیان اور اِس پر پاکستان پیپلزپارٹی کی سی ای سی کا اپنے سربراہ کو ڈٹ جانے اور لڑنے کے لئے تیار رہنے جیسے مشورے دینا،آج دراصل جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے جس سے مُلک کے جمہوری سسٹم پر منفی اثرات مرتب ہوں گے جس پر سیاسی بصیرت رکھنے والی اکثریت کا یہ کہنا ہے کہ زرداری کا ایک ایسا بیان جس کا مُلک کی موجودہ نازک حالت میں کہیں سے کوئی تُک نہیں بنتاہے..؟؟اور اِس پر سُونے پہ سُہاگہ یہ کہ پی پی پی کی سی ای سی کی کھل کر حمایت کرتے ہوئے اِس کی توثیق کردینا بھی باعث تشویش ہے۔

اِس صورت حال میں ایسالگتاہے کہ جیسے زرداری کا بیان دراصل مُلک میں دہشت گردی اور کرپٹ عناصر کے خلاف مسلسل کامیابی حاصل کرنے والی پاک فوج کے مورال کو سبوتاژ اور ن لیگ حکومت کو تنہا کرنے اور اِس کی جمہوری کاوشوں کی چولیں ہلانے کے لئے دیاگیاہے یا دانستہ دلوایاگیاہے۔

جبکہ سابق صدر آصف علی زرداری کی فوج کے خلاف کی جانے والی تقریر اور پی پی پی کی سی ای سی کی طرف سے زرداری کے بیان کی توثیق سے نہ صرف پاکستان میں موجود ہرپاکستانی کو دُکھ پہنچاہے بلکہ زرداری کے فوج کے خلاف دیئے جانے

والے بیان کی ساری دنیامیں بسنے والے محب وطن پاکستانی بھی مذمت کرتے ہیں۔

آج اِس بات پر قوم کو حیرانگی ہوئی ہے اور وہ اِس مخمصے میں مبتلاہے کہ وہ کیا عوام اور محرکات ہیں..؟؟ جن کی بناپر پانچ سال صدارت کی کرسی پر رہنے والے مصالحت پسندی کے دلدادہ سابق صدر آصف علی زرداری کے پچھلے دِنوں ہونے والے بھڑکیلے خطاب نے مُلکی سیاست میں ایک بھونچال پیدا کردیاہے، اِس کے مستقبل قریب میں مُلکی سیاست اور جمہوری سسٹم پر کیااور کیسے منفی و مثبت اثرات مرتب ہوں گے..؟ جس میں اُنہوں نے کسی کے اشاروں پر مُلک کے سب سے مقدس قومی ادارے فوج کی جس طرح کردار کش کی ہے وہ باعث تشویش وافسوس ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سابق صدر اور پاکستان پیپلزپارٹی کے موجودہ شریک چیئر مین آصف علی زرداری کے جذباتی خطاب میں مُلک فوج جیسے مقدس قومی ادارے کی کی جانے والی کردار کشی پر حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ ن اور اتحادی جماعتوں سمیت مُلک کی دوسری اپوزیشن جماعتوں کو دوحصوں میں واضح طور پر تقسیم کردیاہے۔

جبکہ یہاں زرداری کے خطاب پراِن سوالات اور خدشات کا جنم لینا لازمی تھااورلازمی ہے کہ سابق صدر زرداری نے کیوں ایساکیاہے اور کس کے اشارے پر

کیا۔۔؟اِن کے بھڑکیلے خطاب کے پوشیدہ راز کیا ہیں اور کن کے مقاصد کے لئے ہیں۔۔؟ اِس کے زرداری اور اِن کی جماعت اور دوسروں کو کیا اور کیسے فوائد اور نقصانات حاصل ہوں گے۔۔؟ موجودہ حالات میں کہ جب پاک فوج کے آپریشن ضرب عضب کو کامیابیوں کے ساتھ ایک سال گزرگیا ہے اور پاک فوج نے اپنی انتھک محنت سے مُلک سے دہشت گردی اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو تباہ وبرباد کرکے نوے فیصد یااِس سے زیادہ اپنی کامیابیوں کے اہداف حاصل کرلئے ہیں تو پھر ایسے میں فوج کے خلاف زرداری کا ایسا بھڑکیلا خطاب بہت سے خدشات اور سوالات کو جنم دے چکا ہے۔

اَب کیا اِن تمام سوالات اور خدشات کے جوابات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آتے جائیں گے اور قوم کے سامنے سب کچھ واضح ہوتا جائے گا مگر آج سابق صدر زرادی کے خطاب اور اِن کی تقریر کے اِس جملے پر جس میں زرداری نے تین بار ''ہوشیار، ہوشیار، ہوشیار'' کی تکرار کی اِس نے زرداری کے خطاب کو شک و شبہات کی گھٹی میں ڈبو کر پیش کیا ہے اَب زرداری اور اِن کی پارٹی کی جانب سے وضاحتیں آنی باقی ہیں دیکھتے ہیں کہ سابق صدر زرادی اور پی پی کے جیالے اِس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

بہرحال... میڈیارپورٹ کے مطابق روس کے دورے پر گئے ہوئے جنرل راحیل شریف سے

روسی شہر ماسکو میں وزیر اعظم نواز شریف ، آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے درمیان ٹیلی فونک رابطہ قائم ہوا اِس دوران وزیر اعظم نواز شریف نے جنرل راحیل شریف کو گزشتہ دِنوں زرداری کے بیان پر اپنا خصوصی موقف بتایا کہ ’’ پاک فوج ملکی سالمیت اور استحکام کی جنگ لڑ رہی ہے ۔ فوج کے خلاف کسی بھی قسم کے بیان پر حکومت خاموش نہیں رہ سکتی ہے‘‘ ۔

اگرچہ خبر یہ بھی ہے کہ اِس دوران وزیر اعظم نواز شریف نے جنرل راحیل شریف سے دورانِ گفتگو ملکی سلامتی کی صورت حال سمیت اہم اُمور پر بھی بات چیت کی مگر جنرل راحیل شریف کو فون کرنے کا اصل مقصد یہ بتانا تھا کہ حکومت فوج کے ساتھ ہے اِسے کسی کے بیان کی وجہ سے خود کو تنہا سمجھنے اور اپنے نیک عزم کو متزلزل کرنے کی ضرورت نہیں ہے حکومت اور عوام پاک فوج کے شانہ بشانہ ہیں پاک فوج ملک سے دہشت گردوں اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پُر عزم رہے اور آپریشن ضرب عضب کا دائرہ قومی اداروں کو لوٹنے اور جائز وناجائز اختیارات اور حربے استعمال کے قومی دولت لوٹنے والوں کے خلاف یوں ہی جاری رکھنا چاہئے یعنی مختصر یہ کہ وزیر اعظم نواز شریف نے جنرل راحیل شریف سے اپنے ٹیلی فون رابطے کے دوران یہ بتانے اور جتانے کی پوری طرح سے سعی کی کہ زرداری کے بیان کا حکومت نے بھی سختی سے نوٹس لیا ہے ، مگر حکومت اور عوام پاک فوج کے ساتھ ہیں، ہم فوج کے مورال کو سبوتاژ کرنے والوں کی ہر سطح پر مخالفت کریں گے

کیوں کہ فوج ہماری ہے اور اِس پر قوم کا اعتماد ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

جبکہ اِدھر زرداری کے فوج مخالف بیان کے بعد وزیراعظم نواز شریف نے جنرل راحیل شریف کو فون کرکے اپنے اور اپنی پارٹی کے موقف کی وضاحت کی ہے تو اُدھر جدہ میں ایک انٹرویو میں صدرِ پاکستان ممنون حُسین نے بھی سابق صدر آصف علی زرداری کے بیان پر اپنے مخصوص لہجے میں کہاہے کہ ’’کسی کے سیاسی بیان سے کراچی میں جاری آپریشن ہرگز نہیں رکے گا،یعنی جیسے اپنے انٹرویو میں صدر ممنون حُسین نے سیاستدانوں کو متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دیاہے کہ سیاسی لوگوں کو بیانات دیتے وقت الفاظوں کا بہتر چناؤ کرنا چاہئے،اِنہیں ورنہ بعد میں اپنی بات کا مطلب بتاناپڑتاہے جو کہے گئے الفاظوں سے مختلف ہوتاہے‘‘یعنی کہ صدرِپاکستان نے بھی زرداری کے بیان پر انتہائی مدھم اور دھیمے لہجے میں اپنے غصے کا اظہار بھی کیا تو وہیں سیاست دانوں کو سمجھا بھی دیاہے کہ وہ اپنے بیانات دیتے وقت احتیاط برتیں ایسانہ ہوکہ بعد میں انہیں اپنے بیان کی وضاحتیں کرنی بھی مشکل ہوجائیں جیسے کہ اِن دِنوں پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کے فوج کے خلاف دینے جانے والے بیان کے بعد خود زرداری اور پی پی کی سی ای سی کو وضاحتیں کرنے میں مشکلات اور پریشانیوں کا ایساسامنہ کرناپڑرہاہے کہ جس کے لئے اِن کے پاس الفاظ کم ہوگئے ہیں جہاں ایساہواہے تو وہیں زرداری کے فوج کے خلاف داغے گئے

بیان کے بعد پی پی والے خود کو تنہا بھی محسوس کرنے لگے ہیں۔

اگرچہ وزیرِاعظم نواز شریف اور حکومت کی جانب سے زرداری کے فوج کے خلاف بیان اور فوج کو بیجا تنقید کا نشانہ بنائے جانے کی مخالفت کے بعد مُلکی سیاست میں خود کو تنہا کردینے والے پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری اور پی پی پی سی ای سی والوں نے اپنے موقف کو درست اور اٹل ثابت کرنے اور اپنے حامیوں کی تعداد بڑھانے کے خاطر سیاسی رابطے شروع کردیئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے زرداری سمیت پی پی پی والوں کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ اِن کی جانب سے پاک فوج کے خلاف دیئے جانے والے تنقید آمیز بیان کا نقصان اِنہیں ہی پہنچے گا کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا تو اِس بنا پر اِنہوں نے سیاسی رابطے کرنے تیز کردیئے ہیں۔

اِس سلسلے میں ابتدائی خبریں یہ ہیں کہ پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کی خصوصی ہدایت پر سابق وزیرِاعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف نے خود پہل کرتے ہوئے سندھ کی سرزمین سے تعلق رکھنے والی شہر کراچی کی بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین سے ٹیلی فونک رابطہ کیا (یہاں میں واضح کرتا چلوں کہ یہ وہی متحدہ قومی موومنٹ اور اِس کے قائد الطاف حُسین ہیں جن کی پارٹی کے مرکزی دفتر نائن زیرو پر دس، گیارہ مارچ کی

درمیانی شب پر رینجرز نے چھاپا مارا تھا اور اِن سطور کے رقم کرنے تک دہشت گردی کے خلاف کراچی میں جاری آپریشن کے اصل کپتان اور اپیکس کمیٹی کے سربراہ وزیراعلی سندھ سید قائم علی شاہ کی ہدایات پر ایم کیو ایم کے کارکنان کے خلاف پوری قوت سے آپریشن جاری ہے جس پر نہ صرف سندھ میں پی پی پی کی قیادت بلکہ وفاق سے بھی پی پی پی کے کسی رہنما کی جانب سے ایک بھی لفظ مذمت اور افسوس کا نہیں آیا ہے بلکہ آج تک سب ہی ایم کیو ایم کا تماشہ دیکھنے کی آرزوئیں لگائے بیٹھے ہیں مگر اَب جب کہ پاک رینجرز نے اپنے آپریشن کی ہوا سندھ کے اداروں میں موجود کرپٹ عناصر کے خلاف چلادی ہے تو اِنہیں (پی پی پی والوں کو) بھی اپنے گرد گھیرا تنگ ہوتا محسوس ہونے لگا ہے تو خود کو محفوظ کرنے اور اپنی کمر مضبوط کرنے کے خاطر اِنہوں نے فوراََ ہی سیاسی رابطے شروع کردیئے گئے ہیں) خبر ہے کہ اِس دوران دونوں رہنماؤں (زرداری اور الطاف حُسین) نے گفتگو کرتے ہوئے اختلافات ختم کرنے پر اتفاق کیا اور کہا کہ ہمارا جینا مرنا سندھ دھرتی ماں کے دامن سے وابستہ ہے ایک دوسرے کے لئے ایثار وقربانی کا عملی مظاہرہ کرنا چاہئے۔ آج ہماری اتحاد ویکجہتی کی جتنی ضرورت ہے پہلے کبھی نہیں تھی'' جبکہ زرداری صاحب نے جمعے کو پہلے روزے کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے عمران خان، مولانا فضل الرحمٰن، اسفندیار ولی، چوہدری شجاعت سمیت سیاسی رہنماؤں کو افطار ڈنر کی دعوت دی تو،اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی نے زرداری کے رابطہ کرنے پر (اپنی بیماری یا سیاسی

بیماری کا پتہ پھینک دیا) اور اُنھوں نے زرداری سے اپنی بیماری کے باعث شرکت سے معذرت کرلی ، اور اِسی طرح جب زرداری صاحب نے چوہدری برادران سے رابطہ کیاتو اُنھوں نے تیل اور تیل کی دھار دیکھتے ہوئے دعوت میں شرکت سے متعلق فوج کے خلاف دیئے گئے اِن کے بیان کو واپس لینے سے مشروط کردی'' اور جب زرداری جی نے پاکستان تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان کو اپنی دعوت افطار و ڈنر میں تشریف لانے کے لئے رابطہ کیا اور اِنہیں دعوت دی تو عمران خان نے بھی برا سامنہ بناتے ہوئے جیسے کہ یہ کریلے چبا رہے ہوں یا کسی نے اِن (عمران) کے کان میں کریلے کا جوس اُنڈیل دیا ہو، عمران خان نے کڑوا سامنہ بناکر زرداری کی دعوتِ افطار ڈنر کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا، جبکہ مولانا فضل الرحمٰن نے رمضان میں ختم القرآن کی مصروفیات کے باعث شرکت نہیں کریں گے مگر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حُسین نے زرداری کی افطار ڈنر کی دعوت میں شرکت میں آمادگی کا اظہار کیا (کیوں کہ وہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ مصیبت میں کسی پریشان حال کے کام آنا اِنسان اور اِنسانیت کا احترام کرنا اور ایسے میں پریشان کی مدد کرنے سے خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے آج یقیناً اپنے ایک بیان کی وجہ سے زرداری اور اِن کی جماعت کتنی پریشان ہے یہ تو یہی جانتے ہیں ظاہری طور پر لاکھ یہ کہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے جیسا قوم کو دیکھ رہا ہے یا محسوس کریا جارہا ہے مگر حقیقت تو یہی ہے کہ آج پی پی پی والے بہت پریشان ہیں تب ہی جس کے لئے یہ سیاسی جماعتوں سے رابطے کرتے

پھر رہے ہیں یہ اُن کا ظرف تھا، اور ہے کہ اُنھوں نے ایم کیو ایم کے خلاف جاری آپریشن سے پریشان حال متحدہ سے کبھی بھی ہمدردی کا ایک لفظ نہیں کہااور اِس کی آواز سے آواز ملا کر اِس کی پریشانیاں کم کرنے کے لئے اِس کی حمایت میں شانہ بشانہ کھڑے ہو کر مذمت کا اظہار تک نہیں کیا مگر ایک ایم کیو ایم ہی ہے جس نے زرداری کو مصیبت کے وقت ساتھ دینے پر رضامندی کا مظاہرہ کیا اور ان کی دعوت افطار ڈنر میں فاروق ستار اور رشید گوڈیل کی ایم کیو ایم کی نمائندگی سے آمادگی کا اظہار کیا جہاں مصیبت کے وقت ایم کیو ایم کا پی پی پی کے ساتھ کھڑے ہونے کا اعلان سندھ کی سیاست میں اہم رول ادا کرے گا تو وہیں اُمید ہے کہ اگر آج پی پی پی نے ایم کیو ایم کی اہمیت سمجھی ہے اور خود ایک اور ایک گیارہ بنالیا ہے تو پھر پی پی پی ،ایم کیو ایم کے متحدہ ہونے سے ملکی سیاست میں بھی اِس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

بہر کیف .. !اِس میں شک نہیں کہ ہمیشہ افہام و تفہیم اور مصالحتوں سے کام لینے والے سابق صدر اور پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری اپنی ذات میں ایک ایسی شخصیت ہیں جنہیں دیکھ کر یہ اندازہ کیا جاتا رہا ہے کہ اِنہیں کبھی غصہ نہیں آتا ہوگا مگر جب گزشتہ دِنوں قوم نے یہ دیکھا کہ آصف علی زرداری اپنے خطاب میں کہیں ڈھکے چھپے تو کہیں واضح الفاظوں اور جملوں کے ساتھ پاک فوج کے خلاف تنقید کرتے ہوئے بھڑک رہے ہیں تو قوم بھی ششدر رہ گئی اور پھر تب

سے آج تک پی پی پی اور حکومت و فوج کے حامیوں کے درمیان نوک جھونک اور بحث وتکرار کا جیسا بازار گرم ہے اِس شور شرابے سے تو یہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پی پی پی کی قیادت اور ساری جماعت زرداری کے فوج کے خلاف بیان اور تنقید کے بعد پوری طرح سے تنہارہ گئی ہے اور اگر ابھی اِس نے اپنے بیانات کی ٹھیک طرح سے وضاحتیں نہ کیں اور فوج کو مطمئن نہ کیا تو پھر پی پی پی کو یہ یقین کرلینا چاہئے کہ عنقریب حکومت اپنے مفادات کے خاطر پی پی پی کے خلاف وہ کچھ کرے گی جس کا پی پی پی کو گمان بھی نہیں ہوگا تب صدر زرداری کی اپنے دور حکومت اور ن لیگ کی حکومت میں پی ٹی آئی کے طویل دھرنوں کے دوران ن لیگ کے ساتھ کی گئی مصالحت پسندی بھی کوئی کام نہیں آئے گی کیوں کہ ن لیگ جو اپنے اِسی تیسرے دورِ اقتدار کے ابتدائی چند ایام اور ماہ میں فوج کی سب سے بڑی مخالف نظر آتی رہی تھی آج یہ اپنے اقتدار کو بچانے اور طول دینے کے خاطر فوج کی سب سے بڑی حامی بن گئی ہے آج اِس بات کو زرداری اور پی پی پی والوں کو سمجھنی چاہئے کہ اَب ن لیگ خالصتاً جمہوری نہیں بلکہ جمہوریت کے چاشنی میں ڈوبی آمریت کی آمیزش کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

؟؟کیوں پی ایم نے کراچی کی صنعتوں کو بجلی فراہم کرنے کی ہدات کردی ؟؟

وزیراعظم صاحب آج صنعتوں اور مشینوں سے زیادہ اِنہیں چلانے والوں کو بجلی کی ضرورت ہے .

آج وزیراعظم نے تو کراچی کے بجلی سے محروم عوام کو تڑپتا چھوڑ کر..؟؟کیوں پی ایم نے کراچی کی صنعتوں کو بجلی فراہم کرنے کی ہدات کردی ؟؟

آج جہاں اِن دِنوں سارے مُلک میں سورج آگ.برسارہاہے اور قیامت خیز گرمی اپنے تمام ریکارڈ توڑنے کو ہے تو وہیں مُلک کے طول وارض میں گرمی کی شدت میں ہونے والے اضافے کے ساتھ ہی بجلی کے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ بھی عوام کی زندگیوں سے کھیل، کھیلنے میں سرگرم ہے پچھلے دِنوں مُلک بھر میں

روزیداروں پر آگ.برساتے سورج اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے دودرجن سے زائد افراد ہلاک ہوگئے اور یوں کراچی ، حیدرآباد، کوئٹہ ، لاہور، فیصل آباد، سکھر، پشاور سمیت مُلک کے متعدد شہروں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے بدترین جاری سلسلے کے خلاف احتجاجوں اور مظاہروں کا سلسلہ بھی جاری ہے، اَب جو صوبائی اور ضلعی انتظامیہ کے قابو سے باہر ہوتاجارہاہے، تو دوسری جانب کراچی میں ” ایک معاہدے کے تحت کے الیکٹرک کو واپڈا سے 650 میگاواٹ اضافی بجلی ملنے کے باوجود بھی کے الیکٹرک اور واپڈا کے وعدوں اور اعلانات

کے باوجود بھی کراچی کے شہریوں کو دن بھر اعلانیہ و غیر اعلانیہ اور فنی خرابی کے بہانے ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ کے علاوہ سحری اور افطاری کے اوقات میں لوڈشیڈنگ کا عذاب بھی سہنا پڑ رہا ہے۔

جس پر اہلیان کراچی کا خون چوس کر رقم بٹورنے اور زائد منافع کمانے والی ''کے الیکٹرک کی نجی ظالم انتظامیہ کے خلاف کراچی کے شہر سراپا احتجاج ہیں، جن کی بازگشت سندھ کی صوبائی اسمبلی میں بھی سُنی گئی یوں پچھلے دِنوں سندھ اسمبلی کے ہونے والے اجلاس میں کے الیکٹرک کی منافع خور انتظامیہ کی جانب سے کراچی میں بجلی کی ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ کا مسئلہ اٹھایا گیا، جس میں ارکان نے کراچی سمیت سندھ بھر میں بجلی کی بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور وہ کے الیکٹرک پر پھٹ پڑے اُنھوں نے الیکٹرک کے خلاف سخت الفاظ میں کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہی حال رہا تو شہر میں ہنگامے پھوٹ سکتے ہیں، کراچی کے عوام جو پہلے ہی پانی سے محروم ہیں ماہِ رمضان میں قیامت خیز گرمی میں اِن پر کے الیکٹرک بلاجواز لوڈشیڈنگ کرکے عذاب بھی نازل کر رہی ہے اِسے اپنے رویوں میں تبدیلی لانی چاہئے ورنہ کسی بھی سخت عوامی ردِ عمل کی یہ خود ذمہ دار ہو گی ایک طرف تو سندھ اسمبلی میں ارکان اسمبلی بجلی کے ستائے عوام کے لئے کے الیکٹرک کا قبلہ ٹھیک کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

تو دوسری جانب مُلک کے ایک بڑے روزنامے میں شائع ہونے والی خبر نے کراچی میں شدت اختیار کرتے بجلی بحران پر وزیرِاعظم کی طرف سے کے الیکٹرک کو ملنے والی ہدایت نے کراچی کے عوام کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اِنہیں احساس محرومی میں بھی مبتلا کردیا ہے۔

ایک خبر کے مطابق وزیرِاعظم نواز شریف نے کراچی میں بجلی بحران کا نوٹس لیا اور اُنہوں نے کے الیکٹرک کو کراچی کی صنعتوں کو دوپہر 3 بجے سے 8 بجے تک بجلی کی بلا تعطل سپلائی کرنے کی خصوصی ہدایت کردی ہے" جس پر اہلیان کراچی کا خیال یہ ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف کی طرف سے کے الیکٹرک کی انتظامی کو دی جانے والی ہدایت سے یوں لگتا ہے کہ جیسے آگ برساتے سورج سے ماہِ رمضان میں بڑھتی ہوئی گرمی میں کراچی کے عوام کو درپیش بجلی کے طویل لوڈشیڈنگ جیسے مسئلے کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور کراچی کے عوام کو کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے رحم و کرم پر چھوڑ کر وزیرِاعظم نواز شریف نے اپنے جیسی بزنس مائنڈ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے اقدامات اور منصوبوں کی تائید کی ہے اور اِس کے عوام دُشمن اقدامات کو سراہا ہے، جس پر کراچی کے عوام کا وزیرِاعظم نواز شریف سے کہنا ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف صاحب..!! آج آپ کی صنعتوں کی مشینوں سے زیادہ اِنہیں چلانے والے پاکستانیوں اور کراچی کے غیور محنت کشوں

اور شہریوں کو بجلی کی اشد ضرورت ہے، جو ماہِ رمضان میں روزہ رکھ کر بھی قیامت خیز گرمی میں بجلی سے محروم ہیں، ایسے میں جب اِنہیں بجلی نہیں ملے گی اور اِنہیں سُکھ چین نصیب نہیں ہوگا اور جب اِن کی نیندیں پوری نہیں ہوں گی تو وہ آپ کی صنعتوں کی مشینوں کو بھی بھلا کیسے چلائیں گے..؟؟ اور آپ کی صنعتوں اور کارخانوں کی کیسے پیداوار بڑھائیں گے..؟؟ تو یہ بات واضح ہوئی کہ جب آپ کی جانب سے اہلیانِ کراچی کو بجلی مہیا ہوگی تو یہ آپ کی صنعتوں اور کارخانوں میں لگی مشینوں کو بھی چلائیں گے یوں اہلیانِ کراچی آپ اور آپ جیسے سرمایہ داروں، صنعت کاروں اور کارخانہ داروں کو بھی کما کر دیں تو اِس طرح یہ غریب محنت کش لوگ خود بھی اپنے پیٹ کی آگ کو بھی ٹھنڈا کریں گے، تو مُلک بھی ترقی کرے گا اور خوشحالی بھی آئے گی۔

اَب وزیراعظم صاحب...! یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ کی صنعتوں کی مشینوں کو چلانے والے تو بجلی سے محروم رہیں اور آپ کی صنعتیں بجلی سے چلیں..؟؟ ایسے میں کراچی سمیت پوری مُلک کی عوام یہ سوچ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہی تو یورپ اور ہماری سوچ اور قول و فعل کا فرق ہے اہلِ یورپ کے صنعت کار و سرمایہ دار اور کارخانہ دار اپنی صنعتوں کی مشینوں کو چلانے والے ہنرمندوں اور مزدوروں کی سُہولیات کو مقدم رکھتے ہیں اور اِنہیں پہلے ہر قسم کی آسائش مہیا کرتے ہیں یہ پھر اِنہیں اپنے کارخانوں اور صنعتوں کی مشینوں کو

چلانے کے لئے کہتے ہیں، مگر وزیرِاعظم نواز شریف صاحب..!!بُرامت مانیئے گاآپ جیسے سرمایہ دار، صنعت کاراور کارخانہ دار لوگ اپنی صنعتوں اور کارخانوں کی مشینوں کو چلانے والے ہرمندوں اور مزدوروں کے حقوق غضب کرکے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپ کی صنعتوں اور کارخانوں میں لگی مشینوں کو چلائیں اور پیداوار بڑھائیں اور سرمایہ دارانہ سوچ کے حامل افراد مُلکی ترقی اور خوشحالی کے اُوٹ سے اپنے بینک بیلنس بڑھائیں اور دولت کمائیں۔

بہرحال..!!گزشتہ انتخابات میں عوام سے ووٹ لینے کے خاطر مُلک سے بجلی بحران کے فوری خاتمے کا دلفریب اور دلکش نعرہ لگاکر مسندِ اقتدار پر قبضہ جمانے والی ن لیگ کی حکومت اپنے اڑھائی سال گزارنے کے باوجود بھی مُلک سے بجلی بحران کا خاتمہ نہیں کرسکی ہے اور آج بھی مُلک کے طول وارض میں بجلی بحران موجود ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جارہاہے اِس کی شدت میں اضافہ ہوتاجارہاہے،آج ن لیگ کے ہاتھ اقتدار کیا آیاہے...؟؟گویاکہ آج کھلم کھلا طور پر وزیرِاعظم نواز شریف سے لے کر ن لیگ کے اعلیٰ وادنیٰ کارکنان تک نے اپنے ذاتی وقریبی رشتہ داروں سرمایہ کاروں، صنعت کاروں اور ہر قسم کے کاروباری طبقات سمیت مُلک کے اُن دوفیصد مراعات یافتہ طبقے کو بھی فائدہ پہنچانے کی ڈھان رکھی ہے جس نے ہمیشہ اور ہر دور میں اپنے فائدے کا سوچاہے، ایسے میں قوم یہ بھی سوچنے لگی ہے کہ آج ن لیگ جیسی جماعت اور وزیرِاعظم نواز شریف

جیسی کاروباری شخصیت ہم پر حکمرانی کرنے لگی ہے اگر ہم ن لیگ اور وزیرِاعظم نواز شریف کی باتوں اور دلفریب نعروں اور دلکش وعدوں اور دعوؤں میں آکر ووٹ نہ دیتے تو کیا ہم اِن مسائل سے نکل نہیں جاتے ...؟آج جن میں ہم مزید دھنستے چلے جارہے ہیں۔

اَب ایسے میں قوم یہ سوال کررہی ہے کہ مُلک سے بجلی بحران ختم کرنے کا وعدہ کرکے حکومت کرنے والی ن لیگ کے کسی بھی کارکن نے اپنے اڑھائی سالوں میں بجلی بحران کو ختم یا کم کردیا ہے..؟جب قوم کو اپنے سوال کا جواب نہیں میں ملتا ہے تو اِس پر قوم کا مایوس ہو جاتی ہے جس کا مایوس ہونا بجا ہے،آج جس پر قوم یہ بھی سوچتی ہے کہ اگر موجودہ حکومت عوام سے ووٹ لینے کے بعد عوام کے بجلی و پانی اور گیس جیسے بنیادی مسائل حل کرنے میں مخلص اور ایماندار ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ اپنے موجودہ اقتدار کے اڑھائی سالوں میں ہی عوام کے لئے بجلی و پانی اور گیس جیسے مسائل حل نہ کردیتی..؟؟

چونکہ ن لیگ 2013کے انتخابات میں عوام سے اپنے جھوٹے وعدوں اور دعوؤں کے بدولت ووٹ لینے کے لئے تو مخلص بنی رہی ...مگر عوام سے ووٹ لے کر اقتدار کی کُرسی پر قدم رنجافرمانے کے بعد ہی ن لیگ کی حکومت کی توجہ اپنے غریب و مفلوک الحال ووٹروں کے بجائے مُلک کے دوفیصد مراعات یافتہ طبقے کی جانب

ہو گئی جس نے ہمیشہ ہر حکومت میں فائدہ اُٹھایا ہے یوں آج وزیراعظم نواز شریف سے لے کرن لیگ کے ایک ایک رُکن تک کی یہ سوچ بن چکی ہے کہ اَب جس قدر جلد ممکن ہوسکے عوامی مسائل کے حل کے نام پر مُلک کے سرمایہ داروں، صنعت کاروں، اور مراعات یافتہ دوفیصد طبقے کی فلاح و بہبود اوران کی کامیابیوں کے لئے ہر جائز وناجائز اور بیجااقدامات کئےُ جائیں جن کے فوری کرنے سے بس اِنہیں ہی فوائد حاصل ہوں اور جب اِن سے فرصت ملے، یاحکومت کی مدت ختم ہونے سے پہلے کچھ وقت ملے تو بیچارے غریب ووٹروں کے لئے کچھ سوچاجائے، اور مُلک کے ساڑھے 19 کڑور عوام کے بجلی گیس اور پانی جیسے مسائل کی جانب توجہ دی جائے، اور اگرامیروں اور مراعات یافتہ طبقے کی خدمت کی وجہ سے مہلت نہ مل سکے تو اگلے 2018 میں ہونے والے انتخابات تک ٹال کر عوام کوترخادیاجائے۔

آج افسوس کی بات یہ ہے کہ جب خود حکمران جماعت کی ایسی سوچ بن جائے تو پھر سوچیں عوامی مسائل کیسے حل ہوں گے..؟؟اور کون حل کرے گا..؟؟آج جس کی ساری توجہ اپنے ذاتی اور اپنے جیسے کاروباروی طبقے کوفائدہ پہنچانے کی ہوجائے اور جن کے خاطر حکومت بیجااقدامات کرے اوراپنے اقدامات سے یہ ثابت کرنے اور کرانے کا سوچ لے کہ یہ جو اور جیساچاہئے مُلک میں کرے اَب اِس سے کوئی پوچھنے والانہیں ہے توپھر یہ جوجی چاہئے کرے..؟اِس سے کوئی پوچھنے والانہیں ہے توپھر کیوں نہ عوام یہ سوچنے اور کہنے لگیں کہ اِس حکومت کے

دورِ اقتدار میں عوامی مسائل کبھی بھی حل نہیں ہوں گے اور ن لیگ کی حکومت سوائے موٹروےز بنانے کے عوام کے درینہ مسائل حل کرنے میں بُری طرح سے کام ہو گئی ہے۔ اگرچہ اِس سے انکار نہیں ہے کہ کراچی سمیت مُلک کے طول وارض میں بجلی بحران شدت اختیار کرچکاہے،اور گرمی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اِس میں بھی اضافہ ہوتا جارہاہے ،ایسے میں کہنے والوں کا کہناہے کہ مُلک میں لوڈشیڈنگ کا جن بھی بے قابو ہوگیاہے، بجلی سے محروم افراد اور لوڈشیڈنگ سے پریشان حل لوگ کراچی سے مُلک کے طول وارض تک سڑکوں پر نکل آئے ہیں سارے مُلک میں بجلی سے ستائے افراد وزارتِ بجلی و پانی اور محکمہ بجلی واپڈااور کے الیکٹرک کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں کہیں گرڈاسٹیشنوں پر حملے تو کہیں محکمہ بجلی کے دفاتر کو نقصان پہنچاجارہاہے اور کہیں بجلی کے ستائے مظاہرین اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان جھڑپوں اور مظاہرین کی گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے آج گرمی کے موسم اور ماہِ رمضان میں روزیداروں پر لوڈشیڈنگ کا عذاب نازل کرنے یا کرانے کے بعد پتہ نہیں کس دل سے وزیراعظم نواز شریف کا یہ کہناہے کہ سحر و افطارکے دوران لوڈشیڈنگ کسی صورت .برداشت نہیں کی جائے گی'' جس کے بعد وزیر بجلی و پانی عابد شیر علی نے بھی رمضان المبارک میں بجلی کی مسلسل فراہمی میں ناکامی پر عوام سے معافی مانگ لی ہے اَب دیکھتے

یہ ہیں کہ وزیرِاعظم نواز شریف اپنے اِس حکم پر خود کتنا عملدرآمد کراتے ہیں اور عابد شیر علی بھی عوام سے مانگی گئی معافی پر کب تک قائم رہتے ہیں، ویسے ایسا لگ تو نہیں رہا ہے کہ یہ دونوں شخصیات یعنی کہ وزیرِاعظم نواز شریف اپنے کہے پر سو فیصد عمل کروالیں گے اور عابد شیر علی ایسا پھر نہیں کریں گے جس پر اِنھوں نے عوام سے معافی مانگی ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ وزیرِاعظم نواز شریف کے موجودہ دورِ اقتدار میں مُلک سے بجلی بحران سمیت دیگر بحرانوں کے خاتمے کے لئے اَب تک کیے جانے والے اعلانات واقدامات اور شروع کئے گئے کسی بھی چھوٹے بڑے منصوبوں (سوائے موٹروے کی تعمیر کے بعد کچھ مگر درحقیقت کسی) کے بھی ثمرات عوام تک نہیں پہنچ پائے ہیں خاص طور پر ن لیگ کے اِس اقتدار میں مُلک سے بجلی بحران کے خاتمے سے متعلق عوام سے کئے گئے جتنے بھی وعدے اور دعوے ہیں یہ سب صرف اخبارات اور ٹی وی چینلز کی خبروں اور سُرخیوں تک ہی محدود ہیں آج مُلک سے بجلی کے بحران کے خاتمے کے بارے میں وزیرِاعظم نواز شریف کی حکومت نے جتنے بھی عوام سے وعدے اور دعوے کئے ہیں اِن کی قلعی تو رواں ماہ رمضان میں آگ برساتے سورج سے بڑھنے والی گرمی کی شدت کے باعث بجلی کی طلب میں ہونے والے اضافے کے ساتھ ہی مُلک کے روزے داروں پر کُھل گئی ہے اور روزیداروں کو لگ پتا گیا ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت نے مُلک کے غریب عوام کو

بجلی بحران سے نجات دلانے اور مُلک سے بجلی بحران کے خاتمے کے لئے کیا اور کیسے اقدامات اور منصوبے شروع کئے ہیں..؟؟ کیوں کہ مُلک بھر میں سحر و افطار میں ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ اور دن بھر فنی خرابی کا ڈھونگ رچا کر بجلی بند کئے جانے والے حکومت اور اداروں کے فعلِ شنیع پر قوم کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ ن لیگ کی حکومت عوام کو بے وقوف بنا کر اقتدار میں آنے میں تو کامیاب ہو گئی ہے مگر اَب یہ اپنے اِسی جھوٹ اور فریب کی وجہ سے کسی بھی حال میں حکومت چلانے کی اہل نہیں ہے، اَب اِسے عوام کا یہ مطالبہ شدت اختیار کرتا جارہا ہے کہ عوام کو دھوکہ دے کر حکومت میں رہنے اور مُلک میں بجلی کے بحران کو قابو اور ختم نہ کر سکنے پر ن لیگ کی حکومت کو اپنی نااہلی تسلیم کرتے ہوئے خود مستعفی ہوجانا چاہئے ورنہ جلد عوام سڑکوں پر نکل کر اقتدار کی کُرسی اِس سے چھین لیں گے۔ (ختم شُد)

کیا کراچی ہلاکتوں پر کے الیکٹرک اور وفاقی حکومت کیخلاف مقدمہ درج ہو پائے گا یا... ؟؟

کراچی میں آگ برساتا سورج ،کے الیکٹرک کی لوڈشیڈنگ وہٹ دھرمی اور بجلی و پانی سے محروم مرتے اہلیانِ کراچی.....
جنرل راحیل شریف صاحب کے الیکٹرک کی انتظامیہ پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے،کے الیکٹرک کو حکومتی تحویل میں لیا جائے . ؟؟
کراچی میں آگ برساتے سورج اور بڑھتی ہوئی گرمی میں کے الیکٹرک کی نجی ظالم انتظامیہ کی طرف سے اعلانیہ وغیر اعلانیہ اور فنی خرابی کے بہانے گھنٹوں طویل لوڈشیڈنگ کے باعث سیکڑوں (600 سے 0 100)ہلاکتوں پر وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی نے اپنے غم وغصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں لوڈشیڈنگ کی ذمے دار پیپلز پارٹی ہے ،کے الیکٹرک کو مطلوبہ بجلی فراہم کررہے ہیں ، اگر اِس ادارے کو ٹیک اوور کرنا پڑا تو پیچھے نہیں ہٹیں گے۔"جس پر کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کے ہاتھوں ستائے ہوئے اہلیانِ کراچی عابد شیر علی کو سلام پیش کرتے ہیں اور اِن سے کہتے ہیں کہ اِس نیک کام میں ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے ادارے کو قومی تحویل میں لے لیا جائے تو اہلیان کراچی کے عوام کو کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ سے

نجات مل جائے گی جبکہ دوسری طرف عابد شیر علی کے جذباتی مگر حقیقت پر مبنی بیان کے برعکس ن لیگ کے ہی وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف نے ہاتھ جوڑ کر معذرت خواہانہ لہجے میں کہا کہ ''کے الیکٹرک کو ٹیک اوور کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں'' جس پر عوام کو ایسا لگا کہ جیسے سندھ حکومت تو سندھ حکومت ہماری وفاقی حکومت بھی کے الیکٹرک کے سامنے بے بس ہو گئی ہے اور اِس کے ساتھ ہی خواجہ آصف کا یہ کہنا بھی اہلیانِ کراچی کے لئے پریشانی کا باعث بنا کہ ''کے الیکٹرک کے کسی بھی ایسے رویئے پر جس کی وجہ سے کچھ بھی ہو جائے ہمارا اِس پر حق نہیں ہے اِس پر ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں'' حالانکہ آج یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کے الیکٹرک میں 25 سے 26 فیصد حصص میں وفاقی حکومت بھی حصہ دار ہے اِس پر وفاقی وزیر خواجہ آصف کا یہ کہنا کہ ہمارا کے الیکٹرک سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے'' کیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت نج کاری کے بعد کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے کچھ پوچھ گچھ کرنے کی بھی حقدار نہیں ہے..؟؟کیا حکومت نے اپنے قومی اداروں کی نجی کاری منصوبوں کو اتنا بے لگام کر دیا ہے کہ قومی اداروں کی نج کاری کے بعد کوئی بھی نجی انتظامیہ سرزمینِ پاکستان میں کچھ بھی کرتی پھرے تو حکومت اِس سے پوچھنے والی نہیں ہوگی..؟؟۔

جیسا کہ آج قومی اداروں کی نج کاری کی دلدادہ ن لیگ کی حکومت نے ''کے الیکٹرک'' کی انتظامیہ کے حالیہ بے حس رویوں پر اِس سے پوچھ گچھ کرنے سے

معذرت کرلی ہے اور' اِسے بے لگام چھوڑ دیا ہے اور کراچی کے شہریوں کو کے الیکٹرک
کی منافع خور انتظامیہ کے ظالمانہ رویوں کی نظر کرکے خود کو بچالیا ہے اور شہر کراچی کے
عوام کو کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کے بے رحمانہ رویوں پر بے
یارومددگار چھوڑ دیا ہے کیا یہی ن لیگ کی حکومت کا قومی اداروں کو نج کاری کے بعد کا
رویہ رہے گا تو پھر ایسی حکومت اور اِس کے قومی اداروں کی نجی کاری منصوبوں کو پاکستانی
قوم پوری قوت سے مسترد کرتے ہیں اوراَب آرمی چیف جنرل راحیل شریف سے
پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی نااہلی پر کے الیکٹرک کو دوبارہ
حکومتی تحویل میں لیں اوراِسے پھر سے کے ای ایس سی کا نام دے کرملک کا ایک فعال
ادارہ بنائیں اور شہر قائد میں کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کی وجہ سے سیکڑوں میں
ہونے والی ہلاکتوں پر کراچی اور دُبئی میں بیٹھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے خلاف فوجی
عدالتوں میں مقدمہ چلاکراِنہیں سخت ترین سزائیں دی جائیں اور ن لیگ کی حکومت کو
متنبہ کریں کے وہ قومی اداروں کو نج کاری کے نام پر کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کے
عمل سے رک جائے۔

آج ایساپاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ صرف شہر کراچی میں گرمی اور
لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہیٹ اسٹروک اور ڈائریا کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد
600سے تجاوز کرچکی ہے جو کہ نہ صرف سندھ حکومت اور اہلیانِ کراچی بلکہ وفاقی

حکومت کے لئے بھی باعثِ تشویش ہونی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا ہے جس کی اہلیان کراچی اپنی سندھ اور وفاقی حکومتوں اور شہرِ کراچی سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعتوں سے توقع رکھے ہوئے تھے ،بلکہ آج دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی میں اتنی بڑی تعداد میں گرمی میں (دو مرتبہ پہلے سابق آمر جنرل پرویز مشرف اور دوسری بار آصف علی زرداری کے دورِ حکومت میں فروخت ہونے والے ادارے) کے الیکٹرک کی نااہلی کی وجہ سے اعلانیہ ، غیر اعلانیہ اور دانستہ فنی خرابی کا بہانہ کرکے کی جانے والی طویل لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں پر دونوں (سندھ اور وفاقی حکومتوں اور ملک کی تمام اپوزیشن جماعتوں کی) جانب سے اپنا اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے سیاسی داؤ پیچ اور مختلف حربے استعمال کئے جارہے ہیں اوران سب ہی کی جانب سے مختلف بہانوں سے کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کو بچانے کے لئے ایک دوسرے کو ذمہ دار قرار دے کر معاملے کو گھومانے کی کوششیں کی جارہی ہے،اور عوام کے سامنے یہ شوکیا جارہا ہے کہ انہیں شہر کراچی میں پڑنے والی گرمی اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی ذراسی نااہلی اور فرسودہ حکمتِ عملی کی وجہ سے طویل لوڈشیڈنگ کے باعث اتنی بڑی تعداد میں ہونے والی ہلاکتوں پر بڑا دُکھ ہے۔

مگر دراصل ایسا نہیں ہے جیساکہ حکومت سندھ اور وفاق سمیت کچھ سیاسی جماعتوں کی جانب سے شہر کراچی کے باسیوں کو باور کرایا جارہاہے، حقائق اِس کے یکدم

برعکس ہیں کیونکہ آج سے آٹھ نو سال قبل جب سابق آمر جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں کراچی کو بجلی سپلائی کرنے والے پرانے ادارے محکمہ کے ای ایس سی کی نج کاری کی جارہی تھی، تب سندھ اور وفاق سے تعلق رکھنے والی تمام بڑی جماعتوں کی پوری مرضی شامل تھی کہ محکمہ کے ای ایس سی کو نجی تحویل میں دے دیا جائے یوں محکمہ کے ای ایس سی نجی تحویل میں چلا گیا تب سے آج تک جس کی پرائیویٹ انتظامیہ نے سوائے اپنا نیا نام ''کے الیکٹرک'' رکھنے کے ادارے میں کوئی تبدیلی اور ترقی نہیں کی ہے، یعنی یہ کہ آج شہر کراچی میں نئے نام کے الیکٹرک سے متعارف ہونے والے ادارے کی انتظامیہ نے آٹھ نو سالوں کے دوران سوائے شہر کراچی کے عوام سے بوگس اور زائد بلنگ سے رقم کمانے کے اپنے صارفین اور ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک یونٹ بجلی بھی خود سے پیدا نہیں کی ہے بلکہ آج یہ حقیقت ہے کہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو وفاق سے ایک معاہدے کے تحت 650 میگاواٹ جو بجلی مل رہی ہے یہ اِس پر ہی اپنی دُکان چمکارہی ہے جس کے لئے کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے شہر کراچی میں لوڈشیڈنگ کا پریشان کُن اور جان لیوا شیڈول متعارف کرایااور یوں تب سے آج تک کے الیکٹرک کی انتظامیہ اِس پر سختی سے عمل پیراہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جارہاہے کے الیکٹرک کی انتظامیہ اپنے اِس فنِ لوڈشیڈنگ میں اپنے صارفین کو بجلی چوری کا الزام لگا کر اوسط بلنگ جاری کررہی ہے اور اپنے فنِ لوڈشیڈنگ میں مہارت حاصل کرتی جارہی ہے اور آج یہ اپنی اِس اِنسانیت سوز

مہارت میں اتنی یکتااور بے مثال ہو گئی ہے کہ پچھلے پانچ دِنوں سے شہر کراچی میں آگ برساتے سورج اور ظالم کے الیکٹرک کی اعلانیہ ، غیر اعلانیہ اور فنی خرابیوں کا ڈھونگ رچا کر بجلی بچانے کی ڈرامہ بازیوں کی وجہ سے 600 سے زائد افراد کی ہلاکت نے کے الیکٹرک کی منافع خور انتظامیہ کی نااہلی کی قلعی کھول دی ہے، آج جس پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے خلاف کراچی کے عوام سراپااحتجاج ہیں ، ابھی جب میں یہ سطور رقم کررہاہوں تواِس دوران بھی کراچی کی کوئی گلی کوئی محلّہ اور کوئی شخص ایسانہیں ہے جو کے الیکٹرک کے ظالمانہ رویئے کے خلاف احتجاج کی صورت میں اپنا غصہ ریکارڈ نہ کروارہاہوں۔

اگرچہ گزشتہ دِنوں محکمہ کے ای ایس سی کی نج کاری کے بعد نئے نام سے متعارف کئے جانے والے ادارے کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کی جانب سے کراچی کے صارفین بجلی کے رویوں کے خلاف آٹھ نو سالوں بعد سندھ اسمبلی کے اجلاس میں پہلی بار اراکین اسمبلی نے آوازِ احتجاج بلند کی ،جس میں اُنہوں نے (اِس رمضان المبارک اورمنہ توڑ سینہ زور گرمی کے مہینے یعنی کہ) ماہِ رواں میں کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی طرف سے اپنے صارفین کے ساتھ روارکھے گئے ظالمانہ رویوں جس میں روزانہ کی بنیاد پر اعلانیہ ، غیر اعلانیہ اور فنی خرابیوں کا ڈھونگ رچا کر طویل لوڈشیڈ نگ کے جاری سلسلوں کی مذمت کرتے ہوئے کہاگیاکہ ''کے الیکٹرک انتظامیہ شہر کراچی کے صارفین کی خدمت کرنے میں ناکام ہو گئی

ہے، جس کی کارکردگی کی قلعی پانچ دِنوں میں پڑنے والی گرمی اور شہر بھر میں ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ سے کھل گئی ہے اوراِس گرمی کے موسم میں اِس کی نااہلی کا ثبوت یہ ہے کہ شہر میں بجلی کے طویل تعطل کے باعث پانچ دِنوں میں ہونے والی600 افراد کی ہلاکتیں ہیں، سندھ اسمبلی کے اجلاس میں اراکین نے کراچی میں گرمی کے باعث ہلاکتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ہلاکتوں کا ذمہ دارکے الیکٹرک اور وفاقی حکومت کو قرار دیا،اُنھوں نے ہلاکتوں کے ذمہ دارکے الیکٹرک اور وفاقی حکومت کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیااور کہاکہ کراچی میں ہلاکتوں کے ذمہ دار یہی ہیں جن کے خلاف مقدمہ درج کیا جانا محرومین اور اِن کے لواحقین کے ساتھ انصاف دِلانے کے مترادف ہے۔

بہرحال ...!! کیاقیامت خیز گرمی اوراِس گرمی میں پانی و بجلی سے محروم شہر کراچی میں600 سے 1000تک ہونے والے معصوم انسانوں کی ہلاکت و شہادت پر سندھ اور وفاق کے ٹھنڈے ایوانوں میں بیٹھے حکمرانوں کو غیرت آئے گی...؟؟اور وہ کیا شہر کراچی میں پانی و بجلی سے محروم عوام کوکے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کیلئے حقیقی معنوں میں سنجیدگی کوئی سخت اقدام اُٹھائیں گے...؟؟ یا اپنے اپنے مگرمچھ کے آنسو بہاکر اور ایک دوسرے پر الزامات لگاکر عوام کو بے وقوف بناتے رہیں گے...؟؟ یا شہر کراچی میں600 سے 0 100تک مرنے یا شہید ہونے والے معصوم اِنسانوں کے ،کے الیکٹرک کی

قاتل انتظامیہ کے خلاف مقدمہ درج کرائیں گے..؟؟ یا سندھ و وفاق میں بیٹھے حکومتوں کے ذمہ داران پھر کسی نئے حادثے یا الم ناکی کے لئے کوئی نئی منصوبہ بندی کر رہے ہوں گے...؟؟

کراچی ہلاکتوں پر حکومتوں، اداروں اور عوام کو آپس میں لڑنے کے بجائے....؟؟

حکمرانوں جون تو پھر آئے گا،اَب کوئی جون کراچی اور پاکستانیوں کے لئے قاتل جون ثابت نہ ہو.. ؟؟

اَب کے الیکٹرک کی ہٹ دھرمی پر عوام اور سندھ و وفاق حکومتیں آمنے سامنے ہیں کیوں ہیں کیا ہوگا...؟؟

ابھی کراچی میں گرمی اور لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اموات کا سلسلہ بدستور جاری ہے، شہر کے اسپتالوں گلی محلوں شاہراہوں اور بازاروں میں موت رقص کررہی ہے، مگر حکمرانوں کو لاشوں پر سیاست کی لگی پڑی ہے،اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کی نااہلی اور ناکامیوں کی وجہ سے عوام اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہ کر مسائل اور پریشانیوں میں گھیرے رہنے کے بعد اپنے ٹلکٹ پاکستان (مسائلستان) سے بے گوروکفن ٹلکٹ عدم کے سفر پر روانہ ہورہے ہیں، یوں عوام کی بے کسی اور بے بسی میں مرنا جمہور اور جمہوریت کے پُجاری حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوامی خدمات کے دعویدار قومی اداروں کے سربراہان کے منہ پر طمانچہ ہے،آج جن کی نااہلی اور فرسودہ حکمتِ عملی اور ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں شہر کراچی میں معصوم افراد کی ہلاکتیں ہوئیں آج جن پر افسوس کرنے کے بجائے ہمارے حکمران، سیاستدان اور

اداروں کے سربراہان اپنی ذمہ داریاں ڈھٹائی سے ایک دوسرے کے کاندھوں پر ڈال کر خود بچ نکلنے اور اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے چکر میں لگے پڑے ہیں۔
جس کا مظاہرہ گزشتہ دِنوں سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ کی قیادت میں اراکین سندھ اسمبلی اور وزراء سمیت دیگر حکومتی شخصیات نے وفاقی حکومت کے خلاف دھرنا دے کر کیا اور کراچی میں مرنے والوں اور اِن کے لواحقین سے اظہارِ یکجہتی کی آڑ میں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی مُلکی سیاسی جماعتوں سارے مُلک میں جمعے کے روز یومِ سوگ کا اعلان کرکے جیسے بے گوروکفن مرنے والوں کی لاشوں کی جیسے بے حرمتی کی ہے اور لواحقین کے زخموں پر نمک پاشی کی ... ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا جیسا کہ حکمرانوں سے لے کر سیاستدانوں اور اداروں نے کیا اور کریں گے ،آج شائد کسی نے بھی شہر کراچی میں تڑپ تڑپ کر مرنے والوں کی لاشوں سے کوئی سبق نہیں لیا ہے ، کیوں کہ کوئی سبق سیکھنا ہی نہیں چاہتا ہے،آج وہ یہ بھول گئے ہیں کہ جون پھر آئے گا، اور ہمیشہ آئے گا، یہ نہیں بھی ہوں گے تو پھر بھی آئے گا، اور جب تک دنیا قائم رہے گی جون آتا رہے گا یہ بات ہمارے حکمرانوں سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان کو سمجھنی چاہئے کہ ابھی وقت ہے کہ یہ ایسا کوئی کام کرجائیں کہ آئندہ جب بھی جون یا کوئی اور بھی گرم مہینہ آئے تو پھر کسی مہینے میں آگ برساتے سورج کی گرمی گردی سے صرف ایک شہر کراچی ہی کیا میرے دیس پاکستان کے کسی بھی صوبے ، شہر، گاؤں یا محلے

کے غریب لوگ اِس طرح گرمی گردی سے پھر نہ مریں جس طرح آج شہر کراچی میں موسم گرما کے گرم مہینے جون میں معصوم پاکستانی بے یار و مددگار کی تصویر بنے اپنی زندگیوں کی بازی ہار گئے اور قبروں کی آغوش میں چلے گئے۔

اگرچہ آج صوبائی اور وفاقی حکومتیں اور کے الیکٹرک سمیت مُلک میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کرنے والے ادارے عوامی مسائل حل کرنے یا کرانے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کررہے ہوتے تو یوں شہرِ کراچی میں سورج کی گرمی گردی اور محکمہ کے الیکٹرک کی ہٹ دھرمی سے ہزاروں غریب لوگ قبر کی آغوش میں نہیں چلے جاتے اور یوں کے الیکٹرک ، عوام صوبائی اور وفاقی حکومتیں آمنے سامنے نہ ہوتیں جیسے کہ یہ سب کے سب زبانوں کے تیز وتُند نشتر اور ایک دوسرے کے خلاف جملے بازی کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور ہاتھوں میں سنگ اُٹھائے ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کے درپے ہیں،اِن کے ایسا کرنے سے کچھ نہیں ہوگا،اِنہیں آپس میں لڑنے اور اپنی اپنی ذمہ داروں سے دامن بچانے کے بجائے اپنی نااہلیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لیتے ہوئے آئندہ کی دیرپا اور پائیدار حکمتِ عملی کے بارے میں سوچنا اور منصوبہ بندیاں کرنی چاہے تاکہ آئندہ پھر ایسا نہ ہو جیسا کہ آج شہر کراچی میں ہوگیا ہے اَب بلیم گیم کا سلسلہ ختم ہوجانا چاہئے اور ایک دوسرے پر سیاسی بازی لے جانے اور ایک دوسرے کی کردار کشی کرنے اور نیچا دیکھانے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیوں کہ جو لوگ حکمرانوں سیاستدانوں اور اداروں کی اِسی لڑائی کی

وجہ سے مرگئے ہیں اَب وہ تو واپس نہیں آئیں گے مگر ابھی جو زندہ ہیں اِنہیں تو ضرور بچایا جاسکتا ہے۔

بہرحال ...!! کراچی میں آگ برساتے سورج اور بڑھتی ہوئی گرمی میں کے الیکٹرک کی نجی ظالم انتظامیہ کی طرف سے اعلانیہ و غیراعلانیہ اور فنی خرابی کے بہانے گھنٹوں طویل لوڈشیڈنگ کے باعث سیکڑوں (ہزار اباره سو) ہلاکتوں پر وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی نے اپنے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں لوڈشیڈنگ کی ذمے دار پیپلز پارٹی ہے، کے الیکٹرک کو مطلوبہ بجلی فراہم کررہے ہیں، اگرِاس ادارے کو ٹیک اوور کرناپڑاتو پیچھے نہیں ہٹیں گے،''جس پر کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کے ہاتھوں ستائے ہوئے اہلیانِ کراچی عابد شیر علی کو سلام پیش کرتے ہیں اورِان سے کہتے ہیں کہ اِس نیک کام میں ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے ادارے کو قومی تحویل میں لے لیاجائے تو اہلیان کراچی کے عوام کو کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ سے نجات مل جائے گی جبکہ دوسری طرف عابدشیر علی کے جذباتی مگر حقیقت پر مبنی بیان کے برعکس ن لیگ کے ہی وفاقی وزیرپانی و بجلی خواجہ آصف نے ہاتھ جوڑ کرمعذرت خواہانہ لہجے میں کہاکہ ''کے الیکٹرک کو ٹیک اوور کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں'' جس پر عوام کو ایسالگاکہ جیسے سندھ حکومت تو سندھ حکومت ہماری وفاقی حکومت بھی کے الیکٹرک کے سامنے بے بس

ہو گئی ہے اور اِس کے ساتھ ہی خواجہ آصف کا یہ کہنا بھی اہلیانِ کراچی کے لئے پریشانی کا باعث بنا کہ ’’کے الیکٹرک کے کسی بھی ایسے رویئے پر جس کی وجہ سے کچھ بھی ہو جائے ہمارا اِس پر حق نہیں ہے اِس پر ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں‘‘ حالانکہ آج یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کے الیکٹرک میں 25 سے 26 فیصد حصص میں وفاقی حکومت بھی حصہ دار ہے اِس پر وفاقی وزیر خواجہ آصف کا یہ کہنا کہ ہمارا کے الیکٹرک سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے‘‘ کیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت نج کاری کے بعد کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے کچھ پوچھ گچھ کرنے کی بھی حقدار نہیں ہے..؟؟ کیا حکومت نے اپنے قومی اداروں کی نجی کاری منصوبوں کو اتنا بے لگام کر دیا ہے کہ قومی اداروں کی نج کاری کے بعد کوئی بھی نجی انتظامیہ سرزمینِ پاکستان میں کچھ بھی کرتی پھرے تو حکومت اِس سے پوچھنے والی نہیں ہوگی..؟؟۔

جیسا کہ آج قومی اداروں کی نج کاری کی دلدادہ ن لیگ کی حکومت نے ’’کے الیکٹرک‘‘ کی انتظامیہ کے حالیہ بے حس رویوں پر اِس سے پوچھ گچھ کرنے سے معذرت کر لی ہے اور' اِسے بے لگام چھوڑ دیا ہے اور کراچی کے شہریوں کو کے الیکٹرک کی منافع خور انتظامیہ کے ظالمانہ رویوں کی نظر کر کے خود کو بچالیا ہے اور شہر کراچی کے عوام کو کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کے بے رحمانہ رویوں پر بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے کیا یہی ن لیگ کی حکومت کا قومی اداروں کو نج کار

ی کے بعد کا رویہ رہے گا تو پھر ایسی حکومت اور اِس کے قومی اداروں کی نجی کاری منصوبوں کو پاکستانی قوم پوری قوت سے مسترد کرتے ہیں اور اَب آرمی چیف جنرل راحیل شریف سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی نااہلی پر کے الیکٹرک کو دوبارہ حکومتی تحویل میں لیں اور اِسے پھر سے کے ای ایس سی کا نام دے کر مُلک کا ایک فعال ادارہ بنائیں اور شہر قائد میں کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کی وجہ سے سیکڑوں میں ہونے والی ہلاکتوں پر کراچی اور دُبئی میں بیٹھی کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے خلاف فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلاکر اِنہیں سخت ترین سزائیں دی جائیں اور ن لیگ کی حکومت کو متنبہ کریں کے وہ قومی اداروں کو نج کاری کے نام پر کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کے عمل سے رک جائے۔

آج ایسا پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ صرف شہرِ کراچی میں گرمی اور لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہیٹ اسٹروک اور ڈائریا کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد 1000 سے تجاوز کرچکی ہے جو کہ نہ صرف سندھ حکومت اور اہلیانِ کراچی بلکہ وفاقی حکومت کے لئے بھی باعثِ تشویش ہونی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا ہے جس کی اہلیان کراچی اپنی سندھ اور وفاقی حکومتوں اور شہرِ کراچی سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعتوں سے توقع رکھے ہوئے تھے ،بلکہ آج دنیا کے بارہویں انٹرنیشنل شہر کراچی میں اتنی بڑی تعداد میں گرمی میں (دومرتبہ پہلے سابق

آمر جنرل پرویز مشرف اور دوسری بار آصف علی زرداری کے دورِ حکومت میں فروخت ہونے والے ادارے) کے الیکٹرک کی نااہلی کی وجہ سے اعلانیہ، غیر اعلانیہ اور دانستہ فنی خرابی کا بہانہ کرکے کی جانے والی طویل لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں پر دونوں (سندھ اور وفاقی حکومتوں اور مُلک کی تمام اپوزیشن جماعتوں کی) جانب سے اپنا اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے سیاسی داؤ پیچ اور مختلف حربے استعمال کئے جارہے ہیں اوران سب ہی کی جانب سے مختلف بہانوں سے کے الیکٹرک کی نااہل انتظامیہ کو بچانے کے لئے ایک دوسرے کو ذمہ دار قرار دے کر معاملے کو گھومانے کی کوششیں کی جارہی ہے،اور عوام کے سامنے یہ شو کیا جارہا ہے کہ انہیں شہر کراچی میں پڑنے والی گرمی اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی ذراسی نااہلی اور فرسودہ حکمتِ عملی کی وجہ سے طویل لوڈشیڈنگ کے باعث اتنی بڑی تعداد میں ہونے والی ہلاکتوں پر بڑا دُکھ ہے۔

مگر دراصل ایسا نہیں ہے جیسا کہ حکومت سندھ اور وفاق سمیت کچھ سیاسی جماعتوں کی جانب سے شہر کراچی کے باسیوں کو باور کرایا جارہا ہے، حقائق اِس کے یکدم برعکس ہیں کیونکہ آج سے آٹھ نو سال قبل جب سابق آمر جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں کراچی کو بجلی سپلائی کرنے والے پرانے ادارے محکمہ کے ای ایس سی کی نج کاری کی جارہی تھی، تب سندھ اور وفاق سے تعلق رکھنے والی تمام بڑی جماعتوں کی پوری مرضی شامل تھی کہ محکمہ کے ای ایس سی کو نجی تحویل میں دے

دیاجائے یوں محکمہ کے ای ایس سی نجی تحویل میں چلاگیاتب سے آج تکجس کی پرائیویٹ انتظامیہ نے سوائے اپنانیانام ''کے الیکٹرک'' رکھنے کے ادارے میں کوئی تبدیلی اور ترقی نہیں کی ہے، یعنی یہ کہ آج شہر کراچی میں نئے نام کے الیکٹرک سے متعارف ہونے والے ادارے کی انتظامیہ نے آٹھ نو سالوں کے دوران سوائے شہر کراچی کے عوام سے بوگس اورزائد بلنگ سے رقمکمانے کے اپنے صارفین اور ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک یونٹ بجلی بھی خود سے پیدانہیں کی ہے بلکہ آج یہ حقیقت ہے کہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو وفاق سے ایک معاہدے کے تحت 650 میگاواٹ جو بجلی مل رہی ہے یہ اِس پر ہی اپنی دُکان چمکارہی ہے جس کے لئے کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے شہرِ کراچی میں لوڈشیڈنگ کاپریشان کُن اور جان لیواشیڈول متعارف کرایااور یوں تب سے آج تک کے الیکٹرک کی انتظامیہ اِس پر سختی سے عمل پیراہے اور جیسے جیسے وقت گزرتاجارہاہے کے الیکٹرک کی انتظامیہ اپنے اِس فنِ لوڈشیڈنگ میں اپنے صارفین کو بجلی چوری کاالزام لگاکراوسط بلنگ جاری کررہی ہے اوراپنے فنِ لوڈشیڈنگ میں مہارت حاصل کرتی جارہی ہے اورآج یہ اپنی اِس اِنسانیت سوز مہارت میں اتنی یکتااور بے مثال ہوگئی ہے کہ پچھلے پانچ دِنوں سے شہرِ کراچی میں آگ.برساتے سورج اورظالم کے الیکٹرک کی اعلانیہ، غیراعلانیہ اور فنی خرابیوں کاڈھونگ رچاکر بجلی بچانے کی ڈرامہ بازیوں کی وجہ سے 1000 سے زائد افراد کی ہلاکت نے کے الیکٹرک کی منافع خور انتظامیہ کی نااہلی کی قلعی

کھول دی ہے، آج جس پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے خلاف کراچی کے عوام سراپا احتجاج ہیں، ابھی جب میں یہ سطور رقم کر رہا ہوں تو اِس دوران بھی کراچی کی کوئی گلی کوئی محلّہ اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کے الیکٹرک کے ظالمانہ رویئے کے خلاف احتجاج کی صورت میں اپنا غصہ ریکارڈ نہ کروا رہا ہوں۔

اگرچہ گزشتہ دِنوں محکمہ کے ای ایس سی کی نج کاری کے بعد نئے نام سے متعارف کئے جانے والے ادارے کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کی جانب سے کراچی کے صارفین بجلی کے رویوں کے خلاف آٹھ نو سالوں بعد سندھ اسمبلی کے اجلاس میں پہلی بار اراکین اسمبلی نے آوازِ احتجاج بلند کی ،جس میں اُنھوں نے (اِس رمضان المبارک اور منہ توڑ سینہ زور گرمی کے مہینے یعنی کہ) ماہِ رواں میں کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی طرف سے اپنے صارفین کے ساتھ روا رکھے گئے ظالمانہ رویوں جس میں روزانہ کی بنیاد پر اعلانیہ ، غیر اعلانیہ اور فنی خرابیوں کا ڈھونگ رچا کر طویل لوڈشیڈنگ کے جاری سلسلوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ "کے الیکٹرک انتظامیہ شہرِ کراچی کے صارفین کی خدمت کرنے میں ناکام ہو گئی ہے، جس کی کارکردگی کی قلعی پانچ دِنوں میں پڑنے والی گرمی اور شہر بھر میں ہونے والی طویل لوڈشیڈنگ سے کھل گئی ہے اور اِس گرمی کے موسم میں اِس کی نااہلی کا ثبوت یہ ہے کہ شہر میں بجلی کے طویل تعطل کے باعث پانچ دِنوں میں ہونے والی 1000 افراد کی ہلاکتیں ہیں ، سندھ اسمبلی کے اجلاس میں اراکین نے

کراچی میں گرمی کے باعث ہلاکتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ہلاکتوں کا ذمہ دار کے الیکٹرک اور وفاقی حکومت کو قرار دیا،اُنھوں نے ہلاکتوں کے ذمہ دار کے الیکٹرک اور وفاقی حکومت کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیااور کہاکہ کراچی میں ہلاکتوں کے ذمہ دار یہی ہیں جن کے خلاف مقدمہ درج کیا جانا محرومین اور اِن کے لواحقین کے ساتھ انصاف دِلانے کے مترادف ہے۔

بہر حال...!!کیا قیامت خیز گرمی اوراِس گرمی میں پانی و بجلی سے محروم شہر کراچی میں ہزار بارہ سوتک ہونے والے معصوم انسانوں کی ہلاکت و شہادت پر سندھ اور وفاق کے ٹھنڈے ایوانوں میں بیٹھے حکمرانوں کو غیرت آئے گی...؟؟اور وہ کیا شہر کراچی میں پانی و بجلی سے محروم عوام کو کے الیکٹرک کی ظالم انتظامیہ کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کیلئے حقیقی معنوں میں سنجیدگی کوئی سخت اقدام اُٹھائیں گے...؟؟یا اپنے اپنے مگرمچھ کے آنسو بہاکر اور ایک دوسرے پر الزامات لگاکر عوام کو بے وقوف بناتے رہیں گے...؟؟ یا شہر کراچی میں ہزارابارہ سوتک مرنے یا شہید ہونے والے معصوم اِنسانوں کے ،کے الیکٹرک کی قاتل انتظامیہ کے خلاف مقدمہ درج کرائیں گے..؟؟یا سندھ و وفاق میں بیٹھے حکومتوں کے ذمہ داران پھر کسی نئے حادثے یاالم ناکی کے لئے کوئی نئی منصوبہ بندی کررہے ہوں گے...؟؟اور قومی خزانے کو اپنی اور اپنے فیملیز ممبران کی عیاشیوں کے لئے خرچ کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہوں گے...؟؟اِن کا کیا ہے

چاہئے ساری پاکستانی عوام مرجائے اِن کا کیا جاتا ہے..؟؟ یہ اور اِن کے خاندان کے افراد تو محفوظ ہیں اِنہیں بس یہی تو چاہئے، مگر شائد اقتدار اور اختیار اور دولت بٹورنے کے چکر میں یہ لوگ یہ بھی بھول گئے ہیں کہ کفن کی جیب نہیں ہوتی ہے یہی حال رہا تو ایک نہ ایک دن یہ بھی ایسے ہی مریں گے جیسے کہ بے گور و کفن معصوم پاکستانی مر رہے ہیں۔

عالم اسلام کے لئے خوشخبری

آج یقیناً اُمتِ مسلمہ اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے یہ خوشخبری باعثِ اطمینانِ قلب وسکون ہوگی کہ موجودہ صدی میں ازلی اسلام دُشمن عناصر یہ بات تسلیم کرنے لگے ہیں کہ " اسلام دنیاکا سب سے بڑااور تیزی سے پھیلنے والامذہب بن گیاہے"۔ایک ایسے وقت میں کہ جب اسلام مخالف طاقتیں اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈوں اور دین اسلام کے پیروکاروں کے خلاف طرح طرح کے منفی حربے استعمال کرکے اِنسانیت سُوز سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں تو وہیں واشنگٹن سے اِس خبر کا یوں آجانا کہ " اسلام نے اپنے مخالفین کی مخالفتوں کے باوجود یہ ثابت کردیاہے کہ اسلام دنیاکا سب سے بڑااور تیزی سے پھیلنے والامذہب بن گیاہے"۔

آج دنیا واضح طورپر دو تہذیبوں میں بٹ چکی ہے ایک یورپ سے متاثر آزاد خیال طبقہ ہے تو دوسرا دین سے دور آزاد خیالی سے بیزار اپنی حقیقت کو مذاہب میں پہچاننے کے لئے سرگرداں طبقہ ہے، آزاد خیال کے دلدادہ کا یہ کہناہے کہ موجودہ صدی میں جتنی بھی ترقی ہوئی ہے یہ ترقی ہر قسم کی قیدوں سے آزاد، آزادخیال طبقے کی ہی مرہونِ منت ہے جبکہ آزادخیال طبقے کا یہ کہناانتہائی مضحکہ خیز ہے کہ 21ویں صدی میں ہونے والی سائنسی ترقی میں کسی مذہب کے

پیروکاروں کا اتنا عمل دخل نہیں ہے جتنا کہ آج ہونے والی سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں آزاد خیال طبقے کا ہاتھ ہے ایسے میں راقم الحرف کا یہ کہنا ہے کہ آزاد خیال طبقے کا یہ خیال اور نظریہ یکدم غلط اور بے بنیاد لگتاہے کہ دنیا کی ترقی میں آزاد خیال طبقے کے علاوہ کسی مذہب کے ماننے والوں کا کوئی حصہ نہیں ہے ،آج اگر ادیانِ کُل کے شہنشاہ دین اسلام اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ربِ کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اُتاری جانے والی کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید کا بطور مطالعہ کیا جائے تو بنی وانسان کو معلوم ہوگا کہ اِس کتاب میں اگلی پچھلی تہذیبوں اور زمانوں میں ہونے والی ہر ظاہر وباطن ترقی کا کھول کھول کر تذکرہ موجود ہے جب ایساہے تو پھر آزاد خیال طبقے کا اپنے لئے یہ خود ساختہ دعویٰ غلط ثابت ہوجاتاہے کہ موجودہ دور میں ساری ہونے والی سائنسی ترقی میں آزاد خیال طبقے کی ذہنی صلاحتیں ہیں کارفرماہیں اور بس کسی مذہب کے ماننے اور راسخ الاعتقاد کا کوئی حصہ نہیں ہے تو دنیاکے ایسے آزاد خیال اور لبرل ازم کے دلدادوں کو اپنی اصلاح کرلینی چاہئے کہ آج تک دنیامیں جتنی بھی سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی سامنے آتی رہی ہیں، آرہی ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم ہے تب تک ترقی ہوتی رہے گی اِن سب کے درپردہ قرآن میں بیان کی گئیں نشانیاں ہیں،آج دنیامیں اسلام دُشمن سازشی طاقتیں اپناقد اُونچا کرنے کے خاطر اسلام کے خلاف اپنے منفی پروپیگنڈے اور سازشیں کرنا چھوڑدیں تو سو میں سے سو فیصد جتنا ذہنی سکھ اور چین اسلام کے ماننے والوں

کو حاصل ہوگا اُتنا دنیا کے کسی کے دین و مذہب کے پیروکاروں کو کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکے گا یقین نہ آئے تو دوسرے ادیان کے پیروکار اسلام میں داخل ہو کر دیکھ لیں ، آج دنیا کے جن دوسرے مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے مذاہب کو چھوڑ کر اسلام کو اپنایا ہے یقیناً اُنہیں اپنے مذہب سے زیادہ مذہبِ اسلام میں خوبیاں اور سُکون اور چین ملا ہوگا تب ہی تو یہ لوگ اپنے مذاہب کو خیر باد کہہ کر اپنی حقیقت کو جاننے اور پہچاننے کے لئے اسلام کے دائرکار میں داخل ہو کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو ہی سنوار رہے ہیں۔

ایسے میں اُمتِ محمدی ﷺ اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے یہ خبر واشنگٹن سے خبر رساں ایجنسی صباح نیوز نے دی ہے کہ ”امریکی اخبار کی ایک رپورٹ میں وثوق سے یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے بڑا اور تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے اخبار نے اپنی اگلی سطور میں کیتھولک رہنما مار سینیو فارمنٹی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اِس کیتھولک رہنما نے ایک امریکی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اسلام عیسائیت پر غالب آگیا ہے، اُنہوں نے کہا کہ کیتھولک دنیا کی آبادی کا 70.4 فیصد جبکہ مسلمان 19.4 فیصد حصہ ہیں جس کی وجہ مسلمانوں کی شرح پیدائش میں مسلسل اضافہ ہے جبکہ کیتھولک رہنما نے اپنے انٹرویو میں انتہائی مایوسیانہ انداز سے یہ انکشاف بھی کیا کہ رومن کیتھولک عیسائی دنیا میں آبادی کے لحاظ سے کم سے کم

ہوتے جارہے ہیں اوراِسی طرح ۔برطانوی ادارے کی رپورٹ کے مطابق ایک ۔برطانوی سینئر سرجن رتھس نے بھی گزشتہ ۔برس اسلام قبول کرلیا اور گزشتہ ۔برسوں کے دوران بغیر کسی دباؤاور جبر کے بس اسلام اور قرآن وحدیث اوراسلامی تعلیمات و حضورپُرنور حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ اور مسلمانوں کے اخلاق اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متاثر ہوکر 5 ہزار2 سو برطانوی باشندے عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوگئے جبکہ پچھلے دس ۔برس کے دوران تقریباً ایک لاکھ ۔برطانوی ہنسی خوشی اوراحسن طریقوں سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جو ۔برطانیہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہے اخبار میں یہ بھی دعویٰ کیاگیاہے کہ اسلام قبول کرنے والوں میں 62 فیصد خواتین کی ہے جن کی اوسط عمریں ستائیس سال ہیں''۔

آج بیشک ، جہاں یہ بات عالم اسلام اور اُمتِ مسلمہ کے لئے باعث خوشی اور مسرت ہے تو وہیں یہ نقطہ بھی عالم اسلام کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، اداروں کے سر۔براہان سمیت ہر خاص وعام کو بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ ہم اپنے قول وفعل اور کردار وگفتار میں حق وسچ کو ترجیح دیں اوراپنی زندگی کے معاملات میں جھوٹ کی ذرا بھی آمیزش نہ ہونے دیں اگر ہم اِس سے بچ گئے تو پھر کوئی حرج نہیں کہ اگلے ۔برسوں میں ساری دنیا کا بس ایک مذہب اسلام ہوگا پھر دنیا میں امن وآشتی ہوگی اور عفوودرگزراور بھائی چارگی کا بول بالا ہوگااور دنیا سے قتل وغارت گری دہشت گردی نیست نابود ہوجائے

گی کیوں کہ آج دنیامیں دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا جو بازار گرم ہے اِس کے
ذمہ داراسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے ہیں جنھوں نے خود سے اسلام
کے خلاف محاذ کھول رکھاہے اور
اپناقداُونچاکرنے کے خاطر اسلام کے خلاف سازشوں اور پروپیگنڈوں سے دنیاکو دہشت
گردی اور قتل وغارت گری کی نظر کئے ہوئے ہیں اَب اِنہیں دنیاکوامن کا گہوارہ بنانے
کیلئے اسلام کی حقیقت کو تسلیم کرنالازمی ہوگیاہے۔(ختم شُد

محمداعظم عظیم اعظم azamazimazam@gmail.com

کراچی ہلاکتوں پر حکمرانوں اور سیاستدانوں کی اپنی اپنی ڈفلی

ٹھیک ہے کہ، آج لوڈشیڈنگ کی وجہ نواز حکومت کی نااہلی ہے کیا پہلے زرداری حکومت نہیں تھی.. ؟

کراچی ہلاکتوں پر حکمرانوں اور سیاستدانوں کی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ جبکہ کے الیکٹرک اصل ذمہ دار ہے

لیجئے جناب..!! سوپ توسوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سوچھید، پچھلے دِنوں پاکستان پیپلزپارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری نے لوڈشیڈنگ کے حوالے سے مظاہروں پر پیپلزپارٹی پنجاب کے صدر منظوروٹو کو اپنے ایک پیغام میں کہاہے کہ لوڈشیڈنگ کی وجہ نوازشریف کی نااہلی ہے، کراچی میں گرمی سے اموات کی ذمہ دار کراچی الیکٹرک اور وفاقی حکومت ہے،کے الیکٹرک نے بجلی کی فراہمی کے حوالے سے جاری لائسنس کی شرائط پوری نہیں کیں ، وہ بھی ہلاکتوں کی ذمہ دارہے ، مظاہروں کے ذریعے وفاقی حکومت کی نااہلی کو عوام کے سامنے بے نقاب کرنے کا عمل جاری رہنا چاہئے اور وغیروغیرہ ..

اَب ایسے میں یہاں بہت سے سوالات عوام کے ذہنوں میں جنم لے رہے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ آج لوڈشیڈنگ کی وجہ نوازحکومت کی نااہلی ہے مگر بلاول جی..! نواز سے پہلے تو آپ کے پیارے ابوجان زرداری صاحب کی حکومت تھی اُنھوں نے اپنے پانچ

سالہ دورِ اقتدار میں سوائے مصالحتوں کی سیاست کرنے اور اپنے پرائے روٹھے ہوؤں کو منانے کے کونسا بجلی بحران ختم کر دیااورادیا..؟ بلاول سائیں..!!پوچھیں اپنے ابوجان زرداری صاحب سے کہ کے الیکٹرک کی ناقص کارکردگی پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے اپنے دورِ حکومت میں کتنی مرتبہ پوچھ گچھ کی اور کتنی مرتبہ اِن کے کان کھینچے..؟؟اگرآپ کے ابوزرداری صاحب..اپنے دورِ حکومت میں اپنی مصالحت پسندانہ سیاست کے ساتھ ساتھ مُلک سے بجلی بحران اورکے الیکٹرک کا قبلہ درست کرنے کے لئے مخلص ہوتے توآج یقیناًمُلک سے بجلی بحران بھی ختم ہوچکاہوتااورکے الیکٹرک کی جاری ہٹ دھرمی بھی یوں جاری نہ رہتی جیسی کہ آج یہ پوری قوت سے جاری وطاری ہے..اوراِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سابق صدرآصف علی زرداری اور اپنی پارٹی کے جیالوں سے ضرورپوچھیں کہ وہ کیاوجوہات تھیں کہ اِنہوں نےمُلک سے اپنے دورِ حکومت میں بجلی بحران کے خاتمے سمیت کے الیکٹرک کی انتظامیہ سے اپنی کارکردگی کو بہتر کرنے اور کرانے جیسے اقدامات کیوں نہیں کروائے..؟؟اوریہ بھی پوچھیں کہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ نے کیوں شہر کراچی کو اندھیروں میں ڈبونے کے لئے تانبے کے تاروں کی جگہہ ایلمونیم کے تارلگائے..؟؟اورایسابہت کچھ کس کے کہنے اور کس کے اشارے پر کیاگیا؟؟اور یہ بھی پوچھنے اور جاننے کی کوشش کریں کہ ایلمونیم کے تاروں کی کس کی صنعت ہے اور کس کس کے اِس میں شیئرز ہیں ..؟؟اوریہ بھی ضرورپوچھیں کہ کے الیکٹرک کے ساتھ کس کس کے کیاکیااورکیسے

کیسے سیاسی و ذاتی اور خفیہ مالی مفادات وابستہ ہیں ..؟؟آپ کو جب اِن سارے سوالات کے جوابات مل جائیں تو پھر کسی پر الزام تراشی کریں تو بات سمجھ میں آتی ہے،ویسے آپ کی یہ بات ٹھیک ہے کہ آج لوڈشیڈنگ کی وجہ نواز حکومت کی نااہلی ہے۔ کیونکہ عوام کو بھی یہ لگنے لگاہے کہ نواز حکومت بھی مُلک سے بجلی بحران کے خاتمے اورکے الیکٹرک کی ناقص کارکردگی کو ٹھیک کرنے میں کچھ مخلص تو نہیں ہے آج اگر یہ مخلص ہوتی تو اَب تک مُلک سے آٹے میں نمک.برابر ہی بجلی بحران ختم ہوچکا ہوتا اور کراچی میں ہزاروں کی تعداد میں ہونے والی ہلاکتوں پر نجی ادارہ کے الیکٹرک قومی تحویل میں آچکا ہوتا اور دوبارہ سرکاری تحویل میں اپنی کارکردگی کے بہترین جوہر دکھارہاتو اور جب ایسا ہوتا تو پھر کراچی میں بلاتعطل بجلی کی سپلائی بھی جاری رہتی تو گرمی سے ہونے والی اتنی ہلاکتیں بھی نہ ہوتیں آج جتنی تعداد مرنے والوں کی ہوچکی ہے۔

آج یہ کیسا عجیب دورآگیاہے کہ حالیہ دِنوں میں کراچی میں سورج گردی سے زیادہ کے الیکٹرک جیسے ناکارہ اور نااہل ادارے کی ناقص کارگردی کی وجہ سے ہزاروں افراد کی ہلاکت کا ذمہ دار ادارہ کے الیکٹرک بھی حکومت سے نہیں سنبھل پارہاہے،اور میرے مُلک میں وفاق سے سندھ وپنجاب اور بلوچستان سے خیبر پختونخواہ تک (کے الیکٹرک سے) اپنے سیاسی و ذاتی مفادات کی گھٹی میں ترحکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان سمیت سب ہی کراچی میں

ہزاروں کی تعداد میں ہونے والی ہلاکتوں پر ایک نجی ادارے کے الیکٹرک کی ناقص کارکردگی کے باوجود بھی اِس کی نااہلی پر پردہ ڈالنے اور اِسے بچانے کے لئے جان کی بازی لگارہے ہیں جب دنیاکے کسی بھی مُلک میں ایسی ہی صورت حال پیدا ہوجائے تو پھر قوم کس سے اپنی عافیت اور بھلائی کی اُمیدیں رکھے اور کس کے آگے اپنے مظالم کی دادرسی کے لئے فریادیں کرے..؟؟جب سب ہی بُرائی کو بُرائی جان کر بھی اچھائی کے گیت گائیں اور وجہ بُرائی پر پردہ ڈالنے لگیں تو پھر کیا قوم کو اپنا حق چھین لینے کے لئے طاقت کے استعمال کا فیصلہ کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہوگا..؟؟۔

بہرحال..!اَب ایسے میں شہرِ قائد کراچی کا ہر باسی یہ سوچ رہاہے کہ آخر کے الیکٹرک میں ایساکیا جادو ہے...؟؟جس کے خاطر سب ہی کے الیکٹرک جیسے نااہل اور ناکارہ ادارے کو بچانے کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگارہے ہیں، اور کیاوفاقی حکومت گرمی کی شدید لہر کے دوران کراچی میں بجلی کی عدم فراہمی اور کے الیکٹرک کی جانب سے دانستہ طور پر بجلی کی پیداوار محدود رکھنے کے معاملے کی باقاعدہ تحقیقات کرنے کے بعد بھی کے الیکٹرک کو مرضی چلانے پر چھوڑدے گی..؟حقائق معلوم ہوجانے پر کے الیکٹرک کے خلاف کوئی سخت قدم بھی اُٹھائے گی..؟یہ جانتے ہوئے بھی کہ سورج سے برستی گرمی پر توکسی کازور نہیں تھااگر کے الیکٹرک بلاتعطل بجلی کی سپلائی جاری رکھتی تو سوفیصدی یقین

ہے کہ کراچی میں پڑنے والی گرمی سے اِتنی ہلاکیں نہیں ہوتیں اَب جتنی کہ ہزاروں میں ہو گئی ہیں جبکہ یہاں ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ پچھلے اور موجودہ دورِ حکومت میں بھی نااہل کے الیکٹرک کی انتظامیہ کھلم کھلا وفاق کے احکامات اور ہدایات کو جوتے کی نوک پر مارتی ہے ، یہ کچھ بھی کرلے کے الیکٹرک کی انتظامیہ کسی کی ایک نہیں سُنتی ہے مگر اِس کے باوجود بھی حکمران الوقت کے الیکٹرک کے آگے بے بس ہو کر بھی کے الیکٹرک کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے تمام حکومتی مشینری کو استعمال کر رہے ہیں،یقیناًاِس میں حکومت اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے درمیان کوئی نہ کوئی ایسے اندرونی طور پر ذاتی مفادات پوشیدہ ہوں گے جن پر حکومت کے الیکٹرک کے مفادات کی جنگ لڑرہی ہے اور اِسے بچارہی ہے حالانکہ کراچی میں ہزاروں میں ہونے والی ہلاکتوں کے بعد کوئی چارہ نہیں رہ جاتاہے کہ حکومت کے الیکٹرک کو اِس کی نااہلی اور ناقص کارکردگی کی بناپر ماضی اور حال میں کئے گئے معاہدوں کو کالعدم قراردے اوراِسے دوبارہ حکومتی تحویل میں لے کراِسے اپنے زیر نگرانی میں چلائے ۔

ایساایک آج ہی سے نہیں ہورہاہے بلکہ یہ تو ازل سے ہی ہوتاچلاآیاہے کہ اپنے عیب کسی کو نظرآتے مگر دوسروں کے عیبوں کو گنوانے میں ایک انسان دوسرے انسان پر سبقت لے جاتاہے،آج اگر ہم کراچی ہلاکتوں کی وجوہات کا جائزہ لیں تو یہ

بات واضح ہوگی کہ کراچی میں حالیہ دنوں میں ہونے والی سورج گردی سے ہونے والی ہلاکتوں میں "کے الیکٹرک" نے معاون اور مددگار کی حیثیت سے نمایاں کردار ادا کیا ہے،اَب یہ اور بات ہے کہ سندھ اور وفاقی حکومتیں اپنے اپنے سیاسی مقاصداور مفادات کے خاطر کراچی کے مظلوم عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے ایک دوسرے پر الزامات لگارہی ہیں اور کے الیکٹرک کی نااہلی کے باعث کراچی میں ہونے والی ہلاکتوں پر دیرپااقدامات کرنے کے بجائے آپس میں ہی اُلجھ رہی ہیں اور ٹائم پاس کرنے کے لئے اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپناراگ بجارہی ہیں جبکہ اِنہیں یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ کراچی میں موسمی تبدیلی کی وجہ سے ہزاروں میں ہونے والی ہلاکتوں کی اصل ذمہ دار "کے الیکٹرک" ہے مگر پھر بھی پتہ نہیں کیوں کوئی کے الیکٹرک کے خلاف کچھ کرنے سے قاصر ہے..؟؟۔

عوامی مسائل پر سیاست کرنے والوں، حکمرانو، اپنی اپنی لڑائیوں میں عوام کو تو بخش دو ...!!

اِس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ، کراچی میں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے ہلاکتوں کے ذمہ کے الیکٹرک اور دارادارے نہیں...

گزشتہ دِنوں سے اَبتک کراچی میں پڑنے والی قیامت خیز گرمی اور کے الیکٹرک سمیت سندھ انتظامیہ کی جانب سے مسلسل کی جانے والی ضداور ہٹ دھرمی اور نااہلی کے باعث اپنی اپنی ذمہ داریاں ایک دوسرے کے کاندھوں پر ڈال کر خود کو بچانے اور کنی کٹا کر نکل جانے والے رویوں کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد پندرہ سو تجاوز کرچکی ہے اور ابھی جب میں یہ سطور رقم کر رہا ہوں تو شہر میں ہیٹ اسٹروک اور کے الیکٹرک کی اعلانیہ و غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ اور گرڈ اسٹیشنوں اور ایلمونیم کے تاروں میں فنی خرابیوں کے باعث بجلی کی سپلائی میں آنے والے تعطل کی وجہ سے بالخصوص شہر کے مضافاتی اور غریب علاقوں سے تعلق رکھنے والے ہر عمر کے غریبوں کے بیمار ہونے اور مرنے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

ایسے میں شہر کراچی کے مضافاتی علاقوں سے تعلق رکھنے والے غریب یہ سوچ رہے ہیں کہ اَب یہ سلسلہ کدھر جاکر کس طرح رکے گا..؟؟اور کون روکے گا..؟؟ جبکہ

اِنہیں اُمید تھی کہ جب اپنی مصروفیات سے ذراسا وقت نکل کراِن کے بزنس مائنڈ کاروباری ذہانت اور صنعت کار طبقے سے تعلق رکھنے والے) وزیراعظم نواز شریف) کراچی کے موجودہ حالات میں کے الیکٹرک اور سندھ حکومت کی نااہلی اور فرسودہ انتظامات اور اقدامات کی وجہ سے پندرہ سو سے زائدہلاکتوں پرکے الیکٹرک اور سندھ حکومت سے بازپرس کرنے کے لئے کراچی کا اپنا ایک روزہ ہی سہی دورہ کریں گے اور گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے 15 سو سے زائد مرنے والوں کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرنے کے ساتھ ساتھ کراچی کے اسپتالوں میں ہیٹ اسٹروک اور کے الیکٹرک کے ہٹ دھرمی کی وجہ بیمار ہوجانے والے مریضوں کی عیادت بھی کریں گے،اور گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے اتنی بڑی تعداد میں ہونے والی ہلاکتوں پر کے الیکٹرک کو حکومتی تحویل میں لئے جانے اور کے الیکٹرک کے ذمہ داران کے خلاف مقدمہ قائم کرنے سمیت سندھ انتظامیہ کوآئندہ کے لئے کراچی والوں کو ایسی گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے بچاؤکے لئے سنجیدگی سے سخت اقدامات اور انتظامات کرنے کی ہدایات بھی کرکے جائیں گے، مگر اہلیان کراچی کی ایسی ساری اُمیدوں اور حسرتوں پر اُس وقت پانی پھرگیااور اُوس پڑگئی جب وزیراعظم نواز شریف کراچی آئے اور اُنہوں نے خود کو کراچی میں وزیراعلیٰ ہاؤس تک محدود رکھاجہاں وزیراعظم نے وفاق اور سندھ حکومت کے درمیان ہونے والے معاملات نمٹائے یوں وزیراعظم اور اِن کے ہمراہ آئے ہوئے افرادنے وزیراعلیٰ ہاؤس میں اپنے چند گھنٹے انتہائی مصروف گزارے اور جیسے تیسے سیاسی اور ذاتی

اُمور حل کرکے واپس اسلام آباد چلے گئے،اِس دوران نہ تو سندھ وزیراعلیٰ سندھ کو ہی کوئی خیال آیاکہ وہ وزیراعظم سے کہیں کہ وہ گرمی کے متاثرین کے لئے کسی امداد کا اعلان کریں اور نہ ہی کسی نے وزیراعظم نوازشریف کو یہ بھی یاد دلایاکہ ’’جناب وزیراعظم صاحب..!!کراچی کے کسی ایسے سرکاری اسپتال کا ہی دورہ کرلیں جہاں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے متاثر مریض زیرِاعلاج ہیں اِن کی ہی دادرسی کرلیں تاکہ اِنہیں احساس کہ آپ کی حکومت سیاسی طور پر آئین اور جمہوریت کی پاسداری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مصیبت زدہ عوام اوراِن کے مسائل کے حل کے لئے بھی متحرک ہے‘‘۔

مگرافسوس ہے کہ وزیراعظم نوازشریف جن کا ایک روزہ کراچی کا دورہ توگرمی اور ہیٹ اسٹروک سے مرنے والے پندرہ سوافراد کی ہلاکتوں پر اظہارِ تعزیت کرنے کے لئے تھاوہ اپناساراد ن کراچی میں وزیراعلیٰ ہاؤس میں وفاق اور سندھ حکومتوں کے سیاسی اور ذاتی معاملات ہی نمٹانے اور حل کرنے اور کرانے میں ہی گزار کرچلے گئے جس سے اہلیان کراچی کو سخت مایوسی ہوئی ہے۔

ہاں البتہ..!!وزیراعظم نوازشریف نے کے الیکٹرک اور سندھ حکومت کے رحم وکرما اور لاوارثوں کی طرح چھوڑے ہوئے اہلیانِ کراچی کی گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے ہونے والی ہلاکتوں پر (دل کی گہرائیوں سے تونہیں مگرزبان کی نوک

سے) رسمی طور پر انتہائی ہلکے پھلکے انداز سے چند ایسے جملے ضرور ادا کئے جن سے اِنہیں اور عوام کو یہ تشفی حاصل ہو کہ وہ وزیر اعظم پاکستان ہیں اور اِنہیں عوام کے دُکھ درد کا بڑا احساس ہے ''اُنہوں نے (کراچی کا نام لئے بغیر) کہا کہ مُلک میں گرمی کی لہر سے غیر معمولی صورت حال پیدا ہوئی، پاکستان کی تاریخ میں گرمی سے ہلاکتوں کا اِس طرح کا سانحہ اِس سے قبل پیش نہیں آیا، مُلک میں اِس طرح اموات کی مثال نہیں ملتی، دُکھ کی اِس گھڑی میں حکومت متاثرہ افراد (کی مدد کئے بغیر اِن)کے ساتھ ہے، اِس سانحے پر تمام متعلقہ ادارے جوابداہ ہیں اور اِس کے ذمہ داروں کا شفاف طریقے سے تعین کیا جانا چاہئے، غفلت برتنے والے محکموں کا کڑا احتساب ہوگا، کراچی کی موجودہ صورت حال میں غفلت کا مظاہرہ کرنے والے اداروں کے خلاف کڑا احتساب کیا جائے'' اور ایسے بہت سے اقدامات کرنے کے احکامات و جملے ادا کئے اور پھر واپس اپنے شہر اسلام آباد کے لئے روانہ ہوگئے جبکہ وزیر اعلیٰ ہاؤس میں وزیر اعظم نواز شریف کے کراچی کے ایک روزہ دورے کے دوران وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''وزیر اعظم سے کے الیکٹرک کے معاملے پر زیادہ بات نہیں ہوئی کیونکہ وہ کے الیکٹرک کی ''فیور'' کرتے ہیں'' اَب جس کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف اور سندھ حکومت سمیت سب ہی کے الیکٹرک کی فیور میں ہیں حالانکہ سب ہی یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ

موسم اور گرمی پر تو کسی کا اختیار نہیں ہے اگران دنوں جب کراچی میں سورج آگ برسارہاہے اور قیامت خیز گرمی عروج پر ہے اگر کے الیکٹرک زائد منافع خوری اور بجلی کی چوری کا ڈھونگ رچاکر طویل دورانیے کی لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری نہ رکھے اور بلاتعطل بجلی کی سپلائی جاری رکھے تو سوفیصد یقین کے ساتھ کہاجاسکتاہے کہ شہر کراچی میں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے اتنی ہلاکتیں کبھی نہ ہوتیں جتنی کہ ہوچکی ہیں اور ہورہی ہیں ایسے میں اداروں اور اشخاص کی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا الزام موسم پر ڈال کر نہیں بچاجاسکتاہے آج اگر دیکھاجائے تو گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے مرنے والوں کی زیادہ تعداد شہر کے اُن ہی مضافاتی غریب علاقوں کے لوگوں کی ہے جنہیں کے الیکٹرک دیدہ ودانستہ طورپر بجلی چوری کا ڈرامہ رچاکر اعلانیہ اور غیراعلانیہ اور فنی خرابیوں کی آڑمیں طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے جبکہ شہر کے اُن پوش علاقوں میں جہاں کے الیکٹرک بلاتعطل بجلی کی سپلائی جاری رکھے ہوئے ہے اِن علاقوں کے مکین اپنے گھروں میں پنکھوں اور اے سی کی ٹھنڈک میں بیٹھے ہیں اِن میں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے مرنے اور بیمار ہونے والے افراد کی تعداد آٹے میں نمک جتنی بھی نہیں ہے۔

آج اگر وزیراعظم نوازشریف اور سندھ حکومت اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ اپنے سیاسی اور ذاتی اور مالی مفادات کے خاطر کے الیکٹرک کو کراچی میں ہونے والی

ہلاکتوں کا ذمہ دار قرار نہ دے کر اِسے بچا رہے ہیں تو اِنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آج یہ سب کے سب کراچی میں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے مرنے والوں کی روح اور اِن کے لواحقین کے ساتھ بڑی زیادتی اور نااِنصافی کر رہے ہیں اور ایسے میں وزیراعظم نواز شریف سمیت سندھ حکومت اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ کا انتہائی ڈھٹائی سے سینہ پھولا کر یہ کہنا کہ '' کراچی میں ہونے والی ہلاکتوں میں کوئی اِنسانی غلطی نہیں اور نہ ہی کسی ادارے کی کوتاہی ہے'' تو یہ اہلیانِ کراچی اور انصاف کرنے والے اداروں اور جنرل راحیل شریف کو یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہئے کہ آج کراچی میں گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے جتنے بھی انسان مرے اور بیمار ہوئے ہیں اِن سب کا تعلق شہر کے مضافاتی اور غریب علاقوں سے ہی کیوں ہے..؟؟اور صرف اُن ہی علاقوں سے کیوں ہے جہاں کے الیکٹرک کا اعلانیہ و غیراعلانیہ اور اکثر فنی خرابیوں کی آڑ میں بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے اگر آج کراچی ہلاکتوں کی ذمہ دار کے الیکٹرک نہیں ہے گرمی اور ہیٹ اسٹروک اور موسم ہی ہے تو پھر کراچی کے پوش اور امیر علاقوں کے لوگ اِس گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے اتنی بڑی تعداد میں کیوں نہ مرے جتنی تعداد میں بجلی اور پانی سے محروم شہر کی غریب آبادی کے لوگ مرگئے ہیں..؟؟آج سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ بھی ہے کہ سورج تو سب پر یکساں گرمی برسا رہا ہے مگر زیادہ تر مرے تو صرف غریب اور اُن علاقوں کے ہی لوگ ہیں جنہیں کے الیکٹرک، نے بجلی کی سپلائی میں تعطل پیدا کر رکھا ہے اور اِسی وجہ سے اِن

علاقوں کے مکینوں کو پانی بھی میسر نہیں ہے۔

بہرحال ۔۔!!آج وزیراعظم نواز شریف ، سندھ حکومت اور کے الیکٹرک کی انتظامیہ یک زبان اور ایک قلب وجان ہو کر لاکھ یہ کہیں کہ کراچی ہلاکتوں میں اداروں اور اشخاص ذمہ دار نہیں ہیں تو یہ اِس صدی کا سب سے بڑا اور کھلا جھوٹ ہوگا جبکہ آج اگر گرمی اور موسمی تغیرات کا موازنہ کیا جائے تو آج ایک ہفتے سے یورپ میں بھی یہی سورج اپنی قیامت خیز گرمی برسا کر اپنے جوہر دکھا رہا ہے اور اسپین سمیت دیگر ممالک میں گرمی کی شدت 49 ڈگری سینٹی گریڈ تک ہے (ایسی ہی گرمی پچھلے دِنوں کراچی میں پڑی تھی) جبکہ آج وہاں (یورپ میں) اتنی بڑی تعداد میں ہلاکتیں ہونا تو درکنار ایک بندے کا پوتر نہ تو مرا ہے اور نہ ہی کوئی بیمار پڑا ہے جس کا ایک صاف اور واضح فرق یہ ہے کہ وہاں کوئی کے الیکٹرک جیسا نجی منافع خور ادارہ نہیں ہے جو اِس گرمی کے موسم میں بجلی کی سپلائی روک دے یا زائد لوڈ یا فنی خرابیوں کا بہانہ کرکے بجلی کی لوڈشیڈنگ کردے اور ہمارے ادارے کے الیکٹرک کی طرح اپنے مُلک کے شہریوں کو گرمی کے موسم میں زائد منافع خوری کے آڑ میں بجلی کی سپلائی بند کرکے حشرات الارض کی طرح حقیر فقیر اور بے توقیر سمجھ کر مارنے کے لئے اقدامات کرے اور اِس پر حکمران الوقت کی طرح یہ سب مل کر یہ دعویٰ بھی کریں کے ہلاکتوں کے ذمہ دار ادارے اور اشخاص نہیں ہیں ، بلکہ موسمی تغیرات ہیں ۔۔۔؟؟ کراچی ہلاکتوں پر وفاق اور

سندھ حکومتوں کا کے الیکٹرک کو بچانے کے خاطر یہ کہنا کہ ”کراچی ہلاکتوں کے ذمہ دار ادارے اور حکومتیں نہیں بلکہ موسمی تبدیلیاں ہیں “انتہائی مضحکہ خیز ہے جبکہ کراچی میں ہونے والی ہلاکتوں کی ساری ذمہ دار کے الیکٹرک ہے،اے عوامی مسائل اور قوم کی لاشوں پر اپنی اپنی سیاست کرنے والوں خدارا عوام کو اپنے اِس مشغلے میں تو بخش دو

...!!

آہ، وفاق نے کراچی کے صارفین بجلی پر بجلی بم گرادیا.!!

آہ، وفاق نے کراچی کے صارفین بجلی پر بجلی بم گرادیا.!! کیاوزیراعظم اِس لئے کراچی آئے تھے؟

کے الیکٹرک بوگس بلنگ اور بلاجواز لوڈشیڈنگ بند کردے تو...؟؟

آج جس طرح پہلے سے ایک منصوبہ بندی اور پلاننگ کے تحت ''نیپرااور وزارتِ پانی وبجلی نے کراچی کے گھریلو صارفین کے لئے بجلی 2تا4روپے فی یونٹ مہنگی کرکے کراچی کے صارفین بجلی پر بجلی بم گرادیاہے''اِس کی مثال نہیں ملتی ہے یوں وفاق کی جانب سے ہونے والے اِس اعلان پر کراچی کے عوام سخت حیران اور پریشان ہیں اور یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ ''کیا گزشتہ دِنوں وزیراعظم نوازشریف اِس لئے کراچی آئے تھے..؟؟اگراُنہیں کراچی والوں پر ایسا کوئی بجلی بم ہی گرانا تھاتواِنہیں کراچی آنے کی کیا ضرورت تھی..؟؟وہ یہ کام تواسلام آباد میں رہ (بیٹھ) کربھی کرسکتے تھے۔

ہاں البتہ.!! اَب نیپرااور وزارتِ پانی وبجلی کے اِس کراچی دُشمن اقدام سے یہ بات ضرور واضح ہوگئی ہے کہ دراصل وزیراعظم کا اپنی کابینہ کے چندافرادکے ہمراہ کراچی آناہی اِس بڑے حکومتی کام اور مقصدکے لئے تھاسووہ کراچی میں

گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے ہونے والی ہلاکتوں پر افسوس کرنے کے بہانے کراچی آگئے مگر وہ تو گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے ہزاروں مرنے والوں کے لواحقین اور متاثرین اہلیانِ کراچی کی دادرسی کئے بغیر ہی میڈیا کی خبروں میں آئے اور پھر واپس چلے گئے۔ حالانکہ آج بھی سورج سے آگ برستی گرمی اور اِس پر کراچی کے بعض مضافاتی غریب علاقوں میں کے الیکٹرک کی بلا کی طویل گھنٹوں کی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ اور ایلیومینئم رگِ گُل سے بھی زیادہ نازک اور کمزور) تاروں کے بار بار ٹوٹنے اور گرڈاشٹیشنوں) میں فنی خرابیوں کے بہانے لوڈشیڈنگ کی وجہ سے مرنے اور ہیٹ اسٹروک سے بیمار ہونے والوں کا سلسلہ ابھی بند تو نہیں ہوا ہے مگر جیسے ہی وزیراعظم کراچی کا اپنا ایک روزہ ہنگامی دورہ کرکے اسلام آباد پہنچے تو اُنھوں نے نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نیپرا) اور وزارتِ پانی و بجلی سے ساز باز کرکے کے الیکٹرک کے ستائے گرمی کے مارے اہلیان کراچی پر بجلی 2 تا 4 روپے فی یونٹ مہنگی کرنے کا اعلان کرکے بجلی بم گرادیا یعنی یہ کہ آج وفاق کے اِس اعلان پر اہلیانِ کراچی چیخ پڑے ہیں اور کراچی کے عوام وفاق کی نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی کی ملی بھگت سے ہونے والے اِس کراچی دُشمن اعلان کی زورمذمت کرتے ہوئے بلبلا کر یہ کہنے لگے ہیں کہ ”کھایا پیا کچھ نہیں پر گلاس توڑا بارہ آنے..!!“۔

اگرچہ ،اس تمام صورتِ حال میں ایک خبر کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی جانب سے یہ بھی آئی ہے جو کہ راقم الحرف کی نظر میں جہاں کے الیکٹرک کے اہلیانِ کراچی کے صارفینِ بجلی کے لئے بڑی حد تک خوش آئند ثابت ہو سکتی ہے بشرطیکہ کہ اِس میں کے الیکٹرک کی انتظامیہ کی تمام ظاہر و باطن نیت خود اِس کے اپنے پریشان حال صارفین بجلی کے ساتھ مخلص ہو تو وہیں یہ خبر یقیناً کے الیکٹرک کی انتظامیہ اور صارفینِ کے الیکٹرک کے لئے بھی حوصلہ افزا اور باعثِ تسکین و حق بھی ضرور ثابت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں، خبر کے مطابق کے الیکٹرک کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ کراچی کے رہائشی صارفین کے لئے بجلی کے نرخوں میں یکدم سے 50 فیصد تک اضافے کا کوئی نوٹیفکیشن تاحال کے الیکٹرک کو موصول تو نہیں ہوا ہے تاہم کے الیکٹرک کی انتظامیہ نیشنل پاور ریگولیٹری (نیپرا) اور وزارتِ پانی و بجلی کی جانب سے کے الیکٹرک کے گھریلو صارفین کے تمام سلیبز پر ہونے والے فوائد کے خاتمے کے فیصلے کے خلاف اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کرنے کا فوری فیصلہ کیا ہے اِس پر کراچی کے شہریوں کا یہ کہنا ہے کہ اگر واقعی کے الیکٹرک کی انتظامیہ اِس پر پُرخلوص ہے تو یہ ایک قابل تعریف اقدام ہوگا ورنہ کے الیکٹرک کا یہی فیصلہ اپنے صارفین پر عذاب بن کر نازل ہوگا۔

تفصیلات کے مطابق نیپرا نے دو جولائی سے کراچی کے رہائشی صارفین کے ٹیرف میں

فیصد تک اضافے کی منظوری دے دی ہے یوں اَب جس کے تحت رہائشی صارفین کو50 وفاقی حکومت کی جانب سے دی جانے والی سبسڈی میں نمایاں کمی کر دی گئی ہے اِس لئے اہلیانِ کراچی میں حقیقی معنوں میں (جبکہ کے الیکٹرک انتظامیہ کی طرف سے بھی بظاہر تو) سخت تشویش کا اظہار کیا جارہاہے اور یہ بھی خام خیال کیا جارہاہے کہ نیپرا کا یہ فیصلہ دراصل بجلی کے شدید بحران کا شکار کراچی کے رہائشی صارفین پر بجلی بم گرانے کے مترادف ثابت ہواہے۔

اگرچہ نیپرااور وزارتِ پانی و بجلی کی طرف سے کراچی کے صارفین بجلی کے لئے بجلی کے نرخوں میں ہونے والے اضافے پر کے الیکٹرک کے ترجمان کا یہ موقف سامنے آیاہے کہ ''ابھی تک اِنہیں نیپرا یا وفاقی وزارتِ پانی و بجلی کی جانب سے نرخوں میں اضافے کا کوئی نوٹیفکیشن تو موصول نہیں ہوااِس لئے وہ ابھی اِس معاملے پر کوئی رائے دینے سے قاصر ہیں تاہم ترجمان کے الیکٹرک کا کہناہے کہ کے الیکٹرک نے بجلی کے نرخوں میں اضافے کی کوئی درخواست نیپرا کو نہیں دی تھی مگر نیپرااور وزارتِ پانی و بجلی نے کے الیکٹرک کے لئے ایسا کیوں کیا سمجھ سے بالاترہے..؟؟جس کے بعد نیپرااور وزارتِ پانی و بجلی کے ذرائع کا یہ کہناانتہائی مضحکہ خیز ہے کہ اِنہوں نے بجلی کے نرخوں میں تو کوئی اضافہ نہیں کیاہے بلکہ اِن نرخوں کو مُلک کے باقی نرخوں کے مساوی کیاہے جبکہ اِس موقع پر وزارتِ پانی و بجلی کا یہ کہنا بھی ضرورت سے کہیں زیادہ مضحکہ

خیز لگتا ہے کہ کمرشل اور صنعتی صارفین کا ٹیرف .برقرار رکھا گیا ہے ایسے میں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزارتِ پانی و بجلی کو کیا ضرورت پڑی کہ اِس نے گھریلو صارفین کے لئے تو نرخوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے جبکہ اِس نے حکومتی مرضی وِ منشئی کے مطابق کمرشل اور صنعتی صارفین کا ٹیرف جوں کا توں .برقرار رکھ کر بال بیکا تک نہ کیا..؟؟ایسا کس لئے گیا ہے..؟؟مزید یہ کہ کراچی کے صارفین بجلی کے لئے کئے گئے اپنے اِس عوام دُشمن اقدام پر وزارتِ پانی و بجلی کے ترجمانِ حقیقی کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِس نے یہ اقدام محض اِس بنا پر کیا ہے کہ کے الیکٹرک کا حکم امتناعی ختم ہو گیا ہے اَب اِس لئے باقی مُلک کے مساوی 2013 کی قیمتوں کا اطلاق کراچی کے صارفین بجلی پر بھی ہو گیا ہے۔

آج نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی کے اِس کراچی دُشمن اعلان پر جہاں اہلیان کراچی سراپا احتجاج ہیں تو وہیں کراچی کے شہر کے الیکٹرک کی بوگس بلنگ اور بلاجواز طویل لوڈشیڈنگ سے کراچی کو اندھیرے میں دیدہ و دانستہ ڈبونے والے ادارے کے الیکٹرک کا اِس کے اِس موقف پر بھی ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں کہ وہ نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی کے اِس کراچی دُشمن اقدام پر 2013 کی طرح ایک مرتبہ پھر فوری طور پر اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کرے گی اور نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی کے اِس کراچی دُشمن اقدام کو فوری روکنے کے لئے اقدامات کرے گی تو اِس پر کراچی کے شہری اِس کا ساتھ دیں گے کیونکہ آج کے الیکٹرک کے انسانیت

سُوز مظالم اور بوگس بلنگ اور بلاجواز اعلانیہ و غیر اعلانیہ اور ایلیومنیم (رگِ گل سے بھی
زیادہ کمزور) تاروں کے بار بار ٹوٹنے اور گرڈ اسٹیشنوں میں دیدہ ودانستہ فنی خرابیوں کا
ڈرامہ رچا کر کی جانے والی طویل لوڈشیڈنگ کے ستائے کراچی کے عوام مجبور ہیں کہ وہ
کے الیکٹرک کے رویوں کے عادی ہوگئے ہیں اور اَب یہ کے الیکٹرک کے ایسے انسانیت
سوز مظالم کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنے لگے ہیں اور اَب جس پر یہ سمجھتے ہیں کہ
آج اِس طرح اِن کا بیڑا غرق اور ستیاناس کرنے کیلئے ایک ادارہ کے الیکٹرک ہی بہت
ہے اَب خدارا اِس کام میں نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی کہاں سے کود پڑے ہیں یہ
توہمیں معاف کردیں کیونکہ آج کراچی والوں کو کے الیکٹرک نے کہیں کا نہیں چھوڑا ہے
اِس پر نیپرا اور وزارتِ پانی و بجلی جو کے الیکٹرک کو تو نکیل نہ ڈال سکے آج اُلٹا کراچی
کے عوام کو سندھ کی صوبائی حکومت اور کراچی کی بڑی سیاسی جماعتوں کی جانب سے بے
یارومددگار اور بے بس اور لاچار دیکھ کر کے الیکٹرک کو مالی فائدہ پہنچانے اور اِس کے
منافع سے اپنا حصہ لینے کے خاطر اِس کا ساتھ دینے کے لئے آگے آگئے ہیں۔

مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کی ابتداء سندھ سے ہی سہی پر شروع تو ہوئی

اچھی بات ہے، مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کی ابتداء سندھ سے ہی سہی پر شروع تو ہوئی...

قومی اداروں سے کرپشن کے خاتمے کے لئے ایف آئی اے ور رینجرز اختیارات پر سندھ کے وفاق کے اختلافات کیوں...؟؟

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ یہ بات کافی عرصے سے ہر سطح کا پاکستانی شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ اَب مُلک سے کرپشن کے ناسور کو ختم ہو جانا چاہئے جہاں کرپشن کا ناسور مدرشکم میں آنے والے بچے سے لے کر لمبی عمر گزار کر قبر کی آغوش میں چلے جانے تک دیمک کی طرح چمٹ چکا ہے آخرایک نہ ایک روزاِس ناسور کو مُلک سے ختم تو ہونا ہی چاہئے اور اَب کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی ختم کردے،آج چلو یہ ایک اچھی بات ہوئی کہ مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کی ابتداء ہر زمانے میں آمر سے لڑنے اور سرزمینِ پاکستان پر جمہوریت کی آبیاری کرنے والے سب سے اہم اور ذمہ دار صوبے سندھ سے ہی ہو گئی ہے ویسے بھی اِس صوبے سندھ نے جہاں جمہوریت کو مُلک میں پروان چڑھانے کے لئے بہت سی تاریخ ساز قربانیاں دیں ہیں تو آج اِس ہی صوبہ سندھ جس نے سیاست میں جمہوریت کے خاطر اپنی جانب سے دی جانے والی ہر قربانی کو عبادت سمجھا ہے یہی صوبہ سندھ ہی ہے آج جو سیاسی قربانیاں دینے

کا ایسا عادی بن چکا ہے کہ آج بھی جسے وفاق نے ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے سب سے پہلے منتخب کیا ہے اور یوں آج یہ مُلک سے کرپشن کے خاتمے کی راہ میں خود کو قربان کرنے کے لئے اپنی جانب سے ہلکے پھلکے احتجاج کے بعد بھی پیش کرنے کو تیار ہو چکا ہے۔

ہاں البتہ ..!! اِن دنوں سندھ میں کرپشن کے حوالے سے ایف آئی اے کارروائیوں کی بہت ساری خبریں گرما گرم ہیں اِسی حوالے وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے اِس بیان نے نہ صرف سندھ اور وفاق اور مُلک بھر میں ایک بڑا بھونچال برپا کر رکھا ہے، ایک خبر کے مطابق وزیراعلیٰ سندھ نے کہا ہے کہ ''ایف آئی اے اور نیت کی کارروائیاں صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہیں'' اِس میں کیا کیا قانونی پیچیدگیاں ہیں فی الحال اِس کی وضاحت تو وزیراعلیٰ سندھ نے نہیں کی ہے مگر آج اتنا ضرور ہوا ہے کہ سندھ کے معاملات میں وفاق کی جانب سے ایف آئی اے کو جا بجا مداخلت کے ملنے والے اختیارات پر وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان سے احتجاج کرتے ہوئے یہ تو ضرور کہہ دیا ہے کہ ''ایف آئی اے اور نیت کی کارروائیاں صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہیں'' یہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ اُنھوں نے مزید کہا ہے کہ وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) اور قومی احتساب بیور (نیب) کی ' کارروائیاں صوبائی خود مختاری میں مداخلت اور سندھ پر حملہ ہیں، وزیراعلی

سندھ نے کہاکہ نیب اور ایف آئی اے کو قانوناً سندھ کے معاملات میں مداخلت یا چھاپے مارنے کا کوئی اختیار نہیں، اپنے احتجاج میں وزیرِاعلیٰ سندھ نے یہ بھی کہاہے کہ وفاقی حکومت کی ایگزیکٹواتھارٹی یا وفاقی ایجنسیز کے افسران صوبائی کرپشن اور جرائم کے مقدمات کے حوالے سے سندھ حکومت کا کردارادانہیں کر سکتے، روز مرہ کا کام مفلوج ہوگیاہے اور ہم اِسے عدالت میں چیلنج کریں گے'' جس پر وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے جب وزیرِاعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے ٹیلیفونک رابطہ کیاتو اُنھوں نے سید صاحب کے احتجاج پر جواب دیتے ہوئے کچھ یوں فرمایاکہ ''ایف آئی اے کو تحفظِ پاکستان قانون کے تحت دیئے گئے حالیہ اختیارات محض سندھ کے لئے مخصوص نہیں، اوراِس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی کہاکہ سید صاحب..!! ایف آئی اے کو اختیارات دینے کا بنیادی مقصد جرائم کی تحقیقات کی ذمہ داری دیناہے جو بین الاقوامی یا بین الصوبائی ہیں اور جو تمام صوبوں کی پولیس کے دائرہ کار سے باہر ہیں صوبائی خودمختاری کا ہر حال میں احترام کرتے ہیں''اور بس فون بند ہوگئے جبکہ چوہدری صاحب کے اِس جواب پر سید صاحب ضرور تلملا کر رہ گئے ہوں گے اور اپنے سرپر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے اگلے کسی سیاسی مگر سخت لائحہ عمل کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے ہوں گے جبکہ اِنہیں سوچناچاہئے کہ اِن کی عمرایسی نہیں ہے کہ یہ ہوش کے بجائے جوش اور جذبات سے سوچیں اور ایک ایسے معاملے میں کہ ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر وفاق سندھ سے ایک اچھے مقصد کے لئے قربانی مانگ رہاہے تو وزیرِاعلیٰ

سندھ کو تواِس پر لبیک کہتے ہوئے اپنا سر خم کرلینا چاہئے اور نہ صرف خود کو بلکہ اپنی جماعت اور سندھ سے تعلق رکھنے والے سیاست دانوں کو مُلک اور سندھ سے کرپشن جیسے ناسور کے خاتمے کے لئے پیش کردینا چاہئے۔

اَب ایسے میں آج اگر ہم مُلک اور بالخصوص سندھ کی موجودہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی صورت حال اور سارے تناظر میں دیکھیں یا جائزہ لیں تو ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکیں گے کیا آج تک ہمارے حکمرانوں وسیاستدانوں اور ہمارے قومی اداروں کے سربراہوں سمیت کسی ایک بھی پاکستانی نے اپنے مُلک کے خاطر کوئی ایک بھی کام کسی بھی نوعیت کے کرپشن سے پاک ہوکر ٹھیک نہیں کیا ہے..؟؟اَب جنہیں دُسدھارنے اور ٹھیک کرنے کی ابتداء صوبہ سندھ سے کی جارہی ہے اور جس کے لئے ایف آئی اے اور مُلک کے دوسرے بڑے اداروں سے حکومت مدد لے رہی ہے،اور ایسے میں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ حکومت نے مُلک سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء صوبہ سندھ ہی سے کیوں کی ہے..؟؟اور دوسرے بھی تو مُلک کے صوبے ہیں وہاں سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء کیوں نہ کی گئی..؟؟ایک صوبہ سندھ ہی حکومت کو کیوں اور کس لئے ملاہے..؟؟اِس کا جواب دیناوزیراعظم نواز شریف سمیت وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان پر لازمی ہوگیاہے، کیونکہ آج جہاں وفاق کی جانب سے صرف صوبہ سندھ ہی سے متعلق اِس قسم کے کئے جانے والے فیصلوں پر سندھ کی حکومت اور سندھ کے شہری اور دیہی عوام میں شکوک وشبہات

جنم لے رہے ہیں تو وہیں اِن میں احساسِ محرومی کا عنصر بھی غالب آ رہا ہے۔

بہر کیف ۔ ۔ ! ! آج مُلک کی 67 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اِس سارے عرصے میں آنے والی ہر آمر اور سول حکومت نے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے خاطر مُلکی اور عوامی فلاح و بہبود کے اچھے بھلے کاموں کو کرپشن کی آمیزش سے سوائے بگاڑنے کے کچھ اور نہیں کیا ہے آج جن کی ہمارے سامنے ایک بڑی لمبی فہرست ہے یقین جانیئے کہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہوں کی کی جانے والی کرپشن کی تفصیلات سے بھری اِس لمبی چوڑی سیاہ فہرست کے سوا ہمارے ہاتھ کچھ نہیں ہے ، ہمیں جس پر ڈوب مرنا چاہئے تھا۔

مگر آج افسوس ہے کہ ہم ڈھیٹ ہو گئے ہیں اور ایسی ہٹ دھرمی پر اُتر چکے ہیں کہ اپنے اِس سیاہ کارنامے پر بھی فخر کرنے لگے ہیں اور اپنے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کا گلا گھونٹنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں حالانکہ آج اگر ہم میں ایک رتی برابر بھی خوفِ خدا اور ذرا سی بھی اِنسانیت ہوتی تو ہمیں اور ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہوں کو اپنے کرپشن کے سیاہ اور شیطانی گناہوں اور کارناموں پر چُلّو بھر پانی میں مر جانا چاہئے تھا مگر ہم نے ایسا نہیں کیا ہے۔

کیونکہ اَب ہم نے اپنے وجود کو کرپشن کے خول میں محفوظ کر رکھا ہے اور ہم نے اِسی میں ہی اپنی اور اپنی نسلوں کی کامیابی وکامرانی اور اپنی بقاء و سلامتی اور استحکام و سالمیت کا راز ڈھونڈ لیا ہے اِس لئے ہم نے رینجرز و نیب اور عدلیہ کی صورت میں اپنی اصلاح کے لئے اُٹھنے والے نیک اور مضبوط ہاتھوں کو اپنے خلاف اُٹھنے والے ادارے تصور کر لیا ہے اور یوں آج ہم نے مُلک کو کرپشن کی دلدل سے پاک کرنے والے رینجرز، نیب اور عدلیہ جیسے مقدس اداروں کے خلاف کھلم کھلا محاذ کھول لیا ہے اور آج کرپشن کی دلدل میں غرق سارے سیاہ کرتوتوں والے باہم متحد و منظم ہو کر رینجرز اور نیب کے خلاف صف آرا ہیں۔

اَب ایسے میں آج اگر مُلک سے کرپشن اور لوٹ مار کی جاری تیز رفتاری کی روک تھام کی مہم سندھ اور کراچی سے شروع ہوئی ہے تو اِس میں خود سندھ سے ہی تعلق رکھنے والے پرانے و نئے سیاستدانوں، حکمرانوں اور قومی اداروں میں کرپشن کو بے لگام کر کے مزے لوٹنے والے سربراہوں کو اپنے گلوں کے گرد گھیرا تنگ ہوتا محسوس ہو رہا ہے، تو وہ چیخ پڑے ہیں، حالانکہ وہ یہ جانتے بھی ہیں کہ مُلک میں کرپشن ہر سطح پر عام ہو چکی ہے آخر کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں جا کر اِسے کوئی نہ کوئی ضرور روکے گا۔

آج اگر مُلک اور سندھ میں بالخصوص جاری کرپشن مافیاکے سر چڑھتے طوفان کو

روکنے اور ختم کرنے کے لئے رینجرز اور نیب مل کر اپنی اپنی حکمت عملی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور مُلک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے کمربستہ ہوگئے ہیں تو ایسے میں کرپشن کی لت میں پڑے مُلک اور بالخصوص سندھ سے تعلق رکھنے والے افراد کو رینجرز اور نیب کو خوش آمدید کہنا چاہئے تھا اور ان کے شابہ بشابہ کھڑے ہو کر مُلک اور سندھ سے کرپشن کے خاتمے کی کوششوں میں اپنا حصہ ڈالنا چاہئے تھا نہ کہ یہ مُلک اور سندھ میں کرپشن کو پروان چڑھانے والوں کا ساتھ دیتے اور چیخ چلا کر رینجرز اور نیب کے اہلکاروں کے نیک کاموں میں رخنہ ڈالتے ... اور اپنے اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کے خاطر وفاق سے رینجرز اور نیب کو ملنے والے اضافی اختیارات کے خلاف طرح طرح کی آوازیں نکالتے رہیں اور سندھ میں کرپشن کے ناسوروں میں جکڑے عناصر کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اپنے اپنے سیاسی قد اُونچے کرتے پھریں۔

سندھ میں رینجرز اختیارات پر حکومت سندھ کے خدشات و تحفظات کے بعد

.....

جب سندھ حکومت کے وفاق فوج اور رینجرز سے بہت اچھے تعلقات ہیں تو پھر صرف ایک ماہ کی توسیع کیوں..؟؟

آج ایک تو طرف وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے وفاقی حکومت کے سندھ کے ساتھ کئے جانے والے تعاون اور رینجرز کے اختیارات کے بعد سندھ میں کی جانے والی بے مثل کارروائیوں کے قصیدے پڑھتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سندھ حکومت اور وفاق کے درمیان تناؤاور اختلافات کی خبریں بے بنیاد، من گھڑت اور حقیقت کے برعکس ہیں اِن کا بڑھاپے میں جوانی کے انداز سے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی کہنا ہے کہ سندھ حکومت کے وفاقی حکومت ، فوج اور رینجرز کے ساتھ بہت اچھے اور خوشگوار تعلقات ہیں، بے شک ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری اور دیگر جرائم کے خلاف رینجرز کی خدمات ناقابل فراموش ہیں تو دوسری جانب یہی سندھ حکومت اور وزیراعلیٰ سندھ ہیں کہ آج اِنہوں نے رینجرز کے خصوصی اختیارات میں بڑے ہیچر مچر کے بعد گزشتہ دِنوں (بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب) صرف ایک ماہ وہ بھی مشروط توسیع کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔

جبکہ اِس سے قبل رینجرز اختیارات میں جتنے بھی نوٹیفکیشن جاری کئے گئے تھے اِنہیں جاری کرنے سے پہلے کبھی بھی سندھ حکومت نے اتنی دیر سوچنے اور جائزہ لینے میں نہیں لگائی تھی اِس نے جتنی دیر اور سوچ و فکر کا مظاہر اِس مرتبہ کیا تھا۔

یہاں وجہ صاف ظاہر ہے کہ پچھلے دِنوں اور گزشتہ سالوں میں اِسی سندھ حکومت کے ہاتھوں جتنے بھی رینجرز اختیارات کے نوٹیفکیشن جاری ہوئے تھے وہ سندھ اور اِس کے شہری علاقوں بالخصوص کراچی اور حیدرآباد اور دیگر شہروں سے تعلق رکھنے والی سندھ کی ایک بڑی سیاسی جماعت کے عہدیداران و کارکنان اور اِس کے لوورز (ہمدردوں اور کہیں نہ کہیں سے نکلنے والے اِس کے حامیوں) اور شہر میں کچھ دوسرے شرپسندوں اور ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری اور دیگر جرائم پیشہ عناصر کے خلاف جاری کئے جاتے رہے۔

مگر جب پچھلے کچھ دِنوں سے رینجرز نے اپنے اختیارات کو سندھ حکومت کے سرکاری دفاتر اور دیگر محکموں میں بیٹھے سر سے پیر اور دائیں بائیں تک پھیلے کرپشن میں ملوث افسران اور غیر قانونی طور پر سرکاری زمینوں کو اُونے پونے داموں من پسند افراد کو فروخت کرکے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف استعمال کیا تو سندھ حکومت رینجرز کو اپنے ہی ہاتھوں دیئے گئے

اختیاراتی نوٹیفکیشن پر تلملا اٹھی اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی اور کرپشن میں ملوث عناصر سے زیادہ خود ہی شور شرابے کرنے لگی اور خود ہی رینجرز کے اختیارات پر .. ہر طرح طرح کے تحفظات اور خدشات گھڑنے لگی

حالانکہ پہلے جب یہی رینجرز اپنے اختیارات کا استعمال ایم کیو ایم کے لئے استعمال کرتی رہی تو سندھ حکومت خوشی سے خاموش بیٹھی تماش بین بنی رہی مگر اَب جبکہ اِسی رینجرز نے اپنے اختیارات کا رخ سندھ میں کرپشن میں ملوث عناصر کی سرکوبی کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ہے تو پھر سندھ حکومت رینجرز اختیارات پر کیوں چیخ پڑی ہے..؟؟اور آج جب اِس نے وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان کی ایک پریس کانفرنس کے بعد اپنے تحفظات اور خدشات ظاہر کرتے ہوے رینجرز اختیارات میں مشروط طور پر صرف ایک ماہ کی توسیع کردی ہے تو اَب اِس پر بھی سندھ اور ملک کی بہت سی سیاسی و مذہبی جماعتوں اور شہر کراچی سمیت پورے پاکستان کے شہریوں میں بھی خدشات اور تحفظات جنم لے رہے ہیں اور اِن کے ذہنوں میں بھی بہت سے ایسے سوالات پیدا ہو رہے ہیں کہ سندھ حکومت نے رینجرز اختیارات میں ایک ماہ کی توسیع کن شرائط کی بنیاد پر کی ہے ..؟کیا وہ اِن شرائط کو عوام الناس میں لائی گی ..؟؟تاکہ عوام الناس کو بھی تو علم ہو کہ سندھ حکومت نے کسے بچانے اور کسے پھنسانے کے خاطر پھر ایک ماہ کے لئے رینجرز اختیارات میں توسیع کی ہے..؟؟اگر سندھ حکومت نے کرپشن

مافیاکو بچانے اور کسی ایک جماعت کے ہی خلاف رینجرز اختیارات میں توسیع کی ہے تو پھر یہ تو کوئی انصاف نہ ہوا۔۔۔؟؟اَب کیا سندھ حکومت کے اِس رویئے پر عوام الناس سندھ حکومت سے متعلق یہ نہ سوچیں کہ اِس نے رینجرز اختیارات میں صرف ایک ماہ کی مشروط توسیع کانوٹیفکیشن جاری کرکے خود کوافسرانِ کرپشن مافیاکاتوہمدرداور دوسروں کے لئے خود پر سوالیہ نشان نہیں لگالیاہے۔۔۔؟؟اِس سے تواچھاتھاکہ سندھ حکومت ایک ماہ کی بھی توسیع نہ لیتی اور وفاق کے سامنے اپنے موقف پر ڈٹی رہتی کہ اَب ایک ماہ تو کیاایک سیکنڈ، ایک منٹ، ایک گھنٹے، ایک دن اور ایک ہفتے کی بھی کسی قسم کی توسیع نہیں ہوگی مگراِس نے تو جیسے وفاق کے پریشر میں آکر وہی سب کچھ کردیاہے جیسااِس سے وفاق نے اِس سے بولااور چاہاتھا حالانکہ رینجرز اختیارات میں ایک ماہ نہیں بلکہ حسبِ روایت تین سے چار ماہ کی توسیع ہونے چاہئے تھی جس سے سندھ سے کرپشن اور جرائم کے خاتمے میں بہتر نتائج اخذکئے جاسکتے تھے مگر افسوس ہے کہ سندھ حکومت نے ایسانہیں کیا جیساکہ اِسے کرناچاہئے تھا

جبکہ آج اِس سے انکارنہیں ہے کہ یہ بات کافی عرصے سے ہر سطح کا پاکستانی شدت سے محسوس کررہاتھاکہ اَب مُلک سے کرپشن کے ناسور کو ختم ہوجاناچاہئے جہاں کرپشن کا ناسورمدر شکم میں آنے والے بچے سے لے کر لمبی عمر گزار کر قبر کی آغوش میں چلے جانے تک دیمک کی طرح چمٹ چکاہے آخرایک نہ ایک روزاِس ناسور کومُلک

سے ختم تو ہونا ہی چاہئے اور اَب کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی ختم کردے،آج چلو یہ ایک اچھی بات ہوئی کہ مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کی ابتداء ہر زمانے میں آمر سے لڑنے اور سرزمین پاکستان پر جمہوریت کی آبیاری کرنے والے سب سے اہم اور ذمہ دار صوبے سندھ سے ہی ہو گئی ہے ویسے بھی اِس صوبے سندھ نے جہاں جمہوریت کو مُلک میں پروان چڑھانے کے لئے بہت سی تاریخ ساز قربانیاں دیں ہیں تو آج اِس ہی صوبہ سندھ جس نے سیاست میں جمہوریت کے خاطر اپنی جانب سے دی جانے والی ہر قربانی کو عبادت سمجھا ہے یہی صوبہ سندھ ہی ہے آج جو سیاسی قربانیاں دینے کا ایسا عادی بن چکا ہے کہ آج بھی جسے وفاق نے ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے سب سے پہلے منتخب کیا ہے اور یوں آج یہ مُلک سے کرپشن کے خاتمے کی راہ میں خود کو قربان کرنے کے لئے اپنی جانب سے ہلکے پھلکے احتجاج کے بعد بھی پیش کرنے کو تیار ہو چکا ہے۔

ہاں البتہ..!! اِن دنوں سندھ میں کرپشن کے حوالے سے ایف آئی اے کارروائیوں کی بہت ساری خبریں گرما گرم ہیں اِسی حوالے سے وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے اِس بیان نے نہ صرف سندھ اور وفاق اور مُلک بھر میں ایک بڑا بھونچال برپا کر رکھا ہے بلکہ مُلک کی بہت سی اہم شخصیات کو بھی پریشان کر دیا ہے، ایک خبر کے مطابق وزیراعلیٰ سندھ نے کہا ہے کہ ”ایف آئی اے اور نیت کی کارروائیاں صوبائی خودمختاری میں مداخلت ہیں“ اِس میں کیا کیا قانونی

پیچیدگیاں ہیں فی الحال اِس کی وضاحت تو وزیراعلیٰ سندھ نے نہیں کی ہے مگر آج اتنا ضرور ہوا ہے کہ سندھ کے معاملات میں وفاقی کی جانب سے ایف آئی اے کو جابجامداخلت کے ملنے والے اختیارات پر وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان سے احتجاج کرتے ہوئے یہ تو ضرور کہہ دیا ہے کہ ''ایف آئی اے اور نیت کی کارروائیاں صوبائی خودمختاری میں مداخلت ہیں'' یہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ اُنہوں نے مزید کہاہے کہ وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) اور قومی احتساب بیور (نیب) کی کارروائیاں صوبائی خودمختاری میں مداخلت اور سندھ پر حملہ ہیں ،وزیراعلیٰ سندھ نے کہاکہ نیب اور ایف آئی اے کو قانوناً سندھ کے معاملات میں مداخلت یا چھاپے مارنے کا کوئی اختیار نہیں ،اپنے احتجاج میں وزیراعلیٰ سندھ نے یہ بھی کہاہے کہ وفاقی حکومت کی ایگزیکٹواتھارٹی یا وفاقی ایجنسیز کے افسران صوبائی کرپشن اور جرائم کے مقدمات کے حوالے سے سندھ حکومت کا کردارادانہیں کرسکتے، روزمرہ کا کام مفلوج ہوگیاہے اور ہم اِسے عدالت میں چیلنج کریں گے'' جس پر وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان نے جب وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے ٹیلیفونک رابطہ کیاتو اُنہوں نے سید صاحب کے احتجاج پر جواب دیتے ہوئے کچھ یوں فرمایاکہ ''ایف آئی اے کو تحفظِ پاکستان قانون کے تحت دیئے گئے حالیہ اختیارات محض سندھ کے لئے مخصوص نہیں ، اوراِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے یہ بھی کہاکہ سید صاحب..!! ایف آئی اے کو اخیتارات دینے کا بنیادی مقصد جرائم کی

تحقیقات کی ذمہ داری دینا ہے جو بین الاقوامی یا بین الصوبائی ہیں اور جو تمام صوبوں کی پولیس کے دائرہ کار سے باہر ہیں صوبائی خودمختاری کا ہر حال میں احترام کرتے ہیں''اور بس فون بند ہوگئے جبکہ چوہدری صاحب کے اِس جواب پر سید صاحب ضرور تلملا کر رہ گئے ہوں گے اور اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے اگلے کسی سیاسی مگر سخت لائحہ عمل کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے ہوں گے جبکہ اِنہیں سوچنا چاہئے کہ اِن کی عمر ایسی نہیں ہے کہ یہ ہوش کے بجائے جوش اور جذبات سے سوچیں اور ایک ایسے معاملے میں کہ ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر وفاق سندھ سے ایک اچھے مقصد کے لئے قربانی مانگ رہا ہے تو وزیراعلیٰ سندھ کو تو اِس پر لبیک کہتے ہوئے اپنا سر خم کرلینا چاہئے اور نہ صرف خود کو بلکہ اپنی جماعت اور سندھ سے تعلق رکھنے والے سیاست دانوں کو مُلک اور سندھ سے کرپشن جیسے ناسور کے خاتمے کے لئے پیش کردینا چاہئے۔

اَب ایسے میں آج اگر ہم مُلک اور بالخصوص سندھ کی موجودہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی صورت حال اور سارے تناظر میں دیکھیں یا جائزہ لیں تو ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکیں گے کیا آج تک ہمارے حکمرانوں وسیاستدانوں اور ہمارے قومی اداروں کے سربراہوں سمیت کسی ایک بھی پاکستانی نے اپنے مُلک کے خاطر کوئی ایک بھی کام کسی بھی نوعیت کے کرپشن سے پاک ہو کر ٹھیک نہیں کیا ہے..؟؟اَب جنہیں دُسدھارنے اور ٹھیک کرنے کی ابتداء صوبہ سندھ سے کی جارہی ہے اور جس

کے لئے ایف آئی اے اور مُلک کے دوسرے بڑے اداروں سے حکومت مدد لے رہی ہے،اور ایسے میں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ حکومت نے مُلک سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء صوبہ سندھ ہی سے کیوں کی ہے..؟؟اور دوسرے بھی تو مُلک کے صوبے ہیں وہاں سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء کیوں نہ کی گئی..؟؟ایک صوبہ سندھ ہی حکومت کو کیوں اور کس لئے ملا ہے..؟؟اِس کا جواب دینا وزیراعظم نواز شریف سمیت وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان پر لازمی ہوگیا ہے، کیونکہ آج جہاں وفاق کی جانب سے صرف صوبہ سندھ ہی سے متعلق اِس قسم کے کئے جانے والے فیصلوں پر سندھ کی حکومت اور سندھ کے شہری اور دیہی عوام میں شکوک وشبہات جنم لے رہے ہیں تو وہیں اِن میں احساسِ محرومی کا عنصر بھی غالب آرہا ہے۔

بہرکیف..!!آج مُلک کی 67 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اِس سارے عرصے میں آنے والی ہر آمر اور سول حکومت نے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے خاطر مُلکی اور عوامی فلاح و بہبود کے اچھے بھلے کاموں کو کرپشن کی آمیزش سے سوائے بگاڑنے کے کچھ اور نہیں کیا ہے آج جن کی ہمارے سامنے ایک بڑی لمبی فہرست ہے یقین جانیئے کہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہوں کی کی جانے والی کرپشن کی تفصیلات سے بھری اِس لمبی چوڑی سیاہ فہرست کے سوا ہمارے ہاتھ کچھ نہیں ہے ، ہمیں جس پر ڈوب مرنا چاہئے تھا۔

مگر آج افسوس ہے کہ ہم ڈھیٹ ہوگئے ہیں اور ایسی ہٹ دھرمی پر اُتر چکے ہیں کہ اپنے اِس سیاہ کارنامے پر بھی فخر کرنے لگے ہیں اور اپنے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کا گلا گھونٹنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں حالانکہ آج اگر ہم میں ایک رتی برابر بھی خوفِ خدااور ذرا سی بھی اِنسانیت ہوتی تو ہمیں اور ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہوں کو اپنے کرپشن کے سیاہ اور شیطانی گناہوں اور کارناموں پر چُلّو بھرپانی میں مرجانا چاہئے تھامگرہم نے ایسانہیں کیاہے۔

کیونکہ اَب ہم نے اپنے وجود کو کرپشن کے خول میں محفوظ کرر کھاہے اور ہم نے اِسی میں ہی اپنی اور اپنی نسلوں کی کامیابی وکامرانی اور اپنی بقاء و سلامتی اور استحکام و سالمیت کا رازڈھونڈلیاہےاِس لئے ہم نے رینجرزو نیب اور عدلیہ کی صورت میں اپنی اصلاح کے لئے اُٹھنے والے نیک اور مضبوط ہاتھوں کو اپنے خلاف اُٹھنے والے ادارے تصور کرلیاہے اوریوں آج ہم نے مُلک کو کرپشن کی دلدل سے پاک کرنے والے رینجرز، نیب اور عدلیہ جیسے مقدس اداروں کے خلاف کھُلم کھُلامحاذ کھول لیاہے اور آج کرپشن کی دلدل میں غرق سارے سیاہ کرتوتوں والے باہم متحد و منظّم ہو کر رینجرز اورنیب کے خلاف صف آراہیں۔

اَب ایسے میں آج اگرمُلک سے کرپشن اور لوٹ مار کی جاری تیزرفتاری کی روک

تھام کی مہم سندھ اور کراچی سے شروع ہوئی ہے تو اس میں خود سندھ سے ہی تعلق رکھنے والے پرانے و نئے سیاستدانوں، حکمرانوں اور قومی اداروں میں کرپشن کو بے لگام کرکے مزے لوٹنے والے سربراہوں کو اپنے گلوں کے گرد گھیرا تنگ ہوتا محسوس ہو رہا ہے، تو وہ چیخ پڑے ہیں، حالانکہ وہ یہ جانتے بھی ہیں کہ مُلک میں کرپشن ہر سطح پر عام ہو چکی ہے آخر کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں جا کر اِسے کوئی نہ کوئی ضرور روکے گا۔ آج اگر مُلک اور سندھ میں بالخصوص جاری کرپشن مافیا کے سر چڑھتے طوفان کو روکنے اور ختم کرنے کے لئے رینجرز اور نیب مل کر اپنی اپنی حکمت عملی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور مُلک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے کمربستہ ہوگئے ہیں تو ایسے میں کرپشن کی لت میں پڑے مُلک اور بالخصوص سندھ سے تعلق رکھنے والے افراد کو رینجرز اور نیب کو خوش آمدید کہنا چاہئے تھا اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر مُلک اور سندھ سے کرپشن کے خاتمے کی کوششوں میں اپنا حصہ ڈالنا چاہئے تھا نہ کہ یہ مُلک اور سندھ میں کرپشن کو پروان چڑھانے والوں کا ساتھ دیتے اور چیخ چلا کر رینجرز اور نیب کے اہلکاروں کے نیک کاموں میں رخنہ ڈالتے ... اور اپنے اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کے خاطر وفاق سے رینجرز اور نیب کو ملنے والے اضافی اختیارات کے خلاف طرح طرح کی آوازیں نکالتے رہیں اور سندھ میں کرپشن کے ناسوروں میں جکڑے عناصر کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اپنے

اپنے سیاسی قد اُونچے کرتے پھیریں۔

اگرچہ سندھ میں رینجرز اختیارات میں ایک ماہ کی توسیع کردی گئی ہے مگر سندھ سے کرپشن کے مکمل خاتمے کے لئے بہت ضروری تھا کہ اِس کی مدت میں مزید اضافہ کیا جائے اور اگر سندھ حکومت کی خواہش اور مرضی کے مطابق مزید توثیق کے لئے آرٹیکل 147 کے تحت سندھ اسمبلی سے منظوری لی جائے تو اِسے وقت ضائع کئے بغیر فوری طور پر عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ پھر کوئی کسر باقی نہ رہے۔

وزیراعظم صاحب اِتنی سُبکی سے تو اچھا تھاکہ ..؟

وزیراعظم صاحب اِتنی سُبکی سے تو اچھا تھاکہ ..؟ نواز شریف مودی سے ملاقات ہی نہ کرتے ...

ظالم مودی کا رویہ حاکمانہ اور نواز کا چہرہ فقیرانہ والتجایہ سالگا..؟؟

پچھلے کئی دنوں اور ماہ و سال سے بھارت کی جانب سے پاکستان پر سخت جملوں، دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کی جو سرد جنگ جاری ہے اَب اُمید کی جاسکتی ہے کہ روس کے شہر اوفا میں پاک بھارت وزرائے اعظم نواز شریف اور نریندر مودی کی ہونے والی ملاقات کے بعد بھارت کی جانب سے دانستہ طور پر پاکستان سے چھیڑی گئی سخت جملوں و گڑھے مردے اُکھاڑنے اور بھارتیوں کی گیدڑ بھبکیوں اور دھمکیوں کی جاری جنگ رُک جائے گی اور نواز نریندر ملاقات کے نتائج خطے میں قیام امن کے لئے کسی نہ کسی حد تک ضرور مثبت ثابت ہوسکے گے مگر یہ سب کچھ تو اُسی وقت تک حقیقی رنگ میں سامنے آئے گاجب بھارت بھی پاکستان سے اپنے تعلقات کو بہتر بنانے اور دوستی کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عوام سمیت خطے کی ترقی اور خوشحالی اور قیام امن کے لئے بھی پوری طرح سے مخلص ہو تو روس کے شہر اوفا میں نواز مودی ملاقات کے بعد جاری کردہ پانچ نکاتی (سوائے چند ایک کے) مشترکہ بیان بھی تاریخی قرار دیا جاسکتا ہے ورنہ یہ ایک بے مقصد کاغذ کے

ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

اگرچہ گزشتہ ہفتے جنوبی ایشیا کے دو ہم پلہ اور اپنے اپنے لحاظ سے ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک (پاکستان اور بھارت)کے وزرائے اعظم نواز شریف اور نریندر مودی کی روسی شہر اوفا میں ملاقات ہوئی، میں یہاں یہ واضح کرتا چلوں کہ اِس ملاقات کا اہتمام خود بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی خواہش کے اظہار بعد پاکستانی وزیراعظم نواز شریف سے طے شدہ پروگرام کے مطابق کیا گیا تھا جس کی تیاری بھارتی وزیراعظم اور بھارتی وزارتِ خارجہ اور اِن کے معاونین تو پہلے ہی سے کرکے آئے تھے۔

جبکہ پاکستانی وزیراعظم نواز شریف جو اپنی ذات میں وزیراعظم بھی ہیں تو خود ہی وزارتِ خارجہ کا اضافی قلمندان بھی رکھے ہوئے ہیں (جن کی رہنمائی دو بزرگ سرتاج عزیزاور فاطمی کررہے تھے) جنھوں نے بھارتی ہم منصب سے ملنے کے لئے انتہائی قیمتی سوٹ بوٹ زیب تن کیا اور بھارتی وزیراعظم سے ملاقات کے لئے چلے گئے،یعنی یہ کہ بس پاکستانی وزیراعظم کی تیاری اچھے اور قیمتی سوٹ بوٹ تک ہی محدود رہی اور وہ اِس کے علاوہ بھارتی وزیراعظم سے ملاقات کے لئے کوئی ایسی خاصی اپنی تیاری اور شائد اپنا کوئی پائیدار ایجنڈا تیار نہ کرکے جو بھارتی وزیراعظم سے ہونے والی اپنی ملاقات کے دوران اِن کے سامنے پیش کرتے

تو بھارتی وزیر اعظم کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا۔

دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا اور ششدر رہ گئے کہ جب پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف اپنے ہم منصب بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کے لئے چلے اور ٹھومک ٹھومک اپنے پندرہ قدم بڑھاتے ہوئے نریندر مودی کی جانب بڑھ رہے تھے تو اِسی دوران دنیا بھر کے لوگوں نے اپنے اپنے ٹی وی اسکرینوں پر آن ایئر دیکھائے جانے والے مناظر میں یہ بھی دیکھا کہ بھارتی وزیر اعظم جنھوں نے تمام سفارتی و مہمان نوازی اور اخلاقی طور طریقوں کی دھجیاں بکھیریں کہ وہ پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف کو ویلکم یا خوش آمدید کہنے کے لئے ایک دو قدم بھی آگے نہیں بڑھے بلکہ دنیا والوں نے دیکھا اور یہ سمجھا کہ مودی جہاں کھڑے تھے وہیں کبھی ایک ٹانگ تو کبھی دوسری ٹانگ ہلاتے رہے یا کیمروں کے سامنے دنیا دکھاوے کے خاطر کھڑے کھڑے ہی اپنی ٹانگوں کو اِدھر اُدھر کرتے رہے تاکہ دنیا کے سامنے یہ تاثر جائے کہ اُنھوں نے نواز شریف کا کھڑے ہو کر اور دو قدم آگے بڑھ کر استقبال کیا ہے جبکہ ایسا نہیں تھا جیسا وہ دنیا کو دیکھانا چاہتے تھے بھارتی وزیر اعظم کی اِس حرکت کے دوران اِن کے چہرے پر بادشاہانہ مسکراہٹ تھی جبکہ وزیر اعظم پاکستان نواز شریف اچھے اور قیمتی سوٹ بوٹ پہن کر بھی ذرا ذرا سے سہمے ہوئے لگ رہے تھے بھارتی وزیر اعظم بادشاہ اور پاکستانی وزیر اعظم خطے میں قیامِ امن سمیت دیگر معاملات میں اپنے کئی حوالوں سے مضبوط

موقف کے باوجود بھی ڈرے ڈرے سے نظر آرہے تھے، جس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے بھارتی وزیراعظم پاکستانی وزیراعظم کی 30 منٹ کی ملاقات کو جان بوجھ کر ایک گھنٹے تک کھینچ لے گئے اور پاکستانی وزیراعظم پر اپنا ایسا رعب اور دبدبا ڈالا کہ پاکستانی وزیراعظم نواز شریف مسئلہ کشمیر سمیت بلوچستان اور پاکستان کے شہر کراچی اور دیگر شہروں میں بھارتی مداخلت جیسے اپنے درست اور جائز معاملات اور نکات کو بھی بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے سامنے کھل کر پیش کرنا بھول گئے، اُلٹا وہ اپنی بغیر کچھ کہے سُنے ، بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی ہاں میں ہاں ہی ملاتے رہے اور اِس کے سوا وزیراعظم نواز شریف کچھ نہ کرسکے۔

ایسا لگتا ہے کہ بظاہر تو اِس ملاقات کے دوران بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے وزیراعظم نواز شریف کے جنوبی ایشیا سے دہشت گردی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے باہمی تعاون اور مدد کے لئے پیش کردہ ایک دو موقف کو تسلیم تو ضرور کرلیا ہے اور اُنہوں نے جنوبی ایشیا سے دہشت گردی کے خاتمے کا عزم کرتے ہوئے خطے کو انسانی حقوق کی پاسداری اور دونوں ممالک کے عوام کی خوشحالی اور خطے کی تعمیر و ترقی کے خاطر جنوبی ایشیا سے دہشت گردی کے خاتمے کی حامی بھی بھر لی ہے اور اِس کا بھی اقرار کرلیا ہے کہ پاک بھارت کے آگے بڑھنے کا واحد راستہ جامع مذاکرات ہیں اور اِس موقع پر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے یہ بات بھی

مان لی ہے کہ دہشت گردی پر بات چیت کے لئے دونوں ملکوں کے قومی سلامتی کے مشیر دہلی میں ملاقات کریں گے۔جہاں اِس ملاقات کے دوران بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اِس نقطے پر حامی بھری تو وہیں اُنہوں نے۔برملااِس کو بھی تسلیم کیا ہے کہ خطے میں امن اور ترقی ، جنوبی ایشیا سے دہشت گردی کے خاتمے کے تعاون، بھارت کے ڈی جی بی ایس ایف، ڈی جی پاکستان رینجرز اور ڈی جی ایم اوز کی ملاقاتوں،پندرہ روز میں ایک دوسرے کے ماہی گیروں کو کشتیوں سمیت رہا کرنے ،ایک دوسرے کے شہریوں کو مذہبی مقامات کی زیارت کے لئے تعاون اور ویزے جاری کرنے اور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے انتہائی چالاکی سے لگے ہاتھوں وہی مرغے کی ایک ٹانگ والی ضد بھی ٹھونس دی اور پاکستانی وزیراعظم نوازشریف پر دباؤ ڈال کر ممبئی حملوں کے کیس کو تیزرفتاری سے حل کرنے کی حامی بھرالی'' اور آوازوں کے نمونے سمیت اضافی معلومات دینے کا فیصلہ کرنے سمیت اگلے سال سارک کانفرنس میں شرکت کے لئے دورہ پاکستان کی دعوت بھی قبول کرلی ہے'' بھارتی میڈیاکے مطابق جہاں اتنا کچھ ہوا تو وہیں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے پاکستانی معصوم وزیراعظم نوازشریف کو اکیلا پاکر تین انتہائی اہم نکات بھی پاکستانی وزیراعظم کے سامنے پھیلا کر رکھ دیئے اور کہا کہ'' جناب ہماری آپ کی یہ ساری باتیں اپنی جگہہ ٹھیک ہیں مگر نوازجی... ! ذکی الرحمٰن لکھوی کی رہائی پر ہمارے شدید تحفظات ہیں، یہ کسی طور بھی قابلِ قبول نہیں،اور مودی نے سرحدپر دراندازی کے واقعات اور پاک چین اقتصادی راہداری بھی اپنے تحفظات کھل

کر سامنے رکھ دیئے جس پر پاکستانی وزیراعظم نواز شریف نے بھارتی تحفظات اور اعتراضات یکسر مسترد کردیئے اور نواز شریف نے انتہائی معصومانہ انداز سے دبے دبے لفظوں اور جملوں کے ساتھ مسئلہ کشمیر سمیت بھارتی مداخلت کا معاملہ تو اُٹھایا مگر شائد ایسا لگا کہ جیسے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی جو بادشاہانہ انداز سے پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کے سامنے سینہ پھولا کر اور گردن تان کر بیٹھے تھے اُنہوں نے اپنے سامنے بیٹھے محکوم پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کی سُنی ان سُنی کردی اور نواز شریف خاموش ہو کر بیٹھ گئے جبکہ اس حوالے سے یہ بھی اطلاع ہے کہ بھارتی میڈیا کی رپورٹوں کے برعکس مشترکہ اعلامیئے میں مسئلہ کشمیر کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔

جبکہ روسی شہر اوفا میں پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نواز شریف اور نریندر مودی کی ہونے والی ملاقات پر ہماری اپوزیشن سمیت کشمیری قیادت کا بھی یہی قوی خیال ہے کہ ''نواز شریف نے نریندر مودی کی جانب اپنے قدم بڑھانے سے لے کر اِن سے مصافحہ کرنے تک اپنی باڈی لینگوج سے خود کو پکا خوشامدی اور نریندر کا غلام ظاہر کیا ہے اور اِس دوران بھارتی (چائے بیچنے والا) وزیراعظم نریندر مودی کا جیسا حقارت آمیز رویہ تھا وہ بھی کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہے، اور اِس پر یہ اور افسوس ناک ہوا کہ '' وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے کشمیر سمیت بھارتی مداخلت پر لب کشائی نہ کرنا اور بھارتی وزیراعظم کے سامنے

اپنے جائز اور درست موقف کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہنا اِس ساری ملاقات کو بے معنی کردیتا ہے'' اِس ساری ملاقات کے ڈرامے میں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کا رویہ ضرورت سے زیادہ ظالمانہ جبکہ پاکستانی وزیراعظم کی باڈی لینگوج غلام ابن غلام اور انتہائی فقیرانہ اور التجایہ سا لگا...

ایسے میں اَب کیا وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی کابینہ کے اراکین پاکستانی اور کشمیری عوام کو یہ بتا سکتے ہیں کہ وزیراعظم نواز شریف نے ساری ملاقات میں چپ کا روزہ کیوں رکھا ہوا تھا..؟؟اُنھوں نے بھارتی عیار و مکار اور چالاک وزیراعظم نریندر مودی کے سامنے ڈرے بغیر کشمیر اور بھارتی مداخلت پر اپنا جائزہ اور درست موقف کا کھل کر اظہار کیوں نہ کیا..؟؟آج ساری پاکستانی قوم اور کشمیری عوام وزیراعظم نواز شریف کی کشمیر سمیت بھارتی مداخلت پر روا رکھی گئی بے حسی اور بھارتی وزیراعظم سے ملاقات کے لئے جانے والے پندرہ قدموں سے لے کر ساٹھ منٹ تک خوشامدانہ انداز سے ڈرے سہمے بیٹھے رہنے والے ہر ہر عمل پر یہ سمجھتے ہیں کہ اِس سے نہ صرف بھارت میں اپنے کاروبار کو مستحکم کرنے والے پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کی سُبکی ہوئی ہے بلکہ ساری دنیا میں پاکستانی عوام اور کشمیریوں کی بھی ذلت اور رسوائی ہوئی ہے اور دنیا بھر میں پاکستانیوں اور کشمیریوں کا غلط موقف گیا ہے کہ جیسے پاکستانی اور کشمیری اپنے موقف میں کمزور ہیں تب ہی نواز شریف نے ایسے کسی

موقف کا اظہار نہیں کیا جس سے اِن کی مودی ملاقات کا تاثر غلط ہوتا اور نریندر مودی ناراض ہو جاتے۔۔۔آج وزیر اعظم نواز شریف کا خوشامدانہ رویہ دیکھ کر قوم یہ سوچنے سمجھنے اور یہ کہنے پر بھی مجبور ہو گئی ہے کہ اِس سے تو اچھا تھا کہ وزیر اعظم نواز شریف ملاقات سے ہی انکار کر دیتے اِن کی اِتنی سُبکی تو نہ ہوتی جتنی کہ آج پاکستان سمیت دنیا بھر میں ہو گئی ہے۔

آخرکارایران نے ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کا تاریخی معاہدہ کر ہی لیا....؟؟

عالمی طاقتوں نے ایرانی جوہری پروگرام سرنگوں کردیا...!! کیا ایران معاہدے پر پوری طرح عمل کرپائے گا یا پھر...؟؟

یہ خبریقیناً نہ صرف وسطی ایشیابلکہ یورپی ممالک سمیت جنوبی ایشیاکے ممالک پاکستان ،روس، چین ، افغانستان اور دیگر کے لئے بھی بڑی خوش آئند اور حوصلہ افزا ہوگی کہ آسٹریا کے دارالحکومت ویانا میں ایران اور چھ عالمی طاقتوں کے درمیان ایران کے ایٹمی پروگرام کے تنازع پر تاریخی معاہدہ طے پاگیاہے، جس سے دنیامیں قیام امن سمیت کئی حوالوں سے مثبت اور تعمیری تبدیلیاں رونما ہونے کا موقع ہاتھ لگے گا۔ جبکہ یہاں یہ امر قابل حوصلہ اور باعث تسکین ہے کہ آج آخرکار ایک بڑے عرصے (سفارتکاری کی نزاکتوں سے معمور12 سالہ طویل صبر آزما بحران اور 23 ماہ سے جاری مذاکرات کی سفارتی مشق تزک و احتشام سے انتہائی شاندار انداز سے اختتام کو پہنچ چکی ہے جس پر پاکستان اور وسطی ایشیا سمیت عالمی طاقتوں کے مبصرین اور تجزیہ کاروں کا قوی خیال یہ ہے کہ ایران کے ساتھ ہونے والے اِس تاریخی معاہدے سے ایران ایٹمی ہتھیار نہیں بنائے گا،جس سے ایران کے عالمی تجارتی

راستے کھل جائیں گے یعنی کہ اَب یوں دنیا کے بہت سے ممالک کے گلوں میں ہڈی کی طرح چبھتے ایران کے جوہری پروگرام کا کانٹا پوری طرح سے نکل چکا ہے اور اَب عالمی طاقتوں کو بھی چاہئے کہ ایران کو عالمی منڈی میں اپنی حیثیت کو منوانے کے لئے خود بھی دو قدم آگے بڑھیں اور ماضی کی تمام کدرتوں کو مٹا کر عالمی منڈی تک ایران کو رسائی دینے کے خاطر ایران کو خوش آمدید کہیں گی اور اِسے اپنی مثبت و تعمیری منزل کی سمت کے تعین کا موقعہ بھی فراہم کریں گی) کے بعد ایران کے جوہری پروگرام سے خوفزدہ چھ عالمی طاقتوں نے مل کر ایرانی جوہری پروگرام کو سرنگوں کرانے میں بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے، جس سے یقیناایران کو عالمی طاقتوں سے اپنے بہت سے تنازعات حل کرانیمیں خاصی پیش رفت حاصل ہوسکے گی، اِس معاہدے سے جہاں ایران عالمی سطح پر اپنی اہمیت ثابت کرنے اور کرانے میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی منازل طے کرے گاتو وہیں عالمی سطح پر بھی بہت سی مثبت تبدیلیاں بھی رونما ہوسکیں گی۔

پچھلے دِنوں آسٹریاکے درالحکومت ویانامیں ہونے والے مذاکرات کے بعد ایران کے جوہری پروگرام کو محدود (سرنگوں) کرنے کا تاریخی معاہدہ طے پاگیاہے، اَب جس کے تحت یقینی طور پر ایران کے خلاف عائد عالمی اقتصادی پابندیاں بھی ختم ہوجائیں گی جس سے ایک طرف تو ایرانی عوام ایک آزاد اور کھلے فضاء میں سانس لے کر اپنی حیثیت اور اہمیت کو منواسکے گے تو وہیں ایران کی معیشت کو

استحکام ملے گا جہاں اتناسب کچھ ہوگا تو وہیں ایران کے جوہری پروگرام کی وجہ سے عالمی سطح پر بھی چھائے خوف کے بادل چھٹنے میں بھی خاصی مدد مل سکے گی۔اِس معاہدے کو منظوری کے لئے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کیا جائے گا جس کے بعد ایران اپنی جوہری تنصیبات اقوام متحدہ کے انسپکٹر کے معائنہ کے لئے 24 دِنوں میں جوہری سرگرمیوں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ایرانی فوجی تنصیبات کے دوروں کا معائنہ بھی کرسکیں گے۔

اگرچہ ! عالمی طاقتوں کا ایران سے ایٹمی ہتھیار نہ بنانے والے تاریخی معاہدے کے بعد یہ قوی خیال ہے کہ ایران کی اپنی بھی یہی شدت سے خواہش رہی ہے کہ اِس کے ایٹمی پروگرام پر عائدپابندی کو ہٹانے کے خاطر کوئی ایساراستہ نکالا جائے جس سے ایران پر لگی اقتصادی پابندیوں کا جہاں خاتمہ ہوتو وہیں عالمی برادری کے ایرانی جوہری پروگرام کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہو،آج ایک لمبے اور انتہائی صبر آزما عرصے بعد ایران اور عالمی طاقتیں اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئی ہیں۔

آج ایران کے جوہری پروگرام پر آسٹریاکے درالحکومت ویانا میں ہونے والے تاریخی معاہدے کے بعدیورپی یونین کی خارجہ امور کی مندوب فیدریکا موگیرینی اور ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں ایران کے

جوہری پروگرام کو محدود کرنے کے معاہدے کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی بتادیا ہے کہ اگر نو مولود معاہدے کے بعد بھی آنے والے دنوں، ماہ و سالوں میں معاہدے پر عملدرآمد کے دوران کسی تنازع کی صورت سے فیصلہ ایران اور عالمی طاقتوں کا ثالثی بورڈ کرے گا۔

یوں ایران اور چھ عالمی طاقتوں کے درمیان ہونے والے ایرانی جوہری پروگرام کو محدود کرنے کے تاریخ ساز معاہدے کی جہاں اقوام متحدہ، پاکستان ، فرانس، روس اور جرمنی سمیت دنیا کے متعدد اہم ممالک نے معاہدے کی تعریف کی ہے اور اِس معاہدے کو دنیا کے امن اور ترقی کے لئے بہت بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایران کے جوہری پروگرام کے حوالے سے ہونے والے تاریخ ساز معاہدے سے دنیا کو آنے والے دِنوں میں ایک بہت بڑی ایٹمی جنگ سے بچانے میں خاصی مدد حاصل ہوگی تو وہیں ایران کو اپنی معیشت کو استحکام کرنے کے لئے اربوں ڈالر کے اثاثے بھی واپس ملیں گے اور تیل کی عالمی منڈی میں ایران کی شمولیت کے بعد عالمی سطح پر تیل کی قیمتیں نچلی سطح تک آنے کے بھی روشن امکانات موجود ہوگئے ہیں جہاں یہ سب کچھ ہوا ہے تو وہیں پاک ایران گیس منصوبہ بھی بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا جس سے پاکستان کو درپیش گیس اور بجلی جیسے بحرانوں کو حل کرنے میں خاصی مدد حاصل ہوسکے گی۔

جبکہ اُدھر معاہدے کی رو کے مطابق ایرانی ایٹمی پروگرام اپنی کیفیت اور حجم دونوں حوالوں سے یوں محدود ہوگا کہ وہ ایٹم بم نہ بنا سکے لیکن اِس کا زیادہ تر نیوکلیئر انفراسٹرکچر برقرار رہے گا اور اِس طرح وہ اپنی زمین پر ایک حد تک یورینیم کی افزودگی جاری رکھ سکے گا،اور اسی طرح ایران اپنے ایٹمی پروگرام کو محدود کرنے کے حوالے سے مندرجہ ذیل نمایاں اور اہم نکات پر عمل کرے گا،اول یہ کہ'' ایران اپنے سینٹری فیوجز کی تعداد میں دوتہائی کمی کردے گا جس سے ایرانی سینٹری فیوجز کی تعداد19000 سے کم ہو کر6104 ہو جائے گی اِن سینٹری فیوجز میں سے بھی 1044 سینٹری فیوجز یورینیم افزودگی کے لئے استعمال نہیں ہوں گے جبکہ باقی استعمال ہو سکیں گے'' دوئم یہ کہ عالمی انسپکٹرز ایرانی جوہری پروگراموں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ایران کی فوجی'' تنصیابات کے بھی دورے کرنے کا مطالبہ کر سکیں گے'' سوئم یہ کہ ''ایران کو اقوام متحدہ کے نگرانوں کی درخواست چیلنج کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا''اور ایسے بہت سے اہم نکات ہیں جن پر عمل کرنے اور کرانے کا ذمہ دارایران اور عالمی طاقتیں ہوں گی۔

جبکہ یہاں یہ امر بھی یقیناً باعث تشویش ہے کہ اِس ایران اور دنیا کی چھ عالمی طاقتوں کے درمیان ایرنی جوہری پروگرام کو محدود کرنے سے متعلق تاریخ ساز معاہدے پر امریکی بغل بچے اسرائیل کا کہنا ہے کہ اِس کے ابھی اِس معاہدے

پر بے شمار تحفظات اور خدشات ہیں جس کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیل نے معاہدے کی سخت مخالفت کی ہے اِس کا کہنا ہے کہ ایران کے ساتھ جوہری معاہدہ ایک تاریخی کامیابی نہیں بلکہ دنیا کی یہ ایک تاریخی غلط ہے اِس کا کہنا ہے کہ جب تک عالمی طاقتیں اِس کے اِن خدشات اور تحفظات کو دور نہیں کردیتیں وہ کسی بھی صورت ایران اور چھ عالمی طاقتوں کے درمیان ہونے والے اِس معاہدے کی حمایت نہیں کرے گااور اِسی طرح اِن دِنوں ایک خبر یہ بھی بڑے زور شور سے گردش کررہی ہے کہ خلیجی عرب بادشاہتوں میں سے کئی متحدہ عرب امارات نے بھی عالمی طاقتوں کا ایران کے جوہری پروگرام کے حوالے سے ہونے والے معاہدے پر کئی لحاظ سے ایک محتاط انداز کو اپناتے ہوئے اِس کا خیر مقدم تو ضرور کیاہے مگر ابھی اِنہوں نے اپنے خدشات اور تحفظات کا کسی بھی حوالے سے کھل کر اظہار نہیں کیاہے جبکہ سعودی عرب نے کی جانب سے سرکاری سطح پر تو کوئی واضح ردِ عمل سامنے نہیں آیاہے مگر ایک سعودی عہدے دار کا نام ظاہر نہ کرنے شرط پر اتنا ضرور کہنا ہے کہ بطورپڑوسی ملک ہم نے گزشتہ چالیس برس میں یہ سیکھاہے کہ ایران کے ساتھ خیرسگالی کا رویہ اختیار کرنے کا نتیجہ ہمیشہ بُراہی نکلتاہے'' بہرحال پھر بھی ایسالگتاہے کہ جیسے اِن کے بھی اِس معاہدے پر بہت سے خدشات اور تحفظات اور مخمصے ہیں کیاایران معاہدے پر عمل کرپائے گایا پھرکچھ عرصے بعد وہی کرے گا جو یہ چاہے گاایران پر لازمی ہے کہ ایران اپنی پوزیشن کو واضح کرے تاکہ معاہدہ ہر قسم کے شک وشبہات سے پاک ہوجائے۔

اَب ایسے میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ عالمی طاقتوں اور خود ایران کو بھی یہ چاہئے کہ جب یہ معاہدہ واقعی نیک نیتی اور خلوص کی بنیادوں پر ہی کیاگیاہے تو پھر یہ متحدہ عرب امارات سمیت اسرائیل کے خدشات اور تحفظات کو بھی فوری طورپر دور کریں تاکہ معاہدے کو ہر قسم کے خدشات اور تحفظات سے پاک کرکے دنیاکے امن اور سلامتی کے لئے حقیقی معنوں میں یقینی بنایاجاسکے۔

اَب کراچی آپریشن کو سوالیہ نشان سے بچانا رینجرز کی ذمہ داری ہے جبکہ....؟؟

پاکستان پیپلز پارٹی کا رینجرز کے اختیارات میں ایک ماہ سے ایک سال کی توسیع کا اعلان اور.؟؟

پچھلے دِنوں صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے لگ بھگ 85/ 84 سالہ وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے سندھ میں رینجرز کے اختیارات میں ایک سال کے اضافے کے لئے سیکرٹری محکمہ داخلہ کی چیف سیکرٹری سندھ کی معرفت ملنے والی سمری سے متعلق بیرون مُلک میں مقیم اپنی پارٹی سے رابطہ کیا اور جس کے بعد دبئی سے اپنی جماعت کے شریک چئیرمین و سابق صدرِ پاکستان سید آصف علی زرداری اور بلاول زرداری بھٹو کی خصوصی ہدایات ملنے کے بعد آرٹیکل 147 کے تحت رینجرز کے سندھ میں قیام کی مدت میں یکدم سے ایک ماہ سے مزید ایک سال کی توسیع کردی ہے جبکہ وزیراعلیٰ سندھ کے اِس اعلان سے متعلق خبر یہ بھی ہے کہ یوں سندھ میں رینجرز کے قیام کی مدت میں اضافے اور رینجرز کے خصوصی اختیارات کی مدت میں اضافے کی اصل منظوری کے لئے جلد ہی سندھ اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جائے گا جس کے ذریعے اِس کی منظوری کرواکر اِسے قانونی حیثیت دے دی جائے گی اور پھر ثُرنت اِس کا نوٹیفیکیشن بھی جاری کردیا جائے گا پھر سندھ میں تعینات پاکستان رینجرز کے جوان کراچی سمیت سندھ بھر

میں کرپٹ مافیااور دہشت گرد عناصر کے خلاف اپنی کارروائیاں کرنے میں آزاد ہوں گے۔

جبکہ ایسی بھی اطلاعات ہیں کہ وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے سندھ میں رینجرز کے قیام کی مدت میں ایک سال کی توسیع کرنے کے علاوہ جو مزید اقدامات کئے ہیں اُن میں سندھ کے وہ سرکاری ادارے جو اِن کے زیراہتمام ہیں اور اِن سرکاری اداروں کے اہم سرکاری عہدیداروں کو بھی فارغ کردیاگیاہے خبر ہے کہ سیکرٹری محکمہ داخلہ مختیاراحمد سومرو نے چیف سیکرٹری سندھ کی معرفت ایک سمری وزیراعلیٰ سندھ کو ارسال کی تھی جس میں واضح طور پر یہ کہاگیاتھاکہ چوں کہ رینجرز سندھ میں قیام امن کے لئے پولیس اور سول انتظامیہ کی مدد کررہی ہے اِس بنیادپراِس کے قیام کی مدت میں مزیدایک سال کا اضافہ کیاجائے جس پر وزیراعلیٰ سندھ نے ہنگامی اجلاس طلب کیا اور دُبئی میں موجود اپنی پارٹی کی اعلیٰ قیادت سے صلح مشوروں کے بعد سندھ میں رینجرز کے قیام میں 20 جولائی سے مزیدایک سال کا اضافہ کردیا۔

جہاں اتناکچھ کیاگیاہے تو وہیں شائد نہ چاہتے ہوئے بھی بالخصوص پارٹی کے نوجوان اور صاف سُتھرے اور مثبت سوچ وعمل کے حامل چئیرمین بلاول زرداری بھٹوکی خصوصی ہدایات پر سندھ حکومت کو سندھ سے کرپٹ عناصر کے خلاف کریک ڈاو

ن سے متعلق کئی ایسے حیران و پریشان کُن اہم فیصلے بھی کرنے پڑ گئے ہیں جس کی پچھلے چ
دِنوں ایک مثال یوں سامنے آئی ہے ،جب سندھ حکومت نے سرکاری اداروں میں
انتظامی عہدوں پر فائز کئی افسران کی بڑے پیمانے میں تبدیلیاں کیں ،اِن تبدیلیوں اور
تبادلوں اور عہدوں سے برطرف کئے جانے والے اعلانات و اقدامات کے متعلق خبر یہ
ہے کہ سندھ حکومت نے کراچی پولیس چیف غلام قادر تھیبو، ڈی جی سندھ بلڈنگ
کنٹرول اتھارٹی منظور قادر عرف کاکا، سیکریٹری کارپوریشن شاذر شمعون، ایڈمنسٹریٹر کراچی
ثاقب سومرو، دادو، جامشورو، شکارپور، سانگھڑاور میرپورخاص سمیت 10 یااِس سے زائد
ڈپٹی کمشنرز کو عہدوں سے ہٹانے کا فیصلہ کیااِس فیصلے کے بعد باقاعدہ طور پر مندرجہ
بالااشخاص کواِن کے عہدوں سے ہٹا بھی دیاگیا جبکہ ایڈمنسٹریٹر حیدرآباد خالد شیخ کو
عہدے سے ہٹا کرڈپٹی منیجر واٹر بورڈ لگادیاگیاہے اوراِسی طرح مشتاق مہر کو ایڈیشنل آئی
جی کراچی اور غلام قادر تھیبو کوچیئرمین اینٹی کرپشن تعیناتی کے فوری احکامات جاری
کئے گئے جبکہ مصدقہ ذرائع یہ بتاتے ہیں کہ اَب تک غلام قادر تھیبوکے پاس اے آئی
جی ٹریفک پولیس کا اضافی چارج موجود ہے،یوں پولیس کے گریڈ21کے افسر ذاکر کو محکمہ
سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن رپورٹ کرنے کا حکم دیاگیاہے۔

آج یقیناپاکستان پیپلزپارٹی کی حکومت سندھ نے اپنے صوبے میں کلیجے پر پتھر رکھ کر
کرپشن اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے جتنے اور جیسے بھی اقدامات

کئے ہیں اِن سب کے پس پردہ گزشتہ دِنوں اپیکس کمیٹی کے اجلاس سے قبل چئیرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول زرداری بھٹو کی سندھ میں کرپشن اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کور کمانڈر کراچی نوید مختار سے ہونے والی وہ اہم ترین ملاقات ہے جس کے دوران پیش کئے گئے اہم نکات اور اِن پر کئے جانے والے وہی اہم فیصلے ہیں آج جنھیں بنیاد بنا کر سندھ حکومت نے فوری طور پر اہم سرکاری عہدوں میں تبادلے اور تقرریاں کیں اور سندھ کو کرپٹ سرکاری مافیااور دہشت گرد عناصر سے پاک کرنے کے لئے پاکستان رینجرز کی سندھ میں قیام کی مدت میں یکدم سے ایک سال کی توسیع کا اعلان کرکے سب کو حیران کردیا۔

اگرچہ آج سندھ حکومت کے یہ سارے اعلانات، اقدامات، انتظامات اور احکامات اپنی جگہہ کسی نہ کسی حد تک درست ضرورثابت ہوں گے مگر ایسے میں یہ ضرور سوچااور سمجھاجائے کہ اَب سندھ حکومت یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے کررہی ہے..؟؟ایسااِس نے پہلے کیوں نہ کیا..؟؟سندھ میں کرپشن تو پہلے بھی تھی اور اَب بھی ہے..؟؟دہشت گردی اور دہشت عناصر تو سندھ کے لئے کلنک کا ٹیکہ ہمیشہ ہی سے رہے ہیں..؟؟آخرآج سندھ حکومت سندھ سے دہشت گردی اور کرپشن کے فوری خاتمے سے متعلق انتہائی حد تک جانے والے فیصلے کیوں کرنے لگی ہے..؟؟تواِن تمام سوالات اور اِن جیسے اور بہت سے ذہن میں پیداہونے والے سوالات و خدشات اور تحفظات اور مخمصوں کا بس یہی ایک جواب ہے کہ " پچھلے دِنوں پی پی پی کے

شریک چیئرمین و سابق صدرِ پاکستان سید آصف علی زرداری نے اپنے ایک خطاب میں واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں پاک فوج سے متعلق جو اور جیسی نازیبا اور دھمکی آمیز زبان استعمال کی تھی.. جس پر مُلک کے موجودہ وزیرِاعظم نواز شریف اور صدرِ پاکستان ممنون حُسین سمیت آرمی چیف جنرل راحیل شریف افواجِ پاک اور مُلک کے سیاستدانوں اور پاکستان کے ہر اُس شہری نے جو اپنی پاک فوج سے والہانہ محبت رکھتا ہے اُس نے بھی زرداری کے اِس خطاب پر سخت ناراضگی اور برہمی کا اظہار کیا تھا جس کے بعد نہ صرف پاکستان بلکہ ساری دنیا میں آصف علی زرداری اور پی پی پی کی پاک فوج سے متعلق سوچ و فکر پر سوالیہ نشان لگ گیا تھا اور جس کی وجہ سے پاکستان سمیت ساری دنیا میں پی پی پی اور آصف علی زرداری کی سُبکی ہوئی تھی اور پاکستان پیپلز پارٹی کئی لحاظ سے تنہا ہو گئی تھی آج اپنی اِسی سُبکی کو مٹانے اور اپنی تنہائی کو دور کرنے اور پاک فوج کے سامنے اپنی پوزیشن کو بحال کرنے یا کرانے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت وہ سب کچھ کرنے پر مجبور دکھائی دیتی ہے جو اِسے نہ چاہتے ہوئے بھی کرنا پڑ رہا ہے اور اَب یہ اُس حد تک بھی جانے کو تیار ہے جس کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ہے.. اور آج پی پی پی کی قیادت یہ سب کچھ اُس وقت تک کرتی رہے گی جب تک کہ وہ یہ سمجھ نہیں لیتی کہ اِسے پاک فوج سے خود کو کلئیر ہونے کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے اور جس روز بھی پاک فوج کی جانب سے پی پی پی کی قیادت کو ایسے اشارے ملے یا زبانی کلامی ہی ایسے مثبت الفاظ یا جملے ہی سُننے

اور پڑھنے کو ملے تو یہ اُنہیں بھی فوج سے اپنی قربتوں کا سرٹیفکیٹ سمجھے گی اور پھر دیکھ لیناکہ اُسی روز سے ہی پی پی پی کے رویوں میں وہی پرانی والی تبدیلیاں رونما ہونی شروع ہوجائیں گی اور پھر پی پی پی سندھ میں وہی مرغے کی ایک ٹانگ والی سیاست کرنی شروع کردے گی اور پھر یہی پی پی پی اور سندھ حکومت ہوگی جو رینجرز کے اختیارات کو کم کرنے کے بارے میں سیاسی حربے اور چالبازیاں شروع کردے گی یعنی کہ سندھ حکومت پہلے جیسی ہوجائے گی اور اپنی مرضی کے اقدامات اور احکامات جاری کرنے لگے گی۔

آج پی پی پی حکومت کے سندھ میں کرپشن اور دہشت گردی سے متعلق یہ سارے کئے جانے والے سخت اقدامات کو دیکھتے ہوئے یہ یقین سے کہاجاسکتاہے کہ اگرزرداری نے پاک فوج کے خلاف خطاب نہ کیاہوتاتو مجال ہے کہ آج زرداری اور پی پی پی کی حکومت اور عسکری قوتوں کے جو درمیان قربتیں بڑھ رہی ہیں کیا وہ بڑھتیں..؟؟ ہرگز نہیں ایساکچھ ہوتاجیساکہ آج سندھ پیں پی پی پی کی حکومت کررہی ہے اور کسی کے دباوٗ میں آکرآنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں مزید کچھ کرے گی..؟؟ اور موجودہ حالات میں پاکستان پیپلزپارٹی اور رینجرز کے درمیان سندھ سے کرپشن اور دہشت گردی کے خاتمے سے متعلق کسی موڑ یا مقام پر افہام و تفہیم کی کوئی ایسی فضاء قائم ہوتی (جیسے کہ اِن دِنوں پیداکرنے یاکرانے کی کوششیں رینجرز کو ایک سال کے لئے خصوصی اختیارات دے کر

کی جارہی ہے) اور کیا ایسے کسی نقطے پر یہ رینجرز کی ہم خیال ہوتی ..؟جس کے لئے پی پی پی کبھی بھی متفق نہ تھی .. بس سب کچھ یوں ہی چلتا رہتا جیساکہ ماضی میں پی پی پی کی حکومت نے برسرِاقتدار ہو کر چلایا تھاآج یقیناً پی پی پی کی حکومت سندھ میں یہ جو کچھ بھی کررہی ہے وہ سب کچھ محض اِس بنیاد پر کررہی ہے کہ بس کسی بھی طرح سے زرداری اور پی پی پی سے افواج پاک کی دوستی قائم ہوجائے اور غلط فہمیاں ختم ہوجائیں یہ سب کچھ کرنے کا مقصد یہی ہے اور بس ورنہ پی پی پی جس کے ہر دور میں کرپشن اور دہشت گردی عروج پر رہی ہے یہ کرپشن کو خود سے علیحدہ کرنے کے لئے کبھی بھی یوں تیار نہ ہوتی جیسی کہ آج ہو گئی ہے۔

اگرچہ سندھ میں زرداری اور بلاول زرداری بھٹو کی دُبئی سے آنے والی خصوصی ہدایات کے بعد وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے رینجرز کے خصوصی اختیارات میں آرٹیکل 147 کے تحت ایک سال کی مدت میں توسیع کا اعلان سندھ اسمبلی سے منظوری کرانے سے مشروط کرکے کردیاہے مگر اَب یہاں کئی سوالات اہلیانِ کراچی سمیت ہر محب وطن پاکستانی کے دماغ میں شدت سے جنم لے رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ سندھ حکومت نے تو اپنی عسکری قوتوں سے تنہائی دور کرنے اور اِن سے اپنی قربتیں بڑھانے کے خاطر رینجرز کے خصوصی اختیارات میں ایک سال کی مدت میں اضافہ کردیاہے اَب کیا اِن اختیارات کے ملنے کے بعد سندھ میں کرپشن

مافیااور دہشت گرد عناصر کے خلاف جاری آپریشن کو رینجرز بلارنگٹ و نسل جاری رکھ سکے گی ..؟؟یا پاکستان رینجرز سندھ میں جاری ضرب عضب سے مماثل کراچی آپریشن کو کراچی کی ایک بڑی اور بھاری مینڈیٹ رکھنے والی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کے خلاف ہی جاری رکھ کر کراچی آپریشن کو محدود کئے رہے گی ...؟یا کراچی میں جاری کراچی آپریشن کا دائرہ کار پاکستان پیپلزپارٹی سمیت سندھ کی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں موجود عسکری ونگز اور کرپٹ مافیا کے خلاف بھی بڑھا کرآپریشن کا دائرہ کار بڑھائے گی ..؟؟جبکہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ کراچی آپریشن کا دائرہ فوری بڑھایا جائے کیوں کہ کراچی آپریشن کو سندھ کی ایک سیاسی جماعت ایم کیو ایم تک محدود رکھ کر کراچی آپریشن کے وہ مقاصد ہر گز حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں جس نیک مقصد کے لئے کراچی آپریشن شروع کیا گیاہے ..؟؟بلکہ آج ایک سندھ ہی کیا ...؟ سارے مُلک میں جتنی بھی سیاسی اور مذہبی جماعتیں موجود ہیں اور وہ متحرک ہیں اُن میں بھی خطرناک قسم کے مسلح ونگز اور کرپٹ مافیا ہیں اِن کے خلاف بھی ایسا ہی آپریشن کیا جانا چاہئے جیساکہ سندھ اور کراچی سے تعلق رکھنے والی ایک جماعت ایم کیو ایم کو نشانہ بنا کراِس کے خلاف کیا جارہاہے ،اَب مستقبل قریب میں یہ کیسے ممکن ہوسکتاہے کہ کراچی آپریشن کارخ کسی ایک کی جانب موڑ کر یہ کہاجائے کہ کراچی آپریشن کے اہداف حاصل کرلئے گئے ہیں ..اِس پر کبھی بھی کوئی یقین نہیں کرے گا۔جبکہ سب جانتے ہیں کہ جب سے کراچی آپریشن شروع ہوا ہے اِس کا رُخ ایک

جماعت کی جانب ہے ، کیااِس طرح سندھ کی دوسری جماعتوں میں موجود مسلح ونگز اور کرپٹ عناصر کو ریلیف دے کرانہیں پنپنے کا موقع فراہم نہیں کر دیاجائے گا..؟؟اور یوں سندھ حکومت کے ماتحت چلنے والے سرکاری اداروں یں تعینات اہم سرکاری کرپٹ افسران کونہیں بچالیاجائے گا..؟؟یاپھر پاکستان رینجرز اپنے ایک سالہ خصوصی ملنے والے اختیارات کا استعمال بلارنگ ونسل اور بلاتفریق مذہب وملت اور زبان وسرحدہر کرپٹ اور دہشت گردعناصر کے خلاف.بروئے کار لاکرآپریشن کو ہر اُس سوالیہ نشان سے بچانے میں کامیاب ہوجائے گی جس سے اِس کی پُرخلوص خدمات اورنیت پر کہیں سے کوئی سوالیہ نشان لگانے کی کوشش کرے گا...؟؟

بہرحال..!!آج اگر سندھ حکومت نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر کسی کے دباؤاور مصلحت کے تحت ہی سہی سندھ کو کرپٹ عناصر اور دہشت گردوں سے پاک کرنے کے خاطر سندھ یں رینجرز کے خصوصی اختیارات میں ایک سال کی توسیع کرہی دی ہے تو پھر سندھ حکومت اپنے اِس اعلان واقدام اور فیصلے پر بھی قائم رہے اور ڈٹی رہے اور ہر صورت میں سرزمینِ سندھ کو کرپٹ اور دہشت گردعناصر سے پاک کرنے کے لئے پاکستان رینجرز کے جوانوں کا ساتھ دے اوراِن کی کارکردگی کو سراہے اوراِس کے ساتھ ساتھ حکومتِ سندھ یہ بھی کوشش کرے کہ وہ اپنی صفوں اور سندھ کی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں شامل دہشت

گردوں، مسلح ونگز اور کرپٹ عناصر کی بھی نشان دہی کرے جن کے رینجرز کے ہاتھوں قلق قمع سے پی پی پی کی گرتی ہوئی ساکھ بھی سنبھل جائے گی تو وہیں عوام الناس کو یہ تاثر بھی چلاجائے گا کہ پی پی پی نے حقیقی معنوں میں سندھ کو کرپٹ اور دہشت گرد عناصر سے پاک کرنے کا جو عزم عظیم کر رکھا تھا وہ اِس میں رنگ و نسل کی تفریق کئے سو فیصد کامیاب ہو گئی ہے... ورنہ مصالحتوں کی شکار پاکستان پیپلز پارٹی کے جانبدارانہ فیصلوں اور اقدامات اور احکامات کی وجہ سے سندھ میں جاری کرپٹ اور دہشت گرد عناصر کے خاتمے کے لئے رینجرز کی پُر خلوص خدمات اور انتھک محنت اور مشقت پر کارکردگی پر سوالیہ نشان ہی لگا رہے گا... (ختم شُد

..چور چور ہوتا ہے زمین کا ہو یا خلا کا یا کہیں اور کا

چوروں کا راج زمین تو زمین خلا میں بھی سفید بونا ستارہ اپنے قریبی ستارے کی گیس چراتے پکڑا گیا....

چور چور ہوتا ہے زمین کا ہو یا خلا کا یا کہیں اور کا..اَب کوئی چور سزا سے کوئی نہیں بچ سکے گا.....؟؟

پیرس سے ایک خبر ہے کہ ”خلامیں سفید بونا ستارہ اپنے قریبی ستارے کی گیس چراتے پکڑا گیا“ یہ خبر زمینی چوروں کے لئے تو حیرانگی کی باعث ہونے کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزا بھی ہوگی کہ آج اِن سے وابستہ چوری کے شعبے نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ خلاء میں اِنسانوں کے آباد ہونے سے پہلے جس شعبے نے اپنا کام شروع کیا ہے وہ چوری کا شعبہ ہے اَب یہ اور بات ہے کہ یہ چوری کسی اِنسان نے نہیں کی ہے بلکہ خلا میں موجود ایک سفید بونے ستارے نے اپنے ایک قریبی بڑے اور طاقتور ستارے سے چوری کی ہے،یقیناخلاء میں سفید بونے ستارے کی چوری کے عمل سے ہر قسم کے زمینی چوروں کی ضرور حوصلہ افزائی ہوئی ہوگی کہ چلو چور ایک زمین پر ہی موجود نہیں ہیں یہ خلاء میں بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں اور اپنا کام اپنی خصلت اور عادت کے مطابق کررہے ہیں مگر کب تک...؟؟

ویسے تو اِس دنیا میں سب ہی چور ہیں کوئی بڑا چور تو کوئی چھوٹا چور.. کوئی چوری کرے خزانے کی تو کوئی آنے دو آنے کی.. کوئی سفید چور ہے تو کوئی کالا چور.. کوئی بونا چور ہے تو کوئی لمبا چور.. چوری کوئی دائیں سے کرے تو کوئی بائیں سے ... کوئی اُوپر سے چور تو کوئی نیچے سے چور.. کوئی پیدائشی چور ہے تو کوئی زمانے کے ہاتھوں
چور بنایا بنادیا گیا ہے.. کسی کو مجبوری نے چور بنایا ہے تو کوئی شوق شوق میں چور بن گیا ہے.. کوئی کام چور ہے تو کوئی کام کرکے بھی چوری کرتا ہے.. اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی کوئی خزانے کی چوری کرکے بھی بچ جاتا ہے تو کوئی ایک کوڑی کی چوری کرکے بھی سزا پاکر رسوائے زمانہ ٹھیر جاتا ہے، اور کوئی قوم کی دولت لوٹ کر بھی معاشرے کا سب سے باعزت اور باوقار شہری بن جاتا ہے.. تو کوئی کچھ نہ کرکے بھی
چور بنادیا جاتا ہے اِس کی نسلیں تاقیامت ذلیل وخوار رہتی ہیں۔
الغرض یہ کہ آج ہمارے زمانے کے معاشروں میں رہنے والے چوروں جیسے اِنسانوں کے بنائے ہوئے چور جیسے قوانین بھی کتنے عجیب ہیں..؟؟ جس میں ایک رائی کے دانے کی چوری کرنے والے افراد اور گروہوں کو تو سزا ہوجاتی ہے مگر یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ بیس کڑور انسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے حکومتی اراکین اور سرکاری کارندے قومی دولت کو اپنی اپنی جھولیوں میں بھر لینے اور بیرون ممالک کھولے گئے اپنے بینک کھاتوں میں منتقل کرواکر بھی معتبر اور

قابلِ احترام بنے پھرتے ہیں اور ہر بار قانون اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی گرفت سے بچ نکلنے کے بعد دوبارہ قومی خزانے میں پڑی قوم کے خون پسینے سے کمائی گئی قومی دولت کو لوٹ کھانے کے حربے استعمال کرتے ہیں اور اِس طرح اِن کے ہاتھ مُلک و قوم کا بار بار ستیاناس کرکے بھی صاف اور اِن کے دامن بے داغ و بے نشان رہتے ہیں ۔

یہ یقیناً کتنا عجیب اتفاق ہے کہ میرے ملک اور میرے معاشرے میں قومی دولت لوٹنے اور قومی بینکوں سے اربوں کھربوں قرض لے کر معاف کروالینے اور بجلی و گیس اور ٹیلیفون کے ہزاروں ، لاکھوں، کڑوروں اور اربوں روپے کے بلوں کی ادائیگیاں نہ کرنے والے تو زمانے بھر میں مزے لوٹتے ہیں جبکہ دوسری طرف کئی دِنوں سے بھوک و افلاس کا مارا کوئی ننگا بھوکا اپنی بھوک مٹانے اور زندہ رہنے کے لئے کہیں سے ایک روٹی اپنا پیٹ بھرنے کے لئے چوری کرلے تو میرے مُلک اور میرے دیس کے 20 کڑور غریبوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے اور قومی دولت لوٹ کھانے والوں کے ہاتھوں بنائے گئے قوانین میں ایک روٹی چور کو قانون کے رکھوالے پکڑ کر سالوں سلاخوں کے پیچھے قید کرکے چوری کی سزادے دیتے ہیں اور اِس بھوکے پیاسے کو معاشرے میں چور بنا کر پیش کرتے ہیں جبکہ یہی قانون اور اِس کے نفاز کے ذمہ دار اداروں کے اہلکار ہی ہوتے ہیں جو کرپٹ مافیا اور قومی دولت کو لوٹنے والوں کا بال بھی بیگا نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے

دیتے ہیں اُلٹا انہیں قانون اور اپنی گرفت سے آزاد کرنے اور کرانے کے خاطر انہیں بیرونِ ممالک روانگی میں معاون ومددگار بھی ثابت ہوتے ہیں جبکہ یہی قانون کے ہی رکھوالے ہوتے ہیں جو بھوک مٹانے کے خاطر ایک روٹی کی چوری پر کسی غریب و بے کس و مجبور کو عقاب سی تیزی دکھا کر پکڑ لیتے ہیں اور اِسے قانون کی گرفت میں لا کر چوری کی سزا دلوا دیتے ہیں آج یہ وہ لمحہ فکریہ ہے جسے میرے مُلک، میرے معاشرے اور میری تہذیب کے ہر فرد کو سنجیدگی سے سوچنا چاہئے اور ایک ایسا دائمی لائحہ عمل اور ایسی قانونی سازی کرنی چاہئے جس میں ایک روٹی چور اور قومی دولت لوٹنے والے بھی سب برابر کے چور تصور کئے جائیں اور قومی دولت کی چوری کرنے والے بھی اتنی ہی سزا اور ذلت رسوائی کے حقدار ٹھیرائے جائیں جتنی کہ آج مُلکِ پاکستان کے قانون کے مطابق ایک روٹی چوری کرنے پر کوئی غریب اور بھوکا مجبور و بے کس سزا اور معاشرے میں رسوائی کا حقدار ٹھیرا دیا جاتا ہے۔

بہر کیف.. ! خلاء میں سفید بونے ستارے کی اپنے ساتھی بڑے ستارے کی گیس چرانے کی خبر کے آجانے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ اَب جیسے ہماری دنیا کے چھوٹے موٹے (یعنی کہ مجبور و بے کس کسی روٹی چور) زمینی چوروں کو زیادہ پریشان ہونے یا اپنی خصلت یا فطرت پر پشیمان ہونے اور اِپنے معاشرے کے (نیک سیرت وہ اِنسان جو کسی بھی حوالے سے کہیں سے بھی چور نہیں ہیں اِن) لوگوں کے سامنے اپنی

چوری کی عادات پر اپنی سُبکی محسوس کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور رہی بات چوری پر قانونی گرفت میں آ کر سزا پانے کی تو وہ تو ملے گی (اَب یہ اور بات ہے..؟؟ کہ ہمارے یہاں بڑے یعنی کہ حکومتی چوروں اور قومی خزانے اور مُلک کے بیس کڑور عوام کے حقوق اور اِن کے خون پسینے کی کمائی کو لوٹ کھانے اور بیرون ممالک کے بینکوں میں اپنے اور اپنے خاندان کے قریبی رشتے داروں کے ناموں سے کھولے گئے کھاتوں میں قومی دولت منتقل کرنے والوں کو پکڑنے کا رواج جیسے ختم ہوگیا ہے، مگر آج قوم کو یہ اُمید ہے کہ جنرل راحیل شریف کی مُلک سے دہشت گردی، کرپشن) مافیا، اور قومی دولت لوٹ کھانے والوں کے خلاف اُٹھائے گئے اَبتک کے اقدامات اور نیب اور اِس جیسے دوسرے قومی احتساب اداروں کے متحرک ہوجانے کے بعد قومی دولت لوٹنے اور کرپشن مافیا کو جلد کیفرِ کردار تک پہنچادیا جائے گا اور مُلک کو ناسور نما کرپشن مافیا اور قومی دولت کو لوٹ کھانے والوں سے پاک کردیا جائے گا) کیوں کہ زمین پر بسنے والے اِنسانوں کے ہر معاشرے میں زمینِ خدا پر صاف سُتھرے انداز سے زندگیاں بسر کرنے اور کرانے کے لئے اپنے قوانین وضع ہیں ہے جن میں کسی بھی قسم کی غلطی اور خلافِ ضابطہ اور غیر قانونی عمل اور حرکت وحرکات کرنے والے قانون کی گرفت میں ضرور آتے ہیں اور سزا بھی پاتے ہیں جبکہ اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ ہر زمانے کے ہر معاشرے اور ہر تہذیب میں بیچارے یہی اِنسان نما چور موجود رہے ہیں اور اِنہیں اپنے کرتوتوں کی ہر زمانوں کے لحاظ سے

سزائیں بھی ملتی ہیں اوران چوروں کواپنی چوری کی عادات و حرکات پر بعد میں اپنے معاشرے میں سُبکی بھی اُٹھانی پڑتی ہے۔

بہر حال..! اَب ہماری دنیاکے معاشروں میں موجود چھوٹے موٹے چوروں کو بھی اپنا سینہ پھولاکر اور گردنیں تان کر چلنا چاہئے کہ اَب زمینی چوروں جیسی خصلت والے عناصر نہ صرف زمین پر موجود اور متحرک ہیں بلکہ اَب تو کسی بھی شکل میں چور خلاتک بھی پہنچ چکے ہیں گویاکہ آج اگر آپ اپنی دنیااور اپنے معاشرے اور اپنی سوسائٹی کا جائزہ لیں تو آپ کے ارد گرد موجود ظاہر و باطن چوروں یا چوروں جیسی خصلت کے حامل عام و خاص افراد و اشخاص چوری کی لت میں پڑے نہ صرف زمین پر اپنے کاموں میں مصروفِ عمل دکھائی دیں گی بلکہ اَب تو آپ سمیت اُنہیں بھی جو چوری کی عادت میں مبتلاہیں اِن لوگوں کو بھی اِس خبر سے یہ لگ پتاجائے گا کہ آج کی زمینی دنیامیں چوراور چوروں نے خلامیں بھی کسی نہ کسی شکل میں اپنے دائرہ کار کو وسعت دے دی ہے آپ جس کااندازہ اُس خبر کی تفصیل سے ضرور لگاپائیں گے جس کا میں اول سطر میں ذکر کرچکاہوں۔

خبر کی تفصیل کچھ یوں ہے معلوم ہواہے کہ ”زمین سے کوئی 730 نوری سال کی مسافت پر موجود ایک انتہائی کثافت کا حامل ایک سفید بونا ستارہ موجود ہے جو اپنے ایک ساتھی ستارے کو آہستہ آہستہ (ایسے ہی جیسے کہ ہمارے یہاں گزشتہ

سالوں سے کبھی کوئی جمہوریت کے نام پر تو کبھی کوئی آمریت کا ڈنڈا چلا کر قومی 68
دولت اور قوم کے غریبوں کے حقوق کو ہڑپ کر رہا ہے اور باری باری سے ہر بار
آسانی سے مزلے لوٹ کر چلتا بنتا ہے اور ہر مرتبہ بیچارے غریب عوام ہاتھ ملتے اور
اپنے چہرے پر بھنبھناتی مکھیاں ہکاتے رہ جاتے ہیں) نگل رہا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ
دونوں ستارے ایک ثنائی نظام (جیسے ہمارے یہاں ایک جمہوریت دوسرا آمر یا آمریت
کے دلدادہ نظام لوگ پائے جاتے ہیں جن کے چکر میں ہر بار عوام ہی پسے ہیں اور پستے
ہی رہیں گے)کا حصہ ہیں جن میں سے ایک بونا ستارہ ہے جبکہ دوسرا عام ستارہ ہے،
کا نام دیا گیا ہے جس کے بارے میں Gaia 14 aae ستاروں کے اِس ثنائی نظام کو
کہا جاتا ہے کہ اِسے یورپی خلائی ایجنسی کے سیارے گائیا نے اگست 2014 میں تلاش کیا تھا
جس کے بارے میں یورپی خلائی ایجنسی کا کہنا ہے کہ پہلی مرتبہ اِس کی نشاندہی تب ہوئی
جب ایک ہی دن میں یہ پہلے سے پانچ گنا زیادہ روشن ہو گیا جب اِس پر تحقیقات کی گئیں
تو پتہ یہ چلا کہ سفید بونا ستارہ اپنے نارمل ساتھی ستارے کی گیس چرا رہا تھا دراصل اِس
ستارے کی انتہائی کثافت کے باعث اِس کی قوت تجاذب کے زیرِ اثر ساتھ والے ستارے
کی سطح پر ایک بڑے غبارے کی طرح اُبھار پیدا ہو گیا تھا جس کے بارے میں یہ خیال
کیا گیا ہے کہ یہ اُبھار بونے ستارے کی جانب کھنچ رہا ہے یوں سفید بونے ستارے کی
قوت تجاذب کا پتہ اِس امر سے چلایا گیا ہے کہ اِس کے چائے کے چمچ جتنے مجمکے مادے کا
وزن ایک ہاتھی کے برابر ہو سکتا ہے چنانچہ اِسی وجہ سے کم وبیش

زمین کے حجم کا حامل یہ ستارہ ہمارے سورج سے 125 گنا بڑے ستارے کے مادے کو اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔"

تو قارئین حضرات۔۔!! آپ نے پڑھا، سمجھا اور عقل کی آنکھ سے دیکھا کہ چور ہماری زمین کا ہو یا خلاء کا۔۔۔ چور چور ہی ہوتا ہے۔۔ چھوٹا ہو یا بڑا، بونا ہو یا لمبا۔۔ وہ دوسروں کے لئے دردِ سر ہی بنا رہتا ہے، ایسے ہی جیسے کہ خلاء میں ایک چور سفید بونے ستارے نے اپنے ساتھی ستارے کی گیس چرا کر اِسے خالی کر دیا ہے اور موٹا ہو کر مزلے لوٹ رہا ہے اور جبکہ اِس کا ساتھی ستارہ بونے چور ستارے کی حرکت پر کفِ افسوس کے کچھ نہیں کر رہا ہے یکدم ایسے ہی جیسے کہ ہمارے مُلک میں ہماری حکومتوں اور ہمارے ایوانوں اور ہمارے قومی اداروں میں اہم عہدوں پر بیٹھے کرپٹ مافیا اور کرپشن کی گھٹی میں لت عناصر قومی دولت لوٹنے اور بیس کڑور پاکستانیوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر مُلک کو کھوکھلا کر دیا ہے اور قومی اداروں کے کرپٹ افسران اور اراکین پارلیمنٹ نے قومی خزانے سے چوری چوری کرکے اِسے خالی کر دیا ہے اور خود تو مزے لوٹ لوٹ کر موٹے ہو رہے ہیں جبکہ بیس کڑور پاکستانیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اَب اِن کرپٹ عناصر کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے اور اِن سے مُلک و قوم کو نجات دلانے کے خاطر جنرل راحیل شریف کو اُس حد تک ضرور جانا چاہئے جہاں مُلک اور قوم کو لوٹ کھانے والے کرپٹ حکمرانوں، سیاستدانوں اور دہشت گرد عناصر کے چودہ طبق روشن ہو جائیں کیوں کہ

آج قوم کو جنرل راحیل شریف سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں اور موجودہ حالات اور لمحات میں ساری پاکستانی قوم جنرل راحیل شریف کی جانب دیکھ رہی ہے اور یہ سمجھ رہی ہے کہ جنرل راحیل شریف ہی قوم کو ماضی و حال اور مستقبل کے ایسے بہت سے کرپٹ حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے کرپٹ افسران اور کرپٹ مافیااور عناصر سے نجات دہندہ ثابت ہوں گے۔

سندھ میں وزراء کے قلمدانوں میں تبدیلی کے بجائے، کرپشن سے لبریزاگلدان تبدیل کیے جائیں

کیا سندھ میں وزراء کے قلمدان تبدیل کرنا چور چوری سے جاتا ہے ایرا پھری سے نہیں جاتا کے مترادف ہوگا.....؟؟

جب سے سندھ میں کرپٹ عناصر (جن میں شامل بیوروکریسی اور خیال ہے کہ کابینہ میں شامل بعض وزراء بھی ہیں) کے خلاف رینجرز اور نیب سمیت دیگر احتساب اداروں کا ڈنڈا اُٹھا ہے تو دُبئی میں بیٹھے پی پی پی کے شریک چئیرمین و سابق صدرِ پاکستان سید آصف علی زرداری اور چئیرمین بلاول زرداری بھٹو نے تُرنت سندھ حکومت کو خصوصی ہدایات دیں ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے (اگلے دِنوں، ہفتوں اور مہینوں سے قبل سندھ کرپٹ عناصر کے خلاف فیصلہ کن کارروائیاں شروع ہونے سے قبل ہی) کرپٹ افسران کے خلاف آپریشن تیز تر کیا جائے اور اِس کے ساتھ ہی وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کو یہ فرمان بھی جاری کردیا ہے کہ وہ ایف آئی اے سے اپنے ہر ممکن تعاون کو یقینی بنائیں تاکہ سندھ سے کرپٹ عناصر کے خلاف سخت ترین اقدامات کرکے سندھ حکومت سے کرپٹ عناصر کا خاتمہ کیا جاسکے اِس سلسلے میں خبر یہ ہے کہ دُبئی میں آصف علی زرداری کی زیرِ صدارت ایک طویل ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں ترجیحی بنیادوں پر (مگر جیسے آنکھ بند کرکے)

سندھ کابینہ اور بیوروکریسی میں اہم تبدیلیوں کی منظوری اور بعض وزراء کے قلمدان تبدیل و اضافی چارج واپس لینے اور دینے کے احکامات بھی دیئے گئے ہیں۔
اگرچہ سندھ حکومت نے اِن احکامات اور تبدیلیوں کی حامی ضرور بھرلی ہے اور اِن پر عملدرآمد کے لئے فوری ہدایات اور احکامات بھی جاری کردیئے ہیں اَب اِن ہدایات اور احکامات سے متعلق یہ اطلاعات ہیں کہ اِن پر تیزی سے عملدرآمد بھی شروع ہوچکاہے جس پر سیاسی مبصرین اور تجزیہ کاروں کا یہ کہناہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین سید آصف علی زرداری اور نوجوان چیئرمین بلاول زرداری بھٹو نے سندھ میں ہنگامی بنیادوں پر جو وزراء کے قلمدان تبدیل کئے ہیں یا آئندہ دِنوں میں مزید جتنے بھی کریں گے اِن سے تولاکھ درجے بہتر یہ ہوتاکہ پہلے وزراء کے قلمدان تبدیل کرنے کے بجائے سندھ کابینہ میں موجود کرپشن سے لبریز اُن وزراء کے قلمدان جن کی حیثیت کرپشن سے لبریز اگلدانوں جیسی ہوگئی ہے پہلے سندھ کابینہ سے اُنہیں ہی نکال باہر کیا جاتا پھر سندھ کابینہ میں قلمدانوں کی تبدیلیوں کا عمل کیا جاتا تو سارا کا ...سارا نتیجہ پی پی پی کے حق میں جاتا
یوں اِس عمل سے آصف علی زرداری اور بلاول زرداری بھٹو سمیت حکومت سندھ بھی سندھ سے کرپٹ عناصر کے قلع قمع کرنے میں سُرخروثابت ہوتی اور سندھ و پاکستان

کے عوام سمیت دنیا بھر میں یہ تاثر بھی چلا جاتا کہ واقعی حقیقی معنوں میں پی پی پی کی سندھ حکومت نے سندھ سے اپنی کابینہ سمیت بیوروکریسی سے بھی کرپٹ عناصر کا جڑ سے ہی خاتمہ کر دیا ہے۔

اَب موجودہ حالات میں سندھ کابینہ میں وزراء کے قلمدانوں کی تبدیلی کے عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جبکہ ایسے میں ہر خاص و عام کا یہی کہنا ہے کہ ابھی بڑا وقت ہے کہ آصف علی زرداری اور بلاول زرداری بھٹو سندھ کابینہ میں وزراء کے قلمدانوں میں تبدیلی کے فیصلوں پر نظرثانی کریں اور اپنے تئیں سندھ کابینہ کے وزراء کو احتسابی عمل سے گزر اور گزارنے کے بعد پہلے کابینہ میں موجود اُن کرپٹ قلمدانوں کا محاسبہ کریں آج جن کی کہیں سے بھی حیثیت کرپشن کی وجہ سے اگلدانوں سے بھی کمتر ہو کر رہ گئی ہے... اور جن کی کرپشن کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی اور سندھ حکومت پر کرپشن کا دھبہ لگا ہے۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ جہاں آصف علی زرداری اور بلاول زرداری بھٹو نے کرپٹ افسران کے خلاف آپریشن کی اجازت دی ہے تو وہیں اِنہیں یہ بھی چاہئے کہ وہ سندھ حکومت میں وزراء کے قلمدان تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ سندھ کابینہ میں موجود کرپشن سے لبریز اُن اگلدانوں کو بھی اپنی پارٹی اور کابینہ سے نکال باہر کریں آج جنہوں نے کرپشن کی گھٹی چاٹ چاٹ کر پارٹی کے امیج اور

وقار پر کرپشن جیسے ناسُور کا بدنما داغ لگا دیا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سارے صاف ستھرے سیاسی کیریئر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔
اَب یہ فیصلہ کرنا آصف علی زرداری اور بلاول زرداری بھٹو کا کام ہے کہ وہ خواہ پاکستان میں رہ کر پارٹی میں چیک اینڈ بیلنس کا نظام چلائیں یا دُبئی میں پارٹی کا ہیڈ کواٹر قائم کر کے پارٹی میں شفافیت لاتے ہیں اور پارٹی کو اِس کے ماضی کے صاف سُتھرے وقار اور مورال کے مطابق چلاتے ہیں تا کہ اگلے جنرل انتخابات تک پارٹی کا اندرونی نظام شفافیت پر قائم ہو جائے تو آئندہ انتخابات میں پارٹی سندھ سمیت مُلک بھر میں بہتر انتخابی نشستیں حاصل کر کے وفاق میں نہیں تو کم از کم دو ایک صوبوں میں ہی اپنی حکومت قائم کر سکے۔
آج اگر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت مصالحتوں کا شکار ہے جو اَب اپنی بقا و سالمیت اور اپنے گرتے ہوئے سیاسی امیج اور عوام الناس میں اپنا مورال بلند کرنے جیسے فیصلے کرنے سے بھی قاصر ہے۔
اگر ایسا ہی تو پھر پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت سمیت مُلک بھر میں پھیلے پی پی پی کے جیالوں اور جیالیوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اور جہاں کہیں بھی جس کسی نے بھی حقیقت پسندی اور عملیت پسندی کا بلائے طاق رکھا اور حق و سچ سے منہ چھپایا اور مصالحتوں کا شکار ہو کر جو بھی فیصلے اور ہدایات لیں یا دیں اور احکامات جاری کئے اِنہیں ہر لمحے اور ہر موڑ پر ناکامی اور سُبکی کا ہی سامنا کرنا پڑا ہے۔

بہر حال..! خبر ہے کہ پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے دُبئی میں ہونے والے اجلاس میں کئی گھنٹوں کی طویل ترین مشاورت کے بعد سندھ کابینہ میں پانچ صوبائی وزراء نثار کھوڑو، میر ہزار بجارانی، شرجیل میمن، مکیش کمار چاؤلہ اور ڈاکٹر سکندر میندھرو کے قلمدانوں میں ردوبدل، شرجیل سے محکمہ اطلاعات واپس لے کر نثار کھوڑو کو دیئے جانے اور میر ہزار بجارانی کو وزیر تعلیم، شرجیل میمن کو ورکس اینڈ سروسز، مکیش چاؤلہ کو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور رورل ڈویلپمنٹ کے قلمدان دیئے جانے اور کمشنر کراچی سے ایڈمنسٹر کا اضافی چارج واپس، محمد وسیم ایڈمنسٹریٹر کے ایم سی تعینات، سید ممتاز علی شاہ چیئرمین اینٹی کرپشن مقرر معاونین خصوصی کی تعداد بھی کم کرنے کے فوری احکامات اور ہدایات جاری کیں گئیں۔

اگرچہ دبئی میں پی پی پی کی اعلیٰ قیادت کے ہونے والے اجلاس میں کئے جانے والے فیصلوں اور ہدایات اور احکامات کی روشنی میں سندھ کابینہ کے کئی

صوبائی وزراء کے قلمدان تبدیل گئے ہیں جس کے تُرنت نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیئے گئے ہیں اور اطلاع یہ بھی ہے کہ نوٹیفکیشن کے جاری ہوتے ہی نئے وزراء اور بیوروکریسی نے اپنی ذمہ داریاں بھی سنبھال لی ہیں جبکہ اِدھر حالیہ دِنوں میں سندھ کابینہ اور بیوروکریسی میں ہونے والی تبدیلیوں سے پاکستان اور بالخصوص سندھ کے شہری یہ تصور کررہے ہیں کہ سندھ کابینہ کے وزراء کے قلمدان تبدیل کرنے اور بیوروکریسی میں ہونے والی ردوبدل کیا اِس مثال کے مترادف نہیں ہے کہ ’’چور چوری سے جاتا ہے ایرا پھیری سے نہیں جاتا... ‘‘اَب اِس پر آپ بھی سوچیں اور وہ اور ہم بھی ...اگلے کالم تک اجازت دیجئے اپنا خیال رکھیئے گا.. پاکستان زندہ باد.. اللہ ہم سب کا نگہبان ہو...اللہ حافظ۔

عمران و نواز ایک دوسرے سے معافی منگوانے کی ضد نہ کریں

دونوں جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ تسلیم کریں ...
اَب کیا دھرنے معافی منگوانے اور نہ مانگنے پر دیئے جائیں گے .....؟؟

چلیں، یہ بہت اچھا ہوا کہ جوڈیشنل کمیشن کی آنے والی چارسو صفحات پر مشتمل رپورٹ نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے جس سے اَب یقیناً مُلک میں صاف سُتھری سیاست کے آغاز کی ابتداء ہو چلے گی تو وہیں اَب کوئی قوم کو دھرنوں، ورنوں کی لوویلی LOVELY سیاست میں دھکیل کر نہ تو اپنا قیمتی وقت ضائع کر سکے گا اور نہ ہی قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرے گا، پچھلی دِنوں میرے دیس کی سرزمین پر سیاستدانوں نے دھرنے کی لوویلی سیاست بہت کرلی، اَب اِنہیں سنجیدہ سیاست بھی کرنی چاہئے اور اِس سے حاصل ہونے والے حقیقتاً سنجیدہ ثمرات عوام الناس تک پہنچانے کے لئے بھی اپنی حقیقی سیاسی خدمات پیش کرنے کا عزمِ عظیم کرتے ہوئے مُلک اور عوام کو درپیش درینہ مسائل حل کرنے کے لئے باہم متحد و منظم ہو کر میدانِ سیاست میں اُتر جانا چاہئے۔

اگرچہ، اَب اِس حقیقت کو مان لینا چاہئے کہ گزشتہ دِنوں جوڈیشنل کمیشن نے

پی ٹی آئی اور اِس کے ساتھ شامل مُلک کی دیگر جماعتوں کی جانب سے مُلک میں ہونے والے سابقہ انتخابات میں دھاندلی سمیت عوامی مینڈیٹ چرانے سے متعلق دائر کردہ درخواست پر صاف وشفاف تحقیقات کے بعد 2013 کے عام انتخابات میں تحریک انصاف کے منظم دھاندلی، الیکشن شفاف نہ ہونے اور عوام کا مینڈیٹ چرانے جیسے دیگر ایسے بہت سے الزامات یکسر مسترد کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ناصر الملک نے مبینہ دھاندلی کی تحقیقاتی رپورٹ وزارتِ قانون کے سپرد کردی ہے یہ تحقیقاتی رپورٹ جس کے بارے میں خیال کیا جارہاہے کہ یہ آئندہ مُلک میں منعقد ہونے والے انتخابات میں مثبت اور تعمیری وانقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے بھی خاصی معاون و مددگار ثابت ہوگی جوڈیشل کمیشن نے اپنی یہ جو حتمی رپورٹ جاری کی ہے یہ 400 صفحات پر مشتمل ہے جس میں سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ چیف جسٹس ناصر الملک اور دیگر ممبران جسٹس امیر ہانی مسلم اور جسٹس اعجاز افضل خان نے تحریک انصاف کی طرف سے دھاندلی کے الزامات عائد کرنے، مسلم لیگ (ن) اور دیگر جماعتوں کے وکلاء کی طرف سے پیش کئے گئے شواہد، الیکشن کمیشن کی طرف سے دیئے گئے جواب وجوابات سمیت اپنی سفارشات بھی پیش کی ہیں ، جس میں منظم دھاندلی سمیت ایسے بہت سے الزامات بھی مسترد کئے گئے ہیں جن سے انتخابات کو مبہم اور شک وشبہات سے لبریز بنانے کی جانب نہ صرف اشارے کئے گئے تھے بلکہ تحریک انصاف نے تو اپنی اِسی بات کو پتھر پر لکیر منوانے کی حتی الممکن کوشش بھی کی تھی جس کے لئے پی ٹی آئی نے

دن تک دھرنے کا اہتمام بھی کیا تھا مگر اَب جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ سامنے 126 آجانے کے بعد بھی اِس کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور اَب اِس کی پریشانیوں میں اضافہ یوں بھی ہوتا جارہا ہے کہ اِس چار سو صفحات پر مشتمل رپورٹ میں جابجا یہ کہا گیا ہے کہ انتخابات میں منظم دھاندلی نہیں البتہ بدانتظامی ہوئی جیسے بہت سے ریمارکس کے ساتھ جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ وزیراعظم نواز شریف کو بھجوادی گئی جسے شائع کرنے کا فیصلہ وزیراعظم خود کریں گے۔

جبکہ یہاں یہ امریقینا قابلِ تحسین اور لائق احترام ہے کہ جیسے وزیراعظم نواز شریف نے جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ آجانے کے بعد قوم سے اپنے خطاب میں اِس بات کو یکسر جھٹلادیا ہے کہ ’’ کون کہتا ہے کہ سیاست کے میدان کے کھلاڑیوں کے سینے میں دل نہیں ، ذاتی و سیاسی مفادات اور لالچ کی ہوس ہوتی ‘ ‘ وزیراعظم نواز شریف نے قوم سے اپنے خطاب میں واضح اور والہانہ انداز سے بار بار کہا کہ ’’ 2013کے انتخابات منصفانہ ، شفاف اور آزاد تھے ،انکوائری کمیشن نے ہمارے موقف کی توثیق کی، اللہ نے سرخرو کیا،الزامات ، بہتان تراشی کا باب اَب ہمیشہ کے لئے بند ہونا چاہئے، قوم بے یقینی پھیلانے والوں کی حوصلہ شکنی کرے، جو ہوا فراموش کرتے ہیں ،آئیں مُلک و قوم کی ترقی واستحکام کا سفر شروع کرتے ہیں،توقع ہے قوم کا وقت برباد کرنے والے سبق سیکھیں گے،اِس فیصلے کے بعد یقیناپاکستان نئے دور میں داخل ہوگیا ہے‘‘جہاں وزیراعظم نواز شریف نے قوم

سے اپنے خطاب میں یہ جھٹلانے کی کوشش کی کہ ”سیاست کے سینے میں دل نہیں مفاد پرستی اور لالچ سے لبریز اقتدار کی ہوس ہوتی ہے“ جس میں یہ بڑی حد تک کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

تو وہیں پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان (جنھیں آج کل ن لیگ کے کچھ کم عقل اور سیاست کے میدان کے نومولود اور کچے کھلاڑی قلابازی خان اور یوٹرن کے بادشاہ جیسے اور بہت سے مضحکہ خیز القابات سے نواز رہے ہیں اَب اگر یہ کم عقل اور مُلک میں انتشار پرور عناصر اپنے منہ اور زبان میں تالے لگالیں یا اِنہیں کسی ماہر موچی سے سلوالیں تو بہت اچھا ہوگا کیوں کہ یہ وقت پھر کسی سیاسی بازی گیری میں اُلجھنے یا انتشار کے دلدل میں دھنسنے کا نہیں ہے بلکہ آپس میں باہم شیر وشکر ہو کر مُلکی اور عوامی مسائل حل کرنے اور قوم کو سیلاب اور دیگر آفات اور بجلی و گیس کے بحرانوں سے نکال کر ترقی و خوشحالی کی جانب لے جانے کا وقت ہے) نے بھی اپنی پارٹی سے طویل مشاورت کے بعد کی جانے والی اپنی ایک پریس کانفرنس میں جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ کو اپنا سر خم کرتے ہوئے تسلیم کیا اور اِسے نئے پاکستان کی سیاسی جدوجہد کا حصہ قرار تو ضرور دیا مگر اِس کے بعد پھر بھی وہ اپنی پریس کانفرنس میں آخری دم تک اپنی اِس بات پر بضد دکھائی دیئے کہ قوم سے معافی میں نہیں نواز شریف مانگیں، البتہ ..!! اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ” رپورٹ کے مطابق الیکشن کمیشن کے

انتخابات کے شفاف اور قانون کے مطابق انعقاد میں کمیشن ناکام رہا، سواِس بناپر الیکشن کمیشن فوری طور پر مستعفی ہو جائے، جبکہ اپنی اِسی پریس کانفرنس میں عمران خان کا یہ بھی کہنا تھا کہ ”میں اپنی زبان پر قائم ہوں اور جوڈیشنل کمیشن کا فیصلہ قبول کرتا ہوں، جوڈیشنل کمیشن کی کارروائی پر فخر ہے تاہم اِس نے اپنا کام ادھورا چھوڑ دیا توقعات بہت زیادہ تھیں، فیصلے سے مایوسی ہوئی، میرے سوال وہیں رہ گئے ہاں البتہ ..!! رپورٹ کے خلاف سڑکوں پر نہیں آئیں گے، جدوجہد کا مقصد ووٹ کے تقدس کو بحال کرنا تھا، رپورٹ تسلیم کرلی ہے تو اسمبلی میں بھی جائیں گے جبکہ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے اپنی پریس کانفرنس میں قوم کو مخاطب کرکے یہ بھی ضرور کہا کہ سب پاکستانی رپورٹ کو پڑھیں“ اِن کا یہ کہنے کا مقصد کیاظاہر کرتا ہے..؟عمران خان ذرا یہ بھی واضح کردیں تو بہتر ہوگا مگر قوم اِن کی اِس بات سے ضرور متفق ہے کہ اُنھوں نے قوم کو ووٹ کے تقدس کی اہمیت اور افادیت سے ضرورت آگاہی دلوادی ہے۔

بہر کیف ...!! یہ بات ابھی تک پاکستانی قوم نہیں سمجھ سکی ہے کہ ایک طرف تو پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان اور اِن کی پارٹی کے خاص و عام عہدیداران وکارکنان الغرض کے لووزر آف عمران خان و پی ٹی آئی سب کے سب ہی یکدل ویک زبان ہو کر جب جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ کو تسلیم کررہے ہیں تو پھر اِس پر

مزید ایسے جملے اور الفاظ بول کر کیوں شک و شبہات اور تحفظات کا اظہار کرکے رپورٹ کو مبہم بنانے اور اِس پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں جیسے کہ شائد اِنکا ابھی رپورٹ کی شفافیت پر کوئی شک ہے، ایسے میں اپنے اِس کھلے تضاد پر عمران خان سمیت اِن کی پارٹی کے ہر خاص و عام عہدیداران اور کارکنان کو اپنا محاسبہ ضرور کرنا چاہئے کہ اِن کے اِس رویئے کی وجہ سے اِن سب کا امیج عوام کی نظر میں سوالیہ نشانات کے ساتھ کتنا بگڑ رہا ہے۔

بہرحال..!! یہ ایک اور مثبت اور صاف سُتھری سیاست کی جانب ایک قدم ہے کہ اُدھر مئی 2013ء کے انتخابات میں دھاندلی سے متعلق لگائے گئے الزامات کی تحقیقات کرنے والے تین رُکنی جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی چار سو صفحات پر مشتمل رپورٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے مُلک کو درپیش مسائل اور نازک و کٹھن لمحات میں باہم متحد و منظم ہو کر نبرد آزمانے کی اپیل کرتے ہوئے اپنے انتہائی مدبرانہ انداز سے کہا ہے کہ جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ پر ہوش کھو کر جوش سے خوشی منانے کی بجائے حکومت کو ترجیحی بنیادوں پر گورننس بہتر کرنا ہوگی اُنہوں نے جیسے بہت سے ایسے لوگوں کو جو جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ پر خوشیاں اور جشن منانے میں مصروف ہیں اِنہیں متنبہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ " فیصلہ ایک سبق ہے، اَب کسی کو کسی بھی حال میں کسی بھی طرح کی کھچڑی نہیں پکانی چاہئے اور

اِسی کے ساتھ ساتھ چوہدری نثار علی خان نے پی ٹی آئی کو بھی سُنادیاہے کہ پی ٹی آئی سمجھ جائے مسائل کا حل سڑکوں پر نہیں بلکہ پارلیمنٹ میں ہی ممکن ہے، اور اگرمُلک کو بحرانوں اور مسائل سے نکالناہے تو ہم سب کو اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا ہوگا کیوں کہ اتحاد سے ہی مسائل حل ہو سکتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ اِن کی اِن باتوں کو اِن کی اپنی پارٹی اور عمران خان سمیت اِن کی پارٹی کے لوگ کتنا سمجھتے ہیں اور اَب کون کھچڑی پکانے سے کتنارکتاہے...؟۔

یہاں میں اپنے قارئین حضرات کو یہ بتاتاچلوں کہ 2013 کے انتخابات میں دھاندلی کے لگائے گئے الزامات کی تحقیقات کرنے کے لئے جو تین رُکنی جوڈیشنل کمیشن تشکیل دیا گیا تھاچیف جسٹس ناصر الملک اِس کے سربراہ تھے اور اِس کمیشن میں جسٹس امیر ہانی مسلم اور جسٹس اعجازافضل بھی شامل تھے، اِن تین افرادپر مشتمل جوڈیشنل کمیشن نے چارماہ کے عرصے میں 85دنوں کی اپنی کارروائیوں کے دوران کم وبیش 59 سیشن کئے جن میں بند کمرے کے اجلاس بھی شامل ہیں اِن میں لگ بھگ 69 گواہوں کے بیانات 3 قلمبند کئے گئے اور مُلک کی سیاسی پارٹیوں اور دانشوران قوم ملت سے بھی تجاویزات اور شواہد طلب کئے گئے جن میں پنجاب کے نگراں وزیراعلیٰ و سابق سیکرٹری پنجاب، رٹرننگ افسران سمیت سندھ ، پنجاب اور بلوچستان کے صوبائی الیکشن کمشنر اور پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان کے افسر بھی شامل تھے جبکہ مُلک کی کئی سیاسی پارٹیوں سمیت کوئی

کے قریب افراد نے اپنی تجاویزات پیش کیں تھیں۔ 47

اَب اِس منظر اور پس منظر میں یہاں جو ایک خبر اور اِس خبر میں امکان کی صورت میں جس بات اظہار کیا گیا ہے یہ ایک سب سے زیادہ اہم ترین نکتہ قابلِ ذکر ہے جو اپنے اندر انتہائی سے زیادہ اہمیت اختیار کئے ہوئے وہ یہ ہے کہ ''جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے دائی فیصلے کے آجانے کے بعد وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے قریبی رفقاء نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ وہ قومی اسمبلی میں پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان اور اِن کے منتخب ممبران کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کریں گے تا کہ مُلک میں انتشار کی فضاء قائم نہ ہوسکے آج جہاں وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی پارٹی کی جانب سے اتنا کچھ سوچا جارہا ہے تو وہیں خبر یہ بھی ہے کہ آئندہ چند دِنوں میں وزیر اعظم نواز شریف کی عمران خان سے ون ٹو ون ملاقات کا بھی امکان ظاہر کیا جارہا ہے جس سے متعلق اطلاع یہ بھی ہے کہ مسلم لیگ (ن) کا اعلیٰ سطحی وفد عمران خان سے رابطہ کرکے بالمشافہ ملاقات کرے گا'' دُعا ہے کہ ایسا ہی ہو جائے جس سے متعلق ایسی خبریں آرہی ہیں۔

جبکہ آج اِس سے انکار نہیں کہ وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے حکومتی اراکین نے تو جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ کو کھلے دل سے تسلیم کرلیا ہے مگر اَب

یہ اور بات ہے کہ دونوں (نواز و عمران) جانب کے کچھ افراد ایک دوسرے پر یہ دباؤ
ڈالنے کے لئے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ عمران کو معافی مانگنی چاہئے تو کوئی یہ کہتا دیکھائی
دیتا ہے کہ نواز شریف کو معافی تلافی کرنی چاہئے اِس انتشار پھیلانے والے مطالبے سے
یہ خدشہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں اگلے دِنوں میں مُلک میں پھر ایسی کوئی صورت حال نہ
پیدا ہو جائے کہ کسی کی جانب سے محض جوڈیشنل انکوائری کمیشن کے چار سو صفحات پر
مشتمل صاف وشفاف فیصلے پر مرتب کی جانے والی رپورٹ پر معافی مانگنے یا مانگوانے کے
لئے دھرنا سیاست کا آغاز نہ ہو جائے تو پھر طویل LOVELY دھرنا سیاست سے مُلک اور
عوامی مسائل حل ہونے سے رہ جائیں اور مُلکی ترقی اور تھوڑی بہت بہتر ہوتی معیشت کا
دھرنا سیاست کا پھر سے غیر شادی شدہ LOVELY ستیاناس ہو کر رہ جائے جبکہ اِس
نوجوان لڑکے لڑکیوں کو فائدہ پہنچے اور پھر اِن کی دھرنا سیاست میں کے دوران
پیدا ہونے والی محبتوں سے اِن کی شادیوں کا سلسلہ شروع جائے جس سے پھر مُلک کی
آبادی تیز بڑھنے لگے اور مُلک گیس و بجلی اور پانی کے بحرانوں میں گھرتا ہی چلا جائے۔

سندھ کی سیاست میں پی پی پی اور ایم کیو ایم

سندھ کی سیاست میں پی پی پی اور ایم کیو ایم اندھے اور لنگڑے کی کہانی کے دو کردار ہیں ۔۔۔۔۔۔
کیا بھارت اور پاکستان کے تعلقات ومذکرات میں ناراضی کا عنصر کسی عاشق و معشوق ناراضگی کی طرح ہیں ۔۔۔۔۔؟؟
آج موضوع کے اعتبار سے مجھے کالم لکھنے کی وجہ دو ایسی خبریں بنی ہیں جنہیں بنیاد بنا کر میں نے اپنا آج کا کالم لکھا ہے اِس کی وجہ تو میں اگلی سطور میں بتاؤں گا مگر بارش اور سیلاب کی وجہ سے پریشان حال اپنے ہم وطنوں سے ہمدردی کے جذبے کے اظہار کے لئے میں سب سے پہلے بات کروں گا اپنے مُلک میں ہونے والی بارشوں اور اِن بارشوں سے مُلک کے طول ُارض میں آنے والے سیلاب اور اِس سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں اور سیلاب سے ہونے والی ہلاکتوں اور اِن ہلاکتوں اور تباہ کاریوں پر مُلکی ایوانوں اور صوبوں ہونے والی بے مقصد کی سیاست اور اِس سیاست سے حاصل ہونے والے لاحاصل نتائج کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔
اگرچہ اِن دِنوں کراچی سمیت سارے مُلک کو ساون کے سیاہ بادلوں نے

گھیر رکھا ہے پورے مُلک میں بارشوں کا سلسلہ پورے زور و شور سے جاری ہے، ساون کی بارشیں مُلک بھر میں اپنا رنگ دکھارہی ہیں جن سے آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، راجن پور سمیت مُلک کے بیشتر حصوں میں ہونے والی بارشوں سے آنے والے سیلاب کی تباہ کاریاں کا سلسلہ جاری ہے، جہاں ماہِ رواں میں ساون کی بارشوں سے آنے والے سیلاب سے مُلک میں گرمی اور حبس کا زور ضرور ٹوٹ گیا ہے تو وہیں سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہونے والے ایسے سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں پاکستانی بھی ہیں جن کے سروں سے بارشوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں نے اِن کے سائبان اور مال مویشی بھی چھین لئے ہیں آج وہ گھر سے بے گھر ہو کر حکومتی اداروں کے رحم و کرم پر بے یارں مددگار کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں ایسے میں جہاں ساون کی بارشوں اور اِن بارشوں کے نتیجے میں آنے والے سیلابوں اور اِن سیلابوں کی تباہ کاریوں سے متاثرہ پاکستانیوں کے لئے پریشانیاں پیدا کردی ہیں تو وہیں ساون کے مہینے کی ٹھنڈی اور تیز ہواؤں کے ساتھ آنے والی آندھی و طوفان کے ساتھ برسنے والی بارشوں اور سیلابوں کا زور ہمارے ایوانوں اور صوبوں میں ہونے والی گرما گرم سیاست پر نہ چل سکا ہے کہ سیلاب ہمارے گرما گرم سیاسی ایوانوں کو ٹھنڈا کرتا اور اِنہیں بھی اپنے ساتھ بہالے جاتے... مگر اِس نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ سیلاب نے مُلک کے غریبوں کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے آج یقیناً ساون کی بارشیں اور سیلاب ہمارے ایوانوں کو اپنے شکنجے میں جکڑنے میں بُری طرح سے ناکام اور نامراد ثابت ہوئے ہیں یوں آج بھی ہمارے

مُلکی ایوانوں اور صوبوں میں سیاسی گرماگرمی اور حبس کا سلسلہ جاری ہے..آج اِس لئے کے ہمارے مُلکی ایوانوں اور صوبوں میں حکمران الواقت اور سیاستدان ایک دوسرے کی پگڑیاں اُچھالنے اور اپنے سامنے والے کی کردار کشی کرنے میں ایسے مگن ہیں کہ اِنہیں متاثرین سیلاب کی مدد کرنے اور اِن کی بروقت دادرسی کرنے کا خیال ہی نہیں رہاہے،یعنی یہ کہ بھلے سے سارے پاکستان میں سیلاب آجائے ، اوراِس سیلاب کی نظر سارے پاکستانی ہی کیوں نہ ڈوب جائیں..؟؟مگرایوانوں اور صوبوں میں اِن کی ..سیاست چلتی رہے اوراِن سب کا سیاسی قدایک دوسرے سے اُونچارہے

آج مُلک میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی مدد سے متعلق ہمارے منتخب نمائندگان کا قوی خیال یہ ہے کہ پاک فوج سیلاب سے متاثرہ علاقوں اور افراد کی مدد میں اپنافریضہ احسن طریقے سے اداکرہی ہے اِنہیں فوج کے کاموں میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے فوج کا جو کام ہے یہ وہ کررہی ہے اوراِن کاایوانوں میں بیٹھ کرجو کام ہے یہ وہ کررہے ہیں..یعنی یہ کہ آج ہمارے مُلکی ایوانوں میں بیٹھے سیاستدانوں نے یہ سوچ رکھاہے کہ بس اِن کا کام توایوانوں میں بیٹھ کربارشوں اور سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں اوراِن سے پیداہونے والی صورتحال پر ناقص اقدامات وانتظامات پر تشویش کرنا،ایک دوسرے کے بیانات پر مذمت کرنا اور بارشوں اور سیلاب سے مرجانے والے غریبوں کی لاشوں پر لواحقین

سے اظہارِ افسوس کرنا اور زیادہ کچھ ہوا تو جذباتی ہو کر قوم سے اپیل کر ڈالی کے قوم بارش کے رکنے کے لئے دُعا کرے اور اگر اِس کے باوجود بھی بارش نہ رُکے... تو پھر ملکی ایوانوں میں بیٹھے ہمارے منتخب نمائندگان وزیرِ اعظم اور صدرِ پاکستان کو کسی اعلیٰ سطحی اجلاس میں یہ مشورہ دے دیں گے کہ وہ جلد ہی متاثرین سیلاب کی مدد کے لئے اپنے دوست ممالک امریکا، چین اور سعودی عرب کا دورہ کریں اور وہاں جا کر یہ بتائیں کہ ہمارے یہاں حالیہ دِنوں میں آنے والے سیلاب نے ہماری اور ملکی معیشت کی کمر توڑ دی ہے، کم بخت سیلاب نے ہمارے لاکھوں افراد کو گھر سے بے گھر کر دیا ہے ہمارے شہری بے یار و مددگار کھلے آسمان تلے پڑے ہیں ،ایسے میں آپ لوگ، اِنسانی ہمدرری کی بنیاد پر ہماری اور اِن پریشان حال افراد کی ہر بار کی طرح اِس بار بھی مدد کریں تاکہ آپ لوگوں کی مدد اور ہمارے وسیلے سے آپ لوگ اِن کی اور ہماری مدد کا ذریعہ ثابت ہوں اور پھر سیلاب متاثرین کی مدد کی اُوٹ سے مُلک میں ڈالروں کی ریل پیل ہو جائے گی یوں ہر بار کی طرح اِس سال بھی بیرون ممالک سے آنے والی امداد سے آٹے میں نمک کی مقدار جتنی متاثرین سیلاب مدد بھی ہو جائے گی تو وہیں اِس امداد سے ہمارے حکمران الواقت اور ہمارے ایوانوں میں بیٹھے ہمارے منتخب نمائندگان اور سیاستدانوں کی عیاشیوں کے راستے بھی کھل جائیں گے۔

وہ تو اللہ بھلا کرے ہمارے سپہ سالارِ اعظم آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور

ہماری پاک فوج کے بہادر نوجوانوں کا جن کی دن رات کی محنت اور مشقت سے متاثرین سیلاب کی مدد کا سلسلہ جاری ہے اور متاثرین سیلاب کا بھی اپنی پاک فوج پر اعتماد ہے جو متاثرین سیلاب کی مدد میں پیش پیش ہے ورنہ تو ہمارے حکمران الواقت اور ہمارے ایوانوں میں بیٹھے ہمارے منتخب نمائندگان کو تو متاثرین سیلاب کی مدد تو کیا اِن کے بارے میں ذرا سا سوچنے اور کچھ کرنے کا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ متاثرین بارش و سیلاب کی مدد کے لئے بھی کچھ کر سکیں...؟؟ بہر حال...!! یہ بات تو ہوئی ہمارے یہاں آنے والے سیلاب اور اِس سے ہونے والی تباہ کاریوں پر مُلکی ایوانوں میں بیٹھے ہمارے حکمرانوں اور ہمارے منتخب نمائندگان اور ہر معاملے میں چیخ چیخ کر گلے پھاڑنے والے ہمارے سیاستدانوں کے بے حس رویوں اور اِن کی سیاسی پینترے بازیوں کی کہ اِن دِنوں مُلک میں آنے والے سیلاب اور اِس کی تباہ کاریوں پر یہ ایوانوں میں بیٹھے کیا کر رہے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں..؟؟

مگر اَب میں آتا ہوں اپنے کالم کے آج کے اُس موضوع کی جانب جس نے مجھے اپنا یہ کالم لکھنے پر متحرک کیا تو عرض یہ ہے کہ جب میں نے یہ خبر پڑھی کہ ” پیپلز پارٹی کا ایم کیوایم کے ساتھ اتحاد میں شامل ہونے سے انکار“ تو یکدم سے میرے ذہن میں صدیوں پرانی ” اندھے اور لنگڑے کی کہانی کے دونوں کردار آ گئے اَب یہاں مجھے اندھے اور لنگڑے کی اُس پوری کہانی کو دہرانے کی

ضرورت یوں بھی نہیں ہے کہ یہ ایک صدیوں پرانی کہانی ہے مجھے یقین ہے کہ اِس صدیوں پرانی کہانی کو پر دادا سے دادا اور ادا سے اَبا اور اَبا سے بیٹے تک نے بھی ضرور سُن رکھی ہے اور اِسے ہماری اگلی نسلیں بھی منہمک ہو کر سُنیں گیں۔

بہرکیف..!! یہاں میں بس میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ سندھ میں پیپلز پارٹی کا ایم کیو ایم سے تعلق اندھے اور لنگڑے کی کہانی کے کرداروں جیسا ہی ہے، یعنی کہ سندھ سے تعلق رکھنے والی دونوں جماعتوں کی ہمیشہ ہی سے اپنی اپنی کچھ حقیقت پر مبنی ایسی مجبوریاں رہی ہیں جیسے کہ اندھے اور لنگڑے کی کہانی کے دونوں کرداروں کی اپنی اپنی مجبوریاں تھیں، مگر آج یہ کتنا عجیب اتفاق ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی جو 1988 کے انتخابات سے لیکر اپنے گزشتہ اقتدار کے حصول تک بھی اقتدار کی اندھی جماعت رہی ہے اور آج بھی جب اِس کی حکومت سندھ میں تو ہے مگر پھر بھی یہ اگلے انتخابات تک وفاق میں اپنی حکومت بنانے اور سارے مُلک میں اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے اقتدار کی اندھی جماعت مانی جارہی ہے آج اِس نے اُس جماعت ایم کیو ایم کو (جو اندھے اور لنگڑے کی کہانی میں لنگڑے کا کردار ادا کرکے پیپلز پارٹی کے لئے ہر دورِ اقتدار میں اِسے اقتدار کا راستہ دکھانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتی رہی ہے) کسی اتحاد میں شامل ہونے سے انکار کردیا ہے تو مجھے بڑی حیرانگی ہوئی ہے کہ آج جب ایم کیو ایم پر مُلک کے پرانے سیاسی چاولوں اور کچھ اپنی غلطیوں کی وجہ سے بُرا وقت آیا ہے تو اقتدار

کی اندھی جماعت پی پی پی نے اِسے اپنے کاندھے پر بیٹھا کر چلنے سے ہی انکار کر دیا ہے
خیر..!! کوئی بات نہیں..؟؟ کسی کے بُرے اور اچھے دن ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے،
ہیں آنے والے دن، ہفتے، ماہ وسال بھی گزرہی جائیں گے اور پھر جب 2018 کے
انتخابات سر پر ہوں گے تو تب دیکھیں گے کہ اقتدار کی اندھی پی پی پی اپنے کاندھے پر کیسے
ایم کیو ایم کو بیٹھا اقتدار کی کُرسی تک پہنچتی ہے اور اِس پر بیٹھنے کے لئے ایم کیو ایم سے کیسے
سہارا لیتی ہے۔

اُدھر بھارتی پنجاب کے شہر گورداسپور میں بس اور تھانے پر ایس پی سمیت 11 ہلاکتوں
کے بعد انڈین وزیر داخلہ اور وزیر اعلی نے بغیر سوچے سمجھے اور تحقیقات کئے بغیر تُرنت
الزام پاکستان پر لگا دیا نہ صرف یہ بلکہ بھارتی کرکٹ بورڈ کے سیکرٹری انوراگ ٹھاکر نے
بھی کوا کان لے گیا کوا کان لے گیا کا شور مچاتے ہوئے فوراََ ہی گورداسپور میں دہشت گردی
کے باعث پاکستان بھارت کرکٹ سیریز منسوخ کرنے کا اعلان کرتے ہوئے یہ
ڈھنڈورا پیٹ ڈالا کہ ’’ موجودہ صورتحال میں پاکستان سے کرکٹ سیریز نہیں کھیلی جا سکتی
ہے‘‘، اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ’’پاکستان کو جاننا چاہیے کہ ہماری
قومی سلامتی اور امن متاثر ہوگا تو کرکٹ نہیں ہوگی‘‘ جس پر پاکستان کا موقف یہ ہے کہ
بغیر تحقیقات کئے ذرا ذرا سے وقعات کا الزام پاکستان پر لگانا جیسا بھارتیوں کی مجبوری اور
مشغلہ ہے اور اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے خاطر ہر واقعے کو

جواز بنا کر پاکستان سے جاری مذاکراتی عمل اور دیگر معاملات میں جاری خیر سگالی کے تعلقات سے ناطہ توڑنا بھارتیوں کے لئے آسان ہوگیا ہے بھارتیوں کی اِس حرکت پر دنیا کی نزدیک بھارتیوں کی مثال کسی نخرالو معشوقہ جیسی ہو گئی ہے جو اپنے عاشق سے اپنے نازک نخرے بہت اُٹھواتی ہے مگر جب اِس کا عاشق کوئی ایک نازک نخرانہ اُٹھائے تو وہ تُرنت روٹھ جاتی ہے اور جب یہ ناراضگی کچھ دنوں تک جاری رہتی ہے تو وہ اِس عرصے کے دوران خود کو کسی دوسرے عاشق کو اپنے جال میں پھنسالیتی ہے اور اِس کا پرانا عاشق اِس سے ملنے آتا ہے تو وہ اِسے اپنے بھائیوں اور نئے عاشق کے ساتھ مل کر خوب پٹواتی ہے اور اِسی دوران اپنے نئے عاشق کو بھی دو چار ہاتھ لگوا کراس سے بھی جان چھڑوالیتی ہے۔

آج پاکستان کی سرحد سے متصل بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں بس اور پولیس اسٹیشن پر حملے کو جواز بنا کر جس طرح پاکستان پر الزام تراشی کے پل کھڑے کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی ہے اَب اِس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ بھارت پاکستان سے تعلقات خراب کرنے کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے اور بھارت پاکستان کے دوستی اور اچھے پڑوسی جیسے تعلقات روا رکھنے کے لئے بڑھے ہاتھ ملانا ہی نہیں چاہتا ہے جبکہ ایک پاکستان ہے جس نیبھارتی فوج کے شمالی کمان کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ڈی ایس ہوداکے اِس اعترافی بیان کے بعد بھی کہ ”پاکستان کی جانب سے مار گرایا جانے والا ڈرون طیارہ ہمارا ہی تھا“ کے باوجود بھی پاکستان

نے صبر و برداشت کا عظیم مظاہرہ کیا اور اِس نے یہ نہیں چاہا کہ پاکستان بھی بھارتیوں کی طرح جذباتی ہو کر کوئی ایسا قدم اُٹھائے جس سے دونوں ممالک میں قربتیں اور محبتیں بڑھنے کے بجائے دوریاں پیدا ہوں جبکہ ایک بھارت ہے کہ جو پاکستان سے ناراض ہونے اور تعلقات توڑنے اور ختم کرنے کے لئے (خود ہی اپنے یہاں اپنی ہی خالصتان تحریک جیسی علیحدگی پسند تنظیم کے کارندوں سے دہشت گردی کرواکر) بہانے ڈھونڈتا رہتاہے اور الزام پاکستان پر لگا کر پاکستان کو دہشت گرد ریاست گرداننے کا ڈھنڈورا پیٹتا رہتاہے، سارے خیر سگالی کے راستے ختم کرنے کا اعلان کردیتاہے اور پھر مجبور کرتاہے کہ پاکستان اِس کے سامنے مذاکرات شروع کرنے کی بھیک مانگے اور یہ اِس سے اپنے ناز نخرے اُٹھوائے یہ یکدم ایسے ہی ناز نخرے جیسے کہ کوئی معشوقہ جب اپنے عاشق سے کسی بات پر ناراض ہو کر ڈیٹ مارنے سے انکار کردیتی ہے تو اِس کا عاشق اِسے منانے کے لئے اِس کے ناز نخرے اُٹھاتاہے اور ہاتھ پاؤں جوڑ اور دبا کر اِسے منانے کی کوشش کرتاہے۔

جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ بھارت اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو اپنے عوام کے سامنے بیان کردے اور اِنہیں بتادے کہ یہ اپنے یہاں پیش آئے کسی بھی دہشت گردی کے واقعے کا الزام پاکستان پر اِس لئے لگاتاہے کہ اِس سے جہاں اِس کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی ہوجاتی ہے تو وہیں بھارتی عوام یہ بھی سمجھنے لگتے ہیں کہ جیسے سب کچھ کیا دھرا پڑوسی ملک کا ہے حالانکہ آج بھارت میں جتنے بھی

دہشت گردی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں اِن سب کے پس پردہ خود بھارتی حکمران ، سیاستدان ، اور بھارت کی وہ پر تشدت علیحدگی پسند ہندو اور سکھ تنظمیں ہیں جو بھارت سے علیحدگی چاہتی ہیں مگر پھر بھی ازل سے بھارتی حکمران اور سیاستدان اپنی اِن کمزوریوں اور خامیوں دور کرنے سے منہ چراتے ہیں اور جب بھی بھارت میں کوئی بھی علیحدگی پسند ہندو یا سکھ تنظیم اپنے مطالبات منوانے کے لئے دہشت گردی کر دیتی ہے تو بھارتی حکمران اور سیاستدان ڈر اور خوف کی وجہ سے اِن کے خلاف فیصلہ کُن اقدام کرنے کے بجائے اُلٹا بھارتی حکمران تُرنت اِس کا الزام پاکستان پر لگا کر اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر پردہ ڈالتے دیتے ہیں۔ (ختم شُد

سب کچھ ٹھیک ہے مگر عمران خان ایسا نہیں ہو سکتا... ؟؟؟

عمران خان ہمارے قومی ہیرو تو ہے مگر اِنہیں بغضی اور انتقامی سیاست کو ایک طرف رکھ کر سیاست کرنی چاہئے .....؟؟

آج کم از کم اِس سے تو کسی کو انکار نہیں ہے کہ میرے مُلک کے بیس کروڑ پاکستانیوں کا عمران خان قومی ہیرو ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عمران خان میری زمین میرے دیس کا ایک ایسا سپوت ہے جو سچا اور کھرا ہے، لالچی اور دولت پر مرمٹنے اور دولت کی ہوس میں کسی کا حق مار کر اپنی جھولی اور اپنی تجوری بھرنے والا اِنسان نہیں ہے۔

اَب جب کہ یہ سیاست میں آچکا ہے تو اِس پر مُلک اور قوم کی خدمت کی ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے مگر جب یہ مُلک اور قوم کی سربلندی کے لئے کرکٹ کھیلا کرتا تھا تو تب بھی یہ مُلک اور قوم کے ساتھ مخلص تھا اور آج بھی جب یہ مُلکی سیاست کے میدان میں کود چکا ہے تو تب بھی اِس کا مُلک و قوم کی خدمت کا جذبہ کم نہیں ہوا ہے جو ہر قسم کی لالچ اور ذاتی فوائد کے حصول سے پاک ہے اَب یہ اور بات ہے کہ بعد میں..؟۔

بہر حال . . ! ! آج جہاں عمران خان اپنی ذات میں انجمن ہے اور سچا اور کھرا پاکستانی ہے تو بس اِس کی اتنی ساری خوبیوں میں کان کا کچا ہونے اور پیدائشی جذباتی پن جیسی خامیوں نے اِس کی ساری خوبیوں پر پانی پھیر دیا ہے، اور عمران خان کی اِنہیں خامیوں نے اِس کی ساری اچھائیوں کو ایک ایسے اندھیرے اور گھیرے کنوئیں میں پھینک دیا ہے آج جن کی وجہ سے اِس کی تمام اچھائیاں اور حب الوطنی کے جذبے ثانوی سے ہو گئے ہیں اور کان کے کچے پن والی اِس کی خصلت نما ایک خامی اِس کی اچھائیوں پر بھاری آچکی ہے۔

اگرچہ ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے اگر اپنی اِس خصلت اور خامی سے چھٹکارا پانے کے لئے عمران خان کو کبھی وقت ملے تو یہ اِس جانب بھی ضرور سوچیں اور خود کو وسیع و عریض سیاسی میدان کا ایک نومولود سیاسی کھلاڑی تصور کریں اور مُلک کی دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ فضول کی پنگے بازیوں سے اجتناب برتیں اور اپنے پرائے اُن لوگوں کے ساتھ قطع تعلق کرلیں جو اِن کی کان کے کچے ہونے کی خامی کا فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اپنی ذاتی لڑائی کے خاطر اِنہیں تیار کرکے میدان میں بھیج دیتے ہیں۔

ایسے ہی جیسے گزشتہ کئی سالوں سے عمران خان کی جماعت پاکستان تحریک انصاف

میں کلیدی عہدوں پر فائز اِن کے انتہائی قریب ترین افراد نے بالخصوص سندھ کے شہری علاقے کراچی سے تعلق رکھنے والی مُلک کی ایک سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان اور اِس کے قائد الطاف حُسین اور ایم کیو ایم کے کارکنان کے خلاف عمران کو بھڑکا کر پاکستان سمیت لندن میں بھی ایک ایسا بے مقصد اور بے معنی سیاسی محاذ کھلوادیا ہے جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ لندن میں بھی پی ٹی آئی اور ایم کیو ایم کی سیاسی محاذ آرائیوں کی وجہ سے دونوں جماعتوں کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔
یہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ عمران خان کی کان کے کچے ہونے کی خامی کا فائدہ اُٹھا کر عمران خان کے قریبی لوگوں نے 2013 کے انتخابات کے بعد مُلک کے تیسری بار وزیراعظم بننے والے وزیراعظم پاکستان محترم المقام عزت مآب جناب نواز شریف صاحب کی ذات اور اِن کے خاندان والوں کی حیثیت اور عزت کا شیرازہ بکھیرنے اور ان کی عزت کا جنازہ نکالنے سمیت ن لیگ کی حکومت کو دھاندلی زدہ حکومت گردانے کے لئے اِن کے خلاف عمران خان کو بھڑکا کر ایوان دستور کے بجائے شاہراہ دستور پر 126 دن کا طویل ترین دھرنا ڈرامے کی سیاسی قسطیں چلوا کر کیسے کیسے پاپڑ نہیں بیلے ہیں جسے پاکستان سمیت ساری دنیا جانتی ہے۔

اور آج جب عمران خان کے دھرنا ڈرامے کے بعد وجود میں آنے والے ایک معاہدے کے بعد بنائے جانے والے جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ آ گئی ہے تو عمران خان کے قریبی یہی لوگ ہیں (آپ جنہیں چاہیں ذاتی اور سیاسی بغضی عناصر یا لوگ بھی کہہ سکتے ہیں) آج جو دونوں (پی ٹی آئی اور ن لیگ) کے ایک معاہدے کے تحت بنائے گئے جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ آجانے کے بعد عمران خان کی سُبکی کرواکر بھی بیچارے عمران خان کے کان کھینچ رہے ہیں اور اِس کے کانوں میں اپنی زبان اور لب ٹھونس کر اپنی ایک یہی بات اُنڈیلنے کی کوشش کررہے ہیں کہ جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ ہم نہیں مانتے ہیں، یہ صرف ایک رپورٹ ہے، یہ کوئی عدالت کا فیصلہ نہیں ہے.. کہ جسے ہم اپنا سر خم کرکے مان جائیں، آج بھی عمران خان اور اِن پارٹی والوں کی ایک ضد ہے کہ بس نواز شریف کی حکومت دھاندلی اور بوکس ووٹنگ سے آئی ہے..اور ہم اِس حکومت کو نہیں مانتے ہیں، عمران خان کے قریبی بغضی عناصر نے اپنی زبان سے عمران خان جیسے معصوم طوطے کو اپنی ایسی اور بہت سی باتیں رٹوادی ہیں آج جنہیں عمران خان چیخ چیخ کر کہتے پھر رہے ہیں۔

اَب ایسے میں ایک ہمارے معصوم عمران خان ہیں جو ایک طرف تو بیچارے کان کے کچے ہیں تو دوسری جانب یہ اپنی ضد کے بھی بڑے پکے ثابت ہوئے ہیں جن کی عادت میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ جس کی ضد کرلیں اِس پر ڈٹ جاتے ہیں پھر چاہئے کچھ

بھی ہو جائے اور کتنا بڑا بھی نقصان کیوں نہ ہو جائے یہ اِس کی پرواکئے بغیر آگ کا دریا عبور کرنے کے لئے نکل پڑتے ہیں یہ اپنی اِسی سیاسی ناسمجھی اور سیاسی معصومیت کی وجہ سے اپنی اِن باتوں سے ایک انچ بھی پیچھے پلٹا کھانے کو تیار نہیں ہوتے ہیں آج اِنہیں اپنی جس عادت کا جتنا نقصان اُٹھانا پڑرہا ہے یہ تو یہی جانتے ہیں مگر اَب یہ بیچارے کیا کریں..؟آج یہ اپنا نقصان کرکے اور اپنی سُبکی کرواکر بھی اِسے اپنی سیاسی اور ذاتی کامیابیوں سے ہمکنار کرتے پھر رہے ہیں جس پر راقم الحرف بس یہی کہنا چاہے گا کہ اَب آخر یہ اِن کی معصومیت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے..؟؟

آج جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے منظر پس منظر میں حکمران جماعت ن لیگ اور وزیراعظم نواز شریف کے انتہائی قرابت دار اور پارٹی لیڈران عمران خان کی کان کے کچے ہونے کی خامی کا فائدہ اٹھا کر ایوانوں، ٹی وی چینلز اور اخبارات سمیت پبلک مقامات پر عمران خان کی تضحیک کرنے کے لئے ایسے بیانات داغ رہے ہیں کہ جس سے عمران خان جیسا معصوم اور کان کا کچا نومولود سیاسی کھلاڑی آگ بگولہ ہوا جارہا ہے اور اِس پر جب یہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگتا ہے تو جس پر (سوائے وزیراعظم نواز شریف کے) ن لیگ کے پرانے سیاسی چاول بھی خود کو کسی نومولود سیاسی کھلاڑی سے بھی نچلی سطح پر لے آتے ہیں اور عمران خان کے خلاف ایسی نازیبا زبان اور جملے استعمال کرنے لگتے ہیں کہ جس سے بیچارے

عمران خان کی تو عزت خراب نہیں ہوتی مگر آج ن لیگ سے تعلق رکھنے والے کھوسٹ سیاستدانوں کی مٹی پلید ہوتی ضرور محسوس ہو رہی ہے۔
اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ سیاست میں سب کچھ ممکن ہوتا ہے مگر میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ شاہراہ دستور پر 120 دنوں تک دھرنا ڈرامے کی جو قسطیں چلائی گئیں تھیں آج جس کی فنڈنگ اور اسکرپٹ کے حوالے سے ن لیگ والے عمران خان پر جو الزامات لگا رہے ہیں ''کم از کم عمران خان ایسا نہیں ہو سکتا''۔
یہاں میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ یہ ٹھیک ہے عمران خان جو کان کا کچا، عادت کا جذباتی اور خصلت کا اڑیل ضرور ہے اور عمران خان میں لاکھ بُرائیاں بھی ضرور ہو سکتی ہیں مگر ان تمام باتوں کے باوجود بھی مجھے اتنا یقین ضرور ہے کہ عمران خان کم از کم ایسا نہیں ہو سکتا ہے جس کے بارے میں ن لیگ سمیت دیگر جماعت والے عمران خان پر الزام لگا رہے ہیں اور اچھے بھلے معصوم عمران خان کو جذباتی کرکے پاکستان سمیت دنیا بھر میں عمران خان کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔
اُدھر ایک سو بیس دن کی دھرنا سیاست کے پس پردہ کسی جنرل کی سازش کا حصہ اور رقم لینے جیسے پاکستان ن لیگ کے عہدیداروں کی جانب سے لگائے جانے والے الزامات پر لاہور میں پریس کانفرنس اور ایک ظہرانے میں میڈیا سے گفتگو کرتے

ہوئے عمران خان نے اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ " پاکستان تحریک انصاف کے عمران خان نے کہا ہے کہ وہ نواز شریف کی جگہ ہوتے پتہ چلتا کہ کوئی جنرل حکومت کے خلاف سازش کر رہا ہے تو کیا وہ اِسے چھوڑ دیتے..؟؟ وہ انکوائری کراتے ، حکومت انکوائری کیوں نہیں کرا رہی..؟؟ تحقیقات کرائے اور جو ملوث ہے اِسے پکڑے ، جوڈیشنل کمیشن نے کام ادھورا چھوڑ دیا، اِس کا دُکھ ہے، دھرنے کے لئے رقم لینے کے الزامات کی تحقیقات کے لئے کمیشن بنایا جائے، بات سچ ہوئی تو سیاست چھوڑ دوں گا، فوج کو بدنام نہ کیا جائے، حکومت دوغلی پالیسی چھوڑ دے، کھل کر سامنے آئے،ڈی سیٹ کرنا ہے تو کر دیا جائے، ن لیگ اور الیکشن کمیشن میں مُک مکا کی تصدیق ہو گئی ،" عمران خان نے اپنی پریس کانفرنس اور میڈیا سے گفتگو میں ایسی بہت سی باتیں ہیں یہاں جنہیں بیان کرنا مشکل ہے مگراِن ساری باتوں میں جو سب سے اہم اور نیا نکتہ تھا وہ بس یہ ہے کہ " دھرنے جنرل سازش نہیں تھی، اور دھرنے کے لئے رقم لینے کی الزامات کی تحقیقات کے لئے کمیشن بنایا جائے، بات سچ ہوئی تو پھر سیاست چھوڑ دوں گا"

اَب ایسے میں حکومت کو چاہئے کہ وہ عمران خان کی اِس خواہش نما پیشکش پر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر فوراً ایک اور کمیشن بنائے تاکہ جب بات سچ ثابت ہو جائے گی تو عمران خان سیاست چھوڑ دیں گے ، اور حکومت بھی یہی چاہتی ہے کہ عمران خان کی معصومانہ سیاست سے جان چھڑائی جائے تو پھر حکومت کو چاہئے کہ یہ ایک سیکنڈ بھی ہچر مچر کا مظاہرہ نہ

کرے اور جلد خواہشِ عمران اور حکمِ عمران پر ایک اور انکوائری کمیشن تشکیل دے دے جواِس بات کی تحقیق کرے کہ عمران خان دھرنے کے لئے کس جنرل کی سازش کا حصہ بنے اور عمران خان نے دھرنے کے لئے کس سے رقم لی تھی۔

اِسی کے ساتھ ساتھ اَب چلتے چلتے میں ایک بات یہ کہنا چاہتاہوں کہ شاید یہ ہماری بڑی بد نصیبی رہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ اپنے قومی ہیروز کی قدر نہیں کی ہے، ایک ہمارے قومی ہیرو ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر قدیراحمد خان ہیں جنھیں سابق آمر (ر) جنرل پرویز مشرف نے امریکی سازش کو عملی جامہ پہنانے کے خاطر اِنہیں ایران کے ایٹمی معاملات میں معاون کرنے پر ہیرو سے زیرو بنانے کی بہت کوشش کی مگر یہ آج تک اِن ڈاکٹر قدیر خان)کے قومی ہیرو ہونے کے حاصل اعزاز پر خاک کا ایک ذرہ بھی نہ ڈال) سکے اور دوسری طرف کرکٹ کے میدان میں ورلڈکپ جتوانے والے قومی ہیروعمران خان کو سیاست کے میدان میں آنے کے بعد دھرنا کہانی میں کسی جنرل کی سازش کا حصہ بننے اور دھرنے کے لئے رقم لینے کے الزامات لگاکر ہماری سیاسی جماعتیں اِن عمران خان) کی کردار کشی کرکے اِن کی جیسی تیسی معصومانہ سیاسی خدمات کو سبوتاژ) کرنے کی بہت کوششیں کررہی ہیں، آج جسے قوم پوری قوت سے مسترد کرتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ عمران خان سب کچھ کرسکتے ہیں مگرکم ازکم سابقہ دھرنے اورآئندہ پھر کبھی دیئے جانے والے کسی ایسے دھرنے میں عمران خان کسی جنرل کی سازش کا نہ تو حصہ بنیں گے اور نہ ہی اپنے کسی

دھرنے کے لئے کسی شخص یا کسی ادارے سے رقم لیں گے۔۔۔اور اِسی کے ساتھ ساتھ میں بالخصوص پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین مسٹر سچے وکھرے اور جذباتی عمران خان سے یہ بھی ضرور کہنا چاہوں گا کہ جناب۔۔!!آپ پہلے قومی ہیرو ہیں اور پھر سیاستدان ہیں آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے پہلے والے (قومی ہیرو کے) وقار اور امیج کا خاص خیال رکھیں اور اِسے سیاست پر ترجیح دیں اور اپنی کچے کان والی خصلت کی اصلاح کریں اور کسی کے کہنے یا بہکاوے میں آکر ایم کیو ایم اور ن لیگ کے ساتھ فضول کی محاذ آرائی والی سیاست کو منوں مٹی تلے دفن کریں اور خود کو اِس جمہور اور جمہوریت کا حصہ بنائیں جو آپ کی دھرنا پنگے باز سیاست کی وجہ سے ادھوری ہے اور آج آپ کی آمد کی منتظر ہے تاکہ آپ قومی دھارے میں شامل ہو کر مُلک اور قوم کی اُس طرح خدمت کریں جس طرح مُلک اور قوم کی دیگر سیاسی اور مذہبی جماعتیں مل کر خدمت کررہی ہیں اور جہاں تک تحریک انصاف کے ارکان کو ڈی سیٹ کرنے کے معاملے پر ایم کیوایم اور جے یو آئی کی تحاریک کی واپسی کا ہے تو اِس کے لئے عمران بھائی آپ کو ایم کیو ایم اپنے ماضی اور حال کے اب تک کے کئے دھرے پر معافی مانگنی ہوگی تاکہ ڈی سیٹ کا معاملہ ٹھیک ہوسکے ورنہ اگر آپ یہ سوچیں کہ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے اور ڈی سیٹ ہو کر آپ اور آپ کی جماعت اگلے انتخابات تک مظلوم بنی رہے گی تو ایسا بھی ممکن نہیں ہے۔ بہرحال۔۔!!آج عمران خان اور پی ٹی آئی والوں کے لئے یہ امر قابلِ توجہ اور لائق غور ہونا چاہئے کہ یہ اپنے ماضی اور حال سے سبق سیکھیں اور اپنی

اصلاح کریں تو یقیناً اگلے وقتوں میں اِن میں اور اِن کی سیاسی سنجیدگی میں بہتر اور مثبت تبدیلیاں نظر آئیں گیں اور اگر ایسا نہ کیا گیا غلط ہو کر بھی یہ سمجھتے رہے کہ ہم ٹھیک ہیں اور سب غلط اور بھٹکے ہوئے ہیں تو پھر 2018 میں ہونے والے انتخابات میں عمران خان اور پی ٹی آئی والے مُلک کے نوجوانوں کی کثیر تعداد رکھ کر بھی مُلک میں اقتدار کے حصول سے محروم رہ جائیں اور یوں عمران خان اور پی ٹی آئی والے نئے پاکستان اور مُلک میں انقلابی تبدیلیاں لانے سے بھی کہیں نہ رہ جائیں۔ (ختم شُد

ہمارے حکمران، اُدھار + قرض اور آئی ایم ایف + ورلڈ بینک . . . . ؟؟؟

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مقروض حکمران اور اُدھار کی قباحت والے شیخ سعدیؒ کے صوفی .....؟؟

جس طرح ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں نے مُلکی معیشت اور قوم کی حالتِ زار کو بہتر اور مستحکم کرنے اور اِسے ہر سال مُلک میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاکر اُوجِ ثریا سے بھی اُونچالے جانے کے خاطر جو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے کئی گنا زائد سود کے ساتھ واپسی کی شرائط پر اُدھار اور قرضوں کی مد میں جتنے ڈالرز بٹورے ہیں ..؟؟اَب تک اِنہوں نے اِن قرضوں کا کیا کیا ہے..؟؟

اَب جس پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کہ اِس جھوٹ اور اِن کی ساری دکھاوے کی کارکردگی کی قلعی تو مُلک میں 2010 سے 2015 تک آنے والے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے کُھل جاتی ہے، اور سیلاب کا پانی قوم کے سامنے وہ سب کچھ عیاں کرکے چلاجاتاہے جس سے متعلق سال بھر ہمارے حکمران اور سیاستدان ہر سال قوم کی حالتِ زار بہتر بنانے اور قوم کو سیلاب اور زلزلے جیسی دیگر قدرتی آفات سے بچاؤ اور مُلکی معیشت کے ترقی اور استحکام کے بڑے

بڑے دعوے کرتے نہیں تھکتے ہیں یوں قوم کو لگ پتہ جاتا ہے کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان قوم کی ترقی اور ملکی معیشت کے استحکام کے خاطر عالمی سود خور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے اداروں سے لاکھوں ، کروڑو ، اربوں اور کھربوں ڈالرز کے اُدھار اور قرضے کئی گنا زائد سود کی ادائیگی کی شرائط پر لے کر اِن قرضوں کی مد میں ملنے والے ڈالرز کو اپنے کن ذاتی اور سیاسی مقاصد کے تحت استعمال کرتے ہیں اور اور کس طرح قوم کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے لئے گئے سود نما قرضوں میں جکڑ کر مزے لوٹتے ہیں،اور پھر قرضوں کی ادائیگیوں کے لئے قوم پر مہنگائی اور ٹیکسوں کے کیسے کیسے دردناک عذاب نازل کرتے ہیں آج کونسا ایسا غریب پاکستانی ہوگا جو حاکم الوقت کے مہنگائی اور ٹیکسوں کے کربناک عذاب کی زد میں نہ آیا ہو اور وہ حکمران الوقت کے مہنگائی اور ٹیکسوں کے بھرمار مظالم سے تلملانہ گیا ہو مگر دوسری طرف ہمارے حکمران ہیں کہ جیسے اِنہیں قرضوں پر کی جانے والی عیاشیوں اور اللے تللے نے اِن کی غیرت کا جنازہ نکال کر اِنہیں بے حس بنادیا ہے،اور یہ اُدھار یا قرض کی قباحت کو سمجھے بغیر بے غیرت سے بن گئے ہیں ۔

آج اِسے میں مجھے اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان کی عالمی سود خور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے اداروں سے قرض مانگنے کی عادت پر ایک قرض کی ادائیگی سے پہلے دوسرے ، تیسرے اور چوتھے اور پھر قرضوں کے

نہ ختم ہونے والے سلسلوں پر حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک ایسی حکایت یاد آئی گئی ہے جسے میں چاہتاہوں کہ میں یہاں اپنے پڑھنے والوں کے لئے ضرور بیان کروں تاکہ عوام کو اندازہ ہو کہ جس طرح بار بار گناہ کرنے سے دل سیاہ اور ذہن اچھائی.برائی کی تمیز ختم کردیتاہے یکدم اُسی طرح مقروض قرض خواہ کا تقاضاسُن کرکان رکھ کر بھی ایک خاموش مقروض ڈھیٹ کس طرح بغیرت بہرابن جاتاہے کہ جیسے اُس کی سُننے اور بولنے کی صلاحتیں ہی ختم ہوگئیں ہیں، حضرت شیخ سعدیؒ اپنی حکایت میں بیان کرتے ہیں کہ :۔

چندصوفیوں نے بنیے سے اُدھارلے لیالیکن افسوس کہ وہ وقت پر نہ چکاسکے،بنیاہر روز تقاضا کرتااُن کو بُرا ذلیل کرتااور بد سلوکی سے پیش آتا،مگر صوفی اِس کی پوچ گوئی پر نہایت خستہ خاطرتھے لیکن اِن کے پاس سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ تھاایک صاحبِ دل نے اُنہیں یوں ذلیل ہوتے دیکھاتواُن سے کہا''جس طرح تم لوگ بنیے کی گالم گلوچ سُنتے ہواوراِسے ٹال دیتے ہواُدھارنہ لیتے تواتنی ذلت نہ اُٹھاتے''۔

اگرچہ افسوس ہے کہ آج میرے دیس کے حکمران اور سیاستدان اور ہمارے قومی اداروں کے سربراہان بھی شیخ سعدیؒ کے اُن مقروض صوفیوں کی طرح سے ہوگئے ہیں جو قرض خواہ آئی ایم ایف اور ورلڈبینک کے تقاضے سُن کر خاموش ہوتے ہیں مگراِسے اتناضرورکہتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی کی شرائط عائد کرکے ہمیں

مزید قرض دے دے تو ہم وقت پر ادا کر دیں گے یوں عالمی سود خود آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے ادارے اپنے کاروبار کو چمکانے اور اِسے تقویت دینے کے خاطر ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو قرض دے دیتے ہیں اور پھر مانگتے ہیں تو ہمارے حکمران خاموشی سے اِن کی سُن رہے ہوتے ہیں اور وہ اِنہیں سُنا رہا ہوتا ہے اور یہ باادب ہاتھ باندھے اِس کی سُن رہے ہوتے ہیں،اور یہ لوگ مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے نام پر تو عالمی سود خود آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک اداروں سے قرض پہ قرض لئے جاتے ہیں مگر اِنہیں اِن قرضوں سے اپنی عیاشیوں اور اللے تللے کے سوا قوم کی حالتِ زار بہتر بنانے کا ذرا بھی خیال نہیں آتا ہے۔

جب ہی تو اِس مرتبہ بھی بارشوں اور سیلابوں نے مُلک میں تباہ کاریوں کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں ، ہنوز مُلک کے طول و ارض میں بارشوں اور سیلابوں کی شدت جاری ہے اور تباہ کاریاں بڑھتی ہی جارہی ہیں اور سیلابی پانی کھڑی فضلیں اور شہریوں کے گھروں کو تباہ و برباد کرتے ہوئے آگے کی جانب بڑھتا ہی جارہا ہے جس پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ابھی ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں نے 2010 سے 2015 تک مُلک میں آنے والے سیلابوں سے کچھ بھی نہیں سیکھا ہے اور ابھی تک اِنہوں نے نہ ہی اپنی ایسی کوئی منصوبہ بندی کی ہے کہ جس سے یہ اندازہ ہو کہ جب اگلے سالوں میں مُلک میں ہونے والی مون سون کی

بارشوں سے آنے والے سیلابوں میں شدت آئے تو مُلک کے معصوم اور غریب شہریوں کی جانوں اور مال مویشیوں اور فصلوں کا کم سے کم نقصان ہو اور شہری سُکھ کا سانس لیں۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی نااہلی اور سیلابوں سے بچاؤ سے متعلق عدم دلچسپی کے باعث اِن کی ناقص اور فرسودہ حکمتِ عملی کی وجہ سے مُلک میں آنے والے موجودہ سیلابوں نے خیبر پختونخواہ سمیت پنجاب اور سندھ کے بیشتر بڑے حصے کو بُری طرح سے متاثر کررکھاہے، اوراِس پر ہمارے حکمران اور سیاستدان ہیں کہ یہ مُلک اور قوم کو سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچانے اور متاثرین سیلاب کو تحفظ فراہم کرنے کے بجائے یہ ایوانوں میں سر جوڑے بیٹھے اپنی اقتداری سیاست کو بچانے اورایک دوسرے سے اپنااپناسیاسی قدأونچاکرنے میں لگے ہوئے ہیں حالاں کہ اِنہیں قوم کو درپیش اِس مصیبت کی گھڑی میں سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثرہ افراد کی دادرسی کے خاطراِن کی دہلیزوں پر جاناچاہیئے تھاتاکہ اِنہیں اپنے درمیان پاکر قوم کو تنہائی کا احساس نہ ہومگرآج یہ ایسانہیں کررہے ہیں، جیسی کہ اِن سے موجودہ حالات میں عوام نے اُمیدیں وابستہ کررکھی تھیں۔

اَب ایسے میں اپنے حکمرانوں اور وسیاستدانوں کے روکھے پھیکے اوراجنبیوں

والے رویوں کی وجہ سے متاثرین سیلاب خود کو بے یارومددگار محسوس کر رہے ہیں جبکہ ایسے میں متاثرین سیلاب کے ساتھ حکمرانوں اور سیاستدانوں کا روا رکھا گیا ایسا رویہ کسی بھی صورت مناسب نہیں ہے،آج یہی وجہ ہے کہ اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی جانب سے بے حسی اور لاپرواہی کے مسلسل ہونے والے مظاہروں کو دیکھتے ہوئے متاثرین سیلاب خود کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت کمربستہ دکھائی دیتے ہیں اور یہ اللہ کے بعد پاک فوج کو اپنا سب سے .بڑا مسیحا جان کر اِنہیں اپنا مددگار سمجھ رہے ہیں اور اپنے حکمرانوں سیاستدانوں اور عوامی سہولیات باہم پہنچانے والے صوبائی اور وفاقی اداروں کی لاپرواہی اور ناقص کارکردگی پر بددُعائیں دیتے دکھائی دے رہے ہیں دہائیاں دیتے پھر رہے ہیں کہ مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی اور سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچانے کے نام پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے اربوں ڈالرز قرض لینے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کچھ تو خدا کا خوف کرو، قوم کی حالتِ زار بہتر بنانے کا کہہ کر عالمی اداروں سے قرض تم تو لے لیتے ہو مگر اِس قرض کو مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی اور معیشت کے استحکام پر خرچ کرنے کے بجائے اُلٹا قرض کی شکل میں ملنے والے اربوں ڈالرز کو آپس میں بانٹ لیتے ہو اور اپنی عیاشیوں اور بیرون ممالک کھولے گئے اپنے بینک کھاتوں میں منتقل کر لیتے ہو اگر تم یہی قرض جو مُلک کے غریبوں کی حالت کو ٹھیک کرنے ، سڑکیں بنانے ، بجلی و گیس کے بحرانوں کے خاتمے، بہترین علاج ومعالجہ

جدید سفری سہولیات اور ہر سال ملک میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے لئے خرچ کردو تو ملک بھی ترقی کرے اور قوم کی حالتِ زار بھی بہتر ہو جائے۔

مگر آج افسوس ہے کہ تمہیں تو اِن قرضوں کے عوض ملنے والے ڈالرز سے اپنی عیاشیوں اور قرضوں کی ادائیگیوں کے لئے قوم پر مہنگائی اور ٹیکسوں کے عذاب نازل کرنے سے ہی فرصت نہیں ہے تو تم لوگ کیا قوم کی بہتری اور ملک کی ترقی اور خوشحالی سے متعلق کچھ سوچو گے...؟؟۔

ہیروشیما پر گرائے گئے ایٹم بم کی 70 ویں یاد اور خطے میں بھارت کا جنگی جنون

گزشتہ دِنوں جب دنیا ہیروشیما پر گرائے گئے ایٹم بم سے ہونے والی صدی کی سب سے بڑی ہلاکتوں کی سترویں یاد منا رہی تھی تو اِس دوران مجھے خطے ۔ جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والی ایک ایٹمی قوت بھارت کے پاگل پن پر بہت ترس آرہا تھا اور میں اِسی خوف وہراس میں مبتلا رہا کہ خاکم بدہن اگر اس خطے میں بھی کسی کی وجہ سے ہیروشیما جیسی کوئی کہانی دہرادی گئی تو یقیناً دنیا ہیروشیما کو بھول جائے گی اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی اِس خطے میں بھارتی جنگی جنون کی وجہ سے گرائے جانے والے ایٹم بم سے ہونے والی تباہ کاریوں کو ہی یاد رکھ کر عبرت پکڑتی رہے گی یہ بات میں اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ آج خطے میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت کے پاس جو اور جتنے بھی ایٹمی ہتھیار اور ایٹم بم موجود ہیں وہ ہیروشیما پر گرائے گئے ایٹم بم سے کئی گنا زیادہ جدید اور طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ کروڑوں اور اربوں انسانوں کی ہلاکتوں کا سبب بننے کے علاوہ خطے سمیت ارد گرد کے بیشتر ممالک کے لوگوں کی کئی نسلوں پر کئی صدیوں تک اپنے مضر اثرات مرتب کرتے رہیں گے ۔اس سے انکار نہیں ہے کہ اِدھر جنوبی ایشیا میں جنگی جنون میں مبتلا بھارت اپنی تمام ہٹ دھرمیوں کے ریکارڈ توڑتے ہوئے پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کی ضد میں گھناؤنے عزائم کی تکمیل میں مصروف عمل ہے اگر آج بھارت کے اِس جنگی جنون کو

لگام نہ دی گئی تو آگے چل کر بھارت کا یہی جنگی جنون سارے خطے کو آگ و خون کی وادی میں تبدیل کر سکتا ہے جاس کے جنگی اُدھر بھارتی پنجاب کے شہر گورداسپور میں بس اور تھانے پر ایس پی سمیت 11 ہلاکتوں کے بعد انڈین وزیر داخلہ اور وزیر اعلی نے بغیر سوچے سمجھے اور تحقیقات کئے بغیر تُرنت الزام پاکستان پر لگا دیا نہ صرف یہ بلکہ بھارتی کرکٹ بورڈ کے سیکرٹری انوراگ ٹھاکر نے بھی کوا کان لے گیا کوا کان لے گیا کا شور مچاتے ہوئے فوراََ ہی گورداسپور میں دہشت گردی کے باعث پاکستان بھارت کرکٹ سیریز منسوخ کرنے کا اعلان کرتے ہوئے یہ ڈھنڈورا پیٹ ڈالا کہ ''موجودہ صورتحال میں پاکستان سے کرکٹ سیریز نہیں کھیلی جا سکتی ہے''، اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ''پاکستان کو جاننا چاہیے کہ ہماری قومی سلامتی اور امن متاثر ہوگا تو کرکٹ نہیں ہوگی'' جس پر پاکستان کا موقف یہ ہے کہ بغیر تحقیقات کئے ذرا ذرا سے وقعات کا الزام پاکستان پر لگانا جیسا بھارتیوں کی مجبوری اور مشغلہ ہے اور اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے خاطر ہر واقعے کو جواز بنا کر پاکستان سے جاری مذاکراتی عمل اور دیگر معاملات میں جاری خیر سگالی کے تعلقات سے ناطہ توڑنا بھارتیوں کے لئے آسان ہوگیا ہے بھارتیوں کی اِس حرکت پر دنیا کی نزدیک بھارتیوں کی مثال کسی نخرالو معشوقہ جیسی ہو گئی ہے جو اپنے عاشق سے اپنے نازک نخرے بہت اُٹھواتی ہے مگر جب اِس کا عاشق کوئی ایک نازک نخرانہ اُٹھائے تو وہ تُرنت روٹھ جاتی ہے اور جب یہ ناراضگی کچھ دنوں تک جاری رہتی

ہے تو وہ اِس عرصے کے دوران خود کو کسی دوسرے عاشق کو اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے اور اِس کا پرانا عاشق اِس سے ملنے آتا ہے تو وہ اِسے اپنے بھائیوں اور نئے عاشق کے ساتھ مل کر خوب پٹواتی ہے اور اِسی دوران اپنے نئے عاشق کو بھی دو چار ہاتھ لگوا کر اس سے بھی جان چھڑوا لیتی ہے۔

پچھلے دِنوں پاکستان کی سرحد سے متصل بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں بس اور پولیس اسٹیشن پر حملے کو جواز بنا کر جس طرح پاکستان پر الزام تراشی کے پل کھڑے کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی ہے اَب اِس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ بھارت پاکستان سے تعلقات خراب کرنے کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے اور بھارت پاکستان کے دوستی اور اچھے پڑوسی جیسے تعلقات روا رکھنے کے لئے بڑھے ہاتھ ملانا ہی نہیں چاہتا ہے جبکہ ایک پاکستان ہے جس نے بھارتی فوج کے شمالی کمان کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ڈی ایس ہوداکے اِس اعترافی بیان کے بعد بھی کہ ''پاکستان کی جانب سے مار گریا جانے والا ڈرون طیارہ ہمارا ہی تھا'' کے باوجود بھی پاکستان نے صبر و برداشت کا عظیم مظاہرہ کیا اور اِس نے یہ نہیں چاہا کہ پاکستان بھی بھارتیوں کی طرح جذباتی ہو کر کوئی ایسا قدم اُٹھائے جس سے دونوں ممالک میں قربتیں اور محبتیں بڑھنے کے بجائے دوریاں پیدا ہوں جبکہ ایک بھارت ہے کہ جو پاکستان سے ناراض ہونے اور تعلقات توڑنے اور ختم کرنے کے لئے خود ہی اپنے یہاں اپنی ہی خالصتان تحریک جیسی علیحدگی پسند تنظیم کے کارندوں سے)

دہشت گردی کرواکر) بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے اور الزام پاکستان پر لگا کر پاکستان کو دہشت گرد ریاست گرداننے کا ڈھنڈورا پیٹتا رہتا ہے، سارے خیر سگالی کے راستے ختم کرنے کا اعلان کر دیتا ہے اور پھر مجبور کرتا ہے کہ پاکستان اِس کے سامنے مذاکرات شروع کرنے کی بھیک مانگے اور یہ اِس سے اپنے ناز نخرے اُٹھوائے یہ یکدم ایسے ہی ناز نخرے جیسے کہ کوئی معشوقہ جب اپنے عاشق سے کسی بات پر ناراض ہو کر ڈیٹ مارنے سے انکار کر دیتی ہے تو اس کا عاشق اِسے منانے کے لئے اِس کے ناز نخرے اُٹھاتا ہے اور ہاتھ پاؤں جوڑ اور دبا کر اِسے منانے کی کوشش کرتا ہے۔

جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ بھارت اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو اپنے عوام کے سامنے بیان کر دے اور انہیں بتادے کہ یہ اپنے یہاں پیش آئے کسی بھی دہشت گردی کے واقعے کا الزام پاکستان پر اِس لئے لگاتا ہے کہ اِس سے جہاں اِس کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی ہو جاتی ہے تو وہیں بھارتی عوام یہ بھی سمجھنے لگتے ہیں کہ جیسے سب کچھ
کیا دھرا پڑوسی ملک کا ہے حالانکہ آج بھارت میں جتنے بھی دہشت گردی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں اِن سب کے پس پردہ خود بھارتی حکمران ، سیاستدان ، اور بھارت کی وہ پر تشدد علیحدگی پسند ہندو اور سکھ تنظیمیں ہیں جو بھارت سے علیحدگی چاہتی ہیں مگر پھر بھی ازل سے بھارتی حکمران اور سیاستدان اپنی اِن کمزوریوں اور خامیوں دور کرنے سے منہ چراتے ہیں اور جب بھی بھارت میں کوئی بھی علیحدگی پسند ہندو یا سکھ تنظیم اپنے مطالبات منوانے کے لئے

دہشت گردی کردیتی ہے تو بھارتی حکمران اور سیاستدان ڈر اور خوف کی وجہ سے اِن کے خلاف فیصلہ کُن اقدام کرنے کے بجائے اُلٹا بھارتی حکمران تُرنت اِس کا الزام پاکستان پر لگا کر اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر پردہ ڈالتے دیتے ہیں۔ (ختم شُد)

بھارتیوں کے دماغ پر جنگی جنون کی چڑھی چربی

بھارتیوں کے دماغ پر جنگی جنون کی چڑھی چربی اُتارے بغیر خطے کی سلامتی ممکن نہیں .

....

بھارتیوں کے دماغ پر پاکستان سے جنگی جنون کی چڑھی چربی کی وجہ سے اودھم پور حملہ کا ملزم مقبوضہ کشمیر کا رہائشی نکلا یوں بھارتیوں کا پاکستان پر الزام اور بہتان تراشی اور منفی پروپیگنڈے کا ایک اور بھارتی ڈرامہ فلاپ ہوگیا ہے ایک طرف یہ بھارتی ہیں کہ جو اپنی ہٹ دھرمی اور چھینال پن اور لگائی بوجھائی سے باز نہیں آرہے ہیں تو دوسری طرف ایک ہم پاکستانی ہیں جو کہ بھارتیوں کے ہر ڈارمے کا پردہ فاش ہونے اور ہر گھناؤنی سازش کو بے نقاب ہونے پر بھی عفوودرگزر کا مظاہرہ کررہے ہیں اور یہ ہماراہی بڑاپن اور اعلیٰ ظرف ہے کہ ہم بھارتیوں کو خطے میں ضدی اور بگڑاہوا نالائق بچہ سمجھ کر برداشت کئے ہوئے ہیں جبکہ بھارتیوں میں اتنا ظرف کہاں ہے کہ یہ ہماری ترقی و خوشحالی اور پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کو برداشت کریں آج پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کے معاہدے بعد سے بھارتیوں کی ناپاک خصلت دنیاکے سامنے ہے اَب جسے بھارتی لاکھ جھٹلانا بھی چاہیں تو وہ ایسا نہیں کرسکتے ہیں۔

بہر حال ۔ ۔ ! ! اَب کوئی یہ مانے یا نہ مانے مگر ہمیں فخر ہے کہ ہم پاکستانی خطے کے سب سے زیادہ امن پسند اور محبت کرنے والے لوگ ہیں اور ایسے میں یہ ہماری ہی بدنصیبی ہے کہ ہمارے پڑوس میں نہ صرف خطے بلکہ دنیا کا ہم سے ایک ایسا کینہ پرور ملک بستہ ہے جس کے باسیوں کے دماغ پر پاکستان سے جنگی جنون کی چڑھی چربی کی موٹی تہہ خطے کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرسکتی ہے ، جس کے حکمران ، سیاستدان ، عسکری قیادت ، میڈیا اور عوام سب کے سب ہی پاکستان سے متعلق اعلیٰ درجے کے شکی مزاج اور بدعقل واقع ہوئے ہیں،ان کی پاکستان بارے شکی مزاجی اور بے سوچے سمجھے پاکستان پر الزام تراشی اور بدعقلی کی حد تو یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک اگر سرزمین بھارت پر بسنے والے کسی بھی فرد کو ایک سے زیادہ چھینکیں بھی آجائیں تو تُرنت اِن سب کا شک اپنے پڑوسی ملک پاکستان کی جانب چلا جاتا ہے کہ یقینا باربار چھینکیں آنے کی وجہ بھی پاکستان سے ہی آئی ہے، اور جیسے موجودہ حالات میں تو (بھارت میں پیش آئے کسی بھی واقعے پر) بھارتیوں کے پاکستان پر کئے جانے والے شک اور الزامات لگانے کا یہ عالم ہے کہ اگر بھارت میں کوئی اچانک مرجائے یا کسی کی بھی بیوی کسی اور کے ساتھ بھاگ جائے تو بھی بھارتیوں کا سارا شک تُرنت پاکستان پر چلا تا ہے کہ اِس کے پیچھے بھی پاکستان کا ہاتھ ہوگا۔

الغرض یہ کہ آج بھارتیوں کا پاکستان پر شک اور الزام تراشی کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ اگر کوئی بھارتی کسی وجہ سے زیادہ روئے یا کم ہنسے، کوئی زیادہ کھائے یا کم سوئے، درخت پر لگے پھل خود بخود گرنے لگیں یا توڑنے کی کوشش کے باوجود بھی نہ ٹوٹیں، اگر کسی کا بچہ بستر پر پیشاب کرے یا اسکول نہ جائے، اور کسی ناری کا کسی لڑکے سے چکر چل جائے تو بھی، اور اگر کسی اداکار یا اداکارہ کی فلم فلاپ ہوجائے، یا کسی مندر کا پوجاری کسی نکیا کے ساتھ کچھ ایسا ویسا کر بیٹھے تب بھی اور اسی طرح اگر آج بھارت کے کسی بھی شہر، گاؤں، بازار، محلے یا کہیں بھی دہشت گردی کا کوئی بھی چھوٹا یا بڑا یا کیسا بھی واقعہ رونما ہوجائے تو بھی سارے بھارتیوں کا فوراً بے سوچے سمجھے شک پاکستان کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر بھارتی حکمران، سیاستدان، عسکری قیادت، میڈیا اور عوام سب کے سب ہی اپنی اپنی لنگیاں کستے اور اپنی اپنی بولیاں بولتے ہوئے پاکستان کی جانب الزامات کی توپوں کا رُخ کرکے بدزبانی کے گولے داغنے شروع کردیتے ہیں اور پھر یہ سب مل کر پاکستان سے متعلق اپنے نہ رکنے والے ایسے ایسے منفی پروپیگنڈوں کا سلسلہ شروع کردیتے ہیں کہ جن سے مندروں میں رکھی (اِن کے اپنے بھگوانوں کی پتھر کی بنی ہوئیں بے جان) مورتیاں بھی بھارتیوں کے منہ بند کرانے کی کوششیں کرنے لگتی ہیں مگر ایسے میں پاکستان پر الزام اور بہتان تراشی نشے سے پاگل پن میں مبتلا بھارتی ہیں کہ یہ کسی کی بھی نہیں

سُنتے ہیں بس اِن کے منہ میں پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ پھیلانے سے متعلق جو کچھ بھی آتاہے یہ بے سوچے سمجھے بکتے رہتے ہیں اور جب دنیاکے سامنے حقائق آشکار ہوتے ہیں تو یہ اپنی غلطی اور سُبکی پھرایک کے بعد ایک ایسے جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں کہ دنیااِن کی عیاری اور مکاری اور ڈھٹائی پر دنگ رہ جاتی ہے اور پاکستان کے بارے اِن کی منفی سوچ اور بے بنیادپروپیگنڈوں پر بھارتیوں کی ذہنی کیفیات پرانہیں پاگل کہئے بغیر نہیں رہتی ہے اِس سے زیادہ دنیابھارتیوں سے متعلق اور کیا سوچ رکھ سکتی ہے کہ اِس کے نزدیک سارے بھارتی پاگل ہیں۔

اِس سے انکار نہیں ہے کہ آج جس طرح خطے میں بھارتیوں کا جنگی جنون سر چڑھ کر بول رہاہے اِس سے یہ اندازہ لگایاجاسکتاہے کہ بھارت کا جنگی جنون کسی بھی لمحے خطے کو ایٹمی جنگ میں دھکیل سکتاہے اور اِس کی غلطی سے خطے میں آگ و خون کی جو ندی چل پڑے گی اِس کی زد میں بہت سے ممالک آکر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

سواَب یہ بات جنوبی ایشیاء کے ممالک سمیت دنیاکے امن پسند ممالک کو بھی اپنی گراہ سے باندھ لینی چاہئے کہ اَب جب تک بھارتیوں کے دماغ پر پاکستان سے جنگی جنون کی چڑھی چربی کی موٹی تہہ کو کھینچ کر اُتار نہیں پھینکا جاتا ہے

اُس وقت تک نہ صرف خطہ ۔ جنوبی ایشیا بلکہ دنیا میں امن اور سلامتی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

اَب کیا یہ بھارت کا خطے میں جنگی جنون اور پاکستان سے کھلی نفرت اور حقارت کا اظہار نہیں ہے کہ بھارت نے یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی بیٹھے بیٹھائے اور بے مقصد کا پاکستان سے ایک ایسا مطالبہ کردیا ہے کہ جسے پاکستان کسی بھی صورت میں کبھی بھی نہیں مانے گا کم ازکم اُس وقت تک تو ایسا ہونا ناممکن ہے جب تک کشمیریوں کو بھارتی تسلط سے آزادی نصیب نہیں ہوجاتی ہے اُدھر اِس حوالے سے بھارتی میڈیا کا یہ کہنا ہے کہ بھارت نے پاکستان کے شہر اسلام آباد میں 30 ستمبر سے 8 اکتوبر 2015 تک ہونے والی کامن ویلتھ پارلیمنٹیریز (دولت مشترکہ) ایسوسی ایشن کانفرنس میں شرکت سے انکار کردیا ہے اور پاکستان سے اِس بات پر زور دیتے ہوئے اپنی یہ بات کہی ہے کہ بھارت کی دولت مشترکہ ایسوسی ایشن کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی جانب سے مقبوضہ کشمیر اسمبلی کے اسپیکر کو دعوت نہ دینے پر بھارت نے دولت مشترکہ کانفرنس کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے'' ۔

اگرچہ اِس حوالے سے بھارت سے آنے والی خبروں اور بھارتی تحفظات پر پاکستانی دفترخارجہ کے ذرائع کا یہ کہنا اٹل ہے کہ دولت مشترکہ پارلیمانی کانفرنس پر

بھارت کے بائیکاٹ سے متعلق خبریں بے معنی اور مضحکہ خیز ہیں جبکہ اِدھر پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھارت کی جانب سے آئندہ ماہ کے آخر میں اسلام آباد میں ہونے والی دولت مشترکہ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کانفرنس میں مقبوضہ جموں وکشمیر اسمبلی کو شرکت کے لئے مدعو کرنے کا مطالبہ پوری طاقت سے مسترد کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ بھارت کی مرضی اور خواہش اور بے مقصد کے مطالبے پر مقبوضہ جموں کشمیر اسمبلی کو کسی بھی یصورت میں کانفرنس میں مدعو کرنا تو دور کی بات ہے ہم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں پاکستان کا کہناہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر اسمبلی کو دعوت دینادراصل اقوام متحدہ سکیورٹی کونسل کی قراردادوں سے انحراف ہوگافیصلہ پاکستان کے اِس اُصولی اور تاریخی موقف کی بنیادپر کیاگیاہے کہ جموں وکشمیر کامسئلہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر ہے اور 1947 سے اَب تک حل طلب ہے اور جیساکہ جموں وکشمیر کامسئلہ ایک بڑے عرصے سے اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل کی قراردادوں شامل ہے اور جو اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے تحت کشمیری عوام کو اِن کا حقِ خودارادیت دینے کی حمایت کرتی ہیں اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے علاوہ کسی بھی متبادل کی کھلی نفی کرتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے کشمیری عوام کو حق خودارادیت کے حق میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی ہیں اور آخری وقت تک پاکستان اقوام متحدہ سکیورٹی کونسل کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ

کشمیر کے حل اور اپنے نہتے کشمیری بھائیوں کے حقِ خودارادیت کی مکمل حمایت کرتا رہے گا۔

جبکہ آج خطے میں دائمی امن وسلامتی کے حوالے سے ضرورت اِس امر کی ہے کہ خطے اور دنیاکے امن پسند ممالک باہم متحد و منظم ہو کر چاہیں توبھارتیوں کے دماغ پر پاکستان سے جنگی جنون کی چڑھی چربی کھینچ پھینکیں تاکہ بھارتیوں کے دماغ میں یہ بات اچھی طرح سے سماجائے کہ اِس کا جنگی جنون خطے اور دنیاکے لئے خطرناک ثابت ہوسکتاہے جس کے لئے بھارت کو خود بھی چاہئے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے دماغ پر چڑھی جنگی جنون کی چربی کھرچ کر پھینک دے ورنہ اِس کا یہ جنگی جنون اِسے سب سے پہلے صفحہ ہستی سے مٹادے گا۔

. . . . . اللہ کرے کہ ساراہندوستان ہی مسلمان ہو جائے

بھارت میں نچلی ذات کے 100 دلت خاندان مسلمان ہو گئے۔بھارتی سیکولرازم کی
ہت تیری کی . . . . . !!
ایک خبر جو ہندوستان کے شہر نئی دہلی سے آئی ہے جسے پڑھنے کے بعد دل کی آواز بن
کر یہ جملہ بے ساختہ ہی زبان سے نکل گیاکہ ”اللہ کرے کہ . . ! ! اَب ساراہندوستان
ہی مسلمان ہوجائے اور سارے ہندوستانی دین اسلام کے پیروکار ہو جائیں . . “ (آمین)
کیوں کہ اِس سے انکارنہیں ہے کہ دین اسلام دینِ فطرت ہے اِس میں اِنسان کے
ہاتھوں اِنسان کے احترام و تقدس کا درس ہے اوراِس میں اِنسان کے اپنے تمام ظاہر
وباطن مسائل کا حل اورِانسانوں کی امان اور فلاح ہے اِس لئے اسلام سے بڑھ کر
کوئی دین نہیں ہے اور یہی اللہ اور حبیب خداحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تمام اِنسانوں
کے لئے فرمان خاص بھی ہے۔
اَب یہاں میں اپنے قارئین حضرات کے لئے اُس خبر کاتذکرہ کرناضروری سمجھتاہوں
آج مجھے جس خبر نے اپنایہ کالم تحریر کرنے کاجذبہ دیاتووہ خبر یہ ہے کہ ”ہندوستان میں
اعلیٰ ذات کے ہندووں کے خلاف دوسال سے احتجاج کرنے

والے ہندوستان کے نچلی ذات کے 100 دلت خاندانوں نے ہنسی خوشی اسلام قبول کرلیا، جن کا کہنا ہے کہ اِن کے ساتھ ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندو جانوروں کی طرح برتاؤ کیا کرتے تھے ہندوستان ٹائمز نے اپنی رپورٹ میں دلت خاندانوں کی تعداد بتائی ہے جبکہ دی انڈین ایکسپریس نے بھی اِس رپورٹ کی توسیع کرتے ہوئے 100 کہاہے کہ اعلیٰ ذات کے ہندوں کی نچلی ذات کے 100 دلت خاندانوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرنے پر دلت خاندانوں نے اسلام قبول کیاہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنھوں نے اسلام اِس لئے قبول کیا ہے کہ یہ ایک دین فطرت ہے اور اِس میں بلارنگ و نسل زبان وسرحد سب اِنسانوں کے برابر کے حقوق ہیں اِنہیں دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد دلی سکون نصیب ہوا ہے اور اِنہیں تمام اِنسانوں کی طرح برابر کے حقوق اور احترام حاصل ہوگیاہے اِنہیں جس کا اندازہ صرف چندہی دِنوں میں ہوگیاہے 100 دلت خاندانوں کے افراداسلام قبول کرنے کے بعد ہنسی خوشی سُکھ اور چین کی زندگیاں گزار رہے ہیں اور آج اِنہیں اپنی سابقہ ہندووانہ طرزِ زندگی پر سخت ندامت اور پچھتاواہے کہ اُنھوں نے جیسے اتنے عرصے اپنی زندگی گٹر کے انتہائی غلیظ اور بدبودار گندے پانی میں رہ کر جانوروں جیسی گزاری مگر آج دین اسلام قبول کرنے اور اسلام کے دائرکار میں داخل ہونے کے بعد اِنہیں ظاہری اور باطنی جو سکون اور احترام نصیب ہواہے اِس پر یہ بہت خوش ہیں اور اللہ کے شکرگزار ہیں کہ اللہ نے اِنہیں اندھیرے کنوئیں جیسے مذہب سے نکال کر دین اسلام کی کرنوں سے اِن کے دلوں کو

منور کیااور اَب یہ اور اِن کی نسلیں دین اسلام کے ماننے والے بن کر تا قیامت احکامات اللہ اور اِس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اسوہ حسنہ پر عمل کرتے رہیں گے اِس پر دی انڈین ایکسپریس نے اپنی رپورٹ میں لکھاہے کہ سو دلت خاندانوں کا دین اسلام قبول کرنے کے اعلان کے بعد انتہاء پسند تنظیم وشواہندو پریشد کی جانب سے الزام لگایا گیاہے کہ مذہب کی یہ تبدیلی دلت خاندانوں کا استحصال ہے جس پر دلت تنظیم کے کنوینئر جنگدیش نے کہاہے کہ ہم ایک لمبے عرصے سے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ہاتھوں جانوروں جیسا سلوک برداشت کرتے رہے تب ہماری کسی نے مدد نہ کی تو ہم نے اپنی بقاء اور احترام کے لئے دین فطرف اسلام قبول کیااِس میں ہمیں اپنا احترام اور اپنی دائمی بقاء و سلامتی ملی ہے کیوں کہ دینِ اسلام ہی اصل میں دین فطرت ہے اور اِس میں اِنسانوں کا احترام اور ہر وہ سلامتی ہے جس کے لئے عالمِ اِنسانیت تلاش میں ہے۔

جنگدیش کا کہناہے کہ ہم اُونچی ذات والے ہندوؤں کے ظلم کے خلاف وزیراعلیٰ، پولیس سے ملے لیکن ہمیں کہیں سے بھی انصاف نہیں ملا،ہمارے لئے کسی فرد نے کچھ نہیں کیااُنھوں نے کہاکہ ایسی کمیونٹی میں رہنے کا کیا جواز ہے جب کوئی اُس وقت ہمارے پاس نہیں آئے جب ہمیں اِس کی ضرورت ہو، اُنھوں نے کہاکہ ہمارے ساتھ ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندو جانوروں کی طرح برتاؤ کیا کرتے تھے مگر اَب وہ ایسانہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ اَب ہم اسلام قبول کرکے دین اسلام کے پیروکار ہوگئے ہیں اَب اللہ ہماری مدد کرے گا اور اِن ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا منہ

کالا کرے گا جو صدیوں سے ہندوستان میں ہم جیسے نچلی ذات کے ہندووں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرتے آئے ہیں۔

اِس پر راقم الحرف کا یہ خیال ہے کہ اِس موقع پر یقیناً دلت تنظیم کے کونیئر جنگدیش نے اپنے ہندوستان کے دوسرے نچلی ذات کے ہندواوں کو بھی مخاطب کرکے یہ بھی کہا ہوگا کہ وہ بھی اعلیٰ ذات کے ہندووں کے ہاتھوں خود پر ڈھائے جانے والے جانوروں جیسے سلوک سے چھٹکارہ پانے کے لئے جلد دین اسلام کو قبول کریں اور اپنی دائمی بقاو سلامتی اور احترام کو یقینی بنائیں اور جلد از جلد سارے ہندوستان کو دین اسلام کے ماننے والوں کا ایک بڑا عظیم مُلک بنادیں اِس طرح خود بخود ہندوستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، عسکری قیادت، عوام اور میڈیا کے چہرے پر سیکولر مُلک کا چڑھا نقاب بھی اُتر جائے گا اور سارا ہندوستان ایک اسلامی اسٹیٹ بن جائے گا اگر ایسا ہوگیا تو جہاں ہم ہندوستانی اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت کی پاکستان سے جنگی جنون کی سازش سے بھی بچ نکلیں گے تو وہیں ہم پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے حملوں سے بھی بچ سکے گیں اور ہمارا خطہ جنوبی ایشیاء حقیقی معنوں میں امن و سکون کا عظیم گہوارہ بن جائے گا ایسے سیکولر ہندوستان کی ہت تیری کی جہاں آج بھی اعلیٰ اور نچلی ذاتوں کے اِنسانوں کی لڑائیاں ہر گلی ہر محلے اور ہر شہر میں جاری ہے جبکہ آج کی 21 ویں صدی کا جدید اِنسان زمانہ قدیم کی ہر قسم کی

جاہلانہ رسم رواج کو کچل کر دفن کرتا ہوا جدید دور کی ترقی اور خوشحالی کی منزلوں کو طے کرتا ہوا آسمانوں سے بھی اُونچی بلندیوں کو چھو رہا ہے مگر افسوس ہے کہ آج بھی ہندوستان میں رہنے والے اِنسان اُونچی نیچی ذات پات اور برادریوں کی لڑائیوں میں ہی غرق ہیں۔

اگرچہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بالخصوص جنوبی ایشیا اور بالعموم دنیا میں ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں اِنسانوں کی حیثیت اُن کی ذات پات کے ترازوں میں تول کر کی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ اپنے یہاں ذات.برادری کی بنیاد پر اِنسانوں کے حقوق کو غضب کرنے کے باوجود بھی ہندوستان خود کو دنیا کا سب سے بڑا سیکولرازم کا علمبردار بھی کہلاتا اور زبردستی کا تصور کرواتا ہے، اگرچہ ہندوستان میں اِنسانوں کی حیثیت اور قدر و منزلت کا ازل سے جو رجحان پروان چڑھا ہے اِس میں ہندوستان میں اعلیٰ ذات کے ہندو کہلانے والے ہندوؤں کے علاوہ نچلی ذات.برادری اور دیگر ادیان اور مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے آج ہندوستان کے اعلیٰ ذات پات سے تعلق رکھنے والے چند ہزار خاندانوں پر مشتمل ہندوؤں کا یہ گھناؤنا عمل ہندوستان میں بسنے والے نچلی ذات.برادریوں کے ہندوؤں سمیت دیگر ادیان کے ماننے والوں میں بھی نفرت اور انتقام کی ایک ایسی چنگاری جنم دے چکا ہے کہ اگر آج اِس چنگاری کو کہیں سے بھی ہوا دے دی گئی تو پل بھر میں یہ چنگاری

ہندوستان کے چہرے پر چڑھے سیکولرازم کے نقاب کو جلا کر بھسم کردے گی اور ہندوستان کا اصل چہرہ دنیاکے سامنے جائے گا کہ صدیوں سے خود کو سیکولرازم کا سب سے بڑا علمبردار کہلانے والے ہندوستان کی اصل حقیقت کیا ہے..؟؟

آج اگر ہندوستان میں ذات پات اور برادریوں کی سطح پر اِنسانوں کو ناپنے اور تولنے کی جتنی بھی روایات قائم ہیں اِنہیں ہندوستان بھر میں رائج کرانے اور قانونی شکل دلانے میں خود اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا زیادہ عمل دخل رہاہے اور آج یہی وجہ ہے کہ سارے ہندوستان میں چند اعلیٰ درجے اور اعلیٰ ذات پات اور برادریوں سے تعلق رکھنے والے ہندوؤں کا ہی راج ہے جو اپنے علاوہ ہندوستان میں بسنے والی کسی دوسری ذات برادری سے تعلق رکھنے والے نچلی ذات کے ہندوؤں کو اپنے سوا اِنسان ہی نہیں سمجھتے ہیں اور اِسی طرح سرزمینِ ہندوستان میں جتنے بھی دوسرے ادیان کے پیروکار آباد ہیں اِنہیں بھی ہندوستان کے یہی اعلیٰ ذات پات اور برادریوں سے تعلق رکھنے والے ہندو جن کے خاندانوں کی تعداد چند ہزاروں میں ہے اِنسان نہیں سمجھتے ہیں اور اِن کے ساتھ بھی نچلی ذات کے ہندوؤں کی طرح کا جانوروں جیسا سلوک روا رکھتے ہیں آج بھی یہ (اعلیٰ ذات کے ہندو) خود کو ہندوستان کا اصل مالک اور حقدار سمجھتے ہیں اور خود کو ہندوستانی تھنک ٹینک تصور کرکے سارے ہندوستان کے اُمور کو اپنی مرضی سے چلتے اور اپنے علاوہ دوسرے نچلی ذات پات کے ہندوؤں سمیت

ہندوستان میں بسنے والے دیگر ادیان کے ماننے والوں کے حقوق غصب کرتے ہیں یعنی یہ کہ آج اگر ہندوستانی تہذیب و تمدن کا جائزہ لیا جائے تو اِس کے قیام سے لے کر آج تک کی ہندوستانی تاریخ چیخ چیخ کر اِس بات کی گواہی دے رہی ہوگی کہ سرزمین ہندوستان میں ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے نچلی ذات۔برادری کے ہندوؤں اور ہندوستان میں بسنے والے دوسرے ادیان کے پیروکاروں کا کھلم کھلا استحصال محض اِس بنیاد پر کیا ہے کہ اُن (اعلیٰ ذات کے ہندوؤں) کے سِوا ہندوستان میں کسی کو رہنے کا کوئی حق نہیں ہے آج اگر اِن کے علاوہ جتنی بھی نچلی ذات۔برادری کے ہندو، دوسرے مذاہب کے ماننے والے لوگ، افراد، طبقے، گروہ یا پیروکار ہندوستان میں آباد ہیں وہ سب کے سب اِن (اعلیٰ ذات کے ہندوؤں) کی رحم وکرم پر ہیں، یہ جب چاہیں اِنہیں ہندوستان سے نکال باہر کر سکتے ہیں اِس لئے ضروری ہے کہ ہندوستان میں بسنے والی نچلی ذات۔برادریوں کے ہندوؤں اور دوسرے ادیان کے ماننے والوں کو ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا احترام کرنا چاہئے کیوں کہ یہی ہندوستان کے اصل مالک اور حقدار ہیں۔

اِس موقع پر راقم الحرف کا یہ کہنا ہے کہ دلت خاندانوں کے نچلی ذات کے ہندووں کا دین اسلام قبول کرنے کے اعلان کے بعد اَب شاید ہندوستان میں ایسا نہ ہو جیسا کہ آج تک ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نچلی ذات کے ہندووں کے

ساتھ کرتے آئے ہیں کیونکہ اَب ہندوستان کے نچلی ذات کے ہندوؤں نے اپنی عزت و احترام کے حصول کا راستہ دین فطرت اسلام میں ڈھونڈ لیا ہے اور اَب وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ جب سارے ہندوستان کے نچلی ذات کے ہندو دین اسلام کو قبول کر کے اسلام کے دائرے کار میں داخل ہو کر مسلمان ہو جائیں گے یوں ہندوستان کے سارے ہندو مل کر اپنے ہی ہاتھوں خود ہندو مذہب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہندوستان میں ہی دفن کر دیں گے۔

محمد اعظم عظیم اعظم azamazimazam@gmail.com

. . . . . . پاک فوج زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

وزیرِاعظم نواز شریف جلد جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں 10 سال کی توسیع کا اعلان کریں

آج قوم کو اپنے مفادات میں بٹے سیاستدانوں کے بجائے جنرل راحیل شریف جیسے مخلص اور محب وطن سپہ سالارِ اعظم کی اشد ضرورت ہے

آج جہاں 14 اگست 2015 جشنِ آزادی کے موقعے پر میری جسور و غیور پاکستانی قوم کی زبان سے 69 یومِ آزادی مبارک ہو کے انمٹ جملے ادا ہوئے ، تو وہیں میری قوم کی زبان پر ایک فقید المثل یہ نعرہ بھی کانوں میں سُر گھولتا رہا کہ " پاک فوج زندہ باد ،پاکستان پائندہ باد" اور آج کئی سالوں بعد تُزک احتشام کے ساتھ جس طرح میری پاکستانی قوم نے پُر جوش انداز سے اپنایہ جشنِ آزادی صرف ایک پاکستانی قوم بن کر بنایااور ایک دوسرے کو اپنے انہترویں یومِ آزادی کی مبارک بادیں پیش کیں تواِن مبارک اور حسین ساعتوں میں ساری پاکستانی قوم نے مُلک کو دہشت گردی ، قتل وغارت گری، کرپشن اور جرائم پیشہ افراد سے پاک کرنے کے لئے ہاتھ میں مُلکی سلامتی اور استحکام کا پرچم بلند کئے اپنے پُر عزم سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف سے بھی اظہارِ تشکر کیا اور اِن کے عزمِ عالی

پران کے شانہ بشانہ کھڑی رہنے کا عہد کیا اور اپنی پاک فوج سے مکمل ملی یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے مُلک کے چپے چپے میں پاک فوج زندہ باد اور پاکستان پائندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں سے مُلک کے درو دیوار کو بھی مست کر دیا۔

قوم کی دُعا ہے کہ اَب اللہ کرے کہ میرے دیس کی پاک سرزمین پر کبھی بھی ناپاک عزائم رکھنے والے دہشت گردوں ، فرقہ واریت کو ہوا دینے والے عناصر، کرپشن، قتل وغارت گری،لوٹ مار اور لسانی و تعصبی سیاست کرنے والوں کا کوئی ناپاک دور نہ آئے، اور میرا یہ دیس جسے لاکھوں اِنسانوں کی قیمتی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیاہے یہ جنرل راحیل شریف جیسے عظیم سپہ سالارِ اعظم کی رہنمائی اور سرپرستی میں ہمیشہ امن و آشتی کے ساتھ اپنی ترقی و خوشحالی کی منازل طے کرتا ہوا اُوجِ ثُریا کی بلندیوں کو بھی پار کرجائے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ 1971ء کی وار میں اگر ہماری فوج میں جنرل راحیل شریف یا اِن جیسے حقیقی معنوں میں محب وطن سپہ سالار اعظم ہوتے تو کبھی بھی ہمارا یہ مُلک دولخت نہ ہوتا اور نہ بنگلہ دیش کبھی بنتا اور ہماری طاقت کبھی نہ بٹتی.. سابقہ جنرلوں ضیاء الحق اور پرویز مشرف جیسے دیگر) کی مصالحتوں کی وجہ سے نہ مُلک کسی کا آلہ کار) بنتا اور نہ ہی ہمارے مُلک میں دوسرے ممالک

کی جنگیں لڑی جاتیں اور نہ ہی ہماری زمین پر دوسرے ممالک سے دہشت گرد عناصر آتے اور اپنی اِنسانیت سُوز سرگرمیوں کی تکمیل کرنے کے خاطر میرے دیس کی زمین کے زروں کو میرے معصوم اِنسانوں کے مقدس خون سے رنگٹ کرتر کرتے اور نہ ہی سانحہ پشاور رونما ہوتا جس میں میرے مُلک کے سیکڑوں پھول سے بھی زیادہ نرم و نازک معصوم اسکول کے بچے دہشت گردوں کی دہشت گردی کا نشانہ بن کر اپنے والدین اور لواحقین سمیت اہلیانِ وطن کو بھی تا قیامت رونے کے لئے چھوڑ جاتے.. اور اِسی طرح نہ تو سانحہ صفوراگوٹھ کا کوئی المناک سانحہ ہوتا جس میں کئی معصوم امن پسند اِنسانوں کو دہشت گردوں نے اپنی ناپاک دہشت گردانہ کارروائی کا نشانہ بنایا اور اِنہیں آغوش قبر میں ابدی نیدیں سونے کے لئے بھیج دیا ....

چودہ اگست 2015 کو ایک بڑے عرصے کے بعد میری پاکستانی قوم نے کراچی سمیت مُلک بھر میں 69 واں یوم آزادی منایا اور اِس موقعے پر مقبوضہ کشمیر میں بھی سبز ہلالی پرچم لہرایا گیا اِس بار جس امن و سکون اور والہانہ انداز سے پاکستانیوں نے اپنے 69 ویں یوم آزادی پر پُرجوش جشنِ آزادی منایا یہ بینظیر ہے، جگہ جگہ چھوٹے بڑے قومی پرچوں کی بہار رہی ،اِس روز نہ تو کسی نے اپنی پہچان سندھی ، پنجابی ، بلوچ ،پٹھان اور نہ ہی مہاجر کہہ کر کروائی بلکہ سب کی زبان پر یہ رہا کہ ’’ہم سب صرف پاکستانی ہیں اور ہر فرد پاکستانی

قوم کی ایک اکائی ہے جو اپنے دیس اور وطن کی ترقی و خوشحالی اور اِس کی بقاء و سلامتی کے خاطر بلا رنگ و نسل اپنے خون کے آخری قطرے تک سب کچھ قربان کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔اِن حوصلہ افزاء ملی جذبات کو اپنی زبان پر سجائے عوام سڑکوں پر نکل آئے،مُلک کا کوئی کونہ، کوئی گلی کوچہ ایسا نہیں رہا جہاں قومی ترانے اور ملی نغمے نہ گونج رہے ہوں، تیرہ اگست کو رات کے بارہ بجتے ہی مُلک بھر میں یوم آزادی کے موقع پر سرکاری اور نجی سطح پر آتش بازی کے خوبصورت اور شاندار مظاہرے کئے گئے اور یوم آزادی پر نوجوانوں نے جشنِ آزادی کے جلوس اور ریلیاں نکالیں، اور جشنِ آزادی کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔

ہاں..آج یہ حقیقت ہے کہ اِس سال میرے دیس کی سرزمین پر جس پُرسکون اور پُرامن انداز سے 69واں جشنِ آزادی منایا گیا جہاں یہ مُلکی تاریخ میں ایک انمٹ اور سُنہرے باب کا اضافہ کرگیا ہے تو وہیں یہ جشنِ آزادی ہمیں یہ حوصلہ اور اُمید بھی دے گیا ہے کہ اَب آئندہ سالوں جتنے بھی جشنِ آزادی اور قومی ایام و مذہبی تہوار آئیں گے اِنہیں بھی ہم باہم متحد اور منظم اور ہر قسم کی فرقہ واریت اور لسانیت سے پاک ہو کر خوب سے خوب تر منائیں گے اور اپنے دُشمنوں کی ہر اُس ناپاک سازش کو خاک میں ملادیں گے جس سے یہ ہمیں آپسمیں لڑوا کر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں اور اَب ہم اِنہیں یہ بھی بتادیں گے کہ آج ہم پاک فوج کے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کی مضبوط قیادت میں

ایک ایسی قوم ہیں اَب جو اپنی سرزمین پر کسی بھی دہشت گرد اور جرائم و کرائم پیشہ عناصر ..اور کرپشن کی لت میں غرق کسی بھی فرد کو برداشت نہیں کریں گے

جبکہ اپنے 69ویں یومِ آزادی پر پاکستانی قوم نے مُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے کے لئے دہشت گردوں کو نشانی عبرت بنانے کے لئے سُپریم کورٹ کی طرف سے فوجی عدالتوں کو بحال رکھنے کے فیصلے سمیت فوجی عدالت سے آرمی پبلک اسکول پشاور اور کراچی میں سانحہ صفورا میں ملوث 7 دہشت گردوں کو سزائے موت اور ایک کو عمر قید کی سزا سنائے جانے کو خوش آئند قرار دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی قوم نے فوجی عدالتوں کی جانب سے پشاور اور صفورا گوٹھ سانحات کے مجرمان کی سزاؤں پر وزیراعظم نواز شریف کے ردِ عمل کو بھی سراہا ہے کہ ''دہشتگردی کی کمر توڑنے میں فوج کا کردار مثالی ہے، پاکستان سے مجرمانہ و منافقانہ کارروائیوں کا جلد خاتمہ ہوگا، فوجی عدالتوں کے قیام کا فیصلہ قوم کے روشن مستقبل کی خاطر کیا، یہ جان کر اطمینان ہوا پشاور کے معصوم، ننھے پھولوں کو بہیمانہ طور پر شہید کرنے والے سفاک درندے کیفرِ کردار کو پہنچے،''۔

آج جس پر پاکستان کے 19 کروڑ پاکستانیوں کا اپنی فوج کے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف اور پاک فوج پر جتنا اعتماد ہے اِس پر قوم کی ایک یہ بھی

شدید خواہش ہے کہ وزیراعظم میاں نواز شریف جنرل راحیل شریف کی مدت ملازمت کے اختتام سے قبل ہی قوم کو جنرل راحیل شریف کی ملازمت میں مزید دس سال کی توسیع کا اعلان کرکے ایک ایسی خوشخبری دیں جس کی پاکستانی قوم منتظر ہے آج قوم کی جنرل راحیل شریف کے لئے یہ نیک خواہش اور تمنااِس لئے ہے کہ قوم کا خیال یہ ہے کہ ہمارے حکمران و سیاستدان اُمور مملکت چلانے اور سنبھالنے میں بُری طرح سے ناکام ہوگئے ہیں مُلک کا کوئی ایک بھی شعبہ ایسانہیں ہے آج جِسے ٹھیک کرنے میں فوج نے سول حکمرانوں کی مدد نہیں کی ہے الغرض یہ کہ جب سرحدوں کی حفاظت سے لے کر مُلک کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں فوج ہی اپنی خدمات انجام دے رہی ہے تو پھر کیوں نہ ہماری سول خود ہی قیادت خوش اسلوبی مُلک کو جنرل راحیل شریف کی قیادت میں پاک فوج کے حوالے کردے اور جب مُلک ٹھیک ہوجائے تو پھراگر سول قیادت یہ سمجھے کہ یہ پاک فوج کی طرح مُلک کے ساتھ مخلص ہے اور اُسی طرح مُلک چلانے کی اہل ہے آج جس طرح جنرل راحیل شریف اور پاک فوج مُلک کا انتظام سنبھال کر چلارہی ہے تو پھر اقتدار سنبھال لے ورنہ مُلک کی باگ ڈور جنرل راحیل شریف اور پاک فوج کے ہی حوالے رہنے دے۔

اَب یہ فیصلہ وزیراعظم میاں نواز شریف کو کرنا ہے کہ وہ مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے خاطر مُلک کو دہشت گردی اور کرپٹ اور جرائم جیسے سیاسی عناصر سے پاک کرنے کے لئے جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں دس سال کی توسیع کرتے

ہیں یا پھر وزیر اعظم میاں نواز شریف اپنے جیسے دوسرے سیاست دانوں کو کسی انجام سے بچانے کے لئے مصالحتوں کا شکار ہو کر ایسا نہیں کرتے ہیں..؟؟ جس کی قوم کو خواہش اور تمنا ہے کیوں کہ موجود حالات میں ساری پاکستانی قوم کا یہ کہنا ہے کہ آج مُلک کو اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات میں بٹے سیاست دانوں اور جمہوریت بچانے کی چکر میں پڑے قوم کا بیڑا غرق کرنے والے سیاسی حکمرانوں، قومی خزانہ لوٹ کھانے والے کرپٹ افسر شاہی اور قومی اداروں میں ٹھیکداروں کے لئے جاب ور کرز نکالتے نکالتے اِسے اپنا جیب ورک سمجھ کر قومی اداروں اور قومی خزانے کو لاکھوں، اربوں اور کھربوں کا نقصان پہنچا کر اپنے بینک بیلنس بڑھانے اور 120 گز کے گھروں سے نکل کر 1000/ 500 گز کے کروڑوں مالیت کے بنگلوں کے راتوں رات مالکانہ حقوق کے دعویدار کرپٹ FIA بیوروکریٹس کو اور نیب کے دائرے کار میں لانے کے بعد اِن سے لوٹی ہوئی قومی دولت واپس لینے اور مُلک کو ایسے بہت سے کرپٹ بیوروکریٹس اور سیاستدانوں سے پاک کرنے والے جنرل راحیل شریف کی اشد ضرورت ہے نہ کہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات میں بٹے رہنے والے مصالحت پسند حکمرانوں اور سیاستدانوں اور قومی اداروں گدھ کی طرح بیٹھے قومی خزانے کو لوٹ کھانے والے بیوروکریٹس کی کوئی ضرورت ہے ۔

قوم کے دو عظیم سپوت کرنل (ر) شجاع خانزادہ اور لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل

پاکستانی قوم اپنے شہید کرنل (ر) شجاع خانزادہ اور لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل مرحوم کو سلام پیش کرتی ہے

ابھی قوم آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل جن کا 15 اگست کو ہفتہ اتوار کی درمیانی شب اچانک دماغ کی شریان پھٹ جانے سے انتقال ہوگیا تھا،ان کے انتقال کی خبر کا صدمہ بھی برداشت نہ کرپائی تھی کہ 16 اگست اتوار کو دن دس بجے کے قریب اٹک میں وزیر داخلہ پنجاب کرنل (ر) شجاع خانزادہ کے ڈیرے میں ایک خود کش حملہ ہوا جس میں کرنل (ر) شجاع خانزادہ اور ڈی ایس پی حضرو شوکت شاہ سمیت 20 افراد شہید ہوگئے'' انا للہ وانا الیہ راجعون'' جبکہ اِس واقع میں 17 سے زائد افراد زخمی ہوگئے یوں دو دنوں میں پاکستانی قوم اپنے دو عظیم سپوتوں لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل اور کرنل (ر) شجاع خانزادہ سے پلک جھپکتے ہی محروم ہو گئی۔

بے شک آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل اور وزیر داخلہ پنجاب کرنل (ر) شجاع خانزادہ پاکستانی قوم کے دو ایسے عظیم سپوت تھے جو پکے

مسلمان اور پکے وسچے اور خالص پاکستانی تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے مُلک اور اپنے خطے کو محفوظ بنانے اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے دُشمن سے لڑنے اور شکست دینے میں گزاری ،اِس سے انکار نہیں کہ آج میری سرزمین کے یہ دونوں عظیم سپوت تاقیامت اپنی حب الوطنی اور قوم سے والہانہ محبت کے باعث امر رہیں گے اور اِن کی مُلک و قوم کے لئے پیش کردہ خدمات نہ صرف مُلک بلکہ خطے کے دیگر ممالک کے لوگوں کے لئے بھی مشعلِ راہ رہیں گی۔

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل اور وزیر داخلہ پنجاب کرنل ر) شجاع خانزادہ یہ دونوں مُلکی اور خطے کی سیاسی اور مذہبی حلقوں میں ایسی شخصیت) جانی جاتی تھیں جن کا مُلکی اور خطے کی سیاست اور مذہبی حوالوں سے پیدا ہونے والے نشیب وفراز سے آنے والی تبدیلیوں اور اِن سے رونما ہونے والے حالات واقعات پر گہری نگاہ ہوتی تھی،اِن کے تجزیئے اور تبصروں کو سیاسی اور مذہبی حلقوں میں خاصی اہمیت دی جاتی تھی اور اِن کے تجربات اور تبصروں سے استفادہ حاصل کرکے سیاسی و مذہبی حلقے اور حکومتیں اپنے آئندہ کے لائحہ عمل مرتب کیا کرتی تھیں اِس سے بھی شائد کسی کو انکار نہ ہو کہ میری زمین اور میرے خطے کے یہ دونوں عظیم سپوت اپنی زمین اور اپنے خطے بقاء و سالمیت کے خاطر اپنی ساری زندگی گوشاں رہے اِن کی زندگیوں کا بس ایک مقصد تھا کہ آخری دم تک اپنے وطن اور اپنے خطے کو دشمنوں اور دہشت گردوں سے

محفوظ بنایا جائے بے شک شہید کی موت قوموں کی بقاء و سلامتی ہوتی ہے آج بھی جنرل (ر) حمید گل مرحوم اور کرنل (ر) شجاع خانزادہ شہید کے سیاسی اور دفاعی تجزیئے اِنہیں دوسروں سے ممتاز رکھتے ہیں۔

شہید وزیر داخلہ پنجاب کرنل (ر) شجاع خانزادہ 28 اگست 1943ء میں اٹک کے گاؤں شادی خان میں یوسفزئی قبیلے میں پیدا ہوئے اُنھوں نے پبلک اسکول نوشہرہ سے میٹرک، اسلامیہ کالج پشاور سے ایف ایس سی اور 1966 میں اِسی کالج سے گریجوایشن کیا اور بعدازاں 1967ء میں پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی حصہ لیا، اُنھوں نے 1974 سے 1978 اور 1982 سے 1983 ایک سال کے عرصے تک پاک فوج میں انسٹرکٹر اسٹاف کے سربراہ کی حیثیت سے بھی اپنی خدمات انجام دیں اِن کے بارے میں پاک فوج کے حوالے سے یہ قوی خیال کیا جاتا ہے کہ کرنل (ر) شجاع خانزادہ کا شمار پاک فوج کے اُن چند مایہ ناز افسران میں ہوتا تھا جو 1983ء میں سیاچن پہنچے، شہید کرنل (ر) شجاع خانزادہ نے 1983 سے 1985ء کے درمیان کمانڈر 13 لارلسر کے بھی فرائض سرانجام دیئے، آپ حب الوطنی سے سرشار ایک مخلص سپاہی تھے اور آپ کے قریبی حلقے بتاتے ہیں کہ آپ کی ہمیشہ سے ایک ہی خواہش اور کوشش رہی ہے کہ آپ اپنے دیس کو دُشمنوں اور دہشت گردوں سے محفوظ بنانے میں لڑتے ہوئے شہید ہوں اِن کی یہ خواہش اِس طرح تو پوری نہ ہو سکی مگر آپ نے جب سے بطور وزیر داخلہ پنجاب کا قلمدان سنبھال

کر صوبے اور مُلک کو دہشت گردوں اور مُلک میں فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا کر معصوم اِنسانوں کو اِس آگ میں جھونک دینے والے عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اِنہیں نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ مُلک کے 19 کروڑ عوام بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی اِن خدمات کو تا قیامت یاد رکھیں گے جس طرح

بطور وزیر داخلہ پنجاب کرنل (ر) شجاع خانزادہ اپنے صوبے اور مُلک کو دہشت گردی اور فرقہ واریت کو پھیلانے والے عناصر سے پاک کرنے کے لئے متحرک تھے اِن کے اِس کام سے دہشت گرد اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والے مکروہ عناصر سخت پریشان تھے کیوں کہ شہید کرنل (ر) شجاع خانزادہ اپنے اقدامات سے دہشت گردوں اور فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکانے والے عناصر کے لئے موت کا پیغام ثابت ہو رہے تھے جس پر مُلک میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کے پھیلانے والے عناصر نے اِنہیں دھمکیاں بھی دے رکھی تھیں، مگر اِس کے باوجود اُنہوں بلا خوف وخطر اپنا فریضہ انجام دیا اور یہ دن رات اِسی کوشش میں رہے کہ دہشت گردوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا شہید کرنل (ر) شجاع خانزادہ کا کہنا تھا کہ آج اگر ہم اِن کی دھمکیوں سے ڈر کر خاموش بیٹھ گئے تو یہ شیر ہو جائیں گے اور یوں اپنے اِسی جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہمارے عظیم اور ہر دلعزیز کرنل (ر) شجاع خانزادہ بہادری اور جرات سے دہشت گردوں کو شکست دینے میں مصروف رہے۔

بالآخر میرے دیس کا یہ عظیم اور بہادر سپوت دنیا جسے کرنل (ر) شجاع خانزادہ

کے نام سی جاتی تھی جب یہ 16 اگست 2015 بروز اتوار صبح دس بجے اٹک میں اپنے گھر سے ملحقہ ڈیرے میں عوامی مسائل سُن رہے تھے کہ مبینہ خود کش حملہ آور نے ڈیرے میں داخل ہو کر خود کو دھماکے سے اُڑا دیا جس سے عمارت زمین بوس ہو گئی اور وہاں موجود تمام افراد ملبے تلے دب گئے کہا جاتا ہے کہ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ قریبی عمارتوں اور گھروں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے حادثے کے بعد پولیس، پاک فوج کی کیوک ری ایکشن فورس اور دیگر سیکیورٹی اہلکار جائے وقوع پر پہنچ گئے اور امدادی کارروائیاں شروع کر دی گئیں اِس دالخراش سانحے میں صوبائی وزیر داخلہ پنجاب کرنل (ر) شجاع خانزادہ اور ڈی ایس پی حضرو شوکت شاہ سمیت 20 افراد شہید اور 17 سے زائد افراد زخمی ہو گئے۔

آج جہاں کرنل (ر) شجاع خانزادہ حضرو شوکت شاہ سمیت 20 معصوم افراد کے شہید اور 17 سے زائد افراد زخمی ہونے پر صوبہ پنجاب اور اٹک کے شہری غم سے نڈھال ہیں تو وہیں سارا پاکستان بھی دالخراش اٹک سانحہ میں کرنل (ر) شجاع خانزادہ اور دیگر کی شہادت پر افسردہ ہے اور اِن غم کے لمحات میں ساری پاکستانی قوم نے یکدل اور یک زبان ہو کر اس عزم کو دہرایا ہے کہ حاکم الوقت وزیر اعظم میاں نواز شریف اور اپنے عظیم سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کے مُلک سے دہشت گردوں اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے کیے جانے والے عزم خاص اور اقدامات خصوصی میں قوم شانہ بشانہ کھڑی ہے اور اِس بات کا قوم نے عہد کیا ہے کہ مُلک

کو دہشت گردوں اور مُلک میں فرقہ واریت کو پھیلانے والوں کا سر قلم کرنے کے لئے
جہاں پاک فوج کا پسینہ گرے گا تو وہاں ہماری پاکستانی قوم کا ایک ایک فرد اپنے آرمی
چیف جنرل راحیل شریف کے ایک حکم پر اپنی پاک فوج کے ساتھ اپنے خون کا آخری
قطرہ بہانے سے بھی دریغ نہیں کرے گا اور قوم نے وزیراعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ
پنجاب شہباز شریف کے مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے سے متعلق محب الوطنی سے
سرشار اس بیان کو جس میں وزیر اعظم نواز شریف نے کہا کہ ” دہشت گردوں کا آخری
کمین گاہ تک تعاقب کریں گے “ کو بھی سراہا ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ اَب تو حکومت
اور ہمارے قانون نافذ کرنے اور سیکیورٹی فراہم کرنے والے اداروں کو بھی سانحہ
اٹک کے بعد اچھے دہشت گردوں اور بُرے دہشت گردوں کے درمیان مصالحت پسندی
کی حائل تمیز ختم کر دینی چاہئے اور سارے دہشت گردوں کو بُرا اور شیطان کا
کھلا چیلا داور ہشت گردوں کا ناپاک ٹولا جان کر اِن کے سر قلم کئے جائیں اور اِنہیں جلد
از جلد دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا کر پیش کیا جائے تاکہ میرا، آپ کا اور ہم سب کا یہ
عظیم دیس پاکستان دہشت گردوں اور فرقہ واریت کو پھیلانے والوں سے پاک ہو کر
اپنی ترقی و خوشحالی اور استحکام کی منزلیں طے کر کے دنیا کے سامنے ایک دائمی امن و
سلامتی اور عفوو درگزر اور بھائی چارگی اور اخوت و مساوات اور ملی یکجہتی اور باہمی
اتحاد و اتفاق اور یگانگت کا ایک عظیم گہوارہ بن کر اُبھرے۔

مٹی سے بنا اِنسان بڑا تو انگر بنا پھرتا ہے جو مٹی سے ڈرتا ہے

مٹی کے ڈھیر سے بنے اِنسان مٹی کے ہی دُشمن بن گئے ہیں ۔ اِنسان اور مُلک دُشمنوں کا توڑ آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن

آج ہفتہ دس دن بعد گُردے کی پتھری کے عارضے میں مبتلا رہنے کے باعث طبیعت میں کچھ بہتری آئی تو میں اپنے کالم کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوں اِس عرصے کے دوران مجھے اِس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ مٹی سے بنا اِنسان بڑا تو انگر بنا بھرتا ہے جو مٹی سے ہی ڈرتا ہے، دیکھیں اگر اِسی مٹی کے بنے اِنسان کی آنکھ میں مٹی کا ایک ذرہ چلا جائے تو کتنی تکلیف دیتا ہے دن بھر ہائے ہائے کرتا پھرتا ہے اور اگر اِسی مٹی کے اِنسان کے گُردے یا پتے میں پتھری پیدا ہو جائے تو یہ کتنی تکلیف دیتی ہے اور مشاہدے میں آیا ہے کہ مٹی کے بنے اِنسان کو سکون اُسی وقت ملتا ہے جب تک اِن دونوں مقامات میں موجود پتھری کو آپریشن کرکے نہ نکالا جائے یعنی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح مٹی کے بنے اِنسان کی آنکھ ، گردے اور پتے میں بننے والی پتھری باعث تکلیف ہوتی ہے اور جب دوائیوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ دوسرے حربے (ٹوٹکے) استعمال کرنے سے بھی کوئی حل نہیں نکلتا ہے تو پھر اِسے نکالنے کے لئے آپریشن ضروری

ہوتا ہے یکدم اِسی طرح جب اِنسانوں کے معاشرے میں بعض اِنسان بھٹک جاتے ہیں اور غلط راہ پر چل نکلتے ہیں تو انہیں راہ راست پر لانے کے لئے آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن کی طرز کے آپریشن ضروری ہو جاتے ہیں جیسا کہ اِن دِنوں میرے مُلک اور میرے شہر میں جاری ہے اور جس کے بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں اور اُمید ہے کہ جس طرح آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کہا ہے کہ ''کراچی میں دہشت گردی اور کرپشن کا شیطانی گٹھ جوڑ توڑا جائے'' یہ آپریشن اِسی جذبے کی تحت جاری رہا تو وہ وقت کوئی دور نہیں کہ جلد میرا شہر کراچی امن و سکون اور بھائی چارگی اور اخوت و مساوات و ملی یکجہتی کا ایک عظیم مثالی گہوارہ بن کر پھر اپنے روشنیوں اور محبتوں کا شہر ہونے کا لقبِ عظیم حاصل کرے گا جہاں پھر قدم قدم محبتوں اور الفتوں کے گیت اپنے سُر بکھیریں گے مُلکی معیشت اُوج ثریا کی بلندیوں سے بھی آگے نکل جائے گی اور میرے شہر سمیت پورے مُلک میں ترقی و خوشحالی کا راج ہو گا ہر گھر ہر محلے اور ہر گلی اور شہر و بازار اور شاہراہ پر کامیابیوں اور کامرانیوں کا رقص ہو گا (آمین)

اِس سے انکار نہیں ہے کہ ربِ کائنات اللہ رب العزت نے اِنسان کو ٹھنکناتی مٹی سے پیدا کیا اور اِسے زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا تا کہ اِنسان اِس کی عبادات کرے اور اِس کی واحدانیت کا پرچار کرے اور اِسے تا قیامت خیر و شر اور اچھے بُرے کی تمیز کے لئے قرآن کو مشعلِ راہ بنا کر دے دیا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آج ٹھنکناتی مٹی سے پیدا کیا گیا اِنسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ سُکھ اور چین سے رہے گا اور زمینِ خدا پر ہمیشہ اپنی توانگری قائم رکھے گا اور جو اِس کا جی چاہے گا وہ کرے گا، جس کو چاہے گا عزت دے گا اور جسے چاہے گا اُس کی عزت کو تار تار کرکے رکھ دے گا، آج وہ اپنی توانگری میں یہ تک بھول چکا ہے کہ یہ ایک ناپاک قطرے ٹھنکناتی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے مگر اِس کے باوجود بھی وہ اپنے آگے دوسروں کو حقیر فقیر بے توقیر جانتا، سمجھتا اور دوسروں سے دوسروں کو سمجھواتا ہے اور یہ نالائق یہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ ایسا ہمیشہ کرتا رہے گا کیوں کہ ایسا کرنا اِس کا پیدائشی حق ہے اور جب یہ اپنی اِسی حالتِ حدِ شیطانیت سے گزر جاتا ہے تو بات زمینِ خدا پر فسادات اور انارگی پھیلانے تک جا پہنچتی ہے اور پھر اِس جیسے اور بہت سے شیطان کے چیلے باہم متحد اور منظم ہو کر زمینِ خدا پر فسادات اور دہشت گردی کو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں اور خدا کی زمین پر فسادات برپا کرتے اور کراتے ہیں یوں ناپاک ٹھنکناتی مٹی سے بنا اِنسان حدِ انسانیت سے نکل کر شیطان اور شیطانیت کے دائرے کار میں شامل ہو جاتا ہے اِس طرح توانگری نے نشے میں دھت ٹھنکناتی مٹی کے ڈھیر مٹی کے ناتواں اور کمزور کو چاٹنے لگتے ہیں اور چاٹتے چاٹتے اِس کا وجود زمین خدا سے ختم کر دیتے ہیں آج میرے مُلک اور میرے معاشرے اور میری تہذیب و تمدن اور ثقافت میں توانگری کے نشے میں دھت ہر شعبہ ہائے زندگی سیاست سے لے کر)

سماجیت تک) ناپاک ٹھنکناتی مٹی کے (ڈھیروں سے) بنے اِنسانوں کا راج ہے ، جو زمینِ خدا پر موجود کمزور اور ناتواں مٹی کے بنے ڈھیروں (اِنسانوں) کو ختم کر رہے ہیں یا کروا رہے ہیں جس سے زمینِ خدا کا امن و سکون ناپید ہو رہا ہے اِنسانوں کے ہاتھوں اِنسانوں کے ناحق خون بہنے سے خدا ناراض ہوگیا ہے زمین پر آنے والی قدرتی آفات اِس بات کا ثبوت دے رہی ہیں کہ تخلیقِ کائنات کا خالق و مالک اللہ رب العزت اِنسانوں کے شیطان جیسے کاموں سے ناخوش ہے تب ہی دنیا بھر میں موسمی تغیراتی تبدیلیوں سے طرح طرح کی قدرتی آفات نازل ہو رہی ہیں جن کے آگے جدید سائنس کی ہر تدبیر ناکام ثابت ہو رہی ہے ایسے میں آج کے اِنسان کو یہ بات اچھی طرح سے مان لینی چاہئے کہ وہ جدید سائنسی ترقی کر کے بھی رب کائنات کی حکمت اور دانائی کے سامنے رائی کے دانے جتنی بھی طاقت نہیں رکھتا ہے یہ ناپاک ٹھنکناتی مٹی کا بنا اِنسان کس بات اور کس ترقی پر اِتراتا اور گھمنڈ کرتا ہے جس کے مٹی کے وجود میں لگی مٹی کی آنکھ میں اگر مٹی کا ایک ذرہ بھی چلا جائے تو وہ اِسے پریشان کر دیتا ہے اور اِسی طرح اِس کے مٹی کے جسم میں مٹی سے بنے گُردے میں مٹی کی بنی ایک پتھری کا ذرہ بھی اگر بن جائے اِس کے مٹی کے وجود کا نظام بگڑ جاتا ہے اور پھر اِس کے مٹی کے جسم کو چین تب تک نہیں ملتا ہے جب تک اِس کے مٹی کے جسم کے اندر گُردے یا آنکھ میں سے مٹی کا ذرہ یا پتھری نکل نا جائے یا کوئی دوسرا مٹی سے بنا جسم (اِنسان) ڈاکٹر آپریشن کر کے مٹی کے اِنسان سے مٹی کا ذرہ نکال نہ دے۔

پچھلے ہفتے میرے سیدھے سائٹ پر پیٹ میں اچانک درد ہوا ٹیسٹ کروانے پر یہ پتہ چلا کہ میرے گردے سے ایک سی ایم کی پتھری نکل کر یوریٹر میں پھنس گئی ہے تکلیف کا باعث بن رہی ہے ڈاکٹر نے فوری آپریشن کا مشورہ دیا اور میں حالتِ پریشانی میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگا بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں مشورے دیئے کچھ کا خیال تھا کہ یہ بغیر آپریشن کے نہیں نکل سکتی ہے اور کچھ کا کہنا تھا کہ بغیر آپریشن کے یہ دوائیوں کے مسلسل استعمال سے بھی نکل جائے گی جو ایسا کہہ رہے تھے وہ اِس مرحلے سے گزر چکے ہیں اور جن کا خیال تھا کہ آپریشن کے بغیر نکلنا نا ممکن ہے یہ اِن کا تجربہ تھا۔
بہر حال . . ! ! میں نے حتمی فیصلہ یہ کیا کہ بغیر آپریشن کے دوائیوں کے استعمال سے ہی اپنی پتھری نکالی جائے سو اَب میں نے یکسوئی کے ساتھ طویل عرصے (قریبا چھ ماہ) تک دوائیوں کے استعمال کا ارادہ کرکے دوائیاں شروع کر دی ہیں اور اَب میں دواؤں اور دُعاؤں کے ساتھ یہ کوشش کر رہا ہوں کہ یہ دوائیوں کے استعمال سے ہی نکل جائے تو میں آپریشن کے بعد پیدا ہونے والی بہت سی دیگر پیچیدگیوں سے بچا سکتا ہوں اگر پھر بھی یہ دوائیوں سے نہ نکلی اور میرا یہ مسئلہ اِس طرح سے حل نہ ہو سکا تو لا محالہ مجھے بھی آپریشن کا سہارا ایسے ہی لینا پڑے گا آج جس طرح حکومت نے مُلک کو دہشت گردوں کی دہشت گردی، بم

دھماکوں ، قتل وغارت گری، کرپشن ، فرقہ واریت اور انارگی پھیلانے والے بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے اور اِنہیں قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے ایک بڑے عرصے تک جاری مذاکرات میں ناکامی کے بعد آپریشن ضرب عضب کا فیصلہ کیا اور الحمدللہ آج اِس میں وزیرِاعظم نوازشریف اور جنرل راحیل شریف اور ہماری پاک فوج کو کراچی آپریشن سمیت 90 فیصد کامیابی حاصل ہوئی ہے یکدم اِسی طرح مجھے بھی اپنے گُردے کی پتھری نکالنے کے لئے فوری آپریشن کا فیصلہ کرناپڑے گا کیوں کہ یہ بات بھی میں اچھی طرح سمجھتاہوں کہ آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن کی طرح میرے مسئلے کا واحد حل بھی آپریشن سے ہی نکل پائے گا۔آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن ہی مٹی سے بنے بھٹکے ہوئے توانگرانسانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ضروری تھے، ضروری ہیں اور ہربار ضروری ہوں گے،اَب میں اپنے اِس جملے کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گاکہ کیوں ’’مٹی کے ڈھیر سے بنے بھٹکے اِنسان مٹی کے ہی دُشمن بن گئے ہیں..‘‘اِنہیں اگر حکومت، وزیرِاعظم نوازشریف، جنرل راحیل شریف اور پاک فوج آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن سے بچاناہے تواِن کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اَب یہ ہتھیارڈال دیں اور کان پکڑ کر توبہ کریں اور کہیں کہ یہ ٹھنکناتی ناپاک مٹی سے بنے مٹی کے ڈھیر (اِنسان) اپنی اصلیت کو بھول چکے تھے اور یہ بھی بھول گئے تھے کہ اِنہیں پلٹ کر اللہ کے سامنے حاضر ہوناہے یہ اِس پکڑ سے نہیں بچ سکتے ہیں سواَب یہ توبہ کرتے ہیں اور اچھے بچوں کی طرح سیدھی زندگی گزاریں

گے اور ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی میں اپنا اپنا حصہ ڈالیں گے ،اور وہ یہ بھی کہیں گے کہ ” ہم بڑی غلطی پر تھی اگر آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن نہ شروع ہوتا تو ہمیں اپنی غلطیوں کا احساس بھی نہ ہوتا اور ہم اپنی توانگری میں مست رہتے اور اپنے جیسے اِنسانوں سے ڈرتے رہتے اور اِن کی طاقت اور قوت کو توڑنے اور ختم کرنے اور اِنہیں اپنے سامنے جھکانے کے خاطر اِنہیں مارتے اور قتل کرتے رہتے ۔۔۔آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن نے سیدھی راہ سُجھائی اور اَب یہ راہ راست پر آگئے ہیں“ ۔

کیا آج پاکستان میں پانی خرید کر پینا اصل میں زندگی خریدنے کے مترادف ہے۔ ۔ ۔ ؟

سُنیں جنرل صاحب ،آج تو کرپٹ اور مفاد پرست حکمرانوں اور سیاستدانوں نے قوم کو صاف پینے کے پانی سے بھی محروم کر رکھا ہے۔۔۔!!
جنوبی ایشیا کے ممالک میں لگتا ہے کہ جیسے اپنے قیام سے لے کر آج تک (68 سالوں کے گزرنے کے باوجود بھی) صرف پاکستانی ہی ایسی قوم ہے جو اُمیدوں اور دُعاؤں کے سہارے زندہ ہے اور اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں کے ذاتی مفادات کے باعث قومی اداروں میں اہم عہدوں پر فائز کرپٹ افسر شاہی سے اپنے بنیادی حقوق کے حصول کی آس اور حسرت لئے اپنی زندگی سرکا /کھسکا رہی ہے اور اپنی زندگی کے 68 سال اِسی آس وحسرت میں گزار کر بھی اب تک اپنے بنیادی حقوق کے حصول سمیت بہت سی محرومیوں کا شکار ہے۔
بیشک ۔۔!!ایسے میں یہ پاکستانی قوم کی ہی ہمت اور اِس کا حوصلہ ہے کہ کچھ نا پا کر بھی یہ قوم ایسی ہے جو ابھی پُر اُمید ہے کہ کبھی نہ کبھی تو اِسے صاف پینے کے پانی سمیت وہ سارے بنیادی حقوق ضرور میسر ہو جائیں گے جس کی اِسے برسوں سے اُمید ہے کیوں کہ یہ قوم یہ بات اچھی طرح سے سمجھتی اور جانتی ہے

کہ جس طرح عرب کی مشہور کہاوت ہے کہ " جس کے پاس صحت ہے اس کی اُمیدیں بھی زندہ ہیں اور جس کے پاس اُمید ہے اِس کے پاس سب کچھ ہے "یعنی یہ کہ اگر اُمیدیں ختم ہوجائیں تو پھر موت ہے اور میری پاکستانی قوم کچھ بھی ہوجائے یہ اُمید کا دامن کبھی بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوگی اِس لئے کے اِسے اُمید ہے کہ اگرمُلک میں نیشنل ایکشن پلان جاری رہااور جنرل راحیل شریف مُلک سے دہشت گردی ، کرپشن ، لوٹ مار کے کرتوتوں میں (خواہ سابق و موجودہ حکمران، سیاستدان، وزراء ، بیور کریٹس ہی کیوں نہ ملوث ہوں ایسے اور اِن جیسے) عناصر سمیت ماضی و حال کے حکمرانوں،

سیاستدانوں، وزراء ،اور قومی اداروں میں اہم و کلیدی عہدوں پر فائز کالے دھند سے اپنے ذاتی و سیاسی مفادات حاصل کرنے والے افسر شاہی اور قومی خزانے کو لوٹنے والوں کا کسی دباؤ میں آئے بغیر کڑا احتساب کرتے رہیں گے اور کسی کی ایسی ویسی باتوں اور جملوں سے کسی پریشر کو خاطر میں نہیں لائیں گے جیسے کہ جب پچھلے دِنوں مُلک کی ایک بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک سابق وفاقی وزیر پٹرولیم چیئرمین سندھ ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور سندھ کابینہ کے اہم رکن ڈاکٹر عاصم حسین کو حساس ادارے کے اہلکاروں کی حراست میں لیاگیاتو اِس کے اگلے روز پی پی کی اعلیٰ قیادت نے اپنے شریک چیئرمین اور سابق صدر آصف علی زرداری کے حکمِ خاص پر ایک پریس کانفرنس میں کہاکہ "مُلک میں جاری نیشنل ایکشن پلان پر پی پی کو وضاحتیں درکار ہیں، دہشت گردوں کے خلاف قوانین کو

چاہتی ہے کہ پاکستان کے مفاد کوPPP، سیاستدانوں کے خلاف کیسے استعمال کیا جارہا ہے
کے رہنماؤں کے خلاف ناقابلِ ضمانت وارنٹ گرفتاریPPP، کسی صورت ٹھیس نہ پہنچے
پر دہشت گردوں کے لئے فنڈنگ کا الزام کیسےPPP، جاری کئے جارہے ہیں
لگایا جاسکتا ہے، ہماری قیادت کو دہشت گردوں نے شہید کیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے نیب کو
پر دہشت گردی کاالزام قبول نہیں جو کوئی ادارہPPP، صرف پی پی پی ہی نظر آرہی ہے
پر جو چاہیں الزام لگائیں مگر دہشت گردی کا نہیں، اگر دہشت گردیPPP، لگائے یا حکومت
کاالزام لگایا گیا تو جنگ ہوگی۔اس موقع پر پی پی پی کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ ہم پہلے اپنے
مسئلے کو پارلیمنٹ میں اُٹھائیں گے پھر قانونی دائرے میں رہتے ہوئے احتجاج کریں گے،
ہمارا ماضی ہمارا کردار قوم کے سامنے ہے، ہم گرفتاریوں اور جیلوں سے ڈرنے والے
نہیں ہیں البتہ اِن کا یہ کہنا ضرور تھا کہ پی پی پی کو ملک میں جاری نیشنل ایکشن پلان
پر وضاحتیں درکار ہیں“۔

آج ہمارے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کسی جماعت، گروہ یا فرد کے ایسے کسی
احتجاج اور ایسی کسی دھمکی یا دباؤ میں نہیں آئیں گے اور ملک کو وائٹ کالر کرپٹ عناصر
سمیت دہشت گردوں اور لوٹ مار کرنے والوں سے پاک کرنے کے لئے شروع ہونے
والے نیشنل ایکشن پلان کو اِسی طرح جاری رکھیں گے آج جس طرح یہ اعلیٰ حکمتِ عملی
سے جاری ہے تو وہ دن دور نہیں کہ جب پاکستانی قوم کو ایک

صاف سُتھرا اور نیا پاکستان ملے گا اور عنقریب ایک ایسی قیادت ملے گی جو بے داغ اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی برائیوں سے پاک ہو گی یوں جب ایسا ہو گا تو پھر پاکستانی قوم کو بھی صاف پانی سمیت اِس کے وہ سارے بنیادی حقوق بھی خود بخود ضرور میسر ہو جائیں گے جو 68 سالوں سے مُلک پر حکمرانی کی شکل میں قابض مخصوص سیاسی ٹولے نے ضبط کر رکھے تھے اور ہمیشہ قوم کو اِس کے بنیادی حقوق سے محروم رکھ کر اپنے مفادات کا سوچا اور اپنے ذاتی و سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ملکی سالمیت اور استحکام کو داؤ پر لگایا اور قوم کو پینے کے صاف پانی سے بھی محروم رکھا اور ہمیشہ اِس پر سیاست کی اور اقتدار حاصل کیا اور قوم کے حصے میں ہر بار وہی گندا اور جراثیم والا پانی آیا۔

آج کے جدید سائنسی دور میں روزانہ پانی خرید کر پینا اصل میں زندگی خریدنے کے مترادف ہے، موجودہ مشینی دور میں اِنسان نے جہاں ترقی کی ہے تو وہیں اِس نے اپنے لئے کچھ ایسی خطرناک بیماریاں بھی پیدا کر لی ہیں کہ آج کے اس جدید سائنسی دور میں بھی اِنسان کا اِن بیماریوں سے نبرد آزما ہونا مشکل ہو گیا ہے یہاں میں اِس بحث میں جانا تو نہیں چاہتا مگر اتنا عرض کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ آج کا اِنسان چاہے جتنی بھی ترقی کر لے مگر یہ بیچارہ بعض بیماریوں کے ہاتھوں بے بس ہے اور ہمیشہ بے بس ہی رہے گا،اِنسان کو اِس لئے اپنی کسی ایسی ایجاد یا ایجادات پر اِترانا نہیں چاہئے جو جہاں اِس کے

لئے آسانیاں اور آسائشیں تو مہیا کریں مگر وہیں یہ اِس کی موت کا سامان بھی لیئے ہوئے ہوں۔

بہر حال...!! نصب صدی قبل جنوبی ایشیاکے ممالک میں بسنے والوں میں سے کسی نے یہ سوچا بھی نہیں ہوگا کہ آنے والے وقتوں میں پانی محض اِس لئے خریدناپڑے گا کہ یہ اِس طرح اپنی زندگی بچاپائے گااور آج کے اِس جدید سائنسی دور میں یہ ممکن ہوگیاہے کہ پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے ممالک میں بسنے والاوہی شخص زندہ رہے گاجو صاف وشفاف (بوتلوں میں فروخت ہونے والا) پانی خرید کر پیئے گا، کیوں کہ بالخصوص پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے ممالک میں بسنے والوں کو مہیا ہونے والا پانی اُس طرح صاف و شفاف پانی نہیں ہے آج جس طرح بوتلوں میں پانی فروخت کرنے والی کمپنیاں اپنے صارفین کو دعوؤں کے ساتھ صاف وشفاف پانی فروخت کررہی ہیں۔آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے دیگر ممالک کے شہریوں نے پانی خرید کر پینا خود پر لازمی کرلیاہے کیوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کے ممالک میں اِن کی حکومتیں عوامی سہولیات باہم پہنچانے کے خاطر نلکوں سےجو پانی مہیا کرتی یا کراتی ہیں وہ مضرِ صحت ہے اوراَب یہ جو پانی خرید کر پی رہے ہیں اصل میں یہ روزاپنی نئی زندگی خرید رہے ہیں اور ہر بوتل میں موجود پانی کے ایک ایک قطرے کے عوض یہ اپنی زندگی محفوظ کررہے ہیں آج اگر یہ ایسانہیں کریں گے تو یہ نلکوں کا پانی پی کریا

استعمال کرکے پانی سے پیدا ہونے والی مختلف خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی خود اپنے ہی ہاتھوں گنوادیں گے سو آج پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے بہت سے ممالک کے بہت سے لوگوں نے اپنی زندگی کو ناقص اور مُضرِ صحت پانی کے استعمال سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچانے کے لئے مختلف.برانڈ کی کمپنیوں کے پانی خرید کر پینااور پانی کی بوتل اپنے ہاتھ میں رکھنا جہاں ایک فیشن بنالیاہے تو وہیں اَب یہ لوگ پانی کی بوتل ہاتھ میں پکڑنااپنی تہذیب وتمدن سے بھی تعبیر کرنے لگے ہیں۔اَب اِس منظراور پس منظر میں یہ بات واضح ہے کہ آج اگر پاکستان سمیت جنوبی ایشیاکے دیگرممالک کے حکمران ، سیاستدان اور قومی اداروں کی انتظامیہ عوام کو پینے کے لئے صاف وشفاف پانی جیسی قدرتی اشیا سمیت دیگربنیادی حقوق مہیا کرنے میں مخلص ہوتے تو یقیناًاِن ممالک کے لوگ کچھ نہیں تو پانی جیسی قدرتی اشیا کو تو خرید کر پینے پر مجبور نہ ہوتے اور یہ تو نہ سمجھتے کہ کیا پانی خرید کر پینااصل میں زندگی خریدنے کے مترادف

ہے ...؟؟بہرکیف..! موجودہ کرپٹ حکمرانوں ، سیاستدانوں ، کرپٹ وزراء اور قومی اداروں میں کرپٹ افسرشاہی کی موجودگی میں یہ سب کے لئے سوالیہ نشان

ہے ..؟؟کہ اَب 68سال گزرجانے کے بعد بھی پاکستانی قوم کواس کے بنیادی حقوق میں پینے کے لئے صاف وشفاف اور صحت مندپانی سمیت کب دیگر خالص و جدید بنیادی سہولیات زندگی میسر ہوگی۔

محمد اعظم عظیم اعظم azamazimazam@gmail.com

بھارتی خصلت یا بھارتی جنگی جنون ، کُتے کی دُم سو سال اور بھونکنی . . . ؟؟

دو خبریں ایک کالم ،حکومت اور عسکری ادارے کسی اندرونی یا بیرونی سیاسی یا مذہبی طاقتوں کے دباؤ میں آئے بغیر مُلک کو کرپشن سے پاک کریں

اُدھراِن دنوں بھارت خطے میں طاقت کا توازن بگاڑنے کے لئے مسلسل جنگی جنون کا شکارہے اِس کا یہ جنون دیکھ کر ایسالگ رہاہے کہ جیسے یہ سر پر لگے زخم کے باعث کیڑے پڑ جانے والے کسی پاگل کُتے کی طرح جنگی جنون میں مبتلاہے اَب جسے سِوائے جنگ کے سکون ہی نہیں ملے گا گو کہ طاقت کے نشے میں مست پاگل بھارت پر جنگی جنون سوار ہے۔

اَب جو بس یہ چاہتاہے کہ پاکستان سے جنگ چھیڑ کر خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرلے اور جنوبی ایشیامیں ایک بدمعاش تھانیدار کا کردار اداکرے ایسا کبھی نہیں ہوسکتاہے جس کا بھارت خواب دیکھ رہاہے،اِس کا خطے میں چوہدری بننے اور بدمعاش تھانیدار کا کردار اداکرنے والاخواب بس خواب ہی رہے گا۔

موجودہ منظر اور پس منظر میں بھارت کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ پاکستان بھی ایک ایٹمی طاقت ہے، یہ رگِ گُل کی طرح نازک نہیں ہے کہ یہ بھارت کی گیدڑ بھبکیوں اور ورکنگ باؤنڈری پر بار بار کی بلااشتعال فائرنگ و گولہ باری کا جواب نہیں دے گا، کیوں کہ پاکستانی حکمران اور عسکری قیادت اِس سے خوب واقف ہیں کہ سوسُنار کی ایک لوہار'' پاکستان ایک ہی بار بھارت پر وار کرے گا اور اِس کی ساری طاقت کا گھمنڈ خاک میں مل جائے گا۔

جب پچھلے دنوں جنگی جنون میں مبتلا بھارتی فورسز سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری پر بلااشتعال فائرنگ و گولہ باری کی جس سے خاتون اور بچے سمیت 8 شہری شہید اور 60 افراد زخمی جبکہ متعدد مویشی ہلاک اور درجنوں مکانات کو نقصان پہنچا تو اِس پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کہا کہ '' پاکستان میں دہشتگرد کارروائیوں میں بھارت ملوث ہے بھارت نے شہری آبادی کو نشانہ بنا کر دہشتگردی کی ہر حد پار کرلی ہے، بھارت نے ورکنگ باؤنڈری اور کنٹرول لائن پر سیز فائر کی خلاف ورزی کی ہے، کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی جارحیت اور مُلک کے اندر دہشتگردی ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے، شہری آبادی کو نشانہ بنانا بزدلانہ اور غیر اخلاقی فعل اور عالمی ضابطوں کی خلاف ورزی ہے'' ور اِسی کے ساتھ ہی وزیراعظم نواز شریف نے بھی بھارتی جارحیت پر تشویش کا اظہار کیا ''اور وزارتِ دفاع اور خارجہ کو معاملہ بھارت کے سامنے اُٹھانے کی ہدایت کی ہے'' جبکہ

وزیر دفاع خواجہ آصف نے سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری پر بھارت کی بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری سے ہونے والے قیمتی جانی اور مالی نقصان پر سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ " پاکستان اور بھارت کے درمیان محدود جنگ کا کوئی آپشن نہیں اُنہوں نے کھلے لفظوں میں بھارت کو خبردار کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ " پاکستان پر" حملے کی صورت میں ردعمل کا انحصار ہم پر ہے، بھارت کا بلااشتعال ہماری سویلین آبادی کو نشانہ بنانا افسوسناک ہے"یوں آرمی چیف جنرل، راحیل شریف وزیراعظم نواز شریف ،وزیردفاع خواجہ آصف، مشیر خارجہ سرتاج عزیز اور غم وغصے میں مبتلا پاکستانی قوم کے اتنے کہے کو بھارت کو اپنے لئے انتباہ سمجھنا چاہئے اور اَب دوبارہ ایسی کوئی غلطی کرنے سے پہلے اپنے انجام کو ضرور سوچ اور سمجھ لیناہی بھارت کے حق میں خود بہتر ہوگا ورنہ پاکستان کی جانب سے کسی منہ توڑ جوابی کارروائی کی صورت میں جتنا نقصان بھارت کا ہوگا وہ اپنا خود ذمہ دار ہوگا۔

کیوں کہ گزشتہ کئی ماہ وسال سے جس طرح بھارت کی جانب سے مسلسل کی جانے والی بلااشتعال محدود جنگی کارروائیوں کی طرز پر ورکنگ باؤنڈری پر فائرنگ اور گولہ باری کا سلسلہ جاری ہے اِس پر پاکستان کی امن پسندی اور صبر وبرداشت کو بھارتی پاکستان کی کمزوری نہ سمجھیں، پاکستان بھی بھارت کو منہ توڑ اور سرپھوڑ جواب دے سکتا ہے مگر وہ ابھی اپنی امن پسندی اور

صبر و برداشت کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتا ہے اگر جس دن بھی پاکستان نے ایسا کرلیا تو پھر پاکستان بھارتی خصلت یا جنگی جنون جو لگ بھگ سو سال سے کُتے کی دُم کی طرح پھوکنی میں ہے اِسے بھی خود ہی سیدھا کردے گا۔

آج یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ ایک طرف بھارتی حکمران اپنی علیحدگی پسند تنظیموں کے شدت پسندوں کے آگے بے بس ہیں تو دوسری جانب یہی بھارتی حکمران اپنی سُبکی مٹانے کے لئے دیدہ و دانستہ ورکنگ باؤنڈری پر بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری سے اپنے عوام میں یہ تاثر دینے کی کوشش کررہے ہیں کہ اِن کا اصل مقابلہ اندرونی علیحدگی پسند تنظیموں کے شدت پسندوں سے زیادہ سرحدپار پاکستان سے ہے جس کے لئے بھارتی حکمران اپنے عوام میں اپنا امیج بڑھانے اور اپنی سُبکی مٹانے کے لئے ورکنگ باؤنڈری کا بھارتی فورسز سے بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری کرنے کے احکامات دیتے رہتے ہیں اور خطے میں اپنے جنگی جنون سے جنگ کا ماحول پیدا کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ اِس طرح اِن کی اندرونی خامیوں پر پردہ پڑجائے گا اور وہ پاکستان سے جنگی ماحول پیدا کرکے اپنی لنگیاں اُٹھاکر اور سینہ تان کر رام رام کرتے اپنے عوام کو بے وقوف بناکر بھارتی سر زمین پر چل سکیں گے۔

جبکہ آج اِدھر پاکستان میں سرحدوں پر ایک طرف بھارتی جارحیت سرچڑھ کر تباہی

پھیلانے اور جنگ کرنے کے درپہ ہے تو وہیں پاکستان میں اندرونی طور پر ٹھیک 68
سالوں بعد اقتدار کی کرسی پر قابض رہنے والے چند مخصوص خاندانوں کے کرپٹ پنڈتوں
اور حکمرانی کی کُرسی کو (شارٹ کٹ طریقوں اور حربوں سے دولت کما کر) حاصل
کرنے والے اِس کے عقیدت مندوں (آج جن کی ایک بہت بڑی تعداد حکمرانوں،
سیاستدانوں، قومی اداروں میں اہم اور کلیدی عہدوں پر فائز کرپٹ افسر شاہی اور نچلے
گریڈ کے چھوٹے موٹے چیلوں) سمیت مُلک سے پوری طرح سے کرپشن، دہشت گردی
لوٹ مار اور قتل وغارت گری اور لسانی اور فرقہ وارانہ سرگرمیوں میں ملوث عناصر،
کے جڑ سے خاتمے کے لئے حکومت اور عسکری اداروں کے بے باہم تعاون سے نیشنل
ایکشن پلان کے سلسلے میں آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن
جیسے بڑے منصوبے زور و شور سے جاری ہیں جن میں حکومت اور عسکری اداروں
سمیت ہمارے قومی احتساب کے ادارے بھی پوری قوت کے ساتھ اپنے اپنے کاموں
میں مصروفِ عمل ہیں۔

اَب تک کی اطلاعات کے مطابق جن کے بڑے مثبت اور تعمیری نتائج سامنے آرہے ہیں
اور اُمید کی جارہی ہے کہ اگر آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن جیسے یہ دونوں
منصوبے یوں ہی بلاکی رنگ ونسل اور مذہب وفرقے اور زبانی ولسانی تعصب کے جاری
رہے اور اِن کے اہداف کرپٹ اور دہشت گرد عناصر ہی رہے جیساکہ اَب تک ہوا ہے تو
پھر اِس میں کوئی شک نہیں کہ رینجرز اور نیب جیسے قومی اور

مخلص ادارے اپنے دائرے کا کو بڑھاتے ہوئے سارے مُلک سے کرپٹ سیاستدانوں اور کرپٹ افسر شاہی اور اِس کے نچلے گریڈ کے چیلوں کو گُدیوں سے پکڑ کر احتساب کے کٹھہرے میں لائیں گے اور اِن سب کرپٹ عناصر سے قوم کی آنکھ میں دھول جھونک کر لوٹی گئی قومی دولت بازیاب کرانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی یوں آج یہ دونوں ادارے رینجرز اور نیب اپنے اُوپر لگائے جانے والے اُن تمام سوالیہ نشانات کو بھی صاف کردیں گے جو اِن پر متاثرین (کرپٹ جماعتوں کے رہنماؤں کی جانب سے) لگائے جارہے ہیں بس اِس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ جنرل راحیل شریف، پاک فوج، رینجرز اور نیب اپنے دائرے کار کو سندھ سے نکال کر پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخواتک بڑھادیں تو اِس سے مزید بہتر نتائج اخذ ہو سکیں گے جس سے یقیناً ایسے بہت سے لوگوں کے منہ اور زبانیں بھی بند ہو جائیں گیں آج جو یہ کہہ رہے ہیں کہ وفاق اور عسکری ادارے سندھ پر حملہ کر رہے ہیں کرپشن صرف سندھ میں ہے مُلک کے اور دوسرے صوبوں میں نہیں ہے ہمیں ایک سازش کے تحت نشانہ بنایا جارہے اور ایسی بہت سی باتیں ہیں جو کرپٹ عناصر کے پکڑے جانے کے بعد اِن کی جماعتوں کے رہنماؤں کی طرف سے لگائے جارہے ہیں ۔ بہر حال ۔ ۔ ! ! کوئی کچھ بھی کہے مگر اَب نیب اور عسکری قیادت پر یہ لازم ہو گیا ہے کہ مُلک کو حقیقی معنوں میں کرپٹ عناصر خواہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں اِن کا کڑا احتساب کیا جائے اور اِنہیں

مرد و عورت کی تفریق کئے بغیر بس قومی مجرم تصور کیا جائے اور اِنہیں مجرموں کی طرح ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر کٹہروں میں لایا جائے تاکہ قوم اِن کا یہ بھیانک چہرہ دیکھے اور پہنچان جائے کہ اِن کرپٹ سابق و موجودہ حکمرانوں، سیاستدانوں، وزراء، بیوروکریٹس اور اِن کے نچلے گریڈ کے چھوٹے موٹے کرپٹ چیلوں نے کس طرح قوم کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر قومی خزانے سے قوم کی خون پسینے سے کمائی گئی لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں سے بھی زائد قومی دولت کو لوٹا اور کس طرح اِسے سوئس بینکوں میں رکھوا کرا للے تللے کئے۔

آج قوم کو جنرل راحیل شریف، پاک فوج، رینجرز اور نیب جیسے قومی احتسابی اداروں سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں کہ یہ سندھ سے کرپٹ سیاستدانوں، کرپٹ بیوروکریٹس اور اِن کے چیلوں کا چُن چُن کر احتساب اور خاتمہ کرنے کے ساتھ ہی اپنے احتسابی عمل کا دائرکا پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ تک بھی بڑھائیں گے اور اِن صوبائی حکومتوں میں جو اور جتنے بھی کرپٹ وزراء، اراکین صوبائی اسمبلی اور کرپٹ سیاستدان سمیت گورنراور وزیراعلیٰ اور اِن کے ماتحت چلنے والے صوبائی اداروں میں تعیناب کرپٹ بیوروکریٹس کا بھی کڑا احتساب کیا جائے گاتاکہ مُلک سے کرپٹ عناصر کا اچھی طرح سے خاتمہ ہوسکے اور یوں آئندہ کوئی بھی کرپشن سے متعلق سوچ بھی نہیں سکے گا۔

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 3.3 روپے کمی اور مُردے کی مونچھیں . ؟

''دھت تیرے کی'' پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 3.3 روپے کمی اور مُردے کی مونچھیں . ؟

قومی خزانے سے اللے تللے کرتے حکمرانوں کو عوامی تکالیف اور پریشانیوں کا کچھ خیال نہیں....

آج ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے اِن ہی جیسے کاروباری وزراء اور اراکین پارلیمنٹ و اِن کے قریبی ساتھیوں سمیت بہت سے اِن کے خوشامدیوں اور قومی اداروں میں اہم وکلیدی عہدوں پر فائز بیوروکریٹس (چیلوں) نے قوم کو مہنگائی میں جکڑنے اور قوم کا ستیاناس کرنے کے جتنے رنگ و روپ دھار رکھے ہیں اِس پر اللہ کی پناہ ہے قوم، قومی خزانے سے اللے تللے کرتے حکمرانوں، سیاستدانوں، حکومتی وزراء اور قومی اداروں میں قابض حکمرانوں کو خوش کرنے کے خاطر خوشامدی بیوروکریٹس کے کرتوتوں اور اِن سب کے عوام دُشمن اقدامات سے تنگ اور بیزار آچکی ہے اور پچھلے دِنوں تو حکومت نے اپنی لونڈی اوگرا کی بھی ایک نہ سُنی اِس نے وہی کیا اب تک جو یہ عوام دُشمن اقدامات کرتی چلی آرہی ہے۔

حالانکہ اوگرانے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کی جو سمری بناکر وزارتِ پیٹرولیم و وزیر خزانہ اور وزیرِاعظم کو ارسال کی تھی اِس میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں سے 7 روپے کمی کی کھلی سفارش کی گئی تھی مگر ہائے رے افسوس صد افسوس...!!6 کہ ہمیشہ سے ہی عوام دُشمن اقدامات میں اپنے ریکارڈ توڑنے والی ن لیگ کی حکومت نے ایساہی کیا جو یہ کرتی آئی ہے،اِس نے پیٹرولیم مصنوعات میں اوگرا کی سفارشات کی روشنی میں کمی کرنے کے بجائے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں صرف 3.3 روپے یعنی کہ اعشاریہ میں کچھ پیسے کمی کا اعلان کرکے مہنگائی کے بوجھ تلے دبے عوام کا بوجھ کم کرنے کے لئے جیسے مُردے کی مونچھیں کاٹ کر مہنگائی کا بوجھ کم کرنے کی کوشش کی ہے ۔

اِن دِنوں مُلک میں ایک طرف پوری قوت کے ساتھ ''نیشنل ایکشن پلان'' کے تحت کرپٹ عناصر اور دہشت گردوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن جیسے عظیم منصوبے جاری ہیں تو دوسری جانب اِس صورتِ حال سے ہماری موجودہ حکومت نے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آئی ایم ایف کی عوام دُشمن شرائط پوری کرتے ہوئے گھریلو صارفین کے لئے گیس 13 اور فرٹیلائزر کے لئے 63 فیصد مہنگی کردی گئی جبکہ ہائی اسپیڈ ڈیزل پر ٹیکس کی شرح مُلکی تاریخ کی بلند ترین سطح 45 فیصد تک پہنچادی گئی ہے اور اِس پر ظلم یہ کہ عالمی منڈی میں پیٹرولیم مصنوعات کی

قیمتوں میں واضح کمی کے باوجود بھی ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم عزت مآب جنابِ محترم میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے عالمی مارکیٹ میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ اپنے عوام کو اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی کمی کرکے کچھ یوں دیاہے کہ اِس کمی سے عوام حکومتی بے حسی اور خودغرضی پر تلملااُٹھے ہیں اور حکمران الوقت سے چیخ چیخ کر یہ احتجاج کررہے ہیں کہ ''اِس سے تواچھاتھاکہ حکومت اتنی بھی کمی نہ کرتی..اور حکومت اپنے گورکھ دھند سے عوام کو مہنگائی کے ہاتھوں مرنے پر چھوڑے رکھتی...یعنی اوگرانے پیٹرولیم مصنوعات کی کمی کی جو سمری حکومت کو بھیجی تھی اور اِس حوالے سے جو پہاڑ اوگرانے کھوداتھاحکومت نے اِس پہاڑ سے ''چوہا'' نکال کر عوام کو حیران وپریشان کردیاہے جس پر عوام یہ سوچ اور سمجھ رہے ہیں کہ یہ کیسی حکومت ہے جو پہاڑ سے ''ہاتھی'' نکالنے کے بجائے'' چوہا'' نکالنے کی اہل ہے اِس سے عوام کوآئندہ اِسی کی اُمید رکھنے چاہئے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری موجودہ حکومت مُلک کو ترقی و خوشحالی اور اپنے عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے بہت بڑے بڑے دعوے اور بہت سے ایسے معاملات میں چرب زبانی کرتے نہیں تھک رہی ہے مگرافسوس ہے کہ اِس کے اتنے دعوؤں اور وعدوں کے باوجود بھی ابھی تک عوام کو حکومت کے کئے گئے ایسے ثمرات کہیں نظر نہیں آرہے ہیں جن سے متعلق حکومت عوام کو سبز باغات کے طرح

طرح کے روز خواب دِکھارہی ہے جبکہ سابقہ مفادپرست حکمرانوں کے دورِ حکومتوں کی طرح آج موجودہ حکومت کے دواڑھائی سالہ دورِ اقتدار میں بھی عوام ایسے ہی اپنے بجلی گیس کے بحرانوں اورپینے کے لئے صاف پانی جیسی محرومی اور بہترین علاج ومعالجہ اور، سستی تعلیم جیسے مسائل میں دھنسے ہوئے ہیں جبکہ سوائے لاہور کے میٹروبس یا جنگلہ بس سروسز کے شروع ہونے کے مُلک کے کئی دوسرے صوبوں کے شہری جدید سفری سہولت اور دیگر دوسری آسائش زندگی سے بھی محروم ہیں اور اِس پر ہماری یہ حکومت ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہر پندرھواڑے (پندرہ روزبعد) بے لگام اضافہ کرنے اورپھر کئی ماہ بعد اِس میں ایک چٹکی جتنی کمی کرکے سینہ پھولا کر یہ دعوی کرتی ہے کہ ”پاکستان کی 68سالہ تاریخ میں خالصتاً عوام دُوست اور عوام ہمدرد حکومت نے عوامی مسائل حل کرنے کا اپناوعدہ پورا کردیاہے، قومی خزانہ بڑھ رہاہے، مُلکی معیشت استحکام کی جانب گامزن ہے، ہر سو ترقی وخوشحالی رقص کررہی ہے، مُلک میں غریبوں کامعیارِ زندگی بہتر ہو رہاہے، اِس حکومت میں 150 روپے کلودال اور10روپے کی ہوٹل کی روٹی کھاکرمُلک کے غریب عوام پیٹ بھر کر سورہے ہیں اور خوشحال زندگی گزارکرمُلکی ترقی اور خوشحالی میں اپناحصہ ڈال رہے ہیں اور ہم ایوانوں میں اپنے اقتدار کو بچانے اورایک دوسرے کو نیچادکھانے اور گرانے کی سیاست میں مگن ہیں یہ ہماراکام ہے جو ہم کررہے ہیں اورمُلک کو ترقی اور خوشحالی کی جانب لے جانے کے لئے اپناخون پسینہ بہانے کاجوکام مُلک کی مفلوک الحال غریب عوام

کا ہے وہ یہ کرتی رہی ہے، یہ ہم سے یہ نہ پوچھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں..؟؟ مگر یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اِس سے پوچھیں کہ وہ آدھی روٹی کھا رہی ہے اور مُلک اور ہمارے لئے قومی خزانہ بھر رہی ہے کہ نہیں ... اور ہم عوام سے کہیں کہ یہ مُلک کو ترقی اور خوشحالی کی جانب لے جانے کے لئے مزید کڑوی گولیاں نگلے اور ایک روٹی کھانے کے بجائے آدھی روٹی کھا کر مُلک کو ترقی کے لئے اپنا تن من دھن قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرے تب ہی اپنے اِن ہی انتہائی نیک جذبات کے ساتھ ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم نے چاہا ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے خاطر اوگرا (اپنی لونڈی) جیسے کسی ادارے کے عوام دوست مشوروں اور عوام ہمدردسمری کو اہمیت نہ دی جائے بس پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں صرف 3.3روپے کی کرنے کا اعلان کر دیا جائے اَب جس کے بعد مُلک میں پیٹرول کی نئی قیمت 73.76 ڈیزل82.04،ہائی اوکٹین 79.79، مٹی کا تیل (کیروسین آئل) 57.11 ، لائٹ، ڈیزل53.59روپے فی لیٹر مقرر کر دی گئی ہے اِس پر عوام کو یہ بھی بتایااور جتایاجائے کہ اَب بھی ہمارے یہاں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں دیگرایشائی ممالک سے کہیں کم ہیں اوراِس پر حکومت کامزید یہ دعوی ہے کہ اپنے اِس اقدام سے حکومت نے مہنگائی کے ہاتھوں پریشان حال اپنے عوام کی تکالیف کامداواکرنے کے خاطر یہ سارے اقدامات کئے ہیں اور اِس کے ساتھ ہی آپ کے ہر دلعزیز اور عوام دوست وعوام ہمدردوزیراعظم نواز شریف کی حکومت نے گیس پر سبسڈی 75ارب روپے کر دی ہے ''میں ایسے عوام دوست حکومتی

دعوؤں اور وعدوں بس یہ کہہ کراجازت چاہوں گا کہ "دھت تیرے کی"۔

.....اَب یہاں سِوائے بیری کی پتیوں کے سب پر ٹیکس ہے

پیدائش سے لے کر قبر کی آغوش تک ٹیکس ہی ٹیکس ہے . ؟پاکستان ٹیکس دہندگان کو سُہولت ایک نہیں پر ٹیکس ایک ہزار اقسام کے.....

تاجروں کی بینک ٹرانزیکشن ٹیکس کے خلاف جنگ '' ہم نہیں یا تم نہیں '' کب تک جاری رہے گی..!!

آج موجودہ حکومت نے عوام کی آمدنی،اما نتوں اور جیبوں پر ٹیکسوں کی بوچھاڑ کردی ہے،اَب جس سے مُلک کے طولُ وارض میں تعفن اُٹھ رہاہے،ایک طرف مُلک کی تاجر برادری ہے جو کہ اِس تعفن کومسلسل ہڑتال کی دھونی دے کر کم اور ختم کرنا چاہ رہی ہے مگر دوسری طرف حکومت ہے کہ وہ ٹیکسوں کی تعفن کو ختم کرنا تو درکنار ہے ؟؟ یہ اِسے کم کرنے کو بھی تیار نہیں ہے یعنی کہ اِدھر مُلک کی ساری تاجر برادری ہے اوراُدھر عوام پر ٹیکسوں کے طوفان برپا کردینے والی چالاک اور ضدی حکومت ہے۔

اَب ایسے میں یہاں سوچنے اور غور کرنے کاایک نکتہ یہ ہے کہ ہمارے وزیرا عظم میاں نواز شریف اوراِن کی حکومت اوراِن کی پارٹی کے بہت سے وزراء اور

اراکین اور کارکنان بھی بزنس مین ہیں کیا وزیرِاعظم کو اِن کے مفادات کا خیال بھی نہیں آیا ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا وزیرِاعظم نے اِن ساتھیوں میں سے کسی نے اپنے لیڈر وزیرِاعظم نواز شریف اور وزیرِ خزانہ مسٹر اسحاق ڈار کو یہ سمجھانے اور بتانے کی کوشش بھی نہیں کی کہ قوم اور تاجر برادری پر آنکھیں بند کرکے اِس طرح ٹیکس لگانے کے منفی اثرات ہوں گے اور سب تلملا کر سڑکوں پر نکل آئیں گے کیا ایسے میں کوئی وزیرِاعظم کو بیجا ٹیکسوں کی بوچھاڑ سے کوئی روکنے یا سمجھانے والا نہیں ہے کہ ابھی قوم میں ٹیکس کا شعور تو پہلے بیدار کرلو تو پھر قوم پر ٹیکسوں کی بارش بھی کر دینا.. !ابھی قوم کو ٹیکس کے فوائد کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے اور جب قوم کو ٹیکس کی ادائیگی اور اِس سے مُلک اور قوم کو ہونے والے فوائد کے بارے میں لگ پتہ جائے... تو پھر بھلے سے ٹیکس کا طوفان برپا کر دیا جائے ... تو قوم اِس سے اپنے مُلک و معیشت اور اپنی خوشحالی کے خاطر اُٹھائے گئے اقدامات خوش اسلوبی سے برداشت کرلے گی، مگر آج ایک ایسے وقت میں کہ جب قوم تھوڑے سے بھی ٹیکسوں کی ادائیگیوں پر نالاں ہے اور ٹیکسوں کی ادائیگیوں سے مُلک و قوم اور معیشت کو پہنچنے والے فوائد سے لاعلم ہے تو ایسے میں حکومت کا قوم سے ٹیکسوں کی وصولی اور قوم کی بارش جیسے ٹیکسوں کی ادائیگیوں کا عمل لامحالہ وبالِ جان ہی بنا رہے گا۔

آج حکومت خود ذرا یہ سوچے کہ اِسے جو سرکاری ملازمین ہر ماہ اور سالانہ

لاکھوں روپے کے ٹیکس ادا کرتے ہیں اَب تک اِن ٹیکس دہندگان کو حکومت نے کیا...؟؟اور کتنی ظاہری و باطنی اور معاشی و سیاسی اخلاقی اور مذہبی اور معاشری سہولیات باہم پہنچائی ہیں...؟؟اور اَب جھولیاں بھر بھر کر ٹیکس ادا کرتے ٹیکس دہندگان پر حکومت کیسے مزید ایک ہزار مختلف اقسام کے ٹیکسوں کا بوجھ ڈالنے کے لئے پَر تول رہی ہے یعنی سہولت ایک پائی کی نہیں...پر ٹیکس ایک ہزار اقسام کے...ایسا لگتا ہے کہ آج میرے مُلک میں ہماری اِس حکومت نے سوائے مُردے کو غسل دینے کے لئے گرم کئے جانے والے پانی میں ڈالی جانے والی بیری کی پتی کے...سرزمینِ پاکستان پر انسانوں کی پیدائش سے لے کر قبر کی آغوش میں جانے تک استعمال ہونے والے اِن اشیاکفن، کافور، روئی، چکنی مٹی، عطر اور عرقِ گلاب تک تو ٹیکس ہی ٹیکس ہے آج مُلک میں حکمران ایسے حالات پیدا کردیں تو پھر کیوں نہ قوم میں ہلچل پیدا ہو اور قوم حکومت مخالف تحاریک چلانے والوں کے شانہ بشانہ سڑکوں پر نکلنے پر مجبور ہو۔

پچھلے جمعہ کو آل کراچی تاجر اتحاد کے چئیرمین عتیق میر نے اپنے تاجر قبیلے کے چھوٹے بڑے ہر فرد سے اپیل کی تھی کہ جمعہ 4 ستمبر کو بینک سے مکمل طور پر کاروبار بند کرکے اِنہیں غیر اعلانیہ ہڑتال پر مجبور کردیں اِن اپنے تاجر بھائیوں سے متعلق جاری بیان میں کہنا تھا کہ ’’بینک ٹرانزیکشن کے خلاف جنگ‘‘ ہم نہیں یا تم نہیں‘‘کی بنیاد پر لڑیں گے، عتیق میر نے اپنے اِس بیان

میں یہ بھی کہا کہ ایف بی آر کا غیر لچکدار اور جارحانہ رویہ اشتعال انگیز ہے بینک ٹرانزیکشن کے خلاف احتجاج تحریک کی قیادت کرنے والے تاجر نمائندگان کو دھمکانے اور ڈرانے کی کوشش کی جارہی ہے اِن کا کہنا تھا کہ آئی ایم ایف کے ایجنٹ سن لیں تاجر کسی دباؤ میں نہیں آئیں گے تاجروں پر مزید سختی کی گئی تو سڑکوں پر آجائیں گے اَب ایسی جمہوریت پر اعتبار ختم آمریت کو نجات دہندہ سمجھنے پر مجبور ہونگے۔‘‘ لگتاہے کہ ابھی تو یہ طبلہ جنگ تاجر برادری اور حکومت کے درمیان بجاہے اگر یہ بڑھ گیاتو پھر اِس میں سرکاری ملازمین اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد بھی پوری قوت سے شامل ہوگئے تو پھر حکومت کو اپنا سر اور اپنی کُرسی بچانی مشکل ہوجائے گی آج ہر صورت میں ن لیگ کی اِس تیسری حکومت کاملکی تاجروں اور تنخواہ دار طبقے پر بیجاٹیکسوں کی خارش کردینے والی بارش کو روکنے سے متعلق یہ ضرور سوچناچاہئے کہ اگر یہ سب کچھ یوں ہی چلتارہاتو پھر حکومت اپنے اِس عوام دُشمن اقدام سے یہ عوام الناس میں اپنا جیساتیسابنابنایا گراف خود اپنے ہی ہاتھوں گرارہی ہے ایسے میں حکومت کو چاہئے کہ یہ عوام اور تاجر برادری پر بینک ٹرانزیکشن کی صورت میں زبردستی کا نافذ کیاجانے والا (غنڈہ) ٹیکس فوری طور پر واپس لے تاکہ ملک کی تاجر برادری سمیت پاکستانی شہریوں کے دل ودماغ سے حکومت سے متعلق قائم ہونے والا یہ غلط تاثر ختم ہو کہ حکومت عوام کے گلوں

پر ٹیکس کی تیز چھری پھیر کر ملکی معیشت کو مستحکم کرنے کے اپنے زبردستی کے دعوے کرکے اپنی نام نہاد کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنا چاہ رہی ہے جو کہ سراسر عوام دُشمنی اور اپنے سیاسی و ذاتی مفادات کے مترادف ہے۔ (ختم شُد)

حکومت کا رواں مالی سال 10 سرکاری اداروں کی نجکاری یا ٹھکانے لگانے کا فیصلہ

پی پی کے خورشید شاہ اور پی ٹی آئی کے عمران خان واضح کریں....!! آج کیا پی پی اور پی ٹی آئی بھی ن لیگ کے ساتھ قومی اداروں کی نجکاری میں ساتھ ہے....؟؟ آج جس طرح ن لیگ کی موجودہ حکومت قومی اور سرکاری اداروں پر خسارے کا الزام لگا کرانہیں اپنے کاروباری اور ذاتی و سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے غرض سے جلد نجکاری کرنے کا ارادہ یا فیصلہ کرچکی ہے اَب اِس صورتِ حال میں یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا کہ اگر یہ حکومت اپنی مدت تک قائم رہی تو وہ دن دور نہیں کہ بہت جلد سرزمین پاکستان پر ماضی کی طرح ایسٹ انڈیا کی طرز کی صورتِ حال پیدا ہوجائے گی،اور ہم بظاہر آزاد ہو کر بھی ایک مرتبہ پھر سرمایہ داروں ، صنعت کاروں اور کیپٹل ازم کے دلدادوں اور اِن کے چیلوں کی غلامی میں چلے جائیں گے جن سے ہمارے اکابرین اور ہمارے پرکھوں نے آزادی حاصل کرنے کے لئے سالوں اور صدیوں جدوجہد کی تھی۔اَب اِس منظر اور پس منظر میں ، میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ رہاہوں کہ آج جس طرح کے الیکٹرک کی نجی نااہل انتظامیہ اپنی ناقص اور فرسودہ اقدامات و انتظامات کے باعث عوام الناس کو پہنچائی

جانے والی پریشانیوں پر ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں، احساس و احتساب اداروں کے سربراہان و اہلکاروں، پولیس اور رینجرز کے قانون نافذ کرنے والے اعلیٰ حکام سمیت پوچھ کچھ کرنے والے دیگر اداروں کے حکام بالااور عدلیہ کو تگنی کا ناچ نچارہی ہے اور اِن کے طلب کرنے پر اِنہیں ٹکاسا جواب یہ ''ہم سوائے اپنے مالکان کے کسی صدر یا وزیر اعظم اور کسی حکومتی ادارے کو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کا جواب دینے کے اہل نہیں ہیں'' دے دیا جاتا ہے جس کے بعد سب کے منہ اور زبانیں بند ہو جاتیں ہیں اور سب آنکھیں نیچے کرکے بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔

آج ہمارے حکمرانوں اور مُلک میں احتساب اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ایک کے الیکٹرک جیسے نجی ادارے کی انتظامیہ تو سنبھالی نہیں جارہی ہے یہ اِس کے ایک ٹٹو جیسے انتظامیہ اہلکار کے سامنے بھی خود کو بے بس اور مجبور کر بیٹھتے ہیں اور اِدھر اُدھر پہلو بدلتے رہ جاتے ہیں اور کے الیکٹرک کی مٹھی بھر انتظامیہ اِن کے قابو سے باہر ہے اور یہ سب کو اپنی چٹکی پر رکھتی ہے اور ہر حکومتی فرمان کو ہوا میں اُڑادیتی ہے آج ایسے میں ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں کو توکے الیکٹرک کی انتظامیہ کے سامنے اپنی بے توقیر سے سبق سیکھنا چاہئے مگر اُلٹا یہ کہ حکومت رواں مالی سال مزید 10اہم اور حساس سرکاری اداروں کی نجکاری یا اِنہیں اُونے پونے، بے مول بے تول جیسے کوڑیوں

کے داموں ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کرچکی ہے میرے نزدیک حکومت کا یہ فیصلہ انتہائی مضحکہ خیز اور ملک میں ایسٹ انڈیا طرز کی غلامی کا دور پھر رائج کرانے کے مترادف ہوگا۔ہمارے وزیر اعظم نواز شریف جن کا تعلق بھی کاروباری طبقے سے ہے جو کہ خود بھی ملک اور دنیا بھر میں ایک بڑے بزنس مین ہونے کی اچھی شہرت رکھتے ہیں اور اپنی اِسی حیثیت سے جانے اور پہنچانے جاتے ہیں اِن کی اِس تھرڈ ٹائم حکومت میں ایک خبر یہ آئی ہے کہ " قومی خزانے میں اربوں ڈالر حاصل کرنے کے لئے پاکستان (وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت) آئی ایم ایف کی شرائط پر بغیر کسی چوں چراں کے متفق ہوگیا ہے کہ وہ رواں مالی سال کے اختتام تک 10 اہم سرکاری اداروں کی نجکاری کرے گا خبر کے مطابق دسمبر 2015 کے اختتام تک پاکستان اسٹیل مل کی نجکاری بھی یقینی طور پر شامل ہے جس کا وزیر مملکت برائے نجکاری محمد زبیر نے دعویٰ کیا ہے کہ پیپلز پارٹی سمیت ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے خسارے میں چلنے والے عوامی اداروں کی نجکاری کی بھر پور حمایت کا یقین دلایا ہے محمد زبیر کا کہنا ہے جبکہ پاکستان تحریک انصاف نے تمام لین دین کے منصفانہ نظام اپنائے جانے پر اپنی سب سے زیادہ یقینی حمایت کا وعدہ کیا ہے وزیر مملکت برائے نجکاری محمد زبیر نے انتہائی وثوق کے ساتھ کہا ہے کہ پی آئی اے اور اسٹیل ملز کے لین دین کا اسٹرکچر تو اِس ہفتے میں مکمل کرلیا جائے گا۔اِس موقع پر چیئرمین نجکاری کمیشن نے کہا کہ اِنہوں نے قومی خزانے کو سالانہ 5 سو سے 6 سو ارب روپے تک کے نقصان سے بچانے کے لئے

اپوزیشن لیڈر اور چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی سید خورشید شاہ سے مشورہ مانگا تو اُنہوں نے کہا کہ پی پی نے اپنے 5 سالہ دور میں سرکاری اداروں کو ہونے والے نقصانات پر قابو پانے کے لئے کئی جتن کیئے جن میں پی پی کو ایک رتی کی بھی کامیابی نہ ہوسکی لہٰذا اِس بھاری نقصان سے بچنے کے لئے اسٹیٹس کو کے پاس آگے بڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے جبکہ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری سے اتصلات سے 800 ارب ڈالرز سے زائد کا طویل تنازعہ ابھی تک جاری ہے اور اُمید ہے کہ اِسے جلد حل کر لیا جائے گا''۔اَب اِس کے بعد کیا رہ جاتا ہے کہ مُلک میں دس اہم قومی اداروں کی نجکاری کے ساتھ ہی پھر ایسٹ انڈیا طرز کی غلامی نہ آجائے۔

اگرچہ ایک طرف اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اپنی کاروباری خصلت کے اعتبار سے سیاسی اور کاروباری وذاتی مفادات کے لحاظ سے بھی قومی خزانہ زیادہ سے زیادہ بھرنے کے لئے رواں مالی سال اپنی نوعیت کے انتہائی اہم دس قومی اداروں کی نجکاری کرنے کے درپہ ہیں تو دوسری طرف پی پی اور پی ٹی آئی دو جماعتیں ہیں جو ایک طرف کافی عرصے سے عوام الناس کو یہ بتاتی ہیں کہ وہ ن لیگ کی قومی اداروں کی نجکاری کے خلاف ہیں اور یہ دونوں جماعتیں آخری دم تک بھرپور مزاحمت کرتی رہیں گی اور اَب پھر کیسے یہی دونوں جماعتیں اِس خبر میں خاموشی سے حکومت کے ساتھ مل کر قومی اداروں کی فوری نجکاری کے

فیصلوں میں بھی اپناساتھ دینے کی حمایت کا وعدہ کررہی ہیں اَب مندرجہ بالا خبر کی روشنی میں پی پی کے خورشید شاہ اور پی ٹی آئی کے عمران خان کو عوام الناس کے سامنے اپنی اصل پوزیشن کو واضح کرنا ضروری ہوگاکہ یہ حکومت کے قومی اداروں کی نجکاری منصوبوں کے حامی ہیں یا واقعی پی پی اور پی ٹی آئی قومی اداروں کی نجکاری کے خلاف ہیں اور یہ جماعتیں قومی اداروں کی نج کاری رکوانے تک عوام کو دھوکہ دے کرآنکھ میں دھول نہیں جھونکیں گی اور کھلم کھلا طور پر ن لیگ اور وزیراعظم نواز شریف کے قومی اداروں کی نجکاری منصوبوں کی مخالفت کرتی رہیں گی آج اگر ایسا نہیں کیا تو پھر عوام کا اِن پر سے اعتبار ختم ہوجائے گا۔ (ختم شُد)

!!....اینٹ سے اینٹ بجانے کے بجائے کوئی سُریلی چیز بجائیں

کیا زرداری اور اِن کے بیٹے بلاول نے اینٹیں بنانے کی کوئی بھٹی یا ٹھلا کھول لیا ہے .
... ؟

زرداری اور بلاول اینٹ سے اینٹ بجانے کے بجائے کوئی سُریلی چیز بجائیں....!!

بسااوقات اینٹ سے اینٹ بجانے کے دعویداروں کی اپنی کئی چیزیں بج جاتی ہیں ....!!

پچھلے دِنوں جب لاہور کے بلاول ہاؤس میں پیپلز پارٹی کے چیئر مین بلاول زرداری بھٹو کی زیرِ صدارت پارٹی رہنماؤں کا پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے اجلاس ہو رہا تھا تو دورانِ اجلاس تبادلہ خیال کرتے ہوئے مسٹر بلاول زرداری بھٹو نے بھی اپنے مخصوص انداز سے اپنے والدِ محترم آصف علی زرداری کے الفاظ دہراتے ہوئے کہا کہ ''بلدیاتی انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے پیپلز پارٹی نے مفاہمتی پالیسی اختیار کی مگر حکومت کی طرف سے مثبت جواب نہ ملا اَب ہم مفاہمت پر نہیں بلکہ مزاحمت پر یقین رکھتے ہیں میاں برادران نے جمہوریت کا جنازہ نکال دیا ہے'' بہت سے مواقعوں پر ایسے ہی الفاظ اور جملے زرداری بھی میاں برادران اور اِن کی جماعت سمیت مُلک کی دوسری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین و کارکنان اور مُلک کے اہم و حساس اداروں

کے لئے بھی اینٹ سے اینٹ بجادینے والے بیانات داغ چکے ہیں اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے زرداری اور بلاول اور پی پی کے دوسرے ایسے بیانات کی پھلجھڑیاں چھوڑ کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگلے بلدیاتی اور جنرل انتخابات سے قبل اِن کے یہ بیانات اِن کے اور اِن کی پارٹی کے مفاہمت سے لبریز مگر پُراسرار سیاسی عمل و کیریئر کو سہارادیں گے اور یوں یہ بغیر کچھ کئے وہ سب کچھ حاصل کرلیں گے آج جس کے لئے دوسروں کو پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں،اِن دِنوں جب مُلک میں نیشنل ایکشن پلان زورو شور سے جاری ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ اور ادنیٰ قیادت کی جانب سے اینٹ سے اینٹ بجادینے والے بیانات کا آنا ایسے ہی ہے جیسے کہ ''سُوپ تو سُوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سوچھید''۔ایسے میں راقم الحرف کا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں پی پی کی جانب سے متواتر آنے والے ایسے بیانات اِن کے اپنے ہی گلے پڑجائیں کیوں کہ بسااوقات اینٹ سے اینٹ بجانے کے دعویداروں کی اپنی کئی چیزیں بج جایا کرتی ہیں دوسروں کے لئے اینٹ سے اینٹ بجانے کا اعلان کرنے والے اپنے گریبانوں اور اپنے ضمیر کے عکس میں بھی ذرا جھانک کر دیکھ لیں یہ خود کیا ہیں ۔۔؟؟ پھر جب اپنی ذات، اپنے کارناموں اور اپنے کرتوتوں سے مطمئن ہوں تو پھر یہ سوچیں کہ یہ اینٹ سے اینٹ بجائیں یا پھر کوئی کسی اور چیز سے اِن کی کوئی چیز بجاکر رکھ دے۔

بہر حال ۔۔!! جیسا کہ گزشتہ کئی دِنوں سے پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت

کی جانب سے اداروں اور سیاسی اشخاص سے متعلق اینٹ سے اینٹ بجا دینے والے بیانات داغے جارہے ہیں جن میں خاص طور پر شریک چیئرمین و سابق صدر آصف علی زرداری اور اِن کے اکلوتے بیٹے اور پی پی پی کے حقیقی مگر نو مولود چیئرمین بلاول زرداری بھٹو سرفہرست ہیں اِن دِنوں اِن کے بیانات سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ دونوں باپ بیٹے اپنے سیاسی حامیوں اور حریفوں سے متعلق گرما گرما سیاسی بیان بازیوں میں ایسے منہمک ہیں کہ اِنہیں اِس کے سوا کچھ اور کرنا سُوجھائی ہی نہیں دے رہا ہے، ایسے میں اِن کے بیانات پڑھ کر اور سُن کر یوں لگتا ہے کہ جیسے پی پی پی کی اُوپر سے نیچے تک کی ساری ہی سیاسی قیادت نے اپنے ایسے ویسے ..؟؟ اور کیسے تیسے ..؟؟ سابقہ، وحالیہ اور مستقبل قریب میں دیئے جانے والے مزید سیاسی بیانوں میں ہی اپنی پارٹی کی بقاء اور اگلے انتخابات میں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے کے راز ڈھونڈ لے ہیں۔

آج کل پی پی پی کی اعلیٰ قیادت جن میں خاص طور پر مسٹر زرداری اور بلاول زرداری بھٹو شامل ہیں لگتاہے کہ جیسے اِن دِنوں دونوں باپ بیٹوں نے اینٹیں بنانے کی کوئی بھٹی یا اینٹیں بنا کر فروخت کا کوئی ٹھلا کھول لیاہے، اَب دونوں کی کوشش ہے کہ سیاست دان اور ادارے اِن کے ہی ٹھلے یا بھٹی سے اپنی سیاسی اور دوسری کسی قسم کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے اینٹیں خریدیں اِسی لئے اِن دِنوں زرداری اور بلاول زرداری بھٹو سیاسی میدان میں اپنی اور اپنی

پارٹی کی گرتی ہوئی ساکھ اور وقار کو بڑھانے اور سہارا دینے کے لئے اینٹ سے اینٹ بجانے جیسے بیانات داغ کر اپنی اینٹوں کی گھن گرج سے اپنا اور اپنی پارٹی کا مورال بڑھانے کی پوری کوششوں میں مصروف ہیں۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ آج پی پی پی کی سیاسی قیادت ایسے ویسے اور کیسے تیسے بیانات دینے سے قطعاً اجتناب برتے تو یہ خود اِس کے اپنے ہی حق میں بہتر بلکہ بہت بہتر ہوگا اور ساری قیادت مُلک یا بیرونِ مُلک میں کسی بند کمرے میں سر جوڑ کر بیٹھے اور اپنے دورِ حکومت میں عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم اور قومی اداروں میں کی جانے والی کرپشن کے ساتھ ساتھ قومی خزانے کو لوٹ کھانے جیسے اپنے سیاہ کرتوتوں پر قوم اور نیشنل ایکشن پلان کے چیف اور قانون اور انصاف کا نفاذ کرنے والے اداروں کے سربراہان سے رو رو کر معافی مانگیں، تو آج اِن کی جانیں چھوٹ سکتی ہیں ورنہ مُلک کی جیلوں کی درودیوار اور سلاخیں اور لمبے پانی والی چنے کی دال اور ہوٹل کی آدھی روٹی اور لمبے لمبے ڈنگ والے مچھر اِن کا دیدار کرنے کے منتظر ہیں ایسے میں نہ صرف پی پی پی بلکہ ن لیگ سمیت مُلک کی کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت کے سربراہ یا کارکن کو کسی بھی صورت میں یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ نیشنل ایکشن پلان سے وہ بھوکھلاہٹ کا شکار ہو کر سیاسی اشخاص اور اداروں کو اینٹ سے اینٹ بجادینے کی دھمکیاں دیں ایسے لوگوں کو میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنے ٹینشن کے لمحات کو اینٹ سے اینٹ

بجادینے والی آواز سے خود کو بہلانے کے بجائے موسیقی کے کسی دوسرے آلات کی دل کش سُر سے اپنے لئے تسکین کا سامان کریں نہ کہ نیشنل ایکشن پلان کو سبوتاژ کرنے کے لئے اینٹ سے اینٹ بجانے کی باتیں کرکے اچھے بھلے ماحول کو خراب کریں۔ (ختم شُد)

قائم علی شاہ صاحب سب کچھ ٹھیک ہے مگر.. ؟

قائم علی شاہ صاحب سب کچھ ٹھیک ہے مگر.. ؟پی پی کا احتساب اور محاسبہ بھی ضروری ہے...

معاف کیجئے گا..!!آج میں سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ صاحب سے.براہ راست مخاطب ہوں،اِن سے یوں مخاطب ہونے کی ایک.بڑی وجہ یہ ہے کہ آج میں شاہ صاحب سے کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جن پر شاید شاہ صاحب اپنی حسبِ روایت مصالحت اور مفاہمت پسندانہ سائیں سرکار کی مصروفیات کی وجہ سے توجہ نہیں دے سکے ہیں اور جن سے متعلق شاہ صاحب نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا مگراِن کی اِنہی مصروفیات کا اندازہ کرتے ہوئے میں نے چاہاکہ میں اپنے سائیں سید قائم علی شاہ صاحب سے کچھ ایسی باتیں کروں جواِنہیں اوراِن کی پارٹی کی اعلیٰ قیادت کو بُری توضرور لگے گیں مگرجب سمجھ آئیں گیں تو میں ہی اِنہیں اپنا مخلص اور سچا دوست اور ہمدرد لگوں گا۔

آج اِسی بنیادپر میں اِن سے یہ کہنااوراِنہیں سمجھانا چاہوں گاکہ یہ اپنے نام کی طرح ہمیشہ سندھ کے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے قائم رہنے کیلئے پیدانہیں ہوئے ہیں حالانکہ اِنہیں خود بھی سمجھناچاہئے کہ آج اِن کی.بڑھتی عمراور

اکثر مواقعوں پر دورانِ خطاب و گفتگو لفظوں اور جملوں کی ادائیگیوں میں اِن کی لڑکھڑاتی زبان اِس بات کا قطعاََ تقاضہ نہیں کرتی ہے کہ اَب یہ بطور وزیراعلیٰ سندھ زیادہ عرصے تک قائم رہ کر اپنی اہم ذمہ داریاں سطحی طور پر انجام دیں ،آج حقیقتاََ ایک وجہ یہ ہے کہ اَب اِن کی بطور وزیراعلیٰ سندھ انجام دی جانے والی خدمات میں اتنا دم خم باقی نہیں رہا ہے کہ یہ بطور وزیراعلیٰ سندھ اپنے احکامات اُس طرح نبھا سکیں جس طرح مُلک کے دیگر صوبوں کے وزراء اعلیٰ دبنگ طریقے سے اپنے صوبوں اور وفاق کے سامنے پیش ہو کر اپنا اور اپنے صوبے کا موقف پیش کرتے ہیں اور اپنے احکامات پر عمل کرواتے ہیں اور اپنے اپنے صوبوں میں اپنی پارٹی اور اپنے افکار و نظریات کا پرچار کرکے قوانین کا نفاذ کراتے ہیں۔

اَب ایسے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ صاحب سب کچھ ٹھیک ہے مگر..؟؟پی پی کا احتساب اور محاسبہ بھی ضروری ہے ایسے میں میرا خیال یہ ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے اپنے قیام سے لے کر آج تک (آپ اور مجھ سمیت) میری پاکستانی قوم اپنے ماضی سے سبق سیکھنے کی عادی نہیں رہی ہے،ایسا ہمیشہ میرے اور میری قوم کے ساتھ ہی ہوتا آیا ہے، کیوں کہ ہمیں اپنے ماضی کو یاد رکھنے اور اِس سے سبق سیکھنے کی عادت نہیں رہی ہے،آج اگر دنیا کی دیگر اقوام کی طرح ہمیں بھی اپنے ماضی کو یاد رکھنے اور اِس سے سبق سیکھنے کی عادت ہوتی تو یقیناََ آج ہم بھی دنیا کی عظیم اقوام میں شمار ہو رہے

ہوتے ۔۔ ایسا نہ ہونا ہی ہماری پستی اور تباہی کا ایک بڑا سبب ہے۔

بہر حال ۔۔!! موجودہ حالات میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہمیں بھی خطۂ جنوبی ایشیا سمیت دنیاکے دوسرے ترقی یافتہ اور اچھی شہرت رکھنے والے ترقی پذیر ممالک کی صفحوں میں شامل ہونے کے لئے کچھ نہیں تو تھوڑا بہت اپنے ماضی میں جھانک کر ضرور کچھ ناں کچھ سیکھنا ہوگا ورنہ ہم اپنے ماضی سے کچھ نہ سیکھ کر یوں ہی پستی اور گمنامی میں دھنستے چلے جائیں گے جیساکہ آج ہم اپنے ماضی سے کچھ نہ حاصل کرکے سیاسی، معاشی، معاشرتی ، اخلاقی اور مذہبی روایات کے اعتبار سے بھی زمین بوس ہوتے چلے جارہے ہیں

۔

ہاں تو میں بات کررہاہوں سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ صاحب کی جو اُس عمر کو پہنچ گئے ہیں جس میں اِنسان کا چلنا پھرنا اور ہلکی پھلکی ذمہ داریاں نبھانا بھی مشکل ہوجاتاہے اور آج واہ بھئی ۔۔!! بڑی ہمت اور حوصلے کی بات ہے کہ ایک ہمارے سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ صاحب ہیں جو کہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ آج اِن کی عمراِن چیخ چیخ کر تقاضہ کررہی ہے کہ سائیں شاہ صاحب ۔۔۔!! چھوڑیں اپنی یہ سائیں سرکار، ورکار۔۔۔!! اَب یہ آپ کے بس کی بات نہیں رہی ہے ،ہاتھ میں تسبیح پکڑیں اور جائیں ، کسی مسجد میں بیٹھ کر اللہ ، اللہ کریں اور اپنے ماضی اور حال کے اچھے بُرے اعمال پر اپنی

بخشش کا سامان کریں اور دنیاوی اور آخروی زندگیوں کو بہتر بنانے کے انتظامات کریں یاد رکھیں کہ اَب اِس عمر میں پہنچ کر وزیراعلیٰ کا منصب آپ کو اجازت نہیں دیتا ہے کہ، آپ وزیراعلیٰ کی ذمہ داریاں اِس ہلکے پھلکے انداز سے نبھائیں جس کا کسی پر کوئی اثر ہی نہ ہواور بقول آپ کے جس کا جو جی چاہیئے وہ سندھ میں آکر آپ کو بائی پاس کرے اور اپنی مرضی سے وہ سب کچھ کرکے چلاجائے جیساوہ چاہتاہے ،جس پر سائیں کو اپنی حیثیت اور عہدہ بے معنی اور بے مطلب سا لگنے لگے ۔

تواِیسے میں سائیں سرکار..بڑے صاحب...!!اَب ایسے میں آپ کو خود اپنی حیثیت اور وقار کاخیال رکھناچاہیئے اور اپنااور اپنی پارٹی اوراِس کی اعلیٰ قیادت سمیت دیگر لوگوں کا ضرور خود بھی محاسبہ کرناچاہیئے جن کی کہیں نہ کہیں ہونے والی غلطیوں اور کوتاہیوں اوراِن کے کرپشن سے نیب اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کے شکنجوں میں آپ کی پارٹی کے لوگ جکڑے جارہے ہیں ایسا کیوں اور کیسے ہورہاہے..؟؟ آپ کو یہ بات مان لینی چاہیئے کہ آپ کی حکومت میں رہتے ہوئے آپ کی پارٹی کے لوگوں میں ضرور ایساکچھ کیاہے جس کی بنیاد پر آپ کے لوگوں کے خلاف نیب اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کارروائیاں کررہے ہیں،ایسے میں آپ کا یہ شکوہ غلط ہے کہ آپ کو آپ کے لوگوں اور سندھ کے اداروں میں تعینات کرپٹ عناصر کی سرکوبی کے لئے کی جانے والی نیب اور قانون

نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائیوں میں اعتماد میں نہیں لیا جارہا ہے۔
تو ٹھیک ہے ایسا کرنا نیب اور فورسز کا حق ہے کہ وہ آپ کو کرپٹ عناصر کے خلاف کی جانے والی اپنی کسی بھی کارروائی سے کیوں ..؟اور کس لئے آگاہ کریں..؟؟یہی تو نیب اور فورسز کا سرپرائز ہے، جو سندھ کے کرپٹ عناصر کی گرفتاریوں کے بعد آپ کو اور قوم کو ملتا ہے اور اِس پر آپ کا وفاق سے یہ شکوہ کہ کہ نیب اور فورسز نے سندھ میں اپنی کارروائیوں سے قبل آپ کو اعتماد میں نہیں لیا اور آپ کو آگاہ نہیں کیا...؟؟آپ کا وفاق اور نیب اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے یہ شکوہ بڑا بے معنی اور مضحکہ خیز سا لگتا ہے۔
سائیں صاحب...!!آج اگر نیب اور قانون نافذ کرنے والے ادارے سندھ میں کرپٹ عناصر کے خلاف کسی کارروائی سے پہلے (آپ کو یا) کسی کو آگاہ کرتے تو نیشنل ایکشن پلان کے تحت سندھ میں ہونے والی کارروائیوں سے قطعاً ایسے حوصلہ افزاء نتائج کبھی بھی نہ نکلتے جیسے کہ آج سامنے آرہے ہیں، تو ایسے میں سائیں سرکار..وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب...!!آپ کو چاہئے کہ اَب نیب اور فورسز کو اِن کا کام کرنے دیں جس کے لئے یہ ادارے قائم کئے گئے ہیں آج ویسے بھی نیب بڑے سالوں بعد اپنی اچھی اور حوصلہ افزا کارروائیاں کر رہا ہے جس کے لئے یہ ادارہ بنایا گیا تھا اِسے فورسز کے ساتھ مل کر اپنا کام کرنے دیں

اِس کے اچھے بھلے کاموں میں رغنہ نہ ڈالیں اور جب یہ سندھ میں کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرلے گا تو پھر یہ ادارہ ایسی اور سخت کارروائیاں مُلک کے دوسرے صوبوں میں موجود کرپٹ عناصر کے خلاف بھی بھرپور طریقے سے کرے گا آج سندھ ہے تو کل دوسرا صوبہ ہوگا جیسا کہ اَب آہستہ آہستہ نیب اپنا احتسابی عمل مُلک کے دوسرے صوبوں کی جانب بھی بڑھارہاہے تو سائیں قائم علی شاہ صاحب ..!اَب آپ اپنی بڑھتی عمراور بل کھاتی لڑکھڑاتی زبان اور سُن دماغ کو ریسٹ دینے کی وجہ بناکر خود ہی وزیراعلیٰ سندھ کے منصب سے مستعفی ہوجائیں اور اپنی جگہہ کسی ایسے دبنگ شخص کو یہ عہدہ سونپ دیں جو وفاق سے سندھ کا مقدمہ دبنگ انداز سے لڑکراپنا موقف وفاق سے منوالے معاف کیجئے گا میری بات کو سائیں سرکار..وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب بھی سمجھیں اور ساتھ ہی میرا یہ نقطہ پی پی کی اعلیٰ قیادت کو بھی چاہئے کہ اچھی طرح سمجھے اور سوچے کہ جلد سندھ کا وفاق سے مقدمہ لڑنے کے لئے کسی مضبوط اور کرپشن سے پاک ایسے دبنگ جیالے کو بطوروزیراعلیٰ سندھ کا عہدہ سونپ دے جو حقیقی معنوں میں دبنگ ہو اور جس کی عمر بھی کم ہونے کے ساتھ ساتھ دورانِ خطاب و گفتگو زبان بھی نہ لڑکھڑائے اور نہ بل کھائے تو وفاق وسے سندھ اچھی طرح سے اپنامقدمہ لڑ سکتاہے ورنہ نہیں۔

اَب ایسے میں اجازت لینے سے پہلے میں ایک مرتبہ پھر وزیراعلیٰ سندھ سید قائم

علی شاہ صاحب کو معذرت کے یہ کہوں گا کہ سائیں آپ ہی اپنی عمر و شخصیت اور وزیر اعلیٰ سندھ کے عہدے کے ساتھ انصاف کریں اور اِس اہم عہدے سے مستعفی ہو جائیں کیوں کہ اَب آپ کی عمر اِس اہم عہدے کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے کچھ مناسب نہیں ہے۔

پی پی پی اور ن لیگ کے ماضی کے تعلقات اور

پی پی پی اور ن لیگ کے ماضی کے تعلقات اور آصف و بلاول زرداری بھٹو کی گرما گرم تقاریر۔۔۔۔

آہ۔۔!! لاہور میں ورکرز کنونشن سے بلاول زرداری بھٹو کا خطاب اور جمہوریت کا ڈی ریل ہوتا جمہوری عمل۔۔۔

اِس میں شک نہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ ہی سے جمہوریت کی دلدادہ اور آمریت کے خلاف ہمیشہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوئی ہے آج یہی وجہ ہے کہ مُلک میں جمہوریت کی آبیاری کے لئے آمریت کے خلاف لڑتے لڑتے پی پی پی کے حصے میں ہر بار ہی شہادت کے درجات آئے ہیں یوں دِنوں ن لیگ جس جمہوریت کی علمبردار بنی دکھائی دیتی ہے اِسے یہ جمہوریت بھی (انمٹ اور ہمیشہ تاباں رہنے والی) پی پی پی کی قربانیوں کی ہی مرہونِ منت ملی ہے۔

اِس تو انکار کسی بھی صورت ممکن ہی نہیں ہے کہ مُلک میں جمہوریت کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید رانی وفاق زنجیر و عالمِ اسلام کی پہلی خاتون وزیراعظم کی نشانی محترمہ بے نظیر بھٹو جیسی عظیم شخصیت کی شہادت نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی اور مُلک کے لئے سرمایہ افتخار ہیں بلکہ دُنیا میں جہاں

کہیں بھی جمہوریت کی تاریخ کی کتابوں کے ابواب لکھے جائیں گے اُن میں بھی شہید ذوالفقار علی بھٹواور بے نظیر کی شہادتوں کی داستانیں سُنہرے حروفوں درج ہوں گیں اورانہیں دنیاجمہوریت کے لئے ہمیشہ عظیم سرمایہ تصور کرے گی۔
آج کم از کم میرے دیس پاکستان میں تو جمہوریت کی نشونماکے لئے ذوالفقار علی بھٹواور بینظیر بھٹوکی شہادتوں کوملک کے کسی بھی کونے سے کبھی بھی کوئی سیاسی ومذہبی جماعت اور کوئی اپنی جان کانذرانہ پیش کرکے چیلنج نہیں کرسکتاہے،اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اَب حکمرانوں اور سیاستدانوں میں اتنی ہمت اور دم خم بھی تو نہیں رہاہے کہ وہ سیاست میں قومی خزانے سے حاصل ہونے والی دولت کی چکاچوند کو چھوڑ کر خالی خولی اے وئیں جمہوریت کے لئے کسی آمر سے لڑتے ہوئے بھٹواور بے نظیر کی طرح اپنی جانوں کانذرانہ پیش کردیں جبکہ دورِ مشرف میں ایساایک موقعہ ہمارے موجودہ وزیراعظم عزت مآب جنابِ محترم میاں محمد نواز شریف کے ہاتھ بھی تو آیاتھا جواِنہوں نے گنوادیاتھاحالانکہ تب نواز شریف چاہتے تو یہ مُلک میں اُس وقت کی لولی لنگڑی ہی صحیح پر جمہوریت اور اپنی جیسی تیسی حکومت کی بساط پلٹے جانے پراُس دور کے مشرف جیسے آمر سے لڑتے اور لڑتے اپنی جان دے دیتے اور شہید ذوالفقار علی بھٹواور شہید رانی بینظیر بھٹوکی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ بھی امر ہوجاتے مگراُس وقت اِنہوں نے ایسانہیں کیااور مشرف سے ایک خفیہ معاہدہ کرکے دس سال کے لئے سرزمین

حجاز سعودی عرب چلے گئے یہ بھی نہ صرف پاکستانیوں بلکہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ مشرف نے اُس وقت کے ہمارے جمہوری حکمرانوں کی جمہوری حکومت کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا تھا حالانکہ ہمارے اُس وقت کے جمہوری حکمران حق پر تھے مگر پھر بھی اِنہوں نے مشرف سے ٹکر لینے کے بجائے اِسی میں اپنی عافیت جانی کے آمر سے جمہوریت بچانے کے چکر میں لڑتے لڑتے کہیں ذوالفقار علی بھٹو شہید اور شہید بے نظیر بھٹو کی طرح اِنہیں بھی کہیں مشروف جیسا آمر قصہء پارینہ نہ بنادے،یوں اُس وقت کے ہمارے حاکم الوقت (دوسری بار کے وزیراعظم نواز شریف)آمر جنرل (ر) پرویز مشرف سے ایک معاہدے کے تحت دس سال تک کے لئے مُلک بدر ہوگئے۔

بہر حال ..!!اُس وقت جو ہوااور جیسا کہااور سُنا کیا گیاسب ٹھیک ہی ہوااور آج الحمدللہ ..!!مُلک میں اُن ہی مشرف کے ہاتھوں مُلک بدر یا جلاوطن کئے جانے والوں کی ایک جیتی جاگتی حقیقی جمہوریت کے ثمرات روزِ روشن کی طرح مُلک کے کونے کونے میں جگمگارہے ہیں اور مُلک بھی لڑکھڑاتے بل کھاتے اپنا آپ سنبھالتے آہستہ آہستہ رینگتا ہوا خود کو جمہوریت کے سہارے اپنی کوکھ میں چھپے دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرتے ہوئے اپنی اصل منزل کی جانب چل پڑا ہے۔

بیشک۔۔!! جس کا سارا سہرا موجودہ وزیراعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کے سر جاتا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یوں ہی آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن سمیت مُلک بھر میں دہشت گردوں اور سیاسی اور قومی اداروں میں اہم عہدوں پر فائز بیوروکریٹس کی صورت میں سول اداروں میں بیٹھے لوٹ مار کرنے والے (لٹن پیو) کرپٹ عناصر کے خلاف کارروائیاں جاری رہیں تو ملک بہت جلد دہشت گردوں اور ظاہر و باطن نظر آنے والے کرپٹ عناصر اور مُلک اور قوم اور قومی خزانے کو نقصانات پہنچانے والے ناسُوروں سے پاک ہو کر اپنی نئی سمت کا تعین کرلے گا اور پھر ہر طرف سے ایک حقیقی اور دورِ جدید کے نئے پاکستان کی مثبت انقلاب آفرین صدائیں بلند ہو رہی ہوں گیں۔

بہر کیف۔۔!! اِس انکار نہیں ہے کہ پی پی پی کے سربراہان شہید ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت مُلک میں جمہوریت کے لئے امر رہیں گیں جن کی شہادت پر کسی کو انگلی اُٹھانے اور شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر آج کوئی مُلک میں حقیقی معنوں میں جمہوریت کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت پر اپنا سیاسی قد بڑھانے کے لئے شک کرتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ پی پی پی دہشت گردوں سے ملی ہوئی ہے، تو معذرت کے ساتھ ایسے قد کے سیاسی ٹٹوؤں کو اپنی اصلاح ضرور کرلینی چاہئے۔۔اِس پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اور بس سب کچھ (پی پی پی پر لگائے جانے

والے دیگر الزامات اور شک و شبہات لا کھ) ٹھیک ہو سکتے ہیں اور پی پی پی میں لا کھ ناقابلِ برداشت بُرائیاں مزید ہو سکتی ہیں مگر پھر بھی میں اتنا ضرور کہوں گا کہ پی پی پی کسی بھی حوالے سے دہشت گردوں سے نہیں مل سکتی ہے آج اگر واقعی ایسا ہے جیسا کہ کہا جارہا ہے کے پی پی پی دہشت گردوں یا مُلک دُشمن عناصر سے رابطے میں ہے یا اِن کی کسی نہ کسی طرح سے مدد کر رہی ہے تو پھر حکومت کو چاہئے کہ پی پی پی کے خلاف بھی ایسا ہی سخت ترین ایکشن لے جسطرح حکومت دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کے خلاف کارروائی کر رہی ہے اِس میں پھر کوئی دیر نہ کی جائے ورنہ سب کچھ چوپٹ ہو جائے گا۔

اگرچہ گزشتہ انتخابات میں ناکامی کا سامنا کرنے کے بعد اِن دِنوں پاکستان پیپلزپارٹی کی قیادت کو شدت سے یہ احساس ہونے لگا ہے کہ اگر موجودہ حالات میں چیخ چلّا کر بھی پارٹی امیج کو نہ بڑھایا گیا تو کہیں اگلے جنرل انتخابات سے قبل پی پی پی کی رہی سہی سیاسی بساط بھی نہ لپیٹ دی جائے آج اپنے اِسی احساس اور سُبکی کو ختم اور دور کرنے کے لئے پی پی پی کی اعلیٰ قیادت سے لے کر کارکنان اور جیالوں کی سطح تک کے لوگ باہم متحد و منظم ہو کر مُلک بھر میں ن لیگ کی موجودہ حکومت کو تنقید کا نشانہ بنا کر اپنے اپنے وجود کے ساتھ آکسیجن پر پڑی پی پی پی کو زندہ رکھنے کی کوششوں میں سرگرمی سے مصروفِ عمل دِکھائی دیتے ہیں۔

آج اگلے عام انتخابات میں ن لیگ سے مقابلہ کرنے کے لئے پی پی پی نے یہ راستہ ڈھونڈا ہے کہ موجودہ حالات میں ن لیگ کا مقابلہ کرنے کے لئے مفاہمت اور افہام و تفہیم کی پالیسی کو ترک کر دیا جائے اور حقیقی سیاسی حریف کے روپ میں سامنے آ کر پی پی پی کا وہ چہرہ روشناس کیا جائے جسے پچھلے اقتدار کے دوران پی پی پی چھوڑ چکی تھی یوں پچھلے کسی دِنوں اِسی حکمتِ عملی پر عمل شروع کر دیا گیا ہے اور پی پی پی کی اعلیٰ قیادت بھرپور طریقوں سے اپنی اِس غیر مفاہمت پسندانہ اور حقیقی سیاسی حریفوں والی پالیسی پر عمل پیرا ہے اِس سلسلے کو آگے بڑھانے کی ابتداء پہلے پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے اپنے خطابات اور پریس کانفرنسز سے کر دی ہے اور اَب جسے پی پی پی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹو تیزی سے مزید آگے بڑھانے کا بیڑا اپنے کاندھوں پر اُٹھانے کا عزم کرکے میدانِ سیاست میں اپنی نوجوانی کے بھرپور جوش اور جذبے کے ساتھ کود پڑے ہیں۔

گزشتہ دِنوں جس کا اظہار پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹو نے لاہور میں ورکرز کنونشن سے خطاب کے دوران کچھ یوں کیا کہ ”پنجاب پر مسلط لوگ عوام کے لئے عذاب سے کم نہیں ، لاہور کو دہشت گردوں کے یاروں کے حوالے کر دیا گیا ہے،“ اِس موقع پر اِن کا یہ دعویٰ تھا کہ ”آپریشن ضرب عضب ہم نے

سال پہلے سوات میں شروع کیا تھا، کشکول توڑنے کی دلکش اور دلفریب باتیں کرنے 7 والے آج قرضہ لے کر بغلیں بجارہے ہیں'' جیسے اپنے خطاب میں بلاول نے ورکرز سے پوچھاکہ'' 6 ماہ میں بجلی لانے کا چیخ چیخ کر وعدہ اور بڑے بڑے دعوے کرنے والوں کو کس نام سے پکاروں..؟؟ملک نے بھی اور ہم نے بھی آپ کی گڈ گورننس دیکھ لی'' نندی پور کے حوالے سے نیب کی کارکردگی پر بلاول کا کہنا تھاکہ ''نندی پور معاملے پر نیب کی ٹانگیں کیوں کانپ رہی ہیں، اَب وقت تبدیل ہوچکاہے، حکمران اپنی سمت دُرست کرلیں، آنے والاوقت عوام کا ہے، موٹروے اور میٹرو کے نام پر لوگوں کو بے وقوف نہیں بنایاجاسکتاہے، غریبوں کی کمائی ن لیگ والے لوٹ کرلے جاتے ہیں، پی آئی اے ،اسٹیل ملز اور دیگر اداروں کو کوڑیوں کے مول بیچاجارہاہے، مگر ہم ایسانہیں ہونے دیں گے'' (جبکہ بلاول کا اداروں کی فروخت کے حوالے سے جذباتی خطاب تو ٹھیک ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ پی پی پی خود بھی قومی اداروں کی نج کاری کی حامی ہے جس سے متعلق پی پی پی اور حکومت میں گٹھ جوڑ ہے) اپنے خطاب میں بلاول زرداری بھٹو نے حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ ''حکمرانوں کو جو کرنا ہے وہ سیاسی انتقام سے نہیں بلکہ عدل اور انصاف سے کریں، کسی کو سیاسی انتقام کانشانہ نہ بنائیں'' اِن کا کہنا تھاکہ '' انتقام کی سیاست کی روش ختم کی جائے،ہم شہیدوں کے وارث ہیں اور ہم پر ہی دہشت گردی کے الزامات لگائے جارہے ہیں'' (اُوہ..!! میرے یار بلاول..!! اِس پر غصہ کرنے یامفاہمت کی اپنی ازلی اور دائمی پالیسی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے

کے بجائے اِس کا مقابلہ کرو، کچھ نہ کچھ تو ایسا ضرور ہو گا ہی جس سے متعلق الزامات لگائے جا رہے ہیں تمہاری تو پکی اور سچی سیاسی جماعت ہے اِس الزام پر ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں سامنا کرو اور ڈٹ کر مقابلہ کرو اور عدالت سے رجوع کرکے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردو) اپنے اِسی خطاب میں بلاول کا کہنا تھا کہ ’’ وزیراعظم نواز شریف کہتے ہیں کہ مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے قوم ایک صفحے پر ہے ‘‘ جیسے بلاول نے اپنے خطاب میں وزیراعظم کو طعنہ دیتے ہوئے کچھ یوں یاد دلانے کی کوشش کی کہ ’’شاید وہ بھول گئے ہیں کہ میں نے ہی سب سے پہلے مذاکرات کے وقت دہشت گردوں کو للکارا تھا‘‘ یوں اِن کا کہنا تھا کہ ’’ درحقیقت حکمراں اَب میرے پیچ پر آئے ہیں‘‘ اور بلاول نے اپنے خطاب کا جیسے اختتام اِس جملے پر کیا کہ ’’ کشمیر کی بات نہ کرنے والے سے مفاہمت نہیں ہو سکتی ہے‘‘۔

اِس میں شک نہیں ہے کہ لاہور میں منعقدہ پارٹی ورکرز کونشن میں پی پی پی کے نوجوان چیئرمین بلاول زرداری بھٹو کی تقریر کسی پکے اور استاد اور جوشیلے جیالے نے لہو کو گرما دینے والی تقاریر لکھنے کے ماہر جیالے نے تقریر لکھی تھی مگر اس تقریر کو صرف بلاول زرداری بھٹو نے اسٹیج سے پڑھی تھی یہاں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جس نے بھی بلاول زرداری بھٹو کو یہ تقریر لکھ کر پڑھنے کے لئے دی تھی کم از کم اُسے تو خیال کرنا چاہئے تھا کہ وہ تقریر لکھتے وقت حکمران

جماعت کا خیال رکھ لیتا اور کم از کم بلاول جیسے بھولے بھالے معصوم بچے سے تو ایسی جذباتی اور بھڑکیلی تقریر نہ کرواتا جسے ابھی سیاسی میدان میں کودے ہفتہ آٹھ ہی دن ہوئے ہیں، کسی اور کی لکھی ہوئی تقریر پڑھنے سے پی پی پی والے خود یہ سوچیں کہ بلاول کا کیسا امیج گیا ہے۔۔۔؟؟۔

آج جیسا سندھ میں وفاق کررہا ہے کیا یہ ٹھیک نہیں ہے...؟

کیا سندھ سے وفاق تک غیر مفاہمتی اور انتقامی سیاست کا آغاز ہوگیا ہے.؟ کیا ہونے والا ہے. ؟

جب صوبے کرپٹ عناصر سے نرمی برتیں تو پھر وفاق کو یہی کچھ کرناپڑتاہے...، آج جیسا سندھ میں وفاق کررہا ہے کیا یہ ٹھیک نہیں ہے...؟؟

آج سندھ سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعت پی پی سمیت دیگر جماعتوں کے قائدین اوراِن کے کارکنان کا یہ خیال ہے کہ اگر وفاق نے سندھ سے غیر مفاہمتی اور انتقامی سیاست کی روش نہ بدلی تو کیا یہ تصور کرلیاجائے...؟؟ کہ آنے والے وقتوں میں سندھ اور وفاق کی سیاست میں جو رنگ چڑھنے والاہے وہ نہ صرف سندھ اور وفاق کے لئے نقصان کا باعث ہوگابلکہ اِس کا منفی اثرملک کے دیگر صوبوں پر بھی پڑے گاجس سے صوبوں اور وفاق کے درمیان قائم وفاق کا وقار مجروح ہوگااور وفاق تنہارہ جائے گاموجودہ حالات میں جہاں یہ خدشہ ہے تووہیں کیا یہ کوئی المیہ بھی بن سکتاہے..؟؟ آئندہ جو کئی سوالات کو جنم دے گا۔

جبکہ اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں وفاق کا سندھ سے

روا رکھا جانے والا غیر مفاہمتی اور غیر لچکدارانہ رویہ کیا اِس جانب واضح اشارہ نہیں دے رہا ہے کہ آنے والے وقتوں میں سندھ اور وفاق کے درمیان سخت آزمائشوں اور پریشانیوں میں اضافہ کردینے والا سیاسی ماحول پروان چڑھنے والا ہے جس کے لئے تدارک کے لئے اہلِ سیاست کا قوی خیال یہ ہے کہ ایسی کسی صورتِ حال کو پیدا ہونے سے قبل ضرورت اِس امر کی ہے کہ سندھ اور وفاق اپنے مسائل خندہ پیشانی سے حل کرنے اور صوبے سے کرپٹ عناصر کا سختی سے قلع قمع کرنے کے لئے افہام و تفہیم سے ایسی کوئی بیچ کی راہ نکالیں کہ سندھ اور وفاق کے درمیان ایسی کوئی نوبت ہی پیدا نہ ہو جس سے سندھ اور وفاق کے تعلقات خراب ہوں یعنی یہ کہ وفاق سندھ سے کرپٹ عناصر کو قانون کے مطابق گرفت میں لائے اور اِنہیں سخت ترین سزائیں دے کر نشانِ عبرت بنادے اِس طرح سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی..

تو ذرا سوچیں کہ یہ کتنا اچھا ہوگا مگر اِس کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ وفاق کے اِس نیک کام میں پہلے سندھ کو دو قدم خود سے آگے بڑھ کر وفاق کو خوش آمدید ضرور کہنا ہوگا ۔آج اگر یہی کام جو سندھ میں وفاق کرپٹ عناصر کی سرکوبی کے لئے نیب سے رینجرز کی معاونت سے کرا رہا ہے اگر کرپٹ عناصر کے خلاف یہی اقدامات سندھ کے خود کو مخلص اور ہمدرد کہنے والے حکمران اور سیاستدان خود کر رہے ہوتے تو وفاق کو کیا ضرورت پڑی تھی....؟؟ کہ وہ سندھ میں کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے سندھ کے انتظامی امور میں مداخلت کرتا یا اپنی ٹانگیں آڑاتا...اور اے وئیں.. سندھ اور

وفاق کے درمیان کوئی سیاسی تناؤ کا ماحول پیدا کرتا...؟؟۔
اگرچہ اِس سے قطع نظر کہ گزشتہ کئی سالوں سے سندھ میں سیاست دانوں اور بیوروکریٹس نے قومی اداروں اور قومی خزانے کا جو اور جتنا بیڑا غرق کیا ہے آج یہ ہر محب وطن پاکستانی کے لئے بھی باعث تشویش ضرور ہے مگراِس کا یہ بھی ہرگز مطلب نہیں ہونا چاہیئے کہ سندھ کے کرتادھرتا اپنے صوبے میں ہونے والی کرپشن پر آنکھ بند کرکے خاموش بیٹھے رہیں اور جب سندھ کے کرپٹ عناصر کے خلاف وفاق اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کرپٹ عناصر کے خلاف شکنجے تنگ کرے تواِس پر سندھ کے سورما وفاق کا ساتھ ہی نہ دیں۔
آج یہ کتنی عجیب اور حیرت کی بات ہے کہ اُلٹا خود کو سندھ کے اصل مالک کہلانے والے اپنی ناک کے نیچے کرپٹ عناصر کے بدنامِ زمانہ کرپٹ کرتوتوں پرپردہ ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں اوراِن کرپٹ عناصر کو وفاق سے بچاکر اپنی بغل میں چھپارہے ہیں اور یہ جتانے کی کوشش کررہے ہیں کہ وفاق نے پی پی پی کی ماضی کی مفاہمتی پالیسوں کے جواب میں انتقامی سیاست کا راستہ اپناکر پی پی پی کو اپنے ہی صوبے سندھ میں دیوار سے لگانے اور پی پی پی کو کمزور کرنے کے لئے سندھ میں کرپٹ عناصر کے خلاف نیب اور رینجرز کے ساتھ مل کر کارروائیاں شروع کیں ہیں آج یہی وجہ ہے کہ سندھ سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعت خاص

طور سے پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین اور اِس کے ہر درجے کے جیالوں اور جیالیوں کا برملا یہ کہنا ہے کہ وفاق کو جیسے صرف سندھ میں ہی سب سے زیادہ کرپشن اور کرپٹ عناصر نظر آرہے ہیں باقی مُلک کے دیگر صوبوں میں کچھ نہیں ہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین اور پی پی کے کارکنان کی یہی غلط فہمی ہی تو ہے جس نے اِنہیں وفاق کے خلاف سیاسی طور پر سینہ سپر کردیا ہے اور موجودہ حالات واقعات میں نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ پی پی کے قائدین اور جیالوں نے وفاق کے غیر مفاہمتی رویوں اور غیر لچکدارانہ سلوک کو اپنی عزت اور اپنی بقا کا مسئلہ بنا کر سیاسی جنگ میں اپنی بھی مفاہمتی خصلت اور اپنے ہر قسم کے لچکدارانہ قول و کردار کی کشتیاں جلا کر وفاق اور ن لیگ کی حکومت سے بھرپور طریقے سے اپنی پوری قوت کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے کی ٹھان لی ہے جس کا اظہار گزشتہ دِنوں سندھ کے سینئر وزیر خزانہ سید مراد علی شاہ نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں اِن الفاظ اور جملوں کے ساتھ وفاق کے خلاف کچھ یوں کیا کہ ''وزیراعظم میاں نواز شریف نے ڈھائی سال میں نو مرتبہ مشترکہ مفادات کونسل (سی سی آئی) کا اجلاس نہ بلاکر وفاقِ پاکستان کے آئین کو توڑا ہے، لہذا نواز شریف کو آئین توڑنے کی سزا دی جانے چاہئے اِس سلسلے میں ہم عدالت سے بھی رجوع کریں گے، سندھ کے وسائل اور حقوق کی لوٹ مار کو عملی اقدام سے روکیں گے نواز شریف ایک صوبے کے

بجائے پورے پاکستان کے وزیراعظم بنیں، سندھ کے ساتھ ظلم پر خاموش نہیں بیٹھیں گے، صوبے کی گیس باہر نہیں جانے دیں گے کسی نی ایسا کیا تو مزاحمت کریں گے" اور اِن سے قبل پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری اور چیئرمین بلاول زرداری بھٹو بھی کئی مواقعوں پر وفاق اور ن لیگ کی حکومت سمیت وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے متعلق اپنی جارحانہ سیاست کا انداز اپنا چکے ہیں۔

فی الحال۔۔!!ابھی تو راقم الحرف کو مراد علی شاہ کے اِن الفاظ اور جملوں سے ایسالگ رہاہے کہ اَب جیسے سندھ تعلق رکھنے والی پاکستان پیپلز پارٹی کے سارے ہی سیاسی پینترے باز سیاست دان خود یہ نہیں چاہتے ہیں کہ سندھ میں چھپے کرپٹ عناصر (جو سندھ دھرتی کو برسوں سے لوٹ کھارہے ہیں) وفاق اِن کے خلاف سخت اقدامات کرے اور سندھ کو کرپٹ عناصر سے پاک کردے تاکہ آئندہ سندھ کی سرزمین پر صاف سُتھری سیاست پروان چڑھے اور سندھ کرپٹ عناصر سے پاک ہوجائے۔

آج وفاق کی اچھی نیت اور خلوص کو سمجھے بغیر سندھ کے سیاستدان خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین اور جیالے اور جیالیاں طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر وفاق کے خلاف نبردآزما ہونے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے ہر اُس حد کو پار کرنے کے لئے بھی تیار ہیں جہاں

سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس اور ندامت کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا ہے۔

بہر حال ... ! !اَب جو کچھ بھی ہوگا جلد سب کچھ عیاں ہونے کو ہے بس

ذرا سا انتظار چاہئے کہ سندھ اور وفاق کے درمیان غیر مفاہمتی خاموش جنگ اور دونوں کے غیر لچکدارانہ رویوں سے کس کو کیا...؟؟اور کیسا فائدہ حاصل ہوتا ہے...؟؟ اور کس کو ہر قسم کی مفاہمت اور لچک کو چھوڑ کر کیا...؟؟اور کیسے نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے...؟؟؟یوں سب کو یہ بھی جلد لگ پتا جائے گا کہ سندھ اور وفاق کے درمیان جاری غیر مفاہمتی رویوں اور غیر لچکدارانہ سلوک سے کس کے حصے میں کامرانیوں اور کامیابیوں کے چراغ آتے ہیں ...؟؟کس کے حصے میں ندامت کے اندھیرے آتے ہیں۔

سِول و عسکری قیادت ، نیشنل ایکشن پلان اور خارجہ پالیسی

پشاور سانحہ بڈھ بیر ۔ ۔ ۔ !! سِول و عسکری قیادت ، نیشنل ایکشن پلان اور خارجہ پالیسی ۔ ۔ !!

آج مُلک میں سوا سال سے جاری آپریشن ضربِ عضب اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے اہداف حاصل کرنے کے قریب تر ہے تو ایسے میں دہشت گردوں کو بھی اپنی زندگیوں کے ٹمٹماتے چراغوں کو زبردستی روشن رکھنے کی لگی پڑی ہے اَب جس کیلئے دہشت گردوں نے پشاور سانحہ بڈھ بیر ائیر بیس پر حملے کے طرز کی کارروائیاں شروع کردی ہیں مگر یہ تو ہماری پاک فوج کے بہادر اور محبِ وطن سپوتوں کی ہی ہمت اور حوصلہ ہے کہ اُنھوں نے بھارتی بہکاوے میں آئے افغانستان سے پاکستان کے شہر پشاور میں سانحہ بڈھ بیر میں پاک فضائیہ کے کیمپ اور نہتے نمازیوں پر حملہ کرنے والے افغانیوں اور دہشت گردوں کے سینوں کو اپنی آگ برساتی بندوقوں کی گولیوں سے چھلنی کرکے رکھ دیا اور اِن کے ناپاک خون سرزمینِ پاکستان پر گرنے سے پہلے ہی واصلِ جہنم کردیا اور اِن افغان دہشت گردوں اور شیطان کے چیلوں اور بھارتیوں کے یاروں سے لڑتے لڑتے پاکستانی قوم کے بہادر بیٹوں نے خود بھی اپنی عظیم و مقدس جانوں کا نذرانہ عظیم پیش کرکے جامِ شہادت نوش کیا اور رہتی دنیا تک امر ہوگئے۔

آج اپنی پاک فوج کے بہادر سپوتوں اور سیکورٹی اداروں کے بہادر اہلکاروں کی فرائض منصبی کی ادائیگیوں کے دوران جامِ شہادت نوش کرنے پر ساری پاکستانی قوم اپنی فوج اور سیکورٹی اداروں کے اہلکاروں سمیت 29افراد کی شہادت کو سلام پیش کرتی ہے اوراس کے ساتھ ہی پشاور سانحہ بڈھ بیر میں زخمی ہونے والے 29 افراد کی جلد صحت یابی کے لئے بھی ربِ کائنات سے دُعاگو ہے۔

جیساکہ گزشتہ جمعہ 18 ستمبر2015 کو افغانستان کے راستے پشاور میں داخلے ہونے والے چند ٹلکٹ دُشمن دہشت گردوں نے بڈھ بیرکے پاک فضائیہ کے کیمپ پر حملے کا منصوبہ بنایااپنی پوری تیاری سے دہشت گرد آئے مگر ہماری پاک فوج کے بہادرجوانوں اور سیکورٹی پر معمورفرض شناس ہماری قوم کے بہادر سپوتوں نے اپنی جانوں کانذرانہ پیش کرکے جامِ شہادت حاصل کیااور اپنے اِسی فرائضِ منصبی کی ادائیگی کے دوران میری بہادرفوج کے نوجوانوں نے افغانستان سے درآئے دہشت گردوں کو بھی اپنی بندوقوں سے آگ اگلتی گولیوں سے اِن کے سینے بھی چیرڈالے اوراِن کا ناپاک لہوزمینِ خداپر گرنے سے پہلے ہی اِنہیں واصلِ جہنم کردیا۔

اِس میں شک نہیں کہ آج ایک بار پھر میری بہادرفوج کے بہادرنوجوانوں نے یہ

ثابت کردیا ہے کہ ہم اپنے دیس پاکستان کی حفاظت کرنا جانتے ہیں اور ہر اُس دہشت گرد کی آنکھ پھوڑ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو سرزمینِ پاکستان کو میلی آنکھ سے دیکھے گا ہم اُسے واصلِ جہنم کردیں گے جو ہماری پاک سرزمین پاکستان میں اپنے کسی مذموم اور گھناؤنے عزائم کی تکمیل کی نیت سے ہماری سرحدوں کو پار کرکے داخل ہونے کو شش کرے گاآج ساری پاکستانی قوم اپنی پاک فوج اور اپنی قوم کے اُن بہادر سپوتوں کو سلام پیش کرتی ہے جنھوں نے جمعہ اٹھارہ ستمبر کو پشاور کے بڈھ بیر کے پاک فضائیہ کے کیمپ پر دہشت گردوں کے ہونے والے حملے کو ناکام بنایااور جامِ شہادت نوش کیا اور ہماری فوج کے بہادر نوجوانوں نے بھارت کے بہکاوے میں افغانستان سے آنے والے دہشت گردوں کو اپنی آگ اُگلتی بندوں کی گولیوں سے نشانہ بناکر اُنہیں واصلِ جہنم کیا۔

اِن دِنوں جس طرح مُلک میں دہشت گردی اور کرپشن کے خاتمے کے لئے نیشنل ایکشن پلان کے تحت سواسال سے جاری آپریشن ضربِ عضب دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر پر کاری ضربیں لگاتا ہواکامیابیوں کی منزلیں طے کرتا ہواتیزی سے اپنے اہداف کی جانب بڑھتاجارہاہے جس سے مُلک دُشمن دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر پر قیامت کا لرزہ طاری ہے اور وہ اپنی زندگیوں کے ٹمٹماتے چراغوں کو زندہ رکھنے کے لئے اِدھر اُدھر دہشت گردانہ کارروائیاں کرکے اپنے ناپاک اور مذموم عزائم کو آخری سانسیں بھرنے کی کوششوں میں پڑکرابھی واصلِ جہنم ہورہے ہیں

آج اِس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہماری سِول اور عسکری قیادت مُلک سے دہشت گردی اور کرپشن کے ناسُور کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے بھرپور طاقت کے ساتھ ایک پیج پر ہے یہاں اِن کا یوں ایک بڑے عرصے بعد دہشت گردی اور کرپشن کے خلاف ایک صف میں ایک ساتھ شانے سے شانہ ملا کر کھڑا ہونا اور نیشنل ایکشن پلان مرتب کرکے مُلک سے دہشت گردی اور کرپشن کو مربوط اور مستحکم انداز سے ختم کرنے کے لئے کمربستہ ہوجانا یقیناً ایک قابلِ ستائش امر ہے۔

اگرچہ سوا سال قبل شروع ہونے والے آپریشن ضربِ عضب کے اَب تک کے نتائج یہ بتارہے ہیں کہ یہ آپریشن یوں ہی جاری رہا تو بہت جلد دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر پر کاری ضربیں لگتی رہیں گیں اور مُلک میں دہشت گردی اور فرقہ واریت اور کرپشن کو پروان چڑھانے والوں کی کمریں بہت جلد ٹوٹ جائیں گیں اور اِن کم بختوں کا عنقریب بیڑا غرق ہوجائے گا اور ہماری حکومت اور پاک فوج بہت جلد اپنے اِس عزم پاک میں سُرخرو ہوجائیں گیں۔

اَب ایسے میں پاکستانی قوم کی بس ایک یہی دُعا اور اُمید ہے کہ ہماری حکومت اور پاک فوج باہم متحد و منظم ہو کر آپریشن ضربِ عضب سے مثبت نتائج آنے تک

جاری رکھیں جہاں آپریشن ضربِ عضب پاکستانیوں کے لئے اُمیدافزاء ہے تو وہیں خطے کے ممالک سمیت دنیاکے دیگر ممالک کے لئے بھی حوصلہ افزاء ہے تو وہیں سرزمینِ پاکستان پر جاری آپریشن ضربِ عضب اِن ممالک کے بھی اُمیدافزاء اور حوصلہ مند ہے جو پاکستان سے وابستہ سیاسی ، سماجی، اور معاشی مفادات کے لحاظ سے کئی مثبت اور تعمیری پہلو لئے ہوئے ہیں۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ بھارت اور افغانستان کے درمیان ہونے والے گٹھ جوڑ نے خطے کے امن کو خطرات سے دوچار کردیاہے،آج اگرپاکستان سمیت خطے میں دائمی امن کے خواہشمند دیگر ممالک چاہیں تو جنوبی ایشیامیں امن قائم ہوسکتاہے مگراِس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ سب سے پہلے بھارت اور افغانستان کے درمیان ہونے والے گٹھ جوڑ کو ختم کریں یاکرائیں تو پھر کسی حدتک خطے میں قیامِ امن کی اُمیدیں پیداہوسکتی ہیں ورنہ سب کچھ خواب اور سیراب ہی لگے گا۔

یہاں ایک مرتبہ پھر راقم الحرف اپنی یہی بات دُہراناچاہے گاکہ آج بھی پاکستان کی ہمیشہ کی طرح یہی کوشش ہے کہ پاکستان سمیت خطے میں دائمی امن و سلامتی کی فضاء قائم ہوجس کے لئے پاکستان اپنے تئیں اپنی سرزمین سے دہشت گردی کے جڑ سے خاتمے کے لئے نیشنل ایکشن پلان کے تحت آپریشن ضرب عضب شروع

کر چکا ہے جو سوا سال گزر جانے کے باوجود بھی پوری کامیابیوں اور کامرانیوں سے جاری ہے اور پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور عسکری قیادت اِس نکتے پر باہم متحد اور منظم ہے کہ سرزمینِ پاکستان سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک آپریشن ضربِ عضب پوری قوت سے جاری رہے گا یہاں پاکستان کی اپنی سرزمین سے دہشت گردوں اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے جاری ساری کوششیں اپنی جگہ قابلِ ستائش ضرور ہیں مگر ایک صرف پاکستان کی کوششوں سے ہی خطے میں دائمی امن اور سلامتی کبھی بھی قائم نہیں ہو سکتی ہے جبکہ بھارت جیسے شاطر اور عیار ممالک جو منہ پر رام رام اور بغل میں چھری رکھتے ہیں جو خطے میں بزورِ طاقت اپنی چوہدراہٹ کو قائم رکھنا چاہتے ہیں جب تک یہ اپنی روش نہ بدلیں اُس وقت تک خطے میں کیلیے پاکستان کی امن اور سلامتی کی کوششیں بے معنی اور بے مطلب سی ہی رہیں گیں۔

اِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ آج بھارت اپنے مفادات اور اپنے جنگی عزائم کی تکمیل کے خاطر افغانستان میں گھس گیا ہے اَب جس کے لئے بھارت افغانیوں اور افغانستان کی پہاڑیوں میں روپوش کالعدم تنظیموں کے دہشت گردوں اور کارندوں کو ڈالرز دے کر پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے اور پاکستان کے شہروں اور حساس مقامات پر اپنے بھیجے گئے دہشت گردوں سے وقتاً فوقتاً دہشت گردانہ کارروائیاں اور حملے کروا کر اپنے جنگی عزائم کی تکمیل چاہ رہا ہے۔

اَب ایسے میں بھارت کے افغانستان سے وابستہ مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہماری سول اور عسکری قیادت کو ہر حال میں اپنی خارجہ پالیسی کو ازسرِ نو مرتب کرنا ضروری ہوگیاہے اگرابھی ہماری سول اور عسکری قیادت نے بھارت کے افغانستان سے وابستہ مفادات کو توڑنے کے لئے حکمت عملی اور خارجہ پالیسی سے کام نہ لیاتو پھر بھارت اپنی جنگ افغانستان کے راستے ہم سے لڑتارہے گااور ہم اپنے پیاروں کے جنازے اپنے کاندھوں پر (ستمبر2007 سے لیکر پشاور میں پیش آئے سانحہ بڈھ بیر ائیر بیس میں شہید والوں تک)اُٹھاتے رہیں گے اور ہماری ساری امن و سلامتی کی کوششیں ہمارے حصے میں غم کے انمٹ نقوش ڈال کر خالی جاتی رہیں گیں۔

پی پی پی حکومت مخالف گرینڈ الائنس بنانے اور احتجاج کرنے کے بجائے ؟؟؟

آج یہ بات ہر پاکستانی کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار کو گھسیٹنے والی مصالحتوں اور مفاہمتی پالیسیوں کی شکار رہنے والی پی پی پی نے حکومت مخالف گرینڈ الائنس بنانے اور وزیراعظم نواز شریف کی حکومت کے خلاف احتجاج کرنے کا اعلان کیوں کردیا ہے...؟؟ کہیں اِس کی ایک وجہ یہ تو نہیں ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے پچھلے دورِ اقتدار میں مصالحتوں اور مفاہمتوں کی تسبیح جو پروئی تھی یہ اِس کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے تھی، اگر تب پی پی پی ایسا نہیں کرتی تو کہیں یہ اپنے اقتدار کے چند ہفتوں، مہینوں اور پہلے ہی سال میں اپنا بوریا بستر الپیٹ چکی ہوتی اور اگلے سال ہونے والے انتخابات میں یہی جماعت برسرِ اقتدار ہوتی جو آج پی پی پی کے دورِ اقتدار کے خاتمے کے بعد اقتدار کی مسندِ عالیٰ پر اپنے قدم رنجا فرمانے کے بعد قوم کو وعدوں اور طرح طرح کے دلفریب اور دلنشین دعوؤں سے بہلاتے اپنے اقتدار کے اڑھائی سال گزار چکی ہے جس نے پی پی پی کے گزشتہ پانچ سالہ دورِ اقتدار میں پہلے تم .... تو پھر ہم کی پالیسی کی بنیاد پر فرینڈلی اپوزیشن کا طوق اپنے گلے میں لٹکائے رکھا اور پی پی پی کے دورِ اقتدار کی پس پردہ بیک مضبوط کرتی رہی ہے۔

یوں ن لیگ بغیر چوں چراں کئے پی پی پی کے جیسے تیسے لولے لنگڑے اور بے شمار خامیوں سے لبریز دورِ اقتدار کو رینگوانے میں معاون ومددگار بنتے رہنے کے بعد پی پی کے اقتدار کے خاتمے کے بعد مُلک میں ہونے والے انتخابات میں کامیاب ہوئی یعنی کہ ن لیگ جس کے بانی و سربراہ محترم المقام عزت مآب جناب نواز شریف ہیں آج جو خوش قسمتی سے ن لیگ سے مضبوط تعلق کی بناپر مُلک کے تیسرے وزیر اعظم ہونے کا شرفِ عظیم حاصل کر چکے ہیں اور آج وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت میں مُلک میں

جیسا تیسا جو جمہور اور جمہوری اقدار پروان چڑھ رہا ہے یہ اِس کا کریڈیٹ اپنی ذات اور اپنی جماعت سے منسوب کرنے اور کرانے کے گن گاتے پھر رہے ہیں حالانکہ اگر موجودہ حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے تو موجودہ ن لیگ کی سول حکومت کے اوٹ میں مُلک میں 85 فیصد خاموش مارشلا کا دور محسوس کیا جاسکتا ہے جو مُلک کی خارجہ پالیسی سے لے کر منصوبوں کے افتتاح اور سمیٹنے تک متحرک ہے اگرچہ یہ ایک علیحدہ لمبی بحث ہے میں جیسے پھر کبھی کسی اور کالم میں چھیڑوں گا۔

بہر حال..!! آج اور ابھی بات یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ آخر وہ کیا وجہ یا وجوہات ہیں...؟؟ جن کی بناپر اِن دِنوں پاکستان پیپلز پارٹی اپنے پچھلے دورِ اقتدار میں اچھی بھلی ماضی کی فرینڈلی اپوزیشن (سہیلی حزب اختلاف) اور موجود حکومت سے پنجہ آزمائی کرنے پر تلی بیٹھی ہے؟؟ آج جو اور جیسے چند خدشات

میرے دماغ میں جنم لے رہے ہیں پی پی پی کے حکومت.... اور حکومت کے پی پی پی کے ساتھ روا رکھے جانے والے غیر مفاہمتی و مصالحتی اور غیر لچکدارانہ رویوں پر ملک کے ہر شہری کے دماغ میں ایسے کئے سوالات اور خدشات جنم لے رہے ہیں جن کے جوابات ہر پاکستانی پی پی پی کی قیادت کے منہ سے سُننا چاہتا ہے اور پھر یقین کرنا چاہتا ہے کہ آج مفاہمتی اور مصالحتی رسیوں میں جکڑی پاکستان پیپلز پارٹی اپنے اِن رویوں سے کسی سرکش گھوڑے کی طرح یکدم سے کیوں آزاد ہو گئی ہے اور حکومت سے مقابلے کے لئے تیار نظر آتی ہے۔

آج اگر واقعی پی پی پی کی اعلیٰ قیادت اپنے تبدیل ہوتے رویوں کا ٹھیک طرح جواب دینے اور عوام الناس کے ذہنوں میں پائے جانے والے مخصوں اور خدشات کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر قوم پی پی پی کا ساتھ دے گی اور اگر پی پی پی کی قیادت کا اپنے موجودہ رویوں سے متعلق موقف کمزور اور سطحی ہوا تو پھر قوم کسی بھی حال میں پی پی پی کا ساتھ نہیں دے گی بلکہ بلدیاتی اور جنرل انتخابات میں اُلٹا اِس کے لئے پریشانیاں بڑھ جائیں گیں۔

جیسا کہ پچھلے دِنوں کئی ماہ سے دُبئی میں مقیم پاکستان پیپلز پارٹی کی انتہائی اعلیٰ ترین قیادت نے دبئی میں اپنی جماعت کے سینئر عہدیداران و کارکنان اور اراکین صوبائی و قومی اسمبلیوں کا ایک ہنگامی اجلاس بلوایا جس

کا مقصد ن لیگ کے پی پی پی کے ساتھ روا رکھے جانے والے غیر مفاہمتی اور غیر لچکدارانہ رویوں پر کھل کر اظہار خیال کرنے کے بعد سب کی باہمی رضامندی سے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کرنا تھا جو دیر آید درست آید اور تنگ آمد بجنگ آمد پر بھی صادق آتا یوں طویل گھنٹوں کی نشت کے بعد ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا گیا جس کا متن کچھ اِس طرح سے تھا کہ:۔" پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے اپنے ساتھیوں کے باہمی مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں کہا ہے کہ "سندھ حکومت کی امور میں مداخلت نہ رکی تو عوامی سطح پر احتجاج کیا جائے گا (اگرچہ اِس نکتے میں احتجاج کے وقت کا تعین اور نوعیت کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے بس یہ کہہ کر بات آگے بڑھائی گئی) اور کہا کہ حکمران مسلم لیگ کی پیپلز پارٹی کے خلاف انتقامی کارروائیوں اور سندھ حکومت کے امور میں مداخلت کے معاملات پارلیمنٹ میں اُٹھائیں گے پی پی پی کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں اِن معاملات پر بھرپور احتجاج ہوگا جمہوریت اور پیپلز پارٹی کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا اور اجلاس میں خصوص بالخصوص ایسے اختیارات اور بلدیاتی انتخابات میں سیٹ ایڈ جسٹمنٹ سے متعلق امور پر بھی غور کیا گیا،اور اگلے انتخابات میں پی پی پی کی کامیابی یقینی بنانے جیسے بہت سے جوشیلے اور پی پی پی کی گرتی ساکھ کو سہارا دینے کے لئے اقدامات کرنے سے متعلق سخت اور لوزاقدامات اُٹھائے جانے کے فیصلے ہوئے جبکہ یہاں راقم الحرف کا خام اور قوی خیال یہ ہے کہ "آج ن لیگ پی پی پی کے

خلاف جو کچھ بھی سخت اقدام یا اقدامات کر رہی ہے اور اِسی طرح پی پی پی نے بھی ن
لیگ کے رویوں پر اپنی غیر مفاہمتی پالیسی اور غیر لچکدارانہ رویوں کا دامن تھامنے کا اعلان
کیا ہے اصل میں یہ دونوں کی نورا کشتی ہے اور یہ آپسمیں اِس کشتی کا اکھاڑہ سجا کر وقت
(پاس کرنا چاہتے ہیں اور بس...!!) ختم شد

...پھر کوئی نہ کہے ہم سے تو کہا ہوتا.. ہم سے تو سُنا ہوتا

نوازاور بانکی ملاقات، ملاقات میں مسئلہ کشمیر و بھارتی رویوں کاتذکرہ اور اوفاکی کسر پوری ....
بھارت سے کشمیریوں کی آزادی پاکستان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے بس امن وعامہ کی دیوارآڑے آتی ہے..
اِدھر نیویارک سے آنے والی خبروں کے مطابق ہمارے وزیراعظم نوازشریف نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون سے ملاقات کے دوران (اِن کے سامنے بغیر کسی حیل حجت اور ہیچر مچر کے) باضابطہ طورپرورکنگ باؤنڈری اور لائن آف کنٹرول کے پار بھارتی سرحدی خلاف ورزیوں سمیت بھارتی کی جانب سے ورکنگ باؤنڈری پر دیوار بنانے کا معاملہ اُٹھادیاہے اوراِس کے ساتھ ساتھ وزیراعظم نوازشریف نے عالمی ادارے کے سربراہ کو یاددہانی کراتے ہوئے اِس بات پر بھی زوردیاہے کہ ''کشمیر میں استصوابِ رائے کرانا عالمی ادارے کی تاریخی ذمہ داری ہے''۔
جبکہ یہ بڑی خوش آئندہ اور حوصلہ افزاء خبر ہے کہ وزیراعظم نوازشریف اور

بانکی مون کی ملاقات کا دورانیہ جو 15 منٹ پر محیط تھا مگر خطے کو درپیش مسائل کے فوری حل کے لئے باہمی دلچسپی کی بناپر یہ ملاقات 25 منٹ تک جاری رہی جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون نے وزیراعظم نواز شریف کے خطے میں امن وامان کے حوالے سے بھارتی مشکوک کردار اور مسئلہ کشمیر پر بھارتی ضداور ہٹ دھرمی سے متعلق پیش کردہ نکات اور خطے میں بھارتی جنگی جنون کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کے فوری حل کے حوالے سے پوائنٹس خاصی دلچسپی سے سُننے اور اِنہیں فوری حل کے لئے اپنا کردارادا کرنے کی بھی یقین دہانی کرائی ہے۔

یہاں یہ امر بھی یقینا قابل تعریف اور لائق ستائش ہے کہ وزیراعظم پاکستان نوازشریف نے انتہائی دلیرانہ انداز گفتگو اپناتے ہوئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون سے اپنی 25 منٹ کی ہونے والی ملاقات اور کانفرنس سے خطاب کے دوران مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے روارکھی گئی بھارتی ہٹ دھرمی سمیت خطے میں بھارتی جنگی رویے سے عالمی امن کو خطرہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ”کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرایا جائے،پاکستان نے ہمیشہ ہمسایوں سے امن برقرار رکھنے کی کوشش کی،افغان مفاہمتی عمل میں کردارادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں،اقوام متحدہ بھارت کے خلاف پاکستانی شواہد کو سرکاری دستاویز کی حیثیت دے،اقتصادی راہداری سے پورے خطے کو فائدہ

''ہوگا

جبکہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون نے بھی خطے میں بھارت کی جانب سے پیدا کردہ کشیدگی پر اظہارِ تشویش کیا اور مسئلہ کشمیر سمیت خطے کے دیگر مسائل مذاکرات سے حل کرنے پر زور دیا اِس موقع پر اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون نے دنیا بھر میں قیامِ امن کے لئے بالخصوص پاکستان کی جانب سے پیش کی جانے والی قیام امن کے لئے خدمات اور قربانیوں اور کوششوں کی تعریف کی اور اُنھوں نے پاکستان اور بھارت کے مابین جاری کشیدگی پر اظہارِ تشویش کرتے ہوئے اِس معاملے کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرانے کے لئے اپنے تئیں کردار ادا کرنے کی بھی پیشکش کی اور پاکستان اور بھارت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک جلد از جلد مذاکرات کی بحالی پر زور دیں''۔

آج جس طرح اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون نے وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کے دوران خطے کی صورتِ حال اور خطے میں بھارتی تشویشناک قول و کردار پر اپنا اظہارِ تشویش کیا ہے اور خطے میں قیامِ امن کے لئے بھارت اور پاکستان پر مذاکرات کی ضرورت پر زور دیا ہے اِس سے یہ تو واضح ہوا کہ اَب اگر خطے میں جب بھی اور جیسے بھی جنگی حالات پیدا ہوں گے اقوامِ متحدہ بھی اِس کا ذمہ دار بھارتی جنگی جنون کو ٹھیرائے گا۔

چوں کہ آج خطے میں بھارتی ہٹ دھرمیوں کے باعث سرچڑھتا جنگی جنون اِس جانب واضح اشارہ دے رہاہے کہ بھارت خطے میں طاقت کا توازن بگاڑ کر اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کا خواب دیکھ رہاہے آج جس کا جنگی جنون اقوامِ متحدہ اور دنیاکے دوسرے ادارے بھی کھلی آنکھ سے دیکھ رہے اور محسوس کررہے ہیں کہ بھارت خطے میں طاقت کا توازن بگاڑ کر اپنی تھانیداری قائم کرنے کے لئے جنگ کا ماحول پیدا کرنا چاہتاہے۔

اگرچہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون نے تو جنوبی ایشیامیں بھارتی جنگی جنون اور جارحانہ رویوں کی وجہ سے اپنا سخت اظہارِ تشویش کرتے ہوئے اپنے تئیں اپناثالثی کرداراداکرنے کی پیشکش بھی کردی ہے مگر اَب دیکھناتو یہ ہے کہ بھارت اپنے جنگی جنون کی وجہ سے بانکی مون اور اقوامِ متحدہ کے کردار کو قبول بھی کرتاہے کہ نہیں ..؟؟یا پھر اپنی پہلے والی ہٹ دھرمی پر قائم رہے گااور مسئلہ کشمیر استصوابِ رائے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت حل کرنے کے بجائے پھر اقوام متحدہ کے کردار کو اپنے پیروں تلے کچل ڈالے گااور خطے میں اپنی ہٹ دھرمی اور چوہدراہٹ قائم کرنے کے چکر میں غرق رہ کر سارے خطے کو ایٹمی جنگ میں جھونک کر خود بھی نیست ونابود ہوجائے گا۔

بہر کیف۔۔!! نواز و بانکی ملاقات کے دوران ایک بہت اچھی بات یہ ہوئی کہ اِس ملاقات کے دوران ہمارے وزیراعظم نواز شریف نے مسئلہ کشمیر سمیت بھارت کے جنگی جنون کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر مسائل کے حل سے متعلق کھل کر اظہار خیال کیا اور خطے میں بھارتی رویوں اور جنگی جنون اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آئندہ پیدا ہونے والے مسائل اور خطرات سے بھی عالمی برداری کے سربراہ اور دیگر اداروں کو آگاہ کیا جہاں یہ سب کچھ ہوا تو وہیں وزیراعظم نواز شریف نے اپنی اِس ملاقات میں پچھلے دِنوں روس کے شہر اوفا میں وزیراعظم نواز شریف نے بھارتی وزیراعظم سے اپنی ملاقات کے دوران کشمیر کا ذکر نہ کرکے پاکستانیوں اور اُدھر کشمیریوں کو حیران اور پریشان کردیا تھا اِس کا بھی ازالہ کردیا ہے۔

آج اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے گئے وزیراعظم نواز شریف نے اوفا میں کشمیر کا ذکر نہ کرنے کی کسر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون سے اپنی ہونے والی ملاقات کے دوران واشگاف انداز سے کشمیر کا تذکرہ کرکے اوفا کی رہی سہی کسر پوری کردی ہے۔

آج جس پر اِدھر پاکستان میں وزیراعظم نواز شریف کی تعریفوں کے پل باندھنے جارہے ہیں تو اُدھر یقینا کشمیر میں کشمیریوں میں پیدا ہونے والی بہت سی ایسی غلط فہمیاں بھی ختم ہوگئی ہوں گئیں جو اوفا میں وزیراعظم نواز شریف اور

نریندر مودی کے درمیان ہونے والی ملاقات کے دوران وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے مسئلہ کشمیر نہ اُٹھائے جانے کی وجہ سے پیدا ہو گئیں تھیں۔

بہر حال...!!اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کشمیر کو اپنی شہ رگ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے، آج اگر خطے میں امن و سلامتی کا مقصد پاکستان کو مقدم نہ ہوتا تو پاکستان کب کا کشمیر کا مسئلہ بھارت کو گُدی سے دبوچ کر خود ہی حل ... کرا چکا ہوتا... اور کشمیریوں کو بھارتی تسلط اور ظلم و ستم سے نجات دلا چکا ہوتا حالانکہ مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے پاکستان کی کوششوں پر بھارت کی جانب سے اتنا کچھ غلط ہونے کے باوجود ایک پاکستان ہی ہے جو صبر و برداشت کا مظاہرہ کیے ہوئے ہے، آج ورنہ پاکستان کے لئے بھارتیوں سے کشمیر کو آزادی دلانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ جبکہ ساری دنیا سمیت بھارتی بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پاکستان بھارت سے کشمیر کو چند سیکنڈوں، منٹوں اور گھنٹوں میں آزاد کرا سکتا ہے، بس آج اگر پاکستان کے سامنے جو دیوار ہے تو وہ صرف خطے میں امن و عامہ کی ہے۔

آج اگر پاکستان اپنے اکیلے زورِ بازو سے کشمیر کو بھارت سے آزادی دلانے کے لئے کچھ کرے گا تو جنگی جنون اور طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا بھارت سر میں زخم لگے کسی پاگل کُتے کی طرح بے قابو ہو جائے گا جس سے سارا خطہ ایٹمی جنگ کی وادی کی نظر ہو جائے گا بس ایک یہی نکتہ اور خدشہ ہے جو پاکستان کے سامنے آن کھڑا ہوتا۔ آج ورنہ پاکستان کے لئے کشمیریوں کو بھارتی ظلم وستم اور تسلط سے آزادی دلانا کوئی مشکل نہیں ہے، اِس بنا پر پاکستان کی ہر دم یہی کوشش ہوتی ہے کہ خطے میں دائمی امن و سلامتی کے لئے بہت ضروری ہے کہ کشمیریوں کو آزادی بغیر کسی جنگ و جدل کے افہام و تفہیم اور ٹیبل ٹاک اور امن پسند مذاکرات سے اقوام متحدہ کی قرارداد اور کشمیریوں کی استصوابِ رائے سے مل جائے جس کے لئے پاکستان ایک بڑے لمبے عرصے سے عالمی سطح پر رائے عامہ ہموار کر رہا ہے۔

گزشتہ دِنوں وزیراعظم نواز شریف نے اپنے موقف اور اپنی کوششوں کی اِسی لڑی کے سلسلے کو تقویت پہنچانے کے لئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون سے ملاقات کی اور مسئلہ کشمیر کو استصوابِ رائے اور اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق حل کرنے پر زور دیتے ہوئے اقوام متحدہ کو اپنا کردار ادا کرنے کے لئے کہا ہے آج پاکستان مسئلہ کشمیر سمیت خطے میں بھارتی جنگی جنون اور ہٹ دھرمی کے باعث پیدا ہونے والے مسائل اور خطرات سے نمٹنے کے لئے عالمی سطح پر

اپنی آواز بلند کر رہا ہے مسئلہ کشمیر کے حل ہونے اپنے کشمیری بھائیوں کی آزادی حاصل ہونے تک اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔

اَب اگراِس کے باوجود بھی اقوامِ متحدہ اور دیگر اداروں نے پاکستان کی ایک نہ سُنی اور آئیں بائیں شائیں کرتے رہے تو پھر اگر خود سے پاکستان نے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی اِس پر کوئی دباؤ نہ ڈالے .... کہ تم نے ہمیں اعتماد میں لئے بغیر اتنا بڑا قدم اکیلے کیوں اور کیسے اٹھالیا...؟؟۔

جبکہ خطے میں قیام امن اور بھارتی جنگی جنون کو لگام دینے کے خاطر پاکستان اقوامِ متحدہ سمیت دنیاکے تمام فورمز اور پلیٹ فارم پر مسئلہ کشمیر کے حل سمیت خطے میں بھارت کے جنگی جنون اوراِس کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر مسائل کے فوری حل کے لئے امن کی بھیک مانگ رہاہے مگر کہیں سے بھی اِسے کوئی دائمی مثبت اور تعمیری اور حوصلہ افزاء عملی جواب نہیں مل رہاہے پھر کبھی پاکستان نے کوئی خطرناک راستہ اختیار کیاتو کوئی یہ نہ کہے کہ ’’ہم سے کہا ہوتا..اور ہم سے تو سُنا ہوتا...‘‘۔

سانحہ منیٰ اور سوگوار عالمِ اسلام . . !!

سعودی حکومت کی عازمین حج کی خدمات قابلِ ستائش ہیں . . .

سانحہ منیٰ پر سعودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنانا بے مقصد اور مضحکہ خیز ہے . . .

اگلے سال سعودی حکومت دوران حج منیٰ دیگر جذباتی اور رش والے مقامات پر الجزائری افریقی و انڈونیشین عازمین حج کو کنٹرول کرنے کے لئے اِن ممالک کی فوج تعینات کرے۔

ابھی اُمتِ مسلمہ جمعہ 11 ستمبر کو سرزمین مقدس سعودی عرب میں حرم شریف کے توسیعی کاموں کے سلسلے میں کئی سالوں سے نصب سب سے بڑی اور اُونچی کرین کے گرنے کے ناگہانی واقعے میں پاکستانیوں سمیت 107 عازمین حج کی شہادت اور متعدد کے زخمی ہونے کے غم سے نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ سانحہ کرین کے ٹھیک چودہ روز بعد جمعرات 24 ستمبر کو فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران مکہ مکرمہ کے نواحی علاقے منیٰ میں ''رمی''جمرات کے موقع پر بھگدڑ سے ایک اور ایسا واقعہ رونما ہوگیا جس نے عالمِ اسلام کو سوگوار کردیا اِس المناک واقعہ میں پاکستانیوں سمیت 717 حجاج شہید جبکہ 863 زخمی ہوگئے (یہاں یہ تفصیل اب تک آنے

والی اطلاعات کے مطابق ہیں ممکن ہے کہ آنے والے دِنوں میں شہید اور زخمی ہونے والے حجاج اکرام کی تعداد میں کمی بیشی ہو سکتی ہے اگرچہ اِن سطور کے رقم کرنے تک سانحہ منیٰ میں شہید ہونے والے پاکستانی عازمین حج کی تعداد 28 کے قریب پہنچ چکی ہے اور ابھی پونے تین سو کے لگ بھگ پاکستانی عازمین حج کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں ، یہاں پاکستان اور وہاں سعودی عرب میں قائم پاکستانی سفارتی عملہ پاکستانی عازمین کی تلاش میں مصروف ہے اِنہیں جیسے جیسے اپنے لاپتہ پاکستانی عازمین کا علم ہوتا جارہا ہے وہ اِس کی اطلاع دے رہے ہیں)۔

بہر حال ۔۔!! سرزمین مقدس سعودی عرب سے آنے والی خبروں کے مطابق 24 ستمبر .بروز جمعرات کو منیٰ میں جمرات کے موقعے پر بھگدڑ کا یہ المناک واقعہ اُس وقت پیش آیا جب حاجیوں کی بڑی تعداد شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے شارع نمبر 204 اور سنگم پر موجود تھی خبر ہے کہ اِس دوران گرمی اور حبس کی وجہ سے بہت سے 223 عازمین حج گر گئے اور بے ہوش ہو گئے جس سے منیٰ میں جمرات کے موقع پر بھگدڑ کا المناک واقعہ پیش آیا اِس دوران بہت سے عازمین حج کچلے جانے سے انتقال کر گئے اِس حادثے میں شہید ہونے والے الجزائری عازمین حج کی بڑی تعداد ہے اور اطلاعات ہیں کہ بہت سے ممالک کے عازمین حج اِس واقعے میں زخمی ہوئے ہیں جنہیں علاج و معالجے کے لئے سعودی عرب کے معروف اسپتالوں میں داخل

کردیا گیا ہے جہاں زخمی ہونے والے عازمین حج کا علاج سعودی عرب کے شہنشاہ شاہ سلیمان کی خصوصی ہدایات پر کیا جارہا ہے اور جو عازمین حج سانحہ منیٰ میں پیش آئے واقعے میں شہید ہوگئے ہیں اُن عازمین حج کی تدفین جنت المالااور جنت المعلیٰ میں کی جارہی اور جیسے جیسے قانونی دستاویزات مکمل ہوتے جارہے ہیں مزید شہید ہونے والے عازمین حج کی تدفین مکہ مکرمہ کے مقدس قبرستانوں کی جارہی ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سعودی عرب کی حکومت ہر سال اپنے یہاں مختلف ممالک سے لاکھوں کی تعداد میں آنے والے عازمین حج کی خدمت میں پیش پیش رہتی ہے اوراِس سے بھی انکار نہیں ہے کہ سعودی حکومت اِس سلسلے میں کوئی کسر نہیں اُٹھارکھتی ہے مگر پھر بھی دنیا بھر سے لاکھوں کی تعداد میں اِس سرزمینِ مقدس آنے والے عازمین حج کی خدمت میں کوئی نہ کوئی لوزپوائنٹ ایسا رہ ہی جاتا ہے جو کسی نہ کسی ایسے حادثے کا سبب بنتا ہے جس سے اِنسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔

حالانکہ سعودی عرب کی حکومت اپنے تمام تر وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے یہی کوشش کرتی ہے کہ اِس کے انتظامات ہر لحاظ سے فول پروف ہوں مگرایسے میں پھر بھی کسی حادثے کی صورت میں ... کسی کا یہ کہنا کہ سعودی عرب کی حکومت

عازمین حج کو بہتر سہولیات مہیا کرنے میں کام رہی ہے تو یہ زیاتی ہوگی اُس حکومت کے ساتھ جو سال کے بارہ مہینوں میں روزانہ دنیا بھر سے آنے والے ہر عمر کے مجموعی طور پر لاکھوں اور کروڑوں عازمین عمرہ اور سالہاسال آنے والے لاکھوں عازمین حج کی خدمت کے لئے اپنے مثالی انتظامات اور اقدامات میں پیش پیش رہتی ہے اگراِس کے باوجود بھی کوئی ناگہانی حادثہ موسمیاتی تبدیلی یا کسی ملک کے غیر سنجیدہ، غیر تہذیب یافتہ اور جذباتی اور جلد باز عازمین حج وعمرہ (لوگوں) کی وجہ سے پیش آجائے تواِس کا الزام سعودی عرب کی حکومت پر ڈال دیا جائے تو یہ کچھ ٹھیک نہیں ہے ایسا ہر گز نہیں ہے کہ اِس سال سعودی حکومت نے دنیا بھر سے آئے ہر عمر کے عازمین حج کی سہولیات باہم پہنچانے کے لئے اپنے انتظامات اور خدمات میں کوئی کسر چھوڑی ہوگی۔

آج سانحہ منیٰ کو جن ممالک کے لوگ سعودی حکومت کے ناقص انتظامات سے منتقی کررہے ہیں اِنہیں ایسا کہنے ، کرنے اور سعودی حکومت پر بے مقصد کے الزامات لگانے والے ممالک کے لوگوں کو پہلے سعودی حکومت کے اُن تمام حقائق اور انتظامات و خدمات کا ضرور جائزہ لینا چاہئے جو سعودی عرب کی حکومت اپنی سرزمین پر سالہاسال لاکھوں کی تعداد میں آنے والے ہر عمر کے عازمین حج وعمرہ کے لئے کرتی ہے۔

لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ جن ممالک کے لوگ عازمین حج و عمرہ کی خدمات اور سہولیات کے لئے سعودی عرب کے انتظامات اور اقدامات کو اپنے کسی بغض کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اِن کا یہ عمل بے مقصد اور انتہائی مضحکہ خیز ہے اور آج جو لوگ سانحہ منیٰ کا موازانہ کسی اپنے فرقے اور دیگر مذاہب کے تہواروں اور اجتماعات سے کر رہے ہیں اور وہ اپنی گردنیں تان کر اور اپنے سینے پھولا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ اِن کے یہاں اور وہاں ایسا کبھی نہیں ہوا ہے جیسا کہ اکثر سعودی عرب میں دوران حج ہوتا ہے تو اِنہیں ایسا کہنے اور کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے اور سعودی عرب سے اپنے کسی بغض اور کسی کینہ پروری کی وجہ سے سعودی حکومت پر تنقیدوں کے تیر چلانے والے دنیا کے بہت سے ممالک اور دانشوروں کو اِس بات پر

ضرور غور کرنا چاہئے کہ سانحہ منیٰ جیسا کوئی بھی اور کیسا بھی ناگہانی حادثہ کہیں بھی کسی بھی وقت پیش آ سکتا ہے اِنہیں کسی بات پر تکبر اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ سانحہ منیٰ جیسے کسی بھی حادثے پر کسی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے۔

بہر کیف..!! اَب میں اپنے کالم کے اختتام پر بالخصوص سعودی عرب کے عزت مآب محترم المقام جناب شاہ سلیمان اور سعودی حکومت سمیت سرزمینِ مقدس (سعودی عرب) میں عازمین حج و عمرہ کے خدمات کے لئے سہولیات باہم پہنچانے والی انتظامیہ کے ذمہ داران کو اپنا یہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ اگر سعودی عرب کی

انتظامیہ عازمینِ حج اور عازمینِ عمرہ کے لئے کئے جانے والے اپنے انتظامات اور اقدامات میں اِن ممالک جن میں الجزائری، انڈونیشین، افریقی، بھارتی، بنگلہ دیشی اور پاکستانی جذباتی عازمین عمرہ حج شامل ہیں اِنہیں کنٹرول کرنے کے لئے جہاں سعودی حکومت عربی بولنے والی اپنی فورسز اور رضاکاروں کی خدمات حاصل کرتی ہے تو وہیں سعودی عرب کی حکومت کو چاہئے کہ وہ اِن ممالک کے بدقسمتی سے ذرا سے جذباتی اور جلد باز عازمین حج و عمرہ کو کنٹرول کرنے کے لئے ضرورت کے مطابق اِن ممالک کی اِن کی زبان بولنے والی فوج سے مدد لے اور منیٰ اور رمی و جمرات جیسے رش اور جذبات کو بے قابو کردینے والے مقامات پر اِن ممالک کی فوج کی بڑی تعداد کے دستے تعینات کرے جو سعودی عرب کی پولیس، فوج اور رضاکاروں کے ساتھ مل کر اپنے اپنے ممالک کے جذباتی عازمین حج کو ٹھیک طرح سے کنٹرول کرے تاکہ اِن ممالک کے عازمین حج اپنی فوج کی زبانیں سمجھیں اور اِن کے خوف سے اپنے جذبات اور اپنی جلد بازی کو قابو میں رکھیں۔

اور اِسی کے ساتھ ہی میں یہاں سعودی حکومت کو یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ سانحہ منیٰ کے وجہ بننے والے غیر سنجیدہ اور جلد باز اور رمی و جمرات کے مقامات سمیت دوران حج دیگر فریضہ حج کی ادائیگی میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے والے موٹے موٹے قدآور الجزائری، انڈونیشین اور افریقی عازمین حج کے لئے شیطان کو کنکریاں مارنے اور طواف و سعی کے لئے

مخصوص اوقات اور ٹریک مختص کر دیئے جائیں اور اِنہیں اِس کا سختی سے پابند بھی بنایاجائے کہ یہ اِسی کے اندار رہ کر اپنافریضہ حج ادا کریں اور اِس کی خلاف ورزی کرنے والے کواِن ممالک کی فوج سعودی فوج کے ساتھ مل کر وقت سزادے تاکہ آئندہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ کرے جواِن کیغیر سنجیدہ طبیعت اور خصلت کی وجہ سے کسی.بڑے سانحہ کا سبب بنے اور پھر کسی کی غلطی کی وجہ سے کئی معصوم اور کمزور عازمین حج القمہ اجل بن جائیں اور سیکڑوں زخمی ہو کر اسپتالوں زیرعلاج ہو جائیں تو پھر کوئی کسی کی غلطی کا سارا الزام سعودی عرب کی حکومت کے سر دے مارے اور اچھی بھلی سعودی حکومت کسی کی ذراسی غلطی اور جلدبازی کی وجہ سے دنیابھر میں فضول کی تنقیدوں کا نشانہ بنتی جائے۔

وزیراعظم نواز شریف کا اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے تاریخ ساز خطاب

وزیراعظم نواز شریف کا اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے تاریخ ساز خطاب اور بھارت کو چار نکاتی امن ایجنڈا

وزیراعظم نواز شریف کے بھارت کو 4 نکاتی امن ایجنڈے کی پیشکش پر بھارت کا بغلیں جھانکنا اور ڈھٹائی سے مسترد کرنا....

وزیراعظم نواز شریف کے چار نکاتی امن ایجنڈے کو مسترد کرنا،اَب کیا بھارتی ہٹ دھرمی اور جنگی جنون سے خطے کو ایٹمی جنگ میں جھونکنا ہے...؟؟

اَب کیا وزیراعظم نواز شریف کے چار نکاتی امن ایجنڈے کو مسترد کرنا....بھارتی ہٹ دھرمی اور جنگی جنون سے خطے کو ایٹمی جنگ میں جھونکنا ہے...؟؟اِس میں کوئی شک نہیں کہ 30 ستمبر 2015 کو وزیراعظم نواز شریف کا اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کیا جانے والا ایک ایسا تاریخ ساز خطاب تھا اور اِس خطاب میں وزیراعظم نواز شریف کے بھارت کو 4 نکاتی امن ایجنڈے کی پیشکش جو نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ دنیا کے روشن اور تابناک مستقبل کی بھی راہیں متعین کرنے میں سنگِ میل ثابت ہوگا۔

بشرطیکہ...!! جنوبی ایشیااور دنیاکے ممالک وزیراعظم نوازشریف کے خطاب کے متن اوراِس کی روح کو صدق دل اور کھلے دماغ سے سمجھیں اوروزیراعظم نواز شریف کے خطاب میں اداکردہ ہر حرف سے بننے والے ہر ہر جملے کے پس پردہ رچھپے نیک مقاصد کی روح اوراِس کی اہمیت کوآپسمیں ایک دوسرے کو سمجھانے اوراِس پر خندہ پیشانی سے عمل کرنے کے لئے تیاریاں کرنی چاہئیں تاکہ خطے اور دنیامیں پاکستان کی پیش کردہ طویل کاوشوں سے مستقبل قریب میں ایسے ہی ثمرات حاصل ہوسکیں آج تن تنہاجن کے لئے پاکستان دردر کی خاک چھان رہاہے خطے میں بھارتی چوہدراہٹ اور جنگی جنون کے ناسورکے خطرات کو بھانپ کر خطے میں دائمی امن وسلامتی کے لئے اپنی کوششوں میں تن من دھن کی قربانیوں سے بھی دریغ نہیں کررہاہے۔

اِس سے اِنکار نہیں کہ ہمارے وزیراعظم نوازشریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اپنے تاریخ سازخطاب میں جس فلک شگاف اور والہانہ اندازکواپنایااوراپنےخطاب میں پہلی بارچائے بیچنے والے بھارتی وزیراعظم نریندرمودی کے سامنے اپنی گردن تان کراور سینہ پھولاکرخالص پاکستانی وزیراعظم بن کر خطے میں بھارتی ہٹ دھرمیوں اور جنگی جنون کاتذکرہ کیااِس سے انکار نہیں کہ وزیراعظم اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی خطاب کے لئے پہلے سے اپناایک جامع اور مفصل اور طاقتور یعنی کہ بھارت کامنہ توڑاور سینہ چاک کردینے والے

خطاب کی بھرپور تیاریاں کرکے گئے تھے آج جس پر ساری پاکستانی قوم وزیراعظم نواز شریف کے ولولہ انگیز خطاب پر اِنہیں زبردست انداز سے خراج تحسین پیش کرتی ہے اور اِسی کے ساتھ ہی قوم یہ بھی اُمید رکھتی ہے کہ جس طرح وزیراعظم نواز شریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے دوران بھارتی ہٹ دھرمیوں اور جنگی جنون کا پردہ چاک کیا یکدم ایسے ہی انداز و فکر کا مظاہر دنیاکے دیگر ہر بڑے چھوٹے پلیٹ فارم پر بھی کریں گے تاکہ پاکستان کا خطے میں اپنی دائمی کوششوں سے امن وسلامتی اور خطے کے استحکام اور سالمیت کے لئے دی جانے والی قربانیوں کا پرچار ہواور بھارتی تسلط اور ظالم وستم سے کشمیریوں کی آزادی کے لئے بھی راہ ہموار ہو۔

اگرچہ۔۔۔!! اَب اِس میں کسی کو کسی قسم کے شک وشبہ اور کسی ابہام اور مخمصے میں پڑ کر اپنے تحفظات کے اظہار کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے کہ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں وزیراعظم نواز شریف نے بھارتی جنگی جنون اور ہٹ دھرمیوں سے مستقبل قریب میں خطے کے امن وسلامتی کو پیدا ہونے والے سنگین خطرات سے بچانے کے لئے عالمی طاقتوں کو اِن کے تعاون کے حصول کی خواہش کرتے ہوئے بھارت کو 4 نکاتی امن ایجنڈا پیشکش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''کشمیر اور سیاچن سے فوجی انخلاء کیا جائے پاکستان اور بھارت کو کنٹرول لائن پر جنگ بندی معاہدے کا احترام کرنا چاہئے، دونوں ممالک کسی بھی صورت میں ایک

دوسرے کو دھمکیوں اور طاقت سے گریز کرنا چاہئے، اُنھوں نے کہاکہ مسئلہ کشمیر حل نہ ہونا اقوامِ متحدہ کی کھلی ناکامی ہے، جھوٹے وعدوں اور سفاک مظالم نے کشمیر کی تین نسلیں اجاڑ دیں، مسئلے کے دوطرفہ حل کی تمام کوششیں ناکام ہوچکی ، پاکستان خطے میں ہتھیاروں کی دوڑ کا حصہ نہیں بنے گا،تاہم خطے میں ہونے والی ہر قسم کی تبدیلیوں سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتے ، پاکستان اقوامِ متحدہ میں جامع اصلاحات کا حامی ہے، سلامتی کونسل ارکان کی تعداد بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں ، مسلمانوں کے خلاف ناانصافیوں کو ختم کرنا ہوگا" وزیراعظم ونواز شریف نے اپنے خطاب میں بھارتی ہٹ دھرمیوں اور جنگی جنون کی وجہ سے ماضی وحال اور مستقبل قریب میں خطے کے مسائل سمیت مسئلہ کشمیر کے حل نہ ہونے سے پیدا ہونے والے سنگین مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے بھارتی قول و کرداراور سازشوں سے بھی عالمی برادری کو آگاہ کر دیا ہے اور ساتھ ہی اقوام متحدہ کے اَب تک کے قول و کردار پر بھی اپنے دوٹوک تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ جنوبی ایشیا کو بھارت کی وجہ سے درپیش سنگین مسائل اور مسئلہ کشمیر کے حل نہ ہونے سے آنے والے سالوں میں جتنے بھی مسائل اور حالات پیدا ہوں گے اِن کا بھی ذمہ دار اقوامِ متحدہ ہوگا کیونکہ اقوامِ متحدہ کی جانب سے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے سرد مہری کا مظاہرہ کرنا سوائے اقوامِ متحدہ کی ناکامی کے کچھ نہیں ہے۔

آج وزیراعظم نواز شریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اپنے تاریخ ساز خطاب میں جتنا کہا ہے وہ نہ صرف جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والے بھارت سمیت دیگر ممالک بلکہ عالمی طاقتوں اور دنیا کے لئے بھی نوشتہ دیوار ہے۔

اَب وزیراعظم نواز شریف کے بھارت کو 4 نکاتی امن ایجنڈے کی پیشکش کو اپنی ڈھٹائی سے مسترد کرنا.....؟؟ یہاں دراصل پاکستان کی خطے میں قیامِ امن کے لئے کی جانے والی کوششوں پر بغلیں جھانکنے کے مترادف ہے.... جس پر بھارتی خاتون وزیرخارجہ ششما سوراج جی اور بھارتی چائے بیچنے والے وزیراعظم نریندر مودی اور بھارتی سیاستدانوں اور بھارتی میڈیا سمیت عوام کا اپنی کھلی ہٹ دھرمی اور بدمعاشی سے پاکستان اور عالمی برادری پر دباؤ بڑھا کر اپنی مرضی کے مطابق وہ سب کچھ غلط کرنا اور کرانا ہے جو بھارت کے حق میں ہو۔

جبکہ اِس موقعے پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اپنی ڈھیلی ہوتی لُنگیاں سنبھالتے اور منہ پہ رام رام اور بغل میں چھری چھپائے اور اَب جیسے کھسیانی بلی کھمبا نوچے.... بھارتیوں کو ہمارے وزیراعظم نواز شریف کے پیش کردہ اہم ترین اِن چار نکاتی امن ایجنڈے کو سمجھنا اور سمجھ کر اِن پر عمل کرنا اور کرانا.... یہ اقوامِ متحدہ اور خود بھارت سمیت عالمی طاقتوں کی اولین ذمہ داری ہونی چاہئے کہ یہ سب مل کر جنوبی ایشیا کو درپیش مسائل جن میں

بالخصوص مسئلہ کشمیر سمیت خود بھارت کا جنگی جنون اور اِس کا خطے میں جنگ وجدل کا ماحول پیدا کرکے اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے خوابِ ناپاک کو کرچی کرچی کرنے کے لئے سخت ترین اقدامات کرنے چاہیئں تاکہ پاکستان کی امن کی کوششوں کو تقویت ملے اور جنوبی ایشیاکا سارا خطہ مسئلہ کشمیر حل ہونے سے امن و آشتی کا گہوارۂ عظیم بن جائے۔

فورسز سندھ میں احتساب کریں تو سب ٹھیک ہے مگر جب کہیں اور کریں تو۔؟؟

آج تک مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی ہے کہ میری زمین، میرے دیس، میرے معاشرے اور میری تہذیب میں میری چاروں سمت لگنی والی سرحدوں سے اِدھر اور اُدھر کے ممالک سے کمینے گھس آئے ہیں یا آج پھر زمینی اور معاشرتی یا تہذیبی تبدیلیوں اور سخت ترین حالات و واقعات سے پیدا ہونے والے رویوں کی وجہ سے مجھ سمیت سیکڑوں، ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں لوگ خود ہی کمینے جیسی خصلت، عادات اور روپ رنگ میں ڈھل کر کمینے بن گئے ہیں۔یوں بظاہر اِنسان نظر آنے والے اپنی خصلت اور عادات کی وجہ سے اپنے قول و فعل اور کردار میں کمینگی کی اُس حد کو پہنچ چکے ہیں جہاں اِنہیں دیکھ کر اِنسانیت بھی تھرّا اُٹھی ہے اور اِنسانوں کے روپ میں دراصل میری تہذیب و تمدن کے آڑ میں ہر شعبہ ہائے زندگی میں ایسے ایسے کمینوں اور کم ظرفوں کی موجِ زن موجود ہے جس نے میری زمین، میرے دیس، میرے معاشرے اور میری تہذیب اور میرے زمانے کے نظام کو بگاڑ کر کرپشن زدہ کرکے تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے اور کم ظرفوں کی موج زن میرے سیدھے سادھے معاشرے کے معصوم اِنسانوں کو خاموشی سے ایک ایسی تباہی اور بربادی کی راہ پر ڈال رہی ہے اِن کی جہاں سے واپسی اور اصلاح معاشرہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جائے گی۔

اِس طرح میری زمین، میرے دیس، میرے معاشرے، میری تہذیب اور میرے زمانے میں سانس لیتااور اپنی زندگی کو اپنی قابلیت اور صلاحیت سے کامیابیوں سے ہمکنار کرکے روشن مستقبل کا خواب لئے راہ زیست پر چلنے والا معصوم اور باصلاحیت اِنسان کمینوں اور کم ظرفوں کی جانب سے پھیلائے گئے کرپشن کے ناسور کی وجہ سے میرٹ کا قتل ہونے سے مایوس ہوجائے گااور اپنی صلاحیتوں کو مثبت سمت کی بجائے منفی رجحانات اور کاموں میں صرف کرکے میری زمین پر فسادات.برپاکرکے میرے معاشر ے میں انارگی پھیلانے کا سبب بن جائے گا۔

سوآج ضرورت اِس امر کی ہے کہ میرے مُلک، میرے زمانے، میری تہذیب اور میرے معاشرے کے اُن لوگوں کو پوری قوت سے سامنے آناچاہئے اَب تک جو اپنی زندگیوں کو کمینوں اور کم ظرفوں کے سائے اوران کے پھیلائے ہوئے کرپشن کے ناسورکے اثرسے محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔یعنی کہ موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں ایسے افراداور لوگوں پر یہ.بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی زندگیوں سے کچھ وقت نکال لیں اور اپنے معاشرے اور اپنی تہذیب میں پھیلے ہوئے اُن ناسوروں کا قلع قمع کریں جو سرزمین پاکستان کو اپنی کمینگی اور کم ظرفی کی وجہ سے کرپشن زدہ کررہے ہیں اور شارٹ کٹ طریقے سے ناجائز دولت کمارہے ہیں اورمُلک کے طول ارض میں کرپشن کا ناسورپھیلارہے ہیں اور قومی اداروں اور قومی خزانے کا ستیاناس کرکے اللے تللے کررہے ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ سندھ کی سرزمین نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے مُلکی سیاست سمیت بہت سے شعبہ ہائے زندگی میں ہر زمانے کی ہر تہذیب میں بہت ہی مثبت اور تعمیری کردار ادا کرکے ایسی راہیں متعین کی ہیں جیسا کہ مُلک میں جمہوریت کو سینچے اور اِس کی آبیاری میں سب سے زیادہ کردار سندھ کا ہے، جس نے آمروں اور آمریت کے بتوں کو پاش پاش کرنے میں عظیم ہستیوں کی قربانیاں پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا ہے یہ سندھ کی اِن قدآور اور عظیم شخصیتوں کی قربانیوں کا ہی ثمر ہے کہ آج مُلک میں جمہور اور جمہوریت کا ایک روشن اور تابناک مستقبل ہے جو مُلک سے لوٹ مار، کرپشن ، دہشت گردی ، انارگی ، فرقہ واریت کے خاتمے کا اہداف حاصل کرتے ہوئے اپنی منزل کی جانب آہستہ آہستہ رواں دواں ہے اِس کا سہرا ابھی سندھ کی زمین کے سر جاتا ہے۔

پچھلے کئی دنوں، ہفتوں اور ماہ سے سندھ میں جس کی ابتداء نیب اور احتساب کرنے والے قومی اداروں نے پاکستان رینجرز اور پولیس کی معاونت سے کردی ہے اور اُمید ہے کہ بہت جلد نیب اور قومی احتساب کے ادارے سندھ سے کرپٹ عناصر کا محاسبہ اور قلع قمع کرتے ہوئے مُلک کے دیگر صوبوں پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ سمیت وفاق یعنی کہ اسلام آباد تک جائیں گے اور میرے مُلک کے قومی اداروں کو کرپشن اور لوٹ مار کی وجہ سے کھوکھلا کرنے اور تباہ و برباد

کر دینے والے عناصر کو قانون کی گرفت میں لائیں گے اور حکمرانوں، سیاستدانوں اور وفاقی وصوبائی وزراء کے ہاتھوں کے نیچے سے گزر کران کی پرچیوں کے سائے میں قومی اداروں میں بیٹھے کرپٹ بیوروکریٹس عناصر کا پھیلا ہوا کرپشن کا نیٹ ورک ختم کریں گے قومی احتساب اداروں کا کرپشن کے خلاف جاری آپریشن سے عوام میں یہ
اُمید ضرور،ر آئی ہے کہ یہ آپریشن بغیر کسی سیاسی اور ذاتی مفاہمت اور مفادات سے بالاتر ہو کر کرپٹ اور کرپشن کی لت میں غرق مُلک تمام صوبوں اور حکمرانوں،
سیاستدانوں اور سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے عہدیدران اور کارکنان کے خلاف بھی جاری رہاتو بہت جلد مُلک سے کرپٹ عناصر اور کرپشن کا خاتمہ ہو جائے گااور مُلک کرپشن سے پاک اُس سمت کی جانب ترقی اور خوشحالی کی جانب گامزن ہو جائے گا جس کا ہر پاکستانی برسوں سے اپنی جاگتی اور سوتی آنکھوں سے خواب دیکھتا آیا ہے۔
جبکہ گزشتہ دِنوں مجھے بڑی حیرانگی اُس وقت ہوئی جب میں نے وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان کا یہ بیان پڑھا کہ ''احتساب کرنا فورسز کا اختیار ہے اور نہ اِس کی اجازت دیں گے ،نیب اور دوسرے اداروں کو کسی نے احتساب سے نہیں روکا، پاکستان میں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے،'' یعنی کہ پچھلے کئی ماہ سے جب نیب اور دوسرے ادارے فورسز کے ساتھ مل کر سندھ میں قومی اداروں پر چھاپے مار رہے ہیں اور پی پی اور سندھ سے تعلق رکھنے والے سابق وفاقی

وزیر پیٹرولیم ڈاکٹر عاصم حُسین جیسے دوسرے صوبائی اور وفاقی وزراء اور اراکین قومی و صوبائی اسمبلیوں سمیت سندھ کے شہر کراچی سے تعلق رکھنے والی دوسری بڑی چھوٹی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے عہدیداران اور کارکنان کے خلاف رینجرز اور پولیس آپریشن جاری رکھے ہوئے ہیں اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ دن بدن کامیابی سے زور پکڑ کر سرچڑھتا ہی جارہاہے تو تب چوہدری نثار علی خان کو سب ہراہرا نظر آرہا تھا کیونکہ اِن کی آشیرباد سے سندھ میں سیاستدانوں اور سندھ میں قائم قومی اداروں میں سندھی اور اردو بولنے والے بیوروکریٹس سندھ کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے عہدیداران اور کارکنان کے خلاف آپریشن جاری ہے۔

مگر آج جب نیب اور احتساب ادارے فورسز کے ساتھ مل کر اپنے آپریشن کا رخ پنجاب اور لاہور کی جانب موڑرہے ہیں یا اَب آہستہ آہستہ کرپشن اور کرپٹ عناصر جن میں پنجاب اور لاہور کے بیوروکریٹس اور سیاستدان اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے عہدیداران اور کارکنان بھی شامل ہیں اِن سب کے خلاف نیب اور قومی احتساب کے ادارے فورسز کے ساتھ مل کر آپریشن لے جانے کی تیاریوں میں مصروفِ عمل ہیں تو ایسے میں آج وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کے ماتھے پر بھی بل پڑنے شروع ہوگئے ہیں اور اِنہیں بھی زبان ہلانی آگئی ہے اور اپنے لہن سے یہ کہنا بھی خوب آگیاہے کہ ''احتساب کرنا فورسز کا اختیار ہے اور نہ اِس کی اجازت دیں گے'' چوہدری صاحب..!! آج جب اپنے لوگوں کی جانب قومی

احتساب اداروں کا شکنجہ فورسز کے تعاون اور معاونت سے پڑھنے لگا ہے تو بڑا دُکھ
ہو رہا ہے مگر جب سے احتساب ادارے سندھ میں فورسز کے ساتھ مل کر اپنی
کارروائیاں کر رہے ہیں تو اِس پر چوہدری نثار علی خان صاحب کی خاموشی کیوں نہ
ٹوٹی ... ؟ تب اِنھوں نے اِس پر اپنی لب کشائی کیوں نہ کی .. ؟ اور اَب جب کہ احتساب
ادارے فورسز کی مدد سے پنجاب اور لاہور سمیت مُلک کے دوسرے صوبوں کی جانب
بڑھ رہے ہیں تو پھر کب کیوں وفاقی وزیر داخلہ چیخ پڑے ہیں .. ؟؟ کیوں کہ یہ ہے
ناں ... !! ذراہٹ کے .. ختم شد

!! . . .سوالات کے جوابات قوم کو مل گئے ہیں 3

قوم کے تین سوالات کیا ہم غلام در غلام ہیں . . ؟کب ہم دورِ غلامی سے نکلے ہیں . ؟کیا ہم آزاد ہیں . . ؟مگر اَب ایسا نہیں ہے ، تین جوابات . .

آج ویسے تو ہمیں کاغذوں میں برطانیہ سمیت یورپی ممالک کے انگریزوں اور ہندوستان کے ہندوؤں سے آزاد ہوئے 68 سال کا ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر درحقیقت ہمیں کچھ دِنوں پہلے تک یہ احساس شدت سے ہوتا رہا اور ہم سمیت شاید کئی کروڑ پاکستانی بھی یہی سمجھتے رہے کہ جیسے ہم ابھی تک انگریزوں اور ہندوؤں کے تسلط سے آزاد نہیں ہوئے ہیں اور ہمیں اکثر اوقات ایسے تین سوالات بھی کچوکے مارتے رہے کہ '' کیا ہم غلام در غلام ہیں . . ؟؟ کب ہم دورِ غلامی سے نکلے ہیں یا نکلیں گے . . ؟؟ کیا ہم آزاد ہیں . . ؟؟۔

مگر ہم سمیت پاکستانی قوم کو اپنے اِن تینوں سوالات کے جوابات اُس وقت ملے گئے کہ جب گزشتہ دِنوں وزیراعظم پاکستان نواز شریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 70 ویں اجلاس میں بھارت اور اقوامِ عالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے واہ شگاف انداز سے مسئلہ کشمیر کے فوری حل سمیت خطے میں دائمی

امن و سلامتی کے قیام کے لئے اقوامِ عالم سمیت بھارت کو چار نکاتی امن ایجنڈا پیش کرتے ہوئے کہا کہ '' کشمیر اور سیاچن سے فوجی انخلاء کیا جائے، پاکستان اور بھارت کو کنٹرول لائن (لائن آف کنٹرول) پر 2003 کی جنگ بندی کے معاہدے کا احترام کرنا چاہئے، دونوں ممالک کو کسی بھی صورت میں ایک دوسرے کو دھمکیوں اور طاقت کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے ،تاہم کشمیر کے حل طلب مسئلے کو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں اور کشمیریوں کی استصواب رائے کے مطابق حل ہونا چاہئے جس کے لئے اقوامِ متحدہ کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے'' ۔

اگرچہ وزیراعظم کے اِن اہم اور گوہرِ نایاب ترین چار نکاتی امن منصوبے کو بھارت نے بے سوچ سمجھے اور اپنے جنگی جنون میں مبتلا رہنے کے باعث مسترد کر دیا ہے اور اِس پر ہیجانی کیفیات میں مبتلا ہو کر بھارت نے یہ کہا ہے کہ '' پاکستان کے کسی چار نکات کی ضرورت نہیں ایک نکتہ بھی کافی ہے، پاکستان سے مذاکرات صرف ہماری شرائط اور ایجنڈے کے مطابق ہونگے'' ۔

اَب اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اِس بھارتی دیوانگی سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ بھارتی قیادت ایک جلد باز اور پاگلوں کے ایک ایسے ٹولے پر مشتمل ہے جس نے ہمارے وزیراعظم نواز شریف کے چار نکاتی امن و سلامتی کے ایجنڈے کو بے سوچ

سمجھے مسترد کرکے خطے کو جنگ وجدل میں جھونکنے کی ٹھان رکھی ہے جس کی یہ غلطی کسی بھی وقت خطے کو ایٹمی جنگ کا میدان بنا کر نہ صرف بھارت بلکہ خطے جنوبی ایشیا سمیت ساری دنیا کو عالمی جنگ کے منظر نامے میں بھی بدل سکتی ہے۔

جبکہ اِدھر وزیراعظم نواز شریف نے لندن سے وطن واپسی کے موقع پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بھارتی کی طرف سے بے سوچ سمجھے اور جلد بازی کی وجہ سے خطے میں دائمی امن وسلامتی سے متعلق اپنے پیش کردہ چار نکاتی ایجنڈے کو مسترد کئے جانے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''بھارت کو آج نہیں تو کل ہماری تجاویز پر امن کی طرف آنا ہوگا، مسائل کے حل کے لئے راستہ تجویز کردیا ہے'' ۔

تاہم اِن کا مدبرانہ انداز سے یہ بھی کہنا تھا کہ ''اَب بھارت اِن تجاویز پر غور کرے جو میں نے جنرل اسمبلی میں پیش کی ہیں کیونکہ محض الزام تراشی سے معاملات کو زیادہ دیر تک چلایا نہیں جاسکتا ہے، 70 سال سے جس راستے پر چلے اِس نے جنگوں کے سوا کیا دیا ہے، ہم نے مسئلہ کشمیر سمیت خطے میں دائمی امن وسلامتی اور اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی بحالی اور بھائی چارگی کے انمٹ جذبوں کے فروغ اور خطے میں معاشی استحکام کی فضاء قائم رکھنے کے لئے ٹھوس تجاویز پیش کی ہیں اور بھارت کو مقبوبہ کشمیر میں مظالم کا راستہ چھوڑنا ہوگا''۔

وزیراعظم نواز شریف کا کہنا تھا کہ آج ہماری بات سُن رہی ہے اور اس کا مثبت اثر ہورہاہے، الزام تراشی سے خطے میں امن قائم نہیں ہوگا"یعنی یہ کہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنے چار نکاتی امن ایجنڈے کو بھارتی جھولی میں ڈال دیاہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ابھی مرغے کی ایک ٹانگ کی ضداور جنگی جنون میں مبتلا بھارتی قیادت اور چائے کے کھوکے پر دودھ پتی چائے بیچنے والے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کو پاکستانی وزیراعظم کے پیش کردہ چار نکاتی امن ایجنڈا سمجھ آتا بھی ہے کہ نہیں...؟؟یا یہ ابھی اپنے جذبات اور جلدبازی میں مبتلا رہنے کی وجہ سے ایک بار مسترد کئے جانے کے بعد بھی اِسے خطے میں دائمی امن وسلامتی سے متعلق اچھااور پائیدارجان کر بھی اپنی ضداور ہٹ دھرمی کے باعث بار بار مسترد کئے جاتارہے گا۔

بہرحال..!! آج پاکستان نے اقوامِ متحدہ سمیت ساری دنیامیں بھارتی ہٹ دھرمیوں اور خطے میں جاری دہشت گردی کو بے نقاب کرنے کا اپنازبردست منصوبہ بنالیاہے اور لگتایہ ہے کہ اَب پاکستان اپنے اِس ایک نکاتی ایجنڈے کو جس کا مقصد دنیابھر میں بھارتی ہٹ دھرمیوں اور خطے میں بھارتی جاری دہشت گردی اور بھارت کے دہشت گردوں سے قائم روابط اور بھارتی فوج کا کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو بے نقاب کرناہے اپنے اِسی سلسلے کو بھرپورانداز سے آگے

بڑھاتے ہوئے پچھلے دِنوں ہمارے وزیرِاعظم کے مشیر برائے قومی سلامتی و خارجہ امور سرتاج عزیز پاکستان میں بھارتی مداخلت کا معاملہ اقوامِ متحدہ کے نوٹس میں لائے اور بانکی مون کو سارے شواہد پیش کرتے ہوئے دلیرانہ انداز سے واضح کیا کہ انڈیا کراچی ، فاٹا اور بلوچستان میں دہشت گردوں کی مدد کر رہا ہے'' اور اِسی طرح آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے بھی لندن میں رائل یونائیٹڈ سروسز انسٹی ٹیوٹ کے دورے کے دوران کہا کہ ''تنازعات کی بنیاد مسئلہ کشمیر ہے ، دنیا کو حل کے لئے مدد کرنا ہوگی ، بھارت کی طرف سے سرحدی خلاف ورزیوں کے خطے میں منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں ، کشمیر پاکستان کی آزادی کا نامکمل ایجنڈا ہے ، برطانیہ دہشت گردوں کی فنڈنگ اور روابط روکنے میں کردار ادا کرے''۔

تو تب ہمیں اور ہم جیسے کئی کروڑ پاکستانیوں کو اپنے مندرجہ بالا تینوں سوالات کے جوابات وزیرِاعظم نواز شریف کے اقوام متحدہ میں کئے جانے والے خطاب ، وزیرِاعظم کے مشیر برائے قومی سلامتی و خارجہ امور سرتاج عزیز کے بانکی مون کو پیش کردہ پاکستان میں دہشت گردی سے متعلق بھارتی شواہد .... اور اِسی طرح آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے لندن میں رائل یونائیٹڈ سروسز انسٹی ٹیوٹ کے دورے کے دوران کہے ہوئے تاریخ ساز الفاظوں اور جملوں سے مل گئے۔

یوں آج کے بعد ہم پاکستانیوں میں یہ احساس بڑی شدت سے اُبھر کر پیدا ہو گیا ہے

کہ نہ تو اَب ہم غلام در غلام قوم کے باسی ہیں، اور اَب ہم نہ ہی انگریزوں اور ہندوؤں کے تسلط میں قید رہ کر دورِ غلامی میں جی رہے ہیں بلکہ آج ہم پوری طرح سے آزاد ہوگئے ہیں اور اَب ہم ہمیشہ ہی آزاد رہیں گے اور آج ہم اِس پوزیشن میں ہیں کہ اَب ہم نہ صرف اپنی حفاظت کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں بلکہ خطے میں دائمی امن وسلامتی کے لئے بھی بھارت جیسے جنگی جنون میں مبتلا دیگر ممالک کے پاگل پن کو ختم کرکے اِنہیں اِنسان کا پتر بنانے کے ساتھ ساتھ ...اِنہیں شرافت کی لگام ڈالنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اَب لکیر پیٹنے سے تو اچھا ہے کہ بھارتی سانپ کا سر کچل ڈالا جائے

آج جب تمام شواہد کے ساتھ یہ بات دنیا بھر میں عیاں ہو چکی ہے کہ جنوبی ایشیا میں بھارت کا جنگی جنون اور اِس کی مکر فریبیاں ہاتھ سے نکل کر سارے خطے اور دنیا کو ایٹمی جنگ کی جانب دھکیلنے کو ہیں تو ایسے میں خطے کے ممالک بالخصوص پاکستان و چین اور عالمی طاقتوں سمیت سب پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اَب خالی لکیر پیٹنے سے تو اچھا ہے کہ بھارتی سانپ کا سر کچل دیا جائے، تاکہ بھارتی جنگی جنون اور ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے مستقبل قریب میں خطے میں کسی قسم کے ایٹمی جنگ کا احتمال ہی باقی نہ رہے یعنی کہ موجودہ حالات کی روشنی میں یہ بہت ضروری ہے کہ بھارتی جنگی جنون اور ہٹ دھرمیوں کے زہریلے شیش ناگ (گوبرا سانپ) مارڈالا جائے اور اِس کا ایسے سر کچلا جائے کہ یہ مر جائے پھر نہ خطے میں بھارتی زہر پھیلے گا اور نہ ہی بھارت میں اتنی سکت باقی رہے گی کہ وہ پھر دوبارہ اپنا جنگی جنون پروان چڑھائے اور خطے کو جنگ وجدل کے میدان میں بدلنے کی اپنی گھناؤنی سازش کے جال بُن پائے گا۔

اگر موجودہ حالات میں خطے کی ایٹمی طاقتوں کے سربراہان مصالحتوں کے شکار ہیں اور سرحد کے پار بھارتی اشتعال انگیزیوں پر بھی اپنے ذاتی، سیاسی، معاشی

اور کاروباری فوائد و مفادات کے خاطر اپنی آنکھیں بند رکھے ہوئے ہیں اور سب کچھ ٹھیک ہے کہ رٹِ قلب وجان ہی لگا رکھی جس کا بھرپور فائدہ بھارت اُٹھالے جائے گا تب ہماری مصالحت اور مفاہمت پسند سول اور عسکری قیادتوں کے ہاتھ سِوائے کفِ افسوس کہ کچھ نہیں آئے گا۔

جبکہ آج کون ایسا ہوگا کہ جو پاکستان کی خطے میں جاری قیامِ امن کی کوششوں اور کاوشوں سے واقف نہ ہو اور جب دنیا یہ بات اچھی طرح مان اور جان چکی ہے کہ صرف ایک پاکستان ہی خطے کا وہ واحد مُلک ہے جو جنوبی ایشیا میں دائمی امن وسلامتی اور خطے سے وابستہ دیگر ممالک کے معاشی استحکام کے حوالے سے اپنی خدمات نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ پیش کرنے میں متحرک و منظم ہے حتیٰ کہ خطے میں واحد پاکستان ہی ایسا مُلک ہے جس نے نائن الیون کے بعد سے نہ صرف اپنی سرزمین سے دہشت گردی اور عسکریت پسندی کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمہ وقت اپنی خدمات پیش کیں بلکہ یہی ایک پاکستان ہی ہے جس نے خطے جنوبی ایشیا سمیت ساری دنیا کو ہر قسم کی ہلکی اور بھارتی دہشت گردی اور عسکریت پسندی سے پاک کرنے کے لئے اپنی حمایت جاری رکھی ہوئی ہے۔

اِدھر پاکستان کی اِن اَنمٹ اور نیک جذبوں اور کاوشوں کے برعکس اِسی خطے کا ایک ایسا مُلک بھی ہے جیسے دنیا ہندوستان، بھارت اور انڈیا کے ناموں سے جانتی

ہے اِن معروف ناموں کے علاوہ بھی دنیا اور کس قدیم و جدید ناموں سے اِسے جانتی اور پکاتی ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہے۔

مگر آج مجھ جیسے کروڑوں ایسے ضرور ہوں گے جو خطے کے ایک جنگی جنون میں مبتلا مُلک کو ہندوستان، بھارت اور انڈیا کے نام ہی سے جانتی اور پکارتے ہوں گے بلکہ آج بنی نوع ایسے بھی اِنسان موجود ہیں جو ہندوستان، بھارت اور انڈیا کی اُن تمام مکروہات و عیاریوں اور مکاریوں اور چالبازیوں سے بھی خوب واقف ہے جو یہ مُلک پاکستان سمیت خطے کے دیگر ممالک کے ساتھ اپنے مفادات کے حصول کے خاطر روا رکھتا ہے۔

بہرحال...!! مجھے اِس بات کا اتنا پکا یقین ہے کہ ہم پاکستانیوں سمیت خطے کے دوسرے ممالک کے باسی اپنی اپنی سرحدوں سے لگے اپنے اِس فتنہ پرور پڑوسی ملک ہندوستان کو بھارت، انڈیا) یا کسی بھی قدیم یا جدید ناموں سے پکاریں مگر یہ سچ ہے کہ اِس مُلک) کے تینوں ناموں میں ایک خاصیت قدرے مشترک ہے کہ اِس کے تینوں ناموں میں پاکستان سے کینہ پروری اور بغض کے ممنوعہ فعلِ شنیع کے ایک ہی رنگ و روپ امڈ کر سامنے آئیں گے جو اِس کی پاکستان سے رکھی جانے والی خاص مخاصمت کی اولین دلیل ہے جس کے بغیر کوئی بھارتی، ہندوستانی یا انڈین مکمل نہیں ہوتا ہے جو اپنے ظاہر اور باطن سے پاکستان سے اپنی نفرت اور بغض کا

اظہار نہ کرے۔

ایسے میں جب جنوبی ایشیا میں جنگی جنون میں مبتلا رہنے والا مُلک جس کے نام تو تین ہندوستان، بھارت اور انڈیا ہیں مگر اِس کے سیکروڑوں فعلِ ممنوعہ اور فعل شنیع ہیں اگرچہ یہ مُلک دنیا اور خطے میں تین ناموں سے اپنی پہنچان رکھتا ہے مگر جہاں اِس مُلک اپنی سیکڑوں مکروہ خصلتیں ہیں اُن میں سب سے زیادہ اور قابلِ مذمت خصلت یہ ہے کہ اِس مُلک نے نصف صدی سے بھی زائد عرصے سے کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے جو اِس کے مکروہ چہرے کا ایک بدنما داغ ہے تو وہیں کوئی شک نہیں کہ مستقبل قریب میں اپنی بے لگام ہٹ دھرمی سے کشمیر اور کشمیریوں پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے خاطر اِس مُلکِ شیطان کے جنگی جنون سے خطے اور دنیا کے لئے مستقبل قریب میں جنگ وجدل کا جو ماحول پیدا ہوگا اِس کا بھی یہی مُلک ذمہ دار قرار پائے گا۔

چناچہ ابھی سے پاکستان کے ساتھ مل کر خطے کے دیگر ممالک اور دنیا کو بھی یہ چاہئے کہ بھارت جیسے مُلک کے جنگی جنون اور پاگل پن کو ختم کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر ایسے اقدامات کئے جائیں کہ بھارت خطے میں اِنسان کا پتر بنے جس کے لئے بھارت کے سر پہ سوار جنگی جنون اور پاگل پن کو کھینچ کر زمین پر دے مارا جائے اور بھارت کو لگامِ سخت دینے کے لئے ایسی کڑی حکمتِ عملی

تیار کی جائے کہ جس سے بھارت کا جنگی جنون اور پاگل پن کا بھوت رفوچکر ہو اور بھارت کو لگام دے کر اِسے کسی کونے کھدرے میں دبک کر بیٹھنے پر مجبور کردیا جائے۔

آج جب بھارت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کی پاکستان سے قائم ازلی اُلفت اور محبت کے جذبوں میں بڑھتے اضافے کو دیکھ رہا ہے تو اِس سے خوفزدہ بھارت ہمارے مظلوم کشمیر بھائیوں پر ایسے انسانیت سوز مظالم ڈھا رہا ہے کہ جس سے زمین بھی تھرا رہی تو آسمان بھی رو رہا ہے۔

اِس سے انکار نہیں کہ خطے میں بھارتی ہٹ دھرمیاں عروج پر ہیں اور خطے میں کشمیریوں پر بھارتی ظلم وستم نے اِنسانی تاریخ کے مظالم کی داستانوں کے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں خطے اور کشمیر کو اپنی ہٹ دھرمی سے نصف صدی سے بھی زائد عرصے تک کشمیر پر اپنے اٹوٹ انگ کی ضد لگا کر کشمیر کے ایک ایک گھر کے ہر فرد پر بھارتی ظالم اور نفسیاتی فوج نے ظالم وستم کی ایسی المناک داستانیں تاریخ میں رقم کی ہیں کہ جن سے تاریخ دانوں نے بھی اپنے قلم توڑ ڈالے ہیں۔

جبکہ خطے میں بھارتی ہٹ دھرمیاں اور پاکستان جیسے اپنے پڑوسی ممالک کے صوبوں اور شہروں میں ہونے والی دہشت گردی اور علیحدگی پسندوں کی مدد کرنے کے مضبوط

شواہد موجود ہیں تو اَب ایسے میں خطے میں قیام امن کے لئے انمول اور اَنمٹ جذبات
سے مزین اور متحرک پاکستان جیسے دنیا کی نا قابلِ تسخیر ایٹمی طاقت والے مُلک کو چاہیئے
کہ یہ خطے کے دوسرے امن پسند ممالک کے ساتھ مل کر بھارتی ہٹ دھرمیوں اور اِس
کی خطے کے دوسرے ممالک میں جاری دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فیصلہ کن حکمتِ
عملی تیار کرے اور بھارت کے جنگی جنون کے گھمنڈ اور پاگل پن کو زمین بوس کرڈالے
تاکہ دنیامیں تین مختلف ناموں ہندوستان ، بھارت اور انڈیا سے اپنی ایک جیسی گندی
اور مکروہ فطرت رکھنے والی مختلف دہشت گردانہ عزائم کے رنگ میں رینگی ریاست
رہتی دنیاتک کے لئے نشانِ عبرت بن جائے ۔

لگتاہے کہ اَب عمران خان کو سیاست کی روح سمجھ آ گئی ہے . . . . !!

سیاست میں کوئی سیاستدان اور کوئی دن و کوئی جملہ اور کیسی کے لئے سیاسی حالات ایک جیسے نہیں رہتے ہیں....

آج قارئین حضرات ..!! میرا یہ کالم پڑھنے سے پہلے میری یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ " سیاست میں کبھی بھی کوئی سیاستدان اور کوئی دن کوئی ہفتہ اور کوئی جملہ اور جملوں پر مشتمل سیاسی تقاریر اور اِسی طرح کسی بھی سیاست دان کی جماعت کے سیاسی حالات ایک جیسے نہیں رہتے ہیں"۔

یہاں میں نے اپنی یہ بات گزشتہ دِنوں اوکاڑہ میں جلسے عام سے خطاب کے دوران عمران خان کے کہے ہوئے اِس جملے پر کہی ہے جو عمران خان نے کہے تھے کہ "نواز شریف کرپٹ ترین وزیراعظم ہیں اِن سے بہتر تو سابق صدر آصف علی زرداری تھے"۔

جبکہ اِس سے کسی کو اِنکار نہیں ہے کہ ماضی القریب میں یہی عمران خان تھے جنہوں نے دورِ زرداری میں زرداری کو پبلک مقامات اور میڈیا میں کھلم

کھلا تنقیدوں کا نشانہ بنانے کا جیسا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا آج تک اِسے بھی قوم اور میڈیا نہیں بھولے ہیں اِس پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ آج لگتا ہے کہ جیسے عمران خان کو سیاست کی روح اچھی طرح سمجھ آ گئی ہے تب ہی تو عمران خان اپنے جملوں اور لفظوں سے بُنی گئی تقاریروں سے میدانِ سیاست میں سیاسی داؤ پیچ کھیلنے میں مہارت حاصل کرتے جارہے ہیں۔

بہر حال..!! آج عمران خان کے کہے ہوئے اِس جملے سے تو میری قوم کو اتنا اندازہ اور یقین ضرور ہوگیا ہے کہ حقیقتاً ''سیاست میں کوئی سیاستدان اور کوئی دن اور کسی کے لئے کہا گیا کوئی جملہ اور کسی کے لئے سیاسی حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے ہیں۔

اَب ایسے میں میرا یہ کہنا ہے کہ آج میری قوم کے جتنے بھی سیاست دان ہیں یہ میری قوم کے قول و فعل اور کردار کو پرکھنے کے لئے بہت ہیں کیوں کہ کسی دانا کا کہنا ہے کہ '' اگر کسی قوم کو پرکھنا ہے تو اِس قوم کے سیاست دانوں کے کردار کو پرکھو، جبکہ شہیدِ رانی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا سیاست سے متعلق کہا گیا یہ جملہ ہماری مُلکی سیاست میں تاریخ کا ایک ایسا اہم اور عظیم باب رقم کرگیا ہے کہ آج اگر ہمارے سیاستدان اِس جملے کی روح کو جان جائیں تو اِن کی سیاست کی ہر کل سیدھی اور قوم کے لئے کار آمد بن سکتی ہیں اُنھوں نے

فرمایا تھا کہ ''سیاست کی بڑی سنجیدہ اور دُوررَس ذمہ داریاں ہوتی ہیں سیاست قوم کے وجود میں اِس کی احیا کی بنیاد ہوتی ہے'' اور اِسی طرح سیاست ہی کے بارے میں ''وی آئی لینن'' کا کہنا ہے کہ ''افلاس زدہ لوگوں کو سیاسی آزادی حاصل نہیں ہوتی لیکن اگر اِنہیں یہ آزادی مل بھی جائے تو اِنہیں اِس سے کچھ فائدہ بھی کم ہی ہوتا ہے''۔

اگرچہ اِن دِنوں میرے مُلک میں کہیں ضمنی انتخابات کی تیاریاں زوروں پر ہیں تو مُلک کے کئی صوبوں میں سیاسی جماعتوں کے قائدین اور کارکنان و جاںنثارانِ جماعت اپنے قائدین کے اشاروں پر بلدیات انتخابات میں کامیابیوں کے لئے سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے والی پارٹیوں کے قائدین اور جاںنثارانِ جماعت کا رویہ اپنے اپنے حلقوں کے ووٹروں کے ساتھ خادم بن کر پیش ہونے کا ہے یعنی یہ کہ آج ضمنی اور بلدیاتی انتخابات سے قبل بقول '' چارلس ڈیگال'' سیاستدان آقا بننے کے لئے نوکروں کے انداز اپناتے ہیں'' یقیناً ایسا ہی کچھ میرے دیس میں دکھائی دے رہا ہے ووٹر یاد رکھیں کہ ایسا صرف انتخابات میں ووٹ لینے کی حد تک ہی ہے بعد میں جو ہوگا کہ وہ سب اِس کے یکدم اُلٹ ہوگا۔

بہر کیف..!! اِس میں شک نہیں کہ کھیل کے میدان میں بے لچک اور نڈر رویہ

اپنا کر شہنشاہ کا لقب پانے والے عمران خان کو میدانِ سیاست میں بھی اپنا ایسا ہی رویہ اپنانے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے تھی مگر چونکہ سیاسی میدان کھیل کے گراؤنڈ کی طرح نہیں ہوتا ہے اِس میں بے لچک اور نڈر رویہ کبھی بھی اور کہیں کہیں بھی کام نہیں آتا ہے بلکہ میدانِ سیاست میں تو اول روز سے ہی مفاہمتی اور افہام و تفہیم کا رویہ اپنانے والے ہی کامیاب ترین سیاستدان ٹھیرائے جاتے ہیں۔

اَب ہماری پچھلی حکومت کے صدر آصف علی زرداری کو ہیں دیکھ لیں کہ اِن کے پاس اور اِن کے دامنِ سیاست میں سوائے مفاہمتی اور افہام و تفہیم کی سیاست کے دو تین پہلوؤں کے کیا تھا یہ اِن نکات پر قائم رہ کر پانچ سال تک عمل پیرا رہے اور اپنے پانچ سال سب کو چپ بنا کر ہنسی خوش گزار گئے اِس کی ایک وجہ یہ تھی کہ زرداری مفاہمت پرستی اور افہام و تفہیم کی سیاست کے رموز سے خوب واقف تھے اور مگر اِس کے ساتھ ہی قوم بھی یہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یہ اتنے اچھے سیاسی کھلاڑی تو نہیں تھے مگر تعجب ہے کہ زرداری بھی صدرِ پاکستان کی نشت پر پانچ سال گزار کر چلے گئے ہماری ملکی سیاست میں پانچ سالہ دورِ زرداری بھی قوم کو حیران اور پریشان کر دینے والا ایک عجوبہ دورِ حکومت جانا اور پہنچانا جاتا رہے گا۔

آج اگر دورِ زرداری کے پانچ سالہ اقتدار پر غیر جانبداری سے تبصرے کئے جائیں تو صرف تبصروں پر مبنی سیکڑوں اور ہزاروں کتب لکھی جاسکتی ہیں اِس لئے آج دورِ زرداری کو اچھا یا بُرا کہنے والے اِس رٹ سے نکلیں اور اِس کا جائزہ لیں کہ آصف علی زرداری کس طرح اپنی حکومت کے پانچ سال گزار کر ملکی سیاست میں امر ہوگئے ہیں آج اِس لئے لازم ہے کہ موجودہ سیاست دانوں کو زرداری جیسی مفاہمتی اور افہام و تفہیم کی سیاست کے روشن ابواب سے بہت کچھ سیکھنے اور سکھانے کی اشد ضرورت ہے۔
چلیں عمران خان نے تو اوکاڑہ کے خطاب میں نواز شریف کا موازنہ زرداری سے کرتے ہوئے سابق صدر زرداری کو موجودہ وزیر اعظم نواز شریف سے لاکھ درجے بہتر قرار دیا تھا آج اِس پر جس طرح حکومتی جماعت کے بہت سے جتھے اور جانثارانِ وزراء اور کارکنان سینہ کوبی کرتے اور سر پر خاک ڈالتے سڑکوں پر نکل کھڑے ہوئے ہیں اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے دروازے کھٹکھٹاتے اپنے مذمتی بیانات کا چھڑکاؤ کرتے پھر رہے ہیں یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔
حالانکہ یہ سب تو سیاسی میدان میں بیچارے عمران خان کی سیاست کے مقابلے میں بہت پرانے چاول ہیں اِنہیں تو کم از کم عمران خان کے ایک ذرا سے بیان پر یوں دم نہیں لگنا چاہئے یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ ہماری ملکی "سیاست میں کوئی

سیاستدان اور کوئی دن اور کسی کے لئے کہاگیا کوئی جملہ اور کسی کے لئے سیاسی حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے ہیں''۔

مگر پھر بھی افسوس تواِس بات کا ہے کہ عمران خان بیچارے کے اِس ایک جملے اور بیان نے توجیسے ہمارے موجودہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کے جانثارانِ وزراء و ممبرانِ قومی و صوبائی اسمبلیاں اور ن لیگ کے عہدیداران و کارکنان کے تن بدن میں عمران خان کے خلاف سیاسی جملے بیازیوں کی آگ بھردی ہے۔

تب ہی توو زیراعظم نواز شریف کی حکومت کے انتہائی سنجیدہ اور نرم گواور خوش مزاج وفاقی وزیراطلاعات سینیٹر جناب محترم عزت مآب پرو ٖ زرشید بھی عمران خان کے خلاف کچھ اِس طرح لب کشا ہوئے کہ'' عمران خان چور، پاکستان کا دُشمن اور غدار ہے، یہودی اور ہندولابی کے فنڈز پارلیمنٹ پر حملے کے لئے استعمال کئے'' اِن کے عمران خان کے خلاف ایسے بیان پر قوم ششسدر ہے اور انگشت بدنداں ہے جس پر قوم کو ایسالگ رہاہے کہ جیسے بیچارے پرو زرشید بھی اپنے قائد نواز شریف کے لئے میدانِ جملے بیازی میں گود کر یہ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہے ہیں کہ خبردار کوئی ہمارے قائد اور مُلک کے موجودہ وزیراعظم نواز شریف کو ہرگز تنہانہ سمجھے اِن کے خلاف بیان بازی کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کے لئے

اِن کے بھی جیالے اور جانثارانِ حبِ نواز شریف ابھی زندہ ہیں جو اپنے قائد نواز شریف کے خلاف بیان بازی کرنے والوں کی زبانیں گدیوں سے پکڑ کر کھینچ لینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں اور ایسا کرنا بھی خوب جانتے ہیں۔

آج ن لیگ والے عمران خان اور عمران خان اور دیگر کسی کے خلاف چاہیں جیسی بھی زبانیں استعمال کرلیں مگر اِنہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہونی چاہئے کہ جمہوری سیاست میں ہر زبان ہر کسی کے لئے استعمال کرنے ہی میں تو جمہوریت کا حُسن ہے اور ویسے بھی میدانِ سیاست تو ہے ہی جھوٹ بولنے اور سچ کا گلاگھونٹ کر جھوٹ کے سروں کا مینار بناکر کامیابیوں کے دعوے کرنے کا نام ہی سیاست ہے یہ میرا کام تھا جو میں نے سمجھانے کی بزور قلم کوشش کی ہے مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ میرے لکھے کو کون پڑھتا ہے۔۔؟؟ اور کون اِس سے کیا اور کتنا سمجھ کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔۔۔؟؟ اور اپنی سیاسی توانائیاں ایک دوسرے کے خلاف بیان بازیوں میں ضائع کرنے کے بجائے اِس مُلک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کتنا استعمال کرتا ہے۔۔۔؟؟

اَب میں اپنے کالم کا اختتام شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹوکے اِس قول پر کرنا چاہوں گا کہ ’’ صحافی سیاست دانوں کو بتائیں کہ وہ سیاست کرنا چاہتے ہیں تو وی سی آر، ٹی وی دیکھنے کے بجائے کتابیں اور تاریخ پڑھیں ‘‘اِس میں شک

نہیں کہ شہید بینظیر بھٹو کے اِس قول میں سیاستدانوں کے لئے اپنی اصلاح کرنے کی بڑی گنجائش موجود ہے بشرطیکہ ہمارے نئے پرانی سیاستدان اِس قول پر عمل کریں تو ملک میں ہر رخ سے مثبت اور تعمیری سیاست پروان چڑھ سکتی ہے جس کا فائدہ سیاستدانوں، ملک اور عوام سب ہی کو پہنچے گا۔

منظور حسین وسان کا عندیہ یا صرف اخباری بیان

جناب پاکستان میں بھوک وافلاس کی صورتحال تو بنگلہ دیش اور بھارت سے بھی بُری ہے۔۔۔۔!!

منظور حسین وسان کا عندیہ یا صرف اخباری بیان۔۔۔سندھ میں آٹے اور روٹی کی قیمتیں بڑھانے والوں کے خلاف کارروائی کی ہدایت

آج دورِجدید کی سائنسی دنیامیں بھی بھوک وافلاس وہ مسائل ہیں جن کا دائمی حل زمینِ خداپر بسنے والے ہر غریب اور غربت کا ڈسا اِنسان چاہتاہے مگرافسوس ہے کہ دنیاکے مٹھی بھرامیروں اور حکمرانوں کے نزدیک برسوں سے دنیاکے غریبوں اور بھوک وافلاس کی دلدل میں دھنسے اِنسانوں کا یہ مسئلہ محض ایک مسئلہ ہی ہے ایسالگتاہے کہ اِس مسئلے پر سب ماتم کرناتو چاہتے ہیں مگر دنیاکے غریبوں کے اِس مسئلے کوتو کبھی بھی کسی نے حل کرناہی نہیں چاہاہے۔

آج کی دنیاکے امیروں اور مسندِ اقتدارپر قابض حکمرانوں کی نظرمیں غربت بھوک و افلاس تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آج جس طرح اِن کے تو پیٹ بھرے ہوئے ہیں تواِسی طرح سب کے پیٹ بھرے ہوں گے۔۔۔؟؟مگرایساہرگزنہیں

ہے جیساکہ آج دنیاکے یہ پیٹ بھرے امیر اور حکمران الوقت سمجھ رہے ہیں ابھی جب میں یہ سطور رقم کررہاہوں تواِن لمحات میں بھی دنیاکے اربوں کھربوں غریبوں کو ایک وقت کی بھی روکھی سوکھی روٹی میسر نہیں ہے ایک ایک روٹی اور روٹی کے ٹکڑے کو ترستے اِن غریبوں کی سوچ اور حدِ نگاہ صرف اپنی بھوک مٹانے کے لئے ایک روٹی کے حصول تک محدود ہے۔

مگر افسوس ہے کہ دنیامیں اپنی دولت اور اپنی حکمرانی کے بل بوتے ہمیشہ زندہ رہنے والوں کی کوشش ہے کہ دنیاکے غریبوں کو بھوکارہنے دو مگر بھوک اور افلاس کی وجہ سے دہشت گردبننے والے غریبوں کا پہلے قلع قمع کروجو ہم امیروں اور حکمرانوں کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں آج دنیاکے امیروں اور حکمرانوں کا یہ نظریہ ہے کہ ہم دنیاسے غربت تو ختم نہیں کرسکتے ہیں مگر بھوک وافلاس سے دہشت گردکے روپ میں اپنے مدمقابل کھڑے ہونے والے غریب دہشت گرداور دہشت گردوں کو اپنی تمام مشینری کا استعمال کرکے ضرور مار سکتے ہیں۔جس پر دنیاکے سارے امیر اور حکمران الوقت سختی سے کاربند ہیں۔

اگرچہ دہشت گردی کا مسئلہ دنیاکے بنی نوع اِنسان کے بھوک وافلاس کے مسئلے سے تو بہت نیاہے مگر آج دنیاکے طاقتورامیر ترین ممالک سمیت ہر درجے کے غریب اور ترقی پذیرممالک بھی دہشت گردی جیسے مسئلے کے فوری حل کے لئے تو سینہ

جوڑ اور سر پھوڑ کوششوں سے مگن ہیں مگر کسی نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا ہے کہ موجودہ دہشت گردی سے بھی بڑا اور پرانا دنیا کا غربت اور بھوک وافلاس کا مسئلہ دائمی طور پر حل کرکے دنیا کو دہشت گردی سمیت اور دیگر مسائل سے بچائے ایسا کسی نے کبھی یوں بھی نہیں سوچا کہ کوئی نہیں چاہتا کہ دنیا سے غربت اور بھوک وافلاس کا خاتمہ ہو۔

یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ آج اصل میں بات یہ ہے کہ حقیقتاً پاکستان سمیت دنیا کے غریب اور ترقی یافتہ ممالک کے حکمرانوں کی شکل میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ نہیں چاہتے ہیں کہ غریبوں کا بھوک و افلاس کا دیرینہ مسئلہ حل ہو... کیوں کہ اِن کا خام و قوی خیال یہ ہے کہ آج اگر پاکستان سمیت دنیا کے غریب ممالک کے بھوک و افلاس سے متاثرہ لوگوں کا یہ دیرینہ مسئلہ حل ہوگیا تو پھر یہ کس پر اپنی حکمرانی کا سکہ چلائیں گے..؟ اور پھر کون اِن کے پیچھے چلے گا اور آئے گا...؟؟ کون اِن کی جوتیاں سیدھی کرے گا..؟؟ اور کون ہر دو چار سال بعد ہونے والے انتخابات میں اِن کے جلسے جلوسوں میں اِن کے قصیدے پڑھے گا...؟؟

اِس میں شک نہیں کہ ازل ہی سے بھوک غربت کا سب سے زیادہ خوفناک اور اقوامِ عالم کے لئے قابلِ عبرت تحفہ ہے اہلِ دانش کا ہر زمانے کی ہر تہذیب کے

ہر حکمران کے ہر دورِ حکمرانی کے ہر معاشرے کے اِنسانوں سے متعلق یہ کہنا رہا ہے کہ بھوک جہاں بھی آتی ہے یہ اپنے ساتھ بہت سی اخلاقی و معاشرتی اور سماجی و سیاسی اور تہذیبی و مذہبی خرابیوں کی بیماریوں جس میں دہشت گردی سمیت اور بہت سی ایسی نفسیاتی بیماریاں ساتھ لاتی ہے جو مُلکوں کی سرحدوں، تہذیبوں سے نکلا کر دوسرے مُلک میں داخل ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ساری دنیا کو ایسے ہی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے جیسی کہ آج دہشت گردی نے دنیا کے ہر مُلک کو اپنے شکنجے میں جکڑ کر دنیا کے اِنسانوں کو اپنے سائے اور اپنی سانس سے بھی خوفزدہ کردیا ہے دنیا کے دانشورانِ قوم وملت کا بھوک سے متعلق یہ بھی کہنا ہے کہ آج بھی دنیا کے اتنے اِنسان دہشت گردی سے نہیں مرے ہیں جتنے کے بھوک و افلاس کی وجہ سے مرچکے ہیں ایک یہ بھی محاورہ مشہور ہے کہ اتنے لوگ جنگلوں میں نہیں مرے جتنے کہ غذائی قلت کا شکار ہو کر اس ہری بھری دنیا سے کوچ کرگئے۔

بہرحال...!!پاکستان میں بھوک وافلاس سے متعلق گلوبل ہنگر انڈیکس کی جانب سے جاری ہونے والی حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں بھوک و افلاس کی صورتِ حال تشویش ناک ہے خبر ہے کہ گلوبل ہنگر انڈیکس میں شامل دنیا کے 117ممالک میں پاکستان 93 نمبر پر ہے۔

جبکہ گلوبل ہنگر انڈیکس نے اپنی اِس رپورٹ میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ رپورٹ غیر جانبدار
ی اور ہر طرح کے شک وشبہات سے بالاتر ہو کر تیار کی گئی ہے اپنی رپورٹ میں گلوبل
ہنگر انڈیکس کا اپنے اِس دعوے کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ بھوک اور افلاس کے لحاظ
سے بھارت اور بنگلہ دیش کی پوزیشن پاکستان سے بہت بہتر ہے رپورٹ میں
اعداد وشمار کا سہارا لیتے ہوئے واہ شگاف انداز سے یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ جنوبی ایشیا
کے ممالک میں پاکستانی آبادی کا 22 فیصد حصہ اور بنگلہ دیشی آبادی کا لگ بھگ 17
فیصد حصہ خوراک کی کمی کا شکار ہے جبکہ اِسی خطے سے تعلق رکھنے والا کثیر آبادی رکھنے
والا ایک مُلک بھارت بھی ہے جو 1947 میں اِس سے آزادی لینے والے پاکستان اور
اِسی طرح 1971 میں پاکستان سے علیحدہ ہونے والے مُلک بنگلہ دیش سے کئی گنا زیادہ
آبادی والا مُلک جانا اور پہچانا جاتا ہے بھارتی آبادی کی پوزیشن خوراک کے حوالے سے
پاکستان اور بنگلہ دیش کے مقابلے میں خاصی مستحکم اور بہتر ہے۔
تاہم گلوبل ہنگر انڈیکس کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وسطی افریقہ، چاڈ اور
زیمبیا کے افراد کو بھی شدید ترین بھوک کا سامنہ ہے اِن ممالک سے متعلق رپورٹ میں
انکشاف کیا گیا ہے کہ یہاں بچوں کی شرح اموات میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے
رپورٹ میں خوراک اور بھوک وافلاس سے متاثرہ ممالک میں ہونے والے اضافے کی
وجوہات سے متعلق کہا گیا ہے کہ جن ممالک میں مسلح تصادم کا

سامنا ہے وہاں کے افراد کو سب سے زیادہ خوراک کی کمی اور بھوک و افلاس کا سامنا ہے
گلوبل ہنگر انڈیکس نے اپنی رپورٹ میں مزید کہا ہے کہ ایسٹ تیمور، سیرالیون،
ہیٹی، مڈغاسکر، افغانستان، نائیجیریا اور یمن کو بھی اِن پہلے 10 ممالک کی فہرست میں
شامل کیا گیا ہے جہاں خوراک کی کمی میں مبتلا افراد کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ
ہو چکا ہے''۔

اگرچہ آج گلوبل ہنگر انڈیکس کی اِس رپورٹ کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات
نے اپنی رپورٹ میں پاکستان سے متعلق جو اور GHI حقیقت مبنی سچ لگنے لگے گی کہ
جتنا بھی انکشاف کیا ہے وہ سوفیصد درست ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ
نے اپنے دعوؤں کے ساتھ اپنی رپورٹ میں انکشافات کئے ہیں یہ ایک علیحدہ بحث GHI
ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج پاکستان میں جتنی بھی خامیاں اور
بُرائیاں ہیں اِن سب کے ذمہ دار 68 سالوں کے دوران پاکستان میں آنے والے سول
اور عسکری وہ حکمران ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دورِ اقتدار میں اپنے سے خود کرنے کے
بجائے اپنے امریکی اور برطانوی آقاؤں کیصلاح مشوروں سے وہ کچھ کیا جو اور جیسا اِن
کے آقا چاہتے تھے یوں ہمارے سب ماضی کے (سول اور عسکری) حکمران اپنے آقاؤں
کی مرضی کے مطابق اپنا اپنا وقت گزار چلتے بنے اور قوم کو بھوک و افلاس کی دلدل میں
دھنسے رہنے دیا اور جب اِس سے بھی اِن کا جی نہ بھرا تو یہ جاتے جاتے اپنے قوم کو دہشت

گردی کے اژدہے کے حوالے بھی کرکے چلے گئے۔

آج جہاں گلوبل ہنگر انڈیکس نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیاہے کہ پاکستان میں بھوک اور افلاس کی صورتِ حال تشویشناک حدتک ہے تو وہیں سندھ سے تعلق رکھنے والے ایک صوبائی وزیر جو سوتے جاگتے ہر حال میں اپنی بند اور کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے ماہر سمجھے جاتے ہیں یعنی کہ موجود سندھ حکومت کے وزیر خوراک سائیں منظورحُسین وسان نے سندھ میں آٹے اور روٹی کی قیمتوں میں اضافے کی خبروں کا سخت نوٹس لیاہے۔

اَب مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ جب وسان سائیں نے اپنا سخت نوٹس لیا یہ کس کیفیت میں تھے میرا مطلب ہے کہ یہ سو رہے تھے یا جاگ رہے تھے مگر چونکہ ابھی سندھ میں بلدیاتی انتخابات کے دن قریب ہیں اور لاہور کے حلقہ NA-122 کے ضمنی انتخاب میں اِن کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی پوزیشن کیا اور کیسی رہی تھی...؟؟ آج یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے سو کم از کم سندھ میں اپنی پارٹی کی پوزیشن بلدیاتی انتخابات میں کچھ یعنی کہ آٹے میں نمک جتنی بہتر بنانے کے لئے سندھ کے وزیر خوراک منظورحُسین وسان نے سندھ میں بلدیاتی انتخابات سے قبل آٹے اور روٹی کی قیمتیں بڑھانے والوں کے خلاف کارروائی کی ہدایت دے دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہاہے کہ سندھ میں گندم رعایتی قیمتوں

پر فراہم کی جارہی ہے سندھ میں کسی کو آٹے اور روٹی کی قیمتوں میں من مانا اضافہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

یہاں میرا خیال یہ ہے کہ اَب وسان سائیں نے جس حال میں بھی سندھ میں آٹے اور روٹی کی قیمتوں میں اضافے کا سخت نوٹس لیا اور اِسے کنٹرول کرنے کے لئے کارروائی کی ہدایت دی دیکھنا یہ ہے کہ اِن کا یہ عندیہ محض اخباری بیان تک ہی محدود رہے گا یا یہ حقیقی معنوں میں بھی سندھ میں آٹے اور روٹی کی قیمتوں میں اضافہ کرنے والوں کے خلاف قانون کے مطابق سخت اقدامات بھی کریں گے یا پھر آنکھ بند کرکے سو جائیں گے اور اپنی خوابوں کی دنیا میں مگن رہیں گے اور پھر یہ کہیں گے کہ سائیں میں خوابوں کا بندہ ہوں اور خوابوں میں زندہ رہتا ہوں جو کچھ کہا سُنا وہ تو سب خواب تھا اور ہر خواب ضروری نہیں ہے کہ سچ بھی ثابت ہو جائے اور میں آٹے اور روٹی کی قیمتوں میں اضافہ کرنے والوں کے خلاف کوئی سخت کارروائی کرلوں۔

حکومت گوڈ گورننس کی ڈیلیوری سے قبل آبادی بڑھانے والے ڈیلیوری کلچر کو روکا جائے . . . . !!

اِن دِنوں نوازحکومت جس گوڈ گورننس (GOOD GOVERNANCE) کی ڈیلیوری
کی باتیں کرتی اوراِس حوالے سے دن رات اپنے حق میں نعرے لگاتی پھر رہی ہے
ایساہرگزنہیں ہے اوراِس کے ساتھ ہی حکومت بیں کروڑ عوام الناس کو یہ بھی
باور کرانا چاہ رہی ہے کہ اِس حکومت نے مُلک میں بگڑے ہوئے گورننس کا خاتمہ کرکے
گوڈ گورننس (GOOD GOVERNANCE) کو عام کردیاہے آج جس کے وہ تمام
اچھے ثمرات عام آدمی تک پہنچ رہے ہیں ابتک جن سے مُلک کا عام آدمی محروم تھا۔
اِس موقع پر میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں آج اگراِس حکومت میں گوڈ گورننس
(GOOD GOVERNANCE) اتنی ہی اچھی ہوتی تواِس حکومت میں مُلک کا ہر
چوتھافرد غذائی قلّت کا شکارنہ ہوگیاہوتااور اتنی اچھی گوڈ گورننس (GOOD
GOVERNANCE) کے باوجود بھی مُلک کے غریب بھوک وافلاس سے لڑیاں
رگڑرگڑکراپنی زندگی کے ایام کو آغوشِ قبر کی جانب نہ دھکیلے لے جارہے
ہوتے... جبکہ ایسے میں بڑے دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ لاکھ گوڈ گورننس
(GOOD GOVERNANCE) کے حکومتی دعوؤں کے آج بھی حقیقتاًمُلک میں
گوڈ گورننس کی ایسی ہی کمی ہے جیسی کہ ماضی میں رہی ہے آج بھی مُلک کے کروڑوں
افراد پینے

کے صاف پانی، اچھی وخالص خوراک، جدید علاج ومعالج سمیت جدید تعلیم اور جدیداورپُرآسائش سفری سہولیات سے بھی محروم ہیں۔

ایسالگتاہے کہ جیسے میرے دیس میرے وطن اور میرے مُلک کے لوگوں اور سیاستدانوں سمیت حکمرانوں میں گوڈگورننس ڈیلیوری کی ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرتی دور میں شدت سے کمی رہی ہے اور آج جبکہ مُلک میں نواز حکومت کے تیسرے جمہوری دورکا دوردورہ ہے تووزیراعظم اور صدرِ پاکستان سمیت اراکینِ حکومت کا دعویٰ ہے کہ اُنھوں نے اپنے اِس تیسرے کامیاب ترین دورِ حکومت میں مُلک سے بیڈ گورننس کا خاتمہ کردیاہے کیوں کہ اِن دِنوں جس طرح مُلک کے طول ُ ارض میں ن لیگ کے حکومتی اراکین اور پاکستان مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے مختلف اقسام کے بڑے چھوٹے لوگ مُلک میں گوڈ گورننس (GOOD GOVERNANCE) کے رجحان کو رائج کردینے کے دعوے کررہے ہیں اِن سب کے ایسے دعووں سے یہ لگتاہے کہ جیسے آج نواز حکومت نے ماضی کے بیڈ گورننس کے تمام خدشات اور مخمصوں کا جواب دیتے ہوئے اپنے دورِ حکومت میں مُلک میں گوڈ گورننس کو اچھی طرح سے عام کردیاہے یوں آج مُلک میں ہر شعبے میں گوڈ گورننس پاکستانی عوام کے جسموں میں گردش کرتے خون اور پھیپھڑوں سے نکلنے والی سانس کے ساتھ ساتھ رائج ہوگیاہے جبکہ موجودہ حالات میں ایساہر گزنہیں ہے آج جس گوڈ گورننس (GOOD GOVERNANCE) کی ڈیلیوری کی نواز حکومت.بڑے چرچے کرتی پھر رہی ہے۔

یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ کچھ بھی ہے مگراس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ میرے مُلک میں بیڈاور گوڈ گورننس کی ڈیلیوری پر بحث اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ ہم کی بلند ہوتی (HAPPY DELIVERY) اپنے مُلک میں آبادی بڑھانے والی ہیپی ڈیلیوری صداؤں اوراِس سے آبادی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر کنٹرول نہیں کرلیتے...بھلے سے کی ڈیلیوری کے دعوے (GOOD GOVERNANCE) ہم اور ہمارے حکمران لاکھ کرتے رہیں ہم بیڈ گورننس کے دائرے سے نکل ہی نہیں سکیں گے۔

کی ڈیلیوری ہورہی ہے (GOOD GOVERNANCE) آج دنیاکے اُن ممالک میں جن ممالک کی حکومتوں نے اپنے یہاں آبادی کے بڑھتے رجحان کو کنٹرول کرنے کے (GOOD GOVERNANCE) لئے اقدامات کررکھے ہیں اُن ہی ممالک میں گوڈ گورننس کے ثمرات عوام الناس تک بھی پہنچ رہے ہیں اور خوشحالی اور ترقی وکامرانی بھی اُن کا مقدر بن رہی ہے اِس کے برعکس پاکستان سمیت جن ممالک میں برتھنگ ڈیلیوری کا سلسلہ ہر لحہ آن وشان سے جاری و ساری ہے اُن ممالک میں سالہاسال کاپروان (GOOD GOVERNANCE) بیڈ گورننس ہی رہے گی اور گوڈ گورننس چڑھنانا پید ہی رہے گا۔

سوحکومتِ پاکستان بھی اگر یہ چاہتی ہے کہ پاکستان میں بھی دنیاکے ترقی یافتہ ممالک کی کا سلسلہ چل نکلے تواِس کے لئے یہ (GOOD GOVERNANCE) طرح

لازم ہے کہ حکومت ہیپی ڈیلیوری یعنی کہ اپنے یہاں پیدائشِ اِنسانی کو روکے
پروان چڑھ رہی ہے (GOOD GOVERNANCE) اور پھر دعویٰ کرے کہ مُلک میں
(GOOD) بغیر آبادی کو کنٹرول کئے کسی بھی صورت میں حکومت کا گوڈ گورننس
کا دعویٰ سچ ثابت نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ مُلک میں آبادی کے (GOVERNANCE
بڑھتے ہوئے رجحان کو قابو نہ کیا جائے۔

اِس سے انکار نہیں کہ اِن دِنوں میرا مُلک پاکستان کئی حوالوں سے اندورنی اور بیرونی
خطرات اور بحرانوں کا شکار ہے اِن سب سے نبرد آزما ہونے کے لئے یہ بہت ضروری
کی ڈیلیوری کے رجحان کو پروان چڑھایا جائے (GOOD GOVERNANCE) ہے کہ
مگراِسے اُسی صورت ممکن بنایا جاسکتا ہے کہ جب مُلک میں آبادی بڑھانے والی ڈیلیوری
کے کلچر کو روکا جائے یا اِسے فوری طور پر کنٹرول کیا جائے تو پھر مُلک میں یقینی طور پر
کی ڈیلیوری ہوسکتی ہے ورنہ ناممکن ہے تو پھر شروع (GOOD GOVERNANCE)
(HAPPY کرادئے جائیں آبادی بڑھانے والی ڈیلیوری یعنی کہ ہیپی ڈیلوری
کوروکنے والے اقدامات اور منصوبے تاکہ مُلک میں بڑھتی ہوئی آبادی کو DELIVERY
کنٹرول کیا جائے اور اپنے تمام قدرتی وسائل آبادی کے لحاظ سے بروئے کارلائے جائیں
خودبخود ڈیلیوری بھی ہوجائے گی (GOOD GOVERNANCE) جس سے مُلک میں
اور مسائل بھی حل ہوجائیں گے۔

(ختم شُد)

ہندوستان کے جنونی ہندوؤں کے مسلمانوں پر حملے . . . !!

ہندوستان کے ہندوگاودیوں کی گاؤماتا، ہندوستان کے جنونی ہندوؤں کے مسلمانوں پر حملے . . . !!

محض گائے کا گوشت کھانے پر مسلمانوں پر ہندوؤں کا حملہ ، کیاامریکاواقوامِ متحدہ کو ہندوستان کے ہندوانتہاپسند دہشت گرد نظرنہیں آرہے . ؟؟

آج یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب ہندوستان کے ہندوگاودیوں کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی نسل کشی ہورہی ہے تو بلی کے آگے آنکھیں بند کئے کبوتر کی طرح امریکااواقوامِ متحدہ نے بھی ہندوستان میں ہندوؤں کے اِنسانیت سوز مظالم سے سیکڑوں مسلمانوں کی شہادت پر خاموشی اختیار کررکھی ہے اور وہ امریکاجو خود کو اِنسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار اور چیمپئین کہلاتا نہیں تھکتا ہے اِس نے بھی ہندوستان میں جنونی اور دہشت گرد ہندوؤں کے ہاتھوں بہانے بہانے سے مسلمانوں کے قتلِ عام پر بھیگی بلی کی طرح کسی کونے میں چھپ کرچپ سادھ رکھی ہے۔

اَب یہاں اگر میں یہ کہوں توکچھ غلط نہ ہوگا کہ آج امریکاسمیت یورپی دنیا سے تعلق رکھنے والی عالمی برادری اور طاقتوں نے ہندوستان کے جنونی اور دہشت

گرد ہندوؤں کے ہاتھوں ہندوستان کے برسوں سے امن پسند مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے اِنسانیت سوز مظالم اور پھر ہندوستان میں مسلمانوں کی نسل کشی کے شروع کئے جانے والے سلسلے پر جیسی خاموش اختیار کر رکھی ہے اِس سے عالمی برادری کی منافقت اور شیطانیت بھی عیاں ہو رہی ہے اور عالمِ اسلام کو یہ اچھی طرح معلوم ہو رہا ہے کہ امریکا اور اقوامِ متحدہ سب مسلمانوں کے پکے دُشمن ہیں جو مسلمانوں کی نسل کشی پر خاموشی اختیار کرکے خوش ہوتے ہیں۔

بے شک...!! اَب جس سے مسلم اُمہ کے مسلمانوں کو یہ بھی واضح پیغام جارہاہے کہ آج ساری دنیا واضح طور پر دو بلاک میں تقسیم ہو گئی ہے ایک مسلم بلاک جس میں صرف اور صرف مسلمان شامل ہیں اور دوسرا غیر مسلم بلاک جس میں مسلمانوں کے علاوہ اسلام اور مسلمان دُشمن وہ تمام عناصر اور مذاہب شامل ہیں جو اسلام اور مسلمانوں سے سخت نفرت اور کینہ رکھتے ہیں اور جنہیں مسلمانوں کا وجود ایک آنکھ نہیں بھتاہے۔

آج تب ہی ہندوستان میں ہندوگاودیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی گاؤماتا کی بے حرمتی اور ہندوستان کے مسلمانوں کے گھروں میں گائے کا گوشت رکھے اور کھائے جانے کا خود ساختہ ڈرامہ رچا کر اور بہانہ بنا کر ہندوستان کے جنونی اور انتہاپسند دہشت گرد ہندو ہندوستان کے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اِنسانیت سوز

مظالم کانشانہ بناکر ہندوستان میں صدیوں سے بسنے والے امن پسند مسلمانوں کی نسل کشی کررہے ہیں اور ہندوگاودیوں کے اِس اِنسانیت سوز عمل پر امریکاسمیت اقوامِ متحدہ بھی اپنے لب سی کراور اپنی آنکھیں اور کان بند کرکے کسی مجسمے کی طرح خاموش کھڑی ہے اور ہندوستان کے ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی پر اندھی بہری بنی اندرہی اندر خوشی اور چین کی بانسری بجارہی ہے۔

جبکہ یہی امریکااوراقوامِ متحدہ ہے جس نے جب کبھی مسلمانوں کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کی تضحیک یا غلطی سے جب کبھی مسلمانوں نے کسی غیر مسلم پر بھولے سے کوئی ظلم کردیا ہوتواِس پر امریکااور اقوامِ متحدہ نے تُرنت ہی ساری دنیامیں مسلمانوں اور اُمتِ مسلمہ کے خلاف واویلاشروع کردیا اور دنیابھر میں مسلمانوں کو اقلیتوں کے لئے دہشت گرد گردانے کے لئے احتجاجوں اور مظاہروں کاایک نہ ختم ہونے والاسلسلہ شروع کرکے آسمان کو سر پر اُٹھالیااور دنیابھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈوں کو ہوادے دی۔

مگرآج دنیابھر میں بلارنگ ونسل زبان ومذہب عالمِ اِنسانیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے سب سے بڑاعلمبردار اور چیمپئین بننے والے امریکااوراِسی طرح اقوامِ متحدہ کے منہ پر بھی تھوکنے اور عالمِ اِسلام کے مسلمانوں کے تھوک سے بھرے بڑے بڑے ڈرم انڈیلنے کو جی چاہ رہاہے کہ اِن دِنوں جب ہندوستان کے

ہندوگاودیوں نے اپنی گاؤماتا... جس کا ہندوپیشاب پیتے ہیں اور ہندو جس گاؤماتا کے مُتبرپیشاب کو اپنی نجات اور قلب جان کے سکون کا باعث سمجھتے ہیں اِنہی بدبخت اور بدعقل ہندوؤں کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے تو امریکاسمیت اقوامِ متحدہ کی معنی خیز خاموشی کے ساتھ تماش بین کی طرح گھڑی ہے۔

جبکہ یہاں رسامجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آج جس طرح ہندوستان میں رونماہونے والے سانحہ دادری کی گونج امریکاتک پہنچ ہے اُسی طرح امریکانے بھی اِس پر اپنے سوائے ایک ننھے سے بیان کے کہ ”گائے کا گوشت کھانے کے مسئلے پر حالیہ تلخی، اقلیتوں کے حقوق کی پامالی اور بعض افسوناک واقعات پر امریکانے مودی سرکار کی کلاس لے لی جبکہ امریکاکے مذہبی آزادی سے متعلق اُمورکے ایک اعلیٰ سفارت کار ڈیوڈ سیپر سنیئن نے کہاہے کہ امریکانے مودی حکومت سے مُلک بھر میں رواداری اور انکساری کے اُصولوں کو عملی جامہ پہنانے پر زوریا۔“ امریکاکا یہ بیان کچھ ایساخاص بھی نہیں ہے کہ جس سے ہندوستانی وزیرِاعظم نریندر مودی پر لرزہ طاری ہوتااور وہ اپنے ہندودہشت گردوں کو مسلمانوں کی نسل کشی کرنے سے روکتایااپنے گاؤدی ہندوؤں کو لگام دیتا..ایساکوئی امریکی ردِعمل سامنے نہیں آیاجیساکہ امریکامسلمانوں کے خلاف دکھاتاہے۔

بہر حال ۔۔۔!! اِس سے انکار نہیں کہ آج ہندوستان میں گاودی ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی کی جانے والی نسل کشی میں نریندر مودی اور بی جے پی کا بھی پورا پورا ہاتھ ہے جس نے ہندوستان کے جنونی اور دہشت گرد ہندوؤں کو ہندوستان کے مسلمانوں کی نسل کشی کرنے کے لئے کھلم کھلا طور پر لائسنس جاری کر رکھے ہیں جن کے آگے ہندوستان کا قانون بھی چڈی میں ہاتھ ڈالے بے بس ہے اور ہندوستان کی پولیس بھی مسلمانوں پر ہونے والے اِنسانیت سوز مظالم دیکھ کر خود بھی ہندو دہشت گردوں کے ساتھ مل جاتی ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھاتی ہے۔یعنی یہ کہ آج دنیا کا صفحہ اول کا دہشت گرد ہندوستان کا وزیر اعظم نریندر مودی (مردودی) اپنے دورِ حکومت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مکمل طور پر نسل کشی کرنے کی اجازت اپنے دہشت گرد ہندوؤں کو دے چکا ہے جس کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے اور ہندوستان میں مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی بنا پر تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کیا جارہا ہے جو کہ قابل مذمت اور اُمتِ مسلمہ کے لئے مزاحمت کا بھی مقام ہے۔

آج ہندوستان میں نریندر مودی کی ظالم اور دہشت گرد حکومت میں ہندوستان کے انتہا پسند ہندو بے لگام ہو کر مسلمانوں کی ہندوستان میں نسل کشی کر رہے ہیں تو ایسے میں عالمِ اسلام پر یہ بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اُمتِ

جلد جنونی اور متعصب ہندوؤں کی ہٹ دھرمیوں سے بھارت کا شیرازہ بکھرنے کو ہے

جلد جنونی اور متعصب ہندوؤں کی ہٹ دھرمیوں سے بھارت کا شیرازہ بکھرنے کو ہے .

!! . . .

جب مودی (مردودی) سرکار کے وزراء ہی اپنے شہریوں کو کُتا کہنے لگیں تو پھر ایسے بھارت کو تباہ ہونے سے کون روک سکتا ہے .؟؟

کیا کسی میں ہمت ہے جو مودی سرکار کے ہندو دہشت گردوں کے ہاتھوں نچلی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے خون سے بنائی جانے والی ہولی اور دیوالی کا سلسلہ رکوائے۔ اقوامِ عالم میں اِنسانی حقوق کے لئے آوازحق بلند کرنے والے ادارے اقوامِ متحدہ کی 24اکتوبر2015 کو 70ویں سالگرہ تُزک احتشام سے تو بنائی گئی مگر بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ شاید اقوامِ متحدہ کی سترویں سالگرہ بنانے والوں کو بھارت میں مودی (مردودی) سرکار میں جنونی اور متعصب ہندوؤں کے ہاتھوں بھارت میں نچلی ذات کے ہندوؤں اور اقلیتوں بالخصوص بھارتی مسلمانوں، عیسائیوں اور سکھوں سمیت دیگر مذاہب و عقائد کے پیروکاروں پر ڈھائے جانے والے مظالم نظر نہیں آرہے ہیں اور دنیا بھر میں خود کو اِنسانی حقوق کا سب سے بڑا چیمپئین بننے والے امریکا اور یورپ سمیت دوسری بڑی عالمی طاقتوں نے بھی

بھارت میں مودی سرکار کے انتہا پسند اور جنونی و مُتعصب ہندو وزراء اور بھارتی انتہا پسند دہشت گرد جنونی و خونی ہندوؤں کے ہاتھوں نچلی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے غصب ہوتے مذہبی اور معاشرتی حقوق اوران پر ڈھائے جانے والے مظالم پر نہ جانے کیوں معنی خیز خاموشی اختیار کرر کھی ہے ..؟؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اقوامِ متحدہ اور امریکا سمیت دیگر عالمی طاقتوں کی یہ خاموشی یہ بتانا چاہ رہی ہے کہ اِنہیں بھی بھارت نے اپنے وجود سے برسوں سے پریشان کرر کھا ہے اچھا ہے کہ اِس طرح بھارت میں خانہ جنگی شروع ہواور بھارت ٹکڑوں میں تقسیم ہو تو بھارت کا طاقت کر گھمنڈ اور جنگی جنون بھی خاک میں مل جائے تو اقوامِ متحدہ اور امریکا و یورپ سمیت پاکستان کو بھی سُکھ چین نصیب ہو۔

پچھلے دِنوں جس طرح بھارت میں مودی (مردودی) حکومت کے ایک وزیر خاص نے نچلی ذات کے ہندو بچوں کو کُتے سے تشبیہہ دی ہے اِس سے یہ تو واضح ہوا ہے کہ اَب کسی شک و شبہ کی گنجائش کے بغیر بہت جلد بھارت کے جنونی اور مُتعصب ہندوؤں کی ہٹ دھرمیوں کے ہاتھوں بھارت کا شیرازہ بکھرنے کو ہے اور جب بھارت میں مودی مردودی) سرکار کے وزراء ہی اپنے شہریوں کو کُتا کہنے لگیں تو پھر ایسے بھارت کو تباہ اور) ذات پات کے لحاظ سے کئی ریاستوں میں تقسیم در تقسیم ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے اور یہیں سے بھارت کی تباہی اور بھارات کا شیرازہ

بکھرنے کی شروعات ہے۔
آج جس طرح مودی سرکار کے ایک انتہائی اہم وزیر وی کے سنگھ نے اپنے نچلی ذات کے ہندوؤں سے تنگ آ کر اِنہیں کُتے سے تشبیہہ دی ہے اگر جنوبی ایشیا کا کوئی ایٹمی مُلک بھارت کی مودی سرکار اور اِس کے انتہاپسند ہندو وزراء اور دہشت گرد جنونی انتہاپسند خونی ہندوؤں کے اپنے خلاف کئے جانے والے منفی پروپیگنڈوں اور اپنے خلاف بُنے جانے والے سازشوں کے جالوں سے تنگ و بیزار آ کر بھارت کے جنونی اور خونی ہندو کُتوں کو بھسم کرنے اور اِن کے خاتمے کے لئے اِن پر ایٹم بم گرادے تو پھر بھارتی سرکار اور عالمی برادری بھی اُسے کچھ نہ کہئے کیوں کہ بقول وی کے سنگھ جس طرح '' اگر کوئی کُتے کو پتھر مارے گا تو اِس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں کی جا سکتی ہے''یکدم اِسی طرح '' اگر خطے کی کوئی ایٹمی طاقت بھارتی انتہاپسند دہشت گرد اور جنونی و خونی ہندوؤں اور مودی سرکار اور اِس کے وزراء کی اپنے خلاف کی جانے والی چرب زبانی سے تنگ اور بیزار ہو کر اِن پر ایٹم بم چلادے تو پھر کوئی کچھ نہ کہے ایسے ہی جیسے کہ آج اقوامِ متحدہ اور امریکا اور یورپی طاقتوں نے وی کے سنگھ کو نچلی ذات کے ہندوؤں کو کُتے سے تشبیہہ دیئے جانے پر اِسے معافی مانگنے اور مودی سرکار کو ایسے برطرف ہونے کا نہیں کہا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ آج بھارت میں مودی سرکار کے خونخوار شکنجے کیا گڑے...؟؟
گویا کہ اَب تو بھارت بھر میں جنونی اور مُتعصب انتہاپسند دہشت گرد ہندوؤں کی تو ہر روز ہی (نچلی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ کر) ہولی اور دیوالی بننے لگی ہے اور روز ہی بھارت کے جنونی اور خونی انتہاپسند ہندوؤں نے اپنی پُرتشدد کارروائیوں سے بھارت بھر کے اِنسانوں کو حشرات الارض سمجھ کر آغوش قبر میں دھکیلنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے آج اِس فعل شنیع میں مودی سرکار کے وزراء اور مودی کے فین بھی اُتنے ہی شامل ہیں جتنے کہ دوسرے انتہاپسند ہندو بھارت بھر میں اِنسانوں (نچلی ذات کے ہندوؤں، مسلمانوں، عیسائیوں اور سکھوں سمیت بھارت سے تعلق رکھنے والی دیگر اقلیتوں) کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔
گزشتہ روز جس طرح بھارت کے سابق آرمی چیف اور مودی حکومت کے وزیرِ خاص و مودی کے بغل بچہ وی کے سنگھ نے ہریانہ میں زندہ جلائے گئے نچلی ذات کے ہندو بچوں کو کُتے سے تشبیہ دیتے ہوئے اِس واقعے پر اپنا مدبرانہ تبصرہ کیا اور واشگاف انداز میں کہا کہ ''اگر کوئی کُتے کو پتھر مارے گا تو اِس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں کی جا سکتی ہے''۔
یہاں افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ مودی (مردودی) حکومت کے اِس انتہائی ذمہ

دار وزیر نے اپنے ناپاک منہ میں لگی گز بھر کی لمبی زبان سے یہ جملہ ایک بار ہی نہیں کہا بلکہ اپنے لحاظ سے خود کو اعلیٰ اور افضل کہنے اور اپنے منہ خود کو اعلیٰ و بالا گردانتے والے وی کے سنگھ نے اپنی یہ بات کئی مرتبہ دہرائی اور بار بار یہی کہا کہ " اگر کوئی کُتّے کو پتھر مارے گا تو اِس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں کی جاسکتی ہے" جس سے بھارت کے نچلی ذات کے ہندوؤں اور دوسری قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں کو ٹھیس پہنچی اور اُنہیں وی کے سنگھ کے یہ الفاظ اپنے چہرے پر پڑتے طمانچے اور تھپڑ محسوس ہوئے اور اِنہیں ایسا لگا کہ جیسے مودی سرکار کے اِس بد عقل وزیر اور سابق بھارتی (ڈرپوک) آرمی چیف وی کے سنگھ نے نچلی ذات کے ہندوؤں کو کھلے لفظوں میں گالی دے دی ہے۔

آج اِس بنا پر بھارتی اپوزیشن جماعتوں نے وی کے سنگھ کے اِس غیر اخلاقی بیان پر احتجاجوں کا سلسلہ شروع کردیا ہے جس نے مٹھی بھر بھارت میں آباد بھارتیوں پر قابض اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے خودساختہ رسم ورواج کے خلاف نچلی ذات کے ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر بھارت بھر میں وی کے سنگھ کے خلاف تحریکیں چلانے اور مظاہرے کرنے کے لئے راہ ہموار کرلی ہے آج جس کا اولین مطالبہ یہ ہے کہ "بھارت میں نفرت انگیز بیان دینے اور بھارت کو ذات پات کے لحاظ سے دو ٹکڑوں اور دو سے تین اور تین سے سیکڑوں اور سیکڑوں سے ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سازش کرنے والے وی کے سنگھ سمیت مودی سرکار میں

شامل ایسے تمام جنونی ہندوؤں سے معافی مانگوانا اور اِنہیں حکومت سے برطرف کروانا ہے جنھوں نے شدت پسند مودی حکومت میں بھارت کا شیرازہ بکھیرنے کی سازش کا جال کچھ اِس طرح سے بُن رکھا ہے کہ اَب جتنے عرصے بھی بھارت میں مودی حکومت قائم رہے بس اِسی دوران ایسے حالات پیدا کردیئے جائیں کہ بہت جلد بھارت کے سیکولر نظام کے چہرے پر سیاہی مل دی جائے اور بھارت مودی سرکار میں ہی واضح طور پر اعلیٰ و نچلی ذات کے ہندوؤں سمیت بھارت میں کثیر مگر اقلیتوں میں شمار کئے جانے والے مسلمانوں اور بھارت میں آباد سکھوں اور عیسائیوں کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں بٹ کر کئی ایسی ریاستوں میں تقسیم در تقسیم ہوجائے کہ ہر ریاست اپنی ایک علیحدہ اکائی ہو اور ہندوستان کا نام ونشان ہی مٹ جائے بھارت میں مودی حکومت اپنے اِس ایک نکاتی ایجنڈے پر عمل پیرا ہے اور بہت جلد یہ چاہتی ہے کہ اِس کا یہ ایک نکاتی ایجنڈا اِسی حکومت میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو مودی سرکار کا وہ عزم پورا ہوجائے جس کے لئے دہشت گردِ اعظم بھارتی وزیراعظم نریندر مودی (مودی) نے حکومت سنبھالی ہے۔

اگرچہ آج جس طرح بھارت میں مودی حکومت کے انتہاپسند جنونی اور متعصب ہندو وزرأ اور انتہاپسند ہندو اپنے شہریوں (نچلی ذات کے ہندوؤں ، مسلمانوں ، عیسائیوں ، سکھوں اور بھارت میں آباد دیگر اقلیتوں) پر اِنسانیت سوز مظالم ڈھاکر اِنسانیت کا ہر لمحہ جنازہ نکال رہے ہیں اور اقلیتوں کے لئے زندگی

تنگ کر رہے ہیں تو وہیں بھارتی پولیس بھی جنونی ہندوؤں کے ساتھ مل کر اقلیتوں اور نچلی ذات کے ہندوں اور مسلمانوں کے لئے بھی وبال جان بنی ہوئی ہے۔

جبکہ نئی دہلی سے آنے والی ایک خبر کے مطابق ہریانہ میں دلت خاندان کے ایک 15 سالہ لڑکے گووندا کو کبوتر چوری کرنے کے شبہ میں متعصب بھارتی پولیس نے تشدد کرکے مار کرلڑکے کی لاش گھر کے قریب لٹکادی جس کی پوسٹمارتم میں پھانسی کی تصدیق ہوئی

یہاں میں اپنے قارئین کو یہ واضح کردیناچاہتاہوں کہ رواں سال ذات پات میں) بٹے بھارتی معاشرے میں صدیوں سے خودساختہ گھڑے گئے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ہاتھوں اپنے ہوتے استحصال سے تنگ آکر دلت خاندان سے تعلق رکھنے والے

سوخاندانوں نے اسلام قبول کرلیاتھااور اَب وہ دائرے اسلام میں داخل ہوکر مسلمانوں کے ساتھ مل کر اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر قسم کی اعلیٰ و نچلی ذات پات قید سے سے آزاد ہوکر برابری اور مساوی حقوق اور سلوک کے ساتھ اپنی زندگیاں چین کے ساتھ گزار رہے ہیں اور اَب دائرے اسلام میں داخل ہونے والے یہ مسلمان اُن دلت خاندانوں میں بھی دین اسلام کی تبلیغ اور اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات پہنچارہے ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے ہیں یا ابھی دائرے اسلام میں نہیں آئے ہیں جبکہ دلت خاندانوں اور دیگر نچلی ذات کے بھارتی ہندوؤں سے ایسی بھی خبریں آرہی ہیں کہ بہت جلد نچلی ذات پات سے تعلق رکھنے

والے دلت خاندان سمیت بہت سے نچلی ذات کے کروڑوں ہندو دین فطرت اسلام قبول کرکے دائرے اسلام میں داخل ہو کر ہر قسم کی ذات پات کی قید سے آزاد ہو کر اپنی زندگیاں گزارنے کو تیار ہیں اَب جس سے بہت جلد بھارت میں ہندوازم کا خاتمہ ہونے کو ہے۔

یوں آج نچلی ذات کے ہندوؤں میں تیزی سے پھیلنے والے اسلام سے خوف زدہ بھارت میں خود کو اعلیٰ اور افضل ذات پات کی راگ لاپنے والے ہندو دلت خاندان سمیت بھارت میں آباد دوسری برادریوں سے تعلق رکھنے والے نچلی ذات کے ہندوؤں کے خلاف بھی انتقامی اور پر تشدد کارروائیوں کو تیز کئے ہوئے ہیں جس سے نہ صرف بھارت بلکہ دنیا بھر میں بھارت کا اصل چہرہ بے نقاب ہو رہا ہے اور یہی بھارت کی تباہی کے لئے بہت بڑا دھچکہ ثابت ہوگا۔

حکمرانوں بس کردو بس

حکمرانوں بس کردو بس ، دوبار تو زلزلے سے بچ نکلے اَب کہیں تیسری بار آیا اور تُوبہ کی مہلت ہی نہ ملی تو۔ ... ؟؟؟

یوں تو کہنے کو اِس بات کو دس سال کا بڑا عرصہ چکا ہے مگر درحقیقت یہ کل کی سی بات لگتی ہے جب 8 اکتوبر 2005 .بروز ہفتہ 3 رمضان المبارک بوقت 8 بجکر 55 منٹ پر مُلک کے شمالی علاقہ جات میں آنے والے زلزلے کی تباہ کاریوں نے ہماری کمر دُہری کرکے رکھ دی تھی وہ ابھی تک سیدھی یا درست حالات میں آ بھی نہ پائی تھی کہ آٹھ اکتوبر 2005 کے المناک زلزے کے ٹھیک دس سال اور اٹھارہ دن اور 6 گھنٹے 20 منٹ بعد یعنی کہ 26 اکتوبر 2015 .بروز پیر کی سہ پہر 2 بجکر 9 منٹ پر میرے دیس پاکستان میں ایک اور زلزلے نے اپنی تباہی کے پھرپَر پھیلائے جس کا دورانیہ 5 منٹ اور ریکٹر اسکیل پر اِس کی شدت 8.1 تھی اِس زلزلے نے میرے مُلک کو ایک مرتبہ پھرہلا کر رکھ دیا ہے اگرچہ اِس مرتبہ یہ مُلکی تاریخ کا خطرناک ترین زلزلہ ریکارڈ کیا گیا ہے مگر سطح زمین سے زیادہ گہرائی کے سبب جس سے نقصان کم ہوا مگر جتنا بھی نقصان ہوا ہے اِس کا ابھی تک شمار نہیں کیا جاسکا ہے۔

ہاں آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ اکتوبر 2005 کے زلزلے نے جتنی تباہی مچائی وہ بھی اپنی نوعیت کی ایک بڑی تباہی تھی اور 26 اکتوبر 2015 کو آنے والے زلزنے نے بھی تباہی کے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔

البتہ ..!! حالیہ زلزلے سے متعلق قوی امکان یہ ہے کہ اِس بار بھی زلزلے سے وطنِ عزیز کے بیشتر علاقوں میں ہولناک تباہی نے سیکڑوں اِنسانوں کے ہڈی اور گوشت سے بنے پنجرے (جنگلے) نماجسموں میں قید روحوں کو موت کے فرشتے کے ہاتھوں قبض کرواکر جیتے جاگتے اِنسانوں کو آغوشِ قبر میں ابدی نیند سلانے کے لئے دھکیل دیااور زمینِ خداپر اُونچے نیچے پکے کچے امیروں غریبوں شاہ وگداکے گھروں بنگلوں اور جھونپڑوں اور جھونپڑیوں کو زمین بوس کر کے تباہ وبرباد کر دیا ہے۔

جب 26 اکتوبر کو زلزلہ اپنی تباہی مچارہاتھا تو ایسے میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ربِ کائنات کے حکم اور وعدے کے عین مطابق پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے ہوئے نظر آئے اور ہر طرف قیامت کا منظر تھا اِنسان بے خودی کے عالم میں پناہ گاہوں کی تلاش میں بھاگ رہاتھا آنکھوں کے سامنے اندھیرااور کان بہرے ہوگئے تھے پھریوں زلزلے نے کارخانے قدرت کے تحت زمینِ خداپر اِنسانوں کے بنائے ہوئے نظام کو تہس نہس کر دیا، ہر طرف تباہی اور بربادی کا

عالم تھا ایسے میں لوگ خوفزدہ ہو کر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے، چند ہی لمحے کے زلزلے نے اِنسان کا غرور اور گھمنڈ خاک میں ملا دیا کہ اے اِنسان تجھے اَب تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آج جس زمین پر اے اِنسان تو اکڑ کر چل رہا ہے اِس پر تیرا کوئی حق نہیں ہے نہ تیرا جسم تیرا ہے، نہ تیری سانس تیری ہے، نہ تیری یہ طاقت جس پر تو گھمنڈ اور غرور کرتا ہے اور نہ تیری یہ دولت جسے تو سمجھتا ہے کہ تو نے اپنی قابلیت اور زورِ بازو سے کمائی ہے ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب تیرے ہیں اور تیری یہ دولت جس کے بارے میں تیرا یہ گمان ہے کہ تو نے یہ اپنی محنت اور مشقت اور ذہانت اور صلاحیتوں سے کمائی ہے ایسا نہیں ہے ۔یقیناتو نے دنیاوی دولت کسی کا حق مار کر یا کسی یتیم کی دولت اپنے قبضے میں لے کر اور اعلیٰ حکومت عہدوں پر فائز ہو کر سرکاری اداروں کا بجٹ اِدھر اُدھر کرکے قومی خزانے کو لوٹا اور نقصان پہنچایا اور قومی ترقیاتی منصوبوں کی اُوٹ سے پر سنٹیج لی ، کمیشن لیا اور ہیرا پھیری کی اور قومی اداروں میں جاب ورک (ٹھیکداری کاموں) پر کمیشن لے کر بہت سے جاب ورکس کو اپنی جیب ورکس بنا کر سیکڑوں سے ہزاروں ، ہزاروں سے لاکھوں، لاکھوں سے کروڑوں اور کروڑوں سے اربوں اور اربوں سے کھربوں کمائے ہیں۔

اے اِنسان تب ہی تجھے زلزلے کی صورت میں عذابِ خدا کا سامنا کرنا پڑا ہے،اے

اِنسان ۔۔!! آج اگر تو کسی بھی اعلیٰ یا ادنا عہدے پر ہے تو، تُو اپنا احتساب کر لے ، دو مرتبہ تو بچ گیا ہے مگر اَب اگر تیسری بار زلزلہ آنے سے قبل تو نے اپنے بداعمال اور گناہوں سے توبہ نہ کی تو کہیں معافی مانگنے اور توبہ کرنے کی مہلت ہی نہ ملے اور تو اپنے دانستہ کئے گئے گناہوں کے ساتھ زلزلے یا کسی قدرتی اور ناگہانی آفت کی زد میں آکر دنیا سے رخصت ہو جائے اور تیرے دامن میں سوائے گناہوں اور اعمالِ بد کے کچھ بھی نہ ہو تو پھر سوچ اے اِنسان ۔۔۔!! تو اپنے خدا کو کیا اور کیسا منہ دکھائے گا۔۔۔؟؟ کیونکہ تیری ہاتھ اور دامن میں سوائے اعمالِ بد اور گناہوں اور شرمندگی کے کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔۔!! ربِ کائنات کے سامنے بعد مرنے کے حاضر ہونے اور ندامت سے بچنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ مرد و زن اپنے اپنے ظاہر و باطن عیبوں اور گناہوں اور بداعمالوں کا خود ہی محاسبہ کریں اور زلزلے جیسی قدرتی آفات سے بچنے کی دُعائیں کریں اور اپنے اعمالِ نیک کو پروان چڑھانے اور اپنے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کرنے کی خدا سے دُعائیں کریں تو زلزلے جیسے دیگر قدرتی آفات سے بچا جا سکتا ہے ورنہ ۔۔!! اے دنیاوی حرص ہوس میں مبتلا اِنسان تیری حصے میں سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے دنیاوی اور آخروی زندگی میں کچھ نہیں آئے گا تو ذرا سوچو۔۔!! اے حکمرانوں اور اِنسانوں اَب تو خدا کے واسطے بس کر دو بس ، تم دو بار تو زلزلے سے بچ نکلے ہو اَب کہیں تیسری بار آیا اور تُوبہ کی مہلت ہی نہ ملی تو۔ ۔۔ ؟؟؟ تم پھر کیا کرو گے۔۔۔؟؟؟

اگرچہ زلزلے کو آئے چھ روز گزر چکے ہیں مگر شانگلہ، چترال، دیر سوات، غذر اور دیگر علاقوں میں ہزاروں متاثرین زلزلہ حکومتی امداد سے محروم اور بے کار و مدد گار کھلے میدانوں میں آسمان سے برستی بارش و برفباری اور سرد موسم کی شدید سردی کا مقابلہ کرتے اپنی زندگی کے ایام بے سرو سامانی سے کھینچ رہے ہیں ایسے میں اِن متاثرین زلزلہ کی مدد اور امداد کے لئے آگے بڑھنے والی سوائے ہماری پاک فوج کے کوئی بھی حکومتی ادارہ متاثرین زلزلہ کی مدد اور امداد کے لئے آگے بڑھ کر متحرک دکھائی نہیں دے رہا ہے اور خاص طور پر حکومت کے بنائے گئے وہ ادارے جو قدرتی آفات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے اور زلزلے یا کسی اور قدرتی آفات سے متاثرین کی مدد کے لئے بنائے گئے تھے وہ تمام مُلکی ادارے اَبھی تک زلزلے کے متاثرین اور نقصان کا جائزہ ہی لے رہے ہیں اور اِن سطور کے رقم کرنے تک یہ حکومتی ادارے سوائے اپنی اپنی سروے رپورٹیں تیار کرکے حکومت کو پیش کرنے کے کچھ نہیں کرپائے ہیں جس پر متاثرین زلزلہ کا یہ کہنا کہ امداد میں تاخیر، کیا ہم پاکستانی نہیں ؟زلزلہ زدگان کا حکومت سے سے اِس قسم کا شکوہ ”اپنے اندر بہت سے سوالیہ نشان لئے ہوئے ہیں آج جس نے حکومت اور قدرتی آفات سے عوام الناس کو محفوظ رکھنے والے اداروں کی کارکردگی پر بھی سوالیہ نشان چھوڑے جارہے ہیں۔

جبکہ دوسری طرف متاثرین زلزلہ کے ساتھ فوٹو بنواتے اور الیکٹرک وپرنٹ میڈیا پر متاثرین زلزلہ سے متعلق ہمدردیوں کا اظہار کرتے اور اِس طرح کی لنترانیاں "وزیراعظم کا زلزلہ متاثرین کے لئے ایک ارب کا امدادی پیکج، جزوی نقصان والے گھر کے لئے ایک لاکھ روپے اور مکمل تباہ ہونے والے گھر کو دو لاکھ روپے دیئے جائیں گے، اور جان بحق ہونے والوں کے ورثا کو 6 لاکھ، معذوروں کو 2 لاکھ زخمیوں کو ایک لاکھ روپے دیئے جانے کے اعلانات اور متاثرین کو کسی صورت تنہا نہیں چھوڑیں گے، زرعی قرضوں کی ادائیگی کے لئے 4 کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان، امدادی کاموں میں تاخیر پر برہمی جیسی لنترانیاں ہانکتے وزیراعظم نواز شریف و صدر مملکت ممنون حُسین سمیت حکومتی وزراء اور اراکین اور بیوکریٹس بڑی سرگرمی سے مصروفِ عمل دکھائی دے رہے ہیں۔

اَب ایسے میں ہوناتو یہ چاہئے تھاکہ حکومت اور پاک فوج (جو زلزلہ زدگان کی مدد میں پیش پیش ہے قوم اِس کی عظمت پر سلام پیش کرتی ہے) کے علاوہ دیگر قومی ادارے متاثرین زلزلہ کی مدد کے لئے آگے آگے ہوتے مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہورہاہے جیساکہ قومی اداروں کو کرناچاہئے آج بھی حکومت اور بہت سے قومی ادارے متاثرین زلزلہ کی مدداور امداد کرنے کے بجائے اِسے سیاسی قداُونچا کرنے کے لئے سیاسی کھلواڑ میں لگے پڑے ہیں اور متاثرین زلزلہ سے

سیراب جیسے ہمدردیوں کے بیانات داغ کراپنی خدمات کے دعوے کر رہے ہیں اور اِس طرح حکمران الوقت اور قومی اداروں میں حکومتی پرچیوں سے تعینات بیوروکریٹس اپنے عہدے مضبوط کرنے اور اگلے 2018کے انتخابات میں حکمران جماعت کو دوبارہ اقتدار میں آنے کے لئے راہیں ہموار کرنے میں لگے پڑے ہیں ایسا کرنے والوں کو اتنا ضرور سوچ اور سمجھ لینا ہوگا کہ عوام بے وقوف اور پاگل نہیں ہیں کہ جواِن لوگوں کی اَب کسی ایسی ویسی اور کیسی تیسی ڈرامہ بازی یا جھانسے میں آئے اور اِنہیں دوبارہ اقتدار میں لاکر اپنے لئے زندہ درگور ہونے کا خود ہی سامان کر ڈالے۔

کیا دنیا کے سارے بینا، نابینا ہیں؟

کیا دنیا کے سارے بینا، نابینا ہیں؟ ٹونی بلیئر کی معافی عراق میں مرنے والوں کو زندہ کر سکتی ہے؟

گزشتہ دِنوں جس طرح سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بارہ سال بعد عراق جنگ پر اُس وقت معافی مانگ کر دنیا بھر کے اِنسانوں کی پریشانیوں میں اضافہ کر دیا جب ایک امریکی چینل سے انٹرویو کے دوران مسٹر ٹونی سے پوچھا گیا کہ '' کیا عراق جنگ ہی شدت پسند تنظیم دولت اسلامیہ کے وجود کا باعث بنی ہے؟

تو تب اپنی پیشانی پر آئے پسینے اور اپنے دل کی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے سابق برطانوی وزیر اعظم (اِس موقعے پر میں اِنہیں اِس صدی کا سب سے نالائق اور بینا ہو کر بھی نابینا اِنسان خیال کرتا ہوں) ٹونی بلیئر نے جواب دیا کہ '' میں سمجھتا ہوں کہ اِس بات میں کسی حد تک صداقت کا عنصر موجود ہے'' وہ کہتے ہیں کہ '' عراق پر چڑھائی نے داعش کی تشکیل کے لئے پوری طرح سے راستہ ہموار کرنے میں ضرورت سے کہیں زیادہ ہی کردار ادا کیا ہے'' پھر ٹونی نے پچھتاوے ہوئے لہجے اور ندامت بھری آواز کے ساتھ '' عراق پر امریکی اتحاد کے حملے کے بارہ سال بعد باقاعدہ معافی مانگ لی'' اور برملا اِس بات کا بھی

اظہار کیا کہ ” عراق پر حملہ ایک جنگی جرم تھا“۔

جبکہ اپنے اِسی انٹرویو میں ٹونی نے اِس بات کا بھی اعتراف کیا کہ ” وہ امریکی صدر جارج بش کے ہمراہ عراق جنگ کا حصہ بنے جس کا اِنہیں ہمیشہ افسوس رہے گا“ ایسا لگا کہ جیسے ٹونی یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ بش کے ساتھ مل کر عراق پر جنگی حملہ ایک ایسا جرم ہے جِسے عراقی اور عالمِ اِنسانیت تا قیامت سزا دے بھی تو ہم پر لگے اِس جنگی جرم کا ازالہ نہیں کیا جاسکتا ہے، ٹونی بلیئر کا یہ بھی اعترافی طور پر کہنا اپنے پیچھے بہت سے سوالیہ نشانات چھوڑ گیا ہے کہ ”عراق کے حوالے سے جو انٹیلی جنس معلومات دی گئی تھیں وہ غلط تھیں اور اُنہیں آج اِس بات پر بھی بہت افسوس ہے کہ عراق پر حملے اور وہاں صدام حُسین کی حکومت ختم کرنے کی منصوبہ بندی میں بے شمار غلطیاں ہوئیں ہیں“ جس پر میں معذرت خواہ ہوں“۔

اگرچہ آج عراق پر دیدہ دانستہ کئے جانے والے جنگی جرم پر ٹونی بلیئر نے تو معافی مانگ لی ہے جو اُس وقت بینا بن کر بھی عراق کے معاملے پر نابینا ہو گئے تھے جو اُس وقت کے امریکی صدر جارج بش کے عراق سے وابستہ سیاسی و مادی مفادات کے حصول کے لئے عراق کی تباہی میں امریکا کا ساتھ دے کر اندھے بن گئے تھے مگر آج جب بارہ سال بعد ٹونی کو اُن کے ضمیر نے جھنجھوڑا تو ٹونی بلیئر نے اُس

حق و سچ کا پردہ چاک کر دیا آج جو عراق کی تباہی کے بارہ سال بعد دنیا کے سامنے ہے دنیا کے سامنے ہے۔

سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر جب امریکی چینل کو انٹرویو دے رہے تھے اور عراق پر حملے اور جنگی جرم کی باتیں کرتے ہوئے معافی مانگ رہے تھے تو اِنہیں دیکھ کر راقم الحرف کو ایسا لگا کہ جیسے یہ دنیا کے سامنے امریکی مکاریوں اور چالاکیوں کا بھی پردہ چاک کر رہے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرنا چاہ رہے ہیں کہ اَب آئندہ دنیا کا کوئی بھی مُلک کسی بھی ریاست کے خلاف امریکی انٹیلی جنس کی بنیاد پر حملے کے لئے امریکی اتحادی بن کر عراق جیسے کسی جنگی جرم کا ذمہ دار خود کو نہ ٹھیرائے اور نہ ہی امریکی مفادات کی جنگ کا حصہ بن کر کسی مُلک پر حملے میں ملوث ہو۔

آج بھی اگر دنیا کے جو ممالک کسی ملک پر حملے کے لئے امریکی اتحادی ہو کر عراق جیسے کسی ایسے جنگی جرم کے مرتکب ہونے والے ہیں تو وہ پہلے اُن تمام حقائق کا اچھی طرح سے جائزہ لے لیں جو امریکا نے اِن کے سامنے پیش کئے ہیں اور جنہیں امریکا نے اپنا ہم خیال بنا کر اتحادی فوج میں شامل کیا ہے اگر وہ انٹیلی جنس حائق اور صداقت پر مبنی نہیں ہیں تو آج اُن کی طرح پچھتانے اور کفِ افسوس کے ساتھ دنیا اور اپنے ضمیر کی عدالت میں معافی مانگنے سے یہ

اچھا ہے کہ امریکی اتحادی فوج کا نابینا بن کر حصہ نہ بنا جائے اور کسی مُلک کی سالمیت اور بقاء کو ستیاناس نہ کیا جائے۔

اَب جبکہ ٹونی بلیئر نے امریکا کے ساتھ مل کر عراق پر حملے اور جنگی جرم پر معافی مانگ لی ہے تو کیا ٹونی کی یہ معافی عراق میں مرنے والوں کو زندہ کر سکتی ہے..؟؟ یا یہ کہ سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر کی جانب سے عراق میں صدام حکومت کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے جنگی جرم پر بارہ سال بعد معافی مانگنے کی حقیقت اپنی جگہ مگر اِس سے انکار نہیں ہے کہ آج جس طرح ٹونی کو اپنی غلطی اور آنکھیں رکھ کر خود کو نابینا بننے کا احساس ہوا ہے کیا اِسی طرح اُس دن کا بھی دنیا انتظار کرے کہ جب امریکی حکمران اور جارج بش کی نسلیں بھی اِس کا برملا اعتراف کریں گیں کہ عراق پر حملے اور جنگی جرم پر اِن سے غلطیاں ہوئیں ہیں یہ بھی ایک نہ ایک دن ضرور معافی مانگیں گے اور اَب اگر امریکا خدا نخواستہ دنیا کے پھر کسی اسلامی یا کہنے کو کسی غیر اسلامی مُلک پر اپنی غلط انٹیلی جنس کی بنیاد پر اپنے اتحادیوں کے ہمراہ حملے کا منصوبہ رکھتا ہے تو امریکا اور اِس کے اتحادیوں کو ایسا کرنے سے پہلے ضرور سوچنا ہوگا کہ یہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں....؟؟ اور اِس سے اِنہیں بظاہر تو فائدہ ہوگا مگر آنے والی نسلیں اِنہیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گے اور وہ اِنہیں ہمیشہ جنگی جرائم کے دلدادہ طور پر یاد رکھ کر اِن پر جوتوں

اور گندگی وغلاظت کے ہار پہناتی رہیں گیں جیسے کہ آج ٹونی بلیئر نے عراق پر حملے اور جنگی جرم کے حوالے سے معافی مانگ کر امریکی چہرہ بے نقاب کر دیا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی میری اِس بات سے متفق ہوں گے کہ آج کے اِس جدید اور سائنسی مگر پُرآشوب دور میں کہیں کہیں چھپے اور رینگتے ہوئے انسانی اقدار میں سے اِنسانیت کو ڈھونڈ نکالنے اور اِس سے رہنمائی حاصل کرکے نسلِ انسانی کی بقاء و سالمیت اور عالمِ انسانیت کو پروان چڑھانے کی اشد ضرورت ہے اِس کے بغیر اس دنیا میں نسلِ اِنسانی کا وجود خطرے سے ہی دوچار رہے گا اور دنیا میں ہر بُرا کام پھیلتا رہے گا جو عالمِ اِنسانیت کو ایک نہ ایک دن نگل لے گا اور دنیا قصہ پارینہ بن جائے گی۔

لگتا ہے کہ جیسے میری دنیا اور میرے دیس کے سارے (اُوپر یعنی حکمرانوں سے لے کر نیچے عام آدمی تک سب ہی) بینا، نابینا بن کر اپنے اپنے حصے کی بُرائی کو عام کرنے میں مصروفِ عمل ہیں اور سارے نابینا، بینا بن کر بھی دنیا اور میرے مُلک کو ٹھیک کرنے کے لئے کچھ بھی اچھا نہیں کر سکتے ہیں گئے ہیں۔

کیوں کہ آج میری دنیا اور میرے مُلک میں نہ کسی آنکھ والے کو اپنے کئے ہوئے بُرے اعمالوں اور بُرے کاموں پر پچھتاوا ہے اور نہ ہی کسی نے کبھی (اپنی

حکمرانی اور دورانِ فعلِ شنیع) اِس کا اقرار کیا ہے کہ اِس سے دانستہ ایسے فعل سرزد ہوئے ہیں جن پر اِسے ندامت اور افسوس ہے (یعنی یہ کہ سب میری دنیا اور میرے مُلک میں ہر وہ بُرائی اور بُرے کاموں میں ایسے مگن ہیں جیسے کہ ایسا کرنا اِن سب کا ذاتی ، پیدائشی اور معاشی و معاشرتی حق ہے گو کہ اِسے کاموں میں مگن وہ سب کہ سب لوگ اور افراد کا ٹولہ بینا بن کر بھی نابینا ہو گیا ہے جو اپنے ہر غیر اِنسانی غیر اخلاقی اور غیر دینی فعلِ شنیع کو اپنا حق اور سچ سمجھ کر کر رہا ہے ایسے ہی کاموں میں غرق ایسے ہی لوگ تو ہیں جو اچھی بھلی ایمانی بصیرت رکھ کر بھی ایمانی اور حقیقی آنکھ سے اپنے عیبوں کو نہیں دیکھ کر اندھے بن گئے ہیں۔

جبکہ دوسری طرف میری دنیا اور میرے مُلک میں ایسے بھی (لوگوں پر مشتمل اور طبقے اور ٹولے) موجود ہیں جو اپنے ماتھے کے نیچے لگی دو آنکھوں میں اِن لوگوں کی طرح روشنی تو رکھتے ہیں مگر اُن بھٹکے ہوئے ڈھیٹ لوگوں نے اِنہیں بھی مصالحتاً نابینا بنا کر رکھ دیا ہے۔

یوں دنیا اور میرے دیس کے یہ غریب اور کمزور لوگ اپنے ایمان اور دل کی روشنی سے ایسے لوگوں کی بُرائیاں ضرور دیکھ رہے ہیں جو اپنی حقیقی آنکھ اور اپنے ایمان اور مذہب کی تعلیمات کی روشنی ہونے کا باوجود بھی دیدہ و دانستہ ڈھیٹ

قسم کے نابینا بن کر خود کو افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں اور اِس ہی خوش فہمی میں اپنے ہر بُرے اور بداعمال کو صحیح اور درست گردان کر وہ سب کچھ کئے جا رہے ہیں جو کہ دراصل غلط اور گمراہ کُن ہے۔

مگر افسوس ہے کہ وہ اپنے کئے پر نہ تو ندامت محسوس کر رہے ہیں اور نہ ہی اِنہیں کسی قسم کا کوئی پچھتاوا ہے اور جو اچھے اور ایمانی طاقت والے لوگ ہیں وہ بھی اپنی ایمانی اور روحانی کرشمہ سازیوں کے سُوتِ رکھ کر بھی نابینا سے ہوگئے ہیں یعنی کہ یہ نابینا ہو کر بھی بینا ہیں مگر پھر بھی بھٹکے ہوؤں کو راہ راست اور نیکی کے راستے پر لانے کے لئے کچھ نہیں کرپا رہے ہیں جیسے یہ بھی روحانی طور پر فعلِ شنیع کرنے والوں کے سامنے بے بس اور لاچار سے بن کر رہ گئے ہیں اِن اچھے لوگوں کا یہ عمل بھی دنیا اور اِنسانیت کی تباہی کا ذمہ دار ہے جو اچھائی کی طاقت رکھ کر بھی برائی اور گمراہی پھیلانے والوں کے سامنے گھٹنے ٹیکے پڑے ہیں۔

... انتظامیہ بلدیاتی انتخابات کے اگلے مرحلے کو خون خرابے سے بچائے

خصوصی کالم: ۔ تمثیلِ سیاست فون نمبر: 03312233463 صفحہ نمبر2/1

آہ..!! پاکستانی قوم جو ہجوم کے مشابہ ہے پُرتشدد بلدیاتی انتخابات سے گزر رہی ہے کیوں..؟؟

انتظامیہ کراچی میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کوپُرامن بنائے ورنہ مکمل قیامِ امن تک موخر کردے......

میری پاکستانی قوم جو بدقسمتی سے ابھی تک ہجوم کے مشابہ ہےاِن دِنوں سیاستدانوں کے دِکھائے جانے والے سُرخ و سبز اور حسین و جمیل خوابوں اور رنگین ودلفریب و دلکش (ہالہ) نعرے لگاتی اور سیراب نماخوابوں کو پکڑنے کے خاطر دوڑ لگاتی میری یہ گھامڑ قوم بلدیاتی انتخابات کے مراحل سے گزررہی ہے آج جو کہیں گزرچکی ہے اور کہیں گزرنے والی ہے یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ میری قوم (نماہجوم) مُلک کے جن صوبوں اور شہروں اور اضلاع میں کس طرح سے بلدیاتی انتخابی مراحل سے گزراہے...یہاں مجھے اِس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے بس یہ عرض کرناہے کہ اِس سے بھی سب واقف ہیں کہ اِس دوران اِسے کیسے کیسے لمحات اور مراحل سے گزرناپڑاہے..؟؟اَب تو یہ بھی کسی سے ڈھکاچھپانہیں

رہاہے کہ بلدیاتی انتخابات کے دوران بعض مقامات پر پیش آئے واقعات و حوادث کیوں اور کیسے پیش آئے...؟؟ اور اِن کے پس پردہ کون سے عوامل اور عناصر کس لئے اور کیوں کارفرما رہے...؟؟؟۔

ایسے میں یہاں سب سے زیادہ باعث تشویش نکتہ یہ ہے کہ اَب آنے والے دِنوں، ہفتوں اور مہینوں میں یہ میرے دیس کا قوم نما ہجوم جن شہروں اور اضلاع میں بلدیاتی انتخابی مراحل سے گزرے گا...یا گزرنے والاہے.... پچھلے دِنوں جن شہروں اور اضلاع میں جیسے بھی بلدیاتی انتخابات ہوئے اور اِن شہروں اور اضلاع میں پیش آئے واقعات اور حوادث سے سبق سیکھتے ہوئے اُن صوبوں اور شہروں کی انتظامیہ کو چاہئے جو اپنے یہاں آنے والے وقتوں میں اگلے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد چاہتی ہیں اِنہیں اپنے یہاں ہونے والے اگلے بلدیاتی انتخابات کو ایسے واقعات اور حوادث سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر قسم کے شک وشبہات سے بالاتر ہو کر فول پروف سیکورٹی کے انتظامات اور اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ جن شہروں اور اضلاع میں آنے والے وقتوں میں بلدیاتی انتخابات ہونے ہیں وہاں بلدیاتی انتخابات کا انعقادپُرامن طریقے سے ہوسکے اور ساتھ ہی انتخابات کو دھاندلی سے پاک کیاجائے اور انتخابی مہم کے دوران اور انتخابات والے روز سمیت بعدازانتخابات جیت والوں کو مخالفین کے حملوں ...اور تصادم سے بچایاجاسکے

بہر کیف ۔۔!! اگر انتظامیہ اگلے مرحلے کے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد پُر امن اور پُر سکون ماحول میں یقینی نہیں بنا سکتی ہے تو پھر راقم الحرف کا انتظامیہ سے بس ایک یہی مطالبہ و اپیل اور درخواست ہے کہ اگلے بلدیاتی انتخابی مرحلے میں کراچی سمیت دیگر شہروں اور اضلاع میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے عمل کو امن و امان کی صورتحال یقینی بنائے جانے تک موخر کردیا جائے کیوں کہ ایسے انتخابی عمل کا کیا فائدہ ہے ۔۔۔؟؟جس میں سانحہ خیر پور جیسا کوئی المناک واقعہ رونما ہو اور سارا انتخابی عمل اِنسانی جانوں کے ضیاع سے گزرے مگر پھر بھی ایسے نتائج حاصل نہ ہو سکیں جن کی انتخابات سے قبل توقعات کی جائیں۔

اگرچہ پچھلے دِنوں سندھ اور پنجاب میں پہلے مرحلے میں ہونے والے مار دھاڑ اور خون خرابے سے لبریز بلدیاتی انتخابات کے بعد ووٹوں کی گنتی کا مرحلہ بھی مکمل ہوگیا ہے جس سے اتنا تو واضح ہوا ہے کہ پنجاب میں ن لیگ 1192، سندھ میں پی پی کو 789 نشستوں پر کامیاب ہوئی جبکہ دونوں صوبوں میں 1239 آزاد اُمیدوار کامیاب قرار پا کر دوسری بڑی قوت بن کر اُبھرے ہیں اور اِسی طرح غیر حتمی اور غیر سرکاری نتائج کے مطابق پنجاب کے 12 اضلاع کی 2696 نشستوں میں سے مسلم لیگ (ن) نے 1192، آزاد 1065 ، پی ٹی آئی 287، پی پی پی 100، مسلم لیگ (ق) 44، جماعت اسلامی اور عوامی تحریک 2,2 تاہم دیگر سیاسی جماعتوں نے 4 نشتیں حاصل کی ہیں جبکہ

ملکی سیاسی میں اپنا اہم رول ادا کرنے والے صوبہ سندھ کے 8 اضلاع میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے غیر حتمی نتائج کے مطابق پاکستان پیپلزپارٹی نے مجموعی طور پر 1070 نشستوں میں سے 789 پر کامیابی حاصل کرلی ہے اور اَب پی پی پی نے اپنے تئیں یہ دعویٰ کرنا شروع کردیا ہے کہ سندھ میں اِس کا گراف ابھی گرانہیں ہے بلکہ عام انتخابات کے بعد اِس نے سندھ میں قابلِ حوصلہ کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرکے بھی عوامی سطح پر اِس کا مورال اتنا ہی بلند ہے جتنی کہ اِس کی خوش فہمی ہے یوں پاکستان پیپلزپارٹی اِس ہی سیراب میں گم ہے کہ اِس نے سندھ میں کچھ نہ کرکے بھی

اپناوقار سرقرار رکھا ہوا ہے اور عوام کے دلوں میں اِس کی عزت ووقار قائم ہے جبکہ عوام کو یہ بھی معلوم ہے کہ بلدیاتی انتخابات میں پی پی پی کو کس نے ووٹ دیئے اور اِسے یہ کامیابی کیسے کیسے...؟؟اور کون کون سے پاپڑ بیل کر حاصل ہوئی ہے...؟؟ پی پی پی کو اپنی اِس کامیابی کو دھمال ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اِس موقعے پر اِسے اگلے (2018 میں) ہونے والے عام انتخابات پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے اپنا احتساب اور محاسبہ کرنا ہوگا اِسے بلدیاتی انتخابات میں ہونے والی کامیابی پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے اگر ایسا ہی کیا تو پھر پی پی پی کو عام انتخابات میں اِس سے بھی اُلٹ نتائج کے سامنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

بہرحال...!! چند روز قبل سندھ میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں مسلم لیگ

فنکشنل 72، جمعیت علمائے اسلام (ف) 12، پاکستان تحریک انصاف 5، متحدہ قومی موومنٹ پاکستان 4اور مسلم لیگ (ن) نے بھی صرف 3نشتوں پر کامیابی کے جھنڈے گاڑ کر عوامی خدمات گار ہونے کا علم لہرادیا ہے کہ جب تک نچلی سطح سے عوامی خدمات کے منصوبوں پر عملدرآمد نہ کیا جائے۔بڑے منصوبوں کا خواب پورا نہیں کیا جاسکتا ہے اور قوم کی خوشحالی کے ثمرات جتنے اچھے انداز سے نچلی سطح تک پہنچیں اُتناہی مُلک ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہوگا تاہم پنجاب اور سندھ کے بلدیاتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں کامیاب قرارپانے والی سیاسی و مذہبی جماعتوں اور آزاداُمیدواروں کے قوم کی خدمت کرنے اور مُلک کو اُوج ثریا کی بلندیوں سے بھی اُونچالے جانے والے تمام دعوے اور وعدے اپنی جگہہ مگر کامیابی سے ہمکنار سیاسی جماعتوں اور آزاداُمیدواروں کو یہ بھی چاہئے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے اور نبھانے سے قبل اپنے خدااور اپنے ضمیرکے سامنے اپنااپنامحاسبہ اور احتساب ضرور کرلیں کہ وہ کیااِس قوم اور مُلک جو اپنے قیام سے ابتک صاف وشفاف پینے کے پانی کے حصول سے محروم ہے اورجدید طریقوں کے مطابق سیورتج کے پانی کی نکاسی درست نکاسی نہ ہونے کے باعث آلودگی اور گندگی و غلاظت جیسے مسائل سے نہیں نکل پائی ہے کیا بلدیاتی انتخابات میں کامیاب ہونے والے ذمہ داران اپنی صلاحیتوں سے اپنی قوم اور مُلک کواِن مسائل سے نجات دلائیں گے یا سیاسی مصالحتوں کا شکار ہوکر جو جیساہےاِسے ایساہی پڑارہنے دے کروقت گزار کرچلتے بنیں گے یا حقیقی معنوں

میں بلدیاتی انتخابات کے کامیاب اُمیدوار مُلک اور قوم کی خدمت اور مُلک و قوم کو مسائل کی دلدل سے نجات دلانے کے جذبوں سے سرشار ہو کر بھی میدانِ عمل میں اُتریں گے تو آنے والے وقتوں میں مُلک اور قوم میں مثبت اور تعمیری تبدیلیاں ضرور محسوس کی جاسکیں گیں ورنہ میری گھامڑ قوم نما ہجوم ہمیشہ ہجوم ہی بنا رہے گا اور یہ ہجوم کبھی بھی حقیقی اور بامعنی اور بامقصد قوم کے رنگ میں سامنے نہیں آسکے گا۔

آخر عمران خان چاہتے کیا ہیں..؟؟

عمران خان مردم شناس نہ صحیح مگر کم از کم اَب میڈیا کو تو عمران شناس ہو جانا چاہئے، آخر عمران خان چاہتے کیا ہیں..؟؟

اَب کسی حد تک یہ بات تو درست ثابت ہو گئی ہے کہ عمران خان مردم شناس نہ صحیح مگر اَب اُمید ہے کہ میڈیا کو تو کم از کم عمران شناس ضرور ہو جانا چاہئے اور یہ جاننا چاہئے کہ آخر عمران خان چاہتے کیا ہیں..؟؟؟ ہمیشہ میڈیا کی زینت بننے والے عمران خان آنے والے دِنوں میں کس رنگ اور روپ میں سامنے آنے والے ہیں...؟؟ اَب جس کے لئے عمران خان کیا کیا اور کیسے کیسے پاپڑ بیلیں گے..؟؟ اَب عمران خان میڈیا سے اپنی کس قسم کی کوریج چاہئیں گے...؟؟ اور عمران خان میڈیا پر اپنی پبلیسٹی کے لئے کن کن ذرائع سے کتنی رقم خرچ کریں گے..؟؟

بہر حال..!! منگل 3 نومبر کو اپنی پریس کانفرنس کے دوران عمران خان، ریحام خان سے متعلق ایک صحافی کے اِس سوال پر کہ ''آپ خود مردم شناس ہیں، آپ کو ذاتی اور سیاسی زندگی میں لوگ دھوکا کیوں دے جاتے ہیں'' (راقم الحرف کا خام و قوی خیال یہ ہے کہ اگرچہ یہ سوال اِن کی ذاتی زندگی سے متعلق ایسا بھی ذاتی نہیں

تھاکہ جس پر عمران خان آگ بگولہ ہوجاتے... جیساکہ وہ ہوگئے مگر چونکہ وہ ریحام خان کو نہ چھوڑنے کاارادہ رکھتے ہوئے بھی کچھ قریبی رشتے داروں کی مداخلت و ناراضی کے باعث گھریلو طور پر ہونے والی ناچاقیوں کی وجہ سے اپنے کلیجے پر پتھر رکھ کر ریحام خان کو چھوڑ چکے ہیں تو اِس کیفیت سے دوچار عمران خان کا صحافی کے پوچھے گئے اِس سوال پر ایسا ہی ردِ عمل آنا چاہئے تھا مگر پھر بھی عمران خان کو اپنا ایسا بھی سخت رویہ نہیں اپنانا چاہئے تھا کہ اِن کی ساری تدبیریں اُلٹی ہوجاتیں جیسی کہ ہوگئیں ہیں) صحافی کے پوچھے گئے اِس سوال پر جواب دیتے ہوئے عمران خان کو اِس طرح بھڑکنا نہیں چاہئے تھا جیساکہ عمران خان دوہزار فارن ہائٹ سے بھی زیادہ درجہ حرارت تک کھول گئے اور صحافی کے پوچھے گئے مندرجہ بالا سوال کا جواب دیتے ہوئے اِسے درسِ انسانیت سکھانے لگے اور خداجانے تصور ہی تصور میں عمران خان اپنے آپ کو کیا کیا سمجھتے ہوئے جو کچھ کہہ گئے وہ بھی ساری دنیانے میڈیا میں دیکھا اور پڑھ لیا ہے۔

اگرچہ عمران خان جیسے اُس شخص کے لئے جس نے اپنی ساری زندگی کے حسین ذاتی لمحات کو ہمیشہ میڈیا سے شیئر کیا ہے گزشتہ دِنوں جب صحافی نے اُسی عمران خان سے ایسا کیا اور کون سا سوال پوچھ لیا..؟؟ یا ایسی کیا بات کہہ دی....؟؟ کہ عمران خان جیسا ہمیشہ اپنی زندگی کو کھلی کتاب کی طرح میڈیا میں پیش کرنے والے عمران خان صحافی پر برس پڑے اور اِسے ڈنٹنے ڈپٹنے کے ساتھ ساتھ اِس

صحافی سمیت اپنی پریس کانفرنس میں شریک دیگر صحافیوں کو بھی جیسے درسِ اخلاق سکھانے لگے اور فضول میں بیٹھے بیٹھائے اپنا بلڈپریشر اتنا بڑھا گئے کہ جنہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اِنھوں نے اِس مقام پر پہنچ کر خود کو کولڈ نہ کیا تو کہیں اِنہیں بریں ہمرج نہ ہوجائے... وہ تو اللہ کا بڑا کرم ہوا کہ عمران خان نے خود کو اِس جذباتی اور غصے والی کیفیت سے جلد نکال لیا اور خود کو سنبھال لیا ورنہ راقم الحرف کو یہی خدشتہ کھائے جارہا تھا کہ کہیں عمران خان اپنے ہی غصے کے ہاتھوں خود ہی اپنا نقصان نہ کر بیٹھیں اور یوں میرے مُلک کی ایک طرف بہت بڑی تعداد میں نوجوان نسل اپنے انقلابی لیڈر اور دوسری جانب عمران خان سے شادی کی خواہشمند ہزاروں کنواریوں میں سے کوئی ایک اِن کی تیسری شریک حیات بننے سے محروم نہ ہوجائے...یوں اِن سب کی دُعاؤں سے عمران خان فوراََ سنبھلے اور نارمل حالت میں آ گئے اور پھر اُنہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں صحافیوں کے پوچھے گئے سوالات کے خندہ پیشانی سے جوابات دیئے تو پھر پریس کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

آج عمران خان سے پوچھے گئے صحافی کے اِس سوال پر" آپ خود مردم شناس ہیں،آپ کو ذاتی اور سیاسی زندگی میں لوگ دھوکا کیوں دے جاتے ہیں؟؟"عمران خان کے جواب سے سب کو یہ اندازہ ہوجانا چاہئے کہ عمران خان خود کتنے مردم شناس ہیں مگر جس طرح عمران خان نے صحافی کو جواب دیتے ہوئے ڈانٹا اور ڈپٹا اَب اِس سے

میڈیا کو عمران خان شناس ہر حال میں ہو جانا چاہئے کہ عمران خان کو کس موقعے پر کس طرح اور کن زاویوں سے ڈیل کیا جائے تاکہ کسی بھی موقعے پر عمران خان کے غصے اور ڈانٹ ڈپٹ سے بچا جاسکے۔

اَب آخر میں ، میں چلتے چلتے عمران خان کے لئے ایک دُعا کرتے ہوئے میڈیا کو بھی اپنا ایک ایسا مشورہ دینا چاہوں گا اگر میڈیا نے اِس پر من و عن عمل کرلیا تو میڈیا اپنی اہمیت برقرار رکھ سکے گا ورنہ ہمیشہ عمران خان کے غصے کی زد ہی میں رہے گا ہاں تو میری عمران خان کے لئے یہ دُعا ضرور ہے کہ ” اللہ کرے کہ عمران خان جلد تیسری شادی کریں اور اپنا گھر پھر بسانے کی کوشش کریں اور اگر پھر چند ماہ بعد کوئی ایسا موڑ آئے جیسا کہ عمران و ریحام کے درمیان آیا ہے تو اِس موقعے کے لئے میرا میڈیا کو یہ مشورہ ہے کہ میڈیا عمران خان کی تیسری شادی کی ایک جھلک کی بھی ہرگز ہرگز کوریج نہ کرے اور جب تیسری شادی کا بندھن بھی کسی وجہ سے ٹوٹ جائے تو اِس کی بھی خبریں میڈیا کی زینت نہ بنائی جائیں ہاں البتہ ...!! جب عمران خان اپنی چوتھی شادی رچائیں تو پھر اُس وقت تیسری شادی کے ہونے اور اِسے ٹوٹنے کے چرچے کئے جائیں تو تب عمران خان کو لگ پتا جائے گا کہ میڈیا کو ڈانٹنے اور اِسے جھاڑنے کے کیسے نتائج ہوتے ہیں..؟؟ بہرکیف ..!! عمران خان جیسے ایک سُلجھے ہوئے اور میڈیا کی ایک ایک رگ سے

واقف رہنے والے شخص کا ایک صحافی کے ایک بے ضرر اور چھوٹے سے اِس سوال کہ آپ خود مردم شناس ہیں ،آپ کو ذاتی اور سیاسی زندگی میں لوگ دھوکا کیوں دے جاتے ہیں" تپ جانا کچھ زیب نہیں دیتا ہے کہ عمران خان کو اِس موقع پر وہ صحافی کو ڈانٹنے ڈپٹنے کے بجائے اِس کے پوچھے گئے سوال کا جواب نو کمنٹس" کہہ کر بھی تو دے سکتے تھے مگر پچھلے دِنوں عمران خان نے اپنی پریس کانفرنس میں ایک صحافی کے ساتھ جیسا رویہ اپنایا اور اِسے جیسے ذلیل کیا اَب اِس کا خمیازہ بھی اِنہیں اور اِن کی جماعت ہی بھگتنا پڑے گا۔ (ختم شُد)

اَب عوام اپنی خیر منائیں

آئی ایم ایف سے قرض کی قسط ملتے ہی مہنگائی کا نیا طوفان آنے والا ہے
عوام دُشمن شرائط پر حکومت آئی ایم ایف سے قرضہ لینے میں کامیاب..؟؟

اِس میں شک نہیں کہ سرزمینِ پاکستان قدرت کے بے شمار وسائل سے مالامال ہے جس پر پاکستانی قوم کو ربِ کائنات کا شکرادا کرتے رہنا چاہئے آج کم از کم اُس وقت تک تو پاکستانی قوم اللہ کا شکرادا کرتی رہے جب تک کہ موجودہ حکومت کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو آئی ایم ایف (عالمی مالیاتی ادارہ) عوام کو سانس لینے اور اللہ کا شکرادا کرنے پر ٹیکس لگانے کا مشورہ نہیں دیتا ہے اُس وقت تک تو پاکستانی قوم کا ہر فرد دن رات اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا شکرادا کرتا رہے، اِس لئے کہ اللہ نے ہمیں اپنی ہر قدرتی دولت اور وسائل سے مالا مال کیا ہوا ہے اَب یہ اور بات ہے کہ ہمارے حکمران ہی ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نااہلی اور اپنی ناقص منصوبہ بندیوں اور فرسودہ حکمت عملیوں کے باعث اپنی سرزمین میں موجود ظاہر و باطن قدرتی وسائل کو استعمال نہیں کیا ہے بلکہ قیامِ پاکستان سے لے کرآج تک جتنے بھی خواہ سول وآمر حکمرانوں کی حکومتیں آئیں ہیں سب ہی نے اپنی ضرورتوں کو پورا کرنا کے

لئے قدرتی وسائل کو بروئے کار لانے کے بجائے کبھی امریکا تو لندن اور کبھی سعودی عرب اور مسلم ممالک کے دوست حکمرانوں سے قرضے اور امداد لے کر اپنا کام چلایا اور اَب ہمارے موجودہ حکمران بھی آئی ایم ایف (عالمی مالیاتی ادارہ) اور ورلڈ بینک سے قرضوں کی اقساط لے کر اور مختلف بہانوں سے اپنے دوست ممالک سمیت دنیا کے دیگر ممالک سے امداد لے کر وہی کچھ کر رہے ہیں جیسا کہ ماضی سے ہوتا چلا آیا ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بھی جب یہی کچھ ہوتا رہے گا تو قوم قرضوں تلے دب کر ہمیشہ مقروض ہی رہے گی اِس کا ترقی اور خوشحالی کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں مقروض قوموں نے کبھی بھی ترقی اور خوشحالی کی منزلیں طے نہیں کیں ہیں اور آج شائد ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے حکمران بھی یہی چاہتے ہیں کہ قوم قرضوں میں تو دبی رہے مگر ترقی و خوشحالی کی منزلیں تیزی کے بجائے ذرا کنجوسی سے طے کرے اور ایسا ہی تو دوست نما ملک دُشمن عالمی طاقتوں کا بھی ایسا ہی ایجنڈا لگتا ہے جنہوں نے ہمیں قرضوں کے چسکے میں جکڑ دیا ہے۔

بہر کیف ..!! اَب عوام اپنی خیر بنائیں ، اور ملک میں مہنگائی کے آنے والے نئے طوفان سے نبرد آزما ہونے کے لئے اپنی کمر کس لیں ، یہاں مجھے عوام کو آنے والے دِنوں میں حکومت کے مہنگائی سے متعلق کئے جانے والے سینہ زور اور سر پھوڑ اقدامات سے ڈرانے کا مقصد یہ ہے کہ بقول سرکار پچھلے دِنوں ن لیگ

کی حکومت اور آئی ایم ایف (عالمی مالیاتی ادارہ) کے درمیان ایک دوسرے کی باہمی رضامندی سے ہونے والے اپنی نوعیت کے انتہائی کامیاب ترین مذاکرات کے بعد پاکستان کو 53ارب 21 کروڑ روپے کی آئندہ ماہ ملنے والی وہ قسط سے جو ملک میں مہنگائی کے نئے دروازے کھول دے گی ملے گی اور پھریوں آئی ایم ایف سے قرضے کی شکل میں ملنے والی قسط اور عالمی مالیاتی ادارہ سے عوام دُشمن باہمی ڈکٹیشن کے ساتھ ہی عوام پر مہنگائی اور بھوک و افلاس اور تنگدستی کا ایک طوفان برپا کردیا جائے گا جس کے لئے ابھی ہی سے عوام کو اپنی کمر کَس لینی ہوگی ورنہ عوام آنے والے دنوں، ہفتوں اور مہینوں میں حکومت و آئی ایم ایف کے عوام دُشمن اقدامات سے زندہ درگور ہوجائیں گے۔

قبل اِس کے کہ ایسا کچھ ہو اور عوام تب اپنی بقاو سالمیت کے لئے اِدھر اُدھر سر بھی پٹکتے رہیں اور تب کوئی بھی اِن کے زخم پر مرہم اور پھار رکھنے والا بھی نہ ہو، سو ابھی سے ہی عوام آئی ایم ایف اور حکومت کی باہمی گٹھ جوڑ سے ملنے والی 53ارب 21 کروڑ روپے کی قسط کے بعد حکومت کے عوام دُشمن اقدامات سے نمٹنے کے لئے تیار رہیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر....؟؟؟ عوام خود پچھتائیں گے۔

بہر حال..!! خبر کے مطابق وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار نے کہاہے کہ

ٹیکسوں میں اضافے کا ہدف پورا نہیں ہو سکا ہے،تاہم وزیر خزانہ اسحاق ڈار کے مطابق پاکستان اور آئی ایم ایف میں کامیاب ترین مذاکرات ہوئے جس میں باہمی رضامندی سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کو آئی ایم ایف 503 ملین ڈالر کی اگلی قسط جاری کرے گا جس کی حتمی منظوری آئی ایم ایف کا ایگزیکٹیو بورڈ دے گا جس کے بعد پاکستان کی قرضے لینے والی خالی جھولی میں کئی ملین ڈالر کی قرضوں کی پہلی قسط ڈال دی جائے گی یوں کروڑ 50 لاکھ ڈالر کی دسویں قسط آئندہ ماہ رجاری کردی جائے گی جبکہ حکومت کا یہ 50 خیال اور کہنا ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں سے نومبر تک 900ڈالر ملیں گے حکومت کا کہنا ہے کہ اِن دِنوں معاشی اہداف پورے کر رہے ہیں، ستمبر تک زرمبادلہ کے ذخائر 20 ارب ڈالر سے زیادہ تھے اور سالِ رواں اور اگلے سال کے اوائل تک آئی ایم ایف سے تمام اقساط مل جائیں گیں اِس سے جہاں مُلک میں زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوگا تو وہیں مُلکی معیشت میں بھی قدرے استحکام آجائے گا۔

تاہم راقم الحرف کا قوی خیال ہے کہ ایسے میں حکومت کے قرضوں کی بنیاد پر ایسے خوش کُن دعوے کسی حد تک درست تو نہیں کہے جاسکتے ہیں مگر جیسا کہ آج حکومت خود بھی خواب دیکھ رہی ہے اور اِس کوشش میں مصروفِ عمل ہے آج جیسے خواب یہ دیکھ رہی ہے اَب ایسے ہی خواب حکومت اپنی پاکستانی عوام بھی دیکھائے تو ایسا نہ ممکن ہے کیوں کہ آج عوام یہ بات اچھی طرح جانتے اور

سمجھتے بھی ہیں کہ حکومت عالمی مالیاتی اداروں سے جتنے بھی قرضے لے لے اور لاکھ سیراب نما دلفریب و خوش کن خواب دیکھ لے اور عوام کو دکھانے کی کوششیں کر لے مگر عوام اِس کی کسی بھی بات پر یوں یقین نہیں کریں گے کیوں کہ عوام کو اِس کا پورا پورا یقین ہوچکا ہے کہ ماضی کی حکومتوں سے لے کر آج تک (یعنی کہ موجودہ حکومت نے بھی) اپنے دو ڈھائی سالہ دورِ اقتدار میں عالمی مالیاتی اداروں سے جتنے بھر قرض لئے ہیں اِن کے ایک رتی برابر بھی ثمرات عوام الناس تک نہیں پہنچے ہیں اگر ماضی اور حال کا جائزہ لیا جائے تو) کوئی ایک بھی ثمر عوام کو کبھی نہیں ملا ہے تو آج) عوام کیسے یقین کرلیں کہ اِب موجودہ حکومت عوام کو کسی معاملے میں کوئی ریلیف دے گی کیوں کہ ماضی کی حکومتوں نے عالمی اداروں سے ملنے والی رقوم کو ملکی تعمیر و ترقی کے منصوبوں میں لگانے کے ساتھ ساتھ اِسے عوام کو مہنگائی اور بھوک وافلاس سے ریلیف دینے کے لئے کبھی بھی خرچ نہیں کیا ہے اگر کبھی حکومتوں نے عوام کو ریلیف دینے کے لئے کبھی رتی برابر بھی خرچ کی ہوتی تو بیچاری پاکستانی عوام کو سُکھ و چین کا کچھ سانس نصیب ہوتا مگر ہائے رے افسوس کہ پاکستانی حکومتوں نے جب جب عالمی مالیاتی اداروں یا آئی ایم ایف سے مذاکرات کی کامیابیوں یا ناکامیوں کے بعد ناک گڑ کر جیسے بھی قرضے یا امداد لی ہے..اِسے کب اور کہاں عوام کے ریلیف کے لئے خرچ کیا ہے..؟ اِس کا عوام کو تو کچھ علم نہیں مگر اُن قرضوں اور امداد سے کبھی بھی عوام کو سُکھ اور چین نہیں ملا ہے اور اِس مرتبہ بھی عوام

کو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ عوام کے حصے میں سوائے مہنگائی اور بھوک وافلاس کے کچھ نہیں آئے گا جیسا کہ وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار یہ دعویٰ کرتے نہیں تھک رہے ہیں کہ پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان ہونے والے کامیاب ترین مذاکرات کے بعد بہت جلد جو کئی ملین ڈالرز کی اقساط ہمیں ملیں گیں وہ مُلک کی ترقی اور مُلک سے غربت کے خاتمے کے لئے سنگِ میل ثابت ہوں گیں اور غریبوں کی زندگی کا معیار بلند ہوگا عوام کو یہ بات ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ، یہاں ایسا کچھ نہیں ہے جیسا کہ اسحاق ڈار دعویٰ کررہے ہیں۔

جبکہ آئی ایم ایف نے پاکستانی حکومت پر اپنی یہ بات دوٹوک الفاظ میں واضح کردی ہے کہ "پاکستان مالی خسارے کا ہدف پورا نہیں کرسکا ہے، حکومتِ پاکستان کو اپنا خسارہ کم اور ختم کرنے کے لئے بلاامتیاز اور ہر سطح پر ٹیکس کلچر کو پروان چڑھانا ہوگا اِس کے لئے حکومت پاکستان کو سخت ترین اقدامات کرنے ہوں گے اور ٹیکس کی وصولی کی شرح کو بڑھانا ہوگا جس کے بغیر حکومتِ پاکستان اپنا مالی خسارہ کبھی بھی کم اور ختم نہیں کرسکتی ہے"۔ یہ وہ ڈکٹیشن اور ہدایات ہیں جو آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں نے ن لیگ کی حکومت کے وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار کو سمجھاتے ہوئے کہا ہے اور اسحاق ڈار سے وعدہ لیا ہے کہ وہ ایسا کریں گے تو ہم اِنہیں قرضے دیں گے اور اگر یہ ایسا نہیں کریں گے تو ہم اِن کی پھیلی ہوئی جھولی میں پڑی ہوئی اپنے

قرضوں کی اقساط کو بھی واپس لے لیں گے۔

عزت وذلت کا معاملہ توخدا کے ہاتھ ہے

عزت وذلت کا معاملہ توخدا کے ہاتھ ہے، ایاز صادق کا دوبارہ اسپیکر منتخب ہونا بھی ایسا ہی ہے ..

بتائیں شیر، تیر، پتنگ، بلا، ترازو کے نشان والی سیاسی جماعتیں اور حکومتی حلقے نئے کالم نویسوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ..؟؟

اِس سے انکار نہیں کہ عزت وذلت کا معاملہ توخدا کے ہاتھ ہے جو جسے چاہتاہے عزت دیتاہے اور جسے چاہتاہے ذلت سے دوچار کردیتاہے مگر یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ایسا لگتاہے کہ جیسے جدید سائنسی دور کے اِنسانوں کے معاشرے میں اکثر نا سمجھ اِنسان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جسے چاہیں عزت دیں اور یہ جسے چاہیں ذلیل کردیں آج کے زمانے کے معاشرے اور سوسائٹی کے اِنسانوں کی اِسی خودپسندانہ سوچ اور رویئے ہی نے معاشرے کا نظام بگاڑ کررکھ دیاہے۔

بیشک ..!! مجھے اپنے پیدا کرنے والے ربِ کائنات اللہ رب العزت کی ذات پر یقین ہے کہ عزت اور ذلت کا معاملہ اللہ رب العزت کے ہاتھ ہے اِنسان تو بس یوں ہی ہیں یہ نہ تو اپنے لئے خود سے کچھ کرسکتے ہیں اور اِن میں نہ ہی دوسروں کے لئے کچھ کرنے کی ہمت ہے جس روزاِس زمانے اور میرے معاشرے کے اِنسانوں نے

یہ بات سمجھ لی تو خدا کی قسم میرے زمانے میرے مُلک اور میری تہذیب کا ہر فرد باعزت طریقے سے جی سکے گا اور دنیا امن و آشتی اور سکون اور راحت کا عظیم گہوارہ بن جائے گی پھر نہ کوئی کسی پر دھاندلی کا الزام لگائے گا اور پھر نہ کوئی اسپیکر کے عہدے سے یوں ہٹے گا جس طرح سے ہٹا اور پھر انتخابات ہوئے اور پھر وہ جیت کر باعزت بحال بھی ہوا اور آج دھاندلی کا الزام لگانے والے بغلیں جھانکتے پھر رہے ہیں۔

بہر کیف . . ! ! اَب یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ کہتا رہوں گا سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ،نہ تو میں حکمرانوں، سیاستدانوں کی طرح مفادپرست ہوں اور نہ ہی میری ذات مصالحت پسندی اور مفاہمت پرستی کی گھٹی میں ڈوبی ہوئی ہے نہ ہی مجھے کبھی مسائل پر تیرچلانے والی ماضی کی (پاکستان پیپلز پارٹی کی) حکومتوں نے کچھ دیا ہے اور آج نہ ہی میری ذات پر کبھی شیر کے نشان ساتھ حکومت کرنے والے موجودہ (ن لیگ کے) حکمرانوں نے کرم نوازی کی ہے اور اِسی طرح گلی گلی اور قریہ قریہ بلا اُٹھا کر (مسائل حل کرنے کے دعویدار اور نیا پاکستان بنانے کے لئے چکے چھکے مارنے والے پاکستان تحریک انصاف) والوں نے مجھ سے کبھی دو بول ہمدردی کے بولے ہیں اور نہ ہی مجھ سے کبھی کراچی کے عوامی اور سیاسی مسائل کے فوری حل کے لئے ہمیشہ لکھنے پر کبھی آسمان پر ہری، لال اور سفید رنگوں والی پتنگیں اُڑانے والوں (پاکستان متحدہ قومی موومنٹ) کی

اعلیٰ قیادت نے رابطہ کیا ہے۔

الغرض یہ کہ میرے اچھے اور اصلاحی تنقیدوں سے لبریز کالمز تو ہمیشہ ہی سے سب کے لئے ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے مگر افسوس تو اِس بات کا ہے کہ کبھی بھی کسی کی بھی جانب سے حوصلہ افزائی کے میرے لئے دو لفظ اور ایسے جملے نہیں آئے ہیں کہ جن سے میں اور مجھ جیسے بہت سے نئے لکھاری کم از کم یہ تو سمجھیں کہ جن کے لئے ہم اپنے خونِ جگر سے کالمز لکھتے ہیں وہ اِنہیں پڑھتے بھی ہیں کہ نہیں ..؟؟ اور وہ اِنہیں پڑھنے کے بعد ہمیں کس حیثیت میں رکھتے ہیں..؟؟ یا مجھ جیسے لکھنے والے اِن کی نظر میں کیا اور کیسے ہیں..؟؟ ابھی تک تو میں اور مجھ جیسے بہت سے لکھاری یہ سمجھتے ہیں کہ جن حکمرانوں، سیاستدانوں اور جماعتوں اور حکومتی حلقوں کے لئے ہم لکھتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے میری اور مجھ جیسے بہت سے لکھنے والوں کی حیثیت بس... اِن کی ردی کی ٹوکری میں پڑے کاغذ کے چند ٹکڑے جتنی ہے اور باقی صرف نامی گرامی اور معروف لکھاری ہی تیر، شیر، پتنگ، بلا اور ترازو کے نشان والی برسرِ اقتدار آنے والی جماعتوں کے حکمرانوں سیاستدانوں اور سرکاری اداروں اور حکومتی حلقوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں اور وہی اِن کے سر کے تاج ہیں... مگر پھر بھی میں اور مجھ جیسے بہت سے نئے کالم نویس ہمت نہیں ہاریں گے اور ہم اپنے زورِ قلم سے بِلا کسی ذاتی اور سیاسی مفادات کے سب کے لئے یوں ہی اپنے کالم لکھتے رہیں گے کیوں

کہ میں یہ سمجھتاہوں کہ آخر کسی نہ کسی دن تو میری اور مجھ جیسے بہت سے نئے کالم نویسوں کی محنت ضرور رنگ لائے گی اور شیر، تیر پتنگ، بلا، ترازو کے نشانوں والی جماعتوں اور سرکاری اداروں اور حکومتی حلقوں کی جانب سے ہمارے لئے بھی حوصلہ افزائی کے دو لفظ اور ایک جملہ ضرور آہی جائے گا جس سے ہمیں بھی تقویت ملے گی اور ہمارا بھی حوصلہ بلند ہوگا۔

بہر حال ...!! ویسے تو اِنسان بنیادی طور پر امن پسند اور محبت کرنے والا ہی پیدا ہوا ہے مگر جہاں زمانے کے حالات اور لوگوں کی بیجا تنقیدیں اُسے ضدی اور خود غرض بنا دیتی ہیں تو وہیں لوگوں کے سخت رویئے بھی اُسے انتقام پسند و بے حس اور ظالم بنا دیتا ہے، موجودہ اسمبلی میں سابق اسپیکر سے پھر موجودہ اسپیکر کا لقب پانے والے سردار ایاز صادق کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اِنہیں بھی سیاسی انتقام کی آگ میں پہلے جھسم کرنے کی کوشش کی گئی (گو کہ آج ایسا کرنے والے اپنے مقصد میں لاکھ جتن کرنے کے باوجود بھی کامیاب نہیں ہوئے) پھر ایسا ہوا اور دنیا نے خود دیکھ لیا کہ آگ لگانے والے خود ہی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل بھن کر خاک ہوگئے جب گزشتہ دِنوں قومی اسمبلی میں اسپیکر کے عہدے کا انتخاب انتہائی تزک و احتشام اور نہایت ہی پُرامن ماحول میں منعقد ہوا جس میں 342 کے ایوان میں اور مسلم لیگ (ن) کے اُمیدوار سردار ایاز صادق دو تہائی اکثریت سے 268 ووٹ لے کر دوسری مرتبہ باعزت طریقے سے قومی

اسمبلی کے 20 ویں اسپیکر منتخب ہو گئے تاہم یہاں یہ امر قابلِ تحسین ہے کہ اِس مرتبہ اِنہیں پہلے سے 20 ووٹ زائد ملے ہیں۔

جبکہ اِن مدمقابل اِن پر انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگا کر اسپیکر کے پہلے عہدے سے ہٹانے والی جماعت پی ٹی آئی کے اُمیدوار رکن قومی اسمبلی شفقت محمود کو 31 ووٹ ملے تاہم ایک ووٹ ضائع ہوا 342 کے ایوان میں تین سو ووٹ پول ہوئے قائم مقام اسپیکر مرتضٰی جاوید عباسی نے نتائج کا اعلان کیا اور نو منتخب اسپیکر سردار ایاز صادق سے عہدے کا حلف بھی لیا جس پر ایاز صادق نے اللہ کا شکرادا کرتے ہوئے کہا کہ '' میرے اللہ نے مجھے اِس سیٹ پر دوبارہ بٹھادیا ہے سب کو ساتھ لے کر چلوں گا'' جس پر شفقت محمود نے کہا کہ '' اُمید ہے کہ اسپیکر جمہوریت کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں گے،اِن کا کہنا تھا کہ ہماری جنگ سردار ایاز صادق کے خلاف نہیں نظام سے ہے '' شفقت محمود کی یہ ساری باتیں اپنی جگہہ ٹھیک مگر بھائی کسی کی یوں بھی بگڑی تو نہ اُچھالو کہ لوگوں کی عزت کا جنازہ ہی نکل جائے آپ اور آپ کی جماعت پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین و سربراہ عمران خان نے تو نظام کے خلاف گھمسان کا رن چھیڑ رکھا ہے کہ اللہ کی پناہ یہ اِس جنگ میں یہ اتنے جذباتی ہوجاتے ہیں کہ یہ اپنے گریبان میں جھانکے بغیر ہی دوسروں کی عزتوں کا ایسے جنازہ نکالتے ہیں اِنہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے کہ اِنہیں لوگوں کی عزتوں کا جنازہ نکالنے اور اِسے

سرِبازار بے گوروکفن چھوڑ بھاگنے کا ٹھیکہ مل گیاہے یہ جب اور جہاں چاہیں اور جس طرح سے چاہیں لوگوں کی عزتوں کا جنازہ نکال دیں اور جب کوئی اِن سے ایسا کرنے سے متعلق کوئی سوال کرے یا روکنے کی کوشش کرے تو یہ لٹھ لے کراِس کے بھی پیچھے پڑجائیں اوراِس کی بھی عزت کا جنازہ پل بھر میں یوں نکال دیں کہ بیچارہ بے بس ہو کررہ جائے اور جب کہیں سے دباؤ آئے تو پھر پی ٹی آئی کی قیادت ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لے ..یہ تو ایسا کرکے خود کو بچالیتی ہے مگراُس کا کیاہوگا..؟؟جس کی عزت کا پی ٹی آئی کی قیادت نے جنازہ نکالا تھا۔

مگرا َب پی ٹی آئی والوں سمیت اُن جماعتوں کے قائدین اوراِن کے ادناواعلیٰ عہدیداروں اور کارکنان کو بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ عزت اور ذلت کا معاملہ اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھاہواہے جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ آج ایک مرتبہ پھر سردارایازصادق قومی اسمبلی کے اسپیکر منتخب ہوگئے ہیں اور دوبارہ تزک واحتشام سے اپنے عہدے کی ذمہ داریاں احسن طریق سے انجام دے رہے ہیں اگر ایساہی کچھ ہوتا جیساکہ پی ٹی آئی والوں نے اِن پر الزام لگاکراِن کے عہدے اوراِن کی عزت کا جنازہ نکالا تھاتو میرا، آپ کا اور اُن سب کا خالقِ کائنات اللہ رب العزت کبھی بھی سردار ایاز صادق کو دوبارہ ضمنی انتخاب میں کامیاب نہ کرتااور پھر قومی اسمبلی کا اسپیکر منتخب نہ کرتااور سردارایاز صادق اپنے عہدے قومی اسمبلی کے اسپیکر کی حیثیت سے کبھی بھی بحال

نہ ہوتے... یہ ایک بہترین مثال ہے اُن لوگوں کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جسے چاہیں عزت دیں اور جسے جہاں اور جیسے چاہیں ذلیل کردیں۔اَب اِنہیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ بس عزت اور ذلت دینے اور لینے کا معاملہ اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔

ایسا کیا فوج نے کہہ دیا..؟

جس سے جمہوری دیوی کے پوجاریوں کے تن بدن میں آگ گئی ہے
فوج سے زیادہ کوئی بھی محبِ وطن پاکستانی نہیں ہے، فوج نے گورننس کی تو بات کی ہے پھر سیاستدان آگ بگولہ کیوں ہورہے ہیں..؟؟
آج اگر عوام سے پوچھا جائے تو عوام کا آنکھ بند کرکے ووٹ جنرل راحیل شریف کے حق میں آئے گا اور عوام یہی چاہیں گے کہ جنرل راحیل شریف مُلک کی حکمرانی کی باگ ڈور سنبھالیں اور مُلکی عوام کو حقیقی جمہوری ثمرات سے محروم رکھنے والے اپنے اپنے مفادات کی گھٹی کے شیرہ میں ڈوبے نام نہاد جمہوری دیوی کے پوجاریوں کو گدیوں سے دبوچ کر نکال باہر کریں کیوں کہ جمہوریت کی پوجا کرتے کرتے حکمرانوں سیاستدانوں اوراِن کے چھوٹے بڑے افسر شاہی چیلوں (بیوروکریٹس) نے قوم کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے اور اپنے مفادات کا سوچا ہے اَج مُلک کو اِن لٹیروں اور قومی خزانے کو لوٹ کھانے والے بڑے ڈاکوں اور ڈکیتوں سے جان چھڑانے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ فوج اقتدار سنبھالے اور مُلک کو لوٹ کھانے والے حکمرانوں، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کا کڑا احتساب کرے اور اُس وقت تک فوج مُلک کی باگ ڈور سنبھالے رکھے جب وہ یہ سمجھے کہ اَب اِسے

اقتدار سول حکمرانوں کو منتقل کر دینا چاہئے اور وہ مطمئن ہو جائے کہ آج مُلک کو محب وطن سول حکمران ، سیاستدان اور بیورو کریٹس مل گئے ہیں تو فوج اقتدار چھوڑ دے ورنہ اقتدار میں ہی رہے۔

خبر یہ ہے کہ منگل 11 نومبر کو آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی سر براہی میں جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی میں کور کمانڈرز کانفرنس منعقد ہوئی تفصیلات کے مطابق گزشتہ دِنوں سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کی زیر صدارت منعقد ہونے والی کور کمانڈرز کانفرنس میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے آئندہ دورہ امریکا پر غور کیا گیا جبکہ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق کانفرنس میں مُلک کو درپیش اندرونی اور بیرونی چیلنجز، نیشنل ایکشن پلان اور فاٹا اصلاحات کا جائزہ بھی لیا گیا خبر ہے کہ اِس حوالے سے جنرل راحیل شریف نے کہا کہ ’’ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے جاری آپریشن میں قوم کی حمایت قابل تحسین ہے آپریشن سے طویل المدت فوائد حاصل کرنے کے لئے گورننس بھی اِسی طرح ہونی چاہئے، جے آئی ٹیز ترجیحی بنیادوں پر اپنی تحقیقات مکمل کریں، تاخیر آپریشنز کو متاثر کر رہی ہے، فاٹا ریفارمز پر عملدرآمد اور آئی ڈی پیز کی باعزت واپسی کو یقینی بنایا جائے‘‘۔

اِس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا سطور میں درج ایک ایک لفظ اور جملوں کو بیں

کروڑ پاکستانی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ محب وطن پاک فوج اور اِس کے سربراہ جنرل راحیل شریف کے انتہائی قابلِ احترام اور لائقِ تحسین جملے ہیں جو پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کی پریس ریلیز میں سُنہرے حروفوں کے ساتھ تحریر کئے گئے تھے جس میں ایک لفظ '' گورننس '' نے قوم میں جینے اور زندہ رہنے کی اُمنگ پیدا کردی ہے جسے خاص طور پر مُلکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے اپنی خبروں کی زینت بنایایقیناپاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کی جاری پریس ریلیز سے عوام میں حوصلہ بلند ہوااور عوام اچھی طرح سے سمجھ گئے کہ آج پاک فوج ہی وہ واحد ادارہ ہے جو آپریشن ضرب عضب کو جاری رکھ کرمُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے میں مصروفِ عمل ہے جس کی ہر ممکن کوشش بس یہی ہے کہ مُلک میں کسی نہ کسی طرح سے بہتری آئے اور مُلک کرپشن اور لوٹ مار اور دہشت گردی اور قتلِ وغارت گری سے پاک ہواور ایک سندھ ہی کیا سارے مُلک میں گڈ گورننس کی بہتری ہو اورمُلک اور عوام خوشحالی کی راہ پر اُس طرح سے گامزن ہوجائے جسے ایک عرصے سے جمہورو جمہوری اور جمہوریت کے نام پر مُلک کے نام نہاد جمہوری پوجاریوں نے سارے جمہوری عمل کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا اور عوام کے حصے میں سوائے کڑوی گولیاں نگلنے کے کچھ نہیں آیا اور ایک لمبے عرصے سے سارے جمہوری عمل کی کھیری اور چاشنی کے مزے بھی یہی نام نہاد جمہوری نظام کے پوجاری ہی لوٹتے رہے مگر عوام کے حصے میں جمہوری ثمرات ایک رتی برابر بھی نہیں آئے ہر بار

عوام کے دامن میں مہنگائی ، بھوک و افلاس اور تنگدستی اور سالانہ سیلاب کی تباہ کاریاں ہی آتی رہی ہیں۔

ایسے میں آج ساری پاکستانی قوم یہ نکتہ اچھی طرح سے سمجھتی ہے کہ پاک فوج کی کورکمانڈرز کانفرنس میں جس فکری انداز سے ''آپریشن سے طویل المدت فوائد حاصل کرنے کے لئے گورننس بھی اِسی طرح ہونی چاہیے ''اِس جملے کا اظہار کیا عوام جنرل راحیل شریف کے اِس ایک جملے سے یہ سمجھتے ہیں کہ آج اگر ہمارے حکمران ، سیاستدان اور بیوروکریٹس مُلک میں جمہوری اور گڈ گورننس کے ثمرات ٹھیک طرح سے عوام الناس تک ڈلیور کررہے ہوتے تو پاک فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف اپنی کورکمانڈرز کانفرنس میں یہ تاریخی جملہ 'آپریشن سے طویل المدت فوائد حاصل کرنے کے لئے گورننس بھی اِسی طرح ہونی چاہیے ''کبھی بھی نہ کہتے۔

آج وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور اِن کی حکومت کے وزراء کو جنرل راحیل شریف کے اِس ایک لفظ '' گورننس '' پر آگ بگولہ ہونے اور اپنے وزراء اور مشیرانِ خاص و عام سے اِس کا بتنگڑ بنانے کے بجائے اِنہیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ وزیراعظم نواز شریف کی موجودہ ڈھائی سالہ حکومت میں سوائے پنجاب کے لوگوں کو میٹرو بس ، کشادہ سڑکوں اور آنے

والے دِنوں میں ملنے والی اورنج ٹرین سروس اور ساری پاکستانی قوم کو صرف ایک پاک چین راہداری کے سِلا ہی کیا ہے ..؟؟

جبکہ اِس حقیقت سے انکار نہیں کہ مُلک میں پانی ، گیس اور بجلی کا بحران ایسے ہی ہے جیسا یہ بحران پہلے تھا بلکہ ن لیگ کی حکومت کے گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اور اِس میں شدت ہی آتی جارہی ہے آج بھی مُلک کے غریب عوام پر مہنگائی کا طوفان سر چڑھ کر آتا ہی چلا جارہاہے، اور اگلے ماہ آئی ایم ایف (عالمی مالیاتی ادارہ) سے ملنے والی قرضوں کی اقساط کے شروع ہوتے ہی مہنگائی جو تباہی مچائے گی وہ بھی اپنی جگہہ افسوس کی تمام حدود کراس کرجائے گی۔

آج اگر ایسے میں جنرل راحیل شریف نے اپنی کور کمانڈرز کانفرنس میں حکومت سے گورننس کی بات کہہ دی ہے توکیا ہوگیاہے ..؟؟ اور ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں سے کئی گُنازیادہ محبِ وطن چیف صاحب جنرل راحیل شریف نے ایسا بھی کیا کہہ دیاہے ..؟؟ کہ آج جس سے وزیراعظم سمیت حکومتی وزراء کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہے اور وہ ایوانوں سے لے کر میڈیااور پبلک مقامات تک فوج سے متعلق '' فوج ہماراماتحت ادارہ ہے ،اِسے گورننس کی بات ہم سے نہیں کرنی چاہئے'' حکومت کی گورننس سے مایوسی ہے لیکن فوج کوایسے الفاظ استعمال کرنے کا حق نہیں '' جیسے جملے داغتے پھر رہے ہیں عوام کو اپنے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے منہ سے اپنی پاک فوج سے متعلق ایسے چھوٹے جملے سُن کر سخت

مایوسی ہورہی ہے اور عوام یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ ہمارے حکمران اور سیاستدان ہیں جن کی فوج اور قوم کے لئے گورننس کی بات کرنے والوں سے متعلق ایسے خیالات ہیں ۔

بہرحال ۔ ۔ !! آج ہمارے جمہوری شیرہ میں ڈوبے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، اپوزیشن جماعتوں اور بیوروکریٹس اور بیس کروڑ پاکستانیوں کو یہ بات بھی اچھی طرح اپنے ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ جتنے آپ سب محبِ وطن پاکستانی ہیں ہماری پاک فوج بھی اُتنی ہی محب وطن ہے بلکہ ہماری توقعات سے بھی بڑھ کر ہماری پاک فوج محبِ وطن ہے آج اِس سے زیادہ محب وطن اور کون ہوگا ۔ ۔ ؟؟ جس کے جوان مُلک میں جاری آپریشن ضربِ عضب میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے مُلک کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کا عزمِ عظیم لئے مُلک کے اندر اور سرحدوں پر مُلک دُشمن عناصر سے نبردآزما ہیں ہے کوئی مائی کا لعل حکمران ، سیاستدان یا کوئی بیوروکریٹس ہے جو پاک فوج کے ایک سپاہی سے لے کر ایک اعلیٰ افسر کی طرح دہشت گردوں اور مُلک دُشمنوں سے اِس طرح سے لڑے جس طرح پاک فوج لڑرہی ہے آج اگر فوج نے ’ آپریشن سے طویل المدت فوائد حاصل کرنے کے لئے گورننس بھی اِسی طرح ہونی چاہیے ‘‘ جیسے جملے ادا کردیئے ہیں توسب کے دماغ کی گھنٹی بج گئی ہے۔

یہاں عوام کا مسندِ اقتدار پر بیٹھے ٹولے سے یہ کہنا ہے کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں تم بھی تو گڈ گورننس کے بہت ٹیبل پڑھتے ہو..اَب کیا بیس کروڑ پاکستانی یہ سمجھیں کہ جب تم گورننس یا گڈاور بیڈ گورننس کی باتیں کرو تو تم عوام کو سوائے بے وقوف بنانے اور عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے کچھ نہیں کررہے ہوتے ہو'' آج اگر اِسی گورننس کا استعمال جنرل راحیل شریف نے اپنی کور کمانڈرز کانفرنس میں کرلیاہے تو کیوں آپ لوگوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہورہی ہیں..؟؟

آج پاکستانی عوام کا قوی اور خام خیال یہ ہے کہ کہیں فوج کی زبان سے گورننس کی بات نکل جانے سے ہمارے حکمران اور سیاستدان اِس لئے تو پریشان اور حیران نہیں ہورہے ہیں کہ یہ سمجھ گئے ہیں آج تک یہ جس جمہوری دور میں رہ کر عوام سے گورننس کی باتیں کرتے آئے ہیں، فوج نے سمجھ لیاہے کہ ہم عوام کو ٹھیک طرح سے جمہور و جمہوری اور جمہوریت کی روایات نہیں دے سکے ہیں اور اِسی طرح ہم نہ ہی قوم تک گڈ کورننس کے ثمرات ہی پہنچاسکے ہیں آج اگر پاک فوج کی کور کمانڈرز کانفرنس میں گورننس کی بات کی گئی ہے تو کہیں ایسانہ ہو کہ آپریشن ضرب عضب سے فارغ ہوتے ہی پاک فوج قوم تک گورننس پہنچانے کے لئے اِس میں ہم جیسی حائل رکاوٹوں کا بھی صفایا کردے اور پھر ہماری نام نہاد سارا کا سارا جمہوری عمل پلٹ دیاجائے اور وہ گورننس جو ابھی تک ہم قوم تک نہیں

پہنچاسکے ہیں وہ اقتدار میں آ کر فوج قوم تک پہنچادے کیوں کہ فوج نے مُلک میں جاری آپریشن ضرب عضب سے عوام میں اپنا مورال جتنا بلند کرلیا ہے اُتنا تو اپنے ڈھائی سالہ دورِ اقتدار میں ن لیگ والے بھی ابھی تک بلند نہیں کرسکے ہیں۔

ٹھیک ہے سانحہ پیرس میں داعش ملوث ہیں، مگر فرانس اسرائیل دوستی؟

ٹھیک ہے سانحہ پیرس میں داعش ملوث ہیں ، مگر فرانس اسرائیل سے اپنی دوستی کا بھی جائزہ لے
خوشبوؤں کے شہر پیرس کے باسیوں کے خون کی ہولی نائن الیون کی طرح اسرائیل نے ہی کھیلی ہے اور نام دوسروں کا لگا رہا ہے....
ہفتہ 14 نومبر 2015 کو دنیا کے سخت ترین سیکیورٹی والے مُلک فرانس کے دارالحکومت خوشبوؤں کے شہر پیرس میں دہشت گردی کا جس طرح کا واقعہ رونما ہوا اِس میں شک نہیں کہ آج سانحہ پیرس نے امریکا سمیت دنیا کے ہر سیکیورٹی والے مُلک کی سیکیورٹی پر بھی کئی سوالیہ نشانات لگادیئے ہیں آج دنیا کا کونسا ایسا مُلک ہوگا جس نے سانحہ نائن الیون کے بعد اپنی سیکیورٹی کے انتظامات اور اقدامات پر اپنے سالانہ بجٹ سے بڑی رقم مختص نہ کررکھی ہو مگر آج فرانس میں پیش آئے سانحہ پیرس نے دنیا کے ہر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر یورپی ممالک اور اسلامی ریاستوں کو اپنی اپنی سیکیورٹی کے ازسرنو جائزہ لینے پر مجبور کردیا ہے تاکہ آنے والے دِنوں ہفتوں مہینوں اور سالوں میں کسی بھی دہشت گرد گروپ کی جانب سے ہونے والی دہشت گردی سے محفوظ رہا جائے اور اِسی طرح دنیا کے موجودہ حالات میں دہشت گردی کی جنگ میں فرنٹ لائن کا

کردار ادا کرنے اور اِن کی مالی معاونت کرنے والے دنیا کے ممالک کو بھی یہ سوچنے اور سمجھنے پر صریحاً مجبور کردیا ہے کہ اَب جس قدر جلد ممکن ہوسکے دنیا میں کسی بھی ملک اور ریاست میں کسی بھی نام سے موجود دہشت گرد عناصر اور دہشت گرد گروپس کا وہیں خاتمہ کردیا جائے اور اِن کی پیش قدمی وہیں روکی جائیں اور دہشت گرد گروپس جہاں کہیں بھی موجود ہیں اِنہیں اور اِن کی نسلیں زمین پر پھیلنے سے پہلے ہی ختم کردی جائیں چاہئے اِس کے لئے دنیا کی تیسری عالمی جنگ کی بھی نوبت آئے تو اِس سے بھی دریغ نہ کیا جائے یعنی کہ آج کسی بھی طرح اور کسی بھی مُلک اور ریاست کی جانب سے نہتے اور معصوم اِنسانوں پر کی جانے والی دہشت گردی سے متاثرہ ممالک اور ریاستیں آہستہ آہستہ انتقام لینے کے لئے کمربستہ ہورہی ہیں اور اپنے دُشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے اُس حد تک بھی جانے سے دریغ نہیں کررہی ہیں جہاں اِنسانیت بھی تھرراجاتی ہے یہاں دنیا کے مغربی اور مشرقی ممالک کے لئے ایک قابلِ غوراور توجہ طلب نکتہ یہ بھی ہے کہ گزشتہ دِنوں فرانس کے شہر پیرس میں جو ہوا اگر ہم اِسے بھی کسی زمانے کے مظلوموں کے بدلے سے نتھی کردیں تو اِس میں ہمیں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ تو مُکافاتِ عمل ہے جیسا تم کروگے ویسا تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔

مگر یہاں اتنا ضرور ہے کہ دنیا اور بالخصوص یورپی ممالک کو یہ کہہ کر اپنی

جان نہیں چھڑالینی چاہئے کہ جس طرح سانحہ نائن الیون کے ذمہ دار طالبان ہیں یکدم آج اِسی طرح فرانس کے دارالحکومت خوشبوؤں کے شہر پیرس میں دہشت گردی کے پیش آئے سانحہ میں داعش ملوث ہے تو ایسے میں دنیا کو تُرنت داعش پر الزام لگانے سے کام نہیں چلے گا اِس طرح حالات درست سمت میں جانے کے بجائے اُس جانب جا نکلیں گے جہاں دنیا بالخصوص یورپی ممالک کو اتحادی کی صورت میں کسی داعش کے فین اور نشونما کرنے والے مُلک پر حملے کرکے اِسے کھنڈر بنانے کے بعد بھی کچھ بھی حاصل نہ ہو اور داعش اپنی مظلومیت کا رونما رو رو کر دنیا کی ہمدردیاں حاصل کریں اور اپنا ناسور دنیا کے دوسرے ممالک میں اِسی طرح پھیلائیں جس طرح آج طالبان ساری دنیا میں کینسر جیسے موضی مرض کی طرح پھیل گئے ہیں آج دنیا اِن کے خلاف جتنی بھی قوت سے آپریشن کر رہی ہے طالبان ساری دنیا میں پھیلتے ہی جارہے ہیں خدشہ ہے کہ کہیں سانحہ پیرس کا بدلہ داعش سے لینے کے چکر میں پڑ کر دنیا داعش کو بھی مضبوط کرنے کا ذریعہ نہ بن جائے آج دنیا جہاں داعش کے خلاف محاذ کھولنے کو ہے تو وہیں میرا دنیا کو ایک مشورہ یہ ہے کہ اگر مناسب ہو تو یورپی ممالک ایک نظر اسرائیل سے اپنی دوستی اور دُشمن پر بھی ضرور ڈال لیں جو اِن کا دوست بن کر خود اِن کے اپنے وجود کے لئے بھی سب سے بڑا خطرہ بن گیا ہے یورپی ممالک اور بالخصوص فرانس سانحہ نائن الیون اور سانحہ پیرس فورٹین الیون میں ملوث اصل مجرم (اسرائیل) کے قول و کردار کا بھی ایک جائزہ ضرور لے لیں پھر کسی کے خلاف کچھ کریں تو بہت

اچھا ہوگا کیوں کہ امریکا نے بھی نائن الیون کے سانحہ میں طالبان کو ملوث کر کے اسرائیل کو بچالیا تھا اور آج اِسی طرح ایک بار پھر فرانس اور یورپی ممالک اسرائیل کو چھوڑ کر داعش کے چکر میں ایک ایسا محاذ کھول لیں گے جس سے دنیا ایک بار پھر واضح طور پر دو بلاکس میں تقسیم ہو کر جائے گی اور فرانس کے واقعہ کا ماسٹر مائنڈ اسرائیل پھر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا اور یہی اسرائیل ہمیشہ کی طرح بچ کر پھر کوئی ایسی تیسری کارروائی کر دے گا جس سے دنیا یقینی طور پر تیسری عالمی جنگ میں خود کو جھونک ڈالے گی اور اسرائیل اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائے گا۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ طالبان کی طرح داعش کے شدت پسند بھی سوائے اپنی جنم کی ریاست عراق کے) دنیا کی تمام مسلم ریاستوں اور ممالک کے لئے) ناسور کی شکل اختیار کر چکے ہیں آج اگر اِنہیں دنیا میں پھیلنے اور آہستہ اور تیز رفتاری سے آگے بڑھنے سے روک کر انہیں جلد ختم نہ کیا گیا تو یہ کینسر نما شدت پسند دہشت گرد دنیا میں اپنی دہشت گردی سے بلا رنگ و نسل مذہب و ملت معصوم اور نہتے اِنسانوں کے خون کی ندی بہاتے رہیں گے اور دنیا کے امن پسند لوگ اِن شدت پسندوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال بن کر آغوش قبر میں جاتے رہیں گے اور داعش کے دہشت گرد اِنسانی سینوں پر دندناتے پھریں گے اور دنیا کے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک جدید حفاظتی آلات سے آراستہ

ہونے کے باوجود بھی دہشت گردوں کی دہشت گردی کا نشانہ بننے سے نہ بچ سکیں گے اور آہستہ آہستہ دنیا داعش اور طالبان اور اسرائیل کی دہشت گردانہ کارروائیوں سے کھنڈر بنتی جائے گی۔

گزشتہ دِنوں دنیا نے دیکھا کہ فرانس کے دارالحکومت اور خوشبوؤں کے شہر پیرس میں دہشت گردوں نے کس طرح اپنی دہشت گردی کا مظاہرہ کیا کے فرانس کی ساری کی ساری سیکیورٹی اور اِس کے دارالحکومت خوشبوؤں کے شہر کے نام سے دنیا بھر میں اپنی پہچان رکھنے والے پیرس کی زمین کا زرہ زرہ اِنسانی خون سے تر ہوا اور کیسے سارا پیرس اِنسانی خون کی بو سے پیدا ہونے والی پراسرایت سے ہولناکی کا منظر پیش کر رہا تھا یقیناً یہ سانحہ فرانس اور پیرس والوں کے لئے ایک قیامتِ صغریٰ کا لمحہ تھا۔

جب دنیا کے سخت ترین سیکیورٹی والے مُلک فرانس اور اِس کے دارالحکومت پیرس جیسے جدید اور حفاظتی شہر میں ایک ہی دن میں ایک دو نہیں بلکہ کنسرٹ ہال، فٹ بال اسٹیڈیم، پیزا سینٹر، جاپانی ہوٹل، کمبوڈیا کے ریسٹورنٹ سمیت چھ مختلف مقامات پر مسلح دہشت گردوں نے اپنی بے رحمانہ اور وحشیانہ کارروائیوں سے 170 سے زائد افراد کو ہلاک اور 300 کے لگ بھگ زخمی افراد کے خون سے جس طرح سے خون کی ہولی کھیلی اِس واقعہ سے دنیا کو سانحہ نائن الیون یاد آگیا اور

دنیاششسدر رہ گئی کہ دہشت گردوں نے دنیا کے سخت ترین سیکیورٹی والے ملک فرانس اوراس کے دارالحکومت پیرس کو بھی اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنانے سے نہ بخشااور فرانس کو بھی اِس کے معصوم شہریوں کے خون سے نہلادیاآج جسے دنیافرانس کے سانحہ کو 11/9 (نائن الیون)کے طرز کا سانحہ 11/14 (فورٹین الیون) قرار دے رہی ہے فرانس میں تین روزہ سوگ کا اعلان ہے اوراِن دنوں فرانس سے اظہار یکجہتی کے لئے پاکستان سمیت دنیاکے بیشتر ممالک میں شمعیں روشن کی جارہی ہیں اور فرانس میں سانحہ پیرس میں ملوث عناصر سے تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور فرانس کے سیکیورٹی کے ادارے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں جبکہ سارے فرانس میں سیکیورٹی ہائی الرٹ کردی گئی ہے۔

بہرحال ....!! فرانس میں جو کچھ ہواآج اِس سے جہاں اور بہت سے سوالات اور نکات جنم لے رہے ہیں تو وہیں یہ دوایسے بہت اہم نکات اور سوالات ہیں اگر جن پرفرانس والے غور کریں تواِنہیں دہشت گردوں تک پہنچنے میں بہت آسانی ہوجائے گی ایک تونکتہ یہ ہے کہ '' کہیں ایساتو نہیں ہے کہ اَب تک امریکی اتحادی بن کرفرانس نے جن ممالک کے خلاف فوجی کارروائیاں کی ہیں اِن کے شدت پسندوں کی کارروائی تو نہیں ہے...؟؟'' اور دوسرابڑااہم سوال اور نکتہ یہ ہے کہ '' فرانس میں جو کچھ ہوا کہیں اِس کے پس پردہ وہ ملک (اسرائیل) یا دیگر ممالک تو نہیں ہیں جو فرانس میں اِس قسم کی کارروائیاں کرکے فرانس کی

سالمیت کو خطرے میں ڈال کر اِس سے کوئی بڑا کام لینا چاہ رہے ہوں اور وہ یہ سمجھ رہے ہوں کہ جس طرح نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں اِن کی معیشت کا ستیاناس ہوگیا ہے اِسی طرح فرانس کی معیشت اور استحکام بھی داو پر لگ جائے اور وہ اِس قسم کی دہشت گردی سے مقابلہ کرتے اور نبرد آزما ہوتے ہوتے اپنا سب کچھ خود ہی تباہ و برباد کرڈالے '' ایسا لگتا ہے کہ فرانس کے شہر پیرس میں جو کچھ ہوا ہے اِس کے پیچھے فرانس کے اسرائیل نما دوست ممالک کا بھی ہاتھ ہے اب اِن باتوں کو سمجھنا فرانسیسیوں اور پیرس والوں کا کام ہے کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی اِس ہولناک سازش کو سمجھیں اور اِس سازش کے پس پردہ عناصر کو حقیقی معنوں میں دنیا کے سامنے لائیں تاکہ سانحہ پیرس میں ملوث عناصر کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے آئے۔

--بات تو ٹھیک ہے، وزیراعظم نواز شریف صاحب مگر

بات تو ٹھیک ہے، وزیراعظم نواز شریف صاحب مگر صرف پنجاب اور لاہور میں ترقیاتی کام. ؟

. '' ملکی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والے حکومت نہیں مُلک کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں ''

وزیراعظم صاحب ایسا تو ہوگا جب صرف..؟؟

وزیراعظم نواز شریف صاحب..!! سر آپ تو سارے مُلک کے وزیراعظم ہیں صرف پنجاب اور لاہور کے نہیں ہیں آپ کو باقی صوبوں کی وزارتِ عظمیٰ گریبی میں نہیں ملی ہے...

ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے پنجاب میں موٹروے ایم فور کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ملکی ترقی میں رکاوٹیں ڈالنے والے حکومت کی نہیں پاکستان کی ٹانگیں کھینچ رہے'' اور اِس موقع پر اُنہوں نے کسی ہمسائے کا نام لئے بغیر یہ بھی کہا کہ '' ہمارے ہمسایہ ممالک کی برآمدات ہم سے دس گنا زائد ہیں یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے اِسے حالات میں ہم اگر ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچیں گے یا عجیب و غریب داستائیں سُنائیں گے یا لکھیں گے یہ پاکستان کی خدمت نہیں ہوسکتی بلکہ یہ کسی کا ذاتی ایجنڈہ ہو سکتا ہے'' اور اتنی ساری باتوں کے بعد خصوص بالخصوص وزیراعظم نواز شریف

نے کراچی کاتذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہاکہ ’’ کراچی کی رونقیں بحال ہورہی ہیں‘‘ گویاکہ اَب جیسے وزیراعظم نواز شریف کا یہ مشن ہوگیاہے کہ یہ جہاں کہیں بھی جائیں یا کسی بھی جگہہ کا افتتاح کریں بس اِن کی ایک یہی کوشش ہوتی ہے کہ یہ اپنی ہر بات اور ہر منصوبے میں کراچی کی رونقوں اور صورتِ حال کا جب تک قلیل و طویل کوئی تذکرہ یا تبصرہ نہ کرلیں اِن کی کوئی بات اور تقریر مکمل ہی نہیں ہوتی ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے وزیراعظم نواز شریف کا کھانا بھی بغیر کراچی کا نام لئے یا تذکرہ کئے بغیر ہضم نہیں ہوتا ہے۔

الغرض یہ کہ حسبِ عادت اور روایت وزیراعظم نوازشریف نے پنجاب میں موٹروے ایم فور کی افتتاحی تقریب میں بھی کراچی کا تذکرہ چھیڑ کر اپنے خطاب کی کامیابی اور حکومتی کارنامے گنوائے یہ ٹھیک ہے کہ کراچی کی رونقیں پوری طرح نہیں تو کم از کم تھوڑی بہت تو ضرور بحال ہوئیں ہیں مگر وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب کراچی کی پوری طرح رونقیں بحال کرنے کے لئے ابھی مزید سخت ترین ایکشن لینے اور سیاسی اور ذاتی مصالحتوں سے پاک ایک ایسی حکمتِ عملی کی مزید ضرورت ہے جس کی بدولت کراچی کی سماجی، سیاسی ،مذہبی اور کاروباری رونقیں پوری طرح سے بحال ہوجائیں گیں آپ نے کیا سمجھ لیاہے کہ آپ کی ذراسی کی کوششوں سے کراچی کی رونقیں پوری طرح سے بحال ہوگئیں ہیں۔

توجنابِ عالی۔۔!! ایسا ہرگز نہیں ہے آپ ایسی کسی خوش فہمی میں بتلانہ رہیں کہ آپ کی تھوڑی سی کوششوں سے کراچی کی پوری طرح سے رونقیں بحال ہوگئیں ہیں آپ کو ابھی اپنی مزید کوششیں جاری رکھنی ہوں گیں تب کہیں جاکر کراچی کی رونقیں ہر کراچی کے باسی اورآپ کی سماجی، معاشی، سیاسی اور مذہبی سوچوں اور روایات کے مطابق بحال ہوں گیں اگرآپ اِسی خوش فہمی میں رہے کہ آج کراچی کی رونقیں آپ اور ہرپاکستانی کی سوچوں اور خوابوں کے عین مطابق بحال ہوگئیں ہیں۔

تو یقین جانیئے کہ ابھی تو کراچی کی رونقیں اور امن وسکون اور بھائی چارگی اور کراچی کے 35/30 سالہ پرانے ماضی کی روایات کے لحاظ سے عُشیر عَشیر بھی بحال نہیں ہوئیں ہیں اب بھی اہلیانِ کراچی کی نظریں وزیراعظم نوازشریف ، آرمی چیف راحیل شریف اور شہرِ کراچی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور رینجرز اور پولیس کے اعلیٰ حکام اور اہلکاروں کی جانب لگی ہوئیں ہیں جو کراچی میں دہشت گردوں کا چابکدستی سے قلع قمع کررہے ہیں کہ وہ کراچی میں بغیر کسی ذاتی اور سیاسی مفاہمت اور مصالحت کا شکار ہوئے بغیر کراچی آپریشن کو تادیر جاری رکھیں اور دہشت گردوں سمیت اسٹریٹ کرائم میں ملوث ایک بھی جرائم پیشہ فرد اور گروپس کے سرگرم رہنے تک کراچی آپریشن جاری رکھیں اور شہرِ کراچی کو پوری رونقیں پوری طرح بحال کرکے ہی دم لیں۔

جبکہ یہاں وزیراعظم نواز شریف کی یہ بات بڑی حد تک درست ہے کہ ’’ ’’پاکستان سے مال خریدنے کے خواہشمند کراچی آنے کی بجائے فروخت کُنندگان کو دُبئی بلاتے تھے آج وہ خود کراچی آرہے ہیں پراسیس کی ٹانگیں کھینچنے یا اِسے سبوتاژ کرنے کی بجائے اِس کی حمایت کرنی چاہئے‘‘اِس میں شک نہیں کہ جب سے کراچی میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کی شروعات ہوئی ہے کراچی میں تھوڑی بہت سماجی ، سیاسی ، مذہبی اور کاروباری سرگرمیاں شروع ہوئیں ہیں تو شہر کی زیادہ نہیں تو کم از کم تھوڑی بہت رونقیں بھی بحال ہوئیں ہیں یقیناً یہ سب کراچی میں جاری اِس آپریشن کے ہی مرہونِ منت ہوا ہے جو آج کراچی میں جاری ہے مگر کیا ہی اچھا ہو کہ وزیراعظم نواز شریف صاحب جس طرح کا آپریشن کراچی میں جاری ہے یکدم اُسی طرز کا ایک دیرپا اور پائیدار آپریشن پنجاب اور لاہور میں بھی شروع کرادیا جائے تو یقین جانیئے کہ کراچی اور لاہور میں بیرونی سرمایہ کاری کا جو سلسلہ شروع ہوگا اُسے ساری دنیا دیکھے گی اور کراچی اور لاہور خطے کے سب سے زیادہ امن پسند اور کاروباری شہر ہونے کا مرتبہ پالیں گے جس سے مُلک معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مستحکم بھی ہوگا تو وہیں پاکستان کا نام دنیا میں ایسا چمکے گا کہ دنیا دنگ رہ جائے گی مگر اِس کے لئے وزیراعظم نواز شریف صاحب بس آپ کو اپنا دل بڑا کرنا ہوگا تاکہ آپ حقیقی معنوں میں سارے پاکستان کے وزیراعظم گردانے جائیں اور اِس کے ساتھ ہی آپ پر یہ

بھی بطور وزیرِاعظم پاکستان کی حیثیت سے بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ جس طرح پنجاب اور لاہور کو یورپ اور امریکا کے شہروں جیسا کوئی شہر بنانے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں اور مُلک کے دیگر صوبوں اور شہروں کا سارا بجٹ پنجاب اور لاہور کو بنانے میں بیدردی سے خرچ کر رہے ہیں تو اِسی حکمتِ عملی سے قومی خزانے سے کچھ قومی دولت سے کراچی جیسے شہر کے لئے بھی منصوبے اور کام شروع کرادیئے جائیں تو کراچی بھی بن یورپ اور امریکا کے کسی خوبصورت ترین جدید تقاضوں سے آراستہ شہر بن جائے مگر آپ اپنے اِس دورِ حکومت میں سندھ حکومت سے ناراضگی کے باعث کراچی شہر کو نظرانداز کر رہے ہیں اِس پر آپ بقول کہ ''مُلکی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والے حکومت نہیں مُلک کی ٹانگیں کھینچ رہے'' اَب ایسا بھی نہیں ہے جیسا کہ آپ فرمارہے ہیں آج آپ جنہیں یہ سمجھ رہے ہیں کہ مُلکی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والے مُلک کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں تو ایسا نہیں ہے بلکہ وہ تو آپ کی ٹانگیں یوں کھینچ رہے ہیں کہ جناب وزیراعظم نواز شریف صاحب ..!! آپ کی حکومت تو سارے مُلک میں قائم ہے اور آپ اپنی اِسی حکومت کا سارا فائدہ صرف پنجاب اور لاہور کو ہی پہنچا رہے ہیں جبکہ آپ کئی بار خود یہ تسلیم کرچکے ہیں کہ میں نواز شریف سارے مُلک کا وزیراعظم ہوں میری نظر میں تمام صوبے اور شہر سب برابر ہیں تو پھر ذرا یہ سوچیں وزیراعظم نواز شریف صاحب..!! یہ دوآنکھی کیوں ہے..؟؟؟آج آپ دیدہ و دانستہ کراچی جیسے دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کو ترقیاتی منصوبوں اور کاموں کے حوالے سے

نظرانداز اورایگنور کرکے صرف پنجاب اور لاہور کو ہی جدید بنانے کے لئے قومی خزانہ سے دولت بیدریغ خرچ کئے جارہے ہیں اَب کیا ایسا ہوتادیکھ کر کوئی آپ کی ٹانگیں کھینچ کرآپ کی خصوصی توجہ کا طلب گار ہوتو اُسے آپ یہ کہہ کر گنداکریں یا اپنی جان چھڑانے کی کوشش کریں گہ "مُلکی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والے حکومت نہیں مُلک کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں" توآپ کا یہ کہنا بھی غلط اور عوام سے حقائق چھپانے اور اپنے اور پنجاب اور لاہورکے مفادات کے سواکچھ نہیں ہے یقین جانیئے کہ آپ کی ساری توجہ تو صرف پنجاب اور لاہور کو ہی جدید شہر بنانے کی جانب ہے آج جیسے عوام دیکھ کر یہ سوچ اور کہہ رہے ہیں کہ آپ صرف پنجاب اور لاہورکے ہی وزیراعظم ہیں آپ کو جیسے باقی صوبوں اور شہروں کی وزارتِ عظمیٰ تو بس گریہی میں ملی ہے۔

68 سالوں میں عام آدمی کے بنیادی مسائل تو حل نہیں ہوئے

آہ...!! حکمران تو قوم کے 68 سالہ پانی خوراک تعلیم اور صحت جیسے مسائل ہی حل نہ کرسکے..

68 سالوں میں عام آدمی کے بنیادی مسائل تو حل نہیں ہوئے، آج اُلٹا بجلی و گیس کے بحرانوں نے پاکستانیوں کی زندگیاں اجیرن کردی ہیں

اِن دِنوں وطن عزیز پاکستان میں کافی عرصے بعد بلدیاتی انتخابات کی گہما گہمی نظر آرہی ہے کہیں بلدیاتی انتخابات کا عمل مرحلہ وار مکمل ہوچکاہے اور کہیں اِس کا عمل تکمیل کے مراحل سے گزرنے کو ہے تو وہیں کراچی جیسے دنیاکے بارہویں انٹرنیشنل شہر میں بلدیاتی انتخابات ہفتہ 5 دسمبر 2015 کو ہونے والے ہیں مُلک کے جن صوبوں اور اضلاع اور شہروں میں بلدیاتی انتخابات مکمل ہوچکے ہیں وہاں کامیاب اُمیدواروں نے اپنی ذمہ داریاں اور فرائض انجام دینے شروع کردیئے ہیں اور عوامی خدمات کو اپنا نصب العین اور قومی فریضہ سمجھ کر ادا کررہے ہیں اور ابھی جن اضلاع میں بلدیاتی انتخابات ہونے باقی ہیں وہاں اِن کے پُرامن انعقاد کو یقینی بنانے کی ذمہ دار انتظامیہ ہے تاکہ انتخابی مہم کے دوران کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہونے پائے کہ انتخابات کا پُرامن انعقاد ہی خطرے میں پڑجائے اور مارا ماری اور ڈنگے فساد کی وجہ سے انتخابات

موخر کرنے پڑئیں اِن خدشات اور مخمصوں کا تدارک اِسی صورت میں انتظامیہ ممکن کر سکتی ہے کہ انتظامیہ خود پر یہ لازم لے کہ ایسی صورتحال پیدا ہونے سے بیشتر ہی ایسی حکمتِ عملی اختیار کی جائے کہ انتخابات کا عمل امن و سکون سے گزرے اور اِن کا انعقاد نہ صرف امن و سکون سے ممکن بنایا جائے بلکہ ایسے انتظامات اور اقدامات بھی یقینی بنائے جائیں کہ انتخابات ہارنے والے کی دھاندلی کے لگائے جانے والے بیدریغ الزامات سے بھی پاک ہوں جب ایسا ممکن ہوگا تو پھر خود بخود کامیاب اُمیدوار اپنی خدمات بھی عوامی سطح تک ٹھیک طرح سے پہنچا پائے گا اور حقیقی طور پر عوامی مسائل کے دیرپا حل کی راہیں بھی نکل سکیں گیں یوں کم ہی عرصے میں جب پاکستانی قوم گٹر اور نالی کے مسائل سے نکل جائے گی تو پھر صوبے ، وفاق ، حکمران ، سیاستدان ، ادارے اور بیوروکریٹس آپس میں لڑنے جھگڑنے اور ایوانوں میں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے بجائے محب الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے مُلک میں کالا باغ جیسے ڈیم اور مُلک کے طولُ ارض میں دوسرے بڑے چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کی جانب بھی خصوصی توجہ دیں گے تو مُلک میں کئی دہائیوں سے سر اُٹھاتے اور پھنکارتے بجلی کے بحران کا دیرپا اور دائمی حل بھی نکل جائے گا۔

جبکہ یہاں ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ موجودہ جاری بلدیاتی انتخابات میں قومی خزانے سے اتنا کچھ خرچ کرکے بھی حکمرانوں ، سیاستدانوں ، اداروں اور

بیوروکریٹس نے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے کامیاب اُمیدواروں کو بے اختیار رکھا اور اِنہیں اِن کے علاقوں میں عوامی مسائل حل کرنے کے لئے بھی بجٹ نہ دیا تو پھر اپنے بنیادی حقوق سے محروم عوام کی جھولی میں 68 سالوں سے پڑے پینے کے صاف پانی کے حصول و نکاسی آب ،اچھی خوراک ، بہترین علاج و معالجہ ،کشادہ سڑکیں وجدید سفری سہولیات زندگی کی دیگر آشائش کے حصول سے محروم اور پچھلی کئی دہائیوں سے نئے مسائل بجلی اور گیس کے بحران سے دوچار عوام کے حصے میں پھر سوائے مسائل درمسائل کے کچھ بھی نہیں آئے گا اور بلدیاتی انتخابات محض حکمرانوں کا ایک ڈھونگ بن کر رہ جائیں گے جنہیں اِنہوں نے سوائے عوام کو بے وقوف بنانے اور عوام کو ''چ'' بنانے کے اور کچھ نہیں کیا۔

آج اِس سے انکار نہیں کہ قوم نے مُلک کی بقاو سالمیت کے خاطر ہر اچھے بُرے اور نازک ترین موڑ پر قربانیاں دی ہیں اور جب بھی میرے مُلک کے (سِول اور آمر حکمرانوں نے)اپنی قوم سے کڑوی گولیاں نگلنے کو کہا میری پاکستانی قوم ایسا کرنے سے بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹی ہے یہی تو میری اِس نہتی اور خالی دامن قوم کا ہمیشہ سے وتیرہ رہا ہے کہ اِس نے خالی دامن رہ کر بھی ہمیشہ جذبہ حب الوطنی کا ایسا عظیم مظاہرہ کیا ہے کہ یہ خود تو خالی دامن ہی رہی مگر مُلک اور قوم کے خاطر اپنا سب کچھ قربان کرتی رہی ہے جس کی اِن ہی

قربانیوں سے حکمران اپنے منصوبوں میں ہمیشہ کامیاب ہوئے اِس لئے تو ہمیشہ دنیا بھر پاکستانی قوم عظیم قوم کہلاتی ہے اور اِسے دنیا سلام بھی پیش کرتی ہے کہ جس نے ہمیشہ اپنے مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے وہ سب کچھ قربان کردیا جو اِس کے دامن میں رہا اور اِس قوم کا اَب بھی یہ عزمِ مصمم ہے کہ جب کبھی آئندہ بھی اِس سے حکمرانوں نے کسی قربانی کی فرمائش کی تو یہ اپنے مُلک اور قوم کی ترقی اور سربلندی کے خاطر کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گی۔

گو کہ آج خطے میں پاکستان اور پاکستانی قوم کو اپنی بقا اور سالمیت کے لحاظ سے جس مُلک سے سب سے زیادہ خطرات لاحق ہیں وہ جنگی جنون میں مبتلا مُلک بھارت ہے جس نے ہمیشہ ہمارے وطن پاکستان اور ہماری قوم سے متعلق جارحانہ انداز اپنائے رکھا اور اِس کی اِس جارحیت پسندی نے ہی پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اور اِس کی ابھی تک جاری جارحیت پسندی اور بڑھتے ہوئے جنگی جنون نے پاکستان کو اپنی خود مختاری اور بقاء سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت کچھ کرنے پر مجبور کردیا ہے اور ایسے میں جب کہ بھارت اپنی کسی سُبکی کو ختم کرنے اور اِس پر پردہ ڈالنے کے لئے پاکستانی قوم سے انتقام کی آگ میں طرح طرح کی سازشیں تیار کررہا ہے خطے کی بھارت کی وجہ سے خراب ہوتی صورتِ حال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پاکستانی قوم کا یہ عزم

ہے کہ اپنے پڑوسی ملک بھارت کے جنگی جنون اور خطے میں طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے ہر نازک گھڑی میں حکمرانوں اور پاک فوج کی ایک کال پر لبیک کہے گی اور ہر محاذ پر پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی۔

آج نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ دنیا کی یہی وہ پاکستانی عظیم قوم ہے جس نے مُلک اور قوم کی سربلندی اور خطے میں بھارت کا سرنیچا دکھانے اور اِس کی طاقت کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر اور گھاس کھا کر اپنے پاک سرزمین پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے میں حکمرانوں اور قومی اداروں کا ساتھ دیا اور دنیا کی عظیم قوم کہلائی جس نے مُلک کو ایٹمی طاقت بنانے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے کبھی بھی دریغ سے کام نہیں لیا اِس قوم نے اپنے مُلک کے استحکام کے لئے ہمیشہ اپنی خواہشات کا گلا گھونٹا اور اپنی ضرورتوں اور خواہشات کو ایک طرف رکھ کر مُلک کی بقاء اور سالمیت کے لئے کڑوی گولیاں نگلیں ہیں آج شائد یہی وجہ ہے کہ میری یہ قوم قربانیاں دینے اور کڑوی گولیاں نگلنے کی ایسی عادی ہوگئی ہے کہ آج بھی پاکستانی قوم کا ہر فرد (سوائے اُن امراء کے جو پیدائشی منہ میں سونے کا چمچہ لے کر دنیا میں آئے ہیں اور اُن لوگوں اور طبقے کے جو 68 سالوں سے چہرے بدل بدل کر اقتدار میں آتے رہے ہیں یا اُن لوگوں اور ٹولے کے جو شارٹ کٹ طریقوں سے دولت مند ہوگئے ہیں) مجموعی طور پر اپنے قیام سے ابتک پینے کے صاف پانی کے

حصول اور نکاسی آب جیسے مسائل سے تو دوچار ہی ہے تو وہیں میری پاکستانی قوم ابھی تک بہترین اور سستے نظامِ تعلیم ، اچھے و سستے اورجدید علاج و معالجہ کی سہولیات زندگی اور کشادہ سڑکوں اورجدید سفری سُہولیات سے بھی تو پہلے ہی محروم تھی کہ آج 68 سالوں بعد بھی حکمران ، سیاستدان اور اداروں نے مندرجہ بالا قوم کے بنیادی مسائل کا تو کوئی دیرپا حل نہ نکالا بلکہ آج اُنھوں نے کئی دہائیوں سے پہلے ہی سے مسائل کی دلدل میں دھنسی اپنی قوم کو توانائی (بجلی و گیس اور پیٹرولیم) کے بحرانوں میں بھی جکڑ کر رکھ دیاہے جس سے قوم کی پریشانیوں اور الجھنوں میں ایسا اضافہ ہوگیاہے کہ اِن دِنوں ساری پاکستانی ہی قوم توانائی کے بحرانوں میں خاص کرمُلک کی بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کی ناقص کارکردگی کے باعث مُلک میں پیدا ہونے والے بجلی بحران نے قوم کی زندگیاں اجیرن کرکے رکھ دی ہیں۔

یہاں افسوس کامقام یہ ہے کہ آج ایک طرف ساراسارادن اور رات بجلی دستیاب نہیں ہوتی اور اُوپر سے ستم در ستم یہ کہ تقسیم کارکمپنیوں کی ہٹ دھرمی سے بجلی کی عدم دستیابی اور گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کے باوجود بھی چند یونٹوں بجلی کے استعمال کے عوض صارف کو کئی کئی ہزاروں روپے کے آنے والے بجلی کے بل (خاص طور پر کراچی میں بجلی سپلائی کرنے والے نجی ادارے کے الیکٹرک کے بجلی بل کے بارے میں اہلیانِ کراچی کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں کے الیکٹرک کا ہر

ماہ ملنے والا بجلی کا بل کے الیکٹرک کا بل کم مگر بجلی کے بل کی مد میں یہ کے الیکٹرک کی بھتے کی پرچی زیادہ لگتا ہے) سے بھی مُلک کے غریب عوام سب سے زیادہ متاثر اور گھائل نظر آرہے جن سے قوم میں سخت مایوسی پھیل رہی ہے اور قوم اپنے لیڈروں سے سوال کرتی ہے کہ وہ آخر کب تک عوام کو گٹر اور نالی کے بعد اَب بجلی کے خودساختہ مسئلے میں رگڑ رگڑ کا اپنی سیاست چمکاتے رہیں گے اور عوامی مسائل کو حل کرنے کا نام لے لے کر قوم کو بے وقوف بنا کر اقتدار پر قابض ہو کر قومی خزانے سے قومی کی ترقی اور خوشحالی بہانے بنا بنا کر اپنے اللے تللے کرتے رہیں گے...؟؟

اَب ایسے میں عوام یہ کہنے اور سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ ہمیشہ عوام کو سول اور آمر حکمرانوں نے مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے نام پر عوام کو تو سخت امتحانات سے گزرنے اور کڑوی گولیاں نگلنے کو کہا جس میں قوم توہمیشہ پوری اُتر کر سُرخرو ہوئی مگر افسوس ہے کہ ہر دور کے ہر اقسام کے حکمرانوں نے قوم کے بنیادی مسائل حل نہ کئے اور یہ ہمیشہ اپنے الوہی سیدھا کرکے چلتے بنے مگر اِس مرتبہ جب مُلک میں عوام کی نچلی سطح تک خدمات کرنے کے جذبات سے سرشار بلدیاتی انتخابات کا مرحلہ وار عمل تکمیل ہونے کو ہے تو عوام اپنے ضرورت سے زیادہ چالاک اور شاطر اور ہمیشہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کا سوچنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں کے سربراہان اور

بیوروکریٹس سے اپنا یہ آخری بار مطالبہ ضرور کیا ہے کہ اَب سب اپنی اپنی ہیرا پھیری اور عوام کو بے وقوف بنا کراِس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے سے باز آئیں اوراَب بلدیاتی انتخابات میں کامیاب ہونے والے اُمیدواروں کو آزادی سے عوام کی خدمات کرنے دیں اور قوم کو گٹراور نالی اور بجلی جیسے خودساختہ پیدا کردہ مسائل سے نکالیں تاکہ قومی ادارے ٹھیک طرح عوامی خدمات کر سکیں اور قومی ادارے مُلک میں کالا باغ جیسے ڈیم سمیت دیگر بڑے چھوٹے ڈیموں اور دوسرے خوشحال پاکستان ترقیاتی منصوبوں اور میگاپروجیکٹس کو شروع کرکے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکیں جس سے مُلکی معیشت میں بہتری آئے اورمُلک اور عوام ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

کیا واقعی تُرکی کی جانب سے رُوسی جنگی طیارہ مار گرانا تیسری عالمی جنگ کی ابتداء ہو گی

جی 20 اجلاس میں مغربی ممالک کا روس پر عائد پابندیوں میں 6 ماہ توسیع کا فیصلہ...
روس کا فرانس حملے کا داعش سے بدلہ لینے کا اعلان...
اُدھر فرانس میں 11/14 کو مختلف مقامات پر داعش کے ہونے والے حملوں کے تعد تو ایسا لگنے لگا ہے کہ جیسے چند طاقتور ترین ممالک نے دنیا کو تیسری عالمی جنگ میں جھونکنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں اور گزشتہ دِنوں تُرکی کی جانب سے فضائی اور زمینی حدود کی کھلم کھلا روسی جنگی جہاز کی خلاف ورزی پر مار گرائے جانے کے بعد تو اَب یقینی طور پر ایسا نظر آ رہا ہے کہ جیسے دنیا بہت جلد تیسری عالمی جنگ کی صورت میں آگ و خون کی وادی میں بدلنے والی ہے۔
اگرچہ تُرکی کا اپنی فضائی اور زمینی حدود کی خلاف ورزی کرنے پر روسی جنگی جہاز کو مار گرائے جانے پر واہ شگاف انداز سے یہ کہنا ہے کہ اِس نے اپنی فضائی حدود کی کھلی خلاف ورزی کرنے پر رُوسی جنگی طیارہ علی الاعلان مار گرایا ہے اِس بنیادی موقف پر قائم تُرک وزیراعظم داؤد اوغلو نے اپنا سینہ ٹھونکتے ہوئے دنیا کو کھلے لفظوں میں باور کرایا ہے کہ تُرکی سرحدوں

کی کھلی خلاف ورزی کرتے روسی جنگی جہاز کو مار گرانے کا مقصد اپنا دفاع کرنا ہے اور اگر اِس کے باوجود کسی بھی مُلک کی جانب سے ہماری سرحدوں کی خلاف ورزی کی گئی تو اِس کا بھی ایسا ہی حشر کیا جائے گا جیسا کہ روسی جنگی جہاز کا کیا گیا ہے جیسے داؤداوغلو نے روس سمیت دنیا کو خبردار کرتے ہوئے واضح کردیا ہے کہ جو بھی کسی بھی بہانے ہماری فضائی حدود یا زمینی سرحدوں کی خلاف ورزی کرے اِس کے خلاف اقدام کرنا ہماری قومی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔اور اِسی طرح تُرک فوج کے اِس محب وطن اقدام پر تُرک وزیراعظم داؤداوغلو نے دنیا کے سامنے اپنے اِس دفاعی اقدام کی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ بات بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اِن کی اطلاعات کے مطابق تُرک فوج نے روسی جنگی جہاز کو نشانہ بنانے اور مار گرانے سے قبل طیارے کو 5 منٹ میں 10 بار متنبہ کیاگیااور فضائی حدود سے باہر نہ جانے پر دوایف 16 طیاروں نے اِسے اپنے مُلکی دفاع کو مقدم جان کر تُرنت مار گرایا، یہ تُرک حکومت اور تُرک فوج کاایک ایسا احسن اقدام ہے جس پر تُرک حکومت اور تُرک فوج مبارکباد کے مستحق ہے اور تُرک فوج کے اِس قابلِ تسائش اور لائق احترام کارنامے پر تُرک حکومت اور تُرک عوام اپنی تُرک فوج کو سلام پیش کرتی ہے۔

جبکہ ویڈیو فوٹیج میں روس کے ایس یو24- طیارے کا ملبہ شام کے سرحدی صوبے لاذقیہ کی حدوس میں گرتااور دوروسی پائلٹس کو پراشوٹ کی مدد سے اُترتے

دیکھا گیا ہے بچ جانے والے روسی پائلٹس کا اپنی حکومت اور عالمی میڈیا سے رابطہ کرنے کے بعد یہ موقف سامنے آیا ہے کہ تُرک فوج کی جانب سے ہمیں کسی قسم کی کوئی وارننگ نہیں دی گئی اور ہمیں بغیر کسی پیشگی اطلاع کے نشانہ بنایا گیا اور روسی پائلٹس نے تُرک حکومت اور تُرک فوج کے اِس موقف کو جھٹلا دیا کہ ''تُرک فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے پر اِنہیں مار گرانے سے قبل 5 منٹ میں 10 بار متنبہ کیا گیا تھا'' اور اِسی طرح روسی صدر ولادیمر پیوٹن نے بھی اپنے جہاز کو مار گرائے جانے پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا اور تُرک حکومت کو بھی خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''تُرکی کو سنگین نتائج بھگتنے ہوں گے اِن کا کہنا ہے کہ دہشت گردوں کی حامیوں اور داعش سے تیل خرید کر اِن کی مالی معاونت کرنے والوں نے پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے اِس کے علاوہ اُنہوں نے کہا ہے کہ روسی جنگی جہاز کو تُرک ایف سولہ طیاروں نے شام کی فضائی حدود میں نشانہ بنایا اور اِس سے تو تُرکی کو کوئی خطرہ نہیں تھا جبکہ ابھی تک تُرک فوج کی جانب سے روسی مار گرائے جانے والے جنگی طیارے کے بچ جانے والے جنگی پائلٹ کے بیان پر تُرک حکومت اور تُرک فوج کی طرف سے کوئی ایسا بیان نہیں آیا ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ روسی پائلٹ کا بیان صحیح ہے کہ غلط ہے۔

بہر حال ..!! اِس دنیا کو اِس اہم واقعے کے رونما ہونے اور تُرکی کی جانب سے اپنی فضائی اور زمینی حدود کی کھلی خلاف ورزی پر روسی جنگی طیارہ

مار گرانے کے عمل سے روس اور تُرکی کے درمیان حالیہ جاری کشیدگی سے یہ انداز نہیں ہو رہا ہے کہ تُرکی کی جانب سے رُوسی جنگی طیارہ مار گرنے کا اقدام تیسری عالمی جنگ کے بند تابوت کو کھولنے کی ابتداء تو نہیں ہے..؟؟

آج اگر تُرک اور روس کے درمیان جاری یہ کشیدگی یوں ہی جاری رہی تو کیا واقعی دنیا عنقریب تیسری عالمی جنگ کے منہ میں جانے والی ہے اور جلد ایک ایسا گھناؤنا اور شیطانی عمل دنیا میں شروع ہونے والا ہے جس میں شر کی ساری طاقتیں ایک طرف ہو کر خیر اور امن کی متلاشی دنیا کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیں گے اور اِس شیطانی جنگ سے جو بچ نکلے گا وہی دنیا پر اقتدار کا شہنشاہ بن جائے گا اور دنیا کی سرحدیں اِس کے زیرپا ہوں گیں مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ اَب لگتا یہ ہے کہ عالمی سازشوں کے مطابق تُرک اور روس جو تیسری عالمی جنگ کی ابتداء کرنے والے ہیں عالمی سازشوں کا نشانہ بن کر یہ دونوں ممالک تیسری عالمی جنگ کو ہوا دینے کے لئے کس حد تک جائیں گے ...؟؟ یا عالمی سازش کا نوالہ بن کر دنیا کو تیسری عالمی جنگ میں جھونکنے سے پہلے یہ دونوں تُرکی اور روس) ممالک ہوش کے ناخن لے کر سنبھال جاتے ہیں اور دنیا کو تیسری) عالمی جنگ میں بھسم کردینے والے سازشی عناصر کے چہروں پر سیاہی مل دیتے ہیں اور اِس کی ساری سازش کو بے نقاب کرکے سازشی عناصر کو دھول چاٹنے پر مجبور کردیتے ہیں۔

جبکہ اُدھر 11/14 کو فرانس میں داعش کے ہونے والے سات حملوں کا جواب لینے والے روس کا جی 20 ممالک کے سامنے کیا مقام ہے..؟؟اور موجودہ حالات میں بھی جی 20 ممالک روس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں..؟؟ اور اِن کے سب کے نزدیک روس کی کیااور کتنی اہمیت ہے..؟؟

آج دنیااِس کا اندازہ اِس بات سے بخوبی لگا سکتی ہے کہ ماسکو سے آنے والی ایک خبر کے مطابق جی 20 مغربی ممالک جن میں امریکا، جرمنی،،برطانیہ،اٹلی اور خاص طور پر فرانس بھی شامل ہے پچھلے دِنوں اِن ممالک کے ایک اہم ترین اجلاس میں مغربی ممالک نے روس پر عائد پابندیوں کی معیاد میں مزید 6 ماہ کی توسیع کا فیصلہ کیاہے جبکہ اِس حوالے سے فرانسیسی رہنماؤں نے تو حد ہی کردی ہے اِنہوں نے اپنے ساتھی ممالک کے روس سے متعلق چھ ماہ مزید پابندی کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے جس انداز سے دوقدم آگے بڑھ کر حمایت کا اعلان کیاہے اِس پر تو اکثر جی 20 ممالک خود بھی حیران ہیں کہ فرانس پر ہونے والے حملے کا بدلہ لینے کے لئے اول وقت میں فرنٹ لائن کا کردا ادا کرنے والے روس پر پابندی کی حمایت فرانس بھی کررہاہے جبکہ یہی وہ روس ہے جو کہ آج کو فرانس پر داعش کے ہونے والے حملوں کا بدلہ لینے کے لئے عملی طور پر اپنا 14/11 کردار اداکررہاہے اِس روس پر مزید چھ ماہ کی پابندی عائد کئے جانے کے فیصلے

کی توثیق فرانس کر رہا ہے تعجب ہے جی یہ وہی روس ہے آج جس نے داعش جیسے فتنے کا سر کچلنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور یہی وہ روس ہے جس نے تُرکی میں داعش پر حملے کی غرض سے جانے والے اپنے جنگی جہاز کو بھی تُرک فوج کے گولوں اور مارٹن میزائلوں کا نشانہ بنا کر تباہ کرایا ہے اور اپنے دوپائلٹس کو بھی قید کروادیا ہے۔آج فرانس کا داعش سے بدلہ لینے کے لئے نکلنے والے اتنا کچھ کرکے بھی روس کا خود فرانسیسیوں اور دنیاکے جی 20 ممالک کی نظر میں یہ مقام ہے دنیا نے دیکھ بھی لیا ہے اور سمجھ بھی لیا ہے مگر شائد روس کو یہ انداز نہیں ہوپایا ہے کہ جی 20 ممالک کے نزدیک اِس کا کیا مقام ہے اور یہ کس طرح اِن کے اشارے پر لٹو کی طرح ناچ رہا ہے مگر پھر بھی اِس کی اہمیت جی ٹوئنٹی ممالک کی نظر میں صفر ہے۔

نکلنے کو تو ہاتھی نکل جائے پھنسنے کو آئے تو دُم پھنس جائے۔۔۔ ؟؟؟

ایک خبر بھارتی عدالت کا انوکھا فیصلہ ہاہاہا۔۔ بھارت میں 25 برس قبل 11 روپے کا گھپلا کرنے والے 2 سرکاری ملازمین کو ایک برس قید کی سزا۔۔۔

اَب یہ بات بھارتی عدالتوں اور قانون دانوں کے لئے اچھی ہے کہ بُری مگر بات ہی کچھ ایسی ہے کہ یقیناً اِس سے بھارتی عدالت اور قانون کے رکھوالے خود بھی مذاق بن کر ضرور پریشان بھی ہوگئے ہوں گے جب پچھلے دِنوں بھارتی ریاست نئی دہلی کی ایک عدالت نے ایک ایسا فیصلہ دیا کہ عدالت کا یہ فیصلہ نہ صرف بھارتی میڈیا بلکہ ساری دنیا کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی بھی زینت بن گیا ہے خبر ہے کہ "بھارتی ریاست نئی دہلی کی ایک عدالت نے 25 برس قبل سرکاری فنڈ میں 11 روپے کا گھپلا کرنے والے ایک اسپتال کے دو ملازمین کو ایک برس قید کی سزا سُنائی ، سزا پانے والوں میں ایک نرس اور ایک میڈیکل اسسٹنٹ شامل ہے یہاں حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ سزا پانے والے یہ دونوں ملازمین 10 برس قبل ریٹائر بھی ہوچکے ہیں جبکہ وکیل صفائی وریندر کمار کا کہنا ہے وہ فیصلے کے خلاف اپیل کریں گے اُن کا کہنا ہے کہ اِس مقدمے کی سماعت کے دوران میرے موکلین کے 3 لاکھ سے زائد رقم خرچ ہوگئی ہے جبکہ اُنھوں نے اپنے موکلین کا

موزانہ کرتے ہوئے کہا کہ آج بھی بھارت میں حکمران ، سیاستدان، صنعتکار اوراداروں کے سربراہان سمیت حکومتی چیلے چپاٹے سیکڑوں، ہزاروں ، لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں روپے لوٹ کر بھی آزادی اور آرام گھوم رہے ہیں اور ماضی میں بھی کئی حکمران اور حواریوں کے ساتھ بھارتی خزانہ لوٹ کر چلے گئے یا مرکھپ گئے مگر آج تک اِنہیں تو پکڑنے کے لئے کوئی بھارتی قانون حرکت میں نہیں آیا مگر بھارتی عدالت نے 25 برس قبل صرف 22 روپے کا گھپلا کرنے والے میرے دو موکلین کو سزا سُنا کر بھارتی عدالت کی ایک ایسی تاریخ رقم کردی ہے اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ آج بھارتی عدالت کے اپنی نوعیت اِس انوکھے فیصلے سے گاندھی جی کی آتما (روح) بھی تڑپ اٹھی ہوگی کہ اِن بھارت میں عدالتیں گیارہ روپے کا گھپلا کرنے والوں کو تو سزا دے رہی مگر عدالتیں موجود وزیراعظم نریندر مودی اور ہندوطالبان اور انتہاپسندوں کو قومی خزانے سے لوٹ مار کرنے اور کرائے کے قاتلوں سے بھارت میں صدیوں سے آباد ایک ساتھ رہنے والے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں پر شب خون مار کر سیکولر بھارت کا چہرہ مسخ کرنے والوں کو لگام دینے کے لئے کیوں نہیں حرکت میں آرہی ہیں..؟؟

آج اِسے دنیا بھارتی عدالت کا کوئی قابلِ قدر کارنامہ کہیں گی..؟؟ یا دنیا یہ سمجھے گی کہ بھارت میں حکمران اور بھارتی ادارے اور امیر اپنے قانون کی دھجیاں اِس طرح بکھیرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے بھارتی عدالت اِن کے

ہاتھوں خود ہی لٹو بن کر غریبوں کے لئے حرکت میں رہتی ہے اور گیارہ روپے کا گھپلا کرنے والوں کو سزا دے کر خود یہ ثابت کر رہی ہے کہ آج بھارتی عدالت حکمرانوں، سیاستدانوں اور امیروں کی رکھیل ہے اور بس...

ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ قانون کی چھوٹ اور پکڑ کے معاملے میں "نکلنے کو ہاتھی نکل جائے پھنسنے کو آئے تو دُم ہی پھنس جائے" آج تک یہ معاملہ اہلِ دانش اور عام اِنسانوں کی سمجھ سے باہر ہے کہ ایسا کیوں..؟اور کیسے اور کس لئے ہوتا ہے..؟؟ ایسا کرنے والے کون سے لوگ اور عناصر ہوتے ہیں..؟؟ جو جب چاہیں اور جس طرح سے چاہیں ایسا کرکے دنیا کو حیران اور ششدر کردیتے ہیں..؟؟ بہرحال..!! ہمیشہ سے اہلیانِ دانش اور فکروفن کا یہی خیال رہا ہے کہ "کسی بھی زمانے کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی مُلک کے کسی بھی معاشرے کے لئے بنائے جانے والا کیسا بھی لکھا ہوا ہو وہ" تحریری قانون مکڑی کے جالے کی مانند ہے، کمزور اِس میں پھنس جاتا ہے اور طاقتور توڑ کر نکل جاتا ہے" ایک اور جگہہ زمانوں کی اقوامِ کے دانشواروں کا یہ کہنا ہے کہ "کسی مُلک کا تحریری دستور اور قانون بظاہر کتنا ہی ارفع و اعلیٰ ہو لیکن اگر اِس کے نافذ کرنے والے اچھے اخلاق کے مالک نہ ہوں تو اِس صُورت میں بھی دستورو قانون اپنی تمام خوبیوں، راعنائیوں اور خصوصیات کے باوجود بھی اپنی افادیت کھودیتا ہے" جبکہ اِسی

نکتہ نگاہ کو سامنے رکھتے ہوئے لارڈ ہیلی فیکس کا یہ کہنا ہے کہ " اگر قانون کی زبان ہوتی تو سب سے پہلے قانون دانوں کی شکایت کرتا" اور اِسی طرح ول ڈیورنٹ کا قانون سے متعلق یہ خیال ہے کہ " جانور ایک دوسرے کے بغیر کسی ہچکچاہٹ یا ضمیر کی خلش کے کھاجاتے ہیں اور مہذب اِنسان ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے کے لئے قانون کا سہارا لیتے ہیں" یعنی کہ دنیا میں جتنے بھی زمانے اور زمانوں میں جتنی بھی تہذیبیں اور اِن تہذیبوں میں جتنے بھی معاشرے اور اِن معاشروں میں جتنے بھی خواہ کیسے بھی قوانین بنائے یا مرتب کئے گئے اِن قوانین کو ہمیشہ طاقتوروں نے کمزروں کو دبانے اور اپنی مرضی کی سزائیں دلوانے کے لئے ہی استعمال کیا ہے گو کہ آج کے اِس جدید اور سائنسی زمانے میں بھی قانون کا شعبہ ہر مُلک کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں ایسا ہی اندھا ہے جیسا کہ یہ زمانہ قدیم سے ہے دورِ موجودہ میں کسی مُلک کی کسی تہذیب کے کسی معاشرے میں بھی قانون اپنے دائمی اندھے پن کی وجہ سے کچھ بھی حیران کُن فیصلہ کرسکتا ہے کہ جس سے عالمِ اِنسانیت شسدر ہو جائے۔

معاف کیجئے گا..!! یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ دنیا کے کسی بھی زمانے کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی معاشرے میں اِنسانوں کی بھلائی اور فلاح کے لئے بنایا جاناوالا کیسا بھی (تحریری یا زبانی) قانون اُس وقت کا ٹھیک طرح سے نافذ نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ اِسے نافذ کرکے عمل کرانے والے خود ٹھیک طرح

سے نیک اور ایماندار نہ ہوں یعنی یہ کہ کسی بھی زمانے کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی مُلک کے کسی بھی معاشرے کے اِنسانوں کی اصلاح کے لئے دستور اور قانون کا احترام اُس وقت تک پیدا نہیں کیا جاسکتا ہے جب تک وہ مُلک کے ہر امیر و غریب پر مساوی اور یکساں طور پر لاگو نہ ہو مثلاً طاقت ور (حکمران ، سیاستدان ، صنعتکار، اور حکمرانوں کے چیلے دیدہ دانستہ اپنے شواہد مٹا کر قومی دولت لوٹ کھائیں اور اپنے مفادات کے خاطر) جس طرح سے چاہیں قانون کو توڑ موڑ کر استعمال کر کے اپنے سارے مفادات حاصل کرلیں تو بھی اِن پر اِس کا اطلاق نہ ہو اور اگر اِن کے برعکس کئی روز سے بھوکا پیاسا کوئی غریب اپنے پیٹ میں لگی بھوک کی آگ کو بُجھانے اور ٹھنڈا کرنے کے لئے دو روٹی چرالے تو قانون فوراً حرکت میں َ آجاتا ہے اِس لئے کہ غریب کو روٹی چراتے سب دیکھتے ہیں اور گواہ بن جاتے ہیں جبکہ کسی بھی مُلک کی قومی خزانے کو لوٹنے اور فراڈ کرنے والے بڑوں کو قومی دولت چراتے کوئی نہیں دیکھتا ہے اور اگر کوئی دیکھتا بھی ہے تو وہ اِن ہی جیسے بڑے چور ہوتے ہیں جو کبھی اِنہیں بچا چکے ہوتے ہیں اِس لئے کوئی اِن کی حرکت کی گواہی نہیں دیتا ہے اور تب دنیا کا قانون اندھا ہوتا ہے یہ دنیا کے قانون کی کسی دو آنکھی ہے کہ بڑے قانون توڑیں تو قانون کو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے مگر جب کوئی غریب غیر قانونی حرکت کرجائے تو قانون کو سب نظر آنے لگتا ہے آج تک اہلِ دانش اور عام اِنسانوں کو دنیا کے قانون کی یہ بات سمجھ نہیں آئی ہے کہ " قانون کی چھوٹ اور پکڑ کے

معاملے میں ”نکلنے کو ہاتھی نکل جائے پھنسنے کو آئے تو دُم ہی پھنس جائے“۔

... یہ وقت لڑنے کا نہیں ہے

آج یقیناً یہ بات نہ صرف پاکستان اور بھارت بلکہ خطے کے دیگر ممالک کے لئے بھی خوش آئند ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان کمپوزیٹ ڈائیلاگ کی جگہ کمپری ہنسیو ڈائیلاگ شروع کرنے کا عندیہ دے دیا گیا ہے جس کا اعلان گزشتہ دِنوں اسلام آباد میں منعقدہ ہارٹ ایشیاء کانفرنس میں شرکت کے لئے آئیں بھارتی وزیرخارجہ سشما سوراج نے مشیر خارجہ سرتاج عزیز کے ہمراہ ایک پریس کانفرنس میں کیا بھارت کی جانب سے ایک ایسے موقعے پر کہ جب بھارت کی طرف سے ورکنگ باؤنڈری پر بلااشتعال گولہ باری کے واقعات سمیت بھارت اور پاکستان کے درمیان کئی حوالوں سے حالات کشیدہ ہوتے جارہے تھے۔

ایسے میں بھارتی وزیرخارجہ سشما سوراج جی کی جانب سے یہ اعلان کیا جانا کہ اَب ضرورت اِس امر کی ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان کمپوزیٹ ڈائیلاگ کی جگہ کمپری ہنسیو ڈائیلاگ کا سلسلہ جلد شروع کیا جائے' اِس موقع پر بھارتی وزیرخارجہ سشما سوراج کی طرف سے کیا جانے والا یہ اعلان اَب یقیناً خطے میں قائم امن اور دونوں ممالک کی خودمختاری کے لئے ایک میجر بریک تھرو ہے جس سے دونوں ممالک کے درمیان عرصہ دار سے چلی آنے والی بہت سی ایسی

ناراضگی اور غصے کا بھی خاتمہ ہوسکے گا جو محض افواہوں اور منفی پروپیگنڈوں کی وجہ سے غلط فہمیوں کی بنیادوں پیدا ہوگئیں تھیں اُنھوں نے کہاکہ " خطے اور پاکستان اور بھارت کو دہشت گردی کی لعنت سے بچانے اور دونوں ممالک کی عوام کی ترقی وخوشحالی کے لئے بہت ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان جامع مذاکرات جلد شروع کئے جائیں اور اَب بھارت اور پاکستان کے درمیان کمپوزیٹ ڈائیلاگ کی جگہہ کمپری ہنسیوڈائیلاگ ہونے چاہئیں"۔

جبکہ اِس سے اگلے روز اسلام آباد پہنچنے پر بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے جس طرح کہا تھاکہ " پاک بھارت تعلقات اور رشتے مزید اچھے اور مضبوط کرنے کے لئے آئی ہوں اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ ہارٹ ایشیاء کانفرنس نہایت اہمیت کی حامل ہے اِس لئے میں شرکت کے لئے آئی ہوں اور میری خواہش ہے کہ جب پاکستانی حکام سے ملاقاتیں ہوں توہم دونوں ممالک کے باہمی رشتے سُدھارنے اور آگے بڑھانے کے بارے میں باتیں کریں" جس طرح بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج نے پاکستان آمد پر اپنے جذبات اور خیالات کا اِظہار کیا ہے آج اگر واقعی یہ بھارت جانے کے بعد بھی اِس پر قائم رہیں اور اپنے اِن نیک جذبات اور خیالات کو اپنے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اور دیگر شخصیات کو بھی بتادیں تو کوئی ہرج نہیں کہ خطے میں پاک بھارت تعلقات کے بہتر ہوتے ہی بہت سی ایسی مثبت اور تعمیری تبدیلیاں آئیں گیں جو پاک

بھارت سمیت خطے کے دیگر ممالک کے لئے بھی کئی حوالوں بالخصوص امن عامہ اور معاشی اور اقتصادی لحاظ سے ایسے انقلاب کی کرن ثابت ہوں گیں جن پر گامزن ہر کر پاک بھارت اور خطے کے پڑوسی ممالک ترقی و خوشحالی کی راہیں ہموار کرسکے گیں۔

اگرچہ آج یہ نکتہ پاکستان اور بھارت کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ پاکستان اور بھارت نے نئے سرے سے جامع مذاکرات کی دوبارہ بحالی پر اتفاق کرلیا ہے ایسا محسوس ہورہاہے کہ جیسے اَب دونوں ممالک کو اچھی طرح یہ اندازہ ہوگیاہے کہ ہم خطے میں جنگ وجدل کا ماحول پیدا کرکے اپنی اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے لئے جنگی جنون میں مبتلا ہیں اور اَب تک اِس فعلِ شنیع میں مبتلا رہ کر ہم سوائے اپنے وسائل اور طاقت کے ضائع اور دونوں ممالک کے درمیان نفرتوں اور دہشت گردی کو پروان چڑھانے کے کچھ بھی حاصل نہیں کرسکے ہیں جبکہ خطے میں دائمی امن اور اقتصادی ڈھانچے کو استحکام بخش بنانے اور دنوں ممالک کے عوام کے درمیان محبتوں اور جذبہ خیر سگالی کو پروان اور ورکنگ باؤنڈری کے اِدھر اُدھر کے امن پسند عوام کو قریب LOC چڑھانے اور لانے کے لئے صرف مذاکرات ہی وہ راستہ ہیں جسے جاری رکھ کر بھارت اور پاکستان اپنی اپنی بقاء و سالمیت اور خودمختاری پر قائم رہ سکتے ہیں۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ خطے کے دوممالک بالخصوص بھارت اور پاکستان کے اندرونی اور بیرونی حالات اور زمینی حائق یہ تقاضاضرور کررہے ہیں کہ یہ وقت آپس میں لڑنے کا نہیں ہے، بلکہ دونوں ممالک کے حکمران الوقت سے خطے کے تیزی سے بدلتے حالات اور واقعات چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ آج ہم اپنی تمام اندررونی اور بیرونی ذاتی وفروعی سیاسی و سماجی چپقلش اور کدورتوں کا حل افہام و تفہیم اور کامیاب مذاکرات سے ہی خود نکالیں تو ہم آنے والے وقتوں میں نہ صرف اپنے اندرونی اوربیرونی بلکہ خطے کو بہت سے ایسے خطرناک ترین چیلنجز سے بھی ضرور بچا سکتے ہیں جو موجودہ حالات میں ہماری ضد وہٹ دھرمی اور کجبختی کی وجہ سے نازل ہونے والے ہیں۔

جبکہ آج اگر بھارت اپنے کہے پر قائم رہتاہے اوراِس پر پوری طرح سے عمل بھی کرتاہے تو پھر وہ دن دور نہیں کہ جامع مذاکرات کے شروع ہوتے ہی مسلہ کشمیر وسیاچن اور کارگل جیسے دیگر ایسے مسائل جن کا جامع حل دونوں ممالک کے لئے کسی بھی صورت جنگ سے ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ دونوں ممالک ایٹمی طاقتیں ہیں اور دونوں ہی ایک دوسرے پر جنگ سے سبقت حاصل نہیں کرسکتے ہیں سوائے باہمی اور جامع اور بامقصد مذاکرات ہی ایسے تمام مسائل کا حل نکال سکتے ہیں جس سے دونوں ممالک سمیت خطے کے دیگر ممالک کے درمیان بھی باہمی روابط بڑھانے کے لئے اہم مواقعہ فراہم ہوں گے۔

سندھ میں رینجرز اختیارات کے معاملے پر سندھ حکومت اور وفاق آمنے سامنے کیوں۔۔۔؟؟

کراچی آپریشن کی اجازت تو کرمنل عناصر (حشرات الارض) کے لئے دی تھی وہ کرپشن ۔۔میں ملوث اِنسانوں کی طرف موڑ دیا گیا
ہم نے تو رینجرز کو چار سنگین جرائم خلاف بلایا مگر وہ تو کرپشن کیسز میں گھس گئی

۔۔۔۔
کیا محض کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے سندھ حکومت کا رنیجرز اختیارات میں توسیع نہ کرنا بھی انتظامی دہشت گردی نہیں ہے۔۔۔؟؟
اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے میں بُرائی کی سب سے بڑی وجہ " اُم البرائی کرپشن " ہے آج جس نے ہمارے ہر اقسام ایوانوں میں پروش پائی اور آج یہ نوبت آ گئی ہے کہ یہ ہمارے معاشرے میں ایسی اہمیت اختیار چکی ہے کہ جیسے اِنسان کو زندہ رہنے کے لئے خون اور آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے یکدم ایسے ہی " اُم البرائی کرپشن " نے بھی ہمارے معاشرے میں درجہ پالیا ہے آج اگر اِس برائی کے خلاف اور اِسے جڑ سے ختم کرنے کے لئے بھی رینجرز آپریشن کر رہی ہے تو پھر رینجرز کو اِس اچھے اور بھلے کام سے روکنے کے لئے اِس کے سامنے سندھ حکومت کیوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہو گئی ہے۔۔؟؟ اور سندھ میں

کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے رینجرز کے خصوصی اختیارات کے توسیع کے معاملے کو اُلجھارہی ہے۔

اگرچہ سندھ میں رینجرز کو دیئے گئے خصوصی اختیارات کی مدت کو ختم ہوئے آج 8 دن سے بھی زائد کا عرصہ گزرچکاہے مگر سندھ حکومت ہے کہ وہ اَب سندھ میں رینجرز کو خصوصی اختیارات دینے سے ہیچر میچر کا شکار دِکھائی دیتی ہے اور طرح طرح کے خودساختہ مخمصوں اور خدشات میں محض اِس لئے مبتلاہے کہ رینجرز نے اپنے خصوصی اختیارات کے استعمال سے تجاوز کیا ہے اور اِسے سندھ حکومت نے جو کام کرنے کے لئے اختیارات تفویض کئے تھے وہ اِن سے بہت آگے نکل کر وہ کام بھی کررہی ہے جو اِسے نہیں کرنے چاہئے تھے آج جس پر سندھ حکومت سیخ پا ہے اِس بناپر سندھ حکومت کو بے شمار ایسے تحفظات ہیں کہ آج جن کی وجہ سے سندھ حکومت 5 دسمبر 2015 کو رینجرز کے خصوصی اختیارات ختم ہونے کے بعد دوبارہ اِس کی توسیع کے معاملے میں بغلیں جھانک رہی ہے اور کنی کٹاکر نکل بھاگنا چاہتی ہے اِسی لئے اَب اِس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رینجرز کو دینے جانے والے اختیارات کی منظوری کے معاملے کو سندھ اسمبلی میں لایاجائے اور یہاں اِسے اتنی طویل دی جائے کہ یہ معاملہ خود بخود گھٹائی میں پڑجائے اور اتنا دبتاچلاجائے کہ پھراِسے اُٹھانے اور نکالنے کے لئے ہفتوں، مہینوں اور سال لگ جائیں مگر پھر بھی یہ معاملہ سر نہ اُٹھائے۔

آج سندھ حکومت کا رینجرز کے اختیارات میں توسیع نہ کرنے کا معاملہ یقیناً نہ صرف سندھ کے شہریوں اور تاجر برادری بلکہ وفاق کے لئے بھی حیرت انگیز اور باعثِ تشویش بن چکا ہے اور وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ کیا سندھ حکومت اور وفاق کی ایک دوسرے پر اعتماد کی کمی ہے..؟؟ یا سندھ حکومت حقیقی معنوں میں صوبائی اداروں میں بیٹھے اپنے بہت سے ایسے کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے نکل کھڑی ہوئی ہے جن کے تانے بانے اور ڈانڈے سندھ حکومت سے ملتے ہیں اور یوں دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزم ہیں اور آج جنہیں بچانے کے خاطر سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ فرنٹ لائن پر آن کھڑے ہوئے ہیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ بس کسی بھی طرح سے سندھ میں دوبارہ رینجرز کو خصوصی اختیارات نہ دیئے جائیں جس کے لئے اِدھر یہ دُبئی میں بیٹھی اپنے قیادت سے مسلسل رابطے میں ہیں اور اِن سے ملنے والی ہدایات پر من وعن عمل پیرا ہیں اور سندھ میں رینجرز اختیارات کے معاملے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہے ہیں جن کے رویوں سے یوں لگتا ہے کہ جیسے اَب سندھ اور وفاقی حکومتیں دونوں ہی سینہ چوڑا کرکے اور آستینیں چڑھا کر آمنے سامنے کھڑی ہو گئی ہیں۔

اِس منظر اور پس منظر میں آج کون ایسا محب وطن پاکستانی ہوگا جو یہ نہیں چاہئے گا کہ کراچی جیسے مُلک کے معاشی حب میں امن وسکون قائم ہو اور کرپشن

سمیت دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ ،اغواء برائے تاوان اور بھتہ خوری جیسے تمام سنگین جرائم کا خاتمہ ہو جس سے کراچی میں نہ صرف دائمی امن و سکون قائم ہو اور شہر کراچی مُلک کی ترقی و خوشحالی کے لئے اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرے بلکہ یہاں ہونے والی بیرونی سرمایہ کاری سے بھی شہر کراچی ساری دنیاکے لئے ایک عظیم معاشی حب کا درجہ حاصل کرلے۔مگر شائد اَب کراچی اور سندھ کے امن پسند عوام کے لئے ایسا ہونا ایک خواب سا لگتاہے کیوں کے سندھ حکومت رینجرز کو خصوصی اختیارات نہ دے کر یہ نہیں چاہتی ہے کہ سندھ کی سرزمین کرپشن سمیت اور دیگر جرائم میں ملوث کلنگ کا ٹیکہ بنے عناصر سے پاک ہو۔

چلیں ..!! آج کراچی میں امن کے قیام کے لئے جاری آپریشن سے متعلق وہ سارے حکومتی دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے جب آٹھ روز گزرنے کے بعد بھی سندھ حکومت نے رینجرز کے اختیارات میں توسیع دینے کے معاملے کو اُلجھانے کے لئے سیاسی حربے بازیاں شروع کردیں اور اَب ایسا لگ رہاہے کہ جیسے لو ہو گئی بات ختم ...اور ....!! ہوگیاسب کچھ ٹائیں ٹائیں فش

جیسا کہ پچھلے دنوں محکمہ انسداد کرپشن کی جانب سے وزیراعلیٰ ہاوئس میں منعقدہ ایک سیمینار سے اپنے خطاب کے دوران وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ

نے سندھ میں رینجرز کے خصوصی اختیارات دیئے جانے کے معاملے پر بلا جھجک اور دوٹوک انداز سے یہ کہہ دیا کہ "کرپشن نئی بات نہیں یہ تو لیاقت علی خان کے زمانے سے شروع ہوئی تھی اور مارشل لاء دور یں پروان چڑھی کرپشن صوبائی معاملہ ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ لیکن تین سے چار وفاقی ایجنسیاں ہم سے لڑ رہی ہیں وفاق اِس معاملے میں اِس وقت مداخلت کرے جب وہ خود کرپشن سے پاک ہو اِس موقع پر اِنہوں نے اپنے مخصوص انداز سے یہ بھی کہا کہ آج بھی کہتا ہوں کہ وفاق نے سندھ پر حملہ کر رکھا ہے حالانکہ بدعنوانی کے خاتمے کے لئے سندھ میں انٹی کرپشن کا محکمہ موجود ہے ، ایف آئی اے اور نیپ کے روز روز چھاپوں سے صوبائی حکومتی مشینری کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِن یہ بھی کہنا تھا کہ ایف آئی اے اپنے دائرے میں رہے، سندھ یں کرپشن کی کمی آئی ہے ہم نے تو رینجرز کو دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، اغوا برائے تاوان اور بھتہ خوری جیسے چار سنگین جرائم کی سرکوبی کے لئے "بلایا مگر وہ کرپشن کیسز میں گھس گئے اِن کا کہنا تھا کہ کرپشن وسیع اصطلاح ہے ۔

اگرچہ اپنے خطاب نے شاہ جی نے بہت کچھ کہا تھا مگر میں یہاں صرف اِن کے کہے ہوئے چند جملوں کو ہی زیر بحث لانا چاہوں گا جیسا کہ آج کئی برس گزر جانے کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ " کرپشن کوئی

نئی بات نہیں یہ تو لیاقت علی خان کے زمانے سے شروع ہوئی تھی" یہ وہ جملہ ہے آج جسے ساری پاکستانی قوم نے اِن کی زبانی پہلی بار سُنا اور پڑھا کہ کرپشن لیاقت علی خان کے زمانے سے شروع ہوئی ہے (ایسا لگا کہ جیسے وہ یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ آج اگر یہ کر رہے ہیں تو کیا ہوا..؟؟) اَب ذرا کسی موقع پر شاہ جی اِس کی بھی تفصیل قوم کو بتادیں کہ لیاقت علی خان کے زمانے میں کونسی اور کیسی کرپشن شروع ہوئی ہے..؟ تو بہت اچھا ہوگا ورنہ شاہ جی نے تو رینجرز اختیارات کے معاملے کو اُلجھانے کے لئے ایک نئی بحث ٹُلکٹ میں چھیڑ دی ہے۔

بہر حال..!! وزیرِاعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے اپنے اِسی خطاب میں واضح طور پر یہ بھی کہا کہ "ہم نے سندھ میں رینجرز کو اِس لئے بلایا تھا کہ وہ دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، اغوا برائے تاوان اور بھتہ خوری جیسے چار سنگین جرائم میں ملوث عناصر (جب وہ یہ جملہ کہہ رہے تھے تو تب راقم الحرف کو ایسا لگا جیسے کہ وہ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ رینجرز صرف چار سنگین جرائم میں ملوث عناصر یعنی کہ حشرات الارض غربت اور مجبوری کی وجہ سے جرائم کرنے والوں) کی ہی سرکوبی کرے (سندھ کے وزیروں، وڈیروں، اور اِن کی جماعت سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ و ادنیٰ سیاستدانوں اور کارکنوں اور سندھ کے اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز اِن کے لوگوں اور بیوروکریٹس کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کرے چاہے وہ کچھ بھی غلط کریں) مگر اِن کے نزدیک جیسے رینجرز

نے توآپریشن کارخ کرپشن کیسز میں ملوث معتبر اور باعزت اِنسانوں اور اِن لوگوں کی جانب ہی کردیا ہے جس پر اِن کے تحفظات ہیں اور اَب وہ اُس وقت تک سندھ میں رینجرز کو خصوصی اختیارات دینے کے حق میں نہیں ہیں جب تک وہ خود کو وہ ہی کام دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، اغوابرائے تاوان اور بھتہ خوری کرنے والے عناصر) حشرات الارض) کو مارنے اور سزا دینے اور اِن کا قلع قمع کرنے کاپابند نہ کرلے) رینجرز کو خصوصی اختیارات نہیں دیئے جائیں گے اور اگر بالفرض وہ کرپشن میں ملوث کسی معتبر اور باعزت اِن کے کسی اِنسان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کاارادہ کرے تو پہلے سندھ کے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے اِنہیں ضرور پیشگی اطلاع دے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو ٹھیک اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو پھر جب تک اِن کی اجازت نہ ہو وہ اِن کے آرتھوپیڈک ڈاکٹر عاصم حسین (جو کبھی ڈاکٹر ہونے کے ناطے لوگوں کی ہڈیاں جوڑا کرتے تھے آج وہ کرپشن کیسز میں زیرحراست ہیں اور روزروز کے ریمانڈ پر اپنی ہڈیاں تو تڑوارہے ہیں مگر وہ حق و سچ بتا کر اپنی جان نہیں چھڑارہے ہیں جو اِن سے قانون نافذ کرنے والے ادارے کئی ماہ سے اگلوانے کی شروع دن سے ہی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں) جیسے کرپشن میں ملوث اِن کی جماعت کے کسی بھلے اور باعزت انسان کے خلاف محض کرپشن کی آڑ میں کسی قسم کی کارروائی نہ کرنے کی پابند نہ ہوجائے۔

اَب یہ کہاں کا انصاف اور کون سا قانون ہے..؟؟ کہ ایک طرف تو سندھ حکومت کرپشن کو بُرا بھی سمجھتی ہے مگر دوسری طرف کرپشن میں ملوث اپنے لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لئے قانون نافذ کرنے والے رینجرز جیسے قومی اداروں کو خصوصی اختیارات دینے کے لئے بھی ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے اَب ایسے میں کیا عوام الناس کے ذہنوں میں یہ سوال بھی پیدا نہ ہو کہ کیا محض کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے سندھ حکومت کا رنیجرز اختیارات میں توسیع نہ کرنا بھی انتظامی دہشت گردی نہیں ہے...؟؟

یہ اَب کیا سندھ میں ہونے جارہاہے۔۔۔۔؟

چلیں۔۔۔!! آخرکار دس بارہ دن تک ٹال مٹول کے بعد سندھ حکومت آئین کی شق 147کے تحت رینجرز کے اختیارات کا معاملہ ایک مشکوک اور اپنی مرضی کی مشروط قرارداد سندھ اسمبلی میں لانے میں کامیاب ہوہی گئی جسے صوبائی وزیرداخلہ سہیل انور سیال نے پیش کی اور حیرت انگیز طورپراس قرارداد کو آناً فاناً بغیر کسی بحث ومباحثہ کے سندھ اسمبلی سے رینجرز کے اختیارات میں 12 ماہ کے لئے توسیع کی منظور بھی کرلی گئی خام اور قوی خیال یہی تھاکہ اِس مرتبہ سندھ حکومت رینجرز کے اختیارات میں آنکھ بند کرکے توسیع نہیں کرے گے بلکہ ڈاکٹر عاصم حسین کی گرفتاری کے بعد اپنے لوگوں کے گرد گھیرا تنگ ہوتے دیکھ کر سندھ حکومت اِس معاملے کو اُس حد تک لے جائے گی جہاں تک یہ لے جانا چاہئے گی اور اِس نے ایسا ہی کیا اور اِس معاملے کو اِس حد تک لے گئی جہاں یہ گمان ہونے لگا تھاکہ سندھ حکومت نہ صرف وفاق بلکہ خود اپنے ہی صوبے میں تنہارہ گئی ہے اور اسمبلی میں تمام اپوزیشن جماعتیں رینجرز اختیارات کے معاملے پر ایک پیج پر ہیں مگر ایک سندھ حکومت اکیلی کھڑی ہے جبکہ سندھ حکومت نے سندھ اسمبلی میں اپنی مرضی کی جو قرارداد پیش کی ہے وہ بیشک اِس کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت پیش کی گئی ہے اور جس پر اپوزیشن کی جانب سے شدید مخالفت بھی کی گئی اور ایجنڈے کی

کاپیاں بھی پھاڑی گئیں مگر اِس کے باوجود بھی سندھ حکومت اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

مگر یہاں حیرت انگیز اور کئی سوالات کو جنم دینے والے نکات کے ساتھ مشکوک قرارداد کو سندھ اسمبلی سے کثریت رائے سے منظور کیا جانا اِس بات کی غماز ہے کہ سندھ حکومت نے اپنی مرضی کی مشروط قرار داد پیش کرکے اپنی سیاست چمکالی ہے اور سندھ میں اپنے سیاسی کرپٹ عناصر اور سندھ کے صوبائی اداروں میں قابض لوگوں کو بچانے کے لئے اُس حدتک پہنچ چکی ہے اَب جہاں سے آپریشن ضرب عضب اور کرپٹ عناصر کے خاتمے کے لئے کراچی میں جاری آپریشن سے متعلق خود سندھ حکومت کا اپنا کردار مشکوک ہوگیاہے اور ساتھ ہی وہ سب پردے بے نقاب ہوگئے ہیں جو اَبتک سندھ حکومت نے اپنا اُوپر چڑھایا ہوا تھا صرف ایک شخص کے ذریعے اپنے دوسرے کرپٹ لوگوں کو بچانے کے لئے سندھ حکومت اِس حدتک بھی جاسکتی ہے ایسا تو کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ سندھ حکومت رینجرز اختیارات کو محدود کرکے یہ ثابت کرے گی کہ وہ سندھ سے کرپٹ عناصر کے خاتمے کے لئے سنجیدہ نہیں ہے بس سندھ حکومت نے رینجرز کے اختیارات کو جرائم پیشہ عناصر، دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغوابرائے تاوان اور فرقہ واریت جیسے جرائم میں ملوث عناصر تک محدود کرکے یہ ثابت کردیاہے کہ وہ صوبے سے کسی بھی صورت میں کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے رینجرز کو کلی

اختیارات نہیں دے گی اگرچہ سندھ حکومت میں رینجرز اختیارات کے معاملے میں پیش کی جانے والی قرارد میں یہ بھی کہاگیاہے کہ جرائم پیشہ اور دہشت گردی میں ملوث عناصر پر یہ شق لاگو نہیں ہوگی اِنہیں رینجرز اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے حراست میں لے سکے گی البتہ۔۔۔!! کسی بھی جرائم پیشہ شخص کو مالی معاونت یا طبّی سہولت کار کو شک کی بنیاد پر حراست میں لینے سے قبل رینجرز کو سندھ حکومت یا وزیرِاعلیٰ سندھ سے پیشگی اجازت لازمی لینی ہوگی یہ وہ مشروط اور مشکوک قرارداد ہے جو سندھ حکومت نے رینجرز اختیارات کو محدود کرنے کے لئے سندھ اسمبلی نے دس بارہ دن تک ہچر میچر کرنے کے بعد پیش کی اور پھر خود ہی منظور بھی کرلی۔

اِس منظر اور پس منظر میں اِس تو اچھا تھا کہ یہ قرارداد پیش ہی نہ کی جاتی جیسا تھا ویسا ہی رہنے دیا جاتا۔۔ سندھ میں رینجرز اختیارات کے معاملے میں سندھ حکومت کی جانب سے اِس مشکوک اور مشروط قرارداد کو پیش کرنے سے بہتر تھا کہ حکومتِ سندھ وفاق کے چار اُوپشنز میں سے کسی ایک کے اطلاق کا انتظار کرتی تو سندھ حکومت مظلوم بن جاتی۔۔۔اور پھر قانونی چارہ جوئی کے بعد اپنی مرضی کی یہی قرارداد پیش کرکے خود ہی منوالیتی تو پھر کوئی اِسے مشکوک اور مشروط قرارداد قرار نہ دیتا جیسا کہ اَب سندھ میں رینجرز اختیارات کے حوالے سے سندھ حکومت کا اپنا کردار مشکوک بن کر سامنے آگیاہے۔

اگرچہ آج یہ سوچنے اور تشویش کی بات نہیں ہے کہ سندھ میں رینجرز کو محدود اختیارات نہ دیئے جانے کی وجہ سے کیا ہونے جارہاہے..؟؟اَب کیا سندھ میں محدود رینجرزاختیارات کے معاملے پر وفاق بھی بے بس ہوگیاہے یا پھر...؟؟ وفاق سندھ اسمبلی میں سندھ حکومت کی مرضی کی قرارداد کو چیلینج کرکے کچھ بہتر کرنے کا ارادہ رکھتاہے...؟؟ یہ وہ سوالات ہیں جنھوں نے ایک عام پاکستانی کو پریشان کررکھاہے اور اَب وہ یہ سوچ رہاہے کہ اگر سندھ میں جاری وفاق اور سندھ حکومتوں کی لڑائی کی وجہ سے کچھ ایسا ویسا ہوگیاتواِس کی ذمہ داری کس کے کاندھے پر جائے گی...؟؟؟اور کون کھلے دل سے یہ قبول کرے گا کہ جو کچھ بھی ہواہے اِس کا یہ ذمہ دار ہے یا ہمیشہ کی طرح لفظوں کی جنگ اِتنی طویل ہوتی چلی جائے گی کہ اصل حقائق گڈمڈ ہوجائیں گے اور بس یوں ہی سب ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھیراتے رہیں گے اور تاریخ کے اوراق پر دھول چڑھاتے چلے جائیں گے۔

چلیں جبکہ یہاں ایک بڑی دلچسپ بات اور نقطہ یہ بھی ہے کہ سندھ حکومت نے رینجرز اختیارات کے حوالے سے جو مشکوک قرارداد خود پیش کی اور خود ہی بغیر کسی بحث و مباحثہ کے آناً فاناً منظور بھی کرلی ہے اِس کے سارے کے سارے نکات یہ ظاہر کررہے ہیں کہ سندھ حکومت نے محض اپنے لوگوں کی جانب

کراچی آپریشن کا رخ موڑے جانے پر سارے کراچی آپریشن کو مشکوک بنانے کے لئے اپنی مرضی کی قرارداد پیش کرکے سارے آپریشن کو نیم مردہ گھوڑا بنادیا ہے جس سے کرپٹ عناصر کو تقویت ملے گی اور سندھ میں کرپشن کا بازار گرم سے گرم تر ہوتا چلا جائے گا جو کہ سندھ حکومت کی اپنی کارکردگی پر بھی کلنگ کا ٹیکہ ثابت ہوگا یہ ہے کہ جب تک حکومتِ سندھ یا وزیرِاعلیٰ سندھ کو رینجرز کسی سیاسی یا مشکوک شخص کی گرفتاری سے قبل پیشگی اجازت طلب نہیں کرے گی رینجرز اُسے ہرگز حراست میں نہیں لے سکے گی اور کسی بھی سرکاری ادارے میں چھاپے سے قبل سندھ حکومت اور وزیرِاعلیٰ سے اجازت لئے بغیر کسی شخص کو حراست میں لینے کی مجاز نہیں ہوگی حتیٰ کہ سندھ حکومت نے اپنی اِس مشکوک قرارداد کے ذریعے رینجرز کو اِس کا بھی پابند کردیا ہے کہ وہ کسی بھی جرم یا کرپشن میں ملوث شخص کی سہولت کار کی صورت میں مالی یا طبّی مدد فراہم کرنے والے شخص کو شک کی بنیاد پر بھی حراست میں نہیں لے سکے گی جب تک کہ رینجرز سندھ حکومت یا وزیرِاعلیٰ سندھ کو اعتماد میں نہ لے یہ اُس وقت تک کسی بھی سہولت کار کو حراست میں لینے کی مجاز نہیں ہے۔۔اِن نکتے کے بعد کیا اَب ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ سندھ حکومت کرپٹ عناصر کو سپورٹ کریگی اور جس سے جرائم میں معاونت کرنے والے تو بچ سکیں گے اور صوبے میں جرائم و کرائم کی شرح میں مزید اضافہ ہوگا۔۔۔؟؟

اگر آج بھی وفاق کو سندھ سے جرائم و کرائم اور دہشت گردی، کرپشن، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان اور فرقہ واریت کو واقعی جڑ سے خاتمہ کرنا ہی مقصود ہے تو پھر سندھ حکومت کی جانب سے سندھ اسمبلی میں رینجرز اختیارات کو محدود کرنے کی اِس کی مرضی کی مشروط قرارداد کی منظور کو کالعدم قرار دے کر وفاق کو سندھ کو کرپٹ عناصر سے پاک کرنے کے لئے اپنے وہ چار کے چار یا چاروں میں کوئی دو یا تین اُوپشنز فی الفور سندھ میں لاگو کرنے ہوں گے جو ابھی تک وفاق نے سندھ میں لاگو نہیں کئے ہیں یقینی طور پر جس سے سندھ میں حقیقی معنوں میں رینجرز کو مکمل طور پر ایسے تمام اختیارات حاصل ہو سکیں گے جن کے بیدریغ استعمال سے رینجرز سندھ سے جرائم و کرائم اور دہشت گردی، کرپشن، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان اور فرقہ واریت کو واقعی جڑ سے خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو کر نیشنل ایکشن پلان میں حقیقی سُرخرو ہو جائے گی۔

آپ کو کس نے روکا ہے..؟

آپ کو کس نے روکا ہے..؟ بیشک زرداری صاحب آپ جب چاہیں پاکستان آ سکتے ہیں مگر..؟

آج یہ بات اچھی طرح میدانِ سیاست کا ہر ادنا و اعلیٰ نیا اور پرانا سیاسی کھلاڑی خوب جانتا اور سمجھتا ہے کہ میدانِ سیاست میں کوئی بھی وعدہ حتمی اور اٹل نہیں ہوتا ہے اور اِسی طرح کسی بھی سیاست دان کے منہ سے (خاص طور پر عوامی مفادات اور فوائد سے متعلق) نکلا یا زبان سے کہا ہوا کوئی بھی لفظ اور جملہ کم ہی کم سچ ثابت ہوتا ہے اور اگر کوئی سیاستدان کبھی اپنے کہے پر ڈٹ بھی جائے تو اِس میں بھی اِسی کے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات زیادہ ہوتے ہیں۔

بیشک..!! آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ بد قسمتی سے میرے دیس پاکستان میں میدانِ سیاست میں جتنے بھی سیاسی کھلاڑی اپنے اپنے سیاسی اکھاڑے سجائے ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب اپنے تعین سیاسی پینترے بازی میں خود کو یکتا اور اعلیٰ سمجھتے ہیں اور چمکادڑ/چمکیدڑ کی اِس خوش فہمی کی طرح جیسا کہ یہ درختوں اور چھتوں پر اُلٹا لٹک کر یہ سمجھتا ہے کہ اِس نے اُلٹا لٹک کر آسمان

اور چھتوں کو اپنی ٹانگوں سے روکے رکھا ہے اگر یہ اِنہیں نہ روکے رکھے تو آسمان اور چھتیں گر جائیں اور اِنسانوں کی موت واقع ہو جائے.برسہا برس سے ایسا ہی کچھ خیال میرے مُلک کے سیاست دانوں کا بھی ہے کہ اگر یہ اپنے سیاسی اکھاڑے سے ایوانوں اور اداروں میں اپنے ہم خیال گروپس تشکیل دے کبھی فرینڈلی اپوزیشن تو کبھی لوولی اپوزیشن کا کردار ادا کر کے سیاست نہ کریں تو عین ممکن ہے کہ اداروں کو (LOVELY) مُلکی اُمور کی انجام دہی میں مشکلات پیدا ہوں اور حکومتیں اپنے کام ٹھیک طرح سے نہ چلا سکیں۔

جبکہ آج اِس حقیقت سے نہ صرف خود سیاستدان بلکہ عوام بھی واقف ہو چکے ہیں اور اَب یہ بات سب ہی اچھی سے جانتے اور سمجھتے ہیں کہ سیاستدانوں کی چمگادڑ کی طرح کی خوش فہمی محض خوش فہمی ہی ہے کہ ہمارے یہاں سیاستدان اداروں اور حکومتوں کو چلانے میں اپنا کوئی کردار ادا کرتے ہیں آج سیاستدانوں کی اِس خوش فہمی کے برعکس یہ سب کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ جب بھی مُلک میں کوئی سِول حکومت آئی ہے یہ کس کے زیر تسلط رہتی ہے اور اِسے کون کس طرح اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے...؟؟

یہاں میں مختصر سے وقت اِس بحث میں گیا تو بات بہت دور تک چلی جائے گی بہرحال ...!! ہمارے سیاستدانوں کو ہر حال میں اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، خواہ

وحکومت میں ہوں یا حکومت سے باہر (حزبِ اختلاف) میں ہوں اِنہیں یہ ضرور سوچتے رہنااور سمجھتے رہنا چاہئے کہ یہ آزاد نہیں ہیں کوئی اِن کی ایک ایک پل کی مانیٹرنگ کررہاہے اوراِن کی نقل و حمل کو بھی دیکھا جارہاہے اوراِن کی خاص و عام یعنی کہ ایوانوں اور اداروں اور عوامی مقامات اور میڈیا میں استعمال کی جانے والی زبان و جملوں کو بھی کئی زاویوں سے تولا اور پرکھاجارہاہے..اکثر ہمارے سِول سیاستدانوں کی کبھی کبھی یہی بھول اور خوش گمانی کہ یہ حکومت میں ہیں یا حکومت سے باہر ہیں تو یہ ہر غم اور قید سے آزاد ہیں اَب یہ جیسا جہاں چاہیں بولیں... جس کے بارے میں جس طرح سے چاہیں زبان اور جملے استعمال کریں... اِنہیں کوئی پکڑنے اور روکنے والا نہیں ہے اور یہ جس طرح سے چاہیں کسی بھی ادارے کی جب چاہیں عزت اُتار کر رکھ دیں اِن سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے... ایسا نہیں ہے ہر ادارے کا اپنا ایک تقدس اور مقام ہے ہمارے سیاستدانوں کو کسی بھی ادارے (اور اُس مقدس ادارے سے متعلق جس نے ہر دور میں سِول حکومتیں بنائیں اور گرائی ہیں) کے بارے میں زبان ہلانے سے پہلے خود اپنے گریبان میں ضرور سو سو بار جھانک لینا چاہئے کہ یہ خود کیا ہیں..؟؟اکثر جوجذبات کے آگے بے قابو ہو کر اداروں کے بارے میں ایسی زبانیں استعمال کرجاتے ہیں جنہیں سُن کر ادارے تو ادارے ایک عام پاکستانی شہری بھی ششدر رہ جاتاہے۔

بہرکیف ..!! آج اگر پچھلے کئی مہینوں سے پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین اور مُلک کے سابق صدر آصف علی زرداری دُبئی میں قیام پذیر ہیں تواِس کی بھی ایک بڑی خاص وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے ایک عام عوامی اجتماع میں مُلک کے ایک مقدس ادارے جس کی داستانیں اور خدمات مُلک کی بقا و سالمیت کے خاطر ہر لمحہ سرحدوں کی حفاظت اور مُلک میں جاری ضرب عضب اور کراچی آپریشن میں پیش کی جانے والی عظیم قربانیوں سے بھری پڑی ہیں اِس ادارے کی خدمات کے بارے میں ایسی زبان اور جملے استعمال کئے تھے جواِس ادارے کی برداشت سے باہر تو تھے ہی مگر ہر محب وطن پاکستانی کو بھی بہت ناگوار گزرے تھے پھراِس کے بعد گھمبیر ہوتی صورتِ حال کو بھانپتے ہوئے خود ہی پی پی پی کے شریک چیئرمین اور سابق صدر آصف علی زرداری دُبئی چلے گئے تھے اور یوں یہ تب سے اَب تک دُبئی میں ہی ہیں اور آج کل یہ وہیں ہی سے اپنی پارٹی کی قیادت کررہے ہیں اور جب کوئی اہم فیصلے اور مشورے کرنے ہوتے ہیں تو یہ اپنی پارٹی قیادت کو وہیں دُبئی ہی مدعو کرلیتے ہیں اور اُدھر ہی سے احکامات جاری کرتے رہتے ہیں۔

جبکہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں اور اداروں اور عوام الناس کا قوی اور خیام خیال یہی ہے کہ جب تک زرداری صاحب کے لئے وطن واپسی کے حوالے سے حالات پوری طرح اطمینان بخش اور سازگار نہیں

ہو جاتے ہیں اور اِن کے مقدس ادارے کے بارے میں استعمال کی گئی زبان اور زبان سے کہے ہوئے اُلٹے سیدھے جملوں پر منوں دھول نہیں چڑھ جاتی وہ کسی بھی صورت میں پاکستان واپس نہیں آئیں گے۔

اگرچہ ۔۔!! مدینہ منورہ سے آنے والی ایک خبر کے مطابق عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں صحافیوں سے مختصراً گفتگو کرتے ہوئے پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین اور مُلک کے سابق صدر آصف علی زرداری نے یہ ضرور کہا ہے کہ ’’کراچی آپریشن جاری اور رینجرز کو اختیارات ضرور ملنے چاہئیں‘‘ مگر جب اِس موقع پر ایک صحافی نے اِن سے یہ سوال کیا کہ ’’ آپ کب پاکستان واپس آئیں گے۔۔؟؟تو جواب میں اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز سے ہنستے ہوئے یہ کہا کہ ’’ جب چاہوں، پاکستان جاسکتا ہوں، کوئی مجھے روک نہیں سکتا، پاکستان میرا گھر ہے بہت جلد واپس جاؤں گا‘‘ یہاں اِن کے اِس کہے پر یقیناً یہ سوالات عوام الناس اور خود اِن کی پارٹی کے عہدیداران اور کارکنان اداروں کے سربراہان کے ذہنوں میں ضرور پیدا ہو رہے ہوں گے کہ جناب آصف علی زرداری صاحب ۔۔!! بیشک پاکستان آپ کا گھر ہے، جناب آپ کو کون پاکستان آنے سے روک رہا ہے۔۔!! آپ تو خود ہی فوج جیسے مقدس ادارے کے بارے میں بک بک کرکے اپنے انجام سے ڈر کر مُلک سے چلے گئے ہیں اور اَب خود ہی واپسی کا نام نہیں لے رہے ہیں، اور اِس پر سُونے پہ سُہاگہ یہ کہ آپ اُلٹا خود ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ ’’مجھے

کوئی روک نہیں سکتا ہے''۔

ارے بھائی۔۔!! آپ کی واپسی آنے کا تو سارا پاکستان ہی بڑی بے چینی سے منتظر ہے،اِن دِنوں عوام اور ادارے تو یہی چاہ رہے ہیں کہ آپ پاکستان آجائیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے جب کہ ایک آپ ہیں کہ خود ہی وطن واپس نہیں آنا چاہ رہے ہیں،اوراِسی طرح آپ نے سندھ میں رینجرز کے توسیع اور خصوصی اختیارات اور کراچی میں جاری آپریشن کے بارے میں جو فرمایا ہے اِس پر یہاں بس میں یہ کہہ کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا کہ جناب آصف علی زرداری صاحب حالات اور واقعات کے پیشِ نظر ''برزبان تسبیح ودردل گاؤخر'' جس کے معنی یہ ہے کہ ''زبان پراللہ کانام اور دل میں بیلوں اور گدھوں کا خیال ہے یعنی کہ آج آپ کے دل میں کچھ اورزبان پر کچھ ہے۔

آؤلڑائی لڑائی معاف کریں مل کر سندھ میں رینجرز اختیارات کامسئلہ حل کریں ورنہ....؟

لو بھئی..!! وفاق نے سندھ کی سندھ میں رینجرزاختیارات محدود کرنے والی ...قرارداد مسترد کردی
لو بھئی ....!! سندھ حکومت کی جانب سے وفاق کو رینجرز اختیارات کے حوالے سے بھیجی گئی سمری مسترد کئے جانے کے بعد تو اَب اِس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے کہ سندھ حکومت اور وفاق میں رینجرز اختیارات کا معاملہ گھمبیر سے گھمبیر تر ہوتا چلا جارہا ہے اوراَب جیسے جیسے دن آگے بڑھتے جارہے ہیں وفاق اور سندھ حکومت میں رینجرزاختیارات کا تنازع وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آمریت کی اُس گہری اور اندھیری کھائی میں گرتا ہوا نظر آنے لگا ہے جس میں گر کر دونوں کو یہ احساس ہوگا کہ دونوں نے ہی اپنی بے مقصد کی ضد اور انا کی وجہ سے نہ صرف اپنا بلکہ مُلک اور قوم کا بھی وہ عظیم نقصان کردیا ہے اَب جس کا ازالہ ممکن نہیں ہے اور ہمیشہ کی طرح جس کا خمیازہ مُلک اور قوم کو ہی بھگتنا ہوگا پھر تب دونوں (وفاق اور سندھ) کے حصے میں سوائے پچھتاوے اور افسوس کہ کچھ بھی نہیں آئے گا۔
”بہرکیف..!! قبل اِس کے کہ ایسی کوئی نوبت آئے اِس پر سندھ اور وفاق کو

آؤ لڑائی لڑائی معاف کریں، مل کر سب سندھ میں رینجرز اختیارات کا مسئلہ حل کریں" کے کُلیے پر عمل کرنا چاہے اور ایک دوسرے کو اپنی اپنی ضد اور اَنا کو بالائے طاق رکھ کر یہ سوچنا چاہئے کہ یہ وہی کام کریں جس میں کسی کے ذاتی اور سیاسی مفادات کے بجائے خالصتاً مُلک اور قوم کے لئے مفادات اور فوائد عزیز ہوں۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں حکومتِ سندھ کو بھی رینجرز اختیارات کا معاملہ اتنا نہیں اُلجھانا چاہئے کہ بات اتنی دور تک چلی جائے کہ جہاں سے واپسی کا راستہ ہی ممکن نہ رہے اور وفاق کو بھی چاہئے کہ اگر سندھ حکومت واپسی کا راستہ بھٹک گئی ہے تو وہ اِسے سمجھائے کہ آج اگر وہ کرپٹ عناصر کو بچانے کے لئے سینہ تان کر کھڑی ہو گئی ہے اور یہ کسی کو بچانے کے لئے کوئی ایسی ویسی قرارداد بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کر رہی ہے تو وہ غلط کر رہی ہے۔

آج سندھ حکومت کو یہ بتانا اور سمجھانا بہت ضروری ہوگیا ہے کہ ڈاکٹر بھی اُسی جگہہ کا آپریشن کرتا ہے مریض کے جسم کے جس حصے میں کینسر ہوتا ہے وہ کینسر کو چھوڑ کر مریض کے کسی دوسرے صحت مند حصے کا کبھی بھی آپریشن نہیں کرتا ہے،آج اگر سندھ میں مُلک کو تباہ کردینے والے کرپٹ عناصر موجود ہیں تو

اِن کینسر جیسے کرپٹ عناصر کا سندھ ہی میں رینجرز آپریشن بھی کرے گی اور اِنہیں جڑ سے ختم بھی کرے گی اور اگر سندھ کے علاوہ ایسے ہی کرپٹ عناصر جو مُلک اور قوم کو کینسر کی طرح تباہ کر رہے ہیں پنجاب، کے پی کے اور بلوچستان سمیت وفاق میں بھی موجود ہوئے تو پھر بیشک یہاں بھی رینجرز اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اِن کے خلاف بھی اُسی چابکدستی سے آپریشن کریں گے آج جیسا سندھ کے کرپٹ عناصر کے خلاف سندھ میں آپریشن کیا جارہا ہے۔

اگرچہ، وفاق نے سندھ میں رینجرز اختیارات کو محدود کرنے کے حوالے سے سندھ اسمبلی سے منظور کی جانے والی قرارداد کی بھیجی گئی سمری کو مسترد کردیا ہے جس کے بعد سندھ حکومت اپنے مقاصد میں بُری طرح سے ناکام ہو گئی ہے اور سندھ حکومت رینجرز کے اختیارات کو محدود کرنے کے لئے اپنی جاری کوششوں میں اتنا کچھ کرنے اور کئی سخت ترین پاپڑ بیلنے کے بعد بھی خالی ہاتھ رہی ہے اور پھر اِس کے حصے میں سندھ کی طرح وفاق سے بھی کچھ نہیں آیا ہے... اِس طرح سندھ حکومت جو پہلے ہی رینجرز اختیارات کو سندھ میں اپنی مرضی کے مطابق محدود کرنے کے حوالے سے اپنے ہی صوبے میں تنہا تھی اور اَب وہ وفاق میں بھی اپنے بے مقصد کے موقف بھیجی جانے والی سمری کے مسترد کئے جانے کے بعد یکدم اکیلی کھڑی ہے۔

اَب جبکہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اسلام آباد میں اپنی زیر صدارت منعقدہ ایک اہم ترین اجلاس میں سندھ میں رینجرز اختیارات کو محدود کرنے کی سندھ حکومت کی وفاق کو بھیجی گئی سمری کو مسترد کرتے ہوئے سندھ میں رینجرز کو مکمل اختیارات کے ساتھ 60 دنوں (2 ماہ) کی توسیع دے دی ہے ،اِس پر سندھ حکومت کو اپنا کلیجہ چاک کرنے ، صفِ ماتم بچھانے ،آگ بگولہ اور سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اِس موقع پر تو سندھ حکومت کے کرتادھرتاؤں کو سرجوڑ کر بیٹھنے اور اپنے گریبانوں میں جھانکنے اور اپنا محاسبہ کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ وہ یہ سوچیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ کیا اور کون کون سے کیسے عوامل ہی ں...؟؟ جن کی بنیاد پر وفاق نے اِن کی بھیجی گئی سمری یکسر مسترد کردی ہے اور وفاق نے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سندھ میں رینجرز کو مکمل اختیارات کے ساتھ آناً فاناً دوماہ کی توسیع بھی کردی ہے۔

آج سندھ میں حکومتِ سندھ کا رینجرز کے محدود اختیارات دیئے جانے کے حوالے سے حالات اور واقعات کی روشنی میں صورتِ حال کو الجھائے جانے پر خاص و عام کا خام اور قوی خیال یہی ہے کہ یقینا سندھ حکومت کا کوئی نہ کوئی ایسا پوشیدہ معاملہ ضرور ہے جس پر کاربند رہ کر یہ ایسا کررہی ہے یا سندھ حکومت رینجرز اختیارات کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق محدود کرکے (ڈاکٹر عاصم

حسین کی گرفتاری کے بعد کرپشن ، دہشت گردی ، بھتہ خوری، اغواء برائے تاوان، بہت سے مُلکی طویل اور قلیل ترقیاتی منصوبوں پر پرسنٹیج لینے والی اپنی جماعت کی اہم شخصیات اور دہشت گردوں کے سہولت کاروں جیسے گھناؤنے جرائم و کرائم میں ملوث بیرونِ اور اندرونِ مُلک میں بیٹھے اپنے کسی) ایک بڑے یا کئی بڑوں اور چھوٹوں کو ضرور بچانا چاہ رہی ہے اور آج سندھ حکومت سندھ میں رینجرز کے اختیارات محدود کرکے جن کی پردہ پوشی رکھنے کے لئے طرح طرح کے جتن بھی کررہی ہے اور بھڑکیاں مارنے والی ایسی زبانیں (''وفاق کو جو کرنا ہے کرکے دیکھ لے'' وفاقی وزیر صرف پریس کانفرنس میں بھڑکنا جانتے ہیں، بات بڑھے گی ہے، سندھ پر حملہ ہے، مرکز نے حد سے تجاوز کیا، کیا وزیراعظم مُلک کے بادشاہ ہیں، مرکز صوبے پر حکم نہیں چلا سکتا، راجہ پورس کے ہاتھیوں کا سندھ پر حملہ ہے ، وفاق نے سندھ حکومت کی سمری مسترد کرکے کاری ضرب لگائی ہے'') استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کررہی ہے حتیکہ ایسے میں اِسے یہ بھی پرواہ نہیں ہے کہ اِس کے اِس طرح کرنے سے خود سندھ حکومت اور پی پی کی نہ صرف مُلک بلکہ بیرونِ مُلک بھی کتنی ساکھ خراب ہورہی ہے اور اِس کی اِس قسم کے اقدامات اور وفاق کے خلاف زبانیں استعمال کرنے سے سارے مُلک اور دنیا بھر میں بھی (شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد) اِس کا تھوڑا بہت بنابنایا سارا امیج بگڑ گیا ہے۔ مگر اِس سے بے خبر سندھ حکومت اور پاکستان پیپلزپارٹی والے مرغے کی ایک ٹانگ والی ضد پر اڑ کر سندھ میں کرپٹ عناصر کو

بچانے کے لئے رینجرز اختیارات کو محدود کرنے کے لئے وفاق اور قانون نافذ کرنے
والے اداروں سے بھی سینہ سپر ہو کر لڑنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ (ختم شُد)

اچانک ڈبل ”نون“ نواز اور نریندر کی ملاقات اور پاک بھارت کشیدہ تعلقات.....؟؟

گزشتہ دونوں 25 دسمبر 2015 کی شام کابل سے دہلی جاتے ہوئے اچانک موجودہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی جی نے اپنی زندگی میں پہلی بار سرزمینِ پاکستان پر جس گرم جوشی اور تُزک واحتشام سے اپنے قدم (اپنے وفد میں شامل 120افراد کے ساتھ) رنجافرمائے (ذرا ٹھیریئے یہاں میں اپنے قارئین کے لئے یہ عرض کرناچاہوں گا کہ بھارتی میڈیا نے نریندر مودی کو منحوس قرار دیاہے اِن کے نزدیک مودی جب جب کسی بھی مُلک کے دورے پر گئے یااِنہوں نے کبھی کبھی دنیاکے کسی مُلک جانے کاپروگرام بنایااِن ممالک میں یکدم سے ایسی سیاسی اور اقتصادی تبدیلی رونما ہوئیں کہ دنیا حیران رہ گئی اَب اللہ ہی خیر کرے کہ مودی پاکستان آئے اور واپس چلے گئے ہیں ہمارے یہاں زمینِ حقائق ، سیاسی اور اقتصادی حوالوں سے سب کچھ ٹھیک رہے تو اللہ کا شکر ہوگا ورنہ ہمارے یہاں بھی آنے والے دِنوں میں کچھ بھی ایسا ویسا ہوگیاتو پھر ہمیں بھی اِس میں نریندر مودی کی پاکستان آمدپر مودی نحوست کو خارج ازامکان قرار نہیں دیناچاہئے)۔

اگرچہ یہ ساری باتیں اور وسوسے اپنی جگہہ مگر ہمیں مودی کے یوں آناً فاناًاور غیر رسمی دورے پر بے ڈھرک پاکستان آنے پر اتنا ضرور محسوس

کرنا چاہئے کہ اَب جیسے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی خطے سمیت دونوں ممالک کے درمیان پائیدار قیام امن اور مستحکم اقتصادی و معاشی ترقی کو ترجیح دینے کے لئے حقیقی معنوں میں سنجیدہ ہوگئے ہیں اور اِس حوالے سے مودی جی کو اِس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوگیا ہے کہ خطے میں امن و سلامتی اور دونوں ممالک کے درمیان سماجی روایات کی بہتری اور پاک بھارت معاشی ترقی اور عوام کی دائمی خوشحالی کے لئے بھارت سے کہیں زیادہ پاکستان اپنا اہم اور کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نہ صرف خطے بلکہ دنیا بھر میں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پاکستان کی پیش کی جانے والی جانی اور مالی قربانیاں اور خدمات دنیا تسلیم کرچکی ہے بس صرف ایک بھارت ہے جو اَب تک اِس سے تسلیم کرنے سے قاصر رہا مگر اَب چوں کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی بھی پاکستان آگئے ہیں تو اِس سے انکار نہیں کہ پاکستان کی اہمیت کو مودی جی نے بھی تسلیم کرلیا ہے اور اَب یہ بھی حقیقت ہے کہ نریندر مودی سمیت بھارتیوں کے دل و دماغ جو کئی من جمی برف کی چٹان کے نیچے دبے ہوئے تھے اَب برف کی چٹان کے پگھلتے ہی بھارتیوں کو پاکستان کا وہ کردار جو ہمارا ملک خطے میں امن و سلامتی اور معاشی و اقتصادی حوالوں سمیت دنیا بھر سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فرنٹ لائن کی حیثیت سے ادا کررہا ہے وہ بھی نظر آنے لگا ہے اَب اِسی لئے

بھارت ہمارا پڑوسی ہونے کے ناطے ہم سے دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہ رہاہے آج اگر ہم اِس منظر اور پس منظر میں بھارتیوں کی خصلت اور فطرت کا طائرانہ جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ یہ تو ازل ہی سے بھارتیوں کی خصلت رہی ہے کہ یہ پہلے سامنے والے کو زبانی کلامی پھر طاقت کے زورپر دبانے کی کوشش کرتاہے کہ وہ دب جائے تو یہ اِس پر چڑھ دوڑے اور اگر وہ نہ دبے تو پھراِس سے دوستی کا ہاتھ بڑھا کراِس کے دوست بن جاؤاوراِس کے ساتھ ماضی میں روارکھے گئے اپنے جارحانہ رویوں کو بھلانے کی کوشش کرو،اوراِس کے اتنے پکے اور سچے دوست بن جاؤکہ وہ تم پر اعتبار کرنے لگے مگرجب کبھی پھر موقعہ ملے تواپنی پرانی خصلت کو دوبارہ اپنانے میں بھی دیر نہ کرو۔ بہر حال ..!! اَب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کب تک بھارت ہمارے ساتھ اپنا رویہ بہتر رکھتاہے...؟؟اور کب تک مودی جی خطے کے امن و سلامتی اور دیگر معاملات کی بہتر ی کے لئے پاکستان کو اہمیت دیتے ہیں..؟؟اوراِسی طرح ہمیں اِس پر بھی ضرور نظر رکھنی ہوگی کہ کب تک بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اور بھارتی سیاستدان ، بھارتی عسکری قیادت،میڈیااور عوام پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈوں سے باز رہتے ہیں...؟؟ بہرکیف ..!!اَب یہ اور بات ہے کہ نریندر مودی جی کو اچانک پاکستان آنے اور

دونوں ممالک کے درمیان کشیدہ تعلقات کے خاتمے اور خطے میں مثالی قیامِ امن کے خاطر اس پیش قدمی کے لئے کس نے مشورہ دیا..؟؟ اور کس کے دباؤ میں آکر مودی پاکستان چلے آئے...؟؟ اور پاکستانی لذیذ کھانے تناول فرماکر بھارت واپس چلے گئے مگراِس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ واپس بھارت جاکر پاکستانی نمک کھانے کے بعد نمک کا کتنا خیال کرتے ہیں..؟؟ یہ توآنے والے دِنوں، ہفتوں، ماہ و سال میں لگ پتا جائے گا کہ بھارتی وزیراعظم اوراِن کے ہمراہ پاکستان آئے 120 افراد پاکستانی نمک کھانے کے بعد یہ اِس نمک کا دو بھارتی فلموں کے ناموں '' نمک حلال '' اور نمک حرام ہونے کے انداز سے استعمال کرتے ہیں..؟؟ ''

بہر سو..!! مگر یہاں ہمیں اِس بحث میں جائے بغیر مودی کے اچانک پاکستان آنے کے اِس مثبت عمل کو شک و شبہات کی نظر سے دیکھے بغیر اَب دونوں ممالک کے درمیان خیر اور افہام و تفہیم کے کھلنے والے مذاکراتی عمل کے شروع ہونے کا کھلے دل و دماغ سے خیر مقدم کرنا چاہئے اور ہر طرح سے شک و شبہات سے پاک ہو کر دونوں ممالک کے سربراہان ، سیاستدانوں ، عسکری قیادت ، میڈیا اور عوام کو اِس بات کی قوی اُمید ضرور رکھنی چاہئے کہ مودی کا پاکستان اچانک آنے سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مودی اوراِن کی سرکار نے خطے میں قیامِ امن کے لئے پاکستان کے پیش کردہ کردار اور اِس کی خدمات کو نہ صرف تسلیم کرلیا ہے

بلکہ پاکستان کی اہمیت کو بھی مان لیا ہے کہ پاکستان خطے میں کئی حوالوں سے اپنا بڑا اہم رول ادا کررہا ہے یقیناً بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کا دو بھارتی طیاروں میں سوار ہوکر اپنے وفد میں شامل 120 افراد کے ہمراہ پاکستانی سرزمین پر اپنا قدم رکھنا اِس کا واضح ثبوت ہے کہ بھارت پاکستان سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کا کھلے دل سے خواہاں ہے اور چاہتا ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان برسوں سے بند دوستی کے دروازے کھل جائیں اور پاک بھارت ماضی کی تلخیوں کو نظرانداز کردیں اور اپنی اپنی غلطیاں بھلادیں اور اَب سے خطے اور دونوں ممالک کے درمیان نئے سرے سے خوشحالی کی نوید لیئے مثبت و تعمیری کھلنے والے خوبصوت دریچوں سے اپنی دائمی دوستی کا ہاتھ بڑھائیں اور اپنی دوستی اِسی طرح مضبوط کریں آج جس طرح دونوں جرمنیوں کے درمیان دوستی قائم ہوگئی ہے۔

اگرچہ ..!! اچانک 25 دسمبر 2015 کی شام افغانستان سے دہلی جاتے ہوئے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اپنے وفد کے 120 افراد کے ہمراہ اپنے چند گھنٹوں کے مختصر مگر تاریخی اور پُراثر غیر رسمی دورے پر پاکستان آئے اِس دوران رائے ونڈ میں ڈبل نون" نواز اور نریندر کی تاریخی ملاقات ہوئی، دوران ہونے والی گفتگو میں دونوں ممالک پاک بھارت وزرائے اعظموں نے دونوں ممالک کی بہتری سمیت عوام کی ترقی و خوشحالی اور دونوں مملکوں کو آگے بڑھانے سمیت دونوں

ممالک کی ترقی و خوشحالی کی راہ میں درپیش دہشت گردی سمیت دیگر حائل مشکلات کے خاتمے کے لئے بھی ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کی خواہشات کا بھی اظہار کیا گیا اور اِس بات پر بھی زور دیا گیا کہ دونوں ممالک نہ صرف اپنی اپنی سرحدوں کے اِدھر اُدھر بلکہ خطے میں بھی قیام امن اور اقتصادی و معاشی بہتری کے لئے غلط فہمیوں کا شکار ہوئے بغیر دہشت گردی کے خلاف اپنی اپنی کوششیں اور ایک دوسرے سے اپنا تعاون جاری رکھیں گے، جبکہ اِسی شام لاہور کے علامہ اقبال ایئرپورٹ سے دہلی روانگی سے قبل بھارتی وزیراعظم نریندر مودی جی نے نواز شریف کو سالگرہ اور اِن کی نواسی کی شادی کی مبارکباد دینے کے لئے اپنے پاکستان آنے کو پاک بھارت تعلقات کی بہتر کے لئے سودمند قرار دیا اور اُمید ظاہر کی کہ بھارتی سیکرٹری خارجہ 15 جنوری 2016 کو پاکستان آئیں گے، اِن کے پاکستان آنے سے دونوں ممالک کے درمیان دوستی اور خیر سگالی کا مضبوط رشتہ قائم ہوگا اور برسوں سے دونوں ممالک کے تعلقات پر پڑی دھول چھٹ گئی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ آج جس طرح پاک بھارت وزرائے اعظم نواز شریف اور نریندر مودی دونوں ممالک کے حالات کی بہتری اور خطے میں قیامِ امن کے لئے سنجیدہ دکھائی دیتے ہیں اَب ایسے میں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ پاکستان اور بھارت کی سیاسی و عسکری قیادت اور ہر اقسام کے میڈیا اور عوام بھی اپنے اپنے ممالک اور خطے میں قیامِ امن و سلامتی کے لئے لچک کا مظاہرہ کریں اور اپنا اپنا مثالی

کردار ادا کریں ورنہ ۔ ۔ !! ایسی پاک بھارت سربراہاں کی لاکھ ملاقاتیں ہو جائیں ان ملاقاتوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا جب تک کہ ۔ ۔ ۔ ؟؟

پاکستانی سیاست کے چار ستون، جمہوریت، آمریت، شہادت، اور کرپشن .....؟؟

اِس سے انکار نہیں کہ دنیا میں پیدا ہونے والا ہر اِنسان پیدائشی طور پر روتا ہوا تو پیدا ہوتا ہے مگر درحقیقت اللہ رب العزت اُسے دنیا میں امن وآشتی کا پیامبر بنا کر بھیجتا ہے اِس سے یہ تو واضح ہوا کہ اِنسان پیدا ہی زمینِ خدا پر امن اور سکون اور بھائی چارگی پھیلانے کے لئے آیا ہے وہ تو زمانے ، تہذیب اور معاشرے ایسے کے حالات پیدا کردیتے ہیں جو اِسے کہیں کا کہیں لے جاتے ہیں اور اِس کی شخصیت جن بنیادں اور ستونوں پر قائم ہوتی ہے وہ اِنہی سے اپنی پہنچان بنالیتا ہے۔

یہاں ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ جس طرح دنیا کی بلند و بالا عمارتوں کا وجود مضبوط ستونوں پر قائم رہتا ہے اور یہی ستون برسوں عمارتوں کا بوجھ اپنے کاندھوں پر برداشت کئے رکھتے ہیں یوں عمارتیں اور ستون ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہوتے ہیں اِس طرح جب تک دونوں اپنے باہمی اتفاق اور اتحاد سے اپنا وجود زمین پر قائم رکھتے ہیں یہ اقوام عالم کے لئے کارآمد ثابت ہوتے ہیں اور عالمِ انسانیت کو اپنے فیض سے مستفید کرتے ہیں۔

یکدم اِسی طرح 68 سالوں سے میرے دیس پاکستان کی سرزمین پر ماضی میں جتنے بھی سیاستدان آتے رہے ہیں، اور جو ابھی ہیں اور اِسی طرح مستقبل میں جتنے بھی آتے رہیں گے یہاں اِن سب میں ایک بات اور ایک نکتہ یہ ضرور مشترک ہے کہ اِن سب نے ہی اپنی عوامی خدمت اور مُلکی تعمیر وترقی کی سیاست سے لے کراپنی حقِ حکمرانی تک جو عمارت تعمیر کی ہے اِنھوں نے اِس عمارت کو اپنے ہی بنائے ہوئے چار ستونوں جن میں جمہوریت، آمریت، شہادت اور کرپشن یا کمیشن و پر سنٹیج'' شامل ہیں اِن پر قائم'' رکھا ہوا ہے۔

اَب آپ کو میری یہ بات بھی ضرور تسلیم کرنی ہوگی کہ میرے مُلک کے سیاست دان دعوے تو عوامی خدمت اور خوشحالی اور مُلکی تعمیر وترقی کے بہت کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ سرزمینِ پاکستان کے سیاستدانوں کے یہ دعوے ہمیشہ محض دعوے ہی رہے ہیں آج اگر یہ اپنے اِس دعوے میں سچے اور مخلص ہوتے تو میرا دیس ایٹمی طاقت بن کر بھی توانائی بجلی اور گیس جیسے دیگر بحرانوں کا شکار نہ ہوتا اور اِس کے عوام پینے کے صاف پانی، جدید اسپتالوں وجدید طریقہ علاج ، بہترین اور یکساں نظامِ تعلیم، جدید سفری سہولیات اور دیگر بنیادی اِنسانی ضرورتوں اور آسائشوں سے ہر گز محروم نہ رہتے اور پاکستانی عوام کبھی بھی خط غربت سے نیچے نہ ہوتے اور بھوک و افلاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑرگڑ کر اِس طرح تو نہ مرتے جیسے کہ یہ آج مر رہے ہیں۔

افسوس ہے کہ میرے مُلکِ پاکستان میں سیاستدانوں اور حکمرانوں نے ہمیشہ اپنی ہی فلاح اور بہبود کا سوچا ہے، گزشتہ 68 سالوں سے تو سرزمین پاکستان کے کچھ مٹھی بھر خاندانوں جن میں مالدار ، زمیندار ، جاگیردار ، خان ، چوہدری ، وڈیرے اور بھٹو شامل ہیں اِنہوں نے میدان سیاست میں اپنے جیسے تیسے جتنے بھی جوہر دکھائے ہیں اِن سے بھی ساری قوم واقف ہے مگر اَب تو پچھلی ایک دو دہائیوں سے مُلکی سیاست میں جس طرح شریفوں اور زرداریوں نے قدم رکھا ہے یہ بھی سب ہی جانتے ہیں اور اَب تک کی دونوں کی آپس کی مفاہمتی اور فرینڈلی سیاست سے بھی دنیا اچھی طرح سے واقف ہو چکی ہے۔

اگرچہ ..!! گزشتہ سالوں کے دوران نواز اور زرداری سیاست مُلک اور قوم کے لئے تو اتنی کار آمد ثابت نہ ہو سکی ہے جتنی کہ اِس دوران دونوں نے اپنی سیاست سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچایا ہے مجھے اِس سے انکار نہیں کہ نواز اور زرداری سیاست نہ صرف مُلک بلکہ خطے کی سیاست کے حوالے سے بھی ایک ایسی سیاست ہے جس کے ثمرات کئی برسوں تک محیط رہیں گے اور اِن کی آپس کی اِس مفاہمتی اور فرینڈلی سیاست کا خمیازہ قوم اور مُلک کو ہی بھگتنا پڑے گا اور ایسا اُس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک صحیح معنوں میں دونوں میں سے کوئی ایک میدانِ سیاست سے کسی بھی سیاسی حربے اور شاطرانہ سیاسی چلوں اور سیاسی

پینترے بازیوں سے پوری طرح ناک آوٹ نہیں ہوجاتا ہے۔
آج تب ہی تو شائد کوئی اِس حقیقت سے انکاری ہو کیوں کہ اَب اِس بات اور اِس نکتے کا بڑی شدت سے پی پی پی اور زرداری والوں کو بھی احساس ہونے لگا ہے کہ ن لیگ نے میدانِ سیاست سے پی پی پی کو ناک آوٹ کرنے کے لئے نیشنل ایکشن پلان کے نام سے کراچی آپریشن جو صرف سندھ اور کراچی میں شروع کیا گیا ہے دراصل '' اِس نیشنل ایکشن پلان کے اوٹ سے ن لیگ نے سیاسی انتقام کا ایک پلان تیار کر رکھا ہے'' آج اِس پر خاص طور پر پی پی پی اور اندرونِ سندھ سے تعلق رکھنے والی سیاسی شخصیات کا خام اور قوی خیال یہی بن چکا ہے کہ یہ سب کچھ اِن کے ہی خلاف کیا جارہا ہے اَب اکثر مقامات پر یہ شخصیات برملا جس کا ظاہری اور باطنی طور پر کچھ اِس طرح کرنے لگی ہیں کہ نیشنل ایکشن پلان اور کراچی آپریشن کی آڑ میں اصل نشانہ پی پی پی کو ہی بنایا جارہا ہے جس کا دوٹوک انداز سے اظہار پچھلے دِنوں 27 دسمبر کو نوڈیرو میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹو نے اپنی والدہ شہید رانی بینظیر بھٹو کی آٹھویں برسی کے موقع پر بڑے اجتماعِ عام سے خطاب کرتے ہوئے کچھ یوں کیا کہ ''شہید بے نظیر بھٹو نے جان دیدی مگر دہشت گردوں کے سامنے سر نہیں جھکایا'' ''عوام پوچھتے ہیں کہ نیشنل ایکشن پلان کے نام پر صوبوں کی خلاف سازش کب بند ہوگی؟ یہ وہ نیشنل ایکشن پلان نہیں جس پر سب متفق تھے..!! یہ تو ن لیگ کا ایکشن پلان ہے...!!؟؟ نیشنل

ایکشن پلان سیاسی انتقام کے سِوا کچھ نہیں۔۔۔؟؟!!''اِس موقعے پر اِن کا مطالبہ تھا کہ '' ایکشن پلان کی نگرانی کے لئے پارلیمانی کمیشن بنایا جائے ''اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ '' کیا ماڈل ٹاؤن میں دہشت گردی نہیں ہوئی، چودہ انسانوں کے قاتل کدھر ہیں؟پولیس کس کی آواز پر سہولت کار تھی؟آج پھر سیاسی انتقام کی روایت ڈالی جارہی ہے، قومی اداروں کو ماں کا زیور سمجھ کر بولی لگائی جارہی ہے، عوام کے معاشی قتل کی اجازت نہیں دیں گے، ہمیں دھمکا کر خاموش نہیں کیا جاسکتا، پارلیمنٹ میں آواز نہ سنی گئی تو عوامی عدالت میں جائیں گے اور پھر دمادم مست قلندر ہوگا''اِسی طرح وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے اپنے خطاب میں کہاکہ ''ہم ڈرنے والے نہیں، کوئی سندھ کی طرف آنکھ نہیں اُٹھاسکتا، ایک آدمی جو خود کو چوہدری سمجھتا ہے اِس کے فیصلے مسلط نہیں ہونے دیں گے''۔

جبکہ پی پی پی اور زرداریوں کی اِن ساری باتوں اور دمادم مست قلندر والی دھمکی کا جواب اِس کے اگلے روز کراچی تشریف لا کر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ایک مقامی ہوٹل میں وفاق ایوانِ ہائے صنعت و تجارت کے تحت منعقدہ 39ایکسپورٹ ایوارڈز کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کچھ یوں دیا کہ '' کراچی آپریشن ہم نے شروع کیا، ادھورا نہیں چھوڑیں گے، دہشت گردی کا خاتمہ اور کراچی میں مکمل بحالی امن ہمارا مشن ہے، تین سال پہلے کا کراچی دیکھیں

اور آج کا فرق نظر آئے گا، صوبائی خود مختاری کا احترام کرتے ہیں، سندھ میں مداخلت کا تاثر غلط ہے، سندھ حکومت کے تحفظات قانون اور آئین کے مطابق حل کریں گے'' جبکہ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ قبل ازیں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی کراچی آمد پر وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے اِن کا استقبال کیا اور اِسی دوران اپنی مختصر ترین ملاقات کے دوران ہی وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے شکوہ بھرے انداز سے وزیراعظم نواز شریف سے کہا کہ ''وفاق رینجرز کے اختیارات کے معاملے پر سندھ حکومت کے تحفظات کو سُن نہیں رہا ہے، اِس موقع پر اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ '' وزیراعظم صاحب ! وفاقی وزیر داخلہ براہ راست سندھ حکومت کے امور میں مداخلت کر رہے ہیں، آپ بھی ہماری نہیں سُن رہے ہیں، اَب آپ ہی یہ بتائیں کہ ہم کیا کریں ؟اِس پر وزیراعظم نے صرف یہ کہا کہ '' آپ اسلام آباد آجائیں مل بیٹھ کر مسئلے کا حل نکال لیں گے'' ۔

اَب ہم دیکھتے یہ ہیں کہ 30 دسمبر کو سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ اسلام آباد جارہے ہیں اِن کے وہاں پہنچنے کے بعد وفاق اور اِن کے درمیان رینجرز اختیارات کا معاملہ کتنا سلجھتا ہے یا مزید اُلجھ جاتا ہے یہ تو شاہ صاحب کے اسلام آباد پہنچنے اور وہاں سے واپسی کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ سندھ اور وفاق کے درمیان تنازع ہوتا ہوا رینجرز اختیارات کا معاملہ کیسے حل ہوتا ہے۔

بہرحال، یہ مسئلہ آج نہیں تو کل کہیں نہ کہیں پہنچ کر تو ضرور حل ہو ہی جائے گا مگر ہمیں اِس حقیقت سے کبھی بھی انکار نہیں کرنا چاہئے کہ جب تک سیاستدان اپنی جمہوریت کے حقیقی ثمرات عوام الناس تک نہیں پہنچائیں گے اور خود ہی جمہوری دیوی کے پوجاری بنے رہیں گے اور عوام کو یکسر نظرانداز کرکے جمہوریت کا لبادہ اُوڑھ کر جمہوریت کے سارے کا سارا سو فیصد فائدہ اپنے ہی دامن سمیٹتے رہیں گے تو پھر لامحالہ اِنہیں کنٹرول کرنے کے لئے آمر کا ڈنڈا چلے گا اور ملک پر آمریت کے اقتدار کا جھنڈا لہرادیا جائے گا پاکستانی قوم یہ بات خوب جانتی ہے کہ دورِ آمریت میں عوام کو روپے میں چار آنے اور آٹھ آنے جتنا تو فائدہ ضرور پہنچتا ہے جبکہ درو جمہوریت میں عوام کو آٹے میں نمک جتنا بھی فائدہ نصیب ہیں ہوتا ہے۔

آج پاکستانی قوم کا ہر فرد اِس سوچ اور فکر میں مبتلا ہے کہ ہمارے سیاستدان جمہوریت کا نعرہ لگا کر سیاست کرتے ہیں اور اقتدار بھی اِسی کے سہارے لے لیتے ہیں مگر جب یہ اِس حد سے بے قابو ہو کر آگے نکل جاتے ہیں تو یہ خود ہی اپنے کرتوتوں اور حرکتوں جیساکہ اِن دِنوں سندھ میں دہشت گردی، بھتہ خوری، اغوابرائے تاوان، ٹارگٹ) کلنگ اور کرپشن کے بڑھتے ہوئے معاملات کو کنٹرول کرنے کے لئے وفاق نے رینجرز کو خصوصی اختیارات دیئے ہیں تو کرپشن میں ملوث

ڈاکٹر عاصم حسین کی گرفتاری پر سندھ حکومت سینہ کوبی کرتے اور چیخ چیخ گلے پھاڑتے احتجاج کرتے پھر رہی ہے آج اگر یہ معاملہ سیاسی طور پر حل نہیں ہوجاتا ہے تو پھر حالات دونوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے) کی وجہ سے آمر کے ڈنڈے اور آمریت کو مسلط کرلیتے ہیں پھر آمر کے ہتھے جو چڑھتا ہے آمر اُس کے اعمالوں کی وجہ سے الٹا دیتا ہے جسے سیاستدان شہید کا رجہ دے دیتے ہیں اور پھر شہید کی پارٹی اِس کی شہادت پر اپنا سیاسی قد اُونچے سے اُونچا کرتی چلی جاتی ہے جیساکہ اِن دِنوں مُلکی سیاست میں سیاسی جماعتیں اپنے شہدأکے تذکرے کرکرے عوام سے ووٹ لیتی ہیں پھر ان ہی ووٹوں کی بدولت اقتدار حاصل کرلیتی ہیں یا اقتدار کی کُرسی پر بیٹھ جاتی ہیں اور جب یہ ایسا کرلیتی ہیں تو پھر یہ اور اِن کے سرگرداں لوگ اور وزراء یہی کچھ کرتے ہیں آج جس کرپشن میں ڈاکٹر عاصم حُسین جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں یعنی کہ ہماری مُلکی سیاست میں یہی وہ چار عناصر ’’جمہوریت، آمریت، شہادت اور کرپشن /کمیشن وپرسنٹیج ہیں جس پر ہمارا ہر بڑا چھوٹا اور پرانا اور نیا سیاستدان اپنی سیاست کرتا ہے۔

!! ارے چھوڑیں بھئی

آپ کیا واقعی مفاد عامہ کا کام اور سیاست عبادت سمجھ کر کرتے ہیں تو پھر ؟؟

جیسا کہ گزشتہ دِنوں وزیر اعظم نواز شریف نے مُلک کے غریب طبقے کی بیماریوں اور اِن کے علاج سے متعلق عوامی تکالیف کا احساس کرتے ہوئے مُلکی تاریخ میں پہلی مرتبہ وزیر اعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کا افتتاح کر دیا ہے یقیناً اِس قومی صحت پروگرام کے تحت مُلک کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے بے شمار بیماروں کا سرکاری اخراجات پر علاج کیا جائے گا اور میرے مُلک میرے معاشرے کے وہ بیمار افراد جو اپنی زندگیوں سے مایوس ہو گئے تھے میرے دیس کے ایسے بے شمار بیماروں میں جو اپنا مہنگا اور لاکھوں کا علاج کرانے کی سکت نہیں رکھتے تھے اَب وزیر اعظم کے قومی صحت پروگرام کی تحت علاج کی سہولیات ملنے کے بعد ایسے بیماروں میں زندگی کی چمک لوٹ آئے گی اور وہ اپنی زندگی صحت مند طریقے سے گزار سکیں گے۔

یہاں یہ امر یقیناً ہر پاکستانی کے لئے قابلِ حوصلہ اور باعثِ فخر ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کے پاکستان صحت کارڈ پروگرام کے ذریعے پورے خاندان کا

علاج بھی ممکن ہوسکے گا اور کارڈ ہولڈر خاندان قومی خزانے سے سرکاری اور نجی اسپتالوں سے اپنا بہترین علاج بھی کرا سکیں گے، کارڈ سے ہر خاندان کو سالانہ 3 لاکھ روپے تک علاج کی سہولت حاصل ہوگی جبکہ 3 لاکھ روپے سے زیادہ کے اخراجات میں پاکستان بیت المال تعاون کرے گا۔

جبکہ تفصیلات کے مطابق قومی صحت پروگرام کی افتتاحی تقریب سے وزیراعظم نواز شریف نے اپنے خطاب میں برملا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ ''ہم مفاد عامہ کا کام عبادت سمجھ کر کرتے ہیں''اِس موقع پر ان کا یہ بھی کہنا تھاکہ'' ہماری حکومت نے منشور میں کیئے گئے مُلکی اور عوامی خدمت کے وعدوں کو حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنادیاہے'' جبکہ وزیراعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کی افتتاحی تقریب میں پر وزیرخزانہ اسحاق ڈار، خرم دستگیر، سائرہ افضل تارڑ، مریم نواز، انوشہ رحمان، بلیغ الرحمان اور طارق فضل چوہدری بھی شریک تھے اور وزیر مملکت برائے صحت سائرہ افضل تارڑ نے وزیراعظم نواز شریف کو پاکستان صحت کارڈ سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے بتایاکہ پہلے مرحلے میں 15 اضلاع میں صحت پروگرام شروع کیاجائے گایوں وزیراعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کے تحت مُلک کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد جو 7 خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوں گے اِن کا مفت علاج کیاجائے گا اور اِس قومی صحت پروگرام کے تحت شوگر اور دل کی بیماریوں کا بھی علاج کیا جائے گا اور اس موقع پر چیئرمین نادرا عثمان مبین نے

وزیراعظم نواز شریف کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ اِب تک وزیر اعظم نواز شریف کے فقید المثال ہیلتھ انشورنس کے تحت شروع ہونے والے پروگرام کے 63 ہزار خاندانوں کے صحت کارڈ بن چکے ہیں"۔

اگرچہ اسلام آباد میں وزیر اعظم نواز شریف نے قومی صحت پروگرام کا افتتاح کردیا ہے جس کے ثمرات جلد ہی عوام الناس تک پہنچنے شروع ہوجائیں گے اور اِس سے قبل بھی وزیراعظم نواز شریف نے اپنی پہلے والی حکومت میں غریب طبقے کی فلاح و بہبود کئی منصوبے شروع کئے تھے اور اِسی طرح بے روزگار اسکیم کے تحت پیلی ٹیکسی اور اسمال انڈسٹریز کے قیام کے لئے نوجوانوں کو قلیل و طویل مدتی بلاسود قرضوں کا بھی اجرا کیا تھا جس سے بے شمار افراد مستفید ہوئے تھے اور اَب وزیر اعظم نواز شریف نے اپنی موجود حکومت میں بھی ہیلتھ انشورنش پروگرام کے علاوہ قومی خزانے سے اسکولوں، کالجوں، جامعات اور تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کے لئے تعلیمی وظائف اور کمپیوٹرز اور لیپ ٹاپ بھی دینے کا سلسلہ شروع کرر کھا ہے جو کہ قابلِ تسائش اور لائقِ تعریف اقدامات ہیں تو پھر ایسے میں عوام کو بھی یہ چاہئے کہ وہ دھوکہ بازی اور غلط طریقوں سے قومی صحت کارڈ کا حقدار بننے سے اجتناب برتے اور کوشش کرے کہ یہ سرکاری سہولت اُن غریب افراد اور خاندانوں تک ہی پہنچے جو حقیقی معنوں میں صحت کارڈ کے مستحق ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اچھے بھلے کھاتے پیتے پیسے والے لوگ

بھی خود کو غریب اور مستحق و نادار بن کر قومی صحت کارڈ حاصل کرلیں اور بیچارے غریب اِس قومی اور سرکاری سہولت سے محروم رہ جائیں اور 7 خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو کر علاج کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑر رگڑ کر مار جائیں اور دھوکے باز اور چالباز قومی صحت کارڈ پر اپنا علاج سرکاری اخراجات پر کرواکر سرزمینِ پاک پر دندناتے پھریں اور شیطان کے چیلے بن پر وطنِ پاک میں فتنہ فساد برپا کرتے پھریں۔
آج خوش قسمتی سے ہمارے وزیرِاعظم نواز شریف مُلک کے تیسری مرتبہ وزیرِاعظم بننے کا شرفِ عظیم حاصل کرنے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیاکے بھی ایک ایسے عظیم الواحد وزیرِاعظم ہیں بیشک جنہوں نے تھرڈ ٹائم پرائم منسٹر ہونے کا اعزاز اور اعجاز اپنے کاندھے پر سجالیا ہے اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے مُلک پاکستان اور اپنی قوم کو ترقی و خوشحالی کی اُوجِ ثُریا سے بھی اُونچی اُن بلندیوں تک لے جانے کا عزم رکھتے ہیں جہاں آج تک اقوامِ عالم بھی نہیں پہنچ سکی ہے تاہم، ہم اپنے اِس باصلاحیت اورپُر عزم وہمت وزیرِاعظم نواز شریف کے لئے دُعاگو ہیں کہ اللہ اِن کی خداداد صلاحیتوں میں دن دُگنی رات چگنی اضافہ کرے اوراِن کی ہمت اور حوصلے کو حاسدوں کی نظرِ بد سے بچاتے ہوئے اِنہیں اپنے مُلک اور اپنی قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے قوم سے کئے گئے وعدوں کو حقیقی معنوں میں عملی

جامہ پہنانے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔آمین ثمہ آمین۔

یہاں یقیناًیہ مقام نہ صرف خود وزیر اعظم نواز شریف بلکہ اہلِ وطن کے لئے بھی قابلِ فخر اور باعث اطمینان ہے کہ پاکستانی قوم کو ایک ایسے شخص کی وزارتِ عظمی ملی ہے جو کئی حوالوں سے اپنی پہنچان آپ رکھتی ہے اور پاکستانی قوم اور مُلک اِس شخصِ عظیم کی سیاسی و سماجی فکر وتدبر کی روشنی میں ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہے۔

اَب ایسے میں جہاں پاکستانیوں (یعنی کے بجلی وگیس بحرانوں اور دیگراپنے بنیادی حقوقِ اِنسانی سے محروم میری قومِ پریشان و حیران) کو اپنے وزیر اعظم نواز شریف سے بہت ساری اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں تو وہیں ساری پاکستانی قوم اپنے وزیر اعظم نواز شریف کو اپنے مسائل اور پریشانیوں سے نجات دھندہ بھی سمجھتی ہے یوں اِن سے اپنے دُکھ درد کے مداوے کے لئے بہت سی ایسی نیک تمنائیں بھی رکھتی ہے جو آج قوم کسی اور سیاستدان سے نہیں رکھتی ہے تو اِنہی کے ساتھ ساتھ میری قومِ پریشان و حیران اپنے وزیر اعظم کے لئے بالخصوص ایک ایسی دُعا بھی کرتی ہے کہ آج جس سے شاید خود وزیر اعظم اور اِن کے فین تذبذب کا شکار ضرور ہوجائیں گے مگر چونکہ قوم کی یہ دُعا ہے اور مجھے یہاں یہ دُعا لکھنی بھی ضرور ہے۔

سواَب میں اِس دُعا کو لکھے بغیر رہ بھی نہیں سکتا ہوں کہ آج میری قوم اور میرے اور آ
پ کے موجودہ عزت مآب محترم المقام وزیراعظم جناب میاں محمد نواز شریف کے لئے یہ
دُعا ہے کہ ''اللہ کرے کہ وزیراعظم نواز شریف خود کو کسی ایک صوبے، ایک شہر اور
ایک قوم کا وزیراعظم نہ سمجھیں بلکہ یہ سال نو 2016 میں قدم رکھتے ہی سارے مُلک
اور بلا رنگ و نسل، زبان و مذہب صوبے اور علاقے کی تفریق کئے بغیر خود کو ساری
پاکستانی قوم کا وزیراعظم سمجھیں اور اُس صوبے، اُس شہر اور اُس قوم کا بھی خود کو
وزیراعظم سمجھیں جس صوبے، جس شہر اور جس قوم نے اِنہیں اور اِن کی پارٹی کو
2013 کے انتخابات میں ووٹ نہیں دیئے ہیں یہاں میرا اشارہ سندھ اور کراچی والوں
کی طرف ہے مگر یہ اِس کے باوجود بھی اللہ کے فضل و کرم سے مُلک کے تیسری بار
وزیراعظم ہونے کا شرفِ عظیم حاصل کرنے میں تُزک و احتشام سے کامیاب ہوگئے
ہیں۔ تو ایسے میں وزیراعظم نواز شریف کو چاہئے کہ وہ اپنے اِس کہے پر کہ ''ہم عبادت
سمجھ کر سیاست کر رہے ہیں'' پوری طرح سے قائم رہیں اور آج اِنہوں نے جس طرح
نیشنل ایکشن پلان کے ایک سلسلے کے تحت کراچی آپریشن کو کراچی اور سندھ کے سیاسی
حلقوں، دہشت گردوں، کرپٹ عناصر، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغواء برائے تاوان
اور دیگر جرائم پیشہ عناصر کے خلاف شروع کر رکھا ہے اَب اِسی طرح کا ایک جامع اور
طویل آپریشن کا سلسلہ مُلک کے دیگر صوبوں جیسے صوبہ پنجاب،

صوبہ بلوچستان، صوبہ خیبر پختونخواہ اور کراچی کی طرح ملک کے دیگر شہروں جیسے اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں موجود کرپٹ عناصر اور سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کے دہشت گردوں کے خلاف بھی جلد شروع کرادیں تو ملک کے عوام (بالخصوص کراچی اور سندھ والے) سمجھیں گے کہ ہاں واقعی وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب..!! ''آپ مفاد عامہ کا کام اور سیاست عبادت سمجھ کر کرتے ہیں'' ورنہ ارے چھوڑیں بھئی....!! آپ کے اِس کہے پر سوالیہ (؟) نشان ہی لگا رہے گا۔

وزیراعظم کا قومی صحت کارڈ پروگرام کا افتتاح اور مُلک کے غریب بیمار عوام

....

آپ کیا واقعی مفاد عامہ کا کام اور سیاست عبادت سمجھ کر کرتے ہیں تو پھر ؟؟
جیساکہ گزشتہ دِنوں وزیراعظم نواز شریف نے مُلک کے غریب طبقے کی بیماریوں اور اِن کے علاج سے متعلق عوامی تکالیف کا احساس کرتے ہوئے مُلکی تاریخ میں پہلی مرتبہ وزیراعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کا افتتاح کردیاہے یقیناًاِس قومی صحت پروگرام کے تحت مُلک کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے بے شماربیماروں (12لاکھ خاندانوں) کا کا سرکاری اخراجات پر علاج کیا جائے گا اور میرے مُلک میرے معاشرے کے وہ بیمار افراد جو اپنی زندگیوں سے مایوس ہوگئے تھے میرے دیس کے ایسے بے شمار بیماروں میں جو اپنا مہنگا اور لاکھوں کا علاج کرانے کی سکت نہیں رکھتے تھے اَب وزیراعظم کے قومی صحت پروگرام کی تحت علاج کی سہولیات ملنے کے بعد ایسے بیماروں میں زندگی کی چمک لوٹ آئے گی اور وہ اپنی زندگی صحت مند طریقے سے گزار سکیں گے۔
یہاں یہ امر یقیناہر پاکستانی کے لئے قابلِ حوصلہ اور باعثِ فخر ہے کہ

وزیراعظم نواز شریف کے پاکستان صحت کارڈ پروگرام کے ذریعے پورے خاندان کا علاج بھی ممکن ہوسکے گا اور کارڈ ہولڈر خاندان قومی خزانے سے سرکاری اور نجی اسپتالوں سے اپنا بہترین علاج بھی کراسکیں گے۔ کارڈ سے ہر خاندان کو سالانہ 3 لاکھ روپے تک علاج کی سہولت حاصل ہوگی جبکہ 3 لاکھ روپے سے زیادہ کے اخراجات میں پاکستان بیت المال تعاون کرے گا۔

جبکہ تفصیلات کے مطابق قومی صحت پروگرام کی افتتاحی تقریب سے وزیراعظم نواز شریف نے اپنے خطاب میں برملا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم مفاد عامہ کا کام عبادت سمجھ کر کرتے ہیں''اِس موقع پر ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ '' ہماری حکومت نے منشور میں کیے گئے مُلکی اور عوامی خدمت کے وعدوں کو حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنادیا ہے'' جبکہ وزیراعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کی افتتاحی تقریب میں پر وزیر خزانہ اسحاق ڈار، خرم دستگیر، سائرہ افضل تارڑ، مریم نواز، انوشہ رحمان، بلیغ الرحمان اور طارق فضل چوہدری بھی شریک تھے اور وزیر مملکت برائے صحت سائرہ افضل تارڑ نے وزیراعظم نواز شریف کو پاکستان صحت کارڈ سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ پہلے مرحلے میں 15 اضلاع میں صحت پروگرام شروع کیا جائے گا یوں وزیراعظم ہیلتھ انشورنس پروگرام کے تحت مُلک کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد جو 7 خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوں گے اِن کا مفت علاج کیا جائے گا اور اِس قومی صحت پروگرام کے تحت شوگر اور دل کی

بیماریوں کا بھی علاج کیا جائے گا اور اِس موقع پر چیئرمین نادر اعثمان مبین نے وزیرِاعظم نواز شریف کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ اِب تک وزیرِاعظم نواز شریف کے فقید المثال ہیلتھ انشورنس کے تحت شروع ہونے والے پروگرام کے 63 ہزار خاندانوں کے صحت کارڈ بن چکے ہیں''۔

اگرچہ اسلام آباد میں وزیرِاعظم نواز شریف نے قومی صحت پروگرام کا افتتاح کردیا ہے جس کے ثمرات جلد ہی عوام الناس تک پہنچنے شروع ہوجائیں گے اور اِس سے قبل بھی وزیرِاعظم نواز شریف نے اپنی پہلے والی حکومت میں غریب طبقے کی فلاح و بہبود کئی منصوبے شروع کئے تھے اور اِسی طرح بے روزگار اسکیم کے تحت پیلی ٹیکسی اور اسمال انڈسٹریز کے قیام کے لئے نوجوانوں کو قلیل و طویل مدتی بلاسود قرضوں کا بھی اجرا کیا تھا جس سے بے شمار افراد مستفید ہوئے تھے اور اَب وزیرِاعظم نواز شریف نے اپنی موجود حکومت میں بھی ہیلتھ انشورنش پروگرام کے علاوہ قومی خزانے سے اسکولوں، کالجوں، جامعات اور تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کے لئے تعلیمی وظائف اور کمپیوٹرز اور لیپ ٹاپ بھی دینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو کہ قابلِ تسائش اور لائقِ تعریف اقدامات ہیں تو پھر ایسے میں عوام کو بھی یہ چاہئے کہ وہ دھوکہ بازی اور غلط طریقوں سے قومی صحت کارڈ کا حقدار بننے سے اجتناب برتے اور کوشش کرے کہ یہ سرکاری سہولت اُن غریب افراد اور خاندانوں تک ہی پہنچے جو حقیقی معنوں میں صحت

کارڈ کے مستحق ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اچھے بھلے کھاتے پیتے پیسے والے لوگ بھی خود کو غریب اور مستحق و نادار بن کر قومی صحت کارڈ حاصل کرلیں اور بیچارے غریب اِس قومی اور سرکاری سہولت سے محروم رہ جائیں اور 7 خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو کر علاج کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مار جائیں اور دھوکے باز اور چالباز قومی صحت کارڈ پر اپنا علاج سرکاری اخراجات پر کرواکر سرزمینِ پاک پر دندناتے پھریں اور شیطان کے چیلے بن پر وطنِ پاک میں فتنہ فساد برپا کرتے پھریں۔

آج خوش قسمتی سے ہمارے وزیراعظم نواز شریف مُلک کے تیسری مرتبہ وزیراعظم بننے کا شرفِ عظیم حاصل کرنے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بھی ایک ایسے عظیم الواحد وزیراعظم ہیں بیشک جنھوں نے تھرڈ ٹائم پرائم منسٹر ہونے کا اعزاز اور اعجاز اپنے کاندھے پر سجالیا ہے اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے مُلک پاکستان اور اپنی قوم کو ترقی و خوشحالی کی اُوجِ ثُریا سے بھی اُونچی اُن بلندیوں تک لے جانے کا عزم رکھتے ہیں جہاں آج تک اقوامِ عالم بھی نہیں پہنچ سکی ہے تاہم، ہم اپنے اِس باصلاحیت اور پُرعزم و ہمت وزیراعظم نواز شریف کے لئے دُعاگو ہیں کہ اللہ اِن کی خداداد صلاحیتوں میں دن دُگنی رات چگنی اضافہ کرے اور اِن کی ہمت اور حوصلے کو حاسدوں کی نظرِ بد سے بچاتے ہوئے اِنہیں اپنے مُلک اور اپنی قوم

کی ترقی و خوشحالی کے لئے قوم سے کئے گئے وعدوں کو حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنانے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔آمین ثمہ آمین ۔

یہاں یقیناً یہ مقام نہ صرف خود وزیرِ اعظم نواز شریف بلکہ اہلِ وطن کے لئے بھی قابلِ فخر اور باعث اطمینان ہے کہ پاکستانی قوم کو ایک ایسے شخص کی وزارتِ عظمیٰ ملی ہے جو کئی حوالوں سے اپنی پہنچان آپ رکھتی ہے اور پاکستانی قوم اور مُلک اِس شخصِ عظیم کی سیاسی و سماجی فکر و تدبر کی روشنی میں ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہے۔

اَب ایسے میں جہاں پاکستانیوں (یعنی کے بجلی و گیس بحرانوں اور دیگر اپنے بنیادی حقوقِ اِنسانی سے محروم میری قومِ پریشان و حیران) کو اپنے وزیرِ اعظم نواز شریف سے بہت ساری اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں تو وہیں ساری پاکستانی قوم اپنے وزیرِ اعظم نواز شریف کو اپنے مسائل اور پریشانیوں سے نجات دھندہ بھی سمجھتی ہے یوں اِن سے اپنے دُکھ درد کے مداوے کے لئے بہت سی ایسی نیک تمنائیں بھی رکھتی ہے جو آج قوم کسی

اور سیاستدان سے نہیں رکھتی ہے تو اِنہی کے ساتھ ساتھ میری قومِ پریشان و حیران اپنے وزیرِ اعظم کے لئے بالخصوص ایک ایسی دُعا بھی کرتی ہے کہ آج جس سے شاید خود وزیرِ اعظم اور اِن کے فین تذبذب کا شکار ضرور ہو جائیں گے مگر چونکہ قوم کی یہ دُعا ہے اور مجھے یہاں یہ دُعا

لکھنی بھی ضرور ہے۔

سو اَب میں اِس دُعا کو لکھے بغیر رہ بھی نہیں سکتا ہوں کہ آج میری قوم اور میرے اور آپ کے موجودہ عزت مآب محترم المقام وزیرِاعظم جناب میاں محمد نواز شریف کے لئے یہ دُعا ہے کہ " اللہ کرے کہ وزیرِاعظم نواز شریف خود کو کسی ایک صوبے، ایک شہر اور ایک قوم کا وزیرِاعظم نہ سمجھیں بلکہ یہ سال نو 2016 میں قدم رکھتے ہی سارے مُلک اور بلا رنگ و نسل، زبان و مذہب صوبے اور علاقے کی تفریق کئے بغیر خود کو ساری پاکستانی قوم کا وزیرِاعظم سمجھیں اور اُس صوبے، اُس شہر اور اُس قوم کا بھی خود کو وزیرِاعظم سمجھیں جس صوبے، جس شہر اور جس قوم نے اِنہیں اور اِن کی پارٹی کو 2013 کے انتخابات میں ووٹ نہیں دیئے ہیں یہاں میرا اشارہ سندھ اور کراچی والوں کی طرف ہے مگر یہ اِس کے باوجود بھی اللہ کے فضل و کرم سے مُلک کے تیسری بار وزیرِاعظم ہونے کا شرفِ عظیم حاصل کرنے میں تُزک و احتشام سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ تو ایسے میں وزیرِاعظم نواز شریف کو چاہئے کہ وہ اپنے اِس کہے پر کہ " ہم عبادت سمجھ کر سیاست کر رہے ہیں" پوری طرح سے قائم رہیں اور آج اِنھوں نے جس طرح نیشنل ایکشن پلان کے ایک سلسلے کے تحت کراچی آپریشن کو کراچی اور سندھ کے سیاسی حلقوں، دہشت گردوں، کرپٹ عناصر، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغواء برائے تاوان اور دیگر جرائم پیشہ عناصر کے خلاف شروع کر رکھا ہے اَب اِسی طرح کا

ایک جامع اور طویل آپریشن کا سلسلہ مُلک کے دیگر صوبوں جیسے صوبہ پنجاب، صوبہ بلوچستان، صوبہ خیبر پختونخواہ اور کراچی کی طرح مُلک کے دیگر شہروں جیسے اسلام آباد، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں موجود کرپٹ عناصر اور سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کے دہشت گردوں کے خلاف بھی جلد شروع کرادیں تو مُلک کے عوام (بالخصوص کراچی اور سندھ والے) سمجھیں گے کہ ہاں واقعی وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب..!! آپ مفادِ عامہ کا کام اور سیاست عبادت سمجھ کر کرتے ہیں'' ورنہ ارے چھوڑیں'' بھئی.....!! آپ کے اِس کہے پر سوالیہ (؟) نشان ہی لگا رہے گا۔

بھارت سانحہ پٹھان کوٹ اور پاکستان کا مذاکراتی عمل جاری رکھنے کا عزم مصمم
۔۔۔۔ جبکہ

بھارت میں پیش آئے سانحہ پٹھان کوٹ کا معاملہ قابل مذمت ہے مگر اِسے پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے آئندہ دنوں میں جاری ہونے والے مذاکراتی عمل کے لئے متنازع نہ بنایا جائے جبکہ پاکستان کی جانب سے تواِس عزم مُصمم کا ضرور اظہار کر دیا گیا ہے کہ پٹھان کوٹ ائیر بیس پر حملے سے مذاکراتی عمل متاثر نہیں ہوگا اَب یہ بات بھارتی سول سیاسی قیادت پر بھی لازم آتی ہے کہ وہ بھی ایسے عزم کا ادارہ ظاہر کر دے تو اچھا ہے اور یہ بھی کہ بھارت سانحہ پٹھان کوٹ معاملے کی بغیر تحقیقات کے پاکستان پر الزام تراشی سے اجتناب برتے تو یہ عمل دونوں ممالک کے درمیان اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات کو مزید مضبوط کرنے میں اہم پیش رفت ثابت ہو سکتا ہے ورنہ سانحہ پٹھان کوٹ کو جواز بنا کر بھارت کی جانب سے پاکستان پر بیجا کی جانے والی الزام تراشیوں سے دونوں ممالک کے درمیان محبتیں پروان چڑھنے کے بجائے دوریاں پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہیں اور دونوں ممالک کی قیادت 25 دسمبر 2015 سے پہلے والی نفرتوں اور کدورتوں اور ذہنی اور سیاسی پستی کی لکیر سے بھی نیچے جا کھڑی ہوں گی۔

جبکہ یہاں بھارتی سول سیاسی قیادت اور عوام کو یہ بات بھی ضرور ذہن میں رکھنی ہوگی کہ ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق گزشتہ 6,4 ماہ سے تو بھارتی دفاعی تنصیابات اور اہم مقامات پر حملے جاری ہیں مگر آج کیا وجہ ہے کہ بھارتی میڈیا نے اِن خبروں کو چھپائے رکھا..؟؟ اور آج جب بھارتی حکومت پاکستان سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی خواہش مند ہے تو بھارتی میڈیا نے سانحہ پٹھان کوٹ پر چیخ چیخ کر سارا آسمان سر پر اُٹھالیا ہے اور پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع کردیا ہے یہاں موجودہ بھارتی قیادت کو پاکستان کے خلاف اپنے میڈیا کی طرح ہرزہ سرائی کرنے سے قبل اپنے میڈیا کے اندر چھپی اِن کالی بھیڑوں کو ضرور ڈھونڈ نکالنا ہوگا جو یہ نہیں چاہتیں ہیں کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا ہوں اور بھارت جنگی جنون سے نکل کر اپنے مالی وسائل اپنے مُلک کے خطِ غربت سے بھی نیچے زندگی بسر کرنے والے عوام کی حالتِ بہتر بنانے کے لئے استعمال کرے۔

بہر حال..!! ہائے رے یہ ابھی دس روز قبل ہی کی تو بات ہے کہ جب اچانک جمعہ 25 دسمبر 2015 کی ایک خوشگوار شام کو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کابل سے دہلی جاتے ہوئے اپنی زندگی میں پہلی بار پاکستان سے جذبہ خیر سگالی اور آپس میں اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات استوار کرنے کی نیک نیت سے (اپنے دو ہوائی جہازوں میں سوار 120 افراد کے ہمراہ) پاکستان آتے تھے ابھی پاک بھارت سمیت دنیا بھر

میں اِن کے دورے پاکستان سے متعلق بازگشت تھمنے بھی نہ پائی تھی اور مودی کا پاکستان آنے کا مقصداور دونوں ممالک کے درمیان محبتیں بڑھانے کا عمل ابتدائی مراحل ہی میں تھاکہ وہ عالمی نادیدہ وہ طاقتیں جو یہ نہیں چاہتیں کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار ہوں اور یہ دونوں ممالک اپنے اپنے جنگی جنون سے نکل کر اپنے اچھے دوستانہ اورمستحکم تجارتی اور مثبت وتعمیر سیاسی ماحول کو لے کر آگے بڑھیں اور قریب آئیں اور خطے میں ترقی کریں۔

مگرافسوس کہ اِس باراُن ہی عالمی سازشی طاقتوں (امریکا، اسرائیل اور روس ودیگر) کی آنکھوں میں مودی کاخود سے پاکستان چلے آنا اوراِن کے اِس دورے سے دونوں ممالک کے درمیان حائل رکاوٹیں دور ہونے اور مذاکرات کے لئے مثبت پیش رفت ہونااور نواز مودی ملاقات کا آپس میں اچھے تعلقات استوار ہونے میں خاصی اہمیت اختیار کرجانااِن طاقتوں کوایک آنکھ بھی نہیں بھایااِس مرتبہ اِن عالمی طاقتوں نے اپنے لوگوں ،ایجنڈوں اور دہشت گردوں کے ذریعے بھارت کے پٹھان کوٹ کے ائیر بیس پر حملہ کرواکر وہی حربہ استعمال کیا جو یہ طاقتیں اپنے لوگوں اور ایجنڈوں کے ذریعے پاکستان میں کرواتی آئی ہیں اِس دفعہ اِن کا نشانہ پاکستان کے بجائے بھارت تھااور پھر اِنھوں نے بھارت میں وہی کچھ کردیاجو یہ سازشی طاقتیں کئی مرتبہ پاکستان میں اپنے حواریوں اور ایجنسیوں

کے کارندوں اور دہشت گردوں سے کام لے کر کراتی آئی ہیں تاکہ بھارت میں مودی کی حکومت وجہ تنقید بنے کیونکہ اِس مرتبہ 25 دسمبر 2015 کو کسی بھارتی وزیراعظم نے خود پاکستان سے اچھے تعلقات استوار کرنے خواہش ظاہر کی اور وہ اپنی اِسی خواہش کی تکمیل مختصر مگر جامع و پائیدار دورے پر پاکستان آئے اور اُس نے پاکستان سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا اور یوں عالمی سازشی طاقتوں کو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کا یہ عمل پسند نہیں آیا اور اُنھوں نے وہی کردیا اَب تک یہ جس سے پاکستان اور بھارت کے درمیان دوریاں پیدا کرتے آئے ہیں۔

یعنی کہ وہ سازشی عالمی طاقتیں جو یہ کبھی نہیں چاہتیں ہیں کہ جنوبی ایشیا میں کسی بھی طرح سے امن قائم ہو اور پاک بھارت تعلقات میں حائل مسئلہ کشمیر سمیت دونوں ممالک کے مسائل کا حل جنگ کے بجائے مثبت مذاکراتی عمل سے نکلیں اِنہیں طاقتوں نے جمعہ اور ہفتہ (2 اور 3) جنوری 2016 کی درمیانی شب بھارتی پنجاب کے علاقے پٹھان کوٹ میں واقع بھارتی فضائیہ کے ہوائی اڈے پر بھارتی فوجی لباس پہنے 5 دہشت گردوں سے حملہ کرادیا اور اِس طرح یہ عالمی سازشی طاقتیں ایک بار پھر پاک بھارت سیاسی و عسکری قیادت اور میڈیا کو ایک دوسرے کے خلاف ہرزہ سرائی کرانے میں کامیاب ہوگئیں ہیں۔

یوں بھارت سے آنے والی خبروں کے مطابقبھارتی پنجاب کے علاقے پٹھان کوٹ میں

واقع بھارتی فضائیہ کے ہوائی اڈے پر بھارتی فوجی لباس پہنے 5 دہشت گردوں نے گھس کر حملہ کیااور 15 گھنٹے کی جاری لڑائی اور فائرنگ کے تبادلے کے بعد 4 بھارتی فوجیوں سمیت ایئر بیس پر گھسنے والے 5 حملہ آور بھی ہلاک ہوئے بھارتی تحقیقاتی اداروں بھارتی پنجاب پولیس کے چیف اور ہندوستانی میڈیا کی ابتدائی تحقیقات اور رپورٹوں کے مطابق ”پانچوں دہشت گرد بھارتی فوجی وردیوں میں ملوث تھے اور دہشت گردوں نے ائیر بیس میں داخل ہونے کے لئے ہائی جیک (اغواء) کی ہوئی پولیس افسر کی کار استعمال کی ،بھارتی فورسز نے ایئر بیس میں گھسے حملہ آوروں سے مقابلہ کرنے کے لئے ٹینکوں اور فوجی ہیلی کوپٹروں اور دیگر ذرائع اور وسائل سے 15 گھنٹے تک کارروائی جاری رکھی اور 5 حملہ آوروں سمیت 4 بھارتی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد پٹھان کوٹ کے ائیر بیس کو دہشت گردوں کی کسی بڑی کارروائی سے محفوظ بنالیا“ تو وہیں خود بھارتی میڈیا کی بھی اپنی ابتدائی رپورٹوں میں بھارتی پنجاب کے ضلع پٹھان کوٹ میں واقع بھارتی ائیر بیس پر پانچ دہشت گردوں کے حملے کے حوالے سے اِسی علاقے کے سیکڑوں رہائشیوں اور عینی گواہوں کے مطابق یہ کہاگیا تھاکہ ” حملے سے ایک روز قبل شام 5 بجے ائیر بیس کے بیریئر کو ہٹاکر اندر منتقل کردیاگیا اور علاقے کی تمام دُکانوں کو بند کرنے کا حکم

دیاگیاتھا،یوں رات 8 بجے ہی سارے علاقے میں مکمل سناٹا ہوگیا تھا،عینی گواہوں کا یہ بھی کہنا تھاکہ ” ہم علاقے میں ہونے یکا یکا اور اچانک ہونے والی اِس پراسرار تبدیلی کو سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ

صبح 3 بجے دوست نے اطلاع دی کہ حملہ ہوگیا ہے، تو پھر سب کچھ سمجھ آگیا کہ کیوں پانچ بجے شام سے ایئر بیس کے بیریئر ہٹائے گئے.. ؟؟ کس لئے علاقے کی دُکانیں بند کرائی گئیں...؟؟ اوراس سارے عمل کے بعد رات 8 بجتے ہی علاقے میں مکمل سناٹا کیوں ہوگیا تھا... ؟؟'' یہ وہ ابتدائی رپورٹیں ہیں جو بھارتی میڈیا نے نشر کیں مگر جیسے جیسے دن چڑھتا گیااور ساری دنیا میں پٹھان کوٹ ایئر بیس پر دہشت گردوں کے حملوں کی خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیلنا شروع ہوئی تو پاکستان مخالف بھارتی میڈیااور مودی حکومت کے وزراء اور سیاستدانوں نے بھی پاکستان مخالف اپنی روش برقرار رکھی اور اپنا ہرجائی پن دکھانا شروع کردیا۔

سانحہ پٹھان کوٹ پر بھی پاکستان مخالف بھارتی میڈیا مودی حکومت کے وزیر مملکت برائے داخلیا مور کرن ریجیو نے بھی ہمیشہ کی طرح (اپنی لنگی سنبھالتے ہوئے) ہرزہ سرائی کرکی اور حملے کا سارا الزام پاکستان پر عائد کردیااور بغیر کسی تحقیق اور انکوائری کے یہ کہادیاکہ ''حملہ آوروں کو سرحدپار سے مدد حاصل تھی'' حملہ آور پاکستان میں اپنے سرپرستوں سے فون پر رابطے میں رہے'' جبکہ اِس بار بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے ذرا تحمل اور برداشت اور سیاسی تدبر اور فکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے سانحہ پٹھان کوٹ پر کہاکہ ''ہم اپنے ایئر بیس پر حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں ہم نے فوری طور پر واقعہ کی رپورٹ طلب کرلی

ہے، ہم دہشت گردوں کواِن مذموم عزائم میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے''
جبکہ بھارتی وزیرداخلہ راج ناتھ سنگھ نے بھی سانحہ پٹھان کوٹ کو قومی سانحہ
قرار دیتے ہوئے اپنی سیاسی بصیرت کام لیتے ہوئے کچھ اِس طرح اظہارِ خیال کیا کہ
ہمارے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ہونے چاہئیں، ہم امن چاہتے ہیں لیکن ''
اگر بھارت پر کسی بھی قسم کی دہشت گرد حملہ کیا گیا تو ہم بھرپور جواب دیں گے،''
دوسری جانب کانگریس کے نائب صدر راہول گاندھی نے ٹویٹ کیا کہ '' میں پٹھان
کوٹ ائیر بیس پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہوں جبکہ کانگریس کے ترجمان
نے پنجاب میں شدت پسندانہ حملے پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ ''پاکستان سے ہو کر آنے
والے نریندر مودی جی...اَب کیا سانحہ پٹھان کوٹ کا معاملہ پاکستان کے سامنے
اُٹھائیں گے..؟؟ یا پھر ٹال مٹول کر جائیں گے..؟؟ یہ بھارتی حکومت کا معاملہ ہے کہ وہ
اپنے اُوپر اُٹھنے والے سوالات کیسے جوابات دیتی ہے اور تنقیدوں کا کتنا سامنا کرتی ہے۔
مگر آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ بھارتی پنجاب کے علاقے پٹھان کوٹ میں ائیر بیس
پر دہشت گردوں کے حملے کے پیش آئے واقعہ میں امریکا، اسرائیل اور روس جیسی عالمی
طاقتوں کے ملوث ہونے کے خارج ازامکان قرار بھی نہیں دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ طاقتیں
لاکھ کسی کی دوست ہوں مگر یہ طاقتیں کبھی نہیں چاہتیں ہیں کہ بھارت اور پاکستان کے
مسائل مذاکرات سے حل ہوں اور دونوں ممالک کے

درمیان دائمی دوستانہ تعلقات استوار ہوں اور مسئلہ کشمیر سمیت دیگر مسائل حل ہوں کیونکہ بھارت امریکا، اسرائیل اور روس کے ہتھیاروں کی خریداری کا ایک بڑا خریدار ہے اور اِسی طرح ہتھیاروں کی عالمی منڈی میں پاکستان بھی امریکا اور روس کے بنائے گئے ہتھیاروں کا ایک بڑا خریدار ہے اِسے میں امریکا، اسرائیل اور روس کے نزدیک اگر پاک بھارت دوستانہ تعلقات استوار ہوجاتے ہیں تو پھر ان کے بنائے گئے ہتھیار کون خریدے گا اور اِس طرح امریکا، اسرائیل اور روس کی ہتھیار سازی کی صنعت کا بیڑا غرق ہوجائے گا اپنی ہتھیار سازی کی صنعت کو تباہ ہونے اور خود کو مالی خسارے سے بچانے کے لئے سازشی عالمی طاقتیں پاک بھارت تعلقات کو بگاڑنے کے لئے وہ سب کچھ کررہی ہیں جو اِن عالمی طاقتوں کے مفاد میں ہے اَب یقیناً یہ نکتہ بھارت اور پاکستان دونوں ہی ممالک کی سیاسی وعسکری قیادت، میڈیا اور عوام کو بھی سمجھنا چاہئے کہ وہ خطے میں جنگی جنون کی وجہ سے اپنی پست ہوتی کیفیات کا جائزہ لیں اور پٹھان کوٹ کے سانحے میں ملوث عناصر کی تحقیقات ہونے تک ایک دوسرے کے خلاف ہرزہ سرائی سے بچیں تو پاک بھارت دونوں ممالک اپنے مسائل حل کرنے کے لئے مذاکراتی عمل شروع کرسکیں گے ورنہ...؟؟؟\

اُمتِ مسلمہ سعودی عرب اور ایران تنازعہ پر جوش کے بجائے ہوش سے کام لے

...

آج ایران اور سعودی عرب کے درمیان جاری تنازعہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سنگین سے سنگین تر ہوجارہاہے اَب اگر اُمتِ مسلمہ نے اپنے دونوں برادر ممالک کے تنازعہ کو حل کرنے میں اپنا اپنا تعمیری کردار اداکرنے میں دیر کی اور ایران و سعودی عرب تنازعہ کسی دوسرے رخ میں چلاگیاتوکیا یہ سمجھاجائے کہ " ایران اور سعودی عرب تنازعہ مسلم اُمہ کے اتحاد کو سبوتاژ کرنے کی اغیار کی سازش ہے؟اگرواقعی ایسا ہے تو پھر آج یہ اُمت مسلمہ کے لئے بڑے افسوس اور شرم کا مقام ہونا چاہئے تھامگرایسا نہیں ہے کیونکہ ہم نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں ہے کہ بس ایک ہم ہی ایسے مسلمان ہیں جو آپس کے مسلکی،فرقہ واریت اور فروعی بنیادوں پر سخت ترین اختلافات رکھتے ہیں ایک دوسرے پر کفروایمان قتل اور واجب القتل کے فتویٰ جاری کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں یوں ہم اِن حوالوں سے خود کو تقسیم کیئے ہوئے ہیں مگر ایسے میں بھی ایک اغیارہی ایسے ہیں جو ہمیں صرف اور صرف مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں آج اغیار اور اسلام دُشمن طاقتیں مزید کمزور سے کمزور تر کرنے کے لئے ہم ہی میں سے کبھی طالبان اور تو کبھی داعش جیسے خطرناک دہشت گرد گروپس پیدا کردیتے ہیں جو ہمارے بکھرے پن کا فائدہ اُٹھاکرے ہماری ہی آستینوں میں پل رہے ہیں اور جب بھی اِنہیں ہماری تباہی و بربادی کا

اشارہ ہوتا ہے تو وہ اپنے زہریلے اور تیز نشتر سے ہمیں گھائل کر دیتے ہیں یوں یہ ا ورسلام دُشمن سازشی طاقتیں ہماری رہی سہی ملی یکجہتی اور اتحاد کا شیرازہ بکھیر رہی ہیں

۔

اگر آج ہم پچھلی چند دہائیوں سے وسطیٰ ایشیا بالخصوص عرب ممالک میں ہونے والی سیاسی ومذہبی اور معاشی اور معاشرتی نوعیت کی المناک رونما ہوتی تبدیلیوں کا جائزہ لیں تو یقیناً ہمیں اِن عرب ممالک کی جغرافیائی اور سرحدی حدود میں ہونے والی تبدیلیوں اور ترامیم میں بھی اسلام دُشمن طاقتوں کا ہی ہاتھ نظر آئے گا اور آج عراق اور یمن وشام اور ایران و سعودی عرب میں جتنے بھی خطرناک اقسام کے تنازعات سامنے آرہے ہیں یا پیدا کئے جارہے ہیں اِن تمام تنازعات کے درپردہ بھی ہنڈریٹ پلس ہنڈریٹ فیصد امریکا، اسرائیل ، روس اور اُمت مسلمہ کی ملی یکجہتی اور اتحاد کے دُشمنانِ عظیم یورپی ممالک کی ہی سازشین کارفرما ہیں اَب ایسے میں ہمیں عراق اور یمن وشام اور ایران و سعودی عرب کے درمیان موجودہ سر اُٹھاتے نئے تنازعہ میں اُمتِ مسلمہ کو جوش کے بجائے ہوش سے کام لیتے ہوئے اُن محرکات کا ضرور جائزہ لینا ہوگا جن کی وجہ سے اِن ممالک میں تنازعات پیدا ہوئے یا کئے گئے اور اَب سنگین ہوتی ہوئی صورتحال میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اُمتِ مسلمہ تقسیم سے تقسیم تر ہونے کو ہے اور اپنا ملی اتحاد کا شیرازہ بکھیر کر چھوٹے چھوٹے بلاکس اور گروہوں

میں بٹنے کو ہے خدانخواستہ اگر ایسا ہوگیا تو اِس کا فائدہ ہمارے چھوٹے چھوٹے گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹنے والوں کو تو خیر کیا ہوگا..؟؟ مگر اسلام دُشمن وہ طاقتیں جو اپنی سازشوں سے اُمتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے کی سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں اِنہیں ہی سارا کریڈٹ جائے گا اور پھر اِس طرح وہ بڑی آسانی سے ٹکڑیوں میں بٹی اُمتِ مسلم کو اپنی کم طاقت کے استعمال سے ہی نیست ونابود کردیں گیں اور قصہء پارینہ بنادیں گیں۔

آج ایک ایسے وقت میں کہ جب اسلام دُشمن طاقتیں اُمتِ مسلمہ کی تباہی اور بربادی کی سازشوں میں مصروف ہیں اور مسلمانان عالم کے لئے زمین تنگ کرتی جارہی ہیں ایسے میں ایران اور سعودی عرب کے درمیان جاری کشیدگی کسی بھی صورت میں اُمت مسلمہ کے لئے قابل برداشت نہیں ہے جبکہ اُمتِ مسلمہ کا موجودہ صورتِ حال میں ایران اور سعودی عرب کو یہ مشورہ ہے کہ وہ اپنے سیاسی اور مذہبی اور معاشی اور معاشرتی مسائل اور اختلافات کو تحمل مزاجی اور افہام و تفہیم سے حل کریں اور دونوں جانب سے سراُٹھاتے تنازعات کو فوری طور پر حل کرنے کے لئے اپنے سفارتی تعلقات استوار کریں کہیں ایسانہ ہو کہ ایران اور سعودی عرب کی ضد اور اَنا کی وجہ سے ساری اُمتِ مسلمہ کئی بلاکس میں تقسیم ہوجائے اور اغیار اپنی سازشوں میں کامیاب ہوجائے۔

اَب یہاں میں اپنے قارئین کو یہ بتاتا چلوں کہ ایران اور سعودی عرب کے درمیان موجودہ تنازعہ کیوں اور کن وجوہات کی بنیاد پر زور پکڑ گیا ہے تو اطلاعات یہ ہیں کہ پچھلے دِنوں سعودی وزراتِ داخلہ کے ترجمان کے مطابق سعودی عرب میں دہشت گردی کے الزامات پر ایک ہی دن میں سعودی عرب کے 12 شہروں میں 47 دہشت گردوں کے سر قلم کردیئے گئے اِس پر سعودی وزراتِ خارجہ کا کہنا تھا کہ جن افراد کے سر قلم کئے گئے ہیں ہماری مصدقہ تحقیقات کے مطابق یہ 2003 سے 2006 تک کی درمیانی مدت میں سعودی عرب میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث تھے جبکہ اِس حوالے ایک سرکاری خبر رساں ادارے سعودی پریس ایجنسی کا کہنا تھا کہ تمام افراد کو ایک ہی روز سزائے موت ہوئی، دہشت گردوں میں سے زیادہ تر کا تعلق القاعدہ سے تھا سزا پانے والوں میں مبلغ نمر الباقر العمر اور فارس الشویل بھی شامل تھے پھانسی کی سزا پانے والے 45 افراد سعودی شہری تھے اور ایک مصری اور چاڈ کے شہری کو بھی دہشت گردی کے الزام میں سزائے موت دی گئی ، دہشت گردوں کو ریاض،مکہ، مدینہ، مشرقی ریجن، قسیم، جیل، شمالی سرحد، عصیر، جوف ، نجران، باہا اور تبوک میں سزا دی گئی"۔ظاہر سی بات ہے کہ جرم کرنے والے کو سزا لازمی ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو دہشت گردی میں ملوث عناصر کو تقویت ملتی ہے معاشروں اور مُلکوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے آج بھی دنیا کے جن ممالک میں مجرم کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں وہاں جرائم کم ہیں اور جو عناصر دہشت گردی میں ملوث ہوں اور اِن عناصر کا کسی بھی طرح سے طالبان اور

داعش سے ذراسا بھی تعلق ہو تو ایسے عناصر کا سر قلم کر دینا ہی بہتر ہے خواہ ایسے عناصر مبلغ ہوں یا کسی بھی مقدس ترین شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے ہوں اگر اِن عناصر کا تعلق طالبان یا داعش اور دہشت گرد تنظیموں سے ثابت ہو جائے تو ایک لمحہ ضایع کئے بغیر ہی اِن کے سر قلم کر دیئے جائے.

یوں آج صورتِ حال یہ ہے کہ معروف سعودی عالم شیخ نمرالنمر کو سزائے موت دیئے جانے کے بعد ایران اور سعودی عرب میں جاری تنازع وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتا جارہا ہے خبر ہے کہ تہران میں قائم سعودی عرب کے سفارت خانے پر مشتعل ایرانی مظاہرین کے ہجوم نے دھاوا بول دیا اندر گھس کر توڑ پھوڑ کی اور دفاتر پر پٹرول اور آگ بڑھ کانے والے کیمیکل بموں سے حملہ کرکے اِس کو آگ لگادی جس کے بعد سعودی عرب نے ایران سے سفارتی تعلقات توڑ لئے ، اور ایرانی سفارتی اہلکاروں کو گھنٹے میں مُلک چھوڑنے کا حکم دیدیا پھ تواُدھر ہی ایران اور سعودی عرب کے 48 درمیان کشیدہ ہوتی صورت حال پر بحرین اور سوڈان کے بعد کویت نے بھی ایران سے سفارتی تعلقات توڑ لئے ہیں جبکہ پاکستان نے ایران اور سعودی عرب کے درمیان کشیدہ ہوتی خطرناک ترین صورت حال پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اِس اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کو سبوتاژ کرنے کی سازش قرار دیتے ہوئے دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات کی بحالی میں اپنا مخلصانہ اور دوستانہ ثالثی کردار ادا کرنے کی کھلے دل سے پیشکش کردی

ہے اور کہاہے کہ اُمید ہے کہ بہت جلد دونوں ممالک موجودہ صورتحال کو اُمتِ مسلمہ اور عالمِ اسلام کے اتحاد کو برقرار رکھنے کی کوششوں کو تقویت دینے کے خاطر اپنے مسائل اور اختلافات کو تحمل مزاجی سے جلد حل کریں گے'' پاکستان کی تشویش اپنی جگمہ درست ہے مگر اَب ایران اور سعودی عرب کو بھی اپنی ذمہ داری اداکرنی چاہئے اور دونوں ممالک کو یہ ضرور سوچناچاہئے جو ہواسو ہوامگر اَب ہمیں جوش کے بجائے ہوش سے کام لیناچاہئے ، اور ایران کو بھی یہ ضرور سوچنااور سمجھناچاہئے کہ وہ عالمی سازشی طاقتوں کاآلہء کار نہ بنے اور کسی بھی معمولی تنازعہ کو اتناہوانہ دے کہ اِس کے ایرانی شہری ایران سمیت ساری دنیامیں کسی مُلک کے خلاف مشتعل ہوجائیں اور اِس طرح وہ ایران کے لئے ہی باعث نقصان ہوں ،آج اگرایران سعودی عرب میں ایک معروف سعودی مبلغ اور عالم شیخ نمرالنمر کو سزائے موت دیئے جانے کے واقعہ کواپنی اناکامسئلہ نہ بناتاتو ایران اور سعودی عرب تنازعہ بھی پیدانہ ہوتااور اگر ایران کو عالم شیخ نمرالنمرکی سزائے موت پر تحفظات بھی تھے تو وہ اِس پر سعودی عرب سے سفارتی طور پر رابطے کرتااور اپنے خدشات اور تحفظات سے سعودی عرب کوآگاہ کرتامگرایسا نہیں ہواتہران میں سعودی عرب کے سفارت خانے پر ایرانی مشتعل ہجوم نے دھاوابول دیااور اِس کے بعد ایران اور سعودی عرب تنازعہ اتناسنگین ہوگیاہے کہ اَب ایران سے سعودی عرب کے بعد سوڈان اور بحرین کی طرح کویت نے بھی اپنے سفارتی تعلقات ختم کرنے کااعلان کردیاہے جبکہ

پاکستان کی اِس ایران اور سعودی عرب تنازعہ میں غیر جانبدار رہ کر اپنا کردار ادا کرنے کی پیشکش ہے، دیکھیں موجودہ ایران اور سعودی عرب تنازعہ کب اور کہاں جا کر اور کن شرائط کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے..؟؟ اور دونوں ممالک کے درمیان جاری تنازعہ میں ثالث کے کردار ادا کرنے کی پاکستان کی مخلصانہ پیشکش کو پہلے سعودی عرب پاکستان کو خوش آمدید کہتا ہے یا ایران پاکستانی ثالثی کردار کو قبول کرتا ہے۔

پٹھان کوٹ کے واقعہ میں بھارت کا پاکستان کو دھیرے دھیرے ذمہ دار قرار دینا اور۔ ۔ ۔ ؟

آج ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر بھارت نے 2 جنوری 2016 کو پٹھان کوٹ کے ائیر بیس کے سانحہ کو پاکستان سے نتھی کرنے کی اپنی سر توڑ اور سینہ زور کوششیں تیز کردی ہیں جس کے لئے بھارتی حکومت، عسکری قیادت، اپوزیشن جماعتیں، بھارتی علیحدگی وانتہاپسند تنظیمیں، بھارتی تحقیقاتی ادارے اور میڈیا سمیت بھارتی عوام نے بھی اپنی تمام توپوں کا رخ پاکستان کی جانب موڑدیا ہے اوراَب یہ سب کے سب اپنے اپنے انداز سے دھیرے دھیرے یہ باور کرانے میں لگے ہوئے ہیں کہ بھارت میں پیش آئے پٹھان کوٹ کے واقعے کے ڈانڈے سرحد پار پاکستان سے ملتے ہیں۔
جبکہ دوسری طرف ایک اٹل حقیقت جسے اَب تک بھارتی حکومت و بھارتی عسکری قیادت اور بھارتی تحقیقاتی اداروں اور بھارتی میڈیا نے بھی چھپا رکھی ہے وہ یہ ہے کہ 2 جنوری 2016 کو بھارت میں پیش آئے سانحہ پٹھان کوٹ کی اَب تک کی بھارتی تحقیقاتی اداروں کی مصدقہ رپورٹوں کے مطابق بھارت اِس نتیجے پر پہنچ چکا ہے کہ سانحہ پٹھان کوٹ میں اِس کی اپنی علیحدگی پسند اور انتہاپسند ہندو تنظیمیں اور بھارتی فورسز میں شامل علیحدگی وانتہا پسند اہلکار اور بھارتی شہری ہی ملوث ہیں جنھوں نے حملہ آوروں کی معاونت کی اور

سہولت کار کا کردار ادا کیا' ' مگر افسوس ہے کہ اِس حقیقت کے باوجود بھی بھارت اپنی اندرونی چپقلش پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں ہے اور سانحہ پٹھان کوٹ کا ذمہ دار سرحد پار پاکستان کو قرار دینے کی کوششوں میں لگا پڑا ہے۔

اَب اِس منظراور پس منظر میں بھارت اپنی خامیوں اور کوتاہیوں اور اپنی ڈرامہ بازیوں پر پردہ ڈال رہا ہے اور اِس نے پاکستان سے سیکریٹری خارجہ مذاکرات پٹھان کوٹ حملے کی موثر تحقیقات سے مشروط کردیئے ہیں اِس یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جیسے بھارت اپنی نالائقی اور نااہلی کو چھپانے کے لئے پاکستان کو دباؤ میں لینا چاہ رہا ہے اِس نے تب ہی پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کردیا ہے کہ ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی ہی پاک بھارت تعلقات کو آگے بڑھا سکتی ہے، خبر ہے کہ بھارت نے پاکستان سے یہ بھی کہا ہے کہ ''پاکستان کی جانب سے ٹھوس تحقیقات اور بھارت کو اعتماد میں لینے کی صورت ہی میں سیکریٹری خارجہ مذاکرات کا آغاز 15 جنوری کو ہوگا'' اور اِس پر مزید یہ کہ بھارتیوں نے ڈھٹائی کے ساتھ پاکستان سے یہ بھی کہا ہے کہ ''اگر پاکستان نے بھارت کی طرف سے فراہم کئے جانے والے ثبوتوں کی روشنی میں ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی کی اور اِس ساری صورت حال سے بھارت کو آگاہ کیا تو اِسی صورت میں پاکستان سے سیکریٹری خارجہ مذاکرات شروع کئے جائیں گے ورنہ مذاکرات ملتوی کردیئے جائیں گے'' جبکہ اِدھر بھارت کی جانب سے بیجا مطالبات اور خدشات کے

جواب میں پاکستانی وزارتِ خارجہ نے بھی بھارت پر دوٹوک انداز سے یہ واضح کردیاہے کہ " اَب تک بھارت کی جانب سے جو ثبوت فراہم کئے گئے ہیں اِس پر حتمی رائے قائم کرنا مناسب نہیں ہے بھارت کو اگر شک ہے کہ حملہ آور سرحدپار سے آئے ہیں یااُن کی کسی قسم کی کوئی معاونت (حالانکہ یہ بھارتیوں کا محض شک اور ڈرامہ بازی ہے) پاکستان کے کسی شدت پسند گروپ نے کی ہے تو بھارت اِس سلسلے میں پاکستان کو مکمل دستاویزات اور تفصیلی ثبوت فراہم کرے تاکہ پاکستان موثر تحقیقات کرکے بھارت کے تحفظات دور کرسکے ،اور اگر بھارت نے مزید ثبوت فراہم نہ کئے توپٹھان کوٹ حملے کی تحقیقات آگے نہیں بڑھ سکیں گی اورپاکستان اور بھارت کے درمیان سیکریٹری خارجہ مذاکرات ملتوی ہونے کا خدشہ ہے" ۔

جبکہ پاکستان میں سول اور عسکری قیادت دہشت گردی کے خلاف ایک پیج پر ہے اورپاکستان جو پہلے ہی دہشت گردی کا شکار ہے یہ دنیامیں اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے اپنی سرزمین اور سرحدکے پار دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کا عزم کرر کھاہے اور پاکستان نے اِس کا بھی اعادہ بھی کیاہے کہ بھارت کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہاجائے گا، اور دونوں ممالک مل کر دہشت گردی کے خلاف بھرپور تعاون جاری رکھیں گے، اور خطے کو دہشت گردی سے پاک کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے جانے عزم بھی کیاگیاہے اور اپنے مذاکراتی عمل

کو کسی بھی صورت میں سبوتاژ نہیں ہونے دیا جائے گا،اور کہا گیا ہے کہ پاکستان کی سرزمین کسی مُلک کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، چونکہ پاکستان پہلے ہی اپنے یہاں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے نیشنل ایکشن پلان کے سلسلے میں آپریشن ضرب عضب شروع کیئے ہوئے ہے پاکستان یہ کبھی نہیں چاہئے گا کہ پاکستان اپنی سر زمین کو کسی مُلک کے خلاف استعمال کرنے اجازت دے،اگر بھارت پٹھان کوٹ کے معاملے میں ثبوت دے گا تو پاکستان صاف وشفاف تحقیقات کرکے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی دے گا۔

ابھی 25دسمبر 2015 کو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے اچانک پاکستان دورے کے بعد پاک بھارت استوار ہوتے تعلقات اور مثالی دوستی کے ساتھ دوملکوں کے حکمرانوں اور عوام کے درمیان مضبوط ہوتے محبتوں کے رشتوں کی رکھی جانے والی بنیادوں پر دونوں ممالک میں ہونے والے تبصرے اور تجزیے جاری ہی تھے کہ بھارت نے سانحہ پٹھان کوٹ کے چند دِنوں بعد ہی پاکستان پر الزام تراشی اور منفی پروپیگنڈوں والی اپنی پرانی روش پھر بھی نہ چھوڑی۔

اَب بھارت پٹھان کوٹ کے واقعہ کے بعد ہمارے کان یوں پکڑے یا پھر فوراًاُسی طرح ہمارے کان پکڑے جیسا کہ یہ اپنے یہاں ہر دہشت گردی کے پیش آئے واقعات کے بعد ماضی میں پکڑتا آیا ہے اگرچہ آج بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جیسے

سانحہ پٹھان کوٹ کے بعد بھارت کے کل اور آج میں کوئی فرق نہیں ہے، کل بھی بھارت کا کام یہی تھا کہ یہ اپنی زمین میں ہونے والی ہر دہشت گردی کا فوراً ہی سارا الزام پاکستان پر دھر دیا کرتا تھا اور آج بھی جب پاکستان یہ سمجھتا رہا کہ مودی اپنے 120 افراد کے ہمراہ پاکستان آئے اور پاکستانی نمک اپنی زبان اور حلق کے راستے اپنے پیٹ میں اُتار چکے ہیں تو کچھ تو نمک حلالی کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا آج تین ہفتے بعد پھر بھی بھارتیوں نے وہی کر دیا جس کی توقع ہم اِن سے بھول چکے تھے ۔

اِس میں شک نہیں ہے کہ سانحہ پٹھان کوٹ کے بعد بڑی شدت سے یہی محسوس کیا جانے لگا ہے کہ بھارت پٹھان کوٹ کا ذمہ دار بھی پاکستان کو قرار دے رہا ہے۔ مگر آج فرق صرف اتنا ہے کہ اِس مرتبہ بھارت نے پاکستان پر فوراً الزام تراشی تو نہیں کی ہے مگر کچھ دنوں بعد بڑے ڈرامائی انداز سے وہی کچھ کر رہا ہے جیسا بھارت ہر بار کرتا آیا ہے۔

آج بس..!! 2 جنوری 2016 کے سانحہ پٹھان کوٹ پر بھارت نے یہ کیا ہے کہ اِس نے پاکستان پر الزام تراشی کے لئے بڑے ڈرامائی انداز سے جس مہارتی تیکنیک کا مظاہرہ کیا ہے اَب یہ بھی پاکستانیوں سمیت ساری دنیا کو سمجھ آنے لگا ہے۔ اِس مرتبہ بھارت اپنے جس ڈرامائی انداز کو اپنا رہا ہے اور اپنے بھارتی

شہریوں اور دنیا والوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ بھارت تو اپنے پڑوسیوں سے اچھے دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہ رہا ہے، تب ہی اِس نے سرحد پار کسی مُلک کا تُرنت نام نہیں لیا ہے مگر سرحد پار کسی مُلک کو اپنی سرزمین پر دہشت گردی کے لئے بھی کھلا میدان نہیں چھوڑے گا۔

ایسے میں یہاں یہ بات واضح ہوئی کہ ہم پاکستانی کچھ بھی اچھا کرلیں مگر بھارت پاکستان کا کبھی بھی اچھا پڑوسی اور اچھا دوست نہیں بن سکتا ہے۔اِس کے دل اور دماغ میں ہمیشہ سے جو پاکستان سے نفرت کی چنگاری موجود تھی وہ آج بھی موجود ہے اور کل بھی موجودہ رہے گی۔ جو کبھی بھی کسی بڑے شعلے کو بھڑکا کر کوئی بھی سانحہ جنم دے دیگی اور یوں بھارت ہر مرتبہ اپنی اندرونی چپقلش کا الزام بھی پاکستان کے سر دے مارتا رہے گا۔

رنگ برنگی بسیں چلانے پر بلاول کی ن لیگ پر کھلی تنقید...؟؟

آج کل میرے مُلک میں تو سیاستدانوں اور اِن کی اولادوں نے اپنی اپنی سیاست کے جیسے رنگ چڑھائے ہیں ان سے کون ایسا پاکستانی ہوگا جو واقف نہ ہو..؟؟مگر پھر بھی میری قوم اور پاکستانی عوام کا ہمیشہ سے ہی یہ سب سے بڑا المیہ رہا ہے کہ یہ بیچارے سب کچھ جان کر بھی وہی کچھ کرتے ہیں، جسے یہ ہر بار نہ کرنے کا خود سے عہد کرتے آئے ہیں،یعنی یہ کہ الیکشن کے دِنوں میں اُن ہی آزمائے ہوئے سیاستدانوں اور اِن کی اولادوں کے پیچھے پیچھے ہولیتے ہیں جو ہر بار اِن کے ووٹوں سے جیت کر اِنہیں ہی دُھتکارتے اور پھٹکارتے ہیں اور ایوانوں میں پہنچ کر بھی مہنگائی کے طوفان برپا کرتے ہیں اور ایسے ایسے سخت قوانین اور ٹیکسوں کے نفاذ کے احکامات جاری کرتے ہیں، جن کا سارا بوجھ بھی میری پاکستانی غریب قوم اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم عوام کے ہی کاندھوں پر آن پڑتا ہے۔

جبکہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہاں بڑے دُکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ پریکٹس ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اِن کی اولادوں کی کوئی آج کی نہیں ہے بلکہ یہ تو پچھلے 68 سالوں سے جاری ہے مگر المیہ یہ ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی میرے مُلک کی غریب اور مفلوک الحال عوام کی آنکھوں

اور عقل پر پٹی بندھی ہوئی ہے،آج بھی یہی لگتاہے کہ جیسے ابھی میری گھامڑاور پاگل کی بچی قوم اپنی آنکھوں اور عقل پر بندھی پٹی کو نہیں اُتارے گی۔

کیونکہ اَب شاید یہ اندھااور بدعقل رہنا اپنے مقدر کا حصہ سمجھ چکی ہے تب ہی میری قوم اور میرے مُلک کے عوام اپنی قسمت کا فیصلہ کرناہی نہیں چاہتے ہیں اور ہر بار کی طرح اِس مرتبہ بھی اُن ہی دھوکے باز حکمرانوں،سیاستدانوں ،اوراِن کی دھوکے باز اور چرب زبان سیاستدان اولادوں کے ہی پیچھے بھاگتے رہیں گے۔

آج جس کا اندازہ کروڑوں دیدہ ور اور باشعورپاکستانی پی پی پی کے سربراہ آصف علی زرداری اور اُن کے اکلوتے نومولود سیاستدان بیٹے بلاول زرداری بھٹواور اِسی طرح ن لیگ کے شریف برادران سے تعلق رکھنے والے وزیراعظم نوازشریف کے خاندان کے سیاستدان بچوں مریم نوازاور حمزہ شہبازکے پبلک اجتماعات میں عوامی ہجوم سے لگا رہے ہیں کہ اَب میرے مُلک کے عوام کوپرانے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے بعداِن کی اولادیں بھی قوم اور عوام کو کیسے سیراب نما دلفریب اور دلکش نعروں اور وعدوں اور کاغذی ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرکرکے بے وقوف بنارہے ہیں...؟؟ یعنی یہ کہ جو کام پہلے پلٹ پلٹ کر برسرِاقتدار آنے والی جماعتوں (پاکستان پیپلزپارٹی اور پاکستان ن لیگ)کے

سینئر سیاستدان کیا کرتے تھے اَب یہی کام دونوں جماعتوں کے سربراہان کے بچوں نے سنبھال لیا ہے یوں آج یہ قوم کو اِدھر اُدھر سے جمع کی گئیں اپنے پرائے کی تقریروں کے جذباتی اور خوبصورت جملوں سے تیار کردہ اپنی تقاریر سے لٹو کی طرح نچانے میں مہارت حاصل کرچکے ہیں اور عوام کو سبز باغات دِکھادِکھا کر پاگل بنا رہے ہیں اور عوام کو اُلّو بنا کر اپنی سیاست چمکا رہے ہیں اور قوم کہ ہے اِن کے پیچھے دم چھلّے کی طرح لگی ہوئی ہے۔

جیسا کہ پچھلے دِنوں لاہور میں اجتماعی شادیوں کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی (جو سابق صدر آصف علی زرداری کے اکلوتے بیٹے بھی ہیں) بلاول زرداری بھٹو نے کہا کہ ''موجودہ حکومت کی پوری توجہ رنگ برنگی بسوں، ٹرینوں اور سڑکوں کی تعمیر پر ہے ایسے منصوبوں کی وجہ سے عوام کے چولہے بھی نہیں جل پا رہے ہیں''اور اِس موقع پر اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ'' سستی روٹی اسکیم، دانش اسکول جیسے بے سروپا منصوبوں کے ذریعے حکومت کے دوستوں کو فائدہ پہنچایا گیا'' ۔

اَب یہاں اگر بس ایک لمحے کو بلاول زرداری بھٹو اپنی حکومت کے پچھلے دورِ حکومت اور اپنے اَبّا جی کے گزشتہ دورِ اقتدار کا ایک طائرانہ جائزہ لے لیتے تو ممکن ہے کہ وہ ن لیگ کی موجودہ حکومت کو کم از کم اِس طرح تو

تنقید کا نشانہ ہر گز نہ بناتے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اِن کی پارٹی اور والد محترم جناب آصف علی زرداری کے سابقہ دورِ حکومت میں سوائے مصالحتوں اور مفاہمتوں کی سیاست اور حکمرانی کے مُلک میں سندھ اور کراچی سمیت کسی بھی صوبے اور شہر میں عوامی بنیادی حقوق اور سہولیات کا ایک بھی کوئی ایسا مثالی کام نہیں کیا گیا جس پر عوام کو پی پی پی حکومت پر اعتماد بحال ہوتا اور عوام میں یہ احساس پیدا ہوتا کہ پی پی پی کی حکومت نے عوامی خدمت کا کوئی ایک بھی وعدہ پورا کر دکھایا ہے، ہاں سوائے کراچی کی سڑکوں پر کراچی کے عوام کو جدید سفری سہولیات مہیا کرنے کی آڑ میں اور نام پر شہر کراچی کی ٹریفک کی روانی میں خلل ڈالنے کے لئے بالخصوص چنگ چی (9اور 12 سیٹرز) رکشوں کو چلانے کا اعلان کیا گیا اور اِس کے بعد شہر کراچی میں ٹریفک کی روانی کا جو حال ہوا یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا ہوا نہیں ہے اِن چنگ چی رکشوں کی وجہ سے شاہراہوں پر گھنٹوں ٹریفک جام رہنا اور حادثات کا ہونا روز کا معمول بن گیا ہے اور اِسی طرح پی پی پی کا اپنے سابقہ دورِ حکومت میں جدید سفری سہولیات کے نام پر ایک کارنامہ یہ بھی تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ٹاور سے لانڈھی قائدآباد تک (اُن چند ایک پرانی بسوں جو ماضی میں کبھی گرین بس سروس کے نام سے اِسی روٹ پر چلا کرتی تھیں مگر بعد میں سندھ حکومت کی سیاسی چپقلش کی وجہ سے بند کر دیں گئیں تھیں پی پی پی نے اِن بسوں کو پھر لیپا پوتی کرکے اِنہیں نئی بسوں کا نام دے کر) صرف ایک روٹ پر ایک بس سروس شروع کی گئی جو رفتہ

رفتہ وہ بھی کبھی چلتی ہے تو کبھی سندھ حکومت کی عدم توجہ اور کبھی بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے بند کردی جاتی ہے یوں اِس بس سروس میں سفر کرنے والے عوام اِس سے بھی اکثر محروم رہ جاتے ہیں، یہ تو وہ کارنامہ ہے جو پاکستان پیپلزپارٹی نے اپنے پچھلے دورِ اقتدار میں اپنے صوبے سندھ اور مُلک کے سب سے بڑے معاشی حب کا درجہ رکھنے والے شہر کراچی کے عوام کے لئے شروع کئے تھے یعنی یہ کہ پی پی پی اپنے سابقہ دورِ حکومت میں شہر کراچی کے عوام کو جدید سفری سہولیات کے نام پر چنگ چی رکشوں کو ریگولائز کیا اور ٹاور سے لانڈھی قائدآباد کے روٹ پر پرانی گرین بس سروس کو دوبارہ شروع کیا۔

اَب ایسے میں بلاول زرداری بھٹو کی اِس بات پر عوام کیسے یقین کرلیں کہ اِنہوں نے اپنے خطاب میں جو فرمایا ہے اور جس انداز سے ن لیگ کی رنگ برنگی بسوں ، ٹرینوں اور سڑکوں کی تعمیر پر تنقید کی ہے وہ سب کچھ ٹھیک ہے کیونکہ آج عوام جانتے ہیں کہ پی پی پی نے تو اپنے دورِ حکومت میں سندھ اور کراچی سمیت مُلک کے کسی بھی صوبے اور شہر میں ایک بھی نئی بس نہیں چلائی تھی مگر اَب بلاول ہیں کہ وہ گزشتہ دِنوں اپنی تقریر میں مُلک میں موجودہ ن لیگ کی حکومت پر رنگ برنگی بسیں وٹرینیں چلانے اور سڑکیں بنانے پر ایسے تنقید کررہے تھے کہ جیسے اِن کی پارٹی نے اِن کے اباجی کے دورِ حکومت میں عوامی خدمت میں (معاف کیجئے گا..!! سوائے قومی خزانے کی لوٹ مار کے) دن رات

ایک کردیئے تھے، اوراِن کی پارٹی کے دورِ اقتدار میں مُلک سے غربت ، بے روزگاری، بھوک و افلاس اور تنگدستی کا خاتمہ ہوگیا تھا اور ہر طرف خوشحالی کا دوردورہ تھا،مُلک میں زکواۃ اور فطرہ لینے والا کوئی نہیں تھا، اورآئی ایم ایف اور ورلڈ بینکوں سے لئے گئے قرضوں کی ادائیگی صفر ہو گئی تھی، مُلک معاشی اور اقتصادی لحاظ سے ترقی کرتا کرتا آسمان کی بلندیوں سے بھی بہت اُونچا ہوگیا تھا، قومی خزانہ لبالب بھر چکا تھا،اگر پی پی پی کے پچھلے دورِ حکومت میں یہ سب کچھ واقعی حقیقی رنگ میں تھاتو پھر آج چیئرمین پی پی پی بلاول زرداری بھٹون لیگ پر کھلی تنقید کرتے تواچھا بھی لگتا جبکہ ساری پاکستانی قوم کو پی پی پی کا گزشتہ دورِ حکومت بھی خوب یاد رہے گا جس میں سندھ و کراچی سمیت مُلک ’’ کے دیگر صوبوں اور شہروں کے عوام کو بنیادی حقوق سے صریحاً محروم رکھاگیا تھا وعدے تو بہت کئے گئے تھے مگر ایک بھی وعدہ وفا نہیں کیا گیا تھا‘‘ اوراِسی کے ساتھ ہی یہ بھی قوم کو ہمیشہ یار رہے گا کہ قومی خزانے کو پی پی پی والوں نے کس طرح لوٹا اور سندھ میں کرپشن کتنی زوروں پر رہی یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے،آج جس کا خمیازہ ڈاکٹرعاصم حسین تو بھگت ہی رہے ہیں مگراَب بہت جلد پی پی پی سے وابستہ بہت سے کرپشن میں ملوث اعلیٰ و ادنی عہدیداران و کارکنان اور حماتیوں کو بھی بھگتناپڑے گا کیوں کہ نیشنل ایکشن پلان جوآپریشن ضربِ عضب اور کراچی آپریشن کے نام سے شروع ہے وہ کراچی و سندھ سے لے کر کشمورتک جتنے بھی کرپٹ عناصر اور دہشت

گرد، بھتہ خور، ٹارگٹ کلر، اغواء برائے تاوان اور دیگر بڑے چھوٹے جرائم میں ملوث گروپس اور ملک دُشمن عناصر کے قلع قمع کرنے کے لئے تو ہے جواَب تیزی سے اپنی منزلیں طے کرتا جارہا ہے اور آہستہ آہستہ کرپٹ عناصر اور برائیوں میں غرق افراد کو لگ پتہ جائے گا کس کے سر پر کتنے بال ہیں...؟؟ کیونکہ اَب سب کا کیا دھرا سب کے سامنے آنے والا ہے بس تھوڑا سا اور انتظار کرلیں، اَب خواہ کرپشن میں رنگ برنگی بسیں اور ٹرینیں چلانے اور سڑکیں بنانے والے ہوں یا ایک خبر کے مطابق ایان علی کے وعدہ معاف گواہ بنتے ہی اِس کی زبان کھلنے پر وہ 24 بااثر شخصیات کے نام بھی ظاہر ہوجائیں گے جن کا کام کرتے ہوئے ایان علی پر مقدمہ چلا ..یوں اَب کوئی بھی آپریشن ضربِ عضب اور قانون کی مضبوط گرفت سے نہیں بچ پائے گا۔

آصفہ زرداری بھٹو کی بیمار بلیوں کا تو علاج ہوگیا، مگر

جب گزشتہ دِنوں مُلک کے سابق صدر اور پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرینز کے موجودہ صدر آصف علی زرداری کی صاحبزادی آصفہ زرداری بھٹو کی بلیوں کو بلاول ہاؤس لاہور کا موسم راس نہیں آیا اور وہ بیمار پڑ گئیں تو اِنہیں فوراََ چیک اَپ کے لئے جانوروں کے ماہر اور اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس بھجوادیا گیا اور بلیوں کی دیکھ بھال کے لئے بھی تُرنت تربیت یافتہ عملہ تعینات کردیا گیا تاکہ آصفہ کی یہ بیمار بلیاں جلد ٹھیک ہوجائیں اور آصفہ خوش ہوجائیں۔

جیسے ہی آصفہ کی بلیوں کی بیماری کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پاکستان سمیت دنیا بھر میں پھیلی ہوگی تو یقیناََ آصفہ کی بیمار بلیوں کے لئے لاہور سے لے کر کراچی سمیت مُلک کے جن شہروں اور دنیا میں جہاں کہیں بھی بلاول ہاؤس قائم ہیں وہاں آصفہ کی پیاری پیاری معصوم اور قیمتی بیمار بلیوں کی جلد صحت یابی کے لئے دُعاؤں اور وظائف کے ورد شروع ہوگئے ہوں گے اور ایسے میں پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرینز کی اعلیٰ و ادنیٰ قیادت اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اِن کے جیالے حرکت میں آگئے ہوں گے اِن کا تو بس نہیں چل رہا ہوگا کہ یہ کب اُڑ کر بلاول ہاؤس لاہور پہنچ جائیں اور آصفہ زرداری

بھٹو کی بیمار بلیوں کی خدمت اور تیمارداری کے لئے اپنی خدمات پیش کردیں ایک اندازہ ہے کہ ایسا کرنے کے لئے ہزاروں جیالے بیتاب ہوگئے ہوں گے وہ تو بڑا اچھا ہوا کہ لاہور کے جانوروں کے ماہر ڈاکٹر حضرات کی فوری خدمات بلیوں کو حاصل ہوگئیں اور آصفہ کی بلیوں کی طبیعت سنبھال گئی ورنہ پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹریز اور اِس کی ہم خیال جماعتیں اِس پر بھی اپنی سیاست چمکاتیں کہ آصفہ کی بلیوں کی بیماری کی پیچھے بھی ن لیگ کی کوئی سازش ہوسکتی ہے یکدم اِسی طرح جیسے آج سندھ میں نیب اور رینجرز کے ہاتھوں بے لگام کرپشن اور کرپٹ عناصر کو بے نقاب کرنے پر پی پی پی یہ کہتی پھر رہی ہے کہ اِس سارے عمل کے پس پردہ ن لیگ اور وفاقی حکومت کی سازش کارفرما ہے ہم اِس کا ہر طریقے سے مقابلہ کریں گے یہ انتقامی سیاست ہے جو جمہوریت کو ڈی ریل کردے گی۔

بہر کیف، مگر یہاں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب تھر میں غذائی قلت اور صحت کی سہولیات اور صاف وشفاف پینے کا پانی نہ ہونے اور کئی سالوں سے دیگر وبائی امراض پھیلنے کی وجہ سے بلکتے سسکتے بچوں کی اموات میں اضافہ ہو اور کراچی کی اہم اور انتہائی مصروف ترین شاہراہ ایم اے جناح روڈ پر غیر اخلاقی اور غیر قانونی پروٹوکول کی وجہ سے لیاری کی بسمہ جیسی کوئی معصوم بچی کی موت ہوجائے تو تب زبان کی نوک سے سوائے رسمی طور پر ہلکے پھلکے افسوس اور

ہمدردی کے دو جملوں کے نہ تو پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرئنز کے صدر آصف علی زرداری، چیئرمین بلاول زرداری بھٹو اور سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ سمیت سندھ حکومت اور اِس کی انتظامیہ میں سے کسی بھی فرد کے کان پر جوں بھی نہ رینگیں اور اِس پر اُلٹا یہ سب سُکھ اور چین کی بانسری بجاتے رہیں اور اپنے اپنے معاملاتِ زندگی یوں ہی پروٹوکول پہ پروٹوکول کے ساتھ چلاتے رہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے کیونکہ مرنا تو غریب اور اِس کے بچوں کا مقدر ہے یہ پیدا ہی مرنے کے لئے ہوئے ہیں، ہمارے نزدیک تو اِن کی اہمیت حشرات الارض جیسی ہے مگر ہم چونکہ اِنسان ہیں اِس لئے محفوظ اور لمبی زندگی کا حصول اور اِس کے مزے لے کر جینے کا حق تو ہمیں ہے اور ہمارے بچوں بلاول، بختاور، آصفہ زرداری بھٹو اور اِن کی بلیوں کو ہی ہے یعنی کہ آج اگر تھر کے بچے قحط اور صحت کی سہولیات اور پینے کے پانی کی عدم فراہمی اور کوئی بسمہ ہمارے بلاول کے پروٹوکول کی وجہ سے مریں تو اِس سے اِنہیں کوئی سروکار نہیں ہے مگر اِن کے نزدیک تو بس بلاول، بختاور، آصفہ زرداری بھٹو اور اِن کی بلیوں کی حفاظت کرنا غریب
پاکستانیوں اور ماہوار تنخواہ لینے والے سیکیورٹی پر معمور سرکاری اور نجی اہلکاروں کا قومی فریضہ ہے آج جب حکمرانوں، سیاستدانوں اور مُلک پر قابض اقتدار کے پجاریوں (پی پی پی، ن لیگ اور دیگر سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان اور قیادت) کی ایسی سوچ اور ایسے خیالات ہو جائیں تو پھر قوم کے مستقبل کر مُرجھانے اور کُمھلانے سے

کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

چلیں، میں اپنی اِسی بات اور نقطے کو شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے اِس قولِ عظیم سے آگے بڑھاتا ہوں کہ آپ ایک موقعے پر فرماتی ہیں کہ '' صرف اچھے اور تعمیری اور اِنسان دوست خیال کی آزادی ہی کسی قوم کے مستقبل کو پیدا کر سکتی ہے، فروغ دے سکتی ہ، پھیلا سکتی ہے اور اِس کی یقین دہانی و ضمانت فراہم کر سکتی ہے، مگر جب ایسے خیال مرجھانے اور کُمھلانے لگے تو قومیں سُوکھ کر کانٹا ہو جاتی ہیں ''۔یقینا شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا یہ قول اُس وقت تک اپنی جگہہ ٹھیک تھا جب تک یہ حیات تھیں کیوں کہ اِنہوں نے قوم کو اپنے اِسی قولِ زریں پر چلایا اور قائم رکھا تھا اور قوم اور مُلک کو لے جانے کا عزمِ مصمم کیا اور وہ اِسی پر کاربند رہیں۔

مگر آج یہاں مجھے بڑے دُکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہوں کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد ہی پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ و ادنٰی قیادت اپنی ہی قائد کے اِس قول زریں پر عمل کرنا بھول گئی اور بینظیر بھٹو شہید کے شہادت کے بعد ہاتھ آئے اپنے پہلے ہی اقتدار کے پانچ سالوں میں پی پی پی والوں نے نہ صرف قوم بلکہ (اپنی ہی پارٹی کے منشور اور نعرے روٹی ، کپڑا اور مکان کے) خیال کی آزادی کے ساتھ کیا کیا نہ کیا۔۔۔؟؟آج اِسے بھی

سب جانتے ہیں اور یہ بھی قوم کو معلوم ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے بعد ہی پی پی پی کے سربراہان کے خیال اور خیالات قوم کے خیال کی آزادی پر پابندی لگانے والے ہوگئے اور انہوں نے اپنے دورِ اقتدار کے پانچ سالوں میں قوم کی آزاد خیالی پر ایسے ایسے قدغن لگائے گئے کہ قوم کے خیال کی آزادی برسرِاقتدار پاکستان پیپلز پارٹی اور اِس کی قیادت کی جانب سے ملنے والے مسائل اور پریشانیوں کے شکنجے میں جکڑتے چلے گئے اور یوں آج تک قوم کے خیال کی روٹی کپڑا اور مکان کے حصول کی آزادی پر مسائل اور پریشانیوں کے پہرے لگ گئے اور قول کی آزاد خیالی پریشانیوں اور مسائل میں گھر کرہ گئی اور اِسی سلسلے کو موجودہ برسرِ اقتدار جماعت پاکستان ن لیگ آگے بڑھا رہی ہے ۔

آج بھی اگر بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی اور بالعموم پاکستان ن لیگ کی قیادت یہ چاہتی ہے کہ اِنہیں اپنا وقار اور مورال قومی اور عوامی سطح پر بلند کرنا ہے تو پھر اِنہیں اپنی حقیقی اور روحانی سیاسی قائد شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے اُوپری سطور میں بیان کردہ قول زریں پر پورا کا پورا ڈھالنا ہوگا اور قوم کو بنیادی حقوق جیسے مسائل اور پریشانیوں میں پھنسا کر اِس کی خیال کی آزادی پر لگائی گئی پابندی کو خیال اور خیالات کی آزادی کے لئے آزاد کرنا ہوگا اور ایسا اُسی وقت ممکن ہوگا کہ جب پی پی پی اور ن لیگ کی قیادت قوم کے مسائل حل کریں اور قوم کو اِس کے بنیادی حقوق روٹی کپڑا اور

مکان دیں تاکہ قوم اچھے اور تعمیری اور اِنسان دوست خیال کی آزادی پروان چڑھے اور قوم اپنے اِس خیال سے اپنے مستقبل کو پیدا کرسکے، فروغ دے سکے، پھیلاسکے اور اِس کی یقین دہانی و ضمانت فراہم کرسکے ورنہ آج جس طرح قوم کو مسائل اور پریشانیوں کے دلدل میں دھنسا کر پی پی اور ن لیگ نے قوم کی خیال کی آزادی کو ختم کردیا ہے یقینی طور پر اِس طرح تو قوم کے خیال مُرجھانے اور کُمھلانے لگیں گے اور قوم سُوکھ کر کانٹا ہوجائے گی جیساکہ آج کل مہنگائی ، ٹیکسوں کے بیجا لوڈ، کرپشن ، بھوک و افلاس اور دیگر مسائل اور پریشانیوں کی وجہ سے قوم سُوکھ کر کانٹا ہو رہی ہے۔

بہرحال،آج تھر میں غذائی قلت اور صحت کی سہولیات اور صاف وشفاف پینے کے پانی نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی اموات میں ہونے والے اضافے کی بھی اصل ذمہ دار پاکستان پیپلزپارٹی اور ن لیگ کی قیادت اور سندھ اور وفاق کی حکومتیں ہی ہیں ، جن کی آپس کی سیاسی چپقلش اِن کی نااہلی اور غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو کہ ناقابلِ معافی جرم ہے، مگر پی پی کی قیادت اور سندھ اور وفاق کی حکومتیں ہیں کہ وہ یہ ذمہ داری لینے کو ہی تیار نہیں ہے،ایسے میں سندھ حکومت وفاق کے روکھے پیکھے رویوں پر اپنی بے حسی کا رونا رو رو کر زمین اور آسمان ایک کئے ہوئے ہے اور سندھ اور وفاقی حکومتوں کی اِس سیاسی لڑائی میں موت کا فرشتہ تھر کے معصوم بچوں پر اپنا ہاتھ صاف کررہاہے اور اِنہیں

سندھ اور وفاق حکومتوں کی نااہلی کی وجہ سے غذائی قلت اور صحت کی سہولیات اور صاف وشفاف پینے کے پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپنے غریب اور مفلوک الحال والدین سے کھینچ کر قبروں کی آغوش میں ابدی نیندیں سُلا رہا ہے اور معصوم بچوں کی موت پر اِن کے والدین کو تاحیات ماتم کرنے کے لئے چھوڑے جا رہا ہے تھر کی اِس صورتِ حال پر وزیرِاعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کا یہ کہنا ہے کہ ''تھر میں اگر قحط ہے تو مرد اور عورتیں کیوں نہیں مرتیں وہاں صرف بچے ہی کیوں مرتے ہیں؟ بچوں کی ہلاکتیں قحط سے نہیں مریض کے دیر سے ہسپتال پہنچنے سے ہوتی ہیں، جبکہ اِن کہنا ہے کہ ہم نے تو تھرپارکر میں چار سے پانچ ارب خرچ کر چکے ہیں'' مگر دوسری طرف وفاق ہے کہ ابتک اِس نے تھرپارکر کی صورتِ حال موت کے منہ جاتے معصوم بچوں کے اضافے پر سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے اُلٹا سندھ حکومت کی مظلومیت کا تماشہ دیکھ رہا ہے ۔

آج اگر سندھ حکومت تھر کے قحط سے مرنے والے بچوں پر سیاست کرکے سروں کا بینا ربنا رہی ہے تو کم از کم وفاقی حکومت کی تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تھر کے غذائی قلت اور صحت کی سہولیات اور صاف وشفاف پینے کے پانی نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی اموات میں ہونے والے اضافے پر سنجیدگی سے توجہ دے اور تھر سے قحط کو ختم کرانے کے اقدامات کرے تاکہ سندھ حکومت مرنے والے بچوں کے سروں پر سیاست نہ کرسکے اور وفاق اپنی ذمہ داریوں سے سُرخرو ہوجائے۔

وزیراعظم صاحب تو پاکستان کا تصورِ اسلام کہاں گیا۔ ۔؟؟؟

آج ویسے مجھے لکھنا تو کچھ اور تھا مگر ایک خبر جس نے مجھے یہ کالم لکھنے پر مجبور کیا وہ کچھ ایسی تھی کہ جس سے مُلک میں بحث و مباحثوں کے بہت سے دریچے کھلیں گے اور یقینی طور پر مُلک میں ایک طویل ترین بحث چھڑ جائے گی اور قوم کی توجہ کہیں سے ہٹا کر کہیں لگادی جائے گی، پھر اِس دوران حکومت جو چاہئے گی کرتی پھرے کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوگا کہ مُلک میں کیا ہو رہا ہے۔ ۔؟؟ اور کیا ہونے جارہاہے۔ ۔؟؟۔

تو لیجئے جناب،آج ایک بار پھر ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے مخصوص انداز سے اپنا سینہ چوڑا کرکے یہ فرمادیاہے کہ ''قوم نے فیصلہ کرلیاہمارا مستقبل جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان میں ہے''۔

گزشتہ دِنوں اُنہوں نے اِن خیالات کا اظہار پاک امریکا بزنس کونسل کے وفد کے اعزاز میں ظہرانے کے موقع پر کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کیا، میں جس کی تفصیل اگلی سطور میں بیان کروں گا، بس یہاں مجھے وزیراعظم کے اِس خطاب پر شاعر کے یہ اشعار یاد آ گئے جو حاضرِ خدمت ہیں شاعر کہتاہے کہ:۔

! یہ فرمان ہے آج تہذیب نو کا پُرانی شعریعت کو موقوف کردو

! پڑھو ناؤ کی اَب تصانیفِ ناقص کتابِ حقیقت کو مغلوف کر دو

جبکہ دوسرا شعر یہ ہے کہ:۔

ہمارے چارہ سازانِ سیاست کی یہ فطرت ہے یہ عُہدوں کے لئے اپنی اَنا کو بیچ دیتے ہیں

وطن سے دُشمنی ملّت فروشی کام ہے اِن کا یہ وہ کم ظرف جو اپنے خدا کو بیچ دیتے ہیں

قارئین حضرات ،اَب یہاں مجھے اپنی قوم اور اپنے وطن کے قیام کی تاریخ میں جانے اور جھانکنے کی ضرورت یوں بھی نہیں ہے کہ آج یہ بات نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ساری دنیا کو بھی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ پاکستان جو ایک مکمل اسلامی ملک ہے اور اِس ریاست کی بنیادی اساس ہی اسلام ہے۔

مگر اَب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ..؟؟ پاکستانی قوم اپنے اسلامی تشخص سے پھر جائے اور اپنے وطن کی ترقی اور اپنے مستقبل کی تلاش میں اُس ڈگر پر چل پڑے جس کا اِس نے کبھی تصور ہی نہیں کیا ہے مگر ہمارے وزیراعظم کیسے ہیں جو یہ فرمارہے ہیں کہ ''ہمارا مستقبل جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان میں ہے'' ۔تو یہاں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ وزیراعظم صاحب ! تو پاکستان کا وہ تصورِ اسلام اور دو قومی نظریہ کہاں گیا جس کی بنیاد '' پر اِس وطن کا قیام عمل میں

لایا گیا تھا۔۔۔؟؟ اگر آج پاکستان کو لبرل ریاست بنانا ہی ہے تو پھر تحریکِ پاکستان کیوں چلائی گئی تھی؟ اور پاکستان کا قیام ایک اسلامی ریاست کے طور پر کیوں لایا گیا؟ جبکہ یہاں ایک توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ آج بھی ہندوستان، بھارت اور انڈیا لبرل مُلک ہے۔

بہر حال، خبر یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں اسلام آباد میں پاک امریکا بزنس کونسل کے وفد کے اعزاز میں ظہرانے کے موقع پر کونسل سے خطاب کرتے ہوئے ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنی دانش سے انتہائی اطمینان اور سکون کے ساتھ یہ فرمادیا ہے کہ ”پاکستانی قوم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہمارا مستقبل جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان میں ہے“ بس اِن کے خطاب میں یہ ایک نکتہ ہی ایسا تھا جس پر طویل بحث ہو سکتی ہے مگر اِن کے خطاب کے دیگر نکات تو قابلِ تعریف اور لائقِ تحسین ہیں جیسے کہ وزیراعظم نے اپنے خطاب میں یہ کہا کہ ”توانائی کی قلت دور کرنا اِن کی حکومت کی اولین ترجیح ہے اور اِس موقع پر اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاک امریکا بزنس کونسل پاکستانی مصنوعات کے لئے ترجیحی مارکیٹ رسائی کے لئے امریکی قانون سازوں پر زور ڈالیں اور پاکستان تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتا ہے، ہمارے عوام کو غربت سے باہر نکالنے کے لئے ہمیں پہلے خطے میں امن قائم کرنا ہوگا“ اور اِن کے خطاب کا یہ ایک جملہ تو اِن کی محبِ وطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کہتے ہیں

کہ ’’دہشت گردوں کو منطقی انجام تک پہنچائیں گے، انسداد دہشت گردی کا جامع آپریشن ضرب عضب حوصلہ فنزاء نتائج دے رہاہے، ہم نے اپنی حکومت کی جانب سے دہشت گردی کے خاتمے اور نجی شعبے کی ترقی کا عزم کر رکھا ہے‘‘ جبکہ اِس موقع پر پاک امریکا بزنس کونسل کے چیئرمین مائلز یگ، نائب چیئرمین محمود خان، امریکی سفیر ڈیوڈ ہیل اور امریکی تاجروں، ایگزیکٹو افسران، سرمایہ کاروں اور صنعتی لیڈرز کے 14 رکنی وفد بھی موجود تھا۔

یقیناًاِس سے کسی کو انکار نہیں کہ اِس موقع پر وزیراعظم نواز شریف نے مُلک کی ترقی اور اقتصادیات کو استحکام بخش بنانے کے لئے پاک امریکا بزنس مینوں سے مُلکی مفادات سے متعلق تعاون جاری رکھنے کی یقین دہانیاں بھی کروائی ہوں گیں۔

مگر یہاں میں ایک بار پھر یہ کہوں گا کہ مجھے یہ کالم لکھنے پر جس ایک نقطے نے متحرک کیا وہ پاک امریکا بزنس کونسل سے وزیراعظم نواز شریف کے خطاب کا یہ جملہ تھا ’’

پاکستانی قوم نے فیصلہ کرلیاہے کہ ہمارا مستقبل جمہوری، لبرل اور ترقی پسند پاکستان میں ہے‘‘ جس نے مجھے قرطاس پر اپنے خیالات بکھیرنے کی ہمت دلائی اور یوں میں نے مختصر سے وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اَب مجھے یہ پتہ نہیں کہ میں اِس میں کتنا کامیاب ہوااور کہاں تک میں نے اپنے

کالم کے ساتھ انصاف کیا۔۔؟؟مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے انتہائی اختصار کے ساتھ کوشش کی ہے کہ اشعار اور پیراگرافس سے وہ بیان کردوں جو آج ہر پاکستانی اپنے پاکستان کو مکمل اسلامی ریاست دیکھنا چاہتا ہے اور میں نے اِس کے دل اور دماغ کی بات کہہ دی ہے۔

اَب چلتے چلتے میں جناب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب سے یہ عرض کرنا بھی چاہوں گا کہ ترقی اور خوشحالی کے نام پر مُلک کو لبرل ازم اور ترقی پسند پاکستان بنانے کے بجائے مُلک کی ترقی اور خوشحالی کی راہیں اسلامی اصولوں اور تعلیمات قرآنی اور سُنت رسول ﷺ کی روشنی سے ہی نکالی جائیں تو مُلک زیادہ بہتر انداز سے ترقی اور خوشحالی کی راہوں پر گامزن ہوسکے گا ورنہ، جناب وزیراعظم صاحب، آپ مُلک کو جس لبرل ازم اور ترقی پسندی کی راہ پر لے جانا چاہتے ہیں اِسے مُلک کے 20 کروڑ عوام کبھی بھی قبول نہیں کریں گے۔کیوں کہ پاکستانی عوام کے دلوں میں پاکستان ایک مکمل آزاد اسلامی ریاست اور ایک خدا،ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن کے ماننے والوں کامُلک ہے یہاں کے عوام اسلامی اصولوں اور ضابطوں کے برخلاف کسی لبرل ازم کی آڑ میں کسی ترقی پسند پاکستان کے تصور کو نہیں جانتے اور نہیں مانتے ہیں۔بقول شاعر68 سال قبل بھی پاکستانیوں کی یہی خواہش تھی جو کل بھی تھی ہے وہ آج بھی ہے اور مستقبل میں بھی ہر محبِ وطن پاکستانی کی یہی تمنا اور حسرت رہے گی کہ:۔

ہم کو دینِ مصطفیٰ ﷺ کی حکمرانی چاہیئے ہے اِسی مقصد میں پنہاں قوم کی عظمت کا راز
ہے وطن کی سالمیت اتحادِ قوم میں اتحادِ قوم میں ہے مُلک کی قوت کا راز
اور اَب آخر میں، میں اپنے کالم کا اختتام اِن اشعار کے ساتھ بانی پاکستان حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کرتا چلوں کہ:۔

وطن کا بانی و معمار قائدِ اعظم تھا ایک صاحبِ کردار قائدِ اعظم
وہ اپنی ذات سے باغ و بہار شخصیت وہ اپنے دیں کا وفادار قائدِ اعظم
یقین و عزم و عمل کا ستارہء پُر نور وہ نظم و ضبط کا مینار قائدِ اعظم
لبوں پہ رکھتا تھا وہ لاالہٰ الا اللہ غلامِ احمدِ مختار ﷺ قائدِ اعظم

خواجہ آصف صاحب جب جمعہ کی چھٹی اسلام میں نہیں تو اتوار کی چھٹی بھی کہاں سے ثابت ہے؟

گزشتہ دنوں جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی طارق اللہ نے ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو کرنے کی قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی تو اِس کی مخالفت میں وزیر دفاع خواجہ آصف نے اپنے مخصوص لب ولہجہ میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہاکہ '' جمعہ کی چھٹی اسلام میں کہاں سے ہے'' جس پر میں اپنے وزیر دفاع خواجہ آصف سے یہ دریافت کرناچاہتاہوں کہ جبِ محترم '' جب جمعہ کی چھٹی اسلام میں نہیں ہے تو اتوار کی چھٹی بھی کہاں سے ثابت ہے'' اگر یہ آپ بتادیں تو آپ کے اِس بیان کے بعد آج مجھ سمیت کروڑوں مسلمان پاکستانیوں کی ایک بڑی اُلجھن ختم ہو جائے گی جو آپ کے اِس کہے کہ بعد پیدا ہو گئی تھی۔

آج ایسالگتاہے کہ جیسے جمہوریت کی آڑ لے کرملک میں لبرل ازم کا پرچار کرنے والی موجودہ برسرِ اقتدار جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ہر اعلیٰ اور ادنی کارکن کی بس ایک یہی خواہش ہے کہ کسی بھی طرح سے مُلکِ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بجائے جلد از جلد ایک جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان بنادیا جائے،یعنی یہ کہ اپنے اِس مشن کو عملی جامہ پہنانے کے لئے برسرِ اقتدار جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) سرگرمی سے مصروفِ عمل ہے، آج یہ

بات وثوق کے ساتھ ایک میں ہی نہیں بلکہ ساری پاکستانی قوم سمجھ رہی ہے تو کہی بھی رہی ہے۔

میرا اور آپ کا یہ مُلکِ عظیم پاکستان جو دو قومی نظریہ کی بنیاد پر لاکھوں اِنسانی جانوں کی قربانیوں کے بعد خالصتاً اسلام کے نام پر قائدِاعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں 14 اگست 1947 کو معرضِ وجود میں آیا تھا، مگر آج 68 سالوں بعد بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے دیس پاکستان کے موجودہ حکمران جس طرح کے بیانات اور اقدامات سے اِسے جمہوری لبرل اور ترقی پاکستان بنانے کے لئے اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اِس سے تو بس یہی لگتا ہے کہ آنے والے سالوں میں موجودہ حکمران جماعت پی ایم ایل (ن) مُلک کو ایک جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان قرار دے دی گی۔

اِس سے شائد کسی کو انکار نہ ہو کہ یقیناً قوم کو اُس وقت بڑی حیرانگی ہوئی ہو گی جب بدھ 19 جنوری 2016 کو قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی کے رکن صاحبزادہ طارق اللہ نے ہفتہ وار تعطیل (چھٹی) اتوار کے بجائے جمعہ کو کرنے کی قرارداد پیش کی تو حکمران جماعت کے وزرأ کے جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ اِس قرار داد پر ایسے سیخ پا ہوئے کہ اِنہیں اپنے غیظ وغضب میں یہ بھی محسوس نہ ہوا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں..؟؟ مگر چونکہ یہ سب اغیار کے یار اور اِن کی

تہذیب و تمدن کہ دلدادہ ہیں سو اُس روز اُن کی زبان پر جو آیا بولتے چلے گے اُس دن اُنھوں نے وہی کیا اور ویسا ہی کہا یہ جن سے متاثر ہیں اور جن کی تہذیب و تمدن کا رنگ یہ اپنے اُوپر چڑھائے ہوئے ہیں۔

بہر حال، بات اصل میں یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں جماعت اسلامی کے رُکن صاحبزادہ طارق اللہ نے قومی اسمبلی میں ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو کرنے کی قرارداد پیش کی۔ جن کا کہنا تھا کہ ''مُلک میں ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو مقرر کی جائے'' اِن کا کہنا تھا کہ '' جمعہ بابرکت اور مسلمانوں کی عبادت کا دن ہے اور اِس طرح ہمارے بچے بھی نماز کی طرف راغب ہوں گے اور ہم اپنی نوجوان نسل کو مکمل اور پاکیزہ اسلامی ماحول مہیا کر سکیں گے، 1977 میں قومی اسمبلی نے جمعہ کی چھٹی کی قرارداد منظور کی تھی'' اور اِس کے ساتھ ساتھ صاحبزادہ طارق اللہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ '' آج بھی بہت سے برادر اسلامی ممالک میں جمعہ کو ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے،'' ۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج جن اسلامی ممالک میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے اِن ممالک میں اِس بابرکت اور مبارک دن چھٹی ہونے سے پاکیزہ اور اسلامی ماحول اور مثبت اور تعمیری رجحانات پروان چڑھے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اِن اسلامی ممالک میں جمعہ کی چھٹی ہونے سے وہاں کی معیشت مستحکم ہے اور اِن کا

اقتصادی ڈھانچہ بھی مضبوط ہے، یہ بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ دنیا کے جن اسلامی ممالک میں جمعہ کی چھٹی ہوتی ہے نہ تواِن کی ترقی رکی ہے اور نہ ہی یہ ممالک یورپ کے کسی بھی ترقی یافتہ مُلک سے معاشی اور اقتصادی ترقی اور عوام کی خوشحالی سے پیچھے ہیں لہٰذاہمارے مُلکِ عظیم پاکستان میں بھی ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو کی جائے تاکہ اِس بابرکت اور مبارک دن کی عظیم رحمتوں اور برکتوں کی ساعتوں کو مُلک کاہر مسلمان فرد اپنے دامن میں سمیٹے اور اِس روز اپنے رب کے حضور پیش ہو کر خشوع و خضوع سے نمازجمعہ کی ادائیگی کو یقینی بناسکے اور اپنی دُعاوں میں خصوصی طور پر مُلکی ترقی و خوشحالی اور وزیراعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کی درازی عمر کی دُعاؤں کو بھی شامل کرے۔

تاہم طارق اللہ کی قرارداد کی حمایت میں اِن ہی کی جماعت کی رُکن قومی اسمبلی عائشہ سید کا یہ کہنا تھاکہ ''آج مُلک میں صرف کاروباری طبقہ ہی ہے جو جمعہ کی چھٹی کا مخالف ہے'' اِن کا یہ بھی کہنا تھاکہ ''مُلک میں جمعہ کی چھٹی نہ ہونے سے مُلک میں زلزلوں، سیلابوں اور دیگر قدرتی آفات کے نزول کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑاہے''

حکمرانو کواِس جانب سنجیدگی سے ضرور سوچنا چاہئے اور ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو کرنے کا فوری اعلان کرکے حکمران مُلک کو آنے والے دنوں میں قیامت خیز آفات سے محفوظ بناسکتے ہیں ورنہ.

شائد یہ سلسلہ جاری رہا تو پھر ہم سوائے کفِ افسوس کہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے جبکہ اِس موقع پر پاکستان تحریک انصاف کی رکن قومی اسمبلی نفیسہ خٹک نے بھی طارق اللہ کی قرارداد کی اپنی مکمل حمایت کی یقینی دہانی کراتے ہوئے کہا کہ ”مُلک میں جمعہ کی چھٹی اچھی بات ہے اور یہ فوری طور پر نافذ العمل کی جائے“۔

جبکہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے رُکن قومی اسمبلی طارق اللہ کی ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو یقینی بنانے کی پیش کردہ قرارداد کے جواب میں حکومتی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رُکن قومی اسمبلی کیپٹن (ر) صفدر کا یہ کہنا تھا کہ ” جمعہ کی چھٹی کے لئے قرارداد تو خیبر پختونخواہ اسمبلی میں پیش ہونی چاہئے کیونکہ کے پی کے میں مذہبی رجحان زیادہ پایا جاتا ہے“ اِن کے اِس جملے سے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اسلام صرف کے پی کے تک ہی محدود ہے یا کر دیا گیا ہے اور وفاق سمیت مُلک کے تین صوبوں کے عام اور اِن کی اسمبلیوں کے اراکین جمہوری لبرل اور ترقی پسند پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں، اَب کیپٹن (ر) صفدر کی جانب سے اِس کی بھی وضاحت ہونی چاہئے کہ آخر کیپٹن (ر) صفدر کہنا کیا چاہتے تھے۔

بہر کیف، طارق اللہ کی قرارداد کا جواب دیتے ہوئے وزیر مذہبی امور سردار یوسف نے بھی لب کُشائی کرتے ہوئے یہ کیا خوب کہا ہے کہ ”عوام کو نمازوں کی ادائیگی

کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے نظامِ صلوٰ نافذ کرنے پر غور کر رہے ہیں، جمعہ عبادت کا دن ہے، چھٹی کا دن نہیں ہے، جمعہ کو کام پر ہوتے ہوئے بھی لوگوں کے پاس نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے اچھا خاصہ وقت ہوتا ہے،''اِس موقع پر اُلٹا اُنھوں نے یہ سوال بھی کر دیا کہ'' اِس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر چھٹی کر بھی دی جائے تو لوگ جمعہ کی نماز نہیں چھوڑیں گے''..؟؟

جبکہ طارق اللہ کی قرارداد پر وزیر مملکت شیخ آفتاب اور قائد حزب اختلاف خورشید شاہ نے بھی اپنی دانش سے قومی اسمبلی میں یہ تجویز دے ڈالی کہ'' جمعہ کی چھٹی کا معاملہ وزراتِ داخلہ کو بھجوادیا جائے'' یعنی یہ کہ اِن دونوں نے اِس موقع پر طارق اللہ کی قرارداد کی مخالفت کی اور نہ حمایت بلکہ اپنے آپ کو بچاتے ہوئے گیند اُس وزراتِ داخلہ چوہدری نثار علی خان کے کوٹ میں ڈال دی ہے جو وزیر اعظم نواز شریف کے سب سے زیادہ قریب تر اور ہر دلعزیز وزیر ہیں جو وزیراعظم نواز شریف کی قربتِ خاص کی گھٹی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں اِن کا کوئی بھی فیصلہ اور اعلان وزیراعظم نواز شریف کبھی رد نہیں کرتے ہیں اور یوں چوہدری نثار یہ کیوں چاہیں گے کہ ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو دی جائے تو مُلک کاروباری اعتبار سے یورپی ممالک سے کٹ جائے، اور مُلکی معیشت اور وزیراعظم پاکستان کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کاروبار کو نقصان پہنچے۔

تاہم وزیر دفاع خواجہ آصف نے جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی طارق اللہ کی ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو کرنے کی پیش کردہ قرارداد پر پارلیمنٹ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "جمعہ کی نماز چھٹی کے بغیر بھی پڑھی جا سکتی ہے" اور اِسی طرح اپنے اِس خطاب کے دوران وزیر دفاع نے یہ بھی کہا کہ "اسلام میں جمعہ کے دن کی ہی نہیں بلکہ کسی بھی دن کی چھٹی کا حکم نہیں ہے" اِن کا کہنا تھا کہ "اِس کے برعکس قرآن میں جمعہ کی نماز کے بعد اللہ کے فضل کی تلاش کرنے کا حکم ہے"۔

خواجہ آصف کے کہے ہوئے اِن جملوں کے جواب میں یہاں میں اِن سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ "جنابِ محترم خواجہ آصف جی، اگر آپ کے خیال میں اسلام میں جمعہ کے دن یا کسی اور روز بھی چھٹی کا حکم نہیں ہے..؟؟ تو کیا خواجہ آصف صاحب، آپ انگریزوں کا لباس (کوٹ، پینٹ اور ٹائی) پہن کر اتوار کے دن کی چھٹی کے حامی ہیں..؟؟ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ اتوار اور اِسی طرح ہفتے کے دن کی تعطیلات کیوں مناتے ہیں؟ کیا اِن دونوں ایام کی چھٹیاں جو آپ اور آپ کی جماعت کے سربراہ اور کارکنان مناتے ہیں یہ کس اسلامی حکم سے ثابت ہے..؟؟ کیا خیال ہے آصف صاحب آپ کو ہفتہ اور اتوار کی دودنوں کی چھٹیاں منانی چاہیں...؟؟ اگر نہیں منانی چاہئیں تو پھر ان چھٹیوں کو بھی فوراً ختم کرنے کا وزیراعظم نواز شریف کو مشورہ دے دیں کیونکہ بقول آپ کے کہ اسلام میں

تو چھٹی کا تصور ہی نہیں ہے۔

ارے۔۔۔!! چھوڑیں جناب آپ کیوں یہ ہفتہ وار ہفتہ اور اتوار کی دو چھٹیاں ختم کرنے کی مخالفت کریں گے ؟آپ اور آپ جیسے بہت سے حکومتی وزراء اور اراکین پارلیمنٹ کے تو مزے ہیں ،یہاں آپ ایک لمحے کو ذرا یہ سوچیں کہ جناب۔۔۔۔! ہم سے اچھے تو عیسائی ہیں جو سنڈے اتوار کے روز اپنے تمام معاملات زندگی کو چھوڑ کو اِس دن کا آغاز اپنی عبادت گاہوں میں عبادت سے کرتے ہیں اور یہ اِس روز اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے اپنی عبادت گاہوں میں اجتماعی دُعاؤں کا اہتمام کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ جو اپنے مبارک اور بابرکت دن جمعہ کو نماز جمعہ کا اہتمام کرنے کے بجائے محض اِس وجہ سے کاروبار اور معاملات زندگی زور و شور سے جاری رکھتے ہیں کہ اگر ہم نے جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جمعہ کو چھٹی کرلی تو ہم یورپی ممالک سے کٹ کررہ جائیں گے اور ہم کاروباری لحاظ سے پیچھے رہ جائیں گے۔اِس لئے ہم نے عیسائیت کی تقلید کرتے ہوئے اپنے دنیاوی اور کاروباری فوائد کے حصول کے خاطر اتوار سنڈے کے دن ہفتہ وار تعطیل جاری رکھی ہوئی ہے، جو کہ کسی بھی طور پر ایک اسلامی ملک ہونے کے ناطے ہماری فطرت کے مطابق نہیں ہے۔

پاکستان میں بڑھتی ہوئی دہشت گری بھارت افغان گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہے

بدھ 20 جنوری 2016 کی صبح لگ بھگ 9 بجکر 15 منٹ پر سانحہ آرمی پبلک اسکول کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور چار دن بعد ایک بار پھر ملک دُشمن عناصر اور معصوم اِنسانوں کے خون کے پیاسے اِنسان نما سفاک درندوں نے خیبر پختونخواہ کو اپنی سفاکانہ کارروائی کے لئے چنا اِس مرتبہ بھی دہشت گردوں نے اپنی پیاس نہتے طالبعلموں کے پاک خون سے بجھائی ، اِس بار فرق صرف یہ تھا کہ دہشت گردوں نے اسکول کے بچوں کو اپنی سفاکانہ کارروائی کا نشانہ بنانے کے بجائے خیبر پختونخواہ کے ضلع چارسدہ میں باچا خان یونیورسٹی پر حملہ کرکے معصوم اور نہتے 18 طلبہ ایک پروفیسر اور لیب اسسٹنٹ کو شہید جبکہ 11 افراد کو زخمی کرکے اِن نہتوں کے خون سے ہولی کھیلی، زخمیوں میں سے پانچ کی حالت تشویشناک بتائی جاتی تھی، اِس دفع بھی 16 دسمبر 2014 آرمی پبلک اسکول پر ہونے والے حملے کے طرز کا حملہ باچاخان یونیورسٹی پر کیا گیا اور اَب تک کی صاف وشفاف تحقیقات اور شواہد سے بس ایک یہی لائین سامنے آرہی ہے کہ اِس حملے کے ڈانڈے بھی حیرت انگیز طور پر سرحد پار افغانستان سے جاملے ہیں۔

جبکہ پاک فوج کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل عاصم باجوہ نے سانحہ چارسدہ کے بارے میں میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ باچاخان یونیورسٹی حملے میں 20 قیمتی لوگ

شہید ہوئے جن میں 18 طلبا اور 2 اسٹاف ممبر تھے یونیورسٹی پر چار دہشت گردوں نے حملہ کیا اور یونیورسٹی میں موجود سیکورٹی اسٹاف نے مزاحمت کی فوج پہنچی تو چاروں دہشت گرد زندہ تھے دہشت گردوں کو سیڑھیوں اور چھت پر مارا گیا دہشت گردوں کے پاس گرنینڈ بھی تھے اُنہوں نے کہا کہ 45 منٹ کے اندر تمام فورسز ایکٹو تھیں اگر حملہ آوروں کو روکا نہ جاتا تو زیادہ نقصان ہو سکتا تھا اِن کا کہنا تھا دہشت گردوں کے قبضے سے دو موبائل فونز ملے ہیں جن کا تجزیہ کیا گیا اور زیادہ تر موبائل کا
ڈیٹا اکٹھا کیا جا چکا ہے، نادرا ملزمان کا مزید ڈیٹا چیک کر رہی ہیں دہشت گردوں کے پاس افغانستان کی سمز تھیں اور ایک دہشت گرد کے مرنے کے بعد بھی اِس کے فون پر افغان سم سے کالیں آ رہی تھیں، دہشت گردوں سے 2 موبائل برآمد ہوئے جن نمبروں سے کالیں ہوئیں اِن کا زیادہ سے زیادہ ڈیٹا حاصل کیا جا چکا ہے، عاصم باجوہ کا مزید یہ کہنا تھا کہ "آپریشن کے دوران دہشگردوں کے آپس میں رابطہ ہوئے تھے" اور اِسی کے ساتھ ہی اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ "جب تک اِن کے سہولت کار اور ہمدرد موجود ہیں دہشت گرد کہیں بھی حملہ کر سکتے ہیں، کیونکہ پاک افغان بارڈر بہت لمبا ہے جسے سیل نہیں کیا جا سکتا ہے"۔
آج اِس سے تو انکار نہیں کہ ہماری سول اور عسکری قیادت مُلک سے دہشت گردوں اور دیگر جرائم میں ملوث مُلک دُشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک پیج

پر ہے اور دونوں کی یہی کوشش ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے مُلک میں جاری آپریشن ضرب عضب سے دہشت گردوں اور مُلک دُشمن عناصر کا خاتمہ کرکے مُلک کو دہشت گردوں اور دہشت گردی سے پاک کردیاجائے،یقیناجس کے لئے ہماری سول اور عسکری قیادت متحرک ہے اور آج یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی صاف وشفاف تحقیقات سے یہ بات واضح ہوئی کہ چارسدہ یونیورسٹی پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں کا موبائل کے زریعے رابطہ افغانستان سے تھاتو آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے افغان قیادت سے فون پر رابطہ کرکے اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور اِن سے دہشت گردوں کے خلاف سخت اقدامات کرنے کو کہا۔

جبکہ آج اِس میں شک نہیں کہ سانحہ چارسدہ باچاخان یونیورسٹی پر ہونے والا دہشت گردوں کا حملہ بھی ایک قومی سانحہ ہے، جس نے ایک بار پھر ساری پاکستانی قوم کو سوگوار کردیاہے، جس کی صدر، وزیراعظم ،آرمی چیف اور پاکستانی پرنٹ والیکٹرانک میڈیا،مذہبی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سمیت عوام اور زندگی کے ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے علاوہ عالمی سُپر طاقتوں اور ہمارے دوست ممالک کے سربراہان نے بھی سانحہ چارسدہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور دہشت گردوں اور اِن کے سہولت کاروں کو بھی جلدازجلد کڑی سزادینے اور اِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا ہے۔

جبکہ ایسے میں ایک خاص سوچ رکھنے والے طبقے اور مخصوص سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنان سمیت بہت سے لنکرپرسنز اور تجزیہ کاروں کی جانب سے یہ کہنا کیا درست ہوگا..؟؟ کہ خفیہ اداروں اور فورسز کی جانب سے کئی بار جاری ہونے والی پیشگی اطلاع اور ہائی الرٹ کی وارننگ کے باوجود بھی کے پی کے کے ضلع سانحہ چارسدہ باچاخان یونیورسٹی پر دہشت گردوں کا ہوجانے والا حملہ وفاقی اور خیبرپختونخواہ کی حکومتوں اور مقامی انتظامیہ کی نااہلی کا نتیجہ ہے...؟؟ اَب کیا وفاقی اور کے پی کے کی حکومتیں اور چارسدہ کی ضلعی انتظامیہ اِس کا کوئی تسلی بخش جواب دے پائیں گیں یا پھر اِدھر اُدھر بغلیں جھانک کر کنی کٹا کر دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں ایک دوسرے پر ڈال کر بھاگ نکلیں گیں؟؟ اور سانحہ چارسدہ کے شہداء کے لواحقین اور ورثاء اپنے پیاروں کے قاتلوں کو سزائیں دلوانے کے لئے دردر کی خاک چھانتے پھیریں گے اور باالآخر تھک ہار کر خاموش بیٹھ جائیں گے اور حکومتیں اپنے اپنے دوسرے اُمور میں لگ جائیں گیں۔

بہرحال، آج جہاں اِس سوال نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور مقامی انتظامیہ کے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے کئے جانے والے انتظامات اور اقدامات پر سیکڑوں سوالیہ نشان لگادیئے ہیں تو کیا وہیں حکومتی اور عسکری قیادت کی جانب

سے آپریشن ضربِ عضب کی کامیابیوں کے دعوؤں پر بھی ایک ہلکا پھلکا یہ سوال ضرور پیدا کردیا ہے کہ اگرآپریشن ضربِ عضب بغیر کسی مصلحت پسندی اور سیاسی دباؤ اور تنقیدکے درست سمت میں جارہاہے تو پھر المناک سانحہ اے پی ایس کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور چاردن بعد ہی افغانستان سے آئے سفاک دہشت گردوں نے سانحہ باچاخان یونیورسٹی کے نہتے طالبعلموں اور اساتذہ اور اسٹاف کو اپنی سفاکیت کا نشانہ کیسے اور کیوں بنایا۔۔؟؟ یہ اور ایسے اور بہت سے سوالات ہیں جو مُلک کا ایک خاص سوچ رکھنے والا طبقہ عوام الناس میں پیدا کررہاہے اور سول اور عسکری قیادت کی مشترکہ کاوشوں سے مُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے کے لئے جاری آپریشن ضرب عضب کی کامیابیوں کو تنقید کا نشانہ بناکراِسے مشکوک بنانے کے لئے راہ ہموار کرنے میں تیزی سے سرگرمِ عمل دِکھائی دے رہاہے۔

جب بدھ 20 جنوری کو سرحدپار افغانستان سے تعلق رکھنے والے دہشت گرد افغانستان سے موبائل فون پر ہدایات لے کر باچاخان یونیورسٹی کواپنی سفاکیت کا نشانہ بنارہے تھے اُس روز باچاخان کی برسی کے سلسلے میں مشاعرے کاانعقاد کیا گیا تھا بہرکیف، باچاخان یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر فضل الرحیم کا کیا یہ کہنا بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کو کبھی بھی دہشت گرد حملے کی پیشگی اطلاع نہیں ملی تھی''وائس چانسلر ڈاکٹر فضل الرحیم کا

یہ

جملہ بھی اپنے اندر خود ایک بڑی بحث کی راہیں کھول سکتا ہے جیسا کہ اُن کے مطابق اُس وقت باچاخان یونیورسٹی میں 3ہزار طلباء اور600 مہمان موجود تھے ،ان خیالات کا اظہاراُنھوں نے میڈیااور دریں اثناء ایک پروگرام سے گفتگو کرتے ہوئے کہاکہ یونیورسٹی میں دولڑکوں اور ایک لڑکیوں کا ہاسٹل ہے ، جبکہ اُن کا یہ بھی کہنا تھاکہ یونیورسٹی کو کبھی بھی کسی دہشت گرد حملے کی پیشگی اطلاع نہیں ملی تھی یونیورسٹی میں ’’ سیکورٹی کے مکمل انتظامات کئے گئے تھے‘‘۔ جبکہ ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام کے مطابق اطلاع یہ ہے کہ یونیورسٹی کو تین روز قبل ہی یہ اطلاع مل چکی تھی کہ دہشت گردوں کے حملے کاخطرہ ہے اَب کیااِس کا جواب خیبر پختونخواہ کی حکومت دے گی یایونیورسٹی کی انتظامیہ کہ کیاواقعی یونیورسٹی کو کبھی بھی کسی دہشت گرد حملے کی پیشگی اطلاع نہیں ملی تھی ۔

آج بھارت لاکھ پاکستان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھائے مگر مجھے اِس پر کسی صورت یقین نہیں ہوگاکہ وہ ہم سے بے لوث دوستی کا خواہاں ہےاِس کی دوستی کے پیچھے بھی دھوکہ اور مکاری کا ہی عنصر غالب رہے گا اَب اِس پر کوئی کچھ بھی کہے مگر میرا قوی خیال یہ ہے کہ آپ بھی اِس سے ضرور متفق ہوں گے کہ گزشتہ سال 16دسمبر کے سانحہ آرمی پبلک اسکول کے بعدایک بار پھر جس طرح بدھ 20جنوری 2014 کو دہشت گردوں نے باچاخان یونیورسٹی کو اپنی ناپاک اور گھناؤنی2016

کارروائی کا نشانہ بنا کر ساری پاکستانی قوم کو پھر غم وغصے میں ڈبو دیا اِس سانحہ کے پس پردہ بھی بھارتی سازش کارفرما ہے اور اَب ہمیں ایسے میں یہاں یہ نقطہ بھی ضرور ذہن نشین رکھنا ہوگا کہ جب تک بھارت کی افغانستان میں مداخلت جاری رہے گی اور بھارت اور افغانستان میں گٹھ جوڑ رہے گا اُس وقت تک بھارت لالچی افغان شہریوں کو ڈالرز کے عوض خریدتا رہے گا اور زرخرید افغان دہشت گردوں کی مدد سے پاکستان میں اس طرح کی کارروائیاں کرتا رہے گا، کیونکہ آج نہ بھارت پاکستان کے امن اور ترقی کے خواب کو حقیقی رنگ میں پورا ہوتا دیکھنا چاہتا ہے اور نہ ہی افغانستان یہ چاہتا ہے کہ پاکستان خطے میں ترقی کرے کیونکہ یہ دونوں وہی ممالک ہیں جنہوں نے کبھی بھی پاکستان کے وجود کو اول روز سے ہی تسلیم نہیں کیا ہے تو اَب یہ کیوں چاہیں گے...؟؟ کہ پاکستان میں امن قائم ہو اور پاکستان معاشی ، سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے ترقی اور خوشحالی کی راہیں طے کرتا ہوا اُوجِ ثُریا کی بلندیوں سے بھی اُونچا ہو جائے۔

یہاں میرا اپنی سول اور عسکری قیادت سے یہ بھی کہنا ہے کہ اَب اگر ہماری سرزمین مقدس پاکستان میں افغانستان سے آئے دہشت گردوں نے کوئی ایسی المناک اور ناپاک کارروائی کی تو پھر ہماری سول اور عسکری قیادت ایک لمحہ اور ایک سانس بھی سوچے بغیر افغانستان میں گھس کر دہشت گردوں کی کمین گاہوں پر حملہ

کرے اور اپنی سرزمین میں دہشت گردی کرنے والے بھارتی شیطان کے چیلوں اور دہشت گردوں کو واصلِ جہنم کردے کیونکہ اَب مُلک کو دہشت گردی سے روکنے کا یہ ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا ہے جسے کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ ہم بھارتی زرخرید افغان دہشت گردوں کو لگام دے سکیں،اوراَب ایسے میں ہماری سول اور عسکری قیادت دوستی کا ہاتھ .بڑھانے والی بھارتی عیاراور مکار چائے بیچنے والے بنیوں اور بھارتی قیادت کے رویوں پر بھی کڑی نگاہ رکھے کیونکہ " چورچوری سے جاتاہے ایرا پھیری سے نہیں جاتاہے"۔

یقینا حملہ افغانستان سے کنٹرول ہوا ہے

اِن دِنوں جس چابکدستی اور مہارت کے ساتھ ہماری پاک فوج اپنے مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے دن رات آپریشن ضربِ عضب جاری رکھے ہوئے ہے، آج اِس پر قوم کو بھی یہ قوی اُمید ہے کہ اَب وہ دن کوئی دور نہیں ہے کہ اِنشاء اللہ بہت جلد ہماری پاک فوج مُلک سے دہشت گردوں اور دہشت گردی کا خاتمہ کر کے ہی سُرخرو ہو گی۔

اگرچہ جنرل راحیل شریف نے 2016 کو مُلک سے دہشت گردی کے خاتمے کا سال قرار دے دیا ہے جو کہ ایک طویل عرصے سے دہشت گردی میں جکڑی پاکستانی قوم کے لئے خوش آئند امر ہے تو وہیں آج ساری پاکستانی قوم بھی اپنی پاک فوج کے شانہ بشانہ ہے اور الرٹ رہ کر اپنی پاک فوج کی ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے بھی باہم متحد اور منظم ہے۔

جیسا کہ گزشتہ دِنوں چارسدہ حملے کی تحقیقات میں پیش رفت کا جائزہ لینے کے لئے اپنی نوعیت کا ایک اہم ترین اجلاس پاک فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف کی زیرِ صدارت کور ہیڈکوارٹرز پشاور میں ہوا اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے ہمارے ڈائریکٹر جنرل آئی ایس پی آر لیفٹیننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ نے

کہاکہ ’’ باچاخان یونیورسٹی چارسدہ پر حملے میں چار دہشت گرد اور چار سہولت کار شامل تھے سہولت کاروں کو پکڑلیاہے ، چارسدہ حملے کی یہ کارروائی افغانستان کے ایک علاقے سے کنٹرول کی گئی ، دہشت گردوں نے وہیں تربیت حاصل کی‘‘ اِس موقع پر اِن کا یہ بھی کہناتھاکہ ’’ اَب جو ہوگا سب دیکھیں گے، ہم نے یہ نہیں کہاکہ حملہ افغانستان نے کرایا‘‘۔

آج اِس میں شک نہیں کہ زمینی حقائق کے پیشِ نظراَب تک کی چارسدہ حملے کی ہونے والی صاف وشفاف تحقیقات کے بعد یہ بات روزِروش کی طرح حق وسچ پر مبنی ہے کہ ’’ چارسدہ حملہ افغانستان سے کنٹرول ہوا‘‘اَب اِس پر کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت کی جانب سے قوم میں کسی بھی صورت دورائے کا پیداکیاجانا . . . یا . . پیدہونا ، دراصل ہمارے تحقیقاتی اداروں کی تحقیقات اور شواہد کو جھٹلانا ہوگا یعنی یہ کہ ہمارے تحقیقاتی اداروں نے چارسدہ حملے سے متعلق جتنی بھی تحقیقات کیں اور جتنے بھی شواہداور تحقیقات قوم اور دنیاکے سامنے پیش کئے ہیں اَب ایسے میں ہماری کسی مُلکی سیاسی یا مذہبی جماعت کی طرف سے شک کی بنیادپر اِس تحقیقات کو مستردیارد کرنا یا ردکیا جانا اصل میں مُلک اور قوم کے ساتھ غداری اور بغاوت کے مترادف ہوگااور یہ توسب ہی، جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں غداراور بغاوت کرنے والے کی کیا سزا ہے؟۔

بہر حال،اِس سے بھی انکار نہیں کہ جب تک بھارت کی افغانستان میں بے لگام مداخلت جاری رہے گی افغانستان کے راستے دہشت گرد پاکستان میں سہولت کاروں کی مدد سے گھستے رہیں گے اور حملے کرتے رہیں گے۔اور ہمارے تمام شواہد پیش کرنے کے باوجود بھی کہ ’’ چارسدہ حملہ افغانستان سے کنٹرول ہوا ہے‘‘ ہمارے اِس کہے کو ہر بار افغان صدارتی ترجمان اور حکومتِ افغانستان تسلیم نہیں کریں گی بلکہ اُلٹااِس طرح کہہ کر اپنی جان چھڑائے گی کہ ’’ افغانستان کی حکومت باچا خان یونیورسٹی حملے میں افغان سرزمین استعمال ہونے کے پاکستانی موقف کو یکسر مسترد کرتی ہے اور دوٹوک یہ کہتی ہے کہ افغان حکومت نے کسی دہشت گرد کو پناہ دی نہ چارسدہ حملے میں ہماری سرزمین استعمال ہوئی‘‘ جیسے صریحاََ جھوٹ پر مبنی جملے اداکرکے افغانستان پاکستانی شواہد و ثبوتوں اور موقف کو تسلیم کرنے سے انکاری رہے گا۔

کیونکہ موجودہ حالات میں پاکستان کو معاشی اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے مفلوج کرنے کے لئے افغانستان اور بھارت کا ہونے والا گٹھ جوڑان ہی مقاصد کے حصول کی ایک کڑی ہے یعنی یہ کہ آج ایک طرف بھارت نے دنیا دکھائے کے لئے پاکستان سے دوستی کا ہاتھ بڑھادیاہے تو وہیں بھارت دوسری جانب افغانستان کو پاکستان میں دہشت گردی کے لئے اپنی گود میں بیٹھاکر لولی پاپ چوسارہاہے اور افغانستان میں روپوش طالبان قیادت سے اپنے رابطے بڑھاکرپاکستان پر حملے کے

لئے ڈالرز کے عوض افغان دہشت گردوں اور شہریوں کو خرید کر استعمال کر رہا ہے تو وہیں آج افغان روس کے جنگ کے دوران پاکستان میں برسوں پناہ لینے اور مدتوں پاکستان کا نمک کھانے والی افغان قیادت اپنی لالچی فطرت سے مجبور ہو کر پاکستان سے نمک حرامی پر اُتر چکی ہے اور افغان قیادت بھارت جیسے مکار اور عیار مُلک کے ہاتھوں پاکستان دُشمنی میں لٹّو بن کر بھارت کے اشاروں پر ناچ رہی ہے اور افغان قیادت بھی اپنے دہشت گرد شہریوں کو بھارت کے ہاتھوں پاکستان میں دہشت گردی کرنے کے لئے بھیج کر بھارت سے اپنی دوستی کا حق ادا کر رہی ہے۔

آج تب ہی اِن حالات اور واقعات کے تناظر اور افغانستان کی پاکستان سے نمک حرامی کے پیشِ نظر گزشتہ دِنوں کرنل شیر خان کیڈٹ کالج صوابی میں یوم والدین کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے دوٹوک انداز سے کے پی کے کے وزیرِاعلیٰ خیبر پختونخواہ پرویز خٹک نے بھی یہ آواز بلند کرنی شروع کر دی ہے کہ ''ہم آخر کب تک لاشیں اُٹھائیں گے، وفاقی حکومت افغان مہاجرین کو واپس بھجوائے'' (اَب وفاق کو بھی کے پی کے کے اِس مطالبے پر سنجیدگی سے جلد عملی اقدامات کو یقینی بنانا ہوگا اور تمام اندرونی اور بیرونی مصالحتوں اور دباؤ سے بالاتر ہو کر افغانیوں کو واپس افغانستان بھجوانا ہوگا ورنہ آنے والے دِنوں میں مُلک میں ایک نیا سیاسی بحران پیدا ہو جائے گا) اور اِسی کے ساتھ ہی پرویز خٹک

نے پولیس کو صوبے میں غیر قانونی طور پر مقیم افغان مہاجرین کو سرحد پار بھیجنے کی ہدایت کرتے ہوئے بلا جھجک یہ واضح کردیا ہے کہ " اگر مُلکی سلامتی کو یقینی بنانا ہے تو پاک افغان بارڈر سمیت تمام سرحدوں کو بھی محفوظ بنانا ہوگا"اِن کا کہنا تھا کہ "جب تک ہماری سرحدیں محفوظ نہیں ہوگی تب تلک مُلک و قوم کی سلامتی خطرے میں رہے گی مُلک کو پر امن بنانے کے لئے فیصلہ کن مرحلہ آگیا، سب کو ملکر کام کرنا ہوگا"اِس موقع پر اُنہوں نے وفاقی حکومت کو پوری قوت سے مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ " بس وفاقی حکومت افغان مہاجرین کو واپس بجھوائے ۔ افغان بارڈر پر بغیرپاسپورٹ آمدورفت کا سلسلہ بند ہونا چاہئے ، کب تک لاشیں اُٹھائیں گے ، افغانستان سے دوٹوک بات کرنا ہوگی،"اور اتنا کچھ کہنے لینے کے بعد پرویز خٹک نے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیاکہ افغانوں کی واپسی پر یقیناکچھ لوگ ناراض ہوں گے" مگر یہاں اُنہوں نے یہ نہیں " بتایاکہ پاکستان کے اِس اقدام سے کون سے لوگ ناراض ہوں گے..؟؟؟۔

اگراِس موقع پر پرویز خٹک ناراض ہونے والوں کا نام لے کر یہ بھی بتادیتے کہ افغانوں کی پاکستان سے واپسی پر یہ... یہ لوگ ناراض ہوں گے تو یہ کتنا اچھا ہوتا کہ ہم ایسے افغان ہمدردوں کو یہ کہتے کہ ہم نے تو اتنے عرصے افغانوں کو اپنے دامن میں چھپائے رکھا،اِنہیں اپنا نمک کھلایا اور اپنا خون پسینہ پلا کر پالیااور اِنہیں اپنے یہاں پناہ دی، مگر یہ پھر بھی یہ

کمبخت ہمارے لئے احسان فراموش اور آستین کے سانپ ثابت ہوئے اَب آج تم جواِن افغانوں کے اتنے بڑے ہمدرد اور خیر خواہاں بن رہے ہو تو بھائی.. !! اِن سے ہماری جان چھڑاؤ، مگر چلو تم ہی افغانیوں کو اپنے یہاں پناہ دے دو، اور خود ہی دیکھ لو کہ یہ کیسے احسان فراموش اور نمک حرام لوگ ہیں..؟؟ ہمیں یقین ہے کہ یہ جب اتنا کچھ اچھا کرنے کے باوجود بھی ہم پاکستانیوں کے نہیں ہوسکے ہیں تو یہ کسی کے بھی نہیں ہو سکتے ہیں، کیونکہ ہمیں تو یہ لگ پتہ گیا ہے کہ افغانی مطلب کے یار اور ڈالرز کے بچاری لوگ ہوتے ہیں، یہ اپنے مطلب کے وقت دوست اور اپنا مطلب نکل جانے کے بعد اپنے ہی دوست کے سب سے بڑے اور خطرناک دشمن بن جاتے ہیں اور اگر آپ کا کوئی بھارت جیسا) دُشمن افغانیوں کو ڈالرز دکھادے تو پھر یہ اپنی دُشمنی کو ڈالرز کی چمک) سے اتنی بڑھادیتے ہیں کہ بس پھر یہ ہوتے ہیں اور اِن کی دُشمنی ہوتی ہے جیساکہ آج کل پاکستان کا ازلی دُشمن بھارت افغانستان کو اپنی گود میں بیٹھاکر لولی پاپ چوسا رہا ہے اور افغانستان پاکستان دُشمنی میں بھارت کے ہاتھوں استعمال ہو کر بھارت سے بھی دو ہاتھ آگے نکل چکا ہے۔

اَب ایسے میں بھارت کی گود میں بیٹھا لولی پاپ چوستا افغانستان پاکستان کے احسانوں اور پاکستان کے کھائے ہوئے نمک کو یاد کرے اور اپنے ماضی میں ایک بار ضرور جھانکٹ کر یہ دیکھ لے کہ جب کہیں اِسے سرچھپانے کے لئے کوئی بھی

مُلک اپنی سرزمین پرایک انچ بھی جگہہ نہیں دے رہا تھا حتیٰ کہ یہ بھارت بھی جو آج افغانستان کا بڑا دوست بنا ہوا ہے اِس نے بھی اپنے یہاں افغانیوں کو پناہ دینے سے کھلی معذرت کرلی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ پہاڑوں میں رہنے والی جاہل قوم ہے اِس کی تہذیب جنگ وجدل اور مار دھاڑ سے بھری ہوئی ہے اِس پتھر کے دور میں رہنے والی جاہل قوم کو بھارت اپنے یہاں کسی صورت بھی پناہ نہیں سے سکتا ہے ہمارے بھارتیوں کا بھی افغان مہاجروں کی وجہ سے ماحول خراب ہوگا تب اِس دنیا کے دھتکارے اور پھٹکارے افغانستان کو پاکستان ہی نے اپنی مقدس اور کلاشنکوف اور ہیروئین سے پاک سرزمین پر جگہہ دی تھی جس کے بدلے میں اِن افغانیوں نے پاکستان کو کلاشنکوف اور ہیروئین کا کلچر دیا مگر آج افسوس یہ ہے کہ اِسی احسان فراموش اور نمک حرام افغانستان بھارت سے اپنی دوستی کا ہاتھ بڑھا کر خود کو پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے لئے بڑے فخریہ انداز سے پیش کرکے اپنی دوستی نبھا رہا ہے اَب ایسے میں افغانستان پاکستان میں دہشت گردی کرنے سے باز آجائے ورنہ . آج پاکستان بھی اپنے اِس موقف پر قائم رہے گا اور امریکا سے اپنا یہ مطالبہ اُس وقت تک جاری رہے گا کہ جب تک امریکا ڈرون حملوں سے افغانستان میں موجود ملا فضل اللہ اور دیگر دہشت گردوں کا خاتمہ نہیں کر دیتا ہے۔

پٹھان کوٹ پر پاکستان سے امریکی صدر کی ڈومور کی ضد مضحکہ خیز ہے

جیسا کہ پچھلے دِنوں بھارتی خبر راساں ادارے پریس ٹرسٹ آف انڈیا کو دیئے گئے انٹرویو میں پہلے امریکی سیاہ فام صدر بارک اوباما نے بڑے ملے جُھلے انداز سے پاکستان کو چپکارتے اور دھمکاتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی شدت پسندوں کے خلاف بلا تفریق کارروائی کی پالیسی درست تو ہے تاہم پاکستان کو مزید موثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے‘‘ گو کہ امریکی صدر نے بھارتی خبر راساں ادارے کو دیئے گئے اپنے اِس انٹرویو میں ایک بار پھر پاکستان سے ڈومور کا مطالبہ کر دیا ہے۔

اَب یہاں ہمیں یہ ضرور سوچنا اور غور کرنا ہوگا کہ یقیناامریکی صدر کے اِس مطالبے کے پیچھے بھی بھارتی ڈکٹیشن کا بڑا عمل دخل ہے آج اگر اوباما نے پاکستان سے ڈومور کی رٹ لگائی ہے تو اُنہوں نے ایسے ہی یہ رٹ نہیں لگائی ہے بلکہ سو فیصدی اِس رٹ کے پسِ پردہ وہ بھارتی التجائیں اور درخواستیں ہیں جو بھارتیوں نے امریکی صدر سے کیں ہیں اور اِس طرح بھارتی امریکی صدر سے پاکستان پر ڈومور کا دباؤ بڑھانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور امریکا نے بھی خطے میں پاکستان سے زیادہ بھارت سے اپنے مفادات کے حصول کے عوض بھارت کی خوشنودی کو مقدم جانتے ہوئے پاکستان سے ڈومور کی بھارتی ضد شروع کر دی ہے۔

آئیں دیکھتے ہیں کہ بھارتی خبر رساں ادارے پریس ٹرسٹ آف انڈیا کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں امریکی صدر مسٹر بارک اوباما نے اور کیا کہا ہے؟؟اِس انٹرویو میں امریکی تاریخ کے پہلے سیاہ فام (مگر کہنے کو نام کے مسلمان) امریکی صدر اوباما نے جیسے بھارتیوں کی زبان اپنے منہ میں ٹھونس کر پاکستان کو دوٹوک الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے کہاکہ ''پاکستان اپنی سرزمین پر دہشت گرد گروپوں کے خلاف مزید کارروائی کرے'' یعنی یہ کہ امریکانے پاکستان سے ڈومور کا کھلاکُھلا مطالبہ کردیاہے اِس مرتبہ امریکا کی جانب سے ڈومور کا حکم پٹھان کوٹ بھارت میں پیش آئے دہشت گردی کے واقع کے بعد کیا گیاہے، جواِس بات کا غماز ہے کہ امریکا سانحہ پٹھان کوٹ پر پاکستان کو کس نگاہ سے دیکھتاہے..؟؟اور پٹھان کوٹ کے تناظر میں پاکستان امریکاکے سامنے کس حیثیت میں ہے..؟؟

اگرچہ اوباما نے اپنی اِس انٹرویو میں ہمارے وزیراعظم کو بھی مخاطب کرتے ہوئے یہ کہاہے کہ '' پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف کواِس بات کا ادراک ہے کہ پاکستان میں عدم استحکام پورے خطے کے لئے خطرہ ہے، شدت پسندوں کے خلاف بلا تفریق کارروائی کی پالیسی درست ہے تاہم پاکستان کو پھر بھی مزید موثراقدامات کو یقینی بنانا ہوگا'' اِس پر میرا خیال یہ ہے کہ شاید

مسٹر اوباما کو پاکستان میں بلاامتیاز اور بلا تفریق جاری نیشنل ایکشن پلان کے حوالے سے آپریشن ضربِ عضب دکھائی نہیں دے رہا ہے آج اگر اِنہیں یہ اِن کی کھلی آنکھوں دکھائی دیتا تو ممکن ہے کہ امریکی صدر یہ نہ کہتے کہ پاکستان شدت پسندوں کے خلاف بلاامتیاز مزید کارروائیاں کرے، یا ابھی تک امریکیوں اور خطے کے دوسرے پڑوسی بھارت جیسے) ممالک کو ابھی تک یہ یقین نہیں ہو پا رہا ہے کہ پچھلے پونے دو سال سے) پاکستان میں بلا تفریق اور بلاامیتاز جاری آپریشن ضرب عضب معصوم انسانوں کے خون کے پیاسے شدت پسندوں ، دہشت گردوں کو واصلِ جہنم کرتا اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے اہداف کی جانب تیزی سے بڑھتا ہی جا رہا ہے مگر پھر بھی یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے میں بھی امریکی صدر بارک اوباما کی جانب سے شدت پسندوں کے خلاف پاکستان سے ڈو مور کا کیا جانے والا مطالبہ سوائے پاکستان کے حوصلے پست کرنے اور آپریشن ضربِ عضب پر سوالیہ نشان لگانے جیسی مضحکہ خیزی کے اور کچھ نہیں ہے۔

ہاں البتہ ، امریکی صدر نے اپنے اِس انٹرویو میں اپنی آنکھیں اِدھر اُدھر گھوماتے ہوئے بڑے مدھم اور دھیمے انداز سے جیسے اُنہوں نے اپنے کلیجے پر پتھر رکھتے ہوئے چارسدہ باچاخان یونیورسٹی پشاور کا تذکرہ اِن دو الفاظ میں کچھ یوں کیا کہ ”پشاور حملے کے بعد پاکستانی سیکورٹی فورسز نے متعدد شدت پسند گروہوں کے خلاف کارروائی کی ہے،اور ویسے بھی دہشت گردی کا سب سے

بڑا شکار اسلام آباد خود ہے''۔

جب اُنھوں نے یہ جملے کہے ہوں گے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے اپنے اِس انٹرویو میں وہ سانحہ چارسدہ باچاخان یونیورسٹی کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈر رہے ہوں گے اور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اُنھوں نے پریس ٹرسٹ آف انڈیا کو دیئے گئے انٹرویو میں کیوں ؟سانحہ چارسدہ کا تذکرہ کردیا ہے اِس تذکرے کے بعد کہیں اِن سے اور امریکا سے بھارت ناراض نہ ہوجائے اور بھارت روٹھ جائے تو بھارت اور امریکا صدی کے بہترین شراکت دار بننے سے رہ جائیں گے۔

اوباما کا خیال ہوگا کہ آج اگر کہیں ایسا ہوگیا تو پھر امریکی تاریخ اِنہیں کس نام سے یاد رکرے گی حالانکہ امریکا بھارت سے متعلق پہلے ہی یہ عندیہ دے چکا ہے کہ بھارت اور امریکا صدی کے بہترین شراکت دار بن سکتے ہیں'' اورآج امریکا کی بھی یہ شدت سے خواہش ہے کہ '' انڈیااور امریکا صدی کے بہترین شراکت دار بن جائیں'' اگر یہ امریکی اور بھارتی خواب حقیقی رنگ میں سامنے آگیا تو پھر اِس طرح بھارت خطے میں جہاں اپنے مفادات کا خیال رکھے گا تو وہیں اِس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ خطے سے وابستہ اپنے مفادات کے ساتھ ساتھ امریکی مفادات کو بھی مقدم جانے گااور پھر بھارت اور امریکا دونوں مل کر جنوبی ایشیا پر اپنی حکمرانی اور اپنی کامیابیوں کے جھنڈے اپنے اپنے مفادات

کے ساتھ گاڑیں گے اور خطے کے خاص طور پر پاکستان و چین سمیت بالعموم دیگر ممالک کی مانیٹرنگ کو ترجیحی دیں گے اور پھر اِس طرح بھارت اور امریکا دونوں مل کر پاکستان اور چین کی سیاسی ، سماجی، اقتصادی اور جنگی سازوسامان کے حوالوں سے ہونے والی ترقی اور دونوں عوام کی خوشحالی کو روکنے کے لئے مشکلات پیدا کریں گے آج اِسی سازشی عزم کی تکمیل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خطے میں امریکا بھارت کو اپنے قریب تر کرنے اور اِسی طرح بھارت بھی خود کو امریکی قربتیں حاصل کرنے کے لئے امریکی تلوے چاٹ رہاہے اور آج یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں شدت پسندوں کے خلاف بلاتفریق جاری آپریشن ضربِ عضب کے ہونے کے باوجود بھی امریکی صدر اوباما بھارت کے پٹھان کوٹ کو جواز بناتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے پاکستان سے مزید ڈومور کا مطالبہ کررہے ہیں ،تاکہ امریکا کو بھارتی خوشنودی حاصل ہوجائے اور یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے مفادات کا خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی سازشوں اور عزائم پر سختی سے کاربند رہیں یقیناًایسے میں امریکا کی جانب سے پٹھان کوٹ پر پاکستان سے ڈومور کا کیا جانے والا مطالبہ سوائے بھارتی چاپلوسی اور مضحکہ خیزی کے کچھ نہیں ہے۔ (ختم شد

دو خبریں کالم ایک، کرپشن کے خلاف پاکستان کی کارکردگی بہتر، جنرل راحیل شریف کا بیان ....

آج میں نے اپنے کالم کے لئے دو ایسی بل کھاتی اِٹھلاتی اور چلبلی خبریں نکالی ہیں جن پر لکھنا میں نے بہتر جانا اور سوچا کہ آج اپنا کالم اِن ہی دو قومی خبروں پر لکھوں تو چلیں پہلے بات ہو جائے اُس ایک اچھی خبر کی جس نے مجھے دلی سکون دیا اور روحانی طور پر توانائی بخشی اور اَب میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ کو بھی میری طرح ایسی ہی توانائی اور خوشی ملے گی جیسی کہ میں نے محسوس کی ہیں۔

تو وہ پہلی خبر یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں برلن میں ٹرانس پیرسی انٹرنیشنل نے اپنی سالانہ رپورٹ برائے 2015ء پیش کی جس میں اِس نے جلی حروفوں سے تحریر کرتے ہوئے پاکستانیوں سمیت دنیا کو بھی واشگاف انداز سے یہ بتا دیا ہے کہ ” پاکستان میں کرپشن میں کمی آ رہی ہے اور اگر اِسی طرح پاکستان نے کرپشن کے خلاف اقدامات کو یقینی بنایا تو بہت جلد پاکستان میں کرپشن میں نمایاں کمی آتی چلی جائے گی“ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ ”2014ء میں پاکستان دنیا کا 50 واں انتہائی کرپٹ مُلک تھا جبکہ 2015ء میں یہ پاکستانیوں کے لئے بڑا ہی خوش آئند امر ہے کہ پاکستان اپنے یہاں بڑھتی ہوئی کرپشن کو قابو کرتے ہوئے 2015ء میں واضح طور پر تین درجے کم ہو کر 53 واں کرپٹ مُلک رہا یعنی یہ کہ

ٹرانس پیرسی انٹر نیشنل نے اپنی رپورٹ میں پاکستان کی تعریف کرتے ہوئے رپورٹ میں بڑے خوبصورت اور واضح انداز سے بتایا ہے کہ پاکستان نے کرپشن کی روک تھام کے لئے ترجیحی بنیادوں پر جو اقدامات کئے یقیناً یہ پاکستان میں پچھلے سال سمیت ماضی کی نسبت بے لگام اور بڑھتی ہوئی کرپشن کو کم کرنے کی وجہ بنے اور آج یقینی طور پر پاکستان نے کرپشن کی روک تھام کے لئے اپنے پڑوسی ملکوں بشمول چین، بھارت، ایران، افغانستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال کے مقابلے میں اپنی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

جبکہ پاکستان کے پڑوسی ممالک نے اپنا اپنا پرانا اسکور برقرار رکھا یا 2015ء میں کچھ پوائنٹس کم کئے وہیں ٹرانس پیرسی انٹر نیشنل اپنی رپورٹ میں مزید لکھتا ہے کہ گزشتہ سال پاکستان کا 50واں نمبر تھا جو 2015ء میں بہتر ہو کر 53واں ہوگیا'' آج یقیناً یہ خبر میری طرح آپ سب پاکستانیوں کے لئے بھی باعثِ مسرت اور اطمینان ہوگی کیوں کہ آج یہ خبر ہر اُس محبِ وطن پاکستانی کے لئے خوشی کا سبب ہے جو مُلک کو کرپشن اور کرپٹ عناصر سمیت ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک دیکھنا چاہتا ہے اور مُلک کو اُوجِ ثُریا کی بلندیوں سے بھی اُونچا دیکھنا چاہتا ہے۔

آج ایسے ہی محبِ وطن پاکستانی اِس کا سارا کریڈٹ اپنے آرمی چیف جنرل راحیل

شریف اور پاک فوج کو دیتے ہیں جنھوں نے نیشنل ایکشن پلان اور آپریشن ضرب عضب سے جہاں مُلک کو دہشت گردی سے پاک کرنے کا عزم کیا ہوا ہے تو وہیں اُنھوں نے کرپشن جو ایک عالمی جرم قرار دیا جاتا ہے مگر بد قسمتی سے ہمارا مُلک پاکستان بھی اِس برائی کی گرفت میں بُری طرح سے جکڑا ہوا ہے جنرل راحیل شریف نے مُلک سے مکمل طور پر کرپشن اور کرپٹ عناصر کے خاتمے تک نیشنل ایکشن پلان اور آپریشن ضرب عضب جاری رکھنے کا بھی عزم کر رکھا ہے۔

یقیناً اِس سے پاکستان کی کرپشن کے حوالے رینکنگ میں مزید بہتری آئے گی اور اَب ہمیں یہ اُمید بھی ضرور رکھنی چاہئے کہ نیشنل ایکشن پلان اور آپریشن ضرب عضب جس تیز رفتاری سے مُلک سے دہشت گرد اور کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرتے ہوئے اپنے اہداف حاصل کرتا جارہا ہے تو وہیں اگر نیب جیسے قومی ادارے موجود حکومت کی پی آئی اے اور دیگر قومی اور مُلکی اداروں کی نج کاری کے عمل میں ہونے والی حکومتی اور حکمرانوں و سیاستدانوں کی کرپشن کی بھی تحقیقات کریں تو پی آئی اے کو تین سو ارب کا نقصان پہنچانے کے بعد پی آئی اے کی نج کاری کرنے والے کرپٹ عناصر کا بھی پتہ لگایا جاسکتا ہے اور پی آئی اے جیسے دیگر ماضی کے منافع بخش قومی اداروں کو من پسند افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام فروخت ہونے سے بچا کر مُلک کو بڑی کرپشن سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

آج قوم کواِس کا بھی یقین ہے کہ اگر نیشنل ایکشن پلان میں مُلک سے کرپشن کی روک تھام کے لئے نیب جیسا قومی ادارہ معاونت کرکے اپناکلیدی کردارادا کررہے اوراِسی طرح ہمارے قومی احتساب کا یہ ادارہ قومی اداروں میں ہونے والی کرپشن کی بھی صاف وشفاف انداز سے جانچ پڑتال کرے تو یقیناقومی اداروں کو کرپٹ عناصر کے ہاتھوں ہونے والی کرپشن سے بچاکر بڑے نقصان کے بعد نج کاری سے بھی تحفظ مل سکتاہے ورنہ یہ حکومت تو اپنے باقی کے دوڈھائی سالوں میں قومی اداروں کو نقصان پہنچاکر اِنہیں اِسی بنیادپر جلدازجلد کوڑیوں کے دام فروخت کرتی جائے گی اور مُلک میں کرپشن کا نہ رکنے والاسیلاب آجاچلا جائے گا۔

بہرحال میرے کالم کی دوسری خبرآرمی چیف جنرل راحیل شریف کااپنی مدتِ ملازمت میں توسیع نہ لینے والا وہ بیان ہے جہاں اُنہوں نے گزشتہ دِنوں دے کراپنی محبِ وطن غریب اور معصوم غیرسیاسی قوم کو توپریشان اور مایوس کردیا تووہیں اِن کے اِس بیان کے بعد ڈرے سہمے اور خوفزدہ حاضر و سابق مُلک کے انداراور باہر بیٹھے حکمرانوں ، چھوٹے بڑے اور کچے پکے سیاستدانوں اور کرپشن میں ملوث بہت سے خاص وعام بیوروکریٹس اور افراد کے چہرے خوشی سے کھل ودمک اُٹھے اوراِنہوں نے خوشی سے بے قابو ہوکر بھنگڑے ڈالنے شروع کردیئے۔

اِس موقع پر مجھے اِنہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اِن کی برسوں بعد کوئی دُعا قبول ہوگئی ہو اور یہ لوگ کب سے اِس دُعا کی قبولیت کے انتظار میں تھے کہ کب آرمی چیف جنرل راحیل شریف خود یہ کہہ دیں کہ ''پاک فوج عظیم ادارہ ہے اور مدت ملازمت میں توسیع پر یقین نہیں رکھتا'' یعنی کہ جیسے ہی جنرل راحیل شریف کی جانب سے ترجمان پاک فوج لیفٹیننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹوئٹر پر اپنے بیان میں یہ کہا کہ '' سربراہ پاک فوج جنرل راحیل شریف کی مدت ملازمت میں توسیع سے متعلق افواہیں بے بنیاد ہیں جب کہ اِس حوالے سے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کا کہنا ہے کہ ''پاک فوج عظیم ادارہ ہے اور مدت ملازمت میں توسیع پر یقین نہیں رکھتا'' یہ پڑھتے ہی میرے دیس کے اپنی نام نہاد جمہوریت کی کھٹی پی کرمست .. مگر جنرل راحیل شریف کی زیر نگرانی جاری نیشنل ایکشن پلان اور آپریشن ضرب عضب کی روشنی میں کرپشن کے خلاف ہونے والی کارروائیوں سے خود ہی سے من ہی من اور تصور ہی تصور میں اپنے گرد بڑھتے اور تنگ ہوتے شکنجوں کو آتا دیکھتے.. اور تب خود ہی ماضی کے آمروں کی آمریت کا موازانہ کرتے ، اور ماضی کے جنرلوں کے خوف سے پریشان ہمارے موجودہ اور سابق حکمران اور سیاستدان تو خوش ہوگئے مگر وہ میری پاکستانی قوم جو آرمی چیف کے اِس بیان سے قبل تک اپنے جنرل راحیل شریف کو دہشت گردی اور کرپشن سے نجات دلانے والا اپنا تا حیات اصل مسیحا سمجھتی ہے اُسے جنرل صاحب کے اِس بیان سے سخت مایوس ہوئی ہے کیوں کہ آج پاکستانی

قوم یہ سمجھتی ہے کہ موجودہ سول حکمران مُلک کو اُس طرح نہیں چلا سکتے ہیں جس طرح جنرل راحیل شریف اور پاک فوج چلا سکتی ہے ، اور محب وطن پاکستانی قوم یہ بھی سمجھتی ہے کہ آج اگر جنرل راحیل شریف نہ ہوتے تو شاید ہمارے موجودہ وزیرِاعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت نہ تو نیشنل ایکشن پلان شروع کرتی اور نہ ہی آپریشن ضرب عضب کے ایسے بہتر نتائج آتے اور نہ ہی مُلک سے دہشت گردوں کی دہشت گردی کا خاتمہ ہوتا اور نہ ہی پاکستان سے کرپشن کے خاتمے کی شروعات ہو پاتی اور جب یہ سب کچھ یوں نہ ہوتا تو پھر پاکستان بھی کرپشن کے 50 ویں نمبر سے یکدم سے 53 ویں نمبر پر نہ آتا یقیناً اِن تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کے پیچھے آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور پاک فوج کی اعلیٰ حکمتِ عملی اور وہ محبِ وطن اقدامات ہیں جنہوں نے قوم کو دہشت گردی اور کرپشن سے پاک کرنے کا حوصلہ دیا اور اِس طرح اِنہوں نے قوم کو پھر سے جینے اور زندہ رہنے کی اُمیدیں دیں۔

اَب ایسے میں جنرل راحیل شریف قوم کے دل سے نکلنے والی اِس آواز کو سمجھیں اور اپنے مدتِ ملازمت میں توسیع نہ لینے والے بیان پر مُلک اور قوم کے بہتر مفادات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ضرور نظرثانی کریں اور کم از کم اپنی مدتِ ملازمت میں 10 سال تک توسیع کا اعلان کرکے قوم کی دُعائیں اپنے دامن میں سمیٹ لیں مجھے اُمید ہے کہ جنرل راحیل شریف قوم کے درد کو سمجھیں گے اور

ملک اور قوم کے مفادات میں اپنی مدت ملازمت میں توسیع نہ لینے کے فیصلے کو واپس لیں گے اور قوم کو اپنی مدتِ ملازمت میں دس سال تک توسیع کی خوشخبری سُنا کر کرپٹ حکمرانوں، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس عناصر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیں گے۔

کیا حکومت نے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے؟

آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے حکومت کے مالی معاملات کو وزیر داخزانہ نہیں بلکہ آئی ایم ایف دیکھ رہی ہے اور ٗملک اُسی کے مشوروں سے چلارہا ہے، موجودہ حالات میں یہ بات ہر پاکستانی شدت سے محسوس کررہاہے اور بس یہی سوچ رہاہے اگر ٗملک کو آئی ایم ایف کے مشوروں اور اِس کے ڈکٹیشن ہی سے چلانا مقصود ہے تو پھر کیا ضرورت پڑی ہے کہ حکومت نے شعبہ وزارتِ خزانہ قائم کررکھاہے؟؟اِسے فوراََ سے پیش تر ختم کردیاجائے اور ٗملک کے تمام معالی معاملات آئی ایم ایف کے سُپرد کردیئے جائیں اَب وہی ہر اچھے بُرے ٗملکی معاملے کو خود ہی دیکھے اور حل کرناچاہئے تو حل کردے یا پھر کسی بھی معاملے کو لٹکانا چاہے تو.برسوں لٹکائے رکھے۔

بہر حال، گزشتہ دِنوں.بڑے تُزک و احتشام سے ہمارے.بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں محمد نوازشریف نے اپنی ساری کاروباری صلاحیتوں کو.بروئے کار لاتے ہوئے آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) کی وہ سمری جس میں یکم فروری سے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں یکمشت فی لیٹر 11روپے سے زائد تک کمی کی سفارش کی گئی تھی جس کے مطابق یکم فروری 2016 سے ہائی آکٹین کی فی لیٹر قیمت میں 11روپے 15پیسے،ہائی اسپیڈ ڈیزل 10روپے 15پیسے، پیٹرول 7روپے 56پیسے،لائٹ

ڈیزل 7 روپے 36 پیسے اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے غریبوں کے گھروں اور غریبوں ہی کے چائے بنانے والے اور روتندوروں میں کھانہ پکانے اور روٹی پکانے کے لئے استعمال ہونے والے مٹی کے فی لیٹر تیل کی قیمت میں 8 روپے 17 پیسے کی ہونا تھی۔

مگر افسوس ہے کہ آج ہمارے وزیراعظم نواز شریف نے اوگرا کی سمری کو صرف کاغذ کا ایک خالی پُرزہ سمجھ کر مسترد کردی اور پھر اُنہوں نے آئی ایم ایف کی ڈکیٹیشن کی روشنی اور اپنی کاروباری منشا اور مرضی کے عین مطابق مُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں صرف 5 روپے فی لیٹر کی منظوری دے کر حاتم طائی کی کمر اور قبر پر جیسی گھوما کر لات ماری ہے یقیناآج وہ بھی وزیراعظم کی اپنی قوم پر ایسی سخاوت دیکھ تلملااُٹھا ہوگا اور پاکستان کے کاروباری لحاظ سے بڑے دیدہ ور وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی اپنی قوم اور مُلک کے ساتھ ایسی اعلیٰ پائے کی رحم دلی اور سخاوت کو دیکھ کر وہ یہ ضرور سوچ رہا ہوگا کہ اِس سے تو بہتر تھا کہ وہ اپنی قوم پر یہ احساس بھی نہ کرتے حالانکہ عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمت اتنی کم ترین سطح تک گر گئی ہے کہ آج اِس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے مگر اِس کے باوجود بھی مُلکِ خدادا پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف نے اپنی قوم اور مُلک پر اتنا بھی رحم نہ کھایا کہ وہ کم از کم اِس مرتبہ اوگرا کی سمری کو من وعن نافذ کرنے کا

اعلان ہی کر دیتے جس کی اوگرا نے سفارش کی تھی اُلٹاوزیر اعظم پاکستان نے یکم فروری 2016 سے پیٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل کی قیمت 5.5 روپے فی لیٹر کمی کا اعلان کر دیا جبکہ وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں پانچ روپے فی لیٹر کی منظوری دے دی تھی۔

جبکہ جہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے تو وہیں باعث تشویش و افسوس ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا ہی فکر انگیز بھی ہے کہ آج ہر دم اپنی (نام نہاد) جمہوریت اور جمہوری روایات اور اِس کے ثمرات عوام الناس تک پہنچانے کی مالا جپتے رہنے .. مگر عوامی مسائل کے حل سے صریحاً لاعلم رہنے والے ہمارے وزیر اعظم نواز شریف جنہیں یہ تک معلوم نہیں ہے کہ اِن دِنوں مُلک میں آلو کیا قیمت ہے؟ وہ آلو کی قیمت 5 روپے فی کلو بتاتے ہیں آج وہ اور اِن کے سمدیئے خاص وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار (دونوں) نے آئی ایم ایف کے مشوروں کی روشنی میں باہمی سر جوڑ کر بیٹھنے کے بعد جس طرح پیٹرولیم مصنوعات کی نئی قیمتیں مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اِس پر اِن کی عوامی ہمدردی کے تو کیا کہنے؟

گزشتہ دِنوں یکم فروری سے پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں کمی سے متعلق جو سمری اوگرا نے پیش کی تھی اُسے تو وزیر اعظم اور وزیر خزانہ نے مسترد کر دی اور پھر دونوں نے یہ سوچا کہ آج ایسا کام کیا جائے کہ مُلک میں آئی ایم ایف کی اہمیت

اور مشورے اجاگر ہوں اور آئی ایف ایم کو حقیقی معنوں میں خوش رکھنے کے عمل کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ ہم آئی ایم ایف سے زیادہ سے زیادہ قرض لے سکیں اوراپنی حکومت کے دوڈھائی سالوں کے دوران عوام اور مُلک کو ترقی و خوشحالی کے نام پر دونوں کو آئی ایم ایف کے قرضوں کے بوجھ تلے دبا کر جتنا دوڑا سکیں دوڑائیں آج ہمیں یہ کیا سوچنا؟کہ ہماری حکومت کے چلے جانے کے بعدمُلک اور قوم کا آئی ایم ایف کیا بنائے گی ؟ اُس وقت کی حکومت جانے اور مُلک و عوام جانیں؟آج بس ہمیں تومُلک و قوم اور دنیا کو یہ دکھانا اور باور کرانا ہے کہ ہم آئی ایم ایف کے ڈکٹیشن اور مشوروں اوراِس کے قرضوں سے جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ سب کچھ مُلک اور قوم کے لئے بہتر مفادات میں ہے۔

یوں وزیرِاعظم اور وزیرخزانہ نے یکم فروری 2016 سے مُلک بھر میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بالترتیب پیٹرول کی قیمت 76.25 سے کم کرکے 71روپے پیسے فی لٹر، ہائی اسپیڈ ڈیزل 80روپے 79پیسے سے کم کرکے 75روپے 79پیسے فی 25 لیٹر،ایچ او بی سی کی قیمت بھی 80روپے 66پیسے سے کم کرکے 75روپے 66پیسے فی لیٹراوراِسی طرح پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والی کمی کے باعث مٹی کے تیل کی قیمت 48روپے 25پیسے سے کم کرکے نئی قیمت 43روپے 25 پیسے جبکہ لائٹ ڈیزل کی قیمت 44روپے 94پیسے سے کم کرے39روپے 94پیسے مقرر کرکے تاریخ کے عظیم سخی حاتم طائی سمیت دنیاکے اگلے پچھلے تمام سخیوں کی کمروں اور قبروں

پر گھوما کر جیسی لات ماری ہے آج یقیناً اِس پر تو دنیا کے تمام سخی حضرات چیخ پڑے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں کہ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ 6 ماہ میں تیل کی درآمد پر 2ارب 77 کروڑ ڈالرز کی بچت کے باوجود بھی حکومت پاکستان نے پیٹرولیم مصنوعات کی مد میں اپنے عوام کو صرف 5 ریلیف دیا ہے جو کہ اُونٹ کے منہ میں زرے کے مترادف ہے۔

جیسے ہی 30 جنوری 2016 کو یکم فروری 2016 سے مُلک میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں صرف 5 روپے فی لیٹر کمی کا اعلان کیا اِس کے فوری بعد آئی ایم ایف کے ساتھ بات چیت میں شرکت کرنے کی غرض سے وزیر خزانہ اسحاق ڈار اپنی گردن تان کر اور سینہ پھولا کر 31 جنوری کو دوبئی روانہ ہوگئے ہیں جہاں ہمارے وزیر خزانہ اور آئی ایم ایف کے درمیان بات چیت (یعنی کہ آئی ایم ایف سے نئے ڈکٹیشن لینے) کا سلسلہ یکم فروری سے شروع ہوگا آج جس پر حکومتی حلقوں میں قومی خیال یہ کیا جارہاہے کہ اگر آئی ایم ایف وزیر خزانہ کی مُلک میں مہنگائی کم نہ کرنے کی اب تک کی کارکردگی سے مطمئین ہوئی اور مذاکرات کامیاب ہوگئے تو وزیر خزانہ 550 ملین ڈالر کی قسط کے ساتھ بدھ 3فروری 2016 کو وطن واپسی کے لئے روانہ ہوں گے جس سے مُلک میں ترقی اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز ہوگا،اَب بھلا سوچیں کیا دنیا کے کسی بھی اِنسان یا فرد مُلک یا قوم نے قرضوں کے بوجھ تلے دب کر بھی کبھی ترقی کی ہے؟؟ یا خوشحالی کسی کی دہلیز

پر آئی ہے؟؟آج اگر کہیں کوئی ایسی مثال موجود ہے تو پھر قرض لینا ضروری سمجھا جائے ورنہ تو حکومت اپنے اللے تللے کے لئے آئی ایم ایف کی گود میں بیٹھ کر قرضوں کی لولی پاپ کو مزے مزے سے چوسنا اور چٹخارے لے لے کر چاٹنے کا اپنا یہ عمل ختم کرے اور ملک اور قوم کو آئی ایم ایف جیسے سود خود اژدھے اور دیمک کی خوراک اور تر نوالہ نہ بنائے تو اِسی میں ملک اور قوم کی بہتری کے راز پنہاں ہے ورنہ ، حکومت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والی حالیہ کمی پر پی ٹی آئی کے احتجاجوں اور مظاہروں کے اعلان کے بعد ملک میں عوام کا سڑکوں پر آنے کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

نواز شریف کی قومی حکومت کا قومی اقدام قومی اداروں اور اثاثوں کی نجکاری کرنا ہے۔ ۔ ؟؟

اِس سے انکار نہیں ہے کہ آج وزیر اعظم نواز شریف کی قومی حکومت کا قومی اقدام پی آئی اے سمیت دیگر قومی منافع بخش اداروں اور قومی اثاثوں کی نج کاری کرنا ہی رہ گیاہے جبکہ یہ بھی سب ہی جانتے ہیں کہ موجودہ ن لیگ کی حکومت نے پچھلے انتخابات میں ووٹ ہی قومی اداروں کی نج کاری کرنے اور قومی اداروں کو اپنے من پسند افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام فروخت کرکے اِنہیں منافع بخش ادارہ بنانے کے نام پر حاصل کیا تھا۔

مگراِن دِنوں.بر سرِ اقتدار جماعت جس طرح ماضی کے پی آئی اے سمیت دیگر اچھے بھلے منافع بخش اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر اپنے ہم خیال (یعنی کہ قومی اداروں کی کسی بھی طرح نج کاری کرنے کی سوچ کے حامل) لوگوں کو تعینات کرکے دو تین سالوں میں اِن اداروں کو خسارے میں چلنے والے ادارے ظاہر کرکے اِن کی نج کاری کے منصوبوں پر عمل پیراہے یہ کسی بھی لحاظ سے قوم کو قبول نہیں ہے وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت نے پچھلے سالوں سے یہ حربہ پی آئی اے پر بھی آزمایااور جب اِس کا روزانہ کا نقصان 10 کروڑ سے تجاوز کرتے ہوئے سالانہ ساڑھے تین ارب سے دوسالوں میں 6 سے 7ارب تک پہنچ گیاتو پھر موجودہ حکومت نے

اپنی پہلے سے پلاننگ کے تحت پی آئی اے کو سُدھارنے اور منافع بخش ادارہ بنانے کے لئے نج کاری کا اعلان کردیا آج اگر اپنے اِس حربے کے تحت۔برسرِ اقتدار جماعت ن لیگ کے سربراہ اور مُلک کے موجودہ۔بزنس مائنڈ وزیراعظم میاں نواز شریف اور اِن کے سمدھیئے خاص اسحاق ڈار پی آئی اے کی نج کاری کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو پھر مُلک کا کوئی بھی ابدی منافع بخش ادارہ خسارے کی آڑ میں نج کاری سے نہیں بچ سکے گا۔
اگرچہ آج ایک طرف تو گزشتہ بارہ چودہ دِنوں سے پی آئی اے کی مجوزہ نج کاری کے خلاف قومی ایئر لائن کے ملازمین کے مُلک بھر میں جاری احتجاجی مظاہروں میں شدت آتی جارہی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جارہاہے پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاجی مظاہرے نت نئے انداز سے ہر لمحہ اور ہر روز ایک نیا رخ اختیار کرتے جارہے ہیں اوراَب اِن احتجاجوں اور مظاہروں میں جس طرح کی شدت آتی جارہی ہے یااگر حکومت نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو پھر یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہے گا کہ آنے والے دِنوں میں یہ معاملہ حکومت کے اپنے وجود کو بھی۔برقرار رکھنے کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتاہے۔
آج یہ سب جانتے ہیں کہ پہلے تو یہ مظاہرے صرف پی آئی اے کے ملازمین تک ہی محدود تھے مگر حکومتی ضد اور اَنا کی وجہ سے احتجاجی مظاہرین پر ہونے والے

تشدد کی وجہ سے دو ملازمین کی شہادت نے حکومت کے سارے چہرے بے نقاب کر دیئے ہیں اور آج ایک عام پاکستانی شہری کو بھی یہ لگ پتہ گیا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اور حکومت کے پی آئی اے کی نج کاری سے کیا کیا ذاتی اور سیاسی فائدے ہیں؟؟ آج جس کے خاطر انتہائی کولڈ و بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف کا غصہ اور بلڈ پریشر بھی بڑھ گیا ہے اور وہ بھی پی آئی اے کی نج کاری پر کسی طرح بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومتی مشینری سے آنے والی شعلہ بیانی اور دھمکیوں اور پی آئی اے کی جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے لب و لہجہ میں ساری کشتیاں جلا کر آنے والی سختی کا پیدا ہونا یقینی طور پر کسی تیسری طاقت کی فوری مداخلت کا عندیہ دے رہی ہے اگر حکومت نے قومی اداروں کو خسارے کا ڈھونگ رچا کر اپنے من پسند افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے داموں فروخت کرنے اور قومی اثاثوں اور اداروں کی نج کاری کا اپنا ناپاک منصوبہ فوری طور پر ترک نہ کیا تو ملک میں جو بھونچال آئے گا وہ حکومت کو ہی تباہ کر جائے گا۔

بہرحال، منگل 2 فروری 2016 کو جب پی آئی اے کی نجکاری کے خلاف پی آئی اے جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ جب تک حکومت قومی ائیر لائن کی مجوزہ نج کاری منصوبہ مکمل طور پر ختم کرنے کا اعلان نہیں کر دیتی ہے اُس وقت تک پی آئی اے جوائنٹ ایکشن کمیٹی کام چھوڑ ہڑتال اور احتجاج

مظاہروں کا اعلان کرتی ہے تو تب سے اَب تک احتجاجی مظاہروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا ہے (جو اِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہے فلائٹ آپریشن مستقل طور پر بند ہے) اَب جس میں پالپا بھی شامل ہو گئی ہے اور مُلک کی اپوزیشن کی سیاسی و مذہبی اور لیبر وسماجی تنظیموں کی جانب سے سانحہ پی آئی اے پر مذمت کا سلسلہ بھی جاری ہے اور قومی سیاسی رہنماؤں تجزیہ کاروں کا یہ کہناہے کہ آج اگر سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملوث حکومتی اراکین اور حکومتی مشینری کو کڑی سزا مل جاتی تو دوفروری کو حکومت اور حکومتی مشینری کو نہتے پی آئی اے کے احتجاجی مظاہریں پر بیدریغ گولیاں چلانے اور تشدت کرنے کی یوں ہمت نہ ہوتی مگر چونکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں حکومتی دہشت گردی میں ملوث عناصر کا بال بھی بیگانہ ہواتو جناح ٹرمینل کراچی میں بھی حکومتی مشینری نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی طرح کا ایک نیاسانحہ پی آئی اے رونما کردیا اِس میں یہ نقطہ معمہ بناناہواہے کہ ’’گولی کس نے چلائی‘‘ اَب یہ گتھی کون سُلجھائے گا ۔

اگرچہ دوفروری سے شروع ہونے والے مُلک گیر پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاج کے دوران پی آئی اے کے احتجاجی ملازمین نے قومی ائیر لائن کی نج کاری کے خلاف کراچی میں پی آئی اے ہیڈ آفس سے ریلی نکالی اور جیسے ہی پی آئی اے ملازمین نے جناح ٹرمینل کراچی پر دھاوابولا تو پولیس کو مظاہرین کو روکنے کے

لئے واٹر کینن کا استعمال اور آنسو گیس کی شیلنگ اور رینجرز کو لاٹھی چارج کرنی پڑی جبکہ مظاہرین پر آزادانہ لاٹھی چارج اور ربڑ کی گولیوں کا بھی استعمال کیا گیا۔

جبکہ پی آئی اے کے مرکزی آفس کے قریب احتجاجی مظاہرین کے رینجرز اور پولیس کے ساتھ ہونے والے تصادم کے نتیجے میں قومی ایئر لائن کے اسسٹنٹ میجر سمیت 2 ملازمین موجودہ بزنس مائنڈ اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں اپنے ادارے کو فروخت ہونے سے) بچانے کے لئے احتجاج کرتے ہوئے) جان بحق (شہید ہوئے) جبکہ صحافیوں سمیت ایک درجن سے زائد افراد زخمی ہوئے۔

جیسے ہی پی آئی اے کے نہتے اور اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے ادارے کو کوڑیوں کے دام فروخت ہونے سے بچاتے ہوئے حکومتی دہشت گردی سے دو ملازمین کی شہادت اور کئی افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی تو پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاجی مظاہروں میں ملک کی دوسری ورکرز یونینز کے نمائندوں اور سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان اور کارکنان کی بڑی تعداد بھی شامل ہو گئی ہے جو آج بھی پی آئی اے کے ملازمین کی نوکریوں کے تحفظ اور قومی ادارے کی نج کاری ہونے سے بچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

اور دوسری جانب وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کے نامی گرامی سینیئر اور جونیئر وزرا اور اراکین پارلیمنٹ ہیں جو قومی ایئر لائن کی نج کاری کا پہلے ہی سے منصوبہ بنا چکے اور اَب جن کا خیال بس یہ ہے کہ جیسے بھی سنگین حالات ہو جائیں اِن سب نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ تمام رکاوٹوں کو گراتے ہوئے جس قدر بھی جلد ممکن ہو سکے پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن کو اپنے من پسند لوگوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کر دیں گے آج حکومت اِن سے جس کی زبان کر چکی ہے۔

یوں ایک طرف پی آئی اے کی غیور اور محبِ وطن محنت کش ملازمین ہیں جو اپنے ادارے کو بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے ہم خیال اور ہم نوالہ بیوپاریوں کے ہاتھ قربانی کے بکرے کی طرح فروخت ہونے کے خلاف اپنی مقدس جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرکے قومی ایئر لائن کو بچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو ایسے میں دوسری جانب بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت ہے جو پی آئی اے جیسے دنیا بھر میں سفیرے پاکستان کا درجہ پانے والے قومی ادارے کو سالانہ ساڑھے تین سو ارب خسارے کا ڈھونگ رچا کر اپنے پسند کے امیر زادوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کی ضد میں ہر اُس حد کو بھی پار کرنے پر تلی بیٹھی ہے جہاں نواز حکومت کا رہا سہا وقار بھی خاک میں

ملتا ہوا دکھا جاسکتا ہے۔

ایسے میں کوئی کچھ بھی کہئے مگر آج اِس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے مستقبل قریب میں (یعنی کہ دو اڑھائی سال بعد جب ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ ہوچکا ہوگا تب) وزیراعظم نواز شریف کو پی آئی اے سے اپنے ذاتی اور تجارتی فائدے حاصل کرنے ہیں یا یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اپنی حکومت کے خاتمے کے کچھ سال بعد نواز شریف پی آئی اے کے مالک کے طور پر خود کو متعارف کرادیں اور یہ تب بتائیں کہ اُنہوں نے قومی ایئر لائن کی نج کاری کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلے تھے یہ اُسی محنت اور مشقت کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ اِس کے مالک ہیں ۔

آج اِس وجہ سے یہ اپنی حکومت کی مدت ختم ہونے سے قبل قومی ایئر لائن کی نج کاری چاہتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وزیراعظم نواز شریف نے انتہائی غصے کے عالم میں یہ کیوں کہا ہے کہ '' آج پی آئی اے میں ہڑتال اور دھمکیاں دینے والوں کو خمیازہ بھگتنا ہوگا، ہڑتال اور دھمکیوں کا کلچر قبول نہیں، ہڑتال میں شریک ملازمین کو نوکری سے فارغ کردیا جائے گا'' کام کرنے والوں کو انعام دیا جائے گا، پی آئی اے کو روزانہ دس کروڑ کا نقصان ہورہا ہے''۔

بہرکیف ،آج وزیرِاعظم نواز شریف قوم کو یہ سچ سچ بتاہی دیں کہ اِن کی سوچ تاجروں والی ہے؟ سیاستدانوں والی ہے؟ یا وزیرِاعظم والی ہے،آج جو بالخصوص پی آئی اے دیگر قومی منافع بخش اداروں کو خسارے کا ڈھونگ رچاکراِن کی فوری نج کاری کرنے کی منصوبہ کررہے ہیں آج یقینی طورپر وزیراعظم نواز شریف اوراِن کے حکومتی وزراء کی سنجیدگی اور پی آئی اے کے احتجاجی ملازمین سے متعلق دھمکی آمیز بیان بازی سے ایسالگتاہے کہ آج وزیراعظم سمیت اِن کے سمدھیئے خاص اسحاق ڈار اور دیگر حکومتی وفاقی وزراء اورن لیگ کے اراکین پارلیمنٹ ذاتیں صرف تاجرانہ صفات کی منبع ہیں

....

آج اگر وزیراعظم نواز شریف یہ سمجھتے ہیں کہ پی آئی اے کو واقعی روزانہ دس کروڑ کا نقصان پہنچ رہاہے تو اِس نقصان اور سالانہ ساڑھے تین سوارب کے ہونے والے خسارے کو امریکا کے معاشی حب کہلانے والے شہر نیویارک کی 42 سیکنڈ اسٹریٹ ہیٹن میں واقع پی آئی اے کا 1009 کمروں پر مشتمل روزویلڈ نامی ہوٹل جو اپنے قیام سے اَب تک کبھی بھی خسارے میں نہیں گیاہے اور یہ ایک مہنگاترین ہوٹل ہے اِسے ہی وزیراعظم فروخت کرکے پی آئی اے کو خسارے نکال دیں یہ اتنامہنگاترین ہوٹل ہے کہ اِس میں پی آئی اے کا اپناکُروبھی نہیں ٹھیرتاہے آج اگر پی آئی اے کی نج کاری کے بہانے اِس ہوٹل کی خریداری کے لئے محترم المقام جناب وزیراعظم نواز شریف یااِن کے سمدھیئے خاص وزیرخزانہ اسحاق ڈار

کی نظر ہے تو یہ اور بات ہے؟ ورنہ تو وزیراعظم اور وزیر خزانہ اِس ایک ہوٹل کی نج کاری کرکے ہی پی آئی اے کو خسارے سے نکالنے میں اپنااہم اور کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں اور اگر ایسانہیں ہے تو پھر ذرائع سے یہ پتہ چلاہے کہ نواز حکومت پی آئی اے کی خسارے کے باعث نج کاری کا عمل شروع کرچکی ہے اور کراچی میں کارساز کے مقام پر واقع پی آئی اے کُرو سینٹر جس کی موجودہ مالیات 25 سے 30 کروڑ ہے اِسے بھی عنقریب اپنے کسی من پسند شخص یاافراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام 1 کروڑ 15 سے 17 لاکھ میں کیوں فروخت کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔؟؟ اَب کیاایسے میں قوم کے ذہن میں یہ خیال پیدانہیں ہوگاکہ وزیراعظم نوازشریف اوراِن کی حکومت میں شامل دیگر بزنس مائنڈ وزراء اور سیاست دان بعدازحکومت اپنے مستقل اور دیرپا کاروبارومقاصد کے حصول کے خاطر قومی اداروں کو خسارے کاڈھونگ رچاکراونے پونے داموں فروخت کرکے مستقبل قریب میں اپنے کاروباری فائدے کا سوچ رہے ہیں یاآج جسے یہ فروخت کررہے ہیں اِس سے بعد میں خود خرید کر مالک بن جائیں گے۔

سانحہ پی آئی اے، گولی کس نے چلائی" ایک معمہ ہے

لیجئے، وہی ہوا جیسا حکومت چاہتی تھی اَب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت اپنے کہے پر کتنا قائم رہتی ہے؟ یا یہ سب پی آئی اے کے ہڑتالیوں کو ڈرانے اور دھمکانے کے لئے تھا بہر حال، حکومت نے تو دوٹوک انداز اپناتے ہوئے صاف صاف یہ کہہ دیا ہے کہ " پی آئی اے ہڑتالیوں سے مذاکرات نہیں ہوں گے 120 دِنوں میں نئی ایئرلائن بنائی جائے گی جو 600 سے 700 ملازمین پر مشتمل ہوگی" آج حکومت کی جانب سے آنے والے اِس اعلان سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ حکومت نے پی آئی اے کے موجودہ ہڑتالی ملازمین سے مذاکرات کی ناکامی کے بعد اپنی سُبکی پر نئی ایئر لائن بنانے کا منصوبہ بنالیاہے جواِس بات کا غماز ہے کہ حکومت پی آئی اے میں سیاسی بنیادوں پر بھرتی ہونے والے اعلیٰ اور ادنیٰ گریڈ کے ملازمین کی بھرمار سے سخت خائف ہے جس کی وجہ سے حکومت کو پی آئی اے کی خراب ہوتی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اِسے فوری طور پر نجی تحویل میں دینے کا اقدام کرناپڑا ہے۔

بہر کیف ،آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کی قومی حکومت کا قومی اقدام پی آئی اے سمیت دیگر قومی منافع بخش اداروں اور قومی اثاثوں کی نج کاری کرناہی رہ گیاہے جبکہ یہ بھی سب ہی جانتے ہیں کہ موجودہ ن لیگ کی

حکومت نے پچھلے انتخابات میں ووٹ ہی قومی اداروں کی نج کاری کرنے اور قومی اداروں کو اپنے من پسند افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام فروخت کرکے اِنہیں منافع بخش ادارہ بنانے کے نام پر حاصل کیا تھا۔

مگراِن دِنوں.برسرِاقتدار جماعت جس طرح ماضی کے باکمال لوگ لاجواب سروس کی حامل پی آئی اے سمیت دیگراچھے بھلے منافع بخش اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر اپنے ہم خیال (یعنی کہ قومی اداروں کی کسی بھی طرح نج کاری کرنے کی سوچ کے حامل) لوگوں کو تعینات کرکے دو تین سالوں میں اِن اداروں کو خسارے میں چلنے والے ادارے ظاہر کرکے اِن کی نج کاری کے منصوبوں پر عمل پیراہے خود کو قومی حکومت کے حکمران کہلانے والی وزیراعظم کا یہ اقدام کسی بھی لحاظ سے ایک پی آئی اے کے ملازمین ہی کو کیا پوری پاکستانی قوم کو بھی قبول نہیں ہے۔

اِسی طرح آج یہ حقیقت بھی سب جانتے ہیں کہ وزیراعظم نوازشریف کی حکومت نے پچھلے سالوں سے یہ حربہ پی آئی اے پر بھی آزمایااور جب اِس کا روزانہ کا نقصان 10 کروڑسے تجاوز کرتے ہوئے سالانہ ساڑھے تین ارب سے دوسالوں میں 6 سے 7 ارب تک پہنچ گیاتو پھر موجودہ حکومت نے اپنی پہلے سے پلاننگ کے تحت پی آئی اے کو سُدھارنے اور منافع بخش ادارہ بنانے کے لئے نج کاری کا اعلان کردیاآج اگراپنے اِس حربے کے تحت.برسرِاقتدار جماعت ن لیگ کے سربراہ اور مُلک کے

موجودہ بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں نواز شریف اور اِن کے سمدھیئے خاص اسحاق ڈار پی آئی اے کی نج کاری کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر مُلک کا کوئی بھی ابدی منافع بخش ادارہ خسارے کی آڑ میں نج کاری سے نہیں بچ سکے گا۔

اگرچہ آج ایک طرف تو گزشتہ بارہ چودہ دِنوں سے پی آئی اے کی مجوزہ نج کاری کے خلاف قومی ایئر لائن کے ملازمین کے مُلک بھر میں جاری احتجاجی مظاہروں میں شدت آتی جارہی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاجی مظاہرے نت نئے انداز سے ہر لمحہ اور ہر روز ایک نیا رخ اختیار کرتے جارہے ہیں اوراَب اِن احتجاجوں اور مظاہروں پہ جس طرح کی شدت آتی جارہی ہے یا اگر حکومت نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو پھر یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہے گا کہ آنے والے دِنوں میں یہ معاملہ حکومت کے اپنے وجود کو بھی برقرار رکھنے کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتا ہے۔

آج یہ سب جانتے ہیں کہ پہلے تو یہ مظاہرے صرف پی آئی اے کے ملازمین تک ہی محدود تھے مگر حکومتی ضد اور اَنا کی وجہ سے احتجاجی مظاہرین پر ہونے والے تشدت کی وجہ سے دو ملازمین کی شہادت نے حکومت کے سارے چہرے بے نقاب کردیئے ہیں اور آج ایک عام پاکستانی شہری کو بھی یہ لگ پتہ گیا ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف اور حکومت کے پی آئی اے کی نج کاری سے کیا کیا ذاتی اور سیاسی

فائدے ہیں؟؟آج جس کے خاطر انتہائی کولڈ و بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف کا غصہ اور بلڈ پریشر بھی بڑھ گیا ہے اور وہ بھی پی آئی اے کی نج کاری پر کسی طرح بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی حکومتی مشینری کی جانب سے آ کی جانے والی شعلہ بیانی اور پی آئی اے کے احتجاجی ملازمین کو دی جانے والی
دھمکیوں اوراِسی طرح دوسری طرف پی آئی اے کی جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے بھی لب و لہجہ میں ساری کشتیاں جلا کر آنے والی سختی کا پیدا ہونا یقینی طور پر کسی تیسری طاقت کی فوری مداخلت کا عندیہ دے رہی ہے اگر حکومت نے قومی اداروں کو خسارے کا ڈھونگ رچا کر اپنے من پسند افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے داموں فروخت کرنے اور قومی اثاثوں اور اداروں کی نج کاری کا اپنا ناپاک منصوبہ فوری طور پر ترک نہ کیا تو مُلک میں جو بھونچال آئے گا وہ حکومت کو ہی تباہ کر جائے گا۔
بہرحال، منگل 2فروری 2016 کو جب پی آئی اے کی نجکاری کے خلاف پی آئی اے جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ جب تک حکومت قومی ایئر لائن کی مجوزہ نج کاری منصوبہ مکمل طور پر ختم کرنے کا اعلان نہیں کر دیتی ہے اُس وقت تک پی آئی اے جوائنٹ ایکشن کمیٹی کام چھوڑ ہڑتال اور احتجاجی مظاہروں کا اعلان کرتی ہے تو تب سے اَب تک احتجاجی مظاہروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا ہے (جو اِن سطور کے رقم کرنے تک جاری ہے فلائٹ

آپریشن مستقل طور پر بند ہے) اَب جس میں پالیا بھی شامل ہو گئی ہے اور مُلک کی اپوزیشن کی سیاسی و مذہبی اور لیبر و سماجی تنظیموں کی جانب سے سانحہ پی آئی اے پر مذمت کا سلسلہ بھی جاری ہے اور قومی سیاسی رہنماؤں اور تجزیہ کاروں کا یہ کہنا ہے کہ آج اگر سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملوث حکومتی اراکین اور حکومتی مشینری کو کڑی سزا مل جاتی تو دو فروری کو حکومت اور حکومتی مشینری کو نہتے پی آئی اے کے احتجاجی مظاہرین پر بیدریغ گولیاں چلانے اور تشدد کرنے کی یوں ہمت نہ ہوتی مگر چونکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں حکومتی دہشت گردی میں ملوث عناصر کا بال بھی بیگانہ ہوا تو جناح ٹرمینل کراچی میں بھی حکومتی مشینری نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی طرح کا ایک نیا سانحہ پی آئی اے رونما کردیا اِس میں یہ نقطہ معمہ بناہوا ہے کہ " گولی کس نے چلائی " اَب یہ گتھی کون سُلجھائے گا جبکہ پاکستان رینجرز نے اِس سانحہ کی تحقیقات کرنے اور فائرنگ میں ملوث عناصر کو کیفرِ کردار پہنچانے کے لئے ایک کمیٹی بنادی ہے جو پی آئی اے ملازمین پر فائرنگ کے پیش آئے واقعے کی تحقیقات کر رہی ہے دیکھتے ہیں کیا نتیجہ یا نتائج نکلتے ہیں ؟۔

اگرچہ دو فروری سے شروع ہونے والے مُلک گیر پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاج کے دوران پی آئی اے کے احتجاجی ملازمین نے قومی ایئر لائن کی نج کاری کے خلاف کراچی میں پی آئی اے ہیڈ آفس سے ریلی نکالی اور جیسے ہی پی آئی اے

ملازمین نے جناح ٹرمینل کراچی پر دھاوا بولا تو پولیس کو مظاہرین کو روکنے کے لئے واٹر کینن کا استعمال اور آنسو گیس کی شیلنگ اور رینجرز کو لاٹھی چارج کرنی پڑی جبکہ مظاہرین پر آزادانہ لاٹھی چارج اور ربڑ کی گولیوں کا بھی استعمال کیا گیا۔

جبکہ پی آئی اے کے مرکزی آفس کے قریب احتجاجی مظاہرین کے رینجرز اور پولیس کے ساتھ ہونے والے تصادم کے نتیجے میں قومی ایئرلائن کے اسسٹنٹ منیجر سمیت 2 ملازمین موجودہ بزنس مائنڈ اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں اپنے ادارے کو فروخت ہونے سے) بچانے کے لئے احتجاج کرتے ہوئے) جان بحق (شہید ہوئے) جبکہ صحافیوں سمیت ایک درجن سے زائد افراد زخمی ہوئے۔

جیسے ہی پی آئی اے کے نہتے اور اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے ادارے کو کوڑیوں کے دام فروخت ہونے سے بچاتے ہوئے حکومتی دہشت گردی سے دو ملازمین کی شہادت اور کئی افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی تو پی آئی اے کے ملازمین کے احتجاجی مظاہروں میں ملک کی دوسری ورکرز یونینز کے نمائندوں اور سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان اور کارکنان کی بڑی تعداد بھی شامل ہو گئی ہے جو آج بھی پی آئی اے کے ملازمین کی نوکریوں کے تحفظ اور قومی ادارے کی نج کاری ہونے سے بچانے کے لئے نکل کھڑے

ہوئے ہیں۔

اور دوسری جانب وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کے نامی گرامی سینیئر اور جونیئر وزرااور اراکین پارلیمنٹ ہیں جو قومی ایئر لائن کی نج کاری کا پہلے ہی سے منصوبہ بنا چکے اور اَب جن کا خیال بس یہ ہے کہ جیسے بھی سنگین حالات ہو جائیں اِن سب نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ تمام رکاوٹوں کو گراتے ہوئے جس قدر بھی جلد ممکن ہو سکے پاکستان انٹر نیشنل ایئر لائن کو اپنے من پسند لوگوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کر دیں گے آج حکومت اِن سے جس کی زبان کر چکی ہے۔

یوں ایک طرف پی آئی اے کی غیوراور محبِ وطن محنت کش ملازمین ہیں جو اپنے ادارے کو بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے ہم خیال اور ہم نوالہ بیوپاریوں کے ہاتھ قربانی کے بکرے کی طرح فروخت ہونے کے خلاف اپنی مقدس جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرکے قومی ایئر لائن کو بچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو ایسے میں دوسری جانب بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت ہے جو پی آئی اے جیسے دنیا بھر میں سفیرے پاکستان کا درجہ پانے والے قومی ادارے کو سالانہ ساڑھے تین سو ارب خسارے کا ڈھونگ رچا کر اپنے پسند کے امیر زادوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کی ضد میں ہر اُس حد کو بھی پار

کرنے پر تلی بیٹھی ہے جہاں نواز حکومت کا رہا سہا وقار بھی خاک میں
ملتا ہوا دکھا جا سکتا ہے۔
ایسے میں کوئی کچھ بھی کہئے مگر آج اِس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے مستقبل قریب میں (یعنی کہ دو اڑھائی سال بعد جب ہمارے بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہو گا تب) وزیر اعظم نواز شریف کو پی آئی اے سے اپنے ذاتی اور تجارتی فائدے حاصل کرنے ہیں یا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اپنی حکومت کے خاتمے کے کچھ سال بعد نواز شریف پی آئی اے کے مالک کے طور پر خود کو متعارف کرادیں اور یہ تب بتائیں کہ اُنہوں نے قومی ایئر لائن کی نج کاری کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلے تھے یہ اُسی محنت اور مشقت کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ اِس کے مالک ہیں۔
آج اِس وجہ سے یہ اپنی حکومت کی مدت ختم ہونے سے قبل قومی ایئر لائن کی نج کاری چاہتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وزیر اعظم نواز شریف نے انتہائی غصے کے عالم میں یہ کیوں کہا ہے کہ " آج پی آئی اے میں ہڑتال اور دھمکیاں دینے والوں کو خمیازہ بھگتنا ہو گا، ہڑتال اور دھمکیوں کا کلچر قبول نہیں، ہڑتال میں شریک ملازمین کو نوکری سے فارغ کر دیا جائے گا" کام کرنے والوں کو انعام دیا جائے گا، پی آئی اے کو روزانہ دس کروڑ کا نقصان ہو رہا ہے "۔

بہر کیف ،آج وزیر اعظم نواز شریف قوم کو یہ سچ سچ بتاہی دیں کہ اِن کی سوچ تاجروں والی ہے؟ سیاستدانوں والی ہے؟ یا وزیر اعظم والی ہے،آج جو بالخصوص پی آئی اے دیگر قومی منافع بخش اداروں کو خسارے کا ڈھونگ رچا کراِن کی فوری نج کاری کرنے کی منصوبہ کررہے ہیں آج یقینی طور پر وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے حکومتی وزراء کی سنجیدگی اور پی آئی اے کے احتجاجی ملازمین سے متعلق دھمکی آمیز بیان بازی سے ایسالگتاہے کہ آج وزیر اعظم سمیت اِن کے سدھیئے خاص اسحاق ڈار اور دیگر حکومتی وفاقی وزراءاور ن لیگ کے اراکین پارلیمنٹ ذاتیں صرف تاجرانہ صفات کے منبع ہیں ....

آج اگر وزیر اعظم نواز شریف یہ سمجھتے ہیں کہ پی آئی اے کو واقعی روزانہ دس کروڑ کا نقصان پہنچ رہاہے تو یہاں میں وزیر اعظم کے 2012 کے اِس بیان کا حوالہ پیش کروں گا جب اُنہوں نے پی آئی اے کی نج کاری روکنے کے لئے اُس وقت کی حکومت کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اِس نقصان اور سالانہ ساڑھے تین سوارب کے ہونے والے خسارے کو امریکا کے معاشی حب کہلانے والے شہر نیویارک کی 42 سیکنڈ اسٹریٹ ہیٹن میں واقع پی آئی اے کا 1009 کمروں پر مشتمل روزویلڈ /ویٹل نامی ہوٹل جو اپنے قیام سے اَب تک کبھی بھی خسارے میں نہیں گیاہے اور یہ ایک مہنگاترین ہوٹل ہے اِسے ہی وزیر اعظم فروخت کرکے پی آئی اے کو خسارے نکال دیں”یقیناپی

آئی اے کا یہ اثاثہ ہے جو اتنا مہنگاترین ہوٹل ہے کہ اِس میں پی آئی اے کا اپنا کُرو بھی نہیں ٹھیرتا ہے آج اگر پی آئی اے کی نج کاری کے بہانے اِس ہوٹل کی خریداری کے لئے محترم المقام جناب وزیرا عظم نواز شریف یا اِن کے سمدھیئے خاص وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی نظر ہے تو یہ اور بات ہے؟ ورنہ تو وزیرا عظم اور وزیر خزانہ اِس ایک ہوٹل کی نج کاری کرکے ہی پی آئی اے کو خسارے سے نکالنے میں اپنا اہم اور کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ذرائع سے یہ پتہ چلاہے کہ نواز حکومت پی آئی اے کی خسارے کے باعث نج کاری کا عمل شروع کر چکی ہے اور کراچی میں کارساز کے مقام پر واقع پی آئی اے کُرو سینٹر جس کی موجودہ مالیات 25 سے 30 کروڑ ہے اِسے بھی عنقریب اپنے کسی من پسند شخص یا افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام 1 کروڑ 15 سے 17 لاکھ میں کیوں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔؟؟ اَب کیا ایسے میں قوم کے ذہن میں یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ وزیرا عظم نواز شریف اور اِن کی حکومت میں شامل دیگر بزنس مائنڈ وزراء اور سیاست دان بعداز حکومت اپنے مستقل اور دیرپا کاروبارومقاصد کے حصول کے خاطر قومی اداروں کو خسارے کا ڈھونگ رچا کر اونے پونے داموں فروخت کرکے مستقبل قریب میں اپنے کاروباری فائدے کا سوچ رہے ہیں یا آج جسے یہ فروخت کررہے ہیں اِس سے بعد میں خود خرید کر مالک بن جائیں گے

وزیر اعظم پہلے تو یہ بتائیں اِن کی حکومت کا کام ادارے چلانا ہے یا دستور سازی کرنا ہے۔۔۔۔؟؟

آج حکومت اور پی آئی اے بحران کے حوالے سے طرفین (حکومت اور جوائنٹ ایکشن کمیٹی)کے غیر لچکدرانہ رویوں پر ایسالگ رہاہے کہ جیسے دونوں طرفین نے اپنے اپنے مفادات کے خاطر اَنا کامسئلہ بنالیا ہے اوراَب طرفین نہ جھکنے کی ضد پر پوری طرح سے اڑ چکے ہیں۔

جیساکہ گزشتہ دِنوں ہمارے بزنس مائنڈ وزیراعظم نوازشریف نے پی آئی اے کی نجکاری کے خلاف قومی ایئرلائن کے ملازمین کے احتجاج اور ہڑتال کے حوالے سے کشمیر اسمبلی کے جوائنٹ سیشن اور گورنمنٹ ہاؤس مری میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ ’’ پی آئی اے میں غیر قانونی ہڑتال کے آگے سر نہیں جھکائیں گے‘‘ جس طرح وزیراعظم نے یہ جملہ اداکیا ہے یہ بڑاہی معنی خیز ہے۔

ایسے میں آج اگر موجودہ پی آئی اے بحران کے تناظر میں اپنے تین بار وزارتِ عظمٰی کی مسندِ عالی پر قدمِ خاص رنجافرمانے والے اپنے بزنس مائنڈ وزیراعظم نوازشریف صاحب کے اِس کہے کا جائزہ لیاجائے تو وزیراعظم کا یہ جملہ صریحاََ حکومتی کم مگر وزیراعظم نوازشریف کی ضد کا زیادہ اورواضح اشارہ دے رہاہے اور پی آئی اے بحران کے حوالے سے ایسا لگ رہاہے کہ جیسے

وزیر اعظم جمہوریت کو تو بچانا چاہتے ہیں مگر جمہوریت بچانے کی اوٹ سے یہ حزبِ اختلاف کی جماعتوں اور دھرنا سیاست کرنے والوں کو بیجا تنقید کا نشانہ بنا کر خود یہ نہیں چاہتے ہیں کہ پی آئی اے بحران کا حل اور خاتمہ باہمی رضامندی اور مذاکرات سے نکالا جائے۔

اگرچہ وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے خطاب میں مزید یہ بھی کہا کہ " ہم سب کو ریاست کی اجتماعی ترقی کے لئے سوچنا چاہئے، حزب اختلاف کو تعمیری کردار ادا کرنا چاہئے سیاست برائے سیاست نہیں ہونی چاہئے، پی آئی اے میں غیر قانونی ہڑتال کے آگے سر، نہیں جھکائیں گے، قومی ایئر لائن کو ترقی دے کر منافع بخش بنانا چاہتے ہیں، کسی کو ذاتی مفاد کے لئے ملکی مفاد سے کھیلنے نہیں دیں گے "اور ایسے بہت سے جذباتی جملے اپنے اِس خطاب میں ادا کئے۔

حالانکہ آج پی آئی اے کے بحران کے حوالے سے سب سے زیادہ ذاتی اور سیاسی مفادات برسرِ اقتدار جماعت اور حکمرانوں (خاص طور پر ہمارے بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف)کے ہی نظر آرہے ہیں، کیوں کہ اِنہیں یہ معلوم ہے کہ جیسے تیسے دوڈھائی سال بعد جب اِن کی حکومت اپنی مدت پوری کرکے چلی جائے گی تو پھر اِنہیں اقتدار تو ملنا نہیں ہے سو اِس عرصے میں اپنے اور اپنے کاروباری حلقوں کے مفادات کا ہی خیال کرتے ہوئے جس قدر جلد ممکن ہوسکے پی آئی اے

جیسے دیگر قومی منافع بخش اداروں کو خسارے کے ادارے ظاہر کرکے اِنہیں اپنے لوگوں کے ہاتھوں فروخت کردیاجائے اور نجی تحویل میں دے کر کاروباری طبقے کو زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا کی جائیں سو محض اِس بنا پر موجودہ حکومت پی آئی اے سمیت دیگر قومی منافع بخش اداروں کی نج کاری کا ارادہ کئے ہوئے ہے اَب یہاں وزیرِاعظم نوازشریف پہلے تو یہ بتائیں کہ آج اِن کی حکومت کا کام ادارے چلانا ہے ؟ یا دستور سازی کرنا ہے؟؟ آج وزیرِاعظم نوازشریف اور اِن کی حکومت کے وزراء جتنازور پی آئی اے سمیت دیگر منافع بخش قومی اداروں کی نج کاری کرنے پر دے رہے ہیں اگر اتناہی وقت یہ مُلک میں قانون سازی کرنے پر دیں تو مُلک میں قانون کی پاسداری عملی طور پر نظر بھی آئے اور مُلک میں قانون کی بالادستی بھی قائم ہوجائے۔

جبکہ ایسے میں پی آئی اے کی مزدور یونین جوائنٹ ایکشن کمیٹی بھی اپنے ادارے اور مزدوروں کی نوکریوں کے تحفظ کے لئے کمر کس کے پوری طاقت کے ساتھ پُرامن اور مثبت احتجاجی مظاہروں اور ہڑتالوں سے حکومت الوقت کو یہ باور کرارہی ہے کہ ایک سال تک قومی ایئرلائن کی نج کاری کا منصوبہ ترک کیاجائے، حکومت پی آئی اے کی نج کاری کرنے سے قبل ادارے کے مزدوروں کو مکمل طور پر اعتماد میں لے اور حکومت ہر ملازم کی نوکری کے تحفظ کی ذمہ داری قبول کرے، حکومت پی آئی اے کی نج کاری اور قومی ایئرلائن کے ملازمین کی نوکریوں کے معاملے میں

(KESC) جلد بازی کا ایسا مظاہرہ نہ کرے جیسا کہ حکومت نے سابقہ محکمہ کے ای ایس سی کے ملازمین کی نوکریوں کا تحفظ نہیں کیا تھا اور آج KESC کی نج کاری کرتے وقت کے پرانے ملازمین کی پہلے تو مراعات (KESC) الیکٹرک کی نجی انتظامیہ نے K موجودہ ختم کیں پھر ان پر بہانے بہانے سے مختلف چارجز لگا کر انہیں نوکریوں سے نکال باہر کے ملازمین کی نوکریوں کے تحفظ اور اِنہیں تنخواہ اور PIA کر رہی ہے آج اگر حکومت دیگر حوالوں سے ملنے والی مراعات کی ذمہ داری لیتی ہے تو پھر پی آئی اے کی نج کاری کا منصوبہ بنائے تو ٹھیک ہے ورنہ جب تک حکومت ایسا نہیں کرتی ہے تو پھر نہ ہم اپنے ادارے کی کسی بھی صورت میں نج کاری ہونے دیں گیا ورنہ ہی حکومت کا کوئی ایسا مزدور دُشمن اقدام تسلیم کریں گے جس سے پی آئی اے کے ملازمین کی نوکریاں خطرے میں پڑ جائیں ، خواہ اِس کشمکش میں ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔

تاہم جس روز یعنی کہ جمعہ 5 فروری کو ہمارے بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف نے یہ کہا تھا کہ ” پی آئی اے میں غیر قانونی ہڑتال کے آگے سر نہیں جھکائیں گے “اُسی روز جمعہ ہفتہ کی درمیانی شب کراچی میں پی آئی اے ایکشن کمیٹی اور نجکاری کمیشن کے چیئرمین محمد زبیر کے مابین مذاکرات کی پہلی نشست لگی” اِس مذاکراتی عمل میں نجکاری کمیشن کے چیئرمین محمد زبیر نے حکومتی نمائندگی کرتے ہوئے یہ موقف پیش کیا کہ ” مذاکراتی عمل کو حقیقی معنوں میں کامیاب

بنانا ہے تو آپریشن بحال کریں" جس پر پی آئی اے جوائنٹ ایکشن کمیشن کے سہیل بلوچ کا یہ کہنا تھا کہ "حتمی نتیجے تک ایسا نہیں ہو سکتا"۔

اگرچہ یہ بات چیت پہلے روز تو ڈیڈلاک ختم کرنے میں بے نتیجہ ضرور ثابت ہوئی مگر پھر بھی دونوں جانب سے اتنی اُمید ضرور پیدا ہوئی کہ ادارے اور ملازمین کے تحفظ کے ساتھ ساتھ قومی مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مذاکراتی عمل کو جاری رکھا جائے گا اور بہت جلد آنے والے دِنوں سے باقاعدہ شروع ہونے والے بامقصد مذاکراتی عمل میں بہت جلد دونوں طرفین کی جانب سے اصولی لچک کا مظاہرہ کیا جائے گا اور اُمید ہے کہ مذاکراتی عمل سے عنقریب پی آئی اے بحران کے حل کے حوالے سے پیدا ہونے والا ڈیڈلاک ختم ہوگا اور طرفین کی جانب سے لچک کا مظاہرہ ہوگا ورنہ مذاکراتی اور مفاہمتی عمل کی چڑیا اُڑ گئی تو پھر ..؟؟ سوائے پچھتاوے کے طرفین کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

بہرحال، مذاکراتی عمل سے ہی پی آئی اے بحران کا ضرور حل نکالا جائے اور طرفین بالخصوص وزیراعظم اور حکومت سیاسی اور ذاتی فوائد کے بجائے قومی مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مثبت نتائج نکالیں جس میں دو طرفین میں سے پی آئی اے کے مزدوروں کے زیادہ مفادات کا تحفظ یقینی بنایا جائے اور یوں دونوں طرفین مل کر چاہیں تو بہت کچھ بہتر کر سکتے ہیں جیسے کہ اِن دنوں جس طرح ملک بھر

میں فلم ”طیارے زمین پر“ چلائی جارہی ہے اِس فلم کا ضرور فلاپ کریں اور اِس طرح دونوں طرفین چاہیں تو گزشتہ کئی دِنوں سے ہڑتالوں کے باعث قومی ایئر لائن کے طیاروں کی اُڑان نہ بھرنے سے پی آئی اے اور ملک کو جو اربوں کا نقصان ہوا ہے اِس کا بھی ازالہ کرسکتے ہیں۔ (ختم شُد)

. . . پی ٹی آئی کا حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کا عندیہ اور اگر، مگر، چوں چراں ''

آج مُلک میں غیر فرینڈلی رول ادا کرنے والی اپوزیشن جماعت پی ٹی آئی کے چیئرمین اور اپوزیشن لیڈر عمران خان نے نواز شریف کی حکومت کے خلاف حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے سمیت 5 مزید مطالبات کی عدم منظوری کی صورت میں ایک بار پھر تحریک چلانے اور ایجی ٹیشن کا عندیہ دے دیا ہے اَب اِس صورتِ حال میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے عمران خان المعروف مسٹر سونامی نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اِنہوں نے اِس بار نواز حکومت کا پانسہ نہ پلٹ دیا تو عمران خان المعروف مسٹر سونامی اِن کا نام نہیں ہے۔ اگرچہ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان نے حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کو حتمی شکل دینے کے لئے مُلک کے چاروں صوبوں سے رپورٹیں جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کارکنان کو ہدایات بھی جاری کرنی شروع کردی ہیں کہ وہ نواز شریف حکومت کے خلاف آنے والے دِنوں میں چلائی جانے والی تحریک کے لئے اپنی تیاریوں کو مکمل رکھیں اور جیسے ہی کہا جائے کہ نواز حکومت کے خلاف تحریک اور ایجی ٹیشن شروع ہوگیا ہے تو اِس پر فوراََ عمل کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل جاؤ پھر یہ کوئی نہ دیکھے کہ اِس راہ میں کیا کچھ کرنا پڑے گا؟؟، بس کمربستہ ہوکر

حکومت مخالف تحریک کا حصہ بن جاؤ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے؟؟۔

اِس میں شک نہیں کہ پی ٹی آئی کے رہنما عمران خان نے اپنے سب سے بڑے مخالف نواز شریف کی حکومت کے خلاف دوسری مرتبہ پھر بھرپور طاقت سے ایجی ٹیشن کا فیصلہ کیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اگر اِس مرتبہ عمران خان اور اِن کے ساتھی حقیقی معنوں میں ثابت قدم رہے تو عین ممکن ہے کہ یہ نواز شریف کی حکومت کو ہلا کر ہٹانے اور گرانے میں کامیاب ہو جائیں گے ورنہ واپسی کا راستہ تو بند نہیں ہے۔

بہرحال، اِس مرتبہ پی ٹی آئی کے بانی و چیئرمین عمران خان اپنے سب سے بڑے سیاسی مخالف نواز شریف اور اِن کی حکومت کے خلاف انتہائی دانشمندی اور لومڑی جیسی چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ ایجی ٹیشن کرنے اور تحریک چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں، پچھلی مرتبہ تو عمران خان کا نواز شریف حکومت کے خلاف 120 کا دیا گیا دھرنا بہت ساری اندرونی اور بیرونی وجوہات کی بنا پر نواز شریف کی حکومت کو ہٹانے میں ناکام ثابت ہوا تھا مگر اِس بار قوی اُمید کی جا سکتی ہے کہ عمران خان ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے ضرور سبق سیکھیں گے اور اپنے آج کو کل سے بہتر بناتے ہوئے نواز شریف کی حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کی جیسی تحریک چلائیں گے وہ پہلے ہی دن سے حکومت کے وجود پر کاری ضرب ثابت ہوگی۔

جیسا کہ اِس مرتبہ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان (المعروف مسٹر سونامی) نے خالصتاً عوامی مسائل جن میں بالخصوص حالیہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مزید کمی، گیس پر ٹیکسز کا خاتمہ، ماضی و حال کے پی آئی اے واسٹیل ملز جیسے دیگر قومی منافع بخش اداروں کی نجکاری نہ کرنے، سرکاری ملازمین کو تنخواہوں کی بروقت ادائیگی، پاکستان کا زرداری اور نواز شریف کے ہاتھوں) لوٹا ہوا پیسہ بیرون مُلک سے واپس لانے کے لئے) پانچ مطالبات پیش کردیئے ہیں اور اِنہیں پاکستانی قوم سمیت دنیا کے سامنے عیاں کرتے ہوئے حکومت کو واضح کیا ہے کہ اگر مطالبات پورے نہ ہوئے اور حکومت نے کسی قسم کی ہیچر مچر کا مظاہرہ کیا اور کسی قسم کی عدم منظوری اور بیزاری کا اظہار کیا تو ہم سڑکوں پر نکل آئیں گے اور پھر فیصلہ وہیں ہوگا''۔

اگرچہ اِس مرتبہ عمران خان کی زبان اور لہجے میں سختی کا تو بہت احساس ہوا مگر پھر بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ نہ جانے کب عمران خان اپنے اِس کہے سے پلٹا کھاجائیں اور اِدھر اُدھر کی چھوڑنے لگیں مگر پھر بھی قوم خاطر جمع ضرور رکھے کہ اِس مرتبہ عمران خان اپنی ذات میں تھوڑا بہت تو سنجیدہ ضرور ہوں گے اور اَب جس ایجنڈے کو لے کر یہ وزیراعظم نواز شریف کی حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن اور تحریک لے کر نکلیں گے اِس میں ثابت قدم رہ کر کامیاب ہوجائیں ورنہ

پھر کچھ عرصہ سیاسی کھیل تماشہ رچا کر حسبِ عادت بنی گالہ واپس لوٹ جائیں گے۔
بہر کیف ،آئیں دیکھتے ہیں کہ گزشتہ دِنوں تحریک انصاف کے چیئر مین مسٹر عمران خان المعروف مسٹر سونامی نے ڈیرہ مراد جمالی میں جلسے میں خطاب کے دوران اور کیا کیا کہا؟اِس موقع پر عمران خان کا یہ بھی کہنا تھا کہ وزیر اعظم چلتے چلتے دستی بم کو ٹھوکر مارتے ہیں نواز شریف کے لئے 2018 بہت دور ہے تب تک وزیر اعظم کا چلنا مشکل ہے، سی پیک کے ذریعے پاکستان کو جوڑنے کا شاندار موقع تھا مگر لوگوں کو دھوکہ دیا گیااور اِسی کے ساتھ عمران خان کا اپنے اِس خطاب میں یہ بھی کہنا اپنے موجودہ وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت کے طویل سمندر میں طلاطم کے لئے کافی ہے کہ ’’ مسٹر نواز شریف نے نجکاری کے نام پر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے جو اربوں روپے کمیشن ہڑپ کر جاتے ہیں، نواز شریف کے اقتدار کا سورج جلد غروب ہو جائے گا اور اپنے مخصوص اور انتہائی تشویشناک انداز سے عمران خان کا اپنے خطاب میں یہ کہنا یقینا ہمارے اِن جمہوریت کے پجاری اور اپنی مطلب کی جمہوریت کی گھٹی کی چاشنی میں تر غیرت مند حکمرانوں کے سینوں کو چیرتا ہوا اِن کے دماغ کے خلیوں میں جا چھپا ہو گا اور اِن کے جسموں کو ضرور چھلنی کر گیا ہو گا کہ ’’شریف خاندان نے مُلک میں جمہوریت کے بجائے بادشاہت قائم کر رکھی ہے، نواز شریف نے مُلک کے غریبوں کی خون پسینے سے

کمائی ہوئی قومی دولت جو 200 ارب ڈالر ہے اِن 200 ارب ڈالر کو نواز شریف نے بیرون مُلک منتقل کئے اِن کو واپس لا کر مُلک کا قرضہ اتارا جائے''۔

اَب ایسے میں کیا قوم کو اِس کا یقین کر لینا چاہئے کہ آج عمران خان جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب سچ ہے؟؟ مگر کیا اپنے اِس کہے ہوئے اِس سچ پر عمران خان اُس وقت عمل کروا سکتے ہیں جب عمران خان نواز شریف حکومت کے خلاف دوسری مرتبہ تحریک چلانے اور ایجی ٹیشن کرنے کے لئے خود سنجیدگی کا مظاہرہ کریں؟؟ تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا سو فیصد ممکن ہو سکتا ہے کہ مسٹر سونامی یعنی کہ عمران خان نواز شریف کی حکومت کا تختہ پلٹنے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ سابقہ 102 دنوں کے دھرنے کی طرح عمران خان کی اگلی ایسی ویسی ایں ویں سیاسی حکمتِ عملی ایک بار پھر سیاسی مذاق اور عمران خان کے عمرانی سیاسی لطیفوں کی نظر ہو کر نواز شریف کی حکومت کے لئے باعثِ تقویت ثابت ہوگی اور نواز شریف پہلے کی طرح اور زیادہ طاقتور انداز سے سامنے آئیں گے اور عمران خان المعروف مسٹر سونامی اپنی رہی سہی سیاسی عزت اور وقار کا اپنے ہی ہاتھوں خود جنازہ نکال دیں گے۔ (ختم شُد)

جمہوریت کے پُجاری حکمران وسیاستدان مگر بے ثمر جمہوریت کے مارے عوام

آج اگر یہ کہا جائے تو بیجانہ ہوگا کہ میرے دیس پاکستان میں جمہوراور جمہوریت کے جتنے بھی دریچے جہاں کہیں سے بھی کھلتے ہیں اِن کے تمام ظاہرو باطن ثمرات صرف حکمرانو، سیاستدانوں اوراِن کے خاندانوں اوراِن کے اردگرد منڈلاتے چمچہ گیری کرتے اور خوشامدمیں دامن بچھاتے اوراِن کے آگے جھکے رہنے والے سراور ہردم جھکے رہنے کی وجہ سے اپنی کمرمیں خم ڈالنے والے بیورکریٹس افسرشاہی کہلانے والے مکروہ اور دھوکے باز عناصرتک ہی محدود ہیں یااُوپر سے لے کر نیچے تک سب نے ایک دوسرے کا کاندھاتھپتھپاتے ہوئے دیدہ ودانستہ سارے جمہوری فائدے ایک دوسرے کے دامن میں ڈال کر محدود کرلئے ہیں اورآج جو جمہوراور جمہوری فائدے سے چمٹے بیٹھے ہیں یاپھر جمہوریت اِن کی مٹھی سے خودنکلنانہیں چاہ رہی ہے اورآج یہی وجہ ہے کہ میرے مُلک کے غریب اور معصوم عوام جو کل بھی جمہوراور جمہوریت کے پھلوں سے لدتے اِس درخت کے سائے سے بھی محروم تھے وہ موجودہ وزیراعظم نوازشریف کی حکومت میں بھی جاری جمہوری ثمرات سے یکسر محروم ہے ایسے میں جمہوری ثمرات کے حصول سے محروم اور ترستے عوام کی بے کسی اور لاچارگی کو دیکھتے ہوئے اَب یہی لگتاہے کہ جیسے ن لیگ کی موجودہ حکومت نے تو ماضی کے تمام ریکارڈ توڑڈالے ہیں اور

آج اِس حکومت نے اپنی گردن تان کر اور اپنا سینہ چوڑا کرکے کھلم کھلا یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ماضی میں جو تھوڑے بہت جمہوری ثمرات عوام تک کسی نہ کسی طرح سے پہنچا بھی دیئے گئے تھے اور جس کے یہ کبھی اصل حقدار ہوا کرتے تھے یا پھر کسی نہ کسی طرح جمہوریت کے حقدار کہلائے جانے لگے تھے کم از کم اپنی اِس حکومت میں تو اتنے بھی عوام الناس تک جمہور اور جمہوری ثمرات اوراِس کے فائدے کسی بھی صورت میں نہیں پہنچائے جائیں کیوں کہ آج اگر ہم نے حقیقی معنوں میں عوام الناس تک جمہوری فوائد اور ثمرات پہنچا دیئے تو پھر 2018 میں اگلے ہونے والے انتخابات میں عوام کو اُس طرح استعمال نہیں کیا جاسکے گا ہم نے جس طرح مسائل اور مہنگائی سے پریشان حال عوام کو پچھلے انتخابات میں دبا کر، دھمکا کر اور تین ماہ میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کرنے کے سبز باغات دکھا کر ووٹ حاصل کئے اور اقتدار کی مسند پر قابض ہوئے اور ابھی تک عوام کو مسائل اور توانائی بحرانوں میں جکڑ کر پریشان کئے ہوئے ہیں اور سارے جمہوری ثمرات اور فائدے اپنی مٹھی میں رکھ کر اپنے تک ہی محدود کئے ہوئے ہیں ہم کیوں عوام کے مسائل اگلے انتخابات سے قبل حل کر دیں؟ ہم تب کیا کریں گے؟؟۔

بیشک..!! موجودہ حالات میں اِس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ ہمارے یہاں 68 سالوں سے جس طرح اقتدار کے حصول کی جنگ چند مخصوص سول خاندانوں، بھٹوؤں، شریفوں، چوہدریوں، خانوں، وڈیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں کی شکلوں میں

سیاسی عناصر اور آمریت کا ڈنڈا اُٹھائے افراد کے درمیان جاری رہی ہے اور یقینی طور پر اِس کشمکش میں سیاسی اور غیر سیاسی قوتوں نے جس طرح ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا کبھی بھی کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا یعنی یہ کہ جس کا جب اور جہاں داؤ چلا اُس نے اقتدار کی جنگ اور کشمکش میں اپنا ہاتھ صاف کیا اور مسندِ اقتدار پر اپنے قدم رنجا فرمائے اور قانون کی اپنی مرضی سے گردن مڑوری اور اِس کا ہاتھ توڑا اور جس نے جتنے بھی عرصے چاہا ملک اور عوام پر حکمرانی کی اور قومی خزانے کو جس طرح چاہا اپنے اللے تللے کے لئے دل کھول کر استعمال کیا اور اِس طرح سب اپنا اُلو سیدھا کرکے عوام کو نت نئے مسائل اور بحرانوں اور اپنے پرائے کی اندرونی اور بیرونی جنگوں اور دہشت گردی کی دلدل میں دھنسا کر چلتے بنے ایسا کل بھی ہوتا رہا ہے اور آج بھی اِس سے زیادہ ہو رہا ہے۔

جبکہ یہاں خاص طور پر عوام الناس کے لئے قابلِ غور اور انتہائی توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اَب اِسے اپنے آنے والے کل اور مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ آخر اِس کے ساتھ ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ یہ تو میرے دیس کے اُس عوام کو نہیں پتہ جو ہر الیکشن میں اپنے مسائل کے حل کے لئے اُمیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب کرتے ہیں اور اِنہیں ایوانوں میں پہنچا کر اِس اُمید پر زندہ رہتے ہیں کہ اِن کا کامیاب کیا گیا اُمیدوار اِن کے مسائل

حل کرے گا مگر افسوس ہے کہ ہر بار عوام کو جلد ہی لگ پتہ جاتا ہے کہ جس اُمیدوار کو کامیاب کرکے ایوان میں پہنچایا تھا وہ تو پارلیمنٹ میں پہنچ کر اِسے ہی بھول گیا ہے اُس کے پاس اتنا بھی وقت نہیں ہے کہ وہ اپنے حلقے کے ووٹرز کے مسائل حل کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کرے وہ تو اپنے حلقے کے ووٹرز کو نظر انداز کرکے محض اپنے مطلب کی

جمہوریت اور اپنی پارٹی اور اپنے ذاتی و سیاسی فائدے کے لئے اتنے بڑے بڑے کام کرتا ہے کہ جس کا فائدہ صرف اُس کی پارٹی یا پھر اِس کی ذات کو ہوتا ہے اور عوام کے مسائل جوں کہ توں رہتے ہیں اور عوام کے حصے میں سوائے مایوسیوں اور محرومیوں اور مسائل اور بحرانوں کے کچھ نہیں آتا ہے مگر کم بخت یہ بد عقل عوام اور اُمیدواروں کے حلقوں کے ووٹرز ہیں کہ جو پھر ہر بار ہر الیکشن میں دھوکہ کھا کر ایسے اُمیدوار کو ووٹ دیتے ہیں جو اِن کے مسائل حل کرنے کے بجائے ایوانوں کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اپنے حلقے کے ووٹرز کے مسائل بھول جاتا ہے اور اپنے ذاتی اور اپنی پارٹی کے فائدے کی باتیں کرتا ہے اور اِسی کے متعلق سوچتا ہے اور اقدامات کرتا ہے۔

آج یہی وجہ ہے کہ میرے دیس کے بیچارے غریب عوام اور اپنے بنیادی حقوق کے حصول سے محروم ووٹرز کی حالتِ زندگی بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے اور میرے مُلک کے ہر غریب اور اپنے بنیادی حقوق جیسے پینے کے صاف پانی ، خالص اور اچھی و سستی خوراک ، اچھے اور جدید علاج و معالج ، سستی اور یکساں نظامِ

تعلیم سے محروم اور مہنگائی سے پریشان حال شخص کے مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہاہے اور میری قوم کا ہر فرد ایسے بہت سے اپنی بنیادی حقوق سمیت سارے جمہور اور جمہوری ثمرات سے بھی یکسر محروم ہے۔

اَب یہ کہاں کہ انصاف ہے کہ موجودہ ن لیگ کی حکومت صرف اپناطُرہ اور سیاسی قدأونچا کرنے کے لئے پنجاب میں اورنج ٹرین کا منصوبہ لارہی ہے اور آج اِس حکومت نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہ کر یہ بھی تہیہ کررکھاہے کہ اِس منصوبے کو ہر صورت میں کامیاب بنایاجائے گا خواہ اِس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اِس منصوبے کے راستے میں حائل سیکڑوں قدیم قومی ثقافتی ورثہ اور برسوں سے آباد لاکھوں رہائشیوں کے مکانات اور کاروباری بڑے چھوٹے مراکز اور غریبوں کی دُکانوں کی بھی توڑپھوڑ کرنی پڑے تواِس سے بھی دریغ نہ کیاجائے اور آج ایساوفاق سے وزیراعظم نوازشریف اور پنجاب میں اِن کے بھائی شہباز شریف کی حکومت حقیقی معنوں میں کر ایساکرنے کا اپنا پکاارادہ کرچکی ہےاِسی لئے اِن دونوں حکمرانی کے نشے میں مست بڑے چھوٹے بھائیوں کے نزدیک بس جمہور اور جمہوریت ہی سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ آج وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بڑی بڑی سڑکیں ، رنگ برنگین جنگلہ بسیں اور اورنج ٹرین چلانے کا کامیاب منصوبہ ہی اصل معنوں میں عوامی خدمت اور جمہوراور جمہوریت ہے آج اِن دونوں بڑے چھوٹے حکمران بھائیوں کی بس ایک یہی سوچ ہے کہ اِن منصوبوں کی کامیابی

میں حائل خواہ قومی ثقافتی ورثہ اور غریبوں کے مکانات اور دکانیں ہی گرائی جائیں تو گرادی جائیں اوراِسی طرح اگر مُلک کو چلانے کے لئے قومی منافع بخش اداروں کی اونے پونے داموں فروخت کرکے نجکاری بھی کرنی پڑجائے توبھی ایسافوراً کردیاجائے اِس سے بھی مُلک اور قوم کو نقصان نہیں ہوگااور کوئی فرق نہیں پڑے ہے بس اِن کی جمہوریت قائم رہے گی اور مُلک ترقی کرے گا آج اگر قومی اداروں کو فروخت کرکے اِن کی نجکاری کرنے سے ہی مُلک میں جمہور اور جمہوریت پنپ سکتی ہے اور مُلک ترقی کرسکتاہے تو وزیراعظم نواز شریف صاحب کیاآپ اِن دو قومی اداروں کی بھی کبھی نج کاری کرنے کے بارے میں سوچیں گے ؟؟ جس ادارے نے آپ کی دوسری حکومت کو پل بھر میں ختم کیا تھا؟؟اور اُس ادارے کو جہاں سے آپ سمیت قوم کو انصاف ملتاہے؟؟۔

حکومت کا قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے دبانا

آج اگر ایک لمحے کو سوچا جائے تو یہ میرے مُلک کے سابقہ اور موجودہ سِول اور آمر حکمرانوں کی ہی کارستانیاں ہیں کہ جن کے قرض لے کر مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے دعوؤں کی وجہ سے میرے دیس پاکستان کا ہر خاص و عام شہری ایک لاکھ پندرہ ہزار کا مقروض ہے یعنی یہ کہ آج میرے دیس کے 19اور20 کروڑ عوام اور آئندہ میرے مُلک میں جو بھی بچہ پیدا ہوگا وہ اپنے کاندھوں پر 1,15000=/ کے قرضے کا بوجھ اُٹھائے دنیا میں آئے گا یہ قرض کی وہ ابتدائیہ رقم ہے جو گزشتہ 68 سالوں کے دوران ہمارے سابقہ و موجودہ سول اور آمر حکمرانوں نے زبردستی مملکتِ خداداد پاکستان کے ہر شہری اور سرزمینِ پاک میں پیدا ہونے والے ہر معصوم بچے پر لاد دی ہے اَب اِس طرح یہ بچہ اُس وقت تک اِس قرض کے بوجھ تلے دبا رہے گا جب تک حکمران خود سے یہ قرض اُتارنہ چاہیں مگر چونکہ آج ہمارے موجودہ حکمران جس تیزی سے آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لے کر مُلک اور قوم کو قرضوں کے پہاڑ تلے دبا رہے ہیں اور مُلک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کے دعوے کرتے نہیں تھک رہے ہیں اَب ایسے میں تو کم از کم یہ ناممکن ہے کہ ہمارا کوئی حکمران اِس بوجھ کو کم کرے اَب ایسے میں یقینی طور پر میری قوم کے ہر مقروض فرد کو تیار رہنا چاہئے کہ قرض کے اِس بوجھ میں کمی کی کوئی اُمید کہیں سے نظر نہیں آ رہی

ہے ہاں البتہ، اُلٹااِس میں اضافے اور قوم کو قرضوں کے مزید بوجھ تلے دبائے جانے کے زیادہ امکانات روشن ہیں۔

موجودہ حکومت میں آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں سے لیئے جانے والے قرضوں کا تناسب حد سے اتنا بڑھ چکا ہے کہ اِس تناظر میں اِس سے انکار نہیں کہ مُلکِ پاکستان میں جتنے بھی جیسے تیسے سول اور آمر حکمران گزرے ہیں سب ہی نے مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے نام پر کسی نہ کسی طرح عالمی مالیاتی اداروں سے کئی گنا سُود کی ادائیگیوں کے ساتھ کشکول و جھولیاں اور دامن اور چادریں پھیلا پھیلا کر اپنے اللے تللے کے لئے قرضے لیئے اور قوم کو لاکھوں کا مقروض کرتے گئے۔

آج ایک عام آدمی جِسے روٹی کھانے اور اپنی روزمرہ کی ضروریات کو بھی پورا کرنااور بجلی و گیس کے بلوں کی ادائیگیاں کرنا بھی مشکل ہوگیاہے وہ موجودہ حکمرانوں کی مُلک کو قرض لے کر چلانے اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے دعوؤں اور حکمرانوں کی اِس حکمتِ عملی اور منصوبوں کو سمجھنے سے قاصر ہے اور وہ یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہاہے کہ جب حکمران آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں سے بے لگام اور بے تحاشہ قرضے لے رہے ہیں تو یہ سب کس کے لئے ہے ؟ یہ قرض کہاں لگ رہے ہیں؟مُلک میں ترقی کہاں نظرآ رہی ہے؟ قوم کے

چہرے پر تو وہی اُداسی اور ویرانی ہے جو پہلے دن تھی ، آج بھی ایک عام غریب پاکستانی کے گھر کی دہلیز اور اِس کا آنگن تو خوشیوں سے محروم ہے ، مگر حکمران ہیں کہ وہ مُلک اور قوم کو ترقی اور خوشحالی کے نام پر قرضوں کے پہاڑ تلے دبائے ہی چلے جارہے ہیں آخر حکمرانوں کا مُلک اور قوم کو ترقی و خوشحالی کے نام پر آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لینے کا یہ گھناؤنا اور پریشان کُن عمل کہیں جا کر رکے گا اور ختم بھی ہوگا کہ نہیں یا یہ سب کچھ یوں ہی چلتا رہے گا؟؟ قوم کا ہر فرد ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں اور اربوں کا مقروض ہو کر مرتا رہے گا۔

اگرچہ گزشتہ دِنوں دبئی میں پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان تین سالہ توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے تحت 10 ویں معاشی جائزہ سے متعلق جو مذاکرات ہوئے تھے حکومتی حلقوں کے دعووں کے مطابق وہ انتہائی خوش اسلوبی سے نہ صرف مکمل ہوئے بلکہ اِن کی توقعات سے بھی بڑھ کر انتہائی تُزک احتشام کے ساتھ کامیاب ہوئے تاہم حکومتی حلقوں نے آئی ایم ایف کی شرائط پر نئی اصطلاحات پورا اُترنے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ یہ دُبئی میں پاکستانی حکومت اور آئی ایم ایف کے درمیان کامیاب بات چیت کا ہی تو نتیجہ ہے کہ تُرنت آئی ایم ایف کے وفد نے 49 کروڑ لاکھ ڈالر کی دسویں قسط جاری کرنے کی سفارش کردی ہے اَب ایگزیکٹو بورڈ کی منظوری 70 کے بعد یہ رقم

پاکستان کو بہت جلد ہی مل جائے گی، آج اِس طرح ایک طرف پہلے سے قرضوں کے بوجھ تلے دبی قوم کو مزید مقروض بنادیا گیا ہے تو دوسری طرف ہمارے انتہائی شارپ اور بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف کا دوحامیں پاکستانی کمیونٹی سے خطاب کے دوران یہ دعویٰ ہے کہ ''ماضی کے حکمرانوں نے عوام کے ساتھ بہت ناانصافیاں کیں آج ہم اور ساری پاکستانی اُن کی غلطیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں 1999ء کے بعد مُلک کو پیچھے دھکیل دیا گیا'' اور اِسی کے ساتھ ہی وزیراعظم نواز شریف نے اپنے مخصوص انداز سے بڑے فخریہ لہجے کے ساتھ یہ بھی کہا کہ ''پاکستان میں معاشی انقلاب برپا ہوگا، بہت جلد ایک نئے اور خوشحال پاکستان کی بنیاد رکھیں گے، (اِس موقع پر قوم یہ سوال کرتی ہے کہ وزیراعظم محمد انواز شریف صاحب اَب آخر کب نئے اور خوشحال پاکستان کی بنیاد رکھیں گے ؟؟68 سالوں میں تو کچھ نہیں ہوا؟؟اَب کیا ہوگا؟؟ بیچاری مختلف اقسام کے قرضوں کے بوجھ تلے دبی رہنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل اور بحرانوں سے پریشان حال پاکستانی قوم تو پچھلے 68 سالوں سے اِسی نئے اور خوشحال پاکستان کی راہیں تک رہی ہے آج آپ جس کی بات کر رہے ہیں پھر اگلے ہی لمحے قوم یہ سوچ کر خود کو مایوسیوں اور محرومیوں کے دلدل میں دھنسی ہوئی محسوس کرتی ہے کہ) بھلا کیا قرضوں کے بوجھ تلے دب کر بھی دنیا میں کسی مُلک اور قوم نے کبھی ترقی اور خوشحالی کی منزلیں طے کیں ہیں وزیراعظم صاحب، آج آپ خود ہی قوم کو یہ بتا دیں کہ کیا وجہ ہے کہ مُلک میں اتنی تیزی سے تو ترقی اور خوشحالی نہیں ہو رہی ہے جتنی

تیزی سے قوم کو مقروض بنایا جارہا ہے...؟؟

بہر کیف، یہاں ایک نکتہ یہ بھی ہر خاص و عام پاکستانی کے ذہن میں ضرور جنم لے چکا ہے کہ آخر یہ کیا بات ہے؟؟ کہ آج ایک طرف تو ہمارے انتہائی شارپ بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف پارلیمنٹ میں خطاب کرنے سے تو کنی کتراتے ہیں مگر دنیا بھر میں ایسے خطابات کرتے پھرتے ہیں کہ جیسے اِن کا خطاب (سِوائے اراکین پارلیمنٹ کے) ساری دنیا کے لوگ سُننے کے لئے بیتاب رہتے ہیں جبکہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنے موجودہ تیسرے دورِ اقتدار کے ڈھائی پونے تین سالوں میں شائد دو ایک بار ہی پارلیمنٹ سے خطاب کیا ہے حالانکہ اِس دوران بہت سارے ایسے اندرونی اور بیرونی عالمی حالات اور واقعات رونما ہوئے کہ اِنہیں پارلیمنٹ سے لازمی خطاب کرنا چاہئے تھا مگر پھر بھی وہ ایسا نہ کرسکے اِنہیں جس کی قانون اجازت دیتا ہے اُنہوں نے بہت سے مواقع پر سِوائے ایک ہلکا پھلکا بیان جاری کرنے یا پھر چھوٹی موٹی کوئی پریس ریلیز جاری کرنے کے کچھ نہیں کیا۔

جبکہ وزیراعظم اِس سارے عرصے میں زیادہ تر بیرونِ ممالک کے دورے پر رہے اور وہاں پاکستانی کمیونٹی سے تو خوب لہک لہک کر خطابات کرتے رہے مگر افسوس کہ اِس سارے عرصے کے دوران وزیراعظم نواز شریف کو اپنی جس پارلیمنٹ سے خطاب کرنا تھا اُس کے درودیوار اور اراکین پارلیمنٹ کے کان بھی اپنے وزیراعظم

نواز شریف کی زبان سے ادا ہونے والے پالیسی بیانات سُننے کو ترستے رہے۔آج قوم اپنے وزیراعظم نواز شریف سے یہ التماس ضرور کرتی ہے کہ اَب وزیراعظم قوم کو عالمی مالیاتی اداروں کے قرضوں کے بوجھ تلے دبانے کا سلسلہ بند کردیں اور زمینی حقائق اور موجودہ حالات اور واقعات کے پیشِ نظراِن نازک لمحات میں اپنا زیادہ تر وقت مُلک میں گزاریں اورمُلک اور قوم کو درپیش بحرانوں اور مسائل کے فوری حل کے لئے پارلیمنٹ میں آئیں اور اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ گھل مل کرمُلکی اور عوامی مسائل کاحل نکالیں تو وزیراعظم نواز شریف عوام پر اپنا اعتماد بحال کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے ورنہ عوام کی نظرمیں وزیراعظم کی شخصیت اِن کے فرائضِ منصبی اور سیاسی کردار پر سوالیہ نشان ہی لگارہے گا اورجس کا عوامی ردِعمل 2018کے مُلک میں ہونے والے عام انتخابات میں بڑا ہولناک طریقے سے سامنے آگے گاتب یہ اوراِن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حالت آج کی پاکستان پیپلزپارٹی اور سابقہ صدرآصف علی زرداری سے کچھ مختلف نہیں ہوگی یعنی کہ سب گمنامی میں چلے جائیں گے توپھر سوچ لیں مُلک اور قوم کو قرض کے سہارے ہی چلانا ہے یااپنے وسائل کا بھی استعمال کرکے اپنے مقروض مُلک اور قوم کو قرضوں سے نجات بھی دلانی ہے۔(ختم شُد)

..آج جب نیب کے خلاف وزیراعظم ہی ہو جائیں تو

لیجئے ..!! آج ن لیگ کی موجودہ حکومت کے تین سال کے قریب ہونے والے اقتدار میں صوبوں کی اپوزیشن جماعتوں کے لیڈروں اور سیاسی رہنماؤں کے بعد اَب تو وزیراعظم نواز شریف نے خود بھی پہلی بار قومی احتساب کے ادارے نیب کے خلاف بولنا شروع کردیا ہے۔

اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر قومی احتساب کے ادارے نیب نے وزیراعظم یا اِن کے کسی پیارے کے خلاف ایسا کیا کردیا ہے؟؟ کہ وزیراعظم نواز شریف کی بھی برداشت کی حد ختم ہو گئی ہے اور وزیراعظم نے بھی اپنا نیب سے متعلق اپنا تیور بدلا اور سرِ عام نیب کی کارکردگی کو بلا روک ٹوک ہدفِ تنقید بناڈالا ہے،اور قومی احتساب کے اُس ادارے کی کارکردگی پر انگلی اُٹھائی ہے جو پورے مُلک میں صوبوں میں بے لگام ہوتی کرپشن کو لگام دینے کے لئے قومی جذبے اور خالصتاََ حب وطنی کے نیک جذبات کے ساتھ پوری قوت سے متحرک ہے تو ایسے میں وزیراعظم نواز شریف صاحب نے نیت کی کارکردگی کو سراہانے کے بجائے اُلٹا اُنہوں نے بھی دوسروں کی طرح نیب کی ابتک کی کارکردگی پر اپنا روائتی لب ولہجہ ہی بدل لیا ہے اور انتہائی غصے کے عالم میں وزیراعظم نے ایک ایسے جلسہ عام میں جہاں ساری دنیا کا میڈیا بھی موجود

تھااِس موقع پر وزیرِاعظم نواز شریف نے اپنے خطاب کے دوران نیب کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے کہاکہ ’’نیب والے معصوم لوگوں کے دفاتر اور گھروں میں گھس کر تنگ کرتے ہیں اِس لئے سرکاری افسر فیصلے کرنے سے ڈرتے ہیں‘‘اور اِس کے ساتھ ہی اپنے خطاب میں وزیراعظم نے انتہائی غصے اور جوشیلے انداز سے نیب کو خبردار کرتے ہوئے یہ بھی کہاکہ ’’عزتیں اُچھلنااور کام نہ کرنے دینا ٹھیک نہیں، نیب اپنا قبلہ درست کرلے، ڈی جی نیب نوٹس لیں ورنہ ۔ ۔؟؟حکومت کارروائی کر سکتی ہے،‘‘۔

آج جب وزیراعظم سمیت سب ہی نیب کے خلاف ہوجائیں تو پھر سوچیں کہ مُلک میں بے لگام ہوتی کرپشن کو کون لگام دے گا۔ ۔؟؟اِیسے میں اَب جب تک قوم کووزیراعظم کی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل جاتاہے اور قوم کو یہ بھی معلوم نہیں ہوجاتاہے کہ نیب نے (آج جس طرح سندھ اورکے پی کے کے بعد کرپشن کے خلاف کارروائی پنجاب میں بھی شروع کردی ہے اور) وزیراعظم یااِن کے کسی قریبی پیارے کے کس کرپشن پر ہاتھ ڈالا۔ ۔؟؟اوراِسے گریبان سے پکڑااورجب اُس کے کرپشن کو بے نقاب کرنے کا عمل شروع کیاہے تو وزیراعظم کی نیب پر کی جانے والی کھلم کھلا تنقیداورنیب کو دی جانے والی وارننگ پر بہت سارے سوالیہ نشانات لگے رہیں گے اور قوم کی تشنہ لبی باقی رہے گی۔

بہر حال، آج اِس حقیقت سے یقینی طور پر کوئی بھی پاکستانی انکار نہ کرے کہ کرپشن کا ناسور پاکستانی قوم میں ایسا پھیل چکا ہے کہ آپ کوئی بھی ہوں، کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں، کہیں بھی رہتے ہوں، کوئی بھی زبان بولتے ہوں، آپ کا تعلق بھلا کسی بھی مذہب سے ہو، بس یہاں شرط صرف یہ ہے کہ آپ پاکستانی ہوں تو پھر ہر پاکستانی کو اپنا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا جائز اور قانونی کام کروانے کے لئے بھی کرپشن کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔

آج حتیٰ کہ افسوس کی بات یہ ہے کہ میرے دیس کی پاک سرزمین میں بسنے والے ہر پاکستانی کو اپنی پیدائش سے لے کر، قومی شناختی کارڈ و تعلیمی اسناد اور پاسپورٹ بنوانے سے لے کر نکاح نامہ اور نکاح نامہ سے لے موت تک کا سرٹیفکیٹ (تصدیق نامہ) بنانے کے لئے بھی (مرحوم کے لواحقین کو) کرپشن کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم سب ہی کرپشن کو بُرا اور گناہ تو سمجھتے ہیں مگر سخت افسوس تو یہ ہے کہ اِس فعلِ شنیع میں بڑھ چڑھ کر فخریہ طور پر اپنا حصہ بھی سب ہی ڈالتے ہیں یہاں اِسے میں اپنی میری قوم کی بدقسمتی کے سِوا کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ آج اگر مجھ سمیت کوئی بھی اِس ناسور سے بچنا بھی چاہئے تو یہ اِس سے بچ نہیں پائے گا اس لئے کہ اَب میرے دیس میں کرپشن کو کوئی بُرائی نہیں سمجھتا ہے۔

جبکہ کرپشن کو میرے دینِ اسلام میں اُم البرائی قرار دیا گیا ہے اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی ہر تہذیب کے ہر زمانے میں کرپشن کو بُرائیوں کی جڑ تصور کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی دنیا کے جن ترقی یافتہ ممالک کی تہذیبوں میں کرپشن کو ناپسندیدہ عمل سمجھا جاتا ہے اُن ممالک کے معاشرے اپنے اِنسانوں کی صلاحیتوں اور میرٹ کا قتل کرپشن کی وجہ سے کر نہیں کرتے ہیں۔

یہاں یہ بھی ٹھیک ہے کہ یورپ میں ذاتی اور انفرادی طور پر جنسی آزادی اور ایسی دیگر برائیاں تو بہت ہیں مگر وہاں کم از کم کوئی شخص، گروہ یا ادارہ کرپشن کی وجہ سے کسی بھی باصلاحیت اور اہل شخص کو اِس کے حق سے کبھی بھی محروم نہیں کرتا ہے۔

مگر جیسا کہ 68 سالوں سے پاک سرزمین کا لقب پانے والے میرے دیس پاکستان میں سیاستدان اور حکمران اور ادارے سب مل کر کرپشن کی اوٹ سے کھلم کھلا اقرباء پروری اور ذاتی و سیاسی پسند اور ناپسند کا سہارا لے کر معاشرے کے باصلاحیت حقدار افراد کے میرٹ کا قتل کر رہے ہیں اور قومی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر اپنی سیاسی اور ذاتی پسند اور فوائد کی بنیادوں پر ایسے ایسے نااہل افراد کو تعینات کرتے ہیں جو کسی بھی طور پر اس عہدے کے اہل نہیں ہوتے ہیں اَب ایسے میں قومی اداروں کی تباہی اور بربادی یقینی نہ ہو تو پھر اور کیا ہو؟؟۔

جبکہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں اقتدار کے حصول کی جنگ صوبوں اور سیاسی اور غیر سیاسی اشخاص کے درمیان تو ہمیشہ ہی سے جاری ہے کبھی یہ سندھ اور پنجاب کی جانب سے زور پکڑتی ہے تو کبھی کسی صوبے کی جانب سے گھمسان کا رن چھڑ جاتا ہے بات یہیں ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ بسااوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے یہی اقتدار کی جنگ صوبوں سے نکل کر اشخاص کے درمیان ایسی چھڑ جاتی ہے کہ یہ بڑے لمبے عرصے تک جاری رہتی ہے حتی کہ نتیجہ کسی ایک صوبے اور شخص کے حق میں آتا ہے مگر 68 سالوں سے یہی تجربہ ہوا ہے کہ میرے ملک میں حکومتیں بننے کے بعد بھی صوبوں اور اشخاص کے درمیان حکومتیں گرانے اور اقتدار کے حصول کی جنگ لڑی جاتی رہی ہے جبکہ موجودہ حالات میں بھی لڑی جارہی ہے) اور ہمیشہ اِس جنگ کا حصہ میرے دیس) کے سارے صوبے اور سیاسی اور غیر سیاسی اشخاص بنی رہتی ہیں۔

مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر میرے ملک پاکستان کے حکمران اور سیاست دان اقتدار کے حصول کے لئے ایک دوسرے کی ٹانگیں نہ کھینچیں اور آپس میں نہ لڑیں اور کچھ ایسا ویسا نہ کریں تو پھر قبل از وقت حکومتی مدتوں کے کوئی کسی کی حکومت کیسے برطرف کرسکتا ہے ؟؟ یہ سول حکمرانوں اور سیاستدانوں

کی اقتدار کے لئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کا عمل ہی تو ہے جو کسی کے لئے سول حکومتوں کو کان سے پکڑ کرہلانے اور بیدردی سے ہٹانے کا سبب بنتا ہے۔

آج بیشک، موجودہ ن لیگ کی حکومت میں رونما ہونے والے حالات اور واقعات چیخ چیخ کراِس کی گواہی دے رہے ہیں کہ اگرآج ایک طرف حکمرانوں اور سیاستدانوں کی اقتدار کو بچانے اوراِس) کے حصول کی جنگ جاری رہی اوردوسری جانب اقتدار کی مسند پر) قابض حکمرانوں کی حکومت کی آڑمیں جاری کرپشن کلچر کو بے لگام چھوڑدیاگیااوراِسے نیب جیسے قومی ادارے نے بلاتفریق کارروائی کرتے ہوئے لگام نہ دی توپھر وہ دن دورنہیں کہ اِس حکومت کا جتنا بھی دورباقی ہے اِس میں کرپشن اوجِ ثریاکی بلندیوں سے بھی بہت آگے نکل جائے گی پھرنیب جیسے کسی بھی ادارے کو نیچے سے کرپشن کی جڑیں کاٹنی بہت مشکل ہوجائیں گیں جس کا خمیازہ مُلک اور قوم اور سرزمینِ پاک کو کرپشن سے پاک کرنے والے قومی احتساب جیسے اداروں کو ہی بھگتناپڑے گا سوآج ساری پاکستانی قوم وزیراعظم نوازشریف کے نیب کے خلاف دھمکی آمیز اُس بیان کی پُرزور مذمت کرتی ہے جس میں وزیراعظم نوازشریف نے کہاتھاکہ ”نیب اپنا قبلہ درست کرلے ورنہ اِس کے خلاف حکومت کارروائی کرسکتی ہے“ جس پر قوم وزیراعظم سے کہتی ہے کہ ”کیوں بھئی کیوں..؟؟ وزیراعظم صاحب اچھے بھلے نیب کے خلاف محض اِس لئے کارروائی کی دھمکی دی جارہی ہے کہ اَب نیب نے پنجاب میں بھی کرپشن کے خلاف سخت

اقدامات کرنے شروع کر دیے ہیں تو آپ ناراض ہو رہے ہیں۔

حکمران ،سیاستدان ، کرپشن اور حکومت نیب سے خوفزدہ کیوں..؟

بلاشبہ احتساب کا عمل ہر سطح پر جاری رہنا چاہئے اِس سے چیک اینڈ بیلنس کی روایات برقرار رہتی ہے اور معاشرے بہت ساری ایسی بُرائیوں سے پاک رہتے ہیں جو اگر مُلکوں اور معاشروں میں جڑ پکڑ جائیں تو پھر یہ ناسور کی شکل اختیار کرجاتی ہیں جن سے مُلکوں اور معاشروں کی ترقی اور خوشحالی کی راہیں ختم ہوکر رہ جاتی ہیں اور معاشرے بُرائیوں کی ایسی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں جس سے زمانے اور تہذیبیں تباہ اور برباد ہوجاتی ہیں۔

آج میرے مُلک میں بھی احتساب کا ایک ادارہ قائم ہے ہم جِسے قومی احتساب بیورو (نیب) کے نام سے جانتے ہیں اگرچہ ماضی میں اِس ادارے کی کیااور کیسی کارکردگی رہی تھی ...؟؟ یہاں اِس کے ماضی میں جانے اور جھانکنے کی ضرورت نہیں ہے مگر اِن دِنوں مُلک سے کرپشن اور کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے قومی احتساب بیورو (نیب) جس جاں فشانی سے متحرک ہے آج یقیناً حکمرانوں، سیاستدانوں اور قوم کو تواِس ادارے کی بہترین کارکردگی کی تعریفیں کرتے نہیں تھکنا چاہئے تھا۔

مگر دہت تیری کیسیہ میرے دیس میں کتنی عجیب بات ہے کہ آج کرپشن کو.برائی جان کر بھی کوئی اِسے.برائی ماننے اور جاننے کو تیار ہی نہیں ہے، آج جسے دیکھواُوپر سے نیچے تک سب ہی کرپشن میں ملوث کرپٹ عناصر کے کاندھے پر یوں تھپکی دے کراُس کے شابہ بشابہ کھڑاہیں جیسے کہ اِس نے کوئی اتنا بڑااور قابل تعریف اور قابلِ احترام کارنامہ انجام دے ڈالاہے جوکُلک اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہوگا، اور جس پر چل کرمُلک اور قوم ترقی اور خوشحالی کے زینے طے کرتی جائے گی،اور اِس طرح دنیا بھر میں مُلک اور قوم کا نام بھی روشن ہوگا جبکہ درحقیقت کرپشن میں ملوث کرپٹ عناصر تو میرے دیس کی ترقی اور خوشحالی کی راہ کے وہ دیمک ہیں جو قومی خزانے کواپنی کرپشن کے ذریعے چاٹ جاتے ہیں اور میری قوم کے خون پسینے کی ساری کمائی اپنے اللے تللے میں غرق کردیتے ہیں مگر پھر بھی مُلک اور قوم کی خیر خواہی کا تمغہ اپنے سینے پر لگائے حقِ حکمرانی بھی اداکررہے ہوتے ہیں جیساکہ دیکھوتواُوپر سے نیچے تک موجودہ حالات میں بھی یہی کرپٹ عناصر حکومت میں اپناحصہ ڈالے ہوئے ہیں۔

بہر حال . . ! !آج جس طرح میرے مُلک میں کرپشن اور کرپٹ عناصر کو بے نقاب کرنے اورِاسے لگام دینے والے قومی احتساب کے ادارے نیب کے اختیارات کو محدود کرنے کے لئے میرے دیس پاکستان کی ساری سیاسی جماعتوں کے اعلیٰ اور ادنی

عہدیداران و کارکنان (جو اپنے منہ تو بہت مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے رہنمائے ملت بنے پھرتے) ہیں موجودہ حالات میں اِن ساروں نے نیب کے خلاف جس طرح مہم جوئی شروع کر رکھی ہے اِس عمل سے سب کے اپنے ڈھکے ہوئے روپ قوم کے سامنے خود بے نقاب ہو رہے ہیں، حالانکہ نیب تو مُلک سے کرپشن اور کرپٹ عناصر کو بے نقاب کرکے قانون کے شکنجوں میں لانے اور اِن سے مُلک اور قوم کی لوٹی ہوئی دولت کو واپس لانے کے لئے اقدامات کر رہا ہے۔

مگر چوں کہ نیب یہ سب کچھ کسی عام پاکستانی کے لئے نہیں بلکہ اُن خاص حاضر اور غائب حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی اداروں میں موجود کرپٹ افسر شاہی اور بیوروکریٹس کے خلاف سخت ایکشن لے رہا ہے جنھوں نے دیدہ اور دانستہ قومی خزانے اور قومی اداروں میں کرپشن کی ہے یوں وہ کرپٹ کہلائے اور کرپٹ عناصر کی فہرست میں شامل ہوئے ہیں یعنی یہ کہ نیب کے اِس سخت اقدام اور اقدامات سے حکمران، سیاستدان، کرپٹتان (یعنی کہ کرپشن میں ملوث ٹولہ اور گروہ) اور حکومت محض اِس لئے خوفزدہ ہے کہ آج نیب نے کھلم کھلا اِن کرپٹ عناصر کے گرد اپنا شکنجہ تنگ کرنے اور اِن سے لوٹی ہوئی قومی دولت واپس لانے اور اِنہیں قوم اور دنیا کے سامنے بے نقاب کرکے جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیلنے کا ارادہ ظاہر کر دیا ہے اَب اِس لئے میرے مُلک کا ہر خاص فرد جو پہلے نیب کے ہاتھوں اپنا احتساب ہونے سے بچتا رہا اور کسی نہ کسی طرح نیب کو چکمہ دے کر

بھاگ جاتا رہا ہے آج اُسے اپنا ہولناک انجام بند اور کھلی آنکھوں سے نظر آنے لگا ہے۔
حالانکہ جب اِسی نیب نے سندھ سے کرپشن میں ملوث کرپٹ عناصر کو بے نقاب کرکے اِن کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا تھا تو وفاقی اور صوبہ پنجاب کی حکومتوں کو سب ہرا ہرا نظر آرہا تھا مگر آج جب اِسی قومی احتساب کے ادارے نیب نے وفاق میں اپنے تئیں طاقتور ترین حکومت بنانے والی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے آبائی شہر لاہور اور صوبہ پنجاب میں کرپٹ عناصر کے خلاف پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع کردیا ہے تو سب سے پہلے خود وزیراعظم نواز شریف کے تیور بدلے اور اُنہوں نے بھی بہاولپور میں) نیب کے خلاف دھمکی آمیز لہجے میں انتہائی سخت زبان استعمال کرکے) جیسے قوم کو یہ باور کرانا چاہا ہے کہ کرپشن میں ملوث کرپٹ عناصر کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے گا اَب خواہ اِس کے لئے نیب کے تفویض کئے گئے اختیارات میں کمی ہی کیوں نہ کرنی پڑی تو حکومت ایسا کرنے اور نیب کے ہاتھ باندھنے سے بھی گریز نہیں کرے گی۔
جس پر گزشتہ دِنوں قومی احتساب بیورو (نیب) کے ترجمان کو بھی وزیراعظم میاں نواز شریف کے اُس سخت ترین بیان پر (جو وزیراعظم نے بہاولپور میں دیا تھا کہ نیب رویہ درست کرے، ورنہ کارروائی کرسکتے ہیں، سرکاری افسروں کو ڈرانا ناقابل

برداشت ہے) اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کچھ یوں کہناپڑا ہے کہ "نیب وزیر اعظم کی رائے کا احترام کرتا ہے، حکومت کی عدم مداخلت کی پالیسی کی وجہ سے نیب آج ایک آزاد ادارہ ہے، ادارے میں کچھ مسائل ورثے میں ملے تھے جن کی بہتری کے لئے تیزی سے اقدامات کئے جارہے ہیں ترجمان کا کہنا ہے کہ " وزیر اعظم کی ہدایات کی روشنی میں احتسابی عمل کو مزید بہتر بنایا جائے گا"۔

جبکہ وزیر اعظم نواز شریف کے بہاولپور والے بیان پر چیئر مین نیب قمرالزمان چوہدری کا بھی یہ کہنا ہے کہ " نیب کا مقصد تو لوٹی ہوئی رقم واپس لینا ہے، کرپشن کا خاتمہ کرکے دم لیں گے اور کسی بدعنوان کو نہیں چھوڑیں گے" اور اِسی کے ساتھ ہی چیئر مین نیب نے یہ بھی واضح اور دوٹوک انداز سے کہا ہے کہ "نیب آرڈیننس کا اطلاق پورے مُلک پر ہوتا ہے، صرف سندھ اور پنجاب ہی نہیں فاٹا اور گلگت بلتستان میں بھی کارروائی کریں گے " اور اِسی کے ساتھ ہی چیئر مین نیب کا یہ بھی کہنا ہر قسم کے شک وشبہات سے پاک ہے کہ " نیب زیرو ٹالرینس کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے مُلک بھر سے بدعنوانی کے بلاامتیاز خاتمہ کے لئے پُرعزم ہے بدعنوانی تمام برائیوں کی جڑ ہے، بدعنوانی سے نہ صرف ترقی کا عمل بلکہ قانون کی حکمرانی بھی داؤ پر لگ جاتی ہے،اِس سے نہ صرف ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ قومی خزانے کو بھاری نقصان اٹھاناپڑتا ہے افسران دیانتداری سے فرائض انجام دیں"۔

آج جہاں چیئرمین نیب قمرالزمان چوہدری کی جانب سے یہ بیان سامنے آیا ہے تو وہیں پنجاب کے صوبائی وزیر قانون و پارلیمانی اُمور رانا ثنا اللہ خان تو گلا پھاڑ کر ایسے چیخے کہ قوم کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اَب نیب نے جوتوں میں مرچیں لگا کر شیر کی دُم پر پاؤں رکھ دیا ہے اور یوں شیر کی دُم کے نیچے مرچیں لگ گیں ہیں اِس لئے وہ چیختے ہوئے بول پڑے ہیں کہ ''نیب پنجاب میں متحرک ہونا چاہتی ہے تو ہو جائے خوش آمدید کہیں گے لیکن کسی کو خوش کرنے کے لئے کارروائیاں برداشت نہیں کریں گے '' اور اِسی کے ساتھ ہی رانا ثناء اللہ خان کا یہ بھی کہنا تھا کہ '' پنجاب میں نیب کی نہیں چلے گی کیوں کہ پنجاب میں کراچی جیسے حالات نہیں ہیں، اور نیب کو پنجاب میں کارروائی نہیں کرنے دیں گے ''۔ایسے میں رانا ثناء اللہ خان کا ایسا دھمکی آمیز یہ بیان آجانا کیا اِس جانب اشارہ نہیں دے رہا ہے کہ وفاقی اور پنجاب کی صوبائی حکومتیں مل کر پنجاب میں کرپٹ عناصر کی پست پناہی کرنا چاہ رہی ہے اور وہ کسی بھی صورت یہ نہیں چاہتی ہے کہ نیب پنجاب کے اُن کرپٹ عناصر کو بے نقاب کرے جو ن لیگ سے کسی نہ کسی طرح اپنا سیاسی اور غیر سیاسی تعلق رکھتے ہیں آج اِسی لئے تو وفاقی اور پنجاب حکومتوں نے جب یہ محسوس کیا کہ اَب نیب کے قدم قانونی شکنجوں کے ساتھ پنجاب میں کرپشن میں ملوث خاص افراد کی جانب بڑھنے کو ہیں تو پھر وفاق اور پنجاب نے مل کر نیب کے ہاتھ باندھنے کے لئے اپنی پسند کے

افراد پر مشتمل ایک نگراں بورڈ بنانے کی تجویز پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔
اَب ایسے میں یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض عنقریب نیب کی نگرانی کرنے کے لئے ایسا کوئی نگراں بورڈ تشکیل پا گیا تو پھر کیا؟؟اِس بورڈ کا کام بس یہ ہوگا کہ حکمرانوں کی کرپشن چھپانے کے لئے نیب پر اپنا دباؤ ڈالے رکھے گا اور وہ نیب کی کچھ اِس طرح سے نگرانی کرے گا کہ جب تک نیب حکومت مخالفین کے خلاف کارروائی کرتا رہے گا تو نیب کی کارکردگی بہت عمدہ اور قابلِ تعریف رہے گی اور نگراں بورڈ حکومت سے نیب کے چیئرمین اور نیب کے اہلکاروں کی تنخواہیں اور دیگر مراعات بڑھانے کی بھی سفارشات کرتا رہے گا مگر جیسے ہی جب کبھی نیب نے حکومتی جماعت کے کسی وزیر یا پھر کسی حکومتی حمایت یافتہ کسی بیوروکریٹ کی کرپشن کو بے نقاب کرنے کے لئے اُس بیارے کے گریبان کی جانب ہاتھ بڑھایا تو پھر نگراں بورڈ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے نیب کے چیئرمین اور اہلکاروں کے خلاف بھی کارروائی کرنے کا مجاز ہوگا اِسی لئے تو حکومت نے نیب کی نگرانی کرنے والے نگراں بورڈ کی تجویز پر باز جیسی نظر کے ساتھ غور اور خوض شروع کر دیا ہے تاکہ نیب کو لگام دینے کا جلد از جلد ایسا کوئی اقدام عملی طور پر لیا جائے جس سے نیب کے اُن کی طرف بڑھتے قدم نہ صرف رک جائیں بلکہ نیب کے پاؤں کٹ جائیں اور مُلک میں کرپٹ عناصر آزادی سے کرپشن کلچر کو تیزی سے پروان چڑھا سکیں...آہ...!! آج اگر واقعی میرے مُلک پاک

سرزمین پاکستان کے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کی نیب کے ہاتھ باندھنے اور کرپشن کو روکنے کے لئے نیب کے بڑھتے قدم روکنے اور کاٹنے کی ایسی کوئی منفی سوچ حکمتِ عملی ہے تو میرے ملک اور میری معصوم غریب قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔

آج اگر عمران خان اور خورشید شاہ کی نیب سے متعلق نیت ٹھیک ہے تو پھر ....؟

لیجئے، پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے تو نیب کے اختیارات کو وفاق کی جانب سے محدود کرنے کے معاملے پر آستینیں چڑھالی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے اَب یہ کھلم کھلا نیب کے اختیارات کے معاملات کو وفاق اور پنجاب حکومتوں کی جانب سے محدود کئے جانے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر سامنے آنے کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں۔

اگرچہ گزشتہ دنوں نیب کے متعلق وزیراعظم نواز شریف کے بیان کی مذمت کرتے ہوئے عمران خان نے جس اندازہ سے اپنا یہ بیان داغا ہے کہ ''ن لیگ نے نیب کے پر کاٹے تو مخالفت کریں گے''آج اگر واقعی عمران خان کی نیب سے متعلق نیت ٹھیک ہے تو پھر عمران خان کو تمام سیاسی مصالحتوں اور مفاہمتوں اور چاپلوسیوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے نیب کی مکمل حمایت میں سامنے آنے کی تحریک ایک نہ ختم ہونے والے دھرنے کے اعلان سے کردینا چاہئے اور ساتھ ہی یہ بھی بتادینا چاہئے کہ آج حکومت نے نیب کے پر کاٹ دیئے تو پھر مُلک میں کرپشن اور کرپٹ عناصر کو لگام دینے والا کون ہوگا؟؟ اور اِسی طرح پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما خورشید شاہ نے بھی بڑے مبہم اور گول مول انداز سے حکومت الوقت

پر تنقید کرتے ہوئے کہاہے کہ ”نیب کے معاملے پر پنجاب سیخ پانہ ہو ادارے کی اصلاح کی جائے، نیب ن لیگ نے ہی قائم کی ہے اَب اِسے بھگتیں“۔

ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج اگر عمران خان اور خورشید شاہ واقعی نیب کو تماشہ بننے سے بچاناہی چاہتے ہیں تو پھر اِنہیں اپنااپنا صاف سُتھرا سیاسی رول ادا کرنا ہوگاورنہ قوم کو بے وقوف بنانے کا یہ سلسلہ بند کردیں کہ ہم حکومت کے کسی ایسے اقدام کے سخت خلاف ہیں جو اداروں کے اختیارات میں کمی سے متعلق ہو،آج عمران خان اور خورشید شاہ اگر واقعی اپنے دل کے کسی کونے یا خانے میں مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی میں حائل کرپشن اور کرپٹ عناصر کا قلع قمع کرنے کا ایمانداری سے کوئی رتی برابر بھی ارادہ رکھتے ہیں تو پھر اِنہیں پوری طرح اپنی باتوں پر ڈٹ جانا ہوگااورن لیگ کے خالصتاََ بزنس مائنڈ وزیراعظم نوازشریف اوراِن کے کاروباری چنداہم وزراء سے نیب کواِس کے پر کاٹنے سے حقیقی معنوں میں بچانا ہوگاورنہ تو آج ہی کیا پھر کبھی بھی عمران اور خورشید کی باتوں پر عوام اعتبار نہیں کریں گے۔

آج قطعاََاِس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ اکثر سرزمین پاکستان میں خوداعتمادی سے عاری حکمرانوں اورسیاستدانوں نے اپنے ذاتی اور سیاسی فوائد کے خاطر قوم کو بے وقوف بنایاہے یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے بلکہ میرے

مُلکِ پاکستان کی گزشتہ 68 سالہ تاریخ بھی اِس سے بھری پڑی ہے کہ جب جب مُلکِ پاکستان کے سیاسی میدان میں (جتنے بھی پرانے یا نئے سیاسی) کھلاڑی آئے ہیں اُن میں چندایک ہی ایسے تھے جن کی ذات جذبہ حب الوطنی سے سرشار تھی اوراُن میں بے پناہ خوداعتمادی نظر تھی وہ اپنے قول و فعل کے سچے اور کھرے اِنسان تھے اور اُنھوں نے واقعی اپنی اِس صلاحیت کو بروئے کارلا کرمُلک اور قوم کی بہتری اور ترقی و خوشحالی کے لئے اپنا جامع اور فعل کردار بھی اداکیاہے۔

آج اگر خوش قسمتی سے میرے مُلکِ پاکستان میں کہیں کہیں تھوڑابہت جو لولا لنگڑا سیاسی اور جمہوری کلچر نظرآرہاہے اور ہم آج جس جمہوری کلچر میں اپنا نظامِ حکومت زندگی کے دیگر معاملات چلارہے ہیں تو یہ ماضی کے اُن چند ایک باصلاحیت اور بااعتماد سیاسی کھلاڑیوں کی حقیقی اور بامقصد سیاسی اور جمہوری خدمات اور قربانیوں کا ہی صلہ اور مرہونِ منت ہے ورنہ تو موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں میں اتنادم خم کہاں ہے؟ کہ یہ بیچارے سیاسی اور جمہوری عمل کو ٹھیک طرح چلا بھی پاتے کیونکہ آج اِن کے ذہنوں میں تو پی آئی اے، اسٹیل مل اور دیگر منافع بخش قومی اداروں کی نج کاری کاڈرامہ رچا کراونے پونے داموں فروخت کرکے دو دونی چار کرنے اور نیب جیسے اداروں کے پرکاٹنے کے سواکچھ اور سُجھتاہی نہیں ہے۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں ہم اپنے موجودہ سیاسی اور جمہوری کلچر کے دعوے کرنے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے سیاسی رویوں اور اِن کی سوچ و فکر اور اِن کے اذکار و افکار کا جائزہ لیں اور آج اگر ہم کسی بھی سیاست دان کے گریبان میں جھانکیں تو ہمیں کوئی بھی ایسا حکمران اور سیاستدان نہیں ملے گا جو مثبت سوچ کے ساتھ عوامی خدمات اور صاف سُتھری سیاست اور جمہور اور جمہوریت کی اصل روح سے بھی واقف ہو۔

اَب ایسے میں بسااوقات جنہیں دیکھ کر اور اِن کی کمرشل بنیادوں پر قومی اداروں کی فروخت کر دینے والی سوچوں اور حقیقی اعمال سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میرے مُلک کے خالصتاً بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف اور سیاستدانوں نے مُلکی سیاست اور جمہوریت کو بھی تجارت سمجھ لیا ہے اور ہمارے حکمران اور سیاستدان سیاست اور جمہوریت کے ثمرات کو تجارتی بنیادوں پر دیکھ رہے ہیں اور اِنہیں اِسی انداز سے ڈیل کر کے عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں اور سیاست اور جمہوریت کے ثمرات اپنی مٹھی میں رکھ کر اپنی مرضی کے لوگوں کو بانٹ رہے ہیں۔

آج اپنے دیس کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو دیکھ کر یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میرے دیس کے سیاستدان قوم کو بے وقوف بنانے میں ایسی مہارت

حاصل کرچکے ہیں کہ اِنہیں اِس کے بغیر چین ہی نہیں ملتاہے یوں یہ عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے مُلک میں ہونے والے ہر الیکشن میں کروڑوں کی انویسٹمنٹ کرتے ہیں پھر عوام کے ووٹوں سے ایوانوں میں پہنچ کراپنے کروڑوں کو اربوں اور کھربوں میں کرنے کا خواب اپنی آنکھوں میں سجائےمیدان سیاست میں اُتر رہے ہیں اور قومی دولت کو اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے لئے ایسے استعمال کر رہے ہیں جیسے کہ غریب عوام کے خون پسینے سے بھراہواقومی خزانہ اِن سیاسی انویسٹروں کے لئے ہے۔

بہر حال ۔۔!!راقم الحرف کو یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہناپڑرہاہے کہ آج میرے دیس کے موجودہ سیاسی میدان میں جتنے بھی سیاسی کھلاڑی میدانِ سیاست میں اپنی کرشمہ سازیاں کرتے دکھائی دے رہے ہیں اِن سب کی اپروچ اپنے ذاتی اور سیاسی فوائد اور نظریات تک ہی محدو ہیں اِنہیں مُلک اور عوام کی ترقی اور خوشحالی سے کچھ لینادینانہیں ہے اور نہ ہی اِنہیں اِس سے کوئی سروکار ہے کہ مُلک اور عوام پستی اور گمنامی کی جانب کس تیزرفتاری سے جارہے ہیں مُلک اور عوام کی تباہ کاری کا کسی کو کوئی احساس نہیں ہے بس میرے دیس کے حکمرانوں اور سیاستدانوں اور پسند کی بنیادوں پر قومی اداروں میں تعینات بیوروکریٹس کومُلک اور عوام کے بجائے ایک دوسرے کے سیاسی اور ذاتی فائدوں کی سوچ ہے یہ کبھی تومُلکی اور عالمی حالات اور واقعات پر بظاہر توایک

دوسرے کے خلاف خونی دُشمن بنے نظر آتے ہیں تو یہی ایک دوسرے کے مفادات کے تحفظ میں کبھی ایک دوسرے لنگوٹی یار (جیسے آج کل نیب کے اختیارات محدود کرنے اور اِس کے پَر کاٹنے کے معاملے میں آصف علی زرداری اور نواز شریف و شہباز شریف سمیت دیگر سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے تمام بڑے چھوٹے اور نئے اور پرانے سیاسی کھلاڑی باہم متحد و منظّم ہو کر بس ایک یہی راگ لاپ رہے ہیں کہ نیب کے اختیارات محدود کرنے کے لئے نیب کے پَر کاٹے جائیں) بھی بن جایا کرتے ہیں،اَب یہ عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے کچھ بھی کریں یا کہیں مگر درحقیقت عوام یہ بات خوب جان چکے ہیں کہ یہ سب اندر سے ایک ہیں جو اندر سے تو ایک پیالہ اور ایک نوالہ اور اِسی طرح یکدل اور یکجان ہیں مگر عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے یہ ایک دوسرے کے خلاف سخت زبان اور جملہ بازیاں کرتے رہتے ہیں عوام اِن کی زبانی جمع خرچ پر اعتبار نہیں کریں گے۔

زرداری کا فوج کی تعریفوں میں کُدکڑے لگانا، زرداری کا خوشامدی انداز اور فوج ،....

رابرٹ سیلے کا کہنا ہے کہ ’’تاریخ ماضی کی سیاست ہوتی ہے اور سیاست حال کی تاریخ ہوتی ہے‘‘ آج مُلک کی ساری سیاست کا نقشہ رابرٹ سیلے کے اتنے سے جملے نے پیش کردیا ہے اَب مُلک کے موجودہ سیاسی ماحول میں اِسے سمجھ کر سمجھنا اہلِ دانش اور اہلِ سیاست کا کام ہے کہ وہ رابرٹ سیلے کے جملے کو کتنا سمجھ سکے ہیں ؟ اور اَب یہ دوسروں کو کس طرح کتنا سمجھا پائیں گے ؟؟

بہر حال، آج ہمیں اِس بات کو تسلیم کرلیناہی بہتر ہوگا کہ ’’ سیاست میں ہر لمحہ ، ہر دن، ہر جملہ اور ہر سیاسی مخالف ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے ہیں آج کے دوست کل کے مخالف اور کل کے مخالف آج کے اچھے دوست بننے میں دیر نہیں لگاتے ہیں۔

ایسا گزشتہ دِنوں اُس وقت بالخصوص پاکستانی قوم اور بالعموم دنیاوالوں کو دیکھنے اور سُننے کو ملاجب دبئ میں (بظاہر علاج کی غرض سے مگر دراصل سیاسی و انتقامی نکتہ نگاہ سے خود ساختہ جلاوطنی کی اُوٹ میں) مقیم پاکستان کے سابق صدر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے موجودہ شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے

اپنے ایک بیان میں انتہائی خوشامدانہ انداز سے فوج کی تعریفوں میں کُدکڑے لگائے کہ اچانک زرداری کے اِس سیاسی طرز عمل سے نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ دنیا بھی حیران اور ششدر رہ گئی اور انگشت بدنداں ہو گئی ہے،سب ہی تب سے ابتک یہ سوچ رہے ہیں کہ زرداری نے تو فوج کے حق میں تعریفوں کے پل باندھنے والا بیان دے کر اُلٹی گنگا ہی بہادی ہے۔

اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر زرداری نے بیٹھے بیٹھائے ایسا فوج کی حمایت اور کیا کہہ دیا کہ سرزمینِ پاکستان سے تعلق رکھنے والے اہلِ سیاست اور اہلِ دانش میں ایک نہ رکنے والی بحث چھڑ گئی ہے اور اَب دیکھتے ہیں کہ یہ بحث کہاں جا کر ٹھیرتی ہے۔

جبکہ مُلک کے موجودہ سیاسی منظرنامے میں جب نیب اور ایف آئی اے کے قدم سندھ سے نکل کر پنجاب اور وفاق کی جانب بڑھنے لگے ہیں جس سے مرکز اور پنجاب میں وزیراعظم نواز شریف سمیت صوبہ پنجاب کی حکومت گھبراہٹ کا شکار ہے ایسے میں پاکستان کے سابق صدر اور پی پی کے موجودہ شریک چیئرمین آصف علی زرداری کا یہ کہنا ہے کہ ” احتسابی عمل ، سیاسی معاملات کے پیچھے فوج کا ممکنہ کردار ڈھونڈنا صریحا غیر مناسب ہے ، اُنھوں نے کہا کہ پی پی فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے،اِس کے علاوہ زرداری نے یہ بھی کہا کہ ” مُلک کے خلاف اُس

وقت ایک گھناؤنی سازش کی جارہی ہے دہشت گردی کے واقعات جس کا حصہ ہیں" (جب کہ کچھ عرصہ قبل تو خود مسٹر زرداری نے اپنے مخصوص انداز سے ایک جلسے میں فوج کے خلاف جس طرح کی زبان استعمال کی تھی اور جملے بازی کی تھی یہ کوئی زیادہ پرانا قصہ نہیں ہے آج فوج کے خلاف اِسی سخت زبان کے استعمال کی وجہ ہی سے تو زرداری دبئی میں خودساختہ کی جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں)۔

حالانکہ اِس عرصے کے دوران مسٹر زرداری نے بہت چاہاکہ اَب کسی بھی طرح سے فوج سے خوشگوار تعلقات اور دوستی کے رابطے بحال ہوجائیں مگر یہ اِس میں ناکام ہی رہے اور کچھ ایسی بھی اطلاعات تھیں کہ زرداری نے فوج سے دوستی کے لئے سعودی عرب سے بھی مدد چاہی تھی اور ایسا زرداری نے اُس وقت کیا تھاجب مسٹر زرداری سعودی عرب عمرے کے لئے گئے ہوئے تھے یہاں سعودی فرماں رواؤں کے شاہی محل کے چودہ چکرلگائے مگروہاں سے زرداری کو یہ جواب ملاکہ " مسٹرزرداری یہ تمہاراندرونی معاملہ ہے اپناسیاسی معاملہ خود حل کرو سعودی عرب کچھ نہیں کرسکتاہے،"

یوں جب زرداری جی، کو سعودی عرب سے ٹکاساجواب ملاتو پھر مسٹرزرداری نے سوچاکہ چلواَب امریکاکی طرف چلتے ہیں یوں زرداری جی نے امریکاکارخ کیاوہاں بھی ... مسٹرزرداری نے وائٹ ہاؤس کی کئی باریاتراکی

مگر ہائے رے افسوس کہ یہاں بھی اِس حوالے سے مسٹر زرداری کو کوئی اُمید افزا جواب نہ ملا۔۔جب یہاں بھی زرداری جی کو مایوسی کا سامنا کرناپڑاتو پھر بیچارے ہمارے زرداری صاحب تھک ہار کر اپنی اُسی ڈگر پر آگئے اور پھر انتہائی مایوسی اور نااُمیدی کے عالم میں آصف علی زرداری نے اپنی وہی مصالحت پسندانہ اور مفاہمتی پالیسی کا دروازہ کھولا (جس کے سہارے زرداری 2008 سے 2013 تک اپنی حکومت کی پانچ سالہ مدت گزارنے میں کامیاب ہوئے تھے)اور اِس سے آنے والی بادِ صباء کو ایک لمبی سانس کھینچ کر اپنی باڈی کے اندار لیااور پھر خود ہی فوج سے معافی مانگنے والے انداز سے اپنے مخصوص لب و لہجے میں اپنا انتہائی خوشامدانہ یہ بیان داغ دیاکہ ’’گزشتہ دِنوں میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف کا ریٹائرمنٹ کا اعلان مُلکی حالات کے مطابق قبل ازوقت ہے پاکستان کئی سال سے مسائل کا شکارہے، دہشت گردی، جرائم پیشہ افراداور علیحدگی پسندآقاؤں کی ایماٗپر پاکستان کو غیر مستحکم کررہے ہیں مسلح افواج قومی جدوجہد کا ہراول دستہ ہیں‘‘ اور اِس کے ساتھ ساتھ زرداری نے یہ بھی کہاکہ ’’پشاور آرمی اسکول حملے کے بعد حالات اور سنگین ہوگئے‘‘ اور سابق صدر زرداری جی نے اپنے اِسی بیان میں کہاکہ ’’ قوم اور مُلک کے استحکام اور تحفظ کے لئے پاک فوج کی بے انتہا قربانیاں ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے‘‘جب زرداری کو احساس ہواکہ اِس بات نہیں بنے گی تو اُنہوں نے یہ کہہ کر اپنے گناہ بخشوانے کی کوشش کی کہ ’’مُلک بھر میں جاری احتسابی

عمل، سیاسی معاملات اور دیگر قومی معاملات کے پیچھے فوج کا ممکنہ
کردار ڈھونڈنا غیر مناسب ہے میڈیا اور عوام کو چاہئے کہ اِن افواہوں سے گریز کرے،
فوج کی جدوجہد اور لازوال قربانیوں کو سیاست کی نذر نہیں کیا جا سکتا ہے" ہاں البتہ،
اِس موقع پر مسٹر زرداری نے اپنے مخصوص اور خوشامد کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے
کہا کہ" قوم اور سیاسی قوت (کیا اِن سمیت) فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر دہشت
گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے یہ تاثر بھی (کیا ہرگز نہیں) جانا چاہئے کہ قوم جانباز
سپاہیوں اور بہادر افسروں کی قربانیوں کی معترف نہیں،"۔

اُدھر سرزمینِ دبئی سے سابق صدر پاکستان اور پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی
زرداری کے آنے والے اِس بیان نے یقینی طور پر پاکستانی قوم اور دنیا کو حیران و پریشان
کردیا ہے جس میں زرداری نے دیدہ ودانستہ تین سے چار بار یہ ایک ہی جملہ کسی نہ
کسی حوالے سے انتہائی خوشامدانہ انداز سے دہرایا ہے کہ "PP اور قوم فوج کے شانہ
بشانہ کھڑی ہے "جنرل راحیل شریف کا اپنے منصب کے دورانیے میں توسیع نہ لینے کا
عندیہ دیا جو جاہ ومنصب سے عدم دلچسپی، خاندانی پس منظر، پیشہ وارانہ رویہ لائق تحسین
اور قابلِ تعریف ہے تاہم ہم بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ قوم کے نازک موڑ پر جنرل راحیل
کا اعلان قبل از وقت ہے، دہشتگردی کے خلاف جنگ میں قوم متحد ہے اور کامیابی کی
متمنی ہے

اِس اعلان سے عوام کی اُمید مایوسی میں بدلنے کا امکان ہے"اور اِن کا یہ کہنا تھا کہ معروضی حالات اور عوامی خواہشات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سیاسی قیادت کو قومی" مفاداور ملکی سلامتی کے تناظر میں وقت آنے پر فیصلہ کرنا چاہے اور قوم اور فوج کا عزم مصمم ارادہ اور دہشتگردی کے خلاف جنگ کا جذبہ ہونا چاہے" ۔

اَب کالم کے اختتام پر راقم الحرف یہ کہنا چاہے گا کہ " سابق صدر اور PPP کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے اپنے اِس بیان میں فوج سے معافی مانگنے کے لئے خوشامد کا جیسا انداز اپنایا ہے، یقیناً اِس کی مثال نہیں ملتی ہے اور ایسا خوشامدانہ انداز صرف اِنہیں ہی زیب دیتا ہے کیونکہ یہ اِس میں ہی یکتا ہیں اور اپنا اور اپنی پارٹی کا سیاسی امیج بلند کرنے اور خوشامد اور چاپلوسی سے اپنی اور اپنی پارٹی کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے میں مہارت بھی رکھتے ہیں موجودہ ملکی سیاسی حالات اور واقعات میں زرداری کا فوج سے ناراضگی ختم کرنے کے لئے یوٹرن لینا بہت ضروری تھا اگر یہ ابھی ایسا نہ کرتے تو پھر.....؟؟

مگراَب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ زرداری اپنے اِس خوشامدانہ انداز میں کتنے کامیاب ہوتے ہیں اور کتنے نہیں ؟؟آج اگر بالفرض زرداری اِس میں کامیاب

ہو جاتے ہیں تو پھر عنقریب اِسی اندازِ خوشامدانہ کو وزیراعظم نواز شریف اور برسرِ اقتدار جماعت ن لیگ کے بہت سوں کو بھی اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ضرور اپنانا ہوگا ورنہ...؟؟ اِنہیں پھر کسی کڑے احتساب کے لئے اپنی گردنیں پیش کرنی ہوں گیں۔

جمہوریت کی بقا صرف تعلیم سے ہی ممکن ہے

چلیں، اچھا ہوا کہ آج جمہوریت کو آمریت کا اصل انتقام قرار دینے والی پی پی پی کو بھی یہ لگ پتا گیا ہے کہ جمہوریت کی بقاء صرف تعلیم سے ہی ممکن ہے اور علم نور ہے اور جہالت تاریکی، کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جو اندھیرے سے روشنی میں آ جائے، یہاں مجھے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول یاد آگیا ہے کہ "صاحبِ علم اگرچہ کم تر حالت میں ہواُسے ہر گز گھٹیا نہ سمجھو، جاہل اگرچہ بڑے مرتبے پر ہواُسے ہر گز بڑامت خیال کرو" تو وہیں تعلیم سے خوفزدہ گزرنے زمانے کے ایک ڈکٹیٹر کا یہ قول بھی یاد آگیا ہے جو تاریخ کا حصہ بن گیا ہے جس کا اپنی طاقت کے نشے میں یہ کہنا تھا کہ "تعلیم میرے جوانوں کے لئے زہر ہے کیونکہ تعلیم آمریت کی دُشمن ہوتی ہے"۔

جبکہ تعلیم اِنسانوں اور معاشروں کے اصلاح کے لئے کتنی ضروری ہے آپ اِس کا اندازہ دانشور کونٹیلس کے تعلیم کی اہمیت سے متعلق کہے گئے اِس قول سے لگا سکتے ہیں اِن کی نظر میں تعلیم ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر فرد کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ کہتے ہیں کہ "کون احمق کہتا ہے کہ تعلیم وقت، روپیہ اور توانائی کا اصراف ہے اِنسان بہت جلد سیکھ لیتا ہے اور استدلال کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے، یہ صلاحیت فطری طور پر اِس کے ہاں یوں آتی ہے کہ

''جس طرح پرواز کی صلاحیت پرندوں میں یا رفتار کی صلاحیت گھوڑوں میں۔

بہرحال، آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے جمہوریت کو آمریت کا اصل انتقام قرار دینے والی پی پی پی کی موجودہ قیادت کی نظر سے بھی دنیا کے کسی بدنامِ زمانہ ڈکٹیٹر کا یہ قول ضرور گزرا ہوگا تب ہی آج پاکستان پیپلز پارٹی نے سندھ میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے سنجیدگی سے اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

مگر چوں کہ ماضی اور حال میں سندھ حکومت کے دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جاری طویل و قلیل منصوبوں، پروگراموں اور اقدامات اور دوسرے معاملات میں سندھ انتظامیہ کی کارکردگی کچھ ایسی ہی رہی ہیں سو ابھی یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ کہیں اِس تعلیمی پروگرام کا بھی ایسا ہی حشر نشر نہ ہو جائے جیسا کہ سندھ حکومت اکثر اپنے منصوبوں، پروگراموں اور اقدامات کا کیا کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ مخمصہ بھی کھائے جارہا ہے کہ کہیں عالمی بینک کے تعاون سے سندھ کے 10 ہزار اسکولوں کو سہولتیں فراہم کرنے کا منصوبہ بھی سیاسی مصالحتوں اور مفاہمتوں کا شکار ہو کر کھٹائی میں نہ پڑ جائے اور اِس منصوبے کو بھی سُرخ فائلوں کے سُرخ فیتوں کی نظر نہ کر دیا جائے اور اسکول کے طالبعلموں کے ہاتھ سوائے سیراب اور سبز باغات کے کچھ بھی نہ آئے۔

بہرکیف، خبر ہے کہ گزشتہ دِنوں وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی زیر صدارت محکمہ تعلیم کی ترقیاتی اسکیموں سے متعلق ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں بتایا گیا کہ وزارتِ تعلیم سندھ کے زیر گراں عالمی بینک کی دو بلین روپے کی فنڈنگ سے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے جس کے تحت سندھ کے 10 ہزار اسکولوں کو رہ جانے والی بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہیں۔

جبکہ اِسی خبر میں ہے کہ سندھ حکومت کے محکمہ تعلیم کے مطابق اِس وقت 1600 اسکولوں کو رہ جانے والی بنیادی سہولیات کی فراہمی پر کام ہو رہا ہے تاہم سندھ حکومت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یقینی طور پر 300 اسکولوں کو جون 2016 تک سہولیات فراہم کردی جائیں گیں جن میں واش رومز، کمپاؤنڈ وال، پینے کے پانی کی فراہمی سمیت دیگر سہولیات کی فراہمی بھی خصوصی طور پر شامل ہیں جبکہ وزیراعلیٰ سندھ نے محکمہ تعلیم کو خصوصی طور پر مزید ہدایت کی کہ وہ اسکولوں کو رہ جانے والی سہولیات بالخصوص واش رومز اور کمپاؤنڈ وال کی ہنگامی بنیادوں پر فراہمی کے لئے جلد از جلد تمام تر ضروری اقدامات کئے جائیں، جبکہ وزیراعلیٰ سندھ نے سیکیورٹی پلان کے تحت اسکولوں کی کمپاؤنڈ وال کو تعمیر کو لازمی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسکولوں کی کمپاؤنڈ کو ترجیح بنیادوں پر مکمل کیا جائے جبکہ دوران بریفنگ وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی

شاہ کو بتایا گیا کہ محکمہ تعلیم 6 مختلف ذیلی شعبوں میں 10 ارب روپوں کے ترقیاتی منصوبوں پر کام کر رہا ہے جن میں ایلیمینٹری ایجوکیشن میں 768.13 ملین روپوں کی اسکیمیں، ٹیچر ایجوکیشن میں 152 ملین روپوں کی 17 اسکیمیں، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں 512.5 ملین روپوں کی 13 اسکیمیں، سیکنڈری ایجوکیشن میں 4.6 ارب روپوں کی 66 اسکیمیں، کالیج ایجوکیشن میں 2376.577 ملین روپوں کی 154 اسکیمیں اور 1.5 ارب روپوں کی 41 مختلف اسکیمیں شامل ہیں"۔

اگرچہ خبر کے مطابق مندرجہ بالا بریفنگ سے لگ تو یہی رہا ہے کہ جیسے سندھ حکومت سندھ میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور تعلیم کو سندھ میں عام کرنے میں بہت کچھ کر رہی ہے اور کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے مگر پھر بھی پتہ نہیں کیوں...؟؟ ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ "کیا واقعی مصالحتوں اور مصالحتوں کی عادی سندھ حکومت عالمی بینک کے تعاون سے سندھ کے 10 ہزار اسکولوں کو سہولتیں فراہم کر پائے گی یا پھر...؟ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے سندھ حکومت کے تعلیم سے متعلق یہ سارے منصوبے، پروگرام اور اقدامات صرف میڈیا کی خبروں تک ہی محدود رہیں گے، اور سندھ کے اسکول کے طالبعلم اُن تمام بنیادی سہولیات سے ایسے ہی یکسر محروم رہیں گے جیسا کہ یہ ابھی ہیں۔

اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا جس کا آپ سمیت مجھے بھی یہ مخمصہ کھائے جا رہا ہے

تو پھر سندھ حکومت کے اِن کرتا دھرتاؤں کو حکومتِ پنجاب کے اورنج ٹرین منصوبے سمیت لاہور میں دیگر عوامی سہولیات فراہم کرنے کے لئے شروع کئے گئے دوسرے قابلِ تعریف منصوبوں، پروگراموں اور اقدامات پر بھی انگلی اُٹھانے اور حکومتِ پنجاب پر کھلی اور ڈھکی تنقیدوں سے بھی اجتناب برتنا ہوگا کیونکہ جب سندھ حکومت عالمی بینک کی 2 بلین روپے کی فنڈنگ سے سندھ کے 10 ہزار اسکولوں میں طالبعلموں کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے والا ایک چھوٹا سا منصوبہ تکمیل کو نہ پہنچا سکی تو پھر اِسے کسی دوسرے صوبے کے کسی عوامی سہولت پہنچانے والے منصوبے، پروگرام اور اقدامات پر کچھ برا بھلا کہنے سے پہلے سو بار اپنے گریبانوں میں ضرور جھانکنا ہوگا ورنہ اپنی زبانیں بند رکھنی ہوں گیں۔ (ختم شُد)

"بقول خورشید شاہ" وزیراعظم میاں صاحب سوچتے ضرور ہیں لیکن ذرا دیر سے

پچھلے دِنوں نیب کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ کے پیٹ میں پھر مروڑ اُٹھ گیا اور اُنھوں نے نیب کو مخملی انداز سے ہدفِ تنقید بناتے ہوئے برملانیب سے یہ پوچھ ہی لیا کہ "نیب کو کس سانپ نے کاٹا تھا کہ اِدھر کا رخ کیا" مگراس مرتبہ اُنھوں نے نیب سے متعلق جو کچھ کہا ہے (جس کی تفصیل اگلی سطور میں آئی گی) اِس سے اِن کی سیاسی احساسِ محرومی کا عنصر نمایاں طورپر محسوس کیاجاسکتاہے۔

حالانکہ سیاست میں ایسی باتیں کسی کو کچھ زیب نہیں دیتی ہیں خاص طورپر پی پی پی جیسی ہربُرے حالات سے مقابلہ کرنے والی مُلک کی بڑی سیاسی جماعت کے لئے تو یہ کسی بھی طرح اچھانہیں ہے کہ اِس کا کوئی اعلیٰ وادنی جیالہ کبھی ایسی بات یا باتیں کرے جس سے عام پاکستانی شہری کو یہ لگے کہ جیسے پی پی پی کی قیادت حالات اور واقعات سے مقابلہ کرنے کے بجائے کنی کٹا کر اور دامن بچاکر بھاگ نکلنا چاہتی ہے۔

مگرچوں کہ اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ کا تعلق مُلک کی جس بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلزپارٹی سے ہے اِس جماعت کامُلکی سیاست میں تعلق اور کردار کئی

حوالوں سے کچھ اِس طرح کا ہے کہ آج اگر بالفرض پی پی پی کو مُلکی سیاست سے علیحدہ کردیا جائے تو مُلک کی سیاسی عمارت زمین بوس ہوجائے گی ایسی جماعت کو حالات اور واقعات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقار کو مجروح ہونے سے بچانا چاہیئے نا کہ مایوسیوں اور احساسِ محرومیوں کی باتیں کرکے ہمت ہار دینے والا تاثر دینا چاہیئے۔

بہرکیف، آج پی پی پی کے بارے میں کوئی کچھ بھی ہے مگر اِس حقیقت کو اپنے پرائے سب ہی یقینی طور پر کھلے دل اور دماغ سے ضرور تسلیم کرتے ہیں اور کرنا بھی ہوگا اگرچہ ماضی اور حال کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو آج بھی یہ امتیاز پی پی پی کے علاوہ مُلک کی کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت کو حاصل نہیں ہے کہ سرزمینِ پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی سیاسی تاریخ اچھے بُرے کئی حوالوں سے ہمیشہ ہی موضوع بحث بنی رہی ہے اور اِسی طرح آئندہ بھی بنی رہے گی۔

گزشتہ ہفتے پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے نیب کی کارکردگی کے حوالے سے ایک بار پھر تنقیدوں سے بھرا زہریلا اور دودھاری نشتر چلادیا ہے گزشتہ دِنوں اُنھوں نے لاہور میں ایوانِ اقبال میں منعقدہ یوم حمید نظامی کی خصوصی تقریب سے خطاب کے دوران

نیب سے متعلق جس طرح لب کشائی کی ہے وہ اپنے اندر خود ایک بہت بڑا سوالیہ نشان رکھتی ہے۔

مگرچوں کہ آج نیب اور ایف آئی اے کے سب سے زیادہ ڈسے ہوئے پی پی پی والے ہیں اِس لئے ابھی اِن کے زخم تازہ ہیں اور اِن زخموں سے رہ رہ کر جو ٹیسیں اور درد اُٹھ رہا ہے اَب اِسے میں یہ نیب سے متعلق جو کچھ بھی کہیں اُسے نیب اور ایف آئی اے جیسے دیگر قومی احتسابی اداروں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے کیوں کہ جب کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ چیختا اور چلاتا ہے بس ایسے میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ بیمار اور زخمی کی دادرسی کی جائے ناکہ اُلٹا طیش میں آکر ذہنی مرض اور احساسِ محرومی میں مبتلا شخص اور اشخاص کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔

بہرحال، اپوزیشن لیڈر سید خورشید شاہ نے کہاہے کہ ’’ پنجاب میں بیٹھے دودھ کے دھلے نہیں، نیب کو کس سانپ نے کاٹا تھا کہ پنجاب کا رخ کیا، پنجاب مقدس گائے ہے، یلغار صرف چھوٹے صوبوں پر ہوتی ہے،نیب کی پنجاب میں کارروائی پر حکومت کو ترمیم کا خیال آگیا، مک مکا کی سیاست کے الزامات ایک دوسرے، دوسرے کو چور کہنے سے پرہیز کریں گے تو دہشت گردی کی دلدل میں پھنسا پاکستان آگے بڑھے گا، پارلیمنٹ عدلیہ اسٹیبلشمنٹ اور میڈیا کو مل کر ہر سوچ سے بالاتر ہو کر

یکسو ہونا پڑے گا تبھی پاکستان بچے گا۔اِس کے علاوہ جہاں اُنہوں نے یہ کچھ کہا تو وہیں خورشید شاہ نے کھلے لفظوں اِس کا بھی اعتراف کیا کہ ’’ہم نے نیب کا بجٹ صفر کردیا تھا، لیکن اِسے ہماری سازش قرار دیا گیا تھا، ہمیں اِسے ختم کرنے کے لئے دو تہائی اکثریت حاصل نہیں تھی، نیب کو کس سانپ نے کاٹا تھا کہ وہ پنجاب پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے ‘‘جب خورشید شاہ یہ کہہ چکے تو پھر اُنہوں نے ایک انتہائی خوبصورت انداز سے نیب کو طنزاً سمجھاتے ہوئے کہا کہ ’’اِس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ (پنجاب والے) دودھ اور آبِ زمزم کے دُھلے ہوئے ہیں‘‘۔

تاہم اُنہوں نے لگے ہاتھوں وزیراعظم میاں نواز شریف کو بھی مخمل میں لپیٹ کرہدفِ تنقید بناتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ ’’میاں صاحب، سوچتے ضرور ہیں لیکن ذرا دیر سے‘‘ اور ساتھ ہی ڈھکے چھپے انداز سے وزیراعظم کے کان میں یہ بات بھی پھونک دی اور ٹھونس دی کہ ’’آج میڈیا غیر ذمہ دارانہ باتوں کی طرف متوجہ ہوچکا ہے، ایک ایک بیان چھ چھ دن نشر اور اِس پر پروگرام کئے جاتے ہیں‘‘ یہ کہہ کر خورشید شاہ نے جیسے وزیراعظم میاں نواز شریف کو یہ بتانے اور سمجھانے کی کوشش ہے کہ وزیراعظم میاں صاحب !! کچھ کریں یا نہ کریں مگر اَب خدا کے واسطے جس قدر جلد ممکن ہو سکے کم از کم غیر ذمہ دار میڈیا اور نیب اور ایف آئی اے کو تو لگام دینے کا فوری طور پر بندوبست کریں جس نے ناک میں دم کر رکھا ہے ،

اَب جب تک میڈیا، نیب اور ایف آئی اے کو لگام نہیں دی جائے گی حزبِ اختلاف و اقتدار کو کبھی بھی سکون نہیں ملے سکے گا، اگر وزیر اعظم اپنی رہی سہی حکومتی مدت آرام اور سکون سے گزارنا چاہتے ہیں تو بس وزیر اعظم میاں صاحب، میڈیا اور نیب اور ایف آئی اے کے غیر ذمہ دارانہ رویوں کو لگام دینے کے لئے سخت ترین اقدامات اور لائحہ عمل اختیار کریں خواہ اِنہیں ہماری طرح نیب کا بجٹ صفر کرنے کی بھی ضرورت محسوس ہو تو کردیں ہم اُف تک نہیں کریں گے ،ورنہ ...!! آنے والے سیکنڈوں، منٹوں، گھنٹوں، دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں نیب، ایف آئی اے اور میڈیا ہم دونوں کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے رہیں گے اور ہم بھاگتے بھاگتے خود ہی منہ کے بل گرتے رہیں گے حتی کہ اگلا 2018 کا الیکشن بھی سر پر آجائے گا اور یہ تینوں ادارے نیب، ایف آئی اے اور میڈیا ہمارے سارے کرتوتوں کا عوام کے سامنے پردہ چاک کردیں گے اور ہم دونوں کو بے نقاب ہوجائیں پھر تب ہمارے ہاتھ سِوائے کفِ افسوس اور پچھتاوے کے کچھ بھی نہیں آئے گا،اَب آج یہ بات وزیر اعظم میاں صاحب، سمجھیں کہ جس طرح موجودہ اقتدار کا دورانیہ اِن کا ہے تو اگلا اقتدار کا سیشن ہمارا ہوگا قبل اِس کے کہ نیب، ایف آئی اے اور میڈیا ہمیں مزید تنگ کریں میاں صاحب، سمجھیں اور نیب اور ایف آئی اے سمیت دیگر احتسابی اداروں کے ساتھ ساتھ غیر ذمہ دار میڈیا کو بھی لگام دینے کے لئے ضرور کچھ کریں ورنہ سمجھیں کہ اگلا الیکشن دونوں کے ہاتھ سے گیا۔

اَب خورشید شاہ کے کہے ہوئے پر 20 کروڑ پاکستانی یہ سوچ رہے ہیں کہ " کیا وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب..!! قوم کو یہ بتا پائیں گے ؟؟ کہ یہ سوچتے ضرور ہیں لیکن ذرا دیر سے "اور یہ آنے والے دِنوں میں اپنے فرینڈلی اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ کے مشوروں پر نیب کا بجٹ صفر کرنے سمیت میڈیا کو لگام دینے سے متعلق کیا اور کتنا عمل کرتے ہیں۔؟؟

پاکستان سے ایف 16 پر معاہدے کے بعد ہمارے بھی نئے مطالبات ہوں گے" امریکی خواہش

ایک خبر جو امریکی محکمہ خارجہ کی جانب سے اُس وقت آئی ہے جب پاکستان اور امریکا کے درمیان وزارتی سطح کے اسٹریٹیجک مذاکرات کا چھٹا دور پیر 29 فرور 2016 سے واشنگٹن میں شروع ہونے والا ہے تو چلیں ، یہ خبر بھی سُن لیجئے کہ " امریکا نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان سے ایف سولہ طیاروں پر معاہدے کے بعد ہمارے بھی نئے مطالبات ہوں گے" ۔

اِس پر ایسا لگا کہ آج جیسے امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان مارک ٹونر نے اپنے منہ میں بھارتی زبان ٹھونس لی ہے اور آخر کار اُسی کی زبان ہلاتے ہوئے پاکستان پر یہ سچ بھی واضح کر دیا ہے کہ امریکا اور بھارت یکدل اور یک زبان ہیں اِن کی سوچیں ایک ہیں اِن کا دماغ ایک ہے اور خطے میں اِن کے مفادات ایک سے ہیں اور امریکا بھارت کے لئے ہے اور اِسی طرح امریکا ہر لحاظ سے بھارتی مفادات کا تحفظ کرے گا۔

خبر کے مطابق امریکا نے پاکستان سے یہ کہا ہے کہ " بھارتی تحفظات اور مخالفت کے باوجود پاکستان کو ایف سولہ طیارے دیں گے" اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ پاکستان سے ایف 16 پر معاہدے کے بعد ہمارے بھی نئے مطالبات ہوں"

گے امریکا نے پاک بھارت تعلقات میں بہتری کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے''۔

اَب ایسے میں یہاں یہ سوال اوراِس جیسے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اَب یہ معاہدہ کیا اور کیسے ہوگا؟؟ کیا اِس معاہدے میں صرف امریکی مفادات کا تحفظ کیا جائے گا؟؟ یا یہ نئے معاہدے بھارت کے فائدے سے متعلق بھی ہوں گے؟؟ یا امریکا ایف سولہ کے عوض پاکستان سے جو نئے معاہدے کو عملی شکل میں لانے کا خواہشمند ہے کیا اِس نئے معاہدے سے مستقبل قریب میں پاک امریکا تعلقات مزید پائیدار اور مستحکم ہوں گے؟؟ یا پھر پاکستان اور امریکا کے درمیان نئے معاہدے کا جو سلسلہ شروع کیا جائے گا وہ خطے سے متعلق ہوگا؟ اَب یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ امریکا نے طیاروں کے عوض معاہدے میں پاکستان کو کس کا پابند کیا ہے۔

مگراَب کچھ بھی ہو خدشہ بس یہی ہے کہ امریکا اپنے اور بھارت کے مفادات کے حصول کے خاطر پاکستان سے ایف سولہ طیاروں کے بدلے ایسے معاہدے کرے گا جس میں امریکااور بھارت کے مفادات شامل ہوں گے اور پاکستان پر ڈومور کی رٹ لگاتے ہوئے پاکستان کواِس کا بھی پابند کرے گا کہ پاکستانی سرحد سے بھارت میں سانحات ممبئی اورپٹھان کوٹ کے طرز کے دہشت گردی کے واقعات بند ہونے چاہئیں اورپاکستان اِس کا بھی پابند ہوگا کہ وہ اپنے یہاں دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا

خاتمہ یقینی بنائے امریکا نئے معاہدے میں یہ شرائط رکھ کر پاکستان کو اچھی طرح جکڑ کر اپنی مرضی کے کام کروانے کا پابند کرے گا، ایسا امریکا کی جانب سے کہا جانا یقینا بہت سے شکوک و شبہات کو جنم دے گا، جن پر ہر حال میں پاکستان کو عمل کرنا ہوگا، اَب یہ اور بات ہے کہ ہم سب کچھ جان کر بھی انجان بنے رہیں اور اپنا سر جھکا کر امریکی خواہش کو مان جائیں۔

بہرحال ،آج یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ زندگی کے بعد موت کا ذائقہ ہر ذی شعور کو ضرور چکھنا ہوگا اور آج اگر دنیا میں سب اچھا ہوتا اور بُرائی نہ ہوتی تو ہمیں اچھے بُرے کی تمیز نہ آتی اور اگر کائنات میں کانٹے ہی ہوتے تو پھولوں کی نزاکت اور خوبصورتی کا اندازکیسے ہوتا؟؟ اور اِسی طرح دنیا میں سات سمندر پار رہ کر اپنے مفادات کے خاطر زمینِ خدا پر فسادات برپا کرنے اور کرانے والا امریکا اور ہمارے پڑوس میں ہمارے خلاف ہر دم منفی پروپیگنڈا اور ذرا ذرا سی بات اور معاملے میں واویلا کرنے والا بھارت جیسا ملک نہ ہوتا تو دنیا والوں کو اور ہمیں یہ کیسے پتہ چلتا کہ دوستی سے دُشمنی اور دُشمنی سے دوستی کیا ہوتی ہے؟؟ اور اِس کا کیا مزا ہوتا ہے؟؟ اور پھر اِس آڑ میں موقع پرستی کیا ہوتی ہے؟؟ اور اِس حربے کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اپنے مفادات کیسے حاصل کیئے جاتے ہیں؟

معاف کیجئے گا!! بات ذرا آگے نکل گئی ہے، بات دراصل یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان مارک ٹونر نے اپنی بریفنگ میں واضح اور دوٹوک انداز سے کہاہے کہ ’’ پاکستان سے ایف 16 طیاروں پر معاہدے کے بعد ہمارے بھی نئے مطالبات ہوں گے، نئے معاملات کسی کے لئے حیران کُن نہیں کیوں کہ یہ خطے کے استحکام اور سیکیورٹی مضبوط بنانے سے متعلق ہی ہوں گے،البتہ اِن کا یہ بھی کہنا تھاکہ ’’اسٹریٹجک مذاکرات میں تجارت،دہشت گردی سمیت مختلف مسائل پر بات ہوگی‘‘ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان مارک ٹونر نے انتہائی محتاط لب ولہجہ اپنانے ہوئے یہ بھی کہاکہ ’’ایف 16 طیاروں نے پاک فوج کے آپریشنز میں اہم کردار اداکیاہے‘‘ تاہم مارک ٹونر نے کہاہے کہ ’’ ڈیل پاکستان ، امریکا، نیٹواور خطے سے جڑے مشترکہ مفادکے لئے اہم ہے‘‘ہاں البتہ ..!! مارک ٹونرنے اِس موقع پر یہ بھی کہاکہ ’’ پاک بھارت تعلقات میں بہتری کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے‘‘ ۔

اِس سے انکار نہیں کہ امریکاپاکستان کو ایف سولہ طیاروں کے بدلے پاکستان سے جو نئے معاہدے کرنے کا خواہشمند ہے اور جس کی امریکانے اپنے اور بھارتی مفادات کی روشنی میں بھارت سے صلہ مشوروں کے بعد ساری تیاری بھی مکمل کر رکھی ہے بس جیسے ہی پاک امریکااسٹریٹجک مذاکرات میں شرکت کی غرض سے مشیر خارجہ سرتاج عزیز کی قیادت میں پاکستانی وفد امریکا پہنچے گااور امریکی

سیکرٹری خارجہ جان کیری سے مذاکرات شروع ہوں گے تو امریکامذاکرات کے دوران ہی پاکستان سے معاہدے کی رضامندی کی یقین دہانی کرالے گاپھر دوسرے ایجنڈے پر بات ہوگی۔

اگرچہ پاکستان نے تو ایف سولہ لڑاکا طیاروں کی امریکاسے خریداری پر بھارت کے بیجا اعتراضات اور منفی پروپیگنڈوں پر بھرپورانداز سے سخت برہمی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ ہمیں ایف سولہ لڑاکاطیارے ملنے پر کسی کے پیٹ میں فکرکے مروڑے نہیں پڑنے چاہئیں ہم یہ طیارے اپنے دفاعی ضرورتوں کو مدِ نظررکھتے ہوئے لے رہے ہیں اورآج یقینی طورپر دہشت گردی کے خلاف جاری آپریشن ضرب عضب کے حوالے سے اپنے دفاع کا جتناحق ہمیں حاصل ہے اِیسے دفاع کا حق خطے کے کسی اور ملک کو حاصل نہیں ہے جبکہ پاکستانی دفترخارجہ کے ترجمان نفیس ذکریانے بھی کہاہے کہ طیاروں کی فروخت کے معاملے پربھارتی تحفظات مایوس کن ہے"۔"

اَب اِس سارے منظرنامے میں راقم الحرف کا قوی خیال یہ ہے کہ امریکا سے پاکستان کا ایف سولہ لڑاکا طیاروں کو لینے کا معاملہ بھارت کو ایک آنکھ بھی نہیں بھارہاہے اورایسے میں بھارت کا امریکاکے سامنے رونادھونابھارت کی جانب سے کھلے عام اپنی تھانہ داری اورچوہدراہٹ کا خواب چکناچورہونے سے

بچانے کے مترادف ہے۔

مولانا فضل الرحمان کی عجیب منطق " "تحریکِ تحفظِ شوہراں چلانے کا اعلان " ہے. . "؟؟

چلیں، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی جہاں یہ خواہش کہ "تحفظِ نسواں قانون کے خلاف عدالت جانے والے کی بھرپور حمایت کریں گے" پوری ہوگئی ہے تو وہیں اَب اِن کا سخت امتحان بھی شروع ہوگیاہے اَب دیکھنا یہ ہے کہ مولانا اِس حوالے سے کیا کریں گے ؟؟

کیونکہ یہ اطلاع ہے کہ گزشتہ سوموار 29 فروری 2016 کو تو آئین کے آرٹیکل 184 کے تحت تحفظِ خواتین بل کو وفاق، حکومتِ پنجاب ، وزارتِ قانون وانصاف اور دیگر کو فریق بناتے ہوئے سُپریم کورٹ میں چیلنج کردیاگیاہے اور خبر ہے کہ چیلنج کرنے والے نے بڑے دھڑلے سے عدالت سے اِس قانون کو کالعدم قرار دینے کی بھی استدعاکی ہے جبکہ درخواست گزار نے اپنی درخواست میں یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو سب سے زیادہ حقوق دیئے ہیں" (تاہم اِس سے تو کسی کو انکار نہیں... یہ ٹھیک ہے کہ اسلام نے تو عورتوں کو سب سے زیادہ حقوق دیئے ہیں مگر میرے اِس معاشرے میں جہاں میں اور درخواست گزار سمیت کروڑوں چالباز اور عیار مرد موجود ہیں آج اِن مردوں نے اپنا نام نہاد مردوں کا جو معاشرہ تشکیل دے رکھاہے ایسے میں ہم ایک لمحے کو سوچیں کہ کیا ہم نے

اپنے اِس معاشرے میں اسلام کے دیئے ہوئے وہ تمام حقوق عورتوں کو دے دیئے ہیں ؟؟ توہمیں یقیناً اپنے اِس سوال کا جواب بڑا مبہم سانہیں میں ہی ملے گا۔اِس لئے کہ آج اگر شاطر اور مکار مردوں نے عورتوں کے حقوق اُس طرح سے دیئے ہوتے جس طرح اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں تو میرے دیس کی عورتوں کو چادراور چاردیواری میں رہ کر بھی عدم تحفظ کا کبھی بھی احساس نہ ہوتااور نہ ہی کوئی مرد اِن کے حقوق غضب کرتا، یہاں یہ بات ہم مردوں کو تسلیم کرنی ہوگی کہ میرے مُلک کی میری تہذیب کے میرے معاشرے کے ہر گھر کے ہر مرد نے کسی نہ کسی طرح عورت کے حقوق غضب کئے ہوئے ہیں تو حکومتِ پنجاب کو تحفظِ خواتین بل لانا پڑا ہے آج اگر مرد عورتوں کے حقوق اُسی طرح ادا کر رہے ہوتے جس طرح اسلام نے عورتوں کو اِن کے حقوق دیئے ہیں تو پھر اور حکومتِ پنجاب کو تحفظِ خواتین بل کی منظوری بھی نہ کرانی پڑتی اگر سب کچھ ایسا ہی چل رہا ہوتا جیسا کہ اسلام نے عورتوں کو حقوق دیئے ہیں)۔

بہر حال ،درخواست میں ہے کہ ’’ تحفظِ خواتین بل میں مغربی ممالک کی خوشنودی حاصل کرنے اور خود کو سیکولر اسٹیٹ کہلوانے کے لئے ایسا کیا گیا، جس میں مردوں کی تضحیک (یہاں راقم الحرف یہ ضرور کہنا چاہے گا کہ ہاں..!! تب میرے مُلک میرے معاشرے اور میرے دینِ اسلام کے ماننے والے مردوں کو اپنی تضحیک محسوس نہیں ہوتی جب یہ عورت کو اِس کے حقوق سے محروم کرتے ہیں، عورت پر

شریعت کے خلاف (کبھی لاٹھیوں ڈنڈوں، اور جلا کر اور تیزاب پھینک کر) تشدد کرتے ہیں، عورت کو جائیداد کے بٹوارے میں اِس کے شریعت مطابق ملنے والے حقوق سے محروم رکھتے ہیں، اور اِس کے حصے کی بھی ساری جائیداد پر خود شیش ناگ بن کر بیٹھ جاتے ہیں، مردوں کو اُس وقت تو شرم نہیں آتی جب یہ اپنی مرضی سے اپنے ذاتی اور سیاستی فوائدے حاصل کرنے کے لئے اپنی بہن ، بیٹی اور قریبی خونی رشتوں سے جڑی عورتوں کی رائے معلوم کئے بغیر اِس کی عمر سے کئی گنا زیادہ بڑے اور عمر رسیدہ بے جوڑ مرد سے شادی کرا دیتے ہیں اور بالفرض کوئی پڑھی لکھی باشعور اور باہمت عورت اِس سے انکار کردے اِن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہوجائے تو اِسے یہی مرد غیرت اور عزت کے نام پر کبھی کاروکاری تو کبھی کوئی اور نام دے کر قتل کردیتے ہیں تب تو اِنہیں اپنی تضحیک ہوتی محسوس نہیں ہوتی ہے، تب تو یہ عورت کو اپنی انا اور عزت کی تسکین کے خاطر قتل کرکے اپنے سینے پر بہادری کے تمغے سجا لیتے ہیں اور اپنا طرہ آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ اُونچا محسوس کرتے ہیں اصل میں تو اِن کا یہ عمل باعثِ تضحیک ہے جو یہ نہیں سمجھتے ہیں) کا عنصر نکلتا ہے، میرے دیس کے ایسے مردوں کی ایسی گھٹیا تضحیک کی دہت تیری کی۔

جبکہ درخواست گزار نے اپنی درخواست میں اپنا بڑا سا سینہ پھولاتے ہوئے یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ ”یہ بل اسلامی تعلیمات کے منافی اور مردوں کے

بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ (اول میں تو سب سے پہلے تحفظِ نسوان بل کو چیلنج کرنے والے سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا اُسے یہ معلوم ہے کہ مرد ہونے کے ناطے اِس کے اِس پر اور اپنی بیوں اور عورتوں پر کیا کیا بنیادی حقوق ہیں ؟؟ اور پھر یہ پوچھا جائے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے کیا حقوق دیئے ہیں؟؟ اگر یہ سب کچھ ٹھیک ٹھیک بتادے تو بات آگے بڑھائی جائے ورنہ وقت ضائع کئے بغیر ہی درخواست فی الفور برخواست کردی جائے۔

جس طرح گزشتہ دِنوں کراچی میں جے یو آئی (ف) کے منتخب بلدیاتی نمائندوں سے خطاب کے دوران مولانا فضل الرحمان نے پنجاب میں تحریک تحفظِ شوہراں چلانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحفظِ نسواں قانون کے خلاف عدالت جانے والے کی بھرپور حمایت کریں گے، ہاں البتہ، اُنھوں نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا کہ دراصل ''مُلک کے آئین کے مطابق قانون سازی کا محور پارلیمنٹ ہے مُلک کی پالیساں طے کرنے کا حق پارلیمنٹ اور حکومت وقت کو ہے'' ۔ ٹھیک ہے مولانا کی یہ ساری باتیں اپنی جگہہ مگر یہاں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ مولانا کی تو بہت سے معاملات میں ٹانگ آڑانا اور بیٹھے بیٹھائے جراح کرنا اِن کی کچھ ایسی فطرت بن گئی ہے کہ جب تک یہ کچھ نہ کریں اِنہیں تسکین ہی نہیں ملتی ہے ابھی کچھ عرصہ قبل تک مولانا فضل الرحمان کو اقتصادی راہدی پر بھی انگنت تحفظات رہے تھے مگر پھر خود بخود یہ تحفظات مولانا نے

ختم بھی کر دیئے ہیں ابھی مولانا کے اقتصادی راہدی پر تحفظات ختم ہوئے ہیں تو مولانا نے بیٹھے بیٹھائے حقوقِ نسواں بل پر اپنے تحفظات کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے بلکہ اِس مرتبہ تو مولانا نے مردوں کی غیرت کو سبوتاژ ہونے سے بچانے کے لئے تحریک تحفظِ شوہراں شروع کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہے '' ایسے میں ہمیں کچھ نہیں کرنا چاہئے بس یہ سمجھ کرکے یہ تو مولانا کی فطرت اور عادت ہے کہ یہ ہر بات پر بیٹھے بیٹھائے تحفظات کا غبارہ ہوامیں اُڑاکر کچھ عرصہ خود ہی پریشان رہتے ہیں پھر خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اَب ہمیں مولانا کی خصلت اور فطرت جان کر اِسے.برداشت ہی کرناپڑے گا۔

بہر کیف ، مگر پھر بھی بات دراصل یہ ہے کہ خواہ کوئی مُلکی اور بین الاقوامی معاملات ہوں اکثر یہ بات.بڑی شدت سے محسوس کی گئی ہے کہ مولانا فضل الرحمان کی تو جیسے یہ عادت سی بن گئی ہے کہ جِسے سب اچھا کہیں ،وہ (مولانا فضل الرحمان)اُسے ضرور بُراکہتے ہیں، ڈر ہے کہ کہیں اگر ساری دنیا یک زبان ہو کر مرچ کو کڑوا کہے تو یقیناً مولانااپنی عادت سے مجبور ہو کراُسے ضرور میٹھاقرار دینے کی ضد کریں گے اور جب اِس سے بھی بات نہیں بنے گی تو مولانا مرچ کو میٹھاقرار دینے کے لئے تحریک چلانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے، کیونکہ اِنہیں زبردستی اپنی بات منوانے کے لئے تحریک چلانے کی عادت جو پڑ گئی ہے اور ویسے بھی میرے بھائی ہمارے یہاں مردوں کے نام نہاد معاشرے میں

بیچاری مظلوم عورت نے شوہروں کے کون سے حقوق غصب کر رکھے ہیں؟؟؟آج
جنہیں شوہروں کو دلانے کے لئے مولانا فضل الرحمان تحریک حقوقِ شوہراں چلانے کا
اعلان کر کے خود ہی اپنی علمیت اور قابلیت پر بڑا سا سوالیہ نشان لگا چکے ہیں۔

اوٹِ جمہوریت سے تو ہم امدادی ہیں ہم اُدھاری ہیں اور ہم قرضی ہیں

اوٹِ جمہوریت سے تو ہم امدادی ہیں ہم اُدھاری ہیں اور ہم قرضی ہیں'' ''کیا قوم '' کی ترقی قرضوں سے ہے؟

بیشک جمہوریت کی اُوٹ سے قابض گروہ نے مُلک اور قوم کو قرضوں میں جکڑ کر سُوکھی روٹی سے بھی محروم کردیا ہے

بیشک آج جمہوریت کے اُوٹ سے کچھ شاطر اور عیار و مکار گروہ نے میرے مُلکی وسائل پر قابض ہو کر مُلک اور قوم کے گلوں میں قرضوں کے ایسے طوق ڈال دیئے ہیں کہ اَب نہ صرف اِس طوق کو قوم کو پہنانے والوں کو اُتارنے کا کوئی خیال ہے اور نہ ہی آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں اور صدیوں میں کسی میں اتنی ہمت ہوگی کہ کوئی اپنی حکمت یا دانش سے قوم کے گلے میں پڑے ہوئے قرضوں کے طوق کو کھینچ کر نکال پھینکے اور قوم کو قرضوں کے بوجھ اور عذاب سے نجات دلادے اگرچہ اِن دِنوں موجودہ حکومت جس طرح قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا رہی ہے یقیناً ہماری آنے والی نسلیں ن لیگ کے اِس تیسرے اور آخری دورِ اقتدار کو قرضوں کے سیاہ ترین دور سے یاد رکھے گی جس میں نواز حکومت نے قوم کو قرضوں کے بوجھ زندہ درگور کرکے قوم کو صدیوں تک سانس بھی ادھار پر لینے پر مجبور اور قوم کو دووقت کی سُوکھی روٹی سے بھی محروم کردیا ہے۔

جیساکہ گزشتہ ہفتے سندھ مدرستہ اسلام یونیورسٹی میں اپنے اعزا میں دیئے گئے عشایئے سے خطاب کرتے ہوئے چیف جسٹس پاکستان جسٹس انور ظہیر جمالی نے بھی کہا تھا کہ ” بدقسمتی ہے کہ جمہوریت کے نام پر کچھ مخصوص گروہوں نے مُلک کے وسائل پر قبضہ کیا ہوا ہے عام آدمی کو دووقت کی روٹی ملنا محال ہے مُلک کے قیام کے کچھ عرصے بعد ہی قوم سچے رہنماؤں سے محروم ہو گئی“۔اِن کے اِس کہے میں افسوس اور غم بھی شامل ہے تو وہیں ایک ایسا پچھتاوا بھی ہے جس پر قوم آج تک رورہی ہے اور نہ جانے کب تک روتی رہے چیف جسٹس پاکستان جسٹس انور ظہیر جمالی کے یہ سُنہرے جملے سمجھنے والے محبِ وطن پاکستانیوں کے لئے بہت کچھ ہیں مگر کوئی سمجھ کر بھی نہ سمجھے ایسے شخص کو سوائے بے حس اور خود غرض کے کچھ نہیں کہاجاسکتاہے۔

بہر حال، اِن دِنوں قرضوں کے بوجھ تلے دبی قوم اپنی بقاء و سالمیت کے خاطر سچے اور مخلص اور ایماندار رہنماؤں کی تلاش میں تو ہے مگر موجودہ حالات میں تواِسے سوائے مایوسیوں اور نااُمیدوں کے اندھیروں کے کچھ بھی سُجھائی نہیں دے رہاہے۔

اور آج اِسی طرح شاید اِس سے بھی کسی کو انکار نہ ہو کہ میرے پیارے وطن

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے 68 سال سے بھی زائد کا عرصہ گزر چکا ہے مگر بد قسمتی سے اِس عرصے کے دوران ہمارے یہاں جتنے بھی سِول یا آمر حکمران آتے رہے ہیں اِن سب ہی نے اپنے اردگرد منڈلاتے سیاستدان اور افسر شاہی کی صورت میں اپنے خوشامدی چیلوں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنی نام نہاد جمہوریت اور آمریت کی اوٹ سے مُلکی بقاء و سالمیت اور استحکام اور قوم کی خوشحالی کے نام پر اپنے پراوں سے امداد لیتے رہے مگر درحقیقت یہ لوگ مختلف ذرائع سے بہت سے اندازوں اور زاویوں سے ملنے والی امدادوں کو اپنے ہی اللے تللے کے لئے استعمال کرتے رہے اور مُلک اور قوم کے حصے میں کبھی ایک ڈھیلا بھی نہیں آیا یہ ہر بار ایسا ہی کرتے رہے مگر جب اِن لوگوں کا کام اِس سے بھی چلنا مشکل ہوگیااور امداد پر مزے لینے عادی ہو گئے تو اُنھوں نے بسا اوقات اپنی بیجا ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مُلک اور قوم کے بدحالی کے نام پر ادھار مانگنے سے بھی دریغ نہیں کیاجب اِنہیں لوگ اُدھار دینے لگے تو یہ اِس کے بھی عادی بن گئے یوں اُنھوں نے اپنی عیاشیاں قوم اور مُلک کے نام پر ملنے والی امداد اور ادھار اور قرض سے پوری کیں اور عیش و طرب کی اپنی گاڑی چلائی اور اپنے معاملاتِ زندگی آگے بڑھائے ، اِنہیں اپنی عیاشیوں اور ضرورتوں کے آگے مُلکی مسائل اور عوامی پریشانیوں اور بحرانوں کا بھی کچھ پتہ نہیں لگا کہ اِن کی عیاشیوں اور اللے تللے سے مُلک اور قوم پر کیا گزرے گی ؟؟؟ تب تو اِنہیں سب ہرا ہی ہرا نظر آ رہا تھا کسی کو یہ خبر بھی نہ تھی کہ

مُلک اور عوام کی خستہ اور بدحالی کے نام پر یہ جو امداد مانگتے ہیں اور قرض اور اُدھار مانگ کر خود مزے اُڑاتے ہیں آگے چل کر مُلک اور قوم کو کتنا بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا؟؟ دراصل برسوں سے مُلک کی ترقی اور قوم کی خوشحالی کے نام پر جمہوریت کی اُوٹ سے ایسے ہی گروہ مُلکی وسائل پر قابض ہیں، جنہیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ اِن لوگوں نے اپنی قبیح حرکت کی وجہ سے مُلک اور قوم کا امداد، قرض اور ادھار کے نام پر بیڑا غرق کردیا ہے مگر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں، سیاستدان اور اداروں کے سربراہان سمیت سب کے سب امدادوں، قرضوں اور ادھار لے کر کھانے پینے اور مزے کرنے کے عادی بن چکے ہیں آج جنہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اَب یہ سب لوگ اپنی اِنہی بُری عادتوں کے کئے بغیر اپنا ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے ہیں اور اَب اِن کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا بھی مشکل ہوگیا ہے۔

اَب اِسی کو دیکھ لیجئے اور سمجھنے کی کوشش کی جیئے کہ مُلک اور قوم کو اپنے وسائل سے ترقی دینے کے وعدے اور دعوے کرنے والی ن لیگ کی حکومت نے اپنے تیسرے دورِ اقتدار میں قوم کو کس طرح امدادوں قرضوں اور ادھاروں میں جکڑدیا ہے کہ اَب تو مُلک اور قوم کا اِن کے بغیر سانس لینا بھی دوبھر ہوگیا ہے اور گویا کہ میرا مُلک اور میری قوم قرضوں پر چلنے کا عادی ہو گئی ہے اوراس پر یہ کہ جمہوریت کی اُوٹ سے مُلکی وسائل پر قابض نواز حکومت کے

وزارتِ خزانہ نے تو دھڑلے سے پچھلے دِنوں قرضوں سے متعلق جو پالیسی رپورٹ جاری کی ہے اِس میں تو اُنھوں نے حد ہی کردی ہے یعنی یہ کہ چوری اور سینہ جوڑی کے باوجود بھی وزارتِ خزانہ کا رپورٹ میں یہ دعویٰ مضحکہ خیز ہے کہ ''30 ستمبر 2015ء تک پاکستان پر قرضوں کا حجم 181 کھرب تک پہنچ گیا تاہم میڈیا رپورٹ کے مطابق وزارتِ خزانہ کی رپورٹ کے حوالے سے یہ نقطہ سامنے آیا ہے کہ پاکستانپر ٹلیبی اور غیر ملکی قرضے مسلسل بڑھ رہے ہیں جن کی وجہ سے ہر پاکستانی ایک لاکھ روپے پندرہ ہزار کے قرض تلے دبا ہوا ہے جبکہ پاکستان پر مجموعی قرضہ 181 کھرب سے بھی تجاوز کرگیا ہے'' اَب ایسے میں راقم الحرف حکمران الوقت سے مخاطب ہو کر یہ سوال کرے یا ایسا کہے تو کیا بُرا ہو گا کہ '' اوٹِ جمہوریت سے ہم امدادی ہیں ہم اُدھاری ہیں اور ہم ایسے قرضی ہیں جسے لے کر کھانے والے حکمران، سیاستدان اور افسر شاہی گھوڑے ادا کرنے کے بجائے اُلٹا لیتے ہی چلے جارہے ہیں... اور قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے دفن کرکے یہ کیسا دعویٰ کررہے ہیں کہ قرضوں سے مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی ہے... ''کیا واقعی مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی اِسی سے ہے؟''۔(ختم شُد)

ن لیگ پنجاب میں نیب کو اپنا کام کرنے دے

پاکستانی سیاست کا حال یہ ہے کہ اِس پر کبھی لوٹا، تھالی ، بیگن ، الو، آم اور ڈالرز کا راج رہا تو کبھی کسی ڈنڈے اور ڈنڈے والے کا راعب اور دبدبا چھایا رہا اور اَب جب یہ سب پاکستانی سیاست میں اپنا گھر بنا چکے ہیں تو اِن دِنوں دُم نا معلوم کہاں سے گھس آئی ہے؟؟ آج جِسے دیکھو وہ دُم کا ہی کے تذکرے کرتا دِکھائی دیتا ہے، گو کہ دُم پاکستانی سیاست میں کچھ اِس طرح اپنی جگہہ بنا رہی ہے جیسے کہ آنے والے وقتوں میں ساری پاکستانی سیاست دُم اور دُم والے کا ہی کام کرتی نظر آئے گی اور پاکستانی سیاست کا دارومدار دُم پر ہوگا، جس کی دُم ہوگی وہ کامیاب ہوگا اور جس کی دُم نہیں ہوگی وہ لُنڈا ہوگا اور وہ یا تو اُس وقت تک سیاست نہیں کرے گا جب تک کہ وہ دُم والا نہیں ہو جاتا ہے اور اگر جن پرانے سیاستدانوں کی اَب تک دُم نہیں ہے تو پھر اُنہیں سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے متعلق ضرور کچھ سوچنا ہوگا۔

بہر حال، سندھ کے سیاستدان سندھ میں نیب اور ایف آئی اے کی بلا جھجک پکڑ دھکڑ سے بہت مایوس ہوگئے ہیں، سندھ کے سیاستدانوں اور لیڈروں کا کہنا ہے کہ سندھ میں نیب اور ایف آئی اے والوں نے مسلسل لیٹ ڈاون کیا ہے، وفاق نے اِن کے

ساتھ بہت دھوکا کیا ہے، وفاق نے نیب اور ایف آئی اے کو سندھ میں فری ہینڈ دے کر سندھ کے سیاستدانوں اور لیڈروں کو دیوار سے لگانے کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے، سندھ کے سیاستدان اور لیڈر اپنی جگہہ مگر سندھ کے عوام کا بھی یہ خیال ہے کہ وفاق نے عوامی مسائل حل کرنے کے لئے بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں لی ہے، وفاق اور سندھ حکومت نے سندھ کے عوام کے ساتھ کئے گئے سماجی معاہدے اور نت نئے وعدوں کا پاس نہیں رکھا ہے، دونوں ہی نے سندھ کے عوام کو اپنے اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا ہے اور اَب دونوں ہی اپنی لڑائی میں عوام کو بھلا بیٹھے ہیں گویا کہ اَب سندھ کے عوام کو اِس کا پختہ یقین ہوگیا ہے کہ خواہ سندھ میں پی پی پی کی حکومت ہو یا وفاق میں ن لیگ سمیت کسی اور کی بھی حکومت ہو تو سب کا کام ہی سندھ کے عوام کو وعدے اور معاہدے اور سبز باغ پر ٹرخانا ہے۔

جیساکہ گزشتہ دِنوں وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید نے اپنے ایک بیان میں نیب کے حوالے سے کہا ہے کہ نیب کا موجودہ ڈھانچہ سابق صدر پرویز مشرف نے بنایا تھا اور اِس کے قوانین نواز شریف کے خلاف بنائے گئے تھے تاکہ اِن سے انتقام لیا جاسکے'' جبکہ وزیرِ موصوف کا یہ بھی کہنا تھا کہ ''سابق صدر نے اپنے ساتھ ایم کیو ایم اور عمران خان کو بھی ملا رکھا تھا جرائم میں شراکت پر اِن لوگوں کے خلاف بھی تحقیقات کی جائیں''
یہاں افسوس کی بات یہ ہے کہ نیب کو

ایک قومی احتساب کا ادارہ ہے آج جب یہ ادارہ اپنے اختیارات سندھ میں استعمال کرتے ہوئے پنجاب اور وفاق کی جانب بڑھ رہا ہے تو وفاق اور پنجاب کی حکومتوں اور وزیراعظم نواز شریف سے لے کران کے وزراء کے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے اور وہ نیب سے متعلق ایسے اُلٹے سیدھے بیانات داغے جارہے ہیں کہ اَب ایسالگ رہاہے کہ جیسے جب تک نیب اور ایف آئی اے سندھ میں کرپٹ سیاستدانوں اور پی پی کے لیڈروں اور رہنماوں کے خلاف کریک ڈاون کررہے تھے تو یہ قومی فریضہ ادا کررہے تھے اور ن لیگ والے وفاق اور پنجاب میں بیٹھ کر نیب اور ایف آئی اے کی دن رات تعریفیں کرتے نہیں تھک رہے تھے اور نیب اور ایف آئی اے کے ورک کو قومی فریضہ قرار دے رہے تھے۔

مگر آج جب اِن دونوں قومی احتساب بیورکے اداروں نے سندھ سے اپنے قدم پنجاب کی جانب بڑھائے ہیں اور پنجاب میں اُوج ثریا کی بلندیوں سے بھی اُونچی کرپشن کو بے نقاب کرنے کے لئے کارروائیاں کررہے ہیں اور پنجاب کے کرپٹ عناصر کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال رہے ہیں اور اِن کے کرپٹ دامن چاک چاک کررہے ہیں تو وفاق سے لے کر حکومتِ پنجاب تک بیٹھے ن لیگ والوں کی چیخیں نکل گئیں ہیں کوئی یہ کہتاہے کہ ہماری دُم پر نیب اور ایف آئی اے پاوں نہ رکھے اگر ہماری دُم پر نیب اور ایف آئی اے کے پاوں پڑیں گے تو ہماری آواز اور چیخیں نیب اور ایف آئی اے کی پَر کاٹنے اور ناخن تراشنے کے لئے بہت ہوں گے سو نیب اور

ایف آئی اے کو پنجاب میں ن لیگ (شیر) والوں کی دُم پر پاؤں رکھنے کے لئے پہلے اپنا محاسبہ خود کرنا ہوگا۔

جس پر آج ایک بار پھر قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سید خورشید نے نیب اور ایف آئی اے کی پنجاب میں شروع کی جانے والی کارروائیوں پر وفاق اور پنجاب حکومتوں پر طاری لرزہ خیری اور شہباز شریف کی جانب سے دُم کے حوالے سے ن لیگ کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے کہاہے کہ کیا مسلم لیگ (ن) کی دُم اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اِس پر سب کا پاؤں آرہاہے'' تاہم خورشید شاہ نے اپنی رہائش گاہ پر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے وفاق سے لے کر حکومت پنجاب تک ن لیگ کے رہنماؤں اور سیاستدانوں کو سمجھاتے ہوئے کہاہے کہ ''بھائی میں دُم کے حوالے سے بات نہیں کرتا اور نہ ہی اِس طرح کی باتوں کو کرنا اچھا سمجھتا ہوں کہ دُم چھوٹی ہوگی اور دُم بڑی ہوگی ،دُم پر پاؤں آگیا وغیرہ وغیرہ'' اِس موقع پر جب خورشید شاہ یہ کہہ رہے تھے تب راقم الحرف کو ایسا لگا کہ جیسے خورشید شاہ، یہ سمجھانا چاہ رہے ہوں کہ ''سائیں سیاستدانوں کو ایسے بے مقصد بیانات اور سیاست میں دُم وغیرہ کا کھلے اور دبے لفظوں میں اظہارِ خیال کرنے سے اجتناب برتنا چاہیے اور ہر اچھے بُرے وقت کا ہماری طرح مقابلہ کرنا چاہیے جیسے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہر زمانے کی ہر سیاست کے ہر نازک وقت میں جمہوریت کو بچانے کے لئے نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ اپنے زمانے کے آمروں کی آمریت کے

سامنے بھی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر سامنے آئی ہے آج پی پی پی کی ہی قربانیوں کا صلہ ہے کہ آج مُلک میں ن لیگ جمہوریت کا دَم بھر رہی ہے ورنہ آج آمروں کی آمریت کے خلاف پی پی پی اپنی قربانیاں پیش نہ کرتی تو ن لیگ والوں میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آمروں کا مقابلہ کرتی ،آج جب نیب اور ایف آئی اے والے پنجاب میں کرپٹ عناصر کے خلاف کچھ کرنا چاہ رہے ہیں تو ن لیگ کی دُم پر پاؤں پڑرہاہے،اتنے تو ن لیگ والے نازک ہیں بھلا یہ کسی آمر کے سامنے کیوں اور کیسے کھڑے ہوتے؟؟ دورِمشرف میں یہ بھی سب نے دیکھ لیا کہ ن لیگ والے کیسے ڈر کر ایک معاہدے کے ساتھ خود جلاوطن ہوگئے تھے، اور افسوس ہے کہ ن لیگ والے نیب اور ایف آئی اے والوں کی کارروائیوں سے ڈر رہے ہیں اور خود کو اپنے ہی قومی اداروں کے احتساب سے بچانے کے لئے طرح طرح کی باتیں کرکے نیب کو کام کرنے سے روک رہے ہیں، اِن کی اِن باتوں پر قوم کا ن لیگ کے کرتادھرتاؤں سے بس ایک یہی مطالبہ ہے کہ ’’ن لیگ پنجاب میں کرپٹ عناصر کے خلاف نیب کو اپنا کام کرنے دے‘‘ ایسے ہی جیسے سندھ والے اپنے بے شمار تحفظات کے باوجود بھی نیب اور ایف آئی اے کو اپنے اور دوسرے کرپٹ عناصر کے خلاف اِن کے کام کرنے دے رہے ہیں۔۔ ختم شُد

متحدہ کی کراچی میں صفائی مہم اور سندھ حکومت کی ہٹ دھرمی .....دہت تیری کی۔

آج پی پی پی اور سندھ حکومت کی قیادت کی متحدہ سے دیدہ دانستہ سیاسی انتقام اور چپقلش کے باعث شہرِ قائد جس تیز رفتاری سے گندگی اور غلاظت کے انبار میں تبدیل ہوا ہے اِس کی مثال تو ماضی میں بھی نہیں ملتی ہے کہ اپنے قیام سے ابتک شہر قائد کبھی اتنا گنداا اور غلاظت کا ڈھیر بنا ہو جتنا کہ یہ اِن دِنوں گندگی اور غلاظت کا انبار بناد ِکھائی دے رہا ہے یقیناً اِسے اِس حال تک پہنچانے میں پی پی پی اور سندھ حکومت کی قیادت ہی ہے جس نے شہرِ کراچی کو کھنڈر بنانے اور اِسے گندگی اور غلاظت کے انبار میں بدلنے میں اپنی تمام تر سیاسی حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا اور دنیا کا گنداترین شہر بنادیا ہے،ایسا نہیں ہونا چاہئے جیساکہ پی پی کی قیادت اور سندھ حکومت کررہی ہے اور محض ایم کیو ایم کے ووٹ بینک کو توڑنے اور کم و ختم کرنے کے لئے شہر کراچی کو گندگی اور غلاظت میں بدل کر سیاسی انتقام لے رہی ہے اور کراچی کے اُن شہریوں کو جو مُلک کو سب سے زیادہ ٹیکس دیتے ہیں جن سے جہاں مُلکی معیشت کو استحکام ملتاہے تو وہیں کراچی کو گندگی اور غلاظت کے ڈھیر میں تبدیل کرنے والے سندھ حکومت کے ذمہ داروں کے پیٹ بھرنے اور اِن کی عیاشیوں کے لئے بھی پیسے کراچی کے عوام کے اداکردہ ٹیکسوں سے ہی ملتے ہیں اور اِس پر یہ کہ کراچی کے عوام کے ہی ٹیکسوں پر اللے تللے کرتے قابض

حکمران کراچی کے عوام کی ہی ترقی اور خوشحالی کے دُشمنِ خاص بنے ہوئے ہیں بے حس سندھ حکومت کے کان پر تو پہلے ہی جوں تک نہیں رینگ رہی ہے اُس پر افسوس یہ ہے کہ وفاقی حکومت بھی شہرِ قائد کے عوام کے ساتھ روا رکھے گئے سندھ حکومت کے روکھے پھیکے رویئے پر خاموش بیٹھی مزے سے تماشہ دیکھنے میں لگی ہوئی ہے اور شہر کراچی کے سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرنے والے شہریوں کی کمتری اور تباہی کاری کو دیکھ کر بھی سندھ حکومت کے کان نہیں کھینچ رہی ہے تو وفاقی حکومت کی بھی بے حسی پر شہر قائد کے عوام سوائے '' دہت تیری کی'' کہنے کے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر غور طلب ضرور ہے کہ آج کراچی میں میئر کے اختیارات کی منتقلی کے معاملے میں پی پی پی کے پلیٹ فارم پر قائم صرف سندھ کی حد تک سندھ حکومت متحدہ مخالفت میں جہاں تک جارہی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایسا تو ہونا ہی تھا اِس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی والوں نے یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ سندھ میں جب کبھی بھی بلدیات انتخابات ہوئے اور کراچی میں ایم کیو ایم کے میئرز آئے تو متحدہ کے میئرز کو اُس طرح اختیارات منتقل نہیں کئے جائیں گے جیسے کہ ماضی میں کئے جاتے رہے ہیں جن کی بنیاد پر متحدہ کراچی میں عوامی مسائل حل کرنے اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کے دعوے کرکے اپنا مینڈیٹ بڑھاتی ہے اور اِن بنیادوں پر ہمیشہ کامیاب ہو کر حکومتوں

میں شامل ہو جاتی ہے اور کراچی کی ترقی اور عوامی خوشحالی کے لئے اپنے حصے کا بجٹ مانگتی ہے اور اپنے علاقوں میں بجٹ لگا کر کام کرواتی ہے اور ہر پانچ سال بعد ہونے والے انتخابات میں اپنا ووٹ بینک پہلے سے زیادہ بڑھا لیتی ہے آج پی پی پی کی حکومت سندھ میں ایم کیو ایم کے نومنتخب میئر کو اپنی اِن ہی منفی سوچوں اور منفی پالیسیوں کی وجہ سے ہی اختیارات دینے میں ٹال مٹول اور جھوٹ پہ جھوٹ بول کر کام لے کر معاملے کو الجھانے میں لگی ہوئی ہے اور اُس حد جارہی ہے جہاں سوائے سیاسی نفرتوں اور بغض کے کچھ نہیں دکھائی دے رہا ہے۔

اگرچہ اِس سے بھی نہ صرف شہر کراچی کے ایک عام باسی بلکہ خود ایم کیو ایم کی قیادت کو بھی انکار نہ ہو کہ پی پی پی نے متحدہ اور اِس کے مینڈیٹ کو ہمیشہ اپنے حکومتی مفادات کے لئے استعمال کیا اور اِسے اپنے ماتحت رکھ کر متحدہ کو اِس کے مینڈیٹ کے ساتھ اتنا گندا کیا ہے کہ بسا اوقات پی پی پی کی حکومتوں کے سامنے بھی متحدہ بے بس نظر آئی تاہم آج ایم کیو ایم سندھ حکومت میں شامل نہیں ہے مگر اِن دِنوں متحدہ کے ہاتھ سوائے مینڈیٹ کے کچھ بھی نہیں رہ گیا ہے یعنی یہ کہ آج متحدہ کراچی کے عوام پر سندھ میں پی پی پی کی حکومت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنا پرانا اعتماد برقرار رکھنے میں مشکلات کا شکار نظر آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج متحدہ خواہ حکومتوں میں ہو یا حکومتوں سے باہر رہے یہ گزشتہ دہائی سے مینڈیٹ تو لے لیتی ہے مگر افسوس ہے کہ اِس کے

دامن اور ہاتھ میں سوائے عوامی مینڈیٹ کے نعرے کے کچھ نہیں رہ جاتا ہے۔
اِن دِنوں شہرِ کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک عام شہری کا خیال یہ بھی ہے کہ خواہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سندھ میں ہو یا وفاق میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہر دورِ حکومت میں پی پی پی والوں نے متحدہ کو کراچی میں عوامی خدمات کے کام کرنے سے روکے رکھا اور جب بھی متحدہ نے کراچی کے ترقیاتی منصوبوں سے متعلق اپنے پروگراموں سے پی پی پی کو اعتماد میں لینے اور رقم کی طلبی کا مطالبہ کیا یا کراچی کے عوام کی فلاح و بہبود کے بارے میں کوئی پالیسی یا پروگرام مرتب کیا تو ہر حوالے سے پی پی پی کی سندھ حکومت نے عدم توجہ کا مظاہرہ کیا اور اپنے بھرپور ناجائز اور غیر قانونی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے پی پی پی کی حکومت نے دیدہ ودانستہ ایم کیو ایم کے کراچی کی ترقی اور عوامی خوشحالی کے بارے میں کئے جانے والے منصوبوں اور پروگراموں میں رغنہ ڈالا ہے جس طرح پی پی پی کی گزشتہ دورِ حکومت میں وفاق اور سندھ میں قائم حکومتوں کا ایسا کرنے کا مقصد ایم کیو ایم کو اپنے علاقوں میں کام سے روکنا اور اِس کا اپنے ہی علاقوں سے ملنے والے عوامی مینڈیٹ کا مزاق اُڑانا رہ گیا ہے۔
اور اِسی طرح آج جب پی پی پی کی سندھ حکومت کی جانب سے چار ماہ بعد بھی متحدہ

کے میئر کے اختیارات کے معاملے کو کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے تو پھر متحدہ نے بھی مجبور ہو کر اپنی مدد آپ کے تحت اپنے شہر کراچی جس کے عوام متحدہ کو مینڈیٹ دیتے ہیں اِس شہر اور اِس کے غیور عوام کو برسوں سے پھیلی گندگی اور غلاظت سے نجات دلانے کے لئے ایم کیو ایم نے اپنے ایم این ایز اور ایم پی ایز اور اپنے نو منتخب بلدیاتی نمائندوں اور کارکنان کے ہمراہ 10 مارچ 2016 سے کراچی شہر کو گندگی اور غلاظت سے پاک کرنے کے لئے اپنی پرانی روایات کو دہراتے ہوئے صفائی مہم کا آغاز کیا تو وہیں جیسے سندھ حکومت بھی متحدہ کی صفائی مہم کی مخالفت میں ایم کیو ایم کی صفائی مہم کو سبوتاژ کرنے کے لئے اپنے فل اختیارات کا اور بلدیات عملے اور تمام تر جدید سہولیات کے ساتھ ساتھ ہر ممکنہ سرکاری مشینری کا استعمال کرتے ہوئے متحدہ کے سامنے آ گئی اطلاعات یہ ہیں کہ جیسے ہی ایم کیو ایم کے کی قیادت نے اپنے کارکنان کے ساتھ پائنچے چڑھا کر شہر قائد کی اپنی مدد آپ کے تحت صفائی مہم کا اعلان کیا تو وہیں بڑے عرصے سے سندھ میں مالکِ کل ہر اقسام کی سیاہ سفید کی دعویدار پی پی پی کی قیادت بھی اپنے جیالوں اور سندھ حکومت اور بلدیہ کراچی کے افسران کو سخت ترین ہدایات کے ہمراہ صفائی کم مگر سیاسی عمل میں کود گئی ہے خبر ہے کہ سندھ حکومت نے ایم کیو ایم سے سیاسی انتقام لینے اور اِس کا اِس کے علاقوں میں مینڈیٹ ختم کرنے کے لئے بلدیہ کراچی کے افسران کو واضح اور دوٹوک ہدایت کی ہے کہ وہ صفائی مہم میں اپنے تمام تر جدید آلات اور مشینری کے ہمراہ صرف پی

پی کارکنوں سے تعاون کریں اور ایم کیو ایم سے تعاون نہ کیا جائے۔
آج یہ بات شہر کراچی کا وہ عام شہری جس کا کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے وہ بھی بڑی شدت سے محسوس کر رہا ہے اور یہ سوچ رہا ہے کہ اِن دِنوں پی پی پی کی سندھ کی حد تک قائم حکومت جس طرح ایم کیو ایم کے میئر کے اختیارات کے معاملے کو آئے روز الجھانے میں لگی ہوئی ہے، یہ ایم کیو ایم سے سیاسی انتقام لے رہی ہے آج جیسا پی پی پی کی حکومت سندھ میں ایم کیو ایم کے ساتھ کر رہی ہے اگر ایسا ہی پی پی پی کی حکومت اپنے گزشتہ پانچ سالہ وفاقی دورِ اقتدار میں بھی کرتی تو یقیناً تب ایم کیو ایم کب کی حکومت سے علیحدہ ہو چکی ہوتی، شائد یہی وجہ تھی کہ پی پی پی نے اپنے گزشتہ دورِ اقتدار میں ایم کیو ایم کو بلدیات انتخابات کی لولی پاپ پر بہلائے رکھا اور کراچی میں بلدیاتی انتخابات نہیں ہونے دیئے کیونکہ پی پی پی کو یہ معلوم تھا کہ جب بھی کراچی میں بلدیات انتخابات ہوئے تو متحدہ ہی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گی اور پی پی پی کے علاوہ شہر کراچی کی دیگر جماعتیں بھی میئر کے حوالے سے ایم کیو ایم کے ساتھ کھڑی ہوں گی یوں اِن سب کا مشترکہ میئر ایم کیو ایم کا ہی ہو گا جیسا کہ سپریم کورٹ کے ایک آرڈر کے بعد پانچ دسمبر 2015 کو کراچی میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے بعد واضح اکثریت سے کراچی میں ایم کیو ایم نے کامیابی حاصل کی اور دیگر جماعتوں کے تعاون سے اپنا میئر اور

ڈپٹی میئر منتخب کرلیا ہے تو آج پی پی پی کی سندھ میں قائم حکومت ایم کیو ایم کے میئرز کو اختیارات منتقل کرنے کے بجائے اِس صدی کی تاریخی ہٹ دھرمی کے مظاہرے پر اُتر آئی ہے اور طرح طرح کے بے مقصد کے تحفظات اور خدشات گڑھ کر خود ہی میئر کے اختیارات کے معاملے کو طول دینے پر اُتری ہوئی ہے آج پی پی پی جس کی حکومت صرف سندھ کی حد تک قائم ہے تو یہ ایم کیو ایم کے میئرز کو اختیارات دینے سے متعلق بغلیں جھانکنے اور اِدھر اُدھر کنی کٹا کر نکل بھاگنے میں غرق ہوئی جارہی ہے اگر ایسا پی پی پی والے اپنے پچھلے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں کرتے جب اِن کی حکومت وفاق میں بھی قائم تھی تو تب پی پی پی والوں کو اپنا پچھلا پانچ سالہ دور اقتدار آسانی سے گزارنا بہت مشکل ہوچکا ہوتا آج جس پر پی پی پی والے بڑے ناز اور نخرے سے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ ہم نے اپنا پانچ سالہ جمہوری دور بڑی حکمت سے گزارا ہے .....

اِس میں شک نہیں کہ آج شہر کراچی میں سڑکوں اور شاہراہوں پر جتنے بھی پل بنے ہوئے ہیں اور جو تھوڑی بہت ترقی نظر آرہی ہے وہ یقیناپی پی پی اور آصف زرداری کے پانچ سالہ دورِ حکومت سے قبل یعنی کہ آمر جنرل (ر) پرویز مشروف کے دس سالہ دور ہی میں شروع ہوئی اور اِن ہی کے دورِ حکومت میں تکمیل کو پہنچی تھی جبکہ 2008 کے بعد سے اب تک جو پی پی پی کا دورِ حکومت ہے اِس میں کراچی جیسے دنیاکے بارھویں انٹر نیشنل شہر میں ایک ڈھیلے کا بھی ترقیاتی کام نہیں

ہوا ہے۔

ہاں البتہ۔۔۔! اطلاعات یہ ہیں کہ اِس سارے عرصے کے دوران پی پی پی نے اپنی سندھ حکومت میں کراچی کے ترقیاتی منصوبوں اور عوامی فلاح و بہبود کے پروگراموں سمیت دیگر پروجیکٹس کے نام پر بے شمار کاغذی پروگرام ترتیب دیئے اور اِن پروگرامو ں کا سارا کا سارا ترقیاتی بجٹ دھڑلے سے ہڑپ کیا ہے تب ہی پی پی پی کی سندھ کی ساری سیاسی قیادت بیرونِ ممالک دُبئی،برطانیہ اور امریکا میں چھپتی پھر رہی ہے اور آج جب ہی اِن لوگوں کی کرپشن کا نیب اور ایف آئی اے والے تحقیقات کر رہے ہیں پی پی والوں کے گریبانوں پر ہاتھ ڈال رہے ہیں تو سب کی چیخیں ہی بند نہیں ہو رہی ہیں اِس پر شہر قائدکے ٹیکس ہندہ شہری نیب اور ایف آئی اے جیسے وفاقی احتسابی اداروں کے سربراہان اور اہلکاروں سے التجا کرتے ہیں کہ اَب جب تک پی پی کی قیادت اور سندھ حکومت کے کرتادھرتاؤں سے کرپشن کی ایک ایک پائی برآمد نہیں ہوجاتی ہے اُس وقت تک حتیٰ کہ سندھ کے کرپٹ عناصر کے خون کے آخری قطرے سے بھی لوٹی ہوئی قومی دولت نہ نچوڑلو پی پی کی قیادت اور سندھ حکومت والوں کو نہ بخشا جائے۔

..... اگر سیاستدان آپس کی لڑائیاں لڑتے رہیں تو منزل نہیں ملے گی

آج کسی کو موجودہ حکومت سے لاکھ اختلافات ہوں تو ہوں مگر اُسے یہ ایک بات ضرور ماننی ہو گی کہ آج اِس حکومت نے قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا کر ہی صحیح مگر مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے خاطر جو قدم اُٹھائے ہیں وہ کسی نہ کسی حد تک ضرور قابلِ تعریف امر ہیں۔ہاں یہ اور بات ہے کہ اِس کے پیچھے ڈنڈے اور ڈنڈے والوں کا بھی بڑا اہم کردار ہے ہم اِسے بھی خارج از مکان تو قرار نہیں دے سکتے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میرے مُلک میرے معاشرے میری تہذیب اور میری ثقافت میں ہمیشہ ہی کسی نہ کسی بہانے ڈنڈے کا سیاسی اور ذاتی مفاد پرستی کی گھٹی میں ڈوبے سیاستدانوں ، حکمرانوں اور قوم کو سُدھارنے اور ان کی تقدیر کو بدلنے اور اِنہیں سنوارنے میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ ہمارا سیاسی کلچر چوں کہ خود ساختہ جمہوری ہے اِس لئے ہمارے سیاستدان اور سِول حکمران ڈنڈے سے خوفزدہ تو رہتے ہیں مگر اِسے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے حصول تک پسِ پست ہی رکھنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جبکہ بعض اِدھر اُدھر بھٹک جانے والے سیاستدان اور حکمران یہ بات بھی خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جب بھی ڈنڈا چلا تو اِس کے چلنے کی وجہ بھی یہی بھٹکے اور

اِدھر اُدھر نکلے لوگ ہی رہے ہیں اور اگر اِسی طرح اللہ نہ کرے اَب جب کبھی بھی میرے دیس میں ڈنڈا چلے گا تو اس کی وجہ بھی ایسے ہی لوگ اور عناصر ہوں گے ، آج سابق صدر اور پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری سمیت بہت سے ایسے) سیاستدان جو ڈنڈے والوں کے خلاف اپنی الٹی سیدھی بکواس کرتے ہیں اور اِس پر قومی دولت کو اپنے پچھلوں کا ورثہ سمجھ کرکے لوٹتے کھاتے ہیں اور بیرون ممالک بھاگ کر چھپ جاتے ہیں جی ہاں) جنہوں نے ڈنڈے کی اہمیت کو سمجھے بغیر اس سے بے خوف وخطر اپنی مستی میں مگن رہے اور وہی کچھ کرتے رہے جس سے ڈنڈے والے اور ڈنڈا ناراض ہوتا ہے۔

تاہم یہاں یہ امر پر اُس محب وطن پاکستان کے لئے ضرور قابلِ تسائش اور لائقِ صد احترام و تعریف ہے کہ آج میرا ملک پاکستان اپنی اصل منزل کی جانب گامزن ہو رہا ہے، مگر پھر بھی بہت سوں کا ابھی یہ سوال ہے کہ کیا واقعی ایسا ہے ؟ اور کیا مُملکتِ خداداد پاکستان اپنی اصل منزل کی جانب گامزن ہو رہا ہے ؟؟ تو ایسے محب وطن اور غیور پاکستانیوں کے لئے ایک یہی جواب ہے کہ آپ خاطر جمع رکھیں جی ہاں . . ! ! میرا اور آپ کا اور ہم سب کا یہ عظیم مُلک پاکستان جو بے شمار عظیم قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا آج جنرل راحیل شریف کی قیادت میں اپنے قیام کے 68 سالوں بعد اپنی اُس اصل منزل و مقصود کی طرف شیر خوار بچے کی طرح خراماں خراماں گھٹنوں گھٹنوں اور آہستہ آہستہ رینگتا ہوا چلا جا رہا ہے جہاں

پہنچنے کا خواب ہمارے اکابرین نے برسوں پہلے دیکھ رکھا تھا کچھ نادیدہ طاقتوں اور مفادپرستوں نے ایسا نہیں ہونے دیا جو آج اور اَب ہو رہا ہے۔ آج اسی کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی اُمید ضرور رکھنے چاہئے کہ اَب وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ جب پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ جیسے ہی اپنی تکمیل کو پہنچے گا تو مُلک بھی اپنی اصل منزل و مقصود کو پالے گا اور ترقی و خوشحالی پر پہنچنے کے بعد دنیا کا ایک ایسا عظیم ترین اور قابلِ فخر مُلک بن جائے گا جس کی ساری دنیا مثالیں دیتے نہیں تھکے گی۔ بشرطیکہ ، اگر ہمارے سارے سیاستدان آپس کی لڑائیاں لڑنا چھوڑ دیں اور ایک دوسرے کی ذاتی اور سیاسی چپقلش کو جواز بنا کر ایک دوسرے کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالنے اور پگڑیاں اُچھالنے سے اجتناب برتیں تو لازمی ہے کہ ہم اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے اور باہم متحد و منظم ہو کر مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی میں اپنے اپنے حصے کا کام ادا کریں گے ہاں اگر ہم پھر بھی لڑتے رہے اور دستِ گریبان ہی رہے تو پھر یقین جانو کہ ہم اپنی منزل کو کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گیں اور پھر پستی اور گمنامی اور گمراہی ہمارا مقدر ہی بنی رہے گی اور ہم اپنی تباہی اور بربادی کے ایک ایسے دلدل میں غرق ہو جائیں گے پھر جس سے ہمیں سوائے اللہ کے دنیا کی کوئی طاقت نہیں نکال سکتی ہے۔

بہرحال، آج جنرل راحیل شریف کی قیادت میں میرے مُلک میں پاک فوج وطن کو

دہشت گردوں سے پاک اور آزاد کرنے کے لئے آپریشن ضرب عضب میں جو کردار ادا کر رہی ہے اِس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج ہماری غیور اور محب وطن پاک فوج اور پاکستان رینجرز مُلک کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سمیت اپنے وطن میں کسی بھی قسم کی کرپشن میں ملوث کرپٹ عناصر کے قلع قمعکے لئے قومی احتساب کے اداروں نیب اور ایف آئی اے کی معاونت میں شانہ بشانہ ہے اور آج اِن سب کی ایک یہی کوشش ہے کہ مُلک کو دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر سے جلد از جلد پاک کرکے ایک ایسا نظامِ حکومت تشکیل دیا جائے جو ہر قسم کی برائیوں اور بُرے عناصر سے پاک ہو۔اَب یہاں یقینا یہ امر بھی پاکستان سمیت ساری دنیا میں بسنے والے ہر پاکستانی کے لئے بھی باعثِ فخر و افتخار ہے کہ ہماری پاک فوج جنرل راحیل شریف کی عظیم پیشہ ورانہ صلاحیتوں اور اِن کے بے لوث مشوروں سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے مُلک میں وہ کام کر رہی ہے جسے ماضی میں جتنے بھی کسی نہ کسی طرح جنرل آئے وہ بھی اِس طرح نہیں کرسکے جیساکہ آج جنرل راحیل شریف مُلک کو اِس کی حقیقی منزل کی جانب گامزن کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور قوم جنرل راحیل شریف سے مطالبہ کرتی ہے کہ اپنے ریٹائرمنٹ کے فیصلے اور ارادے پر نظرثانی کریں کیونکہ جنرل راحیل شریف صاحب ابھی مُلک اور قوم کو آپ کی اشد ضرورت ہے آپ کے بغیر کرپٹ عناصر اور دہشت گردوں کو کوئی لگام نہیں دے سکتاہے جنرل راحیل شریف آپ نہ جائیں۔ (ختم شُد)

قوم جمہوری لولی پاپ چاٹتے چاٹتے کب بیزار ہو گی؟

ایک بار پھر متحدہ کے بطن سے کراچی میں ایک نئی جماعت تشکیل دینے کا آناً فاناً اعلان

....

حکمران حقیقی جمہوری ثمرات پر ناگ بن کر بیٹھ گئے ہیں

رواں ماہ مارچ 2016 کی 3 تاریخ کو سابق ناظمِ کراچی مصطفیٰ کمال اور انیس قائم خانی کی ایک ہنگامی پریس کانفرنس کے بعد نہ صرف کراچی بلکہ ملکی کی سیاست میں جو سیاسی بھونچال آگیاہے اِس میں شک نہیں کہ اِس کی طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتاہی جارہاہے اور اَب ایسا محسوس ہونے لگاہے کہ اگر کراچی میں جاری یہ سیاسی بھونچال یوں ہی زور پکڑتا گیااِس میں اِدھر اُدھر کے ناراض اور خوش عہدیداران اور کارکنان اور دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور سماجی تنظیموں سے وابستہ افراد زوراور شور سے شامل ہوتے رہے تو وہ دن کوئی دور نہیں کہ جب اِس جمہوری حکومت میں بغیر کچھ کئے دھرے کراچی کی بڑی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے بدطن سے ایک اورایسی جماعت جنم لے لے گی جو بہت جلد متحدہ کے ہی ہم پلہ تصور کی جانے لگے گی۔

اگرچہ اِن دِنوں حکمرانِ الوقت جمہوریت کی مالا جھپتے ضرور دکھائی دیتے ہیں

مگر اِس سے بھی اِنکار نہیں ہے کہ جب بھی ن لیگ کی حکومت آئی ہے اِس حکومت نے کراچی کے شہریوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کے اثر کو سبوتاژ کرنے کے لئے ہمیشہ ایسا کچھ کیا ہے کہ اِس جماعت کو کسی نہ کسی طرح سے ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہنچا ہے۔

آج کراچی کا مینڈیٹ رکھنے اور خود کو شہر قائد کی اصل جانشین کہلائی جانے والی سیاسی جماعت متحدہ کے قائد اور اکابرین و کارکنان کو ضرور اپنے اندر ہی سے ایک ایسا دائمی صاف وشفاف احتسابی عمل شروع کرنا ہوگا جو ہمیشہ جاری رہے اور اِس پوائنٹ پر بھی ضرور غور کرنا ہوگا کہ وہ اپنے اندر یہ بھی محسوس کریں اور غور کریں کہ ''اِن کا ایسا کونسا عمل رہا ہے جس سے ماضی میں بھی ن لیگ کی حکومتیں اِن کے خلاف ہوئیں اور اِنہیں دیوار سے لگانے کے ایسے اقدامات کئے گئے کہ جس کا خمیازہ پارٹی کو بھگتنا پڑا ہے؟؟ اور آج ایک بار پھر خام اور قوی طور پر یہی خیال کیا جارہا ہے کہ ن لیگ کی ہی حکومت میں پرانے اسکرپٹ کے ساتھ متحدہ کے خلاف ایک ایسا قدم اُٹھایا گیا ہے کہ متحدہ کے مقابلے میں ایک نئی جماعت تشکیل دینے کی بازگشت سُنائی دے رہی ہے،آج یہ سب کچھ متحدہ عہدیداران اور کارکنان کے لئے جہاں ایک لمحہ فکریہ ہونا چاہئے تو وہیں شہر کراچی کے عوام کے لئے بھی بہت بڑا امتحان ہے کہ اَب وہ خود یہ فیصلہ کریں گے اِنہیں کس کا ساتھ دینا ہے ؟؟ کیونکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ماضی میں

بھی ایم کیو ایم کے مقابلے کے لئے ایک گروپ تشکیل دیا گیا تھا آج جو کئی دہائیاں گزارنے کے باوجود بھی عوام میں ایسی پذیرائی حاصل نہیں کر سکا ہے جیسا کہ اِس کے نمودار ہوتے وقت کچھ طاقتوں نے اِسے نہ صرف اُمید دلائی تھی بلکہ وہ خود بھی اُمید سے تھیں؟؟ آج بھی اگر شہر کراچی میں ایم کیو ایم کے برابر جتنے بھی گروپ تشکیل پا جائیں مگر یہ اُس وقت تک کراچی کے شہریوں میں اپنی جگہہ اور مقام نہیں بنا پائیں گے جب تک وہ عوام کو متحدہ کی طرح روحانی اور جسمانی اعتبار پر اپنا گرویدہ نہ بنالیں سو اَب ایسے میں ماضی اور حال اور مستقبل میں متحدہ اور ایم کیو ایم کا مقابلہ کرنے اور اِس کا ووٹ بینک توڑنے اور اپنا اپنا مینڈیٹ بڑھانے کی نیت سے تشکیل پانے والے جتنے بھی گروپس ہوں تو اُنہیں اُس پالیسی اور اِس حکمتِ عملی پر ضرور عمل کرنا ہوگا آج جس پر قائم رہ کر متحدہ نے شہر کراچی کے باسیوں پر اپنا جادوئی اثر قائم رکھا ہوا ہے۔

بہر حال، اِن دِنوں حکمرانوں سیاستدانوں اور ان کے اِرد گرد گدھ کی طرح منڈلاتے مفاد پرست چیلوں کی زبانوں پر جمہوریت کا ورد کثرت سے جاری ہے، اَب ایسے میں بیچاری قوم کا کیا ہے؟ یہ تو کل مُنہی بے سوچ سمجھے ایسے ہی عناصر کے پیچھے بھاگے چلے جارہی ہے جنہوں نے ہمیشہ اِسے اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا ہے، اور جنہوں نے قوم کی ہڈی پسلیاں شکنجوں میں جکڑ کر اِس کے خون

کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا ہے، مگر پھر بھی میری پاکستانی قوم ہے کہ یہ جمہوری لولی پاپ چاٹنے میں ہی لگی پڑی ہے اَب معلوم نہیں کب میری قوم اپنے لئے بے مقصد کی جمہوری لولی پاپ چاٹنے سے بیزار ہوگی؟؟اور کب یہ اپنے جمہوری ثمرات حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اِن کے مفادپرست چیلوں سے چھینے گی ؟؟اور وہ جمہوری ثمرات اپنے ہاتھوں اور دامن میں بھرے گی آج حکمران جن حقیقی جمہوری ثمرات پر ناگ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

اِس سے اِنکار نہیں کہ موجودہ حکومت نے تو جمہوریت کو اپنے گھر کی لونڈی سمجھ لیا ہے، جس طرح سے چاہتی ہے جمہوریت کو استعمال کر رہی ہے، جسے چاہتی ہے جمہوری ثمرات سے نواز دیتی ہے اور جس کو جمہوریت اور جمہوری پھل سے محروم رکھنا چاہتی ہے تو پھر کوئی اِس سے یہ حاصل بھی نہیں کر سکتا ہے۔

اگرچہ ،اِن دِنوں مُلک ن لیگ کے تیسرے دورِاقتدار کی زد میں ہے،آج جسے ن لیگ والے خالصتاً جمہوری دور سے تعبیر کرتے ہیں تاہم اِس جمہوری دور میں ابھی بہت سی ایسی خامیاں موجود ہیں جس پر بحث کی جائے تو ن لیگ اپنے دور کے باقی اڑھائی سال اِس کی وضاحتوں میں ہی گزار دے گی اور اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتی پھرے گی کہ اِسے جمہور دُشمنوں نے بیجا تنقیدوں کا نشانہ بنایا اور اِسے حقیقی جمہوری ثمرات قوم تک منتقل کرنے سے روکا اگر ایسا نہیں

کیا جاتااور ن لیگ کے جاری جمہوری عمل کے خلاف سازش نہ کی جاتی تو ہماری ن لیگ کی حکومت شہر کراچی میں متحدہ کو دیوار سے لگا کر سارے کا سارا جمہوری ثمر قوم کو ہنسی خوشی منتقل کرکے سُرخرو ہوجاتی اِس طرح مُلک میں حقیقی جمہوریت پروان چڑھتی اور مُلک ترقی کرتا چلا جاتااور قوم کی تقدیر بدل جاتی مگر افسوس ہے کہ ہمیں نہ تو جمہوریت کی خدمت کرنے کا موقعہ ہی فراہم کیا گیااور نہ ہی ٹھیک طرح سے شہر قائد کو متحدہ اور ایم کیو ایم والوں سے پاک کرنے دیا گیا'' یہ سب جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے اپنے مفادات کے خاطر جمہوریت اور ایم کیو ایم والوں کے کتنے اور کس طرح سے پَر کاٹے ہیں ؟؟کہ آج تو جمہوریت کی چڑیا اپنے ثمرات قوم کی دہلیز تک اُڑ کر پہنچانے کے قابل بھی نہیں رہ گئی ہے۔

اِن حالات میں ایسالگتاہے کہ جیسے ن لیگ کی موجودہ حکومت کے دور میں جمہوریت کا کام بس اپنے مخالفین کی وفاداریاں تبدیل کرنے اور کرانے تک ہی محدود ہو کر رہ گیاہے، موجودہ صورتِ حال میں جاری اِس عملِ خاص کو ہی حکمران بافخر جمہوریت کا نام دے رہے ہیں، آج جس طرح کراچی سمیت مُلک کی دوسری سیاسی جماعتوں میں لوگوں کے آنے جانے اور ایک جماعت کو خیرباد کہہ کر برسوں پرانی سیاسی وفاداریاں تبدیل کرکے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھنے اور دوسری سیاسی جماعت کو گلے لگانے اور جپھیاں ڈالنے کا دورزور شعور سے سلسلہ جاری ہے، یہ

عمل سیاست کے کھیل کا حصہ ہوتا ہے اور ایسا تو ایک وقت گزار نے بعد کبھی نہ کبھی تو ہونا ہی ہوتا ہے، جیسا کہ بالخصوص کراچی میں ہو رہا ہے، یہ سیاستدانوں کی سیاسی جمہوریت کا ہی ثمر اور اثر ہے کہ شہر کراچی میں متحدہ جیسی ایک منظم اور متحد سیاسی جماعت کے لوگ متواتر نکل کر دوسری نو مولود سیاسی جماعت کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں اور اُس میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں جس کا ابھی نہ تو اپنا کوئی نام ہے نہ اپنا کوئی منشور اور اپنا جھنڈا تک بھی نہیں ہے۔

اَب ایسے میں یقیناً متحدہ جیسی جماعت کے اکابرین اور قائدین کو اتنا ضرور سوچنا اور سمجھنا چاہئے کہ کیا واقعی اِن کے یہاں ایسا کوئی ناپسندیدہ عمل جاری تھا؟؟ یا ابھی ایسا کچھ ہو رہا ہے؟؟؟ جس کی بنیاد پر اِس کے پرانے ساتھی اِنہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اپنی ایک نئی جماعت بنانے کی بنیاد ڈالنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔

اِس منظر اور پس منظر کو اگر ابھی متحدہ کے قائد اور رہنماؤں اور کارکنان نے نہ سمجھا اور ان سب نے اپنا کڑا احتساب نہ کیا تو پھر ان کے ہاتھ لگے سارے پتے ایک ایک کرکے اِن کا ساتھ چھوڑ جائیں گے اور پھر ان کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کہ کچھ نہیں آئے گا، پھر آنے والے چند دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں اِن کے مدِمقابل نہ صرف شہر کراچی بلکہ سارے پاکستان

سمیت پوری دنیا میں ایک ایسا طاقتور ترین سیاسی گروپ تشکیل پاچکا ہوگا جس کے سامنے شہر کراچی کی پرانی سیاسی جماعت متحدہ کی ایک نہیں چلے گی۔

قبل اِس کے کہ عنقریب کوئی ایسا لمحہ آجائے کہ آج شہر کراچی کی خود کو سب سے بڑی جمہوری اور سیاسی جماعت ہونے کی دعویدار پارٹی متحدہ کے قائد اور اِن کے اِدھر اُدھر کے کرتا دھرتاوں کو اپنے باقی ساتھیوں کو نئی اور نومولود تشکیل پانے والی سیاسی جماعت میں جانے سے روکنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ یہ اپنی اپنی اِنا اور ضد اور اپنا اپنا اکڑپن چھوڑیں اور نہ صرف اپنے اندر عہدیداروں اور کارکنان کی تنقید.برداشت کرنے کی عادت ڈالیں بلکہ اپنے اُن معصوم ووٹرز کی بھی خود پر ہونے والی تنقیدوں کو .برداشت کریں جو اِنہیں مینڈیٹ دیتے ہیں اور جن کی اَب تک اِن پر تنقیدی زبانیں کسی خوف اور ڈر اور دبدبے کی وجہ سے بند تھیں مگر جو اَب 30/35 سال بعد .برداشت کی ایک حد کو گزرنے کے بعد کھلنے لگی ہیں اِسے بھی متحدہ (ایم کیوایم) والوں کو سمجھنا ہوگا اور اپنے ووٹرز کے قریب.برق رفتاری سے جانا ہوگا اور اِنہیں اپنے سینے سے لگانا ہوگا یہاں راقم الحرف ایک مرتبہ بھی یہ کہنا چاہے گا کہ اگر ابھی متحدہ کے قائد اور اکابرین اپنی خود ساختہ کسی اَنا اور ضد اور کسی خود غرضی کی بنا پر اپنے کارکنان اور اپنے ووٹرز کی ناراضگی کو نہ سمجھ سکے اور یہی خیال کرتے رہے کہ ماضی میں ہم نے جو کیا ؟؟ اور آج جو کچھ کر رہے ہیں

؟؟اور اِسی طرح مستقبل میں ہم جو کریں گے ؟؟ابھی یہ سب کچھ پوشید ہیں ہیں اور اسے ہمارے ووٹرز نہیں جانتے ہیں تو یہ اِن کی بڑی بھول ہوگی،آج ایسا ہر گز نہیں ہے، جیساکہ یہ سمجھ رہے ہیں کیونکہ اَب سب کچھ سب کے بارے میں سب جانتے ہیں، کسی کا کسی سے کچھ ڈھکا چھپا نہیں ہے، مگر سب کچھ جان کر بھی یہ شہرِ کراچی کے باسیوں کا متحدہ کے ساتھ روحانی اور دلی لگاؤ اور رشتہ ہے کہ کراچی کے شہری متحدہ کے پلیٹ فارم سے ہی جڑے اور چپکے رہنا چاہتے ہیں بھلے سے آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں جتنے بھی گروپس تشکیل پا جائیں۔ A TO Z میں ایم کیو ایم کے نام سے

آج کیا ماضی اور حال کے مصطفیٰ کمال کا اندازِ گفتگو کراچی کے عوام کو اپنا گرویدہ بنا سکے گا۔۔۔؟؟

اِن دِنوں بالخصوص کراچی سمیت مُلکی سیاست کا جو حال ہے؟؟ اور یہ کس جانب کس رنگ ڈھنگ میں جارہی ہے؟؟ آج اِس سے کونسا پاکستانی ہوگا؟؟ جو واقف نہ ہو، کیوں کہ سرزمینِ پاکستان میں سیاست کو عوام کی خدمت سمجھ کر نہیں کیا جارہاہے بلکہ ایسا لگتاہے کہ ن لیگ کی حکومت میں خود ن لیگ والوں سمیت پاکستان کی دیگر سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے وابستہ بھی مملکتِ پاکستان کے ہر خاص و عام سیاست دان نے سیاست کو اپنے ذاتی اور خاندانی فوائدکے حصول واستحکام اور خدمت و خوشحالی تک محدود کرکے اِس کے تمام تر ثمرات اپنے دامنِ خاص میں سمیٹنے اور اپنی بقاء اور سالمیت کا ضامن سمجھ کر کرنے کی ڈھان لی ہے۔

آج اگر ایسا نہیں ہے؟؟ تو آپ میرے کہے کو اِس بیچ پر چیلنج کر سکتے ہیں، یا آپ ایسا نہیں کر سکتے ہیں؟؟ تو پھر آپ کو میرے کہے کو ضرور ماننا پڑے گا کہ پاکستان میں چند مٹھی بھر خاندانوں اور نئے پرانے سیاستدانوں نے مُلک کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر اپنے پنجے گاڑ کر سیاست کو اپنے گھر کی لونڈی سمجھ رکھاہے اور یہ اِسے اپنی مرضی سے مُلک کی بیس کروڑ عوام پر استعال کرکے عوام کے کان جیسے چاہیں مروڑرہے ہیں اور عوام کو طرح طرح کے بحرانوں اور

مسائل میں دھنسا کر رونے بھی نہیں دے رہے ہیں۔

اگرچہ، سیاست اپنی وسعت کے اعتبار سے بہت زیادہ وسیع معنی رکھتی ہے مگر افسوس ہے کہ میرے دیس پاکستان میں سیاست کی روح اور معنی سے ناواقف لوگ ہی سیاست کرتے دکھائی دیتے ہیں، لنکن کا سیاست کے بارے میں قوی خیال یہ ہے کہ "سیاست بیلٹ بُلٹ" سے زیادہ طاقت رکھتی ہے، کیا آج سرزمینِ پاکستان میں سیاست کے کھلاڑی سیاست کے یہ معنی سمجھتے اور جانتے ہیں ؟؟ میرا خیال ہے کہ یقیناً نہیں جانتے ہیں اگر یہ جان رہے ہوتے تو کبھی بھی بیلٹ اور بُلٹ کو سیاست سے زیادہ طاقتور نہ سمجھتے اور اِس کے بے سوچ سمجھے استعمال سے اپنی سیاست میں حائل اپنے مخالف کی سانسوں کی دوڑی نہ کاٹ رہے ہوتے ....اور سیاست کو سیاست سمجھ کر کر رہے ہوتے ... تو یقیناً آج سرزمینِ پاکستان میں سیاست کا رنگ ڈھنگ ایسا ظالم اور خوفناک ہر گز نہ ہوتا جیسا کہ موجودہ حالات اور واقعات کی صورت میں دِکھائی دے رہا ہے۔اَب یہاں میں گوئٹے کا ایک قول بیان کرکے اپنی بات آگے بڑھانا چاہوں گا کہ " سیاست اِنسان کی آسمانی سرگرمی ہے جس سے لاکھوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں وابستہ ہوتی ہیں" جبکہ سرزمین پاکستان میں سیاست کا جیسا چہرہ سیاستدانوں نے مسخ کرکے قوم کے سامنے پیش کیا ہے ایسے میں سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں سیاستدانوں نے سیاست کا یہ حال کیا ہوا ہے کہ اُنھوں نے اپنی ذاتی مفاد پرستانہ سیاست کے

خاطر لاکھوں اِنسانوں کی زندگیوں کو خطرات سے دوچار کرکے اِسے تو بس اپنی تقدیر سے وابستہ کرلیا ہے اور مُلکی استحکام اور قوم کی خدمت وخوشحالی کو پسِ پشت ڈال کر اپنے فائدے کے حصول کا ذریعہ ء خاص بنالیا ہے۔آج اِس سے اِنکار نہیں کہ میرے مُلک میں سیاستدانوں سے لے کر حکمرانوں تک کی ذاتی مفاداتی سیاست اپنی جگہہ برحق دِکھائی دیتی ہے مگر اِس چکر میں اِنہوں نے مُلک کے استحکام اور قوم و عوام کی ترقی اور خوشحالی اور دیگر فلاح وبہبود کو پسِ پشت ڈال دیا ہے،اِن دِنوں سیاستدانوں کی مفادپرستانہ سیاست کو دیکھ کر یہی خیال آتا ہے کہ اِن عیاراور مکار سیاستدانوں کے نزدیک سیاست کو اپنے ذاتی مفادات کے بغیر کرنااِن کی زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا ہے اِن کے لئے سیاست اور حکومت کی محبت کو چھوڑنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔

جبکہ ایسے میں پاکستانی قوم کے لئے باعثِ فخر اور لائقِ ستائش امر یہ ہے کہ آج بھی اِس حالت میں سرزمینِ پاکستان میں چند ایسے بھی غریب پرور سیاستدان موجود ہیں جن کا ابھی خام و قوی خیال اور بہت سی بڑی بڑی اُمیدیں ہیں کہ آج بھی اگر شہرِ قائد کراچی کی اچھی بھلی سیاست میں کسی جماعت پر پرانے اسکرپٹ پڑھ کر طرح طرح کی الزامات کی بارش اور بہتان تراشیاں کرکے اچانک تلاطم خیزی پیدا کرنے والے مائنس مصطفیٰ کمال (سابق ناظمِ کراچی) جو ماضی میں بالخصوص نئے پرانے صحافیوں اور خواتین پر اپنی زبان کے نشتر کے استعمال سے

ایسے زہریلے ثابت ہوئے ہیں کہ اُن دِنوں اِن کی گفتگو سُننے والا اللہ کی پناہ مانگا کرتا تھا، جی ہاں آج بھی وہی ماضی کے انتہائی تُرش رو اور غصے کا مظاہر کرنے والے مصطفیٰ کمال جو اپنے سامنے والے ہر خاص وعام اور مجبورو بے کس پر اپنے تیز اور زہریلے جملوں اور اپنی انتہائی ہتک آمیز انداز گفتگو سے بندوق کی گولی سے بھی زیادہ گہرے زخم لگانے میں خاص مہارت و پہچان اور شناخت رکھتے ہیں اِن کے بغیر دیگر بے لوث اور غیور پاکستانیوں پر مشتمل سیاسی افراد ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں تو کوئی مشکل نہیں کہ پاکستان میں بھی دنیاکے دیگر ترقی یافتہ اورپڑوسی ممالک کی طرح صاف سُتھری اور مثبت سیاست پروان چڑھ سکے گی اور یہی چند محبِ وطن افراد پر مشتمل سیاستدان قوم کو اُس سمت کی جانب گامزن کرسکیں گے جس کی تلاش میں محب وطن اور غیور پاکستانی قوم 68 سالوں سے متلاشی تھی، جبکہ آج جس طرح پاکستانی پرچم کے سائے میں جس نئی تنظیم کی بنیاد رکھنے اورمُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کا عزم خاص لے کر سابق ناظم کراچی مسٹر مصطفیٰ کمال فرنٹ مین شوکا سلسلہ شروع کرچکے ہیں اَب ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ’’کیا مصطفیٰ کمال اپنے ’’تو‘‘ تیرے‘‘ تجھے‘‘ اور’’ ابے‘‘ جیسے بیدریغ لفظوں کے استعمال سے کراچی کے عوام کو اپنا گرویدہ بناسکیں گے؟؟ یا مصطفیٰ کمال باقاعدہ طور پر نئی جماعت کے قائدبننے سے پہلے اپنے کسی بھی طرح سے غروراور گھمنڈکے اُس بت کو بھی پاش پاش کردیں گے؟؟ جو اُنھوں نے ماضی میں اپنی مرضی سے تراش رکھا تھااور آج بھی جس

کاریکاڈ میڈیا اور عوام کے دماغ اور دل میں محفوظ ہے، اگر وہ اِس کے لئے تیار ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اِس جانب ضرور سوچیں کراچی کے عوام شاید کسی گھمنڈی مصطفیٰ کمال کو قبول نہ کریں۔ ختم

آج پی پی پی کس منہ سے مشرف کے معاملے پر سیاست کر رہی ہے..؟؟

چلیں، یہ بہت اچھا ہوا کہ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اپنی پریس کانفرنس کے ذریعے واضح کر دیا کہ مُلک کے سابق صدر اور اے پی ایم ایل کے سربراہ جنرل (ر) پرویز مشرف کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے نکال دیا گیا ہے، حکومت مشرف کو علاج کے لئے بیرون ملک جانے کی اجازت دیتی ہے اور سابق صدر نے 4 سے 6 ہفتے میں واپس آنے کا وعدہ کیا ہے''تاہم وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اتنی سے با ت کہنے کے لئے نصف گھنٹے کی پریس کانفرنس کا سہارا لیا اور اِس میں زیادہ تر وقت تمہید باندھنے میں ہی گزار دیا بہر کیف چوہدری صاحب نے اپنی اِس پریس کانفرنس میں جو کہا؟؟ اور بعد میں اِس کے مُلکی سیاست میں کیا اور کیسے اثرات مرتب ہوں گے ؟؟ اِس کے بارے میں یقینی طور پر ایک طرف سیاسی اور مذہبی جماعتیں ضرور خائف ہوں گیں تو وہیں دوسری جانب ایک بظاہر نظر نہ آنے والا مگر سب سے زیادہ طاقتور ترین طبقہ ضرور خوش ہوگیا ہوگا اور اَب وہ یہ ضرور سوچ رہا ہوگا کہ اِس نے حکومت سے متعلق اپنا آئندہ کا جو پلان ترتیب دے رکھا ہے اِس میں آیا کہ کوئی ردوبدل ممکن ہوسکتا ہے؟؟ یا حکومت کے اِس فیصلے کے بعد بھی سب کچھ ایسا ہی رہے گا جیسا کہ اُس کا پلان اور منصوبہ ہے تاہم وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان تو اپنی پریس کانفرنس میں پہلے ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ ''فیصلے کہ پیچھے کسی کا

سایہ نہیں"۔

جبکہ یہاں یہ امر کئی حوالوں سے قابلِ تسائش اور لائق تعریف ہے کہ اِس معاملے کے حل کے لئے سُپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں حکومت نے جس حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا ہے آج یقیناً اِس سے حکومت نے نہ صرف مُلک کو ایک بڑے دھچکے سے بچایا ہے بلکہ خود کو بھی آنے والے وقتوں میں ایک بڑے اور بُرے سیاسی نقصان سے محفوظ بنالیا ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ آج بھی پرویز مشروف کا نام ای سی ایل میں رکھنے اور نکالنے کے حوالوں سے حکمران جماعت کے اندر خود بھی دورائے پائے جاتی ہے اور پائی جاتی تھی مگراِس کے باوجود بھی حکومت نے اپنی دانشمندی سے کام لیاہے اور اپنے کلیجے پر پتھر رکھ کر کئے جانے والے اِس فیصلے کے بعد پی پی سمیت دیگر اپوزیشن کی جماعتوں کی جانب سے ہونے والی تنقیدوں اور بہت سوں کی طرف سے بلیک میلنگ کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے بس مُلک میں جمہوریت اور قانون کی بالادستی قائم رکھنے کی ایک اعلیٰ مثال قائم کردی ہے، جس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہاجاسکتاہے۔

اگرچہ ، حکومت پرویز مشرف کا نام نکالنے اور اِنہیں علاج کے غرض سے بیرونِ

ملک جانے کے بعد واپس وطن آنے اور مقدمات کا سامنا کرنے کا جنرل (ر) مشرف سے تحریری ضمانت اور وعدہ چاہتی تھی مگر پرویز مشرف تحریری وعدہ کرنے اور ضمانت دینے کے بارے میں ہچر مچر کا مظاہرہ ضرور کرتے رہے مگر چونکہ اِنہیں (اپنی سیاسی بیماری) کے ا (سیاسی) علاج کے لئے باہر جانا لازمی ہوگیا تھا سو پرویز مشرف نے حکومت سے مصالحت کی راہ یوں اپنائی کہ پرویز مشرف نے زبانی وعدہ کیا اور حکومت کو یقین دلایا کہ وہ اپنے علاج کے بعد وطن ضرور واپس لوٹیں گے اور سارے معاملے پھر وہیں سے جوڑیں گے جہاں یہ چھوڑ کر جارہے ہیں اِس پر تو حکومت نے تو پرویز مشرف کے زبانی وعدے پر اعتبار کرلیا اور مشرف کے اِسی زبانی وعدے کی بنیاد پر اِن کا نام اپنی صوابدید پر ای سی ایل سے نکال کر مشرف کو علاج کے غرض سے دبئی روانہ ہونے کی اجازت دے دی ہے اور ایک نجی ٹی وی چینل کی اطلاعات کے مطابق جنرل (ر) پرویز مشرف دبئی پہنچ گئے ہیں جہاں اُنھوں نے اپنا طبّی معائنہ منسوخ کردیا ہے اور اپنی سیاسی سرگرمیاں شروع کردی ہیں اور یہ بھی اطلاع ہے کہ دبئی پہنچتے ہی مشرف نے اپنی پارٹی اے پی ایم ایل کے عہدیدروں اور کارکنان سے رابطے شروع کردیئے ہیں اور بہت تیزی سے اپنا آئندہ کا سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنا شروع کردیا ہے۔

مگراَب اِس منظر اور پس منظر میں دیکھنا یہ ہے آیا کہ پرویز مشرف اِسی حکومت میں اپنی سیاسی بیماری کے اپنے سیاسی علاج کے بعد وطن واپس لوٹتے بھی ہیں

کہ نہیں لوٹتے ہیں ؟؟ یا کسی ایسے وقت کا انتظار کریں گے کہ جب مُلک پر اِنہی جیسے کسی کی حکمرانی قائم ہوگی تو یہ تب پاکستان واپس آئیں گے اور اپنی جماعت اے پی ایم ایل کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے اور جب کبھی مُلک میں جنرل انتخابات ہوں گے تو یہ اُس میں کامیابی حاصل کرکے مُلک کی کوئی نہ کوئی اہم ذمہ داری انجام دیں گے۔

آج جہاں تک مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالنے اور اِن کی علاج کے غرض سے بیرون مُلک جانے کی بات ہے تو قانون میں تو یہ موجود ہے کہ کسی بھی شخص (خواہ وہ کوئی بھی ہو ،اوراس پر جیسے بھی جرائم کی بنیاد پر عدالتوں میں مقدمات چل رہے ہوں ہمارے مُلکی قانون اور آئین میں اِسے علاج کے لئے بیرون ممالک جانے کی گُنجائش موجود ہے اور یہ تو ویسے بھی مُلک کے سابق صدر ہیں اِس لحاظ سے اِنہیں اتنی اہمیت تو حاصل ہے کہ وہ اپنے علاج کے لئے بیرون ملک جائیں اور دنیاکے کسی اچھے اور ماہر ڈاکٹر سے اپنا علاج کروائیں۔ یہ ایک الگ معاملہ ہے کہ اِنہیں جو بیمار لاحق ہے اِس کا علاج ہمارے یہاں ہوسکتاہے کہ نہیں ، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں اکثر یہ پریکٹس دیکھی گئی ہے کہ ہماراہر بڑا آدمی اپنی چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری حتیٰ کہ منہ کے دانت اور سر کے بال اور ہاتھوں اور پیروں کے ناخن تک کو نکلوانے اور لگوانے کے لئے بیرون ممالک کے اسپتالوں اور ماہر ڈاکٹرز کے پاس

جاناپڑتاہے۔

بہرحال، پاکستان میں تو حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان پر جب بھی کہیں (سِول یا آمر حکومتوں) کی جانب سے احتساب کا شکنجہ کساگیاہے تواِنہوں نے ہمیشہ اِس سے اپنی جان چھڑانے اوراِن سے بچنے کے لئے اپنی بیماری کا سہارالیااور لاکھ جتن کرکے یہ لوگ راتوں رات بیرون ممالک روانہ ہوئے اور اپنی بخشش کا راستہ ڈھونڈاہے آج اگراپنے حریف نواز شریف کی اِس حکومت پرویز مشرف نے بھی اپنی جان بچانے اور مقدمات سے بچنے کے لئے بیماری کا سہارالیاہے تواِس میں بیچارے پرویز مشرف نے کیا بُراکیاہے، اور ن لیگ کی حکومت نے ای سی ایل سے مشرف کا نام عدالتی فیصلے کے بعد اپنی صوابدید پر نکال کرپرویز مشرف کو باہر جانے کا نوٹیفکیشن جاری کردیاہے تو کونسا کوئی قابلِ اعتراض کام کیاہے ارے، یہ تواُس احسان کا بدلہ ہے جب اِسی پرویز مشرف نے اپنے آمرانہ سخت ترین دورِ حکومت میں ن لیگ کے سربراہ اور مُلک کے موجودہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے بھائی شہباز شریف کو بھی تو ساری فیملی سمیت ایک طیارے کے ذریعے رات کی تاریکی میں سعودی عرب جانے کی اجازت دی تھی اورآج اگر نواز شریف نے بھی پرویز مشرف کے ساتھ ایساکچھ کردیاہے تو کیا ہواہے ویسے بھی احسان کا بدلہ احسان ہے۔

آج شاید پی پی والے یہ بھول چکے ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور قتل کا بدلہ قتل ہے،ن لیگ کے موجودہ اقتدار سے قبل تو پی پی کی ہی حکومت تھی،اور اِس حکومت نے مصالحتوں اور سیاسی افہام و تفہیم اور سیاسی جماعتوں سے کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر اپنی پانچ سالہ مدت کیسے ؟؟ پوری کی یہ بھی سب جانتے ہیں تب پی پی والوں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ مشرف ہی بی بی کا قاتل ہے کیوں پرویز مشرف کا ریڈ کارپٹ بیچھا محفوظ راستہ دیااور گارڈآف آنر پیش کرکے تُزک و احتشام سے یوں رخصت کیا جیسے کہ یہ پر پاپ سے پاک ہوں اور اِنہیں بیرون ملک جانے کی اجازت دی تھی اُس وقت پی پی والوں نے پرویز مشرف کو کیوں نہیں پکڑا تھااور کیوں نہیں سخت ترین سزادی تھی تب تو مُلک میں بلاول کے باپ آصف علی زرداری کی حکومت تھی،اور آج جب ن لیگ کی وہ حکومت ہے جس پر مشرف نے احسان کیا ہے آج اِسی حکومت نے سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں اپنے محسن سابق صدرِ پاکستان جنرل (ر) پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکال کر باہر جانے کی اجازت دے دی ہے تو پی پی سمیت مُلک کی دوسری بڑی چھوٹی سیاسی اور مذہبی جماعتیں والے ن لیگ کے اِس عمل پر طرح طرح کی تنقید کرتے کچھ یوں لب کُشائی کررہے ہیں کہ ”مشرف کو فرار ہونے دیا گیاتواہم کیس ادھورے رہ جائیں گے، سابق صدر کے خلاف میری والدہ کے قتل، غداری سمیت کئی مقدمات زیرِ سماعت ہیں، ن لیگ کی حکومت نے مشرف معاملے میں عدالت کے پیچھے خود کو چھپالیاہے، ن لیگ نے نظریہ ضرورت کے تحت اور اپنی

حکومت کو بچانے کے خاطر پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالا ہے'' اور ایسی بہت سے تنقید کے زہریلے خنجر میں ڈوبے جملے بولے جارہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اَب یہ سلسلہ جو چل نکلا ہے یہ رکنے والا نہیں ہے اِس حوالے سے بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹواور پی پی کی اعلیٰ قیادت اور پاکستان پیپلزپارٹی کے گلی کوچوں اور بازاروں کے سرگرم جیالوں سمیت مُلک کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنمااور کارکنان اپنے منہ میں 32 دانتوں کے درمیان موجود چمڑے کی گز بھر لمبی زبان سے حکومت کے فیصلے کے خلاف ایسے ناگواراور نازیبا جملے ادا کرتے پھر رہے ہیں کہ جیسے ن لیگ نے کوئی کبیرہ گناہ کردیاہے جس کی کوئی تلافی نہیں ہے۔

حالانکہ اِن سب کو سب کچھ پتہ ہے کہ اگرآج پرویز مشرف اِس طرح مُلک سے باہر نہ جاتے اور حکومت کسی سے نہ چاہتے ہوئے بھی مصالحت پسندی اور سوچ بچار سے کام نہ لیتی تواِس میں کوئی شک نہیں تھا کہ عنقریب بیچاری حکومت سمیت یہ سب بھی (جن کی حکومت کے اِس فیصلے پر خوب زبانیں چل رہی ہیں) بہت جلد ہی اندر ہوتے (اُمید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کس اندراور کدھر کی بات کررہاہوں) اوراِن کے گرد کسی کا ایسا شکنجہ کساجاتاکہ پھراِن کی زبانیں توکیا ؟ سانسیں چلنا بھی بند ہوجاتیں۔

تحفظِ خواتین قانون اور مذہبی جماعتوں کی حکومت کو 27 مارچ تک وارننگ . . . ؟

آج اگر دیکھا جائے تو تحفظِ خواتین قانون کے حوالے سے بات کچھ بھی نہیں ہے،
مگر جس زمانے اور جس تہذیب کے جس معاشرے کے لوگوں بشمول حکمرانوں
سیاستدانوں اور مولوی ملاؤں کا مشغلہ ہی بال کی کھال نکالنا اور رائی کو پہاڑ
بنانا ہوجائے تو پھر اِن کی یہ عادت کوئی نہیں چھڑا سکتا ہے اور ایسے ٹولے سے تو یہی توقع
کی جاسکتی ہے جیساکہ اِن دِنوں ہمارے مُلک میں تحفظِ خواتین قانون کو ہوا بنا کر پیش
کرنے والوں نے بہت شور شرابہ شروع کر رکھا ہے۔
خبر ہے کہ گزشتہ دِنوں منصورہ میں امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق کی زیر صدارت
دینی جماعتوں، مدارس دینیہ کی تنظیمات اور علمائے کرام پر مشتمل اپنی نوعیت کا 25
ایک اہم ترین اجلاس منعقد ہوا جس میں شریک تمام شرکاء سر جوڑ کر بیٹھے اور پھر سب
نے متفقہ طور پر تحفظِ خواتین قانون کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا اور اِس کے بعد اجلاس
میں شامل تمام حضرات نے باہم متحد اور منظم ہو کر حکومت کو 27 مارچ تک پنجاب
میں حقوقِ نسواں قانون کو ختم کرنے کی ڈیڈلائن دے دی ہے۔اَب یہاں سوال یہ
پیدا ہوتا ہے کہ آج مذہبی جماعتیں جس حقوقِ نسواں قانون کو مغربی ایجنڈا قرار دے
کر لاتعلقی کا اعلان کر رہی ہیں یہ اِن

کی سمجھ اور عقل کا معاملا ہے جس پر یہ کھلم کھلا حکومت کو ڈیڈلائن دے کر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اپنا ارادہ بھی ظاہر کر چکی ہیں اَب اِس حوالے سے کیا اِن مذہبی جماعتوں کا یہ رویہ درست قرار دیا جاسکتا ہے؟؟
یہ ٹھیک ہے کہ آج اگر حکومت الوقت نے حقوقِ نسواں قانون کے حوالے سے کوئی ایسا قدم اُٹھا بھی لیا ہے تو اِس پر اسلام کی ٹھیکیدار بننے والی ہماری مذہبی جماعتوں کا یہ طریقہ اور رویہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ تُرنت حکومت مخالف تحاریک چلائیں اور اپنی قوت اور طاقت کے استعمال کا عندیہ دے کر حکومت کو بلیک میل کریں اور اپنی مرضی چلائیں اور جو چاہیں کرنے کی دھمکی دیں۔آج اگر ہماری مذہبی جماعتوں کو حقوقِ نسواں قانون پر حکومت سے تحفظات بھی ہیں تو اِس کے بہتر حل کے لئے تو کبھی بھی کسی نے ٹیبل ٹاک اور مذاکراتی عمل کا راستہ تو بند نہیں کیا ہے، مذہبی جماعتوں نے افہام و تفہیم کا یہ دروازہ کیوں نہیں کھٹکٹایا ہے؟؟افسوس کی بات ہے کہ بہتری کا راستہ اپنانے کے بجائے ایک ذرا سے قانون کے خلاف مذہبی جماعتیں افہام و تفہیم اور ٹیبل ٹاک کا دور کئے بغیر ہی حکومت کے خلاف سڑکوں پر نکلنے کا اعلان کر رہی ہیں۔
جبکہ یہاں یہ امر بھی قابل افسوس ضرور ہے کہ آج کیوں مذہبی جماعتوں نے اپنے

اجلاس کے اختتام پر ایک ایسا مشترکہ اعلامیہ جاری کیا ہے ؟؟ جس میں دوٹوک الفاظ میں حکومت کو 27 مارچ تک حقوقِ نسواں قانون کے خاتمے کی ڈیڈلائن دی گئی ہے۔
ایسے میں یہ بات کچھ سمجھ نہیں آئی ہے کہ ایک طرف تو مذہبی جماعتوں کی جانب سے اِسی مشترکہ اعلامیہ میں بڑے مضحکہ خیز اندازیہ موقف اپنایا گیاہے کہ ’’ حکومت خاندانی نظام کی تباہی کے مغربی ایجنڈے سے لاتعلقی کا اعلان کرے‘‘ تو وہیں دوسری جانب اِن ہی مذہبی جماعتوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے اپنا یہ پُرزور مطالبہ بھی کردیاہے کہ ’’ اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے نیابل لایاجائے‘‘اور ساتھ ہی حکومت پر اپنی طاقت کا دباؤبڑھانے کے انداز سے یہ بھی کہہ دیاہے کہ ’’ 2اپریل کو آئندہ کالائحہ عمل دیں گے‘‘ اِس موقع پر مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی میری طرح اپنی مذہبی جماعتوں کے مشترکہ اعلامیے میں کہی گئیں یہ باتیں نہیں سمجھ سکے ہوں گے کہ اور آپ بھی ضروریہ سوچ رہے ہوں گے کہ آخرہماری مذہبی جماعتیں چاہتی کیا ہیں؟؟؟
اگرچہ حکومت کو حقوقِ نسواں قانون کو ماہ رواں کی 27تاریخ تک ختم کرنے کی ڈیڈلائن دینے والی مذہبی جماعتوں نے حکومت پر دباؤبڑھانے کے لئے کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے اور آج یہ اُس حدتک جانے کو تیاردکھائی دیتی ہیں جہاں دنیااِن کے نزدیک حقیر شئے اور پانی کے بلبلے سے زیادہ نہیں ہے تب ہی

مذہبی جماعتوں نے حقوقِ نسواں قانون کی تبدیلی کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنالیا ہے اور یہ اپنے گریبان چاک کرنے کا ارادہ کچھ اِن الفاظ کے ساتھ بھی کر رہی ہیں کہ ”ملک کی تمام مذہبی جماعتیں سیکولر اور لبرل نظریات کا مل کر مقابلہ کریں گیں، حکومت آرٹیکل 31 کے تحت ذمہ داریاں پوری کرے، حکمران نظریاتی کرپشن پر چل رہے ہیں، تحریک کے ذریعے قانون ختم کرائیں گے“ آج مذہبی جماعتوں نے حقوقِ نسواں قانون کو تبدیل کرنے کی نیت سے اپنے ہنگامی اجلاس کے بعد ایک دھمکی آمیز مشترکہ اعلامیہ جاری کرکے اپنا کام تو کرکے حکومت کو پوری طرح سے پریشر میں لے لیا ہے تب ہی اِن دِنوں باخبر ذرائع کے مطابق حکومت الوقت کے ذمہ داران کے حوالے سے ایک خبر یہ بھی گردش کر رہی ہے کہ ”تحفظِ نسواں قانون کا نوٹیفکیشن روک دیا گیا ہے اور کہا یہ جارہا ہے کہ نوٹیفکیشن روکنے کا عمل حکومتی سطح کے ایک اہم ترین اجلاس میں مشاورت کے بعد کیا گیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ ” اَب علماء کرام سے مشاورت سے قانون میں ترمیم لانے پر غور کیا جارہا ہے۔“ جبکہ حکومت کی جانب سے آنے والی ایسی خبریں کہاں تک درست ہیں ؟ یہ تو جلد پتہ چل ہی جائے گا کہ حکومت اِس حوالے سے کتنی سنجیدہ ہے مگر اَب دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی حکومت مذہبی جماعتوں کی ایک دھمکی سے ڈر گئی ہے ؟؟ اور یہ اپنی مدت پوری کرنا چاہتی ہے ؟؟ یا ایسا ہرگز نہیں ہے جیسا کہ خیال کیا جارہا ہے، مگر یہاں راقم الحرف کی اپنی رائے یہ ضرور ہے کہ آج جو مذہبی جماعتیں تحفظِ نسواں قانون کو

تنقیدوں کا نشانہ بنا کر اپنا قد اُونچا کر رہی ہیں اِن مذہبی جماعتوں کے سربراہاں تنہائی میں اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے ایمان سے خود یہ فیصلہ کریں کہ آج یہ مردوں کے جس معاشرے میں زندہ ہیں یہ خود تو آزادی سے سانس لے رہے ہیں اِن کے معاشرے کے ہر سطح کے مردوں نے اپنے سے جڑی خواتین کو کتنے اسلامی حقوق دیئے ہیں؟ آج اگر حکومت اپنی مظلوم خواتین کو اِن کے جائز حقوق دلانے کا قانون لا رہی ہے تو کیوں چیخیں نکل رہی ہیں یہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر خواتین کے حقوق کے تحفظ کے نام پر اپنے مردانہ جابر اور ظالم حقوق کی حفاظت کے لئے جمع ہو کر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی ڈیڈ لائن دے رہے ہیں۔؟ (ختم شُد)

کیا یہی سیکولر ہندوستان کا اصل چہرہ ہے۔ ؟؟

آج ایک بار پھر ہندوستان سے یہ خبر دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہے کہ دنیا بھر میں اپنے منہ سیکولر ملک ہونے کے دعویدار ہندوستان میں مودی سرکار میں جھارکھنڈ ضلع لیتھار میں انتہا پسند ہندوؤں نے (اپنی دیوی گاؤ ماتا) گائے ذبح کرنے کے شبے میں مویشیوں کے بیوپاری دو مسلمانوں 35 سالہ محمد مجلّوم اور 15 سالہ آزاد خان عرف ابراہیم کو بالومتھ جنگل میں بدترین تشدد کے بعد منہ میں کپڑے ٹھوس کر اور ہاتھ پیچھے کمر پر باندھ کر درخت کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دیدی ہے اطلاع ہے کہ انتہاپسند ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہونے والے یہ دونوں مسلمان مویشیوں کا کاروبار کرتے تھے اور آپس میں رشتے دار بھی تھے۔

آج اِس پر کیا دنیا یہ نہیں سوچ رہی ہے؟؟ اور کیا اِسے یہ دکھائی نہیں دے رہا ہے کہ کیا یہی سیکولر ہندوستان کا اصل چہرہ ہے؟؟؟ جہاں ایک عرصے سے مسلمانوں کے خلاف انتہا پسند ہندوؤں کی سوچی سمجھی سازش کے تحت ایک جانور جو گائے کہلاتی ہے اور جسے ہندوستان کے ہندو اور بالخصوص انتہا پسند ہندو اپنی روحانی ماں سمجھتے ہیں اور اِسے اپنی دیوی گاؤ ماتا مانتے ہیں اور اِس کے مُوتر پیشاب کو آبِ حیات جان کر نوش کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے

ہیں کہ ساری دنیا میں جہاں کہیں بھی ہندو آباد ہیں یہ سارے ہندو اِسی گاؤماتا یعنی کہ گائے سے ہی پیدا ہوئے ہیں یہ تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے جِسے اِن کے سوا دنیا کے دیگر ادیان کے پیروکار کسی بھی طرح سے درست نہیں جانتے ہیں مگر چونکہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے اِس لحاظ سے بین المذاہب احترام کے طور پر کوئی ہندوؤں سے کھل کر اختلاف نہیں کرتا ہے مگر عقل و فہم اور دل سے تو دنیا کے دیگر ادیان کے پیروکار ہندوؤں کے گائے سے متعلق کسی ایسے مفروضے اور عقیدے کو نہیں مانتے ہیں کہ جس سے اُن کی نظر میں بھی گائے مقدس ہو۔

بہر حال، جب سے ہندوستان میں نریندر مودی کی حکومت آئی ہے تب ہی سے ہندوستان کے انتہاپسند ہندو جو گائے کو اپنی ماتا اور بھینسے کو اپنا باپ اور ہنومان جی یعنی بندر کو اپنا پالنہار مانتے ہیں اِن انتہاپسند ہندوؤں کا یہ مشغلہ بن گیا ہے کہ وہ مسلمانوں پر گائے کے ذبح کرنے کا جھوٹا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کے قتلِ عام کا ایک ایسا گھناؤنا عمل مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں کہ جس سے ہندوستان میں آباد مسلمانوں کی تیزی سے نسل کشی ہو رہی ہے اور اِس طرح ہندوستان میں صدیوں سے آباد ہندوستانی مسلمانوں پر ہندوستان کی زمین تنگ کی جا رہی ہے اور گزشتہ کچھ سالوں سے موجودہ ہندوستانی وزیرِاعظم نریندر مودی کی سرکار میں تو مسلمانوں کا انتہاپسند ہندوؤں کے ہاتھوں قتلِ عام کے واقعات میں جس قدر اضافہ ہوا ہے اِس نے تو حد ہی کر دی ہے اِن دِنوں

انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتلِ عام ہونا نہ صرف خود ہندوستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور یہاں آباد دیگر مذاہب اور اقوام کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے بلکہ وہ عالمی برادری جو عالمِ کل میں بغیر کسی رنگ و نسل، مذہب و ملت اور زبان و تہذیب کی تفریق کے بغیر عالمِ انسانیت کے حقوق کی بڑی علمبردار بنی پھرتی ہے اِس کے لئے بھی ہندوستان کی موجودہ صورتِ حال کسی بڑے امتحان سے کم نہیں ہے حالانکہ امریکا اور عالمی برادری کو ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی کا فوری نوٹس لینے اور اِس کے تدارک کے لئے آئندہ کا دیرپا لائحہ عمل مرتب کرنے اور ایسے اقدامات کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے کہ ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی کو روکا جائے۔

مگر اِس پر بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑرہا ہے کہ جیسے ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی کی جانے والی نسل کشی پر ابھی تک کم بخت امریکا اور عالمی برادری کے کان پر بھی جوں نہیں رینگ رہی ہے،اور ابھی یہ ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی ہونے والی نسل کشی پر خوابِ خرگوش کے سب ہی مزے لوٹ رہی ہیں، مگر جیسے ہی کبھی مسلمانوں کی برداشت کی حد جواب دے جائے گی اور جب آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں ہندوستانی مسلمان اپنی نسل بچانے کے لئے انتہا پسند ہندوؤں کے خلاف

ہتھیار اُٹھالیں گے اور ہندوؤں کو اِن کی لنگیاں (دھوتیاں) اُتار اُتار کر مارنا اور اِنہیں بھی اِسی طرح درختوں سے لٹکا کر پھانسیاں دے دے کر واصل جہنم کرنا شروع کریں گے تو تب مسلمانوں سے خائف اور امریکی دباؤ تلے غرق رہنے والی عالمی برادری ہندوستان کے ہندوؤں کو انسان اور قیمتی جانیں سمجھ کر اِنہیں بچانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوگی؟؟ کیوں آج امریکی حواری اور امریکی دباؤ میں آئی ہوئی عالمی برادری ہندوستان کے مسلمانوں کو انتہاپسند ہندوؤں کے ہاتھوں تشدد کرنے اور اِنہیں بیدردی سے قتل ہونے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کررہی ہے؟؟

جی ہاں، آج اِس لئے عالمی برادری نے ہندوستان کے مسلمانوں کو انتہاپسند ہندوؤں کی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کے ہاتھوں مرنے کے لئے بے یارومددگار اور بے سہارا چھوڑدیا ہے کیونکہ عالمی برادری بالخصوص حقوقِ انسانی کا علمبردار بننے والا امریکا تو مسلمانوں کو کسی بھی لحاظ سے اِنسان سمجھتا ہی نہیں ہے امریکا تو بس یہ سمجھتا ہے اور دنیا کو سمجھانے کی کوششوں میں لگا رہتا ہے کہ آج دنیا میں دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا ذمہ دار صرف مسلمان اور دینِ اسلام کے ماننے والے ہیں یعنی یہ کہ آج بدمعاشِ اعظم امریکا کے نزدیک تو جیسے دینِ اسلام کے علاوہ دیگر ادیان کل کے پیروکار فرشتے ہیں اِن سے تو کوئی غلطی اور دہشت گردانہ کارروائیاں ہو ہی نہیں سکتی ہیں

مگر آج دنیا میں جتنی بھی بُرائیاں اور دہشت گردی اور قتل وغارت گری ہو رہی ہے اِن سب پس پردہ تو بس ایک دینِ اسلام کے ماننے والے ہی کارفرما ہیں اِسی بنا پر تو امریکا یہ نہیں چاہتاہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو انتہاپسند ہندوؤں کے ہاتھوں مرنے سے بچایاجائے اور مسلمانوں کی کہیں سے بھی کوئی مدد فراہم کی جائے اچھاہے امریکا اپنے اثر رسوخ سے عالمی ٫برادری پر یہ باور کرچکاہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو انتہاپسند ہندوؤں کے ہاتھوں اِن کی گائے ماتاکی بے حرمتی اور ذبح کرنے کے بہانے قتل کرنے کے سلسلے کو تیز کرایاجائے اور اگراِس پر ہندوستان کے مسلمان یا مسلم اُمہ عالمی ٫برادری یا اقوامِ متحدہ سے مدد کی اپیل کرے یا اِس سلسلے کو رکوانے کے لئے دباؤ ٫بڑھائے تو اُسے سوائے ہلکی پھلکی تسلی دینے کے اور ایسا ویسا کچھ نہ کرکے خاموش کردیاجائے حتیٰ کہ ہندوستان کے موجودہ وزیرِاعظم نریندر مودی سے بھی اِس معاملے پر بات چیت نہ کی جائے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہوجائیں اور جنوبی ایشیا میں وہ ہمارا کام نہ کرسکیں آج جو ہندوستان سے مودی سرکار جنوبی ایشیا میں ہمارے مفادات کے لئے کام کررہی ہے۔

اَب اِس سارے منظرنامے میں دنیاکے سامنے ہندوستان کا سیکولر ہونے کا دعویٰ کتنا غلط اور بیکار ساہے کہ ایک طرف ہندوستانی خود کو سیکولر ہونے کی گردان کرتے نہیں تھکتے ہیں تو دوسری جانب یہی ہندوستان کے انتہاپسند ہندو ہیں جو

ہندوستانی سرزمین پر محض اپنی گاؤ ماتا یعنی کہ گائے کے ذبح کرنے پر مسلمانوں کو کھلے عام تشدد کا نشانہ بھی بناتے ہیں اور اِنہیں اِس الزام میں قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں حالانکہ آج اِس حقیقت کو بھی کوئی ہندوستان کا انتہا پسند جھٹلا نہیں سکتا ہے کہ ساری دنیا میں ہندوستان گائے کا گوشت فروخت کرنے والا دوسرا یا تیسرا بڑا ملک شمار کیا جاتا ہے یعنی کہ ہندوستان دنیا بھر میں گائے سپلائی کرنی والی بڑی عالمی منڈی کا درجہ حاصل کرگیا ہے اَب کیا یہ ہندوستان کی حکومت اور مودی سرکار میں انتہا پسند ہندوؤں کا دُہرا معیار نہیں ہے کہ ایک طرف انتہا پسند ہندو متواتر مسلمانوں پر گائے ذبح کرنے کا الزام لگا کر مسلمانوں کا قتلِ عام جاری رکھے ہوئے ہیں اور اِس ڈرامے کو رچا کر ہندوستانی مسلمانوں کی نسل کشی کا بہانہ تلاش کئے ہوئے ہیں تو دوسری جانب مودی سرکار ہندوستان کے ہندو بنیوں کے ہاتھوں دنیا بھر میں گائے کا گوشت سپلائی کرکے بیرونِ ممالک سے ڈالرز اور ریال کی شکل میں زرمبادلہ ہندوستان لانے کا بہترین ذریعہ قرار دے رہی ہے اگرچہ آج گائے کو ماں اور بھینسے کو باپ اور ہنومان جی بندر کو اپنا پالنہار ماننے والے ہندوستان کے انتہا پسند ہندوؤں نے گائے ذبح کرنے کے الزامات لگا کر ہندوستان کے مسلمانوں کی نسل کشی کرکرکے مسلمانوں کے لئے زمین تنگ کردی ہے، اِس پر اُمتِ مسلمہ کو یقینا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہندوستان کے انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں ہندوستان میں آباد مسلمانوں کی نسل کشی کے اِس فعل میں درپردہ امریکا اور

یورپی عالمی برادری کا بھی ہاتھ ہے جس کی اُمتِ مسلمہ پُرزور مذمت کرتی ہے۔

مشرف کو تو جانا ہی تھا وہ چلا گیا ہے

آج نہیں تو کل ، اُس طرح نہ صحیح اِس طرح ہی صحیح ، سابق صدر جنرل (ر) مشروف کو تو جانا ہی تھا مگر آج جب وہ کسی کی مصالحت پسندی کے تحت باہر چلے ہی گئے ہیں تو اَب کیا لکیر پیٹنے سے کوئی فائدہ ہے؟؟ چھوڑو یار...!! اور بھی بہت سے کام ہیں جو ابھی حکومت اور اپوزیشن کو مل کر مُلک اور قوم کی بہتری کے لئے کرنے ہیں،اَب ایسے میں آج جہاں ایک طرف جنرل (ر) پرویز مشرف کے باہر جانے پر شور شرابہ کرنے والے اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہیں تو وہیں دوسری جانب اپوزیشن کی جماعتیں قوم کو بھی طرح طرح کے مخمصوں اور الجھنوں میں مبتلا کر رہی ہیں۔

جبکہ اِس منظر اور پس منظر میں دیکھا جائے تو ابھی مشرف کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟؟ اور ویسے بھی ابھی پرویز مشرف کی وطن واپس آنے کی چار سے چھ ہفتے کی مہلت بھی تو ختم نہیں ہوئی ہے کہ اپوزیشن نے قبل از وقت اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے ایسے ایسے ڈھونگ رچانے شروع کر دیئے ہیں کہ اَب بے صبرے اور عقل سے پیدل اپوزیشن والوں کی حرکتوں اور احتجاجوں کو دیکھ کر اور ان کی جانب سے جاری ہونے والے پُھس پُھسے بیانات کو پڑھ کر ہنسی بھی نہیں رکتی ہے، بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کے تو کیا کہنے ہیں؟؟ جس کی قیادت اِن دِنوں

شدید کنفیوژن کا شکار ہے، جو کبھی اسٹیبلشمنٹ کی سخت مخالف دِکھائی دیتی ہے تو کہیں یہ اسٹیبلشمنٹ کی سب سے بڑی حامی اوراِس کے جھوم جھوم کر قصیدے پڑھتی نظر آتی ہے۔

مگر آج پی پی پی کیوں سابق صدرِ پاکستان جنرل (ر) پرویز مشرف کے باہر جانے پرواویلا کررہی ہے؟؟ اَب یہ بات ہر خاص و عام پاکستانی شہری کی سمجھ سے بالاتر ہے آج بھی ہر پاکستانی کو یاد ہے کہ پہلے تواِسی پی پی پی نے مشرف کوگارڈآف آنر پیش، کرکے باہر جانے کا محفوظ راستہ دیا تھا پھراِسی پاکستان پیپلزپارٹی کے دورِ حکومت میں پرویز مشرف چار بارمُلک سے باہر گئے تھے مگر آج ہرپاکستانی یہ سوال کررہاہے کہ آج اگراِسی مشرف کوایک بار نواز لیگ نے بھی باہر جانے کی اجازت دے دی ہے تو پھر کیوں پی پی پی والوں کے پیٹ / شکم میں سخت ترین مروڑ کاایک نہ رکنے والا سلسلہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے ؟۔

اَب ایسے میں ایک لمحے کے لئے پی پی پی والوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے اور اپنے کئے پر افسوس بھی ضرور کرنا چاہئے کہ یہ پرویز مشرف کے جانے پر جہاں بھر میں ڈھنڈورا کیوں؟؟ اور کس لئے پیٹ رہے ہیں؟؟ اِنھوں نے پہلے جو کام کیا تھاآج وہی کام نون لیگ کی حکومت نے بھی کیا ہے؟؟ اَب اِس پر بھلے سے پی پی پی والے یہ سوچیں یا نہ سوچیں؟؟ مگر آج پاکستانی قوم یہ ضرور سوچ اور

سمجھ رہی ہے کہ آج جیسے پی پی پی مشرف کے باہر جانے پر واویلا کرکے اپنی سُبکی مٹانے اور ماضی کے پچھتاوے کو چھپانے اور اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مشرف کے باہر علاج کرانے کے لئے جانے پر احتجاج کررہی ہے۔

ویسے اگر یہاں غور کیا جائے تو بات تو کچھ بھی نہیں ہے، مگر پھر بھی یہ بڑے افسوس کامقام ہے کہ ایسالگتاہے کہ جیسے حکومت سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کو باہر بھجواکر خود بھی پاکستان پیپلزپارٹی سمیت دیگر اپوزیشن جماعتوں کے فضول کے احتجاجوں کی وجہ سے دباؤ میں آرہی ہے، حالانکہ آج اِسے اپنے فیصلے پر ڈٹ جانا چاہئے تھامگر پتہ نہیں کیوں؟؟ یہ اپنے کئے گئے فیصلے پر خود ہی ڈگمگارہی ہے یہ نکتہ کچھ سمجھ نہیں آرہاہے؟؟ آج دس بارہ دن گزر جانے کے بعد بھی حکومت کا اپنے فیصلے پر ڈرے سہمے رہنااور اپوزیشن کے دباؤمیں رہناکیا اِس بات کا ثبوت ہے کہ ایک طرف حکومت اپنی فرینڈلی اپوزیشن پی پی پی کو بھی ناراض نہیں رکھناچاہتی ہے اوراِسے پی پی پی کو جداکرنا بھی گورانہیں ہے ؟؟ تو وہیں حکومت اُس طاقت کو بھی خوش رکھناچاہتی ہے جس کے کل بھی جنرل (ر) پرویز مشرف تھے اور آج بھی اُس کے ہیں۔

جبکہ پچھلے کچھ دِنوں سے مرغے کی ایک ٹانگ کی ضد پر آڑی پاکستان پیپلز پارٹی نے جیسے جنرل (ر) پرویز مشرف کے باہر جانے کے معاملے کو اپنی ناک اور

اَنا کا مسئلہ بنالیاہے،آج تب ہی یہ اپنی ساری ذمہ داریاں چھوڑ چھاڑ کر مشرف کے معاملے کو فٹ بال کی طرح اُچھال اُچھال کر اپنی سیاسی اسکورنگ اور درجات کو بڑھارہی ہے اِسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے گزشتہ دِنوں پاکستان پیپلز پارٹی والوں نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے قبل وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف (بیچارے جو پہلے ہی مرجھائے اور ڈرے ہوئے سہمے سہمے سے تھے) کی موجودگی سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپوزیشن اراکین نے سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کو بیرون مُلک جانے کی اجازت دینے کے معاملے پر حکومت کو (گُدی سے دبوچ کر) آڑے ہاتھوں لیااور کھلم کھلاحکومت کی آئین شکنی پر سینہ زور اور سرچھوڑ انداز سے سخت افسوس کا اظہارکیااور سر پر خاک ڈالتے اور سینہ کوبی کرنے والے انداز سے گلے پھاڑ پھاڑ کر یہ کہتے ہوئے کہ ’’ حکومت کے بعض اقدامات نے نہ صرف پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مابین ٹکراؤ کی فضاء بنادی ہے، بلکہ اپوزیشن کو بھی حکومت کے خلاف قدم اُٹھانے پر مجبور کردیاہے‘‘ ایوان کی چار دیوالی کے درمیان چیختے چلاتے رہے۔

تاہم اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے موقع پر فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز سے اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کئی انکشافات کئے اور کہاکہ ’’مانتاہوں کہ پیپلز پارٹی کے دور میں بھی پرویز مشرف 4 بار بیرون ملک گئے مگر سائیں، ہم اور ہماری حکومت کمزور تھی (چلیں یہ تو کسی پی پی پی والے

نے تسلیم کیا) لیکن آپ تو شیر تھے آپ کے ہاتھوں سے وہ کیسے بھاگ گیا؟؟" (شاہ صاحب، جب مشرف آپ کے "تیر" سے چار مرتبہ بچ سکتا ہے تو آج آپ کی نظر میں اُس کا چار مرتبہ بچ جانا کوئی بات نہیں ہے؟؟ اور اگر آج "شیر" جو پہلے ہی بہت سی ملکی اور عالمی اُلجھنوں اور پریشانیوں اور مسائل میں مبتلا ہے، اِن دِنوں اِس کے شکار کوئی اور ہیں آج اگر اِس موقع پر مشرف "شیر" سے بچ نکلا تو کون سی ایسی غلطی شیر سے ہو گئی ہے؟؟ شاہ صاحب ،آج جس کی پہلی ہی غلطی پر آپ نے بیچارے شیر کو آڑے ہاتھوں لے لیا ہے، ارے سائیں ،اِس موقع پر تو آپ لوگوں کو اپنا موازانہ بھی کرنا چاہئے تھا اور یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ آپ سے کوئی ایک دو نہیں بلکہ چار بار غلطیاں ہوئی ہیں اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج آپ نے شیر کو ایک غلطی پر ہی دبوچ لیا ہے) "خورشید شاہ نے مزید کہا کہ "پرویز مشرف نے تو دبئی کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی سگار پینا شروع کر دیا، نواز لیگ اِس پر عوام کو کیا جواب دے گی؟؟ جبکہ مشرف کا وکیل خاص بھی کہہ رہا ہے کہ ڈیل ہوئی ہے" آج حکومت اِس اپوزیشن جس میں خود لاکھوں چھید ہیں کیا اِس کی ایسی بے مقصد کی باتیں اور طنز اِسی طرح سُنتی رہے گی اور شرمندہ ہوتی رہے گی؟؟ یا اُسے کچھ جواب دے کر اُس کی زبان بند بھی کرے گی؟؟ اگرچہ ،اپوزیشن کی ایسی بے مقصد باتوں اور بیجا تنقیدوں اور زبردستی کے احتجاجوں سے عوام کے دماغ میں جنم لینے والے سوال کا جواب وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے ہمت کر کے کچھ یوں دیا ہے کہ "سابق صدر سے

واپس آنے کی کوئی ضمانت نہیں لی'' ہماری تو پٹیشن یہی تھی سابق صدر باہر گئے تو واپس نہیں آئیں گے۔ پیپلز پارٹی کو اتنا ہی دُکھ ہے تو مقدمے میں فریق بن جاتی، سابق صدر کی صحت سے کوئی لینا دینا نہیں۔ خصوصی عدالت نے پرویز مشرف کو آزاد آدمی قرار دیا تھا عدالت نے کہا تو مشرف کو انٹرپول کے ذریعے لائیں گے۔'' یقیناً اَب اُمید ہے کہ چوہدری صاحب کے اِس اتنے کہے کے بعد پی پی خاموش ہو جائے گی اور اَب مشرف کے باہر جانے کے معاملے کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے نہیں اُچھالے گی جتنا کہ یہ اَب تک اُچھالتی آئی ہے۔ (ختم شُد)

. . . . . . ایرانی صدر حافظ حسن روحانی کا دو روزہ دورہ پاکستان

امریکی پابندیاں ختم ہونے کے بعد جمعہ 25 مارچ 2016 کو ایرانی صدر حافظ حسن روحانی اپنے وفد میں شامل اعلیٰ سطح کی اہم سرکاری شخصیات اور حکام کے ہمراہ انتہائی اہم ترین دو روزہ دورے پر پاکستان پہنچ گئے ہیں، جہاں اِن کا اسلام آباد ائیرپورٹ پر وزیرا عظم پاکستان نواز شریف اور حکومتی وزراء نے پُرتپاک استقبال کیا ہے، یقینی طور پر ایرانی صدر حافظ حسن روحانی کا یہ دورہ پاک ایران تعلقات کے لئے بڑی اہمیت کا حامل دورہ قرار دیا جارہا ہے حسن روحانی کے دو روزہ دورہ پاکستان کے دوران پاک ایران اچھے تعمیری تعلقات سمیت دونوں ممالک کے درمیان صنعتی شعبے، سرمایہ کاری، تجارت، بینکنگ، پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبے کی جلد تکمیل اور توانائی کے بحران کے خاتمے اور ایم اویوز سمیت خطے میں امن و امان کے قیام کے حوالے سے بھی بہت سے کئی معاہدے کئے جائیں گے ، یوں اِس لحاظ سے ایک بڑے عرصے کے انتظار کے بعد کسی ایرانی صدر کا یہ دورہ دونوں ممالک کے لئے خاصی اہمیت کا حامل قرار دیا جارہا ہے۔

جی ہاں ، خطہ جنوبی ایشیا کا ایران ہی وہ واحد مُلک ہے جس نے سب سے پہلے باقاعدہ سرکاری طور پر پاکستان کی آزادی کو تسلیم کیا،اور تب سے آج تک یہ

تاریخ بھی گواہ ہے کہ خطے میں جب بھی حالات نازک ہوئے ہمیشہ پاکستان اور ایران نے نہ صرف اپنی سرحدوں پر امن و امان کے لئے دہشت گردوں کی دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لئے انتہاپسندی کا مقابلہ کیا بلکہ دنیا کے بہت سے عالمی مسائل کے حل کے لئے پیش کی جانے والی تجاویز اور قراردادوں پر بھی ایران اور پاکستان کے موقف یکساں رہے ہیں، اور دونوں ممالک نے کئی حوالوں سے ایک دوسرے کا ہاتھ اور دامن تھامااوریکدل اور یک زبان ہو کرایک دوسرے کا ساتھ دیاہے آج ایرانی صدرکاامریکی پابندیاں ہٹنے کے بعد پاکستان کے دوروزہ دورے پر تشریف لانا بھی اِس بات کا ثبوت ہے کہ اَب پاکستان اور ایران کے تعلقات پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور دیرپا ثابت ہوں گے اور دونوں ممالک کسی کے دباؤ میں آئے بغیر ایک دوسرے کے مسائل کو اپنے مسائل سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کا ہمیشہ کی طرح ساتھ دیتے رہیں گے۔

اگرچہ آج اسلامی دنیا جس طرح انتہاپسندی اور دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے، ایسے میں اِس سے مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی ممالک کو ایک دوسرے کے مسلکی اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر قریب لانا لازمی ہوگیاہے، تاکہ اسلام کے لبادے میں ہونے والی دہشت گردی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جاسکے اور دنیا کو یہ بتایاجاسکے کہ آج جو دہشت گرد عناصر اسلام کا لبادہ اُڑھ کر دہشت گردی کر رہے ہیں اِن کا دینِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے آج

اگر موجودہ حالات میں مسلم ممالک ایسا نہیں کریں گے تو پھر کبھی بھی ہم ایک دوسرے کو نہ تو سمجھ سکیں گے اور نہ ہی ہم باہم متحد اور منظم ہو کر اغیار کے پیدا کردہ اُن دہشت گردوں کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے لا کر اِنہیں بے نقاب کر سکیں گے جو اسلام کے لبادے میں دہشت گردی کر رہے ہیں اور دینِ اسلام کو دنیا کے دیگر ادیان کے پیروکاروں میں بدنام کر رہے ہیں۔

اِس میں شک نہیں کہ اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان ہے، اور اِس لحاظ سے پاکستان نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ عالمی سُپر طاقتوں کے نزدیک بھی خاصی اہمیت اور توجہ کا حامل مُلک ہے، ایٹمی طاقت ہونے کے ناطے پاکستان کی نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ ساری دنیا میں دائمی امن اور سلامتی کے لئے کیا اہم ترین ذمہ داریاں ہیں اور اِسے اپنا کیسا؟؟ اور کونسا رول کب اور کہاں ادا کرنا ہے ؟؟اِس سے متعلق بھی پاکستان اپنی ذمہ داریوں اور کام سے اچھی طرح واقف ہے۔

یہی وجہ ہے آج پاکستان نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ عالمی سُپر طاقتوں کی نگاہ میں بھی دنیا کو ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک کرکے دیرپا بنیادوں پر ایک امن پسند اور حقیقی معنوں میں عالمِ انسانیت کے درمیان بھائی چارگی کو فروغ اور بلا رنگ و نسل زبان ومذہب تہذیب و سرحد کی قیدوں سے آزاد صرف اور صرف

احترامِ انسانیت کو پروان چڑھانے والے مُلک کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

آج پاکستان دنیا کا وہ واحد مُلک ہے، جس پر ایٹمی طاقت ہونے کے حوالے سے دو طرح اہم ذمہ داریاں عائد ہیں، اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت ہونے کے حوالے سے پاکستان پر ایک طرف تو عالمِ اسلام کی نمائندگی کی ذمہ داری ہے تو اِسی کے ساتھ ہی اِس پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ پاکستان اپنے اسلامی بھائیوں کے درمیان جب بھی کوئی ایسی ویسی ناراضگی اور دیگر کسی مسلکی حوالوں سے کوئی ایسا ایشو پیدا ہو جائے جس سے دو مسلم ممالک کے درمیان حالات کشیدگی کی جانب بڑھیں اور کسی کی کسی وجہ سے دل آزاری ہو،اِن حالات میں بھی پاکستان کا یہ حق ہے کہ یہ اِن کے درمیان پیدا ہونے والے کسی مسئلے کے حل کے لئے بھی اپنا ثالثی کا مثبت کردار ادا کرے اور اپنے دونوں برادر مسلم ممالک کی غلط فہمیوں کی بنیاد پر قائم رنجشوں کو درگزر کرائے اور اِن کے درمیان بھائی چارگی اور عفوودرگزر کا رشتہ قائم کرائے۔ جیسا کہ آج پاکستان اپنی اِس اہم ترین ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنا یہ رول خندہ پیشانی سے ادا بھی کر رہا ہے اور یہ اپنے اِس عزمِ خاص پر قائم ہے کہ جب بھی عالمِ اسلام اور کسی بھی برادر مسلم ملک یا ممالک کو کسی بھی حوالے سے پاکستان کی ضرورت محسوس ہو اور یہ جب بھی اپنے کسی مسئلے کے حل کے لئے پاکستان کو پکاریں گے تو اپنا ثالثی کا مثبت کردار ادا کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوگا اِس حوالے سے پاکستان

کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے گا تو دوسری جانب ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے پاکستان پر عالمی سُپر طاقتوں سے خیر سگالی کی بنیاد پر جیسے تعلقات استوار ہیں پاکستان اُن کے اُصولوں اور ضابطوں پر بھی عمل کرنے کا پابند ہے اور پاکستان اُن اصولوں اور قوانین کی پاسداری میں بھی اپنا ویسا ہی حق اور کردار ادا کر رہا ہے جیسا کہ آج دنیا کی دیگر سُپر طاقتیں ادا کر رہی ہیں اَب اِس پر کسی سُپر طاقت کو یہ کسی بھی حوالے سے یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ پاکستان کو سُپر طاقت کے حوالے سے اِس کی اہمیت کو چیلنج کرے اور اِس پر یہ الزام لگائے کہ پاکستان کسی بھی حوالے سے عالمی سُپر طاقتوں کے وضع کردہ اصولوں اور قوانین و ضوابط کی خلاف ورزی کر رہا ہے آج دنیا کو اِس مصمم حقیقت کو ہر حال میں اپنی کھلی اور بند آنکھوں سے تسلیم کرلینا ہوگا کہ پاکستان نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ یورپی ممالک سے تعلق رکھنے والی عالمی سُپر طاقتوں کا طرہ سجانے والی تمام ریاستوں سے افضل و اعلیٰ ایٹمی مُلک پاکستان ہے جس نے دنیا کو حقیقی معنوں میں دائمی امن و سلامتی کا گل و گلزار بنانے کے لئے اپنا اہم رول صبر و تحمل اور خندہ پیشانی سے ہمیشہ ادا کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جبکہ دنیا جانتی ہے کہ عالمی سُپر طاقتیں اپنے ایٹمی ہتھیار فروخت کرنے کے لئے عالمی منڈی کا سہارا لے رہی ہیں مگر پاکستان نے کبھی بھی ایسا کرنے کا سوچا تک نہیں ہے، کیونکہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام خالصتاً اپنی دفاع اور سلامتی کے لئے ہے اِس پر کسی کو شک کی گنجائش تک نہیں ہے۔

آج ایرانی صدر حافظ حسن روحانی کا اپنے وفد میں شامل اہم شخصیات کے ہمراہ دو روزہ دورے پاکستان تشریف لانا یقیناپاک ایران تعلقات کو مزید مضبوط کرے گااوراِس دورے سے دونوں ممالک کے عوام کے درمیان یہ اُمید ضرور پیدا ہو گئ ہے کہ پاک ایران اپنے تعلقات اور رشتوں مخلص ہیں اور دونوں ممالک ایک دوسرے کی پریشانیوں کے وقت مدد کو پہنچیں گے اور ایک دوسرے کی پریشانیوں اور مشکلات کو اپنی سمجھتے ہوئے ہر وقت اور ہر موقع پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے آج یقینی طور پر پاکستانی عوام ایرانی صدر حسن روحانی کے اِس پیغام سے بہت خوش ہوئی ہے اور اِس میں یہ اُمنگ پیدا ہوئی ہے کہ ایران ہمارا حقیقی.برادر ملک ہے تب ہی ہمارے توانائی بحران کے حل کے حوالے سے ایرانی صدر نے کھلے دل سے پاکستانی حکمرانوں اور عوام کو دعوت دی ہے کہ ”ایران کے کے پیٹرول، گیس کے ذخائر تک رسائی پاکستانی عوام کی ضرورت ہے“۔

بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں دھماکوں کے بعد قیامتِ صغریٰ

آج دہشت گرد ساری دنیا میں ناگوار بُو کی طرح پھیل چکے ہیں ،اَب اِن حالات میں کسی بھی صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ دنیا سے دہشت گردی کے خطرات ختم کردیئے گئے ہیں ، موجودہ صورتِ حال میں اِس قسم کا دعویٰ جو بھی کرے گا اور کہیں سے بھی آئے گا تو یہ اندھے کا خواب ہوگا۔

ہاں ، البتہ یہ ضرور ہے کہ ہر دہشت گردی کے واقع کے بعد ہائی الرٹ رہ کر سیکورٹی کے سخت اقدامات کرکے کچھ عرصہ تو ضرور محفوظ رہا جاسکتا ہے مگر دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے پیشِ نظر اِس کا بھی یقین کرلینا لازمی ہوگا کہ دہشت گرد پہلے سے زیادہ جدید اور منظم انداز سے دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اور دہشت گردی جدید خطوط سے کرکے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کررہے ہیں بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں 7 بم دھماکے اِس کی ایک تازہ مثال ہیں جس میں دہشت گردوں نے انتہائی مہارت کے ساتھ ایئرپورٹ پر امریکی کاونٹر کے قریب 2 دھماکے کئے پھر ایک گھنٹے بعد میٹرو اسٹیشن پر 4 دھماکے، صدارتی محل کے قریب بھی ایک بم پھٹا، خبر ہے کہ دھماکوں کے بعد بھگدڑ مچ گئی تھی اور جائے واقعات قیامتِ صغریٰ کے مناظر پیش کررہے تھے اِن واقعات میں

کم از کم 40 افراد ہلاک اور 225 کے قریب افراد زخمی ہوئے وزیر اعظم بلجیم نے 22 مارچ 2016 کو سیاہ ترین دن قرار دیا ہے، تاہم بلجیم میں ہونے والے دہشت گردی کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں اور زخمی ہونے والے افراد سے عالمی برادری نے جہاں اظہار یکجہتی کی ہے تو وہیں دنیا نے بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں دہشت گردی سے ہونے والے نقصانات پر بھی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دہشت گردی کی پُرزور مذمت کی ہے اور ایسے واقعات کو دنیا کے امن اور سکون کو تباہ کرنے کی سازش قرار دیتے ہوئے دہشت گردوں اور دہشت گردی کے تدارک کے لئے بھی سخت ترین اقدامات کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

اگرچہ اِس صورتِ حال میں کہ جب ساری دنیا دہشت گردی کا شکار بن رہی ہے ایسے میں اگر ایک لمحے کو ذرا یہ سوچیں جو ظلم پہ لعنت نہ کرے وہ آپ لعین ہوتا ہے مگر جس نے یعنی امریکا اور برطانیہ اور اِن کے ہم خیال ممالک نے اپنے مفادات کے حصول کے خاطر زمینِ خدا پر فسادات برپا کرنے کے لئے (دہشت گردون جن میں بالخصوص طالبان اور داعش جیسے دیگر عناصر اور) ظالموں کو پیدا کیا ہو اور اِن کی دوسرے ممالک کے اِنسانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے دامِ درہمِ اور سُخنِ یعنی ہینیتن من دھن سے مدد بھی کی ہو بتائیں ایسے لوگوں پر کتنا بڑا عذاب ہوگا؟؟۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یورپی دنیا طالبان اور داعش جیسے اپنے ہی پیدا کردہ دہشت گردوں کے حملوں کی زد میں ہے،اِس کی خاص وجہ یہ ہے کہ پہلے مغرب نے دنیا کے اسلامی اور دیگر ممالک میں تباہی پھیلانے کے لئے دہشت گرد پیدا کئے اور اِن دہشت گردوں کی ہر طرح حتی کہ اِنہیں مہلک ہتھیار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اِن کی مالی معاونت بھی کی مگر آج جب مغرب کے اپنے ہی پیدا کردہ یہ دہشت گرد اِس کی اپنی ہی غلط پالیسیوں کی وجہ سے یورپ میں حملہ آور ہیں تو ان حملوں میں یقینی طور پر وہ لوگ بھی اتنے ہی ذمہ دار ہیں جنھوں نے طالبان اور داعش جیسے دہشت گردوں کو پیدا کیا ہے یعنی کہ آج تک امریکا، لندن اور پیرس کے بعد بلجیم کے دارالحکومت.برسلز میں طالبان اور داعش والوں نے جتنی بھی دہشت گردی کی ہے جہاں اِن دہشت گرد واقعات کے درپردہ ذمہ دار طالبان اور داعش ہیں تو وہیں اُتنے ہی ذمہ دار امریکا اور لندن بھی ہیں کیونکہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ امریکا نے طالبان دہشت گرد بنائے ہیں اور سابق.برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر تو پہلے ہی یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ " عراق تنازع کے معاملے میں داعش دہشت گردوں کو پیدا کرنے میں یہ خود ذمہ دار ہیں"۔

سو آج جہاں یورپی ممالک اپنے یہاں ہونے والی ہر قسم کی دہشت گردی کا ذمہ دار طالبان اور داعش کو قرار دے رہے ہیں اور گاہے بگاہے اپنے یہاں ہونے والی

دہشت گردی کا ذمہ دار طالبان اور داعش کو قرار دیتے ہیں اور وہیں دہشت گردوں کے خلاف سخت ترین اقدامات کو بھی یقینی بناتے ہیں تو ایسے میں یورپی دنیا کو ان دہشت گردوں کو پیدا کرنے والے ممالک کے ذمہ داران کے خلاف بھی سخت ترین اقدامات اور سزائیں ضرور مرتب کرنی ہوں گیں جن کی وجہ سے دنیا میں طالبان اور داعش جیسے خطرناک دہشت گرد پیدا ہوئے ہیں اَب یہ فیصلہ دنیا بالخصوص اِن دِنوں طالبان اور داعش دہشت گردوں کے ہولناک حملوں کی زد میں آئی یورپی دنیا کو چاہئے کہ وہ یہ سوچے اور فیصلہ کرے کہ اَب اپنی بقاء اور سالمیت کے خاطر اُسے کیا کرنا ہے اور کس کس کے خلاف حقیقی معنوں میں کیا کچھ کرنا ہے؟؟۔

آج بیشک، طالبان اور داعش کو پیدا کرنے والے ترقی یافتہ ممالک نے دہشت گردی کو ایک عالمی مسئلہ بنادیا ہے، اِس صورتِ حال میں ہر قدم اور ہر سانس پر خطرات سے دو چار دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کیوں نہ کرلے؟؟ مگر اَب جب تک عالمی طاقتیں باہم و متحد اور منظم ہو کر سرزمینِ خدا کے ایک ایک انچ سے دہشت گرد اور دہشت گردی کا مکمل خاتمہ نہیں کرلیتی ہے ہر لمحہ اِس کی بقاء و سالمیت اور استحکام پر سُرخ اور بڑا سوالیہ نشان لگا ہی رہے گا کیونکہ آج دہشت گردی دنیا کے ترقی پذیر اور غربت جیسے مسائل و پریشانیوں اور بحرانوں سے گھیرے ممالک سے نکل کر ترقی یافتہ اور ایٹمی ممالک تک میں پھیل چکی ہے ایسے

میں یقینی طور پر دنیا کا کوئی ملک اور کوئی کونا بھی ایسا نہیں ہے جسے دہشت گردوں کی دہشت گردی سے کسی بھی صورت محفوظ قرار دیا جاسکے۔

اَب چونکہ دہشت گردی عالمی مسئلے کی شکل اختیار کرچکی ہے اِیسے میں دیکھنا یہ ہے کہ دنیا دہشت گردی جیسے مسئلے سے نمٹنے کے لئے کتنی سنجیدہ ہے؟؟ اور یہ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کس حد تک کیسے اقدامات کرسکتی ہے؟؟ آیا کہ آنے والے وقتوں میں کیا عالمی برادری صرف ترقی یافتہ ممالک سے ہی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے سنجیدہ ہوگی ؟؟ یا یہ پوری دنیا بشمول ترقی پذیر اور غربت کی دلدل میں دھنسے ممالک سے بھی دہشت گردوں اور دہشت گردی کے جڑ سے خاتمے کے لئے عالمی سطح پر دیرپا اقدامات اُٹھائے گی؟؟ یا امریکا اور لندن سمیت ساری یورپی دنیا اور مغرب کے ممالک طالبان اور داعش کے دہشت گردوں کو چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی اپنا سارا نزلہ مسلم ممالک پر گرادیں گے ؟؟ مسلم اُمہ کے خلاف سازشی جال پھیلا کر اُمتِ مسلمہ کی ترقی و خوشحالی پر پابندی لگا کر زمین تنگ کردیں گیں؟؟ دیکھتے ہیں کہ آگے کیا کچھ ہوتا ہے ؟؟ اور کون کس کے خلاف کیا کرتا ہے ؟؟؟۔

بہرحال، جب 13 نومبر 2015 کو پیرس میں دہشت گردوں کے ہونے والے حملے میں لگ بھگ 130 افراد کی ہلاکت ہوئی تھی اِس واقع کے بعد دہشت گردی کے خطرات بدستور

برقرار تھے۔ اگرچہ یورپی دنیا میں سیکورٹی کے فول پروف اقدامات ضرور کئے گئے تھے مگر پھر بھی 22 مارچ 2016 بروز منگل بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں مختلف اور اہم ترین مقامات جن میں نیٹو اور یورپی یونین کے ہیڈکوارٹرز کے قریب واقع میٹرو اسٹیشن اور ائیرپورٹ شامل ہیں یہاں پر دہشت گرد حملوں اور بم دھماکوں کے نتیجے میں کم از کم 40 افراد ہلاک اور 225 کے قریب افراد زخمی ہوئے۔ جس کے بعد برسلز میں ہنوز خوف وہراس کی فضا برقرار ہے اور فوج طلب کرلی گئی ہے، ائیرپورٹ اور تمام میٹرو اسٹیشن سمیت ٹرانسپورٹ بند اور پروازیں پوری طرح سے معطل ہیں اور ہر قسم کے معاملات زندگی مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں اگرچہ بلجیم کے دارالحکومت میں برپا ہونے والی اِس قیامتِ صغریٰ کی ذمہ داری شدت پسند تنظیم داعش نے قبول کرلی ہے تو اَب اِس پر امریکا اور لندن کو داعش کے خلاف ہی قدم اُٹھانا لازمی ہوگیا ہے جس کے لئے ساری دنیا بشمول مسلم ممالک بھی یورپی دنیا کا ساتھ دیں گے مگر اِس کے باوجود بھی یورپی ممالک نے ساری اُمتِ مسلمہ کو ہی قصوروار گردانا اور دہشت گردوں کو چھوڑ کر عالمِ اسلام کے خلاف کوئی ایسے ویسے اقدامات کئے تو پھر عالمِ اسلام کے لئے یورپی دنیا کا یہ عمل کسی بھی صورت قابلِ قبول نہیں ہوگا اِس کی اُمتِ مسلمہ ہر طرح سے پُرزور مذمت کرے گی۔

یہ لمحہ فکریہ ہے، کہیں سانحہ لاہور گلشن اقبال پارک ''را'' کے ایجنٹ کی پکڑ کا بدلہ تو نہیں....؟

بیشک، اتوار 27 مارچ 2016 کی شام پونے سات بجے ماڈل ٹاون لاہور کے گلشن اقبال پارک میں پیش آئے دہشت گردی کا المناک واقعہ ایک قومی سانحہ ہے، جِسے مُلکی تاریخ کا بدترین دن قرار دیا جارہاہے ،اَب تک کی اطلاعات کے مطابق جس میں 72 افراد کی ہلاکتیں ہوئی ہیں اور 300 کے لگ بھگ افراد زخمی ہوئے ہیں گلشن اقبال پارک قیامتِ صغریٰ کا منظر پیش کررہاتھا، امدادی اداروں کی آمد سے قبل عوام اپنی مددآپ کے تحت متاثرین کو قریبی اسپتالوں میں پہنچاتے رہے، لاہورکے اسپتالوں میں ایمرجنسی لگادی گئی عوام سے خون کے عطیات کی اپیلیں کی جاتی رہیں، رات گئے تک اسپتالوں میں خون کا عطیہ دینے والوں کی لمبی لمبی لائین لگی رہیں آج اِس واقعہ پر ساری پاکستانی قوم آبدیدہ ہے اور شدید غم وغصے میں مبتلاہے ، جبکہ اِس موقع پر اسلام آباد میں موجود وزیراعظم نوازشریف نے لاہور دھماکے پر اپنارِدِ عمل ظاہر کرتے ہوئے اپنے ایک مذمتی بیان میں کہاہے کہ '' سانحہ لاہورپر دل خون کے آنسورورہاہے، '' اِن کا کہناتھاکہ '' دہشت گرد اپنا انجام دیکھ کر بزدلانہ کارروائیاں کررہے ہیں، میرے بچے ، بچیوں، اور بہن ، بھائیوں کو نشانہ بنایاگیاہے، دہشت گردوں کو ہر حال میں کیفرِ کردار تک پہنچایاجائے گا'' جبکہ وزیراعظم نوازشریف نے سانحہ لاہور کے بعد لندن کا دورہ منسوخ کردیاہے ، سانحہ کے

اگلے روز وزیر اعظم نواز شریف نے لاہور پہنچ کر اسپتالوں میں زخمیوں کی عیادت کی اور متاثرین سے واقعہ سے متعلق معلومات حاصل کیں۔

آج جب یہ کالم پڑھا جارہا ہو گا تب تک وزیر اعظم نواز شریف دہشت گردی کے شکار ہلاک اور زخمی ہونے والے افراد کے اہلخانہ سے ملاقاتیں کر رہے ہوں گے اور ہمیشہ کی طرح اِس مرتبہ بھی مُلک میں تین ، دو اور ایک روزہ یوم سوگ منانے کا اعلان کریں گے اور دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے ارادے سے بلائے گئے ہنگامی اجلاسوں میں آئندہ کا لائحہ عمل بھی مرتب کرا رہے ہوں گے اور اِس سانحہ کی صاف وشفاف تحقیقات کرانے اور دہشت گردوں کو قانون کی گرفت میں لانے جیسے احکامات بھی کر رہے ہوں گے اور ایسے بہت سے سخت ترین اقدامات کو یقینی بنانے کے لئے فورسز کو ہدایات جاری کررہے ہوں گے ؟؟ مگر اِس کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم نواز شریف کو یہ بھی ضرور سوچنا اور تدبر کرنا ہو گا کہ جب مُلک میں ہر طرح کی دہشت گردی اور دہشت گردوں کا سر کچلنے کے لئے آپریشن ضربِ عضب بھی جاری ہے تو پھر یہ بم دھماکے کیوں اور کس طرح کئے جارہے ہیں ؟؟ جو حکومت اور سیکیورٹی اداروں کے لئے بھی ایک بڑا چیلنج ہے اَب اِس وزیر اعظم انتہائی میں یہ بھی ضرور اپنے ضمیر سے سوال کریں کہ کہیں اِن کی جانب سے کسی مصالحت پسندی اور مفاہمت کی وجہ سے کوئی نرم گوشہ تو کسی معاملے میں حائل نہیں ہو رہا ہے ؟؟ جس کا فائدہ دہشت گردوں کو پہنچ رہا ہے اور آج جو آپریشن ضربِ عضب

بظاہر پُرجوش اور گرم نظر آرہا ہے اِس پر مصالحت اور مفاہمت کی ٹھنڈک کا ایک چھوٹا قطرہ ہی اپنا کام دکھا رہا ہو اور گرما گرم جاری آپریشن ضربِ عضب کو ٹھنڈا کر رہا ہو؟ بہر حال، پھر جب بھی وزیر اعظم کے ہنگامی اجلاسوں کا سلسلہ ختم ہو گا تو وزیر اعظم دو روزہ دورے پر امریکا روانہ ہو جائیں گے۔

اگرچہ، اطلاعات ہیں کہ ''پنجاب میں حملوں کی اطلاعات موجود تھیں'' ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اطلاعات تھیں تو پنجاب حکومت نے اِس کے تدارک کے لئے سخت اقدامات کیوں نہ کئے؟؟ اور یہ دہشت گردی کا المناک سانحہ کیوں رونما ہوا؟؟ برائے کرم وزیر اعظم نواز شریف اِس کی بھی تحقیقات کرائیں کہ کس سے کہاں غلطی ہوئی ہے؟؟ اور کس کی کہاں لاپرواہی کی وجہ سے سانحہ گلشن اقبال پارک رونما ہوا ہے؟؟ اور غلطی اور لاپرواہی کے مرتکب پنجاب حکومت کے ذمہ داران کا بھی سخت احتساب یقینی بنائیں تو حقائق سامنے آئیں گے اور قوم کا حکومت پر اعتماد بحال ہو گا۔

آج جہاں وزیر اعظم نواز شریف نے سانحہ لاہور کی مذمت کی ہے تو وہیں ہمارے حقیقی محب وطن آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے بھی سانحہ لاہور کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے برملا اِس کا اظہار کیا ہے کہ '' بھائیوں، بہنوں اور بچوں کے قاتلوں کو کٹہرے میں لائیں گے، واقعہ میں ملوث دہشت گردوں اور اِن کے سہولت کاروں

کو جلد پکڑا جائے گا''ہمیں اُمید ہے کہ جنرل راحیل شریف ہمیشہ کی طرح ایسا ہی کریں گے جیسا کہ وہ کہتے اور کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تا کہ دہشت گردوں سے مُلک کو پاک کیا جائے اور دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے تاہم سانحہ لاہور کے المناک واقعہ پر مُلکی سیاسی ،مذہبی اور سماجی تنظیموں سمیت دنیا بھر سے بھی مذمتی بیانات کا سلسلہ جاری ہے حتی کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی جانب سے بھی مذمتی بیان آیا ہے جو کہ خود ایک سوالیہ نشان ہے؟؟۔

جبکہ اَب تک کی تحقیقات کی روشنی میں کہا یہ جارہا ہے کہ یہ خود کش بم دھماکہ تھا مبینہ خود کش حملہ آور کی شناخت محمد یوسف کے نام سے ہو گئی ہے ،جس کا تعلق مظفر گڑھ سے تھا اور وہ گزشتہ 8 سالوں سے لاہور کے مقامی مدرسے میں رہائش پذیر تھا یہیں سے پڑھا اور لاہور کے مدرسے میں بچوں کو پڑھاتا تھا اگرچہ ابھی اِس حوالے سے تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے آنے والے وقتوں میں مزید انکشافات ہو سکتے ہیں مبینہ دہشت گرد نے بم دھماکہ کرکے پارک میں ہنستے کھیلتے خوشیاں مناتے معصوم بچوں اور خواتین سمیت کئی قیمتی اِنسانی جانوں جن میں ہر عمر کے مرد اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی شامل ہیں اِن نہتے معصوم اِنسانوں کو خون میں نہلا دیا اور اِن کی زندگیوں کے چراغ گل کر دیئے اور اِنہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبر کی آغوش میں سکون کی ابدی نیند سُلا دیا مگر شیطان کا چیلا ناپاک دہشت گرد اغیار کی سازش کا نوالہ بن کر خود بھی تو واصل

جہنم ہوگیا ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ یہاں دہشت گرد نے دنیاوی آگ سے 72 معصوم بچوں اور خواتین اور مردوں کو ہلاک اور 300 افراد کو زخمی کردیااور مگراِسی آگ سے خود بھی مرگیا ہے، دہشت گرد میرے دیس کے بے گناہ معصوم اِنسانوں کو مار کر ٹراچلا تھااِس طرح جنت خریدنے.... خداکی قسم میرا رب جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ ایسے کم بختوں کو کبھی جنت توکیاجنت کی ہوا بھی جہنمیوں کو چھونے نہیں دے گا، آج یہ میراایمان اوریقین ہے کہ سانحہ لاہور گلشن اقبال پارک میں دہشت گردی کا مرتکب شخص اپنی اِس ناپاک حرکت پر اَب تاقیامت دوزخ کی اُس آگ میں جلتارہے گا جو اِس دنیاوی آگ سے کئی لاکھ گنازیادہ سخت اور نہ کبھی ٹھنڈی اور نہ ختم ہونے والی آگ ہے

۔

یہاں ایک قوی خیال یہ بھی کیاجارہا ہے کہ سانحہ لاہور گلشن اقبال پارک میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعے کے پیچھے بھارت ملوث ہے اَب جس نے یہ بم دھماکہ کرواکراپنے راکے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کی گرفتاری کا بدلہ لے لیا ہے اور ساتھ ہی ہمیں یہ بھی بتادیاہے کہ ہماری راکے ایجنٹ صرف بلوچستان ہی میں نہیں ہیں بلکہ سارے پاکستان میں موجود ہیں، تم نے توبس ہماراایک حاضر سروس کمانڈر کل بھوشن یادیو کو پکڑلیاہے تواِس سے کیا ہوتاہے، ہماری راکے

اِس جیسے بے شمار کل بھوشن یادیو ہم نے تمہارے مُلک پاکستان میں پھیلا رکھے ہیں جو ہمارے ایک اشارے پر جب اور جہاں جس طرح سے چاہیں بم دھماکے کرکے تباہی اور زمین پر اِنسانوں کا خون بہا سکتے ہیں۔

یہ لمحہ فکریہ ہے، ہمارے اِن سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے جن کے دِلوں میں ابھی تک اپنے دوست نمادہشت گرد پڑوسیوں کے نرم گوشہ ہے را کے ایجنٹ کی رنگے ہاتھوں گرفتاری کے بعد ہوناتو یہ چاہئے کہ اَب ہمارے سول حکمران اور سیاستدان جن کے ہاتھ میں حکومتی باگ دوڑ ہے وہ کم ازکم موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں اپنے ذاتی اور کاروباری فوائد سے ذراہٹ کر خالصتاًمُلکی اور قومی مفادات کے خاطر بھی اتناتو ضرور سوچیں کہ اِنہیں اپنے دوست نمادہشت گرد پڑوسیوں (بالخصوص بھارت اور افغانستان اور بالعموم ایران) سے کس طرح اور کس انداز میں کس زبان اور لہجے کے ساتھ بات کرنی ہے کہ اُن کی سمجھ میں اِن کی بات آسانی سے آجائے اور اَب وہ دوبارہ پاکستان میں دہشت گردی کرانے اور دہشت گردوں کی معاونت کرنے سے باز رہیں تو بہت بہتر ہے ورنہ تو اگر اَب پھر کچھ ایسا ہواتو پاکستان اپنے اِدھر اُدھر کے پڑوسیوں سے ہر مروت کو بالائے طاق رکھ کر جنگی بنیادوں پر سخت ترین اقدامات کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

68 سال سے پاکستان عدم استحکام کا شکار، بھارتی خفیہ ہاتھ ''را'' بے نقاب

آج پاکستانی حساس ادارے کی آٹھ ماہ سے جاری دن رات کی انتھک محنت مشقت کے بعد بلوچستان سے بھارتی خفیہ ایجنسی '' را'' کے حاضر سروس نیول کمانڈر '' کل بھوشن یادیو''المعروف ''سلیم عمران'' اور''حُسین مبارک پٹیل ''(واضح رہے کہ یہ تینوں نام ایک ہی آدمی کے ہیں جس) کی گرفتاری پاکستان اور پاکستان کے حساس ادارے کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے کل بھوشن یادیو کے پاس سے پاکستان سے متعلق خفیہ دستاویزات، اہم مقامات کے نقشے اور بلوچستان کی فرقہ وارانہ تنظیموں اور علیحدگی پسند لیڈروں سے رابطے کی تفصیلات سمیت افغانستان کی موبائل سمیں بھی برآمد ہوئیں ہیں جس سے پاکستان میں دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے والے بھارت کا پاکستان دُشمن کا اصل چہرہ بے نقاب ہوگیاہے اور آج دنیا کو یہ بھی لگ پتاگیاہے کہ بھارت اپنی خفیہ ایجنسی را سے پاکستانی علاقوں میں دہشت گردی کے لئے پھیلائے گئے نیٹ ورک کے ذریعے اور ایجنڈوں سے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کو کس طرح کنڑول کر رہاہے۔

اَب اِس سارے منظراور پس منظر میں بھارتی ایجنسی راکے ایجنڈکی گرفتاری کے بعد رہ ہی کیا جاتاہے کہ ہم بھارت جیسے اپنے ازلی دُشمن سے بھی دوستی کا

ہاتھ بڑھائیں؟؟ اور اسے اپنا پڑوسی جانیں، کیا پڑوسی ایسے ہوتے ہیں؟؟ جو اپنے پڑوسی کو نقصان پہنچانے کی سازشیں کریں، اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کرے کہ میں ہی اپنے پڑوسی کا ہمدرد اور اِس کا اچھا دوست بھی ہوں۔

جبکہ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ آئی ایس پی آر کے مطابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے پاکستان کے دوروزہ روے پر آئے ایرانی صدر حسن روحانی سے دوسرے روز اپنی اہم ترین ملاقات کی جس کے دوران جنرل راحیل شریف نے پاک ایران تعلقات اور علاقائی سلامتی، بارڈر سیکیورٹی کی صورتحال پر بھی تبادلہ خیال کیا آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے ایرانی صدر حسن روحانی سے دوران ملاقات اِنہیں بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کی پاکستان خصوصاً بلوچستان میں مداخلت سے آگاکیا''اور بتایا کہ ایران اپنے علاقے سے پاکستان مخالف بھارتی سرگرمیاں روکے ،اُنہوں نے ایرانی صدر کو باور کرایا کہ را پاکستان میں مداخلت کے لئے ایرانی سرزمین بھی استعمال کرتی ہے جس کے جواب میں ایرانی صدر حسن روحانی نے پاک فوج کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں،، ضرب عضب میں کامیابیوں کو سراہا اور کہاکہ ایران پاکستان کے قریب آنے لگتا ہے تو افواہیں پھیلنا شروع ہوجاتی ہیں''۔اَب دیکھیں ہمارے آرمی چیف کے تحفظات پر ایران کتنا سنجیدہ ہوتا ہے اور اپنی سرزمین کو بھارت کے استعمال سے روکنے کے لئے کتنے سنجیدہ اقدامات کرتا ہے یہ تو آنے والے وقتوں میں سب کچھ سامنے آجائے

گا مگر پاکستان نے تو ایران سے اپنا احتجاج ریکارڈ کرادیا ہے۔
تاہم بلوچستان میں راکے ایجنڈ کی گرفتاری کی خبر پاکستان اور بھارت سمیت ساری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی ہے، مگر پاک بھارت دونوں جانب کی اپنے ذاتی اور کاروباری مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتی دوممالک کی سول حکومتی دوستانہ کردار میں ایسے مصروف ہیں کہ اِس معاملے پر دونوں ہی جانب سے چپ کا روزہ رکھ کر خاموشی کا ایک نہ ٹوٹنے والا سلسلہ چلادیا گیاہے، جس پر بالخصوص پاکستانی عوام تذبذب کا شکار ہے جبکہ اُدھر بھارت میں بھی بھارتی حکمرانوں اور بھارتی میڈیا کی بلا کی خوشی پر بھارتی عوام اپنے حکمرانوں اور میڈیا پر خراج تحسین پیش کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ راکے ایجنڈ کل بھوشن یادیو کی پاکستان سے گرفتاری کے معاملے پر نہ تو میڈیا کوئی تبصرہ کرے اور نہ ہی حکمران اِدھر اُدھر کی چہ میگوئیاں کریں دونوں اِس معاملے میں اجتناب برتیں اور کوشش کریں کہ یہ معاملہ پاکستان کی جانب سے زیادہ اچھلنے سے بچے اور بھارتی حکمران کل بھوشن یادیو کے معاملے پر خود کو کنی کٹا کر نکلنے کا سامان کریں۔
تھو تھو، تھو،آج بھارتی خفیہ ایجنسی'' را'' کا کارندہ پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں علیحدگی پسندوں اور فرقہ وارانہ تنظیموں کی مالی معاونت کرکے

فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکانے اور دہشت گردی کرانے سمیت دیگر گھناؤنی کارروائیوں کا نیٹ ورک چلاتا ہوا پکڑا گیا ہے۔ جس کا اصل ہندوستانی نام ''کل بھوشن یادیو'' اور باپ کا نام ''سدھیر یادیو ہے جس نے ایرانی شہر چاہ بہار سے پاکستان میں داخلے کے لئے اپنا مُسلم نام ''حُسین مبارک پٹیل'' رکھا اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے جسمانی طور پر بھی وہ تمام تبدیلیاں کرائیں جس سے یہ پکا اور مکمل مسلمان لگے یعنی کہ کل بھوشن یادیو کی پیشانی پر نماز کا بڑا حقیقی نشان ہے اور یہ خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے ختنہ بھی کروا چکا ہے یہ قرآن بھی پڑھتا ہے اور قرآنی آیات کو ترجمے کے ساتھ پڑھتا اور سمجھتا بھی ہے۔ اَب تک کی آنے والی خبروں اور تفصیلات کے مطابق را کا ایجنٹ کل بھوشن یادیو المعروف حُسین مبارک پٹیل''کٹر ہندوستانی ہے، اِس را کے Zایجنٹ کا انڈین نیوی نمبر 41558 ہے اور یہ ایرانی شہر شاہ بہار میں متعین رہا جہاں اِس نے ایک ایرانی مشہور و معروف بازار میں سونے کی بڑی دُکان کھولی یہ اکثر ایرانی سرحد کے راستے بلوچستان آیا جایا کرتا تھا پھر بعد میں ہی بلوچستان مکمل سکونت اختیار کرلی اور یہیں سے اِس نے اپنا جاسوسی نیٹ ورک چلایا جبکہ ایرانی شہر شاہ بہار میں قیام کے دوران کل بھوشن یادیو نے حُسین مبارک پٹیل کے نام سے جعلی پاسپورٹ بنوایا تھا جس کا نمبر L 9630722 ہے۔

اگرچہ پاکستان نے بھارتی را کے ایجنڈ کل بھوشن یادیو کی بلوچستان اور کراچی میں جاسوسی اور دہشت گردی کے نیٹ ورک چلانے اور دیگر گھناؤنی سرگرمیوں پر بھارت سے شدید احتجاج کیا تو بھارت نے اپنے را کے فعل ترین اور جاسوسی میں مہارتِ خاص کے حامل ایجنڈ کل بھوشن یادیو المعروف حُسین مُبارک پٹیل کو اپنا شہری تو تسلیم کرلیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ گرفتار شخص نے بھارتی بحریہ سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی، گویا کہ آج بھارتی حکمران اور حکام اپنے متحرک اور فعل ترین کارندے کو بچانے کے لئے پاکستان کو چکمہ دینے کے لئے بہانے بازی کے راستے تلاش کررہے ہیں جبکہ بھارتی حکام نے پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کردیا ہے کہ ''قونصلر رسائی دی جائے'' بھارت کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جانا یقینی طور پر اِس بات کا پکا ثبوت ہے کہ بھارت یہ بھی تسلیم کرچکا ہے کہ کل بھوشن یادیو اِس کا اپنا چھوڑا ہوا را کا ایجنڈ ہے جو پاکستان میں جاسوسی کا فعال نیٹ ورک چلا کر بھارت کے لئے اپنی سونپی ہوئی ذمہ داریاں نبھا رہا تھا۔اَب جبکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا ہے ایسے میں کیا کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ بھارت سے اچھے تعلقات استوار کئے جائیں۔

کیا ابھی پاکستان کو دہشت گردی کا شکار بنا کر اِسے عدم استحکام کا شکار کرنے والے کل بھوشن یادیو کے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پر کسی کو شک ہے کہ

بھارت پاکستان کا ہمدرد اور اچھا دوست ہے ؟؟کیا ابھی ہمارے بزنس مائنڈ وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کے اراکین سرزمین پاکستان کو بھارتی خفیہ ایجنسی '' را'' کے ایجنڈوں سے عدم استحکام کا شکار بنانے والے بھارت سے تمام مُلکی مفادات اور استحکام کو بالائے طاق رکھ کر اپنی جگری دوستی نبھائیں گے ؟؟کیا ہمارے حکمران ابھی بھارت سے اپنے ذاتی اور سیاسی تعلقات 25 دسمبر 2015 کی طرح استوار رکھیں گے ؟؟ کیا کل بھوشن یادیو کی گرفتاری کو پانچ روز گزر جانے کے بعد بھی وزیر اعظم پاکستان سمیت حکومتی اراکین آئندہ بھی اِسی طرح سے بھارت کی پاکستان دُشمنی پر مبنی اِس ناپاک حرکت پر لب کشائی نہ کرنے کا روزہ برقرار رکھیں گے ؟؟ یا ہمارے حکمران بشمول وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف جن کا بھارت پر اپنے ذاتی اور تجارتی مفادات کے حصول کے خاطر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی اعتماد اور اعتبار رکھتے ہیں وہ موجودہ بھارتی وزیر اعظم اور اپنے جگری دوست نریندر مودی سے بلوچستان سے بھارتی خفیہ ایجنسی '' را'' کے حاضر سروس نیول کمانڈر '' کل بھوشن یادیو'' کے پکڑے جانے پر اُس طرح احتجاج کریں گے ؟؟ جس طرح بھارت نے سانحہ ممبئی کے ماسٹر مائنڈ اجمل قصاب کی گرفتاری کا ڈھنڈورا ساری دنیا میں پیٹا تھا؟؟اور آج بھی بھارت جس طرح سانحہ پٹھان کوٹ پر چیل کی طرح چلا چلا کر پاکستان کا جینا حرام کر رہا ہے اور ساری دنیا کو سر پر اُٹھا رہا ہے اور پاکستان کے خلاف عالمی فورم پر بھارت میں دہشت گردی کرنے سے متعلق پروپیگنڈا کرکے پاکستان کو

بدنام کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دے رہا ہے؟؟ کیا اِس طرح ہمارے وزیرا عظم اور اِن کے حکومتی اراکین اور وزراء میں اتنی ہمت ہے کہ وہ بھی بھارتی ایجنسی ''را'' کے ایجنڈ کو پکڑے جانے پر عالمی سطح پر چاک گریبان کریں گے؟؟ اور بھارت سے زیادہ نہیں تو کم از کم بھارت کی ہی طرح چیخ چلا کر دنیا کو یہ باور کرادیں کہ بھارت اپنے '' را'' کے ایجنڈوں سے پاکستان میں دہشت گردی کرواتا ہے، تاکہ پاکستان عدم استحکام کا شکار رہے، اور اِس کی ترقی اور خوشحالی نہ ہوپائے۔

آج نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ساری دنیا کو بھی یہ بات پورے یقین اور وثوق کے ساتھ ماننی ہوگی کہ قیامِ پاکستان سے لے کر آج 68 کا ایک بڑا عرصہ گزرجانے کے بعد بھی پاکستان کو بھارت ہی نے عدم استحکام کا شکار بنائے رکھا ہے، اور ہر پل اور ہر آن بھارت نے اپنے ایجنڈوں اور دہشت گردوں اور اپنی بدنامِ زمانہ خفیہ ایجنسی '' را'' دیگر ایجنسیوں کے کارندوں کے ذریعے پاکستان میں دہشت گردوں کا نیٹ ورک متحرک کیا اور اِن دہشت گردوں کی فنڈنگ اور اِنہیں ہتھیاروں سے لیس کرکے پاکستان میں دہشت گردی کروانے کا ذمہ دار صرف بھارت ہی ہے، جس نے پاکستان کے وجود کو اول دن سے ہی تسلیم نہیں کیا ہے اور یہی وہ خلش ہے ، جس کی بنیاد پر بھارت پاکستان میں دہشت گردی کرواکر پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کر رہا ہے۔

بھارتیوں راکا ایجنٹ تمہارا بندر ہمارے پاس ہے ”اَب بھارتیوں کرو اِنکار ؟“

منگل 29 مارچ 2016 کی شام وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید اور پاک فوج کے ترجمان ڈی جی آئی ایس پی آر لیفٹیننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ کی بلوچستان سے راکے ایجنٹ کی گرفتاری پر اپنی نوعیت کی انتہائی اہم ترین مشترکہ پریس کانفرنس منعقد کی گئی آج جِسے پاکستانی سیاسی مبصرین اور تجزیہ کارپاک بھارت تعلقات اورمذاکرات کو جاری رکھنے یانہ رکھنے سمیت خطے میں مبہم بھارتی کرادار سمیت دیگرحوالوں سے بھی خاصی اہمیت کی حامل پریس کانفرنس قرار دے رہے ہیں جن کے خیال میں اَب پاکستان کی سِول اور ملٹری قیادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ خطے کی صورت حال سمیت عالمی سطح پر بھارتی کردارکے حوالے سے بھی بہت سے اہم فیصلے کرنے ہوں گے اور پاکستان سمیت خطے کے مسائل کو حل کرنے کے بجائے اپنی خفیہ ایجنسی راکے ذریعے مسائل کو دیدہ دانسہ اُجھانے والے بھارتی قول و فعل کو بھی دنیابھر میں ہر فورمزپر بے نقاب کرنا ہوگا۔

جبکہ یہاں یہ امر ضرور قابلِ ذکر ہے کہ اِس پریس کانفرنس میں پاک فوج نے گرفتاربھارتی خفیہ ایجنسی ”را“ کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کااعترافی وڈیو بیان میڈیااور ساری دنیاکے سامنے پیش کرکے بھارت کی پاکستان میں کھلم کھلا

مداخلت اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے لئے اپنی خفیہ ایجنسی ''را'' کے استعمال کے واضح ثبوتوں سے پردہ چاک کردیاہے۔

اَب اِس میں شک نہیں کہ بھارت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے اپنی خفیہ ایجنسی را اوراِس جیسی دیگر ایجنسیوں کو استعمال کرتارہاہے اور کرتاہے،اوراِس کے ساتھ ہی اِس میں بھی کسی قسم کی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ اَب نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھی بھارتی خفیہ ایجنسی راکے پاکستان میں کردارکے حوالے سے یہ یقین کرلے کہ آج تک بلوچستان اور کراچی سمیت پاکستان کے جن شہروں اور علاقوں میں جس قسم کی بھی دہشت گردی ہوئی اِن سب کے درپردہ بھارت اپنی خفیہ ایجنسی رااوراِس جیسی دیگر ایجنسیوں کے ایجنٹوں کو استعمال کرنے کے حوالوں سے کسی نہ کسی صورت میں ضرور ملوث رہاہے۔

تاہم اِس پریس کانفرنس میں پکڑے جانے والے راکے ایجنٹ کل بھوشن یادیوکے اِس اعترافی بیان کے بعدکہ ''اَب بھی وہ بحریہ کا حاضر سروس افسر ہے، گوادار اور کراچی را کے اہم ٹارگٹ ہیں، یہ دہشت گردوں کو فنڈنگ اور ہتھیار پہنچاتارہاہے ،اِنسانی اسمگلنگ سمیت گوادر ہوٹل میں بھی دھماکے کا ذمہ دار ہے ، اور کراچی میں مہران بیس اور چوہدری اسلم پر حملوں میں بھی معاونت

کرکے ملوث ہونے کا اعتراف کیا ہے ،اور اِن باتوں کے علاوہ جس نے یہ بھی اعتراف اور انکشاف کیا ہے کہ بھارت پاکستان کا راہداری منصوبہ ہر حال میں سبوتاژ کرنا چاہتا ہے'' پاکستان میں پکڑے جانے والے را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کے پاکستان دشمنی میں ڈوبے اِس نوعیت کے اعترافی بیان کے بعد پاکستان میں بھارتی خفیہ ایجنسی را کی مداخلت اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے حوالوں سے پاکستانی سول اورملٹری قیادت کو سوچنا چاہئے کہ اَب یہ بھارت کے ساتھ کن بنیادوں پر کیسے اور کس قسم کے تعلقات رکھنے کے خواہشمند ہیں؟؟ کیونکہ اَب تو پکڑے جانے والے را کے ایجنٹ کے اعترافی بیان کے بعد تو یہ بات لازمی ہوجاتی ہے کہ آئندہ پاک بھارت تعلقات اور مذاکرات کو جاری رکھنے اور نہ رکھنے اور خطے میں بھارتی کردار سمیت دیگر حوالوں سے بھی بھارت کا خطے میں سیاہ اور منفی اور گھناؤنا چہرہ کس طرح سامنے لایاجائے اور بھارت کے اُس باطنی چہرے کو دنیاکے میں عیاں کیاجائے جسے بھارت نے ابھی تک مخفی رکھا ہواہے اَب جب تک پاکستان ایسا نہیں کرے گاتب تک دنیا میں مکروہ بھارتی کردار بے نقاب نہیں ہوگااور دنیا کو بھارتی حقیقت کا علم نہیں ہوگا، چونکہ اَب تک بھارت نے بہت سے معاملے پر چیل کی طرح چھوٹاسا انڈادے کر چیخ اور چلاکر پاکستان کو بدنام کیا ہے مگر آج قسمت سے پاکستان کے ہاتھ حقیقی معنوں میں بھارتی خفیہ ایجنسی راکا ایجنٹ ہاتھ لگ گیاہے تو پاکستان بھی ایسا ہی کرے جیساکہ بھارت آج تک پاکستان کو دنیاکے ہر فورم پر اپنے مفادات کے حصول

کے خاطر پاکستان پر جھوٹا الزام لگا کر اپنے منفی پروپیگنڈوں سے بدنام کرتا آیا ہے۔
اَب اِس ساری صورتِ حال میں سرحد کے اِس پار اور اُس پار کی سِول اور ملٹری قیادت کو فیصلے کرنے ہوں گے کہ آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں کس طرح ایک دوسرے کے اعتماد کو بحال کیا جائے؟؟ تاکہ آئندہ دونوں ممالک کے درمیان اور خطے میں کسی قسم کا کوئی ایسا تناؤ نہ پیدا ہو اور دونوں ممالک اپنی سرحدوں کی حفاظت اور خطے کو امن و سکون کا دائمی گہوارہ بنانے کے لئے شک و شبہات سے پاک ہو کر اپنا اپنا کردار ادا کر سکیں۔
آج بھارتی بحریہ کے حاضر افسر اور را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو المعروف ’’سلیم عمران حُسین مبارک پٹیل کے اعترافی بیان کے بعد کیا اَب بھی بھارتی سِول حکمران ‘‘ ’’ عسکری قیادت اور بھارتی میڈیا سمیت ہندوستانی عوام اِس سے انکار کریں گے کہ کل، ’’ "Your monkey is with us" بھوشن یادیو بھارتی نہیں ہے اور تمہارا بندر ہمارے پاس ہے‘‘۔ جی ہاں بھارتیوں تمہارا وہی بندر کو بلوچستان میں رہ کر اُچھل کود کرکے گوادر اور کراچی کو علیحدہ کرنے کے لئے چھلانگیں مارا کرتا تھا آج بھارتیوں تمہارا چھوڑا گیا یہی بندر ا اور اِس جیسے بہت سے بندر ہماری پاک فوج کے بہادر وں نے پکڑلے ہیں اور اَب

میں کوئی شک نہیں کہ بھارتیوں ہماری پاک فوج اور پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں تمہارے ایسے سارے بندروں اور بندروں کی طرح دوسرے اچھل کود کرنے والے جانوروں کے ناموں سے پاکستان میں انارگی اور دہشت گردی پھیلانے کے لئے داخل ہونے والے سارے رااور دیگرایجنٹوں کو پکڑ کریں گے اور اِنہیں کیفرِ کردار تک پہنچائیں گے۔اور اَب پاکستانی سِول اور ملٹری قیادت سمیت پاکستان میڈیااور عوام دنیاکے ہر فورم پر بھارتی سول حکمرانوں اور سیاستدانوں اور میڈیااور عوام کا ناپاک اور مکروہ فعل منہ پہ رام رام بغل میں چھری والا چھپنالوں والا گھناؤنا کردار بھی بے نقاب کریں گے اور دنیا کو بھارت کی حقیقت سے آشکار کریں گے کہ بھارت اصل میں پاکستان سمیت خطے اور دنیاکے امن اور اسلامتی کا اصل دُشمن ہے، اِس کی کسی بھی بات پر کبھی بھی یقین نہ کیاجائے اور نہ ہی بھارت پر کبھی ترس کھاکراِس کی مدد کی جائے۔ (ختم شُد)

را ایجنٹ گرفتار، پاک ایران تعلقات، ایران کی ناراضگی

یہ شاید ہم پاکستانیوں کی خصلت میں شامل ہے کہ ہمارے اندر آپس کے سیاسی ومذہبی اور ذاتی اور کاروباری اعتبار سے لاکھ اختلافات اور دھڑے بندیاں ہوں مگر ہمیں اِس حقیقت سے بھی قطعاً انکار نہیں کرنا چاہئے کہ جب بھی دُشمنانِ مُلک وملت کی طرف سے مُلکی سالمیت اور سلامتی کو خطرے سے دوچار کیا گیاہے مُلکِ پاکستان کا ہر فرد اپنے ذاتی وسیاسی اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر مُلک اور قوم کی بقاء وسالمیت اور سرحدوں کے استحکام کے لئے ہمیشہ متحد اور منظم ہوگیاہے اور ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوا ہے جس سے ہمیشہ دُشمن کے ناپاک عزائم پست ہوئے ہیں اور دُشمن خاک چاٹنے پر مجبور ہوگیاہے۔

آج اِس میں بھی شک نہیں کہ پاکستانی فوج اور اداروں نے جس کمالِ مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، بلوچستان سے پاکستان مخالف سرگرمیوں میں ملوث بھارتی بحریہ کا حاضر سروس کمانڈر اور خفیہ ایجنسی را کا ایجنٹ کل بھوشن یادیو/حُسین مبارک پٹیل المعروف سلیم عمران (بھارتی بندر) کو گرفتار کیا ہے اور جس کے دیئے گئے وڈیو اعترافی بیان سے یہ واضح ہوگیاہے کہ یہ جدید سائنسی آلات اور بھارتی ہتھیاروں لیس محض جاسوس ہی نہیں بلکہ ایک دہشت گرد بھی ہے آج جسے

آٹھ ماہ کی مسلسل نگرانی کرنے کے بعد پاکستان مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر پاک فوج اور خفیہ اداروں نے اِس کے دیگر ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا ہے پاک فوج اور پاکستان کے خفیہ اداروں کی اِس فقید المثال کامیابی سے عوام الناس میں پاک فوج اور اداروں کا وقار اور اعتماد بڑھ گیا ہے جس پر پاکستانی قوم کو اپنی فوج اور اداروں سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں کہ ہماری فوج اور ادارے ایرانی علاقے چاہ بہار بندر سے پاکستان میں داخل ہونے کے بعد روپوش ہونے والے بہت سے بھارتی خفیہ ایجنسی راکے ایجنٹوں کا کھوج لگا کر گرفتار کرنے کے عمل میں مزید تیزی لائیں گے اور اُمید ہے کہ پاک فوج اور پاکستان کے سوراخ راساں ادارے چابکدستی اور مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مُلک دُشمنوں اور بھارتی خفیہ ایجنسی راکے کارندوں کو گرفتار کرکے دنیا کے سامنے لائیں گے اور بھارت کے پاکستان میں جاری جاسوسی کے نیٹ ورک کو بے نقاب کریں گے، ایسا کرنے کے لئے پاکستانی حکمران ، سیاستدان ، عسکری قیادت اور میڈیا اور عوام ایک پیج پر ہیں اَب سب ہی کی یہ کوشش ہے کہ بھارتی جاسوس کل بھوشن یادیو کی کسی بھی صورت قونصلر تک رسائی نہ دی جائے اور اِس کے نیٹ ورک پاکستان میں دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فسادات کرانے سے متعلق کی جانے والی تمام تحقیقات اور شواہد کا معاملہ عالمی سطح پر اُٹھایا جائے تاہم پاکستانی دفتر خارجہ نے پہلے ہی بھارتی جاسوس کل بھوشن یادیو کی گرفتاری سے متعلق سلامتی کونسل کے پانچ مستقل رُکن ملکوں اور یورپی یونین کے سفیروں کو تمام تفصیلات

- سے آگاہ کر دیا ہے

جبکہ یہاں یہ امر یقینا قابلِ ذکر ہے کہ حکومتِ پاکستان نے ایران سے اپنے تمام اچھے اور دوستانہ تعلقات کا احترام کرتے ہوئے پاک ایران تعلقات کو مزید بہتر بنانے کے لئے ہی بھارتی ایجنٹ کل بھوشن یادیو اور دیگر "را" ایجنٹس کے بارے میں تحقیقات کے لئے ایران سے کل بھوش یادیو کے ساتھی اور ساتھیوں سمیت اِن سے متعلق دیگر بہت سے معاملات میں مزید معلومات مانگ لی ہے تاکہ ایران کے تعاون سے پاک ایران دوستانہ معاملات میں دُشمنوں کی جانب سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیاں دور ہوں اور ایران کے پاکستان سے تعاون سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے۔

اگرچہ، بھارتی خفیہ ایجنسی را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کے معاملے پر پاکستان کی جانب سے ایران سے مزید معلومات مانگنے کی بات جائز ہے، آج ایران کو اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ پاکستان کی جگہہ ایران ہوتا تو کیا وہ بھی پاکستان سے ایسا نہ کہتا اور کرتا؟؟ جیسا آج پاکستان ایران سے کرنے کو کہہ رہا ہے، ایران کو سمجھنا چاہئے کہ بات ہی کچھ ایسی ہے، جس پر دوست ، دوست ہی سے مدد مانگتا ہے، اور اِس کے ساتھ ہی حالات اور واقعات کا جائزہ لیا جائے تو ایران کو یہ نقطہ بھی اپنے ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی بُھونک

پھونک کر پیتا ہے، یہ بات ایسی بھی کچھ ناگوار نہیں ہے کہ ایک بھارتی خفیہ ایجنسی را کا ایجنٹ کل بھوشن یادیو ایرانی علاقے چاہ بہار سے حُسین مبارک پٹیل کے جعلی نام سے پاسپورٹ بنوا کر پاکستان میں داخل ہو جائے اور جب اِس حوالے سے پاکستان ایران سے مزید معلومات شیئر کرنے کی درخواست کرے تو اِس پر ایران اپنی سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی دوستی کے احسانات اور رویوں کو گنواتے ہوئے طعانے دینے شروع کردے حالانکہ اِس نازک معاملے کی جڑ تک جانے کے لئے جس میں دو برادر ممالک کے تعلقات خراب کرنے کے لئے دُشمن اپنی شاطرانہ چالوں اور مکاریوں کا سہارا لے رہا ہے اِس موقع پر ایران کو پاکستان کے ایک اچھے پڑوسی اور برادار اسلامی مُلک ہونے کے ناطے پاکستان کی ہر حال میں مدد کرنی چاہئے مگر اَب اِس معاملے کی حقائق جاننے کے لئے پاکستان کی ایران سے مدد مانگنے پر بھی ایران ناراض ہو جائے تو پھر ایرانی ناراضگی پر بھی بہت سے سوالات کا جنم لینا بھی لازمی امر ہے۔

جیسا کہ حکومتِ پاکستان نے ایرانی حکومت کے نام خط میں 6 مطالبات کے ساتھ بھارتی ایجنٹ کل بھوشن یادیو اور دیگر ''را'' ایجنٹس کے بارے میں جانچ پڑتال سے متعلق ایران سے مزید معلومات کی شیئرنگ کیلئے مدد مانگ لی ہے، جس پر سیاسی تبصرہ اور تجزیہ کاروں اور عالمی مبصرین کا خام اور قوی خیال یہ ہے کہ آج جن اہم نکات '' راکیش عرف رضوان کو گرفتار کرکے حوالے کرے، جتنا عرصہ کل

بھوشن یادکا قیام چاہ بہار میں رہاایران اِس دوران بھوشن یادیو کی کی گئیں تمام سرگرمیوں اور روابط سمیت دیگر روزمرہ کے معاملات سے متعلق بھی آگاہ کرے'' اِس سمیت خط میں درج دیگر نکات اور پوائنٹس سے متعلق حکومتِ پاکستان نے اپنی نوعیت کے اِس خط میں حکومتِ ایران کو تحریر کیاہے اور مدد مانگی ہے اَب موجودہ حالات میں ایران پر یہ لازم ہوجاتاہے کہ اِس معاملے میں اپنی بے گناہی ثابت کرے اورآئندہ بھارتی ایجنسی راکے ایجنٹس سے اپنے روابط اور تعلقات رکھنے کے حوالے سے بھی اپنی پوزیشن واضح کرے تاکہ پاک ایران تعلقات میں مزید مضبوطی اور پائیداری آئے ورنہ یہی سمجھاجائے گاکہ ایران درپردہ بھارت کے ساتھ ہے۔(ختم شُد)

اِس دنیا میں سب چور چور

آج سوچ نے کی بات یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے سے عوامی اجتماعات ، پبلک مقامات او رہر چینل کے ٹاک شوز میں بیٹھ کر اہم عالمی شخصیات سمیت پاکستان کے ٹیکس چور خفیہ دولت بنانے والے بدعنوان حکمران، سیاستدان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح خود کو بڑا ایک نام اور اپنے ملک اور عوام کے سب سے بڑے خیر خواہ ثابت کرتے رہے ہیں اور اپنی اقوام کی آنکھوں میں دھول اور مرچ جھونک کر اپنی خفیہ دولت دوسرے ممالک میں جمع کرکے مزے لوٹتے رہے ہیں یہ حقیقت ہے کہ پاناما لیکس کے رپورٹ کے بعد دنیا کو لوگوں کو بھی یہ لگ پتہ گیا ہے کہ ’’ اِس دنیا میں سب چور چور ہیں ، کوئی گورا چور کوئی کالا چور کوئی لاڈ صاحب کا سالہ چور ہے، کوئی چوری کرے خزانے کی کوئی دول آنے کی، کوئی چھوٹا چور کوئی بڑا چور کوئی بیٹھا چور کوئی کھڑا چور ہے، کوئی پیسہ چور، کوئی مرغی چور کوئی دل کا چور ‘ہے‘ آج جب دنیا کے حکمران اور اعلیٰ شخصیات ہی چوری اور کرپشن میں ملوث پائی جائیں اور سب کے ہی ہاتھ چوری اور کرپشن کی وجہ سے گندگی میں لت پت ہوگئے ہوں تو پھر کیسے ؟؟ یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ دنیا سے حکمران چوری اور کرپشن کے خاتمے کے لئے اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں گے اور دنیا کو بُرائی سے پاک کریں گے ؟؟۔

اِس میں شک نہیں کہ پانامہ لیکس نے اِن سب بدعنوانوں کی نام نہاد نیک نامی پر سے پردہ اُٹھا کراِن کے ٹیکس چور اور خفیہ دولت بنانے والے سیاہ چہرے دنیاکے سامنے بے نقاب کر دیئے ہیں، جس سے پاکستان سمیت دنیاکے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اعلیٰ شخصیات کے کرپشن کے ثبوت مل گئے ہیں اور پاکستان سمیت ساری دنیامیں اِس حقیقت کے آشکار ہوتے ہی ہلچل مچ گئی ہے، خبر ہے کہ پاناما لیکس کے انکشافات کے بعد آسٹریلیا، نیوزی لینڈ میں تحقیقات شروع کردی گئیں ہیں اور فرانس میں تفتیش پر غور ہورہاہے، جبکہ آئس لینڈ کے وزیراعظم برہم ہوگئے جس پر وہاں کے عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آگئے ہیں اور وہاں احتجاجوں کا سلسلہ شروع ہوگیاہے جبکہ اِس حوالے سے پاکستان میں ابھی تک بڑاسکون ہے، تاہم یہاں سرکاری اور حکومتی پٹھومیڈیاپر تو خاموشی طاری ہے جبکہ اِن کے علاوہ چندایک نجی چینلز اور اپوزیشن کی جانب جھکاؤ رکھنے والے دوچار پرنٹ میڈیاکچھ کہنے اور لکھنے کی جرأت اور جسارت تو ضرور کررہے ہیں ؟؟ مگر یہ بھی کب تک ایسا کریں گے ؟؟اِنہیں جب کہیں سے زبان بند اور قلم کی نوک توڑنے اور گردن سے پکڑ کر حلق کو دبانے کے لئے ایک فون کال آجائے گی ؟؟ یا اِن کے لئے کہیں سے کڑک کڑک قومی کرنسی سے بھراہوابڑاسابریف کیس آجائے گاتوپھر یہ بیچارے بھی سچ پر تبصرہ اور تجزیہ کرنایکدم سے چھوڑ دیں گے اور پھر یہ بھی دوسروں کی طرح جھوم جھوم کر حکمرانوں اور سیاستدانوں اور اِن

کی فیملی کے کارناموں کی شان میں لمبے لمبے قصیدے پڑھنے شروع کردیں گے بس پھر سب کچھ ٹائیں ٹائیں فش ہوجائے گا مگر معاف کیجئے گا، میں اِس حوالے سے اپنا یہ کام کرتا ہوں گا کہ جب تک دودھ کا دودھ پانی کا پانی نہیں ہوجاتا ہے اور چاہئے کچھ بھی ہوجائے میں بھی مشرف کی طرح کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں۔

بہرحال، اَب دیکھا یہ ہے کہ بالخصوص پاکستان جہاں مُلکی ایوانوں سے لے کر دور کسی ویرانے یا دھول اُڑاتے تپتے ریگستان میں بنی چھوٹی سی جھونپڑی تک میں کرپشن کا بازار گرم ہے غرض کے کہنے والے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے پاکستان میں حکمرانوں سے لے کر ایک گڑھا کھودنے اور جوتی سینے اور قبر میں اُتارنے والے گورکن تک میں کرپشن عام ہے اور اِس طرح سب کے معاملاتِ زندگی چل رہے ہیں کیوں کہ زبان کی نوک سے تو کرپشن کو بُرا کہتے ہیں مگر دل سے کوئی بھی کرپشن کو حقیقی معنوں میں بُرا نہیں سمجھتا ہے۔

آج پاکستان میں سب یہ سمجھتے ہیں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں؟؟ جو کر رہے ہیں؟؟ یا خود کو بچا کر کسی سے کچھ کروا رہے ہیں؟؟ اِس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے بس جیسا ہے اور جہاں ہے کی بنیاد پر سب کچھ کئے جاؤ اور اپنی جھولی اور اپنا دامن ناجائز دولت سے بھرتے جاؤ اور اپنے مُلک کے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے بھرے قومی خزانے کو لوٹ کر اپنے اور اپنے خاندان کے افراد

کے ناموں سے بیرون ممالک میں جائیدادیں بناتے جاؤ،مُلک میں میگاپروجیکٹس اور توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے شروع ہونے والے منصوبوں اور جنگلہ بس سروس میٹرو بس اور اورنج ٹرین سمیت دیگر جاری منصوبوں پر کھربوں کمیشن لے کراور قومی ، اداروں کی نج کاری کی آڑ میں اپنا حصہ وصول کرواور قومی اداروں میں اپنے من پسند افسران کی تعیناتی کرکے اِن اداروں میں چھوٹے موٹے کاموں سے متعلق جاب ورکس کواِن کے اور اپنے جیب ورکس بناؤانہیں بھی کھانے دواور خود بھی کھاؤاور کسی کی پکڑ میں آنے سے پہلے نکل بھاگو‘‘کی پالیسی پر سب ہی تو عمل پیرا ہیں۔

ایسے میں اَب کیاہمارے یہاں کرپٹ عناصر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟؟اور پانامہ لیکس کے انکشافات کے بعدایسے عناصر کو لگام دینے والے ہمارے نیپ اوراِس جیسے دیگر اداروں کی جانب سے اپنے موجودہ حکمرانوں ، سیاستدانوں اعلیٰ شخصیات کے وہ قریبی عزیز واقارب جن کے نام پانامہ لنکس کی رپورٹ میں شامل ہیں،اِن لوگوں کے خلاف حقیقی معنوں میں کچھ ہوگا؟؟آج ساری پاکستانی قوم اپنے قومی احتسابی ادارے نیت کی جانب دیکھ رہی ہے اور یہ خیال کررہی ہے کہ ہمارانیب کاادارہ اپنے موجودہ حکمران اور سیاستدان اوراِن کی فیملی کے خلاف کیا اور کیسی کارروائیاں اور احتسابی عمل سامنے لاتاہے؟؟اَب کیا ہمارے احتسابی ادارے اپنے موجودہ حکمران بالخصوص

وزیر اعظم نواز شریف سے یہ دریافت کریں گے ؟؟ کہ اُنھوں نے اور اِن کے بچوں حُسین ۔ حسن اور مریم نواز نے 4 خفیہ کمپنیوں کے ذریعے لاکھوں ڈالر مالیت کی دولت کیسے بنائی ؟؟ کیا ہمارے تحقیقاتی ادارے شریف فیملی کے خلاف بھی اِسی طرح سے تحقیقات کریں گے ؟؟؟ آج جس طرح منی لانڈرنگ مُلکی کرنسی اِدھر سے اُدھر لے جانے کے حوالے سے کراچی کے شہری علاقے سے تعلق رکھنے والی بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین اور پی پی پی سے تعلق رکھنے والے سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر عاصم کے خلاف ایک لمبے عرصے سے تحقیقات کی جارہی ہیں ؟؟ آج بھی اِس سے انکار نہیں کہ دنیا کی اہم شخصیات اور اداروں کے خفیہ مشن کو بے نقاب کرنے کے حوالے سے جو خاص مقام اور شہرت وکی لیکس کو حاصل ہے، یہ اپنی جگہہ ایک مصمم حقیقت ہے، آج تک دنیا کا کوئی بھی کتنا ہی طاقتور ملک اور کتنی ہی پاور فل بڑی شخصیت کیوں نہ ہو وہ وکی لیکس کے انکشافات کو جھوٹ ثابت نہیں کرسکی ہے اِسی طرح مجھے یقین ہے کہ آج جس طرح پانامہ لیکس نے دنیا کی جن اعلیٰ شخصیات کی خفیہ دولت کے بارے میں انکشافات کئے ہیں اُمید ہے کہ اُسے بھی سب سچ جانیں گے اور مانیں گے۔

بے شک وکی لیکس کی طرز پر کام کرنے والی دنیا کی چوتھی بڑی لاء فرم موساک

فونسیکا نے مختلف ممالک کے موجودہ حکمران، سیاستدان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی بڑی چھوٹی مشہور و معروف شخصیات بشمول فلمی ستاروں کی جانب سے اپنے ممالک میں ٹیکس چھپاکریا ٹیکس چھپانے کے لئے خفیہ طریقوں سے اپنے ممالک سے دور جتنی بھی خفیہ دولت بنائی ہے اُسے لاء فرم موساک فونسیکا نے پانامہ لنکس کے نام سے ایک کروڑ 5 لاکھ خفیہ دستاویزات جاری کی ہیں یہ بھی سچ اور حقائق مبنی ہے، اَب جسے جھٹلانایا رد کرنااُن شخصیات کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگااور اگر اُنہوں نے اِسے جھٹلایاتو پھر یہ رپورٹ اِن لوگوں کے گلے بھی پڑ سکتی ہے،اَب عوام کو سوچناہوگاکہ وہ اپنے ممالک کی کرپٹ شخصیات سے کب اور کس طرح سے احتساب کرتے ہیں۔

جس میں یہ دعویٰ بھی کیاگیاہے کہ اِس میں جو اور جتناکہااور بتایاگیاہے جتنے بھی انکشافات کئے گئے ہیں وہ سب کے سب خالصتاََنیک نیتی کی بنیاد پر صاف و شفاف تحقیقات کے بیان کئے گئے ہیں اگرچہ پانامہ لیکس کی جانب سے اہم شخصیات سے متعلق جتنے بھی انکشافات سامنے آئے ہیں اِس میں خاص طور پر دنیاکے 143 رہنماوں میں جو 12اعلیٰ حکومتی شخصیات اور اِن کے خاندان افراد اور قریبی عزیزواقارب بھی شامل ہیں اِن کا بڑے خوبصورت انداز سے بڑی تفصیل کے ساتھ اِن کی ایک ایک پائی کا لِکھ لِکھ کر تذکرہ کیاگیاہے کہ اِن لوگوں نے کب کب اور کس کس طرح سے کیسے خفیہ دولت بنائی ہے اور اَب جو اپنے ممالک میں

ٹیکس چوری کرکے یا ٹیکس چھپاکر دوسرے ممالک میں اپنی اوقات سے بڑھ کر جائیدادیں بنانے اور اپنا کاروبار وچلانے میں مہارت اختیار کرگئے ہیں،اِس حوالے سے پانامہ لیکس کی حقائق پر مبنی دستاویزات کے سامنے آجانے کے بعد سے ہی دنیا میں ہلچل مچ گئی ہے۔

آج دنیاکے جن ممالک کی جن تہذیب اور معاشرے میں اقوام اور لوگ اور افراداپنے ملک سے ٹیکس چھپاکریا ٹیکس چھپانے کے لئے خفیہ دولت بنانے کے طریقے کو ناجائز اور بڑاگناہ سمجھتے ہیں اِن دِنوں دنیاکے اُن ہی ممالک کے عوام اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اعلیٰ شخصیات کی اِس گھناونی حرکت کے خلاف مشتعل ہوکر سڑکوں پر نکل آئے ہیں جس اِن کے باشعور ہونے کی علامت ہے آج جس کی ایک تازہ مثال آئس لینڈکے وزیراعظم سگمنڈرڈیوڈگن لوگ سن کی ہے جن کانام پانامہ لنکس میں آتے ہی وہاں کے عوام مشتعل ہوکر سڑکوں پر آگئے جنہوں حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پارلیمنٹ کا گھیراؤبھی کیا،یعنی کہ دنیا کی جن اقوام کے نزدیک ٹیکس کو چھپاناًبڑاجرم ہو، اور کوئی اِسے چھپاکر خفیہ طریقے سے خواہ کتناہی دولتمند بن جائے وہ قومی مجرم ہے اِس جرم میں خواہ کوئی بھی اور کتناہی بڑاآدمی کیوں نہ شامل ہو وہ قومی مجرم ہی جانااور ماناجائے گاجب تک وہ کٹہرے میں آکراپنی بے گناہی ثابت نہ کردے، ہمارے یہاں بھی ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنی تمام ترسیاسی، ذاتی، مذہبی کاروباری اور

دیگر بہت سے حوالوں سے وابستگیوں کے خول سے باہر نکلیں اور حکمرانوں اور اِن کی فیملیوں سمیت جو بھی کسی کرپشن میں ملوث پایاجائے اِس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ضرور عمل میں لائی جائے تاکہ اِنصاف کا بول بالا ہواور مُلک میں قانون کی بالادستی قائم ہو۔

پاناما لیکس کے تہلکہ خیز انکشافات، اور وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے بچوں کی آف شور کمپنیاں

آج جہاں پاناما لیکس نے دنیا کے حکمرانوں، سیاستدانوں فلمی ستاروں سمیت زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کی خفیہ دولت اور آف شور کمپنیوں سمیت غیر ملکی اکاونٹس کے بارے میں تہلکہ خیز رپورٹ شائع کرکے ساری دنیا میں ہلچل مچا رکھی ہے تو وہیں پاکستان میں بھی اِس کی بازگشت زور اور شور سے جاری ہے گزشتہ دِنوں اِس حوالے سے وزیر اعظم نواز شریف نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی میں پہلی بار ذاتی حوالے سے کچھ کہنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں اُنھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجھے اِن گزارشات کی ضرورت اِس لئے پیش آئی ہے کہ کچھ لوگ سیاسی مقاصد کے لئے دیدہ و دانستہ طور پر مجھے اور میری فیملی کو نشانہ بنانے کے لئے اُوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں تاہم اِس موقع پر اِن کا فخریہ انداز سے یہ کہنا تھا کہ ہم نے تو وہ قرض بھی اُتارے ہیں جو ہم پر واجب بھی نہیں تھے جبکہ اِس کے باوجود بھی وزیر اعظم نواز شریف نے پاناما لیکس کے معاملے پر تحقیقاتی ایک اعلیٰ سطح کا عدالتی کمیشن بنانے کا اعلان کیا جو سُپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں تشکیل دیا جائے گا" اگرچہ وزیر اعظم کے خطاب کو مُلک کی اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی کئی جماعتوں کے اراکین شدید تنقید کا

نشانہ بنارہے ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ پاناما لیکس کے معاملے پر جس کمیشن کی بات وزیر اعظم کر رہے ہیں اِس میں بہت سی قانونی کمزوریاں ہیں ، اگر وزیر اعظم کو حقیقی معنوں میں اِس معاملے کے بہتر حل کے لئے اعلیٰ سطح کا کوئی کمیشن بنانا ہی تھا تو وہ سپریم کورٹ کے حاضر سروس جج کی سر براہی میں بناتے تو اچھا تھا یہ کیا کہ کمیشن بھی بنایا تو ریٹائرڈ جج کی زیر نگرانی بنانے کا صرف ارادہ ہی ظاہر کیا ہے اور یہ بھی نہیں بتایا گیا ہے کہ یہ کمیشن کب اور مزید کن اشخاص پر مبنی ہوگا؟ اور کب سے کام شروع کرے گا؟ بہر حال ، اپوزیشن کا کہنا یہ ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی فیملی کے اراکین کا آف شور کمپنیوں کا معاملہ کچھ تو ہے جس کے لئے کچھ ہو رہا ہے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو پھر وزیر اعظم نواز شریف کی جانب سے کچھ بھی نہیں کیا جاتا، دیکھیں کمیشن کب تک بنتا ہے؟ اور یہ کن زاویوں پر اپنا ورک شروع کرتا ہے ؟ اَب یہ تو آنے والے دن ہی بتائیں گے کہ پاکستان میں پاناما لیکس کے حوالے سے کیا اور کتنی مثبت پیش رفت ہوتی ہے ؟ اور وزیر اعظم نواز شریف کا اپوزیشن کی تنقیدوں اور تحفظات سے بھرا اعلیٰ سطح کا تحقیقاتی عدالتی کمیشن کس حد تک غیر جانبدار رہ کر نہ صرف پاکستانیوں بلکہ دنیا کے سامنے بھی کیا اور کیسے حقائق آشکار کرتا ہے۔

ویسے آج سوچ نے کی بات یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے سے عوامی اجتماعات ، پبلک مقاما ت اور رہر چینل کے ٹاک شوز میں بیٹھ کر اہم عالمی شخصیات سمیت پاکستان

کے ٹیکس چور خفیہ دولت بنانے والے بدعنوان حکمران، سیاستدان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح خود کو بڑا نیک نام اور اپنے ملک اور عوام کے سب سے بڑے خیر خواہ ثابت کرتے رہے ہیں اور اپنی اقوام کی آنکھوں میں دھول اور مرچ جھونک کر اپنی خفیہ دولت دوسرے ممالک میں جمع کرکے مزے لوٹتے رہے ہیں یہ حقیقت ہے کہ پاناما لیکس کے رپورٹ کے بعد دنیا کے لوگوں کو بھی یہ لگ پتہ گیا ہے کہ " اِس دنیا میں سب چور چور ہیں ، کوئی گورا چور کوئی کالا چور کوئی لاڈ صاحب کا سالہ چور ہے، کوئی چوری کرے خزانے کی کوئی آنے دوآنے کی، کوئی چھوٹا چور کوئی بڑا چور کوئی بیٹھا چور کوئی کھڑا چور ہے، کوئی پیسا چور، کوئی مرغی چور کوئی دل کا چور' ہے' آج جب دنیا کے حکمران اور اعلیٰ شخصیات ہی چوری اور کرپشن میں ملوث پائی جائیں اور سب کے ہی ہاتھ چوری اور کرپشن کی وجہ سے گندگی میں لت پت ہوگئے ہوں تو پھر کیسے ؟؟ یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ دنیا سے حکمران چوری اور کرپشن کے خاتمے کے لئے اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں گے اور دنیا کو بُرائی سے پاک کریں گے ؟؟۔

اِس میں شک نہیں کہ پانامہ لیکس نے اِن سب بدعنوانوں کی نام نہاد نیک نامی پر سے پردہ اُٹھا کر اِن کے ٹیکس چور اور خفیہ دولت بنانے والے سیاہ چہرے دنیا کے سامنے بے نقاب کردیئے ہیں ، جس سے پاکستان سمیت دنیا کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اعلیٰ شخصیات کے کرپشن کے ثبوت مل گئے ہیں اور پاکستان سمیت

ساری دنیا میں اِس حقیقت کے آشکار ہوتے ہی ہلچل مچ گئی ہے، خبر ہے کہ پاناما لیکس کے انکشافات کے بعد آسٹریلیا، نیوزی لینڈ میں تحقیقات شروع کردی گئیں ہیں اور فرانس میں تفتیش پر غور ہورہاہے، جبکہ آئس لینڈ کے وزیراعظم برہم ہوگئے جس پر وہاں کے عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آگئے ہیں اور وہاں احتجاجوں کا سلسلہ شروع ہوگیاہے جبکہ اِس حوالے سے پاکستان میں ابھی تک بڑاسکون ہے، تاہم یہاں سرکاری اور حکومتی پٹھومیڈیا پر تو خاموشی طاری ہے جبکہ اِن کے علاوہ چندایک نجی چینلزاور اپوزیشن کی جانب جھکاؤ رکھنے والے دوچار پرنٹ میڈیا کچھ کہنے اور لکھنے کی جرأت اور جسارت تو ضرور کررہے ہیں ؟؟ مگر یہ بھی کب تک ایسا کریں گے ؟؟اِنہیں جب کہیں سے زبان بند اور قلم کی نوک توڑنے اور گردن سے پکڑ کر حلق کو دبانے کے لئے ایک فون کال آجائے گی ؟؟ یااِن کے لئے کہیں سے کڑک کڑک قومی کرنسی سے بھراہوا بڑاسا بریف کیس آجائے گاتوپھر یہ بیچارے بھی سچ پر تبصرہ اور تجزیہ کرنایکدم سے چھوڑ دیں گے اور پھر یہ بھی دوسروں کی طرح جھوم جھوم کر حکمرانوں اور سیاستدانوں اور اِن کی فیملی کے کارناموں کی شان میں لمبے لمبے قصیدے پڑھنے شروع کردیں گے بس پھر سب کچھ ٹائیں ٹائیں فش ہوجائے گا مگر معاف کیجئے گا، میں اِس حوالے سے اپنا یہ کام کرتاہوں گا کہ جب تک دودھ کا دودھ پانی کا پانی نہیں ہوجاتاہے اور چاہئے کچھ بھی ہوجائے میں بھی مشرف کی طرح کسی سے ڈرتاورتانہیں ہوں۔ بہرحال، اَب دیکھایہ ہے کہ بالخصوص پاکستان جہاں ملکی ایوانوں سے لے

کر دور کسی ویرانے یا ڈھول اُڑاتے پتّتے ریگستان میں بنی چھوٹی سی جھونپڑی تک میں کرپشن کا بازار گرم ہے غرض کے کہنے والے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے پاکستان میں حکمرانوں سے لے کر ایک گڑھا کھودنے اور جوتی سینے اور قبر میں اُتارنے والے گورکن تک میں کرپشن عام ہے اور اِس طرح سب کے معاملاتِ زندگی چل رہے ہیں کیوں کہ زبان کی نوک سے تو کرپشن کو بُرا کہتے ہیں مگر دل سے کوئی بھی کرپشن کو حقیقی معنوں میں بُرا نہیں سمجھتا ہے۔آج پاکستان میں سب یہ سمجھتے ہیں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں؟؟جو کر رہے ہیں؟؟ یا خود کو بچا کر کسی سے کچھ کروا رہے ہیں؟؟اِس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے بس جیسا ہے اور جہاں ہے کی بنیاد پر سب کچھ کئے جاؤ اور اپنی جھولی اور اپنا دامن ناجائز دولت سے بھرتے جاؤ اور اپنے مُلک کے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے بھرے قومی خزانے کو لوٹ لوٹ کر اپنے اور اپنے خاندان کے افراد کے ناموں سے بیرون ممالک میں جائیدادیں بناتے جاؤ،مُلک میں میگا پروجیکٹس اور توانائی کے بحران سے نکالنے کے لئے شروع ہونے والے منصوبوں اور جنگلہ بس سروس، میٹرو بس اور اورنج ٹرین سمیت دیگر جاری منصوبوں پر کھربوں کمیشن لے کر اور قومی اداروں کی نج کاری کی آڑ میں اپنا حصہ وصول کرو اور قومی اداروں میں اپنے من پسند افسران کی تعیناتی کرکے اِن اداروں میں چھوٹے موٹے کاموں سے متعلق جاب ورکس کو اِن کے اور اپنے جیب ورکس بناؤ انہیں بھی کھانے دو اور خود بھی کھاؤ اور کسی کی پکڑ میں آنے سے پہلے نکل بھاگو'' کی پالیسی پر سب ہی تو عمل

پیرا ہیں۔
ایسے میں اَب کیا ہمارے یہاں کرپٹ عناصر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟؟ اور پانامہ لیکس کے انکشافات کے بعد ایسے عناصر کو لگام دینے والے ہمارے نیپ اور اِس جیسے دیگر اداروں کی جانب سے اپنے موجودہ حکمرانوں ، سیاستدانوں اعلیٰ شخصیات کے وہ قریبی عزیز و اقارب جن کے نام پانامہ لنکس کی رپورٹ میں شامل ہیں، اِن لوگوں کے خلاف حقیقی معنوں میں کچھ ہوگا؟؟ آج ساری پاکستانی قوم اپنے قومی احتسابی ادارے نیب کی جانب دیکھ رہی ہے اور یہ خیال کررہی ہے کہ ہمارا نیب کا ادارہ اپنے موجودہ حکمران اور سیاستدان اور اِن کی فیملی کے خلاف کیا اور کیسی کارروائیاں اور احتسابی عمل سامنے لاتا ہے؟؟ اَب کیا ہمارے احتسابی ادارے اپنے موجودہ حکمران بالخصوص وزیراعظم نواز شریف سے یہ دریافت کریں گے ؟؟ کہ اُنہوں نے اور اِن کے بچوں حُسین ۔ حسن اور مریم نواز نے 4 خفیہ کمپنیوں کے ذریعے لاکھوں ڈالر مالیت کی دولت کیسے بنائی ؟؟ کیا ہمارے تحقیقاتی ادارے شریف فیملی کے خلاف بھی اِسی طرح سے تحقیقات کریں گے ؟؟؟ آج جس طرح منی لانڈرنگ ملکی کرنسی اِدھر سے اُدھر لے جانے کے حوالے سے کراچی کے شہری علاقے سے تعلق رکھنے والی بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے قائد الطاف حُسین اور پی پی پی سے تعلق رکھنے والے سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر عاصم کے خلاف ایک لمبے عرصے سے

تحقیقات کی جارہی ہیں؟؟ آج بھی اِس سے انکار نہیں کہ دنیا کی اہم شخصیات اور اداروں کے خفیہ مشن کو بے نقاب کرنے کے حوالے سے جو خاص مقام اور شہرت وکی لیکس کو حاصل ہے، یہ اپنی جگہہ ایک مصمم حقیقت ہے، آج تک دنیا کا کوئی بھی کتنا ہی طاقتور ملک اور کتنی ہی پاور فل بڑی شخصیت کیوں نہ ہو وہ وکی لیکس کے انکشافات کو جھوٹ ثابت نہیں کرسکی ہے اِسی طرح مجھے یقین ہے کہ آج جس طرح پانامہ لیکس نے دنیا کی جن اعلیٰ شخصیات کی خفیہ دولت کے بارے میں انکشافات کئے ہیں اُمید ہے کہ اُسے بھی سب سچ جانیں گے اور مانیں گے۔

بے شک وکی لیکس کی طرز پر کام کرنے والی دنیا کی چوتھی بڑی لاء فرم موساک فونسیکا نے مختلف ممالک کے موجودہ حکمران، سیاستدان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی بڑی چھوٹی مشہور و معروف شخصیات بشمول فلمی ستاروں کی جانب سے اپنے ممالک میں ٹیکس چھپاکریا ٹیکس چھپانے کے لئے خفیہ طریقوں سے اپنے ممالک سے دور جتنی بھی خفیہ دولت بنائی ہے اُسے لاء فرم موساک فونسیکا نے پانامہ لنکس کے نام سے ایک کروڑ 5 لاکھ خفیہ دستاویزات جاری کی ہیں یہ بھی سچ اور حقائق مبنی ہے، اَب جسے جھٹلانا یا رد کرنا اُن شخصیات کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوگا اور اگر اُنہوں نے اِسے جھٹلایا تو پھر یہ رپورٹ اِن لوگوں کے گلے بھی پڑ سکتی ہے، اَب عوام کو سوچنا ہوگا کہ وہ اپنے ممالک کی کرپٹ شخصیات سے کب اور کس طرح سے احتساب کرتے ہیں۔

جس میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ اِس میں جو اور جتنا کہا اور بتایا گیا ہے جتنے بھی انکشافات کئے گئے ہیں وہ سب کے سب خالصتاً نیک نیتی کی بنیاد پر صاف و شفاف تحقیقات کے بیان کئے گئے ہیں اگرچہ پانامہ لیکس کی جانب سے اہم شخصیات سے متعلق جتنے بھی انکشافات سامنے آئے ہیں اِس میں خاص طور پر دنیا کے 143 رہنماوں میں جو 12 اعلیٰ حکومتی شخصیات اور اِن کے خاندان افراد اور قریبی عزیز و اقارب بھی شامل ہیں اِن کا بڑے خوبصورت انداز سے بڑی تفصیل کے ساتھ اِن کی ایک ایک پائی کا لِکھ لِکھ کر تذکرہ کیا گیا ہے کہ اِن لوگوں نے کب کب اور کس کس طرح سے کیسے خفیہ دولت بنائی ہے اور اَب جو اپنے ممالک میں ٹیکس چوری کرکے یا ٹیکس چھپا کر دوسرے ممالک میں اپنی اوقات سے بڑھ کر جائیدادیں بنانے اور اپنا کاروبار چلانے میں مہارت اختیار کر گئے ہیں، اِس حوالے سے پانامہ لیکس کی حقائق پر مبنی دستاویزات کے سامنے آجانے کے بعد سے ہی دنیا میں ہلچل مچ گئی ہے۔

آج دنیا کے جن ممالک کی جن تہذیب اور معاشرے میں اقوام اور لوگ اور افراد اپنے ملک سے ٹیکس چھپا کر یا ٹیکس چھپانے کے لئے خفیہ دولت بنانے کے طریقے کو ناجائز اور بڑا گناہ سمجھتے ہیں اِن دِنوں دنیا کے اُن ہی ممالک کے عوام اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اعلیٰ شخصیات کی اِس گھناونی حرکت کے

خلاف مشتعل ہو کر سڑکوں پر نکل آئے ہیں جس اِن کے باشعور ہونے کی علامت ہے آ
ج جس کی ایک تازہ مثال آئس لینڈ کے وزیراعظم سگمنڈر ڈیوڈ گن لوگ سن کی ہے جن
کانام پانامہ لنکس میں آتے ہی وہاں کے عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آ گئے جنھوں
حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پارلیمنٹ کا گھیراؤ بھی کیا، یعنی کہ دنیا کی جن
اقوام کے نزدیک ٹیکس کو چھپابڑاجرم ہو، اور کوئی اِسے چھپا کر خفیہ طریقے سے خواہ
کتناہی دولتمند بن جائے وہ قومی مجرم ہے اِس جرم میں خواہ کوئی بھی اور کتناہی بڑاآدمی
کیوں نہ شامل ہو وہ قومی مجرم ہی جانااور ماناجائے گاجب تک وہ کٹہرے میں آ کر اپنی
بے گناہی ثابت نہ کردے، ہمارے یہاں بھی ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنی
تمام تر سیاسی، ذاتی، مذہبی کاروباری اور دیگر بہت سے حوالوں سے وابستگیوں کے خول
سے باہر نکلیں اور حکمرانوں اوراِن کی فیملیوں سمیت جو بھی کسی کرپشن میں ملوث
پایاجائے اِس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ضرور عمل میں لائی جائے تاکہ اِنصاف کا بول
بالاہواور ملک میں قانون کی بالادستی قائم ہو۔

پاناما پیپرز لیکس کے دھماکہ سے گھائل عالمی شخصیات اوراِن کی آف شور کمپنیاں

.....

اَب کوئی یہ مانے یا نہ مانے مگر حقیقت یہی ہے کہ آج وکی لیکس کی طرح پاناما لیکس نے بھی آف شور کمپنیوں سے متعلق دنیا کے بہت سے پردہ نشینوں کے چہرے بے نقاب کردیئے ہیں، پاناما لیکس نے عالمی شخصیات کی کرپشن سے جمع کی گئیں دولت سے بنائی گئیں آف شور کمپنیاں دنیا کے سامنے عیاں کرکے جس طرح کا دھماکہ کیا ہے اِس سے تو یقینی طور پر بہت سی عالمی شخصیات اوراِن کی فیملیز بُری طرح سے گھائل ہوگئیں ہیں آج جن کے زخموں سے خون رس رہاہے اوراِن کے زخموں سے اٹھنے والی ٹیسیں اتنی شدید ہیں کہ اِس سے ساری دنیامیں ناگوار سی ہلچل مچ گئی ہے آج اِن دولت کے پجاری اور آف شور کمپنیوں کے مالکان کے کرب کو دنیانشانِ عبرت کے طور پر دیکھ رہی ہے اور محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی اُمید کررہی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اقوام کی خواہشات کو قتل کیااوراپنی قومی دولت کو چھپاکر دیارِ غیر لے گئے اور وہاں بغیر کسی حساب کتاب کے اپنے کالے دھن کو سفید دھن میں بدلنے کا گھناؤنا عمل کیا ہے جلد ہی دنیااِن قومی مجروں کے خلاف سخت اقدامات کرے گی آج پاناما لیکس نے جس انداز سے دنیا کی انتہائی معتبراوراہم عالمی شخصیات کی آف شور کمپنیوں کی بابت سیاہ اور مکروہ کرتوتوں کو دنیاکے سامنے آشکار کرکے رکھ دیاہے اَب جس سے دنیا کی بہت سی عالمی شخصیات کے شیشے سے بنے

محلات چکنا چور ہوگئے ہیں اور اِن شخصیات کی ناجائز طریقوں سے جمع کی گئیں دولت سے بنایا گیا ریت کا گھروندا بھی پاناما لیکس کے ایک ہی دھچکے سے گرزمین بوس ہوگیا ہے۔

یہاں میں اپنی بات کو مزید آگے بڑھانے سے قبل اتنا ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ آج پاناما پیپرز لیکس نے سوائے امریکا اور اسرائیل کے دنیا کے جن ممالک کے حکمرانوں، سیاستدانوں، فلمی ستاروں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی اہم ترین عالمی شخصیات کی خفیہ دولت اور آف شور کمپنیوں سے متعلق انکشافات کئے ہیں آج جس کی وجہ سے تہلکہ مچ گیا ہے اور دنیا اِس کونے سے اُس کونے تک ہل کر رہ گئی ہے پاناما لیکس کی اِس حیرت انگیزی میں دنیا کو اتنا ضرور سوچنا ہوگا کہ پانامہ پیپر لیکس کی اِس سازش کے پس پردہ یقینی طور امریکا اور اسرائیل کا ہاتھ ہو سکتا ہے، کیونکہ حیرت انگیز طور پاناما پیپرز لیکس کے انکشافات میں ایک بھی امریکی اور اسرائیلی اہم اور اعلیٰ اور ادنی شخصیات کا کسی بھی حوالے سے تذکرہ موجود نہ ہونا ہی پاناما پیپرز لیکس کو مشکوک بناتا ہے اور جو یقینی طور پر اِس بات کا غماز ہے کہ پاناما پیپرز لیکس کی اِس ہٹ دھرمی میں امریکا اور اسرئیل بھی برابر کے شریک ہیں یوں پاناما لیکس پیپرز کی عالمی سازش کے پیچھے امریکا اور اسرائیل کے ہاتھ کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ، آج آف شور کمپنیوں سے متعلق پاناما لیکس کے تہلکہ خیز انکشافات کے بعد دنیا بھر میں اپنے اپنے انداز سے تحقیقات کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے، تاہم دنیا کے جن ممالک میں منی لانڈرنگ اور ٹیکس چوری کرکے مُلک اور قوم کو نقصان پہنچا کر قومی دولت کو ذاتی مفادات اور آف شور کمپنیوں کے قیام کے لئے استعمال کرنے کو گناہ سمجھا جاتا ہے اُن ممالک کے عوام سڑکوں پر نکل کر احتجاج اور مظاہرے کررہے ہیں اور قومی مجرموں کو کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا کا مطالبہ کررہے ہیں، جیسے کہ پاناما لیکس کے معاملے میں آئس لینڈ کے وزیرِاعظم سگمنڈر ڈیوڈ اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر غیرمند قوم کے پہلے غیرمند) شکار ثابت ہوئے ہیں جنھوں نے پاناما لیکس کے (انکشافات کے بعد اپنے مُلک میں اپنے ہی خلاف شروع ہونے والے احتجاجی مظاہروں کے بعد اپنے آپ کو گلٹی سمجھتے ہوئے عوامی خواہشات کے عین مطابق اپنا عہدہ چھوڑ کر خود کو صاف و شفاف بنانے کے لئے احتساب کے لئے پیش کردیا ہے، جبکہ جرمنی نے آف شور کمپنیوں کے خلاف نئے قوانین کا اعلان کرنے کا عندیہ دے دیا ہے، اِسی طرح انڈونیشیا نے کہا ہے کہ وہ پاناما لیکس کے پیپرز کا باریک بینی سے جائزہ لے گا، بھارتی سُپریم کورٹ نے اپنے یہاں پاناما لیکس کے معاملے کی جانچ پڑتال کے خاطر سُپریم کورٹ کے 2 سابق ججوں پر مشتمل تحقیقاتی ٹیم تشکیل دیدی ہے جبکہ خبر ہے کہ پاناما لیکس کے آنے والے پیپرز پر، برطانوی وزیرِاعظم

ڈیوڈ کیمرون سمیت یورپی قیادت پر بھی شدید دباؤ بڑھ گیا ہے الغرض یہ کہ پاناما لیکس سے متعلق دنیا کے مختلف ممالک جن میں نیوزی لینڈ، بھارت، آسٹریلیا اور دیگر ممالک بھی شامل ہیں یہاں تحقیقات شروع کر دی گئیں ہیں تاہم آئس لینڈ اور فرانس جیسے جن ممالک میں شدید عوامی ردِ عمل ہوا ہے وہاں مجروں کے خلاف قواعد و ضوابط کے مطابق حکومتی سطح پر سخت ترین کارروائیاں بھی عمل میں لائی گئیں ہیں۔

مگر اِن تمام باتوں کے برعکس آج بھی دنیا کے جن ممالک میں حکمران، سیاستدان اور افسر شاہی مل کر قومی خزانے کو لوٹنا اور برسرِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کی سیاسی پارٹیاں اپنے مرحومین کی برسیوں پر قومی خزانے سے کروڑوں روپے نکال کر خرچ کرنا اور قومی خزانے اور قومی اداروں اور قومی دولت کو اپنی ذات اور اپنے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں، آج پاکستان کے حکمرانوں اور سیاستدانوں اور اِن کے خاندانوں کی آف شور کمپنیوں سے متعلق پاناما لیکس کے پیپرز آ جانے کے بعد بھی بڑے افسوس کا مقام یہ ہے کہ اِن حالات میں بھی پاکستان جیسے دنیا کے غریب ترین مُلک میں برسرِ اقتدار اور حزبِ اختلاف والے سوائے چیل کی طرح زبانی جمع خرچ کرنے اور ایک دوسرے کے قول و فعل پر کیچڑ اُچھلنے اور گڑے مردے اُکھاڑنے کے سوا ابھی تک ایسا کوئی احتسابی عمل شروع کرنے یا کرانے یا کوئی مجرموں کو قانونی گرفت میں لانے سے

متعلق کچھ کرنے کے حق میں دِکھائی نہیں دے رہا ہے جبکہ پاناما لیکس میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور اہم عالمی شخصیات سمیت 200 کے لگ بھگ پاکستانیوں نام شامل ہیں کہ پاکستانی عوام کو یہ انداز ہو کہ آنے والے وقتوں میں پاناما لیکس کے انکشافات کے بعد قومی مجرموں کے خلاف سخت قانونی گرفت عمل میں لائی جائے گی اور پاناما لیکس کے پیپرز میں درج پاکستان سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات اور اِن کے خاندان کے افراد سے متعلق ضرور پوچھ گچھ کی جائے گی۔

جبکہ پاناما لیکس کے جاری پیپرز میں کئے جانے والے انکشافات کے سارے منظر اور پس منظر میں وزیراعظم نواز شریف نے تو 9 روز کے دوران قوم سے دوسری بار کئے جانے والے اپنے خطاب میں کہا کہ " 25 سال سے دہرائے جانے والے الزامات کو میڈیا میں اُچھالا جارہا ہے، مجھے اور میرے خاندان کو کچھ لوگ نشانہ بنا رہے ہیں، ہم تو ایک پائی کے بھی کسی بینک سے ڈیفالٹ نہیں ہیں، تحقیقات کے بعد فیصلہ ہو گا کہ اصل حقیقت کیا ہے؟؟ تب ہی اِن حقائق کی جانچ پڑتال کے لئے وزیراعظم نواز شریف نے ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں کمیشن بنانے کا اعلان کر دیا ہے "اَب دیکھتے ہیں کہ وزیراعظم نواز شریف کا بنایا گیا کمیشن کب کام شروع کرتا ہے؟ اور یہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی فیملی ممبران کو پاناما پیپرز لیکس کے انکشافات سے کیسے بری الذمہ قرار دے کر پوتر ثابت

کرتا ہے؟؟ ویسے یہاں یہ بات بھی ضرور ذہن نشین رہے کہ وزیر اعظم نواز شریف نے جس کمیشن کو بنانے کا اعلان کیا ہے وہ ریٹائرڈ جج پر مشتمل ہوگا ایک لمحے کو ذرا سوچیں کہ ایسی صورت میں یہ کمیشن کیا اور کیسا؟؟ اور کس کے لئے اور کس کے حق میں کیا فیصلہ کر سکتا ہے؟؟ پانامہ پیپرز لیکس کی تحقیقات کے حوالے سے وزیر اعظم کے بنائے جانے والے ریٹائرڈ جج پر مشتمل کمیشن پر اپوزیشن کی جانب سے ابھی بہت سے سوالات جنم لیں گے شاید آنے والے دِنوں میں جن کے جوابات وزیر اعظم اور حکومتی اراکین کو دینے مشکل ہو جائیں مگر پھر بھی دیکھتے ہیں کہ آگے آگے کیا ہوتا ہے؟؟۔

پاناما پیپرز لیکس غیر تمندوں کے مرنے کے لئے تو چلّو بھر پانی ہے مگر

یہ تسلیم کر لیجئے کہ جب ہی یورپ سے وکی لیکس اور پاناما لیکس کی طرز کی کوئی عالمی سازش لیک ہوئی یا کی گئی ہے تو ہر بار ہی دنیا کی عالمی شخصیات ایسی ہی پریشانیوں اور اُلجھنوں کا شکار ہوئیں ہیں جیسی کہ آج ہیں،اور ہر مرتبہ ہی ایسی سازشوں کی زد میں بہت بڑی بڑی شخصیات آتی رہی ہیں، آرہی ہیں اور آتی رہیں گیں جب تک کہ سازشی عناصر اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوجاتے ہیں اَب ایسا آخر کب تک ہوتا رہے گا؟؟یقیناً یہ وہ سوال ہے جس پر سب کو سوچوں کی حد عبور کرکے ایسے عناصر کے خلاف سخت ایکشن لیناہوگاورنہ دنیاکے سازشی عناصر گاہے بگاہے اپنی سازشوں سے عالمی شخصیات کی ذاتی اور پرسنل لائف کو کسی نہ کسی بہانے بے نقاب کرکے اِنہیں مجروح کرتے رہیں گے اور اپنا اُلو سیدھا کرتے جائیں گے، اور ایسے ہی ہر بار عالمی شہرت کی حامل شخصیات پریشان ہوتی رہیں گیں یہ جیسی کے آج پاناما پیپر لیکس کے افشاں ہونے پر پریشانیوں اور اضطراب کا شکار ہیں۔

آج جن لوگوں نے بھی پاناما پیپرز لیکس کی سازش تیار کی ہے اور اِسے زبردست پلاننگ اور منصوبہ بندی کے تحت دنیاکے سامنے لائے ہیں، ایسے عناصر کے جو

بھی مقاصد ہوں مگر پاناما لیکس سے دنیا کو یہ تو لگ پتہ گیا ہے کہ کون کتنا غیر تمند ہے اور کون کتنا بڑا...... ہے کیونکہ آج جہاں پاناما پیپرز لیکس نے پاکستان سمیت دنیا بھر کے حکمرانوں، سیاستدانوں، فلمی ستاروں اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی عالمی شخصیات اور اِن کے خاندان کے افراد کی ٹیکس چوری اور اِن کی ناجائز دولت و کالے دھن اور بالخصوص آف شور کمپنیوں کا پردہ چاک کرکے دنیا بھر میں ہلچل مچا رکھی ہے تو وہیں پاناما پیپرز لیکس سے یہ بات بھی عیاں ہوئی ہے کہ ابھی اِس کرپٹ دنیا میں بہت سے غیر تمند موجود ہیں کیونکہ پاناما پیپر لیکس نے دنیا کی باشعور اور تہذیب یافتہ اقوام کے غیر تمندوں سے استعفے دلوادیئے ہیں پاناما لیکس کے معاملے پر اِن کا اپنے عہدے سے استعفیٰ دینا ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی غیر تمند کو مرنے کے لئے چلّو بھر پانی مل گیا ہے مگر اِس کے ساتھ ہیں مجھے یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ افسوس ہے کہ ابھی دنیا میں کچھ ایسے بھی ڈھیٹ اور بڑے بڑے..... موجود ہیں جو اپنی اور اپنے خاندان کے افراد کی کرپشن، خفیہ دولت اور آف شور کمپنیاں پکڑی جانے کے باوجود بھی خود کو باعزت اور معتبر گردانے کی ضد پر قائم ہیں۔

حالانکہ آج اِن سے اور اِن کی فیملیز سے متعلق پاناما پیپرز لیکس کے کئے جانے والے انکشافات کے بعد اَب وہ کہیں سے بھی باعزت اور معاشرے میں معتبر اور گنگا نہائے ہوئے نہیں رہے ہیں، مگر پھر بھی وہ خود کو اپنے معاشرے

میں زبردستی کا باعزت اور معتبر بنائے بیٹھے ہیں۔

جبکہ آج ہر طرف سے اِن کے معزز و معتبر اور باعزت ہونے پر تنقیدوں کے زہریلے نشتر چلائے جارہے ہیں اور چارسو سے زوردے دے کر انہیں یہ بھی بتایا اور جتایا جارہاہے کہ خدارا آج پاناما پیپرز لیکس کے آشکار ہوجانے کے بعدان کی نیک نامی اور شہرت پر بڑے بڑے سوالیہ نشان لگ گئے ہیں اَب جب تک یہ ٹھیک طرح قانونی طریقوں سے بنائے جانے والے کسی قانونی کمیشن یا کمیشنوں کے سامنے خود کو پیش کرکے اپنی صفائی پیش کرکے خود کو بے قصور اور بے گناہ ثابت نہیں کردیتے ہیں کم از کم یہ اُس وقت تک تو معتبر اور باعزت کہلائے جانے کے ہرگز ہرگز حقدار نہیں ہو سکتے ہیں اور اِس عہدے کے ہرگز اہل تصور نہیں کئے جائیں گے جس حیثیت سے یہ اِس اپنے عہدے پر فائز ہیں۔

بہرحال، اَب ہمارے یہاں یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ پاناما پیپرز لیکس کے معاملے میں آنے والے دن، ہفتے اور مہینے کس کے لئے کیا ثابت ہوتے ہیں؟؟اور کون ٹھہرتا ہے یا جاتاہے؟؟،اِن دِنوں ویسے بھی پاناما پیپرز لیکس کے انکشافات کے بعد ہمارے ملکی ایوانوں میں زبردست قسم کی گرماگرم بحث و مباحثوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیاہے اور گونواز گو، گونواز گو اور گوعمران گو، گوعمران گو کے فلک شگاف نعروں اور شورشرابے سے ایوان مچھلی

بازار بن گیا ہے گویا کہ ایوانوں میں گھمسان کا رن چھڑ گیا ہے اور ہماری قومی اسمبلی تو برسرِاقتدار اور حزبِ اختلاف کی جماعتوں کے ممبران کی زبانی کلامی سخت جملے بازیوں کے حوالے سے محاذِ جنگ کا منظر پیش کر رہی ہے، دونوں ہی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف ذاتی اور سیاسی حوالوں سے تنقیدوں کے زہریلے نشتر چلائے جارہے ہیں اِس کے باوجود بھی سب ڈھیٹ ہیں۔

مگر اِس گرماگرمی کے ماحول کے باوجود بھی راقم الحرف کو ہمیشہ کی طرح یہی لگتا ہے کہ اِس مرتبہ بھی اپوزیشن حکومت کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیکنے، سر جھکانے اور آدب واحترام سے اپنی کمر خم کرکے حکومت کو سلام کر پیش کرنے میں مصروف ہوجائے گی۔

کیونکہ آج بھی ایسا محسوس ہورہا ہے اور یہی نظر آرہا ہے کہ اِن دِنوں جس طرح پاناما پیپرز لیکس کو جواز بنا کر ن لیگ کی حکومت کے خلاف خورشید شاہ اور عمران خان کی محاذ آرائیاں جاری ہیں اِس سے حکومت کا کچھ بھی بگڑنے اور ہونے والا نہیں ہے یہ دونوں مل کر بھی وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کا بال بیکا نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اِن دِنوں خورشید شاہ کی پارٹی تو اُس بجھنے سے پہلے ٹمٹماتے چراغ کے مانند ہے جو اپنی حیثیت عوام الناس میں ختم کر چکی ہے اور آئندہ الیکشن 2018 سے قبل مکمل طور پر بجھ کر ختم ہونے کو ہے اور دوسری

پارٹی پی ٹی آئی ہے جس کا توکام ہی حکومت مخالف ذرا ذرا سی باتوں پر احتجاج کرنااور دھرنے دینارہ گیاہے یوں اپوزیشن کی دونوں جماعتوں کا کام ہی بات بے بات احتجاج کر نا جیسے ایک مشغلہ بن گیاہے، اور وزیراعظم میاں نواز شریف ہمیشہ کی طرح اِس مرتبہ بھی پاناما پیپرز لیکس کے معاملے پر بھی اِدھر اُدھر جھلانگیں مارتیں اپوزیشن کی جماعتوں بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستانی تحریکِ اِنصاف اور جماعتِ اسلامی کے کرتادھرتاؤں خورشید شاہ، عمران خان اور سراج الحق کواپنی سیاسی فکرو تفکراور تدبر سے چکمہ دے جائیں گے اور اپوزیشن کی جماعتیں بغلیں جھانکتی رہ جائیں گیں یوں وزیراعظم نواز شریف پاناما پیپرز لیکس پر ریٹائرڈ جج پر مشتمل اپنے بنائے گئے خودساختہ تحقیقاتی کمیشن سے فوائد حاصل کرکے ایک بار پھر خود کو پکا سیاسی کھلاڑی ثابت کردیں گے اور اپنی اپوزیشن کی جماعتوں کو زِبر کرنے کے بعد اِنہیں کیا 'زِبر اور پیش سے زیرو' بنادیں گے ؟؟یوں پھر اپوزیشن والے اگلے کسی ایشو تک حکومت کے سامنے زِبر اور پیش اور زیرو کی ہی حالت میں رہیں گے اور ن لیگ کی حکومت بڑی چالاکی سے اپوزیشن جماعتوں کو پاناما پیپرز لیکس میں اُلجھا کر بھارتی خفیہ ایجنسی را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کے معاملے کو بھارتی خواہش اور مرضی ومنشا کے مطابق نمٹا کر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے سامنے سُرخرو ہوجائے گی اور اِس طرح نواز شریف بھارت سے بغیر کسی چوں وچراں کئے بھارت کی مرضی کے مطابق را کے ایجنٹ کا معاملہ حل کرلیں گے

ایسا لگتا ہے کہ جیسے حکمران اور اپوزیشن جماعتیں پاناما لیکس کے معاملے کو اُلجھا کر بھارتی را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو کے معاملے کو خود بانا چاہتی ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر حکمران اور اپوزیشن جماعتیں عوام کو جواب دیں کہ اِنہوں نے بھارت سے کل بھوشن یادیو کے معاملے پر نرم گوشہ دلی کیوں روا رکھی ہوئی ہے؟؟؟؟؟۔

10اپریل کو مُلک میں 43واں یومِ دستور منایا گیا

آج میری میز پر 10اپریل 2016.بروزاتوار کے اخبارات کاانبار موجود ہے ، میں دیکھ رہاہوں کہ جہاں بیشتر اخبارات میں اتوار ایڈیشن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ '' یومِ دستور پاکستان'' کی 43ویں سالگرہ کے حوالے سے شائع ہونے والے خصوصی ایڈیشن بھی شامل ہیں ، جن میں وزیراعظم نوازشریف سمیت اسپیکر قومی اسمبلی اور حکومتی اراکین اور صوبائی وزرائے اعلیٰ اور مقامی حکومتوں کے ذمہ داران کے خصوصی پیغامات بھی شائع ہوئے ہیں تو وہیں اخبارات میں یہ خبر بھی ہے کہ دستورِ پاکستان کی تدوین کی 43ویں سالگرہ تقریبات کاآغاز ہوگیاہے 1973ء کے آئین کے بانیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یومِ آئین منایاجائے گاالغرض یہ کہ گزشتہ دِنوں .برسراقتدار ن لیگ کی تیسری اور آخری بارآنے والی حکومت اور ایوان میں اپوزیشن سمیت مُلک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق سرزمینِ پاکستان کے طول وارض میں 10اپریل 2016 کومُلک کا43واں یومِ دستور منایا جبکہ اِس دن کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لئے جہاں پرنٹ میڈیا نے (یعنی کہ حکومت نے جِسے چاہااُن بڑے چھوٹے اخبارات کو یومِ دستور پر وزیراعظم اور حکومتی وزرأکے پیغامات کے ساتھ سرکاری خرچ پر رنگین صفحات پر مشتمل

جو بڑے بڑے اشتہارات دیئے تھے) خصوصی ایڈیشن شائع کئے تو وہیں ملکی سرکاری ٹی وی اور ریڈیو سمیت نجی ٹی وی چینلز نے بھی اِس دن کے حوالے سے اپنی نشریات کا بیشتر حصہ اشتہارات اور پیغامات نشر کرنے میں صرف کیا اور اِس دن کی مناسبت سے بحث و مباحثوں کے خصوصی پروگراموں کا اہتمام بھی کیا۔

یہاں میں اپنے قارئین کو یہ بتاتا چلوں کہ ہم 10 اپریل کو یومِ دستور یا یومِ آئین پاکستان کیوں مناتے ہیں ؟؟ تو اِس دن کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بس اتنا جان لیجئے کہ اِس دن یعنی کہ 10 اپریل 1973 کو قومی اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد 12 اپریل 1973 کو صدارتی منظوری کے بعد دستورِ پاکستان معرضِ وجود میں آیا، مسودہ ساز کمیٹی نے 36 دِنوں کے عرصے پر محیط 48 نشستوں میں 170 گھنٹے بحث کی، اِس تمام کاروائی کے دوران 25 ممبران کمیٹی میں سے اوسط 18 ممبران حاضر رہے، کمیٹی نے متفقہ آئین سازی کے لئے ہر ممکن کوشش کی ''اور یوں ہمارا یہ تاریخی دستور جو 1973 میں پاس ہوا تب سے آج تک نافذ العمل ہے''۔

بہر کیف ،آج جس طرح ہمارے حکمران ، سیاستدان ، حکومتی اداروں کے سربراہان ، میڈیا اور عوام سمیت سب کے سب جس طرح اپنے قد سے بھی زیادہ اُونچا اُچھل اُچھل کر اور چھلانگیں مار مار کر ملک میں دستور اور آئین کی پاسداری اور قانون کی بالادستی کی بہت سی باتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر درحقیقت ایسا

نہیں ہے جیسا کہ ہمیں عام طور پر نظر آ رہا ہوتا ہے۔

جبکہ یہاں یہ نکتہ کتنا عجیب اور حیران کُن ہے کہ وطنِ عزیز میں جو حکمران اور سیاستدان (یا وہ کوئی بھی ہو) جتنی آئین و دستور اور قانون کی بالادستی کی باتیں کرتا ہے دراصل وہ کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی طرح سے اُتنا ہی بڑا آئین (دستور) اور قانون شکن نکلتا ہے، کیونکہ آج میرے وطن میں اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کی گھٹی میں ڈوبا ہوا حکمران طبقہ اور مفاد پرست سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہاں، سیاستدان اور کارکنان میں سے کوئی بھی دستور کو اُس طرح ماننے اور اِس پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہے جیسا کہ دستور کی شقیں اِس کی روح کے مطابق ہر خاص و عام کو عمل کرنے کی پابند بناتی ہیں۔

اگرچہ مُلکی دستور کا یہ سفر 10 اپریل 1973 تا 10 اپریل 2016 تک 43 سالوں پر محیط ہے دستور کی تاریخ گواہ ہے کہ اِس دوران مُلک میں جتنے بھی سِول اور آمر حکمران آئے سب ہی نے اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد اور مفادات کے خاطر دستور کا ہی گلا گھونٹا ہے، ہنوز ابھی یہی کچھ کسی نہ کسی بہانے فخریہ انداز سے کیا جارہا ہے جسے کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں ہے، جس سے دیکھو سب دستورِ پاکستان کو ربڑ سے بھی زیادہ نرم و ملائم جان کر جس طرح چاہتے ہیں اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے حصول کے لئے موڑ لیتے ہیں، آخر ایسا خدا جانے کب تک ہوتا رہے گا؟؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے؟؟۔

تاہم 10 اپریل 2016 کو یومِ دستورِ پاکستان کے دن کی اہمیت کی مناسب سے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کا قومی اخبارات میں قوم کے نام یہ پیغام (جسے میں وقت کی کمی کے پیشِ نظر انتہائی اختصار سے بیان کرنا چاہوں گا) آیا جس میں اُنہوں نے کہا کہ ''مجھے اَز حد خوشی ہے کہ میں یومِ دستور کے موقع پر قوم کو مبارکباد پیش کر رہا ہوں، بیشک یہ دن اُن عظیم لوگوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منایا جاتا ہے جن کی انتھک محنت کے نتیجے میں پاکستان کو آئین ملا ہمیں اِن پر فخر ہے، اَب ہم پر فرض ہوتا ہے کہ خصوصاً مُلک کے جمہوری طور پر منتخب شدہ نمائندوں پر کہ دستور کی بالادستی کو ہم برقرار رکھی اور اِس کے جمہوری روح کو بگاڑنے کی تمام تر کوششوں کو نام بنائیں'' یہ تو وہ پیغام تھا جو ہمارے ہر دلعزیز اور بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے یومِ دستور پاکستان کے موقع پر قوم کے نام دیا حالانکہ یہ اِن دِنوں پاناما پیپرز لیکس کے آف شور کمپنیوں سے متعلق کئے جانے والے انکشافات کے بعد خود اپوزیشن کی شدید تنقیدوں کی زد میں ہیں جن سے اپوزیشن کا ایک مگر سب سے اہم اور بڑا پاور فل مطالبہ یہ ہے کہ وزیر اعظم پاناما پیپرز لیکس میں اپنی فیملیز سے متعلق کئے جانے والے انکشافات کے بارے میں قوم کے سامنے وضاحت پیش کریں یا یہ ایسا نہ کر سکیں تو عہدے سے مستعفی ہو جائیں جس سے مُلک میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم ہو گی۔

جبکہ اُدھر یومِ دستورِ پاکستان کے موقع پر سابق صدر اور پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے صدر آصف علی زرداری نے بھی اپنے ایک اخباری بیان میں قوم اور اپنے پارٹی ورکروں کے نام دیئے جانے والے پیغام میں واہ شگاف انداز سے کہاہے کہ ''آئین کو پھاڑ کر پھینکنا قوم کی روح کو قتل کرناہے اور آئین کی بیحرمتی عوام کی بے عزتی کے مترادف ہے، جو لوگ آئین کی بے حرمتی کرتے ہیں اور اِسے پھاڑتے ہیں وہ قوم کے غدار ہیں ، ڈکٹیٹروں اور غاصبوں کو ہر صورت سزاملنی چاہیے اور وہ وقت آئے گا جب اِن سب کو سزاملے گی آئین کا پیچھا کرنا ہوگا'' اُنہوں نے اور ایسی بہت سی جذباتی اور دستورکی مُلک میں بالادستی سے تعلق باتیں کہیں ہیں پھر وہی وقت کی قلت کا معاملہ سامنے آجاتاہے جبکہ سابق صدر کے اِس بیان پر میں صرف اتناہی کہوں گا کہ یہ سب کہنے سے قبل کم ازکم ایک بار تو اتناضرور سوچ لیتے کہ اِنہوں نے اپنی سابقہ حکومت کے پانچ سالوں میں کب اور کدھر اور کہاں کہاں ؟؟ اور کن کن مواقعوں پر مُلکی دستور اور آئین کے کان اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات اور فوائدکے حصول کے خاطر اینٹھیں تھے ؟؟ اِن کے لئے بس اتناہی کہنا کافیہوگا کہ '' سُوپ توسُوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سوچھید'' ۔

بہرحال، اِدھر برسرِاقتدار وزیراعظم میاں نواز شریف کو 12اپریل 2016تک اللہ رب

العزت جس کے ہاتھ میں ہر ذی نفس کی جان ہے اور جسے وہ جس طرح سے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس وقت جس طرح سے چاہئے ذلت سے بھی دوچار کر دیتا ہے میرے اور وزیر اعظم نواز شریف کے مشترکہ اللہ رب العزت جب اِنہیں ایک خوبصورت موقعہ دے ہی رہا ہے تو وہ اِسے اپنے ہاتھ سے ہر گز مت جانے دیں اُس دن جب یومِ دستورِ پاکستان کے سلسلے میں 12 اپریل 2016 کو پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارت پر چراغاں، ریڈیو اور ٹی وی پر خصوصی نشریات، منتخب سیاسی قیادت کے پیغامات اور 12 اپریل کو پرلیمانی جمہوریت کے تصور اور وفاقیت کی افادیت کے حوالے سے خصوصی سیمنار کا انعقاد اور خصوصی پمفلٹ کی اشاعت وغیرہ کا کی اشاعت کے بعد حکومتی سطح پر منانے جانے والے یومِ دستور پاکستان کے پروگراموں کے اختتام کا آخری دن ہو تو اِس دن تو بس وزیر اعظم نواز شریف پاناما پیپرز لیکس میں اپنے اور اپنے خاندان کے افراد سے متعلق ہونے والے انکشافات اور الزامات کا سامنا کرنے کے لئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کا اعلان کرکے مُلکی تاریخ کے باب میں سُنہرے حرفوں میں اپنا نام درج کرواکر ہمیشہ کے لئے امر ہوجائیں تو تب یہ بات پاکستانی قوم اور دنیا کو سچ اور حقیقی لگے گی کہ ہاں یار۔۔!! وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف تو کھلے دل اور وسیع دماغ کے ساتھ سرزمینِ پاکستان میں دستور اور آئین اور قانون کی بالادستی کے خواہشمند ہیں ورنہ تو اِن کی دستور اور آئین کی مُلک میں بالادستی سے متعلق اَب تک کی کہی سُنی گئیں تمام اچھی باتیں اور خیالات جھوٹ ہی لگیں گے۔

اَب کیا میثاقِ جمہوریت کی طرز پہ لندن میثاقِ مفادات ہونے کو ہے۔ ۔ ؟

آج ایک بار پھر مُلک کے سارے جید سیاستدان (یعنی کے سیاسی ہتھ کنڈے میں بلا کی مہارت رکھنے اور اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر بروقت سیاسی داؤپینچ کا استعمال کرنے والے سیاسی کھلاڑی) لندن میں جمع ہوگئے ہیں اِسی طرح یہ پہلے بھی لندن میں اکٹھے ہوئے تھے، تب سب نے مل کر میثاقِ جمہوریت کو جنم دیا تھا، آج تک جس کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے موجودہ حالات اور واقعات تو یہی بتارہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ آج ایک مرتبہ پھر یہ سارے مفادپرست سیاستدان لندن میں اِس لئے جمع ہوگئے ہیں کہ یہ اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے حصول کے خاطر میثاقِ جمہوریت کی طرز پہ پھر میثاقِ مفادات کی بنیاد رکھنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔

جیساکہ اِن دِنوں زیڈاے بھٹو شہید کی پی پی کا دامن تھامنے کے بعد اپنے سینے پہ سابق صدرِ پاکستان کا تمغہ سجانے والے آصف علی زرداری جو بیچارے تو پہلے ہی (یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا یہ واقعی اپنی جسمانی یا سیاسی علاج کی غرض سے) لندن میں بڑے عرصے سے قیام پذیر ہیں یا اِن کے یوں لندن میں رہنے کی اور کوئی وجہ ہے ؟ جن کے حق میں حالات بہتر ہونے تک اِن کی مُلک واپسی کی کوئی اُمید پہلے ہی کم نظر آتی تھی اَب شائد اور مشکل ہوجائے ، بہرحال یہ آج

کل لندن ہی میں رہ کر اپنی سیاسی ڈوری ہلاتے رہتے ہیں اور گاہے بگاہے سیاسی چٹکلے چھوڑتے رہتے ہیں یوں یہ اِس طرح خود کو زندہ رکھنے کا سامان کئے ہوئے ہیں۔

اَب لیجئے، پانامہ پیپرز لیکس کے آشکار ہوتے ہی ہمارے (ہردلعزیز اور قومی اداروں کو کوڑیوں کے دام فروخت کرنے کا پکاارادہ رکھنے والے بزنس مائنڈ) وزیراعظم میاں نواز شریف جن کی دل کی دھڑنکیں بھی کم یازیادہ ہونے لگیں ہیں، اَب یہ بھی اپنے دل کی دھڑنکیں بحال کرانے اور کرنے تک لندن ہی میں قیام کرنے کاارادہ رکھتے ہیں

۔

اِسی طرح خبر یہ بھی ہے کہ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان بھی اپنے خصوصی ساتھیوں جہانگیر ترین (جواِن کے نزدیک اِن کی پارٹی میں سب سے بہترین اِنسان ہیں،اور جواِنہیں بغیر کسی جھجک استعمال کرنے کو اپنا ہیلی کوپٹر دیتے ہیں اوراِن کے دیگر ذاتی معاملات میں رقم پانی کی طرح بہاتے ہیں اِن کے)اور عبدالعلیم خان کے ہمراہ لندن یاتراکے لئے روانہ ہوچکے ہیں۔

اَب اِسے حُسنِ اِتفاق کہیئے یاآپ پہلے سے کسی سیاسی حکمتِ عملی کا نتیجہ

قرار دیں کہ جس طیارے میں عمران خان اور اِن کے ہمنوالندن جارہے تھے اُسی جہاز میں وزیراعظم نواز شریف کے بھائی شہباز شریف المعروف خادمِ اعلیٰ اور وفاقی وزیر داخلہ مسٹر چوہدری نثار علی خان المعروف مسٹر ہنگامی پریس کانفرنس بھی اپنی اپنی فیملیز کے ہمراہ لندن جانے کے لئے سوار تھے اِس کی تو کوئی اطلاع نہیں کہ دورانِ سفر یہ آپس میں کیا کچھ کہتے اور سُنتے رہے ؟؟ مگر پھر بھی یہ کچھ یقین سے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اِنہوں نے ایک ساتھ یہ لندن کا طویل سفر خاموش رہ کر کیا ہوگا؟؟۔

الغرض یہ کہ آج مُلک کی سیاسی بازار میں سرگرما گرمی پیدا کرنے والے تمام جید سیاستدان اور وطن کے سارے سیاسی بازی گر اپنا اپنا سیاسی منجن بیچنے کے لئے لندن فارمولاترتیب دینے کے خاطر لندن پہنچ چکے ہیں۔

آج بھی پہلے کی طرح سب کی مرضی کسی نہ کسی بہانے لندن جانے کی تھی تو سو وہ آج لندن میں موجود ہیں،اور اَب یہ جتنے بھی عرصے لندن میں قیام کریں گے یقینی طور پر یہ سب دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے میں کسی خاص مقام پر ضرور ملیں گے ، اور ایک دوسرے کے کاموں پر ایک دوسرے کے کاندھے تھپتھپائیں گے اور آپس میں ماتھے پر بوسہ بھی دیں گے اور ایک دوسرے کو شاباشی دینے والے انداز سے یہ بھی کہیں گے کہ سب کی کارکردگی ہر حوالے سے بہت بہتر ہے ،

جامِ مفادات کے شیرین گھونٹ حلق سے نیچے اُتارتے ہوئے بھنگڑے ڈالیں گے اور یکدل اور یک زبان ہو کر یہ بھی کہیں گے کہ ہم ایک دوسرے کے مفادات کا اِس سے زیادہ اور کیا خیال کریں؟؟

اَب سوائے اِس کے کہ ہم یہاں اکٹھا ہو کر ایک دوسرے کے مفادات کا خصوصی خیال رکھنے کے خاطر کیوں نہ میثاقِ جمہوریت کے ہی طرز کا ''میثاقِ مفادات'' کے نام سے ایک ایسا مضبوط معاہدہ پھر سے کرلیں جس پر قائم رہ کر ہم ایک دوسرے کے سیاسی اور ذاتی مفادات کا خصوصی خیال رکھیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف ایسا کچھ نہیں کریں گے کہ جس کی وجہ سے کسی کے مفادات کو کسی بھی حوالے یا کہیں سے بھی کوئی نقصان پہنچے اور پھر یوں میرے دیس کے سارے سیاسی لڑاکو (زرداری، نواز، شہباز، نثار، عمران، طاہر اور دیگر) شاطر اور لڑنے مرغے اپنے اپنے مفادات کے لئے ''میثاقِ مفادات'' کے معاہدے کو حقیقی معنوں میں عملی جامہ پہنا کر ایک ایک کرکے مُلک کی راہ لیں گے اور مُلک میں واپس آکر ق لیگ کے چوہدری.برادران اور اِن جیسے دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر 24اپریل 2016 سے لاہور سے اسلام آباد تک نورا کشتی کی طرز کا سیاسی دنگل سجائیں گے اور قوم کو بے وقوف بنا کر اِسے تگنی کا ناچ نچائیں گے کہ افسوس ہے کہ قوم پاگل ہو جائے گی اور میری کل مُنہی قوم ہر بار کی طرح پھر اپنی آنکھ ،پر موٹی سی سیاہ پٹی باندھ کر اندھی ہو جائے گی اور اِن ہی مفاد پرستوں، دھوکے بازوں

سیاسی بازی گروں اور عیاروں اور مکاروں کے پیچھے پیچھے ہولے گی اور اِس سے جیسا یہ سیاسی بازی گر کرنے کو کہیں گے یہ کرتی جائے گی اور یہ اِن کے اشاروں پر دھرنے بھی دے گی تو پُر تشدد مظاہرے اور احتجاج کرکے اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی اور بربادی کا سامان کرتی رہے گی۔

بہر حال، میں نے مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ بیان کیا ہے یہ تو میرا اپنا ذاتی خیال ہے جسے میں نے بغیر کسی ہچر مچر کے بیان کردیا ہے مگر گزشتہ دِنوں وزیراعظم میاں نواز شریف کی لندن روانگی کے بعد ہی چوہدری نثار علیؒ خان نے جو ہنگامی پریس کانفرنس کی تھی اور اِس میں اِن کے اپنے منہ اور زبان سے نکلنے والے اِس ایک جملے نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا ہے اور وہ جملہ یہ تھا کہ ''وزیراعظم کی واپسی کا فیصلہ ڈاکٹر کریں گے'' یعنی کہ جنہیں چوہدری نثار جی ڈاکٹر کہہ رہے ہیں (آج قوم یہ خوب سمجھتی ہے کہ ڈاکٹر نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ اور خفیہ ہاتھ ہیں جن کی وجہ سے وزیراعظم نواز شریف بھی آمر مشرف کی طرح اپنی بیماری کا ڈھونگ رچا کر مُلک سے فرار ہوگئے ہیں) گویا کہ اگر لندن کے ڈاکٹر چاہیں گے کہ وزیراعظم پاکستان آئیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور مُلکی سیاسی معاملات میں بھی حصہ لیں تو وزیراعظم مُلک واپس آجائیں گے اور اگر ڈاکٹر نہیں چاہیں گے تو جیسے بقول چوہدری نثار علی خان کے وزیراعظم کا مُلک واپس آنا کھٹائی میں بھی پڑ سکتا ہے۔

بہر کیف ،اَب یہ تو آنے والے دن ہی بتائیں گے کہ وزیر اعظم پاکستان آتے بھی ہیں کہ نہیں ؟؟ یا یہ بھی اپنے جگری دوست اور سیاسی اِنتہائی تیز وعیار اور چالاک استاد آصف علی زرداری کی طرح لندن سے ہی دیگر اُمور چلائیں گے اور وزیر اعظم نواز شریف بھی دوسروں کی طرح اپنی مُلکی اور سیاسی ذمہ داریاں لندن سے انجام دیں گے ؟؟آج قوم یہ سوچ رہی ہے کہ کیاواقعی وزیر اعظم کی واپسی کا فیصلہ ڈاکٹرہی کریں گے یا کوئی اور اشارہ کرے گاتو تب واپسی ہوگی ؟؟یا چوہدری نثار علی خان صاحب قوم یہ سمجھ لے کہ اَب وزیر اعظم گئے ؟؟

تاہم وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے وزیر اعظم لندن روانگی کے حوالے سے اپنی پریس کانفرنس میں جہاں بہت ساری باتیں کیں تو وہیں یہ بھی یقین جانیئے کہ اِن کی اِس پریس کانفرنس میں کوئی ایک نکتہ بھی ایسانہیں تھاکہ جس پر یہ پریس کانفرنس کی جاتی، قارئین حضرات یقین جانیئے کہ چوہدری نثار علی خان کی اِس پریس کانفرنس میں سوائے اپنی پارٹی ن لیگ کے لیڈراور مُلک کے وزیر اعظم نواز شریف کی پانامہ پیپرز لیکس میں بے گناہی ثابت کرنے اور اِن کی اور اِن کے خاندان والوں کی شان میں قصیدے پڑھنے اور اپنی پارٹی اور وزیر اعظم کے مخالفین کی چھاڑپھٹکار کرنے اور چوہدی اعتزازاحسن اور عمران خان سمیت دیگر مخالفین کو ڈرانے اور دھمکانے کے کچھ بھی نہیں تھا گویاکہ چوہدی

نثار کی پریس کانفرنس سِوائے وقت. برباد کرنے کے کچھ نہیں تھی۔

اَب کیونکہ وفاقی وزیرداخلہ نثار علی خان کی یہ عادت سی بن گئی ہے کہ یہ ہر معاملے میں پریس کانفرنس کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور اپنی بات کہنے کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں سواِس لئے قوم کواِن کا یہ رنگ. برداشت کرنا ہی پڑتا ہے تاہم ایسے میں یہ سوال ضرور پیدا ہوگیا ہے کہ آخر بیچاری ہماری قوم خدا جانے کب تک چوہدری نثار علی خان کی بات بے بات پر ہونے والی پریس کانفرنس زہریلے گھونٹ پی کر. برداشت کرتی رہے گی؟؟۔

آئندہ مُلک میں کیا ہونے والا ہے۔ ۔ ۔ ؟

آج کل پاکستان سمیت دنیا کے بہت سے ممالک میں پاناما پیپرز لیکس کے آتے ہی ایک ہولناک سا طوفان کھڑا ہوگیاہے گویا کہ پاناما پیپرز لیکس نے سوئے ہوؤں کو جاگا دیاہے اور جو آف شور کمپنیاں بنا کر جاگ رہے تھے اُنھیں سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے سُلانے کا انتظام کردیاہے اَب اِس حوالے سے مُلکِ پاکستان میں آنے والے دِنوں میں کیا ہونے والاہے؟؟ اِس بارے کچھ نہیں کہاجاسکتاہے، سِوائے اِس کہ اَب جس طرح بھی کسی کے خلاف جو کچھ ہوگا، وہ مُلک اور قوم کے حق میں بہتر ہی ہوگا،اور اِتنااچھاہوگاکہ نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ دنیا بھی حیران اور انگشت بدندان رہ جائے گی، کیونکہ گزشتہ 68 سالوں میں جو کام کوئی نہیں کرسکاہے اَب پاناما پیپرز لیکس کو جواز بناکر جوکچھ عنقریب ہونے جارہاہے، وہ پاناماپیپرز لیکس کے کڑے شکنجے میں آنے والوں کے لئے تونشانِ عبرت ہوگاہی مگرایسے بہت سے دوسروں کے لئے بھی (جو کچھ ایساویساکچھ غلط کرنے کاارادہ رکھتے تھے) سبق حاصل کرنے کامقام ہوگاآج پاکستان میں پاناماپیپرز لیکس کے حوالے سے وزیراعظم نوازشریف اوراِن کے خاندان کی آف شورکمپنیوں سے متعلق جیسے سوالات جنم لے چکے ہیں اِس صورتِ حال میں کہ جب پاناماپیپرز لیکس پر وزیراعظم نوازشریف اوراُن کی فیملیز سے متعلق اٹھائے جانے والے عمران خان اور اعتزاز احسن کے اعتراضات

کی روشنی میں کیا وزیر اعظم کے استعفیٰ کی صورت میں مائنس نواز حکومت چل سکے گی ؟؟یا قبل از وقت انتخابات کرواکر کسی پارٹی کی نئی حکومت تشکیل دی جائے گی؟؟ بہر حال، پاناما پیپرز لیکس کے حکمرانوں سیاستدانوں اور مُلک کی دیگر250 معروف شخصیات جن کا تعلق زندگی کے دوسرے شبعوں سے ہے اِن سب کے حوالے سے ہونے والے حیران کُن انکشافات کے بعد آنے والے وقتوں میں مُلک میں حکمرانوں او رسیاستدانوں کی منہ توڑاور سینہ زور بے لگام ہوتی کرپشن کو لگام دینے کے خاطر آئندہ مُلک میں کیا ہونے والا ہے اور کوئی کیا کرے گا؟؟اَب ایسے میں ہماری دُعا یہ ہے کہ جس نے بھی موجودہ صورت حال میں مُلک اور قوم کی بہتری اور اِس کے تابناک مستقبل کے لئے کچھ اچھا کرنے کا ارادہ کیا ہے تو اللہ اُسے ثابت قدم رکھے اور ہر لمحے او رہر قدم پراُس کی اپنی غیبی مدد کرکے اُسے اپنے عزمِ مصمم میں سرخرو کرے تاکہ مُلک سے ٹیکس چوری کرکے دیارِ غیر میں آف شور کمپنیاں بنانے والوں سے نجات حاصل ہواور آئندہ مُلک دیانتدار حکمرانوں اور ٹیکس دینے والی قیادت کے زیر سائے ترقی اور کامرانی کی راہ پر گامزن ہو۔آمین ثمہ آمین۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِن دِنوں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں

پاناما پیپرز لیکس نے جیسی ہلچل برپا کر رکھی ہے،اَب یہی اندازہ ہو رہا ہے کہ جلد دنیا میں کوئی بڑی تبدیلی آنے والی ہے یقینی طور پر پاناما پیپرز لیکس نے کم وبیش ایک کروڑ دس لاکھ ایسے پردہ نشینوں کے چہروں پر چڑھا ہوا نقاب اُتار دیا ہے، جنہوں نے اپنے مُلک اور اپنی اقوام کے حقوق غضب کئے اور اُنہوں نے اپنے اختیارات کو ناجائز طریقوں سے استعمال کیا اور یہ لوگ یہ سمجھ کر کے کوئی اِنہیں دیکھ نہیں رہا ہے تو کوئی پکڑے گا کیسے ؟؟اِس خوش فہمی اور سوچ کی بنا پر یہ اپنی گردن تان کر سینہ پھُلا کر ہر وہ عمل کرتے رہے جسے کسی بھی زمانے کی کسی بھی تہذیب کے کسی بھی معاشرے کے افراد کبھی بھی درست نہیں سمجھتے ہیں۔

آج پاناما پیپرز لیکس نے دنیا کی جن اہم اور نامور شخصیات کی ٹیکس چوری کرکے بنائی گئی خفیہ دولت کا پردہ چاک کیا ہے دنیا کی اِن شخصیات کے اُن ناجائز کاموں اور اعمالِ مکروہ میں سرفہرست ٹیکس چوری، قومی خزانے سے لوٹ مار اور اپنے ذاتی یا خاندانی افراد کے لئے قومی دولت کو بیدریغ خرچ کرنا سمیت بہت سے ایسے ناپسندیدہ فعل شامل ہیں جس سے مُلک اور قوم کو نقصان پہنچا ہے ایسے افراد اور اِن کے خاندان کے افراد جس فعلِ شنیع کے مرتکب ہو کر آف شور کمپنیوں کا قیام عمل میں لائے اور اپنی قوم اور دنیا کو بیوقوف بنا کر مزے لوٹ رہے تھے آج ایسے ہی مکروہ اور عیار چہروں اور مکار دماغ رکھنے والے

افراد کو برسوں اپنی خود ساختہ نیک نامی کا خوبصورت لبادہ خود اُتار کر پھینکنا پڑ رہا ہے اور جو خود سے ایسا نہیں کر رہے ہیں اُن کا احتساب کرنے کے لئے عوام سڑکوں پر آ رہے ہیں اور اِنہیں گریبانوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر پھینکنے کے درپہ ہیں۔

جبکہ میرے دیس میں ابھی تک نہ تو پاناما پیپرز لیکس کی زد میں آنے والے موجودہ حکمران اور اِن کے خاندانوں والوں نے خود کو خود سے کسی عدالتی کٹہرے میں احتساب کے لئے پیش کیا ہے اور نہ ہی اِن سطور کے رقم کرنے تک کہیں سے کسی قانون نے آگے بڑھ کر حقائق جاننے اور تحقیقاتی عمل تشکیل دینے کی کوئی آواز بلند کی ہے اور اِسی طرح نہ ہی کوئی سِوائے مسٹر سونامی عمران خان کے حکمرانوں کے مدِ مقابل کھڑا ہوا ہے، گو کہ سب ہی دور ہی سے کوؤں کی طرح کائیں کائیں تو کر رہے ہیں مگر حقیقی معنوں میں کسی میں یہ ہمت پیدا نہیں ہوئی ہے کہ کوئی صحیح معنوں میں پاناما پیپرز لیکس کی زد میں آنے والے وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کے خاندان کے افراد کے ناموں پر نکتہ چینی کرے اور اِنہیں اُسی طرح مجبور کرے جس طرح دنیا کے دیگر ممالک کے حکمرانوں اور اِن کے خاندان والوں کے نام پاناما پیپرز لیکس میں آنے کے بعد دوسرے ممالک کے عوام اور عدالتیں اپنے قانون کے مطابق اِن کے خلاف اقدامات کر رہی ہیں۔

آج ایسالگتاہے کہ جیسے پاکستان میں پاناماپیپرزلیکس کے حوالے سے جو کام اور قانونی چارہ جوئی اداروں کو کرناچاہئے آج عوام اور اداروں نے اپنے اپنے حصے کاکام بھی میڈیااور فوج کے کھاتے میں ڈال دیاہے اور سب ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اور بس یہی سوچ رہے ہیں کہ ہم کیا کریں اَب جو کرناہے، میڈیااور فوج ہی کو کرناہے،پاناماپیپرزلیکس سمیت حکمرانوں کی کرپشن اور دیگرملکی معاملات میں ذمہ داریوں کی چوری پر حکمرانوں اور سیاستدانوں کے کان کھینچنااور حکمرانوں کو اقتدار سے ہٹانے اور چڑھانے کاکام بھی میڈیااور فوج کے ہی سپرد ہے اَب میڈیااور فوج جو کرے اِسے عوام اور دیگر ادارے خوش دلی سے قبول کریں گے مگر یہ حکمرانوں کے خلاف ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں نکالیں گے۔

تواَب ایسے میں میڈیا جیسی راہ ہموار کرکے دے گااِس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں کرناچاہئے کیونکہ سیاستدان تواپنے اپنے مفادات اور پلٹ پلٹ کراقتدار کی بارکے حصول کے چکر میں ایک دوسرے کے خلاف جانے کے حق میں نظرنہیں آتے ہیں آج جب پاناماپیپرزلیکس سمیت دیگرملکی معاملات کے حوالوں سے حکمران اور سیاستدان ایک دوسرے کے مفادات کے خاطر کمرسے کمراور شانے سے شانہ ملاکرکھڑے ہوجائیں توپھرایسے میں یقینی طورپر فوج کو ہی ملک اور قوم کے بہتر حق میں اپنا کردار ضرور اداکرناہوگاکیونکہ آج فوج ہی حکمرانوں اور

سیاستدانوں اور ایوانوں سے زیادہ محبِ وطن ادارہ ہے اِسے ہی حکمرانوں اور سیاستدانوں کو احتساب کے کٹھہرے میں لاکھڑا کرنا ہوگا اور پاناما پیپرز لیکس میں نامزد حکمران و سیاستدان اور ملکی نامور شخصیات کے کان جیسے چاہئے کھینچے ہوں گے۔

امریکا کا سعودی عرب کو بلیک میل کرنا بہت مہنگا پڑ سکتا ہے

لیجئے، وہی ہوا ناں جس کا بڑے عرصے سے خدشہ تھا اور ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ اَب امریکا اپنی دہشت گردانہ خصلت اور اپنے مفادات کے خاطر کسی بھی لمحے اور کسی بھی بہانے سعودی عرب کو بھی ڈسنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور گزشتہ دِنوں تو دہشت گردِ اعظم امریکا نے سعودی عرب کو بھی ڈسنے کے لئے ایک ایسی سازش تیار کر لی تھی جسے امریکی میڈیا نے سعودی عرب اور اُمتِ مسلمہ سمیت ساری دنیا کے سامنے ایک چونکا دینے والی خبر دے کر کچھ یوں عیاں کردی ہے کہ ''اوباما انتظامیہ کانگریس ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان اور امریکی عدالت نے سعودی عرب کو نائن الیون حملوں میں ملوث قرار دے کر اِس کے امریکا میں موجود 750 ارب ڈالر یا اِس سے بھی زائد مالیت کے اثاثے ضبط کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے جو بہت جلد سامنے آنے والا ہے، جس سے امریکا اور سعودی عرب اور اُمتِ مسلمہ کے درمیان قائم رابطے متاثر ہو سکتے ہیں'' یہ خبر آناً فاناً دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس نے سب کو حیران کردیا، تو وہیں اِس خبر کے آتے ہیں سعودی عرب اور اُمت مسلمہ میں امریکا اور امریکی صدر اوباما اور اِن کی انتظامیہ کے خلاف غصے کی لہر بھی دوڑ گئی اَب جس پر اپنی سُبکی مٹانے کے لئے اوباما انتظامیہ کانگریس ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان کو قائل کرنے اور سعودی

عرب کے خلاف کسی قسم کے بل آنے سے متعلق باز رکھنے کے لئے سرگرم ہے، اِس حوالے سے آنے والے دِنوں میں سب واضح ہوجائے گا کہ آیا کہ سعودی عرب سے متعلق امریکا میں جو سازش تیار کی گئی ہے اِسے روکنے کے لئے اوباما انتظامیہ کتنی کامیاب یا ناکام ثابت ہوئی ہے؟؟

آج یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ امریکا دنیا میں اپنی بالادستی اور چوہدراہٹ قائم کرنا چاہتا ہے اور اِس کی شدت سے ایک یہی خواہش ہے کہ ماضی کی کچھ تاریخی مثالوں کی طرح اِس کی حکومت کا سورج بھی کبھی غروب نہ ہو اَب یہ اپنی اِس خواہش کی تکمیل کے لئے بڑی چالاکی اور عیاری سے ہر وہ حربے اور طریقے استعمال کررہا ہے جس سے صرف اِسے ہی فائدہ ہو اِس کام میں بھلے سے کسی کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہوجائے اِس سے اِسے کوئی غرض اور مطلب نہیں ہے۔

یعنی کہ آج ابلیس کا چیلا امریکا دنیا میں اپنی حاکمیت (ہمارا تو بحیثیت مسلمان یہ پکا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ازل سے ابدتک کائنات کے ہر زرے زرے پر صرف اور صرف ربِ کائنات اللہ رب العزت کی ہی حاکمیت قائم ہے اور ہمیشہ ہی رہے گی اور جو اِس کے باوجود بھی ایسا سوچے تو وہ شیطان کے سِوا اور کوئی نہیں ہوسکتا ہے) قائم کرنے کے لئے بالخصوص مسلم اور عرب ممالک کے وسائل اور دولت کو اپنے قبضے میں لینے کے لئے ایسی سازشیں بُن رہا ہے جس سے خدشہ ہے کہ دنیا کا امن

اور سکون تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔

بہر حال، آج دنیا پر حکمرانی کے جنون میں متبلا نفسیاتی مریض امریکا کی ذہنی کیفیات پر عالمی تبصرہ اور تجزیہ کاروں کا قوی خیال یہی ہے کہ اگر امریکا اپنی اِس سازش میں پوری طرح سے کامیاب ہوگیا تو یقینی طور سے دنیا میں عنقریب صلیبی جنگوں کی شروعات ہو جانے کو ہے اور جب ایسا حقیقی معنوں میں ہوگیا تو پھر دنیا کے اِس کونے سے اُس کونے تک کشت وخون کا ایک مثالی سمندر بہہ نکلے گا جس میں فاتح اُمتِ مسلمہ قرار پائے گی اِس طرح صلیب کا نام ونشان دنیا ہی سے نیست بابود ہوجائے گا جِسے عالمِ اِنسانیت نشانِ عبرت کے طور پر یاد رکھے گی ایسے میں اکثر اہلِ دانش کا امریکا اِس کے اسرائیل جیسے حواریوں کو مخاطب کرکے خبردار کرتے ہوئے یہ بھی کہنا ہے کہ قبل اِس کے کہ ایسی نوبت آئے، دنیا میں اپنی بالادستی اور حکمرانی قائم کرنے والا امریکا دنیا کو صلیب کی حرمت کا واسطہ دے کر دنیا کو ادیان کے مسلم اور غیر مسلم بلاکس میں تقسیم کردے تو امریکا کو اپنی ایسی کسی سازش جو خالصتاً اُمتِ مسلمہ کے تیل و گیس کے ذخائر اور خزانوں اور دولت پر قبضے کے لئے ہواِس پر اپنی طاقت کے گھمنڈ میں عمل کرنے سے پہلے اپنے ہواسے بھرے موٹے بازوؤں کو ایک بار ضرور ٹٹول لینا چاہئے کہ کہیں اِس کے ہوابھرے بازو اُمتِ مسلمہ کی ایمانی اور روحانی طاقت کے سامنے گیس کے غبارے کی طرح پھس نہ ہوجائیں یکدم

اِسی طرح جیسے تاریخ میں اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا جس میں ابرہہ اور اِس کے دیوہیکل ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے کنکریاں برسا کر تباہ وبرباد کردیاگیااور انہیں اللہ نے رہتی دنیاتک نشانِ عبرت بنادیاہے۔

آج جہاں جدید جنگی ہتھیاروں اور سازوسامان سے لیس (دہشت گردِاعظم) امریکا اپنی طاقت کے نشے میں دھت انتہائی چالاکی اور مکاری سے دنیامیں (مگر بالخصوص مسلم ممالک پر) اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لئے بہت سی گھناؤنی سازشیں اور منصوبے تیار کرچکاہے تو وہیں اِس کی مسلم اور عرب ممالک کی دولت اور قدرتی وسائل کو ہتھیانے کی بھی ایک سب سے بڑی اور گہری منصوبہ بندی ہے آج جس پر یہ تیزی سے عمل پیراہے اور اَب یہ جس تیز رفتاری سے مسلم ممالک کے وسائل جن میں سرِ فہرست تیل اور گیس کے ذخائر اور اِن کی دولت ہے اِس پر آج یہ کیسے قابض ہوگیاہے اور ہورہاہے ایسے میں یہی نظر آرہاہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے تیل اور گیس کے ذخائر اور اِس کی دولت پر بہت جلد قبضہ کرلے گااور اُمتِ مسلمہ کی معیشت کاشیرازہ تہس نہس کردے گا جس کے لئے مسلم ممالک کے حکمرانوں کو دہشت گردِ اعظم امریکا کی دوستی کی شکل میں جاری سازشوں کو سمجھناہوگااور امریکا سے تعلقات قطع کرنے ہوں گے آج اگر اُمتِ مسلمہ نے ایسانہیں کیاتو پھر سمجھ لو کہ امریکا دوستی کی آڑ میں آستینوں میں پلتے اور دودھ پیتے اُس سانپ کی طرح ثابت ہوگا جو موقع ملتے ہی ڈس لیتاہے۔

اِس میں شک نہیں ہے کہ آج دہشت گردِ اعظم امریکا کی نظر اپنے یہاں رکھے گئے
سعودی عرب کے 750 ارب ڈالر کے اثاثوں پر لگی ہوئی ہے اَب جسے اپنانے کے لئے
امریکا منصوبہ بندی کر رہا ہے اور کرا بھی رہا ہے جس کا ثبوت خود امریکی میڈیا نے سعودی
عرب اور دنیا کے سامنے کھلے عام پیش کر دیا ہے خبر ہے کہ امریکی میڈیا کے مطابق گزشتہ
کئی ہفتوں سے امریکی کانگریس کے ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان اور امریکی عدالت ایک
دوسرے کی معاونت سے سعودی عرب کو نائن الیون حملوں میں ملوث قرار دے
کر امریکا میں رکھے گئے 750 ارب ڈالر کے اثاثے ضبط کرنے کا منصوبہ تیار کر چکے ہیں"
اِس خبر کے آشکار ہوتے ہیں سعودی عرب نے اوباماانتظامیہ اور امریکی کانگریس کے
ارکان کو خبردار کر دیا ہے کہ " اگر اُنہوں (امریکا) نے کوئی ایسا قانون یا بل
منظور کیا جس کے تحت (محض مفروضوں اور جھوٹ کی بنیاد پر سعودی عرب کے امریکا
میں رکھے گئے 750 ارب ڈالر پر قبضے کے لئے) کوئی امریکی عدالت سعودی عرب کو
گیارہ ستمبر کے حملوں کا ذمہ دار قرار دی سکتی ہے تو سعودی عرب ایک لمحہ بھی ضائع کئے
بغیر امریکا میں موجود اپنے اربوں ڈالر کے اثاثے فروخت کر دے گا"۔
یوں امریکا کی سعودی عرب کو نائن الیون میں ملوث قرار دینے کی سازش کے عیاں
ہوتے ہیں سعودی عرب کی جانب سے پاور فل اور درست موقف کے سامنے آتے ہی

اوباما انتظامیہ میں بلا کی کھلبلی مچ گئی ہے اور اَب اوباما انتظامیہ کو اپنی معیشت زمین بوس ہوتی نظر آرہی ہے جس سے اِس کے چودہ طبق روشن ہوگئے ہیں آج تب ہی جہاں اوباما انتظامیہ کانگریس کے ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان کے سامنے ہاتھ پاؤں جوڑتی معافیاں مانگتی اِنہیں اپنے مُلک کی معیشت کو تباہ کونے سے بچانے کے لئے قائل کرنے پر اپنی تمام توانائیاں صرف کررہی ہے، تو یہ وہیں اپنے آزاد میڈیا سے بھی سخت ناراض ہے اوباما انتظامیہ کانگریس کے ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان اور امریکی عدالت کے اہم کرتادھرتا اراکین بھی اپنے میڈیا پر برس رہے ہیں کہ قبل از وقتِ اِسے اوباما انتظامیہ اور کانگریس کے ڈیموکریٹک و ریپبلکن ارکان اور امریکی عدالت کے درمیان سعودی عرب کو نائن الیون میں ملوث کئے جانے کے بعد امریکا میں رکھے گئے سعودی عرب کے 750 ارب ڈالر کو ضبط کرنے سے متعلق کی جانے ایسی کسی منصوبہ بندی کو بے نقاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟

جب اندر ہی اندر خاموشی سے سب کچھ ہوجاتا تو پھر خبر باہر نکلتی تو اور بات تھی؟؟ مگر اَب جبکہ ابھی کھچڑی پک ہی رہی تھی تو امریکی میڈیا کو ایسی خبر لیکس کرنے سے پہلے امریکی انتظامیہ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا، امریکی میڈیا نے وقت سے پہلے خبر لگا کر جہاں امریکی انتظامیہ کی سازش عیاں کردی ہے تو وہیں سعودی عرب کو بھی اپنا سخت موقت اپنانے پر مجبور کردیا ہے اِس امریکی

سازش نے یقینی طور پر عالمِ اسلام کو سعودی عرب کے شانہ بشانہ لا کھڑا کیا ہے۔

اگرچہ اُدھر جہاں امریکی انتظامیہ کانگریس کے ڈیموکریٹک اور ریپبلکن ارکان کو سعودی عرب سے متعلق کسی سخت رویے کو اپنانے سے باز رکھنے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہے تو اِسی کے ساتھ ہی جس کی ایک یہ بھی خواہش ہے کہ وہ کانگریس میں اِس قسم کے بل کو روکنے کی کوشش کریں جبکہ ایک خبر یہ بھی ہے کہ سعودی عرب سے متعلق خبر لیکس ہونے پر امریکی دفترِ خارجہ اور وزارت دفاع کے حکام اور کانگریس کے درمیان بھی بہت لے دے ہو رہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی کچھ ایسی بھی اطلاعات ہیں کہ '' خارجہ اور دفاعی اُمور کے سینیئر حکام بھی حرکت میں آ چکے ہیں جن گزشتہ دِنوں اہم ترین ملاقاتیں بھی ہوئی ہیں اور اِس دوران فیصلہ یہ کیا گیا کہ وقت سے پہلے ساری سازش سامنے آ جانے کے بعد اَب جس قدر جلد ممکن ہو سکے اِس مسئلے کو یہیں

دبا دیا جائے یوں خارجہ اور دفاعی اُمور کے سینیئر حکام نے دونوں جماعتوں کے اراکین سینٹ کو خبردار کیا کہ آج اگر سعودی عرب کے خلاف کسی قسم کی قانون سازی ہوتی ہے تو امریکا کے لئے سفارتی اور معاشی حوالوں سے بہت سے منفی اثرات مرتبہ ہو سکتے ہیں اَب جس کے لئے یقینی طور پر امریکا کو اپنے بگڑے ہوؤں اور نہ صرف امریکا سعودی عرب تعلقات کے حوالے سے بلکہ اُمت مسلمہ سے بہتر خواہش اور رابطے استوار رکھنے والی اوباما انتظامیہ کو سعودی عرب سے متعلق کسی کو سازش بنانے سے باز رکھنا

ہوگا ورنہ امریکا معاشی اور اخلاقی طور پر اُمت مسلمہ میں اپنا رہاسہا وقار بھی خاک میں ملادے گا۔

اِس سارے منظر اور پس منظر میں اِس امریکی سازش کا پردہ چاک ہوتے ہیں نہ صرف سعودی عرب بلکہ عالمِ اسلام میں بھی امریکاکے خلاف سخت نفرت کی آگ میں اضافہ ہوگیاہے اور ساری اُمتِ مسلمہ یہ سوچ رہی ہے کہ 1991ء میں عراق اور لیبیاجنگ کے دوران (آج جو امریکاکی اپنی ہی سازش کا نتیجہ قراردی جارہی ہے) جس طرح امریکا سعودی عرب کی حفاظت کی غرض سے سعودی عرب میں داخل ہوا تھا یہ نکتہ تب بھی ایک بہت بڑاسوالیہ نشان تھایوں اُس وقت امریکا کی سعودی عرب میں آنے اور یہاں اپنے قدم جمانے اوراِس کے تیل وگیس کے ذخائر اوراِس کی معیشت اور دولت کا تفصیلی جائزہ لینے کی سازش تھی تب سے اَب تک امریکا سعودی عرب میں اپنے ناپاک قدم جمائے ہوئے ہے اور اَب یہ آہستہ آہستہ وہی کچھ سعودی عرب کے ساتھ بھی کرنے پہ تُلا بیٹھاہے جیسا کہ یہ دیگر عرب اور مسلم ممالک کے ساتھ بُرا کرتا آیا ہے۔

کچھ بھی ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ اِنشاء اللہ امریکا سعودی عرب کے معاملے میں اپنی کسی بھی ایسی گھناؤنی سازش میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوپائے گا جس سے مقدسِ سرزمین کے حامل مُلکِ عظیم سعودی عرب کو امریکایااِس جیسا کوئی دہشت

گردِ اعظم ملک نقصان پہنچانے کے لئے تیار کرے کیونکہ سعودی عرب پر اللہ اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سایہء رحمت ہے اور پاکستان سمیت ساری اُمتِ مسلمہ سرزمینِ مقدس سعودی عرب کی حفاظت کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہے۔

سلام جنرل راحیل شریف، اَب بیشک کوئی کرپٹ نہیں بچے گا، نہیں بچے گا کوئی کرپٹ

سلام جنرل راحیل شریف ،آج آپ نے چار روز قبل کہے ہوئے اپنے اِس جملے ”کرپشن کی لعنت ختم کئے بغیر پائیدار امن قائم نہیں ہوسکتا ہے“ اور ”ملکی سالمیت کے لئے سب کا احتساب ضروری ہے، قوم کے تعاون سے دہشت گردی اور کرپشن کا خاتمہ کرکے دم لیں گے“ کو آپ نے من وعن سچ کردکھایا یعنی کہ آپ نے پاک فوج سے کرپشن کے الزام میں ملوث حاضر سروس لیفٹیننٹ جنرل سمیت فوج کے 11 اعلیٰ افسران کی فوری برطرفی کے جو تاریخ رقم کردی ہے اِسے ہماری آنے والی نسلیں تا قیامت یاد رکھیں گیں، اور اِسے اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں گیں۔
یہ یقین جانیئے ،کہ آج قوم کو اپنے ایک اچھے اور پیشہ ور محبِ وطن پاکستانی جنرل سے یہی اُمید تھی، جنرل صاحب،آپ جیسے مخلص اور دیانتدار جنرل کی قوم کو برسوں سے تلاش تھی، اور الحمداللہ، اللہ رب العزت اور ربِ کائنات نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی شکل میں قوم کو ایک ایمانڈر اور بہادر اور تمام تر ذاتی اور سیاسی مفاہمتوں اور مصالحتوں سے پاک سپہء سالارِ اعظم نصیب کرہی دیا ہے آج جس نے اپنی حب الوطنی اور دیانتداری اور ثابت قدمی سے قوم پر اپنا اعتماد بحال کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ قوم کے تمام تر دُکھ درد

کامداوااللہ تعالیٰ کی مددِ خاص سے اِس ذات (راحیل شریف)کے عزم وہمت سے ہی ممکن ہے۔

لیجئے ،آج آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے اپنی قوم سے کئے ہوئے وعدے اور دعوے کو بلاجھجک پورا کردیا ہے اور جنرل راحیل شریف نے کرپشن کے خلاف جوچاردن پہلے علم جہاد بلند کیا تھااُنہوں نے اُس کی ابتداء اپنی ناک کے نیچے اپنے ہی گھر کے بڑوں سے کردی ہے، مگراَب دیکھنا یہ ہے کہ یہ سلسلہ یہیں رک جاتاہے۔؟؟یااَب مزید آگے کی جانب بڑھتاہے؟؟؟اور بڑھتاہی چلاجاتاہے...یا پھر جمہوریت کے پوجاری سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں کے سرجوڑ کربیٹھنے کے بعدان کی کسی شاطرانہ چال اور مفاہمتی و مصالحتی چاپلوسی کے باعث کوئی مثبت نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی رک جاتاہے؟؟ بہر حال، آج جنرل راحیل شریف نے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء اپنے ہی فوج جیسے) ادارے میں موجود کرپٹ عناصرکا قلع قمع کرکے کردی ہے تواَب اِس عمل) کو رکنا تو کسی بھی صورت میں نہیں چاہئے اور اَب کرپٹ عناصر کے خلاف پوری قوت کے ساتھ کارروائیوں میں اتنی شدت آنی چاہئے کہ مُلکی ایوانوں کی درو دیوار بھی یہ دیکھ لیں کے اِس کی چار دیواری میں کیسے کیسے کرپٹ عناصر شرافت اور عزت کا لبادہ اُڑھ کرمُلک اور قوم کی دولت کو لوٹا کرتے تھے اور اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر قومی اداروں اورمُلک اور قوم کے وقار اور عزت اور غریب عوام کے خون

اور پسینے کا سودا کیا کرتے تھے ؟؟ اَب بات چل نکلی ہے تو دیکھیں کہاں تک پہنچے ۔ ۔ ۔ ؟؟ بہر کیف ، اطلاعات کے مطابق مُلک سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء پاک فوج کی داخلی تحقیقات کی روشنی میں کرپشن کے الزام میں ملوث حاضر سروس لیفٹیننٹ جنرل سمیت پاک فوج کے 11 اعلیٰ افسران کی فوری برطرفی سے کردی گئی ہے۔ واضح رہے کہ جو حاضر سروس لیفٹیننٹ جنرل سمیت پاک فوج کے گیارہ اعلیٰ افسران کرپشن کے الزام میں برطرف کئے گئے ہیں اُن میں ایک لیفٹیننٹ جنرل، ایک میجر جنرل، پانچ برگیڈئرز ، تین کرنل اور ایک میجر سمیت آرمی کے تین اعلیٰ افسران بھی شامل ہیں، جبکہ پاک فوج کی داخلی تحقیقات کے مطابق کرپشن کے ناسور میں جو افراد متبلا تھے اور اَب جنہیں فارغ کردیا گیا ہے اُن کے نام اور عہدے کچھ یوں ہیں کہ '' لیفٹیننٹ جنرل عبیداللہ خٹک ، میجر جنرل اعجاز شاہد، برگیڈئر حیدر، ، برگیڈیئر اسد، ، برگیڈیئر سیف اللہ، ، برگیڈیئر عامر ، برگیڈئر رشید، کرنل حیدر، میجر نجیب سمیت دیگر اعلیٰ فوجی افسران شامل ہیں جبکہ برطرف کئے جانے والے افسران نے فوج میں دورانِ ملازمت مختلف ادارومیں فرنٹیئر کوربلوچستان میں خدمات سرانجام ضرور دی تھیں مگر اِنہوں نے کرپشن کی لت میں پڑ کر خود کو ایسا تباہ و برباد کردیا کہ آج یہ دنیا کے لئے نشانِ عبرت بن گئے ہیں تاہم فوج کی ملازمت سے کرپشن کے الزام میں فارغ ہونے والے قومی مجرموں سابق جنرل (ر) عبیداللہ خٹک، سابق میجر جنرل (ر) اعجاز شاہد، سابق برگیڈیئر (ر) اسد، سابق برگیڈیئر حیدر نے کرپشن ثابت ہونے پر کرپشن کی رقم

واپس کردی جبکہ کرپشن کی رقم واپس کرنے والے افسران کو فوج سے جبری ریٹائر کردیاگیاہے نہ صرف یہ بلکہ برطرف فوجی افسران سے پلاٹس ، زرعی اراضی اور اُن کے رینکس سمیت دیگر تمام فوجی مراعات بھی واپس لے لی گئیں ہیں ہاں اِنہیں سِوائے پنشن اور میڈیکل کی سہولیات حاصل رہنے کے اور کچھ مراعات نصیب نہیں ہوں گیں۔

آج یقینی طور پراس طرح آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے اپنی ناک کے نیچے اپنے ہی ادارے سے کرپشن کے خاتمے کی ابتداء کرکے یہ ضرورثابت کردیاہے کہ اَب کرپشن کے خلاف چلنے والے ڈنڈے اور سخت سے سخت ایکشن سے کوئی نہیں بچ پائے گا خواہ وہ کوئی بھی کتناہی بڑاطاقتور کیوں نہ ہو، اور کوئی کتنی چھوٹی بھی کرپشن کیوں نہ کرے،

اَب ہر کرپٹ کاکڑااحتساب ہوگااَب جس کا سامنا کرنے کے لئے ہر کرپٹ کو ذہنی اور جسمانی طور پر خود کو تیار کرلیناہوگاورنہ خطاکار اپنا ہی نقصان کرے گا،اگرچہ ، آج مُلک میں کرپشن کے خلاف اپنے ہی ادارے کے کرپٹ عناصر کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر جنرل راحیل شریف نے جس عزم و ہمت کے ساتھ کرپشن کے خلاف علمِ جہاد بلند کردیاہے

اَب اِس کا دائرہ سارے مُلک میں جلد از جلد پھیلنا چاہئے اور اَب پاناماپیپرز لیکس میں نامزد وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے خاندان والوں سمیت مُلک کی اُن 250 کے لگ بھگ اہم اور نامور شخصیات جن کا تعلق فلمی ستاروں سمیت زندگی کے

دوسرے شعبوں سے بھی ہے اُن کے خلاف بھی کڑا احتسابی عمل لایا جانا لازمی ہوگیا ہے اوراِسی کے ساتھ ہی ناجائز طریقوں سے قومی دولت نکال کر اربوں ڈالرز بیرون ممالک منتقل کرنے والے سابق صدر آصف علی زرداری کے ساتھ ساتھ مُلک کے سیاستدانوں، سرمایہ کاروں ،وڈیروں، چوہدریوں ،خانوں اور دیگر لٹیروں سے بھی لوٹی گئی قومی دولت وطن واپس لائی جائے اِس طرح لگے ہاتھوں مُلک کے تمام اُوپر سے نیچے تک کرپٹ عناصر کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جاسکے گا تو وہیں مُلک سے کرپشن کا خاتمہ بھی سوفیصد ممکن ہوگا۔ (ختم شُد)

جنرل راحیل شریف کا کرپشن کے خاتمے کا حالیہ بیان واقدام خوش آئند تو ہے مگر ....

گزشتہ دِنوں آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے سگنل رجمنٹل سینٹر کوہاٹ کے دورہ کے دوران سگنل اِن چیف میجر جنرل سہیل احمد زیدی کو کرنل کمانڈنٹ کا بیج لگانے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے واہ شگاف انداز سے اپنے اِس عزم کا اعلانیہ اظہار کیا کہ ”کرپشن کی لعنت ختم کئے بغیر پائیدار امن قائم نہیں ہوسکتا ہے“ اور اِسی کے ساتھ ہی اپنے اِسی خطابِ خاص میں جنرل راحیل شریف نے ساری پاکستانی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے اِس خواہشِ خاص کا بھی برملا اظہار کردیا کہ ”مُلکی سالمیت کے لئے سب کا احتساب ضروری ہے“۔

اگرچہ جنرل راحیل شریف کے اِس حالیہ بیان کو ساری پاکستانی قوم خوش آئند قرار دے رہی ہے اور اُمید رکھتی ہے کہ جنرل صاحب اپنے اِس ارادہ خاص پر ضرور بلا امتیاز عمل کرتے ہوئے مُلک کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے اپنا کلیدی کردار اداکریں گے جس طرح جنرل راحیل شریف نے اپنے ادارے فوج ہی سے کرپشن میں ملوث عناصر کے خلاف سخت ترین اقدامات سے یہ ثابت کردیا ہے احتساب سب کے لئے ہوگااور یوں مُلک جلد ہی کرپشن سے نجات پالے گا۔

یہاں راقم الحرف حالتِ خوش سے جھوم اُٹھا ہے کہ چلو کسی کو تو مُلک سے کرپشن کے خاتمے کا خیال آیا ورنہ تو ہمارا ماضی یہ بتاتا ہے کہ ہمارے یہاں جتنے بھی حکمران آتے رہے ہیں سب ہی کرپشن کی گھٹی کے شیرے میں ہی ڈوبے ہوئے تھے مگر آج قوم اپنے سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کے مُلک سے کرپشن کو جڑ سے ختم کرنے والے اِس عزم خاص و عام پر جنرل راحیل شریف اور پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور اُمید رکھتی ہے کہ جنرل راحیل شریف اپنے اِس بیان کو حقیقی معنوں میں جلد ہی عملی جامہ پہنانے کے لئے مزید پائیدار حکمتِ عملی وضع کریں گے جس کے بعد مُلک میں بہت جلد اُوپر سے نیچے تک کرپشن میں ملوث عناصر کے خلاف سخت ترین اقدامات اُٹھائے جائیں گے اور سب کے لئے احتساب کی کڑی کلاسز شروع کردی جائیں گے اِس عمل کی مدت پوری ہوتے ہی پھر سب کا کڑا امتحان بھی شروع ہوجائے گا جس میں کرپٹ عناصر کے خلاف سخت سزائیں سُنائی جائیں گیں۔

اِس میں شک نہیں کہ آج جہاں آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے دس بارہ دنوں کے دوران مُلک سے کرپشن اور دہشت گردی سمیت دیگر جرائم پیشہ افراد کے خلاف آنے والے پاور فل بیانات نے مُلکی سیاست میں طوفان بپا کردیا ہے تو وہیں اِن کے اِن بیانات کی بازگشت مُلکی ایوانوں سے لے کر عام پاکستانی شہری کے گھر تک بھی بڑی شدّومدّ اور شدت سے سُنی جارہی ہے تو اِسی کے ساتھ ہی خاص طور پر

موجودہ حکمرانوں سے لے کر ہر بڑے چھوٹے سیاستدان اور وائٹ کالرز والوں کے دلوں کی دھڑکیں بھی کبھی تیز اور کبھی مدھم ہوتی جارہی ہیں۔

آج یقینا جنھیں معاشرے میں کرپشن کی چکاچوند سے بنائی گئی اپنی عزت اور ریت کے اُونچے اُونچے گھروندوں جیسے محالات بھی زمین بوس ہوتے محسوس ہورہے ہوں گے تو وہیں کرپشن میں ملوث افراد کی آنکھوں سے رات کی نیندیں اور دل و دماغ سے راحت وسکون بھی اُڑ ساگیا ہوگا۔

تاہم ایسے میں پھر بھی حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) والوں نے اپنے دھیمے انداز سے دل پر بڑا سا پتھر رکھ کر جنرل راحیل شریف کے بیان کو وقت کی اہم ضرور قرار دیا ہے مگر دوسری جانب اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی جماعتوں کے چیدہ چیدہ کرتادھرتاوں نے بھی آرمی چیف کے اِس بیان کو کوئی کھلے دل اور دماغ سے درست نہیں کہا ہے بلکہ سب نے اپنے اپنے دامنوں پر کرپشن کے لگے داغ دیکھتے ہوئے بڑے ڈرے اور سہمے ہوئے انداز سے اپنی بل کھاتی اور لڑکھڑاتی زبانوں کو سنبھالتے ہوئے اپنے چند تحفظات کے ساتھ جنرل راحیل کے بیان '' کرپشن کی لعنت ختم کئے بغیر پائیدار امن قائم نہیں ہوسکتا ہے'' اور ''مُلکی سالمیت کے لئے سب کا احتساب ضروری ہے'' کو مُلک اور قوم کی بہتری کے لئے اچھااقدام ضرور قرار دیا ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ کرپشن ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں اُم البرائی کادرجہ رکھتی ہے، یعنی کہ زمانے کی تہذیبوں اور معاشروں میں یہی ہر اقسام کی بُرائیوں کے لئے دروازے کا کا انجام دیتی ہے، مگر افسوس ہے کہ آج کی طرح یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہمیشہ کرپشن نے ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر فرد کے دل میں ایسی جگہہ بنا رکھی کہ کسی نے کبھی بھی اِسے بُراجاناہی نہیں ہے، دنیا کی مختلف تہذیبوں کی سوسائٹیز کی نظر میں اور دوسری بہت سے بُرائیوں کو بہت بُراجانا ضرور جاتاہے مگر افسوس کہ اِس 21 ویں صدی میں کرپشن کو دیگر بُرائیوں سے علیحدہ رکھ کر کسی اور انداز سے دیکھااور سمجھا جاتاہے، الغرض یہ کہ موجودہ سائنسی دور کی جدید ڈکشنری اور زبانوں کی لغات میں کرپشن کو کرپشن کے معنوں میں لیا ہی نہیں جارہاہے، اِس ترقی یافتہ وترقی پذیر دور میں سب ہی کرپشن کو زمانے اور تہذیبوں اور معاشروں کی برائیوں کا ذمہ دار ٹھیرانے کے بجائے آج دورِ جدید میں کرپشن کی گھٹی کی کڑاہی میں ڈوبے ہووں نے کرپشن کی اچھائی کے ایسے ایسے قیصدے پڑھنے شروع کردیئے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ آج اگر ملکی کی ترقی اور معاشروں کی خوش حالی صرف اور صرف کرپشن کے ہی بل بوتے قائم ہے حتیٰ کہ آج کے دور کے بہت سے افراد ایسے بھی ہیں وہ برملااِس بات کا بھی اظہار کرتے کسی قسم کی کوئی عار محسوس نہیں کرتے ہیں بلکہ فخریہ یہ کہتے ہیں کہ

آج کے اِنسان کو زندہ رہنے کے لئے جس طرح دیگر بنیادی ضروریات اہم ہیں اِسی ” طرح زمین پر اِنسانوں کو سانس لینے اور زندہ رہنے کے لئے کسی نہ کسی بہانے کرپشن بھی اتنی ہی اہم اور بنیادی ااہمیت کی حامل ضروریات کا درجہ رکھتی ہے سو اِس بنا پر اِس زمانے کی بہت سی تہذیبوں کے بہت سے معاشرے کے انگنت افراد کرپشن کو اپنے اسٹیٹس گو کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے زندگی کا لازمی جز سمجھتے ہیں۔

آج بدقسمتی سے ایسی مکروہ اور غلط سوچ اور نظریات کے حامل افراد کی ایک بہت بڑی تعداد میرے دیس پاکستان میں بھی ایک بڑے عرصے سے کرپشن کو گناہ اور بُرائی سمجھے بغیر اپنائی ہوئی ہے جن کے نزدیک کرپشن تو اسٹیٹس کو بڑھانے کا ذریعہ اور سوسائٹیز میں عزت اور وقار کو برقرار رکھنے کا حسین راستہ ہے آج ایسے لوگ میرے مُلک کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی و نجی اداروں کے سربراہان سے لے کر ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے وائٹ کالرز تک میں اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جو کرپشن کو بُرائی نہ سمجھ کر اِس کے نشے میں دُھت ہیں اور مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کو روکنے میں ناسور کا کام انجام دے رہے ہیں آج ایسے ہی کم بختوں اور کرپشن کے ناسور میں مبتلا عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے ہی تو آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے اپنے اِس عزم خاص کا یوں اعلان کیا ہے کہ ” کرپشن کی لعنت ختم کئے بغیر پائیدار

امن قائم نہیں ہوسکتا ہے" اور "مُلکی سالمیت کے لئے سب کا احتساب ضروری ہے" ۔
اَب آخر میں کالم کے اختتام پر چلتے چلتے راقم الحرف التجایہ انداز سے جنرل راحیل شریف سے مخاطب ہو کر یہ ضرور کہنا چاہے گا کہ " تو پھر جنرل صاحب..!! قوم سے اپنے کئے ہوئے اِس وعدے اور دعوے پر بھی ضرور برقرار رہئے گا اور اُپنے اِس واہ شگاف اعلان اور ارادے کو ہر صورت میں ضرور عملی جامہ پہنائے گا اور اگر ہوسکے تو جس طرح اِس اچھے کام کی ابتداء بغیر کسی ذاتی و سیاسی مصالحت اور مفاہمت کے فوج سے کردی گئی ہے اَب ہوسکے تو احتساب کا عمل اِدھر اور اُدھر اور کِدھر (یعنی کہ ماضی و حال کے حکمرانوں زرداری و نواز اور سیاستدانوں)تک لے ضرور جائیں اور جو بھی کرپشن کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہوا ملے یا نظر آئے اُسے گُدی سے پکڑ کر قانون کے شکنجے میں لائیں تا کہ قوم کو لگ پتہ جائے کہ ہاں...!! اَب واقعی مُلک میں بے داغ انداز سے ہر شکوک و شبہات سے پاک ہر خاص وعام کی تفریق کئے بغیر کرپشن کے خاتمے اور کڑے احتساب کی شروعات ہو گئی ہے اَب کہیں سے کوئی کسی پر انگلی نہیں اُٹھائے گا کیوں کہ جب کرپشن کے خاتمے کے لئے بلاامتیاز ہر کرپٹ کے خلاف کارروائی شروع ہوجائے گی تو پھر کون کس کی جانب انگلی سے اشارے کرے گا کہ وہ بچ گیا اور میں یا وہ پھنس گیا... یوں جلد ہی قوم کو ہر طرح کی ظاہر و باطن بڑی اور چھوٹی ، ہلکی

اور بھاری اور ننھی اور منی کرپشن سے پاک وطن ملا جائے گا۔

یہ کیا حکمرانوں اور سیاستدانوں کا اندازِ بیو قوفانہ ہے۔ . . ؟؟؟

آج ایسا لگتا ہے کہ ہمارے یہاں کسی کو کچھ نہیں پتہ ہے کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ اور اقوام پر اِس کے کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ آج میرے دیس پاکستان میں سیاست کا یہ حال ہے کہ یہاں سیاستدان تو بہت سے ہیں مگر اِن میں سیاسی عقل اور سمجھ بوجھ ذرا بھی نہیں ہے، آج جن لوگوں نے خود کو سیاستدان گردان کر سیاست کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے بات دراصل یہ ہے کہ اِنہوں نے ہی سیاست کا بیڑا غرق کر دیا ہے جو سیاست کو اپنی ذاتی اَنا اور ضد سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں، اِنہیں یہ بھی شائد علم نہیں ہے کہ یہ جس کو سیاست سمجھے ہوئے ہیں یہ سیاست نہیں ہے یہ دراصل اِن کی ذاتی لڑائی بغض وحسد کے اظہار کا ایک پلیٹ فارم ہے جس میں میرے مُلک کے حکمرانوں سے لے کر اِدھر اُدھر کے خودساختہ اور نومولود سیاستدان سب ہی (حکمرانی کے لئے) اپنی اپنی باریوں کے انتظار میں اپنی توانیاں قوم کو بے وقوف بنا کر صرف کرنے میں لگے پڑے ہیں۔

بہر حال، آج سیاست کے دُوررس نتائج کو سمجھے بغیر مُلکِ عظیم پاکستان میں سیاست کرنے والوں کا بھی یہ کیا اندازِ بیو قوفانہ ہے؟ کہ اِس سرزمین پر ماضی و حال اور شائد مستقبل میں بھی سوائے فوج کے حکمرانوں سے لے کر سب ہی

اپنی ذاتی اور سیاسی لڑائیاں ایوانوں اور اداروں کو استعمال کرکے لڑتے آئے ہیں،
لڑرہے ہیں اور یہ اِسی طرح آئندہ بھی لڑتے اور کرتے رہیں گے جیساکہ آج جو کچھ
ہورہاہے۔
البرٹ آئن سٹائن کا کہنا ہے جس طرح بھوکا، افلاس زدہ شخص کبھی اچھا سیاسی مشیر ثابت
نہیں ہوتا" اِسی طرح اہلِ ایمان مسلمانوں کا یہ تجربہ رہاہے کہ تاجر اور بزنس مین کبھی
بھی اچھا حکمران ثابت نہیں ہوسکتاہے اور جس مُلک کا حاکم تاجر اور بزنس مین ہو وہاں تو
کسی بھی طور عوامی بہتری کی اُمیدیں رکھنا سیراب جیساہے کیونکہ تاجر اور بزنس
مائنڈ شخص حاکم بننے کے بعد اپنے ذاتی اور کاروباری یا اپنے جیسے تجارتی حلقوں کے فوائد
کے لئے تو اقدامات کرسکتا مگر وہ مُلک کے عام شہریوں کے لئے ایک پائی کا فائدہ نہیں
پہنچاسکتاہے، اور ایسی طرح اہلِ علم و دانش کا یہ کہناہے کہ جس طرح اور جب کسی مُلک
یا شہر میں کوئی گورکن ڈاکٹر بن جائے تو پھر اِس مُلک اور شہر کے بہت کم باسی علاج کے
بعد صحت مند ہوتے ہیں ورنہ تو زیادہ تر اِنسان اِس ڈاکٹر سے علاج کے دوران ہی شہر کی
ہنستی بستی زندگیوں کو چھوڑ کر شہرِ خموشاں میں جابستے ہیں الغرض یہ کہ تاجر حاکم بن کر
اور گورکن ڈاکٹر بن کر کبھی بھی عوام کے لئے اچھانہیں سوچ سکتاہے اَب یہ بات تو ہمیں
سوچنی اور سمجھنی چاہئے کہ آج ہم نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کوئی ایک یا دوبار
نہیں

بلکہ تیسری مرتبہ بھی ایک تاجر اور کاروباری شخص نواز شریف کو اپنا وزیراعظم کیوں بنایا؟؟؟ جنہوں نے ہمیشہ اپنے ہاتھ قومی خزانے میں ٹھونس کر اور عوام کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر اپنے فائدے کی بات سوچی ہے اور عوام الناس کو ایک ٹکے کا بھی کہیں سے کوئی فائدہ نہیں دیا ہے، ایسے ہی لوگوں سے متعلق روزفنک کا یہ کہنا ہے کہ ''ہر زمانے میں ہر آدمی حکومت کی میز پر بیٹھ کر کھانا تو کھانا چاہتا ہے لیکن پلیٹوں اور برتنوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتا ہے'' آج بدقسمتی سے ایسے ہی لوگ ہم پر حکم بن کر مسلط ہوگئے ہیں جنہیں سیاست سے لے کر حکمرانی تک کچھ پتہ نہیں ہے کہ اِن کی کیا ذمہ داریاں ہیں اپنی ذمہ داریوں سے عاری افراد کا یہ کیا اندازِ بیوقوفانہ ہے؟؟ کہ سب ہی سیاست کی روح اور اِس کے دُور رس نتائج کو سمجھے بغیر سیاست بھی کر رہے ہیں اور حکمران بھی ہیں۔

گزشتہ پندرہ، بیس دِنوں کے دوران محض پاناما پیپرز لیکس کے معاملے پر وزیراعظم نواز شریف نے اپنی صفائیاں پیش کرنے کے خاطر قوم سے دو مرتبہ خطاب کر لیا ہے جس میں سِوائے اپنی بپتا رونے اور گانے کے کچھ نہیں تھا اِنھوں نے اپنے خطابات میں جس طرح کا لب ولہجہ بنایا ہوا تھا وہ اِن کی ذات اور شخصیت کے اعتبار سے لگا نہیں کھاتا تھا، پچھلے خطاب میں ذرا سے بوکھلائے ہوئے سے لگے جبکہ دوسرے خطاب میں تو وزیراعظم نواز شریف ضرورت سے کہیں زیادہ ہی افسردہ

زخم خوردہ اور پریشان سے نظر آئے۔آج اِن کی جیسی کیفیت ہے اور اِن پر جیسی گھبراہٹ اور پریشانی کا عالم عیاں ہے اِس سے تو یہی انداز ہوتا ہے کہ یقیناً کچھ نہ کچھ ایسی بات ضرور ہے جس کی وجہ سے وزیر اعظم نواز شریف شدید اضطراب اور بے چین سے نظر آرہے ہیں اور پاناما پیپرز لیکس کے آشکار ہونے سے ہر وہ چیز سامنے آ گئی ہے جسے اَب تک وزیر اعظم اور اِن کی فیملیز ممبران کے حوالوں سے قوم سے چھپا کر رکھی گئی تھی۔

آج اِس حوالے سے قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے جس طرح وزیر اعظم متواتر خطابات کر رہے ہیں کاش کہ یہ تین سالوں کے دوران کبھی ایوان میں بھی گئے ہوتے اور وہاں بھی اراکین پارلیمنٹ سے خطاب یا خطابات کرتے ہوتے تو آج کم از کم اِن پر یہ نوبت تو نہیں آتی آج جیسی اِن پر آن پڑی ہے، بھائی بات دراصل یہ ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف نے ایوان میں جانے اور اراکینِ پارلیمنٹ سے خطابات کرنا یوں گوارہ نہ کیا کہ اِن کے نزدیک خطاب تو خطاب ایوان کی بھی اہمیت صفر ہے، آج اگر اِن کی نظر میں کسی چیز کی اہمیت ہے تو بس یہ ہے کہ وہ ملک اور دنیا کے سب سے بڑے بزنس مین ہے اور یہ بحیثیت وزیر اعظم پاکستان اپنی تاجرانہ اور بزنس مائنڈ خواہش و لگن کو تقویت دینے کے لئے ایسے بہت سے کاموں اور منصوبوں کو عملی شکل دے رہے ہیں جس سے اِنہیں بعد میں (یعنی کہ وزارتِ عظمیٰ کی کرسی سے کسی بھی طرح ’’ ہٹنے یا ہٹائے جانے کے ‘‘) بھی

دائمی فوائد حاصل ہوں گے۔

اگرچہ پاناما پیپرز لیکس کے حوالوں سے پاکستان تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان کے اپنے اُوپر کھلم کھلا ہونے والی تنقیدوں اور اُٹھائے جانے والے نشتر کی نوک سے زیادہ گھائل کردینے والے سوالات اور اِسی طرح کبھی کبھار فرینڈلی اپوزیشن کا رول ادا کرنے والی ضرورت سے کہیں زیادہ مصالحت پسندی اور مفاہمت و چاپلوسی کا دامن تھامے رہنے والی پاکستان پیپلز پارٹی کی ہلکی پھلکی تنقیدوں کی وجہ سے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوسرے مگر حسبِ روایت حیرت انگیز طور پر بہادرانہ اور جوشیلے خطاب کے دوران اِس کا بھی انکشاف کیا کہ اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے پاناما پیپرز لیکس پر سُپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیشن کے قیام کے مطالبے کو تسلیم کرلیا ہے اور اَب بہت جلد وفاقی حکومت عدالتِ عظمیٰ کے سربراہ کو ایک خط لکھے گی جبکہ اپنے خطاب میں ایک مرتبہ پھر وزیرِاعظم نے اپنی ذات اور اپنے خاندان کے افراد پر لگنے والے الزامات کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ایک پائی کے حساب دیں گے اور اگر کہیں سے مجھ پر یا میرے خاندان کے کسی ایک فرد پر کرپشن ثابت ہوجائے تو یہ بلاتاخیر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر گھر چلے جائیں گے اگرچہ وزیرِاعظم نے اپوزیشن کے مطالبے کو تسلیم کرلیا ہے اور اُنھوں نے لندن سے اپنی سیاسی بیماری کا علاج کرانے کے بعد وطن واپس آتے ہی اپنے ساتھیوں اور

قانونی ماہرین سے صلح مشوروں کے بعد قوم سے خطاب کے دوران سُپریم کوٹ کے چیف جسٹس کی سربراہی میں پاناما پیپرز لیکس پر تحقیقاتی کمیشن کے قیام کا فیصلہ کیا ہے جسے حکومتی ہم خیال طبقہ تو وزیراعظم نواز شریف کا احسن اقدام اور ایک مثبت پیش رفت قرار دے رہا ہے۔

جبکہ وزیراعظم کے سُپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی سربراہی میں بنائے جانے والے تحقیقاتی کمیشن کے اعلان پر سُپریم کورٹ کے سینیئر جج جسٹس ثاقب نثار قائم مقام چیف جسٹس کا یہ کہنا ہے چونکہ چیف جسٹس انور ظہیر جمالی سات روزہ دورے پر ترکی چلے گئے ہیں کمشن کا فیصلہ چیف جسٹس ترکی سے واپسی پر کریں گے" اَب دیکھنا یہ ہے کہ چیف جسٹس انور ظہیر جمالی کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

تاہم دوسری جانب اپوزیشن نے وزیراعظم کے کمشن بنانے کے اعلان پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اِسے مذاق قرار دے کر مسترد کردیا ہے خبر ہے کہ پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان نے پاناما پیپرز لیکس پر حکومت کی طرف سے اعلان کردہ جوڈیشل کمیشن کو رد کرتے ہوئے کہاہے کہ "آزاد کمشن نہ بنا تو رائیونڈ مارچ کریں گے، پہلے میاں صاحب پھر دوسروں کا احتساب ہوگا، حکومت سنجیدہ ہے تو اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کرٹی آراوز بنائے، مجوزہ حکومت کمیشن ضابطہ کار مسترد خود بھی احتساب کے لئے تیار ہوں"۔علاوہ ازیں عمران خان نے اپنی پارٹی کے

یومِ تاسیس کے بڑے جلسے سے خطاب کے دوران پاناما لیکس پر اپنے مطالبات تسلیم نہ کئے جانے پر حکومت کے خلاف مُلک بھر میں باقاعدہ تحریک چلانے اور مظاہرے اور دھرنے دینے کا اعلان کردیا ہے ٹھیک ہے عمران خان نے اپنے آئندہ کے منصوبوں اور لائحہ عمل کا اعلان تو کردیا ہے مگر اَب کیا عمران خان اِس میں اُس طرح کامیاب ہوتے ہیں جس کامیابی کا خواب عمران خان نے وزیراعظم کے مستعفی ہونے اور ن لیگ کی حکومت کے خاتمے سے تعبیر کر رکھی ہے۔

اِدھر پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کے حکومت مخالف اعلان اور اقدامات پر وفاقی وزیرخزانہ اسحاق ڈار کا کہنا ہے کہ مستحکم پاکستان کے لئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا بند کرنا ہوں گی منفی سیاست سے گریز کیا جائے، بدعنوانی کا خاتمہ، گڈ گورننس اولیں ترجیح ہے'' اگر واقعی ایسا ہے جیسا کہ اسحاق ڈار فرمارہے ہیں تو بھائی، وزیراعظم اور اِن کی فیملیز اور آپ وحکومتی اراکین سمیت سب ہی مُلک سے بدعنوانی کے خاتمے کے لئے پہلے خود کو احتساب کے لئے پیش کرکے ایک ایسی مثال قائم کردیں تاکہ مورخ تاریخ میں لکھ دے کہ زمینِ خدا پر ایک مُلک پاکستان کے کبھی ایسے بھی حکمران گزرے تھے جنھوں پاناما پیپرز لیکس میں اپنے ڈھکے چھپے اثاثے اور آف شور کمپنیاں عیاں ہونے کے بعد سب کے اپنے کھلے اور دبنگ احتساب کے لئے خود کو علی الاعلان پیش کردیا تھا اسحاق ڈار صاحب، آج اگر واقعی ایسا ہوجائے جیساکہ آپ فرمارہے ہیں

تو پھر میرے مُلک اور میرے معاشرے سے بدعنوانی کا حقیقی معنوں میں خاتمہ ممکن ہوسکے گا اور مُلک میں چار سو خود بخود اِسی گڈ گورننس کا راج قائم ہوجائے گا جس کی حکومت بات کرتی ہے" مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ آپ سمیت کوئی ایسا نہیں چاہتا ہے اور آپ کا یہ بیان تو بس ٹائم پاس اور قوم کو بے وقف بنانے اور میڈیا میں سُرخیاں لگانے کے لئے ہے۔

جبکہ اُدھر وزیراعظم نوازشریف اور وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی باہمی سٹ بٹ سے قومی منافع بخش اداروں کی نج کاری کرنے پر شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے پاکستان پیپلزپارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹو نے کہاہے کہ حکومت مزید آف شور کمپنیوں کے لئے منافع بخش اداروں کو کوڑیوں کے دام اپنے من پسند افراد کو ایک ہاتھ سے فروخت کررہی ہے تو خاموشی سے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہی دوسرے ہاتھ سے انتہائی کم قیمت پر خود خرید لیتی ہے اِس طرح موجودہ حکومت مُلک کے اندر آف شور کمپنیوں کے میگا پروجیکٹس پر کارفرما ہے۔

آج مُلک میں حکمران وسیاستدان اور ادارے جو کچھ کررہے ہیں اِس سے بس ایک یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اُوپر سے نیچے تک سب ہی مُلک کو اپنی اپنی ضرورت اور مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لوٹ کھا رہے ہیں کسی کو ایک رتی برابر بھی مُلک اور قوم کی بہتری اور ترقی و خوشحالی کا خیال نہیں ہے سب ایک دوسرے کے ساتھ

نورا کُشتی کا ڈھونگ رچا کر اپنے اور دوسرے کے مفادات کا خاص خیال کرتے ہوئے اپنا اپنا سیاسی قد اپنی ایڑیوں کو اُونچا کرکے بلند کرنے میں لگے ہوئے ہیں جبکہ فوج نے اپنے اندر سے کرپشن عناصر کا احتساب شروع کردیا ہے جو اَب میرے مُلک کے عیار و مکار اور قوم کو جمہوریت کے نام پر دھوکہ دینے والے مکروہ سیاستدانوں اور حکمرانی کی اُوٹ سے قومی خزانے کو اپنے اللے تللے اور آف شور کمپنیاں بنانے والے حکمران کے گریبانوں تک جانے کو ہے جس سے میرے مُلک کے حکمران اور سیاستدان باخبر رہ کر بھی شائد بے خبر بنے ہوئے ہیں۔

پھنے خان حکمرانوں و سیاستدانوں کی بودی اور بونگی سیاست

لیجیے، آج پاکستانی پھنے خان حکمرانوں اور سیاستدانوں نے مُلک اور قوم کو خوشحالی کے دلکش اور دلفریب خواب دِکھا کر 55 کھرب 67 ارب 18 کروڑ 56 لاکھ روپے غیر مُلکی قرضوں کا چونا لگادیا ہے اور قوم کو مسائل اور بحرانوں کے گڑھے میں دھکیل کر خود قومی خزانے سے اللے تللے کر رہے ہیں اور مُلکی سرمایہ بہانے بہانے سے بیرونِ ممالک کے بینکوں میں اپنے ذاتی کھاتوں میں منتقل کر رہے ہیں اور اَب جو اپنے خاندان کے افراد اور قریبی رشتے داروں کے ناموں سے آف شور کمپنیاں قائم کر کے قیامت تک کے مزے لوٹنے کی منصوبہ بندیاں بنا چکے ہیں اور یوں حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنے مُلک پاکستان اور اپنی قوم کو مسائل اور بحرانوں میں جکڑ دیا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے 68 سالوں سے تو مملکتِ خداداد پاکستان کی غیور و محبِ وطن قوم کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے کہ اِس پر جو بھی حکمران (سِول یا آمر) کسی بھی شکل میں کہیں سے مسلط کیا گیا ہے یا خود ہی (کنٹرول روم سے) عوامی مینڈیٹ کا علم بلند کئے مسندِ حکمرانی پر قابض ہوا ہے اُس نے اپنی پھنے خانی میں مُلک اور قوم کا ایسا ستیاناس کیا ہے کہ اُس کے کئے گئے فیصلوں اور اقدامات سے ایک جانب مُلک کا وقار مجروح ہوا ہے تو دوسری طرف مصالحتی ومفاہمتی

اور اغیار کی چاپلوسی میں مست حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنے ذاتی و سیاسی او رکاروباری مفادات کے خاطر اپنی ہی معصوم مگر بیچاری کل مُنہی قوم کا ہی سُودا کیا ہے یوں یہ مسائل کی دلدل میں ہی دھنستی چلی گئی آج بھی یہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نااہلی اور اُن کے غلط فیصلوں کا خمیازہ بھگت رہی ہے اور خدا جانے یہ کب تک اِسی حالتِ نزع میں رہے ؟؟

یہاں مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک سرزمینِ پاکستان اور پاکستانی قوم کو کوئی ایسا مخلص اور دیانتدار حکمران میسر نہیں ہوا ہے جو دونوں کو مسائل و بحرانوں اور غیر مُلکی قرضوں سے چھٹکارہ دلا کران کے بھاگ جگادے ، ہاں البتہ ،اِن دِنوں قوم کی نظر جنرل راحیل شریف پر ٹکی ہوئی ہے جن کے مُلک سے دہشت گردی اور کرپشن سے متعلق کئے جانے والے اقدامات سے یہ اعتماد ضرور بحال ہوا ہے کہ اَب عنقریب مُلک سے دہشت گردی اور کرپشن کا ناسور جلد ختم ہوجائے گااور اِس طرح قوم کو بہت سے مسائل اور بحرانوں سے بھی نجات مل جائے گی بہر کیف، ہنوز دلی دور ہے ۔

بہر حال ،افسوس کہ تمام تر قدرتی وسائل سے مالا پال مُلکِ عظیم پاکستان اور اِس کی قوم کا یہی رونا رہا ہے کہ جب جب تختِ حکمرانی پر جو بھی آیا ہے اُس نے پہلے تو مُلک و قوم کو ایک طرف رکھا اور اِس کے بعد اُس نے اپنی ہی سوچی اور

پھر اپنے ہی متعلق سوچتا چلا گیا۔

یوں اِس کے اِس فعلِ شنیع سے مُلک اور قوم زوال پذیری اور پستی کا ہی شکار رہی الغرض یہ کہ ہاں میرے دیس کے ماضی و حال کے پھنّے خان حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بودی اور بونگی سیاست اور اِن کی آپس کی لڑائیوں میں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے والی خصلت اور اِن کے اوچھے ہتھکنڈوں اور چھچھوری و غیر سنجیدہ سیاست نے ہی مُلک اور قوم کو طرح طرح کے مسائل اور بحرانوں میں جکڑ کر غیر مُلکی قرضوں کے بوجھ تلے دبا کر اِن کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے۔آج میرے دیس اور میری قوم کی بدقسمتی دیکھ لیجئے کہ نااہل حکمرانوں اور سیاستدانوں نے مُلک اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے نام پر جو غیر مُلکی قرضے لئے ہیں آج اُن غیر مُلکی قرضوں کا خالص حجم 55 کھرب 67 ارب 18 کروڑ 56 لاکھ روپے تک پہنچ گیا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس کے باوجود بھی مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی نصیب نہیں ہو پائی ہے اور نہ ہی صنعتوں میں پیداواری پہیہ اُس طرح ہر گز نہیں چل پایا ہے جیسا کہ اُسے تیزی سے چلنا چاہئے تھا حکمران معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مُلک اور قوم کو اِسے کے پیروں پر کھڑا کرنے کا نعرہ لگا کر تو اپنے ہاتھ و کشکول اور دامن پھیلا کر خوب قرض پہ قرض لئے جا رہے ہیں مگر پھر بھی نہ مُلک میں ترقی کا کہیں دور دورہ نظر آ رہا ہے اور نہ ہی قوم کو خوشحالی نصیب ہوئی ہے یعنی کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں نے جس مقصد کے لئے

قرضے لئے اُنھوں نے اِس مقصد کو اپنے مزلے اور اللے تللے کے خاطر خود ہی کھودیا ہے اور قوم کو بے یارومددگار کٹی پتنگ کی طرح مسائل اور بحرانوں کے بھنور میں ڈولنے کے لئے چھوڑدیا ہے۔

تاہم خبر ہے کہ پاکستان نے سب سے زیادہ 13 کھرب ،30ارب،12 کروڑ اور16 لاکھ روپے ورلڈ بینک (آئی ڈی اے) کے ادا کرنے ہیں جبکہ دوسرے نمبر پر ایشین ڈویلپمنٹ بینک کے 10 کھرب،13ارب سے زائد اور اِسی طرح تیسرے نمبر پر جاپان کے 5 کھر، ارب،52 کروڑ،64 لاکھ روپے، چوتھے نمبر پر یوروبانڈز کی مد میں 5 کھرب، 8329 ارب، 24 کروڑ رپے، پانچویں نمبر پر پاکستان کو سب سے زیادہ عالمی مالیاتی ادارے آئی ایم ایف) کے 5 کھرب، 20ارب، 85 کروڑ، 60 لاکھ روپے ادا کرنے ہیں یہ تو وہ) قرضوں کے اعداوشمار ہیں جو پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں سے قرضوں کی مد میں رقوم لی ہیں جبکہ اگلی سطور میں اُن ممالک کا تذکرہ کیا جائے گا جن سے پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں نے دوستی اور اپنی وفاداریوں کا واسطہ دے دے کر دامن اور ہاتھ پھیلاپھیلا کر قرض لئے ہیں اِن میں سرِفہرست امریکا ہے جس سے ایک رب،38 کروڑ، لاکھ، برطانیہ سے 73 کروڑ،36 لاکھ روپے، لیبیا سے بھی 4 بلین ڈالر قرض لئے ہیں30 یوں دستاویزات کے مطابق پاکستان کے فروری 2016تک مُلکی و غیر مُلکی قرضوں کا حجم کھرب،94ارب،40 کروڑ روپے ہوگیاہے جس میں غیر مُلکی قرضوں کا حجم18655 کھرب،67ارب،18 کروڑ،56 لاکھ روپے ہے''۔اگرچہ ،اتنے

قرضوں کے بعد بھی مُلک اور قوم کی حالتِ زار اتنی بہتر نہیں ہوئی ہے جتنی کے اتنے قرضے لینے کے بعد حکمران اور سیاستدان دعوے کرتے آئے ہیں اور کرتے ہیں، آج حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ہاتھوں سرکاری اداروں میں میرٹ کے قتل سے حکومتی من پسند افسر شاہی کی تعیناتی اور اِن کی غلط منصوبوں اور حکمتِ عملی کی وجہ سے پاکستانی قوم اپنے بنیادی حقوق سے یکسر محروم ہے مگر افسوس ہے کہ اِس پر حکمرانوں اور بھانت بھانت کی سیاسی بولیاں بولتے سیاستدانوں کی زبانیں اپنی ہی تعریفوں میں قصیدے پڑھنے سے ہی نہیں تھک رہی ہیں۔ (ختم شُد)

حکمران سچ بولیں اور قوم کو سچ بتائیں

آج حکمران اپنی حکومت چلانے اور بچانے کے چکر میں قوم کو جھوٹ پر مبنی دلفریب اور دلکش خوابوں اور نعروں میں بہلانے اور اُلجھانے کی ڈرامہ بازیاں چھوڑیں اور قوم کے سامنے سچ بولیں اور سچ سچ بتائیں کہ پچھلے تین سالوں میں حکومت نے مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کی حقیقی ترقی اور خوشحالی کے لئے کیا کیا ہے؟؟ آج عوامی ضروریات کی جانب غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے اور عوام کو ریلیف دینے کی خصلت سے عاری حکمران مسلسل جھوٹ پہ جھوٹ بول کر عوام کو اندھیرے میں نہ رکھیں اور وزیراعظم نواز شریف اپنی حکومت کے مہنگائی کم کرنے کے دلکش اور دلفریب سیراب نما اقدامات سے بھی قوم کو آگاہ کریں کہ اُنہوں نے یہ ڈھونگ اور ڈرامہ بازی کیوں اور کسے خوش کرنے کے لئے رچائی ہے؟؟ کیوں کہ آج نواز حکومت مُلک میں مہنگائی کم کرنے کے جتنے بھی دعوے کررہی ہے اِس کے برعکس مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کے وجود کو مسلسل مہنگائی کا نیا طوفان اپنی لپیٹ میں لئے جارہاہے اور حکومت ہے کہ وہ اپنا یہ دعویٰ کرنے سے باز ہی نہیں آرہی ہے کہ اِس نے مُلک میں مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کردیا ہے''۔

بہرکیف، گزشتہ جمعرات 28اپریل 2016 کی شام کو مانسہرہ میں ہونے والے ایک بڑے

عوامی جلسے عام کے دوران وزیراعظم محمد نواز شریف نے جس طرح کا خطاب کیا اور اپنے اِس خطاب میں بھی وزیراعظم نے جس انداز سے یہ کہا کہ '' پیٹرولیم مصنوعات مہنگی کرنے کی سفارش مسترد کردی ہے ، ہم نے مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کردیا ہے مُلک مسائل کی دلدل سے نکل رہاہے ، (ایسا ابھی تک تو کہیں نظر نہیں آرہاہے اور ، اُلٹا...) 2018تک لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہوجائے گا (یہ بھی ایک حسین خواب ہے جو حکمران عوام کو دِکھارہے ہیں ابھی حتمی طور پر نہیں کہاجاسکتاہے کہ ایسا ہوپائے گا)، بجلی اڑھائی روپے فی یونٹ سستی کررہے ہیں (وقتی طور پر ورنہ توپھر بجلی کی قیمت آسمان سے باتیں کرنے لگے گی)'' اپنے سارے خطاب کے دوران اپنے سینے کے راستے حلق اور زبان سے نکلنے والے ایسے بہت سے سیراب نما دعووں اور وعدوں کے ساتھ جتنے بھی دلکش اور دلفریب جملوں کے ساتھ جیسے اعلانات کئے اور مانسہرہ کے غیوراور محبِ وطن پاکستانی عوام کو اپنے جلسہ گاہ (پنڈال) میں جمائے رکھا یہ بھی اِنہی کا ایک حسین کارنامہ ہے جبکہ اپنے اِس جلسےِ عام سے ایک روز قبل یعنی کہ بدھ والے دن اسلام آباد میں وزیراعظم نواز شریف ہی کی زیر صدارت وفاقی کابینہ کا ایک اِنتہائی اہم ترین اجلاس آئندہ مالی سال 2016-17 کے قومی بجٹ کے ابتدائی خدوخال اورآئندہ تین برسوں کے بجٹوں سے متعلق حکمتِ عملی کا جائزہ لینے اوراِس کی منظوری سے متعلق بھی منعقد ہوا۔

خبر ہے کہ یہاں بھی وزیر اعظم نواز شریف کی جانب سے دی جانے والی خصوصی ہدایات پر مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کو مہنگائی کی صورت میں ریلیف دینے اور مہنگائی سے پسے طبقے کی دلچسپیوں کے حوالوں سے اقدامات کو حتمی شکل بھی دی گئی ابھی عوام کے کانوں سے مانسہرہ کے جلسے اور بجٹ کابینہ میں ہونے والے وزیر اعظم نواز شریف کے دعووں اور وعدوں اور اعلانات اور فیصلوں کی بازگشت ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ یکدم سے جمعہ 29اپریل 2016 کو مُلک کے بیشتر نجی ٹی وی چینلز پر یہ خبریں چل گئیں کہ رمضان المبارک سے قبل ہی غریب اور متوسط طبقے کے لئے روزمرہ استعمال کے پرچون آئٹمز (اجناس خوردونوش) جن میں دال، چینی، تیل، گھی، چاول اور سفید و کالا چنا شامل ہے اِن کی قیمتوں میں یکمشت آسمان کی بلندیوں تک اضافہ کردیا گیا ہے یہ خبر مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کے اوسان پر بجلی بن کر گری ہے جس سے مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کا دماغ سُن ہو (بہنا) گیا اور دل کی دھڑنکیں اپنی رفتار بھول گئیں۔

تاہم یہ کتنے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ایک روز قبل جمعرات 28اپریل 2016 کو مانسہرہ کے جس بڑے عوامی جلسے عام میں وزیر اعظم نواز شریف نے اپنی مخصوص انداز سے لہک لہک کر مہنگائی کے جس جن کو بوتل میں بند کرنے کا بہت بڑا دعویٰ کیا تھا اِس کے ایک روز بعد ہی ''مہنگائی کا جن'' وزیر اعظم کے تمام

دعووں اور وعدوں کو چکنا چور کرتے ہوئے بوتل توڑ کر باہر نکل گیاہے یوں آج وہ
ساری قوم کو مہنگائی سے تنگ اور پریشان کرنے کے لئے مُلک بھر میں
دندناتا پھر رہاہے،اور وزیر اعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت بے بس نظر آرہی ہے۔
اَب اِس پر قوم یہ سوچ رہی ہے کہ جب وزیراعظم اپنے دعوے کے باوجود بھی مہنگائی
کے جن کو دیر تک قابو میں نہ رکھ سکے تو وہ بھلا مسٹر سونامی المعروف عمران خان اور
اپوزیشن کی جانب سے یکم مئی سے پاناما پیپرز لیکس سے متعلق اپنے خلاف شروع کی
جانے والی تحاریک اور ہونے والے احتجاجی مظاہروں کو کیسے قابو اور روک پائیں گے
؟؟آج یہ وہ سوال ہے جو قوم اپنے وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے اردگرد منڈلاتے
اِن کی کچن کابینہ کے اراکین سے کررہی ہے اور اِس کا فوری جواب بھی چاہتی ہے۔
جبکہ آج اِس سے انکار نہیں کہ ہماری موجودہ حکومت اور وزیراعظم پاکستان محترم المقام
عزت مآب جناب میاں محمد نواز شریف مُلک سے مہنگائی کے جن کو قابو کرنے میں بُری
طرح سے ناکام ہوگئے ہیں اُن کے مُلک کے غریب اور متوسط طبقے کو مہنگائی سے نجات
دلانے کے تمام دعوے اور وعدے اور اعلانات سب ریت کا ڈھیر ثابت ہوئے
ہیں،آج یہ بھی کھلی حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت میں مُلک کا غریب اور متوسط طبقہ
توبیچارہ پہلے ہی بڑے گائے، بکرے اور مچھلی اور

مرغی کا مہنگا گوشت کھانے سے محروم تھا آج یقینی طور پر یہ غریب اور متوسط طبقہ نواز حکومت میں مہنگی دالیں کھانے سے بھی رہ گیا ہے، کیا یہ حکومت کی مُلک کے غریب اور متوسط طبقے پر اِنسانیت سُوز مظالم کے مترادف نہیں ہے کہ آج مُلک کے یوٹیلیٹی اسٹوروں پر دالوں کی قیمت میں یکمشت 4 روپے سے 40 روپے تک فی کلو گرام اضافہ کردیا گیا ہے خبر ہے کہ سب سے زیادہ اضافہ سفید چنے کی قیمت میں ہوا ہے جو 40 روپے اضافے کے بعد 155 روپے فی کلو ہوگیا ہے اور کالا چنا بھی 30 روپے فی کلو مہنگا کردیا گیا ہے مسور کی دال 13 روپے، چنے کی دال 30 روپے، دال ماش 275 سے بڑھ کر 280 روپے فی کلو گرام ہو گئی ہے اور اِسی طرح تیل اور گھی اور چینی کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں ہیں اور جیسے جیسے رمضان المبارک کے ایام قریب آتے جائیں گے اِن کی قیمتوں میں مزید پَر لگتے چلے جانے کی قوی اُمیدیں ہیں اور تب تک اِن کی قیمتیں آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہوں گے''۔

اَب ایسے میں راقم الحرف کا اپنے بزنس مائنڈ اور خود کو ہر دلعزیز گرداننے والے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو بس ایک یہی مشورہ ہے کہ رمضان المبارک سے قبل وزیراعظم کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ پھر کسی جِن وِن کو بوتل میں بند کرنے کے بجائے وہ حقیقی معنوں سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور حق وسچ کی بنیاد پر سب سے پہلے تو مُلک بھر میں منافع خوروں کے خلاف رینجرز اور فوج کی زیر نگرانی آپریشن کا اعلان کریں اور اِنہیں گردنوں سے پکڑ کر جیلوں میں

بند کردیں کیونکہ مہنگائی کے اصل جن بھی یہی لوگ ہوتے ہیں اور در حقیقت یہی مہنگائی کے ذمہ دار ہیں آج جب یقینی طور پر اِن منافع خوروں مہنگائی کے جنوں کے خلاف آپریشن ہوگا تو پھر یہ اِسی طرح خود بخود قابو میں بھی آجائیں گے ،ورنہ وزیراعظم نواز شریف صاحب، آپ اپنے اجلاسوں اور عوامی جلسے عام اور میڈیا میں بیٹھ کر مہنگا ئی کا جن قابو میں کرنے کے لاکھ دعوے اور وعدے اور اعلانات فیصلے کرتے رہیں مہنگائی کا جن ون کوئی قابو میں نہیں آئے گا جب تک کہ آپ خود سنجیدگی سے مہنگائی کے جن کو بوتل کے بجائے جیل میں بند کرنے کے عملی اقدامات نہیں کرتے کوئی مہنگائی کا جن ون کنٹرول میں نہیں آنے والا ہے تو پھر وزیراعظم صاحب، آپ بہت جلد ملک بھر کے منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف آپریشن شروع کر رہے ہیں ناں۔

کراچی میں آگ برساتا سورج اور ہیٹ اسٹروک سے مرتے عوام

آج میں اپنے شہر قائد کراچی میں قیامت خیز پڑنے والی گرمی سے متعلق کرنا چاہوں گا کہ اِن دِنوں میرے شہر کراچی کے بیچارے باسی پہلے ہی آگ.برساتے سورج سے نکلنے والی مضر صحت شعاعوں اور ہیٹ اسٹروک کی زد میں ہیں اور زندہ در گور ہوئے جارہے ہیں اور اُوپر سے کے الیکٹرک والوں کی طویل لوڈشیڈنگ اور اِن کی آئے روز کی دیدہ ودانستہ.برقی آلات میں فنی خرابی کی ڈرامہ بازی سے سارا سارادن شہر کے بہت سے غریب علاقوں میں بجلی کے بندش اور کراچی واٹربورڈ کی نااہل انتظامیہ کی ناقص حکمتِ عملی اور فرسودہ منصوبہ بندی کی وجہ سے شہر کراچی میں پانی کی قلت کا مسئلہ پیداہوگیاہے جس کی وجہ سےِ کراچی کے لوگ پانی کی ایک ایک بوند سے محروم ہیں آج بھی جب یہ سطور لکھی جارہی ہیں شہر قائد کے بے شار علاقے ایسے ہیں جہاں پر شہری پانی کوترس رہے ہیں یوں کے الیکٹرک اور کراچی واٹربورڈ کی انتظامیہ نے اپنی نااہلی کی وجہ سے کراچی کے غیوراور محنت کش شہریوں کی زندگیوں میں زہر گھول دیاہے۔

اِس صورتِ حال میں اربابِ اختیاریعنی کہ وفاق سے ن لیگ کی حکومت اور سندھ میں پی پی پی کی صوبائی (نااہل) حکومت بھی کے الیکٹرک اور کراچی واٹربورڈ کی

انتظامیہ کی ہٹ دھرمی اور شہر میں پانی کی قلت اور طویل لوڈشیڈنگ پر خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے کیونکہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کے آگے اِن سب کی بے حسی اور لاچارگی کو دیکھتے کہنے والے تو یہ تک کہتے ہیں کہ موجودہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ اور وفاقی اور صوبائی حکومت میں یہ طے پاگیا ہے کہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ جس طرح سے بھی چاہئے اپنے ادارے کو ترقی دے، خواہ اِسے جیسے بھی حربے استعمال کرنے پڑیں اِن کے استعمال سے بھی یہ دریغ نہ کرے، اور اپنی سالانہ آمدنی کے اہداف جیسے چاہئے بڑھائے گو کہ ہماری وفاقی اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو فری ہینڈ دے رکھا ہے کہ یہ جس طرح سے بھی چاہئے اپنے ادارے کو مالی اعتبار سے مستحکم کرے اَب یہ خواہ کراچی کے عوام کو بجلی بلاتعطل سپلائی کرکے یا نہ کرکے ،جزوقتی لوڈشیڈنگ کرکے یا طویل بجلی کا تعطل پیدا کرکے ،فنی خرابی کا بہانہ بناکر بجلی کی سپلائی سارا سارا دن بند رکھے یا،برقی آلات کی مرمت کا ڈھونگ رچاکر شہر کراچی کے عوام کو پورا پورا دن بجلی سے محروم رکھے مگر بل جیسا چاہئے ،بڑھاکر دے اور اپنے صارفین کی گردنوں اور سینوں پر پاؤں رکھ کر بلوں کی وصولی کرے ہم اِس کے معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے اِن دِنوں جس پر کے الیکٹرک کی انتظامیہ ایمانداری سے کاربند ہے اور سورج سے آگ ،برساتی گرمی اور ہیٹ اسٹروک کی وباکے باوجود بھی شہر کراچی میں معمول سمیت ،برقی آلات کی روزمرہ کی مرمت کے بہانے طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

جس پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اگلے آنے والے دِنوں میں بھی جب سورج سوا نیزے پر ہوگا اور آگ.برسا کر شہر کراچی کے عوام کو جھلسا کر بھون ڈال رہا ہوگا تو تب بھی کے الیکٹرک کی لالچی انتظامیہ شہر کراچی میں اپنے تیور طویل لوڈشیڈنگ اور سارا سارا دن بجلی بند کرکے دکھا رہی ہوگی اور وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف اور سابق صدر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چئیرمین آصف علی زرداری اور ادی اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان سے اپنے کارناموں پر اپنی گردنیں تان کر نشانِ جرات و ہمت جیسے اعزازات اور انعامات بھی حاصل کررہی ہوگی۔

یہاں میں اپنے اربابِ اقتدار واختیار سے یہ کہنا چاہوں گا کہ قبل اِس کے کہ مئی اور جون کا مہینہ شروع ہو اور کراچی والوں کے سروں پر ماہِ رمضان المبارک بھی آن پہنچے اور سورج سالِ گزشتہ کی طرح پھر اپنی آگ.برسانے لگے اور شہر کراچی کے غریب علاقوں کے بجلی سے محروم روزے دار گرمی اور ہیٹ اسٹروک سے مرنے لگیں ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے ذمہ داران کو کے الیکٹرک کا قبلہ ضرور ٹھیک کرنے کے لئے اقدامات کرنے ہوں گے ورنہ اِس مرتبہ پھر شہر کراچی میں ماہِ رمضان المبارک میں روزے دار ہزاروں کی تعداد میں کے الیکٹرک کی بجلی سے محرومی اور ہیٹ اسٹروک کے باعث قبرستان کا رخ کریں گے

تواِس مرتبہ شہر کراچی کے عوام اپنے اگلے پچھلے تمام مرنے والوں کا حساب وزیرِاعظم نواز شریف سابق صدرِ پاکستان آصف علی زرداری اِن بہن اور زرداری صاحب کے بچوں سمیت سندھ کے وزیرِاعلیٰ سید قائم علی شاہ اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے بھی لینے کا حق رکھتے ہیں کیونکہ کے الیکٹرک کی انتظامیہ کو لگام دینے کا حق اِنہی لوگوں کو حاصل ہے اَب یہ اور بات ہے کہ یہ لوگ بھی اپنی اِس ذمہ داری سے منہ چرائیں اور یہ اپنی اتنی سی بھی ذمہ داری پوری نہ کریں تو مُلک کو سب سے زیادہ ٹیکس اور کما کر دینے والے دنیا کے انٹرنیشنل شہر کراچی اور اِس کے شہریوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔

اِس میں شک نہیں ہے کہ دورِ حکومت میں کراچی کو سونے کا انڈا دینے والی مرغی تو ضرور سمجھا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس مرغی کی ضرورتوں کا کبھی بھی کسی نے کچھ خیال نہیں کیا ہے جو جیسے بھی حکمرانی کی مسند پر بیٹھا اُس نے کراچی کے وسائل کو اپنے آباواجداد کی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور جس کا جیسے بس چلا اُس نے شہرِ قائد کو کھوکھلا کرنے اور اِس کا ستیاناس کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کی ہے افسوس ہے کہ آج بھی شہر کراچی کو لوٹ کھانے والے عناصر حکمرانوں، سیاستدانوں، صنعت کاروں، تاجروں اور کے الیکٹرک اور واٹر بورڈ جیسے اداروں کی انتظامیہ کی شکل میں موجود ہیں۔ (ختم شُد)

ہاں ٹھیک ہے وزیراعظم صاحب......!!!

ہاں ٹھیک ہے وزیراعظم صاحب، واقعی یہ منہ اور مسور کی دال والے اپوزیشن کی جماعتوں کے رہنماوزیراعظم کو اپنی مرضی سے بھلا کیوں اور کیسے گھر بھیج سکتے ہیں..؟؟ وزیراعظم کو پاناما لیکس یا پاجامہ لیکس پر صرف قانون اور قانون ہی گھر بھیج سکتا ہے وہ بھی اِس طرح جب وزیراعظم قانون کے کٹھرے میں آئیں اور اپنی صفائی پیش کریں اگر قانون کے نزدیک وزیراعظم کی پیش کردہ صفائی درست نہ ہوئیں تو پھر قانون ہی فیصلہ دے گا کہ اِنہیں کس طرح اور کب گھر جانا چاہئے؟؟؟ ورنہ نہیں، یہ تو وزیراعظم نوازشریف بھی جانتے ہیں کہ حکومتی ٹی او آرز پر اپوزیشن جماعتوں کو تحفظات ہیں تو چلیں وزیراعظم ہی بڑے دل کا مظاہرہ کریں اور اپوزیشن جماعتوں کے پیش کردہ ٹی او آرز کی روشنی ہی میں ایسا جامع اور مفصل اور مشترکہ ٹی او آرز تشکیل دیں اور پاناما انکشافات پر جوڈیشنل کمیشن تشکیل دیں،اور قانون سازی بھی اپوزیشن کی مشاورت سے کی جائے اور صاف وشفاف احتساب کا آغاز اپنی ذات اور اپنی فیملی سے کرکے مُلکی تاریخ میں ایک نئی تاریخ رقم کرکے امر ہوجائیں۔

آج یہ توسب ہی جانتے ہیں کہ اِن دِنوں مُلک میں پاناما پیپرز لیکس نے سیاسی

ماحول کو گرمار کھا ہے حکومت دامن بچا کر نکل بھاگنے کے چکر میں لگی پڑی ہے تو دوسری جانب اپوزیشن ہے کہ جو حکومت کا دامن چھوڑنے کا نام نہیں لے رہی ہے الغرض یہ کہ ابھی پچھلے ہی یعنی کہ پاناما پیپرز لیکس کی آنے والی پہلی ہی قسط پر حکمرانوں کے چہرے اُترے اور اپوزیشن کے سینے تنے ہوئے ہیں تو ایک خبر یہ بھی آگئی ہے کہ 9 مئی 2016 کو پاناما پیپرز لیکس اپنی دوسری قسط کا بھی بڑا زوردار دھماکہ کرنے والی ہے ،اطلاعات کے مطابق نو مئی کو جاری ہونے والی پاناما پیپرز لیکس کی فہرست میں لگ بھگ 400 یا زائدپاکستانی سیاستدان اور کاروباری افراد کے نام آشکار کئے جارہے ہیں اِس فہرست کے عیاں ہوتے ہی ایک مرتبہ پھر مُلک میں تہلکہ مچ جائے گااور بہت سے آف شور کمپنیوں کے مالکان اپنے خفیہ اعمال ناموں کے ساتھ قوم کے سامنے آجائیں گے اَب نو مئی کو کیا ہونے والاہے ؟؟آئیں اِس کا انتظار آپ بھی بے چینی سے کریں اور میں بھی کرتاہوں۔

ویسے ایک بات یہ ضرور ہے کہ جس طرح بُرے سے بُرے شخص کے بھی کچھ کام اچھے ہوتے ہیں یکدم اِسی طرح ہرزمانے کی ہر تہذیب کے ہر مُلک و معاشرے کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے سارے کام غلط نہیں ہوتے ہیں یقیناًاِن کے کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی یہ لوگ اپنے اپنے انداز سے مالا جپتے ہیں اور پھراسی بنیاد پر یہ سیاسی کھلاڑی عوام کو بیوقوف بھی بناتے رہتے ہیں یہاں

میں اپنی اِس بات کو مزید سمجھانے کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ تو زمانے کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی خاص خصلت میں شامل ہے کہ اِن سے جب کبھی (مزاقاً خدانخواستہ غلطی سے یا) کسی اور وجہ یا ذرائع سے ایک آدھ اچھا کام سرزد ہو جائے تو پھر یہ اپنے اچھے کام یا کاموں کو تاحیات کیش کراتے رہتے ہیں اور اِسی بنیاد پر اپنی سیاست چمکاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یعنی کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے جب کبھی غلطی سے کوئی کام اچھا ہو جائے تو پھر وہ اپنی ساری سیاسی زندگی اِسی کے گن گاتے پھرتے ہیں اور عوام کو اپنا گرویدہ بنائے رکھتے ہیں آج تک بدقسمتی سے میرے دیس پاکستان میں بھی ماضی اور حال کے حکمران اور سیاستدان یہی کچھ کرتے آئے ہیں اور لگتا ہے کہ یہ مستقبل میں بھی ایسا ہی کریں گے۔

شیکسپئیر کا کہنا ہے کہ ’’ جو لوگ حکمرانی کے انداز نہیں جانتے اِنہیں اطاعت کرنے کا ڈھنگ سیکھ لینا چاہئے‘‘ تاہم آج اگر ہم اپنے موجودہ سیاسی ماحول کا جائزہ لیں تو ہیں یہ ضرور لگے گا اور محسوس ہو گا کہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو شیکسپئیر کے اِس قول کو سمجھنے اوراِس پر فوری عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے،جب تک یہ اِس پر غور و فکر نہیں کرلیتے اِنہیں مثالی حکمرانی کے انداز سے محروم ہی رہنا پڑے گا۔

جبکہ آج مُلکِ پاکستان کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی خصلت اُس کسان کی طرح ہے جو ہلکی پھلکی محنت و مشقت کے بعد اپنی فصل کو پروان چڑھانے کے لئے بارش کی دُعائیں مانگتا ہے جبکہ دوسری طرف مُلک کے موجودہ گرماگرم سیاسی ماحول میں پریشان حال اپوزیشن والوں کی حیثیت اُس ملاح جیسی ہے جو بارش کے لئے دُعائیں مانگنے والے کسان کو بددُعائیں دیتے ہیں ۔اَب اِن دونوں باتوں کی روشنی میں ، میں اِس نتیجے پر پہنچاہوں کہ دونوں جانب سے بہت کچھ ایسا ضرور ہے جس کی وجہ مُلک کا سیاسی درجہ حرارت بڑھتاہی جارہاہے اور آنے والے دِنوں میں لگ پتہ جائے گاکہ سیاسی ہیٹ اسٹروک کا کس پر کتنااثر ہوتاہے؟؟ اور کون سیاسی ہیٹ اسٹروک کی وجہ سے اپنا سیاسی مقام زمین بوس کردے گا؟؟اِس موقع پر بس ایک بات یہ ضرور کہناچاہوں گاکہ حزبِ اقتداراور حزبِ اختلاف دونوں جانب کے لوگوں میں اتنی قابلیت ضرور ہونی چاہئے کہ یہ موجودہ سیاسی گرماگرمی میں سیاسی ہیٹ اسٹروک سے بچنے کے لئے اپنی اپنی صفوں میں اتحاد پیداکریں اور صفوں کی تعداد بھی بتدریج بڑھاتے جائیں تو سیاست بہتر رخ اختیار کرسکتی ہے ورنہ دونوں جانب کے لوگوں کے ہاتھ سوائے وقت کے ضیائع کے کچھ نہیں آئے گا۔

تاہم گزشتہ دِنوں وزیرِاعظم نوازشریف نے ارکان قومی اسمبلی سے الگ الگ ملاقاتوں کے دوران اظہارِخیال کرتے ہوئے یہ ضرور کہاہے کہ ’’کچھ لوگ حکومت

پر ناجائز تنقید کرکے ہمیں ترقی کے سفر سے ہٹانا چاہتے ہیں، ایسے لوگ اپنے مقاصد میں ناکام ہوں گے، اپوزیشن 2018 تک نہیں اِس کے بعد بھی صبر کرے، ہم آپ کے کہنے سے گھر چلے جائیں، یہ منہ اور مسور کی دال، اُن کو نہیں پتہ کہ اُن کا کن سے واسطہ پڑگیاہے، وزیراعظم نے ضرورت سے زیادہ سخت لب و لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہاکہ چند لوگوں نے کرپشن کا شور مچایا تو ہم نے انکوائری کے لئے کمیشن بنادیا اِس کی رپورٹ چندروز میں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا، چند ضدی اور نادان دوستوں اور چند مصالحت پسندی کا مظاہرہ کرنے والی اپوزیشن جماعتوں کے شور مچانے ، احتجاج اور افراتفری کے ماحول سے سرمایہ کاری نہیں آتی، حکومت کا اصل مقصد تو عوام کو ریلیف دینا (مگر وزیراعظم صاحب، آج ایسا نہیں ہورہاہے، جیساکہ آپ فرمارہے ہیں، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی کمی جو کی گئی تھی اِس میں پندرہ روز میں دوسری مرتبہ پھریکم مئی 2016 سے بے تحاشہ اضافے کا اعلان متوقعہ) ہے اورآپ یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ ہم اِس طرح ہماراکام عوام کی خدمت کرناہے،
کیااِسے آپ اپنی حکومت میں غریب عوام کے لئے خدمت کہتے ہیں جس میں جب کبھی) بھولے سے پیٹرولیم منصوعات میں کمی واقع ہوجائے تو مُلک کے غریب عوام کو پھر بھی روزمرہ کی استعمال کی اشیائے ضرورت دال ، چاول ، چینی ، گھی ، آٹااور دودھ مہنگے ہی داموں خریدنے پڑتے ہیں وزیراعظم صاحب کیااِسے آپ غریب عوام کی خدمت کہتے ہیں اگرآپ کو میرے کہے پر یقین نہ آئے توپھر روپ

بدل کر کسی روز بازار جائیں خود کو حقیقت معلوم ہو جائے گی) اگر اِسے آپ اپنی حکومت میں غریب عوام کی خدمت گردانتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے وزیر اعظم صاحب، آپ اُوپر کی جانب درست سمت میں اور مُلک کے غریب اور مہنگائی کے مارے نیم مردہ جسموں کے ساتھ عوام مہنگائی کے ہاتھوں زندہ در گور ہو کر نیچے قبر کی طرف جا رہے ہیں

۔

بہر حال ، گزشتہ دِنوں پاناما پیپر لیکس پر اپوزیشن جماعتوں کا اپنی نوعیت کا ایک انتہائی اہم نوعیت کا اجلاس اعتزاز احسن کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس کی دو نشستیں لگیں مگر اِس کے باوجود بھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہو سکا جو ملکی سیاست میں تاریخ ساز ہلچل کا باعث ہوتا اور موجودہ حکومت ہل جاتی اگرچہ ،اِس اجلاس میں پاکستان پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، جماعت اسلامی، مسلم لیگ ق، اے این پی، ایم کیو ایم، قومی وطن پارٹی اور بی این پی عوامی نے شرکت کی، اجلاس میں مشترکہ طور پر جن اپوزیشن کی جماعتوں نے بلا کسی جھجک وزیر اعظم نواز شریف سے استعفے کا مطالبہ کیا اِن میں پاکستان تحریک انصاف، پاکستان پیپلز پارٹی ،ایم کیو ایم، جماعت اسلامی اور مسلم لیگ ق سر فہرست تھی جبکہ وزیر اعظم سے پاناما لیکس کے معاملے پر استعفے کا مطالبہ کرنے سے اے این پی، قومی وطن پارٹی اور بی این پی عوامی ہچر مچر کا مظاہرہ کیا ہے یعنی کہ اِس اجلاس کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے کہ اپوزیشن کی جماعتیں وزیر اعظم سے

استعفے کے معاملے پر بٹ گئی ہے۔

جبکہ آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاناماپیپرز لیکس نے ن لیگ کی حکومت کی کشتی میں سُوراخ کردیاہے اور اَب ن لیگ کی حکومتی کشتی ڈوبنے کو ہے، کشتی کا ناخدا وزیراعظم نوازشریف اپنے اوراپنی فیملی ممبران پر) لگنے والے الزامات کی صفائی پیش) کرنے سے تو قاصر دکھائی دیتاہے مگراس کے باوجود بھی حکومتی کشتی میں سوار حکومتی چیلے درباری ٹائیں ٹائیں کرتے ہوئے کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں جبکہ یہ بھی سب ہی جانتے ہیں آج اگر غیر جانبدارای اور بغیر کسی سیاسی دباؤاور ذاتی وکاروباری مصالحتوں اور مفاہمتی ضروریات کے بغیر صاف وشفاف تحقیقات کی گئی غیر جانبداری سے احتسابی عمل کیا گیاتوپھر اُمید ہے کہ اِس تحقیقات اور احتسابی عمل کے بعد جو نتیجہ سامنے آئے گا وہ یہی ہوگا کہ وزیراعظم پاناماپیپرز لیکس پر اپنی قدر کھوچکے ہیں اوراَب وہ بحیثیت وزیراعظم پاکستان نہیں رہے ہیں۔

چلیں وزیراعظم نے تو پارٹی رہنماؤں کو گونگے بہرے بننے کی ہدایات کردی ...!!!

خبر ہے کہ پچھلے دِنوں جوڈیشنل کمیشن اوراپوزیشن کے ٹی او آرز کے حوالے سے وزیراعظم نوازشریف نے اپنی زیرِ صدارت منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے سخت لب و لہجے اور دوٹوک انداز سے اپنی پارٹی کے سینیئر عہدیداران (جس میں ن لیگ کے سینیئر رہنماء وفاقی وزراء اور معاونین بھی شامل ہیں) سے کہاہے کہ وہ نہ صرف پاناماپیپرز لیکس کے بعد پیداہونے والی سیاسی ہلچل اور طوفان پہ کڑی نگاہ رکھیں بلکہ اپوزیشن کی جانب سے حکومت مخالف تحاریک اور شوروہنگامے اور احتجاجوں پر گونگے بہرے بھی بن جائیں بلکہ حزبِ مخالف کی ہر جماعت کو پارلیمنٹ میں اِس کے عددی طاقت کے مطابق نبٹنے کی حکمتِ عملی بھی اپنائیں اور مزید یہ کہ وزیراعظم نے اِسی اجلاس میں اپنی پارٹی کے عہدیداران سے یہ بھی کہاہے کہ '' ویسے توپارلیمنٹ میں اپوزیشن کی عددی طاقت ہمارے مقابلے میں محض دس فیصد ہے یعنی کہ اُونٹ کے منہ میں زیرہ جتنی ہے لیکن حیرت تواِس بات پر ہے کہ مٹھی بھر اپوزیشن ایوان میں اپنے حجم سے 200 فیصد زیادہ بلند آواز سے حکومت مخالف شورشرابہ مچاکر حکومت کو ملکی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے مستقبل میں کئے جانے والے منصوبوں اور اقدامات سے بھی روکناچاہ رہی ہے اَب یقینی طورپر ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاناماپیپرز لیکس پر شور مچانے اور ضرورت سے زیادہ اُٹھنے

والی آواز کو اپوزیشن کے منہ اور حلق ہی میں بند رکھنے کی حکمتِ عملی اپنائی جائے تاکہ حکومت اپنے عزائم میں کامیاب ہو اور اپوزیشن حکومت اور اِن کی ذات اور فیملیز ممبران سے متعلق اپنے منہ اور مسور کی دال والے مطالبوں اور اقدامات سے خود ہی دستبردار ہو جائے۔

چلیں، قارئین حضرات، آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے مضبوط عصاب کے مالک ہمارے وزیراعظم نواز شریف پاناما پیپرز لیکس پر اپوزیشن کے احتجاجوں و مظاہروں اور فیصلوں و مطالبوں اور اعلانات واقدامات سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں، کیونکہ اب یہ اپنی پارٹی کے سینئر عہدیداران کو ایسی ہدایات کرنے لگے ہیں کہ یہ پاناما لیکس پر اپوزیشن کے احتجاجوں اور مظاہروں اور مطالبوں کے حوالوں سے گونگے بہرے بن جائیں ،

وزیراعظم کی جانب سے اپنے پارٹی عہدیداران کو ایسی مضحکہ خیز ہدایات جاری کئے جانے پر قوم یہ سوچ رہی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی پارٹی کے عہدیداران اور حکومتی وزراء جو پہلے ہی عوامی مسائل کو سُننے اور حل کرنے کے حوالوں سے گونگے بہرے تھے اَب وزیراعظم نواز شریف کی گونگے بہرے بننے والی واضح ہدایات کے بعد تو اِن کی پارٹی اور حکومتی وزراء اور ن لیگ کے ہر بڑے چھوٹے نئے پرانے اور اِدھر اُدھر سے وابستہ اراکین پارلیمنٹ خود کو دیگر حوالوں سے گونگے بہرے بننے میں فخر محسوس کریں گے اور اَب تو اِس طرح یہ لوگ گونگا اور بہرا بننے میں " سُنتِ

نوازی''ادا کریں گے اور یہ سوچیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ خود کو اپنے پارٹی قائد نواز شریف کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ثوابِ دارین پائیں گے۔ کیونکہ آج اِن کے لئے خود اِن کے اپنے ہی قائدِ حقیقی نواز شریف کی خصوصی ہدایات ہیں کہ یہ گونگے بہرے بن جائیں اِن کے اِس عمل سے جمہوریت کو تقویت ملے گی اور حکومت کو اپنی مرضی چلانے اور اپنی مرضی کے فیصلے اور اقدامات کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں گیں۔
جبکہ اُدھر اپوزیشن ہے کہ وہ پاناما لیکس پر خود لٹوبنی دکھائی دے رہی ہے،آج پاناما پیپرز لیکس کے حوالے سے حزبِ مخالف کی جماعتوں کا جو اور جیسا گچھا ایک پلیٹ فارم پر نظر آرہا ہے،اِس گچھے میں شامل بہت سی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی خصلت اور فطرت سے بھی حکومت اور عوام خوب واقف ہیں یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاناما لیکس کے حوالے سے جس انداز سے اپوزیشن والے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں اول میں تو اِن سب کا ایک معاملے پر یوں جمع ہونا خود ایک خلافِ خصلت وفطرت ہے جس پر حکومت اور عوام کو یقین ہی نہیں آرہا ہے کہ اپنی ایک ایک اینٹ کی مسجد بنانے اور ذرا سی سی بات اور معاملے پر ایوان اور مُلک کو'' اختلافستان''بنانے والی حزبِ مخالف کی جماعتیں صرف پاناما لیکس پر حکومت اور وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے خاندان کے افراد کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع کیسے ہوگئیں ہیں اور اِس پر سونے پہ

سُہاگہ یہ کہ وہ یہ بھی چاہ رہی ہیں کہ پاناماپیپرزلیکس پر وزیراعظم کا سب سے پہلے احتساب بھی کیاجائے پھراِن کے بعد دوسرے لوگوں کی جانب احتسابی رسی کا پھندا پھینکا جائے مگراِس پر بھی کئی حزبِ مخالف کی جماعتیں راضی نہیں ہیں آج یہی وجہ ہے کہ پاناماپیپیرزلیکس پر اپوزیشن بٹی ہوئی نظرآرہی ہے اوراَب یہ اپنا کھوکھلا وجود قائم رکھے ہوئے ہے آج یہی وجہ ہے کہ اپوزیشن جماعتوں کے بنائے جانے والے ٹچھے میں جو شامل ہیں اُن میں سے جو جیسا کہہ رہاہے، جیسابتارہاہے، جیسا سُنارہاہے،اور جیسا کرنے اور کرانے کی رغبت دلارہاہے اپوزیشن جماعتوں کے مین مہرے اور دوایک فرنٹ جماعتوں کے فرنٹ مین سرجھکائے ویسا سُننے ،کہنے اور کرنے کے لئے تو تیار ہیں مگر شائد وہ یہ سوچنے اور سمجھنے سے بھی قاصر اور عاری لگتے ہیں کہ اِن کے پاناماپیپرزلیکس کے حوالوں سے وزیراعظم اور اِن کے خاندان کے افراد کے خلاف اَب تک ہونے والے غیر سنجیدہ پن کی وجہ سے اپوزیشن اپنے ہی ہاتھوں خودمذاق بن گئی ہے۔آج یہی وجہ ہے کہ اگر پاناماپیپرزلیکس پر حکومت اور اپوزیشن کے قول و فعل کے حوالوں سے اُٹھنے والے سوالات اور پیداہونے والی صورتِ حال کا جائزہ لیاجائے تو بس ایک یہی بات سمجھ آتی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن پاناماپیپرزلیکس کے لڈو پر دوبلیوں کی طرح لڑرہی ہیں جو لڈو کو اپنی سیاست چمکانے کے لئے استعمال کرکے اگلے 2018کے انتخابات کی تیاریاں کررہی ہیں مگر کہیں ایسانہ ہوجائے کہ اِن کی لڈو کی لڑائی میں اِن کے ہاتھ سے لڈو بھی جائے

اور 2018 کے انتخابات کا منصوبہ محض ایک حسین خواب کی شکل اختیار کر جائے اور موقعے اور تاک میں بیٹھا کوئی اور لڈو اور اگلا الیکشن ہڑپ کر جائے یوں دونوں کے ہاتھ ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر کفِ افسوس کے سر پیٹنے اور ایک دوسرے پہ الزامات لگانے کے کچھ نہ آئے اور پچھتاوا اِن سب کا مقدر بن جائے ۔ (ختم شُد)

.کیا یہ بات نواز و زرداری اور ماضی کے حکمرانوں کو پتہ نہیں

آج مجھے جس خبر نے کالم لکھنے پر موٹیویٹ / متحرک کیا اُس خبر کی سُرخی کچھ یوں ہے کہ آئی ایم ایف صرف قرضے نہیں، بلکہ مُلکی خود مختاری پر ضرب بھی لگاتی ہے۔۔۔ شوکت عزیز ''یقیناً اِس خبر اور اِس جملے نے بہت سے لوگوں کے دماغ پر ہتھوڑے تو ضرور برسا دیئے ہوں گے۔

مگر یہاں میں پھر بھی بیس کروڑ پاکستانیوں سے یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ جن پاکستانیوں کی نظر سے یہ خبر گزری ہوگی وہ ضرور حیران اور پریشان ہوگئے ہوں گے، مگر اِس کیفیت سے حقیقی معنوں میں دوچار ہونے والوں کے لئے بس شرط صرف ایک یہی ہے کہ بندے کا محبِ وطن پاکستانی ہونا بہت ضروری ہے اور اگر کوئی حال کے نواز شریف) اور ماضی کے (آصف علی زرداری)اور اِن سے بھی پہلے والے) حکمرانوں ، سیاستدانوں اور اِن کے پسند کے چیلے چپاٹوں یعنی بیوروکریٹس یا افسر شاہی جیسا ہو تو ممکن ہے کہ آج اِس خبر سے اُس کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی ہوگی کیونکہ اِن کی ذات پہ اِس خبر ''آئی ایم ایف صرف قرضے نہیں، بلکہ مُلکی خود مختاری پر ضرب بھی لگاتی ہے'' سے کیا فرق پڑتا ہے؟

کیونکہ حال اور ماضی میں قرض مانگنے والوں نے تو یہ کبھی سوچا ہی نہیں ہے

اور کبھی اِن قرض مانگنے والوں کا اِس جانب دھیان ہی نہیں گیا ہوگا کہ کوئی قرض دے کر مُلک اور قوم کے ساتھ کیا کرتا ہے؟؟ اِن کی بلا سے کوئی کچھ بھی کرے؟ اِنہیں اِس سے کوئی غرض نہیں ہے، اِنہیں تو بس مُلک اور قوم اور اداروں کی ترقی اور خوشحالی کے نام پر قرض مانگنے اور اپنے اللے تللے کی پڑتی ہوتی ہے، کیا اِن قرض مانگنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ کل منہی آئی ایم ایف قرضے دینے کے بعد مُلکوں کی خودمختاری پر کیسے کیسے کاری ضرب لگاتی ہے؟؟ اور ممالک کے اثاثوں اور خودمختاری اور اقوام کی غیرت اور عظمتوں کو قرضوں کے عوض کس طرح سودے کرکے اِنہیں اپنے پاس گروی رکھ لیتی ہے؟ بس اپنی ملکیت ظاہر نہیں کرتی ہے باقی مالکان حقوق والے وہ سارے کام کر رہی ہوتی ہے جیسا کوئی مالک اپنی ملکیت سے لے رہا ہوتا ہے۔

آج کوئی کچھ بھی کہے، اور سب کچھ جان کر بھی انجانا بنا رہے مگر اِس بات سے تو کم از کم مجھے انکار نہیں کہ ''آئی ایم ایف صرف قرضے نہیں، بلکہ مُلکی خودمختاری پر ضرب بھی لگاتی ہے'' جانتے تو سب ہی ہیں اور یہ بات سب کو معلوم بھی ہوگی اور اچھی طرح ذہن نشین بھی ہوگی مگر جب مُلکوں کے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان اور بیوروکریٹس کو قرض لے کر مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کا نعرہ بلند کرنے اور جب کھوکھلے نعروں اور وعدوں کی بنیادوں پر ہی اپنی خودنمائی کا دم بھرنے کا نشہ سرچڑھ جائے تو

پھر ایسے لوگ خود بخود ایسے عناصر کا رنگ و روپ دھار لیتے ہیں جن کا کام ہی قرض لے کر اپنا دال دلیہ چلانا رہ جاتا ہے جب اِن کی یہ عادت بن جائے تو پھر ایسے عناصر یعنی کہ قرض خوروں کی قرضے مانگنے کی نشہ جیسی لت کون چھڑا سکتا ہے؟۔

بہر کیف، واشنگٹن سے یہ خبر آئی ہے کہ مُلک کے سابق وزیر اعظم اور انٹر نیشنل ماہر معیشت دان شوکت عزیز نے اپنی کتاب ”بینکاری سے سیاست کی پُر خار دنیا تک“ کے اجرا کے موقع پر امریکی ریڈیو سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”میں قوم پرست ہوں اور پاکستان ہمارا مُلک ہے، یہ دل، جسم اور خون میں شامل ہے، سابق وزیر اعظم شوکت عزیز کا ایک موقع پر یہ بھی کہنا تھا کہ ”اِنہیں مختلف ممالک کی معیشت کی بحالی کے لئے کام کا اچھا تجربہ تھا اور یہ بات اُس وقت کے صدر کو اچھی طرح سے پتہ تھی اِسی لئے اُنہوں نے مجھے مُلکی معیشت کی بہتری میں خدمات انجام دینے کا موقعہ دیا اِس لحاظ سے وہ خود کو بڑا خوش نصیب کہتے ہیں اور فخر یہ انداز سے اپنا سینہ ٹھونک کر اور گردن تان کر یہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے بطور وزیر اعظم اور ماہر معیشت دان کی حیثیت سے مُلک کو معاشی اور اقتصادی بحران سے نکالنے میں اہم اور کلیدی کردار ادا کیا تھا، شوکت عزیز کا کہنا ہے کہ اِنہیں معیشت دان کے حوالے سے وزیر اعظم کی حیثیت سے مُلک کی خدمت کا موقع ملا“ ورنہ نہ وہ کوئی زمیندار تھے نہ ہی بڑے بڑے لوگ اِن کے رشتے

دار تھے اِن کا تعلق تو بس ایک متوسط طبقے سے تھا''۔

اگرچہ ، اتنی ساری باتوں کے بعد شوکت عزیز کی زبان سے ادا ہونے والا بس ایک یہ جملہ ''آئی ایم ایف صرف قرضے نہیں دیتی ، بلکہ مُلکی خودمختاری پر ضرب بھی لگاتی ہے'' اپنے اندر بڑی گہرائی اور معنی رکھتا ہے جہاں اِس خبراور جملے نے بہت سوں کی آنکھیں کھول دی ہیں تو وہیں آج اُن لوگوں کے لئے بھی جو آئی ایم ایف کو اپنا مسیحا سمجھتے ہیں اوراس کی قرضے دینے کی خاموش زہر جیسی سازش کے بچھائے ہوئے جال میں خود ہی پھنستے چلے رہے ہیں ہمارے ایسے حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے جوکہ نہیں ہے۔

جبکہ یہاں یہ امر یقیناً قابلِ ذکراور لائقِ صداحترام و تحسین ہے کہ سابق وزیراعظم اور معیشت دان شوکت عزیز نے اپنے اِسی انٹرویو میں برملااس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ اِن کے لئے زندگی کا سب سے زیادہ قابلِ فخر لمحہ وہ تھا کہ جب اُنہوں نے پارلیمنٹ کے فلورپر پاکستان کو آئی ایم ایف کے پروگرام سے علیحدہ کرنے کا اعلان کیا تھا کیونکہ بقول اُن کے'' آئی ایم ایف صرف قرضے نہیں دیتی، بلکہ مُلکی خودمختاری پر ضرب بھی لگاتی ہے''یہ بات شوکت عزیزاچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ آئی ایم ایف قرضے دے کرمُلکوں اور اقوام

کے ساتھ اندرونی اور بیرونی یعنی کہ ظاہری اور باطنی لحاظ سے معاشی اور اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی طور کتنا نقصان پہنچاتی ہے اِن کا کہنا تھا کہ اِنہیں اِن سارے نقصانات سے بچانے اور پاکستانی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے ہی پاکستان بلایا گیا تھا، جو پہلے چار برس تک توبطورِ وزیر خزانہ اپنی خدمات انجام دیتے رہے ، پھر انہیں وزارت عظمیٰ کی ذمہ داری بھی سونپ دی گئی تا کہ یہ مُلکی معیشت کو ٹھوس بنیادوں پر مستحکم کر سکیں سو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اِس میں کام اور اپنی ذمہ داریوں میں پوری طرح کامیاب ہوئے اِن کا کہنا تھا کہ ''اِنہیں پتا تھا کہ آئی ایم ایف کے پروگرام سے علیحدگی پر ہمیں (پاکستان کو) اِس کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن ہمیں اپنے قومی مفاد کو ترجیح دینی تھی سو ہم نے ایسا کیا اور جب ہم نے آئی ایم ایف کے چُنگل سے نکلنے کا اعلان کیا اور تمام ادائیگی کر دی تو وہ حیران رہ گئے اور اِن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں یوں ہم نے آئی ایم ایف سے نکلنے سے پہلے ہی اپنے زرمبادلہ کے ذخائر کو بتدریج بہتر اور مستحکم کیا جس کے بعد ایک دن پارلیمنٹ کے اجلاس میں آئی ایم ایف کے پروگرام سے علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کر دیا گیا'' ۔

اَب ایسے میں یہاں قصہ مختصر یہ کہ سابق وزیرِاعظم شوکت عزیز کے اِس انٹرویو میں کہی گئیں اُن کی اِن ساری باتوں کے بعد کیا یہ سمجھا جائے کہ اُنھوں نے

بطور ماہر معیشت دان اور وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت سے سود پر قرضے دینے والے عالمی مالیاتی ادارے آئی ایم ایف کے پروگرام سے علیحدگی اختیار کر کے آئی ایم ایف کے سینے میں مایوسیوں کی آگ بھڑکادی تھی اور مُلک کو اِس کے سازشی چُنگل سے نکال کر اپنے پیروں پہ لاکھڑا کر دیا تھا۔

مگر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ایک مرتبہ پھر ہمارے موجودہ خالصتاً بزنس مائنڈ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور ماضی کے مفاہمتی اور مصالحتی گھٹی کے ڈرم میں ڈوبے اور ہمیشہ پڑے رہنے والے سابق صدر آصف علی زرداری نے اپنی حکومتوں اور قوم کو آئی ایم ایف کے قرضوں کے بوجھ تلے دفن کر کے چلانے اور رینگنے کا موقعہ اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور شوکت عزیز کے ہاتھوں مُلک سے مار بھاگائی گئی آئی ایم ایف کے سامنے دامن پھیلا پھیلا کر، اپنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر اور اس کے پاؤں پڑ پڑ کر اسے پھر وطن واپس لے آئے اور پھر اِنھوں نے مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کا نام نہاد نعرہ بلند لگایا اور آئی ایم ایف سے دیمک کی طرح چاٹ کھانے والے سود پر قرضے لئے اور اِن قرضوں سے اپنے اللے تللے کرتے رہے اور خاموشی سے اپنے اور اپنے خاندان والوں اور اپنے دوست احباب کے ناموں سے آف شور کمپنیاں بناتے رہے اور قوم کو آئی ایم ایف کا قرض اُتارنے کے لئے کولھو کا بیل بنا دیا ہے۔

یوں آج بیچاری پاکستانی قوم آئی ایم ایف کا قرض اُتارنے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہے کہ قومی خزانہ بھر جائے تو مُلک اور قوم آئی ایم ایف کے قرضوں سے آزاد ہو جائے مگر شائد قوم کی یہ کوشش اور خواہش محض خواب ہی ثابت ہوں کیونکہ آج جنہیں سابق وزیراعظم اور معیشت دان شوکت عزیز کی طرح آئی ایم ایف کے پروگرام سے علیحدگی اختیار کرنی ہونا چاہئے تھی افسوس ہے کہ وہ مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے نام پر آئی ایم ایف سے قرضے لینے کے لئے خوشی خوشی اِس کی گود میں بیٹھ کر قرضوں کی لولی پاپ چوس رہے ہیں اپنی عادت سے مجبور یہ لوگ خود تو مزے لے رہے ہے مگر اِن لالچی اور جائز و ناجائز دولت پجاری حکمرانوں اور سیاستدانوں نے آئی ایم ایف جیسے مالیاتی ادارے سے سود پر قرضے لے لے کر مُلک کی بنیادوں کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ چاٹ کر کھوکھلا اور قوم کی کمر کی ہڈی کو خم دار کرکے رکھ دیتا ہے اَب جس کے بعد مُلک اور قوم کسی کام کی نہیں رہ گئی ہے، آج بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں اور ہمارے مالیاتی اداروں کے سربراہان نے آئی ایم ایف سے دیدہ دانستہ طور پر دیمک نما سود پر قرضے لے کر پاکستانیوں کو پستی و گم نامی اور مسائل کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔

!!!. . . مشتاق رئیسانی کی کرپشن اور لوٹ مار میں مشتاق توبہ توبہ

گزشتہ جمعے کی صبح پانچ بجے نیب نے جی او آر کالونی میں رہائش پذیر صوبائی سیکرٹری خزانہ بلوچستان مشتاق رئیسانی کو کرپشن اور قومی دولت کی لوٹ مار کے واضح ثبوتوں کی روشنی میں اِن کے گھر پر چھاپا مار کر گرفتار کرلیا ہے جو اِن دِنوں ریمانڈ پر ہیں اور اپنے کئے ہوئے گناہوں کی سزا اِدھر بھی بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی اِن کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا جہاں اِنہیں دنیاوی آگ سے کئی گناہ زیادہ سخت ترین آگ جلا رہی ہوگی جہنم کی یہ آگ نہ صرف اِن کے لئے ہوگی بلکہ میرے دیس پاکستان کے ماضی وحال اور مستقبل کے حکمرانوں ، سیاستدانوں ، قومی اداروں کے سربراہان ، بیوروکریٹس اور ٹیکنوکریٹس جیسے جتنے بھی (پاناما پیپر لیکس میں آنے والے وہ 500 یا زائد قومی مجرم جو قوم کو مسائل اور بحرانوں کی دلدل میں دھکیل کر ٹیکس چوری اور قومی خزانے اور اِدھر اُدھر سے غبن کرکے مُلک سے 52 ارب ڈالر لے گئے اور آف شور کمپنیاں بنائیں) کرپشن اور لوٹ مار میں ملوث کرپٹ عناصر ہوں گے بس سب کا مقدر جہنم کی یہی آگ ہوگی وہاں سب اپنے کئے کی سزا بھگت رہے ہوں گے۔

تاہم تفصیلات کے مطابق مشتاق رئیسانی کی گرفتاری میں ایک دن کی بھی تاخیر ہوتی تو اِن کے گھر سے نکلنے والی 67 کروڑ یا زائد رقم ہنڈی کے ذریعہ بیرونی

ملک چلی جاتی وہ تو یہ بہت اچھا ہوا کہ نیب بلوچستان نے صوبائی سیکرٹری خزانہ مشتاق رئیسانی کے گھر پر فوری چھاپہ مارا اور ان کے گھر کی الماریوں ، گاڑی کی ڈکی، پانی کی ٹنکی، بیڈ کے نیچے ، کچن اور کمروں سے نوٹوں ، انعامی بانڈز، ڈالر اور پاؤنڈ سے بھرے بیگ اور چار کروڑ سے زائد مالیت کے زیورات و سونا اور دیگر دستاویزات قبضے میں 12 لے لیں گویا کہ مشتاق رئیسانی 67 کروڑ سے زائد کی کرپشن اور لوٹ مار کرنے میں رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔ذرائع کے مطابق نوٹ اتنے زیادہ تھے کہ نیب کے اہلکاروں کو جن کی ماہانہ تنخواہ ہزاروں میں یا کچھ کی زیادہ سے زیادہ لاکھوں میں ہوتی ہے) انہیں) مشتاق رئیسانی کی مشتاقی سے کرپشن کرنے کے بعد بیگوں میں چھپائی گئی رقوم کی اپنے ہاتھوں سے گنتی مشکل ہو گئی تھی مجبوراً اِس موقع پر نیب کے ایماندار اور مُلک و قوم کے ساتھ مخلص اہلکاروں کو مشتاق رئیسانی کے گھر سے.برآمد ہونے والی قومی دولت کی گنتی کے لئے اسٹیٹ بینک سے نوٹ گننے والی تین مشینیں منگوانی پڑیں یوں سات گھنٹے میں گنتی کا عمل مکمل ہوا اور نیب والے مشتاق رئیسانی کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

اِس خبر نے نہ صرف مُلک بلکہ ساری دنیا میں تہلکہ مچادیا کہ پاکستان جیسے غریب اور ترقی پذیر مُلک کے سب سے زیادہ غریب اور متوسط صوبے بلوچستان کے صرف ایک صوبائی سیکرٹری خزانہ مشتاق رئیسانی کے گھر سے 67 کروڑ سے زائد

پاکستانی کرنسی کا برآمد ہونا یقینا صوبے کے دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات کی ذات اور اِن کے کردار پر کرپشن اور قومی خزانے سے قومی دولت کی لوٹ مار کے خدشات کو نظرانداز کئے جانے پر بہت بڑا سوالیہ نشان لگا دیتا ہے۔

اگرچہ، بلوچستان کے سیکرٹری خزانہ مشتاق رئیسانی نے نیب کی تفتیش کے دوران اعتراف کرلیا ہے کہ برآمد ہونے والی رقم خالصتاً کرپشن سے حاصل کی گئی ہے اور اِس کے علاوہ اُنہوں نے اِس کا بھی انکشاف کیا کہ اِن کے ساتھ مزید 11 افراد بھی شامل ہیں اُنہوں نے جن کے نام بھی تصدیق کے ساتھ بتا دیئے ہیں اِن دِنوں محبِ وطن اور مُلک سے کرپٹ عناصر اور کرپشن کے خاتمے کا عزم لئے دن رات محنت و مشقت میں مگن نیب کے مخلص اور ایماندار اہلکار اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے نمائندے چھان بین کررہے ہیں اور اُن افراد کی فوری گرفتاری کے لئے کارروائیوں میں سرگرم ہیں اُمید ہے کہ اِس حوالے سے آنے والے دِنوں اور ہفتوں کے دوران مزید گرفتاریاں ہوں گیں اور تمام حقائق قوم کے سامنے لائے جائیں گے۔

بہر حال، سیکرٹری خزانہ بلوچستان مشتاق رئیسانی نے کرپشن اور لوٹ مار میں اپنے گیارہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر جس مشتاقی کا مظاہرہ کیا ہے آج اگر مشتاق رئیسانی یہی مشتاقی بلوچستان کے غریب اور مفلوک الحال اور مسائل میں گھیرے

عوام کی دادرسی کرنے اور اِنہیں پینے کی صاف پانی، اچھی خوراک، جدید اور سستے علاج و معالج کے مراکز کے قیام اور بہترین سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے دِکھاتے تو آج یہ یوں ذلیل اور خوار نہ ہوتے اور اپنے ماتھے پر کرپشن اور لوٹ مار اور غبن کا سیاہ ٹیکہ لگا کر اپنے وقار اور اپنی نسلوں کے لئے بدنامی اور پریشانی کا ہر گز باعث نہ بنتے، ویسے ایک بات ضرور ہے کہ مشتاق رئیسانی اور محمد اشرف مگسی (جن کا تذکرہ اُوپری سطور میں آیا ہے) ایسے قومی مجرموں کو قانون کے مطابق ایسی سخت سزائیں دی جائیں اور اِن کے جسموں پر اتنے ہی چھتر اور ڈنڈے مارے جائیں جتنے کی اِنہوں نے کرپشن کی ہے اور قومی ادارے کرپٹ عناصر کو ایسے پکڑیں جیسے باز اپنی تیز اور شارپ نگاہ کے ساتھ اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور پھر اِسے اپنے نوکیلے پنجوں اور نوکیلی چونچ سے نوچ نوچ کر مار ڈالتا ہے آج ہمارے نیت جیسے قومی احتسابی اداروں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اِسی طرح کرپشن اور لوٹ مار میں ملوث قومی مجرموں کو بلا کسی رنگ و نسل زبان ومذہب اور عہدے اور دبدبے کے ہر بڑے چھوٹے کو گُدی سے پکڑنا ہوگا اور پھر اِسے رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بنانا ہوگا اب جب تک میرے دیس پاکستان میں قومی احتساب اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کرپٹ عناصر کا کڑا محاسبہ نہیں کرتے ہیں اُس وقت تک میرے مُلک میرے معاشرے میرے عوام اور میرے ایوانوں اور میرے اداروں سے کرپٹ عناصر اور کرپشن کا خاتمہ ممکن نہیں ہوگا۔

تاہم بلوچستان میں بے قابو ہوتے کرپٹ عناصر کی کرپشن کے ہی حوالے سے نیب کی جانب سے ہی ایک اور خبر یہ بھی آئی ہے کہ قومی احتساب بیورو(نیب) بلوچستان نے خلاف قانون بھرتیوں کے کیس میں نامزد سابق چیئرمین پبلک سروس کمیشن محمد اشرف مگسی کو بھی گرفتار کرلیا گیاہے جن سے متعلق نیب کو یہ ثبوت ملے ہیں کہ بطور چیئرمین پی ایس سی اپنے بیٹے، بیٹی سمیت اہلیہ کو گریڈ17 میں بھرتی کرچکے تھے جن کی بھرتیوں میں بے ضابطگیوں کے انکشاف پر گزشتہ دِنوں صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے،ابھی ہمارے نیب اور قانون نافذ کرنے والے ادارے محمداشرف مگسی سے بھی تحقیقات کررہے ہیں اور یقین ہے کہ آنے والے وقتوں میں اِس حوالے سے بھی مزید گرفتاریاں سامنے آئیں گیں۔

یہاں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ سیکرٹری خزانہ بلوچستان مشتاق رئیسائی اپنے اختیار میں اتنے اندھے ہوگئے کہ وہ اپنے صوبے کے عوام کے جن مسائل اور مشکلات کو حل کرنے لئے آئے تھے وہ اِسے بھول بیٹھے اور اپنے اختیارات کو دوسروں کے گھروں میں اندھیرا کرکے اپنے گھر میں لوٹی اور کرپشن کی دولت سے روشنی کرنے کے چکر میں پڑگئے اور اپنے صوبے کے بیچارے غریب اور مسائل میں گھیرے مفلوک الحال عوام کے حق پر ڈاکہ ڈال کر ساری رقم خود ہڑپ

کرنے میں اپنی ساری توانائی خرچ کرنے لگے جس میں یہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے ، جس طرح زندگی والے کو کوئی مار نہیں سکتااور کسی مرتے کو کوئی بچا/جِلا نہیں سکتاہے، یکدم اِسی طرح کوئی یہ سمجھے کہ اِس کا جرم کوئی نہیں دیکھ رہاہے اور یہ اللہ اور قانون کو چکمہ دے رہاہے اور زمینِ خداپر عزت اور وقار سے جی رہاہے تواِس سوچ کے حامل مشتاق رئیسانی جیسے قومی کرمنلز کو یہ ضرور سوچنا ہوگاکہ ایسی سوچ محض مشتاق رئیسانی جیسے قومی جرموں کی خوش فہمی نما سوچ اور محض تکبر ہے کوئی دیکھے یانہ دیکھے مگر ربِ کائنات سب کے سب اعمال دیکھ رہاہے یہ اور بات ہی کہ وہ ایسے لوگوں کی رسی ڈھیلی چھوڑے رکھتاہے کہ یہ سنبھال جائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرلے مگر جب مشتاق رئیسانی جیسے قومی جرموں کے کرائم حد سے بڑھ جاتے ہیں اور وہ زمینِ خداپر غریبوں کے خون پسینے سے کمائی ہوئی قومی دولت کو لوٹ مار اور کرپشن کرکے اپنے گھر کی پانی کی ٹنکی، گاڑی کی ڈگی ، الماریوں، بیڈ کے نیچے، کچن اور کمروں ، مٹکوں، قالینوں ، کوشنوں ،کیاریوں اور بڑے بڑے بیگوں، صندوقوں،،بریف کیسوں اورخداجانے کہاں کہاں چھپاکر 67 کروڑ سے زائد ملکی کرنسی انعامی بانڈز، ڈالرز، پاؤنڈ رکھتے ہیں توایسے ظالم اور فاسق و فاجر فرعونوں اور کرپشن کرکے قارون کا خزانہ جمع کرنے والوں کے لئے اللہ کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ یہ لوگ جس دنیا کو کرپشن اور لوٹ کی دولت سے اپنے لئے جنت بنانے کا خواب دیکھتے ہیں اللہ اِس دنیا کواِن کے لئے جہنم بنادیتا ہے اور آج

اِس میں کوئی شک نہیں کہ مشتاق رئیسانی اوراِس جیسے کرپشن اور لوٹ مار کی لت میں غرق بلوچستان کے سابق چیئرمین پبلک کمیشن محمد اشرف مگسی جیسے قومی جرموں کے لئے دنیااورآخرت دونوں جہانوں کی زندگیاں جہنم کے بڑے دردناک عذاب بھرپور ہوں گیں۔

وزیراعظم نواز شریف صاحب، 16 مئی کو تو پارلیمنٹ آجائیں گے ناں

لیجئے ، وزیراعظم نواز شریف بھی پاناما پیپرز لیکس پر اپنے لاو لشکر کے ہمراہ آستینیں چڑھا کر اپوزیشن کے سامنے سیاسی اکھاڑے میں آن کھڑے ہوئے ہیں، اور اُنہوں نے بھی اپنی خصلت اور فطرت کی قید کی تمام دیواریں گراتے ہوئے اپوزیشن کا جواب دینے کے لئے اِسی کی سخت زبان کی طرح سخت اور زہریلی زبان استعمال کرنا شروع کردی ہے۔

گزشتہ دِنوں جس کا پہلا مظاہرہ اُس وقت دیکھنے ، سُننے اور پڑھنے کو ملا جب ضرورت سے کہیں زیادہ اپنے پرائے ، دوست اور دُشمن سے نرم زبان استعمال کرنے والے ہمارے خالصتاََ بزنس مائنڈ وزیراعظم نواز شریف نے تاجکستان سے واپسی پر طیارے میں میڈیا پرسنز سے گفتگو کرتے ہوئے کچھ یوں کہا کہ ''حزبِ اختلاف کا ایجنڈا کرپشن کا خاتمہ نہیں (ایسا نہیں ہے جیسا آپ سوچ اور کہہ رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپوزیشن سمیت ساری قوم ہی مُلک سے کرپشن کا جڑ سے خاتمہ چاہتی ہے مگر ساتھ ہی سب یہ چاہتے ہیں کہ کرپشن کی خاتمے کی ابتداء آپ اور آپ کے گھر سے ہو)،

میرا پیچھا کرنا ہے، (کیونکہ آپ پاناما لیکس کی حقائق قوم سے چھپا رہے ہیں اِس لئے اپوزیشن اور قوم آپ کا پیچھا کررہی ہے) اپوزیشن کے سوالوں کے جواب پارلیمنٹ میں نہیں عدالتی کمیشن میں دیں گے، (اَب کمیشن

بنے گا تو آپ کمیشن میں دیں گے آپ چیف جسٹس کے خط میں مانگی گئیں دستاویزات دے دیں تو ضرور کمیشن بن جائے گا ورنہ تو بہت مشکل ہے)اسمبلی کی بات اسمبلی کمیشن کی بات کمیشن میں ہوگی۔ (کیوں پہلے تو بقول آپ کے پارلیمنٹ سُپریم ہے اور قانون ساز عوامی ادارہ ہے مُلکی اور قومی مسائل سے متعلق ہر قسم کی بات یہیں ہونی چاہئے اور پارلیمنٹ کا ہر فیصلہ سب کو ماننا ہوگا اور اَب جب اپنے پر آئی تو وزیر اعظم ایوان میں آنے اور اپنے متعلق بات کرنے سے ہی منہ چرا رہے ہیں کیوں۔۔۔؟؟؟اَب وزیر اعظم پارلیمنٹ کو سُپریم ماننے کو کیوں تیار نہیں ہیں،اَب وزیر اعظم نے سُپریم پارلیمنٹ کی حیثیت کو سُپریم چائے کی پتی کی طرح کیوں چورا چورا کرکے رکھ دیا ہے؟؟) سیاستدان کمیشن بننے کی کوشش نہ کریں، (جب آپ ایوان میں نہیں آئیں گے اور کمیشن بنانے کے ذمہ داران اپنے تحفظات کا کھلا اظہار کردیں گے تو پھر سیاستدان ہی کیا ساری پاکستانی قوم بھی کمیشن بننے کی کوشش کرے گی بلکہ 20 کروڑ میں سے ہر محبِ وطن پاکستانی شہری کمیشن بن جائے گا) اور وزیر اعظم کا مزید یہ بھی کہنا تھا کہ ''بعض لوگوں کو شروع دن سے نواز شریف قبول نہیں، (جی ہاں سب کو پتہ تھا کہ آپ اپنے تیسرے دورِ اقتدار میں مُلک اور قوم کو جمہوریت کی بقا کا نعرہ لگا کر قومی منافع بخش اداروں کو اپنے من پسند کاروباری افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے دام فروخت کرکے قومی معیشت اور اقتصادیات کے ساتھ ساتھ قوم کا بھی ستیاناس کردیں گے اور قومی اداروں سے سیاسی بنیادوں پر بھرتی کئے جانے والے ملازمین

کو اپنی کاروباری خصلت کی وجہ سے نکال باہر کریں گے اور قومی خزانے سے مُلک سے قومی دولت اپنے خاندان کے افراد کے نام منتقل کروا کر باہر لے جائیں گے اور آف شور کمپنیاں قائم کرلیں گے اِس وجہ سے بعض لوگ تو کیا ساری پاکستانی قوم ہی وزیراعظم صاحب آپ کو قبول کرنے تو تیار نہ تھی) منفی سیاست مُلک کے لئے زہر قاتل بن گئی ۔ ہاں وزیراعظم صاحب، آپ کی ساری باتوں میں بس یہی ایک بات سچ اور حق ہے جو) آپ کے منہ سے اتفاقاً نکل گئی ہے ورنہ تو۔۔۔) اِن کا کہنا تھا کہ '' دلی خواہش ہے کہ کمیشن جلد بن جائے، (ہائے ہر خواہش کبھی کسی کی پوری نہیں ہوئی ہے اور آپ کی یہ خواہش بھی محض خواہش ہی رہ جائے گی) پاناما پیپرز لیکس پر چیف جسٹس کو خط لکھ دیاہے، (چیف جسٹس صاحب ، نے بھی آپ کے خط کا جواب کس طرح سے دیا ہے وزیراعظم صاحب،آپ نے وہ بھی پڑھ لیا ہوگا تو اَب کمیشن بنانے اور کمیشن کے سامنے آ (پ کے جواب دینے والی بات بھی ختم ہو گئی ہے

بہر حال ،اَب جبکہ کے چیف جسٹس صاحب نے بھی حکومتی خط کا جواب دے دیا ہے اور اُنہوں نے اپنے خط میں جن نکات کی جانب اشارے دیئے ہیں اَب اِس کے بعد تو بس ایک یہی راستہ رہ جاتا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف وقت ضائع کئے بغیر جس قدر جلد ممکن ہوسکے پاناما پیپرز لیکس کے سرچڑھتے طوفان کو مزید خطرناک ہونے سے بچانے کے لئے جلد از جلد ایوان میں آئیں اور اپوزیشن کے سوالات کے جوابات

بھی دیں اور ساتھ ہی پاناماپیپرز لیکس پر اپنی صفائیاں اور توجہات بھی پیش کرکے سارے معاملے کو نمٹائیں ورنہ اِنھوں نے ایسانہ کیا تو ممکن ہے کہ اپوزیشن اور کوئی اور مل کر پاناما لیکس کے معاملے کو کسی اور نظر سے دیکھیں اور پھر حالات کہیں کے کہیں نکل جائیں۔

اگرچہ اِس میں شک نہیں کہ وزیراعظم نوازشریف نے اپنے موجودہ اور پچھلے دورِ اقتداروں میں ہمیشہ پارلیمنٹ کو سُپریم گردانتے کی مالاجپی ہے یہاں میں واضح کرتا چلوں کہ پاناما پیپر لیکس کے ایشو اور دھماکہ ہونے سے پہلے بھی وزیراعظم نوازشریف کی ایک یہی رٹ باکثرت رہی تھی کہ پارلیمنٹ توسُپریم ہے، سب کے ہر معاملے کے ملکی مفادات سے متعلق ذاتی اور سیاسی فیصلے یہیں ہونے چاہیئں اورجب کسی کے معاملے میں پارلیمنٹ جو اور جیسے بھی فیصلے کرےاِسے تو سب ہی کو تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ پارلیمنٹ سُپریم ہے۔

مگرافسوس ہے کہ اِن دِنوں جب وزریراعظم نوازشریف کو پاناماپیپرز لیکس کے معاملے پر اپوزیشن جماعتیں پارلیمنٹ آنے اور صفائیاں پیش کرنے اور اپنے سوالات کے جوابات چاہنے کے لئے اپنازورلگاکر دعوتیں دے رہی ہے تو آج ہمارے یہی وزیراعظم نوازشریف ہیں جو پہلے ہی ایوان میں آنے سے کتراتے رہے ہیں اَب توایسالگتاہے کہ جیسے وزیراعظم پاناما لیکس کے معاملے پر ایوان میں نہ آنے

اور اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات نہ دینے کا تہیہ کرچکے ہیں اور قوی امکان ہے کہ جیسے دیدہ اور دانستہ طور پر وزیراعظم اور اِن کی پارٹی کے کرتادھرتاؤں نے یہ منصوبہ بنالیا ہے کہ اپوزیشن چاہئے لاکھ زور لگالے اور چاہئے جیسے بھی حربے استعمال کرلے وزیراعظم نواز شریف پاناماپیپرز لیکس کے معاملے پر اپنی صفائیاں پیش کرنے کے لئے کسی بھی صورت میں پارلیمنٹ نہیں آئیں گے، چاہئے کوئی اِنہیں سیاسی شہید ہی کیوں نہ بنادے ؟؟ مگر وزیراعظم کم از کم اپوزیشن کی ضد اوراس کے کہنے پر تو ایوان میں پاناماپیپرز لیکس کے حوالے سے کسی بھی صورت میں نہیں آئیں گے،اَب جبکہ چیف جسٹس نے بھی کمیشن کے معاملے پر اپنے تحفظات کے ساتھ حکومت کو خط لکھ دیاہے اَب ایسے میں کیا وزیراعظم کو خود پارلیمنٹ میں آنے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔

جبکہ اُدھر حکومت نے جمعہ 13 مئی کو وزیراعظم نواز شریف کی ایوان میں آنے کے پروگرام کو منسوخ کردیا تھامگر اَب یہی اُمید کی جارہی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اپنے وزراء اور پارٹی کے عہدیداران سے مل رہے ہیں جن کے آپس میں صلح مشورے کے بعد یہی کوشش ہے کہ اَب 16 مئی کو ایوان میں وزیراعظم نواز شریف جائیں گے ہاں البتہ،اِس حوالے سے خبر یہ بھی ہے کہ ایوان میں حاضری سے قبل اپوزیشن رہنمابالخصوص سابق صدراور پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین آصف

علی زرداری سے خفیہ رابطہ کرنے کے لئے مولانا فضل الرحمان کو ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ اپنی سیاسی بیماری کی غرض سے خودساختہ جلاوطن ہونے والے پی پی پی کے آصف علی زرادری سے فوری رابطہ کریں اوراِنہیں پاناما لیکس پر مفاہمتی پالیسی اپنانے پر زوردیں یوں حکومت کی جانب سے یہ پیغام ملتے ہی مولانا فضل الرحمان (اَب جن کا کام ہی حکومت سے کچھ لو اور کچھ دو جیسا ہوگیاہے اور اَب جو ایسے ہی حکومتی کاموں کے لئے چُن لئے گئے ہیں اگر یہ حکومت کے ساتھ ملے رہے اور ایسے ہی کام کرتے رہے تو کوئی شک نہیں کہ یہ لولی لنگڑی جمہوریت بھی بہت جلد کسی کے ہاتھوں دیوار میں چُن دی جائے گی بہرکیف، اُنہوں) نے فوراًآصف علی زرداری سے رابطہ کیا اوراِنہیں راضی کیاکہ وہ پاناما لیکس پر مفاہمتی پالیسی کو اپنائیں جس کاجواب پی پی پی کے ایوان میں قائد حزبِ اختلاف خورشید شاہ کی جانب سے یوں آیا ہے کہ '' وزیراعظم پیر16 مئی کو ایوان میں آئیں یہ اِس کی ضمانت لیتے ہیں کہ ایوان میں کہیں سے بھی '' گونوازگو'' کانعرہ نہیں لگایا جائے گااور وزیراعظم نوازشریف کے مرتبے اور منصب کا احترام کیا جائے گایوں پی پی پی کی جانب سے حوصلہ افزاء مفاہمتی جواب آنے کے بعد ہی سے وزیراعظم نوازشریف اپنے وزراء اور پارٹی رہنماؤں سے سیاسی پہاڑے یاد کرنے اور مِٹھو بیٹے کی طرح وہ سب کچھ پڑھنے میں لگ گئے ہیں جیساکہ اِن کے ساتھی اِنہیں پرھارہے ہیں اور باربار یاد کرواکرر ٹارہے ہیں اِس پر بھی اَب دیکھتے ہیں کہ پاناما لیکس پہ

ڈرے سہمے اور گھبرائے ہوئے ہمارے وزیراعظم نوازشریف 16 مئی کو بھی پارلیمنٹ میں آتے ہیں کہ پھر کوئی چکمہ دے کر اور کنی کٹا کر اِدھر اُدھر کے کسی ایک دورروزہ دورے پر نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

!!.. آہ آج کانچ کی جمہوریت کو پتھر دل جمہوری پُجاری نقصان پہنچارہے ہیں

یہ تو سب ہی جانتے ہیں اور خُوب سمجھتے ہیں کہ لولی لنگڑی جمہوریت کا ایک پل برسوں کی آمریت سے لاکھ درجے بہتر ہوتا ہے مگرہائے رے افسوس کہ آج میرے دیس پاکستان میں کانچ کی جمہوریت کو پتھر دل حکمران و سیاستدان جو خود کو جمہوریت کے پنڈت اوراِس کے ہی پُجاری گردانتے ہیں آج یقینی طور پر یہی اپنے ہی ہاتھوں تراشی گئی کانچ کی جمہوریت کو نقصان پہنچانے کے درپر ہیں۔

آج اگرپاناماپیپرزلیکس اور بھارتی خفیہ ایجنسی راکاایجنٹ کل بھوشن یادیو کی پاکستان سے پکڑے جانے کے بعد بھی بھارت کے ساتھ دوستانہ رویہ اپنانے سمیت دیگر حساس معاملات پراقتدارکے نشے میں مست ہمارے حکمران اپنے اردگرد منڈلاتے اپنے ہم خیال سیاستدانوں ، بیوروکریٹس اور ٹیکنوکریٹس اوراپنی نام نہاد جمہوریت کے پُجاریوں کے ہمراہ اپوزیشن اور فوج جیسے محب وطن اداروں سے پنجہ آزمائی اور لڑائی جھگڑوں سے باز نہ آئے تو پھر یقیناایسے میں تاک میں بیٹھے طاقتورترین آمر کو جمہوریت پر شب خون مارنے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔پھر جس کے بعد جو ہوگااُسے دنیا دیکھے گی، تب یہی حکمران اور سیاستدان ہوں

گے جو آج آپس میں دستِ گریبان ہیں اور ایک دوسرے کا سر پھوڑنے اور ایک دوسرے کی بتیسی توڑنے والے ضدی اور اَنا پرست حکمران اور سیاستدان ہمیشہ کی طرح پھر ایک دوسرے پر الزام تراشیاں شروع کردیں گے کہ اِن کی کانچ کی گُڑیا نما جمہوریت پر آمر کی آمریت کا قبضہ اِس کی اور اُس کی وجہ سے ہوا، فلاں نے اپنی ضد اور اَنا کے آگے کسی کی ایک نہ سُنی ، یوں اِن کے آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے اِن ہی کے ہاتھوں بڑے ناز نخروں سے تراشی گئی کانچ کی جمہوری گڑیا کرچی کرچی ہو کر رہ جائے گی۔

آج بدقسمتی سے ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر مُلکِ پاکستان میں حکمرانوں اور سیاستدانوں اور اداروں کی خاموش اور ظاہر و باطن لڑائی اور ذاتی اور سیاسی حوالوں سے زبانی کلامی چیرابازی کی وجہ سے کچھ ایسی ہی صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے کہ ہر دم ایک یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اِن کم عقلوں اور اقتدار کے نشے میں مست بظاہر نظر آنے والے جمہوری چیلوں کی وجہ سے کہیں بیچاری کانچ کی جمہوریت کا بیڑا غرق نہ ہو جائے اور اگر موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی لڑائی کی وجہ سے پھر کہیں جمہوریت پر کاری ضرب لگی تو پھر یہ بھی یاد رہے کہ اِس مرتبہ بھی جمہوریت کی گُڑیا کا گلا اِس سے کھیلنے اور اِس کی پُوجا کرنے والے ہی اپنے ہاتھوں سے خود گھونٹیں گے اِن دِنوں جس کے لئے حکمران اور اقتدار کے حصول میں چاکِ گریبان کرتے سیاستدان پَر تول رہے ہیں۔

کم از کم اِس سے تو بیشک کسی کو اِنکار نہیں کہ مملکتِ پاکستان کی 68 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ سرزمینِ پاکستان میں جب بھی سِول حاکموں کی حاکمیت قائم ہوئی وہ کئی لحاظ سے کمزور رہی، حاکم بھی کمزور تو جمہوریت بھی ناتواں، نظام بھی ڈانواں ڈول تو اُصول اور ضابطے بھی سطحی ۔ایوانوں کی عمارتیں تو بلندوبالاہمیشہ سے رہیں مگر افسوس کہ ایوانِ نمائندگان قومی سوچ اور مُلکی ترقی اور قوم کی خوشحالی سے عاری ،جب سب ہی ایسے ہوں تو پھر بھلا کون ایسا ہوگا؟؟ جو ایوانوں میں بیٹھ کر مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی اور معیشت کے استحکام اور سرحدوں کی حفاظت اور سالمیت سے متعلق سوچے اور قومی سوچ اور بقاء اور سلامتی کے تقاضوں کو لے کر آگے چلے ،تاکہ قومی یکجہتی اور مساوات اور اتحاد ویگانگت کا کہیں کوئی نمونہ نظرآئے، جب ایوانِ نمائندگان کی فکراور سوچ قومی نہ ہوتو پھر سوچیں کون مُلک اور قوم کی ترقی کے لئے کچھ کرے گا ؟؟

ہاں ہمارے یہاں تو ہر سول دور میں ایوانِ نمائندگان کی بس ایک یہی سوچ و فکر رہی ہے کہ ایوان کی دہلیز پر قدم رکھنے اورایوانوں کی کُرسی پر بیٹھنے کے بعد کس طرح اپنی اَنا کے بُت کی پروش کرنی ہے اور کس طرح عوامی حقوق غضب کرنے ہیں، قومی خزانے سے کس طرح اپنے اللے تللے کے لئے رقم نکالی جائے اور

مُلک سے ٹیکس چوری کرکے اپنے اور اپنے خاندان کے ممبران کے نام سے بیرونِ ممالک کے بینکوں میں اکاونٹس کھلواکر وہاں کس طرح قومی دولت منتقل کی جائے اور پھر ایک سے دو اور دو سے تین اور تین سے چار اور پھر انگنت آف شور کمپنیاں بنائی جائیں، اور قوم کو کانچ کی جمہوری گڑیا سے کھیلنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، اور خود قومی خزانے سے اپنی زندگیوں کو عیش و طرب کا شاہکارِ عظیم بنایا جائے، ہمارے سول حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ایسی سوچ اور فکر ہی نے تو جمہور اور جمہوریت کو مُلک میں پنپنے نہیں دیا ہے اِن کی ایسی منفی سوچ ہی اِن کے آپس کے لڑائی جھگڑوں اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے اور ان کی آپس کی چپقلش کی وجہ بنی رہی ہے اور جب بھی کوئی سول ایسے میں آگ و خون کا دریا عبور کرکے اقتدار میں آیا تو پھر اس کا فائدہ کسی وردی والے نے اپنا ڈنڈا اچھلا کر اور اپنا بوٹ اِن کی اقتدار کی کُرسی پر مار کر اِس کے پر خچے اُڑا کر اُٹھایا اور خود حقِ حکمرانی کا علم یا جھنڈا لے کر سالوں قابض رہا۔یقین جانیئے کہ سول حکمرانوں کے ہر دور میں وردی والوں کی مداخلت کی وجہ خود سول حاکموں اور سیاستدانوں اور اداروں کے درمیان ہونے والی لڑائی ہی بنی ہے جس کا ہمیشہ فائدہ وردی والے کو ہوا اور پھر وہی ہوا جس کے بعد جمہوریت کی دیوی کے پُجاریوں کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس اور ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے کے کچھ نہ آیا ہے ڈر ہے کہ پھر ایسا کہیں نہ ہوجائے اور اگر ہو بھی جائے تو اَب تو بہت ہی اچھا ہوگا کیونکہ قوم کو جمہوری لولی پاپ نے کبھی ایک

ڈھلے کا بھی فائدہ نہیں دیا ہے آج تو مسائل اور بحرانوں میں گھیری ساری پاکستانی قوم اللہ سے دُعا گو ہے کہ اے اللہ۔۔!! بہت جلد ان تمام نام نہاد جمہوری سول حاکموں سے ہماری جان چھڑا، کیونکہ آج ہمارے سول حکمرانو، سیاستدانو، بیور کریٹس اور ٹیکنو کریٹس نے قوم کو مسائل اور بحرانوں کے بلڈوزر سے کچل کر رکھ دیا ہے۔۔۔۔۔!!! اے اللہ، بس آمر حکمران ہم پر مسلط فرما دے جو سول حاکموں سے نجات دلائے، آمین۔ ختم شُد

بڑا منصب بڑا منہ اور بڑی بات، پاناما لیکس قدرت کی لاٹھی ، بدعنوان پکڑ میں آنے والے ہیں . !

آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اِن دونوں مُلکِ پاکستان کو پاناما لیکس کے جِن نے اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے، ساری پاکستانی قوم پاناما لیکس کے جِن کے انجام کی جانب دیکھ رہی ہے، اَب جیسے جیسے وقت آگے کی جانب سرکتا جارہاہے پاناما لیکس کا تنازعہ روز بروز کسی نئے موڑ پر پہنچ رہاہے اور ہر لمحہ ایک نئے انداز سے کہیں کا کہیں نکلتا جارہاہے، گزشتہ دِنوں اِس میں اُس وقت اور زیادہ شدت آگئی جب سُپریم کورٹ نے حکومت کی جانب سے جوڈیشنل کمیشن بنانے کے لئے لکھے گئے خط کو قانونی تحفظات کے ساتھ مسترد کردیا تھا اَب اِس کے بعد سے پاناما لیکس پر حکومتی گرفت ضرور ڈھیلی ہوتی محسوس ہورہی ہے اور ایسا لگتاہے کہ اَب جیسے حکومت کو اپنی اکڑ ختم کرنی پڑے گی اور اپوزیشن کے ساتھ مل کر پاناما لیکس کے معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کرنے میں دوقدم آگے بڑھ کر اپنا کوئی مثبت کردار ضرور ادا کرنا پڑے گا۔
اگراِس تناظر میں دیکھا جائے تو ابھی تک ہمارے وزیر اعظم حزبِ مخالف کے پاناما لیکس پر اُٹھائے جانے والے اعتراضات اور اپوزیشن کے ٹی او آرز/ٹرمز آف ریفرنسز سمیت وزیر اعظم کے پارلیمنٹ آنے پر اپوزیشن کے پوچھے جانے والے

سوالات پر یہ کہتے آئے ہیں کہ '' یہ منہ اور مسور کی دال '' اسمبلی میں اسمبلی کی باتیں اور کمیشن میں کمیشن سے متعلق سوالات اور باتیں ہوگیں ، کوئی سیاستدان کمیشن بننے کی کوشش نہ کرے اور وغیرہ وغیرہ '' وزیراعظم نواز شریف کی پاناما لیکس پر اپوزیشن سے متعلق کہی ہوئیں ایسی باتیں ہیں جن سے ابھی تک وزیراعظم حزبِ مخالف کو بہلاتے رہے ہیں اور اپنی اِنہی سیاسی اور غیر سیاسی باتوں اور جملوں سے اپوزیشن کے جذبات کو کئی سو فیصد فارن ہائٹ تک گرماتے رہے ہیں جن سے اِن دِنوں اپوزیشن کی جماعتوں کا پارہ اُبلنے لگا ہے اور اَب وہ اتنا اُبل چکا ہے کہ اپوزیشن والے اپنے جامے سے باہر آنے کو ہیں۔

مگر اَب جبکہ صدرِ مملکت محترم المقام عزت مآب جناب ممنون حسین صاحب نے بھی ایک موقع پر اپنے بڑے منصب اور بڑے منہ سے پاناما لیکس کے حوالے سے یہ بڑی بات کہہ دی ہے کہ '' پاناما لیکس قدرت کی لاٹھی ہے ، بدعنوان پکڑ میں آنے والے ہیں، کچھ ابھی کچھ ایک سال کے دوران پکڑے جائیں گے ، مجرموں کو سزا ملنے تک مُلک درست نہیں ہوگا اور ایسی بہت سی چونکا دینے والی باتیں کہیں ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اَب وزیراعظم نواز شریف صدر کی اِن باتوں پر کیا کہیں گے ؟ آج قوم وزیراعظم نواز شریف سے پوچھنا چاہتی ہے کہ اَب کیا وزیراعظم نواز شریف صدر ممنون حُسین کے لئے بھی '' یہ منہ اور مسور کی دال '' والی بات

کہیں گے ؟؟ یا اِن کا منصب دیکھتے ہوئے اِس سے بھی کوئی بڑی بات کہیں گے ؟؟
بہرحال، اَب تو یہ وزیرِاعظم صدر ممنون حُسین سے ہی پوچھیں کہ اُنہوں نے ایسی باتیں کن پیرائے میں کہی ہیں اور اِن کا اشارہ کس کی جانب تھا؟؟
بہرکیف، خبر ہے کہ پچھلے دِنوں کوٹری میں چیمبر آف کامرس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر ممنون حُسین نے (اپنے نرم و ملائم لہجے والے روائتی خطاب سے ہٹ کر ضرورت سے کہیں زیادہ بلند اور جذباتی انداز سے) کہا کہ ’’ پاناما لیکس قدرت کی لاٹھی ہے، بدعنوان پکڑ میں آنے والے ہیں، آنے والے ہفتوں ، مہینوں اور کچھ ابھی اور کچھ ایک سال بعد پکڑے جائیں گے. لوگ دیکھیں گے کہ کیسے کیسے لوگ گرفت میں آتے ہیں، کرپشن کا میدان مارنے والے (خواہ کوئی بھی ہو) نہیں بچ سکیں گے. اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ ’’کرپشن کرنے والوں کے چہرے منحوس ہو جاتے ہیں، یہ لوگ اپنے چہروں کی وجہ سے جلد پہچان میں آئیں گے اور پکڑے جائیں گے‘‘ (گویا کہ صدر ممنون حُسین نے کرپشن کرنے والوں کا پیمانہ بھی بتادیاہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھادیاہے کہ کرپٹ اور کرپشن کرنے والوں کی پہچان اِن کے چہروں پر برستی نحوست سے لگایا جاسکتاہے اور اِنہیں پکڑ کر قانون کے مطابق سزادی جاسکتی ہے تو ایسے میں قوم اِن کے مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں صدر ممنون حُسین سے یہ بھی پوچھنا چاہتی ہے کہ کیا وہ اپنے اِس تجربے اور مشاہدے کی مدد سے یہ بتا سکتے ہیں کہ آج پاناما لیکس میں آف شور کمپنیوں

کے حوالے سے وزیرِاعظم اور اِن کے خاندان والوں کے نام آ رہے ہیں اِن کے چہرے مبارک کے حوالے سے صدرِ محترم کو کیا لگتا ہے؟اور کیا محسوس ہوتا ہے؟؟اور ذرا یہ بھی تو قوم کو بتادیں کہ پاناما لیکس میں وزیرِاعظم اور اِن کی فیملی ممبران کی آف شور کمپنیاں عیاں ہونے سے پہلے اِن کے چہرے کیسے تھے اور اَب کیسے ہیں؟)تاہم صدرِ مملکت نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ ’’پاناما لیکس کی وجہ سے پتہ نہیں کون کون سے معاملات اُٹھیں گے؟لوگ دیکھیں گے کہ بہت سے لوگ جو اطمینان سے بیٹھے ہیں کہ ہم نے یہ کچھ کرلیا وہ کرلیا ہے اِن کا کچھ نہیں ہوسکتا سب پکڑ میں جلد آئیں گے،یہ کہنے کے بعد اُنھوں نے بڑے وثوق سے اِس بات کا یقین دِلاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ’’یہ میری بات یاد رکھیئے گا کہ کوئی واقعہ دوماہ بعد ہوگا کوئی چارہ ماہ بعد اور کوئی ایک سال بعد ہوگا،اللہ تعالٰی کا ایک نظام ہے، کرپٹ لوگوں میں بھی مختلف درجات ہیں کوئی بہت زیادہ کرپٹ ہے اور کوئی درمیانہ کرپٹ ہے، لوگ اِسے دیکھیں یہ منحوس چہرے ہوتے ہیں چہرے سے نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے‘‘۔

ہاں البتہ ! اِس موقع پر اِنھوں نے اِس بات کو کھلے دل اور دماغ سے ضرور تسلیم کیا کہ ’’ 1970ء کی دہائی تک قومی ترقی کا سفر اطمینان بخش تھا اِس کے بعد بدعنوانی نے ترقی کی رفتار روک دی، ساتھ ہی اِن کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان میں قابلِ اور اہل لوگوں کی کوئی کمی نہیں ، لیکن کرپشن اور سفارش

کلچر نے کارکردگی کو متاثر کردیا ہے، پاکستان ایک عظیم مُلک ہے،اِس مُلک کی خرابیاں اَب ختم ہوں گی کرپشن اور بدعنوانی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا چاہئے اِس کے بغیر مُلک ترقی نہ کرسکے گا‘‘ آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے معصوم اور سادہ سوچ وفکر کے حامل صدرِ مملکت ممنون حُسین نے جتنی بھی باتیں کہیں ہیں متاثر کن نہیں ہیں مگر اَب کیا ہی یہ اچھا ہو کہ صدر وزیراعظم ہاؤس سمیت اپنے اردگرد نظریں دوڑائیں اور پاناما لیکس میں نام آنے والے افراد کو اِن کے چہروں سے پہنچان کر قانون کے کٹہرے میں لائیں اور اِن سے صاف وشفاف تحقیقات کے بعد اصل حقائق قوم کے سامنے پیش کریں اور قومی مجرموں کو سزا دلائیں۔ ختم شُد۔

پاناما پیپرز لیکس پر حکومت اور اپوزیشن ٹرک و مال گاڑی کی لال بتی کی ڈرامہ بازی بند کریں

چلئے لیجئے ، پچھلے کئی دِنوں سے اپوزیشن کی جانب سے پاناما لیکس کے معاملے کو اپنی ذات اور اپنے خاندان کے افراد سے منتھی کئے جانے والی سیاسی پینترے بازی کا جواب وزیراعظم نواز شریف نے متحدہ اپوزیشن کے بے حد اصرار پر قومی اسمبلی میں اپنے پیروں سے خود چل کر آ کر خطاب کرکے دے دیا ہے اور ساتھ ہی اپنے جیسے تیسے اِدھر اُدھر سے بنائے گئے اپنے خاندانی اور ذاتی نوعیت کے) تمام اثاثوں اور ٹیکسوں) کی ادائیگی کی تفصیلات بھی قومی اسمبلی کے اسپیکر ایاز صادق کو پیش کردی ہیں (اَب یہ اور بات ہے کہ یہ تفصیلات کتنی دُرست ہیں اور کتنی غلط اور مبہم ہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا مگر یہاں اتنا ضرور ہے کہ وزیراعظم نے اپوزیشن کا مان رکھا اور مصالحت پسندی او رافہام و تفہیم کی راہ اپناتے ہوئے متحدہ اپوزیشن کی ضد کے آگے سرخم کیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی قومی اسمبلی چلے آئے اگر اِس مرتبہ بھی یہ اپنی حسبِ عادت و منشا نہ قومی اسمبلی نہ آتے تو ہمیشہ کی طرح سوائے چیخنے اور چلانے کے اِن کا کوئی کیا بگاڑ سکتا تھا مگر یہ اِن کا بڑا پن ہے کہ وہ پاناما پیپرز کے حوالے سے جیسا تیسا جواب دینے کے لئے قومی اسمبلی چلے آئے نہ صرف آئے) بلکہ اپنے خطاب کے دوران وزیراعظم نواز شریف نے اپنے مخصوص سیاسی لب و لہجے کے ساتھ اپنے اِس عزم کا ارادہ بھی ظاہر کردیا کہ احتساب کا

قانون وضع کیاجائے اُنہوں نے جس کے لئے بالخصوص پاناما پیپر لیکس کی صاف وشفاف تحقیقات کے لئے مشترکہ اور جامع ٹرمز آف ریفرنس (ٹی او آرز) تیار کرنے کے لئے قائدحزبِ اختلاف اور پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہان پر مشتمل پارلیمانی کمیٹی تشکیل دینے کی بھی پیشکش کردی اور ساتھ ہی یہ اپنا سینہ ٹھونک کر گردن تان کر یہ بھی جتادیاکہ حساب دیدیایہ بھی دیں ایسانہیں کچھ توگناہوں میں لت پت اور کچھ کے لباس سے فرشتوں کی خوشبو آتی ہے،ہمارادامن صاف ہے، کسی آئینی اور قانونی استثٰی کی ضرورت نہیں، جس کانام نہیں اِس پر فردجرم عائد کردی گئی'' یوں وزیراعظم نوازشریف نے اپنے بیں، پچیس منٹ کے خطاب بہت ساری باتیں کیں جو اِن کی ذاتی اور کاروباری زندگی اور خاندان کے حوالے سے تھیں پھراِن کا خطاب ختم ہوگیاجس کے قومی اسمبلی میں قائدِ حزب اختلاف سیدخورشید شاہ نے اپنامختصر ہی نہیں بلکہ اپنے سیاسی کیریئر کاضرورت سے کہیں زیادہ مختصرترین خطاب کیا جنہوں نے کہاکہ وزیراعظم نوازشریف نے ہمارے 7 سوالات سے 70 کردیئے ہیں، وزیراعظم نے بہت انکشافات کئے جن کاذکرافسانے میں نہیں تھا،پاناماکا ہی پوچھاتھایہاں توجدہ اور دبئ بھی آگیا، بڑاجج عوام ہیں اِن کے سامنے جانے کو ترجیح دیں گے، جبکہ پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان (المعروف مسٹر سونامی خان) کوجب اسپیکر نے خطاب کی دعوت تودنیانے دیکھاکہ عمران خان نے کس انداز سے اِس دعوت کو نظرانداز کردیا (بالآخرعمران خان کو دوروزبعد 18 مئی کو قومی اسمبلی سے اپنا خطاب کرنا ہی پڑا اگر وہ اپنا

یہی خطاب 16 مئی کو ہی کر دیتے تو کیا ہو جاتا) پھر اپوزیشن ارکان نے گو نواز گو کے نعرے لگائے جس پر حکومتی اور اپوزیشن اراکین میں تلخ کلامی ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اپوزیشن نے واک آوٹ کر دیا کیا حکومت اور اپوزیشن کی یہ ساری ڈرامہ قوم نہیں دیکھ رہی ہے اور فوج اور نیت جیسے قومی احتساب کے وہ ادارے جنھوں نے مُلک سے کرپشن کے جڑسے خاتمے کا تہیہ کر رکھا ہے وہ پاناما پیپرز لیکس پر حکومت اور اپوزیشن کا یہ ناٹک نہیں دیکھ رہے ہیں یہاں افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مگر اِس کے باوجود بھی حکومت اور اپوزیشن کی پاناما لیکس کے معاملے پر جاری ڈرامہ بازی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے دونوں یہ سمجھ رہی ہیں کہ اِس طرح یہ اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں گے اور قوم اور فوج اور نیب اور ایف آئی اے جیسے خالصتاً قومی احتساب کے اداروں کی آنکھ میں دھول جھونک کر اپنا اپنا اُلو سیدھ کرکے نکل بھاگے گیں تو ایسا ہر گز نہیں ہے اَب عنقریب وہ وقت ضرور جلد سامنے آنے والا ہے جب اللہ کے حکم سے فوج اور نیب اور ایف آئی اے جیسے مُلک اور قوم سے مخلص اور دیانتدار ادارے حرکت میں آئیں گے اور پاناما لیکس سمیت کرپشن کے دیگر جرائم میں ملوث عناصر قانون کی گرفت میں ہوں گے اور اپنے اپنے کئے گی ضرور سزا پائیں گے اَب کوئی اپنے بچنے کی لاکھ جتن کر بھی لے مگر بچ کوئی نہیں پائے گا۔

اور چلتے چلتے راقم الحرف ایک مرتبہ پھر یہ عرض کرنا چاہئے گا کہ حکمرانوں

اور سیاستدانوں بس بہت ہوگئی ۔ کسی بات کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ؟آج مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے جو کام حکومت اور اپوزیشن کو مل کر کرنے تھے اِن سے تو دونوں ہی منہ چرارہی ہیں، اور دونوں ہی نے اپنی نااہلی تسلیم کئے بغیر پاناما پیپرز لیکس کے معاملے پر قوم کو ٹرک اور مال گاڑی کی لال بتی اور دور ریگستان میں (ریت کے) اُونچے ٹِلے پر مٹی میں دبے شیشے سے اُٹھنے والی اُس لاحاصل چمک کے پیچھے لگا دیا ہے جس کا کم از کم قوم کو تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا ایسے میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حکومت اور اپوزیشن پاناما پیپرز لیکس کو ایشو بنا کر وقت گزاری کرنے اور قوم کو بے وقوف بنانے کے لئے ایک پیج پر ہیں اِسی لئے کامیڈی ڈرامہ پاناما لیکس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں مل کر اپنے اپنے حصے کا مزاحیہ کردار ادا کرنے میں مصروف ہیں اور اَب قومی اسمبلی میں وزیراعظم کے خطاب کے بعد دونوں کی یہی کوشش ہے کہ ڈرامہ پاناما لیکس کے ایشو کو نت نئے انداز سے گھمانے اور گھمبیر بنانے کے لئے روزانہ نئے نئے آئیڈیاز سامنے لائے جائیں تاکہ پاناما پیپرز لیکس کے معاملے کو کسی نتیجے پر پہنچے بغیر جنرل الیکشن 2018 تک کھینچ کھینچ کر ربڑ جیسا بنا دیا جائے اور قوم کی قومی مسائل کے حل سے توجہ ہٹادی جائے اور اپنی ساری توانائی صرف اور صرف دلچسپ پاناما پیپرز لیکس کے طویل قسط وار ڈرامے پر مبذول رکھی جائے۔اِس میں شک نہیں کہ یوں پاناما لیکس کے معاملے پر حکومت اور اپوزیشن اپنے منصوبے پر کامیابی سے عمل پیرا ہیں اور دونوں ہی اپنے مقاصد

میں کامیاب دِکھائی دیتی ہیں۔ ختم شُد

یہ چیلنج ہے

مُلکِ پاکستان کے توانائی کے بحرانوں اور مہنگائی سمیت دیگر مسائل میں گھیرے اور اچھی و خالص خوراک، پینے کے صاف پانی، اچھی و سستی تعلیم اور جدید علاج اور بہترین سفری سہولیات اور اپنے بنیادی نوعیت کے حقوق سے محروم غریب اور مفلوک الحال عوام سے ووٹ لے کر قومی اسمبلی میں جانے والے ایوانِ نمائندگان (یعنی کہ اپنے حلقے کے غریب اور مسائل میں دفن عوام کے مسائل حل کرنے کے دعویدار عوامی نمائندوں) نے خاموشی سے قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر اپنی تنخواہوں میں 3 اور مراعات میں کئی گنا اضافہ کی تحریک کی منظوری دے دی ہے۔
جبکہ چیئرمین سینیٹ رضا ربانی نے سینٹیٹرز کی تنخواہوں میں اضافے کی تحریک مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ سینٹرز کی تنخواہوں میں اضافے کو ناجائز مطالبہ سمجھتا ہوں یہ تو بیچارے اُوپری دل سے یہ کہہ کر خاموش ہوگئے مگر اضافے کو نہ روک سکے ہوا وہی جو وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے سمدھی وزیر خزانہ اسحاق ڈار قائم مقام چیئرمین قائمہ قواعد واستحقاقات چوہدری محمود بشیر ورک چاہتے ہیں یوں ارکان پارلیمان کی تنخواہوں میں اندھا دھن اضافہ کرکے ن لیگ کی حکومت نے پاناما لیکس کے معاملے پر خاموشی اختیار کرنے کے لئے ارکان پارلیمان کو قومی

خزانے سے تحفے کی صورت میں اور کچھ ..... دے کر اپنا گرویدہ بنانے کی اچھی کوشش کی ہے اور اِس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اِس میں حکومت کامیاب بھی ہو گئی ہے۔

بہرکیف، خبر یہ ہے کہ گزشتہ دِنوں قومی اسمبلی میں ارکان پارلیمان کی تنخواہوں میں 3 اور مراعات میں یکمشت کئی گنا اضافے ہوگیاہے جس کے مطابق ارکان پارلیمنٹ غریب مُلک کے غریب عوام کے خودساختہ اور اپنے منہ غریب کہلانے والے چالاک) اور مفادپرست عوامی نمائندوں) کی تنخواہ 71 ہزار سے بڑھ کر 2 لاکھ ہو گی،اور مزید یہ کہ اَب اِنہیں ماہانہ 2 لاکھ 20 ہزارالاؤنس ملیں گے ، ٹرانسپورٹ الاؤنس بھی 50 ہزار تک بڑھانے کی تحریک کی منظوری دے دی گئی ہے۔

اَب جس کے بعد سرکاری اور نجی اداروں کے کم گریڈکے ہزاروں میں تنخواہیں لینے والے ملازمین کی بنیادی تنخواہوں میں وفاقی بجٹ میں سالانہ صرف 10 سے 15 فیصداور 1 یا 2 ہزار تک بڑھانے کی منظوری دینے والے غریب عوام کے امیر نمائندے لاکھوں میں اپنی تنخواہیں لیاکریں گے اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے مہنگائی کے جن سے لڑتے مرتے اور مسائل کی دلدل میں پل پل دھنستے اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم سرکاری اور نجی اداروں کے کم گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں اگلے وفاقی بجٹ میں وہی اُونٹ کے منہ میں زیرہ

جتنا اضافہ کیا جائے گا۔

جبکہ اطلاع ہے کہ قومی اسمبلی میں ارکان پارلیمان کی تنخواہوں اور مراعات میں کئی گنا اضافہ کی تحریک کی منظوری کے بعد اسپیکر چیئرمین سینیٹ کی بنیادی تنخواہ 4 لاکھ، ڈپٹی اسپیکر وڈپٹی چیئرمین 3 لاکھ50 ہزار، مختلف الاؤنس 6 ہزار سے بڑھاکر50 ہزار، رکن قومی اسمبلی کی بنیادی تنخواہ2 لاکھ اور الاؤنس 2 لاکھ بزنس کلاس ایئر ریٹرن ٹکٹ یا واؤچرس کی حد3 لاکھ روپے کرنے کی تجاویز پیش کی گئی پھر آناًفاناً جس کی یکدم سے منظوری بھی دے دی گئی یوں اللہ اللہ یکشمت عوامی نمائندگان کی تنخواہوں میں لاکھوں کا ہونے والا اضافہ ہوگیا ہے۔

اَب یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج ارکان پارلیمان کی تنخواہوں میں پلک جھپکتے ہی لاکھوں میں ہونے والا اضافہ کیا قومی خزانے پر بوجھ نہیں ہے؟؟ یا اِن کی تنخواہوں میں کیا جانے والا یہ اضافہ نوازحکومت کسی خفیہ راستے ہونے والی ٹلکی آمدنی سے کررہی ہے ؟؟یا یہ صاحب اقتدار کی کرپشن اور ارکانِ پارلیمان کو پاماناليکس کے معاملے پر خاموش رہنے کے لئے رشوت جیسا کوئی اضافہ تو نہیں ہے؟؟ یہ وہ سوالات ہیں اَب جن کے تسلی بخش جوابات مہنگائی بھوک وافلاس اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبا ہر پاکستانی روزانہ آئی ایم ایف سے لاکھوں ڈالراور سالانہ 5 سے 15 ارب ڈالر قرضہ لینے والے ن لیگ کے سربراہ

اور ملک کے شارپ مائنڈ بزنس مین وزیر اعظم نواز شریف جو قومی خزانے پر اضافی بوجھ کی آڑ میں قومی اداروں سے ملازمین کی چھانٹی کر رہے ہیں اور قومی خزانے کو بھرنے کے خاطر ملک کے منافع بخش پی آئی اے اور اسٹیل ملز اور بندرگاہوں کی بر تھیں اور پوری کی پوری قومی بندرگاہوں کو من پسند کاروباری افراد کے ہاتھوں کوڑیوں کے داموں فروخت کر رہے ہیں اور قومی خزانے کو لبالب بھرنے کی آڑ میں قوم کو نقصان در نقصان پہنچا رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی آف شور کمپنیاں بنائے چلے جا رہے ہیں۔ تو دوسری طرف غریب کی جھولی میں جاتی پائی پائی کو دانت سے پکڑنے والے باز جیسی نظر رکھنے والے وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار اور قائم مقام چیئرمین قائمہ کمیٹی قواعد واستحقاقات چوہدری محمود بشیر ورک سے بھی پاکستانی قوم کا ہر جواب چاہتا ہے جنہوں نے ارکان پارلیمان کی سابقہ تنخواہوں اور مراعات سے متعلق کہا ہے ” تمام پارلیمنٹریز کی تنخواہیں اور مراعات شرمناک حد تک کم تھی جس پر میں نے کئی بار احتجاج کیا“ اور اَب کیا چوہدری محمود بشیر ورک کا احتجاج ارکان پارلیمان کی تنخواہوں میں لاکھوں میں ہونے والے اضافے کے بعد ختم ہو جائے گا؟ یا یہ ابھی ارکان پارلیمان کی تنخواہوں میں ہونے والے اندھے اضافے سے مطمئن نہیں ہوں گے ؟؟ یا ارکان پارلیمان کی مزید تنخواہوں میں اضافے کے لئے احتجاج کریں گے ؟؟ یا قومی خزانے میں پڑی غریب کے خون پسینے

کی کمائی پر ہاتھ صاف کرکے اپنی اِس کامیابی پر تالیاں بجاکر خاموش بیٹھ جائیں گے؟؟
یا یہ اگلے بجٹ میں اِسی تناسب سے مُلک کے سرکاری اور نجی اداروں کے ملازمین
تنخواہوں میں اضافے کی بھی منظوری دینے کی بات کریں گے؟؟
بہرحال، اِس تناظر میں آج اگر کسی میں ہمت ہے تو میری یہ بات ''68سالہ مُلکی
تاریخ میں فوج سے زیادہ کوئی ادارہ مُلک اور قوم سے مُخلص نہیں ہے'' جھوٹ ثابت
کرکے دِکھائے ورنہ خاموشی سے میرا یہ آئینہ دیکھتا چلائے جو میں اگلے سطور میں
دِکھانے جارہاہوں۔
یہاں میں ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہنا چاہتاہوں کہ ہمیشہ ہی سے غریبوں کے ووٹ بٹور کر
میرے مُلک کے ایوانوں میں بیٹھنے والوں کے مقاصد مُلک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی
سے متعلق قانون سازی کرنااور عوامی مسائل حل کرنا نہیں بلکہ ایوان کی دبیز قالینوں
اور ٹھنڈے کمروں اور نرم وملائم کرسیوں پر تشریف کا ٹوکرا رکھنے والوں کی خواہش
جمہوراور جمہوریت کے نام پر اپنا مقام ومرتبہ بلند کرنااور پروٹوکول لیناتورہاہے مگر
اپنے ماتھے اور سینے پہ عوامی خدمت کے دعویداروں نے ایوانوں میں جانے کے بعد
سوائے قومی خزانے سے اپنی خدمت کرنے اور کرانے اور الے تللے کرنے کے کچھ
سوچااور سمجھاہی نہیں ہے۔

اگر 68 سالوں کے دوران ایوانِ نمائندگان نے زیادہ کچھ کیا تو سیاست کے اِن کمہاروں نے ایوانوں میں جانے کے بعد جمہور اور جمہوریت کی چکنی مٹی سے روز اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کے خاطر جمہوریت کی دلکش اور دلنشین مٹی سے نیا قانون بنایااور پھر خود ہی کچھ عرصہ بعد اِس میں ترمیم کرتے چلے گئے اور جو بھی آیا وہ اِسی روش پر چلااور آئین کو مسخ کرتاگیااِس شک نہیں کہ مُلکی تاریخ کا ایک بڑا عرصہ اِس بات کا گواہ ہے کہ ماضی و حال میں ایوان میں جیسا کمہار آیا اُس نے اپنی مرضی سے جمہوریت کی چکنی مٹی سے اپنے پسند کے قوانین بنائے اور بناتا ہی چلا گیا ہے۔

الغرض یہ کہ میرے مُلک میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان اور بیوروکریٹس اور ٹیکنوکریٹس نے اپنی اپنی مرضی کی جمہوریت کے کلچر کو پروان چڑھایا اور اپنا اپنا حصہ ڈال کراور قوم کو جمہوریت کی لال بتی کے پیچھے لگا کر اپنا الو سیدھا کرکے چلتا بنا ہے یعنی یہ کہ ہمیشہ سرزمینِ پاکستان میں سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں نے جمہوریت کا لبادہ اُوڑھ کر سوائے مُلک اور قوم کو لوٹنے اور کھسوٹنے کے کچھ نہیں کیا ہے۔

نہ دہشت گرد ہے ٹوپی اور نہ غدار ڈاڑھی ہے . امریکا اور سعودی عرب کے کشیدہ ہوتے تعلقات .

آج امریکا نے نائن الیون کے بعد مسلم اُمہ کو دہشت گرد گردانںے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا جس طرح کا زور لگا رکھا ہے اِس سے امریکا کا پاگل پن ٹپک رہا ہے اور نائن الیون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے وسائل جس طرح مسلم ممالک میں اپنے اتحادیوں اور حواریوں کے ہمراہ دہشت گردی پھیلا کر اور خود ساختہ جنگ مسلط کرکے ضائع کر رہا ہے یہ اِس کی معیشت اور بقاء پر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے اور دنیا بالخصوص مسلم ممالک کو طاقت کے بل بوتے فتح کرنے والے امریکا کا گھمنڈ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔
اِن دِنوں جس طرح امریکا اسرائیلیوں کے بہکاوے میں آکر مسلم اُمہ سے انتقام کی آگ میں جلتے جلتے اُس حد تک چلا گیا ہے کہ اَب جہاں سے اِس کی واپسی بہت مشکل ہے، اور اِس سے بھی انکار نہیں کہ اَب تک امریکا نائن الیون کے انتقام کی آگ کا بدلہ لینے کے لئے مشرقِ وسطی سمیت جنوبی ایشیا کے کئی مسلم ممالک کو شدید نقصان پہنچا چکا ہے اور اُمتِ مسلمہ کے ممالک کو مزید جانی ، مالی ، سیاسی ، سماجی ، اقتصادی اور اخلاقی نقصانات پہنچانے کی سازشیں تیار کرچکا ہے۔
آج اگر ایسے میں مشرقِ وسطی اور جنوبی ایشیا کے ممالک کا جائزہ لیا جائے

تواِن خطوں کے جن ممالک میں کسی بھی حوالے سے جتنی بھی شورش ہے یاجب کبھی رہی ہے اِن سب کے درپردہ امریکا کا ہی ہاتھ اور سازش کارفرما ہے۔

کیونکہ آج امریکا واضح طور پر مسلم اُمہ کو سُنی اور شیعہ بلاکس میں بانٹنے کی منصوبہ بندی کرچکاہے،اور بڑے عرصے سے امریکا کی یہی کوشش رہی ہے کہ مسلم ممالک کے سُنی بلاکس سے تعلقات میں کمی لاکرپہلے شیعہ ممالک سے دوستی کا ہاتھ بڑھایاجائے اور مسلم ممالک کے سُنی بلاکس کے مقابلے میں شیعہ بلاکس کو اقتصادی اور جنگی سازوسامان کے حوالے سے مضبوط بنایاجائے اور مسلم ممالک کو شیعہ اور سُنی بلاکس میں بانٹ کراِن کے درمیان اتنی کشیدگی پیداکردی جائے جو آہستہ آہستہ خودبخود دومسلم بلاکس کی جنگ میں بدل جائے۔

یہی وہ ایک سازش ہے جس پر امریکا کافی عرصے سے کام کررہاہے اور پچھلے دِنوں اِس کا ثبوت اچانک ایران پر سے پابندیاں ہٹاکر امریکانے خود دے دیاہے اَب یہ بات مسلم اُمہ کے ایران جیسے دیگر شیعہ برادر ممالک کو بھی سمجھنی چاہئے کہ وہ امریکی سازش کا حصہ بننے سے بچیں توامریکی سازش کوناکام بنایاجاسکتاہے ورنہ...؟؟۔

بہرحال، آج یقینی طور پرامریکا کی قربتیں سعودی عرب سے زیادہ ایران سمیت

دیگر فرقے والے ممالک سے بڑھ گئی ہیں کیونکہ امریکا یہ بات اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں سعودی عرب اپنے اسلامی اُصولوں اور ضابطوں اور معاشی و سیاسی لحاظ اور فہم وفراست اور تدبر کے حوالوں سے ایران دوسرے فرقوں والے ممالک اور ریاستوں سے زیادہ معتبر اور قابلِ احترام حیثیت رکھتا ہے جبکہ ایران اور دوسرے فرقوں والے ممالک کو اقتصادی، سیاسی اور دیگر حوالوں سے اتنا خاص مقام تو حاصل نہیں ہے اور نہ ہی فرقے کے حوالے سے ساری اُمتِ مسلمہ ایران اور دیگر کو اُس طرح دیکھتی ہے جیساکہ سعودی عرب کو اپنا مرکز مانتی اور جانتی ہے اِس لحاظ سے بھی سعودی عرب کا ایک خاص اور بلند مقام ہے ایسے میں کسی شیعہ ملک کو سعودی عرب کے مقابلے میں لاکھڑا کردیا جائے اور جب اِس کی طوطی بولنے لگے تو پھر جلد ہی اُس کا حشر بھی ویسا ہی کردیا جائے جیساکہ شیعہ ملک کے ہاتھوں سُنی ملک کا کیا گیا تھا۔

تاہم سعودی عرب کے مقام اور مرتبے میں اندرونی طور پر کمی لانے کے لئے سعودی عرب کے زمینی حقائق اور حالات اور واقعات کی بنیاد پر امریکا کا زیادہ تر جھکاؤ ایران کی جانب ہوگیا ہے تاکہ ایران کو جلد از جلد مضبوط کرکے سعودی عرب کے مدِمقابل لایا جائے اور سعودی عرب کو نقصان پہنچایا جائے یوں امریکا کی سعودی عرب سے بڑھنے والی کشیدگی مشرقِ وسطیٰ کے حالات کو مزید گھمبیر بنادے گی۔

جبکہ گزشتہ دِنوں جس طرح پندرہ برس بعد امریکی سینیٹ نے نائن الیون میں ہلاک ہونے والے افراد کے لواحقین اور رشتے داروں کو سعودی عرب پر مقدمے کی اجازت دینے کے حوالے سے ایک ایسا بل بھی منظور کرلیاگیاہے جو سعودی عرب کے امریکا سے تعلقات کے حوالے سے وائٹ ہاؤس اور اوباماانتظامیہ کی دوغلی پالیسی کا بین ثبوت ہے اِس کے بعد تو یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ امریکی سینیٹ میں پاس ہونے والے بل جس کا نام جسٹس اگینسٹ اسپانسرزآف ٹیرارزم ایکٹ JASTA رکھاگیاہے اِس سے سعودی عرب اور امریکاکے نہ صرف دوستانہ بلکہ دیگر ظاہر و باطن معاملات بھی شدید متاثر ہوسکتے ہیں بلکہ پہلے سے مسائل میں گھیرا مشرقِ وسطیٰ بھی مزید بحرانوں کا شکار ہوجائے گا۔

اگرچہ اِس بل سے متعلق امریکی حکام کا کہناہے کہ یہ ایکٹ ایوان زیریں میں منظوری اور صدر کے دستخط کے بعد قانون کا درجہ حاصل کرلے گا اِس طرح یقینی طور پر نائن الیون کے متاثرین کو کھلی طور پر یہ اجازت حاصل ہوجائے گی کہ وہ نیویارک کی عدالت میں سعودی حکومت کے خلاف مقدمے اور ہرجانے کے دعوے کرسکیں گے،اور سعودی عرب سے خون بہالیں گے۔

تاہم اِسی حوالے سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ نائن الیون میں ہلاک ہونے والے

لواحقین کی نمائندگی کرنے والے وکلاء کا موقف ہے کہ 2001 میں امریکا میں ہونے والے حملوں میں پندرہ سعودی بھی ملوث تھے جن کے دہشت گردوں تعلقات تھے اور پندرہ سعودی باشندوں نے نائن الیون کے دہشت گردوں کی معاونت کی تھی جن کی مدد سے دہشت گرد امریکا میں سانحہ نائن الیون رونما کرنے میں کامیاب ہوئے اور سیکڑوں امریکیوں کو واصلِ جہنم کیا۔

جبکہ سعودی عرب پہلے ہی واضح طور پر یہ کہہ چکا ہے کہ نائن الیون کے حادثے سے سعودی حکومت اور سعودی باشندوں کا کوئی تعلق نہیں ہے آج اگر امریکی حکومت اور امریکی سینیٹ مفروضوں کی بنیاد پر بغیر کسی وجہ اور بلاجواز اور عدم تحقیقات کی بنیاد پر سعودی عرب پر نائن الیون میں ہلاک ہونے والے افراد کا الزام لگا کر کسی قسم کا کوئی مقدمہ قائم کرتی ہے تو پھر سعودی عرب امریکا میں اپنے ساڑھے سات سو ارب ڈالرز یا اِس سے زائد کی انویسمنٹ منجمد کردے گا یا فروخت کردے گا۔

یوں آج سعودی عرب کی جانب سے آنے والے اِس سخت ردِ عمل پر وائٹ ہاؤس نے سینیٹ میں بل کی منظوری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے 80 سالہ امریکا اور سعودی عرب کے تعلقات کی روشنی میں بس اتنا ہی کہا ہے کہ ”یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ صدر اوباما اِس بل پر دستخط کریں گے“ تو وہیں امریکی صدر اوباما کا یہ

کہنا ہے کہ اگر سعودی عرب اِس میں ملوث نہیں ہے تو پھر سعودی عرب کو احتساب سے گھبرانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے؟؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر امریکی انتظامیہ اور امریکی سینیٹ کو بھی تو یہ چاہئے کہ وہ تن من دھن کی بازی لگادے کہ وہ سعودی عرب کے خلاف ایسا کوئی اندھا قانون کبھی بھی نہیں بنائے گااور منظور ہو کر بھی نامنظور جانے گا جس سے سعودی عرب کے خلاف امریکیوں کی سازش بے نقاب ہو۔ بہرکیف، ایک طرف امریکا کی مسلم اُمہ کو ایک ایک کرکے پیس ڈالنے کی سازش ہے تودوسری طرف انتقام آگ میں جلتے امریکا کو اپنے بغل بچے اسرائیل کی نائن الیون کی سازش ابھی تک نظر نہیں آئی ہے جو نائن الیون کا اصل ذمہ دار ہے اور جس نے خود کو بچاتے ہوئے امریکیوں کے کان میں یہ پھونک دیاہے کہ نائن الیون کی ذمہ دار صرف مسلم اُمہ ہے، آج اگر سعودی عرب پر امریکیوں کی جانب سے ایسا قانون بن سکتاہے تو پھر امریکیوں کو بھی اپنی کمر ضرور مضبوط کرنی ہوگی کہ امریکاپر بھی دنیادہشت گردی کے مقدمات بناکر امریکااور امریکیوں کے لئے بھی حالات تنگ کرسکتی ہے اور جب سعودی عرب اور امریکاکے ساتھ ایسا ہوسکتاہے تو پھر لامحالہ پاکستان سمیت دنیاکے دیگر ممالک پر بھی اُوتِ دہشت گردی سے مقدمات بنائے جاسکتے ہیں امریکا کو سعودی عرب پر ایسے مقدمات بنانے سے ہر حال میں اجتناب .برتنا ہوگاورنہ دنیامیں کوئی بھی مُلک مقدمات سے نہیں بچ سکے گا۔

اَب آخر میں ، میں امریکیوں سے مخاطب ہوں اور برصغیر کی معروف خوش الحان شاعرہ لتا حیاء کا یہ شعر پیش کرکے اجازت چاہوں گا کہ :۔

”نہ دہشت گرد ہے ٹوپی اور نہ غدار ڈاڑھی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حقیقت جو نہیں سمجھے حیاء
وہ بلکل اناڑی ہے“۔

جنوبی ایشیا کے 5 ممالک جن کے ناموں کے آخر میں "ن" آتا ہے مگر پانچوں دنیا کے نمونے ہیں

کیا کبھی آپ نے غور کیا ہے ؟؟ کہ جنوبی ایشیا اور دنیا کے پانچ ممالک جن میں بالخصوص پاکستان ، افغانستان ، ہندوستان، ایران اور چین شامل ہیں یہ پانچوں ایسے ممالک ہیں جن کے ناموں کے آخر میں "ن" آتا ہے یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے بلکہ اِن ممالک کے موجودہ صدور اور وزرائے اعظم کے ناموں میں بھی کہیں نہ کہیں یعنی کہ آگے پیچھے اُوپر نیچے اور دائیں بائیں سے " ن" ضرور آتا ہے۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اِن میں آپس میں اُس "نِبھانے" والے ن کی شدید کمی ہے آج اگر اِن ممالک کو کہیں سے نبھانے والے ن کی اہمیت اور افادیت کا لگ پتہ جائے تو ممکن ہے کہ یہ ممالک صرف خطے ہی میں کیا ؟؟بلکہ ساری دنیا میں بھی ایک ایسی طاقت بن کر اُبھریں گے کہ آج کی دنیا کی ساری سُپر طاقتیں بھی اِن کے سامنے زیر ہوجائیں۔

مگر شائد ایسا نہ ہو جیسا کہ میری سوچ ہے کیونکہ یہ ممالک اپنی اپنی ثقافتوں اور تہذیبوں کے لحاظ سے کبھی بھی ایک نہیں ہوسکتے ہیں اِس لئے کہ یہ پانچوں اپنے ناموں میں ن" توکومن رکھنے والے ممالک ضرور ہیں مگر ساتھ ہی یہ "

ممالک دنیا کے ایسے پانچ عجوبے اور نمونے بھی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

ابھی جب میں اپنا یہ کالم تحریر کر رہا ہوں تو مجھے اپنے سینیئر کالم نگار ساتھی اور دوست و بھائی قادر خان افغان (جو اپنا کالم ''پیامبر'' لکھتے ہیں) کی یہ بات یاد آ گئی جن کا اِس حوالے سے کہنا ہے کہ حقیقت ہے کہ خطے کے اِن پانچوں ممالک کے ناموں میں '' ن'' تو ضرور مشترک ہے مگر ساتھ ہی یہ ممالک اپنی خصلت اور فن و ثقافت اور تہذیب اور رکھ رکھاؤ اور سوچ و فکر کے اعتبار سے بہت مختلف ہیں بظاہر تو اِن کی آپس کی سرحدیں بھی بہت قریب قریب ہیں اور یہ ایک دوسرے سے ملی بھی ہوئیں ہیں مگر اِن میں سے کم و بیش سوائے دو تین کے دیگر کی سوچ اور رہن سہن کے طور طریقے ایک دوسرے سے لگا نہیں کھاتے ہیں سو یہ کہنا کہ اِن ممالک کے ناموں کے آخر میں '' ن'' آتا ہے تو یہ اپنے معاملات بھی خوش اسلوبی سے حل کرنے والے ممالک ہیں تو ایسا ہر گز نہیں ہے اِن ممالک کی کل اور آج کی تاریخ اور اِن کے معاملات یہ بتاتے ہیں کہ یہ ممالک شائد کبھی بھی اپنے کسی بھی سیاسی و مذہبی اور دیگر معاملات کے حوالوں ایک سوچ اور فکر کے حامل نہیں رہے ہیں اور نہ ہی یہ ممالک آئندہ کبھی ایک ہو سکیں گے اِن میں یہی ایک کمی ہے جو بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے ورنہ تو واقعی یہ پانچوں نمونے پھر نمونے نہ کہلائے جائیں'' بھائی قادر خان کی اچھی بات ہے جس سے بڑی حد تک ضرور متفق ہوا جاسکتا ہے۔

آج اگران ممالک میں کسی چیز کی یا بہت ساری ایسی باتوں کی کمی ہے جو اِنہیں اپنی خصلت یا کسی اور وجہ سے محسوس نہیں ہوتی ہے تو اِس کا یہ بھی تو مطلب نہیں لیاجاسکتاہے کہ اِنہیں اِس کا بتایاہی نہ جائے ؟؟اور اِنہیں اِن کی خامیوں اور غلطیوں کا احساس ہی نہ دلایاجائے ؟؟سو میرااور میرے دوست قادر خان افغان کا جو کام تھاوہ ہم نے کردیاہے اَب دیکھتے ہیں کہ اِس حوالے سے دنیا کیا کہتی ہے ؟۔

بہر حال، ہاں تو میں بات کررہاہوں خطے میں پانچ ایسے ممالک کی جو اپنے ناموں کے آخر میں ''ن'' مشترک رکھتے ہیں تو آئیں میں ایک بار پھر آپ کو بتاچلوں اِن ممالک کے نام'' پاکستان، افغانستان ، ہندوستان، ایران اور چین ہیں اِسی طرح اِن کے صدور اور وزیراعظم کے ناموں میں یا دونوں میں سے کسی ایک کے نام میں بھی ن آتا ہے جیسے کہ اتفاق سے پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کے ناموں میں کہیں نہ کہیں '' ن'' آتاہے ممنون حُسین، اور نواز شریف، ہندوستان کے وزیراعظم نریندر مودی، ایران کے صدر حُسین روحانی، افغانستان کے صدر اشرف غنی اور چین کے صدر ژی/ شی چنگ پنگ کے نام شامل ہیں بہر کیف ، اپنے قارئین کو میں نے غور کرنے اور سوچنے کے لئے ایک نقطہ دے دیاہے آپ سوچیں اور غور کریں اور سوال کریں کہ جیسا میں نے کہاہے وہ ٹھیک ہے ؟؟ یا غلط ہے۔

اگرچہ گزشتہ دِنوں جس طرح ہندوستان کے بے حد اصرار اور خواہش پر ایران ، ہندوستان اور افغانستان کے درمیان چاہ بہار بندرگاہ پر تجارتی راہداری کی تعمیر کے معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اِس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہندوستان نے صرف اور صرف پاکستان اور چین کے درمیان پچھلے سال ہونے والے راہداری منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے (ایران ، ہندوستان اور افغانستان کے درمیان راہداری منصوبے کا معاہدہ) کیاہے،پاک چین راہداری منصوبے کو ناکام بنانے والے ہندوستان کی خواہش یہیں ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ حیرت انگیز طور پر ہندوستان نے دوقدم آگے.بڑھ کر تین ملکی ایران ، ہندوستان اور افغانستان راہداری منصوبے کی تعمیری کے لئے 50 کروڑ ڈالرسے چاہ بہاربندرگاہ اور زاہدان تک ریلوے لائن بنانے کا بھی اپنی نوعیت کا ایک ایسے انوکھے اور عجوبے معاہدے پر دستخط کردیئے ہیں اَب جس کے بعد ہندوستان کودیوالیہ ہونے سے کوئی نہیں بچاپائے گا۔

تاہم اِس پر ہندوستان کے وزیراعظم نریندر مودی کا یہ کہناہے کہ ” ہم نے اپنی خواہش پوری کردی ہے اَب چاہئے اِس کے بات ہندوستان کے دیوالیے کے بعد ہندوستانی عوام کو زندہ رہنے کے لئے دنیامیں دھول ہی کیوں کہ چاٹنی پڑے تو ہندوستانی عوام دھول چاٹ کر ہندوستان، ایران اور افغانستان کے درمیان

ہونے والے راہداری منصوبے کو کامیاب بنائے گی جبکہ ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کا معاہدے پر دستخط کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا تھا کہ ’’ نئی دہلی ایرانی بندرگاہ پر 20 کروڑ ڈالر کی ابتدائی سرمایہ کاری کرے گا یوں تینوں ممالک کے تعلقات میں بہتری کا آج تاریخی دن ہے‘‘ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی عوام عورت ، بچے مرد و جوان جن کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑے نہیں ، سر چھپانے کو گھر نہیں بیچارے گٹروں کے پائپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور کھانے کو روٹی نہیں ہے ایسے ہندوستان کا وزیراعظم نریندر مودی اپنے عوام کی حسرتوں کا خون کرکے کیسے کروڑوں اور اربوں اور کھربوں ڈالرز کی ایران اور افغانستان کے ساتھ مل کر کسی دوسرے ملک میں سرمایہ کاری کر رہا ہے؟؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہندوستانی عوام صرف پاکستان کو نیچا دکھانے والے اپنے جنونی وزیراعظم نریندر مودی سے ضرور لیں اور پوچھیں کہ یہ ایران میں کیسے سرمایہ کاری کرکے ہندوستانی سرمایہ داو پر لگا رہا ہے؟؟ ہائے رے۔۔۔ ! ! افسوس کہ ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی تو کو اپنے غریب اور مفلوک الحال عوام سے بھی ’’نبھاہنا‘‘ نہیں آیا ہے۔ ختم شُد۔

جنرل راحیل شریف کی امریکی سفیر ڈیوڈ ہیل سے ملاقات اور انتباہ

آج یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ ہفتے 22 مئی 2016 کو بلوچستان میں ہونے والے اپنی نوعیت کے پہلے اور انوکھے امریکی ڈورن حملے میں کالعدم تحریکِ طالبان کے سربراہ ملا اختر منصور کی ہلاکت کے بعد ملکی اور عالمی سطح پر پیدا ہونے والی صورتِ حال پر ہمیشہ جمہوریت کا دم بھرنے والے پاکستانی سِول حکمران اور سیاستدان تو اپنی سرحد میں داخل ہو کر ڈرون حملہ کرنے والے امریکا سے ٹھیک طرح سے مذمت اور کسی سے مزاحمت بھی نہ کرسکے۔

جبکہ اُسی روز امریکی صدر نے پاکستانی علاقے بلوچستان میں ڈرون حملے سے ملا اختر منصور کی ہلاکت کی تصدیق کردی تھی اِس کے باوجود بھی پاکستانی سول حکمران اور سیاستدان کافی دِنوں تک خاموشی اختیار کئے رہے کہیں پانچویں روز جاکر مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے بڑے سہمے ہوئے انداز سے ڈرتے ڈرتے اِس کی تصدیق کردی کہ ملا اختر منصور ہلاک ہوگیا ہے تاہم ابھی تک اِس کی میت لے جانے والا کوئی وارث سامنے نہیں آیا ہے ایک ملا اختر منصور کی ہلاکت پر ایسا تو ڈرا سہارویہ ہے ہمارے اُن سول حکمرانوں اور سیاستدانوں کا جو امریکا سے قرض لے کر خود بھی پلتے ہیں اور اپنا بچا کچا قوم کے منہ میں بھی ڈال دیتے ہیں

سوچیں جب حکمران اور سیاستدان امریکی ٹکڑوں اور ڈالرز پر پلیں گے تو پھر امریکہ سے مُلک اور قوم کی خودمختاری اور سالمیت کی بات کو ن کرے گا؟؟ پھر ایسے میں لامحالہ پاک فوج کو ہی مُلک اور قوم کی خودمختاری اور سلامتی کے لئے آواز بلند کرنی پڑے گی اوراِس مرتبہ بھی الحمدُ للہ پاک فوج نے ہی اپنا قومی فریضہ اداکیا اللہ خوش رکھے ہمارے سپہ سالارِ اعظم چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف کو جنھوں نے بلوچستان مین ہونے والے ڈرون حملے اوراِس کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال پر امریکی سفیر سے ملاقات کی اوراِسی دوران ساری پاکستانی قوم کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے وہ کام کردیاجو ہمارے سِول حکمران اور سیاستدان اور بیوروکریٹس اور ٹیکنو کریٹس بھی ابھی تک نہیں کرسکے ہیں۔

خبر ہے ، پاک فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف نے پاکستان میں امریکی سفیر ڈیوڈ ہیل کے ساتھ جی ایچ کیو میں ملاقات کے دوران بلوچستان میں ہونے والے امریکی ڈرون حملے کے بعد یداشدہ صورتِ حال پر کھل کر تبادلہ خیال کیانہ صر یہ بلکہ جنرل راحیل شریف نے محبِ وطن اور غیورپاکستانی سپوت اور ایک بہادر پاکستانی آرمی چیف کا ثبوت دیتے ہوئے اِس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بلوچستان میں امریکی ڈرون حملے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے دوٹوک انداز سے کہہ دیاہے کہ ” یہ پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی ہے، اِس طرح کے واقعات

دونوں ممالک کے باہمی تعلقات کے لئے تباہ کُن ہیں اور ساتھ ہی اُسے یہ بھی بتادیا دہشتگردی کے خلاف پاکستان کی قربانیوں کی مثال نہیں ملتی ، اور جنرل راحیل شریف نے امریکی سفیر کو یہ بھی باور کرادیاہے کہ حملے امن کے حصول کے لئے جاری عمل اور علاقائی استحکام میں بھی معاون نہیں ہوں گے، لیکن امریکی کارروائیوں سے امن عمل متاثر ہوسکتاہے ،اگر مستقبل میں اِس طرح کے حملے ہوئے تواِن کو مُلکی استحکام اور سلامتی کے خلاف سمجھاجائے گا،دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پیچھے ہٹیں گے نہ ہارمانیں گے، دُشمن کو شکست دے کر رہیں گے`` امریکاجنرل راحیل شریف کے اِن سُنہرے جملوں اور الفاظوں کو ہلکانہ لے ، کیونکہ یہ جملے ایک محبِ وطن پاک فوج کے بہادر سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف کی زبان اور دل سے نکلے ہوئے جملے ہیں یہ جملے اُس عظیم جنرل کے تاریخی جملے ہیں جن کے خاندان کے بہادر سپوتوں نے مُلک اور قوم کی سالمیت اور استحکام کے خاطر دُشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کیااور اپنی جانوں کانذرانہ پیش کرکے قوم اور مُلک کی عظمت اور سرحدوں کو محفوظ کیا تھااَب امریکاکو اِدھر اُدھر سے پاکستانی سرحدوں میں گھس کراپنی ڈرون حملوں جیسی کسی ایسی ویسی جنگی نوعیت کی کارروائیوں سے قبل اتناضرور سوچناہوگاکہ پاک فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف پاک امریکاتعلقات کے حوالے سے پہلے ہی متنبہ کرچکے ہیں کہ اَب اگرامریکانے پاکستانی سرحدوں میں داخل ہوکر کسی بھی طرح کی کوئی بھی کارروائی کی توپھراپنے اور پاکستان کے تعلقات کاامریکاخود ذمہ دار

ہوگا۔

اگرچہ اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ آج ہمارے سِول حکمران اور سیاستدان اور خاص طور پر پاکستان پیپلزپارٹی کی لندن اور پاکستان میں موجود قیادت سمیت ہماری اپوزیشن جماعتوں سے تعلق رکھنے والی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان بلوچستان میں ہونے والے امریکی ڈرون حملے پر ابھی تک اُس طرح سے مذمت نہیں کرسکے ہیں جیساکہ اِنہیں مُلکی خودمختاری کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے امریکا سے کھل کر کرنا چاہئے کہ کہیں ایساتوہماری برسراقتدار جماعت پاکستان ن لیگ اور اِسی طرح پی پی پی اور دیگر اپوزیشن کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤ یہ سمجھ رہے ہوں کہ آج اگراتنی سی بات پر امریکا سے سخت لہجے اپناگیااور بلوچستان میں ہونے والے ڈرون حملے کی بھرپور مذمتی تحریک چلائی گئی یا امریکا مخالف زہریلی زبان استعمال کی گئی تو کہیں اگلے 2018 کے انتخابات کے نتائج اِن کی توقعات کے برعکس ہوں اورامریکاناراض ہوکر اقتدار کی چڑیا کسی اور کے کاندھے پر بیٹھادے موجودہ حالات میں یہی لگتاہے کہ تب ہی ہماری برسراقتدار جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور مُلک کے وزیراعظم نوازشریف اوراِن کی کابینہ کے وزرأاور پارٹی کے اراکین بلوچستان میں ہونے والے امریکی ڈرون حملے پر معنی خیز خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں جبکہ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے ساری پاکستانی قوم کی نمائندگی

کرتے ہوئے پاکستانی قوم کا مقدمہ امریکا کے سامنے اپنے دوٹوک انداز سے یہ کہہ کر'' امریکی ڈرون حملے تعلقات کے لئے تباہ کُن ہیں'' پیش کردیا ہے۔

بہرکیف آپ بھی میری اِس بات سے یقیناً اتفاق کریں گے کہ آج ہمارے سِول حکمرانوں، سیاستدانوں اور بیورکریٹس اور ٹیکنوکریٹس نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات اور فوائد کے خاطر عالمی طاقتوں اور عالمی مالیاتی اداروں سے بے لگام قرض لے لے کر مُلک قوم کو گروی رکھ دیا ہے اِن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ تقدیر ہی سب کچھ ہے زندگی میں آرام وآسائش تقدیر کے بدولت ہے اور تکالیف مشکلات بھی تقدیر ہی کے مرہونِ منت ہے جبکہ اہلِ دانش کا خام و قوی خیال یہ ہے کہ جن ممالک کے حاکم قوم کو قرضوں اور تقدیر کے فیصلوں پر چھوڑدیں ایسی سوچ و فکر کے حامل حکمران اوراِن کے اردگرد منڈلاتے مفادات پرست اِن کے کرتادھرتا (چیلے) مُلکوں اور ریاستوں کی تباہی اور بربادی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور مُلکوں اور قوموں کے دامن میں ہمیشہ ناکامی اور پستی ہی آئی ہے ہی رہے اور بالآخر وقت ایسے حاکموں اور مُلکوں اور ریاستوں کو نشانِ عبرت بنادیتا ہے۔

آج اگراِس حقیقت سے غافل ہمارے پاکستانی حکمران اورسیاستدان اور بیورکریٹس اور ٹیکنوکریٹس یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستانی قوم کی قسمت میں پریشانیاں اور

بحرانوں سے لڑنا ہی تقدیر میں ہے تو اِس میں تقدیر کا ہی عمل دخل ہے ہاں مُلک اور قوم کو پریشانیوں اور مشکلات اور بحرانوں سے نکالنے کے لئے صرف قرض ہی وہ ایک واحد سہارا ہے جس کے ذریعے مُلک اور قوم کی تقدیر خوشگوار انداز سے بدلی جاسکتی ہے ورنہ تو ہمارے پاس اتنے وسائل کہاں کہ ہم اِنہیں.بروئے کار لائیں اور قوم اور مُلک کی بہتری کے لئے خود سے کچھ کر سکیں سو اِس بنا پر مملکتِ پاکستان کے سِول حکمران اور سیاستدان پاکستان کے غریب اور محنت کش غیور شہریوں کو مُلک اور قوم کی تقدیر اور حالات بدلنے کا جھانسہ دے کر عالمی طاقتوں اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی مالیاتی اداروں سے کئی گنازائد سود کی ادائیگیوں کے معاہدے کرکے قرضے پہ قرضہ لے ہیں آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس طرح اِنہوں نے مُلک اور قوم کو امریکا جیسے دہشت گردِ اعظم اور پاکستان کو دیمک کی طرح چاٹ کھانے والے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی مالیاتی اداروں کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے اِیسے میں جب منہ کھائے گا تو آنکھ شرمائے گی۔

تاہم اِس سے انکار نہیں کہ ایسا ہی سب کچھ میرے مُلکِ پاکستان کے سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں کررہے ہیں کیونکہ یہ امریکااور عالمی مالیاتی اداروں سے اتناقرضہ لے کر کھا چکے ہیں کہ اَب یہ اِن قرضوں کو اُتارنے کے قابل بھی نہیں رہے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اِنہوں نے مُلک اور قوم کو

اغیار کے قرضوں تلے اتنا دبا دیا ہے کہ اَب قوم کی صرف جان نکلنا باقی رہ گئی ہے اِس کے علاوہ قوم کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں رہ ہی کیا گیا ہے ایسے میں جب ساری قوم ہی امریکی احسانوں اور قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہے تو امریکا سے سوائے پاکستانی فوج کے اپنی خودمختاری اور سالمیت اور استحکام کے لئے بات ہی کون کرے گا، ہمارے سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں میں اتنا حوصلہ اور ہمت نہیں کہ وہ بلوچستان میں ہونے والے ڈرون حملے میں ملا اختر منصور کی ہلاکت کے بعد مُلک میں پیدا شدہ گھمبیر صورتِ حال پر ڈٹ کر مذمت ہی کر سکیں اور امریکا سے یہ سوال ہی کر سکیں کہ " جبکہ امریکی تحقیقات کے مطابق ملا اختر منصور کا پاکستانی سپورٹ جعلی جبکہ ایرانی ویزہ اصلی تھا اور ملا اختر منصور ایران سے پاکستان جاتے ہوئے (یا امریکی فوج نے پہلے سے اپنی منصوبہ بندی کے تحت اِسے پاکستانی صوبے بلوچستان کی جانب ہانک کر اِسے اپنے ڈرون کا نشان بنایا اور وہ) مارا گیا تو پھر امریکا خود یہ بتائے کہ ملا اختر منصور پاکستانی کیسے ہو سکتا ہے؟؟ اور پاکستان میں کیسے رہ سکتا ہے؟؟ آیا کہ وہ حقیقی ملا منصور اختر بھی تھا؟؟ یا امریکی پہلے سیاہ فام صدر بارک اوباما اور انکی انتظامیہ نے امریکی انتخابات میں امریکی عوام کو خوش کرنے اور چکمہ دینے کے لئے ملا اختر منصور کی ہم شکل کسی بے گناہ کو مار کر امریکی عوام کو خوش کر دیا ہے؟؟

بیشک اِن تمام سوالات کے جوابات بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آتے جائیں گے

مگر آج حقیقت یہی ہے کہ جو حقیقت امریکا دنیا کو بتا رہا ہے اور دکھا رہا ہے بس یہی حقیقت ہے کہ بلوچستان کے امریکی ڈرون حملے میں کالعدم تحریک طالبان کا جہادی سربراہ ملا اختر منصور ہلاک ہو گیا ہے اور آج اِس کی جگہہ ملا ہیبت اللہ جو جنگی میدان کے حوالے سے کم تجربہ کار ہے اِس نے طالبان کی کمان سنبھالی ہے یعنی کہ وہ مارے جانے والے ملا اختر منصور کی جگہہ اپنی جماعت کا نیا امیر مقرر ہو گیا ہے۔

سندھ حکومت تھر کو تو کراچی جیسا نہ بنا سکی مگر کراچی کو تھر ضرور بنا دیا ہے

چلیں پہلے بات ہوجائے پچھلے دِنوں بلوچستان میں ہونے والے ایک امریکی ڈرون حملے میں طالبان رہنماملااختر منصور کی ہلاکت اور اِس کے بعد پاکستان سمیت جنوبی ایشیااور اِس حوالے سے بالخصوص کشیدہ ہوتے پاک امریکا تعلقات اور بدلنے والے سیاسی نقشہ کی تو عرض یہ ہے کہ آج بلوچستان میں ملااختر منصور کی ہلاکت کا ذمہ دار ایران اور بھارت بھی اتنے ہی حصے دار ہیں جتنا کہ امریکاہے اور بلوچستان میں ملااختر منصور کی ہلاکت کا منصوبہ بنانے میں ایران اور بھارت بھی شامل ہیں اِس کا بھی ہمیں باریک بینی سے جائزہ لیناہوگا اور اصل حقائق دنیا کے سامنے آشکار کرنے ہوں گے کہ ملااختر منصور کی ہلاکت میں کون کون اور کتنا ذمہ دار تھا تاکہ پاکستانیوں سمیت دنیا کو لگ پتہ جائے کہ امریکااپنے مفادات کے حصول کے لئے کن کن کو کس طرح سے استعمال کرکے کس کی کن کن خواہشات اور تعلقات کا کس طرح سے خون کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتاہے۔

جبکہ اِس سے انکارنہیں کہ آج اندرباہراور ہر طرف سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو ہدف تنقید بنایاجارہاہے ہماری خارجہ پالیسی کوہدفِ تنقید بنایاجانا بجاہے کیونکہ اول میں تو ہماری موجودہ حکومت میں جہاں

ڈھیروں وزارتیں ہیں تو وہیں افسوس کی بات یہ ہے کہ اِن وزارتوں میں نہیں ہے تو بس ایک وزارتِ خارجہ ہی نہیں ہے۔

آج اگر ہمارے یہاں وزارتِ خارجہ ہوتی تو ممکن ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں کم از کم کوئی ہماری خارجہ پالیسی پر تنقید کرنے سے قبل وزارتِ خارجہ سے اپنے سوالات اور تحفظات کا اظہار کرتا اور پھر ہماری خارجہ پالیسی کو ہدفِ تنقید بناتا اور وہی دنیا والوں کے سوالات اور تحفظات کا جواب دیتی تو بہت اچھا ہوتا مگر بات یہ ہے کہ وزیرِاعظم نواز شریف کی حکومت میں حکومتی امور چلانے کے لئے تو دوسری وزارتوں کی تو اہمیت ہے مگر ایک نہیں ہے تو بس وزارتِ خارجہ کی ہی اہمیت نہیں ہے اِسی لئے اُنھوں نے وزارتِ خارجہ کا منصب کسی کو نہیں سونپا ہے اور بس اِس وزارت کام چلانے کے لئے اپنے قریبی دوستوں اور یاروں کی صورت میں مشیران مقرر کر رکھے ہیں اِن میں بھی اختلافات کی خبریں آتی رہتی ہیں یہ ایک دوسرے کی ماننے اور آپس کی سُننے اور ایک پوائنٹ پر مل بیٹھنے کو بھی تیار نہیں رہتے ہیں اِسی وجہ سے جو اپنی مرضی سے جیسا چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

جبکہ آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ ن لیگ کی حکومت موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی اور اگلے دِنوں میں پاکستان اور خطے تحریک طالبان کے خطرات سمیت

افغانستان، بھارت اور ایران کے چار بہابندر پر سہ ملکی تجارتی راہداری کی تعمیر کے حوالوں سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کا احاطہ کرکے اور دنیا کو اصل حقائق سے آگاہ کرکے بیشک یہ کام پاکستان کی وزارتِ خارجہ کے علاوہ کوئی اور نہیں کرسکتا ہے سو ضروری ہے کہ مستقبل کے حالات اور واقعات کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان جلد از جلد وزارتِ خارجہ کا منصب کسی معقول شخص کو سونپ کر اچھا کام کرے گی۔

بہرحال، سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے باوا آدم کے تو انداز ہی نرالے ہیں، جس میں ہر بندہ اپنی مرضی کا مالک ہے، جو جیسا کہتا ہے بس وہی سچ ہے، جیسا جو سوچتا ہے، ویسا ہی چاہتا ہے، یعنی یہ کہ جیسا جو چاہتا ہے ویسا ہی دیکھنا چاہتا ہے۔اَب ایسے میں بھلے سے عوام کا کچھ بھی نقصان ہوتا ہے تو ہو جائے،اِس سے کسی کو کوئی سروکار نہیں ہے، اگر کسی کو کچھ فکر ہے تو بس ایک یہی ہے کہ اِس کا کہا اور سوچا ہوا سچ ہو جائے۔آج یقینی طور پر سندھ حکومت کے کرتا دھرتاؤں کی وجہ سے کراچی سمیت سندھ کے بے شمار شہر اور گاؤں ایسے ہیں جو کاغذوں اور فائلوں میں تو ترقی اور خوشحالی کا مقابلہ امریکا اور یورپ کے شہروں سے کرتے ہوئے نظر آئیں گے مگر حقیقی معنوں میں یہ شہر تو پنجاب کے شہر لاہور کا مقابلہ کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں امریکا اور یورپ کے شہروں کی باتیں تو بہت دور کا خواب ہے۔

اِس سے بھی انکار نہیں کہ سندھ میں پی پی پی کی حکومت نے کراچی میں ایک سیاسی جماعت ایم کیو ایم کا ووٹ بینک توڑنے اور شہر کراچی میں اپنی سیاست چمکانے اور اپنا زبردستی کا سیاسی قد اُونچا کرنے کے چکر میں کراچی سمیت سندھ کے ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والی شہروں اور گاؤں کو پانی جیسی قدرتی نعمت اور دیگر وسائل سے محروم رکھ کر ایم کیو ایم کے شہروں کو آثارِ قدیمہ اور قبلِ مسیح کے تباہ شدہ شہروں بدل کر رکھ دیا ہے، اگر میری بات پر سندھ حکومت کے کسی بھی کرتادھرتا کو یقین نہ آئے تو وہ تھوڑی سی دیر کو دامنِ بھٹواور زرداری سیاست اور مفادپرستانہ رویوں کو کو چھوڑ کر تنہائی میں اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر اور اللہ کو حاضروناظر جان کر اپنے کئے کا محاسبہ کرے تو اُسے خود یہ لگ پتا جائے گا کہ اِس نے سندھ حکومت کا کروڑوں ، اربوں اور کھربوں کا بجٹ کراچی سمیت سندھ کے دیگر شہروں اور گاؤں کی ترقی اور خوشحالی کے بجائے، کن ذاتی اور سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے،اور سندھ میں حقِ حکمرانی کا دعویٰ کرکے بھی سندھ بشمول کراچی کے لوگوں کو صاف پینے کے پانی سمیت سستے علاج و معالج کے مراکز، کشادہ سڑکوں اور جدید سفری سہولیات سے محروم رکھ کر ماضی و حال میں سندھ اور وفاق میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومتوں کے کرتادھرتاؤں نے کب کراچی اور سندھ کی ترقی اور خوشحالی چاہی تھی ..؟؟

اِسی طرح آج بھی یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ سندھ کے ریگستانی علاقے تھر میں غذائی قلت اور پینے کے پانی کے بحران کے باعث وہاں اِنسانوں کی اموات کی بھی ذمہ دار یہی سندھ حکومت ہے جس نے اپنے وسائل کو بروئے کار لاکر تھر کو تو کراچی جیسا جدید شہر نہ بنایا مگر دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی کی موجودہ حالات اور پانی کی تلاش میں سر گرداں بالٹیاں اور پیپے ڈبے اُٹھائے بھاگتے دوڑتے مردو خواتین اور بچے اور بچیوں کو دیکھ کر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی سندھ حکومت نے اپنے مدِ مقابل کھڑی ہونے والی شہر کراچی سے تعلق رکھنے والی سندھ کی ایک بڑی سیاسی جماعت متحدہ قومنٹ پاکستان (ایم کیو ایم) کو دیدہ و دانستہ نیچا دکھانے اور اِس سے سیاسی انتقام لینے کے خاطر شہر کراچی کا پینے کا پانی روک کر عوام کو پریشان کر رہے ہیں اور اپنے روٹی ، کپڑا اور مکان کا منشور اور جیئے بھٹو کے نعرہ پر خود ہی سوالیہ نشان لگا رہے ہیں اور اپنے شہیدوں کی روح کو تڑپانے کا بندوبست کر رہے ہیں اور کراچی کو تھر جیسا ریگستان بنانے کے لئے اپنی سیاسی توانائیاں صرف کر رہے ہیں اور اِس طرح پی پی والے اپنے اُوچھے ہتھکنڈوں سے کراچی پر اپنا قبضے کا خواب لئے پل پل نت نئے انداز اپنا رہے ہیں آج یوں پی پی پی والوں نے اپنی اُوچھی سیاست کا ڈھونگ رچا کر شہر کراچی کے عوام کو پانی کے ایک ایک بوند سے ترسا دیا ہے اگرچہ ابھی بہت وقت ہے کہ پی پی پی کی حکومت وفاق اور سندھ حکومتوں سے حاصل ہونے والی رقوم اور اپنے وسائل

کو بروئے کار لائے اور پانی کی بوند بوند کو ترستے کراچی سمیت سندھ کے شہروں اور گاوں اور تھر کو بھی پانی کی فوری فراہمی یقینی بنائے اور اِسی طرح اُبلتے گٹروں اور گندگی اور غلاظت کے ڈھیروں میں بدلتے کراچی کو پھر سے صاف سُتھرا بنانے کے لئے ایم کیوایم کے نامزد میئر وسیم اختر اور ڈپٹی میئر کو ذمہ داریاں سونپ دے تاکہ ایم کیوایم والے اپنی یکجہتی اور جادوئی طاقت سے شہر کراچی سمیت سندھ کے شہروں اور گاؤں کو صاف سُتھرا کردیں،اور اَب میں کراچی اور تھر کی موجودہ صورتِ حال اور تھر میں سندھ حکومت اور سندھ کے حکمرانوں کی نااہلی اور عدم توجہ کی باعث غذائی قلت اور پینے کے پانی کے بحران پر لتاحیاء کا یہ شعراء پیش کرکے اجازت چاہوں گا کہ:

صبح اخبار آتے ہی میرا گھر کانپ اُٹھتا ہے
جوں بارش میں مفلس کا چھپڑ کانپ اُٹھتا ہے
جہاں مرتا ہے ایک بچہ کڑکتی ٹھنڈ میں اُس کا
اے پتھر دل سیاست دیکھ پتھر کانپ اُٹھتا ہے

... بالآخر بھارت کا چاند (پاکستان) کا تھوکا منہ پہ آہی گیا

لیجئے، سانحہ پٹھان کوٹ کے بعد بھارت نے پاکستان کو جس طرح ملوث کرنے کے لئے جتنے بھی پاکستان مخالف پروپیگنڈے کئے تھے،آج سانحہ پٹھان کوٹ کے معاملے کی تحقیقات کرنے والی بھارتی تحقیقاتی ایجنسیوں کی جانب سے پاکستان کو کلین چٹ ملنے کے بعد وہ سب کچھ جھوٹ ثابت ہوگیاہے، جو پاکستان مخالف بھارتی میڈیا اور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی حکومت میں شامل وزراء اور سیاستدان پاکستان مخالف پروپیگنڈوں میں لگے پڑے تھے اورجو سانحہ پٹھان کوٹ کی شفافیت کو عیاں کرنے کے لئے پاکستان سے بھی تعاون کرنے سے انکاری رہے تھے اَب سب اپنا منہ چھپاتے پھر رہے ہیں مگر اِنہیں کوئی کونہ نہیں مل رہاہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت کا موجودہ عیار ومکار میڈیااور بھارتی پاکستان مخالف سیاستدانوں کی بس ایک یہی کوشش تھی کہ سانحہ پٹھان کوٹ کا سارا ملبہ پاکستان کے سر مار کر عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کیا جائے ،پاکستان کو دہشت گرداور ایک ناکام ریاست گردان کر سماجی، سیاسی اور اقتصادی حوالوں سے دنیا میں تنہا کردیا جائے اور اِس کی ترقی اور خوشحالی بالخصوص پاک چین اقتصادی راہداری کی راہ میں اتنی مشکلات حائل کردی جائیں کہ پاکستان اِس سے

خود پیچھے ہٹ جائے۔

جبکہ راقم الحرف اپنے پچھلے کئی کالموں میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ تحریر کرچکا ہے کہ سانحہ پٹھان کوٹ میں خود نریندر مودی حکومت کے سازشی عناصر ہی ملوث ہیں اور سانحہ پٹھان کوٹ میں بھارت کی پاکستان کو بدنام کرنے کی ڈرامہ بازی کو بھی خارج ازامکان قرار نہیں دیاجاسکتاہے.

یوں آج الحمدللہ وہی ہوا، جس کا ہم پاکستانیوں کو بڑے عرصے سے شدت سے انتظار تھا اور سانحہ پٹھان کوٹ کے بعد ہم پاکستانیوں کی ایک یہی دُعاتھی کہ اللہ رب العزت جلد دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردے اور حق کا بول بالااور باطل کامنہ کالا ہوجائے یعنی کہ بھارتی میڈیااور حکومت سانحہ پٹھان کوٹ کا ملبہ جس طرح پاکستان کے کاندھے پر ڈالنے کا ڈھونگ رچاتے رہے ہیں اور عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرکے خود کو مظلوم ظاہر کرنے کی راہ ہموار کرتے رہے ہیں اَب خود بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ شرد کمار کی جانب سے سانحہ پٹھان کوٹ میں پاکستان کو کلین چٹ قرار دیئے جانے کے بعد یہ تو واضح ہوگیاہے کہ بھارتی میڈیااور ریندر مودی حکومت اور بھارتی سیاستدانوں کا چاند(پاکستان) کا تھوکا (خود بھارتیوں کے ہی)منہ پہ آیاگیاہے۔

خبر یہ ہے کہ سالِ رواں 2 جنوری 2016 کو چند افراد نے پٹھان کوٹ میں بھارتی ائیر فورس کے اڈے پر حملہ کیا اِسی دوران ابتدائی حملے میں بھارتی سیکیورٹی فورسز کے دو اہل کار ہلاک ہوگئے تھے جبکہ ایک اور اہل کار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ گھنٹوں بعد چل بسا تھا حالانکہ ابھی پٹھان کوٹ پر حملہ جاری ہی تھا کہ حیرت انگیز طور پر ہمیشہ موقعے کی تلاش میں بیٹھا پاکستان مخالف بھارتی میڈیا اور حکومت نے پاکستان کے خلاف حسبِ روایت بغیر کسی ثبوت کے انگلی پاکستان پر اُٹھا اُٹھا کر ایک ایسی منفی اور زہرآلود پروپیگنڈا مہم شروع کردی تھی کہ اللہ کی پناہ جبکہ اِس پر پاکستان کا ایک یہی جواب تھا کہ سانحہ پٹھان کوٹ کے معاملے پر بھارتی میڈیا اور حکومت پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈا مہم بند کرے اور اِس کے ساتھ ہی پاکستان نے بھارت کے ساتھ مل کر سانحہ پٹھان کوٹ کی کھلے دل سے مشترکہ تحقیقات کی پیشکش کا بھی اعلان کیا مگر بڑے افسوس کی بات یہ رہی کہ اُس وقت پاکستان کی جانب سے اِس پیشکش کے باوجود بھی بھارتی میڈیا اور حکومت کا پاکستان مخالف زہرآلود منفی پروپیگنڈوں کا سلسلہ بند نہ ہوا حتیٰ کہ شرد کمار کے پاکستان کو سانحہ پٹھان کوٹ پر کلین چٹ دیئے جانے کے چند گھنٹوں پہلے تک بھی بھارتی میڈیا اور حکومت کا پاکستان مخالف پڑوپیگنڈوں کا سلسلہ جاری رہا اور ابھی جب کہ خود بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ شرد کمار واضح کرچکے ہیں کہ سانحہ پٹھان کوٹ میں نہ تو پاکستان یا پاکستانی ایجنسی ملوث ہے مگر اِس کے باوجود بھی یہ بڑے

افسوس کی بات ہے کہ پھر بھی بھارتی میڈیا کے اکثر لوگ اِس بات کو ماننے سے انکاری ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ شرد کمار نے پاکستان کو پٹھان کوٹ معاملے پر کسی قسم کی کلین چٹ نہیں دی ہے بلکہ اُن کا یہ کہنا ہے؟؟ تو وہ کہنا ہے؟؟

الغرض یہ کہ شرد کمار کے کہے کو بھارتی میڈیا اور حکومت میں شامل کچھ وزراء اور سیاستدان اپنی لنگوٹیاں اُٹھا اُٹھا کر اور کرتوں کے گریبان پھاڑ پھاڑ کر شرد کمار کے کہئے کو جھٹلانے اور غلط ثابت کرنے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں کہ ایسا نہیں ہے کہ شرد کمار نے سانحہ پٹھان کوٹ پر پاکستان کو کلین چٹ دے دی ہے۔اِس بھارتی میڈیا اور حکومت یا حکومت میں شامل وزراء اور پاکستان مخالف سیاستدان کچھ بھی کہیں مگر اَب بھارتی امن پسند عوام اور دنیا کو شرد کمار کے کہے کو حقیقت اور سچ ماننا ہی پڑے گا کیونکہ سانحہ پٹھان کوٹ کے معاملے میں کسی اور نے نہیں بلکہ خود ایک بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ نے پاکستان کو کلین چٹ قرادیا ہے۔

جیساکہ الحمدللہ اَب جبکہ بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ شرد کمار نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ 2 جنوری 2016 کو پٹھان کوٹ میں بھارتی ائیر فورس کے اڈے پر ہونے والے حملے میں پاکستان یا پاکستان کی کسی ایجنسی کے ملوث ہونے کی سازش کے کسی قسم کے شواہد نہیں ملے ہیں اِس میں شک نہیں کہ جہاں شرد کمار کی طرف سے پاکستان کے حق میں آنے والے یہ ریمارکس پٹھان کوٹ کے واقعے میں پاکستان

کو کلین چٹ قرار دے رہے ہیں تو وہیں بھارتی میڈیااور حکومت کو بھی دونوں کے کان کھینچ کر واضح طور پر یہ سبق دے رہے ہیں کہ اگر بھارتی میڈیااور حکومت پڑوسیوں سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں تو پھر انہیں کسی بیوہ عورت کی طرح بن سوچ سمجھے مظلومیت کا رونا دھونا بند کرناپڑے گا اور اپنے پڑوسیوں سے متعلق ایسے منفی پروپیگنڈوں سے یقینی طور پر اجتناب برتنا ہوگا جن کی وجہ سے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔

جبکہ یہاں یہ امر یقینی طور پر ہم پاکستانیوں کے لئے باعث فخر اور بھارتی میڈیااور بھارتی حکومت کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک بار پھر خود بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ شرد کمارنے پاکستان پر لگائے جانے والے بھارتی الزامات غلط اور پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈوں کو جھوٹ ثابت کردیاہے پٹھان کوٹ حملے میں پاکستان یا پاکستانی ایجنسی ملوث ہے یہاں اِس سے بھی اِنکار نہیں کہ بھارتی تحقیقاتی ایجنسی کے سربراہ کا یہ بیان پاکستان کو کلین چٹ قرار دینے کے مترادف ہے اور اپنے بھارتی میڈیااور حکومت کے منہ پر ایک ایسازوردار طمانچہ ہے کہ اَب بھارتی میڈیااور حکومت کواِس طمانچے کی گونج برسوں سُنائی دیتی رہے گی اور اِن دونوں کے گالوں پر اِس طمانچے کا نشان قیامت تک رہے گادرد سے ٹیسیں اُٹھتی رہیں گیں اور اگراِس کے باوجود بھی بھارتی میڈیا اور حکومت ابھی ہوش کے ناخن نہ لیں اور کشمیر سمیت دوطرفہ

دیگر تنازعات کے فوری حل کے لئے مذاکرات شروع کردیں تو بہت اچھی بات ہوگی تاہم اِس موقع پر راقم الحرف بھاتی میڈیااور حکومت سے اتنا ضرور کہنا چاہے گا کہ اَب بھارتی میڈیااور حکومت اپنی آنکھ وکان اور دل و دماغ کو بھی کھلا رکھے اور آئندہ بغیر کسی ثبوت اور تحقیقات کے پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈا بند کردے اور اگر مذاکراتی عمل شروع ہونے کے بعد بھی بھاتی میڈیااور حکومت نہ سنبھلی تو پھر یہ اِن کم بختوں کی بدعقلی نہیں تواور کیا ہوگی؟؟ اور اَب میں اِسی کے ساتھ ہی اپنے کالم کا اختتام بھارت ہی کی ایک معروف خوبصورت لب ولہجہ کی شاعرہ لتاحیاء کے چند اشعار پیش کرکے اجازت چاہوں گا پڑھیں اور سمجھیں کہ وہ اپنے بھارتی سیاستدانوں اور حاکموں سے متعلق کیا کہتی ہیں تو عرض ہے کہ :

زمانے کے جو لیڈر ہیں شرافت بھول بیٹھے ہیں
حکومت کے نشے میں صداقت بھول بیٹھے ہیں
سیاست بس یہیں تک ہے یہ طاقت یہیں تک ہے
ملے گی قبر میں اُن کو بھی آفت بھول بیٹھے ہیں
کُرسی کے واسطے جو کریں جھوٹی سیاست
کرنے لگیں مسیحا جو لاشوں کی سیاست
جتنے بھی ہیں جو رستم پھر ڈھول چٹا دو
لوگوں تمہارے ہاتھ میں ہے ووٹ کی طاقت

15.5ارب ڈالر کی مقروض حکومت کا بجٹ، بجٹ میں اسحاق ڈار نے غریب عوام کو ڈاڑھ سے چباڈالا ہے

موجودہ 15.5ارب ڈالر کی ملکی تاریخ کی سب سے زیادہ مقروض ترین حکومت نے اپنا نیا بجٹ2016-17 پیش کر دیا ہے، جس پر حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ رواں بجٹ مجموعی طور پر43کھرب 95ارب روپے کا ہے،اور اِس بجٹ میں غریب عوام کو مہنگائی کے حوالے اور حوالوں سے زیادہ سے زیادہ ریلیف ملنے کے اقدامات اور منصوبے بنائے گئے ہیں، جس سے متعلق حکومت نے سینہ چوڑا کرکے اور گردن تان کر یہ بھی کہا ہے کہ حکومت نے محسوس کیا ہے کہ مہنگائی کا سب سے زیادہ شکار تنخواہ دار اور پنشن والا طبقہ ہوتا ہے اِس لئے عوام کے ہر دلعزیز خالصتاً بزنس مین اور کئی آف شور کمپنیوں کے مالک وزیراعظم محترم المقام محمد نواز شریف (جو پچھلے دِنوں دل کے بائی پاس آپریشن سے گزرے ہیں اور اپنے الگ بھگ بیس کروڑ غریب عوام کی دُعاؤں سے روبہ صحت ہیں اور جنہوں نے حال ہی میں اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں 200 فیصد سے زائد اضافے کی منظوری دی تھی واضح رہے کہ دیگر الاؤنسز اور مراعات کی مد میں کیا جانے والا اضافہ اِس کے علاوہ ہے اِن) کی خصوصی ہدایات ہیں کہ رواں بجٹ میں ملازمت کرنے والے غریب افراد کی تنخواہوں اور پنشن لینے والے ضعیفوں کی پنشن کی مد میں حاتم طائی کی قبر پر لات مارتے ہوئے حکومت دل کھول کر10فیصد اضافہ کرکے ایک نئی تاریخ رقم کرے یوں آج اِس میں

کوئی شک نہیں کہ الحمدُللہ ، وزیراعظم نواز شریف کی حکومت کے وفاقی وزیر خزانہ اور وزیراعظم کے سمدھی اسحاق ڈار نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہاکہ ہر بجٹ میں ہماری اور ہماری حکومت کی کارکردگی پچھلے سال سے بہتر ہورہی ہے اِسی لئے یقینی طور پر وزیراعظم کی خصوصی خواہش پر من و عن عمل کیا اور اسحاق ڈار نے بجٹ میں بے لگام مہنگائی اور ٹیکسوں کی بھرمار کرکے تنخواہ دار اور غریب عوام کو مزید مہنگائی اور ٹیکسوں کے تلے دبائے جانے والے موجودہ بجٹ 2016-17 میں عوام کو ڈاڑھ سے چباکر زندہ درگور کرنے کا حکومتی منصوبہ کامیاب بنادیاہے۔

تاہم حکومت نے 85 سال (جن کی تعداد ملکی آبادی اور خود پنشنرز کی مجموعی تعداد کے لحاظ سے بھی آٹے میں نمک سے بھی قدرے کم ہے) سے زائد عمر کے پنشنرز کے لئے 25 فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے، اِس خوشی کو میرے ایک دوست کے 87 سالہ پنشنر دادا برداشت نہ کرسکے اور وہ اپنی 25 فیصد پنشن بڑھائے جانے والی خوشی کی خبر کو سُنتے ہی اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کرگئے یہ تو ایک حادثہ ہے جو سامنے آیا ہے اللہ جانے ایسے کتنے 85 سال سے زائد عمر کے پنشنرز ہوں گے جو اِس خوشی کی خبر کو برداشت نہیں کرسکے ہوں گے وہ میرے دوست کے دادا کی طرح قبرستانوں میں کی قبر کی آغوش میں جاچکے ہوں گے یا پھر سرکاری اور اسپتالوں کے ناکارہ اور ٹوٹے پھوٹے بیڈوں پر پڑے اپنی زندگیوں کے ایام

کو رگڑ رگڑ کا گزار رہے ہوں موجودہ حکومت کے رواں بجٹ میں 85 سال سے زائد عمر کے پنشنرز کی 25 فیصد پنشن کی مد میں اضافے کے اعلان کے علاوہ اِس بجٹ میں کسی غریب کے لئے ایسا کوئی قابلِ ذکر اور قابلِ تعریف اقدام نہیں کیا گیا ہے کہ تنخواہ دار طبقہ اور مہنگائی اور ٹیکسوں کے پہاڑ تلے دبے عوام حکومتی بجٹ کی شان میں قصیدے پڑھیں۔

بہر حال، بجٹ میں چار سو سے زائد درآمدی مصنوعات پر ڈیوٹی بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جس میں امیر و غریب دونوں کے (فیشن و ضرورت کے اعتبار سے) یکساں استعمال میں آنے والے موبائل فون سرفہرست ہیں، حکومت کا کہنا ہے کہ اِس حکومتی اقدام سے درآمدی ڈیوٹی میں اضافے سے موبائل فونز کی قیمتوں میں 500 روپے سے 5 ہزار روپے تک اضافہ ہوجائے گا، جبکہ حکومت کے اِس عوام دُشمن اقدام پر موبائل فونز کے کاروبار سے وابستہ تاجروں نے اپنی سخت برہمی اور غم وغصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اِس طرح کے عوام دُشمن حکومتی اقدامات سے موبائل فونز کا کاروبار کرنے والے افراد بُری طرح سے متاثر ہوں گے اور اِن کے گھروں کے چولہے ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور اِن کا سارا کاروبار ٹھپ پڑ جائے گا اِس سے حکومت کی کان پر جوں تو نہیں رینگے گی مگر اِس میں دو رائے نہیں ہے کہ اِس حکومتی اقدام سے موبائلز کا کاروبار کرنے والے افراد اور اِن کے کاروبار کو ضرور دھچکہ لگے گا اور امیر اور غریب میں ایک نئی خلیج جنم لے لے

گی۔

جبکہ وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت کے چوتھے بجٹ 2016-17 میں گاڑیاں، پان، چھالیہ، خشک دودھ، منرل واٹر، بادام ،فروزن فش، کمرشل بجلی، سنگِ مرمراورائیر کنڈیشنر ودیگر اشیا مہنگی لائیواسٹاک، پولٹری، کیڑے مار دوائیں،ٹائر، کمپیوٹر، اسٹیشنری، ایل ای ڈی لائٹ استعمال شدہ ملبوسات، پلاسٹک کی اشیا، گھی، کوکنگ آئل، خام مال، مشینری سستی، فائلرز کے لئے ٹیکس بڑھ گیا، 30 لاکھ سے زائد کی جائیداد کی خرید وفروخت پر دوفیصد ہولڈنگ ٹیکس میں اضافہ، اور حکومت نے بڑاتیر چلایا ہے کم از کم تنخواہ 14000ہزار کر دی گئی ہے (جبکہ وزیر اعظم نواز شریف وزیر اعظم اسحاق ڈار اور اراکین پارلیمنٹ کے باتھ رومز میں جو ٹیشو پیپر کا بنڈل، استعمال ہوتا ہے اِس کی مالیت بھی شائد ملوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی ماہانہ تنخواہ 14000 روپے سے زیادہ ہو)۔برآمدات کے لئے ٹیکسٹائل، چمڑے، قالین بافی، سرجری، اسپورٹس مصنوعات پر سیلز ٹیکس ختم،جہازوں کے پرزوں، ڈرائی لیز پر کسٹم ڈیوٹی ختم، سی این جی بسوں پر ڈیوٹی میں کمی، مختلف سیکٹرز پر عائد 16 فیصد فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی ختم کرنے کا اعلان کیا گیااور پڑھالکھا پاکستان و پنجاب کا دعویٰ کرنے والی ن لیگ کی حکومت نے اپنے اِس بجٹ میں جان مار کر بس یہ کیا کہ تعلیم کے لئے صرف 11 فیصد اضافے کے ساتھ 79.5 ارب اور اِسی طرح مُلک کی غریب

اور مفلوک الحال بیس کروڑ عوام صحت کے لئے بھی بس صرف 22.4ارب روپے خرچ کرنے کا اعلان کیا ہے اور دنیا کی پانچویں نمبر کی پاکستانی فوج اور ملکی دفاعی بجٹ میں صرف 11 فیصد اضافہ 860ارب روپے مختص کئے ہیں،ٹی ڈی پیز کی بحالی سیکورٹی پر ارب، دفاعی پیداوار کی جاری اور 4 نئی اسکیموں کے لئے 4ارب 82 کروڑ60لاکھ100 ہزار روپے مختص کرنے کی تجویز کرکے اپنی تعریفوں میں زمین و آسمانوں کے قلابے 48 ملادیئے ہیں۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت کے بجٹ 2016-17 کو جس زاویئے سے بھی دیکھاجائے یہ سراسر غریب اور تنخواہ دار طبقے کے لئے مہنگائی اور ٹیکسوں سے بھرا عوام دُشمن بجٹ ہے جس میں حکومت نے عوام کے منہ ڈالا توزیرہ ہے مگرزبردستی کا پہاڑ اگلنے کے اقدامات کئے ہیں اور 1276ارب روپے خسارے کا بجٹ کہہ کر حکومت نے غریب عوام کو گدی سے دبوچا ہے مگر غریب اور مفلوک الحال عوام کے سروں کے مینار بلند کرنے والی ن لیگ کی حکومت نے بجٹ2016-17 میں دل کھول کر مراعات یافتہ طبقے کو نواز دیا ہے،اور فائلرز اور نافائلرز کی آڑ میں بھی کم آمدنی والے تنخواہ دار طبقے کو ہی نشانہ بنانے اور ٹیکس چور مراعات یافتہ اور کاروباری طبقے کو ٹیکس چوری کی مدمیں مزید مدد اور سہولیات دینے کے اقدامات یقینی بنادیئے گئے ہیں ایسی عوام دُشمن حکومت کے غریب کش ایسے بجٹ کی دہت تیری کی۔

پاک چین دوستی کے تناظر میں بھارت امریکا بڑھتے تعلقات، خطے میں بڑھتی بھارتی ایٹمی سرگرمیاں

پچھلے دِنوں بلوچستان میں امریکی ڈرون حملے سے ملا منصور اختر کی ہلاکت کے بعد سے پیدا ہونے والی صورتِ حال اور اِس سے پاک امریکا تعلقات میں ذرا سی کشیدگی کیا پیدا ہو گئی؟؟ گویا کہ اِس موقعے کی تاک میں بیٹھے بھارتی حکمرانوں کی تو چاندی ہو گئی اور بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور پاکستان مخالفت میں سو قدم آگے بھاگنے والے بھارتی میڈیا کے ہاتھ تو امریکیوں سے بھارتی مفادات کے حصول کا موقعہ ہی ہاتھ لگ گیا اور بھارتی حکمران راتوں رات اپنی اپنی لنگیاں کستے امریکی یاترا کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہاں جا کر پاک چین تعلقات کے حوالے سے وہ کچھ کہنے اور کرنے لگے جس کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ہے مگر مفاد پرست بھارتیوں سے ایسی ہی اُمیدیں تھیں اور یہی لگ رہا تھا کہ بھارتی حکمران یہی کچھ کریں گے جیسا کہ اُنہوں نے امریکا جا کر امریکیوں سے پاک چین تعلقات کو خراب کرنے اور اقتصادی اور تجارتی راہداری منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لئے امریکیوں سے تعاون مانگا اور پھر مانگتے ہی چلے گئے اور امریکی بھی بھارتیوں کے خوشامدانہ انداز دیکھ کر محظوظ ہوتے رہے اور پاک چین کی مخالفت میں کھڑے ہونے والے بھارتیوں کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں بھارتی رکنیت کی حمایت کرنے سمیت بھارتی جدید میزائل اور امریکی ڈرون طیارے خریدنے کے معاہدوں کے ساتھ ساتھ

بہت سی کرم نوازشوں سے نوازتے ہی چلے گئے جس پر نریندر مودی نے غلاموں کی طرح ہاتھ جوڑ کر اور امریکیوں کے پاؤں پڑنے والے انداز سے کہا کہ نئی دہلی کو اپنی بقاء سلامتی اور استحکام اور ترقی و خوشحالی کے لئے ٹیکنالوجی کی اشد ضرورت ہے اِس لئے تو بھارت امریکا کے کندھے سے کندھا ملا کر اپنی کمر اور ہاتھ مضبوط کرکے زمین پر قدم جما کر چلنا چاہتا ہے بس بھگوان کے واسطے اَب امریکا ہمارے خوشامدانہ لہجے اور التجایہ انداز کو سمجھے اور ہمیں جس طرح سے چاہئے استعمال کرے بھارت کا بچہ بچہ خطے میں امریکی مفادات کے خاطر اپنے خونِ ناپاک کا آخری قطرہ بھی بہانے سے دریغ نہیں کرے گا اِس بنیاد پر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کا امریکا کا حالیہ دورہ امریکا اور بھارت کے درمیان فوجی اور تجارتی معاہدوں سمیت بہت سے معاملات کے طے پائے جانے والے معاہدوں اور منصوبوں کے لحاظ سے کامیاب ترین دورہ قرار دیا جارہا ہے جس میں خطے سے وابستہ دوطرفہ مفادات کے حصول کو مدِ نظر رکھ کر کئی ایسے معاہدے بھی کئے گئے ہیں جس کا زیادہ تر فائدہ بھارت کو تو امریکا سے خیر کیا گا؟؟ مگر امریکا اِس معاہدے کا خطے یعنی کہ جنوبی ایشیا میں پاکستان اور چین اور مصالحتاً دیگر ممالک کے خلاف اپنے مفادات کے حصول کے خاطر ضرور بھرپور فائدہ اُٹھائے گا جیسے کہ ملکی اور عالمی دفاعی ماہرین کی رائے کے مطابق اَب امریکا، دوٹوک بھارتی فوجی اڈے، سمندری اور فضائی حدود استعمال کرسکے گا، یوں لامحالہ بھارت کو بھی خطے میں اپنی تھانیداری قائم کرنے اور اپنی

طاقت دکھانے کا سُنہیرا موقع ہاتھ لگ جائے گا اِس طرح اب تک جس امریکا کو علاقے میں اپنا اثر رسوخ دکھانے اور برقرار رکھنے کا چانس نہیں مل سکا تھا اِس معاہدے کے بعد اِسے وہ سارے مواقعہ ہاتھ آجائیں گے جس کے لئے ایک عرصے سے امریکا تلاش میں تھا۔

اگرچہ اِس کے اثرات آنے والے دِنوں میں نظر آئیں گے یعنی یہ کہ آج بھارت کی امریکا سے زبردستی کی بڑھتی قربتیں نہ صرف پاک چین تعلقات کے حوالے سے باعثِ تشویش ہیں بلکہ خطے کے امن اور سکون کے لئے بھی بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

بہرحال، اِس سے بھی انکار نہیں کہ پاک چین دوستی کے تناظر میں بھارت امریکا بڑھتے تعلقات مستقبل قریب میں نہ صرف خطے جنوبی ایشیا کے لئے پریشانیوں میں اضافے کا سبب بنیں گے بلکہ غالب گمان ہے کہ اگر امریکا بھارت تعلقات پر ایلفی ڈل گئی تو پھر دنیا بھی کسی انجانے خطرے سے خالی نہیں رہ سکے گی۔

آج اِس میں شک نہیں ہے کہ خطے میں اپنے اوچھے ہتھکنڈوں اور دہشت گردی سے اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کا خوابِ ناپاک لئے بھارت کی نظر میں پاک چین

بڑھتے تعلقات کھٹک رہے ہیں اور نہ صرف پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ بھارت کے نزدیک اِس کی بقا و سالمیت کے لئے بلکہ موجودہ بھارتی حکمرانوں، سیاستدانوں اور پاکستان مخالف بھارتی میڈیا اور عوام کے لئے بھی اِن کی گلوں میں پھنسی ہڈی ثابت ہو رہا ہے، جس نے بھارتیوں کی نیدیں حرام کرکے رکھ دی ہیں اور جس کی وجہ سے اِن کی لنگیوں کے بل اور گانٹھیں ڈھیل پڑ رہی ہیں۔

الغرض یہ کہ پاک چین تعلقات کی روشنی میں اقتصادی راہداری منصوبے نے بھارتیوں کے اوسان خطا کرکے رکھ دیئے ہیں جس سے بھارتیوں کے چودہ طبق روشن ہوگئے ہیں اور قریب گمان یہ بھی ہے کہ اِن دِنوں ہر سطح کے بھارتیوں کو دن میں تارے بھی نظر آ رہے ہوں گے۔

اَب ایسے میں بھارتیوں کا بس نہیں چل رہا ہے کہ وہ پاک چین تعلقات اور اقتصادی راہداری منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایسا کیا کچھ نہ کردیں؟؟ جس سے پاکستان اور چین کے دوستانہ تعلقات اور دونوں ممالک کے درمیان قائم ہونے والا اقتصادی راہداری کا منصوبہ ختم ہوجائے، تو بھارتیوں کے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائے۔

جیسا کہ امریکی کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بھارت کا موجودہ

اِنسان دُشمن بدنامِ زمانہ۔بڑا دہشت گرد وزیرِاعظم نریندر مودی نے جنوبی ایشیا میں بھارتی چوہدراہٹ قائم کرنے کی نیت سے امریکا اور بھارت کے درمیان بہتر سیکورٹی تعلقات پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ خطے میں مضبوط بھارت امریکی مفاد میں ہے'' گویا کہ آج بھارتی حکمران خطے میں اپنی اور بھارتی تھانیداری قائم کرنے کے خاطر امریکیوں کے آگے اور نیچے اپنی لنگیاں کھول کر ایسے بچھ سے گئے ہیں اَب جیسے کہ وہ امریکیوں کو یہ بتانا اور جاتنا چاہ رہے ہیں کہ جس طرح امریکی چاہیں اِن کی عزت کی دھجیاں بکھیر ڈالیں مگر ایک بار بس امریکی جنوبی ایشیا میں بھارتی حکمرانی قائم کرنے میں بھارت کی مدد کردیں تو بھارت کے پاؤں زمین پر نہیں پڑیں گے۔

اِسی لئے تو پچھلے دِنوں بھارتی وزیرِاعظم نے امریکا کا اپنا خوشامدی دورہ کیا اور کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران انتہائی خوشامدانہ انداز سے کہا کہ خطے میں مضبوط بھارت امریکی مفاد میں ہے، دونوں فطری فوجی اتحاد ہیں، بحر ہند میں ہماری سرگرمیوں کا فائدہ امریکا کو ملے گا،اور ساتھ ہی خطے کی امن و سلامتی کے لئے سب سے زیادہ گھناؤنا کردار پیش کرنے والے بھارتی دہشت گردِاعظم نریندر مودی نے چین کی جانب واضح اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بھارتی ہمسایہ مُلک دہشتگردی کی پرورش کررہا ہے۔

جبکہ اِس موقع پر بھارتی دہشت گرد وزیراعظم نریندر مودی کا اپنے مخصوص اور چائے فروخت کرنے والے خوشامدانہ انداز سے کہنا تھا کہ "دونوں ممالک کے تعاون سے سمندروں میں سیکورٹی، تجارتی اور آزاد نقل وحرکت کو بھی یقینی بنایا جاسکتا ہے، یہ ساری باتیں بھارتی وزیراعظم نے محض اِس لئے کہی ہیں کہ امریکا اور بھارت پاک چین دوستی اور اقتصادی راہداری منصوبے کے سخت خائف ہیں کوئی (جیسے بھارت) سامنے آکر پاک چین تعلقات اور اقتصادی راہداری کی مخالفت کررہاہے تو کوئی (جیسے امریکا) پس پردہ رہ کر اِس میں روڑے آٹکانے یا ڈالنے کی کوششوں میں سازشوں کے جال بُن رہاہے یوں دونوں کی ہی یہ کوشش ہے کہ ایک دوسرے کے مفادات کے خاطر بزور فوجی اتحادی طاقت ہر اُس حد جانا پڑے تو جائیں جہاں دونوں کے مفادات کا حصول یقینی ہوجائے۔

بہر کیف، آج اگر دیکھا جائے تو اِس بات کا یقین ہوجائے گا کہ خطے میں امریکا کے تعاون سے عالمی سُپر طاقتوں کا جھکاؤ بھی بھارت کی جانب ہے اور امریکا سمیت سب ہی کی یہ مرضی ہے کہ پاکستان کو تنہا کرنے کرکے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ پہلے چین کو پاکستان سے علیحدہ کیا جائے اور جب پاکستان آکیلارہ جائے تو پھر بھارت کو پاکستان پر چڑھائی کرنے کے لئے بے لگام چھوڑدیا جائے سو آج امریکا بھارت کو نیوکلیئر گروپ میں شامل کرنے کا بڑا حامی بن کر سامنے آگیاہے اَب ایسے میں ہمیں بھی خوابِ خرگوش سے نکلنا پڑے گا

جیساکہ شاعر نے عرض کیا ہے کہ:۔

وہ جن کے جرائم نے کیا خونِ شہیداں کچھ ایسے عناصر کے جرائم پہ نظر بھی
یہ ایٹمی ہتھیار بھلا کس کے لئے ہیں بھارت کے خطرناک عزائم پہ نظر بھی

تاہم موجودہ حالات میں بھارت اور امریکاکے ایک دوسرے کے ساتھ تیزی سے استوار ہوتے مفاداتی تعلقات پر پاکستانی مشیر خارجہ سرتاج عزیز کا کہنا ہے کہ جب امریکایا امریکیوں کو اپنے مفادات کے لئے پاکستان کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ پاکستان سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں اور جب امریکیوں کا کام نکل جاتاہے تواُن کا ساراجھکاؤ بھارت کی جانب ہو جاتاہے اور امریکااپنا کام نکل جانے کے بعد پاکستان کو تنہاچھوڑ دیتاہے اَب ایسے میں ہمیں بھی امریکا سے اپنے تعلقات کا جائزہ لینا ہوگا کہ امریکاکے نزدیک ہماری اور ہمارے تعلقات کی کیا ؟؟اور کتنی اہمیت ہے ؟؟

چلیں آج یہ پاکستان سمیت دنیابھر میں بسنے والے پاکستانیوں کے لئے ایک بات بہت اچھی ہوئی کہ کسی ہائی لیول سرکاری عہدے دار کی زبان سے تو یہ اداہوا ورنہ تواِس سے پہلے کسی میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ کوئی امریکاکی مخالفت میں ایک لفظ بھی کہتاآج اگر سرتاج عزیز نے امریکی رویئے کے خلاف امریکیوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ماردینے والے انداز سے اتنی بڑی بات کہہ ہی دی ہے

تو یہ اِس پر قائم بھی رہیں اور امریکیوں کو یہ ثابت کردیں کہ ہم ایک خودار اور خودمختار قوم ہیں اَب ہمیں امریکا یا امریکیوں کے مفادات کے لئے استعمال ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آج کے بعد سے ہم اپنا فیصلہ اپنے اعتماد اور خودمختاری کی بنیادوں پر کرنے کے لئے آزاد ہیں اور اگر امریکا اور بھارت یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں مل کر پاک چین تعلقات میں خلیج پیدا کردیں گے یا پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کو سبوتاژ کردیں گے یا کرادیں گے ؟؟ تو یہ کچھ بھی کرلیں یہ ہمارا بال بھی بیگا نہیں کرسکیں گے۔

ڈرون جیسے سِفلی کی ہنڈیا

میں پچھلے کئ دِنوں سے صحافت کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے ڈرون کی نقل و عمل پر غور و فکر کرنے کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آج اِس میں کسی قسم کا شک اور کوئی دورائے نہیں ہونی چاہیے کہ اِن دِنوں امریکا سمیت دنیا کے جن ممالک میں ڈرون ٹیکنالوجی ہے یہ دورِ جدید میں وہ سِفلی (جادو) عمل کی اُس منتر یا عمل کی طرح ہے جس میں خبیث ارواح سے مدد لی جاتی ہے جس طرح جادو عمل کرنے والا نظر نہیں آتا ہے مگر سِفلی کی ہنڈیا اپنے ہدف پر پہنچ کر مطلوبہ شخص کی جان نکال لیتی ہے۔

آج یکدم اِسی طرح ڈرون کو کنٹرول کرنے والا بھی دکھائی نہیں دیتا ہے اور سِفلی کی ہنڈیا بھی جادوئی عمل سے ٹارگٹ والے مقام پر پہنچ کر بندے کو نشانہ بنا کر اُس کی جان لے لیتی ہے آج 21 ویں صدی کی جدید ترقی یافتہ سائنسی دنیا میں بھی یکدم سِفلی کی ہنڈیا کی طرح ڈرون ٹیکنالوجی سے مدد لے کر سائنسی پنڈتوں اور امریکی جادوگروں نے ڈرون طیارے یا سِفلی کی ہنڈیا تیار کرلی ہے جو مطلوبہ اہداف واشخاص اور اجتماعات کو نشانہ بنا کر اِنسانوں کی جانیں نکالنے کا ذریعہ ثابت ہورہے ہیں یعنی کہ آج اگر ہم ڈرون کو دورِ جدید کی سِفلی کی ہنڈیا کہیں تو بجا ہوگا۔

اگرچہ ،جس طرح دنیاوی کمزور ترین جادوئی عمل سے اپنے اہداف کو جاتی سِفلی کی ہنڈیا کو ایک عالمِ دین ربِ کائنات اللہ رب العزت کے طاقتور ترین پاک کلام کی مدد سے روک سکتا ہے (میں جس کی تفصیل اگلے کسی کالم میں پیش کروں گا) تو آج یکدم اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنی افواج پاک کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم اپنی سرزمینِ پاک /پاکستان پر آتے امریکی ڈرون (یا دورجدید کی سِفلی کی ہنڈیا) کو کیوں نہیں روک اور گرا سکتے ہیں...؟؟

بہرکیف ، پچھلے دِنوں بلوچستان میں امریکی ڈرون حملے سے ملا اختر منصور کی ہلاکت کے بعد پاک امریکا تعلقات میں جیسی کشیدگی پیدا ہوگئی ہے آج یہ بھی دنیا کے سامنے ہے تاہم اگر ماضی میں پاکستان نے کبھی امریکا کے ڈرون (جدید دور کی سِفلی کی ہنڈیا) اپنی سرزمین میں مار گرایا ہوتا تو پاکستان پہلی بار بلوچستان میں گھسنے والے امریکی ڈرون کو بھی مار گراتا تو ممکن ہے کہ آج پاک امریکا تعلقات اتنے کشیدہ نہ ہوتے ،اِن دِنوں جتنے کے ہوگئے ہیں تاہم اِس کشیدگی کا فائدہ بھارت امریکا سے قربتیں بڑھا کر اُٹھا رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِس حقیقت پر خود بھارت کو بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ امریکا کا اچانک جھکاؤ بھارت کی جانب کیسے ہوگیا ہے ؟؟ شاید اِسی وجہ سے بھارت آنکھیں مسل مسل کر خود کو یقین دلانے کی کوششیں کررہا ہے کہ کیا واقعی امریکا پاکستان کو

تنہا چھوڑ کر بھارت ، ہندوستان اور انڈیا کی جانب جھک گیا ہے ہائے راما اتنا تو کبھی بھارتیوں نے سوچا بھی نہیں تھا؟؟ جتنا کہ آج امریکیوں نے ہندوستانیوں کو نوازنے کا وعدہ کرلیا ہے۔

بہر حال ، اِدھر ہمارے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور کچھ اداروں کے سر براہان تو ہمیشہ ہی سے امریکا کو کئی حوالوں سے اپنا دیوتا مانتے آئے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس دیوتا نے کبھی بھی ہماری مدد نہیں کی ہے، بلکہ یہ دیوتا تو ہمیشہ ہی ہمیں اپنے مفادات کے حصول کے خاطر ڈالر کی چمک دکھا کر اور کبھی کبھی کچھ ڈالرز خیرات میں دے کر ہمیں استعمال کرتا رہا ہے اور ہم ہیں کہ جو اِس دیوتا کی ہر ناجائز خواہش اور بہت سی ناجائز خواہشات پر صدقے کے بکرے کی طرح ذبح ہوتے رہے ہیں اور یہ سمجھنے کو شش کرتے رہے ہیں کہ اِس طرح دیوتا ہم سے خوش ہو جائے گا مگر افسوس ہے کہ نصف صدی سے بھی زائد عرصے تک امریکی دیوتا اور بڑے چھوٹے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ میں لگے رہنے کے بعد بھی ہمارے حصے میں سوائے بے آرامی اور پریشانیوں اور طرح طرح کے مسائل اور تنہائی کے ایک رتی کا بھی کبھی سُکھ نہیں آیا ہے آج جن کا پاکستان کو سامنا ہے۔

اَب ہمیں یہ سب کچھ اپنی ریکھا سمجھ کر برداشت نہیں کرنا ہوگا بلکہ اَب وقت آگیا ہے کہ ہمیں اپنی تقدیر کو خود بنانا ہوگا اور اپنی قسمت کے فیصلے امریکی

دیوتاؤں سے کرانے کے بجائے خود کرنے ہوں گے وہ تو اچھا ہوا کہ امریکی دیوتاؤں نے ہمیں خود چھوڑ دیا ہے ورنہ ہمیں آگے چل کر ان سے چھٹکارہ پانا بہت مشکل ہو جاتا، جو ہوا ہمیں اِسے اپنی قسمت کا لکھا اچھا سمجھنا چاہئے وہ تو بہت بہتر ہوا کہ آج اللہ نے امریکی دھوکے باز، عیار و مکار اور سازشی اور مکروہ چہرے والے چھوٹے بڑے دیوتاؤں سے جان چھڑادی ہے اور اِن امریکی دیوتاؤں کا رخ اور جھکاؤ ہندوستان کے ہندو حکمرانوں، سیاستدانوں اور لالچی بنییوں کی جانب کر دیا ہے اِنہیں بھی لگ پتہ جائے گا کہ امریکی کیسے دھوکے باز اور مکار ہوتے ہیں؟ اور اِسی طرح اَب امریکیوں کے بھی چودہ طبق روشن ہو جائیں گے کہ اَب اِن کا پالا دنیا کی سب سے زیادہ شارپ اور اپنے سے کئی گنا زیادہ مطلب پرست اور پیچھے سے پیٹھ پر چھرا گھونپنے والی قوم اور اِس ہندوستان کے بدنام زمانہ دہشت گرد وزیراعظم نریندر مودی اور دہشت گرد انتہا پسند ہندوؤں سے پڑا ہے، جو جنوبی ایشیا اور دنیا کو آگ و خون کی وادی دیکھنا چاہتے ہیں گویا کہ امریکا کی مکاری اور دھوکے بازی سے بھی ساری دنیا واقف ہے تو بھارتیوں کی چالاکی اور مکاری بھی کسی سے کم نہیں ہے اور ڈھکی چھپی نہیں ہے دونوں ہی دنیا میں مطلب پرستی اور مفاد پرستی میں اپنی مثال آپ کا درجہ رکھتے ہیں یعنی کہ آج امریکا اور ہندوستان کے بڑھتے تعلقات پر مجھے یہ محاورہ بڑی شدت سے یاد آگیا ہے کہ ''رام ملائی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی'' اَب آگے آگے دیکھتے جایئے کہ کون کس کو کتنا؟؟ استعمال کر کے کب لات مارتا ہے؟؟؟۔

اگرچہ، پاکستان نے بھارت کی جانب ہوتے امریکی جھکاؤ پر امریکا کو دوٹوک الفاظ میں باور کرادیا ہے کہ اَب حالات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن پاکستان کسی بھی صورت میں اپنے نایاب اور مکمل محفوظ اور خطے میں بھارت اور افغانستان جیسے جنگی عزائم سے لبریز جنوبی ممالک کے خطرات کے پیشِ نظر اپنی بقا و سلامتی اور استحکام کے لئے اپنے جوہری پروگرام پر کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرے گا اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ایسا پاکستان اپنی خودمختاری کے لئے کر رہاہے کیونکہ کچھ قومی معاملات ایسے ہیں اَب جن پر امریکا سے کچھ بھی ہوجائے تعاون نہیں کیا جاسکتاہے،پاکستان نے تو اپنا فیصلہ امریکا کو سُنا دیاہے اَب گیند امریکی کوٹ میں ہے دیکھتے ہیں کہ وہ کیا چاہتاہے؟؟ ختم شُد۔

پاک امریکا و بھارت اور افغانستان تعلقات بابت، روز روز کی متھاخوری سے تو اچھا ہے کہ

چلو، آج روز روز کی متھاخوری سے یہ بہت اچھا ہوا کہ امریکا، افغانستان اور بھارت سے تعلقات کے تناظر میں پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی سلامتی کے اداروں کے سربراہان ملکی بقاء اور سلامتی کے حوالے سے اپنے اندرونی سیاسی و ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر باہم متحد اور منظم ہو کر ایک پیج پر آ گئے ہیں اور اَب اُنھوں نے خالصتاً ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکا و بھارت اور افغانستان سے اپنے تعلقات کے بابت کچھ تو منہ کھولااور زبان و لب ہلا کر اپنے وجود اور اپنی خود مختاری اور قومی بقاء اور سلامتی کا تو اپنی پاکستانی قوم اور دنیا کو احساس دلایا ہے ورنہ تواَب تک ساری پاکستانی قوم اورپوری دنیا تو یہی سمجھتی رہی ہے کہ جیسے پاکستانی حکمران، سیاستدان اور دیگراشخاص اپنے اپنے ذاتی و سیاسی مفادات کے حصول کے خاطر اپنی پاکستانی قوم سمیت اپنی ملکی سرحدوں کی سالمیت اور خود مختاری کو بھی امریکا و بھارت اور افغانستان کے ہاتھوں گروی رکھوا چکے ہیں۔

اگرچہ، آج پاکستانی حکمرانوں نے خطے سمیت دنیا بھر میں دہشت گردی کے خلاف اپنے کردار سے متعلق اپنی اہمیت اجاگر کرنے اور امریکا اور افغانستان و

بھارت سے اپنی خودمختاری اور سلامتی کے حوالوں سے ڈکٹیشن نہ لینے سے متعلق اتنی سے بات کہنے میں ایک طویل ترین عرصہ گنوادیا ہے اور اِس دوران پاکستانی امریکی اشاروں پر بھارت و افغانستان سے اپنے تعلقات استوار کرنے کی دُھن میں اپنا اتنا جانی و مالی نقصان کرچکے ہیں کہ اگر یہ جانی اور مالی نقصان نہ ہواتو، تو یقینی طور پر پاکستان کا اقتصادی و معاشی اور سیاسی نقشہ ہی کچھ اور ہوتااوراَب تک تو پاکستان بھی اپنی ترقی و خوشحالی کے اہداف حاصل کرکے دنیا میں اپنا ایک مثبت اور تعمیری شاہکار کا روپ پیش کررہاہوتا، آج بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہناپڑرہاہے کہ کم از کم ایسا اقتصادی و معاشی اور سیاسی و اخلاقی لحاظ سے بدنمااور کھنڈرپاکستان تو نہ ہوتا جیساکہ اِن دِنوں نظرآرہاہے۔

تاہم گزشتہ دِنوں پاکستانی علاقوں میں بڑھتی امریکی ڈرون حملوں کی کارروائیوں اور پاک افغان تعلقات اور بھارتی کی جانب سے اقتصادی راہداری منصوبے میں مشکلات پیداکرنے سمیت شمالی وزیرستان میں شدت پسندوں کے خلاف جاری آپریشن ضربِ عضب کے 2سال مکمل ہونے پر پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ نے بریفنگ دیتے ہوئے دوٹوک انداز سے افغانستان، امریکااور بھارت کو یہ باور کرادیاہے کہ ” طورخم سے بغیر دستاویزات کوئی نہیں آئے گا، فیصلہ فوج اور حکومت نے مل کر کیا

ڈرون حملہ کہاں سے ہوا پھر بتائیں گے، حملہ ہوگا تو جواب بھی ملے گا، افغانستان کی خفیہ ایجنسی منفی سرگرمیوں میں ملوث ہے، امریکی ڈرون حملے ناقابلِ قبول، تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں، اقتصادی راہداری کا منصوبہ کامیاب کرانا ہماری ذمہ داری ہے، افغان اتحادی افواج نے فرار ہونے والے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی نہیں کی" اِس کے علاوہ جنرل عاصم سلیم باجوہ نے آپریشن ضرب عضب سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ " آپریشن ضربِ عضب کے دوران 500 فوجی شہید، 3500 دہشت گرد ہلاک، مربع کلومیٹر علاقہ کلیئر کرایا گیا، قبائلی علاقوں سے بھارتی اور افغان خفیہ 7904 ایجنسیوں کے نیٹ ورک ختم کئے، 992 ٹھکانے تباہ کئے، 7500 اسلحہ ساز فیکٹریاں تباہ کیں، پنجاب میں 280 آپریشنز کئے، کراچی سے 1200 کے قریب دہشت گرد پکڑے، کومبنگ آپریشنز کیے" اِسی طرح جنرل عاصم سلیم باجوہ نے دوران بریفنگ ایسے 52 بہت سے اہم نکات کا تذکرہ بھی کیا جو یقینی طور پر قوم کا پاک فوج اور آپریشن ضربِ عضب کی دوسالہ کارکردگی پر اعتماد بحال کرنے میں خاصے معاون ومددگار ثابت ہوں گے۔

جبکہ یہاں انتہائی غور طلب نقطہ یہ ہے کہ ایک طرف حکومتِ پاکستان اور پاک فوج خطے میں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کا اہم ترین رول ادا کررہی ہے مگر اِس کے باوجود بھی امریکا سمیت عالمی برادری کا پاکستان سے ہی ڈو مور کا مطالبہ ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ آج پاکستان نے نہ صرف خطے بلکہ دنیا بھر

سے دہشت گردی کے جڑ سے خاتمے کے لئے اپنا سب زیادہ اہم کردار ادا کیا ہے اور کررہاہے مگر پھر بھی امریکا سمیت بین الاقوامی طاقتوں کا صرف پاکستان ہی سے ڈومور کا مطالبہ کیوں ہے؟؟ جبکہ خطے میں دہشت گردوں اور دہشت گردی کی پیداوار کے حوالے سے افغانستان اور بھارت کی زمینیں بڑی ذرخیز ہیں اور ہمیشہ ہی سے دہشت گرد یہیں سے پیدا ہوتے ہیں مگر دنیا بدنام پاکستان کو ہی کرتی ہے، کیا پاکستان سے ڈومور کا مطالبہ کرنے والوں کو افغانستان اور بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کی دہشت گردی نظر نہیں آتی ہے؟؟ اَب اِسی کو ہی دیکھ لیجئے، کہ گزشتہ کئی دِنوں سے طورخم کے مقام میں پاک افغان سرحد پر افغان فورسز کی جانب سے بلا اشتعال کی جانے والی فائرنگ سے میجر علی جواد چنگیزی کی شہادت کے بعد سے جیسی کشیدگی جاری ہے، اِس کی ابتداء بھی افغانستان سے ہوئی ہے اور یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ طورخم گیٹ کی تعمیر کو روکنے کے لئے امریکا اور بھارت نے ہی افغانستان کو فائرنگ کے لئے اُکسایا ہے، تاہم اِس کے باوجود بھی حکومتِ پاکستان اور پاک فوج افہام و تفہیم اور مذاکرات سے مسئلے کا پُر امن حل نکالنا چاہتی رہی ہے جس کے لئے پاکستانی خواہش پر مذاکراتی عمل شروع کیا گیا اور طورخم میں پاک افغان سرحد پر دونوں فورسز میں سیز فائر اور چوکیوں پر سفید جھنڈے بھی لہرائے گئے مگر چوتھے، پانچویں روز افغان فورسز نے امریکا اور بھارت کی جانب سے اُکسائے جانے پر ایک بار پھر بلا اشتعال فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجے میں ایف سی کے 2 جوان زخمی ہوگئے جب پاکستان

کی.برداشت کی حد جواب دے گئی اور اِس کے سر سے پانی اُونچا ہو گیا تو پھر پاکستانی فورسز نے اپنے بھاری توپ خانے سے افغان فائرنگ کا منہ توڑ جواب دے کر افغان فوجوں کی توپوں کی زبانیں کاٹ کر اِنہیں خاموش کرا دیا ایسے میں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان ایسا کیوں اور کس لئے کر رہا ہے؟ کہیں اِس لئے تو نہیں کہ ایسا بھارت بھی پاکستان کے ساتھ کرتا ہے؟؟ ختم شُد

حکمرانوں وسیاستدانوں سے توجیسے احساسِ مُلک وملت ناپید ہوگیاہے،اے حیلہ پرورں... ؟

حکومت کا کام توبس بجٹ پیش کرنا تھاسواس نے بجٹ میں مہنگائی اور ٹیکسوں کی دودھاری چھری سے غریب اور مزدورپیشہ طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی ہلاکتوں کا سامان کرکے بجٹ2016-17 پیش کردیاہے یقینی طورپر یہ بجٹ مراعات یافتہ طبقے اور ٹیکس چوری کرکے آف شور کمپنیاں بنانے والوں کے لئے توسونے کی کان مگرمُلک کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے افرادکے لئے قبرکی آغوش ضرورثابت ہوگا ایسے میں ہمیں ن لیگ کے تیسرے دورِ حکومت میں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے توجیسے احساسِ مُلک وملت ناپید ہوگیاہے؟؟ تب ہی اِس حکومت کے وزراء اور اراکین قوم کی ناؤ کو مہنگائی اور ٹیکسوں کے طوفانی سمندر کی تیز لہروں کی نظر کرکے '' دال مہنگی ہے تو مرغی کھاؤ''کا مشورہ دے کر خود بھاگ نکلنا چاہتے ہیں اگرابھی اِنھوں نے ایسانہ کیاتو پھرآنے والے دوایک ماہ میں کوئی خفیہ ہاتھ اِن کی اپنی دال دلیہ چھین لے گا اوراِن کی زندگیوں کوخطرات لاحق ہوجائیں گے ، ایسالگتاہے کہ جیسے ن لیگ کی موجودہ حکومت اپنے تیسرے دورِ اقتدار میں اپنے سارے پلانٹڈ ذاتی فوائدکے اہداف حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے اوراَب ایسے میں اگراِسے کوئی فکرلاحق ہے توبس ایک یہی فکر ہے کہ کسی بھی طرح سے اپنی آف شور کمپنیوں کو تباہ ہونے سے بچاکر خود بھی بچ

نکلا جائے اَب ایسے میں خواہ کچھ بھی کرنا پڑے تو کر گزرا جائے۔
کچھ حیاء ہوتی ہے؟؟ کچھ شرم ہوتی ہے؟؟اِن دِنوں میرے مُلک میں ایوانوں سے لے کر مُلک کی گلیوں ، بازاروں اور چوک اور چوراہوں اور یہاں سے لے کر وہاں تک الغرض یہ کہ مسجد ودرسگاہوں سے لے کر قبرستانوں اور قبرستانوں سے لے کر ارواح تک میں اِن سوال نما جملوں کی بازگشت باکثرت سُنائی دے رہی ہے ایسے میں اگر یہ سوچا جائے کہ ایسا کیوں ؟اور کس لئے ہورہاہے؟؟اور پہلے پہل یہ جملے کس کی زبان سے کب؟؟ اور کیوں؟؟اور کس کے لئے ادا ہوئے تھے ؟؟ اور اِن جملوں کو ادا کرنے والا خود کتنا معتبر اور قابلِ اعتبار ہے؟؟۔بہر کیف ،ایسے میں یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اور جملے اُن پر کتنے اثرانداز ہوتے ہیں جن کے پاس یہ دونوں حیاء اور شرم) یا اِن میں سے کوئی ایک شئے ہوتی ہے مگر جن کے پاس اِن میں سے (ایک یا دونوں ہی شئے نہ ہوں تو پھر سوچیں اُن کا کیا بنے گا؟؟؟۔
آج یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات میں میرے دیس پاکستان میں حیاء اور شرم کی بات وہی لوگ سب سے زیادہ کررہے ہیں معاف کیجئے گا کہ حُسنِ اتفاق سے جن کے پاس حیاء اور شرم نام کی کوئی شئے نہیں ہے یقینی طور پر ،اُنہوں نے اِن دونوں کو رکھنا کبھی بھی گوارا نہیں کیا ہے

کیونکہ اگر یہ لوگ یہ دونوں شئے اپنے پاس رکھتے تو یہ کبھی بھی سیاست سے حکمرانی تک کا سفر یوں طے نہیں کر سکتے تھے، جیساکہ وہ طے کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ چکے ہیں آج جہاں یہ نظر آرہے ہیں کیونکہ ایسے لگتاہے کہ جیسے مُلکِ پاکستان کی سیاست اور حکمرانی حیاء اور شرم سے پاک ہے، جس کے پاس یہ دونوں شئے (حیاء اور شرم) ہے کم از کم وہ مُلکِ پاکستان میں نہ توکامیاب سیاستدان ثابت ہوسکتاہے اور نہ کبھی حکمران بن سکتاہے، یعنی کہ آج جن کے پاس حیاء اور شرم کازیورہے وہ سیاست اور حکمرانی کے عذاب سے پاک ہیں اور جن کے پاس حیاء اور شرم نہیں ہے آج وہی پاکستان کے سیاستدان اور حکمران بنے دکھائی دے رہے ہیں موجودہ صووتِ حال میں یہ واضح ہواکہ پاکستانی سیاست میں وہی افراد، گروہ اورٹولہ اور مجمع سیاست سے حکرانی تک کامیاب ہے جس کے پاس ذرا سی بھی حیاء اور شرم نہیں ہے آج اِسے سرزمینِ پاکستان کی بدنصیبی کہہ لیں کہ مُلک میں حیاء اور شرم کی وہی لوگ (سیاستدان اور حکمران) بات کررہے ہیں جن کااِن سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے، گویاکہ حیاء اور شرم سے عاری افراد ہی باحیاء قوم کو حیاء اور شرم کااحساس دلاکراپنی بے حیائی اور بے شرمی کا کھلامظاہرہ کررہے ہیں کیونکہ اِن میں قومی حمیت اور اساس مُلک وملت ناپید ہوگیاہے اور ایسانہیں ہے توپھر کوئی بھی سیاستدان قوم کی ایک باشعور سیاستدان بیٹی کو ایوان میں ''ٹریکٹرٹرالی'' نہ کہتااور کوئی کھلے عام ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کو'' دال مہنگی ہے تو مرغی کھائیں'' کا

مشورہ نہ دیتا۔

تاہم ایسے میں قوم اِس تذبذب کا شکار ہے کہ آج وزیرِاعظم نواز شریف کی حکومت نے عوامی کی خوشحالی کے جتنے بھی دعوے کئے ہیں یہ سب سوائے ایک سیراب کے کچھ نہیں ہیں بیشک نواز حکومت نے قوم کو سبز اور حسین خواب دیکھا کر قومی خزانے کو اِدھر اُدھر استعمال کرنے کا ایک عظیم ریکارڈ قائم کیا ہے اِس حکومت کے سوائے پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کے کوئی ایک بھی ایسا منصوبہ مُلک اور قوم کے حق میں نہیں ہے جس سے قوم کو یہ اُمید ہو کہ کسی منصوبے کی تکمیل سے مُلک کسی بحران سے نکل سکے گا اور جس سے مُلک و قوم کی تقدیر اور نصیب بدل جائے گا اوراِن کی خستہ حالی کے بادل چھٹ جائیں گے اوراِن کی زندگیوں میں کچھ بہتری کے امکانات روشن ہو سکیں گے ایسے میں شاعرکے یہ اشعار پیش کرکے اجازت چاہوں گا کہ :۔

غریب شہر امیر کبیر ہو جائے
الٰہی قوم مری بے نظیر ہو جائے
ضمیر بیچ رہے ہیں جو مال وزر کے لئے
خُدایا اِن کا بھی زندہ ضمیر ہو جائے
جس بِنا پر ہم نے پاکستان تھا حاصل کیا
وہ بنائے مُلک وملّت ہم سے لیڈر لے گئے

تھا اساسِ مُلک و ملّت قوم کا، جو ایک لفظ
وہ بھی ہم سے چھین کر کچھ حیلہ پرور لے گئے

ایک سوالیہ نشان؟؟

کیا یہ خود پاکستانیوں سمیت دنیاوالوں کے لئے بھی ایک بڑا سوالیہ نشان نہیں ہے اور یہ بھی کہ آج ساڑھے بیس کروڑ افراد سے زائد آبادی والے اسلامی دنیا کے پہلے ایٹمی مُلک پاکستان سے متعلق یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی ہے؟؟ کہ یہ ایٹمی مُلک اپنے قیام ہی سے بہت سے مسائل اور بحرانوں میں دھنسا ہوا رہا ہے اور ابھی اِس کی حالتِ زار ایسی خستہ حال ہے کہ بحرانوں اور مسائل و مشکلات کا شکار مُلک ہونا اِس کی شناخت بن گئی ہے اور ایسے میں کیا یہ اِس کی خوش قسمتی نہیں ہے؟؟ کہ انگنت بحرانوں اور مسائل کا شکار ہونے کے باوجود بھی مُلکِ پاکستان اپنے ماتھے پر تمام ترجدید صلاحیتوں سے آراستہ ایٹمی مُلک ہونے کا خوبصورت جھومر سجائے ہوئے ہے یقیناً یہ اعزاز ہم پاکستانیوں کے لئے باعثِ فخر اور افتخار ہے۔

اَب یہ اور بات ہے کہ یہ غربت اور مسائل و بحرانوں کی چکی میں پسے رہنے کے باوجود بھی عالمی سطح پر ایک ایسی ایٹمی طاقت ہے جس کی تمام تر ایٹمی صلاحیتوں کا اعتراف عالمی برادری تسلیم کرتی ہے اور یہی وجہ ہے اِس کی قوت اور طاقت کے اثر سے اِس کا بھارت جیسا ازلی دُشمن مُلک جو اِس کی آبادی کے لحاظ سے کئی گنا زیادہ بڑا ملک ہے مگر حیرت انگیز طور پر یہ بھی، پاکستان کی

ایٹمی صلاحیتوں سے خوفزدہ رہتا ہے اور اِسے خود ساختہ طور پر ایک یہی دھڑکا لگتا رہتا ہے کہ کہیں اِس کی ذرا سی خواب خرگوش کی نیند پاکستان کے ہاتھوں اِس کے وجود کو مٹانے کے لئے پچھتاوا ثابت نہ ہو جائے سو اِس بنا پر بھارت پاکستان مخالف ہتھکنڈے جاری رکھ کر خود کو جگانے کی کوششوں میں غرق رہتا ہے حالانکہ اگر بھارت اپنی اِس روش کو بدل کر پاکستان سے دائمی دوستی اور بھائی چارگی کا ہاتھ بڑھائے تو بھارت پاکستان سے بہت سے مثبت نتائج حاصل کر سکتا ہے کیونکہ پاکستان طاقتور ہو کر بھی خطے میں اپنے پڑوسی ممالک سے خوشگوار تعلقات استوار کرکے خطے اور ممالک کی ترقی و خوشحالی اور سرحدوں کے پار عوام الناس کے درمیان محبتوں اور بھائی چارگی کے انمول و انمٹ رشتوں کے پروان کا خواہاں ہے جبکہ بھارت اِس سے عاری ہے حالانکہ اَب خطے میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کے لئے یہ بھارت پر لازم آتا ہے کہ بھارت کو پاکستان کی یہ بات سمجھ کر اپنے رویئے میں ضرور تبدیلی لانی ہوگی ورنہ یہ خطے میں پاکستان مخالفت کے باعث جنگی جنون میں مبتلا رہ کر خود اپنے عوام اور اپنی سرحدوں کے ساتھ انصاف کر پائے گا بلکہ اپنے جنگی عزائم کی وجہ سے خطے کی دوسرے ممالک کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں بھی سب سے بڑی رکاوٹ بنا رہے گا۔

بہرحال، خبر یہ ہے کہ اکنامک سروے آف پاکستان کی تفصیلات کے مطابق پاکستان

کی آبادی میں اِس وقت روزانہ 10 ہزار 109 افراد کا اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان کی مجموعی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ اِس بات کا بھی خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اگر روزانہ کی بنیاد پر ہونے والے اِس اضافے کو نہ روکا گیا تو جہاں مُلکی آبادی میں اضاضے کے ساتھ ساتھ شہری آبادی میں بھی خطرناک حد تک اضافہ ہوگا تو وہیں مُلک میں توانائی کے بحرانوں کے علاوہ غذائی قلّت اور بحرانوں کا بھی خطرناک حد تک اضاضہ یقینی ہو جائے گا تب پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے دُشمنوں سے بغیر جنگ کئے خطرات لاحق ہو چکے ہوں گے۔تاہم مُلک میں آبادی کے حوالے سے ہونے والے اضاضے سے متعلق یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ہر سال شہری آبادی میں 26 لاکھ 90 ہزار افراد کا اضافہ ہو رہا ہے جس پر مُلکی ماہرین آبادی اور اقتصادیات نے اپنا یہ قوی خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اتنے وسیع پیانے پر آبادی میں اضاضہ کے باوجود اِن کے لئے سہولتیں اور وسائل تقریباً صفر ہیں اِس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال کیا جارہا ہے کہ اگر اِسی تناسب سے آبادی میں اضاضہ ہوتا رہا تو ممکن ہے کہ موجودہ سال 2016ء میں یہ بڑھ کر 191.71 ملین تک پہنچ جائے گی اور مُلک میں مسائل اور بحرانوں کا نا روکنے والا سلسلہ بھی بڑھتا چلا جائے گا سو ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکمرانِ الوقت کو جہاں اپنی حکمرانی اور پاناما لیکس میں ہونے والے حقائق پر مبنی انکشافات میں اپنی آف شور کمپنیاں بچانے کی فکر ہے تو اِنہیں مُلک میں بے لگام ہونے والے آبادی کے اضاضے سے متعلق بھی ایسے دیرپا اقدامات کرنے ہوں گے کہ مُلکی

آبادی میں بے تحاشہ ہونے والے اضافے کو فی الفور روکا جائے تاکہ آنے والے دِنوں میں مُلک کو توانائی و غذائی قلت کے بحرانوں سمیت دیگر مسائل سے بچایا جاسکے۔

جبکہ دوسری جانب حکومت پاکستان اور یواین ڈی پی کی جاری کردہ وژن 2025 کی رپورٹ میں سینہ ٹھونک کر واہ شگاف انداز سے نعرہ لگاتے ہوئے یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ مُلک سے غربت کے خاتمے اور شرح نمو کو مستحکم اور پائیدار بنایا جائے گا اوراِس کے ساتھ ہی حکومت الوقت نے اِس کا اعتراف کرتے ہوئے یہ بھی اظہار کردیا ہے کہ مُلک میں غربت صرف مالیاتی محرومیوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ مُلک کی تمام کمیونٹیز کو صحت، تعلم اور دیگر سہولتیں بھی دستیاب نہیں ہاں البتہ، رپورٹ میں وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کرکے عوام الناس کو ضرورت شسدر دیا گیا ہے کہ " غربت کی شرح 11 سال میں کم ہو کر 55 سے 39 فیصد پر آ گئی ہے یعنی یہ کہ حیرت انگیز طور پر شہری علاقوں میں غربت کی شرح 9.3 فیصد جبکہ دیہی علاقوں میں 54.6 فیصد ہے اور بلوچستان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی کھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ بلوچستان میں غربت کی شرح میں کمی کی رفتار سست ہے۔تاہم مُلک میں بے لگام انداز سے بڑھتی ہوئی آبادی کے تناظر میں حکمران الوقت اور ماہرین اقتصادیات کو اِس سنگین مسئلے کے فوری حل کی جانب سنجیدگی سے توجہ ضرور دینی ہوگی اور مُلک میں اندھادھن بڑھتی آبادی کو لگام

دینے کے لئے ایسے اقدامات ضرور کرنے ہوں گے جس سے ملکی بادی کو بڑھنے سے
بچایا جائے تاکہ ملک آنے والے دِنوں ، ہفتوں ، مہینوں اور سالوں میں بحرانوں اور
مسائل کے دلدل میں مزید دھنسنے سے بچ سکے، اور ملکی اپنی ترقی اور خوشحالی کی راہ
متعین کرکے کسی مثبت سمت میں چل نکلے۔ ختم شُد

مودی کی پاکستان سے مذاکرات سے راہِ فرار کی نئی منطق

لیجئے، پاکستان فوبیا میں مبتلا مودی کی پاکستان سے مذاکرات سے راہِ فرار سے متعلق ایک نئی منطق سامنے آ گئی ہے جس کا اندازہ اُس وقت ہوا جب گزشتہ دِنوں نریندر مودی نے بطور بھارتی وزیر اعظم نجی ٹی وی چینل '' ٹائمز ناؤ'' کو دیئے گئے اپنے پہلے انٹرویو میں کہا ہے کہ '' پاکستان میں کئی طاقتیں کام رہی ہیں (حالانکہ یہ بات خود اِسے بھی اچھی طرح سے پتہ ہے اور ساری دنیا بھی خوب جانتی ہے کہ پاکستان میں اِس وقت پاکستان مسلم لیگ ن کی ایک منتخب اور جمہوری حکومت ہے جس کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہیں جو اپنی جماعت اور ایوان نمائندگان اور اپوزیشن سمیت سب سے صلاح مشوروں کے بعد اپنے اندرونی اور بیرونی یعنی کہ ملکی اور عالمی سطح پر رونما ہونے والے حالات واقعات کے تناظر میں فیصلے کرنے میں پوری طرح سے خود مختار ہیں اِس پر مودی کا یہ کہنا کہ پاکستان میں کئی طاقتیں کام کر رہی ہیں پاکستان سے متعلق بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کا ایسی باتیں کرنا سراسر جھوٹ پر مبنی ہیں اور ساتھ ہی انتہائی مضحکہ خیز بھی ہیں اور پھر اس پر اُس کا یہ کہنا کہ) دیکھنا پڑتا ہے مذاکرات منتخب حکومت سے کریں یا دوسروں سے ''اَب ہم اِسے مودی کے پاگل پن کے سِوا اور کیا سمجھیں، جو پاکستان مخالف پروپیگنڈے میں اتنا پاگل ہوگیا ہے کہ یہ اپنی باتوں اور شکل سے ہی '' پاکستان

فوبیا" میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔ بہر حال، اِس پر حکومتِ پاکستان پر یہ قومی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اَب یہ دوٹوک انداز سے بھارت اور دنیا کے سامنے اپنا یہ موقف پیش کرے کہ آج یقینی طور پر مودی کی زبان سے پاکستان سے مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے یہ جملے ادا ہوئے ہیں، جو نہ صرف بھارتیوں بلکہ دنیا کو بھی یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ بھارت پاکستان سے مذاکرات سے راہِ فرار اختیار کرنا چاہ رہا ہے یا کرلی ہے، جس کے لئے وہ ایک ایسی منطق ڈھونڈلایا ہے کہ اَب جس سے واضح طور پر یہ ثابت ہو رہا ہے کہ بھارت نے پاکستان سے مسئلہ کشمیر سمیت دیگر تصفیہ طلب امور اور خطے میں دیرپا قیام امن کے لئے پاکستان کی جانب سے کی جانے والی کوششوں اور دوسرے مسائل کے فوری حل مذاکرات سے نکلنے سے راہِ فرار ڈھونڈ نکالی ہے۔

تاہم ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنی عقل و فہم وفراست سے کام لیااور پاکستان مخالف پروپیگنڈا کرتے ہوئے انٹرویو میں ایک سے زائد بار اپنی اِس بات کا گردان کیاکہ "پاکستان سے ہمیشہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، پہلی بات یہ ہے ہم پاکستان میں لکشمن ریکھا پر کس سے بات کریں منتخب حکومت سے یا دوسرے (یہاں مودی نے کسی کرادا کا نام لئے بغیر بس یہ کہاکہ) کرداروں سے، (اِس موقع پر راقم الحرف کا یہ کہنا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ بھارتی وزیراعظم اِن کرداروں کو بھی واضح کردیتا جن کرداروں کا

اِس نے اپنے انٹرویو میں تذکرہ کیا ہے جبکہ یہ بات پاکستان اچھی طرح سمجھتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرسکتا ہے کیونکہ پاکستان میں سوائے منتخب جمہوری حکومت کے کوئی ایسا کردار یا ایسے کردار ہرگز نہیں ہیں جن کے بارے میں مودی نے کہا ہے تاہم مودی کا کہنا تھا کہ) اِس لئے بھارت کو ہر وقت بیدار رہنا ہوگا اِس میں نرمی یا غفلت کی کوئی گنجائش نہیں'' ۔اَب اِس منظر اور پس منظر میں بھارتی وزیراعظم کی جانب سے پاکستان مخالفت میں ڈھکے چھپے انداز سے دھمکی آمیز ایسے جملے ادا ہونے کے بعد بھی کیا پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت کو یہ نہیں سوچنا ہوگا کہ کیا اپنی تمام تر کوششوں کے بعد بھی بھارت میں نریندر مودی کی حکومت کے ہوتے ہوئے بھارت سے کسی قسم کے کسی سطح کے مذاکرات شروع کئے جاسکتے ہیں؟؟اور اگر بالفرض کسی قسم کے مذاکرات شروع بھی ہوجائیں توکیا بھارت اِن کے شروع کرنے میں یا دورانِ مذاکرات کئے جانے والے فیصلوں پر نیک نیتی سے عمل درآمد کرنے میں سنجیدہ ہوگا؟؟کیونکہ اَب نریندر مودی کے اِس جملے '' پاکستان میں کئی طاقتیں کام کررہی ہیں،مذاکرات منتخب حکومت سے کریں ؟یادوسروں سے؟؟'' کے بعد سب کچھ بے سود اور بے معنی سا لگتا ہے اِس لئے بھی کہ اَب یہ بات پوری طرح سے واضح ہوچکی ہے کہ بھارت پاکستان سے کسی بھی معاملے میں مذاکرات کا حامی نہیں ہے اور نہ ہی وہ پاکستان سے کسی بھی حوالے سے کسی قسم کے مذاکرات شروع کرنے یا جاری رکھنے کا خواہاں ہے اِس لئے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے پہلے ہی کسی نجی

ٹی وی چینل کو دیئے گئے انٹرویو میں یہ کہہ کر راہِ فرار اختیار کرلی ہے کہ بھارت پاکستان میں کس کردار کے ساتھ مذاکراتی عمل جاری رکھے وہاں تو کئی ایک کردار ہیں۔ جبکہ پاکستان فوبیا میں مبتلا بھارتی جنونی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے اِسی انٹرویو میں بڑے دعوے اور وثوق کے ساتھ بھارت کو پوتر اور پاکستان کو خطے کا دہشت گرد گردانتے ہوئے یہ کہہ کر بھارتیوں اور دنیا کی ہمدردیاں اپنی جھولی میں سمیٹنے کو بڑی کوشش کی ہے کہ ''بھارتی وزیراعظم کے دورہ بھارت کی دعوت اور میرے دورہ پاکستان سے دنیا پر سب کچھ واضح ہوگیا ہے اور دنیا دہشت گردی کے خلاف بھارت کی جنگ کو سمجھنے لگی ہے، پہلے دنیا دہشت گردی کے بارے میں بھارت کے نظریئے کو نہیں سمجھتی تھی اور وہ کہتے تھے کہ بھارت میں امن وامان کا مسئلہ ہے مگر اَب پاکستان کو جواب دینا مشکل ہوگیا ہے'' یہاں راقم الحرف کا بھارتی وزیراعظم کے اِس دعوے کا یہ جواب ہے کہ '' خطے میں بشمول پاکستان اور جہاں کہیں جس قسم کی بھی دہشت گردی ہورہی ہے اِن سب کے درپردہ بھارتی ایجنسی ''را'' کی ہی شیطانیت کارفرما ہے، پاکستان کو جواب دینا نہ پہلے کبھی مشکل تھا اور نہ آج پاکستان کو کسی قسم کی کوئی مشکل درپیش ہے پاکستان ماضی میں خاموش اِس لئے تھا کہ وہ یہ سمجھتا رہا تھا''آج کہ اگر بھارتیوں پر جنگی جنون اور پاگل پن سوار ہے تو اِس کا یہ جنون گرما گرمی سے ختم کرنے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لے کر ختم کیا جائے اور پاکستان ہمیشہ اِس پر کاربند رہا مگر اِس پر پھر بھی بھارتی

وزیراعظم کا یہ کہنا کہ پاکستان کو جواب دینا مشکل ہوگیا ہے'' تو اَب ایسا نہیں ہے اَب
پاکستان ہر بھارتی دہشت گردی اور جارحت کا منہ توڑ جواب دے کر اِس کے پاکستان فوبیا
میں مبتلا وزیراعظم نریندر مودی سمیت ایک ایک بھارتی کا پاکستان فوبیا جڑ سے ختم کرنے
کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ ختم شُد

الحمدُللہ، وزیراعظم نواز شریف تو صحت مند ہو گئے مگر، قوم و معیشت اور قانون تو ابھی بیمار ہیں

الحمدُللہ، وزیراعظم نواز شریف لندن میں بائی پاس کا کامیاب آپریشن کروانے کے بعد طبعی و سیاسی طور پر صحت مند ہو رہے ہیں اور اُمید کی جارہی ہے کہ بعد از عیدالفطر وطن واپس آئیں گے، اور یہاں کچھ دِن آرام فرمانے کے بعد دوبارہ سرگرمی سے اپنی ذمہ داریاں انجام دیں گے، چلیں، یہ بہت اچھا ہوا کہ وزیراعظم نواز شریف دل کے ہاتھوں مجبور نہ ہوئے اور اُنہوں نے اپنے مُلک میں مہنگائی و بے روزگاری کی طرح کم از کم اپنے دل کو تو بے لگام نہ چھوڑا اور اپنی ذات پر اِس کی من مانی نہ چلنے دی، اِنہیں جیسے ہی موقعہ ملا اِنہوں نے تُرنت دل کو دبوچ لیا اور لندن جا کر فوری طور پر بائی پاس کروا کر دل کو لگام دے دی اور دل کو اپنے زیرِ طابع کر لیا ہے سُنا ہے کہ اِن دِنوں اِن کا دل اِن کے زیرِ اثر ہے اور اَب یہ اِدھر اُدھر بھٹکنے سے پہلے اِن سے اجازت طلب کرتا ہے اور جیسا یہ کہتے ہیں اِن کا دل ویسا سوچتا ہے، ویسا کرتا ہے، اور وہی چاہتا ہے جیسا وزیراعظم نواز شریف چاہتے ہیں۔

اِس میں شک نہیں کہ وزیراعظم نواز شریف دل کی جس بیماری میں مبتلا تھے اِس پر بالخصوص اپوزیشن سمیت کسی بھی جانب سے ایک رتی کی بھی سیاست نہیں کی گئی اگر اپوزیشن چاہتی تو اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے لئے وزیراعظم کی بیماری

کو کیش کرکے اِس پر بھی سیاسی اسکورنگ کرسکتی تھی مگر چونکہ اِس نے ایسا نہیں کیا جو وہ کرسکتی تھی یہ اپوزیشن کا ایک مثبت رویہ کہا جاسکتا ہے۔
مگر اَب جبکہ وزیراعظم نواشریف صحت مند ہورہے ہیں اور ابھی وہ اپنے بائی پاس کے آپریشن کے بعد معمول کے چیک اَپ کے لئے لندن میں ہی قیام پذیر ہیں ہاں البتہ، اَب اِس دوران اپوزیشن نے آہستہ آہستہ اپنے سیاسی پَر پھیلانے اور اپنے لب اور زبان کو زمبش دینی شروع کردی ہے تاہم اِس پر حکومتی جماعت کے اراکین اور ایوانِ نمائندگان عوامی حلقوں میں یہ ضرور کہتے پھر رہے ہیں کہ '' اپوزیشن پاناما لیکس سمیت دیگر معاملات پر کچھ بھی کہے مگر وزیراعظم نواشریف مُلک و قوم کے ساتھ نیک نیتی کی بنیادوں پر مخلص ہیں، اللہ کی قدرت نے سب کو دکھادیا ہے کہ نوازشریف ہر قسم کی ظاہرو باطن کرپشن سے پاک ہیں آج تب ہی اللہ نے اِنہیں اتنی بڑی بیماری سے گزار کر صحت مند کردیا ہے اگر یہ مُلک و قوم کے ساتھ مخلص نہ ہوتے اور کسی ایسے ویسے معاملے.. یا معاملات میں مبتلا ہوتے... تو یہ کبھی بھی دل کے بائی پاس آپریشن سے کامیابی سے نہ گزرتے.. اور اتنی تیزی سے صحت مند نہ ہورہے ہوتے...''حکومتی اراکین اور وزیراعظم نوازشریف کی جماعت ن لیگ کے کارکنان کی یہ ساری باتیں اپنی جگہہ مگراِنہیں یہ سب کہنے سے پہلے ایک بات اور ایک اہم ترین نقطہ ضرور ذہن نشین رکھ کر سوچنا چاہئے کہ ممکن ہے کہ '' قدرت نے اِنہیں اپنی اصلاح کرنے اور خلقِ خدا کی ہر قسم کی

کرپشن اور آف شور کمپنیوں سے پاک خدمت کرنے کا ایک موقعہ فراہم کیا ہوا۔۔اور اللہ نے اِنہیں آزمانے کے لئے نئی زندگی دی ہو (یہاں یہ واضح رہے کہ راقم الحرف نے یہ کالم اُس وقت لکھاہے جب 30 جون کو یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی اور مُلک کے سرکاری اور تمام نجی ٹی وی چینلز سے یہی خبر نشر ہوئی کہ یکم جولائی سے اوگرا نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 8 روپے اضافے کی سمری منظوری کے لئے حکومت کو بھیجی ہے اِس تناظر میں راقم الحرف کا یہ کہنا تھا کہ) جس طرح پچھلے مہینے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے بائی پاس کے آپریشن سے قبل پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں نہ بڑھاکر مُلک کے غریب عوام کی انگنت دُعائیں اپنی خالی جھولی میں سمیٹیں تھیں کیا یہ اَبھی نئے ٹیکسوں اور مہنگائی کے ستائے عوام پر یکم جولائی سے ’’ پیٹرول بم ‘‘ گرائی جانے والی اوگرا کی پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی سمری کو بغیر دیکھے بغیر سوچے سمجھے اِسے پھاڑ کر اپنے جوتوں تلے کچل کر ردی کی ٹوکری کی نظر کرتے ہیں الحمدُللہ اِس بار بھی ایسا کردیاہے اور وزیر اعظم نے آئندہ ماہ کے لئے ایک مرتبہ پھر) پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان کردیاہے جِسے مہنگائی اور ٹیکسوں کے گہرے زخموں سے گھائل عوام ایک خوش آئند امر قرار دے رہے ہیں بہر حال اِس کے برعکس اگروزیر اعظم نے ایسانہ کیاہوتاتوپھر صاحبِ مضمون کا یہ خیال تھا کہ) یا اَب آپریشن کے بعد صحت مندی کی جانب بڑھتے ہمارے ضرورت سے کہیں زیادہ بزنس مائنڈ وزیر اعظم محترم المقام جنابِ عزت مآب نواز شریف

صاحب اپنی چلاتے ہوئے وہی کریں گے جس کی اوگرانے سمری بھیجی ہے اگر ایسا ہی جس کی سمری اوگرانے ارسال کی ہے تو کیا پھر قوم یہ سمجھے کہ ''الحمدُ للہ وزیراعظم نواز شریف تو صحت مند ہو گئے مگر اِن کے دل ودماغ سے ٹیکسوں اور مہنگائی کے ستائے عوام کو تنگ وپریشان کرنے کا خیال نہیں گیا ہے اور کیا ایسے میں پاکستانی قوم یہ بھی نہ سوچے کہ بائی پاس جیسے اُس نازک اور خطرناک ترین آپریشن جس میں مریض اوراللہ اور موت کے درمیان صرف ایک پردہ حائل ہوتا ہے اِس نازک ترین لمحے کا سامنا کرنے کے بعد بھی وزیراعظم نواز شریف کو تو قوم کی خستہ حالی اوراِس کے دُکھ درد کا کوئی احساس ہی نہیں ہوا ہے ہاں آج اگر اِنہیں عوامی دُعاوں سے صحت یاب ہونے کے بعد بھی کوئی غم ستارہا ہے تو بس یہی کہ قوم کو ٹیکسوں اور مہنگائی کے شکنجوں میں جکڑ کر مُلکی معیشت کو استحکام بخش بنایا جائے اور قوم کا کیا ہے؟؟ یہ تو پیدا ہی تکالیف اُٹھانے اور مُلک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے کڑوی گولیاں کھانے کے لئے ہوئی ہے، بس قوم پر مہنگائی اور ٹیکسوں کے پہاڑ گراگر قومی خزانے کا پیٹ بھرو، اور قوم کے گلے پر جمہوریت کی دیوی کی دوھاری چھری پھیر کر اپنا الو سیدھا کرکے جواور جتنا ہاتھ لگے چلتے بنو۔

آج اگر صحت مند ہونے والے ہمارے وزیراعظم نواز شریف کی کوئی ایسی سوچ وفکر بن گئی ہے تو اِنہیں اپنا خود احتساب کرنا چاہئے اور جائزہ لینا چاہئے کہ جب یہ

لندن میں اپنا آپریشن کروا رہے تھے جب تک قوم کو اِن کے کامیاب آپریشن کی اطلاعات
نہ مل گئیں اُس وقت تک مہنگائی اور ٹیکسوں کی ماری پاکستانی قوم کا ایک ایک بچہ اِن کی
نئی زندگی ملنے اور جلد صحت یابی کے لئے اللہ رب العزت کے حضور دُعا گو تھا اور الحمدُ للہ
اِن کے ہاتھوں پریشان حال اور مظلوم قوم کی دُعا اللہ نے سُنی بھی اور آج وزیراعظم ،
نواز شریف صحت مند ہو رہے ہیں چلیں مان لیتے ہیں کہ جب یہ عیدالفطر کے بعد اپنے
وطن واپس آئیں گے اور جمہوریت کی اُوٹ سے عوامی خدمات میں مگن ہو جائیں گے
اور وطن آ کر ملکی اور عالمی سطح کی اپنی ذمہ داریاں بھی شروع کر دیں گے ایسے میں
یہاں پھر ایک سوال یہ ضرور پیدا ہو گا کہ وزیراعظم تو صحت مند ہو گئے ہیں مگر قوم
و معیشت اور قانون تو ابھی بیمار ہیں۔۔؟؟ اِن کا علاج کون اور کیسے کرے گا؟؟ کیا
وزیراعظم نواز شریف صحت مند ہونے کے بعد بے لگام مہنگائی اور زہر آلود ٹیکسوں سے
گھائل بیمار اپنی قوم و معیشت اور مفاہمتی اور مصالحتوں کے شکار قانون اور قانون دانوں
کا بھی علاج کریں گے ؟؟ کیوں کہ میرے مُلک پاکستان کی قوم و معیشت اور قانون تو
ابھی بیمار ہیں۔۔!! اِن کا خیال کون کرے گا اور اِنہیں صحتمند کون کرے گا؟ ختم شُد۔

آج جب سول حکمرانوں نے قوم کا ستیاناس کر دیا، پھر کیوں نہ قوم سڑکوں پر آنے کو تیار نہ ہو۔ ۔ ؟؟

لیجئے ، عید آئی اور گزر بھی گئی، اندازہ کیجئے کہ آج آف شور کمپنیاں بنانے اور قومی خزانہ لوٹ کر قومی دولت سوئس بینکوں میں رکھنے والے اپنے حال اور ماضی کے حکمرانوں کے ہاتھوں مہنگائی اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبی پاکستانی قوم نے یہ عید کیسے گزاری ہوگی ؟؟؟ قبر کا حال تو مردہ ہی جانتا ہے؟؟ کوئی کچھ بھی نہ بتائے مگر مجھ سمیت آپ کو بھی اتنا اندازہ ضرور ہے کہ میرے دیس کے ہر غریب فرد نے اپنے چہرے پر خوشی کی مصنوعی مسکراہٹ سجائے عید گزاری ہے کیونکہ یہ رسمِ دنیا بھی ہے اور دستور بھی ۔ بہر کیف ،آج یہ بات ہر محبِ وطن غریب پاکستانی کو کھلے دل و دماغ سے تسلیم کرنی ہوگی کہ گزشتہ 69 سالوں میں ہمارے جتنے بھی سول حکمران آئے سب ہی حکمرانو، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس و ٹیکنیوکریٹس نے اپنی اپنی آف شور کمپنیاں بنانے کے چکر میں قوم کے ایک ایک فرد کی خون پسینے کی کمائی کو اپنے اللے تللے کے لئے استعمال کیا اوراِنھوں نے ہمیشہ قومی دولت سے بیرون ممالک کے بینکوں میں اپنے ناموں سے ذاتی بینک اکاونٹس کھلوائے یہ افسوسناک کی بات یہیں ختم نہ ہوئی بلکہ اُنھوں نے اپنی موچھوں کو تاؤدے کر،اپنے

سینے چوڑے کرکے اور اپنی گردنیں تان کر قومی خزانے کو اپنے باپ دادا کی جاگیر سمجھا اور قومی دولت اپنے فیملی ممبرز کے نام منتقل کی اور اِن کے ناموں سے خاموشی سے دنیا بھر کے بینکوں میں کھاتے کھلوائے یوں قومی خزانہ چند بااثرافراداوران کے فیملیز ممبران کے ہاتھوں ہی غلام گردش بنارہااور ابھی اِس کا یہی حال ہے۔

ایسے میں قوم کے ہاتھ سوائے غربت، بے روزگاری، تنگدستی، دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ، مارا ماری، بے کسی، اور محرومیوں کے کچھ نہ آیا،تاہم نصف صدی سے زائد عرصے سے خوشیوں کو ترستی پاکستانی قوم کا یہ حال ہوگیاہے کہ اَب اِس نے لاتعداد آف شور کمپنیاں بنانے والے حکمرانو، سیاستدانوں اور اِن کے اِدھر اُدھر کے چیلوں کے ہوتے ہوئے اپنے اچھے اور خوشیوں بھرے دِنوں کی اُمیدیں رکھنی بھی چھوڑ دی ہے کیوں کہ آج ہر محبِ وطن غریب پاکستانی یہ محسوس کرنے لگاہے کہ جب حکمرانونے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے خاطر قوم کا ستیاناس کردیا ہو تو پھر قوم میں رہ ہی کیا گیاہے؟؟کہ جو ابھی کسی سِول حکمران یا سیاستدان سے اپنے لئے اچھائی کی کچھ اُمید رکھے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آج 69 سالوں سے اپنی خوشیوں کو ترستی اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم پاکستانی قوم اپنے سِول حکمرانو، سیاستدانوں اور اپنے

سِول قومی اداروں کے سر براہان سے سوفیصدی نااُمید ہو چکی ہے تاہم اِس نااُمیدی کے عالم میں بھی اگراِسے کسی سے کوئی اچھی اُمید ہے تو بس پاک فوج اور جنرل راحیل شریف ہیں جن سے پاکستانی قوم کے ہر غریب فرد کی انگنت اچھی اور حوصلہ افزاء اُمیدیں وابستہ ہیں اور قوم چاہتی ہے کہ جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں توسیع کی جائے آج جس کا گرین سگنل دیتے ہوئے امریکا نے بھی حکومتِ پاکستان سے سفارش کردی ہے جسے پاکستانی قوم خوش آئند قرار دے رہی ہے اَب ایسے میں قوم اپنے اِن سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں اور بیوروکرٹیس اور ٹیکنیو کریٹس کی جانب دیکھ رہی ہے جنھوں نے اَب تک جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں توسیع کو سیاسی مسئلہ بنار کھاہے دیکھتے ہیں کہ آنے والے دِنوں ، ہفتوں اور مہینوں میں ہمارے یہ آف شور کمپنیاں بنانے اور سوئس بینکوں میں اربوں کھربوں ڈالرز رکھنے والے موجودہ اور سابقہ سِول حکمران اور سیاستدان اوراِن کے اِدھر اُدھر کے چیلے چپاٹے جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں توسیع سے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہیں ؟؟اِن سب کانوں اور لوٹ مار میں مصروف سِول حکمرانوں اور سیاستدانوں اور بیوروکریٹس وٹیکنوکریٹس کے لئے یہی بہتر ہوگاکہ یہ جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں جلد از جلد توسیع کا اعلان کردیں تو سب کے حق میں بہت اچھا ہوگاورنہ پھر سِوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کہ کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گااَب چونکہ فیصلہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو ہی کرناہے سواُمید ہے کہ اَب یہ خود کو

بچانے کے خاطر اچھا ہی فیصلہ کریں گے جبکہ اِنہیں اِس بابت چھرمچر کرنے سے قبل یہ ضرور ذہن نشین رکھنا ہوگا کہ امریکا تو پہلے ہی جنرل راحیل شریف کی مدتِ ملازمت میں توسیع کے بارے میں گرین سگنل دے چکا ہے۔

بہر حال، آج 9 جولائی کو وزیر اعظم نواز شریف اپنے بائی پاس کے آپریشن کے بعد وطن واپس آ گئے ہیں تو اِدھر ان آف شور کمپنیاں بنانے والے حکمرانوں کے ہاتھوں قوم کی محرومی کا رونا رونے والے عمران خان اور بلاول زرداری بھٹو نے بھی برسرِ اقتدار جماعت ن لیگ اور وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ ماضی کے تمام مفاہمتی اور مصالحتی رویوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کھلم کھلا طور پر پاناما لیکس پر پارٹی رہنماؤں کو عید کے بعد سڑکوں پر نکلنے کی تیاریاں کرنے کی ہدایات دے دی ہیں جن کا کہنا ہے کہ پاناما لیکس سے متعلق لائحہ عمل کا حتمی اعلان 20 جولائی کو کریں گے، اگر وزیر اعظم سمجھتے ہیں کہ وہ قانون سے بالاتر ہیں تو وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اَب کچھ چاہئے کچھ بھی ہو جائے یعنی کہ سورج اِدھر کے بجائے اُدھر سے نکلے اَب ہم حکومت کو کسی بھی صورت راہِ فرار اختیار نہیں کرنے دیں گے، کرپٹ حکمرانوں کو گھر بھیجنے کے لئے سب متحد ہیں، آج اگر حکمرانوں کو احتساب کا ڈر نہیں تو پھر اِنہیں خوف کس بات کا ہے؟؟ ساتھ ہی پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وزیر اعظم کرپشن میں ملوث ہیں کیونکہ اِنہوں نے ٹیکس چوری

اور منی لانڈرنگ کے ذریعے پیسہ باہر بھجوایا ہے''۔

الغرض یہ کہ آج ایک مرتبہ پھر اپنے فیصلوں اور احکامات پر قائم رہنے والے ہمارے ضرورت سے کہیں زیادہ ضدی سیاستدان عمران خان اور بلاول اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حکومت مخالف بھرپور تحاریک چلانے کے لئے کمربستہ ہو رہے ہیں اِس منظر میں قوم بھی دُعاگو ہے کہ اِس مرتبہ تو اللہ مسٹر سونامی کو کامیاب کردے اور یہ قومی دولت کو جھولیاں بھر بھر کر لوٹنے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو کٹھہرے میں لانے اور اِنہیں کڑی سزائیں دلوانے میں کامیاب ہو جائیں اور اِس پر یہ بھی کہ جنرل راحیل شریف بھی اِن قومی مجرموں جنھوں نے ٹیکس چوری اور منی لانڈرنگ کے ذریعے قومی دولت باہر بھجوائی اور قوم کا ستیاناس کیا اِن کا کڑا احتساب کرنے کا عزم کریں تاکہ قوم کو یہ احساس ہو کہ اَب بھی مُلک اور قوم کا کچھ نہیں بگڑا ہے اور ابھی مُلک اور قوم پر محبِ وطن اور غیور عظیم سپہ سالارِ اعظم جنرل راحیل شریف جیسے قوم کے بہادر سپوت کا سایہ ہے جو مُلک اور قوم کو ایک لمبے عرصے سے سِول کرپٹ حکمرانوں او سیاستدانوں سے بچا کر ترقی اور خوشحالی کی راہ پر جلد گامزن کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کریں گے اور قومی خزانہ مُلک کے غریب اور مفلوک الحال عوام کے بنیادی حقوق کی بحالی اور اِن کے انگن میں خوشیاں لانے کے لئے کھول دیں گے۔ ختم شُد

اَب عبدالستار ایدھی کو بعداَز موت یورپ کے کسی نوبل انعام کی ضرورت نہیں . . . .

بیشک عبدالستار ایدھی کی شخصیت بیکسوں، بے بسوں، لاچاروں، بے گھروں، لاوارثوں مجبوروں اور ناگہانی حوادث میں زخمی ہونے والوں اور حادثات میں ایڑیاں ، رگڑتے ، بلکتے سسکتے، مرتے کٹتے اِنسانوں کی مدد کرنے اور اِنہیں بروقت طبّی امداد اور خدمات باہم پہنچانے کے حوالوں سے اِنسانوں کے لئے خود نوبل انعام اور امرت دھارا تھی۔

اِس سے بھی اِنکار نہیں ہے کہ ایک طویل عرصے سے میرے مُلک میرے معاشرے اور میری دنیاکے مصیبت زدہ اِنسانوں کی مدد اور خدمت کرنے کے لئے منہمک رہنے والی درویش صفت عبدالستار ایدھی کی شخصیت نہ کبھی کسی تعریف کی محتاج تھی اور نہ اَب جبکہ عرش والوں نے اِنہیں اِن کی زندگی میں زمینِ خداپر اِنسانیت کی انمول خدمات انجام دینے کے صلے میں سلام پیش کرتے ہوئے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔

اَب جہاں جنت کے فرشتے اور جنت کی حوریں حکمِ اللہ تعالیٰ سے اِن کی خدمات کے لئے معمور کردی گئیں ہیں اَب ایسے میں عوامی خدمتگار عبدالستار ایدھی کی شخصیت کو یورپ (زمین) والے کنجوسوں کے کسی نوبل وبل انعام ضرورت نہیں رہی

ہے کیونکہ اَب عبدالستار ایدھی کو اللہ رب العزت نے جنت الفردوس میں بلند درجات عطافرما کرجنت کے وہ عظیم انعامات واکرامات سے نواز دیاہے جن کا اُس نے دنیا میں اپنے بندوں کی بے لوث خدمت کرنے والوں کو بعداَز موت دینے کا وعدہ کیا ہے۔

یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ یورپ نے عبدالستار ایدھی کی زندگی میں اِنہیں نوبل انعام کا حقدار نہ ٹھیرا کر عبدالستار ایدھی اور اِن کی نصف صدی سے بھی زائد عرصے تک بلارنگ ونسل، زبان وسرحد، مذہب وملت کی تفریق کئے بغیر خالصتاََ اِنسانیت کی بنیادپر کئے جانے والی خدماتِ اِنسانیت کی بھی بڑی توہین کی ہے یہ اور بات ہے کہ اَب یورپ اِس سے انکار کرے اور اپنی سُبکی مٹانے کے لئے اپنی صفائیاں پیش کرے مگر حقیقت بس یہی ہے کہ یورپ عبدالستار ایدھی کو نوبل انعام دینا ہی نہیں چاہتا تھا اگر اُسے دینا ہوتا تو کب کا دے چکا ہوتا۔

آج جب فخرِ پاکستان اور شانِ انسانیت عبدالستار ایدھی منوں مٹی تلے آغوش قبر میں ابدی نیند جاسویا ہے اَب اِدھر اُدھر سے لاکھ کہنے سُننے اور سفارشوں کے بعد یورپ بعداَز مرگ اِس درویش صفت اِنسان کو اپنا نوبل انعام دے گا تو کیا دے گا؟؟ اَب یورپ اِسے اپنے پاس ہی رکھے ،اَب نہ تو ایدھی کو اِس کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہمیں کسی نوبل وبل انعام کی ضرورت باقی رہی ہے۔

اِس موقع پر مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یورپ والوں کو میری یہ بات ضرور تسلیم کرنی پڑے گی کہ محض یورپ نے عبدالستار ایدھی کواِن کی زندگی میں اِس اعزاز اور انعام سے اِس لئے محروم رکھا تھا کہ ایک تو ایدھی کا تعلق جنوبی ایشیااور دوسرا یہ کہ ایدھی صاحب دنیاکے ایک ترقی پذیر اسلامی ملک پاکستان کے شہری تھے آج اگر یہی ایدھی صاحب کسی اور مُلک کے شہری ہوتے تو ممکن ہے کہ یورپ اِن کی 70/75 سالہ بے لوث اِنسانی خدمات کے صلے میں متعدد مرتبہ نوبل انعامات سے نواز چکا ہوگا چونکہ عبدالستار ایدھی صاحب کا تعلق جنوبی ایشیااور مُلکِ پاکستان سے ہے اِس لئے یورپ نے اِنہیں نوبل انعام دینے سے ہیچر میچر اور کنجوسی کا کھلا مظاہرہ کیا ہے اپنے اِس عمل سے یورپ نے اپنی دوغلی پالیسی کا بین ثبوت دے دیا ہے۔

بہر کیف، عبدالستار ایدھی کا نام اور ذات نہ صرف سرزمینِ پاکستان بلکہ ساری دنیاکے اِنسانوں کی بے لوث خدمات کے حوالے سے رہتی دنیاتک جیسیا نمٹ نقوش چھوڑ گئی ہے اَب اِسے کوئی کبھی بھی بنی نوع اِنسانوں کے دل و دماغ سے نہیں کھرج سکتاہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ عبدالستار ایدھی کی ساری زندگی اور اِن کی زندگی

کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل جذبہ ء خدمتِ انسانیت سے تعبیر ہے ایدھی صاحب پاکستان کا چہرہ تھے وہ دنیا بھر میں سفیرِ پاکستان کی اپنی پہچان آپ تھے اور اِن کی زندگی اِنسانیت کی خدمات کے حوالوں سے دوسروں کے لئے نہ صرف مشعلِ راہ بلکہ اُن لوگوں کے لئے بھی جو خود کو اللہ کے بندوں کی مدد اور خدمت کرنے کے لئے وقف کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اِن کے لئے یونیورسٹی کا درجہ رکھتی ہے اور بابائے خدمت عبدالستار ایدھی کا نام اور ذات میرے دیس پاکستان اور میرے معاشرے اور میری دنیاکے اُن لوگوں کے لئے جو اِنسانیت کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں اِن کے لئے ایک ایسا روشن چراغ ہے جس کی روشنی سے اِنسانوں کو اپنی راہیں متعین کرنے اور اپنی منزلیں تلاش کرنے کا موقعہ ملے گا۔

بیشک یہ فخر بھی خود پاکستانی قوم کے لئے باعث فخر وافتخار ہے کہ میری قوم نے اپنے محسن اور انسانیت کے عظیم خدمت گار قوم کے مسیحا فلاحی تنظیم ایدھی فاونڈیشن کے بانی اور فخرِ پاکستان عبدالستار ایدھی کے جسدِ خاکی کو قومی پرچم میں لپیٹ کر پورے قومی اعزاز کے ساتھ 19 توپوں کی سلامی اور گارڈ آف آنر پیش کرکے سُپردِ خاک کیا یہ اعزاز کسی سِول پاکستانی شہری کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے، آج جیسا اعزاز عبدالستار ایدھی کو حاصل ہوا ہے یہ اعزاز میری تہذیب میں میرے دیس میرے معاشرے اور میرے بہت کم لوگوں کو ملا ہے۔

آئیں عہد کریں کہ میں اور آپ بھی خود کو فخرِ پاکستان دورش صفت انسان بابائے خدمت عبدالستار ایدھی کی طرح ڈھال لیں گے اور اپنی زندگی کو دوسروں کی بے لوث مدد اور خدمت کرنے کے لئے وقف کریں گے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں بھی اِسی طرح یاد کریں آج جس طرح ہم نے عبدالستار ایدھی کو یاد رکھا ہے اور ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

اَب آخر میں چلتے چلتے مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ بظاہر تو عبدالستار ایدھی دنیا سے پردہ فرماگئے ہیں مگر یقین جانیئے کہ اِن کا کام جس طرح کل جاری تھا وہ آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا کیونکہ ایک ایدھی کے انتقال کرجانے سے کام ختم نہیں ہوا ہے آج میری قوم کے ہر فرد کو خود کو ایدھی بناکر پیش کرنا ہوگا کیونکہ ایدھی کا اِنسانیت کی خدمت کرنے کا مشن بھی تو جاری رکھنا ہے ناں اور اِسی کے ساتھ ہی میں اپنی حکومت بالخصوص صدرِ پاکستان ممنون حُسین، وزیراعظم نواز شریف، آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور چاروں صوبائی گورنروں اور وزرائے اعلیٰ سمیت مُلک میں کام کرنے والی فلاحی تنظیموں اور اداروں کے سربراہان سے بھی مطالبہ کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ حکومتِ سطح پر میرے مُلک میرے معاشرے اور سرکاری اور نجی اداروں اور پرائمری سے لے کر ہائرایجوکیشن تک جس سطح پر بھی اِنسانیت کی ''خدمت کے جذبوں سے سرشار متحرک افراد ہوں اِن کے لئے '' عبدالستار ایدھی

کے نام سے ایوارڈ کا اجرا کیا جائے جنہیں ہر سال 14 اگست جشنِ آزادی کے موقع پر یہ ایوارڈ دیا جائے تاکہ لوگوں میں اِنسانیت کی خدمت کا جذبہ بیدار ہو اور ہر گھر سے ایک ایدھی پیدا ہو۔

وزیراعظم نواز شریف نے اسحاق ڈار کو اپوزیشن کو رام کرنے کا ذرا نرم اور سخت ٹاکس دے دیا . . . .

آج الحمدللہ، وزیراعظم نواز شریف لندن سے اپنے دل کے کامیاب آپریشن کے بعد وطن واپس آ گئے ہیں اَب یہ اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے بھی کمربستہ ہو گئے ہیں ایسے میں یہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِن دِنوں گزشتہ تین سالوں میں کچھ نہ کرنے والی ن لیگ کی حکومت اپنے باقی کے دو سالوں میں بہت کچھ کرنے کا عزمِ عظیم لے کر سیاسی میدان میں گودپڑی ہے اوراِس پر حکومت کا یہ گھمنڈاور تکبر ہے کہ اَب یہ وہ سب کچھ کر گزرے گی جو یہ پچھلے تین سالوں میں کچھ نہیں کر سکی ہے اِس موقع پر حکومت کا سینہ ٹھونک کر یہ بھی کہنا ہے کہ گزشتہ تین سال تو حکومت کو سنبھلنے میں لگے اور سیاسی ماحول کا مقابلہ کرتے کرتے ہی گزر گئے ہیں مگر اَب حکومت سارے حالات اور واقعات کو سمجھ چکی ہے اور اپوزیشن کی تمام چالوں اور اِس کی کمزوریوں اور خامیوں کو پرکھ لینے کے بعد اپنی پوری تیاری کرچکی ہے کہ حکومت کو اپنے آئندہ کے دو سالوں میں کیا کرنا ہے جس کے لئے حکومت تازہ دم ہو کر وہ سب کر گزرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے حکمران جماعت کے منصوبوں کی تکمیل ہو گی اور اَب رہ جانے والے تمام کام ہر صورت میں مکمل کئے جائیں گے۔

اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ حکومت نے وزیرِاعظم نواز شریف کے بائی پاس کے آپریشن سے قبل سوائے پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے اور دو ایک پرانے بجلی کے پیداوائی منصوبوں اور صرف میں لاہور اور راولپنڈی میں جنگلہ بس یا پھر اورنج ٹرین کے دو ایک چھوٹے موٹے منصوبوں کے ابتدائی مراحل طے کرنے کے ایک ڈھلے کا بھی کام نہیں کیا تھا۔

مگر اَب چونکہ وزیرِاعظم اپنے دل کا کامیاب آپریشن کرواکر لندن سے وطن واپس لوٹ آئے ہیں اور اَب نئی زندگی کی شروعات کے ساتھ ساتھ وزیرِاعظم نواز شریف کا یہ بھی ارادہ ہے کہ ماضی میں جو ہوا سو ہوا مگر اَب اپنی ذات اور اپنی سیاست سے مُلک اور قوم کے لئے حقیقی معنوں میں ایسا کچھ بہتر کردیا جائے تاکہ حقِ حکمرانی ادا ہو اور جب اللہ کے سامنے حاضر ہو جائے تو اپنے کاندھوں پر پڑی ذمہ داریوں کے بوجھ کو صحیح طرح سے ادا کرکے سُرخرو ہو کر اللہ کے حضور پیش ہو جائے۔

تاہم اُدھر ایک طرف تو پچھلے کئی ماہ سے اپوزیشن کی جانب سے پاناما لیکس پر وزیرِاعظم نواز شریف کی ذاتِ خاص کو مسلسل تنقیدوں کا نشانہ بنائے جانے کے ساتھ ساتھ حکمران جماعت کے کاموں اور منصوبوں پر انگلیاں اُٹھائے جانے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے جبکہ اِدھر آج اِسی اپوزیشن کے تنقیدوں کے سلسلے کو فوری

طور پر رکوانے اور اِس حوالے سے حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ٹی اوآرز کے معاملے کو خوش اسلوبی سے نمٹانے کے لئے ہمارے تازہ دل یعنی کہ بائی پاس کے کامیاب ترین آپریشن کے بعد اپنا زیرو میٹر دل رکھنے والے وزیراعظم نواز شریف نے وفاقی وزیرخزانہ اور اپنے سمدھیئے خاص جناب اسحاق ڈار کو یہ خصوصی ہدایت دی ہے کہ وہ ٹی اُوآرز پر حکومت اور اپوزیشن کے مابین ایک بار پھر اتفاقِ رائے پیدا کرنے کی کوشش کریں'' اور اِس کے ساتھ ہی لگے ہاتھوں وزیراعظم نے اسحاق ڈار کو ضرورت سے کہیں زیادہ پُرامید لہجے میں یہ تاکید بھی کرڈالی ہے کہ ''جنابِ محترم سمدھی خاص اسحاق ڈار) صاحب ...!! اَب کی بار آپ کی یہ کوشش بھرپور اور نتیجہ خیز ہونی) چاہئے'' کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر بغیر نتیجہ نکلے وہی کچھ ہوجائے جیسا کہ کچھ عرصہ قبل ہوا تھا اور میں عارضہ قلب میں مبتلا ہو کر لندن چلا گیا تھا اِس بار کسی صورت بھی کوششوں میں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑ جائے ورنہ پھر مجھے کسی اور عارضے میں مبتلا ہو کر بیرونِ ملک اپنے علاج کے لئے جانا پڑ جائے گا سو اِس بار بڑے احتیاط اور سمجھ کے ساتھ اپوزیشن سے رابطہ کیا جائے اور کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی کو اپناتے ہوئے پاناما لیکس پر ٹی اُوآرز کا معاملہ حل کرکے اِسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منوں مٹی تلے دفن کردیا جائے تو بہتر ہے ورنہ... ورنہ....؟؟ سمجھ لو کہ یہ حکومتی شیشے کا محل اپوزیشن ایک سیکنڈ میں زمین بوس کرکے اگلے انتخابات میں اپنی حکومت بنانے کا راستہ ہموار کرلے گی اور پھر ہمارے اور ن لیگ کے ہاتھ سِوائے

پچھتاوے اور کفِ افسوس کہ کچھ نہیں آئے گا۔

بہرحال، خبر یہ ہے کہ وزیراعظم کی وطن واپسی کے کچھ روز آرام فرمانے کے بعد گزشتہ دِنوں وفاقی وزراء اسحاق ڈار اور پرویز رشید نے رائے ونڈ میں وزیراعظم نواز شریف سے اِن کے آفس میں تفصیلی ملاقات کی جہاں اِس دوران اِن کی غیر موجودگی میں چلائے جانے والے حکومتی اُمور پر مفصل اظہارِ خیال کیا گیا تو وہیں پاناما لیکس پر ٹی اُو آرز کے حوالے سے اِدھر اُدھر چھلانگیں مارتی اپوزیشن کی حکومت مخالف شروع کی جانے والی تحریکوں اور احتجاجوں کا بھی گرماگرم انداز سے تذکرہ کیا گیا اور وزیراعظم نے اپنے دونوں بااعتماد اور قابلِ بھروسہ ٹھنڈے مزاج کے حامل دونوں وزراء کے خیالات اور اِن کے آئندہ کے پروگرامات اور اپوزیشن سے نمٹنے کے لئے بنائی جانی والی حتمی منصوبہ بندیوں کو سُنا اور جائزہ لیا جس کے بعد ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف جو حال ہی میں اپنے دل کی اوورہالنگ کرواکر وطن واپس آئے ہیں اُنہوں نے انتہائی ٹھنڈے دل و دماغ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے وزراء کو ہدایات جاری کیں کہ ”سب کچھ ٹھیک ہے مگر پھر بھی وقت اور حالات کا تو یہی تقاضہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے بس اپوزیشن کو منایا جائے۔اور اسحاق ڈار کو وزیراعظم نے یہ ٹاسک بھی سونپ دیا کہ ٹی اُو آرز پر تحفظات دور کرنے اور الیکشن کمیشن کے ارکان کی تقرری سمیت دیگر معاملات پر حزبِ اختلاف سے فوری

مشاورت کی جائے تاکہ اِس کی روشنی میں باہمی اتفاق واتحاد سے معاملات حل کئے''جس کے بعد وزیراعظم کے یہ دونوں وزراء اپنی اپنی ڈیوٹیاں انجام دینے کے لئے سرگرم ہوگئے ہیں اورسُناہے کہ اِنھوں نے ایوان میں پی پی پی کے اپوزیشن لیڈرسید خورشیدشاہ سے ٹُرنت فون پر رابطہ بھی کرلیاہے اوراِنہیں پاناما لیکس پر ٹی اُوآرز سے متعلق پیداہونے والے تحفظات کو دورکرنے کے حوالے سے ملاقات کے بعد کئی ملاقاتوں کی راضی مندی بھی ظاہر کردی ہے جبکہ اُدھرآج 13 جولائی۔بروزبدھ کو اپوزیشن جماعتوں نے الیکشن کمیشن کے ارکان اور ٹی اُوآرزپر مشاورت اور حکومت کے خلاف اپنی سرگرم تحریک کو چلانے کے لئے نئی حکمتِ عملی کو حتمی شکل دینے کے لئے ہنگامی اجلاس بھی طلب کرلیاہے (دیکھتے ہیں کہ حکومتی اراکین کے رابطوں اور رویوں کے بعد اپوزیشن والے اپنا پینترابدلتے ہیں یاحکومت پر اپنادباؤ بڑھاکر حکومت سے اپنے ساڑھے جائزو ناجائز مطالبات منوانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں یہ توآنے والے وقتوں میں لگ پتہ جائے گا فی الحال آگے آگے دیکھیئے کس میں کتناہے دم ...؟؟اور کون کتنا سنبھل کرقدم رکھتاہے بہرکیف) اوراِس کے ساتھ ہی اپوزیشن نے جیسے حکومت پر خوشامدانہ انداز سے اپنادباؤاور پریشر بڑھانے کے لئے یہ بھی کہہ دیاہے کہ ''حکومت گڑے مردے اُکھاڑنے کے بجائے پاناما لیکس کی تحقیقات کرائے۔وزیراعظم ڈیڈلاک ختم کرائیں، (وہ توختم کراناچاہتے ہیں تب ہی وزیراعظم نے اسحاق ڈار اور پرویزرشید کو اپوزیشن سے رابطہ کرنے کی ہدایات

دی ہیں) ایان علی، ڈاکٹر عاصم، یوسف رضا گیلانی اور پرویز اشرف کے حوالوں سے ڈیل کی خبروں کو بھی بے بنیاد قرار دے دیا ہے''اِس موقع پر قارئین حضرات اَب آپ ہی ذرا سوچیں...!! کہ اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے بھی اپنا کوئی نہ کوئی الو سیدھا کرنے کے لئے پاناما لیکس اور ٹی اُو آرز کو فضول کا ایشو بنا رکھا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ اپوزیشن بالخصوص پی پی پی والے پاناما لیکس پر حکومت کو بلیک میل کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ ایان علی، ڈاکٹر عاصم، یوسف رضا گیلانی اور پرویز اشرف جیسے اپنے کرپٹ افراد کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ سب کیا ہے۔؟؟ عوام پی پی پی سمیت دیگر اپوزیشن جماعتوں سے جاننا چاہتے ہیں کہ پاناما لیکس اور ٹی اُو آرز پر اپوزیشن کا اصل کھلواڑ کیا ہے...؟؟

اَب کیا کشمیر کی آزادی قریب ہے؟

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے مقبوضہ کشمیر میں ظالم و جابر بھارتی افواج کا ہمارے آزادی کے متوالے نہتے کشمیری بھائیوں ، بہنوں اور معصوم بچے اور بچیوں پر ظلم و ستم اور آگ و خون کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ جاری ہے مگر جس طرح ماہِ رواں کے پچھلے کئی دِنوں سے بھارتی افواج نے کشمیری عوام پر ظلم و ستم کی اِنسانیت سوز تاریخ رقم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اور گویا کہ آج جس طرح بھارتی جلاد افواج کے ہاتھوں کشمیر جل رہا ہے اِس پر زمین بھی تھرا اُٹھی ہے اور آسمان بھی رو پڑا ہے اَب کیا مقبوضہ کشمیر کے کشمیری بھائیوں کی آزادی قریب ہے؟؟ تو اُمید رکھنی چاہئے کہ ہاں بہت جلد آزادی ملنے والی ہے۔

مگر لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اِس پر بھارت و امریکا سمیت اقوامِ عالم کی آنکھیں ابھی تک بند ہیں اور اِن کے کان بہرے ہو چکے ہیں سب دیدہ و دانستہ نہتے کشمیریوں کی آہ و فغان سُننے کو تیار نہیں ہیں ، کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو نریندر مودی اور بی جے پی کے دہشت گردوں اور جنگی جرائم کی مرتکب بھارتی دہشت گرد افواج کے کان کھینچے اور اِس کے ہاتھ و جسم پر دو چار ڈنڈے مار کر یہ سمجھائے کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟؟ تم لوگ نہتے کشمیریوں پر یہ کیسی ظلم

وستم کی تاریخ رقم کر رہے ہو؟؟ تھو... تھو...!! اپنی ہٹ دھرمی سے اپنا کردار تو مسخ کر ہی رہے ہو اور اُلٹا ہمارا دامن تھام کر تم لوگ ہمارے کردار پر بھی بڑا اور سیاہ سوالیہ نشان لگا رہے ہو۔"

اَب ایسے میں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مگر ایسا کون کرے گا؟؟ اور کسے کیا پڑی ہے؟؟ کہ کوئی بھارت جیسے ضدی اور جنگی جنون میں مبتلا پاگل کے منہ لگے؟؟ ہاں ایسا ضرور ہے کیونکہ سب ہی کی کشمیر کے معاملے میں بھارت کو حمایت حاصل ہے اور بالخصوص امریکا تو یہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ بھارت کشمیریوں اور پاکستانیوں کی خواہشات اور درخواست اور اِن کے کسی دباؤ میں آکر مسئلہ کشمیر امریکی مرضی کے بغیر خاموشی سے حل کردے۔

یقین جانیئے کہ آج اگر امریکا چاہئے تو مسئلہ کشمیر چند ایسے جملوں '' امریکا کی خواہش ہے کہ اَب بھارت مسئلہ کشمیر کو مزید طول نہ دے اور فوری طور پر اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق استصوابِ رائے سے تُرنت کشمیر کا مسئلہ حل کردے'' تو کوئی شک نہیں کہ آج ہی مسئلہ کشمیر صرف چند سیکنڈوں ، چند منٹوں ، چند گھنٹوں ، چند دِنوں ، چند ہفتوں اور چند ماہ ہی میں حل نہ ہو جائے تو کہنا....!!

مگر چونکہ امریکا کو مسئلہ کشمیر ابھی حل ہی نہیں کرنا اور کرانا ہے تو پھر وہ ابھی یہ ہرگز نہیں چاہے گا کہ اِس کی مرضی کے بغیر بھارت مسئلہ کشمیر حل کرے بلکہ اَب تو امریکا کی مسئلہ کشمیر سے متعلق یہ خواہش واضح طور پر عیاں ہوتی نظر آرہی ہے کہ بھارت کو کشمیر پر مکمل امریکی حمایت حاصل ہے جس کی بِنا پر بھارت کھلم کھلا کشمیریوں کو اپنی دہشت گرد افواج کے ہاتھوں نشانہ بنا رہا ہے اور تاریخ ساز ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ آج اِس میں بھی کوئی شک اور کوئی دورائے نہیں ہے کہ دہشت گرد بھارتی افواج کی دہشت گردی کے ہاتھوں کشمیری نوجوان برہان وانی کی شہادت نے کشمیریوں میں آزادی کی ایک نئی لہر پھونک دی ہے اور اَب یقینی طور پر وہ دن کوئی دور نہیں رہا ہے کہ جب بہت جلد مقبوضہ کشمیر کے آزادی کے لئے متلاش ہمارے کشمیری بھائیوں اور بہنوں اور بچے اور بچیوں اور نوجوانوں اور جوانوں اور بڑے بوڑھوں اور کشمیر کے چرندوں پرندوں اور کشمیر کی سب درو دیواروں کو بھی بھارتی حکمرانوں اور بھارتی افواج کے تسلط اور ظلم و ستم سے آزادی نصیب ہو جائے گی یہ بھی آزادی سے اپنے علاقے اپنے گھر وں کے آنگنوں اور بازاروں اور شاہراہوں پر اپنی آزاد زندگیاں پوری آزادی سے سُکھ اور چین کے ساتھ گزار سکیں گے آج اپنی اِسی آزادی کے حصول کے خاطر ایک لمبے عرصے (اور بالخصوص حالیہ چند دِنوں) سے بھارتی افواج کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے والے

اپنے کشمیری بھائیوں اور کشمیری قوم کو ساری پاکستانی قوم سلام پیش کرتی ہے۔

اِس منظر میں آج سات آٹھ روز گزر جانے کے باوجود بھی مقبوضہ کشمیر میں نہتے اور معصوم کشمیریوں پر ظالم بھارتی افواج کی دہشت گردی اور پُر تشدد کارروائیوں کے جاری سلسلے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جارہاہے نریندر مودی کی پجاری اور مودی دیوتا کے کشمیریوں سے متعلق آنے والے احکامات فوری عملدرآمد کرتی بھارتی افواج اپنی ساری مشینری کے ساتھ نہتے اور معصوم کشمیریوں پر ظلم وذیاتی کے پہاڑ توڑرے جارہی ہے بھارتی افواج نے کشمیریوں پر حیات تنگ کردی ہے کشمیریوں کا دنیا سے رابطہ منقطع کردیاگیاہے ، ٹیلی فون لائنیں، موبائل اور انٹرنیٹ سروسز بند کردی گئیں ہیں کرفیولگاکر معاملاتِ زندگی کو مفلوج کرکے رکھ دیاگیاہے، دہشت گرد بھارتی افواج کشمیریوں کو آزادی سے بھٹکاکر دہشت گردی کی جانب راغب کرنے کے حربے استعمال کررہی ہے ، کشمیر کی آزادی کی ساری اعلیٰ قیادت گرفتار کرکے پابند سلاسل کردی گئی ہے ۔

مگر یہاں حیران اور پریشان کردینے والی بات یہ ہے کہ ایسے میں پھر بھی امریکا اور یو این اُو اور ہماری اُو آئی سی جیسے اداروں کو کشمیر میں بھارتی افواج کے ہاتھو نہتے اور معصوم کشمیریوں پر ہونے والی دہشت گردی ابھی تک

نظر نہیں آرہی ہے آج یہی وجہ ہے کہ اِن کے اِس دوغلے پن پر دنیا تھو تھو کررہی ہے اور امریکا اور یواین اُو اور اُو آئی سی کے بے رحمانہ سلوک اور رویوں پر سوائے دہت تیری کے کہنے کے اور کچھ نہیں کہہ پارہی ہے اور اِس کے ساتھ ہی یہ کہنے اور سوچنے بھی لگی ہے کہ جیسے کشمیریوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کے لئے بھارتی حکمرانوں اور بھارتی افواج کو امریکا اور یواین اُو اور اُو آئی سی کی پوری پوری حمایت حاصل ہے اِسی لئے بھارتی افواج بے لگام ہو گئی ہے اور کشمیریوں کو بیدریغ پُر تشدد کارروائیوں کا نشانہ بنارہی ہے۔

یوں اَب تک مقبوضہ کشمیر سے آنے والی اطلاعات کے مطابق دہشت گرد بھارتی افواج کے ہاتھوں ہونے والی وحشیانہ اورپُر تشدد کارروائیوں سے کشمیر میں شہداء کی تعداد40 کے قریب تک جا پہنچی ہے اور ہنوز نہتے کشمیریوں پر بھارتی افواج کے ظلم وستم اور (جسم کے اُوپری حصوں) آنکھوں میں چھرے لگنے سے دوہزار سے زائد معصوم کشمیری بینائی سے محروم اور زخمی بھی گئے ہیں اور ساتھ ہی شہید ہونے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔اِس منظر میں تشویش یہ ہے کہ آخر بھارتی افواج کا کشمیریوں پر جاری یہ ظلم وستم کا سلسلہ کب اور کہاں جاکر رکے گا؟؟

جبکہ مقبوضہ کشمیراور پاکستان سمیت دنیا بھر میں اِنسانی حقوق کے تحفظ کے لئے کام کرنے والی تمام بڑی چھوٹی تنظیمیں امریکا سمیت اقوامِ عالم میں نہتے کشمیریوں پر بھارتی افواج کے توڑے جانے والے ظلم و ستم کو فوری طور پر رکوانے اور مظلوم کشمیروں کو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے سے بھارتی ظلم وستم سے آزادی اور انصاف دلوانے کے لئے عالمی اداروں سے رجوع کررہی ہیں جبکہ یہاں یہ امر باعثِ فخر و افتخار ہے کہ آج مقبوضہ کشمیر کے نہتے اور معصوم کشمیری بھائیوں کو بھارتی افواج کے اِنسانیت سوز ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے ہمارے وزیراعظم نواز شریف وجنرل راحیل شریف اور پاکستانی دفترخارجہ سمیت پوری پاکستانی قوم، سیاسی اور مذہبی جماعتیں اور پاکستانی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں جنھوں نے اپنی اولین ذمہ داریوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کی مذمت کی ہے اور دنیا بھر میں کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو تسلیم کرانے کا بیڑا اُٹھالیاہے، اور برملااور دوٹوک امریکا سمیت یو این اُواور اُو آئی سی کو یہ باور کرادیاہے کہ خطے میں دائمی امن و امان کے لئے فوری طور پر مسئلہ کشمیر حل کرنا ہوگا اِس کے بغیر دنیا میں امن کا خواب سیراب ہی رہے گااوراِس کے ساتھ ہی دنیاکے امن پسند ممالک سے یہ اپیل بھی کردی ہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل ہونے تک بھارت سے ہر اقسام کے تعلقات فوری طور پر منقطع کئے جائیں اور امریکا اور یو این اُو اور اُو آئی سی پر اخلاقی اور سیاسی معاشی اور

معاشرتی دباؤ بھی بڑھایا جائے کہ یہ کشمیریوں پر ظلم و ستم کے معاملے میں اپنی ظاہر و باطن حمایت کا سلسلہ فوری طور پر ختم کردیں اور اپنی اولین ترجیحات میں مسئلہ کشمیر کے فوری حل کے خاطر کوششوں کو حتمی شکل دیں تاکہ مقبوضہ کشمیر کے نصف صدی سے آزادی کے متوالے نہتے کشمیریوں کو بھارت حکمرانوں، سیاستدانوں، انتہاپسندوں اور دہشت گرد بھارتی افواج کے ظلم و ستم سے نجات حاصل ہو اور وہ بھی آزادی سے اپنی زندگیاں گزار سکیں اور اَب آخر میں، میں بھارتی افواج کے ظلم و ستم کے شکار اپنے نہتے کشمیری بھائیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی اور بھارت و امریکا اور یواین اُو اور اُو آئی سی سے ہمدردانہ اپیل کرتے ہوئے شاعر کے اِس دُعائیہ شعر کے ساتھ جازات چاہوں گا کہ :۔

اِس جگہ رہیئے جہاں دل کا زیاں کوئی نہ ہو اِس جگہ چلئے جہاں نامہرباں کوئی نہ ہو
اُس خیابانِ اِرم میں اے صبا لے چل ہمیں درد کے شعلے جہاں غم کا دُھواں کوئی نہ ہو

فتح اللہ گولن فوجی گولوں سے ترکی فتح کرنے چلا تھا؟

آج جہاں سرزمینِ تُرکی میں ماہِ رواں کی سولہ تاریخ جمعے اور ہفتے کی درمیانی شب جو ہوااِس میں شک نہیں کہ یہ دنیاکی تاریخ کے ابواب میں ایک انوکھا واقعہ ہے جس میں نہتے عوام نے اپنی ہی فوج کو سڑکوں پر کھسیٹااوراپنے باغی جسموں والے فوجیوں کے بدن سے فوجی وردیوں کو اُتار پھینکااوراِس کی خوب بے حرمتی کی حالانکہ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے مگر چونکہ تُرکی عوام کی منتخب جمہوری حکومت پر ابرہہ نما چند باغی فوجی جرنیل اور فوجیوں نے مل کرشب خون مارنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تب جمہوریت پسند تُرک عوام نے آؤ دیکھانہ تاؤ، اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر ابرہہ جیسے اُن جرنیل اوراِن کے حواری جمہور دُشمن فوجیوں کے بھاری بھرکم ٹینکوں اور آگ کے شعلے اُگلتی بندوقوں کے سامنے اپنے سینے چاک کرکے کھڑے ہوگئے جن کی ہمت اور بہادری نے مارشل لاء کے دیوتاؤں کے بت پاش پاش کردیئے یقیناًیہ جمہوریت پسند نظریاتی تُرک عوام کی ایک عظیم کامیابی ہے جسے نہ صرف تُرک عوام بلکہ ساری دنیا تاقیامت یاد رکھے گی اوراِس واقعے میں شہیدوزخمی ہونے والے بہادر ترک سپوتوں کو سلام پیش کرتے ہوئے مارے اور گرفتار ہونے والے باغی ترک جرنیل اور فوجیوں کے منہ پر کالک ملتی رہے گی۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جہاں یقیناً یہ واقعہ ٹینکوں اور آگ برساتی بندوقوں سے لیس دورِجدید کے ابرہہ نما آمروں کے لئے نشانِ عبرت ہے تو وہیں دنیا کے بہت سے ایسے ممالک کے جمہوریت پسند حسین ترین جمہوری دیوی کے جمہوریت کے پجاری حکمرانو، سیاستدانوں اور اداروں کے سربراہان کے لئے بھی لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ جو جمہوریت کے نماپر سارے جمہوری ثمرات اپنی ذاتوں اور اپنے خاندان کے افراد اور صرف اپنی پارٹی کے کارکنان اور اپنے ہی حلقوں کے ووٹروں تک محدود رکھ کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ جمہور اور جمہوریت کا حق ادا کررہے ہیں یا کہ اُنہوں نے جمہوریت کا حق پوری طرح سے ادا کردیا ہے تو وہ تُرکی میں پیش آئے اِس واقعے سے خوابِ خرگوش سے اُٹھیں اور اپنی آنکھیں کھولیں اور نہ صرف یہ بلکہ اَب یہ لوگ اِس کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً اپنا اور اپنی جمہوری حکومتوں کا بھی محاسبہ ضرور کرتے رہا کریں کہ کیا یہ جمہوری ثمرات اپنے عوام تک صحیح طریقوں سے پہنچا بھی رہے ہیں یا نہیں ؟ یا یہ خود کو اور اپنے عوام کو آمرابرہوں سے ڈراڈرا کر سارے جمہوری ثمرات اپنے ہی دامن میں بھرے جارہے ہیں اور عوام کو اپنی ذات کے لئے نام نہاد جمہوری چراغ دکھا کر اِسے جمہوری اُجالے اور اِس کے بنیادی حقوق سے محروم کررہے ہیں اور اپنے عوام کو قومی خزانہ بھرنے کے لئے ٹیکسوں اور مہنگائی کے بیجا بوجھ تلے غرق کرکے اِن کا ستیاناس کررہے ہیں اور دوسری جانب یہ خود تو خاموشی سے اِسی قومی خزانے سے اللے تللے میں مصروف ہیں اور آف شور کمپنیاں

بنابنا کر قومی خزانہ لوٹ رہے ہیں۔

پھر ایسے میں آنے والے وقتوں میں جب کہیں سے کوئی ابرہہ جیسا آمر انہیں گردنوں سے دبوچ لے اور اِن کے گلوں میں آمریت کا طوق ڈالے تو پھر یہ بلبلا اُٹھیں اور بِلوں میں چھپ کر اپنے اپنے منہ نکال کر چیختے پھریں گے کہ ہمارے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے حالانکہ اِنہوں نے تو اپنے دورِ اقتدار میں تو روزِ اول ہی سے جمہور اور جمہوریت کا نام) لے کر عوام کو بے وقوف بنانے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا) اور ہماری حکومت کو کام ہی نہیں کرنے دیا گیا ہے۔ جبکہ ایسا نہیں جیسا کہ تب کہتے پھریں گے۔

حق یہ ہے کہ اِنہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں عوامی مسائل کے فوری حل کے لئے ایک رتی کا بھی کام نہیں کیا سوائے اپنا الو سیدھا کرنے کے یہ کچھ اور نہیں کرتے رہے، آج یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ اِدھر اِن دِنوں جیسی جمہوری حکومت اور اِس کے جتنے بھی جمہوری حکمران اور قومی اداروں میں اِن کے جتنے بھی ہم خیال کارندے جِدھر کہیں بھی ہیں اِنہوں نے اپنے عوام کو کیسے اور کتنے جمہوری ثمرات منتقل کئے ہیں؟؟؟ یہ سب کو معلوم ہے۔

ویسے تو اِدھر آج بھی کہنے کو جمہوری حکومت ہے مگر بڑے افسوس کے ساتھ یہ

بات کہنی پڑ رہی ہے کہ آج 21 ویں صدی کی ہماری موجودہ جمہوری حکومت میں بھی عوام پینے کے صاف پانی، جدید علاج کے مراکز، سستی تعلیم، خالص خوراک اور جدید سفری سہولیات سے بھی محروم ہیں بلکہ دنیا کے بارہویں انٹر نیشنل شہر کراچی میں تو وفاق اور سندھ حکومت نے مل کر کراچی کو گندگی اور غلاظت کا ڈھیر بنادیا ہے اور اَب یقینی طور پر وفاقی اور سندھ حکومتیں اور کراچی کی ضلعی انتظامیہ مل کر کراچی کی گلی کوچوں اور شاہراہوں پر مہینوں مہینوں سے گٹروں سے اُبلتے تالاب کی شکل اختیار کرتے سیوریج کے گندے پانی پر سیاست کر رہی ہیں۔

اَب ایسے میں اِن کی آپس کی لڑائیوں میں پستے عوام کسی اور جانب اپنے مسائل کے فوری حل اور مدد کے لئے پکاریں تو اِس میں کون سی ایسی برائی ہے؟؟ لامحالہ پریشان حال عوام تو اپنے مسائل کے فوری حل کے خاطر کسی طاقتور کو ہی پکاریں گے؟؟ اَب جو کے وہ پکار بھی رہے ہیں، ایسے میں اُمید ہے کہ عنقریب سیاستدانوں کا احتساب کرنے کے لئے مُلک کا کوئی ادارہ ضرور عوامی آواز پر لبیک کہے گا اور حکمرانو اور سیاستدانوں سمیت عوامی خدمت سے سیاسی اور انتقامی طور پر منہ چرانے اور چھپانے والے اداروں کے سربراہان سے بازپرس کرے گا اور کرنا بھی چاہئے کیونکہ ہمارے موجودہ حکمرانوں، سیاستدانوں اور عوامی مسائل کے حل کرنے والے اداروں کے سربراہان اور افراد نے تو ایک ڈھلے

کا بھی کام نہیں کیا ہے اَب ایسے میں کوئی طاقتور ادارہ ہماری نام نہاد جمہوری حکومت کے کرتادھرتاؤں کا احتساب نہ کرے تو پھر کون کیا کرے گا؟؟

بہر حال، ترکی میں تو ایسا نہیں تھا ترک صدر طیب ایردوان تو اپنی جمہوری حکومت کے تما م تر جمہوری ثمرات اپنے عوام کو اُنڈیلتے آئے ہیں اُنڈیل رہے ہیں اور اِن کا اپنی حکومت میں آئندہ بھی سارے جمہوری ثمرات اپنے عوام کو اُنڈیلنے کا ارادہ ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس کے باوجود بھی اِن کی جمہوری حکومت پر شب خون مار کر جمہوری حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کی گئی یہ بات کچھ سمجھ سے بالاتر ہے...؟؟آج نہ صرف ترک عوام بلکہ ساری دنیا بالخصوص ہماری نام نہاد جمہوریت کے پُجاری بھی اِس کا جواب چاہتے ہیں کہ آخر ترکی میں ایسا کیا تھا؟؟ جس کی وجہ سے ترکی میں ایک منتخب اور خالص جمہوری حکومت کو کچلنے کے لئے مارشل لاء کے حامیوں کو اچھی بھلی جمہوری حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرناپڑااور پھرانہیں جمہوری عوام کے ہاتھوں عبرت ناک انجام سے دوچار بھی ہوناپڑاگیاہے۔

اگرچہ اِن دِنوں طیب ایردوان اپنی ساری ٹیم کے ہمراہ پوری طرح سے فام میں نظرآرہے ہیں اور اَب یہ ترکی قوانین میں ایک بار پھر بغاوت کے مرتکب ناسوروں کے خلاف سزائے موت کا سخت قانون لانے کے لئے قانون سازی میں بھی مصروف ہیں

اور اِس کے ساتھ ہی ایردوان نے یہ ارادہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ ترکی باغی فوجیوں کے ہاتھوں بغاوت کے حالیہ واقعے کے بعد جلد اَز جلد اِس بات کی پوری طرح سے جانچ پڑتال کی جائے گی کہ ترک فوج اور سرکاری ایجنسیوں سمیت ترک اداروں میں جتنے بھی امریکی حامی ترک باغی عزائم کے حامل افراد اور گروپس ہیں اِن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کے بعد اِنہیں سائیڈلائن کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے پائے جس سے ترک جمہوریت کو خطرات لاحق ہوں اور پھر ایسی کسی بغاوت کا ترک عوام کو سامنانہ کرناپڑے۔

تاہم آج یہاں یہ بات بھی ترکی عوام اور دنیا بھر کی جمہوری طاقتوں کے سامنے عیاں ہوچکی ہے کہ پچھلے دِنوں ترکی میں جو کچھ بھی ہوا ہے اِس کے پسِ پردہ امریکا اور امریکا ہی میں بیٹھے طیب ایردوان مخالف شہری فتح اللہ گولن اور ترک رستم اور جنرل آرکن اور سابق ایئر چیف کی جمہور دُشمن سازشیں کارفرما تھیں اَب جن کا قلع قمع کرنے کے لئے ایردوان سرگرم ہوگئے ہیں اور اُمید ہے کہ وہ اپنے اِس مقصد میں بہت جلد کامیاب بھی ہوجائیں گے۔

جبکہ اِس سارے منظر اور پس منظر میں یہ بات بھی ترک صدر طیب ایردوان اور وہاں کے عوام اور جمہوریت پسند اداروں کے سربراہان کے دل و دماغ میں رہے گو کہ امریکا ابھی تو اپنی سازش میں کامیاب نہیں ہوپایا ہے مگر اِس کا یہ بھی

ہر گز مطلب نہ لیا جائے کہ وہ اپنی اِس شکستِ فاش پر خاموش ہو کر بیٹھ جائے گا وہ اپنی کامیابی حاصل کرنے تک بار بار اور ہر مرتبہ ایک نئی سازش کے ساتھ سامنے آئے گا اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا کہ جب تک امریکا طیب اردوان کی حکومت کا تختہ پلٹ اِنہیں اور اِن ٹیم کو بھٹو، صدام، حُسنی اور قذافی اور دیگر کی طرح نشانِ عبرت نہ بنادے یہ اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا اور دنیا یہ بھی نہ سمجھے کہ امریکا کی یہ اور اِس جیسی سازش صرف تُرکی تک ہی محدود ہے بلکہ ایسا نہیں ہے جبکہ اِس نے اپنی خصلت اور عادت کے مطابق آج تُرکی جیسی یا اِس سے ذرا سی مختلف سازش اور بہت سے مُسلم ممالک جن میں خاص طور پر بادشاہی سعودی حکومت سمیت بہت سے جمہوری اور نام نہاد جمہوری مسلم حکمرانوں کی حکومتوں کا تختہ پلٹنے کے لئے بھی تیار کر رکھی ہیں ایسے میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ مسلم ممالک کے حکمران اور سیاستدان اور اداروں کے سربراہان امریکی دوستی کی شکل میں چھپے دومنہ والے زہریلے سانپ کو پہچانیں اور اِس کی ہر سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے سے خود کو تیار کرلیں تو بچت ہے ورنہ ورنہ...؟۔

اگرچہ طیب اردوان کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے سے متعلق ابتدائی طور پر جو نام سرفہرست تھا وہ فتح اللہ گولن کا نام تھا مگر اَب جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے اِس بغاوت کی سازش کے پیچھے کئی اور نام بھی سامنے آتے جارہے

ہیں شروعات کے لمحات میں ایسی بھی کچھ خبریں آتی رہی ہیں کہ امریکا میں بیٹھے امریکی ایجنٹ فتح اللہ گولن کا اشارہ ملتے ہی چند مٹھی بھر تُرک باغی فوجیوں نے اپنے صدر طیب ایردوان کی اچھی بھلی جمہوری حکومت پر شب خون مار کر اس کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کی تو وہیں ترک عوام کے دلوں کی دھڑکن بننے والے طیب ایردوان کا سوشل میڈیا سے ایک پیغام ملتے ہی ترک عوام اپنے صدر کی ایک آواز پر لبیک کہتی اور اپنے گریبان چاک کرتی سڑکوں پر نکل آئی اور باغی فوجیوں کے سامنے سینہ تان کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہوگئی اور پھر دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ وہاں کے لوگوں نے جمہوریت کو بچانے کے خاطر کیسے ترکی کی شاہراہوں پر باغی فوجیوں اور اِن کے دندناتے ٹینکوں کے نیچے لیٹ کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور ایردوان کی جمہوری دیوی کی جمہوریت پسند حکومت کی عزت کو آمروں (دورِ جدید کے ابرہہ اور اِس کے بھاری بھر کم ٹینکوں اور آگ برساتی بندوقوں سے) تار تار کرکے مارشل لاء کا خواب دیکھنے والے ابرہہ آمروں کا خواب چکنا چور کرکے رکھ دیا اور فتح اللہ گولن کے گولے برساتے باغی ترکی فوجیوں کے ٹینکوں اور بندوقوں اور اِن کے جسموں کو پتھروں سے چھلنی کرکے سب کو ابرہہ کے ہاتھیوں کی طرح بھرکس بنا کر رکھ دیا یقیناً یہ اِدھر تُرکی میں جمہوری صدر طیب ایردوان اور جمہوری عوام کی بے مثل اور تاریخ ساز فتح ہے تو اُدھر ہی امریکا کے ہاتھوں لڈن پوجنے امریکی ایجنٹ فتح اللہ گولن کے چہرے اور اِس سمیت اِس کے ظاہر وباطن چیلے چپاٹوں کے

باطل پرست عزائم و خیالات پر تاریخ کی سیاہی مل دی گئی ہے اَب وقت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ آج امریکامیں ترک فتح اللہ گولن جس نے اپنے ہم خیال 29 سے زائد جرنیل اور کئی سو فوجی اہلکاروں کو استعمال کرکے ٹینکوں اور فوجی گولوں اور شعلے برساتی بندوقوں سے ترکی کی منتخب طیب ایردوان کی جمہوری حکومت کے خلاف بغاوت کی سازش تیار کی اور طاقت کے ذریعے راتوں رات ترکی فتح کرنے کا خواب دیکھا مگر وہاں کے جمہوریت پسند عوام نے سازشی عناصر کا یہ خواب چکناچور کردیا آج فتح اللہ گولن جیسے مسلم دنیا کے جن ممالک سے تعلق رکھنے والے جتنے بھی ایجنٹ امریکامیں موجود ہیں اور جو امریکی ڈالروں پہ پل کر وہاں سے اپنی جمہوری حکومتوں کے خلاف کوئی تُرکی جیسی ناپاک فوجی بغاوت کی سازش بُن رہے ہیں اَب تو وہ اپنے عبرت ناک انجام سے ڈریں اوراِس کے ساتھ ہی ہمارے پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کو بھی چاہئے کہ یہ وبھی ترکی کے واقعے سے ضرور سبق حاصل کریں اور سوچیں کہ جب طیب ایردوان کی خالص جمہوری حکومت کا امریکا تختہ پلٹنے کی سازش تیار کرا اور کرواسکتاہے تو پھراِن کی اِس نام نہاد جمہوری حکومت کو کسی کے ہاتھوں آگے پیچھے کروانے کے لئے امریکا کیا کچھ نہیں کرسکتاہے؟؟ کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ آج ہمارے یہاں حکمرانوں اور سیاستدانوں نے سارے جمہوری ثمرات عوام تک منتقل ہونے کے بجائے ہمارے اِن پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اپنے تک ہی محدود رکھا ہوا ہے... چلتے چلتے ایک بات یہ کہ آج جہاں ترکی میں فوجی بغاوت کو

کچلنے کے بعد طیب اردوان کا کڑا امتحان شروع ہو چکا ہے تو وہیں ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لئے بھی یہ کڑے امتحان کا وقت ہے کہ اَب یہ بھی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا اِنہوں نے جمہوری روح کے مطابق سارے جمہوری ثمرات اپنے وعدوں کے مطابق اپنے عوام کو دے دیئے ہیں یا کہ نہیں ؟؟نہیں تو دے دیں... ورنہ.... ورنہ.... پھر (یہ عوام کے ہاتھوں اپنے کسی کڑے احتساب کے لئے تیار ہو جائیں۔ (ختم شُد

کیوں سندھ حکومت رینجرز اختیارات میں توسیع کو متنازع بنا رہی ہے؟

اَب تو سندھ میں رینجرز اختیارات کی توسیع کے معاملے کو لٹکائے رکھنے والی پاکستان پیپلزپارٹی کی ساری ڈرامہ بازی ختم ہو جانی چاہئے کیونکہ وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان نے دوٹوک انداز سے یہ کہہ کر '' سندھ حکومت رینجرز کو اجازت دے یا نہ دے مگر رینجرز سندھ میں رہے گی، سندھ حکومت کی سیاسی ڈرامہ بازی اور حربے سازی ختم کردی ہے اوراِس کے رینجرز کے اختیارات میں توسیع کے معاملے کو لٹکائے رکھنے کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے کہ اطلاعات کے مطابق وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان نے سندھ حکومت پر یہ واضح کردیا ہے کہ '' سندھ حکومت رینجرز کو اجازت دے یا نہ دے مگر رینجرز سندھ میں رہے گی، اور کراچی کے عوام کو ہر صورت میں تحفظ فراہم کیا جائے گا، سُپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق رینجرز نے کراچی میں جرائم پیشہ، علیحدگی پسندوں اور کرپشن میں ملوث عناصر کے قلع قمع کے لئے اپنا کلیدی رول ادا کیا ہے''۔

بیشک ،اَب اہلیان کراچی یہ اُمید رکھیں کہ ٹلک بھر کے لوگوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کراِن کے نصیب بنانے والے شہر کراچی کے نصیب بگڑنے نہیں دیئے جائیں گے اوراَب اِسے ایک مرتبہ پھر اپنے امن و بھائی چارگی اور معاشی حب

کا درجہ برقرار رکھنے کے لئے کسی بھی حال میں تنہا نہیں چھوڑا جائے گا اور شہرِ قائد کی روشنیوں کو بجھنے نہیں دیا جائے گا اور کراچی سمیت سندھ بھر میں جرائم پیشہ اور مُلک دُشمن عناصر کا خاتمہ کرنے کے لئے رینجرز اپنا اہم کردار ادا کرتی رہے گی جس پر اہلیانِ کراچی نے یکدل اور یک زبان ہو کر کہا'' ویلڈن ویلڈن چوہدری نثار علی خان ویلڈن'' اور اِسی کے ساتھ ہی اللہ سے دُعا کی کہ ربِ کائنات اللہ رب العزت جہاں چوہدری نثار علی خان کو کراچی کے نصیب بنانے اور اہلیانِ کراچی کی طرح اندرونِ سندھ پُر امن پاکستانی شہریوں کو بھی جرائم پیشہ، علیحدگی پسندوں کے کارندوں اور کرپشن میں ملوث عناصر کے فوری خاتمے کے لئے فیصلے کرنے کی صلاحیت دے تو وہیں دُبئی میں بیٹھی پی پی پی اور سندھ حکومت کی اعلیٰ قیادت کو بھی کراچی سمیت اپنے اندرونِ سندھ متحرک کرمنلز اور مُلک دُشمن اور کرپٹ ٹولوں کا سرزمینِ سندھ سے صفایا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے ۔آمین۔

بہر حال ،آج جہاں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کا سندھ میں رینجرز اختیارات میں توسیع کے حوالے سے آنے والا یہ اعلان بڑا ہی خوش آئند اور حوصلہ افزا ہے تو یہ وہیں آج رینجرز اختیارات میں توسیع کے معاملے کو لٹکانے اور ہاتھ مسلنے والی سندھ حکومت کے لئے بھی بڑا سوالیہ نشان ہے کہ آج کس منہ سے سندھ میں پی پی پی کی قیادت رینجرز کے اختیارات پر اعتراض کر رہی ہے جبکہ

سندھ میں تو رینجرز 10 ستمبر 2013 سے متحرک ہے اور سندھ میں جرائم پیشہ عناصر کا قلع قمع کر رہی ہے اتنا کچھ جانتے ہوئے بھی کہ رینجرز کراچی کی طرح اندرونِ سندھ بھی کرمنلز کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

مگر یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلے دِنوں صوبائی وزیرِ داخلہ کے ساتھ پیش آئے معاملے پر تو پیپلز پارٹی نے رینجرز اختیارات کو کراچی تک محدود کرنے کے معاملے پر خود ہی بحث چھیڑ دی ہے اور اِس حوالے سے اپنی ایسی " اندرونِ سندھ رینجرز کارروائیاں غیر آئینی ہے، پولیس یا رینجرز کو اختیارات سے تجاوز نہیں کرنا چاہے" اُلٹی سیدھی دلائل دے دے کر اور خودساختہ طور پر محض مفروضوں کی بنیادوں پر بہت کچھ باور کرانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے ہی قول و فعل کو مشکوک بناتے چلی جا رہی ہے۔

اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے سندھ میں پی پی پی کی حکومت یہ چاہتی ہی نہیں ہے کہ جس طرح کراچی میں رینجرز نے جرائم پیشہ عناصر کا قلع قمع کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا ہے اِسی طرح رینجرز اندرونِ سندھ میں بھی جرائم پیشہ عناصر کا خاتمہ ممکن بنائے، یہی وجہ ہے کہ سندھ حکومت رینجرز کے اختیارات کے توسیع کے معاملے کو اُلجھانے میں لگی ہوئی ہے۔

اِس صورتِ حال میں یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ سندھ میں صوبائی حکومت کی جانب سے سیاسی حربے بازیوں اور اُلٹی سیدھی دلائل کے ساتھ رینجرز کے اختیارات میں توسیع میں تاخیر کے باعث معاملہ سنگین سے سنگین تر ہوتا جارہاہے اِدھر کراچی میں رینجرز آپریشنز بند کردیاگیاہے، خبر ہے کہ شہرِ قائد کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر چیکنگ بھی ختم کردی گئی ہے،اہم تنصیبات اور شخصیات کی سیکورٹی پر مامور رینجرز اہلکاروں کو بھی واپس بلوانے کے احکامات جاری کردیئے گئے ہیں، پیراملٹری فورس کو ہیڈ کوارٹر طلب کرلیاگیاہے اِس پر یہ کہ ابھی تک اپنی اعلیٰ قیادت کے فیصلوں کی محتاج بنی ڈمی سندھ حکومت اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے اِس انتظار میں خاموش بیٹھے ہیں کہ کب دُبئی سے بلاول کے پاپا آصف علی زرداری کی جانب سے کوئی گرین سگنل آئے اور اِن کے ہاتھ میں رینجرز کے اختیارات کی توسیع کے معاملے میں زمبش یا حرکت پیدا ہو اور وہ سمری پر دستخط کریں مگر بڑی مایوسی کے ساتھ تادم تحریر یہ کہنا پڑرہاہے کہ ابھی تک کی اطلاعات کے مطابق پی پی پی کی دُبئی میں بیٹھی اعلیٰ قیادت کی جانب سے ایسا کوئی سگنل نہیں آیا ہے کہ جس سے یہ اُمید پیدا ہو کہ سندھ میں رینجرز کے اختیارات کے توسیع ہونے کے امکانات روشن ہوئے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ ابھی تک یہ معاملہ لٹکا ہوا ہی محسوس ہورہاہے اور اَب تو سندھ حکومت نے اپنے رویوں سے قوم کو یہ سوچنے اور کہنے پر مجبو کردیاہے کہ اَب اگر کراچی سمیت سندھ میں کہیں

بھی امن وامان کا کوئی بھی مسئلہ پیدا ہوا تو اِس کی ذمہ دار ڈرامہ باز یہی سندھ حکومت اور پیپلز پارٹی پارلیمنٹرینز کے صدر آصف علی زرداری ہی ہوں گے۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت سندھ میں جرائم پیشہ عناصر کا قلع قمع کرنے والی رینجرز کی کارروائیوں پر جتنے بھی سوالات اُٹھائے ہیں اور محض مفروضوں اور قیاس آرائیوں کی بنیادوں پر جتنے بھی تحفظات کا اِظہار کیا گیا ہے سب پی پی پی نے ہی کئے ہیں اِتنا تو کراچی اور سندھ سے تعلق رکھنے والی کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی جانب سے نہیں کئے گئے ہیں۔

آج کیوں سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت رینجرز اختیارات کو متنازع بنا رہی ہے؟؟ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں ہے مگر چوں کہ اَب سندھ حکومت شائد یہ بات اچھی طرح سے سمجھنے لگی ہے کہ یہ اِس کا سندھ میں آخری اور فائنل اقتدار ہے جس کے اختتام پر اِسے اپنے ہی لوگوں میں جانا ہے تب یہ کس منہ سے اپنوں میں جائے گی جب اِس نے اپنے لوگوں کے لئے کچھ بھی نہ کیا ہو اَب یہ ایسا کچھ کام نہیں کرنا چاہتی ہے کہ جو اِس کے اپنے لوگوں کے لئے پریشانی اور مشکلات کا باعث بنے ، سو اِن جیسے اور بہت سے جذبات سے سرشار پی پی پی کی حکومت سندھ میں رینجرز کے اختیارات کے معاملے پر سیاست کرکے اپنا سیاسی

قد اُونچا کرنا چاہ رہی ہے، اور اندرونِ سندھ کے جرائم پیشہ اور دیگر سیاسی کرائم و جرائم میں ملوث لوگوں کو یہ بتانا اور جانتا چاہتی ہے کہ ہم نے تم سے تمہاری حفاظت اور شیلٹر کا جو وعدہ کیا تھا ہم نے اِس پر آنچ نہیں آنے دی ہے۔

تاہم سندھ میں پی پی پی حکومت کے اِس رویئے سے یہ لگتاہے کہ جیسے اپنے دفتر کی لفٹ میں ایک ٹن کا ائیر کنڈیشنر لگا کر شاہی عیاشیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دینے والے وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سمیت سندھ حکومت کے تمام اراکین کی یہ سوچ بن گئی ہے کہ اپنی جمہوریت اور سیاسی بصیرت اور آگاہی سے ہر ممکن اقدامات کو یقینی بنایا جائے کہ کراچی سے ہوتے ہوئے رینجرز کے قدم اندرونِ سندھ نہ پہنچنے پائیں ،اِس کے لئے چاہئے جو کچھ بھی کرنا پڑے سب کچھ ہی داؤ پر لگادیا جائے مگر رینجرز کے جو اختیارات کراچی کے لئے تفویض کیے گئے ہیں اِن اختیارات کے ساتھ رینجرز کو اندرونِ سندھ قدم نہ رکھنے دیا جائے اور اگر پھر بھی ہم اِس میں کامیاب نہ ہوں تو پھر اَنا اور ناک کا مسئلہ بنا کر ایسے حالات پیدا کردیئے جائیں کہ سندھ حکومت مظلوم اور وفاق ظالم و جابراور فاسق لگے، اَب اپنی اِن ہی سوچوں کے ساتھ سندھ حکومت اپنے اِسی کلیئے پر کاربن ہے اور وہی کچھ کرنے پر تُلی بیٹھی ہے جس سے اِس کا اپنا کردار اہلیانِ کراچی اور وفاق کی نظر میں مشکوک بنتا جارہاہے۔

اور اِسی کے ساتھ ہی یہاں مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی عار نہیں ہے کہ اِدھر ن لیگ سے ایوان میں فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پی پی پی کی حکومت کراچی اور سندھ میں رینجرز اختیارات کے معاملے پر اندرونِ سندھ کے کرمنلز کو بچانے پر لگی ہوئی ہے اور رینجرز کے اختیارات ہر حال میں کراچی تک محدود رکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ جیسے سارے کرمنلز صرف کراچی میں ہی ہیں جبکہ اندرونِ سندھ تو سارے فرشتے ہیں۔

اِس منظر میں سندھ میں پی پی پی کی حکومت کے لئے دانشمندی اور دوراندیشی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اِدھر سندھ اور اُدھر لندن اور دُبئی میں خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزارنے والی پی پی پی کی اعلیٰ قیادت کی یہ اولیں ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ کراچی اور اندرونِ سندھ کے کرمنلز میں تمیز ختم کرے، کیونکہ جرم جرم ہوتاہے اور کرمنل کرمنل ہوتاہے، خواہ کراچی کو ہو؟؟ یا اندرونِ سندھ کا ہو؟اِن کے فوری خاتمے کے لئے اپنا ایسا مثبت اور تعمیری کردارادا کرنا چاہئے کہ کراچی کے ساتھ ساتھ اندرونِ سندھ میں اِن کی آستینوں اور اِن کے گاؤں دیہاتوں اور اِن کی گلی کوچوں میں بیٹھے شیطان کے چیلے،بُرائیوں کی جڑ اور کرپٹ عناصر جیسے ناسُوروں کا خاتمہ ہو۔

جبکہ آج یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سندھ حکومت نے اتنی سی بات کو سمجھے بغیر ہی رینجرز کے اختیارات کے معاملے کو لچھے کی طرح اُلجھا کر رکھ دیا ہے، لگتا ہے کہ جیسے پی پی پی کی قیادت کراچی کے کرمنلز کو تو کرمنل مگر اندرونِ سندھ کے کرمنلز کو فرشتہ سمجھتی ہے، تب ہی ایک طرف تو سندھ حکومت کراچی کے کرمنلز کو رینجرز سے کچلنا چاہتی ہے اور دوسری جانب یہی پی پی پی کی حکومت اور لندن سے ہوتی ہوئی دُبئی تک پھیلی ہوئی اِس کی اعلیٰ قیادت ہے جو اندرونِ سندھ کے جرائم پیشہ، علیحدگی پسند تنظیموں کے کارندوں اور سر سے پاؤں تک کرپشن میں ڈوبے اپنے ہم زبان اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ افراد کی سرکوبی کرنے کے بجائے آج اُن کے تحفظ کے لئے شیلٹر کا کام کرنے میں لگی ہوئی ہے اَب جو پی پی پی کی اعلیٰ قیادت کی سوچ و فکر اور قول و کردار اور سندھ حکومت کی ظاہر و باطن ہر قسم کی کارکردگی پر کالک کی طرح ایک بڑا سوالیہ نشان ہے

اشرف غنی سچ بولو..!! کس کی زبان بول رہے ہو؟

افغانستان کے موجودہ صدر اشرف غنی ابوالمنافق نے پاکستان کے ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ '' القاعدہ اور طالبان سے بڑا خطرہ پاکستان سے ریاستی تعلقات ہیں''اِن کے اِس کہے پر جہاں اور بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں تو وہیں ایک سوال یہ بھی ہے کہ اشرف غنی ابوالمنافق کی ذہنی کیفیات کو بھی پرکھا جائے کہیں یہ پاگل تو نہیں ہوگئے ہیں؟؟ اور اِس کے ساتھ مسٹر غنی کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ اپنے منہ میں کس کی زبان لگا کر یہ کچھ کہہ رہے ہیں؟؟ اور یہ کس کے الفاظ اپنے کانوں میں ٹھونس کر اپنی زبانِ منافق سے پاکستان کے بارے میں اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا ہے کہ آج ہر پاکستانی کو اِن کے اور افغانیوں کے منافق ہونے کا یقین ہوگیا ہے، اور اسی کے ساتھ ہی کیا وہ اِس بات کو بھی ایک پکے اور سچے مسلمان اور اصول پسند نڈر افغانی ہونے کے ناطے ایک اللہ ،ایک رسول اللہ ﷺ اور ایک قرآن کی قسم کھا کر حلفیہ کہہ سکتے ہیں کہ آج وہ افغانستان کے پاکستان سے ریاستی تعلقات سے متعلق جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ اِن کی اپنی خالص سوچ ہے اور اَب یہ اِس پر ہمیشہ قائم بھی رہیں گے اور وہ یہ بھی واضح کردیں کہ اپنی اِس بات اور جملے کو کھلے عام بار بار دہراتے بھی رہیں گے کہ میں نے پاکستان سے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ سب سچ ہے ورنہ اِس سے متعلق جب تک اشرف

غنی کی طرف سے کسی قسم کا کوئی جواب نہیں آجاتا ہے اِس بات پر اِدھر ہر پاکستانی اشرف غنی ابوالمنافق سے بار بار ایک یہی سوال کرتا رہے گا کہ '' کیا واقعی القاعدہ اور طالبان سے بڑا خطرہ پاکستان سے ریاستی تعلقات ہیں ؟؟

بہر حال، آج ہم پاکستانیوں کو اپنی اِس غلطی کا بڑی شدد سے احساس ہو رہا ہے کہ جب ہم نے روس افغان جنگ میں افغانیوں کو اپنی زمین پر پناہ دی تھی اِن کی مہمان نوازی کی اور اپنا تن من دھن سب کچھ لوٹا کر اِنہیں اپنے دامن میں چھپائے رکھا، خود بھوکے رہے مگر اِن منافقوں کا پیٹ بھر رکھا، ہم خود ننگے رہے مگر اشرف غنی جیسے ننگے ہوؤں کا تن ڈھانپا، ہم خود بے گھر رہے مگر اِن گرمی سردی بارش اور دھوپ سے چھپانے کے لئے اپنی مقدس زمین پر گھر بنا کر دیئے اور آج یہی افغانی ہیں جو کہ اَب اپنے دیس میں جانے کے بعد اپنی حکومتیں قائم کر لینے کے بعد بھارتی عیار اور مکار حکمرانوں کی گودوں میں بیٹھ گئے ہیں اُنہیں بھی مزے دے رہے ہیں اور خود بھی مزے لوٹ رہے ہیں بھارت تو تھا ہی پاکستان کا دُشمن مگر آج افغانی بھی بھارت کے اُکسانے پر بھارت سے زیادہ پاکستان کے خطرناک دُشمن کا روپ اپنا چکے ہیں اور بھارت کی گود میں بیٹھے افغان صدر اپنی ساری ٹیم اور حکومتی اراکین کے ساتھ مفاد پرستی کی لولی پاپ چاٹتے چاٹتے پاکستان کی دُشمنی میں اتنے اندھے ہوگئے ہیں کہ آج وہ اپنی منافقوں والی زبان سے بھارتی محبت اور دوستی کا دم بھرتے ہوئے بڑی دیدہ

دلیری اور ہٹ دھرمی سے پاکستان سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ''بھارت ہمارا دوست ہے، پاکستان ہاتھ بڑھائے تو ہم بھی ہاتھ بڑھائیں گے'' ورنہ...؟؟ فی الحال تو موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ القاعدہ اور طالبان سے بڑا خطرہ پاکستان سے ریاستی تعلقات ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج افغان صدر اشرف غنی ماضی و حال اور مستقبل میں پاکستان کی جانب سے دوستی اور محبت کے تمام بڑھائے جانے والے خلوص کے وعدوں اور معاہدوں کو بھول چکے ہیں اور آج افغانستان سے بھارتی مفادات کی آنکھوں پر چڑھی پٹی کو اُتار پھینکنے کی بھی زحمت گوارا کئے بغیر ہی افغان صدر اشرف غنی ابوالمنافق پاکستان دُشمنی کی نئی نئی مثالیں قائم کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں اور آج ہماری ہی آستینوں کے سانپ ثابت ہو رہے ہیں افغانی یہ بات یاد رکھیں پاکستان کل بھی افغانیوں کا بے لوث دوست تھا اور آج بھی ہے۔

اِس پر اَب ہم پاکستانی سِوائے کفِ افسوس ملنے کہ کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں، اور اُدھر ہم افغانستان میں بیٹھے احسان فراموش اور ابولمنافق شرف غنی اور کرزئی جیسے حکمرانوں اور وہاں کے عوام کے منافق رویوں کو دیکھ رہے ہیں تو اِدھر ہم اپنے اُس وقت کے آمر جنرل ضیاء الحق مرحوم جیسے بہت سے اپنے کرتا دھرتاؤں کے قول و فعل پر بھی سوائے سوالات اور انگلیاں اُٹھانے کے کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں اور پچھتاوے اور دُکھ بھرے لہجے کے ساتھ یہ کہتے

نہیں تھک رہے ہیں کاش کہ ضیاء الحق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ امریکیوں کے کہنے پر افغانستان کے کرزئی اور اشرف غنی جیسے افغانیوں کو سرزمینِ پاکستان پر پناہ نہ دیتے تو آج کم از کم پاکستان اِس طرح دہشت گردی و نارگی اور لاقانونیت کا شکار ہر گز نہ ہوتا جیسا کہ افغانیوں کی وجہ سے آج کل پاکستان ہوگیا ہے اور افغانستان سے ملنے والی سرحدوں اور اپنے شہروں میں آباد افغان بستیوں کی وجہ سے تاریخ کی بدترین دہشت گردی اور ناسور جیسی بہت سی بُرائیوں میں دھنس چکا ہے۔اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ آج پاکستان میں کلاشنکوف اور ہیروئین کلچر کا عام ہونااور ایسے بہت سی بُرائیوں کا معاشرے میں سراہیت کرجانا بھی روس افغان جنگ کے باعث پاکستان میں پناہ لینے والے افغان باشندوں کا ہی کارنامہ ہے ورنہ عین ممکن تھا کہ پاکستان اِن شیطان صفت بُرائیوں سے محفوظ رہتاہے یہاں ایک اور سوال جو ساری پاکستانی قوم ابوالمنافق افغان صدر شرف غنی سے کرنا چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ تب بھارت کہاں تھاجب افغان روس جنگ میں افغانی مارے جارہے تھے اور اِنہیں بھارت جیسا کوئی بھی مُلک پناہ دینے کو تیار نہ تھااور اُس وقت بھارت کااِنہی افغانیوں سے متعلق کہے ہوئے یہ الفاظ آج بھی تاریخ کا حصہ ہیں کہ ”ہم پہاڑوں میں رہنے والے قدیم رسم وروایت اور بات بات پر غصہ کرنے اورلڑنے مرنے والی افغان قوم کو اپنے یہاں جگہہ نہیں دے سکتے ہیں،اِس سے بھی زیادہ یہ کہ یہ ہیروئین جیسی دیگر نشہ کی عادی قوم ہے بھارت ایسی قوم کے افراد کو اپنی زمین پر

پناہ دے کر اپنی قوم کا مستقبل اور ترقی و خوشحالی داؤ پر نہیں لگا سکتا ہے‘‘ اور آج یہی بھارت ہے کہ جو خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے اور پاکستان کے خلاف افغانیوں کو استعمال کرکے اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے افغانیوں کا دوست بن گیا ہے اور عقل کے اندھے افغانی بھی اِس کے دوست .. (ختم شُد)

!! چلیں اچھا ہوا قائم علی شاہ تو رخصت ہوئے

ابھی جبکہ حکومت کو ختم ہونے میں صرف 22 ماہ رہ گئے ہیں ایسے میں گزشتہ اتوار کو دُبئی میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری اور شریک چیئرمین آصف علی زرداری اور سندھ سمیت مُلک کے دوسرے صوبوں سے بھی دُبئی جانے والے پی پی پی کے سینیئر رہنماؤں اور جیالوں کے ہونے والے ہنگامی اجلاس میں باہم صلح مشوروں سے وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی فوری تبدیلی سمیت موجودہ سندھ کابینہ کے بعض وزراء کو سندھ کابینہ میں شامل کئے جانے جبکہ بعض وزراء کو کابینہ سے نکالے جانے کا بھی حتمی فیصلہ کیا گیا۔

یوں پچھلے دِنوں دبئی میں ہونے والے فیصلوں کی روشنی میں بلاول ہاؤس کراچی میں بلاول زرداری کی زیرِ قیادت جاری اجلاس میں سید قائم علی شاہ نے اپنا استعفیٰ اپنی پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری کو پیش کردیااوراپنے عہدے سے سبکدوش ہوگئے ہیں اِس سے قبل قائم علی شاہ اور بلاول زرداری میں ون ٹوون ملاقات بھی ہوئی جس کے بعد قائم علی شاہ کا یہ کہنا تھا کہ قیادت نے جو فیصلہ کیا ہے اِسے تسلیم کرتا ہوں میں کل بھی پارٹی کا کارکن اور جیالا تھااور آج بھی ہوں۔

اگرچہ اِس سے انکار نہیں کہ سید قائم علی شاہ کی تبدیلی کے حوالے سے ہونے والے فیصلے پر معتبر ذرائع کا خام اور قوی خیال یہ ہے کہ قائم علی شاہ کی تبدیلی کا فیصلہ (با اختیار آصف علی زرداری اور ادی فریال تالپور کے ہوتے ہوئے بے اختیار) پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری کی خصوصی خواہش پر کیا گیا ہے جن کا خیال ہے کہ اپنی پارٹی کے اِن بزرگ رہنما کو اِن کے وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے سے تبدیل کردیا جائے اور اِن کی جگہہ کسی جوان جیالے کو لایا جائے تو سندھ کے بہت سے سیاسی مسائل حل ہو سکتے ہیں یوں بلاول زرداری کی بے پناہ خواہش اور تجویز پر پی پی کی دُبئی میں بیٹھی سندھ حکومت کے معاملے کو ہنڈل کرنے والی غیر انتظامی مگر سیاسی قیادت یعنی کہ آصف علی زرداری اور فریال تالپور نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کو تبدیل کرنے کا فوری فیصلہ کیا جس کے بعد نئے وزیراعلیٰ سندھ کی حیثیت سے سب سے مضبوط نام جو سامنے آیا وہ مراد علی شاہ کا نام ہے حالانکہ پارٹی میں اِن سے بھی زیادہ سینیئر اور با صلاحیت و بااعتماد کارکنان موجود ہیں جن کے نام پر پارٹی کے بہت سے سینیئر رہنماؤں کے تحفظات سامنے آرہے ہیں مگر بلاول زرداری اِنہیں راضی کرنے کی کوششوں میں لگے پڑے ہیں اُمید ظاہر کی جارہی ہے کہ بلاول اپنی خواہش کے مطابق اپنی کوشش میں کامیاب ہوجائیں گے اور اپنے سینیئرز کو منالیں گے اور اِسی کے ساتھ ہی بلاول ہاؤس کراچی میں

تُرنت مراد علی شاہ کو سندھ کا نیا وزیراعلیٰ سندھ بنانے کے حوالے سے زور شور سے تیاریاں شروع ہوگئیں۔

جبکہ خبر ہے کہ اِدھر جیسے ہی مراد علی شاہ کراچی پہنچے تو اُنھوں نے بھی گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے خصوصی ملاقات کی اوران سے اپنی وزیراعلیٰ سندھ کی حیثیت سے سونپی جانے والی اہم ذمہ داریوں سے متعلق آگاہی حاصل کی اور اپنے حق میں اِن کے تعاون کو یقینی بنانے کا عہدپیا کیا ابھی اِنہیں وزیراعلیٰ سندھ کی ذمہ داریاں سونپی جانے میں کچھ وقت باقی ہی تھا کہ بلاول زرداری بھی کراچی پہنچ گئے اور اُنھوں نے بھی وزیراعلیٰ سندھ کی فوری تبدیلی سے متعلق کئے گئے دُبئی کے فیصلے پر جلد عمل درآمد کرنے کا پروگرام ترتیب دے دیاہے اور اطلاعات آرہی ہیں کہ جمعے کو سندھ اسمبلی کے ہونے والے اجلاس میں نئے قائدِ ایوان کا چُناؤ ہوجائے گااور نئے وزیراعلیٰ سندھ کے منصب مراد علی شاہ کے کاندھوں پر ڈال دیاجائے گا۔

اَب دیکھتے ہیں کہ مراد علی شاہ کیا اپنی ذمہ داریاں اُس طرح نبھاپائیں گے ؟؟ جس طرح ایک بااعتماد اورپُروقار وزیراعلیٰ کو اپنافرائضِ منصبی نبھانا چاہئے یا یہ باصلاحیت اور باہمت ہوکر بھی اپنی ذمہ داریاں اُسی طرح اداکریں گے جس طرح اِن کے پیش روماضی کے قائم علی شاہ انجام دیتے رہے ہیں ؟؟ ختم

وزیراعلیٰ کے آنے کے بعد بھی سندھ اور کراچی کے سیاسی اور انتظامی معاملات یوں چلتے رہیں گے ؟؟ یا اِن میں کوئی مثبت تبدیلی بھی آئے گی؟؟۔

بہرحال، کچھ بھی ہے چلیں..!! یہ تو بہت ہی اچھا ہوا کہ قائم علی شاہ رخصت ہوئے پی پی پی کا قائم علی شاہ کی تبدیلی کا فیصلہ دیر سے ہوا مگر ہوا تو صحیح ،آج اگر سندھ اور کراچی کو کھویا ہوا مقام دِلانا ہے اور کراچی کو گندگی اور غلاظت سے نجات دلانا ا ہے اور پورے سندھ سمیت کراچی کو بھی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنا ہے تو پھر یہ لازمی ہے کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری اپنے نئے وزیراعلیٰ سندھ کو تمام اختیارات دے کر اِسے طاقت ور ترین وزیراعلیٰ سندھ بنائے تو اندرونِ سندھ سمیت کراچی میں کچھ تعمیری اور مثبت تبدیلیاں رونما ہو سکیں گی ورنہ سندھ کا نیا وزیراعلیٰ بھی دُبئی میں بیٹھی سیاسی قیادت کے سَحر میں گرفتار ہوگیا تو پھر سید قائم علی شاہ کی تبدیلی کا فیصلہ پی پی پی کے لئے سِوائے ڈرامے بازی کے کچھ نہیں ہوگا سو جب تک سندھ حکومت دبئی میں بیٹھی اپنی غیر انتظامی سیاسی قیادت کے مشوروں پر چلتی رہے گی تو نیا وزیراعلیٰ بھی قائم علی شاہ جیسا بن جائے گا..؟؟؟۔

تاہم اُمید ہے کہ جب یہ کالم شائع ہوگا تب تک یقینی طور پر مراد علی شاہ

سابق وزیراعلیٰ سندھ کے چھوڑے ہوئے گھمبیر مسائل اور کئی کڑے چیلنجوں اور سخت امتحانات کے ساتھ سندھ کے نئے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے نامزد ہو چکے ہوں گے اور سید قائم علی شاہ سندھ کے سابق وزیراعلیٰ سندھ کی حیثیت سے پہنچانے جانے لگیں گے اور اپنی ڈمی نما وزیراعلیٰ سندھ کی حیثیت ختم کرچکے ہوں گے یوں یہ سندھ کی تاریخ کے ایک ایسے وزیراعلیٰ قرار پائیں گے جن کی وجہ سے پاکستان پیپلزپارٹی نہ صرف مُلک بلکہ سندھ میں بھی اپنی حیثیت اور وقار کو کھونے کا سبب بنی ہے۔

اَب یہ اور بات ہے کہ پی پی پی کی دُبئی میں بیٹھی سیاسی اعلیٰ قیادت اور پاکستان میں سندھ حکومت کے انتظامی اُمور کو چلانے والے اِس بات پر لیپا پوتی کرتی پھرے ایسا نہیں ہے تو ویسا نہیں ہے، کچھ عناصر پارٹی میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں مگراَب کوئی کچھ بھی کہے، ہمیں اِس حقیقت پر ضرور یقین رکھنا ہوگا کہ سندھ سمیت کراچی کو کھنڈر اور کچرے اور گندگی وغلاظت کا ڈھیر بنانے میں جتنا کردار آٹھ سال پہلے آثارِ قدیمہ سے دریافت ہونے کے بعد وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز ہونے والے سید قائم علی شاہ کا ہے اُتنا کسی اور کا ہاتھ نہیں ہے، یا یوں کہہ لیں کہ پی پی پی کی دُبئی میں بیٹھی سندھ حکومت کی غیرانتظامی مگرسیاسی شخصیت آصف علی زرداری کے نزدیک قائم علی شاہ کی حیثیت صرف سندھ حکومت کے جاری کردہ چیکس پر سائن

کرنے والی اتھارٹی کے سوا کچھ نہیں تھی اِنہیں تو یہ بھی اختیار حاصل نہیں تھا کہ یہ خود سے کسی انتظامی امور چلانے والے اپنے کسی ماتحت یا ضلعی انتظامیہ کے کسی ذمہ دار سے کوئی کام کروانے کا بھی حکم جاری کر سکیں یہی وجہ تھی کہ سندھ کے ڈمی نما وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ اپنی سادہ طبیعت کے باعث اپنی دُبئی قیادت کے نزدیک قابلِ بھروسہ اور اعتماد والی ہستی قرار پائے تھے جس پر پی پی پی کے چیئرمین بلاول زرداری کو اندر ہی اندر یہ احساس کھائے جا رہا تھا کہ پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری اور پھوپھی جان فریال تالپور المعروف ادی نے سید قائم علی شاہ کو بحیثیت وزیر اعلیٰ سندھ کیوں برقرار رکھا ہوا ہے؟؟؟ جبکہ اِن کی عمر اور عہدے کی ذمہ داریاں یہ انصاف نہیں کرتی ہیں کہ یہ اِس عمر میں اِس عہدے پر کام کریں کیوں کہ بلاول زرداری خود جوان ہیں اور وہ نئے عزم اور نئے ولولوں کے ساتھ اپنے نانا شہید ذوالفقار علی بھٹو اور اپنی والدہ محترمہ شہید رانی بے نظیر بھٹو کے مقدس لہو سے اپنی پہچان بنانے والی پاکستان پیپلز پارٹی کو اِس کے حقیقی رنگ وبو اور دلکش اور دلنشین روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ عوام الناس تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ جمہوریت کے روحانی ثمرات بھی مُلک کے ہر غریب کے گھر کی دہلیز اور اِس کے آنگن تک پہنچانے کے لئے اپنی پارٹی کے با اعتماد اور باصلاحیت اور پڑھے لکھے سلجھے ہوئے نوجوانوں اور جوانوں کی ٹیم کے ہمراہ کے آگے لے کر بڑھنا چاہتے ہیں اِسی لئے بلاول زرداری نے چاہا ہے کہ سب سے پہلے اپنے

نیک عزم کی تکمیل ضعیف وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی تبدیلی سے کی جائے اور الحمدُاللہ ۔ بلاول زرداری اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔

سفاری پارک کے اُونٹ اور گھوڑے تو فروخت، مگر لیجئے گدھوں نے گدھوں کو !! بچالیا

یقیناآپ بھی میری اِس بات سے متفق ہوں گے کہ ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے اِنسانوں نے پیش آئے حالات اور واقعات کے باعث اپنے جزوقتی فوائد کے خاطر نظریہ ضرورت کے تحت کچھ ایسے قوانین اور ضابطے بنائے جن کا مقصد محض اِنسانوں اور اداروں کی ضرورتوں اور خواہشات کو پورا کرنااور کوئی ایسی راہ نکالنا تھاکہ جس سے معاشرے میں بہتری آئے اوراِس کے ثمرات اِنسانوں تک پہنچیں اورانسانوں کے مسائل فوری طورپر حل ہوں پھر تو نظریہ ضرورت کی ایسی عادت بن گئی کہ ہرانسان اور ہرادارہ بغیر کچھ کئے بس نظریہ ضرورت کا ہی سہارا لینے لگ گیااور اَب یہ حالت ہے کہ اِنسانوں اور اداروں نے اپنے مسائل کا حل اپنے وسائل سے ہاتھ پاؤں ہلا کر نکالنے کے بجائے بس نظریہ ضرورت سے ہی نکالناشروع کردیا ہے جس سے معاشرے کے انسانوں اور اداروں میں بگاڑپیدا ہورہاہے۔

ایسے میں یہاں ہمیں یہ بات بھی ہرگزنہیں بھولنی چاہئے کہ یہ اِنسانوں کا اپنا پیدا کردہ نظریہ ہے ، جِس کا دروازہ پچھلے زمانے کے انتہائی شارپ وچالاک اور شاطر ترین اِنسانوں نے اپنے ذاتی ، سیاسی ، مالی اوراخلاقی فوائدکے حصول کے خاطر کھولا، یوں یہ تب سے ابتک کھلا ہواہے، آج اِس نظریئے

کا جتنا فائدہ موجودہ صدی کے اِنسان کو ہوا ہے، شاید اِسے خود بھی اندازہ نہیں ہے کہ یہ اِس کے لئے بظاہر تو کتنا فائدہ مند ثابت ہوتا رہا ہے ہوا ہے اور ہوتا رہے گا مگر آج کے اِنسان کو اِس کا ہرگز اندازہ نہیں ہے کہ کچھ انسانوں کے کھولے گئے نظریہ ضرورت کے دوزاے نے موجودہ دور کے اِنسان کی محنت اور جدوجہد کرکے ترقی کرنے کے بہت سے دروازے بند کردیئے ہیں ابھی تو دورِرواں کے اِنسان کو اِس بات کا احساس نہیں ہے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا یہی نظریہ ضرورت اِس کے لئے بہت سے ذاتی ، سیاسی، معاشی و معاشرتی، مالی اور اخلاقی اور تہذیب و تمدنی لحاظ سے تباہی اور بربادی کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

بہرکیف،اِنسان بھی کِتنا بے مروت اور مفادپرست جاندار ہے، جب تک اِس کا کسی سے کام چلتا ہے ،تو وہ اُس کو اپنا استاد اور باپ مانتا ہے، مگر جیسے ہی اِس کا کام نکل جاتا ہے یا اِس کا اُلو سیدھا ہوجاتا ہے تو یہ اپنی آنکھیں پیشانی پر رکھ لیتا ہے، حضرتِ اِنسان کی اپنے جیسے اِنسانوں کے ساتھ پیش آئے معاملاتِ زندگی میں اِس کی مطلب پرستی توپہلے ہی مشہور ہے مگر اَب ایسا لگتا ہے کہ جیسے دورِ حاضر کے اِنسانوں نے اپنی اِس خصلت کا دائرہ جانوروں تک بھی پھیلادیا ہے،اگرچہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حضرتِ انسان اپنی اِس عادت کو ٹھیک کرتا اور سُدھارتا یا کم از کم اِسے یہیں روکے رکھتا جہاں یہ ہے مگر

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج اِس نے اپنی یہ عادت یقینی طور پر جانوروں تک بھی پہنچا دی ہے۔

کون کہتا ہے کہ گدھا یا گدھے عقل مند نہیں ہوتے ہیں...؟؟اِتنے عقل مند ہوتے ہیں اِس کا مجھے اندازہ نہیں تھا آپ حیران و پریشان نہ ہوں، لیجئے...!! اور سُنیئے کہ ہمارے یہاں گدھوں نے ایک ایسا فیصلہ کیا ہے کہ اِنہوں نے اپنے انوکھے فیصلے سے گدھوں کو بچالیا ہے، پچھلے دِنوں مجھے گدھوں کے عقل مند ہونے کا اندازہ اِس وقت ہوا جب میں نے یہ خبر پڑھی کہ ''بلدیہ عظمیٰ کراچی کا مالی بحران سنگین، اُونٹ اور گھوڑے بیچنے کا فیصلہ، سفاری پارک میں موجود 12 اُونٹوں اور 15 گھوڑوں کو فوری طور فروخت کیا جائے گا'' جبکہ سفاری پارک کو مالی بحران سے نکالنے کے لئے گدھوں کی فروخت کا گدھوں نے بعد میں فیصلہ کیا ہے۔

تب میں اِس خبر کو پڑھنے کے بعد اپنے جیسے بہت سے اُن اِنسانوں کی اِس سوچ و فکر پر غور کرنے لگا کہ جواَب تک یعنی کہ اِس خبر سے پہلے گدھے یا گدھوں کو کم عقل گردانتے آئے ہیں پھر میں اِسی دوران تدبر کے سمندر میں غوطہ زن ہوگیا کہ آج اگر واقعی گدھا اِتنا ہی کم عقل یا بد عقل جانور ہوتا جیسا کہ ہم پاکستانیوں سمیت جنوبی ایشیا کے بعض ممالک کے باشندوں کے علاوہ دنیا کے بہت

سے ممالک میں کئی رنگ و نسل، زبان وملت اور مذہب و تہذیب کے اِنسان گدھے کو اور خدا جانے کیا کیا کچھ سمجھتے ہیں...؟؟ مگر کچھ بھی ہے پھر بھی میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا کے زیادہ تر لوگ اِسے ایک بیوقوف اور بد عقل جانور ہی کی حیثیت سے پہچانتے ہیں تو مجھے اپنے جیسے اِنسانوں کی عقل پر شک ہونے لگا اور میں یہ سوچنے لگا کہ جیسا کہ ہم گدھے کو سمجھتے ہیں اگر واقعی گدھا ایسا ہوتا...؟؟؟ تو آج دنیا کو دولتی مار کر اِسے فتح کرنے اور ساری دنیا پر اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے کلیئے پر کاربند امریکا کی موجودہ حکمران جماعت کا صدر اوباما جس کا انتخابی نشان "گدھا" تھا وہ کبھی بھی اپنا انتخابی نشان گدھا" منتخب نہیں کرتا... ؟؟"

بہر حال، اَب کیا یہ ہماری اپنی عقل اور فہم وفراست ہے کہ ہم گدھے یا گدھوں کو کم عقل یا بد عقل جانور جانتے ہیں اور کہتے ہیں...؟؟ اور ہم اپنی ساری زندگی گدھے کو ایک بیوقوف اور بد عقل جانور گردان کر اِسے دھتکارتے اور پھٹکارتے رہتے ہیں اور اپنی اپنی زبانوں میں ایسی ایسی مثالیں پیدا کرتے ہیں کہ جس سے گدھے کی کم عقلی اور بیوقوفی کے عنصر نمایاں ہوتے ہیں۔

آج مجھے جس خبر کو پڑھ کر گدھے یا گدھوں کی کم عقلی یا اِن کے بیوقوف ہونے سے متعلق اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کا موقع ملا اور میں مان گیا کہ گدھے یا

گدھوں کو بد عقل یا بیوقوف کہنے والے ختم سمجھے۔ برے بد عقل اور بیوقوف لوگ ہوتے ہیں۔

خبر کی تفصیل یوں ہے کہ ''بلدیہ عظمیٰ کراچی نے اپنے شدت اختیار کرتے مالی بحران کو کم کرنے کے خاطر پہلے مرحلے میں سفاری پارک میں موجود 12 اونٹوں اور 15 گھوڑوں کو فوری طور پر بولیاں لگا کر بیچنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ پارک میں موجود گدھوں کو بعد میں اِسی طرح فروخت کے لئے پیش کئے جائیں گے '' جس پر ادارے کا خیال یہ ہے کہ اِس طرح ادارے کے سنگین ہوتے مالی بحران میں بڑی حد تک بہتری کے امکانات پیدا ہوں گے ''آپ نے پڑھا کہ ادارے کے گدھوں نے کس طرح پہلے مرحلے میں اُونٹوں اور گھوڑوں کو فروخت کرکے اپنے جیسے گدھوں کو فروخت ہونے سے بچالیا ہے ۔

جبکہ اِس صورتِ حال میں میرے نزدیک ہوناتو یہ چاہئے تھا کہ بلدیہ عظمیٰ کراچی اور سفاری پارک کی انتظامیہ سرجوڑ کر بیٹھتی اور اپنے سنگین ہوتے مالی بحران کو کم کرنے کے لئے ہوامیں سفاری پارک کے اُونٹوں ، گھوڑوں اور ترتیب وار گدھوں کو فروخت کرنے کا فیصلہ کرنے کے بجائے سب سے پہلے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیتی اور ادارے میں موجود دوٹانگوں والے اِنسان نماان کاہل گدھوں کو جو ہزاروں روپے ماہانہ تنخواہوں اور دیگر مراعات کی مد میں حاصل کررہے ہیں

اور جو کام کے ناکاج کے دشمن اناج کے ہیں اور یہ اپنی ذات سے ادارے کو فائدہ پہنچانے کے بجائے اُلٹا ادارے پر ایک بوجھ بنے پھر رہے ہیں جن کی وجہ سے ادارہ سنگین مالی بحران کا شکار ہو رہا ہے سب سے پہلے اِنہیں نکال باہر کرنے کا فیصلہ کرتی تو بہت اچھا ہوتا... یہ کیا کہ سفاری پارک کی انتظامیہ اور بلدیہ عظمیٰ کراچی کے حکامِ بالا نے اپنی کم عقلی سے یہ فیصلہ کیا کہ ادارے کے سنگین ہوتے مالی بحران کو مرحلے وار سفاری پارک کے 12 اُونٹوں اور 15 گھوڑوں اور گدھوں کو فروخت کے کم کیا جائے گا۔

یہاں راقم الحرف بلدیہ عظمیٰ کراچی اور سفاری پارک کی ضرورت سے کہیں زیادہ عقل مند اور نظریہ ضرورت کا سہارا لے کر سفاری پارک کے اُونٹوں، گھوڑوں اور گدھوں کی بولیاں لگا کر فروخت کرنے والی انتظامیہ سے یہ عرض کرنا چاہے گا کہ براہِ کرم سفاری پارک کے اُن اُونٹوں، گھوڑوں اور گدھوں کو ہر گز ہر گز فروخت نہ کیا جائے جن کی موجودگی سفاری پارک کو سفاری پارک بنانے اور کہلانے کی وجہ ہے اور جن کی موجودگی سفاری پارک کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث ہے اور جن کی حاضری سو فیصد سفاری پارک میں سیر و تفریح کرنے آنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہے اِنہیں اپنے جز وقتی فائدے کے لئے فروخت کرنے کے بجائے اِن جانوروں اور اِن جیسے دیگر جانوروں کی تعداد میں مزید اضافہ کیا جائے اور سفاری پارک کو مزید خوبصورت اور حقیقی ماحول سے ہمکنار کیا جائے اور تفریح

کرنے آنے والوں کے لئے مزید دلچسپی کا سامان مہیا کیا جائے تاکہ لوگوں زیادہ سے زیادہ سیر و تفریح کے لئے آئیں اور سفاری پارک کی آمدنی میں اضافہ ہو ایسا نہ کیا جائے کہ سفاری پارک کے جانوروں کو فروخت کرکے انتظامیہ اپنی ضرورتیں پوری کرتی پھرے آج اگر سفاری پارک کی انتظامیہ اور بلدیہ عظمیٰ کراچی کے حکامِ بالا یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سفاری پارک کے اُونٹوں ، گھوڑوں اور پھر گدھوں کو بیچ کر مالی بحران سے نکل جائیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اِن کی بڑی بھول ہے ہیں

قبل اِس کے کہ سفاری پارک کی انتظامیہ اور بلدیہ عظمیٰ کراچی کے حکامِ بالا اپنا مالی بحران دور کرنے کے لئے سفاری پارک کے اُونٹوں ، گھوڑوں اور گدھوں کو فروخت کریں تو اِنہیں یہ چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اپنے مالی بحران کو کم کرنے کے لئے اپنے ادارے میں موجود اُن دو ٹانگوں والے اِنسان نما اُن کاہل اور کام چور گدھوں کو جو ہر ماہ ہزاروں اور سالانہ لاکھوں روپے تنخواہوں اور دیگر مراعات کی مد میں وصول کرکے سفاری پارک اور ادارے پر بوجھ بنے ہوئے ہیں ایسے گدھوں کو نکال باہر پھینکیں تو یقینی طور پر سفاری پارک اور بلدیہ عظمیٰ کراچی سنگین ہوتے مالی بحران سے نکل سکتی ہے ورنہ تو ادارے کی انتظامیہ اُونٹوں ، گھوڑوں اور گدھوں کے بعد ہاتھیوں ، شیروں ، بندوروں اور سفاری پارک کے دیگر جانوروں کو بھی ایک ایک کرکے بولیاں لگاکر فروخت کرتی

رہے گی تو پھر بھی ادارے کا مالی بحران کبھی ختم نہیں ہوگا جب تک کہ ادارہ اپنی آستینوں میں بوجھ بنے کاہل اور نااہل ملازمین کو باہر نہیں کردیتا اُس وقت تک ادارے کا مالی بحران کبھی بھی ختم تو کیا کم بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

بہرحال، یہ خبر پڑھنے کے بعد مجھے بڑی شدت سے یہ احساس ہوا کہ درحقیقت ایسا نہیں ہے، جیسا کہ اَب تک میں گدھوں کو بدعقل یا کم عقل اور بیوقوف سمجھتا آیا ہوں مجھے یقین ہے کہ آج کے بعد آپ بھی مجھ سے ضرور اتفاق کریں گے کہ " آج گدھا سب سے زیادہ عقل مند جاندار ہے، اور آج یہ دنیا کے ہر کونے میں باکثرت پایا جاتا ہے یعنی یہ کہ آج کے زمانے کے ہر معاشرے کے ہر گھر میں کوئی نہ کوئی گدھا کسی نہ کسی صورت میں ضرور موجود ہے، کچھ زیادہ کام کرکے گدھے کہلاتے ہیں اور کچھ ، کچھ نہ کرکے گدھے یا گدھوں کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میرے دیس پاکستان کے بہت سے اداروں سمیت دنیا کے بہت سے ممالک کے بہت سے اداروں میں بھی سب سے زیادہ مزے بھی ایسے ہی گدھے لوٹتے ہیں جو کچھ نہ کرکے اپنے بوس اور اپنے ساتھیوں سے گدھے جیسے القابات سے نوازے جاتے ہیں اور خود کو گدھا یا گدھے کہلا کر عیش کرتے ہیں ، الغرض یہ کہ جس طرح گدھے ہر تہذیب کے ہر معاشرے میں کسی نہ کسی شکل میں پائے جاتے ہیں ہمارے مُلکِ پاکستان کی طرح دنیا کے بہت سے ممالک کے اعلیٰ و ادنا اداروں میں بھی بہت سی اقسام کے بہت سے گدھے موجودہ ہوتے ہیں ادارون

میں جن کی صرف موجودگی کا احساس ہوتا ہے مگر یہ کسی کام کے نہیں ہوتے ہیں اور بسااوقات اِن کے فیصلے ایسے ہی ہوتے ہیں جیساکہ اِس خبر میں ظاہر ہوا ہے کہ گدھوں نے گدھوں کو چھوڑ کر اُونٹوں اور گھوڑوں کو پہلے بولیاں لگا کر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، یوں گدھوں نے اپنے جیسے گدھوں کو بچا کر اُونٹوں اور گھوڑوں کو فروخت کرکے بلدیہ عظمیٰ کراچی اور سفاری پارک کے سنگین ہوتے مالی بحران میں بہتری لانے سے متعلق یہ انوکھا فیصلہ کیا ہے اِس پر میں گدھوں کی عقل کو داد کئے بغیر رہ نہیں سکا ہوں اور اَب اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کون کہتا ہے کہ گدھا یا گدھے کم عقل یا بدعقل جانور ہیں، ارے یہ کیا خبر میں ظاہر نہیں ہو رہا ہے کہ گدھوں نے گدھوں کو بچا کر اُونٹوں اور گھوڑوں کو فروخت کرنے کا فیصلہ کرکے کھلم کھلا طور پر دنیا کو یہ بتادیا ہے کہ خبردار اَب اگر کسی نے عقل کے حوالے سے کسی گدھے یا گدھوں کو کم عقل یا بدعقل کہا۔

محمد اعظم عظیم اعظم کا حج 2016 کا آنکھوں دیکھا حال

الحمدُللہ ، مجھ حقیر فقیر بے توقیر کو پچھلے ماہ آٹھ ، نو اگست 2016 پیر منگل کی درمیانی شب نجی حج ٹور آپریٹر پولی فلائی کراچی کے گروپ لیڈر ضیاء بیگ اور زعیم صدیقی جیسے اِس شعبے میں کہنہ مشق اور مشتاق نوجوانوں کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے سعودی عرب کے سفر کی سعادت نصیب ہوئی جہاں راقم الحرف نے تقریباً 44/43 دِن سرزمینِ مقدس میں گزارے اِس دوران اِن نوجوانوں ضیاء بیگ اور زعیم صدیقی نے اپنے ساتھ آئے حجاج اکرام کی قدم قدم پر ضرورت سے کہیں زیادہ بڑھ کر رہنمائی کی اور کسی بھی حاجی کو کسی بھی قسم کی درپیش تکلیف کا فوری ازالہ کرنا اپنا دینی اور اخلاقی فرض سمجھا دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کے کاروبار میں برکت اور اِنہیں اور زیادہ ہمت اور طاقت عطا فرمائے کہ یہ اللہ کے مہمانوں کی خدمت کرتے رہیں آمین ثمہ آمین۔

اگرچہ مجھے دوسرے صحافیوں اور کالم نویسوں کی طرح سعودی فرمانرواشاہ سلمان بن عبدالعزیز یا سعودی وزارتِ ثقافت واطلاعات کی دعوت پر شاہی مہمان کی حیثیت سے فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت تو حاصل نہ ہوئی مگر اِس کے باوجود بھی اگر یہاں میں اپنے مشاہدات میں آئے سعودی حکومت اور سعودی وزارتِ حج کے

حجاج اکرام کو حج کے دوران بالخصوص سب سے زیادہ رش اور خطرے والے مقام جمرات سمیت دیگر مقامات پر حجاج اکرام کو مثالی سیکیورٹی فراہم کرنے سمیت دیگر حج اقدامات اور انتظامات کی تعریف نہ کروں تو یہ میرے حق و سچ لکھنے والے قلم کے ساتھ بڑی زیاتی ہوگی ہر قسم کے لغو سے بالاتر اِس سال سعودی حکومت اور سعودی وزارتِ حج نے ایامِ حج کے اجتماع میں خصوصی طور پر نظم وضبط برقرار رکھنے اور دہشت گردوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے ساتھ ساتھ حجاج اکرام کی جدید خطوط پر سیکیورٹی فراہم کرنے سمیت تمام تر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے ہر اقدامات کو یقینی بنانے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی تھی ایسا کرنا سعودی حکومت اور وزارتِ حج کے لئے یوں بھی بہت ضروری تھا کہ گزشتہ سال 2015 میں دوران حج جمرات کے مقام پر پیش آئے واقع اور رواں سال رمضان المبارک کے آخری عشرے کے آخری روز یعنی کہ عیدالفطر سے صرف ایک دن پہلے مسجد بنوی کے احاطے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اقدس کے باہر دہشت گردی کی ہونے والی واردات نے بھی امسال سعودی حکومت اور وزارتِ حج کو اِن جیسے بہت سے خطرات اور چیلنجز سے قبل ازوقت نمٹنے کے لئے جدید خطوط پر منصوبہ بندی کرنے کے لئے کمربستہ کر رکھا تھا جس میں بیشک سعودی حکومت اور وزارتِ حج سو فیصد کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی ہے اور کہیں سے بھی کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے کی اطلاع نہیں ملی جیسا کہ پچھلے دِنوں اور گزشتہ سال رونما ہوئے تھے یقیناً اِس ساری کامیابی کا سہرا سعودی حکومت اور سعودی وزارتِ حج کے سر

ہے جنھوں نے اپنی اعلیٰ حکمت عملی اور دن رات کی محنت اور جانفشانی سے دنیا بھر سے آئے فرزندانِ توحید کو بے مثال سیکیورٹی فراہم کی اور حجاج اکرام کی قدم قدم پر رہنمائی کی اَب کیا یہ اُمید بھی کی جانی چاہئے کہ سعودی حکومت اور سعودی وزارتِ حج آئندہ بھی اپنے ایسے ہی بے مثال اور لاثانی وآفاقی اور اِس سے بھی بہتر اقدامات کو یقینی بنا کر حجاج اکرام کی خدمات کرتی رہے گیں۔

یہاں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ میں اپنے اِسی کالم کی اگلی سطور میں اپنے مسلم بردار ملک سعودی عرب اور اپنی پاکستانی دونوں ممالک کی حکومتوں اور سعودی و پاکستانی وزارتِ حج کو دوایک مشورے بھی دینا چاہوں گا کہ کم از کم اگر سعودی حکومت اور سعودی وزارت حج اگلے عمرے سیزن سے ہی میرے دیئے ہوئے مشورے پر عمل کرنا شروع کردے تو بہت سے حجاج اکرام کو بہت سی سہولیات میسر آسکتی ہیں یقینی طور پر اِس پر سعودی حکومت اور سعودی وزارتِ حج کی ایک پائی بھی خرچ نہیں ہوگی مگر ایسا کرنے سے اتنا ضرور ہوگا کہ آئندہ عمرے اور حج کی نیت سے سعودی عرب آنے والے ایسے بے شمار کمزور و بیمار اور معذور عازمین عمرہ اور حجاج اکرام کو سہولیات میسر آسکیں گی۔

بہر حال ،اِس میں شک نہیں کہ میں اِس سفر پر خود نہیں گیا تھا بلکہ مجھے

کروڑوں لوگوں میں سے چُن کر اور پسند کرکے میرے اللہ اور اُس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بلایا اور اپنا مہمان بنایا تھا یوں اِس اِن کی رضا اور خوشنودی کے آگے بحیثیت اِن کا بندہ اور غلام اپنا سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے رب اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے در پر حاضر ہو گیا اور مجھے یقین ہے کہ میرا اللہ اور میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجھے جتنی مرتبہ بھی بلائیں گے میں جاتا رہوں گا کیونکہ اللہ کے بندے اور اِس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کی یہی شان و پہچان ہے کہ جب مالک اور آقا ﷺ بلائے بندہ اور غلام اپنی دنیا و جہاں کی تمام مصروفیات اور مال و اولاد کی محبتوں کو خیر باد کہہ کر اپنے اللہ اور آقائے دوجہاں ﷺ کے دربار میں حاضر ہو جائے۔

یقیناً سرزمینِ سعودی عرب پر ہر سال فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جمع ہونے والے لاکھوں فرزندانِ توحید کا یہ دنیا کا سب سے بڑا اور کئی لحاظ سے منفرد اور واحد اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں دنیا کے کئی ممالک سے تعلق رکھنے والے مختلف رنگ و نسل ، زبان و تہذیب کے لاکھوں کی تعداد میں اِنسان (جن میں مرد و خواتین بچے بوڑھے جوان سب ہی شامل ہیں) ایک اللہ کی وحدانیت کا ورد کرتے جمع ہوتے ہی یہاں سب ایک دوسرے سے شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اِس دوران نہ کوئی بادشاہ ہوتا نہ کوئی فقیر نہ کوئی امیر ہوتا ہے اور نہ غریب مٹی کے گارے سے بنے فرزندانِ توحید ایک دوسرے سے جڑ کر اور گوند کر دنیا کے

اِنسانوں اور دیگرادیان کے پیروکاروں کو ملی یکجہتی اخوت و مساوات بھائی چارگی اور امن و آشتی اور عفور درگزر کا ایک ایسالافانی درسِ عام دیتے ہیں کہ جس کی مثال دین اسلام کے علاوہ دیگر ادیان کُل میں کہیں نہیں ملتی ہے۔

ایامِ حج میں فرزندانِ توحید ذاتِ باری تعالیٰ اللہ رب العزت کے احکامات اور رسول ﷺ کی سُنت واسوہ حسنہ اور کتابِ مبین قرآن کریم کی تعلیمات کی رسی کو تھامے بس ”لبیک اللھم لبیک لاشریک لکَ لبیک، انا لحمد ونعمتَ لکَ وللملک، لاشریک لک“ کی صدائیں بلند کرتے اپنے وحدہ لاشریک اللہ کی وحدانیت کا ورد کرتے ہیں یہ دنیا جہاں سے بے خبر صرف دوسفید بغیر سیلی ہوئی چادروں کو زیب تن کئے تین دن ہی کے خیموں، ایک دن دھوپ و گرمی سے بے نیازاپنے رب کی رضاکے لئے میدانِ عرفات میں کھلے آسمان تلے بعد نمازِ عصرتامغرب وقوفِ عرفات کرتے ہیں حجاج اکرام اِس دوران اپنے خالقِ کائنات اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوکرگڑگڑاگڑگڑاکر مناجات پیش کرتے ہیں اور اپنے ظاہر باطن اور صغیریٰ اور کبیریٰ گناہوں کی معافی مانگے ہیں اوراُمتِ مسلمہ اور دینِ اسلام کی سربلندی اوراپنی دنیاوی اور آخروی زندگیوں کی کامیابیوں کے لئے دُعاکرتے ہیں یہاں وقوفِ عرفات میں حجاج اکرام دُعائیں کرتے ہیں تواِدھر اللہ آمین کہتاہواحجاج اکرام کی ساری مانگی جانے والی ہر چھوٹی بڑی دُعاوں کو قبول کرتاجاتاہے جبکہ مدذلفہ کے کھلے میدان میں ایک رات گزارنے کے بعد جب

بعد نماز فجر سے سورج طلوع ہونے تک حجاج اکرام وقوفِ مذدلفہ کرتے ہیں اور حجاج اکرام اِدھر بھی رورو کر دُعائیں مانگتے ہیں تو تب بھی ربِ کائنات اللہ رب العزت اِن کی پچھلے دِنوں اور آج کی مانگی جانے والی ہر دُعا پر آمین کہہ کر ان مانگی ہوئی ہر دُعا پر مقبولیت کی مہر لگا دیتا ہے سبحان اللہ اِن مقامات پر بھی فرزندانِ توحید باکثرت ذاتِ باری اللہ رب العزت کے واحد اور لاشریک ہونے کی گواہی دیتے ہیں اِس طرح یہ اپنے خالق ومالک اللہ رب العزت کو راضی کرتے ہیں اور یوں حج کے اِن ایامِ خاص میں فرزندانِ توحید ذاتِ باری کی جانب سے جھم جھم برستی انوار و برکات اور رحمتوں کی بارش سے اپنے ظاہر و باطن کو ایسے پاک کرتے ہیں کہ جیسے یہ ابھی ابھی پیدا ہوئے ہوں فریضہ حج کی ادائیگی کے مقدس سفر کے دوران جہاں حرم شریف و مسجد نبوی اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے روضے اور ریاض الجنہ کی زیادت نصیب ہوئی تو وہیں مکے اور مدینے میں موجود دیگر مقدس مقامات پر جانے اور اِن کا دیدار کرنے سے بھی روح کی بالیدگی کا بھی احساس ہوا۔

اِس میں شک نہیں کہ حج اِنسان کی انفرادی عبادت کا مجموع ہے جس میں صبر و برداشت اور تحمل کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے راقم الحرف کا خام وقوی خیال یہ ہے کہ ہماری ذراسی جلد بازی یا بھگڈر سے نظم وضبط بگڑسکتا ہے جیساکہ پچھلے سال ہوااور جمرات کے مقام پر کسی ملک کی شرارت اوراسلام دشمن عناصر کی سازش کی

وجہ سے بھگدڑ مچائے جانے سے سیکڑوں اور ہزاروں حجاج اکرام کچل کر لقمہ اجل بنے اور شہید ہوئے یعنی یہ کہ کسی کی تھوڑی سے غلطی سے بہت سے اِنسانوں کا '' دم'' نکل گیااور راقم الحرف اِس ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنا چاہے گاکہ حج ایک ایسی عبادت بھی ہے جس کی ترتیب میں جلدبازی کرنے یا کسی قسم کی بڑی غلطی سرزد ہونے کی صورت میں بھی ''دم'' لازم آتاہے جس کے ازالے کے طور پر ایک بکرا، دنبہ یا اونٹ دم کی صورت میں ذبح کرنا ہوتاہے بسااوقات ایسانہیں ہوتامگرایساضرور ہے کہ جیسی غلطی ویسادم دیناپڑتاہے عازمین عمرہ اور حجاج اکرام کو عمرے کی ادائیگی اور فریضہ حج کی ادائیگی سے پہلے تربیت کا حاصل کرنابہت ضروری ہےاِس کے بغیراِنہیں پریشانیوں کا سامنا کرناپڑسکتاہے۔

یہ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے نجی ٹورآپریٹر پولی فلائی کراچی کے نامزد کردہ گروپ لیڈرزضیاء بیگ ، زعیم صدیقی اوراِن کے دیگر ساتھیوں اور سعودی حکومت اور سعودی وزارت حج کے جانب سے حجاج اکرام کی سہولیات کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور انتظامات بے حد مثالی تھے مگر پھر بھی اِدھر مکے میں مجھ جیسے بہت سے بیمار معزور اور کمزور حجاج اکرام کا حجرِاسود کو بوسہ دیناتوبہت دور کی بات ہے ہماری اِس تک رسائی بھی نہ ممکن رہی ہےاِسی طرح حطیم میں جو طاقتوراور تندرست و تواناحجاج اکرام تھے وہ تو بار بار نفل نمازیں پڑھ کر آئے مگر میں ایک بار بھی رش اور دھکم پیل کی وجہ سے نہ جاسکااور اُدھر

مدینے میں ریاض الجنتہ پر بھی بہت سے طاقتور حجاج اکرام تین میں کئی کئی بار نفل نمازیں پڑھ کر آئے مگر ایک میں اور مجھ جیسے سیکڑوں ایسے بھی تھے کہ جو رش اور دھکم پیل کی وجہ سے ریاض الجنہ اور روضہ رسول ﷺ پر بھی حاضر ہونے سے قاصر رہے یاد پڑتا ہے کہ مدینے میں سارے قیام کے دوران صرف ایک ہی روز موقعہ ملا تھا کہ ریاض الجنہ اور روضہ رسول ﷺ پر آسانی سے اپنی حاضری ممکن بنائی جائے اور بڑی مشکلوں سے اِس میں تھوڑی دیر کو ہی کامیابی ملی اور اِن مقاماتِ مقدسہ کا صرف ایک بار ہی شرف حاصل ہوا مگر پیاس ابھی باقی ہے یہاں میں سعودی حکومت اور وزارتِ حج کو اپنا یہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ معلم کی جانب سے حجاج اکرام کو جو کارڈ دیا جاتا ہے بس اِس کارڈ کا سائز تھوڑا سا (دو یا تین انچ) چوڑا کر دیا جائے اور اِس پر ترتیب سے چار کالمز بنا دیئے جائیں جیسے پہلے کالم میں نمبر 1 بوسہ حجرِ اسود، دوسرے کالم میں نمبر 2 نفلِ حطیم، تیسرے کالم میں نمبر 3 حاضری روضہ رسول ﷺ اور چوتھے کالم میں نمبر 4 نفلِ ریاض الجنتہ لکھ دیا جائے اور حج و عمرے کے لئے آنے والے ہر عازمین حج و زائر عمرہ پر یہ لاز قرار دیا جائے کہ وہ جب بھی حرم شریف کعبہ اللہ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے آئے وہ معلم یا وزراتِ حج کی جانب سے دیئے گئے اِس کارڈ کو جس پر مندرجہ بالا چار کالمز بنے ہوئے ہوں اِسے ضرور اپنے گلے میں ڈال کر آئے ایسا نہ کرنے والے کو حرم شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں ہی داخل نہ ہونے دیا جائے اور جو داخل ہو جائے اور وہ حجرِ اسود کا بوسہ دینا چاہے تو اُسے

لائن میں لگا کر یہ موقعہ دیا جائے اور جب وہ حجرِاسود کو بوسہ دے چکے تو وہاں پر موجود سعودی سپاہی یا انتظامی امور پر مامور اہلکار حجرِاسود کو بوسہ دے کر نکلنے والے کے کارڈ پر درج حجرِاسود کے خانے یا کالم پر ہول پنچ سے سوراخ کردے تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ اِس شخص نے حجرِاسود کو بوسہ دے دیا ہے اوراسی طرح حطیم میں جب بھی کوئی حاجی یا زائرہ عمرہ نماز پڑھ کر نکلے تواِس کارڈ کے حطیم کے خانے پر بھی ہول کردیا جائے یہ سلسلہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ کر روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے والوں اور ریاض الجنتہ پر نوافل ادا کرنے کے بعد باہر جانے والوں کے ساتھ بھی وہاں پر موجود سپاہی یا انتظامی امور پر مامور سعودی حکومت اور وزارتِ حج کے اہلکار حجاج اکرام اور زائرعمرہ کے کارڈ کو ہول کرکے اپنی ڈیوٹی انجام دیں تواِس سے اتنا ضرور ہوجائے گا کہ کوئی شخص ایک بار سے زائداِن مقامات پر نہیں جاسکے گا اِس سے بڑی حدتک اِن مقدس مقامات پر رش بھی نہیں لگے گااور نہ دھکم پیل ہوگی اِس ذراسے عمل سے بہت سے مجھ جیسے کمزور، بیمار اور معزور حجاج اکرام اور زائرہ عمرہ کو بہت سی آسانیاں میسرآسکیں گے اور سعودی حکومت اور وزرات حج کا کام بھی آسان ہوجائے گا۔

یہ تو صائب مشورہ تھا سعودی حکومت اور سعودی وزراتِ حج کے لئے اَب میں آتا ہوں اپنی پاکستانی حکومت اور اپنی پاکستانی وزرات حج اوراپنے وزیرحج

سردار یوسف صاحب کی جانب تو جنابِ محترم عرض یہ ہے کہ الحمد للہ، ہمارے یہاں گزشتہ سالوں سے (یعنی کہ جب سے سردار یوسف صاحب آپ کی زیر نگرانی) جتنے بھی حج اقدامات اور انتظامات کئے جا رہے ہیں وہ بھی قابلِ تعریف اور لائق ستائش ہیں امسال بھی حکومتِ پاکستان نے سرکاری حج پر آئے حجاج اکرام کی مثالی خدمات انجام دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے بس سوائے اِس کے کہ ہماری حکومت جتنے بھی حجاج اکرام کو حج کے لئے بھیجتی ہے حکومت اِنہیں سارا عرصہ عزیزیہ میں ہی ٹھیراتی ہے اگرچہ عزیزیہ بھی حرم کا ہی حصہ ہے مگر حجاج اکرام کو جو کیف وسُرور کعبہ اللہ میں نمازیں پڑھ کر ملتاہے اور حاصل ہوتاہے اِس کی تو بات ہی اور ہے اَب بیچارہ پاکستانی حاجی حرم سے 6، 7 کلومیٹر دور رہ کر روز تو حرم نہیں پہنچ سکتاہے یہ ٹھیک ہے کہ عزیزیہ سے حجاج اکرام کو حرم تک جانے اور وہاں سے قیام گاہ عزیزیہ تک واپس آنے کے لئے بس سروس تو ضرور مہیا کی جاتی ہے، ایامِ حج میں یہ بس کی سہولت بھی رش بڑھ جانے کے باعث بند کر دی جاتی ہے راقم الحرف کے مشاہدے میں یہ بھی آیاہے کہ رش کے باعث عزیزیہ سے بس سروس بند ہونے سے پاکستانی حجاج اکرام فجر میں اپنی جیب سے ٹیکسی ڈرائیوروں کے منہ مانگے مہنگے کرائے 500,400, 300 اضافی ریال ادا کرکے حرم تک جاتے ہیں تو پھر وہ بعد نماز عشاء بھی اتناہی کرایہ ٹیکسی ڈرائیوروں کو دے کر عزیزیہ لوٹتے ہیں اور اگر عشاء کی نماز میں جاتے ہیں تو حرم میں رات گزار کر صبح فجر کی نماز کے بعد واپس اپنی قیام گاہ پر آتے ہیں

میں یہاں ایک بار پھر زور دے کر یہ بات ہوں گا کہ حج کے ایام میں جب رش زیادہ بڑھ جاتا ہے تو یہ پاکستانی حجاج اکرام جو عزیزیہ میں قیام پذیر ہوتے ہیں اِنہیں حرم تک لے جانے والی بس سروس بھی بند کردی جاتی ہے جس کی وجہ سے حجاج اکرام کو بہت زیادہ پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اِنہیں عزیزیہ کی قریبی مساجد میں ہی نمازِ پنجگانہ ادا کرنی پڑتی ہیں بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ حکومت پاکستان اور پاکستانی وزراتِ حج اپنے سرکاری حجاج اکرام کی حج درخواستیں 7 یا 8 ماہ قبل وصول کرے اور ایک ماہ کے اندر ہی اِن کی قرعہ اندازی کرکے کامیاب حجاج اکرام کے لئے عزیزیہ کے بجائے مکہ مکرمہ میں حرم سے نزدیک ہی واقع ہوٹلوں میں سستے داموں رہائشگاہ کا اانتظام کرے اور اِسی طرح مدینے جانے اور آنے کے بعد بھی اِسی رہائشگاہ پر قیام کا انتظام کرے اور اگر عزیزیہ جانا بہت ضروری ہی سمجھا جائے تو پاکستانی حجاج اکرام کو حج شروع ہونے سے دو روز قبل عزیزیہ میں ٹھیرایا جائے اور حج کے ختم ہونے کے دو تین روز مزید عزیزیہ میں قیام کرانے کے بعد پھر پاکستانی حجاج اکرام کو مکہ مکرمہ میں حرم سے قریب اُن ہی ہوٹلوں میں قیام دی جائے جہاں یہ حج سے پہلے رہائش اختیار کئے ہوئے تھے اِس طرح کے پاکستانی حکومتی اور وزارتِ حج کے اقدامات اور انتظامات سے پاکستانی حج اکرام کو بہت زیادہ حج سہولیات میسر آسکیں گیں اور آئندہ اِس قسم کے ہونے والے حج اقدامات سے ہر پاکستانی حاجی کو تسکین ملے گی اگر ہماری حکومت اگلے سال ایسا کردیتی ہے تو ہوسکتا ہے

کہ راقم الحرف ایک بار پھر حج کی سعادت سرکاری حج کے طور پر نصیب کرلے گا۔
اِسی کے ساتھ ہی راقم الحرف پاکستانی حکومت اور پاکستانی وزراتِ حج کو یہ مشورہ بھی دینا چاہئے گا کہ نجی حج ٹورآپریٹرز کی بھی حد مقرر کی جائے اور اِنہیں اِس بات کا بھی پابند کیا جائے کہ ہر نجی حج ٹورآپریٹر 150،175یا200 سے زائد حجاج اکرام کو نہ لے کر جانے پائے کیونکہ نجی حج ٹورآپریٹرز اپنی زیادہ کمائی اور منافع کے چکر میں مختلف حج ٹورآپریٹرز سے الحاق کرکے ہزاروں کی تعداد میں حجاج اکرام کو سعودی عرب لے جاتے ہیں پھر وہاں جاکر حجاج اکرام کو یارومددگار چھوڑدیا جاتاہے جن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتاہے حجاج اکرام اپنے مسائل کے فوری حل کے لئے دردر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں کبھی اِدھر اپناسرپھوڑرہے ہوتے ہیں تو کبھی اُدھر اپنے مسائل کے حل کے خاطر خاک چھان رہے ہوتے ہیں حجاج اکرام کو ایسے ٹورآپریٹرز سے بچانے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہر سختی کے ساتھ نجی حج ٹورآپریٹرزکاایک مخصوص کوٹہ مختص کیا جائے اِس حکومتی اقدام سے یقینی طور پر بہت مثبت اثر مرتب ہوگااوراِس طرح کے حکومتی اقدام سے اِس سال جن نجی حج ٹورآپریٹرز کو موقعہ نہیں مل سکا تھااِس قسم کے حکومتی اقدام سے یقینی طور پر آئندہ سال اِن نجی حج ٹورآپریٹرز کو بھی حجاج اکرام کی خدمات کرنے کا موقعہ ہاتھ لگے گا اور چیک اینڈ بیلنس کا ایک اچھا طریقہ بھی رائج ہوجائے گا پھر ایسا نہیں

ہوگا کہ ایک ہی ٹور آپریٹر تو 1500،1200،1000 اور 2000 حجاج اکرام کو لے جائے اور دوسرے کو ایک بھی نہ ملے۔

راقم الحرف نے حج کے دوران جو مشاہدات کئے اور اِس عرصے میں حجاج اکرام کو درپیش جن مشکلات کا سامنا رہا اِن کے حل کے لئے سعودی اور پاکستانی حکومتوں اور دونوں ممالک کی وزارتِ حج کچھ مشورے بھی دیئے ہیں اللہ کرے کہ دونوں ممالک کی حکومتیں اور وزارتِ حج میرے دیئے ہوئے مشوروں کو حقیقی رنگ دے ڈالیں تو آئندہ حجاج اکرام کے لئے بہت اچھا ہوگا اور مزید مشوروں اور تجاویزات کے لئے اگر دونوں ممالک سعودی عرب اور پاکستان کی حکومتیں اور وزارتِ حج راقم الحرف سے رابطہ کرنا چاہیں تو کرسکتیں ہیں۔

اَب آخر میں راقم سطور یہ بات عرض کرکے اجازت چاہئے گا کہ آج کوئی 46 روز بعد میں اپنے قارئین حضرات سے بذریعہ کالم رابطہ کرنے بیٹھا تو میں کئی گھنٹے اِس ہی استغراق میں رہا کہ کیا لکھوں اور کس خبر پر تجزیہ کروں کیوں کہ ڈیڑھ ماہ کے اخبارات میری میز پر بکھرے پڑے ہیں اور ہر اخبار کی ہر خبر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے آخرکار یہ فیصلہ کیا کہ ایسا کالم لکھوں کہ میرے قارئین کو میری غیر حاضری کی اصل وجہ بھی معلوم ہو جائے اور میرا اِن سے منقطع ہونے والا رابطہ بھی جڑجائے سو میں نے سوچا کہ کیوں نہ وہ لکھوں جو 46 دِنوں کی غیر

حاضری کے دوران میرے مشاہدے میں آیا اور دو ممالک (سعودی اور پاکستانی حکومتوں اور دونوں کی وزارتِ حج کو) کچھ ایسے مشورے بھی دے ڈالوں کہ آئندہ جن پر دونوں ممالک کی حکومتیں اور وزارتیں عمل کر لیں تو یقیناً دنیا بھر سے سعودی عرب آنے اور پاکستان سے جانے والے بہت سے حجاج اکرام اور زائرین عمرہ کو بہت سی سہولیات میسر آ سکیں گیں مجھے اُمید ہے کہ آج اگر سعودی حکومت اور وزارتِ اور اِسی طرح ہماری پاکستانی حکومت اور ہماری پاکستانی وزارتِ حج بالخصوص سردار یوسف صاحب میرے مندرجہ بالا مفید مشوروں کا حقیقی معنوں میں جائزہ لینے کے بعد میرے دیئے ہوئے مشوروں پر پاکستان سمیت سعودی عرب میں بھی عمل کروائیں تو کوئی شک نہیں کہ پاکستانی حجاج اکرام اور عازمین عمرہ کو بہتر سے بہترین سہولیات مل سکیں گیں اور اِسی کے ساتھ ہی آخر میں ، میری ایک یہی دُعا ہے کہ اللہ مجھے حق و سچ بولنے، لکھنے اور سُننے کی توفیق عطا فرمائے اور سعودی عرب اور پاکستانی حکومتوں سمیت دونوں ممالک کی حج وزارتوں کو میرے دیئے ہوئے صائب مشوروں پر پوری طرح عمل کرنے کا موقع فراہم کرے۔آمین ثمہ آمین :۔

اِستعجاب ہے سارک کانفرنس میں شرکت سے بھارت نے انکار کردیا ہے کیوں؟؟

آج خطے میں جنگی جنون کی وجہ سے دیواروں سے اِدھر اُدھر اپنا سر ٹکراتے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے پہلے تو پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی دھمکی دی جب اِس سے بھی کام نہ بنا تو پھر بھارتی میڈیا کے دوٹوک دعویٰ کے مطابق اَب جنونی اور حد سے کہیں زیادہ پاگل بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے نومبر میں پاکستان میں منعقد ہونے والی سارک کانفرنس میں شرکت سے ہی انکار کردیا ہے نہ صرف یہ بلکہ بھارتی سرکار اور اِس کے چیلوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ بھارت کے ساتھ ساتھ افغانستان، بنگلہ دیش اور بھوٹان بھی شریک نہیں ہوں گے مودی کا سارک کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کے دعویدار بھارتی میڈیا اور دفترخارجہ کا یہ کہنا ہے کہ حالات سازگار نہیں، بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اسلام آباد نہیں جائیں گے،ایک ملک نے بھارت میں دہشت گردی پھیلائی، دراندازیاں کیں تو بھلا ایسے میں بھارتی وزیراعظم اُس مُلک کا سفر کیوں ؟؟اور کیسے کریں گے مودی وہاں نہیں جائیں گے نیپال کو بھی آگاہ کردیا ہے'' بھارتی مودی سرکار و دفترخارجہ اور چھینالوں کی خصلت کے حامل بھارتی میڈیا نے پاکستان پر بھارتی دباؤبڑھاتے ہوئے اپنی تمام توپوں کا رُخ پاکستان کی جانب کرتے ہوئے یہ بھی داغ دیا ہے کہ ''پاکستان سے پسندیدہ مُلک کا درجہ واپس لینے سے متعلق مودی

کی صدارت میں اہم اجلاس بھی ایک دو روز میں منعقد کیا جارہاہے'' اور ایسے بہت سے اپنے دعوؤں کے ساتھ مودی سرکار و دفترخارجہ اور بھارتی میڈیا پاکستان مخالف اقدامات کرنے میں دن رات سرگرمِ عمل ہے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اِن بھارتی حربوں سے پاکستان کا کچھ بھی نہیں بگڑسکتاہے اُلٹا بھارت کو ہی اپنے منہ کی کھانی پڑے گی جیساکہ یہ ماضی میں بھی کھاتا چلاآیاہے جبکہ پاکستان نے مودی کے سارک کانفرنس میں شرکت کے انکار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے خطے میں قیام امن و ترقی اور خوشحالی کی دوڑ سے بھارتی انکار پر کہاہے کہ باضابطہ طور پر بھارت نے ابھی تک آگاہ تو نہیں کیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیساکہ اطلاعات آرہی ہیں تو یہ بھارتی فیصلہ افسوسناک ہے۔

چلیں اِس پر کچھ دیر کو مان بھی لیتے ہیں کہ آج بھارت کشمیر سمیت دیگر مسائل پر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے پاکستان پر خودساختہ دباؤ بڑھانے کی وجہ سے سارک کانفرنس میں شرکت سے فی الحال انکار کررہاہے یہ تو ہمیشہ سے ہی بھارتی حکمرانوں سیاستدانوں اور بھارتی میڈیا کی عادت رہی ہے کہ یہ اپنی غلطی اور اپنی گند پاکستان پر ڈالنے میں دیر نہیں کرتے ہیں یوں بھارتی اپنے اِسے حربے کے سہارے ابھی تک زندہ بھی ہیں اگر بھارتی ایسا نہ کرتے تو یہ کب کے خود ہی مرچکے ہوتے اِن کی اِس عادت سے نہ صرف پاکستان بلکہ خطے کے دوسرے ممالک سمیت ساری دنیا بھی واقف ہے کہ بھارتی اپنا تھوکا ہوا خود ہی چاٹ لیتے

ہیں یقیناً اِس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوگا بس وقت کا انتظار کیجئے۔
مگر آج ہمیں اِستعجاب تو اِس بات کا ہے کہ افغانستان بنگلہ دیش اور بھوٹان تینوں بھی بھارتی تھالی کے چٹا بٹا نکلے ہیں،یقیناً یہ ہمارے لئے جہاں باعثِ افسوس ہے تو وہیں ہمیں اِس تشویش میں بھی مبتلا ہونا چاہئے کہ اَب تک جنہیں (افغانستانیوں کو) ہم اپنا دوست سمجھتے رہے ہیں آج وہی بھارت کی گود میں بیٹھے لولی پاپ چوس رہے ہیں قطع نظر اِس کے کہ وہ ہمارے ماضی و حال اور مستقبل میں کئے جانے والے سارے خلوص و محبت اور بھائی چارگی کے رویوں اور احسانات اور تمام دعوؤں کو بھول گئے ہیں،افغانستان جو خود ایک عرصے سے دہشت گردی کا شکار ہو کر اپنی معیشت کو تباہ کر چکا ہے اور اپنی تعمیر و ترقی اور اپنے عوام کی خوشحالی کو ترس رہا ہے کم از کم اُسے تو سارک کانفرنس میں شریک ہو کر خطے میں قیامِ امن اور اپنے لئے ترقی و خوشحالی کے منصوبوں کی منظوری کے خاطر ضرور شریک ہونے کا اعلان کر دینا چاہئے نہ کہ وہ خطے سے وابستہ بھارتی مفادات اور عزائم کے خاطر بھارت کی گود میں بیٹھ کر بھارت کا ساتھ دے ابھی نومبر کو آنے میں وقت ہے اُمید رکھنی چاہئے کہ بھارت کو سارک کانفرنس میں شرکت سے انکار سمیت پاکستانی پانی روکے جانے والی دھمکی پر عالمی سطح پر یقیناً شرمندگی اُٹھانی پڑے گی اور وہ اپنا سر نیچے کئے اپنی تھالی کے تینوں بینگنوں افغانستان ، بنگلہ دیش اور بھوٹان کے ساتھ ضرور شریک ہوگا۔

تاہم خطے میں بے لگام ہوتے جنگی جنون میں مبتلا ہونے اور علاقے میں زبردستی کی اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے نشے میں دھت بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے پاگل پن کی وجہ سے پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی کھلی دھمکی دے دی یقینی طور پر بھارت پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی اپنی اِس دھمکی اور سارک کانفرنس میں شرکت سے انکاری کی وجہ سے عالمی سطح پر خود ہی تنہا ہو جائے گا مگر پھر بھی اَب ہمیں یہ اندازہ ضرور ہو جانا چاہئے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے پاکستان بارے کیسے گھناؤنے عزائم ہیں ؟؟

کیوں کہ اَب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مودی نے اپنے دہشت گردوں اور اپنی ایجنسیوں کے کل بھوشن یادیو جیسے ایجنٹوں کی دہشت گردی کے بعد اَب پاکستان کو آبی دہشت گردی سے بھی تنگ و پریشان کرنے کا ایک اور گھناؤنا منصوبہ بنالیا ہے جسے پاکستان نے اعلان جنگ تصور کیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگر بھارت نے ایسا کچھ کیا جس کے وہ کھلم کھلا دعوے کر رہا ہے تو یقیناً اَب اِسے بھاری نقصان ضرور اُٹھانا پڑے گا۔

جبکہ اُدھر پچھلے دِنوں بھارتی میڈیا کے مطابق نریندر مودی نے سندھ طاس معاہدے پر نظر ثانی کے لئے ہنگامی طور پر بلائے گئے اپنی نوعیت کے ایک انتہائی اہم

ترین اجلاس کی صدارت کی جس میں اڑی حملے کے بعد بغیر تحقیقات کے پاکستان پر مسلسل الزام تراشیوں کی تیرے چلانے اور پاکستان کو دنیا میں تنہا دیکھنے والے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے خطے میں اپنے جنگی جنون کو تقویت دیتے ہوئے اپنے تئیں پاکستانی دریاؤں کا فوری پانی روکنے کے حوالے سے سندھ طاس معاہدہ تُرنت ختم کرنے سے متعلق تبادلہ خیال کیا اِس حوالے سے بھارتی میڈیا نے وثوق کے ساتھ دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یقینی طور پر خطے میں احساسِ برتری کے ساتھ جنگی جنون میں مبتلا مودی نے دورانِ اجلاس اپنے غروراور گھمنڈ والے لب ولہجے کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ '' خون اور پانی ایک ساتھ نہیں بہہ سکتے ہیں'' گویا کہ جیسے مودی نے یہ کہہ کر پاکستان سے متعلق اپنی آئندہ کی آبی دہشت گردی کا عندیہ دے کرایک بار پھر خطے میں کسی طبلِ جنگ بجانے کی کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے بالفرض بھارتی مودی سرکار اپنی دہٹ دھرمی اور جنگی جنون میں مبتلا ہونے کے باعثسندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی دریاؤں کا پانی روک لیتی ہے ،جو کہ اَب ممکن نہیں ہے کیوں کہ چین کی جانب سے آنے والے اِس بیان کے بعد کہ '' اگر بھارت نے پاکستان کاپانی روکا اور اپنے یہاں پانی کا استعمال بڑھایا تو چین بھی بھارت کا پانی روک دے گا جس کے بعد بھارتی وزیراعظم مودی اپنی پیشانی پر آئے پسینے صاف کرتا اور اپنی خشک'' زبان کو اپنے ہونٹوں پر پھیرتا اور اپنی پریشانی اور اپنے اضطراب پن کو اپنی بغل میں چھپاتا دکھائی دیایقینا اپنے برادر پڑوسی دوست

ملک چین کی بروقت مداخلت اور پاکستان کا اپنی دفاع کے لئے کڑا جواب آنے سے مودی کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچتا نظر آ رہا ہے اِس پر آج اگر پھر بھی اپنی سُبکی مٹاتے ہوئے مودی پاکستان پر آبی دہشت گردی کرلیتا ہے تو کیا مودی سرکار کا یہ گھناؤنا عمل دورِ جدید کی یزیدیت کے مترادف نہیں ہوگا؟؟ اور پاکستانی اپنے حق کے حصول کے خاطر حق پر ڈٹ جائیں گے اور ایک بار پھر خطے برصغیر میں حق و باطل کا ایک ایسا معرکہ چھڑ جائے گا جس میں ہمیشہ کی طرح حق (پاکستان) کو ظاہر و باطن اور اخلاقی طور پر ایک عظیم فتح حاصل ہوگی اور باطل (بھارت) شکست سے دوچار ہو کر خاک چاٹتا پھرے گا۔

بھارتی چھلیا مودی سرکار کی کشمیر میں جاری ہٹ دھرمی اور خطے میں روز بروز بڑھتے جنگی جنون کے ساتھ ساتھ پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرتی سازش پاکستان کی برداشت کی حد سے تجاوز کرتی جارہی ہے یہ تو ہمارا ہی ظرفِ عظیم ہے کہ ہم اتنا کچھ دیکھ کر سُن کر اور پڑھ کر بھارتی موڈی مودی سرکار کے بک بک کو برداشت کئے ہوئے ہیں ورنہ مودی جیسے خارش زدہ اور بے وقت بھونکتے ڈوگ (کُتے) کو کوئی برداشت نہیں کرتا سکتا ہے قبل اِس کے کہ ہماری برداشت جواب دے جائے اور ہم اپنی طاقت کا مظاہر ہ کریں اور خارش زدہ کُتے کی زبان کاٹ ڈالیں اگر ابھی مودی نے اپنی خارش کا علاج نہ کیا یا کروایا یا خود کو ٹھیک نہ کیا تو پھر لا محالہ ہمیں (پاکستانیوں کو ہی ضرور) اِسے خاموش کرنے

کے لئے کچھ کرنا پڑے گا اور اَب اُس کی حرکتوں کو دیکھ کر لگتا تو یہی ہے کہ جیسے وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ ہماری بھی.برداشت کی حد ختم ہو جائے اور پاکستان بھارتی مودی سرکار کا دائمی علاج کر دے۔

آہ سارک کانفرنس ملتوی، پاکستان مخالف مودی کی ہٹ دھرمیاں عروج پر، شرم کی بات ہے...

پاکستان مخالف مودی اور مودی سرکار کی قینچی کی طرح چلتی زبان قینچی سے زیادہ تیز آلے سے کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔
آہ، آج بھارت کی کشمیر سمیت خطے میں جاری بدمعاشی اور افغانستان ، بنگلہ دیش اور بھوٹان جیسے اپنے چیلوں اور حواریوں کے ہمراہ پاکستان مخالف بچھائے جانے والے سازشوں کے جالوں کے باعث سارک کانفرنس ملتوی کردی گئی ہے، جس کی اصل وجہ عروج پر پہنچی ہوئیں بھارتی ہٹ دھرمیاں ہیں، سارک کانفرنس کا ملتوی ہونا یقیناً بڑے افسوس کی بات ہے، جس کا واحد ذمہ دار صرف اور صرف بھارت اوراِس کی کشمیر اور خطے کے امن اور ترقی کو سبوتاژ کرنے والی وہ ہٹ دھرمیاں ہیں جو کسی سے بھی چھپی ہوئیں نہیں ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ بھارت سارک کانفرنس ملتوی کرانے کا ذمہ دار ہوکر بھی اپنی غلطی ماننے کو تیار ہی نہیں ہے اور اُلٹا سارا ملبہ پاکستان پر ڈال رہاہے یہ بھی اِس کی بلیک میلنگ ہے وہ یہ سمجھ رہاہے کہ جیسے دنیااِس کی حرام خوری سے واقف نہیں ہے جو یہ چاہئے کرتا پھرے تو ایسا بھی ممکن نہیں ہے۔
بہر حال، سارک کانفرنس کے ملتوی کئے جانے پر تو بھارتی وزارتِ خارجہ کے

ترجمان ویکاس سوراب نے ہٹ دھرمیوں کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے حد کردی ہے اور بڑے ڈھٹائی سے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے اپنے چیلوں اور اپنی تھالی کے بیگنوں افغانستان بنگلہ دیش اور بھوٹان کے ہمراہ پاکستان مخالف خودساختہ پروپیگنڈے میں کہاہے کہ سارک سربراہ کانفرنس ملتوی ہونے کا ذمہ دار خود پاکستان ہے جبکہ پاکستانی دفترخارجہ نے آوازِ حق بلند کرتے ہوئے بھارتی خود ساختہ الزام کو پوری سے سے مسترد کردیاہے اور اپنا سینہ ٹھونک کر دنیا کو یہ بتادیاہے کہ بھارت ہمیشہ ہی سے مرغے کی ایک ٹانگ کی ضدپر آڑ کرسارک کانفرنس کی راہ میں روڑے اٹکاتارہاہے اوراِس مرتبہ بھی یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا، یہ مرغے کی ایک ٹانگ کی ضد پر آڑ کر سارک کانفرنس ملتوی کراتا آیا ہے اوراِسی مرغے کی ایک ٹانگ پر کھڑاہو کر اپناقد اونچا کرتاہے چلیں آج سارک کانفرنس بھارتی ہٹ دھرمیوں کے باعث ملتوی کردی گئی ہے مگر بھارت کو یہ بھی ضرور یاد رکھنا ہوگا کہ اَب جب بھی دوبارہ سارک کانفرنس منعقد ہوگی تو یہ پاکستان ہی میں ہوگی توں بھارت کو آج نہیں تو کل پاکستان کی ہی سرزمین پر اپنا ماتھا ٹیکنا ہوگاتب بھارت کیا کرے گا؟؟؟

اِس میں شک نہیں کہ آج خطے میں جنگی جنون کی وجہ سے دیواروں سے اِدھر اُدھر اپناسر ٹکراتے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے پہلے تو پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی دھمکی دی جب اِس سے بھی کام نہ بناتوپھر بھارتی میڈیاکے

دوٹوک دعویٰ کے مطابق اَب جنونی اور حد سے کہیں زیادہ پاگل بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے نومبر میں پاکستان میں منعقد ہونے والی سارک کانفرنس میں شرکت سے ہی انکار کردیاہے نہ صرف یہ بلکہ بھارتی سرکاراوراِس کے چیلوں نے اپنا سینہ ٹھونک کر یہ بھی دعویٰ کیاہے کہ بھارت کے ساتھ ساتھ افغانستان، بنگلہ دیش اور بھوٹان بھی شریک نہیں ہوں گے مودی کا سارک کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کے دعویدار بھارتی میڈیا اور دفترخارجہ کا یہ کہناہے کہ حالات سازگارنہیں، بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اسلام آباد نہیں جائیں گے،ایک ملک نے بھارت میں دہشت گردی
پھیلائی، دراندازیاں کیں توبھلاایسے میں بھارتی وزیراعظم اُس مُلک کا سفر کیوں ؟؟اور کیسے کریں گے مودی وہاں نہیں جائیں گے نیپال کو بھی آگاہ کردیاہے'' بھارتی مودی سرکارودفترخارجہ اور چھینالوں کی خصلت کے حامل بھارتی میڈیانے پاکستان پر بھارتی دباؤبڑھاتے ہوئے اپنی تمام توپوں کارُخ پاکستان کی جانب کرتے ہوئے یہ بھی داغ دیاہے کہ ''پاکستان سے پسندیدہ مُلک کا درجہ واپس لینے سے متعلق مودی کی صدارت میں اہم اجلاس بھی ایک دوروز میں منعقد کیاجارہاہے'' اور ایسے بہت سے اپنے دعوؤں کے ساتھ مودی سرکارودفترخارجہ اور بھارتی میڈیاپاکستان مخالف اقدامات کرنے میں دن رات سرگرمِ عمل ہے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اِن بھارتی حربوں سے پاکستان کاکچھ بھی نہیں بگڑسکتاہے اُلٹابھارت کو ہی اپنے منہ کی کھانی پڑے گی جیساکہ یہ ماضی میں بھی کھاتاچلاآیاہے جبکہ پاکستان نے مودی کے سارک

کانفرنس میں شرکت کے انکار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے خطے میں قیام امن و ترقی اور خوشحالی کی دوڑ سے بھارتی انکار پر کہا ہے کہ باضابطہ طور پر بھارت نے ابھی تک آگاہ تو نہیں کیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ اطلاعات آ رہی ہیں تو یہ بھارتی فیصلہ افسوسناک ہے۔

چلیں اِس پر کچھ دیر کو مان بھی لیتے ہیں کہ آج بھارت کشمیر سمیت دیگر مسائل پر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے پاکستان پر خودساختہ دباؤ بڑھانے کی وجہ سے سارک کانفرنس میں شرکت سے فی الحال انکار کر رہا ہے یہ تو ہمیشہ سے ہی بھارتی حکمرانوں سیاستدانوں اور بھارتی میڈیا کی عادت رہی ہے کہ یہ اپنی غلطی اور اپنی گند پاکستان پر ڈالنے میں دیر نہیں کرتے ہیں یوں بھارتی اپنے اِسے حربے کے سہارے ابھی تک زندہ بھی ہیں اگر بھارتی ایسا نہ کرتے تو یہ کب کے خود ہی مر چکے ہوتے اِن کی اِس عادت سے نہ صرف پاکستان بلکہ خطے کے دوسرے ممالک سمیت ساری دنیا بھی واقف ہے کہ بھارتی اپنا تھوکا ہوا خود ہی چاٹ لیتے ہیں یقیناً اِس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوگا بس وقت کا انتظار کیجئے۔
مگر آج ہمیں اِستعجاب تو اِس بات کا ہے کہ افغانستان بنگلہ دیش اور بھوٹان تینوں بھی بھارتی تھالی کے چٹا بٹا نکلے ہیں، یقیناً یہ ہمارے لئے جہاں باعثِ افسوس ہے تو وہیں ہمیں اِس تشویش میں بھی مبتلا ہونا چاہئے کہ اَب تک

جنھیں (افغانستانیوں کو) ہم اپنا دوست سمجھتے رہے ہیں آج وہی بھارت کی گود میں بیٹھے لولی پاپ چوس رہے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہمارے ماضی و حال اور مستقبل میں کئے جانے والے سارے خلوص و محبت اور بھائی چارگی کے رویوں اور احسانات اور تمام دعوؤں کو بھول گئے ہیں، افغانستان جو خود ایک عرصے سے دہشت گردی کا شکار ہو کر اپنی معیشت کو تباہ کر چکا ہے اور اپنی تعمیر و ترقی اور اپنے عوام کی خوشحالی کو ترس رہا ہے کم از کم اُسے تو سارک کانفرنس میں شریک ہو کر خطے میں قیام امن اور اپنے لئے ترقی و خوشحالی کے منصوبوں کی منظوری کے خاطر ضرور شریک ہونے کا اعلان کر دینا چاہئے نہ کہ وہ خطے سے وابستہ بھارتی مفادات اور عزائم کے خاطر بھارت کی گود میں بیٹھ کر بھارت کا ساتھ دے ابھی نومبر کو آنے میں وقت ہے اُمید رکھنی چاہئے کہ بھارت کو سارک کانفرنس میں شرکت سے انکار سمیت پاکستانی پانی روکے جانے والی دھمکی پر عالمی سطح پر یقیناً شرمندگی اُٹھانی پڑے گی اور وہ اپنا سر نیچے کئے اپنی تھالی کے تینوں بیگنوں افغانستان، بنگلہ دیش اور بھوٹان کے ساتھ ضرور شریک ہوگا۔

تاہم خطے میں بے لگام ہوتے جنگی جنون میں مبتلا ہونے اور علاقے میں زبردستی کی اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے نشے میں دھت بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے پاگل پن کی وجہ سے پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی کھلی دھمکی دے دی یقینی طور پر بھارت پاکستانی دریاؤں کا پانی روکنے کی اپنی اِس دھمکی اور

سارک کانفرنس میں شرکت سے انکاری کی وجہ سے عالمی سطح پر خود ہی تنہا ہو جائے گا مگر پھر بھی اَب ہمیں یہ اندازہ ضرور ہو جانا چاہئے کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے پاکستان بارے کیسے گھناؤنے عزائم ہیں ؟؟

کیوں کہ اَب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مودی نے اپنے دہشت گردوں اور اپنی ایجنسیوں کے کل بھوشن یادیو جیسے ایجنٹوں کی دہشت گردی کے بعد اَب پاکستان کو آبی دہشت گردی سے بھی تنگ و پریشان کرنے کا ایک اور گھناؤنا منصوبہ بنالیا ہے جسے پاکستان نے اعلان جنگ تصور کیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگر بھارت نے ایسا کچھ کیا جس کے وہ کھلم کھلا دعوے کر رہا ہے تو یقیناً اَب اِسے بھاری نقصان ضرور اُٹھانا پڑے گا۔

جبکہ اُدھر پچھلے دِنوں بھارتی میڈیا کے مطابق نریندر مودی نے سندھ طاس معاہدے پر نظر ثانی کے لئے ہنگامی طور پر بلائے گئے اپنی نوعیت کے ایک انتہائی اہم ترین اجلاس کی صدارت کی جس میں اڑی حملے کے بعد بغیر تحقیقات کے پاکستان پر مسلسل الزام تراشیوں کی تیرے چلانے اور پاکستان کو دنیا میں تنہا دیکھنے والے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے خطے میں اپنے جنگی جنون کو تقویت دیتے ہوئے اپنے تئیں پاکستانی دریاؤں کا فوری پانی روکنے کے حوالے سے سندھ طاس معاہدہ فُرنت ختم کرنے سے متعلق تبادلہ خیال کیا اِس حوالے سے بھارتی میڈیا

نے وثوق کے ساتھ دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یقینی طور پر خطے میں احساسِ برتری کے ساتھ جنگی جنون میں مبتلا مودی نے دورانِ اجلاس اپنے غرور اور گھمنڈ والے لب ولہجے کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ ” خون اور پانی ایک ساتھ نہیں بہہ سکتے ہیں“. گویا کہ جیسے مودی نے یہ کہہ کر پاکستان سے متعلق اپنی آئندہ کی آبی دہشت گردی کا عندیہ دے کر ایک بار پھر خطے میں کسی طبلِ جنگ بجانے کی کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے بالفرض بھارتی مودی سرکار اپنی دہٹ دھرمی اور جنگی جنون میں مبتلا ہونے کے باعثسندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی دریاؤں کا پانی روک لیتی ہے، جو کہ اَب ممکن نہیں ہے کیوں کہ چین کی جانب سے آنے والے اِس بیان کے بعد کہ ” اگر بھارت نے پاکستان کا پانی روکا اور اپنے یہاں پانی کا استعمال بڑھایا تو چین بھی بھارت کا پانی روک دے گا“ جس کے بعد بھارتی وزیراعظم مودی اپنی پیشانی پر آئے پسینے صاف کرتا اور اپنی خشک زبان کو اپنے ہونٹوں پر پھیرتا اور اپنی پریشانی اور اپنے اضطراب پن کو اپنی بغل میں چھپاتا دکھائی دیا یقیناًاپنے برادر پڑوسی دوست ملک چین کی بروقت مداخلت اور پاکستان کا اپنی دفاع کے لئے کڑا جواب آنے سے مودی کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچتا نظر آرہا ہے اِس پر آج اگر پھر بھی اپنی سُبکی مٹاتے ہوئے مودی پاکستان پر آبی دہشت گردی کرلیتا ہے تو کیا مودی سرکار کا یہ گھناؤنا عمل دورِ جدید کی بزیدیت کے مترادف نہیں ہوگا؟؟ اور پاکستانی اپنے حق کے حصول کے خاطر حق پر ڈٹ جائیں گے اور ایک بار پھر خطے

.برصغیر میں حق و باطل کا ایک ایسا معرکہ چھڑ جائے گا جس میں ہمیشہ کی طرح حق پاکستان) کو ظاہر و باطن اور اخلاقی طور پر ایک عظیم فتح حاصل ہوگی اور باطل) بھارت) شکست سے دوچار ہو کر خاک چاٹتا پھرے گا۔)

بھارتی چھلیا مودی سرکار کی کشمیر میں جاری ہٹ دھرمی اور خطے میں روز بروز بڑھتے جنگی جنون کے ساتھ ساتھ پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرتی سازش پاکستان کی برداشت کی حد سے تجاوز کرتی جارہی ہے یہ تو ہمارا ہی ظرفِ عظیم ہے کہ ہم اتنا کچھ دیکھ کر سُن کر اور پڑھ کر بھارتی موڈی مودی سرکار کے بک بک کو برداشت کئے ہوئے ہیں ورنہ مودی جیسے خارش زدہ اور بے وقت بھونکتے ڈوگ (کُتے) کو کوئی برداشت نہیں کرتا سکتا ہے قبل اِس کے کہ ہماری برداشت جواب دے جائے اور ہم اپنی طاقت کا مظاہر ہ کریں اور خارش زدہ کُتے کی زبان کاٹ ڈالیں اگر ابھی مودی نے اپنی خارش کا علاج نہ کیا یا کروایا یا خود کو ٹھیک نہ کیا تو پھر لامحالہ ہمیں (پاکستانیوں کو ہی ضرور)اِسے خاموش کرنے کے لئے کچھ کرنا پڑے گا اور اَب اُس کی حرکتوں کو دیکھ کر لگتا تو یہی ہے کہ جیسے وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ ہماری بھی برداشت کی حد ختم ہو جائے اور پاکستان بھارتی مودی سرکار کا دائمی علاج کردے ،لازمی ہے کہ بھارت ہوش کے ناخن لے اور اپنی زبان پاکستان مخالفت میں بند رکھے تو اِسی کے حق میں بہتر ہوگا ورنہ قینچی سے زیادہ تیز آلے سے بھارت کی قینچی کی طرح چلتی زبان

کاٹ دی جائیگی۔

اُڑی حملہ اور سرجیکل اسٹرائیک بھارتی ڈرامہ ہے، خطے میں ہندوپاک بڑھتی کشیدگی

آج یقینی طور پر یہ بات تو واضح ہے کہ بھارتی افواج کے نزدیک اُوڑی سیکٹر پاکستان مخالف فوجی سرگرمیوں کے لئے ہمیشہ ہی سے اہمیت کا حامل سیکٹر رہا ہے، مگر اسے ہم اپنی خوش قسمتی اور بھارتی بدنصیبی کہیں کہ اِسے ہر مرتبہ ہی اُوڑی سیکٹر میں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اِس بار بھی اِسی لئے بھارتی افواج نے پاکستان مخالف سرگرمی کے لئے اُوڑی سیکٹر کو استعمال کیا اور اُوڑی سیکٹر میں خودساختہ حملے کی ڈرامہ بازی گھڑ کر پاکستان سے جنگ کا جواز پیدا کر دیا ہے۔

آج اگر اُوڑی سیکٹر کا جائزہ لیا جائے تو بھارت کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ وہی اوڑی سیکٹر ہے ماضی میں بھارتی فوج نے 16دسمبر 1971 میں بھی اِسی اوڑی سیکٹر سے فیروز پور تک 17تا19دسمبر ایک کریش منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے مغربی محاذ پر چڑھائی کا گھناؤنا منصوبہ بنایا تھا مگر اس مقام پر پاک فوج کی تعداد زیادہ ہونے اور پاک فوج کے بروقت اور موثر اور منہ توڑ جوابی حملوں کے باعث بھارتی افواج کو پسپائی نصیب ہوئی اور وہ خاک و خون چاٹتے اور اپنے بھاری جنگی سازوسامان چھوڑ کر اور اپنا سب کچھ تباہ و برباد اور لُٹا کر بھاگتی ہوئی واپس ہوئی تھی اتفاق سے اِس مرتبہ 1971ء کے مقابلے میں 2016ء میں بھی

بھارتی افواج نے پاکستان جیسے ایٹمی طاقت کے حامل ملک پر اپنا جنگی جنون آزمانے کے لئے اُوڑی سیکٹر کو ہی استعمال کرنا چاہا مگر ماضی کی طرح پھر بھارت کو اپنے ناپاک منصوبے میں ناکامی اور مایوسی کا ہی چہرہ دیکھنا نصیب ہوا اَب جن کی تفصیلات آنی شروع ہو گئیں ہیں اور اُمید ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا حالیہ دِنوں میں اُوڑی سیکٹر میں کی جانے والی بھارتی افواج کی ساری ڈرامہ بازی کی اصلیت بھی سامنے آتی جائیں گیں۔

اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ پچھلے دِنوں بھارت نے پاکستان سے جنگ چھیڑنے کے لئے جس طرح اُوڑی حملے کا ڈرامہ رچایا اور دیدہ و دانستہ جس کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہا آج خوش قسمتی سے یہ اِس میں بھی ناکام ہو گیا ہے۔

اَب بھارت ہی سے تازہ ترین اطلاع یہ آئی ہے کہ بھارت نے خود ہی اُوڑی سیکٹر کے .برگیڈ کمانڈر شنکر کو ہٹادیا ہے اور اَب خود ہی اپنے رچائے ہوئے ڈرامے بازی کی تحقیقات کر رہا ہے تاکہ اپنے عوام کو مطمئن کر سکے یہ جو کچھ ہوا؟ اور کیا گیا ہے وہ مودی حکومت اور بھارتی افواج کی غلطی تھی بھارت پاکستان سے جنگ کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ افواج پاکستان ایک کے بدلے سیکڑوں مارتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج جس پر ننگے بھوکے بھارتی عوام مودی سرکار اور

بھارتی افواج سے یہ سوال اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ کشمیر سمیت دیگر مسائل کا حل جنگ ہے؟؟ کیاجنگ کے بغیر مسائل کا حل دیرپا مذاکرات اور ٹیبل ٹاک سے نہیں نکالاجاسکتاہے؟؟ بھارتی اور خطے کے عوام کے مسائل کا حل جنگ نہیں بلکہ خطے میں امن وسکون اور دائمی ترقی و خوشحالی کے جاری منصوبوں اور اقدامات سے ممکن ہے اِس میں شک نہیں کہ جنگی جنون میں مبتلا مودی سرکار اور بھارتی افواج نے اپنے عوام کو مسائل اور تنزلی کی چکی میں جکڑ بھارتی عوام کو نچوڑ کر خون چوس لیا ہے بھارتی عوام مردہ ڈھانچہ بن گئی ہے بظاہر تو اِس میں سانس ہے مگر درحقیقت مودی اور بھارتی افواج کے جنگی جنون نے بھارتی قوم کا ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے۔

تاہم یہاں میں فنانشل ٹائمز اور سروے آف انڈیا کی 25 نومبر 1987 کو شائع ہونے والی اُن رپورٹوں کا تذکرہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن میں فلک شگاف انداز سے انکشافات کرتے ہوئے یہ دعوے کئے گئے تھے کہ بھارت کی لگ بھگ چالیس فیصد یا اِس سے زائد آبادی خطے غربت سے بھی نچلے درجے کی زندگی بسر کرنے پر پہلے ہی مجبور تھے تب بھی بھارتی آبادی کا ایک بڑا حصہ گھر بار سے محروم رہ کر گٹر کے بڑے خالی پائپوں میں پناہ لئے ہوئے تھی اور اِنہیں جب بھی اپنے کمزور جسم ڈھانپنے کو کپڑے میسر نہیں تھے اور اِن دِنوں تو حد ہی ہو گئی ہے ایک ننگی بھوکی دنیا کی بڑی آبادی والے مُلک بھارت کا بھارتی جنگی جنون میں

مبتلاوزیراعظم مودی کیپاگل پن کی وجہ سے تو بھارتی معیشت کا گراف نیچے گر رہا ہے وہاں بے روزگاری اور بھوک و افلاس کا رجحان بھی تیزی سے بڑھتا جارہاہے مودی کی تین سالہ حکومت کا جائزہ لیاجائے تو اندازہ کیا جاسکتاہے کہ مودی اور بھارتی افواج کی بھارت دُشمن پالیسیوں کی وجہ بھارت تنزلی کا شکار ہو رہاہے مگرافسوس ہے کہ پھر بھی بھارتی وزیراعظم مودی اور بھارتی افواج اِسے اپنی ترقی اور بھارتی عوام خوشحالی کا زینہ قرار دے کر اپنے معصوم عوام کو بے وقوف بنارہے رہیں اور اپنی تعصب اور دہشت گردانہ ذہانت اور رویوں کی وجہ سے نہ صرف بھارت بلکہ خطے کے عوام کو بھی مایوس کررہے ہیں آج زمینی حقائق مودی سرکار اور بھارتی افواج سے یہ تقاضہ ضرور کررہے ہیں کہ وہ خطے میں اپنے جنگی جنون اور نہتے کشمیریوں پر جاری اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے بھی اپنے عوام کو آگاہ کریں اور اَب تک بھارتی عوام کی بہتری کے لئے جتنے بھی اقدامات کئے ہیں اِنہیں بھی اپنے بھارتی عوام کو بتاکر اپنے عوام اعتماد میں لیں ۔

اِدھر خطے میں جاری بھارتی جنگی جنون اور نہتے کشمیریوں پر بھارتی افواج کے ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم افسوس و مذمت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ بھارتی مودی سرکار کی کشمیر اور لائن آف کنٹرول پر بے لگام ہوتی بدمعاشی اور غنڈہ گردی کو کنٹرول کرنے کے لئے گزشتہ جمعہ کو اسلام آباد میں

وزیراعظم نواز شریف کی زیر صدارت منعقد ہونے والے وفاقی کابینہ کے اپنی نوعیت کے ایک انتہائی اہم ترین اجلاس میں مستقبل کے بہت سے فیصلے کئے گئے اِس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے دوٹوک الفاظ میں جھوٹیِ بھارتی سرجیکل اسٹرائیک کی پُرزور مذمت کی اور کہاکہ ہم حقیقی اور سچے سرجیکل اسٹرائیک کی صلاحیت رکھتے ہیں، اُڑی حملے والے واقعے سے دور کا بھی تعلق نہیں، بھارت ہماری برداشت کی حد کو نہ آزمائے اور ہماری امن کی خواہش عظیم کمزروی نہ سمجھی جائے'' اُنھوں نے اپنے غصے والے مخصوص انداز سے جس طرح بھارت پر واضح کیا یقینی طور پر یہ بھارت کے لئے ایک بڑا سبق ہے اب اگر بھارت پھر بھی کچھ نہ سمجھے اور اپنے سرپر ناچتے جنگی جنون کو نہ اُتار پھینکے تو یہ اِس کی ہی بڑی بھول ہوگی اُنھوں نے کہا کہ ''بھارتی قابض افواج نے دوطرفہ انتظامات اور بین الاقوامی قانون کے تحت بھارت کے وعدوں کی مکمل خلاف ورزی کرتے ہوئے لائن آف کنٹرول پر بلااشتعال فائرنگ کی تھی'' جس پر کابینہ نے وزیراعظم کے ہمراہ ایک آواز ہو کر بھارت کے سرجیکل اسٹریک کے دعووں کو یکسر مسترد کردیا جس پر وزیراعظم نواز شریف نے کہاکہ ہم بھی سرجیکل اسٹرائیک کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں مگر پھر بھی ہم خطے کے ممالک پر یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنی توانائیاں عوام کی فلاح و بہبود اور تعمیر وترقی پر مرکوز رکھنا چاہتے ہیں ، دفاعِ وطن کے لئے قوم کا بچہ بچہ تیار ہے بھارت کی مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری بربریت اور ،جارحیت ناقابل قبول ہے

کشمیر تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بھارتی افواج کے مظالم کشمیریوں کے جذبہ حریت کو کچل نہیں سکتے۔ بھارتی جارحیت علاقائی امن و سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہے تاہم وزیر اعظم نواز شریف اور آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے زور دے کر بھارت پر واضح کر دیا کہ ''دُشمن کو من توڑ جواب دیا جائے گا کوئی غافل نہ رہے''۔

جبکہ اُدھر ہندوپاک میں بڑھتے جنگی تناؤ پر امریکا اور روس سمیت چین و ایران نے بھی خطے میں بھارتی جنگی جنون اور کشمیر میں نہتے کشمیریوں پر بھارتی افواج کے بڑھتے اِنسانیت سوز مظالم پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہاہے کہ بھارت اور پاکستان مذاکرات کی راہیں ہموار کریں اُمید ہے کہ کوئی بہتری کی دائمی راہ نکل آئے اور دونوں ممالک خطے کی ترقی کے لئے اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں اور ہندوپاک اپنے باہمی تنازعات کو سیاسی اور سفارتی ذرائع سے حل کریں، بھارت جنگی جنون کو تقویت پہنچانے کے لئے ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کی دھمکی نہ دے جہاں امریکا اور روس نے پاک بھارت بڑھتی کشیدگی پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اتنا کہاہے تو وہیں اِسی طرح چین اور ایران نے بھی خطے میں ہندوپاک کشیدگی کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے کہاہے کہ ہندوپاک کشیدگی سے خطے میں بدامنی پھیل سکتی ہے، ہندوپاک تحمل کا مثالی مظاہرہ کریں علاقائی امن و استحکام کے لئے بھارت

اور پاکستان کے درمیان دیرپا اور دائمی مستحکم روابط بہت ضروری ہیں" یہ باتیں تو جنگی جنون میں مبتلا مودی سرکار اور بھارتی افواج کو سمجھنی چاہئے کہ وہ خطے میں جنگی جارحیت سے باز رہے اور اپنے جنگی جنون اور پاگل پن کی وجہ سے ایسا کچھ نہ کرے کہ جس کی وجہ سے خطہ آگ و خون کی وادی میں تبدیل ہو کر جہنم کی شکل اختیار کر جائے اور دنیا اِس حال میں خطے کو دیکھ کر بھارت کو ہی موردِ الزام ٹھیرائے۔

اگرچہ امریکا بظاہر تو بھارت و پاکستان کے درمیان بہتر روابط کا خواہشمند دکھائی دیتا ہے مگر راقم الحرف کا خام خیال یہ ہے کہ درپردہ بھارت کو اِس کی ہی پست پناہی حاصل ہے آج جس کی وجہ سے بھارت پاکستان پر اپنا جنگی جنون اُتارنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے آج اگر یقینی طور پر بھارت کو امریکی تھپکی حاصل نہ ہوئی ہوتی تو بھارت پاکستان سے کسی بھی سطح کی جنگ کی چھیڑ چھاڑ کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا بہر حال، دیکھتے ہیں کہ بھارت امریکی تھپکیوں اور پست پناہی کی وجہ سے کہاں تک جا سکتا ہے؟؟ اور یہ کب تک اپنے عوام کے مسائل حل کرنے سے گریز کرکے پاکستان سے کسی بھی سطح پر کسی بھی جنگ کا متحمل ہو سکتا ہے؟؟۔

... پاک فوج کا بھارت کو کرارا جواب ، مودی کا سرجیکل اسٹرائیکس سے مکر جانا

بیشک ، گزشتہ دِنوں جھوٹے سرجیکل اسٹرائیکس پر پاک افواج کے کرارے جواب کے بعد مودی سرکار کی لُنگی ڈھیلی اور بھارتی افواج کی پینٹیں گیلی ہو گئی ہیں، تو اِدھر پاکستان میں بھی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں حکومتی اور اپوزیشن کی پارٹیاں اور عسکری قیادت اور ساری پاکستانی قوم بھی سرحد پر بھارتی جارحیت اور کشمیر میں جاری بھارتی غنڈہ گردی کے خلاف ایک پیج پر ہیں اور کشمیر اور سرحد پر بھارتی مودی سرکار اور افواج کی غنڈہ گردی کا منہ توڑ جواب دینے کا عزمِ عظیم کئے ہوئے ہے۔

تو اُدھر بھارت ہی سے آنے والی خبر کے مطابق پاکستان پر سرجیکل اسٹرائیکس کے دعویدار بھارتی غیر سنجیدہ اور جوکر وزیراعظم نریندر مودی نے بھی نئی دہلی میں خود ہی پاکستان پر اپنا تھوکا ہوا چاٹ لیا ہے اور اپنی افواج کی جانب سے پاکستان پر کئے جانے والے حملے سے متعلق کہی ہوئی بات ودعوے اور اُن تمام بے بنیاد اور منفی پروپیگنڈوں سے بھی صاف اور واضح طور پر انکار کرتے ہوئے یہ کہہ دیا ہے کہ ” ہندوستان نے کسی مُلک پر حالیہ دِنوں کسی قسم کے کوئی سرجیکل اسٹرائیکس کئے ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی حملہ کیا اور نہ ہی بھارت کسی کی زمین ہتھیانے کا بھوکا ہے، پتہ نہیں کیوں بھارتی افواج نے خود ہی

سرحد کے اُس پار سرجیکل اسٹرائیکس کا ڈرامہ رچایا حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہوا جس کی بھارتی افواج دعویدار ہوئی مودی سرکار ایسا کرنے والوں کے خلاف صاف وشفاف تحقیقات کرے گی اور ہمارا کسی بھی سطح کا جو بھی فوجی اِس ساری ڈرامے بازی میں ملوث پایا گیا توفُرنت بھارتی سرکار اُس سے سختی سے نمٹے گی قانون کے مطابق سزا دے گی" ابھی پاکستان پر سرجیکل اسٹرائیکس سے متعلق بھارتی وزیراعظم کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں اور ساری ڈرامے بازی کے حقائق زبان پر آئے تو اُدھر ہی کیجروال کے بعد بھارتی اپوزیشن نے بھی سرجیکل اسٹرائیکس کے ثبوت مانگ لئے ہیں تو وہیں بھارت کی اپوزیشن پارٹی نے مودی کو گدی سے دبوچتے ہوئے کہا ہے کہ مودی کا سرجیکل اسٹرائیکس کا دعویٰ جھوٹا ہے ابھی روی شنکر اور کیجروال نے مودی کو کیا دبوچا..... چدم برم بھی مودی کی گُدی پر زوردار طمانچہ مارنے میں پیچھے نہیں رہے اُنہوں نے بھی نرریند مودی سے پاکستان پر سرجیکل اسٹرائیکس کے ثبوت مانگ کر مودی کی پہلے سے ڈھیلی لنگی کو مزید ڈھیلا کردیا ہے۔

آج جہاں سرجیکل اسٹرائیکس کے معاملے پر مودی سرکار میں بھارت تقسیم ہوگیا ہے تو وہیں 1992 کے "ایشیا ویک" کے ستمبر کے تیسرے شمارے کی یہ خبر بھی سچ ثابت ہونے کو ہے جس کے مطابق ہر وہ بھارتی سیاستدان اور بیوروکریٹ جس نے دس سال سے زائد عرصہ تک بھارتی سیاست یا حکومت میں شرکت کی ہے وہ بالادوٹوک اور

مکمل طور پر اِس خیال کا حامی ہے کہ بھارت مستقبل میں ضرور ٹوٹ جائے گا اور اَب وہ دن بھی کوئی زیادہ دور نظر نہیں آرہے کہ جب بھارت اپنے اندر جنم لینے والی علیحدگی کی تحریکوں کی وجہ سے شیرازہ بکھیرنے کو ہے تب اِس حقیقت سے بھی انکار کرنے والا کوئی نہیں ہوگا کہ دنیا کے دسویں نمبر کے دہشت گرد موجودہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی سرکار میں بھارت مستقل طور پر ٹوٹ جائے گا بات یہیں ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ کچھ عرصے قبل'' بھارتی اخبار ڈیلی نیوز نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں یہ انکشاف کیا کہ بھارت ٹوٹنے والا ہے رپورٹ کے مطابق بھارت کی معیشت کو تباہ کرنے والے عناصر میں سیاسی استحکام، مذہبی اور علاقائی فسادات اور علیحدگی کی چلنے والے تحاریک نے بنیادی کردار ادا کیا ہے یہی صُورتِ حال مستقل میں مزید تباہی اور مشکلات کا باعث ثابت ہوگی ایک اندازے کے مطابق بھارت کو ہر آنے والے برس میں علیحدگی کی تحریکوں سے نمٹنے کیلئے اپنی حفاظتی افواج میں دس فیصد اضافہ کرنا پڑتا ہے اِس کی معیشت کو سالانہ نیا دھچکا لگتا ہے یہ صورتِ حال جاری رہی تو دس برس بعد بھارتی بجٹ 80 فیصد داخلی شورشوں سے نمٹنے پر خرچ ہونے لگے گا'' (کتاب ۔۔۔ بھارت ٹوٹ جائے گا'' سے اقتباس)۔

اَب یقیناً مودی کے اِس بیان نے دنیا کو مودی کے غیر سنجیدہ اور اِس کے بہروپیئے ہونے کا بھی واضح ثبوت دے دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی دنیا کو یہ بھی

بتادیا ہے کہ اَب آ ئندہ بھارتی وزیرِاعظم نریندر مودی کے کہے ہوئے کسی بھی لفظ اور جملے پر یقین نہ کیا جائے کیونکہ جب اُلٹی سیدھی حرکتوں اور مکروہ کارناموں کے باعث خطے میں اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے اور جنگی جنون میں مبتلا رہنے والے مودی کے سر پر چاروں جانب سے جوتے پڑتے ہیں تو اِس کا پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈوں اور مخالفت کا بھوت اُترتا ہے پھر کچھ عرصے بعد خود ہی مودی اپنے غیر سنجیدہ پن اور اپنی لاؤبالی طبیعت کے باعث اپنے ہی کہے ہوئے سے ایسے ہی مکر جاتا ہے جیسا کہ یہ ابھی پاکستانپر سرجیکل اسٹرائیکس سے انکاری ہے۔

آج اِس منظر اور پس منظر میں جہاں دنیا کو مودی کی باتوں کو غیر سنجیدہ لینا چاہئے تو وہیں بھارتی عوام کو بھی اپنے جوکر اور باؤلے وزیرِاعظم نریندر مودی کی باتوں پر تُرنت یقین کرکے پاکستان مخالف سرگرمیوں میں حصہ لے کر اپنے گریبان چاک اور سروں پر خاک ڈالنے سے پہلے سو بار یہ ضرور سوچ لینا ہوگا کہ اِن کا وزیرِاعظم جو کچھ کسی پڑوسی مُلک سے متعلق بَک رہاہے آیا وہ درست بھی ہے کہ نہیں...؟؟

کیوں کہ خطے اور پاکستان سے جنگی جنون میں مبتلا رہنے کی وجہ سے بے سوچے سمجھے پاکستان جیسے اُس مُلک سے متعلق جو خطے میں دائمی امن و محبت او

رخطے کے پڑوسی ممالک سے دوستی اور بھائی چارگی کے مضبوط رشتوں کا متلاشی مُلک ہے اُس کے خلاف منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈے کرنا اور اُسے عالمی سطح پر تنہا کرنا مودی سرکاراور بھارتی میڈیا کا مشغلہ بن گیا ہے۔

حالانکہ خطے میں واحد پاکستان ہی ایسا مُلک ہے جو دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فرنٹ لائن کا کردار ادا کر رہا ہے جب سے پاکستان نے یہ بیڑا اُٹھا ہے تب ہی سے پاکستان نے سیاسی و معاشی اور اقتصادی و اخلاقی لحاظ سے اپنا سب سے زیادہ ہی نقصان اُٹھایا ہے اور یہ ابھی تک اُٹھاتا ہی چلا جارہا ہے۔

یقینی طور پر پاکستان خطے کا وہ اکیلا مُلک ہے جس کی کل بھی یہی خواہش تھی اور آج بھی جس کی اِس خواہش میں شدت آگئی ہے کہ بس کسی بھی طرح سے خطے اور خطے سے وابستہ ممالک سے دہشت گردی کا خاتمہ یقینی بنا کر خطے اور خطے کے ممالک کے درمیان دائمی امن و محبت اور چاروں گرد کے پڑوسی ممالک سے مضبوط دوستی قائم کی جائے اور آپس میں ایسے سیاسی و معاشی اور اقتصادی و اخلاقی روابط استوار کئے جائیں کہ پھر ان میں کوئی دراڑنہ آنے پائے۔

آج اِن ہی نیک جذبوں کی جستجو میں سرگرداں پاکستان کو بھارت کی مودی سرکار اور بھارتی افواج اور بھارتی میڈیا یک زبان ہو کر پاکستان مخالف سرگرمیوں

میں غرق ہیں اور بھارت پاکستان مخالف منفی اور بے بنیاد پروپیگنڈے کرکے پاکستان کو ناکام اور ایک بدنام ریاست ثابت کرنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اُترا ہوا ہے۔

بھارت کی پاکستان مخالف بڑھتی روش سے تو ایسا لگتا ہے کہ خطے میں پاکستان جیسے دائمی امن کی خواہش رکھنے والے مُلک کے خلافمودی سرکار ، بھارتی افواج اور چھینالوں جیسی لگائی بجھائی والی خصلت کے حامل بھارتی میڈیا کاایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دن اور رات بک بک کرنا فرضِ اولین ہوگیا ہے کہ جب تک یہ سب مل کر پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈہ اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال نہ کرلیں اِنہیں نیدیں ہی نہیں آتی ہے۔

بہر حال ،آج دنیا یہ خوب جانتی چکی ہے کہ مودی سرکار ،بھارتی افواج اور نفرتوں کو ہوادینے کی گھٹی پینے والا بھارتی میڈیا پاکستان مخالف فضاء پیدا کرکے پاکستان کے ساتھ جس جنگی کشیدگی والا کھیل کھیل رہے ہیں اِن کے کیا مقاصد ہیں؟؟اِن کے ناپاک عزائم اُس وقت کھل کر سامنے آگے جب مودی نے پاکستان میں منعقد ہونے والی سارک کانفرنس میں افغانستان ، بنگلہ دیش اور بھوٹان کو اپنا ہم خیال بنا کر شرکت نہ کرنے کا اعلان کیا یاآخر یوں وہ خطے میں جنگ کے خطرات پیدا کرکے اپنے عزائم میں کامیاب ہوگیااِس کام کو

کرنے کے لئے سازشی مودی سرکار اور ڈرپوک بھارتی افواج نے کتنے پاپڑ بیلے یہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اَب کچھ بھی ہے؟؟ مگراتنا پھر بھی ضرور ہے کہ گزشتہ تین ماہ سے بھارت کشمیر میں نہتے اور معصوم کشمیریوں پر اپنی فوج کی غنڈہ گردی ڈھائے جانے والے تاریخ کے اِنسانیت سُوز مظالم پر سے دنیا کی توجہ ہٹانے میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔

پاکستانی سیاسی رہنماؤں اور پارٹیوں کی مکر فریبیاں

آج ایک طرف بھارت ایل او سی پر اپنی جارحیت جاری رکھے ہوئے ہے، تو اِدھر ہماری غیر سنجیدہ سیاسی قیادت ہے، جو اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات اور مقاصد کے حصول کے خاطر دستِ گریبان ہے، آج یہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کی ذات پر کیچڑ اُچھال رہے ہیں اِن کے آپس کے جارحانہ رویوں کو دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ LOCپر جاری بھارتی جارحیت سے قوم اور دنیا کی توجہ ہٹانے کی کوششوں دیدہ و دانستہ میں لگے پڑے ہیں۔

حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اِس نازک لمحے میں اپنے تمام ذاتی و سیاسی اختلافات کو بلائے طاق رکھتے اور باہم متحد و منظم ہو کر ملی یکجہتی اور اُخوت و مساوات اور بھائی چارگی کا ایک ایسا درس دیتے کہ اِنہیں ایسا دیکھ کر بھارت دُشمن کے دانت کھٹے ہو جاتے مگر افسوس ہے کہ اِنہوں نے اِس موقع پر وقت اور حالات کی نزاکت کو سمجھے بغیر ایسا نہیں کیا آج اِن سے جس کی قوم قوی اُمید تھی بلکہ اِنہوں نے وہی کیا ہے جو اِن کی خصلت اور اِن کی گھٹی میں شامل ہے۔

پچھلے دِنوں ہماری حکمران اور اپوزیشن جماعتوں کے چیدہ چیدہ کرتا دھرتا

سیاسی رہنماؤں کی غیر سنجیدگی کا بھانڈا اُس وقت پھٹا اور کھلا کہ جب پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس اسپیکر سردار ایاز صادق کی زیر صدارت جاری تھا اپنی نوعیت کے اِس اہم ترین اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں اِنسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور لائن آف کنٹرول پر بھارت کی جانب سے جاری جارحیت اور ایل اُو سی پر حالیہ دِنوں میں کی جانے والی بھارتی اشتعال انگیزی اور جنگ بندی کی خلاف ورزیوں سے پیدا ہونے والی صورتِ حال پر بحث جاری تھی کہ اِسی دوران حکمران جماعت ن لیگ کے لاہوری بہادروں اور پیپلز پارٹی کے جیالوں اور جیالیوں کے درمیان شدید ہنگامہ آرائی اور نعرے بازی شروع ہو گئی جس کی وجہ سے پارلیمنٹ کا یہ مشترکہ اجلاس مچھلی بازار بن گیا ایسی گھمبیر صورتِ حال اُس وقت دیکھنے میں آئی جب بے وقت کی راگنی لاپتے ہوئے سینیٹر مشاہد اللہ خان نے پیپلز پارٹی کے قول و کردار اور اعتزاز احسن پر شدید ترین تنقیدوں کے تیر چلاتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی پر خالصتان تحریک سے وابستہ سکھوں کی فہرست بھارت کے حوالے کرنے اور اسلام آباد سے کشمیر کے بورڈ اُتارنے کے کھلے لفظوں کے ساتھ سخت ترین الزامات عائد کئے تھے۔

ن لیگ کے مشاہد اللہ خان کا کہنا تھا کہ کس طرح بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کے دورے کے موقع پر اسلام سے کشمیر کے بورڈ اُتار دیئے تھے اور اُنہوں نے لگے ہاتھوں پیپلز پارٹی کے اعتزاز احسن کو اپنی زہریلی تنقیدوں کا نشانہ

بتاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ آپ نے ہی سکھوں کی فہرستیں بھارت کو دیں جس پر ن لیگ کے لاہوری بہادروں اور پیپلز پارٹی کے جذباتی جیالوں کے درمیان شدید ہنگامہ آرائی اور جھڑپ چھڑ گئی۔

پھر پی پی کے جیالوں اور جیالیوں نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ ہم آواز ہو کر فلک شگاف انداز سے " مودی کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور خورشید شاہ نے بھی موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اجلاس سے بائیکاٹ کی دھمکی دے دی جس پر ن لیگ نے معذرت کر لی۔

جس کے بعد ایوان سے خطاب کے دوران اعتزاز احسن نے جس انداز اور لہجے میں اظہارِ خیال کیا اِس سے ن لیگ پر مکر فریبی کا چڑھا لبادہ اُتر گیا اعتزاز احسن کا کہنا تھا کہ " اقوام متحدہ میں نواز شریف بھارتی جاسوس کل بھوشن کا نام تک نہیں لیا، میں جب غدار تھا تو نواز شریف نے اپنا وکیل کیوں بنایا، اعتزاز احسن تو مشاہد اللہ خان کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے اپنی وضاحت میں اور بہت کچھ کہتے رہے مگر مشاہد اللہ خان سمیت اور ن لیگ والے کانوں میں روئی ٹھوسے جیسے اپنی اپنی خیالی دنیا میں ہی کھوئے بیٹھے رہے۔

اور پھر یوں بالآخر مقبوضہ کشمیر میں جاری نہتے کشمیریوں کے حق اور جنگی

بندی کی خلاف ورزیوں سے پیدا ہونے والی صورتِ حال پر منعقد ہونے والا پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ہمارے سیاست دانوں کی غیر سنجیدگی اور آپس کی لڑائی جھگڑوں اور کھینچا تانی کی وجہ سے بغیر کسی مثبت نتیجے کے ختم ہو گیا۔

تاہم جب پارلیمنٹ میں ن لیگ کے لڑاکو لاہوری بہادرں اور پی پی کے جیالوں اور جیالیوں کی لڑائی کی خبر پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی تک پہنچی تو اِن کی خوش کی انتہا نہ رہی اور عالمِ خوشی سے جھوم جھوم گئے اور کئی گھنٹے تک بس ایک یہی جملہ دُہراتے رہے "آہ آہ لڑائی ہو گئی ، آہ آہ لڑائی ہو گئی،اِن سے تو یہی اُمید تھی آخر کار سانجے کی ہنڈیاں چوراہے پر پھوٹ گئی" الغرض یہ کہ مسٹر سونامی ن لیگ اور پی پی والوں کی لڑائی سے اتنے خوش ہوئے کہ وہ پی پی کی اپنی کئی ماہ کی رقابت ہی بھول گئے اور وہ کچھ کہہ گئے جو اِنہیں کچھ عرصہ بعد کہنا چاہیے تھا۔

جہاں تک راقم الحرف کو یاد پڑتا ہے کہ متحدہ کو سب سے پہلے مائنس الطاف حسین کا مشورہ بھی تحریکِ انصاف پاکستان کے اکلوتے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان نے ہی دیا تھااور یہ بڑے اتفاق کی بات ہے کہ اِس مرتبہ پھر سب سے پہلے مسٹر سونامی خان نے ہی پی پی پی کو زرداری سے جان چھڑانے یعنی کہ مائنس زرداری کا مشورہ دیا ہے اَب دیکھتے ہیں کہ پی پی پی والے خود یا

متحدہ کے الطاف مائنس ون کی طرح کوئی اور پی پی سے زرداری کی جان کیسے چھڑاتا ہے۔۔۔؟؟

تاہم یہاں یہ بات ضرور توجہ طلب ہے کہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان ہی تھا جس نے متحدہ کو اُس وقت الطاف مائنس ون کا مشورہ دیا تھا جب نہ صرف کراچی بلکہ سارے مُلک میں الطاف حُسین اور متحدہ کے جیسے بھی رویوں کی طوطی بولا کرتی تھی کوئی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر بھی عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان نے متحدہ کے خلاف سب سے پہلے زبان کھولی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بہت سوں کی زبانیں کھلتی ہی چلی گئیں اور پھر رفتہ رفتہ سونامی خان کا متحدہ سے الطاف مائنس ون کا یہ مطالبہ مُلک کی ہر بڑی چھوٹی سیاسی و مذہبی جماعت اور اداروں کے سربراہان اور میڈیا پرسنز کی زبان پر آگیا پھر خود بخود حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ متحدہ کی شق السرحد ہو گئی آج ایک متحدہ پاکستان بن گئی ہے تو دوسری متحدہ لندن کے نام سے اپنی اپنی پہنچان بنانے کی کوششوں میں لگی پڑی ہیں آج دونوں متحدہ کو اپنی اپنی بقاء کی جنگ کا سامنا ہے اور دونوں ہی خود کو اردو بولنے والے اہلیانِ کراچی اور شہرِ قائد کا اصل مالک اور حق پرست کا نعرہ لگا کر حق دار منوانے میں لگی پڑی ہیں۔

آج اِسی طرح جب کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کبھی کہیں سے پی پی پی سے زرداری مائنس ون اور پیپلز پارٹی سے زرداری کا پیچھا چھڑانے کی کوئی آواز بلند ہوگی اورزرداری نے بھی کبھی خود کو پارٹی سے علیحدہ کرنے کا سوچنا تو درکنار زرداری نے کبھی ایسا خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا کہ وہ پیپلز پارٹی کو چھوڑرہے ہیں۔

ایسے میں تھوڑی دیر کو یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ آج عمران خان نے کسی قوت کے خاص اشارے پر پی پی پی کو زرداری سے جان چھڑانے کا اپنی تئیں صائب مشورہ دے کر مُلک میں ایک نئی بحث چھیڑدی ہے یعنی یہ کہ اگر حرفِ عام میں یہ کہاجائے کہ عمران خان نے پی پی پی کو چھیڑ کر پڑی لکڑی لے لی ہے گویا کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے دوران کل تک جو لڑائی ن لیگ اور پی پی پی میں جاری تھی اَب اِس لڑائی میں عمران خان نے چھلانگ لگا کر ن لیگ کی جان بخشی کرادی ہے اور پی پی پی کی ساری توپوں کا رخ اپنے سینے کی جانب کرالیا ہے۔

آج اِس لڑائی میں عمران خان ہیں اور پی پی پی کے جیالے ہیں قبل اِس کے کہ اَب پی ٹی آئی اور پی پی پی کی لڑائی کوئی اور رُخ اختیار کرجائے پی پی پی کے جیالوں کو عمران خان کے دیئے ہوئے مشورے کا ایک بار ضرور جائزہ لینا چاہیے کہ عمران خان نے پیپلز پارٹی کو زرداری سے جان چھڑانے کی جو بات کہیں

ہے اِس کے درپردہ اِدھر یا اُدھر کس قوت کا ہاتھ ہو سکتا ہے یوں ہی آپس میں گتھم گتھا ہونے کے بجائے اُن حقائق کو جاننے کی بھی اشد ضرورت ہے جس کے سیاق و سباق میں مسٹر سونامی خان نے پی پی پی کو زرداری سے جان چھڑانے کا مشورہ دیا ہے۔

بہر حال ،آج یہ بات بڑی حد تک کسی بھی باشعور پاکستانی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ پچھلے 69 ،70 سالوں سے ہماری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں اور سِول وآمر حکمرانوں کی مکر فریبیوں کے باعث وطنِ عزیز پاکستان مسائل اور بحرانوں کی چکی میں پستے پستے بالآخر مسائلستان بن گیا ہے۔

آج اگر یہی ہمارے (سیاسی و آمر) لوگ حقیقی معنوں میں محب وطن ہوتے اور اِن کی نیت مُلک اور قوم کے ساتھ مُخلص ہوتی تو یقینی طور پر پاکستان بھی اُسی طرح ترقی اور خوشحالی کے منازل طے کرتا ہوا اُوجِ ثُریا تک جا پہنچتا آج جیسا کہ اِس کے بعد دنیا کی آزاد ہونے والی بہت سی ریاستیں ہیں اِن ریاستوں کی ترقی و خوشحالی کی اصل وجہ صرف یہ ہے کہ اِن ریاستوں کی سیاسی قیادت اپنے وطن اور قوم کے ساتھ مُخلص ہے جو اپنے ذاتی وسیاسی مفادات کو مُلک و قوم کی ترقی و خوشحالی پر قربان کردیتی ہیں مگر اِدھر ایک ہمارے نئے اور پرانے سیاسی باری گر ہیں جو ایک لمبے عرصے سے اپنی چرب زبانی اور سیراب جیسے لفظوں

وجملوں کے گورکھ دھندے سے مُلک اور قوم کی بقاء اور سالمیت سے کھیلتے آئے ہیں اور آج بھی جب LOC پر بھارتی جارحیت انتہا پر پہنچ چکی ہے ایسے وقت میں بھی بدقسمتی سے ہماری سیاسی جماعتوں کے رہنماء متحد ہونے کے بجائے اپنے ذاتی اور سیاسی اختلافات کا طوق اپنے گلے میں ڈالے بکھرے ہوئے نظر آرہے ہیں اور ایک ایسے وقت میں کہ جب بھارت جیسا ہمارا ازلی دُشمن اپنی جارحیت سے ہمیں نیست ونابود کرنا چاہتا ہے اِن لمحات میں بھی ہماری سیاسی جماعتوں کے رہنما اپنی ذاتی لڑائیوں اور چپقلش کی بنیاد پر اپنی ایک ایک انچ کی اینٹ پر سیاسی یونیورسٹیاں بنائے ہوئے ہیں جو مُلک کو درپیش نازک وقت میں اتحاد اور متحد ہونے کے بجائے اپنے ذاتی اور سیاسی اختلافات اور نظریات کی بنیاد پر اپنا سیاسی قد اُونچا کرنے کے چکر میں لگے ہوئے ہیں جس سے اِن کا غیر سنجیدہ پن نمایاں ہو رہا ہے،اور قوم اِس تذبذب میں مبتلا ہے کہ ایک طرف بھارت جیسا ہمارا ازلی دُشمن جنگ مسلط کرنے کے درپہ ہے اور اِدھر ہمارے سیاستدان متحد و منظم ہونے کے بجائے اپنی سیاست چمکا رہے ہیں اور اپنے اختلافات کو دنیا کے سامنے لا رہے ہیں آج جس پر بھارت کو بھی یہ کہنا پڑ گیا ہے کہ ''LOC پر جاری بھارتی جارحیت پر پاکستان میں اپوزیشن بھی حکومت کا ساتھ نہیں دے رہی ہے'' ہمارے متعلق بھارت کی جانب سے اِس قسم کے خیال کا اظہار ہونا ، ہمیں صاف اور واضح طور پر یہ اشارہ دے رہا ہے کہ اَب بھارت بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ آج جب اِس نازک وقت میں بھی پاکستان کی حکمران جماعت کے

ساتھ اپوزیشن ایک پیج پر نہیں ہے تو پھر ہمیں پاکستان کے کسی دباؤ میں آئے بغیر سرحد پر اپنی جنگی جارحیت اور مقبوضہ کشمیر میں بھی بھارتی فورسز کو اپنی غنڈہ گردی اور بدمعاشی جاری رکھنی چاہیۓ اور اپنے مقاصد حاصل ہونے تک پوری قوت سے وہی کچھ کرتے رہنا چاہیۓ جو بھارتی حق میں ہو۔یقیناً آج ہمارے سیاسی رہنماؤں اور اِن کے غیر سنجیدہ رویوں کی وجہ سے بھارت کا حوصلہ بلند ہورہاہوگااور وہ ہمارے سامنے اپنا ماتھاٹیکنے کے بجائے اُلٹاسینہ تان کر کھڑارہنے سے متعلق سوچ رہاہوگا مگرہم اِس کا یہ خواب چکناچور کرسکتے ہیں بس شرط صرف یہ ہے کہ آج بھی اگر ہماری حکمران جماعت اور اپوزیشن سمیت چھوٹی بڑی سیاسی و مذہبی پارٹیوں کے رہنماء بھارتی جارحیت اور مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں پر بھارتی ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف حقیقی معنوں میں متحد اور منظم ہوجائیں تو ہم بھارت کے جنگی جنون اور مودی سرکار کی کمرپر کاری ضرب لگاسکتے ہیں بس ہمارے متحد اور منظم ہونے کی دیر ہے پھر بھارت ہم پر کبھی بھی اُنگلی اُٹھانا تو دور کی بات ہے یہ ہماری جانب کبھی میلی نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتاہے۔

اراکین پارلیمنٹ کی سہولت کے خاطر اوگرا کا گیس 36 فیصد مہنگی کرنے کا اعلان

لیجئے اَب پاکستانی کمزور اور لاغر مہنگائی کے بوجھ تلے دبی بلکتی سسکتی اور اپنی زندگی کی بقا و سالمیت کی لیڑیاں بھیگ مانگتی عوام اپنی کمریں مضبوط کرلے چونکہ حکومت کی لونڈی (اوگرا) آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی نے یکدم سے ہی گیس کی قیمتوں کو زمین سے آسمان پر پہنچانے کے لئے اقدام کرلیا ہے اور اِس نے اپنی گردن تان کر اور سینہ پھلا کر عوام الناس پر گیس بم گراتے ہوئے گیس کی قیمت میں 36 فیصد اضافے کا اعلان کردیا ہے اِس کا کہنا ہے کہ اِس اقدام سے گیس کمپنیاں صارفین سے رواں مالی سال کے دوران 1 34 ارب روپے سے زائد وصول کریں گی،تاہم اِس سے انکار نہیں کہ اوگرا نے یہ اقدام ایک ایسے وقت میں کیا ہے کہ جب ن لیگ کی حکومت کے خلاف پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان 30 اکتوبر 2016 سے (ماضی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ پاور فل انداز سے فیصلہ کن) احتجاجی مظاہروں اور دھرنوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ کرچکے ہیں۔

اَب اِن حالات میں حکومتی لونڈی اوگرا کا پہلے سے گیس و بجلی سے محروم اور سر پھوڑ سینہ زور مہنگائی سے پریشان حال عوام پر گیس کی قیمتوں میں

یکمشت 36 فیصد اضافے کا اعلان بم بن کر گرا ہے یقینا آج اوگرا کا یہ عوام دُشمن اعلان یا آپ جسے مُلک سے غریب کُش اقدام بھی کہہ سکتے ہیں اِس کا سارا فائدہ پی ٹی آئی کو ہوگا اور اَب عمران خان کے احتجاج میں وہ غریب طبقہ بھی ضرور شامل ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا ہوگا جس کے دل میں اوگرا کے اِس اعلان سے قبل وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت سے تھوڑی بہت بھی ہمدردی رہی ہوگی گو کہ اَب اوگرا کے گیس کی قیمتوں میں 36 فیصد اضافے کے اعلان سے وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔

ہاں البتہ اِس سے انکار نہیں کہ اگر حکومت نے 30 اکتوبر کو عمران خان کی فیصلہ کن احتجاجی کال سے قبل اور آئندہ 2018ء میں ہونے والے مُلکی انتخابات سے پہلے مُلک کے غریب اور گیس و بجلی سے محروم اور مہنگائی کے بوجھ تلے دفن عوام پر کسی بھی سطح اور کسی بھی قسم کی مہنگائی کا اضافی بوجھ ڈالا یہ مہنگائی بڑھانے والے اوگرا جیسے اقدام یا اقدامات کے بارے میں سنجیدگی سے روک تھام سے متعلق پالیسیاں نہ وضع کی تو پھر حکومت کا اگلے انتخابات میں کامیابی کا خواب دیکھنا تو دور کی بات ہے ن لیگ کے سربراہ اور وزیر اعظم پاکستان کو نواز شریف کو اپنی حکومت کی باقی دو ایک سال کی مدت پوری کرنا بھی مشکل ہو جائے گی ۔

آج ہمارے وزیراعظم نواز شریف جو بات بات پر بڑی بڑی ایسی سیاسی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں کہ ’’ہم نے اپنی اِس حکومت میں مُلک سے غربت کے خاتمے اور غریبوں کی زندگی اور اِن کے حالاتِ زار میں بہتری لانے کے لئے جتنے اقدامات اور انتظامات کئے ہیں ایسے اقدامات تو مُلکی تاریخ اُٹھاکر دیکھ لو کبھی بھی (ن لیگ کی حکومتوں کے سوا) کسی بھی پارٹی کے حکمران کے دور میں نہیں ہوئے تھے، الحمدُ للہ، آج عوام دوست نواز شریف نے مُلکی معیشت اور اقتصادی صورت حال میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ مُلک کی غریب عوام کی ترقی اور خوشحالی کے خاطر مُلک میں مہنگائی کا تو اضافہ ضرور کیا ہے مگر اِس اضافے سے مُلک سے غربت تو غربت ۔۔۔ غریبوں کے خاتمے کے لئے بھی اقدامات اور انتظامات کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے جی ہاں تب ہی آج ن لیگ کی رواں حکومت میں حکومتی لونڈی اوگرا کا ارکان پارلیمنٹ کی نئی گیس اسکیموں کے لئے عوام سے 9ارب روپے صول کئے جانے کے سلسلے کو یقینی بنانے کے لئے گیس کی قیمت میں یکمشت 36 فیصد اضافے کے جو اعلان ہے آج اگر ہم اوگراکے اِس اعلان کو ہی دیکھ لیں تو ہمیں لگ پتہ جائے گا کہ ن لیگ کی رواں حکومت جس کے وزیراعظم مسٹر نواز شریف ہیں اور جس کے وفاقی وزیر خزانہ مسٹر اسحاق ڈار ہیں یہ مُلک کے غریب عوام کے لئے کتنے مخلص ہیں ؟؟؟اور اوگراکان لیگ کی حکومت اور وزیراخزانہ اسحاق ڈار کے ایماپر گیس کی قیمتوں میں یکدم سے 36 فیصد اضافے کا اعلان کیا یہ مُلک سے غربت کے خاتمے کے ساتھ ساتھ غریبوں کو مہنگائی کے بوجھ تلے دباکر

آغوشِ قبر میں سُلانے والا اقدام نہیں ہے؟؟
اگر ایسا نہیں ہے تو پھر گیس کمپنیاں مُلک کی بڑی غریب آبادی والے طبقے کو گیس کی سپلائی میں تعطل پیدا کرکے اِس سال صارفین سے 341 ارب روپے وصول کرنے کی کیوں دعویدار بنی ہوئی ہیں یقیناً گیس کمپنیوں نے ایس این جی پی کے لئے قیمت میں 57.89 روپے ایم ایم بی ٹی یو اضافہ اِسی لئے کیا ہے کہ اگلے ماہ سے شروع ہونے والے سردی کے موسم میں عوام کو ملنے والی گیس سپلائی روک دی جائے اور پوری طاقت سے عوام کے اگلے پر دودھاری چھری رکھ کر اپنے اہداف حاصل کئے جائیں گے آج جہاں اپنے اِس مراسلے میں اوگرا نے بڑی ڈھٹائی سے 15 نومبر تک حکومت سے رائے بھی طلب کرنے کا دعویٰ کیا ہے تو وہیں اِس کا بڑی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کوئی جواب نہ آیا تو پھر اوگرا آرڈیننس کے تحت فیصلہ ہوگا۔ جبکہ یہاں یہ کیا ہی اچھا ہوتا؟؟ کہ عوام الناس کو یہ بھی بتادیا جاتا کہ اوگرا آرڈیننس کس بلا کا نام ہے؟؟ اور اِس کا اِس حوالے سے کیا کردار ہوتا ہے؟؟ بہر حال، حکومتی ایما پر اوگرا کی جانب سے گیس کی قیمت میں 36 فیصد اضافے کے اعلان سے اتنا تو یہ ضرور واضح ہوگیا ہے ن لیگ کی حکومت نے پاناما لیکس کے معاملے سمیت ایل او سی پر جاری بھارتی جارحیت اور 30 اکتوبر سے عمران خان کے

احتجاجی پروگراموں اور دھرنوں سے عوام الناس کی توجہ ہٹانے کے لئے اوگرا کو گیس کی قیمتوں میں اضافے کا ٹاسک دے کر اوگرا کو فری ہینڈ کر دیا ہے جو کہ عوام کے نزدیک ایسا ناممکن ہے، عوام یہ بات اچھی طرح سے سمجھ چکے ہیں، اَب پاناما لیکس کا فیصلہ عمران خان کے احتجاجوں سے ہی ہوگا اور اَب بس بہت ہو گئی ہے اَب وزیراعظم نواز شریف کو اپنے عہدے سے ضرور مستعفی ہونا پڑے گا کیوں کہ آج نہ مُلک اور عوام کی ترقی و خوشحالی کے لئے نہ نواز اچھا نہ زرداری اچھا اور نہ ہی عمران کی خودساختہ عمرانی سیاست اچھی ہے آج اگر کوئی مُلک اور قوم کے بہتر مستقبل اور اِن کی ترقی و خوشحالی کے لئے اچھا ہے تو بس ایک ڈنڈا ہی اچھا ہے جو فوجی جنرل کے ہاتھ میں ہو اور وہ مُلک میں چند سیاسی نام نہاد جمہوری پجاریوں کے سروں اور کمروں پر متواتر برستا رہے اور اِن کے ہاتھ اور پاوں ٹوٹنے تک پڑتا رہے اور مُلک اور قوم پر ایک اُسی ڈنڈے کی حکمرانی چلے جو کم از کم مُلک اور مُلک کی غریب اور مفلوک الحال عوام کے ساتھ تو مخلص ہوتا ہے۔

بہر کیف...!! ،اَب یہ بات سمجھ میں آئی کہ آئی ایم ایف کے میگزین اور ورلڈ بینک کے سالانہ اجلاس میں رواں حکومت کے وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار (المعروف مسٹر اسحاق ڈالر) کو 2016 کے لئے جنوبی ایشیا کا بہترین وزیر خزانہ قرار دے کر اِنہیں ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیوں کیا گیا؟؟؟۔

اِس پر راقم الحرف کا قوی خیال یہ ہے اَب لگتا ہے کہ ابھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والوں کو اسحاق ڈار سے اپنی مرضی کے بہت سے کام لینے ہیں اِسی لئے اُنہوں نے اِنہیں رشوت کے طور پر یہ اعزاز دینے کا اعلان کیا ہے اور اِسی کے ساتھ ہی یہ بات تو سب ہی خوب جانتے ہیں کہ ایسے ہی یورپ والے جنوبی ایشیاکے کسی بھی شخص کو ''سر'' کا خطاب یا اپنا کوئی نامی گرامی ''ایوارڈ''نہیں دے دیا کرتے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ وہ جب تک اپنی اچھی طرح تسلی نہ کرلیں کہ یہ جسے کسی خطاب یا ایوارڈ سے نوازرہے ہیں یہ شخص جس طرح ماضی میں اِن کی پالیسیوں پر اندھا اعتماد کرکے پورااُترا ہے کیا یہ شخص ابھی اپنے لوگوں کی کسی دباؤاور دھمکی میں آئے بغیراِن کے ساتھ رہے گااور اُسی طرح آئندہ بھی اِن کے کہے پر من و عن عمل کرنے یا اقدامات وانتظامات کرنے والا ہے جیسے یہ ماضی میں اِن کے لئے کارآمد تھااور یوں جب وہ اُسے اچھی طرح ٹھوک بجا کر دیکھنے اور پرکھنے کے بعد اپنی خوب تسلی کرلیتے ہیں تو پھر یہ اُسے خطابات اور ایوارڈوں سے نوازتا ہیں۔

اُمید ہے کہ یورپ اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والوں نے ایسا ہی ہماری موجودہ ن لیگ کی حکومت کے وزیرخزانہ اسحاق ڈار (جو وزیراعظم نوازشریف کے سمدھی خاص اور اِن کے بہت سے ذاتی و سیاسی معاملات کے رازدار بھی ہیں)کے

ساتھ بھی کیا ہوگااور یقیناابھی یورپ و امریکا کے تھنک ٹینک اور آ ئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والوں کو اِن (اسحاق ڈار) سے پاکستان میں بجلی و گیس کی قیمتیں بڑھا کراِن کے ہی قرضوں کے بوجھ تلے دفن غریب اور مفلوک الحال مفلس عوام کی مہنگائی سے کمریں تڑوانے کے لئے مزید اقدامات کرنے ہیں یکدم ایسے ہی عوام دُشمن اقدامات اسحاق ڈار پچھلے کئی سالوں سے کرتے آئے ہیں اِن کے ایسے ہی اقدامات سے پوری طرح سے مطمئن ہو کر اَب اُنہوں نے اِنہیں جنوبی ایشیا کا بہترین وزیر خزانہ قرار دے دیا ہے اور اِنہیں ایوارڈ دینے کا اعلان کیا ہے ابھی آئی ایم ایف کے میگزین اور ورلڈ بینک کی جانب سے وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو ایشیا کا بہترین وزیر خزانہ قرار دے کر اِنہیں ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا گیاتوتُرنت اُدھر اوگرا نے اِسی خوشی میں گیس کی قیمتوں میں 36 فیصد اضافے کا اعلان کرکے 2 غریب اور مفلوک الحال عوام پر مہنگائی کا گیس بم گرادیاہے،کچھ تو رحم کرو مہاراج ، تم تو یورپ و امریکا اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی خوشامد اور چاپلوسیوں سے مُلک و قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے غرق کررہے ہواور اپنے اِس کارنامے پر خود کو جنوبی ایشیا کا بہترین شخص کا اعزاز پا کر اُن سے ایوارڈ وصول کررہے اور تم جس طرح مُلک اور قوم کا ستیاناس کررہے ہو آج اِس کی مثال تو مُلکی تاریخ میں بھی نہیں ملتی ہے۔

بھارتیوں ڈھنڈوراشہر میں تمہارا "راون مودی" تمہاری بغل میں ، ہندوؤں کی اِنتہاپسندی عروج پر

ایسا دکھائی دیتا ہے کہ جیسے مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں پر بھارتی فورسز کی جارحیت بے نقاب ہونے کے بعد مودی سرکاراور انتہاپسند ہندو کھمبا نوچ رہے ہیں اور اپنی سُبکی مٹا رہے ہیں اَب جنھیں کچھ سُجھائی نہیں دے رہاہے کہ وہ کیا کریں؟؟ اِس لئے کہ مقبوضہ کشمیر میں مودی سرکار کی جارحیت اور بھارتی افواج و انتہاپسند ہندو تنظیموں کے کارندوں کی کشمیری عوام پر ڈھائے جانے والے اِنسانیت سُوز مظالم کی حقیقت بے نقاب ہونے کے بعد راون مودی بھارتی چھینالوں جیسا میڈیا اور ڈرپورک انڈین افواج اور انتہاپسند ہندو اپنا مقدمہ رہاچکے ہیں اِس سے بھارت نہ صرف دنیا بھر میں ہر سطح پر تنہا ہوگیاہے، بلکہ اَب بھارتی ایوانوں میں بھی راون مودی سرکار پر تنقیدوں کے تیر چلائے جارہے ہیں جس سے راون مودی کا سارا جسم چھلنی ہوگیاہے آج یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ راون مودی سرکار نے جتنا نقصان بھارت کو پہنچایاہے یقینی طور پر کسی بھی بھارتی وزیرا عظم کے دورِ حکومت میں بھارت کو معاشی اور اقتصادی اور اخلاقی و سیاسی طور پر نقصانات سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا آج عقل کے اندھے ہندوؤں کو پہلے سیتا سے متعلق راون مودی سے پہنچا چاہئے۔

آج بھی اگر بھارتی عوام مودی سرکار کے تین سالوں کا جائزہ لیں تو اِن کی آنکھیں کھل جائیں گیں اور اِنہیں لگ پتہ جائے گا کہ بھارت کے لئے مودی سرکار کارآمد نہیں ہے آج اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بھارت کی تباہی کا اصل ذمہ دار خود راون مودی ہے مگر یہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ بھارتی میڈیا اور انتہا پسند ہندووؤں کو مودی کی شکل میں راون نظر نہیں آرہا ہے اور بھارتی میڈیا اور بھارتی اِنتہا پسند ہندو بھارتی دُشمن راون کی تلاش میں اِدھر اُدھر سر مارتے پھر رہے ہیں اور پڑوسی ممالک کی شخصیات کو راون سے تشبیہ دے کر اِن کے پتلے جلارہے ہیں، دہت تیری کی '' ایسے انتہاپسند ہندوؤں اور بھارتی میڈیا اور سیکولرازم کی لنترانیاں ہانکتے بھارتی عوام کی ایسی سوچ اور ایسی کم نظری پر جو قریب کے مودی راون کو چھوڑ کر سرحد پار راون کو تلاش کررہے ہیں اور اِنہیں راون سے تشبیہ دے کر اِن کے پتلے جلارہے ہیں۔

بہر کیف ، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بھارتی '' راون مودی'' کی ناک کے نیچے اِنتہاپسند ہندو انتہاپسندی کی آگ میں جل کر '' نواز شریف'' کو راون سے تشبیہ دے کر اِن کا پتلا جلارہے ہیں حالانکہ بھارت میں دہشت گردی اور انارگی پھیلانے والا راون مودی کی شکل میں اِن کی بغل میں موجود ہے ہوناتو یہ چاہئے تھا کہ بھارتی انتہاپسند ہندو پہلے راون مودی کا پتلا جلا کر اپنا غصہ مودی پر اُتارتے اُنہوں نے اُلٹا راون مودی کو چھوڑ چھاڑ کر اپنا غصہ نواز شریف کو

راون سے تشبیہ دے کر نواز شریف کا ہی پتلا جلا ڈالا ہے اور خطے میں ایک ایسی اشتعال انگیزی کو جنم دے دیا ہے کہ اَب جس کی آگ کا فوری طور پر تھمنا نہ ممکن ہی دکھائی دیتا ہے۔تاہم اِس سے اتنا اندازہ ضرور ہوگیا ہے کہ آج بھارت کے انتہا پسند ہندووں کے تن بدن میں بدلے کی آگ بھڑک رہی ہے اور اَب یہ جو کچھ بھی پاکستان اور اشخاص پاکستان کے خلاف کر رہے ہیں یہ اِن کی انتقام کی آگ ہے اِس لئے کہ جب پاکستان کی جانب سے عالمی سطح پر کشمیر میں راون مودی سرکار اور بدمعاش اور بغیرت بھارتی فورسز (پولیس اور فوجیوں) کے ہاتھوں نہتے کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سے معصوم کشمیریوں کی شہادتوں اور برہان موہانی کی حمایت میں آواز بلند کی گئی اور کنٹرول لائن (ایل اُو سی) پر بلااشتعال فائرنگ کے خلاف وزیراعظم پاکستان نواز شریف نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بھارت کے انتہاپسندانہ رویے کے خلاف احتجاج کیااوراِسی طرح جب پاکستان کی مستقل مندوب ملیحہ لودھی نے بھی بھارتی وزیراعظم راون مودی کواِن کا اِنتہاپسندانہ مکروہ چہرہ دنیا کو دکھایا تو بھارتی راون مودی اور بھارتی انتہاپسند ہندوؤں، لگائی بجھائی کرنے والے بھارتی میڈیااور عوام کو یہ سب پسندنہیں آیااِنہیں دَست لگ گئے اوراِن کی لنگیاں ڈھیلی ہو گئیں آج تب ہی یہ اپنی اندر کی آگ کواِس طرح بجھا کر ٹھنڈی کر رہے ہیں کہ اپنے وزیراعظم راون مودی کو چھوڑ کر وزیراعظم نواز شریف ، جنرل راحیل شریف ، حافظ سعید اور مسعود اظہر کو راون سے تشبیہ دے کراِن کی بے حرمت کر رہے ہیں

حالانکہ آج اصل میں بھارت میں دہشت گردی اور قتل وغارت گری اور تباہی کا ذمہ
دار تو راون مودی اور اِس کے انتہا پسند ہندو چیلے ہیں جنھوں نے بھارت کو تباہی کے
دہانے پر پہنچانے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے اِن حالات میں بھارت کے امن پسند
شہری راون مودی اور اِس کے شیطان وانتہا پسند ہندوؤں کو لگام دینے کے لئے نہ اُٹھ
کھڑے ہوئے تو پھر وہ دن دور نہیں کہ جب راون مودی اور اِس کے حواری بھارت کا
شیرازہ نہ بکھیر دیں اور پاکستان ایسا نہیں چاہتا ہے کہ اِس کا پڑوسی کسی پریشانی میں
مبتلا ہواِس لئے پاکستان کی یہی کوشش ہے کہ بھارت خطے کے درپیش کشمیر سمیت دیگر
مسائل کا حل اپنے جنگی جنون اور انتہا پسندوؤں کے بجائے مذاکرات وافہام وتفہیم سے
حل کرے اور اپنے اندر راون مودی سرکار کے دور میں جنم لینے والی انتہا پسند ہندوؤں
کی انتہا پسند تنظیموں کو خود کنٹرول کرے تاکہ بھارت اندرونی اور بیرونی طور پر خطے میں
ایک امن پسند مُلک بن کر اُبھرے ورنہ خطہ تو راون مودی سرکار کے دورِ حکومت رہنے
تک کبھی بھی امن وامان اور پڑوسی ممالک سے بھائی چارہ روا رکھنے والا مُلک نہیں بن
سکتا ہے۔اِس منظر میں خبر ہے کہ بھارتی پنجاب اور ریاست ہریانہ میں
ہندو تہوار دیشرا کے موقع پر انتہا پسندی کی بدبودار دلدل میں غرق انتہا پسند ہندوؤں نے
انتہا پسندی کی حد کرتے ہوئے بھارت کے مختلف علاقوں میں وزیراعظم پاکستان
نواز شریف، پاک آرمی کے چیف جنرل راحیل شریف، حافظ سعید اور مسعود اظہر کی
تصاویر بنائیں اور اِن کی تصاویر پر '' راون'' کی

فوٹولگائیں یوں انتہاپسند ہندوؤں نے انتہاپسندی کو عروج پر پہنچاتے ہوئے پاکستانی شخصیات کو راون سے تشبیہ دی اور بعدازاں اِن کی تصاویر نذرآتش کردیں آج جہاں بھارت کے انتہاپسند ہندوؤں کی یہ انتہاپسندی قابلِ مذمت ہے تو یقیناوہیں ہندوستان ، بھارت اور انڈیا کے انتہاپسندوں کامذکورہ اقدام خطے میں کہیں سے بھی کھلی اشتعال انگیزی کو ہوادے سکتاہے۔ (ختم شُد)

سندھ میں یکم نومبر سے دُکانیں 7 بجے اور شادی ہالز رات 10 بجے بند کرانے کا فیصلہ ؟

گزشتہ دِنوں سندھ میں بہتری کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور انتظامات کے حوالے سے وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں یکم نومبر سے کراچی میں دُکانیں شام 7 بجے اور شادی ہالز رات 10 بجے بند کرنے اور شادیوں میں ون ڈش (چاول ، روٹی، نان ، سلاد اور سوئٹ ڈش رکھنے) کا فیصلہ کیا گیا ہے سندھ سرکار کا یہ اقدام بڑی حد تک خوش آئند امر ضرور ہے اور اِسی طرح دُکانیں شام سات بجے اور شادی ہالز رات دس بجے بند کئے جانے کا اعلان اپنی جگہہ درست اور قابل تعریف بھی ہے مگر سیاسی اور معاشی و اقتصادی مسائل اور بحرانوں میں دھنسے سندھ و کراچی کے عوام کیا اَب یہ یقین کرلیں کہ سید مراد علی شاہ اپنے اِس اعلان اور فیصلے کو حقیقی رنگ بھی دیں گے ؟؟ اور اَب کیا اِس کے لئے یہ سندھ حکومت کی مشینری کو استعمال میں لاتے ہوئے پوری طرح اقدامات اور انتظامات بھی کریں گے ؟؟ اور جیسا کہ اجلاس میں فیصلے کئے گئے ہیں وہ اپنے اِن فیصلوں پر عمل بھی کروائیں گے ؟؟ یا اپنے پیش روسابق وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی طرح بغیر کچھ کئے خاموش ہوجائیں گے اور عوام مراد علی شاہ کے ہوتے ہوئے پھر بے مراد رہ جائیں گے کیونکہ یہ سندھ و کراچی کے عوام کا برسوں پرانا مطالبہ رہاہے کہ صبح دیر سے مارکیٹیں ، شاپنگ مالز اور محلے کی

دُکانیں کھلنے اور رات گئے بند ہونے اور شادی ہالز میں دیر تک ہونے والی تقریبات سے مُلک و معاشرے میں اخلاقی و طبّی معاشرتی و اقتصادی ثقافتی و تہذیبی اور دیگر حوالوں بہت سے منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ شادی ہالز میں استعمال ہونے والی بجلی سے مُلک و صوبوں کو درپیش بجلی و گیس کے بحرانوں بھی شدت آتی جارہی ہے۔

اَب جس کا حقیقی معنوں میں پوری قوت کے ساتھ تدارک کیا جانا بہت ضروری ہوگیا ہے اگرچہ اَب سندھ و کراچی کے غیور اور محنت کش محب وطن عوام کو اُمید ہے کہ آج جس کا ارادہ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے کرلیا ہے تو وہ اِسے تاجر برادری کے کسی ایسے ویسے دباؤ میں آئے بغیر لازمی طور پر تکمیل کو بھی پہنچائیں گے اور اَب یہ سندھ و کراچی کے عوام کو سابق وزیراعلی سندھ قائم علی شاہ کی طرح اِس کام میں مایوس ہر گز نہیں کریں گے کیونکہ ماضی میں سابق وزیراعلی سندھ نے بھی ایسے بہت سے اعلانات کئے تھے جو آج تک عملی شکل میں سامنے نہ آسکے اور وہ سارے اعلانات جو سوائے فائلوں اور خبروں کا حصہ بنے رہنے کے کچھ نہ ہوسکے۔

بہرکیف، پچھلے جمعہ کو سندھ حکومت کے سندھ میں شادیوں میں ون ڈش کے حوالے سے کئے جانے والے فیصلے میں ابھی ابہام موجود ہے یہاں اگر سندھ سرکار نے ون ڈش

کا فیصلہ کیا ہی ہے تو اپنے اِسی فیصلے میں یہ بات بھی واضح کردے کہ آج جہاں سندھ سرکار نے شادیوں میں چاول ، روٹی ، نان ، سلاد اور سوئٹ ڈش کا تذکرہ کیا ہے تو وہیں یہ اعلان اور فیصلہ بھی صادر فرمادے کہ شادیوں میں روٹی اور نان کے ساتھ ساتھ گائے، مرغی یا بکرے کے سالن ، قورمہ یا کڑاہی میں سے کوئی ایک سالن بھی ون ڈش تصور کیا جائے گا اِس کی بھی اجازت ہے تو بہت اچھا ہوگا یوں سندھ سرکا کا ون ڈش کے حوالے سے فیصلے اور اعلان میں پایا جانے والا ابہام بھی ختم ہو جائے گا اور بات بھی صاف اور واضح ہو جائے گی ۔

تاہم ابھی بات پوری طرح سے واضح نہیں ہو پائی ہے کیونکہ شادی میں ون ڈش چاول ، روٹی، نان ، سلاد اور سوئٹ ڈش) کے فیصلے کے حوالے سے وزیراعلی سندھ سید) مراد علی شاہ نے جس ون ڈش کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اِن تقریبات میں ہر گز شرکت نہیں کروں گا جہاں پر ایک ڈش سے زیادہ کھانے ہوں گے اگر اِس ون ڈش چاول ، روٹی، نان ، سلاد اور سوئٹ ڈش) سے متعلق ہم کچھ دیر کو سوچیں تو ابھی یہ) بات پوری نہیں ہوتی ہے کیونکہ نہ تو چاول ، روٹی یا نان کے ساتھ کھائے جاسکتے ہیں نہ چاول کو صرف سلاد یا سوئٹ ڈش کے ساتھ استعمال میں لایا جاسکتا ہے اور اِسی طرح نہ تو روٹی یا نان صرف سلاد یا سوئٹ ڈش کے ساتھ کھائی جاسکتی ہے۔

یہاں میں راقم الحرف وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ صاحب اور اجلاس میں شامل سندھ کے وزیر صنعت و تجارت منظور وسان، صوبائی مشیر برائے محنت سعید غنی، صوبائی مشیر قانون مرتضی وہاب، ایڈیشنل چیف سیکرٹری (ترقیات) محمد وسیم، ایڈیشنل آئی جی کراچی مشتاق مہر، کمشنر کراچی، ڈی آئی جیز اور ڈپٹی کمشنر سے اتنا ضرور عرض کرتے ہوئے اپنی بات آگے بڑھاؤں گا کہ برائے کرم جس قدر جلد ممکن ہوسکے اِس پر ضرور نظرِ ثانی کریں کیونکہ سندھ سرکار کے ہونے والے اجلاس میں شادیوں میں جہاں ون ڈش کی اجازت دیتے ہوئے چاول، روٹی، نان، سلاد اور سوئٹ ڈش کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہیں روٹی اور نان کے ساتھ سالن (جو قورمہ یا کڑاہی گائے، مرغی یا بکرے کے گوشت کی صورت میں ہو) اِس کی بھی ایک ڈش کا ضرور ذکر کردیں تب تو بات واضح ہوگی ورنہ عوام میں پایا جانے والا ابہام اضطراب میں تبدیل ہوتے ہوتے ایک نیا مسئلہ پیدا کردے گے۔

یہ صدیوں سے مشہور جملہ ہے کہ مضبوط ارادے کے ساتھ جب کوئی کچھ کرد کھانا چاہتا ہو تو پھر اِس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، ارادے میں مشکلات تو بہت سی حائل ہوتی ہیں مگر انسانوں اور اداروں کی اپنے ارادوں پر ثابت قدمی سے قائم رہنے کا عمل ہی اِنہیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے،اِس میں شک نہیں کہ جو شخص یا اِنسان یا ادارہ اپنے ارادے پر قائم رہے تو وہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے یعنی یہاں یہ واضح ہوا کہ ہمارے تمام کاموں

میں قوتِ ارادی کو بہت اہمت حاصل ہے اور اِس کا کسی کام کے کرنے اور اِسے تکمیل تک پہنچانے میں بڑا عمل دخل ہے۔

یوں جب ہمارے ارادے بلند اور نیک ہوں تو پھر ہم ایسے کام کریں گے جن سے ہمیں بلندی حاصل ہو گی لیکن جب پہلے ہی ہمارے ارادے پست اور مُتزلزل ہوں تو پھر ہم زبانی کلامی تو اپنے ارادے کا بہت پرچا کریں گے مگر درحقیقت ہم اِسے عملی جامہ نہیں پہنا پائیں گے کیونکہ ہم اپنے ارادے کے ساتھ خود مخلص نہیں ہیں ،یکدم ایسا ہی جیسے کہ پہلے بھی سندھ سرکار کی جانب سے سندھ میں دُکانیں اور شاپنگ مال شام 7 بجے اور شادی ہالز رات 10 بجے بن کئے جانے اور شادیوں میں ون ڈش کی اجازت کے بہت سے اعلانات تو ہوتے رہے ہیں مگراِن پر حقیقی معنوں میں حکومتی مشنیری سے عمل کرانے سے اجتناب برتاگیایوں یہ اعلانات صرف میڈیا کی خبروں کی زینت بننے تک ہی محدود رہے یعنی یہ کہ متعدّد بار اپنے ہی کئے ہوئے اعلانات پر خود ہی سندھ سرکاراقدامات کرانے سے ہمیشہ قاصر رہی ہے ،اور اپنا مذاق بناتی رہی ہے ایسااِس لیا ہوا کہ مصالحتوں اور مفاہمتوں کی شکار سندھ حکومت یہ نہیں چاہتی رہی ہے کہ وہ کسی سیاسی کانے کو ناراض کرے یا کوئی سیاسی اپاہج اِس سے روٹھ کرجائے ، کیونکہ یہ سب کو اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتی تھی اِس لئے کہ یہ خود بھی تو کئی حوالوں سے سیاسی کانی تھی اور اِس کے کرتا تھرتا ، خود نااہل تھے سواُنھوں

نے نہ خود کچھ اچھا کرنا چاہا اور نہ کسی پر اور نہ ہی کسی سے سندھ و کراچی کی بہتری کے لئے اچھا کرنے یا کرانے کے لئے دباؤ ڈالا، آج جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے، سندھ و کراچی کی زبوں حالی سندھ کے حکمرانوں اور عوام کو منہ چڑھارہی ہے جبکہ ہمارا صوبہ پنجاب ترقی کرتا ہوا آج ماشاء اللہ کہاں سے کہاں پہنچ گیاہے، اللہ اِسے اور ترقی دے اور یہ دن دُگنی رات چگنی رات ترقی اور خوشحالی کی منازل کرے،آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب و شہر لاہور کی ترقی اور خوشحالی کی جو سب سے زیادہ خاص وجہ ہے وہ یہ ہے کہ اِس کے وزیراعلیٰ شہباز شریف اپنے صوبے اور لاہور کی ترقی اور خوشحالی کے ساتھ ساتھ اپنے صوبے کے عوام کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لئے اول روز ہی سے مخلص ہیں تب ہی پنجاب اور لاہور ترقی کررہاہے اور اُمید ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اپنے صوبے کے ساتھ یوں ہی مخلص رہے تو وہ دن کوئی زیادہ دور نہیں کہ جب ہمارا صوبہ پنجاب اور شہر لاہور امریکا او ریورپ کے کسی ترقی یافتہ شہر سے مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائے گاانشاء اللہ۔

بہر حال، آج کئی سالوں سے بے مراد رہنے والے سندھ کے عوام کے لئے یہ بڑی خوش خبری و حوصلہ افزااور خوش آئند بات ہے کہ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ سندھ و کراچی کے عوام کی بہتری اور اِن کی بے مرادی کو مراد میں بدلنے اور سندھ و کراچی کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے دن و رات متحرک ہیں اور

کوشش کررہے ہیں کہ یہ جب تک اپنے اِس منصب پر فائز ہیں اپنے صوبے سندھ اور کراچی کے عوام کی بہتری کے لئے کچھ بہتر کرجائیں تاکہ سندھ کے عوام اِنہیں یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ اِس عہدے پر رہ کرخود تو سید مراد علی شاہ رہے اور اپنی ہی مرادیں پوری کرتے رہے اور قائم علی شاہ کے دور کی طرح ہمیں بے مراد کرکے چلے گئے۔
آج اِس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ اِس بات کا تہہ دل سے تہیہ کرچکے ہیں کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے صوبے سندھ اور شہر کراچی کو صوبہ پنجاب اور شہرلاہور کی طرح ایک جدیداور خوبصورت شہر بنائیں گے اور صفائی سُتھرائی کے نظام کو جلد ازجلد بہتر بناکر ساکیں بھٹو شہید اور بے نظیر شہید کے صوبہ سندھ اور شہرِ قائدکراچی کو دنیا کا ایک عظیم صاف سُتھرا شہر بنا کر ہی دم لیں گے، بشرطیکہ مُلک سے باہر بیٹھی ہوئی پی پی پی کی اعلیٰ قیادت آصف علی زرداری، ادی فریال تالپور اور کبھی پاکستان آتے اور کبھی پاکستان سے باہر جاتے بلاول زرداری بھٹو اِن (سید مراد علی شاہ) کے نیک جذبوں اور اِن اپنے صوبے سندھ وشہر قائدکراچی ترقی و خوشحالی کے لئے کی جانیوالی ایماندارانہ خدمات پر خائف نہ ہوجائیں اور اِن سے وزیراعلیٰ کی کرُسی نہ چھین لیں تو سندھ و کراچی کے عوام کو اِس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد

علی شاہ سندھ اور کراچی کو امریکا اور یورپ کے شہروں کے مقابلے میں نہ سہی کم از کم اپنے صوبہ پنجاب اور شہر لاہور جیسا تو ضرور بنا دیں گے۔

.... گوا کانفرنس راون مودی کو پاکستان متعلق پھر منہ کی کھانی پڑی

پچھلے دِنوں بھارتی ریاست گوا میں منعقد ہونے والی پانچ ترقی پذیر ممالک کی تنظیم برکس کا سالانہ سربراہی اجلاس ختم ہوگیا ہے اجلاس کے اختتام پر مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں باہمی رضامندی سے دہشت گردی کو امن و سلامتی اور ترقی و خوشحالی کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا، جبکہ اِس موقع پر رُکن ممالک باہم متحد و منظم ہوئے جنھوں نے ہر قسم کی دہشت گردی کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے اپنے اِس عزم کا اعادہ بھی کیا کہ ہم اپنی نظریاتی، مذہبی، سیاسی، نسلی، یا انسانی بنیادوں سمیت معاشی و اقتصادیات کو کمزوراور ختم کرنے کے لئے کی جانے والی ہر قسم کی دہشت گردی کی مخالفت کرتے رہیں گے اور سب ممالک اِس پر بھی قائم رہیں گے کہ جنوبی افریقہ، بھارت، برازیل، چین اور روس اپنے بہت سے ایسے مسائل جو ہم فوری طور پر خود حل کرسکتے ہیں اِنہیں خود حل کریں گے اور کسی دوسرے کو مدد کی درخواست نہیں کریں گے جبکہ بھارتی وزیراعظم نریندرراون مودی جس کے دماغ پر جنگی جنون سوار ہے اور وہ پاکستان مخالف فوبیا میں غرق ہے اِس راون مودی کی آخری وقت تک کوشش تھی کہ وہ کسی بھی طرح سے اجلاس کے اختتام پر مشترکہ جاری ہونے والے اعلامیہ میں اُڑی حملے میں پاکستان کو ملوث کروادے مگر چین اور روس کی کھلی مخالفت کے باعث بھارتی وزیراعظم نریندرراون مودی مشترکہ

اعلامیہ میں پاکستان کا نام شامل کرانے میں ناکام رہا جس کی کوشش تھی کہ وہ پاکستان کوایک دہشت گرد ملک اور ایک ناکام ریاست قرار دلادے مگر چین اور روس کے ہوتے ہوئے راون مودی کی ایک نہ چلی اور وہ اپنی ناکامی پر بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔

آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خطے میں جنگی جنون کے باعث کشیدگی بڑھانے والے بھارتی وزیراعظم نریندر روان مودی کو گوا کانفرنس میں پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈے پر ایک مرتبہ پھر منہ کی کھانی پڑی ہے اور اُسے اپنی ڈھیلی ہوتی لُنگی کو سنبھالتے اور بغلیں جھانکتے منہ لٹکائے واپس اپنے بل میں گھسنا پڑا ہے۔

بھارتی ریاست گوامیں برکس جو پانچ ترقی پذیر ممالک کی تنظیم ہے اِس کے سالانہ سربراہی اجلاس میں مشترکہ طور پر دہشت گردی کو سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا ہے، اجلاس کے اختتام پر جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیہ میں باہم متحد و منظم ہو کر اِس کا اعلان کیا گیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف مل کر لڑنا ہوگا، عالمی اقتصادی صورتحال نا قابلِ اعتبار ہے اور شدت پسندی کے خلاف متحد ہو کر کوششیں کی جائیں گیں'' بھارتی وزیراعظم نریندر راون مودی کو تو اِس موقع پر عالمی سطح پر کچھ سوچنے اور کہنے کے بجائے بس پاکستان مخالف

فوبیا کی وجہ سے پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈے کی ہی لگی پڑی تھی روان مودی اپنے اِس بنائے ہوئے بدبودار دلدل سے باہر ہی نہیں نکل رہاہے تب ہی راون مودی نے پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈا کرتے ہوئے پاکستان کا نام لئے بغیر کہاکہ ہماراہمسایہ دہشت گردی کا محور ہے،اُسے روکنا ہوگا، دنیابھر میں دہشت گردی کی کڑیاں یہیں آکر ملتی ہیں، انتہاپسندی کو فروغ دینے والے اپنارویہ بدلیں یا عالمی تنہائی کا سامنا کریں‘‘ ۔

واضح رہے کہ اِس سے پہلے بھی کئی عالمی سطح کے فورمز پر بھارتی وزیراعظم نریندرراون مودی نے پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈے کئے تھے مگر اِسے ہر مرتبہ ہی منہ کی کھانی پڑی ہے، کیونکہ بھارت کا جنگی جنون اِس سے پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈا کروارہاہے یہ تو ساری دنیا ہی جانتی ہے تب ہی بھارت ایک مرتبہ پھر نیوکلیئر سپلائرز گروپ کی رکنیت حاصل کرنے میں ناکام ہورہاہے آج بھی اگر بھارتی وزیراعظم راون مودی اپنا جنگی جنون اور خطے میں بزورِ طاقت اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کا خواب دیکھنا چھوڑ دے تو ممکن ہے کہ وہ کسی حدتک کسی کوشش میں کامیاب ہوجائے ورنہ تو بھارت کا خواب محض خواب ہی رہے گا۔

آج درپردہ امریکا سمیت جو یورپی ممالک بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا

حصہ بنانے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں اِنہیں اپنی اِس گھناونی کوشش پر ضرور نظرِثانی کرنی چاہئے کہ آج اگر وہ بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا حصہ بناناہی چاہتے ہیں تواِنہیں خطے میں پاکستان کی اہمیت کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آج بھارت سے کہیں زیادہ پاکستان ہے جو11/9کے بعد خطے میں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن کا اپنااہم ترین رول اداکررہاہے جبکہ دوسری طرف بھارت ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہاکر دہشت گردی کے خلاف اپنے کرادار کی تعریفیں کروانے اور دوسری طرف راکے شیطانی ایجنٹوں اور افغانستان میں گھس کر افغان دہشت گردوں کو امریکی ڈالرز سے خرید کرپاکستان سمیت خطے میں دہشت گردی پھیلانے کا مرکز بنا ہواہے آج بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا حصہ بنانے کے خواہشمندامریکااور یورپ کے بہت سے ممالک کو خطے میں بھارتی مکروہ قول وفعل کا بھی ضرور جائزہ لینا ہوگااور خطے سمیت دنیا بھر میں دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں پاکستان کے مثبت اور قابلِ تعریف قول و کردار کو بھی ہر حالت میں ضرور سامنے رکھتے ہوئے اِس کی اہمیت کو بھی ضرور سمجھنا ہوگا کہ پاکستان کا دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کیا کردار ہے ؟؟اور بھارت جو ایک مکھی بھی نہ مار کر یہ دعویٰ کرتاپھر رہاہے کہ اِس نے خطے سمیت دنیا بھر میں دہشت گردی کے خلاف اپنامثبت کرداراداکیاہے (جو کہ صریحاََ جھوٹ ہے) اورآج اِس کے ساتھ ہی بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کی رُکنیت دلانے والوں

کو یہ بھی سوچنا اور سمجھنا ہوگا کہ پاکستان بھی ایک ایٹمی مُلک ہے آج جب درپردہ امریکا اور یورپی ممالک بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا حصہ بنانے پر زور دے رہے ہیں تو وہیں خطے میں طاقت کے توازن کو بگڑنے سے بچانے کے لئے پاکستان کی بھی نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں فوری رُکنیت دلانے پر زور دینا ہوگا ورنہ صرف بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں شامل کیا گیا تو پھر خطے ہی کیا دنیا بھر میں طاقت کا عدم توازن پیدا ہو جائے گا اور دنیا بھارتی جنگی جنون اور پاکستان مخالف فوبیا کی وجہ سے کسی بھی وقت اور کبھی بھی کسی ایٹمی جنگ کا ترنوالہ بن جائے گی جس کی ساری ذمہ داری بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا حصہ بنانے والے امریکا اور یورپی ممالک کے کاندھوں پر جائے گی۔

بہر کیف ایسا لگتا ہے کہ جیسے خطے میں زبردستی کی اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کے شیطانی کھیل کا سربراہ اور جنگی جنون میں مبتلا بھارتی وزیراعظم راون مودی کو پاکستان فوبیا ہوگیا ہے، اَب جیسے سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، بولتے گاتے، نہاتے دھوتے بس پاکستان مخالف منفی پروپیگنڈے کی لگی پڑی ہے، سمجھ نہیں آرہا ہے کہ راون مودی کا یہ جنگی جنون اور پاکستان مخالف فوبیا کب اور کیسے اُترے گا اور ختم ہوگا؟؟

آج راون مودی اپنے جنگی جنون اور پاکستان مخالف فوبیا کی وجہ سے خطے کو کس جانب لے جانا چاہتا ہے اِسے ابھی نہ روکا گیا تو یقیناً آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں اِس کے خطے اور دنیا میں بہت خطرناک اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، اِس سے انکار نہیں کہ راون مودی کے جنگی جنون کی کیفیت اور خطے میں پھیلائی جانے والی بھارتی سازشوں اور مودی کے ناپاک عزائم کو پاکستان سمیت خطے کے دیگر ممالک بھی جانتے ہیں، تب ہی اُن کی ہر ممکن کوشش ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر راون مودی کو اِس کے جنگی جنون اور پاکستان مخالفت فوبیا سے حد سے زیادہ باہر نکلنے سے باز رکھا جائے مگر دوسری طرف راون مودی ہے کہ یہ کسی کی کچھ سُننے اور سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہے، اِس کے سر پر تو درپردہ امریکی بہکاوئے میں آنے اور بہت سے یورپی ممالک کی حمایت کی وجہ سے خطے میں بزورِ طاقت اور اپنے جنگی جنون سے اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کا تو بس بھوت سوار ہے، جس کی وجہ سے کمبخت راون مودی پاگل ہوئے جارہا ہے، اور کسی کی ایک نہ سُننے کی ضد کئے بیٹھا ہے آج یہ ایسا پاگل ہوگیا ہے ایسا تو کبھی مست ہاتھی بھی پاگل نہیں ہوتا ہے، مگراَب صرف اِس کی اِس حالتِ زار کو دیکھ کر سوائے افسوس کرنے کے کچھ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر عشرت العباد کا کھرا سچ یا محض مخالفین پر الزام تراشی

پچھلے دِنوں نو مولود پی ایس پی کے سر براہ مصطفیٰ کمال کی جانب سے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کی بے نکتہ اور بے داغ شخصیت پر طرح طرح کی جانے والی الزام تراشیوں کے بعد ہوئی ہوا جس کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا تھا بالآخر برداشت کی تمام حدوں کو توڑتے ہوئے آج تحمل مزاجی اور شگفتگی میں اپنی منفرد پہنچان رکھنے والے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان بھی الزام تراشی کی سیاست میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں اور یوں آج اُنہوں نے کھرا سچ بول کر یا اپنے مخالفین پر محض الزام تراشی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ماضی میں اِن کا اپنے مخالفین کی ساری حرکتوں اور کرتوتوں کو دیکھ کر بھی خاموش رہنا ایک بڑی غلطی تھی واقعی اِنسان خطا اور خسارے کا پتلا ہے مگر اَب جیسے کہ اُنہوں نے سوچ لیا ہوا کہ وہ اپنی خاموشی توڑ کریں اور برداشت کی حدوں سے باہر نکلیں اور مُلک اور قوم کے سامنے اپنے مخالفین کی ساری پوشیدہ حقیقتیں لائی جائیں اور قوم کو وہ سب کچھ بتا دیا جائے جو اَب تک سینے میں دفن ہے جو آج تک زبان پر نہیں آیا تھا آج اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ متحدہ قومنٹ پاکستان کے کے سربراہ مصطفیٰ کمال اگر گورنر سندھ PSP بطن سے ہی علیحدہ ہونے والی نو مولود ڈاکٹر عشرت العباد خان کی شخصیت پر سیاہ دھبہ لگانے کے خاطر اُن کی ذات پر الزام تراشی کے تیر نہیں

چلاتے تو عین ممکن تھا کہ گورنر سندھ بھی جیسے پندرہ سال سے اب تک خوش تھے یہ مزید پندرہ سال ہی کیا ساری زندگی بھی خاموش رہ لیتے مگراِن کے مخالفین کو یہ برداشت نہ ہوااور اُنہوں نے اپنی دانش سے تو گورنر سندھ پر الزام تراشیوں کے زہریلے نشتر چلاکر بہت اچھاکیا مگر درحقیقت وہ اپنے منصوبے میں ناکام ہوئے ہیں آج گورنر سندھ کی اپنے مخالفین سے متعلق تحقیقات ہونے تک حقائق پر مبنی انکشافات سے اتناضرور ہوگیاہے کہ سندھ اور بالخصوص کراچی کی سیاست میں بہت سی ایسی انھونی ہونے والی ہے جس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

گزشتہ دِنوں گورنر سندھ ڈاکٹرعشرت العباد خان کی اپنے مخالفین پر کی جانے والی الزام تراشیوں کی وجہ سے مُلکی سیاست میں جیسی ہلچل پیدا ہو گئی ہے اَب آئندہ دِنوں میں اِس کے جیسے بھی اثرات مرتب ہوں گے ؟؟ہمیں اِس کا بھی انتظار کرنا چاہئے۔

ہاں البتہ، بالخصوص کراچی اور بالعموم پاکستانی قوم کو بہتری کی اُمید ضرور رکھنی چاہئے کیونکہ ایک بڑے لمبے عرصے یعنی کہ پندرہ سال بعد گورنر سندھ ڈاکٹرعشرت العباد خان نے اپنے مخالفین سے متعلق رسمی اور رٹِ رٹائے جملوں کے علاوہ 19 اکتوبر 2016 کو جس انداز سے سچ بولتے ہوئے لباب کُشائی کی ہے اِس سے گورنر سندھ کے جتنے بھی نئے پرانے رقیب ہیں اِن کی سیاست کے گرد گھیرا ضرو

رنگ ہو جائے گا اور اَب اِن کی اِدھر اُدھر جیسی تیسی نئ پرانی بچھی سیاسی بساط ہے وہ بھی بہت جلد پلٹی جاسکتی ہے اور گورنر سندھ کا اپنے مخالفین کے خلاف علمِ حق و سچ اُٹھا کر نکلنا اِس بات کا غماز ہے کہ آج گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت یا پارٹی سے نہیں ہے بلکہ یہ صدر پاکستان اور حکومتِ پاکستان کے نمائندے ہیں اور وہ خالصتاً ایک محب وطن پاکستانی ہیں اَب جو پچھلی چار دہائیوں سے لسانیت اور تعصب اور فرقہ واریت کی وجہ سے دہشت گردی کا شکار رہنے والے شہر قائد کراچی کو بلا تفریق ہر طرح کی دہشت گردی اور دہشت گردوں کے نیٹ ورک سے پاک کرنا چاہتے ہیں یہاں ایک راقم الحرف ہی کی نہیں بلکہ اہلیانِ کراچی اور ساری پاکستانی قوم کی بھی ایک دُعا ہے کہ اللہ کرے کہ ڈاکٹر عشرت العباد خان جس حق و سچ کا علم لہراتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اَب مصالحتوں اور مفاہمتوں کا شکار ہوئے بغیر اِس علمِ حق و سچ کو بلند رکھیں اور اَب اُن لوگوں کی الزام تراشی کا اُس طرح سے جواب دیں جیسا کہ حکومتی نمائندے اپنے مخالفین کو دے کر اُنھوں دبا دیا کرتے ہیں تاکہ پھر کوئی کسی پر ایسی الزام تراشی نہ کرنے پائے۔

مشہور جملہ ہے کہ " اگر کسی قوم کو پرکھنا ہے تو اِس قوم کے سیاستدانوں کے کردار کو پرکھو" مگر ہمارے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج اگر ہمیں ایسا

کچھ کرنے پڑے تو ہمیں کن سیاستدانوں کے کون سے کردار کو پرکھنا پڑے گا؟؟ یہاں تو سارے ہی سیاستدان ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور سب ہی کی اپنی اپنی سیاسی مساجد ہیں تو ہمیں کیا سب کے کردار کو پرکھنا پڑے گا یا کسی ایک کے کردار سے اندازہ کریں لیں کہ قوم کیسی ہے؟؟ اگر ایک سیاستدان کے کردار کو دیکھ کر قوم کی اچھی یا بُری حالتِ زار کا اندازہ لگائیں تو بھی یہ غلط ہوگا درحقیقت ہمیں درست فیگر تو تب ہی ملے گی کہ جب ہم اپنی قوم کے مجموعی سیاستدانوں کے کردار کو پرکھیں پھر کوئی رائے قائم کریں مگر ابھی صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے سیاستدانوں نے قوم کو قوم ہی کب رہنے دیا ہے اِنھوں نے تو ایک دوسرے کی کرپشن سے کمیشن تک کی پردہ داری اور اپنی الزام تراشی کی سیاست کی وجہ سے ساری قوم کو ہجوم میں تبدیل کردیا ہے ہماری قوم ہوتی تو ہم اپنے سیاستدانوں کے کردار کو پرکھتے ہم تو ہجوم ہیں اور ہجوم کسی کو کیا پرکھے گا۔

بہرحال ، اِن دِنوں ہمارے یہاں تو سیاست میں الزام تراشی کا کھیل جاری ہے اِس کھیل میں جس سیاست دان کے ہاتھ میں اپنے مخالفین سے متعلق جتنی زیادہ الزام تراشیوں کی گھٹڑی بھاری یا وزنی ہوگی وہ اُتنا ہی پاک صاف اور پَوتر سمجھا جارہا ہے اور جس کے پاس اپنے کسی مخالف کے بارے میں چند ایک الزامات ہیں اُس کے بھلے سے یہ الزامات حقائق اور سچ پر ہی مبنی کیوں نہ ہوں وہ جھوٹا

اور ناکام سیاست دان گردانا جارہا ہے اِس میں کوئی دورائے نہیں کہ اِن دِنوں سرزمین پاکستان میں وفاق سے لے کر صوبوں اور صوبوں سے شہروں اور شہروں سے گلی محلوں تک سیاسی الزام تراشیوں کی جس قسم کی بساط پھیلادی گئی ہے اِس سے تو سب ہی سیاستدان ننگے دِکھائی دے رہے ہیں اور سب کا کیا دھرا عوام کے سامنے ایسے آگیا ہے جیسے قصائی بکرے کو ذبح کرنے کے بعد بکرا کی کھال اُتار کر بکرے کو بن کھال کا کردیتا ہے گویا کہ آپس میں سیاسی کھیلاڑیوں کی ایک دوسرے پر الزام تراشیوں کی وجہ سے قوم کی نظر میں سیاستدان برہنہ ہوگئے ہیں جب مُلک میں الزام تراشی کی سیاست زور پر ہو تو مُلک اور قوم کی خاک ترقی اور خوشحالی کے بارے میں کوئی کچھ سوچے گا اور خاک ترقی اور خوشحالی در آئے گی۔

اُدھر گزرے زمانے میں سرہیرلڈ ولسن نے سیاست کے حوالے سے کہا تھا کہ ’سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے ‘‘ممکن ہے تب ایسا ہوتا ہو مگر آج کی سیاست اور اِس کے حالات یکدم بدل چکے ہیں اور ہمارے یہاں تو جیسے سیاستدان سیاست کی روح اور اِس کا مقصد سمجھے بغیر ہی سیاست کرنے لگے ہیں حالانکہ سیاست ایک پاکیزہ اور ایمانی جذبوں کو تقویت دینے کا نام ہے جیسا کہ گوئٹے کا کہنا ہے کہ ’’ سیاست اِنسان کی آسمانی سرگرمی ہے جس سے لاکھوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں وابستہ ہوتی ہیں‘‘ گوئٹے نے اپنے اِس ایک جملے میں

سیاست کا سارا فلسفہ بیان کر دیا ہے بشرطیکہ سیاسی میدان میں اُترنے والے سیاسی کھلاڑی اِسے سمجھیں اور عمل کریں تو اِس میں بہت کچھ پوشیدہ ہے اور درحقیقت سیاست کی روح ہی یہی ہے مگر ہمیں اِس سے بھی انکار نہیں کہ ہمارے یہاں جیسے سیاستدانوں نے سیاست کو دولت کمانے کا پیشہ بنا دیا ہے جس میں کسی قابلیت اور مہارت کی ضرورت نہیں، بس سیاستدانوں کے ہاتھ میں اپنے مخالفین کے لئے الزام تراشی کی پٹاری ہونی چاہئے پھر سیاست اور سیاست کے سارے مہرے ہاتھ میں ہوں گے جسے جیسا چاہو استعمال کرو پھر سرہیرلڈ ولسن کے اِس قول کو سیاست میں ہر ہفتہ ایک اہم ہفتہ ہوتا ہے اِسے بھی لپیٹ کر ایک طرف رکھ دو اور جھٹلا دو کہ سرہیرلڈ ولسن کا کہنا غلط ہے اور یہ دعویٰ کر دو کہ ’’ سیاست میں ہر گھنٹہ ایک اہم گھنٹہ ہوتا ہے ‘‘ جیسا کہ سرزمین پاکستان میں ہر سیاسی کھلاڑی اِسے سچ کر دکھا رہے ہیں،اور ہر لمحے اور ہر سانس اپنے مخالفین کی کمزوریوں کی کھوج میں لگا پڑا ہے اور سیاسی دُشمنی میں اِس حد تک جا رہا ہے جہاں سے واپسی اور پھر ہاتھ ملانے کا راستہ ہی ختم ہو جاتا ہے پھر سیاسی بھٹی میں آہستہ آہستہ خود بھی جل بھون کر خاک میں مل جاتا ہے۔

جبکہ شیکسپیئر کہتا ہے کہ ’’ اپنے دُشمن کے لئے بھٹی اتنی گرم نہ کرو کہ وہ آپ ہی کو بھون کر رکھ دے ‘‘ اور ہر زمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کی یہ کہاوت بھی رہی ہے کہ ’’ دُشمن کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ اگر وہ کبھی دوست بن

جائے تو تمھیں شرمسار نہ ہونا پڑے"۔

تاہم اُدھر وفاق میں الزام تراشی کی سیاست کا گرما گرم تندور دہک رہاہے اور عمران خان اگلے ماہ 2 نومبر 2016 سے اسلام میں حکومت مخالف تحریک کا فائنل راونڈ کھیلنے والاہے آج عمران خان وزیراعظم نواز شریف پر الزام تراشی کی سیاست میں اتنے آگے نکل گیاہے کہ اَب جہاں سے اِس کی واپسی مشکل ہی دکھائی دیتی ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ سیاست میں کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتاہے آج کے دوست کل کے دُشمن اور کل کے دُشمن آج کے دوست بن سکتے ہیں تو وزیراعظم نواز شریف کو بھی عمران خان کے اپنی ذات پر لگائے گئے الزامات کا خندہ پیشانی سے جواب دینا چاہئے بجائے اِس کے کہ وہ یہ کہیں کہ " ڈگڈگی والوں سے ڈرنے والے نہیں، ایک جاتا ہے تو دوسراآ جاتا ہے ،گالی دینے والوں کو جواب دینا بھی توہین سمجھتاہوں، ہم سڑکیں بناتے تم ناچتے رہوگے" جیسے جلے کٹے اور اشتعال انگیز اور نفرت کو ہوا دینے والے جملے اور دو نومبر کو عمران خان کے اسلام آباد کے احتجاجی جلسے ودھرنے کو.بزور طاقت روکنے سے اجتناب.برتنا چاہئے کیونکہ ایسا کچھ کرنے سے قبل وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی پارٹی اور کابینہ کے اراکین کو اتنا ضرور سوچ لینا چاہئے کہ اِن سے ضرور دانستہ یا غیر دانستہ طور پر کچھ ایسی سنگین غلطیاں سرزد ہوگئیں ہوں گیں آج جن کی وجہ سے عمران خان کو وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی حکومت کے خلاف

انصاف کے حصول کے خاطر عدالتوں اور حکومت کے خلاف احتجاجوں اور دھرنوں کی کامیابیوں کے لئے عوام کے دروازوں اور دہلیزوں تک جانا پڑ رہا ہے اور وزیر اعظم نواز شریف و فیملی کی (پاناما لیکس) اور حکومت کی کرپشن و کمیشن اور دیگر معاملات کے خلاف ڈگڈگی بجاتے ہوئے سڑکوں پر آنا پڑ رہا ہے یقینا عمران خان کی ڈگڈگی سے ''ملک سے کرپشن و کمیشن مکاؤ۔۔۔ملک سنوارو'' کی آواز آ رہی ہے جس سے وزیر اعظم نواز شریف اور ن لیگ کے وزراء خوفزدہ ہو رہے ہیں مگر پھر بھی وزیر اعظم یہ کہہ رہے ہیں کہ '' ڈگڈگی والوں سے ڈرنے والے نہیں'' آج وزیر اعظم نواز شریف کا یہ جملہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ کبھی آمر (ر) جنرل پرویز مشرف نے کہا تھا کہ ''میں ڈرتا ورتا نہیں ہوں'' اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ اپنے احتساب کے عمل سے بچنے کے لئے بیماری کا بہانہ بنا کر ملک سے نکل گئے جو آج تک واپس نہیں لوٹے ہیں کہیں 2 نومبر یا اِس کے بعد ڈگڈگی والوں سے نہ ڈرنے والوں کا بھی ایسا ہی حشر نہ ہو۔

کرپشن ثابت کردیں، آپ کا ہاتھ میرا گریبان ہوگا شہباز شریف۔ !! یہ کہنا کتنا آسان ہے مگر؟؟

ہمیشہ کمزوروں کے سامنے بڑے بڑے دعوے کرنا اور قسمیں کھا کھا کر اپنے گناہوں کو چھپانا اور اپنی بے گناہی ثابت کرنا تو طاقتوروں کا وطیرہ رہا ہے آج اگر یہی کچھ ہمارے طاقتورترین موجودہ حکمران کررہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ایسا تو ہرزمانے کی ہر تہذیب کے ہر معاشرے کے ہر طاقتور حکمران اور اِن کے چیلوں نے کیا ہے بھلااِس معاملے میں ن لیگ والے کیوں کسی سے پیچھے رہیں۔
کہاجاتا ہے کہ قابلِ رحم ہوتا ہے وہ اِنسان اور وہ قوم جو صرف باتوں کی حدتک نفسانی خواہشات پر تو جھوم جھوم کر لعنتیں بھیجے مگر عملی طور پر یہ خواہشاتِ نفسانی کی غلام اور شکار بنی رہے، آج کہنے کو تو شہباز شریف نے یہ ضرور کہہ دیا ہے کہ ”ہماری حکومت میں مُلک بھر میں جاری تمام ترقیاتی منصوبے چاہئے وہ میٹرو بس ہو، لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین ہو، سیف سٹی پراجیکٹ ہو یا توانائی کے منصوبے، یہ تمام منصوبے شفافیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں اگر کوئی بھی اِن منصوبوں میں ایک پیسے کی بھی کرپشن ثابت کردے تو آپ کا ہاتھ اور میرا گریبان ہوگا، میں ہمیشہ کے لئے سیاست چھوڑدوں گا اور آپ سے معافی مانگ لوں گا“ مگرایسا نا ممکن ہے کہ شہباز شریف اپنے منصوبوں میں

کرپشن ثابت کرنے والے کے سامنے اپنا گریبان پیش کردیں اور وہ آسانی سے اِن کا گریبان اپنے ہاتھ سے پکڑلے اور شہباز شریف اور اِن کے اردگرد گِدھوں کی طرح منڈلاتے گلو بٹ جیسے کارندے ایسا ہونے دیں گے جس آسانی سے شہباز شریف نے اعلان کیا ہے بہت مشکل ہے آج پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان موجودہ حکومت کے پاناما لیکس سمیت مُلک میں جاری دیگر منصوبوں میں کرپشن ثابت کرنے کی تو باتیں کررہا ہے تواِس پر حکمران جماعت ن لیگ کیوں سیخ پا ہو گئی ہے ؟اور عمران خان کی ذاتی کردار کشی پر اُتری ہوئی ہے، اَب حکومت عمران خان کے 2 نومبر کو اسلام آباد بند کرانے کے اعلان اور دھرنے و احتجاجوں کے سلسلے سے کیوں ڈر رہی ہے؟؟ اور عمران خان کے دھرنے کو روکنے کے لئے اسلام آباد میں پولیس اور رینجرز کی بڑے پیمانے پر تعیناتی پر کیوں غور کررہی ہے؟؟اور خود کو عمران خان کے دھرنے سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں اور پریشانیوں سے بچانے کے لئے ممکنہ اقدامات کا جائزہ لے رہی ہے۔ اگر شہباز شریف اپنی بات میں سچے ہیں اور قائم ہیں تو پھر اِنہیں اور اِن کے بھائی نواز شریف جو وزیراعظم پاکستان بھی ہیں اور اِن کی حکومت کے اراکین کو پھڑرنے کی بات ہی نہیں ہے اگر بقول شہباز شریف کے ایک پائی کی بھی کرپشن ثابت ہو جائے توآپ کا ہاتھ میرا گریبان ہوگا۔

اَب شہباز شریف کو اپنی اِس بات سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹانا چاہئے، اور

اِنہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ عمران خان 2 نومبر کواِن کے خاندان اور حکومت سمیت اِن کے اِدھر اُدھر منڈلاتے کارندوں اور پارٹی اراکین وکارکنان کی کرپشن کے شواہد کے ساتھ اسلام آباد آ رہا ہے اور اگراِس سے قبل خود سے شریف فیملیز نے اپنے کرپشن قوم کے سامنے عیاں نہ کئے اور وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور وزیراعظم پاکستان نواز شریف نے اپنے عہدوں سے استعفے نہ پیش کئے تو پھر عمران خان وہی کرے گا جس کی یہ منصوبہ بندی کرکے اسلام آباد کی جانب جارہاہے کیونکہ اَب پی ٹی آئی کے سربراہ مسٹر عمران خان اپنے پارٹی رہنماوں کے ساتھ صلح مشوروں سے نتائج کی پرواہ کئے بغیر سولوفلائٹ لے چکاہے وہ اپنے عزم پر قائم ہے کیونکہ احتجاج کرنا کسی بھی سیاسی پارٹی اور ہر پاکستانی کا جمہوری حق ہے حکمران جماعت ہی کیا کوئی بھی عمران خان کواِس کے ساتھیوں سمیت احتجاج کرنے اور دھرنا دینے سے روک نہیں سکتاہے۔

اگرچہ گزشتہ جمعرات 20اکتوبر کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس انور ظہیر جمالی کی سربراہی میں جسٹس اعجاز الحسن اور جسٹس خلجی عارف حُسین پر مشتمل سپریم کورٹ کے 3رُکنی بینچ نے پاناما لیکس کے معاملے پر پاکستان تحریک انصاف، جماعت اسلامی، عوامی مسلم لیگ اوردیگر کی دائر درخواستوں پر سماعت کی اور وزیراعظم نواز شریف وزیرخزانہ اسحاق ڈار وزیراعظم کی صاحبزادی مریم نواز داماد کیپٹن ر) صفدر بیٹوں حسن نواز، حُسین نواز، ڈی جی فیڈرل)

انوسٹی گیشن ایجنسی (ایف آئی اے)، چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) اور اٹارنی جنرل سمیت تمام فریقین کو نوٹس جاری کرتے ہوئے سماعت دو ہفتوں کے لئے ملتوی کردی ہے اگلی سماعت میں پاناما لیکس پر فریقین کی موجودگی میں باقاعدہ کارروائی شروع ہوگی گوکہ پاناما لیکس کے معاملے کو لے کر جس مقصد کے لئے عمران خان نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے دیکھتے ہیں کہ عمران خان اور دیگر جماعتیں اپنے مقاصد میں کتنی کامیاب ہوتی ہیں یہ تو آنے والے دنوں، ہفتوں اور مہینوں میں لگ پتہ جائے گا اَب کوئی جلدی نہ کرے کہ اِس کے سر میں کتنے بال ہیں عنقریب سب کچھ خود بخود سامنے آجائے گا کہ کس کے سر پر کتنے بال ہیں اَب جبکہ پاناما لیکس کے معاملے کو عمران خان خود عدالت میں لے کر گئے ہیں اور اِن کی درخواست پر عدالت نے کارروائی کی ابتداء بھی کردی ہے اِس منظر میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اَب کیا عمران خان کو 2 نومبر 2016 کو اسلام آباد بند کرانے کے لئے پیش قدمی کرنی چاہیے ؟؟ اِس سوال کا جواب پی ٹی آئی کے عمران خان اور اِن کے ساتھی کچھ یوں دے رہے ہیں کے ٹھیک ہے ایک پاناما لیکس کا معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں ابتدائی مراحل میں داخل ہوچکا ہے مگر ہمارا 2 نومبر سے شروع ہونے والا احتجاج اور دھرنے کا پروگرام تو حکومت کے انگنت جاری منصوبوں اور پایہ تکمیل تک پہنچ جانے والے ترقی منصوبوں میں کی جانے والے کرپشن سے بھی متعلق ہے اَب کوئی جتنا بھی طاقتور کیوں نہ ہو وہ ہمارا احتجاج رکواکر دکھائے اگر ایک لاٹھی بھی چلی

تو حکومت کا حشر دنیا دیکھے گی یعنی یہ کہ پی ٹی آئی والے اپنی ہم خیال جماعتوں کے ساتھ ساری کشتیاں جلا کر اسلام آباد چڑھائی کا پروگرام بنا چکے ہیں اَب ایسے میں حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ ہوش کے ناخن لے اور طاقت کے استعمال سے گریز کرے اور شہباز شریف خاموشی سے کرپشن کے شواہد پیش کرنے والے عمران خان کے ہاتھ میں اپنا گریبان پیش کر دیں کیونکہ اِس بار عمران شریف فیملیز کے کرپشن کے تمام شواہد ساتھ لا رہا ہے۔ ختم شُد

..واہ، واہ..!! عمران خان اور طاہر القادری پھر بغل گیر ہوگئے

لیجئے، دو نومبر سے قبل ہی عمران خان اور طاہر القادری ایک بار پھر حکومت مخالف تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بغل گیر ہوگئے ہیں یہ خبر یقیناً نام نہاد جمہوری حکمران جماعت ن لیگ اور اِس کے ہم خیال ٹولے کے لئے لمحہ فکریہ ہے، پی پی پی جو سیاسی شطرنج کی بساط بچھائی بیٹھی ہے اِس نے ابھی تک اپنی پوزیشن واضح نہیں کی ہے کہ یہ حکمران جماعت ن لیگ کے ساتھ ہے یا پاناما لیکس اور حکمران طبقے کی دیگر کرپشن کے خلاف دو نومبر کے دھرنے اور اسلام آباد بند کرانے والے احتجاجی منصوبے میں عمران خان کے ساتھ ہے پی پی پی کی اِس کیفت کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے پی پی پی آخری وقت میں اپنی پوزیشن کو واضح کرے گی کہ وہ کس کے ساتھ ہے یعنی یہ کہ جو جیت رہا ہوگا پی پی پی اُس کے ساتھ ہولے گی۔

فی الحال ابھی تو پاکستان پیپلز پارٹی نواز و عمران کا ہاتھ تھامے اور دامن پکڑے خود کو دونوں کا ساتھ دینے کا یقین دلانے میں لگی پڑی ہے مگر پھر بھی دو نومبر سے قبل پی پی پی کو اپنی پوزیشن ضرور واضح کرنی پڑے گی کہ یہ حکمران جماعت کے ساتھ ہے؟ یا عمران خان کے ساتھ کھل کر دھرنے میں شامل ہورہی ہے تاکہ پی پی پی کی پوزیشن سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح

ہو جائے ابھی نواز اور عمران کو پی پی کے موجودہ کردار سے متعلق یہ سوچنا ہوگا کہ ابھی یہ اپنی مطلب اور مفاد کی سیاست پر نظر رکھے ہوئے بس اِسے اِس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ نواز شریف اپنے بچاؤ میں کیا کرتے ہیں ؟؟ اور عمران خان اِن خلاف کہاں تک جاتا ہے؟ اور اِن دونوں کی لڑائی کیا رنگ لاتی ہے؟؟ آج ن لیگ کا ساتھ دینے کے لئے پی پی پی نے چار مطالبات کے علاوہ اندرونِ خانہ کچھ ایسے مطالبات جن میں ڈاکٹر عاصم کیس سمیت شرجیل میمن اور آصف زرداری کے معاملات بھی شامل ہیں اِن سے متعلق بھی کچھ دو اور کچھ لو کی بات کی ہے خیال کیا جارہاہے کہ حکومت اِن کا جائزہ لینے کے بعد دو نومبر سے قبل کوئی فیصلہ کرے گی۔

جبکہ اِس سے انکار نہیں ہے کہ پاکستان تحریک اِنصاف جو جماعتِ اسلامی کی بی اور ماڈرن جماعت تصور کی جاتی ہے اُدھر اِس کے سربراہ عمران خان کے ساتھ وہ جماعتیں اور لوگ ہیں جوایک طرف مُلک میں حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ اور دوسری جانب دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرپشن اور کمیشن سے پاک ایک ایسے جمہوری نظام اور جمہوریت کو سینچنے اور پروان چڑھانے کا عزم لئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مُلک میں اسلام نظام کے ساتھ ساتھ جمہوری ثمرات بھی پلے پھولے اور پروان چڑھے۔

یوں ابھی تک مُلک کا جو طبقہ حقیقی اسلامی نظام اور جمہوری ثمرات سے محروم ہے اَب اِس میں یہ اُمید کی لہر ضرور دوڑ گئی ہوگی کہ اَس مرتبہ عمران خان کا دھرنا اپنے اُن مقاصد میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ضرور ہمکنار ہوجائے گا جن مقاصد کے لئے عمران خان دارالحکومت کی جانب پیش قدمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

تاہم ابھی دو نومبر کو آنے میں بڑا وقت پڑا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اِس سے قبل کون زِیر اور کون زَبر ہوجائے اور کسے پیش بنا پڑے اَب کچھ بھی ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ آج مُلک میں دارالحکومت سے لے کر کراچی اور دیگر صوبوں اور شہروں تک الزام تراشی اور کرپشن و کمیشن کا جیسا تندور دہک رہا ہے اَب اِس میں کون کس کو دھکا دے کر بھسم کرے گا؟؟ اور کون کسے کس طرح بچالے گا؟؟ یہ تو آنے والے اگلے دِنوں میں لگ پتہ جائے گا بس تھوڑا سا انتظار کیجئے۔

بہرحال، آج پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری نے عمران خان کے دو نومبر کے دھرنے اور اسلام آباد کو بند کرنے والے احتجاجی پروگرام میں شرکت کی دعوت قبول کرلی ہے، اَب دھرنا کچھ مختلف انداز کا رنگ اختیار کرے گا، آج جو لوگ حکمران طبقہ) جمہوریت کے لئے عمران و قادری دھرنے اور احتجاج کو سب سے (بڑا خطرہ قرار دے رہے ہیں، دراصل یہی وہ لوگ ہیں آج جنھوں نے اپنے

سینے چوڑے کرکے اور گردنیں تان کر تمام جمہوری ثمرات اپنی گرفت میں رکھے ہوئے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی نام نہاد جمہوریت اور جمہوری عمل کو اپنے دامن میں سمیٹے بیٹھے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں آج جو دو نومبر کے عمران خان و طاہرالقادری دھرنے سے خوفزدہ ہیں۔

بیشک وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے خاندان والوں سمیت ن لیگ کے کارکنان اور بہادر لاہوری شیروں کو دن رات ایک یہی ڈر کھائے جارہا ہے کہ اگر عمران و قادری ایک مرتبہ پھر اپنے کارکنوں اور پیروکاروں کے ہمراہ دو نومبر کو دھرنے اور اسلام آباد کو بند کرانے کے لئے دارالحکومت کی جانب پیش قدمی کرتے ہیں تو اِن کی (حکمران طبقے اور) اِن کے کارندوں کے گرد منڈلاتی نام نہاد جمہوری بساط پلٹ دی جائے گی اور اِن کی خودساختہ جمہوری دیوی کا شیرازہ بکھر جائے گا اور پھر اِن کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا،اور یہ سیاسی کنگلے بن جائیں گے، آج اپنے اِسی نقصان سے بچنے کے خاطر تو حکمران طبقہ اور اِن کے ہم خیال نام نہاد جمہوری دیوی کے چٹا بٹا ایک دوسرے کو بچانے اور اپنا اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ہی تو عوام الناس میں یہ پھیلاتے پھر رہے ہیں کہ ، دو نومبر کو عمران خان جمہوری بساط کو پلٹنے کے لئے دھرنا دینے اور اسلام آباد بند کرنے آرہاہے ؟ دو نومبر کو وفاقی دارالحکومت کو یہ ہوجائے گا؟؟ تو وہ ہوجائے گا؟؟ سرکاری دفاتر بند کرادیئے جائیں گے ؟ اسکول و کالج اور

یونیورسٹیاں بند کرادی جائیں گیں؟؟ اسلام آباد کی شاہرائیں بند کردی جائیں گیں؟؟ اسپتالوں میں مریض پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی دم توڑ جائیں گے؟؟ اِسی طرح دو نومبر کو اسپتالوں میں جن مریضوں کے آپریشن ہونے والے ہوں گے وہ نہیں پا ئیں گے؟؟ مارکیٹیں اور گلی محلوں کی دُکانیں بند کرادی جائیں گیں؟ کاروباری سرگرمیاں ٹھپ کرادی جائیں گیں؟ اسلام آباد جام کردیا جائے گا؟ معمولاتِ زندگی مفلوج کردی جائے گی؟ شہریوں کو گھروں تک محصور کردیا جائے گا؟ نظامِ زندگی میں خلل پیدا کردیا جائے گا؟ ایئرپورٹ اور بس اڈے بند کرادیئے جائیں گے؟؟ سیکریٹریٹ کے دفاتر اور پارلیمنٹ ہاؤس کو بند کرادیا جائے گا؟ عدالتیں بند کرادی جائیں گیں؟؟ الغرض یہ کہ آج حکمران طبقہ اور اِن کے چیلے چپاٹے اِس قسم کے طرح طرح کے وسوسے عوام الناس میں پھیلا کر عمران و قادری دھرنے اور احتجاج کو (اپنی نام نہاد) جمہوریت اور جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے کسی تیسری طاقت کا منصوبہ قرار دے رہے ہیں؟؟ آج جن کی اپنے کانپتے ہونٹوں اور لرزتے ہاتھوں سے کوشش یہ ہے کہ کسی بھی طرح سے عمران و قادری کا یہ دھرنا اور اسلام آباد بند کرانے کا احتجاج رک جائے تو خوب مزا آجائے گا یوں ایک مرتبہ پھر مخصوص حکمران طبقے اور اِس کے چیلوں چپاٹوں کی نام نہاد جمہوریت بس اِنہیں کے گرد گھومتی رہے یہاں تک کے اگلے 2018 کے انتخابات آجائیں آج اِسی کوشش میں حکمران طبقہ اور حکومتی وزراء اپنی ناکیں رگڑرگڑ کر لگے پڑے ہیں اور اِن کے اردگرد گھومتی نام نہاد

جمہوری دیوی کا عمران و قادری کچھ نہ بگاڑیں۔

مگر اَب یقینی طور پر ایسا نا ممکن ہی لگتا ہے کہ حکمران طبقہ اپنی کرپشن بچانے کے خاطر سیاسی بازی گری کا سہارا لیں اور عمران و قادری کا دھرنا پہلے کی طرح فلاپ کردیں گے؟؟ اَب یہ اس کا خواب ہوگا کہ حکمران طبقہ اور اِس کے چیلے چپاٹے اِس میں کامیاب ہوجائیں گے،اَب اِنہیں اِس پر یقین ہونا چاہئے کہ اِس مرتبہ عمران و قادری جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اپنے جوانوں اور پیروکاروں کے ساتھ حکمران طبقے اور پاناما لیکس میں نامزد افراد کی کرپشن کے شواہد لے کر دو نومبر کو اسلام آباد کی جانب پیش قدمی کررہے ہیں تو اِس دفع یہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے کہ اِس مرتبہ عمران و طاہر القادری کے ساتھ وہی لوگ ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوں گے جو موجودہ حکمران جماعت ن لیگ کی نام نہاد جمہوریت کے ہوتے ہوئے ابھی تک حقیقی جمہوری ثمرات سے محروم ہیں اور اِن تک اصل جمہوریت کی چاشنی نہیں پہنچ سکی ہے،دونومبر کو عمران اور طاہر القادری اور دیگر جماعتیں جس انداز سے حکمران طبقے اور ن لیگ کے وزراء کی کرپشن اور لوٹ کھسوٹ کے تمام شواہد کے ساتھ اسلام آباد کا رخ کررہے ہیں اِس بار واقعی امپائر کو انگلی تو اُٹھانی ہی پڑے گی اور اِس مرتبہ بھی امپائر مصالحت اور مفاہمت کا شکار ہوگیا تو اِس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا مگر عمران و قادری سیاسی کیریئر کا ضرور ستیاناس ہوجائے گا۔

ہاں البتہ، دھرنے دینا اور احتجاج کرنا یہ عمران و قادری کا جمہوری حق ہے اِنہیں حکمران طبقہ اور ن لیگ کے وزراء بیدریغ طاقت کے استعمال نہیں روک سکتے ہیں اور اگر اِنہوں نے دو نومبر یا اِس سے قبل عمران و قادری اور دھرنے اور احتجاجوں میں شرکت کی خواہشمند دیگر اپوزیشن جماعتوں کے خلاف حکومتی مشینری کا استعمال کیا تو پھر اِس مرتبہ شائد حالات پہلے جیسے نہ ہوں بلکہ دو نومبر کے بعد یا پہلے وہ کچھ ہو جائے جس کے بارے میں حکمران طبقہ سوچ رہا ہے اور خوفزدہ ہے اِس کی ذرا سی غلطی اور اپنی مالی بے قاعدگیوں اور کرپشن کو چھپاتے چھپاتے اپنے ہی ہاتھوں آمریت کا راستہ خود ہی کھول دے گا اور پھر یہ سارا الزام عمران و قادری کے سر تھونپ دے گا اور خود اگلے انتخابات میں جمہوری بیوہ بن کر مُلک کی سب سے مظلوم طبقے کی صورت میں پیش ہوگا۔ حالانکہ دو نومبر کا عمران خان کا دھرنا نہ تو مُلک کو نقصان پہنچانے اور امن و امان کے خلاف ہے اور نہ ہی پاک چین اقتصادی راہداری کو روکنے کے لئے ہے اور اِسی طرح نہ تو مُلکی معیشت اور اقتصادی ڈھانچے کو دھچکا لگانے کے لئے ہے، ہاں..!! دو نومبر کا عمران خان کا دھرنا اور اسلام آباد کو بند کرنے والا احتجاج تو بس پاناما لیکس میں حکمران طبقے کی کرپشن اور مُلک میں جاری دیگر

ترقیاتی منصوبوں کی آڑ میں کی جانے والی کرپشن اور کمیشن کو بے نقاب کرنا اور نامزد افراد کو سزائیں دلوانا اور حکمران طبقے کو نااہل قرار دلوانا ہے۔

مگر آج افسوس ناک بات یہ ہے کہ اپنی نام نہاد جمہوریت کے خول میں بند حکمران جماعت ن لیگ اور اِس کے وزراء کی شکل میں حکمران طبقے کے ارد گرد منڈلاتے کرپٹ چیلے سر تک پانی میں ڈوب کر عمران خان کے دھرنے کو اپنے نام نہاد جمہوری سسٹم کو سمیٹنے اور وزیراعظم اور اِن کی حکومت کے خلاف تیسری طاقت کا منصوبہ گردانے میں لگے پڑے ہیں، یقیناً اَب اِس میں یہ بُری طرح سے ناکام ہوں گے۔

سانحہ کوئٹہ پولیس کالج پر دہشت گردوں کا حملہ اور زمینی حقائق

آج اِس میں شک نہیں کہ سانحہ کوئٹہ پولیس ٹریننگ سینٹر پر دہشت گردوں کا حملہ اور اِس کے نتیجے میں 65 پولیس اہلکاروں کی شہادت اور کئی نوجوانوں کا زخمی ہونا ایک قومی المیہ ہے،آج جس پر ساری پاکستانی قوم آبدیدہ ہے اور دُکھ اور غم سے نڈھال ہے۔
جبکہ ابتدائی تحقیقات اور اطلاعات کے مطابق سانحہ کوئٹہ پولیس کالج پر حملے کے ڈانڈے بھی ہمیشہ کی طرح بھارت اور افغانستان سے ہی جا ملتے ہیں،اَب اِس پر دیکھنا یہ ہے کہ تمام شواہد کے باوجود بھی ہمارے موجودہ حکمران اور سیاستدان اور بعض وہ ادارے جو ہمیشہ بھارت اور افغانستان سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہاں رہے ہیں یہ اِس سانحہ کوئٹہ کے بعد بھی بھارت اور افغانستان سے متعلق کیا سوچتے ہیں ؟؟اور کیسی رائے قائم کرتے ہیں؟ ؟کیا اِن سب کی رائے ابھی پہلے جیسی ہی ہو گی ؟؟یا اِس میں کچھ منفی تبدیلی بھی آئے گی ؟؟کیا اِسی کے ساتھ وہ یہ کہہ پکڑیں گے کہ بس اَب بہت ہوگئی بھارت اور افغانستان سے دوستی کا بڑھا ہاتھ کھینچ لیا جائے ؟اور اِن کے علاوہ کیا اَب ہمارے وزیراعظم نواز شریف جنہوں نے عالمی فورم پر کبھی بھی بھارتی را کے ایجنڈ جاسوس) کل بھوشن یادیو کا نام اپنی زبان سے ادا نہیں کیا ہے اَب کیا وہ)

بھی آئندہ بلا خوف وخطر بھارتی ایجنٹ کا نام لے کر بھارت کو تنبیہ کریں گے ؟؟ خبردار اَب بھارت اکیلے یا افغانستان کے ساتھ مل کر ہمارے علاقوں میں دہشت گردی سے باز رہے ورنہ اِس کا حشر اتنا بُرا کردیا جائے گا کہ دنیا اِس سے عبرت پکڑے گی؟؟ یا بھارت سے اپنے دوستانہ تعلقات بحال رکھنے کی خواہش میں یہ خاموشی اختیار کئے رکھیں گے ؟؟ اور ایسا تاثر دیں گے کہ کچھ نہیں ہوا یا کچھ بُرا نہیں ہوا ہے۔

آج یقینا سانحہ کوئٹہ پولیس کالج پر بھارت اور افغانستان سے آئے ہوئے دہشت گردوں کا حملہ اپنے پیچھے بہت سارے ایسے سوالات چھوڑ گیا ہے کہ آج پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں ، سیاستدانوں اور مُلک میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور آپریشن ضرب عضب میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنے والی اپنی پاک فوج سے فوری طور پر مثبت اور تسلی بخش جوابات ضروری چاہتی ہے۔

اَب کیا ہمارے حکمران ، سیاستدان اور وہ قومی ادارے جن پر قوم فخر کرتی ہے وہ عوام کو مطمئن کر پائیں گے ؟؟ یا ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر تمام تحقیقات اور شواہد کے باوجود سانحہ کوئٹہ کے شہیدوں اور زخمی افراد کے خون سے رنگی فیصلوں اور اقدامات کی فائلیں بند کرکے لوہے کی بڑی بڑی سرکاری الماریوں میں بڑے بڑے اور موٹے موٹے تالے لگا کر بند کردی جائیں گی؟

مگراِس مرتبہ بلکتی سسکتی اور پریشان حال پاکستانی قوم بھارت اور افغانستان کے پٹھو بنے اپنے حکمرانوں کو ایسا ہرگز نہیں کرنے دے گی،اِس بار بڑی شدت سے قوم کی اُمید اور خواہش بس یہ ہے کہ اِس مرتبہ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو وہ صرف اور صرف جنرل راحیل شریف ہیں جو پاک فوج کے قوم کے بہادر بیٹوں کو ساتھ لے کر بھارت اور افغانستان کے دہشت گردوں کو ایسا سبق سکھادیں گے کہ اُن کی سات نسلیں بھی پاکستان میں گھس کر دہشت گردی کرنا تو دور کی بات ہے وہ پاکستان کا نام سُنتے ہی تھَر تھَر کانپ اُٹھیں گیں۔

جبکہ اِس سے انکار نہیں کہ اس مرتبہ بھی سوائے ہمارے حقیقی دوستوں چین اور سعودی عرب کے کسی کو بھی سانحہ کوئٹہ پر حقیقی دلی دُکھ نہیں ہوا ہے ہاں ویسے تو سانحہ کوئٹہ پر ہمارے دوسرے ظاہر و باطن اور بناوٹی بہت سے دوستوں جیسے امریکا،فرانس اور جاپان نے بھی کوئٹہ واقعہ کی پُرزور مذمت کی ہے ایسا کرنا اُن کا طریقہ رہا ہے جہاں اُنھوں نے اپنے مذمتی بیانات دیئے ہیں تو وہیں رسمی مذمت کرتے ہوئے ہمیشہ پاکستان کی پیٹھ میں پیچھے سے چھرا گھونپنے والے جنوبی ایشیا کے دوممالک بھارت اور افغانستان نے بھی کوئٹہ سانحہ کو دہشت گردی تو ضرور قرار دیا ہے مگر اِس موقع پر سانحہ کوئٹہ میں ہمارے نہتے نوجوانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے یہ دونوں ممالک بھارت اور

افغانستان اپنی حرکتوں اور شیطانی خصلتوں سے بھی باز نہ آئے اور اِنھوں نے اپنے مذمتی بیانات میں وہی کہا جیسی اِن کی پاکستان سے متعلق منفی سوچ ہے بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر نے اپنا بڑا سڑا سا منہ بنا کر اور انتہائی تکبرانہ انداز سے (جیسے اپنی کامیابی پر) اپنے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا کہ ''غیر ریاستی عناصر کی حمایت نہیں کرنی چاہئے،وہ پلٹ کر آپ کو ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں'' ۔اگرچہ یہ موقعہ ایسی باتوں کا نہیں تھا مگر کیا کیا جائے چور چوری سے جائے مگر ھیرا پھیری سے نہ جائے اور اِسی طرح اُدھر افغانستان کے چیف ایگزیکٹیو عبداللہ عبداللہ نے بھی اپنے بھارتی دوستوں سے مانگی ہوئی اُدھار کی دوستی کی لولی پاپ چاٹتے ہوئے ایسا ہی جلا کٹا بیان داغ دیا کہ جس سے افغانستان کی مفاد پرستانہ خصلت اور بھارت سے افغان اٹوٹ انگ نمایاں ہوئی ہے افغانستان کے عبداللہ عبداللہ نے سانحہ کوئٹہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ''دہشت گردی کی ریاستی سرپرستی، جنگجوؤں میں فرق اور پَراکسی وار سے صرف تباہی آتی ہے''

۔

آج اگر سانحہ کوئٹہ پولیس کالج پر دہشت گردوں کے حملے پر بھارت اور افغانستان کی جانب سے آنے والے مذمتی بیانوں کا جائزہ لیں اور زمینی حقائق کو دیکھیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بھارت اپنے منہ بولے اور لے پالک دوست افغانستان کے ساتھ مل کر، اور افغانستان بھارتی گود میں بیٹھ کر نہ

صرف بلوچستان و کوئٹہ بلکہ آج تک جہاں کہیں بھی پاکستان میں جس قسم کی بھی دہشت گردی ہوئی ہے یا ہو رہی ہے اِس دہشت گردی کے مرتکب عناصر اور دہشت گردوں کی پست پناہی بھارت و افغانستان ہی کر رہے ہیں اور یہی دراصل خطے میں پاکستان کی امن وترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے دومکروہ ترین ممالک ہیں جن کی کوشش ہے کہ یہ پاکستان کو غیر مستحکم کرکے اپنے اپنے مقاصد حاصل کریں اور یقینی طور پر آج یہ دونوں ممالک خطے سے وابستہ اپنے اور امریکی مفادات کے خاطر پاکستان میں دہشت گردی پھیلارہے ہیں۔

بہرحال ، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سرحد کے اُس پار پاکستان کو شیش ناگ کی طرح ڈسنے کے لئے پھن پھلائے بیٹھا بھارت ہی ہے جو 1971ء میں پاکستان کو دولخت کرکے بھی ابھی تک چین سے نہیں بیٹھاہے اور خاکم بدہن آج بھی یہ اپنے تئیں پاکستان کوبدمست ہاتھی کی طرح (افغانستان کو اپنی گود میں بیٹھا کر اپنے) پیروں میں روندھ ڈالنے اور نقصان پہنچانے اوراسے توڑنے کے درپر دِکھائی دیتاہے۔

آج بھی بھارت پاکستان میں افغانستان کے ساتھ مل کر اپنی ناپاک سازشوں اور مکاریوں سے اپنی ” را “ جیسی ایجنسیوں کے کل بھوشن یادیو جیسے جاسوسوں اور افغان دہشت گردوں اور شدت پسندوں کواستعمال کررہاہے اور فرقہ واریت اور

لسانیت کو ہوا دے رہا ہے اور پاکستان میں بدامنی اور انارگی کو فروغ دینے کی سازشوں کے جال پھیلانے سے باز نہیں آرہا ہے اور جب بھی اِسے کوئی موقعہ ملتاہے تو یہ وقت ضائع کئے بغیر تُرنت پاکستان کو دہشت گردی کا نشانہ دیتا ہے اور پھر بنتا ہی چلاتا ہے سانحہ کوئٹہ پولیس کالج کا حملہ بھی اِسی دہشت گردی کی ایک کڑی ہے پھر بھی ہمارے حکمران ، سیاستدان ، بعض میڈیا ہاوسز اور کچھ بھارت نواز عوام اپنے دُشمن جیسے پڑوسی مُلک بھارت کی چاپلوسی اور تلواگیری سے باز نہیں آرہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج اِدھر ایک ہمارے موجودہ حکمران ہیں کہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کہ بھارت اپنے جنگی جنون کے باعث ہٹ دھرمی پر اُترا ہوا ہے اور خطے میں پاکستان کو دہشت گرد مُلک گردان کراسے ناکام ریاست ثابت کرانے میں لگاپڑاہے اِس کی اِس خصلت سے واقف ہو کر بھی حیرت یہ ہے کہ پاکستان جیسے دنیا کے ایک عظیم ترین ایٹمی مُلک کے حاکم ہو کر بھی ہمارے حکمران ہیں کہ یہ اَب تک بھارت سے متعلق سب کچھ دیکھ کراور بہت کچھ جان کراور سارا سب کچھ سمجھ کر بھی نا سمجھ بنے ہوئے ہیں، ہوامیں بھارتی دوستی اور امن کی آشا کے ایسے ایسے تیر چلائے چلے جارہے ہیں کہ اللہ کی پناہ ہے ، یہ بھارتی عاشقی اور معشوقی میں اتنے دیوانے ہوگئے ہیں کہ آج بھارت سے متعلق اِن کی سوچ وفکر کی سوئی ایک ہی رٹ کے ساتھ اِس پر رک گئی ہے کہ بھارت ہمارا اچھا پڑوسی ہے ، ہم اِس

سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے خواہشمند ہیں، خطے کی تعمیر و ترقی اور دونوں ممالک کے عوام کی خوشحالی اور حالاتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے بھارت کو ساتھ لے کر چلنا ہی ہمارا نصب العین ہے اور ہماری حکومت کی اولین ترجیح ہے، پاکستان کے بھارت سے اچھے تعلقات ہی خطے کی سالمیت اور استحکام کے لئے ضروری ہیں۔

تاہم اِس کے برعکس اُدھر دوسری جانب بھارت ہے کہ جو برسوں سے اپنی خصلت سے مجبور ہے اور پاکستان کو نقصان پہنچانے کا (اندار اور باہر سے) کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا ہے آج اِس کی پاکستان نفرت کی یہ انتہا ہے کہ یہ پاکستان کے وجود کو خطے ہی میں کیا؟؟ بلکہ آج ایسا لگتا ہے کہ جیسے اِسے دنیا میں پاکستان کا وجود دیکھنا اور پاکستان کا نام سُننا بھی گوارہ نہیں ہے آج اِس کی پاکستان سے نفرت اور بغض کا یہ عالم ہے کہ اِن دِنوں جنگی جنون میں مبتلا بھارت کسی بھی حال میں پاکستان کے نام کو دیکھنااور ترقی کے میدان میں دنیا کے ساتھ آگے بڑھتے پاکستان کو برداشت کرنے کا ہی قائل دِکھائی نہیں دیتا ہے مگر ہمارے حکمران ہیں کہ جو بھارت کے بغیر سانس لینا بھی اپنے توہین سمجھتے ہیں اور اپنا سب کچھ تباہ وہ برباد کردینے والے بھارت کے ساتھ ہر حال میں اپنا دل جوڑ کر رکھنا اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں آخر اِن ایسی بھی کیا مجبوری ہے کہ یہ خطے کے انتہائی دہشت گرد ملک بھارت

کو چھوڑنا نہیں چاہتے ہیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کا بھارت کے ساتھ کوئی ذاتی رشتہ ہو جس کی وجہ سے وہ بھارت کی ہر بُرائی دیکھ کر بھی بھارت کو اپنا دوست گردانے کی مالا جپ رہے ہیں۔

کیوں حکومت نے 2 نومبر سے قبل ہی بنی گلہ اور کمیٹی چوک کو میدانِ جنگ بنا دیا ہے....؟؟

آج نواز حکومت کو دو نومبر سے قبل ہی بنی گلہ اور کمیٹی چوک اور اِس کے آس پاس کے علاقوں کو میدانِ جنگ بنانے کی بھلا کیا ضرورت تھی ؟؟آج کیوں حکومت نے پی ٹی آئی کو اہمیت دی ؟؟ کیوں عمران خان اور اِن کے ساتھیوں کو نظر بند کر دیا گیا؟؟ کس لئے عمران خان اور اِن کے ساتھیوں کو کارکنان سے خطابات سے روکا گیا؟؟ اور کیوں خود ہی حکومت نے 27 اکتوبر کو انصاف یوتھ کنونشن اور پھر 28 اکتوبر کو کمیٹی چوک پر پی ٹی آئی کے کارکنان (مرد و خواتین) پر طاقت کا استعمال کرڈالا؟؟ آخر حکومت بنی گلہ اور کمیٹی چوک کو میدانِ جنگ بنا کر پی ٹی آئی کے رہنماؤں اور کارکنان پر حشر برپا کرکے کیا دِکھانا چاہتی ہے؟؟ ایسا لگتا ہے کہ جیسے حکومت نے دو نومبر کا انتظار بھی نہیں کیا اور نہ تیل دیکھا اور نہ تیل کی دھار دیکھی؟؟ اور بغیر کچھ سوچے سمجھے پی ٹی آئی والوں پر طاقت کا ایسا اظہار کیا کہ ساری دنیا دیکھ رہی تھی اور تحریکِ اِنصاف والوں پر ڈھائے جانے والے حکومتی مظالم پر افسوس کررہی تھی، جمعرات اور جمعے کو ساری پاکستانی قوم اور دنیا نے دیکھا کہ حکومتی مشینری نے تحریک انصاف کے لوگوں پر کیسی بدترین شیلنگ کی اور بیدریغ لاٹھی چارج کا استعمال کیا اور پی ٹی آئی کے کارکنان کو بھیڑ بکریوں کی طرح گھسیٹ کر گرفتار کیا اور اِنہیں قیدیوں کی وین میں بھر

کر نامعلوم مقام کی جانب لے کر چلی گئی۔

اِس منظر کو دیکھ کر وہاں پر موجود کارکنان میں حکومت مخالف سرگرمیوں اور اشتعال انگیزی میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا اور پی ٹی آئی کے کارکنان نے کمیٹی چوک سمیت، ناز سینما، چاندنی چوک ارد گرد کے علاقوں میں بھی حکومت مخالف نعرے بازی کا سلسلہ شروع کردیا اور شام گئے تک مظاہرین اور حکومتی مشینری پولیس اور ایف سی کے اہلکاروں کے درمیان پتھراؤ کاایک نہ رکنے والا سلسلہ بھی جاری رہا۔اس دوران شیخ رشید احمد حکومتی ناکے توڑتے ہوئے آئے اور کشیدگی کے مقام کمیٹی چوک پر تقریر کرکے چلے بھی گئے۔

مگر کوئی بھی اِس بہادر سیاستدان شیخ رشید احمد کو گرفتار نہیں کرسکا جبکہ وہ دورانِ خطاب پولیس اور ایف سی والوں کو للکارتے بھی رہے کہ ہے ''کسی میں ہمت جو مجھے گرفتار کرکے دکھائے'' مگر کسی مائی کے لعل میں ہمت نہ ہوئی کہ کوئی آگے بڑھتا اور شیخیاں بھگارتے شیخ رشیداحمد کو گرفتار کرتا اور اپنے سینے پر حکومت سے تمغے سجاتا اور ترقی پاتا مگر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ کمیٹی چوک پر آئے شیخ جی کو پکڑتا دھت تیری کی ایک شیخ رشید احمد بکو چکمہ دے کر چلاگیااور حکومتی مشینری منہ تکتے رہ گئی ۔

بہر حال، اَب ہم بھی یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت اور حکومتی اشاروں اور احکامات کی غلام پولیس اور ایف سی والوں کے لئے بھی بڑا چیلنج ہے کہ اَب یہ کب شیخ رشید احمد کو گرفتار کرتے ہیں اور شیخ رشید احمد جن کا فخریہ کہنا ہے کہ'' میں جی اُوں گا تو علی کی طرح اور مرونگا تو حسین کی طرح'' '' کمیٹی چوک پر جلسہ ہوگیا اَب جو ہوگا دو نومبر کو ہوگا'' اِنہیں گرفتار کرکے اِن کی جذباتی سیاست کو دو نومبر اور اِس کے بعد کب تک خاموش کراتے ہیں۔

حالانکہ حکومت کو پی ٹی آئی اور شیخ رشید احمد اور اِن جیسے دوسرے پی ٹی آئی کے دیگر رہنماؤں اور کارکنان کے خلاف طاقت کا استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی حکومت کچھ روز اور خاموش رہ لیتی قبل ازوقت حکومت نے اسلا آباد کو کنٹینرز لگا کر کیوں بند کیا ؟؟ آج اگر حکومت سب کچھ نہ کرتی تو اِس کا کیا بگڑ جاتا ؟؟ جس کام سے عدالت نے عمران خان کو روکا تھا آج بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہی کام خود حکومت نے کردیا ہے اَب کیا یہ حکومت کی بوکھلاہٹ نہیں ہے ؟؟ 27 اور 28 اکتوبر کو حکومت نے راولپنڈی میں کنٹینرز لگا کر شہر کو مفلوج کردیا اور اسکولوں اور کالجز بند ہوگئے سرکاری اور نجی دفاتر میں حاضری کم رہی اور شہر کی سڑکوں سے پبلک ٹرانسپورٹ بند رہی اور شہر میں معاملات زندگی مفلوج رہی۔

کیاحکومت کو یہ معلوم نہیں تھاکہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے تو پہلے ہی پاکستان تحریکِ انصاف کو 2 نومبر کو احتجاج اور دھرنوں کے ذریعے شہر کو بند کرنے سے روکتے ہوئے پارٹی کے چیئر مین عمران خان کو 31 اکتوبر کو ذاتی حیثیت میں وضاحت کے لئے طلب کرلیااور جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیتے ہوئے کہاکہ کسی کو کنٹینرز یا دھرنے سے سڑکیں بند کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، امپائر صرف پاکستان کی عدالتیں ہیں، آن گراونڈ آف گراونڈ اور زیر رو امپائر بھی عدالتیں ہی ہیں،آزادی اظہار تحریر و تقریر اور نقل و حرکت کی آزادی ہر شہری کا بنیادی حق ہے لیکن اِس سے کسی دوسرے شہری کے بھی بنیادی حقوق متاثر نہیں ہونے چاہئیں اور عمران خان نے بھی اگلی پیشی پر اپنی حاضری کو یقینی بنانے کی یقین دہانی کرادی تھی یہ بڑے تعجب کی بات ہے کے قانون اور عدالتوں کے احترام کی مالا جپنے والی ن لیگ کی حکومت نے بھی بڑی بے صبری اور عدم برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اور وقت سے پہلے ہی حکومت نے بنی گلہ اور کمیٹی چوک پر اپنی طاقت کا استعمال کرکے بتا دیا ہے کہ یہ عمران خان کے دو نومبر کے اسلام آباد کو بند کرنے اور دھرنے کے احتجاجی مظاہروں سے خوفزدہ ہے۔
اِس سے انکار نہیں ہے کہ آج پاناما پیپرز لیکس سمیت کئی حوالوں سے کرپشن پر قائم حکومتی ہٹ دھرمی اپنی جگمہ ہے تو وہیں حکومتی کرپشن اور وزیراعظم نوازشریف اور اِن کی فیملی کی پاناما پیپرز لیکس کی کرپشن کے خلاف، کرپشن کی

روک تھام اور مُلک سنوارو ترقی کرو کے نعرہ عظیم کے ساتھ پی ٹی آئی کے سر براہ عمران خان سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوگئے ہیں جن کی آخری دم تک یہی کوشش ہے کہ یہ ن لیگ کے کرپٹ حکمرانوں اور کرپٹ سیاستدانوں سے مُلک کو نجات دلا کر ہی دم رہیں گے اور دو نومبر کو اسلام آباد کی جانب پیش قدمی اور دھرنا سمیت احتجاجوں کا سلسلہ مُلک کو موجودہ کرپٹ حکمرانو سے پاک کرنے تک جاری رہے گا اَب اِس کے لئے جتنی بھی سخت رکاوٹیں راستے میں کیوں نہ حائل ہوجائیں مگر حتمی نتیجہ آنے تک عمران خان ساری رکاوٹیں توڑ کر 2 نومبر کو اسلام آباد ضرور جائیں گے اور کرپٹ حکمرانوں کا احتساب سے لے کران سے نجات حاصل کرکے ہی اسلام آباد سے واپس لوٹیں گے۔
جبکہ گزشتہ دِنوں ایک حکومتی حکم پر ڈپٹی کمشنر اسلام آباد کیپٹن (ر) مشتاق احمد نے بھی شہر میں امن وامان کی صورتحال برقرار رکھنے کے لئے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی حدود میں 2 ماہ کے لئے دفعہ 144 نافذ کردی ہے اسلام آباد سے آنے والی خبروں کے مطابق جاری نوٹیفکیشن میں دفعہ 144 کے تحت وفاقی دارالحکومت میں اسلحہ کی نمائش لاؤڈ اسپیکر کے استعمال جلسے جلوس اور دھرنے پر پابندی ہوگی پانچ یا اِس سے زائد، افراد ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکیں گے اور پھر جیسے ہی یہ نوٹیفکیشن نافذالعمل ہوا تواُدھر ضدی پاکستان تحریک انصاف کے یوتھ فیڈریشن کا کنونشن شروع ہوا اور پھر تُرنت پولیس اور ایف سی

کے چاک وچوبند دستوں نے اسلام آباد میں دفعہ 144 کی خلاف ورزی کے الزام میں انصاف یوتھ فیڈریشن کے کنونشن پر دھاوا بول دیااور درجنوں لوگوں کو گرفتار کرکے لے جایا گیانہ صرف یہ بلکہ دوسری جانب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی زیرصدارت ہونے والے اعلیٰ سطح کے سیاسی مشاورتی اجلاس میں تحریک انصاف کے دو نومبر کے دھرنے اور اسلام آباد کو بند کرانے والے احتجاجی منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے حکومتی مشینری (طاقت) استعمال کرتے ہوئے تین نکات پر مشتمل موثر جوابی حکمت عملی طے کی گئی اور وزیراعظم نواز شریف نے بھی اپنے مخصوص انداز اور لب و لہجے سے اِس عزمِ صمیم کااظہار کرتے ہوئے پی ٹی آئی کے دو نومبر کے دھرنے اور اسلام آباد کو بند کرانے کے حوالے سے تمام آپشن کھلے رکھنے کا فیصلہ کیا اور واضح اور دوٹوک الفاظ میں مشاورت کے بعد اہم فیصلے کئے گئے کہ وفاقی دارالحکومت کو بند نہیں کرنے دیا جائے گااور ایسے بہت سے احکامات بھی جاری کئے گئے جن پر حکومتی مشینری کو سخت عمل درآمد کرانے کا عہدوپیاں کئے گئے۔

اِس سارے منظر کے پیشِ نظر اور گھمبیر ہوتی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے راقم الحرف یہ عرض کرناضروری سمجھتاہے کہ وزیراعظم صاحب یہ ٹھیک ہے کہ آج آپ کی حکومت ہے اور ساری حکومتی مشینری آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ کے ساتھ ہے اِسے جس طرح چاہیں آپ استعمال کریں یہ آپ کا حق ہے اور اِسی طرح پی ٹی آئی

کے رہنما عمران خان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دو نومبر کو اسلام آباد بند کرانے اور ہفتوں دھرنے اور احتجاجوں کے سلسلے کو اپنا قانونی حق ضرور سمجھیں مگر حکومت اور دھرنی اپنے اپنے مقاصد کے حصول میں حدود سے تجاوز نہ کریں اِس ہی میں سب بھلائی ہے ورنہ اپنے اپنے گھمنڈ اور غرور میں بدمست اور چور دونوں رہنماؤں کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کی کسی کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

ہاں دورِ مشرف میں اٹک میں جیلیں کاٹنے والوں (نواز وشہباز) کے سامنے عمران خان اٹک گیا ہے

اِن دِنوں اسلام آباد سے لے کرمُلک کے اُس کونے تک حکومت اور پی ٹی آئی کی رسہ کشی اور سیاسی تناؤ کا جیسا عالم ہے اَب یہ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے، دونوں اپنی اپنی جگمہ ڈٹے ہوئے ہیں ، اور دونوں ہی ایک دوسرے کے سامنے کشتیاں جلا کر مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ ہیں اور اپنے اپنے درست یا غلط موقف کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا کر اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی ڈھان چکے ہیں، ایک دوسرے کی ضد اور اَنا کی اِس رسہ کشی اور تیزی سے گھمبیر ہوتی اسلام آباد کی سیاسی صُورتِ حال سے ساراملک متاثر ہورہاہے ایک طرف پوری شدت اور طاقت کے ساتھ پی ٹی آئی پاناما پیپرز لیکس و کرپشن والوں کے احتساب پر اٹک گئی ہے تو دوسری جانب اپنی ضد اور اَنا پر اَٹکے وزیراعظم نوازشریف اور اِن کے خاندان والے اور حکومتی وزراء اور ن لیگ کے رہنمااور کارکنان ہیں جو پی ٹی آئی سے پوری حکومتی مشینری کے ساتھ طاقت کا استعمال کرکے پاکستان تحریک انصاف کی پسپائی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں یہی خدشہ ہے کہ کہیں مُلک میں رہا سہا یہ نام نہاد ہی صحیح مگر بچا کچا جمہور اور جمہوری کلچر کا ہی ستیاناس نہ ہوجائے

اور کہیں دونوں کی اَنا اور ضد کی اِس فضول کی لڑائی میں بیچاری لولی لنگڑی بچھی بچھائی جمہوریت کی بساط ہی کوئی لپیٹ کر نہ رکھ دے اور پھر سوچیں کہ اگر ایسا ہوگیا جس کا خدشہ ظاہر کیا جارہاہے توپھر ایسا کون سا سول ذمہ دار ہوگا؟؟ جو ایک دوسرے کی اپنی غلطی کو غلطی مانے گا اور کون کیسے ؟ کس طرح کسی کو تسلی دے گا؟اور کون کس سے گلے ملتے ہوئے ایک دوسرے کے آنسو پوچھے گا؟اور کہے گا کہ چلو جو ہوا سو ہوا ہمیں اپنی غلطی اور غلطیاں ماننی پڑیں گیں کہ ہم سے اپنی اپنی ضد اور اَنا کی وجہ سے بہت سی ایسی سنگین غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں اَب جن کا خمیازہ انگنت سالوں تک بھگتنا پڑے گا؟؟ کیوں کہ آج تو یہ سب ہی اپنی اپنی ضد اور اَنا کا خول چڑھائے ہوئے ہیں اور اپنی ضد اور اَنا کی آگ میں ایسے پاگل ہوگئے ہیں کہ یہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی کم عقلی سے اپنی ہی بچھی بچھائی جمہوری بساط کو پلٹنے والوں کو خود ہی تر نوالہ بنا کر پیش کرنے کے درپہ ہیں۔

اگرچہ ابھی 2 نومبر کو آنے میں دو دن باقی ہیں یعنی کہ اسلام آباد میں سجنے والے سیاسی دنگل کو بڑا وقت پڑا ہے کہ حکومت اپنی ضد اور اَنا کے خودساختہ خول سے باہر نکلے اور اپنا سب کچھ کیا دھرا کھول کر قوم کے سامنے رکھ دے اور عیاں کردے اور ثابت کردے کہ وہ کتنی گنہگار اور پاک صاف ہے؟؟ اور اِسی طرح پی ٹی آئی بھی پاناما لیکس کے حوالے سے وزیراعظم نوازشریف اوران کے

فیملی ممبران سمیت حکومتی وزراء اور اراکینِ پارلیمنٹ اور سرکاری اداروں کے افسران کی کرپشن کو جواز بنا کر جس علمِ احتساب اُٹھائے 2 نومبر کو اسلام آباد بند کرنے اور نامزد کرپٹ عناصر کا کڑا احتساب ہونے تک دھرنے اور احتجاجوں کا سلسلہ لئے اسلام آباد جانے کے پروگرام اور منصوبوں پر ضرور ایک بار نظرثانی کرے اور سارے معاملے کو جوش کے بجائے ہوش سے نمٹانے کی ذمہ داری کا مظاہرہ کرے اِس میں دونوں حکومت اور پی ٹی آئی سمیت درپردہ پی ٹی آئی کے دھرنا منصوبے کی پی پی پی سمیت دیگر سیاسی و مذہبی حامی جماعتیں بھی اپنے اندر صبر و برداشت پیدا کریں وقت کا انتظار کریں کہ سپریم کورٹ کا پاناما پیپرز لیکس کے معاملے پر کیا فیصلہ آتا ہے۔

اَب چونکہ پاناما پیپرز لیکس کی سماعت سپریم کورٹ میں شروع ہوچکی ہے اور بہت جلد ہی اِس کا فیصلہ بھی آہی جائے گا اَب ایسے میں پاکستان تحریکِ اِنصاف کے چیئرمین عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان کا دو نومبر کو اسلام آباد بند کرنے سمیت دھرنے اور احتجاج کرنے کا منصوبہ کسی بھی صورت میں ٹھیک نہیں لگتا ہے، پی ٹی آئی کو میرے مشورے اور میری اِس رائے پر ضرور عمل کرنا چاہئے اور اسلام آباد بند کرنے اور دھرنے و احتجاجوں کے منصوبے فی الفور ختم کردینا چاہے اگر پھر بھی پی ٹی آئی کے عمران خان اور اِن کے کارکنان اور اِن کے پی پی پی سمیت درپردہ دیگر سیاسی و مذہبی حامی جماعتیں کچھ نہ

سمجھیں تو یہ اور بات ہے ورنہ مجھ سمیت ہر پاکستانی کو یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ نہ صرف پاکستان تحریکِ اِنصاف کے سربراہ عمران خان بلکہ پوری پارٹی ہی نہ کچھ سمجھتی ہے اور نہ کسی کی کچھ سُنتی ہے؟؟پی ٹی آئی اپنی حامی جماعتوں کے ساتھ مل کروہی کرتی ہے اور کراتی ہے جواِسے کرنا ہوتا ہے اور جب بھی پی ٹی آئی کی قیادت نے بے سوچ سمجھے کچھ ایسا؟؟ ویسا؟؟؟ کیسا؟؟؟؟ کچھ بھی کیا؟؟ ؟؟؟اِسے ہمیشہ اپنے منہ کی ہی کھانی پڑی ہے اور ابھی کوئی شک نہیں کہ دونومبر کو اسلام آباد بند کرنے یا کرانے کے منصوبے کی کامیابی یا ناکامی پر بھی اِسے ماضی کے دھرنے کی طرح ایک مرتبہ پھر ضرور بغلیں جھانکنی پڑیں گیں، اَب اِسے پی ٹی آئی کا پاگل پن سمجھیں یا کچھ بھی کہیں مگر اَب یہ 2 نومبر کو ضرور کچھ نہ کچھ کرکے ہی رہے گی..؟؟

آج جس طرح پی ٹی آئی حکمرانواور سیاستدانو سمیت قومی اداروں میں حکومتی وزراء اور اعلیٰ سطح کے سرکاری افسران کی کی جانے والی کرپشن کا پروانہ لئے آسمان کو سر پر اُٹھائے ہوئے ہے اور یہاں سے وہاں تک چیخ چیخ کر احتساب کی مالا جپتی پھر رہی ہے اور پاناما پیپرز لیکس پر وزیراعظم سمیت حکومتی وزراء اور اراکین پارلیمنٹ واعلیٰ سرکار افسران کے احتساب ہونے تک اسلام آباد کو لاک ڈاون اور دھرنے واحتجاجوں کے ایک نہ رکنے والے سلسلے کے ساتھ اسلام

آباد کی جانب فیصلہ کن پیشقدمی کے لئے تیار بیٹھی ہے اور 2 نومبر کو اپنے حامیوں اور حمایت یافتگان کے ہمراہ اسلام آباد کو جام کرنے کی مکمل تیاری کرچکی ہے، گویا کہ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین کے دماغ پر حکمرانوں اور اِن کے اِدھر اُدھر کے چیلے چپاٹوں کے کڑے احتساب کی دُھن سوار ہے اور اِن کی آنکھوں کو سوائے پاناما لیکس میں نامزدگان حکمرانوں اور اِن کے خاندان والوں کے سخت ترین احتساب کے بعد وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے بھائی وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف (المعروف خادمِ اعلیٰ) اِن کے فیملی ممبران بالخصوص وزیراعظم نواز شریف کی صاحبزادی مریم نواز کے استعفوں کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آرہاہے یوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آج کل عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان دورِ مشرف میں اٹک میں جلیں کاٹنے والوں مگراِس بار وزیراعظم نواز شریف اور شہباز شریف اور اِن کے فیملی ممبران کے نام) آف شور کمپنیوں کے حوالے سے پاناما لیکس پیپرز میں آجانے اور ملک میں جاری دیگر ترقیاتی منصوبوں میں کی جانے والی کرپشن کے) سامنے اٹک ہی گئے ہیں۔

آج اگرایک جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وزیراعظم پاکستان عزت مآب مسٹر نواز شریف کے بقول اِن کی پچھلی اچھی بھلی ترقی کرتی جمہوری حکومت میں تو مشرف نے اٹک کی جلیں اُٹکادیں تھیں اور اِس مرتبہ

اِن کی ترقی کرتی اور مُلک کو اقتصادی لحاظ سے مضبوط کرتی اِن کی منہ بولی یا نام نہاد جمہوری حکومت میں عمران خان کرپشن کا پروانہ لے کر اٹک گیا ہے گو کہ اگر آج یہ کہا جائے کہ نواز شریف کی پچھلی اور موجودہ حکومت میں لفظ ''اٹک'' مشترک یا کومن ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

جیسا کہ گزشتہ دِنوں خود وزیراعظم نواز شریف نے ضلع قصور کے نواحی علاقے پھول نگر میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے جہاں متعدد ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کیا تو وہیں اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ''مخالفین (آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے کئی گناہ زائد سود پر قرضے لے کر مُلک میں شروع کئے جانے والے منصوبوں کے باعث ہونے والی) ترقی کی رفتار کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کررہے ہیں (اس موقع پر اپنے مخصوص لب و لہجے میں بڑے وثوق سے وزیراعظم نے یہ بھی کہا کہ) مگر چند دِنوں کی ہی بات ہے مخالفین کا سیاسی مستقبل جلد ہی ختم ہو جائے گا، موجودہ ہی نہیں ہماری حکومت اگلی مدت بھی پوری کرے گی، (ارے وزیراعظم صاحب، اتنی دور بھی ابھی سے نہ سوچیں ، ابھی حکومت چلانی عمران نے مشکل کر دی ہے اگلی کا خواب نہ دیکھیں ابھی جب دادا مریں گے تو بیر کو بٹنے دیں پھر اگلی کا خیال کیجئے گا) اُنہوں نے اپنے ماضی میں جھانکتے ہوئے انتہائی دُکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ '' جب ہم اٹک میں جلیں کاٹ رہے تھے، اُس وقت یہ مشرف کی جعلی ریفرنڈم کے لئے مہم چلا رہے تھے، (ایسا لگا

کہ جیسے وزیراعظم یہ کہہ کر قوم کواِس جانب اشارہ دینا چاہتے ہیں کہ اور آج جب ہم باہر ہیں تواِن دِنوں پھر یہی لوگ کسی کے خاص اشارے پر ہماری حکومت کے سامنے روڑے اٹکا رہے ہیں) اپنے اِسی خطاب میں وزیراعظم نواز شریف نے یہ بھی کہا کہ ”جنہوں نے کبھی جیل کا منہ نہیں دیکھا وہ جدوجہد کیا کریں گے، ہر معاملے پر سڑک پر تماشا لگاتے ہیں (وزیراعظم صاحب ،اِس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ آپ یا آپ کے وزراء اور آپ کے فیملی ممبران سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے یقیناً کچھ نہ کچھ ایسا ضرور ہوا ہے یا ہوگیاہے آج جس کو پکڑ کر عمران خان المعروف مسٹر سونامی خان سڑکوں پر تماشا لگارہاہے اَب یہ اور بات ہے کہ آپ یا آپ کے وزراء یا آپ کے فیملی ممبران اپنی غلطی کو بھی غلطی یا اپنی کرپشن کو ہی کرپشن نہ مانیں اور سب ٹھیک ہے کی رٹ لگا کر اپنی مرضی سے حکومت کو بادشاہت میں بدل کر جو جی چاہیں کرتے پھریں اِنہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے)۔

اَب ایسا بھی حکمران نہ کریں کہ یہ مُلک پر مالکِ کُل بن کر بیٹھ جائیں اور جو اور جیسا اِن کا دل چاہئے یہ کرتے پھیریں اوراِس پر کوئی اِن سے پوچھنے والا بھی نہ ہو، اَب ایسی بھی مُلک میں اندھی نہیں مچی ہوئی ہے کہ حکمران ہی بے لگام ہوجائیں یہ خود تو کرپشن کریں اور یہ ٹیکس بھی نہ دیں اوراپنا سارا پیسہ مُلک سے باہر لگائیں اور قوم کو حکم دیں کے قوم کڑوی گولی

نکلے اور ملک کو ٹیکس دے حکمران ایسی بھی اندھیر نگری نہ مچائیں آج عمران خان المعروف مسٹر سونامی حکمرانو اور حکومت کے کرپشن کے خلاف جو کچھ کرنے جارہا ہے اگرچہ اِس پر سوالیہ نشانات تو بہت سے ہیں مگر عمران خان جو کچھ کر رہا ہے وہ سب یقیناً ٹھیک ہے۔

عمران خان ایکسپرڈ آف یوٹرن قرار پا گئے ہیں

لیجئے، کچھ دِنوں کے لئے ہی سہی مگر یہ بہت اچھا ہوا ہے کہ آج مُلک سے الزامات کی سیاست کے بادل چھٹ چکے ہیں اور بیس کروڑ پاکستانیوں نے سُکھ کا سانس لیا ہے اگرچہ پاناما لیکس پر سات ماہ سے دھرنا اور احتساب گاڑی پر سوار پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان المعروف سونامی خان نے ایک مرتبہ پھر اپنے سیاسی کیریئر میں تاریخی '' یوٹرن'' لے لیا ہے اور اَب یہ اپنے ساتھیوں اور کارکنان (المعروف ڈانس پارٹی) کے ساتھ یوم تشکر بنانے کے بعد بظاہر تو پیٹھ موڑ کر خاموشی سے بیٹھ گئے ہیں۔

ہاں البتہ . . ! ! اتنا ہے کہ اِس موقع پر پاکستانی قوم یہ ضرور سوچ رہی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف اور اِن کی فیملی کا پاناما لیکس کے حوالے سے کچھ نہ کچھ ایسا ضرور ہے کہ جس پر عمران خان سیخ پا ہیں وزیراعظم نواز شریف اور ن لیگ کی حکومت کو بھی چاہئے کہ وہ خود سے اپنے احتساب کے لئے عدالتوں میں پیش ہو تاکہ مُلک میں اُوپر ہی سے احتساب اور چیک اینڈ بیلنس کا عمل جاری ہو جائے تو پھر یہ جاری رہے اور عوام کے سامنے وہ تمام حقائق لائے جائیں جن کی بنیاد پر عمران خان سات مہینوں سے چیخ چلا رہے ہیں۔

اگرچہ سُپریم کورٹ آف پاکستان میں پاناما لیکس کے حوالے سے ابتدائی طور پر سماعتوں کا آغاز تو ہوچکا ہے مگر اَب دیکھتے ہیں کہ عمران خان اِس پر کب تک خاموش بیٹھے رہتے ہیں؟؟ اور اِن کے پیٹ میں پھر کسی وجہ سے اسلام آباد بند کرنے اور دھرنے و احتجاجوں کے لئے مروڑ کب اُٹھتا ہے؟؟ اور یہ پھر کب چیختے چلاتے شعور مچاتے اسلام آباد کی جانب جانے کی رٹ لگاتے ہیں؟؟ آج پاکستانی قوم کئی ایسے سوالات اور مخمصوں میں مبتلا ہے اَب تک اِسے جن کے تسلی بخش جوابات نہیں مل سکے ہیں مگر پاکستان سمیت دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی پاکستانی آباد ہیں اُنہوں نے صرف سپریم کورٹ کے ایک فیصلے پر عمران خان کو ایکسپرڈ آف یوٹرن ضرور قرار دے دیا ہے اور اسی پر آج ہر پاکستانی عمران خان کی ڈانس پارٹی کے یوم تشکر پر ضرور تعجب کا اظہار بھی کررہا ہے اور بڑی حیرت سے کہہ رہا ہے کہ کہاں عمران کی ڈانس پارٹی اور کہاں یوم تشکر؟؟؟ اور قوم اِس فکر میں ڈوبی ہوئی یہ بھی سوچ رہی ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ عمران خان خود یہ نہیں چاہتے تھے دھرنا منصوبہ عملی شکل اختیار کرے تو کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ حکومت اِنہیں ہی پکڑ کر سلاخوں کے پیچھے کردے تو اِن کا کیا بنے گا؟؟ یہ اِس ہی خوف میں اللہ سے رات دن تنہائیوں میں رورو کر دُعائیں مانگتے رہے ہوں گے اور بالآخراللہ کو اِن پر ترس آیا اور اللہ نے اِن کے مرضی کے عین مطابق ایسی وجہ پیدا کردی کہ اِنہوں نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ہی اپنے دھرنے اور اسلام آباد بند کرنے کے پروگرام کو فوراً ختم کرنے کا اعلان

کردیا اور اِسے ایسا سمیٹ کر رکھ دیا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

بہر حال، یہاں یہ امر یقیناً حکومت اور پاکستانیوں سمیت خود پی ٹی آئی کے رہنماؤں اور پولیس کے ہاتھوں مارتے کھاتے چیختے چلاتے بلکتے سسکتے مچلتے گرتے پڑتے روتے بھاگتے پاکستان تحریکِ اِنصاف کے مرد و خواتین کارکنان (ڈانس پارٹی والوں) کے لئے بھی انتہائی خوش آئند ہے کہ آج اِن کے لیڈر عمران خان کے پھر ایک یوٹرن کی وجہ سے اِن سب کی جان بخشی ہوئی اور اِن کے جسم اور آنکھیں اسلام آباد اور پنڈی کی پولیس اور ایف سی کے اہلکاروں کی لاٹھی چارج اور شلینگ سے بچ گئی ہیں اِس طرح جہاں اِنہیں بھی نئی زندگیاں ملی ہیں تو وہیں پچھلے کئی دِنوں سے اسلام آباد میں پی ٹی آئی کے اسلام آباد لاک ڈاؤن اور دھرنا و احتجاجوں کی وجہ سے حکومت اور عمران خان والوں کے درمیان جیسی کشیدگی جاری تھی وہ بھی سپریم کورٹ سے پاناما لیکس پر کمیشن بنانے کا ایک فیصلہ اور ایک حکم کے آتے ہی ختم ہو گئی ہے۔

گویا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ گزشتہ دس بارہ دِنوں سے اسلام آباد میں عمران خان کی ڈانس پارٹی کے مرد و خواتین کارکنان پر پولیس کے تشدد سے پیدا ہونے والی آہ و فغان اور کشیدگی کے چھائے گہرے بادل بھی چھٹ چکے ہیں اِس سے نہ صرف اسلام آباد بلکہ سارے مُلک سے سیاسی رسہ کشی اور تناؤ کا ماحول بھی دم

توڑ چکا ہے اور اَب پورے مُلک میں معمول کے مطابق معاملاتِ زندگی رواں دواں ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ آج ہر پاکستانی کی نظر سپریم کورٹ پر لگی ہوئی ہے کہ سپریم کورٹ سے پانا مالیکس پر کیا اور کیسے فیصلے آتے ہیں ؟؟ اور اِس کے ساتھ ہی پاکستانی قوم یہ بھی سوچ رہی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ اَب پانا مالیکس پر سپریم کورٹ کس انداز سے نواز شریف کی تلاشی لے گی ؟؟ کیونکہ پہلے ہی پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان المعروف سونامی خان یہ کہہ چکے ہیں کہ " اَب نواز شریف کی تلاشی سپریم کورٹ لے گی" اور اِسی بنیاد پر عمران خان نے اپنے اسلام آباد پر سیاسی شب خون مارنے والے دھرنے اور احتجاجوں کے پروگرام کو یوم تشکر میں بدل کر نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ساری دنیا کو بھی ششدر کردیا ہے۔

تاہم آج عمران خان کے یوم تشکر کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان سے پاناما لیکس سے متعلق تازہ ترین آنے والی خبروں کے مطابق 3 نومبر سے وزیرِاعظم نواز شریف کے خلاف پاکستان تحریکِ اِنصاف جماعت اسلامی عوامی مسلم لیگ جمہوری وطن پارٹی اور طارق اسد ایڈووکیٹ کی جانب سے دائر درخواستوں پر کارروائی کا آغاز ہوچکا ہے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے پانا مالیکس معاملے پر درخواستوں کو قابل سماعت قرار دیتے ہوئے ایک رُکنی جوڈیشنل کمیشن بنانے کا

بھی فیصلہ کر لیا ہے یہ جوڈیشنل کمیشن پانا مالیکس میں سامنے آنے والے انکشافات کی تحقیقات کرے گا اِس پانا ماگیٹ کمیشن کو سپریم کورٹ کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ جبکہ کمیشن کے قیام کا حتمی فیصلہ 7 نومبر کو سُپریم کورٹ کی جانب سے ٹی اُو آر ز اور وزیر اعظم نواز شریف کے بچوں کے جوابات کا جائزہ لینے کے بعد کیا جائے گا یہاں یہ بھی واضح رہے کہ اِس سے قبل با ضابطہ طور پر سپریم کورٹ آف پاکستان میں پاناما لیکس کے معاملے پر وزیر اعظم نواز کے خلاف درخواستوں پر سماعت کے دوران حکومت اور تحریک اِنصاف نے معاملے کی تحقیقات کے لئے جوڈیشنل کمیشن کے قیام پر راضامندی ظاہر کر دی تھی جس کے بعد عدالت عظمیٰ نے پاناما لیکسکے معاملہ پر جوڈیشنل کمیشن بنانے کا فیصلہ کرتے ہوئے تمام فریقین کو 3 نومبر تک ٹی او آر ز کے ساتھ پیش ہونے کا حکم نا مہ جاری کیا تھا اور واضح کیا تھا کہ فریقین متفق نہ ہوئے تو پھر ٹی اُو آر ز ہم خود طے کریں گے مُلک میں ہیجانی کیفیت ہے، کیس کو طول نہیں دے سکتے ہیں اور جب تین نومبر کو پاناما لیکس پر با قاعدہ سماعت شروع ہوئی تو عدالتِ عظمیٰ نے وزیر اعظم نواز شریف کے وکیل سلمان بٹ سے پانا مالیکس سے متعلق کچھ اہم نوعیت کے سوالات کئے جس کے بعد کارروائی سات نومبر تک ملتوی کر دی گئی۔

اگرچہ پچھلے سات ماہ سے عمران خان نے پاناما لیکس پر وزیراعظم نواز شریف اور اِن کے خاندان کے افراد پر الزام تراشیوں کا جو سلسلہ شروع کر رکھا تھا آج اِس میں سپریم کورٹ میں جاری کارروائیوں کی وجہ سے کمی ضرور آ گئی ہے مگر عمران خان سے یہ توقع نہ رکھی جائے کہ وہ پھر اِس بابت کا کسی اور معاملے کو جواز بنا کر نہیں اُٹھیں گے ....!! ؟؟اور ن لیگ کی حکومت کے خلاف کسی نئے محاذ کے لئے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ نہیں نکلیں گے..!!؟؟ ہاں اِس پر پھر بھی قوم کو یہ اطمینان رہے کہ اَب عمران خان کی دھرنے کی عادت یوں بھی بن گئی ہے کہ یہ اگلے 2018کے انتخابات تک کسی نہ کسی وجہ سے اپنا سیاسی قدم اُونچا کرنے کے لئے اپنے کارکنان کی ڈانس پارٹی کے ساتھ اپنے دھرنے اور احتجاجوں کی ڈراموں کی سیریل جاری رکھیں گے اور اسلام آباد سمیت کبھی کِدھر تو کبھی اُدھر اپنے دھرنے اور احتجاجوں کا اسٹیج سجاتے رہیں گے۔

اَب اِس سارے منظر میں راقم الحرف کا قوی خیال ہے (جسے پاکستانی قوم کو بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہئے) کہ آج جہاں پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کے ن لیگ اور وزیراعظم نواز شریف کے خلاف دھرنا اور احتجاجوں کے باعث پاکستان تحریک انصاف عوام الناس میں بڑی تیزی سے مقبولیت حاصل کرتی جارہی ہے تو وہیں وفاق سمیت دیگر صوبوں سے پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت کا رہا سہا گراف بھی گر رہاہے اور آج اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بیک ڈور سے پی ٹی

آئی اور ن لیگ کے درمیان ایک ایسے میثاق جمہوریت بنیاد رکھی جانے والی ہے جیسی پہلے کبھی پی پی پی اور ن لیگ کے درمیان رکھی گئی تھی جو پچھلے انتخابات تک تو قائم تھی جس کی بنیاد یہ تھی ہم ایک دوسرے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اقتدار کے مزے لیتے رہیں گے یعنی یہ کہ ایک مرتبہ اقتدار میں ن لیگ تو اگلی باری پی پی پی کی ہوا کرے گی آئندہ ایسا نہیں ہوگااِس بات کا قوی امکان یہ ہے کہ اِس مرتبہ یعنی کہ اگلے 2018 کے انتخابات سے پہلے پی ٹی آئی اور ن لیگ کے درمیان جو میثاقِ جمہوریت کے نکات تشکیل دے جارہے ہیں جس کے اولین نکات میں سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ پی پی پی کواقتدار سے دور رکھا جائے اور اِسے اتنا محدود کردیاجائے کہ اِس کا سیاسی اثرورسوخ عوام الناس سے کم ہوتے ہوتے بلکل ختم ہوجائے اور یہ اپنی سیاسی موت آپ مرجائے اور اِسی طرح وفاق سمیت صوبوں میں ن لیگ اور پی ٹی آئی کی مخلوط حکومتیں بنانے کی منصوبہ بندی کو آخری شکل دی جارہی ہے پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کا وزیراعظم نوازشریف اور اِن کی فیملی کے ممبران و ن لیگ کی حکومت پر پاناما لیکس اور احتساب کا ساراد باؤ محض ایک سیاسی ڈرامہ ہے آج اگر یہ عمران خان کا ڈرامہ نہ ہوتا تو پھر کیوں عمران خان نے پچھلے سات ماہ سے سرزمین پاکستان میں پاناما لیکس پر وزیراعظم نوازشریف کے احتساب کے معاملے پر فرفر، ٹرٹر، چوں چوں، مَیں مَیں کرتی فراٹے بھرتی اپنی منزل کی جانب تیزی سے دوڑتی گاڑی کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی سناٹے میں یوٹرن لے کر سب کو

حیران کر دیا ہے آج جہاں اِس طرح اُنھوں نے اپنے کارکنان المعروف ڈانس پارٹی کے ہمراہ یوم تشکر بنا کر سب کو تعجب میں ڈال دیا ہے تو وہیں یہ خود بھی منزل پر پہنچنے سے پہلے سناٹے میں لینے والے یوٹرن پر ایکسپرڈ آف یوٹرن قرار پا گئے ہیں۔

!!...نواز اور بلاول اِس میں کوئی شک نہیں

بیشک نواز و بلاول اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نہ صرف اخلاقی طور پر بلکہ قانون وآئین کے کئی آرٹیکلز کے تحت بھی کوئی کرپٹ اور جھوٹا، گالی دینے اور پگڑیاں اُچھالنے والا پاکستان کا لیڈر نہیں بن سکتا ہے، مگر کیا کریں کہ آج تک پاکستانی قوم کو ایسے ہی لیڈر ملے ہیں جو اِن تمام اخلاقی اور قانونی بیماریوں کے پرانے مرض میں مبتلا رہے اور اُنہوں نے ہی خود کو پاکستانی قوم کا اصل لیڈر ثابت کرانے کی بہت کوششیں کیں جو اِس میں کامیاب ہوا اُسے آج تک کوئی نہیں پکڑ سکا اور آج بھی کوئی اِس کا کچھ نہیں بگاڑ پایا ہے اگر یقین نہ آئے تو مُلک میں سیاسی رہنماؤں اور حکمرانوں کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیں سب ہی ننگے نظر آئیں گے تو آج کس منہ سے وزیراعظم نواز شریف یہ کہہ رہے ہیں کہ جھوٹا، گالی دینے اور پگڑیاں اُچھالنے والا پاکستان کا لیڈر نہیں بن سکتا ہے؟؟ آج اگر ہمارے وزیراعظم نواز شریف اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ مصروف ترین زندگی سے تھوڑا سا وقت نکال کر رات کے اندھیرے اور تنہائی میں ایک لمحے کے لئے اپنے ہی گریبان میں اپنے ماضی و حال سے متعلق جھانک کر دیکھیں تو اِن کی اپنی ذات اور اِن کی زبان بھی ایسی ہی ضرور نظر آئے گی جن لوگوں کے بارے میں وزیراعظم یہ فرمارہے ہیں کہ ”

کوئی کرپٹ اور جھوٹا، گالی دینے اور پگڑیاں اُچھالنے والا پاکستان کا لیڈر نہیں بن سکتا ہے‘‘۔

بہرکیف ،دوسری جانب ممکن ہے کہ اِس میں بھی کوئی شک نہ کل باقی تھااور نہ ہی کوئی اِس سے انکار کرے کہ قبلِ اَز پیدائشِ بلاول زرداری سیاسی اور عوامی حلقوں میں زرداری کی پہچان مسٹر ٹین پرسنٹ کے ہی حوالے سے کی جاتی رہی تھی مگر جن کی اِس پہنچان میں مزید اضافہ ہماری شہیدِ رانی وفاق کی نشانی فخرِپاکستان و اسلامی دنیا کی پہلی وزیرِاعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد ہواجب یہ مسٹر زرداری صدرِ پاکستان بنے پھرکچھ ہی دِنوں میں دیکھتے ہی دیکھتی اِن کی پہچان مسٹر ٹین پرسنٹ کے بجائے ہنڈریڈپرسنٹ سے ہونے لگی اِنہیں پرسنٹیج کے معاملے میں اتنی ترقی کیسے ہوئی ہے؟؟اَب کسی کواِس معاملے میں جانے اور جھانکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگرزرداری سے متعلق مسٹر ہنڈریڈپرسنٹ کہی ہوئی بات کی وضاحت پاکستان تحریک انصاف کے رہنماء عمران اسماعیل سے ضرور لی جانی چاہئے کہ جنھوں نے ایک نجی ٹی وی پروگرام میں بلاول زرداری بھٹوکے والدِ محترم آصف علی زرداری کے بارے میں یہ کیوں کہاکہ اکرام اللہ نیازی تو شریف آدمی ہیں مگرزرداری کی پہچان تو مسٹر ہنڈریڈپرسنٹ ہے‘‘‘‘ عمران اسماعیل کے زرداری سے متعلق کہے ہوئے یہ الفاظ اور یہ جملہ بڑے معنی رکھتا ہے ،اَب سیاست کا سہارالے کرمیڈیا میں اتنی بھی

بدزبانی اور ذاتی معاملات پر پگڑیاں اُچھالنے کی آزادی نہیں ہونی چاہئے کہ جس کے منہ میں کسی سے متعلق کچھ بھی آئے تو وہ اپنا منہ پھاڑ کر بولنا اور گانا شروع کردے اِس میں کوئی شک نہیں کہ عمران اسماعیل کے زرداری سے متعلق کہے ہوئے اِس جملے سے پاکستان پیپلز پارٹی والوں سمیت بہت سے ایسے بھی پاکستانی ضرور ہوں گے جو سیاست کو ذاتی کردار کشی سے دور رکھنے کے آرزومند ہیں آج سیاست دانوں کو اگر مُلک میں سیاست کرنی ہے تو اِنہیں ایک دوسرے کے ذاتی معاملات کو سیاست سے دور رکھ کر سیاست کرنی ہوگی ورنہ سیاست کا عوامی خدمت کرنے کی روح اور مقصد فوت ہو جائے گا جیسا کہ آج ہمارے سیاست دان آپس کی کردار کشی میں لگ گئے ہیں اور سیاست سے مُلک و قوم کی اصل خدمت اور ترقی و خوشحالی کرنے کے بجائے سیاسی اکھاڑے میں ایک دوسرے کی ذاتی کردار کشی کرکے اور ٹانگیں کھینچ کر اپنی آنکھوں میں اپنی ہی ترقی اور خوشحالی کا خواب سجائے میدانِ سیاست کی بچھی بساط کو اپنے ہی لیئے آگے بڑھا رہے ہیں۔

اَب اِس منظر اور پس منظر میں سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ سیاست نہ بچوں کا کھیل ہے اور نہ سیاست کا اناڑیوں سے کوئی واسطہ ہے، مگر بدقسمتی سے پچھلے کئی سالوں سے سرزمینِ پاکستان میں سیاست بچوں اور اناڑیوں کا کھیل بن گئی ہے اِس لئے کہ کچھ اناڑی سیاسی کھلاڑیوں نے سیاست کو اپنے بچوں تک

منتقل کرنے کے لئے سیاست کا وقار مجروح کرنے کی ٹھان لی ہے یعنی یہ کہ ماضی میں جن کا سیاست میں خود کوئی مقام نہیں تھا، نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگا جو خود کسی سیاسی حادثے کے باعث اتفاقیہ طور سیاست میں گھسے ۔آج اُن ہی اناڑی سیاست دانوں کے بچے اُنہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سیاست میں کود پڑے ہیں جن کے بڑوں کو سیاست کی امجد کا کچھ پتہ نہیں ہے آج وہی قوم پر سیاست کرنے کے لئے پَر تول رہے ہیں اور زبردستی کا سیاسی لیڈر بننے کے لئے دوسروں کی تحریری تقاریر عوامی اجتماعات میں پڑھ پڑھ کر یہ ثابت کرانے کی کوششوں میں لگے پڑیں ہیں کہ آج اِن سے اچھااور بااعتماد اور بڑاسیاسی لیڈرو رہنماء کوئی نہیں ہے،اِسی لئے یہ اپنی تقاریر میں کبھی کبھی کو بُرا کہہ رہے ہیں تو کبھی کسی کی سیاسی کردار کشی کر رہے ہیں ،یعنی یہ کہ چھوٹامنہ اور بڑی بات کرکے یہ ثابت کرنے رہے ہیں کہ ایک یہی پاک صاف اور گنگا نہائے ہوئے ہیں اور باقی دوسرے جتنے بھی سیاسی انڈے ہیں سب گندے ہیں ۔

حالانکہ سیاست باشعور اور سمجھ دار لوگوں کو ہی زیب دیتی ہے، (جبکہ اَب سیاست میں میرے دیس میں ایسے لوگ نہیں رہے ہیں اور اگر کوئی دو چار ہیں بھی تو اُن کی بھی نہیں چلتی ہے) کیونکہ وہ کونیل کی یہ بات اچھی طرح سے جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ’’ جو بات اخلاقی طور پر غلط ہو اُسے سیاسی طور پر درست قرار نہیں دیا جاسکتا ہے‘‘مگر یہاں ہمارے لئے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج

میرے دیس پاکستان میں جو بھی بات اخلاقی طور پر غلط ہے اُسے حکمران اور سیاست دان زبردستی درست گردانتے کے لئے حکومتی مشینری کا استعمال کر رہے ہیں اَب خواہ وہ پانا مالیکس کا معاملہ ہو یا اسلام آباد لاک ڈاؤن اور ہفتوں اور مہینوں دھرنے اور احتجاجوں کا کوئی سلسلہ ہو سب ہی اپنی غلط بات کو درست منوانے کے لئے سیاست کا لبادہ اُڑھ کر طاقتی حربے استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے ہیں آج یقینا ایسے لوگوں کو گوئٹے کی کہی ہوئی یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کہ دراصل '' سیاست تو اِنسان کی آسمانی سرگرمی ہے جس سے لاکھوں اِنسانوں کی زندگیاں اور تقدیریں وابستہ ہوتی ہیں ،آج سرزمین پاکستان پر جن سیاستدانوں کے بچے اِنسانوں کی زندگیوں اور تقدیروں سے کھیلنے کے لئے سیاست کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں پہلے تو اِن بچوں کو اپنا احتساب خود کرنا چاہئے کہ وہ اِس قابل ہیں کہ وہ سیاست کے متعین کردہ معیار پر پورے اُتر رہے ہیں کہ نہیں؟؟ پھر اِنہیں سیاست کے پاک سمندر میں غوطہ زن ہونا چاہئے ورنہ سیاست سے کنارا کشی اختیار کرلینی چاہئے۔

!! چابی جتنی بھری اُتنا ہی چلا دھرنا کھِلونا، دھرنا عمران اور بھرنا نواز کا کام

جس طرح کچھ روز قبل تک پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کا پاناما لیکس کے معاملے میں " نواز ہٹاؤ مُلک سَنوارو "کے حوالے سمیت دیگر حوالوں سے اسلام آباد لاک ڈاؤن کرنے اور دھرنے کا چار سو شور شرابہ تھا چلیں، یہ بہت اچھا ہوا کہ اَب وہ بھی اعلیٰ عدالت کے ایک حکم نامے کے آتے ہی (ٹائیں ٹائیں فش یعنی کہ) ختم ہو گیا ہے۔

آج یقینی طور پر اِس سے جہاں حکومت نے سُکھ کا سانس لیا ہے تو وہیں عوام کو بھی چین نصیب ہو گیا ہے ورنہ دھرنا عمران کا اور بھرنا (جیلیں) نواز کا کام ہوتا، پھر مُلک کے اِس کونے (اسلام آباد) سے لے کر اُس کونے تک سیاسی تناؤ اور کھینچاتانی اور پکڑ دَھکڑ اور مار اماری گھیراؤ چھیکاؤکا جیسا بازار گرم ہوتا اِس سے مُلک کی ترقی رک جاتی اور معیشت کا بھی ستیاناس ہو جاتا اور مُلک مزید پیچھے کی جانب دھکیل دیا جاتا وہ تو اچھا ہی ہوا کہ دھرنیوں اور دھرنا کھِلونے کی چابی ختم ہو گئی اور دھرنی بھی بھاگ گئے اور بھاگتے بھاگتے خود ہی دھرنی اپنا دھرنا کھِلونا بھی اپنے پیروں تلے کچل کر چلے گئے ورنہ ورنہ ۔۔۔۔؟؟؟اِس مرتبہ تو وہ ہو جاتا جو کسی کے گمان میں بھی نہیں ہوتا؟؟؟؟۔

یہ ٹھیک ہے کہ جس انداز سے اچانک عمران خان کا حالیہ دھرنا منصوبہ ختم ہوا ہے اِس میں شک نہیں ہے کہ یہ اپنے پیچھے بے شمار شک و شبہات اور سوالات ضرور چھوڑ گیا ہے مگر پھر بھی دھرنے کے پُراِسرار اختتام پر شک اور سوالات اُٹھانے والوں کو یہ بھی ضرور سوچنا اور غور کرنا چاہئے کہ آج پانا مالیکس پر اسلام آباد کی جانب پیش قدمی کرنے اور دارالحکومت کو لاک ڈاؤن کرنے سمیت غیر معینہ مدت تک (پہلے کی طرح اپنی مرضی سے آنا اور اچھے بھلے خوبصورت جسموں پر لاٹھی ڈنڈے اور شیلینگ کھانے کے بعد خود ہی اپنی مرضی سے واپس جانے والے) دھرنیوں نے جو کیا اُکی بار تو بہت ہی اچھا کیا اِنھوں نے پہلے کی طرح حکومتی مشینری سے زیادہ ماریں بھی نہیں کھائی ہیں اپنا اور حکومت کا بھی کام اچھا کر دیا ہے اِس کی یقینی وجہ یہ ہے کہ اِس مرتبہ اِن دھرنیوں میں '' چابی جتنی بھری اُتنا ہی چلا دھرنا کھِلونا'' یعنی یہ کہ دھرنے والوں نے اپنا دھرنا پروگرام اُتنا ہی چلایا جتنا اُنہیں کہا گیا تھا اور جتنی اُن میں چابی بھری گئی تھی یہ نہ اِس سے زیادہ کچھ کر سکتے تھے اور نہ اِس سے کم... کچھ کرنا اِن کے بس میں تھا۔

کیونکہ پچھلے بار کی نسبت اِن میں چابی بھرنے والوں کو اِن پر ترس آگیا تھا وہ جانتے تھے کہ یہ جن میں چابی بھر رہے ہیں یہ جسم والے دھرنا کھلونے کو اتنا ہی چلا پائیں گے اگر اِس مرتبہ زیادہ آگے چلے گئے تو پھر یہ خود ہی سب

کچھ کھول کھال کر رکھ دیں گے اور پھر پسِ پردہ دھرنا پتلیوں کی ڈوریاں کھینچنے اور اِنہیں چلانے والے بھی بے نقاب ہوجائیں گے اور سب کا سب کچھ کیادھرا سر کے کٹے بالوں کی طرح سامنے آجائے گا اِس ڈر سے دھرنیوں کو دھرنا کھِلونا تھمانے والوں نے بھی خاموشی اختیار کی اور دھرنیوں کی بساط بس ایک عدالتی حکم نامے کے ساتھ ہی پلیٹ کر رکھ دی۔

اگرچہ آج ضدی عمران کی وجہ سے پانا مالیکس کا معاملہ گلی کوچوں ، سڑکوں بازاروں اور پُرجوش اور اَدھر اُدھر کی پھینکتے گرما گرم ٹی وی ٹاک سے نکل کر اعلیٰ مُلکی عدالت میں پہنچ گیاہے،اَب پانا مالیکس پر نظریں گڑائے رکھنے والوں کو یہ اُمید بھی رکھنی چاہئے کہ آنے والے دِنوں، ہفتوں اور مہینوں کے بعد جیسا بھی ہوگا فریقین عدالت کے فیصلوں کا احترام کریں گے اُس پر صبر وشکراور عفوودرگزر کا مظاہرہ کریں گے اور عدالت کے فیصلے کو اپنی قسمت کا لکھا جان کر وہی کریں گے جس کا اعلیٰ عدالت حکم دے گی۔

بہرحال، گزشتہ سات آٹھ ماہ سے مُلک میں پانا مالیکس کے حوالے سے جیسی صورتِ حال پیدا ہوگئی تھی اَب اِس کی گھمبیریت دم توڑ چکی ہے، آج اعلیٰ عدالت باقاعدگی کی بنیادوں پر پانا مالیکس کی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے کاش کہ یہی سب کچھ پہلے ہی ہوجاتا توکم از کم نصف سال کا عرصہ حکمرانوں

اور سیاستدانوں کی آپس کی لڑائیوں اور ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے تو ضائع نہیں ہوتا اور حکومت اور اپوزیشن یہی وقت اور اپنی اپنی توانائیاں مُلک اور قوم کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کے لئے لگاتے تو یقینی طور پر اتنے عرصے میں مُلک معاشی و اقتصادی حوالوں سے مستحکم ہوتااوراِس عرصے میں بیرونِ ممالک کی سرمایہ کاری سے مُلک میں دوسرے ترقیاتی منصوبوں اور پروگراموں کا آغاز ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا...؟؟؟ بہرکیف، ابھی پاناما لیکس کا معاملہ سُپریم کورٹ میں چلاگیاہے تو یہ بھی دیرآید درست آید کے مصداق ہے۔

ہاں البتہ، ابھی اِس سارے منظر اور پس منظر میں اِس سے بھی انکار نہیں کہ کچھ سیاسی اور دوسری پس پردہ رہنے والی نادیدہ قوتیں اِس تاک میں لگی ہوئیں ہیں کہ پھر دھرنیوں کو کسی معاملے میں چابی بھری جائے اور دھرنیوں کا دھرنا کھلونا اسلاآباد کی سڑکوں پر نکال دیاجائے تو پھر دور بیٹھ کر خاموشی سے تماشہ دیکھاجائے اِس پر اپوزیشن اور حکومت کو ایک ایک لولی پاپ یا ڈیری مِلک یا فانٹا کی ٹافیاں منہ میں لے کر جوش میں آنے کے بجائے ہوش سے کام لینا ہوگااور اپنے اپنے متعین کردہ دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایوانوں میں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دینی ہوں گے ورنہ آج یہ جس جمہور اور جمہوریت کی چڑیا کو کبھی اپنے ہاتھوں میں پکڑے تو کبھی اپنے کاندھوں پر بیٹھائے شیخیاں بھگارتے پھرتے ہیں اِس چڑیا کو کوئی اور دانہ ڈال کر پکڑلے

جائے گا اور پھر اپنے پاس ایسے قید میں رکھ لے گا کہ ملک کے سارے سیاستدان بھی سر جوڑ کر اِسے پکڑنے اور نادیدہ طاقتوں سے چھین لینے کی بھی کوشش کریں گے تو یہ جمہوری چڑیا کو نہیں چھڑا پائیں گے تب اِن کے ہاتھ سوائے پچھتاوے اور کفِ افسوس کے کچھ نہیں آئے گا۔ (ختم شُد)

!!امریکا میں گدھا ہار گیا ہاتھی کی جیت

لیجئے ، منگل 8 نومبر کو دنیا میں خود کو سُپر پاور کی رٹ لگانے والے امریکا میں صدارتی انتخاب کا عمل تمام ریاستوں میں مکمل ہوچکے کے بعد امریکی صدارتی انتخاب کا اختتام ہوگیا ہے اِس انتخاب میں ڈیموکریٹ اُمیدوار ہیلری کلنٹن جن کا انتخابی نشان گدھا اور ری پبلکن اُمیدوار ڈونلڈ ٹرمپ جن کا انتخابی نشان ہاتھی تھا اِن دونوں کے درمیان کانٹے کا مقابلہ ہوا کامیاب اُمیدوار کو جیت کے لئے لیکٹورل کالج کے 538 میں سے ووٹ حاصل کرنا ضروری ہے اور اَب امریکی صدارتی انتخاب کے بعد نتائج کے 270 حوالے سے آنے والی خبریں یہ واضح کررہی ہیں کہ ری پبلکن کے اُمیدوار ڈونلڈ ٹرمپ کے اگلے آٹھ سالوں کے لئے امریکی صدر بننے کے امکانات روشن ہورہے ہیں ،اِن سطور کے تحریر کرنے تک جس طرح سے نتائج آرہے ہیں ان کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے عین ممکن ہے کہ امریکی صدارت کا تاج ڈونلڈ ٹرمپ کے سر سج جائے ۔
آج یقیناامریکا کے صدارتی انتخاب میں نتیجہ امریکی عوام اور دنیا کے تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں کی توقعات کے یکدم برعکس آیا ہے، مگر اَب کیا کیا جائے کہ یہی توجمہوریت ہے جس میں عوام اپنے ووٹ کی طاقت سے خود ہی اپنے

اچھے بُرے کا فیصلہ کرتی ہے جس سے دور بیٹھے سیراب دیکھنے والی آنکھوں کو دھوکہ دیتی ہے یقیناایکی بار امریکا میں ایسا ہی ہوا ہے کہ ہیلری کی کامیابی کے سیراب دیکھ کر توقعات باندھنے اور ٹرمپ کی ہار کے لئے دُعائیں کرنے والوں کو مایوسی ہوئی ہے۔

اگرچہ اِس میں کوئی شک اور دورائے نہیں ہے کہ موجودہ امریکی انتخاب کے آخری روز تک کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھاکہ ٹرمپ جیت جائے گا اور ہیلری جیسی جاذب نظر اور خوبصورت لیڈی جس کی عالمی حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر ہے وہ یوں ہار جائے گی جس کا کوئی گمان بھی نہیں تھا،اِس بے یقینی کی ایک خاص اور اہم وجہ یہ تھی کہ جس روز سے ٹرمپ جیسامنہ پھٹ اور لڑاکو جھاڑاکو شخص امریکی صدارتی انتخاب کے حوالے سے ہیلری کے مدِمقابل آیا تھایہ شخص پہلے ہی روز سے اپنے ماضی و حال کے طرح طرح کے اسکینڈلز میں گھرا رہاتھاجس کی وجہ سے ٹرمپ امریکی تاریخ کے صدارتی انتخابات کا ایک متنازع ترین اُمیدوار قرارپایا تھا،مگر انتخاب کے بعد جب نتائج آنے شروع ہوئے تواِن سے سب حیران ہوگئےاِس کے لئے یہ نتائج سب کی توقعات کے برعکس آرہے تھے تاہم اِن نتائج سے یہی ظاہر ہونا شروع ہوگیاتھاکہ اَب چھوٹی چھوٹی لومڑی جیسی آنکھوں والی تیزوچالاک ہیلری کی ہار یقینی اور حیرت انگیز طور پر ریس لر وبدمعاش اورمنہ پھٹ ٹرمپ کی جیت سوفیصدی ممکن ہے۔آج باالآخر گزشتہ روزامریکی صدارتی انتخاب

میں گدھا ہار گیا ہے اور ہاتھی جیت گیا ہے، جبکہ پچھلے امریکی صدارتی انتخاب میں اوباما وہ پہلا امریکی سیاہ فام صدر منتخب ہوا تھا جس کا انتخابی نشان گدھا تھا۔اِس طرح اپنے انتخابی نشان گدھے کے ساتھ اوباما نے آٹھ سال تک نہ صرف امریکا بلکہ دنیا میں بھی بطور صدر اپنے فیصلوں اور اپنی طاقت سے اچھے بُرے کام کئے تو وہیں اوباما نے ایک سُپر طاقت مُلک کے صدر کی حیثیت سے امریکا سمیت دنیا کے کچھ ممالک کے لئے اپنی پالیسیوں سے بہت سے ایسے کام بھی کئے جن کا خمیازہ اوباما کے رخصت ہونے کے بعد امریکیوں سمیت دنیا کے بیشتر ممالک کے عوام کو ہی بھگتنا پڑے گا۔

تاہم حالیہ امریکی صدارت کے انتخاب میں ڈونلڈ ٹرمپ جیسے مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے متعلق مخصوص اور محدود سوچ کے حامل متنازع ترین شخص کا امریکی صدر کی حیثیت سے کامیاب ہونا اَب جہاں خود امریکا میں آباد دیگر اقلیتوں کے لئے مشکل پیدا کر سکتا ہے تو وہیں ٹرمپ اُمتِ مسلمہ سمیت پاکستان کے امریکا سے تعلقات کے حوالوں سے بھی ایک بہت بڑا چیلنج ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں متعدد مرتبہ امریکا میں آباد مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں سے متعلق کچھ ایسے نازیبا الفاظ اور جملے کہے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے اپنے شدید غم وغصے کا اظہار بھی کیا تھا، اَب کیا ڈونلڈ ٹرمپ کے امریکی صدر منتخب ہونے سے

دنیا اور بالخصوص مسلم ممالک کے درمیان امریکی تعلقات پہلے جیسے قائم رہ سکیں گے ؟؟ یا اِن میں مزید بہتری کی کچھ امکانات پیدا ہوں گے ؟؟ یا پھر امریکا کے مسلم دنیا سے دوستانہ تعلقات بد سے بدتر ہوتے چلے جائیں گے ؟؟ یہ وہ سوالات اور خدشات ہیں آج جن کا اظہار پاکستان سمیت مسلم دنیا میں زور پکڑتا جارہا ہے، اور مزید یہ کہ کیا روکھے پھیکے اور مارنے مرنے پر ہمیشہ تیار رہنے والے ری پبلکن کے ڈونلڈ ٹرمپ میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اپنی لڑائی جھگڑے کی عادت کے علاوہ امریکا اور دنیا کو اپنی ذات اور شخصیت سے کوئی تعمیری اور مثبت سوچ دے کر اِسے امن و امان اور سلامتی کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔؟اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کی ایک وجہ اِس کی مسلمانوں سے نفرت انگیز وہ الفاظ اور جملے بھی ہیں جو ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران امریکیوں سے خطابات کے دوران ادا کئے تھے آج یہی وجہ ہے کہ ٹرمپ کو اُن ہی امریکی عوام نے ووٹ دے کر کامیاب کرایا ہے جو امریکا میں اپنے علاوہ کسی دوسرے کو ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں اور جو اپنی مذہبی آزادی کے علاوہ کسی دوسرے کی مذہبی آزادی دینے کو قبول نہیں کرتے ہیں ۔اَب اِس منظر اور پس میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ بطور امریکی صدر منتخب ہونے کے بعد ڈونلڈ ٹرمپ اپنے قول و فعل سے امریکا اور دنیا کے لئے ایک چیلنج ہوں گے، امریکی عوام نے جس متنازع ترین شخص کو اپنا ووٹ دے کر اپنا صدر منتخب کیا ہے یہ جب تک امریکی صدر رہے گا یہ شخص امریکا اور دنیا کے لئے نت

نئے فتنوں کو جنم دیتا رہے گا۔ (ختم شُد)

ریسلر ڈونلڈ ٹرمپ امریکا کا 45 واں صدر منتخب !!.

گزشتہ کئی ماہ سے جس امریکی صدارتی انتخاب کا امریکا سمیت ساری دنیا میں .بڑا چرچہ تھا آخرکار وہ 11/9 کو حیرت انگیز نتیجے کے ساتھ ختم ہوگئے ہیں اَب آپ اِسے امریکی عوام اور امریکا کے سُپر پاور ہونے کے دعوؤں اور امریکی ترقی اور خوشحالی کے لئے نیک بختی کہیں گے ؟؟ یا بد بختی ؟؟

مگر آج میں اتنا کہہ کر آگے .بڑھوں گا کہ اَب کچھ بھی ہے مگر اُف مائی گاڈ امریکا کے صدارتی انتخاب میں ریپلکن اُمید وار بدنام زمانہ بداخلاق، بدتمیز، منہ پھٹ، انتہاپسند، ریسلر اور دونمبری امریکی بزنس مین ڈونلڈ ٹرمپ 45 واں امریکی صدر منتخب ہوگیا ہے۔ آج لیجئے ڈونلڈ ٹرمپ کے سرپر امریکی صدارت کا تاج سج گیا ہے، اور 11/10 کو نو منتخب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اوباما سے امریکی صدارتی ہاؤس میں 1:30 گھنٹے تک ملاقات کی اِس موقع پر دونوں امریکی صدور کی بیگمات بھی ہمراہ تھیں مگر دونوں صدور کے اختلافات پھر بھی برقرار رہے اِس دوران کچھ اہم اور کچھ غیر سنجیدہ امور پر تبادلہ خیال ہوا اور پھر نئے پرانے امریکی صدر ایک

بار ہاتھ ملا کر یعنی کہ مصافحہ کرکے اپنی پیٹھیں موڑ کر چلے گئے۔

تاہم ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے اولین 100 دِنوں کی ترجیحات میں یہ واضح کردیا ہے کہ وہ اپنے مُلک سے غیر ملکی تارکین وطن کو نکالنے کا اعلان کریں گے اوراِس کے ساتھ ہی مسلمانوں سے نفرت رکھنے والے ٹرمپ نے امریکا میں مسلمانوں کے لئے امریکی سرکاری اور نجی شعبوں میں چیک اینڈ بیلنس کا پروگرام ترتیب دے دیا ہے اور دہشت گرد ممالک سے اپنی خارجہ پالیسی سخت ترین بنانے کا عندیہ دیتے ہوئے اِس جانب جلد اپنی منظوری دینے کا بھی اعلان کیا ہے گو کہ ابھی ٹرمپ کو باقاعدہ طور پر صدارتی اختیارات نہیں ملے ہیں مگر ٹرمپ نے اپنے پَر نکالنے شروع کردیئے ہیں اَب آگے آگے دیکھئے کہ ٹرمپ کیا کیا گُل کِھلاتا ہے۔

اِس سے انکار نہیں ہے کہ آج امریکی عوام بھی ٹرمپ کو اندر اور باہر سے خوب سمجھتے ہیں کہ ٹرمپ کیا ہے؟؟ ٹرمپ امریکا اور دنیا کو دہشت گردی جیسے خطرناک ترین چیلنجز سے کیا نکال پائے گا؟؟ اِس کی ذات امریکا سمیت دنیا کے لئے کتنی کارآمد ہے اور کتنی نہیں ہے؟؟ ڈونلڈ ٹرمپ امریکی صدر کی حیثیت سے طلسماتی کامیابی پر امریکا اور یورپی ممالک میں امریکی احتجاج کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ٹرمپ کی پالیساں امریکا اور دنیا کی سلامتی اور امن وامان کے لئے خطرہ ثابت ہوں گیں جبکہ امریکا سے باہر لندن اور بعض یورپی ممالک میں

رہنے والے امریکی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اَب وہ کس منہ سے امریکا جائیں گے کیونکہ آج اُن کے مُلک کا صدر ڈونلڈ ٹرمپ جیسا بداخلاق اور انتہائی بد تمیز ترین شخص صدر ہے۔ مگر خدا جانے پھر بھی کیوں اور کس لئے امریکیوں نے ایک انتہاپسند، متعصب، بداخلاق اور بد تمیز ترین شخص کو اپنا صدر منتخب کرلیا ہے؟؟ کہیں اِس لئے تو نہیں کہ امریکی آزاد خیال ضرور مشہور ہیں مگر پھر بھی یہ اندر سے کسی لیڈی کو اپنا صدر ماننے کو تیار نہیں تھے؟؟۔

بڑی افسوس کی بات ہے کہ آج امریکیوں نے اپنی آزاد خیال کے برعکس ہیلری کلنٹن جیسی دنیا کی ایک باصلاحیت اور بااعتماد لیڈی کو اپنا صدر منتخب نہ کرکے اپنی ترقی اور خوشحالی اور اپنی مُلکی معیشت کو خود ہی تباہ وہ برباد کرنے کا سامان پیدا کردیا ہے

یقیناًاَب امریکیوں کے اِس غلط فیصلے کے بہت جلد منفی اثرات آئندہ آنے والے دِنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں خود بخود سامنے آجائیں گے کہ امریکیوں نے ہیلری کلنٹن کو اپنا صدر منتخب نہ کرکے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔

بہرحال، اَب اللہ ہی امریکا کی ترقی و خوشحالی اور سلامتی اور دنیا کے امن و

امان کا مالک ہے کیونکہ آج ٹرمپ جیسا ایک بداخلاق اور دو نمبری تاجر شخص امریکی صدر بن گیا ہے جِسے سیاست کی ابجد کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے آج یہ شخص دنیا کا طاقتور ترین اِنسان قرار پا کر امریکا تو امریکا دنیا کا بھی ستیاناس کر کے رکھ دے گا بس اِسے ذرا مضبوط تو ہونے دو یہ آٹھ سال تو بہت دور کی بات ہے ٹرمپ ایک دو سالوں میں ہی امریکا کو عظیم تر بنانے کے بجائے اپنی خصلت اور طبیعت کے مطابق ایسا کر دے گا کہ امریکا کا سارا سُپر پاور کا گھمنڈ خاک میں مل جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو یہ امریکیوں پر کسی عذابِ الٰہی سے کم نہ ہوگا کیونکہ امریکیوں کا خود کو سُپر پاور ہونے کا غرور بہت سر چڑھ کر بولنے لگا تھا یعنی یہ ڈونلڈ ٹرمپ کا 45 واں امریکی صدر منتخب ہونا اِن کے اپنے کرتوتوں کی کڑی سزا ثابت ہوگا۔

آج ڈیموکریٹ کی اُمیدوار ہیلری کلنٹن جن کا انتخابی نشان گدھا تھا اُس کی ہار اور ریپبلکن کے ہاتھی کے نشان والے اُمیدوار ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکی صدر منتخب ہونا جہاں خود بہت سے سنجیدہ امریکیوں کے لئے باعث حیرانگی ہوگا تو وہیں دنیا بھی لڑاکو جھگڑالو ٹرمپ کی بطور امریکی صدر کامیابی پر ششدر ہے امریکی صدارتی انتخاب کو کئی روز گزر جانے کے باوجود بھی ابھی تک دنیا عالم حیرانگی سے باہر نہیں آئی ہے اور سوچ رہی ہے اور رہ رہ کر خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہے کہ اَب کیا واقعی امریکی قیادت ٹرمپ جیسے غیر سنجیدہ اور بے اعتماد

شخص کے ہاتھ آ گئی ہے؟؟کیا واقعی سُپر طاقت امریکا کا صدر ٹرمپ منتخب ہو گیا ہے؟؟ بھلا ڈونلڈ ٹرمپ جیسا متعصب لاپرواہ اور غیر سنجیدہ اور موجودہ امریکی صدارتی انتخاب کی تاریخ ایک کا انتہائی متنازع ترین اِنسان امریکی صدر کی حیثیت سے دنیا کا طاقتور ترین شخص بن کر امریکا کی کیا خدمت کرے گا؟؟اور ڈونلڈ ٹرمپ جیسا اسکنڈلز میں گھیرا بے اعتبار اور غیر سنجیدہ منہ پھٹ اِنسان اپنے مُلک امریکا اور دنیا کو اپنے فیصلوں ، احکامات اور اقدامات سے کدھر لے جائے گا؟؟آج ایسے بہت سے سوالات اور مخمصوں میں شاید خود امریکی بھی مبتلا ہوں مگر میں یہ بات یقین سے کہہ رہا ہوں کہ پاکستان سمیت اُمتِ مسلمہ کے بیشتر ممالک (ہاں جنوبی ایشیا کے سوائے ایک سیکولر مُلک یا ریاست بھارت ہندوستان اور انڈیا کے جہاں ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کے لئے مندروں میں پوجا پاٹ کی گئی آج بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اور بھارتی عوام سوتے جاگتے جھوم جھوم کر خوشیاں منارہے ہیں اور مٹھایاں تقسیم کر رہے ہیں خوشی سے مندروں کی گھنٹیاں اتنی زورزور سے بجائی جارہی ہیں کہ وہ ٹوٹ ٹوٹ جارہی ہیں جبکہ اُدھر امریکا میں ٹرمپ کی کامیابی پر امریکیوں کا ایک گروپ احتجاجی مظاہرے کررہا ہے اور اِدھر جنوبی ایشیا میں بھارتی ٹرمپ کی کامیابی پر خوشیاں مناتے نہیں تھک رہے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت کو یقین ہو گیا ہے کہ خطے میں اَب تک امریکا جو کام نہیں کرسکا تھا وہ کام ٹرمپ امریکی اور بھارتی مفادات میں کردے گا اور کو وہ سب کچھ دلادے گا جس کے لئے بھارت امریکا کے

ناز نخرے جُھکٹ جُھکٹ کر اُٹھا رہا ہے) کے با شعور اِنسانوں کے دماغوں میں ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکی صدر بننا کھٹک رہا ہے اور اِن ممالک کے کرتا دھرتاؤں کے دل میں ڈونلڈ ٹرمپ کا مسلمانوں اور مسلم ممالک سے انتخابی مہم کے وران کئے گئے نفرت انگیز خطابات اور اشتعال انگیز رویوں کے پیشِ نظر نئی امریکی خارجہ پالیسیوں اور امریکی تعلقات سے متعلق رہ رہ کر کچوکے لگ رہے ہیں کہ آئندہ دنوں میں کیا ہوگا؟؟ جبکہ ڈونلڈ ٹرمپ جیسا بے اعتماد اور غیر سنجیدہ شخص امریکا کا صدر ہو یہ دنیا کے لئے کتنا سود مند ثابت ہوگا؟؟ آج بظاہر کوئی ٹرمپ سے امریکی صدر بننے پر خوش ہو مگر درحقیقت اندر سے کوئی بھی ایسا مسلم ملک کا حکمران نہیں ہے کہ جو ٹرمپ کی متنازع ترین شخصیت سے بحثیت امریکی صدر خوش اور مطمئن ہو، یہ بات صرف مسلم مما لک کے بارے میں ہی کہنا کچھ ٹھیک نہیں ہوگا بلکہ آج بہت سے یورپی ممالک کے ایسے حکمران بھی ہیں آج جو ڈونلڈ ٹرمپ کے امریکی صدر بننے سے متعلق ظاہری اور باطنی لحاظ سے ناخوش ہیں اور ٹرمپ کے امریکی صدر منتخب ہونے پر سوالات اُٹھا رہے ہیں اِن کی نظر میں بھی امریکا جیسی سُپر طاقت کا صدر ٹرمپ کا بننا بہت سے خدشات کو جنم دے رہا ہے مگر امریکی جمہوریت اور امریکی عوام کے اِس حیرت انگیز فیصلے پر سب کے سب کفِ افسوس کے ڈونلڈ ٹرمپ کی قسمت کے آگے خود بخود لاجواب ہو کر اپنے جذبات کا گلا گھونٹ کر خاموشی اختیار کر رہے ہیں ۔ (ختم شُد

سانحہ نورانی بھارت اور افغان ایجنسیاں ملوث ہیں؟؟

آہ۔۔۔!! آج ایک مرتبہ پھر دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور ہر پاکستانی آبدیدہ ہے کہ سانحہ نورانی رونما کرکے پاکستان اور اقتصادی راہداری کے دُشمنوں نے بلوچستان کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر پھر لہولہان کردیا ہے اِس بار اِن دہشت گردوں کا نشانہ درگاہ شاہ نورانیؒ کا مزار شریف تھا جس کا گمان بھی نہیں تھا کہ پہاڑ پر موجود درگاہ شاہ نورانیؒ کو بھی دہشت گرد اپنی گھناؤنی کارروائی کا نشانہ بنا سکتے ہیں۔
اَب ہمیں بغیر کسی مفاہمت اور چاپلوسی کے یہ بات ضرور تسلیم کرنی ہوگی کہ آج شیطان ذہن دہشت گرد عناصر اپنی چونکا دینے والی حرکتوں اور اِنسانیت سوز دہشت گردانہ کارروائیوں سے اِنسانوں کی ذہنی سوچ سے بھی بہت آگے نکل چکے ہیں اَب جن کی سوچ اور کام ہی اِنسانی خون سے اپنی پیاس بجھانا رہ گیا ہے آج یقیناً مساجد وعبادات گاہوں اور درگاہ شاہ نورانیؒ کے مزار پر خودکش دھماکے کرنے اور کرانے والے کہیں سے بھی اِنسان کہلانے کے حقدار نہیں ہوسکتے ہیں اَب تو ہر ایسے واقعے کے بعد ہماری یہ ساری جذباتی اور مذمتی باتیں بھی اپنی جگہہ رائی کے دانے برابر بھی اثر نہیں رکھتی ہیں مگر ایسے بہت سے سوالات ضرور جنم لے رہے ہیں کہ آخر کب تک ہمارے یہاں ایسے واقعات رونما

ہوتے رہیں گے ؟؟ دہشت گرد عناصر مساجد و عبادات گاہوں ، تعلیمی اداروں ، بازاروں ، دفاتراور قانون نافذ کرنے والے ہمارے محافظوں کے اداروں کو دہشت گردی کا نشانہ بناکر معصوم اور نہتے اِنسانوں کے مقدس خون سے ہولی کھیلتے رہیں گے ؟؟ ہم اور ہمارے کرتادھرتا حکمران ، سیاستدان اور سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں کے سربراہان صرف اپنے افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مذمتی بیانات داغ کر اور مرنے والوں کے لواحقین کے لئے قومی خزانے سے لاکھوں روپے دینے اور زخمیوں کا سرکاری خرچ پر علاج کرنے جیسے اعلانات کرنے کے بعد اِس کے علاوہ دہشت گردی کے خلاف حقیقی معنوں میں بغیر کچھ کئے خاموش ہوتے رہیں گے ؟؟ اور قوم اپنے پیاروں کے جنازے اپنے کاندھوں پر اُٹھاکر قبرستان میں بنی اور سجی قبروں کی آغوش میں اپنے پیاروں کو جاسُلاتی رہے گی ؟؟ اَب بہت ہوچکاہے اَب ہمارے حکمرانوں اور ہمارے قومی محافظوں کو حقیقی معنوں میں دُشمنوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے سخت ترین عملی قدم اُٹھانے پڑیں گے ورنہ ورنہ ہمیں دہشت گرداپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے ہمارے پیاروں کی لاشیں دیتے رہیں گے اورایک دن ایسا جب آجائے گا کہ جب ایک ایک کرکے ہم سب بھی ایک دن لاش بن کر زمین کا حصہ بن جائیں گے ۔

آج ہمیں سانحہ نورانی کے حوالے سے اصل حقائق کو جاننے کے لئے اِس خبر کو بھی

ضرور مدِ نظر رکھنا ہوگا کہ جب بلوچستان کے محکمہ داخلہ نے 5 نومبر 2016 کو ایک لیٹر آئی جی بلوچستان ، ہیڈ کوارٹر فرنٹیئر بلوچستان، ڈی آئی جی اسپیشل برانچ کوئٹہ اور ڈی آئی جی پولیس کوئٹہ کو بھی بھیج دیا تھااِس لیٹر میں سورس رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے واضح طور پر بتادیا گیا تھا کہ ایک 17 سے 18 سالہ خاتون خود کش بمبار کوئٹہ میں دہشت گردی کرسکتی ہے اوراِس خاتون کی مدد کے لئے اِس کے ساتھ دو دیگر دہشت گرد بھی ہیں مزید یہ کہ لیٹر میں جب یہ بھی بتادیا گیا تھا کہ دہشت گرد افغانستان سے آئے ہیں جو مذکورہ لیٹر جاری کئے جانے سے ایک روز قبل کار کے ذریعے قلع عبداللہ کے راستے سے بلوچستان میں داخل ہوئے ہیں'' اَب اِس لیٹر کی روشنی میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب محکمہ داخلہ نے پانچ نومبر کو ایک لیٹر جاری کرکے اپنے خدشات سے آگاہ کردیا تھا تو ذمہ داران نے اِس لیٹر پر غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاپرواہی کیوں دکھائی؟؟ اِس کا پتہ کیوں نہیں لگایا جس جانب محکمہ داخلہ نے اپنے لیٹر میں واضح اشارے دیئے تھے؟؟ یہاں محکمہ داخلہ کے لیٹر کی تصدیق کراچی کے علاقے لیاری سے نورانی جانے اور اِس واقعے میں زخمی ہونے والی اِس خاتون کے اِس بیان سے بھی ہوجاتی ہے کہ جواِس زخمی خاتون نے سول اسپتال میں میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ وہ اپنے بچوں کو شوہر کے پاس چھوڑ کر واش روم گئی اور جب واپس آئی تو اِس کا شوہر بچوں کے ہمراہ دھمال میں چلا گیا تھا وہ بھی وہاں جانا چاہتی تھی کہ ایک لڑکی نے اُس کو کہا کہ آپ یہاں سے دور چلی جاؤ ورنہ بہت پریشانی

اُٹھانی پڑے گی" تو کیا سانحہ نورانی کی اِس زخمی خاتون کے اِس بیان سے بلوچستان حکومت کے لیٹر کی تصدیق ہو جاتی ہے؟؟ مگر اَب خالی لکیریں پیٹنے سے فائدہ کچھ نہیں ہے کیونکہ حکومتِ بلوچستان نے اپنا لیٹر جس مقصد کے لئے ذمہ داران کو بھیجا تھا وہ اپنی اِس ذمہ داری کو نبھانے میں بُری طرح سے ناکام رہے ہیں اَب حکومتِ بلوچستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر واقعی ایسا ہے جیسا کہ حکومتِ بلوچستان دعویٰ کر رہی ہے تو پھر اِسے غیر ذمہ داری اور کھلی نااہلی کا مظاہرہ کرنے والوں کے خلاف سخت ترین ایکشن ضرور لینا چاہئے ورنہ قوم حکومتِ بلوچستان کے اِس دعوے سمیت مستقبل کے تمام اقدامات و انتظامات اور دعوؤں اور وعدوں کو مذاق سمجھے گی۔

تاہم جب 13 نومبر 2016 کو وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف اہم سرکاری و عسکری قیادت کے ہمراہ 15 کے لگ بھگ مختلف ممالک کے سفیر کی موجودگی میں پاک چین اقتصادی راہداری کا باضابطہ افتتاح کرنا تھا عین اِس سے ایک روز قبل 12 نومبر 2016 کو پاک چین تعاون سے تعمیر ہونے والے سی پیک منصوبے کے ازلی دُشمنوں بھارت اور افغان ایجنسیوں کے شیطانوں اور ناپاک کارندوں نے باہم متحد ہو کر اس بار بلوچستان میں اپنی دہشت گردانہ کارروائی کے لئے بلوچستان کے ضلع خضدار کی تحصیل وڈھ /حب میں مغرب کی نماز کے بعد درگاہ شاہ نورانیؒ کے مزار شریف کے احاطے میں خودکش دھماکے لئے دھمال ڈالی

جانے والی جگہ کا انتخاب کیا بھارت اور افغان سے تربیت یافتہ خود کش بمبار نے ہجوم میں داخل ہو کر خود کو اُڑالیا تادمِ تحریر جس کے نتیجے میں 62زائرین کی شہادت اور 110 کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں چونکہ درگاہ پہاڑ پر ہونے اور اندھیرے کی وجہ سے امدادی کاموں میں شدید مشکلات پیش آئیں فوری طبّی امداد کے لئے متاثرین کو مقامی اسپتالوں میں پہنچایا جاتا رہا مگر بہتر طبّی سہولیات اور علاج و معالجہ کے لئے اگلے روز صبح تک شہید اور زخمی ہونے والے زائرین شاہ نورانی کو کراچی پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا اگرچہ ابتدائی تحقیقات اور اطلاعات وخبروں کے مطابق سانحہ نورانی کی ذمہ داری دورِ حاضر کی بدنام ترین دہشت گرد تنظیم داعش نے قبول کرلی ہے یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے کہ یہ ذمہ داری فلاں نے قبول کرلی ہے بلکہ اِس کی بھی تحقیقات اور تشویش ضروری ہے کہ داعش نے یہ کارروائی کیوں اور کس لئے کی ہے؟؟ کہیں اِس سانحہ کے پسِ پردہ بھارت افغانستان اور داعش یہ تینوں تو ملوث نہیں ہیں ؟؟اگر ایسا ہے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا کہ آئندہ پھر ایسے واقعات رونما نہ ہونے پائیں جس سے کئی معصوم اِنسانی جانیں لقمہ اجل بن جاتی ہیں اور سیکڑوں زخمی ہو کر اپنی باقی زندگی مفلوجوں کی طرح بسر کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں بہر حال، کچھ بھی ہے حقائق سامنے لا ئے جانے چاہئیں تاکہ ایسے واقعات کے اصل محرکات کا پتہ لگایا جاسکے اور پھر تمام حقائق اور محرکات کو سامنے رکھ کر اُس کا فوری تدارک کیا جائے جن کی وجہ سے اِنسان دُشمن عناصر نہتے اور

معصوم اِنسانوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔

جبکہ اِس سے قبل پاکستان اور اقتصادی راہدری کے اِنہی دُشمنوں نے بلوچستان میں کورٹ اور پولیس ٹریننگ کالج کو اپنی گھناؤنی کارروائیوں کا نشانہ بناکر سیکڑوں افراد کو شہید اور کئی کو زخمی کیا تھا جنہوں نے اپنے تئیں اِن ناپاک کارروائیوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے چاہئے جتنے منصوبے بنانے لئے مگر یہ ہماری ناپاک حرکتوں کی زد سے نہیں بچ سکے گا، یہ پاکستان دُشمنوں کی صریح بھول ہے کہ پاکستان اِن کی اِن پاک سازشوں اور حرکتوں سے ناواقت ہے بلکہ اِنہیں لگ پتہ جانا چاہئے کہ پاکستان تو وہ مُلک ہے جو اِن (بھارتیوں اور افغانیوں) کے نہ صرف ماضی وحال بلکہ اِس کے مستقبل میں اپنے مخالف کی جانے والی ہر ظاہر و باطن سازشوں اور حرکتوں کو بھی خوب جانتا ہے اور سمجھتا ہے کیونکہ پاکستان کو تو یہ بھی معلوم ہے کہ آج خطے میں پاکستان کے دوہی بڑے دُشمن ہیں ایک بھارت اور دوسرا افغانستان ہے جو بھارت کو کچرے کے ڈھیر سے پڑا ملا ہے اور آج کل جس کی نگہداشت اور تربیت کی ذمہ داری بھارت کے ہی ہاتھوں میں ہے،اَب جس کی بُری تربیت کے لئے بھارت نے اپنے 62/ 65 سفارت خانے افغانستان میں قائم کررکھے ہیں، جہاں سے بھارت اپنی ایجنسیوں کے اِنسان دُشمن سخت دل کارندوں کے ذریعے افغانستان کو پاکستان مخالف سرگرمیوں کے لئے باکثرت استعمال

کر رہا ہے آج اِس پر پاکستان سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی اِس ہی کوشش میں ہے کہ یہ اپنے پڑوسی مُلک بھارت اور افغانستان کو سمجھائے کہ پڑوسیوں سے اچھے تعلقات رکھیں اور بتائے کہ پاکستان جیسے ایٹمی ملک سے اچھے تعلقات کیسے استوار کئے جاسکتے ہیں اِس کی مخالفت کرکے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا اَب تک تو پاکستان صبر و برداشت کا مظاہرہ کئے ہوئے ہے ورنہ پاکستان کے لئے بھارت اور افغانستان کو نکیل ڈالنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

تاہم اِس میں کوئی شک نہ کبھی پہلے تھااور نہ ہی آج ہے کہ بھارت افغانستان کے ساتھ مل کرپاکستان میں فرقہ واریت سمیت ہر قسم کی دہشت گردی کر رہاہے اور افغانیوں کو پاکستان مخالف بھڑکا کر استعمال کرارہاہے اور نہ کبھی ہم مستقبل قریب و بعید میں یہ سوچ سکیں گے کہ بھارت اور افغانستان ہمارے لئے خیر خواہ ثابت ہوں گے ہمارا بھارت اور افغانستان کو کبھی اپنا دوست تصور کرنادراصل ہماری موت اور اپنی بقاء وسالمیت کے خاتمے کے مترادف ہوگااور جب سے تو پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کی بنیاد رکھی گئی ہے تب سے تو بھارت چھینالوں کی طرح حرکتیں کرنے سے ہی باز نہیں آرہاہے ۔اِس کی نظر میں پاک چین اقتصادی راہداری سی پیک منصوبہ اِس کی آنکھ میں کیل بن کر گڑچکاہے جس سے اِسے پاگل کُتے کی طرح درہورہاہے اور یہ ایسی حرکتوں پر اُترآیاہے جس سے یہ ایک طرح پاکستان کو مفلوج کرنے پر تلا بیٹھاہے تو دوسری

جانب بھارت اور افغانستان مل کر خطے کے امن و سلامتی کو بھی خطرات سے
دوچار کر رہے ہیں۔

سی پیک منصوبہ قابلِ تعریف ہے مگر؟

الحمدُ اللہ ، بیشک آج ہمارا سی پیک منصوبہ حقیقت کا روپ دھار چکا ہے، عنقریب اِس منصوبے کے ثمرات وفاق سمیت چاروں صوبوں کو بھی ملنے شروع ہوجائیں گے،مُلکی معیشت آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگے گی،ہمارا اقتصادی ڈھانچہ مستحکم ہوگا،اور اور اور پاکستان کے بیس کروڑ عوام کے دُکھ درد اور مسائل سب دور ہوں گے، شہر تو شہر گاؤں میں بھی ترقیاتی کاموں اور منصوبوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوجائے گا،ماہانہ اور سالانہ ہونے والی آمدنی سے قومی خزانہ لبالب بھر جائے گا،کل جہاں مُلک سے غربت ختم ہوگی تو وہیں مُلک سے امیری غریبی کا فرق بھی ختم ہوجائے گا، گویا کہ اپنے قیام سے لے کر آج تک پاکستانی قوم اپنے جن بنیادی حقوق سے محروم تھی اَب اِسے سارے حقوق میسر آجائیں گے،مُلک میں جہاں معاشی استحکام آئے گا تو وہیں برسوں سے بجلی ، گیس اور توانائی سمیت دیگر بحرانوں سے پریشان حال پاکستانیوں کو تمام مسائل اور بحرانوں سے بھی نجات نصیب ہوگی،یعنی یہ کہ بس ایک سی پیک منصوبے کی تکمیل سے صرف گوادر ہی کی نہیں بلکہ پورے مُلک کی قسمت چمک اُٹھی ہے، ہم اپنے مُلک کی اِس عظیم ترین کامیابی پر اللہ کے حضور سربسجود ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اَب اللہ بھارت اور افغانستان جیسے ہمارے نئے پرانے (دونوں اور تمام) دُشمنوں کی نظرِبد اور حسد سے سی پیک منصوبے

کو محفوظ رکھے اور ہمارے اِن دُشمنوں کو ایسی نکیل ڈال دے کہ یہ اپنے ہی اندرونی مسلے مسائل اور خانہ جنگی ہی میں گھیرے رہیں اَب اِنہیں ہمارے مُلک اور ہمارے سی پیک منصوبے کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی مہلت ہی نہ ملے اور ہمارا مُلک پاکستان ترقی اور خوشحالی کی اُوج ثریا کی بلندیوں سے بھی زیادہ اُونچا ہوجائے۔ (آمین یارب العالمین)

۔

آج اِس سے انکار نہیں ہے کہ ہمارا سی پیک منصوبہ مکمل ہوگیاہے جو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور پوری طرح فعال ہوکر آپریشنل ہے اِس کی تکمیل سے نہ صرف پاکستان بلکہ خطے کے دیگر ممالک کو بھی سہولیات میسر آئیں گیں اور یہ بھی تجارتی حوالوں سے استفادہ حاصل کرسکیں گے اِس لحاظ سے یقیناہمارا سی پیک منصوبہ قابلِ تعریف ہے مگراَب وزیراعظم نواز شریف وزیر پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی اپنے جائز اور قانونی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اوگرا کو بھی لگام دیں کہ وہ فی الفور گیس اور پیٹرولیم مصنوعات میں اپنی من مانی کرنا بند کرے اور جس قدر جلد ممکن ہوسکے اِسے یہ بھی بتائیں اور سمجھائیں کہ اِس کا کام صرف گورکھ دھندا کرکے گیس اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اِس کا کام تو مُلک میں توانائی بحران کو قابو کرنے کے لئے بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانااور اقدامات کرناہے جو کہ اوگرا نہیں کررہی ہے حالانکہ اِسے گیس اور پیٹرولیم

مصنوعات کی قیمتیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ اِن کی قیمتیں کم کرنے کے بھی اختیارات تفویض کئے گئے ہیں مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ ایسا نہیں کرتی ہے سوائے اِس کے کہ یہ اکثر اپنی مرضی سے ہر پندرہواڑے پیٹرولیم مصنوعات تو کبھی گیس کی قیمتوں میں اضافے کی سمری بنا کر وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر پیٹرولیم کو روانہ کردیتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ جیسے ہی اِس کی منظوری کا سنگل ملے فوراً ہی (راتوں رات) پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتیں بڑھانے کا نوٹیفیکشن جاری کرکے سُکھ کا سانس لے کر بیٹھ جاتی ہے اور مُلک کے غریب عوام توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے بم تلے دب کر بلبلا اُٹھتے ہیں۔تاہم ایک خبر کے مطابق یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ’’ اوگرانے وزیر پیٹرولیم کے اعلان کے برعکس 15 نومبر سے گیس قیمتوں میں 36 فیصد اضافے کا خودساختہ فیصلہ کرلیا ہے‘‘ گویا کہ وزیر پیٹرولم شاہد خاقان عباسی کے گیس مہنگی نہ کرنے کے اعلان کے برخلاف اوگرانے اپنی مرضی سے 15 نومبر سے باقاعدہ طور پر گیس کی قیمتوں میں 36 فیصد اضافہ کرنے کا فیصلہ کرکے پاکستانی قوم پر مہنگائی کا بم گرانے کا عندیہ دے دیا ہے جس کی ہر پاکستانی پُرزورمذمت کرتا ہے اور وزیراعظم نواز شریف اور وزیر پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ کیا اوگرا کے پاس آپ سے بھی زیادہ اختیارات ہیں ؟؟ اور یہ کتنا بڑاادارہ ہے ؟؟ کہ جووزیراعظم اور وفاقی وزیر پیٹرولیم کے احکامات کو بھی ہوامیں تحلیل کرکے اپنی مرضی چلارہاہے؟؟ خبر کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ

وزیر پیٹرولیم شاہد خاقان عباسی کے گیس مہنگی نہ کرنے کے اعلان کے برخلاف اوگرا نے 15 نومبر سے گیس کی قیمتوں میں یکمشت 36 فیصد اضافہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے مزید یہ کہ عوامی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے وزیر اعظم، وزارت پیٹرولیم اور وزارتِ خزانہ کو یہ خط بھی لکھ دیا ہے کہ گیس مہنگی ہونے کی صورت میں گھریلو صارفین بُری طرح سے متاثر ہوں گے اور خط میں اوگرا نے یہ بھی کہہ دیا کہ ذرائع کے مطابق کمپنیوں کی مالی ضرورت پوری کرنے کے لئے گیس کے نرخوں میں اضافی کرنا قانونی طور پر لازم ہوچکا ہے اِس لئے اگر حکومت نے ایڈوائس نہی دی تو اوگرا آرڈیننس کی روشنی میں 15 نومبر کو نوٹیفیکیشن جاری کردیا جائے گااور اگر پندرہ نومبر سے گیس کی قیمتوں میں اضافے کا نوٹیفکیشن جاری نہ کیاگیاتو یہ قانون کی خلاف ورزی ہوگی ایک طرف تو اوگرااپنے خط میں یہ لکھ رہی ہے تو دوسری جانب یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ اِسی خبر میں اِسی گورکھ دھندا کی ماہر اوگراکے ترجمان کے حوالے سے یہ بھی کہاگیا ہے کہ ’’ وزیر اعظم کی سفارش اور منظوری کے بغیر گیس قیمتوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا‘‘ البتہ اَب اِس سارے منظر نامے سے کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ ’’ پاناما لیکس کے اسکنڈل میں گھیرے وزیر اعظم اور وفاقی وزیر پیٹرلیم کچھ بوکھلاہٹ میں مبتلا ہیں؟ وہ یہ فیصلہ نہیں کرپارہے ہیں کہ یہ گیس اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے حوالے سے اوگرا کی بھیجی گئیں سمریوں پر ہاں کریں یا نہ ..؟؟ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ گیس اور

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ خود ہی اوگرا کرتی رہے مگر اَب جب اوگرا یہ دیکھ رہی کہ حکومت پاناما لیکس اسکینڈل کی وجہ سے پریشان ہے تو اوگرا بھی ڈرامہ بازی سے کام لے رہی ہے، وزیراعظم اور وزیر پیٹرولیم اوگرا کی عیاری اور مکاری کو سمجھیں اور اِسے سختی سے منع کریں اور لگام دے کہ وہ اپنی حد میں ہی رہے اور بیجا لکھ خط کر گیس اور پیٹرولیم منصوعات کی قیمتوں میں ہرگز اضافہ نہ کرے (ختم

حکمران قوم کے لئے مسیحا بنیں.... !! اگر جنرل راحیل مان جائیں

پاکستانی قوم کو 69 سالوں سے ایک ایسے مسیحا کی تلاش ہے جو قوم کے دُکھ درد کا مداوا کرے، جس پر قوم آنکھ بند کرکے اعتبار کرے کہ یہ قوم کی ڈوبتی ناؤپار لگا دے گا، مگر بدقسمتی سے میری پاکستانی قوم کو ابھی تک کوئی بھی ایسا حکمران نہیں مل سکا ہے جو قوم کے خوابوں کی تعبیر ہو، اور جو مُلک و قوم کے ساتھ مخلص ہو، قوم کو مسائل ، بحرانوں ، مہنگائی اور دہشت گردی جیسی غلیظ دلدل سے نکالنے کا سبب بنے اور مُلک و قوم کو اُس مقام پر پہنچادے جس کی میری پاکستانی غیور و محنت کش قوم حقدار ہے ، ہاں البتہ آج قوم کو جنرل راحیل شریف سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں اگر وہ مان جا) ئیں تو... کیونکہ یہی قوم کے معیار پر پورے اُترے ہیں) یہاں یہ امر قابلِ ستائش اور لائقِ احترم ہے کہ قوم تومُلک کی تعمیر وترقی کے لئے مخلص ہے مگر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہاہے کہ پچھلے 69 سالوں سے جمہور اور جمہوریت کے نام پر یہی غیور اور محنت کش محبِ وطن قوم انتخابات میں جنہیں ووٹ دے کر ایوانوں تک پہنچاتی رہی ہے وہ ہی اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے حصول کے خاطر قوم کی پیٹھ میں زہریلا چھرا گھونپتے رہے ہیں ، قوم کے ووٹوں سے صدر اور وزیرِاعظم ہاوسز اور ایوانِ نمائندگان میں قدم رنجا فرمانے والوں نے ہی اپنے احکامات ، اقدامات اور انتظامات اور پالیسیوں

اور منصوبوں سے قوم کے مسائل حل کرنے اور اِسے اِس کے بنیادی حقوق دلانے کے بجائے اُلٹا قوم کو طرح طرح کے قرضوں اور بحرانوں میں جکڑ کر رکھ دیا ہے بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اِنہوں نے اپنی ذاتی اور سیاسی لڑائیوں سے مُلک میں بے روزگاری، مہنگائی اور دہشت گردی کے ناسور کو پروان چڑھایا ہے پھراِس پر خود ہی لہک لہک کر یہ نعرہ بلند کیا اور قوم سے بھی یہی نعرے بلند کراتے نہیں تھکتے ہیں کہ اِنہوں نے مُلک و قوم کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کردیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے آج جس کے حکمران، سیاستدان اور ادارے دعوے کررہے ہیں آج بھی میری پاکستانی پریشان اور مفلوک الحال قوم وہیں بے یارومددگار کھڑی ہے جہاں 69 سال پہلے پڑی ہوئی تھی، ہاں حکمرانی کانٹوں کا سیج ہے، مگراُن حکمرانوں کے لئے جو اپنی قوم اور عوامی دُکھ درد کو محسوس کریں، اِن حکمرانوں کے لئے حکمرانی ہرگز کانٹوں کا سیج نہیں ہوسکتی ہے، جو قوم کی تکالیف اور مسائل سے عاری ہوں اور جنہوں نے جنرل انتخابات میں حصولِ حکمرانی کے لئے انویسمنٹ کیں ہوں، اور جواِس طرح اپنی سیاہ کمائی سے حکمرانی خریدیں، تو بھلا ایسے حاکموں کے لئے حکمرانی کسی بھی طرح سے کانٹوں کا سیج نہیں ہوسکتی ہے، آج اگر میرے مُلک میرے معاشرے اور میری تہذیب کے حکمران یہ کہیں کہ حکمرانی کانٹوں کا سیج ہے تو جان لیجئے کہ یہ سفید جھوٹ بول رہے ہیں، کیونکہ یہ کیا جانے کہ حکمرانی کیا ہوتی ہے؟؟ یہ توحکمرانی کا منصب سنبھال کر بس اپنی دُکانیں چلارہے ہیں، اور دودونی چار کرکے چاردونی

آٹھ اور اِس طرح بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں آج اِس معاملے میں جائز و نا جائز سب چل رہا ہے، منصبِ اقتدار پر قدم رنجا فرمانے والوں کا سب کیا دھرا سیاہ سفید سب کے سامنے ہے، سب کے بارے میں سب، سب کچھ جانتے ہیں، کہ آج جو اشخاص حکمرانی کی شکل میں قوم پر مسلط ہیں، اِن کی ظاہر و باطن حقیقت کیا ہے؟ یہ کیا تھے؟ اور آج کیا ہو گئے ہیں؟ اِنھوں نے قوم کو کس طرح بیوقوف بنایا اور کس طرح قوم کی آنکھ میں دھول جھونک کر اِنھوں نے منصبِ حکمرانی خریدی ہے۔ اور کس طرح اِدھر اور اُدھر دونوں طرف اپنے ذاتی اور فیملی ممبران کے بینک کھاتوں کی لمبی لمبی قطاریں بنائیں اور پھر بناتے ہی چلے گئے ہیں، مگر انہیں قوم کی فلاح و بہبود کا ایک رتی برابر بھی خیال نہیں ہے حد تو یہ ہے کہ آج بیرونِ ممالک سے قوم کی فلاح و بہبود کے لئے جتنے فنڈ بھی آ رہے ہیں یہ وہ بھی اپنی ذاتی مفادات اور سیاسی حصول میں لگائے جا رہے ہیں الغرض یہ کہ جب حکمرانوں کو حکمرانی انویسمنٹ کر کے حاصل ہو تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہو رہا ہے اِس طرح حکمرانی کے فرائض منصبی پر فائز ہونے والوں کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ اِنہیں کون کون سی ذمہ داریاں کس طرح انجام دینی چاہئیں یہ تو وہ بھی نہیں جانتے ہیں؟؟ اِنہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ زمینِ خدا پر اللہ کے بندوں پر اِس فرائض منصبی کی ادائیگی کرنے والوں کی حیثیت نائب خدا ہوتی ہے۔

آج حکمرانی کو انتخابات میں انویسمنٹ کرکے خریدنے والوں کے لئے قومی دولت (قومی خزانہ) اور سرکاری مشینری اور پروٹوکول کو اپنی ذات اور اپنے خاندان والوں کے لئے استعمال کرنا جیسے اِن لوگوں کا مشغلہ اور حق بن گیا ہے۔آج حکمرانی کا منصب (سیاہ دولت سے)خریدنے والوں کے لئے پروٹوکول کا سلسلہ خشکی تو خشکی اَب تو تری یعنی کہ سمندر کے پانیوں تک بھی پھیل چکا ہے اگر آج بھی بحرہ عرب سے متصل کراچی کے ایک قدیم جزیرے میں کوئی سرکاری تقریب منعقد ہوتی ہے تو سمندر کے راستے لانچوں سے کیماڑی کراچی سے لانچوں کے ذریعے جزیرے پر جانے اور آنے والے رہائشوں کے لئے صبح سے دوپہر اور بسااوقات شام تک عام عوام کی آمدورفت روک دی جاتی ہے اور جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حکمران الوقت کی تقریب میں آمد کی وجہ سے بطور پروٹوکول اور سیکیورٹی مقاصد کے لئے یہ اقدام اوراِس جیسے بہت سے سخت اقدامات کئے گئے ہیں ہاں اگراِس دوران جزیرے پر آباد مکینوں کو کسی بھی قسم کی ہنگامی صورتِ حال کا سامنادرپیش ہوتواِن کا بھی کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتاہے، اور وہ پابندی کے مقررہ وقت ختم ہونے سے قبل سمند بھی پار نہیں کر سکتے ہیں بھلے سے کسی کا جانی ومالی کتناہی بڑا نقصان کیوں نہ ہوجائے یہاں بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے یہ پریکٹس جاری ہے آج تک اِس جانب نہ تو کسی میڈیانے آواز اُٹھائی ہے اور نہ کسی سماجی درد رکھنے والی کسی تنظیم نے یہ مناسب جانا ہے کہ کوئی اِس جانب توجہ دلائے کہ خدارا خشکی تو خشکی اَب

سمندر پر بھی پروٹوکول کلچر کو ہوا دے کر قوم کو پروٹوکول کلچر کی بھینٹ چڑھنے سے بچایا جائے کیا ابھی قوم کو اپنے لئے ایسے مسیحا حکمران کی تلاش نہ ہو، جو اِس کے لئے توانائی بحرانوں، مسائل، بے روزگاری اور دہشت گردی کے ناسوروں سمیت خشکی اور تری کے پروٹوکول سے نجات دلائے۔ (ختم شُد)

کیا ہم نے امریکا سے مفاد پرستی اور چین سے چائنا کٹنگ سیکھی ہے..... ؟؟

جس خطے میں ہم رہتے ہیں، یہ خطہ صدیوں سے کئی حوالوں سے دوسروں کا محتاج رہاہے محتاج ہے اوراگر یہ ابھی نہ سنبھلا تو ممکن ہے کہ یہاں آئندہ بھی یوں ہی محتاجی کا سلسلہ چلتا رہے، یہاں حکمرانوں سے لے کر وضع کردہ قوانین، قرضے، امداد اور مہنگائی بڑھانے کے مشورے اور ڈکٹیشن اور انارگی پھیلانے والے دہشت گرد تک تو امپورٹ ہوکر آتے ہیں، الغرض یہ کہ آج ہمارے یہاں کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جو بیرونی اثرات سے خالی ہو، اور اَب تو حالت یہ ہے کہ ہماری تہذیب بھی باہر سے رفتہ رفتہ آنے والی مغربی تہذیب کے زیر اثر دبتی چلی جارہی ہے۔

آج بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ ہم نے اپنی تہذیب کو سہارا نہ دیا تو خاکم بدہن عین ممکن ہے کہ ہماری رہی سہی اور بچی کُچی تہذیب و ثقافت اپنی ہی سرزمین میں دفن ہوجائے اوراِس کا نام ونشان تک بھی مٹ جائے اور ہمارا سارامعاشرہ مغربی بے حیائی اور ننگے پن کی تہذیب اور کلچر کو اپنالے کیونکہ یہ مشہور ہے کہ بُرائی میں لذت ہے اور اچھائی میں مشکلات ہوتی ہیں اِس میں شک نہیں ہے کہ آج ہمارے خطے میں اپنی بہت کم ہی ایسی اچھی خصلتیں رہ گئیں ہیں اَب جنہیں ہم انگلیوں پر ہی گِن سکتے ہیں یعنی جتنی انگلیاں بس

اُتنی ہی اچھی خصلتیں باقی ہیں ورنہ تو ایسی اور کوئی بات نہیں ہے جو اِس خطے کی وجہ شہرت بنے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ آج ہم اپنا وجود رکھ کر بھی خود کو بے وجود محسوس کر رہے ہیں،اِس عالمِ بے خودی میں ایسے قدم اُٹھا رہے ہیں، جو کسی بھی حوالے سے کہیں سے بھی ہمارے لئے کار آمد ثابت نہیں ہو سکتے ہیں، آج اُوپر سے لے کر نیچے تک سب ہی اپنی ذات اور اپنے حلقہ احباب تک سوچنے اور کرنے کی باتیں کرتا دکھائی دیتا ہے کسی کو اپنے مفادات کے علاوہ مُلک اور قوم کی کوئی فکر نہیں ہے،سب نے اپنی آنکھوں پر خود غرضی اور مفادات پرستی کا عینک لگایا ہوا ہے سب کو اپنی جیب اور اپنا دامن بھرنے کی فکرِ مکروہ لاحق ہے، قومی خزانے پر حکمران طبقہ شیش ناگ بنا بیٹھا ہے اور قومی خزانے کی حفاظت کی آڑ میں خود ہی مزے لوٹ رہا ہے اور یہاں بھی عیاشیاں کر رہا ہے اور قومی دولت لوٹ کر باہر لے جا کر وہاں کے بینکوں میں رکھ کر عیش و طرب کی گھٹی میں اپنا سر اور انگلیاں ڈبو رہا ہے مگر اِس کے بر عکس یہاں میرے مُلک میرے معاشرے کے میرے غریب اور مفلوک الحال لوگ اپنی بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں اُلٹا قومی خزانہ لوٹ کھانے والوں نے میرے مُلک کے غریب اور پریشان حال پاکستانیوں کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کھربوں کے قرضوں کے بوجھ تلے دبا کر مہنگائی، بے روزگاری، ، دہشت گردی، قتل وغارت گری، فرقہ واریت ، انارگی اور گندم

چینی، گھی اور توانائی بجلی، گیس اور پیٹرولیم مصنوعات کے بحرانوں جکڑ رکھا ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ آج جس خطے میں میرا اور آپ کا یہ دیس پاکستان آباد ہے یہ خطہ کئی لحاظ سے بہت سے قدرتی وسائل سے مالامال ہے مگر بدقسمتی سے اِن وسائل کو بروئے کار لانے والا کوئی نہیں ہے، آج اگر میرے دیس پاکستان کو کوئی جہاں دیدہ اور مخلص لیڈر کی صورت میں بہادر مسلمان حکمران مل جائے تو یقینا میرا مُلک اپنے قرضوں سے نجات حاصل کر لے گا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر اُوجِ ثُریا کی بلندی سے بھی بہت آگے نکل جائے گا مگر بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ابھی تک کوئی بھی میرے وطن کو جہاں دیدہ اور مخلص رہنماء نصیب ہی نہیں ہوا ہے آج جتنے بھی رہنماء موجود ہیں سب نے اپنے چہروں پر مصنوعی مخلصیت کا خول چڑھا رکھا ہے سب بہروپے ہیں کوئی مُلک اور قوم کی فلاح و بہبود سے مخلص نہیں ہے۔

یہاں اِس امر سے انکار ممکن نہیں ہے کہ امریکا اور چین ہمارے دوست ہیں اِس میں شک نہیں ہے کہ چین ہمارا ایسا دوست ہے جو ہمارے ہر اچھے بُرے وقت میں ہمارے ساتھ سب سے پہلے کھڑا ہوتا ہے یہ وہ دوست ہے جس نے ہماری ہر موقع پر اپنی کھلم کھلا حمایت کی ہے اِس نے بہت سے ایسے مواقع پر بھی دوٹوک انداز

سے ہمارے حق میں اپنا موقف واضح کیا ہے جن پر دنیا کے بیشتر ممالک کو شدید تحفظات تھے مگر جب اُنھوں نے یہ دیکھا کہ چین ہماری حمایت میں ہے تو اُنہیں بھی اپنے تحفظات پر نظرثانی کرنی پڑی اور پھر خود ہی خاموشی اختیار کرنی پڑی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں نہ صرف خطے میں بلکہ دنیا میں سب سے زیادہ فخر اپنے دوست و بھائی چین پر ہے جس نے ہماری ہر لحاظ سے اپنی مدد جاری رکھی ہوئی ہے آج تب ہی تو ہم خطے اور دنیا میں سر اُٹھا کر اور اپنا سینہ چوڑا کرکے چل رہے ہیں اور ہمارے اِس عمل سے بھارت جیسے اپنے ازلی موقعہ پرست دُشمن پر ہیبت طاری کئے ہوئے ہیں ہماری چین سے دوستی اور یکجہتی کا یہی عالم تو بھارت کی آنکھ میں کھٹکتا ہے جس نے اِسے سبوتاژ کرنے کی بہت کوششیں کیں مگر اسے ہر بار ہی منہ کی کھانی پڑی ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں پچھلے چند سالوں کے دوران کچھ معصوم اور کم عقل سیاسی بچوں اور لینڈ مافیا سے تعلق رکھنے والے گروہ نے سرکاری کھیل کے میدانوں، پارکوں اور دفاتر کے لئے مختص کی گئیں)زمینوں پر قبضے کے لئے (چائنا کٹنگ کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اربوں کی زمین اِدھر اُدھر شو کرکے اُونے پونے داموں بیچ ڈالیں آج اُن عناصر کے خلاف آپریشن جاری ہے اور سرکاری زمین کو چائنا کٹنگ کی اصطلاح استعمال کرکے بیچ کھانے والوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے اور اُن سے زمینیں اور قومی دولت بازیاب کرانے کا عمل برق رفتاری سے ہو رہا ہے یعنی یہ کہ چین سے دوستی اور محبت و الفت اور یکجہتی کے نام پر ہمارے کچھ لوگوں نے چین سے

کوئی اور اچھی چیز تو نہ سیکھی مگر چین کے نام پر سرکاری زمینوں کی چائنا کٹنگ کا کلچر ضرور متعارف کر دیا ہے اور اِسی طرح ہمارا ایک اِبنُ الوقت اور مفاد پرست دوست امریکا بھی ہے جو اپنی خصلت اور موقعہ پرستی میں اپنی مثال آپ ہے اِسے ہم سے جب بھی کبھی اپنے مفاد کا سُودا کرنا ہوتا ہے یہ ایک لمحہ ضایع کئے بغیر فوراً اپنے مفادات کا سودا کر بیٹھتا ہے اور ہم اِس کی مفاد پرستانہ خصلت سے واقف ہو کر بھی کچھ نہیں کر پاتے ہیں اور اِس کے آگے جُھک کر وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو ہمیں نہیں کرنا چاہئے آج اِس کی مفاد پرستی کا جادو ہم پر ایسا چڑھ گیا ہے کہ اَب ہم اپنی زندگیوں میں بھی مفاد پرستی کو پروان چڑھانے لگے ہیں۔ (ختم شُد)

خطے میں مودی کا جنگی جنون؟

اُدھر بھٹنڈ نئی دہلی سے (چھینالوں جیسی لگائی بجھائی خصلت کے حامل) بھارتی میڈیا نے خبر دی ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے جنگی جنون اور پاگل پن میں مبتلا ہونے کے باعث اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ 'پاکستان میں بہنے والے پانی پر بھارت کا حق ہے ہم پاکستان کا پانی روک کر پاکستان کو پانی کی ایک ایک بوند سے ترسا دیں گے'' جبکہ اِدھر پاکستان میں بھارتی پاگل وزیراعظم مودی کے اِس بیان سخت ردِ عمل آیا ہے اور پاکستان میں مودی کے اِس دھمکی آمیز بیان کو آبی دہشت گردی کا نام دے کر اسے بھارت کے مستقبل کے لئے خطرہ قرار دیا جارہا ہے اور یہ کہا جارہا ہے کہ اگر بھارت نے ایسا کوئی ناپاک قدم اُٹھایا تو بھارت کو سنگین نتائج بھگتناپڑیں گے

یقیناًاَب پاکستان کے اتنے کہے کو بھارت بہت کچھ سمجھے اِس میں نہ صرف بھارتی جنگی جنون میں مبتلاوزیراعظم مودی، بھارتی افواج، بھارتی میڈیا اور بھارتی عوام کے سبق حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ ہے اور اگر پھر بھی بھارتی اِس سے کچھ نہ سمجھیں تو پھر بھارتی اپنے کسی بھی بُرے انجام کے خود ہی ذمہ دار ہوں گے۔

خبرہے کہ (ماضی میں بھارت کی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر دودھ پتی کی چائے

بیچنے والے مگر موجودہ) بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اپنے پاگل پن اور جنونی کیفیت میں ایسے مبتلا ہوگیا ہے کہ اَب اِسے اِس کے سوا کچھ سُجھائی ہی نہیں دیتا ہے جس کے پاکستان مخالف عزائم اُس وقت کھل کر سامنے آئے جب گاؤماتا کا مُوترا مُتر پینے والے بھارتی وزیراعظم نے ’’ پاکستان کو صحرا میں تبدیل کرنے کی گیڈر بھبھکی دیتے ہوئے یہ کہا کہ پاکستان کی جانب جانے والے پانی کی بوند بوند کو روک دیں گے ، ستلج ، بیاس اور راوی کے پانی پر بھارت کا حق ہے اُسے ہم پاکستان جانے کی اجازت نہیں دیں گے بھارتی میڈیا کے مطابق اِن گھناؤنے عزائم کا اظہار خطے میں جنگی جنون اور پاگل پن میں مبتلا بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے بھارتی پنجاب کے شہر بھٹنڈ میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے یہ واویلا کیا کہ ستلج ، بیاس اور راوی کے پانی پر بھارت کا حق ہے، اور اِسے کشمیر، بھارتی کسانوں کے لئے استعمال کریں گے، جبکہ اِس موقع پر پاگل مودی نے خود کو بڑا عقل مند ظاہر کرتے ہوئے پاکستان کو متنبہ بھی کیا کہ پاکستان ہمارے ساتھ لڑ کر خود کو تباہ کر رہا ہے‘‘ حالانکہ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ پاکستان تو بھارت سے لڑنے کے بجائے دوستی اور بھائی چارگی کے فروخت کی باتیں کرتا ہے آج بھارتی وزیراعظم مودی یہ کیسے ؟؟ کہہ رہا ہے کہ پاکستان بھارت کے ساتھ نہ لڑے، خطے کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لو پاک بھارت جب بھی کوئی جنگ ہوئی ہے اِس کی شروعات ہمیشہ بھارت ہی کی جانب سے ہوئی ہے اور اگر اَب بھی کبھی کوئی محدود اور طویل کیمیائی جنگ ہوئی تو وہ بھی بھارت ہی کی جانب

سے ہونے والی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے ہوگی اِس کا پہلے کی طرح آئندہ بھی ذمہ دار بھارت ہی ہوگا۔

بہر حال ،اَب وقت آگیا ہے کہ ہم بھارت کو نکیل ڈال ہی دیں، کیوں کہ ہماری برداشت کی تمام حدیں ختم ہوچکی ہیں مگر ایسا کرنے سے پہلے ہمیں اپنے ماضی کی اُن ساری باتوں اور سوچوں کو دفن کرنا ہوگا جو ابھی تک ہم پاکستانی بھارت سے متعلق مثبت انداز سے کرتے آئے ہیں، پہلے تو یہ بات جو ابھی تک ہم دنیا سے چھپاتے رہے ہیں اور بھارت کا بھرم رکھتے رہے ہیں کہ بھارت ہمارا اچھاپڑوسی ہے ہمارا بھارت اچھادوست ہے اور اللہ جانے ایسی بہت سی خوبصورت باتیں اور حسین جملے ہم بھارت سے متعلق دنیا بھرمیں بولتے اور لکھتے چلے آئے ہیں آج ہمیں یہ سب کچھ ایک طرف رکھ کر اصل حق و سچ ضرور آشکار کرناپڑے گاکہ بھارت نہ پہلے کبھی ہمارا دوست تھااور نہ آج ہے اور اِسی طرح نہ کبھی (مستقبل) یہ ہمارا دوست بن سکتاہے، یہ تو ہمارا ہی ظرفِ عظیم ہے کہ ہم اِس کم بخت کی ساری بُری حرکتیں جانتے ہوئے بھی دنیاکے ہر فورم پر برملااِسے اپنااچھاپڑوسی اور بہترین دوست گردانتے رہے ہیں اور اِس کا ہاتھ پکڑ کر دنیا کو یہ بتاتے آئے ہیں کہ یہ اور ہم اچھے پڑوسی اور دوست ہیں ، مگر بدعقل اور منحوس بھارتی حکمران ، سیاستدان، اداروں کے سربراہان، میڈیا اور اِس کے عوام ہمارے اِس خلوص کو ہماری کمزوری سمجھتے ہیں اور خدا جانے یہ

کس گھمنڈ اور تکبر میں غرق ہیں کہ ہمارے خلوص کو شک کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں اور آج تک یہ ہمیں اپنا نہ تو دوست تسلیم کرنے کو کبھی تیار ہوئے ہیں اور نہ ہی ہمیں اپنا پڑوسی مانتے ہیں۔

کیا ابھی اِس میں کوئی شک ہے کہ آج بھارتی وزیرِاعظم نریندر مودی کا جنگی جنون اور پاگل پن نہ صرف خطے بلکہ بھارت اور بھارتی عوام کی بقاء کے لئے بھی خطرہ بن گیا ہے، یہ بات خطے کے دیگر ممالک تو سمجھ چکے ہیں آج اگر کوئی یہ نقطہ نہیں سمجھ سکا ہے تو وہ صرف بھارتی عوام ہیں اَب تک جو اپنے وزیرِاعظم مودی کے جنگی جنون اور پاگل پن کو نہیں سمجھ سکے ہیں، قبل اِس کے کہ دیر ہوجائے اور وقت ہاتھ سے نکل جائے تب بھارتیوں کے ہاتھ سوائے کفِ افسوس کہ کچھ نہیں آئے گا، آج اور ابھی وقت ضیائع کئے بغیر ہی بھارتیوں کو جنگی جنون میں مبتلا اپنے وزیرِاعظم نریندر مودی کو گریبان سے پکڑ کر اور کھینچ کر وزارتِ عظمٰی سے ہٹادینا چاہئے اور اِسے بھارت سے (باہر لے جاکر) اتنی دور پھینک دینا چاہئے جہاں سے یہ دوبارہ بھارت داخل نہ ہوسکے۔

آج خطے میں مودی کا جنگی جنون اور پاگل پن سر چڑھ کر بولنے لگا ہے، پچھلے دِنوں تو نریندر مودی نے اپنے جنگی جنون اور پاگل پن کی انتہا ہی کردی ہے جب منحوس مودی نے ایک ریلی میں پاکستان کا پانی روکنے اور پاکستان کو بوند

بوند سے ترسانے کی بات کہی تھی اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مودی پاکستان مخالفت میں وہاں پہنچ گیا ہے اَب جہاں سے اِس کی واپسی سوائے کیمیائی جنگ کی ابتداء کے ممکن نہیں رہی ہے لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر تو بلا اشتعال گولہ باری اور فائرنگ کا سلسلہ تو ایک لمبے عرصے سے ہی جاری ہے جس میں پاکستانی شہری علاقوں کو شدید جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے وقتاً فوقتاً پاکستانی کی جانب سے جوابی کارروائیوں کے بعد بھارتی گھن گرج رک تو جاتی ہے مگر ایسی ہی بھارتی مرنے والوں کی لاشوں سے دھواں نکلنا بند ہو جاتا ہے کم بخت اور بد عقل بھارتی فوج پھر اچانک پاکستانی شہر علاقوں کو اپنی بلا اشتعال گولہ باری اور فائرنگ کا نشانہ بنا ڈالتی ہے مگر جیسے بھی پاک فوج آگ اگلتی توپیں اور چنگاری جیسی گولیاں بھارتی افواج کے ناپاک جسموں کو چھلنی کرتے ہوئے پر خچے اُڑاتی ہیں تو زندہ بچ جانے والی بھارتی افواج اپنے واصل جہنم مرنے والی فوجیوں کی چیتا چلانے میں لگ جاتی ہے الغرض یہ کہ جب سے یہ چائے بیچنے والا نریندر مودی اپنی انتہا پسندانہ محدو سوچ کے ساتھ بھارت کا وزیر اعظم بنا ہے تب سے لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری و سرحد پر بلا اشتعال گولہ باری اور فائرنگ کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ، اَب اِس منظر اور پس منظر میں کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ماضی میں دودھ پتی کی چائے فروخت کرنے والا موجودہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اپنے ناپاک عزائم اور گندگی حرکتوں سے خطے کو کیمیائی جنگ کے

دہانے تک لے آیا ہے۔

راقم الحرف کو اُمید ہے کہ بھارتی اپنی سالمیت اور اپنی آئندہ نسلوں کی زندگیوں کی بقاء اور سلامتی کے خاطر اپنے ناسور نما موجودہ وزیرِاعظم نریندر مودی سے بہت جلد نجات حاصل کرلیں گے اور بہت جلد سارے بھارت میں مودی جیسے موذی کے خلاف سخت ترین تحاریک چلائیں گے یقیناً اِن کے اِس عمل سے جہاں مودی سے چھٹکاراہ حاصل ہوگا تو وہیں بھارتیوں کی زندگیاں بھی محفوظ رہیں گیں اور بھارت مودی کے جنگی جنون اور پاگل پن کی وجہ سے کسی خطرناک ترین کیمیائی جنگ سے بچ پائے گا ورنہ بھارتی اِس گمان میں نہ رہیں کہ یہ مودی کے ہوتے ہوئے اَب اِس کے جنگی جنون اور جنگی پاگل پن کی وجہ سے پاک بھارت جنگ سے بچ سکیں گے۔